بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس بیت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان

موسوم بہ

طلسم فتنۂ نور افشان

جلد اول

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سرآمد داستانگویان استاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح ترجمہ و تالیف کیا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزار حسن و خوبی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا اُسکی ذات بابرکات کو زیبندہ و سزاوار ہے جسکا لقب پاک ستار و غفار و قہار ہے ایک کلمۂ کن کے کہنے میں شجر و حجر ماہ و خورشید دوزخ و بہشت ثوابت و سیارگان خلق فرمائے سبحان اللہ اس باغ عالم میں گم گشتگان وادی حیرت کو کیا کیا رنگ دکھائے

نظم

سپہر آفریدست و خورشید و ماہ
فرجہت و نجوم و سرو آفتاب
بپیوست باہم سفید و سیاہ
ز باد و ز آتش ز خاک و ز آب
چو او کس نداند چنین ساختن
بر و آفرین باد و ز و آفرین
در از بیداین کار پرداختن
بران مخلص محمود پاکیزہ دین

نعت سرور کائنات

سبحان اللہ کیا ترکیب ہے مقدمۂ عجیب و غریب ہے کہ اپنے نور پاک سے نور محمدی کو پیدا کیا اُسکے نام نامی پر اپنے تئیں شیدا کیا وہ حبیب خدا مشہور ہوے دونوں جہان تجھ پر نور حضرت سے معمور ہوے

نظم

محمد رسول ست و پیغمبر است
ز پیغمبران دگر بہتر است
بحق محمد علیہ السلام
بیامد بدیدار از خاص و عام
ز و گفت باید سخن در بدر
وز و جست باید ببر سر بسر
ازین دیگران مر مرا کار نیست
ہمین تا خدا این جہان آفرید
کسے نقش دیبا نہ زد این پا نگاہ
منم بندۂ اہلبیت نبی
بہ ایشان مرا راہ دیدار نیست
از و صفا کرد دیگر چہ بہ
از و یافت آموخت آئین و راہ
ستایندہ خاک پائے وصی

منقبت حیدر کرار

جیسا نبی ویسا وصی صاحب قوت یکتہ تاز میدان سخاوت شہسوار معرکۂ جلالت وصی برحق جانشین مطلق نظم مصنف

گر ثنا خوانت پیمبر یا امیر المومنین
دل ہی حضرت سے مجھکو یک تمنا یہ
قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین
قصۂ بازو کہو تر یا امیر المومنین
مدح خوان ہے بہ قمر شاہ نگاہ و مہر کر
نہیں بیکھنے ہے غضنفر یا امیر المومنین
کنہ ذات با صفات حق نبی داند
آفتاب ذرہ ہے وہ یا امیر المومنین
صد میں حیدر اژدر یا امیر المومنین
راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین

خلاصہ اس حصے کا جو طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے

اول ناظرین والا مقام پر واضح ہونا ضرور ہے کہ کیا معرکہ گذر چکا اب کیا تحریر ہوتا ہے اصل کیفیت یہ ہے کہ جب طلسم ہوش ربا
فتح ہوا ہمکو جو امید تھی بر آئی آئینہ تخیل مین صورت وصال نظر آئی یعنی ملکہ بہار گلعذار کی شادی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے ہوئی
صلب شاہ و بطن بہار سے شہزادہ سرو سہی قد پیدا ہوا حسین جمیل ماہ رخسار فر و شوکت شاہی چہرے سے ہویدا صولت
و جلالت ناصیۂ انور سے پیدا سرو قد خورشید خد اور شادی نور الدہر کی ساتھ ملکہ مخمور کے ہوئی انکے یہان شہزادہ
مہران جوان بخت پیدا ہوا عقد اسد نامدار مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب سے ہوا انکے
یہان شہزادہ ضیغم شیر شکار پیدا ہوے عیار ضیغم نیرنگ صبار رفتار فرزند ضرغام عیار سرو سہی قد شاہ ہو تیر
فرزند فیروز ابن عمرو عیار مہران جوان بخت کافور خنجر بار فرزند شیر نگ عیار و صلب ایرج نوجوان و بطن
بہار سے شہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم پیدا ہوا عیار سکندر رجو ابر خنجر زن فرزند شاہ پور ایران
سب کے ذکر وقت پر تحریر ہونگے مگر جب افراسیاب مارا گیا لشکر صاحبقران غروبیہ باختر پر بمقابلہ دودہ رنگ
آیا لڑائیان شروع ہو گئین لیکن یہ بھی لکھ چکا ہون کہ سب نے سحر سے توبہ کی ہے کوکب و لاجین کبھی تائب ہوے
ہر چند کہ امیر کو شاق ہوا مگر ان صاحبون نے کہا ہم دل و جان سے مسلمان ہوے ہین کچھ خوف نہین خدا مالک ہے بعد
ان شادیون کے کوکب نے سحر العجائب سحر الغرائب کو بلایا کہا ہم بصدق مسلمان ہوے طلسم نور افشان تمہارے
سپرد کرنے مین جسقدر مناسب سمجھا ہمکو بھیجنا سرکشون سے مقابلے پڑینگے مین نے طریقہ یہ رکھا تھا کہ ہر سال گشت
کرتا تھا اس پھرنے سے یہی مراد تھی کہ کوئی ظالم کسی مظلوم پر بدعت نہ کر سکے کبھی کوئی مجھسے لڑا نہین اگر کسی نے
ارادہ بھی جنگ کا کیا اس حاکم کو تبدیل کر دیا مراد میری اس بیان سے یہ ہے کہ طلسم مین کوئی فتور نہین کوئی باغی نہین
سب ہمارے عدل و انصاف سے بخوبی راضی ہین بلکہ جب تم یہ بیان کروگے کہ خراج بہ آسانی پہونچاؤ شہنشاہ
گوشہ گیر ہوے خدا نے فضل کیا مذہب حق قبول کر لیا سب خوش ہو جائینگے بدل و جان اطاعت کرینگے تمکو جو صرف
فوج وغیرہ سے بچے اسکے موافق خراج ہمکو بھی بھیجا کرنا ہم تمہارے دعا گو رہینگے یہ سنکر وہ دونون چلے گئے جا کے اپنے
مقام پر صلاح کی کہ یہان کوکب بھی ہو گئے انکی صورت دیکھنا منع ہے ہم جانبازی کرین انکو بیٹھے بیٹھے خراج
دین یہ نہ ہوگا اب انہون نے سحر سے توبہ کی ہے انسے کیا خوف ہمارا کیا کر سکتے ہین ایک سحر مین ہم انکو پامال کرینگے
یہ صلاح کر کے دونون باغی طلسم مین بیٹھے یہان کوکب شہر مین بیٹھے ہین ایک اقلیم ہے کہ اسکو اقلیم سیہ پوشان کہتے
ہین بادشاہ وہان کا بہمن سیاہ قبا بیٹا اسکا قہار فیلزور اپنے زمانے کا رستم ایک تاجر سے اسنے تصویر ملکہ بران
کی مول لی گویا سودا خریدا قہار نے عاشق ہو کر ایک ایلچی روانہ کیا یہان جو وہ نامہ دار آکر پہونچا کوکب نے نامہ
پڑھکر چاک کیا ایلچی کو نکلوا دیا اور ایک نامہ صاحبقران کو لکھا وہان سے ایرج نوجوان عین وقت پر آئے ایلچی
کو مار کے داخل قلعہ ہوے ملکہ ناہید مہ صبح پوش کہ نہایت بیقرار تھین اسوجہ سے کہ بران کو درد زہ شروع ہو چکا
تھا ایرج کے داخل ہوتے ہی لڑکا پیدا ہوا تمام مکان روشن ہو گیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان اپنے برج مین
جلوہ گر ہے ناظرین پر واضح ہو کہ جب ایلچی مارا گیا اور اسکے ساتھ والے بھی بھاگے سامنے بہمن سیاہ قبا کے پہونچے قہار
بیٹا بہمن کا اسی خیال مین خوش بیٹھا تھا کہ معشوقہ آتی ہوگی اب جو لاشہ اپنے ایلچی کا دیکھا گھبرا گیا باپ سے کہا مین خود
جاؤنگا ہر چند اسکے باپ نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور ام صبار رفتار عیار کو اپنے ساتھ لیا بڑے زور و شور سے مع

قصر جمشیدی کے چلا مگر ایرج نوجوان بعد چھٹی کے سب سے رخصت ہو کے طرف عروبیہ باختر کے روانہ ہو گئے یہان
کوکب پرورش مین سکندر کی مصروف ہین ایک دن ایک ایلچی نے آکر ایک کاغذ پیش کیا کوکب نے اسکو
پڑھا طرف سے شہنشاہ لاچین کے مرقوم تھا کہ مبارک ہو صلب شاہ و بطن بہار گلعذار سے لڑکا پیدا ہوا اسکا
نام شہزادہ سرو سہی قد رکھا ہے اور مخمور کے یہان جو لڑکا پیدا ہوا اسکا نام مہران جوان بخت رکھا و فرزند اسد
کا نام کہ بطن سے مہ جبین کے ہوا شہزادہ ضیغم شیر شکار قرار پایا اور عیارون کے بھی فرزند پیدا ہوے ہین لہذا
آپ مع بران شمشیر زن و ملکہ ناہید مرصع پوش کے آکر شریک جشن ہون کہ عرضی صاحبقران کو بھی لکھی ہے
کوکب اس نامے کو خوشی خوشی لیکر محل مین آئے اپنی زوجہ کو خط سنایا بران نے بھی سنا سب خوش ہو گئے
ناہید نے کہا چلنا ضرور ہے اس تہنیت سے قلب کو سرور ہے کوکب نے ملکہ ناہید و بران کو سوار کرایا وزیر
سے کہا بہت جلد انتظام کردین عورات کو ساتھ لیکر نہ جاتا مگر شہنشاہ لاچین نے ایسا کچھ لکھا ہے کہ کوئی چارہ نہین
زنانی سواریان ساتھ لیکر روانہ ہوے جس مقام پر فروکش ہوتے تھے شہر آباد معلوم ہوتا تھا مگر قہار چار لاکھ
فوج چالیس پہلوان زبردست ساتھ لیکر چلا تھا تصویر ملکہ بران کی پاس ہے کبھی آنکھون پر اور کبھی کلیجے پر رکھکر
دل کو تسکین دیتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے جلدی چلو ورنہ روح میرے قالب سے نکلجاویگی کالی راتین
فراق کی مجھے کھائے جاتی ہین راتون کو مثل مرغ بسمل تڑپتا ہے عیار اسکا کہ اسنے گودیون مین پالا ہے ہر وقت اسے
سمجھاتا ہے کہ اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے اے آقاے نامدار نہ گھبرائیے چلکر آپ مقابلہ مین اندھیرے مین شب کو جاکر
ملکہ کو چرا لاؤنگا آپ کو بیقرار نہونے دونگا اکثر پانچ پانچ کوس آگے بڑھ جاتا ہے ایک روز اوہام برائے بالادوی
نکلا تھا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا سیر صحرا دیکھ رہا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کر دیکھنے لگا ایک
پہلوان زبردست صفدر وصف شکن گھوڑے پر سوار آگے آگے فوج کے اہتمام کرتا ہوا ایک بادشاہ عالیجاہ
تخت پر سوار چند محافہ ہاے زرین ہمراہ ڈیڑھ لاکھ فوج جنگی صاف ظاہر ہے کہ کسی کے مقابلے کو جاتے ہین جب
اس ملعون نے زنانی سواریان دیکھین دریافت کیا ثابت ہوا کہ کوکب اپنی زوجہ اور دختر کو لیکر طرف ہوش ربا
کے جاتے ہین یہ کیا ہنستا ہوا سامنے قہار فیلزور کے آیا کہا آپ بڑے صاحب نصیب ہین قلعہ فتح کرنے مین
مشکل پڑی کوکب اپنی زوجہ کو لیے ہوے کہین جاتے ہین مین نے ابھی دیکھا کہ میان کوکب زنانی سواریان لیے
ہوے تھوڑی دور پر اترے ہین مین نے یہ بھی دریافت کر لیا کہ ہوش ربا مین کچھ شادی ہے وہان مہمان چلے
ہین یہ سنکر اسی وقت قہار مثل ابر کے گڑگڑایا اب فوج کو تیاری کا حکم دیا شام کو زنجیرے کر و فر سے سوار ہوا
بڑے زور و شور سے چلا آتا ہے صبح ہوتے ہوتے سامنے لشکر کوکب کے آکے اترا لشکر کو وہین چھوڑا اور خود گھوڑے
پر سوار ہو کے سامنے کوکب کے آیا عرض کرنے لگا کہ آپ تردد نہ فرمائیے گا مین آپکا تابعدار ہون فرزند بادشاہ
اقلیم سیاہ پوشان پہلوان دوران گرشاسب جہان اس حقیر کو فرزندی قبول فرمائیے بران شمشیر زن کی شادی
میرے ساتھ کر دیجیے کوکب کو سنکر بڑا ملال ہوا جواب سخت دیا کہ جو مجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر معاذاللہ ہو صاحبقران کی سسکو
تجھ ایسے کافر کو دینے کا ارادہ کرون لڑونگا مرونگا مگر یہ امر نہوگا قہار یہ سنکر پلٹ گیا کوکب اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ پھر صحرا سے گرد ہوئی
دیکھا تو ہی ملعون گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ فوج اسی جانب آتا ہے گھبرا کے کوکب نے نگہبانون سے کہا دریافت کرو اب اسکا
ارادہ کیا ہے بڑھکر روکو اسطرف نہ آنے دو نگہبان فوراً مرکب پر سوار ہوا بڑھکر آواز دی ادھر کیون آتے ہو یہان
ناموس شہنشاہی فروکش ہین قہار نے گینڈا بڑھایا کہا او سپہ سالار ذرا ہمتک آؤ مختار الملک نے بھی قبول کیا فوج

اسی مقام پر رو کا کچھ پیام دیتے گیہان نے کوکب سے پوچھا اپنے مالک سے دریافت کر کے سامنے قہار کے آیا اُسنے
برابر دنگل پر جگہ دی جب گیہان بیٹھ چکا تب قہار نے ساقی بچے کو اشارہ کیا گیہان نے دست بستہ عرض کی مجھے
معاف فرمائیے آپکا مذہب اور میرا مذہب اور ہمین معلوم آپنے مجھے کیون بلایا قہار نے کہا کہ اے پہلوان دوران و اے
رستم زمان کیا عرض کرون وہان ایلچی میرا آیا تھا اُسکے ساتھ آپکے مالک نے بُرائی کی خیر جو گذرا سو گذرا اب جا کر اپنے
مالک کو سمجھاؤ کہ برادران کو حوالے کر دین ورنہ قیامت بپا ہوگی یہ سُنکر گیہان کانپنے لگا کہا اے پہلوان بس خاموش
رہو ایسی بات کا خیال بھی نہ کرو لاکھون کی جان جاویگی قہار نے کہا تم جا کر اپنے مالک کو سمجھاؤ گیہان پریشان
اُٹھا اور خدمت مین کوکب کی آیا عرض کی اے شہنشاہ بڑا غضب ہوا کہ قہار فیلزور بہ ارادۂ فاسد یہان
آیا ہی ہمکو دھمکاتا ہی ہم کب ڈرنے والے ہین یہ باتین کر رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی قہار نے طبل
جنگی بجوا دیا خود کوکب نے بھی صدا سنی کہا یہ ملعون اپنے دل مین کیا سمجھا ہی ہم ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتا
ہو کہکر جواب مین نقارہ رزمی بجوا دیا مگر قہار فیلزور سے لوگون نے کہا بڑی مشکل ہی برادران کا ملنا کوکب کو
بڑا انتشار ہی وزیرون نے عرض کی ایک عرضی صاحبقران کو لکھیے کوکب نے جواب دیا اب مہلت کہان جب
وزیرون نے منت کی تو کوکب روشن ضمیر نے ایک نامہ طرف طلسم نور افشان کے لکھا کہ اے فرزندو خبر ہو کہ ہم سحر سے طالب بچے
تمسے مدد کے طالب ہوئے کسی ساحر کو بھیجدو نامہ لکھکر خورشید سے کہا اس نامہ کو شتاشب نور افشان مین پہنچا
کہ اسوقت مین ہماری مدد کرین خورشید لے اسی وقت نامہ کو روانہ کیا شتر سوار سامنے علامت طلسم نور افشان
کے پہونچا سحر العجائب نے نامہ اپنے پاس منگوا لیا پڑھکر آواز دی یارو کوکب غضب خداوند سامری و جمشید مین
مبتلا ہوا اب مارا جائیگا اگر یہان آئیگا ہم بھی کسی ساحر کو نہ بھیجینگے شتر سوار کو جواب صاف دیدو لوگون نے جو سمجھایا تو اوسنے
سحر العجائب نے کہا کہ شکر ہو سامری و جمشید کا کہ کوکب نے سحر چھوڑنے کا مزا پایا ہمارے باوا دادا بیوقوف تھے یہ بڑے
عقلمند ہوئے دین جدید کے پابند ہوئے مگر سعید نوجوان ایک ساحر ہی کہ اسکو اُنکی بغاوت ناگوار ہوئی مثل بید کے کانپا
دل سے کہا مقام افسوس ہی جسکا ان بھائیون نے نمک کھایا اُسکی ذلت پر راضی ہین دونون کو سلام کیا کہا غلام رخصت
ہوتا ہی یہ کہکر قلعہ سے باہر آیا طرف کوہ چینی کے چلا بہر بھجون بالائے کوہ چینی پہونچا بلندی سے دیکھا دونون لشکر مقابلے
مین اُترے ہین عقل سے بارگاہ کوکب کو پہچانا کھڑے ہو کر سحر کرنے لگا رات کا وقت ہو داغ کے دانے پڑھ پڑھکر پھینکے
منظور یہ ہی کہ دشمنون کے کلیجے پھٹ جائین مقابلہ سے ہمارے آنکے ہٹ جائین بارگاہ سے کوکب نے قصد کیا تھا
کہ میدان مین جاؤن مگر گیہان شمشیر زن کوکب سے اجازت لیکر میدان مین بعید لڑو فرآیا جیسے ہی قہار نے گیہان
کو میدان مین آتے ہوئے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا اے پہلوان دوران مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ ہم یہانتک آئے اب
جا کر کوکب سے عرض کرو ہماری خطا معاف کرین آپکی دختر ہماری پیر و مرشد ہی چونکہ وزیرون نے بہکایا یہ فعل ناجائز
مجھسے سرزد ہوا یہ کہکر گینڈے کو پھیرا اپنے لشکر مین آیا کہا یارو اب تو دن کم رہا ہی جلکر اُترو صبح کو کوچ کرینگے کوکب و
گیہان ہی پلٹے کس سے مقابلہ کرین یہ بھی خبر سنی کہ قہار فیلزور اپنی خطا پر نادم ہوا مگر کوکب نے کہا اے گیہان
تم نے کچھ بھی یہ کیا سحر کیا ہوا جو مین نے نامہ لکھا تھا اُسکا ظہور ہوا شاید بیچارہ کوئی دست آیا ہو مگر افسوس ہی کہ مجھسے ملاقی نہوا
جب حریف جلا جائیگا تب فعل اُسکے سحر کا پورا ہوگا تب مجھسے ملاقات کریگا مگر اوہام صیاد رفتار عیار اُسکا خاموش
بیٹھا ہی یہ بھی اوسی بلا مین مبتلا ہوئے پیچھے گھبرایا سوچا اس مقام پر ٹھہرنا بہتر نہین ہی یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھا جب کوہ کے
پاس کوہ اُترا سعید نے حصار باندھ کر سحر کیا تھا اب سوچتا ہوا چلا کہ اگر سحر کرنے والا ملے تو اوسے ماروں ورنہ بڑی حقارت ہوگی

بہار شاہزادہ چلا گیا بڑی بدنامی ہوگی یہ سوچتا ہوا قریب کوہ چینی کے پہونچا سعید سحر کر رہا ہو تین پہر کا زمانہ گذرا جو کوکب یہان
مین اس خیال مین ہو کر کوئی ملازم ادھر سے گذرے اُس سے کہکر کھانا منگاؤن کہ دیکھا ایک عیار چلا جاتا ہو پکارا اسیان
جانے والے تمھارا کیا نام ہو اوہام نے سر اُٹھا کر اوس سے کہا تمھارا کیا کام ہو سعید نے کہا تم شہنشاہ کوکب کے ملازم
ہو مکار نے جواب دیا حقیقت مین مین اُنکا عیار ہون بباعث ضرورت نکلا ہون جو کہنا ہو کہو سعید نے اپنے پاس
بلا لیا تمام حال بیان کیا کہ مین لشکر قہار فیلزور مین سحر کر رہا ہون تین پہر سے حیران ہون بے آب و دانہ پریشان ہون
اب حال ابتر ہو یہ بھی شاہ سے عرض کرنا تمام اہالیان طلسم نور افشان آپسے باغی ہوگئے لیکن یہ غلام قدیم نمک حلال
آپکے براہ خیرخواہی حاضر ہوا انات سے سحر کر رہا ہون جب دشمن کو بھگا لونگا تب حاضر خدمت ہونگا اوہام صبا رفتار
نے سب حال سنا کہا مین جا کر تمھارے واسطے ابھی کھانا لاتا ہون اسی عیاری پر اوس بیحیا نے اُس بے خطا کو بیہوشی
کھانے مین کھلا کے بیہوش کیا سر کاٹ ڈالا وہان سے بھاگا ہوا خدمت مین قہار فیلزور کی آیا یہ جلنے کی تیاری کر رہا تھا
اب اُسکے مرنے سے قہار ہوش مین آیا اوہام کو دیکھکر رونے لگا کہا چچا جان عجب طرح کی بات ہو مین میدان کارزار
مین گیا بے لڑے بھڑے واپس آیا اب شرمندہ ہون اوہام نے سب کیفیت بیان کی لشکر اُسی وقت تیار کیا غیرت مین لشکر
کوکب پر جا پڑا یہ لوگ بے سامان تھے قتل ہونے لگے چند ہرکارون نے آکے کوکب سے عرض کی کہ یہان آپکا سپاہ
جا کر بھر گیا کوکب سلح کھڑا ہو مگر رہبان شمشیر زن یہ ہنگامہ دیکھکر ان کے خیمے مین آئین کہا حضور غضب ہوگیا دشمن نے
رات کو بھی پناہ نہ دی ہزار ہا آدمی مارے گئے اب آبرو کا خوف ہو ایسا نہو گرفتار ہو جائین کہ دیکھا سامنے سے کوکب
زخمی آگئے مین چالیس چھتیس ساتھ تھین دیکھا ہماری بیبیان پریشان ہین ایک جانب چل نکلا پانچ کوس میانکو ہرکارے
نے بڑھکر خبر دی لشکر تباہ ہوگیا ہزار ہا تھے چلے دو دوانے ماغ کے بڑھکر مار دیتے ابھی خاتمہ ہو جائے کوکب نے کہا لا حول
یہ مجھسے کبھی نہوگا توبہ شکنی نہ کرونگا اسی وجہ سے ساحر سحر سے توبہ نہین کرتے نباہنا دشوار ہو یہ کہتے ہوے طرف
صحرا کے چلے خورشید روشن رائے وزیر ساتھ ہو راہ کو دیکھکر گھبراتا ہو کبھی یہ کہتا ہو کہ یار رفیقو مجھکو اسوقت یہ
راستہ طلسم نور افشان کا معلوم ہوتا ہو کوکب نے کہا اے خورشید مجھے کچھ نہین سوجھتا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
قلعہ معلوم ہوا سر قلعہ پر ایک طاؤس صدائے ہیہات دیتا ہو منہ سے آگ گرتی ہو شعلۂ آتش بھڑک رہا ہو کوکب
نے کہا کہ آوازہ وہین جگہ ملے خورشید نے بڑھکر آواز دی ایک شخص گریہ منظر سیاہ فام آگ سے نکلا آواز دی ای
کوکب اپنے خدائے نادیدہ کو پکار رو گیا جلدی تمھین سزا ملی کوکب نے منہ پھیر لیا دیکھا سامنے سے قہار فیلزور
مع فوج پیدا ہوا کوکب و تماہید و رہبان و خورشید و چند مصاحب جنکا نمک کا پاس تھا ساتھ کوکب کے آگ
مین پھاند پڑے جب آنکھ کھلی اپنے کو قیدخانہ مین پایا ناچار راضی برضا ایک گوشے مین جاکر بیٹھ رہا مگر قہار مجوب ہو کر پلٹا
لوگون نے کہا ای شہریار نہ گھبرائیے جسوقت طلسم فتح کیجیے گا یہ لوگ زندہ ملینگے قہار تو اس اُمید مین خاموش مگر یہ عورتین
جب ہنگامہ سنکر بھاگین بخوف اپنی جان کے لڑکون کے گہوارے ایک جنگل مین رہگئے اُس سرحد کا بادشاہ سلطان کرمین بچے
واسطے شکار کے آیا گشت رخون دیکھکر ہر خیمے مین گیا لڑکون کے رونے کی آواز سنی اُسی صدا پر سلطان آیا لڑکون کو
دیکھکر عاشق ہوگیا گود مین لیکر اپنے محل مین آیا خوبصورت کا نام سکندر زرین پوش زرین علم رکھا جو دوسرا
تھا اسکا نام جواہر ہوا پرورش کرنے لگا نو نو برس کے دونون ہوے بڑی خوشی رہتی ہو ایک دن سکندر رہ واسطے
شکار کے چلا شکارگاہ مین آکر ایک شیر مارا باپ سے ضد کرکے پھر شکار کو آیا ایک ہرن تیر خوردہ شکار کیا خود تو
اُسکے عقب مین ایک جوان آیا سکندر نے اسے زیر کیا اور کہا کہ خداوند تجھکو سجدہ کر یہ سنکر وہ رونے لگا کہا ای شہر

یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ نرگس کہتے ہین میرا باپ معدان نرگس پوش ہی اور میرا نام
اورنگ تاجدار ہی بچپن سے فن سپاہ گری سیکھے صحرا مین کوہ ہی اُسپر ایک قزاق رہتا ہی شبرنگ سرکش اُسکا نام
ہی اُسکی دختر ملکۂ آہو چشم پر عاشق ہوا میرے باپ نے پیغام دیا اُسکو اپنے زور پر ناز ہی جواب صاف دیا آوارہ ہو کر
نکل آیا ہون ایک مہینہ گذرا باپ کی ملاقات کو نہین گیا اگر وہ معشوقہ دلوا دیجیے تو دل وجان سے اطاعت کرون سکندر
نے کہا ابھی چلو اورنگ نے عرض کی پانچ چار روز تامل کیجیے اُسکے پاس بارہ ہزار فوج ہی بڑا سامان چاہیے سکندر
اورنگ کو ساتھ لیکر شہر مین آئے شبرنگ سرکش کا نام سنکر سلطان گھبرا گیا اور کہا کہ اُسنے اکثر میرا خزانہ لوٹ لیا
ہی مین نے کیا کیا اس ذکر سے شہر مین کھلبلی پڑ گئی سکندر بھی چار ہزار سوار باپ سے ساتھ لیکر برابر کوہ کے پہنچ گئے
شبرنگ اور سکندر سے مقابلہ شروع ہوا آپس مین نیزے چلنے لگے عیار دیکھ رہا ہی آج تو آقا کا اور ہی رنگ ہے
ہی تیسرے دن شبرنگ کو زیر کیا، ور کہا اورنگ تاجدار کو بیٹی دو شبرنگ نے قبول کیا ناظرین پر ظاہر ہی کہ جب
کوہ وغیرہ خندق طلسم نور افشان مین گر کر بہ بغاوت نمک حرامان قید ہوے قہار عیار جو کر لپٹ گیا دہرا کے یہ
مقام طلسم ہو صحرا مین آکر اترا اس خیال پر کہ ایسا تو کسی بلا مین مین بھی پھنسون ایک پنڈت نے کہا حضور فتح کرنا طلسم کا
ضرور ہی فرزندان حمزہ طلسمات فتح کرتے ہین خود ساحر نہین ہین مگر ساحر کش مشہور ہین یہ باتین سنکر قہار کو جوش آیا
اور ہام عیار کو بلایا چند مشیر وزیر جہاندیدہ کار آزمودہ طلب کیے اُن سب سے کہا نجومی رمال کاہن ستارہ شناس
ڈھونڈھ کے لاؤ ہم اُنسے صورت فتح طلسم دریافت کرین اور طلسم نور افشان پر جلد جا دین طلسم توڑ کے اپنے
معشوق کو لائین وزیر ندیم عیار سب اس فکر مین مصروف ہوے اب اسکو اس مقام پر چھوڑ و حال اسکے طلسم پر جانے کا تحریر کیا
جائیگا ہر بنظر لطف کلام اُٹھائیگا بیان سے حال کیفیت مآل تین شاہزادون کا بیان کرنا ضرور ہی یعنی ضیغم شیر شکار
فرزند اسد مہران جوان بخت فرزند نور الدہر و سرو سہی قد دلبند بادشاہ ان تینون نے ہوش ربا
مین پرورش پائی جب بہاران وغیرہ وہ پونچین بہار رو بحور و مہ جبین کو برا اتفاق ہوا شاہنشاہ لاچین سے کہا دریافت کرو
اتنا معلوم ہوا کہ قہار فیلزور کے ہاتھ سے شکست کھا کر نہین معلوم کس طرف گئے یہ تینون شاہزادے واسطے شکار
کے گئے وہان سے بخیریت پھرے لاچین بہارے استقبال چلے دیکھا آگے سرو سہی قد ایک پہلو مین مہران جوان بخت
دوسری جانب ضیغم شیر شکار آسمان سے ایک پنجہ گرا ضیغم فرزند اسد نامور کو اٹھا لیگیا سمن جادو عاشق ہو کر
اُٹھا لائی باغ مین لاکر سمجھانے لگی مگر یہ نازک مزاج کمسن جب اُسنے بوسہ لینے کو منھ بڑھایا ضیغم نے طمانچہ مارا
قریب تھا کہ سمن جادو کا سر اُڑ جائے کھسیانی ہو کر رونے لگی غصہ مین ضیغم کو ایک کوٹھری مین قید کیا ضیغم نکلنے لگا
کنیزون نے کہا یہ کمسن ان بدعتون کے لائق نہین ہی اسکو بلائیے باغ مین پھرنے کا حکم دیجیے نیزہ ہلائے تیر اندازی
کیجیے تماشا دیکھیے لطف حاصل ہوگا سمن کو یہ بات پسند آئی ضیغم کو بلایا کہا میاں اس نخل سے ہوا بت آتی ہی
اسے اکھیڑ ڈالو ضیغم نے دو جھٹکے مارے جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدیا اسی طرح تیر اندازی کی اوراق لالہ پریشان کر دیے
اظلام زنگی سمن جادو کا قدیم آشنا آیا یہ حال دیکھکر جھلایا سمن سے کہا اُو قحبہ تو نے اس لونڈے کو پسند کیا ہی مین
رات بھر خدمت کرتا ہون تیرا دل نہین بھرتا ہی یہ کہکر طرف ضیغم کے متوجہ ہوا کچھ کلمہ سخت کہا ضیغم کو دو بڑا اسکے خدمتگار
کو طمانچہ مارا اُسکا سر اُڑ گیا اظلام ضیغم سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ضیغم نے اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لیا
سمن دوڑی کہا اُو ظالم یہ کیا کیا جیسے ہی جھپٹکر قریب آئی دانہ ماش کا مارا ضیغم گرا سمن نے چاہا بڑھکر شہزادون کی گردن
نے ان اناز کے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیئے اور نعرہ کیا منم شبرنگ صبا رفتار خنجر مارا کہ شکم چاک تھا یا کہ وہ آئی کشتی مرا نام

سمن جادو و بود نیر مگئے آقا بسعادت کی مال وہان کا چھکڑون پر لدوا کر چلے مہران جوان بخت و سرو سہی قد
پریشان ہو کر برائے تلاش ضیغم نکلے تھے شاہ پرور کا فوج و دو عیار ساتھ تہین تھوڑی دیر کے بعد ایک غبار نمایان ہوا نخل
کے سایہ مین انتظار ضیغم شیر شکار مین ٹھہرے ہین کہ دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار فوج جنگی پشت پر
روانہ ہی کرتا ہوا آتا ہے ایک عیار بھی اس جوان کے ساتھ ہے واضح ہو کہ اس جوان کا نام افغان بلند قامت ہے قہار
کا حال لکھ چکا ہون کہ فکر فتحیابی طلسم مین ایک صحرا مین فروکش ہے مجھ بھی ہر مال جمع کر رہا ہے اس افغان پہلوان او وہام
عیار کو طرف اپنے باغ کے روانہ کیا اس مضمون کی عرضی بھیجی ہے کہ او والد مجھ گھبرائیے گا مین طلسم کو فتح کرکے آونگا یہ
افغان اکے لشکر کا سپہ سالار عرضی لیے ہوے طرف اقلیم سیہ پوشان کے جاتا ہے دو آفتاب زیر نخل دیکھے اوہام
سے کہا دریافت کرو جوان کون ہین عیار بڑھا جھک جھک کر سلام کرتے مہران جوان بخت نے پوچھا اے عیار اس جوان
کا کیا نام ہے کہان جاتا ہے اوہام نے سب حال قہار کا بیان کیا اور کہا کہ ہمارا ارادہ واسطے فتح طلسم کے ٹھہرا ہے سرو سہی قد
نے ہنس کر کہا بھئی مہران جوان بخت اس ملعون بیحیا کا مارنا واجب ہوا مہران نے کہا مین ابھی اسکا سر لاتا ہون قریب
ہو کر گفتگو ہوئی نیزہ و بلّے لگا سرو سہی قد نے تعریف کی اور نعرہ کیا نعم شاہزادہ سرو سہی قد صف لشکر کفار پر جا پڑے مگر شہزادہ
مہران جوان بخت بہت زخمی ہوا دشمنون نے حلقہ باندھ کمند مار کر [illegible] یا دونون عیار مجمع سے نکلے مگر زخمون مین چور چور عیارون
کا ارادہ ہوا کہ لاچین سے جا کر اطلاع کرین دونون عیار ہوش ربا کر چلے جواہر خنجر زن طرف اپنے آقا کے چلا یہان
افغان بلند قامت فروکش ہوا ان دونون شیرون کو قید خانہ مین بھیجا اوہام سے صلاح کی کہ اب کیا مناسب ہے
عیار نے کہا بڑی نعمت ملی ہوش ربا والے اپنی جان دینگے انکے خون کے دعوی دار بھی ضرور آوینگے افغان نے کہا کیا
مجال ابھی قتل کرتا ہون جلاد کو بلایا کہا ان دونون کو قتل کر یہان لاچین کو خبر پہونچی فوراً سوار ہوا بارہ ہزار جوان
ساتھ لیے اسوقت [illegible] پہنچا کہ ضیغم نے آ کر دونون کو چھڑایا [illegible] ہوے نکلوان [illegible] ملی ضیغم کا اور افغان
کا سامنا ہوا افغان نے ہتھیار [illegible] ضیغم نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار [illegible] ضیغم نے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے
سپر کو جیسے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹ سر کو گری زمین مین [illegible] افغان مارا گیا اوہام نے یہ عیاری
ومکاری لاش [illegible] اُٹھا لیکر طرف بہمن سیاہ تباہ کے بھاگا لاچین نے بڑھکر ان تینون جوانون کو بیچ مین لیا اگر زخمی
کی شاہزادیان خبر جنگ سن کر سب بیقرار ہوئین لاچین [illegible] لیکر اندر آئے سب بیبیون نے اپنے اپنے فرزندون کو گلے لگایا
تینون شیر [illegible] زخمون پر پٹیان چڑھائین کہ ایک ہرکارے نے عرض کی آج علام نے مفصل خبر پائی ہے کہ جب وہ [illegible] مارا گیا
اور قہار فیلزور [illegible] فوج لیکر آیا کوکب یہان آتے تھے وہ نامرد لشکر کوکب پر شب خون جا پڑا کوکب نے شکست
کھائی بھاگ کر برابر طلسم نور افشان کے پہونچے تک حرامون نے دامن پناہ نہ دیا آخر سنتے ہین کہ جا کر ابھی طلسم مین قید
ہو گئے نہین معلوم کیا گذر رہی ہے [illegible] تو مناسب ہے کہ ایک عرضی امیر کو لکھئے اب شاید انکو بھی خبر پہونچی ہوگی ضیغم بول
اٹھا کہ ہم برائے فتح طلسم جاوینگے ملکہ بہاران کو خبر [illegible] اور ایک نامہ صاحبقران کو بھی روانہ کرنا چاہیے جیسا مناسب جانینگے
ویسا انتظام کر لینگے اور یہ سنا ہے کہ [illegible] ترانہ [illegible] گیا ہے خدا انسے ملائے بہار نے فرمایا ہم مہینہ بھر مین سامان تیار
کر دینگے انشاءاللہ تم جاؤ سرو سہی قد خاموش ہو رہے رات کو اپنے عیار کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے صبح کو
ضیغم و مہران بہت روے آپس مین صلاح کرکے عیارون کو ساتھ لیا اور نکل گئے مگر شاہزادہ سرو سہی قد کے کان مین
توپ کی آواز آئی جنگل سے نکل کر دیکھا ایک پہلوان [illegible] پر جاتا ہے قلعہ مین جو بادشاہ ہے منت کرتا ہے یہ پہلوان نہین مانتا ہے
شاہزادہ گھوڑا بڑھا کر سامنے گیا کہا اب آگے نہ بڑھنا فرطوت پہلوان نے کہا تجھے کیا مطلب یہ بادشاہ رشید تاجدار

مالک قلعہ حسکا کیہ عجب اے ایمان میرا بڑا بھائی ہی باپ کے مرنے کے بعد اسنے کل جائداد پر قبضہ کر لیا سلطنت بھی لے لی اب مین نے
چند پہلوان جمع کیے زور بازو کے بھروسے پر چڑھ آیا اب بھی سکاری کر رہا ہی سرو سہی قد نے کہا بس غرور موقوف کر شاہزادے
کو بیل دیکھکر سمجھا جوان کمسن ہی زور زمین کیا کریگا یہ سوچ کر زمین پر آیا کشتی ہونے لگی سرو سہی قد نے دو چار تکے ایسے
مارے جنسا تھمنا مشکل کر دیا آخر زیر کر لیا فرتوت نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا رشید نے جو یہ معاملہ دیکھا دل مین خیال کیا
فرتوت کو مسلمان ہوتے ہوے دیکھا دل مین کہا دونون کا قتل کرنا واجب ہوا مگر تدبیر ہے یہ شیر دام تزویر مین پھنسیگے
اگر اسوقت ذرا بھی بولونگا ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات نہ پاؤنگا دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کہا سلطنت کیا چیز ہی جان تک
حاضر ہی وزیرون نے بہکا کر مجھکو تم سے لڑوایا اب مین سرکشی سے باز آیا تم سلطنت کرو ملک و مال لو مین گوشۂ عافیت مین
بیٹھکر عبادت پروردگار کرونگا فرتوت نے کہا کیسی سلطنت اے برادر اس شیر کی اطاعت کرو مین اسکا تابعدار ہوا جو مین نے
کہا تھا وہی کرونگا اس شہریار کو بادشاہ کرو ہم دونون سپہ سالار بنکر شہرون کو تسخیر کرین اے برادر راہ خدا مین لڑمین مرین
اب حضور کو اندر لیچلو پوچھون ایسے جلیل کیا باعث ہی کہ یکہ و تنہا یہان آئے ہین یہ نہین معلوم کیا ارادہ ہی رشید قدمون پر
شاہزادے کے گر اکہا اے شہریار مین نے لات و منات پر لعنت کر کے آپکا مذہب قبول کیا سعادت ابدی کو حصول کیا ہے
کلمہ پڑھکر سبکو کلمہ پڑھا فوج کو بھی اشارہ کر دیا سب اسی طرح کلمے سے مسلمان ہوے باجے انداز بجاتے ہوے چوب و چماق ہاتھ
مین زر نثار کرتے ہوے اہتمام سواری مین مصروف شاہزادے کو دار الامارۂ شاہی مین لائے فرتوت و رشید نے بہ
منت خوشامد تخت پر بٹھایا شاہزادہ قبول نہ کرتا تھا کہا اے برادر فرتوت ہم بڑی مصیبت مین مبتلا ہین شہر سے نکل رہا
ہے یکہ و تنہا نکل آئے جنکے ساتھ پرورش ہوے انکے بھائیون کا ساتھ چھوٹا فلک نے اس کمسنی مین لوٹا ہمارا شہزادہ اطوار کو کب
عالی وقار کا ستارہ گردش مین آیا جاکر طلسم نور افشان مین مقید ہوا اُسکی رہائی کو جاتے ہین اگر طلسم فتح کیا تو لیاقت ٹھیک ہے
ورنہ ہماری جرأت مین تشکیک فرزند نور الدہر بن بدیع الزمان فرزند احمد نوجوان یہ سب ہمارے ساتھ پیدا ہوئے
اور بڑے ناز و نعم سے پرورش پائی اس سفر مین وہ بھی شاہزادگان والا تبار ہمسے چھوٹے بس آج شب بھر تم لوگ بڑے
تکلف سے ہماری دعوت کرو دونون بھائی یہ محبت اپنے کاروبار مین مصروف ہو ہم کسی طرح ٹھہر نہین سکتے صبح کو ضرور
بالضرور جائینگے ہم بدون فتح طلسم نور افشان آرام نہ پائینگے یہ سنکر فرتوت کو سناٹا آ گیا نام طلسم سنکر قلب تھرا گیا
عرض کی اے شہریار اب دو چار مہینے یہان رہیے نجومی رمال جمع کرین سامان فتح طلسم مہیا ہو اور ہمارے بھائی صاحب
نے ایک بڑی خطا یہ کی کہ ہمکو نکالدیا یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے سفاک زنگی وہان کا حاکم ہے دعوی پہلوانی بھی
رکھتا ہے جب ہم قلعے سے نکلگئے وہ چڑھ آیا بھائی صاحب کو خوب ستایا ملک پر قبضہ کر لیا آخر انھون نے خراج دینا قبول کیا
خراج اُسکو دیتے ہین جب خراج نہ جائیگا وہ بھی فساد برپا کریگا اُس سے بھی مقابلہ ضرور ہے شہزادے نے کہا اے برادر
سب کانٹون کو بعد فتح طلسم نور افشان دیکھ بھال لینگے یہ بڑی ضرورت ہے ایک صاحب شوکت وہان قید ہے ایک
شیر دلیر نوزنگاہ صاحبقران فرزند امیر حمزہ نوجوان اس تباہی مین اپنی مان سے چھوٹا ایسی تباہی تھی کہ فرزند کی یاد نہ
کوئی بہی فرار کی جنتا سہی اُسکی بھی تلاش ضرور ہے اُسکے واسطے قلب ناصبور ہے اگر سفاک زنگی تمپر لشکر کشی کرے اُس سے مقابلہ
کرنا تم کیا کسی سے کم ہو ہم بھی اگر خدا چاہیگا زندہ پھر ینگے تمھارے دشمنون سے سمجھینگے اگر قضا قریب ہے تو ملاقات ہماری تمہاری
روز حشر پر گئی یہ سنکر فرتوت بے اختیار رونے لگا عرض کی اے شہریار مین نے قدم چھوڑنے کو یہ غلامی اختیار نہین
کی جو تنہا نکلا ہو بسم اللہ ہم ضرور ساتھ چلینگے حضور کو تنہا نہ چھوڑینگے رشید تا حد امکان دونون کی باتون پر
ہنس رہا ہی اپنے سفیرون سے کہتا ہی یہ دونون خوب خیالی پلاؤ پکا رہے ہین بیوجہ بلبلا رہے ہین یہ دونون کے

ابھی گرفتار کر لیتا ہون گرفتار کرکے خدمت مین سفاک زنگی کی لیجاؤنگا وہ دونون کو قتل کریگا یہ کہکر جعبا نے عرض کی حضور کھانا تیار ہے شاہزادہ فرتوت کا ہاتھ تھام کے اندر گیا شاہور عیار بھی ساتھ ہوا اسنے چپکے سے کئی مرتبہ شاہزادے سے کہا کہ یہ شہریار پیر نابالغ مکار معلوم ہوتا ہے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ جھڑک کر کہا کہ ہمین کسی کی مکاری و غداری سے کیا کام شب بھر کے مہمان ہین صبح کو چلے جائینگے تمہین یہان رہنا ہے شاہور ناچار خاموش ہو رہا مگر رشید ملعون نے سب کھانا آغشتہ بہ داروے بیہوشی بکروایا ہے شراب مین کباب مین بیہوشی جب ان سب نے کھانا کھایا ہو ہاتھ دھونے کو اٹھا زندگی سے ہاتھ دھویا بیہوش ہوکر زمین پر گرا رشید ملعون نے فوراً آہنگرون کو بلا کے فرتوت و شاہزادہ سرو سہی قد کو مع شاہور عیار کے مسلسل و مطوق کیا اور نصف شب کو جاکر فوج فرتوت پر شبخون مارا اور سب بیچارے سپاہی بے سردار کیا کرتے تھے شکست فاش کھا کر درہ پاے کوہ مین جاکر مخفی ہوے اس ظالم نے سب مال و اسباب لوٹ لیا صبح کو فرتوت و سرو سہی قد و شاہور عیار کو ارابے پر ڈال کر طرف سفاک زنگی کے چلے اسی کو یہ خراج دیتا ہے صبح کو جو شاہزادہ سرو سہی قد بیدار ہوا اپنے کو اس حال پر ملال مین پایا فرتوت بھی ہوشیار ہوا انسے دونون کی [illegible] شہریار نے دغا کیا [illegible] یہ جعبا بڑا مکار غدار ہے شاہور نے عرض کی مین نے بھی تو آگاہ کیا تھا کہ یہ موذی مکار ہے مگر حضور نے کچھ خیال نہ کیا آخر کو یہ روز سیاہ فلک نے دکھایا شاہزادے نے فرمایا کہ کچھ مقام تردد نہین ہے یہی ہے اصل ہمارے اچھے معاملات جو پیش آئینگے نزدیک پروردگار عالم کے بہتر ہوگا عیار خاموش ہو رہا [illegible] کا کوئی [illegible] سفاک زنگی اسی شکار کے صحرا مین آیا تھا اسکو خبر معلوم ہوئی کہ رشید تاجدار کا [illegible] ثابت قدم کو [illegible] زنگی [illegible] ہوکر چند مسلمانون کو اسنے قید کیا آپکی خدمت مین لاتا ہے [illegible] مسلمانون مین فرتوت [illegible] شکیب [illegible] فرتوت جانی پر خبر کہ گیا تھا عین وقت یہ فرزند ارجمند بادشاہ اسلام آ پہنچے فرتوت کو [illegible] فرتوت [illegible] دل سے مسلمان ہو گیا رشید تاجدار نے ظاہر مین کلمہ پڑھا اور باطن مین [illegible] پرست رہا [illegible] دونون جوانون کو [illegible] قید کیے ہوے آتا ہے یہ سنکر سفاک زنگی اسی مقام پر ٹھہر گیا [illegible] سے رشید نامدار ان قیدیان [illegible] کو لیے ہوے آ پہونچا سفاک زنگی نے سب حال رشید سے دریافت کیا رشید نے کل کیفیت بیان کی کہا اے بادشاہ جمجاہ ان جوانان عالیجاہ یہ جوان آفتاب مثال خورشید جمال نیر آفتاب آسمان عربستان ہے نور نگاہ بادشاہ اسلام سرو سہی قد نام فلک مقام ہمارے دام تزویر مین آ گیا جو مناسب ہو حکم دے سفاک زنگی نے حکم دیا کہ یہ لوگ [illegible] ہین [illegible] اپنے شہر مین لیجانا [illegible] سب [illegible] اسی صحرا مین دارین استاد [illegible] فوراً دارین استاد [illegible] ارادہ قتل کا ہوا جلاد [illegible] تیغ لگانے لگے کہ عین وقت پر شاہزادہ مہران جوان بخت [illegible] شیر شکار جو شاہزادے [illegible] کے تعاقب مین [illegible] آگرا اسوقت پہونچے کر اپنے شہریار کو زیر تیغ پایا یہ سانحہ دیکھکر تلوارین کھینچ کھینچکر گرے شاہزادے کو [illegible] رہ گیا سرو سہی قد نے سفاک زنگی کو زیر کیا یہ فوراً [illegible] دل سے مسلمان ہوا رشید ملعون کو بھی شاہزادے نے قتل کیا سب فوج نے امان مانگی شہزادے نے ہاتھ روک لیا قلعہ سفاکیہ تک عملداری بھی سفاک زنگی و فرتوت کی ڈیڑھ لاکھ فوج کا شمار ہوا جب رات کو جلسہ آراستہ ہوا صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی تو شاہزادہ سرو سہی قد نے کہا یارو یہان رہنے سے کیا فائدہ ہے ہم طرف طلسم نور افشان کے جائینگے مشہور ہے کہ وہان [illegible] ویران [illegible] مین جاکر انکو چھڑا لائینگے سب نے کہا بسم اللہ ہم حضور کے ہمراہ ہین جو مناسب ہو [illegible] سفاک زنگی نے کہا ایک ہفتے کی مہلت چاہتا ہون سرو سہی قد نے کہا جبتک تم لشکر تیار کرو ہم شکار کھیل آئین ان سب نے قبول کیا شاہزادہ سرو سہی قد مع اپنے عیار کے شکار کو آیا ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا ایک صحرا مین آ

دیکھا دیہات کا میلہ آراستہ ہے ایک نخل سے صورت سامری پیدا ہوتی ہے سب اسی آرزو مین جمع ہین شاہزادے نے دیکھا جیسے
غنچہ بے ہیولی کھل جاتا ہے سب نے اسکو سجدہ کیا شہزادہ پہچانا گیا درخت بارہ سو سوزنی کا سایہ بڑا اُس سے بجلی گری شہزادے کو اٹھا لیگئی سجدہ موقوف ہوا مگر
شاہور خدمتگار بنکر قرطوس زمیندار سے پوچھا کہ حضور یہ جوان کون تھا جسپر بجلی گری قرطوس نے کہا تیس کوس پر ایک باغ ہے اُسمین چند
کنیزان خداوند رہتی ہین نسرین عذار سب کی افسر ہے جو کوئی اُس راستے سے جاتا ہے جل جاتا ہے یہ انگوٹھی پہنلو جب بجلی
چمکے ہاتھ بلند کرکے آواز دینا میں فرستادہ قرطوس زمیندار ہون بجلی نہ گریگی باغ مین جاکر نسرین عذار سے سب حال
پوچھنا وہ بتلا دیگی عیار انگوٹھی لیکر جنگل مین آیا انگوٹھی نے دستگیری کی آ پہ بجلی نہ گری باغ مین پہونچے دیکھا تو کنیزین وسط
باغ مین بیٹھی ہین نسرین عذار سب کی افسر ہے شاہور کنیزون مین ملگیا نسرین سے پوچھا اُسنے کہا کیا کہون بدنامی ہوگی
ملکہ عالم اُس جوان پر مائل ہے وہ نہین مانتا مگر ایسا جوان کبھی نگاہ سے نہین گذرا یہ ذکر تھا کہ ملکہ پیدا ہوئی نہایت حسین
میلو مین سرو سہی قد بعد شوہر گر دیکھی سو کنیزین خوشرو محفل مین آکر پہونچی شاہور نے گلرنگ ڈومنی کو بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر ملکہ کرح کل کنیزون کے بیہوش کیا شاہور کو یہ خیال تھا کہ شاید اس نازنین نے سحر سے اچھی صورت نہ بنائی ہو
بیہوش کرکے اسکو ستون سے باندھا جابجا ہین ملکہ کی سوزن دیکر ہوشیار کرکے حال پوچھا اُسنے سب کیفیت بیان کی
اور کہا مین داماسہ کی نواسی ہون جب سے وہ ملک برباد ہوا اس صحرا کو آکر آباد کیا اب آپکی کنیز ہون جہان آپ جائینگے مین
بھی چلونگی ڈیڑھ لاکھ جادوگرنیان میرے ساتھ ہین سب کو لیکر آپکی مدد کو موجود ہون جو کچھ مجھسے ہو سکیگا قصور نہ کرونگی شاہور
عیار نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن معلوم ہوتی ہے فوراً ملکہ کو ستون سے کھولا اور سب کنیزون کو بھی ہوشیار کیا محفل عیش و
نشاط گرم ہوئی شاہزادے کو اسکے شریک ہونے کی بڑی خوشی ہوئی کلمہ طیبہ ملکہ کو تعلیم کیا ہر نوع اس کروفر سے بیان سے ارادہ
ہے کہ اول طلسم نور افشان پر پہنچین کوکب و مہران کو رہا کرین بعد غروسیہ باختر پہ چلین الغرض یہ تینون شیغفاب جیرون بزوال کہ
سوسنی مین یہ ساحر مع ڈیڑھ لاکھ ساحرون کے تخت پر شاہزادہ سرو سہی قد ایک طرف مہران جوان بخت ایک جانب
ضیغم شیر شکار اس کروفر سے طرف طلسم نور افشان کے چلے مگر سکندر زرین پوش زرین علم نے مذہب جمشیدی
مین پرورش پائی حسین جمیل بہادرون کا کفیل روز تقاضا ہے باپ سے کہ ملک گیری کیجیے چلیے شہر نوکرین ملکہ بر
غروسیہ باختر چلیے وہان بڑے بڑے بہادر جمع ہین اگرچہ ایک بہادر کو بھی زیر کیا تو نام ہوگا باپ اچھا کہکر ٹال دیتا ہے
کبھی کہتا ہے بیٹا شیران دشت نبرد سے مقابلہ دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے سکندر سے آکر بعد دعا و ثنائے شاہی
عرض کی کہ طولاب شمشیر زن حاکم قلعہ کوہستان بڑا پہلوان زبردست ہے کئی ملک اُسنے تسخیر کیے طرف طلسم نور افشان
کے جاتا تھا آپکے ملک کا نام سنکر ہمارے مقابلہ سطرف آتا ہے پہونچا چاہتا ہے اپنے ندیمون سے اُسنے ذکر کیا کہ شاہنشاہ
زرین پوش سے خراج لونگا سکندر نے کہا اُسکی کیا مجال گریبان آنکھ ہاتھ سے مردان عالم کے مارا جائیگا اس تیغ بیدریغ
سے پناہ نہ پائیگا شاہنشاہ تو کانپ گیا کہا اے فرزند وہ جوان بڑا صاحب طاقت ہے سکندر نے تیوریان چڑھا کر جواب
دیا پھر کیا کہوں خراج دیدین یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد تیرہ نمایان ہوئی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا طولاب شتر زین
پشت کرگدن پر سوار پشت پر دو لاکھ فوج جرار آکر فروکش ہوا نامہ دیکر اپنے ایلچی سہیل اژدر سوار کو پاس
شہنشاہ زرین پوش کے روانہ کیا کہ جاکر شہنشاہ کو سمجھاؤ ہماری خدمت مین اُسکو لاؤ اگر قبولیت نہ آئے تو جبر
کشان کشان سامنے ہمارے لاؤ ہم بدون خراج لیے ہوے آگے نہ بڑھینگے یہان دربار شہنشاہ آراستہ ہے سکندر
دنگل زرین پر جلوہ فرما کہ درگ سالار نے آکر عرض کی کہ سہیل اژدر سوار نامے ایلچی طولاب کا دردولت پر
حاضر ہے سکندر نے کہا بلاؤ سہیل اندر آیا مثل لات بر ستون کے صاحب سلامت کی کسی نے جواب نہ دیا غضبن

کا پہنچا ہوا قریب سکندر زرین پوش زرین علم آیا کہا او طفل زنگل سے انجمن بادشاہ سے کچھ جواب و سوال کرونگا سکندر
نے کہا لاؤ نامہ ہمین دو ہم جواب باصواب دینگے سہیل نے کہا پڑھنے کی کیا ضرورت ہے سکندر نے کہا اُس نامہ کا جواب
جنگ دیتے ہین جا کر طبل جنگی بجواؤ میدان مین نکلو جرات و شوکت ظاہر ہو جائیگی ہم خراج نہ دینگے سہیل نے کہا او طفل
بے ادب تیری کیا یہ مجال ہو کر جواب سخت دے مین خالی ایلچی نہین ہون تمہاری بھی گردن پکڑ کے لیجاؤنگا طولاب ہمارا
پہلوان سب پر غالب ہے تسے خراج کا طالب ہے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا چاہا سکندر کی گردن پکڑ لے سکندر نے کلائی پکڑ کر طمانچہ مارا
سہیل چہرہ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا سکندر سر پر اُسکے کھڑے ہین جیسے ہی آنکھ کھولی ملک الموت کو قریب پایا آنکھین
بند کر لین سکندر نے کہا او مغرور کیون شرماتا ہے جا اُٹھکر چلا جا تجھ ایسے نامرد کو قتل کرنا ننگ ہے سہیل نے کہا او جوان تو نے
غضب کیا سر دربار مجھکو ذلیل کیا اب تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا یہ کہکر تلوار کھینچی اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے بازو
بچا کے تلوار اُسکی اپنے قبضے مین کی وہ لپٹ پڑا اگا وزوری کرنے لگا سکندر نے تیسرے پیچ مین کوڑے پر لاد کے دے مارا
نامہ لیکر پھاڑ ڈالا وہ غیظ مین کرنے لگا سکندر نے چھوڑ دیا سہیل روتا پیٹتا سامنے طولاب کے گردن سوار کے آیا کہا
حضور مجھکو سیکڑون پہلوان لپٹ گئے بیٹے نے شہنشاہ زرین پوش کے نامہ چاک کر ڈالا بڑا سرکش ہے آپ طبل جنگی
بجوائیے طولاب نے حکم دیا طبل جنگی بجا جواہر نے سکندر کو خبر دی یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا چار پہر رات تیاری کی
بہی صبح کو دونون لشکر بطور قاعدہ قدیم جمے سہیل حیرت سے میدان مین نکلا سکندر ہی کو للکارا سکندر زرین پوش
بصد جوش و خروش شہنشاہ نامور سے اجازت لیکر مقابلہ سہیل مین آیا نیزہ چلنے لگا چند طعن مین نیزہ سہیل کا ہوائی ہوا
اپنے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے روک کر سر کو بچا کے کمر پہ ہاتھ مارا سہیل اژدر سوار کے دو پر کالے ہوئے طولاب
کی آنکھون مین اندھیرا آگیا غصہ مین گینڈے کو دوڑا کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا نگاہ اٹھا کر فوج ظفر موج سکندر
کو دیکھا لشکر قلیل بنہایت لطف سے آراستہ ہے مقابلے مین سکندر زرین پوش زرین علم کے آیا مگر جمال جہان آرا دیکھکر
سراسیمہ محو ہو گیا کہا اے جوان تو نے دو خطائین کین نامہ چاک کیا مادولت کے پہلوان کو آنکھون کے سامنے مارا مگر مین
تیرے سن کو دیکھکر رحم کرتا ہون خطا بھی معاف کی تجھ ایسے بہادر کے مقابلہ مین ٹھہر گیا لات و منات کو سجدہ کر اپنے لشکر
کا بادشاہ کرونگا تمام دنیا مین گزو سکہ تیرے نام کا جاری ہو گا کیا مجال کسی کی جو تجھسے مقابلہ کر سکے سکندر نے بہ تہور
غضب جواب دیا بس لاف و گزاف موقوف کر کچھ زور بازو دکھا بہتر اسی مین ہے کہ جلد خداوند کو سجدہ کر ورنہ
ابھی سزائے معقول پائیگا اس سہیل کے جہنم مین جائیگا طولاب نے کہا اے جوان ابھی تو نے نشیب و فراز عالم نہین دیکھا
شاید کہ میرے نام سے تو آگاہ نہین مقام تاسف ہے کہ سلطان زرین پوش نے تجھے سمجھا نہ دیا صدہا پہلوان کوہستان
کے مین نے زیر کیے ہین جسقدر کہ پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب میرے ہی زیر کیے ہوئے ہین مین نے سلطنت صرف
پہلوانون کے بھروسے پہ نہین کی مین دعوی زور بازو رکھتا ہون اگر تو کسی طرح یہ نہین مانتا تو آ یہ تلوار میری خداوند
لات و منات کا قہر ہے سنان نیزہ دھر ہے مجھسے کشتی مین مقابلہ کر مین تجھکو زیر کر کے اپنا رفیق بناؤن سکندر نے کہا تیری
قضا دامنگیر ہے نیزہ اُٹھا کشتی کی بھی نوبت آجائیگی طولاب نے جھلا کر نیزہ مارا سکندر نے نیزہ نیزے کی سنان پر لیا
چند طعنون مین نیزہ طولاب کا نکال لیا طولاب نے نعرہ کیا او طفل تو نے غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین
تو نے نیزہ میرا ہوائی کیا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر غصے مین چھوڑا تیغہ نیام سے کھینچا حقیقت مین تیغہ برق تاب
چہرہ اُسکا بر عتاب خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا سکندر نے قصد کیا زیر بغل جا کر کاتھون ملکہ لپٹ پڑے دون فن کشتی مین آئے
زیر گردن قضائے کار وہان پر موشخانہ تھا مرکب نے سکندر کی کھائی گردہ سپر کا سر سے ہٹا خود بھی سر سے گرا طولاب

کاتیغ بڑا زخم کاری سکندر رکے آیا سکندر نے جیسا ری کرکے زخم سر پائین ہاتھ سے تھا نیا جواب مین وار کیا طولاب
نے گینڈا اپنا لیا وار سکندر کا خالی گیا سر چہرہ زمین سے جا ملا طولاب نے قصد کیا سر کاٹ لون جماہجر نے اہالیان
فوج کو آواز دی شاہزادے کو بچاؤ کچھ لوگ دوڑ پڑے اُس معلوبہ مین گھوڑا سکندر رکو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا ادھر شاہنشاہ
زرین پوش نے جو دیکھا کہ شاہزادہ زخمی ہو گیا اب مقابلہ دشوار ہی بخوف جان تمام فوج کو لیکر اپنے قلعے مین بھاگ آیا قلعہ کا دروازہ
بند کر لیا طولاب نے چہار جانب سے قلعے کو گھیر لیا اب اپنا علاج کرنے لگا ادہر حال سکندر رزرین پوش زرین علم کا
گذارش کیا جاتا ہی کہ گھوڑا انکو معرکہ جنگ سے لیکر نکلا صبح ہوتے ہوتے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا قضائے کار یہ صحرا کے
کوہستان ہی قاموس شتر سوار طولاب کا بھائی یہان حاکم ہی صبح کو واسطے سیر کے صحرا مین نکلا ہی ایک شخص نے کہا دیکھیے ایک
مرکب بادرفتار چرہ رہا ہی ایک شخص نے کہا اُسکا سوار بھی زیر نخل پڑا ہی زخمون مین چور چور ہی مگر قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہین
چھوٹتا قاموس یہ سنکر قریب آیا جمال جہان آرا شہزادے کا دیکھکر حیران ہو گیا ہوا اور منگوا کر سکندر رکو سوار کیا
مرکب کو بھی ہمراہ لیا قلعۂ کوہستان مین لایا جراح کو بلایا زخمون مین ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھا دین اس انتظار مین بیٹھا
رہتا ہی کہ یہ جوان آنکھ کھولے تو حال پوچھون حقیقت مین بڑا دلیر ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی ہزارون سے لڑا نیزون کے
بھی زخم ہین بعد چار پہر کے سکندر رنے آنکھ کھولی دیکھا ایک تاجدار نگہبانی کر رہا ہی شاہزادہ یہ حال دیکھکر اٹھ بیٹھا
قاموس شتر سوار سے پوچھا یہ کیا مقام ہی قاموس نے کہا مین یہان کا شاہ ہون آپکو مرکب نے میری حوالی مین پہونچا یا
بہادر جاکر اُٹھا لایا جو کچھ ہوسکا علاج بھی کیا مجھے خود بخود آپکی جرات پر تعجب ہوتی کیا کسی مقام پر قزاقون نے گھیر اتھا مال
لینے کا ارادہ کیا تھا مگر آپنے بڑا کمال کیا کہ مال بچایا مین عاشق صادق حضور ہون سکندر رنے اسکی جرات کو پسند کیا
کہا ہی پہلوان قزاق نہین کیا گھیر ینگے شاہنشاہ زرین پوش کا مین فرزند ہون سامان لشکر کشی ہو رہے تھے کہ طولاب
بعد شدو مد میرے قلعہ پر پہونچا اُس سے مقابلہ پڑا اُسکے ہاتھ سے زخم کھایا مگر اسکو بھی زخمی کیا زخمداری مین مرکب ہمکو یہان
نکال لایا ہی نہین معلوم وہان لڑائی مین میرے والد نامدار پر کیا گذری یہ سنکر قاموس شتر سوار کو سناٹا آگیا اور محبت بدل
بدشمنی ہوئی دل مین سوچا اگر بھائی صاحب سُنینگے نہایت آزردہ ہونگے کہ ہمارے دشمن کو اپنے گھر مین کیون جگہ دی بسبب
کمسنی کے قتل کرنے کو جی نہین چاہتا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو بیہوش کرون قید کرکے خدمت مین بھائی صاحب کی لیجاؤن بہت خوش
ہونگے اس خیال مین تین دن شاہزادے کا علاج کیا یہ بھی خیال مین ہی کہ بھائی صاحب سے اس جوان کی خطا معاف کرادونگا
اپنا رفیق بناؤنگا چوتھے دن شب کو شاہزادے کو سلسل و مطوق کیا صبح کو اراہے پر سوار کرکے بیس ہزار سوار اپنے
ساتھ لیے طرف شہر زرین پوشان کے چلا مگر سر جھکائے ہوئے کچھ زور نہین مگر جواہر خنجر زن عیار سکندر رشاہزادے
کی تلاش مین صحرا مین پھر رہا تھا یہ حال سکندر رکا دیکھکر طرف اپنے قلعے کے بھاگا پھر سوچا کہ شہنشاہ تو خود قلعہ بند ہین باہر بھی
نہ نکل سکینگے اُنسے کیا ہوسکیگا وہان جانے سے کیا فائدہ لشکر مین داخل ہو شاید کوئی صورت بن پڑے یہ سوچ کر بشکل فقیر اپنے تئین
آراستہ کیا لشکر مین قاموس کے آیا ایک مقام پر بیٹھا سب معاملہ دیکھا کیا قید خانے کو تاکا دیکھا ایک کمیدان وجانفیسی
پر خیمہ نگہبان ہین شام کو جواہر ایک گوشے مین آیا مالن کی شکل بنکر تیار ہوا بڑی تھالی ہاتھ مین اُسمین موتی ہیں بھوگ گرماگرم کچھ
پھول کچھ ہار سب پر بیہوشی پڑی ہوئی ایک چراغ آٹے کا بنا کر چار بتیان اُسمین روشن کین گودی گوری صورت کمسن آدھی ساہی
باندھے آدھی اوڑھے ہوئے تھا ڈلیان بجاتا ہوا چلا سامنے اُس قید خانے کے نکلا چمک کے چھم چلا چہرہ خنجر نیلا ہر ہر ادا دم
ہوا برق بجلی کمیدان نے آواز دی میان جانے والے ذرا ادھر بھی ایک نظر دیکھنا چاہیے آوازے کسنے لگے کوئی کہتا ہی
کیا اکڑ بان مین آہو ان شیر گیر کر لی کہتا ہی نگاہ غضب کی ہی کوئی کہتا ہی جمال تو دیکھو کیا قیامت کی ہی ایک موزون طبیعت بلا

بھائی کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار ابرو خنجر آبدار ہم تو ذبح ہوگئے اس سے پرشاد ضرور لینگے جانے نہ دینگے دو چار
نے آکر گھیرا اس مالن نے تھال لاکر گھیرا ان کے سامنے رکھدیا کہا آپ افسر ہین ان سب کو تقسیم کر دیجیے لیکن ٹھاکر جی کی
مورت کو ابھی بھوگ نہین دیا ہضم ہوگا بھون کے لیے سنکھیا بجائیگا مالن جی کسی نے ہار اٹھایا کسی نے پھول سونگھے
کسی نے حلوا کھایا اور یہ کنارے کھڑا ہوا آوازے پھینک رہا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو ہو کر گرے جواہر نے
تیغ کھینچا سب کو قتل کرنا شروع کیا جب سب کو قتل کر چکا بصورت اصلی اندر خیمے کے آیا سکندر کو دیکھا سر زنجیر پر سر خم
کیے ہوے بیٹھا ہے جواہر خنجر زن نے آکر سلام کیا کہا اے آقائے نامدار جلد یہان سے نکل چلیے ایسا نہو کہ عیار قاموس
کا شاگرد نامرد عیارون کو لیے ہوے پھر رہا ہے اگر اس طرف آجائیگا تو فساد برپا کریگا یہ کہکر جلد قید شہزادے کی کاٹی اپنے
ساتھ لیکر باہر نکلا ایک گھوڑا بھی ممکن کیا اسیر شہزادے کو سوار کر لیا آپ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے چلا چند قدم راہ طے کی تھی
کہ شاگرد پھرتا ہوا ادھر آیا آواز دی نگہبانو جاگتے ہو کچھ آواز نہ آئی جب کسی کی آواز نہ سنی شاگرد دوڑا دیکھا در
خیمہ پر لاشے تڑپ رہے ہین اندر خیمے کے جھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ سانحہ دیکھکر باہر خیمے کے آیا بڑھکر دیکھا
وہ جوان ایک گھوڑے پر سوار اور ایک شخص رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے گلستان کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہے شاگرد
نے بڑھکر فوج والون کو آواز دی لینا یہ جوان جانے نہ پائے یہ سنکر سب سپاہی دوڑ پڑے جب لوگون نے سب طرف
سے آکر شہزادے کو گھیرا شاہزادے نے لڑائی شروع کر دی جھپٹ جھپٹکر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے لاشون کے
انبار لگادیے آخر قاموس شتر سوار کو زیر کیا وہ دل سے تیغ پرست ہوا صبح کو شہزادہ سکندر بارہ ہزار فوج لیکر
مع قاموس طرف اپنے قلعے کے چلے یہان وہ وقت ہے کہ طولاب نے قلعے پر یورش کیا ہے کہ عین وقت پر سکندر آکر پہنچا
طولاب کو بھی زیر کیا یہ بھی بصدق مطیع ہوا رات کو جلسہ آراستہ ہوا طولاب نے کہا اے شہریار آجکل ایک مقام پر معرکہ
عظیم ہے وہان چلیے بڑا نام ہوگا اگر حضور غالب آئے تو مطلب نکلیگا سکندر نے کہا مفصل بیان کر طولاب نے دست بستہ
عرض کیا اے شہریار بڑا عرصہ گذرا کہ ریچھ اخبار سے مجھکو معلوم ہوا تھا کہ قہار فیلزور بیٹا بہمن سیاہ قبا کا نور افشان
پر چڑھ گیا کہ تب عالیجاہ نے عاجز ہو کر اپنے کو علامت طلسم مین گرا دیا یہ بھی خبر پائی کہ فرزندان تمام صاحبقران بھی آئے ہین انکے
ساتھ کوئی ساحرہ بھی شریک ہے بڑے زور و شور سے قہار فیلزور وہان فروکش ہے یہی ارادہ ہے کہ مین طلسم فتح کر دن مشرق
اپنا کرون وہین چلکر ان سب کو لوٹیے آپکے دست حق پرست سے طلسم کشائی ہو ایک مقام سے اپنے ملک قبضے مین
آوین سکندر نے عیار سے پوچھا کیون بھئی کیا رائے ہے عیار نے کہا بہت مناسب ہوگا سیماب جادو کہ سکندر کا شریک
ہو مع لشکر ہمراہ ہے اسکو عیار کی رائے دنیا خلاف گذرا تیور پر بل پڑے بیچ تاب ہوتا ہے کہ شاہزادہ عیار کی عقل بیکار بندہ ہے
یہ کہکر ظاہر مین اٹھا کہ حضور تب چین مین لشکر لیکر آوینگا بعد اسکے جانے کے جواہر نے کہا اے شہریار مجھکو یہ مکار معلوم ہوتا ہے
آپ الگ خیمے مین جا کر اتریے جبکہ یہ خیمہ استاد کرین ایک ابر تیرہ و تار اٹھا جواہر نے کہا جلد نکلیے آفت آپہونچی شہنشاہ
و سکندر و طولاب کو الگ خیمے مین چھوڑا آپ ایک منت کی شکل بنکر لشکر سیماب مین آیا جا بجا یہی ذکر ہو رہا ہے
کہ ہمارے آقا لشکر طولاب و سکندر کو مٹا دینگے جواہر یہ سنکر ہوا چلا کہ سیماب کا بھائی سرخاب کھڑا ٹہل رہا تھا منت
کو دیکھکر کہا یہان بیٹھیے شوالہ بنوا دونگا میرے بھائی بہادر بڑے سحر کر رہے ہین جواہر نے کہا تم دھونی آراستہ کرو مین تمھارے
بھائی سے کچھ بات کر کے آتا ہون یہ کہکر بھاگا بشکل سرخاب پاس سیماب کے آیا کہا بھائی کیا کر رہے ہو سیماب نے
کہا طولاب نے مجھکو ایک شاہزادے سے پھنسایا ہوتا مین سحر بھی کرون لوح دلواؤن پھر اسکا مطیع رہون عمل میرا
آمادہ ہے اسی وقت ان سب کو جلا کر خاک کرون دیکھو لکہ ہائے ابر جاتے ہین تین دن کے اندر سب لشکر ترپ ترپ کے مرجائیگا

جواہر نے کہا مین بھی سحر کرتا ہون یہ کہکر گلوری کھلا کر بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا گٹھارہ لیکر پاس سکندر
کے آیا لشکر پر برقین گر رہی ہین ابر چھایا ہی سکندر کے سامنے سب حال ظاہر کرکے ایسا سمجھایا اب سیماب بدل
ملیح ہوا پچاس ہزار کا اپنا لشکر جسمین سب ساحر تھے ڈیڑھ لاکھ لشکر سکندر و طولاب اس کر و فر سے طرف طلسم
نور افشان کے چلے ایک دن ایسے صحرا مین پہونچے کہ ہزارون گرمی سے بیدم ہوئے سیماب نے ایک پتلا جیبولی سے
نکالا اُس سے پوچھا ارے یہ کیسی گرمی ہی اُسنے کہا سامنے درخت چنار ہی اُسکو سحر سے اُکھیڑ دے قصر ملکہ نسیم آتش خو کا
ظاہر ہوگا سیماب نے سحر کرکے درخت اکھیڑ ڈالا دیکھا ایک قصر عالی ہی اُسمین ہزارون کنیزین تخت پر ایک نازنین نہایت
خوبصورت مسکرا رہی ہی سیماب نے سحر کیا مگر قصر نسیم آتشخو تک نہ پہونچا الٹا پلٹا سب ساحر بیہوش ہوگئے سکندر
نے جو یہ معرکہ دیکھا گھوڑے کو دوڑایا نعرہ شیرانہ کیا نسیم کی بھی نگاہ پڑی دونون آپس مین مائل ہوے نسیم بھی بیہوش
ہوئی سکندر بھی بیہوش ہوگئے کنیزون نے ملکہ کو اٹھایا نسیم نے کہا کیا مین مر گئی تھی اُس بیچارے غریب کی تو خبر لو یہ
کہکر روتی ہوئی اُٹھی ایک گوشے مین جا بیٹھی جواہر ایک کنیز نرگس کی شکل بنکر پہونچا تنہائی مین ملاقات کی سب حال
عشق کھولا عیاری سے سکندر کو لایا عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے جواہر نے سب سامنے نسیم آتشخو کے بیان
کردیا دونون دلدادہ مسند پر رو رہے ہین ملکہ نے سیماب کو ہوشیار کردیا کہا اے شہریار اصل یہ ہی کہ مین خود مختار نہین
ہون ماں باپ ساحران زبردست ہین ششمش و دمامہ کے عزیزدار ہین ملک شاہین آتشبار و ملکہ گلشن سحر نگار
اگر انکو خبر ہو جائے میرے واسطے بڑی خرابی ہی مین آپکے ساتھ طلسم نور افشان پر چلونگی اگر وہ شریک ہو جائے تو
بڑا مطلب نکلتا ان حیلون مین ایام گذاری ہو رہی ہی یہان سے یہ ذکر ہی کہ قہار فیلزور نے اوہام عیار کو ایک
پہلوان طرف اپنے باپ کے عرضی دیکر روانہ کیا حوالی ہوشربا مین پہونچا جنگل مین فرزند اسد ضیغم شیر شکار
و مہران جوان بخت فرزند نور الدہر و شاہزادہ سرو سہی قد دلبند بادشاہ اسلام بھی شکار کھیل رہے تھے
ضیغم نے اُس پہلوان کو مارا فوج کو شکست دی اوہام اُسکا لاشہ لیکر بخدمت بہمن سیاہ قبا آیا بہمن فوج جرار لیکر
قلعہ ہوشربا پر چڑھ آیا ناچار شہنشاہ لاچین مقابلہ مین آئے ایک پہلوان اسکا اسعد تیغزن رات کو اس خیال
سے طرف صحرا کے بھاگا کہ صبح کو مارے بھاگتے ایک بیشے مین نقابدار پلنگینہ پوش بیکشی کر رہا تھا اسعد کو زیر کرکے
حال پوچھا اسعد نے سب حال رو رو کر بیان کیا پلنگینہ پوش اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا عین وقت پر میدان
مین پہونچا لاچین کا پرا بند تھا نقابدار نے آکر بہمن کو زخمی کیا فوج کو شکست دی بہمن شکست خوردہ ایک صحرا مین
جا کر اُترا نقابدار فتح کرکے گیا لاچین نے صلاح کی کہ ان تینون شاہزادون کو لشکر امیر با توقیر مین پہونچا دون
سب کو لیکر چلا بہمن نے راہ مین آکے گھیرا لاچین لڑے مگر شکست کھا کر بھاگے راہ بھول کے وہی دہنہ طلسم
نور افشان پر پہنچے ہر چند پکار کے کہا کہ یارو ناموس امیر ہمارے ہمراہ ہین ہمکو اندر طلسم کے آنے دو مگر کسی نے
جواب باصواب نہ دیا تب لاچین مع بلقیس و مخمور و بہار و مہ جبین اُسی آگ مین بخوف آبرو کود پڑے بہمن تعاقب
کر رہا ہی کہ نقابدار پلنگینہ پوش آکے پہونچا حال مصیبت مآل لاچین سنکر بہمن کو قتل کیا فوج کو اُسکی تار تار کر دیا بدست
انجم اختر شناس وزیر لاچین ایک نامہ مندرج بہ جملہ حالات طرف امیر کے روانہ کیا وزیر نے نامہ کو لشکرگاہ مین ایرج کو
دیا ایرج بہت روئے اور پانچ سردار پانچ سوار ایک عیار شاپور کو ساتھ لیکر طرف نور افشان کے روانہ ہوئے کسی کی
زبانی قاسم نے سنا یہ بھی صرف ایک عیار کو لیکر روانہ ہوئے اب یہان سے ذکر حیرت جادو و افراسیاب شروع ہوتا
یعنی خورشید نگار سے شکست کھا کر بھاگی قصبہ قصبہ بھاگتی ہوئی صرف پانچ کنیزین ساتھ رہگئی ہین کچھ مرگئین ایک دن ایک

شہر مین داخل ہوا کہ وہ پر ظلمات ہے وہان کا حاکم عقاب ابر سوار بخاندہ جو اسکی انجمن افروز بارہ لاکھ فوج کا حاکم اپنے ملک کا ناظم
ملکہ حیرت جادو سرا مین جا کر اتری بستر کیا سمجھا کہ یہ پانچون کنیزان شاہزادی کو جگانے لیے جاتی مین جا کر کوتوال شہر سے
کہا کوتوال نے آکر کنیزون کو کلمات سخت کہے ایک نے رو کر آواز دی حضور یہ کوتوال ہمکو کلمات نادرست کہتا ہے اور ہمکو
بلانا چاہتا ہے حیرت نے کہا کیا تیرے ہاتھ ٹوٹ گئے اُسنے کوتوال کو ایک طمانچہ مار دیا کوتوال صاحب کا سر اڑ گیا پیادے
دوڑے کنیزون نے سحر کر کے چالیس پچاس پیادے مارے یہ خبر انجمن افروز کو ہوئی پہلے اسنے اپنی وزیرزادی کو بھیجا
حیرت جادو نے اسکو بھی مار ڈالا بعد اسکے انجمن افروز خود چڑھ آئی سیکڑون پلٹنین سیکڑون رسالے لاکھون ساحر ساتھ لئے
آکے ملکہ حیرت کو گھیر لیا حیرت نے سحر کر کے زمین ہلا دی ہزارون ساحر و غیر ساحر مارے جب سحر کیا زمین کانپ گئی آخر
حیرت جادو نے انجمن افروز کو بھی مار ڈالا اب تو شہر مین اک قیامت عظیم برپا ہوئی عقاب ابر سوار مرنا زوجہ کا سنکر خود
چڑھ آیا حیرت اسکے لشکر سے بھی خوب لڑی عقاب نے جو ملکہ حیرت کو اس کر و فر سے جنگ کرتے ہوئے دیکھا عاشق
ہو گیا خاک قبر جبشیہ سی مار کر بمشکل پکڑا ایک مکان مین قید کیا صبح کو سوال وصل ہوا حیرت نے گالیان دین انکار کیا چند دن
اسی طرح گذرے غنیم گیسو کشا عقاب سے کہکر چلی کہ مین راضی کر دونگی قید خانے مین آکر بیٹھے تو یہ پوچھا کہ حضور کا نام کیا ہے حیرت
نے رو رو کر سب کیفیت اپنی بیان کی اور کہا اگر عقاب مجپر عاشق ہے میرے شوہر کے قاتل کا سر مجھکو دے ہوش ربا پر قبضہ کرے
مین قبول کر لونگی غنیم نے جا کر عقاب سے کہا اُسنے کہا مجھکو بدل و جان قبول ہے بزرگ میرے مشغوش ہو دامہ مارے گئے ہین مین تو
ضرور انکو قتل کرونگا اس اقرار پر حیرت کو تخت پر بٹھایا پہلے خود نذر دی بعد اسکے نذرین گذرنے لگین مگر برق جادو باجی دامہ
کی جاہ الماس مین طرف سے صاحبقران کے حاکم ہے ایک دن صحبت مین خوب گانا ہوا گانے والی نے ہاتھ کیا برق رونے لگی کہا
ہوا گانا خواجہ عمرو پر ختم ہے ایک کنیز سے کہا جا کر انکو اٹھا لا کنیز روانہ ہوئی عمرو بیمار پڑے تھے ذبجارے مین کنیز نے جاتے ہی اٹھا لیا
لیکر چلی بمقام ظلمات مین گذر ہوا گلرنگ جادو عقاب کی دایہ اپنے باغ مین سیر کر رہی تھی اُسنے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحرہ
ایک جانور کو لیے جاتی ہے اُسنے گرز مارا ساحرہ مری خواجہ زمین پر گرے اٹھتے اٹھتے گاتے ہوئے اُسنے ایسی تانین ماری
گلرنگ خوش ہو گئی پوچھا یہ کیا مسخرہ تھا عمرو نے کہا مین گانے والا ہون رات بھر اپنے گویا سواسیر جو دیتی تھی مین نے کہا نکال
لیا اب مجھکو لیے جاتی تھی کہین جا کر قید کرتی آپنے بچا لیا آپ کہان جاتی ہین یہ کون شہر ہے گلرنگ کو عمرو نے بیہوش کیا دیکر مار اسکی
شکل بنکر دربار مین آیا دیکھا حیرت تخت پر اور عقاب دنگل زرین پر تمام دربار ساحرون سے معمور ہے عمرو نے آکر عقاب
سے کہا اے فرزند مین نے ابھی خواب دیکھا ہے خداوند آئے ہین مجھکو ساقی گری سکھلا گئے کہا تا سکھایا امتحان کرون یہ کہکر
ایسی تانین ماری سب اہل محفل دنگ ہو گئے کہا اے فرزند اب ساقیگری کا امتحان لو یہ کہکر میخانے سے شراب کے شیشے
لائی عقاب نے کہا واہ گلرنگ کیا کہنا جب عمرو وہ یہ بنکر آیا حیرت حیران دیکھنے لگی پہلے عقاب سے باتون مین خوب محو
کر چلی ہے کہ برائے ساحری عمرو کا نام نہ لو وہ اس محفل مین آجائیگا عقاب کب ماننا ہے لے دیا نام خواجہ کا لے رہا ہے اب حیرت
بحیرت دیکھ رہی ہے دل مین کہتی ہے شاید عمرو تو نہین آگیا اگر آیا ہے طرح دو ایسا ہو مین اسکو ستاؤن کوئی آفت آجاوے
یہ سوچ کر خاموش ہو بیٹھی ہے عمرو نے شراب دی اسنے نہ پی گریبان مین گرائی عمرو نے سب کو بیہوش کیا نعرہ کر کے چلا کہ قتل کرون
حیرت نے آواز دی خواجہ کیا کرتے ہو میری سلطنت ہو جاتی ہے مین نے تمکو سنایا نہین تم بھی چلے جاؤ ورنہ گرفتار کر کے قتل کر ڈالونگی عمرو نے
کہا کیا بکتی ہے حیرت نے باران سحر برسا دیا بس سے جادوگر اٹھ بیٹھے عمرو کو اسنے چاہے عمرو بھاگا صحن بقعہ مین آیا جادوگر چاہتے ہین کہ
کون عمرو جاتا ہے نکل جاؤن جس ساحر نے سحر کیا عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑے عمرو نے اسکو خنجر مارا اسطرح اپنی جان بچا رہا ہے مگر جو کنیز کہ خواجہ
کو لیکر چلی تھی جب وہ مری اسکے ہاتھ کا گلدستہ سوکھا برق نے کہا غضب ہوا کنیز کو کسی نے مارا یہ کہکر چلی اسرتت آکر دیکھتی کہ خواجہ گرفتار

ہوا چاہتے ہین برق تڑپ کر گری خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اڑ گئی آگ گرتی دو گھڑی صحبت کی اُس گانے والی کو قابل کیا جب خواجہ لشکر امیر مین آچکے تب صاحبقران نے حال روانگی ایرج و قاسم سنا خواجہ سے حال پوچھا خواجہ کو خبرین گذر چکی تھین سب حال کوکب و لاچین سامنے امیر کے بیان کیا امیر نے حکم دیا لشکر تیار کرو طرف طلسم نور افشان کے جا پہنچے بہرام نے اپنے خیمے تیار کیے جملہ سرداروں نے اپنے اپنے لشکر آراستہ کرکے سامنے صاحبقران کے حاضر کیے جسقدر یا میر کو منظور رہوا لشکر فوج ہمراہ لی اندر ایک ہفتے کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہو سکر انکا قصہ تحریر ہوگا

ناظرین پر واضح ہو کہ جسقدر حصۂ اول مین مشہور عالم ہوا اب حقیر دکھلے داستان شاہزادہ سکندر ونسیم آتش خو کے تحریر کرتا ہی آنا والدین نسیم کا غفلت مین گرفتار ہونا نسیم و سکندر کا وعیاری جواہر و مذہب شجر پرستی اختیار کرنا شاہین کا اور ساتھ ہوکر شاہزادے کے روانہ ہونا طرف طلسم نور افشان کے باقی حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان　　کہ لکھتا ہی مجھکو نئی داستان
طلسمات کی سیر کرنا ہی اب　　کہ ہی فتنۂ نور افشان لقب
نئے سحر ہین اور نئی فکر ہی　　حقیقت مین مجھکو بڑی فکر ہی
مرصع خیالان شیرین سخن　　تہور شعاران شمشیر زن
یہ مژدہ چمن کو بیکبار ملا　　کہ فتنۂ نور افشان کھلا
ہو صحن بلبلین نغمہ زن باغ مین　　اکڑنے لگے سرو چمن باغ مین
نہالان گلزار ہین سبز پوش　　ہوا نہر کو بحر الفت کا جوش
سر سرو ہین قمریان وجد مین　　گل و غنچہ و باغبان وجد مین
ہو بلبلین و صبا وہین نوحہ خوان　　زمین سے نکلتا ہی ہر دم دھوان
صبا صحن گلشن مین اترا گئی　　بہار آگئی لو بہار آگئی
تھا ابر اے ساقی با خرد　　پلا جام رندون کو با شد و مد
طیوران گلزار ہین نغمہ زن　　نوید خوشی ہی چمن در چمن
یہ ساقی سے تاکید ہی دمبدم　　پلا جام صہبائے لطف و کرم
زمانے کی سوزش سے واقف کہ　　مجھے مانگنا جام کا ننگ ہی
ہی انقلاب جہان خراب　　کہ ہر وقت دنیا مین ہی پیچ و تاب
کبھی شکر کرنے کی عادت نہین　　خدا کی خدائی مین مہلت نہین
شکایت کے ہر وقت سامان ہین　　کہ یاد خدا کب اہل ایمان ہین
کہ مان ہی تو اے ساقی گلعذار　　دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار

چہرہ رہروان منازل جانبازی رونما جان طلسمات سرفرازی راویان قصہ جزافی و حالسیان حکایات ممالک خوش بیانی حالات حیرت آیات فتنۂ نور افشان بعبد علم دشان یون تحریر کرتے ہین شعر مصنف مغنی نغانی کہ آمد بجان بندرین زیر پردۂ آسمان بادرین پردہ آواز نالم چو نی بہ احوال جم بابہ احوال کی محرران قصۂ سحر آئین ورا قمان فسانۂ دلنشین یون تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم باغ مین ملکہ نسیم آتشخو کے جلوہ فرما ہین جب گھبراکر شاہزادہ کہتا ہی کہ اے شاہنشاہ خوبی و سرو باغ محبوبی تمہاری محبت نے مجکو روکا ہی اب چلنے کی تدبیر کرو ورنہ ہم خود جاتے ہین مجکو ڈر ہی کہ نہین معلوم اُس بیچارے لاچین و کوکب پر کیا گذری وہ شاہزادیان پروردگان مہد ناز و نعم اسیر یہ رنج والم نہین معلوم انپر کیا گذرتی ہوگی اصل یہ ہی کہ ان لوگون نے کمال کیا طلسم کی بلا مین اپنے کو پھنسایا اب کوئی جلیل ہو پہنچے لوح طلسمی ہمکو ملے وہ باغی جو کوکب سے پھر گئے ہین تب جا کر انپر دبا ڈالے اور شاید کچھ انکو خوف پیدا ہو مگر یہ باتین بہت مشکل ہین ایسا ہی کوئی صاحب سطوت و شوکت ہو کر جاتے ہی آفت برپا کردے پہونچنا ہی دشوار ہی مگر اے جان جہان آرام دل مشتاقان تمنے ہمکو بلا وجہ روکا مگر ہمکو دل نے پھنسایا ورنہ ابتک در بند فتح کیے ہوتے رخسار نور افشان اپنی بدنصیبی پر روتے ملکہ نے فرمایا صاحب سنو مین بھی تو گرفتار دام محبت ہون اپنی بے اختیاری پر محو حیرت ہون تم بتاؤ کہ مین بد نصیب کیا کرون اگر تمکو جانے دون

سو یہ فراق مین مرد ن ساتھ چلنے کا ارادہ ہو یہ خوف ہی کہ ایسا نہو ماں باپ پیچھا کرین راہ مین بڑی مشکل ہو چار اپنے بیگانے
اس بات کی خبر پائین کہ کنواری لڑکی ماں باپ کو دم دیکر آشنا کے ساتھ بھاگی جاتی تھی ماں باپ نے آکر گرفتار کیا اب
انسے دیکھیے کیا گرتی ہی یہ عورت مرد وسے بے مروتی ہی پھر فرمایئے تو ہمکو کیسی مشکل ہوگی نہین معلوم کس کس پر کیا کیا گذرے لہٰذا
ای شہریار رخصت ہو ٹھہر جایئے چلکر طلسم مین کھلبلی ڈال دینگے ہمارے سحر سے وہ کیا بچینگے سکندر نے کہا ای ملکہ عالم ہم آٹھ
دن کا آج سے وعدہ کرتے ہین اگرچہ آپ نہ چلینگی تو ہم ضرور جاینگے اگر نہ ارادہ فرمایئے گا تو بھی ہم جاینگے رکنے مین ہمارے
لیے بڑی بدنامی ہی ملکہ نے کہا صاحب مجھے تمھارا رنجیدہ کرنا منظور نہین مین بھی ضرور چلونگی جان دونگی مگر تمھارا ساتھ
نہ چھوڑونگی ان دونون مین یہ باتین محبت کی گھاتین ہو رہی ہین ایک کنیز نے جا کر ملک شاہین انکے باپ سے سب
کیفیت بیان کی شاہین یہ سنکر جلگیا کہا چلکر دونون کی بوٹیان کاٹ کر کباب کھاؤنگا آخر یہ شاہزادہ کون ہی کیونکر یہان
پہونچا کنیز نے کہا واری سلطان زرین پوش کا بیٹا ہی ادھر سے جاتا تھا کنیزان ملکہ شوخ و شنگ تھی کرنے لگین
سحر کر کے اسکو بیہوش کیا وہ شیر بیشۂ جرأت جب سامنے آیا حقیقت یہ ہی حسین و جمیل جرأت مین بےعدیل ملکہ اسپر مائل ہوئین
اسکی تیغ ابرو کی گھائل ہوئین ایک مہینہ گذر چکا صحبت راز و نیاز رہتی ہی لونڈی نے اسواسطے عرض کیا کہ شاید حضور
کو کسی اور وجہ سے خبر ہوتی مین لائق گردن زدنی ٹھہرتی شاہین نے کہا مین ابھی جاتا ہون جو گذریگا ثابت ہوگا
یہ کہکر بے پروا از سحر سے پیدا کیے چمک کے نکلا گلشن اسکی زوجہ الگ برج مین بیٹھی تھی شوہر کو جاتے ہوے دیکھا گھبرا گئی
کنیز سے پوچھا اُسنے سب حال مفصل بیان کیا یہ سنکر گلشن بھی چلی شوہر کو پکار کے آواز دی صاحب ٹھہر جاؤ مین بھی
آتی ہون یہ کہتی ہوئی برابر شوہر کے پہونچی دیکھا شاہین غصے مین رنگ رو متغیر متردد متحیر گلشن گھبرا گئی کہا صاحب
اُس بدنصیب کو جاتی ہو ایسے میٹھے تک روکے روتی مانگتی تھی ابھین سلامت بچا کنیزون نے ہمکو آوارہ کیا شاہین نے کہا بک
چلکر قتل کرونگا گلشن رونے لگی کہا صاحب بعد مدت یہ خبر ملی میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ آپ پلٹ چلین شاہین نے کہا تم جاتی ہو
ہین کسی کام مین کبھی نہین کرتا اب تساہل بیکار ہی یہ کہکر جلدی جلدی جاتا ہی یہان یہ دونون مثل شیر و شکر بیٹھے ہین
باتین راز و نیاز کی کر رہے ہین کہ آسمان سے لکہ ابر پیدا ہوے برق کی چمک رعد کی گرج اسقدر ابر جلدی آیا کہ ملکہ
نے پاندان کھولا تھا چاہا کہ طائر روانہ کرون ابر سر پر چھا گیا مہلت نہ ملی چاہتی تھی پہلوے شاہزادے سے اُٹھے
بجلی چمک کر زمین پر گری اُسکی ضو سے آنکھین بند ہوئین درد مند کنیزین بیہوش ہو کر الگ گرین اب سب نے دیکھا
شاہین و گلشن ابر سے پیدا ہوے دونون زن و شوہر مسند پر بیٹھے بیٹھے داماد کی مشکین باندھنے لگے اُسوقت
جواہر خنجر زن پریشان ہوا ایک ڈومنی کی شکل بنا بیٹھا تھا اٹھکر بہت ادب سے سلام کیا کہا واری خیر تو ہی کیون
بگڑے چہرہ سرخ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ملکہ گلشن کو بھی غصے ہی چہرے پر معلوم ہوتا ہی ظاہرا تو صاحبزادی نے کوئی خطا
نہین کی ہی باطن کا حال ہمکو نہین معلوم اگر اس شیر کے آنے پر خفگی ہو تو بجا ہی مین ابھی ٹالے دیتی ہون یہ کہکر چلی گلشن
نے کہا مین بھی آتی ہون شاہزادہ سکندر خاموش بیٹھا ہی ملکہ نسیم افشخو کا بھی یہی حال ہی شاہین کھڑا پکڑ کر طرف
دختر کے متوجہ ہوا کہا کیون او بیحیا بے شرم او ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہمکو اطلاع تک نہ کی خیر دیکھو اب
ہم کیا قیامت برپا کرتے ہین عمر بھر اپنی تقدیر کو روؤ گی کیا ہم تیری شادی نہ کرتے اگر پہلے سے معلوم ہوتا ضرور ہم شادی
کی کر کے ہم جانتے تھے ابھی رو کے روتی مانگتی ہی شادی کی کیا ضرورت یہ نہ سمجھے تھے کہ بیٹھے بیٹھے آفت برپا کریگی ہائے ہمکو
بدنام کیا جواہر بشکل ڈومنی ہاتھون سے لپٹ گیا کہا دیکھیے ایسا غصہ نہ کیجیے ان کنیزون کے سر کاٹیے جنھون نے باغ مین
نیا گل کھلایا شاہین رکا ڈومنی نے بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین اب جواہر نے باتون مین اپنی طرف متوجہ کیا

کہا حضور معاف فرمائیے اگر پرستاب سحر اتار لیجیے میں کل کیفیت عرض کرونگی شاہین نے جھڑک دیا کہا تم بیٹھو تمہیں کیا دخل ہے ہم سب دریافت کر لینگے آخر معلوم ہو یہ نوجوان یہاں کیونکر آیا یہ کہکر گرز ہاتھ میں تھا دو چار کنیزوں کو دو دو گرز مارے وہ بیچاریاں سر جھکا کے رونے لگیں جواہر دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا حضور میں سب کیفیت عرض کرونگی اسقدر غصہ نہ فرمائیے مسند پر بیٹھ جائیے جب جواہر نے بمنت خوشامد کہا گلشن زوجہ اسکی یہ معاملہ دیکھکر پیٹنے لگی کہتی ہے ہائے بارہ برس کی کمائی محنت و مشقت سب خاک میں ملی میں نے ہمیشہ یہ جفا اٹھائی اسکو سوکھے میں شاد رکھا آپ گیلے میں سوئی اس بدنصیب نے دھگڑے کی محبت میں ہماری الفت کو بھلایا اور نسیم سحر کو بالکل زبان بند دل درد مند آنکھوں سے آنسو جاری بسبب سحر شاہین کے مبہوت ہو رہی ہے ہاتھ پاؤں میں رعشہ چہرہ اداس زندگی سے یاس شاہزادے کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال دل سے کہتی ہے ملا ہے مجھکو قتل کریں شہزادے کو چھوڑ دیں سراسر میری خطا ہے میں نے کیوں بلایا کیا وہ بیچارہ زبردستی آیا دل سے یہ باتیں کرکے چاہتی ہے زبان سے کہوں مگر زبان قابو میں نہیں سمجھ گئی کہ سحر نے زبان کو بند کیا بولنا دشوار ہے تردد بیکار ہے لیکن جواہر نے اسطرح منت کی کہ شاہین بمشکل مسند پر بیٹھا مگر غصے میں رنگ رو متغیر جواہر نے کہا حضور ذرا اپنے کو سنبھالیے تو میں کل کیفیت عرض کروں کنیزوں کی کوئی خطا نہیں ہے شاہین متوجہ ہوا کہا کہو صاحب پھر کیا معرکہ ہوا اس نوجوان کو کون لایا کسنے پیغام و سلام پہونچایا جواہر نے کہا حضور غصے میں گرم ہو رہے ہیں بیٹھیے ملکہ گلشن کو بھی منع کیجیے کہ وہ اسقدر بیقرار نہوں ابھی آپکا کچھ نقصان نہیں ہونے پایا آپکی امانت محفوظ ہے یہ کہکے شاہین کے قدموں کو بوسہ دیا تلوے سہلانے لگی دو چار چٹکیاں بھی لیں گورے گورے ہاتھ قرمزی دوسنی بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہے کچھ آنکھوں سے اشارے کبھی مسکرانا کبھی ہنسنا کبھی سینے پر ہاتھ رکھنا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا شکم صاف و شفاف مثل مجلی آئینے کے جھلک رہا ہے پتلی کمر بجلی جیسے پڑی چونکہ شاہین مرد ہے ایسے حرکات جو سرزد ہوئے رونگٹے بدن کے کھڑے ہوگئے جواہر نے شرما کے سر بھی جھکا لیا چپکے سے کہا ذرا اور طرح مجھپر نگاہ نہ ڈالیے گا دیکھیے میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے یہ کہکر ہاتھ شاہین کا اپنے کلیجے پر رکھدیا شاہین بیتاب ہوگیا کہا تونے تو مار ڈالا جواہر نے کہا بس زیادہ بیتاب نہو جیسے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے میں غل مچاؤنگی یہ کہکے طرف گلشن کے پلٹی کہا حضور ذرا اپنے شوہر صاحب کو منع کیجیے دیکھیے مجھکو گھورتے ہیں میرا خون گھٹا جاتا ہے گلشن نے تیور بدل کر کہا صاحب اسکی طرف نہ دیکھو حقیقت میں بہت کمسن ہے دیکھو ہونٹھ کانپ رہے ہیں اسکی نانی بڑی فسادن ہے کہیگی میری نواسی کو خراب کر ڈالا جواہر نے کہا میں سب کچھ سمجھتی ہوں اور کوئی بات نہیں بولونگی شاہین نے کہا ارے تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ میرا اور کچھ ارادہ ہے کہا کیا میں ننھی ہوں کھیلی کھائی ہوں میں اور بات کو نہیں تاڑتی اس مزے سے جواہر نے جو باتیں کہیں شاہین بیقرار ہوگیا جواہر نے بہ تعجیل جام شراب لبریز کیا کہا لو صاحب یہ تو پی لو جو کچھ مجھپر گذریگی جھیلونگی جان پر کھیلونگی شاہین جام پی گیا جواہر نے دوسرا جام گلشن کو دیا گلشن بھی مسکرا کے پی گئی اب تو جواہر نے طبلہ اپنی طرف کھینچا ٹھیکہ چھیڑا گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

پیاس میں دکھلا اے آب خنجر دور سے
باتوں باتوں میں جو بڑھتا ہوں سوئے غنچہ دہن
نور جیسے ہو چراغوں کا فزوں تر دور سے
پاس خورشید فلک آجائے تو بجھ جائے گل
دیکھوں کب تک چہرۂ پُر نور دلبر دور سے
دشمن جان ہیں جوان و طفل کو پیری [illegible]

ہے صدا اس قاتل کے در تک ذرہ سا تا سطح
پاس کچھ میرا نہیں کرتا ہے ہنسکر دور سے
جذب دکھلاتا ہوں یوں خنجر کو تیرا سخت جان
تو جلاتا ہے ہمیں اے مہر انور دور سے
پاس ہوں اغیار سا غم کل سب ہوں [illegible]
نعمہ چھیڑ بانہ پاس سے چلتی مری خنجر دور سے

کر رہا ہے قتل وہ مجھکو ستمگر دور سے
جس سے پوچھا ہنسکے وہ ٹھہرا کر دور سے
حسن افشاں کا نہ حاجب بام پر تم چڑھ گئے
کھینچے آہن جیسے مقناطیس پتھر دور سے
لپٹوں پروانہ ساں جل جل کے جان بانو جاؤ نہ میں
تو ہی کہہ دکھیا کروں یہ ظلم کیونکر دور سے
پاس اس وحشی کے آنے سے جو وحشت کرتے تھے

ہو تسکین منھ دکھا جاتے تم اگر دور سے
بیچ دشت و کوہ کوچے میں ترے جاتا رہا
اُلٹے پھر جانے کو کہتا ہے وہ دلبر دور سے
تو ہے مجرم کربلا میں جب گذر ہوا ہے قبول

رات دن نظارہ کرتا ہو تمھارے نور کا
چین پاتا ہو مسافر گھر میں آکر دور سے
پاس اُس خوش قد کا ایسا ہو کہ اے باد صبا
دیکھنا وہ روضۂ پُر نور واللہ دور سے

ماہ تابان پاس سے مہر منور دور سے
پاس ہے مجھکو ہوس اے بخت کی برگشتگی
ہوگئے خم دیکھکر سرو و صنوبر دور سے
اس غزل کو اس تکلف سے جواہر نے

گایا کہ شاہین نے سر مسند پر رکھدیا بیہوشی تاثیر کر چلی تھی سنکر دھل گیا گلشن بھی بیہوش ہوئی جواہر نے اُٹھکر شاہین و
گلشن کی زبان میں سوزن دیا ملکہ و شہزادے کو رنج نہ کر سکتا تھا یہ دونوں سحر میں پھنسے میں جواہر نے ان دونوں کی زبان
میں سوزن دیکر درخت سے باندھا اور نسیم کی جانب اشارہ کیا کہ میں آپکا غلام جواہر ہوں میں نے پکڑ لیا اب سمجھتا ہوں اگر
میرا کہنا مانا تھا ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا نسیم کے ہوش اُڑ گئے حیران حیران سوچا کیے ہوے دیکھو یہ دل سے کتنی ہے کیا کمال کیا افسوس
اگر یہ سحر جانتا ہوتا کوئی دنیا میں اس سے مقابلہ نہ کرسکتا سحر آنے پر تو یہ حال ہے کہ چشم زدن میں دونوں کو گرفتار کرلیا بیٹھے بیٹھے میدان
مار لیا مگر جواہر نے ان دونوں کو ہوشیار کیا اب جو ان دونوں کی آنکھ کھلی اپنے کو عجب مصیبت میں پایا کہ زبان میں سوزن تیغ
بکف ایک دشمن ایک عیار طرار تلوار کھینچے کھڑا ہے کہا ہے کیوں اے شاہنشاہ اگر میں آپکو عالم بیہوشی میں قتل کر ڈالتا کون
میرا ہاتھ تھامنے والا تھا مگر خیال یہ آیا کہ ہمارے آقا کا بزرگ ہے ایسا نہو بعد قتل پچھتانا پڑے اب بہتر یہ ہے کہ اس شیر بیشۂ جرات
کی اطاعت کیجیے خداوند مجر کو سجدہ کرنا مناسب ہے اگر خلاف اسکے ہوگا ابھی تم دونوں کو قتل کر ڈالونگا ملکہ پر سے سحر اُتر جائیگا
پھر ہمکو کون پائیگا شاہزادہ بھی بول اُٹھا آپ میرے بزرگ ہیں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری مدد کیجیے میں بڑے کار جلیل پر چلا
ہوں میں نے اخبار میں دیکھا ہے تمام عالم میں مشتہر ہوا ہے کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے نمک حرامی کی اپنے مالک کو قید
کرلیا دامن پناہ نہ دیا ایسے نمک حرام بد انجام لائق سزا ہیں کہ کوئی ملازم اپنے رئیس کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرے اور یہ بھی منظور
ہے کہ یہ حقیر آپکا طبل یکجائی بجائے مسلمانوں سے مقابلہ پڑے صاحبقران کو زیر کروں تب جانوں کہ میں بہادر ہوں جو آپ
مہربانی فرمائیے سر پر میرے ہاتھ رکھینگے تو کیا تعجب ہے کہ قدرت خداوند مجر سے باغ عالم میں سرسبز ہوں اس فصاحت بیان
سے شاہزادے نے سمجھایا گوہر ریزی سے کی اب کسکی مجال تھی کہ مثل شاہزادے کے کلام کرسکے شاہین نے اشارہ کیا میں
دل و جان سے غلام حلقہ بگوش ہوا میری زبان سے سوزن نکالیے جواہر نے بڑھکر شاہین کی زبان سے سوزن نکالا
شاہین قدموں پر شاہزادے کے گر پڑا اکھڑا اپنا اُتارا نسیم نے سر جھکا لیا رونے لگی ماں کو جوش محبت ہوا بیٹی کو گلے سے
لگالیا کہا بیٹا خداوند نے فضل کیا یہ بھی شاہزادہ حسین جمیل جری ہے اور اسکا ساتھ دینے میں کیا نقصان ہے گلشن نے اُٹھا بیٹی واماد
کی بلائیں لیں ترقی عمر و دولت کی دعائیں دیں بیٹی سے زیادہ جو داماد کو حسین پایا پھولی نہ سماتی تھی مگر شاہین نے بعد کلمہ پڑھنے
خداوند مجر کے پوچھا اے شہریار آپکا کیونکر تشریف لانا ہوا اسکندر زرین پوش زرین علم نے تمام کیفیت اپنی الفاظاً لفظاً
بیان کی ملک شاہین شعلہ بار نے کہا اے شہریار حقیقت میں نمک حراموں نے بڑا ظلم کیا مگر جسوقت آپ فتح کرینگے یقین کامل ہے
کہ اُنکے عزیز و اقارب آپکی قدمبوسی کریں جسقدر ملک کوکب روشن ضمیر کے پاس ہیں وہ سب قبضے میں آئیں ایک
مقام پر اسقدر ممالک کا جمع ہونا دشوار تھا مگر آپ پر عنایت خداوند مجر کی ہے ہم سب ملکر سحر کرینگے آپکے دست زبردست
سے اگر کوکب ویران رہا تو ہمیں اور نمک حرام مارے جائیں تو یقین ہے کہ کوکب آپسے گردن تابی نہ کریگا ملکہ دم محبت
کا بھریگا اسکندر نے کہا اُمید تو یہی ہے آیندہ خداوند مجر کو اختیار ہے انسان مجبور و ناچار ہے اُسی وقت یہ صلاح
ہوئی کہ وزیر اعظم کو بلاؤ ملکہ گلگونہ گلگون پوش حاضر ہوئی ملک شاہین شعلہ بار نے گلگونہ سے صلاح کی کہ
شہزادے کا یہ قصد ہے کہ برائے فتح طلسم نور افشان جائیں اور نسیم آتشخو کو ساتھ شہزادے کے منسوب کریں

اہمین تمھاری کیا راے ہی گلگوں نے شگفتہ ہوکر کہا واری بہت مناسب ہی مگر بہتر یہ ہی کہ پہلے لشکر کو لیکر چلیں ہرکارے
ہمکو منزل منزل کی خبر دینگے ہم اپنے کو عین وقت پر پہونچا دینگے جو کچھ ہو سکیگا اُٹھا نہ رکھینگے گلگوں نے اسی وقت ترنج خوشبوئی تیار
کرکے سینے پر شاہزادے کے مارا سب امرا و وزرانے زرین دین صداے مبارکباد بلند ہوئی بعد اسکے شاہزادے سے
نسبت ہوئی شہنشاہ زرین پوش سے سکندر نے فرمایا اس ہفتے کے اندر جسقدر غیر ساحر ہین انکو درست
کر لیجیے صرف آپہی کے انتظام کی دیر ہی شہنشاہ نے فوراً انتظام کرنا شروع کیا بعد ایک ہفتے کے شمار ہوا معلوم ہوا کہ
ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل غیر ساحر ہین ان سب کو ساتھ لیکر سکندر پشت مرکب پر سوار ہوکے آگے آگے لشکر کے شہنشاہ
زرین پر تمام فوج پشت پر اس کروفر سے سکندر نے کوچ کیا یہان ملکہ نسیم آتشین چنچ نے ان باپ کو آمادہ کیا ایک ابر سونی
تیار کیا اُسکے اندر ملکہ نسیم آتشین چنچ و ملک شاہین و گلشن اس کروفر سے کہ عدو کی گرج برق کی چمک کبھی ابر سے پانی برسے
کبھی دھوپ نکلی کہین صحراے سبزہ زار دلکش غنچۂ آرزو کھلا اسطرح یہ بھی عقب مین چلتے ہین مگر لشکر سکندر
سے دور دور ایک دن شاہزادہ اُترا ہی ڈیڑھ لاکھ سوار پیدل بیشمار فروکش ہین سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے
اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین کہ دربارگہ سالار نے آکر عرض کی در دولت پر ایک ایلچی حاضر ہی کہتا ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ
ہی کہ اُسکا نام قلعۂ آہن پوشان ہی اور حاکم وہان کا پہلوان دوران رستم زمان گرشاسپ جہان نہایت زبردست
بادۂ جرأت سے مست موسوم بہ سقرلات آہن پوش بہت سے قلعے اُسکے قبضے مین ہین آپکے نزول اجلال و ورود اقبال
کی خبر پائی اسکو شاق ہوا کہ ہماری عملداری مین کیون اُترے بہمن آہن پوش اپنے بھائی کو بطور ایلچی کے بھیجا ہی کہ حضور
سے کلام کریگا امیدوار باریابی ہی شاہزادے نے حکم دیا کیا مضائقہ ہی بلالو اور فرمایا ایک دنگل بچھا دو کہ ایک پرزدار جم
کا اُٹھا ایک جوان قوی تن نشۂ جرأت مین مست جھومتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا بارگاہ مین کھڑے ہوکر آواز دی سلام ہو اُس
اسیر ہو جو کہ جو خداوند لات و منات کو برحق جانتا ہو شاہزادہ سکندر نے کچھ جواب نہ دیا مگر بخلاق و مروت فرمایا ای پہلوان
آؤ تشریف لاؤ وہ پہلوان بہ کبر و نخوت ایک دنگل پر پہونچا جمال بیمثال شہزادہ سکندر کو حیران حیران دیکھ رہا ہی لوگون سے
پوچھتا ہی یہ صاحبزادے آپکے افسر ہین آپ لوگون نے اس عمر وقت پر لشکرکشی کی ہی بادشاہ آپکے زرین پوش سپہ سالار صاحب
صاحبزادے آپکے افسر ہین کوئی پہلوان بھی عمدہ نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے مجھکو بڑا تردد ہی سکندر نے ساقی بچے کو اشارہ کیا
اُسنے جام دیا اس مغرور نے پیا جبین پر شکن آستین چڑھائے ہوے کبھی تیغہ تولتا ہی کبھی ڈورا کھولتا ہی کبھی سپر دوش سے
اُتارتا ہی اکڑ رہا ہی جب اسکو نشہ ہوا پکار کر آواز دی مین نامہ لیکر آیا ہون پہلوان جہان گرشاسپ زمان یکہ تاز میدان
جرأت شہسوار معرکۂ شوکت و جلالت صاحب تن و توش سقرلات آہن پوش جسکا عدیل عالم مین ممکن نہین اگر دیو آوے
سامنے سے ہمارے مالک کے بھاگ جاوے ایسے کلمات کہکر نامہ سر سے کھولا سلطان زرین پوش کے سامنے کھڑے
ہوکر کہا یہ نامہ پڑھیے اور میرے ساتھ چلیے ورنہ خون کے دریا بہا دونگا آپنے بڑی بے ادبی کی بیشۂ شیران مین آکر فروکش
ہوے یہ صحرا ہمارے مالک کا شکارگاہ ہی سارا جنگل پامال کر ڈالا ہم اُسکے بدلے مین لشکر پامال کرینگے سب کے خون سے
ہاتھ بھرینگے سکندر نے کہا او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہی نامہ ہمکو دے جواب باصواب ہمسے لے شاہ سے کیون کلام
کرتا ہی سلطان زرین پوش تو خوف سے تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا سکندر نے نامہ ہاتھ مین لیا اب جو کھول کر پڑھنا
شروع کیا اُسمین تعریف لات و منات مرقوم ہی اپنے دست نجس سے تحریر کیا ہی کہ بدولت کی جرأت کی دھوم ہی
تم اس صحراے سبزہ زار مین کیون اُترے بڑی بے ادبی کی بس بہتری اسی مین ہی اور ہر صورت جانبری ہی کہ سرعلی
سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو ورنہ سب کو قتل کرونگا سکندر نے نامہ پڑھکر کہا اس سقرلات آہن پوش نے کیا مسافرون کو

راہ روکی ہے اپنے مالک سے کہنا کہ ہم مرد مسافر ہیں واسطے ایک رات کے ٹھہر گئے ہیں اسمین کیا خطا ہے جو آپکا نقصان ہوا
ہو دو چار ہزار روپیہ حاضر کریں بہمن مغرور نے کہا سبحان اللہ اقتدار ان خوشامدوں سے کام نہ نکلیگا مین چغتا میر نہین ہون
اگر اپنی آبرو چاہتے ہو چپکے اٹھو میرے ساتھ چلو تو مین پر گواہ دونگا جان بخشی کرا دونگا ورنہ میرے آقا کا غصہ قہر و غضب لات و
منات ہے تم ایسون کا مار ڈالنا اُنکے نزدیک ایک ادنیٰ سی بات ہے ایک ذرا سا قصہ سناتا ہون اسی کو سمجھ لو اس جنگل
مین آدم خوار رہتے تھے ہمارے مالک کے ملازم ہزارون آدمخوار چیر پھاڑ کر کھا گئے دور سے دیکھنے والے بھاگے پہلوان صاحب سے
جاکر حال بیان کیا اُسی وقت وہ سوار ہوئے آدمخوارون مین آکر گھس پڑے سب آدمخوار مارے دو افسر تھے مشغول آدمخوار
و مقبول آدمخوار دونون کی مشکین باندھکر لیگئے برسون اُنکو قید رکھا اب اُنکو ایسا مطیع کیا لباس جسمی پہنے ہین لشکر
کے ساتھ رہتے ہین ہمارے شاہ جسپر اشارہ فرماتے ہین وہ اُسکو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہین اور جرائین اُسکی کیا بیان کرون
اگر مین یہان سے خالی پلٹکر جاؤنگا تو مجھکو سزا ملیگی آپ لوگون کا تو نہین معلوم کیا حال ہوگا سکندر زرین پوش زرین علم
نے کہا بچہ خوش خوب ڈرایا اب جاؤ ہماری جانب سے کہدو کہ اگر خواہش جنگ ہے تو آؤ سر میدان حال کھلیگا ورنہ ہم مرد
مسافر رات کو رہینگے صبح کو چلے جاوینگے بہمن غصے مین اٹھا کہا او طفل بے ادب ہم تو تیری جان بخشی کرانے کی تدبیر کرتے
ہین تو باتین بناتا ہے مین تیرا کان پکڑ کر لیجاؤنگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا چاہا سکندر کے کان پکڑے سکندر نے ہاتھ پر ایک
تھپڑ ماری بہمن نے غصے مین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہمن لپٹ پڑا سکندر
نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک جھٹکا مارا کہ سر زمین سے ملگیا دونون مونڈھے تھامے ریل کرتے دوڑے باہر جو اسکے ملازم کھڑے
تھے اُنہون نے سنا کہ ہمارے پہلوان سے اندر بگڑ گئی وہ بھی تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے کہ اندر گھس جائین اپنے افسر کے شریک
ہون ملازمان سکندر نے تلوارین کھینچین دربارگاہ پر بھی تلوار چلنے لگی یہان شاہزادہ سکندر نے بہمن کو [illegible]
کولے پر لادا اُٹھاکر مارا بہمن چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے کہا او مغرور شناخت مین خداوند تجر کی کیا کہتا ہے
چیر کر پھینکدونگا بہمن خوف جان سے کانپا ہاتھ باندھکر عرض کی مین تو تابعدار ہون یہ گستاخی معاف فرمایئے اب کبھی
ایسی خطا نہو گی اُسکے گڑگڑانے پر سکندر کا غصہ اُتر گیا چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے بہمن جھاڑ پونچھکر اُٹھا کہا آپ چین
سے رہیے مین جاکر بادشاہ کو سمجھا دونگا سکندر نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا بہمن باہر نکلا ساتھ والون کو آواز دی
کیون لڑتے ہو یہ بھی دیکھا کئی سوار بھی مارے جاچکے ہین سب کو روکا تلوارین نیام مین کرائین گینڈے پر سوار ہوکر
بھاگا مع ہمراہیون کے آکر پہونچا اور لوگون نے پوچھا کہ حضور کیا معرکہ گذرا بہمن نے کہا کیا کہون مجھ اکیلے کو پایا پچیس
آدمی لپٹ گئے چاہتے تھے ہلاک کرین مین تو جہاندیدہ کار آزمودہ گرم و سرد عالم چشیدہ عذر کرکے نکل آیا اب مین ایک
کو زندہ نہ چھوڑونگا اُنمین کوئی بھی صاحب طاقت نہین ہے بادشاہ بھی بے زمین گیر افسر ایک لڑکا مجھکو کئی سو آدمی لپٹ گئے
کچھ زور نہ چلا جان بچانا واجب تھا ساتھ والے عرض کر رہے ہین حضور نے بڑا کام کیا میدان مین وہ کیا کرینگے بھاگ گئے ہونگے
اس حال تباہ سے سامنے سقرلات آہن پوش کے پہونچے یہ مغرور عقل و شعور سے دور تخت نکبت پہ تاج نخوت بسر
زرہ حماقت در بر خود خود سری برسر دونون آدمخوار پہلو مین بیٹھے ہین مست مئے نخوت ناچ سامنے ہو رہا ہے و مسیدم پوچھ رہا ہے
کہ ہمارا ایلچی گیا تھا ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا کہ بہمن آہن پوش سامنے آکر پہونچا سر برہنہ
گریبان و نالان فریاد کرتا ہوا کہا اے بادشاہ عادل اُن لوگون نے بہت ظلم کیا وہان بڑے بڑے جلسا دیکھا اُس فوج
مین جمع ہین مجھکو تنہا پاکے سب نے ذلیل کیا غلام نے حضور کی آنکھین دیکھی ہین ہر طرح پر اپنی جان بچائی سقرلات نے
پوچھا یہ کون لوگ ہین ہماری سرحد مین کیون اُترے ہین بہمن نے کہا حضور ایک بڈھا بادشاہ ایک لڑکا افسر اُسیر

یہ غرور ہین کہ کہین لشکرکشی کرکے چلے ہین اُس لڑکے کو دعوی صاحبقرانی سکندر نام رکھا ہی بڑا دعوی ہی غلام نے جب نامہ دیا
پانچسو جوان مجھکو لپٹ گئے نامہ آپکا اُسی لڑکے نے چاک کیا مین نے منت وخوشامد کرکے اپنی جان بچائی ساتھ والے میرے
ہمراہ ان لوگون سے لڑمرے تھے مین نے انگوٹھی پیش کیا اور یہ کہکر چلا آیا کہ میرا بادشاہ اگر تم سب کی سرکشی مٹائیگا قصہ طول
وطویل مختصر یہ کہ ہم سب باعزت اپنے گھر پہونچ گئے اگر مین وہان ذرا بھی ہاتھ پانون ہلاتا ان لوگون کے ہاتھ سے مارا جاتا یہ سنکر
فوراً سقرلات نے حکم دیا ابھی لشکر تیار ہو میرے بے ادب ہین ہمارے ایلچی کو ذلیل کیا ہمارا کچھ خوف نہ آیا اب اسطرح جاکر
اُن لوگون کو قتل کرون کہ مرغان ہوا وماہیان دریا اُنکے حال پر روئین اور مجھے کبھی ترس نہ آئے دربار مین پہلوان بھی سب
اُسکے ساتھ والے آلات حرب وضرب سے اپنے تئین آراستہ کرنے لگے مشلول وتمبول آدمخوار یہ بھی بل کرکے اپنے
مقام سے اُٹھے عرض کرنے لگے کہ حضور مدت سے ہمارا کلہ گرم نہین ہوا آپکی اطاعت کرکے ہماری آدمخواری چھٹگئی اب تو
یہ خوراک ہمارے واسطے ملی آپ کیون لشکرکشی کرتے ہین ہم دونون کو حکم دیجیے بادشاہ زادہ لشکر جا کر کھا جائین سقرلات
نے کہا نہین مین خود سرکشی کا بدلہ لونگا مین تمکو حکم دونگا ظاہر مین بڑا قصہ ہی اس لڑائی مین تمہارا بھی حصہ ہی اکوان ابن ہوشنق
وکیوان کرگدن سوار دونون سپہ سالار کل لشکر ہین اُسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی تین لاکھ آہن پوش کو ساتھ
لیکر سقرلات بیرون قلعہ آیا گینڈے پر سوار ہوکر چلا یہان شاہزادہ سکندر کو اس ایلچی کے نکل جانے کا کچھ خیال بھی نہین
کہ سلطان فرمارہے ہین او فرزند یہ ایلچی جو آیا تھا ذلیل ہوکر یہان سے گیا ہی ضرور فساد برپا کریگا جواہر خنجرزن کو حکم ہوا
کہ آگے بڑھکر دیکھو جو کیفیت ہو بیان کرو جواہر کوس بھر گیا اور بہت جلد واپس آیا عرض کی حضور حقیقت مین بہت بڑا زبردست
پہلوان ہی جوانی ہین اُسکے نام سے لوگ تھراتے ہین اب وہ تین لاکھ فوج کی جمعیت سے آتا ہی سکندر نے جواب دیا اُسنے
اپنے سردارون کو بلاکر حکم دیا کہ ہمارا لشکر آمادہ حرب وپیکار رہے سر میدان سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند
ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیوخصال ایک کرگدن مست پر سوار دونون آدمخوار رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوئے اکوان وکیوان عظیم لشکر اور جو کہ ایلچی بنکر آیا تھا اپنے مالک کے ساتھ بل کرتا ہوا آتا ہی نقشان بتاتا ہی دیکھیے
حضور وہ سامنے بارگاہ استادہ ہی فوج بھی کم بادشاہ لائق مقابلہ نہین افسر کمسن مگر قوت کوٹ کوٹ کے بھری ہی جب تو اُس
طفل کو دعوی افسری ہی سقرلات کہتا ہی معلوم ہوجائیگا کوس بھر کا میدان بیچ مین چھوڑ کر مع لشکر سقرلات فروکش ہوا
بارگاہین استادہ ہوئین از قلعہ تا بہ لشکر ہزار ہا طرح کے سامان مہیا ہین سقرلات گینڈے سے اُترکر بارگاہ مین آیا سب
افسر کھڑے ہوے سقرلات کو سمجھا رہے ہین ہر ایک شخص کا یہی قول ہی حضور تکلیف نہ فرمائین اپنے قلعے مین تشریف
لیجائین ہم اُسے بخوبی سمجھلینگے کھڑے کھڑے ان سب کو شکست دینگے ایک ایک کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جائینگے سقرلات
جواب دیتا ہی کہ مابدولت کا ہونا ضرور ہی بغیر میرے یہ لڑائی فتح نہوگی یہ کہکر شراب پینے مین معروف ہوا جب دل غ بادہ
ناب سے گرم ہوا اور زیادہ مغرور بے شرم ہوا بہ کبر ونخوت تمام حکم دیا طبل جنگی بجے مگر مشلول آدمخوار سالہا سال سے
اُسکے قبضے مین ہی آدمخواری اُسکی موقوف رہی اب جو اس فوج ظفر موج کو اُسنے دیکھا جوان حسین منہہ مین پانی بھر آیا کہا
فکر مین بیٹھا ہی کہ مین رات کو اس لشکر مین جاؤن دو چار کو کھا کے پیٹ بھرون رات کو تنہا نکلجاؤنگا کسی کو خبر بھی نہ
کرونگا اُدھر نقارہ رزمی پر چوب پڑی یہان شاگردان جواہر نے آکے شاہزادہ سکندر سے عرض کی حضور لشکر دشمن
مین طبل جنگی بجا سکندر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بعنایت خداوند شجر طبل جنگی بجے شاہزادے نے پوچھا کہ آج شب
کو طلایہ کسکا ہی طولاب تیغزن نے عرض کیا آج غلام کی باری ہی سکندر نے فرمایا اے بہادر بہت ہوشیار رہنا
یہ ملعون بہت مغرور معلوم ہوتا ہی عرض کی مین پانچ ہزار جوان لیکر جاتا ہون سکندر نے فرمایا اچھا ہی تم خبر گیر رہنا

اگر کوئی بات ہو فوراً ہمکو خبر کرنا جواہر خنجر زن بر حسب حکم شاہزادہ سکندر خبر گیری مین مصروف ہوا جب زلف لیلائے
شب کمر سے گذری مشلول آدمخوار یکہ و تنہا اپنے خیمے سے نکلا اژدہ پشت نہنگ کاندھے پر سر کے بال بڑھے ہوئے جھومتا
ہوا قبضۂ شمشیر چومتا ہوا بصورت مہیب بشکل عجیب لشکر سکندر پر نگاہ ڈالتا ہوا آتا ہے جواہر خنجر زن نے بڑھکر پیر
طلایہ کو خبر کی اگر یہ بچہ قریب سوارون کے پہونچ گیا ایک سوار نے آواز دی کون آتا ہے جب اسنے جواب نہ دیا سوار نے
نیزہ مارا اس بیحیا نے نیزہ سوار کا توڑ ڈالا سوار کو گھوڑے سے گھسیٹ لیا دونون ٹانگین پکڑ کر جھڑاتا مارا چیر پھاڑ کر
کھا گیا یہ سانحہ دیکھکر اور سوار سامنے سے بھاگنے لگے ایک غلغلہ ہوا آدمخوار آگیا جواہر خنجر زن قریب طولاب پہونچا
کہا اے جوان جلد چل طلایہ پر آدمخوار آگیا کئی سوارون کو مار چکا طولاب گھوڑے کو چمکا کے اسوقت پہونچا کہ سوارون
مین کھلبلی پڑی ہے وہ دیو خصال عفریت مثال جسپر جا پڑا اُسے چیر پھاڑ کر کھا لیا دو چار جوان تو بخوشی کھائے دریائے
خون مین نہایا ہوا حربے کو جنبش دیتا ہوا مثل فیل مست آتا ہے اس شیر نے آواز دی خبردار اب آگے نہ بڑھنا
طولاب کی صدا سنکر مشلول قریب آیا طولاب نے نیزہ مارا مشلول نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا ایک ہاتھ اژدہ کا مارا
طولاب نے اپنے تئین بچایا مگر گھوڑا اس جوان کا مارا گیا مشلول نے چاہا اسکو بھی کھا جاؤن اور سوار بیچ مین آ بچے
طولاب بچے بچ گیا یہ خبر جواہر نے شاہزادہ سکندر کو پہونچائی سکندر بیتاب ہوکر بارگاہ سے نکلے دیکھا ایک آدمخوار
نے بہت سے جوان چیر پھاڑ کر کھا لیے سکندر کی آنکھون مین اندھیرا آگیا و انشاء اللہ دمار ازو بر خبردار مین آ پہونچا آدمخوار نے کسی کو
جھکیت ماری کسی کو چیر کے پھینکدیا استخوان چبا رہا ہے سکندر کو تاب نہ باقی رہی دہان سے نعرہ شیرانہ کیا جست کر کے قریب
آگئے مشلول نے ہاتھ اژدہ پشت نہنگ کا مارا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اژدہا چھین کر پھینکدیا مشلول نے چنگل مارا شہزادہ
صرف کرتا سنجوابی کا پہنے ہوے تھا تمام جسم فگار ہو گیا سر تا خون کا بلند شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا گردن تو اسکی ہاتھ مین آئی
بڑے بڑے بال ہاتھ مین آگئے جھٹکا مارا اکھڑتا ہوا ایک رشتہ ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا مشلول نے پھر چنگل مارا ابکی مرتبہ ناخن پس
پہیا کے استخوان پر جا کر بیٹھے گوشت و پوست نوچ کر لیگیا سکندر نے غصے مین گھونسا مارا مشلول کو معلوم ہوا اگرز پڑا
سر پھٹا یا منہ کھولدیا گھبرا گیا یقین تھا چرخ کھا کر گرے مگر اپنے کو سنبھال کر لپٹ پڑا سکندر کا تمام جسم فگار اُس حال
مین بھی ضبط کر کے مشلول سے کشتی لڑنے لگے شہنشاہ کو خبر پہونچی جوش محبت مین اپنے فرزند کے نکل آئے دیکھا شاہزادے
کا جسم پارہ پارہ ہو گیا ہے مگر مشلول کو اتنے گھونسے مارے ہر مرتبہ منہ کھول کر بچاتا ہے جب گھونسا پڑا قلب تھرا گیا
شانے پر کاٹ کھایا بوٹی شانے کی اُتار لیگیا سکندر پر انتہا کا صدمہ ہوا ایک جھکیت کھا کے اس زور سے گھونسا مارا کہ
مشلول چرخ کھا کے گرا سکندر جھپٹکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا گندہ زانو سے دبا کر کہا او آدمخوار اب اطاعت مین کیا کلام ہے اس
آدمخوار کی زبان سے سخت الفاظ سکندر کی شان مین نکلے سکندر غصے مین اُٹھا ایک پانون دونون پانون سے دبا کر ایک
پانون دونون ہاتھون سے تھام کر جھٹکا مارا مثل کرباس کے چیر کے پھینکدیا سلطان نے مہرین پونچھ جوش محبت مین فرزند کے
لپٹ گئے خون جسم کا رومال سے پاک کرنے لگے سکندر نے فرمایا لاشہ اس آدمخوار کا بیرون لشکر پھینکدو سوار و پیدل
جو زخمی ہوے ہین انکا علاج ہو رفقا نے عرض کی پہلے حضور کی زخمہ دوزی مناسب ہے سکندر نے نہ مانا ساتھ والون کے
ٹانکے دلوائے تب خود بھی شفاخانہ مین آئے پٹیان مرہم کی چڑھائین گلہائے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین ہر زخم سے
قطرے خون کے ٹپک رہے ہین بشکل خون بند ہوا طولاب سردار انتہا کا زخمی ہوا تھا شاہزادہ سکندر نے خود
ٹانکے لگائے لاشہ آدمخوار کا جو بیرون لشکر پھینکا گیا ملازمان سقرلات نے دیکھا چارپائی پر لاد کر سامنے سقرلات
کے لائے سقرلات نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور یکہ و تنہا لشکر دشمن پر جا پڑا افسر کے ہاتھ سے مارا گیا سقرلات بہت

بہت

جھلایا ستارۂ سحری چمک چکا تھا سقرلات فوراً گینڈے پر سوار ہوا مشلول کے مارے جانے کا بڑا صدمہ ہوا مشلول اُسکا
بھائی کہتا ہی ہمن اُس لڑکے کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا سقرلات کہتا ہی یار وہ لڑکا بڑا صاحب طاقت ہی ایسے شخص کو لڑکے اسطرح
مار ڈالا کہ میرا حوصلہ پست ہوا مین نے ان آدمخوارون کو بڑی مشکل مین گرفتار کیا تھا اُسنے تھوڑی ہی دیر مین مار لیا یہ ثابت ہوا
کہ نہایت زبردست ہی سوائے میرے کوئی اُسکے مقابلے مین نہ جائے کمیدان رسالدار بڑے بڑے دیو خصال جن بلبلا کے
کہتے ہین حضور وقت شب تھا اسی وجہ سے وہ مارا گیا دن کو مہلت نہ دینگے جھکائیان دیکر مار لینگے اسطرح کے ذکر ہوتے تھے مین
سقرلات لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آیا سکندر ہر چند کہ خستہ و شکستہ تھے جاجا ہر خنجر زن نے بڑھکر خبر دی کہ
لشکر دشمن میدان کارزار مین آگیا سکندر اُٹھا ہر چند باپ نے منع کیا کہا اے فرزند آج اُس سے ایک دن کی مہلت لین
سکندر نے کہا کوئی ضرورت نہین سلطان مجبور تخت پر سوار ہوا شاہزادہ پشت مرکب پر سب رفیق گرد گھیرے ہوئے
نوبت نقارے بجتے ہوئے سقرلات نے سکندر کو صف پر دیکھا ہر کارے یہ بھی بیان کرینگے کہ سکندر انتہا کا زخمی ہی
مگر جوش جرأت مین فرق نہین دیکھیے چالیس قدم آگے بڑھا ہوا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی سقرلات وجد کرنے لگا کہا
حقیقت مین یہ جوان بڑا رابطہ و ضابطہ ہی اس حال مین بھی میدان کارزار مین آیا لوگون سے کہا اسکی قضا لائی ہی
اب جانبین کے لشکر آراستہ ہوئے نقیب نقابت کرکے ہٹے سب سے پیشتر اکوان آہن پوش نامے پہلوان
شہزادے کے ہاتھ سے مارا گیا تب جھلا کے سقرلات نکلا پکار کر آواز دی اے فرقہ نجوم پرستان تمنے یہ مذہب اختیار کرکے
کیا پھل پایا انھون نے جواب دیا تجھکو ہمارے مذہب مین کیا دخل ہی سقرلات نے کہا وہ صاحبزادے جنھون نے نام
اپنا سکندر زرین پوش زرین علم رکھا ہی میرے مقابلے مین آئین تو احوال معلوم ہو مشلول کو مار کر بہت مغرور ہوا
وہ برسون سے بیمار تھا یہ سنکر سکندر نے گھوڑا اُچکایا باپ کو آکر سلام کیا کہا حضور اجازت میدان دیجیے دشمن
للکار رہا ہی سلطان زرین پوش فرط محبت فرزند سے رونے لگا کہا اے نور نظر اس دیو خودسر کے مقابلے مین
کیونکر جانے دون تمام جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین تمھارے زخم کے خیال سے مین نے نہین کہا ورنہ سقرلات
سے ایک مہینے کی مہلت لینا چاہیے جب زخم صحت پائین تب البتہ مقابلہ ہو سکتا ہی سکندر نے کہا آپکا اقبال کافی ہی اب
اجازت میدان کارزار دیجیے حریف زبان طعن کھولنے لگا شہنشاہ نے رو رو کر رخصت کیا شاہزادے نے مرکب پر
بجلی جاتی نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اُچکاتا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب گھوڑا اُڑا تو مین مثل سیماب صفت مرکب تصنیف مصنف

عجب مرکب تیز رو خوش خرام	اُٹھے آسمان پر بچے گر لگام	کہون اسکو سیماب یا برق تاب	فراست فرس مین بھی ہی لاجواب
غزال ختن سے سوا تیز رو	خطا ہی کہون نعل کو ماہ نو	طرارون مین بھی جست جیسا اُسکا	کنا آسمان اسے سیر افلاک ہی

اس شان و شوکت سے جو سقرلات نے شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا مثل آئینہ حیران کہتا تھا کیا معشوق خوبرو ہی
اس خوبصورتی پر یہ جرأت و جلالت دوسرا کمال یہ کہ شب کو آدمخوارے لڑا اسوقت مابدولت کے مقابلے مین آتا ہی کیا
نچلا ہی سرو پا کو شاہزادے کے بنگاہ غور دیکھ رہا ہی سب اعضا چست چالاک و درست آنکھڑیان رشک دیدۂ
غزال چہرہ ماہتاب آسمان کمال گرز و سپر کا ہاتھ مین لیکر سقرلات بڑھا نگاہ ور چلی چار قدم گینڈا سقرلات کا بڑھا دو قدم
مرکب شاہزادے کا بڑھا سقرلات حیران جمال محو دیدار ہو رہا تھا ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا سکندر نے جواب دیا سقرلات
نے کہا اے جوان ہر چند کہ تجھسے بڑی خطائین سرزد ہوئین لیکن تیرے حسن و جمال و شان و شوکت پر مجھکو رحم آیا ہی سب
خطائین تیری معاف کردونگا مدد تیرے لشکر کی لاشون سے میدان سارا بھر دیا سکندر نے کہا اے سقرلات
مین مقابلہ عظیم پر جاتا ہون بڑے بڑے نامآورون سے ارادہ ہی کہ مقابلہ کرون اگر تو رفاقت اختیار کرے تو تجھکو

لشکر کا سپہ سالار کرون رونق بارگاہ مردان عالم قرار دون سقرلات خوب ہنسا کہا واہ ای جوان سوال دیگر
جواب دیگر مجھے تو کیا مقابلہ کریگا ہاتھ پانون توڑکے رکھدونگا بار میری تلوار کا تجھے اُٹھیگا کلائیان ٹوٹ جاوینگی
سکندر نے کہا مجھکو کسی کا خیال ہی شیر کا بچہ فیل مست کو مار لیتا ہی بھاگتے راستہ نہ ملیگا مثل آدمخوار تو بھی طعمۂ دہن موت
ہوگا سارا اکبر و نخوت فوت ہوگا سقرلات نے کہا لات و منات کی قسم کہتا ہون مجھکو تجھسے محبت ہوئی میرا نیزہ
دل سنگ مین در آتا ہی اگر تلوار سر کروہ پہاڑون تا بیخ کاٹون اگر زور بازو دکھاؤن پہاڑ کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینکدون
یہ وہ ملک ہی کہ یہان ہر مقام پہ ہزارون سرکش رہتے تھے میری ہیبت شمشیر سے بھاگ کر درہ ہائے کوہ مین چھپے ملک کے
ملک مین نے ویران کردیے آدمخوارون کو بھی مین نے امان نہ دی جس مقام پر آپکا لشکر فرودکش ہوا آدمخوارون کی
جرأت سے یہان راستہ نہ چلتا تھا سرکشی دکھاتے تھے راہگیرون کو ڈھونڈھکر کھا جاتے تھے مین نے سب کو قتل کر مارا دو
آدمخوار سب کے افسر تھے اُنکو گرفتار کرکے لایا کیون اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی سکندر نے کہا ای پہلوان
جبتک مقابلہ ہوگا تیرے سر سے غرور نہ نکلیگا اور ای بہادر صاف یہ ہی کہ مجھے یہ خیال رہیگا لشکر حمزہ کا حال سنا ہی کہ زمانۂ
کشتی مین لندھور نے صاحبقران کی اطاعت کی اور عاشق مشہور ہوا آخر غرور مین یہ کلمہ کہا کہ مجھکو صاحبقران نے زیر
نہین کیا تب صاحبقران نے کسی وجہ مین صورت بدل کے جفا اُٹھائی صاحبقرانی دکھائی جسطرح بنا لندھور کو زیر
کیا تب اُنکے دل سے گھمنڈ مٹا تو برادر یہ خیال جا نہین کو رہیگا مجھکو بھی دعوی ٔ افسری ہی کو یہی خیال سروری سقرلات
نے کہا مجھکو افسوس یہ آتا ہی ایسا ہو کہ آپ میرے ہاتھ سے ہلاک ہون مین پھر کیا منھ دکھاؤنگا یہ بھی ظاہر ہی کہ آپکے فراق
مین تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا لہذا سب سے افضل یہ ہی کہ میرے آپکے نیزہ و تلوار مین مقابلہ ہو کشتی مین امتحان ہوجائے
سکندر نے کہا بہتر ای پہلوان ہم اس کلام پر راضی ہین سقرلات گینڈے سے کود اسکندر بھی گھوڑے سے اُترے
دونون لشکر حیران کہ ان دونون جوانون نے کیا یا تین ہوئین نیزہ و تلوار موقوف ہوئے سقرلات دل مین کہتا ہی
کہ آخر کس بھاری کہا بدانزور مین سیر کیا کریگا تلوار و نیزہ مین شاید برابر رہجاتا یہ کہکر اشارہ کیا کہا ای شاہزادہ والا
آئیے سکندر نے بھی دامن گردا لے آستینین چڑھائین سقرلات سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ کس
زور و شور سے دونون جوانون مین کشتی ہو رہی ہی کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا سقرلات ہر مرتبہ چاہتا ہی دبوچ کر
بیٹھون ہاتھ پانون توڑکے رکھدون مگر تجربہ قابو نہین ہوتا سکندر مثل برق جہندہ تڑپ رہا ہی ہر شخص مصروف
سیر کہ سبحان اللہ کس لطف سے شاہزادہ اتنے بڑے پہلوان سے مصروف زور آزمائی ہی کیا صولت و شوکت دکھائی
ہی وہ دیو یہ کمسن یہ خردوہ گرد داشتہ ابھی حالات نشیب و فراز عالم نہین دیکھے وہ جہاندیدہ کار آزمودہ دیکھیے کیا گذرتی
ہی ہر خرد و کلان پیر و جوان ادنی اعلی محو تماشا سب شہزادہ سکندر کی تعریف کررہے ہین لڑتے لڑتے وہ وقت آیا کہ
شاہنشاہ زرین پوش آفتاب بصد پیچ و تاب رخ زرد چہرے پر بیابان کی گرد لرزان و ترسان قصر مغرب مین جا کر
چھپا لیلائے شب نے صورت دکھائی مجنون ماہ تابان عاشق لیلائے شب بصد ادب تخت فلکی مین امید وار دیدار فرحت آثار
لیلائے شب جلوہ فرما ہوا سقرلات روک کے شاہزادے کو کہنے لگا کہ ای جوان کیا کہنا تو نے بڑا کام کیا مجھ ایسے سورمے
پہلوان کامل لڑا اب جاکر آرام کر صبح کو سمجھا جائیگا جسکی تقدیر مین فتح ہو ہر چند کہ شاہزادہ سکندر اپنے حسب و نسب سے
ماہر نہین اپنے خاندان سے فنون سپاہگری نہین سیکھے مگر اصلی لیاقت کہان جائے بے اختیار بول اُٹھے ای پہلوان
ہو کیا مزا ہی لڑائی ہوئی انجام ہوا یا تم ہمکو زیر کرکے چلتے یا ہم تمکو زیر کرکے رفیق بنا لیتے تب میدان کارزار سے
جائینگے اب لڑو یہ سنکر سقرلات بہت ہنسا کہا ای شاہزادہ والا قدر آسمان خوبی کے بدر ابھی آپنے نشیب و فراز عالم

نہین دیکھے مین یہی چاہتا ہون کہ سر میدان آپکی ذلت ہو سکندر نے جواب دیا ای پہلوان دوران تمھارا تو غرور بڑھتا جاتا
ہے ابھی صرف چار پہر گذرے ہین دس پانچ پہر مین غالب و مغلوب کی حقیقت کھلیگی ابھی تو تمھارا غرور ترقی پر ہے سقرلات
نے کہا خیر مین ہر بات مین آپکی بہتری چاہتا ہون آپ اب ناحق کد کرتے ہین امتحان تو کسی قدر ہو گیا تھا سکندر نے کہا مین
بے زیر و زبر کیے نہ پلٹونگا سقرلات نے حکم دیا روشنی کر دی جاوے ادھر جواہر خنجر زن نے سلطان زرین پوش
سے کہا کہ حضور لڑائی الجھ گئی روشنی کرایئے ادھر بھی روشنی ہو گئی اب سب پر احوال روشن ہوا کہ پھر دونون شیر لڑائی
مین مصروف ہوئے چار پہر رات ایک رنگ مین گذری عروس شب نے نقاب چہرۂ مہر مثال سے اٹھائی نیر انور نے بعد کر و فر تخت
زبرجدی فلک پر جلوہ فرمایا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبان مین اپنے معبود کو یاد کرنے لگے قمریون کے
غول کے غول غلغلے سرو پر صدائے کو کو کرتے تھے مراد یہ تھی کہ ہمارا پیدا کرنے والا کہان ہے افسوس کہ دیدۂ حقیقت بین سے
نہان ہے بندون کو محبت باغبان قضا و قدر کا جوش عندلیبان خوش نوا کو سبق گلستان کا فراموش طائر چہکے غنچے چٹکے
وحشت زبرجدی صنعت باغبان سرمدی یہ دونون شیر ایک طور پر مصروف جنگ جب شاہزادہ سکندر سقرلات کو
نیچے پکڑ لاتا ہے دو دو گھڑی رگڑتا ہے نکلنے نہین دیتا دھکّے مارتا ہے کہ سقرلات کی جان پر بنتی ہے اور جب سقرلات
سکندر کو کھینچ لاتا ہے یہ اسطرح سمٹ کر لگتے ہین کہ سینۂ زمین سے نہین آشنا ہوتا جواہر خنجر زن بڑھ بڑھکر دمبدم تعریف
کرتا ہے ای شیر بیشۂ سلطان زرین پوش ماشاء اللہ کس لطف سے آپ لڑ رہے ہین جرأت کی ترقی نکتہ سنج حرف مطلب
مراد سے آگاہ ہین آپ جہان پناہ مین کس لطف سے کشتی لڑ رہے ہین لب سوفارت صدائے احسنت و آفرین آ رہی ہے
جملہ علمہائے لشکر آپکی تعظیم کو اٹھے ہین نشان فتح و ظفر تیار ہے سقرلات غصے مین جواب دیتا ہے او عیار کیا بیہودہ بکتا
ہے میرے زور و طاقت سے بہرام فلک کو سکتا ہے مجھے جوش الفت ہے اسوجہ سے یہ کیفیت ہے مین چاہتا ہون حوصلہ
نہ باقی رہے جب قصد کرونگا زیر کرونگا مین نے ابتک فنون زور و طاقت صرف نہین کیے اب آج رات ہو نے دونگا
فقط آپکے حجاب کا خیال ہے کہ اپنے مقام پر شرمندہ ہونگے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ دوسرے دن بھی انتہا کے
داؤن پیچ ہوئے ایک کو دوسرے کے زیر کرنے کی بڑی بڑی کوشش ہوئی مگر کسی کا مطلب حاصل ہوا اب سقرلات
بیدم رہے ہانپ رہا ہے سکندر کے طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی اکھاڑے مین اترا ہے چہرہ بحال آئینۂ رخسار
سے ثابت ہوتا ہے کہ سکندر اصلی ظلمات کی سیر کرکے برآمد ہوا نہایت خوشدلی کے ساتھ مصروف جنگ ہے لیکن جب
قصد کرتے ہین کہ زیر کرون سقرلات اپنے کو توڑنے سے بچاتا ہے اس پہلو پر نہین آتا کہ یہ کولے پر لادین اب آخر وقت ہے
ریل پیل کے زور ہو رہے ہین کبھی سکندر سقرلات کو دس قدم ریل کر لیگئے کبھی وہ انکو پانچ قدم تک لایا مگر ترقی
سکندر کی جانب ہے سقرلات کو بہت غصہ ہے دانتون سے ہونٹون کو چباتا ہے اکثر کلام سخت بھی زبان پر لایا سکندر
نے جواب دیا ای سقرلات تمھاری لیاقت سے بعید ہے کہ کلمات بیجا زبان پر لاؤ تمھین تو امتحان منظور ہے اب تو قلب
نامعمور ہے یہان تو بعنایت خداوند شجر بادۂ نجات کا سرور ہے یہ حقیر سراسر بے قصور ہے مین اول بھی کہتا تھا کہ میری
بخوشی اطاعت کرو سر میدان نہ لڑو ورنہ بڑی خرابی ہوگی مگر تمنے نہ مانا مجھکو طفل کمسن جانا بقول سعدی شعر ای کہ ضعیف
مست حقیر منو دبتا ور رغبتی ہنر نہ بنماری خیر اب جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ای سقرلات اب زمانہ قریب ہے تم کچھنے والا
بدنصیب ہے سقرلات نے کہا ای جوان جبتک کہ مجھ مین جان باقی ہے کیا مجال کسی کی کہ میری پشت زمین سے لگا سکے
جب طائر روح قفس جسم خاکی سے نکل جائے اسوقت حریف کو البتہ اختیار ہے سکندر نے کہا ای سقرلات یہ تماشہ
ہو چکا کہ یہ تن و توش تمھارا دیکھنے کا ہے دیکھو کانپ رہے ہو یہ جو کلمہ شاہزادہ سے سنا سقرلات کو بڑا غصہ آیا کہا او

ای سکندر را بھی زیر کرتا ہون یہ کہکے دونون مونڈھے تھامے سینے سے سر اڑا کر لے دو نیا سکندر ہٹتے ہٹتے چلے آتے ہین دم کا بھروسا قدم کا شمار پانچ قدم تک ہٹکے آئے سقرلات نے ہٹکا مارا سکندر کا گھٹنا زمین سے آشنا ہنوا سکندر ہٹنے پلٹکر لے دوڑے سقرلات چاہتا ہی پیچھے نہ ہٹون سکندر نے زور کرکے دونون پانوُن بڑھائے وہان پر شرط تھا پانوُن بڑھانے کا بہادر تھا گھٹنون تک زمین مین غرق ہوے سقرلات نے ہٹکا مارا کر لہ اس شیر کا اتر گیا بازو تل شیر زبان کے از رہے تھے یا خبر تھر کانپ کے بیہوش ہوگئے سقرلات کہ نہایت محجوب ہورہا تھا یہ بھی اسکو یقین تھا کہ اب یہ شیر مجکو زیر کرلیگا بیہوش جو پایا تو غنیمت سمجھا ایک مارا شاہزادہ شل مردے کے زمین پر گرا سقرلات مشکین باندھنے لگا تو رہ از زنجیر آہنی کا کمرسے کھولا ہرچند جواہر خنجر زن نے آواز دی ارے پہلوان یہ بات مروّت سے بعید ہی صید زبون پر ہاتھ نہین ڈالتے مگر سے مطلب نہین نکالتے ہم سمجھ گئے شاہزادہ سکندر کا کر لا اتر گیا ہرچند جواہر خنجر زن چیخا چیخا غل مچایا مگر سقرلات نے کچھ خیال بھی نہ کیا گرفتار کرکے لیچلا سلطان زرین پوش نے قصد کیا کہ لشکر کو لیکر جاکر چھڑا لائین جواہر خنجر زن نے منع کیا آپ پلٹ چلیے مین چھڑا کے لاؤنگا حقیقت مین سقرلات ملعون نے خلاف جرأت کیا آپ بارگاہ مین چلیے مین بھی حاضر ہوتا ہون جاکے اپنے آقا کی جبرون چھڑانے کی تدبیر کرون یہ تو یقین کامل ہی کہ اس حال مین ملال مین قتل نہین کریگا اور یہ بھی اُسکے تیورسے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ ہمارے آقا پر مائل ہی تیغ ابروسے گھائل ہی یہ کہکر سلطان زرین پوش کو جواہر نے طرف بارگاہ کے روانہ کیا اور آپ صورت تبدیل کرکے لشکر سقرلات مین آیا ایک خدمتگار کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے پہونچا ستون کی آڑ مین کھڑا ہوا سقرلات آہن پوش نے پہلوانون کو حکم دیا اس جوان کا کوڑہ تھا ڈاٹکے معقول خیمے مین لیجاکر قید کرو مگر آب ودانہ برجا حسن پہونچانا کوئی تکلیف نہونے پاوے مین اسکو اپنا افسر بناؤنگا صاحب تخت وتاج کرونگا پہلوان نے شاہزادہ سکندر کا کوڑہ تھما یا چھیان باندھ دین مگر ہتھکڑیان بیڑیان بھی پہنائین جواہر یہ سب کیفیت ستون کی آڑسے کھڑا دیکھا کیا سرہنگ آہن پوش ایک افسر تھا ہزار جوانون سے وہ آگے در خیمہ پر نگہبان ہوا جواہر جانب خیمے کے انتظام کرنے لگا دمبدم پیادون کو بھی حکم دے رہا ہی کہ جاکر دیکھو وہ شیر دلیر کب ہوشیار ہوتا ہی ہمارے مالک کا حکم ہی کہ جب یہ جوان ہوشیار ہو ہمکو فوراً اطلاع کرو جواہر نے یہ معرکہ دیکھا قریب بارگاہ سقرلات آہن پوش ٹہل رہا ہی کہ ایک مردہ باہر نکلا آواز دی کوئی مزدور ہی یہ پتیلا شراب کا اُٹھا کرلے چلے جواہر نے فوراً اپنی صورت ایک مزدور کی بنائی حاضر حاضر کہکے سامنے آیا عرض کی کیا حکم ہی مردے نے کہا یہ پتیلا اُٹھالے ایک غلیلہ بھی ہاتھ مین دیا چوبدار آگے آگے مزدور پیچھے پیچھے چلا اب جواہر تھوڑی دور چلکے خوب بہلا اور راہ مین فتیلے کو منھ سے پھونک دیا ٹھوکر لی زمین پر بیٹھ گیا پکار کے آواز دی میان مردے صاحب فتیلہ بجھ گیا مین بھی گر پڑا اسکو جلدی روشن کرلائیے چوبدار یہ سنکر پلٹا قریب آکے دیکھا مزدور گر پڑا فتیلہ بجھ گیا مزدور کا ہاتھ تھام کر اُٹھایا فتیلہ ہاتھ سے اُسکے لیلیا سامنے ایک حلوائی کی دوکان تھی روشن کرنے گیا اتنے عرصے مین جواہر نے پتیلے کا منھ کھولا اُسمین بیہوشی ملادی مردہ فتیلہ روشن کرکے آیا مزدور سے کہا میان جلد تھوڑی دیر مین آکر دروازے پر زنداں خانہ کے پہونچے سرہنگ آہن پوش در خیمہ پر ایک ہزار جوان سے نگہبانی کررہا ہی فتیلے کی روشنی دیکھکر آواز دی کون آتا ہی مردے نے اپنا نام بتایا اور کہا بادشاہ نے تم لوگون کے واسطے شراب بھیجی ہی یہ سنکر سب پیادے بیقرار ہوگئے بڑھکر پتیلا کاندھے سے مزدور کے اُتار مردہ تو پتیلا دیکر چلا گیا مگر مزدور یہ کہکے بیٹھ گیا لائیے پہلوان صاحب مین حق بھر دون مجکو تو ندی آتی ہی حکم ہو تو مین بھی یہان شب بھر بیدار رہون رات بھر جلیبین بھر اکرونگا پیادون نے کہا میان شہدے صاحب تمھارا کیا نام ہی اور مکان کہان ہی کہا حضور بہی نکار امین رہتے ہین کئی دن سے

رتو نہ آنے لگی جان بھی ہار چکے ہم تو نگہبان زندان ہین دانون پر جان بھی دیدیتے ہین اگر ہمارا رنگ کھل جائے دو جگون مین سلطنت چھین لین مگر کیا کرین تقدیر یاوری نہین کرتی سب ہنسنے لگے سبھون نے شراب آپس مین تقسیم کی جواہر نے خم بھر بھر کے پلانا شروع کیے ایک ایک سے تقاضا ہو لائیے کابلی لا دین دال موٹھ گرما گرم منگائیے کسی نے روپیہ دیے مزدور دوڑ دوڑ کر لا دیتا ہے دل جان سے کام مین مصروف ہو پیادے کہتے ہین میان مزدور تم بڑے محنتی ہو میان رہا کرو ہمارے کھانے پینے کی بھی فکر ہو جاوے گی شراب پیا کرو کباب کھایا کرو تمھین کسی بات کی تکلیف نہو گی مزدور نے جواب دیا اب مین یہین رہونگا آپ سب صاحبون کو خوب راضی کرونگا چار گھڑی رات گذری تھی کہ سب بیہوش ہوے جواہر نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہوے اندر خیمے کے آیا شاہزادے کو دیکھا اسیر زنجیر پر سر خم کیے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھا ہے زبان پر شاہزادے کے یہ اشعار جاری ہین اشعار حسنف

کہین کام دنیا مین کیا بند ہین	کہین شادیان ہین کہین رنج و غم	نشان خوشی ہین نشان الم	یہ نیرنگ عالم کے پابند ہین
کوئی شکل گیسو پریشان ہوا	یہی ہین جہان کے نشیب و فراز	ہم ایک جا گہ پہ ہین سوز و ساز	کہین بادشاہی کا سامان ہوا
			کبھی یاد معشوق مین مبتلا ہے

تلکی گریبان تا بدامن چاک اشک حسرت چہرہ زیبا پر جاری کہ جواہر نے آگے سلام کیا کہا حضور نہ گھبرائین غلام ایک ہی لشکر تو بڑی عیاری سے سو مین نکالا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا ہمراہ عیار کے باہر خیمے کے آیا دیکھا سب نگہبان بیہوش پڑے ہین جواہر نے ایک مرکب بھی شاہزادے کے واسطے بہت عمدہ مہیا کیا اسپر سوار کر کے لے نکلا جدھر طلایہ پھر رہا تھا کنارے کنارے شاہزادے کو لایا یہان لشکر مین سلطان زرین پوش کا عجب حال ہے یاد فرزند مین مبتلا ہین تمام اہلیان لشکر بیتاب و بیقرار سب سردار لشکر مین پریشان پھر رہے ہین دور سے دیکھا ایک سوار آتا ہے اور ایک عیار بھی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کیسان نے شہزادے کو پہچانا سب دوڑ پڑے سو یہ خبر جو اڑی کہ سکندر آتے ہین سلطان زرین پوش بھی بارگاہ سے نکل آئے سردار بھی دوڑے استقبال کر کے سکندر کو بارگاہ مین لائے سلطان نے سب حال پوچھا سب سردار جواہر کے گرد پھرنے لگے کہ حضرت صاحب تمنے بڑا کام کیا سقرلات کو ایسا بد نہ سمجھے تھے جب کو لڑا تھا قید کر لیا جواہر نے کہا صبح کو اپنے مذہب کا سوال کرتا اب شاہزادے نے آرام کیا لشکر کو تسکین ہوئی سلطان بھی سوئے وہان بوقت سحر جب قیدی زندان ضرب زنجیر ہائے شعاع مین جکڑا ہوا یعنی چرخ زبر جدی مین آیا اہلیان لشکر سقرلات قریب خیمہ قید خانہ آئے دیکھا سب بیہوش پڑے ہین خیمہ خالی ہے ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین ایک ہنگامہ برپا ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہے کہ غضب ہوا عیار سب کو بیہوش کر کے اپنے آقا کو لیگیا بڑا داغ دے گیا شب رنگ آہن پوش روتا پیٹتا ہوا سامنے سقرلات کے آیا رو رو کر کہا حضور بڑا غضب ہوا شب کو کوئی آ کے نگہبانون کو بیہوش کر کے اسیر کو لیگیا یہ سنکر سقرلات مثل ابر کے گرجا مانند اژدر کے بل کر کے اٹھا کہا اس جوان نے کچھ میرا خوف نہ کیا مردان عالم کی قید مجھ سے دور کی یہ تو میرا گنہگار تھا مین ابھی جاتا ہون کان پکڑ کے بارگاہ سے لاتا ہون ہر چند سرداروں نے سمجھایا مگر سقرلات اپنے غرور مین چھپا پڑتا ہو ہر چند کہ آنکھ شہزادے سے اٹھا زور کا حال بخوبی کھل گیا مگر غرور نے آنکھون پر پردے ڈالدیے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہو طرف لشکر سکندر کے چلا ہر چند اسنے منع کیا کہ کسی کی کیا احتیاج ہو مگر اہلیان لشکر نے نہ مانا پشت پر اپنے مالک کے جمع ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے جواہر کو بھی اس بات کا خیال تھا کہ سقرلات ضرور برہم ہوگا خبر کے لیے موجود تھا جیسے ہی سقرلات کو دیکھا خبر سنکر بھاگا یہان سلطان آ کے تخت پر بیٹھے سکندر دنگل پر سردار سب آتے جاتے ہین سکندر یہی فرماتے ہین کہ مین بجائی جواہر کے کہنے سے رات کو چلا آیا ورنہ بارگاہ سقرلات مین جاتا کہتا کہ او نامرد تونے مجھکو بیہوشی مین

گرفتار کیا اب میں موجود ہوں مقابلہ کر خیر اب جاؤنگا سر دربار اُسکو ڈھونڈونگا سلطان زرین پوش روک رہے ہیں اور
فرماتے ہیں اے نورِ نظر وہ بڑا دیو خونخوار ہے انسان کا مکو دیو ہے تمہارا ہی کلیجہ تھا کہ آٹھ پہر اُس سے لڑے سکندر
نے کہا فلک نے گردش دکھائی پہر بھر میں اسکی مشکیں باندھ لیتا جو منظور پیدا کرنے والے کو اپنا اختیار کیا انسان مجبور ہو ناچار ہے
مگر دل بہت بیقرار ہے کہ اُس سے جا کر کلام کریں یہ باتیں تھیں کہ جواہر حاضر ہوا عرض کیا اے شہریار غضب ہوا سقرلات
بڑے جوش وخروش سے آتا ہے لشکر سارا ساتھ ہے غیظ وغضب میں کانپ رہا ہے سکندر اُٹھ کھڑے ہوئے سلطان نے جو سمجھایا
سکندر کو روکا کہا حضور میں آگے بڑھکر اُسکو روکوں ورنہ دربار میں آدیگا کلمات سخت زبان پر لائیگا میدان ہی میں
مقابلہ ہونا بہتر ہے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوئے جواہر نے رکاب تھام لی یہ فرماتے ہوئے چلے اے سرداران تہمتن دل اے
افسران صف شکن میں اُسکے زور کا امتحان کر چکا اب اتنا موقعہ نہ ہوگا بہت جلد زیر کرلونگا سلطان بھی تخت پر سوار ہوئے
لشکر میں قرنا ہوئی مگر شہزادہ سکندر گھوڑے کو اڑائے ہوئے جاتے ہیں دیکھا سامنے سے سقرلات گینڈے کو
بڑھائے ہوئے آتا ہے فوج پشت پر سکندر گھوڑا بڑھا کر میدان میں آئے پکار کر آواز دی اے سقرلات کیا ارادہ ہے میں آ پہنچا
اب آگے نہ بڑھنا سقرلات نے سکندر کو جو دیکھا مثل اژدر بل کرنے لگا کہا او طفل بے ادب تو نے غضب کیا قید مردانِ
عالم کی جسم سے دور کی میں تجھکو بقوت زیر کرکے لیگیا تھا اب زندہ نہ چھوڑونگا اور اُس عیار کی تو بوٹیاں کاٹ کر پھینکدونگا
سکندر نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے اگر تو مجھکو بزور گرفتار کر لیگیا ہوتا تو میں کبھی قید خانے سے نہ آتا تو نے تو اپنا مکر ظاہر
کیا اُس مجبوری میں ہاتھ ڈالا سقرلات جا پڑا سکندر و سقرلات سے نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران چند طعنوں میں
شہزادہ سکندر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا غصے میں آکے سقرلات نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا سکندر نے بھی تلوار کھینچی سقرلات
نے ہاتھ مارا سکندر کو منظور ہے کہ اب اسکو رٹنے نہ دوں گر میں ہاتھ دیکر اُٹھالوں سپر کو چہرے کی پناہ کیا مرکب کو گدگدایا
کہ زیر بغل جا کر تلوار کو گانٹھوں وہاں یہ ہوشیار نہ تھا دونوں پاؤں گھوڑے کے موشخانے میں جا رہے مرکب نے سکندر کی
کھائی گردہ سپر کا سر سے ہٹا سقرلات نے ہاتھ مارا سر برہنہ پہ شہزادے کے تلوار پڑی تا دو ابرو پہونچی اسپر بھی شہزادے
نے دستانہ مارا آہا را جھنا کے سر سے نکلگئی چادر خون کی چہرۂ زیبا پر آئی جیداری کرکے ہاتھ مارا سقرلات ملعون نے
گینڈے کو ہٹا لیا تلوار خالی گئی نکان جو پہونچی سر شاہزادے کا ہرچند زمین سے جا ملا سقرلات نے چاہا سر کاٹ لوں
افلاک بلند قامت نے دور ہی سے نعرہ کیا جبرًا او نامرد کیا کرتا ہے گھوڑے کو بڑھا کر بیچ میں دونوں کے آگیا شہزادے کو
ہٹایا آپ سینہ سپر کرکے مقابلے میں آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر اُسنے سب کو روک کے ہاتھ مار دیا افلاک کا شانہ کھولا
مرکب بھی مارا گیا قریب تھا سر کاٹ لے دوسرا سردار جا پڑا وہ بھی زخمی ہوا سب زخمی صف فوج پر کھڑے ہیں سکندر
نے بھی زخم باندھا ہر چند قصد کرتے ہیں مگر زخم سر نے ایسا بیقرار کیا ہے کہ گھوڑے کی جنبش سے بیقرار ہو جاتے ہیں یہ جوش
جرات ہے کہ مرکب پر سوار موجود ہیں گیارہ سردار نامی ہاتھ سے سقرلات کے زخمی ہوئے اور پانچ سردار جان سے
مارے گئے لاشے پھڑک رہے ہیں سقرلات کے ہاتھ میں تیغہ خون آلود گینڈے کو مہمیز کر رہا ہے اب سکندر کا بہانہ ہے
کوئی سامنے سقرلات کے نہیں جاتا سلطان حیران سکندر پریشان کچھ کسی کے بنائے بن نہیں پڑتا سقرلات
پکار رہا ہے اے فرقۂ سحر پرستان میرے قیدی نے مردانِ عالم کی قید جسم سے دور کی عیار نے دھوکا دیا اب اُسکا بدلہ ہے جو اگر اپنی
جان بری چاہتے ہو رومالی سے ہاتھ باندھ کے حلقہ آؤ میں اب صف پر آتا ہوں مشکیں باندھکر اُسکو بیجاؤنگا دیکھوں کون روکتا ہے میں
وعدہ کرتا ہوں کہ قتل نہ کرونگا ابھی چھوڑ دونگا مگر میری بات میں فرق نہ آئے اسوقت میں یہی ارادہ کرکے آیا تھا کہ اُس طفل بے ادب
کو پکڑ لاؤنگا ناحق یہ سب میرے مقابلے میں آئے یہ کھڑا ہوا لات وگزاف کر رہا ہے سکندر اپنی بوٹیاں کاٹ رہا ہے ہر مرتبہ یہی قصد ہے

کر جا کر اس سے لڑون اپنی جان دون مگر ذلت نہونے پائے سلطان بھی دعائین مانگ رہا ہی کہ صحراے گرد اڑی علمہاے زنگاری
کے پھریرے نمایان ہوے سب دیکھنے لگے شعر ازدامن دشت وکوہ اورنگ ؛ گردے برخاست ہمتیا رنگ ؛ ازدامن دشت آن
غبارے ؛ رخسارہ نمود شہریارے ؛ قضاے کار لقد روح مردان قاسم عالیشان ایرج نوجوان جو لشکر سے چلے آئے تھے
بارہ ہزار جوان پشت پر گرز بن اشقر پر سوار تیغہ دو دمہ سکندری زیب کمر پشت پر شلیم وفیلم وغیرہ سردار بارہ ہزار
پیدل وسوار ہمراہ لیکر چلے ہین کہ بزان وکوکب پر مصیبت پڑی دو منزل سہ منزل طے کرتے جاتے ہین سقرلات بھی دیکھنے لگا
ایرج جو اس مقام پر آگے پہنچے دیکھا ایک جوان دیو خصال قوی تن قوی سن میدان مین کھڑا ہوا جھوم رہا ہی کئی لاشے بھی
تڑپ رہے ہین لشکر حریف کا پراگندہ ایک جوان آفتاب جمال پریشان پریشان زخم باندھتا ہی ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ جوان کو
جا کر جواب دون مگر بسبب زخم کے قدم نہین اٹھتا بادشاہ لشکر بین سر پیٹ رہا ہی ایرج نے شاپور سے کہا دریافت تو کرو
یہ کیا معرکہ ہی یہ دیو خصال ان بیچارون پر دبا دوڑ رہا ہی برادر شاپور نے اس لڑکے کو دیکھا عیار کی صورت تمسے بہت ملتی ہی آج کل
جوان ہین نشانیان ہمارے خاندان کی ہین زلفین جلیلی خال سبز رگ ہاشمی چہرے پر موجود ہی یہی قدرت معبود ہی کہ اسوقت ہم یہان
آکے پہونچے شاپور نے کہا اے شہریار ایک صورت کے ہزار ہوتے ہین ہم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین کہ طلسم نور افشان بچ
گیا تباہی پڑی نہین معلوم ان لوگون پر کیا گذری ایرج کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شاپور نے بڑھکر احوال دریافت
کیا شتل بیک خیال پلٹ کے عرض کی اے شہریار یہ لوگ شجر پرست ہین سقرلات بیان کا مالک ہی آپسمین مقابلہ پڑا سلطان
کے لوگ مارے گئے کچھ زخمی ہوے یہ جوان خوبصورت کمسن سلطان کا بیٹا ہی اس دیو سے لڑ چکا اتفاق سے زخمی ہوا ہی اب
سقرلات ڈانٹ رہا ہی کہتا ہی پکڑ کے بیچا دونگا سلطان کے لوگ نہایت پریشان ہین ساتھ والے بھاگے جاتے ہین یہ سنکر
ایرج کو نہایت غصہ آیا خون عزیزی نے جوش مارا فوراً گھوڑے کو بڑھایا اسپ نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب
شمشیر ؛ کہ صاحبقران عجم و آفاق گیر ؛ چو تیغ بلی بر کشم از غلاف ؛ تزلزل فتد در میان مصاف ؛ او سقرلات یہ کیا جرات ہی
زخمیون کو للکار رہا ہی مین تیرے مقابلے کو آتا ہون تیری سرکشی مٹاتا ہون سقرلات نے پلٹکر دیکھا ایک جوان رعنا
نہایت حسین وجمیل مرکب باد رفتار زیر ران صاحب شوکت وشان صورت ایرج دیکھکر سقرلات تو دنگ ہو گیا جی مین
کہتا ہی یہ نوجوان سکندر سے بھی زیادہ خوبصورت ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہی لیکن جوش جرأت مین جا پہونچا ایرج لگا ورزن نے
سکندر بھی حیران جمال بیمثال ایرج کو دیکھ رہا ہی جواہر نے بڑھکر خبر دی حضور یہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
کے پوتے ہین جانباز وسرفروش ایسے ہوتے ہین یہ جوان بلا وجہ ہماری شراکت کرتا ہی خداوند شجر اسکی مدد کرین باغ عالم
سرسبز وشاداب ہو ان لوگون کے تمام دنیا مین نام ہین جرأت وجلالت مین نیک انجام ہین مگر ایرج سقرلات سے معروف
جنگ ہوے نیزہ چلنے لگا سکندر بنگاہ غور دیکھ رہا ہی جواہر سے کہتا ہی اے برادر دیکھو نبیرۂ حمزہ کس شان سے لڑ رہا ہی
کیا طریقۂ نیزہ بازی ہی جواہر کہتا ہی حضور یہ فنون جرأت مین طاق شہرۂ آفاق ہین آپکو یاد ہوگا ملکہ نسیم آشتخوش نے ان کا
ذکر کیا تھا کہ اپنی ولادت سے آگاہ نہ تھے اٹھارہ برس ملک باختر مین اپنے پہلوانون سے لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے
اپنی مان پر عاشق ہوے مگر مسلمان ایسے ایسے جانباز وسرفروش ہین ہر ایک کو جرأت کے جوش ہین قریب تھا اس شخص
کو نہ آنے دیا جب یہ اپنے دادا سے لڑے سب حال ولادت کھلا ملکۂ عالم نے آپسے ذکر کیا تھا سکندر یہ سنکر اچھل
اچھل پڑتا ہی کہتا ہی بھائی جواہر یہی جی چاہتا ہی جا کے ہاتھ چوم لون گرد پھرون نیزہ بازی اسکا نام ہی چالیس طعنین رد و بدل
ہوئی تھین کہ ایرج نے گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے سقرلات کے نکل گیا سقرلات چیخا مثل دیو کے نعرہ کیا کہا او
جوان نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہی یہ تیغہ بید ریغ دم بھر مین فیصلہ کرتا ہی یہ کہکے تلوار کھینچی ہاتھ مار اے سکندر دیکھو رہا تب

کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا ای جواہر خداوند شجر اس شیر کو اس تلوار سے بچایا مین گمرا ایرج کچھ خیال بھی نہین کرتے سپر کو گردش دی
داستان شمار اتیغہ سقرلات کا پٹ پڑا الکائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھینکر کمر مین ہاتھ دیکر اٹھالون مگر سقرلات لپٹ پڑا دونو
جوان گھوڑے سے کود پڑے سکندر نے کہا اب زیادہ مشکل ہوئی سقرلات بڑا زبردست ہی آٹھ پہر مجھسے کشتی ہوئی اگر
رستم بھی ہوتا زیر ہو جاتا اس جوان کو دبوچ کر مار ڈالیگا حسین جمیل معشوق وضع یہ ملعون دیو ہی جواہر نے عرض کی حضور
دیکھیے بڑے بڑے پہلوان انکے ساتھ کے کھڑے ہین ان سب کو زیر کیا ہوگا جب تو مثل جاکران کمتر مین ہمراہ ہین اور ایک
پہلوان سب سے قد و قامت مین زیادہ سب پہلوانون سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی مثل فیل مست جھوم رہا ہی جواہر نے اشارہ
کر کے سکندر سے بتلایا دیکھیے اسکے آگے سقرلات کی کیا حقیقت ہی قد و قامت زور و قوت سب باتون مین زیادہ معلوم
ہوتا ہی اسکو زیر کیا ہی جب تو ساتھ آیا یہ شیر سقرلات کی مشکین باندھیگا سکندر گھوڑا بڑھا کر آگے بڑھ آیا کشتی جو جو
گئی سقرلات کے جی چھوڑا دیے ہر مقام پر معلوم ہوتا ہی کہ اب مارا جو پیچ سقرلات نے باندھا ایرج نے توڑ کیا سکندر
کہتا ہی کیون بھائی جواہر اس پیچ کا توڑ تھا کیا خوب اپنے کو بچایا کسکی مجال تھی کہ اس پیچ کو کھولتا ای جواہر بقول مصنف

حقیقت مین کیا شیر جانباز ہی	ہر اک فن مین بے مثل و بیباک ہی
یہ کشتی ہی یا صاف اعجاز ہی	حقیقت مین کیا چست و چالاک ہی
تہمتن تن و رستم ذی حشم	یہ ہی مجمع خلق و جود و کرم

جی چاہتا ہی کہ اسکی رفاقت اختیار کرون ای جواہر مین
اس جوان سے امتحان کرونگا اگر مین زیر ہو گیا تو رفیق بنکے اسکے ساتھ رہونگا اگر شاید غالب آیا تو اسکو بادشاہ بناؤن مین عہدہ
سپاہ سالاری لون دونون طرح میرا اسکا ساتھ رہے اصل تو یہ ہو کہ جب یہ آنکھون سے مخفی ہوگا مثل مرغ بسمل تڑپونگا
اس شیر کی تصویر آنکھون کے سامنے پھریگی میری نگاہ سے یہ جرأت و جلالت کبھی نہ گذری تھی اتنے بڑے پہلوان کو جا کر
کے عرصے مین تنگ کر دیا سقرلات اپنی جان سے بیزار ہی پیچ کے توڑ کرنے مین مجبور و لاچار ہی دیکھو الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی
گھبرا گھبرا کے پیچ کرتا ہی کوئی پیچ نہ چلیگا ایرج بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر ایرج کی بھی رگون مین خون بھر رہا ہی جوش
مار رہا ہی لڑتے ہین مگر لپٹ لپٹ کے دیکھ رہے ہین سکندر کو دکھا دکھا کے پیچ باندھتے ہین توڑ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین جواہر
دیکھو اس پیچ کا توڑ نہ تھا پروردگار کی عنایت ہی کشتی گیری ہمارے بزرگون کی کرامت ہی سکندر اچھل پڑتا ہی کہتا ہی
حضور کیا کہنا ایسی زبان کہان سے لاؤن جو آپکی کشتی کی تعریف کرون مین تو آپسے حاصل کرونگا ایرج خوش ہو کر فرماتے
ہین بھئی تم خود صاحب شوکت و جلالت ہو اس پہلوان سے کئی پہر لڑے تھے سکندر گھوڑے سے کود کر قریب آگیا ہی کہتا
ہی حضور مین اس سے آٹھ پہر لڑا مگر کولہ اتر گیا اب حضور قیامت برپا کر رہے ہین ہمنے یہ طرز کشتی نہین دیکھا اب حقیر سے بات
نہ کیجیے میری جانب جو آپ دیکھتے ہین نگاہ چوکتی ہی حریف اپنا مطلب کر لیتا ہی آپکو تکلیف بڑھتی ہی ایرج کے منھ سے بے ساختہ
نکلا کہ ای فرزند مین اسکا امتحان زور کر چکا کسی طرح کوئی حرج نہین ہی مین آج ہی شام تک مشکین باندھتا ہون کیا مجال
جرأت ہونے پائے اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ سکندر غش غش کر رہا ہی دم محبت ایرج کا بھر رہا ہی رطب اللسان
تعریف کر رہا ہی پہر دن پچھلا باقی تھا کہ سقرلات جھنجھلایا حجاب سے پیشانی پر عرق آیا ایرج نوجوان کو ریل کرنے دوڑا
یہ بھی کہا او نبیرۂ حمزہ ایک زور آخری کرتا ہون اس زور سے اپنے کو بچا تو جانون ایرج نے جواب دیا وہ زور سا آخری
بھی کیجیے کس گٹھری مین باندھ آئے ہین سقرلات نے کہا میرے جسم مین موجود ہی وقت پر قوت تھا چھ قدم ایرج کو لایا ساتوین
قدم سے ایرج پلٹا کہا او دیو خصال اب پیچھے نہ ہٹیگے سقرلات نے کہا کیا تاب و طاقت ہی اگر زور کرون پہاڑ کو اپنے مقام سے
ہٹا دون طبقات زمین کے ہلا دون ایرج نے غصے مین قدم بڑھایا سقرلات نے چاہا ریل کرلے چلون مردونون پاؤن آگے
بڑھائے ایرج نے کہہ مارا سقرلات کا کولا اتر گیا سقرلات یا تو مثل شیر غرین لڑ رہا تھا یا بیہوش ہو کے سر کا نعرہ بر

ایرج کے رکھدیا ایرج نے دونون ہاتھون سے اسکو سنبھالا سکندر لشکر مین چلے آئے ہین سلطان تعریف کر رہے ہین کہتے ہین یہ
جوان فنون سپاہگری مین بےنظیر حسن مین بھی رشک ماہ منیر ہی یہان ایرج نے اکوان وکیوان کو پکار کر آواز دی یارو دوڑو
تمھارے مالک کا کولا اُتر گیا صیدزبون پر ہاتھ ڈالنا ہمارا کام نہین ہی اسکو لیجاؤ علاج کرو جب صحت پائیگا سمجھا جائیگا کیسی ہو
یہان سقرلات کے دو تین بیٹے مگر دوڑ رہے ہوے کہ یہ جوان بلاے روزگار ہی جیسے زلیت پڑے اسکا بار کون اُٹھائیگا ایرج
نے کہا باخون میرے قریب آؤ اپنے مالک کو ہوادار پر سوار کرو ورنہ ہم خود ساتھ چلین تا بہ بارگاہ پہونچا دین پہلوانون نے
آکر سقرلات کو گود مین لیکر ہوادار پر سوار کیا طرف لشکر کے لیچلے یہان ایرج نے گرد وغیرہ جسم سے پاک کی شاپور قریب آیا
خود زمین سے اُٹھا کر سر پر رکھا وہان سکندر سلطان سے تعریفین کر رہا ہی کہ لوگون نے پکار کے کہا ای شہریار دیکھیے لڑائی کا فیصلہ
ہوگیا سقرلات کو لوگ لیے جاتے ہین نبیرۂ صاحبقران نے اُسکو امان دی اب جو سکندر نے پلٹکر دیکھا ایرج خود و زرہ
پہنکر میدان مین کھڑے ہین سپر و شمشیر اُٹھا رہے ہین سردارون نے آکر گھیر لیا سکندر نے جو پلٹکر یہ دیکھا حیران ہوگیا
دوڑ کے قریب ایرج کے آیا بے اختیار گلے سے لپٹ گیا کہا حضور آپنے یہ کیا کیا میرا ابھی کولا اُتر گیا تھا یہ ملعون مجھکو گرفتار کرکے
لیگیا تھا عیار مجھکو رہا کرکے لایا اُسپر خفا ہوکے لڑنے آیا نتیجہ پڑ گیا مین زخمی ہوگیا آپنے اُسکو کیون چھوڑ دیا اتفاق کی بات
ہو کر مین یہان سے چلا گیا والد نامدار سے باتین کرنے لگا تھا ایرج کی محبت کو اور ترقی ہوئی گلے سے لگایا فرمایا ای فرزند
یہ طریقۂ مردان عالم سے سراسر خلاف ہی سکندر رفتار کرکے کہا پھر حضور ہمکو کیون گرفتار کر لیا ایرج نے کہا وہ ذلیل ہی
تمھارا مرتبہ جلیل ہی یہ طریقہ ہمارے لشکر کا ہی صیدزبون پر ہاتھ نہین ڈالتے اگر ہمارے ہاتھ سے کوئی زخمی ہوتا ہی ہم ہاتھ روک
لیتے ہین سکندر نے کہا میرے لشکر مین چلیے آج جو کچھ جشن آرائش اس ذرۂ بےمقدار کو میسر ہی حضور مع اپنے سردارون کے غریب خانہ
پر رونق افزائین آپکی وجہ سے ان سب کی جان بچی ایرج نے کہا یہ بھی کوئی بات ہی مرد کی مرد مدد کرتا ہی سب کی خدا مدد کرتا ہی ہم
آنکھون سے دیکھا کرتے یہ یہیجیا تیر ہدعت کرتا اب سکندر ایرج کو استقبال کرکے طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا جواہر نے شاپور
کا ہاتھ تھام لیا کہا مہتر صاحب تشریف لائیے آپ ہمارے مہمان ہون مثل اپنے آقا کے آپ بھی سرفراز فرمائیے شاپور بھی
ساتھ ہولیا آگے آگے سکندر پاے انداز بچھاتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی اپنی آنکھین فرش کرون زمین کو رشک عرش کرون
سرداران ایرج نیلم وفیلم عوجان دریاباری وسام بن عوجان وعنطر صبا ومیعاد عاد رشک دراز گردن وغیرہ یہ
چالیس سردار عقب مین ایرج کو سایے مین تلوارون کے لیے ہوے سکندر ان سب کو دیکھکر وجد کر رہا ہی کبھی گھبرا کر پوچھتا ہی
کیون حضور یہ سب سردار آپہی کے زیر کیے ہوے ہین ایرج مسکرا کے خاموش ہو رہتے ہین مگر سردار خود جواب دیتے ہین
ہان صاحبزادے ہم سب غلامان حلقہ بگوش ہین افسوس ہی ایک سردار ہمارے حضور کا مارا گیا اُسکا مثل عالم مین نہ تھا یعنے
طہماسب بن طہماس بن عنقوئیل دیوپرور راسی کے باپ نے اُسکو مارا دوسرے کی کیا مجال تھی کہ جو اُس سے آنکھ ملاتا
ہمارے حضور نے اُسکو بھی بمردی زیر کیا تھا ہماری اُنکے آگے کچھ حقیقت نہ تھی اُسکو اگر آپ دیکھتے تو فرماتے کہ اس دیو خصال
صاحب جاہ وجلال کو کیونکر زیر کیا سکندر کو حیرت ہی کہتا ہی چہرہ تو زیبا ہے یہ طاقت و قوت ظاہر نہین کیا تدبیر کرون کہ
مین امتحان کرلے اس جوان کے ساتھ ہو جاؤن میری رفاقت کیونکر قبول کریگا بڑا معقول جوان ہی جب دربار مین لیکر آئے
اپنے دنگل زرین پر سکندر نے ایرج کو جگہ دی سلطان زرین پوش تخت پر بیٹھا تھا رعب و دبدبہ دیکھکر ایرج نوجوان
کا حیران جمال ومحو دیدار تمام اہالیان دربار آئینہ دار تصور حیران کوئی صورت زیبا دیکھتا ہی کوئی قوت وطاقت کا ذکر
کرتا ہی کوئی کہتا ہی اس جوان کی صورت زیبا ہمارے شاہزادے سے بہت مشابہ ہی جب ایرج آکے بیٹھے سکندر نے
طائفہ طلب کیا ناچ ہونے لگا مگر ایرج نے سکندر کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا دل خود بخود بیقرار خون عروقون مین جوش زن رہا ہی

دل چاہتا ہے کہ اس صاحبزادے کو کلیجہ میں رکھ لوں پیشانی پر بوسہ دوں کبھی دست حق پرست پر مُہر میری پشت پر رکھتے ہیں سکندر
بھی ہر مرتبہ لپٹ جاتا ہے ایرج نے پوچھا آپکا وطن شریف کہاں ہے غربت کیوں اختیار کی سلطان زرین پوش نے کہا اے شہریار
میرے فرزند کے مزاج میں نہایت جرأت ہے اور رحم دل بھی انتہا کا ہے ایک دن اخبار میں دیکھا کہ سرداران طلسم نور افشان
نے اپنے بادشاہ کے ساتھ نمک حرامی کی اپنے بادشاہ کو مع اُسکی زوجہ و دختر کے قید کر لیا دامن پناہ نہ دیا اس بات پر ہمارے
شیر کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ میں جا کر طلسم کو فتح کرونگا نمک حراموں کو سزا دونگا یہاں جو آ کر پہونچے یہ سقرلات ملعون زبردستی
آمادہ جنگ ہوا میرے فرزند سے مقابلہ پڑا دوسرے دن انکو لڑا تر گیا عالم بیہوشی میں وہ گرفتار کر کے لیگیا انکا چھوٹا بھائی
جواہر خنجر زن ہمیشہ سے اسکو پیشۂ عیاری کا شوق ہے طرار فرار غدار تیز رفتار دوندگی میں بے نظیر عیاری کر کے اپنے آقا کو
رہا کر لایا قبیح کو سقرلات کو بہت ناگوار ہوا ہمکو مسافر جان کے چڑھ دوڑا یہ جو آپکے پہلو میں بیٹھے ہیں بہرام فلک سے بھی
نہیں ڈرتے برائے مقابلہ گئے تیغہ پڑ گیا زخمی ہو گئے گیارہ سردار فرد آفرد آ مقابلے کو اُٹھ کے گئے بسبب طالع سے زخمی ہوئے
پانچ سردار جان سے مارے گئے حقیقت میں اب ہمارا یہ امید تھا کہ خداوند شجر نے آپکو بھیجا یا ایرج ہنس ہنس کے باتیں کرتے
ہیں نام خداوند شجر سنکر غصہ آیا کہا اے بادشاہ خداوند شجر کیسے پیدا کرنے والا اور یہ شجر ایک زمین سے پیدا ہوتا ہے وہ بھی
جب کہ کوئی شخص تخم بوتا ہے وہ شجر آپکے خداوند ہیں یا اُسمیں رہتے ہیں یہ کیا کل اعتقاد ہے پیدا کرنے والا رحیم و کریم سمیع و علیم
اور یہ بھی حال سنئے کہ بہمن سیاہ قبا بیٹا اُسکا قہار فیلزور دختر کوکب پر مائل ہوا اُسنے ایلچی بھیجا الٰہی نے بہت دبا ڈالا
میں نے اُسکو جا کر مارا اُسی وقت فرزند دلبند آفتاب جمال خورشید مثال پیدا ہوا اور وزیر زادی کے بطن سے میرے
عیار کا فرزند ہوا میں چھٹی میں بھی شریک رہا بعد اُسکے میں تو بسبب ضرورت کے چلا گیا یہاں یہ معرکہ پڑا آراستہ میں
قہار فیلزور نے کوکب کو گھیر لیا وہ بیچارے بھاگ کر قریب طلسم نور افشان پہونچے یہ بھی سنتا ہوں کہ پریشانی میں
گہوارے دونوں کے وہیں رہگئے نہیں معلوم مارے گئے یا زندہ ہیں میرے پاس خبر پہونچی اب میں بھی بارادہ فتح طلسم
نور افشان جاتا ہوں آپکا حال سنکر اسوقت عجب طرح کا حال ہے صاف ظاہر ہوتا ہے اے سلطان زرین پوش
تم اس عیار کو بھی اپنا فرزند بتاتے ہو یہ میرے عیار کی صورت سے بہت مشابہ ہے جو مفصل حال ہو بیان کرو چھپانا بہتر نہیں ہے
میرا دل بتا رہا ہے کہ یہ صاحبزادہ میرا فرزند جواہر شاپور کا دلبند ہے سلطان زرین پوش کے چہرے پر ہوائیان
اُڑنے لگیں دل میں تو سمجھ گیا کہ حقیقت میں میں ان دونوں کو گہواروں سے اُٹھا کر لایا مگر گھبرا گھبرا کے جواب دیتا ہے نہیں حضور
یہ دونوں لڑکے توام پیدا ہوئے صورت اکثر مشابہ ہوتی ہے اسکا کیا اعتبار اب گھبرانے سے سلطان کے ایرج کا شک اور
زیادہ ہوا اگر زیادہ نہیں کہہ سکتے سکندر نے کہا اے والد میں آپکا غلام ہوں کسی حال میں میں آپکا ساتھ نہ چھوڑونگا مجھسے
صاف حال کہہ دیجیے سلطان نے کہا بیٹا جو حال اصلی ہے وہ بخوبی تمپر ظاہر ہے تمہارے پیدا ہونے سے رعایائے شہر
زرین پوشان بخوبی ماہر ہیں اور کیا بات کہوں ایرج نے کہا اے سلطان آپ نہ گھبرائیں آخر حق بحقدار رسید
بالکل میرے مقدمہ کی صورت یہی ہے کہ فرخ بازرگان مجھکو اور شاپور کو جنگل سے اُٹھا لیگئے میں بھی دوکان تجارت پر
بیٹھتا تھا حال ولادت سے اپنے بالکل واقف نہ تھا مگر پیدا کرنے والے کا نام مسبب الاسباب ہے خواجہ عمرو اُس شہر میں
آئے مجھکو صاحبقران بنایا برائے مقابلہ صاحبقران لیگئے بڑے بڑے معرکے پڑے سارا دفتر ایرج نامہ انہیں داستانوں
سے معمور ہے طول الطویل یہ حال ہے آخر کو میں صاحبقران سے لڑا زیر ہوا میرے باپ بھی میرے نام کے دشمن تھے بڑی بڑی
مصیبتیں اُٹھائیں آخر کھلا فرخ بازرگان قبلے کہ میں نے ان لڑکوں کو جنگل میں پایا والدہ ماجدہ کے ہاتھ کا نوشتہ نکلا تب
بخوبی ظاہر ہوا کہ قاسم نوجوان کا فرزند ہوں شکر ہے کہ ایسے گلوں سے ملا انجام بخیر ہوا انشاء اللہ ایک دن یہی حال

جائیگا اسوقت آپ نہین بتاتے مگر ہم بخوبی سمجھ گئے ہین جون جون ایرج یہ باتین کرتے ہین رنگ روے سلطان متغیر ہوا جاتا ہی اور
سکندر خود باپ سے کہتا ہی حضور کیون حال نہ چھپایئے مفصل بتایئے سلطان کہتا ہی ای فرزند اگر ایسی بات ہوتی تو مین خود
ظاہر کر دیتا یہ باتین ہورہی ہین ناحق رنگ سب موقوف ہی ہر خرد و بزرگ انہین باتون مین مصروف ہی سکندر
کا بھی کلیجہ دھڑک رہا ہی ایرج نے کہا ای شاہزادۂ سکندر اب ایک کام کرو ہمارا تمھارا آنا یہ طلسم نور افشان ساتھ ہو
تم بھی فتح کی تدبیر کرنا ہم بھی لڑینگے آئندہ جسکے نام پر فتح یا ظفر ہو جب ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار امیر عالیوقار
تشریف لاوینگے اور ہم آپ بھی انکے قدمبوس ہونگے وہ بڑے صاحب اقبال ہین سلطان سے دریافت کرلینگے کوئی پردہ نہ
باقی رہیگا سکندر نے کہا آپکے ساتھ چلنا مجھکو بدل و جان قبول ہی اب رات زیادہ آئی خاصہ نوش فرمایئے ایرج نے کہا
ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہی یہ سنکر دریاے حیرت مین غرق ہو کھانا تمھارے یہان کا نہین کھا سکتے سلطان نے کہا
ای شہریار مین پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ آپ خداپرست ہین مین نے آپ ہی کے لشکر سے باورچی بلوائے انہین کے ہاتھ سے کھانا
پکوایا دریافت کرلیجیے آپکے لشکر مین کھانا پہونچ چکا ایرج نے بلاکر باورچیون سے پوچھا جب دریافت ہوا کہ شہریار ستون
نے ہاتھ سے نہین لگایا ہمارے باورچیون نے کھانا پکایا تب ایرج نوجوان نے حکم دیا کھانا لاؤ بکاول نے دسترخوان بچھایا اگر
کھانے طرح طرح کے چنے ایرج مع اپنے سردارون کے شریک ہوے مگر جواہر شاپور سے لپٹا جاتا ہی کہتا ہی حضور شاید
یہی بات ہو ہمارا آپکا ساتھ رہے آپسے مریدی کا مزا ملتا ہی عیاری مین مجھے کیا دخل ہی اگر آپکی خدمت مین رہون فن
عیاری بھی حاصل کرون شاپور نے کہا ای فرزند مجھکو شہنشاہ اوج عیاری نے تعلیم فرمایا اب تو ہمارے آقا سے وعدہ ہی
ہی دونون لشکر ساتھ چلینگے ایک مہینہ بھر مین تمکو سب کچھ بتادونگا مگر ای جواہر یہ خیال رکھنا کہ جو کچھ معاملہ ہمارے آقاے نامدار نے
بیان کیا یہی بات ہی یقین ہی کہ تمھارے آقاے نامدار کو اور تمکو سلطان نے کسی مقام پر پایا پرورش کیا یہ غلط ہی کہ تم اور تمھارے
آقا توام پیدا ہوے ای فرزند مین بھی شہزادہ ایرج کو اپنا بھائی جانتا تھا فرخ بازرگان نے بھی یہی مشہور کیا تھا کہ یہ دونون
لڑکے توام پیدا ہوے جب حال کھلا وہ فرزند قاسم نامور ٹھہرے مین دلبند خواجہ عمرو قرار پایا اگر کبھی کسی سے مقابلہ
پڑے تو مسلمانون کا خیال رکھنا جو کوئی تمھارے ہاتھ سے ہلاک ہوگا انجام مین بہت شرمندہ ہوگے ہمارے آقا کے ہاتھ سے
بڑی بڑی مدتین ہوگئین تا جنگ کی افسوس ملتے ہین مگر اب کیا ہوتا ہی ان مدتون کی یاد مین دل روتا ہی جواہر کہتا ہی ایک دفعہ
اسی مقام پر رہین ہمارے والد نامدار کو ترغیب دیجیے سب ملکر ساتھ چلین طلسم نور افشان پر مقابلہ پڑے یہ باتین ان دونون
عیارون مین ہورہی ہین دو پہر رات گئے خاصہ کھا چکے ایرج سلطان سے رخصت ہوے کہا اب مین اپنی بارگاہ مین جاتا ہون صبح کو
پھر حاضر ہونگا سلطان کو ایرج کا ٹھہرنا ناگوار ہی جلد رخصت کردیا ایرج اپنے سردارون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلے
سکندر کنارے تک لشکر کے پہونچانے آئے ایرج نے سکندر کو گلے سے لگا کر رخصت کیا مگر سکندر نے رو کر یہی کہا کہ خداوند نعمت
ایسا انتظام کرین کہ ہمارے آپکے درمیان سے پردہ دوئی اٹھ جائے معاملہ یکسو ہوجائے ایرج نے فرمایا کہ کھلی ہوئی بات
ہی سلطان ناحق چھپاتے ہین صاف صاف کہدین تو بہتر ہین ورنہ بڑی خرابی ہوگی اور جو مین کہتا ہون اسکو یاد رکھو کبھی انکے
فرزند نہ بنیگا تم سلطان کے فرزند نہین ہو انہین اور تم مین بہت بڑا فرق ہی خیر جب جامع المتفرقین کو منظور ہوگا ظاہر ہوجائیگا یہ
باتین کرکے سکندر پلٹا ایرج سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنی بارگاہ کے چلے مگر سقرلات آہن پوش کو لاتون
کی وجہ سے بیہوش و مدہوش تھی عیار اسکا سرخاب تیزرفتار اور جملہ سردار ساتھ ہین شفاخانہ مین لیکر آئے کولہ بچھایا
سامان سب طرح کے موجود ہین سردار ہاتھ پاؤن دبانے لگے کہ سقرلات کی آنکھ کھلی ہوشیار ہوا سب سردارون سے کہا
باہر جاؤ عیار سے کہا میرے پاس آؤ مین تنہا باتین کرونگا سب باہر گئے تنہائی مین سقرلات نے عیار سے کہا ای سرخاب ای عیار لاجواب

تونکبین سے میرا ارزدان ہو سب حال میرا تجھ پر عیان ہو اس اقلیم مین کوئی میرا ہمسر نہین کبھی کسی سے پلک نہین جھپکی جس ملک
پر چڑھکر گیا فتح کرکے آیا لیکن نبیرہ حمزہ سے جو مقابلہ پڑا اصل یہ ہو کہ فولاد کا بنا ہو لات دمنات نے میری آبرو رکھ لی
کوڑا تمنے سے آبرو بچی ورنہ وہ مجہ مین زیر کرکے لیجاتا اب کیا تدبیر ہو عیار نے کہا سکندر اسکو اپنی بارگاہ مین لیگیا مین بھی
اصل مطلب سمجھ چکا ہون شاگردون کو مین نے بھیجا تھا خبر مفصل ملی یہ جوان سکندر نبیرہ حمزہ کی اولاد قرار پایا ہو سلطان
انکار کر رہا ہو آخر مین یہ صلاح ہوئی کہ سکندر ایرج کے ساتھ جائیگا ایرج نے یہ بھی کہا اس ملک کو بے فتح کیے نہ جاؤنگا بارگاہ
سقرلات مین اپنے کو پہونچاؤنگا سقرلات نے کہا تجھسے ہو سکتا ہو کہ ایرج کو پکڑ لائے اور کوئی سردار اسکا میرے مقابلے کے
لائق نہین ہو اگر نبیرہ حمزہ سے مقابلہ پڑیگا زیر کرکے لیجائیگا میرا کچھ زور نہ چلیگا سرخاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون آپ کے
اقبال سے اسکو گرفتار کرکے لاتا ہون آتے ہی قتل کر ڈالیے پھر سکندر کی تدبیر کرونگا اس لڑائی مین آپ دخل نہ دیجیے
غلام کے سپرد کیجیے سقرلات نے موتیون کا مالا گلے سے اتار کے سرخاب کے گلے مین ڈالدیا کہا ای برادر اگر ان ظالمون کے
ہاتھ سے ملک و مال بچگیا تو نصف ملک کا تجھکو مالک کرونگا سرخاب اسی وقت نکلا چالیس بیک بچے ساتھ لیے طرف لشکر
ایرج کے چلا شاگردون کو راہ مین چھوڑا آپ بصورت خدمتگار ایرج کے ساتھ ہو لیا جب ایرج اپنی بارگاہ مین آئے شاپور
الیاس عیار ساتھ ہو اپنے سامنے شاہزادے کو پلنگ پر پہونچایا کل بارگاہ کو دیکھا چار خدمتگار واسطے چوکی کے مقرر کیے آئین
سرخاب بھی جا ملا تھا اسکی دیکھکر شاپور نے جمعدار سے پوچھا یہ خدمتگار کتنے عرصے سے ملازم ہو جمعدار نے کہا یہ سب
لشکر ہی سے ساتھ آئے ہین راہ مین کوئی نیا ملازم نہین کیا آپ تو اسکو مدت سے جانتے ہین شاپور نے کہا جمعدار مین کیا
کہون اسوقت اسکی آنکھین دیکھکر مجھکو خوف آیا خود بخود کلیجہ دھڑکا اسوجہ سے مین نے پوچھا جمعدار نے شاپور کو مطمئن کیا
شاپور نے بابر کو نظیم کو بدلے طلایہ مقرر کیا مگر دل کو چین نہین ساتھ والون سے یہی کہتا ہو آج جو نیا خدمتگار چوکی پر مقرر کیا گیا آج اسکی
آنکھون سے مجھے خوف آیا ہو سقرلات بیہوش ہوکے گیا ہو ایسا نہو کہ کچھ فساد برپا کرے اسکا مجھکو بڑا خیال ہو شاگردون نے
کہا ہم تو شام سے لشکر مین پھر رہے ہین کسی غیر کو آتے بھی نہین دیکھا استاد آپکو ناحق کا خیال ہو غلام جابجا موجود ہین سمجھتے
آپ جاکے آرام فرمائیے ہرچند شاگردون نے کہا مگر شاپور کے دل کو آرام نہ آیا اسی فکر مین مصروف ہوا یہان سرخاب
نے گلوریان کھلا کے ساتھ کے خدمتگارون کو بیہوش کیا کانٹے سے دو شالہ چہرے سے ہٹایا صورت زیبا دیکھکر دنگ ہو گیا
لخلخہ مین بیہوشی رکھکر دماغ مین شاہزادے کے پھونکی شہزادہ ایرج چھینک مارکے بیہوش ہوا پشتارہ باندھکر نکلا باہر نکل کے
دیکھا طلایہ دار صدائے حاضر باش و ناظر باش دے رہے ہین سرخاب درختون کی آڑ لیتا ہوا چلا قریب ایک زرفشان نخل کے
پہونچا دل دھڑک رہا ہو چہار جانب دیکھنے لگا دل سے کہتا ہو کیا کوئی میری فکر مین ہو گیا ٹھہر کر آواز دی او شاپور مین نے پہچانا
مین ایرج کو لیے جاتا ہون اگر دعوی جرات ہو تو نکل حقیقت مین شاپور چھپا ہوا کھڑا تھا آواز سنکر حیران ہو گیا دل مین کہا کیا
اسنے مجھکو دیکھ لیا دامن وغیرہ سمیٹنے لگا سرخاب نے تین آوازین دین فقط گمان تھا سو جا بیان کچھ خوف نہین ہو دل میرا
بیوجہ دھڑکتا یہ کہکر چلا شاپور نے جھپٹکر آواز دی سرخاب جھجکا بیچ مین کمندون کے آ چکا تھا شاپور نے جھٹکا مارا
سرخاب گرا شاپور نے قریب آکر آواز دی او دیکھا مین اول ہی سمجھ گیا تھا ساتھ والون نے مجھکو دھوکا دیا منم
شاپور شیردل آقا کو کہان لیجائیگا سرخاب جو گرا پشتارہ پشت سے الگ گرا جیسے ہی شاپور نے چاہا چھاتی پر چڑھکر
مشکین باندھون سرخاب تو چست و چالاک ہو کر چلا تھا انگلیون مین حباب دبے تھے منہ پر شاپور کے مارے سب
حباب تو شاپور نے خالی دیے مگر ایک حباب دماغ پر پڑا بیہوش ہو کر گرا سرخاب اٹھا اول پشتارہ ایرج کا پشت
پر لگایا خیال مین آیا اسکا بھی سر کاٹ لون خنجر لیکر بڑھا تھا ادھر سے نیلم زنگی گھوڑے کو بڑھاے ہوے دیکھتا بھالتا آتا تھا

کہ ایسا نہو کوئی چور کسی کا مال چرائے دور سے دیکھا ایک شخص چت پڑا ہی ایک شخص پشتارہ بدوش خنجر برہنہ ہاتھ مین اُسکو
قتل کیا چاہتا ہی نیلم نے دہن سے نعرہ کیا ارے تو کون ہی خبردار کسی بیگناہ کو قتل نہ کرنا سرخاب نے جو نیلم کو آتے
ہوئے دیکھا سر سے زمین کھولا اُسمین پتھر رکھکے مار دیا وہ پتھر آکے نیلم کے گھوڑے کے سر پر پڑا سر پھٹ گیا سرخاب
بھاگا نیلم نے آکے شاپور کو پڑے ہوئے دیکھا ہوشیار کیا کہا ای یار یہ کیا معرکہ ہوا ایک عیار پشتارہ بدوش نکلگیا
شاپور نے کہا غضب ہوا آقا کو سرخاب عیار چرا کے لیگیا اب مین دربار مین جاتا ہون وہ بہت عاجز ہوکے گیا ہی
ایسا نہو شاہزادے کو قتل کرڈالے تم لشکر مین جاکے قرنا کراؤ اور لشکر لیکر آؤ مین جاکر بارگاہ مین ہنگامہ ڈالتا ہون
یہ کہکر بھاگا نیلم نے آتے ہی لشکر کو تیار کیا وہان جواہر عیار بھی اطلاع پہونچاتا اُسنے جو لشکر ایرج مین قرنا سنا دوڑا ہوا آیا اور حال
سناکہ عیار سقرلات ایرج کو چرا لیگیا اُسنے آکے شہزادہ سکندر کو بیدار کیا کہا ای شہریار غضب ہوا عیار سقرلات
ایرج کو چرا لیگیا شاپور نے بہت عیاری کی تھی مگر کچھ نہوا مین تو جاتا ہون آپ لشکر لیکر جلد آئیے ایسا نہوکہ
وہ ملعون اُس غریب کو قتل کرڈالے سکندر یہ سنتے ہی اٹھا لشکر کو فوراً تیار کیا دیکھا نیلم و شیلم وغیرہ لشکر ایرج کو لیے
ہوئے جاتے ہین اُسنے آواز دی بھائیو مین بھی آپہونچا اپنی جان دونگا مگر شاہزادے کو بچا لونگا نیلم و شیلم آگے بڑھے
عقب مین انکے سکندر و سلطان بھی چلے سلطان نے گھوڑا بڑھا کر کہا کہ ای فرزند اُنکے سردار کیا کم ہین تم کاہیکو جاتے ہو
سکندر نے کہا واہ کیا آپکی عدالت ہی ہمارے واسطے اُس جوان نے یہ مصیبت اُٹھائی ہم ساتھ بھی نہ دین جو کچھ ہوسکیگا
ضرور کرینگے آپ پلٹ جائیے سلطان بھی نہ پلٹے سکندر کے ساتھ ہولیا مگر سرخاب پشتارہ ایرج کا لیے ہوئے
بھاگا جاتا ہی لشکر اُسکا سامنے معلوم ہونے لگا کہ لشکر کی جانب سے گرد اُڑی دیکھا ایک عیار طرار چلا آتا ہی
سرخاب نے آواز دی کون آتا ہی اُسنے کہا مین مہتر سرہنگ آپکا غلام ہون آپ ایرج کو لائے لائیے پشتارہ
مجھے دیجیے مین اس جوان کو جاکر درہ کوہ مین مخفی کردون اس جوان کا کل لشکر آتا ہی آپ جاکر مالک کو خبر دیجیے لشکر دل
تیار ہو بڑی لڑائی پڑیگی سرخاب بھی گھبرایا ہوا تھا پشتارہ سرہنگ کو دیا سرہنگ طرف صحرا کے چلا سرخاب
نے کہا اُدھر کہان جاتا ہی سرہنگ نے نعرہ کیا کہا او بیحیا منم جواہر خنجر زن دیکھیو تیری آنکھون مین خاک ڈالتے ہین
سرخاب بیتاب ہوگیا فوراً ذیل بجائی چالیس عیار اُسکے جابجا چھپے تھے اُنہین مین سرہنگ بھی شریک تھا چالیسون
دوڑ پڑے جواہر نکل نہ سکا سب نے گھیر لیا ایک مرتبہ سب نے ملکر وار کیا کمندین بھی چہار جانب سے پڑین جواہر نے
جست کی پشتارے کی سینے پر گرہ نہ دی تھی خود تو کمندون سے نکلگیا مگر پشتارہ پشت سے گرا سرخاب پشتارے پر
ٹوٹ پڑا ساتھ والون سے کہا یارو اسکو مار لو جواہر سب سے لڑنے لگا کئی عیار اسنے مارے مگر سر زخمی ہوا وہ
چالیس یہ اکیلا مگر مثل برق تڑپ رہا ہی جسکو جست کے نیمچہ مار دیتا ہی اُسکو زخمی کردیتا ہی کسی کے پانون اُڑا دیے
کسی کا سر زخمی کیا مگر دیوانہ وار لڑ رہا ہی قریب ہی کہ لڑکھڑا کے گرے بڑا غم یہ ہی کہ سرخاب نکلگیا کہ بیلہ سے نعرہ
شاپور کی صدا آئی شاپور نے جواہر کو دیکھا عیارون مین گھرا ہوا جانبازی کر رہا ہی سینہ سپر ہوا ایک پر جھپٹ
جاپڑتا ہی شاپور نے آواز دی ای جواہر نہ گھبرانا جرأت دیکھکر بیقرار ہوگیا نیمچہ کھینچکر شاپور بھی آن گرا پانچ چھ
عیار ہیبت سے جھپٹ کر مارے جواہر نے جو انکی شکست پائی کئی کو زخمی کیا آخر وہ سب بھاگ گئے جواہر خنجر زن
چیخکر ان سب کے تعاقب مین چلا تھا مگر صدمۂ زخم سے زمین پر گرا شاپور نے آکے اُٹھایا کہا ای فرزند [illegible] ہوا
کام ہوا اب تعاقب سے کیا فائدہ تونے بڑی عیاری کی جواہر نے کہا ای شاپور شیر دل مین نے تو پشتارہ چھین
تمہارے آقا کا لیلیا تھا مگر چالیس عیارون مین پھنسا پشتارہ دوش سے میرے گرا پھر نہ اُٹھا سکا سرخاب لے بھاگا

شاپور نے جواہر کا زخم تانکا کہا تم اب اپنے لشکر مین چلے جاؤ مین اب دربار مین سقرلات ملعون کے جاتا ہون
جو کچھ بن پڑیگا کر گذرونگا اپنی جان دونگا یا اپنے آقا کو رہا کرونگا جواہر نے کہا مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا شاپور
نے جواہر کا زخم چھپایا پٹی مرہم کی چڑھا دی صورت خدمتگار کی بنا دی یہ دونون الگ الگ طرف بنکر سقرلات
کے روانہ ہوے یہان سقرلات دربار مین بیٹھا ہوا اپنے عیار کا انتظار کر رہا ہے سب سردار جمع ہو رہے ہین اب
سقرلات نے حکم دیا فوج کو تیار کرو یہ ذکر ہو رہا ہے کہ سرخاب پشتارہ ایرج کا لگائے ہوے آکے پہونچا کہا
اے شہریار جان پر کھیل کر اسکو لایا ہون دونون سردارون کے عیارون نے پیچھا کیا مگر سب سے خداوند
لات و منات نے بچایا یہان تک پہونچایا مگر جلد اسکو قتل کیجیے ورنہ سردار اسکے عقب مین آتے ہین زمین ہلا دینگے
قیامت برپا کرینگے سقرلات نے کہا اسکو ہوشیار کرو سرخاب نے کہا پہلے آہنگرون کو بلائیے فقط زنجیر کمند ون
مین بند ہے اور اٹھتے ہی قیامت برپا کریگا سقرلات نے آواز دی آہنگرون نے آکر ایرج کو مسلسل و مطوق کیا ستارۂ
سحری چمک چکا ہے خم مین ایرج کے گریبان سحر چاک ہوا جیسے ہی ایرج کو ہوشیار کیا اب دربار مین سقرلات کے
مجمع عام ہے کمیدان رسالدار سب جمع ہوگئے ہین ایک طرف شاپور و جواہر بھی کھڑے ہین جیسے ہی ایرج کو ہوشیار
کیا اُس دربار کفر دار کو دیکھا اپنے کو مسلسل پایا اگرچہ شاہزادہ اٹھا خانہ زنجیر مین غل ہوا فریاد سقرلات تجھکو شرم
نہ آئی مردان عالم ایسا ہی کرتے ہین سقرلات نے کہا کوئی جلاد حاضر ہو جلد اس زبان دراز کو قتل کرو شاپور نے تعجیل
جلاد کی شکل بنکر سامنے سقرلات کے آیا کہا حضور عیارون کے ہاتھ سے ایک میرا سپاہی مارا گیا ہے اسکو قتل کر دون تو
دل کو آرام ہو سقرلات نے کہا سر کاٹ لے شاپور نے جھک کر کہا او جوان ہوشیار ہو جا اور چپکے سے سر جھکا کر
کہا مین غلام آپکا شاپور ہون ہاتھ اٹھائیے مین نیمچہ ماردون ایرج نے ہتھکڑیان اٹھا دین شاپور نے نیمچہ مارا ہتھکڑیان
کاٹین ایرج نے قید توڑ ڈالی ایک جوان کو مار کے تیغہ لیا جواہر بھی نعرہ کرکے آپڑا اگرچہ سرداران سقرلات
اکوان و کیوان آہن پوش لڑنے لگے ایرج کے تن پر سر پر زرہ و خود نہ تھا اکوان نے ہاتھ مارا ایرج نے
چاہا ہاتھ مارون کیوان نے پشت پر سے ہاتھ مار دیا اکوان کا بھی تیغہ چل گیا جس ہاتھ مین تلوار تھی اُسی شانے
پر زخم آیا ایک پہلوان نے نیزہ بھی مارا استخوان کو توڑ کر کلائی کے پار سنان نیزہ گذر گئی اب شاہزادہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا
سقرلات نے کہا سر کاٹ لو ہزارون آدمی چلے شاپور و جواہر مثل پروانہ کے گرد پھرنے لگے جسنے ہاتھ مارا سینہ
سپر کر دیا اپنے سر پر یا شانے پر زخم لیا شاہزادے کو بچایا قریب تھا کہ یہ دونون عیار بھی غش کھا کے زمین پر گرین کہ
میعاد عاد رشک دراز گردن نعرہ کرکے گھس آیا عقب مین اسکے نیلم و فیلم پچاس سردار گھس پڑے دیکھا
ایرج نوجوان بیہوش پڑے ہین شاپور شیردل و جواہر خنجر زن زخمون سے چور رہے ہین کشتون کے پشتے ہو رہے
ہین میعاد نے آتے ہی لڑنا شروع کیا نیلم و فیلم نے بڑھ کر ایرج کو اٹھایا ہوادار پر ڈال لیا شاگردان شاپور
بیہوش تھے شاپور کو بھی نکالا شاپور نے آنکھ کھولدی کہا جواہر کو بھی اٹھالو ایسا نہو یہ مارا جائے تو مجھکو بڑا قلق ہوگا
اسنے مجھسے زیادہ جانبازی کی ہے صاف یہ ہے کہ اسی کی وجہ سے شاہزادہ بچا ورنہ ہم بھی قتل ہوگئے ہوتے شاگردان
شاپور نے جواہر کو بھی اٹھا کر ہوادار پر ڈالا لڑتے بھڑتے نکلے اب سقرلات نے قرنا کرائی تین لاکھ جوان تیار
ہوئے اہالیان رعایا بھی دوڑ پڑے قربات و دیہات سے ناظم چکلہ دار گنوارون کی گنوار ہر طرف سے مار مار کی پکار
سقرلات نے جو ایرج کو بیہوش دیکھا اب نامرد بھی دلیر ہوا میعاد عاد رشک دراز گردن پر جا پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا میعاد نے چاہا لپٹ پڑون اسکی کمر مین ہاتھ دیکے اٹھالون ایک بجیانے بڑھکر نیزہ مارا

ایک طرف سے تیر پر امیعاد کا شانہ نشانہ ہوا گویا شکست کا بانہ ہوا امیعاد و اشنا کار زخمی ہو گیا ظلم و فیلم بھی زخمی ہوئے
ایک ایک کو چار چار نے زخمی کیا عین وقت پر سکندر آ کے پہنچے سقرلات سے مقابلہ کیا یہ بھی دو چار کے زخمی ہوئے
کسی طرف سے تلوار کسی طرف سے نیزہ کس کس کو رد کیجے کس کا فرخ تو نم کے سرداران سکندر نے جو دیکھا کہ شاہزادہ اشنا
کا زخمی ہوا گھوڑے سے گرا چاہتا ہے جان دے کے انکو بھی بچایا ہوا اور پر سوار کر لیا سلطان نے بہی صلاح کی کہ اب نکل چلو
ہمارا شیر زخمی ہوا ایسا ہو کہ نرغہ کر کے گرفتار کر لیں یہ صلاح سب کو پسند آئی بھاگ کر اپنے پڑاو پر پہونچے کار گزارین نے
بارگاہین لد والیں جہانتک ہو سکا خزانہ اٹھوا لیا ایک جانب ناچار ہو کے نکل گئے یہان لشکر ایرج رات بھر لڑا
شب تیرہ و تار مین ہزارون مارے گئے آخر شاپور نے صلاح دی یارو نکل چلو ایسا نہ ہو شاہزادہ گرفتار ہو جائے
تو بڑی مشکل پڑیگی یہ رائے سب کو پسند آئی دو چار ہزار تیر انداز آگے بڑھے بڑھکر تیرون کی بوچھار کی لشکر
سقرلات رکا اسی شب تیرہ و تار مین جسطرف منہ اٹھا اپنے سرداران زخمی کو لیکر نکل گئے سقرلات نے جب
دیکھا کہ دونون لشکر نکل گئے تو پھر رات رہے پیچھا دریائے خون مین نہایا ہوا الٹ گیا سکندر کو انکے سردار لیکر
ایک صحرائے سبزہ زار مین آئے بارگاہین استادہ کین شکست کو درست کیا شاہزادے کے ٹانکے لگائے بعد دو دن
کے سکندر کو ہوش آیا آنکھ کھولتے ہی پوچھا ایرج نوجوان کہان گئے سب نے بیان کیا کہ حضور کے لشکر کو بھی شکست
فاش ہوئی سکندر رونے لگا کہا یارو انکا ساتھ کیون چھوڑا ہمارے واسطے انکی یہ خرابی ہوئی سب سردار کہنے
لگے کہ حضور شب تیرہ و تار مین بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا ان جنگلون کا کون رستہ جانتا تھا جسطرف منہ اٹھا نکل آئے
سکندر نے کہا ابھی لشکر کو تیار کرو تلاش مین ایرج کی چلو مجھے بدون اس شیر کے چین نہ پڑیگا مجھکو مہربی کا مزا ملا
اسی وقت لشکر تیار ہوا رفقا نے عرض کی رات کو تامل فرمائیے سویرے کوچ ہوگا سکندر نے سب کا کہنا قبول کیا تنہا خیمہ مین
چپ بیٹھا ہے خاصہ بھی نہین کھایا ہے کہ دیکھا ایک بارگاہ شگافتہ ہوا بجلی چمکی سکندر گھبرا کر کھڑا ہو گیا دیکھا ملکہ نسیم آتشخو سامنے
چلی آتی ہین سکندر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا عاشق و معشوق سے حکایت و شکایت ہونے لگی شاہزادے نے جواہر کو آواز
دی جواہر نے آکے سلام کیا ملکہ نے کہا کیون کمبخت اب تک تو نے اسی مقام تک لشکر پہونچایا شاید اور کسی معشوق کو لاکے
ملایا تیرا یہی کام ہے ایک کو ساتھ ایک کو بد دعائی او ظالم تیرے دیدے سے ڈرنا چاہئیے تیری جیتی گلگونہ بھی رویا کرتی
آیا چاہتی ہے میرے ساتھ ہی آئی تھی مین خود ساتھ نہین لائی لشکر قبلہ و کعبہ کا اترا ہے مین نے ایک خبر واہیات سنی تھی
والد کو بھی خبر گذری ہے کیا آپ سے کسی سے مقابلہ پڑا بڑی تکلیف اٹھائی سکندر نے سب حال بیان کیا اور کہا اے ملکہ عالم
تمنے روز اول مجھے کہا تھا مقدمہ حسب و نسب ہمارے کتاب دیکھکر بتائینگے ہمین یقین ہے ہمارے والد سے اور مجھسے ملاقات
ہوئی مگر ہمارے سلطان انکاری کرتے ہین اس شیر نے اپنا حال اسی طرح بیان کیا جو ہمپر گذری ہے وہی سب انپر بھی گذری
ہے جواہر سے پوچھیے شاپور سے یہ بھی ملے بالکل اسی کی صورت ہین جواہر نے کہا ملکہ عالم کیا عرض کرون آپکے بیان
سب کرسی نشین ہوئے مگر نہین معلوم انہین کیا پردہ ہے کہ مفصل حال نہین کھلتا یہ بھی ذکر ہم سن چکے کہ جنہون نے ایرج
نوجوان کو پرورش کیا سوداگری کرتے تھے جب ایرج مسلمان ہوئے صاحبقران نے فرخ بازرگان کو بادشاہ ملک
فرنگ شیشہ کیا باج و خراج موقوف کر دیا خواجۂ بازرگان کہلاتے تھے اب بادشاہ مشہور ہین سرداران ایرج وہان
رہتے ہین کسکی مجال ہے کہ انکو بنگاہ کج دیکھے اور ہمارے والد تو خود بادشاہ ہین اگر شاید ہمکو بھی اسی طرح پرورش کیا ہے
تو صاحبقران کوئی ملک دینگے اپنا وقت بازو زینت پہلو سمجھینگے ایرج نے بہت سبب پوچھا مگر ہمارے والد نہین قبولے
نسیم آتشخو نے کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے کل میرے والد ماجد صاحب بھی یہین تشریف لائینگے آپ انسے خود پوچھیے کہ وہ کتاب

دیکھکر سب کچھ بتا دینگے شاہزادہ مسند پر آکے بیٹھا ملکہ بھی جلوہ فرما ہوئین یہ ذکر تھا کہ گلگونہ آگر پہنچی ہانپتی ہوئی کانپتی ہوئی عقاب بنکے گری غلطک مارکے بصورت اصلی بنگئی شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے کہا بھابی صاحب آئیے ابھی آپکا ذکر خیر ہوتا تھا جواہر معشوقہ کو دیکھکر پھول گیا ساری باتین بھول گیا فوراً لاکے شراب وکباب رکھے ملکہ نے کہا اے شہریار زیادہ ٹھہرنا میرا مناسب نہین والدہ والدہ صاحبہ کا لشکر یہان سے پانچ کوس پر فروکش ہے مین بھی انہین کے ساتھ تخت پر سوار تھی آپکے لشکر کی خبر سن چکی تھی کہ شکست کھاکے فلان مقام پر اُترا ہے مین یہ حیلہ کرکے نکل آئی کہ مین ایک سحر تیار کرنے جاتی ہون شاید والدہ سمجھ گئین کہ سکندر کو دیکھنے جاتی ہے والدہ نے منع بھی کیا مگر والدہ نے فرمایا جاؤ جلدی آنا اے گلگونہ بہن کیا ہوا گلگونہ نے کہا بارگاہ مین استادہ ہوئین جب دونون صاحب داخل بارگاہ ہوے مین انتظام کے حیلے سے نکل آئی جانتی تھی کہ آپ وہین گئی ہونگی عقاب بنکر چلی آئی مگر میری اور آپکی تلاش ضرور ہوگی جلد چلنا مناسب ہے شہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا اے ملکۂ عالم راتین ہجر کی ہمہ تڑپ تڑپ کے کٹین اب تم آئین بھی تو یہ نوبت ہو کہ فرصت نہین دل مین بار فراق اٹھانے کی طاقت نہین بقول شاعر نظم جرأت نظارہ موے کمر داریم ما * بستر از عشقبازی در نظر داریم ما

داغون سے داغ دل مین ہے عالم بہار کا
کیا عشق گل کھلاتا ہے اس گلعذار کا
کیا رنگ ہے دورنگی لیل و نہار کا
ہاتھون مین نازکی سے سنبھلتی نہین جو تیغ
نیرنگی جہان سے ہے کہ وصل کہ فراق
ہے آسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا
پھولا نہین سماتا ہون شادی سے ہلیئے
بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا

جواہر سے دریافت کرو کہ کل شب بھی آپہی کا ذکر رہا نیند نہین آئی ملکہ نے کہا بس اب مجھے رخصت کیجئے کہ والدہ خود تشریف لائینگی لشکر بھی ڈیڑھ لاکھ ساتھ ہے بس اب یہان سے سیدھے طلسم نور افشان پر چلینگے اگر بندا کو منظور ہے تو علمداری ہو جاے بیچارہ کوکب مع اپنے ہمراہیون کے رہائی پاے تھوڑے عرصے تک صحبت رہی نسیم آتشخو شاہزادے کے پہلو سے اُٹھی گلگونہ بھی ساتھ چلی جواہر نے گلگونہ کا دامن تھام لیا کہا ملکہ تم آج نہ جاؤ اصل تو یہ ہے بموجب مضمون شعر

نام مشہور خاص و عام ہوا
عشق مین میرا خوب نام ہوا
دل مین اب درد کا مقام ہوا
بوسۂ خط یہ مین غلام ہوا
ہجر مین کام بھی تمام ہوا
چونک اٹھے خفتگان خواب عدم
جب خرامان وہ خوش خرام ہوا
ساغر طلائی کا لیجئے صاحب
ایک دو جام تو نوش کرو
دخترِ رز کا حکم درست ہے
مے کا پینا فقط حرام ہوا

گلگونہ نے مسکراکے جواب دیا آقا ملازم بڑے شاعر ہین بیان ٹھہرنا بہتر نہین کل سب صاحب یہین آجائینگے چھری تلے دم لو آج کی شب صبر کرو کل سے دونون لشکر ساتھ رہینگے ہر مالک کو خود جلدی ہے سب ملکون سے پرچہ اخبار آگئے کہ کوکب کے ساتھ بادشاہون نے لڑائی کی یقین ہے کہ جب ہماری مدد سے چھوٹیگا مذہب قدیم قبول کریگا یہ باتین کرکے دونون پرواز پیدا کرکے اُڑ گئین اب سکندر و جواہر مین یہ ذکر ہے کہ کل معشوقہ سے ملاقات ہوگی استقبال کو چلینگے سکندر نے جواہر سے کہا والدہ سے بھی اطلاع کردو کہ آپکی سمدھن کل آتی ہین سامان دعوت کیجئے کوس دو کوس استقبال کیجئے جواہر نے جاکے سلطان کو یہ خوشخبری سنائی سلطان نے کہا کیا مضائقہ لشکر والون کو حکم دیا صبح کو سب تیار رہین مین اپنے سمدھی صاحب کے استقبال کو جاؤنگا سلطان کو معلوم نہ تھا ہیج مرج آشنا ساحر بیٹے کی باتین جو سنین یہی تردد ہے جب حال کھلیگا فرزند بھی ہاتھ سے جائیگا مذہب مین بھی فرق آئیگا وزرا کو منع کر رہا ہے خبردار کوئی زبان سے اس بات کو نہ نکالے کہ گہوارے سے اٹھا کر لائے تھے وزرا کہتے ہین حضور ہم انسے ملاقات نہ کیجئے اس بات سے کان بھرینگے کہ مسلمانون سے ملنا مناسب نہین چار پہر رات تیاری مین گذری ساحر موم خانہ مشرق رسول شجاع کا ہاتھ مین لیکر برائے سیر طلسم عالم حجرۂ زبرجدی پر آمد ہوا اُنہان اشتیاق مین سکندر و سلطان فوج کو تیار کرکے چلے تھے کہ سامنے سے ابر آسمان پر نمایان ہوے صدا گفت و ناقوس کی آئی کہ زمین تھرا گئی سامنے کرار شق ہوا

سب نے دیکھا شاہنشاہ شاہین شعلہ بار بصد صولت و اقتدار و ملکہ گلشن انجمن افروز ایک تخت پر سوار کہ وہ تخت اژدرون پر کسا ہوا طاؤس زرین بال پر نسیم آتش خو اپنے تخت پر باپ کے ہاتھ رکھے ہوئے تخت پہ ساتھ ہزار کنیزان زرین پوش ان سب کنیزون کی افسر گلگونہ فرزند دی تھی لاکھ کا لشکر طلسم ہائے زنگاری کے بھریرے کھلے ہوئے اپنی ترتیب ساحری و حشمت سے مرقوم تھے فوج کی دھوم تمام صحرا شعلہ آتش سے کرہ نار ہو گیا اس کروفر سے شاہین شعلہ بار آکر پہونچا سلطان نے بڑھ کر ملاقات کی سکندر نے جھک کے سلام کیا شاہین نے بجوش محبت شاہزادے کو گلے سے لگا لیا ملکہ گلشن نے بلائین لین نسیم اور طرف ہٹ گئی گلگونہ اہتمام کرتی ہوئی بارگاہین اوتروانے لگی صحرا تمام فوج سے مملو ہو گیا ہزار ہا چشمے جوش مار رہے ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین نسیم کے اوترتے ہی ہوا ٹھنڈی سی چلی نخل وجد مین آئے طاؤسان زرین بال رقص کرنے لگے بارگاہ زربفتی شاہین کی استادہ ہوئی سلطان نے چاہا اپنی بارگاہ مین لے جاؤن سب کیفیت گذشتہ بیان کرون شاہین نے کہا آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین غسل کر کے حاضر ہوتا ہون سکندر کا ہاتھ تھام لیا جواہر مثل سایہ کے ساتھ ہے گلگونہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین یہ سب صاحب بارگاہ زربفت مین داخل ہوئے شاہین نے برابر اپنے تخت کے صندل زرین واسطے سکندر کے بچھوایا سکندر نے بیٹھتے ہی کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے مین نے سنا ہے کہ آپکے پاس کوئی کتاب ہے اوس مین حال آیندہ و گذشتہ ظاہر ہوتا ہے شاہین نے کہا ای فرزند علاوہ حال آیندہ و گذشتہ کے مین سب بتا سکتے ہین سکندر نے کہا اُس کتاب کو منگا دیجیے یا اب حال ملاحظہ فرمایئے اور یہ بھی دیکھیے کہ مین تابع سلطان کیون ہون کیونکر پہونچا میری ولادت انکے گھر مین ہوئی کہ مقام ولادت اور یہ تقدمہ بھی لائق غور ہے شاہین نے اسیوقت وہ کتاب منگائی [illegible] نسیم و ملکہ گلشن بھی حروف پہ نگاہ ڈال رہی ہین وہ کتاب بخط اسمہ سنسکرت لکھی تھی یعنی سکندر نہ سمجھ سکتے تھے جو جو شاہین عبارت پڑھتا ہے رنگ دگرگون ہوا جاتا ہے اور ملکہ گلشن شوہر کا زانو دبائی جاتی ہین جس سے مراد یہ ہے کہ صاحب کچھ زبان سے اپنی نہ کہنا شاہین نے بعد ملاحظہ اُس کتاب کو ملاحظہ کیا تب جواب دیا ای فرزند ارجمند تم سلطان کے نور نظر ہو ہم آگاہ کرتے ہین جہانتک ہو سکے مسلمانون سے میل نہ کرنا صاحبقرانی تمہاری روشن ہو گی یہ ذکر تھا کہ سلطان بھی تشریف لائے سکندر و جواہر اٹھکر چلے گئے شاہین نے کہا [illegible] غضب ہوا ہم تو اپنی خبر تمہارے فرزند کے ساتھ غضب کر چکے تمام عالم آگاہ ہوا اب جان بھی دیتے آئے ہین مگر اسوقت مین نے ساحری نامہ مین دیکھا سب حال ہمکو معلوم ہو گیا سکندر و جواہر کو تمنے خیمون مین پایا اُنکی پرورش کیا بیشک یہ فرزندان دونون ایرج و شاپور ہین یہی باعث تھا کہ ایرج نوجوان [illegible] انکے ساتھ پیش آیا مین نے سکندر سے ظاہر نہین کیا کہ کوئی خرابی ہے [illegible] جلد طلسم نور افشان پر زرین بھرین اس شیر کے ہاتھ سے طلسم فتح کرا کے مسلمانون سے جنگ [illegible] اگر یہ مسلمانون کے ساتھ ہو جاتینگے ہمارے تمہارے مذہب مین بھی خلل پڑیگا اور اس سبب سے بھی خرابی ہوگی سلمان [illegible] کا قبول نہین کرتے جو مین نے وعدہ کیا ہے بعد فتح طلسم نور افشان شادی بھی کر دون گا خبردار ان باتون کو کبھی زبان سے نہ نکالنا سکندر کو تو [illegible] دھوکا دیا ہے [illegible] سمجھا دو یہ صلاح آئین بخوبی ہو گئی مگر یہ سب حال نسیم نے بھی سن لیا نہایت بیقرار ہو سلطان و شاہین نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا لشکر ساحر و غیرہ ساحر لیکر چلا شاہین کو بھی جلدی ہے کہ ہم [illegible] طلسم ہاتھ سے سکندر کے فتح کرائین لوگ سب کو اپنا مطیع بنائین مسلمان اس جنگ سے محروم رہجائین اب روا روی کر کے چلے [illegible] شاہین اُسکے ملازم لشکر اوڑائے ہوئے لیے جاتے ہین جس مقام پر فروکش ہوئے نسیم تو عاشق صادق ہے جہان تنہا پایا سکندر کا دامن تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کے یہ چند اشعار شفیق لکھنوی کے پڑھنا شروع کیے

غزل شفیق

کیا تمنے نہ خوش دم صبر نجا کے
تسلی دیجیے دم بھر کو آ کے

ہوئے نادم تمہارے پاس آ کے
کیا ہے انتظار یار نے تنگ

نہین ہے ہجر مین جینے کی امید
کسی دن سوہ ہونگا زہر کھا کے

نگاہ شوق سے میں دیکھ لونگا
کیا یہ کارخانے ہیں خدا کے
شفیق آؤ میں کریں احباب و اغیار

جہاں جاؤ گے تجھسے منھ چھپا کے
نکلتے کسطرح ارمان شب وصل
سناؤں گر غزل اپنی میں جا کے

خبر مرنے کی میرے سنکے اسنے
وہ سوئے ہیں تو ہم سے دور رہا کے
شاہزادہ جواب دیتا ہے اے ملکہ عالم

یہ نہ اپنے دل میں خیال کرنا کہ تمھیں ہمارے مقدمہ میں اطمینان ہے ہر وقت تردد رہتا ہے اے جان جہان و آرام دل

مشتاقان اصل یہ ہے نظم شفیق لکھنوی
جواب آئے میں سن لیجیے افسانۂ غم
اسی خیال میں عاشق کا ہے نشان باقی

ترے کرم کا ہے احوال مہربان باقی
شکایتیں ہیں مرے دل میں مہربان باقی

ہے اپنی جسم میں جبتک کہ میری جان باقی
شفیق کی جو غزل آج آپنے گائی

بسطرح اکثر اہیں باتیں ہوتی ہیں نسیم راز اصلی سے آگاہ ہو چکی ہے ہر وقت یہی
خیال رہتا ہے کہ آخر حق بحق دار رخواہد رسید ای نسیم یہ راز کیونکر چھپیگا یہ تو خوب ظاہر ہے کہ یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہے حسن میں
یوسف ثانی ہے اور کوئی انکو زیر نہیں کر سکتا جب اپنے بزرگوں سے لڑینگے وہ زیر کرینگے بعد زیر ہونے کے اطاعت میں
کیا انکار اور سدن ہمارا عشق بیکار ہوگا گلگونہ سمجھاتی ہے ملکہ نہ گھبرایئے جسطرح بہار و مخمور کی شادی ہوئی اسی طرح
صاحبقران زمان آپ سے انکی شادی کرینگے سحر سے توبہ کرنا ہے گی خداوند عالم وہ دن دکھائے کہ یہ اپنے بزرگوں سے ملیں
غنچہ ہائے آرزو کھلیں ملکہ آہ کر کے چپ ہو رہتی ہے دن رات جائے عشق سستی ہے راویان لشکر شاہین و سکندر سامنے
علامت طلسم نور افشان کے آکر اوترا اول میں تحریر کر گیا ہوں کہ ایک طاؤس بالائے قلعہ مینار رہتا ہے صدائے سہمات
دیتا ہے شعلہ ہائے آتش خندق میں بھڑک رہے ہیں اس لشکر کو جو طاؤس نے اوترتے دیکھا جا کر سحر العجائب و مصر الغرائب
سے بیان کیا کہ حضور آج ایک لشکر گران جسمیں تین لاکھ ساحر ہیں آپکے قلعہ کے سامنے آکر اترے بادشاہ انکا شاہین
شعلہ بار و افسر سکندر رنادار سامنے قلعہ کے آئے پکار کر شاہین نے یہ کہا کہ اپنے شاہ سے کہو اگر اطاعت کرے و کوکب
کو قید سے چھوڑ دے اسی میں بہتری ہے ورنہ طلسم فتح کر لینگے قلعہ میں گھس پڑینگے ہمارے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا سحر العجائب
و مصر الغرائب نے کہا تم اپنے مقام پر جا کر سو رہو خواب بھی نہ دیکھیو طلسم نور افشان ہے کس کی مجال ہے کہ اس طلسم کو بہ نگاہ کج
دیکھ سکے ہمانگیر فرزند امیر بالوقیر نے کیا کیا کوشش کی اصلی طلسم تک نہ پہنچے ایرج نوجوان نے بڑے بڑے
ہنگامے کیے ناہید بھی شریک تھیں ایک کو بھی طلسم کا نہ فتح ہوا ساحر کیا کر لیگا طاؤس نے آکر بالائے قلعہ سے یہی جواب
دیا یہ سنکر شاہین کو غصہ آیا طرف سکندر کے دیکھا کہا اے فرزند میں ابھی تدبیر کرتا ہوں اس آگ کو بجھائے دیتا ہوں کھلے
زن و شوہر دونوں اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ اندھیرا ہو گیا آسمان پر چھایا فصل برسات معلوم ہونے لگی اس ابر
رعد کی گرج برق کی چمک بقول شاعر — تند دیر شور و سیہ مست ز کہسار آمد :: میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
کالی کالی گھٹا برق کی چشمک زنی موسم بہار کا مزا سودائیوں کا جنوں بڑھا قید خانوں میں زنجیریں ہلانے لگے خانۂ زنجیریں
بھی غل ہوا چراغ عقل سودائیان گل ہوا شاہد گل کا تخت زبرجدی پر تجمل ہوا انتظام برسات بالکل ہوا آندھیاں اٹھیں
ہوا تیز چلنے لگی طاؤس نے بھی آواز مہیبات و ہیبات بلند کی اس زور و شور سے مینہ برسا کہ جیسے چشمے جاری ہو گئے کوئیں ابلنے
لگے نالوں کے زور پانی کا شور طاؤس رقصان یہ سب کچھ سامان ہوا موسلا دھار پانی پڑا لیکن اس آتش خندق پر تاثیر
نہ ہوئی شعلوں کی بھڑک اور زیادہ ہو گئی شاہین و گلشن لسبینہ نسیم کے منھ پر ہوائیاں اوڑنے لگیں ہر چند
سحر کرتی میں سب ساحر بھی شریک ہو گئے اپنے اپنے عجائب سب نے دکھائے بعض نے آگ برسائی بعض نے شعبدہ بازی
دکھائی علامت طلسمی میں فرق نہ آیا طاؤس نے رقص کر کے ایک چیخ ماری وہ شعلے بھڑک کر لشکر شاہین
و سکندر پر گرے ہزار ہا آدمی جل گئے آتش کی سوزش سے بازار موت گرم ہوا لشکر کے لوگ مرنے لگے

ہزاروں آگ میں جلے انگلیاں چٹخا چٹخا کر جگر میں خار سیاہ حال ہر ایک کا تباہ فریاد کی صدا بلند ساحر و غیر ساحر درد مند نشان
و گلشن و نسیم پر بھی شعلے آ کے گرے اپنے کو انھوں نے بچایا اوروں کا علاج نہو سکا ہر طرف سے آوازیں حسرت ناک آتی ہیں

اس واد سے یہ اشعار عبرت آمیز مفہوم ہوتے ہیں
لے مبارک اے جنوں قطع تعلق ہو چکا
زہر تھوڑا سا لا دے شربت دیدار میں
ہوں وہ بلبل جس مطلب ہو گئی میری زباں
واہ رے صیاد کیا باندھا نظر کے تار میں
کیا ذرا پایا اے پری برق تبسم نے ترے
ٹکڑے شیشے بنے جام ہو گئے گلزار میں
وہ کف رنگیں جو سیر آیا کیا غیروں کے ساتھ
ڈھیلے آنکھوں نے اڑے ہیں کوزن بازار میں
ہیں وہ بلبل ہوں کہ جو موزوں ہوں مر کے نغمے تک
انھیں بھکتا ہو ڈرے موج جیسے تلوار میں

تیر حق باندھا غبار دل نے کنج یار میں
اڑتے ہیں تار گریباں دامن کہسار میں
جوش وحشت میں بہا سیل لہو طرح گرم
خوں بہایا گل رخوں نے کوچۂ منقار میں
تیرے آنے سے ہوئی گلشن کو یہ بالیدگی
گل اچھل کر خوش گرگر پڑے گلزار میں
معرکہ میں بخت اسعد نے سمر سر کی مری
شور ہر کردند حنا کر گئے بازار میں
شربت مرگ اچھا ہم اسی کو کہتے ہیں +
ہے زمیں شعر داخل کو جنہ منقار میں

ہوش میرے اڑ گئے ٹکرانے میں سر زلف کا
منہ دکھا کر قہر سے جگر پرکار سے تند خو
چھالے ٹوٹے پڑ گئے چھالے زبان خار میں
گھر سے نکلے دیتا ہو کب عیاں چشم شوخ کا
اونچے ہو کر جا لگے گل مہر کی دستار میں
جب پری پیکر اڑا جلوہ ترا اے مست ناز
آبرو نے میری پانی دیا تلوار میں
دیکھیے اب دیکھنا کیونکر لے مجھ دار کو
قاتل شیریں دہن پانی نہیں تلوار میں
اے صفیر آپ بد عجب اس قاتل کا عالم گیر

ان آوازوں سے زمین کے طبقے ہلتے ہیں صاف ظاہر ہو کہ زمین چکر میں ہر گز کبھی زمین سے غبار اٹھتا ہو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غبار میں ستارے چمکتے ہیں کبھی آسمان سے ہوائے سرد آتی ہو ہر رنگ لیاں زمیں گویا پھول مہکتے ہیں کبھی بہتے درختوں کے مثل طائران نغمہ سرا کے چہکتے ہیں شاخیں سر اٹھاتی ہیں سرکشی دکھاتی ہیں تیغ قتل سے دیتا تھا کبھی سناتا کبھی وصول کبھی ہے کبھی عیش وحشت کبھی رنج و ملال لیتو لی شخصی تحمل سے کوئی بات حیرانی میں نہیں پاتی اشعار

تیغ و خم میں گیسوئے خمدار دونوں ایک ہیں
چاندنی اور سایۂ دیوار دونوں ایک ہیں
وصل کی شب ہر دم الٹ پھیر ہو تھا دیکھنا
غیر ہو یا ہم لیں دیوار دونوں ایک ہیں
منہ ادھر کو ادھر مجھ پر ہوا ان کا مزاج
اے صنم ہم طالب دیدار دونوں ایک ہیں
مجھکو دیکھنے کا اشارہ غیر کو باتیں طرف +
کیا تری آنکھیں اور عیار دونوں ایک ہیں
وصل کی شب کون سوئے دیا مجھ کو جھٹک

حسن میں وہ چاند سے رخسار دونوں ایک ہیں
آب کوثر بادۂ گلنار دونوں ایک ہیں
سیر جنت اور پہلوئے دلدار دونوں ایک ہیں
ایک دم سے دیکھنے پر میری استغنا نہ پوچھ
میرا دل اور آپ کا رخسار دونوں ایک ہیں
باتوں میں کیوں تلخ و شیریں ذائقہ رکھتے ہیں
آپکے خنجر سے پہلو وار دونوں ایک ہیں
غیر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے +
چشم شوق و طالع بیدار دونوں ایک ہیں

اتحاد تیغ جنت و بام یار دونوں ایک ہیں
مدعا ہے زاہد و مے خوار دونوں ایک ہیں
تیغ ہو آنکھ اچھل صیاد و اچھل تخمیں
عمر جاوید و ترا دیدار دونوں ایک سے ہیں
طور پر موسیٰ کو غش کر گیا جلوہ میں
چہرے میں تیرے گل و یار دونوں ایک ہیں
مجھے مانا غیر اور ہم چاہنے والے سہی
جب اٹھائی ہاتھ میں تلوار دونوں ایک ہیں
اس طرح کے اشعار جو جانوروں نے

پڑھے سننے والے سکتے میں آگئے ہر ایک کو یہی تردد تھا کہ فلک نے کیا سامان دکھایا آفت ارضی و سماوی جسکو کہتے ہیں وہ یہی ہے ہنگامہ گیر و دار و دار و گیر بلند ہر کس و ناکس درد مند اس شعبدے کا کرنے والا خود پسند آتش قہر و غضب سر بلند غبار کا پیچ دکھاتا زمین کا تھرتھراتا کلیجہ منہ کو آتا ہر دم آتش باری سنگ باری برف باری ہوائے تند آتش سوزاں یہ سب سامان مہیا ہیں ارکان سلطنت و وزیران اثبت سر پیٹتے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شاہنشاہ واسطے ساحری و جمشید کا سحر موقوف کیجئے آپ کے ہزاروں جادوگر جل گئے غیر ساحروں پر بلائیں نازل ہوئی ہیں کوئی اپنے ہوش میں نہیں بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا ہم حوصلہ دراز سے اسی کام میں مصروف تھے غیر ساحروں کو بچا رہے تھے مگر ہماری

کوشش بیکار ہوئی صف ساحرون کی فی النار ہوئی اگر کسی اور سے لڑتے دو ہمارے مرتے ایک کو تو ہم بھی قتل کرتے
یہان آگ سے مقابلہ ہوا ہے ہزارہا شعلۂ جوالہ بجھتا ہے کچھ نفع نہین ہوتا اب بھاگے ہوئے آپکے پاس آئے ہین یہی تدبیر کر
صاف یہ تقریر ہے یہان سے ہٹ چلئے یہ آگ ہمارے سحر سے نہ بجھیگی سامری نامہ مین ملاحظہ فرمایا ہے علامت طلسم سے سب
مجبور و ناچار ہین بالکل بیکار ہین شاہین نے کہا اچھا یارو جو عیار کی خوشی ہو وہی کرینگے پلٹنے کا ارادہ نہ تھا مگر پلٹ چلینگے
شاہین سحر کرتا ہوا پیچھے کو ہٹا جیسے ہی ساتھ والون نے دیکھا کہ شاہنشاہ کے پیر اٹھے گویا بدن مین جان آگئی جلدی جلدی
بارگاہین خیمے سراپردے اکھیڑ لئے پیادہ ہے غیر ساحر ایک جانب بھاگے جاتے ہین مگر شعلہ ہائے آتش تعاقب کر رہے ہین
جس طرف بھاگے اسی طرف شعلے آتے ہین جب شاہین گلشن گنج بھی پانون اٹھے طاوس قلعہ سے نکلا انسان ہوا پکار کر آواز دی میان
شاہین ٹھہرو کہان جاتے ہو طلسم نہ فتح کروگے شاہین نے پلٹ کر جواب دیا او نمک حرام میری خاک بھی یہان سے
نہ ہٹتی اگر اکیلا ہوتا جلکر مرجاتا قدم نہ ہٹاتا ساتھ والے بندگان خدا جلے جاتے ہین انکی وجہ سے ہٹا ہون اب مین
اور تدبیر کرتا ہون طاوس نے آواز دی کیا مجال تجھ ایسے دس ہزار اس آگ مین جلینگے طلسم کو کھیل سمجھا ہے حقیقت مین
کئی شعلے شاہین پر ایسے گرے کہ جسم پر آبلے پڑ گئے ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ اپنے کو اور زوجہ و دختر کو جلنے سے بچایا اگر خندق سے
اژدر نکلے وہ بھی ہزارون کو نگل گئے پھر خندق مین جا کر غائب ہوئے کچھ شیر آئے صدہا کو چیر پھاڑ کر کھا گئے کئی طرح کی بلائین
نازل ہوئین لشکر شاہین و سکندریہ مین قیامت برپا تھی پانچ کوس تک شعلہ ہائے آتش ساتھ آئے شاہین نے بڑی کوشش کی
تب وہ شعلے بجھے پانچ کوس پر جاکر فروکش ہوئے رات کو اک بارگاہ استادہ کرکے اوسمین شاہین و گلشن و نسیم و سلطان و بلند
اختر جمع ہوئے سیماب و سرخاب کو بھی اس جلسے مین شریک کیا اب صلاحین ہونے لگین وزیران شاہین کلام کر رہے
ہین ہر شخص موافق اپنی اپنی لیاقت کے رائے ظاہر کرتا ہے اسمین ہزارون اعتراض نکلتے ہین ملکہ گلشن گنج نے کہا صاحب میری
عقل ناقص مین یہ آتا ہے کہ علامت طلسم خاص اسواسطے مقرر کرتے ہین کہ کوئی ساحر و غیر ساحر آ نہ سکے اوطلسم کا راستہ اور جو کچھ
کتاب سامری مین دیکھئے راستہ داخلۂ طلسم کا کسطرف ہے یہ تو آپ خوب جانتے ہین کہ مرحلہ جات بدون لوح مفتوح نہونگے
وہ سب کام شاہزادے کے ہاتھ پر موقوف ہین مگر ہم آپ خود سحر کرینگے انکو آفت سے بچائینگے جو کوئی ساحر بھی [illegible]
خبر دیگی بشکل طائران انکے سر پر بیٹھینگے ہزار طرح کی جفائین سہینگے پہلے مقدم یہ ہے کہ راستہ تو ملے تب غنچۂ آرزو کھلے ساحران
دربند سے رہائیان تجربہ ہونگی شاہین کو یہ رائے پسند آئی کتاب سامری اٹھا کر دیکھی کہا ملکۂ عالم کیا کہنا اب تجھے وہ راہ راست
ملیگی کلی غنچۂ آرزو کی کھلیگی حقیقت مین اس راہ سے کوئی نہین جا سکتا کہ صاف طلسم کی علامت ہے جو ادھر سے جائے
اسکی شامت ہے مین شاہزادے کو ساتھ لیکر چلونگا تم لوگ الگ آؤ لشکر طرف سے صحرائے خارستان کے گذر کرکے وقت
پر ہم تک پہونچ جائیگا وزیر شاہین سمار آتش بار اسکو کل فوج کا افسر کیا سلطان سے کہا آپ بھی فوج کے ہمراہ آئین
راہ مین کانٹون کا جنگل ملیگا اسکا خیال نہ کیجئے گا ساحر جو آپکے ساتھ ہین جنگل کو جلا دینگے راستہ پیدا کر دینگے سمار سب کا ن
سے آگاہ ہے یہی آپ سب صاحبون کا پشت پناہ ہے مین تنہا طلسم کشا کو ساتھ لیکر جاتا ہون جواہر سے کہا تم بھی کو بطور عیاری
پہونچاؤ طلسم مین ہزارون مصیبتین ہوتی ہین جواہر نے بھی سر جھکا لیا کہا جو آپکے نزدیک بہتر غلام اپنے کو ہر طرح پہونچائیگا
اگر خداوند شجر نے کوئی محتاج نہ نکالی تو مرحلہ سب بیکار رہینگا عالم مین دربار مین شاہ کے پہونچ جاؤنگا عیاری کر کے لاؤنگا
مگر آپ اپنے کو وقت پہونچا نہین کرنے سے شاہ کے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا گلشن نے کہا اے جواہر مین تیرے ہی ساتھ
رہونگی جان دیکر تجھکو بچاؤنگی مگر گلشن ایک کبوتر سفید کی شکل بنکر اڑ گئی نسیم تو گویا ہوا کا جھونکا تھی چیل بنکر اڑی وزیر
طرف خارستان کے چلا سمار نے پڑھکر سحر کیا پہاڑون کو ہٹاتا ہوا خلقت کانٹون کو جلاتا ہوا لشکر کو لیے جاتا

گر شاہین بصورت عقاب سر پر سکندر کے چلتے وقت ایک نورتن بازو پر سکندر کے باندھ دیا کہا آپ پر سحر نہ تاثیر کریگا
آپ بائین پر چلئیے جو آپ پر سحر کریگا مین اُسکو روکونگا سکندر نے گھوڑا بڑھایا کہ سامنے سے ایک قریہ معلوم ہوا طرف سے
قریہ کے ایک سوار گھوڑا اُڑاتا ہوا سامنے سکندر کے آیا کہا اے جوان ادھر نہ جا راستہ بند ہے سکندر نے نہ مانا وہ پلٹ گیا
مگر کہتا گیا کہ اے جوان تو اپنی جان سے بیزار ہے تھوڑی دور اور چلے تھے کہ اُسی قریہ سے ایک زمیندار انگوچھا سر پہ ڈھال
پھینکا باندھے ہوئے کمان کیانی کاندھے پر تیر ترکش مین بند ہے ہوئے بائین بازو پر لٹک رہی ہے مین برچھی ہلاتا ہوا کالی
مادیان پر سوار پکارتا ہوا آتا ہے او اجل گرفتہ ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا کیا تجھکو کوئی سمجھانے والا نہین ملا اس رستہ مین خطرہ
جان کا ضرر ہے رباعی

ہر وقت اگر گون ہے زمانہ کا حال	دن سے جو مہینہ تو مہینے سے سال
امید ترقی کی تنزل مین تھین	اے کشتہ یاس ہے گھڑی مین گھڑیال

سکندر نے کچھ جواب نہ دیا وہ زمیندار مادیان بڑھا کر سد راہ ہوا برچھی ماری سکندر نے
سنان کو بچا کر گرانڈ کو توڑ ڈالا زمیندار نے تلوار کھینچی ہاتھ مارا سکندر نے سپر پہ بچا کے تیغہ سکندری مارا اُسنے سر آگے کر دیا چار ٹکڑے
ہوئے شاہین بشکل عقاب آسمان سے دیکھ رہا ہے مرتے ہی زمیندار کے ایسا اندھیرا ہوا کہ عقاب کی بھی آنکھین بند ہوگئین
گھبرا کے آنکھین کھولین منتر سحر کے پڑھنے لگا دیکھا وہ اندھیرا حال روشن ہوا نہ لاشہ زمیندار نہ سکندر نامدار ایک سناٹا ہے
وہی میدان سنسان نہ انسان نہ حیوان وہ قریہ بھی غائب ہوگیا شاہین گھبرایا کہ یہ کیا غضب ہوا میرے شیر کو کوئی [illegible]
حیلہ باز لیگیا ہر طرف دوڑتا پھرتا ہے سکندر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا اندھیری کوٹھری بشکل گور [illegible] تنگ و
تاریک اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا ہے اُس اندھیرے کو دل کافر کہین یا مشابہ بتاریک ظلمات یا شب فراق عاشق
یا بخت سیاہ بہر طرح حال تباہ شاہزادہ گھبرانے لگا تنہائی مین چلانے لگا ہاتھ پیرون سے سر ٹکراتا ہے جاتا ہے قید تو ڈالون
یکایک روشنی ہوئی ایک عورت زمین سے نکلی کہ حسن خورشید و آفتاب جمال گورے گورے گال نہایت طرحدار نفیسہ ہاتھ مین
اُسکے جمال سے بھی وہ خانہ تاری روشن ہوا اُسنے جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار افسوس ہے کہ آپ دام کر مین جمشید جادو کے
پھنسے اس مقام کی مین حاکم ہون صبح قریب ہے آپ کو دربار مین لیجائیگی اول سوال و جل ہوگا جب آپ انکار کرینگے تب وہ
ایک پہلوان کو بلائیگی کہیگی اسکو زیر کرو گے تب ہم تمکو خود رہا کر دینگے اگر مغلوب ہوئے تو قتل کئے جاؤ گے وہ پہلوان [illegible]

مین آپ کا نورتن [illegible]	کہتا ہون جو حال دل تو ہوتا ہون خجل	کرتا ہون جو ضبط آب ہوتا ہے دل
اے دائے عجب بلا نے گھیرا ہے مجھے	گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل	شگوفہ ساحری میرا نام جمشید کی [illegible]

ہون جب اُسنے آپ کو جا کر دعوکا دیا نورتن لیکر آپ کو گرفتار کیا خوشی خوشی پلٹ کر آئی کہا آج مین نے ایک بڑے جوان عیار
کو گرفتار کیا اگر میرے وصل پر راضی ہوگا باغ گلزار رنگ کی اُسکو سلطنت دونگی یہ نورتن صندوق مین رکھکر سوئی مجھے آپکے
حال پر رحم آیا یہ نورتن دیئے جاتی ہون جس وقت اُس پہلوان کو کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھائیے گا دربار مین چار طرف دیوارین [illegible]
مین ایک جانب دیوار زرد ہے اُس پہلوان کو دیوار زرد پر پھینک ماریے گا اُس دیوار سے شعلے نکلینگے پہلوان و جمشید جلکر
خاک ہو جائینگے آپ اپنے کو ایک صحرا مین پائینگے مرکب تیار ہوگا اُسی مقام پر لے گا مین بشکل طوطی زرین بال شجر سے آواز
دونگی جو کہون اُسپر عمل کرنا اس ورد پر قبضہ ہوگا لیکن آپ مین نشانیان طلسم کشائی کی نہین پائی جاتین ہمارے یہان کا [illegible]
طلسم نے طلسم کشا کا نقشہ کھینچا ہے تصویر موجود ہے جو میرا کام ہے فوراً بجا لاؤنگی نورتن دیکر شگوفہ ساحری چلی گئی صبح کو
ایک کنیز آئی سامنے جمشید جادو کے سکندر کو کشان کشان لیگئی جمشید نے سوال جل کیا سکندر نے انکار کیا تب
اُسنے پہلوان کو بلایا قید سے انکو رہا کر کے مقابلہ کر کہا سکندر نے موجب تعلیم شگوفہ ساحری اُس جوان کو بقوت اُٹھا کر
دیوار زرد پر پھینک مارا جمشید نے ایک چیخ ماری کہا ارے یہ فعل تجھکو کس شخص نے تعلیم کیا یہ کہکر بارگاہ جل گئی سکندر

اپنے کو صحرا میں پایا مگر جب اسی مقام پر موجود تھا سکندر اس پر سوار ہوا کہ سامنے سے غول نازنینان مہ جبین کا معلوم ہوا سب کے آگے ایک مہ جبین جو طلعت ناز و کرشمہ مین بھری ہوئی سکندر کو سلام کیا پنجہ مرجان یعنی دست نازک پر جواہرات کے نگینے بطور نذر پیش کش کیے کہا ای طلسم کشا ای جوان یکتا قتل جمشید مبارک ہو ہم آپکے تابعدار ہین باغ دلکشا مین چلیے جو مطیع تازہ تمہین مشتاق قدمبوسی ہین پھر سامان لشکر ہوگا ایک کنیز بھی ہمراہ رہیگی سکندر نے اسکی باتون کو مہت پسند کیا استقبال کر گئے پھلی سامنے ایک باغ تھا اسمین لائی سو جادوگر واسطے استقبال کے حاضر ہوئے با عزاز و اکرام شاہزادہ کو بارہ دری مین لائے مقام صدر پر بٹھایا مثل کنیزون کے حاضر خدمت تھی ساقی والیون سے کہہ رہی ہی میری تقدیر نے بڑی رسائی کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو سرفراز کیا کیون صاحبو اب مین سرکشی کرکے کیا کرتی انکا ساتھ دیکر مصروف جنگ ہونگی اسطرح کی خاطرین کرکے جام شراب سامنے لیگا آئی کہا اسے نوش فرمایئے تب یہ کنیز سب تدبیرین عرض کریگی مین شاہان طلسم کو گرفتار کرا دونگی بہت آسانی ہوگی ورنہ ایک ایک ساحرہ بڑے بڑے زور و شور سے لڑیگی سکندر نے چاہا اس جام کو ہونٹون سے لگائے کہ آواز آئی ای شہریار آپ کیا ستم کرتے ہین جام نہ نوش فرمایے گا ورنہ انجام بد ہوگا سکندر نے سر اٹھا کر دیکھا ایک طوطی زرین بال پھولون سے سر پیٹ رہی ہی اور زبان سے منع کر رہی ہی سکندر نے ہاتھ روکا اس نازنین نے ایک کنیز سے اشارہ کیا اس طوطی کو کیا بری زبان دراز ہی کنیز اژدر شکل بازطوطی زرین بال پر جا پڑی آپس مین سحر ہونے لگے سکندر نے جام پھینکا سب کنیزون نے گھیر لیا گو اترنج تارنج مارنے لگین چونکہ سکندر کے پاس نورتن شاہین موجود تھا اسکے سبب سے بچ رہے ہین کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا ہی جسپر ہاتھ مار دیا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ زمین پر گرا دیکھا ایک ساحرہ نہایت بدصورت سب سے زیادہ سحر مین مصروف ہی بالاے آسمان شگوفہ و سمن لڑرہی ہین جب نسیم نے نعرہ کیا تب شگوفہ ساحری نے آواز دی ای معشوق پری چہرہ مین سکندر کی خیرخواہ ہون اس جوان کی محبت مین تباہ ہون اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچایے نسیم نے آنے ہی کچھ اشارہ کیا جھونکا ہوا کا چلا سمن الٹ گئی زمین پر گری شگوفہ نے گولا مارا دیا سر پھٹ گیا سکندر نے بڑھکر اس ساحرہ پر ہاتھ مارا جو انکو ساتھ لائی تھی مرتے ہی اسکے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین سمر خبل جادو بود نسیم نے سحر کرکے روشنی کی آسمان سے اتری شاہزادہ کو دریاے خون مین نہائے ہوئے دیکھا کہا ای شہریار یہ کیا معرکہ تھا سکندر نے سب کیفیت بیان کی شگوفہ ساحری کی بھی خیرخواہی ظاہر کی کہا ای ملکہ نورتن تمھارا والا جا تار رہا تھا شگوفہ کی وجہ سے ملا اس بیچاری نے بڑی خیرخواہی کی اسوقت بھی اسی نے آگاہ کیا ورنہ سمر خبل جادو نے دھوکا دیا تھا نسیم نے کہا ای شہریار ایسے عجائب و غرائب بہت ملینگے ہوشیار رہیے اگر اسوقت یہ نورتن نہوتا تو سحر مین گرفتار کرلیتی شگوفہ نے عرض کی یہ مقام ٹھہرنے کا نہین ہی نکل چلیے یہ ذکر تھا کہ شاہین شعلہ بار بھی آکر ہوئی جا شاہزادے کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا یہان جو دیکھا بشکل عقاب اتر آیا سکندر کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہریار مسمار آتش بار بڑے زور و شور کرتا ہوا آیا ہی اسکو بھی ایک ساحرہ نے روکا تھا خارستان جادو نام تھا مین ان منزلون پر بھٹکا راستہ نہ ملتا تھا نہایت مقامات سخت مین مین نے ڈھونڈھکر خارستان کو مارا یہ ذکر تھا کہ آواز نوبت نقارہ کی آئی ملکہ نسیم نے دیکھا کہ مسمار آتش بار آگے آگے دریاے خون مین نہایا ہوا لشکر کے بہت لوگ زخمی ہین حباب وسیقرار قصد ہی کہین اترین شاہین نے جاکر مسمار سے ملاقات کی کہا شاہزادہ موجود ہی حقیقت مین مدد غیب اسکی شریک ہوتی ہی یہ منزلین بڑے لطف سے طی ہوئین مسمار گنبذ سے اترا سب لشکر دریا کے پھیرا کہ آسمان سے ایک لکہ ابر پیدا ہوا بڑے زور و شور سے برسنے لگا اس عرصہ مین بھیلون نے جوش مارا شاہین گھبرائے باہر نکلا دیکھا لشکر دریا مین ڈوب رہا ہی مسمار پر ایک حباب کلان آگر گرا ایک نہنگ نے دریا سے سر نکالا مسمار کو نگل گیا غوطہ مار کے غائب ہوا شاہزادہ بھی گھبرا کے در باغ پر آیا نسیم بھی دیکھ رہی ہی جب اپنے سردار و فوج کو شاہین بلا میں مبتلا دیکھا

گولہ تیار کرکے بڑھا شگوفہ منع کرتی تھی ای شہریار خبردار ہیچ کے سحر کو نہ پہنچے گا یہ سحر ہے مواج جادو کا سرخیل کا بڑا بھائی ہے ہم ابھی نہ جانے
حال سے آگاہ ہوں مگر شاہین کو تاب نہ آئی کہا ای شگوفہ ایک سحر میں دریا خشک کردونگا شگوفہ نے لاکھ منع کیا شاہین
کے خیال میں نہ آیا گولہ مار ہی دیا جیسے ہی وہ گولہ قریب دریا آکر پھٹا دریا سے صد ہا مچھلیاں پیدا ہوئیں شاہین کو لپٹ گئیں ہر چند
یہ چاہتا ہے کہ چھوٹوں مگر زور نہیں چلتا نسیم نے جو دیکھا لشکر سارا غرق ہو گیا سمار شعلہ بار اور شنگ نگلگیا باپ کو مچھلیاں
کشاں کشاں لیے جاتی ہیں شگوفہ بھی کہتی ہے کہ ملکہ اب بھی سحر نہ کر یہ سحر مواج جادو کا ہے ہر سحر میں آفت برپا ہوگی نسیم
بر بھی چکائی پریشانی میں بال کھول دیے جیسے ہی بال کھولے جھونکا ہوا کا چلا زمین سے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی اسنے نسیم کے منھ پر
ہاتھ رکھ دیا اور نسیم کے منھ سے نکال کر حضور نیری خبر لیجیے سکندر جھنگر رہا پتلی کے پیچھے گردن پکڑ کے جھٹکا مارا اس نے کہا پہلوان
وہ بھی سکندر سے لپٹ گئی سکندر نے بزور صاحبقرانی پتلی کو چیر کر پھینک دیا پتلی کے مرتے ہی ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے
پیدا ہوا اسنے ایک چیخ ماری ہزاروں طائر آسمان سے پیدا ہوئے غلغلہ کرتے تھے اس ساحر کو پکڑ لو طائر ہفت رنگ نے گھیر کر منقار سے
نسیم کو اٹھایا مچھلیاں لپٹ کر شاہین کو اٹھا لے گئیں طائر ہفت رنگ نسیم کو اٹھا لیگیا سارا لشکر غرق دریا ہوا اب سکندر دیوانہ وار
دوڑتا دوڑتا پھرتا ہے کچھ بن نہیں پڑتا یکا یک شگوفہ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ہزاروں طائر شگوفہ کو لپٹ گئے ہیں
منقاروں سے بدن اسکا فگار کیا اڑا کر لیے سکندر نے کمان کیانی دوش سے اتاری میں سنبھال کا تیر مارا ایک طائر کے سینہ پر پڑا
سب طائر چلگئے شگوفہ چھوٹی جاتی ہے زمین پر قدم رکھے کہ زمین شق ہوئی ایک شیر ببر پیدا ہوا شگوفہ نے چاہا طمانچہ مارے اسنے
جست کر کے گردن لی شگوفہ کو منھ پر لاد کر چشم زدن میں غائب ہو گیا اب سکندر جنگل میں اکیلا کھڑا ہے نہ وہ باغ نہ وہ جھوا نہ وہ
دریا کا جوش و خروش مثل تصویر شاہزادہ خاموش کہ یہ کیا شعبدہ دیکھا سب ہمارے ساتھی کیا ہوئے ظہور یہ ہے کہ سلطان جی ابھی
جمع میں تھے جو ابتر اس لشکر سے الگ ہے اسکا ذکر پھر کیا جائیگا شاہزادہ نے دیکھا سامنے سے شگوفہ ساحری روتی ہوئی آتی ہے سکندر
نے آواز دی ای شگوفہ کیونکر بچی کہا حضور اب صحرا سے نکل چلیے یہ مقام مواج جادو کا ہے آپکے سب لشکر مع شاہین و نسیم
پکڑ لیگیا اپنے قلعہ میں جا کر قید کیا میں دم دیکے بھاگی لیکن اسنے اسطرح کا سحر کیا ہے کہ کلیجہ میں درد ہے دم نکلا جاتا ہے ذرا وہ نورتن
میری پشت پر رکھیے یا سینہ پر کہ تسکین ہو میں رہبری کر کے آپکو لیچلونگی مواج کے مقام پر پہونچا دونگی آپکے ہاتھ سے وہ مارا جائیگا
سکندر نے اس پریشانی میں بازو سے کھول کر نورتن شگوفہ کے ہاتھ میں دیا شگوفہ نے نورتن اپنے قبضہ میں کر کے آواز دی
او ظالم تو نے اسکے سبب سے چند میرے ساتھ والے قتل کیے ہم مواج جادو اب کہاں جائیگا سکندر نے اب جو نگاہ اٹھا کر
دیکھا ایک جادوگر سامنے کھڑا ہے ہاتھوں کو ہلا رہا ہے سکندر پر چند قطرات آب گرے بیہوش ہوئے کمر میں پنجہ دیا انکو بھی لیکر اپنے قلعہ
میں آیا یہاں سے باغ کوس بھر تھا قلعہ کے برج میں اسکا نام شگوفہ و شاہین و نسیم و سمار آتش بار و سلطان زرین پوش
وغیرہ ایک مکان میں سلسل بیٹھے ہیں اور دوسرے مکان میں اہالیان لشکر بھرے ہوے سلاسل و طوق فریاد و فریاد کی صدا
دے رہے ہیں کہ سب نے دیکھا مواج جادو سکندر کو بھی لیکر آیا سب کے ساتھ قید کر دیا اور پکار کر آواز دی میں شاہ سے
عرض کروں تب تم سب کے قتل کا سامان ہو بڑی سرکشی کی جنید و سرخیل کو مارا لنکا کی ساحری کا کہ میں عین وقت پر پہونچ گیا
اس شگوفہ نمک حرام نے یہ فساد برپا کیا یہ کہکر سکندر کو بھی اسی مقام پر قید کیا اپنی بارگاہ میں آیا ایک عرضی اس کے مضامین کی
ملکہ بخدمت سحر العجائب و منصر الغرائب روانہ کی مراد یہ تھی کہ دو ساحران نامی مارے گئے میں نے سبکو گرفتار کیا
ایک جوان آفتاب مثال غیر ساحر ہے کشانیاں اولاد صاحبقران کی پائی جاتی ہیں دو شاہین و شعلہ بار ساحران بنگالہ
کا نور و دلیس ساتھ تھے اگر سد طلسم ہوتا میں انپر غالب نہ آتا اس عرضی کو جلد ملاحظہ فرمائیے یہ بھی خیال کیجیے کہ گرفتار کیے
گرفتار ہوتے ہی یہ سامان شروع ہوا آفتاب بخت کا طلوع ہوا اسوقت وہ قیدی جمعیت زدوں اشعار عبرت آثار کو زبان پر جاری کیے

آن روز که از روز ازل در دل ما بود
کین زخم نه عشق بجے باد صبا بود
آن روز که بی خون جگر شد دل مینا
این گرمی ہنگامہ بتخانہ کجا بود
میخانہ تہی گشت نشد گرم دماغم
این قلقلہ بانی در سر ہر پیر و جوان بود

راز دل گنجینہ اسرار خدا بود
زان بیش که فرہاد شگافد سر خارا
این نشہ جہان در اثر ساز و نوا بود
آن روز که در پردہ بخود جلوہ گرے بود
تو نشہ آن بادہ که بے روئے یا بود

از گل نہ اثر بود نہ از نالہ بلبل
از غنچہ او در جگر و صدا بود
روزے که بنائے حرم کعبہ نہادند
نظارگی جلوہ او دیدہ ما بود
بے نشہ مستی سر مینا بشکستند

ان اشعار سے ہر ایک کی آنکھون سے آنسو جاری ہین لیکن یہ اہالیان در بند سب واقف ہین کہ نجومیون نے بیان کیا ہے کہ عمر اس طلسم کی تمام ہو چکی ہے بڑے بڑے لوگ بارادہ فنا جی آدیگے عشق کی ساحرون مین کہ ان سب کا قتل جلدی مناسب ہے جلاد کا قول ہے کہ غلام جلم سرکار کا ہی سب ہے یہ غرض لیکر ایک ساحر چلا کر اسکا ذکر کیا جادو بکا مگر جواہر خنجر بزن سب سے جدا ہو کر راہ طے کرتا ہوا آتا تھا ایک دن ایک قریہ مین پہونچا دیکھا ایک دیر کلان بنا ہے اسمین ہزارون برہمن گھنٹ نواز تھا ناقوس نواز رہتے مین صبح کو ہزارہا آدمی واسطے پوجا پاٹ کے آتے ہین جواہر نے ایک برہمن کو کہ وہ بھی دیر کا خدمتگار تھا بیہوش کیا اسکی شکل بنکر دیر مین رہتا ہے کام خدمت موافق اپنے عہدے کے کرتا ہے مگر حیران ہے کہ کیا تدبیر کرون خبر دریافت ہو کہ آقا کہان پہونچے لشکر کہان گیا ناگاہ ایک پیر جو ہمہ زبانی اور برہمنون کے معلوم ہوا کہ نام اسکا سنگبار جادو ہے وہ ہر روز جنگل آتا ہے چند ساعت ٹھہر کے چلا جاتا ہے جواہر کو یہ فکر ہے کہ اسکو قتل کرون لیکن کوئی خرابی نہ ہو کہ مقدمہ طلسم بے سمجھ کے کام کرنا چاہیے سنگبار جادو سے محبت پیدا کرلی جتنے عرصے یہ ٹھہرتا ہے جواہر مصروف خدمت رہتا ہے سنگبار جب آتا ہے اسکا مطلب وقت پر تحریر ہوگا اب ان بکوس کا حال سنئے جو یہ ہو رہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان قہار فیلزور و ایرج نوجوان کہ قہار عرصہ سے صحرائین فرو کش ہو خبر ملنا قتل بہمن سیاہ قبا کی اور نجومی دستیاب ہونا و چند ساحرون کا ساتھ ہونا روانگی اسکی بفکر فتح طلسم نور افشان و مقابلہ ایرج و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چلی ہے توسن خامہ سحر ساز
دکھاتا جہان کا نشیب و فراز
قمر جو شمار رنگ تحریر ہو
مسلسل جنون خیز تقریر ہو
یہ سودائے الفت کا بازار ہے
اسی جنس کا دل خریدار ہے
جو فرہاد کی جان شیرین گئی
تو مجنون کو لیلی کی خواہش ہوئی
چمن مین ہین بلبل کے جوش فغان
گلو کے اڑاتی ہین نالون مین جان
یہ روشن ہے مضمون مانند شمع
کہ پروانے ہوتے ہین محفل مین جمع
صفت شمع سوزان کی کرتے ہین
کہ جل جلکے آخر کو مرتے ہین یہ
ہوا سوز و الفت کا باہم تپاک
کہ معشوق عاشق ہوئے جلکے خاک
یہ الفت ہے آخر کو انجام مین
کہ عاشق زمانے کے ناکام ہین
سحر تحمل کرتی ہے بلبل جو غل
تو شبنم حرارت سے ہنکتے ہین گل
کبھی ہجر دیکھا کبھی وصل ہے
بہار و خزان کی بھی اک فصل ہے
بہار چمن کی جو آمد ہوئی
تو گلچین و صیاد کو کد ہوئی
جوانی مین دام فطرت بچھانے لگا
عنادل کو آخر پھنسانے لگا
ہوا رنگ گلچین خوشی سے بحال
کہ اب فصل گل ہے ہوئے ہم نہال
گیا باغ مین بھول کر بے خبر
ہوا الفت گل کا دل مین اثر
جوانان گلزار کے چہچہے
تدروان گلشن کے بھی قہقہے
نہالان گلشن مین سب سبز پوش
ہر ایک شہر کو ہے الفت کا جوش
کسی شاخ پر پھول کیا بار ہین
گلون کے سر ایک جا پہ انبار ہین
یہ نرگس کو ہے آرزو بید رنگ
کہ شبنم مروت کا تھا ہر رنگ
محبت بھی گلشن کی بیکار ہے
کہ پہلو مین گل کے سدا خار ہے
ہے ہر گلعذار گلچین کو شام و سحر
کہ ہر موسم گل سے حاصل ثمر
کیا باغبان نے یکایک ستم
کہ شاخون کو کرنے لگا وہ قلم

ہر اک برگ پر بھی ستم ہو گیا	کہ گلزار عشرت تہ سلم ہو گیا	خزان کا عمل یک بیک ہو گیا	عجب رنگ زیر فلک ہو گیا
قلم یہ بیان جفا ختم کر	لے گلشن فکر سے کچھ ثمر		

چہرۂ شیران بیشۂ افسونگری و نہنگان دریاے سخن پروری

اس داستان دلستان کو یون تحریر فرماتے ہین شیر مصنف سخن پروران خجستہ شیم نگارندہ این داستان الم
واضح رائے ناظرین بصفا ضیا ہو کہ سابق مین تحریر کیا ہے کہ قہار فیلزور بیٹا بہمن سیاہ قبا کا بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان
جب ملکہ بہاران و کوکب طلسم نور افشان مین گر گئے اول یہ سمجھا تھا کہ آگ مین جل گئے جب نجومیون نے بیان کیا کہ حضور یہ بھی
قیدی طلسم ہوئے اگر آپ طلسم فتح کر لینگے سب زندہ ملینگے قہار اب نجومی رمال کاہن جمع کر رہا ہے ہر روز یہی ذکر رہتا ہے کہ فتح طلسم
اسباب جمع ہون نجومی کہتے ہین ہم آپکو ایسی ساعت سے نکلینگے کہ آپ غالب آجائینگے ساعت شناسی ہو رہی تھی چیزین بہم ہوئین عمل فتح کرنے والا
مجاہد تمیز ہے اسی فکر مین تھا کہ اوہام صبا رفتار عیار آکر سوچتا تھا کہ بے حواس چہرہ دار اس گریبان چاک منھ پر خاک بہمن کا خون
پیشانی سے بہتا ہوا قہار نے پوچھا بچا جان خیر تو ہے اوہام نے کہا حضور آپنے جو پہلوان میرے ساتھ کیا تھا ہوشربا پر جا کر وہ داغ
پیر اسد کے ہاتھ مارا گیا مین نے جا کر آپکے باپ سے کہا وہ غصہ مین قلعہ پر چڑھ آئے وہ جوان پسران حمزہ تو کہین بھاگ گئے مگر لاچین مقابلے
مین نکلا نقابدار طلسم پیشانی پوش عین وقت پر آیا آپکے والد زخمی ہو گئے لاچین مہ جبین و بہار مخمور کو ساتھ لیکر طرف ملک
خود سیہ کے چلے آپکے والد نے جا کر جب شکست کھائی لاچین مع اپنی زوجہ اور ان شاہزادیون کو ساتھ لیکر علاقۂ طلسم
نور افشان مین کود پڑا والد آپکے پیچھے تھے وہی نقابدار آکر سہو کیا مقابلہ ہوا آپکے والد اسکے ساتھ سے مارے گئے لشکر کو شکست دی مین
بھاگ کر نکل آیا یہ سنکر قہار نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا اے بچا جان اس نقابدار مغلوب کو ڈھونڈھ کر قتل کرون باپ کے خون کا
بدلہ لون اوہام نے کہا حضور جو ہونا تھا ہو چکا انکی قضا اسی طرح تھی یہ فرمایئے اصل امر کا کیا انتظام کیا لشکر کشی کیجیے جسوقت
خیمے مین آئے دل نزدیک منزل کو آرام ملے قہار نے سب کیفیت بیان کی کہ مین سب سامان مہیا کر چکا ہون آپکے آنے کی دیر تھی
جسوقت کہیے کوچ کر دون اوہام نے کہا حضور آپکے والد شاروق مردم در گرا اپنی طرف سے قلعہ دار کر کے نکلے تھے اقلیم خالی پڑی
رہا ایسا نہو کوئی حریف چڑھ آئے اب تساہل مناسب نہین نجومیون نے ساعت دیکھی تین دن کے بعد کوچ کیجیے اور بھی کچھ عمل
حاصل ہو گی لشکر مین تیاریان ہونے لگین سب سامان تو موجود ہے مگر قہار نے کہا مین شکار کھیل آؤن اوہام نے کہا شب کو نہ رہیے گا قہار سوار ہو
باپ کے غم مین جنگل مین شکار کھیلنے لگا ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا ایک مقام پر آکے شکار کیا کہ بیشہ سے ایک جوان مثل شیر کے ڈھونڈ
مارنے کو نکلا گینڈے پہ سوار آواز دی او بے ادب تو کون ہے جو اس بیشہ مین آیا آہو کا شکار کیا یہ مقام شیران دشت نبرد ہے باد بیت
کے خوف سے رنگ روے آفتاب زرد ہے مین تجھکو شکار کرونگا قہار خود بہادر جری ہے آگ ہو گیا جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے بیشہ
کیسا جان ہی جاہا شکار کھیلا یہ سنکر وہ جوان دوڑا جیسے ہی قریب پہونچا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے ایک جھپکی دی کہ تلوار قہار کے
قبضے سے نکل گئی ہاتھ بڑھا کے کمر مین قہار کے ڈالدیا قاش زین سے اٹھا لیا ایک ٹھوکر ماری گینڈے کا سر پھٹ گیا ہاتھ پر قہار کو
چرخ دیتا ہوا نکل گیا ساتھ والون نے قہار کے اسکو گھیر لیا مگر گینڈہ مرا ہوا پڑا ہے دو چار مارے گئے وہ جوان لیکر نکل گیا ساتھ والون
نے آکر اوہام سے سب حال کہا یہ عیار ہے سنتے ہی دوڑا اس مقام کو دیکھا سب کو چھوڑا خود دیکھتا نشان نقش پا دیکھتا ہوا دیکھا ایک
باغ کے پیر پہونچا رات ہو چکی تھی دیوار پر کمند ماری دیوار پر چڑھ کے دیکھا قہار تو ایک پنجرے مین بند سلاسل و طوق چھت مین لٹکا ہے
ہے ایک جوان سیاہ فام ایک ساحرہ کو پہلو مین لیے ہوئے مصروف میگساری ہے آپس مین بوسہ بازی ہو رہی ہے وہ ساحرہ پوچھتی ہے کیون ری
قنطور قیامدہ یہ کون شخص ہے جسکو تونے پنجرے مین بند کیا اسکی کیا خطا ہے اسنے کہا اسنے میرے بیشہ مین آکر شکار کھیلا بے ادب وہ اسکو
ہلاک کرونگا اسنے مجھے سخت کلامی کی ساحرہ کہتی ہے ارے تو بڑا ظالم ہے اسکو چھوڑ دے قنطور نے کہا کیا اسکی صورت
دیکھکر عاشق ہوئی ہے مین کیا کسی بات مین کمی کرتا ہون رات بھر ہنگامہ رہتا ہے ساحرہ دیکھتی ہے کہ جوان [illegible] تاج پہنے ہوئے

لباس بھی عمدہ بیقرار ہے کہ یہ بیچارہ قفس مین بند بلا وجہ دردمند اوہام ایک گوشے مین آکر چھپا دیکھ رہا ہے اس سوچ مین
کہ یہ سوئے تو مین اپنے آقا کو رہا کرون اس جادوگرنی نے کہ مدہوش جادو نام ہے کئی مرتبہ سفارش کی بس قنطور
نے اگر ایک دھکا دیا کہا کیون او فاحشہ دمبدم اسکی سفارش کرتی ہے کیا دھگڑا بنا لیگی قنطور نے دھکا دیا وہ منہ کے بل گری
سر سے خون جاری ہوا غصے مین تڑپ کر اٹھی کہا او پست نالایق جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا میری جوتیون کے تصدق
مین یہ لیاقت بہم پہونچی تو کیا بکتا ہے یہ سنکر قنطور جو نشے مین تھا بگڑ اٹھا کہ کیون او فاحشہ میرے سامنے ایسے کلام کرتی ہے میری
دم سے تیری آبرو ہے جو تو بیزار ہونے لگی قنطور نے چاہا بال پکڑ لون مدہوش نے غصے مین ایک سنگریزہ اٹھا کر مار دیا
قنطور کا سر پھٹ گیا اوہام عیار رفتار گوشے سے دیکھ رہا ہے کہ مدہوش نے لاشہ اسکا ایک طرف پھینکدیا اٹھتی ہوئی
قریب قفس آئی قفس کو اتار کر پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہے دیکھ تیرے ہی واسطے فساد بڑھا مین نے اسکو مار ڈالا تو میری
اطاعت سے گردن تابی نکرنا جو اسکا مرتبہ تھا اس سے بڑھکر ہزار مرتبہ کرونگی اسکی کیا حقیقت تھی مقابلہ کرکے تجھکو ظاہر ہوا
مین نے سحر سے یہ شکل بنا دی تھی جب تو تجھ ایسے جوان کو زیر کرکے لایا اسکے سامنے رستم بھی پیر زال تھا ورنہ سابق مین
یہ حال تھا ایک مرد صحرائی گرز بیچنے کا کام کرتا تھا میری نگاہ اسپر پڑی تمام سامان درست کردیا دامن آرزو زر مراد سے
بھر دیا لیکن پاجی تھا احسان نہ مانا مجھکو تیرے حال پر رحم آیا تجھکو اپنے پہلو مین بٹھاؤنگی زور طاقت مرتبہ بڑھاؤنگی قہار
بکرا اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا سر جھکا کر کہا مین بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ہون قہار خیلزور نام ہے لشکر کشی کرکے بہم
کوکب روشن ضمیر آیا بادولت کے خوف سے رہ جا کر طلسم مین گرا اب قصد ہے کہ جا کر طلسم نور و ون اسکو قتل کرون اسکی بیٹی
پہ سیر کران جاتی ہے کل سامان کرچکا ہون کاہن نجومی بڑے بڑے ستارہ شناس فلک اساس لشکر مین موجود ہین کل کا دن سفر کا
قرار پایا یہان شکار کو آیا اسکے ہاتھ سے شکار ہوا بلا وجہ گرفتار ہوا تو جو کچھ کہیگی بدل وجان قبول ہے مگر مدہوش نے قہار
کو قفس سے نکال مسند پر بٹھایا جب اوہام نے دیکھا میرے آقا پر مایل ہے تو بلا تکلف سامنے آیا سلام کیا کہا مین اس شہریار کا عیار ہون
صحرا مین گمنہ آوارہ ہوا پایا تلاش مین اپنے آقا کی یہان تک آیا شکر ہے کہ اپنے آقا کو با سایش دیکھا قفس مین انکو دیکھکر خود پھر رہا
تھا تمھاری مہربانی سے رہائی حاصل ہوئی اب تسکین دل ہوئی اور قہار سے کہا یہ بھی مدد غیبی ہے کہ ایسی ساحرہ زبردست
آپ پر مایل ہوئی اب فتح طلسم مذکور مشکل نہوگی برای خیرخواہی عرض کرتا ہون انکے حکم سے گردن تابی نہ کیجیے گا اشارے سے
کہا مطلب اسکا حاصل کر دختر آمادہ ہے تعمیل جام بھر کر قہار کو دیا ایک مدہوش کو پلایا چونکہ عیار ہے گنگنا کے یہ غزل گائی

چپ نہ رہیے وصل مین اتنی عنایت کیجیے
بولیے کسکی طرف کس کی حمایت کیجیے
گرچہ الفت کی راہون سے ہین خوب آگاہ ہم
یہ ارادہ ہے کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے
ہے ارادہ تھی غم کا تیرے ای بحر دوست
ابتدا سے پھر بیان اپنی حکایت کیجیے
عشق ہے تیرے ولی اللہ ہو جائے جلال

کیو گلے ہمسے کبھی سنیے کچھ شکایت کیجیے
اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سوچا کیے
خضر فرماتے ہین مجھکو بھی ہدایت کیجیے
وہ مری گستاخیون پر قتل کرتے ہین مجھے
زہر کے مانند رگ رگ مین سرایت کیجیے
وصل مین ڈھونڈھا کیے لیکن نہ یہ موقع ملا
آپ کچھ تائید یا شاہ ولایت کیجیے

کچھ تڑپ آج دل مین اور اس ایسر مین ہے
شکوہ بیداد یا شکر عنایت کیجیے
یون نکالا چاہتا ہے آرزوے دل کو عشق
رحم کہتا ہے کہ مضطر تھا رعایت کیجیے
یون لگا لیتے ہین باتون مین کہ کہتا ہے وہ شوخ
ہاے کے تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے
اس غزل نے وہ رنگ جمایا کہ مدہوش

مست ہو [illegible] جھومنے لگی اوہام اشارہ کرکے خیمہ مین چلا گیا قہار نے منہ کالا کیا بعد مقصد [illegible] مقدمہ سفر پیش کیا مدہوش نے
کہا [illegible] کون طلسم پر جانے دون قہار نے کہا ای جان جہان اسی سودے مین میرے باپ کی جان گئی ملک و جمیع چھوٹا
[illegible] گزار کر صحرا مین خود کشی ہون اب سب طرح کے سامان مہیا ہو چکے مین کیا دیر کرو مدہوش نے کہا مین تیرے ساتھ

برائے جانبازی حاضر ہوں مگر ستدمہ طلسم میں قاصر ہوں بدون لوح طلسم فتح نہوگا قہار نے کہا نجومی جو میرے ساتھ ہیں
ستارہ شناس فلک اساس ہر کام ساعت کے زور سے ہوگا تمہاری مدد مقابلۂ ساحرہ میں کافی ہوگی وہ سب نجومی وغیرہ مقام
لوح بتلائینگے مرحلہ جات پر جائینگے دمبدم ساعت نیک بتلائینگے بدساعت پر خیمہ سے قدم باہر نرکھونگا لوح کا مقام
دریافت کرکے فتح میں مصروف ہونگا مدہوش نے کہا اے قہار ایک بڑا اعتراض ہے اس وجہ سے مجھکو بھی اغماض ہے
کر تو اپنے کو بُران پر عاشق بتاتا ہے اگر میں نے جانبازی وحیلہ سازی کرکے طلسم فتح کرایا اور وہ شاہزادی چھوٹی اول
میں تجھسے ایک بات کہتی ہوں اسکو گوش سماعت کر جب اسکے خلاف کریگا مارا جائیگا یعنی میں ساحران عنظلی آباد سے ہوں
جہاں سترہ لاکھ ساحر رہتے تھے مالک بن زر دہشت تھا یگانہ آفاق سحر و ساحری میں طاق جب کسی نے نام سحر اُسکے
سامنے لیا اُسنے نام اسکا مٹا دیا کوئی خراج گذار گردن تابی نکرسکتا تھا مگر لقا خداوند باختر اسکے ملک میں بھاگ کر آیا اسی
خیال سے اُسنے مسلمانوں سے فساد کیا سات دربند ایسے بنائے کہ سامری و جمشید بھی گذر نکرسکتے مسلمانوں نے وہ دربند
توڑے عنظلی آباد کو تباہ کیا مالک گنگے کی موت مارا گیا میں بھاگ کر نکل آئی اب شہر وظالم بران خونخوار صاحبقران
کی ہو ہے اسکا قبضے میں آنا دشوار ہے اسکی مدد کو صاحبقران بھی ضرور آئینگے صاحبقران کے ہاتھ سے ہزاروں ساحر مارے
جائینگے اُنکے قبضے میں اسم اعظم الٰہی ہے ساحری اُنکے سامنے تباہی ہے اس طلسم کا توڑنا مسلمانوں سے بیگری اُلجھانا ہے میرے
نزدیک یہی بہتر ہے کہ مدد مسلمانوں کی غیب سے ہوتی ہے جہانتک ساحرہ نے قہار کو سمجھایا یہ غصے میں بگڑتے میں کہا یہ نہوگا اب
تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے نہ چل میں ضرور جاؤنگا میرا ملک سب تباہ پڑا ہے باپ بھی میرا ایک ذلیل کے ہاتھ سے مارا گیا
اُس لقا بدکاری جستجو ہے اُسکے مٹانے میں میری آبرو ہے اگر میں نے باپ کے خون کا بدلا نہ لیا اپنے کو پہلوان نہ کہونگا آخر
مجبوری مدہوش راضی ہوئی ساتھ قہار کے لشکر میں آئی کہا تو لشکر لیکر چل میں عقاب بنی ہوئی تیرے سر پر رہونگی شب کو
تیرے پاس آیا کرونگی یہ کہکے اُڑ کے چلی گئی قہار روا وہام مع مشیران سلطنت و وزیران اثبت کتنا ہوا چلا کہ باروخیب سے
مدد ہوئی بڑی ساحرہ میرے ساتھ ہوگئی میری محبت میں اُسنے اپنے قدیم آشنا کو مار ڈالا نام ہے میرے مرتی ہے پہر رات
رہے سے چل نکلے مگر چونکہ اوہام کو بڑا خیال ہے کہ اب صبح ہوئی تو اسنے دیکھا حقیقت میں ایک عقاب بلند پرواز بالائے سر
قہار چرخ مار رہا ہے ایک منزل طے کی تھی لشکر اترنے لگا بارگاہ تو استادہ ہوئی عقاب قبہ بارگاہ قہار پر آکر بیٹھا چو منزلیں اور
میں گذریں یہی انتظام رہا کہ شب کو مدہوش قہار کے پہلو میں آکر سوتی ہے صبح کو عقاب بنکر بالائے سر قہار ہوتی ہے قہار
شمل رہا ہے کہ صحرائے گرداوری قہار نے ہرکارے بھیجے خبر لی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان سحر العجائب
وسحر الغرائب کو سزا دینے جاتا ہے ملکہ بران کا بھی شوہر ہے آگے ایلچی کو اسی نے مارا تھا یہ سنکر قہار جل گیا ایک
سوار سے کہا جا کر اُس جوان سے کہو آؤ کہ تیرے واسطے یہی بہتر ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھکر میرے سامنے چلا آ ہر چند
کہ تجھسے بڑی خطا ہوئی میرے ایلچی کو مارا میں زندہ چھوڑونگا ایرج نے یہ سنکر غصے میں کہا جا کر اُس سے کہو کچھ شامتیں
آئی ہیں لڑائی میں کیا پان پھول بٹتے ہیں تلوار چلتی ہے ایلچی مارا گیا جو تجھسے ہوسکے مقصور نکر سرکشی دکھاتا ہے اسقدر بلبلاتا ہے
مردان عالم کا یہ کام نہیں ہے پہلوان جھلاتا ہوا اٹھا اُسی وقت طبل جنگی بجوا دیا ایرج بھی سامنے آکر اترے یہاں بھی نقارۂ
جنگی گرج گرج آیا دونوں لشکر وہیں تیاریاں ہونے لگیں شاپور شیر دل عیار ایرج صورت بدل کے لشکر قہار میں آیا
بارگاہ میں پہونچا دیکھا قہار بیٹھا ہے تمام پہلوان گرد ہیں شاپور ستون کی آڑ پکڑے دیکھ رہا ہے اوہام نے کئی مرتبہ کہا
حضور کا وقت آگیا اوہام نے اشارے میں کہا کہ ملکۂ عالم کو رنج نہو غصے میں کچھ نہ کر بیٹھیں اسنے غصے میں کچھ جواب نہ دیا
رات زیادہ آئی شاپور نے دیکھا قبہ بارگاہ پر برق چمکی ایک ساحرہ اُتر کر ہوئی چلی آتی ہے قہار کہتے ہی مدہوش کو

ٹھہر گیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکۂ عالم آپنے کیون تکلیف فرمائی آج دیر ہوگئی یہ باعث تھا کہ نبیرہ حمزہ سے اور مجھسے کل مقابلہ پڑیگا مدہوش نے ایک دو ہتھڑ مارا کہا او نادان ابھی منزل اول ہی ہماری نصیحت بھلا دی اوہام سے کہا کیون او عیار تو نے بھی آقا کو نہ سمجھایا ہماری نصیحت فراموش ہوئی قہار نے ہاتھ مدہوش کا تھام کیا خلیے مین لیجاکر دوچار بوسے لیے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے جان جہان یہ میرا رقیب ہے اسکو ضرور قتل کرونگا پھر کبھی کسی مسلمان سے مقابلہ کرنیکا ارادہ نہوگا اس مقدمہ مین تو میری مدد کر مدہوش رونے لگی کہا او ظالم بھیڑون کا چھتا چھیڑتا ہے کس کس سے لڑیگا قہار نے کہا اسکی کیا مجال ہے زور زمین مین کسی سے کم نہین تمہارا جی چاہے اپنی شکل مجھے دیدو مدہوش نے کہا اے قہار یہ غرور تجھکو خراب کریگا اوہام کو بھی خلیے مین بلالیا مدہوش نے بہت کہا اپنے آقا کو سمجھا اس جوان سے مقابلہ نکرے اوہام نے قہار کو سمجھایا قہار کہ سر پیٹنے لگا کہا اے ملکہ آپ کیا فرماتی ہین بڑے بڑے ملک ان لوگون کے ہاتھ سے تباہ ہوے زور مین سیر اکیا کرسکیگا اوہام نے دونون کو شراب پلائی مست ہوکر دونون چھپرکھٹ پر جا پڑے شاپور نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھ سے دیکھا خدمت مین اپنے آقا کی آیا سب کیفیت سُنائی کہا حضور بھین سیاہ قبا کا قہار مشیا ہے مگر ایک بڑا غضب ہے اسکے ساتھ ایک ساحرہ ہے مگر مسلمانون کے نام سے بہت ڈرتی ہے اُسنے اسوقت بہت سمجھایا مگر قہار نے نہین مانا ایرج نے کہا پروردگار مالک ہے شاپور نے کہا مقام خوف ہے غلام فکر مین جاتا ہے شاپور پھر لشکر قہار مین آیا ہے پھرتے پھرتے دیکھا کہ اوہام طلایہ دے رہا ہے صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہے یہ بھی خبر اُڑی ہے کہ ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران براے رہائی برزان و کوکب جاتا ہے کل ہمارے آقا سے مقابلہ ہوگا قہار کی آنکھین کھلتا ہوا صداے وتا سنکر باہر نکل آیا شاپور نے دیکھا کہ رات کم ہے نقب لگانا شروع کی رات قلیل باقی تھی کہ مہرہ نقب کا بارگاہ قہار مین توڑا دیکھا وہ ساحرہ و قہار لیٹے ہوئے سورہے ہین شاپور نے شمع ہاے مومی و کافوری گل کین شاپور نے ہاتھ بڑھایا قہار جاگ رہا تھا ہاتھ شاپور کا پکڑ لیا اور چیخ ماری کہا یہ دزد مکار جانے نہ پائے شاپور نے جھٹکا مارا حبلہ عیاری کا ہاتھ مین قہار کے رہگیا شاپور نے خبث کی سراچے کو تڑا کے باہر نکلا قہار نے نعرہ کیا لینا یہ دزد مکار جانے نہ پائے اوہام اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا شاپور کو چند عیارون نے گھیرا تلوار چلنے لگی مگر شاپور جب خنجر مارتا ہے دو ٹکڑے ہوتے ہین پانچ چار بیک بیچے شاپور نے مارے چاہا مار پیٹ کر نکل جاؤن کہ قہار چیختا ہوا خیمے سے نکل آیا مدہوش بھی ہوشیار ہوئی کہا صاحب خیر تو ہے اسنے کہا عیار آیا تھا اُسے ہمارے عیار نے گھیرا ہے کہا کیون قہار ہمارا قول کرسی نشین ہوا خاص میرے ہی واسطے آیا تھا اسکو قتل کیا تو خیر ہے ورنہ خرابی ہوگی ہم لوگون کی جان نہ بچیگی نکل کے دیکھا شاپور لڑ رہا ہے اس عرصے مین بارہ چودہ عیار مار کے ڈالدیے لاشے اُنکے تڑپ رہے ہین اوہام کو زخمی کیا تیک چک کے لڑ رہا ہے قہار نے کہا اے جان جہان لیتا اس عیار نے بڑا غضب کیا یہ جو مارے گئے سب خدمتگار قدیم تھے مدہوش نے کئی مرتبہ کہا دیکھا اے قہار اپنی موت مول لیتا ہے اسنے کہا اگر تو سحر نہ کریگی تو مین آپ جا پڑونگا یہ کہکے تلوار کھینچی جب تو مدہوش ناچار ہوئی شاپور نے ایک عیار کو خنجر مارا اُسکا سر دھڑ سے زمین پر گرا مدہوش نے ماش کا دانہ مار دیا شاپور زمین پر گرا قہار نے آواز دی او اوہام لینا شاپور کی مشکین باندھ لے قید خانہ مین لیجا صبح ہوچکی تھی قہار ہتھیار لگا کے گینڈے پر سوار ہوا مدہوش عقاب بنکر آسمان پر گئی قہار مع فوج میدان کارزار مین پہونچا اُدھر سے شاہزادہ ایرج نوجوان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی آکر ٹھہرے ہین کہ ایک شاگرد شاپور کا روتا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی ایرج نے زانو پر ہاتھ مارا نہایت ہی غصہ ہے مگر خاموش محبت شاپور کا جوش کہ قہار نے گینڈا میدان مین نکالا بھر دھے پر جادوگرنی کے طبلہ بجاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا اچھالتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی میرے مقابلے مین آو اپنے رقیب کا طالب ہون اگر سامنے آئے تو سر کھینچکر پھینکدون

ایرج کو ان کلمات کی کب تاب تھی سرداروں نے عرض بھی کی کہ ای آقائے نامدار شاپور اسی واسطے گیا تھا کہ ساحر
ماروں خدا کو منظور نہوا گرفتار ہوگیا آپ میدان میں نجایے ہم لوگ لڑینگے آپ سرپرستی کریں صاحب اقبال کی وجہ سے سبکی
جان بچ جاتی ہی ایرج نے نہ مانا کہا وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی جانا واجب و لازم ہی میرے جد عالی تبار کا یہی قانون ہی
کہ جسکا نام لیکر پکارے وہی اسکے مقابلے کو جائے یہ کہکر مرکب بڑھایا مقابلے میں قہار کے آیا پہلوانوں نے نگکوری میں
دیکھا کہ ایرج کا گھوڑا پانچ قدم بڑھا اور قہار کا گنبدہ تین قدم قہار کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی ہاتھ پاؤں میں
رعشہ آگیا جی میں کہتا ہی کیوں نہو جب توبران نے اس جوان کے عشق میں مصیبتیں اٹھائیں مگر محبت سے اس شیر کی
ہاتھ نہ اٹھایا بڑی بڑی جفائیں اٹھائیں قید رہی سراپا نور کے سانچے میں ڈھلا ہی ہنسکر کہا ای جوان مجھے تیرے حسن و جمال پر
رحم آتا ہی میرے مقابلے سے جانبری دشوار ہی اطاعت کرلے نہیں ابھی پکڑ لونگا ایرج نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تجھ ایسے
نامرد کی اطاعت کروں اس ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی مگر ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہیں جو ہو سکے وہ کر لاف و گزاف تو دونکہ
قہار نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا اسکے سردار نیلم وغیرہ کف افسوس مل رہے ہیں آپس میں کہتے ہیں
دیکھا ابھی سے شہزادہ بے لطفی سے لڑ رہا ہی ساحرہ سحر کرتی ہوگی حقیقت میں مدہوش بشکل عقاب بالائے سر قہار سحر کرتی ہی
طاقت ایرج کی گھٹتی جاتی ہی قہار نے نیزہ ایرج کا توڑ ڈالا ایرج نے غصے میں تلوار کھینچی مگر قبضے پر قبضہ صحیح مرکب
طرارے بھر رہا ہی چاہتا ہی سب کو گرادوں ساتوں سے نکل جاؤں ایرج نے بشکل ہاتھ مارا قہار نے بخوف کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا ایرج نے اسکی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا اٹھا لیا اسنے لنگر مارا گھوڑے پر قائم ہوکر ایرج کو اٹھا لیا زمین پر مارا ایرج
مثل مردے کے بیہوش ہوگئے ادہام نے آکر اشارہ اٹھایا نیلم جا پڑا قہار نے اسکو بھی اٹھا لیا تھوڑے ہی عرصے میں قہار
نے گنبدہ بڑھایا صف لشکر ایرج پر جا پڑا مدہوش بھی آسمان سے اتری ایک گولا ماردیا سرداران ایرج کے ہاتھ پاؤں میں
رعشہ آگیا ہزاروں نے مغلوب ہوکر جان دی شام کو اس بیحیا نے بمدد ساحرہ چالیس سرداران ایرج پکڑ لیے گرفتار کرکے
بارگاہ میں اپنی آیا مدہوش ساتھ ہی نوبت نقارے بجاتا ہوا سب کو قید خانے میں بھیجدیا آپ ہاتھ پکڑے ہوئے مدہوش کا
بارگاہ میں آیا کہا ای قہار جس بات کو میں نے تجھسے منع کیا تھا تونے وہی کیا قہار نے خوشی میں مدہوش کے گلے میں ہاتھ
ڈالدیے بوسہ بازی ہونے لگی قہار نے کہا ای جان جہان کل ہی ان سب کو قتل کرونگا مدہوش نے کہا عنظلی آباد میں میں نے
اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جو ساحر طرف سے مالک کے گیا اس نے اپنا زور دکھایا سب کو سحر میں مبتلا کر لیا افسر تو قتل ہوئے کبھی
کوئی نقابدار آیا کبھی عمرو نے عیاری کی او نادان سو کو مصرع ع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ۔ اس
قید ہو جانے پر انکے مغرور نہو انجام بد ہی خدائے نادیدہ کو انکے ملکوں کے لٹانے میں کد ہی آخر خرابی ہوگی مجھکو خوف معلوم ہوتا ہی
کہ کوئی ان لوگوں کی مدد کو آئیگا جو آئیگا پہلے مجھی پر ہاتھ ڈالیگا خرابی یہ ہی کہ تو نے مشہور کر دیا اگر یہ لوگ ایسے نہوتے ہفت اقلیم
میں کیونکر عملداری ہوتی یہ اسکا پوتا قید ہوا ہی کہ جسکا دادا اسے شوکت از سر نو دیتا تا ہید وہ قاف پہونچا ہزارہا دیوزاد جنات پریزاد
اسکے ہاتھ سے مارے گئے قاف میں قبضہ کر لیا دنیا کے حالات کا کیا ذکر کروں بس صاحب بہتر یہ ہی کہ ان کانٹوں سے اپنا
دامن چھڑاؤ جلدی جلو راتہی کو حکم دو کہ میدان خونی کی تیاری ہو صبح ہوتے ہی انکو قتل کریں طرف طلسم نور افشان
لشکر کو بھیج ہو بیٹی جنگل میں لیجائیگی عیاری جانبازی کرینگی اسطرح قہار کو اس ملعونہ نے سمجھایا اسکے بھی خیال میں آیا
ادہام کو حکم دیا سویرے میدان خونی کی تیاری ہو ادہام نے آکر حکم دیا تاسکش تسمہ کش جلادان خرس لعنت میمون خصلت
جمع ہونے لگے ایرج نے قید خانے میں یہ خبر سنی کہ ہمارے قتل کی تیاریاں ہو رہی ہیں بیتاب ہوگیا شاپور رو رہا ہی
نیلم و قیلم بیقرار مسیاد جاد رشک دراز گردن قید خانے میں ہی ہنگامہ برپا ہوگیا ہر ایک کو یقین مرگ شاپور

کہتا ہے افسوس کہ اس ملعونہ کی رسی دراز ہے ورنہ رات ہی کو مین نے مار لیا ہوتا مگر مجبور ہاایرج فرماتے ہین کہ بیشک ساحرہ
اسکے ساتھ ہے مگر ممکن تھا کہ میدان مین نہ آتا افسوس طلسم نورافشان تک نہ پہونچے کوکب قید خانے مین کیسے گھبرائے
ہونگے یہ بھی فرمانے ہونگے کہ ہماری کسی نے خبر نہ لی اے شاپور ایک بڑا غضب ہوا عین وقت پر صاحبقران خواجہ عمر
کو اطلاع نہ کی فوڑا چل نکلے یہ بھی نہ دریافت کیا اس عجائب و غرائب کا کون سیاح ہے طلسم نورافشان کا کون فتاح ہے
شاپور عرض کرتا ہے سراسر غلطی ہوئی دیکھا کہ ملازمان قہار قید خانے مین آکر پہونچے سر بزنجیر تمام کو سب کو کشان کشان لیچلے
باہر آکر دیکھا قہار گینڈے پر سوار کل فوج جنگی تیار مدہوش کو یہ خوف ہے کہ بشکل عقاب بالاے آسمان پہونچی ایک محل پر
بیٹھکر تماشا دیکھنے لگی جلاد نعرے کر رہے ہین ہر طرف بھی ہنگامہ ہے کہ قیدیان بلا کو قتل کر دوان سرکشون نے ہمارے لات
و منات کا نام مٹایا ہزار ہا دیر کھد گئے ہر مقام پر مسجدون کی بنا ہوگئی آج نبیرۂ حمزہ بعینہ ایک ایک کا فرخوشیان کرتا ہے
ایرج کو لاکر زیر دار بٹھایا سب سردار سر جھکائے آنکھون سے اشک حسرت جاری اپنے آقا کے لیے دعائین مانگتے

مین ایرج پکار رہا ہے نظم	شاہا کریمی و رحیمی و غفوری	دست بگیر گرو ماندہ بچہ بال و پریم	اے خالق بے نیاز میرے
اے مالک کارساز میرے	اب جلد ہماری تو مدد کر	ہے غم سے ہمارا حال ابتر	ساتھ والے آمین آمین

کہہ رہے ہین جب مدہوش نے محل سے دیکھا کہ قہار دیر کر رہا ہے قتل کا حکم نہین دیتا بیکار کا ہنگامہ ہے اسکو تاب نہ آئی
محل سے اتر پڑی بصورت اصلی ہو کر آواز دی او نالائق مین نے اسقدر تجھکو سمجھایا تیری عقل مین نہین آیا بیکار کا انتظام
کر رہا ہے جلد انکو قتل کر کے نکل چل یہ کہکر جلاد کو آواز دی اس جوان کو جلد قتل کر شاپور نے گالیان دینا شروع کین
کہ او بیحیا مین اسکا غمخوار ہون پہلے مجھکو قتل کر میرے سامنے آقا کو خنجر نہ لگانا جلاد طرف شاپور کے جھپٹا ایرج نے
نعرہ کیا خبردار پہلے ہمکو قتل کر مدہوش وجد کرتی ہے کہتی ہے اے قہار ان مسلمانون مین عجب محبتین ہین ان لوگون کو کچھ خوف جان
نہین ہر وقت سر کو ہتیلی پر رکھتے مین موت کا مزا چکھتے ہین جلاد نے تیغ کھینچی چاہا ہاتھ مارے دن آسمان پر ایک ابر سیاہ ہوا اسمین
ایک برق گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے مدہوش طرف آسمان کے دیکھنے لگی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب سے
آگے آگے نقابدار ببر پوش دوسرا گلگون پوش ایک بادشاہ عالی جاہ تخت پر وہ بھی نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے
پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر ایک ابر برنگ سوسنی سر پر ہے جیسے ہی ببر پوش نے میدان خونی دیکھا ایرج کو قید مین پایا گھوڑا
دوڑا کے میدان مین آیا نعرہ کیا جو شیر بیشۂ صاحبقرانی کو قتل کرتا ہو آوے قہار گینڈے کو بڑھا کر چلا مدہوش گھیرے
بیٹھے ہوئے برابر کھڑی تھی اسنے کہا او بدنصیب جو مین کہتی تھی اسکا ظہور ہوا ملازمان ایرج درہ کوہ مین جا کر چھپے تھے
انھون نے جو سنا کہ مین نقابدار ہمارے آقا کی مدد کو آئے ہین درہ ہائے کوہ سے دوڑ کر نکل پڑے جب نقابدار
ببر پوش نے للکارا قہار نے تامل کیا مدہوش نے کہا تو جا مین سحر کر کے ان سب کو گرفتار کرا دونگی لیکن کیا تعجب ہے
کوئی ساحرہ بھی انکے ساتھ ہو بجلی گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے یہ کسی غیر ساحر کا کام نہین یہ کہکے عقاب بنی وسط سما پر
تھرانے لگی قہار بھر دیتا انکے سامنے ببر پوش کے آیا ببر پوش نے تلوار ماری کر پاؤن قدم گینڈا قہار کا پیچھے ہٹا
انھون پر جا رہا قریب تھا گینڈے سے گرے بمشکل اپنے کو سنبھالا نیزہ چلانے لگا مدہوش جب سحر کرتی ہے کہ قہار کا زور بڑھا دیا
ابر سوسنی سے ایک ہوا آتی ہے مدہوش کا سحر مٹ جاتا ہے مدہوش گھبرا رہی ہے نقابدار ببر پوش نے قہار کا نیزہ نکال لیا
قہار نے گھبرا کر بالائے آسمان دیکھا اور غصہ مین تلوار کھینچی ببر پوش پر تلوار کا ہاتھ مارا ببر پوش نے سپر کو جھکے کی پناہ لیا
دیکھا ایک شعلۂ آتش آسمان سے آتا ہے ببر پوش نے خیال بھی نہ کیا جب وہ شعلہ قریب ببر پوش پہونچا کہ ابر سوسنی سے
ایک جناب گر فرشتے کو بجھا دیا ببر پوش نے دوڑ کے ہاتھ مارا سر قہار کا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا دیا گینڈا مارا گیا قہار زمین پر گرا

سب سردار اسکے دوڑ پڑے ببر پوش نعرہ کرکے جا پڑا گلگون پوش بھی برابر پہونچا نقابدار بادلہ پوش جو تخت پر سوار تھا وہ بھی پشت مرکب پر آیا آواز دی ہان یارو قیدیون کو چھوڑا لو ان نامردون کو بھگا دو سب دیکھ رہے ہین تاجدار سب کے آگے ببر پوش و گلگون پوش دست راست و دست چپ شمشیر زنی کر رہے ہین جس نے ہاتھ مارا ببر پوش نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر طرف آسمان کے پھینکا ابر سوسنی سے شعلہ گرا اُس شخص کو جلا دیا مدہوش کیسے کیسے سحر کر رہی ہے کہ اہالیان فوج قہار کے زور بر جبین دشمنون کو شکست ہو لیکن دفعیہ اُسکے سحر کا ابر سوسنی سے پیدا ہوتا ہے اب ابر سوسنی سے برق چمکنے لگی رعد زور شور سے گرجا ہمراہیان قہار کے کلیجے پھٹ گئے بیہوش ہو ہو کے گرنے لگے جسپر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے قہار کو اوہام نے اُٹھا کر عالم زنّاری مین ہوادار پر ڈال لیا بھاگا کا بھاگتا ہے نقابدارون نے زمین ہلا دی جو پہلوان نکلا کوئی ببر پوش کے ہاتھ سے مارا گیا کسی کو گلگون پوش نے مارا کسی کو تاجدار نے قتل کیا ایرج نے دیکھا ببر پوش میری جانب آتا ہے اور عیاران نقابدار نے بڑھکر شاپور کو رہا کیا شعلہ ہائے آتشبازی مار رہے ہین شاپور نے جھپٹ کر ایرج کی ہتھکڑیان کاٹین ایرج نے طوق وغیرہ توڑ کے پھینکدیے نعرہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھا اپنے سردارون کو رہا کیا اگر جنگ نقابدار دیکھکر تو یقین کر رہا ہے ثابت ہے کہ تینون صاحب نہایت کم سن مگر جرار بہادر صف شکن تیغ زن کسی کے سامنے منھ نہین پھیرتے مدہوش نے جو دیکھا کہ اب ابر سوسنی شق ہوا ایک شاہزادی مہ جبین مہر تمکین غیرت حور سمنبر غنچہ دہن گل جبین و جمیل پشت پر ہاتھ ہزار کنیزین کرشمۂ نور جمال سے اُس نازنین کے تمام صحرا روشن ہو گیا سحر کرنا شروع کیا مدہوش نے جب دیکھا کہ اس نازنین نے قیامت برپا کر دی اور نعرہ کیا منم ملکہ سوسن گلعذار او مدہوش مین نے سمجھا تیرا سحر بھی ذہن مین آیا اب کہان جائیگی ان شاہزادون کے طریقے سے خلاف تھا کہ سحر کرتی لیکن تو نے غضب کیا نبیرۂ صاحبقران پر یہ غیبت کی بیشک تو نے اس شیر کو سحر سے گرفتار کیا ہوگا ورنہ اُسکی کیا مجال تھی کہ اس شیر پر جرأت سے غالب آئے یہ باتین ایرج نے بھی سنین صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ ماہ پیکر ہمارے حسب و نسب سے بھی آگاہ ہے رطب اللسان تعریفین کر رہی ہے ببر پوش پر جو کوئی سحر آتا ہے جھپٹکر دفع کر دیتی ہے عقل سے ثابت ہوتا ہے اسکو گلگون پوش و بادلہ پوش سے ببر پوش کا زیادہ خیال ہے ببر پوش بھی بلائے روزگار ہے ایرج نے .. نگاہ غور دیکھا اگر گوشۂ نقاب چہرے سے سرک گیا صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا تینون جوان نہایت خوبصورت جرأت مین صاحب عثمان و شوکت کسی رنگ مین بند نہین جب مدہوش نے دیکھا کہ یہ ملکہ سوسن گلعذار ہے سحر و ساحری مین بھی کامل تینون جوان بھی جرأت مین یکتا یقین ہوا کہ قہار مارا جائیگا اور تو کچھ نہ بن پڑا اوہام سے کہا اے عیار مین تیرے آقا کو پیچھے ہون دباتی ہون اس جنگ سے نکل چلنا مناسب ہے اوہام نے یہ تعجیل کیجیے اُنکی فوج نے بھاگنے پر سب آمادہ تھے مدہوش نے قہار کو پیچھے مین دبایا سوسن گلعذار نے منھ پھیر لیا کنیزون سے بھی کہا اس نیم بسمل کو نکل جانے دو بھاگے ہوئے کا پیچھا نہ کرو خود بھی ہرگز کنیزون کو بھی روکا ٹکڑا ابر مین چھپ گئی چہرہ ہی ابر سوسنی بلند ہوا اُنمین سب مخفی ہوئے ببر پوش نے یہ جو رنگ دیکھا کہ حریف بھاگ کر نکل گیا ایرج نوجوان بھی اپنی فوج کو لیے ہوئے جنگ کر رہے ہین بادشاہ کو اپنے اشارہ کیا وہ تخت پر سوار ہوا ہاتھ اُٹھا کر نعرہ کر دیا یارو اب ٹھہرنا مناسب نہین ہے نکل چلو صدا دیتے ہی گویا ساری فوج رشتۂ خام مین بندھی ہوئی تھی سمٹ کر الگ ہوئی ہر چند ایرج نے آواز دی اے ببر پوش اے بہادر و ہم سے ملاقات کر لو احسان تو ہم شکر ادا کرین ببر پوش نے آواز دی تم ایسون پہ احسان کیا بنے اپنا آپون کی جان بچا دی اب طلسم نور افشان پر ملاقات ہوگی یہ کہکر مرکب اُڑایا ایرج نے دیکھا سب گھوڑے چمکاتے سامنے سے مثل برق تڑپ کر نکل گئے وہ ابر بھی

چرنے مارتا ہوا برق چمکتی ہوئی ابر کی رعنائی فوج کی زیبائی چشم زدن مین سب غائب ہوگئے ایرج نے آکر سب سامان
لوٹا شاپور سے کہا کیون ای شاپور یہ تینون شیر کون تھے شاپور نے کہا کیا عرض کرون عیار بھی بلائے روزگار
اور بھی بہادر ہزار ابر مین کوئی ساحرہ بھی ساتھ تھی ملتے چلتے نام طلسم نورافشان لیا آپکو کلمہ سخت کہا میرے گمان مین
ببر پوش فرزند اسد غازی تھا گلگون پوش دلبند نورالدہر ہے تاجدار نورنگاہ بادشاہ اسلام اور یہ ساحرہ
مہ جبین فرزند اسد پر شاید عاشق ہے عقل سے کہتا ہون مین نے انکے ساتھ والون سے بھی پوچھا کسی نے نام نہین بتایا
یہ بھی دریافت کیا کہ یہ شیر کس ملک سے خروج کرکے آئے ہین کسی نے جواب باصواب نہ دیا مگر گمان میرا صحیح ہے ایرج نے
کہا کیونکر انکو تلاش کرین شاپور نے کہا اگر یہ گمان صحیح ہے تو ملاقات ہونا دشوار ہے کوشش بیکار ہے نقاب مین اپنے چہرے
پر ڈالی ہین اپنی پردہ پوشی کی فکر مین رہینگے کیونکر ظاہر ہوسکتا ہے مگر طلسم نورافشان کا نام لینے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے
یہ تینون شیر اپنی ماؤن سے جدا ہوکر برائے فتاحی طلسم نورافشان چلے ہین خدا انجام بخیر کرے آپکا رکنا مناسب
نہین ہے ایرج نے اُسی وقت حکم دیا بارگاہین لدین لشکر جوش وخروش سے طرف طلسم نورافشان کے چلے منزلین
طے کرتے ہوئے جاتے مین ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہے شنکول صحرائی اس قلعہ کا حاکم اپنے کو رستم
واسفندیار جانتا ہے اسنے جو خبر پائی کہ نبیرۂ صاحبقران میری حوالی مین آکر اترا ہے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کرکے مقابل
ایرج مین آیا کہلا بھیجا کہ مین آپکو اپنی سرحد سے نجانے دونگا ایرج کو ناگوار ہوا کہلا بھیجا او بے حیا تیری کیا مجال ہے
اسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا ایرج بھی واسطے مقابلے کے آئے شنکول کا نیزہ ٹکالا اسنے تلوار کا ہاتھ
مارا ایرج نے گھوڑا بڑھایا ہے اس ارادے پر کہ تلوار چھینلون قاش زین سے اسے اچھالون جنگ کو طول نہوا بچے کو
تسخیر طلسم نورافشان پر پہونچاؤن مگر گھوڑے نے سکندری کھائی گرز ابیر کا سر سے ہٹا ایرج زخمی ہوئے انکے
ساتھ والے نیلم وفیلم بھی زخمی ہوئے شنکول نے دوپہر تک بارہ سردار زخمی کئے تین سردار جان سے مارے لاشے
انکے بیرنگ رہے لیکن اب ایرج کا برا حال ہوا کوئی مقابلے مین انکے نہین جاتا کوئی سردار نامی زخمی ہونے سے نہ بچا شنکول
پھولا ہوا گینڈے کو مہمیز کر رہا ہے نعرے کرتا ہے کیون ای فرزند خدا پرستان میرا کہنا نہ مانا اب ایک کو زندہ نچھوڑونگا ایرج
زخمدار خیمے مین اوپر بوتیان کاٹ رہا ہے شنکول کا قصد ہے کہ جنگ مغلوبہ کرکے زخمیون کو مار لون ایرج نے دعا
کی صحرا سے گرد اڑی وہی نقابدار ببر پوش وگلگون پوش وتاجدار بادلہ پوش ابرسوسنی آسمان پر دار وہی بن آئے
ہمکن ببر پوش نے جو دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان مین للکار رہا ہے ایرج زخمدار ساتھ والے بیزار بس
ببر پوش مرکب جھکا کے سامنے شنکول کے آیا آواز دی ادھر آ تاکہ تو بھی بدست زخمیون کو ستاتا ہے شنکول نے
نیزہ مارا ببر پوش نے خالی دیکر نیزہ چھینا شنکول نے سینہ اپنا بچایا ببر پوش نے ہاتھ کو بیج دیکر گینڈے کی آنکھ مین نیزہ لگا
اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے بیتاب ہو کے طرارہ بھرا شنکول زمین پر گرا ببر پوش نے ہاتھ مارا شنکول کے دو ٹکڑے
ہوئے مرکب بڑھا کے فوج پر جا پڑا ساتھ والے بھی انکے شریک ہوئے ایرج تو دیکھ رہا ہے کہتا ہے ای شاپور تمہارا گمان
کچھ یقین ہوا دیکھا تمنے اس ببر پوش نے کس ترکیب سے شنکول کو مارا جنگ مین بھی مصروف ہے گلگون پوش کے
زخمی ہوا لشکر کے سپاہی خوب لڑ رہے ہین مگر ببر پوش نے جسکو زبردست پایا نیزے سے مارا ہنگامہ بلند ہو رہا ہے کسی کو
پھیلا مارا کسی کا ہاتھ کاٹا زخمی ہوکے بچے کو بچایا جس مقام پر گیا گھمسان سے تلوار چلی صفون کو توڑتا پھرتا ہے کبھی پیدل ہوکے
لڑتا ہے ایرج آفرین آفرین فرماتے مین بیشک یہ ہمارے دیوانے کا فرزند ہے انکے خاندان کی یہی صفت ہے ہر خورد وکلان
صاحب لیاقت وجرات ہے اور بادشاہ نہایت دبدبے سے لڑے انتہا کے مرکے بڑے خود زخم کھائے صدمے اٹھائے مگر رفیق کو

بچایا ایرج فرماتے ہین بیشک یہ ہمارے بادشاہ کا فرزند ہے ای شاپور انکو کسی تدبیر سے روکو انسے ملاقات کرین حال
دریافت ہو یہ کمبخت ابھی کمسن ہین ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین شاپور چھپتا اتنے عرصہ مین اُن بھمون نے لڑائی
فتح کرلی وہ سب بھاگ کے قلعہ مین گھسے ساتھ والون نے امان مانگی مال تو انکا لوٹ لیا اب ببر لوش نے دیکھا اہالیان
قلعہ نے دروازہ بند کرلیا پل تختہ اُٹھا دیا دروازہ بند ہوا تو پہن سیدھی کمین ببر لوش نے سب کو روکا گلگون پوش
نے قصد کیا تھا قلعہ پہ جا پڑین مگر ببر لوش نے گھوڑا بڑھا کر آواز دی ای شیر بیشۂ جرأت قلعہ پر قبضہ کرنے سے کیا فائدہ
ہمین اس مقام پر رہنا منظور نہین ایک بیچارہ غریب تباہ ہوتا تھا اُسکو بچا لیا دشمن کو اُسکے مارا اب منزل کھوئی ہوئی تمنائی ہو
نے آکر رکاب تھام لی کہا ای شیر بیشۂ جرأت ہمارے آقا ایرج نوجوان بہت ممنون ہوئے ارشاد فرماتے ہین کہ تمہارا احسان
بالائے احسان ہوا آجکی شب دعوت قبول فرمائیے ببر لوش نے کہا ہماری طرف سے کہدینا ہم بیٹے اقبال کے مہمان نہین
ہوتے اگر کوئی بہادر ہوتا قبول کرتے جان تمہاری دشمن سے بچا دی ہر چند شاپور نے بہار کاب سے لیا مار ہا ببر لوش نے
آواز دی سوار پیدل جمع ہوئے بادشاہ کو اپنے تخت پر سوار کر لیا طرف صحرا کے روانہ ہوگئے شاپور نے سب باتین آکر ایرج
سے بیان کین ایرج نے کہا ای شاپور بخدا دل بیقرار ہوگیا وہ جو ساحرہ ابر مین چھپی ہوئی تھی دیکھو یہان مقابلہ پہلوان
سے تھا سحر ہوا فرزند اسد پر عاشق ہے اُسنے کہدیا ہوگا غیر ساحر کی لڑائی مین شریک مت ہونا ورنہ ہمارے لئے بدنامی ہے جرأت
مین خامی ہے دیکھیے طلسم پر ساحرہ کیا کرتی ہے ان کمبختون کو بلایا تھا مگر اُسنے ویسا ہی جواب دیا جیسی باتین اسکا باپ کرتا تھا وہ
تو اب نظر کردہ ہوئے سلیس ہوگیا یہ ابھی صاحبزادے ہین جب دنیا کو دیکھین بھالین گے اپنی لیاقت کو سمجھینگے ای شاپور
اسی وقت لشکر تیار کرو ایرج نے اپنے زخم کا بھی خیال نکیا اسی وقت لشکر تیار ہوا دو منزلہ کرتے ہوئے چلے ہر چند ایرج
کا زخم راہ مین بگڑ گیا مگر منزل بمنزل چلے جاتے ہین شام کو جو مقام ہوا شب بسری کی صبح کو پھر روانہ ہوئے مگر ایرج کو اپنے فرزند کا
بڑا خیال ہے فرماتے ہین نہین معلوم اُسپر کیا گذری شاید جا کے طلسم مین پھنس گیا مگر احوال قہار سحر یہ ہوتا ہے کہ مدہوش اُسکو لیکر
بھاگی ایک صحرا مین لاکر اُتارا لشکر بھی آگے جمع ہوا جو بارگاہ آئی تھی ٹوٹی پھوٹی استادہ ہوئی اور ہم نے قہار کی زخم وزری کی
جب ہوشیار ہوا دیکھا امیر اعیار و مدہوش ساحرہ چند سردار بالین پر موجود ہین علاج کر رہے ہین قہار اپنے حال زار پر بہت رویا
کہا یارو مین تو اپنے شہر سے نکل کر بڑی مصیبت مین پھنس گیا کہین آرام نہین ملتا دیکھو یہ کیا اُفتاد پڑی نہین معلوم یہ تینون نقابدار
کون تھے کیون ملکہ مدہوش یہ ساحرہ کون تھی ابر مین چھپی ہوئی ساتھ رہتی ہے مدہوش نے کہا یہ ساحرہ بہت زبردست بادشاہ
کبر و نخوت سے مست عزیز دران دمامہ مشہور ہے کچھ رشتہ ملتا ہے اُسنے سحر کو بہت زور دیا ہے ان تینون مین کسی پر مائل ہے ان تینون
جوانون کو بھی دیکھ سوا ہے جو تمہین خیال ہے طلسم نور افشان پر جاتے ہین ساحرہ نے وعدہ کیا ہوگا قہار نے کہا واللہ حقیقت مین
عجب مصیبتون مین مبتلا ہون باپ مارا گیا ملک تباہ پڑا ہے ایسا نہو کوئی حریف آکر ملک دبا لے تو بڑی مشکل پڑے والد کے وہان
رہنے سے بڑا اطمینان تھا مدعی ممکن نہ تھی اب کوئی سرپرست نہ رہا مدہوش نے کہا ای قہار بیٹے جو تجھسے کہا تھا ان باتون کا
سامنا ہوا روز اول مین نے ایرج کو گرفتار کرا دیا غیب سے اُنکی مدد آئی مین کہا کرتی ہون کہ مسلمانون سے بگڑی نہ بھائی
جان بچانا ان لوگون کے بڑے جاہ و جلال ہین ہر مقام پر انکے معین و مددگار موجود رہتے ہین ٹھیک عین وقت پر آتے ہین کھلا
کر یہ تینون نقابدار کون تھے قہار نے کہا اب تو جان جائے یا رہے بدون فتح طلسم نور افشان نہین ملیگا اگر یہ معشوقہ
اپنے ملک مین جاؤن لوگ ہنسینگے اور باپ کے خون کا معاوضہ بھی ضرور ہے کہ وہ نقابدار ملینگے مدہوش کہان رہتا ہے مدہوش
نے کہا او کمبخت اپنے کو ان آفتون مین نہ پھنسا ورنہ تو بھی مارا جائیگا اب میری جان تیرے ساتھ ہے اب جو مقام ہے مجھے بھی ملنا
بھی مشکل ہوگا بہتر ہے کہ وطن کو پلٹ چل مین تیرے ملک کو زور دونگی جو ملک تیرے باپ سحر کو گئے تیرا زور بڑھاؤنگی ہر وقت

تیرے ساتھ رہونگی کہ کوئی آگاہ نہونے پائے سب کو یہی یقین ہوگا کہ قہار زور و طاقت مین بے نظیر ہے کوئی منہ نہ چڑھیگا ملکون سے خراج آئیگا تخت پر بیٹھا ہوا چین کیا کریگا ایسی معشوقہ پہلو مین ہے اسوقت قہار کی آنکھون کے سامنے تصویر خیالی ملکہ بُران کی پھری آنکھون سے آنسو جاری ہوئے منہ سے یہ شعر نکل گئے شفیق لکھنوی

مٹ نہین سکتا ہے لکھا کاتب تقدیر کا
طائر دل پھنسنے لگے کسطرح اس حال سے
گرم ہے بازار اُنکے جوہر شمشیر کا

ہجر جانان مین کیون پھر الم روی ہے نصیب
گیسوے جانان مگر ہے دام ماہی گیر کا
یار سے جا کر زبانی حال کہہ اے نامہ بر

عشق ہے مجھکو نہ کیونکر اس بت بے پیر کا
پیش آیا تھا جو لکھا تھا مری تقدیر کا
سینکڑون بسمل کیے تیغ نگاہ ناز نے
نزع کی حالت ہے اب یارا نہین تحریر کا

اسطرح یہ شعر پڑھے کہ مدہوش گھبرا گئی کہا او نا منصف میرے سامنے اس ظالم کا ذکر کرتا ہے محبت مین بُران کی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے بس اب مین تیرے ساتھ سے جاتی ہون تو تُجھے کوئی میرا کہنا نہ ماننا تھا تیری دامنگیر ہے تیرے مرنے کی یہی تدبیر ہے یہی مسلمان تجھکو گھیر کر مارینگے ابھی تو وہان تک نہین پہونچا جب تو تیرا یہ حال ہے کہ میرے سامنے ذکر کرتا ہے اشعار عاشقانہ پڑھے اگر تو اس نازنین کو دیکھ پائیگا پھر مجھسے کلام بھی نکریگا سب جانبازی میری بیکار ہوگی یہ کہکے مدہوش نے بھولی سنبھالی اوہام تو برا مخبل ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ قہار کا کھیل ہے سوچا کہ ایسی صورت دار معین و مددگار انکو عورت کہان ملیگی آپ انکے بات کا خیال نہ کیجیے اور قہار کے زانو پر چٹکی لی مراد یہ تھی آپ بنا ہوا کھیل بگاڑتے ہین ایسا دوست صادق محب واثق کہان ملیگا اب قہار تسکین کرنے لگا مدہوش تو عاشق ہے یہی دستور ہے کہ معشوق ذرا بھی عذر کرے دل تردد خاطر تسکین پر آتا ہے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے دل کو اعتبار آتا ہے کہا اے قہار مین تیری خدمتگذاری مین دل و جان سے مصروف ہون قصد ہے کہ تجھکو مرتبہ اعلیٰ پر پہونچاؤن تیرے ہاتھ سے طلسم نور افشان فتح کراؤن لیکن مین نام سے مسلمانون کے کانپتی ہون آنکھون سے عظلی آباد کو برباد ہوتے دیکھا اٹھارہ لاکھ ساحر مارا گیا مالک بن زر دشت سے کچھ انتظام نہو سکا گھر سے آگ لگی ملکہ جادو بنی مالک کی عمرو کے گانے پر عاشق ہوئی اُسنے تمام فساد برپا کیے راستے مبتلائے ملک بربار کرایا مالک ایسا بادشاہ قتل ہوا مین چاہتی ہون کہ تو ایسے طریقے سے چل کہ تیرے حال سے کوئی آگاہ نہونے پائے مین فتح کی فکر کرون تم پہلوانون سے اسطریقے سے بڑے بڑے ساحرون کو گرفتار کرادون ان تک میری رسائی ہے پردے مین دوستی کے کام کرونگی اوہام نے کہا جو آپکو مناسب ہو اسطرح کوچ کیا جاوے لشکر شکست خوردہ تیار ہے اب انتظام تازہ بیکار ہے مدہوش نے تین دن کے عرصے مین بمعرفت اوہام لشکر درست کرایا آپ تو تکیل عقاب پکڑ کر وسط سماہ پر پہونچی قہار لشکر کو لیکر چلا مگر مدہوش نے خوب سمجھا دیا کہ جہانتک ہو سکے لشکر طرف سے خارستان و کوہستان کے چلے آبادی مین نجاؤ کہ قلعہ جات مین اُنسے روگردانی کرو راہ مین کسی سے نہ لڑو اسی طرح کے انتظام کرتی ہوئی لشکر کو لیے ہوئے جاتی ہے مگر ایرج نوجوان اُس قلعہ سے مہلت پاکر طرف طلسم نور افشان کے چلے چند منزلین طے کی تھین کہ ایک روز ایک صحرائے فرحناک مین لشکر کا گذر ہوا ایرج نے لشکر کو اتار کر شاپور کو ساتھ لیا ٹہلتے ہوئے بڑھے سامنے ایک کوہ فلک شکوہ تھا یاد مین بُران کی اشک حسرت آنکھون سے جاری فرماتے مین کیون شاپور قید مین ملکہ پر کیا گذرتی ہوگی نمک حرامون نے کیا غضب کیا کیسے اُنکو پاس نہ آیا ملک پر یہ بدعت فاحش قتل کی مالک کے تلاش خدا وہ دن کرے کہ وہانتک پہونچین طلسم کو فتح کرین اُس محبوب جانی یار جادو دانی سے ملین غنچہ آرزو کھلین کیا اپنا حال کیون جی جاتا ہے جان دون اپنے کراہی ہو اس ملک کی نظم

فرقت تری دریغ وہ سحر نہین
تنگی دہن کی آئی تو ہو میری خبر

رشک غیب سے مجھے اپنی خبر نہین
ہان بنکے نکلے منہ سے جو تیر بار بر نہین

انکار دل نہین ہے کہ ترسے ظفر نہین
قلت نہین ہے فرنیا گوش کے لئے
اتنے تکلفات رقیبون کے واسطے

اب بھی وفا سے دوست سے قطع نظر نہین
صبح وہ ہی دیکھے لیے دوپہر نہین
بس اے ستم شعار بس اتنا ستم نہین

کب آفتاب گہنگئے میں اپنی وہ منہ چھپاتا | اسد جانتا ہے مجھے کچھ خبر نہین | دیگر اشعار مصحفی

مژگان دیدہ کہ ہمبر جان مصاحب است
بلبل ہزار نالہ و زاری کہ بے نوا
پہلوئے بخت ما مغیلان مصاحب است
نازم بصبر و حوصلۂ دل کہ عمرہاست
با من ہمین دو دیدۂ گریان مصاحب است

مجنون صفت ز دوری محمل تو دوست
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است
زاد رہے لبہا زبس آمدہ براہ عشق
در تنگنائے سینہ بافغان مصاحب است

با سیم و گریہ کہ بطوفان مصاحب است
دست الم بچاک گریبان مصاحب است
خواہی حریر بستر و یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بے سر و سامان مصاحب است
مصحفی ز سوز آتش عشق تو سالہا است

ان اشعار نے دل کو بیقرار کیا شاپور بھجا رہا ہے کہ ایک نوجوان نے دیکھا زیر کوہ ایک بارگاہ زر نقبی استادہ ہے ساٹھ ہزار سوار پیدل کا لشکر باہدہ ہے فرد کش ہے گھوڑے اصطبل مین بندھے ہین بازار بن رہے عیار انتظام کرتے پھرتے ہین یہ سامان دیکھکر دیکھا تین نقابدار بیٹھے ہین یکایک ہوا سے پردہ بارگاہ کا اٹھگیا ایرج نے جھک کر دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش تخت پر سبز پوش و گلگون پوش چپ و راست دیگر گون پر سرداران نشست جوانان صف مجلس اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے نہایت تکلف سے صحبت گرم باتین ہو رہی ہین ایرج نے کہا ای شاپور یہ وہی تینون نقابدار ہین جنکو تمنے فرزند اسد و دلبند نور الدہر و نور نگاہ بادشاہ کہا تھا اسوقت اس بارگاہ مین چلو شاپور نے کہا بسم اللہ پہاڑ سے ایرج اترے سردارون کو بھی ساتھ مین لیا ٹہلتے ہوئے لشکر مین آئے عیارون نے جو ایرج کو دیکھا جاکر خبر کی پکار کر کہا ای شہریار اس پہاڑ کے اس پار لشکر ایرج کا اترا ہے انھون نے آپکے لشکر کو دیکھا اب آتے ہین استقبال ضرور ہے بادلہ پوش نے حکم دیا گلگون پوش و سبز پوش برائے استقبال گئے ایرج قریب بارگاہ کے پہونچے تھے کہ دیکھا دونون نقابدار آکر پہونچے ہاتھ اٹھاکر آواز دی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای زیب و زینت اورنگ جہانبانی آپنے ہمکو سرفراز کیا تشریف لائیے اس فصاحت و بلاغت سے سبز پوش نے کہا کہ ایرج نہال ہوگئے سبز پوش نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیے گلگون پوش بھی قریب آگیا اور سب سردار نشست پر آئے باعزاز و اکرام ایرج کو اندر بارگاہ کے لائے دیکھا بادشاہ و تاج پہنے ہوئے قریب پردے کے مثل مہر بیٹھے ہین ایرج نے جھک کر سلام کیا بادشاہ نے ایرج کو گلے سے لگا لیا لاکر دنگل مقول پر بٹھایا ساقی پری رو سے اشارہ ہوا جام مے ارغوانی گردش مین آیا تینون نقابدار بڑی خاطر سے ساتھ ایرج کے پیش آئے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایرج نے کہا ای شاہنشاہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون مگر امیدوار ہون قبول فرمایا جاے سبز پوش نے کہا ارشاد فرمائیے جواب باصواب ملیگا جو آپکے دل مین ہے ہمین ظاہر ہے گلگون کا نام پوچھنا منظور ہے ہم اپنی پردہ پوشی کرتے ہین اور کچھ فرمائیے ہم افشائے راز مین تامل نکرینگے ایرج نے ہاتھ سبز پوش کا تھام لیا کہا ای فرزند تینون صاحبو کو ہمنے پہچان لیا اب نہ چھپائیے ہم سے اخفائے راز کی کیا ضرورت ہے مگر ایرج نے دیکھا کہ نقابدار تو ہمسے باتین کرتے ہین عیار باہر جاتے ہین اور پھر اندر آتے ہین شاپور نے کہا دیکھیے جانے کی تدبیرین ہو رہی ہین ایرج نے کہا ای شیرو مین تمکو پہچان چکا ہون سبز پوش فرزند اسد نامدار ہے اسیچھا تابکا ہے سبز پوش نے کہا یہ کیا زبردستی ہے ہم اسد کا نام بھی نہین جانتے ہین البتہ خیال ہوا کہ ایک بادشاہ عالیجاہ گرفتار مصیبت ہوا اسکو حل کر رہا ہے یہ بھی ذکر رستگار اپنے کو بلاوجہ بلا مین پھنسایا ایک رئیس کو قید سے چھڑایا ایرج نے کہا ای فرزند مین ظاہر مین اسد کا دشمن تھا میرے اسکے مذہب مین خلاف رہا لیکن دل و جان سے ایسی آنسے محبت ہے کہ ہزار مقام پر گرفتار کیا جوش محبت مین قتل نہ کر سکا خدا نے وہ دن دکھایا کہ مین مسلمان ہوا سب سے زیادہ اس شیر کو مجھسے محبت ہوئی جب ایک جگہ رہے عشق دلی ظاہر ہوے بس ای بہادر ہو قرا قون افسر ہم سے راز نہ چھپاؤ نقاب چہرے سے اٹھاؤ سفر مین ہمارا تمہارا ساتھ ہو ہمین بھی تقویت رہیگی ہر چند ایرج چاہتا ہے کہ نقاب چہرے سے اٹھے دونون گلگون پوش و بادلہ پوش گھبرا رہے ہین ایرج نے کہا ای شیر بیشۂ اسد اب مین تمکو نہ چھوڑونگا

اپنے ساتھ لیجاؤنگا اگر خدانخواستہ کوئی اُفتاد پڑے تو مین اپنے دیوانے کو کیا منھ دکھاؤنگا اب اُسوقت ببر لوش کی حیرانی دونون
نقابدارون کی پریشانی کیا تحریر کرون یہی چاہتے ہین ایرج ذرا بھی غافل ہو ہم بھاگ کر نکل جائین راز مخفی رہے مگر قضائے کار
شکول صحرائی جو مارا گیا تھا اُسکے ساتھ والے بھاگ کر قلعہ مین چھپے اُسکا بھائی الغول صحرائی شکار کو گیا تھا اب جو پلٹ کر
آیا در قلعہ پر ہزارون لاشے دیکھے لوگون سے پوچھا یہ کیا ہوا میرے بھائی کو کسنے مارا وزیرون نے تمام کیفیت بیان کی اُسنے غصے
مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا وہ نقابدار کہان گئے لوگون نے عرض کی لڑتے بھڑتے نکل گئے نیر کو حمزہ بھی لشکر لیکر چلا گیا مقدمہ فلک کا
تھا اور نہ قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا ہمکو کون بچاتا مالک ہمارا مارا گیا ببر لوش نے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ہم لوگون نے
بہت کوشش کی مہمیز نامے عیار کھڑا ہے الغول اُسکی جانب پلٹا کہا او مہمیز تو نے ساتھ بھائی صاحب کے پرورش پائی اب
لاشے کیونکر دفن ہونگے کہ قاتل زندہ نکل گیا اُسکی خبر لا جہان ہو چھپکر بتلا مہمیز نے اُسی وقت دو وزرا یہ کہکے چلا کہ حضور تیار رہین مین خبر لیکر
ابھی آتا ہون الغول نے فوج کو تیار کیا سب افسر اُسکے ساتھ مسلح ہوئے مہمیز بھاگا تھوڑی دور جا کر الٹا پلٹا اطلاع کی خفتہ
بیٹھے قاتل آپکے بھائی صاحب کا سامنے فرودگاہ ہے الغول غصے مین سوار ہوا آواز دی ارے جاؤ کہان جاتے ہو تمنے بڑی بے ادبی
کی اب ہم کو مہلت نہ دینگے ببر لوش کو مار دینگا تمام شہر والے بھی اُسکے ساتھ ہوئے ہین لاکھ آدمی سے کم نہ تھے سب ہتیار بند اپنے
مالک کے واسطے دردمند سب آگے آگے الغول پشت پر فوج جنگی اہالیان رعایا امیر وزیر سب ساتھ تھے ہر ایک کا یہی قول کہ
کوئی پہلوان ویران اس قلعہ پر کسی نے بلوہ نہین کیا تھا یہ نیا معاملہ ہوا اب انکو جھانٹ ہم سب کو مار لو وہ وقت ہے کہ ایرج نقصد
کیا ہے کہ نقاب ببر لوش الٹ دو دن گلگون پوش کا بھی ہاتھ تھا بارہا صاف صاف کہہ رہے ہین کہ گلگون پوش ہمارے
ہم چشم کا فرزند ہے تاجدار سے کہتے ہین آپ تو ہونگا وہ بادشاہ وجیہ ہین آپ سے پردہ کیجئے انکو ہم پرورش فرمانا چاہیئے ہم بھی آپ کے
نمکخوار ہین بادشاہ کہہ رہے ہین یہ گلگون پوش سے اشارہ کر کہ حال ظاہر کرو مین اب نقاب اُٹھاتا ہون پردے کی اُسنے کہا
ضرورت ہے یہ فرزند قاسم باشوکت ہے گلگون پوش بھی راضی ہو اگر ببر لوش نہین مانتا ہے کہتا ہے خون کے دریا بہینگے ہم اپنا حال نہ کہینگے
ایرج اگر جنگ منظور ہے بسم اللہ تلوار کھینچے ایرج کہتے ہین اے فرزند اپنے قبضے پر چھری پھیر ہین میرے ساتھ ملکر فتح طلسم مین مصروف ہو
یکایک ہجوم ہوا عیار نے آکر عرض کی حضور جلد اُٹھیے جس قلعہ دار کو مارا تھا اُسکا بھائی کئی لاکھ فوج سے آپڑا ہزارہا آدمی مارا جائیگا
الغول نامے پہلوان کسی کے روکے نہین رکتا تمام بارگاہ مین گرد مین پامال کرتا ہوا آتا ہے کہ ببر لوش کہان ہے گلگون پوش
سب کے آگے نکلا بادشاہ بھی سوار ہوئے ایرج نے بھی تلوار کھینچی لاش پر لاش گرا دی ببر لوش نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ
نقابدار کا سامان جنگ پر دو رزم بکوشم * بمیدان رزم شیر شیرانہ بر اوشم * ایرج نے اس شعر پر وجد کیا کہ ببر لوش پر
بلا نے جاتے ہی الغول کو ٹوکا للکارا دیکھیا میرے سامنے آ ارے میرے بھائی کو قتل کیا وہ مین ہون ان مین رو بیہ کے سپاہیون
کو کیون قتل کرتا ہے مجھسے بڑا لے الغول بہت بڑا بہادر نے قاتل کو دیکھکر مثل ابر گرجا نیزہ اُٹھایا ببر لوش نے بھی بھالا
سنبھالا ایرج نے دیکھا دونون نیزہ چلنے لگا ببر لوش نے لڑتے لڑتے ہاتھ کو گن کر آنکھ مین گینڈے کے نیزہ مار دیا اور ہاتھ سے
چھوڑکر آواز دی اب تیر گلشن ہ تجھے سمجھ لیگا گینڈے نے جست کی بہک گیا الغول پشت زین سے گینڈے کی گرا ببر لوش قریب گر
ہر برچھا الغول کے ٹکڑے اُڑا دیئے سر زمین ہاتھ کی لاش زمین پر تڑپ رہا ہے ایرج نے آواز دی ماشاءاللہ یہی بزرگون کا
چلن تھا کیا کہنا ابتو میرا قول کرسی نشین ہوا ببر لوش نے کچھ جواب نہ دیا ہاتھ اُٹھا کر آواز دی ہان یارو نکل چلو اب مقام کرنا نہ
نہین مین ایسا صاحبزادے سے کون زبان ملائے جھاڑونگا کا فتح ہو گیا ایرج نے چاہا کب بڑھ جاؤن ہمچشم رون مین سب ساتھ والے
نقابدارون نے فوج کو پامال کرکے صحت کے ایک مقام پر کر گئے سب کے بادشاہ دو فرزند نقابدار بارہ ہاتھ سے مین نہی لوا امیر
کوئی شخص نہین سمجھا اس انتظام سے گھوڑے سے اُڑاتے ہوئے نکل گئے گرد مین معلوم نہین ہوتا کہ جنگل منہ پھیر کر سرداران ایرج

بھی آگئے دیکھا ایرج دریائے خون میں نہائے ہوئے کھڑے ہیں لاشے ہزاروں تڑپ رہے ہیں اہالیان قلعہ صحرائی
مارے گئے کچھ بھاگ گئے جو باقی ہیں وہ بھاگے جاتے ہیں انکو اگر سرداران ایرج نے مارا ایرج نے کہا یہ تینوں جوان جیتے کہیں
مجھ سے نہیں معلوم ہوتے نہیں معلوم فلک کو کیا منظور ہے آج میں حال ظاہر کر لیتا مگر یہ قیامت برپا ہو گئی شاپور نے کہا دیکھیے
بالائے آسمان ابر سوسنی بھی جاتا ہے ایرج نے کہا جو میں نے سوچا وہ سب ٹھیک ہے مگر اب انھیں کے تعاقب میں چلو جہاں ملینگے مہلت
نہ پائینگے لقا میں اُلٹ دونگا اُسی وقت ایرج کا بھی لشکر تیار ہوا یہ بھی چلے مگر دس بیس کوس پر جا کر لقابداروں نے بارگاہ استاد
کی گر جو کنارہ ہو رہے ہیں بسر لوپوش ملکہ کی صحبت میں آئے ضیغم نے تمام کیفیت بیان کی کہا اے ملکۂ عالم ایرج نے ہمارا پیچھا لیا
ہر جا ہنا ہی حال کھلوائے ہم جانتے ہیں راز مخفی رہے جبتک طلسم نور افشان ہمارے ہاتھ سے فتح نہو ملکہ نے کہا آپ گوارا نہیں
کرتے ورنہ میں سحر کرکے لشکر کو پیچھے لوٹا ہوا ابھی ہو تو نہ سکے میں سب لشکر ایرج کی جان ہی تھی یہ ذہن میں تھا اگر آپ لقاب اُلٹنے سے رنجیدہ
ہوں تو میں سحر کرکے اسکو تباہ کر دوں حکم ہو تو دیوانہ بنا دوں مگر چونکہ آپکے عزیز دار ہیں میں نے تامل کیا ضیغم نے کہا ہرگز کبھی ایسا ارادہ
نہ کرنا ورنہ بزرگوں سے شرمندگی ہو گی مگر کو جلد تا بطلسم نور افشان پہونچاؤ ملکہ نے کہا ابھی یہ لیکر ایک سحر پڑھا کیا کہ ایک ابر زمین پر
فرش ہو گیا سب کو اسی پر سوار کیا دور سے دیکھنے والے یہ دیکھیں کہ ابر چرخ مارے جاتا ہے ملکہ نے سحر کیا اسطور سے لشکر ان تینوں
جوانوں کا ابر میں چھپا ہوا اب جادوگر نیان لشکر کو گھیرے ہوئے سوسن کا طاوس زرین بال قریب مرکب ضیغم شیر شکار آ رہا ہے
باہم محبت کی ہوتی ہیں اس گروہ سے جانیں قضائے کار مدہوش جادو و قہار فولاد گر کے ساتھ ایک صحرا میں اُتری ہے
بھی اب خوب سحر تیار کر لیے اُسوقت قہار کا ہاتھ تھامے ہوئے لشکر ایک طرف فروکش یہ دونوں عاشق معشوق سیر صحرا
میں مشغول ہیں کہ بجلی چمکی ابر سوسنی ظاہر ہوا مدہوش کی نگاہ پڑی کہا اے قہار صاف ثابت ہوتا ہے وہی ساحرہ مع لشکر جاتی ہے
اس ابر میں غیر ساحر بھی بہت ہیں لوگ کہتا ہے بہت جا اسوقت غفلت میں ہیں سب کو گرفتار کرونگی مخفی ہو کر سحر کرتی ہوں قہار نے کہا کیا
مضائقہ ہے مدہوش ایک گوشے میں آئی کچھ پھونک پڑھ کے کیا چوکا دیا سحر کرنے لگی ملکہ سوسن برابر ضیغم کے چلی آتی ہے یکایک جھونکا
ہوا کا چلا سوسن نے کہا صاحب کیا ہوا ہے سر پھرا جاتا ہے آرام کیجیے یہ کہتے کہتے ضیغم نے دیکھا ملکہ کی آنکھ بند ہوئی کنیزیں
بھی سو گئیں ضیغم بھی بیہوش ہوئے اب تو ایک چشم زدن میں سب ساتھ والے بیہوش ہو گئے مدہوش نے جب دیکھا کہ میرے سحر کا
عمل ہو گیا ہو گا سحر کر کے ابر کو اُتار دیا پہلے ملکہ کی زبان میں سوزن دیا قہار نے کہا ان تینوں جوانوں کو سلسل و مطوق کر یہ وہ
ساحرہ ہے کہ مجھ ایسے ہزار سحر کرتے تو اسپر قبضہ نہ ہوتا تیرا اقبال زور پر ہے لیکن اب جلد ان سب کو قتل کر اگر اسکی زبان سے
سوزن نکل جائیگا تو لشکر کو دیوانہ کرکے مار دیگی اور یہ تینوں شیر قیامت کے پرکالے ہیں جنگل کے شیر دیکھے بھالے ہیں ان میں
کسی کو خیال جنگ آیا یا قید توڑ کے شمشیر چلا بیٹھے قہار نے کہا شام قریب ہے اس وقت انکو قید خانے میں بھیجو میں رات سے حکم دونگا صبح
ہوتے ہی میدان خونی کی تیاری ہوگی ان سب کو قتل کر کے سفر کرینگے لاشوں سے ان سب کے یہ میدان بھر جائیگا مدہوش کے
بھی خیال میں آیا سچ کہتا ہے شام ہو چلی ہے بروقت سحر سب کچھ ہو جائیگا اب یہ گرفتار ہو چکے کیا کر سکینگے ایک برخیمہ استاد کرایا ان
سب کو قید خانے میں بھیجا مگر یہ قدرت پروردگار کہ جلدی میں نقاب کسی کے چہرے سے نہیں اُٹھائی ساحرہ کے ملک و مال کا پتا
یہ بھی بتلایا کہ یہ خرابی کرتی ہے سالہا سال اسکا رنگ جما رہا بڑے بڑے اپنے شعبدے دکھائے اے قہار اسی طرح دیوکے کہیں
میں جلکر شاہان طلسم نور افشان کو بھی گرفتار کر لونگی میرا سحر ایسا نہیں ہے کہ شاہان طلسم سے اسکو ٹوٹ آج تو قہار مدہوش
پر فدا ہو رہا ہے اور جام اُٹھاتا پھرتا ہے کہتا ہے ملکہ کیا کام کیا آج تو انام کیا ہی ظالم قبضے میں آئی محفل عیش آراستہ ہو سوسنی جام
قہار نے حکم دیا کہ صبح ہوتے ہی میدان خونی کی تیاری ہو ہزار ہا دارین استادہ کیجائیں تیر انداز بھی تیار رہیں ان سب پر شکار
بیان تو یہ رنگ ہے مگر شاہزادہ ایرج نوجوان کے مقدمہ میں تحریر کر چکا ہوں کہ ان جوانوں کے اظہار حال کی

بڑی کوشش ہو ایک مقام پر اترے ہین شام کو خود بخود دل گھبرایا شاپور سے کہا اے یار وفادار خدا خیر کرے نقابدارون کی تصویرین
آنکھون کے سامنے پھرتی ہین سابق کے مقابلے یاد آرہے ہین اسوقت ذرا آنکھ بند ہوئی امید نامدار کو مین نے خواب مین دیکھا نور الدہر
و بادشاہ بھی سامنے آئے یہی تینون صاحبون نے فرمایا اے ایرج ہمارے فرزند قید ہوگئے تو نے خبر نہ لی اور اسعد دیوانے نے وہی طفل کی
باتین کہین کہ ہمارے فرزند نے تمکو بچالیا ورنہ مارے جاتے اب اُنکا تمکو خیال نہین بڑی بلا مین مبتلا ہین یہ کہکے ایرج ہچکیان مار کر رویا
شاپور نے کہا حضور خواب کا کیا خیال ہی چونکہ آپکو یاد تھی وہی نقشہ خواب مین دیکھا وہ صاحبان لیاقت ہین انپر کون دستاندازی
کرسکتا ہی ایرج نے کہا اے شاپور تم عیار ہو کے ایسی بات کہتے ہو اگر ستم ہوا فساد کا وقت آئے ہمیک پیر زال کے ہاتھ سے گرفتار
ہو جانے کیسے کیسے نقشے تھے مین ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار نوشیروان نامے مین دیکھو عقابین پر چڑھائے گئے
تو ٹیلے پنجرے مین قید رہے عمرو ایسا عیار جستجو کرنیوالا ہمارے جد عالی تبار علم شاہ نوجوان کرب عالیشان کیسے کیسے شیر
جستجو کرتے تھے مگر بدون وقت رہائی نہوئی ایک بڑھاپے دار صاحبقران کا کر سکی کوئی حقیقت نہ تھی پیر فرخاری لقب اسکا
تھا آخر اب صاحبقران قید سے چھوٹے اسی کے نام فتح تھی ایسے ایسے شیر ظلم کفار سے زخمی ہوتے تھے ہر مقام پر جنگ کے
ہوے جاتے تھے دشمن انکے نہیب شمشیر سے تھراتے تھے ڈر تھا قید نہو جائین برائے خدا تم جاؤ دل میرا ہدایت کر رہا ہی اور یہی دل
مین خیال ہی کہ اکیلا جاؤن کوشش کرون اگر خدانخواستہ وہ قتل یا قید ہوگئے گلا کاٹ کر مرجاؤنگا کوئی کان مین بھی کہ رہا ہی کہ ان
تینون جوانون کی فکر کرو اگر قتل ہوگئے اور پھر لاکھ دولاکھ کو قتل کیا کیا ہاتھ آیا اسطرح پر ایرج نے کہا کہ شاپور بھی رونے
لگا کہا آپ مطمئن ہین میرا دل بھی گواہی دیتا ہی کہ آپکا خواب سچا ہی مگر برائے خدا آپ یہان سے قدم نہ بڑھائیے سب سے زیادہ یہ خیال ہی
کہ قہار فیلزور کے ساتھ ساحرہ بھی ہی وہ بہت گھبرایا ہوا تھا ایسا نہو کہ لشکر کو لیکر پیچھے بھاگیا ہو ہر چند انکے ساتھ ساحرہ بھی بہت ہین
ہی مگر مکر کافرون کا بہت بڑا ہی یہ کہکر شاپور رنہائے عیاری سے آراستہ ہو کے لشکر سے نکل کے ایک فقیر کی صورت بنا ہوا طرف
صحرا کے چلا پہر رات گئے ایک پہاڑ سے اُتر کر دیکھا ایک لشکر فروکش ہی بارگاہین استادہ بازارین درست اہالیان لشکر خوشی خوشی
پھر رہے ہین ایک عیار اوہام صبا رفتار اہتمام مین مصروف ہی رات ہی سے دارین استادہ ہو رہی ہین شاپور بشکل فقیر ایک دوکاندار
کے یہان منھ سوال کیا دوکاندار نے پیسہ دیا شاپور نے کہا داتا آج اس لشکر مین ظہور قدرت لات و منات ہوگا ہے کی
خوشیان مین فقیر بھی آگاہ ہو لات و منات اس لشکر کو آباد رکھے لات و منات مسلمانون کو مٹائین انکی عملداری مین دمڑی
فقیر کو نہین ملتی بزرگون کے مقامات ویران ہوتے جاتے ہین جتنے شوالے دیر ہین انمین بھی سناٹا گھنٹا ناقوس کی صدا الہذا لات و منات
پرست دردمند اس دوکاندار نے کہا شاہ صاحب ہمارا شاہزادہ قہار فیلزور بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ملکہ بران پر عاشق ہو
نکلا جسدن سے وطن چھوٹا آرام نہ ملا جنگلون مین مارا مارا پھرا کوئی نقابدار زنگینہ پوش تھا اُنکے ہاتھ سے انکے باپ مارے گئے آج
تین نقابدار ایک ساحرہ حسین ملکہ مدہوش نے اسطرح مخفی سحر کیا کہ ان سب کو پکڑ لیا ایک خیمے مین سب قید ہین نہین معلوم یہ
تینون نقابدار کون ہین ساحرہ کو تو یہ پتا ایک مقام پر خدائی کرتی تھی ان جوانون کی مددگار بنکے نکلی ہی انھین کے واسطے میدان
خونی کی تیاری ہو رہی ہی صبح ہوتے ہی سب قتل کیے جاوینگے ہمارے آقا بر سر طلسم نور افشان لشکر کشی کرکے اپنا جاہ و جلال
بڑھاوینگے شاپور یہ سنکر الگ ہوا کلیجہ منھ کو آگیا جابجا یہی حال سنا بشکل خدمتگار دربار مین آیا دیکھا مدہوش بیٹھی ہی قہار مقام صدر
پر اوہام دمبدم آتا ہی حال کہا جاتا ہی کہ آقا دارین استادہ ہوگئین مدہوش کہتی ہی اے اوہام جب انکسیہ ہونگے جلدی کرو جاہ و جلال
بڑھیگا اگر ان لوگون نے رہائی پائی تمھارے واسطے خرابی ہی اوہام کہتا ہی اے ملکۂ عالم اگر اب حضور بھی مشغول ہون مین مانون ایک حکم آپکا
بجا لانی ہی اوہام باہر نکلا شاپور نے پہلے دیکھا تھا کہ سامنے لشکر کے ایک ٹیلہ ہی حقیقت انمین موجود ہین مگر سناٹا ہی کنارے آگ کے ایک برہمن
کی شکل بنکے بھبوت لگاتا ہو عیارون سے پوچھنا شروع کیا کہ مہتر اوہام کسکا نام ہی شاگردون نے آواز دی استاد صاحب برہمن کیا کہتے ہین

اوہام قریب آیا برہمن نے کہا ای مہتر مین بچپن سے سامری و جمشید کا پوجا کرتا ہون اب یہ شرف حاصل ہوا کہ جس شوالے مین جاتا ہون کو دیوریان و دکھوریان ترکاری ساتھ حقہ کومتی مین اُسی مین بسر کرتا ہون ایک لمحہ مہلت نہین وہ سامنے جو شوالہ ہے مین پوجا کرنے گیا لات و منات اکیلے بیٹھے تھے سجدہ کر کے مین نے اپنی خوراک مانگی چھت سے شوالے کی ایک کاغذ گرا آواز دی ای برہمن یہ کاغذ مہتر اوہام کو دیکر چلے آؤ تمھاری بھی عمر بڑھائی گئی اب تم راجہ ہو جاؤگے مین وہ کاغذ لایا ہون اوہام نے کہا لائیے برہمن کاغذ دیکر بھاگ گیا ہر چند اوہام نے کہا دیوتا ٹھہرو مین ہمراہ چلون اسکے مطلب سے مواقف ہون جواب باتین لیا دون برہمن نے پلٹ کے جواب دیا مجھے جو حضور کا حکم تھا مین بجا لایا اب تمھین اختیار ہے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ کاغذ ملکہ مدہوش و قمار کے سامنے پڑھنا اوہام کانپتا ہوا کاغذ کو آنکھون سے لگاتا ہوا اُس کاغذ مین خوشبو ہے کہ دماغ جان معطر ہوا جاتا ہے دل تسکین پاتا ہے دربار مین قمار کے آیا کہا حضور نیا معرکہ گذرا ایک برہمن یہ کاغذ دیکے چلا گیا معلوم ہوتا ہے قدرت لات و منات کا ظہور ہے خود بخود قلب کو سرور ہے مدہوش نے وہ کاغذ لیا آنکھون سے لگایا سر پر رکھا خوشبو سے مست ہو گئی کہا ای قمار اس کاغذ کو دیکھکر روح کو راحت ہوئی قلب کو قوت ہوئی مقبول سامری و جمشید ہوئی یہ کہکے کاغذ کھولا دیکھا خط سبز مرقوم ہے ای مدہوش منم خداوند لات و منات آج ایسا کام کیا تو نے کہ دشمنون کو گرفتار کیا اس شوالہ مین ہم تشریف رکھتے ہین قمار کو لیکر جلد آؤ ہم تیرے ساتھ بڑا سلوک کرینگے ای مدہوش جو آرزو ہے ہو چکی مگر خبردار قتل مسلمانان مین تاخیر کرنا اب قمار کو صاحبقران بنائینگے تیرا مرتبہ دامہ وش سے زیادہ بڑھائینگے مدہوش جھومنے لگی کہا ای قمار جو مین بھی تھی وہ ظاہر ہوا قدرت خود تشریف لائے مین جلد چل اوہام سے کہا تم لشکر کا انتظام کرو مین اسکو لیجا کر دیکھون قمار بھی خوشی خوشی اٹھا دونون کو نشہ شراب و غرور شباب زن و شوہر بارگاہ سے نکلے اب لشکر مین بھی یہ بات مشہور ہو گئی کہ ظہور قدرت خداوند ہوا ایک برہمن کاغذ دیکر چلا گیا اس شوالے مین دن کو سناٹا رہتا ہے مگر رات کو قدرت آتے ہونگے خوشبو آ رہی ہے قمار مدہوش یہ باتین کرتے ہوئے قریب شوالے کے پہونچے کہ اسطرح کی خوشبو آئی معلوم ہوتا تھا ہزارہا نافہ مشک کھل گیا صحرا اُسی عطر سے مثال دنیا خطا ہے شوالے کی روشنی معلوم ہوتی ہے قریب آکر دیکھا ایک [illegible] گنبد بڑا روشن ہے بت خانے مین نہ انسان نہ حیوان مدہوش نے بڑھکر سجدہ کیا ایک بت کے قدمون پر سر رکھکر آواز دی یا خداوند لونڈی غلام حاضر ہین ہر وقت یہی قصد ہے کہ مذہب جد و آبا کو روشن کرین مسلمانون کا کوئی نام نہ لے اب لونڈی نے ساٹھ ہزار آدمی اسی مذہب والے گرفتار کیے یہ کہہ رہی تھی گونجے شوالے کے آواز آئی او مدہوش آج آسمان پر تو نے دو سو خداوند مجمع مین تیری تعریفین ہو رہی ہین یہی ہنگامہ ہے کہ مدہوش جادو ہماری بندی خاص ہے ای مدہوش بقول شفیق لکھنوی اشعار

نظر آتا ہے عالم مین تماشا اُسکی قدرت کا	حرم مین دیر مین دشت و چمن مین کوہسارون مین
کوئی طالب ہے قدرت کا کوئی مشتاق صورت کا	جدھر دیکھو نظر آتا ہے جلوہ اُسکی قدرت کا

یہ آواز سنکر مدہوش مبہوت ہو گئی قمار کانپ رہا ہے کوئی صدا دینے والا ظاہر نہین معلوم ہوتا دیوار و در سے آواز آ رہی ہے مدہوش نے پھر سجدہ کیا عرض کی ای خداوند ترقی عمر و دولت چاہتی ہون ایک ہفتہ مین عالم کی گشت کر کے سب ممالک زیر نگین آباد کرون مسلمانون کا نام باقی نہ رہے آواز آئی ای مدہوش کیا یاد کرتی ہے پہلو مین دیکھ ایک شیشہ شراب کا ہمارے سامنے رکھا ہے اسکو اٹھا کر لیجا ایک پیالے مین ملوا دے جو پیئے گا ہزار ہزار برس کی عمر ہوگی یہ سنکر مدہوش نے لپک کے دیکھا حقیقت مین شیشہ شراب کا مملو از شراب ناب وہ خوشبو ہے کہ شیشہ سے نکل آتی ہے مین روح لذت اٹھاتی ہے مدہوش نے اٹھا کر شیشہ کلیجے سے لگا لیا قمار نے کہا ای ملکہ ہم تم دونون اسکو پی لین گے تو ہزار برس کی عمر ہو جائیگی مدہوش نے کہا لا بے ایمان ہزار سال کیا کم ہوتے ہین دس برس مین تمام عالم کو لات و منات پرست کرونگی خلاف حکم خداوند مناسب نہین ہے خداوند کے نزدیک غریب امیر سب برابر ہین جو ارشاد ہوا ہے اسکو بجا لاؤ سب کو پلواؤ ایسا نہو تاثیر مٹ جائے [illegible]

چپکے چپکے باتین کر رہے ہین کہ آواز آئی او قہار بے ایمان اپنی زندگی چاہتا ہی کہ جتنے بندے ساتھ ہین سب ہماری بارگاہ مین مقبول
ہین سب کو سعادت حصول ہین خبردار ایک ایک جام سب کو بھیجنا عدہوش نے شاہ قہار کو کہنا اسے اپنے دل کو صاف کر اپنے مقام پر
انصاف کر پس سب تیرے رفیق مہربان ہو نگے جب انکی موت نہو گی کون مار سکیگا ملک کے ملک تباہ کر دو نگی اب مین چلکر اپنے خونریزان و
کو بلاؤنگی تا بہ بنگالہ جاؤنگی عنظلی آباد خوب آباد ہو گا مین یہ عرض کرونگی کہ یا خداوند میرے بزرگون کو زندہ کر دیجیے یقین کہ
یہ دعا قبول ہو عدہوش و قہار خوشی خوشی چلے آتے تھے مین ایک نخل کے قریب پہونچے تھے کہ آواز آئی او عدہوش ہم تیری نیت سے
آگاہ ہوئے مالک بن زر و دہشت کو بھی زندہ کر دینگے دمامہ و شمشیر کو بلا دینگے جو تیرے دل مین ہی وہ ہمارے آب و گل مین ہی
چار جگہ پر عدہوش نے یہی آوازین سنین پیچھے سے قہار نے کہا دیکھی آواز آئی عدہوش کا اعتقاد بڑھتا جاتا ہی آخر مین آواز آئی
کہ خبردار ہمارے کل بندون کو پلا کسی کو محروم نہ رکھنا ان سب پر قدرت مہربان ہی تیری بہبودی کے سامان ہین جنت مین فرق
نہ آئے عدہوش شیشہ کو مثل دل کے پہلو مین چھپائے ہوئے لشکر مین آئی سب سے پہلے او ہام کو بلا کہا کہو ملکہ کیا طلوع ہوا امداد کی
نے کہا اب ہزار سال تک تو نہ مروگے لشکر مین آواز دیدو سب آ کر جمع ہون او ہام نے حال پوچھا قہار نے سب کیفیت بیان کی
یہ بھی کہا ہر مقام پر یہی آواز آئی ہی کہ نیت کو خراب کرنا او ہام نے کہا خداوند کے سامنے سب برابر ہین میرا ابھی یہی قول ہی کہ سانس
تک باقی نہ رہے سب لشکر اسکا مستحق ہی انکا بھی حق ہی وطن سے چھوٹے آوارہ پھر رہے ہین او ہام مارے خوشی کے پھول گیا
جبتک عدہوش دربار مین پہونچے اسنے بڑا پیالہ شراب کا بڑے بڑے پیالے بارگاہ مین حاضر کیے سب کو لشکر مین بھی ہاتھ تھا
کہ چلکر شراب پیو یہ سنتے ہی سب دوڑے آ کر جمع ہوئے کوئی اپنے بڈھے باپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آتا ہی پکار رہا ہی کہ حضور پہلے میرے
باپ کی عمر بڑھائیے جام پلائیے یہ بڈھے خوب لڑینگے بڑا ہنگامہ ہوا اگر شور قیامت برپا ہی قید خانے مین مہران جوان بخت و
ضیغم و سرو سہی قید سلسل و مطوق ہین تینون عیار بھی قید ہین ملکہ سوسن گلعذار اپنی غفلت پر محجوب اپنے سر جھکا لیا در یہی
ایکبارگی ہنگامہ ہوا دیکھا نگہبان بھی بھاگے جاتے ہین ضیغم نے پوچھا کہ یارو آج کیا ہی کا ہے کا ہنگامہ ہی جواب دیا آج شراب حیات
دیرینے ملی اب سب کو تقسیم ہو رہی ہی ملکہ کی فیاضی کہ پہلے غریبون کو تقسیم ہو رہی ہی ہزار برس کی عمر بڑھ جاویگی نگہبانون نے
جو یہ بیان کیا تینون عیارون نے کہا خدا انجام بخیر کرے خاص یہ طریقہ عیاری معلوم ہوتا ہی شاہ پور بلائے روزگار ہی
تحور دو ماں مہتر مہتران مشہور ہی خواجہ نے سب کو تعلیم کر دیا خانہ دل خزانہ عیاری سے بھر دیا دیکھیے اب حوال کھلیگا ملکہ
سوسن نے کہا تم بھی تو نہ جدا ہو گئے ہمارے ساتھ جتنے عیار ہون نے کہا حضور یہ عیاری بلا کی ہی ہم سے نہ تدبیر ہوئی دم
عیار کہنہ جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ خوب رنگ جمایا عقل سے ہم عرض کرتے ہین آئندہ خدا جانے پہلے برہمن بنکے کاغذ دیا خوب
رنگ جمالیا وہ بھی پیچھے کھڑے ہو نگے ضیغم نے جواب دیا ہمارے دل مین نہین آتا خدا ایسا ہی کرے اگر احسان سے تاجزادے کے غذا
بجائے قید خانے مین تو یہ باتین ہین یہان شراب چل رہی ہی سیان او ہام ہر ایک کو جام دے رہے ہین منہ پھیر کے خود بھی پیتے
ہین دل مین یہی شمار ہی کہ میری عمر دو ہزار برس کی ہو اپنے آقا کو دینے کا قصد کرتا ہی قہار کہتا ہی مین نہ پیونگا قدرت نے تاکید کی ہی
بقول شیخ سعدی مصرع رعیت چو بیخ است سلطان درخت ۔ یہ مجھے کئی مرتبہ تاکید ہو چکی ہی رعایا پروری کا ہمیشہ خیال رکھنگا
پھر او ہام نے ہر مرتبہ قدرت نے آواز دی ہر مرتبہ یہی تاکید تھی سب ساتھ والے مقبول بارگاہ خداوند ہین او ہام بجا بجا کر شراب
تقسیم کر رہا ہی جو باہر جاتا ہی گر کر لوٹتا ہی بعض خاموش صاحبان ربط و ضبط کا جو سر پھرا پاؤن رکے گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھنے لگے
سمجھے یہ بھی گردش آسمان ہی پاؤن رک گئے سر پھرنے لگا کھڑے ہو کر چار جانب دیکھا درخت پر نگاہ پڑی معلوم ہوا اژدہا
آتا ہی پا سے لیکے بھاگے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے اسطرح جا بجا ہنگامے برپا ہین گر گر کے بیہوش ہو رہے ہین کہین جولی بیزار
جلتی ہی کہین آہ کہین واہ ہزارہا بیہوش ہین یہ خبر بھی قہار نے سنی کہا شراب حیات کی تاثیر ہوگی کچھ ہو عمر بڑھے جس شی مین

یہ تاثیر ہو سختی بھی قبول کرینگے بعد رنج کے راحت ہے اگر گرے چوٹ لگی کیا نقصان ہے قدرت کا ہر طرح احسان ہے اور وہام نے خوش
کی اب کوئی باقی نہین رہا مدہوش نے سب سے بڑا جام چھپا نا کہتی جاتی ہے ای قمار تیری زندگی سے میری زندگی ہے قمار
نے جام ہاتھ مین کیا ایک ہی سانس مین پی گیا قمار نے پھر کر مدہوش کو دیا اسنے خوشی خوشی پیا جب دونون عاشق معشوق
بھی پی چکے اب تو رنگ محفل دگرگون کنیزین بھی مبہوت ہو رہی ہین آپس مین تکرار ہر خرد و کلان بیقرار ایک کو ایک برا
جانتی ہے کوئی کہتی ہے دریا آیا کوئی کہتی ہے صحرا دکھلائی دیتا ہے کوئی کہے اُٹھتی ہے آپ ہی بگڑتی ہے قمار جو اُٹھا پکارتا ہے
میری معشوقہ کہان ہے ارے او وہام جواب نہین دیتا او وہام نے بکا رکے کہا مین تو بولا مگر آپ نہین سُنتے دیکھیے لبالب
نظر دیر کیا ہوا اب کان ہوے دیکھیے آپکی مونچھ مین پرچہ بندھا ہے داڑھی مونچھین نہ دارد قمار نے او وہام کو للکارا باہر
نکل کے دیکھا لاشہ مدہوش پڑا ہے اب تو سبت رو یا کہا کیون او وہام ساربان زادہ عمرو یہان کیونکر آیا ہائے یہ بھی نہ
ہوئی اب ایسی مہربان کہان ملیگی معشوقہ کیسی مادر مہربان کا فرا تھا میرے ساتھ کیا احسان گیا میرا مطلب دلی بھی نہ ہوا
ہوا لیکن وہ بچا اگر قاتل مدہوش کو نہ پایا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا او وہام نے کہا حضور آپ ہی دورے گئے
شراب لے آئے قمار نے کہا پہلے تو ہی نے فقرہ چھوڑا ہمین کو نہ بچا نا اس عیار نے تیر کے چونا لگایا او وہام سرنگون تھا
کا کلیجہ خون لشکر مین تلاطم ہے ہر ایک کے ہوش و حواس باختہ کہ یہ کیا ستم ہو گیا او وہام نے کہا حضور یہ کام عیار ایرج
کا ہے میرے بھی کان کاٹے ملکہ کو مار کر نکل گیا قیدیان بلا کو چھڑا لیگیا بڑا داغ دیگیا حضور لشکر درست کرین مین جان
دونگا مگر ایرج کو گرفتار کرکے لاؤنگا قمار نے کہا مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو نے بڑا دھوکا کھایا ہر چند سمجھایا او وہام نے
نہ مانا یہاننے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر ایرج کے چلا یہ تو سن چکا تھا زبانی شاگردون کی معلوم ہوا تھا کہ لشکر
ایرج فلان مقام پر فروکش ہے مجھے مین بیقرار واسطے مدہوش کے انکبار قمار سے کہ گیا آپ لشکر کو تیار رکھیں مین
خبر کو لاتا ہون صحرا مین آکر ایک درخت پر چڑھا دیکھا لشکر ایرج ایک صحرا مین اترا ہے آج لشکر مین سامان بدرشنی ہو رہا ہے جا بجا
ناچ ہو رہا ہے شکل فقیر بہ جبیر لشکر مین آیا کسی سے پوچھا بابا آج جشن کیسا ہے کسی دوکاندار نے کہا آج ہمارے آقا کو بڑی
خوشی ہے ایک ساحرہ نے انکے عزیزون کو گرفتار کیا تھا مہتر شاپور نے جاکر اسکو مارا وہ شاہزادے رہا ہوئے اسی کا جشن
ہے آنکو سبب کچھ پتا کہا نا سکار سے معتبر ہر جا بیگا دھونی لگا کے یہان بیسے دل مین کہتا ہے ای او وہام شاپور نے مدہوش
کو مارا پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا اسوقت پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا تھا جمال بے مثال ایرج کو دیکھا ہیچ لیکن وہ شاگرد شہزادہ
صف شکن ناچ ہو رہا ہے ایک رقاصہ یہ غزل گا رہی ہے غزل

آئینہ آنکھون مین چھپکر بیٹھیے
نور کے پردونکے اندر بیٹھیے
ابکی جسدن آئیے در پر بیٹھیے
ہوکے آئینے خاک ہوکر بیٹھیے
بزم جانان سے اُٹھاتے ہین رقیب
دل مین تھا بو قصد اب کر بیٹھیے
یہ ارادہ ہے کسی کے شیر کا
سینے مین دل کے برابر بیٹھیے
بیخودی کہتی ہے بزم یار مین
چلیے اب محفل کے باہر بیٹھیے
منتظر ری اتنی فرصت بھی تو دیجیے
ہم نشین کے پاس کیونکر بیٹھیے
دل نہین پہلو مین اب کہتے ہین کون
آئیے میرے برابر بیٹھیے
ہاتھ میرے رخصت نہ وقت واپسین
دم نکل لے اور دم بھر بیٹھیے
ڈھونڈھیے اسکو ملے عہد جلال
پاس بولی یا بیٹھکر بیٹھیے

محفل مین رنگ جما ہوا ہے ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے ساقیان خوشخو معشوقان من بو جمع ہین اپنے مصروف تماشا ہین مشغول
عیش سب افسر او وہام چلگیا خیال آیا کہ ہمارے لشکر مین مصیبت اور یہان سامان عشرت اب خدمتگاری شکل بنکے ستون کی آڑ مین
کھڑا ہوا دو پہر رات رہے ایرج نے دربار برخاست کیا خدمتگارون مین ملکر او وہام بھی بیلا جب ایرج اپنی آرامگاہ مین آ بیٹھے
دسترخوان بچھایا بچھا زیر دکل نصیب رہا جب ایرج بیتاب ہو گئے خدمتگار تپائی پر آگئے شتابی ہوا او وہام نے زیر دکل سے
پروانہ بیہوشی کے شمع ہاے موی دکانوری پر پھینکے دھوان اسکا بلند ہوا بارگاہ مین تھا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اسوقت

یہ ملعون نکلا ایرج کو بیہوش کرکے باغیچے کے آیا اب اسنے پشتارہ باندھا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے شاپور شیر دل طلایہ پر موجود
تھا دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش جاتا ہے اسنے آواز دی کون جاتا ہے اوہام طرف صحرا کے بھاگا شاپور بدحواس بارگاہ ایرج
مین آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین پلنگ ایرج کا خالی گھبرا گیا غل مچایا اٹھا یارو غضب ہوا عیار قہار کا آقا کو لیگیا مین ابھی
جاکر لاتا ہون نیلم وغیرہ نے کہا ہم سب چلین شاپور نے کہا کسی کا کام نہین آپ لشکر سے ہوشیار رہین یہ کہکے بانہائے عیاری سے
آراستہ ہوکر بھاگا قہار فراق مین مدہوش کے رات بھر جاگا ہے سردار سب جمع ہین کہ رہا ہے کہ مین نے اوہام کو بھیجا ہے اگر
خالی آئیگا قتل کرونگا اگر ایرج کو لایا فوراً حکم قتل دونگا جابجا حاضر رہین یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے اوہام پشتارہ بدوش آتا ہے
مگر گھبرایا ہوا دور سے آواز دی شہریار سردار کو تو مین لایا مگر عیار میرے تعاقب مین آتا ہے قہار کھڑا ہو گیا وسط لشکر مین اوہام
پہونچا تھا کہ شاپور کے نعرے کی آواز آئی صدا دی او مکار کہان جاتا ہے مثل برق قریب اوہام کے آیا اوہام کو بھاگنا مشکل ہوا
جلدی مین پشتارہ اسنے زمین پر رکھا شاپور نے لگا سب سپاہی دیکھ رہے ہین جیسے ہی اوہام نے ہاتھ مارا شاپور نے پیترا بدلا
تلوار خالی گئی اوہام جھکا اوپر سے شاپور نے ہاتھ مارا اوہام کے دو ٹکڑے ہوئے جھپٹکر پشتارہ ایرج کا اپنی پشت پر لیا دو چار
شاگردون کو مارکے کسی کے پانون قلم کیے کسی کا ہاتھ اڑا دیا آواز دی او قہار اپنے آقا کو ہم لیے جاتے ہین جسکو روکنا ہو روک لے
تیری قضا بھی قریب ہے ہمارے آقا کا حکم نہ تھا جب مدہوش کو قتل کیا تھا تیرا ابھی سر کاٹ لیتے مہلت نہ دیتے مگر خدا صاحبقران
کو سلامت رکھے ہم سب نے اقرار کرلیا ہے کہ سردار و تاجدار کو غفلت مین قتل نہ کرینگے ہم اسی حکم کے پابند ہین تو نے نامردی سے
حکم دیا تیرا عیار جاکر چرا لایا اسی منھ پر دعوی جرأت اگر جسدن سامنا پڑیگا یہ شیر تجھکو قتل کریگا یہ کہتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا
نکل گیا ہر چند قہار نے غل مچایا کہ یارو لینا یہ جانے نہ پائے کوئی بخوف جان قریب شاپور نہ گیا چشمزدن مین نظرون سے
ناپدید ہوا تیغہ چمکاتا ہوا مثل برق جہندہ پشتارہ بدوش جاتا ہے یہان قہار لاشہ اوہام پر آیا بہت رویا سر جھکا کے بیٹھا کہتا تھا
یارو مجھپر کیسی مصیبت پڑی باپ وہان مارا گیا معشوقہ یون قتل ہوئی ایک رفیق شفیق یون قتل ہوا اب مین کیا کرون پنڈت حاضر تھے
کہا حضور آپ نے ہملوگون سے بات کرنا موقوف کردی بی مدہوش جسدن سے آئین ساعت کا دریافت کرنا معطل ہوا اختلاف
ساعت آپ قصد کرتے ہین ستارے کی گردش دوستون کے مقتل کی کوشش ہمارے سامنے کسی کی کیا ضرورت ہے آپ طلسم چلیے
ہم لوگ قوم کے پنڈت ستارہ شناس جو حکم دین کیا مجال جو پٹ پڑے پوتھیون مین منتر جنتر بھی موجود ہین آگے لڑائی پر بھیجینگے ہم
جاپ کرینگے کیا مجال جو آپ خالی بیٹھین مدہوش پر ایسے مغرور ہوئے تھے جیسے انھون نے دشمنون کو گرفتار کیا تھا ہماری
رائے بھی شریک ہوتی قتل شتنان مین فرق نہ پڑتا اب ہم عرض کرتے ہین ہماری رہبری پر کام کیجیے طلسم نور افشان چلئے کچھ ترکاد
سحر عیاری کا کیا اسمین کام ہے اب قہار کا کوئی صلاح دینے والا نہ رہا پنڈتون نے ایسی زبان درازی کی کہ یہ مبہوت ہوگیا
اسی وقت لشکر آراستہ کرکے طرف طلسم نور افشان کے چل نکلا یہان شاپور پشتارہ ایرج کا لیکر لشکر مین آیا سب سرداران
نامی اسی حج مین تھے سب کا قصد تھا کہ اگر شاپور کو دیر ہو جاہرین جان دین مگر اپنے آقا کو چھڑا لین گھوڑے و مرکب پر سوار
ہو ہوکر کنارے تک آئے تھے کہ سامنے سے شاپور دکھائی دیا سب نے آواز دی کہ ای برادر آقا کو لائے شاپور نے خوش
ہوکر آواز دی اس عیار کو مارا اپنے آقا کو لایا دربار مین لیکر پہونچا دنگل پر بٹھا کے ہوشیار کیا سب کیفیت ایرج نے سنی
غصہ آیا کہا ای شاپور لشکر ابھی تیار کرو مین اس ملعون کو دربار مین گھسکر مارونگا اسنے بڑا غضب کیا تھا مجھپر دست انداز ہوا
نیا مکر آغاز ہوا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا گرہ بن اشقر پر سوار ہوئے طرف لشکر قہار کے چلے جہان اسکا لشکر فرودگش تھا وہان
آکر بہو کچھ سناٹا پایا دہقانیون سے دریافت کیا انھون نے بیان کردیا کہ وہ لوگ کوچ کرکے گئے ایرج تو آگے پیچھے چلے گئے قہار
کا حال عرض کیا جاتا ہے کہ منزلین طے کرتا ہوا یہ آتا ہے پنڈتون کی رائے پر کوچ و مقام کا پابند ہے چندن مین ایک قریہ کے سامنے پہونچا

لشکر اُترنے لگا ایک زمیندار آیا اُسنے آکر کہا یہان نہ اُتریے یہ بادشاہ طلسم نور افشان کے خراج گذار ہین اُنکا حکم نہین کہ یہان
کوئی اُترے قہار نے زمیندار کو جو تنہا پایا کہا کچھ دیوانہ ہی صحرا مین کسکی شمار کی ہی زمیندار نے کہا دیکھو صاحب چلے جاؤ ہم نے
سمجھا دیا یہ کہکے مکان مین چلا گیا قہار نے بارگاہ استادہ کرائی لشکر اُترا بندون سے پوچھا کے بجے کہا شام قریب ہی کنارے
لشکر کے کھڑے ہو کر سیر کیجیے کچھ سہری ہوگی قہار بیرون بارگاہ آیا درخت چنار سامنے تھا اُسپر سے آواز آئی او بیوقوف تجھکو ہمارے
افسر نے سمجھایا تجھکو یہ خیال نہ آیا لشکر کو یہان اُتارا اب بھی خیر ہی کہ لشکر کو اُٹھا لیجا اور یہان رہنے کا ارادہ نہ کر شب کو اس
جنگل مین روشنی رہتی ہی ہمارے مالک یہان آتے ہین جلسہ ناچ و رنگ کا ہوتا ہی تیرے آنے سے سراسر تکلیف ہوگی جلد لشکر کو
اُٹھا ورنہ خرابی ہوگی قہار نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک زن سیاہ فام نخل سے اُترتی ہوئی آتی ہی قہار ہنسا کہا او عورت تیری شامت
آئی ہی اب رات کو ہم کہان جائین اُسنے کہا تیری قضا لائی ہی یہ مقام ہوائی طلسم نور افشان ہی کسکی مجال ہی کہ یہان بے ادبی
کرے گنوارون کا جلسہ ہماری یہ کیسی ہوئی جیسے قریب آئی کلمات سخت جو کہے قہار کو غصہ آیا ہاتھ تھام کے ایک طمانچہ مارا اُسکا
کا سر اُڑ گیا جیسے ہی لاشہ تھرا کے گرا ایک آندھی سی اُٹھی ایک طمانچہ منھ پر پڑا چرخ کھا کے زمین پر گرا سارا لشکر تلاطم مین پڑگیا
وہ آندھی چلی کہ سب لشکر اُڑے جاتے تھے کوئی دو کوس پر گرا کوئی چار کوس پر پہونچا خیمے بارگاہ مین مثل تنکے کے اُڑتی پھرتی
ہین کسی کے روکے نہین رکتین ہر چند طنابین کھینچتے ہین مگر ایسے زور و شور کی ہوا ہی کہ قدم نہین ٹکتے خیمون کے ساتھ فراش
بھی اُڑ گئے ان سب پر تو یہ گذری کوئی دو کوس پر جا کر ہوشیار ہوا روتا پیٹتا ایک جانب بھاگا کسی کہین منھ کہین ہنڈیا پتیلیان
بغلون مین دبائے ہوئے بھاگے جنگل مین چلے جاتے ہین مگر قہار کا حال سُنیے اسکی جو آنکھ کھلی اپنے کو دیکھا ننگا برہنہ ایک
لنگوٹی بندھی ہوئی کپڑا بدن پر نہین ہتھیار نہین معلوم کیا ہوئے ایک کنارے دریا کے اپنے کو پایا گھبرا کے چہار جانب دیکھتا ہی
مگر لشکر کا پتا نہین یا تو اتنا بڑا لشکر اُترا تھا یا بالکل سناٹا ہی آدمی کا نام و نشان نہین اپنے کو دیکھتا ہی سلاح غدار و لباس بالکل
نتھا اور صرف ایک لنگوٹی بندھی بدن پر تمام خاک چہرہ سیاہ حال تباہ صورت جو اپنی دریا مین دیکھی معلوم ہوتا ہی کوئی فرد ور
کھڑا ہی اپنے حال پر رونے لگا دو دو ہاتھ اُچھلتا ہی گر گر کے زمین پر گرتا ہی کبھی افسرون کا نام لیکے آواز دیتا ہی کہ یارو
کہان گئے میرا تاج و تخت کہان ہی مجھے تخت پر بٹھاؤ یارو میری مدد کو آؤ بھوک کے مارے عجب حال ہی ملحوظ خاطر ناظرین والا
مقام ہو کہ بندون کی ہدایت خلاف پڑی یہ چور دروازے کی جانب آیا یہ ہوائی طلسم ہی شہر یہان سے دور ہین صرف قریات مین اسکا
گذر ہوا پیران جادو بیان کا حاکم تھا یہی شعبدہ اسکے واسطے کافی ہو گیا تین دن اس صحراے ہول خیز مین گذرے نہین
سے دانہ نہین ملا جنگل وہ ہی کہ نخل ثمردار نہین پتے بھی ندارد شاخین خود ہاتھ پھیلاتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ دعائین کر رہی
ہین کہ اے باغبان قضا و قدر ہمکو برگ و ثمر عطا کر ان سے کیا کسی کو پھل ملے کیونکر غنچہ کھلے تیسرے دن جب بھوک سے حال
ابتر ہوا ایک جانب چل نکلا کوس بھر راستہ طی کیا تھا دیکھا ایک دھوبن مع لڑکے ساتھ گدھے پر لادی کپڑون کی لدی ہوئی چلی
آتی ہی لڑکے رو رہے ہین دھوبن لڑکون کو بہکے بہلاتی ہی کہ ارے کیون روتے ہو باپ تمہارا گھاٹ سے غائب ہوا بقول شخصے دھوبی
کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا دیکھو تلاش کرتی ہون روٹی لیکے آئی تھی بھوکا پیاسا کہین مرتا ہوگا اُس دھوبن کی نگاہ قہار پر پڑی
یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ اے دھنو کے باپ مین تین دن سے تیری جان کو کلپ رہی ہون آج تیری خوب گت کرونگی ننگا پھر رہا ہی کیون
او ننگ خاندان یہ لڑکے تیری جان کو روتے ہین بابو بابو کہکے بلک رہے ہین تین دن سے کپڑے سب مین نے دھو کے گھاٹ
پر لگے پلٹ جاتی ہون یہ کہکے قریب آئی دو گھونسے مارے بچے پکڑ لیے قہار لاکھ زور کرتا ہی کچھ زور نہین چلتا ہی تینون لڑکے
باپ باپ کہکے لپٹ گئے یہ کہتا ہی او حرامزادی کیا بکتی ہی مین قہار فیلزور شاہزادہ اقلیم سیاہ پوشان جسکو دھنو کا باپ بتاتی ہی جب
دھوبن نے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھی دو انگلیان گلّون مین ڈالکے کہا کیون او بیحیا تیرے کلے چیر ڈالون آج تو نئی بات بولا

اپنا بڑا نام بھولا ابھی تیرا باپ میرا سسر لکھن چودھری زندہ ہے نہایت میں بیجلو گی سب مجھکو دھنوا کہکے پکارینگے میں بادشاہ اقلیم
سیاہ پوشان کہاں ہوں میں تجھکو گھر میں باندھونگی سوندن میں ڈالدونگی ہنوز کہ دھنوا کہاں بھاگ گیا تھا اگر صاحب نے
مجھسے کہا تھا جنگل میں گدھا چران ہوگا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئی ہر چند قمار نے چاہا پیچ کرکے نکلوں کوئی توڑ جوڑ
یاد نہ آیا دھوبن چھاتی پر چڑھی مار رہی ہے بھوک سے عجیب حال ہے آخر گھبراکر کہا ارے بھوک کے مارے مرتا ہوں دھوبن نے
کہا او بھیا تین دن سے روٹی رکھی ہے چل میں اسکی پتلی پیسوں کہاے وال توشہ گئی کتے کو کھلادی اب قمار ساتھ ہو لیا
دو چار قدم چلے تھے دو چار دھوبی اور ملے انھوں نے دیکھتے ہی کہا ارے دھنوا کئی دن سے کہاں تھا بڑا تنگ دل ہو
کے تیرے رونے میں ہو رہی ڈھونڈھتی پھرتی ہے آج جو ملا تو جورو سے لڑتا ہے تو بڑا نصیبہ ور ہے تیری جورو نے عجب طور سے بسر
کی ہے ایک کالے سر کا نہیں چھوڑا کسی سے منھ نہیں موڑا اب چلے سے جا بیچے لاتی ہے تجھکو کھلاتی ہے قمار خاموش دل میں کہتا ہے
میں ان سب سے کیونکر کہوں کہ میں بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان ہوں بھوک کے مارے اتنی طاقت نہیں کہ اس عورت سے
کشتی لڑتا پسلی میں درد ہو رہا ہے خیر چلو روٹی تو کھالینگے گھاٹ پر اسکے ساتھ کپڑے دھویا کرینگے سارا گاؤں یہی کہتا ہے جو لات
ومنات کے نزدیک بہتر ہو اب دھوبی ان کے ہمراہ سیر کریں دھوبن کے ساتھ چلا دھوبن بڑبڑاتی ہوئی گدھے کو چھوڑ دیا لادی اُسکے
سر پر رکھدی لڑکے انگلی پکڑے ہوے اس شان سے گاؤں میں آئے سب گاؤں والے یہی کہتے ہوے دوڑے ارے کئی دن سے
تو کہاں تھا سب میلے کپڑے گھر میں پڑے ہیں تو کہاں بھاگ جاتا ہے سب طرف سے یہی پکار ہے یہ دیوانہ وار وحشی مثال کسی کو جواب
نہیں دیتا ایک مقام پر دیکھا دو ہیلڑا چھپر پڑا ہے اسمیں ایک طرف چولھا اسپر کالی کالی ہنڈیاں چھپر سب سیاہ ہو رہا ہے قمار
کے واسطے روٹی لائی باجرے کی روٹی پکی ہوئی اسپر ایک گڑ کی ڈلی جلدی سے اُسنے جیسی تیسی کہاے کہا قمار کو بعد مدت کے
یہ نعمت ملی خوب پیٹ بھر کے کھایا گھر کا کام کاج کرنے لگا گدھوں کو کھونٹوں میں باندھا عورت نے کہا سوندن کر ڈال کپڑے
کئی دن سے پڑے ہیں قمار ناچار سوندن کرنے لگا ذرا دیر کا دھوبن نے پیچھے پڑکے دو چار تھپڑ گھونسے مار دیے بات بات میں اسکو
گالیاں دیتی ہے عجب مصیبت میں جان پڑی دن بھر تو یوں کٹا دھوبن نے ماش کی کھچڑی پکائی تھی تھالی میں نکالی لڑکے بھی
بیٹھے قمار جو کھانے لگا دھوبن نے ایک لات ماری کہا او بھیا مجھے نہیں بلاتا آپ کھانے لگا جسطرح کہیں سے لاتا ہے گھر میں
لاتی ہوں تجھکو کھلاتی ہوں ان بچوں کا ملنا مشکل ہے ان لڑکوں کا پیدا ہونا باعث نقصان ہے گا نمک جوان کے طالب میں
اب میں جوانی کہاں سے لاؤں قمار ان باتوں کو سن کے کباب ہوا جاتا ہے مگر کچھ زور نہیں چلتا جب وہ ہاتھ تھام لیتی ہے
قمار مجھے چھڑا نہیں سکتا حیران ہے کہ زور کیا ہوا میں نے بڑے بڑے پہلوان سر میدان زیر کیے اس شکل دھوبن پر زور نہیں چلتا
مجھکو کیا ہوگیا اس مصیبت میں کھانے سے فراغت ہوئی ایک مٹی کی کنڈلیا میں پانی رکھدیا اسمیں بھپھوندی لگی ہوئی ناچار
وہی پانی پیا آبرو پر سنگی پناہ پانی دشوار مجبور ولاچار کبھی دریاے غیرت جوش مارتا ہے مگر بےبسی سے سرنگوں کلیجہ خون ایک
ٹوٹی سی چارپائی بچھی تھی ہاتھ قمار کا تھام لیا کہا او بھیا ابھی سے سونے کا ارادہ ہے وہ بات نہوگی میں ابھی سونے نہ دونگی
قمار اپنی جان سے بیزار گھبراکے جواب دیا ارے نالائق اب رات زیادہ آئی کل رات کو ہوگا دھوبن نے تنک کے کہا جان چھپاتا ہے
جبتک دو تین مرتبہ وہ بات نہوگی کیونکر چین پڑیگا دن تو اپنا گاؤں والوں میں بسر کرتی ہوں کسی سے منھ نہیں موڑتی
مگر اب ہر ایک جوان یہی کہتا ہے تجھسے مزا نہیں ملتا یہ چند حرامی نطفے پیدا ہوئے قیمت کم ہوئی مگر تو نہ گھبرا پرورش کرونگی مگر رات کو
کبھی سونے نہ دونگی اس بات سے روح کو راحت قلب میں قوت آنکھوں میں بصارت پیدا ہوتی ہے میں نے اس گاؤں میں کسی
جوان کو نہیں چھوڑا سیانا میرا نام لونڈوں کھدیڑ مشہور ہے لڑکوں سے بھی انکار نہیں اب قمار جو دل میں ارادہ کرتا ہے تو
خواہش بالکل نہیں جسم سے وہ بو بدبو آتی ہے کہ دماغ اُٹھا جاتا ہے دھوبن نے کہا او نامرد تیری دوا کروں یہ کہکے اٹھی سو مجھکو ور

گرنگی بولیان قہار کو کہلا مین ایسا مبہوت ہوا کہ دھوبن پر خود مبتلا مطلب ہونے لگا منکریا جب غصے مین آگئی ہو ارے جا چل
مانا نہیں تیری ہی باتو چھوڑ دے کا سوری جان لیے آج تو تو نے بڑی بیلی توڑ ڈالی ایسا کام کریگا تو مین تجھے زخمی رکھونگی گھر گرہستی
کا سب دھونی تجھے کہلا دونگی تیرا حوصلہ کا لونگی مثل بین کے تجھے بھی پالونگی جب قہار الگ ہو جاتا تو پھر جھگاتی ہو رات بھری دھما چوکڑی
ہوتی نہیں ری صبح کو منکریا آگمی باجرے کی روٹیان پکا مین جتنی بھی مین قہار کو اپنے ہاتھ سے کھلا دین گا ٹھونک کے کپڑے کسی کا لنگر یا
کسی کا پاجامہ دھوتا جو آدھ میلا دھوبن کا چھیلا ادہری سر پر لاد دی کہا گھاٹ پر جا دیکھ کپڑے دھونے مین گھات نہ کرنا
دوپہر کو بیٹا تیری استری آئیگی کھانا بھی لائیگی اب تجھے کوئی تکلیف نہ ہوگی قہار نے جو عذر کیا منکریا نے دو گھونسے مارے
کہا گدھے یہ تیرا ہی کام ہے قہار ہلک جاتا ہے کچھ زور نہیں چلتا حیران ہے کہ میرا زور کیا ہوا میرا لباس میرے ہتھیار کیا ہوگئے ایسی صورت
بدل کر سارا گاؤن دھوبی کہتا ہے اصلی صورت کون پہچانتا ہے ناچار روتا ہوا گھاٹ پر آیا لادی اتاری کپڑے دھونے لگا چھو چھو
کی آواز بلند ہے اسی حال مین اسکو ایک سال گذرا ایک لڑکا بھی پیدا ہوا اسکو گود مین لیکر گھاٹ پر آتا ہے ایک دن صبح کو جورو نے
آج گھاٹ پر نہ جانا چودھری کے گھر پنچایت ہے خبردار کہین ادھر ادھر نہ جانا ہم تم ساتھ چلینگے قہار نے جو اتنی مہلت پائی
اپنے گھر سے نکلا جنگل مین ایک نخل کے سایے مین بیٹھا اپنی حیرت پر چیخین مار کر رو دیا دیکھا ایک بڑھیا نہایت پیر زال کالی کلوٹی
صورت بلکہ کالی کی مورت آکر پہنچی قریب آکر سلام کیا کہا ای شاہزادے کیون روتا ہے قہار نڈھال ہو گیا کہا ای مادر مہربان تجھے
آن پہچانا شاہزادہ ہے سارا گاؤن مجھکو دھوبی کہتا ہے دھوبن نے مجھکو ایسا عاجز کیا ہے رات بھر فعل شنیع کراتی ہے دن کو مار مار کر
کپڑے دھلواتی ہے کاش مجھکو موت آجائے مہلت ملے بڑھیا نے کہا ای قہار تو نے غضب کیا بندون کی شراکت پر طلسم مین چلا آیا
مگر خیر جو نہیں تباہ ہوگیا یہان سے رہائی غیر ممکن ہے دھوبن تیری جان لیگی اگر مجھکو وصل سے شاد کرے تو مین اس بلا سے تجھکو نجات دون
قہار حیران ہو کر منھ دیکھنے لگا کہا تو تو مثل نانی کے ہے بڑھیا نے کہا ای فرزند عمر تیری یونہی گذر جائیگی تڑپ تڑپ کے مریگا مین تجھکو
ایسے بیرن بتا دونگی طلسم سے نکل جانا پھر بھی طلسم مین نہ آنا آخر قہار لاچار ہوا بڑھیا کے منھ مین بو آتی ہے سیاہ فام سن رسیدہ
بدن مین جھریان کھال جا بجا لٹکی ہوئی مگر کچھ نہ بن پڑا بکراہت بڑھیا سے وصل ہوا بڑھیا نے کہا سامنے جا ایک گڑھیا ہے اس مین
غوطہ مار گڑھیا کی خرابی پر نہ خیال کرنا جب غوطہ مار کے تو نکلے گا تیری صورت اصلی ہو جائیگی ایک حجرے مین پہونچیگا وہان
تیرا لباس و سلاح موجود ہے ایک سمت ایک چراغ روشن ہوگا اپنی ہتھیلی پر کاجل پارنا اسکو آنکھون مین لگانا اپنے مکان
تدبیر پہنچے دھوبن کے پاس جانا کاجل کی تاثیر سے اسکی نگاہ مین بھی معلوم ہوگا کہ میرا وہی دھوبی ہے بر وقت وصل گلا دبا دینا
مر جائیگی تیرے سے چھٹکارا سب لڑکے روتے ہوے دوڑینگے تو اندھیرے مین رہتا ہے تا نکل جانا یہ لڑکے کہا حال بہت طولانی ہے یہ کاغذ
مین تجھکو دیتی ہون جب دھوبن کے گھر سے نکل جائیگا سامنے مین اسی نخل کے آنا کاغذ کو ملاحظہ کرنا بموجب اسکی ہدایت کے کام کرنا
مگر فتح طلسم بہت مشکل ہے جان تیری اسیر ہو جائیگی تو نے وصل سے مجھکو سرفراز کیا مین نے تجھکو سب کچھ جو بیرن بتا دین یہ سب حال
کہکے بڑھیا تو چلی گئی قہار قریب گڑھیا کے آیا دیکھا پانی سیاہ بو سے بھرا ہے کسی جانب کنارا ہوا مر گیا ہے اسکی بھی بو آتی ہے
حیران کہ اس پانی مین کیونکر نہاؤن تو ایسا جان سے بیزار تھا سامری و جمشید کہکے پھاند پڑا وہ گڑھی ایسی معلوم ہوئی کہ دریا
ہے نہایت پریشان غوطہ مار کر سر نکالا حجرہ ملا اپنے لباس و سلاح بھی دیکھے جسم پر آراستہ کیے کاجل بھرا آنکھ مین لگایا تھا حجرے سے
نکلے جلد دیکھا منکریا بیٹھی پکار رہی ہے کہتی ہے ارے او نکھٹو پنچایت مین چلنے کی دیر ہوتی ہے کہان گیا تھا آج تو تیرے بغیر مین
قہار نے کچھ جواب نہ دیا اسی کے ساتھ پنچایت مین جا کر شریک ہوا دیکھا سب لوگ جمع ہین وہان کھانا بھی کھایا بھاجات ملے
دھوبن کے ساتھ مکان پر آیا وہ راہ سے لگاوٹ کرتی ہوئی آئی ہے اسکو بھی جلدی ہے کہ اس نکھٹو کو مارون دیکھیے اب یہان جو مخولان
بڑھیا میری رہبر تھی رات ہوئی دھوبن لنگا پھینک کے مثل کھٹی کے قہار سے لپٹی اسنے لپٹتے ہی اس زور سے گلا دبا یا کہ

کہ اسکی آنکھیں نکل آئیں گردن پکڑ کے کھینچی اُسکا مرنا مکان میں اندھیرا ہوا سب لڑکے روتے ہوئے دوڑے پکارتے تھے اے ظالم ہماری ماں کو کیوں مار ڈالا اتنے میں قمار نے تلوار کھینچی خاص جو لڑکا اُسکے صلب سے پیدا ہوا تھا دیکھا وہ تو بڑا پہلوان ہی لاٹھی کاندھے پر دوڑا ہوا چلا آتا ہی باہر نکل کر ایک لاٹھی ماری یقین تھا قمار کی کمر ٹوٹ گئی مگر ضبط کر کے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اور لڑکے سب دوڑے اُنکے بھی بڑے بڑے قد چاہتے ہیں لپٹ جائیں مگر قمار نے تلوار سے سب کو مارا اب اپنے کو زیر نخل پایا کاغذ بڑھیا کا دیا ہوا یاد آیا خیال کیا کہ یہی نوشتۂ تقدیر ہی جو سیاہی کی تدبیر تحریر ہی اُسکو کھولا جبی نوشتہ پایا کہ اے سرگشتۂ مصیبت و اے گرفتار دام حسرت انجام آفت بہران جادو شکل زمیندار آیا ہی جلد وہی کاجل آنکھوں میں لگا لے کہ وہ تجھکو پہلوان اوّل دیکھے اسی دھوکے سے اُسکو مارے مہلت نہ دینا اپنی مصیبت کا بدلا لینا اسکے بعد جو اس کاغذ میں مضمون نکلے موافق نوشتہ کام کرنا قمار روسیاہ نے پھر کاجل لگایا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک زمیندار وضع کا ٹٹو پر سوار پکارتا ہوا آتا ہی کیوں او خدا کے باپ تو آج منکر ہو گیا ہے کیوں بگڑا کیا گھات نہ جائیگا جو روپے اُڑا کر بہت پچھتائیگا وہ تیری مادر مہربان تجکو کیا جھکو خفقان ہی قمار نے کہا اب بزرگ میں میرے پاس آئیے تو حال بیان کروں وہ فاحشہ بڑی بدکار ہی اب تجھکو اُسکے چھوڑنے میں بڑی کوہی یہ سنکر زمیندار قریب آیا گھوڑے سے کود پڑا کہا خبردار جورو کے چھوڑنے کا ارادہ نکرنا دیہات میں بڑا غضب ہی قمار نے کہا دیکھیے لڑکوں کا ہاتھ تھا نہیں ہو سکتی ہی کہ وہ زمیندار اُسطرف پلٹا قمار نے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکا سر کٹ کے دھڑ سے گرا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من بہران جادو بود قمار اسقدر خائف تھا کہ اندھیرے میں ایک جانب بھاگا اپنے نزدیک دور نکل گیا جب تاریکی برطرف ہوئی اپنے کو اسی درخت کے سایہ میں پایا بہت گھبرایا کاغذ نکالا اسمیں کچھ نوشتہ نہ پایا صرف ایک لفظ مرقوم تھا ای قمار اپنے کو جنت میں خبیثہ کرم خوار کے پہونچا سب حاجتیں تیری پوری ہونگی اب قمار حیران ہوا کہ یہ خبیثہ کرم خوار کون ہی اس فکر میں کھڑا تھا کہ درخت سے ایک جانور نے آواز دی ای ستم رسیدہ طلسم نور افشان کیوں اسقدر پریشان ہی اگر قوت مردی رکھتا ہی اس نخل کو آگ سے [illegible] قمار نے فوراً درخت [illegible] مہرہ نقب بجنسہ ظاہر ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک دروازہ معلوم ہوا حیران حیران کھڑا تھا کہ اندر سے دروازے کے ایک نازنین چہاردہ سالہ حسین مہ جبین آفت جان سرو قد میانک چشت و چالاک گرد کئی سو کنیزان حسین اُس شوخ و شنگ کو گھیرے ہوئے خرامان خرامان سامنے سے آتی ہی

نظم

آب و رنگ رخ لطافت ہی
پردۂ شب میں جسطرح شبنم
نور کے دل کو چاک کرتا ہی
تخم اعجاز دست موسیٰ ہی
یا شب تیرہ و چاندنی میں ہی
شعر مشاطہ نے یہ ورد کیا

ہر دو نور ستہ وہ یگانہ ہی
بکھرے بال اُس پری کے کیا کہیے
نگہت افشان [illegible] ہوئی جب
زلف ہی یا کہ ہو شب دیجور
وہ چمک ہو نہ بالوں میں اُسکے
مگر نزاکت پہ اُسکی دل دیکھے
زلف کا کھولنا بہانہ تھا

اُسکا انداز جادوانہ ہی
دام کھینچے کہ دلربا کہیے
تارے چھپتے ہیں دامن شب
[illegible] ہی یا کہ اسمیں ہر ذرہ نور
نور سر کھینچتا ہی ظلمت سے
بال بال اُسکا برہم ہوئے
مدعا یہ منہ چھپانا تھا

حسن ترتیب میں قیامت ہی
عرق افشان ہی گیسوے پرخم
شانہ جب زلف سے گذرتا ہی
شکن زلف کیا کہوں کیا ہی
سانپ یہ بن کی رنگینی میں ہی
کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا
فرق میں اُس نازنین کی زلف [illegible]

یہ اشعار صادق آتے ہیں اشعار

دل کی لیتا ہی کبھی ہمسے کبھی برہم ہی [illegible]
عارض یار میں قرآن تو ہی بھر گیسو
ہو زیادہ فزون [illegible] یار کا جوبن یارب
[illegible] ہی سے تھے آپکے اسیر گیسو

بے اجازت کوئی چھو سکتا ہی کیونکر گیسو
ہو گیا عاشق گیسو کا [illegible] گیسو
شانہ لے کیوں نہ بلائیں تری مشاطہ [illegible]
طول ہی [illegible] کے برابر گیسو
چھپ گیا [illegible] شب وصل

یوں [illegible] نہیں عاشق سے بنا کر گیسو
یہ نہیں کے لیے اترے ہیں [illegible]
زلف سے مانگ کی مانگ سے بھر گیسو
دل کی چوری کا اُسی [illegible] تھا [illegible]
تمنے اندھیر کیا رخ سے ہٹا کر گیسو

سانپ بانبی میں ورانا ہی سے نکلا جیسے
اسی تدبیر میں ہر بار کا شحنہ گیسو
دل میں کر لیتے ہیں عاشق کے یونہی گھر گیسو
شب وعدہ بھی تم آئے تو ذرا دیتے آئے
یہ گلا کاٹیگا عاشق کا وہ پھانسی دے گا
کبھی بجاتے ہیں اپنی کبھی اژدر گیسو
کی شب وصل بسر اُنسے یہ کہو نکتہ جلال
آنکھیں عارض پہ بکھر جاتے ہیں کیونکر گیسو

قمار دیکھتے ہی وہ صورت زیبا طلعت حیران آرزو کو مبہوت ہو سراپا کو بنگاہ غور دیکھ رہا ہی اُس نازنین نے نگاہ محبت سے دیکھکر کہا اے گرفتار دام طلسم الفت وای آوارہ دشت محبت تیرے حسن کی شہرت منکر یہان تک آئی مگر تو نے غضب کیا ہمارے اُستاد بد بنیاد سیران جادو کو مارا ثابت ہی دھوبن کے گھر مین تم کیا گذری کہیون او ظالم اولاد کا بھی پاس نہ آیا کس حسرت و یاس سے مارا یہ کہکر پھر بھی جان نثار ہی تیری محبت کے واسطے دل بیقرار ہی اس ناز و ادا سے اُس آفت جان نے یہ فقرہ کہا ہر چند کہ نام دھوبن کا سنکر محجوب مین تھا قمار کو پسینہ آگیا مگر دل پر قابو نہ رہا اُس طعن کا تو کچھ جواب نہ دیا باشتیاق بڑھا اُس نازنین نے ہاتھ مین ہاتھ دیکر کہا ہمارے ساتھ چلو ہماری محفل مین رونق ہو تم شاہزادہ والا قدر آسمان جرات کے جوہر طلسم نور افشان کے فتاح ہو نازک عجائب و غرائب کے سیاح جو تقدیر دکھائے وہ دیکھنگے اب ہم تو یہ عشق رنگ لائے ہین ہمین بھی تمھارے ہاتھ سے قتل کرائے تمھار اس بیہا کی وحشت دیکھا لاکی پھر اجاتا ہی کھلینگی گلشن جمال کی کر رہا ہی دل سے کہتا ہی زندگی اپنی اسکے شربت وصال پر موقوف ہی دیکھو ای قمار تو جو نام پر مبران سے ناحق کو آوارہ ہوا کیا وہ حسن مین اس سے بہتر ہوگی معشوق جو شوخی کی جستجو بھی ہمیشہ سے دل مین یہی آرزو تھی لیکن حیران کر حال میں اس شعلہ رخسار سے کہنے کہا دل مین خیال آیا شاید اس بڑھیا نے بیان کیا ہو اسپر خود میری جان جاتی ہی طبیعت گھبرائی ہی اب قمار کو وہ نازنین لیے ہوئے ایک مکان عالیشان مین نہایت تکلف سے سجا ہی شیشہ آلات سے درست گلابیان شراب کی کنیزان کار گزار اپنے طریقے سے لگاتی ہین جا لاکے جست ہین قمار کو لاکر اس حسین نے اپنے پہلو مین مسند پر بٹھایا ایک نازنین سے کہا تمھارے مہمان ہین کچھ اپنا کمال کھاو کوئی غزل گاو ⁂ غزل

گریبان کو جنون مین تار تار اس جا کم ہوتا تھا
لہو گر میرے پانی ہو کے بہتے باک ہوتا تھا
نہ آیا مجھکو میرے آنسوؤن مین پیر بنا ای دل
کسی کو آگ ہوتا تھا کسی کو خاک ہوتا تھا
رقیب آئے مین اُسکے ساتھ کثرت سے غلا ہوگی
تو پھر ظلم محفل مین لگا کر چاک ہوتا تھا
جو آنکھین تم نے تھین اُسکی تو دل میرا بنا دیا
مقدر مین ہمارا خاک سے یون پاک ہوتا تھا
خدا کی شان کہتا ہی بتون کی ناک کا تنکا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہوتا تھا
جواب جادہ صحرا تو وحشت ناک ہوتا تھا
تغافل کے گلے سنکر سمجھا ہین یہ پچکیون آنکھین
لہو ہو ہو کے بہتا تھا اگر پیراک ہوتا تھا
نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی
ہمین گر دو وہ مرتے ہر جو زیر خاک ہوتا تھا
اگر پر نانک ترہم تیرا دیو رب مرتے
یہان تن شر ناکے جھکنا تھا بہنا بیباک ہوتا تھا
نگاہ شوق کی حسرت نکلا اسکا تو شوق کرلی
مری تقدیر مین سب یورون کی ناک ہوتا تھا
ترے آنکھیں دیکھا نہ تھا جلال اُن شوخ چشمون کو
ہوئیے منصور تمھارا شوق قاتل اپنے آنگن
مرے خنجر نہ وہ زنجیر ذرا بیباک ہوتا تھا
نگاہ گرم کی بجلی سے جلتا تھا منقار مین
قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہوتا تھا
اگر تر دامنی ہی کا نکلتا تھا اور دھبا
ترے کوچے مین تنکا ایک مٹھی خاک ہوتا تھا
نہ مرجاتے نہ جا پر آنسو بہانا کوئی تربت پر
ترے کوچہ سے تو ملین طرح صد چاک ہوتا تھا
بتون مین جلوہ حق شیخ کو معلوم ہوجاتا
برہمن کی بخت نے مستی جہان جلال کا تھا

اس غزل سے ایسا رنگ جما قمار مبہوت ہو رہا ہی جھوم رہا ہی اس نازنین نے جام شراب اپنے ہاتھ سے دیا جام پیتے ہی عجب کیفیت حاصل ہوئی بہکنے لگا وہ نازنین ہان ہان کہتی ہی او بیباک دیکھ سامنے سب کنیزین بیٹھی ہین قمار کہتا ہی ای جان جہان تم کو مجھسے ہی اب قمار نے اُسکو گودی مین لیا بوسہ بازی کرنے لگا جب تو اُسنے بھی پاجامہ اُتار کے پھینکا کنیزین منہ دھانپے لگین مگر اس بیباک بے شرم کو کچھ حیا نہ آئی ابتک نہیں سمجھا کہ یہ کیا طلسم ہی اس نازنین مہ جبین کا کیا اسم ہی جب اصل مطلب مین مصروف ہوا جھک کر دیکھا ایک عورت سیہ فام بدانجام بڑے بڑے دانت ضعیفہ صد سالہ جھڑتا یان

پڑی ہو مین قمار نے چاہا الگ ہو جاؤن پر بے بڑی نخوت آئی دماغ الٹ گیا جب یہ الگ ہو سکا اسنے گردن پکڑ کے کہا
او بیحیا جب مین نے نگاہ کی تو نے نہ مانا اب کیا بہت کیا ان بیہودون پر مرتا ہے کیا مجال جو تجھکو الگ ہونے دون لطف زندگی تلخ
غنچۂ آرزو کھلا تو تو میرا فرزند ہے بلکہ تو سا میرے خون کا پیاسا ہے میری محبت تجھکو اس مصیبت سے بچا لائی اطمینان رکھو دل کا
فرزند تمکو کیون گھبرا دیتا ہے اپنی جان سے بیزار ہو گیا اسنے اس طرح اسکو اپنی زلفون مین الجھا رکھا ہے کہ ہل نہین سکتا دل سے کہتا ہے کس
چڑیل نے کیونکر پکڑا ہی شکل چند ساعت تک اس امر سے وحشت ہوئی پھر بنا ہوا کام بگڑا اب جو دیکھے وہ مہ جبین مسند پر سرچڑی
بیٹھی ہے حیران کھڑا رہا یا اللہ یہ ایسی خوبصورت با مروت تو امنیت ایسی یہ ہیبت ہو گئی ہے کون ہے ہاے مین اسیر ہونے
جاتا ہے اس نازنین نے پلنگ سے آگے بڑھ کے کہا کیون بچا کیون شرمندہ ہوا اب تو میرا بندہ ہے میرے ساتھ تجھکو عمر بسر کرنا ہوگی
سب عزیزون کو خبر ہوگی کنیزون کے سامنے تو نے ایسی حرکت کی ہے سبب سے کھینچی خاموشی نہ رہیگی اب اگر بدفعالی کریگا زندگی
اپنی جان کو غنیمت جان ورنہ عمر بھر خراب رہیگا اپنی خالہ و دشمن کو مار کے آیا ہے مجھپر یہ فتنہ دبا دی اب شگفتہ ہو کر بیٹھ قمار
کو وہی صورت یاد کرکے دل مین کٹا جاتا ہے قلب لرزتا ہے جب اسنے کئی مرتبہ باتون مین فرمایا یہ منہ سے نہ بولا تب اسنے بگڑ کے
ایک طمانچہ مارا قمار منہ کے بل زمین پر گرا بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین سلسل و مغلول دیکھا زنجیر
ہلانے لگا سختی سے قید کی چلانے لگا دن بھر اسی قید خانے مین تڑپا شام کو ایک زنگن سیاہ فام آئی کہ قمار اسکی صورت دیکھتے ڈر گیا
اسنے آتے ہی کہا کیون اے فرزند کیون روتا ہے اب تو جال مین علاوہ ہم خوار کے جیسا ہے او بیوقوف وہ دھوم تھی کہ تیری جان
کرتیا کی تو نے اسکی نہ سنی کی یہ عملداری اسکی ہے اب قید مین گھبراتا ہے یہ کہکے اس زنگن نے کھانا سامنے قمار کے رکھا
یہ بھوک کے مارے اور ہاتھ چاہا کہ کھاؤن اس زنگن نے ہاتھ تھام لیا کہا پہلے مجھکو شربت وصل سے سیراب کر پھر کھانا کھا
تمام قید سے بھی رہا کر دونگی قمار نے کہا میرے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین یہ فعل کیونکر کرون زنگن نے ایک گولی اسکو
کھلا دی قمار آپ سے باہر ہو گیا اسقدر طاقت ہوئی کہ زنجیرین توڑ کر دشمن پر جا پڑا جب فارغ ہوا اسنے قمار کو کھانا کھلایا اور جام
شراب پلایا جب یہ دست درازی کرنے لگا زنگن نے ایک طمانچہ مارا قمار بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ کھلی اسی محفل شب کا سامان
تھا وہی عورت اسی مسند پر بیٹھی ہے قمار کو دیکھکر ہنسی کہا صاحب آیئے قمار نے کہا تم بڑی بیمروت ہو ہم دن بھر قید مین
رہے کیا ظلم ہے اسنے کہا مین نے قید سے چھڑایا ورنہ تڑپ تڑپ کے مر جاتا اسنے دانت کے نیچے انگلی دبالی کہا دیکھو خبردار گذری
ہوئی بات کا ذکر اب وقت عیش و عشرت ہے قمار خاموش ہو رہا اسنے جام بھر کے دیا قمار پی گیا پیتے ہی ہوا سے جنگل ہو گئی
پھر اسکی بڑھیا کا سامنا ہوا تڑپ تڑپ کے مہلت کی جب اٹھا تو وہی باغ ہے مین دل خوش ہوا قمار نے کہا کیون او شوخ پری وش
کبھی بڑھیا کبھی جوان مجھپر احسان کر مثل گرگٹ کے رنگ نہ بدل عجب چال چلتی ہے یہ سنتے ہی اسنے ایک طمانچہ مارا قمار
بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ کھلی دیکھا صحراے ہولناک وحشت انگیز ہو رہے گرد کے اگ رہے ہین سواے جغد و بوم بھی اس مرز و بوم
شوم مین نہین [illegible] کا بھی نشان نہین درخت جلے ہوئے [illegible] کف افسوس ملتے کا پتا نہین پانی کا نام نہین پیاسے تنگ
پڑے مین جان [illegible] وقت زمین [illegible] پیاس کے سبب سے زبان منہ سے نکل آئی ہے ہر طرف دوڑتا پھرتا ہے پناہ پانی دشوار
بیقرار روشن [illegible] بھی آنکھ مین نہین ہر قدم پر گرتا ہے اس صحراے [illegible] کیسے پھرتا ہے جب بہر پھر دوڑا پاؤن مین
طاقت رفتار نہ رہی تنگ کر ایک مقام پر گرا کسی نے سر زانو پر رکھ لیا پشت پر ہاتھ پھیر کے کہا اے فرزند آنکھین کھولو پانی
پیوگے تاکہ دل سے نہ گھبراؤ قمار نے آنکھین کھولکر اسی زنگن کو دیکھا کہ سامنے خوشی سے بیٹھی ہے دسترخوان مین کھانا
چنا ہوا ایک صراحی آب سرد کی ہاتھ مین [illegible] مہر و محبت بات بات مین قمار انتہا کا پیاسا تھا پانی پانی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین
بھرنے لگا زنگن نے کہا ٹھہر جا ٹھہری کے دم لے پہلے میرا مطلب تو ہو جائے شربت وصل سے سیراب کر پھر صورت پانی کی

اب رات ابھی قریب آئی ہے [illegible] یہ شعر تو نے نہیں سنا شعر شب آمد ساز گار عشق بازان ہ شب آمد روز عشق بازان
اب تم خدمت میں ملکہ حنیبشہ گرم خواری جاؤ گے لطف زندگی اٹھاؤ گے قمار نے کہا ارے میں اپنی جان سے ڈرتا
ہون تجکو بسمل کی [illegible] نے کہا کیا معلوم ہے اسکے بعد جیسی بنیگا یہ کہکر وہی گولی کھلادی گولی کھاتے ہی بدحواس
ہوا [illegible] ہوگا کہتی ہو یہ جان مہمان کہتا جاتا ہے جب یہ فارغ ہوا اسنے اپنے ہاتھ سے کھانا
کھلایا اب [illegible] ایک خنجر بھی مار دیا قمار گر کے بیہوش ہوا ہمت شب مین آیا آج اسنے کہا ای نازنین
[illegible] مین [illegible] روز اول قید خانے مین رہا آج صحرائے طلسم مین پھنسا دشمن آکر جان بچالیتی ہے آپ و
[illegible] زیادہ مہربان اسکا مجھپر بڑا احسان ہے اسنے جواب دیا ارے بیوقوف یہ مقدمات طلسم مین
[illegible] گذرا آئندہ کی فکر کر دامن مدعا گل مراد سے بھر یہ کہکے جام شراب دیا اسنے کہا
[illegible] صحبت کا سامنا ہوگا وہ نازنین ہنسی کہا صاف صاف یہ تیری مراد کیا ہے مین نے دو دن
[illegible] تو رات ہوگیا [illegible] قمار رونے لگا کہا ای جان جہان وای آرام
دل مشتاقان [illegible] فلک کج رفتار نے یون لوٹا آرزو دے فتح طلسم نور افشان رکھتا ہون باپ میرا
بہمن سیاہ قبا زور [illegible] نقابدار پلنگینہ پوش کے ہاتھ مارا گیا آرزو ہے دل مین کہ اس نقابدار کو مارون
طلسم فتح کرون اپنے [illegible] اتنی سختی مین گذرتے ہین دن کو وہ جنا رات کو تمہاری صحبت تمہارے
[illegible] یہ کیفیت ظاہر [illegible] باطن [illegible] یہ سنکر اس نازنین نے کہا ای قمار شہزادہ مین تیرے واسطے سب
سامان کر چکی ہون [illegible] کی حکمت [illegible] صبح و شام مین تجھکو لیکر نکلتی ہون لیکن برا ہونا یہ ہے کہ تو شغل مزاج
[illegible] شوکت و شان کیونکر [illegible] نقابدار کا تو ذکر کرتا ہے وہ بڑا زبردست ہے مین نے نجوم مین دیکھا
اسپر تو غالب نہ آئیگا [illegible] نزدیک سب کچھ آسان ہے مگر اس سے ملاقات ہونا دشوار وہ جوان صاحب جاہ و
حشم لیکن نبیرہ حمزہ [illegible] نوجوان شوہر ملکہ برّان امروز فردا مین قریب طلسم آیا چاہتا ہے اسکو تو زیر کریگا مین تجکو ورد
طاقت [illegible] کردونگی رگ و ریشہ مین [illegible] قوت بھر دونگی عجائبات طلسم بیشمار ہین بڑے بڑے کاہن نجومی آگے اس
شعبدے کے [illegible] کرتی ہون مین حوالی طلسم کی مالک ہون [illegible] ساحری کی مالک ہون
سحرالعجائب [illegible] جو بادشاہ بنکے بیٹھے ہین استقدر [illegible] ہے کہ آجتک مجھکو اپنی صحبت مین نہین بلایا ہم
لوگ قاعدے کے پابند [illegible] آئیگا ضرور دھوکا کھائیگا بے سبب قتل کیے کوئی تا بہ طلسم نور افشان
نہین پہونچ سکتا [illegible] کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ و شاہنشاہ لاچین گردون پناہ جائے طلسم
[illegible] ان دشمنون کو بالکل [illegible] بادشاہون کا [illegible] آیا قید مین پھنسا اب مین تجکو تا بہ دجلہ طلسم نور افشان پہونچا دونگی
مگر یہ وعدہ [illegible] وفا نہ کرو گے [illegible] صورت نہ ہو کہ جو بروقت وصل تو ملاحظہ کرتا ہے اگر تجکو یہ صورت
منظور ہے مین تیرا ساتھ دون تا بہ طلسم نور افشان پہونچاؤن ایسا نہو کہ جب طلسم فتح کرے مجھکو بھول جائے برّان [illegible]
پر فریفتہ ہو [illegible] ایسا نہو کہ [illegible] ہو میرا خیال بھی نہ رہے مین تیرے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مرون
یہ خیال [illegible] اپنے دل سے دور کر قمار [illegible] عاشق ہو رہا ہے [illegible] زندان صحبت [illegible] اسنے کہا ای ملکہ عالم
اگر میری سلطنت مجکو ملے [illegible] آرزو [illegible] سوا تمہارے کسی عورت پر نگاہ نہ ڈالونگا اسپر حنیبشہ بہت [illegible] کہا او بھیا
[illegible] خواب کے آرام [illegible] ایک دو گھڑی کا وصل [illegible] ایسا [illegible] ہے تم [illegible] فرزند کہتی ہو اسکے ساتھ کیا کیا
[illegible] کیسے [illegible] فرزند [illegible] میرے مقدمے مین لفظ [illegible] کہنا ورنہ تیری صورت کبھی نہ دیکھونگی جب

تمام طلسم ہو جائیگا تب تیرے دل کو قوت ہوگی کہ مین نے تیرے ساتھ کیا کیا یہان سے قریب ایک صحرا ہے اُسکو صحراے عجایب
کہتے ہین مقیدان طلسم اس جگہ پر رہتے ہین خواہ امیر ہو خواہ فقیر لباس کا نام نہین دن بھر فرزدقی کرتے ہین شام کو اُسکے
موافق ایک آبخورہ پانی کا دو روٹیان جسمین اُنکا پیٹ نہ بھرے زمین بحر ازرق مقام ریگستان چاہے سکونت تھا ایسی معشوقہ
کا پہلو شراب و کباب موجود اسیر او ناصف تو نے مجھکو بڑھیا کہا ایک ہفتہ کے واسطے تجھکو قید کرتی ہون ہو نیاز بن
قمار نے ہاتھ باندھے کہا اب کبھی بڑھیا نہ کہونگا خبیثہ نے کہا طلسم فتح ہو جائے تمکو اسم سزا پاؤ مین قمار قید ہون پھر برا
کہا مجھسے خطا ہوئی خدمتگزاری مین ہمیشہ سرگرم رہونگا خبیثہ نے وعدہ کیا کہ اندر اسی ہفتے کے سامان خروج کر دونگی
فوج جمع کر چکی ہون بارہ ہزار زنگی جمع کیے یہی خیال ہے کہ ایک ایک ساحر رو دیگا ان سب سے مقابلہ پڑیگا اسوقت یہان طلسم
نور افشان پر غالب آنا دشوار ہوگا قمار نے کہا کہ سر کھینچ سکینگے وہ نگا خبیثہ نے کہا اے قمار یہ وہ لوگ ہین کہ
جنکے سامنے زبان ہلانا مشکل ہے مگر مین راز دار ہون راست نہ ہوگی تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے جادوگرون کو قتل کرائیگی مگر بات
ضبط باندھے ہوئے قمار نے کہا مین سب طرح تابعدار ہون خبیثہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی رات بھر عیش رہا آج قمار
بیہوش نہین ہوا مگر جب رات کٹی ستارہ سحری چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم جلوہ گاہ مشرق سے برآمد ہوکر تخت زبرجدی فلک پہ
جلوہ فرما ہوا بصد شوکت و جاہ فوج شعاع و ضیا ہمراہ شاہنشاہ ماہ و تابان کی عملداری مین فوج ثابت و سیارگان کو شکست
حاصل ہوئی عملداری ہفت اقلیم مین سکہ ضیا و شعاع کا رواج ہوا نیر اعظم مالک تخت و تاج ہوا گلبنون نے چٹکاریں ماریں گلون نے
آنکھین کھولین سنبل نے زلف پرشکن کو پیچ و تاب دیا نرگس کی دیدہ بازی نے زور پکڑا سوسن صد زبان کی زبان درازی
صبا کی شعبدہ بازی لڑکھڑاتی پھرتی ہے سر مینا ئے شجر سے ساغر گلبن پر گرتی ہے سر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور جوانان
باغ کا وقت سرو و حسینان چمن اکڑنے لگے غنچین و صبا دامن بد تقلیبی پر اڑنے لگے خبیثہ کرم خوار نے قمار کو جگایا یہ خفیف
آنکھین ملتا ہوا اٹھا دیکھا سوائے خبیثہ کے کسی انیس جلیس کا نشان نہین باغ پر رونق چمن لق و دق خبیثہ نے آواز دی
ارے کوئی حاضر ہے پہلوے باغ سے ایک زنگی بڑے قد و قامت کا سلاح جنگ سے آراستہ حاضر حاضر کہتے سامنے آیا
کہا اے سیاہ تاب تخت یاقوتی آراستہ کر اُسنے بڑھکر کمرہ کھولا دیکھا چار حبشیون ایک تخت یاقوت احمر کا لیے ہوے
کھڑے ہین سیاہ تاب نے اُنکو باہر بلایا چارون نے تخت لاکر رکھا خبیثہ نے آواز دی شوربخت کو بلاؤ ایک زنگی
اور آیا اُسنے کوٹھا کھولا ایک تاج یاقوتی خزانے سے نکالا جسکا شوربخت نام لیا تھا اُسنے تاج سر پر قمار کے رکھا
چارون حبشیون نے ہاتھ تھام کے اس بد انجام کو تخت پر بٹھایا خبیثہ نے ایک چیخ ماری آواز دی اے زنگیان
آدم خوار جلد حاضر ہو لشکر اون کے چلکر بدلا لو قمار نے دیکھا کہ گوشہ ہاے باغ سے نگہبانان قوی ہیکل آکر صف
باندھنے لگے نقارے فیلی و شتری لدے ہوئے و غلامان زنگباری کے پھریرے لپٹے ہوئے جتنے عرصے مین نیر اعظم
بلند ہوا اسی ہزار زنگی جوانان یک رنگی خود و زرہ سے آراستہ سلاح جنگی سے پیراستہ جیسے بارگاہ مین جھکڑ ہون پر بار تھا
اس لشکر کو دیکھکر نہایت خوش ہوا ایک مادیان مشکی ساز و لجام سے آراستہ ایک خدمتگار لیکر آئی کہا ملکہ عالم یہ آپکے واسطے
حاضر ہے خبیثہ نے بلندی پر کھڑے ہوکر آواز دی اے یارو تم سب کوکب روشن ضمیر کے نمکخوار ہو جو اُنکے ساتھ ہوا ہمیت
شان ہے وہ بادشاہ جلیل قید ہوگیا دونون کو رحم نہ آیا کچھ نمک کا پاس نہ کیا قید خانے مین بھی ستاتے ہین ایسی سرکشی
دکھاتے ہین ہم لوگون کی یہی صلاح ہے کہ نمکحرامون کو مع شاہ بادشاہ کو قید سے چھڑاؤ صاحبو میرا حوصلہ نہ پڑتا تھا اب یہ
جوان صاحب اقبال زور و طاقت مین یکتا فرزند بہمن سیاہ قبا صاحب شوکت و شان بادشاہ اقلیم سیاہ پوشان
آمادہ ہے اسکا بھی باپ مارا گیا اُسکے بھی خون کا بدلا لیگا صرف اسکی مراد یہ ہے کہ کوکب کو قید سے چھڑاؤن نمکحرامون کو سزا دون

نور باد شاہ جلیل ہی تمھارے بادشاہ صاحب کا دل ہاتھ سے کیل ہی اور کوئی حاجت نہین رکھتا فقط یہی منظور ہی کہ بادشاہ کو قبضے
حمیرا کے تخت پر بٹھا دین حرج بھی اگر وہ انکو نہ دیگا یہ طالب نہونگے سب زنگیون نے دست بستہ عرض کی ہمارا جان و مال اس
باد مین نثار ہی راضی ہین حقیقت مین اُن لوگون نے ابھی خطا کی کبھی کوئی نکرام اپنے حاکم عالی وقار سے اسطرح نہ پیش آیا
ہوگا سُنا ہی بیٹے کوکب نے اسقدر کہا کہ طلسم کے تم حاکم ہو مجھے نہین سلطنت بدل و جان بخشی فقط دشمن کو روک لو
ہماری آبرو مین فرق نہ آوے اُن بیچارون نے دو طرا بخت کر دیئے منعم اخبار نے اس خبر وحشت اثر کو یون لکھا ہی اُن طرفون
کو ہر طرف روتا آتا ہی عمر دن کے خلاف ہوا ہم کو بھی مدد کرنا ضرور ہی اُنکی مصیبت پر قلب ناصبور ہی جب جنیثہ نے سب کو
ثابت قدم پایا چار زنگیون نے تخت اٹھایا چار سو نقارون پر چوب پڑی بہ ہائے زنگاری کے پھر پھرے نکلے جوانان
زنگی لڑائی پر تلے اسطرح صفین بندھین صاف ثابت تھا کہ دیوار آہنی پیش مین ہی سب جوان جلتے پوش لشکر دار اولیقا دکی
سلطنت بنانے کی کوشش مین مین باغ سے تخت قمار نکلا کوچ کرکے چلا ہر منزل پر اترتے تھے جنیثہ قمار کو پہلو مین لیکر
سوتی تھی بہت خوش ہوتی تھی مگر قمار نوبت بجان کار دبا تھوان شب بھر پریشان رہتا ہی ضعیفہ کے ظلم سہتا ہی اسید سلطنت پر
بوجہ جو ہوم جب تین منزلین طی کین رات کو جنیثہ نے قمار سے کہا اے فرزند آج سرحد طلسم سے نکلے ابھی تمکو راہ راست سے
خاص طلسم پر بھیجونگی وہان چل کے لوہا کا پتا لگاؤنگی تیرے ہاتھ سے سحر العجائب دمعمر الغرائب کو قتل کراؤنگی چونکہ
صحرائے معقول ہی دو دن اسی مقام پر مقام کرو مین اور بھی سحر مدد تیار کرلون قمار کو اسکے کہنے پر اطمینان ہی کوچ موقوف ہا
صبح کو قمار دربارگاہ پر بیٹھا سیر صحرا دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی کئی ہزار علمہائے زنگاری اُنپر نو ترتیب الٰہی و نعت رسالت
پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم پشت پر تین لاکھ فوج آگئے سب کے نقابدار ہیر پوش اسکی پشت پر گلگون پوش تخت پر
بادلہ پوش تین عیار بانہائے عیاری سے آراستہ اہتمام لشکر کرتے ہوئے اس کر و فر سے لشکر اگر نقابدارون کا اُترا قمار
نے سمجھا کہ یہ بھی نقابدار ہین کہ جنکی ذات سے مجھکو آزار پہونچا جنیثہ ایک پہلوان کی صورت سحر سے بنی ہوئی پہلو مین قمار
کے بیٹھی ہی جیسے قمار نے ذکر کیا جنیثہ نے کہا طبل جنگی بجوا کر انکو تو نے سر میدان زیر کر اب کیون دیر کرتا ہی مین یہی چاہتی ہون
کہ تیری شوکت و شان بڑھے تجھکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ نقابدار بھی لشکر کشی کرکے طرف طلسم نور افشان کے جاتے
ہین کیا تعجب ہی کہ غیر داران زلزلہ قاف ثانی سلیمان سے ہون شوکت و جلالت و فوج کی کثرت سے معلوم ہوتا ہی کہ برائے [illegible]
جاتے ہین انکے زیر کرنے مین تیرا بڑا نام ہوگا مین یہ چاہتی ہون کہ تمام دنیا کے پہلوان حال تیری شوکت و شان کا سنکین
تیرے منہ پہ چڑھنے کا ارادہ نکرین ان سب مین زیادہ چالاک و چست ارادے کا درست نقابدار ہیر پوش معلوم ہوتا ہی شوکت
و چالاکی و چستی ارادے کی درستی اسکے طریقے سے ظاہر ہی اگر تو نے سر میدان زیر کیا کوئی تیرا سامنا نکر سکیگا بڑے بڑے
رستم خصال سہراب جلال تیرے مقابلے مین نہ آئینگے مقابلہ کیسا نام ہی سُنکر بھاگ جائینگے قمار نے یہ سنتے ہی اسی وقت
طبل جنگی بجوا دیا اپنی بارگاہ مین نقابدار جواہر پوش تخت یاقوتی پر جلوہ فرما تھا تینون عیار حاضر ہوئے تمام کیفیت بیان
کی کہا ای شہریار قمار فیلزور بہمن نیاد قبا نہین معلوم کس حجروے بر طرف طلسم نور افشان کے جاتا تھا آپکے
لشکر کو دیکھکر طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر سحر کرے آرائے نبرد ہو نقابدار ہیر پوش نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین قمار کے لشکر والے سب ساحر ہین آپس مین کہ رہے
ہین کہ یہ نقابدار بھی بڑے بڑے ساحران زبردست ہونگے خوب گولے چلینگے ہم ساحران طلسم ہین ہمارے سحر کا کوئی
مقابلہ نہین کرسکتا بلکہ ہماری جنیثہ کرم خوار ساحرہ غدار دنیا کا کیا کہنا نہین دیکھا ہی اُف کردین تو آسمان سے
آگ برسے اگر ہاتھ ہلا دین تمام دنیا عالم آب ہو دشمن بیتاب ہو جب رات زیادہ آئی یہان دربار مین جواہر پوش کے

ہمکو گوارہ نہین ہو کہ تم مقابلۂ دشمن مین جاؤ ہم خود مقابلہ کرینگے گلگون پوش کہ رہا ہے ای شہریار مقام ادب ہے ہم
حضور کو نہ جانے دینگے کہ ببر پوش گھوڑا اُڑا کے قریب آیا کہا آپ دونون صاحب تکلیف نہ فرمائین مین جا کر اُسکی
مشکین باندھے لاتا ہون گلگون پوش نے کہا مین نے قصد کیا سب نے دیکھا اب نہ جانے مین نامردی ہے ببر پوش
مجبور ہو گلگون پوش سامنے قہار کے آیا تلوار چلی ببر پوش نے بہ نگاہ غور دیکھا مرکب گلگون پوش کا زیادہ ہٹ گیا
ببر پوش گھبرا گیا بادشاہ سے عرض کی خدا خیر کرے قہار زبردست معلوم ہوتا ہے بادشاہ بھی پریشان ہوئے قہار نے گلگون پوش
سے نیزہ چلنے لگا قہار نے بہت جلد نیزہ گلگون پوش کا نکال لیا باعث یہ ہے کہ خبیثہ کرم خوار آسمان سے سحر کر رہی ہے
ہاتھ پانون مین گلگون پوش کے رعشہ بشکل تلوار کھینچی قہار نے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا آخر کشتی ہوئی گلگون پوش اُسے
اُکھاڑ رہا ہے دو پہر بیجنے پائی تھی گلگون پوش کو قہار نے اُٹھا لیا گلگون پوش صدمے سے بیہوش ہو گیا قہار نے
مشکین باندھ لین ببر پوش غصّے مین جا پڑا قہار مغرور جیسے ہی واسطے تلوار کے قریب آیا ببر پوش نے مرکب
بٹھا لیا تلوار خالی گئی قہار جھونک مین جھکا ببر پوش نے نیزہ آنکھ مین گینڈے کے مار دیا گینڈے نے بہتیری
جست کی قہار نے ہر چند اپنے کو سنبھالا قہار پشت گردن سے زمین پر گرا ببر پوش نے اوپر سے ہاتھ مارا قہار
نے چاہا جیون ہملک ہیچ اُنکی تلوار مین ببر پوش نے ایسی لگائین کہ سر زخمی ہوا فقط جھول پڑا قہار اُٹھا لگا ببر پوش کو دھڑا
للکارتا ہوا چلا کہ او نامرد کہان جاتا ہے کئی تلوارین پشت پر بھی لگائین قہار دریاے خون مین نہایا ہوا بیقرار غل
مچاتا ہوا ارے یارو مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ تمام اہالیان فوج دوڑ پڑے ادھر سے جو ببر پوش
نے حکم دیا لشکر جا پڑا دونون لشکر آپسمین ملگئے تلوار چلنے لگی ببر پوش نے لاشون کے انبار لگا دیے جو
پہلوان زبردست سامنے آیا اُسکو جھکائی دیکر مار اگر کوئی یہ کہا دیکھ تیری پشت پر کون ہے وہ پلٹا اُنھون نے ہاتھ
تلوار کا مارا سر اُسکا اُڑ گیا اسطرح سے ببر پوش نے صدہا پہلوان قتل کیے خبیثہ کرم خوار عقاب بنی ہوئی اُسی
نخل پر پتون کی آڑ مین چھپی بیٹھی تھی ببر پوش کی شمشیر زنی دیکھ کر گھبرا گئی ببر پوش نے لڑ بھڑ کر گلگون پوش کو
بھی چھڑا لیا تھا اب خبیثہ نے سحر کرنا شروع کیا آفتاب سحر نے طلوع کیا یا تو سرداران نقابدار بجرأت لڑ رہے
تھے یا سبکے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا تھوڑے دن ست گرنے لگے ببر پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اپنی فراست سے پہلے ہی
سمجھ گیا تھا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہے ورنہ گلگون پوش آسانی نہ تھا کہ دوپہر مین زیر ہو جاتا تینون عیار بھی یعنی
نیرنگ صبا رفتار عیار ضیغم و عیار سرو سہی قد شانہ بہ تیر زر و فرزند فیروزہ بن عمرو عیار جہران جمع ان تخت
کا نونہ خنجر بار فرزند شیرنگ بن عمرو لڑتے ہوئے قریب اپنے آقاؤن کے پہونچے رنگ لشکر دگرگون دیکھکر عرض کی
ای شہریار غضب ہوا یہ تو ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ ملعون کسی بھروسے پر آیا ہے کسی ساحرہ کو ہمراہ لایا ہے اب
طبل بان بجوا کر پلٹ چلیے یہی بہتر ہے ضیغم کو یہ رائے پسند آئی فوراً حکم دیا طبل بان پر چوب پڑی لشکر علیحدہ ہو گئے
ادھر قہار بسبب زخمی ہونے کے ہوادار پر بیہوش تھا آہ آہ کر رہا تھا زنگی اُسکو گھیرے ہوئے تھے گھبرا کے کہتا
ہے ارے یارو ملکہ عالم کہان ہین ایسے وقت مین سحر نہین کرتی ہین مقابلے مین ببر پوش کے کام ہیکو جاتا جو یہ
وقت اُٹھانا طبل بان کی آواز سنتے ہی قہار کو غنیمت ہوا کہا یارو پلٹ چلو اب رات کو حرامزادی کے ٹکڑے
اُڑا دونگا ایسے وقت مین میری خبر نہ کی مین زخمی ہوا اب اُسنے آخر مین سحر کیا تو کیا نفع ہوا مجھ مین لڑنے کی طاقت
نہین یہ کہتا ہوا پلٹ آیا قضاے کار ملکہ سوسن گلعذار واسطے سحر تیار کرنے کے صحرا مین گئی تھین تیاری
سحر مین عرصہ ہوا اُسوقت آکر پہونچین کہ لشکر پلٹ آیا ہے صدہا لاشے میدان کارزار مین پڑے ہین قہار

زخمی جاتا ہی پاس ضیغم کے آئین حال پوچھا ضیغم نے سب کیفیت بیان کی کہا خدا نے بچا لیا ورنہ سب
گرفتار ہو جاتے سب انکی ہمراہی جوان تخت کو زیر کرکے لے گیا تھا شکر ہے کہ انکو بھی چھڑا لیا ملکہ سوسن
نے کہا ای شہریار کیا کہوں صحرا میں دیر ہو گئی ورنہ آج اس ملعونہ سے ایسا معرکہ پڑتا کہ یاد کرتی مگر خیر
جواہر پوشش نے کہا کہ آج ضیغم صاحب نے بڑے کام کیے خوب لڑے آخر میں بچا بچا گا اپنے
ملازموں کو پکارنے لگا کہ یارو مجھے بچاؤ ورنہ یہ پری پوشش مجھے مار ڈالیگا ضیغم نے کہا اسکی قضا
نہیں آئی ہاتھ مارے مگر اوچھے پڑے عیاروں نے کہا زخم دوزی ہو رہی ہے ہم جا کر خبر لائیں کہ ہرکارے
آکر یہ پیغام عرض کی کہ خبیثہ گرم خوار ایک ساحرہ ہے اسپر قہار خفا ہو رہا ہے وہ ایک پہلوان کی
صورت بنی بیٹھی ہے قہار کہتا ہے مجھے زخمی کرا دیا خبر نہ لی وہ بھی عذر کر رہی ہے مگر اب جو مقابلہ پڑیگا ابتدا
سے سحر ہوگا عیاروں نے کہا انشاء اللہ یہاں نوبت ہی سحر کرنے کی نہ آئیگی مگر بیان قہار کی زخم دوزی
ہوئی سب نے کہا طبل جنگی بجوائیے قہار نے کہا میں ابھی دو چار روز لڑنے کے قابل نہیں ہوں
بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجواؤنگا خبیثہ نے کہا تو کیوں گھبراتا ہے اب تجکو ہاتھ بھی نہ ہلانا پڑیگا میں پہلے
ہی سحر کر دونگی جو جوان تیرے مقابلہ میں آئیگا اسمیں قوت نہ باقی رہیگی گھوڑے سے گر پڑیگا گرفتار
کر لینا ہیکل بھٹے میں تیرے تو جو دیگر چند خبیثہ نے مرزبان تھا قہار نے ایسی سرپر چوٹ کھائی تھی کہ
جو ملبہ تیرا مہبوت نہیں نہ زور اسکا چچا زاد بھائی ہے اسنے کہا ہیکل مجھے دیجیے میرے نام پر طبل
جنگ بجوائیے قہار نے [illegible] نام ہیکل [illegible] کر اسکو پہنا دی کہا بھائی صاحب میں
افسری سے باز آیا تمکو سپہ سالار بنایا ان مسلمانوں سے لڑائی میں بڑی خرابی ہے پری پوشش
بلاے روزگار حیف دجال [illegible] عجب ترکیب سے لڑا کہ مجھسے کچھ نہو سکا آخر زخمی ہوا
اب مجھ میں بسبب زخمی ہونے کے طاقت نہیں مہبوت نے کہا میں سب سے سمجھ لونگا اسی نے
نام پر طبل جنگی بجا عیاروں نے یہ خبر شاہزادہ عمر و سہی قد کو پہنچائی کہ حضور قہار لایا ناچار
ہوا کہ اپنے بھائی کے نام پر طبل جنگی بجوایا سب کہنے لگے قہار رہا تھے ضیغم کے زخمی ہوا وہ کیا میدان میں
آئیگا انکے والد نامدار نے لیتے کیسے کام کیے کمزوری میں زمین ہلا دیتے تھے یہ تو ماشاء اللہ صاحب سطوت
و شوکت یکتاز میدان جرأت ہیں ضیغم نے سر جھکا لیا کہا اقبال شہنشاہی ہے بزرگوں نے آبرو
بڑھائی آخر مجھے یہ لیاقت کہاں سے پائی اگر خدا نے فضل کیا اور یہ طلسم فتح ہوا اور ہم آپ سب
بخیر و خوبی تہ بہ لشکر امیر با توقیر پہنچیں تو بزرگوں سے امتحان ہوگا گلگون پری پوشش نے کہا ہی سوسن جادو
تشریف لائی میں فرمایا کہ میں کل سویرے ہی سے کام میں مصروف رہونگی ورنہ وہ ملعونہ بڑے فساد برپا کریگی
میدان میں تھمنا دشوار ہوگا کل خدا آبرو رکھے ان شاہزادگان والا قدر کی جان بچانے کی کوشش
ہے دربار میں یہی ذکر تھا کہ پردۂ شب حائل ہوا لیلیٰ شب نے چادر ظلماتی چہرۂ نورانی پر کھینچی مجنون وار
داخل دشت نجد مغرب ہوا دونوں لشکروں میں شب بھر تیاری رہی ادھر ملکہ سوسن مصروف سحر خوانی
ادھر خبیثہ گرم خوار کو بھی رات بھر چین نہ پڑا تھا بکرا ہا کیا ہی کہتا تھا ملکہ پری پوش نے ایسا صدمہ عظیم
دیا دل بیقرار ہے جب ستارۂ سحری چمکا خسیسہ بالاے آسمان پہونچی ایک نخل کی آڑ میں چھپکے بیٹھی ملکہ سوسن
ایک نخل سرو پر بشکل فاختہ طوق محبت گلے میں مصروف بعد اسکے کو لشکر قہار آکر چھپا تھا رقیب لشکر میں

ٹھہرا مبہوت ہیکل گلے مین پہنے ہوے آگے بڑھا آج عہدۂ سپہ سالاری پایا ہی بہت بلبلایا ہی جیسے ہی
نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے مبہوت فیل زور نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی گلگون تن پوش
نے قصد کیا تھا کہ بہر پوش نے روک لیا کہا آج میدان مین ہم جائینگے آخر دونون شیر آپسمین تکرار
کرتے ہوے سامنے تاجدار کے آئے وہ خود صاحب جرأت و شوکت مین فرمانے لگے آج آپ
دونون صاحب تامل فرمایئے ہم خود میدان مین جائینگے دونون ہاتھ باندھنے لگے کہا ای شہریار ہم آپکو
میدان مین نہ جانے دینگے اگر خدانخواستہ سرکار کو کوئی چشم زخم پہونچا تو ہم لشکر مین منھ دکھانے کے
قابل نہ رہینگے عرصہ جو ہوا مبہوت فیل زور نے آواز دی آج کوئی میدان مین نہ آئیگا مین وہین
آؤن آکر سمجھاؤن مین مثل تمہارے نہین ہون بہر پوش نے دامن چھیڑا یا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
سب نے کہ نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان مع سرداران صف شکن
و شاپور شیر دل عیار کے آکر پہنچے شاپور نے کہا حضور قہار بہر مقابلہ آیا تھا مگر نقابدار بہر پوش
نے ایسا ٹھونکا ہی کہ قہار خود میدان مین نہین نکلا اور پہلوان للکار رہا ہی ایک میدانداری ہو چکی ہی
یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان نے گھوڑا بڑھا کر آواز دی کہ ای بہادران تم لوگ تکلیف نہ کرو
مین سمجھ لونگا یہ کہتے ہوے سامنے مبہوت فیل زور کے پہونچے تگاور زن ہوے تگاور مین گھوڑا
ایرج نوجوان کا زیادہ ہٹا شاپور شیر دل حیران کہ یہ کیا اسرار ہی گرد بن اشتقر ایسا مرکب ایرج
نوجوان ایسا شہسوار کبھی اسمین عجب نیزہ چلنے لگا شاپور شیر دل ٹہلتا ہوا قریب عیارون کے آیا
دو عیار ساتھ شاپور کے جو منہ سے نکلے کہا ای فخر زمان خواجہ عمرو آپکی عیاریون کا ملکون ملکون
مین شہرہ ہی شاپور نے کہا یارو کچھ دشمن کی بھی خبر ہی یہ پہلوان تگاور مین ہمارے آقا پر غالب آیا
بڑے تعجب کا مقام ہی صاحبقران گیتی ستان نے ہمارا آقا فنون سپہگری مین برابر یا زیادہ کر
مارا کہ عالم عالم آگاہ ہی اشتقر دیوزاد کے دو دانت ٹوٹے عیار ضیغم نے کہا یہ ہیکل جو گلے مین پہنے ہی
یہ ساحرہ کی بنائی ہی اس طور سے ثابت ہوا کہ کل یہ گلے مین قہار کے تھی یہ سنکر شاپور شیر دل قریب
ایرج نوجوان کے آیا خبیثہ کرم خوار تو اس غرور مین ہی کہ گلے مین ہیکل ہی اب شب فنون مین غالب
ہو گا شاپور شیر دل نے دیکھا ایرج نوجوان الجھ الجھ کر نیزہ بازی کر رہے ہین ہر مرتبہ مبہوت
بچا جاتا ہی کہ نیزہ نکال دون ایرج نوجوان جان دیتے ہوے نیزہ بازی کر رہا ہی شاپور شیر دل
نے زبان عربی مین ایرج نوجوان کو سمجھایا ایرج نے فوراً ہیکل کو نیزہ سے اڑایا ہیکل آسمان
پر چمک کر زمین پر گری شاپور شیر دل نے اٹھا لی بس بتعجیل نیزہ اسکا ٹھکر ہوا لی کیا اسنے غصہ مین ہاتھ
تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر گریبان ہاتھ دے کر اٹھا لیا
دست زبردست پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا چو رنگ ہوا کیا پھر ایرج نوجوان نے نعرہ لگایا
او قہار بھگوڑے دیکھ مردان عالم یون نامردون کو مٹاتے ہین خبیثہ کرم خوار نے پلٹ کے دیکھا
مبہوت فیل زور تو مارا گیا قہار وا ایرج نوجوان سے نیزہ چل رہا ہی گھبرا گئی کہ کیا غضب ہوا لگر
قہار بڑا جاتا ہی اور ہر مرتبہ طرف ہیکل کے دیکھتا ہی کبھی پکار کے کہتا ہی کہ رات کی بات نہ بھولنا
اب تو خبیثہ کرم خوار نے سنبھل کے ایک دانہ ماش کا مارا ایرج نوجوان کا ہاتھ کانپا نیزہ ہاتھ

سے نکل گیا قہار نے بڑا ناز کیا ایرج نوجوان نے غصے میں ہاتھ تلوار کا مارا مگر تاثیر سحر سے ہاتھ میں رعشہ آ گیا
اسنے ادھر سپر کی لگا دی ایرج نوجوان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اسنے گرتے ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا زنگی
دوڑ پڑے ایرج نوجوان کو جھٹ پٹ مسلسل و مطوق کر لیا شہزادہ کو ہمراہ ... ان بخت یعنے گلگون پوش
کو بہت ناگوار ہوا تھوڑا اڑا کر قہار پر جا پڑے جاتے ہی نیزہ مارا مگر ملکہ سوسن گلعذار بشکل سرو ... نکل
قمری بیٹھی تھیں تیز تر جا بیٹھا بشکل طائران و عندلیبان خوش نوا بیٹھی ہوئی ہیں خبیثہ کرم خوار کی بھی ...
بازو ... بنی ہوئی نہروں میں شناوری کر رہی ہیں ایرج نوجوان کے زیر ہونے پر جو خوشیاں ہو رہی ہیں
اور نوبت و نقارے بجے اب جو دیکھا حقیقت میں جو جوان برائے مدد نقابدار آن آیا تھا اُسکو بے جگری
بیمار ہے ہیں اور گلگون پوش اور قہار سے نیزہ چل رہا ہے اور گلگون پوش پریشان پریشان
چہار جانب دیکھتا ہے بسبب سحر خبیثہ کرم خوار کے طاقت کم ہوتی جاتی ہے ملکہ گھبرا گئیں دل میں
کہتی ہیں ہمنے بڑا غضب کیا جو جوان برائے مدد آیا تھا گرفتار ہو گیا اب گلگون پوش الجھ
الجھ کے لڑ رہا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی زیر ہو جاوے بس ملکہ نے اپنے جوڑے سے ایک ترنج سبز نکالا
اور طرف میدان کارزار کے پھینکا وہ ترنج پھٹا خبیثہ کرم خوار نے جو دیکھا کہ کسی نے ترنج
سحر پھینکا اسنے اُسکے جواب میں ایک بیضہ فولاد ... پھینک مارا ترنج و بیضہ دونوں لڑ کر میدان
میں گرے مگر سحر ملکہ سوسن گلعذار نے یہ تاثیر دکھائی کہ ہاتھ پاؤں میں قہار کے رعشہ آیا گلگون پوش
نے بتعجیل نیزہ اُسکا نکال لیا اور کلائی پر جو ہاتھ پڑ گیا ایک طمانچہ مارا قہار کو چرخ آیا بے اختیار زمین
کی جانب بیٹھا کہا یارو تم دیکھتے ہو اس گلگون پوش نے طمانچہ مارا اسے میدان لے لیا اسکو مار لو فوج دوڑ
پڑی ... غصے میں کانپ رہا تھا سرداران ایرج آمادہ ہو کر بڑھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے ادھر تو
تلوار چلنے لگی ادھر خبیثہ کرم خوار و ملکہ سوسن گلعذار سے سحر چلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہو گیا خبیثہ
سحر کرتی ہے چونکہ مالک مرحلہ طلسم نور افشان ہے اسکے سحر سے ملکہ سوسن ٹھہرا جاتی ہے ہرچند سرداران
ایرج نوجوان کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے آقا کو چھڑا لیں زنگیوں نے ایرج نوجوان کو مسلسل کرکے
ایک خیمہ میں پہنچا دیا اور ہزار زنگی گرد خیمہ کے کھڑے ہیں اب یہ واضح ہو کہ جب سحر خبیثہ نے ترقی کی
لشکر قہار غالب آنے لگا تھا ... و سرداران ایرج نوجوان زنگیوں کو پامال کر رہے ہیں کبھی غالب
کبھی مغلوب فلک کج رفتار اپنی کجروی پر مغرور خبیثہ کرم خوار بھی ظاہر ہوئی اور سوسن بھی صورت اصلی
پر ہے سب دیکھ رہے ہیں کہ ایک نازنین مہ جبین سحر کر رہی ہے کبھی بلند ہو جاتی ہے کبھی نیچے آتی ہے نور چہرہ ملکہ
سوسن گلعذار سے وہ خارستان دشمن خبیثہ کرم خوار کے چہرہ کی تاریکی سے مثل پردہ ظلمات کنیزیں بھی جا بجا
کی مرمر کے گر رہی ہیں ایک مقام پر ملکہ سوسن نے تیغہ سحر نیام انتقام سے کھینچ کر خبیثہ پر ہاتھ مارا اُسنے چادر سیاہ بنائی
سپر سر پر کھینچ لی پیچھے سے چادر کو نہ کاٹا اسی چادر نے خبیثہ کا پردہ رکھ لیا جواب میں خبیثہ نے تیغہ مارا ملکہ سوسن کے بڑا زخم
تیغ نے سوسن کے زبان درازی کی سر پہ گیا زخم آیا ملکہ بچی تھی اب خبیثہ نے سایہ میں تلوار کے سوسن کو لیا چاہا تیغہ مارنے
سر اڑ جاوے ملکہ بچی ہی جاتی ہیں قضائے کار ایک ساحر کہ سیاح جادو نام ہے ہوا سے قریب ایک مقام پر دیکھتا ہوا
آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا دنائے شنائے کی آواز کان میں آئی اسنے جھک کر دیکھا جنگل میں عجب تلاطم ہو رہا ہے ہوں میں تلوار چل رہی ہے دم
سے تمام صحرا ملون ہے طور کے جادو کسی نے آگ برسائی کسی نے پانی برسایا اپنے حریف کو ٹھنڈا کیا شعلے ...

نگاہ سیماب جادو کی جمال بے مثال ملکہ سوسن پر پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین نمکین بوٹا سا قد سر سے خون بہ رہا ہے دو گیسو
جواہر میں غوطہ مارے وہ غنچہ دہن مجبور رونا چاہتی ہے ہچکی بندھتی جاتی ہے ایک غضب ہے فلک کی نافہمی مکر و شعبدہ میں لاثانی جادو گرنی تھی دیکھا تو
ہاروں سر اُٹھائے بس سیماب بیقرار ہو گیا سحر کر کے ایک نخل کے سایہ میں آیا ایک گولا فولادی جھولی سے نکالا اُسپر اُسنے سحر پڑھا
یا ساحری جمشید کہکر خجستہ پر مارا اُس گولے سے ایک برق چمکی سر خجستہ کے گرد چرخ کھانے لگی خجستہ منھ کے بھل گر پڑی تا خبر ہے آخر
گولا تھا یہ دل کی گرد و نگاہ سنبھلے بیہوش ہو گئی ملکہ سوسن نے جو حریف کو بیہوش پایا چاہا بھجت سر کاٹ لون سیماب نے ایسا ہی سحر کیا سوسن
کی بھی بازو رازی سستی ہوا رہا تو سے چھوٹ گئی سیماب نے جھپٹ کے بچہ کمر میں ہوس کے دیا ایک بارگی بلند ہوا تموج ہوا اور سحر سیماب سے ملکہ
کی آنکھیں بند ہوئیں وہ درد مند کنیزان خجستہ نے جو دیکھا کہ ہماری بی بی بیہوش پڑی ہے اور وہ نازنین غائب ہو گئی دوڑ کر اپنے مالک کو گود میں
اُٹھایا ہوا اور پر ڈال لیا طرف صحرا کے لے بھاگیں کنیزان سوسن بھی حیران پریشان افتان و خیزان متردد بجوش ایک صحرا میں بھاگ گئیں اپنے دلمیں
سمجھیں کہ شاید ملکہ سحر کر کے الگ ہو گئیں جس مقام پر سحر تیار کر کے بیٹھی تھیں وہیں آ بیٹھیں ہمکو بھی ملیگی یہ سب کنیزیں اسی صحرا میں جا کر ٹھہریں قیماز جب پلٹ کر آیا
اپنی بارگاہ میں پہنچا زخم کھائے ہوئے ہر دہان زخم سے صد الامان الامان بلند بسبب زخم کاری کے درد مند خجستہ سامنے آئی دیکھا
بیہوش و مدہوش ہے جب کئی چھینٹے پانی کے دیئے خجستہ نے آنکھ کھولی مگر کانپ رہی ہے قیماز نے پوچھا کیوں صاحب مزاج کیسا ہے خجستہ
نے جواب دیا عجب معرکہ گذرا میں نے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لیا ہوتا میرا سحر اسپر غالب تھا دل تردد منزل اسکے قتل کا طالب تھا گھبراہٹ بھی
تھی لیکن نہیں معلوم کیا ہوا کہ میں بیہوش ہو گئی اب تک مزاج درست نہیں کمال سحر میں ایک وحشت نہیں دلیر غدار المطلب پر ہجوم غم
سو قیمت تک دل گھبرا رہا ہے یہ تو گرتے گرتے دیکھا کہ اسکو کوئی اٹھا لیگیا میں نے اپنے کو ہر چند سنبھالا اور کہ نہ سکی مگر اب ایرج
تیرے قبضے میں آگیا ہے یہ باقی لوگ بھی تیرے ہاتھ سے زیر ہو جائینگے تیرے دست زبردست سے امان پائینگے مبہوت
اپنی حماقت سے مارا گیا اس چالاک وحیت نے بیکل اسکے گلے سے نکال دی تھی زور اصلی میں مارا گیا یہ سنکر قیماز نے
طبل جنگی بجوا دیا یہاں جب نقابدار پلٹ کر آئے لشکر ایرج نوجوان کہ بے سردار تھا ہمراہ نقابدار حملہ سردار انہیں
کی بارگاہ میں آکر بیٹھے بادل پوش نے فرمایا اے عمر تشا پور شیر دل ہمارے تینوں عیار بھی بلائے روزگار ہیں مگر
تم تعلیم کردہ خواجہ عمرو ہو عمرو نے یہ چاہا تھا کہ چالاک سے تمہارا مرتبہ بڑھا دیں تمنے ایسے ہی کارہائے نمایاں کیے
کہ تمام عالم میں مشہور ہیں آج یہ سانحہ گذرا کہ ملکہ خالہ ہمشیرہ ملکہ سوسن کہ ہماری سپہ سالار ببر پوش بر مایل ہیں ہمشیرہ
ہماری بھی تاکید تھی کہ کوئی ہمارے حال سے آگاہ نہو مگر کیونکہ نام بھی سنا کہ خجستہ نام ساحرہ بے عدیل ہے قیماز کی کفیل
ہے اسنے ظاہر میں سحر کیے ملکہ نے گلگون پوش کو اسکے مکر سے بچا لیا ایرج جو زیر ہو گئے حقیقت میں غفلت ہوئی آخر میں
اُنہنے دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہوئی نہیں معلوم کیا سانحہ گذرا کہ ملکہ غائب ہو گئیں خجستہ بیہوش ہو گئی فوج بھی قیماز کی
رو پوش ہو گئی ابھی خبر ملی ہے کہ خجستہ ملعونہ بصورت سیدل دربار میں موجود رہتی ہے آپ وہ کام کریں کہ اس ساحرہ کا انتظام
ہو اس عیاری میں بھی آپکا نام ہو یہ کیونکر بیہوش ہوئی اور ملکہ کیونکر غائب ہو گئی شاپور نے کہا انشاء اللہ میں وہ فن میں دکھا
دونگا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ آفتاب دولت روشن ہے ابر فیض شہنشاہی سے خارستان دنیا رشک گلشن ہو
قیماز نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خجستہ ملعونہ بیہوش ہو کر آئی تھی اسکو بمشکل ہوشیار کیا گویا فتنۂ
خوابیدہ کو بیدار کیا وہ بھی حیران تھی کہ مجھکو کسنے بیہوش کیا اب اسنے طبل جنگ بجوایا ہے جو سردار مقابلہ میں قیماز کے جائیگا
سحر کرکے گرفتار کریگی اپنی شعبدہ بازی دکھائیگی یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے مگر محل انتشار
ہے شاپور نے عرض کی کہ غلام جا کر فکر کرتا ہے یہ تو بتا دیجئے کہ ملکہ عالم کے آنے کا کہاں مقام تھا تینوں عیار روانہ کیا یہ دونوں
بیکر سحر اس سبزہ زار ہے اس مقام پر ہو دس پہنچیں شاپور نے تینوں عیار روانہ کیے ساتھ لیا کچھ باتیں سمجھا کر صحرا میں یا عیار دوڑ کر الگ ہو گیا آیک

کنیز کی شکل بنکر مجمع کنیزان مین آئی یاد دیکھا وہ سب منتشر و پریشان ہین فغان کر رہی ہین کہ ہماری ملکہ کو کون لیگیا سکو داغ دے گیا
شاپور عرصہ تک وہان ٹھہرا جس چیز کا خواہان تھا وہ نہ حاصل ہوئی تسکین دل نہوئی آخر پلٹ آیا اُن تینون عیارون نے
پوچھا کہین حضرت صاحب کیا آپنے دریافت کیا شاپور نے کہا جس بات کا مین خواہان تھا وہ نہ نشان ملا اول تو ہم خجستہ واجب القتل
ہے اب چلکے تدبیر کرتے ہین تم تینون بھی صورتین تبدیل کرو شاپور نے بھی اپنی صورت ایک جوان آتش پرست کی بنائی چند چیزین
اسی قطع کی درست کرکے طرف لشکر قہار کے چلا یہان قہار کا دماغ ترتیب پاتا جاتا ہے اپنے پہلو مین خجستہ کے بہوت مجلس
نشین نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے کہ شاپور ایک شخص خجستہ الفعال مرد کی شکل بنکر دربار مین پہنچی ہوئی باتین کر رہی ہے چوبدار نے
عرض کی آج در دولت پر تماشا کرنیوالے حاضر ہین انکا قول ہے کہ مثل ہمارے آجتک اس حوالی مین کوئی نہین آیا نام سرکار کا
سنکر آئے ہین قہار خوش ہوگیا کہا بلاؤ خجستہ نے بھی کہا صاحب یہ لوگ کمال کھاتے ہین لاکھون روپیہ پاتے ہین چوبدار گیا
تماشے والون کو اندر لایا قہار نے دیکھا کہ ایک جوان بوضع آتش پرست اور تین آدمی رنگ زرد اُسکے اسباب لادے ہوئے دربار مین
آئے تماشے کرنا شروع کیے طرح طرح کے عجائب غرائب تماشے دکھلاتے کہا حضور درخت انبہ کا بناؤن آپکے یاد مین بہتری یہ ہے کہ تمام
بھائی بند درخت بناتے مین پھل کھلا نہین سکتے ہمارے تماشے مین پھل ملیگا کہ غنچۂ آرزو کھلیگا ابھی پھل پیدا ہون سب صاحب
نوش کرین قہار نے کہا اکثر تماشا کرنے والے آئے مگر پھل کسی نے نہین کھلائے اس جوان نے عرض کی ہاتھ کنگن کو آرسی کیا
ہے ابھی ملاحظہ ہو یہ کہکے ایک درخت لگایا پانی اسمین ڈالنا شروع کیا یکایک جھونکے ہوا کے چلنے لگے غبار زرد اڑا سبنے
دیکھا کہ سرخ سرخ انبہ لٹک رہے ہین بہت تعریف کی تماشے والے نے سلام کیا کہا حضور غلام کو بھی پھل بٹلے پالیان
صحبت کو کھلاؤنگا خجستہ کہ بصورت طفل امرد تھی ہاتھ بڑھا کر پھل لیا اُسکے پھل سے آگاہ نہ تھی جوان نے کہا حضور سب
پیٹ بھر کر کھا لین اہالیان صحبت نے انبہ دل بھر بھر کے کھائے اب تو تماشے والے نے باغ لگا دیا لوگ کہہ رہے ہین
کہ اسنے بڑا کمال کیا اتنے عرصے مین پھل بار بھیجے گئے سبنے کھائے صحبت مین تو کوئی باقی نہ رہا جیسے ہی قہار نے کہا یا خجستہ
سے کہا ای جان جہان و آرام وراحت ناتوان اسوقت تخلیہ مین جلوہ خوب راضی کردیگا خجستہ نے کہا اے دیوانے مجھے زیادہ کون ستاتا
تو تیری بے غیرتی نے مجھکو مجبور کیا دیکھو اور ملک کے لوگ بھی موجود ہین تو نے بیحیائی پر کمر باندھی مسلمانون کو خبر ملیگی تیری تلاش کو
نکلینگے قہار نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہے تنہائی مین چلکے جواب باصواب دونگا ہرچند خجستہ نے انکار کیا قہار نے نہ مانا ہاتھ
پکڑ کر کھینچا جیسے ہی اُٹھکر دونون چلے اُس پھل کھانیکا یہ ثمر ملا لڑکھڑا کر گرے پہلوان لینا لیا کہکر اُٹھے تھے کہ
بیہوش ہوئے شاپور نے نعرہ کیا اور عیارون سے کہا تم نکلجاؤ مین اسکو قتل کرکے آتا ہون تینون نے کہا اے صاحب
قہار کا بیٹے سر کاٹ لیجیے شاپور نے پشت دست کاٹ کر کہا خبردار کبھی ایسی حرکت نکرنا صاحبقران کا سب عیارون
کو حکم ہے کہ نامبردارون اور پہلوانون کو بیہوشی مین قتل کرنا خلاف قانون ہے فقط ساحرہ کی تدبیر کرونگا تینون عیار
تو نکلگئے شاپور نے خجستہ کی زبان مین سوزن یا پشتارہ باندھکے کنارے رکھا خیال آیا کہ قہار کو تھوڑی سی
سزا دیدون کہ یاد رہے پھر کسی مردان عالم کے ساتھ نہ کرے لیکن قضائے کار خجستہ نے بھی اپنی کنیزون کے واسطے ایک باغ
ویران تجویز کر لیا تھا انھین سے بستی بکھین مراد یہی تھی کہ راز مخفی رہے وزیرزادی اُسکی کہ اُسکو متقرب قرار دیا تھا وہ اکثر تخلیہ
مین بھی شریک رہتی تھی طیوران جادو اُسکا نام ہے جب کنیزون نے باغ مین آتا دیکھی بحیرت کلام کر رہی ہے کہ صاحب مین نے
خود دیکھا کہ ایک جوان آسمان سے آیا ہماری ملکہ پر سحر کیا سوسن گلعذار کو اٹھا لیگیا نہین معلوم کون تھا ملکہ عالم
بیہوش تھین مین کیفیت اصلی نکہنے پائی اب دربار مین جاتی ہون اُنسے پوچھون کہ آپ نے کسی صاحب کو مقرر کر دیا
تھا سوسن آپکے قبضہ مین آگئین یہ کہکر طیوران اڑکر چلی اُسوقت پہونچی کہ شاپور شیر دل پشتارہ خجستہ کا باندھکر

ایک گوشہ میں رکھ چکا تھا اور قمار کی ڈاڑھی مونچھ مونڈ کر طناب کی رسی اسکے پاؤن مین باندھ کر الٹا لٹکا دیا تھا اور ایک پرچہ لکھ
رکھا تھا کہ اسکے جیب پوشش مین تھا مضمون درج اسکا یہ تھا اب خبردار کبھی ایسی حرکت نکرنا آسمان سے نعرہ ہوا اسمعیل بیران جادو باز والون کو
اُسنے جو حوالی بازار پڑتے دیکھا سمجھی کسی عیار کا گذر ہوا دوڑ رہی ہے نعرہ کیا شاپور نے جو دیکھے آسمان سے ایک ساحرہ آئی ہے
جھپٹ کر گرفتار و جعبہ کا پشت پر لاد ادراجہ چاک کر کے نکل گیا طرف صحرا کے بھاگا یہی خیال ہے کہ ساحرہ مجھے نہ آئی ہر دم
ایک درہ کوہ کے پہونچا ایک پتھر کی آڑ مین شتابارہ رکھ دیا خیال ہے کہ اگر اسکو بھیجونگا تو سپاہ سے نقابدار بادلہ پوش کے پہونچا
یہ سوچ کر طرف لشکر کے تھا گا یہان ظلموران دربار مین قمار کے پہونچی رنگ بارگاہ دگرگون پایا قمار کو دیکھا الٹا
لٹک رہا ہے ہوشیار کیا کہا ای شہریار کوئی عیار مسلمانون کا آیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتی اپکا بھی سر کاٹ لیتا میرے خوف
سے بھاگ گیا مگر ملکہ عالم کا نشان نہین معلوم ہوتا ہے گرفتار کر کے لیگیا مین تلاش مین جاتی ہون ظلموران تو قمار کو ہوشیار
کر کے چلی گئی قمار بگڑتا ہوا ہر ایک کو ہوشیار کرتا پھرتا ہے دیکھا دروازے پر ہنگامہ ہے لکیسے الگ لڑ رہا ہے کوئی روتا ہے کوئی
ہنستا ہے کوئی کسی پر آوازے کستا ہے سبکو خفا ہوا چونکہ ڈاڑھی مونچھین منڈ گئین غیرت مین نقاب چہرہ پر ڈال لی صبح جو چلی ہے ستارہ
سحری آسمان پر چمکا قمار باہر آیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا اودھر سے نقابدار مع سرداران ایرج نامدار میدان کارزار مین آئے
ہیں اور انتظار فوج دشمن کر رہے ہین دل تینون عیار آکر پہونچے برقپوش سے تعریف شاپور کی عیاری کی کر رہے ہین کہتے مین
حضور فرزندان عمرو کی کیا بات ہے عیاری نہین بلکہ کرامات ہے برقپوش نے جواب دیا ای عیاران نامی مہتر شاپور تو پسر وا
مخر و دمان خواجہ عمرو ہے یہ ذکر تھا کہ شاپور بھی آکر پہونچا کہا حضور مین نے اُس ساحرہ کو پکڑ لیا زیادہ مہلت نہ پائی
ایک کوہ کی درہ مین چھپا آیا ہون اب باطمینان میدان کارزار مین چلیے سرداران ایرج نے جو یہ سنا میعاد عیار
رشک دراز گردن اپنے آقا کا عاشق ہے کہا ای نقابداران عالی مقدار آج غلام جا کر میدان مین قمار سے لڑیگا
مغلوب بھی کر دیگا لاشعلے لگاران سے میدان بھر دیگا یا اپنے آقا کو چھوڑا لائیگا دیکھا قمار بھی لرزان ترسان میدان
مین آکر پہونچا سلح شوری کر کے آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو نکلے میعاد جا پڑا بعد تکاور نیزہ چلنے لگا میعاد نے نیزہ
قمار کا نکالا قمار نے ہاتھ تلوار کا مار میعاد جان دیکر لپٹ پڑا قمار سے کشتی ہونے لگی قمار مجبور ہو سطی نگاہ اٹھا کر
ہر جانب دیکھتا ہے اپنے مددگار کا جویان میعاد نے عاجز کر دیا دو پہر کی کشتی مین میعاد نے زیر کیا چاہا مشکین باندھ لین
اسکے فوج والے دوڑ پڑے مغلوب ہوگئی سرداران ایرج خود خوابان تھے اٹھے بڑھتے پڑا دیر جا پہونچے وہان قمار
گھبرایا ہوا ایک مرکب پر سوار ہوا پکار کر آواز دی ارے اُس قیدی کا سر کاٹ لو پڑا دو سب آ گئے جمعدار اسکا کہتا
ہوا دوڑا اُس قیدی کو خیمہ سے باہر لاؤ پہلوان دوران نے قتل کا حکم دیا ہے ایرج ایک خیمے مین سنسنسل بیٹھے تھے
کہ اُس جمعدار نے سر زنجیر ایرج کو تھام کر کھینچا کہا او گنہگار تیرے قتل کا حکم ہے ایرج نہ اٹھے جمعدار نے سونٹا
اٹھایا چاہا انکو مارے ایرج کو غصہ آیا قید توڑ کر پھینک دی جمعدار کو ایک طمانچہ مارا جمعدار کا سر اُڑ گیا
اُسی کی تلوار لے کر نعرہ کر کے لڑنے لگے سرداران ایرج نے یہ دور سے دیکھا ہمارا آقا چھوٹ گیا سب
لڑتے بھڑتے جا پڑے برقپوش بھی نعرہ کر کے جا پہونچا سب سے زیادہ گلگون پوش کو تردد ہوا بادلہ پوش
بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لڑتا بھڑتا قریب قمار پہونچا قمار نے ہاتھ تلوار کا مارا آیا بادلہ پوش نے سپر کو چہرے
کی بناؤ کیا صاف بہ آسیب سپر تلوار کو روک لیا اژدہا سے ہاتھ نکال کر قمار پر مارا سر قمار کا زخمی ہوا
زخمی ہوتے ہی بدحواس ہو گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ ساتھ والے
دوڑ پڑے قمار نے کہا یارو اب مجھ مین لڑنے کی طاقت نہین ہے افسران نے گود مین اٹھا لیا ہوا اور پڑا لگے نے بھاگے ایرج نے

لشکر میں تہلکہ ڈال دیا تینوں نقابدار بھی خوب لڑے بڑا قہار کا لوٹ لیا خیمے جلا دیے گلگون پوش نے آج ایرج کے سامنے خوب
وار زخم کھائے مگر افسران فوج کو تاک تاک کے مارا اگر ایرج نے کمیدان کو مارا تو گلگون پوش نے رسالدار کو قتل کیا
فوجوں کو شکست دی قہار شکست خوردہ طرف صحرا کے بھاگا اب ایرج اور نقابدار جنگ کر کے اپنی بارگاہ میں آ کر
ٹھہرے لشکر بھی ملے ہوئے فروکش ہیں ایرج نوجوان کو یہ بڑا خیال ہے کہ نقابداروں کا حال کھلے پردہ دوئی درمیان
سے اٹھے میں انکو طلسم پر جانے دوں طرف لشکر کے روانہ کروں بادشاہ عالیجاہ و اسد نامدار و نور الدہر بہت خوش
ہونگے بہر پوش کے طرف متوجہ ہوئے فرمایا ای شیر بیشۂ جرات ای دلبند اسد اب ہمسے پردہ کیا ضرور ہے یہ کیا طریقہ لشکر کشی
ہے یہ بھی خبر پائی کہ کوئی ساحرہ بھی ساتھ ہے یہ مضمون تو صاف صاف ہے بزرگوں کے قانون سے بالکل خلاف ہے ہم طرف طلسم
نور افشان کے جاتے ہیں تم لشکر ظفر اثر صاحبقران میں جاؤ شہر غروبیہ باختر سب موجود ہیں تمہاری زبان سے
یہ حالات لشکر جد عالی تبار کو بھی کوشش ہوئی خود اس طلسم پر آئینگے یا خواجہ سلامت کو بھیجینگے دونوں صورتوں میں مشکل
کی ظاہر ہوگی تم ابھی تینوں صاحب کمسن ہو نشیب و فراز عالم نہیں دیکھا کسی بلا میں پھنس جاؤگے عالم عالم دنیا دنیا تمہارے
بزرگوں کے نام کے دشمن ہیں بہر پوش نے کہا آپنے پھر وہی جھگڑا پیش کیا نہیں معلوم آپ کیا سمجھے ہیں اور بیان کیا ضرور
ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم لشکر صاحبقران میں جائیں مذہب البتہ ہمارا آپکا ایک ہے جب خدا کسی قابل کریگا
ہم بھی خوب جانتے ہیں کہ وہ لشکر مرجع عالم ہے ضرور انسے مقابلہ پڑیگا ایرج ہنستے جاتے ہیں ضبط کر کے فرماتے ہیں
اب ہمکو دھوکا نہ دو اس پردہ پوشی میں خرابی ہے ہمارے دلکو بیتابی ہے نقاب چہرہ سے اٹھاؤ اسوقت شاہزادہ ضیغم و
سرو سہی قد و مہران جوان بخت اپنے عیاروں سے اشارے کر رہے ہیں یارو کچھ تدبیریں کرو اس ظالم کو ہمارے
سامنے سے ہٹاؤ ہمیں ابھی افشا ظاہر کرنا منظور نہیں ہے یہ شیر دامن گیر ہے ہمارے حال ظاہر ہونے کی تدبیر ہے شاپور شیر دل
عقب ایرج نوجوان مسخری کر رہا ہے کبھی چپکے سے کہتا ہے نقاب اٹھا لیجیے دربار میں تو یہ ذکر ہے مگر طیوران ڈھونڈھتی ہوئی
سب طرف پھر رہی ہے جہاں شاپور نے درۂ کوہ میں شیشہ رکھا تھا جو نکلا ہوا کا جھلا سنگ گر گیا دوسے طیوران
نے دیکھا ملکہ خبیثہ زبان میں سوزن کندوں سے مشکیں بندھی ہوئیں بحال خراب ایک مقام پر پڑی ہوئی ہے قریب
آتے ہی زبان سے سوزن نکالا مشکیں کھولیں ہوشیار کیا خبیثہ گھبرائی ہوئی اٹھی منھ سے نکلا میاں کیا خوب تماشا کیا
انکو انعام معقول دو طیوران نے کہا بی بی کون آپکو باندھ کر ڈال گیا خبیثہ نے کہا مجھکو خبر نہیں دربار میں آ کے بیٹھی
تھی ایک تماشا کرنیوالا آیا اسنے سکو آئینہ دکھلایا پھر مجھکو خبر نہیں معلوم میرے معشوق پر کیا گذری یہ کہکر رونے
لگی طیوران کو ساتھ لیکر چلی اول باغ ویران میں آئی اپنی کنیزوں سے ملی انکی زبانی بھی کچھ حال قہار کا ثابت ہوا وہاں
سے نکل کر چلی ایک صحرائے وحشتناک میں پہنچا ایک ٹوٹی سی بارگاہ استادہ ہے لشکر قہار خستہ شکستہ زخم دار بیقرار حیران
و پریشان پڑے ہیں مطبخ سرد چہروں پر گرد خبیثہ سامنے قہار کے آئی قہار خبیثہ کو دیکھتے ہی رونے لگا کہا ای
معین و مددگار تیری وجہ سے میری آبرو ہے تو میری زینت پہلو ہے نقابداروں نے مجھے بہت ذلیل کیا میں نے
شکست فاش کھائی قیدی بھی چھوٹ گیا میں شکست کھا کر یہاں آیا تمکو عیار لے بھاگا تھا کیونکر جان بچی
خبیثہ نے کہا ای قہار دیکھے تیرے ساتھ کیونکر جان بچتی ہے میں نے بیٹھے بیٹھے اپنی جان پر یہ عذاب لیا
پچھتاتی ہوں کہ کیوں تیرا ساتھ دیا قہار نے کہا ای جان جہان اگر تم چلی جاؤگی تو مجھکو یہ لوگ زندہ نہ چھوڑینگے
اب وطن میں منھ دکھانے کے لائق نہیں رہا میری ہی حماقت سے باپ مارا گیا خبیثہ نے کہا لشکر تیار کر میں
بھی جا کر کل مسلمانوں کو تیرے ہی ہاتھ سے گرفتار کراتی ہوں یقین ہے کہ وہ عیار بھی اس لشکر میں ہوگا

ظالم نے روپ بھرا کسی تدبیر سے درخت لگایا انبہ اسقدر کیونکر پیدا ہوے کوئی نہ سمجھ سکا ابھی بدلا لیتی ہون آگ لگا دونگی یہ لشکر
خود تو بلند ہوئی اسحر کرتی ہوئی چلی قہار نے لشکر تیار کیا فوج بھی آراستہ ہوئی قہار چلا یہان بارگاہ و نقابداران
میں ہی تردد تھی جو تحریر کر گیا ہوں کہ ایرج سے بیہوش چاہتا ہی پردہ رہے کہ یکایک ہوا سے سرد چلی شاپور تو
نور ابارگاہ سے نکلکر بھاگا دل میں سمجھ گیا کہ خدا خیر کرے یا تو جنگل میں ہوا گرم چلتی تھی اب کیون ٹھنڈی چلی یکایک آسمان سے
ایک ساحرہ سحر کرتی ہوئی آتی ہے ادھر اسے گرد بھی اڑی علم ہائے زنگاری نے پھریرے کھولے نشان لشکر ظاہر ہوا مگر قہار نے جو اپنے
مددگار کو دیکھا کہ آسمان سے سحر کرتی ہے اور نعرہ بھی کر دیا کہ او قہار سبکو مار لے اپنی شکست کا بدلا لے یہ جو قہار نے سنا
خوش ہو گیا لشکر نقابداران و ایرج نوجوان پر جا پڑا جیسے ہی قہار کے نعرے کی صدا بلند ہوئی عیار رو نے کہا
حضور غضب ہوا بیہوش نے ایرج سے ہاتھ چھوڑا بادلہ پوش تخت سے اٹھے لشکر میں قرنا ہوئی سپاہیوں نے
جیسے ہی کمر باندھی ہاتھوں میں رعشہ تلوار پر قبضہ نہیں خنجرون میں خم تلوارین بیدم تیر ترکشون سے سہم کر نکلے پڑتے ہیں
علمداروں نے بال کھولدیے نیزے اینٹھے اور طعن کرتے تیغ زنی کے قلعے میں جھجک نقارے کی آواز میں تشدید رنگ لشکر دگرگون سپاہیوں
کا کلیجہ خون لینا لینا کے بدلے بھاگو بھاگو کی صدا ہی جو اٹھا شور کے بھل گئی ایرج و تینوں نقابدار بارگاہ سے پریشان
خاطر نکلے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں بعاد بنہ اپنی بیکسی پر روتے ہیں گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے جاتے ہیں
سوارون کو پٹک دین زیر ران سے نکل جائیں پیدل نے کل قدم نہیں اٹھتا دل بیٹھا جاتا ہی قلب ٹھہر آتا ہی جنبش
نے آسمان سے ایسے ایسے تحریک زمین سے دھوان نکل رہا ہی ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی شاخون پر بار غم تھی
کف افسوس ملتے ہیں عندلیبان خوش نوا کے کلیجے جلتے ہیں نہرون کو جوش مصیبت ہر حباب چشم حیرت موجہ شمشیر لاشون
کے جابجا ڈھیر ایرج نے دور سے دیکھا سردار میرے جابجا کھڑے ہیں ملازمان قہار گرفتار کر رہے ہیں کسی میں
طاقت نہیں بیقرار ہو کر قہار پر جا پڑے مگر ایسا مرکب شائستہ قدم زمین پر نہیں جما طرارے بھرتا ہی جاتا
ہی راکب کو گرادون ایرج قریب قہار کے پہونچے وہ سمجھا چالاک وحیث ارادہ درست لڑتا ہوا آتا ہی
خوب یقین کامل ہی کہ مددگار سر پر موجود ہے ہر مرتبہ قہار کو مطمئن کر رہی ہے سحر کرتی پھرتی ہی جو ارادہ کیا وہ پورا
ہوا کوئی سامنے روکنے والا نہیں قہار نے ہاتھ ڈالا ایرج نے چاہا سپر کو اٹھاؤن تخت سیاہ و کا سامنا ہی ہاتھ نے بیوفائی
کی پاؤن نے ثابت قدمی نکی سر ایرج کا زخمی ہوا قہار نے بھر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ایرج بیہوش ہو گیا
گلگون پوش بھی گھوڑے سے بیہوش ہوکے گرا بادلہ پوش بھی بیہوش ہو گئے ہمراہیان قہار کو نامردی کے
جوش ہوئے ایک ایک جوان پر دس دس ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ گرفتار کر لیا افسر ہزار و دو ہزار پیدل سوار سب گرفتار
ہو گئے عیار بھی پکڑے گئے قہار نے بارگاہوں پر قبضہ کیا اب تو خشیشہ بھی آسمان سے اتری کل اہل اسلام کو تو گرفتار
ہی کچھ طرف صحرا کے بھاگے سب لشکر منتشر ہو گیا بیہوش ایک گوشے میں بیہوش پڑا ہی قہار نے سبکو ایک خیمہ میں
قید کیا خشیشہ بصورت اصلی اپنی ہوئے قہار سے مل کر بیٹھی کہا کیون قہار اب کیا ارادہ ہی ان سبکو قتل کر جلد طرف طلسم کے نکل چل
میں تیری مراد پوری کرونگی شاہان نو کو گرفتار کرونگی مجھکو انتظام طلسم کرنا پڑیگا قہار نے کہا اب تو رات ہو گئی کئی ہزار
آدمیوں کا قتل کرنا میدان خونی کی تیاری ہوگی صبح کو سب قتل کیے جائینگے سنتے ہی کہا اب تامل نکرو رات ہی کو حکم
کیجیے ملکہ عالم نے جو حکم دیا اسمین فرق نہ آنے پائے یہان تو یہ تدبیر تھی شاپور نے ایک نخل کی آڑ سے یہ سب معرکہ دیکھا
نہایت پریشان ہوا یہی سمجھا کہ جس ساحرہ کو میں نے گرفتار کیا تھا کسی نے رہا کر دیا اسنے یہ قیامت برپا کی ہی نگہبان جابجا
نگہبانی کر رہے ہیں صحرا میں ایک طرف چلا اس خیال میں کہ کوئی تدبیر کرون دور سے ایک باغ دیکھا مگر دروازہ بند شیشہ

گوشہ مین چھپا ہی ہزار دو ہزار ملازمان جان نثار تھے وہ جان نثاری کر رہے ہین نقابداران کو گھیرے تھے تو ملکہ نے یہ حال دیکھا کہ
خبیثہ گرم خوار یہ اعلان لڑ رہی ہی ملکہ نے اول سحر کیا جو شعلے بطرف رب تھے وہ بجھے ہوا سے گرم و سرد کو مٹایا ایسے
سحر کا رنگ جمایا سرداران ایرج بھی ہوشیار ہوے گلگون پوش و ایرج کو جنھون نے گرفتار کیا تھا وہ چھوڑ چھوڑ کے بھاگے
کسی پر بجلی گری زمین مین غار رسید ہوے کچھ زمین غرق ہوے کچھ سر ٹکرا کے مرنے لگے ایرج نے چھوٹتے ہی قیامت برپا کی گھوڑے
ان سبھون کے کوتل پھر رہے تھے اسیر سوار ہوے خبیثہ نے جو یہ حال دیکھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی ملازمان نثار ایران
و ہمراہیان ایرج تو پیچھے ہین ہمراہیان قہار جل رہے ہین گھبرا کے نعرہ کیا کہ ارے تو کون ہی کہ میرے سحر کو مٹایا ملکہ سوسن
نے نعرہ کیا او ملعونہ ہم ملکہ سوسن خبیثہ نے سر اٹھایا برق چمک کر گری سر خبیثہ کا زخمی ہوا جیسے ہی یہ زخمی ہوئی ادھر
سرداران عالم نے زنگیون کو مار کے لاشون کے انبار کر دیے قہار اکیلا رہ گیا حملہ بیقرار شل صید خائف گینڈا اچھلتا تھا پھر تا خبیثہ نے دیکھا
ایسے زور پر چلتا ہی ترپ کر گری قہار کو خیمہ مین وہ ملا دیا اور لے بھاگی اپنے باغ ویران مین پہونچی عقب مین کنیزین اسکے قریب ہی تھین
اپنے مالک کے واسطے پریشان تھین خبیثہ کو آتے دیکھا قہار کو خیمے مین وہ مالک ہی سر سے خون بہ رہا ہی جسم پر کیلے پڑے ہوے ہین
سب ملک ملک کر دوڑین ہاتھون ہاتھ لیا کہا حضور یہ کس حال مین آپکو پاتے ہین خبیثہ رونے لگی کہا صاحبو یہ بڑا نصیب
ہی جو سامان مین بچا وہ نہ ہوا آج وہ مصیبت اٹھائی آٹھ پہر لڑی مطلب حاصل نہوا عین وقت پر سوسن آ پڑی اس چھوکری
کے ہاتھ سے مین زخمی ہوئی فوج زنگیان قتل ہوئی اب تم سب مدد کرو اسباب فتح طلسم نور افشان و سحر تیار کرو مین اسکو
وہان پہونچاؤن سلاح سحر اے بیناؤن کوئی اسکو زخمی بھی نکر سکے سب نے کہا ہم جان و مال سے حاضر ہین خبیثہ نے
اسی باغ ویران مین ایک بڑا سا چولہا دیا اسباب سحر جمع کیا قہار کو سامنے بٹھایا زخمون مین ٹانکے دیے زیور سحر پہنا
کے قہار کو سینا نے لگی چٹکی خاک کی ڈالی قہار دیکھتا ہی میرا اندر پڑھتا جاتا ہی تمام جسم سخت ہو رہا ہی یہ تو ان کا بیان
ہین مصروف ہی وہان ایرج و نقابداران عالی وقار و ملکہ سوسن لڑائی کو فتح کر کے اسی صحرا مین اترے شاپور شیردل
نے آکر سب کیفیت بیان کی ترتیب جشن ہوئی مگر ایرج کو ساحرہ کا مدد کرنا نہایت ناگوار ہوا سب خوشیان کر رہے
ہین مگر ایرج سرنگون شاپور پہلو مین فرما رہے ہین ای شاپور اپنا لشکر علیحدہ کر دو ان نقابدارون کی تحقیق
سے ہاتھ اٹھاؤ اب طلسم پر چلو ہائے نہین معلوم ملکہ پر ان زکوکب پر قید مین کیا گذرتی ہوگی شاپور نے بھی
عرض کی جو آپنے تجویز فرمایا یہی مناسب ہی ملکہ بھی صحبت مین موجود ہین سنتے عیاری کر کے انکو قید سبک سے
چھوڑایا اب حال بھی ظاہر ہو جائیگا بھلا ان صاحبزادون کے حال پر افسوس آتا ہی کسی بلا مین جا کر پھنس جائینگے ایرج
نے سر جھکا لیا فرمایا بھی دونون طرح مشکل ہی فرزند بادشاہ دلبند نور الدہر جاتے ہین ظاہر کرین فرزند اسم
نہین بتاتا اسوقت بھی عیارون سے یہی صلاح کر رہا ہی لڑائی سے مہلت ملی اب نکل چلو ببر پوش نے غصے مین جواب دیا
کہ ہم تنہا نکل جائینگے اپنے بزرگون سے امتحان ہو اسوقت مین ہمارا خود ایرج پر احسان ہو شاپور
ایرج سے کہتا ہی بسم اللہ نکل چلیے حقیقت مین ساحرہ کے ساتھ رہنے مین بدنامی ہی یہ تو ابھی دان
مین آپکی پریشانی کے سامان ہین کہ ملکہ سوسن گلعذار طرف ایرج نوجوان کے متوجہ ہوئین
کہا کیون ای نقد روح روان قاسم عالیشان ای رستم زمان اب کیا مرضی ہی خبیثہ قہار کو لیکر
بھاگ گئی اسکا نشان نہین اب بسم اللہ سب صاحب ہمراہ چلتے ہین طلسم پر چلکر سب کی رہبری
کرونگی لوح کی بھی تلاش ہو کسی مقام پر سحر مین ساحران طلسم سے کمی نکرونگی ایرج نوجوان نے کہا ای
شاہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی یہ صاحبزادے اپنا حال نہین ظاہر کرتے بادلہ پوش صاحب

ہمارے بھی بادشاہ ہین گلگون پوش وہیر پوش اپنے کو چھپاتے ہین مفصل حال نہین بتاتے ہین نقاب چہرے سے
اُٹھا ہین منھ دکھائین۔ ہم امور مصلحت بیان کرین آئندہ جیسا مناسب ہو ملکہ سوسن نے کہا آپ سے کوئی بھید
چھپا ہوگا مگر ہمارا نسے کوچ کیجیے وہ بہ طلسم پر سب حال بیان کردینگے مگر جواب سمجھے مین اُسکے سراسر برخلاف ہو
ایرج ہنسے کہا درست ہمکو خواجہ عمرو نے برسون مشقت کرکے سرداری وعیاری تعلیم فرمائی ہی اشارے کو
سمجھتا ہون سوسن نے کہا آپکا خیال بحال ہی ہم تو آپسے وعدہ کرتے ہین کہ ہم طلسم پر جا کر سب حال بتا دینگے
ایرج نے جھنجھلا کر جواب دیا کہ ای ملکہ عالم خواہ حال کھلے یا نہ کھلے چلیے۔ ضرورت ہی کہ آپ ہمارے ساتھ
چلیے ساحر انکا ساتھ ہرگز نہ دیجیے صاحبقران کے خلاف ہی سوسن تو ضیغم پر عاشق ہی یہ کلمہ سنکر گھبرا گئی کہا ای پہلوان
دوران و ای گرشسب جہان میرے ہونے سے کچھ نہوگا مین ہدایت کرنگی شاہان طلسم کو گرفتار کرادونگی خیال کیجیے
میری وجہ سے جلد طلسم فتح ہوگا ایرج نے کہا ہم ایسی فتح سے باز آئے ہم اپنے پروردگار کی مدد چاہتے ہین ہمارے
جد عالی تبار نے صدہا طلسم فتح کیے کبھی دیوزاد و جنات و پریزاد و ساحرہ کی مدد گوارہ نہین کی خدائے انکی
مدد کی سوسن تو گھبرا گئی یا تو یہ گوارہ تھا کہ انکا ساتھ نہ چھوٹے اب ضیغم سے اشارہ ہو کہ انکا ساتھ چھوڑے ہین
اس تغیر سے کیونکر جدا ہونگی راتین تڑپ تڑپ کر گذارتی ضیغم ایرج کو جواب سخت دیتے ہین مگر بیان نے ذکر سحر انکو
عمر الغرائب واجب واللزوم ہوا دونون نمک حرام بد انجام تخت سلطنت طلسم نور افشان پر متمکن ہین سارے طلسم مین
قبضہ ہوا یہ انتظام تمام سلطنت کرتے ہین ایک نامہ انکو یہ پہونچا یعنی شاہان دربند نے لکھا تھا کہ چند کس بے طلسم پر لوٹ
کیا ہر لوگ چلے آتے ہین ایک شاہزادہ نہایت جلیل کہ سلطنت زبردست اسکے ساتھ بھی اُسنے کئی دربند توڑے دربند بحرین بھی
آیا سواج جادو نے سب کو قید کرلیا اور بھی خبرین ٹہ ہین کہ لوگون نے قصد طلسم کشائی کیا ہم اہالیان دولت
چاہتے ہین کہ حضور خود ایک دن سوار ہوکر کوہ و دشت و بیابان کی گشت کرین کاہنون نے بھی حکم سنایا
ہی کہ زمان انقلاب قریب آیا ہی غیر مذہب کی عملداری ہوگی مذہب سامری پرستون پر زوال غیر مذہب کا جاہ
و جلال بڑھیگا ہم خیر خواہی عرض کیا جو ہمارے یہان قید ہین اُنکے بارے مین بھی حکم بحکم ملکہ قضا تشیم نزول اجلال
پایئے یہ نامہ پڑھکر دونون بھائی بہت گھبرائے اُسی وقت امیرون وزیرون کو جمع کیا کیفیت ظاہر کی سب نے
یہی ظاہر کیا کہ حضور سو کوس کے گرد مین گشت کرین حال کھل جائیگا سحر مین آپ سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا ہی
یہ سنکر ایک تخت سحر پر دونون خود سر سوار ہوئے اوّل گذر انکا طرف اُس باغ کے ہوا کہ جہان شاہنشاہ
کوکب و ملکہ بران شمشیر زن قید مین دیکھا کہ باغ ویران اُسمین ملکہ بران اُنکی مادر مہربان ایک ٹوٹی سی بارہ دری
مین سر جھکائے بیٹھی ہین چند کنیزین رو رہی ہین کہتی ہین کیون بی بی ان ظالمون کو خدا غارت کرے آٹھ پہر
مین ایک وقت دو روٹیان خشک ایک کوزہ آب بمشکل ملتا ہی آپ کے والد نامدار کوکب عالی وقار
بیمار ہوگئے ہین ہر وقت رو یا کرتے ہین آج نگہبانون سے فرمایا ہی کہ اُن نمک حرامون سے
کہو کہ دونون وقت کو کھانا مقرر کردین یہ بدعت موقوف کرین نگہبانون نے بسختی جواب دیا ہمین
عرض کرنے کا حکم نہین ہی اسقدر آپ کے والد کو ملال ہوا کہ آج صبح سے بات نہین کی نگہبان طعن و
تشنیع کرتے ہین وہ کلمے سنے نہین جاتے ملکہ بران نے کہا ما جو ہمکو گلا اپنے بخت واژگون طالع
کا ہو ہی نہین اتنا زمانہ گذرا ہماری بربادی ہوئی ہمارے وارثون کو اطلاع نہین ہوئی
امید قوی ہی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان ضرور تشریف لائین اور صاحبقران بھی ضرور تشریف لائین

اپنے ملازمون کے واسطے جفائین سہین کنیزان خاص و غلامان با اخلاص کے لیے یہ چشم پوشی انکی مروت سے
بعید ہے ایرج نوجوان اس کنیز کے نام پر عاشق تھے جس زمانہ مین ہمارے باپ نے بگاڑ ہوا کس زور
و شور سے مجھکو رد کیا اور کسی گنہگار کو میری شکل پر قتل کرا دیا شاہزادہ والاقدر کا عشق تمام عالم مین مشہور ہے
کہ مجھ سوختہ بخت کے واسطے کیا کیا جفائین سہین اب کیا ہو گیا مگر ہر بات وقت و ساعت پر موقوف ہے اگر وہ
سلطنت نہ رہی یہ مصیبت بھی نہ رہیگی خود صاحبقران آئین گے لونڈی و غلام کو چھوڑا ئینگے پروردگار زمانہ
قدم رکھے شیطان رہزن دین و ایمان ہونے پائے یہ باتین جو دونون ملکہ امون نے سنین غصے مین کانپنے
آواز دی اے ملکہ بہاران تمھارے خداے نادیدہ کہان ہین سامری و جمشید کو فراموش کیا اب بھی مذہب
قدیم کو نہین یاد کرتین مین اور زیادہ نگہبان سخت مزاج کج خلق تو ملازم مقرر کر دونگا کہ تمکو ہر وقت زبان تیر
سے زخمی کرتے رہین دین حق و آبا کو یون چھوڑا اب بھی یہی دعا ہے کہ اعتقاد مین فرق نہ آنے پائے کیا جلد تمکو
ہونے دو حضو خدا نے سزا دی مگر آنکھ نہین کھلی ہیران نے جو یہ سنا سر اٹھا کے ملکہ امون کو دیکھا غصے مین
گالہائے گلین درختون سے مرجھا گئے ہوئے پھول توڑے کچھ شاخین مرجھائی ہوئی توڑین غصے مین منظور ہو سحر
کرنے اپر جا بیٹھین کنیزون سے کہا ارے جو کچھ اسباب سحر جلد مہیا ہو ابھی ملکہ امون کو سزا دیتی ہون دوسرے لشکر
مین کوکب روشن ضمیر ظلالت سے گمراہ رہا تماشا دیکھا کی جو آواز سنی دوڑ پڑا دیکھا ہیران سامان سحر کرنے کا کر رہی ہین دوڑ کر
ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا خبردار یہ کیا کرتی ہو کہا حضور ملکہ امون کی باتین نہین سنی جاتی ہین آج جان دونگی یا انکا سر کاٹ
لونگی کوکب نے کہا بیٹا تو بیشکن کی نجات نہین انکا مار لینا کچھ بات نہین مگر عذاب آخرت کا خیال ہے ہر چند ہیران
نے چاہا مگر کوکب نے سحر کرنے پر آمادہ نہ ہونے دیا سحر العجائب و معمر الغرائب نے دیکھا دوسرے لشکر
مین شاہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی و ملکہ بہار سرنگون پریشان و حیران کلمات حیرت کر رہی تھین او ملکہ
بہار کا بلبل محبوب کا تڑپنا کلمات حسرت آمیز فرزندون کی جدائی بہار کے چہرے پر ہوائیان بہار حسن پر زرد
پھول سے عارض کملائے ہوئے کپڑے میلے کچیلے اپنے دارتون کا نام لے لیکر رو رہی ہین شاہنشاہ
لاچین سمجھاتے ہین بیبیو صبر کرو انسان کو لازم ہے ہر وقت مطیع حکم یزدان ہے خوف سے اسکے خائف و ترسان ہے مردم وقت
ہی کیسے کتاب عیش کی ترقی ہے رنج والم آنے والا ہے تم پر رنج و غم کی زیادتی ہوئی اب امید طرب و فرحت ہو انشاء اللہ عنقریب عیش
و عشرت شروع ہوگا آفتاب ریاست طلوع ہوگا یہ ناممکن ہے کہ صاحبقران سرفراز نہ فرمائین اس طلسم کو اگر درہم
برہم نہ کرین تجھور ملک ملک کرتی ہو صاحبو مجھے سب سے زیادہ خواجہ عمرو سے شکایت ہے مجھ کمتر کو ساتھ لیکر
اپنے طلسم مین کس زور و شور سے آئے کیا کیا شعبدے کوکب کو دکھائے وہ بھی ہماری مدد کو نہ آئے بہار
جب آہ کرتی ہے رنگ چمن دگرگون ہو جاتا ہے عندلیبان خوش نوا کا کلیجہ خون ہو جاتا ہے سنبل نے غم بہار مین لٹ کی
پریشان کیے سوسن کی زبان خاموش گل کو انکی محبت کا جوش طفلان غنچہ نے دہن کھولے خاموشی ہو گئی
بیٹے کف افسوس ملنے مین معروف شجر نخل کا لباس زرا ہی فلک نے ہر شاخ پر بار غم ڈالا صبا چمن مین خاک اڑاتی
ہو قمریان طوق غلو سے بزر موقوف کو کو نرگس کو حیرت صاحب چشم کو عبرت نہرون کو جوش گنبد حباب و بوش اشعار مصنف

ہو گئے قمری نے حب یا ما | چشم نرگس سے اشک بہنے لگے | بال سنبل نے اپنے کھول لیے | سرو گلشن کا بھر گیا تھالا

جب بیتابی عاشقان با وفا کی زیادہ ہوئی ہے زمین باغ اشکون سے شبنم کے رونی ہے یہ حال دیکھکر دونون
ملکہ امون نے للکارا اے شہنشاہ لاچین سلطنت ہوش ربا کی مٹی گئی آرزو کی تمھلی بی بہار نے لطف

زندگی اُٹھایا کیوں مخمور اب نشہ اُترا اُترا بادۂ محبت کا جوش تھا لطف پایا مزۂ سلطنت کا ہاتھ آیا اب تمہارے
مذہب کے مددگار کہاں ہیں اب تمکو بچانے نہیں آتے لاچین سنکے آہ کی شاہزادیوں نے غم سے اپنی
حالت تباہ کی لاچین نے جواب دیا ظالموں ظلم سے باز آؤ اسقدر گردن کشی نہ کرو اسکا ہمسے حافظ حقیقی
انتقام لیگا بڑے بڑے سرکش دنیاے ناپایدار سے کف افسوس ملتے ہوئے گئے ہیں جیسے ظلم کے تا روز قیامت
رہے تمہارا بھی یہی حال ہوگا ہمارا یہ وقت نکلجائیگا کیا طعن کرتے ہو تکراری پر پڑتے ہو جو تمسے ہوسکے کرو خدا سے نہ ڈرو
انشاء اللہ سزا دینے والے آتے ہیں وہ مالک حقیقی رب تحقیقی ظالم کی عمر دراز کرتا ہے وہ بے حیا پنپے اور ناز کرتا ہے مخمور نے
آہ سرد کھینچی کہا او شاہنشاہ اُنکے قبضے میں ہیں سخت کلامی نہ کیجیے بلکہ انسے کہیے کہ کھانا دونوں وقت مقرر کردیں لاچین
کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا بی اپنے رزاق مطلق سے کہو ان ستمگاروں سے کہنا کیا ضرور ہے یہی بس ہوگا
سحر العجائب مصر الغرائب ہنستے ہوئے تخت اُڑاتے ہوئے ہر طرف نگاہ ڈالتے ہوئے آتے ہیں قضاے کار
دیہات میں آکر پہونچے کہ جہاں کے دو مسافر تمہارے ہاتھ سے مارے گئے دیکھا کہ سحر اور ویران پڑے ہیں قریہ خالی ہیں خاک
اُڑ رہی ہے گھبرا کر وہاں کے باشندوں کو بلایا چندکس حاضر ہوئے ان دونوں نے پوچھا سرخیل جادو و ویران کج
خبیثہ کرم خوار کہاں ہیں اُسنے کہا سرخیل و ویران قتل ہوئے خبیثہ کرم خوار ایک جوان پر عاشق ہوئی اسکو قید
سے رہا کرکے لیگئی اُسکا تو قول یہ تھا کہ میں طلسم فتح کراؤنگی اس جوان کو بادشاہ بناؤنگی یہ سنکر دونوں غصے میں کانپنے
تخت اُڑاتے ہوئے چلے مراد انکی یہ ہے کہ جو کوئی تدبیر فتح طلسم میں مصروف ہو اُسکو گرفتار کرکے لیجائیں بعد ختم
میعاد ساتھ کوکب لاچین کے قتل کریں قضاے کار یہ دونوں تخت اُڑائے ہوئے جاتے ہیں اُس باغ ویران
کی جانب گذر ہوا کہ جہاں خبیثہ کرم خوار گرفتار کو روئیں تن بنا رہی ہے یہ بھی کہتی جاتی ہے کہ اے شاہزادہ
والا قدر اب تم ایسے پہلوان ہوئے تلوار نیزہ تیر تمہارے جسم پر اثر نہ کریگا اگر رستم بھی تمہارے مقابلہ میں آئیگا ذلت
اُٹھائیگا یہ جو دونوں نے سنا غصے میں کانپنے لگے آواز دی او بیحیا یہ تو نے کیا غضب کیا ہمارے طلسم کے بیری کو پہلوان
روئیں تن بنایا جاتا ہے ہم وہ بادشاہ ہیں کہ کوکب لاچین کو قید کر لیا جو کون مرتے ہیں آٹھ پہر فریاد کرتے
میں خبیثہ نے جوان دونوں کو دیکھا اتنا تو منہ سے نکلا کہ شاہان طلسم آگئے تو بڑا بد نصیب ہے ظاہرا معلوم ہوتا
ہو کہ موت قریب ہے قصد کیا اٹھکر بھاگوں دونوں نے ہاتھ اٹھا کر کچھ اشارہ کیا اسم سحر پڑھا خبیثہ کرم خوار
بیہوش ہوکر گر پڑی کنیزیں بھی بیہوش ہوگئیں قہار کے گلے میں ایسا بھاری طوق پڑا سر نگوں گر پڑا اسیطرح دونوں کو
قید کرکے آگے بڑھے آپس میں کہتے ہوئے کیوں بھائی اس شکرام نے غضب کیا تھا ایک جوان روئیں تن تیار کر لی تھی ہمسے
وقت پر ہم پہونچے طلسم کشائی تھی زور ساحری کا دکھائی تخت اُڑا ہوا جاتا ہے اور طبقہ زمین کا ساتھ ہے قضاے کار
جس مقام پر لشکر نقابداران فروکش ہے بارگاہ میں سب سردار بیرون بارگاہ و میدان سوار صلاح ہو رہی ہے
ایرج نوجوان مشتاق ہیں کہ آج نقابداروں کا پردہ اٹھے بہرپوش اٹھنی نہیں ہوتا ملکہ سوسن عذار
بیٹھی ہیں یہ بھی بہرپوش کو سمجھا رہی ہیں کہ آپکے بزرگ ہیں انسے پردہ پوشی کیا ضرور انکے ساتھ رنج
سے قلب کو سرور جہان دیدہ کار آزمودہ بہرپوش کے تیور پر بل کم سنی کی چہل بل فرماتے ہیں ملکہ
تم دخل نہ دو بلکہ ہمارے ساتھ سے علحدہ ہو جاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا ہے کہ شاپور کی نگاہ آسمان
پر گئی دیکھا ایک تخت پر دو تاجدار پہلو سے تخت میں طبقہ زمین کا اُڑتا ہوا شاپور کے منہ سے
نکلا اے روبہا کو بلا آئی ہے یہ کہکر شاپور تو کود کر بھاگا سحر العجائب و مصر الغرائب نے لشکر

تخت پر مثل میمون اُچکتے ہو انشاء اللہ ظہور قہر قدرت رب اکبر فلا پر ہوگا کیوں گھبراتے ہو سحر العجائب و مصر الغرائب چونکہ ملازمان کوکب میں شرماتے ہیں نقلوں میں منہ چھپاتے ہیں مگر یہی کہے جاتے ہیں کہ تم سب کو اسواسطے بلایا ہے کہ مذہب قدیم کو اختیار کرو ورنہ آج ہم سب کو قتل کرینگے سب سے آگے بڑھا ہوا کوکب ان نمک حراموں کو جواب دے رہا ہے کہ دربار کی زمین کانپی نعرہ شیر کی صدا آئی خانہ زنجیر میں محل ہوا چراغ عقل نامردان گل ہوا آواز آئی سلام من در این مجلس بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است و دین پیغمبر خدا برحق بران نے پلٹ کر دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مع جملہ پہلوانان زنجیروں میں جکڑا ہوا اکڑتا ہوا بارگاہ میں آیا اُسوقت بران کی بیقراری کوکب کی اشکباری اپنی زوجہ ناہید سے کہا او صاحب غضب ہوا تمہارا داماد بھی گرفتار ہو کر آیا ایک طرف سے قہار حبشیہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے انکے بھی سردار پشت پر قہار کو کیا لیاقت ہے کہ صاحب سلامت کرتا حبشیہ کو دیکھ دیکھ کے روتا ہے اپنی حماقت پر تعجب ہوتا ہے کبھی بران کو دیکھکر حبشیہ سے کہتا ہے دیکھو صاحب اسی ظالم پر میں عاشق ہو کر غریب الوطن ہوا باپ مارا گیا میں اس بلا میں پھنسا مگر ایرج نوجوان بران کو قید میں دیکھکر محجوب و شرمسار مضطر و بیقرار ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہے یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہیں

غزل جلال

ڈھونڈھتا سینے میں پہلو مری سودائی کا
شکوہ آتا ہے عالم شب تنہائی کا
نشہ بے خودی دیتا ہے خود آرائی کا
نام لے لیکے کسی کو میں پکارا کرتا ہوں
گر گذر ہے اُسے جو کام ہے سودائی کا
سایہ تک اپنا کسی کو نہ دکھایا تو نے
اُس سے ڈرتے ہیں جسے ڈر نہیں رسوائی کا
لے لیا یار نے آغوش میں دل یوں کھلا
کان ہی وقت تو ہے معرکہ آرائی کا
یوں نہ کھینچیں گے تو کہ ہم دیکھ لیں اُٹھتا جوبن
ہم جان الٰہی ہے کہ خواہان کوئی جو تھائی کا
مانگنے کو دل بیتاب کچھ اللہ سے تھے
کیا خبر تجھکو نہ تھی کچھ تیرہ رسوائی کا
جلوہ جب اُسکا نہ دیکھا تو دکھایا مجھکو
پائے دشمن پیارا وہ ہے جبین سائی کا

شوق اللہ رے اس چشم تماشائی کا
نام ہے محبت سیہ اپنے تماشائی کا
زور اس دل کی تڑپ پر کہ اٹھا جاتا ہے
حسن نے کوئی تو احسان ہے تنہائی کا
بے نشان سنگ در یار ہی کو کرنا تھا
رکھ لیا شرم نے پردہ تری یکتائی کا
ناتوانی ہی بٹھا دے حسن تا اُٹھ نہ سکیں
میں تو دیوانہ ہوں دانا کی دانائی کا
چپ لگی ہے مجھے کچھ عشق دہن میں ایسی
کون خمیازہ بھی کھینچے کبھی انگڑائی کا
ہم گرے پانوں پر آنکھے دو لگا تھیں ٹھوکر
نام ہی بھول گئے صبر و شکیبائی کا
رخ کرے مہر فلک خلق کی جانب کیونکر
روز محشر نے بھی عالم شب تنہائی کا
آنکھ جو بھول گئے دیکھ کے اس بت کا جلال

مشغلہ ہے یہی اکثر دل سودائی کا
حوصلہ تنگ ہوا جاتا ہے بینائی کا
آج کچھ لیتے ہی جاتے ہیں وہ آئینہ سے
صبر کا ہاتھ ہے پانوں شکیبائی کا
ہم سے کیا ہے یہ بخیہ گریبان تک نکلے جو نہ
دل پر اک داغ ہے کیفیت جبین سائی کا
تم سے کیا آدمی سے ہم مانگتے ہیں پناہ
زور بس دیکھ لیا ہم نے توانائی کا
آج تقدیر بھی لڑ جائے کہیں آنکھ کے ساتھ
اسلئے ارمان ہے آنکھو میری گویائی کا
کیا عجب ہے کہ ہر حصے میں تمہارا سب در
قابل دید سقدر ہے جبین سائی کا
آنکھ میں چھپنے کو تو آئی تھی اے حسرت دید
پھر گئے دیکھا نہیں منہ تیرے تماشائی کا
ایڑیاں رگڑی ہیں تقدیر سے یوں سکا جو گر
حق ادا ہو نہ سکا پھر بھی شناسائی کا

بران شمشیرزن ان اشعار کو سنکر اسقدر رویا کہ قریب تھا کہ غش آجائے ناہید کے کلیجے پر چھریاں چلنے لگیں کہا بی بی خدا کو یاد کرو اسقدر نہ فریاد کرو ہر رنج کے بعد راحت ہے ہر مقام پر ظہور قدرت ہے وہ رب اکبر حاکم بحر و بر روشنی بخش شمس و قمر ضرور عنایت فرمائیگا اس قید بلا سے رہی چھڑوا دیگا ہمکو دیکھو دل پر سنّاٹا

بیمار کر گیا تمکو اس حال مین دیکھتے ہین شوہر اس بلا مین مبتلا و اما درپیش مصیبت اپنی یہ کیفیت جو سنکے نزدیک بہتر یا بی ہمکو بڑی امید تو یہ تھی کہ ہمار اخویش آکر ہمکو چھوڑائیگا یہ نہ سمجھی تھی کہ بخت واژگون و طالع نگون یہ سامان دکھائیگا بیتاب ہوگئے آہ کی حالت اپنی تباہ کی یہ اشعار پڑھے

نظم

بادہ ہجر زیر فلک ایسا بھی مجمع کم ہوا
مرحبا جب اس فتنہ گر کی جھک گئی سر خم ہوا
دل کی دل ہی مین رہی کیا جلد غصہ کم ہوا
آرزو ناسخ کی بر لائین مری تنہا نہان
سر خدا جانے ترے سجدہ مین کیونکر خم ہوا
کچھ نگہ کی شوخیون کا حال فرما دیجیے
جام کا جب دور آیا روز جشن جم ہوا
رات گذری تھی چمن مین صبح ہوتے اٹھ گیا
نوحہ ہنگامۂ روز جزا بر سر ہم ہوا
ہر جگہ حسن بتان کی اک روش دیکھی نئی
دونون ہاتھون سے تیار ان دو دو ہر ماتم ہوا
ایکدن آنکھون مین تپلی بنکے گردو نکلا جگر
دیر تک شانے سے الجھا زلف پر برہم ہوا
دو سر اخم دوست تجھ سا تھا نہ عالم مین جلال

اس طرح ان کا نشاد بیچ گئی نہ خوش آمدم ہوا
وہ جو زیر خاک تھے انکا عجب عالم ہوا
دل جلون مین غم کے بھی پہلو نکلتے مین نئے
شادی دم بھر جسکی صحبت تھی وہی ہمدم ہوا
غیر انھون نے سنا یا جلوہ گاہ یار مین
آئنہ دیکھا تھا کیسے دل کا کیا عالم ہوا
شکر کر زاہد کہ جھک جاتا ہی سجدہ مین کبھی
آب دانہ بلبلون کا قطرۂ شبنم ہوا
دل سے گھبرا کر نکل آئی تمنا وصل کی
باندگ مین سیدھا رہا ابرو مین آکر خم ہوا
زخم ہنستے مین گئی مفت احسان بخیہ کا لیا
دو زمین بھی نہین اگر انکی نظر مین کم ہوا
رنج کو راحت سمجھتے مین تمھارے دردمند
دوست اسیر ایک مدت مین کسیکا غم ہوا

کل تو دل ایسا پس گیا اسا ہجوم غم ہوا
رنج نے ریکر اٹھایا رنج غم کر غم ہوا
حسرت تقریر بھی تقصیر والون کو ترے
شمع کشتہ کا ہماری بزم مین ماتم ہوا
دلمین تو جو ادب مغرور جھکے کیسے ہم
آنکھ نامحرم ہوئی جس دن سے دل محرم ہوا
عید کچھ نوروز پر موقوف مستون کی نہین
یہ دہ سر ہوا جیسا تو پیالے خم پر خم ہوا
داد خواہ ہو نہین بندہ جل جل کون دل یا حشر مین
ہجر کی شب تجھ پر احسان ہجوم غم ہوا
کچھ مٹے ارمان دل کے کچھ جگر کی حسرتین
داغ جلتے مین کیون شرمندۂ مرہم ہوا
واہ رے اسکا گزر تا جس مین سوسو جنا
سوز داغ غم نہان کا نور کا مرہم ہوا

ایسا نوجوان نے ان اشعار حسرت کو سنکر سنگریزون سے سر پٹکا غصہ مین جا اقتی۔ نوزدالون مگر تحیر ین کا سحر بھی اُس قید مین شریک ہے آس مجلس مین ایک ہنگامہ صاحبان دل بے اختیار ہو کر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا ایسے عاشق و معشوق نہ دیکھے تھے بعض نے کہا ہمکو حال بھی معلوم ہے ان دونون پر بڑی بڑی سختیان ہو گئین یہ شاہزادی مبتلاے مصیبت بہی بڑی بڑی جفا سہی یہ جوان ہجران دیدۂ آفت کشیدہ بڑا صاحب جرات و لیاقت اس زد و شور سے طلسم نور افشان مین آیا جا کسان در سند کانپ رہے تھے ملکہ ناہید بھی شریک تھین میان کوکب کو بھاگنے کا راستہ نملتا تھا ناہید کو بڑا ہیلو ملا کا اسی غدر مین جنا سے گلگون پوشش اپنی سوت کو مار لیا مگر سب سے زیادہ خواجہ عمرو نے کوشش کی کوکب کی بھی آبرو بچائی اس لطف سے ملاپ کرا دیا کہ سب کا یہ دور رہگیا ہر چند کہ یہ جوان قید ہے لیکن دیکھو بالکل ہراس نہین جان جانے کا وسواس نہین کس کلے ٹھلے سے گفتگو کر رہا ہے ایک نے کہا اے بھائی ہماری بات بھی یاد رکھو کہ وقت زوال طلسم نور افشان قریب آگیا ظلم بدعت کی انتہا ہو گئی کہ بادشاہ سامنے قید کھڑا ہے نوکر تخت نشین اس ظلم کا منتقم حقیقی بدلہ دیگا یہ او عاشقان تاثیر نہ دکھائیگی یہ بھی ہم خوب جانتے ہین کہ مسلمانون کو موت نہین جس ملک کا ان لوگون نے ارادہ کیا فتح کر لیا فرعونیہ ایسا ملک جسکا منتظم ساحر مشہور تھا اپنے سحر و ساحری پر غش تھا فرعون شاہ کو خدا بنا یا کیا کیا شعبدہ دکھایا لیکن کچھ بھی نہوا ہفت در شہید شکست ہوئے بھاگنے کے بند و بست ہوئے اب یہ جوان قید ہو کر آیا ہے اسکے عزیز ہم چشم بزرگ بہت اپنے اپنے مقام سے چلینگے کوکب کا بڑا

مرتبہ ہو صاحبقران کا سمدھی ہو اس جوان کے والد نامدار قاسم عالی وقار جد رستم نوجوان بزرگ تو ہم صاحبقران
ہی بھائی کس کس کا ذکر کرین سب اس طلسم مین آئینگے دیکھیے اب آج کیا ہوتا ہی سحر العجائب ومصر الغرائب
لباس سرخ پہنے ہوے تخت پہ بعید کرو فر اپنے سحر پر ناز کر رہے ہین جب کوکب نے جواب صاف دیا
کہ ہم سامری جمشید کو سجدہ نہ کرینگے جو تجھسے ہوسکے کوتاہی نکر خدا وہ دن نہ دکھائے اگر ہمکو تو دشکی منظور
ہوتی تم تمکو امیرون کی مجال تھی کہ مجھ پر دست انداز ہوتے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑے کیا کیا
معرکے پڑے لیکن کبھی آنکھ نہین جھپکی جان سے ڈر کر مذہب سامری جمشید اختیار کرینگے اپنے پروردگار
کا نام لیکر مرینگے خدا صاحبقران کو سلامت رکھے ہمارے تائب ہونے کے وقت بحیرت فرمایا
تھا کہ اے کوکب تمھارا سحر ترک کرنا مناسب نہین ہو لیکن ہمنے اپنے پیدا کرنے والے پر تکیہ کیا ہی
انشاء اللہ انجام بخیر ہوگا اس طلسم مین خون کے دریا بہینگے ظالم جفا طین سہینگے سحر العجائب ومصر الغرائب
ان باتون پر کوکب کی اور زیادہ بگڑے حکم کیا جلاد کو لاؤ دار استادہ ہوا اسوقت آرہ کش تسمہ کش چشم
کن جلاد صاحبان بیداد حاضر ہوے دارین استادہ ہوگئین اب یہ سب گرفتاران زندان رنج و
مصیبت و آوارگان وادی غربت آمادہ مرگ ومہیاے قضا ہوے ایک کو ایک نے بنگاہ یاس دیکھا
ملکہ بہار بنگاہ محبت شاہزادہ سمر و کبھی قید کو دیکھکر اشارے سے پوچھتی ہین کہ اے نور نظر اسم نامور کے فرزند کو راہ مین
کیا کیا افسوس نشو و نما تمھاری راہ مین ہوئی ہمنے تمھارے باغ جوانی کا پھل نہ پایا باغبان قضا و قدر نے خارستان
بلا مین پھنسایا باہم تیر نثار ہو جائین خدا تمھین بچائے اپنے والد نامدار کو ہمارے مزار پر لانا فاتحہ خیر پڑھوانا روح کو
راحت ہوگی ملکہ مخمور پھر ان جوان بخت سے اشارون مین فرماتی ہین کہ اے فرزند خدا تمکو اس بلاے ناگہانی سے
بچائے اپنے بزرگون کے پاس پہونچائے ہمارا ابھی کبھی ذکر کرنا اگر ہوسکے دسوین یا پانچوین فاتحہ دلانا جب بجلی
آئے تو جاننا کہ اس کشتۂ حیرت ویاس نے یاد کیا والد کو اپنے سمجھانا کہ آپکی کنیز بھی نثار ہوگئی آپ غم نہ کیجیے تمھاری ٹہری آزردہ
ملکہ قمر چہرہ بہت تم پر مہربانی کرینگی تمھاری پرورش مین مصروف رہینگی ہمین یاد کرنا آنکی آغوش کو آباد کرنا ملکہ مہجبین بلکہ رو
خزین سکندر کو بنگاہ حسرت ویاس ملاحظہ فرماتی ہین بکر بہت حیران کنیزون سے کہتی ہین کیون صاحبو ہمارے فرزند پر کیا
افتاد پڑی کوئی ساحرہ انتظار کیلکی ہمنے بچپن سے سحر نہ سیکھا نہین معلوم وہ عورت اس طفل ماہ طلعت کو کہان آزرد
کرکے کس بلا مین پھنسانے لگی یقین کامل ہی کہ وہ فرزند اسعد عاقل ہی دشمنو کا دیکر اسکو مارے اسکے دام مکر سے نکلے مگر خدا انکو خدمت
مین انکے والد کے پہونچائے مثل اپنے بزرگون کے شوکت و شان پائے یہی ہمنے سنا کہ مثل اپنے بزرگون کے دیوانہ
مزاج جابلون کے سر کا تاج شاہزادہ ایرج نوجوان پر بہت طعن کی مین ہوتی تو سمجھا دیتی کہ والد نامدار تمھارے
انکو بہت ستاتے ہین تم انکے ساتھ گستاخی نکرو تمھین مناسب نہین مگر افسوس ہم انکے دیدار سے محروم رہے سکندر کو
دیکھ دیکھ کے بیران روتی ہین فرماتی ہین یہ کیا انقلاب ہوا ہمارے دل کو غم وتاب ہوا یہ جوان فرزند زرین پوش
مشہور ہی میرا سر عقل کا قصور ہی بالکل شہریار کی صورت سے مشابہ ہی وہ ظالم اپنے کو فرزند زرین پوش
جانتا ہی دیکھیے یہ پردہ کیونکر اٹھے کوئی ہوا نیے ماں باپ کا زندہ رہنے شباب کا اپنے پھل پائے ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچ جائینگے ہمارے واسطے بہتر موت ہی لطف زندگی فوت ہی ملکہ ناہید پر ان کو دیکھ دیکھکے رو
رہی ہین کلام حسرت ویاس زبان پر بیقرار و مضطر ایرج نامور ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کوکب کی مصیبت
پر افسوس کرتے ہین ان صاحبزادون کے قتل کا ملال دربار طلسم مین ہنگامہ ہی ہر کس و ناکس افسوس کر رہا ہی مگر قہار قبلہ وہ

خبیثہ سے کہتا ہو کیون صاحب اب کیونکر جان بچیگی خبیثہ کہتی ہو تو بڑا بدنصیب ہو تیرا ساتھ دیکر مفت مین جان گئی
ورنہ مین خود صحرائے طلسم کی مالک تھی دونون بادشاہ ظالم مین زندہ نہ چھوڑینگے لیکن ان جوانون کو دیکھکر حال
کوکب نوجوان پریشان ملکہ بران مسکراتی ہین دل مین گھبراتی ہین شاہون نے حکم دیا ان سب کو قتل کرو
ہمارے دشمن ہین راہ طلسم کے رہزن ہین جیسے ہی انھون نے حکم دیا جلاد تلوارین کھینچکر برابر آئے ہر ایک کی گردن
پر تولا کا خط دیکر آوازین دینے لگے شعر

سلطنت سلطان کند فریاد برجلاد چیست	مرغ را دانہ بلا شد طعنہ برصیاد چیست

اسکا رشتۂ حیات منقطع ہو اسکا ساغر عمر لبریز بازو بے قوت دل مین ہمارے رحم نہین مگر ای شاہنشاہ عالیجاہ
وہ لوگ قتل ہوتے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین حکم اول ہی دل بے کل ہی سمجھ کے حکم دیجیے کا قتل کرنا ہمارا
کام ہی جلانا فعل رب الانام ہی ایسا نہو خوایان انکے خون کے ہمارے دامنگیر ہون ہم خون سے بری رہین قیامت
مین جواب دین کہ حکم سے مالک کے قتل کیا سحر العجائب و مصر الغرائب غصے مین کانپنے طرف جلادون کے
متوجہ ہوے کہا خاک ہو ہمکو ڈراتے ہو بکر کر یہ باتین بناتے ہو دنیا مین کون ہی جو ہمسے مقابلہ کرے یہ سب ہمارے
گنہگار ہین ہمارے طلسم کی فتاحی کا ارادہ کیا سب سے پہلے اس خبیثہ کا سر کاٹ لو اس حرامزادی نے
سحر کے طلسم کو ویران کردیا ہماری خراجگزار ہو کر دشمنون کا ساتھ دیا جیسے ہی جلاد خنجر کھینچکر قرب خبیثہ کے آیا
اُسنے گھبرا کر کہا ای شاہنشاہ طلسم مین تو بیخطا ہون رہنے والا طلسم کا پابند قاعدہ ہوتا ہی دعوین حرامزادی کی جان
کو کلیجی ہون پہلے اسنے اسکی آبرو لی یہ نگوڑا بد اقبال دعوی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا اسکے ساتھ ہی گھاٹ کرنے
بیٹھا کا مجھ تک پہونچا حضور خوب آگاہ ہین کہ قاعدہ یہی کہتا تھا کہ مین اسکی اطاعت کرون یہ مناسب تھا مجھکو کہ
اُسکو دام مکر مین پھنساتی قید کرنے کی مجاز نہ تھی صحرا مین بھگاتی یہ خطا مجھ سے ہوئی کہ مین اسکو لے نکلی حضور پر روشن
ہی کہ جو صدمے اٹھائے مین نے چین نہین پایا اب حضور اسکو قتل کرین میرا عہدۂ قدیم مجھکو ملے وعدہ کرتی ہون
کہ میرے مرحلے سے کوئی گذر نہ سکیگا ایسا انتظام ہو جو ادھر سے گذر کرے عمر بھر بھٹکتا رہے نہ مرے نہ جیے لیکن
رہے یہی اس صحرائے وحشتناک کی خوبی ہی کہ مارا مارا پھرے چین نہ ملے جاتے ہی سب دیہات آباد کردونگی
ان زنگیون کے مارے جانے سے دیہات ویران ہوے ہین نئی رعایا آباد کرونگی نئے ساحرون سے دیہات
بھر دونگی کوئی گوشہ اگر سرکار ویران دیکھین مجھکو سزا دین اسطرح گڑگڑا کر خبیثہ نے جو کہا سحر العجائب
و مصر الغرائب کو خیال آیا کہ سچ کہتی ہی بنائے فساد و خرابی اُس دعوین کی ذات سے ہوئی جواب دیا
ای خبیثہ ہمنے خطا تیری معاف کی خبردار اب کسی جوان کے ساتھ ایسا فعل نکرنا حاکمان دربند کو
زمرۂ عشق و عاشقی سے کیا کام اُسنے بہت عذر کیا حکم ہوا اسکی قید کاٹ دو خبردار اب کبھی ان جوانان کا
خیال نہ کرنا خبیثہ کو رہائی ملی بطور ملازمان قدیم پشت تخت پر آ کر مگسرانی کرنے لگی قہار نے جو
دیکھا کہ خبیثہ نے رہائی پائی گالیان دینے لگا کہا ای شاہان طلسم اسی کی ہدایت سے مین نے سب
کام کیے پہلے اسکو قتل کیجیے خبیثہ اشارہ کرتی ہی ارے کمبخت چپ رہ مین زندہ بچونگی تیری مدد
کرونگی مگر قہار سب باتین خبیثہ کی ظاہر کر رہا ہی کبھی روتا ہی کہ ہائے مین اپنے وطن سے چھوٹا سلطنت سے الگ
مین ملی آپ مجھکو رہا کردین مین کبھی نام طلسم کشائی کا نہ لونگا فقیر بنکر عمر بسر کرونگا سحر العجائب و مصر الغرائب نے
کچھ سماعت نکی جلادون کو اشارہ کیا اپنے ہاتھ مین بھی تیر و کمان لیا سب مصاحب بھی لیس ہوے کہ لاچین وغیرہ
پر تیراندازی کرین یکایک آسمان پر برق چمکی آواز آئی خبردار ای شاہان تو قواعد طلسم فراموش کیے سلطنت کو غنیمت

جاتو احکام سامری وجمشید کو رواج دو سب نے دیکھا ایک پیر زمین گیر تخت پر سوار ایک کتاب ہاتھ مین اسکو دیکھتا ہوا
چہرہ پر آثار پریشانی رخسار پر حیرانی آکر پہونچا تخت سے کود ا با ادب سلام کیا کہا ای شاہان طلسم یہ موئی کیسی بات ہی
کہ ان قیدیون کو آپنے گرفتار کیا میعاد مین نہ گذرین تیر و کمان لیکر آمادہ ہو گئے منبر منگوائیے مین وعظ کہونگا
سب قواعد سے آپ کو آگاہ کرون جو جو احکام دیکھے لائق آپکی سماعت کے ہین انکو منتخب کر لیا سماعت
فرمائیے اسپر کاربند ہو جیے دونون نے حکم دیا آج سیلاح ستارہ شناس راز دار خیرخواہ قدیم ہمارا مدتہم بعد
مدت کے تشریف لایا ہی وعظ کہیگا اسوقت ایک منبر ہونیکا استادہ ہوا سیلاح ستارہ شناس کتاب ہاتھ
مین لیکر منبر پر آیا کوکب کو جو قید مین دیکھا ہی شرماتا ہی بہت گھبراتا ہی طریقہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسپر قید ہونا
کوکب کا شاق ہی قدمبوسی کا مشتاق ہی مگر خوف سے شاہون کے کچھ کہہ نہین سکتا منبر پر آسنے جاکر
کتاب کھولی اشلوک زبان سنسکرت کے پڑھے پکار کر آواز دی ای خیرخواہان طلسم بگوش ہوش سنو اپنی
اپنی پوجا پاٹ کو ترقی دو عبادت مین مصروف رہو صاف صاف خداوند لکھ گئے ہین ان الفاظ کا یہ ترجمہ
ہی کہ جب بادشاہ سابق مع اپنے ناموس کے قید ہو کچھ اور لوگ صف شکن ومردان تیغ زن طلسم کا قصد
کرین جو جو صاحب قید ہو کر آئے ہین انمین کوئی طلسم کشا نہین ہی اس طلسم مین بانیان طلسم حکمایان
اشراقیین نے میعاد مقید طلسم ایک سال کی مقرر کی اگر خلاف میعاد قتل کیے جائین رکن طلسم گرے
مگر اب طلسم کشاے اصلی آئیگا بڑے فساد برپا کریگا وہ شخص اسکے ساتھ ہوگا جسکا نام لینا مناسب
وقت نہین ہی وہ عیاریان کریگا بڑے بڑے سرکش مارے جائینگے لوح طلسم بھی اس طلسم کشا کو ملے مذہب
سامری وجمشید اٹھے مذہب خدائے نادیدہ رواج پائے بادشاہان تو کیا انتشار ہو بلکہ صاف صاف
لکھا ہی بھاگنے کا راستہ نہ ملے عمر طلسم ختم ہوئی سب نشان بتلا دیے بادشاہ سابق قید ہی جہان یہ
سب قید تھے اسی مقام پر قید کیے جائین مگر بادشاہ سابق کی خاطر و مدارات مین مع جملہ احباب کے
حکم ہی ارشاد سامری ہمارے واسطے کرامات ہی پھر کامل سیلاح ستارہ شناس نے وعظ کہی تمام
اہالیان دربار کانپ گئے چرچے ہونے لگے یار و حقیقت مین ان شاہون نے بڑے ظلم کیے بیشک دریائے
قہر سامری وجمشید جوش ماریگا سیلاح صاف کہ رہا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی کامل طلسم کشا
آئیگا یہ بھی کہتا ہی جو اسکا ساتھ دیگا زندہ بچیگا جو اسکی دشمنی کریگا مارا جائیگا دیکھیے اب کیا ہو سحر العجائب
ومصر الغرائب نے جو دیکھا شاہان دربند نہایت پریشان ہین بعض کے یہ گمان ہین کہ ابھی دربار سے
اٹھکے جائین اپنے بادشاہ سابق کو چھوڑائین پس یہ دونون تخت سے اٹھے آواز دی ای کاہن
بس ہم سن چکے ہم سب کچھ جانتے ہین تمکو بخوبی پہچانتے ہین جب کسی کو یہ خیال ہو کہ بادشاہ سابق کی
وجہ سے طلسم ٹوٹ جائیگا وہ ابھی سرکشی کرے تا بدولت پر لشکرکشی کرے ہم کسی سے سحر مین کم
نہین اگر اصلی طلسم کشا آئیگا تو کیا کریگا ہم کسی کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے دیکھنے والے
دیکھ لین انصاف کرین کہ ہم خود گئے ان سب کو پکڑ لائے خنیشہ کرم خوار ایسی ساحرہ کو ہاتھ نہ ہلانے
دیا ان جوانون کو چشم زدن مین پکڑ لیا اب ہم یہ قانون قرار دیتے ہین کہ ہر ہفتہ مین اطراف طلسم کی سیر
کیا کرین جو نیا آدمی ملے اسکو گرفتار کر لائین طلسم کشا بھی انہین راستون سے آئیگا آخر ہمارے
ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا ہم کسی کی مدد کے خواہان نہین کسی کے ممنون احسان نہین بادشاہ

سابق نے جیسا کیا وہ سزا پائی دین قدیم سے منہ موڑا خداے نادیدہ کو سجدہ کیا ہمسے کبھی نہوگا کہ باپ دادا کا مذہب چھوڑ دین کیا ہمارے بزرگ بیوقوف تھے کہ سامری پرستی مین مصروف تھے دونون بھائیون نے لاف وگزاف کرکے سیاح کو منبر پرسے اُتار لیا انجام وعظ کو منع کیا سیاح نے بادشاہون پر تیور بدڈالے سب ڈر گئے یہ بھی جانتا ہو کہ یہ دونون بڑے ساحر مین آخر کو رخصت ہوا ان دونون نے حکم دیا ان سب کو لیجا کر قید کرو دربان جادو مصاحب وحاکم باغ ویران کا بیٹھا تھا کہا اے دربان جادو ان سب کو اُسی باغ مین قید کر مواج جادو کو حکم دیا یہ جوان موسوم بہ سکندر حقیقت مین صاحب جادو حشم ہے اسکو بھی مع اسکے بزرگون کے اور ساحرہ جو اسکے معین ومددگار ہو بہت اچھی طرح رکھنا حفاظت کرنا اگر یہ رہا ہوے بڑی آفت برپا کرینگے مواج سکندر روشاہنشاہ و ملکہ نسیم آتش خو کو ایک تخت پر بٹھا کر بطور قیدیون کے لیگیا کوکب وغیرہ کو دربان جادو اُسی باغ مین لایا مگر لاجبر و بلقیس و بہار و مخمور و مہ جبین کو الگ لاکر مکان مین رکھا کوکب و بیران و ناہید الگ مقید ہوئے ایرج نوجوان و سروسہی قد وشاہزادے مہران جوان تخت و قہار وغیرہ کو ایک بارہ دری مین رکھا مگر کوکب پر از حد بدبخت ہو یہ کیفیت ہو کہ دربان سے دونون نے کہدیا ہو کہ یہ بادشاہ سابق ہو اسکو قید مین دق کرو کہ یہ مرجائے جھگڑا مٹے کہ تین برس بمشکل گذرسکے اسی میعاد مین ایسی تدبیر کرنا کہ خود تڑپ تڑپ کے مرجائے ہر چند کہ دربان جادو خود پسند ہو مگر احکام مالک کا پابند اپنا طریقہ یہ کر لیا کہ ہر روز سوار ہو کر ملکہ بلبک جاتے ہین جو کوئی آیندورو ند راہ مین ملگیا مار ڈالا میان تو یہ کیفیت ہو کہ ان سب کے حالات مقام موقع پر تحریر ہونگے ان سبکو اسی حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان عجائب بیان سحر عنوان آمد صاحبقران بہ ارادہ فتح طلسم راہ مین مقابلہ ہونا ساحرون کا روکنا وذکر ابلیس خود پرست کہ یہ ساحر زبردست ہو پہونچنا تا بہ طلسم نور افشان و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

ساقی مرے دل کا مدعا دے
پھر سحر کا زنگ جم گیا ہے
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
پھر جلوہ نما ہے لال بادل
رندون کو ہے تاک میکشی کی
شیشے کھنچے ہین یہ اُبلکے
لو پیر مغان کو حال آیا

اب جام شراب کا پلا دے
کیون توسن کلک تھم گیا ہو
بجلی ہر بار کوندتی ہے
سبزہ ہے ہر رنگ سبز مخمل
انگور سے ہے شیک پڑ رہی
محفل مین پھر ین نقل تھے
اپنی دھن مین خیال گایا

اوصاف طلسم کا بیان ہے
پھر گلشن فکر رنگ پر ہے
ہے ابر گہر فشان کا بھی شور
کرسی پہ ہین شاہدان گلشن
اُبلی ہے یہ جوش مین گلابی
زاہد کو لگا کے رند لانے
ساغر کا ہے دور دور ساقی

کس اوج پہ رنگ داستان ہے
گویا شب ہجر کی سحر ہے
جگنو اڑتے ہین کسی طرف ہو
لالہ کے چراغ سب ہین روشن
ہین مست خیال سب شرابی
ناصح سے کہو کہ منہ چھپائے
محفل کا ہے ایک طور ساقی

طالب نہین مستا درنگو کا
زمرون مین بسر ہوئی ہمیشہ
مست مئے الفت سخن ہون

تپلا ہی کہ جسم زرد مو کا
ہی شغل شراب اپنا پیشہ
ہر نغمہ سرا چمن چمن ہون
روشن ہی گھر چراغ سخن کو

ساقی سے قمری لو لگی ہی
مست مئے الفت ولا ہون
پھر گلشن سخن رنگ پر ہی
دکھلا مجھے سیر باغ سخن کو

گلشن مین شراب پہنچتی ہی
اُس جوش مین مین بہک یا ہون
پھر باد بہار کا اثر ہی

چہرہ سیاحان عجائب و غرائب نیرنگ جرأت و فتاحان مرحلہ جات طلسم شوکت حال خیریت مآل صاحبقران زمان کلک گہربار سے یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ترنم سرایان شیرین بیان چمن ہی نگار ندا بن داستان ۔ گذارش کرچکا ہون کہ صاحبقران زمان ملک غربیہ با ختر مقابلہ دودہ زنگی مین مصروف جنگ ہین کئی بیٹے دودہ زنگی کے ہاتھ سے سرداران نامی کے واصل جہنم ہوے دودہ زنگی نے خود اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کئی میدانداریون مین کئی سردار زخمی ہوگئے آج جو میدان کارزار مین آیا بختیارک نے اُسکو بہکایا کہ صاحبقران سے مقابلہ کر اگر امیر کو مارا لڑائی فتح ہوئی ایسے ایسے سردار ہزارون ہین کس کس سے لڑیگا ہون یو نہین معرکہ پڑیگا دودہ زنگی نے بلبلا کے آواز دی خود صاحبقران ماہ دولت کے مقابلہ مین نہین آتے آج کئی دن سے میدانداری کر رہا ہون وہ لوگ میرے مقابلے مین آتے کہ جو ایک ضرب بھی نہ اُٹھا سکے یہ سنکر صاحبقران مقابلہ دودہ زنگی آئے نیزہ چلا امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا دودہ زنگی کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچی معلوم ہوا اژدہا غار سے بل کرکے نکلا امیر نے شمشیر سہراب بل کھینچا اسکی تلوار کو روک لیا اب چاہا کہ ہاتھ مارین دودہ زنگی گھبرایا خیال مین آیا کہ اس تیغہ کا وار نہ روکیگا کہا اے شہریار آپ تو اپنے زمانے کے صاحبقران ہین پشت پر کون کھڑا ہی مجھے تیر مارا چاہتا ہی کیا آپ دو ملکر مجھسے مقابلہ کرینگے امیر نے پلٹ کے دیکھا دودہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بھی بختیارک کی زبانی سن چکا تھا کہ خود ہود نہین کٹتا اسنے جھکی ماری خود سر سے گر گیا اب اسنے ہاتھ ملا سر اُس افسر کا اس خود سر کے ہاتھ سے زخمی ہو قریب تھا کہ امیر گھوڑے سے گرین دوسرا ہاتھ اُٹھایا عمرو نے غل مچایا کہ او بیہودہ کیا کرتا ہی دودہ زنگی نے خیال نہ کیا کہ صحرا سے گرد اُٹھی نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش گھوڑے کو اُڑاے ہوئے اتنی جلدی آیا کہ بیچ مین گھوڑا ڈال دیا امیر کو الگ کیا آپ سینہ سپر ہوگیا دودہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ تلوار پر مار تلوار چھین لی تمام زنگی ٹوٹ پڑے اس مغلوبہ مین نقابدار خوب لڑا کئی بیٹے دودہ زنگی کے ہاتھ سے نقابدار کے مارے گئے مگر اس مغلوبہ مین صاحبقران بھی شریک ہوے ہر وار کا جواب یا نقابدار سے آگے بڑھکر لڑے بلا کے معرکے پڑے بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا دودہ زنگی کا لشکر پلٹ گیا نقابدار لڑ کے پلٹا مگر دریاے خون مین نہایا ہوا صاحبقران بیٹے زخم باندھتے ہوے مگر بسبب زخم کے نہایت آداس نقابدار سامنے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب دیا نقابدار نے کہا اے شہریار ہمارا آپکا وعدہ پورا ہوگا امیر پلٹ پڑے فرمایا مین ابھی موجود ہون مگر پرے ہٹے بانسے نہ دونگا نقابدار نے سر جھکا لیا کہا حضور بے ادبی نہین چاہتا ہون یہی شرط ہی کہ میرے آپکے لڑائی نہو بہت سے آتا ہون مجبور پلٹ جاتا ہون پھر دیکھ رہے ہین کہ سر پر نقابدار کے باز سفید چرخ مار رہا ہی جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی آخر بعد گفتگوے بسیار

نقابدار نے جھنجھلا کر جواب دیا اگر آپکو یہی منظور ہے کہ سر میدان حال کھلے بہت خوب میری یہ مرضی نہین ہے مگر آپنے مجھکو
مجبور کیا مین جاکر طبل جنگی بجواتا ہون کل صبحکو میرے آپکے فیصلہ ہو جاوے امیر نے فرمایا بسم اللہ مین بھی یہی چاہتا ہون
نقابدار گوشہ صحرا مین آکر اُترا بارگاہ مین استادہ ہوئین لشکر دیوان بھی نقابدار کے ساتھ رہتا ہے وہ الگ جاکر اُترا
حرف لشکر سرداران تہمتن و جوانان صف شکن کہ شمار مین بارہ ہزار تھے سامنے صاحبقران کے فروکش ہوئے
نقابدار نے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے خبر صاحبقران کو دی رستم پیل تن و بدیع صف شکن و نور الدہر وغیرہ
نے دست بستہ عرض کی کہ غلامان جان باز اس نقابدار سے مقابلہ کرینگے امیر نے فرمایا یارو اصل یہ ہے کہ یہ نقابدار
ایسا نہین ہے کہ ہر شخص اس سے مقابلہ کرے حقیقت مین سطوت و شوکت جرات و ہمت اسپر ختم ہے بارہ ہزار جوانون سے
میرے مقابلہ مین فروکش ہے اسباب شوکت سب اسکو مہیا ہے فن شوکت مین یکتا ہے میرے نام پر طبل جنگی بجے کل صبحکو
اور کوئی صاحب ارادہ نہ کرین ورنہ میرے خلاف ہوگا اب اس رات کی تیاریان کیا گزارش کرون ہر پہلوان کو یہی خیال
تھا کہ کل ایسی تلوار چلے کہ ملازمان نقابدار دنگ ہون ہر رسالہ ہماری جرات دیکھکر تنگ ہو کہین تیر زہر مین بجھائے
جاتے ہین کہین نیزے درست ہو رہے ہین تیغے چرخ پر چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہے لشکر نقابدار
بارہ ہزار ہمراہیان نقابدار آمادہ حرب و پیکار یہی کہہ رہے ہین کہ کل ہمارا آقا صاحبقران سے بانہائے صاحبقرانی
لیگا اتنے بڑے لشکر کو شکست دیگا یہ تو دیکھنے والے دیکھین لشکر قلیل اتنے بڑے لشکر جلیل سے کیا
خوب لڑا کیا معرکہ پڑا زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو لشکر دشمن دردمند ہو ہمارے
پانون پیچھے نہ ہٹین بڑھ بڑھ کے لڑین سرخ رو رہین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری چرخ نیلوفری پر چمکا
نقابدار عالی مقدار بصد کروفر مع لشکر میدان کارزار مین آیا مگر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
امیر عالیشان بصد عزم و شان نماز سحری سے فراغت حاصل کرکے سجادے پر دو زانو بیٹھے دست دعا بدرگاہ
رب بے نیاز بصد سوز و گداز بلند کیے پکار اُٹھے رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بپیش تو حال گفتن	کہ حال خستہ دلانرا تو خوب میدانی

تو نے بچپن سے میرا ناز اٹھایا مرتبہ صاحبقرانی پر پہنچایا
صاحبقران نماز پڑھ کے سجادہ لپیٹ چکے تھے مین مقبل صندلی سلاح سنجوگ لایا امیر جسم پر اپنے سلاح آراستہ
کر رہے ہین بدیع و رستم آکر حاضر ہوئے ہین دست بستہ کھڑے ہین مگر شاہزادہ نور الدہر
اسپ پریوش پر سوار خدمت صاحبقران مین جاتے تھے کہ نقابدار سے صاحب سلامت
ہوئی نور الدہر نے گھوڑے سے اُتر کر بادب سلام کیا نقابدار بڑھ آیا نور الدہر کو گلے
سے لگایا امیر نے جو یہ خبر سنی بدیع و رستم کو اشارہ کیا کہ نقابدار کا جاکر استقبال کرو یہ شیر
باہر آئے نقابدار انکو دیکھکر شاد ہو گیا سب سے بغلگیر ہوا پوچھا ایرج نوجوان کہان ہے نور الدہر نے
کہا اے نقابدار عالی مقدار فلک نے عجب انقلاب دکھایا ہے کہ طلسم فتنہ نور افشان پر ہنگامہ عظیم ہے
وہ شیر برائے مدد کوکب گیا ہے خدا انکو مظفر و منصور کرے نقابدار نے کہا مین نے بھی خبر پائی ہے کہ ہوش ربا و نور افشان مین بڑے
بڑے انقلاب ہین میرا بھی قصد ہے کہ وہان کی سیر کرون ملکہ حیرت جادو نے کسی ساحر کو ساتھ لیکر طلسم ہوش ربا آئی ہے میرے جاسوس
نے مجھکو خبر پہنچائی آپکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج و قاسم بھی وہین گئے نور الدہر سے نقابدار یہ باتین کرتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا صاحبقران کو جھک کر سلام کیا امیر نے گلے سے لگایا روح کو راحت قلب
کو فرحت غرو قوتون مین خون جوش مارنے لگا دنگل مین بیٹھنے کو دیا زخمی سر صاحبقران کا دیکھکر پوچھا کیون حضور مزاج اقدس

کیسا ہی امیر نے فرمایا الحمد للہ اس مکار نے ارادہ کیا تھا کہ اس حقیر کو قتل کرے مگر حافظ حقیقی نے بچا لیا مگر اے
نقابدار تجھے کیا کار نمایان کیا کس زور و شور سے لڑے ہو یہ کہکے صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا جام
نقابدار کو دیا نقابدار نے سلام کرکے پیا نقابدار نہایت ادب و قاعدے سے پیش آیا جب نشہ ہوا سر ذرہ
خیال خیر و شر دل سے دور ہوا نقاب پر ہاتھ ڈالا مجھ سے لگا کہا کیوں حضور ہمارے آپکے پردہ اٹھ جانے میں آپ کیسے نذر دون
میرا دل نہیں قبول کرتا امیر نے فرمایا کہ اے نقابدار ابھی چند ساعتیں باقی ہیں امتحان ہو جائے قلب تسکین پائے نقابدار
نے سر جھکا لیا مگر جوش جرأت میں کہا اے شہریار آپکے اقبال سے میں ہر جگہ فتحیاب ہوا اہالیان پردہ ظلمات نے ٹڈے
جہاد کیے تھے میں نے ہاتھ بڑھا کے دیوزادوں کو متفرق کیا دیو شاہپور بن عفریت سات لاکھ لشکر دیوان سے برسر
قلعہ بلور آیا ملکہ سلاسل پری نے نامہ دار بخدمت آسمان پری روانہ کیا شکر خدا ہے کہ اُس نامہ دار کو جن نے
پایا فوراً پہونچا یا میرے ساتھ لشکر دیوان نہ تھا فوج آدمزادان لیکر شاہپور سے لڑا تین شبانہ روز تلوار چلی غلوہ
ہوئی آخر قلب فوج میں جا کر شاہپور کو للکارا اے شہریار آپ نے عفریت کو مارا تھا یہ قد و قامت میں اُس
سے زیادہ تھا مگر بعنایت رب اکبر میں نے بہر مین ملکہ آسمان پری کے سامنے چیر کر پھینک دیا خوب تلوار
چلی سب کو بھگا دیا یقین ہے آپکو خبر پہونچے اہالیان قاف آپکو کہیں ایسے ایسے معرکے گذر چکے اب حضور سے
فیصلہ کرنا چاہتا ہوں امیر نے کہا میں موجود ہوں نقابدار اٹھکر اپنی صف پر گیا صاحبقران آراستہ
ہو کر دردولت شاہنشاہی پر آئے دیکھا آفتاب آسمان لشکر یعنے سعد بن قباد نامور بفر فریدونی و حشمت
جمشیدی تخت سلیمانی پر سوار برآمد ہوئے صاحبقران نے مجرا کیا بادشاہ نے قلب پر ہاتھ رکھا اشارہ
تھا کہ جگہ آپکی ہمارے دل میں ہے آپ تو اور سرداروں نے جھک جھکے سلام کیے سواری کو جو سلامتی سے نکلکر
طرف وعدہ گاہ مصاف کے چلے نقیب آوازیں لگاتے ہوئے کر کیت کر کے کہتے ہوئے شاعران قصیدہ خوان
قصیدے پڑھتے ہوئے ساتھ ہیں ہجوم ہوا ہے صاحبقران آکر میدان کارزار میں پہونچے مگر بادشاہ سے کہتے
ہوئے کہ حضور یہ نقابدار نسل و نقابداروں کے نہیں ہے نقابدار نے صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا عیار سے
کہا دیکھو تو بڑھاپے میں کیا غصہ ہے بڑھکر دست حق پرست پر بوسہ دیا کہا حضور غصہ نکریں میں نہیں چاہتا کہ سر
میدان میرے آپکے مقابلہ ہو کوئی امتحان مقرر فرمایئے اسواسطے عرض کرتا ہوں کہ با تمہارے صاحبقرانی
مجھکو حسرت ہے آپ خانہ کعبہ کو تشریف لیجائیں سعادت آخری حاصل کیجیے اب آپکا وقت جہاد نہیں ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ اے نقابدار مجھکو بھروسہ ذات خدا پر ہے سالہا سال ہو چکے کہ آپ آتے ہیں بدون حصول مطلب
چلے جاتے ہیں میں اب آپ کو جانے نہ دونگا اس لیے کہ نہیں جیسا جہاد ہے بعد باقی ایسا مجمع نہیں ہے ہو سب انصاف
کرینگے اب امتحان شروع ہو جائے جس پر عنایت خدا ہو وہ غالب آجائے نقابدار نے سر جھکا لیا عرض
کی میری مراد یہ ہے کہ آپکے جانشین پہلوان دوران رستم ہندوستان لندھور بن سعدان سے مقابلہ
ہوئے سنتا ہوں کہ انکا گرز دو دو من آج تک کسی نے نہیں کھایا بہرام فلک نے بھی بارہ نہیں اٹھایا یہ مجھ پر دو دستی
گرز لگائیں آپ بچشم انصاف ملاحظہ فرمائیں مقدمہ صاف ہو جاویگا مگر اب وہ وقت ہے کہ ماہ تابان نے
نقاب حجاب چہرۂ نورانی پر ڈالی ہے پردہ مغرب میں مختفی ہوا پہلوان نیر اعظم اکھاڑہ چرخ چہارم کے پہلوانان
ضیا و شعاع کو ہمراہ لیکر ثوابت و سیارگان سے لڑتا ہوا خم مار کر میدان چرخ زبرجدی میں آکر قائم ہوا لیلی
شب نے نقاب چہرے پر ڈالی دشت نخجد مغرب میں مختفی ہوئی غل ہوا سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی خفتگان خواب

کو بھی خبر ہوئی گلون نے آب شبنم سے منہ دہویا سنبل نے گیسوے عنبرین کو بصد پیچ و تاب کھولا نرگس شہلا نے جوانان
چمن سے اشارے کیے سوسن صد زبان کے شہرے ہوے بر سر لب جو قمریون کی کوکو مین طاؤس رقصان قدرت
باغبان قضا و قدر کے سامان صبا مستانہ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہواے سیر گلشن مین ہر مینائے شجر سے
سر ٹکراتی ہے نہرون مین فوارے چھوٹ رہے ہین ساکنان چمن موتی لوٹ رہے ہین چشمے حبابون سے آنکھین
دکھاتے ہین جب دریا دلی پر آتے ہین قطرے کے عوض دریا بہاتے ہین دشت مین گلہاے خود رو کی بہار
یاد الٰہی مین طائران صحرائی پکار ہر سمت ظہور قدرت کو زیبا لے کی شوکت گلہاے چمن شان پروردگار مین
بولتے ہین طائر بھی آواز دینے مین منقارین کھولتے ہین نظم ۔

ای فرازندۂ لوائے وجود ۔ بخشگی بخشش جامۂ زرجود
روز و شب سرفراز با تمکین ۔ بلکہ سب بادشاہ روئے زمین

جبہ سا تیرے آستان پہ مدام ۔ کیا فریدون و کیا جم اور بہرام
جبہ سا بندے یہان ہین شام و سحر ۔ لاکھ دارا ہزار اسکندر

لکھ سکندر رہا گدا اکو تو ۔ کردے دارا سا بے نوا کو تو
دے تو شاہی کا جسکو چاہے امیر ۔ چاہے جب شاہون کو بنا دے فقیر

واہ کیا شان کبریائی ہے ۔ یہ کریمی ہے یہ خدائی ہے
ای جہان بادشاہ بندہ نواز ۔ سبکو لازم ہے یان پہ عجز و نیاز

خالق جملہ ذی حیات ہے تو ۔ رازق کل ممکنات ہے تو
تو ہی بیشک ہے خالق آدم کا ۔ بلکہ ہژدہ ہزار عالم کا

فہم یان اولیا کی نادان ہے ۔ عقل لقمان کی یان پہ حیران ہے
حق تو یہ ہے کہ فہم انسانی ۔ کر سکے کیونکہ لاف حق دانی

دو دہ زنگی بھی بصد قہر و غضب گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ زنگیان آدم خوار ایک سمت سے نقابدار زرین
پوش بصد جوش و خروش سر پر باز سفید اڑتا ہوا مع ساٹھ ہزار جوانان صف شکن و تیغ زن اور انکی پشت پر
لشکر دیوان اب نقیبون نے نقابت کی اشعار عبرت آمیز پڑھے جوانان شیر دل کے حوصلے بڑھے کڑکیت
کڑکا کہ رہے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ نامرد کو بھی لڑا دین مردان عالم کی آنکھون مین نشہ آگیا قلب تھرا گیا اسوقت
نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا صف سے بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار مین آیا اسپ تازی
چوگان بازی تیر اندازی ایسی دکھائی کہ چہار طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی آواز دی ای
صاحبقران زمان آئیے ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان ای مرجع انام و ای رونق دہ لشکر اسلام
تشریف لائیے اس حقیر سے مقابلہ فرمائیے آپ نے مجھکو محجوب کیا میر الکنا نہ مانا اب آج حال کھل جائیگا
یہ جو نقابدار نے صدا دی امیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا میدان قرق کرو عمرو نے کلاہ نمدی اچھالی
سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران نکلینگے اپنے اپنے گھوڑون سے کود پڑے سب نے آکر
امیر کو گھیر لیا امیر قریب تخت شاہنشاہی آکے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے فرمایا خدا آپکو
مظفر و منصور کرے رنج و الم دور کرے اجازت لیکر دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوئے خانۂ زین کو شمع خانۂ
آفتاب روشن کیا مرکب نے تیور بدلے طرار سے بھرتا ہوا چلا جب ٹاپ ماری طبقہ زمین کا ہل گیا
نقابدار نے دیکھا صاحبقران آ پہونچے رکابون مین پانون دیکر برابر سے لگا در بڑھا سب نے دیکھا
سپرین لڑین ایک قدم کا فرق نہ تھا نقابدار زرین پوش نے باادب سلام کیا مگر نقابدار سنانے
مین امیر نے فرمایا اب کیا سوچتے ہو نیزہ چلے فنون سپاہ گری کا امتحان ہو مگر نقابدار دل مین
کرتا ہے کوئی ایسا سبب پیدا ہو کہ مجھ سے اور صاحبقران سے مقابلہ نہو امیر نیزہ تانے کھڑے ہین فرماتے
ہین ای بہادر دریاے جرأت کے بے بہا در کیا تامل ہے چراغ عقل گل ہے اس سوچ مین کھڑا

تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی سب نے دیکھا ایک دیو بلند قامت بوتیقا ہوا چلا آتا ہی کہ نقابدار زرین پوش کہاں ہی
سب نے بتلا دیا وہ جست کرکے قریب آیا ایک کاغذ ہاتھ مین دیا جیسے ہی نقابدار زرین پوش نے پڑھا
پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہا اے صاحبقران اعظم خدا آپکو سلامت رکھے میرے ملک پر دیوزادون نے
حملہ کیا ہی قریب ہی کہ قلعہ ہاتھ سے نکل جائے سردار میرے زخمی ہوئے میرا جانا بہت مناسب ہی اپنے
ملک سے فراغت کرکے آؤنگا پھر واپس نہ جاؤنگا یہ کہکے تخت زرین پر سوار ہوا تمام دیوان قاف تیغین
ہاتھ مین لیکر گرد آگئے سائبان زربفتی کئی ہزار گز کا سر پر سایہ فگن ہوا جسقدر انسان ساتھ تھے دیوزادون
نے انکو کاندھے پر سوار کیا مرکب انکے بغل مین دبائے اس شوکت و شان سے کئی سو دیو تخت مین
کاندھے دیئے ہوئے بارگاہ مین دیوزادون پر بار کئین بار سفید سر پر اس کروفر سے نقابدار روانہ ہوگیا
دروہ زنگی بھی ملیشا بختیارک نے کہا اے دروہ زنگی یہ نقابدار مدت سے آتا ہی ہم تو یہ جانتے
ہین کہ عہدہ صاحبقرانی اسی کو ملیگا ایسا جاہ و جلال کسی نقابدار کا نہین دیکھا مسلمانون کے اقبال
اوج پر مین جسدن یہ نقابدار ظاہر ہونگے ہماری جان کو بھی آفت ہوگی دروہ نے کہا اگر وہ نقابدار
مجھکو پکارتا مین فوراً مقابلہ مین جاتا بختیارک نے کہا سبحان اللہ ایسا نہ کہیے کفر تک بوتحف
دشوار ہو دروہ زنگی بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا سب طرح کے چرچے ہو رہے ہین مگر صاحبقران
میدان سے جو پلٹے سب سردار ساتھ مین عمرو سے کہتے ہوئے خواجہ اپنی زندگی مین تو مین جانے
نہ دونگا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا امیر نے کہ شاپور عیار ایرج دوڑا ہوا آتا ہی صاحبقران
نے مرکب روک لیا شاپور شیردل کو دیکھکر پکار اٹھے کیون مہتر صاحب آپ اپنے آقا کو ساتھ
لیکر چلے گئے ہمسے اطلاع بھی نہ کی کہو کیا گذری شاپور شیردل رکاب تھام کر رونے لگا کہا آپ ہمارے
آقا کے مزاج سے بخوبی ماہر ہین جابجا سعے بڑے طلسم نور افشان تک نہ پہونچے یہ تو خبرین اور مین
مفصل ہین کہ سحر العجائب و مصر الغرائب کو کب کے ایسے باغی ہوئے کہ دامن بیادہ ندیا بلکہ
قید کرلیا شاہنشاہ و تاجین بھی اسی طلسم مین جا کر پھنسے ایک کافر موسوم بہ قہار قیلزور عاشق
تیران ہو کر آمادہ طلسم کشائی تھا ایک ساحرہ بھی طلسم کی اسیر عاشق ہو گئی چاہتی تھی کہ ہاتھ سے
تمہارے طلسم فتح کراؤن مگر شاہان طلسم کو خبر ہو گئی وہ آکے سب کو گرفتار کر لیگئے مین نکل بھاگا
کہ چلکر حضور سے خبر کرون بدون حضور کے یہ طلسم فتح نہو گا طلسم وسیع شاہون کا مرتبہ رفیع در بند
بڑے بڑے ساحر قدیم ہر ایک کی مجال نہین کہ اُس طلسم پر دست انداز ہو علاوہ ازین ہمارے
آقا بیتاب ہو گئے چل نکلے خواجہ زادون سے بھی۔ پوچھا کہ اس طلسم کی فتاحی کس کے نام ہی یہ تو بخوبی
ظاہر ہی کہ جس طلسم کا جو فتاح ہوتا ہی اسی کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوتا ہی دوسرا اگر قصد کرے مبتلاے
بلا ہو آخر وہی ہوا مین عرض کرنے آیا تھا حضور خواجہ زادون سے پوچھکر تشریف لائین غلام کا ٹھہرنا
مناسب نہین شاید کچھ تدبیرین پڑے مجھکو بڑا حجاب ہی اگر مین اپنے کو ساتھ آقا کے پھنسا دیتا کیا فائدہ
تھا امیر نے ہر چند روکا کہ تم رستم و راہ سے بھی آگاہ ہو نہ مانا اُس مقام سے رخصت ہو کر چلا گیا صاحبقران
جملہ حال سنکر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے سردارون نے پوچھا خیر تو ہی امیر
نے فرمایا آپنے دیکھا شاپور شیردل عیار ایرج نوجوان آیا تھا ایرج نوجوان جوش محبت ہے اُن مین

جاکر طلسم نور افشان مین قید ہوگئے اور آسنے کچھ شاہزادون کا بھی ذکر کیا چند صاحبون نے ارادہ طلسم کشائی
کیا مالک نے طلسم کشائی ہم پر اور ہماری اولاد پر مقرر فرمائی ہے آخر وہ سب گرفتار ہوگئے انھین کے ساتھ ایرج
بھی قید ہوئے شاپور نکلا یا اپنے آقا کا عاشق ہے ہمکو خبر کرکے چلا گیا فکر مین عیاری کے گیا ہے خواجہ زادون کو
بلاؤ فرزندان خواجہ بزرجمہر حاضر آئے امیر نے فرمایا بطور رمل ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم نور افشان کا کون
فتاح ہے خواجہ زادون نے تختۂ العقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا ثابت کرنے لگے بعد عرصۂ دراز سر اٹھایا عرض کی
حضور کے نام اس طلسم کی فتاحی ہے لیکن خواجہ عمرو کا ساتھ ہونا واجب و لازم ہے سرکار کو بڑی بڑی تکلیفین پہونچینگی
بعد عرصۂ دراز تا بطلسم نور افشان حضور پہونچینگے راہ مین بڑے بڑے معرکے پڑینگے یقین کامل ہے کہ حضور جاکر قیدیان
طلسم کو چھوڑائینگے بہ فتح و فیروزی اپنے لشکر مین آئینگے صاحبقران نے حکم دیا کہ بہرام سے کہو اپنا لشکر تیار
کرین کل ہمارا روز سفر ہے شاپور یہ بھی عرض کر گیا تھا کہ راہ مین حضور کو قلعہ جات ملینگے فوج زیادہ ہمراہ
لیجانے کا ہوجہ سے مقبل و بہرام کو حکم ہوا ہے ساٹھ ہزار سوار و پیدل سے زیادہ نہون کرب نامدار کو اپنے
مقام پر بٹھایا حکم دیا اے بہادر خیال جنگ مین مصروف رہنا بڑے شخص سے مقابلہ ہے دودہ زنگی پہلوان بے نظیر
ہے لقا کو ہمیشہ ہمارے مٹانے کی تدبیر ہے علم شاہ کو منتظم لشکر قرار دیا لندھور سے فرمایا اے دارائے ہند
دست راست و دست چپ کا ذکر نہ رہے آپس مین بلطف تمام آمادہ جنگ رہین لقا کے لشکر کا خیال واجب
و لازم ہے سفر دور و دراز کا درپیش ہے جب اللہ چاہیگا واپس ہونگے شب بھر امیر نے سب کو سمجھایا جب
صاحبقران اقلیم فلک چہارم شاہنشاہ ماہ تابان سے مقابلہ کرکے فوج ثوابت و سیارگان کو شکست
دے چکا بہ فتح و فیروزی بہ ساعت فیروزی چرخ نیلوفری پر آکر ٹھہرا یعنے صبح ہوئی صاحبقران محلات
سے رخصت ہوکر باہر تشریف لائے بہرام و مقبل ساٹھ ہزار فوج تیار کرکے سامنے آئے خواجہ عمرو نے
رکاب پر ہاتھ رکھا ایک بارگاہ عمدہ چھکڑون پر لدوا کر ساتھ لی طرف منزل مقصود کے روانہ ہوئے دیو
و خناس سرکار سے لشکر لقا کے ہر وقت موجود رہتے ہین یہ خبرین لیکر خدمت مین لقا کے حاضر ہوئے
دودہ زنگی بھی دربار مین بیٹھا تھا ہرکارون نے سب حال بیان کیا اور کہا صاحبقران صرف ساٹھ ہزار
فوج سے روانہ ہوئے ہین سردارون مین صرف مقبل و بہرام ساتھ مین یہان سے پانچ کوس پر اُترے
ہین یہ خبر سنکے بہمن بن دودہ زنگی تین لاکھ فوج کا افسر ہے اُٹھ کھڑا ہوا کہا یا خداوند مین حمزہ کا سر کاٹ
لاؤن بختیارک نے کہا اے بہمن حمزہ ایسا نہین ہے کہ جس پر تم غالب آؤ لیکن ہان ایک ترکیب بتلاؤن
شاید غالب آجاؤ وہ تدبیر یہ ہے کہ جاکر شب خون مارو اندھیرے مین اگر قتل کیا تو عجب نہین اگر صبح ہوگئی
بقول شخصے صبح ہوجائیگی یہ تین لاکھ فوج بھاگتی نظر آئیگی بہمن نے کہا بہت خوب مین جاتے ہی حمزہ و مقبل
و بہرام کو مارونگا شب تیرہ و تار مین سب گھبرا جائینگے میرے ہاتھ سے امان نہ پائینگے بہمن بن دودہ زنگی
تین لاکھ فوج لیکر بہ ارادہ شبخون چلا یہان صاحبقران کو لشکر سے رخصت ہوتے ہوتے دن چڑھ گیا
تھا پانچ کوس پر آکر اُترے امیر مع بہرام و مقبل آکر بارگاہ مین بیٹھے خاصہ کھاکر آرام کیا خواجہ عمرو نے
انتظام لشکر کیا طلائے پر مقبل وفادار مصروف اہتمام ہوا دوپہر شب گذر چکی تھی کہ مقبل نے دیکھا صحرا سے
سیاہی لشکر کی معلوم ہوئی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر چار غول اسی جانب آتے ہین مقبل نے
گھوڑا بڑھاکر آواز دی کون آتا ہے بہمن نے اپنے نام کا نعرہ کیا مقبل آگے بڑھا بہمن قریب آیا مین غول کرکے لشکر

سلام پر گرے سب سورما جو تھے گھبرا گئے جو اُٹھا مارا گیا مگر مقبل نے بہمن کو روکا تلوار چلنے لگی دس تیس زنگی مقبل پر آ پڑے مقبل انتہا کا زخمی ہوا زنگیون نے چاہا گرفتار کر لین غلامان مقبل ٹوٹ پڑے کنارے سے بر لشکر کے خوب تلوار چلی مگر غلامان مقبل نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو بچایا سو غلام مارے گئے دو ہزار زنگی بھی قتل کیے مقبل کو اُٹھا لائے تب بہمن بھی داخل سرحد لشکر امیر ہوا خواجہ عمرو پڑے سو رہے تھے صدائے گیر و دار سنکر چونکے گھبرا کے باہر نکلے دریافت جو کیا معلوم ہوا بہمن بن دودہ زنگی شبخون آیا ہے پس عمرو نے جا کر صاحبقران کو جگایا امیر آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھے عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور عرض کی یہ شرارت بختیارک کی ہے امیر مسلح ہو کر بیرون بارگاہ آئے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ہزارہا بندگان خدا بے بس ہو کر مارے گئے چہار طرف سے زنگیون نے گھیرا تین لاکھ سے ساٹھ ہزار جوان لڑ رہے ہین مگر بسبب رات کے زنگیان سیہ روکی بن پڑی ہے وہ ہوشیار ہو کر آئے یہ غافل تھے اُٹھتے اُٹھتے صدہا قتل ہوئے مگر اب جو ملازمان بہرام سنبھلے جم کے لڑنے لگے جہان سو تھے دس جا پڑے جان دیکر لڑے یکایک زمین تھرائی

نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ صاحبقرانی

شم سرکون لشکر کافران سمندون بہ پشیم فراری شدہ	یہ پشیم نگون شد سر کافران ہم عفریتان شتم عاری شدہ ہمہ شہر آباد اسلام شد	شم اختر برج عز و جلال ہمہ قاف از کفر شد پاک صاف کہ صاحبقران جہان نام شد	شم ماہتاب سپہر کمال سلیمان کو جلی لقب شد بقاف

ملازمان بہرام جو بھاگے جاتے تھے نعرۂ صاحبقرانی کی صدا سنکر جاتے جاتے بھاگتے تھم گئے تلوارین تول کر جم گئے مگر زنگی بہت ہین یہ لوگ کم بسبب شب کے فرق بر ہم عمرو سوچا الیاس ہو بختیارک نے اور فوج مقرر کر دی ہو طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہان طلایہ بردار سے ہم ہند لندھور بن سعدان انتظام مین مصروف تھے کہ عمرو نے آکر کیفیت عرض کی لندھور سنتے ہی گھبرا گیا پشت فنجر تنگ تازی پر سوار ہوا دس ہزار سوار اسوقت ہمراہ تھے وہ ساتھ ہوئے داراب نے کہا مین کل فوج کو طیار کرون لندھور نے کہا عرصہ ہو گا یہ کہکے چلے لندھور جو روانہ ہوئے اسکی خبر سردارون کو ہوئی جسنے شاہ وہ چلا فیروز بن عمرو نے بادشاہ کو بھی خبر کی سعد بن قباد گھبرا کے محل سے نکلے طلب ہوا بادشاہ جم جاہ خلاف وقت کیون بر آمد ہوئے سب تاجدار جملہ سردار سامنے حاضر ہوئے بادشاہ نے فرمایا یارو تمنے سنا دودہ زنگی نے بڑا مکر کیا بہمن کو نعوذ شبخون بھیجا یا دادا جان کے ساتھ فوج بہت کم ہے یہ سنکر نور الدہر و رستم و بدیع الزمان گھوڑون پر سوار ہو کر چلے بادشاہ نے فرمایا مین بھی چلتا ہون اسیوقت پشت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے بادشاہ کا سوار ہونا طبل سکندری پر چوب پڑی جملہ سرداران نامدار و پہلوانان تہور شعار عقب شاہ مین چلے یہان صاحبقران لڑائی مین مصروف تھے حملۂ اول مین ہزار دو ہزار مارے گئے اب امیر نے قاعدے سے فوج کو اپنی پشت پر جایا ایک جانب بہرام ایک سمت امیر عالی مقام اس کیفیت سے لڑ رہے ہین جب حملہ کیا ہزار دو ہزار مارے مین گرمی جنگ مین بہمن سے اور صاحبقران سے مقابلہ پڑا رات بھی قلیل باقی ہے ستارۂ سحری جھکا چاہتا ہے سلطان انجم سیاہ گھبرایا فوج سیارگان پر آمادہ شکست بھاگنے کا بندوبست شاخ کہکشان مرجھائی کھلائے نجم پر زردی آئی بلبل چرخ زبرجدی مین ہوائے خزان چلی عندلیبان سیارگان صدائے فریاد دے رہے ہین گل ماہتاب مرجھا کر شاخ کہکشان

سے گرا لشکر سلطان انجم سپاہ کا مثل بحر ایمان صاحبقران و بہمن سے مقابلہ پڑ گیا چہار طرف سے زنگیوں نے
قصد کیا کہ صاحبقران کو گھیر کے مارین بہرام نے بر سر معرکہ شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کلہ ثمود سے صدائے احسنت و
آفرین بلند ہوئی جب کئی ہزار زنگی مارے گئے پرے زنگیوں کے درہم و برہم ہوئے بہمن نے صاحبقران پر ہاتھ مارا
امیر نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا صاف بہ آسیب سپر وار کو اسکے رد کیا جیسے تلوار مار کے پلٹا امیر نے پاشنہ تیغہ عمر
کا مارا بہمن نے سپر اٹھائی مگر برق شمشیر مین جلوۂ غرۂ مرگ دکھائی دیا جرات کی قلعی کھل گئی چاہتا تھا کہ وار
روکون روح سکندر کا واسطہ دون تیغہ جو تڑپ کر سر پر گرا سپر کو کاٹ کے خود کو کاٹا کسیقدر زخم سر مین
بہمن کے آیا تھا اُسنے آواز دی یارو مجھے بچاؤ ہزارہا زنگی ٹوٹ پڑے کئی ہزار نے اپنی جان دی مگر افسر کو
لے نکلے امیر نے بڑھکر علم فوج ظلالت موج سرنگون کیا اب تو زنگیوں نے شکست فاش کھائی علم گر چکا
افسر بھاگا جاتا ہے کس نشان پر لڑین جو جہان تھا بھاگ نکلا یہی غلغلہ ہے کہ یارو افسر مارا گیا اب نکل چلو چلکے دو دو
زنگی کو خبر کرین اُسکے ساتھ آکر لڑینگے اپنے آقا کے خون کا بدلا لینگے بہمن تھوڑی دور جا کر اور گینڈے پر سوار
ہوا اور غل مچاتا ہے یارو مین زندہ ہون تھم جاؤ لڑائی مین جم جاؤ تم اب بھی بہت ہو فتح کی شکست ہوئی کوئی
نہین سنتا یہی غلغلہ ہے کہ افسر قتل ہو گیا افسوس لاشہ بھی نہ اٹھا سکے جب بہمن نے دیکھا کہ زخم سر پہ آدھا ہے
کس کر باندھا لاچار سب کے ساتھ چلا جب دو کوس نکل آیا سب نے دیکھا کہا حضور ہم جانتے تھے آپکے
دشمن قتل ہوئے لات و منات نے آپکو بچا لیا ہم بہت شرمندہ ہین کہ آپکے والد کو کیا صورت
دکھائینگے بدون افسر شہر غیر و بیہ مین کیونکر جائینگے ڈھارس ہوئی بہمن بھی کہتا ہے اچھا نکل چلو پھر جا و
لیکے آئینگے اگلی مرتبہ مہلت نہ دینگے لشکر صاحبقران سے شکست کھائے ہوئے دو کوس نکلا ہے کہ طرف سے لشکر
اسلام کے گرد اڑتی دیکھا لندھور بن سعدان مع دس ہزار سوار و جیدل کے گھوڑا اڑاتے ہوئے آتا ہے بہمن
ٹھہر گیا داراب نے لندھور کو خبر دی اے آقا غضب ہوا بہمن بن دودہ زنگی پلٹا ہوا آتا ہے اب بھی دو لاکھ
زنگی ساتھ مین شاید خدانخواستہ آقا نے نامدار کو شکست دی یا کوئی اور امر ہوا اگر وہ غالب آتے تو
یہ زندہ نہ پلٹتے لندھور نے کہا اے داراب خدا خیر کرے یہ کہکے اپنے ساتھ والون سے کہا یارو خبردار یہ
لوگ تمہارے آقا کو شکست دیکر آئے ہین بچکر نہ جانے پائین جانین لڑا دو اپنے آقا کا بدلا لو فوج لندھور نے خوف
گھوڑے اٹھا کر چلی لندھور نے بہمن کو ٹوکا گھوڑا اڑا کر جا پڑا للکارا کہ او مکار سیاہ رو بد خو شبخون مارا تھا لوگ
تیرے مقابلے کو موجود ہین طبل جنگی بجوا کر میدان مین کیون نہ نکلا حال جرات کھل جاتا بہمن نے غصے مین ہاتھ
مارا لندھور کو از حد ملال کھینچے پر خنجر پھر رہا ہے یہ تصور دل مین جم گیا کہ یہ ہمارے آقا کو مار کر آیا ہے وار اسکا
روک کر لندھور نے بلا تکلف گرز خوردی و مردی دو دستی اٹھا کے مار دیا اُسنے گرز اپنا چہرے کی پناہ
کیا لات و منات کو پکارنے لگا مگر گرز جو گرا گویا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہاتھ جو بہمن کا کانپا اپنا بھی گرز ہاتھ
سے چھوٹا گرز لندھور سر پر پڑا سر گردن سینے مین مع گینڈے برابر ہو کر رہگیا ہندیون نے زیر شمشیر
فوج کو رکھ لیا کہ صحرا سے گرد اڑی نور الدہر و علم شاہ و بدیع الزمان و جملہ سردار ایک طرف سے
بادشاہ عالی وقار آکے پہنچے دیکھا لندھور نے چھینن مار کر رہا ہے فوج زنگیان کو سب نے شکست دی
قریب لندھور بن سعدان آئے پوچھا اے جانشین صاحبقران تم نے حریف کو مار ڈالا رونے کا کیا باعث
ہے تصور مین تھا صاحبقران سے لندھور کے ہچکی لگی ہوئی تھی بمشکل ضبط کرکے جواب دیا یارو مین سنتے ہی

دوزاہیم نے اس بے حیا کو آتے دیکھا بہمن سے لڑا جہنم واصل کیا مگر عقل دنگ ہے تمام تصور سے دل گھبرا گیا ہے کہ یہ لڑ بھڑ
کے کیونکر ملیگا شاہ ندو دشمنون پر آمیر گئے اندھیری رات مین کچھ اُستاد ہی بادشاہ نے کہا اب یہان سے دو کوس وہ
مقام باقی ہے شکر ہے کہ فوج حریف کو شکست دی چلکر اپنی آنکھون سے دیکھ آئین لندھور نے کہا بسم اللہ میری
بھی آنکھین بیدار فرحت آثار صاحبقران کی مشتاق ہین سب صلاح کرتے ہوے چلے مگر تصور مین سب کے خیالات
ہوآتے ہین سب دعائین کرتے ہین خداوندا صاحبقران کو صحیح وسلامت دیکھین یہان صاحبقران بہمن کو
ہمگاکر بیٹھے دس بارہ ہزار جوان جو مارے گئے تھے آنکی لاشین اٹھوا رہے ہین خواجہ عمرو سے فرما رہے ہین خواجہ
تمنے لشکر مین کیون خبر کی کون سی ایسی مشکل تھی عمرو کہتا ہے مین کیا کہون میرے دل مین تاب نہ باقی رہی مین نے خیمہ سے
نکل کر یہ دیکھا کہ جہان ہمارے دو سو ہین دس ہزار نے انکو گھیرا ہے مقبل کو زخمی دیکھا بے تاب ہو کر بھاگا جا کر خبر کی
یقین ہے سب سردار آئین لندھور میرے سامنے چل چکا تھا یہ ذکر تھا کہ امیر نے دیکھین آپہنچے بادشاہ جملہ سردار
پشت پر مگر بیقرار و اشکبار جیسے ہی صاحبقران کو لندھور نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا بہ اشتیاق گلے مین ہاتھ
ڈال دیے کہا اے آقاے نامدار عجب عجب تصور دل مین آتے تھے بہمن کو مین نے راہ مین مارا اسکو دیکھکر آنکھون
کے نیچے اندھیرا تھا جملہ سردار گھبر گئے فوج کو اسکی شکست دی امیر نے فرمایا بھی بھاگے ہو ون سے ناحق تقابل
کیا یہ تو ہمارے طریقے کے خلاف ہوا لندھور نے کہا اب جو چاہیے فرمائیے جملہ فرزند بھی صاحبقران کے
گرد پھرے بادشاہ سے بغلگیر ہوے سب نے چاہا یہان اُتر پڑین امیر نے کہا آپ سب صاحبون نے غضب کیا
لشکر کو چھوڑ کر چلے آئے بختیارک ایسا مکار وہان موجود ہے اگر وہ لشکر پر دباو ڈالے سب سردار اس مقام پر
موجود ہین وہان لشکر کو کون سنبھالیگا شکست فاش ہو گی بے سردار لشکر کہین ٹھہرتا ہے مین خیال کرتا ہون کوئی سردار
وہان باقی نہ رہا سب صاحب میرے پاس چلے آئے بیشک اُسنے شبخون غفلت مین مارا اول کے حملون مین
ہمراہیان مقبل قتل ہوئے جب مجھکو خواجہ نے خبر کی مین افسر کی فکر مین رہا وہ زخمی ہوتے ہی بھاگا اُسکی قضا
داراے ہند کے ہاتھ سے تھی بس ایک لندھور کافی تھے بادشاہ نے عرض کی حضور بجا ارشاد فرماتے ہین
سنتے ہی دل بیقرار ہو گیا نہو سکا کہ حاضر خدمت نہ ہون صاحبقران نے فرمایا اب آپ سب صاحب جلد
تشریف لیجائین میرا جسم یہان ہے اور روح وہان ہو جائیگی فورا سب سردار نامی اُسی وقت صاحبقران سے
رخصت ہوے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا اگلی منزل کھوٹی ہو گئی کل صبح سے کوچ ہوگا یہ فرما کر داخل
بارگاہ ہوے شب اُسی مقام پر بسر کی بوقت سحر طرف منزل کے روانہ ہوے قطع منازل و طے مراحل
کرتے ہوے ہر روز آب نوش جیتے ہوے صحرا و کوہ و دشت و بیابان طے کرتے ہوے بعد پندرہ دن کے ایک صحرا
سبزہ زار مین پہونچے نہایت صحراے معقول کوہ فلک شکوہ مثل گلدستے کے ہواے معتدل نہرین موج مارتی
مین چمن لیے خوش نوا زمزمہ سرائی مین مصروف ایسا صحرا عمدہ نگاہ سے نہ گزرا تھا خواجہ سے فرمایا پندرہ دن
سفر مین ہوے کیسے کیسے صحراے خارستان طے آج یہ مقام فرحت افزا غنایت باغبان قضا و قدر نے ملا
ایک ہفتہ اس جگہ پر مقام ہو مقبل نے بتعجیل تمام بارگاہ استادکی ساٹھ ہزار سوار و پیدل سے آگر اتر پڑے
امیر کے لشکر کی چہل پہل سے صحرا شہر آباد ہو گیا دیہات سے دوکاندار انواع انواع اشیا لیکر پہونچے عدل و
انصاف لشکر صاحبقران سے سب دوکاندار خوش ہین جو دوکاندار آیا مال اسکا نفع سے بکتا خوشی خوشی
گھر مین گیا اورون کو خبر کی ایک لشکر رئیس اعلی کا آیا ہے وہان مال نہایت نفع سے بکتا ہے دوکانون مین سب طرح

کے دوکاندار گل فروش بھی آکر بس گئے غرضکہ یون خبر اڑ گئی کہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر بطرف طلسم نور افشان
کے جاتے ہین کیا عدالت و انصاف ہے ہم سب نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین مظلوم
بعیش و فرحت سایۂ دامن دولت مین چھپتے ہین کیا مجال کہ کوئی کسی پر ظلم و بدعت کرے دریاے عدالت جوش زن ہے غرض
صحراے فیض سے رشک گلشن فضاے کاراس صحرا سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ نام اسکا مینو سواد ہے حاکم
وہان کا مینا نگار جادو ابلیس پرست ہے اس قلعہ مین جملہ ساحر بستے ہین ایک ایک سامری زمان جمشید عہد
مینا نگار جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے دو ہزار جادوگر بڑے بڑے افسر سحر مین طاق شہرۂ آفاق شکلین عجائب و
غرائب بنائے بیٹھے رہتے ہین مینا نگار کا اس حوالی مین کوئی ہمسر نہین ہے جو جو قلعے تھے ان سب پر قبضہ کرلیا اب کوئی
حریف نہین ہے صحبت عیش آراستہ دن عید رات شب برات یکایک چند ساحر دوڑے ہوئے آئے غرض کی
ای پیغمبر نامرسل خداوندا ابلیس خود پرست آپکے قلعہ سے بارہ کوس پر صاحبقران نامور قاتل ششمش
و دمامہ فرد کش ہین غلامون نے خبر پائی کہ طلسم نور افشان مین غدہ ہے برائے تسخیر طلسم نور کو جاتے ہین صحراے
گلرنگ مین ایک ہفتہ کے واسطے مقام کیا ہے عرف ساٹھ ہزار فوج ساتھ ہے یہ سنکر مینا نگار نے کہا
کیون یارو دمامہ و ششمش بزرگان دین مین سے تھے وہ قتل ہوئے انکے خون کا بدلا کسی نے نہین لیا
واقف کار بول اٹھے کہ حضور اخبار مین ملاحظہ کرین ایک شخص لقا نامے بیوقوف سحر سے ایک حرف نہین
جانتا دعوی خدائی کر بیٹھا ملک باختر مین قطولات بنائے لاکھون آدمیون نے بیٹھا کو سجدہ کیا کوئی کرامت
بھی ظاہری نہ رکھتا تھا مگر اس اقلیم کے لوگ خام اعتقاد سجدہ کرنے لگے ان لوگون کے ہاتھ سے شکست
کھاکے بھاگا ملک بہ ملک پھرنے لگا یہ لوگ جس ملک مین پہونچے اسکو تہ تیغ کیا آپ کے مذہب کے ملک
بے حساب تھے مثل چاہ ماران و کشمیر و کاشغر و زبرجد نگار و غنطلی آباد و ملک فرعونیہ یہ سب مقام ساحرون
کے تھے یون ہی برباد ہوئے کہ ساحر کا نام بھی نہ باقی رہا اب وہ لقا بھاگتے بھاگتے تا بہ غروبیہ باختر پہونچا وہان
کا بادشاہ دودہ زنگی اسی لقا کا پرستار ہے لڑ رہا ہے اپنے نزدیک مصروف کوشش ہے مگر کسی طرح سے اس قوم
پر غالب نہین آتا صاحبقران ان سب کا افسر صاحب عظم و شان سنتے ہین بڑا بہادر ہے اسی طریقہ سے جرأت
ظاہر ہوکہ فوج قلیل ساتھ لیکر اتنے بڑے معرکے پر چلا ہے طلسم نور افشان بڑا طلسم ہے بڑے بڑے ساحر
وہان رہتے ہین مگر اس شخص کو کچھ خوف نہین بلا تکلف لشکر کشی کرکے چلا آیا یہ حال سنکر مینا نگار نے
کہا صاحبو نہین معلوم وہ ساحر کیسے تھے کہ غیر ساحر کے ہاتھ سے مارے گئے ہمکو منظور ہے کہ بزرگون
کے خون کا بدلا لین یہ سب گرفتار ہوکر مابدولت کے سامنے آئین بعد سال بھر کے مقام غار افراسیابی
پر ایک جلسہ ہوتا ہے جملہ ممالک کے ساحر اپنا سحر جگانے آتے ہین مابدولت بھی جاتے ہین چند دن
اس جلسہ کے باقی ہین ہم جلسہ مین اس معاملہ کو پیش کرینگے سب برادری والون سے کہینگے کیون صاحبو
بزرگان دین قتل ہوئے کسی نے خبر نہ لی بڑا اعتراض تو یہ ہے کہ ان لوگون نے ایک نیا مذہب نکالا ہے کہتے
ہین ہمارا خداے نادیدہ آسمان پر رہتا ہے لات و منات سامری و جمشید سب خداوند گذشتہ انکے
نزدیک برے ہین اور خداوندا ابلیس پر اٹھ پہر لعن طعن کرتے ہین ہمپر واجب و لازم ہوا کہ ایسے دشمنان خدا
کو کسی طرح مٹالین کہ اس مذہب کا نام بھی دنیا مین نہ باقی رہے کبھی آجتک یہ نام بھی نہ تھا کہ خداے
نادیدہ کیا چیز ہے مسلمانون کو یہ نام عزیز ہے اگر اپنے خداوند کو نہ سمجھون اور ان سے مخفی بیٹھے تدبیر کرتے ہین

الا دین تمام دنیا مین ایک مسلمان باقی نہ رہے چلتر تنگ جادو مصاحب خاص پہلو مین بیٹھا ہے یہ تقریر سنکر جوش مین آیا کہا ای شہنشاہ بغیر خداوندا یسی حقیر بات کا ذکر نہ کرنا تھا خبر خداوندا ابلیس خود پرستکو نہ بہو نچے بہین ابھی جاتا ہون سب کو دیوانہ کرکے لے آؤن کہیے سر کاٹ کر لاؤن کہیے جلا دون یا حکم ہو دیوانہ بنا دون ملکہ حکم ہو یہان سے نامہ انکے پاس بھیجون لعبد کو جاؤن ایک مہینے کے عرصے مین نام بھی انکا باقی نہ رہے نہین و زمان بنا دون مثل نقش قلم سبکو مٹا دون یعنا نگار یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ای چلتر تنگ تم سب اسکا نام ہی تمام عالم مین تمہارا نام ہوگا ہر چند کہ ہمکو سامری جمشید سے کچھ کام نہین لیکن نام سے اپنے ہم ہمیشہ کی مدد کرنا بہادرون کا کام ہے اسی جلالت مین نام ہی چلتر تنگ اپنی دھن مین اٹھا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اڑتا ہوا سامنے لشکر کے پہونچا دیکھا لشکر مین کھما گھم بازار ہین آراستہ جس خیمے مین صاحبقران بیٹھے ہین اس خیمے سے ساز و غیرہ کی آواز آ رہی ہے خواجہ عمر و چبوترہ پر توالی مین بیٹھے ہین چور گرہ کاٹ نقب دینے والے گرفتار ہو ہو کے آتے ہین سزا مین پا رہے ہین لال خان کا لکڑا کھڑا ہوا ہے جمعیدار کو توالی کا ایک جانب خواجہ مصروف بہ عدل و انصاف چلتر تنگ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایہ مین جا بیٹھا لشکر سے کوس بھر ہٹ کے سحر کرنے لگا ایک ماش کے آٹے کی پتلی بنائی اسپر سحر کرکے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ کر دی جہان خواجہ عمر و کو توالی چبوترے مین بیٹھے ہین سامنے بارگاہ ہین بہرام وغیرہ کی استادہ ہین چونکہ یہ سردار قدیم صاحبقران کا ندیم خلیق لئیق صاحب دولت و حشم بادشاہ چین و ماچین کمیدان و رسالدار مقبیل نامدار بارگاہ بہرام مین جمع ہین کوئی ستار بجاتا ہے کوئی مصروف شعر خوانی سب طرح کے لوگ جمع ہین جلسہ معقول آراستہ ہے عمرو کو توالی چبوترے سے دیکھ رہا ہے کہ بارگاہ بہرام مین نہایت تکلف سے نوجوان جمع ہین کرسیان مونڈھے جا بجا بچھے ہین بہرام سبکی خاطر کر رہا ہے کہ سب نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ لباس فاخرہ سے آراستہ دریائے زیور مین غوطہ زن سامنے بارگاہ بہرام کے آئی سراپا خوب محبوب مطلوب

نظم

نکتہ دانی اشارۂ عشاق　　سہل انکار مشکل اخلاق
ہر سخن مین تراوش الفت　　ہر ادا مین نمائش شوکت
ہمزبان ہے سبھی السان کا　　زبان سب لہجہ ہے پرستان کا
تمتقدا ایسے دلکشائے جہان　　کبک رفتار کو نصیب کہان
طرہ گیسو ہے کوئی کیا جانے　　اسکے اختر تراش ہین دانے
دانت بھی ایسے خوبصورت ہین　　کو نظر انکی دے سکا نہین ہین
یون دم سرد جیسے افشان ہے　　نفس عیسی بھی جسپہ قربان ہے
قطرۂ موج بحر نور ہین یہ　　شبنم لالہ زار طور ہین یہ
مجمع مرث دل نوازی ہے　　محرم درد چارہ سازی ہے
دل جو اسکا ہے مخزن اسرار　　خوبیان اسکی کیا کرون اظہار
ہر ذقن یا ستارۂ گلگون　　بلکہ زلفون سے عالم شب چون
حلقۂ نور یا دہانہ ہے　　سرخ رنگت انار دانہ ہے
اس کی چاہ ذقن مین چال نہین　　گی کی وہان بچال نہین
وہ زنخدان ہے یا میانہ گل　　چاہ مین جسکی پڑ گئی بلبل
چاند سا پیٹ اسطرح روشن　　جسکے پرتو سے رشک ماہ چمن

سیمین بر جبین رشک چمن غنچہ دہن گیسوے دام بلا قاتل عاشق نژاد مسکراتی ہوئی سامنے بارگاہ بہرام کے آئی نازنین نے ٹھہر کر آواز دی ای جوانان صف شکن وای پہلوانان تیغ زن یہ کنیز بے تمیز مشتاق ہو کر حاضر دربار ہوئی ہے فن مین کمال پیدا کیا اسی دھن مین رہتی ہون کسی قدر دان تک پہونچون ہر دم یہی خیال ہے کہ صاحب لیاقت چند اشعار سماعت فرمائین یہ کہکے یہ غزل گانے لگی

غزل

بے وفائی کے طرین سیکھ لو استاد آیا　　کٹ گیا کوہ شب غم جو سو دل جو لیک
قتل عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا　　خواب مین میری مدد کرنے کو فرہاد آیا
لو مبارک ہو کہ تمیز دل ناشاد آیا　　مین چلے تیر کھنچے تکارے کہ وہ جلاد آیا
کھینچتا تمہاری تصویر تو محفل مین تیری

دھیان مین میرے تصور کے نہ بہزاد آیا
جان دے دینے کی لذت سے شب ہجر خوشی
ملک الموت کو سمجھے کہ پریزاد آیا
نالہ ایسا ہوئے محشر جو کہین جا نکلا
غل ہوا صور سرافیل کا استاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اسنے
میرے آڑے سحبا عشق خداداد آیا

ان اشعار کو اس تکلف سے گائی جسکی نگاہ تیری دل و جان سے
مائل ہوئے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے ہر ایک نوجوان جھومنے لگا قبضۂ شمشیر چومنے لگا ایک کمیدان یہ کہکر
اٹھا یہ نازنین میرے پاس آئی ہے رسالدار نے کہا کچھ دیوانے ہو مجھے یہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے دونون تلوارین
کھینچکر آٹھے بہرام ہان ہان کرتے رہے کسی نے خیال نہ کیا آپس مین تلوار چلی دونون کے سر کٹ کر گرے اب تو
ہنگامہ ہوا کہ رسالدار کے رسالے کو خبر ہوئی کمیدان کی خبر پلٹن والون نے سنی آپسمین لڑنے لگے لب
جو عمرو نے دیکھا جیون جیون وہ نازنین گاتی ہے زنگ لشکر تبدیل ہر جا تلوار چل رہی ہے بعض نے خود اپنے گلے دم شمشیر
پر رکھے بے لڑے بھڑے مرے موت کے چھکے سارا لشکر آمادہ حرب و ضرب ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ یہ
نازنین مہ جبین ہمارے پاس آئی ہے دوسرا کہتا ہے مجھکو دیکھتی ہے تھوڑے ہی عرصے مین ہزار دو ہزار جوان
مر کر گر پڑے صاحبقران دربار مین بیٹھے تھے یہ ہنگامہ سنکر گھبرا کر نکل آئے دیکھا سارا لشکر مصروف جنگ
و جدل آپس کی محبت مین خلل صاحبقران گھبرا کر بڑھے جس سے پوچھتے ہین یارو یہ کیون تلوار چلی آپسمین
کیون لڑ رہے ہین کوئی جواب نہین دیتا بعض کا ہاتھ تھام لیا جرات پوچھا اسنے لاچار ہو کر جواب دیا کہ
ای شہریار یہ نازنین جو بیکر غنچہ دہن رشک گلشن ہے میرے دیکھنے کو آئی تھی یہ سب لوگ ناحق اسکے خواہان
ہین یہ کہا اور صاحبقران سے ہاتھ چھوڑا لیا صاحبقران لاحول پڑھکر رہ گئے نہایت حیران و پریشان
کہ یہ کیا ہنگامہ ہے کوئی جواب باصواب نہین دیتا ہے دیکھا سامنے سے بہرام تلوار کھینچے ہوئے چلا آتا ہے امیر نے
بڑھکر فرمایا ای بہرام یہ کیا معرکہ ہے یہ سب کیون لڑے کس وجہ سے مر گئے پڑے بہرام نے ہاتھ تلوار کا مارا
کہا حضور آپکی ذات بابرکات سے یہ جھگڑا ہوا آپنے اس نازنین کو تنہائی مین کیون نہ میرے پاس بھیجا مجمع
عام مین اسی واسطے بھیجی کہ تلوار چلے پھر آپ مجھسے پوچھتے ہین امیر نے تلوار روکی مگر بہرام برس پڑا امیر ہان
ہان کرتے ہین مگر بہرام نہین مانتا چند کمیدان چند رسالدار بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھے یہی کہتے ہوئے
یا صاحبقران سبحان اللہ آپکو سبکی آبرو لینا منظور تھی ہماری معشوقہ کو سر بازار بلایا امیر فرماتے ہین
بھائیو یہ کیا کہتے ہو مین کبھی کسی کی آبرو کا خواہان ہوا ہمیشہ میرے قول کا امتحان ہوا آج یہ کیا رخنہ
ہے کہ معشوق کا نام لیتے ہو مین نہین سمجھا آپ لوگ کیون جان دیتے ہین یار وافسرون نے چہار جانب سے
امیر کو گھیر لیا وار کر رہے ہین امیر ہمہ تن چشم بنے ہوئے سب کے وار روک رہے ہین اپنا وار نہین
کرتے کسی کا وار خالی دیا کسی کا سپر پر کاٹا کہین جھپٹکر نکل گئے ہر طرح اپنے کو بچاتے ہین غل مچاتے ہین کہ یارو ٹھہرو حال
تو مفصل مجھسے بیان کرو مین نے کیا خطا کی ہے جسکی یہ سزا دی وہ لوگ نہین مانتے امیر نے چند زخم بھی
کھائے قضائے کار خواجہ عمرو کو توالی چبوترے سے کود سب لشکر کو ایک حال مین دیکھا
بھاگا بھاگا پھرتا ہے سب طرف سے یہی صدا ہے کہ یہ سارا بان زادہ نہ جانے پاوے اسکو مہلت نہ دو
جلد سر کاٹ لو عمرو حیران کہ زمانے کی ہوا بدل گئی بے خطا کو خطاوار بناتے ہین کلمات سخت سناتے
ہین لاچار بھاگا ہوا اس مقام پر آیا جہان صاحبقران کو سردار گھیرے ہوئے تھے امیر اپنے کو بچاتے تھے یہ دیکھکر بہت گھبرایا
دل سے کہتا ہے کہ یہ وہ سردار ہین کہ جو صاحبقران کے سامنے کلام نکرتے تھے آج قتل کے درپے ہین

خدا خیر کرے یہ کسی کا شعبدہ ہے مگر حیران کہ اتنے سردار امیر حمزہ کے ہیں دیکھیے کیونکر بچتے ہیں اسی سوچ میں لشکر سے نکلا دور سے دیکھا نخل کے سایہ میں ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے ماش کے دانے پڑھ پڑھ کے طرف لشکر کے پھینک رہا ہے عمرو سمجھ گیا کہ اسیکا سحر ہے زنگ روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر جلتر تنگ کے سامنے آیا جھک کے سلام کیا کہا اے شاہنشاہ ساحران کیا کہنا تمہارا مثل نہیں ہے مجھکو بھی اپنے ساتھ شریک کر دو میں بھی یہیں رہتا ہوں میرے بھائی کو ان مسلمانوں نے مارا ہے میں نے چاہا تھا بدلا لوں مگر بسبب تنہائی کے کچھ نہ بن پڑا اب بقول شخصے مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را جلتر تنگ نے کہا اے بھائی میں اکیلا دس ہزار پر بھاری ہوں اگر سحر کروں طنابیں آسمان کی زمین پر کھینچ دوں تھوڑی دیر کیلیے بھائی صاحب آپ اسجگہ بیٹھ جایے مجھے کسی کی احتیاج نہیں میں مدد کا محتاج نہیں عمرو نے کہا اے برادر سحر خوانی کر دیجیے تلواریں برسا دو مسلمانوں کو ایک قطرۂ آب کو ترسا دو جلتر تنگ نے کہا ایک ادنی سا شعبدہ کیا ہے ایک نار نہیں بنکر بھیجدی لطف یہ ہے کہ بھائی کو بھائی قتل کرے ہر مسلمان تڑپ تڑپ کے مرے فقط اسکی آواز کافی ہے جسکے کان میں پڑی مبہوت ہو کر اپنے عزیز کو قتل کریگا خود حمزہ جو بڑا سردار ہے اسکے نوکروں نے اسکو گھیر لیا ہے دم بھر میں قتل کر ڈالینگے یہ بھی ہم سن چکے ہیں کہ حمزہ حافظ باطل سحر ہے مگر ایسا دعوی کا ہوا ہے کہ وہ سمجھ نہیں سکتا یہ نابدولت کے سحر کی تاثیر ہے اپنی سپاہگری دکھا رہا ہے داد سچا رہا ہے کہاں تک بچیگا سارا لشکر اسی کا دشمن ہو جائیگا پھر کیونکر مہلت پائیگا عمرو نے کہا میں ایسا جلا ہوا ہوں چاہتا ہوں کہ انکا نام مٹا دوں انہوں نے بڑے معبد ہمارے مٹائے ساحروں کے نام پردۂ دنیا میں باقی نہ رہے جلتر تنگ نے کہا بھائی اب ہمارے مالک کو توجہ ہوئی ہے اب یہ فرقہ نہیں باقی رہیگا آج دربار میں سب طرح کے ذکر ہوے تب مجھکو حکم ملا عمرو نے پوچھا تمہارے مالک کا کیا نام ہے جلتر تنگ نے کہا تیس کوس پر ایک قلعہ ہے کہ وہاں خداوند رہتے ہیں ابلیس خود پرست لقب ہے انکے پیغمبر نامرسل صاحب کمال موسوم مینا نگار جادو اس طرف سب صحرا خارستان ہے بڑے بڑے سرکشوں کے مقام مینا نگار نے آکر مٹا دیے سرکشوں کو بھگا دیا بڑے بڑے مکر کے بڑے اکثر ساحران صحرائی تھے وہ لڑے قدرت نے تقدیر کر کے سبکو مٹایا یہ ملک اب ایسا آباد ہوا کہ لاکھوں ساحر وغیرہ رہتے ہیں یہاں کبھی خشک سالی نہیں ہوئی غلہ ثمرہ میوہ جات ہر دیہات میں آج ہمارے مالک کو خبر ہوئی کہ قاتل ششمش و دامہ کا لشکر یہاں اترا ہے بزرگان دین کو یاد کر کے بہت روئے نابدولت کو حکم دیا جانتے ہیں کہ یہ لشکر قیامت کا نمونہ ہے میں نے بھی ایک ادنی سا سحر کیا ہے ساٹھ ہزار کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے ملازمان پیغمبر کا سحر نہیں کرامات عمرو نے کہا بھائی تمہارے سر پر دھوپ آگئی ہے سایہ میں چلے آؤ تمہاری مصیبت پر میرا دل بیقرار ہوتا ہے دیکھو تکلیف سے چہرہ تمتما گیا گرمی سے پیشانی پر پسینہ آگیا صبح سے چلے ہو گے کچھ کھانا بھی کھایا نہیں تمہاری بھاوج نے آلو کا بھرتا بنایا تھا ایک موٹی روٹی گھی سے چپڑ لیا تمہاری بھاوج بہت خوبصورت ہے مجھے بہت چاہتی ہے مگر گھر اکیلا ہے میں جا کر اسی کے ہاتھ بھرتا بھیجتا ہوں ایک روٹی کھا لو مگر بھائی وہ اکیلی آئیگی میں گھر میں بیٹھونگا خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا اگر گھر خالی رہیگا یہاں چور بہت ہیں لوٹا تھالی اٹھا لیجائینگے مگر مجھے آج مسلمانوں کے مٹنے کی ایسی خوشی ہے جو تمہارا حکم ہو بجا لاؤں دو دن ہوے ان ظالموں کا لشکر آیا ہزار ہا دیہاتی قربانی جا کر مسلمان ہو گئے کمبختوں نے دین قدیم اپنے چھوڑے میرا بھائی مفت میں مارا گیا کیسا کڑیل جوان تھا آنکھوں کے

نیچے اُسکا نقشہ پھرتا ہی اُسکی جورو بھی جوان ہی بیوہ ہو گئی اپنے خصم کے لیے بہت روتی ہی کھو اُسی کے ہاتھ روٹی بھیجو ان باتون مین راضی کر لینا وہ بڑی سنتانی ہی آتے ہی تراق پڑاق باتین کریگی تمھارا جی چھوڑوا دیگی اگر داؤن پر چڑھ جاؤ تا بل بگڑنا مین بھیجونگا میرا بھائی زندہ ہو گیا جلتر تنگ یہ باتین سنکر بہت خوش ہوا کہا بھائی مین تمھارا تابعدار ہون مغیر کے لشکر مین تمکو نوکر رکھا دونگا بھاوج ہی کے ہاتھ روٹی بھیجو ہمارے تمھارے بھائی چارہ ہوا یہ سنتے ہی خواجہ عمرو بھاگے تھوڑی دور جا کر غائب ہو گئے تھوڑے ہی عرصے مین دیکھا کہ ایک عورت سانولی صورت بھولے بھولے گال بگاڑ مسے کی کرتی جسم مین ایک ساری مارکین کی آدھی باندھے آدھی اوڑھے ایک میلے رومال مین کچھ کھانا بندھا ہوا ایک ہاتھ مین پانی کی بدھنی دوڑی ہوی چلی آتی ہی دور ہی سے پکار رہی ہی ارے جادو گر تنہ والے کہان بیٹھا ہی کھانا کھانے کا قسم کھا کر مرجائیگا اپنی دھن مین ہی مرا خیال نہین کیا تار ٹوٹ گیا جی چھوٹ گیا [illegible] تا ہی بے وقت کی سناتا ہی کیچو باورے کا لڑکا یہ باتین غم افت کی سنکر جلتر تنگ پھڑک گیا جی مین کہتا ہی بگل مین نگل ہی خوب جوان عورت ملی جنگل مین کلی آرزو کی کھلی مگر بڑی کٹ مستی ہی آپ ہی آپ ہنستی ہی جب عورت قریب آئی بدھنی پانی کی رکھ دی رومال کھولا دو روٹیان موٹی چراغ کے تیل سے چپڑی ہوی اُسپر آلو کا بھرتا سبز دھنیا لال لال مرچین جلتر تنگ خوش ہو گیا کہا بھائی صاحب بیٹھو تم بھی کھاؤ عورت نے چٹے پکڑ کے ایک طمانچہ دیا کہا او مورکھ بھاوج کیسی مین تیری خالہ ہون کچھ کہیگا تو جوتیان کھائیگا مین تجھکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤن تیرا بھرتا بناؤن اس کھانے مین سنکھیا ملی ہی کھاتے ہی مرجاؤگے تجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتاؤگے آنکھون مین کھائے جاتا ہی آنکھ پھوڑ دونگی گالیان سناؤنگی تمھاری نخی ڈاڑھی کو مونڈ کے پر بیٹھاؤنگی ان باتون پر جلتر تنگ لیا جاتا ہی عورت نے نوالہ روٹی کا توڑا بہت سا بھرتا اُسمین لگا کر ہاتھ بڑھایا کہا کھالے ایک نوالہ میرے ہاتھ سے کھا جلتر تنگ نے جیسے ہی منہ بڑھایا قہقہہ مار کے ہاتھ ہٹا لیا ڈھکا ڈھکا کے مشکل نوالہ منہ مین دیا پیٹ سہلاتی جاتی ہی بچے کھانے اُسکو کھلاتی تھی کبھی منہ سے منہ ملا دیا کبھی ہاتون پر سے ساری ہٹا دی پھر آپ ہی خفا ہونے لگی کبھی ہنسنے لگی کبھی رونے لگی کہتی ہی ارے تیرے تیور برے ہین اور بات نہ مانوگی تڑپ کر دم نکل جائیگا مین دس برس بچتی رہی میرا خصم مجھکو ہاتھ نہ لگاتا تھا آج تک پاک و صاف ہون جوان سے مجھے نفرت لڑکون سے رغبت غنچہ ناشگفتہ ہی دیکھکر پھول جائیگا اس غنچہ سے پھل نہ پائیگا ایسا دام کلام مین پھنسایا دو روٹیان سب بھرتا بہلا بہلا کے کھلایا جب وہ کھا چکا پانی کی طرف ہاتھ بڑھایا عورت نے کہا پانی نہ دونگی کیا میری آبرو لیگا سنو بیٹا قطرے قطرے کے چوکے اگر گھڑے ڈھلکائیگا تو کیا ہوگا کام تمھارا تمام ہو چکا اُس کھانے مین مین نے سنکھیا ملائی تجھ جیسے مورکھ کو کھلائی جلتر تنگ پیاس کی شدت سے بیتاب مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا آنکھین غلہ سی اُبل پڑین ہاتھ پاؤن مین رعشہ معلوم ہوتا ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی عورت پانی نہین دیتی بدھنی لیکر دو چار لکڑی ہٹی آخر گھبرا کے جلتر تنگ اُٹھا کہا ارے ظالم میرا دم نکلا جاتا ہی عورت پیچھے ہٹتی جاتی ہی باتین بناتی ہی آخر جلتر تنگ لڑکھڑا دوڑا جیسے ہی چار قدم چلا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر منہ کے بل زمین پر گرا عورت نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

در مجلس خسروان چو گردم ساقی

عمرم که گرد از سر قیصر به برم
تیغ و سپر و سبو و مینا غم به برم

رنگ از رخ خنگ مہ اختر ببرم
منم سر بزنندۂ جادو گران در زمین تماشہ

اکا فران قریب آکر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کپڑے سب اُتار لیے تنگ خاندان کا لاشہ برہنہ چھوڑ دیا بیان سے بھاگے جلتر تنگ کے مرنے کی علامت برپا ہوئی آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ

دراز آواز آتی تھی مراسم میں جلتر تنگ جادو بود یہاں صاحبقران پر ہجوم عام مجلس ساتھ کمیدان سالدار
ٹوٹ ہوئے تھے امیر اپنی جان بچا رہے تھے یکایک آندھی اٹھی جملہ سردار سپاہ اپنی سپاہ دیے تو لڑ رہے تھے
یا بیہوش ہو کر گرے امیر حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد چند ساعت سب کو ہوش آیا امیر سے عذر کرنے لگے
کہ آقا کیا اپنا حال کہیں یہی دل چاہتا تھا کہ آپکے دشمنوں کو قتل کریں کبھی ایسی بے ادبی نہوئی تھی سب پامالیاں لشکر
ہمیں ایک سے ایک عذر کر رہا تھا خواجہ عمرو نے آکر تمام کیفیت بیان کی کہ بلا وجہ بیتا نگار جادو کو غصہ آیا جلتر تنگ
کو بھیجا مگر حقیقت میں یا صاحبقران ہوش ربا ایسے ملک کو نیا ایسے ایسے ساحر آئے کہ زمین ہلا دی کیفیت
نیرنگ تمام دکھا دی کس کس کے سحر کو یاد کروں صنعت نے جب مرگھٹ پر قصر عالی بنایا تمام زمین سحر سے بھی سردار
کا مقید ہوا مہرخ کا خیال تباہی لشکر میں ملک ملک کر روتا تھا آخر میں سنے برات آراستگی دولہا
بنکر گیا کس رنگ سے سحر کو توڑا آخر اسکو قتل کیا مگر اسنے آج عجب رنگ کا سحر کیا ایک پتلی نے سارے
لشکر پر تاثیر کی مگر آپکو ایسی غفلت رہی اسم اعظم نہ پڑھا امیر نے فرمایا خواجہ میں خود حیران تھا کہ یہ سردار
میرے جانباز سر فروش ذی عقل ذی ہوش انکو کیا ہو گیا ہے امام ایسا سردار کہ جسنے کبھی آنکھ چار کرکے کلام نہیں
کیا وہ ایسا مبہوت ہو گیا مگر شکر ہے پروردگار عالم کا کہ میرے ہاتھ سے کوئی مارا نہیں گیا میں نے زخم کھائے
رنج اٹھائے مگر کسی پر وار نہیں کیا ورنہ جس پر جھکائی دیکر ہاتھ مار دیتا کیا بچ سکتا تھا مگر دریائے حیرت میں
غرق تھا میری جرات میں کب فرق تھا مگر خواجہ جاکے خبر لو اب ضرور فساد برپا ہوگا جس ظالم نے بلا وجہ
یہ ارادہ کیا اب تو اسکا رفیق مارا گیا ضرور برہم ہوگا لشکر کشی ہوگی یہ نہیں ممکن ہے کہ وہ قصد کرے اور میں
منھ پھیروں کبھی کافر کو پشت نہیں دکھائی یہ سنکر عمرو واسطے خبر کے چلا ایک ساحر کی شکل بنکر قلعہ سواد نگار میں
آیا دیکھا تو بہت بڑا شہر ہے عمارت پختہ بازار قاعدے سے ہر کس و ناکس سحر میں طاق غلغلہ نیرنگ میں شہرہ آفاق
عمرو دیکھتا بھالتا قریب دروازہ بارگاہ شاہی آیا دیکھا دروازہ پر ہزار ہا خدمتگار چوبدار بیتاب حاجب دربان
کی سواری کے اژدہام موجود ہیں خدمتگار کی شکل بنکر عمرو حاضر حاضر کہتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا بیتا نگار
ایک ساحر زبردست بادۂ ساحری سے مست تاج نخوت سر پر آستین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں گرد
امیر وزیر رفیق بیٹھے ہیں عیار اسکا شیر رنگ باد رفتار باندھے عیاری سے آراستہ پشت پر بیتا نگار
کے مگس رانی کر رہا ہے بیتا نگار نے کہا اے شیر رنگ جلتر تنگ نے کیا کیا اور کسی کو بھیجوں شیر رنگ
نے دست بستہ عرض کی غلام کو خبر ملی تھی جلتر تنگ نے جاکر قیامت برپا کی لشکر اسلام میں تلوار
چل رہی ہے یہ سردار آپکے تعلیم کردہ سحر و ساحری سے معمور ایک ایک فخر سامری و جمشید ہے ہر ایک کے
سحر میں بڑا بھید ہے اب جیسے ساحر آپکے ملک میں جمع ہیں کسی اقلیم میں ایسے کامل الفن ممکن نہ تھے
آپ خود رشک جمشید و سامری ہیں رگ و ریشہ میں مختلف سحر کی بھری ہیں میں اب خود جاتا ہوں
یقین ہے سب لشکر میں لڑ کر مرے ہوں ساحروں کو ساتھ لیجاونگا خزانہ بارگاہیں باز رین اٹھوا لاؤنگا
یہ کہکر شیر رنگ چلا جلتر تنگ جو مارا گیا چالیس ہزار ساحروں کا افسر تھا چند آدمی اسکے ساتھ والے
واسطے خبر کے گئے وہاں جاکر دیکھا جلتر تنگ کا لاشہ برہنہ پڑا ہے خواجہ ایک گوشہ میں کھڑے دیکھ
رہے ہیں کہ وہ ساحر لاشہ جلتر تنگ کا اٹھا کر لائے لاشہ جلتر تنگ کا دیکھکر بیتا نگار نے کہا ارے
یہ تو لشکر میں بھی نہیں گیا صحرا میں بیٹھکر سحر کیا پھر اسکو کس نے مارا سب نے کہا حضور سامری و جمشید نے

بلا لیا مینا نگار نہایت پریشان و حیران وزیر دست راست موسوم بہ اژدران برف بار بیٹھا تھا اُسنے کہا حضور چراغ جمشیدی روشن کیجیے سب حال روشن ہو جائیگا خواجہ عمرو بھی خدمتگار بنکے آئے ہیں دیکھ رہے ہیں مینا نگار نے ایک چراغ روشن کیا پھر دیپھر کے آواز دی ای چراغ جمشیدی میرا رفیق جلتر تنگ کیونکر مارا گیا چراغ کی لو بھڑکی آواز آئی عمرو نے جلتر تنگ کو مارا ایسی عیاری کی کہ وہ نہ سمجھ سکا اپنی ہی دھن میں رہا مینا نگار غصہ میں کانپنے لگا کہا کیوں یارو میں خون بزرگان دین کا خواہاں ہوا یہ انجام دیکھا میرا ایک نامی قتل ہوا ابتک تو مجھکو خون بزرگان کا خیال نہ تھا اب اس فرقہ کا نام نہ باقی رکھونگا رفقا جو اسکے بیٹھے تھے شیشہ بر کرگدن سوار و مقہور آفت بار و اژدران کرگدن سوار و ماران زہر بار و طاؤس بلند پرواز و طائران شعبدہ باز و صلیل زبان دراز و رشید رعد آواز و شنکل ہیں شنگال و صیقل مہر جلال اسطرح کے ہزاروں ساحر بیٹھے تھے اپنے مقام سے اٹھے شیر زنگ کو حکم ہوا کہ لشکر کسقدر موجود ہے تو سب نے کہا بارہ لاکھ ساحر جوانان جنگی تیار ہیں اور فوجیں جا بجا نظامت پر ہیں یہی سب کافی ہیں مینا نگار نے کہا فوج کی کیا احتیاج ہے میرے رفقا زمین بلاد تھے ہاں مسلمانوں کا مال لوٹنے کو سب ساتھ چلیں اُسی وقت بارہ لاکھ کا لشکر درست ہوا اس غرم و شان سے مینا نگار لشکر کشی کرکے چلا اب یہ لشکر تو مقابلہ صاحبقران میں جاتا ہے وقت پر حال تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالے جھاوہو تا قلعہ سواد نگار سے تا بہ قلعہ ابلیس خود پرست و آمد عیار خداوند ابلیس یعنے مہتر زود رفت بہ کیفیت تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کے بیان ہوتے ہیں کہ پردہ ظلمات سے ہمراہ عقاب ابر سوار واسطے بدلا لینے خون افراسیاب کے بہ جمعیت ساٹھ لاکھ ساحروں کے طرف ہوشربا کے چلی ہی پہونچنا قلعہ قیصر ظلماتی ابر اور اُسکا عاشق ہونا ملکہ حیرت جادو پر فسادات و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

مرا کلک جادو رقم تیز ہے — چھلاوے کی خواہش یہ آمیز ہو
کہیں طرز معشوق کا ڈھنگ ہے — کہیں مثل عاشق کے دل تنگ ہے
فسانہ کبھی عجیب خوش رنگ ہے — کہ معشوق عاشق کا دل تنگ ہو
اگر رنگ صلت کے ساماں ہوئے — تو پھر مثل گیسو پریشاں ہوئے
کہیں رستم وقت ہی بید رنگ — دکھاتا ہے مردوں کو ساماں جنگ
کبھی مثل لیلیٰ ہے گوشہ نشین — مری کوے عاشق تو پیوا نہیں
کبھی مائل روے خوباں ہوا — کبھی مثل آئینہ حیران ہوا
کبھی ماہی بحر احساں ہوا — کبھی تخم بخت سلیمان ہوا
روانی یہ اپنے اسے ناز ہے — ہوا خوب ثابت کہ دم باز ہے
چل اے توسن کلک جادو رقم

کبھی کلک رستم ہے سہراب ہے — کبھی مثل عاشق کے بیتاب ہے
کبھی رنگ محفل دکھاتا ہے یہ — فسانہ عجائب سناتا ہے یہ
کبھی وصل ہے اور کبھی ہجر ہے — نہ ملتا ہے معشوق سے ہجر ہے
کہیں عندلیب سخن سنج ہے — کہیں عیش ہے اور کہیں رنج ہے
قلم کی روانی سے ہوں وجد میں — کبھی مثل مجنوں ہے یہ نجد میں
کبھی جان شیریں کا خواہاں تمام — کبھی مثل فرہاد دے جان ہوا
کبھی ہے نہنگ یم چاہ عشق — سکھاتا ہے عشاق کو راہ عشق
کبھی ذکر شاہوں کے کرتا ہے یہ — نہ جیتا ہے یہ اور نہ مرتا ہے یہ
دکھائی ہدایت کی بھی اس نے راہ — لکھا لوح پر کلمہ لا الٰہ
عدو کو دکھاتا ہے راہ عدم

چہرہ مرحلہ پیمایان جادو سحر پردہ طے کنندگان جادۂ تقریر و تسخیر اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر
و تسطیر فرماتے ہین اشعار

داستان فسانۂ الفت	تیغ غم دشت سوادی حیرت	داستان سحر ساز لکھتے ہین

خاص الفت کا راز لکھتے ہین — واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت بعد
حیرت ملک ظلمات مین مع چند کنیزون کے پہونچین سرا مین، وہ ہوا وہان کا بادشاہ عقاب ابر سوار تھا
اسکی زوجہ گلشن انجمن افروز ہاتھ سے حیرت کے قتل ہوئی عقاب خود لشکر لیکر آیا بہ مکر حیرت کو گرفتار
کیا مگر جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہوا مہینون حیرت قید رہی بعد عرصۂ دراز عقاب کی ایک وزیر زادی تمیم
گیسو کشا عقاب سے وعدہ کر کے بخدمت حیرت آئی دوست بنکر حال حیرت سے دریافت کیا آخر بعد از رد و
قدح کیا حیرت اس بات پر راضی ہوئی کہ میرے شوہر کے قاتل کا سر مجھکو ملے ملک ہوش ربا پر میری عملداری
ہو عقاب نے یہ سب بدل و جان قبول کیا حیرت کو تخت پر بٹھایا ساتھ لاکھ ساحرون کا لشکر اپنے ساتھ
لیکر مع عقاب و دیگر ساحران غدار کہ نام انکے وقت پر لکھونگا اس کر و فر سے لشکر منزل بہ منزل جاتا ہے
ساتوان دن ہے کہ ایک صحرائے سبزہ زار و نواح دل کشا ملا وہان آکر بارگاہ استادہ ہوئی اتنا بڑا لشکر جہان تک
نگاہ کام کرتی ہے لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہے قضائے کار پہلوے ظلمات مین بھتیجا ساحر شمشش کا یعنے قیصر سحر طراز
قلعہ مملوکیہ کا حاکم جو ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے بڑے بڑے
ساحران سامری فن جمشید نژاد ابلیس عہد سحر و ساحری کے کامل اعتقاد مذہب مین بالکل جاہل میمون
خصلت خرش بادیۂ ضلالت بہ کبر و نخوت تمام بارگاہ مین قیصر کی بیٹھے ہین بے خوف سلطنت متردون کہ
حکومت کوئی خار نہین ہے کا نام نہین جو کچھ بیان کے خارستان تھے انکو بزرگون نے مٹائے سحر و
ساحری کے جھنڈے گاڑے ملک ایسے مقام پر ہے کہ شاہراہ نہین کسی کا گذر نہین ہوتا آج تک کسی
ہمسر سے مقابلہ نہین پڑا کوئی انسے آکر نہین لڑا خراج گذار جب کبھی بگڑے کسی ساحر کو بھیجا لڑ بھڑ کر
خراج لیا اسطرح عملداری قائم تھی ایک ہرکارے سامنے آئے کافرونے کافر کو یہ دعا دی یاعی

ای سرت سبز ساحران بحیر غم	شکست فیل تا سگان بد زہر	گرز آتش ہزار رنگ از تیغ	بر سر تو ہو گلان زر بند

ہرکارہ کی عمر کو تمام ہو کر نخوت کو طبیعت مین راہ ہو ایک لشکر جلیل کہ تعداد اسکی علام غرض نہین کر سکتا
آپکے قلعہ سے تین کوس پر جو صحرائے فرحت خیز ہے کہ جہان آپ اکثر سیر و شکار کو جاتے ہین لطف زندگی
اٹھاتے ہین ہیجان آکر اترا صد ہا نخل پامال ہوئے جانوران شکاری بھی شکار ہوئے چشمے خشک ہو گئے
ابھی وہ لشکر دو چار دن رہیگا قیصر نے کہا بدون حکم ما بدولت کون ایسا جاہل احمق ہے اپنی جان کا
خوف نہوا اسے خوف ہماری عملداری مین آ اترا کیا شامتین آئی ہین ابھی ہمارا لشکر تیار ہو ہم جاکر
سزائے معقول دینگے بادشاہ کا سر کاٹ لینگے مال اسباب لوٹ لینگے ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑینگے
یہ کہکر افرون کو اشارہ کیا طاؤس نیرنگ باز کہ وزیر پایۂ تخت ہے اپنے مقام سے اٹھا تعظیم
بادشاہ کافر کیا دست بستہ عرض کی اے بادر غریبان و دانشمند دریں یکسان نہایت یہ امر خلاف ہے یہ
تجویز صاف صاف ہے کہ یہ تو معلوم ہو کہ کسکا لشکر ہے کون افسر ہے کہان جاتے ہین آیا وہ حرب و پیکار
مین بادۂ کبر و نخوت سے سرشار ہین یا صرف برائے سیر نکلے ہین اب دنیا مین نسل شمشش صاحبقران
لیاقت مین رہ گئی ہے مسلمانون نے سبکو مٹایا سحر ساحری کچھ کام نہ آیا ابھی تھوڑے دن ہوئے طلسم بے مثل

ہوشربا تھا بادشاہ اُسکا افراسیاب ساحر کہتا تھا سنتے ہین کہ بائیس برس لڑائی ہوئی آخر یا الیان ہوشربا نے
شکست کھائی غلام ابھی ہرکارون کو روانہ کرتا ہے دریافت کرون یہ کون صاحب ہین غلام نے بھی خبر پائی ہے کہ
بہت بڑا لشکر ہے کسی مہم عظیم پر جاتے ہین اب مفصل دریافت کرتا ہون یہ کہکر طاؤس باہر نکلا ہرکارون کو بلا کر حکم دیا
جلد جاؤ بادشاہ کا نام دریافت کر کے جلد آؤ اور یہ بھی تحقیق کرنا کہ کس ملک کے بادشاہ ہین کس وجہ سے لڑ رہے
ہین کوئی تحقیق باقی نہ رہے ہرکارے گئے بارگاہ عقاب مین پہونچے ایک ماہ تابان حسین مہ جبین غنچہ دہن سیم تن
کو بالائے تخت پایا پہلو مین ذکمل شوکت پر عقاب ابر ہیوا رونق افزا گل جبین گلشن جمال بادشاہ گریہ ہے ہاتھ
باندھے بادہ کے بات کہتا ہے کبھی ٹھنڈی سانس بھرتا ہے ہرکارے نے [illegible] ان سے دریافت کیا مفصل حال
سمجھ کر سنتے ہین قیصر سحر طراز کے آیا عرض کی حضور عجیب بات ہے حال لشکر [illegible] ملکہ حیرت زوجہ افراسیاب
ہوشربا سے آوارہ ہو کر بردہ ظلمات مین آپکے بھائی صاحب کے ملک مین پہونچین فساد عظیم ہوئے آپکی بھاوج
ملکہ گلشن ہاتھ سے حیرت کے قتل ہوئین عقاب صاحب ساری جنبہ برداری ہوگئے جمال بے مثال
حیرت پر مائل تیغ ابرو کے گھائل ہوئے مکر سے قید کیا سوال وصل ہوا وہ ظالم قتال عالم برسون قید ہی
مگر نہ مانتی تھی اب بمشکل تمام اس عہد پر رضامند ہوئی کہ ہمارے شوہر کے قاتل کا سر ہمکو دو ہوشربا مین
عملداری کرو تب وصل حاصل ہو لشکر تسکین دل ہو لشکر ساتھ تا کہ کا اپنے ساتھ لیکر چلے ہین منزلون مین کنوئین
خشک ہوئے سامان آب و آزوقہ بمشکل ہم پہونچتا ہے عقاب ابر سوار اگرچہ اس پریشانی پر اکثر روتا ہے
مگر اب طرف طلسم ہوشربا کے جاتے ہین دیکھیے کیا جفا اٹھاتے ہین ملکہ آپکے بھائی صاحب سر دربار
آپکا ذکر کرتے تھے فرماتے ہین کیا باعث ہے کہ بھائی صاحب ہماری ملاقات کو نہین آئے ایک شب کا
تو سامان دعوت بھیجا ہوتا کیا محتاج ذہن خبر جب مسلمانون کو لوٹ کر لینگے تب شکایت بھی کر لینگے
وزیر نے کہا حضور اگر تحقیق نہ کرتے کیسی خرابی ہوتی ہزار دو ہزار بندگان سامری و جمشید لشکر کشی
مین ناحق کی سرکشی مین قتل ہوتے انجام مین اپنی حماقت پر روتے سامان دعوت جلد روانہ کیجیے غلام
لیکر جائیگا خلعت و انعام بھی پائیگا عدم ملاقات حضور کے اسباب بھی کچھ ظاہر کرونگا زر محبت حضور سے خزانہ
دل کو انکے بھر دونگا قیصر نے کہا اول ابھی تو ملاقات کو جانا واجب و لازم ہے رشتہ مین وہ میرے بزرگ ہین
صحرائے ساحری کے گرگ ہین میرے جانے مین خوش ہو جائینگے ملال عدم حضوری بہت ہوگا خود زبانی
دعوت کو عرض کرونگا اگر وہ برسر راہ ہین کون تجھے بیٹھے مصیبت اٹھائے کھانا پانی پہونچائے اگر ٹھہرین
سامان دعوت ضرور ہے یہ کہکر انتظام مرکب پرند سحر پر سوار ہوا صرف چند وزرا کو ساتھ لیکر اڑتا ہوا چلا
مرکب کی بلند پروازی ساتھ والون کی سحر سازی شعلہ آتش بھڑکتے ہوئے لگے سرخ و سفید کڑکتے ہوئے
اس عظم و شان سے قیصر چلا بیابان دربار مین عقاب بیٹھا ہے ملکہ حیرت کا تخت پر بیٹھنا اسکو غنیمت ہوتا ہے
اگر ملکہ چند ساعت دوسری بارگاہ مین جاتی ہین گھبرا جاتا ہے اشعار عاشقانہ منھ سے نکل جاتے ہین نظم

ایسا ویران کسی کا دل آباد نہو
[illegible] کون کرے میری جو فریاد نہو
رگ گردن [illegible] چھڑائے وہ خنجر کو
[illegible]

گر جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہو
بات بھی تیری نہ پوچھے جو تری داد نہو
ہاتھ پر تیرے نہو دامن جلاد نہو
ویسے کافر سے ہو جسکا کوئی فریاد نہو

دل سے پھر سعی یہ ارمان ہے آباد نہو
بت جو دل [illegible] تجھکو تو [illegible] یاد نہو
[illegible] غیر کی آنکھو [illegible]
وصل کی شب مین آزردہ [illegible]

تیرے پہلو سے اٹھا کر کے یہ یاد نہو
یارب ایسی [illegible] خدا داد نہو
اڑکے خاک [illegible] دریا برباد نہو
آج بھی تو ہے تقدیر کو تو شاد نہو

جنکے شیرین تھا ہمین نے کوہ کنی کا کوئی حکم
عیب جو کون ہو جو سامنے اُستاد نہو
بھولے بھٹکے کبھی آجاؤ ہمارے دل مین
لیکے جنگلی بھی کوئی مانع فریاد نہو
ذبح کرنے کو کہا مین نے تو بولا ایے رحم
جسکی تصویر رہے ہاتھ مین وہ یاد نہو
دیکھون تو وصل کی شب جاگتے کیونکر نہین بخت
دیکھو سمجھاؤ عدو کو کہ بہت شاد نہو
تھا نا شاد بھی عشاق مین یگانہ جلال

بیستون تو ابھی موجود ہی فرہاد نہو
کچھ بلا مین شب غم بھیجکے کہتا ہی فلک
ہم بتادین جو تمھین غیر کا گھر یاد نہو
دل دیا ہی کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون
وہ گلا کاٹنا کیا جانے جو جلاد نہو
کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اُسکا
قصے یار کے ہین یہ مری فریاد نہو
ہم یہ کہ کہکے بناتے ہین اُنھین ہم جدہو
دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہو

اُٹھ ہی نگہ ناز کی کھولیگا کبھی
دیکھو تو اُنکے انھین مین وہ پریزاد نہو
یہ سمجھتے تو نہ دیتے دل نالان مین کبھی
کہ وہ کمبخت بھی خوگر ذ بیداد نہو
آئنہ دیکھکے دھیان آئے نہ مہ حیران کا
ضبط جب آہ مین تاثیر خداداد نہو
ہم تو مرہی گئے یہ ہوتا ہی اب شادی مرگ
اُس سے کیا ذکر وفا جو ستم ایجاد نہو

اشتیاق وصل مین آنکھ پھر رہتا ہی ہر وقت جفاے ہجر ستا ہی کبھی اپنے مصاحبون سے کہتا ہی یارو دیکھیے وہ دن کب آتا ہی کہ مسلمانون سے سامنا پڑے مین آنکھ مارکے اس محبوب جانی یار جادوانی کو پہلو مین بٹھاؤن وصل معشوق سرکش ہو چاندنی رات مین میرے پہلو مین بیہوش ہو اسوقت حیرت تخت پر ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہی کپڑے بھی نہین بدلتی زیور سے انکار ہر چند عقاب کہا کرتا ہی ای ملکۂ عالم مین نے کئی صندوقچے زیور کے حاضر خدمت کیے آپ کبھی اُس زیور کو زیب جسم نہین فرماتی ہین ملکہ پاس بگاڑ مین بھی ہزار دن بناؤ ہین تخت پر جلوہ فرما دم پر عقاب ابر سوار گرداگرد ہزارون ساحران غدار تاج اسوقت ہو رہا ہی حیرت خاموش اپنی صحبتین قدیم یاد کرتی ہین تو بہت گھبراتی ہین بارہ چودہ ہزار جو کنیزین عقاب نے حاضر خدمت کی ہین اُنہین سے چند کس اسکی بھی خیرخواہ ہوگئی ہین غنچہ دہن وسوسن دو نون مقرب نگس پرانی ہین مصرف ہین اُنسے حیرت چپکے چپکے فرما رہی ہین کہ صاحبو اپنے نزدیک عقاب نے بڑی بلند پروازی کی ایسی صحبت جمائی کہ میرے خیال مین بھی آئی ہاے کیا کہون باغ سیب کہ جسمین انغارہ سے ملک کی تصویرین رعنائی کا اُنکی ذکر ممکن نہین ہمارے شاہنشاہ وہان جلسہ آراستہ کرتے تھے لوگ ذکر کرتے ہین کہ صحبت جمشید تو نہایت لطف سے آراستہ ہوتی تھی اگر وہ بھی اس محفل کو دیکھتا رشک سے مجوب ہوتا یہ گائنین جو گا رہی ہین انکو کیا لیاقت ہی وہان ایک ایک حور منظر پری پیکر سمنبر کہ حسن جنکے عابد کش وزاہد فریب تھے کیا کیا ناز دکرشمے دکھاتی تھین خیر جو تقدیر مین ہی اور سامری کو منظور ہوا اور ہوشربا مین پہونچنا ہوگیا ہی چند کہ مسلمانون نے باغ سیب تو لوٹ لیا جفاے جنگ وجدل سے پامال ہوا مگر کوئی چمن تو باقی ہوگا ہر ایک چمن اُسکا رشک باغ ارم ہی جسکے فراق مین لبون پر دم ہی عقاب ہر مرتبہ دست بستہ عرض کرتا ہی حضور جلسے کو دیکھیے نازنین زعفران پوش کیا رنگ جما رہی ہی کس مزے سے اشعار عاشقانہ گا رہی ہی حیرت جواب نہین دیتی کہ آسمان پر برق چمکی قیصر سحر طراز مرکب ہوا پر سوار گرد چند ساحران غدار اُترا ہوا آتا ہی جیسے ہی عقاب کی نگاہ پڑی مثل گل شگفتہ ہوا کہا کہ آج ہمارے بھائی صاحب کو ہوش آیا براے ملاقات تشریف لائے ہین حیرت نے چاہا مین اُٹھکر چلی جاؤن عقاب نے کہا حضور یہ ہمارا عزیز دار ہی آپ بہ اطمینان تشریف رکھیے کچھ مقام تردد نہین ہمارے اُنکے بہت قریب کا رشتہ ہی حیرت جادو اسی طرح بیٹھی رہی قیصر ابر سے اُترا عقاب نے تعظیم کی کہا بھائی صاحب آئیے ہم کئی دن سے آپ کی سرحد مین فروکش ہین مگر آپ نے خبر بھی نہ لی قیصر طرف حیرت کے چلا نگاہ پڑی ایک خسلۂ جوالہ کو دیکھا کہ تخت پر بصد جاہ وجلال جلوہ فرما غزال چشم زلفین عنبرین چہرہ رشک آفتاب رعب وداب دست بستہ خدمت مین حاضر ہین ناز و کرشمہ

مثل چاکران کمترین ناظر ہین نازنین سراپا خوب محبوب مرغوب **نظم**

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر جبین تھی موجۂ لطافت

وہ تھا تو وہ نور کا سراپا
آنکھین اُستاد ساحری تھین

ایسا نہین حور کا سراپا
نتھنے مین شباب کے بھری تھین

لال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوئے سینے پر اُبھار کمر نازک ارادہ درست ہر اعضا چالاک وچست حقیقت مین نقاش ازل نے اپنے کلک قدرت سے تصویر بے نظیر کھینچی ہے بگاڑ مین ہزارون بناؤ زیور کی کیا ضرورت جب مسکرا کے بات کی معلوم ہوا درج دہان کھلا گہر ریزی ہونے لگی زبان دہن مین ماہی بحر الفت کون اُسکی صفت مین بول سکتا ہے کون زبان کھول سکتا ہے غنچہ دہن رشک گلشن سیمتن حور پیکر سمنبر دیکھتے ہی قیصر نے ٹھنڈی سانس بھری نگاہ عارض پر چمکی باشارۂ عقاب پائے جھککر پایۂ تخت کو بوسہ دیا تھر تھر کانپنے لگا چہرے پر زردی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہے بہوت ہو گیا بیٹھنے کا چارہ نہین کلام کرنے کا یارا نہین حیرت نے جو اس حال پر ملال مین قیصر کو دیکھا کہا بھائی صاحب بیٹھ جایئے سلام بندگی ہو چکی چپکے سے عقاب کی ران مین چٹکی لی اشارے سے آگاہ کیا کہ ذرا اپنے بھائی صاحب کو دیکھیے کہ اس بیچارے کے ہوش بجا نہین ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا ظاہرہ معلوم ہوتا ہے قلب تھرایا انکو بٹھایئے عقاب نے کہا بھائی صاحب آیئے آپ تو یہان آتے ہی سناٹے مین ہو گئے کیون مزاج مبارک کیسا ہے کیا حیران حیران آپ چہار جانب دیکھ رہے ہین قیصر اپنے ہوش مین نہ تھا عرصے تک چپ رہا جب حیرت نے بخاطر عقاب کہا کہ بھائی صاحب بیٹھیے بہت خوب کہکے یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

گندہ ہے جو اُس پتے کی جو مجھ سے بیان ہو
غل ہے کہین اُٹھائے سے اُٹھتا نہین کوئی
بس میری دلبری نہ کرو مہربان ہو
برپا کرین وہ اُٹھ کے قیامت تو مجھ پہ آج
تیرِ نگہ کا زخم ہے کیون بے نشان ہو
پھرنا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا اجلال

بیتابی اپنی مجھ سے جو قاصد بیان ہو
تیرے ہی رہگذر مین ترا ناتوان ہو
کیا دور کھینچ رہی ہو زمین کوے یار کی
اُٹھی اگر کمر کا قدم درمیان ہو
دل مین جگر مین سینے مین پتلی مین آنکھ مین
یہ انحراف کب مرد ئ آسمان ہو

پوشیدہ خامشی سے بھی رازِ نہان ہو
دل کو کمر مین رکھے اگر کچھ گران ہو
دل کوئی لوگے اور کوئی داغ دو گے آہ
پہونچے یہ عرش ہی پر اگر آسمان ہو
کیا کہتے ہو یہ تم کہ دکھا دو جگر کا گھاؤ
ایسا کوئی مقام نہین تم جہان ہو

عقاب نے کہا بھائی صاحب یہ کیا فرمایا آج کل شاید آپ کی صحبت مین شعر وشاعری کا چرچا زیادہ ہے کیا خوب شعر آپ نے پڑھے ہین مگر کچھ محل ومقام کا خیال نہین کیا جیسے کوئی سوتے سے جاگتا ہے کہا بھائی صاحب مجھے اور کچھ خیال تھا ایک طرف بیٹھا گلچینی گلشن جمال حیرت مین مصروف ہے خیال کرتا ہے کہ زندگی اسی پر موقوف ہے عقاب نے پوچھا کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہے آج کئی دن کے بعد آپ نے خبر لی قیصر نے کچھ حیران ہو کر جواب دیا امورات سلطنت سے مہلت نہ تھی آج ہرکارون نے حضور کے نزول اجلال کی خبر دی مین فوراً حاضر ہوا امیدوار ہون کہ دو چار دن کے واسطے قلعے مین تشریف لے چلیے جو کچھ ماحضر ہو اس کمترین کو میسر ہو چلکے تناول فرمایئے اپنے بادشاہ کو بھی لے چلیے عقاب نے کہا بھائی صاحب مین بڑے معرکۂ عظیم پہ جاتا ہون بزرگان دین کی حسرت جن لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے اُنسے بدلا لینا منظور ہے ایک ایک دن برابر ایک سال کے ہے مین آج ہی کوچ کرونگا قیصر کو خیال آیا جوش محبت نے بیدار کیا سوچا کہ اگر یہ آج ہی چلی جائیگی تو مین تڑپ کے مرجاؤنگا ہوش تو درست نہ تھے بیتحاشہ قدمون پر عقاب کے گرا کہا بھائی صاحب آج تو آپ کو رہنا پڑیگا مین یہین سامان دعوت کیے دیتا ہون آپ کو آنے کی تکلیف نہو عقاب نے ہان ہان کہکے گلے لگایا کہا بھائی صاحب ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ مین آنکھون سے قبول کرتا ہون

سعادت دارین بجبر حصول کرتا ہوں آپ اسقدر کیون جبر کرتے ہیں قیصر کو کچھ اور رنج بڑا رونے لگا کہا بھائی صاحب
مین کیا کہون جو کچھ دل کی کیفیت ہے کیا بیان کرون بیان نہین کرسکتا **نظم**

صبح پیری بے ترے شام جوانی ہوگئی
داغ جب سینے کا چمکا آفتابی بن گیا
آنکھ پتھرائی ہوئی دم بھر مین پانی ہوگئی
ذکر شبہاے وصال یار کا ہے اور ہم
جو اٹھی آفت زمین سے آسمانی ہوگئی
دل مین جس پیکان کو ڈھونڈھا تھا اسکا
چھاتی پھرتی چھاؤن اُسکی مہربانی ہوگئی
بیٹھ جاتا ہون مین تھککر جبا دھر اُٹھتا ہون
تیری شوخی انجمن مین کلک مانی ہوگئی
کچھ نہ آتے دیر تھی اُسکو نہ جاتے دیر تھی
اور ای شوق شہادت سرگرانی ہوگئی

روز افزون یاد شبہاے جوانی ہوگئی
آہ جب کھینچی جگر سے آسمانی ہوگئی
جیسے ہوا جتنا مین اتنا ہی ہوا اظہار عشق
نیند آن دو چار راتون کی کہانی ہوگئی
وہ نگاہ شوق پہونچی جلوہ گاہ یار مین
جو ترے ناوک نے دی گم وہ نشانی ہوگئی
کوے جانان سے نہ اٹھنا تھا نہ اٹھے مر کے ہم
پاس منزل مین رفیق ناتوانی ہوگئی
بسمل تیغ ادا ہو کر دکھائے وہ تڑپ
رات تیرے وصل کی میری جوانی ہوگئی
کاروان صبر دل سے کوچ کرتا ہے جلال

دفعتہ بے نور شمع زندگانی ہوگئی
خواب تھی پہلے وہ غفلت اب کہانی ہوگئی
حیرت اُسکے بزم مین شکوکو کب تک روکتی
میری خاموشی زبان بے زبانی ہوگئی
وہ بھی بالا چلا تھا آج اُٹھکر دو قدم
رہ گیا ای دل صداے لن ترانی ہوگئی
منتفت تھا مجھسے یا غیر وسنے ہے وہ رشک
لاکھ پہ بھاری جنازے کی گرانی ہوگئی
جس ادا جس ناز کی تصویر چاہے کھینچ دے
صدقے تیرے لوکھ دل سے نیجانی ہوگئی
جب خیال آیا ہمین احسان تیغ یار کا
ہر فغان بانگ دراے کاروانی ہوگئی

عقاب ہنسنے لگا کہا بھائی صاحب بس کیجئے تو دیوان اُلٹ ڈالا ہزارون شعر یاد ہین کہانتک سنایئے گا قیصر
نے پھر ٹھنڈی سانس کھینچی یہ مطلع بیقرار ہو کر پڑھا مطلع عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی + درد کم ہو
کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی + بھائی صاحب اسوقت دل مین جوش ہے بہت شعر یاد آتے ہین کیا کہون کہ کیا دل کی کیفیت
ہے آپکا تابعدار ہون اسوقت مجبور لاچار ہون آپکے ہنسنے سے روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت ہوگی
عقاب نے کہا مین بے سفر ہوتا تو مہینہ دو مہینے رہتا آپ کیون گھبراتے ہین مین آج رات کو حاضر ہون مگر کچھ کیفیت
تو اپنی بیان کیجیے مین آپ کو عجب حال مین پاتا ہون اس کیفیت کو دیکھکر گھبراتا ہون قیصر خاموش ہورہا کچھ جواب
نہ دیا اتنا کہا میرا حال زار لایق عرض نہین ہے ان اشعار سے کچھ واضح ہوگا **نظم**

اسطے لوگ اُنکی صحبت سے گئے
آج دونون ہین ایک صورت کے
شو دکھاتے ہین تمھاری صورت کے
پردے اٹھ جاتے ہین اب تو غفلت کے
چلتے ہین ہاتھ پانون ہمت کے
سے نئے ڈھنگ ہین شکایت کے

یہ اشارے ہین چشم حسرت کے
غیر کا دھیان ... وصل میں
حشر کرنے کو کیسے ہو پیدا
دل نہ پھیرا کہ ہوگی دل شکنی
ہجر مین صبر و ہوش و تاب و توان
کالیان کھا رہے ہو انکی جلال

منتظر ہم بھی ہین قیامت کے
سے معنی ہیمہ لہ خلوت کے
بعد کیا ہوگا پھر قیامت کے
صدقے مین تیری اس مروت کے
سب مین امیدوار رخصت کے
کتنے بھوکے ہو تم محبت کے

جذب دیکھو مری محبت کے
پھرتی ہین وہ میری حیرت کے
جلوہ آئینہ خانے مین حسن کے
کوئی آتا ہے میری آنکھون مین
کیون تڑپتے مین ہوگئی ای ضعف
شکر بھی کیجیو تو کہتے ہین

عقاب کے ہوش اڑے
جاتے ہین کہا بھائی صاحب جائیے جو مناسب ہو سامان دعوت بھیجیے مین آنکھون سے قبول کرونگا آپ کی باتون سے
وحشت ہوتی ہے ہماری سمجھ مین یہ پہیلیان نہین آتی ہین قیصر اٹھ کھڑا ہوا اٹھا حیرت کے سامنے پھر ہاتھ باندھ کے
کھڑا ہوا کہا حضور رخصت ہوتا ہون حضور کے واسطے خاصہ لیکر آؤنگا حیرت نے شرما کے منھ پھیر لیا کہا صاحب
جائیے آپ کاہے کو تکلیف فرماتے ہین آپ کے وزیر و امیر ہمارے واسطے کھانا لائینگے قیصر سب کو سب کہکے چلا گیا
جب وہ جا چکا تو حیرت نے کہا ای عقاب اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے تم اپنے بھائی صاحب کا رنگ دیکھ

وہ اپنے قابو مین نہین مین ایسا نہ ہو کچھ فساد برپا کرین بہت بیتاب ہین تنگے ہوش درست نہین ہین ای عقاب وہ عجیب عاشق ہوئے ہین دزدیدہ نگاہون سے مجھسے اشارے کرتے تھے چاہتے تھے کہ مین اشارے سے کچھ جواب دون عقاب نے کہا نہین ای ملکۂ عالم وہ میرا رشتے مین چھوٹا بھائی ہوتا ہے ایسی بات اُس سے نہو گی حیرت نے کہا تنے آگاہ و کیا تمکو اختیار ہے عقاب خاموش ہو رہا حیرت اپنے دل مین سوچ رہی ہے کہ یہ عاشق ہو گیا ہے ضرور رنگ لائیگا عقاب نے کہا کچھ نہین مین شب کو دعوت کھاؤنگا صبح کو سامان سفر ہوا اگر قصد بھی کریگا تو کسے پائیگا یہان تو یہ چرچے ہین مگر قیصر لڑکھڑاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا مصاحب رفیق آئے دیکھا قیصر بدحواس مست مئے محبت کہتا ہے کچھ منہ سے کچھ نکلتا ہے عشق مین حیرت کے ہر عضو مثل شمع کافوری جلتا ہے مصاحبون نے پوچھا کیا حکم لائے اتنا تو اسنے دل سنبھال کے کہا کہ جھٹ پٹ کھانا تیار کرو مین وعدہ کر کے آیا ہون کارگزارون نے فوراً کھانے کی تیاری کی کہا مین خود کھانا لیکر جاؤنگا سب نے کہا آپ کو مناسب نہین ہے آپ تشریف نہ لیجائیے ہم کھانا پہونچا دینگے قیصر نے آہ کی کہا یارو میرا حال یہ ہے شعر

مرا ہجر مین جیسے یہ حال ہے مرے حال پر اُسکو نظر ہی نہین + شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہے کہ جسکی سحر ہی نہین

یارو میری کیفیت لایق گزارش نہین اُس معشوق سرکش سے سامنا ہے کہ جس سے مقام سفارش نہین کس سے کہون کہ کہین جائے اُس معشوق پری وش کی خبر لائے یا مجھے اسکے قدمون پر جا کے گرا دے مین عرض کرون یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے نظم

ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین
ہر چند آئنہ ہون پر اتنا ہون ناقبول
منہ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین
نہ گل کو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار
کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین

اصل مین دنیا ناپائدار ہے اسکے باغ کی نشو و نما کا کیا اعتبار ہے کیسے کیسے گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون بہار مین ظاہر ہوئے خزان مین مٹے پھولون کی رنگ و بو سے کیا امید کرین بلبلین اپنے دل کا ظاہر بھید کرین نظم

لب پہ ہے نام تیرا لو ای تو ہی نظر مین
سینے مین تو کبھی ہے اور ہے کبھی جگر مین
ہر چند ہون قفس مین اسپر بھی ذبح ہونگا
مین مشت پر گران ہون صیاد کی نظر مین
دیوانہ جانکر وہ کرتے ہین ہوشیاری
دل چھینکر ہمارا رکھتے ہین جا کے گھر مین
ایسی کچھ اسکو سوجھے نکلے خود گلے سے
تاثیر دے الٰہی اس آہ بے اثر مین
بوٹا سا قد کسی کا چلنے مین یاد آیا
چکر سا ہمکو آیا سو بار رہ گذر مین
اپنی نہ دل کی کہنا سُن سُن کے مُسکرانا
کامل ہے وہ پری رو دانائی کے ہنر مین

مصاحبون نے کہا یہ حال کیسے کیا کیفیت ہے آپ تو وہان سے دیوانے ہو کر آئے ہین عجب باتین فرماتے ہین کہ جو سمجھ مین نہین آتین اسکا ایک مصاحب ہے کہ جسکا شاہور شعبدہ باز نام ہے وہ ہاتھ پکڑ کے تنہائی مین لایا قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور مجھسے حال مفصل فرمائیے غلام ابھی علاج کریگا صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی پر عاشق ہوئے کیا یہ خیال ہے کہ وہان تک رسائی غیر ممکن مین تو ممکن کرونگا جان لگا دونگا یہ سنکر قیصر رونے لگا کہا ای برادر کیا کرون نظم

ہوا سے قامت جانان کے کی گھر کے گھر خالی
کہ قمری کرتی ہے آشیانہ سرو پر خالی
تصور یار کا نکلا تو غم داخل ہوا دل مین
کبھی مہمان سے پایا نہ ہمنے اپنا گھر خالی
خبر دل اور جگر کی کچھ نہ پوچھو عہد ہو ہمسے
نہ دل بیکار دردون سے نہ داغون سے جگر خالی
دل اک چشمہ ہے ہوا سکے یہ دو سوتے ہین جو بہہ بہہ
ہماری آنکھین اشکون سے نہ ہونگی عمر بھر خالی
مثال چوب تر جو خام ہین ختم کر انھین جاکر
دماغ پختہ مغزان جنون ناصح نہ کر خالی
تم اپنے گوہر دندان اگر ہنس ہنسکے دکھلاؤ
ابھی ہو جائے آب و تاب سے سلک گہر خالی
سحر کو دیکھنے سب مجکو کیا خوش مس کی نسبت سے
نہ جائیگا شگون نالۂ مرغ سحر خالی
زبان زخم نے ای جان لذت پاکے پھر جاتا
نمک سے آگے بھر دے پھر ہوا زخم جگر خالی
ہمین وہ طائر فربہ سمجھکر دام مین لایا
قفس مین بند کر کے پاے اسنے مشت پر خالی
بتا تو ای قبول اس نقطے کو سمجھا دون مین کیونکر
نہ کامل ہیچ سے خالی نہ اس گل کی کمر خالی

شاہور نے کہا اب زیادہ بیقرار نہ ہوجیے

مجھسے مفصل حال کہیے آپ کسپر عاشق ہوئے نام نامی اُسکا بتائیے مفصل خبر سنائیے کہا نا لیکر مین جاؤن مقام اُسکے
رہنے کا دیکھ آؤن رات کو جا کے چُرا لاؤن آپ سے ملاؤن یہ سُنکر قیصر خوش ہوگیا کہا ای رفیق شفیق اگر تو نے یہ
کام کیا مجھے جلا لیا اگر وہ معشوقہ سرکش نہ ملی تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگا زندگی دشوار ہی شاہور نے کہا ہم نمکخوار اسی دن
کے واسطے ہوتے ہین کہ جب سرکار دولتمدار کو کسی طرح کا ملال ہو ہم جانبازی کرین رنجیدہ نہ ہونے دین آپ
خوشامد کیون کرتے ہین قیصر نے کہا ای بھائی ہین دربار مین عقاب سے کیا تصور کرو کوئی اُنکے لیئے فرشین ہر دو بھائی
شاہنشاہ شمشیر کے ہین مین نواسہ ہون کس بات مین کمی ہی دولت و فوج مین کب برہمی ہی اُنکے پاس ساٹھ لاکھ فوج ہی
میرے پاس بھی چالیس پچاس لاکھ ساحر وغیر ساحر موجود ہین اگر میرے اُنکے مقابلہ پڑے مین بھی قدم ہٹانیوالا نہین ہون
میرے بزرگون نے مجھکو بڑے بڑے سحر تعلیم کیے ہین اگر ایک سحر کردن زمین ہلا دون آسمان کو زمین سے ملا دون وہ بچارے کیا ہین
حیرت پر میری جان جاتی ہی اگر وصل میسر نہ ہوا تو تڑپ تڑپکر مرجاؤنگا شاہور نے کہا مین جاتا ہون
رنگین کھانے کی ڈولیون مین لدوا کر کچھ ملازم ساتھ لیے شاہور لشکر مین عقاب کے آیا یہان سب منتظر تھے
شاہور نے کھانا تقسیم کرانا شروع کیا عقاب نے پوچھا ای مصاحب قیصر تمھارے آقا کیسے ہین کیا سبب
کہ خود تشریف نہ لائے شاہور نے کہا آپ کے واسطے کچھ تحفہ جات نکلوا رہے ہین اس وجہ سے تشریف نہین
لائے ہین عقاب نے کہا مین اُنکے مزاج کی خبر پوچھتا ہون یہان سے دیوانے ہوکر گئے تھے کلام خلاف کرتے تھے
بات کے جواب مین اُلٹے شعر بہت پڑھتے تھے شاہور نے کہا اب تو یہ بات نہین ہی امورات سلطنت مین مصروف ہین
سب انتظام اُنھین کی ذات پر موقوف ہین کچھ موتیون کے مالے کچھ اور اشیاے نادرہ آپ کی نذر کے واسطے
نکال رہے ہین صبح کو آکر حاضر ہونگے وہ اشیاے نادرہ خدمت بادشاہ لشکر مین پیش کرینگے عقاب نے کہا
اُنکی مہربانی مگر بادشاہ لشکر سے اُنکو کیا کام ہی وہ ایک بادشاہ جلیل کی زوجہ ہم خود اُنکی ملازمت کرکے چلے ہین اپنے
بزرگون کے خون کا معاوضہ لینگے ملک ہوشربا اُنکو دلوا دینگے اُنکے شوہر کے قاتل کا سر پیش کرینگے شاہور جادو
تو ایک مرد شعبدہ باز ہی اپنی مکاری پر ناز ہی اُسنے یہ کہکے سر جھکایا کہ بہت خوب تحفہ جات بندگان عالی کو دیے جائینگے
ہم یہی سمجھا دینگے یہ کہکے خاصہ پیش کیا خدمتگارون سے دریافت کرلیا کہ فلان بارگاہ مین ملکہ حیرت آرام فرماتی ہین
عقاب کی بارگاہ الگ ہی یہ سب دریافت کرکے چلا آیا قیصر کو مژدہ دیا کہ مین دوپہر رات گئے جاکر ملکہ حیرت کو
چرا لاؤنگا آپ کے پہلو مین بٹھاؤنگا قیصر خوش ہوگیا کہا بھائی اگر تو نے یہ کام کیا ساری اپنی حکومت کا تجھکو حاکم کردونگا
قلعہ مملوکیہ کا ناظم کرونگا شاہور نے جب دیکھا کہ زلف لیلاے شب کمر سے گذری سحر کرکے غرق زمین ہوا نقب سحر
کاٹتا ہوا بارگاہ حیرت مین پہونچا دیکھا کہ گرداگرد بارگاہ حیرت ساٹھ ہزار ساحر طلایہ دے رہے ہین
صداے حاضر باش بلند ہی شاہور نے الگ کھڑے ہوکر سحر کیا جو جہان تھا وہین رہگیا کسی کو نیند آئی
کسی پر غفلت چھائی اب شاہور سراچہ چاک کرکے اندر آیا دیکھا کہ ملکہ حیرت پڑی ہوئی سو رہی ہین کنیزین
چوبداریان ترکنین حبشنین اپنے اپنے عہدے پر خاموش شمع ہاے مومی و کافوری روشن وہ بارگاہ مثل عروس
شب اول آراستہ ہی شاہور نے گوشے مین چھپکر سحر کیا سب کنیزین بھی سوگئین اب حیرت پر بھی سحر کیا سوتے مین
سحر نے تاثیر کی قریب آکر لپٹنے یہ تو جانتا تھا کہ زوجہ افراسیاب سحر مین لاجواب اُس بیہوشی مین زبان مین
سوزن دیا پلنگ کی چادر مین پشتارہ باندھا اب لیکر نکلا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا اُڑتا ہوا قلعہ مملوکیہ
مین پہونچا قیصر رات بھر جاگا ہی بیٹھا یاد ملکہ حیرت جادو مین اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

جہاں تک حسن کا دعویٰ کرے وہ مہ زیبا ہے
بہت اس بیخودی کے ہاتھ سے دل تنگ آیا ہے
کوئی تسکین کی صورت بتاؤ گر مسیحا ہو
سلجھنا اسکا ہے دشوار یہ آفت کا جھگڑا ہے
صدائے قلقل کی سنکر مرگیا وہ رند میکش ہوں
بہت بیدار کی مشتاق اب چشم تمنا ہے
کبھی تو ایک بوسہ ہونٹ کا ہمکو عنایت ہو
غضب چوٹی مین تمنے نقرئی موباف ڈالا ہے
لگاوٹ دیکھکر پستان کی یہ پھبتی کہی مین نے
تن کاہیدہ اپنا ضعف کے باعث سے عنقا ہے

پری ہے حور ہے یوسف لقا ہے ماہ سیما ہے
نہین چشم سیاہ یار مین سرمے کا ڈورا ہے
مرے بر مین برنگ مرغ بسمل دل تڑپتا ہے
نہین موے کمر سایہ ہے موے زلف پیچان کا
تمھارے ہجر مین کوس رحیل آواز مینا ہے
خلش کیونکر رقیب کینہ جو سے ہو نہ عاشق کو
تمھارے لعل لب پر مدتون سے دانت اپنا ہے
گرفتاری پہ دل کی کیا ہنسے کوئی گرہ سی مین
پری ہو تم تمھارے حسن کا سینے پہ سایا ہے
جو دیکھی بانک انکی نور دل کہنے لگا مجھسے

جنون کا جوش ہے چاک گریبان کا تماشا ہے
یہ سفاکی کا پایہ قاتل عالم مین بانا ہے
کیا ہے یار کے الجھے ہوئے گیسو نے دیوانہ
بہت باریک مضمون ڈھونڈھکر ہمنے نکالا ہے
دل عاشق کو کب اے مرجان تاب لن ترانی ہے
یہ وہ کانٹا ہے جو دل مین مرے اے گل کھٹکتا ہے
چمک ظلمات مین برق جہندہ کی قیامت ہے
ترے دزد حنا کو بھی اسیری کی تمنا ہے
وہ لاغر ہین کہ پوشیدہ ہین چشم وہم انسان سے
سکندر سے کہو ظلمات کا سیدھا یہ رستا ہے

جیسے ہی شاہور کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا بھائی کیا کیا اِسنے کہا ملکہ کو لایا یہ کہکے اسنے پشتارہ رکھا قیصر لینے لگا شاہور نے کہا جلد تدبیر کیجیے صبح کو قیامت برپا ہوگی شاہور سے قیصر نے کہا تم جاکر لشکر کا انتظام کرو مین جاکر ایک مکان بناتا ہون اگر سامری و جمشید بھی چاہین نہ آسکین یہ کہکے پشتارہ لیکے چلا پہلو مین قلعہ مملو کیہ کے ایک کوہ ہے اُسپر کھڑے ہوکر سحر کیے ایک دیوار بلند بنکر تیار ہوئی چند جانور اُسپر ماش کے آٹے کے بنا کے بٹھا دیے جانور چہکارنے لگے اب قیصر اُس دیوار کی پشت پر آیا ایک بڑی بارگاہ استادہ کی اسمین تمام اسباب عیش و جیش آراستہ کیا اُسمین ایک مسند مغرق بچھائی جوش محبت مین دیوانہ ہو رہا ہے سوزن زبان کا مضبوط کر دیا ہے یہ بھی اسکے دل کو یقین ہے کہ یہ معشوقہ سرکش ہوش خوشی سے وصل کو نہ قبول کریگی مسند پر بٹھا کر سحر خوب کر دیا جا بجا نگہبان بٹھائے دس ہزار ساحر اس پار بلا لیے وہ گرد پھرنے لگے اب اسنے حیرت کو ہوشیار کیا حیرت کی آنکھ کھلی دیکھا کہ قیصر مثل چاکران کمترین اندوہگین رومال سے ہاتھ باندھے سامنے بیٹھا ہے کہتا ہے اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان میری جان نکلی جاتی ہے مین نے تمکو یہان بلوا لیا اب یہ ملک و مال سب تمھارا ہے مین تابعدار ہون جسکو چاہو قتل کرو جسکو چاہو بخشو عمر بھر کے واسطے یہ گھر ہے یہ سنکر حیرت جادو کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اپنے کو مجبور و لاچار جو پایا رونے لگی اشارے سے جواب دیا او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہے میری جان کے پیچھے پڑا ہے اگر مجھکو ہاتھ لگایا جان دیدونگی تجھکو کیا ملیگا خبردار الگ رہنا میرے قریب نہ آنا لاکھ قیصر نے منت کی حیرت کی سرکشی نہ گئی یہی ہر مرتبہ جواب دیا کہ مجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتائیگا قیصر و حیرت تو اس حال مین قیصر کبھی باہر نکل آتا ہے ساحرون سے صلاح کرتا ہے کہ یار وہ نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہے ساحر کہتے ہین تامل فرمایئے قیصر نے لاچار ہو کر سو دو سو کنیزین واسطے خدمت کے پاس حیرت کے چھوڑین آپ باہر آیا دیوار کو طے کرکے قلعہ مملو کیہ مین پہونچا دیکھا شاہور نے سب لشکر درست کر رکھا ہے خود بھی اپنے بازو پر ایک تیلی سونے کی باندھ لی ہے اُس سے کچھ پوچھتا جاتا ہے ہرکارے طرف لشکر عقاب کے روانہ کیے یہان عقاب جو صبح کو اُٹھا خبر ملی کہ ملکہ حیرت جادو کو خیمے سے کوئی چرا لیگیا بیقرار ہو کر دوڑا اُس خیمے مین آیا چہار جانب پھرا نقش پا شاہور کی مٹی اٹھائی اُسکا پتلا بنایا ماش کا دانہ مارکے پوچھا سچ بتا حیرت کو کون لیگیا پتلے نے کہا مین نہ بتاؤنگا ہر چند عقاب نے سحر کیے پتلہ یہی کہے گیا جھلا کر عقاب نے اُسے جلا دیا مسطور تیز رو عیار کو

اپنے بلایا کہا اے مسطور قلعہ مملوکیہ مین جا دریافت کر کہ ملکہ حیرت جادو کو قیصر نے تو نہین چرایا اگر اسنے ایسا کیا
تو قسم ہے سامری و جمشید کی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مسطور روانہ ہوا بصورت مبدل قلعہ مملوکیہ مین آیا دیکھا
بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے شاہور سے چپکے چپکے باتین ہوتی ہین مسطور نے لاکھ سنگنی لی مگر خبر مفصل نہ ملی بعد عرصہ دراز
ٹہلنگیا جا بجا جا کر ایک ایک سے پوچھا کچھ نشان نہ پایا زیر کوہ آکر ٹھہرا قیصر انتظام لشکر کرکے کوہ کے اس پار چلا
مسطور نے دیکھا کہ قیصر پہاڑ کے اس طرف چلا گیا ایک خدمتگار وہان کھڑا تھا مسطور نے اسکو اشارہ کیا
الگ بلا کے پوچھا کہ بادشاہ اس طرف کہان گئے ہین خدمتگار نادانستہ تھا اسنے کہدیا کہ ملکہ حیرت پر ہمارے
آقا عاشق ہوے ہین شاہور چرا لایا بادشاہ نے یہ دیوار سحر کی بنائی ہے کہ اس پار کوئی نہ جاسکے بس مسطور
بھاگا خدمت مین عقاب کی آنکر سب حال رو رو کر بیان کیا عقاب بہوت ہو رہا ہے غصے مین اٹھا گینڈے
پر سوار ہوا قرنا کرائی سارا لشکر تیار ہوا غصے مین چلا شاہور کو خبر ہوئی لشکر لیکر سدراہ ہوا عقاب نے
پکار کر آواز دی او شاہور کیون شامت آئی ہے بہتر یہ ہے کہ جا کر قیصر کو سمجھا و ملکہ حیرت جادو کو لے آ
ورنہ قیامت برپا کرونگا قلعہ کو برباد فنا اڑا دونگا سب کو خاک مین ملا دونگا شاہور نے جواب دیا کہ اے
بادشاہ مجاہ جس کسی نے یہ خبر آپ سے کہی سراسر دروغ ہے دروغ کو کب فروغ ہے ہمارے یہان ملکہ حیرت
نہین ہین وہ آپ کے بھائی ہین کب اس بات کو قبول کرتے کیا آپ کو صدمہ دیتے معشوق کو لے لیتے عقاب نے
کہا مین سب مفصل حال سن چکا ساری تیری شیطنت ہے تو ہی نے یہ فساد برپا کیا ورنہ قیصر کا یہ حوصلہ نہ تھا
نکل میدان مین شاہور مقابلے مین آیا عقاب خود نکلا شاہور سے اسقدر سحر چلے کہ تمام صحرا
آتش بہار ہو گیا درخت جل جل کر گرے سحر کے دریا بہے آخر مین عقاب نے اسی ہنگامے مین کمند سحر مار کر شاہور
کو گرفتار کیا سنگین باندھکر لیگیا اہالیان لشکر سے کہ گیا کہ اس مفتری کو تو مین لیے جاتا ہون بھائی صاحب
کو جا کر سمجھاؤ کہ ملکہ حیرت جادو کو میرے حوالے کر دین اپنے سردار کو بھی لین آج کے رات کی مہلت دیتا ہون
کل قیامت برپا کرونگا فوج کی ہین کیا حقیقت جانتا ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا کسی نے جواب نہ دیا عقاب
پلٹ گیا یہان قیصر خدمتگذاری ملکہ حیرت مین مصروف تھا کہ یہ سب خبر سنین گھبرا کے قلعہ مین آیا سب
سردارون نے اسکے کہا کہ ہمارا افسر گرفتار ہو گیا ہم کھڑے دیکھا کیے کچھ بن نہ پڑا اب کل کی میدان داری مین
ہم لوگ لڑینگے جان دینگے مگر شاہور کو لینگے سنتے ہین بڑی بدعت مین اسکو قید کیا ہے زندان مین سوزن ہاتھ
پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان آب و دانہ بند نگہبان خود پسند وہ بیقرار ہے قیصر نے کہا بہتر کل صبح کو مزا سحر کا اسکو
چکھاؤنگا جو کچھ ہو معشوق نہ دونگا جان دینے پر آمادہ ہون یہ جواب سنکے سر دربار جھک کر کہا ہرکارون نے یہ خبر
عقاب کو پہونچائی عقاب نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جانبین مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
اسی تیاری مین بسر ہوئی جبکہ عقاب مہر درخشان شاخ کہکشان سے اتر کر چرخ زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا
دونون لشکر بارادہ رزم و پیکار میدان کارزار مین آئے عقاب جھلایا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ قیصر بھی ساتھ ہے مگر
آمادہ جنگ اسباب سحر جسم پر آراستہ فوجین پشت پر عقاب میدان مین نکلا پکار کر آواز دی او قیصر دیکھ
ابھی کچھ نہین گیا ہے میری معشوقہ کو میرے حوالے کر دے اسکے واسطے میری جان پر بنی ہے خیال کر کہ پردہ ظلمات
سے یہان تک کر دسہا روپیہ صرف کرکے آیا ہون شہر یا تک جانا منظور ہے مسلمانون سے آمادہ جنگ ہو کر نکلا
پہلے سامری پرستون سے لڑائی شروع ہو گئی یا تو ملکہ حیرت کو دے ورنہ میرے مقابلے مین تو نے کبھی

مشمش کی صورت بھی دیکھی ہوگی فقط نواسہ مشہور رہی مین برسون صحبت رہین رہا ماران سحر شوکت کہ جو اُنکا
سپہ سالار تھا اُسنے مجکو سحر سکھایا جس منتر جنتر مین کمی ہوتی تھی خود مشمش اُسکو درست کردیتے تھے قیصر نے کہا
او بھیا میرے یہان پُرانی کتابین موجود ہین سحر ہاے سامری اُسمین بنائے ہوے خداوند کے لکھے ہین انکو
صرف کرونگا یہ کہکے مقابلے مین عقاب کے آیا آپسمین سحر چلنے لگے وہ سحر قیامت کے ہوے کہ لاکھون جادوگر جابجا
کے مرے مگر یہ دونون مثل برق کے چمکتے ہین ایک کے سحر سے آگ بجھاتا ہو تلوارین برسین خنجر گرے تیر چلے نیزے لگے
مگر کسی کو آسیب نہین پہونچا بھر دن رہے دونون سحر کرتے کرتے مست ہو گئے کہ بیہوش ہو کر گرے ادھر والے
عقاب کو لیگئے ادھر والے قیصر کو اٹھا لائے ایسے سحر چلے تھے کہ دونون بیمار ہو گئے عقاب نے کہلا بھیجا کہ او
قیصر بعد دو ہفتے کے صحت پاؤنگا میدان جنگ مین سحر خونی لیکر آؤنگا تجکو بچنا مشکل ہوگا قیصر نے کہا
مین کیا تجسے کم ہون ایسا سحر بناؤن کہ زمین سے شعلۂ آتش نکلین تجکو جلا کر خاک کرین اب یہ دونون تو بیمار ہوئے
قیصر اُسی حال مین اکثر بخدمت ملکہ حیرت آتا ہے منتین کرتا ہے ملکہ حیرت جادو کا وہی قول ہے کہ مجکو قتل کر
مگر ایسا نہ ہوگا عقاب سے مین نے بشرط وصل کا وعدہ کیا تھا جانتی ہون کہ قتل مسلمانان نہایت دشوار ہے
یہ عہد و اقرار بیکار ہے تو کیا جھک مارتا ہے قید مین مجکو مار ڈال مگر خوشی سے تیرے قبضے مین نہ آؤنگی مگر اب
دو کلمے داستان لشکر اسلام کے ذکر ہوتے ہین کہ بادشاہ اسلام بعد جانے صاحبقران عالی وقار کے
دودہ زنگی سے معروف جنگ و جدل ہین کئی مرتبہ اُسکو شکست بھی دی دودہ زنگی کو رستم نے سر میدان
مع گینڈے کے اٹھایا تھا سنکا گردن کا ٹوٹنا نظر کردہ ہو کر صحت پائی دودہ زنگی کے بھی ہاتھ پاؤن مین چوٹ آئی
اسوجہ سے فی الحال جنگ موقوف ہے خواجہ عمر و ساتھ صاحبقران کے گئے چالاک کو اپنا نائب کر گئے ہین
یہ انتظام مین معروف رہتے ہین زوجات خواجہ کی خبر لینا واجب و لازم ہے ایک دن واسطے سلام
ملکہ صرصر شمشیر زن کے خیمے مین آیا دیکھا صرصر بیٹھی رو رہی ہین جو اسباب عیاری نکالا ہے کنیزین
سمجھا رہی ہین صرصر کسی کو جواب نہین دیتی ہے کہتی ہے صاحبو تجکو تمک کا خیال ہے ہر چند کہ مذہب تبدیل ہوا
کا ذمے ہمکو کیا کام ہے مگر افسوس ایسی شاہزادی جلیلہ پر وہ جو ناز و نعم ہاے اُسیر یہ رنج و غم جا کر
قیامت برپا کرونگی یا اپنی جان دونگی جس طرح بنیگا اُنکو رہا کرونگی اس بلاے ناگہانی سے نکالونگی چالاک
یہ حال مصیبت آثار دیکھکر گھبرا گیا کہا کیون اے مادر مہربان خیر تو ہے مین آج آپ کو عجب کیفیت مین پاتا ہون
آج کل قبلہ و کعبہ بیان نہین جو ارشاد ہو آنکھون سے بجا لاؤن آپ کو اسوقت عجب رنگ مین دیکھا یہ
کہتے ہی صرصر بے اختیار رونے لگی کہا اے نور نظر تجھے جو قلب پر صدمہ ہے منھ سے نہین نکل سکتا کل مین نے
وہ کیفیت سُنی کہ شب کو کھانا بھی نہین کھایا اسوقت تک وہ طبیعت پر گرانی ہے یہی جی چاہتا ہے کہ جان دیدون
بس یہی ارادہ ہے کہ جا کر دشمنون کو قتل کرون اور اُس معشوقہ پریچہرہ کو اس بلا سے بچاؤن کل ایک تاجر
آیا کنیزون کی معرفت اُسنے اسباب ضروری پیش کیا مین نے اُسکو در دولت پر بلوایا اُسنے سُنا کہ اندر ملکہ
صرصر شمشیر زن ہین تو اُسنے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو یاد ہوگا مین اکثر ہوشربا مین بھی آیا آپ کی معرفت لاکھون
روپیے کا اسباب بیچا ایک معاملہ دیکھکر آیا ہون کہ جسکے بیان سے قلب تھراتا ہے خیال سے کلیجہ منھ کو آتا ہے ملکہ حیرت
شاہزادی خوشرو زوجۂ افراسیاب جادو و دختر بلند اختر شاہنشاہ حیات کہ جسنے کبھی نام رنج و غم
بھی نہ سُنا ہوگا اُسپر کیا کیا مصیبتین پڑی ہین بعد فتح خورشید نگار خوف جان سے نکل بھاگین سو کنیزون کے ساتھ

نہین معلوم کہان کہان بھرین کیا کیا مصیبت اُٹھائی سات کنیزین صرف ساتھ رہگئین کچھ مصیبت اٹھا کر مرین کچھ
بھاگ گئین ایسے وقت مین ساتھ دینا بڑی جرأت کی بات ہی رفتہ رفتہ ظلمات مین پہونچین وہان کا بادشاہ عالیجاہ
سحر و ساحری مین کامل فوج و روپیہ دولت سب اُسکے پاس موجود کوئی ہمسر نہین شاہنشاہ شمشش کا بھانجہ وہ
ملک اُسنے اپنے قوت بازو سے آباد کیا سرا مین جاکر ملکہ اُترین بھٹیاری بھی اس شاہزادی کو یہ ساتون
کنیزین بھگا کے لیے جاتی ہین اُسنے جاکر کوتوال سے کہا کوتوال نے آکر کلمات سخت کے کنیزین رونے لگین پکار کر کہا
اے ملکہ عالم یہ بیجا کوتوال ہماری آبرو لینا ہے ملکہ حیرت کے منہ سے نکلگیا کہ تمھارے ہاتھ پاؤن ٹوٹگئے ایک کنیز
نے غصے مین کوتوال کو طمانچہ مار دیا سر اُسکا اُڑگیا اسقدر فساد برپا ہوا کہ ملکہ حیرت جادو خود کوٹھری سے
نکل پڑین اور سحر کرنے لگین زوجہ شاہ یعنے انجمن افروز بھی یہ خبر سُنکر چڑھ آئی کنیزین تو انکی قتل ہوئین اکیلی
ساری فوج سے لڑین آخر انجمن افروز کو مارا عقاب ابر سوار بھی محبت مین زوجہ کے چڑھ آیا مکر سے
ملکہ حیرت کو گرفتار کیا برسون وہان قید رہین آخر عقاب سے یہ عہد وپیمان ہوا کہ اگر تو میرے شوہر کے
قاتل کا سر مجکو دے عملداری ہوشربا کی ملے تو وصل تیرا قبول کرون وہ عاشق زار تھا اُسنے قبول کر لیا بلکہ کہا
قتل مسلمانان کتنی بڑی بات ہے مین فوراً سب کو قتل کرڈالونگا ہوشربا مین آپ کا جلوس کراؤنگا اس عہد و پیمان پر
تخت نشین ہوئین وہ لشکر لیکر چلا راہ مین ایک بادشاہ شمشش کا نواسہ موسوم بہ قیصر سحر طراز وہ ملاقی
ہوا یا تخت پر ملکہ حیرت کو دیکھا جمال تو اُنکا عابد کش زاہد فریب ہے دل وجان سے عاشق ہوگیا صاحب اقتدار
تھا اپنے ندیم کو بھیجکر ملکہ کو جبراً منگایا آپسمین دونون سے بڑے بڑے فساد ہوئے طبل جنگی بجے لاکھون ساحر
مارے گئے عقاب اپنے مقام پر بیٹھ گیا قیصر سحر طراز کو بھی معلوم ہوا کہ ایک پر ایک غالب نہین آسکتا دونون ساحر
زبردست ہین اب لڑائی موقوف ہے آپسمین نامہ و پیام ہو رہے ہین عقاب کہتا ہے ملکہ حیرت جادو کو دیدو
قیصر کا قول ہے کہ حیرت میری جان کے ساتھ ہے اپنے یہان ملکہ حیرت کو قید کیا ہے سخت آزار دیتا ہے کہ یہ
میرا وصل قبول کرین مگر حیرت نہین مانتی اے فرزند یہ حال سُنکر سخت قلق ہوا افسوس حیرت جادو پر مصیبت پڑی
کہ دشمن کے یہان قید ہین سو مین نے اب یہ ارادہ کیا ہے کہ مین جاؤن اُنکے ملت و مذہب سے کچھ واسطہ نہین
ملکہ حیرت کے نمک کا پاس ہے ہمارا گوشت و پوست اُنھین کے نمک سے پرورش ہوا جسنے بڑے آرام اُٹھائے
میری بڑی قدر کی تمھین جاکر عیاری کرون جس طرح ہوسکے اُنکو قید دشمن سے چھڑا دون رہا کرکے اول سمجھاؤن
کہ حلقہ حمزہ صاحبقران کے شریک ہوجیے اگر نہ مانا اُنکو اپنے نفس کا اختیار ہے جہان چاہے جائین بلکہ
راستہ ملک حیات کا بتادون کہ وہان چلی جائیے یا جو اُنکے ذہن مین ہو وہ کرین مین نمک سے ادا ہوجاؤن
اس طرح صرصر شمشیر زن نے بیان کیا ناظرین کو یاد ہوگا ہوشربا مین لکھ چکا ہون کہ چالاک بن عمرو
ملکہ حیرت جادو پر عاشق ہے اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی کہا اے والدہ ماجدہ آپ کیون تکلیف کرین مین جاتا ہون
رہا کرکے اُنکو لاتا ہون یہان لاکر کنیزان رومی و حبشی اُنکی خدمت مین حاضر کرون صرصر نے سر جھکا لیا کہا اے
فرزند اگر تم قصد کرو اور مجکو بھی ساتھ لیلو تو ایسی عیاری بن پڑے کہ چلتے ہی رہا کرلین دشمن کو قتل کرین
چالاک نے کہا میری مجال نہین کہ مین آپ کو تکلیف دون افسوس یہ ہے کہ آج کل قبلہ وکعبہ بھی یہان
نہین ہین مین چچا اصبر بن عمرو و خنجر گذار کو اپنے مقام پر مقرر کرکے آج ہی جاؤنگا بہت جلد واپس آؤنگا جب
آپ سے آکر عرض کرونگا صرصر نے کہا کہ اختیار ہے اور بھی دس پانچ عیار ساتھ لیجاؤ چالاک نے کہا

اس سفر مین کسی کا ساتھ ہونا بہتر نہین آپ اطمینان رکھین ہرگز قصد نکرین مین آج ہی جاؤنگا بانہاے عیاری
جو صرصر نے نکالے تھے وہ چالاک نے سب بند کرا دیے اپنے نزدیک صرصر کو بہت سمجھایا کہ آپ ہرگز قصد
نکرین مین جاتا ہون آپ سے رخصت ہوا اب لشکر مین مجھکو کھانا پانی حرام ہی اس سے بڑا کون کام ہی اگر
خدا نے چاہا ہار کے آپ ہی کے پاس لاؤنگا آپ مسلمان ہونے پر سمجھائیے گا اگر اپنی غلامی مین مجھکو قبول کرین
شرف کونین حاصل ہو آپ کے تصدق سے تسکین دل ہو صرصر نے کہا بیٹا خدا حافظ پروردگار عالم تجھکو
مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے عیاری تمھاری جانتے ہی بن پڑے کہ وہ گرفتار زندان مصیبت
رہائی پائے چالاک ملکہ صرصر سے ملکر باہر نکلا دیکھا کہ برق آتا ہی برق نے سلام کیا چالاک نے سب
کیفیت برق سے کہی برق نے کہا خلیفہ صاحب مین بھی ساتھ چلونگا چالاک نے کہا ہرگز تمھارا چلنا مناسب
نہین مین کسی کی مدد کا طالب نہین یہان دودہ زنگی سے مقابلہ ہی اور دیکھا تمنے کہ سرہنگ عیار دودہ زنگی
کا درپے آزار ہی تم اسکو روکنا بادشاہ کی حفاظت واجب و لازم ہی تمھارے سوا اور مین کس سے کہون کوئی
لایق مقابلۂ سرہنگ عیار فتار نہین ہی برق چپ ہو رہا دل مین سوچا مین ضرور جاؤنگا چالاک نے
اسی وقت جواہر کو الگ بلایا کہا چندے عہدۂ نیابت کا کام کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون کنارے
لنگر بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے یکہ و تنہا طرف سرحد ملوکیہ کے روانہ ہوا ایک طرف سے صورت
بدل کے برق بھی چلا مگر بعد روانگی ان دونون کے صرصر کو خیال آیا کہ ایسا نہو قیصر بڑا زبردست ساحر ہی
چالاک پر کوئی افتاد پڑے عیاری نہ بنے تو ای صرصر آکر خواجہ عمرو مجھپر غصہ کرینگے یہی فرمائینگے کہ تمنے
میرے فرزند کو میرے ہاتھ سے کھویا اسوقت مین کیا جواب دونگی اور جس جانبازی کے ساتھ مین کام کرونگی
کسی سے نہ ہوسکیگا مجھپر حیرت کا حق ہی یہ سوچکر شب کو ایک کنیز کو اپنی شکل بنایا کہا تو میرے طور پر خیمے مین
بسر کرنا مین جاتی ہون یہ کہکر شب کو صرصر بھی روانہ ہو گئی کہ ان تینون کا حال یعنے چالاک و برق
و صرصر کا وقت پر ذکر کرونگا اول مہتر برق فرنگی کہ برق نام ہی تڑپنا اسکا کام ہی نشان تو پوچھ ہی لیتا
منزلین طی کرتا ہوا تھوڑے ہی عرصے مین لشکر عقاب مین پہونچا دیکھا لشکر گران فرد کش ہی اب عقاب نے
صحت پائی ہی دربار مین آکر بیٹھا یہی ذکر رہا ہی کہ کیون صاحبو میان قیصر کی وہ ہی سرکشی ہی اب مین طبل جنگی
بجواؤنگا مقابلہ کرونگا برق بشکل خدمتگار بارگاہ مین کھڑا رہا سب حال دیکھا دل سے کہا عقاب کا مقرب کون ہی
کلنگ ببر سوار کو دیکھا کہ یہ پہلو مین عقاب کے بیٹھا جنگ کے نیک و بد سمجھا رہا ہی کہتا ہی ای شہریار
سحر مین قیصر کسی سے کم نہین ہی لشکر بھی اسکا مثل لشکر حضور بیشمار ہی ساحر بھی بڑے بڑے زبردست ہین مین
عرض نہ کرونگا کہ حضور طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرین اگر نامہ و پیام مین مطلب نکل آئے بہتر ورنہ آج شب کو سوچکر
عرض کرونگا یہ کہکر اٹھا برق نے اسکا پیچھا کیا جب کلنگ اپنی بارگاہ مین گیا برق بھی خدمتگار کی صورت بنا ہوا
اسکی بارگاہ مین پہونچا جاتے ہی سلام کیا کلنگ نے پوچھا کیون خیر تو ہی برق نے کہا شاہنشاہ نے کچھ
پیغام بھیجا ہی سمجھکر جواب دیجیے اور یہ چند دانے انگور کے مرحمت فرمائے ہین اور فرمایا ہی کہ یہ ہمارے باغ
سے آئے تھے آپ بھی نوش کیجیے سرحد ظلمات مین ایسے انگور نہین ہوتے یہ کہکر چند دانے پیش کیے کلنگ
بہت خوش ہوا کہا میری جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہ حضور مین اسی فکر مین مصروف ہون اب جو
دربار مین آؤنگا کچھ صلاح نیک دونگا برق نے کہا انگور تو نوش فرمائیے رکھنے سے یہ خراب ہو جاتے ہین

شیرہ خشک ہوتا ہے کلنگ نے کہنے سے برق کے دو دانے کھائے جیسے ہی وہ دانے شکم میں پہونچے گھبرا کر کہا ارے یہ کیسے انگور تھے مجھے پیاس لگی ہے برق نے پتھیل پانی میں بھی بیہوشی دی اب کلنگ بیہوش ہوا برق نے کلنگ کو ایک صندوق میں بند کر دیا اسی کی شکل بنکے دربار میں آیا عقاب بیقرار تھا بیٹھا شعر عاشقانہ پڑھ رہا تھا مخمسہ

ایک مدت ہو چکی دیکھا نہیں ہے روئے دوست
بیخودی میں ہر گھڑی ہے دھیان سیر کوئے دوست
عالم خود رفتگی میں ہے یہ جستجوئے دوست
تار تار پیرہن میں بسکہ ہے بوئے دوست
مثل تصویر نہالی میں ہوں پہلوئے دوست

ہے بیاض اسکی جبین میں صورت نور سحر
رنگ ہے رخسار گلگون کا شفق ساں سر بسر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروئے دوست

اسکے ملنے میں ہیں کیا کیا عشوہ و انداز و ناز
ہے شروع عشق کا فرہیں بلا سوز و گداز
مو شگافی ہو سکے کیا ہے ابھی پردے میں راز
ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی ترے نہیں گیسوئے دوست

الفت پردہ نشین میں ہے گرفتار بلا
جتنا شوق دید اسکا مجھے غالب ہوا
ہے یہ آئینہ تصور ہے مقرر رو نما
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئنہ کو سینہ صافی نے دکھایا روئے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سودائے گیسوئے دوتا
عمر بھر حسرت رہی سلجھایئے زلف رسا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی میں واحسرتا
واہ رے شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہائے موئے دوست

کوچۂ سفاک میں لاکھوں کھڑے ہیں جان نثار
کون لوٹے دیکھیے باغ شہادت کی بہار
نازکی و ناز قاتل سے یقین ہے بار بار
دو میں لینگے زخم کاری سے تو حسرت ہے ہزار
چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازوئے دوست

زندگی میں عمر بھر اُس گل سے تھے ہم لب بلب
اب جو ہے اُس گلبدن کا کنج مرقد میں غضب
یاد کرتے ہیں جو گلزار جہاں ہے یہ سبب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوئے دوست

تند باد دہر کا ہے خاکساروں پر ستم
حیف کوئے یار میں جمنے نہیں دیتے قدم
دل کو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہے الم
یاد کرکے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہم
جب اڑاتی ہے ہوائے تند خاک کوئے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دلبر نادان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اُس بلائے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوئے دوست

کلنگ نقلی نے آکر سلام کیا عقاب نے کہا کیوں اے کلنگ دیکھو تو میرا یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے جی چاہتا ہے گریبان پھاڑ کر جنگل میں جاؤں خاک اُڑاتا پھروں کلنگ نقلی قدموں سے لپٹ گیا کہا حضور ایک تو لکھیں آخر میں اُسمیں یہ لکھیں کہ اسی سردار کی صلاح سے یہ نامہ بھیجا ہے مگر قبول کرنا یہ ہمارا رفیق قدیم ہے جو یہ کہے عہد کریگا میں دل و جان سے قبول کرونگا عقاب نے بموجب فرمایش کلنگ نقلی نامہ لکھا آخر کو جو کہا تھا وہ سب لکھ دیا برق فرنگی نامہ لیکر ٹہلتا ہوا لشکر قیصر میں آیا پوچھا دربار میں شاہنشاہ تشریف رکھتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں ابھی تشریف لائے ہیں رات بھر خدمت معشوق میں مصروف تھے ہونگے ہوش و حواس پراگندہ مضطر بدحواس معشوق پر تو زور نہیں چلا اب ملازموں پر غصہ اتار رہے ہیں کسی کو جھڑکی کسی کو گھرکی کسی کو غصے میں حکم دے رہے ہیں کہ ہمنے تمہیں نوکری سے پھرا دیا ہمارے لشکر سے نکل جاؤ ہم لوگ پریشان حیران ہیں کہ کیا کریں برق یہ سنکر گھبرا گیا پوچھا معشوق کو کیا ہوا ہے اندر کہا ہے خدمتگار نے کہا یہ آپ کو خبر نہیں یہ دیوار بنائی ہے کہ یار کوئی نہ جاسکے بڑے بڑے انتظام ہیں دس ہزار ساحر اُس طرف رہتے ہیں اب برق کو

پڑا اثر دہ ہوا اگر سوچتا ہوا اندر آیا قیصر کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامۂ عقاب ہاتھ مین قیصر کے دیا کہا
اسکو پڑھیے اگر مناسب ہو عمل کیجیے ورنہ پھر مین عرض کرونگا قیصر نے پڑھا وہی مضمون تحریر تھا کہ ملکہ حیرت کو
حوالے کر دو ورنہ قیامت برپا کرونگا قیصر ہنسنے لگا مگر وہ ہنسی بھی مثل رونے کے تھی کہا اے کلنگ اگر ایک دن ملکہ
کو نہ دیکھون جان پر صدمہ گزرتا ہے بھلا کیونکر حوالے کرون کوئی جان کا جانا گوارا کرتا ہے کلنگ نے کہا
بہت بجا ارشاد ہوا افسوس کرتا ہون کہ ساری آفت مین نے برپا کی مالک کو ایسا نا قدر سمجھا تھا کہ کوئی عہدہ ملا
نہ کچھ نقد حاصل ہوا مفت چرب زبانی کر کے بلا مین پھنسے اگر آپ تخلیہ کرین تو مین کچھ حال دل بیان کرون کیا
تعجب ہے کہ وصل حضور کا ساتھ ہو دشمن کو حاصل پریشانی ہو تب میری قدر کرینگے مگر پھر مجکو کہان پائینگے اس طرف
منھ کر کے پیشاب نہ کرون ایسے مالک کا منھ نہ دیکھون اگر کوئی نام لے تو سو باتین سناؤن قیصر نے تخلیہ کیا
کہا بھائی کہو مین تو تمہارا تابعدار ہون میری تو اب یہ کیفیت ہے مخمس

تم تو گیا ہو نہ نہین پھول کبھی گلشن مین
ڈالو برقع تو ہو رونق بھی رخ روشن مین
خون رگ رگ کا سمٹ آیا رگ گردن مین
یہ کس شعلۂ نقصان کی ہین ٹھوکر کھائے
گرد مین بیٹھنے لگے کیون شہدا مدفن مین
انکو تکلیف نہ دے باغ کی اے فصل بہار
ایک دن جان نکل جائیگی اس انجمن مین
قتل میرا جو ہو منظور تو جلا دے کہہ
لوگ بجھا چکے جو یہ داغ رہا دامن مین
حال یون پہونچیگا میرا تجھے اے پردہ نشین
سوج آبلے نہ نکلنے سے تری گردن مین
ناز ہے دامن یوسف پہ زلیخا کو صفیر

نقش کفنا دے مرے خون بھرے پیراہن مین
نور ہوتا ہے فزون شمع تہ دامن مین
مار ہی ڈالیگی یہ زندگی اجیرن مجھے
ناچتے پھرتے ہین ہر سمت بگولے بن مین
تیرے وحشی کو بہی وضع پسند آئی ہے
پھول مرجھا جائینگے مرجھا کے ابھی گلشن مین
غیر لڑنے مین جلا قبر پہ میرے نہ چراغ
حشر تک روح رہیگی ترے احسان مین
الفت دوست کے ساتھ اپنی عداوت ہے شریک
تکمہ کے چپکے سے رکھ آؤنگا کسی روزن مین
انکو بازیب مبارک ہمین زنجیر جنون
ایسے ہوتے ہین بہت مین مرے پیراہن مین

بلبلو دل سے جو مصروف ہوا ہین شیون مین
دیکھ لیگا کوئی رکھ جلد مجھے مدفن مین
خود ہے کشتہ جو وہ قاتل عشاق جھکا
رشتۂ جان ہے کہ پھانسی ہے مری گردن مین
شاید آتا ہے پے فاتحہ وہ حشر خرام
دل کے سو ٹکڑے ہوئے ہون چاک ہے پیراہن مین
مرغ دل زلف کے پھندون مین پھنسا جاتا ہے
عطر فتنے کا ملا پا ہے گیا روغن مین
اپنے کپڑون سے نہ تو پونچھ مرے سرخ لہو
اب تو خلوتکدہ اپنا ہے دل دشمن مین
جلنے دے بس مرے مرنے کی خجالت کیسی
وہان تجھ مین ہے تو یہان چمن چمن مین
کوئی ساعت ایسی نہین کہ مجکو چین ہے

کوئی رنگ نہین ہے کہ غنچۂ آرزو کھلے کھانا پانی چھوٹا نیند رات بھر نہین آئی کون سی صبح ہے کہ گریبان چاک نہین ہوتا
کون سی شام مصیبت ہے کہ سیاہ پوش نہون کلنگ نقلی نے اشک حسرت پاک کیے کہا حضور جب میان عقاب
نے ملکہ حیرت جادو کو مکر سے پکڑ کر قید کیا بڑے بڑے عقلائے کاملین سحر ساز دن بھر اُس آہوے وحشی کو
جا کر سمجھاتے تھے مگر جواب پاتے تھے آخر آپ کا یہ غلام تنہائی مین پاس اُس سرکش کے گیا ظاہر مین دست بستہ
تب یہ حال کھلا کہ یہ زوجۂ افراسیاب جادو بادشاہزادی طلسم ہوشربا کی ہے تب مین نے اس طرح
سمجھایا کہ اے ملکۂ عالم اس پر راضی ہو جائیے ایسا سمجھایا کہ اُنکے بھی ذہن مین آیا عہدنامہ لکھا گیا اُسپر
مہر ہوئی اگر آپ مجکو بھیجین ایک گھڑی بھر تنہائی مین کلام کرون اُسی عہد پر راضی کر دون میان عقاب کو تو
مین نے یون اُڑا دیا آپ سے پہلے شادی کرا دونگا کہ شعبدہ حسن ہو جائے بوجہ احسن وصل ہو تب میرا کلام اصل ہے
آپ کے پہلو مین اُسکو سلا مین مرہ فرمائیے اب تو مین کھٹک چکا ہون مطلب کی بات لکھوا لونگا قسم بھی کھا لیجے
قیصر پھڑک گیا بیان پر میان برق کے تڑپ گیا برق نے تڑپ تڑپ کے جو یہ باتین کین وصل کے سامان بیان کیے

کہ کیون اے شاہنشاد کوئی باغ آراستہ کر لیئے گا خاص چمن مین چھپر کھٹ بچھے نرگس شہلا آنکھین بند کرلے قمری کو کو
بھولے سرو بے ثمر آپ کے فیض سے پھل پاوے سوسن زبان درازی چھوڑ دے صبا ہواے شوق مین سے چلنے
سے باز رہے جوانان چمن کو رشک ہو ہر قطرۂ شبنم رشک اشک ہو بلبل شیدا رنگ و بوے گل سے بیزار ہو جائے
ہر خار کو صفت آپ کے وصل کی نوک زبان ہو روز اول آپ کی حکایتین شکایتین گذشتہ کا بیان ہو نا معشوق پری چہرہ
کا شرمانا ہر بات پر منھ چھپانا اصل بات پر حجاب کرنا عجب لطف ہونگے ہر چمن مین کنیزین دست بستہ حاضر رہنگی
اصل مقدمے کی کب ناظر ہونگی مین بھولا بھولا پھرونگا میان عقاب کی مشکین باندھ لاؤنگا اُنسے توبہ کراؤن
آپ کے سامنے مشکین باندھ لاؤن جب آپ کا رفیق ہوا کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا مگر ارشاد ہو کہ میرے
لیے کیا سرفرازی ہوگی خوب شراب بازی ہوگی اُس دن تو چند جام نوش کرکے لڑکھڑاتے ہوئے پلنگ پر
جائیے گا آپ ایسا عاشق ملکہ حیرت ایسی معشوقہ پری چہرہ وضعدار طرار و قرار جب آپ اور وہ دونون
فکر سحر کرینگے میان عقاب بھاگتے نظر آئینگے اول تو یقین کامل ہے کہ آپ ایسے جوان پر کون عورت مائل
نہو گی یہ کالی کالی صورت ناک بھی بڑی ہے آنکھین یہ چھوٹی چھوٹی ہمکو تو بہت پسند ہین ہماری نگاہ سے ایسا
جوان وضعدار ظریف قوم کا شریف کمسن ساحر پر فن نہین گذرا ہے اُسکے بھی دل مین وصل کا حوصلہ ہوگا
مگر نہین معلوم آپ سے کیا بے اعتدالی ہوئی کہ جو اُسنے انکار کیا سب حال مین دریافت کرونگا مجکو بہت
جانتی ہین مدت مدید سے جانتی ہین خوب آگاہ ہین کہ یہ ہمارا خیرخواہ ہے قیصر نے کہا اے کلنگ ببر سوار
مین نے بڑی تدبیر کی ہے کہ یہ سامنے پہاڑ سحاب دیوار سحر بنائی ہے یہی چاہتا ہون کہ آنکھون سے اُسکی
خدمت کرون مجکو عہدۂ نیابت دیا ملک و مال کا تمھین کو اختیار ہے لڑائی مین مجھین کو انتظام دونگا مین تو اب
کنارے بیٹھ رہونگا برق نے کہا حضور تمام دنیا مین آپ کی عملداری کرا دونگا اور مسلمانون کا گرفتار کرنا
کچھ مشکل نہین ایک سحر مین سب کو بیکار کر دونگا جس شخص کے نام سے سب کانپتے ہین پہلے اُسی کی فکر کرنا ہوگی
کہ عیاری نہ ہوسکے حضور عیار بلا کے ہوتے ہین کہ باپ کے سامنے بیٹا بنکر آئین لاکھون مین عیاری کرین
مین وہ تدبیر کرونگا کہ نام عیاری کوئی نہ لے قیصر نے فوراً کلنگ ببر سوار نقلی کو تخت پر بٹھایا اُڑا کر لیچلا جب
قریب دیوار کے آیا وہ جانور دیوار پر بیٹھے پھر کر رہے ہین اُنھون نے آواز دی کون آتا ہے قیصر نے
جواب دیا کہ مین ہون ایک طائر نے صدا دی کہ آپ کے ساتھ کون ہے مجکو کھٹکا ہوتا ہے خود بخود دل کو
اضطراب ہے مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہے قیصر نے کہا میرا دوست صادق محب واثق نیا کار گزار
صاحب اختیار وزیر اعظم محرم و منتظم ہے طائر چپ ہو رہا اتنا جواب دیا کہ دل کھٹکتا ہے قلب مثل ماہی بے آب
پھڑکتا ہے قیصر تخت کو اُڑا کے دیوار کے پار ہو گیا طائر چیختا ہی رہا کہ میرا دل نہین چاہتا کہ یہ شخص آپکے
ساتھ جائے قیصر نے کچھ اشارہ کر دیا تو وہ طائر اُڑنے لگا تھا یا دیوار پر بیٹھ گیا آخر مین یہ کہا کہ ہماری
بلا جانے برق فرنگی کے ہوش اُڑ گئے مگر سر جھکائے بیچارا دل مین کہتا ہے بلا کا سحر ہے خدا اس آفت سے
بچائے خیر نکل تو آئے دیکھا جائیگا قیصر کلنگ نقلی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے دربارگاہ پر آیا ساحرون نے
پوچھا حضور یہ کون صاحب ہین قیصر نے کہا میرے بڑے مصاحب ہین اب سب مشکلین آسان ہونگی قریب
بارگاہ کے آکر کہا اندر جاؤ تنہائی مین حیرت سے باتین کرو خانۂ دل اُسکا میری محبت سے بھر دو جو تمنے کہا
ہے وہ کر دکھاؤ مجکو غلام حلقہ بگوش بناؤ برق نے کہا حضور یہین ٹھہرین قیصر کرسی بچھا کر بیٹھ گیا برق

تڑپتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو زبان مین سوزن سرنگون غم سے کلیجہ خون اور وہ عارض انور کہ جنپر پھولون کو رشک تھا صدمے سے مرجھائے ہوئے آنکھین جو نرگس شہلا تھین اب وہ نرگس بیمار ہین چہرہ اداس عالم یاس ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین اشارون مین یہ اشعار حسرت آثار پڑھ رہی ہین نظم

عدو سے دل نے چھپایا تھا جان من مجکو
جب آئے شرم بتاتے ہوئے دہن مجکو
امید دیکھئے کہتی ہی دلمین کثرت یاس
خدا کی شان نہین باغ مین چمن مجکو
وہ دل ہون آتے ہین شاکی مری نگاہون کے
کہ اتنو بھاتے ہی کھاتا ہی پیرہن مجکو
ابھی تو خاک مین ملتا تھا قبر مجنون پر
بکار لیجیو ای قیس دکو ہکن مجکو
جلال کوئی جو آتا ہی مجھ دلیسا ہون

اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو
تری تمام ادائین نے کی ہو دلمین جگہ
دلن مین بسنے نہ دینگے یہ ہم دلمن مجکو
ذرا سی اپنی اڑھاتے گئے وہ صبح وصال
کہ روک رکھتے ہین یہ بنگلے راہزن مجکو
لحد سے وحشت دل لیگئی کدھر لیکن
کہان جنون مین لگا لیجئے ہرن مجکو
گذر کے دیر سے ای شیخ کعبے پہونچونگا
کہ آپ ملتی نہیں اپنی انجمن مجکو

زبان حال مین کیا دے وہ سخن مجکو
دکھا رہا ہی یہ آئینہ انجمن مجکو
اثر کی بو گل داغ جنون ذرا بھی دین
سمجھئے کشتۂ حسرت دیا کفن مجکو
ارادہ جامہ دری کا ہی چھوڑ ناصح بانجھ
نکلکے ڈھونڈھ رہا ہی مرا کفن مجکو
جو راہ عشق مین پیش آئے کچھ نہین مشکل
یہ راہ ٹھیک بتاتا ہی برہمن مجکو
آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین

شاید اس وقت اپنے جاہ و جلال کا خیال ہی کنیزین سمجھا رہی ہین کوئی تلوے سہلاتی ہی کوئی صدقے قربان جاتی ہی مگر حیرت اشارون سے منع کرتی ہی کہ میرے پاس سے ہٹجاؤ میرے قریب نہ آؤ برق فرنگی نے پکار کر آواز دی اب کنیزین اس وقت ہٹجائین ہمین تنہائی مین کچھ باتین کرنا ہین کنیزین سب باہر گئین مگر ایک کنیز بڑی شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ ایک گوشے مین چھپکر جا بیٹھی کہ دیکھون یہ نئے میان کیا باتین کرتے ہین اب برق نے دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو کے تیور پر بل پڑا اس خیال سے کہ یہ مرد تنہائی مین مجھپر ایسا نہو کہ دست اندازی کرے ای حیرت عورت کو بڑی مشکل ہی ذرا بیطور ہاتھ لگا دیا عصمت مین فرق آیا دیکھین اب آبرو کیونکر بچے کون ہمین چھڑائیگا کون اس غربت مین مدد کرنے آئیگا برق نے جھککر سلام کیا عرض کی کہ ای شاہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی یہ کیا سرکشی ہی کہ اپنے کو اس مصیبت مین پھنسایا چاہنے والا نہین ملتا قیصر کی آپ پر جان جاتی ہی غلام جو آپ کو اس حال مین دیکھتا ہی دل گھبراتا ہی ملکہ حیرت جادو نے کچھ جواب نہ دیا کسی طرح سے برق فرنگی نے سمجھایا مگر ملکہ حیرت کچھ نہ بولین تیور پر بل پڑا منھ پھیر لیا تب برق نے عرض کی آپ نے اپنے خیرخواہ کو نہین پہچانا اپنے خلیفہ کی طرف سے آیا ہون بڑی بڑی مصیبتین اٹھائی ہین اب آپ کو نکال لیجاؤنگا جب تو ملکہ حیرت جادو نے گھبراکر اشارہ کیا ارے تو کون ہی برق نے اپنا نام بتایا کہا ای ملکہ عالم آپ کی خبر لشکر اسلام مین پہونچی ہمارے خلیفہ صاحب یعنے چالاک کو بڑا قلق ہوا مجھسے ذکر کیا مین چل نکلا شکر ہی کہ آپ تک پہونچا اب آپ کو رہا کر کے لیجاؤنگا مگر اب چلکے ہمارے خلیفہ صاحب کو شاد کیجیے دھوم سے عقد ہو ہو بہو خواجہ عمرو کی کملا دیہم سب عیار شریک ہون ای سرو خرامان باغ حسن و جمال ای تیر تابان آسمان جاہ و جلال یہ نہ خیال فرمائیے گا کہ خدانخواستہ چالاک بن عمرو عیار حقیر ہی منظور نظر صاحبقران صاحب جاہ و توقیر ہی صاحبقران زمان اپنی زبان معجز بیان سے اکثر فرزند دلبند فرماتے ہین اپنے تلنگوارا دن کی آبرو بڑھاتے ہین چالاک کے دست حق پرست سے بڑے بڑے کار نمایان سرزد ہوئے کیسے کیسے عیار گردبرد ہوئے ملک فرعونیہ پر مقابلے پڑے ملکہ یاقوت ملک کے مقابلے مین وہ عیاری سربیدان کی

کہ سب تنگ تھے کافر اپنی جان سے تنگ تھے مین تو آگے گلشن عیاری کا خوشہ چین ہون جہانتک تعریف کردن
زیبندہ و سزاوار ہی خواجہ خود اپنی زبان معجز بیان سے فرماتے ہین کہ میرے فرزندون مین جو چالاک نے
عیاری اور مرتبہ پایا وہ کسی عیار کو نہین ہاتھ آیا ای ملکہ عالم صاحبقران اپنی بہو فرمائینگے تمام محلات معلے
شادی مین آئینگے ملکہ گردیہ بانو و ملکہ مہر نگار تاجدار و ملکہ گیتی افروز دختر لقا و ملکہ جہان افروز زوجہ
بدیع الزمان و ملکہ مہر افروز زوجہ اسد نوجوان مادر غضنفر و نور بانو و طور بانو و ملکہ گوہر ملک
دختر گنجاب وغیرہ شادی مین شریک ہونگی آج کی شب انشاء اللہ تعالے آپ کے اقبال سے میان
قیصر کی گردن تونگا محفل کو مزبلۂ قصابان بنا دونگا حیرت ہنس پڑی کہا ای برق تمنے بڑا کمال کیا اس
حرامزادے نے میرے واسطے یہ مکان سحر بنایا ہی اس پار کوئی بے اُسکے حکم کے نہین آسکتا مگر مجھے اچھی طرح
یقین نہین آتا صورت اصلی دکھاؤ برق نے فوراً رنگ و روغن عیاری کا پونچھا صورت دکھائی اب برق
کو حیرت جادو نے بخوبی پہچانا موتیون کے مالے رکھے تھے ایک اُٹھا کر برق کو دیا کہا بھیا تمنے بڑا
احسان کیا ہماری اس غربت مین کون خبر لینے والا تھا عیار بچیان مسلمان ہو گئین تم سب صاحبون کے
ساتھ عقد ہوئے اب انکو ہمسے کیا کام بلکہ اگر نام سن پائین نفرت کرین ہمارے نام پر لعنت کرین خیر
اب جو کچھ خدا کو منظور ہوگا دیکھا جائیگا ای برق مجکو سب طرح مشکل ہی برق نے کہا ملکہ عالم مسلمان ہوکے
دولت کونین لے غنچۂ آرزو کھلے چالاک خواجہ عمرو کا نائب ہی بلکہ ہمسر خواجہ عمرو کہلاتا ہی صاحبقران اپنی روح
و جان بخشتے ہین حیرت نے کہا ای برق اب بار بار یہ بزرگیان بیان کرنے سے کیا فائدہ جو ہونا ہی وہ ہوگا
یہانسے نکلسی تو ہو برق نے کہا اب کتنی بڑی بات ہی آج شب کو جلسہ آراستہ کرکے سب کو بیہوش کرونگا
مار لینا قیصر کا بہت آسان ہی بس اُسکو مار کر تمہاری زبان سے سوزن لونگا یہ تو ظاہر ہی کہ تمکو کوئی
روک نہ سکیگا سحر تمہارا سب پر غالب آئیگا حیرت رونے لگی کہا ای برق تمنے وہ کام کیا کہ کوئی
ایسی جستجو نہ کرتا مگر اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے امید نہین ہی کہ ہم اس مصیبت سے چھوٹین
آرام پائین برق نے کہا ملاحظہ فرمایئے گا حیرت و برق سے باتین ہو رہی ہین مگر گلرنگ کنیز
دوڑی ہوئی پاس قیصر کے آئی کہا حضور آپ کسکو لائے ہین قیصر نے کہا کلنگ ببر سوار عقاب
کا نوکر میرا رفیق بنا اس وجہ سے مین ساتھ لایا ورنہ اس بار مین اپنے ہمراہ کسی کو نہین لاتا میرے سحر
بینے طائر نے اعتراض بھی کیا تھا مین نے نہین سنا گلرنگ نے کہا حضور کلنگ کیسا یہ تو ایک فرنگی
کھڑا ہوا ملکہ حیرت سے باتین کر رہا ہی کہ آپ کو چھڑانے آیا ہون قیصر کو مار دونگا یہ سنکر قیصر گھبرا گیا
بتعجیل تمام اُٹھا پردے سے جھانکا دیکھا کہ حقیقت مین ایک جوان فرنگی پتلون جاکٹ پہنے ہوئے لمبی ٹوپی
سر پر کمر مین ادھا شراب کا لگا ہوا قیصر نے کبھی برق کو دیکھا نہین مگر نام سنا تھا کہ عمرو کا شاگرد
برق فرنگی عیار ہی بس وہین سے اسنے ڈانٹا کہ او مکار غدار حیلہ ساز شعبدہ باز اب کہان جائیگا
برق فرنگی نے پلٹکر دیکھا کہ قیصر آپہونچا صدہا کنیزین چار طرف سے دوڑین جانتا تھا کہ سب کنیزین
جادوگرنیان ہونگی جسکو مارونگا مرنے سے اُسکے اندھیرا ہوگا مین نکلجاؤنگا ایک کنیز کو اسنے خنجر مارا
وہ لڑکھڑا کر گری مگر یہ کنیزین جادوگرنیان نہین ہین قیصر نے برائے خدمت ملکہ حیرت جادو مقرر کی ہین
برق سمجھا کہ اب اندھیرا ہو تو نکلون اندھیرا نہ ہوا گھبرا گئے جست کی قیصر نے سحر کیا برق زمین پر گرا

زمین نے پاؤن تھام لیے قیصر تلوار کھینچکر دوڑا برق نے کہا چراغ سلطنت روشن ہے میری کیا خطا ہے
مین نے کیا کیا مین تو آپ کی معشوقہ کو راضی کر رہا تھا قیصر نے غصے مین ایک طمانچہ مارا جب تو برق
کو غصہ آیا تڑپکیا کہا او پاجی یہ تو نے کیا حرکت کی بیشک مین برق فرنگی ہون تو نے سُنا ہو گا کہ سابق
مین ہمنے ہوشربا مین کیا کیا عیاریان کین آئے تھے تجکو مارنے اگرچہ حیرت کافرہ ہو مگر اسوقت بیکس و
بے بس ہو کوئی معین و مددگار نہین سلطنت اُسکی بھی افراسیاب جادو قتل ہوا اب سوائے ہمارے اُنکا
کوئی معین و مددگار نہین منظور ہوا کہ جا کر تجکو مارین اس بے خطا کو تیری قید سے چھڑائین گرفتار ہوگئے پاپوش
ہے اب تو زندہ نہ بچیگا انشاء اللہ ہمارے خلیفہ صاحب مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو اُستاد ہماری ملکہ صرصر
یہ سب تیرے قتل کرنے کو آئینگے ملکہ حیرت جادو کو ضرور تیری قید سے چھڑا لینگے قیصر بہت جھلا گیا قصد کیا
کہ قتل کرون فیروز جادو کہ صلاح کار ہے اُسنے کہا ابھی قید کیجیے آپ سُنتے ہین کہ لشکر اسلام مین خبر پہونچگئی مگر
اب اپنے ساتھ کسی کو اس پار نہ لائیگا قیصر بے اختیار ہو گیا کہا اے وزیر اعظم عجب طرح کی مصیبت ہے کہ عقاب
ساتھ لاکھ لشکر سے فردکش ہے ملکہ حیرت کو مانگتا ہے مقابلے پڑے بڑی بات یہ ہے کہ سحر و ساحری مین اُسنے مجکو
کم نہین پایا ورنہ اب تک قلعہ برباد و فنا اُڑا دیتا وہ بھی سمجھ چکا کہ جنگ نہ دو سردار دہر مین قیصر کم نہین ہے آئندہ
سامری و جمشید جسکو فتح دین ورنہ وہ تامل نہ کرتا معشوق سرکش کسی طرح مجکو قبول نہین کرتی مین نے
اس عہد کو بھی قبول کیا کہ جس اقرار پر تمکو عقاب لیچلا تھا وہ سب اقرار مین بھی کرتا ہون مگر وہ سوائے
سرکشی کے جواب باصواب نہین دیتی بلکہ یہ پیام ہے کہ مجکو قتل کرے ایسا دل کہانسے لاؤن کہ ایسی محبوب معشوق
کو قتل کرون کٹین وہ ہاتھ جو اُسپر خیال بد سے اُٹھاؤن پھوٹین وہ آنکھین کہ بُرائی سے دیکھون مگر افسوس اُس
ظالم کو میرا بالکل خیال نہین یہ کہکر فیروز جادو سے کہا تم اسکو باطمینان قید کرو سامنے عقاب کے لشکر
کے اس ظالم کو قتل کرونگا کس تدبیر سے یہانتک آیا کہ مین خود لایا ورنہ مین نے وہ سامان کیا ہے کہ سامری
و جمشید بھی اس پار نہین آسکتے بڑے بڑے ساحر دفع کرنے مین میرے سحر کے زبان نہین ہلا سکتے فیروز جادو
اسی پار رہتا ہے ایک خیمے مین لاکر برق فرنگی کو قید کیا مگر اب حال سُنیے ملکہ صرصر شمشیر زن کا کہ یہ جو
لشکر سے چلین صورت بدلے ہوئے مردانہ بھیس کیے جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہے قضاے کار ماہور نیرنگ ساز
سردار قیصر کا ایک دن گھبرایا قیصر سے کہا اے شاہ بڑی مشکل ہے کہ آمد و رفت اس راہ کی آپ نے بند کی
موقوف رکھی ہے اگر ہمکو ضرورت ہو تو کیا کرین تڑپ تڑپ کے مرین میرا جی گھبراتا ہے کوئی نشانی دیجیے کہ جسکے
ذریعے سے مین اُس پار جاؤن جب جی چاہے چلا آؤن دن کو تو صید و شکار مین مصروف رہین شب کو واسطے
نگہبانی کے یہان رہین قیصر نے ایک انگوٹھی اپنی انگلی سے اُتار کر دی کہ یہ تمھاری دستگیری کریگی جب
قریب دیوار پہونچنا اُسمین جنبش ہوگی طائرون کو تمھارے روکنے مین کوشش ہوگی زمزمہ سرائی کرکے
شعلہ ہاے آتش منھ سے نکالینگے یہ انگوٹھی سامنے کرنا آتش سے بچوگے اسی طرح جانا اسی صورت
سے پھر واپس آنا رنج و ملال نہ اُٹھانا ماہور نیرنگ ساز نے وہ انگوٹھی لے لی یہ کہکر چلا کہ غلام آج
واسطے شکار کے جاتا ہے قیصر نے حکم دیا کہ جاؤ ماہور انگوٹھی پہنے ہوئے بطور مذکور دیوار سے اس پار آیا
زیر دیوار ایک ساحر ملازم قیصر نمکخوار قدیم بلکہ قیصر کا ندیم فرسنگ جادو بارہ ہزار فوج سے فردکش
ہے مگر ہر کس و ناکس آگاہ ہے کہ یہ ملعون نگہبان اُس نازنین ہوش کا ہے اُس سے ملاقات ہوئی ماہور سے پوچھا

ہی وزیر اعظم آج کمان چلّے ہمنے سنا ہو گو حیا۔ برق فرنگی کس زور و شور سے آیا قیصر اپنے ہمراہ لیگئے آپ تنہا کیونکر آئے ہمکو یہ بھی حکم ہو کہ جو کوئی آئے یا جائے اُسکا حال سب دریافت کر لو تب جانے دو ماہ پیکر نے کہا اے فرہنگ ہم تم سب ایک ہی مقام کے رہنے والے ہیں سامری و جمشید وہ دن کریں کہ یہ قیدی قتل ہوجائیں یا کمبخت رہائی پائیں کسی کا قتل قیصر کو منظور نہیں قابو میں اُنکا دل نامصبور نہیں آٹھ پہر روتے ہیں عشق میں ملکہ حیرت جادو کے بہت بیقرار ہیں اور وہ خیال بھی نہیں کرتی آج تو ہم واسطے شکار کے جاتے ہیں دیکھو چند گلابیان شراب کی بھی لی ہیں دہین شکار کرینگے کباب لگا کر کھائینگے دن شکار گاہ میں بسر کرینگے شام کو واپس آئینگے یہ کہکے ماہ پیکر صحرا میں آیا شراب پی اکثر شکار بھی کیے پھرتے پھرتے ایک جگہ پر پہونچا وہ مقام معقول تھا سایۂ نخلستان میں بیٹھا جو طائر سامنے سے نکلا ماش کا دانہ مار کے گرا دیا اُٹھا کر لائے کباب بھونکر کھائے مگر دل کو پریشانی ہو دل سے کہتا ہوا ارما ہو رکا تھے کسی دوست کو ساتھ لاتے اُسکو ساقی بناتے اس خیال میں بیٹھا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک آہو تیر خوردہ بھاگا ہوا چلا آتا ہو پشت کے تیر پڑا مگر اُوچھا زخم ہو کہ آہو گرا نہیں بھاگتا چلا آتا ہو کہ دیکھا پشت سے ایک جوان کمسن کلاہ زریں برسر لباس فاخرہ زیب جسم انور مگر سرو قد خورشید خد چڑھی چڑھی آنکھیں بان جیسی بھوین سینے پر اُبھار مگر گاتی سدھی ہوئی تیر و کمان ہاتھ میں اسی آہو کے پیچھے آتا ہو قریب آکر تیر مارا آہو گرا اُس خوش چشم نے آہو کو ذبح کیا کھینچکر ایک نخل کے سایے میں لایا قصد ہوا اسکے کباب لگاؤں کہ قریہ سے ایک گنوار تیر کمان لیے ہوئے آتا ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ قوم کا پاسی ہو اُسنے جو دور سے دیکھا کہ ایک جوان کمسن آہو کو ذبح کرکے گوشت اچھا اچھا نکال رہا ہو آگ بھی سلگائی ہو یقین کرکے نکالکے رکھے تو ہیں چاہتا ہو اچھا گوشت نکالکر کباب لگاؤں تب پاسی نے پکارا او جوان کیا کرتا ہو یہ صحرا ہماری حفاظت میں ہو شکار بہا لے گئے خود شکاری ہیں وہ کبھی یہ گوارہ کرینگے اُس جوان نے پلٹکر جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہو یہ صحرا ہو بیابان کسکا اختیار ہو ماہ پیکر یہ سب بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہو کہ پاسی نے تیر مارا تیر نے خطا کی جوان قرولی پکڑ کے کھڑا ہوا جو تیر پاسی نے لگائے اُس جوان نے کاٹکر ڈالدیے پاسی تلوار کھینچکر جا پڑا اُس جوان سے تلوار چلنے لگی ماہ پیکر دیکھ رہا ہو کہ اُس جوان نے شمشیر زنی میں اُس پاسی کو تنگ کر دیا بلکہ پاسی چاہتا ہو کہ جان بچا کر بھاگ جاؤں وہ نوجوان جانے نہیں دیتا جھپٹ جھپٹ کے ہاتھ مار رہا ہو پاسی خالیان دیتا ہو کبھی سپر رو برو کر دیتا ہو سپر کے پھول اُڑ گئے سیاہی ندارد سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں اب پاسی کو یقین ہو کہ جان بچیگی بینگے تلوار کا وار کیا جوان جھکا کلاہ سر سے گری زلفیں عنبریں چہرہ انور پر کھل گئیں صاف ثابت تھا کہ لکۂ ابر بمقابلۂ ماہتاب ہو جھپٹ کے ہاتھ مارا انگا تی سینے پر سے کھلگئی نگاہ ماہ پیکر کی پڑی دو گیند نور کے یا دو حبے نور کے یا دو لقابدار سرکش اپنی اکڑ دم روڑ میں ہیں

نظم

کہ اُبھرے ہوئے دو تھے جیسے قمر — ہاتھ آئیں نہیں جو عاشق کے
وہ سینہ حسینوں کے مد نظر — تو لگا دے وہ اپنے سینے سے

کم چالاک و چست ارادہ درست صاف کھلگیا یہ نازنین حور مثال مردانے بھیس میں نکلی تھی مگر ہائے روزگار ہو کہ پاسی کے تیروں سے بچی تلوار سے اُسکو مار لیا سر کاٹکر پھینکدیا ماہ پیکر نیرنگ ساز بیقرار ہوگیا ہر چند کہ اُس ماہ پیکر نے پاسی کا سر کاٹا اسکے کلیجے پر زخم آیا بے اختیار ہو کر پکارا آ تھکا دی جان جہان وای

آرام دل عاشقان

نظم

ہمہ تن حسرت ہم بشری و ہوش نثار — شوق کے دیدے تھے ذوق ملاقات کے جو

دلمین تھی خواہش وصل اور لبون پر تھین
کون ہی کون ہی تو ای قمر جلوہ فروش
کس گلستان نگارین کا ہی سرو گلپوش

دیگر

دل کی تڑپ دکھاتی نہین کچھ اثر مجھے
خود گم کر گئی یاد کسی کی اگر مجھے
صاحب کے دل کے آتشی ہو گیا خبر مجھے
کیا جانے کب نکل گئی دل سے اک آرزو
سمجھا تھا فتنہ کیا فلک فتنہ گر مجھے
ساتھ اسکو چھوڑتا ہی رہ شوق مین اگر
آتے ہین وہ بھی بھیجکے یا پیشتر مجھے
سیدھا کرون فلک کو جو دو تھوڑی دیر
پہلو مین رکھکے سوتے تھے یا زیر سر مجھے
ہین تم پیو ن شراب بہم دیکھتا ہو وہ
تم سونے دوگے وصل مین کیا رات بھر مجھے
بیجا نہ پوچھتا تھا کہ مین خانۂ خدا
دشوار ہوگا اور عدم کا سفر مجھے
ایسا لہو سفید ہی کیا جانتا تھا مین
تم آپ ہی بناتے نہین نامہ بر مجھے
کیا پاس غیر ہی کہ وہ کہتے ہین ای جلال
ڈھونڈھیگی بیکسی مری آخر کدھر مجھے
تمنے جو خط شوق لکھا تھا رقیب کو
رہتا ہی غش فراق مین دو دو پہر مجھے
روز ازل خدا سے یہ کہتی مری زبان
پہونچا دین میرے تاب و توان پر سکھر مجھے
دینا ہی ایک جان محبت مین لاکھ بار
یہ بانکپن تم اپنا یہ ترچھی نظر مجھے
رکھلے تجون کی بزم مین اٹھکر آبرو
کھا جائیگی ضرور عدو کی نظر مجھے
یہ ہوش ہی کہ آنکھ سے تیری ملی تھی آنکھ
بہکاکے لائے حضرت زاہد کدھر مجھے
کہتی ہی آہ ضبط سے ایسا کہین چھپا
یون کوئی میرے خون مین دیکھیگا تر مجھے
اُس سے دوچار ہوتے جھجکتی ہی چشم شوخ
الجھاؤ اُس سے چاہتے ہو تم اگر مجھے
کس شبستان دل فروز کی مجھین تجھے شمع
ہنستے ہین مشتر مرے زخم جگر مجھے
تکتے ہین مضطرب وہ بہت دیکھکر مجھے
دھوکے سے دیکھیا ہی وہ اک نامہ بر مجھے
جب آنکھ کھلگئی شب فرقت جگا دیا
گویا نہ ہونگی مین جو نہ دیگا اثر مجھے
کیا قہر ہی کہ شب وعدہ یہ آکے غیر
مرنا ہی تیری شوخیون پر عمر بھر مجھے
کہتا ہی دل کہ ہوتی تھی شب یون ہی ہان بسر
دل سے بھی خوف آنکھ سے بھی اپنی رہ مجھے
کہتے ہین سنکے شکوۂ بیخوابی فراق
دل کون لیگیا نہین اسکی خبر مجھے
آسان کرنے نزع کی مشکل نہ آئین آپ
چھانے بہت سی خاک تو پائے اثر مجھے
تقدیر کہتی ہی ابھی لا دون جواب خط
دیتی تھی میری بیخبری کی خبر مجھے

ایسے اشعار بہت سے پڑھتے وہ نازنین سرکش حسن مین مدہوش اپنے کو چاہتی ہی اُسی طرح چھپا لون مردانہ بھیس بنالون کیونکر پہچیون بس ماہور پیرنگ ساز بیقرار ہوکر اٹھا سحر کرکے اُس نازنین پر گرا پنجہ کرمین دبکا اٹھا لایا لاکے پہاڑ پر بٹھایا اور اسکو ہوشیار کیا اب جو اُس نازنین کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام ہاتھ باندھے سامنے بیٹھا ہی تحسین کرتا ہی کہتا ہی ای جان جہان ای راحت و آرام عاشقان تو گل کس گلستان کی ہی ماہ کس آسمان کی ہی شمع کس محفل کی ہی تسکین کسکے دل کی ہی برائے خدا اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے اور آپ کہان جاتی ہین اور کہانسے آتی ہین یہ کیا ماجرا تھا اس گنوار نے کیون گھیرا کیون لڑائی پڑی کس لطف سے اس بھیا کو قتل کیا کہنا فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق یہ تو ظاہر ہی کہ آپ نے اپنے کو چھپایا مردانہ بھیس بنایا اسکا کیا سبب ہی مجھسے مفصل بیان کرو یہانسے قریب قلعہ ہی کہ اُسکو مملو کیہ کہتے ہین سحر کرنیوالے وہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ عالیجاہ قیصر سحر طراز ساحر زبردست ہی مین اُسکا وزیر اعظم ہون دن بھر کا مجکو اختیار ہی آج کل ہمارے بادشاہ دام عشق مین پھنسے ہین رات ساری اسی قیل و قال مین گزرتی ہی معشوق مغرور عقل و شعور سے دور جواب باصواب نہین دیتی اتنا نشان جو اُس مہ جبین نے پایا خوف سے کانپ رہی تھی ضبط کرکے کہا ای شخص وہ نازنین کون ہی کہ اتنے بڑے بادشاہ کو بشوہری قبول نہین کرتی ماہور بے اختیار بول اٹھا ملکہ حیرت جادو انکا نام ہی یہ سنکر اُس نازنین نے جواب دیا کہ آخر کیا وجہ ہی نہ قبول کرنے کی ماہور نے کہا وہ عورت بڑے خاندان جلیل سے ہی سامان سلطنت

اُسکا سُنا اب آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ایک ساحر زبردست کو ہمراہ لیکر طرف ہوشربا کے
چلی تھی اس ملک پر یہ آفت برپا ہوئی کہ بیچاری قید ہوگئی شاہ ماہور جاکر خیر الایادہ بادشاہ بھی جوش محبت
مین دیوانہ ہو رہا ہے مین بھی یہی چاہتا ہون کہ میرے شاہ کو قبول کرے آخر پھر یہی فکر ہے کہ اپنے مالک
کے پہلو مین بٹھاؤن مگر اسوقت تمکو دیکھکر دل قابو مین نہین یہ جی چاہتا ہے کہ تمھارے گرد پھرون ناظرین
سمجھ گئے ہونگے یہ ملکہ صرصر شمشیرزن ہے حال تو مفصل سُن چکی اب یہ خیال ہے کہ جس طرح بنے اسکو مکر و
حیلے سے قتل کرون کسی طرح اسکے قبضے سے چھوٹون مگر باتون باتون مین یہ بھی پوچھ لیا کہ قیصر کا وہان
سحر ہے کوئی جا نہین سکتا اسپر صرصر کو تردد ہوا کہ وہان تک کیونکر پہونچونگی کہ ماہور نے کہا کہ اے ملکہ عالم
اے سرتاج معشوقان اے ماہ آسمان عاشقان اپنا حال نہ کہا یہ تبلاؤ کہ بھیس کیون بدلا اسمین کیا مطلب
ہے صرصر نے باتون مین ٹالا ماہور کو ناگوار ہوا غصے مین سحر کیا صرصر بیہوش ہوگئی چادر مین اسکو
لپیٹا دوش پر پشتارہ رکھکر لیچلا یہی خیال مین ہے کہ شب کو بنت خوشامد پتہ و نشان ظاہر کرونگا آتے آتے
سامنے دیوار کے پہونچا فرسنگ جادو کہ وہان کا نگہبان ہے آواز دی اے ماہور یہہ کاندھے پر کیا ہے
اُسنے کہا کہ بھائی صحرا مین ایک آہو کا شکار کیا خیال مین آیا کہ یہ چلکر بادشاہ کو دینگے سیر دو سیر گوشت
تمھارے واسطے بھی بھیجینگے فرسنگ تو چپ ہو رہا ماہور پر پرواز پیدا کرکے جب قریب دیوار آیا طائر
بنائے ہوئے قیصر کے زمزمہ سرائی کرنے لگے کبھی عبرت کبھی عشرت کے اشعار پڑھتے تھے ایک طائر
نے منھ سے شعلہ چھوڑا اور آواز دی کہ آج پھر کوئی دشمن جاتا ہے دل ہمارا گھبراتا ہے اے جانے والے
ذرا ٹھہر جا ہم مجبور و لاچار نہین ہین مگر اتفاق قضا و قدر اے ماہور انگوٹھی دکھاتے ہو آخر بچاؤ گے
ماہور جوش محبت مین دیوار سے گذر گیا طائر چیختے رہگئے یہ اول اپنے خیمے مین آیا ملکہ کا پشتارہ رکھا چادر
سے چھپا دیا آپ باہر نکلا لوگون سے پوچھا شاہنشاہ کہان ہین سب نے کہا بارگاہ مین تشریف لیگئے ہین
آج پھر کچھ عقاب نے سر اُٹھایا کیا عجب ہے کہ جو لڑائی ہو اُسی انتظام مین تشریف لیگئے ہین یہ بخوبی ظاہر
ہے کہ عقاب کو جواب باصواب نہین دیتے لڑائی ایکی سخت پڑیگی تین روپئے کے پیادے ہزارون قتل ہونگے
وہ انکا کچھ نہین کرسکتے یہ بھی اگر نہ غالب آئینگے غریبون کی خرابی ہے ماہور نے کہا سمجھا جائیگا مگر تم لوگ
اپنے اپنے عہدون پر قایم رہو حفاظت کا کوئی طریقہ فروگذاشت نہو یہ کہکے اندر بارگاہ کے آیا
مسند بچھائی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی قریب مسند رکھین جملہ اسباب عیش و فرح مہیا کیا اب
اُسنے مسند پر بٹھا کر صرصر کو ہوشیار کیا صرصر نے اُس مقام کو دیکھکر کہا ارے مجھکو یہان کہان لایا
یہ کون مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے کون حاکم وقت ہے ہم آپ مصیبت مین مبتلا تھے اے شخص کیون
تونے ہمارا پیچھا لیا ماہور نے کہا میری جان جاتی ہے صاحب یہ وہی مقام ہے کہ بارہ ہزار ساحران غدار
یہان رہتے ہین حیرت جادو کی حفاظت میرے واجب و لازم ہے اُس خیمے کے باہر جو بڑی بارگاہ ہے
اُسی مین وہ حور منظر پری چہرہ ہے صرصر خاموش ہو رہی مگر ماہور دیکھتا ہے اور سب طرح کی باتین یہ نازنین
کرتی ہے مگر اپنا نشان نہین بتاتی ہے ہاتھ باندھکر کہا اے ساحری اپنا نام مع اپنے بزرگون کے بتانا واجب لازم ہے
میرا دل بیقرار ہے مجھسے راز نہ چھپاؤ مین عاشق صادق ہون عمر بھر خدمتگزاری مین بسر کرونگا صرصر
نے دیکھا کہ یہ نہین مانتا دریافت کرنے پر نام کے بہت آمادہ ہے لاچار ہو کر کہا کہ مین ایک زمیندار کی زوجہ ہون

اُسنے ایسی بد عہدی کی کہ میں مردانہ بھیس کرکے نکلی شوہر میرا بڑا ظالم ہے ماہور نے کہا ہزاروں طرح کی یہاں
راحت ملیگی میں وزیر شاہ ہوں ہزاروں کنیزیں خدمت میں حاضر کرونگا صرصر نے سر جھکا کر کہا اب تو مختار ہے
قبضے میں ہیں عزت و ذلت کا اختیار ہے عورت مجبور و لاچار ہے کیونکر اوقات بسر ہو شوہر اول نے ایسی بد عہدی کی
گھبرا کے نکل آئی تقدیر نے تم ایسے قدردان کے قبضے میں پہونچایا ماہور خوش ہو گیا مگر صرصر ہاتھ نہیں لگاتی تھی
باتوں میں لگا کر شراب میں بیہوشی ڈال ماہور کو پلائی دو تین جام جب پیگیا تو گھبرا کر اسنے کہا اب کوئی مجکو آسمان کو
لیے جاتا ہے صرصر نے کہا اُٹھکر ٹہلو ماہور اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی دھم سے گرا صرصر نے اسکے دماغ پر بھی بیہوشی
کی چڑھائی جلدی سے پلنگ کے نیچے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلی قیصر ابھی باہر نکلا ہے خیمے سے حیرت کے پریشان
چند خدمتگاروں سے باتیں کر رہا ہے کہ عجب معشوق سرکش سے سامنا ہے لاکھ طرح پر سمجھاتا ہوں وہ نہیں مانتی اپنے
اپنے طور پر خدمتگار عرض کر رہے ہیں کہ حضور ابھی تامل فرمائیے ہم لوگ بھی اپنے طریقے سے سمجھائینگے قیصر
نے کہا یارو مجھ میں کیا برائی ہے عقاب سے کمتر نہیں ہوں وہ یہی اقرار کرتا ہوں کہ تیرے شوہر کے قاتل
کو قتل کرونگا اُسکا وہی کلام ہے اول تو یہ کہتی ہے کہ مسلمانوں پر کوئی غالب نہ آئیگا وہ لوگ بلائے روزگار ہیں
عیاروں کی تو اسقدر تعریفیں کرتی ہے کہ عقل سے باہر ہے ساحر کو آنکھ ملتے قتل کرتے ہیں اور حقیقت میں ایک
عیار یہاں آیا ہے ہارنے میں کیا بات باقی تھی یہ باتیں تھیں کہ دیکھا ماہور نقلی سامنے سے آتا ہے سب کو دیکھتا ہوا
قیصر نے کہا وہ میرا رفیق قدیم آتا ہے ماہور نقلی نے آکر سلام کیا قیصر نے کہا ای ماہور آج تو میں نے انتہا
کر دی ٹوپی قدموں پر رکھی ہاتھ باندھے منت کی مگر وہ ظالم نہیں مانتی شاید اب اُسکو یہ گھمنڈ ہے کہ لشکر اسلام میں
خبر ہو چکی ہے عیار آتے ہونگے مجھے چھڑا لیجائینگے ماہور نے کہا حضور کیا مجال ہے میں نے وہ انتظام کیا ہے کہ طائر پر نہیں
آسکتا میرے ملازم جا بجا جاگ رہے ہیں ذرا الگ چلیے تو میں آپسے کچھ پوچھوں ایک خیمہ الگ استادہ تھا صرصر وہیں
لیگئی گلوری نکالی کہا حضور اسکو نوش فرمائیے قیصر نے کھا لیا کھاتے ہی بیہوش ہوا صرصر نے اسکو ایک گوشے میں ڈالدیا
آپ اصلی صورت بنکے باہر نکلی لوگوں نے پوچھا حضور ماہور کہاں تشریف لیگئے صرصر نے جواب دیا امورات شاہی میں مشغول
کیا دخل ہے جو مجکو مناسب ہوتا ہے وہ کرتے ہیں رات کم باقی ہے جاکر سو رہو سبکو ہٹا کر اندر آئی دیکھا حیرت خاموش بیٹھی ہے
سلام کیا حیرت نے اشارے سے کہا او بیحیا تو پھر آیا دور ہو صرصر نے عرض کی آپ نے اپنی لونڈی کو نہیں پہچانا میں
صرصر شمشیر زن قیصر کو بیہوش کر لیا جس طرح فرمائیے اُسطرح لیچلوں حیرت نے کہا میری زبان سے سوزن نکالو
صرصر نے سوزن لیا اب جو ملکہ نے اشارہ کیا تمام قید سحر جسم سے گر پڑی صرصر نے کہا دادی کیا تھی میں یوں ادھر حال کہیے
جب مجکو ماہور لیکر آیا تھا طائر عقل بہلاتے تھے یہی چاہتے تھے کہ حال کھلجائے مگر ماہور مقرب تھا اُسکے پاس انگوٹھی تھی
حیرت نے کہا تجکو کیونکر معلوم ہوا صرصر نے کہا حضور یہ عاشق تھا جنگل سے اُٹھا لایا ایک پاسی کو میں نے مارا تھا
بس میری گاتی جو کھلی حال کھلگیا کہ یہ عورت ہے اگر میں سرکشی کرتی آبرو نہ بچتی میں نے ابتدا سے یہی کہنا شروع کیا جو تو
کہیگا میں وہی کرونگی مگر یہ تو بتائیے دیوار سے کیونکر گذر ہوگا حیرت نے کہا ای صرصر کیا تو مجکو مجبور لگتی میں کسی بات
میں عاجز ہوں صرصر نے کہا دادی اب یہاں سے بخیر و عافیت نکلیے لشکر اسلام میں چلیے چالاک بھی چل چکا ہے اوسنے
مجکو روکا تھا کہ مادر مہربان تم جاؤ میں جاکر سب کام کر لونگا آپکے نام پر جان دیتا ہے حیرت نے کہا ای صرصر ایک
بات تو بتلاؤ راہ سیدھی دکھاؤ کئی دن ہوئے کہ برق فرنگی عیاری کرکے آیا اُسنے بھی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا
نہیں رکھا خنجر ابھی ٹپکا تھا مجھ تک پہونچگیا میں تو دھوکا کھائے ہوے تھی مجکو یقین نہ آیا میں نے کہا صورت اصلی

کہا اُسنے قبول کیا ایک کنیز گوشہ سے دیکھ رہی تھی اُسنے جاکر کہدیا وہ پکڑا گیا سامنے خیمہ مین قید ہو وہ بھی تو میرے ہی واسطے
پھنسا عیاران اسلام بڑے جانباز و سرفروش ہین اگر وہ بچگیا قیصر اُسکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا یہی ذکر ہوگا کہ حیرت
کی وجہ سے برق ایسا عیار مارا گیا اُسنے فقط ترس خدا کرکے یہ کام کیا صاف تو یہ ہی کہ برا نام کیا صرصر نے کہا واری یہ بڑی
مشکل ہی حیرت نے کہا مین جاکر نگہبانون کو مارونگی اُسکو بھی نکالون دیوار کے پار پھینکون صرصر نے کہا آپ تو
بلند پرواز ہین مین جاکر قیصر کا سر کاٹ لون کہ دیوانگر جائے حیرت نے کہا بہتر صرصر تو بصورت قیصر خیمہ سے
نکلی اُسی خیمہ کی طرف چلی کہ جسمین قیصر کو بیہوش کرکے ڈال آئی ہی پہلے راہ مین وہ خیمہ ملا جسمین شاہور کو چھوڑا تھا وہان ایک
خدمتگار پہونچا اُسنے زیر پلنگ شاہور کو برہنہ پڑے ہوئے دیکھا دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھی ہوئی خدمتگار نے یہی اُتار کے
چھینٹا پانی کا مارا شاہور نے آنکھ کھولی آنکھ کھولتے ہی جان جہان گئے خدمتگار کے پیٹنے لگا خدمتگار ہان ہان کرتا ہی
شاہور کہتا ہی صاحب معاف کرو نشے مین شراب کے سو گیا اب کبھی ایسی حرکت نہوگی خدمتگار کہتا ہی آپ کیا بکتے ہین
آپ بیہوش پڑے ہوئے تھے کون آپکو بیہوش کرکے یہان ڈال گیا چادر مین نے اپنا باندھ دیا ورنہ آپ برہنہ پڑے تھے
اب شاہور کے ہوش درست ہوئے کہا یہان مین ایک عورت کو صحرا سے لایا تھا معلوم ہوتا ہی وہی بیہوش کرکے ڈال گئی
مگر آخر کہان گئی خدمتگار نے کہا حضور کوئی عیار ہوگا برق کہا کرتا ہی کہ اب میرے بھائی بند آئینگے مجھکو قید سے چھڑا اینگے
اُسنے کہا نہین وہ تو ناز مین منہ چھپی تھی کہ دوسرا خدمتگار آیا اُسنے کہا آپ تو شاہ سے باتین کررہے تھے دل مین کہتا ہی
شاہور یہ کیا معرکہ ہی اب تو بہت گھبرایا باہر نکلا اُدھر سے صرصر آئی تھی بشکل قیصر شاہور نے کہا شاہ وہ آتے مین
مگر صرصر شاہور کو دیکھکر بھاگی وہان حیرت جادو بلند پروازی کرکے قریب اُسی خیمے کے پہونچی جہان برق فرنگی
قید ہی فیروز نگہبان بارہ سو ساحرون سے بیٹھا ہی یکایک آسمان سے بجلی چمکی فیروز نے سر اُٹھا کر دیکھا اسی پر برق
گری کہ دو ٹکڑے ہوا حیرت نے ہاتھ ہلائے جتنی برقین گرین اُتنے ہی ساحرون کے سر کٹ کے گرے گر جاتے سے
صرصر کے شاہور دوڑا کہتا ہوا حضور ٹھہریے تو اب صرصر اُس خیمے مین نہ جاسکی جسمین قیصر کو ڈال آئی تھی اُسطرف
گذر شاہور کا ہوا دیکھا قیصر مثل سنگ صحرائی برہنہ پڑا ہوا ہی جلد اُسنے ہوشیار کیا اور یہ بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھ لیا کہ قیصر نقلی
بھاگ کر غائب ہوا اب خیمے مین برق قید ہی وہان سے جادوگرون کے مرنے کی صدا بلند ہوئی ایک ساحر دوڑا دیند ہوشیار
کرکے قیصر سے کہا ای شہریار یہ کیا آفت ہی میرے ذہن مین نہین آتا آپ کو دیکھو ہو دیکھا ایک تو وہ قیصر تھے کہ سامنے
سے بھاگ کر نکل گئے اب یہان پڑے ہین نہین معلوم وہ کون تھا آپ کون ہین قیصر نے کہا ارے کوئی عیار گیا معلوم ہوتا
ہی بلکہ حیرت چھوٹ گئین فیروز کے مرنے کی آواز آئی ہی زمین تھرائی ہی دیکھو مین ابھی دریافت کرتا ہون یہ کہکے یاز دیے
ایک پتلی سونے کی کھولی سامنے استاد کے پوچھا ای تمثیلہ ساحر کی جلد بتلا یہ کیا انقلاب ہوا میری شکل یہ کون تھا
فیروز کو کسنے مارا آسمان سے برق کیسی چمک رہی ہی وہ پتلی مثل انسان کے گویا ہوئی آواز دی حضور آپنے آئینہ میرا لوجا
کیا میری خوراک پہونچائی یہ سب آگ لگائی ہوئی میان شاہور کی ہی اب باتین بناتے ہین جس عورت کو یہ لائے تھے
وہ صرصر عیار بچی تھی حیرت کو اُسنے رہا کردیا اُسنے جاکر فیروز کو مارا اب برق کو رہا کیا چاہتی ہی جلد اپنے کو پہونچاؤ
ورنہ پچھتاؤگے پھر حیرت کو نہ پاؤگے یہ سُنتے ہی قیصر چلا طرف قید خانہ برق کے دوڑا آیا دیکھا حیرت تڑپ کر
گری ہی کئی سو ساحر تو مار ڈالے باقی سب بیہوش پڑے ہین حیرت اُتر کر زمین پر آئی جیسے ہی برق کی کمند کھینچ دیا اور
برق کہتا ہی ارے ملکہ کیا کرتی ہو مجھے نہ اُٹھاؤ ٹھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین نکل جاؤنگا حیرت نے کہا ای برق تو
مین دیوار سحر حائل ہی نہ جاسکیگا اسی پار رہجائیگا اسی صحرا مین ٹھوکرین کھائیگا مین تیری ممنون و مشکور ہون برق تو

تمہارا عیب ہے کہا یہ احسان میرا گردن پر چالاک بن عمرو کی ہے حیرت بھی ہنس پڑی کہا خیرت بیہودہ بکتا ہے میں کیا جانوں عیاران
کون ہے گیتی برق کو ایک ہلکا سا طمانچہ مارا برق نے کہا دیکھو جانی بھی تھا غصہ میں یہ اعتدالی ہوگی حیرت چاہتی ہے کہ بلند ہو
صرصر بھی ایک خدمتگار کی شکل بنکے سامنے آگئی ہے پکار رہی ہے حضور جلد نکل چلئے قیصر آ پہونچا قیصر نے آتے ہی سحر کیا ہزاروں
بجلیاں گریں حیرت ہنسی گوہر دندان سے بجلی بچی کہ سب برقیں دفع ہوگئیں جب تیلی سے قیصر نے راز پوچھا تھا وہ ہاتھ میں ہے
جب پانچ چار سحر اسنے بڑے بڑے کیے اور کسی سحر نے حیرت پر تاثیر نہ کی ابر آیا پانی برسا جنگل کے درخت جلنے لگے پیاسوں
کے دل سے آہ کے شعلے نکلنے لگے حیرت نے سحر کرکے اس گرمی کو موقوف کیا قیصر گھبرا گیا اتنا تو منہ سے نکلا کہ یارو دیکھو
بہت سے سحر اس عورت پر کیے غالب نہ آئے اُسی تیلی کو ہاتھ سے پھینکا اتنے میں ساحری لینا ایسا نہ ہو نکل جائے
بس وہ تیلی ہاتھ سے چھوٹتے ہی رقص کرنے لگی اُسی شکل کی بارہ تیلیاں پیدا ہوئیں طرف حیرت کے دوڑیں حیرت نے
بال نوچکر پھینکے بارہ پتلے فولادی بنکر تیار ہوئے اُن تیلیوں کے جیسے ہی سامنے پہونچے وہ جو تیلی اصلی تھی اُسنے آواز دی
اے غلامان سامری جادو بیان ٹھہرنیکا وقت نہیں ہے ورنہ ذلیل ہوگے وہ بارہوں پتلے غرق زمین ہوگئے حیرت نے کئی
مرتبہ پتلے بنائے مگر جم نہ سکے سامنے اُس تیلی کے ٹھہر نہ سکے دو چار منٹ ٹھہرے آخر زمین میں غائب ہوئے حیرت گھبرا گئی کہ
کہ برق کو پنجے سے نہیں چھوڑتی قیصر بھی زبان کا خون اُن تیلیوں پر جب چھینکتا ہے تڑپ کر دوڑتی ہیں اب حیرت گھبرائی
تیلیوں نے چاروں طرف سے گھیرا قیصر کا سحر جو بڑا صرصر کی صورت اصلی ہوگئی زمین نے پاؤں تھام لیے آواز آئی اے قیصر وہ
گنہگار عورت یہی ہے پلٹ گئے جو قیصر نے دیکھا ایک پری نژاد حور سرشت ماہ پیکر سمن بر مگر حیران و مضطر خاموش سر جھکائے کھڑی ہے
کبھی پکارتی ہے اے ملکہ حیرت جادو میں بگڑ گئی زمین مجھکو نہیں چھوڑتی حیرت نے بلند کر چاہا سحر کروں بارہ تیلیاں آکر لپٹ گئیں
اصلی تیلی جو تھی اُسنے گلے پر حیرت کے ہاتھ ڈالا زبان میں سوزن دیدیا باقی اور تیلیاں ہاتھوں سے لپٹیں پاؤں میں چھید
ہوگئیں ظاہر تھا جسم سے حیرت کے تیلیاں پیدا ہوگئیں جزو اعظم بنگئیں حیرت کا کچھ زور نہ چلا مگر قیصر نے دیکھا فیروز ایسا
افسر قتل ہوا بارہ چودہ ہزار ساحر مارے گئے اب اسنے صرصر کو بھی گرفتار کیا برق کو بھی پکڑ لیا حیرت کی زبان میں سوزن
دیا ہوا تھا قیصر نے تیلی کو اُٹھا کر بازو پر باندھ لیا اور تیلیاں جو دوڑی دوڑی پھرتی تھیں غرق زمین ہوکر غائب ہوئیں
یہ بھی نہ ثابت ہوا کہاں سے آئیں تھیں کہاں گئیں ساحروں کے مرنے کی صدا سے ہاہو آرہی ہے اتنا بڑا تھیٹ ہوا کہ ہزارہا
لوٹ پڑا ہے قیصر نے کہا یارو کیا غضب کی بات ہے کہ میں نے ایسا انتظام کیا کہ راستہ بند کر دیا دو عیار یہاں ہیں دونوں اس کی
ہو گئے صرصر کی تو خوب ہوا بند ہی گئی آرزو کھلا ملکہ کو رہا ہی کر لیا اسطرح جھلاتا ہوا آیا پھر ملکہ حیرت کو اسی خیمے میں
نظر بند کیا صرصر و برق الگ خیمے میں قید ہوئے شاہور سے کہا فرہنگ جادو ہشیار تم اپنا رابطہ نگہبان رہو اگر فرہنگ
پر کوئی افتاد پڑے گا تو برابر خبر ہو جائے فوراً اپنے کو پہونچاؤ شاہور نے کہا حضور اب کیا مجال ہے کوئی بھی اس پار آسکے
مجھسے بڑی غلطی ہوئی میں خود عیار ہی کو عاشق ہوکر لے آیا بڑا دھوکا کھایا اپنے باپ کو بھی اس پار نہ لاؤنگا قیصر دیوار کو
طے کر کے اس پار لشکر میں آیا لشکر مقابلے میں عقاب کے فروکش ہے ہر کارے عقاب کے موجود ہیں قیصر نے دربار میں
بیٹھکر ذکر کیا کہ آج تو یارو بڑا غضب ہوا تھا میاں شاہور عیار ہی کو اس پار لیگیا اُسنے جاتے ہی حیرت کو رہا کر لیا
مجھکو بھی بیہوش کر لیا تھا مگر خداوند جمشید نے بڑا فضل اپنا شریک کیا کہ شاہور کو ایک خدمتگار نے ہوشیار کر دیا
ورنہ حیرت بلا کی ساحرہ ہے اگر برق فرنگی کا رہا کرنا منظور ہوتا نکل ہی گئی ہوتی ہر چند کہ دیوار سحر میں نے ایسی نہیں
بنائی ہے کہ جس سے گذر سکتی مگر اُس سے کیا عجب ہے کہ طائروں کو مار لیتی دیوار سے گذر جاتی یہ خبر ہرکارے لیکر خدمت
میں عقاب کی آئے عقاب مبہوت لب پر مہر سکوت یاد حیرت میں خاموش بیٹھا ہے مشیروں نے جوش گفتہ کیا

بیقراری میں یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

مجھے ذوق بقا ہے ہو کر چشم شوق احول ہے
سواد شام ہجر انتظار آنکھوں کا کاجل ہے
رکا ہے ساقی دوران ترے بے میں رند بے بادہ
کوئی دن میں ہے ناخن بادہ کش نے ابد معطل ہے
ہجوم غیر میں رو مہر سے کیونکر مجھے دیکھے
میں خود دشمن ہوں تو کا ہوں تو محروف میں معطل ہے
خط پشت لب حفظ قرآں دیکھا تو ہم سمجھے
ہرے رنگ ثبات دل کا شاید خط جدول ہے
زرد رخ جدا اس شکل سے حاصل ہوا اس ماہ کا مجھ کو
لبوں پر مانگنے بجلی ہے مری آنکھوں میں بادل ہے
کی تشبیہ لب اس سے تو نہ ڈھکا اور کیا ہو گی
محبت روز و شب صبح گلشن سے اپنی معطل ہے
صفین پر ہم ہیں آخر ہے ہنر اوسط ہے سنا اول ہے
تجھے ظالم حیا وہ ہے کہ غمزہ گون تک معطل ہے
تو سب کے پاس ہے لیکن نہ دیکھا ایک تجھ کو
طلسم میکدہ بے قفل و کنجی کے مقفل ہے
مسلمان ہو گئی کیا چشم کافر اس پہ یہ روگی
نگاہ اضطراب آلودہ آنکھ کی آپ مخل ہے
غضب لائی ہے ظالم تیری چوری قفل کنجی کی
کہ شرح مصحف رخ وہ مفصل ہے یہ مجمل ہے
دل عشاق کے بے بیان مضمون تجھ میں
خدایا شکر ہے تیرا کہ چشم شوق احول ہے
رہ ہم نازنین گرد سا چلا ہے بغض خالق سے
ترے سر پر ہے جوڑا یا نہال قد کی کونپل ہے
ترے قامت کے آگے حور مہ شمشاد جل جل ہے
ترے چہرے کا جلوہ یا ہما نور جنت دل ہے
الوہیا انجمن میں ہے ترا بت یا تری آنکھوں میں کاجل ہے
وہ ظالم بیگنہ کو قتل کرتا ہے خدا حافظ
مصلے بچھ رہے ہیں آج میخانہ مقفل ہے
سناؤں کیا لطف وصل اپنا بہشت خیر افشاں
دل آزاد میں الجھے گئے جب سے مقتل ہے
شبیہ اس شوخ کی کاغذ پہ کھینچوں کس طرح ہمدم
قیامت بل پڑا ہے تجھ گیسوئے مسلسل ہے
وہ ہنستے میں مرے ہو یہ میں گویا نہ بنتے ہے
ابھرتے ہیں وہ پستان یا نہال قد کی کونپل ہے
صفیر اب تو نما فلک سخن میں بے وقف انکا ہے

مشہور ہوں نے عرض کی ای شہریار ذہین یہ عمر آپ کے ساتھ کیا کرتا ہے کسی وقت آپ شگفتہ نہیں ہوتے باغ عیش پر خزاں آئی ہوا میں گرم چلتی ہیں گل فرحت مرجھا گیا ناخن و داغ رنگ سب آپ نے معطل کیا ہر وقت یہی ذکر ہے اشعار حسرت آمیز آپکے دل کو برماتے ہیں عجب عجب اشعار حیرت خیز جنون انگیز آپکو یاد آتے ہیں حقیقت میں بار فراق اٹھانا سخت دشوار ہے مگر اس خیال کو دل سے بھلائیے جب رات گئی رنگ ہو اور کسی نازنین سے دل لگائیے آپکے یہاں جلسے میں موجود ہیں انکو سامنے بلائیے وہ گائینگی دل بہلائینگی **عقاب** نے کہا یارو کیا کہوں **افراسیاب** کیا خوش نصیب تھا سلطنت ایسے ملک کی پائی ملک وسیع سحر رفیع زوجہ ایسی ملی کہ کلی آرزو کی کھلی جب زن و شوہر ملکر سحر کرتے ہونگے طبقے زمین کے تھراتے ہونگے مگر حقیقت میں مسلمان بھی بڑے صاحب اقبال ہیں کہ ایسے بادشاہ پر غالب آئے قبضہ کر لیا مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ تین روپیہ کے پیادے کو جو سحر و ساحری سے نابلد وہ تو پہونچ جائیں اور میں اسطرح کا ساحر کہ اگر سحر و ساحری کے بر قدم ماروں طبقے زمین کے ہلا دوں آج جسطرح بنے گا اسکو اس پار دیوار کے پہونچاؤنگا وہاں جاکر ایک دن دو دن مخفی رہوں بعد اسکے جب موقع ملے حیرت کو نکال لاؤں یہ ذکر تھا کہ ہرکارے سامنے آئے بعد دعا کے عرض کی ای شاہنشاہ گیتی ستان آج تو اسی دیوار سحر کے بڑے ہنگامے ہوئے کچھ عیار اس طرف پہونچے دوسرے نے کہا حقیقت میں حضور اس عیار ہی نے کیا کام نمایاں کیا جاتے ہی اپنے مالک کو رہا کر دیا **حیرت** نے چھوٹتے ہی قید خانے پر برقین گرائیں **فیروز** کو مارا کئی ہزار ساحر قتل ہوئے بڑی خیر یہ تھی کہ شاہ ہور عیار ہی کو مخفی کر کے لایا تھا وہ جالب پر اٹھے میاں قیصر کو بھی ہوشیار کیا لیکن قیصر کو بھی اسنے بیہوش کر لیا تھا **حیرت جادو** کو غیرت تھی کہ اگر **برق فرنگی** نہ چھوٹ گئے تو میں بہت بدنام ہو جاؤنگی مگر ان لوگوں کی جلالت دیکھیے کہ **حیرت** کے دشمن تھے اب کیسے دوست بنگئے **عقاب** نے کہا صاحبو اصل یہ ہے شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من + کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من + میاں قیصر کے سحر کو دیکھو تو کیا ہیں کیا کسی سے پایہ بھی کا رکھتا ہوں اسطرح جاؤں کہ ہو کوئی خبر نہ ہو اب میں خود ہی کوشش کرونگا لشکر کشی سے کچھ نہو گا وہ بھی تعلیم کردہ شمشیر ہے یہاں تو یہ ذکر ہے اب عقاب

آمادہ ہی کہ مین خود جاؤن ملکہ حیرت کو خبر لاؤن مگر دو کلمہ مشیر بہتر چالاک بن عمرو عاشق خود سر بیقرار زخم خطر کے شیشے کے بیچو شکر سے نکلا کوہ و دشت و بیابان چھانتا ہوا یاد مین حیرت کی آتا ہی یہی دمبدم خیال ہی کہ ای چالاک کیا کیا جانبازی و سر فروشی کی مگر حیرت کو ہمارا خیال نہ ہوا یہ آخری چوٹ ہی اگر خدا کا فضل شریک ہوا اس قید شدید سے اس محبوب جانی یار جانی کو رہا کیا یقین ہی کہ احسان مانے یہ بات مشہور ہی کہ معشوق احسان فراموش ہوتے ہین شاید ہمارے جلنے مرنے کا ظالم کو خیال ہوا افسوس بادشاہ عالی جاہ نور الدہر والا قدر اسد نامور ایرج خود مبتلا ہیں کیا کیا جفائین اُٹھاکے اپنے اپنے معشوقون سے ہم کنار ہوے مگر ہم ایسے مجبور لاچار ہوے کہ خورشید نگار پر بھی کچھ نہ بن پڑا اگر خورشید نگار پر گرفتار ہوتے بہار کو بھی یہی منظور تھا کہ حیرت سے ہماری شادی ہو مگر ہم بدنصیب ہین افسوس صد ہزار افسوس یہ کہکے یہ اشعار حسب حال پڑھنے لگا

گردش سے آنکھہ فتنہ نگاہی مین رہگئی
وہ بھی فلک کے عرش آلہی مین رہگئی
عشق بتان مین حضرت زاہد کو گفتگو
قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہگئی
عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار
آنسو ڈھلکے آمد آمد شاہی مین رہگئی
ہم ہوکے دل تو چھوٹ بھی ٹھکانے سے جالگا
حسن طلب جو نیم نگاہی مین رہگئی
لکھتے تھے دل کے ڈوبنے کا حال یار کو
اندیشہ ہاے ناصحا ہی مین رہگئی

لگتے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی
سب نکلگیا فروغ مرے داغ عشق کا
ابتک ہماری پاک نگاہی مین رہگئی
رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین
سرخی سی کچھ جو ملکے سیاہی مین رہگئی
کیون ای دعائے وصل صنم تونے کیا سنا
حسرت غریب کیسی تباہی مین رہگئی
محجوبا ہو لگا درد جگر کہکے یار سے
ڈوبی جو نوک خامہ سیاہی مین رہگئی
دیر اُتنی ہی ہوئی تری بخشش مین بھی جلال

پھینکی بھی بام پار برای دل کمند آہ
کچھ رہگئی چمک تو سیاہی مین رہگئی
یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہی کوئی آج
کیسی جھجک یہ ہمت راہی مین رہگئی
گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس گلی کی
چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی
بھری نظر اس آنکھ کی تیر پڑگئی کیا
دل کی تڑپ کہین جو گواہی مین رہگئی
حسرت نہ نکلی وصل مین بھی بہت شوق کی
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

صحراے ہولناک و وحشت خیز ہوائین تند چل رہی ہین گرمی کا زمانہ چنگاریان زمین سے نکل رہی ہین ہر سمت سے پتھر چٹکتے ہین مسافر راہ جھکتے ہین ہر نخل بے ثمر بے برگ و بار صحراے وحشت خیز مین بے آس کھڑا ہی حباب کا چھالا زبان میں غنچے کے پڑا بونڈے گرد کے اُٹھتے ہین گویا چالاک سے اشارے کرتے ہین کہ ای آوارہ دشت غربت وای سیاح صحراے محبت ہم تیرے استقبال کو اُٹھے ہین ہمارے پاس بیٹھ سودا زدگان وادی محبت و آوارگان صحراے کربت و غربت کیواسطے یہ مقام آسایش ہی عاشقون کے واسطے یہی مقام گوشہ نشین ہی دل بہلاؤ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانو نہین ہی پھرنے کی جگہ سہو کسی طرف سے آواز غولان بیابانی کی آتی ہی کہین سناٹا کہین طائران صحرا کے ہجوم مرغ بوم شوم بقدر ویران ہی حقیقت مین مثل کف دست میدان ہی ایک جانب سے گرد اُڑی ایک آہو ہمچشم معشوق جست کرتا ہوا آتا ہی کہ پیچھے صیاد دیدہ ہوا آہو نے وحشی کو گرفتار کیا خنجر کمر سے نکالکر چاہا چھاتی پر جم جون چالاک نے آواز دی او صیاد کیا کرتا ہی میرا سر حاضر ہی جب صیاد نے جواب نہ دیا چالاک نے پتھر مارا صیاد بھاگ گیا آہو کمندون سے بندھا ہوا زمین پر پڑا ہی چالاک نے جاکر کمندین کاٹین یاد چشم محبوب مین ایک آہ کی اسطرح زمین پر گرا اتر بالک آہو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا پھر تو چالاک نے گلے مین آہو کے ہاتھ ڈال دیے آنکھون کے بوسے لیتا تھا بیقراری مین پکارا

نظم

لیجاتو یہ غمزدون کے پیغام
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین

جسدن سے ہوئی تیری جدائی
گھر بار تمام مجھسے چھوٹا

ای پریشانی مین یہ بھی اشعار زبان سے نکل گئے اشعار

دیوانے پہ تیرے آفت آئی
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
بن مین ہو جامین نجد کے بن مین

ای باد صبا سوئے دل آرام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
یہ اشعار پڑھکر خوب رویا
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین

اور کبھی دیکھ کر سوئے افلاک	کہتا ہے سر پہ اپنے ڈال کے خاک	اے فلک تو نے کیا کیا مجھے	میرا دلبر چھپا اب مجھے
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے	ہاں یہ غمخوار اک ترا غم ہے	چار پائے پلنگ کے مجھکو	چار پائے زمرد میں اتھو
ہم ہیں یا غم ترا ہے کیا کیجیے	کون ہے کس سے حال دل کہیے	شام سے صبح صبح سے تا شام	گیسو و رخ کی یاد سے ہے کام
آہ سے درد دل میں ہوتا ہے	مجھ پہ میرا عدو بھی روتا ہے	موت بھی ہو گئی خفا مجھے	کیا ہوا مجرم اے خدا مجھے

اس طرح پریشان و حیران ان منزل ہائے سخت و صعب کو طے کر کے ایک زمین ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچا قریب ہیں
کے بیٹھ گیا تماشا باغبان قضا و قدر کا دیکھنے لگا دیکھا چہار جانب گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بو قلمون غنچہ لبیان خوش
کھلائے گل پر چھپہ زمین صحرا رشک گلشن جدھر دیکھا سبزہ زار مقام خوش گوار نہریں موجیں مار رہی ہیں موجوں سے تماشا
تیغ ابروئے قاتل کا نمایاں ہر حباب چشم محبوب کی کیفیت دکھاتا ہے فوارے سے پانی گر رہا ہے ہر چکور قہقہہ زن قمریاں حمد آہ
کو کو دے رہی ہیں طوق محبت گلو میں ہر سمت سے صدائے ہاہو جا بجا نخل سایہ دار گل خودرو پھولے طرح طرح کی بہار
لالہ داغ دار عجب کیفیت دکھاتا ہے شب کو اسی کے چراغ روشن ہوتے ہیں نرگس شہلا آنکھیں کھولتی ہے سوسن صفت
صحرائے سبزہ زار میں زبان کھولتی ہے کہیں عشق پیچا بصد پیچ و تاب لف معشوق کا تماشا دکھا رہی ہے یہ دیکھکر بلبل کا کلیجہ منہ کو آتا
ہے چالاک تڑپ گیا یاد معشوق دل میں تاثیر محبت حیرت آب و گل میں سامنے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ ہے سختیاں اٹھاتا
تھا اب پہاڑ پر چڑھ گیا نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک بارگاہ بہت بڑی استادہ ہے لشکر بحد و انتہا دور تک اترا ہے ایک طرف
دور ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ مگر قلعے سے بھی دھواں نکل رہا ہے فصیل قلعہ پر چند ساحر ٹہلتے پھرتے ہیں ایک جانب ایک دیوار
آہنی چند طائر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں کبھی پروں کو کھول کر اڑتے ہیں پھر اسی دیوار پر بیٹھ جاتے ہیں اسی طرح اڑا
جاتے ہیں چالاک حیران ایک فقیر کی شکل بنکر پہاڑ سے اترا اس لشکر گراں میں آیا اب آگے بطور مذہب سامری
و جمشید صاحب سلامت کی کہا اس مقام پر ظہور قدرت سامری معلوم ہوتا ہے کس بادشاہ کا لشکر ہے سامان ہنر سے بہتر ہے
وہ قلعہ کیسا ہے وہاں کون رہتا ہے بولو پتہ کمیں ہو اسنے کہا یہ لشکر عقاب ابر سوار ہے جا بجا صرصر کی عیاری کی ہو بند بھی ہوئی
ہے یہی چرچے ہیں کہ عورت نے بڑا غضب کیا کلیجہ تھا کہ بادشاہ کی شکل بنی حیرت کو پکڑ لیا مگر وہ بادشاہ
ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ پھر حیرت کو گرفتار کیا جب چالاک پوچھا ساحر نے یہی بیان کیا اور کہا وہ جو سامنے
قلعہ ملوکیہ ہے امروز فردا میں عقاب ابر سوار ہمارا آقا اے نامدار اس قلعے کو نہ دیگا میان قیصر نے دیوار سحر بنا رکھی ہے
اس پار قیدیوں کو رکھا ہے مگر ہمارے آقا جب سحر کرینگے دیوار کو اٹھا کر پھینک دینگے ابھی تک ہمارے مالک کو غصہ
نہیں آیا ہے ورنہ معلوم ہوتا جس دن سحر کامل کرینگے زمین ہلا دینگے طلسم ایسے ساحر انسے تعلیم کر رہے ہیں بڑے بڑے ساحر
لگے پوچھنے چالاک نے سب حال سنا ایک شخص بول اٹھا شاہ صاحب کر رہی عورت مرد دونوں بلا ہیں مگر اب
انتظام کامل ہو گیا اگر خود سامری و جمشید آئیں تو قیصر کا یہ قول ہے کہ اس پار نہ جا سکیں جو کوئی قریب دیوار
جائیگا طائر ظاہر میں زمزمہ سرائی کر رہے ہیں شعلہ ہائے آتش منہ سے نکلینگے جلا کر خاک کر دینگے قیصر نے کمال
کیا ہے ان دو عیاروں ہونے سے سب کی آنکھیں کھل گئیں ہر وقت ہوشیار رہتے ہیں چالاک نے یہ جو سنا سخت
پریشان ہوا دل سے کہتا ہے برق نے اپنا کام کیا پی صرصر نے آکر اپنی ہوا باندھی ہم مجبور و ناچار رہے ہمارے زمانے
میں سب ہوشیار ہیں دیکھیے اس پار جانا کیونکر ہو دل سے باتیں کرتا ہوا سامنے دیوار کے آیا فرسنگ چہار دہ گرد
کامل اپنی بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا ہے ساتھ والوں سے کہہ رہا ہے ہر وقت ہوشیاری کا ہے اس پار کے شعبدہ [illegible]
شعبدہ باز نگہبانی میں معروف ہے ہر وقت یہی خیال ہے کہ فرسنگ چہار دہ ہاتھ کا طلسم بنایا ہوا [illegible]

رکھا رہتا ہے مراد اس سے یہ ہے کہ اگر کوئی فرسنگ جادو کر ہاریگا گلدستہ مرجھا جائیگا فقیر کو جو آتے ہوئے ملازمان فرسنگ نے دیکھا آوازدی شاہ صاحب منت جی ادھر تشریف لائیے جس کسی کو دینا منظور ہوگا دینگے آپکے پاس پہونچ جائیگا چالاک نے آواز دی بابا فقیر افسر سے ملنا چاہتا ہے ہمین دیوار سے کیا کام فرسنگ نے جو یہ سُنا پکار کر آوازدی منت جی صاحب میرے پاس آئیے ہم تو ہمیشہ سے فقیر دوست ہین چالاک قریب پہونچا فرسنگ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا چالاک نے مرگ چھالا بچھایا اسپر بیٹھے فرسنگ نے کہا گرو جی دنگل پر آئیے یہ سنتے ہی چالاک نے کہا کہ ای افسر ہم تارک دنیا ہین ہمین میز و دنگل کرسی سب برابر ہے یہ کہکے ڈفلی نکالی کپڑے سے پونچھکر گنگنانے لگا کہا میان افسر صاحب فقیر کو کچھ حوس نہین ایک چیز گاتا ہون اسکو سنیے سامری و جمشید کی صفت اپنے مذہب کی شوکت فقیر کی محبت سب تجھپر ظاہر ہو جائیگی یہ کہکر ڈفلی بجانے لگا گانا شروع کیا اب جو تانین مارین فرسنگ جھوم گیا کہا گرو جی کیا کہون آجکل اس ملک مین انقلاب ہے بادشاہ ہمارا بیتاب ہے ایک عورت کمبخت نہین معلوم کہان سے آئی ہمارا آقا عاشق ہوا ہے یہ کہکے فرسنگ خاموش ہوا اگر دل سے بیقرار آنکھون سے آنسو جاری چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بارگاہ مین چلیے دو چار روز آپکو باصفا گنگیں عرت کرین دل بہلاکر آپ کا گانا سنین چالاک نے کہا فقیر بھی یہی چاہتا ہے تم ایسے داتا کی خدمت کرے راضی کر کے جائے فرسنگ نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا اور ساحر اسکے افسر بھی اندر آگئے سب نے کہا ہان شاہ صاحب وہی چیز گائیے فرسنگ نے کہا کوئی غزل سنائیے چالاک نے ڈفلی نکالی بجائی اور یہ غزل گائی

غزل

کرتی گلشن مین ہمین سنتا فغان عندلیب
پھر خزان آئی ہوئی ہمین جانِ عندلیب
ڈبڈبائی آنکھ سنکر داستان عندلیب
عاشقِ صادق کے نالے تیر سے کچھ کم نہین
داستان ہے میرے غم کی داستانِ عندلیب
باغبان صد مرقفس کا اس سے اٹھتا نہین
شاخ ہے منقار برگِ گل زبانِ عندلیب
عاشق صادق کی باتون کا ہے کہنا تو بجا
کیا مجھے بد خواب کرتی ہے فغانِ عندلیب
باغ مین اُجڑا پڑا ہے آشیانِ عندلیب
کس پہ عاشق ہو جسے کوئی حسین ایسا نہین
چھیدتا ہے دل جگر شورِ فغانِ عندلیب
شکر ہے اس گل کا دل کو عشق پھر پیدا ہوا
مثل گل نازک ہے جسم ناتوانِ عندلیب
ہو ہوا ے گلشن عالم اگر انصاف پر
قتل کرتی ہے مجھے تیغ زبانِ عندلیب
رو دنا آتا ہے مجھے سنکر بیانِ عندلیب
یا الٰہی لال ہو جائے زبانِ عندلیب
سا غرِ گل باغ مین مخمورِ شبنم سے نہین
کون گل ہے اس چمن مین قدردانِ عندلیب
قصۂ بلبل سے کچھ میرا افسانہ کم نہین
ہمنشین مدت سے خالی تھا مکانِ عندلیب
خونِ عاشق ہے کا نخلِ گل نہ کاٹ ای باغبان
شاخِ گل پر ہی بس آشیانِ عندلیب

تمام اہالیان محفل رنگ فرسنگ کا عجب رنگ قدمون کو بوسے دیتا ہے چالاک عجب تردد مین ہے کہ اگر اسپر کچھ قابض ہوا تو کیا ہوگا جس طرح نے کسی طرح اپنے کو دلوا کے اس پار پہونچاؤن مخوف سرکش کے سامنے جاؤن چالاک تو دل ہی دل مین یہ سوچتا ہے مگر جب گانے سے چپ ہوتا ہے تو فرسنگ و ملازمان فرسنگ گرد پھرتے ہین ہاتھ باندھتے ہین کہ منت جی ہر چند کہ آپ کو تکلیف ہوتی ہے مگر ہمین گانا سنائیے یا کچھ اشعار عشق آمیز سنائیے چالاک نے گانے کے کہا بابا یہ بے نمک کی کیسی صحبت ہے دل کو کب فرحت ہے شراب منگاؤ ساقی پریون کو حکم دو دور جام ہے اور نشہ انجام جیسے ہمارا ابھی کام ہے تمہارا ابھی نام ہو فرسنگ نے کہا شراب لاؤ منت جی نے کہا یہ بھی ہمارا طریقہ ہے کہ جب ہم ساقی ہوں کوئی باقی نہ رہے پیمانہ ہمارے سیر دیجیے فرسنگ نے کنجیان ازار بند سے کھول کر سامنے چالاک کے پھینکدین کہا منت جی میخانے کی کیا حقیقت ہے فقط آپکی تکلیف کا خیال تھا چالاک نے کہا یہ باتین نہ کیجیے مین پرسے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال جو ایک قطرہ بھی زمین پر گرے یہ کمال ہمکو سامری و جمشید نے دیا ہے کبھی بالاے آسمان بھی جاتے ہین ہمارے ساحرن کے بھی گانے ہین وہ بھی بہ نگاہ محبت دیکھتی ہین مگر ڈرتا ہون کہ کسی دن لنگ اٹھا دون ایسا نہو سامری

خفا ہوں جانور بنادیں سب ہنسنے لگے چالاک جبکہ میخانے میں گیا سب شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی بچا اس گلابیاں
وکنٹر ملا اس نگار خانے میں مٹکے رکھوائی بھر لایا دکھیرا ابیان محفل دنگ ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس سن میں دیکھو کس سلیقے سے شراب
لائے ہیں اگر زاہد صد سالہ دیکھے رال ٹپک پڑے لاؤ لاؤ کی صدا موقوف نہو اب چالاک نے کہا کہ گھنگرو و مینا ز بھی
منگا لیجے چالاک نے مینا ز مینی سب سردار جمع ہیں ہر ایک کا یہی اشتیاق ہے کہ آج دل و جان سے گانا سنیے ایسا کمال
کبھی نہ دیکھا تھا ایک آدمی اتنے کام کریگا گانے بجائے شراب پلائے اب چالاک گھنگرو باندھ کر تیار ہوا جام لبریز کر کے
سر پر رکھا ہاتھ سے بتاتا ہے منہ سے گاتا ہوا یہ شعر ورد زبان شعر ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ۔ مطرب بگو کہ کار جہان شد
بکام ما ۔ فرسنگ مالا مال محبت موتیوں کا مالا گلے سے اتار امنت جی کے گلے میں پہنا دیا اب امنت جی نے دور باندھا
جب پلاتے پلاتے دیر ہوئی دیکھا امنت جی تھکے جاتے ہیں تلچھٹ شراب کے باہر بھی جا چکے ہیں باہر والوں میں جوتی پیزار چل رہی
ہے کوئی بھجن گاتا ہے کوئی تان میں اڑاتا ہے کوئی ناچتا پھرتا ہے کوئی منہ کے بل زمین پر گرتا ہے یہاں جب سب نے شراب پی فرسنگ
بیٹھے بیٹھے گویا بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کے اٹھا کہتا ہوا امنت جی صاحب اب بیٹھ جاؤ یہ لوگ وہ ہیں کہ کبھی سیر نہو نگے لاؤ لاؤ کیے
جائینگے اور دیکھیے تو پونے دو سو خداوند تشریف لاتے ہیں مگر تخت پر سوار ہیں اس محفل میں آنے کے امیدوار ہیں چالاک نے
کہا بڑے شرف کی بات ہے صحبت شراب خواری نہیں کرامات ہو گی بھی تا تنگ لیجیے اگر شریک صحبت ہوں بالا بالا کہا ان کا
فرسنگ کے دل میں تو فرنگ گانے کا بھرا ہوا تھا ہاتھ جھکاتا ہوا اٹھا تخت سے اترتے اترتے لڑکھڑا کے گرا صحبت دیکھے
ان ہاں کہتے اٹھے جاتا تھا جہان سے اٹھا چشم زدن میں لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا مگر شاہور کا حال سنیے کہ یہ اپنی بارگاہ
میں مصروف گلدستہ پر تحیر سامنے گلدستہ بنایا ہوا فرسنگ کا رکھا ہے یکا یک دیکھا کہ پھولوں پر زردی آ گئی پتے کملا کے
گل رہے ہیں اپنے گھبرا کر کہا یار غضب ہوا فرسنگ پر کوئی سانحہ گذرا یہاں چالاک پہلے تو یہ سوچا تھا کہ اسی جلوہ
کی شکل بنکر کسی دن ساتھ قیصر کے اس پار دیوار کے جاؤنگا اب جو فرسنگ گرا خنجر پھینک مارا فرسنگ کا سر اڑ گیا وہاں
گلدستہ جلا ادھر شاہور سر پیٹتا ہوا دوڑا اسکی پشت پر کئی ہزار ساحر گھبرائے ہوئے ہائے فرسنگ کہتے ہوئے اس پار آئے
چالاک جب اسکو مار چکا حیران ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا یہ بات سوچی کہ یہ تعجیل تمام رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شکل فرسنگ
بنا وہ لاشہ اصلی ایک طرف گڑھے میں دفن کر دیا مردہ بنکے زخم جسم پر لگا لیے بجائے مُردے کے گرا مگر شاہور اسوقت پہونچا
گر انے آتے ہی دیکھا کہ باہر بارگاہ کے ہزاروں ساحر پڑے ہیں ایک کے پیچھے دوسرے کے ہاتھ میں جاؤں جاؤں کر رہے
ہیں چند دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں کوئی منہ کے بل گرا کوئی جوش میں نشے کے کنوئیں میں پھاند پڑا کوئی نہر میں پھاندا
پانی میں جا کر ٹھنڈا ہوا راہ سے پانی کے آتش جہنم میں پہونچا کوئی گاتا ہوا جاتا ہے کوئی ہنس رہا ہے کوئی کسی پر آ کے گرا عجب سماں ہے
عجب طور کا ہنگامہ ہے بیٹھے سر برہنہ پگڑی ہاتھ میں ایک پیچ لپٹا ہے ہاتھ چلا جاتا ہے پگڑی بندھ نہیں سکتی بعض کی نشے
کے جوش میں آنکھیں بند دل دردمند بھری گالی گنگری جوتی الٹ گئے منہ کے بل گرے پڑے ہیں مگر کہ رہے ہیں مار لیا
اب حریف نہ بچیگا خدا کی قدرت ہم سے ہمسری کرتا ہے شاہور روتا ہوا آتا تھا اسکا بڑا بھائی تھا یہ حال ساحروں کا دیکھکر
بے اختیار ہنس پڑا مگر وہاں قیصر حیرت کے آگے منتیں کر رہا تھا ٹھنڈی سانسیں بھر رہا تھا کہ اپنے ہمراز شناخدمتگاروں
نے خبر دی کہ شاہور مع اپنے ہمراہیوں کے روتا پیٹتا گیا ہے فرسنگ پر کوئی افتاد پڑی قیصر گھبرا کے اٹھا کہتا ہوا
کہ عجب مصیبت میں جان ہے حقیقت میں یہ عشق نہیں میرا امتحان ہے اسوقت اگر پہونچا کہ شاہور اندر گیا فرسنگ نقلی
کا لاشہ دیکھا خون کے دریا بہے ہیں یعنی تڑپ رہے ہیں قیصر نے آواز دی ای شاہور کیا ہوا شاہور نے سر پیٹ لیا کہا غضب
غضب ہوا کوئی میرے بھائی کو قتل کر گیا قاتل نہیں معلوم ہوتا قیصر بھی آیا چہار جانب ڈھونڈھا کسی کو نہ پایا ملازمان شاہی

بانس کوٹ کے لائے اسکی ارتھی بنائی تانتے کا کفن جسم سے لپیٹ کر دس پانچ نے ارتھی کو اٹھا لیا شاہور و قیصر ساتھ ہوئے
ملازمان شاہور رام رام ست کہتے ہوئے ارتھی لیے ہوئے جاتے ہیں قیصر و شاہور ساتھ ہیں جب قریب دیوار کے پہنچے
طائر اسفرنت دیکھنے لگے ملازمان شاہور برسر دیوار پہونچے ہیں کہ ایک طائر نے طبلا کے آواز دی ارے یارو یہ کیا
لیے جاتے ہو یہ لاشہ فرسنگ نہیں ہے یہ وہی دشمن قاتل ہے سب کو احمق بنایا تمہارے سر پر چڑھ کے جاتا ہے مین فرتبہ جب طائر نے
آواز دی بہت غل مچا پکارا کہ قیصر ہوشیار رہو یہ دشمن سخت آگیا شاہور و قیصر روئے آواز دی ارے ارتھی ٹھہراؤ
آگے نہ بڑھے جاؤ چالاک نے سنا کہ اب ارتھی رکی اب یہاں سے نکلو لاشہ فرسنگ نقلی کا برسر دیوار تھا طائر سب
چانوں چانوں کر رہے تھے چالاک وہی کفن پہنے ہوئے اٹھا دھم سے کودا جادوگر جو زیر دیوار کھڑے تھے انسے آنکھ لاکر
آواز دی دیکھو تو تم سب کا کیا حال کرتا ہوں ایک کو خنجر مارا وہ زمین پر گرا چالاک اندھیرے میں بھاگا پہلو میں دیوار
کے ایک غار تھا اسمیں جا چھپا مرنے سے ساحر کے اندھیرا ہو گیا تھا قیصر نے سحر کیا اندھیرا رفع ہو گیا آگے دیکھا مردہ ندارد
لاشے دو چار پڑے تڑپ رہے ہیں ساحر ڈر کے مارے ڈرتے پھرتے ہیں بعضے لپٹا لپٹا کہتے ہیں بعضے بدحواسی میں بھاگو بھاگو کہ رہے
ہیں ارے یارو مردہ کہاں گیا کیا خوب مردہ تھا زندوں کو مردہ کر گیا ہم جانتے تھے مر گیا شاہور روتا پیٹتا پھر بارگاہ
فرسنگ میں گیا سب طرف تلاش کیا دیکھا ری میں لاشہ بھائی صاحب کا دبا پڑا ہے لاچار ہو کر ارتھی بنائی اس بار
کسین جلا دیا یہاں قیصر انتظام کرتا پھرتا ہے کہتا ہے یارو ظالم مردہ بنکر اس بار آیا ہے ذرا ہوشیار رہنا یہ خبر کنیزوں نے ملکہ
بی حیرت سے کہی کہ واری غضب کیا فرسنگ کو مار بھی ڈالا اسی کی شکل بنکے اس پار ارتھی پر آیا اب غائب ہو گیا ہے
سب ڈھونڈھتے پھرتے ہیں قیصر کو بڑا خیال ہے سب طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہے سب ساحروں سے کہ رہا ہے کہ یارو وقت
ہوشیاری ہے بلکہ جو کوئی اسکے پاس آتا ہے یہ گھبرا کر اسکی صورت دیکھتا ہے ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہے کیوں بھائی تم وہ مردے
تو نہیں ہو وہ ساحر سر جھکا لیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اب اپنے خیمے میں حیرت کو بلوائیے ڈرا کے سمجھائیے شاید مان جائے
بڑے بڑے صدمے اٹھا چکی شاید راضی ہو یہ بات کہ کے قیصر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا حکم کیا ملکہ حیرت کو لاؤ لوگ گئے
آکر حیرت سے کہا حیرت رو رہی ہے چالاک کے آنے کا بڑا غم ہے حیران ہے دیکھیے کیا گذرتی ہے ایسا نہو وہ بیچارہ گرفتار
ہو تو بڑی مصیبت ہو برق آکر پھنسا صرصر گرفتار ہوئی اگر یہ گرفتار ہو گیا تو پھر کوئی صورت رہائی کی نہ نکلیگی افسوس کیسی بیکسی
و بیکسی ہوئی یا تو لیتی صاحب اختیار تھی یا ایسی مجبور و لاچار ہوئی نہ مونس نہ ہمدم نہ رفیق حسرت و یاس شفیق جان پر
بنی ہے دیکھیے کیونکر زندگی ہوتی ہے جس کی قید میں ہیں وہ درپے آزار کنیزیں جو گرد میں انھیں کو مونس و ہمدم جانتی ہے انکے
سامنے یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

صیاد سے غرض ہے نہ کچھ دام سے غرض
مطلب صبح سے ہے نہ کچھ شام سے غرض
وہ ولولے شباب کے وہ دن گذر گئے
دنیا میں ہے کسی کو فقط نام سے غرض
تھمتے نہیں ہیں نالہ سوزاں فراق میں
ہے دل نہ نوسے ہے نہ بادام سے غرض
وہ لاکھ ہم سے ہیں بلوں سے برائی کیا کریں
ہم کو اپنے یار دل آرام سے غرض

ہے دل کو چشم ساقی گلفام سے غرض
ہے مرغ دل کو زلف سیہ فام سے غرض
کہتا ہے نامہ بر سے وہ خط کے جواب میں
اب یار سے غرض ہے نہ پیغام سے غرض
آٹھوں پہر خیال ہے اس چشم مست کا
آٹھوں پہر زبان کو ہے کام سے غرض
سوتے ہیں بچھ کے وہ فرش ناز پر
شکوے سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض
کلمہ شناس صنم کا ہوں تو کس طرح

شیشے سے مدعا ہے نہ کچھ جام سے غرض
مبہوت ہوں میں یاد رخ و زلف یار میں
کیا مجھکو انکے نامہ و پیغام سے غرض
بوسے پہ بوسہ عارض نمکین کا لیجیے
آنکھوں کو ہے مدام یہاں جام سے غرض
چوسوں زبان کو بوسہ چشم نگار لوں
ہے انکو اپنے چین سے آرام سے غرض
کیا کام ہے حسین ہزاروں میں خلق میں
کافر کو ہے نہیں اسلام سے غرض

ان اشعار کو پڑھکر حیرت رو رہی ہی اپنے جاہ و جلال کی یاد دلاتی فریاد کرتی تسکین دینے والا نہین کہ ایک کنیز پڑھکر
قریب آئی کہا حضور مین کچھ عرض کرونگی حیرت نے کہا تمھاری عرض سنی وہی جواب ہی جو ہمیشہ دیا کنیز نے دست بستہ
عرض کی پرانی بات نہین ہی مین وہ بات عرض کرونگی کہ حضور خوش ہو جائین یہ کہکے سب کنیزون سے کہا ایک دم بھر کو ذرا ہٹ جاؤ
مین عرض کرون پھر بلا لونگی کنیزین سب ہٹ گئین جب حیرت اکیلی رہی کنیز قدمون سے لپٹ گئی رونے لگی آنکھون سے
پانون دھونے لگی حیرت ہان ہان کہتی ہی کہ مین بھی تمکو میرے حال پر افسوس آیا جو مرضی خدا کی کسی کا کیا اختیار ہی وہ
سب کا پروردگار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی کیا رنگ تھا فلک نے کیا دکھایا کنیز نے کہا اپنے غلام جانباز کو آپنے نہین
پہچانا حیرت کے کان کھڑے ہوئے جھجک کے پیچھے ہٹی کہا اے تو کون چالاک نے گرد پھر کر عرض کی آپ کا غلام
قدیم جاننے والا تابعدار دل و جان سے نثار غلام مضطر چالاک بن عمرو حیرت نے ایک رو رو کے پکارا کہا او کمبخت تو نے
یہ کیا بڑی مصیبت اٹھائی چالاک نے کہا جان تک تو حضور سے عزیز نہین غلام ہی سر کاٹکر قدمون پر رکھدون اب
سرکشی اپنے قدیم جاننے والے سے مناسب نہین حضور عجب طور سے عیاری پڑی یہ سنکر فرسنگ کو بیہوش کیا تھا کہ اسکی
شکل بنکر قیصر کے ساتھ آئینگے جب وہ بیہوش ہوا اسکو مار ڈالا اب یہ سوچا کر مر دہشت کے خواب یہ خیال ہی کہ آپکو رہا کرتا ہون
آپ تو جاکر کسی گوشے مین چھپ رہے اور برق و صرصر کے رہا کرنے کی تدبیر کیجیے مین آپکی شکل بنکر قیصر کے پاس جاتا ہون خدا
جانیگا تو مار لونگا اگر پکڑا بھی گیا جو مجھپر گذریگی سو گذریگی آپ تو رہا ہو جائینگی آپ جو مات مصیبت نہ اٹھائین حیرت کو سناٹا آگیا
دل سے کہتی ہی یہ ظالم بیشک عاشق صادق ہی جان دیکے آیا کس سختی مین اپنے کو یہان تک پہنچایا سر جھکا کر کہا جو تمھارے
نزدیک مناسب ہو کہتے شرمائی سر جھکا لیا چالاک نے زبان سے حیرت کی سوزن نکالا آپ رنگ و روغن عیاری کا
لگا کر بصورت حیرت جادو بنا زنجیرین پہن لین زبان مین اپنی سوزن دے لیا کہا حضور جائین اب مجھکو بلائیگا یا خود
آئیگا مین سمجھ لونگا آج انکو نہین چھوڑتا حیرت بلا سے روزگار ہی ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈالی غرق زمین ہو کر راہ
رہائی صرصر و برق جاتی ہی اسکا ذکر وقت پر ہوگا چالاک نے کہدیا ہی کہ حضور یہ عیاری ہی کوئی ساحر کوئی مکار
شعبدہ باز حیلہ ساز دم باز کچھ فطور کرے تو آپ میرا بھی خیال کیجیے گا جب قیصر کے مرنے کی آواز آئے فوراً آپ اپنے کو
قیدخانے پر پہنچا کے صرصر و برق کو رہا کیجیے گا یکایک دست اندازی نہو حیرت نے اچھا کہکر اپنے کو غرق زمین کیا
سامنے قیدخانے کے صحراے ریگستان تھا قفل کیے سامنے ہی حیرت اگر ٹھہری یہ بھی یقین ہی کہ جب قیصر مارا جائیگا دھوم
بھی گریگی طلسم بگڑیگی راستہ کھل جائیگا یہان چالاک بن عمرو حیرت بنا ہوا بیٹھا ہی مگر خوف سے دل کانپ رہا ہی کہ اے
چالاک دیکھو کیا ہوتا ہی مگر تقاضائے محبت یہ ہی کہ جان جائے یار ہاتھ آئے مگر شوق خوبرو ہی یکایک پانچ چار عورتین ڈری
ہوئی آئین سلام کیا کہا چلیے حضور کو سرکار نے بلایا ہی آج وہین جلسہ رہیگا ناچار حیرت نقلی اٹھی اپنے کو سنبھالتی ہوئی
چلی قیصر یہان بیٹھا ہی چند مصاحب اسکے پاس موجود ہین انسے کہتا ہی یارو دیکھون آج وہ ظالم کیا کہے مجھے تو آج
امید وصل نہین مگر مین بھی قید مین مار ڈالونگا زندہ نجانے دونگا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ملکہ تشریف لاتی ہین گو بت
برہم ہین کہتی تھین مین وہان جاکر کیا کرون اسکو آنا ہو یہان آئے ورنہ اسکو اختیار ہی ہم تو قیدی بندے ہین قیصر یہ
پیغام سنکے رونے لگا کہا یارو معشوق پر یہ تکلیف میرا دل نہین چاہتا کہ مین اسکو اسقدر ستاؤن جو قید پہ جا بیٹھی ہی وہ
دکھاتی ہی افسوس اگر یہ مجھکو قبول کرتی آنکھون مین رکھتا اب تو بقول زیب النسا مخفی اپنی یہ کیفیت ہی نظم

من بوالہوس عشقم و با من ہنرے نیست	گم گشتہ این راہم و از من خبری نیست	خورشید جہان تابم و نشناخت مرا ہیچ
افسوس کہ صاحب نظر آنرا نظری نیست	روزی کہ زند موج محیط کرم دوست	خجلت زدگان راز تماشی اثری نیست

آنم کہ در آئینۂ اسرار الٰہی
از داغ درین باغ گلی تازہ تری نیست
نومید نباید شدن از گردش ایام
ہان مرغ چمن خوف کم از بال پری نیست
افسردہ و پژمردہ چو گلہائے خزان بار
حاصل ز جہان ہیچ بجز دربدری نیست

چندانکہ نظر میکنم از من اثری نیست
گاہی بجرس ہمرہ و گاہے بفغانم
شامی بجہان نیست کہ او را سحری نیست
اے دیدہ سرشکی کہ بہنگامہ عشاق
از آتش عشقت کہ بہر کس شرری نیست

بلبل بفغان کوش کہ در گلشن امید
در قافلۂ عشق ز من پیشترے نیست
دل در قفس سینہ کند سیر گلستان
سامان نشاطی کہ بجز چشم تری نیست
مخفی بہ نگاہوی ہوس چند توان بود

مصاحبون نے اشک پاک کیے کہا حضور آپکا عشق صادق تاثیر دکھائیگا حسینہ
راضی ہو جائیگا قیصر نے سب کو اٹھایا ملکہ حیرت نقلی سامنے آئین تو قیصر نے دیکھا آج ملکہ کا چہرہ جمال ہی سر جھکائے ہے
مجبور ملی آتی ہین قیصر اٹھ کھڑا ہوا کہا حضور آپکے حیرت نے اشارے سے کہا آپ قیدی کی کیون اسقدر تعظیم کرتے ہین
اور ظالم حکم دیدے کہ جلاد ہمکو قتل کرے تیر اور عقاب کا دل ٹھنڈا ہو قیصر نے ہاتھ باندھکر کہا وہ زبان کٹے کہ آپکے قتل کا
حکم دون مین آپ پر نثار ہون حیرت نقلی نے کہا ای قیصر تو عاشق جاہل ہی اگر اسکل مین مائل ہوتا میری تمنا ہے دلی پوری
کرتا تمہین یہی فکر ہی کہ آپ ہے میرے پہلو مین بیٹھیے اسکا جواب یہی ہی کہ ہمین قتل کر دیا طائر بسمل جان کے چھوڑ دو جہان ہمکو تقدیر
لیجائے وہان جائین مارے مارے پھرین اب تقدیر مین سلطنت نہین ہی نہین معلوم کہان کہان مارے مارے پھرینگے
یہ سنکر قیصر بیتاب ہو گیا ہاتھ باندھکر کہا آپکے دشمنون کو اسطرح مٹاؤن کہ پردۂ دنیا مین نام نہ رہے ہوشربا پر آپکی
عملداری ہو جن جن عملدارون نے ملکہ پر شعبدے کیے سلطنت شاہی انکی بوٹیان کاٹ کر حاضر کرون حیرت نے کہا یہ امر
ہماری تقدیر مین نہین نوشتہ سلطنت کلک قدرت کی تحریر مین نہین قیصر نے کہا حضور یہ تو آپکا خیال خام تصور یا تمام کو
ایسا سحر کرون کہ مسلمان اپنے مقام سے اٹھ نہ سکین بھائی کو بھائی قتل کرے کوئی مہلت نہ پائے اگر حکم ہو ایک ہفتے کے
اندر یہ کرکے دکھا دون میان عقاب کو اپنی سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ تھا میرا کیا کر لیا لشکر لیے پڑے ہین حیرت نے کہا تم
ایسا ارادہ کرو ایسا نہو اس بوالہوس کو بھی خبر ہو جائے وہ بھی بندوبست کرے پرائے ملک پر جا کر آئین جونی پر کار ہو قیصر نے
کہا حضور اسطرح چلون راہ کو بھی خبر نہو منزلین طے کرکے پہونچاؤن جاتے ہی آگ برسانا شروع کرون بھاگ نہ سکین
ایک بات مفصل بتلائیے کہ حقیقت مین ان مین کوئی ساحر تو نہین ہی حیرت نقلی نے کہا انکے مذہب مین سحر کرنا گناہ ہی
قیصر نے کہا پھر حریف کے سحر سے کیونکر بچتے ہین حیرت نے کہا اسکو بکر سے قتل کرتے ہین صرف صاحبقران زمان مالک اسم اعظم
الٰہی ہین اور فوج مین کسی کو انہین دخل نہین عیارون پر ناز کرتے ہین دیکھو دو یہان بھی آئے بقول برق معلوم ہوتا ہی
کہ میان چالاک آئے ہوئے ہین دیکھیے وہ کس رنگ سے آئین قیصر نے کہا بس ہو چکا ہم جانتے نہ تھے آگے عیاری کی
اب تو ارسطو و بقراط بھی نہین آسکتا ہم ہوشیار ہو گئے اب دھوکا کیون کھانے لگے اگر شاید آیگا اس پار لشکر مین آکر
پھریگا بڑا کمال یہ ہی کہ دو چار جادوگرون کو قتل کریگا سردارون کو دھوکا دیگا مجھ تک نہین آسکتا چالاک نے کہا بجا ہی یہ جواب
ارشاد فرمایا اسکو کون دروغ کہسکتا ہی اب ہم بھی آج آپ سے مفصل کہتے ہین جب روز آپ برائے ملاقات عقاب
تشریف لائے ہم دیکھکر عاشق ہوئے قصد یہ تھا کہ چھپکر تمہارے پاس آئین وفا تو فتنہ گر ہے ارادہ ہین تمنے خبر کیون
نکالا یا ہم کو ناگوار معلوم ہوا منہ سے نہین نکل گئی آج تم سے صاف صاف کہہ دیا اگر انہین باتون پر راضی ہو تو قسم سامری
و جمشید کی ہمین کسی بات مین تم سے انکار نہین چلو چھپرکھٹ پر آج ہی فیصلہ ہو جائے ہمسے بھی اب بار فراق نہین اٹھتا
جب معشوق ہمارا عاشق صادق ہی پھر ہم کیون سختی فراق اٹھائین اپنے چاہنے والے سے شرم کیا قیصر تو ان باتون کو
سنکر بھول گیا اپنے کو بالکل بھول گیا گڑگڑانے لگا ہاتھ جوڑتا ہی اٹھکر دوڑا کہا مین تو غلام ہون کیا کرون دل بیقرار ہے

یہ حرکت کی کہ خود اُسکا یا تبجیل زبان سے سوزن نکالا سمجھکر زبان بیشیمان اپنے ہاتھ سے کاٹنے لگا کہ اب حضور کو اختیار ہے غلام
قدیم تابعدار ہے ملک و مال فوج پر اختیار ہے مین کسی مقدمے مین دخل نہ دونگا چالاک نے پٹے پکڑکے اُلٹے ہاتھ سے ایک
طمانچہ مارا کہا کیون رے تو نے ہمکو قید کیا تھا تجھکو کچھ افسوس نہ آیا ہائے کیا کہون آج اپنا ملک و مال قائم ہوتا سامان
وصل مہیا کرتی تو بھی جانتا کہ کسی معشوق سے وصل ہوا مگر کیا کرون مجبور ہون جل جہان تو کیسے چلون ارے بجز و نے مورکھ
بیوقوف ظالم ہمکو شبہ نہ کرتا تو وصل کس سے ہوتا اب تو قیصر پھولا ہوا بیٹھا ہے خوشی کے مارے منھ سے بات نہین نکلتی ہے
کبھی ہنستا ہے کبھی گنگناتا ہے کبھی خوشامدین کرتا ہے چالاک نے گلابی کھینچکر گھاٹی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی جام بھر کے کہا لو پیو
ہمکو ذبح کرنا قیصر جھک جھک کے سلام کرنے لگا جام پیگیا اب بیقرار ہے نشہ ہونے لگا جب نشہ کامل ہو گیا بلبلایا گھبرا کر
اٹھا کہا پلنگ پر جلوہ ملکہ نے کہا تم چلکر بیٹھو مین ابھی آتی ہون کیا مجھے کھا جاؤ گے تیری آنکھون سے ڈر معلوم ہوتا ہے تھوڑا خوف جنون
اپنے مطلب پر کیا جلدی اُٹھا اور کسی بات پر مجھکو ہاتھ نہ لگانا غنچہ گل ہے میرا دم نکل جائیگا مین ان باتون سے آگاہ نہین
میرا شوہر مرنے والا فقط دور سے دیکھ لیتا تھا ان باتون کے لیے کنیزین موجود تھین مگر آج تیری خوشی کرنا ضرور ہے میرے
بھی قلب کو سرور ہے قیصر اُٹھکر چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا گرکے ہوا اے گرا چالاک کا ہاتھ یا تو خنجر نکال رہین تھا اب کمر سے
جلاد ہو خنجر کھینچکر ہاتھ مارا قیصر کے دو ٹکڑے ہوے اتنے بڑے ساحر کا مرنا وہان تو دیوار ٹھہراکے گری اور جو مکان
اسکے سحر کے تھے سب گر پڑے خیمہ جلنے لگا ہزارون طائر سر پیٹتے ہوئے آسمان پر پیدا ہوئے آواز صیہات و افسوس دیکر بکا
کرتے تھے کبھی لاش کے گرد پھرتے تھے اس اندھیرے مین چالاک نکلکے بھاگا حیرت قیدخانے کے سامنے گوش بر آواز تھی
کہ کان مین آواز آئی کہتی مرا نام من قیصر سحر طراز بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم بس حیرت نے
چند سنگریزے اُٹھا کر نگہبانون پر مارے ماہو رجادو سب کا افسر تھا یہ گھبرا کے اٹھا دیکھا ہزارون کے سر ٹکڑے گرنے لگے پکارا
یارو یہ کیا ہے جو مرنے سے بچے وہ اُٹھکر بھاگے حیرت نے ایک گرز مارا ماہو رکا سر اُڑ گیا جھپٹ کر صرصر و برق کو پنجے مین
دبایا کہ چالاک بھی آ پہونچا آواز دی ملکہ مین حاضر ہون مجھے بھی ساتھ لیجیے قیصر کو مارا حیرت نے تبجیل ایک تخت سحر بنایا
اسپر صرصر و برق و چالاک کو بٹھایا ہر چند چالاک نے کہا آپ بھی اسی پر بیٹھیے سحر سے اڑ کر کیجیے حیرت نے کہا مین سحر کی
بجلی جلتی نکلی تخت عمل کیمین بجگہ زیر ہی ہوئی ہے مکانات گرے باغات جلے بہت سی کنیزین و ساحر جو اسکے سحر کے تھے وہ غائب ہو
گر قضائے کار آج شب کو عقاب ابر سوار یہ قصد کرکے اپنے مقام سے اُٹھا کہ جاکر حیرت کو لے آؤن سحر کرکے بلند ہوا
آسمان پر ستارہ وار چمک رہا تھا دیوار کو دیکھ رہا تھا کہ طائرون کو مارون دیوار گرا کر اس پار جاؤن یکایک کان مین
آواز آئی قیصر کے مرنے کی اور دیکھا لشکر والے بھاگے جاتے ہین حیران ہو کر چار جانب دیکھنے لگا یکایک اسکی نگاہ پڑی
کہ ایک تخت پر ایک عورت حسین خوبصورت ایک فرنگی صاحب شوکت ایک جوان عیار طرار قطورہ ہائے زر لفتی سے آراستہ
خنجر خون آلود ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو شوق خوش خوش ہوا پر قائم تخت کو اڑائے ہوئے لیے جاتی ہین سرحد دیوار سے
نکل کر گذر چلی تھی حصہ ملک مین ملازمان قیصر سر پیٹتے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یارو ہمارے مالک کو کسنے مارا قاتل
کو تلاش کرو ہم اسکو مارین اپنے مالک کے خون کا بدلا لین یہ کہتے ہوئے بھاگے جاتے ہین جس خیمے مین قیصر کو مارا تھا قیصر کا
وہان لاشہ پڑا تھا جب وہ خیمہ جلا سب نے دیکھا مالک کا لاشہ پڑا ہے ہزارون ساحر گرد آگئے ہین سنا سنتا کہا پیٹتے تھے جب
معاملہ جو عقاب نے دیکھا ہوش اُڑ گئے اپنے لشکر والون کو آسمان سے آواز دی یارو قیصر مارا گیا عیارون نے اسکا کام
تمام کیا لینا خبردار جانے نہ پائے ملازمان عقاب نے جب اپنے مالک کی آواز سنی طرف صحرا کے دوڑے دیکھو ہے تین
عقاب بھی آسمان سے بلند پرواز کرتا ہوا آتا ہے سب اسکے پیچھے پیچھے ملکہ حیرت تخت کو لیے ہوئے آپ ہوا پر

سحر کرتی ہوئی جاتی ہے یہ لوگ کوسون تک نکل گئے آگے دیکھا ایک قلعہ دیکھا حاکم وہان کا مفتاح زرین علم صاحب شوکت
وحشمت ایک قصر دو کوس کے گرد مین اسکے بزرگون نے بنایا ہے اسکو سحر سے مملو کیا ہے اسکی تاثیر یہ ہے کہ اسمین باغ وغیرہ بنے
ہوئے گملے رنگارنگ ہزارہا طرح کے طائر جعد ہائے مختلف دے رہے ہین گرد اس مکان کے خندق خون روان جاری ہے
کیا مجال کہ جو اس قصر سے ساحر گذر سکے کیا ہے ساحر اسپر سے گذرے سحر بھول جائے حیرت جھنکر جیسے اس قصر پر
سحر اڑی جاتی نکل جاون سحر فراموش ہوا اگر کھڑا گئے گری ایک زمین مین جاکر پہونچی حیران کہ ای حیرت یہ کیا سحر کہ ہوا چالاک
و برق و صرصر نے جو یہ کیفیت دیکھی تخت کو ہوا نے قصر سے الگ کردیا تھا سحر جو حیرت کا ٹوٹا تخت زمین پر گرا مفتاح
زرین علم کہ جو یہان کا مالک ہے سحر مین بے مثل یادگار سامری و جمشید ہے اسوقت قلعے سے نکلکر صحرا مین آیا تھا اسنے
تماشا کر دیکھا کہ ایک نار زمین پر اوتری ہوئی آسمان پر آتی تھی وہ تو میرے مکان طلسم مین گری ایک تخت اگر ہوا پر گرا ہوا
گرم چلی ایک آواز دردناک بھی آئی کہ اے شیدور و نہ یہ مقام طلسم نیرنگ ہے ساحر وغیرہ سالک اسکو دیکھکر دنگ ہے اس طرف
آنے والا قصر مین گریگا سحر یاد نہ رہیگا مناسب ہے کہ اسطرف نہ آئے اپنے کو بچائے مفتاح نے جو تخت گرتے ہوئے
دیکھا اس طرف چلا تھا چالاک و برق و صرصر یہ سانحہ حیرت افزا دیکھکر تخت سے کود سے تخت کو وہین چھوڑا ایک
جانب بھاگ نکلے یہی دل مین خیال ہے کہ یہ کیا ستم ہوا فلک نے یہ کیا محنت کی ساری مشقت ضایع ہوئی چالاک نے
برق سے کہا اب الگ ہوکر دریافت کرو کہ یہ کیا سحر کہ گذرا اسکا دفعیہ کیونکر ہوگا برق نے کہا مین جاکر دریافت کرتا ہون
مین جلد علیحدہ برائے دریافت مطالب ضروری چلے مگر عقاب نے آسمان سے دیکھا کہ یا تو حیرت اوڑی ہوئی جاتی
تھی یا ایک بیکانی مین گری تخت الگ ہوگیا پس عقاب چھپا قریب اس قصر کے پہونچا چاہا کہ اس قصر مین اتر جاون سحر
فراموش ہونے لگا ہاتھ پانو مین رعشہ آنے لگا قلب تھرایا ایک وحشت طاری عالم بیقراری ساحر جہان دیدہ کار آزمودہ
گرم و سرد عالم چشیدہ تھا سوچا یہ مقام طلسم ہے اگر مین بھی جاکر گر پڑا کون دیکھ لیگا مالک یہان کا قتل کر ڈالیگا ایک سامنے
کو اشارہ کیا دیوار دن گھوڑون سے پامال کرو لیٹے وہ گھوڑ سوار اترو ڈالو پورا رسالہ ماشی وردیان نیزے ہاتھ مین
سحر کرتے ہوئے دوڑے دیوار پر نیزے مارے جسنے نیزہ مارا اسکے تیرے سے برق چمکی اسی پر بجلی گری اسی طرح ہزارون
سوار مع رسالہ دار جلکر خاک ہوئے سب کے قصے پاک ہوئے اب عقاب کے طائر ہوش اڑے خود بڑھکر سحر کرنے
لگا کہ کچھ منہ و بات بجا وہ جادوگر اسی مقام پہ [illegible] گری طرح وہ قصر بنا ہوا ہے حکمایان اشراقین نے علوم اپنے صرف
کرکے یہ عجایب و غرایب تعمیر کیا کہ کسی کا بیجا تصرف ہو عقاب گھبرا گیا حیران تھا کہ یہ کیا ہوا چاہیے تھا کہ حیرت جادو
معشوقہ [illegible] بیجھ میرے پاس آتی مجھے تو عہد نامہ ہو چکا ہے ہائے تقدیر نے یہ کیا دکھایا یا کبھی کہتا ہے او کم
بخت اگر ہون غدار کیا تو نے میرے ساتھ کی تو خوبرون جھوٹی مین نے اپنا گھربار چھوڑا وطن سے منھ موڑا اسی
خیال سے کہ جو معشوق سرکش نے کہا اسکو دل و جان سے قبول کیا یہ معلوم کیا کم ہے اس خیال صحبت مآل سے مزاج درہم
برہم ہوجاتا کہ ان لوگون سے لڑون ان سرکشون سے مقابلہ کرون کہ جنھون نے لمشش ایسے شخص کو دریاے قلزم مین
کسکر ڈبویا یا ایسے ظالمون سے مقابلہ کرنا اپنی جان پر کھیلنا ہے مگر یہ بار مصیبت اپنے سر پر اٹھایا ہے مین کوچ کرکے

یہان تک آیا بقول شاعر نظم
یہ کیا معلوم تھا داغ جدائی وہ قہر دیگا
دعائین سیکڑون خوش ہوکے عاشق رات بھر دیگا
خدا کا خاص بندہ ہوگا میخانے مین ایسا بھی

خدا آہ دل مظلوم مین اتنا اثر دیگا
خوشی شب بھر رہیگی رنج ہنگام سحر دیگا
رہ باریک مین کیا کام تو نازک میانی کا
فقیر مست کا کاسہ مئے وحدت سے بھر دیگا

بتون کے دل مین گھر ہو تیرے آواز کر دیگا
ملا کر منھ سے منھ بوسہ جو شب کو وہ قمر دیگا
نزاکت بھی وہی دیگا جو اس گل کو کمر دیگا
جہان ہوگا وہ سبزہ رو وہین مین اوسکے پیچھے دیگا

نہ جائینگے بلکہ فسادات برپا کرینگے مفتاح نے کہا اے بادشاہ اصل یہ ہے کہ یہ مکان ہمارے بزرگون کے وقت کا ہے ہم اسکے حال سے بخوبی آگاہ نہین ہین جو اسمین پھنسا ہے ہم نہین نکال سکتے اگر یہ ہمارے اختیار مین ہوتا ہم آپکے فرمانے سے عذر نہ کرتے مگر اب وہ قیدی طلسم ہے ہماری راے سے رہائی موقوف نہین ہے ہم مجبور و ناچار ہین آپکو اختیار ہے نہایت منت و خوشامد عقاب نے کہا مگر مفتاح زرین علم نے یہی جواب دیا کہ ہم بے اختیار ہین یہ کہکے مفتاح اٹھا عقاب ناچار رہا گاہ آنک پہونچانے آیا مفتاح نے جو ذکر حال بے مثال حیرت کا سنا ہے سر کو دھنتا ہے یہی خیال ہے کہ اے مفتاح کیا تدبیر کرون کہ یہ معشوقہ حور وش سرکش میرے قبضے مین آوے یہ بھی ذکر زبانی عقاب کی سن چکا کہ ایک عاشق کو عیارون نے مار ڈالا وہ عیار میان بھی آئے ہین دیکھیے کیا ہو اس فکر مین سرنگون اشتیاق دیدار حیرت مین کلیجہ خون دربار مین اگر بیٹھا اب انکو اسی حال پر ملال مین چھوڑیے یہان سے دوسری داستان بیان کی جاتی ہے

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان تحریر ہوتے ہین کہ برسر قلعہ سواد نگار مقابلہ بینا نگار جادو مین فرو کش ہین لشکر کشی کرنا بینا نگار پر صاحبقران کی و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا مخمسہ

ہنس کرتے ہین نئے ناز سے چلنے والے | آفت جان ہین یہ دل پاؤن سے ملنے والے | مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے
سانپ کا زہر ہو گیسو مین اگلنے والے | آہوئے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

بھول جانے سے ترے ہو رہے بیداد رہے | آرزو لیکے چلے دہر مین ناشاد رہے | مرنے والے جبین کوچہ ترا آباد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے | اے زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہین مجھے شام و سحر آشنا تو ہوا | در پہ حاضر ہون تو ہے نظر آشنا تو ہوا | شجر عشق سے حاصل ثمر آشنا تو ہوا
کشش عشق مین بارے اثر آشنا تو ہوا | پھر کھڑے ہوتے ہین منہ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہے | اک [illegible] یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہے | گرمیان قمری مین نور کی جالا کی ہے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے | شب کو باہر نہین آتے وہ گھر سے نکلنے والے

نظر آوے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ | غازہ مل ملکے نہ دل پر کسی ناکس کا لبھاؤ | سنو اک تو شیخی منہ تو ذرا آگے لاؤ
آئینہ دیکھے کیا ہے جو کبھی تم نے بناؤ | خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

جسنے سونگھی ہی نہین خوشبوئے گیسوئے دراز | وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز | ہم تو مانند حنا زیر قدم ہین ممتاز
پاؤن تک تیرے جو پہونچے نہین [illegible] | کف افسوس وہی ہاتھ مین ملنے والے

دشت گردی کے کوئی پوچھے ہم سے انداز | لاکھ منزل ہو کڑی سو ہون تا شب [illegible] | جان برسون سے زمانے مین ہین ساز جانباز
گوش زد ہو تو نہین کوس سفر کی آواز | اچل کھڑے ہونگے کمر باندھ کے چلنے والے

یاد بارون کی کبھی ہے تو کبھی گالون کی | آنکھ کے تل کی محبت ہے کبھی خالون کی | ہمنشین تجکو خبر کیا ہے مرے حالون کی
یہی سوزش یہی گرمی ہے اگر نالون کی | صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھون کے صحرا کی فضا ہے ہر صبح | انجمن گل و بلبل کا مزا ہے ہر صبح | بار در بخل مین سب ذکر خدا ہے ہر صبح
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہے ہر صبح | رہین سر سبز شجر پھولنے پھلنے والے

گو جو عشق و محبت ہی بلا خیر مقام | انکے آنے کا اب تک نہ کھلا کچھ انجام | بیٹھتے اٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام
انسے کہدو جو زمین پر نہیں رکھتے دو گام | گر بھی پڑتے ہیں بہت روز کے چلنے والے

واہ رے دوری اس دور سے دل گھبراتا | درد الفت نہیں افسوس کسی کو بھاتا | حسن کا ذکر کہیں بھی نہیں لب پر آتا
قسمت عشق کا راغب نہیں کوئی پاتا | مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

رات دن ہجر کے صدمے میں بہت لیپٹے | یار بے رحم سے احوال مرا کون کہے | دونوں ابلے ہوے دریا غم کے دن رات بہے
اشک باقی جو نہ آنکھوں میں رہے تو نہ رہے | جگر و دل ہیں لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کروں تیری صفت و ثنا اے آتش | قلب آتش نفسوں کا نہ جلا اے آتش | عرض کرتا ہوں زکی سب سے ذرا اے آتش
بس قلم صفحۂ ہستی سے اٹھا اے آتش | وصل بگڑے شعر جو سنکر ہے ڈھلنے والے

چہرہ رہروان منازل جنگ ساحری و طے کنندگان مراحل فساد افسونگری حال خیریت مآل صاحبقران یون جلوہ گر فرماتے ہیں شعر مصنف راقمان کلام سوز و گداز * می نگارند این فسانۂ راز * جب خواجہ عمرو نامدار نے جالنگ جادو کو مارا اور لاشہ اسکا سامنے مینا نگار کے پہونچا غصے میں کانپنے لگا کہتا تھا یار و سارباں زادے کو کیونکر خبر ہوئی حالانکہ ظاہر ہے کہ یہان کے کسی راز دار نے جا کر یہ خبر پہونچائی جب تو عمرو عیار نے بلا تکلف عیاری کی ایسا میرا یہ مصاحب تھا کہ جسکا سحر میں مثل و نظیر نہ تھا شعبدہ باز حیلہ ساز ساحر باللیاقت سحر و ساحری میں بے نظیر اب میں نام مسلمانان صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا بعد ہفتے عشرے کے اگر کوئی ایک مسلمان واسطے علاج کے ڈھونڈھیگا نہ پائیگا حکم دیا لشکر میں ڈنکا ہو کسقدر فوج ہماری تیار ہو معلوم ہوا پنجہ لاکھ ساحر موجود ہیں اور باقی نظامت پر پہرے چوکی پر ہیں یہ پنجہ لاکھ لائق جنگ و جدل ہیں سحر و ساحری میں معروف ہیں یہ سنکر مینا نگار مثل فتنۂ خوابیدہ اٹھا تخت سحر پر سوار ہوا کل فوج کو ساتھ لیکر چلا یہان امیر بالتوقیر نے جب جنگ و جدل سے مہلت پائی خواجہ نے آکر خبر دی کہ آپ کے اقبال سے دشمن کو مارا اسنے تو غفلت میں غضب کیا تھا اگر پہر دو پہر اور غفلت رہتی پھر رفع ہونا بہت دشوار تھا مگر شکر ہے کہ خاص وقت پر پہونچا صاحبقران نے بہت بھاری خلعت خواجہ کو دیا سردار تعریفیں کر رہے ہیں کہ آپکی وجہ سے ہم بھی بچے خدانخواستہ اگر کوئی ہاتھ تلوار کا آقا پر پڑ جاتا تو منہ دکھانے کے لائق نہ رہتے یہی دل میں سمائی تھی کہ دشمنان حضور کو مٹا دیں مگر خواجہ نے بہت جلد علاج کیا اس شعبدہ باز کو جاکر مارا کہ دیکھا سامنے سے نامیان خیبری و تو میان خیبری سر سنگ تکی ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل ابر بہار آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا کے بادشاہی بجا لائے قطعہ کہ تا سبزہ رو دیدہ باشد بباغ * گل سرخ تابد چو روشن چراغ نگین سعادت بنام تو باد * ہمہ کار عالم بکام تو باد * شہریار عالم کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ہو مینا نگار جادو پنجہ لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے برائے مقابلہ حضور آتا ہے صاحبقران باہر بارگاہ کے نکل آئے سردار پشت پر آکے ملاحظہ کرنے لگے مشغول آتشبار سے سالا سا زور پر سوار شاہ بارگاہ کا ساتھ اول آکر پہونچا اب تو تماشا بند ہو گیا کوئی سرلاکر پچاس ہزار سے آیا کوئی ساٹھ ہزار سے آیا چار گھڑی دن باقی تھا کہ نوبت نقارے بجے علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے شعلہ ہائے آتش ہوا پر جگمگ رہے ہیں مارہائے آتشیں پر سوار بعضے اژدرہائے آتشیں پر بیچ میں تخت مینا نگار یہ مغرور بہ نگاہ قہر و غضب لشکر صاحبقران کو دیکھتا ہوا قریب اپنی بارگاہ کے آکر پہونچا تخت سے اترا تمام جسم سحر سے معمور تاج سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہوے دسوں انگلیاں بخشانے معلوم ہوتی تھیں کبھی ہاتھ ہلا دیا کالا ابر سیاہ آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کسیکو خبر بھی نہ ہوئی یہ شعبدے دکھاتا ہوا داخل بارگاہ ہوا تخت پر آکر بیٹھا بارہ ہزار ساحروں کے دنگل بھیجکے کسی کا دنگل بصورت شیر کسیکی کرسی بطور اژدر اسیر منجملہ عجائب و غرائب سحر دکھانے لگے

میناںگار نے کہا کچھ ثابت ہوا مسلمانون کا لشکر ظاہر مین تو بہت کم ہی شاید کہین چھپا دیا ہوگا لوگون نے کہا حضور صرف ساٹھ ہزار سوار پیدل ساتھ ہین حمزہ کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی اسقدر قلیل فوج لیکر برائے فتحی طلسم نورافشان چلے ہین وہان کے حالات کتابون مین دیکھیے ایک ایک حاکم در شہر تین تین لاکھ فوج کا مالک ہی جن دونون بھائیون نے طلسم پر قبضہ کیا انکا سحر و ساحری مین مثل نہین ہی مگر حمزہ کو ایسا غرور ہی کہ اسقدر فوج سے جاتا ہی بڑا یہ خیال ہی کہ اہالیان در شہر ہمارے شریک ہو جاینگے میناںگار نے کہا انکی قضا اس قلعہ سواد نگار پر تھی اگرچہ خداوند طلبیس خود پرست نے کل ہی کی جنگ مین خاتمہ ہوا ایک ہی ساحر آفتین برپا کریگا مقدمۃ الجیش یعنی مشغول آتشبار نے کہا بے نام پر حضور طبل جنگی بجوا مین کیسے سب کو گرفتار کرکے لاؤن یا سر حاضر کرون میناںگار نے کہا گرفتار کرانا اسواسطے منظور ہی کہ خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا انکے دربار مین بھی اکثر یہی ذکر ہوتا ہی کہ مسلمانون نے بڑی بدعت کی بڑے بڑے گھر ویران کیے شمشہ و دمامہ کو مارا اکثر ذکر ہوا مگر قدرت نے یہی فرمایا کہ یہ مابدولت کے گندے بندے ہین جسدن بھی چاہیںگا سب کو مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا مشغول آتشبار کے نام پر طبل جنگی بجے ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی امیر نے فرمایا کہ خواجہ کمد و ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بفضل ایزدی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرم گردید دونون لشکرون مین ہنگامہ ہوا تیاریان ہونے لگین بڑی خوشی تھی کہ مسلمان بڑے صاحب مال ہین خوب لوٹینگے ایک ایک امیر ہو جائیگا ہر شخص لاکھون روپیہ کا مال پائیگا اہل اسلام کو انتشار کہ ساحرون سے مقابلہ ہی لطف جرأت نہ ملیگا چھپ چھپ کے ہوگا خدا خیر سے کافرون کے بچائے صاحبقران نے بروقت برخاست ارشاد فرمایا کہ سب صاحب خوب آگاہ ہین کہ مجھکو ایک ایک لمحہ شاق ہی دل طلسم نورافشان کا مشتاق ہی نہین معلوم ہمارے برادر دینی کوکب روشن ضمیر پر کیا گذری ایسا بادشاہ جلیل جاکر چھپ گیا مگر بڑا صاحب ربط و ضبط ہی توبہ شکنی نہ کی ورنہ انکی کیا حقیقت تھی ایک ہی سحر مین سب کو مٹاتا کون انکے مقابلے مین آتا مراد اس بیان سے یہ ہی کل مین میدان مین نکلون ساحرون کی سرکوبی کرون خدا جلدی مہلت دے کہ یہان سے بخیر و عافیت کوچ ہو فکر فتحی طلسم نورافشان کی کیجائے مجھے یقین ہی ایرج بھی پہونچ گئے ہونگے عمرو نے کہا ایک سوداگر آیا تھا وہ بیان کرتا تھا کہ ایک صحرا مین انکا لشکر اترا تھا سحر العجائب و صرصر الغرائب خود آئے اگر گرفتار کر لینگے سنا ہی سرینگے مین گشت کو نکلتے ہین سائے سے انکے محل جلتے ہین خدا ان سب کی جان بچائے کہ جاکر زندہ دیکھین سردارون نے سر جھکا لیا عرض کی جو مناسب وقت ہو سب جانباز جان دینے کو موجود ہین ساحر کیا اور غیر ساحر کیا جب مرنے پر آئے سب برابر ہین صاحبقران نے فرمایا مین اس سے زیادہ آپ لوگون کو جانتا ہون کیسی کیسی رفاقت کی آپ لوگون کے قدم کہین نہین ڈگے ہمیشہ آمادۂ حرب و پیکار رہے انشاءاللہ اب بھی پروردگار آپ سب صاحبون کو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے جو اصلی امید ہی وہ پوری ہو یہ تو ناحق کا جھگڑا ہی ناحق کو اگر بیچارون نے گھیر لیا ہی مین نہین خواہان کہ راہ مین کسی سے لڑون یہ فرماکر داخل خوابگاہ ہوے خواجہ عمرو نے بہرام کو طلایہ پر مقرر کیا آپ بھی فکر مین رہے بڑا یہ خیال تھا کہ اگر کوئی ساحر شب آئے تو کئی مرتبہ تا بہ لشکر کفار گئے دور سے دیکھ دیکھکے چلے آئے کہ ساحرون مین تیاریان ہو رہی ہین جابجا مجمع عام ساحر سرغول مین اپنے اپنے عجائب و غرائب دکھا رہے ہین گنمہ ہاے ابر چمکا رہے ہین کوئی تلوارین برساتا ہی کوئی اکڑتا ہوا بیرون لشکر آتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یہ جو ابر مین نے بنایا ہی لشکر اسلام پر گرا دون ابھی سب کے نام نشان مٹا دون ساتھ والے کہتے ہین حضور ابھی کیا ضرور ہی صبح کو سمجھا جائیگا آپ کے سحر سے کوئی مہلت نہ پائیگا خواجہ یہ معاملات دیکھ دیکھکے پلٹ آئے ہین بڑا خیال رہا کہ شب کو کوئی فتور نہ ہو اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری جمشید نیمے

جمشید ہوم خانۂ مغرب مین بصد شوکت و حشم لیئے نیر اعظم نیزۂ سحر شعاع ہاتھ مین لیکر بصد کر و فر تخت زبرجدی فلک پہ آ کر بیٹھا
ضیا کی اگیاری کرنے لگا ہر سمت صدا بلند ہوئی ع سحر ہوگئی تر سحر ہوگئی نظم علم آفتاب نکلا جب + فوج انجم ہوئی گریزان سب +
شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجوردی ہوا + ادھر مینا نگار مع فوج ساحران تخت سحر پہ سوار ہوا چھ لاکھ ساحر کہ جنکی آمد سے
زمین تھراتی تھی ایک بلائے روزگار شعلہ و الہ آتش سحر کا یہ کالے ہر گنبد سے اڑاتے ہوئے عجائب و غرائب سحر دکھاتے
ہوئے میدان کارزار مین پہونچے مینا نگار غرور سے پھولا ہوا کہتا ہے یہ مسلمان کیا کرینگے بھاگتے راستہ بھی نہ ملیگا دیکھیے اب
میرے مقابلے مین بھی آتے ہین یا طرف صحرا کے بھاگ جاتے ہین مشتاق ل کہتا ہے حضور آنے تو دیجیے ان لوگون نے سحر
ساحری بد بختون کے دیکھے ہین یہان سحر ابلیس پرستان ہے جو سحر انجام کا ہے جسپر سحر کیا سوائے جان لینے کے اور کوئی صورت نہین
پھر بھی لاکھون کا خاتمہ کر دونگا مینا نگار تو سن رہا ہے بیان صاحبقران نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے سجادے پر
بیٹھے ہین دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند صفت معبود حقیقی کر رہے ہین جنت کا پیدا کرنے والے کو دم بھر ربحق نظم

دارندهٔ هفت کاخ افلاک ۔ سازندهٔ آدم از کف خاک
نقاش نگار خانۂ غیب ۔ نقشی صحیفہ ہائے لاریب
لطفش ز رہ خجستہ عید ۔ غلغال بسباق عرش مجید
داد از پے ضبط سیل ستش ۔ از قوس قزح کمک بہ ستش
بر جیس کر دید دولت دین ۔ بخہ دم ش ز عقد پروین
او داد بآفتاب شاہی ۔ وز خیل کواکبش سپاہی
او کرد بنا سراچۂ تن ۔ کبشاد در روز دیدہ و روزن
او ساخت انیمہ عجائب ۔ او کرد بنائے این خرابہ
این مشغلہ کہ برند و زرد ۔ بے روغن و بے فتیلہ خورد
در عنبہ ابر آن یگانہ ۔ بنہفتہ ز ژالہ رشتہ دانہ
امواج ز دو بجار جو راست ۔ بخشندهٔ خلعت وجود راست

جنبان حشم اہل تشویش ۔ فیاض وجود داد بر خویش
زینت گر آسمان ز انجم ۔ تشریف وہ زمین بمردم
بر گوشہ نیل چرخ خور را ۔ او داد دہند و زحل جائے
او داد ز زنار ہائے خورشید ۔ ابر از شب جنگ و عود تا ہید
شد قوس فلک کمان بہرام ۔ لشکر کشیش چو کرد انعام
زر بافتہ این عجوزۂ خاک ۔ این چشمہ صبح و چرخ افلاک
بست از کمال قدرت از مو ۔ بر منظر دیدہ طاق ابرو
خاکستر چرخ را کہ نمود ۔ ز آئینہ ما و زنگ بزدود
در بیضۂ سرنگون اخضر ۔ بنمود دو روزن از مہ و خور
گردون صدف و سحاب اجنت ۔ زان بہر دو پر زاد و رنا سفت

لبی عرض کرتے ہین ای خالق بے نیاز ای رب کارساز
ای رحیم و کریم تو نے ہمیشہ سے مجھکو آبرو دی ذی زادون پر فتح نصیب ہوئی ان ساحرون کے مکر و حیلہ سے بچانا فتح عطا
کرنا پشت پر سے آواز آئی آمین آمین حمزہ کیون اسقدر روتا ہے مجھکو روپیہ دے مین تیرے بدلے جا کر لڑون صاحبقران
نے پلٹکر خواجہ کو دیکھا فرمایا دعا کرنے مین بھی تمہارا مسخرا پن نہین جاتا عمرو نے کہا چلیے لشکر میدان کارزار مین تیار کھڑا
مین آپکے بدلے لڑونگا امیر نے فرمایا آپکی عنایت خدا حافظ حقیقی مالک حقیقی ہر ہر بلا سے بچائیگا فتح و نصرت عطا فرمائیگا فوج
تحفہ جات پہنکر ان جسم پر آراستہ کیے تیغہ عقرب سلیمانی دست حق پرست مین لیکر باہر بر آمد ہوئے دیکھا بہرام مقبل
و کیوان و رسالہ دار وغیرہ برائے سلام حاضر ہین سب مجرے سے مشرف ہوئے صاحبقران سب کا سلام لیتے ہوئے
اشقر پر سوار ہوئے طرف میدان کارزار کے چلے ساٹھ ہزار جوانان جیلتہ پوش دوش بدوش پرے جمائے ہوئے خواجہ عمرو
رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ دھرے ہوئے چالیس قدم لشکر سے آگے اس کر و فر سے میدان کارزار مین آکر ہوئے نظم

برآمد شد و لشکر بے قیاس ۔ زمین در تزلزل فلک در ہراس
خشک برگذرگاہ می ریختند ۔ نقیبان خروشیدن انگیختند
تضعیف زمین چون فلک تنگ بود ۔ سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
دو ترن لشکرون مین صفین آراستہ ہوئے ۔ نقیبون نے

اگر نقابت کی وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ بہادرون کی آنکھون مین نشے آگئے قلب تھرا گئے ہر ایک کا یہی قصد تھا کر ذرین مرتبہ

تمام بزرگون کا روشن کرین نقیبون نے یہ اشعار عبرت پڑھے نظم

نہ سکندر ہے نہ اب خسرو حیرت افزا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
جسکو گل کرگئی جنبش داماں قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

نفس باد سحر سے یہی آتی ہے صدا
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
وہ گل تازہ جو اس باغ مین ہنستے دیکھا
کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
کر سلیمان کا بھی برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے دعا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

اسطرح پر یہ اشعار عبرت آثار گو نقیبون کے بزرگون نے پڑھے بھیرون کے سرون مین گھلتے ہوے آوازین زیل کی کرنے والون کے ہوش و حواس اڑا دیے بہادر جھوم رہے تھے قبضۂ شمشیر چوم رہے تھے نقیبون کا ہٹنا مشلول آتشبار نے گنبذ اپنا بڑھایا سامنے مینا نگار کے آیا کہا حضور اجازت میدان دیجیے سب سلمان کے سر لاتا ہون کہیے آگ مین جلاؤن پانی مین ٹھنڈا کرون میرے کیے سب کچھ ہو سکتا ہی سلمان تڑپ تڑپ کے مرین صف لشکر دشمن سے صداے الامان پیدا ہو مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی میرے سحر سے فلک اخضری کو سکتا ہی مینا نگار نے سنکر جواب دیا ای دوست صادق محب واثق تم ایسون کے سبب سے شہر سواد لنگار آباد ہی مذہب ابلیس پرستان کو کیا رواج ملا کہ نام سامری و جمشید سب بھول گئے ورنہ جس مقام پر ساحر تھے نام سامری و جمشید سے ماہر تھے کوئی نام خداوند ابلیس لیتا تھا البتہ سنا ہی بیہودہ قاف والے دیو جنات نام ابلیس کا لیتے تھے پردہ دنیا مین کون جانتا تھا کہ ابلیس کون جانور ہی تمنے نام خداوند ابلیس روشن کیا انکے نام سے اس خارستان سواد لنگار کو رشک گلشن کیا مشلول خوش ہو گیا کہا حضور کی عنایت آپکی شفقت آپ ہمارے بادشاہ ہین جرخ مذہب ابلیس پرستان کے ماہ ہین آپ کا کیا کہنا آپنے ایسی پرورش فرمائی کہ اس مذہب کی یہ رونق کی اب قتل مسلمانان کا عربستان تک نام ہوگا ایسے ایسے غرور کرتا ہوا دم محبت ابلیس کا بھرتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان بہتر یہ ہی کہ اپنی سرکشی سے توبہ کرو تمنے بڑا غضب کیا جلیتہ نگ ایسے ساحر کو مارا اسکے گھر سے رونے کی آواز آتی ہی جورو اسکی بلبلاتی ہی ہمکو رات کو نیند نہین آئی عمرو کو پکڑ کے اسکے سامنے لیجائینگے کہینگے کہ یہ تیرے شوہر کا قاتل ہی مگر بیوقوف وجاہل ہی اسکی خطا معاف کر وہ بڑھیا کہیگی برا نہ مانیگی خطا معاف کر دیگی میدان سے غازیون نے آواز دی او بچیا کیا بکتا ہی یہ کیا جھک مارا ہم ابلیس پر لعنت کرتے ہین یہ سنکر مشلول اور جھلایا کہا مین ہر کس و ناکس سے کیا لڑون خود صاحبقران میرے مقابلے کو آئین اپنی جرأت دکھائین مین نے سنا ہی بڑے بڑے بہادر ہین دریاے جرأت کے بے بہا در ہین صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا میدان عرض کرو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا نہ بہرام کا قصد ہوا تھا کہ مرکب بڑھاکے جا پڑون اب گھوڑون سے اتر کر سب سردار پیدل ہوکے قریب صاحبقران کے آئے ہر ایک کا یہی قول تھا ہم میدان مین جائین صاحبقران نے فرمایا آپ سن رہے ہین کہ وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اگر اور کوئی جائیگے تو طریقے سے قانون کے خلاف ہوگا یہ کہکر سب سے رخصت ہوے عمرو زیر شکم مرکب گلیم عیاری اوڑھکر ساتھ ہوے امیر نے آواز دی خواجہ کہان ہو ہماری نظرون سے نہان ہو آواز آئی یہ غلام حاضر ہی ساحر سے ڈرتا ہون اسواسطے چھپگیا صاحبقران نے گھوڑا اڑایا مرکب طرارے بھرتا ہوا طرف میدان کے چلا مشلول نے جو صاحبقران کو آتے دیکھا سبت ناگوار ہوا خیال مین گذرا کیہ مسخر مین کرون گولہ جو مارا امیر کے کان مین آواز آئی ای آقا اسم اعظم سے ہوشیار ہو جائیے صاحبقران نے فوراً اسم اعظم الٰہی کو پڑھنا شروع کیا دستک بھی دی اپنے اوپر دم بھی کر لیا اسی خیال سے کہ اسکا سحر تاثیر نہ کرے جیسے ہی وہ گرد مشلول آگ قریب سر صاحبقران

اگر چہ ہزاروں شعلہ ہائے آتش بھڑکے مگر امیر نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا وہ شعلے بجھے کچھ تاثیر نہوئی اب تو مشلول گھبرایا
بلکہ بقول شخصے شل ہوا ماش کے دانے نکالے پڑھکر صاحبقران پر پھینکے امیر نے پھر اسم اعظم کو دم کیا تلوارین برسین لشکر پر
صاحبقران کے گرین کسی کا سر اڑ گیا کسی کا گھوڑا قتل ہوا جب تو صاحبقران کو غصہ آیا فرمایا او نامرد ان بیچارون نے
تیرا کیا لیا یہ کہکر قریب پہونچے اسنے دو چار سحر ایسے کیے کہ زمین کانپی خنجر برسنے دریائے آب نے شور دکھایا لکہ ابر سیاہ
گھر کر آسمان پر آیا مگر امیر کا کچھ ضرر نہوا گھوڑے کو بڑھاکر برابر مشلول کے آئے فرمایا او نامرد مردان عالم کی پاپوش
کی گرد ایک وار ہمارا ابھی قبول کر مشلول نے کہا آئیے تلوار لگائیے مین آپ کا حربہ نہ خالی دونگا سر کو سپر کردونگا
دیکھون آپکی تلوار کا کیا کاٹ ہے یہ کہکر مشلول نے سر آگے کیا امیر نے اسم پڑھکر ہاتھ مارا نعرۂ تکبیر کیا مشلول نے
اپنے سحر کے گھمنڈ مین اسم سحر کا پڑھا سر آگے کر دیا تلوار جو آکر پڑی سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کے تلوار سر پر
گری خود کو کاٹا سراسر کلہ جبڑا کاٹا گلوے مثل قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب شرمگاہ کے جانگ کو ویران
کرتی ہوئی مع گیندے مشلول کے چار ٹکڑے ہوئے صحرا مین اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہونے لگی
آوازین آئین کشتی مرا نام مرا مشلول آتشبار بود مینا نگار کے ہوش اڑ گئے کہا یا رویہ کیا ہوا وہ شخص مارا گیا جسکا شکوہ مین مثل
نتھا میرا قوت بازو زینت پہلو دربار خالی ہو گیا ایسا کوئی ذی حوصلہ لشکر مین نہین ہے کس لطف سے حق نمک ادا کر گیا کسی مقام پر دم
خالف نہین ہوا مگر یہ کیا بات تھی کہ اسنے اسم سحر پڑھکے سر آگے کیا مین اس سے آگاہ نہوا کیا اسرار تھا سحر کرنا بالکل بیکار تھا
زبان خداوند بلقیس کی بالکل تاثیر جاتی رہی یہ وہ سحر ہین کہ جنکے سبب سے زمین و آسمان قائم ہین مالول ابر سوار اسکا بھائی
سب یہ باتین سن رہا تھا غصے مین اپنا ہزار آتشین بڑھایا کہا حضور یہ کیا ننگ تعریفین کیجیے گا معلوم ہوا کہ بیوقوف تھا
جو ساحر غیر ساحر کے ہاتھ سے مارا جائے اسکی تعریف کیا بس بن کیا کہ مارا گیا مین جاکر سر لاتا ہون میرے ہاتھ سے یہ لڑائی
فتح ہونا بڑی بات ہے انکی کیا مجال تھی کہ لڑائی فتح کرتے حمزہ کے سامنے سب سحر بھول گئے انکے غرور نے انکو قتل کرایا سحر نہ کیا سر آگے
کر دیا سراسر حماقت کی یہ کہکے چلا مینا نگار نے آواز دی تم تو ہوشیار رہنا کہا حضور مین خوب ہوشیار ہون لاف و گزاف کرتا
ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا او حمزہ تو نے ایسے شخص کو مارا کہ بادشاہ کو قلق ہے اب تباہی لشکر میرا حق ہے یہ کہکے
کچھ گرز فولادی طرف لشکر کے پھینکے آگ برسنے لگی بہت سے بندگان خدا آگ سے جلے لشکر مین جو ہلڑ ہوا یا ربا یا مستغیثا کی
صدائین جو بلند ہوئین بہت ہنسا کہا یا صاحبقران دیکھیے سحر اسکا نام ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے برابر مالول
کے پہونچے نیزہ ہاتھ مین تھا جھپٹکے اسی کا وار کیا نیزہ سینے پر لگتے ہی پار ہو کر پشت کو توڑ کر پار گذرا امیر نے اسکو نیزے پر بلند کیا
زمین پر مارا اس مغرور کے استخوان چور چور ہو گئے اسکے مرنے کی بھی آواز آئی اب تو ساحرون نے تانتا باندھ دیا یعنی حیران
جادو و ممتحان جادو و سفاک جادو و دیباک وغیرہ پہر دن رہے تک سولہ ساحران نامی نکلے امیر کے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوئے امیر نے گھوڑے کو مہمیز کیا نعرہ کیا آواز دی او مینا نگار ابھی دن بہت باقی ہے شیر شکار سے سیر نہین ہوا
تو خود آ تیری بڑی تعریف سنی ہے تیرے مصاحبون کے پاس تجھے پہونچا دون مینا نگار نے غصے مین قصد کیا کہ جا پہنچون
مشیران سلطنت و خیر خواہان دولت گرد آ گئے کہا اے شہریار آپکی ذات سے لاکھون آدمی سواد نگار مین بسا ہے ہم آپکو
کیونکر جانے دین نہین معلوم آجین کیا اسرار ہے کہ سحر بالکل بیکار ہو گیا کیسے کیسے ساحر گئے جاتے ہی قتل ہوئے کیا سب بیوقوف تھے
سحر خوانی مین نہ مصروف تھے ہم لوگون کی تو رائے یہ ہے کہ اب طبل امان بجوائیے بارگاہ مین لشکر چلیے صحبت منعقد ہو یہ دریافت
ہو کہ کیا باعث ہوا ایسے ایسے نامی ساحر مارے گئے سحر کی تاثیر نہ ہوئی اتنا تو ہمنے بھی خیال کر کے دیکھا کہ حمزہ کچھ پڑھتا تھا
پڑھکے وار کرتا تھا اسکا کوئی وار خالی نہین گیا ان ساحرون نے سب طرح کے سحر پڑھے مگر بیکار رہے کوئی باعث اسمین ضرور ہے

اسکا دریافت کرنا واجب و لازم ہی جب علاج کر چکے بات نکل آئیگی مینا نگار نہ مانتا تھا سب نے سمجھا کر طبل بازگشت
بجوایا لشکر کو لیکر پھرے ادھر صاحبقران بیکلے اپنے لشکر مین آئے کہ افسوس او مینا نگار تو نہ آیا تو بھی جہنم کی سیر کرتا
تجھکو تیرے مصاحبون کے پاس پہونچاتا سردارون نے صاحبقران کو گھیر لیا تعریف جنگ کرتے ہوے کہ اس پیرانہ
سالی مین ماشاء اللہ کیا طرز جنگ ہی کس خوبصورتی سے حضور لڑے ایسے نامی ساحرون کو مارا مینا نگار بہت خفیف ہوا
امیر فرماتے ہین یہ لوگ اسم اعظم سے آگاہ نہین ہین اب واقف ہو جاینگے سمجھ میدان کارزار مین آئینگے صاحبقران
بفتح و فیروزی آ کے داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی ناچ ساتھ ہونے لگا مگر مینا نگار جو پلٹکر آیا تخت نخوت پر غمگین
ہوا ایسی ذکر ہو رہے ہین عزیزداران مشغول رو رہے ہین مینا نگار نے کہا یارو دریافت تو کرو کہ یہ کیا باعث تھا کہ ساحر
سحر بیکار رہا وزیرون نے ہرکارے بھیجے جا کر دریافت کرنے لگے بعد عرصہ دراز واپس آئے آکر کافرون نے بیجاؤن کو یہ دعا
دی قطعہ ای فخر جہانبانی وفا ساقط از وہ * گوہر یمن داری و را ساقط از وہ * روزان و شبان زحق تعالے خواہم * حرب دولت
خدا و با ساقط از وہ * شہریار کی عمر دراز ہو فتح و نصرت آغاز ہو اصل یہ ہی کہ حمزہ مالک باطل سحر کا نام کچھ حدائے نادیدہ کے
ہین کہ اسکا نام اسم اعظم رکھا ہی اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی سارا لشکر حمزہ کا بیکار ہی ایک سحر مین سب گرفتار ہو سکتے ہین مگر
حمزہ کو انکے بزرگون نے یہ شرف دیا ہی کہ وہ میدان مین پڑھتے ہین اسی وجہ سے حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اگر خود بھی
خداوند ابلیس آ دیگے قتل ہو جاینگے انکا بھی سحر تاثیر نہ کریگا بڑی خیر ہوئی کہ آپ بچ نکلے مینا نگار نے کہا دیکھو مین اور تدبیر
کرتا ہون یہ کہکے ایک چراغ نکالا چار بتیان اسمین بے روغن کی رکھی تھین سحر کر کے اُن چارون بتیون کو روشن کیا ہاتھ باندھ کر
سامنے کھڑا ہوا آواز دی ای چراغ قدیم ساختہ خداوند ابلیس آسمی تو ظاہر کر کہ سب پر روشن ہو جائے کیا وجہ ہوئی کہ یہ سب ساحر
ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے سحر نے تاثیر نکی جب کئی مرتبہ اُسنے کہا تو چراغ کی بھڑکی ایک شعلہ بلند ہوا اُسنے آواز دی ای
مینا نگار حقیقت مین حمزہ اپنی ذات سے محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ساحر کے ہاتھ سے وہ کبھی چوٹ نہ کھائیگا نقصان مین
جو کام چاہو کر لو اگر حمزہ ہوشیار رہا سحر بیکار رہا مینا نگار نے کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ حمزہ کو بوقت شب سوتے مین
اٹھا لائے حمزہ بھاگنے نہ پائے کاؤس سردار غور روز وزیر اسکا یہ کہکر اُٹھا کہ آپ طبل جنگی بجوائیے حمزہ تو اس خیال مین رہے
کہ صبح کو جنگ ہوگی مین جا کر انکو سوتے مین اُٹھا لاؤن اسطرح پر لا کر قید کر دون پھر لشکر کا مار لینا کچھ بات نہین پیکر مینا نگار
نے طبل جنگی بجوایا امیر کو خبر پہونچی یہان جواب مین نقارہ بجا مگر ہرکارون نے خواجہ عمرو کو خبر دی کہ آج انجمن مشاورت
منعقد ہوئی تھی اس بات کا مذاکرہ تھا کہ کیا باعث ہوا یہ ساحر کیون مارے گئے سحر کی کیون نہ تاثیر ہوئی عقل سے ہم کہتے ہین
کہ انپر حال کھل گیا آج نہ دیکھو مکر کرینگے عمرو نے کہا خیر مین سمجھ لونگا مقبل کو برائے طلایہ مقرر کیا خود خواجہ کنارے لشکر کے
ٹھہرے مگر کاؤس دوپہر رات گئے اپنے خیمے سے اُٹھا ٹہلتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا سحر کرنے لگا جس غول پر یا جس
پلٹن پر رسالے پر ماش کے دانے پھینکے وہ لوگ غافل سو گئے کوئی بیٹھے بیٹھے غافل ہوا کوئی راہ چلتے چلتے منھ کے بل گیا عمرو
نے دور سے دیکھا ایک ساحر سحر کرتا ہوا آتا ہی خواجہ کنارے سے دیکھا کیے زد سے سحر کی الگ ہو گئے اس طرح تمام لشکر کو غافل
کرتا ہوا کاؤس قریب بارگاہ آسمان جاہ آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا صاحبقران سو رہے ہین کھڑے ہو کر سحر کرنے لگا
سوتے تو تھے ہی اور زیادہ غافل ہوے کاؤس نے قریب آ کر نیچہ کمر مین صاحبقران کے دیا لیکر باہر نکلا بیچ مین سے پلٹن
رسالون نے چپلا جاتا ہی مقبل کے لوگ بھی بیہوش ہو گئے جب یہ کنارے پہونچا عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کے
مینا نگار کی صورت بنائی تاج سر پر بھاری لباس پہنے ہوے ایک نخل کے سایے سے آواز دی ای خیر خواہ دولت ای
ساحر باشوکت کیا کہنا کیا کام کیا مجھکو بھی چین نہ پڑا کاؤس نے جو آواز سنی پلٹکر دیکھا مالک کھڑے ہین جھک کے

سلام کیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی مینا نگار نقلی نے کہا مجھکو یہی خیال ہوا کہ ایسا نہو میرے بھائی پر کوئی افتاد پڑے
کل سولہ ساحر میدان مین قتل ہوئے اُنھین کی جدائی سے بیقرار ہون کیا کہون کسی فن مین مجبور و ناچار ہون اگر زبان ہلا دون اُلٹا
زمین آسمان برابر ہوجاوین زمین کے طبقے ہلا دون مگر قرآن عمر عظم سے طبیعت کو انتشار ہوا دل سے کہتا تھا کہ افسوس مین ایسا بیکار
ہوا آخر چلا آیا تمکو بامراد پایا یہ کہکے باتین کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر درخت بہت سے تھے کہا او بھائی یہان
اندھیرا ہے لشکر غم والم نے طبیعت کو گھیرا ہے ایسا نہو ان درختون مین کوئی چھپا ہوا کھڑا ہو کچھ تمکو صدمہ پہونچے یا کوئی
حربہ مار دے تو مجھکو نہایت قلق ہوگا فشارہ رکھدو ان درختون پر سحر کرو جب اطمینان ہو پھر آگے بڑھو کاؤس
نے ہر چند کہا کہ کیا خوف ہے چلیے بڑھیے مین آگے چلون آپ پیچھے پیچھے آئیے شکوک کو طبیعت مین راہ نہ دیجیے
عمرو نے نہ مانا زبردستی فشارہ زمین پر رکھوایا کہا تم سحر کروگے کہ مین سحر کرون کاؤس نے کہا میرے سامنے
آپ کو مناسب نہین مین سحر کرکے درخت سب گرائے دیتا ہون آپ کا شک مٹائے دیتا ہون یہ کہکے ماش کے دانے
لیکر پڑھا سحر کرنے لگا درخت جل جل کے گرے نخل آتش بہار ہوگئے مینا نگار ہر مرتبہ تعریف نہین کرتا ہے کہتا ہے بھائی کیا کہنا
کیا غضب کے سحر کر رہے ہو حقیقت مین تمہارا مثل نہین ہے آؤ پیشانی پر بوسہ دون یہ موتیون کا مالا گلے مین تمہارے پہنا دون
کاؤس سر جھکا کے سلام کرتا ہوا جب قریب آیا کہا پلٹ کے دیکھو سارا صحرا صاف ہوگیا سب درخت جل گئے عمرو نے
حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا کاؤس اڑ کے کھٹ زمین پر گرا چاہا کہ یون سحر کرکے نکل جاؤن عمرو نے حباب
مارا اسکا دم کیا بیہوش ہوا عمرو نے سب کپڑے اُسکے اُتار لیے ننگ خاندان کا سر کاٹ لیا صاحبقران کو لیکر طرف لشکر
کے چلا یہان مقبل وغیرہ جو ہوشیار ہوئے کہا یارو یہ کیا سحر تھا کہ ہم تم سب سوگئے نگہبانی کا بالکل خیال نہ رہا اگر اس عرصے
مین کوئی دشمن آتا ہم سب کے سر کاٹ لیتا ہمکو خبر بھی نہ ہوتی خدا نے بچایا دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین مقبل نے بڑھکر
سلام کیا عمرو نے کہا او کانا تجھسے سمجھونگا ملا کے پڑے سوتا ہے غفلت سے بھی کام ہوتا ہے مقبل نے کہا استاد مین خود محجوب ہو رہا
ہون کہ مین نے یہ کیا حرکت کی سارے لشکر پر غفلت طاری ہوگئی عمرو نے کہا کسی کا کیا اختیار تھا ایک ملعون سحر کرنے
آیا اسی افسون سازی نے سب کو سلا دیا مین دیکھ رہا تھا صحرا مین جا کر اسکو مارا آقا کو لے آیا مقبل نے کہا خدا آپ کو سلامت
رکھے آپ ہی کی ذات سے ہم سبکی آبرو ہے عمرو نے کہا شام کو خبر ملی کہ آپ مین کچھ صلاح ہوتی ہے اب کہتا ہون کہ اسم اعظم کا حال
اُنکو کھلا تب تو ساحر کو مخفی بھیجا تھا اُسنے آخر اپنا کام کیا صاحبقران کو لے ہی چلا تھا مین وقت پر پہونچ گیا اُسے دغا سے
مارا کچھ نفع نہین ہوا بلکہ ایک صندوقچہ زیور کا میرے پاس تھا وہ جلدی مین کہین گر گیا مقبل نے کہا استاد مین بارہ ہزار غلامون کا
افسر ہون فی کس ایک ایک صندوقچہ دون عمرو نے کہا مین نہ قبول کرونگا غلامون سے کیا لون آقا سے لونگا دیکھیے جو قبول کرین
یہ کہکے بارگاہ مین آئے ستارہ سحری چمک چکا گل آفتاب شاخ کہکشان پر پھولا گلہائے ثابت و سیارگان چمن چرخ زبرجدی
مین مرجھا کے گرے روشنی کی بہار ہوئی اذان دینے والون مین تکبیر کی پکار ہوئی گلشن لشکر صاحبقران مین غازی جلد جلد اُٹھے
تسبیحین سب کے ہاتھ مین وضو کرکے نمازین پڑھین سب گل بوستان صاحبقران باغ بارگاہ مین آئے عمرو نے
صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی آنکھ کھلی فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی صاحبقران
نے فرمایا خدا نے بچا لیا ورنہ وہ ملعون لیچلا تھا عمرو نے کہا مین نے صحرا مین جا کر مارا مگر آقا بڑا نقصان ہوا صندوقچہ میرے
پاس زیور کا تھا وہ گر گیا اب مہاجن لوگ تقاضا کرینگے امیر نے فرمایا تم ہمیشہ مصیبت مین رہتے ہو ذرا سا کام کیا
پیر پھیلا دیے مین نکالدونگا بہرام نے بڑھکر عرض کی مملوک نقصان خواجہ کا پورا کرینگے عمرو نے کہا مین تو یہ جانتا
تھا کہ آپ نکالدینگے یہ بیچارے غریب اپنی لیاقت کے موافق مہربانی فرماینگے سردارون نے جڑاؤ زیور کچھ انگوٹھی

چیلے مبلغ خطیر جمع کر دیے خواجہ نے سب اٹھا کے نذر زنبیل کیا سر جھکا کر کہا خیر تو ملا دی سہی مگر مینا نگار رات بھر جاگا کیا
اسی خیال میں کہ کاؤس آتا ہوگا دشمن کو لاتا ہوگا خشتان جواہرات کی نکلوا کر رکھیں کہ اُسکو انعام دونگا اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا
گلدستہ رکھا تھا وہ جلا مینا نگار نے کہا بڑا غضب ہوا شاید کاؤس مارا گیا یارو جلد جا کر خبر لاؤ کہ دیکھا ہم اسیان
کاؤس لاشہ کاؤس کا لیے ہوئے آکر پہونچے غرض کی ہم واسطے خبر کے گئے تھے جنگل میں نکلا لاشہ پایا نہیں معلوم کسنے
مار گیا آفت ہوئی ناچار لاشہ اٹھا لائے مینا نگار بہت رویا کہا یارو میرا بازو ٹوٹ گیا جی چاہتا ہی ابھی جا کر لشکر مسلمان
میں گھس پڑوں جلا کر خاک سیاہ کروں ساحروں نے کہا حضور بڑے خفت کا مقام ہی کہ رات بھر طبل جنگی بجا اب میدان کارزار میں
چلیے ابھی ہرکارے خبر لائے میں لشکر مسلمانان میدان میں آگیا حمزہ بکلے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی آپ کی آمد کے سب
مشتاق ہیں مینا نگار نے کہا حمزہ میدان میں نکلیگا اور اُس سے مقابلہ کریگا مشکوک جادوگر بڑا مکار وزیر پایہ تخت سحر
ساحری میں بڑا ہنر مند کہا حضور چلیں میں حمزہ سے مقابلہ کرونگا الگ الگ سحر کرتا رہونگا میں پاس حمزہ کے نہ جاؤنگا اسی
طرح دن بھر دوڑا دوڑا کے تنگ کرونگا شام کو پلٹ آؤنگا دوسرے روز مہر اکیا کریگا مینا نگار راضی ہو گیا تخت پر سوار ہوا
مگر اُدھر اس عالم یاس جب بیروں بارگاہ آیا ہرکارے پھر آئے غرض کی حضور جسنے دریافت کیا عمرو کے ہاتھ سے کاؤس
مارا گیا کسی نے خبر عمرو کو کر دی تھی وہ رات بھر جاگا صحرا میں آکر مارا گیا حمزہ کو لیگیا سرداروں نے تصدق اتارے
غربا کو روپیہ تقسیم ہوا اب میدان کارزار میں آئے مینا نگار خاموش کہتا ہی کیوں مشکوک تونے سنا ساربان زادے نے غضب
کیا مشکوک کہتا ہی خیر آج میدان سے تو بخیر پلٹے میں پہلے عمرو ہی کی تدبیر کرونگا اگر اس ساربان زادے کو قتل کروں جب
تک عمرو کی تدبیر نہ ہوگی کچھ نہ ہوسکیگا مینا نگار نے کہا اے مشکوک اگر تونے عمرو کو مارا بڑا کام کیا مشکوک نے کہا
حضور اسکا مارنا کتنی بڑی بات ہی غیر ساحر ہمارے سامنے مثل جانور کے ہی میں غفلت میں اُسکو پکڑ لاؤنگا لاتے ہی دار پر
چڑھا دونگا مینا نگار نے کہا اے مشکوک میں تو لشکرکشی کرکے پچھتایا کہ کیوں مقابلہ مسلمانوں میں آیا دیکھیے کیا ہوتا ہی مجکو
بڑا تردد ہی اگر تم سب کی صلاح ہو تو حضرت کو لکھا جائے تاوقتیکہ اُدھر سے مدد نہ ہوگی یہ بلا رد نہ ہوگی یہی باتیں کرتے ہوئے
میدان کارزار میں آئے صفیں درست ہوئیں مشکوک میدان میں نکلا صاحبقران کو پکارا صاحبقران اسکے سامنے
آئے دور ہی سے اسنے سحر کیا کہ آگ برسی امیر نے اسم اعظم پڑھا آگ کا برسنا موقوف ہوا پھر اس بے آبرو نے پانی برسایا
اہالیان لشکر صاحبقران کو ایک قطرے کو ترسایا اُس پانی سے پناہ پانی مشکل تھی ہوا گرم چلی شاخ آرزو جلی جب
صاحبقران چاہتے ہیں کہ میں اسکے قریب جاؤں اپنا وار کروں یہ تڑپ کے دور کھڑا ہوتا ہی قریب نہیں آتا ہی امیر کو دوڑا رہا
جب دو چار مرتبہ اسنے یہی حرکت کی کہ قریب نہ آیا دور ہی سے سحر کرتا رہا بھاگا بھاگا پھرتا رہی جست کرکے شاخ شجر پر جا بیٹھا وہاں سے
سحر کیا بونڈر گرد کے اُٹھے امیر حق گردیں جپکے اسم اعظم پڑھا گرد و غبار دفع ہوئی جسطرح آفتاب عالمتاب پردہ سحاب سے
نکلتا ہی اسی کد و کاوش میں دوپہر ڈھلی صاحبقران دوڑتے دوڑتے تھک گئے مرکب کو پسینہ لیا امیر کو نہایت غصہ آیا ایک
مقام پر مشکوک نے سحر کیا ایک شاخ شجر پر جا بیٹھا کچھ ماش کے دانے نکالے قصد ہوا پھینکوں امیر کو دام مکر میں پھنساؤں
امیر نے غصے میں قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر چڑھا کمان میں پیوست
کیا سینہ پر کینہ مشکوک کا تاکا مشکوک کے ہاتھ میں اشیائے سحر قصد پھینکوں کہ امیر نے غصے میں تیر مارا بالقدرت پروردگار
موت اس نابکار کی نہ تھی نشانہ خطا نہ ہوا استخوان کو توڑ کر تیر نکلا اخطا کر چلایا سہم گیا شاخ نخل سے کود کر چلاتا ہوا بھاگا شانے سے
خون بہتا ہوا بحال عالم یاس سامنے مینا نگار کے آیا کہا اے شاہ میں تو زخمی ہوا اندیہ حمزہ کی ضرب کے نہیں گیا مگر اُسنے تیر مارا
تیر نے خطا نہ کی سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا اب پلٹیے ورنہ غلام ہلاک ہو جائیگا مینا نگار نے مجبور طبل بازگشت بجوایا میدان سے پلٹا

مشکوک کو ہوادار پر سوار کرلیا چہرہ اسکا زرد شانے مین درد لب پر آہ سرد کہتا ہو اب کبھی عمر بھر مسلمانون کو ستاؤن گا مقابلہ
مین بھی ان سب کے کبھی نہ جاؤن گا یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا مشکوک کی زخم بندی کرائی بھلا چنگا ہونے لگین سب نے
یہی صلاح دی خداوند کو عرضی لکھیے یقین ہی وہان سے مدد ہو تب یہ بلا رد ہو سب نے کہا یہی مناسب ہی اسنے عرضی کل حال
کی لکھی کہ اسطرح مجھسے اور مسلمانون سے لڑائی پڑ گئی ہی فلان فلان ساحر مارے گئے مین ناچار ہو رہا ہون غلام کی دستگیری
واجب و لازم ہی یہ نامہ سرخیل جادو اپنے مصاحب کو دیا کہ جاکر خداوند کے ہاتھ مین یہ عرضی دینا اور زبانی بھی جو گذرا ہی
بتصریح بیان کرنا سرخیل چلا تکدم البیس پرستان مین آیا اس ملک مین سب ساحر ہی رہتے ہین سرخیل راستہ طی کرتا ہوا
در بارگاہ البیس پر آیا دیکھا در دولت پر چوبدار نسیاول حاجب دربان حاضر ہین سواری کے لیے ہاتھی گھوڑے در بارگاہ
پر موجود ہین پردہ زنبوری کھنچا ہی دنگل زرین پر درگاہ سالار بارگاہ مین ایک ساحر زبردست تخت پر بیٹھا ہی تمام دربار ساحران
سے معمور دست راست پر ہبیل ابر بار دست چپ پر کافور برف بار ایک جانب اسکندر اژدر سوار ایک جانب بہرام
اژدر در ایک جانب مبہوت نامور سب کے تمام وقت پر عرض کیے جائینگے ایک کرسی پر عیار اسکا نہایت تمکنت سے
بیٹھا ہی کہ کلاہ زرین بر سر قنطورہائے زرلفتی سے آراستہ بانہائے عیاری سے درست چالاک وچست مغرور و متکبر بیٹھا جھوم رہا
ہی اتفاق سے اخبارون مین جو چھپا تو البیس سے کہہ رہا ہی یا خداوند کل مین نے پرچہ اخبار مین دیکھا کہ قلعہ سواد نگار پر بڑا
ہنگامہ برپا ہی سب اخبار والون نے بتصریح لکھا ہی اخبار والون کو یہ جملہ تمکین حالات انکی خوب دستیاب ہوا ہی اسوجہ سے
تمام رؤسا و امرا نے مشگی روپیہ چندۂ اخبارات مین داخل کردیا کہ ہر روز ہمکو یہ اخبار ملے اخبار والون پر بڑی تاکید ہی آپ کے غلام نے
بھی کئی ہزار روپیہ مہتمان اخبار کو بھیجدیا ہی بہت تاکید لکھا کہ خبردار کوئی خبر مخفی نہ رہنے پائے دل تردد منزل تسکین پائے آج کئی معاملے
سے پرچے آئے کہ مینا نگار جادو ہاتھ سے مسلمانون کے نہایت پریشان ہی البیس ان مضمون کو بگوش ہوش سن رہا ہی مگر سرخیل
جاہ و جلال خداوندی دیکھکر کانپ گیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گر پڑا سجدہ کیا عرضی مینا نگار کی دست بستہ پیش رکھکے پیش کش کی
البیس خود پرست نے وہ عرضی اسکندر کے ہاتھ مین دی کہا پڑھو ہمارے پیغمبر نے کیا لکھا ہی اسکندر یہ آواز بلند
پڑھنے لگا البیس سن رہا ہی کبھی جھلاکے کہتا ہی میرے بندۂ خاص جلترنگ کو مارا کچھ خوف نہ آیا ہمین سے تقدیر کرکے غارت کردون
مگر اب انکا غارت ہونا دشوار ہی وہ لوگ آپسمین ملے ہوے ہین تقدیر بتدبیر سے پلٹ دیتے ہین مگر ہم خداوند ہین ہمنے انکو پیدا
کیا کسی تقدیر سے مٹا دینگے اپنے پیغمبر کو نہ پریشان ہونے دینگے عیار جو بیٹھا ہی مستر زور رفت اسنے دست بستہ عرض کی یا
خداوند مجھکو مدت سے ہوس تھی کہ مین ساربان زادے سے مقابلہ کرون ہمین بہت خوش ہوا مجھکو روانہ کیجیے مین سب کو
گرفتار کرکے مینا نگار کے حوالے کردونگا وہ اپنے طور سے قتل کریگا مگر ساربان زادے کو یہان لاؤنگا بڑا اسکو گھمنڈ ہی
آپکے سامنے لاکر تڑپا تڑپا کے مارونگا مجھے بڑی ہوس تھی اب مزا ملیگا اسکو بھی کیفیت معلوم ہوگی کہ ایسے بھی عیار ہوتے ہین
البیس نے خوش ہوکر کہا اے شاطر قدرت یہ تقدیر تو ہمنے مدت ہوئی جب کی تھی آج اسکا ظہور ہوا جاکر مسلمانون کو قتل کردو یا گرفتار
کرکے مینا نگار کے حوالے کردو مگر حقیقت مین یہ جو تمنے کہا ہمکو بہت پسند آیا عمرو کو گرفتار کرکے یہان لانا ہم بھی دیکھین
کیسا گندہ بندہ ہی ہمنے اسکو تحفہ جات بہت دیے انکے بھروسے پر وہ عیاری کرتا ہی مہرہ واقف کار بول اٹھے یا خداوند
وہ تحفہ جات اسنے اپنی جان بچانے کو رکھے ہین اگر ان تحفہ جات کو پہنکر عیاری کرے تو کوئی عالم مین انکے ہاتھ سے
نہ بچے مگر انکے آقا نے قسم لے لی ہی ان تحفہ جات کو ہر مقام پر صرف نہین کرسکتا ہی گلیم عیاری کہ جب اوڑھ لے تمام
عالم کی نگاہون سے غائب ہو جائے دیو جامہ حضرت آدم کا کہ جتنے اسمین پیوند ہین اتنے ہی رنگ بدلتا ہی اگر اسکو
پہنکر آگ مین پھاند پڑے تو ایک موے جسم بھی اسکا نہ جلے ایسی ایسی بہت سی چیزین ہین جو ہمنے سن پایا اسکا ذکر کیا

صاحبقران زمان نے اقرار نامہ لیلیا ہی کہ ان چیزون کو لیکر عیاری نہ کرنا صرف اپنی جان بچانے کے واسطے سب طرح کا
اختیار ہی عیار ان سب باتون کو سن سن کر ہنستا ہی کہتا ہی بہت اچھا دیکھا جائیگا ان تحفہ جات سے کچھ مطلب نہ نکلے گا میرے جانے
پر موقوف ہی آپ سب صاحب سن لینگے کہ کیا گذری مین تو تنہا جاتا ہون شاگرد میرے یہان موجود ہین چالیس ہزار ایک ایک جلاد
روزگار ہی انکو واسطے خبر کے بھیجے گا ہر روز کا جو وقایع گذریگا سب خبرین آپکو معلوم ہوتی رہینگی یہ سب وعدہ کرکے اکیلا طرف
وادی نگار کے روانہ ہوا چند ساعت مین پاس مینا نگار کے پہونچا مینا نگار نے بڑا بھاری خلعت دیا کہا ای شاطر قدرت
مسلمانون نے بہت عاجز کیا ہی ایسے ایسے سردار مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین مگر مین حالات سے واقف نہ تھا خیر جو گذری
وہ گذری عیار نے کہا آپنے بڑا دھوکا کھایا حمزہ مالک اسم اعظم الٰہی تمام عالم مین مشہور ہی آپ نہ جانتے تھے واضح رائے
ناظرین ہو کہ اس عیار کے پاس سرمۂ جمشیدی ہی جب لگا لیتا ہی نظرون سے سب کی غائب ہو جاتا ہی اسیر اسکو بڑا ناز ہی حقیقت
مین جس ملک پر گیا جاتے ہی اپنا کام کیا بلکہ رات کی اسکو کیا ضرورت ہی دن ہی کو جاکر یہ عیاری کرتا ہی گیا اور سردار کو چرا لایا
مینا نگار نے ہنسکر کہا آج ہی مین بہرام کو لے آؤنگا مگر ابھی یہ طریقہ کیجیے کہ جسکو ہم پکڑ لائین اُسے قید کیجیے قتل کا ارادہ ہنوز جب سبکو
پکڑ منگائیے ایک دن میدان خونی کی تیاری ہو اُسی دن قتل کر ڈالیے مینا نگار نے کہا کل اُمور تمھاری رائے پر موقوف ہین جس طرح
کہو گے وہ کیا جائیگا مہتر زود رفت قریب دو پہر سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوا سرمۂ جمشیدی آنکھون مین لگا لیا سب کی
نظرون سے غائب ہوا لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا دیکھا لشکر آباد ہر سپاہی دلشاد جا بجا ناچ ہو رہے ہین دیکھا کمیدان رسالہ دار اپنی
اپنی بارگاہون کے دروازے پر بیٹھے ہین اپنی بارگاہ کے دروازے پر خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان
چین دنگل شوکت پر بیٹھے ہین کہ خدمتگار نے آکر کہا خاصہ تیار ہی بہرام اندر چلے زود رفت بھی ساتھ آیا جب خاصہ انکے آگے
رکھا گیا زود رفت نے اسمین بیہوشی ملا دی بہرام کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹے بیہوش ہو گئے عیار نے پشتارہ باندھا لے نکلا
خدمت مین مینا نگار کی پہونچا سرمہ آنکھون سے چھڑایا مینا نگار کے سامنے اسنے پشتارہ رکھدیا کہا لیجیے یہ قوت بازو زینت پہلو
صاحبقران کا موجود ہی اسی طرح لشکر کا خاتمہ کر دونگا آج رات کو بھی جاؤنگا ایک سردار کو لے آؤنگا یہ بھی جاکے سنونگا کہ بہرام
کے غائب ہونے پر وہان کیا باتین ہو رہی ہین کہنے والے کیا کہتے ہین ساربان زادہ کیا کہتا ہی اُسکو بھی لاؤنگا دو چار دن کے بعد تم
مین خداوندی کی بھیجونگا یہ کہکر مہتر زود رفت پھر روانہ ہوا سرمہ لگائے ہوئے نگاہون سے سب کی مخفی ہوا امیر با توقیر نے صبح
کا دربار فرمایا اور سب سردار آگئے مگر بہرام نہین آئے خواجہ عمرو بیٹھے ہین کہ ملازمان بہرام روتے ہوئے آئے عرض کی
حضور عجب سحر گذرا کہ جسکو زبان سے کہہ نہین سکتے بہرام نے خاصہ نوش کیا ہم جب عادت کے آرام فرمایا جب وقت نماز آیا
ہم لوگ اندر بارگاہ کے گئے کہ بیدار کرین نماز پڑھکے آپکی خدمت مین آتے جاکے دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی تمام لشکر مین ڈھونڈھا
خیال تھا شاید بیت الخلا گئے ہون لیکن جب وہ بیت الخلا جاتے تھے خدمتگار کو آواز دی وہ لوٹا لیکر ساتھ ہوا آج ہم سمجھے شاید
جلدی مین چلے گئے ہون سب مقام چھانا اس سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ پلنگ پر سے کوئی لیگیا امیر نے فرمایا خواجہ جاکر دیکھو تو کیا
ماجرا ہی عمرو گھبرا کر آیا پلنگ کو دیکھا گرد بارگاہ کے پھرا کچھ نشان نہ پایا نشان نقش قدم بھی دستیاب نہوا پریشان خدمت مین
صاحبقران کی آیا عرض کیا اے شہریار کچھ سمجھ مین نہین آتا اگر ساحر لیجاتا تو خیمہ بارگاہ ٹوٹا ہوتا اگر کسی عیار کا گذر ہوتا سراغ پاتا
ہوتا نشان نقش قدم تو ثابت ہوتا عرصے تک گرد بارگاہ کے پھرا میرے ذہن مین کچھ نہین آتا کہ ساحر کا کام ہی یا کسی عیار کا گذر ہوا
زود رفت کھڑا سن رہا ہی جی مین کہتا ہی ساربان زادہ بڑا جوان دیدہ کار آزمودہ ہی مگر عقل نہین لڑتی عمرو نے آخر مین یہ
کہا کہ یہ ضرور عرض کرونگا کوئی نئی بات ہی کہ جو ہمارے سامنے کبھی نہین گذری یا تو یہ کام ساحر کا ہی مگر بڑے تکلف سے آیا
کوئی ماشش کا (اسم) ہمین ہو کیا کمال کر گیا یا کوئی عیار ایسا ہی اور وہ امر دقیق ہوا کہ ہماری نظر سے کبھی نہین گذرا

خیر حال کھلیگا انشاء اللہ ابھی کہان جاتے ہین ایک دن ہاتھ کے نیچے آ نکلینگے مگر مین عرض کرتا ہون سب صاحب اپنے اپنے مقام پر ہوشیار
رہین وہ مکر گنڈا کہ میری عقل کو دخل نہین مگر انشاء اللہ تدبیر کرونگا ان آنیوالے صاحب کی خدمت کیجائیگی کیا عجب ہے کہ جب
انکو یہ کمال ہے کہ دن کو سردار کو چرا لیگئے کسی کو خبر نہین ہوئی اسوقت بھی یہان موجود ہون تو عجب نہین مگر گوش ہوش سماعت
فرماوین کہ یہ انکی چالاکی آپ کو خراب کریگی امیر کو بھی قید کر دے جب سردارون کو انتشار عبد الجبار حلبی واسطے رفع حاجت
کے اٹھے ایک مقام پر خیمہ استادہ تھا خدمتگار نے جاکر آفتابہ رکھا عبد الجبار اندر خیمے کے گئے امور ضروری سے مہلت پاکر چاہتے
ہین باہر نکلون کہ مہتر برق درقت بیہوشی کا بجاتے ہی بیہوش گیا پشتارہ باندھا سر شام لے نکلا خدمتگار خیمے کے دروازے پر کھڑا ہی
جب عرصہ ہوا یہ قریب خیمے کے آیا عرصہ دراز تک گوش بر آواز رہا جب کچھ طریقہ نہ معلوم ہوا اندر آیا دیکھا عبد الجبار ندارد
روتا ہوا خدمت مین صاحبقران کی آیا عرض کی اے شہریار عبد الجبار کو کوئی لیگیا مین دروازے پر کھڑا رہا مین نے کسی کو
نہین دیکھا نہ کوئی ہوا چلی نہ بجلی چمکی کہ علامت سحر ثابت ہوتی صاحبقران نے فرمایا تو خواجہ سر شام یہ اندھیر عمرو کو سنانا
آگیا قلب تھرا گیا در بیت الخلا پر خود آیا سب طرف دیکھا کوئی علامت ثابت نہوئی حیران پریشان اب برق ورفت کا تو یہ حال
ہے کہ ایک سردار کو دن کو اور ایک کو رات کو لیجاتا ہے مینا نگار سے یہ صلاح کرلی کہ یہ خبر دربار مین ظاہر نہو ان باتون کا ذکر کچھ
نہ کیجیے گا یا مقام قید خانہ کسی پر ثابت نہو عمرو یہان آتا ہے سن گن لیتا ہے اب مین اسکو بھی لایا چاہتا ہون عمرو حیران پریشان
ایک دن دربار مین مینا نگار کے خدمتگار بنکے آیا عرصہ دراز تک کھڑا رہا کچھ دربار مین ذکر نہوا ایک خدمتگار سے بھی عمرو نے
پوچھا کہ کیون بھائی سرداران صاحبقران کہان قید ہین خدمتگار نے جواب دیا ہمکو نہین معلوم اب جو تمسے پوچھیگے تو ہم بادشاہ سے
کہدینگے یہی حکم شاہنشاہی ہے کہ جو کوئی اس مقدمے کو پوچھے فوراً ہمسے کہدینا تم ساتھ کے ہو اسواسطے تمکو آگاہ کیا کہ اس مقدمے کو
کبھی نہ پوچھنا ورنہ پکڑے جاؤگے عمرو نے کہا یہ کسکا حکم ہے خدمتگار نے منہ پھیر کے جھلا کر جواب دیا تم عجب طرح کے آدمی ہو
جس بات کی ممانعت ہے اسی کو پوچھے جاتے ہو ہم بادشاہ سے کہدینگے یہ کہکے خدمتگار بڑھا عمرو تو نکلکر بھاگا دل سے کہتا ہے
بڑی تاکید ہے خوب رنگ باندھا آخر کس سے پوچھون کیونکر دریافت ہو یہ سوچتا ہوا عمرو لشکر کفار سے نکلا بیچ مین صحرا اور جنگل کو
دیکھتا ہوا عمرو جاتا ہے خدمتگار نے بڑھکر کہا حضور ایک خدمتگار ہمارے ساتھ کا ہمسے پوچھتا ہے کہ سرداران اسلام کہان قید ہین
اور یہ بھی اسنے پوچھا کہ یہ حکم کسکا ہے مہتر زود رفت بیٹھا تھا یہ سنتے ہی اٹھا کہا وہ خدمتگار کہان ہے خدمتگار نے کہا نہین ہے مہتر
زود رفت ایک ایک کو تکتا ہے کہ اسنے پوچھا خدمتگار نے کہا وہ نہین معلوم ہوتا ہے زود رفت نے کہا بیشک وہ ساربان زادہ
تھا چلا وہ کب ٹھہرتا نکل گیا دیکھو مین آج اسکو لاتا ہون یہ کہکے دوڑا بیرون لشکر آکر آگے بڑھا دیکھا عمرو جاتا ہے زود رفت
جھپٹکر قریب عمرو کے آیا عمرو کو پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی گھبرا کر پلٹا مگر زود رفت نے برابر عمرو کے آکر حلقہ ہاے کمند
گلے مین عمرو کے مارے عمرو حیران کہ حلقہ ہاے کمند گلے مین آگئے گھٹنے لگا کچھ معلوم نہین ہوتا حیران حیران جاتا تھا حلقے
گلے سے نکالو کہ زود رفت نے حباب مار دیا عمرو لڑکھڑا کے گرا زود رفت نے پشتارہ باندھا لے بھاگا خدمت مین
مینا نگار کی پہونچا کہا لیجیے حضور مین نے خاتمہ کردیا اب صرف صاحبقران باقی رہے مگر صاحبقران کا لانا دشوار ہے
شب بھر جاگتا ہے دن بھر ہوشیار رہتا ہے بارگاہ سے باہر نہین نکلتا ذرا بھی غافل ہوا اسی دن لاؤنگا شیر آکو ظالم یہ تھا اسکو
لاؤنگا گویا کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا اب مین اسکو خدمت مین خداوند کی روانہ کردون سامنے مینا نگار کے لایا کہا اسکا ہوشیار
ہونا بھی بہتر نہین ورنہ میرے راز سے آگاہ ہوجائیگا کسی ساحر کو حکم دیجیے قفس آہنی مین بند کرکے فوراً لیجائے مگر جسطرح مین
سمجھا دون اسکے خلاف نہو ورنہ یہ ظالم چھوٹ جائیگا پھر اسکو کون پائیگا مقام جادو مصاحب خاص مینا نگار
مینا نگار نے کہا اے مقام جادو تم عمرو کو لیجاؤ مگر جسطرح مہتر صاحب کہتے ہین اسکے خلاف نہونے پائے ورنہ بڑا غضب ہوگا

مقام جادو نے کہا کیا مجال جسطرح ارشاد فیض بنیاد ہوگا اسی طرح بجا لاؤنگا بہ تعجیل اپنے کو خدمت مین پہنچاؤنگا قفس اٹھا لایا
اسمین عمرو کو بند کیا ہوشیار نہین کیا مقام جادو سے کہا اسی طرح قفس کو لیکر بخدمت خداوند جاؤ خبردار کسی مقام پر اسکو ہوشیار
نہ کرنا اگر شاید خود ہوشیار ہوجائے اور پوچھے کہ مجھکو کہان لیے جاتے ہو کسنے گرفتار کیا اب کہان لیکر جاؤ گے یہی جواب دینا
کہ ہم ملازم شاہنشاہ دنیا لنگار کے ہین انھون نے قیدی کی بخدمت خداوند لیے جاتے ہین لاکھ پوچھے یہ نہ بتلانا کہ متر زور رفت
نے گرفتار کیا میرے نام کا پردہ رہنا بہت بہتر ہے خداوند تو جانتے ہین قتل کر ڈالینگے اس کے نام سے جلے ہوے ہین
جب سے یہ سنا کہ اسنے شمشمش کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا اسدن سے اسکے متلاشی تھے یہی ہر مرتبہ فرمایا کرتے ہین
کہ افسوس قاتل شمشمش ہمکو نہ ملا ورنہ اس عذاب الیم سے قتل کرتے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اس ظالم کے حال پر تاسف
کرتے انکو ترس نہ آتا اس قدر جلے ہوے ہین کہ دیکھتے ہی اپنے ہاتھ سے تیرباران کرینگے غرضکہ دراز تک مقام جادو کو
سمجھا کے قفس ہاتھ مین دیا متر زور رفت تو طرف لشکر صاحبقران کے چلا مگر مقام جادو قفس عمرو لیے ہوئے اڑتا
ہوا آتا ہے پانچ سات کوس جو اڑا تھک گیا ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا اسپر چشمے پانی کے صدہا درخت بار اثمار سے سرسبز
ہین ہزارہا جانور بہار پر پھر رہے ہین مقام جادو کے خیال مین آیا یہان چند ساعت ٹھہر جاؤن اتر آیا نخل کے سایے
مین بیٹھا قفس سامنے رکھ لیا پانی پیا پھل توڑکر کھائے یہان آنے سے یہ پھل ملا مگر ہوا ٹھنڈی جو چلی بیہوشی اتر
گئی آنکھ کھلی دیکھا سبحان اللہ قفس مین بند ہون بیڑیان ہاتھ پاؤن مین ایک ساحر بیٹھا ہوا پھل کھا رہا ہے عمرو نے
جھک کر سلام کیا کہا اب مجھکو یقین ہوا کہ خدائی خداوند ابلیس کی درست ہے ہاتو جنگل مین جاتا تھا یا اب قفس مین پایا
یہ انھین کی قدرت ہے یہی تقدیر کر دی کیا تم خداوند ابلیس ہو سجدہ کرون یہ سنتے ہی مقام جادو ہنسا کہا ای شخص
ابلیس یہان کہان ہین اپنے مقام پر ہونگے عمرو نے کہا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے مقام جادو ہنسا کہا خواجہ
صاحب یہ باتین نہ بنائیے سمجھانے والے نے ہمکو سمجھا دیا ہے ہم کچھ نہ بتلائینگے خدمت مین خداوند کی ہو کچا دیکھئے بڑی خرابی یہ ہے
کہ قدرت تمھارے نام کے دشمن ہین عمرو نے کہا مین تو ہمیشہ سے قدرت کو ڈھونڈھتا پھرتا ہون کہ وہی خداوند برحق ہین ایسے
ظالم کہ آدم کو بہشت سے نکلوا دیا کیا جال پھیلایا ایسے قدرت کو سجدہ نہ کرین تو بڑی حماقت ہے پھر کسکو سجدہ کرین مقام جادو
ان باتون پر ہنستا ہے کہتا ہے سبحان اللہ ہمارے استاد کا کیا کہنا یہی باتین اسنے ہمکو تعلیم کین انھین کا سامنا ہوا عمرو نے کہا
وہ کون صاحب ہین کیا قدرت سے بھی زیادہ ہین جو کہتے ہین وہی ہوتا ہے مین انھین کو سجدہ کرون مین تو تمکو خداوند سمجھا تھا مگر
تم انکار کرتے ہو بڑے ثابت قدم ہو اب ہمکو خدمت خداوند مین لیچلو مگر ایک بات سے ڈرتا ہون تمنے جو کہا کہ قدرت دشمن ہین
مین نے ایسی کیا خطا کی اگر خطا کی بھی ہو تو معاف کرا دیجیے گا مین محتاج نہین ہزار دو ہزار روپے کو موجود ہون جواہرات بھی میرے
پاس ہین لیلو مگر خطا معاف کرا دو کہ قدرت اپنے بندون مین اس گنہگار کو بھی شمار کرین مگر انکا نام بتلاؤ کہ جن صاحب نے
جو سمجھایا ہو وہی مقدمہ پیش آیا مقام جادو نے کہا خواجہ یہ تو مین نہ بتلاؤنگا اصل مطلب کی بات کرو اگر مین تمھاری خطا معاف
کرا دون تو کیا دوگے عمرو نے کہا بھائی میرے پاس جو موجود ہے جان کا صدقہ مال جب قدرت خطا معاف کر دینگے ہم تم ساتھ
ملکر رہینگے بڑے نفع ہونگے مجھے پنجرے سے نکالو مین دون مگر پھر ایسا نہو کہ قدرت معاف نہ کرین میرا مال بھی جائے اور جان
بھی نہ بچے مقام جادو نے کہا مین تو معاف کرا دونگا دل مین بہت خوش ہے یہ خیال کامل ہے کہ یہ جاتے ہی قتل ہوگا مال
کا مجھسے کون پوچھیگا جو لے لینا چاہیے اس مکار کو دھوکا دینا چاہیے قفل قفس کھولا عمرو کو باہر نکالا عمرو نے کمر ٹٹول کر
ایک پوٹلی نکالی کہا بھائی یہ تو موجود ہے بس اب میرے پاس کچھ نہین عمر بھر مین یہی جمع کیا آج تمکو دیدیا مقام جادو
نے وہ پوٹلی کھولی ایک روپیہ دو اٹھنیان دو چار چونیان کچھ دونیان ایک لوہے کی کیل تو گرہ ہلدی کی دو پیسہ موٹے

جب تر مقام جادو بھلا یا گیا اور سار بازار دے تو تو ہزار روپیہ ہزار کہتا تھا یہ کیا مجھکو دیا ایسا ایسا تو مین روز خرچ کرتا ہون
عمرو نے کہا مین اسی کو بڑی چیز جانتا ہون یہ لوہے کی کیل ایک مرد آدمی کو دم دیگی ایک پیسے کو خریدی آپ کی آنکھون مین
کچھ اسکی بزرگی نہین یہ ہلدی کی گرہ مین ایک پنساری کی دوکان سے چرالین کئی سال سے میرے پاس ہین تم اسکو ایسا سہل
سمجھتے ہو مقام جادو سمجھا اسکی کمر مین مال بہت ہی بیٹ گیا کمر ٹٹولی کئی پوٹلیان نکلین کسی مین ٹوٹی ہوئی انگوٹھیان چھلے
کسی مین دس بیس روپیہ کسی مین کچھ نگینے مقام جادو نے کہا او مکار تو مجھکو دھوکا دیتا تھا عمرو نے کہا زبردستی مین آپ کو
اختیار ہے حقیر مجبور ہون چاہو ہر خوشی سے تو مین نہ دونگا مقام جادو نے اور ٹٹولا پوٹلیان بندھی ہوئین کمر مین موجود تھین انکو
جو کھولا تو کسی مین کشمش کسی مین ایک برفی کی ڈلی مقام جادو نے کہا ارے یہ کیا ہے عمرو نے کہا بھائی اسکو نہ چھوؤ یہ
بیہوشی کی چیزین ہین اسکو کھلا کر ہم دشمن کو بیہوش کرتے ہین مگر اب سفارش تو ہماری ضرور کیا ایسا نہو وہان جاکر بھول جاؤ
مقام جادو نے کہا نہین مین تیری جان بچا دونگا ہمارا تمھارا ساتھ ہوگا مقام جادو نے کہا اب اور تو تمھارے پاس
نہین ہے عمرو نے کہا تم بھائی ہو جھوٹ کیا بولون یہ لٹکے کمر سے ڈبیا نکالی عقیق سرخ کی ہشت پہل نہایت عمدہ دکھائی
کہ دیکھو بھائی یہ عمر بھر کی کمائی ہے یہ نہین دونگا اگر شاید موت بھی آوے تو میرے مردے کے ساتھ قبر مین رکھدینا مقام جادو
سوچا اسی مین کچھ جواہر ہے کہا خواجہ مین دیکھ لون پھر دیدونگا عمرو نے ہاتھ ہٹا لیا مقام جادو نے عمرو کا ہاتھ جھٹکے سے
چھینلی عمرو رونے لگا کہا دیکھو بھائی یہ زبردستی اچھی نہین ہے اسمین زہر ہے سنکھیا ہے کف مار کر دیکھتے ہی مرجاؤ گے آئندہ
تمھین اختیار ہے وہ کھولنے لگا عمرو نے بہت رویا کہا اسکو نہ کھولو میری جان اسمین بند ہے مقام جادو نے نہ مانا اب جو کھولا
اسمین بیہوشی اڑی مقام جادو بیہوش ہوکے گرا عمرو نے خنجر نکالا مقام جادو کا اسی مقام پر سر کاٹ ڈالا کپڑے اتار لیے
طرف اپنے لشکر کے بھاگے گر حیران کہ خواجہ جنگل مین حلقے کمند کے تمھاری گردن مین کسنے ڈالے تھے یہ کیا سحر کیو گلیم اوڑھلی
آکر لشکر مین پہونچے چرچا سنا کہ رات کو صاحبقران جاگ رہے تھے کسی نے انکے گرفتار کرنے کا قصد کیا مگر ہوشیار ہوگئے
شب کو کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا مگر جب خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے گلیم اتاری اپنے کو ظاہر کیا صاحبقران سے
سب کیفیت بیان کی کہا اے شہریار رات مین مین نے ساحر کو مارا مجھکو طرف ابلیس خود پرست کے لیجاتا تھا مگر زور رفت
ایک گوشے مین سر پر لگائے ہوئے کھڑا ہے اسنے سب حال سنا سہمت گھبرایا کہ عمرو نے بڑا غضب کیا کہا میر گرفتار کرلونگا
امیر سے عمرو نے کہا اگر مین آپ کے سامنے نہ آؤن گھبرایئے گا نہین مین اب گلیم اوڑھے رہونگا کہ کوئی مجھکو نہ دیکھے مگر
آپ اپنی ہوشیاری ضرور رکھیے گا اب یہان سے دو کلمہ داستان بادشاہ لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہین کہ جب دادہ زنگی
نے کسی روز طبل جنگی نہ بجوایا ایکدن دربارگاہ پر جلوہ فرماتے کہ لکہ ہاے ابر آسمان پر آگئے کچھ بوندیان بھی پڑین بادشاہ
نے فرمایا قبل از نماز سحر سامان شکار درِ دولت پر حاضر رہے ہم واسطے شکار کے جائینگے ملازمون نے سامان کیا بادشاہ
سوار ہوکے تاجدار ہمراہ ہین فیروزہ بن عمرو عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ایک صحرا مین پہونچے وہین نماز پڑھی مصروف
شکار ہوے ایک آہو کے پیچھے مرکب اڑا یا دو پہر کامل وہ آہو بھاگا قصد ہاکوس بادشاہ نکل آئے ایک مقام پر آگئے
آہو کو شکار کیا گھوڑے پر سے کود پڑے آہو کو تقربانی پہونچایا گھوڑے شمل رہے ہین ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا بادشاہ
نے اسکو بھی تیر مارا وہ بھی آہو گرا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش مادیان مشکین پر سوار ہمہ تن ثابت ہوتا ہے
کہ نقابدار دوڑے اسکے عقب مین آیا مادیان پسینے پسینے مگر اڑتی ہوئی چلی آتی ہے نقابدار نے جو اپنے آہو کو پڑے ہوے
دیکھا نہایت غصہ آیا آواز دی او شخص تو کون ہے کہ جو میرے شکار کو شکار کیا مین عرصہ دراز سے اسکے تعقب مین تھا ایک
تیر کھا کر بچا تھا ابھی گرا دیا بادشاہ نے کہا اے نقابدار صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہے نقابدار غصے مین مادیان سے کودا

بچھ ہلالی کمر سے کھینچی بادشاہ پر پھینکا بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی مین نرمی جسم مین گرمی مو سے جسم کھڑے ہو گئے مگر غصے مین کمر مین ہاتھ ڈالا یکدیگر اٹھا یا نگان جو پہونچی نقاب دار کے چہرے سے نقاب اٹھ گئی وہ شجر وادی ایمن ہو گیا زیر آتش ابر نقاب چہرہ ماہ رخسار مخفی تھا جیسے ہی چہرہ کھلا نگاہ بادشاہ کی پڑی دیکھا ایک مہ جبین دوازدہ سالہ حور پیکر سمن بر آنکھین نرگس شہلا گلو صراحی نارپستان کا ذکر کرنا جملہ واجبات سے ہے شکم صاف و شفاف تختہ سیمین بازو مین بحر حسن کی کہان مانع گرداب کمر نایاب کیونکر عدم کہون قتل عاشقان پر حسب ارادہ درست آگیا مجال نہین کہ زبان کھولون بقول شاعر نظم

شمع فانوس جیسے ہو روشن
کلک قدرت کہون کہ سر سبزی

ساق پا مین نور کا ہے ظہور
لال مہندی سے دونون تلوے گلگون
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

پا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور
ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

پائجامے مین یون ہے جلوہ فگن
قد کی تعریف مین ہے حیرانی
چہرہ آفتاب حسن مین نایاب
بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا

زیور ہے بے نظیر عارض رشک ماہ منیر کیا خوب کسی شاعر سخنور نے کہا ہے نظم

وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کبھی ہو جائے بیہوش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور
سیر ہے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
چشم میگون وہ جو توبہ شکن زاہد ہو
مردمک آنکھ مین یا غنچہ بادہ فروش
شیشہ میکدہ حسن گلوے زیبا
نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
جنبش لب کا ارادہ ہے کہ کچھ بات کرے

غرق دریائے جواہر مین قدم سے تا فرق
اختر بخت صبیحان تھا کہ نجم در گوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ
چشمک مست وہ دونون ہوئے جس سے مدہوش
متحرک لب نازک تھے برنگ گل تنگ
جسمین مخمور نزاکت کی شراب سرجوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم
نازکی کا یہ اشارہ ہے کہ بس بس خاموش

زیور نور تھا زیب بدن گوہر پوش
روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح
خم ابرو وہ کہ جبکا مہ نو حلقہ بگوش
حلقہ چشم سیہ یا در میخانہ باز
تبسم صفت غنچہ دہان خاموش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال
بیجا بانہ کبھی جلوہ نما گہ روپوش
جملہ اعضا موزون رنگ چہرہ گلگون

گلبدن قند شیرین گفتار نظم

سخت رستہ ز محبت دل سخت
چون بمقام ہوس بستین قمار
بردہ صد رہبر و زندہ را از راہ
لعل در آشتی و عشوہ بجنگ
مرگ را داد حیاتی ز جہات
عالمی را بجنون سخن رید
پای تا سر ہمہ لطافت و زیب
آہوے ورزجا بسر جلبی
آہو شیر گیر ہمراہش
گر نبود از ہنر جدا و دگری

قامتی در خوشی چو عمر دراز
روے گلرنگ داد گل را رنگ
ہر طرف کابرو کشیدم کردہ
طرہ را سر زدہ بخونخواری
تبسم دزدیدہ خندہ زیر لبش
لعل او کردہ بر شکر میری
گیسو پیچ پیچ از سر ناز
رگ نمودہ بر دل لطف بدن
در تماشاش روز و شب بہرام
داشت میلے تمام در نخچیر

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
دہنش تنگ با شکر ہم تنگ
آرزو بیش و ہوش کم کردہ
چشمہاے وژرم زبیماری
کردہ تعلیم دزدی ہمچنین
شہد را داد کیا شنی گیرے
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
ہمچو رشتہ درون در عدن
ہمچو جمشید در نظارہ جام
گور صد شیر کردہ بود بہ تیر

بر چو ناریخ نو زشاخ درخت
سر در آوردہ ابروانش بکار
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
نرگسش دور باغ غمزہ خدنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
خال او کو ہزار پردہ درید
تنی از نازکی درونہ قریب
نوشش در پوست در رنگ سلبی
رو سوے صید گاہ بیگاہش
بود در کار تیر پر میرے

بادشاہ عجب شعبدہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھکر کانپے ہاتھ سے وہ مہ جبین چھوٹی زمین پہ گری بادشاہ بھی تھرتھرا کے زمین پر گرے اُس وقت عالم نے بخیال محال نگاہ چہرہ زیبا بادشاہ پر ڈالی دیکھا تاج شہریاری بر سر خلعت گرانبہا در بر چہرہ مہر انور عارض رشک قمر جلالت و شرافت چہرہ زیبا سے ہویدا آثار بزرگی ناصیہ اقدس سے ہویدا شجاعت و نجابت جرأت و لیاقت مثل چاکران کمترین ہمراہ وہ مہ جبین بھی جمال بے مثال دیکھکر قمری وار گرد سرو قد دلجو

پھر سنے لگی چہرہ اُداس زلفون کو سراسر پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی دل کا پتا تلف خدایا میشانی انور پر ٹھنڈا پسینہ آیا جوش حیرت مین فرش خاک پر غشگی اپنے خیالکو جوازیان رگڑتے دیکھا دل بیقرار ہوگیا خیال مین گذرا اس حریف آتش اشتیاق و خریف محبہ داق کی دستگیری واجب و لازم ہے محبت شرمائی دل مین یہی آئی سر اُس دل فگار کا اٹھا کر زانو پر رکھ لیا عارض سے گرد پاک کی نبض قلب جو زیادہ پائی عارض پر عارض رکھ دیا سینے پر بیمار محبت کے ہاتھ رکھا دیکھا کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب مثل طائر بسمل پھڑک رہا ہے کبھی قصد ہوتا ہے اس بیمار دل فگار کو گود مین اٹھا کر اپنی مادیان مشکین پر ڈال لون یہان سے نکلون اس گل گلزار خوبی کو اپنے باغ مین لیجاؤن جب ہوشیار ہوگا حال حسب دلخواہ بیان کر دیگا وہین رہیگا کیا عجب ہے کہ وہان رہنا قبول کرے چشمون مین یہ نوبت ہوئی کہ ہوش درست نہین یہ سوچ رہی تھی ولولہ محبت کی تیزی عقل و فراست کی آفت انگیزی کہ صحرا گرد اڑتی دیکھا آگے آگے ایک عیار طرار خنجر گذار پشت پر چند سوار اسی جانب آتے ہین اُن سوارون نے جو مرکب خنگ سپہر قیطاس کو دور سے دیکھا سب نے اسی طرف باگ کو منعطف کیا اب یہ نازنین گھبرائی کبھی اسی کے ملازم ہین اسی طرف آتے ہین بہ تعجیل اٹھکر اپنی مادیان پر سوار ہوئی طرف صحرا کے روانہ ہوگئی یہ اشعار زبان پر جاری تھے

اشعار

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
ادھر آنے مین وہ بجا نہین طبیعت میری
ناتوانی کا گلہ مجھسے ہو کیا تاب ہے عشق
تو ٹھہرتے ہو نہ منظور ہے رخصت میری
ٹھوکرین لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین دل
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری
مر کے سو بار جیون جب بھی نہو شکر ادا
کچھ نہین آئیگا مگر گئی جو عادت میری
دل سے کہتا ہے جگر وقت خریداری درد
کچھ بچا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

میرے رونے کو سنا لائیگی حسرت میری
جان دیکر بھی یہ کہتا ہون انہین کچھ نہ دیا
شکوہ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری
یار آیا ہے شب وعدہ کہ تصویر اسکی
آنکھ ہوگئی قدمون سے نہ تربت میری
رہ گئے تقدیر کا رونا کوئی کس کے آگے
لب جان بخش ترے اور شکایت میری
گھر سے اُس بت کے پھرا ہون کہ خدا کے گھر سے
مین بھی حاضر ہون جو منظور ہو شرکت میری

نہ رہین غیر کے روکے سے بھی یارب آنکھین
حوصلہ میرا ہے دل میرا ہے ہمت میری
آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مر جانے دو
دیکھتا ہے کوئی بیٹھا ہوا صورت میری
بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہے
وہ تو سنتے ہی نہین سنکے مصیبت میری
منھ لگا مین تو سمجھکر وہ لگا مین مجھکو
ہو گئی فرض احباب کو زیارت میری
یار کو ڈھونڈھ نکالیگی یہ آنکھین جلالی

فیروزہ نے جو دور سے دیکھا کہ مرکب بالک تھم ہے اور وہ شہریار آفتاب آسمان سلطنت یکہ تاز میدان جلالت مثل طائر نیم بسمل زمین پر ایڑیان رگڑ رہا ہے فیروزہ بہ جواس قریب آیا بالین سر جھکیا سوارون اشارہ کیا کہ گھوڑا نہ دوڑاؤ دوجا گل مین تھوڑا پانی لاؤ جب پانی آیا بادشاہ پانی مشکل تھی اپنی بھی آبرو کی پڑی دو چار چھینٹے آب خنک کے رو پر دیے بادشاہ نے گھبرا کر آنکھ کھولی حیران حیران چار جانب دیکھنے لگے گمان یہی تھا کہ وہ محبوب جانی یوسف ثانی سامنے ہوگا گلچینی گلشن جمال کی کرینگے مگر جب سامنے اُس مہ پارہ کو نہ پایا دل ترد دنبل ثریا حواس خمسہ مین فرق آیا خاموش لذت عشق مثمار بے تھے کلام کرنے کو دل نہین چاہتا تھا فیروزہ نے گھبرا کر کہا کیون حضور مین آپ کو کس حال مین پاتا ہون ارشاد تو فرمائیے گھوڑے سے گرنے کا کیا باعث ہوا عجب حال مین آپ کو پاتا ہون کیا حیران حیران چار جانب آپ دیکھتے ہین آئینہ رخسار پر گرد ملال بادشاہ نے ایک آہ کی غم سے حالت تباہ کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

نظارا ہے مہروش کرتا ہے جو رخسار کے تل پر
ذرا ایک جان رکھکر ہاتھ تم دیکھو مرے دل پر
دکھا کر ابروے خمدار مجھکو بے اجل مارا

ازل سے ابروے خمدار کی اک چوٹ ہے دل پر
سمجھتا ہے قمر زن ہے ستارہ ماہ کامل پر
نہ ہے رحمت کہ اوٹی آنکھ ترد اتنی بلا مین
کرونگا خون ثابت گردن خنجر قاتل پر

وہ بسمل ہون کہ دم بھر کا ہوا ہے تیغ قاتل پر
بر رنگ مرغ بسمل رات دن ہے بن تڑپنا ہی
ہزارون بار عضو باندھے گئے گو مرے قاتل
نہ کیون بعد فنا پھیلا کے سوئے پاؤن تم مین

ملی راحت جہان پہونچا مسافر آ کے منزل پر
رگون سے تیغ کے دم خون کا چھوٹا جو فوارہ
ترس آتا نہیں صیاد کو حالِ عنادل پر
سوال بوسۂ لب پر جواب تلخ سنتے ہین
اسی کوچے مین تو چلتا نہیں ہے زور کچھ دل پر
برائے امتحان کھینچے تو وہ شمشیر ان کی
یقین تھا گیسوئے جانان کا دود شمع محفل پر
نہیں ہے نار کش مجسا بھی کوئی باغ عالم مین
جہان دیکھا اسے قابو نہین ہے ہائے بسمل پر
شب فرقت مین ای دل نالۂ بے سود سے حاصل
نہ رکھتا تو سلیمان جو بس چلتا مرا دل پر

ہوے خورشید رو کے سامنے مہتاب کیا نکلے
پڑے ہین اڑ اڑ کے چھینٹین دامن شمشیر قاتل پر
حباب آسا نہ بطِ عشق ہین ہم دم کا مہمان ہون
نئی تغیر ہے زبانی ہے ترے تو ہین سائل پر
ہوائے بال جولی کے جو اڑکر گال پر آئے
سر اپنا کاٹ کر رکھدون گا خود ہی پائے قاتل پر
بھلا بے حکم جنبش تک چمن سے اڑ نہین سکتا
ہزارون مین نے آوازے کسے صوت عنادل پر
عجب حالت وفورِ غم سے ہی کہرام برپا ہے
کسی گل کو توجہ کب ہوئی صوت عنادل پر

فروغ اصلا کبھی ہوتا نہیں ناقص کو کامل پر
خبر سنتے ہین قفس مین موسم گل کی خبر سنکر
جہاز عمر کا لنگر ہوا ہے آ کے ساحل پر
قدم باہر ہو ن کیونکر جادۂ راہ محبت سے
تو مین سمجھا کہ ٹکڑا ابر کا ہے ماہ کامل پر
بجا کہتے ہین ای دل اب ہمہ علاقہ ہوتا ہے
نہ کیونکر قول کر رہ جائے مرغ جان بسمل پر
کرون کس طرح ترک دوستی اس دشمن جان کی
تڑپتے ہین کبھی وہ بیٹھتے ہین لاش بسمل پر
اسی نے خاک چھنوائی ہے مجکو کوئے جانا کی

جوا ہر تن غم و غصہ آگیا کہ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین پانون چومے گرد پھرا دست بستہ عرض کی حضور سمجھکر جواب دین آپ کا جواب ہمارے سوال کے خلاف ہے مراد ہماری یہ صاف صاف ہے کہ یہ غلام قدیم فرزند عمر و جان نثار سر فروش اسی واسطے حاضر خدمت ہے کہ جو رنج و ملال طبع اقدس کو ہو بتایئے اسکو دفع کرے رنج و ملال قریب نہ آنے پائے دشمن حضور کا بار ملال غم اٹھانے اگر کسی مقام پر طبیعت مائل ہوئی ہو تو غلام فوراً فکر کرے معشوق کو ڈھونڈ نکال لائے یا حضور کو وہان پہونچائے بادشاہ نے فرمایا ای دوست صادق ای یار موافق جو دل لذت اٹھا رہا ہے وہ زبان پر نہین آسکتا ہے اپنی یہ کیفیت ہے۔ نظم

سکندر گر بنالد بلبل در چمن عیشش مکن
چون زلیخا گر بجنگ آرید عمر رفتہ را
مخفیا اشکی ز چشم ترک بیجا حاصل بود

سخت دشوارست گفتن معنی ناگفتہ را
سیر گلشن بشگفاند خاطر آشفتہ را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر
گرد بہ جاروب مژگان خانقاہ رفتہ را

سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را
پنجہ ہمت نگیرد دامن یاس و امید
چند چون طفلان نگہداری حساب غنچہ را

فیروزہ نے منھ پیٹ لیا حضور برے خدا کسے تو حال مفصل کہیے غلام خاص خود تگزار باختصاص بچپن سے حضور کے ساتھ پرورش پائی بہ تصدق بندگان عالی یہ لیاقت ہاتھ آئی حضور کا عیار مشہور ہون مین کسی کام مین مجبور ہون بادشاہ نے کچھ جواب باصواب نہ دیا گھوڑے پر سوار ہو گئے اتنے عرصے مین ہیلیے قراول میر شکار وغیرہ بھی ڈھونڈھتے ہوے آگئے چونکہ بادشاہ کے دل مین شرم انتہا کی ہے مجبور سب کے ساتھ ہو لیے مگر حیران و پریشان خاموش دریائے حیرت کا جوش اسی حال پر ملال مین لشکر مین آ گئے اسقدر صدمہ رنج و ضبط اٹھایا کہ بیمار ہو گئے آب و دانہ ترک ہوا ایک دن بوقت سحر کچھ تاجدار خیمہ سردار شل لسند حضور رو ما لک برائے عیادت حاضر آئے دیکھا بادشاہ جہاہ نوبت بجان کا رد با تخوان چہرہ اترا ہوا گل عارض مرجھا لیے ہوے آب و دانہ ترک کلام کرنا موقوف کئی دن سے محل مین جانا بالکل چھوڑ دیا ملکہ ماہ مغربی دختر سکندر رام درمہربان حضور کی حال مصیبت مال سنکر تشریف لائی ہین سرہانے بیٹھی رو رہی ہین فرماتی ہین ای نور نظر پارۂ جگر آنکھین کھولو منھ سے بولو یہ کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بیٹا مین نے سلطنت مغرب کی چھوڑی قبا دجت آرام گاہ کے ساتھ نکلکر گلشن حصار مین چلی آئی بڑے بڑے صدمے اٹھائے جب انکو کلیم گوش نے مارا ای فرزند تم شکم مین تھے تمھاری وجہ سے زندگی ہوئی یہ انجام ملا تمکو دیکھکر جیتی ہون کر لسند حضور نے آواز دی غلام حاضر ہے ہمارے حضور کا مزاج کیسا ہے ماہ مغربی روتی ہوئی قریب پردہ کے آئین کہا ای جانشین صاحبقران تمہارے آگے کے یہ بچے ہین گود دیون مین پالا تخت پر بٹھایا اللہ نے یہ دن دکھایا

کر صاحب ملک و مال ہو گئے تم ایسے سردار ہیلو مین مجھے مقام شکر ہی میرے فرزند نے سلطنت کس لطف سے کی ہر مقام پر ایک
سردار کی مدد کی ملک ہا ماوران پر سلطنت ملی کلی آرزو کی کھلی صاحبقران نے جوش محبت مین یہ لکھدیا کہ جو کوئی خلاف
راے بادشاہ قدم اٹھائیگا بارگاہ سلیمانی سے نکالدیا جائیگا بڑے لطف سے اس شیر نے سلطنت کی آپ سب صاحب راضی رہے
مگر اکرداراے ہند مین کہتی ہون آج عجب طرح کا حال ہی یا تو بولتے تھے باتین کرتے تھے آج کلام کرنا موقوف ہوا جسدن
شکارگاہ سے پلٹکر آئے آب و دانہ ترک ہوا محل مین آنا بالکل چھوڑ دیا مین بدنصیب ہر دونون وقت دیکھنے آتی ہون آج
عجب حال مین پایا امید قطع ہوتی ہی جون جون علاج ہوتا ہی مرض ترقی پاتا ہی بقول شخصے ع مرض بڑھتا گیا جون جون
دوا کی ؂ اب مین کیا کرون براے خدا صاحبقران کو اطلاع کرو کسی عیار تیز رو کو بھیجو لندھور روتے ہوے بارگاہ
مین آئے سب سردار جمع تھے لندھور نے سب کیفیت رو رو کر بیان کی سب سردار رونے لگے بارگاہ مین شور گریہ و زاری
بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا لندھور نے اسی وقت شعبان خنجر گزار کو بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے صاحبقران
کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہریار آپ کے بادشاہ عالی وقار عجب عارضے مین مبتلا ہین کہ جسکی تشخیص غیر ممکن ہی غلامان جانباز
امیدوار ہین کہ وہین سے مجھے بیٹھے تجویز فرمائیے شعبان خنجر گزار کو یہ نامہ دیا کہا بخدمت صاحبقران پہونچا دو اور زبانی
بھی کہدینا کہ قلعہ سواد نگار پر فردکش ہین ابھی تا بہ طلسم نور افشان نہین پہونچے راہ مین مقابلہ پڑا ہی شعبان روانہ
ہوا لشکر سے یہان خواجہ عمرو بخوف گرفتاری گلیم اوڑھے پھرا کرتے ہین جو کوئی ایسی ہی ضرورت ہوئی براے چند ساعت
اپنے کو ظاہر کیا کبھی لشکر کفار مین کبھی پلٹکر خدمت صاحبقران مین آئے صاحبقران پر ہوشیاری کی تاکید کی حضور
ہر وقت اپنے کو ہوشیار رکھیے گا کہین ایسا نہو دشمن کا پنجہ قابض ہو کیا کہون مقام افسوس ہی کہ دشمن نہین ملتا اب تک چالیس
پچاس سردار دہ سکار چرا کر لیگیا ابھی تک نام نہین کھلا عقل سے ظاہر ہوتا ہی مدبر ہوا اپنا نام نہین ظاہر ہونے دیتا مقام
جادو سے کیا کیا فتنے کہین مگر اسنے نام نہ بتلایا یہ ذکر تھا کہ شعبان آکر پہونچا صاحبقران شعبان کو دیکھکر
گھبرا گئے فرمایا خیر تو ہی شعبان نے عرض کی آپ کے جانشین نے یہ عرضی بھیجی ہی ملاحظہ فرمائیے سب حال کھل جائیگا
امیر نے عرضی کو کھولا صرف ایک حرف پڑھا تھا آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا ارے شعبان تو ہمیشہ بادشاہون کا
عیار رہا تو نے آنکھون سے کیا دیکھا شعبان رونے لگا کہا عرض کرون حال کہنے کے لایق نہین ہی وہ کیفیت حضور
کی دیکھی کہ بیان نہین کر سکتا خدا کرے پھر جا کر جمال جہان آرا بخیر و خوبی دیکھون صاحبقران نے فرمایا کیا مشکل ہی
مین مقابلے مین عینا نگار کے فرودکش ہون دو دن طبل جنگی بجا بیس بائیس سردار اسکے مارے اب دو ہفتے سے طبل بجنا
موقوف ہوا ہی شعبان چالیس سردار چوری گئے آنے والا روز میری فکر مین آتا ہی مگر اللہ مجھکو بچائے ہی ہر وقت
میری ہی فکر مین رہتا ہی مگر خواجہ اکیلے مین گرفتار ہی ہو گئے تھے خدا نے بچایا مین نے کھانا سونا سب موقوف کردیا
آٹھ پہر ہوشیار رہتا ہون بارگاہ سے باہر نہین نکلتا یہ خوب ثابت ہوا کہ ساحر نہین ہی مثل شیطان کے مخفی رہتا ہی
ہمارے یہان جو گذر رہی ہی اسکو خبر معلوم ہوتی ہی وہان کا حال کیونکر کھلے آج تک قیدیون کا حال نہ معلوم ہوا
کہ کہان قید ہین کسطرح گرفتار ہوے واے برحال خواجہ عمرو اکیلا کیا کیا کرے میری حفاظت دشمن کی جستجو لشکر کا
خوف اسکو مین کیا کہون انصاف شرط ہی خدا اسکی آبرو بچائے دشمن سخت سے مقابلہ پڑا ایسا معرکہ کبھی نہین پڑا ساحر آئے عیار
بڑے بڑے ملے مگر ایسا سانحہ کبھی نہین گذرا کہ دشمن معلوم نہو کہ کون ہی ہماری فکر مین آتا ہی کہ انسان ہی کہ حیوان میرا جانا
ناممکن ہی بادشاہ کو خدا کے سپرد کرتا ہون مگر خواجہ عمرو تم جاؤ جسطرح ہو سکے اپنے کو وہان پہونچاؤ حال دل دریافت
کرو اسکی کوشش کرکے آؤ ہم اس مصیبت کو جھیلینگے جان پر کھیلینگے اگر گرفتار ہونا تقدیر مین ہی کیا چارہ اگو بھی مجرا جلد انشاء اللہ منتقل کر

اک دام مین صیاد کے اک طوق بگردن
چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت

قمری و عنادل ہین اسیران محبت
یاد ابروے دلدار کی سختی ہے قمر کو

پیراہن ہستی بھی بدل گیا مین نے
ہے ورد زبان مصرع دیوان محبت

عمرو نے کہا اب صاف صاف فرمایئے طول نہ دیجیے بادشاہ نے فرمایا اے شاہنشاہ سر عیاری و رنگی اور نہ خبر گزاری آپکے
بعد دودہ زنگی سے بڑے بڑے مقابلے پڑے شیران دشت نبرد خوب لڑے دودہ زنگی کے ہاتھ سے چالیس پچاس
سردار زخمی ہوے چار پانچ سرداران سپاہ گلشن جہان ہوے چھ سات میدانداریان ایسی کین کہ یہ آفت رسیدہ ساتوین میدانداری
مین ہوا اسنے جلبلا کے پکارا مین نے قصد کیا تھا چاہتا تھا کہ تخت پر سے اترون کہ عمر نامدار رستم علیوقار [illegible]
صف سے نکلے آکے پایہ تخت تھام لیا کہا اے فرزند یہ ہو سکتا ہے کہ ہم زندہ رہین اور تم میدان مین جاؤ یہ کبھی ہمکو گوارا
نہوگا مین نے مجبوری اجازت میدان دی مقابلے مین دودہ زنگی کے پہونچے اسنے گرز مارا انکا کام آیا بس غصے مین آتے
ہوشیار ہوے عیار سے لشکر زیر علم گرگوران پہونچے اول تو گنبد ابر نیل ست کے دو ملعون دیو خصال عفریت مثال مع گرز کے
اسکو اٹھایا اور طرف دریا کے لیچلے منظور تھا کہ اسکو غرق دریائے لعنت کرون لوگون نے غل مچایا اسکو حباب ہوا اسنے
لنگر مارا انکا اس شیر کا ٹوٹ گیا دودہ زنگی کو پھینک کر گرے مین رہتا بیتا بالین پر پہونچا بارگاہ سلیمانی مین اٹھا لایا
اسوقت ایک قیامت برپا تھی محلات شاہنشاہی سر پیٹتے نکل آئے امید زیست نہ تھی چار پہر کے بعد غش سے آنکھ کھولی
صحیح و سالم اٹھے فرمایا مین نظر کردہ ہون بزرگان دین خواب مین آئے ملکہ رابعہ نے کہا مین اپنے فرزند کی جنبش کر دونگی گود مین
لیکر تارے دکھونگی مگر وہان دودہ زنگی بھی جا کر بیمار ہو گیا اسدن سے آج تک طبل جنگی نہین بجا دو مہینے کا زمانہ گذرا مین
واسطے شکار کے گیا ایک ظالم میا کہ حیرت دجالاک سے مقابلہ پڑا کیا کہون ابروے خمدار کے زخم دل پر پڑے بیہوش ہو کے
گر اٹھا کہ زبانی سنتا ہون سر اسنے اپنے بیمار کا اٹھایا اپنے زانو پر رکھ لیا نہین معلوم کیا قصد تھا ہمارے ساتھ والے ہمکو
ڈھونڈتے ہوے وہین پہونچے انکو دیکھکر وہ غزالی ماد بان پر سوار ہو کر چلی گئی میان عیار صاحب فیروزہ بن عمر [illegible] پر پہونچے
وہان سے پانی لائے میرے حلق مین ٹپکایا تب مجھے ہوش آیا اسدن سے بیقرار ہون اے عمر نامدار کیا کہون جو دل کا حال ہے
اب دوا نہ ترک ہو قند کو آنکھون سے نفرت راتین ہجر کی کالی کیونکر چین آئے پروردگار کسی کو یہ مصیبت نہ دکھائے نظم

نہ ٹھہری جب کوئی تدبیر کی شکل یادون مین
نہین معلوم کیا آتی ہین وہ بے اعتبارونمین
رہے ارمان تمنا سبکو تنہے ہجر مین اپنی
اگر گردش یہی ہے تو نہین پاتا ہون کچھ انکے ستارونمین
لگے ہے عشق مین درد جگر سے دل یہ کہتا ہے
دغا ہے عقلمند و دشمن ہی ہے ہوشیارونمین
خوشی کی کیا خوشی غم کا نہ غم عشاق کہتے ہین
کہ دشمن مین ادا و دشمن گنے الفت مین پیارونمین
نہین جیتا کبھی مایوس وصل یار کا ہرگز
اگر مرتا بھی ہے جاتا بھی ہے خاکسارونمین
نہ پہنچونگا جلال آہین کرونگا اسکی خاک کے نیچے

لوا نکلے ترپ کر ہم تمہارے بیقرارونمین
جوانی عاشق ناشاد کی معشوق کا جوبن
مگر وہ لیچلے حسرت جو تھے امیدوارونمین
جو اپنے تیر کے پیکان کی ہے جستجو تمکو
ادھر بھی آنکھ اٹھا ہم بھی ہین امیدوارونمین
وہ ماتم بزم شادی ہے تمہاری جسمین شرکت ہو
ہر دل ہین لگے سینون مین کہ گردش مزارونمین
کبھی کچھ دکھو دیتی ہین تسلی ہچکیان آکر
نہین مرتے قیامت تک ہین امیدوارونمین
ہمارے دل نے ہمسے بیوفائی کرکے کیا پایا
فلک نے پیس ڈالا ہے ہمکو خاکسارونمین

نظر رکھتی ہے کچھ تیری کمر دل سے افگارونمین
یہی سب ہے کہ دونون ہیجہ بے اعتبارونمین
فلک کو دیکھکر رنگ ڈرتا ہون شب فرقت
چلے آؤ کسی دن ڈھونڈتے ہم دل فگارونمین
محبت مین تمہاری جسنے فصل بہار دیکھی
وہ مرنا زندگی ہے تم جہان ہو سوگوارونمین
کیا تنے جو قصید بانی بن گیا جھگڑا
یہی تو تھی مین ہر گنے کے یادگارونمین
تعلی سے یہ نفرت ہے کہ بعد مرگ اپنی
وہان بھی جا کے ٹھہرایا گیا بے اعتبارونمین

کیا گذارش کرون ہجر کی راتون کا
طول بلا کن کا نزول صورت زیبا کی یاد دل سے فریاد اکثر بیہوش رہتا ہون جب ہوش آیا خاموش حیران حیران

ایک ایک کو دیکھتا ہوں فرزند آپ کا فیروزہ خدمتگاری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا مگر یہی دل میں خیال آیا کہ اس راز کا
ظاہر کرنا مناسب نہیں سچ دعلم اٹھاؤ اس آگ کو جہانتک ہو سکے چھپاؤ آپ کو اپنا بزرگ سرپرست جانکر سب کیفیت عرض
کی یہ کہکر سعد بن قباد نے تاج قدموں پر رکھدیا عمرو نے کہا برائے خدا مجھے گنہگار نہ کیجیے فیروزہ میرے ساتھ چلے وہ جگہ
مجھکو بتا دے میں برائے جستجو جاؤنگا آپ کے اقبال سے مطلب کو حاصل کر کے آؤنگا بیکار نہ بیٹھونگا مجھکو ایک ایک دم
زہر دم شمشیر ہے نہیں معلوم میرے آقا پر کیا گذری یہی خیال آٹھو پہر ہے فیروزہ بن عمرو کو بلایا بادشاہ نے بہت سا روپیہ
منگا کر دیا عمرو نے لیکر زنبیل میں رکھا محل میں آیا ماہ مغربی نے آکر دامن پکڑ لیا کہا خواجہ اپنے غلام کی خبر لو سلطنت
آپ کی وجہ سے ہے ہم جیسے قباد شہریار کہا کرتے تھے کہ ہم ہیں سلطنت خواجہ عمرو نے دلائی زنبور ورنہ ہمارے ہاتھ
سے فتح کرایا یہ آپ کا فرزند ہے مجھ بیوہ کی ضعیفی میں عصائے پیری آپ کی دستگیری کا واجب و لازم ہے عمرو نے کہا ماں
صاحب حال تو دریافت کیا اب برائے تلاش جاتا ہوں مگر مصیبت یہ ہے کہ جیب پاس نہیں راہ میں کیا خرچ کرونگا وہ تو صاحبزادے
ہیں انسے زیادہ کہنا مناسب نہیں ملکہ ماہ مغربی نے موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر حاضر کیا عمرو نے لیلیا کہا اسے جا کر رہن
رکھتا ہوں یہ کہکے باہر نکلے فیروزہ کو ساتھ لیا اس مقام پر آئے جہاں بادشاہ بیہوش ہوئے تھے فیروزہ تو بتا کر چلا
گیا خواجہ نے اس مقام کو دیکھا مرکب کے جانے کا خیال کر کے نقش پائے پر آنکھیں لگائے ہوئے چلے جاتے ہیں تین دن
اس وادی وحشت میں عمرو دوڑا کچھ نشان نہ پایا تیسرے دن صحرا میں دن بھر پھرا شب کو ایک درخت پر چڑھکر بیٹھا کمر
میں کمند باندھ کر نخل سے لپیٹ دی بڑی رات گئے ایک طرف روشنی معلوم ہوئی عمرو نخل سے اترے روشنی کی جانب
چلے صبح ہوتے سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازہ باغ کا بند ہے سپاہی جا بجا بیٹھے ہیں عمرو کو یقین ہوا کیا تعجب ہے
کہ اس باغ میں وہ گل گلشن محبوبی موجود ہو اسوقت ستانا معلوم ہوتا ہے صبح کو دریافت کیا جائیگا ایک طرف صحرا میں
گئے جہانتک بن پڑا آرام نہیں آخر ٹہلتے ٹہلتے طرف باغ کے چلے تھے کہ دیکھا ایک کنیز اسی طرف آتی ہے مگر مست مے شباب
چٹکیاں بجاتے گاتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہے سانولی صورت وقت شباب رعنائی سے کامیاب بھولے بھولے
گال اپنے نزدیک آنکھیں رشک غزال زلفوں کو پیچ و تاب دیتی ہوئی آپ ہی آپ ہنستی ہے جو جوان اسکی جانب
دیکھتا ہے اس پر آوازہ کستی ہے بقول شاعر اشعار

لال شیخ ازار سبز جھرا	تھیا اک کنچیون کا گھین
آنکھ ایک سے لڑائی ہوئی	ٹھیلی ہنستی کھلکھلاتی ہوئی

عمرو نے پکارا ہی جانے والی ذرا ادھر بھی دیکھتا
وہ ٹھٹکی ایک جوان کو دیکھا ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہتا ہے میرے پاس آؤ کنیز نے کہا وہاں کیا ہے میں نہیں آتی جان نہ پہچان
بڑی خالہ سلام نگوڑا کچھ دیوانہ ہوا ہے سپاہی کو پکاروں کہدوں یہ مجھکو چھیڑتا ہے عمرو نے کہا حضور میں نے تو کچھ نہیں کہا
میں تو تابعدار ہوں ایک بوسے کا امیدوار ہوں عنایت فرمائیے کہا اچھا میں آئی دیکھوں تو میرا کیا کریگا کیا مجھے کھا جائیگا
میں حلوہ نہیں ہوں ذرا مجھکو ستائیگا غل مچاؤنگی ساری زمین سر پر اٹھاؤنگی تمہاری تکہ بوٹیاں کرواؤنگی عمرو نے
کہا تم تو ناحق کو خفا ہوتی ہو میں تو غلام ہوں کنیز نے کہا اپنی جورو کا غلام ہوگا مجھے ان باتوں سے کیا کام مگر دیکھیں
تو آتی ہوں دیکھوں تو کیا کریگا کیا زبردستی ہے عمرو نے کہا میں نے کچھ عرض نہیں کیا اور بات کا کیا ذکر ہے فقط دیکھ
لینے کو تمہارے غنیمت جانتا ہوں میں تو کئی مہینے سے آتا ہوں آج میں نے اتنا کہا جب مجھسے صبر نہ ہو سکا ناچار ہوا
کنیز نے کہا صاحب سنو ملکہ عالم کی میں مقرب ہوں مجھے دم بھر فرصت نہیں تھی میں گھڑی کھڑے بات کر سکتی ہوں
تمہاری بھی خوشی ضرور ہے انسان کا راضی کرنا واجب و لازم ہے یہ کہکے قریب آئی عمرو جان جہان کہکر لپٹ گیا
کنیز کا ترپنا پھڑکنا کبھی دھکیلے ہاتھوں سے مارنا کہنا ارے نگوڑے چھوڑ دے دیکھ نانی آتی ہیں خالہ اماں دیکھیں گی

یہ وہ رقم ہے کہ جو قابل بیان نہیں
زرا جو پاجیہ سر کا چمک گئی بجلی
کہ شوق دید میں اب وہ آشیان نہیں

تمھارے دید کی حسرت ہو سارے عالم کو
کہ نور شمع سر طور بھی یہ ساق نہیں

کسے تمھارے نظارے کا اشتیاق نہیں
وہ نور کرتے ہیں کیوں لن ترانیاں ہم سے

اس غزل کو اسطرح گلشن نقل نے گایا کہ ملکہ بہت روئی مگر گلشن بھی رو رہی ہے آنکھوں سے اشک حسرت جاری دوپٹے سے پونچھتی جاتی ہے ملکہ نے کئی مرتبہ پوچھا کیوں گلشن آج تو ہمنے تمکو بہت بیقرار پایا بات بات میں روتی ہو آخر کیوں اشکوں سے منہ دھوتی ہو گلشن نے کہا حضور تم تقدیر میں لکھا ہے ان اشعار ہی سے مطلب ظاہر ہو جائیگا

نظم

رونے لگو سنو جو مفصل بیان دل
لٹتا ہے دن دہاڑے یہاں کاروان دل
قدسی بھی ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پہ خوف سے
ہر کچھ پتا جگر کا نہ اب کچھ نشان دل
کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابیوں کا حال
کوئی جہان میں نہیں ہے قدر دان دل
اقدری لاغری کہ جلے داغ ہجر کے
سمجھے ہو مختصر ہے بڑی داستان دل

ہوتا نہیں ہے کوئی مرا ہمزبان دل
کچھ مرثیے سے کم نہیں ہے داستان دل
الفت تو دی خدا نے پہ مجبور کر دیا
جاتا ہے آسمان پہ جو شور و فغان دل
ممکن نہیں کہ کم ہو محبت حضور کی
ہے کیسی حضور ہے یہاں بیان دل
گھیرے ہوئے ہیں لشکر اندوہ و درد و یاس
ثابت ہوا جہان پہ نہ راز نہان دل

روتا ہوں دیکھ دیکھ کے خالی مکان دل
غافل نہ زلف و رخ کے دور آئیں سکو قدم
فرق تری زبان سے جو ہوتی زبان دل
کوچے کا مال لیجئے تم لوٹ لوٹ کر
جسطرح چاہیں آپ کریں امتحان دل
ایسا حسین ہے کون جسے دل کو دیجیے
دیکھو تو چشم غور و تامل سے شان دل
اے نور رانک اور غزل عمدہ تر کہو

اس غزل کو اس بیقراری میں گایا تمام اہل محفل رنگ تھے محفل کے عجب رنگ تھے کہیں آہ کہیں واہ ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے گلشن ناحق یہ غزل گائی دلپر ہجوم غم و الم ہوا مجھ کمبخت بدنصیب کا غم و الم نہ کم ہوا اب تو ملکہ نے گلشن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا گلشن ہمارے سر کی قسم سچ کہو تمہاری کیا کیفیت ہے آج تو تمکو عجب حال میں پایا تمھارے اشعار نے ہمارا غم و الم بڑھا دیا ہے صاف صاف کہو ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تمھارا حال ہمیں کہو تمہاری کیا کیفیت ہے میں کہو خود کہدوں کہ جو تمپر گذرتی ہے آپ انصاف کرو تو یہ کہو کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا گلشن نے ایک آہ کی کہا حضور

نظم

تمکو پرتو خورشید دود آہ من ست
کہ بیگناہی من باعث گناہ من ست
زور دل بکہ گریم شکایتے کہ کنم
دریں معاملہ یک جو خدا گواہ من ست
سفر ولایت عشقیم مختفیا بہ سرم

چراغ شام ہوا آہ صبحگاہ من ست
رسید کار بجائیکہ ہر گدا [illegible]
کہ دشمن دل و جانم ہمیں نگاہ من ست
زجا ذات جہان یک درہم [illegible] نیست
بجاے تاج ہمین شانہ کلاہ من ست

قسم بکعبہ حاجات و الحمد [illegible]
زر دی قدرت وبے ادبا [illegible]
بجنز [illegible] طالع [illegible]
کہ خاک ذات جہان کہربائی کاہ من ست

ملکہ نے کہا گلشن زیادہ جہاؤ نہ بناؤ آتش افروزی کلام سے دل نہ جلاؤ گلشن نے تم اشارہ کیا حضور کنارے ہٹیں تو حال دل مفصل کہوں ملکہ اٹھ کر کھڑی ہو گئیں سامنے کمرہ خالی پڑا ہوا تھا اسطرف چلیں گلشن پیچھے پیچھے روتی ہوئی جاتی ہے کبھی ہنستی ہے کبھی کہتی ہے مصرع در پے ہوا دگر فتاری ما ملکہ پلٹ کے فرماتی ہیں ارے تیرے جوش وحروش نے دل میں آبلے ڈالدیے اندر کمرے کے پہونچکر گلشن نے دروازہ بند کر لیا قدموں سے لپٹ کر رونے لگی کہا حضور کیا کہوں اپنی جان کی کامیں نے ہوش اڑا دیے دل کسو لگے رونے نہیں باقی آپ کی خدمت میں آنے کے بہانے سے کچھ تسکین ہوئی ملکہ نے کہا گلشن میرے سر کی قسم سچ کہو کسی پر عاشق ہوئی طبیعت قبضے سے نکل گئی گلشن نقل نے کہا کیا کہوں کیونکر جتائے بجز سہوں پیر کالی راتمیں تڑپ تڑپ کے کٹتی ہیں اللہ تو رند کے بعد سحر ہوتی ہے ایک جیسے بن گئی تھی وہاں ایک تاجدار جلیل کو دیکھا یہ کہئے عمرو تقریر میں تصویر سعد بن قباد کی کھینچی کہا مرچند میں تنہا زخمی نہیں ہوئی میری تیغ ابرو کے وہ بھی گھایل ہوئے

جب میں نے یہ غزل عاشقانہ گائی وہ بھی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگے تھے وہ یہ غزل ہے غزل

اک اور غل اُسی ہنگامے کے برابر تھا
اُسی نے ہجر میں برسوں ہمیں جلا رکھا
تمہیں پسند نہ آیا ہمیں بھی وہ بہتر تھا
مرا رقیب مری بیخودی بنی شب وصل
مری دعا میں بھی مضطر تھیں میں بھی مضطر تھا
برس گیا جو مرے میکدے پہ ابر کرم
خلاف مجھسے جدائی میں دور ساغر تھا
چلے تھے کعبے کو ہم بتکدے کو جو آئے
ادا وقت اسکو بھی گیا کسیکا خنجر تھا
خدا کے سامنے شوخی کو دھر گئی وہ جو
نہ شیشہ تھا نہ خرابا تیون کا ساغر تھا
ہمارے سوز دروں نے دکھا دیا جو اثر
برنگ سایہ جہان گرد بے وہ بستر تھا
ہمیشہ منزل مقصود میں تباہ پھرے
قریب تر رگ گردن سے زیر خنجر تھا
ہے کنار میں وہ جبتک نہ دل کو چین آیا
تمام ایک ہی جھگڑے میں روز محشر تھا

چلے گئے جسے ٹھکرا کے تم مرا سر تھا
نہ تھا رفیق نہ تھا غم رفیق پرور تھا
یہ کیا خبر تھی کہ رسوا کرینگے دیدۂ دل
کسی کے آتے ہی میں انجمن سے باہر تھا
برنگ آبلہ ہم پھوٹ پھوٹ کر روئے
گئے وہ بولے یہ سب فیض دامن تر تھا
چمن میں سنکے ترے چہچہے مرے نالے
سنا جو راہ میں وہ بھی بتوں ہی کا گھر تھا
جلا دیا آگ سے طور آہ سے ترا معبود
تم آگے حشر میں ڈر جاؤ گے یہی ڈر تھا
اُٹھے جو محفل جاناں سے تھا بغل میں نہ دل
شرارے اُٹھتے تھے اس دل سے بھی جو پتھر تھا
بہے رہے یہی دو دن عشق میں جیسے
رفیق گردش رہ گرد باد رہبر تھا
نہ دل کو عشق میں سمجھا سکے نہ ناصح کو
ہماری آنکھ بھی شاید رقیب کا گھر تھا
اُسی کے گھر تھے دل و چشم و عرش و کعبہ و دیر

جہان تھا حشر وہیں کوچہ ستمگر تھا
عدد آفرین جو پکارا مرا مقدر تھا
نہ پوچھو پھینک دیا کیوں نکال کر دلکو
بتوں کا ساتھ نہ دیتے اگر تو بہتر تھا
شب فراق میں کہتا تھا کچھ پکارا کچھ
کسی کا چھیڑ کے کچھ پوچھنا بھی نشتر تھا
فلک کسطرح بدلتا تھا عیش کو غم سے
زبان گنگ تھی بلبل کی گوش گل کر تھا
لگے ہے کیوں نہ لگا بسملوں کے پیک قضا
یہ برق تھی وہ شرارہ یہ دل وہ پتھر تھا
دل خراب ہی منا تھا مجکو روز ازل
شکایتوں کا ذخیرہ گلوں کا دفتر تھا
گلی میں یار کی ہم بیٹھ در پس دیوار
زمانہ تنگ تھا گو یار بھی محبت رہا
گلا نہ کاٹ سکے ہاتھ رک گیا آخر
غضب میں تھے کہ یہ خود ادا تھا وہ خنجر تھا
دعا میں تحسین دیتے سب اہل حشر مجھے
اگر وہ حشر تلاش کو جاتا جلال خستہ تو تھا

اُنکے بھی عارض انور پر اشک حسرت جاری تھے غرض ایسا معاملہ ہوا کہ میں کچھ نہ کہہ سکی نہ اُنھوں نے اپنا حال کہا درمیان میں پردہ رہ گیا محفل سے جو آئی مثل اپنے آپکو بھی پایا چہرے پر آثار حضرت عشق کے پائے جاتے ہیں جیسے جیسے صاف صاف کہدیا آپ بھی نہ چھپائیے میں آپ کے واسطے کوشش کرونگی ملکہ نے کہا اے گلشن کیا کہوں تونے جو تعریف میں تصویر دکھائی بالکل میرے مطلوب کی ہے مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ بھی تجھپر مایل ہوے ہوں ہر چند تیرے نازو کرشمے گانا بجانا سن بھی تیرا گم ہے پر میرا البیلا طرز رنگیلا حقیقت میں عابد کش زاہد فریب ہے مگر وہ بادشاہ جلیل تھے اگرچہ ہاں اگر توجہ کرتے بھی فرماتے دو چار دن نہ جاؤ مجرے کے روپیہ دیدیتے تمہاری کیا مجال ہے کر سکتیں گلشن نے کہا نہیں حضور میں جہاں جاتی ہوں پہلے وعدہ کر لیتی ہوں کہ میں حضور کی نوکر ہوں گھنٹے دو گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرونگی یہ بھی اُنکے گوش زد ہو چکا تھا پھر کیونکر روک سکتے مگر آپ نے اُنکو کہاں دیکھا ملکہ کی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے کہا اے گلشن عجب ماجرا گذرا بیان نہیں ہو سکتا میں کمبخت شکار کو گئی خود شکار ہوئی میں نے ایک آہو پر تیر مارا وہ تیر اُچٹا پڑا وہ ہرن بھاگتا ہوا جاتا تھا وہ ایک نخل کے سایے میں کھڑے تھے ایک آہو کو شکار کر چکے تھے اُس آہو کو بھی شکار کیا میں نقابدار تھی ہوئی بیہوش ہرچند کہ رعب و جلال اُنکا ایسا تھا کہ دل کانپ گیا مگر تیر پایا تو تلوار کا مارا اُنھیں نے تلوار کھینچی مجھکو یاد یہاں سے اُٹھالیا نقاب چہرے سے اُٹھی پھر مجھکو خبر نہیں وہ بیہوش ہو کے گرے میں سنبھلی اب صورت زیبا کو بغور دیکھا کہ تیرے سامنے کیا تعریف کروں جو سراپا تو نے دکھایا بس وہی شکل ہے جو نقش محبت ہے

سر زانو پر رکھا اب قصد ہوا کہ ہوشیار کرون اُنکے ملازم چند سوار ایک عیار اُنکو ڈھونڈھتے ہوے آتے تھے اُنکو دیکھکر مجھکو شرم آئی اپنی مادیان پر سوار ہوکے چلی آئی اسپر یہ کیفیت ہے بقول شاعر نظم

کہان سے لاؤن اتنے با خدا دل
جگہ دل مین کسی کے اپنی کرتا
وہ بولے کھینچ لایا آپ کا دل
کسی کی آہ کا مطلق نہین خوف
نکالے کچھ تو اپنا حوصلہ دل
کسی سے ملکے یہ بیگانہ واری
کچھ اپنی شرم بھی کچھ آپ کا دل

دغا کرتے ہین کس سے بیوفا دل
وہ پہلو عمر بھر ڈھونڈھا کیا دل
ملا مجھکو جو داغ عشق سمجھا
دکھاتے ہین جو دل اُنکا بڑا دل
کمو پہلو تہی کیجائے کس سے
ادھر تو دیکھ او نا آشنا دل
سنبھال اب ہاتھ آئے یا نہ آئے

طلب کرتی ہے اُسکی ہر ادا دل
بہت پچھتاؤ گے لیکر مرا دل
جو پوچھا کیونکر آنکلے ادھر تم
دیا اللہ نے پھر دوسرا دل
نکل آئے تڑپ کر اُسکے آگے
سوا تم دل سے ہو تم سے سوا دل
وہ کہتے ہین محل وصل شب کو
ٹھکانے سے تو گم ہو کر لگا دل

گلشن نے کہا واری معلم عشق نے سب کچھ تعلیم کر دیا خانہ دل غم و الم سے بھر دیا ملکہ نے کہا اے گلشن مین تو پچھتاتی ہون کہ مین نے کیون نہ انکا دریافت نام و نسب و مقام سکونت تو دریافت کر لیتی کسی حیلے سے نامہ بر کو بھیجتی کچھ پیام و سلام ہوتا اتنا تو حال کھلتا کہ ہمارا تو یہ حال ہوا اُنپر کیا گذری مگر وہ مرد مین تمہاری زبانی معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے خواہان ہوے اسی طرح کسی اور ماہ پیکر سے دل بہلا لیا ہوگا اگر اتنا دریافت ہو جاتا کہ ہمارے بھی خیال مین ہین تو تدبیر ملاقات کیجاتی اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ ہماری پروا نہین اُنکے دل مین ہماری جا نہین پھر کیا ضرور ہے یا بوجہ سے قلب ناصبور پر صبر کرتی جیتی یا مرتی اُنکی بلا سے مین سچ کہون تیری زبان سے حال اُنکا سنکر بڑا ملال ہوا بڑے سفلہ مزاج ہین خود مطبون سے نگاہ ملاتے ہین خدا نکرے تو جہ مین تیری سوت کھلاؤن گلشن خداوند کی قسم ہے تڑپ تڑپ کے جان دیدون مگر ملنا قبول نکرون کیا کہون کہ کیا انتشار ہے آنکھ اشکبار دل بیقرار ہے ورنہ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ محبت عشق سے ٹوٹا خیر جو گذری وہ گذریگی تم اُنسے جا کر ملو اُنکے دل کو تسکین دو مگر تمکو ہمارے سر کی قسم ہمارا بالکل ذکر نکرنا اب عمرو کو تاب نرہی عرض کی مین اپنا حال مفصل کہون مگر معاف فرمائیے گا جان دیکر آیا اپنے آپ تک پہونچایا جو دل مین گمان تھا وہ بھی ٹھیک ٹھہرا مین بڑی مصیبت مین ہون خدا انجام بخیر کرے سدا میرے آقا کو دشمن سے بچائے اگر خدانخواستہ وہ گرفتار ہو گئے تو پھر میری جستجو بیکار ہوگی ملکہ نے گھبرا کر کہا تم کون ہو کیسے آقا کیسی مصیبت عمرو نے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی آپنے نام سنا ہوگا کہ بھائی صاحبقران کا شریک خواجہ عمرو عیار صاحبقران سرکوب ساحران رئیس تراشندہ کافران وہ یہ حقیر ہے کہ بادشاہ آپ کے عشق مین بیمار ہو رہے نوبت بجان کار رسید تا نخواہان مین ہمراہ صاحبقران کے قلعہ سواد نگار پر تھا عین لشکر جادو سے مقابلہ پڑے تھے دو مرتبہ میدان مین لڑائی ہوئی بہت سے ساحر ہاتھ سے آقا کے قتل ہوے یکایک یہ آفت برپا ہوئی کہ سردار غائب ہونے لگے لیجانے والا نہ ساحر معلوم ہوتا ہے نہ غیر ساحر کی خبر ہے مین بھی گرفتار ہو گیا تھا مگر عنایت خدا سے چھوٹا اسی انتشار مین تھا کہ لشکر سے نامہ پہونچا کہ بادشاہ کا عجیب حال ہے امیر نے مجھکو بھیجا ہر چند لشکر مین نہ آتا تھا یہی تردد تھا کہ ایسا نہو آقا پر کوئی افتاد نہ پڑے مگر مقدمہ حالت بادشاہ و لشکر اسلام سنکر سواے آنے کے کچھ نہ بن پڑا خدمت شاہ مین آیا عجیب حال پایا بیہوش پڑے تھے جب مین پہونچا بمشکل ہوشیار ہوے تب مین نے بہت پوچھا تب اُنھون نے احوال صحرا بیان کیا اُنھین نے بھی تقریر مین آپ کی تصویر دکھائی تھی شکر ہے کہ دونون بیان مطابق پڑے امین آپ تک پہونچا ملکہ نے گھبرا کر کہا میری گلشن کو کیا کیا لباس زیور سب اُسی کا ہے عمرو ویسے کا حقیقت مین اُسکو کنج باغ مین قید دیا

وہیں باغ میں دو بیہوش پڑی ہی ملکہ بہت شرمائی عمرو نے باتوں میں پوچھا کہ آپ کا شہر یہاں سے کتنی دور ہی ملکہ نے
سر جھکا کے فرمایا کیا کہوں آپ نے جو نام قلعہ سواد دہگار کا لیا وہ ہمارے حضرت خداوند کا پیغمبر ہی اور یہ عیب غائب ہونے کی
سرداروں کی جو آپ نے بیان کی اور توہین کیا عرض کروں ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ شاطر قدرت مہتر زود رفت کہ اسکے
پاس سرمہ جمشیدی ہی جب آنکھ میں لگاتا ہی سب کی نگاہوں سے غائب ہو جاتا ہی یہ کام اسکا ثابت ہوتا ہی اسیر دست انداز کی
بہت دشوار ہی عمرو نے کہا آخر اسکو کیونکر دیکھیں ملکہ نے کہا سیاہ دیوش جادوگر اسکے پاس چشمہ جمشیدی ہو تو البتہ آج بھی ہم
یا شاید کچھ اور ہو کہ اسکی حفاظت خداوند نے زیادہ کی ہی علاوہ قلعہ ابلیس پرستان کے کسی اور جگہ اسکو سکونت کی دی ہو
اسکے پاس چشمہ جمشیدی ہی لیے عینک جب وہ ملے آپ اسکو لگا میں تب مہتر زود رفت کو دیکھیں گرفتار ہونا ایکی بے جاتا
بڑی مشکل ہو یا تنا بد آپ کے دام کر میں وہ پھنس جائے مگر البتہ چشمہ جمشیدی لگا کر آپ اسکو دیکھ لینگے وہ کیا کسی بات میں کم
ہی عمرو نے گھبرا کر کہا تمہارا قدرت سے کیا سلسلہ ہی ملکہ نے کہا میں بنصیب اسکی نور چکیدہ و خالص قدرت ہوں
میرے سوا اور کوئی اولاد نہیں یہ باغ میرے واسطے بنوایا ہی میں نے یہاں سکونت اختیار کی ہی مہینے میں دو چار دن
یہاں بھی ضرور آتے ہیں مگر کیوں خواجہ سے اور شہریار سے کیونکر ملاقات ہو عمرو نے کہا ای مخدومہ عالم میرے آج کل ہی
درست نہیں ہی مگر میں بادشاہ کو یہاں کا پتا دونگا یقین ہی کہ وہ اپ کو بہت جلد آپ تک پہونچا دینگے میرے ذہن میں
یہی ہی کہ میں جا کر بادشاہ اسلام کو تسکین دوں اور برائے تلاش چشمہ جمشیدی جاؤں آیندہ پروردگار کو اختیار ہے
اور شہریار سے انشاء اللہ بعد فتح قلعہ ابلیس پرستان ملاقات ہوگی ملکہ نے جو کلمات یاس نے بے اختیار ایسی بلک کر روئی
کہ عمرو کا کلیجہ منھ کو آ گیا کہا ای فرزند نہ گھبراؤ میں جا کر سب کاموں سے پیشتر بادشاہ جمجاہ کو یہاں لاؤنگا آپ سے ملاقات
کراؤنگا بعد اسکے برائے تلاش چشمہ جمشیدی جاؤنگا شاطر قدرت کی بھی خدمت واجب ولازم ہی کہاں جائینگے آخر پھنسینگے
یہ کہکے عمرو جب ملکہ سے رخصت ہونے لگا ملکہ نے کئی کشتیاں جواہرات کی دیں اور فرمایا اگر آپ وعدہ پورا کرینگے اور
بھی خدمتگزاری ہوگی عمرو ملکہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر کے چلا یہی کہتا ہی کہ خدمت میں صاحبقران کی چلوں دیکھیں
میرے آقا پر کیا گذری ایسا نہو عیار گرفتار کر کے لے گیا ہو تو بڑی مشکل ہوگی پھر خیال میں آیا کہ بادشاہ جمجاہ کا خضوع
وخشوع بہت بڑھا ہوا ہی ایسا نہو دشمن ہلاک ہوں تو ماہ مغربی کو کیا منھ دکھاؤنگا یہ سوچکر لشکر میں آئے کنارے پر
آتے ہی دیکھا سامنے سردار خدمتگار کھڑے دو بزرگ پیر و جوان ادنی اور اعلی مصروف گریہ وزاری ہیں عمرو نے گھبرا کر
پوچھا یارو خیر تو ہی ہر کسی نے رو کر جواب دیا خدا اپنا فضل شریک کرے آج بادشاہ کا عجیب حال ہی آب و دانہ ترک
ہوئے دو تین گذرے شاید دو چار مرتبہ اتفاق ہوا ہوگا آج صبح سے غش پر غش آ رہے ہیں ابھی لندھور و مالک
روتے ہوئے نکلے تھے بدیع و رستم سبزوار اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم برباد ہوتے ہیں ابھی یہ تدبیر ہوئی تھی کہ
فیروزہ بن عمرو کو بخدمت صاحبقران روانہ کریں مگر فیروزہ کا عجب حال ہی اسکا بھی یہ قول ہی کہ بعد انکے شاید
زندہ ہونگا جائے فرقت شہریار بدہونگا سب سے زیادہ رستم پیلتن علمشاہ صف شکن کی یہ کیفیت ہی کہ فرماتے ہیں
انکے والد نامدار سے اور مجھے قلبی محبت تھی انھیں کے فراق میں آج تک چین نہیں ملا مگر میں شہریار کو دیکھکر تسکین ہوئی تھی
اگر خدانخواستہ انکا سایہ ہمارے سر سے اٹھا تو ہم زندہ نہ رہینگے پہاڑوں سے سر ٹکرا کر مر جائینگے آج صبح سے ہنگامہ ہی سن پیچھے
محلات سے ناموس کے رونے کی آواز آتی ہی تن سے ملکہ ماہ مغربی کے زمین تھرا گئی ہی عمرو گھبرا گیا دوڑا دربارگاہ میں
آیا دیکھا علمشاہ سر ٹکرا رہے ہیں سردار انکو سنبھالے ہیں بدیع الزمان و نور الدہر فرش خاک پر لوٹ رہے ہیں
ہیں لندھور نے حکم دیا ہی ای فیروزہ تم سمجھا دو اتنا زبان سے فرما دیں کہ فلاں ملک کی شاہزادی پر ہم مائل ہیں

انشکر لیکر جاؤن خدا چاہے تو انکی مطلوبہ کو لیکر آؤن عدم وقفیت مین کچھ بن نہین پڑتا یہ تو سب سمجھ گئے ہین کہ بادشاہ کسی پر عاشق ہین چونکہ صاحب ربط وضبط ہین زبان سے نہین فرماتے اس خاموشی ... یہ حال کیا کہ دیکھا سب نے سامنے سے خواجہ عمرو آتے ہین عمرو کو دیکھکر سب صاحب دوڑے ہر طرف سے آواز آئی تھی شعر زہے پیر سعی بہر خندہ قدم + باز قربان سرت حلقۂ رندان ارمی جلد آ مسیحائی فرمایئے دیکھیے تو بادشاہ کا کیا حال ہے کیسی قیامت برپا ہو رہی تھی بیٹے ملکہ ماہ منظر کی والدہ ماجدہ شہنشاہ عمر کی بیبی ہون نکل آئین چالیس ہزار عورتین ساتھ تھین زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ ای خالق ارض وسما بعد شوہر کے یہ میری زندگی کا سہارا تھا ... بیوہ ہوئی ہے ایک مجھکو یہی نور نظر کا ساتھ چھوٹتا ہے ملک الموت کو حکم ہو کہ پہلے میری روح قبض کرے ہم لوگون نے رو رو کر تھا ... استاد گرادین لگ گیا لیکن سمجھا مین آپ جلد اندر جائین عمرو اندر بارگاہ کے آیا دیکھا سعد بن قباد بیہوش پڑے ہین منہ سے آہ آہ کی صدا آتی ہے مردنی چہرے پر چھائی ہوئی فیروزہ بن عمرو تکیہ پکڑے ہوئے بیٹھا گریہ زاری کر رہا ہے آنکھون سے اشک حسرت جاری ہے بیقراری عمرو نے آتے ہی فیروزہ سے کہا باہر جاؤ جب فیروزہ باہر گیا عمرو نے سر بادشاہ اسلام اپنی گود مین لیا کان سے منہ لگا کر آواز دی ای شہریار آنکھین کھولیے غلام خبر فرحت اثر لایا ہے سنیے تو کیا عرض کرتا ہون کوے محبوب مین ہو آیا ہون کہ آیا آپ سے زیادہ انکو اشتیاق ہے سعد نے آنکھین کھول دین بے اختیار پکار اٹھے شعر ای پیک داستان خبر یار مابگو + احوال گل ببلبل بستان سرا بگو + اور یہ بھی اشعار پڑھے اشعار

کس مصیبت سے بسی ہوئی محبت تن مین
خوگر خندہ ہے دل عشق بت پرفن مین
لپٹے ہین شعلے جوالا مرے دامن مین
رنگی جل کے بس اک آہ مین دنیا کی ہوس
اب تو بیجان کی ہر زیست مرے مدفن مین
نہ رہا اس تگ گرم سے ہستی کا وجود
استخوان میرے بھگوئے ہین مگر روغن مین
استخوان سے مرے جس طرح سے ... نگاہ
برق کا حصہ لگا گئے رہے نہ خرمن مین
خط بیان کا چاہیے تو ستون کو دل دے
سر رنگ سے لگی نہین آگ آہن مین
عشق کرتے ہوئے خدا بخشا کشت مراد
چھلکے رہتے ہین بگولون کے جو مدفن مین
سیر عالم کی کیا کرتے ہین وہ گھر بیٹھے
خون کے قطرے ہین یا سنگ ظلمت تن مین

برق خندہ سے تری آگ لگی گلشن مین
چوکیان برق کی رہتی ہین مرے خرمن مین
خوش خرامون کا تصور ہے دل روشن مین
خالی اب ہو تری جا میرے دل روشن مین
موجۂ چشمۂ حیوان ہی تری تیغ ای ترک
کس طرح قتل سے یہ گرا شعلہ مرے خرمن مین
مانع جلوۂ خورشید ہی ایمائی خورشید
رشتہ اس طرح ہو بیانہ گیا سوزن مین
اسمین قلقل کی صدا اس مین ہی قمری کی نوا
خوف جان کا ہو تو رکھو مال کو غیر برزن مین
پہونچی ای ابر کرم موتی تاثیر نہین
چیونٹیان دانے سے پیدا ہوئین اس خرمن مین
ہر طرف چونک پڑے خواب عدم سے مردے
درد ہین اتنو دھری رہتی ہے زبان وزن مین
نالہ کس درد سے بلبل نے کیا تھا کہ صفیر

دل جلایا ہے تو آیا ہے کمال اس فن مین
آبلے پڑ گئے شبنم سے گلون کے تن مین
شمعسان گرمجوشی سے ہوے کانٹے تن مین
دعوت کبک دری روز ہے اس گلشن مین
داغ دل سے ہے مجھے جنبش فانوس خیال
شمع داتیری امانت مین ہو نہین مدفن مین
قبر مین شمع کے مانند جلا کرتے ہین
شوق شہرت ہے اگرچہ نہ رکھو روزن مین
دل علائق سے بچائے رہے الفت کے لیے
فرق اتنا ہے صراحی مین تری گردن مین
سنگدل تو کر تو فولاد کہون مین ڈر کیا ہے
فصل گل آئی ہے یا آگ لگی گلشن مین
بعد مردن بھی یہ ہے خاک اڑانے کی ہوا
تہلکہ ہو گیا ٹھوکر سے تری مدفن مین
شیشۂ دل کا محبت مین خدا حافظ ہے
صبح سو ٹکڑے ہوا غنچہ کا دل گلشن مین

ایسے اشعار پڑھکے بادشاہ رونے لگے فرمایا کیون شہنشاہ اوج عیاری ہمکو برا غم ہے کہ راز عشق چھپ نہ سکا تصویر محبوب تقریر مین آپکو دکھلا اسکا کیا انجام ہوا عمرو سوچا اب مین ذرا بھی ربط وضبط کی باتین کرون ایسا نہو اس مشتاق کا دم نکل جائے استخوان ہائے جسم سوزش ہجر سے جل جائین عمرو نے جلدی سے کہدیا کہ حضور مین باغ مین ملکہ عالم

پہونچا لیا کہون آپ کی بیتابی سے اُنکی بیخوابی بڑھتی ہوتی ہی عیش و نشاط سب ترک ہی منا دوستی نکے محفل مین پہونچا
اب بادشاہ اُٹھو بیٹھیے کچھ ہوش ہو باتون کو سن رہے ہین عمرو نے کہا حضور مین نے کمال یہ کیا کہ اپنی صورت عاشقون کی بنائی
کبھی رونا کبھی ہنسنا عالم یاس چہرہ اداس ٹھنڈی سانسین بھرین کہ اس ظالم نے مجھ سے پوچھا کہ کہو اے گلشن ہم تیری مصیبت کو سمجھ گئے
کہو تو بیان کرین اس حیلے سے وہ مجھکو تنہائی مین لے گئین مین نے کہا یہ تو پہلے فرما دیجئے کہ اسکا مطلب حسب دلخواہ کیا ہی
پھول کس باغ کی چاند کس فلک کی عندلیب خوشنوا کس چمن کی نام نامی تو فرمائیے کہ وہ نام لیکر دل کو تسکین دون عمرو نے کہا
ملکہ ماہ عالم افروز دختر المیس خود پرست کہ جو اس ملک کا خداوند ہی ایک مطلب میرا بھی حاصل ہوا یہ پتا ملا کہ لشکر جدا جو آئی
جو آفت برپا ہی جیتنے سرداران نامی دن دہاڑے چوری جاتے ہین وہ عیار ہی المیس خود پرست کا مہتر زور رفت نام ہی
یہی عیاری اسکا کام ہی جیتنے سرمہ جمشیدی اُنکے پاس ہی آنکھون مین لگا لیتا ہی پھر اسکو کوئی شخص نہین دیکھ سکتا ہی آنکھون سے مثل
پیک خیال غائب ہو جاتا ہی مین نے ملکہ سے پوچھا کہ آخر یہ مشکل کیونکر آسان ہو فرمایا سیاہ پوش جادو ایک ساحر ہی
اُسکے پاس ایک چشمہ جمشیدی ہی جب وہ عینک ملے تب وہ دکھائی دے آیندہ خدا کو اختیار ہی مگر مین نے اپنا حال ظاہر کیا
اُنکے حال سے ماہر کیا بادشاہ نے کہا خواجہ میری رسائی کیونکر ہو عمرو نے کہا اے شہریار ہنر تو یہ ہی کہ ربط و ضبط کو کام
فرمائیے جب خدا فضل کرے المیس مارا جائے آپ کی عملداری اس قلعہ مین ہو اُس وقت انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی شادی
دھوم سے کرین اتنا کلمہ جو عمرو نے کہا بادشاہ نے ایک آہ کھینچی اور یہ اشعار حسرت آمیز حیرت انگیز زبان پر جاری کیے نظم

حال بیتابی دل پر وہ نظر کرتا نہین
یہ کبوتر وہ ہی اُڑنے مین کمر کرتا نہین
پیٹتے رونے مین کیون میرے جنازے پر
عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین
درد دوران نہین رکھتا ہی خبر تک شام سے
صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین
اے مسیحا یکبیک رہا ہی آتش فرقت سے دل
نغمہ سنجی بلبل بے بال و پر کرتا نہین
آنکھ کے لڑتے ہی ہو جاتا ہی دو ٹکڑے جگر
کیا علاج عاشق شوریدہ سر کرتا نہین
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اللہ رے غرور
یہ غلط ہی پتھر جا کام زر کرتا نہین

ہجر مین کس شب تڑپ کر مین سحر کرتا نہین
ہجر گل مین حال کب مرغ دگر کرتا نہین
کون ہی جو دار دنیا سے سفر کرتا نہین
آدمی سے نفی کا اثبات ہی امر محال
کون سی شب ہی جو آہ مین رات بھر کرتا نہین
عاشق دل مین نہین ہوتا کوئی آکر مقیم
کچھ دوا سے سوزش داغ جگر کرتا نہین
آتش گل نشو و نما پر ہی گل داغ فراق
کام کب تلوار کا تار نظر کرتا نہین
کیا ستم ہی جو میرا دل تعجب کیون ہوا
نقش مین شام سے کب تا سحر کرتا نہین
کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گریبان کو

دیر لیجانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین
چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہین
گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری فدا
اس لیے مین فکر مضمون کمر کرتا نہین
حسن ہی مشہور عالم مرجع مینون کا عبث
کوئی بھی محبوب میرے گھر مین گھر کرتا نہین
پیچھے دام مصیبت مین کہان رہنے مین یاد
اس چمن کی سیر وہ رشک قمر کرتا نہین
اے پری بیکس ہی ان روزون ترقی پر جنون
کیا کوئی الفت کسی سے اے قمر کرتا نہین
عشق تو کیا ہین مشہور دولت سے عشق بجا
بیخودی مین صاحب کا انسان ذکر کرتا نہین

اے شہنشاہ اوج عیاری ربط و ضبط کا کام نہین رہا کیا دل کی کیفیت کہون جو گذری ہی اسکو کیا عرض کرون طاقت صبر نہین
مشتاق دیدار دل بہ تمنائے وصل یار عبث جان کو درد یہ فسانہ ہی مجسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی ٭ یہ زندگی سر پہ اب جیتے
فراق ٭ ہو گئے آہ مبتلائے فراق ٭ دیگر

بس داغ تو بر جگر نہادیم
تا داغ تو بر جگر نہادیم
نکشاد در مراد مخفی

داغ دل روزگار گشتیم
از زمرۂ اعتبار گشتیم
عمرے بے روزگار گشتیم

در عشق تو بیقرار گشتیم
وادی فراق غرق خون شد
بر دامن وصل یار نشستیم

گفتیم و بہر دیار گشتیم
بس دیدۂ اشکبار گشتیم
ہر چند کہ چون غبار گشتیم

اے شہنشاہ اوج عیاری کیفیت اپنی لائق عرض حضور نہین

اگر ہو سکے انکو میان بلائیے یا اس بحران وبیہ آفت کشیدہ کو وہان تک پہونچائیے اگر ایک دن بھی گذر بیگا روح قالب سے نکل جائیگی بقول میان قمر صاحب فنظم

برباد مین نے اپنی جوانی کو کر دیا
مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کوے یار
اُسنے خیال مین دیکھا جو اے قمر
آنکھیں وہ پھوٹ جائین نہ دیکھین جو روے یار
اسکی گواہ رہیو تو اے خاک کوے یار
آگاہ اس بہار سے ہین رہبران عشق
اس آئنے مین صاف نظر آیا روے یار
کر ہون وہ گوش جو نہ سنین گفتگوے یار
جیتے جی یہ لباس رہی جسم زار کا
اے جادہ بہشت یہین راہ کوے یار

عمرو نے دیکھا دلو لڑکیون کی ترقی کی پند و نصیحت کام آئینگی لاچار ہو کر کہا حضور میرے ساتھ چلیں جہانتک ہو سکے گا سامنا کرا دونگا کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا بادشاہ نے کہا مین حاضر ہون مگر ہمارے سردارون کو عیارون کو خبر نہو یہ راز مخفی رہے آپ کو اپنا پیر مرشد جانکر حال دل کہا فیروزہ بن عمرو آپ ہی کا فرزند ہی ساتھ پرورش پائی مگر مین نے اُس سے بھی حال دل نہ کہا عمرو نے کہا آپ اسطرح خاطر جمع رکھیے کوئی آگاہ نہونے پائیگا شب کو آج چلیے مگر جب قریب باغ کے جانا ہوگا صورت بدلنا پڑیگی جب صحبت مین تخلیہ ہوگا اُسوقت بہ صورت اصلی ہو کر ملیے گا بادشاہ نے کہا مجھے سب کچھ منظور ہی جسطرح چاہیے وہان تک لیچلیے شبکو عمرو لے بادشاہ کو پشت مرکب پر سوار کیا راہ کو طے کر کے جب قریب باغ پہونچے عمرو نے بادشاہ کو ایک گوشے مین بٹھلا آپ بشکل کنیز باغ مین آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی آرائش کا نام نہین کنیزین جابجا خیمون مین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی ہین یہی ذکر ہی کہ صاحبو ہماری ملکہ کو کیا ہو گیا آٹھ پہر ناچ راگ رنگ رہتا تھا کبھین کو دیوا کرتے تھے یہ وہ محفل تھی کہ کیساہی غمگین آئے خوش ہو کے جائے دل آرام پائے اب یہ کیفیت ہی کہ عیش و راحت کا ذکر نہین ناچ گانے کی فکر نہین ملکہ آٹھ پہر منھ لپیٹے پڑی رہتی ہین کل مہتر صاحب کو قدرت نے بھیجا تھا کہ کیا باعث ہی کہ دو دنتے سے ملکہ تشریف نہین لاتین ملکہ نے سامنے بلا کر اپنا حال زار کہا یا کہا بندہ ایسکا رہتا ہی سر مین خلل دل بیکل ذرا طبیعت درست ہو تو حاضر ہون مہتر صاحب دیکھ بھال کر چلے گئے عمرو ہر جگہ اس طرح کے ذکر سنتا ہوا سر کو دھنتا ہوا قریب بارہ دری آیا کہ دیکھا چوبدار نیان جشنین پر بیٹھین خاموش کھڑی ہین عمرو اندر چلا ایک جشن نے پکار کر کہا ملکہ آرام فرماتی ہین عمرو پردہ اُٹھا کر اندر گیا دیکھا ملکہ ماہ عالم فروز آنکھین سوجی ہوئین چہرہ اُداس عالم یاس ہچکیان لیکر روری ہین عمرو دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا ملکہ نے کہا ہان ہان شگوفہ یہ کیا حرکت ہی عمرو نے کہا ای ملکہ عالم آپ کا غلام ہون یہ کہکر رنگ روغن عیاری کا چھوڑا کر صورت اصلی دکھائی ملکہ خوش ہو گئین کہا خواجہ مزاج شہنشاہی کیسا ہی عمرو نے کہا خود تشریف لائے ہین یہ سنکر ملکہ گھبرا گئین کہا خواجہ میان سب کنیزین موجود ہین ایسا نہو کہ راز کھل جائے یا کوئی یہ خبر تا بہ خداوند پہونچا کے تو غضب ہو جائیگا عمرو نے کہا چور دروازے سے لاتا ہون یہ حکم لگا دیجیے کہ اب کوئی بارہ دری کے اندر نہ آئے ملکہ تھر تھر کانپنے لگین پیشانی پر پسینہ آگیا کہا بسم اللہ مین حکم لگاتی ہون آپ چور دروازے سے شہریار کو لائیے عمرو بادشاہ کو لینے کیو اسطے گیا ملکہ نے پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی بارہ دری مین نہ آئے کنیزین حیران کہ ملکہ نے کیا حکم لگایا کیا سبب ہی کہ سب کی ممانعت ہوئی اب سب کو یہ اشتیاق ہوا کہ چھپکر دیکھین عمرو چور دروازے سے بادشاہ کو لایا حسن آرا نام ایک کنیز نہایت بد باطن کترا کر ایک گوشے مین چھپکر آئی دیکھنے لگی یہان جب سعد بن قباد بارہ دری مین آئے اول تو ملکہ شرمائین عمرو نے سامنا کرایا ملکہ نے سعد بن قباد کو مسند پر بٹھایا اول دیر تک دونون خاموش دریاے شرم و حجاب کے جوش بعد عرصہ دراز عمرو نے گلابی سے جام بھر کے سعد کے سامنے رکھا کہا ایک جام بیاد معشوق کر پیا تو چند ساعت کی صحبت کو غنیمت جانو سعد نے جام ملکہ کو دیا ملکہ نے شرما کر پیا اب ملکہ نے بھی جام بھر سعد سے اشارہ کیا سعد نے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ نے شرما کر کہا کیون صاحب کیا باعث نہین معلوم آپ کیا سمجھے ہین مین نے تو مہمان جانکر یہ گستاخی کی آپ کو اور کچھ خیال محال ہی خواجہ عمرو کا حکم مد نظر ہوا اب

ایسی گستاخی نہوگی مجھے کیا غرض کہ کسیکو شراب پلاؤن آپ کو خیال انجام ہی مجھے خوشامد سے کیا کام ہی سعد نے کہا ای شہنشاہ اقلیم فصاحت والی حکمران ممالک عشق و محبت نہین معلوم تمہارا مذہب کیا ہی اسوجہ سے تامل کیا ہی ملکہ نے کہا میرے باپ کی خدائی ہی جسکو ابلیس خود پرست کہتے ہین لاکھون آدمی سایۂ دامن دولت مین ہمیشہ پرورش پاتے ہین لیکن اُن نے بیقرار کیا کہ ہمنے آپ کو اسطرح بلا لیا یہان دعا بھی قبول نہین ہوئی یہ صحبت تخلیہ حصول نہین ہوئی سعد نے کہا ای ملکۂ عالم اُسپر لعنت کرو تھوڑی ہی عرصے مین تمپر مذہب عشق کھلیگا ہمارا مالک وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد رکھیے ملکہ نے سر جھکا کے کلمہ بہ مشکل پڑھا تب سعد نے جام پیا ملکہ کا انہین نظم

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا
ببوی نافۂ کاخر صبا زان طرہ بگشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا
مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا
بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا
شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا
ہمہ کارم ز خودکامی ببدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلہا
حضوری گر ہمیخواہی ازو غایب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

یہ اشعار پڑھے دو دو جام جو آپس مین چلے حکایت و شکایت کے خواہان ہوے عمرو نے کہا ای شہریار بیرون باغ زر عہ گلستان مین آپ کا مرکب موجود ہی مجھے بڑا افسوس ہی مین قلعہ ابلیس پرستان مین جاؤن گا جہان تک ہو سکیگا اس راز کو کھولونگا چشمۂ جمشیدی کی فکر ہی یہی سرگذشت ذکر ہی کہ مبنی زور و رفت سے مقابل پڑے ایسا نہو کہ تمہارے دادا جان گرفتار ہو جائین ہمین بڑا تردد ہوگا اگر انکا قدم لشکر سے نکل گیا ساحران عیار گا ایک ہی سحر مین تمام لشکر کو تباہ کر دینگے اتنا سب پر دبا دیکر لشکر پر صاحبقران کے بسبب اسم اعظم سحر بیکار ہوگا تم بعد چند ساعت باغ سے نکل کر اپنے لشکر مین چلے جانا ایسا نہو کوئی خرابی پڑے مین اس زمانے مین ہوش مین ہون سعد نے فرمایا بسم اللہ عمرو نے یہ بھی سمجھا دیا کہ آئندہ جو یہان آتا ہو اپنے عیار کو ساتھ لاناوہ کچھ تدبیر کرکے ملکہ سے اطلاع کریگا تابہ صحبت ملکہ لائیگا ان باتون مین فیروزہ کو کم نہ سمجھنا یہ سب وعدہ کرکے اور ملکہ کو بھی سمجھا دیا کہ ای شہنشاہ خوبی و سرو خرامان باغ محبوبی جہانتک ہو سکے انکو جلدی رخصت کر دینا چندے برائے تسکین دل آمد و رفت رکھنگی انشاء اللہ قلعہ سواد دلنگار فتح کرکے ملک پر ابلیس کے جانا ہوگا اگر خدا نے وہان بھی فتح کی بوجہ احسن سامان شادی ہوگا ملکہ نے بہت خوب کہکے حجاب سے سر جھکا لیا خواجہ عمرو رخصت ہوے طرف قلعہ ابلیس پرستان کے چلے یہان سعد بن قباد سے ملکہ ماہ عالم افروز سے حکایتین شکایتین ہونے لگین دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ بہ اٹھانے صدمات فراق کے جوڑے مین کچھ شرم کچھ حجاب دلون مین پیچ و تاب سعد نے بیقرار ہو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملکہ شرما گئین کہا دیکھیں اس عشق کا کیا انجام ہو بڑی مشکل یہ ہی کہ یہان باغ مین سات کنیزین گل رخسار ساتھ آئی ہین مزاجون مین سب کے اختلاف ہی ابھی تک مین نے کسی سے راز دل نہین کہا ہی آتش عشق کو کالون سینہ مین چھپایا ایسا نہو یہ شعلہ سر کھینچے کنیزین آگاہ ہون رازکو افشا کرین سب طرح کی عورتین ہین اس میری پریشانی کو دیکھ دیکھکر کہتی تھین شاید ملکہ کسی پر عاشق ہوئی ہین اسکے اخفا مین مین نے بڑا اہتمام کیا بفضل خدا شریک ہوا کہ آپ یہان تک تشریف لائے اب جب آنے کا اتفاق ہو پہلے اپنے عیار کو بھیجے گا کہ اول وہ بشکل کنیز آنے مجھے اطلاع کرے مین انتظام کرکے آپ کو بلاؤن یہ راز و نیاز بموجب ارشاد خواجہ عمرو مخفی رہے کوئی آگاہ نہونے پائے اس مین ایسی ایسی کنیزین ہین کہ اگر آگاہ ہو جائین فوراً آگ لگائین مگر گردش فلکی کو دیکھیے کہ حسن آرا نام کنیز بے تمیز گوشے سے سب باتین سن رہی ہی حکایت و شکایت بھی سنی یہ بھی واقف ہوئی کہ یہ شخص بادشاہ اسلام ہی ملکہ پر عاشق ہو کر آنے مین

ملکہ نے اپنی صحبت مین جگہ دی راز و نیاز ہو رہے تھے مین چلکر گل کنیزون نے پوچھا کیون حسن آرا غصہ کیا چہرے پر ہے اُسنے
جواب دیا تحسین کیا مطلب باغ مین نیا گل کھلا ہوا بدل گئی نسیم رنج و غم جانی گئی یہ کہتی ہوئی دروازے پر باغ کے آئی ڈولی
بلوائی یہ ملعونہ سوار ہو کے چلی دل سے کہتی ہوئی چلکر خداوند کو اطلاع کرون کہ آپ کی صاحبزادی مسلمان ہو گئین
یہ بھی عرض کرونگی کہ بادشاہ اسلام کو اپنے پہلو مین بٹھایا آپ کا خیال نہ آیا مگر یہ بھی تصور ہے کہ ایسا نہو خداوند تک پہونچے
مین عرصہ ہو یہ شخص نکل جائے اس تصور مین جاتی ہے کہارون سے کہتی ہے کہ جلد چلیو کار ضروری ہے ابھی واپس آؤنگی
اس سمت مین کوس بھر نکل گئی تھی کہ طرف سے قلعہ ابلیس پرستان کے گرد آئی صمصام جنگ آزما پہلوان پایۂ تخت
ابلیس مع بارہ ہزار جوانون کے واسطے شکار کے چلا ہے مگر یہ وہ شخص ہے کہ خود ملکہ پر مدت سے عاشق ہے ابلیس کی
بڑی خدمتگزاری کی ایک دن کوئی کام اسنے ایسا کیا ابلیس خوش ہو کر کہا اے بندۂ خاص الخاص ہمنے تمکو آج
سرفراز کیا نور جلبیدۂ خالص قدرت کی شادی تمہارے ساتھ کرینگے صمصام نہال ہو گیا اکثر اسکو خلعت ہا سے فاخرہ
ملے مرتبہ بھی بڑھا لوگ لحاظ کرنے لگے یہ بھی ہر ایک کو خیال ہے کہ قدرت نے اسکو خویش اپنا قرار دیا یہ خویش قدرت ہے
اسکی آبرو بڑھ گئی صمصام کو بھی کچھ گھمنڈ کی چڑھ گئی اپنے مصاحبون مین کہا کرتا ہے اب ہماری ملکہ ماہ عالم فروز
سے شادی ہوگی کچاوے لدکر جہیز مین جلینگے عجیب آرزو کہینگے مال و اسباب سے گھر بھر جائیگا مین وہ بہادر ہون عملداری
مین خداوند کی کوئی میرا مثل نہین بڑی بڑی لڑائیان فتح کین جس جنگ پر گیا بے فتح کیے نہین پلٹا اب بر سر مسلمانان
جاؤنگا قلعہ سواد نگار پر مقابلے پڑے مین برائے مدد مینا نگار جا کر سب کو قتل کرونگا مین تو خاص حمزہ سے لڑونگا
سنتا ہون اُسنے پردۂ قاف مین جا کر بڑے بڑے دیو مارے کوئی اُسکا ہم نبرد نہین اگر اسکو گرفتار کیا کون میرا
سامنا کریگا اگر دیو زاد پردۂ دنیا مین آئین مین اُنسے جنگ کو موجود ہون مین کسی سے دبتا نہین یہ مغرور سوار پیدل ساتھ
پیلے قراول بھی ساتھ ہین کہ سامنے سے دیکھا ایک ڈولی آتی ہے کہار اُڑتے ہوئے چلے آتے ہین صمصام نے پکار کر
آواز دی ارے اس ڈولی مین کون آتا ہے ملکہ عالم کی کچھ خبر سناؤ کہارون ڈولی ٹھہرا دی حسن آرا نے جو صمصام کو دیکھا
خوش ہوگئی ڈولی سے کود پڑی کہا اے پہلوان دوران اسوقت خوب ملے تمہارا ہی کام تھا مین قلعہ مین چلی تھی تمہی کو
اطلاع کرتی صمصام نے کہا خیر تو ہے تو سب کی کنیز انتہا کی بے تمیز خود بخود ہنسنے لگی صمصام نے کہا ارے سبب بیان کر
بوجھ کیون ہنستی ہے کہا میان صمصام وہ خبر لائی ہون کہ سنکر خوش ہو جاؤگے آپکی ملکہ عالم جو منسوبہ ہین مدت سے
یہ مشہور ہے کہ تمہاری شادی اُنکے ساتھ ہوگی وہ واسطے شکار کے صحرا مین مین شکار کرکے آئین ہمکو جو براہ خیر خواہی
پوچھتے تھے تو یہ جواب ملتا تھا پتہ آپ ہی کا ہے سر مین خلل ہے ہمیں بہت مشکل ہے نہین معلوم کس تدبیر سے عمرو عیار یہان
باغ مین پہونچا سعد بن قباد کو لایا وہ بھی مثل انکے بیمار ہو گئے تھے آج صبح سے زانو سے زانو شانون سے شانہ ملا
انکی صحبت گرم ہے جکا نہین اُنکا تھین گذشتہ بیان ہو رہی ہین مین بھاگی کہ جا کر قدرت سے اطلاع کرون تمہارا
ملنا اسوقت غنیمت ہو گیا اب چلکر باغ کو گھیر لو وہ شخص نکلنے نہ جانے پائے صمصام قہر و غضب مین گنبد اڑاتا
ہوا نیزہ چمکاتا ہوا چلا آتی تو آواز دی کہ اے یارو جلد آؤ آج ایک شکار دستیاب ہوا چلکر شکار کرو بہت نفع ہوگا ایک دوسرے
بڑھکر پوچھا اے شہریار کیا ہے ہمکو سمجھ مین نہین آتا اُسنے کہا اگر کوئی ہاتھ لگے سرکار تمہارا معبد جو غیر کے قبضے مین ہو بچاؤگے
سب سوارون نے گھوڑے ڈالے سب باغ کی طرف باغ کے چلے حسن آرا بھی کہتی ہے جلدی جلدی چلو ایسا نہو وہ نکل جائے
یہان بعد چند ساعت سعد بن قباد کو خواہش خواجہ عمرو کی یاد آئی کہا اے ملکہ عالم اب ہم رخصت ہوتے ہین جی تو
کہ دل نہین چاہتا ہے کہ تمہارا ساتھ چھوڑین مگر نہائین ہے جد عالی تبار کی تابع رہنا ضرور ہے انشاء اللہ کل پھر آئینگے

عیار قیروزہ بن عمرو کو ساتھ لائینگے وہ پہلے کسی تدبیر سے تمہارے پاس آئیگا ہمارے آنے کا حال سُنائیگا تم تکیہ کرنا
ہم اسی چور دروازے سے چلے آئینگے چند ساعت شہر کے چلے جائینگے خدا اس صحبت کو راست لائے فلک تفرقہ پرداز گردون
کج باز کوئی سنگ تفرقہ نہ پھینکے ہم خیر و عافیت سے اپنے لشکر میں پہونچیں سرداروں میں ذکر ہوگا کہ ہمارے بادشاہ
کہاں گئے کبھی اسطرح تنہا جانے کا اتفاق نہیں ہوا بھائی ہمارے چچا علمشاہ بدیع الزمان چوگان بن حمزہ
شیر افگن وغیرہ گھبرا گئے ہونگے کیا عجب ہی ہماری تلاش میں نکلیں ملکہ کھڑی ہو گئیں کہ شہریار خدا حافظ مگر کل کا وعدہ
پختہ رہا ایسا نہو فراموش فرمائیے دو چار دن شاد آئیے ہم پر سختی گذریگی سعد نے مطمئن کیا اُسی طرح چور دروازے سے نکلے
بیرون باغ آئے زرغنہ گلستان سے مرکب لیا پشت مرکب پر سوار ہوئے چند قدم چلے تھے کہ سامنے دیکھا صمصام جنگ آزما
مع بارہ ہزار جوانان صف شکن و کافران تیغزن آگے آگے حسن آرا کنیز پیچھے ہی اس ملعونہ نے بادشاہ اسلام کو مرکب پر
دیکھا آتش رشک سے جل گئی صمصام سے کہا لو اے بہادر دریائے شرافت کے بے بہا فرد وہ جوان باغ سے نکل آیا
وہ آنیوں کے باغ میں جاتا ہی گھیر لو صمصام نے وہیں سے للکارا او دزد مکار تو نے غضب کیا اور باغی باغ میں گیا تھا
اپنا رنگ جمایا اس سے سمجھ لونگا سعد شہریار شیر بیشہ صاحبقرانی کو ایسے الفاظ مہملات کی کب برداشت تھی پلٹ پڑے
یہ تو ضرور یقین ہوا کہ کسی نے دراندازی کی لشکر کفار پر گھوڑے کو اُٹھا دیا نعرہ کیا نعرۂ سعد منم شاہ و شاہان زم بزن
رستم ۔ بہار گلستان کاؤس و جم ۔ منم شیر میدان دشت نبرد ۔ کہ رستم بہ پیشم شود گرد برد ۔ چو تیغ علی برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف ۔ بہ تخت کشی سکنم جا نگاہ ۔ منم شاہ سلطان عالم پناہ ۔ نعرہ کرکے گرے فوج صمصام
میں مہلکہ ڈالدیا جب رسالے پر آئے رسالدار کو مار لیا یہ کمیدان کو قتل کیا پیادوں سے منھ پھیرے ہوئے اگر کوئی
قریب آگیا جھڑک دیا تاک کر افسر پر جاتے ہیں آنکھ ملی اور مارا نقیبان لشکر کفار آوازیں دے رہے ہیں یارو بیدنیا
نا پایدار ہے انکے نشو و نما کا کیا اعتبار ہے اشعار

کہاں ہیں سلیمان فرخ سیر	کہاں اب ہے ضحاک سا نامور	رستم ہے ہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا	فریدون کا آسمان تک نام گیا
ترائی شہاں کا یاں کام ہے	بلا تو جاتو یہی نام ہے	کہاں ہے سکندر نہ دارا ہے اب	گئے وہ برے لیکے حسرت سبب
		بزرگوں کے تم نام روشن کرو	زمین خون سے رشک گلشن کرو

اسطرح کے اشعار عبرت آثار نقیبوں نے پڑھے کافروں کی آنکھوں میں خون اُتر آئے آپس میں کہنے لگے یارو عجب
شیر سے مقابلہ ہے اپنے فوج ہزیمت موج کو اُلٹ پلٹ کر دیا کسکا حوصلہ ہے کہ اس جوان سے مقابلہ کرے مرنا ہو تو
اسکے سامنے جائے کیسے کیسے افسر اس جوان کے ہاتھ سے مارے گئے سر اُن سب کے مثل کاسۂ گدائی ٹھوکریں
کھاتے پھرتے ہیں شعر ۔ کاسۂ چینی پرا ز نعمہ نہ کر اتنا غرور ۔ ہمنے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو ۔ قطعہ

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا	یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا	آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
میں بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا	نزدیک تھا تمھیں ای ساکنان ملک ہستی ہے	عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہے نہ پستی ہے
ہو مگر بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پہ	خاک کے نیچے خوب بستی ہے	ابر رحمت اگر نہیں ای برق
بیکسی گور پر برستی ہے		

ہر جنس امید دہم من لہ دیکھیں اس معرکے سے کیونکر نکلینگے جب صمصام نے
دیکھا کہ شیر بیشۂ جرأت یکتا تاز میدان جلالت کسی سے نہیں دبتا خیر انہ لڑرہا ہے گھیلا ہے کو بڑھا کر شور و غل کرتا ہوا سامنے
آیا سعد پلٹ پڑے تکا زر لگائی گرز پر رد کردیا صمصام نے اپنے کو سنبھالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا
سعد نے تلوار کو تلوار پر رد کا تلوار دن میں دندانے پڑ گئے مگر سعد نے الجا و ۔ سے ہاتھ نکالا خبردار کہکے وار کیا
اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ دکیا مگر جبراں پریشان سپر نتھی نیل کا ٹکیہ ماتھے پر چڑھا تھا یا بخت سیاہ کا سامنا

تیغہ برق تاب چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پہ گری خود کو کاٹکر تا بہ دو ابرو پہونچی صمصام نے دستانہ مار
تیغہ جھٹکا کر نکالا مگر چادر در خون چہرے پر آئی سعد نے دوسرا ہاتھ مارا صمصام بد انجام جھونکون پر گینڈے کے جا رہا تلوار گینڈے
پر پڑی گینڈے کی گردن قلم وہ بے زبان بیدم مگر سرداران صمصام سعد پر ٹوٹ پڑے صمصام کو اٹھا یا ہوادار
پر ڈال لیا صمصام نے آنکھ کھولی گھبرا کر کہا یارو اس جوان پر تیر اندازی کرو جسطرح ہوسکے مار لو یا گرفتار کرو چہار طرف سے
سعد پر تیر پڑنے لگے تمام جسم چھن گیا غربال بنگیا گھوڑے پر اسقدر تیر پڑے کہ وہ غریب مارا گیا یہ نہ ثابت ہوا کہ مرکب
گیا گھوڑے سے کود کے پیدل لڑنے لگے صمصام نے ترغیب دی چہار جانب سے زنجیرین رسنین اسقدر پڑین کہ سعد
بیہوش ہوکے گرے از رو بے بلا گرفتار کر لیا ہاتھوں مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان بغلون مین خاردار تختے سینے پر
شکنجے پشت پر سلاسل اسطرح قید مین گرفتار کیا اور ایسے پہ ڈالکر طرف قلعہ ابلیس پرستان کے لیچلے مگر صمصام نے کہا
اس گیسو بریدہ کو بھی سزا دینا چاہیے گرفتار کر کے سامنے حضور کے بھیجین وہ سزا دینگے ایک رسالدار کہ سات ہزار جوان
اسکے ساتھ مین کہا جاکر ملکہ کو مع کنیزون کے پکڑ لاؤ اتنا پاس کرنا کہ ملکہ بے پردے نہونے پائین محافے مین سوار کر لینا
کنیزون کو البتہ بذلت و خواری لانا اگر حسن آرا ایسی خیر خواہ نہوتی یہ خبر کاہے کو ملتی کوئی انھین سے کہنے نہ آئی یہ بات
سب نے چھپائی مفقود نامے رسالدار سات ہزار جوانون کو ساتھ لیکر برائے گرفتاری ملکہ ماہ عالم افروز طرف
باغ کے چلا مگر ملکہ ماہ عالم افروز بعد جانے سعد بن قباد کے بارہ دری مین آکر تمھین کنیزون کو آواز دی سب سے
پہلے گلچہرہ وزیرزادی روتی ہوئی اور آئی قدمون سے لپٹ گئی کہا کیون حضور مین آپ کو عجب حال مین پاتی ہون آپکی
پریشانی سے بہت گھبراتی ہون آپ تو تنہائی مین تھین ہم سب کو منع کیا مگر اچھال جھکایا حسن آرا بہت بیتاب تھی
چہار جانب دوڑتی دوڑتی پھرتی تھی نہین معلوم تنہائی مین جاکر کیا دیکھا بھاگ کر دروازے پر گئی ہم سے کسی سے بات
نکی محلدار سے ڈولی منگائی سوار ہو کر طرف قلعے کے گئی ہے نہین معلوم اس سے کیا مراد ہے ملکہ یہ بات سنکر گھبرائین
کہا اے وزیرزادی کسی کو طرف قلعے کے بھیجو اتنا دریافت ہو کہ حسن آرا کہان گئی جتنا جلد ہو گلچہرہ نے نسرین نامے
کنیز کو بلا یا کچھ انعام دیا کہا ہوا جاکر خبر تو لاؤ کہ حسن آرا کہان گئی ہے نسرین مردانے کپڑے پہنکر چلی دیکھو نکلی تھی
کر دیکھا آگے آگے حسن آرا پیچھے پیچھے مفقود نامے رسالدار اسکے پشت پر سات ہزار جوان نیزے تانے ہوئے بتعجیل
طرف باغ کے آتے ہین نسرین کنیز یہ دیکھتے ہی بھاگی یہان ملکہ گھبرا رہی ہین وزیرزادی کا ہاتھ پکڑے ہوئے
باغ مین ٹہل رہی ہین رنگ رو زرد ہوا نسرین نے اتنا کمال کیا کہ گوش بر آواز ہوکر سنا تو یہ بھی ثابت ہوا کہ سعد بن
قباد پکڑ لیے گئے اب یہ رسالہ برائے گرفتاری ملکہ جاتا ہے نسرین بھاگتی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا نسرین خیر تو ہے
نسرین نے کہا حضور غضب ہوا حسن آرا نے جاکر بڑی آگ لگائی صمصام نام پہلوان بارہ ہزار فوج لیکر آیا تھا
سعد بن قباد بادشاہ تھا اسکو قید کر لیا صمصام لیکر طرف قلعے کے گیا اب ایک رسالہ دار سات ہزار جوان لیے ہوئے
برائے گرفتاری حضور آتا ہے اگر اسکے خلاف ہوا اگر آفت بپا کریگا اسکو حکم مل چکا ہے کہ دشمنان حضور کو مع کنیزون
کے گرفتار کر کے لاؤ یہ سنتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین گھبرا کر کہا کیون گلچہرہ اب مین
کیا کرون وزیرزادی نے کہا وا دی مشکل یہ ہے کہ اس کنیز کو بھی آپنے اپنا خیر خواہ نہین جانا میری جان آپکے قدمون پر
نثار ہے اگر مجھے احوال مفصل معلوم ہوتا بھلا حسن آرا جانے پاتی جاکے حرامزادی آگ لگاتی مین یہین اسے گرفتار کرتی
ابتو مجھے کہیے یہ کیا سوگ گذرا شہریار جو گرفتار ہوئے یہ کون تھے یہان کیون آئے کون لایا کسنے باغ مین گل کھلایا ہمارے
عیش و فرحت مین خلل ڈالا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے گلچہرہ شرم مانع ہوئی زبان سے حال مصیبت نہ کہا گیا

رازِ عشق کو چھپایا دو ہفتے گذرے ہیں واسطے شکار کے گئی تھی سعد بن قباد بادشاہ اسلام واسطے شکار کے صحرا مین آگئے
تھے اُنسے سامنا ہوا حقیقت مین وہ مجھپر عاشق ہوئے ہین اُنپر مائل ہوئی وہ شہریاد جا کر بیمار ہو گئے مین اُنکی جو حال لکھا
تھنے دیکھا کہ آب و دانہ چھوٹ گیا تھا کوئی صورت بچنے کی نہ تھی مگر وہ تو بادشاہ اسلام ہین جب اُنکی علالت بڑھی
خواجہ عمرو کو خبر ہوئی وہ ڈھونڈھتے ہوئے یہان پہونچے گلشن ذوفنی کو بیہوش کیا ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین نے
سب حال عشق کہدیا وہ بادشاہ کو آج لائے خود چلے گئے بادشاہ اُنکے جانے کے بعد رخصت ہوئے حسن آرا
نے جا کر آگ لگائی صمصام فوج لیکر آیا اب سنتی ہون کہ وہ گرفتار ہوئے مقفور رسالدار سات ہزار جوان لیکر
ہماری گرفتاری کو آتا ہے یہ سنتے ہی کنیزین بھاگنے لگین دو کہین چار کہین دم بھر مین باغ مین سناٹا ہو گیا وزیرزادی
نے کہا اے ملکہ نکل چلیے دو گھوڑے ہان کسکر نقابین چہرے پر ڈالین در باغ سے نکلی تھین کہ رسالدار مع رسالہ دکھائی
دیا اُسنے بھی دور سے دیکھا دیون سے آواز دی کہ آگے نہ بڑھنا سوار گھوڑے کڑکا کے دوڑے ملکہ نے کہا گلچہرہ
بڑا غضب ہوا اگر ہمکو گرفتار کر لیا بڑی ذلت سے لیجائینگے وہان جا کر نہین معلوم کیا ہو کوئی کلمہ نیک بولنے والا نہین ہے
گلچہرہ نے کہا تیر مارئیے یہ خطا شعار قریب نہ آنے پاوین یہ صلاح ملکہ کو پسند آئی یا تو باغ سے باہر نکلی تھین یا اندر باغ
کے آکر دونون نے تیر مارنا شروع کیے جو دروازے کے سامنے آیا تیر پڑا سہم گیا گھوڑے سے گرا اگر گھوڑے پر تیر لگا
تو گھوڑا سوار کو لیکر بھاگا سو دو سو قدم پر جا کر گرا دیا دس بیس سوار جو اسطرح واصل جہنم ہوئے اب دور سے لینا لینا
کرنے لگے رسالدار کو غصہ آیا کہا بڑے افسوس کی بات ہے صرف دو عورتین دست و پا شکستہ تیر مارتی ہین ہم لوگ مرد
بڑے حجاب کی بات ہے گوشون مین چھپنے لگین سہم گئے بڑی خطا ہے کہا ایک تیر سب کو مار ڈالیگا گھوڑے اُٹھاؤ سب
ملکر گھس چلو اب جو سب نے ایک بارگی گھوڑے اُٹھائے تیغ گرد بلند ہوا ملکہ گھبرائین کہا کیون وزیرزادی مین
کیا کرون اب یہ بھیا گھس آئینگے بذلت گرفتار کر لینگے اپنے کو کنوین مین گرا دین یون جان دین الماس کی انگوٹھیان
پاس موجود ہین انکو کھالین جب تک وہ ہمکو گرفتار کرینگے اسکی تاثیر ہوگی کلیجہ کٹ کٹ کے گرنے لگے گا شہر تک جاتے
جاتے خاتمہ ہوگا ذلت سے تو بچینگے گلچہرہ نے کہا آپنے جو نیا مذہب اختیار کیا ہے اُس خدائے نادیدہ کو پکاریے
کیا عجب ہے کہ حل مشکل کی تدبیر ہو ملکہ نے موے مشکین کھولدیے دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارا تھین
اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ہمکو اس مصیبت سے نجات دے ذلت گوارا نہین یا ملک الموت کو حکم ہو کہ ہماری
قبض ارواح کرے ایسا نہو یہ بے حیا ہمکو گرفتار کر کے لیجائین عورتکا معاملہ نازک ہوتا ہے اگر کسی نے ہاتھ لگا دیا آبرو
مین فرق آیا اس سے مر جانا بہتر ہے اسطرح بلک کر دعا کی اس بیقراری مین یہ خمسہ ورد زبان ہوا

خمسہ

ترقی دیکھے خوبان جہان کو ۔ ستایا عاشقان بے نشان کو ۔ خدا رکھے سلامت آسمان کو
اثر سب دیدیا حسن بتان کو ۔ ملے کیا خاک اب آہ و فغان کو

اسی کو کہتے ہین تقدیر کا پھیر ۔ کہ اپنی زندگانی سے جو ہو سیر ۔ لگا دے موت اُسکی استقدر دیر
نہ آئے مرگ شادی تو ہے اندھیر ۔ وہ آئین اور رہین امتحان کو

خبر جسکی نہ لے جسکا مسیحا ۔ نہ آتے ہون عیادت کو حبیبا ۔ مریض عشق وہ کیونکر ہو اچھا
بھلا پوچھے مزاج اسکا کوئی کیا ۔ نہ پوچھے موت بھی جس ناتوان کو

ابھی تک تھی نہ اسمین یار شوخی ۔ نہ رکھتا تھا یہ نا سمجھا رشوخی ۔ سناتے ہین ترے اطوار شوخی
سکھاتی ہے تری رفتار شوخی ۔ لگے ہے چار چاند اب آسمان کو

کیا لوگون کو تو نے بار ہا قتل | ہوئے ہونگے بہت سے آشنا قتل | مگر تھا دیدۂ قابل مرا قتل
عجب انداز سے مجھکو کیا قتل | کہ حسرت رہگئی سارے جہان کو

کریگا عشق جب یہ زور ہو اُس سے | ہنر کا امتحان اکثر ہو اُس سے | تو سائل کیا کوئی مضطر ہو اُس سے
سوال مدعا کیونکر ہو اُس سے | خموشی سے ہے ہو شک حسن بتان کو

نہیں گو اُسکو خودبینی سے فرصت | کیا ہے آئینہ نے محو صورت | مگر ہے دیدنی میری بھی حالت
انجم ناز دے اتنی تو مہلت | کہ دیکھے وہ بھی چشم خونفشان کو

کچھ اندیشہ ہے افشا کا جو ظالم | نکال آکر تمناؤن کو ظالم | کہ تا سینہ مرا خالی ہو ظالم
بھرا ہے حسرتون سے دل تو ظالم | جگہ دون اب کہان راز نہان کو

یہ مانا دل سے ہے اسیر شدا غیر | مگر کیون خاک مین ملنے لگا غیر | جلال زار کا بھی حال ہے غیر
خدا جانے وہ ہے نواب یا غیر | سمجھ رکھا ہے مین اک بیجان کو

کبھی پکارتی ہے ای رحیم مین تو مسلم ہون حضرت مذہب سے ابھی طرح آگاہ نہیں ہون شعر شاہا کریمی و رحیمی و غفور * دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم * قطعہ * شاہا کریما برمن درویش نگر * برحال من خستہ دل ریش نگر * ہیچ چند نیم لایق بخشایش تو * برمن منگر برکرم خویش نگر * بلک کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نقابدار بلنگینہ پوش کا اسطرف گذر ہوا یہ ہنگامہ سنکر عیار سے کہا دریافت تو کر یہ سوار کس پر گھوڑے اٹھائے جاتے ہین عیار گیا روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار سعد بن قباد برائے ملاقات معشوقہ آئے تھے پہلے وہ گرفتار ہوے اب اُنکی معشوقہ پر بلوہ ہے دو عورتین دروازے مین باغ کے بلک رہی ہین یہ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوے جاتے ہین چاہتے ہین اُن عورتون کو گرفتار کرلین عورتین بلک رہی ہین یہ سنکر بلنگینہ پوش نے آواز دی ان سب کو مار لو ساتھ والے جا پڑے سواروں کو گھیر لیا نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب رسالدار پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ایک ہلکا سا ہاتھ مار دیا سر اُسکا اُڑ گیا چشم زدن مین سب کو مار لیا ان سب کو قتل کرکے نقابدار بہ نفس نفیس قریب در باغ آیا ملکہ سے کہا سعد بن قباد کو کسنے گرفتار کیا ملکہ بلک کر رونے لگین کہا ای حسین وہ مددگار صمصام بد انجام تھوڑا عرصہ ہوا گرفتار کرکے طرف قلعہ ابلیس پرستان کے لیگیا یہ سب برائے گرفتاری مجھ بدنصیب کے آئے تھے خدا تمہین سلامت رکھے کہ تمہاری وجہ سے جان و آبرو بچی ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طور سے پیش آتے نقابدار نے کہا ہمارا کچھ احسان نہیں ہم بھی تو اسی شہریار کے ملازم ہین یہ کہکے نقابدار نے کہا ای ملکہ عالم مین تلاش مین اُس شہریار کی جاتا ہون اگر راہ مین پا گیا تو رہا کرونگا مگر تمہارا اس باغ مین تنہا رہنا مناسب نہیں غروب یہ باخبر چلی جاؤ لشکر اسلام مین بلاتکلف جانا بیان کردینا کہ مین ناموس سعد بن قباد شہریار ہون وہ لوگ تمکو اپنی آنکھون پر لینگے خدمت مین ملکہ ماہ رخ زن کد شاہ کی والدہ مین اُنکے پاس پہونچا دینگے وہ آنکھون مین رکھینگی تمہاری خاطر مدارات کرینگی اگر سعد بن قباد شہریار قلعہ ابلیس پرستان مین پہونچ گئے تو وہ ملک ساحرون کا ہے وہان مین نہ جاسکونگا اگر آپ وہان جاینگی تو سب کو خبر ہوگی عیاران اسلام جو یہ خبر سن پاینگے برائے رہائی شہنشاہ آئینگے یہ سامنے راستہ جو ہے گھوڑون پر سوار ہوکے نکل جاؤ لشکر اسلام کا نشان جہان سے دریافت کروگی مجاینگا ملکہ ماہ عالم افروز کو یہ بات پسند آئی وزیرزادی بھی ساتھ دینے پر آمادہ ہے دونون مادیان عربی پر سوار ہو مین طرف لشکر اسلام کے روتی ہوئی روانہ ہوئین

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو کے تلاش میں سیہ پوش جادو کے چلتے ہیں پہونچنا تا بہ سیہ پوش جادو اور حصول کرنا چشمۂ جمشیدی کا و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ

ہمت و خیر نکا ہم دیتے رہینگے مر کے ساتھ
سر خودی تربت پہ بانگی ہمارے سر کے ساتھ
اگر غنچے چاہیے ہر دم گرے تیور کے ساتھ
مرد آلودۂ نمود دنیا ہے بازیگر کے ساتھ
کب وفاداری زن قحبہ کی شوہر کے ساتھ

نشہ چڑھ آتا ہے دیکھ یاد کر اطہر کے ساتھ
عشق ہے روز ازل سے ساقی کوثر کے ساتھ
اڑ کے جا پہنچے بہشت میں اک پری پیکر کے ساتھ
منزل مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ
گرد رہ کی طرح لپٹے جاتے ہیں رہبر کے ساتھ

آسمان چکر میں رہتا ہے قد دلبر کے ساتھ
بجلیاں گرتی ہیں رفتار پری پیکر کے ساتھ
جانور کیسا پری بھی چھوڑ دیگی رنگ ساتھ
اپنی بیٹھے کبک کیا اس فتنۂ محشر کے ساتھ
لو بغل کا وار اڑتے پھرتے ہیں ٹھوکر کے ساتھ

پھرتے ہیں مجنون کیسا اے کیمیاگر کے ساتھ
دور بقراط و ارسطو ہے اسکندر کے ساتھ
رہتے ہیں جیحون میں شیدا یار افسونگر کے ساتھ
حلقۂ دیوانگان ہے اس پری پیکر کے ساتھ
اسطرح اصحاب ہوں جسطرح پیغمبر کے ساتھ

روز سائے کیطرح میں اس پری پیکر کے ساتھ
عشق طفلی سے ہے اس رو کش اختر کے ساتھ
بے زری میں ہے نظر بازی کا سودا سر کے ساتھ
دیکھتا ہوں حسن کے عالم کو میں زیور کے ساتھ
مجکو بھاتی ہے بناگوش صنم گوہر کے ساتھ

آنکھیں ہم میں زہر بھی کھانا گوارا ہے جنھیں
جان دیتے ہیں ترا شوق نظارا ہے جنھیں
اور ہیں وہ لوگ جینا اپنا پیارا ہے جنھیں
سبزۂ خط کو دکھا کر تونے مارا ہے جنھیں
حشر ان لوگوں کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

قند میں ہے بوسۂ لب کا مزا ہوتا نہیں
شہد کب مصری میں بھی ایسا مزا ہوتا نہیں
بند ہو جاتی ہیں آنکھیں منہ جدا ہوتا نہیں
اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہیں
شیر دایہ نے پلایا ہے تجھے شکر کے ساتھ

کیا رہائی کی نکالے بلبل بے پر طرح
ناتوان سفاک کے پنجے سے چھوٹے کسطرح
قطع کر امید منظور نظر ہو جسطرح
پر کترتا ہے اگر صیاد تو کاٹ اسطرح
حسرت پرواز بھی اڑ جائے بال و پر کے ساتھ

خون میں ہمون بھرا قفس کا تو اگر در کھولدے
کون کہتا ہے کہ تو باندھے ہوئے پر کھولدے
ہاں مرے دل کی گرہ کو تو شکر کرلدے
جو ہر اپنے اگر دن اے صیاد ابھی کھولدے
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

سینہ ہے صفا اسیر حلقۂ گیسوں میں
عاشق رخ ہوں نثار نرگس جادو ہوں میں
مر رہا ہوں جان بلب ہوں طالب ابرو ہوں میں
میکشی ہے عاشق مزاج اے ساقی مہ رو ہوں میں
لے لب کی اگر بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

رند و واعظ دونوں ہیں تیری محبت میں خراب
عشق یہ کہتا ہے لو ثمرہ احسان کا عذاب
آگ مانے کے میں تیری گرمیوں کے دل کباب
سوز ہو کافر کا قائل ہے ترا حسن شباب
آتش افروختہ کیسان ہے خشک و تر کے ساتھ

خاک ہے انکی نظر میں مال زر قانع ہیں جو
کچھ نہیں پروا موافق ہوئے دنیا یا نہو
فقر کی دولت پہ مرتا ہوں سنو اے دوستو
جسقدر نفرت ہے اسے سمجھو توکل پیشہ کو
اسقدر رہتی ہے نقارون کو محبت زر کے ساتھ

خون عاشق کو رلانا عادت اس خوکی ہے
چشم کی گردش پیا شوخی رم آہو کی ہے
اس ادا کو خوب سمجھے ہے جیب پہلو کی ہے
یہ اشارہ جنبش مژگان سے اس گل رو کی ہے
ورم نکلیگا تمام سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

عشق کی سختی اٹھانا دل لیے کچھ آسان نہیں
ناصبور کیا خاک وہ ہوگا جو سرگردان نہیں
شان عاشق ہی نہیں جبتک کہ بے سامان نہیں
قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ طفلاں نہیں
چاہیے سالار لشکر کو ہے لشکر کے ساتھ

عیش دنیا میں بشر کے واسطے پیدا نہو
یہ کسی رشک پری کا یا خط سودا نہو
عقل کو ضایع نکر وحشی نہو رسوا نہو
صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا نہو
صندل اس بتخانہ میں ملتا ہو دردسر کے ساتھ
یاد آجاتا ہے وہ ہنستا تو آکر کیا مجھے
دیدۂ گریان سے ملتے ہیں در کیا مجھے
نور کا بہتا نظر آتا ہے اک دریا مجھے
اب رلاتا ہے تصور تیرے دانتوں کا مجھے
تولتا ہوں اشک قطروں کو نگوں تولہ کے ساتھ
سر زبان ہر شور محبت دہن جوش اشتیاق
طے نہیں ہوگا برسوں میں زکی فرقت کا
وہ کرے پیدا ری زوقت زندگی ہو جسپہ چاق
ہمرہی کا گر کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہے مرا مر کے ساتھ

چہرہ عیاران خنجر گزار و مکاران سحر گفتار داستان حیرت بیان خواجہ عمرو یون تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف سخن سنج و دانائے شیرین بیان * چنین مے نگارند این داستان * جبکہ خواجہ عمرو کو زبانی ملکہ ماہ عالم افروز کی دریافت ہوا کہ طلسم پنجۂ جمشید کی واجب و لازم ہے بادشاہ عمیاد سے جدا ہوے باغ سے ملکہ ماہ عالم افروز کے نگے بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر سیہ پوش کی فکر میں چلے سوچتے ہوے کہ کیونکر اس سے عینک جمشیدی کون نہیں معلوم کس مقام پر ہے دل سے یہ باتین کرتے ہوے طرف ابلیس پرستان کے جاتے ہیں کوئی دو کوس راستہ طے کیا ہوگا ایک چشمہ پانی کا ملا وہان ٹھہر کر پانی پیا صورت اپنی ایک ساحر کی بنائے ہوے جھولی میں اسباب سحر بھا ہوا اطراف و صحرا کے دیکھ رہے ہیں ایک ساحر کو دیکھا کہ جلدی جلدی اسی طرف چلا آتا ہے جب قریب پہونچا خواجہ نے آواز دی اے بھائی جانے والے اس دھوپ میں کہاں جاتے ہو چند ساعت ٹھہر جاو ابھی ایک مسافر کو لون لگ گئی وہ بیہوش ہو کے گرا اسکے وارث ابھی اٹھا کر لیگئے ہیں اس ساحر نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر سایہ نخل میں بیٹھا پکار رہا ہے نشین کرتا ہے کہ چند ساعت ٹھہرنا واجب و لازم ہے ایسا نہو دھوپ سے صدمہ پہونچے وہ قریب خواجہ آیا کہا بھائی نوکری بڑی چیز ہے کار سرکار کو جاتے ہیں دیر ہوگی تو خفا ہونگے جرمانہ ہو جائے نوکری سے چھڑا دیں تو بیسی مشکل ہے عمرو نے کہا بھائی ہمسے زیادہ ضرورت نہوگی بڑے کار ضروری کو جاتے ہیں مگر جان ہے تو جہان ہے جو جان نہ بچیگی تو نوکری کرینگے اگر تڑپ کر مر گئے تو کون نوکری کریگا بھائی تمہارا نام کیا ہے تھوڑا سا پانی پیو دم بھر بیٹھ جاو ہم ادھر جاتے ہیں تم ادھر جاو ابھی میں نے ایک جوان کو دیکھا رعنا زیبا تنا ہوا ادھر سے نکلا ہوا کا جھونکا جو چلا چہرہ اسکا سیاہ ہو گیا گر کر مر گئے گرا چند عزیز اسکے گانون سے آئے ابھی اٹھا کر لیگئے وہ جوان ذرتیلا تھا اسپر تو یہ گذری ہم تم دبلے پتلے ایک ہی جھونکے میں دم نکل جائیگا ہو ترچ ہوا ہو میان ہمارا کون پوچھنے والا ہے اسطرح کی باتیں کرکے خواجہ نے اسکا نام پوچھا اس ساحر نے کہا میرا نام جادو ہے ملکہ سیہ پوش جادو کا ملازم ہوں جب مہتر نعود رفت بارادہ عیاری طرف مینا نگار کے جانے لگے تو ملکہ سیہ پوش سے کہا تم قلعہ میں سرخ جب میں جا کر عیاری کرونگا عیاران اسلام تمہاری فکر میں پھرینگے ایسا مقام بنانا کہ تم تک کوئی غیر آ سکے یہاں سے قریب تین کوس کے ایک قلعہ ہے کہ قلعہ ہوشنگ یہ اسکا نام ہے ملکہ ہوشنگ جادو بہن سیاہ پوش کی طرف سے اس قلعے کی حاکم ہیں ملکہ سیہ پوش اپنی بہن کے پاس چلی گئیں وہاں یہ اہتمام کیا گرد قلعے کے سحر کر دیا دن رات قلعہ مشعل کھا رہتے چاکسے کے گرد میں رہتا ہے کوئی سوائے ملازمان ہوشنگ و سیہ پوش کے وہاں نہیں جا سکتا ملکہ نے مجھکو بھیجا تھا کہ جا کر خداوند سے دریافت کرو کہ مہتر صاحب کی عیاری پوری ہوئی دشمن گرفتار ہو گئے ہیں آؤں کہ خداوند وہاں جا جو پہونچا تندرستہ کو خود انتشار میں پایا میں نے عرض کی خداوند نے ایک نامہ لکھدیا کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ اے ملکہ سیہ پوش ابھی اسی مقام پر رہو مہتر صاحب وہیں گئے ہوے ہیں سنا ہے کہ جلسے خاص مراد ہیں یعنی صاحبقران اعظم

ابھی گرفتار نہیں ہوئے اسقدر صاحبقران ہوشیاری کرتے ہیں کہ آٹھو پہر میں کسی وقت غافل نہیں ہوتے بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے رہتے ہیں عمرو کو پکڑا تھا چھوٹ گیا مہتر صاحب کی عرضی آئی تھی خلاصۂ مضمون جسکا یہ تھا کہ ایک ہفتے کی مجھکو مہلت اور ملے اسی ہفتہ میں سب کام انجام دیکر حاضر ہوتا ہوں یہ بھی لکھا تھا کہ عمرو کہیں غائب ہو گیا نہیں معلوم کہاں گیا دو دن انتظار کر لوں پھر جاکر لشکر میں اسکی گردن لونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا عمرو نے یہ حالات بگوش ہوش سنے کہا ہاں بھائی ہوگا ان جھگڑوں سے ہمیں تمہیں کیا کام میں پانی بھرتا ہوں ایک گگرا ہمکو اسکو کا کھا لو پانی پیو تم اُدھر جاؤ ہم ادھر جائیں اتنے عرصے میں دھوپ ڈھل گئی لوں کا وقت گذر گیا بھائی جہاں نوکری ضرور ہے وہاں اپنی جان بچانا بھی واجب و لازم ہے معتمم خوش ہو گیا کہ بڑے معقول آدمی سے ملاقات ہوئی عمرو نے کہا کیوں بھائی جب بیابان سے جاؤگے سیدھے قلعے میں پہونچوگے یا کچھ نشانیاں مقرر دیدی ہیں معتمم نے کہا میرے پاس انگوٹھی موجود ہے جب قریب خندق پہونچونگا انگوٹھی خندق میں پھینک دونگا آواز دونگا کہ اے ملازمان ہوشنگ و سیہ پوش میں معتمم جادوگر گیا تھا آج آیا ہوں یہ نشانی موجود ہے جب وہ انگوٹھی خندق میں گریگی تب قلعہ ساکن ہوگا مجھکو راستہ ملیگا عمرو نے جلدی سے پانی بھرا جیب میں ہاتھ ڈالکر حلوا اسوقت نکالا کہا بھائی یہ کھالو پانی پیکے جانا معتمم نے ہر چند عذر کیا عمرو نے کہا بھائی غیریت نہ سمجھو ہم تم ایک مذہب کے ہیں اگر تمھارے پاس ہوتا ہم بھی لیتے اب ہمارے پاس موجود ہے تم بلا تکلف کھاؤ معتمم نے ایک حلوا اسوقت کھایا پانی لیکر پیا عمرو نے کہا اب جائیے ایسا نہو وہاں دیر لگی ہو معتمم اُٹھا کہ چلوں بیہوشی کام کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوا عمرو نے سب کپڑے اتار لیے ننگے کی مشکیں باندھ کر درۂ کوہ میں ڈالدیا انگوٹھی اور نامہ لیلیا اب اسی کی صورت بنکر طرف قلعے کے روانہ ہوا قریب آکے دیکھا قلعہ گردش میں خندق سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں عمرو نے انگوٹھی خندق میں پھینکی قلعہ ساکن ہوا ایک جادوگر خندق سے نکلا شعلہ بار جادو اسکا نام ہے پکار کر آواز دی اے معتمم آؤ نکل جاؤ مگر تم میں بوئے بد آتی ہے انگشتر سیاہ مالک خندق نے دیکھی شمع رخسار نے فرمایا شعلہ بار انگشتر یہ کہتی ہے کہ غیر کے ہاتھ میں گئی مگر خبردار تم جاؤ ملکہ ہوشنگ سمجھ لینگی بیرون نے یہ خبر دی ہے کہ ساحران طرف اس قلعے کے چل چکا ہے کل کاہن نے بھی بیان کیا تھا کہ عمرو عیار ضرور آئیگا چشمۂ جمشیدی کی بڑی فکر ہے عمرو کے ہوش اُڑ گئے بقول شاعر شعر ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے * زہے دیکھو میرے کہنے کا کہ اُسکے دل میں ہے * خندق کے اس پار ہو قلعے میں آیا دیکھا قلعہ آباد رعایا دل شاد منتظر قلعہ ہے جابجا ساحر بیٹھے ہیں ہر کس و ناکس یہی ذکر کر رہا ہے کہ عمرو عیار آیا چاہتا ہے عمرو حیران کہ خدا خیر کرے بڑا انتظام ہے تمھاری فکر تمام شہر کو ہے ہر کس و ناکس یہی ذکر کر رہا ہے کہ عمرو آیا چاہتا ہے دیکھیے سامنے مالک کے جاکر کیا گذرے عمرو در دار الامارۂ شاہی پر آیا دیکھا وہی ساحر کھڑا ہے جو خندق سے نکلا تھا عمرو کو دیکھکر اندر گیا ملکہ ہوشنگ سے اطلاع کی کہ معتمم جادو آیا ہے ملکہ شمع رخسار نے فرما دیا ہے کہ ہمکو کھٹکا گذرا اگر آپکے پاس بھیجا اسواسطے نہیں روکا کہ آپ کا مقرب ہے انگوٹھی بھی موجود ہے صورت وہی انتظام مگر کیا سبب ہے کہ دل کو انتشار ہوا ہمارے نزدیک قول کاہن کریگی نہیں ہوا ہوشنگ نے کہا وہ آلے تو ہم کچھ لینگے تمھارے بھروسے پر نہیں ملکہ سیہ پوش کو بیان رکھا ہے شعلہ بار نے نکلکر آواز دی اے معتمم آؤ ملکۂ عالم یاد فرماتی ہیں عمرو ساتھ شعلہ بار کے اندر آیا دیکھا ہوشنگ جادو تخت پر بیٹھی ہے ایک کتاب دیکھ رہی ہے سیہ پوش ایک جانب سر جھکائے کچھ شمار کر رہی ہے ہر مرتبہ ہوشنگ سے کہتی ہے کیوں ہمشیرہ جو کاہن کہ گیا اسکا کیا انتظام ہوگا ہوشنگ جواب دیتی ہے ہوا کاہن دیوانہ تھا کسکی مجال ہے کہ پیر دست انداز ہو دیکھو معتمم آتا ہے حال کھل جائیگا میں نے تدبیر کر لی ہے عمرو اندر پہونچا ہوشنگ کو جھک کر سلام کیا دیکھا بارگاہ میں آئینے قد آدم لگے ہیں سیہ پوش سر اٹھا کر دیکھنے لگی ہوشنگ نے

پوچھا اے مہتمم جواب خط کا لائے قدرت نے کیا ارشاد فرمایا مزاج اقدس کیسا ہے عمرو نے گھبرا کے جواب دیا بابت ہین
سب کچھ لکھا ہے جیب سے نامہ نکالا جیسے ہی ہوشنگ کو دیا آئینہ جو پشت پر ہوشنگ کے رکھا ہے اُسپر عمرو کی نگاہ پڑی
دیکھا مین بصورت اصلی کھڑا ہون ہوشنگ کے منھ سے نکلا کہ خواجہ آنے عمرو نے بابت کے شعلہ بار کو خنجر مارا شعلہ بار
کا شکم چاک قصہ پاک عمرو نے جھپٹا اس اندھیرے مین قصد کیا کہ نکل جاون رنگ روغن چہرے سے اُڑ گیا جیسے ہی
عمرو نے چاہا بستر دون اُسنے گیر کی آواز دی خنجر ہاتھ سے عمرو کے چھوٹ گیا زمین نے پاؤن تھام لیے شعلہ بار نے کہا
کیون ساربان زادے مجھکو مار کر چلا تھا مین نے اپنے غلام کو اپنی صورت پر بھیجا وہ مارا گیا مین اسی مقام پر رہا جانتا تھا
سمجھ چکا تھا کہ مہتمم پر افتاد پڑی عمرو سرنگون حیران کہ یہ کیا ستم ہوا موت لیکر آئی تھی مگر اے کارساز مین نے تو ابھی
اس بڑی چیز کا خیال بھی نہین کیا یہان سامنا ہو گیا شعلہ بار عمرو کو لیکر سامنے ہوشنگ کے آیا ہوشنگ نے
کہا اے شعلہ بار کیا چالاکی کی مین نے اور بھی تدبیر کر رکھی تھی یہ نکل کے نہ جا سکتا جلوخانے مین جا کر پکڑا جاتا مین انگشتر
دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی عکس آئینے کا پڑا رنگ روغن اڑ گیا بصورت اصلی تو میرے سامنے کھڑا تھا یہ کہکر قفس آہنی منگوایا
اُسمین عمرو کو بند کیا سپہ پوش سے کہا یہی تمھارا قاتل ہے کاہن بیہودہ بکتا ہے کہ یہ بھی جانا ہے عمرو اگر نکل کر گنج
چشمہ جمشیدی لیجائیگا کیا تمسیل ہے ہم لوگون کے سامنے عیاری کیا مجال شعلہ بار سے کہا اسکو بخدمت شمع رخسار لیجا کے
کہنا خبردار صبح کو اسکو قتل کرنا بوٹیان کاٹکر کباب کھائینگے چند کباب خدمت خداوند مین جائینگے شعلہ بار قفس لیے
ہوے چلا خندق مین اگر سا چاند پڑا عمرو نے آگ کو دیکھکر آنکھین بند کر لین اب جو آنکھین کھولین دیکھا ایک قصر نہایت
عمدہ بنا ہے اُسمین مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہے عمرو کو دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون اے شعلہ بار جو مینے کہا تھا وہی ہوا ہم خنجر
کو دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے کہ مہتمم پر افتاد پڑی کہ ساحر جا بجا مین مہتمم کو ڈھونڈھتے رہے آخر وہ بیچارہ دو پہرے بے آب و دانہ
وہان پڑا ہے خیمہ ساحر گئے مہتمم کو اٹھا کر لائے مکان مین شمع رخسار کے آیا شمع رخسار نے کہا کیون اے مہتمم ہمنے
تمسے کہدیا تھا کہ راہ مین ہوشیار رہنا آخر تمنے دھوکا کھایا مہتمم نے کہا حضور کیا کہون ایک ساحر کی صورت بنکر
اسنے ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین پھنس گیا اب رات بھر حفاظت کیجیے صبح کو قتل کیا جائے کہ دل تردد سے تسکین پائے
جو جو آپنے تجویز کیا تھا وہی ہوا یہ ظالم آگیا شمع رخسار نے کہا اسکی قضا لائی ہے بس یہ چار پہر کا مہمان ہے یہ کہکے قفس
عمرو کا اٹھا دیا مہتمم شعلہ بار و چند کنیزین حاضر خدمت ہین گلابیان شراب کی رکھی ہوئی ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
ایک جادوگرنی تخت پر سوار چالیس کنیزین ساتھ سارنگی طبلہ مجیرہ رکھا ہے آکر پہونچی شمع رخسار نے کہا اے زر مہر آج کیون
تکلیف فرمائی اُسنے کہا مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ عمرو قید ہوا آج کی رات آپ کو جاگ کر بسر کرنا چاہیے اسواسطے کچھ مع
ساز و سامان آئی کہ شب بھر صحبت رقص و سرود رہیگی صبح کو اسکے کباب لگا کر کھائینگے شمع رخسار نے کہا آپنے بڑی مہربانی
فرمائی زر مہر نے فوراً ساز درست کیے آپ بھاری پیشواز پہنی گھنگرو پاؤن مین باندھے ناچ شروع ہوا خوب خوب زر مہر ناچی
شمع رخسار بہت خوش ہوئی کہا بوا بیٹھ جاؤ بیٹھے گا تو ابھی ساری رات باقی ہے زر مہر سلام کرکے بیٹھ گئی بموجب کہنے شمع رخسار

کے یہ غزل شروع کی غزل | کرتا ہے باغبان یہ چمن مین پکار روز | اے بلبلو بہار ہے گلشن کی چار روز
یاد آتی ہین ہمین تری بالی کی جھپکیان | کیونکر نہ تڑپے اپنا دل بیقرار روز | مدت کے بعد آئے ہو اے بادشاہ حسن
رہجاؤ اس فقیر کے گھر آج یار روز | ہوتے ہین آج گل گل داغ فراق یار | رہتی ہے خانہ باغ مین اپنے بہار روز
اے وائے گوش گل کہ پہونچتی نہین صدا | بلبل کی طرح کرتا ہون نالے ہزار روز | مین کیسا مہر کو بھی دکھاتا نہین ہے شکل
ہوتا ہے منھ اندھیرے وہ مہر و سوار روز | وہ عندلیب ہین ہون کہ مر کے بھی | گلشن مین اڑ کے جائیگا میرا غبار روز

کیونکر لباس یار نہ رشک چمن بنے
رہتا ہے شکل مہر بدن مین بجا۔ روز

ملتا ہے پیرہن مین وہ عطر بہار روز
اے نور آج گل تری پروا نہین انھین

جلتے ہین آتش تب ہجر صنم سے ہم
کرتے ہین جان نثار ہزارون نثار روز

جب غزل زر مہر نے گائی رنگ بند جا شمع رخسار نے تعریفین کرین تبسم شعلہ بار سب کنیزین مبہوت سب کے لب پر مہر سکوت عمرو نے بھی دیکھا کہ دو پہر رات گذر چلی کیا خواجہ چپکے بیٹھے رہو گے سحر ہوتے ہی صبح ہو جائیگی مہلت نہ ملیگی اب کچھ فکر مناسب ہے یہ سوچکر گنگنا کے ایک تان لگائی بجلی چمک گئی شمع رخسار نے گھبرا کے چہار جانب دیکھا زر مہر نے کہا حضور یہ کسنے تان لگائی کسکی آواز آئی کنیزون سے پوچھا ملکہ شمع رخسار نے کہا انکو کیا سلیقہ ہے یہ تو کسی کامل نے دل دکھا دیا زر مہر نے کہا واری مین تو اپنے ہوش سے باہر ہو گئی آواز تھی کہ بجلی چمکی کلیجے کے ٹکڑے ہو گئے دل کو تمنا ہے کہ پھر وہی آواز سنے جب نہ ثابت ہوا کہ کسنے تان لگائی زر مہر پھر گانے لگی عین گرمی نغمت مین خواجہ نے پھر تان لگائی اب کی مرتبہ ایک کنیز نے دیکھ لیا کہا حضور یہ قیدی گا رہا ہے شمع رخسار نے کہا پنجرا اتار لاؤ قفس سامنے آیا شمع رخسار نے کہا کہ اے خواجہ تمہین گانے مین بھی دخل ہے عمرو نے کہا حضور گانا رونا سب کو آتا ہے زر مہر نے کہا تمھاری ایسی بدروئی کی کہ پکڑے گئے مگر مین وعدہ کرتی ہون کہ ملکہ بوغشنگ جادو سے کہکر تمھاری جان بچالونگی تمپر آفت نہ آنے پاویگی مگر واسطہ اپنے دین و مذہب کا یہی ٹھہری اسی دھن مین گانا واجب و لازم ہے سب مشتاق ہوئے ملکہ عالم مجھکو سبقت ماتی ہے عمرو رونے لگا کہا اے زر مہر تمھارے کہنے سے تقویت ہوئی اسکا مین توبہ کرتا ہون کہ قتل پر سپہ پوش کے قصد دیگر دونگا بقیہ عمر تم سب صاحبون کی خدمت مین بسر کرونگا یہ بھی یقین ہو گیا کہ خداوند لقا ہی کی خدائی برحق ہے اور مذہب بجا ہے زر مہر نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا ہے جس دن تمھاری توبہ قبول ہوگی ملکہ لاکھون روپیہ خرچ کرینگی تم ایسا عیار کسکو ممکن ہے تمھارا مرتبہ اعلی ہوگا ملکہ بوغشنگ بڑی قدردان ہین عمرو نے کہا بس اقرار ہو گیا صبح کو مین انکے سامنے پہونچتے ہی سجدہ کرونگا اور آپ کو خبر نہین ہے مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ گرفتار ہو کر تو سامنے قدرت کے پہونچونگا مین مدت سے اس مذہب کا معتقد ہون شمع رخسار نے کہا خواجہ تمسے سب خوف کرتے ہین قدرت نے بھی اپنے مقام پر یہی ارشاد فرمایا کہ عمرو کے ہاتھ سے جان بچے تو بڑی بات ہے اسکی عیاری نہین کرامات ہے عمرو نے کہا حضور یہ سب شرف پیدا کرنے والے ہی نے دیے ہین اب مین یہ چاہتا ہون کہ خدمت مین قدرت کی بسر کرون علاوہ عیاری کے مجھکو عہدہ ملے اور یون تو مین بڑی بڑی باتین جانتا ہون شمع رخسار نے مہتمم سے کہا عمرو کو قفس سے نکالو اگر اسکا اعتقاد کامل ہے تو جتنے اسنے بندگان خداوند مارے ہین قدرت سبکو زندہ کرینگی عمرو نے کہا بس اتنی عنایت ہو کہ آپ سفارش کرین زر مہر و شمع رخسار نے قسمین کھائین کہ خواجہ ہم جان و دل سے کوشش کرینگے عمرو نے کہا بس مشکل آسان ہوئی اب مین چین سے یہان بسر کرونگا جب حمزہ کو خبر ہوگی کہ عمرو ادھر بیعت ہو گیا بہت جلیگا ہزارون عیار میری فکر مین آئینگے مین سب کو گرفتار کرا دونگا اگر حکم خداوند ہو تو لشکر حمزہ مین جاؤن اول حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤن بلکہ اسے کو زندہ لانا بہتر نہین ہے سر لا دونگا قدرت سے انعام پاؤنگا اب مہتمم نے خواجہ کو قفس سے نکالا عمرو نے سازندون کو اپنے پاس بلایا کہا ہان صاحبو تمھاری ہی آس ہے کچھ آج مین بھی نئی باتین سناؤنگا شاید آپ کو پسند ہو دل قابو مین نہین ہے یہ کہکے غزل مغنی کی شروع کی

غزل

گہ چو لیلی از الم مستی بلیلا گیرم
گہ بناخن جگر چون سعد را للہ گا فم
گاہ از لخت سیہ پر تو بیضا گیرم

گہ ز زخم سینہ امید لب تیغ یاس
گہ ز دیو جلنگی دست اختیار گیرم
گاہ در بتکدہ زنار رہ آتش سازم

گہ چو مجنون ز جنون دامن صحرا گیرم
گاہ دامان تمنا بہ تمنا گیرم
گاہ از آتش دل نور تجلی گیرم
گاہ در کعبہ دل روے مصلا گیرم

بر خلاف اثر معجزه ناسور کنند
گاه چون تیشه بغل بادل خارا گیرم
گاه از ناله دل کوه ورا آرم به فغان
از ضعیفی نتوانم ره و عقبی گیرم
بیش ازین نیست مرا طاقت دوری یار دریغا
گر چه مرغان حرم در حرمت جا گیرم

ہم زخم جگر گوز سیف گیرم
گاه چون شمع ز سر تا بقدم در گیرم
گاه از گریہ مستانه دل خارا گیرم
آبرو ریخته ام بس ز ندلت بر خاک
بخت ہو کہ براہت سبب سودا گیرم
نیست مغنی چو مرا قدرت گفتار آخر

گہ چو فرہاد دل سنگ بفریاد آرم
گاه از خون جگر ساغر صہبا گیرم
چه کنم بخت زبون چرخ جفا پیشه من
خواہم آتش شوم و بر ہمه اعضا گیرم
از گدایان توام شاه خراسان مددے
پا بدامان کشم و دامن مولا گیرم

اس تکلف سے عمرو نے اس غزل کو گایا شمع رخسار بیقرار ہوگئی زر مہر گرویدہ ہو گئی اور کہتی تھی خواجہ جیسا سنا تھا اس سے زیادہ دیکھا عمرو نے کہا حضور ابھی آپ نے کیا سنا ایک کمال اکیسار رکھتا ہوں اس پر البتہ ناز ہو کیا مجال کسی کی کہ اس پر دست انداز ہو آپ سب کو راضی کر کے جاؤنگا زر مہر نے کہا خواجہ اس کمال سے بڑھکر کون سا کمال ہوگا عمرو نے کہا میں ساقیگری کرتا ہوں پاؤن سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤن منھہ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کہ اس سے کوئی آگاه نہو زر مہر نے کہا یہ شغل ضرور ہو خواجہ یہ تو عجب بات کہی کہ دل کو یقین نہین آتا عمرو نے کہا ابھی میخانہ میرے قبضے مین کیجیے شمع رخسار نے کنجی میخانے کی سامنے عمرو کے پھینکدی عمرو نے فوراً میخانے مین جا کر سب شراب مین بیہوشی ملادی پکار کر آواز دی یارو چلے قرابے لیجاؤ ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے ملازم دوڑے چلے قرابے باہر تقسیم ہونے لگے عمرو نے سو گلابیان و کنٹر الماس نگار جس رنگ کی گلابی اسی رنگ کی شراب اس مین بھری کشتیون مین لگا کر محفل مین لائے زر مہر خوش ہو گئی کہا ملکہ شمع رخسار دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہے اگر زاہد صد سالہ ہو رال ٹپک پڑے عمرو نے صحبت مین آتے ہی رنگ ساقیگری شروع کیا آفتاب بکرنے طلوع کیا باہر بارگاه کے ہنگامہ برپا ہو گیا شراب پیتے ہی رنگ سب کے دگرگون ہوے آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی یہان صحبت مین چار گھڑی مین رنگ بندھا شمع رخسار بیٹھے بیٹھے بھڑکی کہا خواجہ کیا کہتے دل بیقرار کر دیا کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسا کمال دیکھنے سے گذرا ہو میرے نزدیک تو خداوند تشریف لائے ہین تعریفین کرتے ہین کہتے ہین ہم بھی صحبت مین آئین عمرو نے کہا بلایے انکی بھی تماشا دیکھیے ایک جام پلایے شمع رخسار کے دل مین شوق گانے کا پیدا ہوا کہ یہ کنگے نغت سے اٹھی مگر خواجہ اس مقدمے مین بہت حیران ہین کہتا ہے سیہ پوش کیونکر جاؤن ایسا نہو ان سب کو قتل کرنے سے کسی بلا مین پھنس جاؤن تم پھر دل سے کہا جو مرضی پروردگار شمع رخسار تھتھے اٹھا کر گری زر مہر اٹھی جو شاہجہان سے اٹھا چشمزدن مین سب بیہوش ہوگئے عمرو خنجر پکڑ کے جا پڑا شمع رخسار کو خنجر مارا زر مہر کا سر کاٹا بارگاه کو لوٹنا شروع کیا کئی سو کو قتل کرتا تارا سحری آسمان پر چمکا صبح ہوگئی عمرو کو خبر نہین مگر ہوشنگ و سیہ پوش بارگاه مین آکر دونون بیٹھے تھے جب سیہ پوش نے کہا ہشیر دشمنے بڑا کام کیا کہ عمرو کو بڑا کاہن بھی کہ گیا تھا کہ تمکو سیہ پوش کا عمرو قاتل ٹھکر لگانے والا غیب جابل ہے اب قاتل مقتول ہوتا ہے سر آتا ہوگا دار پر چڑھا دیا ہوگا سیہ پوش کہہ رہی ہے جب عمرو کا سر سامنے آئیگا تب مجھکو یقین ہو مخل قدرت مین بھی پیوندتون نے یہی حکم لگایا کہ عمرو کے ہاتھ سے تمہاری قضا ہے بیان کاہن نے بھی کہا اسوجہ سے دل بیقرار ہے ہر دم مبدم مرتبہ پر اقتشار ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر بجلی چمکی طائر نے آواز دی اے ملک عالم ہوشیار ہو جا شمع رخسار کو عمرو نے مارا اسکی شمع حیات کو گل کیا تاکہ دل کو غم و الم سے بھر دیا خبر لیجیے اب وقت غفلت نہین یہ سنتے ہی ہوشنگ نے سر پیٹ لیا خود اٹھکر بجلی کی چمکتی ہوئی چلی اسوقت پہونچی کہ خواجہ سب کو قتل کر چکے ہین کپڑے اتار رہے ہین مال لوٹ رہے ہین آئینہ قد آدم اٹھا کر زنبیل مین رکھتے جاتے ہین

ہوشنگ نے آسمان سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او ساربان زادے کیا کرتا ہے نگہبان قلعہ کو تونے مارا اب کیا
تجھکو چھوڑونگی آگ خندق کی بجھ گئی عمرو نے جو ہوشنگ کو آتے ہوئے دیکھا مردے پڑے لوٹ رہے ہین اپنے
تئین گرا دیا مردون کے بیچ مین چھپ گیا ہوشنگ زمین پر آئی عقب مین ہوشنگ کے سیہ پوش بھی چلی تھی
اس وقت آکر پہونچی کہ ہوشنگ حیران حیران ہر طرف ڈھونڈھ رہی ہے گھبرا کے کہتی ہے ساربان زادہ کدھر گیا
دیکھتے دیکھتے غائب ہوا یہ تو اسنے مہتر زود رفت سے زیادہ کام کیا جسطرح وہ سرمہ جمشیدی لگا کر چھپتا ہے اسی طرح
یہ بھی غائب ہوا کہ پتا نہین ملتا ہوشنگ نے گھبرا کر پوچھا ہمشیرہ اتنا غضب ہوا اب رفیق ہمارے مارے گئے
اب کون حفاظت کریگا سیہ پوش نے کہا کیون گھبراتی ہو ساربان زادہ کہان جائیگا گھیر کر مارونگی ہوشنگ کہتی ہے
مین بہت پریشان ہون میری آنکھون کے سامنے سے غائب ہوا ابھی اسی مکان مین ہے نکل نہین سکا دیکھو مین
ابھی تلاش لیتی ہون یہ کہکے جھولی سے چراغدان نکالا اسکو روشن کیا عمرو نے دیکھا اب یہ روشن کرکے دریافت
کریگی مردون مین پڑے ہوئے ہین پروانے بیہوشی کے نکالکر چراغ پر پھینکے دود بیہوشی بلند ہوا سیہ پوش قریب
ہوشنگ کھڑی ہے یہی سوچ رہی ہے کہ میری وجہ سے سارے انتظام ہین اب مین یہان سے خدمت مین خداوندی
کی جاؤن جھٹک جا کر قدرت کے حوالے کرون انکے پاس حفاظت مین رہیگی عمرو انہین کی فکر کریگا مین تو یون
یہ کہکر کہا بوا تم فکر نہ کرو مین خدمت خداوند مین جاتی ہون کہ دھوان دماغ مین پہونچا ارے کہکر گری ہوشنگ
ہان ہان کرکے بڑھی کہ سیہ پوش کو اٹھاؤن عمرو نے ایک مٹھی پروانون کی اور پھینکی ہوشنگ بھی گری عمرو
لوٹ مار کے اٹھا جھولی سے سیہ پوش کی ہاتھ ڈالا چھینا نکلی عمرو نے نذر زنبیل کی خنجر سیہ پوش پر مارا سیہ پوش
کا سر کاٹ کر ہوشنگ پر جا پڑا ایسے کے ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے ہوشنگ کا مرنا تھا کہ مین قیامت
برپا ہوئی سنگباری برفباری کے بعد آواز آئی کشتی مرا نامم ہوشنگ و سیہ پوش بود دو ہزار کنیزین بارہ ہزار جادوگر
سر پیٹتے ہوئے دوڑے ہر ایک کی زبان پر یہی کلام تھا کہ یارو غضب ہو گیا ساربان زادے نے نہین معلوم
کسطرح ملکہ ہوشنگ کو مارا وہ تو بڑی ہوشیار تھین کہا کیا حفاظت کی مگر کچھ کام نہ آئی اب چلکر دشمن کو ڈھونڈھین
سب جادوگر اسی مکان مین گھسے خواجہ بھاگے ساحرون نے پیچھا کیا یہی غلغلہ ہے کہ ساربان زادہ جاتا ہے
قلعہ ہوشنگیہ ویران ہوا وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ مصاحبان خداوند مین سحر و ساحری مین اسکا کوئی نظیر نہ تھا
ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ سحر کرین عمرو کو پکڑ لین عمرو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے کبھی درخت کو کود گیا جھاڑیان
جھنڈیان طے کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا ابھی تک ساحرون نے اتنی مہلت نہ پائی کہ سحر کرکے گرفتار کرتے مگر عجیب
کیسے چلے آتے ہین عمرو نے جو اس جنگل کو بہت وسیع دیکھا ذرا لپٹ کر دیکھون کتنے ساحر آتے ہین ذرا جو عمرو رکا
جادوگرون نے سحر کیا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے جادوگر تلوارین لیکر دوڑے ہر طرف سے یہی غلغلہ ہے
کہ اس ظالم کا سر کاٹ لو اسنے ہمکو بے سردار کیا قلعہ ہوشنگیہ برباد ہوا اب عمرو دیکھتا ہے چہار جانب سے بارہ
ہزار جادوگرون کا بلوہ تیر تفنگ تلوار اشیائے سحر ہاتھ مین لیے دوڑے ہوئے آتے ہین اسوقت عمرو نے بیقرار ہوکر
دعا کی ای خالق ارض و سما وحید و یکتا ای خالق ماہ و مہر ۔ مثنوی ۔ تو گوئی ہر آن کس کہ در رنج و تاب ۔ دعا کے
کند من کنم مستجاب ۔ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ۔ درین عاجزی چون نخوانم ترا ۔ قضائے کار ملکہ برق جادو
کی طرف سے صاحبقران کے بادشاہ زبرجد نگار پر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سلطنت پر دل گھبرایا خیال مین
آیا کہ چلو لشکر اسلام مین ظاہرہ تو یہی کرتی کہ صاحبقران کی زیارت منظور تھی خواجہ سے بھی ملاقات ہو جائیگی

نظر نشین کیا کیا ہین راہ شاعری مین قدم	ٹھوکرین کہا کر سخنوری کی سنبھلتی ہو زبان	کیون نہ مثل شمع روشن ہو سخن اپنا جلال
نور کے سانچے مین وقت فکر ڈھلتی ہو زبان		

اس لطف سے عمرو نے معشوق کے سامنے یہ غزل گائی کہ ملکہ برق جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بہت تعریف کی عمرو نے کہا اے جان جہان تم مین ہو مین تمھاری آتش عشق سے جلتے ہوے ہذیان سر سے ہوگئین اب چین نہین دل چاہتا ہے پہلو توڑ کر نکل جائین آنکھین طالب دید اور اشکباری انکا کام ہے اسی مین عاشق کا نام ہے یہ بتاؤ آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدین دل کی حسرت نکالین برق نے کہا خواجہ بس اپنے قاعدے سے رہیے اگر زندگی باقی ہے جسدن لشکر مین آنا ہوگا اُسی دن انشاء اللہ سامنے صاحبقران کے ایک عہدنامہ لکھا جائیگا اول گواہی صاحبقران کی باقی اور سردارون کی لکھوا کر سحر و ساحری سے توبہ کرون ایک گوشۂ تنہائی مین بیٹھون تب عقد قرار پائے عمرو نے کہا جو کہو وہ اقرار کرون سر کاٹ کر قدمون پر رکھدون برق نے کہا تمھاری بات کا اعتبار نہین مین سن چکی ہون کہ جب ملکہ سرو کمین تن سے عقد کیا اقرار نامہ لکھا کہ سوائے تمھارے خیمے کے شب کو اور کہین نہ رہونگا بعد چندے جب ملکہ جادو پر عاشق ہوے وہ اقرار نامہ منسوخ ہوا یہی عہد اُنسے کیا اب وہی جھگڑا مجھسے ہوگا تا زمانیکہ صاحبقران کی گواہی نہوگی میرے دل کو یقین نہ آئیگا عمرو نے کہا ملکہ قسم کھاؤن شب کو کیا مجال جو کہین جاؤن برق نے کہا اب یہ امور وقت پر موقوف ہین کہیے صاحبقران کس کام مین مصروف ہین عمرو نے کہا اے ملکہ عالم و اے شہنشاہ معشوقان اے تاجدار اقلیم خوبان صاحبقران زمان قلعہ سواد نگار پر مصروف جنگ ہین ایک عیار سوسو مہتر زود رفت بیس سردار صاحبقران کے پکڑ لیگیا مین بھی گرفتار ہوا تھا مگر خدا نے چھڑایا پروردگار نے اُس بلا سے بچایا اس عیار کے پاس سرنۂ جمشیدی ہے مین اب تلاش کرکے حشمۂ جمشید کی لیجاتا ہون اسی بلا مین پھنسا تھا کہ خدا نے تمکو پہونچایا بڑی مہربانی فرمائی یہ کہکر عمرو نے عینک دکھائی قلعہ ابلیس پرستان کا پتہ دیا ملکہ برق جادو تڑپ گئی کہا اے خواجہ خدا تمھاری جان اُس ظالم سے بچائے مین نے تواعد مین دیکھا تذکرہ ساحران مین لکھا تھا کہ ابلیس خودپرست سحر مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے جہانتک ہوسکے اپنے کو بچائیے گا عینک پاکر مغرور نہو جائیے گا وہ علم عیاری مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہے جو کام کیجیے گا سمجھ کے کیجیے گا ابلیس خودپرست بدمست ہے یکایک جلدی مین ہاتھ نہ ڈالیے گا قوت و طاقت مین بھی وہ آپ سے زیادہ ہے سپہر سحر کا مل اُس کوہ پر صحبت رہی برق جادو نے اس عقدے مین سخت سخت کہا عمرو نے سر جھکا کر جواب دیا کہ خدا مالک ہے آپ وعدہ کرلین کب تشریف لائیے گا ملکہ برق نے کہا خواجہ یہ خدا کو اختیار ہے اب آپ میرے سامنے تنہائی مین بیٹھے ہین کسی کو کیا خبر کہ اِنپر کیا گذرتی ہے مین حال نہین کہہ سکتی مگر آپ قلعۂ سواد نگار و قلعۂ ابلیس پرستان پر سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا آپ خوب آگاہ ہین کہ از قلعۂ سواد نگار تا قلعۂ ابلیس پرستان ایک ایک ساحر بلائے روزگار مکار و غدار ہے خدا آپ کو بچائے جہانتک ہوسکے گا مین بھی آؤنگی دل پریشان رہیگا اب جہان کہیے آپ کو پہونچا دون عمرو نے کہا مین چلا جاؤنگا برق نے کہا خواجہ راہ دور و دراز ہے مین قلعۂ سواد نگار پر لشکر صاحبقران مین اُتار دونگی جا کے خبر لو کہ کیا گذری عمرو نے کہا ساحر کے ساتھ جانا میرے قاعدے کے خلاف ہے برق رخصت ہو کر طرف زیر جبل نگار کے گئی خواجہ عمرو طرف لشکر صاحبقران کے چلے یہان ایک ہفتے سے زود رفت روز شب کو آتا ہے صاحبقران رات بھر جاگ کر بسر کرتے ہین آج شب کو بارگاہ خاص مین زود رفت ہمرنگ بیٹھ رہا صاحبقران بر لیے نماز مجھے بارگاہ مذکور مین تشریف لائے ایک دنگل کے نیچے مہتر زود رفت چھپا بیٹھا رہا مقبل سجادہ بچھا کر چلا گیا

امیر مصروف نماز ہوے۔ مہتر زو درفت نے ایک قالین پر روئی ڈالی اُس روئی مین بیہوشی تھی اُسپر ایک چنگاری
رکھدی روئی جلنے لگی قالین بھی پھنک رہا ہے صاحبقران نے سلام پھیر کر پلٹ کے دیکھا کہ قالین جل رہا ہے
خود بجھانے کو اُٹھے جیسے ہی آکر ہاتھ مارا دود بیہوشی دماغ مین پہونچا بیہوش ہو کے گرے مہتر زو درفت نے
پشتارہ باندھا سراپرہ چاک کرکے نکلا سر لگا کے ہوے خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا لشکر سے نکلا اب اسنے میدان
پکڑا خواجہ عمرو جب لشکر کے قریب پہونچے عینک لگائی ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے ہوے ہین کہ طرف
لشکر اسلام کے گرد اُڑی دیکھا مہتر زو درفت پشتارہ صاحبقران کا باندھے ہوے آتا ہے عمرو بیقرار ہوگیا
خیال مین آیا جا بڑون پھر سوچے کہ آقا اسکے قبضے مین ہین ایسا نہو کچھ خرابی ہو کرس بھر آگے بڑھ گئے صحرا مین ایک
مقام پر نالہ تھا اُسپر پل خام کی بندھا تھا صاف ثابت تھا کہ جو راہ گیر آئیگا اسی پل پرسے جائیگا عمرو نے زرعتہ
نخل مین بیٹھکر حلقے کمند کے پل پہ پھیلا دیے آپ چھپکر بیٹھے کہ دیکھا مہتر زو درفت آکر پہونچا پار دروازہ وہی
مین آتا تھا جب قریب پل پہونچا دل دھڑکا قلب بیچ کا ہی مین کہتا ہے ای مہتر زو درفت شاید عمرو آگیا دل
کیون تڑپتا ہے شاید اُسنے عینک جمشیدی پائی ورنہ مجھکو کبھو نکر دیکھتا گمان ہے کہ شاید آگیا یہ سوچکر آواز دی او
ساربان زادے کیون چھپا بیٹھا ہے مین نے دیکھا اگر دعوی جرات ہے تو آکر مقابلہ کر عمرو سوچا شاید اسنے
مجھکو دیکھ لیا خیال مین آیا نکلون پھر سوچے شاید فقرہ کرتا ہو چپکے بیٹھے رہے زو درفت نے دو چار آوازین
دین آخر مین یہ فقرہ کہا کہ مین سن چکا تو نے سیہ پوش کو مارا عینک لایا مین سرمۂ جمشیدی کا پابند نہین ہون
عیاری مین بھی تیرے جی چھڑوا دونگا یہ سنکر عمرو سخت گھبرایا مگر نکلا نہین زو درفت نے ایک پتھر کلہ گوپھن مین
دیکر پھینکا کہا او ساربان زادے یہ عمرو کے پاؤن کے پاس آکر وہ پتھر گرا اب یقین کامل ہوا کہ اسنے دیکھ لیا دل
کہا نکلو ابھی خیال ہی مین گذرا چند ساعت اور تو ٹھہر شاید فقرہ ہی ہو حقیقت مین زو درفت تقدم کر رہا تھا دوسرا
پتھر جو مارا وہ الگ جا گرا اب عمرو سمجھا یہ عیاری کرتا تھا جب زو درفت نے کئی پتھر مارے دل مین کہتا ہے
ناحق کا خیال ہے کیا قلعہ ہوشنگیہ کیا سیہ پوش ہیک خیال کی بھی وہان رسائی نہین یہ سوچ کر جست کی بیچ پل پر
آکر پہونچا عمرو نے شیر کی آواز دی زو درفت رکا عمرو نے جھٹکا مارا زو درفت گرا عمرو جھپٹکر زرعے سے نکلا نعرہ لیا عمرو

گران اُستاد عیاران عالم
مہر کشور بلاے جان کفار
سراپا دانش و عقل مجسم
عمرو آن شاہ عیاران عیار
بہ باغ دین زہر گلش آب باری
جہان سربسر در جنگ زاری

زو درفت کی پشت سے پشتارہ صاحبقران کا اٹک
گرا عمرو نے جھپٹکر حباب مارا زو درفت نے دونون ہاتھ منھ پر رکھ لیے حباب خالی گیا لوٹ مار کر اُٹھا اُٹھتے
اُٹھتے عمرو نے پنچہ مارا یہ بھی زو درفت نے دیکھا کہ عمرو کی آنکھون مین عینک ہے جبھی ہر ہوش اُڑ گئے قصبہ دالبہ کھ
عینک چھین لون تیغچہ مارنے لگا عمرو خالی دیتا جاتا ہے مگر بلا کا طرار پایا دم لینا مشکل کر دیا مگر عمرو بھی شیرانہ لگا
ڈال رہا ہے جو وار زو درفت نے کیا کبھی خالی دیا کبھی تلوار پر گا تھا تلوار مین دندانے پڑ گئے یہی چاہتا ہے کہ عمرو
نے پشتارے پر قبضہ کرون عمرو پشتارہ پشت پر لیے ہوے ڈیڑھ پہر سے خالیان دے رہا ہے وارے اپنے کو
بچاتا ہے آپ بھی وار کیا زو درفت کراسکے وار کی حقیقت نہین جانتا میلے پہ گا تھم لیتا ہے کہتا ہے او ساربان زادے
یہ تو بتلا یہ عینک کیونکر پائی عمرو نے کہا او حیا قلعہ ہوشنگیہ کو لوٹ لیا ہوشنگ کو مارا سیہ پوش کو قتل کیا اب
عینک دستیاب ہوئی اب اپنی خیر منا تمھارے خداوند کی بھی خبر لونگا بھلا دعوی خدائی کرتا ہے یکتائی پر مرتا ہے
انشاء اللہ بعد فتح سواد نگار رنگی بھی نوبت آئیگی اب تو مین نے کنکا لگایا ہے ایک قلعہ تو لوٹ لیا ان دونون کو

بھی لوٹ لوں گا خرچ کی بہت ضرورت ہے ہوشربا میں مال و متاع نہیں ہوا زور رفت ان باتوں پر کہتا جلا جاتا ہے اور دل سے کہتا ہے ہائے یہ ظالم قلعہ ہوشربا میں کیونکر پہونچا وہاں تو بڑا انتظام تھا ہوشنگ نے راستہ بند کر دیا تھا جیسا سنا تھا اس ظالم کو ویسا ہی پایا اگر میرے ہاتھ سے اسکی قضا ہو تو قضا ہے کار اسطرح جنگ ہو رہی ہے صاحبقران ہوشیار ہے میں بندھے ہوئے زور رفت عمرو پر نیمچہ مارتا ہے یہی خیال ہے کہ اگر ایک نیمچہ بھی پڑ گیا یہ دبلا پتلا نا توان بچ نہ ہوگا مگر مہلال جادو صاحب مینا نگار کا واسطے شکار کے گیا تھا سو جادوگر ساتھ میں لیے تھے اول میر شکار بھی ہمراہ چلتا ہوا آتا تھا جیسے ہی زور رفت نے مہلال کو دیکھا پکار کر آواز دی ای صاحب شہنشاہ جلد آ کر ایک سحر کرو کہ اسکا ہاتھ لڑائی سے رُکے میں سر کاٹ لوں صاحبقران موجود ہیں عنایت خداوند لعین آج ہی جنگ کا خاتمہ ہے عمرو بولا کہ دیکھوں کون ساحر آتا ہے دفعتاً جونکہ ہوگی زور رفت نے ہاتھ نیمچہ کا مارا کلاہ عمرو کی کٹی سر پر تلوار پہونچی دو انگل سر میں اتری کہ عمرو نے پھرتی سے سر جھکایا دو انگل کا زخم سر میں آیا اس غصے میں جھک کر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونوں پیر اُڑا دوں زور رفت نے جست کی ہاتھ عمرو کا خالی گیا زور رفت پانچ قدم پیچھے ہٹ کر زمین پر آیا اب عمرو نے دیکھا کہ مہلال میری جانب آتا ہے سو ساحر چہار طرف سے چلے زور رفت انکو غیب دیکھ کر ٹھہر گیا اتنی جو مہلت عمرو نے پائی فوراً صاحبقران کو ہوشیار کر دیا عمرو نے آواز دی آقا مجھے اسم اعظم سے ہوشیار ہو چلے ساحر قریب آ گئے امیر اُٹھے دیکھا عمرو زخمی سو ساحر آتے ہیں جب کے آگے ایک سوار بڑھا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا سرکشی دکھاتا ہوا آتا ہے چاہتا ہے کہ لپک کر سحر ہی کر دوں نیزہ عمرو کے سینے پر ماروں صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے اٹھے جیسے ہی اُسنے نیزہ مارا عمرو نے خم ہو کر خالی دیا امیر نے سوار کو ڈانٹا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ کہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر جبار	لیے تیغ صمصام و قمقام نام	لیے تیغ عقرب نگیے ذوالحسام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان حملہ در خاک کرد	نیزہ سوار کا چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا	

تلوار اسی کی اٹھالی چہار طرف سے گولے ترنج نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے سرسوں کے دانے سنگریزے سحر کے پڑنے لگے امیر جب اسم اعظم پڑھتے ہیں سحر الٹا پلٹ کر انہیں کے سینے پر گیند پر پڑتا ہے جسکو ہاتھ مار دیا وہ بچھی گرا عمرو پشت پر صاحبقران کے چھپا کھڑا ہے جہاں کسی کا سحر آیا عمرو لڑکھڑا کے گرا آواز دی آقا بچانا امیر نے پلٹ کر اسم اعظم پڑھا عمرو کو روکا اسطرح صاحبقران لڑ رہے ہیں مگر مہلال جادو نے آگ برسا دی زمین ہلا دی مگر صاحبقران پر کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا عمرو کو بچانا دشوار پڑا زور رفت دور سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہے دل کانپ رہا ہے یہی خیال قلب پر ہجوم غم و ملال کہ ای زور رفت دیکھیے قدرت کیا تقدیر کرتی ہے بڑا غضب ہوا میری عیاری کا اعتراض ہوا اسکا فعل مثل ٹھینگ بے ظالم بھاگا مگر چھپا کیا دیکھ کے ماریں لوں گا اور طریقے سے صاحبقران کو لاؤں گا مگر آج تو بیچ گئے بیکار رہا ہے یارو تم سو جادوگر ہو حمزہ اکیلا عمرو کی کیا حقیقت ہے سب ملکے لپٹ پڑو از دوست بلوے کے پکڑ لو مہلت نہ دو صاحبقران لڑتے ہوئے طرف مہلال جادو کے چلے عمرو کئی مرتبہ زمین پر گرا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے سنبھالا سحر ساحران کو ٹالا مہلال قریب نہیں آتا دور ہی سے چھو چھو کر رہا ہے اپنے خداوند کا نام لیتا ہے یا خداوند لقا مدد ایسی تقدیر کیجیے کہ ان سب کو مار لوں صاحبقران زندہ ہوں ابھی لشکر کو جا کر پامال کر دوں انہیں کون نکال سکتا ہے حمزہ کے نام کا طنبورہ ہے چاہ مازندران قاسم ابدال و کشمیر و کاشغر و عظلی آباد و چاہ الماس و فرعونیہ یہ سب ملک ساحران نامی کے تھے کس طرح سے جیسا آج سبب ہوا ایسے ہی اسباب ہوتے ہوں گے مسلمان بڑے صاحب اقبال ہیں انپر زوال آنا مشکل ہے مگر مہلال جادو نے بڑھ کر گولا مارا

گولا پھٹا ہزارون شعلے گرد امیر کے آگئے مہلال بھاگا حمزہ سحر مین پھنسا تیغہ سحر لیکر دوڑا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا وہ شعلے بجھے مہلال نے ہاتھ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا ہاتھ مہلال کا رکا صاحبقران نے اوپر سے ہاتھ مارا سر کٹکر اسکا زمین پر گرا مہلال کے مرتے ہی امیر تلوار کھینچکر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے

نظم

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر	یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
در ید و برید و شکست و ببست	یلان را سر و سینہ و پا و دست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا امیر طرف زود رفت کے چلے زود رفت بھاگا اسکے بھاگتے ہی جو ساحر باقی رہگئے تھے اُنکے بھی قدم اُٹھے طرف لشکر مینا نگار کے بھاگے مینا نگار بارگاہ مین بیٹھا تھا کسی نے آکر خبر دی کہ جنگل مین لڑائی ہوگئی مہتر زود رفت صاحبقران کو لایا تھا مگر عمرو نے چھڑایا مینا نگار غصے مین اُٹھا کہا سب لشکر تیار ہو افسران فوج نے نقارہ کرائی سب تیار ہوئے مینا نگار تخت پر سوار ہوا تھوڑی دور لشکر چلا ہی کو دیکھا مہتر زود رفت زخمدار بیقرار بھاگا ہوا آتا ہے تھوڑی دیر مین اور سب ہمراہیان مہلال لاشہ اپنے افسر کا کھینچ کھسوٹ کر اُٹھالائے ہین مگر بدحواس گھبرائے مینا نگار نے پوچھا کہ کیا معرکہ گذرا مہتر زود رفت نے کلاہ دے ماری کہا ای شہنشاہ غضب ہوا نہین معلوم کسنے کہدیا عمرو نے جاکر سیہ پوش جادو کو مارا قلعہ ہوشنگیہ ویران ہوا ہوشنگ جادو کو بھی قتل کیا چشمہ جمشیدی لیکر عمرو آگیا جب اُسنے مجھے دیکھا برخ ہوئے حمزہ کو لایا تھا مگر یہ عرض کرتا ہون کہ کیا اب مین عمرو کو چھوڑونگا اب تو میرے اسکے بگڑ گئی اُلجھ گئی اُسکی قضا میرے ہی ہاتھ سے ہے مگر مجھکو یہ گمان تھا کہ چشمہ جمشیدی یون باسانی ملجائیگا بلکہ مجھکو یقین تھا کہ جب اُس حوالی مین عمرو پہونچیگا تو قلعے مین رسائی اُسکی دشوار ہوگی ہمکو خبر پہونچیگی ہم جاکر انتظام کرینگے ہوشنگ کا مارنا کیسا ہم جانتے تھے قلعے مین رسائی نہوگی ہوشنگ نے وہ انتظام کیا تھا کہ ہوا بھی تھرائی ہوئی جاتی تھی ہملوگ واقف کار جب پہونچتے تھے دو دو دن تحقیقات و پرسش ہولیتی تھی تب تا بہ ہوشنگ جادو پہونچتے تھے یہ ظالم نہین معلوم کس صورت پر گیا کہ فوراً پہونچا عیاریان بھی چل گئین مین حیران ہون کہ عمرو سے سرمہ جمشیدی و چشمہ جمشیدی کو کسنے کہا مینا نگار نے کہا یہ سب کارخانے قدرت خداوندی کے ہین تخت خدائی پر بیٹھے جو چاہا اُلٹی سیدھی تقدیر کردی ورنہ مجال تھی ساربان زادے کی اب جبدن جاؤنگا دامان قدرت پکڑونگا کہ یہان مین ہاتھ ڈالدونگا کہ آپ نے اپنے بندون کے واسطے خوب تقدیرین کین زود رفت نے کہا مین تو رخصت ہوتا ہون ایک عیاری مین نے سوچی ہے اگر عمرو کو کوتوالی چبوترے پر نہ مارا تو اپنا نام زود رفت نہ پایا آج کی شکست پر اسقدر قلق ہے وہ تو اپنے دل مین یہ سوچیگا کہ عیار دو چار روز نہ آئیگا اور مین آج ہی جاتا ہون عمرو کا سر لاتا ہون یہ کہکے مہتر زود رفت بصورت اصلی چلا قریب لشکر اسلام ایک قریہ تھا وہان آکر ایک دُنبہ اسنے خریدا رات کو وہین پڑ رہا چار گھڑی رات رہے سے اُٹھا رنگ روغن عیاری کا لگا کے صورت بزفروش کی بنائی دُنبے کے گلے مین ایک رسی باندھی طرف لشکر اسلام کے چلا یہان امید فتح جنگ عمرو و صاحبقران کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا بڑی خوشی ہوئی تصدق اُترے امیر نے فرمایا خواجہ تمھارے نہونے سے انتظام کوتوالی چبوترے کا بہم بڑا تھا ہر چند کہ تمھارے عوض مقبل کام کرتا تھا مگر جیسا تم چور کو پہچانتے وہ بیچارہ کب پہچان سکتا سیکڑون جگہہ مین نقب کٹ گئین جابجا چوریان ہوئین مگر عیار کا خیال رکھنا عمرو نے کہا اب وہ دو چار دن نہین آئیگا اتنا بڑا ہنگامہ ہوا اب بعد دو چار دن کے قصد کریگا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ سرمہ جمشیدی کو تو سلام کر چکے بطور عیاران آئیگا دیکھا جائیگا شب کو عمرو نے صاحبقران کو اپنے سامنے خاصہ کھلایا جب امیر نے آرام فرمایا عمرو باہر نکل کر بازار بزازان و بازار بقالان مین جابجا سیر اُچکی ودت کرنے لگا

چوتو نام سنکر شیر رہے جابجا یہی بلو ہو گیا کہ کوتوال آیا بڑا نظر باز ہے عیار چالاک صورت دیکھکر پہچان لیتا ہے جس دن
سے عمرو نکل گیا تھا روز صاحبقران کو خبر ملتی تھی کہ جابجا چوری ہوئی کہیں نقب دلگی کہیں قفل کٹ گیا راہ چلتے
مین کسی کی جیب کٹ گئی تو امیر نقصان ہر ایک کا اپنے خزانے سے دلواتے تھے آج صبح کو امیر لشکر میں بیٹھے ہیں کہ ہر
ہر کارون نے پرچہ خیر و عافیت دیا امیر نے ہنسکر فرمایا چورون کے استاد آگئے اب کیون نہ خیر و عافیت ہوگی
عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ تمھارے بعد اسقدر روپیہ مد مین چوری کے دینا پڑا آج خبر خیر و عافیت
آئی عمرو نے کہا انشاء اللہ اُن چورون کو بھی پکڑ دونگا اب کوتوالی چبوترے پر مین جاتا ہون امیر نے حال سعد
پوچھا عمرو نے کہا بادشاہ خیر و عافیت سے ہین اور کیفیت سے آپ کو کیا مطلب ہے امیر خاموش ہو رہے عمرو باہر
نکلا دس بیس پیادے و شاگرد بھی حاضر تھے سب نے سلام کیا باتین کرتے ہوئے کوتوالی چبوترے پر آکر بیٹھے
رزائی جھگڑے کے مقدمے آنے لگے خواجہ کرسی پر بیٹھے ہین کوتوالی چبوترے کے پیادے چند شاگرد جو وہین موجود ہین
عمر زرو رفت اُس ڈونبے کو لیے ہوئے بازار زر فروشان مین آیا ایک طرف ٹھہرا کہ داروغہ زر فروشان کہ بازاری
تحصیلتا ہوا بازار مین آیا جسکے سامنے پہونچا کسی نے پیسہ کسی نے کوڑیان دیدین داروغہ پھرتے پھرتے قریب
ڈونبے والے کے آیا کہا کہ بازاری دلواؤ زرو رفت نے جھلا کر جواب دیا داروغہ صاحب جائیے ہمنے سنا تھا
اس لشکر مین بڑی عدالت ہے یہان تو بقول شخصے اندھی نگری چوپٹ راج صبح سے بیٹھے ہین کسی نے قیمت بھی نہ پوچھی
جاؤ میرے سامنے سے چلے جاؤ ورنہ سارا نقصان تیرے ہی سر جائیگا پیسے کوڑی کیسے جب بکیگا محصول داخل
کرینگے داروغہ نے کہا او گنوار یہ وہ مقام ہے کہ شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین خواجہ عمرو کی کوتوالی کیا مجال
کوئی ظالم کسی مظلوم پر دست تعدی اٹھا سکے تو کچھ نشے مین ہے زرو رفت نے اٹھکر داروغہ کو ایک طمانچہ مارا چپراسی
زرو رفت کو لپٹ گئے گھونسے مارنے لگے داروغہ نے کہا ابھی مارو نہین تم سب صاحب گواہ ہو یہ زبردستی مجھسے لڑا
اگر یہ منت کرتا ہم ابھی تو بازاری نہ لیتے یہ تو مرتا ہے سامنے خواجہ کے لیچلو زرو رفت کہتا ہے مجھے لوٹ لیا داروغہ
نے میری کمر سے روپیہ کھول لیے دہائی دیتا ہوا ساتھ داروغہ کے چلا چیختا ہے غل مچاتا ہے جو راہ مین ملتا ہے اس سے یہی
کہتا ہے کہ داروغہ بڑا ظالم ہے داروغہ کی جان مصیبت مین ہے دیکھیے کس آفت مین جان پڑی صبح صبح اپنے بیگانے
بازاری لوگون سے کہتا ہے یہ تو اس سے پوچھو کہ تیرے پاس کتنے روپیہ تھے بلا سے دو چار روپیہ لے لیے خواجہ
بہت خفا ہونگے فرمائینگے بیوپاریون کو مارتے ہو تمھاری بازار مین کوئی نہ آئیگا مال کا توڑا ہو جائیگا جب کوئی اس سے
پوچھتا ہے تو یہ کہتا ہے میری دھوتی مین پچاس روپیہ تھے داروغہ حیران ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہے یارو کسی نے
بھی روپے دیکھے گواہ بازار کے ساتھ ہین کہتے ہین داروغہ صاحب آپ نہ گھبرائین ہم سب گواہ ہین یہ زبردستی آپ سے
لپٹ پڑا فیلیا ہے لیے مرتا ہے زرو رفت کہتا ہے یارو اسی طرح بازار مین لوٹ لیتے ہو سب ملکر گواہی دیتے ہو
مین تو اپنی جان دے دونگا اب کوتوال صاحب کے ہاتھ انصاف ہے مین صاحبقران کو عرضی دونگا مجھے یون لوٹ لیا
اب گواہ بنائے جاتے ہین اسقدر رویا ہے کہ آنکھین سوج گئین کپڑے اپنے آپ ہی پھاڑ ڈالے زبان پر یہی جاری
ہے مجھے لوٹ لیا مین تباہ ہو گیا اسی طرح شور و غل مچاتے ہوئے کوتوالی چبوترے مین پہونچے خواجہ عمرو بیٹھے ہوئے ہین
کہ ہجوم ہوا عمرو نے کہا یہ کیسا شور ہے چند کس نے بڑھکر کہا ایک گنوار ایک ڈونبہ لیکر آیا ہے داروغہ صاحب کو خود زبردستی
لپٹ پڑا کہتا ہے میرے پچاس روپیہ چھین لیے عمرو نے کہا جلد میرے سامنے لاؤ زرو رفت جھپٹکر چبوترے پر
پہونچا کہا کوتوال صاحب دہائی ہے داروغہ نے مجھے لوٹ لیا عمرو طرف داروغہ کے متوجہ ہوا کہا کیون داروغہ

یہ کیا مہر کہ ہر اب کوئی بیوپاری تمہاری بازار مین کاہے کو آئیگا داروغہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کیا مجال
جو کوئی کسی کو ستا سکے یہ زبردستی مجھکو لپٹ گیا سب نے دیکھا کہ اسنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے مجھکو طمانچہ مارا سب
بازار والے موجود ہین حضور پوچھ لین اگر میری خطا ٹھہرے جو سزا چاہیے دیجیے زود رفت روتا ہوا اور کہتا ہو حضور میرے
پچاس روپیہ فاقے کر کرکے جمع کیے تھے داروغہ نے چھین لیے یہ سب گواہ جھوٹے ہین عمرو کو بھی گمان گذرا کہ داروغہ
نے بڑا ظلم کیا یہ داروغہ ہے سب اسکی طرفداری کرتے ہون تو کیا عجب ہے ادہر زود رفت پچھاڑین کھاتا ہے ہائے مین
تباہ ہو گیا میرے بچے فاقے کرکے مرجائینگے اسی پچاس روپیہ کا روز سودا خریدتا تھا جو نفع تین چار پیسہ علاوہ کھایا
اصل مین ہاتھ نہ لگاتا تھا آج یون تباہ ہوا میری کون سنیگا مین گواہ کہان سے لاؤن گھر مین جورو ماریگی وہ کہیگی کسی
رنڈی کو دے آیا گھر مین کھانا بھی نہ ملیگا بچے تڑپ تڑپ کے مرینگے محلے والے مطعون و بدنام کرینگے کوئی کہیگا
جوا کھیلا کوئی کہیگا رنڈی کو دے آیا عمرو نے کہا اے شخص چپ رہ کیون اسقدر بدحواس ہوتا ہے کیا روپیہ کے واسطے
جان دیگا گواہ تو سے دے زبان تالو سے لگا اگر تیرے روپیہ ثابت ہو گئے ہم ابھی دلوا دینگے نہین تو خزانہ سرکاری
سے ملینگے یا ہم تجھے اپنے پاس سے دینگے کیون جان دیتا ہے ذرا تو ٹھہر یہان انصاف ہوگا تیرا روپیہ ملیگا یہ جو
عمرو نے کہا زود رفت دوڑا کہا کوتوال صاحب خدا آپ کو سلامت رکھے میرے روپیہ دلوائیے ورنہ مرجاؤنگا
میرا کہین ٹھکانا نہین جب یہ عمرو کے پاؤن سے لپٹا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا نہ گھبرا مین ابھی تیرا روپیہ دریافت
کرتا ہون مین سمجھ گیا بیشک تجھپر ظلم ہوا مین ابھی تمہارے دلوانیکی تدبیر کرتا ہون اس عرصے مین زود رفت نے
کمر سے خنجر نکالا کوکھ پر عمرو کی تاک کر مارا عمرو پشت پر ہاتھ رکھے ہوے تسکین دیتا تھا جھک جو خنجر کی ہوئی اسے
یہ کیا کہ کمر عمرو خم ہوا وہ خنجر ران پر عمرو کی پڑا تا بہ استخوان پہونچا عمرو تو گرا اسنے چاہا دوسرا خنجر مارے شاگرد دوڑے
منہ ہٹ زود رفت کمر چبوترے سے پھاند کر مثل برق و باد کے چلا شاگردون نے چاہا پیچھا کرین زود رفت نے
پکار کر کہا یارو میرے پیچھے کہان آتے ہو مین نے تمہارے استاد کو مارا یہ کہتا ہوا نکل گیا اس طرح کا تیرو تمہارے
گرد کو بھی نہ پہونچا شاگرد بیٹھے ہوے بیٹھے آکر دیکھا عمرو بیہوش پڑا ہے یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی
کہ زود رفت نے عمرو کو مارا ہائے یار وفادار کہلے دو رہے فرمایا بخدا اگر اسنے عمرو کو مارا اگر جا کر قلعہ سواد نگار
مین اس ملعون کو نہ مارا تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا ہائے غضب کر گیا تیغ عقرب سلیمانی لیکر چلے یہان
اسوقت آکر پہونچے کہ شاگردون نے عمرو کو اٹھایا دریائے خون مین نہایا ہوا امیر نے دوری سے پکار کر کہا
یار و خیر تو ہے کیا غضب کی بات ہے تم سب صاحب کیا سوتے تھے دن دہاڑے اسنے ایسے مقام پر مارا جہان
ہزار آدمی موجود تھے کوئی اسکو پکڑ نہ سکا شاگردون نے عرض کی خدا نے خیر کی خنجر کوکھ پر نہین پڑا ران پر زخم آیا خنجر
استخوان تک پہونچا خدا نے خیر کی جان بچالی صاحبقران نے فرمایا خواجہ اگر خدا نخواستہ تم قتل ہوگئے ہوتے
تو مین ایک کو زندہ نہ چھوڑتا قیامت برپا کرتا عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے اس سے زیادہ مجھے امید کیا
امیر نے جراحون کو بلایا پٹیان چڑھا کر خواجہ کو شفاخانے مین بھیجا شاگردون سے عمرو نے کہا یارو مین تو بیکار ہوا
ہمتر زود رفت سے مجھکو یہ امید تھی کہ پانچ چار دن اب نہ آئیگا ذلت اٹھا کر گیا ہے مگر اسنے بڑا کام کیا آج مجھکو
ثابت ہوا کہ وہ عیار بھی بلا کا ہے سرمہ جمشیدی تو اب رکھا گیا اب وہ عیاریان کریگا ہزار آدمیون مین سے مثل
برق تڑپ کے نکل گیا کوئی نہ روک سکا یارو خیال رکھنا سب سے زیادہ مجھکو آقا کا خیال ہے ایسا نہو اسپر دست درازی
ہو اب یہ خبر اسکو پہونچی کہ مین بیگیا خنجر ران پر پڑا اگر یہ خنجر کوکھ پر پڑتا شکم چاک ہوتا حافظ حقیقی نے بچا لیا

عمرو داخل شفا خانہ ہوا مگر زود رفت دو شاگرد اپنے یہاں چھوڑ گیا تھا کہ مجھکو مفصل خبر دینا وہ دونوں شاگرد
مفصل خبر دریافت کر کے طرف مینا نگار کے بھاگے جہاں مینا نگار بیٹھا تھا دربار جمع ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ آج حضور
زود رفت عمرو کو مارنے گیا ہے سر لیکر آئیگا بعض کہتے ہیں حضور عمرو بھی بلائے روزگار ہے دیکھیے کسطرح لاتا ہے
ہوشنگیہ کو منایا یہ باتیں تھیں کہ زود رفت ایک غرقی باندھے ہوئے حیران و پریشان آ گئے پہونچا مینا نگار نے
پوچھا کہو صاحب کیا گذری زود رفت نے کہا میں نے جو کہا تھا وہ کیا نہیں معلوم عمرو کا خاتمہ ہوا یا کیا
مینا نگار نے حال پوچھا یہ کیفیت بیان کر رہا ہے مینا نگار کہتا ہے اے زود رفت بڑا کام کیا ہزار آدمیوں کے سامنے
افسر کو مارنا تمہارا ہی کام تھا کہا حضور شاگرد آ گئے وہاں موجود تھے سو دو سو کو تو ادائی چھوڑ گئے پیادے بھی تھے
مگر کوئی میرے قریب نہ آیا دوری سے لینا لینا کرتے رہے میں صحیح و سالم نکل آیا دو شاگرد چھوڑ آیا ہوں کہ مفصل خبر لاویں
وہ دونوں بہ صورت مبدل وہاں موجود ہیں یہ ذکر تھا کہ وہ دونوں شاگرد موسوم بہ نیرنگ و گیرنگ آکر پہونچے کہا
استاد کیا کام کیا ہے ہم تو تعریف نہیں کر سکتے آپ ہی کا دل تھا کہ اس ایسے مجمع سے اتنے بڑے افسر کو مار کر نکلے مگر
آپ کے بعد حمزہ کو خبر ہوئی حمزہ نے کہا کہ اگر میرا یار وفادار مارا گیا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تیغہ عقرب
کھینچے ہوئے کوتوالی چبوترے میں آ گئے شاگردان عمرو نے کہا حضور عمرو زندہ ہے اسکی زندگی تھی کہ آپ کے
ہاتھ سے بچگیا ورنہ آپ نے مارا موت نہ تھی بچگیا دنیا عجب مقام ہے ہر وقت انسان کو عجب طرح کے شعبدے
نظر آتے ہیں امیر نے اپنے سامنے جراح بلا کے ٹانکے دلوائے جہاں جہاں زخم ہیں عمرو اٹھنے کے لائق نہیں ہے
شاگردوں پر اسنے تاکید کی ہے کہ بارے میں تو اس حالت میں ہوں تم میرے آقا کا خیال رکھنا صاحبقران
زماں خود شہامت ہوشیار ہیں مگر شاگردوں پر بھی عمرو نے تاکید کی ہے زود رفت نے کہا میں ابھی جاتا ہوں
اگر آج کل صاحبقران کو نہ خیر لایا بعد صحت عمرو بچہ قابض نہوگا یہ کہکے طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب
لشکر پہونچا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک ضعیفہ کی شکل بنا سوسی کا پاجامہ گاڑھے کی چادر پاؤں میں بھی پیوند
لگے ہوئے میلی کچیلی کرتی ایک لٹھیا ہاتھ میں جب لوگوں کو آتے جاتے دیکھا پکار کر آواز دی یہ بڑھیا کئی دن سے
بھوکی ہے کوئی کچھ دلوا دے اس غریب فقیرنی کی جان بچا لے لشکر صاحبقران آباد رہے یا دولت شاد جدھر سے
یہ کہتا ہوا نکلا کسی نے پیسہ کسی نے کھانا کہیں آٹا چاول جھولی میں بھرے ہوئے پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ
کے آیا دیکھا پردہ اٹھا ہوا ہے خواجہ عمرو بھی لنگڑاتے ہوئے آ گئے ہیں جراح پٹیاں کھول رہے ہیں یہ کیفیت
زود رفت نے دیکھی اسی صورت پر پھرتے پھرتے ایک نخل کے سایہ میں ٹھیر رہا شام کو طرف خوابگاہ
صاحبقران کے پہونچا چار طرف پھرنے لگا دیکھا شاگردان عمرو و گلباد عراقی و منتہ زرک
خطائی گرد بارگاہ پھر رہے ہیں طلائے مقرر کر رکھے ہیں سواروں کو تاکید ہے کہ خبردار رہو ہوشیار رہنا زود رفت
ضرور آیا ہوگا استاد اٹھنے کے لائق نہیں ہیں اگر انکے بعد کوئی آفت آ پڑی عزت عیاری کی جاتی رہیگی زود رفت
بہ شکل ضعیفہ یہ سب باتیں سن رہا ہے زرک نے یہ حکم دیکر پکار کر آواز دی بھائی ابو الفتح میں ذرا بازار بزازان دیکھ آؤں
وہاں تاجر بڑے بڑے رہتے ہیں اگر کسی تاجر کی دوکان لٹ گئی لاکھوں روپیہ کی چوٹ پڑیگی خواجہ کہ چکے ہیں
کہ اب اگر چوری ہوگی نقصان عیاروں سے لیا جائیگا زرک چلا زود رفت نے پیچھا کیا جب خیموں کے قریب
زرک پہونچا زود رفت جھپٹکر قریب آیا بشکل ضعیفہ آواز دی منتہ صاحب خدا سلامت رکھے فقیرنی بھوکی مرتی
ہے آج اس لشکر میں آئی کسی نے پیسہ نہ دیا زرک نے پلٹکر دیکھا ایک ضعیفہ پیر فلک کی نانی لقامت میں لاثانی

گرتی پڑتی آتی ہے دعائیں دیتی ہوئی نہ منھ میں دانت نہ پیٹ میں آنت سمجھا تھا میں بھی گرہ پڑی شکل آ کر کے انھی برق کو ترس آیا جیب سے چونی نکالی ہاتھ بڑھا کر کہا بڑی بی لو یہ تو حاضر ہے بس پلٹ جاؤ بڑھیا نے دعا دی کہ بیٹا جوانی کا سکھ دیکھو آباد رہو بڑھیا جب قریب پہونچی کہا بیٹا دیکھو وہ کچھ دانا بھی کچھ دیتے ہیں برق پلٹا زود رفت نے [illegible] کمند کے گلے میں ڈال دیے برق اترے کمند کھینچا اُسنے حباب مار کے بیہوش کیا برق کو ایک گوشے میں لا کے ڈال دیا رنگ روغن عیاری کا لگا کے برق کی شکل بنا جست و خیز کرتا ہوا ابوالفتح بارگاہ صاحبقران پر موجود تھے اُسنے آگے بڑھ کر پکارا کہ بھائی گلباد کیا کرتے ہو گلباد نے کہا کیوں بھائی کیا ہے برق نقلی نے جواب دیا ای [illegible] گلباد اسوقت میری عقل میں کہ بازار صرافان کا انتظام کر لیا وہاں تو اب کچھ تردد نہیں ہے سوا اسپہدل سے موجود ہیں مگر صاحبقران تو سو گئے ہیں ایسا نہو زود رفت نقب دیکر پہونچے صاحبقران کو چرا لیجائے تو ناک کٹ جائیگی خواجہ عمرو پر بدنامی آئیگی میرا دل چاہتا ہے کہ سرہانے صاحبقران کے جا کر بیٹھوں اگر آپ لوگ غافل بھی ہو جائینگے تو کسی کی مجال نہیں کہ آقا پر ہاتھ ڈال سکے ابوالفتح بہت خوش ہوا کہا بھائی کیا مضائقہ ہے مگر زود رفت چلا دروازے پر آ کے دیکھا مہرام گردن خاقان چین کرسی پر بیٹھا ہے مہرام نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے اُسنے کہا میں ہوں برق ای مہرام سب نے باہر انتظام کیے میں اندر جا کر بیٹھوں ایسا نہو زود رفت نقب دیکر چلا آئے تیری اُسکی دیکھو چلیے کہ خواجہ عمرو کو خنجر مار کر نکل گیا کوئی پکڑ نہ سکا مہرام نے کہا اچھا زود رفت پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا چار خدمتگار چنپی کر رہے ہیں نفیر خواب صاحبقران بلند۔ زود رفت نے [illegible] ان چاروں خدمتگاروں سے کہا تمنے تمباکو بھی کھایا چاروں نے جواب دیا بھائی شام سے نوکری پر ہیں ہاں کہاں ممکن زود رفت نے ایک ایک گلوری چاروں کو دی چاروں نے گلوریاں کھائیں چاروں بیہوش ہوئے زود رفت نے چاروں کی ٹانگ پکڑ کے کھینچا نیچے پلنگ کے ڈال دیا آپ برابر صاحبقران کے آ کا کانٹے سے دو شالہ ہٹایا تکیے میں دارو بیہوشی پکڑ کر برابر دماغ کے لگا دیا امیر نے ادہر سانس کھینچی چھینک مار کے بیہوش ہو گئے زود رفت نے بہ تعجیل تمام بشتارہ صاحبقران کا باندھا اب سوچا کدھر سے نکلوں سب طرف سوار و پیدل پھر رہے ہیں سر نکال کر پردے سے آواز دی ای مہرام پشت کے سواروں کو منع کرو غل نہ مچائیں آرام میں آقا کی فرق آتا ہے ابھی آنکھ کھول کر فرمایا تھا مہرام نے آواز دیکر سواروں کو ہٹا دیا اب زود رفت نے بشتارہ پشت سے لگایا پارچہ چاک کر کے نکلا مگر عمرو اُس حال میں کہ پاؤں سے اٹھا نہیں جاتا غش میں پڑے تھے کہ خواب میں دیکھا کہ صاحبقران فرماتے ہیں کہ خواجہ ہماری خبر نہ لوگے عیار ہمکو لیے جاتا ہے بس خواجہ عمرو گھبرا کے اٹھے جراحوں نے ہر چند منع کیا کہ آپ اٹھیں نہیں ایسا نہو ورم آ جائے عمرو نے کہا یارو اس زخم کو آگ لگے مجھے ایسا مجبور کیا کہ میں آج کل اپنے آقا سے بیخبر ہوں شاید زود رفت [illegible] ہو گیا ابھی میں نے یہ خواب پریشان دیکھا کہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ عیار مجھکو لیے جاتا ہے اسوجہ سے میں رو رہا ہوں یہ کہکے عمرو نے عصا اٹھایا لنگڑی ٹیکتا ہوا چلا راہ میں ایک مقام پر دیکھا کوئی پڑا ہے عمرو نے قریب آ کے دیکھا برق خطائی بیہوش پڑا ہے بس خواجہ عمرو کا ماتھا ٹھنکا [illegible] خطائی کو ہوشیار کیا عمرو نے کہا ای برق یہ کیا معرکہ گذرا برق نے کہا عجب سانحہ ہوا ایک ضعیفہ فقیرنی میرے پاس آئی اُسنے مجھکو بیہوش کیا عمرو نے کہا وہ زود رفت تھا تمہاری شکل بن گیا معلوم ہوتا ہے آقا کو گرفتار کر لیا خدا نخواستہ اگر لیگیا تو بڑا غضب ہوا یہ کہکے برق کو ساتھ لیے ہوئے پشت بارگاہ پر پہونچا تھا کہ دیکھا ستمگر زود رفت بشتارہ بدوش نکل کر کھڑا ہوا ہے نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہے کہ کس طرف سے جاؤں

یزک نے کہا اُستاد بڑھکر روکون عمرو نے کہا غضب ہو جائیگا پھر کسی کے روکے نہ رکیگا یہ کہکے عمرو بھاگا پاؤن سے
خون بہتا ہوا لشکر سے نکل کے ایک نخل کے سائے مین حلقۂ کمند لگا دیے یزک سے کہا تم جا کے لیٹ رہو اگر وہ راستہ
بھولے گا ہو اِدھر ہی آئیگا مین پکڑ لونگا یزک تو اُدھر گیا عمرو گوشے مین چھپکر بیٹھا یزک نے جا کر غل مچایا کہ یارو دیکھو
زود رفت جاتا ہے صاحبقران کو لیے ہر جانے نہ پائے غل جو ہوا عیار دوڑے زود رفت بھاگا گلباد نے
بڑھکر مقابلہ کیا برس پڑا زود رفت نے خالی دیے وہ کیے کترا کر سر پر ہاتھ مارا گلباد زخمی ہوا لڑکھڑا کے زمین پر گرا
زود رفت نے چاہا کہ سر کاٹ لون یزک نے دور سے دیکھا دہین سے پتھر مارا اور زود رفت نے دیکھا پشت
پر سے اور چند عیار آتے ہین سوچا کس کس سے لڑونگا نکل جاؤن جست کرتا ہوا قریب اُسی درخت کے آیا پیچ حلقون مین
پاؤن رکھے عمرو نے جھٹکا مارا زود رفت گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا عمرو گھٹنہ ٹیک کے جھپٹا کہ جا کے مارون
زود رفت تو برق جہندہ ہے تڑپ کے اُٹھا چاہا پشتارہ لون عمرو نے ہاتھ رکھدیا زود رفت نے چاہا خنجر مارون سر
عمرو کا اُڑا دون عمرو خم ہوا خنجر خالی گیا زود رفت جھونک مین جھکا عمرو نے تیغہ مارا سر زود رفت پر پڑا اسنے
اپنے کو گرا دیا لوٹ مارکر پھر کھڑا ہوا اور دیکھا پشت سے چالیس پچاس پیک چلے آتے ہین اب زود رفت گھبرایا کہ اگر
ٹھہرونگا پکڑا جاؤنگا ناچار یہ کہکے بھاگا کہ اے ساربان زادے مصرع خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی ✦ یہ کہکے
جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا یہان خواجہ عمرو کے پاؤن سے اسقدر خون جاری ہوا کہ صاحبقران کے
قدمون پر سر رکھدیا غش آگیا بہرام وغیرہ آکے پہونچے دیکھا صاحبقران بیہوش پڑے ہین عمرو کا سر قدمون پر
سب نے کہا دیکھو یارو آقا کی یہ محبت دل مین ہے خیر خواہی عمرو کے آب و گل مین ہے درد سے بیہوش ہوے سر
پاؤن پر آقا کے ہاتھ پشت پر محبت اسی کا نام ہے بہرام نے صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھین کھولکر دیکھا
خواجہ عمرو بیہوش پڑے ہین خون اسقدر پاؤن سے جاری ہوا خون کا تھالا بنا ہوا ہے امیر نے فرمایا یہ کیا معرکہ ہے
بہرام نے عرض کی حضور ہم سب غافل تھے مہتر زود رفت بشکل یزک خطائی آیا اندر بارگاہ کے گیا آپکو بیہوش کیا
خواجہ شفا خانے مین سو رہے تھے آنکھ کھولی ہاے کہکر دوڑے آپکو مہتر زود رفت لیجاتا تھا مگر خواجہ نے اُسے روکا
اُسنے کئی خنجر مارے مگر خدا نے اُنکو بچایا دعوی سپاہگری یہ ہے کہ بیٹھے بیٹھے وار خالی دیے اُنکی چوٹ نہین کھائی مگر
دوڑنے کے صدمے سے انکو زخم پھٹ گیا امیر نے ہوشیار کرکے فرمایا خواجہ تمہین میرا حال کیونکر معلوم ہوا عمرو نے
کہا مین نے خواب مین دیکھا کوئی صاحب فرما رہے ہین کہ تیرے آقا کو مہتر زود رفت لیے جاتا ہے جلد اُٹھکے پہونچ
مین اُٹھکر دوڑا پھر دل مین تاب نہ رہی شکر ہے کہ آتے ہی اُسکو پایا لیجا نہ سکا اگر ای شہریار بلاے روزگار ہے یہ حضور گرفتار
کرلیجاتا کہا تک مین حفاظت کرونگا اس عارضہ پانے سے بہت بیقرار گیا ہون اسکے سبب سے خود طلا لیے پہنین آہستہ
ان سب صاحبون سے کسقدر سمجھا گیا تھا مگر کسی کو بھی خیال نہ رہا بدی جادو و مکر کا کھایا پہلے اُسنے یزک خطائی
کو پکڑ لیا اُسی کی شکل پر آکے عیاری کی عیاری اُسکی بن پڑی مگر پایا اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہے یا میری قضا اسکے
ہاتھ سے بڑے بلاے روزگار سے سامنا پڑا ہے کسی بات مین کم نہین جست و چالاک جیسا کہ دیکھو زخمی اُسنے کس
طور سے کیا کسی عیار کا یہ حوصلہ ہے کہ دن دہاڑے سر کوتوالی چبوترہ اگر یہ حرکت کر گذرتا اُسنے اپنے نزدیک
مارڈالا موت نہ تھی اس سے وہ ناچار ہوا آپ صحیح و سالم نکل گیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ کچھ کھٹکے ہو خدا تمکو
صحت دے درد پانے سے بہت پریشان کیا مگر ہی ہو تم کتنا اُٹھا کر عمرو نے کہا یہ تو کبھی نہ ہو سکیگا جب خبر تری کچھ
سُن پاؤنگا ضرور دوڑونگا امیر نے خواجہ کو شفا خانے مین پہونچایا آپ بارگاہ مین تشریف لانے جاؤن کو

بلا کے پھر تاکید کی جلد زخم کو خواجہ کے اچھا کرو جراحون نے عرض کی غلام عقدے مین خواجہ کے بجھا انشاء اللہ جلد اچھے ہو جائینگے یہ جان بخش لشکر اسلام مین کون ایسا ہی جسپر عمرو کا احسان نہین ہی یہ ذکر تھا کہ جواہر بن عمرو آکر ہمرکاب صاحبقران نے فرمایا اے جواہر خیر تو ہی عرض کی اے شہنشاہ کیسی شان ایسا معرکہ گذرا کہ سارا لشکر انتشار مین ہی قبلہ و کعبہ مجھے کچھ ایسا فرمایا کہ شاہ کا باغ دلم دنج ہوا پھر خواجہ کے ساتھ شہنشاہ تشریف لیگئے پلنگ نہین آئے رو رہے گذرے ہین یہ سنکر امیر نے جواہر کو ساتھ لیا شفاخانے مین تشریف لائے عمرو کے سامنے سب حال کہا عمرو نے کہا مین نے باغ مین ملکہ کے چھوڑا اب شاید کوئی افتاد پڑی اے جواہر اُس باغ مین جاؤ جاکر دریافت کرکے کوشش کرو مین اس حال مین ہون اسپر بہتر زود رفت کی تیز پائی آٹھ پہر جھگڑا در پیش ہی اگر یہ معاملات نہوتے تو مین خود جاتا جواہر یہ کہکر چلا آپ کے تصدق سے پتا لگاؤنگا خدا چاہیگا تو لیکر آؤنگا مگر بقول حضور کوئی افتاد ضرور پڑی کسی درانداز نے فساد برپا کیا یہ کہکر جواہر گیا جو نشان خواجہ نے بتایا تھا اُس باغ کی تلاش مین چلا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایے مین دو نقابدار کھڑے ہین جواہر کو دیکھکر آڑ مین ہو گئے جب نقابدارون نے نخل کی آڑ پکڑی جواہر کو اسوقت کھٹکا ہوا آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ اے نقابداران عالی مقدار مین کسی کا جاسوس نہین ہون ذرا ٹھہر جایئے مجھسے اپنے کو نہ چھپایئے مجھے بھی ایک آوارہ محبت اور یار کی خبر پوچھنا ضرور ہی دل تردد منزل ناصبور ہی نقابدار سامنے آگئے جواہر نے سلام کیا دیکھا دونون نقابدارون کی آنکھون سے زیر نقاب اشک حسرت جاری ہین ایک زیادہ بیقرار ہی ایک سمجھاتا ہی مگر روتا جاتا ہی جواہر نے کہا آپ کو معلوم ہی باغ ملکہ ماہ عالم افروز کا کس مقام پر ہی نام باغ کا سنکر وہ نقابدار بیست رویا ہچکی لگ گئی اُس بیتابی مین منہ سے یہ اشعار جاری ہوے نظم

ہر دم ہی دل کو ابروے خمدار کا خیال
سیرا تو یار کو ہی مجھے یار کا خیال
بجلی سی ایک آنکھون کے نیچے چمک گئی
کیا بد بلا ہی گیسوے دلدار کا خیال
حسرت سے دیکھ لیتا ہون مین چاند کیطرف
جب سے بجا ہی اک گل بیخار کا خیال
نظرون مین لو رب گل شاداب خار ہین

آنکھون پھری ہی گو شب دلدار کا خیال
کرتا ہی قتل یار کی تلوار کا خیال
ایسا مین محو جلوۂ رخسار ہو گیا
آیا جو شب کو جلوۂ رخسار کا خیال
دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہی
آتا ہی جب مجھے ترے رخسار کا خیال
کافی ہی ایک جنبش ابرو براے قتل
جب سے ہی دل کو اک گل بیخار کا خیال

بلبل کو بھولتا نہین گلزار کا خیال
سچ تو یہ ہی کہ تب ہی ملاقات کا مزا
رہتا ہی خواب مین بھی مجھے یار کا خیال
سودا ہوا تصور زلف سیاہ سے
اللہ رے تیرے طالب دیدار کا خیال
بلبل ترے ترانے مین کانون کو نا پسند
اے ترک ہی عبث تجھے تلوار کا خیال

یہ اشعار اُسطرح نقابدار نے پڑھے جواہر دلتنگ اور کہا حضور براے خدا حال اپنا مفصل بتایئے مین نے کیا پوچھا آپ نے کیا فرمایا مین نہین سمجھا جو نقابدار سمجھا رہا تھا اُسنے کہا اے عیار طرار پہلے تو اپنا نام و نشان بتاؤ تو پھر ہم بھی اپنا نام و نشان بتائین جواہر نے کہا مین بادشاہ اسلام کا عیار ہون اُنھین کی تلاش مین نکلا ہون آج تین دن ہوے اس صحرا مین مارا مارا پھر رہا ہون باغ نہین ملتا نہین معلوم باغی اُس گل گلزار صاحبقرانی سے کیونکر ملنا ہوئین آپ نے نام بادشاہ سنکر پھر اُسی نقابدار نے آہ کی اور یہ اشعار پڑھے نظم

درد یکہ بدرمان تو بیرون رود از دل
آندم کہ خیال لب میگون رود از دل
گیرم کہ بمرہم بہم آید دہن زخم
ہرناوک آہے کہ بگردون رود از دل

صد حیف کہ آن درد بافسون رود از دل
وز بسکہ بدل زخم تم خوردم و رفتم
آن لذت پیکان تو امروز چون رود از دل

ارباب نظر را بہ یقین قطع حیات است
تا حشر تہ خاک مرا خون رود از دل
مخفی جگر چرخ شگافد ز سر درد

یہ اشعار پڑھ کے جواب دیا ہی بیشک شہنشاہ عالی وقار تجھکو دیکھکر دل کو بیقراری آنکھون کو اشکباری اُنکی تلاش مین کو نکلا ہر اے کیا کہون جس بدنصیب کا تو نے پہلے نام لیا اُس باغ کے

گل بوٹے خارِ صحرا ہوگئے ہر نخل آہ و دل دوز ہوگیا جسوقت شاہ اُس باغ سے نکلے ایک کنیز بے تمیز نے صمصام
جنگ آزما کو خبر دی وہ ملعون ابلیس کا سردار تھا اُس معشوقہ سے دعوی عشق رکھتا تھا اسی خیال مین اُس شہریار کو
گھیر لیا وہ اکیلے خوب لڑے سنا ہی کہ تین سو آدمی اُنکے ہاتھ سے مارے گئے آخر بجبر اُنکو گرفتار کر لیا قلعہ ابلیس پرستان
مین لیگئے ایک رسالہ باغ پر بھیجا کہ اُس بدنصیب کو بھی گرفتار کر لاؤ خدا بھلا کرے ایک نقاب دار پلنگینہ پوش آیا
قریب جا نکر بچا لیا لشکر اسلام کا پتہ دیگیا یہ سمجھا گیا کہ تم لشکر اسلام مین چلی جاؤ ڈھونڈتے ہوے اسی صحرا مین مارے مارے
پھرتے ہین نشان لشکر نہین ملتا ہی جواہر حال پر ملکہ کے بہت رویا کہا حضور آپ لشکر اسلام کیطرف جائیے یا اسی مقام پر
تامل کیجیے اب مین قلعہ ابلیس پرستان مین جاتا ہون اگر عیاری بن پڑی اور خدا نے مدد کی تو شہریار کو لیکر
آتا ہون یا جان قدم اقدس پر نثار کرونگا ملکہ نے کہا بھیا خدا تمہارے ارادے کو پورا کرے کہ تم شہریار کو جاکر
رہا کر لو مین اکیلی کیونکر لشکر مین جاؤن اور کیونکر اُن لوگون کو روے سیاہ دکھاؤن تمہارا جو ساتھ ہوگا جہان بٹھا دوگے
اسی گوشے مین یہ بدنصیب بیٹھی رہیگی مین اسی صحرا مین ہون تم جاؤ پتیان کھاکے بسر کرونگی تمہارا انتظار کرونگی
جواہر نے کہا مین نے آپ کی وجہ سے نشان پایا رخصت ہوتا ہون ملکہ نے ہاتھ اُٹھا کر ہزارون دعائین دین کہ خدا
تمھین مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے جواہر طرف قلعہ ابلیس پرستان کے چلا بعد قطع منازل و طی مراحل
سامنے قلعہ ابلیس پرستان کے پہونچا بیرون قلعہ دامن صحرا مین ٹھہرا خیال یہ ہی کہ کوئی شخص آئے تو حال قید شاہ
دریافت کرون تب اندر قلعے کے جاؤن بشکل مسافر بیٹھا ہی کہ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا ایک جادوگر یہ منتر جپتا ہوا
چلا آتا ہی جواہر نے پکار کر آواز دی بھائی کہان جاتے ہو ساحر قریب آیا جواہر بن عمرو نے کہا بھائی کہان
رہتے ہو ہم نوکری کی تلاش مین آئے ہین کہا آج کل یہان بھرتی جاری ہی یہی خبر سنکر چل نکلے خبر سنی کہ قلعہ
ابلیس پرستان مین بھرتی جاری ہی مسلمانون پر لشکرکشی ہی ساحر نے کہا مسلمانون سے مقابلہ سوادنگار پر پڑا ہی مینا نگار
جادو مسلمانون سے برسر جنگ ہی ہمارے خداوند کا شاطر مہتر زود رفت بیس بائیس سرداران مسلمان گرفتار بھی کر لایا
اب حمزہ و عیار حمزہ کا گرفتار ہونا باقی ہی بدنصیبی مسلمانون کی دیکھی کہ اُنکے بادشاہ آوارہ ہوکر اسطرف آنکلے آخر
گرفتار ہوے ہمین آٹھ پہر مہلت نہین ملتی ہی قدرت کا حکم ہی ایسا نہو کوئی قیدی رہا کرکے لیجائے جواہر بن عمرو نے پوچھا
تمہارے افسر کا کیا نام ہی اُس نے کہا مفہوم جادو چالیس جادوگر ہمارے افسر کے ماتحت مقرر ہین ہر چند کہ وہ قید
مین ہین مگر رعب و دبدبہ و صولت شوکت اُنپر ختم ہی اسوقت ہمارے افسر مفہوم جادو نے کہا جاکر قلعہ سوادنگار
سے خبر لاؤ کہ امیر عمرو پکڑے گئے یا ابھی کچھ جھگڑا باقی ہی قدرت تو تقدیر کر چکے کہ سب مسلمانون کا خاتمہ ہاتھ سے
مہتر زود رفت کے ہوگا مہتر زود رفت کے ہاتھ سے عمرو کی قضا ہی آج کل مین خاتمہ ہو جائیگا جواہر نے کہا
بھائی تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے متین جادو کہتے ہین جواہر نے کہا اب تم کب پلٹ کے آؤگے اُسنے کہا
آج ہی جاؤنگا شب کو چلا آؤنگا جواہر نے باتون مین متین کو لگا کے بیہوش کیا اُسی کی صورت بنکے شہر مین آیا جس نے
دیکھا اُسنے پوچھا میان متین کہان گئے تھے سب کو جواب دیتا ہوا جواہر بن عمرو در قید خانے پر پہونچا مفہوم
نے پوچھا کیون متین ہو آئے متین نے دست بستہ عرض کی حضور مین قلعے تک نہین گیا راہ مین مجھکو ہرکارہ وہان کا ملا
اُس سے خبر پوچھی ابھی امیر عمرو گرفتار نہین ہوے مہتر زود رفت صاحب کوشش کر رہے ہین کئی عیاریان
ہوئین مگر عمرو گرفتار نہین ہوا اب دو چار دن مین مہتر صاحب گرفتار کر لینگے مفہوم جادو چپ ہو رہا سب حال پوچھنے لگے
جواہر نے کہا اور حالات کی مجھے کیا ضرورت تھی جو مین دریافت کرتا اصل المطلب کو پوچھ لیا اتنا دریافت ہو گیا

کہ ابھی امیر دعمر و گرفتار نہیں ہوئے مگر فکر ہو رہی ہے مہرزاد و رفعت کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے نتیجا سب سے جواہر باتیں کر رہا ہے دروازہ جو قید خانے کا کھلا بادشاہ کو دیکھا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں سلسل وطوق میں نیچے قاق ہو گئے ہیں آنکھوں میں حلقے چہرے پر زردی ہونٹوں پر خشکی آنکھوں میں تری حواس میں ابتری جواہر کا دل بھر آیا آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کام کے چیلے سے اپنے کو اندر پہونچا یا دروازہ بھیڑ دیا قدموں سے لپٹ کر خوب رویا بادشاہ نے پوچھا کون کہا میں غلام ہوں حضور کا جواہر بن عمرو آپ کے نہونے سے لشکر میں قیامت برپا ہے ڈھونڈھتا ہوا حضور کو یہاں تک پہونچا یہ شہر ساحروں کا ہے گلی کوچے جادوگروں سے معمور آج شب کو تقریب میں شراب کی ان سب کو بیہوش کرونگا خدا چاہیگا تو آپ کو یہاں سے لیچلونگا اگر کسی کو بھی خبر ہوگئی تو غضب ہوا جادوگر ضرور چھپا کر رکھینگے چاہتا ہوں اسطور سے لیچلوں کسی کو خبر نہو بادشاہ نے سر جھکالیا فرمایا کہ اے جواہر تمنے بڑا کام کیا کہ یہاں تک پہونچے خدا تمھاری عیاری پوری کرے باتیں کرکے بادشاہ سے جواہر باہر آیا دوڑ دوڑ کے سب کام کرنے لگا کسی کو حقہ بھر دیا کسی کو پانی پلایا یہ بھی دریافت کرتا جاتا ہے کہ ہم چالیس آدمیوں کے واسطے شراب سرکار سے آتی ہے ایک نے کہا اے بھائی ایک ایک اد حاسب کے واسطے آتا ہے ہمارا دل بھی نہیں بھرتا شراب کے پیے تڑپا کرتے ہیں جواہر نے کہا بھائیو آج چندہ جمع کرو ایک ایک آنہ ملائیں چالیس آنے کی شراب لائیں بڑے میونے سے منگائینگے ایک گھڑا ملیگا خوب دل بھر کے پیئیں گے یہ بات سب کو پسند آئی جواہر نے کہا مفہوم جادو سے کہا آپ کیا پرورش کرینگے ارادہ ہے آج شراب اڑے مفہوم جادو نے کہا تم سب نے ایک ایک آنہ دیا ہے میں ایک روپیہ دونگا متین نقل نے کہا لو بھائیو خوب ڈھلے گی آج بڑی کیفیت ہوگی ہم سب کی خدمت کرینگے سب نے کہا اے متین آج تمھاری وجہ سے خوب جلسہ ہوگا ورنہ یہاں شراب کا چرچا کہاں ایک ادھا آیا وہ کھانا کھا کے پی لیا بعد کھانے کے نشہ بھی نہیں ہوتا تھا آج مزے ہونگے شام تک یہی ذکر رہا شام کو سب نے پیسے جمع کرکے میاں متین کو دیے متین گئے جاکر دو گھڑے شراب کے لیے مزدور پر لدوا کے لائے سب جادوگر خوش ہوگئے جواہر نے سب کو قاعدے سے بٹھایا کہا ہم سب کو شراب پلائینگے آج کچھ گا ئینگے یہ کہکے گنگنانے سب لے کہا متین کیا تمھیں گانے میں بھی دخل ہے جواہر نے کہا بھائی گانا رونا کسکو نہیں آتا کچھ سن پڑیگا دونگا یہ کہکے بیٹھے اقر صاحب کو جام دیا اور یہ غزل گائی غزل

چشمک زنی بھی دل بیتاب پر نہ تھی
تھی شوخی نگاہ مگر اس قدر نہ تھی
ساری جفا میں وقت ستم تھیں شریک یار
دل ہی کو ڈھونڈھتی تھی تلاش اثر نہ تھی
شرمندہ خوب نالۂ شب گیر نے کیا
دل میں کسی کے کوئی تمنا مگر نہ تھی
یوں تو قلق تھا دل کو شب وعدہ شام سے
تقدیر تھی مری تری ترچھی نظر نہ تھی
کیا جانتے تھے بھولوگے دیکھو تم ابھی یاد
شب کو صدائے نعرۂ دخت اثر نہ تھی

وقت تھی آنکھ ہوش ربا اک نظر نہ تھی
آ گئے یہ طرز خندۂ زخم جگر نہ تھی
دل بھی تڑپ رہا تھا جگر بھی فراق میں
ہاں اک مری دعا وہ ادھر تھی ادھر نہ تھی
کیوں ہاتھ سے فلک کے مٹے بنکے نقش پا
ہمسر کسی نہو کوئی ایسی سحر نہ تھی
تھی سے انکی کب دل بیتاب گر پڑا
جو صبح ہوئی تھی وہ تڑپ رات بھر نہ تھی
گم ہو کے گیسوؤں میں نہ ملتا یہ کسطرح
تم کیا خبر نہ لوگے یہ ہمکو خبر نہ تھی

دل کو مرے خبر تجھے دل کی خبر نہ تھی
گھر کر گئی ان آنکھوں میں میری تڑپ خود
اک درد عشق تیری توجہ کو عمر نہ تھی
دل سے مرے نکلکے مری آہ نارسا
کیوں خاک میں ملاتے کو وہ رہگذر نہ تھی
یوں جا بہ تر گذر گئی تو اوج شب وصال
عاشق کا حظ نہ تھا مگر نامہ بر نہ تھی
سیدھا بنایا لاکھ نہ سیدھی ہوئی کبھی
دل تھا ہمارا آپ کی پتلی کمر نہ تھی
صحرا کے کوے یار سے کہا جاہد باجلال

اسطور سے جواہر نے اس غزل کو گایا نشہ میں شراب کے سب جھومنے لگے

غرض باتین کے گھڑا بھر رہا ہے مفہوم جادو بھولا ہوا کہتا ہے اے شمین آج کیا جلسہ جمایا جواہر کہتا ہے آپ بہت خوش ہونگے سب صاحبون کی خدمت کر کے جاؤنگا مفہوم کہتا ہے بھائی شمین کہان جاؤگے تمھاری وجہ سے بڑی رونق ہے شمین نقل کہتا ہے حضور ابھی آپ نے کیا دیکھا مین نے اپنے حال ظاہر نہین کیے چربی کی شمع ڈھالتا ہون آنکھون مین چربی نہ چھانے لیے بھی دیکھکر خوش ہو جائے جب شمع روشن ہو یہ معلوم ہو شعلے پر پری ناچ رہی ہے مفہوم نے کہا بھائی کل یہ بھی بنانا جواہر کہتا ہے اچھا خیر سے گزرے پھر رات رہے تک وہ شراب سب کو پلائی مفہوم بیٹھے بیٹھے بڑبڑانے لگا کہا کیون میان شمین شراب ہو گئی شمین نے کہا اب تو قطرہ بھی نہین مفہوم جھنجلا کر اٹھا کہتا ہوا کہ مین بتلاتا ہون سب کو پلاؤنگا سرکار خداوندی سے رحمت ہوگا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا سب لپٹا لپٹا کیسے اٹھے جو اٹھا جہان سے اٹھا ہو کے بھل گرا بیہوش ہوا جب سب بیہوش ہو چکے جواہر نے خنجر کھینچا کہ ان سب کو قتل کرون خیال مین آیا کہ اے جواہر غضب ہو جائیگا انکے مرنے کی علامت برپا ہو گی آواز گیر و دار آنے لگیگی ساحر تمام شہر کے دوڑ پڑینگے یہ بھی دیکھا تھا کہ کوتوال شہر طلایہ دیتا ہوا اسطرف آیا تھا اسنے جب آواز دی مفہوم نے جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہین تب وہ چلا گیا اے جواہر اگر اسنے گھیرا تو غضب ہوگا یہ سوچکے کسی کو ہاتھ نہ لگایا قید خانے مین آیا بادشاہ سر زنجیر بخم کیے بیٹھے شیدا محبوب مین بیقرار یہ اشعار عبرت آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری

نظم

رنگ حیرت سے زمانے کو بدلنے نہ دیا
لاکھ احسان جفا ہے یہ گرانباری کے
نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے نہ دیا
دل مین جو کچھ تھا وہ کہ ڈالتے ستم عشق
نازکی نے اسے گلشن مین ٹہلنے نہ دیا
آہ تک کر نہ سکے محفل جانان مین فلک
ہوش کہتے ہین کہ آگے ہین چلنے نہ دیا
ملگئے خاک مین ہر چند اٹھے اٹھ نہ سکے
رنگی کچھ طپش شوق اچھلنے نہ دیا

مدتون ضبط نے اشک آنکھ سے ڈھلنے نہ دیا
دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے نہ دیا
اشک نے شمع کے پروانے کو شکوہ ہجر کی
آگیا ہوش ذرا غم کو ابلنے نہ دیا
کبھی نالے نے دکھائی نہ بہار تاثیر
یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے نہ دیا
تھی جدھر بزم مین آنکھ اسکی ادھر تھی پھری
تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے نہ دیا

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا
پھر جو نظرون سے گرایا تو سنبھلنے نہ دیا
کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو
کیون لگی میری بجھائی ابھی جلنے نہ دیا
کبک و طاؤس مین تلوار مقرر چلتی
شجر اے عشق دیا پھر نے پھلنے نہ دیا
دل ہر شاکی کا دھر مجھکو نہ بھیجا پہلے
بخت نے گردش ساغر کو بدلنے نہ دیا
بام پر آئے تھے وہ ہم بھی دین تھے جلال

جواہر کا دل بیقرار ہو گیا عرق کی غلام آ پہونچا جواہر جھک کر پاؤن کاٹنے لگا بادشاہ نے فرمایا اے جواہر مین پانون جاؤنگا جواہر نے ظاہر مین اچھا کہا دل مین سوچا کل بڑی راہ مین کوتوال ضرور ملیگا مین اپنے کو بچاؤنگا یہ فرزند صاحبقران ہین جرأت کو کام فرمائینگے بیشک گرفتار ہو جائینگے اگر مین بھی کسی بلا مین پھنسا لشکر مین کون خبر پہونچائیگا یہ سوچکے عطر بیہوشی نکالا بادشاہ کو سنگھایا بادشاہ بیہوش ہوئے جواہر نے قید آہن جسم سے دور کی پشتارہ باندھ لے نکلا آپ بارے شاطری مارتا ہوا جاتا ہے گلی کوچے طے کرتا ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا کوتوال شہر آتا ہے جواہر ایک گوشے مین چھپ گیا جب کوتوال نکلگیا جواہر گرتا پڑتا ہوا جدھر ویرانہ تھا اسطرف آیا دیوار شہر پناہ کی نقب کھود کر اسکے نیچے نکلنے بھر کا راستہ بنایا اس طرح شہر سے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہے صبح ہو گئی کچھ دن چڑھا تھا کہ دور سے دیکھا ملکہ ماہ عالم افروز گلچہرہ وزیرزادی نقاب مین چہرے پر جنگل مین پھر رہی ہین حیران پریشان اگر کچھ پھل پایا کھایا نہ ملا یون ہی سیر کی خالی جھیل سے پانی پی لیا نوبت بجان کار دیا آنکھون کبھی شکایت نکلی کبھی کہا اے گلچہرہ کچھ کسی نے کیا خوب اشعار کہے ہین اشعار

غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ بیش از مرگ درمان خواہ درد شود
روز نومیدی چو آید آشنا دشمن بود
گر طبیبش بو علی باشد دوا دشمن شود

فلک ہمارا دشمن ہی کوئی رہبر نہیں صحرا راہزن ہی نہیں معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری گلچہرہ کہتی ہی داری یہ فرزند
عمرو بحر انشاء اللہ بادشاہ کو لیکر آئیگا کہ گلچہرہ کی نگاہ پڑی جواہر دوڑا ہوا آتا ہی پشتارہ دوش پر کہا مجھے حضور
جواہر آتا ہی پشتارہ بھی دوش پر ہی ساحرون سے یون عیاری کرنا اسی کا کام تھا پکار کر آواز دی بھتیا جواہر ہم یہین
موجود ہین جواہر دوڑا جھک کر سلام کیا ملکہ نے خوشی مین گھوڑے سے کود کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا جواہر نے ہرچند
جواہر نے نہیں نہیں کیا ملکہ نے جواہر کے گلے مین ڈالدیا تختہ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا ملکہ جوش محبت مین
قریب آکہتی کہا بھتیا انکو ہوشیار کرو جواہر کو بھی خیال تھا کہ بیہوشی دیے عرصہ ہوا ایسا نہو دم ختم ہو جائے ہوشیار کیا
ملکہ سرہانے بیٹھ گئی ہین گلچہرہ تلوے سہلا رہی ہی بادشاہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے مسیحا کو پایا اُٹھ بیٹھے کہا کیون
جواہر تمنے اپنا کہنا کیا ہمکو یا کون پالکی نہ لائے جواہر نے عرض کی حضور نہ آسکتے راہ مین جابجا ساحرون کا
جماؤ تھا مین نہیں معلوم کس مشکل سے آیا ملکہ بھی بادشاہ سے اپنی مصیبت بیان کر رہی ہین کہتی ہین ای شہریار
بسبب نابلد ہونے کے دو دن سے اسی صحرا مین گذرے بادشاہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہ اس صحرا مین اس پردہ دار
مستورہ و نعم پر کیا گذری ہوگی جواہر نے کہا ابھی پانچ کوس آتا ہوا ہی مین تو دوپہر مین آیا ساحر کمند بھیر مین آ سکتا ہی
ایسا نہو کوئی ڈھونڈھتا ہوا آجائے تو مشکل پڑے یہ ٹھہری کہ ملکہ کی مادیان پر بادشاہ سوار ہون ملکہ و گلچہرہ ایک
مادیان پر سوار ہون یہان تو یہ صلاح ہو رہی ہی مگر وہان صبح ہوتے کوتوال اُدھر سے گذرا آواز دی ہوشیار ہو کسی نے
جواب نہ دیا جب تو کوتوال آگے بڑھا دیکھا یہان مفہوم اوندھے پڑے ہین سب جادوگر بیہوش جب تو کوتوال
نے جھلا کر مفہوم کو ایک لات ماری کہا سبحان اللہ اسی منہ پر دعوی نگہبانی دروازہ قید خانے کا کھلا پڑا ہی ہتھکڑیان
بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین قیدی ندارد مفہوم نے گھبرا کر آنکھ کھولی کوتوال کو سر پر پایا کہا کیون کوتوال صاحب مین نے
کیا خطا کی کہ جو آپ نے ہزارون باتین سنائین کوتوال نے کہا او گدھے اسی طرح نگہبانی کرتے ہین قیدی کیا ہوا مفہوم
کے ہوش اڑ گئے دیکھا سب جادوگر موجود ہین تین جادو نہین ہین اسنے کہا یارو غضب ہوا وہ کوئی عیار تھا بادشاہ
کو لیگیا شراب پلا کے سب کو بیہوش کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارہ کوٹ گشتی کا پھرتا ہوا آیا اُسنے یہ جو خبر پائی کہ کوئی بادشاہ
کو لیگیا اُسنے جا کر ابلیس سے کہا یہ ملعون مثل ابر کے گرجا گرج کہا اس تقدیر سے مجھکو خبر نہیں مفہوم کا سر لاؤ ایک
دوست مفہوم کا یہان موجود تھا وہ بھاگا اُسنے آکے مفہوم سے کہا ای برادر بڑا غضب ہوا ہرکارے نے خبر
پہونچا دی قدرت نے فرمایا اس تقدیر سے ہمکو خبر نہیں یہ تقدیر بالا بالا ہوئی اور تمھارے سر کا حکم دیا جلاد جادو
آتا ہی یہ سنکر مفہوم اُٹھا کہا مین ڈھونڈھکے ابھی لاتا ہون سب جادوگر بھی چلے اسنے کہا یارو اب قتل ہو گئے
چہار جانب جادوگر دوڑتے ہوے ڈھونڈھ رہے ہین ایک بشکل عقاب بلند پروازی کرتا ہوا ایک درخت پر آکر
بیٹھا نگاہ اُٹھا کر دیکھا بادشاہ ایک عیار دو نقاب دار کھڑے ہین مرکب پر سوار ہوا چاہتے ہین اسنے پلٹکر مفہوم جادو
کو آواز دی حضور وہ قیدی سامنے موجود ہی عیار بھی ہی مفہوم کولہ پکڑ کر دوڑا چالیسون جادوگر اسکی پشت پر حربہ ہا
سحر ہاتھون مین مفہوم نے للکارا کہ قیدی غضب کیا یہان تک پہونچگیا اب کہان جائیگا بادشاہ پریشان ملکہ نے
کہا ای شہریار غضب ہوا موت دامن گیر ہی ہمارے آپ کے قتل کی تدبیر ہو پہلے مجھے قتل کر ڈالیے اگر مجھکو گرفتار کرکے
لیگئے بڑی ذلت ہوگی آپ اسکو گوارا نہ کیجیے آپ کے ہاتھ سے مرنے مین بڑے بڑے نفع ہین

نظم

ای روی زیبای تو رشک گلستان در بغل	وی قد رعنای تو سرو خرامان در بغل	ہر چشم گریان مرا صد جوی خون در آستین
ہر ناوک ناز تو صد تیر مژگان در بغل	نازم بچشم عاشقی گر گریہ در زندان عشق	وارد ز اشک لالہ گون رشک گلستان در بغل

بلبل بود سیہ چمن کز اشک خون آلودگل
زر دیدہ وار ہا ز صبا صد باغ و بستان در بغل
زیرا کہ دارد زرد رو حسد صد چاک کنعان در بغل
ہر شعلہ آہ مرا صد گونہ شور اندر کمین
مخفی بزندان جفا از دست بیداد غمت
چون غنچہ دارد جیب گل صد چاک پیدا در بغل
گر یوسف وقت خودی غافل نہ از خواہش شو
ہر ناوک ناز ترا صد تیر پیکان در بغل

ای شہریار روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی دل قبر میں نہ تڑپیگا سعد نے فرمایا ای جان جہان میں ایسا ہاتھ کمان سے لاؤن کہ تمہارے قتل کو اٹھاؤن میں تلوار کھینچکر جاتا ہون اگر انکو مار اجل گئے اگر قضا ہی گرفتار ہوے ملکہ نے کہا ای شہریار یہ سب ساحران غدار ہین ایک ایک کے سحر سے بچنا دشوار ہی حضور کس پر تلوار کھینچین گے تلوار نہ کاٹے گی جو بے بیکار کر دیگے اسوقت سعد بن قباد کی پریشانی اور مغموم نے آواز دی یارو جہاز جانب سے گیے اس بھاگے ہوے قیدی کو پکڑلو ایک ساحر نے بڑھکر آواز دی ای افسر یہ دونون نقابدار ایک ملکہ ماہ عالم افروز ہین دوسری گلچہرہ وزیرزادی ہی یہ دونون باغ سے بھاگی ہین آج یہان ملین بادشاہ جواہر سے فرماتے ہین ای جواہر مجھے اپنی گرفتاری کا کچھ افسوس نہین ہی ابھی قید تھے پھر قید ہو جائین یا وہ ملعون حکم قتل دیگا مرد کے واسطے کچھ معیوب نہین اس معشوقہ طناز کا گرفتار ہونا بڑی ذلت کی بات ہی تقدیر نے عجب کیفیت دکھائی ہی جواہر خود پریشان ساحر للکارتے ہوے آتے ہین کہ یہی ظالم ہین جادو بنا تھا اسی نے سب کو بیہوش کیا بادشاہ کو رہا کر لیا جواہر بھی خنجر کھینچے کمر بستہ ہی کہ جب یہ ساحر سحر کرین اپنے خنجر خود مار لو ذلت سے بچینگے پھر تو یہ ساحر نہ ستا سکینگے بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی نظم

مشکل ہی حقیر کو نہایت
ہوتے ہین ذلیل وقت رحمت
ہم تو رحیم و بندہ پرور
اس اپنے ذلیل کی مدد کر
اب کس سے کہون سوائے تیرے
ہر موج الم ہی مجھکو گھیرے
جب تنگ ہوے نبی جل کے ناری
آفت مین پھنسے خلیل باری
ای مالک بے نیاز وقت مدد
اب بھیج کسی کو جلد مالک
تو ہی نے دیا یہ جاہ و حشمت
امید ہی لطف کی خدایا
کیا جلد ہوا ہی لطف مطلب
ای خالق کارساز وقت مدد
مدت یہ ہوئی ہی جان کی ہلاک
ہی فضل کا وقت تو وقت رحمت
طوفان سے نوح کو بچایا
آتش گلزار ہو گئی سب

اس غریب کو بچا لے ذلت گوارا نہین کسی طرح کا اس مقام پر چارہ نہین نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار تو ہی یار ہمارا پروردگار زمین کو حکم ہو ہمکو نگل جائے حسرت دل نکل جائے اس ذلت سے موت بہتر ای رحیم بندہ پرور کنوین مین حضرت یوسف پر کیا رحمت ہوئی و سبد م تری شوکت ہوئی اب صبر نہین ہو سکتا ہی حکم دے کہ ملک الموت قبض روح کرے کہان تک یہ حقیر مصیبت مین مرے تو ارحم الراحمین مالک یوم دین کسکو زبان کی طاقت کہ تری صفت بیان کرے مٹی کا پتلا مدحت مدح اکبر کیا کرسکے قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن ہی اسوقت صحرا اُسکے قدم سے رشک گلشن تھا یہان جو ساحرون نے نعرے کیے گھوڑے پھینکے بھڑکے پریقین کرین صدا ہاے ہا ہو بلند ہوئین عیار نقابدار عرض کی حضور یہ کیسے شعلے بھڑک رہے ہین لگ ہاے ابر کڑک رہے ہین نقابدار نے پلٹکے دیکھا عیار بلندی پر چڑھ گیا اسنے دیکھا کہ سعد بن قباد سر سے تاج ڈھلکا ہوا ہاتھ مین تلوار مگر بالکل بیکار تلوار مین خم آگیا اسوقت تیغ برہنہ نے بھی گھاٹ کی سر کفار پر نہ جھکی ایک طرف ایک عیار مگر مجبور و ناچار ایک طرف دو عورتین نقابین چہرون سے سرک گئین چہرے آفتاب عالمتاب حجاب نقاب نے نہ چھپایا پردہ اٹھ گیا بس عیار نے سر پیٹ کر کہا حضور غضب ہو بادشاہ اسلام گرفتار دام مصیبت ہین ساحرون نے گھیرا ہی سب کے ہاتھ پاؤن سب کے بیکار ہین انتہا کے مجبور و ناچار ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے تیغ و تنہا گھوڑا اٹھا دیا وہین سے نعرہ کیا باشید ای کفار ان بچیا وای ساحران بد دغا مین آپہونچا شہریار کو ٹھہر نہ لگانا اگر موے جسم انکا کم ہوا مینا و ساحران پر دہ دنیا سے مٹادونگا کس نزاد رنگا ساحرون نے پلٹ کے دیکھا ایک نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش گھوڑے کو ڈانٹے ہوے چلا آتا ہی

چونکہ دور تھا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر جگر کمان مین پیوست کیا تاک کر ایک خطا کار کو مارا سینے پر پہنچنے کو اُسکے توڑ کر
توڑ کر پشت سے پار گذرا وہ سہم کر زمین پر گرا گوشۂ جہنم مین پہونچا تیر آنے لگے جو تیر آیا ساحر کے سینے پر پڑا پشت کو
توڑ کر پار گذرا اب تو ساحر طرف نقابدار کے پڑھتے سحر کرتے ہین ماش کے دانے پھینک رہے ہین جو سحر قریب نقابدار پہونچا
بیکار ہو گئے زمین پر گرا نقابدار اسم اعظم پروردگار بجز عدد رہا پڑھتا ہوا چلا آتا ہے جب دس ساحر زمین پر گرے سب نقابدار
پر ٹوٹ پڑے باز سفید جو نقابدار کے سر پر چرخ مار رہا ہے جس ساحر پر عکس ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا
منھ کٹا اب نقابدار غول مین ساحرون کے تلوار کھینچکر گرا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آسمان سے آگ برس رہی
ہے صدائے تکبیر و غلغلۂ بلند ہے ہر ایک ساحر دردمند چاہتے ہین کہ بھاگین باز اپنے حرکات سے باز نہین آتا ہے ہر ایک کے
سر پر عکس ڈالتا پھرتا ہے مفہوم نے جو یہ معرکہ دیکھا زمین پر گرا عقاب بنکر اٹھا قصد ہوا نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن
باز بھی بلند ہوا منقار سے نوچتا جاتا ہے عقاب و باز سے پنجہ و منقار چلنے لگے جب باز نے پر کا طمانچہ مارا ہزارون بال
و پر جسم سے جدا ہو کر زمین پر گرے ایک مقام پر باز نے منقار آنکھ پر عقاب کے ماری آنکھ نکل کر زمین پر گری باز
مارتا ہوا عقاب کو زمین پر لایا ایک ٹانگ منقار سے پکڑی دوسری ٹانگ ناخون سے دبالی چیر کر پھینکدیا مرتے
مفہوم کے اندھیرا ہو گیا سعد بن قباد نے پلٹ کے دیکھا لاشۂ مفہوم پڑا ہے سنگباری برفباری ہو رہی ہے بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی اشتی نام مین مفہوم جادو بود اب روشنی ہوئی ملکہ ماہ عالم افروز نے نقاب چہرے پر ڈالی وزیرزادی
نے بھی نقاب سنبھالی نقابدار زرین پوش تلوار سے خون پونچھتا قریب بادشاہ اسلام آیا جھک کر سلام کیا قدمون کو
بوسہ دیا عرض کی اے شہریار مین نے عجب حال مین آپ کو پایا بادشاہ نے سب کیفیت بیان کی یہ بھی ذکر کیا آجکل
صاحبقران قلعہ سواد نگار پر لڑ رہے ہین نقابدار نے کہا مین شکار کھیلتا ہوا اسطرف آنکلا شکر ہے کہ پروردگار نے وقت
پر پہونچایا یہ کہکے عیار سے اشارہ کیا بارگاہ استادہ کرو بارگاہ زرنگتی استادہ ہوئی بادشاہ اسلام کو اندر بارگاہ کے
لایا مقام صدر پر بٹھایا ملکہ و وزیرزادی کو الگ خیمۂ تخلیہ کا دیا فوراً اشارہ ہوا ساقی بچے جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے
دور جام چلا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے نقابدار زرین پوش نے دست بستہ عرض کی آپ بادشاہ
لشکر اسلام ہین آپ سے کچھ عرض کرنا ہے بادشاہ نے کہا کہو کیا کہنا ہے نقابدار نے کہا مین سالہا سال سے آتا ہون نشان
شوکت دکھاتا ہون مگر صاحبقران زمان جہانت فرماتے ہین مین یہی چاہتا ہون کہ میرے آگے سر میدان مقابلہ ہو
امتحان جنگ لقا میرے سپرد کر دین ایک ہی ہفتے مین خاتمہ کر دون لاشون سے میدان بھر دون اُسکی کیا حقیقت
ہے وہ ملعون خرس بادیۂ ضلالت ہے آپ کے اقبال سے ایک ہفتہ کافی ہے بزرگان دین سے پوچھین دیکھین کب
ارشاد فرماتے ہین بادشاہ نے کہا اے نقابدار وہ ہمارے افسون مین رشتے مین جد عالی تبار ہم کیا کہ سکتے ہین اُنکو اپنے
مقدمے مین اختیار ہے ہم نہین کہینگے جو اُنکے نزدیک مناسب ہوا اکثر آپ کا ذکر کرتے ہین یہی ارشاد فرماتے ہین کہ میرے
فرزند نقابدار جنگ آئے گی کس زور و شور سے مجھسے لڑے مگر جس شوکت و حشم سے نقابدار زرین پوش آتا ہے یہ موقع
کسی کو نصیب نہین ہوا خدا اس سے مجھکو بچائے مین بھی یہی چاہتا ہون کہ مجھسے اور نقابدار سے فیصلہ ہو جائے آمد
سخن مین مین بھی ذکر کر دونگا آیندہ اُنکو اختیار ہے نقابدار نے کہا اے شہریار اس زمانے مین ایرج و نورالدہر کا
بڑا زور و شور ہے بڑے بڑے کار نمایان کیے بڑے بڑے پہلوان زیر ہوئے ملک گیری بھی خوب کی ہر طرح
آگے نام ہین ان دونون صاحبون کو مجھپر چھوڑ دین اگر مین اکیلا اُنکو زیر کر لون تب مجھکو جانے دین اگر وہ دونون صاحب
مجھکو زیر کر لین سب طرح اختیار ہے ملازمان کمترین مین میرا بھی شمار ہے میری کد و کاوش بیکار ہے بادشاہ نے کہا

اے نقابدار ہو تو نہ ہو گا سب صاحبقران کے زیر کردہ ہیں انھون نے سب کو زیر کیا ایک زمانہ لیا تھا کہ سب صاحب
بلبلاتے تھے لندھور نے کہا ہمکو نہیں زیر کیا مالک کا قول تھا ہم کب مغلوب ہوے میان بہرام بول اٹھے
مجھکو تو کشتی مین زیر کیا تھا اب مقابلہ پڑے تو حال معلوم ہو سب نے کلام اس عالی مقام نے سنے آخر طرف کفار کے
شریک ہو کے سب صاحبون کو زیر کیا سب کے دماغ سے غرور نکالا ان سردارون پر دہ کیا اعتبار کرین جو انکے
زیر کیے ہوے ہین مگر وہ خود تمسے مقابلہ کرینگے میری مجال نہین کہ اس مقدمے مین زبان ہلاؤن نقابدار خاموش ہو رہا
بادشاہ کی بہت خاطر کی ملکہ کے واسطے بھی اسباب عیش و نشاط بھجوایا سہ پہر کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ آپکو
بڑی تکلیف ہوئی اب مین رخصت ہوتا ہون نقابدار نے مرکب عربی بازین و لجام مرصع کار خدمت مین بادشاہ
کی حاضر کیا عیار کو خنجر کمند مین مرحمت ہوئین اپنے سامنے بادشاہ کو مرکب عربی پر سوار کیا شاہزادی و وزیر زادی اپنی
اپنی مادیان پر سوار ہوئین جواہر نے رکاب پر شہریار کی ہاتھ ڈالدیا بادشاہ باتین کرتے ہوے چلے نقابدار سے
فرمایا بسم اللہ اب آپ رخصت ہون نقابدار تخت زرین پر سوار ہوا فوج دیوان آکر موجود ہوئی سائبان زربفتی
سر پر کھنچا بیرقین ہاتھ مین سردارون کو اپنے اپنے کاندھون پر سوار کیا اس زور و شور سے نقابدار طرف پردہ قاف
کے روانہ ہوا بادشاہ جہانپناہ شکریہ نقابدار ادا کرتے ہوے جاتے ہین ملکہ بھی بہت خوش کہ اب لشکر مین بادشاہ
کے داخل ہو گا ملکہ نور بانو و طور بانو و ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ
زبیدہ شیر گیر دختر امیر بانو تیر و ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز وغیرہ ان سب صاحبون سے ملاقاتین
ہونگی گلچہرہ عرض کرتی ہے سب صاحب آپ کو بہ بزرگی جانینگے اپنا بادشاہ سمجھینگے وقت سحر جملہ شاہزادیان سلام کو
آیا کرینگی سب صاحب آپکی محبت کا دم بھرینگے ملکہ خوشی کے سبب سے پیراہن مین نہین سماتین تقاضاے کار لشکر اسلام
پانچ کوس باقی ہے نشان لشکر معلوم ہو رہے ہین اکثر صدا مین بھی آتی ہین بادشاہ نے فرمایا ملکہ خدا نے فضل کیا سفر
ختم ہوا وہ سامنے لشکر معلوم ہوتا ہے ملکہ نے کہا گھوڑے بڑھائیے بادشاہ نے کہا یہ نہین مناسب ہے اے جواہر تم
پہلے لشکر مین جاؤ ہمارے آنے کی سردارون کو خبر کرو ملکہ کے واسطے محافہ لاؤ براے اہتمام سواری چوبداران
قلماقنیان ترکنین حبشنین لاؤ اس اعزاز سے ملکہ عالم کو لیچلو جواہر تو ادھر گیا بادشاہ ایک سبزہ زار مین کھڑے ہین ملکہ
و وزیر زادی مادیان پر ٹہل رہی ہین کہ دیکھا ایک آندھی سیاہ اٹھی اسطرح کی تاریکی ہوئی ثابت تھا یہ صحرا نہین ہے
ظلمات جگہ وہان کی ہی تاریکی اسکے سامنے مات ہے ہزارون درخت اکھڑ کر گرے بادشاہ آوازدیتے ہین ملکہ میرے پاس
چلی آؤ مین ہاتھ تھام لون گھوڑون کے قدم اٹھے جاتے ہین زمین کو لرزہ ہے ہزارہا پتھر پہاڑ سے گرے گھڑی بھر
کامل وہی اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا ملکہ و وزیر زادی دونون گم نہ معلوم کہان گئے ہین نہ وہ شاہزادی
نہ وزیر زادی حیران پریشان چار جانب دوڑتے پھرتے ہین کبھی منھ کے بل گر گر پڑتے ہین عجب حال بادشاہ کا ہو گیا

کہ جواہر آکر سمجھایا اسباب ترک ہمراہ دیکھا بادشاہ دیوانہ وار وحشی مثال یہ مخمسہ پڑھ رہے ہین مخمسہ

نہین وہ لن ترانی یاد تجھکو بیخبر کہنا ۔ جلا دل سوز غم مین طور سے بھی بیشتر کہنا ۔ براے بوتراب اس سے یہ قصہ سربسر کہنا
مرا اس شعلہ رو سے نامہ پرسوز جگر کہنا ۔ ہوا ہون خاک جلکر اور نہین کچھ تجھکو خبر کہنا
کسی ڈھب سے یہ اس پردہ نشین سے نامہ بر کہنا ۔ جگر کے پار ہے دل پر ہوا تیر نظر کہنا ۔ نگاہ چشم تو بیہوش تھا اور زخمون کو خبر کہنا
لبسان طائر بسمل طپیان ہون خاک پر کہنا ۔ ہوا ہون نارگ بید اوستمگر سے جدا کہنا
طریق عشقبازی سے نہین ہم بیخبر کہنا ۔ رہا کرتے ہین پیش تیغ غم سینہ سپر کہنا ۔ انعم مصر یہ لیٹے پڑے ہین شام و سحر کہنا

جو کھینچی ہے ہمارے قتل پر تیغ دو سر کہنا | گر گئے ہم بھی اب تیغ ہی سے حلق تر کہنا

نہیں امید کچھ ایسی مرض کی ہو گئی شدت | مسیحا کہہ گئے بیمار غم کو ہو چکی صحت | نہ مارے ناتوانی کے رہی اٹھنے کی ابھی طاقت

تپ غم نے تری یا فرقت میں پہونچائی مری حالت | کہ بیٹھے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کہنا

رواں ہو کوئے جاناں کو مبارک ہو سفر قاصد | ٹھہرنا راہ میں مطلق نہ تو شام و سحر قاصد | حضور یار میں کہنا مرا درد جگر قاصد

کرے وہ ہوش گم تو حال کی میرے اگر قاصد | نہ رکھنا فرق کچھ تو بھی سر مو سر بسر کہنا

محبت میں تو رعنا جان دینے سے تو بہا ہے | لہو کا اشک نے تو بہایا ہو پھیرے حلق پر خنجر | بھلا النقصان کی یہ بات ہے کوئی ستم پرور

نہیں کچھ او وفا سے منحرف مضطر مگر ایسا | نہیں راہ جفا سے باز تو اے فتنہ گر کہنا

اسطرح کے اشعار پڑھ پڑھ کر رو رہے ہیں دیوانہ وار خاک اڑاتے پھرتے ہیں جواہر گھبرا گیا پوچھا اے شہریار یہ کیا معرکہ ہوا بادشاہ نے فرمایا اے جواہر تمہارے جانے کے بعد ایک آندھی سیاہ اٹھی ملکہ و وزیرزادی دونوں غائب ہو گئیں اب میں کدھر ڈھونڈھوں جواہر نے کہا حضور اب لشکر میں چلیں برائے خدا آرام فرمائیں اپنے کو وحشی کو دیوانہ نہ بنائیں ورنہ آپ بادشاہ لشکر اسلام آپ کے انتشار سے سارا لشکر مبتلائے غم و الم رہتا ہے غلام جاتا ہے انشاء اللہ ڈھونڈھ کر آپ کی معشوقہ کو لائیگا یہ کام کسی ساحر کا معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا کوئی تھا ہمکو لوٹ لیگیا دیکھیے اس محبوب جانی پر کیا گذرے وہ پردۂ عصمت ناز و نعم اسیر رنج و الم جواہر نے بادشاہ کو سمجھا کر لشکر میں بھیجا آپ تلاش میں کمر کی روانہ ہوا ذکر اسکا وقت پر ہوگا مگر اب ذکر خواجہ عمرو قلم سواد نگار واجب و لازم ہے کہ مہتر زود رفت نے روز تار باندھ دیا ہے آتا ہے عیار بیان کرتا ہے کئی مرتبہ صاحبقران تک پہونچا مگر خواجہ عمرو اس حال میں کہ پہرہ سو جگہ ہے کمر بند نہیں بندھنے پاتے جا بجا سے زخم شق ہو گیا ہے جب عمرو نے خواب پریشان دیکھا جھنجھلا کر آیا کئی مرتبہ بچایا یہ سب خبریں مینا نگار کو پہونچیں مہتر زود رفت جو مینا نگار کے سامنے آیا مینا نگار نے کہا مہتر صاحب ہمکو سب خبریں پہونچیں عمرو نے تمہارے چونہ لگایا وہ بلا پیلا تا تھا ہے تم موئے ڈھنگ ہے عمرو سے دونے نکلے ہو اگر پکڑ کے دبا دو عمرو کا ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائے مگر عمرو نے تمہارے جی چھڑا دیے ہر مرتبہ آکے کھیں گھیرتا ہے اپنے آقا کو لیجاتا ہے تمنے غیرت کا بالکل کام نہ دیا عمرو سے عیاری میں دب گئے زود رفت نے کہا اے شہنشاہ میں نے بڑی غلطی کی پہلے حمزہ ہی کو لاتا اول میں کمر بند جمشیدی بھی تھا میں نے عمرو کو گرفتار کیا قید تا بہ خداوند نہ پہونچی راہ میں عمرو چھوٹ گیا اسی دن سے اسنے چشمۂ جمشیدی کی فکر کی آخر لایا سرمۂ جمشیدی مٹ چکا اب عیاری کا کام ہے جسطرح سے بنے گا ابھی ہفتے عشرے میں حمزہ کو لاؤنگا مگر یہ بھی جانتا ہوں کہ حمزہ کی قید رہ نہ سکیگی عمرو آکے رہا کر لیجائیگا بیس سردار قید خانے میں ہیں جسوقت حمزہ آوے لمحہ بھر کی دیر نہ کیجیے اسی وقت قتل کر ڈالیے اور اسی وقت لشکر تیار کر کے لشکر حمزہ کا خاتمہ کیجیے اب عرصہ ہوتا ہے جدائی خداوندی سے سخت بیقرار ہوں سب کاروبار قدرت کے میری ذات پر موقوف ہیں قدرت کو سخت تکلیف ہوتی ہوگی امورات روزمرہ میں قدرت یاد کرتے ہونگے مگر ایک بات کا بڑا افسوس ہے کہ قدرت تقدیر معقول نہیں کرتے ایسی الٹ پلٹ تقدیریں کی ہیں کہ کام بن نہیں پڑتا کیسے قدرت پیدا کرنے والے ہیں کہ اپنی بنائی ہوئی چیز کو مٹا نہیں سکتے حمزہ کو عمرو کو یہ دونوں دشمنان ساحران عالم ہیں انکو مٹا دیں بلکہ خلاف اسکے یہ کہ دن بدن جاہ و جلال مسلمانان بڑھتا جاتا ہے ایک خبر میں نے ایسی پائی کہ زبان سے کہہ نہیں سکتا شرم کی بات ہے مینا نگار نے کہا اے مہتر اسکو کیا چھپاؤ گے تمام عالم میں مشہور ہو گیا قدرت کی دختر کو بادشاہ اسلام نکال لیگئے بادشاہ کو قید بھی کیا تھا عیار قلعے میں پہونچا عیاری کر کے لیگیا یہ سب جگہ مشہور ہے اب اسکو کیا چھپاؤ گے زود رفت نے کہا

اے بادشاہ آج آپ کی باتوں نے کلیجہ شبک کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا آج جاؤنگا حمزہ کو لاؤنگا یا آج
عمرو کے ہاتھ سے مارا گیا مینا نگار نے کہا یہ تو نہ کہو زودرفت لے کے جنگ دو سردار و عمرو بھی بلائے روزگار ہے
جہان دیدہ کار آزمودہ ہزاروں عیاروں سے بڑا عیاروں کو زیر کر کے اپنا شاگرد بنایا ہے مگر آج جا کر وہ کام کروں
کہ روز قیامت تک یاد رہے یہ کہکے مہتر زودرفت نے بانہمائے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر اسلام کے
چلا جب لشکر تھوڑی دور رہگیا ایک گوشے میں آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک گنوار کی شکل بنکے چلا دوہری
مرزئی ایک لٹھ کاندھے پر لوہے کی شامیں اسمیں لگی ہوئیں اس آن بان سے لشکر مسلمانان میں آیا دن قلیل تھا پھرنے
لگا عمرو کوتوالی چبوترے میں بیٹھا ہے جیسے ہی ادھر سے زودرفت گذرا عمرو نے پہچانا ابوالفتح سے کہا دیکھو اے فرزند مہتر
زودرفت جاتا ہے ابوالفتح نے کہا ماموں جان میں جا کے گرفتار کر لوں عمرو نے کہا وہ ایسا نہیں ہے فوراً نکل جائیگا
تمکو حوصلہ رہجائیگا میں خود جاتا ہوں مگر ہائے کیا کروں پاؤں کے زخم نے مجھکو بیکار کیا ورنہ اسکی کیا مجال تھی
کنارے پر لشکر کے آسکتا یہ کہکے عمرو نے پٹی پاؤں میں کسکر باندھی لٹھیا ٹیکتا ہوا چبوترے سے اترا دیکھا زودرفت
پھرتا ہوا بازار صرافان میں پہونچا ایک روپیہ نکالکے صراف کو دیا پیسے بھنانے لگا کہ اسی حیلے سے یہاں ٹھہروں
شام ہو جائے تو عیاری کروں عمرو بھی وہیں پہونچا پکار کر آواز دی میاں گنوار صاحب ذرا ٹھہر جائیے مجھے کچھ پوچھنا
ہے زودرفت نے پلٹکر دیکھا سمجھا کہ عمرو نے مجھکو پہچانا پیسے جلدی سے باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا ٹھہر جاؤ
زودرفت نے کہا آئیے آپ کی قضا میرے ہاتھ ہے عمرو نے کہا ابے لونڈا ہے تجھ ایسے ہزاروں میری
زنبیل میں پڑے ہیں ٹوکری ڈھویا کرتے ہیں تمہارا بھی یہی حال کرونگا زودرفت نے کہا پھر آئیے جنگل میں تنہائی
میں میرے تمہارے آج ہی چوٹ چلے دم لینا مشکل کر دونگا برس پڑونگا عمرو نے کہا اے زودرفت میں اب بھی
تجھسے باہر نہیں ہوں کسی بات میں تجھسے تامل نہ کرونگا کنارے سے لشکر کے زودرفت نکلا عمرو بھی برابر پہونچا
تیغہ مارا زودرفت پیچھے ہٹا اب عمرو نے تیغے مارنا شروع کیے شام ہو چکی ہے زودرفت پیچھے ہٹتا جاتا ہے کوس بھر
لگا کے لایا اب یہ بھی لڑنے لگا کمر سے حلقے کمند کے زمین پر گرا لیے سر حد قدم کے اندر حلقے بچھا دیے جیسے ہی عمرو
ان حلقوں میں آیا زودرفت نے جھٹکا مارا خواجہ گرے زودرفت نے جھپٹ کر حباب مارا عمرو بیہوش ہوا اب
زودرفت نے چاہا سر کاٹ لوں مگر سوچا ابھی مارنا بہتر نہیں اسی کی شکل بنکے عیاری کرو یہ سوچکے عمرو کو ایک
درخت سے باندھ دیا بھی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی آپ بصورت عمرو بنا پہر رات گئے لشکر اسلام میں آیا دو پہر
رات گئے دربارگاہ صاحبقران پر پہونچا نعمان بن منذر کا آج پہرا ہے نعمان نے آواز دی کون آتا ہے عمرو نقلی نے
کہا بھئی میں ہوں ابھی زودرفت سے لڑ آیا آج اسکے ساتھ دس بارہ پیک بھیجے ہیں اب وہ پھر لشکر میں آئیگا بلکہ
آگیا ہوگا میں جا کر زیر پلنگ آقا آرام کروں ایسا نہ ہو وہ نقب دیکر آجائے نقاب بے بدل ہے چار طرف
نقب لگاتا ہے نعمان نے کہا آپ کو اختیار ہے زودرفت اندر پہونچا جاتے ہی صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا
سر نکال کر نعمان سے کہا نعمان اب تو میں اندر موجود ہوں کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہے
کہ یہاں آسکے نعمان اٹھکر برائے گشت گیا زودرفت پشتارہ لیکر چلا ابوالفتح اصفہانی بازاروں میں پھر رہا ہے
کہ اسنے نعمان کو دیکھا پکار کر آواز دی اے افسر جہان کہاں آئے ہم لوگ یہاں پھر رہے ہیں تم بارگاہ صاحبقران
پر جاؤ نعمان نے کہا وہاں خواجہ موجود ہیں یہ سنکر ابوالفتح گھبرایا کہا اے نعمان بڑا غضب ہوا عیاری ہوگئی خدا
صاحبقران کو بچائے یہ کہکے دوڑا بارگاہ پر آیا اندر آکے دیکھا صاحبقران ندارد پتا زودرفت کا لگا ہوا ہے

ابو الفتح نے ایک چیخ ماری گلنباد وغیرہ آگے جمع ہوے ابو الفتح نے کہا بھائیو تمنے سنا مامون جان پر بھی کوئی
افتاد پڑی انھین کی شکل بنکر زود رفت آیا ایسا اسکو اطمینان ہوا کہ انکی صورت پر صاحبقران کو لیگیا معلوم ہوتا ہی
مامون جان پکڑ لیے گئے یہ سنکر سب عیار دوڑے زود رفت دوڑا ہوا وہان آیا جہان عمرو کو باندھا تھا اس نے
عمرو کو کہا ولا یشتارہ امیر کا باندھے ہوے ہی چاہا عمرو کا سر کاٹ لون کہ پشت سے عیارون کا نعرہ ہوا خبردار
اور زود رفت کیا کرتا ہی زود رفت نے دیکھا کہ حمزہ تو میرے پشت پر ہی عمرو کو چھوڑ دو عمرو کو چھوڑ کر بھاگا ابو الفتح
نے آکر عمرو کو ہوشیار کیا سب حال کہا عمرو نے کہا یارو غضب ہو گیا میرے پاؤن کے صدمے نے یہ آفت برپا کی
تمتو آپ لوگ جائیے لشکر مین سب گھبرا اُٹھینگے ایسا نہو بیقراری مین لشکر والے ہمارے لشکر مینا نگار پر جا پڑین سب
مارے جائینگے کہ وہ لشکر ساحران ہی ابو الفتح نے کہا مامون جان مین بھی چلونگا عمرو نے کہا کسی کا کام نہین انشاء اللہ
مین جاکر اپنے آقا کو رہا کرتا ہون یہ کہکر عمرو اُسی حال پر ملال مین صورت بدلتا ہوا چلا کا یہان زود رفت اُسوقت
آیا کہ مینا نگار بارگاہ مین آچکا ہی کئی سو سردار جمع ہین اپنے اپنے کمال بیان کر رہے ہین کوئی کہتا ہی جاکر آگ لگا دون
کوئی کہتا ہی پانی برسا کر ٹھنڈا کرون مینا نگار کہتا ہی یارو جبتک حمزہ نہ گرفتار ہوگا کچھ زور نہ چلیگا یہ ذکر تھا
کہ زود رفت آگے پہونچا اور پکار کر آواز دی ای شہریار مین حمزہ کو لایا جلد سردارون کو بلوائیے ابھی قتل کیجیے اپنی
جان دیکر حمزہ کو لایا ہون یقین ہی عمرو آتے فساد برپا کرے مینا نگار نے حکم دیا سرداران حمزہ کو لاؤ اسی وقت
بیس سردار مسلسل مطوق آکر دربار مین پہونچے مینا نگار نے حکم دیا جلادون کو بلاؤ امیر کو دوہری قید پہناؤ آہنگر
موجود ہوے دوہری ہتھکڑیان امیر کے ہاتھ مین دوہری بیڑیان پاؤن مین مسلسل مطوق کیا اب مینا نگار نے کہا ہوشیار
گروہ ساحر سنبھل کر بیٹھے حربہ ہاے سحر سنبھالے ہوے مینا نگار خود گرز آہن کا ہاتھ مین لیے بیٹھا ہی جب اسطرح سب
آمادہ ہو کر بیٹھ چکے زود رفت کو بڑی بھاری کرسی ملی خلعت بھی ملا مرغ زرین بنا ہوا بیٹھا ہی اپنی عیاری پر نازان ہی
تمام دستار شاگردان زود رفت بھی جمع ہین اُسوقت مینا نگار کی خوشی تاج کو کج کیے ہوے ہنس رہا ہی کہتا ہی ای بہتر کیا
کام کیا ملک ابلیس پرستان بلکہ مذہب بچا لیا یہ لوگ جس ملک پر گئے تسخیر کر لیا تمش ایسے ساحر کو دریاے قلزم مین
گھسکر مارا آج تک بھی ذکر مین ملک دمامہ و چاہ الماس بے لوح کا طلسم اسکو بھی جاکر لوٹ لیا فرعونیہ کیسا آباد تھا خدائی
فرعون شاہ یون تباہ ہوئی وزرا بول اُٹھے کیون شہنشاہ وہ کیسے خداوند تھے کہ مارے گئے کچھ زور نہ چلا مینا نگار
نے کہا یارو ان باتون کا ذکر نہ کرو دل مین [illegible] ہی یہ سب جھوٹے تھے ساحرون کے بھروسے پر دعوی خدائی کر بیٹھے
آخر مارے گئے خداوند ہمارے ہین کہ خود صاحب اختیار نہ مثل فرعون مجبور و ناچار جو چاہین کرین جب سحر کرتے ہین
طبقات زمین ہلا دیتے ہین جو مزاج مین آیا وہ کیا سب خاموش ہو رہے مگر صاحبقران کی جو آنکھ کھلی ہاتھ اُٹھایا
خانہ زنجیر مین غل ہوا اپنے کو مسلسل پایا دربار کفر مدار مین مینا نگار کو تخت پر دیکھا مسخرگی کر رہا ہی کہتا ہی کیون حمزہ اب
اپنے کو کس حال مین پاتا ہی امیر نے اوّل بطریق اسلام سلام کیا کافر جلے امیر نے جواب دیا دیکھا عیار سے خیرد انگایا
اسیر ہونا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر انشاء اللہ میرے فرزندان سعادت مند سرداران خود پسند تیرے ملک پر آئینگے اس
ملک کا نام مٹا دینگے کیا تعجب ہی کہ مجھی کو فتح نصیب ہو تیری بربادی قریب ہو دربار مین لاکھون ساحرون کا جماؤ ہی ایک
طرف سرداران صاحبقران بہرام و مقبل و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی وغیرہ زنجیرین پہنے کھڑے ہین اپنے آقا
کی گرفتاری سبت خان ہوئی آنکھ سے ایک اشارہ کرتا ہی کہ ابتک امید تھی کہ ہم چھوٹ جائینگے آقا آکر چھڑا لینگے وہ بھی گرفتار
ہوے ہم سواے خدا کے کس سے کہین وہی بچانے والا ہی اگر حیات باقی ہی کوئی صورت نکل آئیگی اگر اسی حیلے سے رستم

کیا چارہ صاف ثابت ہی کہ اسے قتل کرنے کو بلایا مقبل نے کہا یار دشکر ہی کہ خواجہ عمرو قید نہین ہوے کیا عجب ہی کہ وہ
کچھ فکر کرین بہرام نے کہا بھائی یہ دربار ساحران غدار ہی یہان عمرو کیا کریگا مقبل نے کہا یہ نہ کہو انکی تدبیرین نرالی
ہین سب کی دیکھی بھالی ہین مگر زود رفت چہار جانب اس خیال سے نگران کہ عمرو ضرور آیا ہوگا اسی خیال مین تھا کہ دروازے
پر ہاہو ہوا بڑھ کر چوبدار نے عرض کی تخت گاہ خداوندی سے ایک جادوگر نامہ لیکر آیا ہی دروازے پر روکا گیا وہ خفا ہو رہا ہی
کہتا ہی ہم بلنکر جائین جاکر خداوند سے کہدین کہ دربار مین مینا نگار کے نہین جانے پاتے ناچار ہو کر پلٹ آئے مینا نگار
نے کہا بلاؤ کیون روکا ہی چوبدار نے کہا دربار مین وقت قتل مسلمانان ہی اسوجہ سے روکا تھا کہا تھا کہ اتنی دیر ٹھہرو کہ یہ
مسلمان قتل ہولین وہ بگڑا ہی جاتا ہی نہین ٹھہرتا مینا نگار نے کہا جلد بلاؤ تخت گاہ خداوندی کا ساحر دربار مین
پیغمبر کے روکا جاتے چوبدار گیا اب سب نے دیکھا ایک ساحر کالی کالی صورت سر برہنہ ایک نیلہ کرتا پہنے ہوے
تہمبری دھوتی ترسول ہاتھون مین اسپر پھول لپٹے ہوے ماتھا سیندور سے رنگا ہوا بت سونے چاندی کے بازو پر چست
کئے سامنے تخت مینا نگار کے آیا پہلے دعا دی کہ چراغ نبوت روشن رہے یہ دربار ہر فصل مین رشک گلشن رہے
قدرت نے یہ نامہ بھیجا ہی ای پیغمبر اسکو ملاحظہ کیجیے اور بتلائیے کہ قتل مسلمانان مین کیا تامل ہی مینا نگار نے کہا تمھارا
کیا نام ہی کہا حضور مجھکو فرتوت جادو کہتے ہین دو سو برس غار افراسیاب مین رہا خوب خوب سحر کو زور دیے
بڑے بڑے امتحان ہوے اب دس برس سے خدمت خداوند ابلیس مین حاضر ہون یہان بھی سب طرح کا سحر سیکھا
ایک دلی قلق ہی کہ فرعونیہ مین بہوت آدم خوار میرا بڑا بھائی تھا اسکو حمزہ نے مارا یہ آرزو ہی کہ مجھکو حکم ملے تو لشکر
حمزہ پر سحر کرون جسطرح سے بنے حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون اس ذلت و رسوائی سے
بچاؤن کہ دشمنون کو رحم آ لے مگر مجھکو خیال نہو اس ظالم کے مٹنے کا ملال نہو مینا نگار نے کہا ای فرتوت تمھاری
آرزو سے دلی خداوند نے منظور کی حمزہ گرفتار ہو گیا سامنے بیٹھا ہی پلٹ کے دیکھو اس ساحر نے جو صاحبقران کو دیکھا
قہقہہ مار کے ہنسا پھر چیخین مار کے رویا مینا نگار گھبرا گیا کہا اسقدر ہنسے اور رونے کی یہ ترقی ایسا نہو دم نکل جائے
اسقدر آنسو نکلے کہ دامن و گریبان تر ہی فرتوت نے کہا حضور خوشی تو یہ ہی کہ آج دشمن سے بدلا لونگا اور جب حقیقی
بھائی صاحب کی یاد آتی ہی جی جاتا ہی رو رو کر جان دیدون بانس کے برابر اسکا قد کالی کالی صورت یا کالی کی مورت
مین تو بہت بد صورت ہون انکے ابرو خنجر بدعت دہن بلوچ پورے کی مٹھری ہاتھ درخت کے ٹھنٹے بال سر کے سنگی
رسیان کبھی جوتا نہین پہنا ہمیشہ ننگے پاؤن بھرے لباس کے نام سے نفرت تھی ایسے وضعدار جال زمین کا بوجھ تھا
اگر کبھی ہنس پڑا معلوم ہوا تو ہنسا منہ مین بو ہے بد حرام خواری کی کہدرنگ رشتیہ برگزیدہ مقبول بارگاہ رب صمد کیا کیا اسکی
صفت کرون ان باتون کو سنکر لوگ ہنسے مگر ساحر اپنے بھائی کا سراپا بیان کرکے بلک بلک کے رونے لگا اور کہا
ای مینا نگار جب مین نے خداوند کی آکر نوکری کی یہ بھی کہ لیا کہ میرے بھائی کو زندہ کر دیجیے قدرت نے وعدہ
کر لیا ہی اب مجھے یہ خوشی ہی کہ حمزہ کو قتل کرکے جاؤن قدرت کی داڑھی پکڑ کے لٹکون گریبان پکڑون ایک چپت بھی
لگاؤن قدرت کے ساتھ بڑا مسخرہ پن کرونگا کہونگا وا ابے ابلیس الو کے پٹھے خبیث قدرت کیسے خوش
ہو گے مینا نگار نے کہا ای پیر فرتوت بہ نسبت خداوند ایسے فقرات کیونکر کہو گے کہا حضور مین تو روز
انکی چٹیا پکڑ کے کھینچتا ہون بہت ہنستے ہین مین تو انکے مزاج سے واقف ہون مسخرے پن سے بہت خوش ہوتے
ہین مین نے انکو خود مسخرہ بنایا ہی مہتر زود رفت بہت حیران ہی کہ یہ کون سا جادوگر ہی بہ نسبت قدرت ایسی
باتین کرتا ہی پکار کر آواز دی میان فرتوت صاحب آج آپ کے یہان کیا تھا یہ کیسی باتین کر رہے ہو

ہنسے تو کبھی قدرت سے کسی کو ایسی باتین کرتے نہین دیکھا یہ سنکر ساحر نے بہ نگاہ قہر دیکھا اور کہا ارے تو کون ہے میرے مقدمے مین وزرا دخل نہین دیتے ابھی قدرت کو بلاؤن تمکو سزا دلواؤن تم بد اعتقاد ہو چاہیے ہر وقت قدرت کا نام یاد رہے ایک دم منٹ کے اندر دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ وزرا نے کہا اے زود رفت کیون تکرار کرتے ہو قدرت کو انکے ساتھ محبت ہوگی زود رفت نے سر جھکا لیا کہا ہمین کیا دخل ہے ساحر نے کہا دیکھو مین ابھی دکھائے دیتا ہون اس محبت مین مر لیا جبکی ابھی دیکھو کیا ہوتا ہے میرے کہتے ہی قدرت چل نکلے قلعے سے باہر آگئے سب صاحب کھڑے ہو جاؤ یہ کہکے پکارنے لگا یا خداوند البیس آگیے ان سب کو کرامت دکھایئے یہ کچھ البیس پرست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین مین آپ کا معتقد خدمتگزار ہے بھلا اے مینا نگار یہ تو بیان کرو کہ قدرت آئینگے تو کس جگہ بیٹھینگے مینا نگار نے کہا مین تخت خالی کر دونگا ساحر نے کہا میرے بٹھائے سے بیٹھینگے اور سب کو جواب تخت دینگے مین انکا رازدان ہون مگر حمزہ کو جلد قتل کرون مینا نگار نے کہا تم بیٹھ جاؤ کہا حضور اب تو گھڑی اٹھی ہے دیکھین قدرت کے سحر کرین زود رفت نے کہا اے فرتوت اب قدرت کے آنے کا سب کو انتظار ہے حمزہ کو جلاد قتل کریگا ساحر نے مین زود رفت کو ایک جھڑکی دی کہا مسخرے کیا بکتا ہے جلد دیون ہی ہاتھ مار دیگا مجھے کیا نفع ہے مین پہلے ہاتھ کاٹونگا پھر تو آنکھین نکالونگا اس ذلت سے قتل کرونگا کہ روز قیامت یہ مسلمان میرے بھائی کا قاتل مصیبت مین رہے اگر جلاد نے سر کاٹ لیا تو کیا فائدہ بادشاہ کے آگے تخت پر سپر و شمشیر رکھی تھی ساحر نے تلوار اٹھا لی مینا نگار و زود رفت ہان ہان کرتے رہے مگر ساحر جست کر کے برابر امیر کے پہونچا للکار کر آواز دی او مسلمان تو نے میرے بھائی کو مارا اسکے شباب پر رحم نہ آیا اب سنبھل کر تجھے مین عذاب الیم سے تجھے قتل کرون دل ٹھنڈا ہو آج تک صورت اپنے بھائی کی نہین بھولا یہ کہکے تو بلوا اٹھایا گردن پر امیر کی خط کھینچنے کو جھکا چپکے سے کہا آقا ہوشیار ہو جایئے غلام آپ کا آگیا مین تیغہ مارتا ہون آپ ہاتھ اٹھا دیجیے اپنے غلام کی دستگیری کیجیے صاحبقران ہنس پڑے بس عمرو نے تیغہ مارا امیر نے ہاتھ اٹھایا ہتھکڑیان کٹین امیر نے گلے کا طوق و بیڑی بگڑ کے نعرہ کیا قطعہ شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من ست گرمی بازار عشق از تف خون من است ✤ خانۂ تاریک و تنگ است بستہ بہ زنجیر عشق ✤ بشکنم این بند را وقت جنون من است ✤ قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا ایک کافر کی تلوار چھینلی نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
ہمہ قاف از کفر شد یک و صد

منم آفتاب سپہر کمال
سلیمان کوچک لقب شد ازین

سمندرون بہ چشم کراری شده
ہمہ شہر آباد ز اسلام شد

ہمہ عفریتان از تیغم فاری شده
کہ صاحبقران در جہان نام شد

زمین نعرۂ صاحبقران سے ہل گئی دیوارین کانپین قبہ بارہ دری کا تھرا کے گرا عمرو نے دیکھا جھپٹکر قبے کو لیا اس خیال سے کہ اگر تانبہ ہے کسی کو دیدینگے اصل مین سونا ہے لڑکون کے ہنسلی کڑے بنینگے عمرو نے بھی نعرہ کیا نعرۂ عمرو

تصنیف مصنف

زمانے کا مکار و طرار ہون
نہ پا مصری گردیاپوش کو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو گردت دم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

مرے مکرسے کانپتا ہے جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
جہان گیر عالم کا عیار ہون

تراشندہ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

امیر نے تلوار کھینچی ساحرون سے لڑنے لگے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا امیر نے بڑھکر بہرام کو رہا کیا بہرام نے خیمے مین ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرۂ بہرام

تزلزل فتد در میان مصاف

منم گرز بہرام خاقان نژاد
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

کرا ز ہیبت من بلرزد زمین
دو نیم گردد زمین هیچ و من بر کنم

اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
مقابل بھی چھوٹا تیر اندازی

کرنے لگا مگر ساحرون نے سحر کی بوچھار کی امیر نے اسم اعظم پکار کر پڑھا سحر ساحرون کے باطل ہونے لگے

اپنی بدنصیبی پر رونے لگے مینا نگار نے جب سحر کیا آگ برسی دریا جوش مارتا ہوا دکھائی دیا تلواریں برسیں بجلی چمکی ابر بلند
گھر کر آیا مگر کوئی سحر امیر پر کام نہیں کرتا اور سردار گرتے ہیں جب انھوں نے آواز دی آقا بچائیے امیر نے پڑھکر اسم اعظم
بڑھا انکو بھی سنبھالا ادھر عمرو دوڑتا ہوا آگیا مچھتے آتشبازی کے داغنے دغا باز جلے شعلے بھڑک کر گرے جسپر شعلہ گرا جلبلا کر خاک ہوا
زود رفت نے کہا بس اکیلا جاؤں عمرو نے للکارا او نامرد کہاں جاتا ہے اب تجھکو کب چھوڑتا ہوں زود رفت کو بھی اپنے
قوت بازو پر ناز ہے پلٹ پڑا اس ہنگامہ گیر ودار میں تیغہ چلنے لگا زود رفت بھی بلائے روزگار تھا آنکھیں لڑی ہوئی ہیں اور
چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہیں کسی مقام پر کوئی کمی نہیں کرتا عمرو نے لڑتے لڑتے آواز دی اسکا سر کاٹ لے زود رفت
سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا پلٹ کے دیکھا عمرو نے تیغہ مارا سر زود رفت کا زخمی ہوا اب تو زود رفت
بھاگا عمرو نے پکار کر آواز دی مہتر صاحب کہاں چلے زود رفت نے کہا خواجہ اب قلعۂ ابلیس پرستان پر
مقابلے پر ملینگے عمرو نے کہا وہاں بھی چونا لگا دینگے زود رفت بھاگ کر نکل گیا عمرو نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران زمان
بیچ میں ساحروں کے گھرے ہوئے ہیں تلوار چل رہی ہے جس ساحر نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر الٹا پلٹا اسی ساحر
کو جلا کر خاک کیا ہزارہا ساحر جلا اپنے حربوں سے آپ ہی مرے امیر کی فوج میں جو خبر پہونچی سب مسلح ہو کر آپڑے تیراندازی
کرنے لگے جسپر تیر پڑا وہ خطا شعار سہم کر گوشہ جہنم میں پہونچا امیر لڑتے ہوئے قریب تخت مینا نگار پہونچے مینا نگار
نے گولا مارا زمین تھرائی آسمان سے تلواریں برسنے لگیں مگر بسبب اسم اعظم صاحبقران پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا مینا نگار
نے زمین ہلا دی آگ برسائی پانی برسایا کچھ ہاتھ نہ آیا کف افسوس ملتا تھا جب صاحبقران قریب آگئے تو اسنے
ہاتھ تیغہ سحر کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا تخت کے زینے پر پاؤں رکھکر
ہاتھ تلوار کا مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا تلوار تڑپ کر
گری سپر کو کاٹا سر پر مینا نگار کے زخم کاری آیا اپنے کو تخت سے گرا دیا کہا یارو اب قدم نہیں تھمتا اب میں جا کر
قلعۂ ابلیس پرستان میں ٹھہرونگا تقدیر خداوند تدبیر پیغمبر پھر مسلمان کیونکر جیتے مہتر زود رفت بھی زخمی ہو کر گیا سوائے
خدمت خداوند کے اور کہاں جائیگا یہ کہکے طبل بلند ہوا اسکا بلند ہونا کہ لاکھوں جادوگر باز و عقاب بنکر اڑے مقبل نے
سیکڑوں کو تیر سے گرایا جو زیادہ بلند ہو گئے تھے وہاں تک تیر نہ پہونچے پہر بھر کے عرصے میں سب ساحر نکل گئے
غیر ساحر جو باقی رہے انھوں نے فریاد کی چادر ہلائی عرض کی الاماں ہم لوگ غیر ساحر ہیں امان دیجیے صاحبقران
نے ہاتھ روکا سب تلواریں رک گئیں وہ لوگ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے امیر نے کلمہ طیبہ زبان
معجز بیان سے ارشاد فرمایا سب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئے جن مکانوں میں تصویریں ابلیس خبیث پرست کی تھیں
انکو گرواکر مساجد تعمیر ہوئیں فتح و فیروزی داخل بارگاہ مینا نگار ہوئے تخت پر فاتحانہ امیر دنگل زریں پر
جلوہ فرما ہوئے بیٹھتے ہی فرمایا خواجہ دریافت کرو مینا نگار کہاں گیا عمرو نے کہا ہر کارے گئے ہوئے ہیں خبر لیکر
آتے ہونگے یہ ذکر تھا ہر کارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے شعر دولت قرین حضرت
سعد زمانہ باد ٭ اقبال را مقام بر آن آستانہ باد ٭ شہریار کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ہو مینا نگار
جادو بیان سے خستہ و شکستہ قلعۂ ابلیس پرستان میں پہونچا زود رفت نے اول سب حال بیان کیا بعد مینا نگار
زخمدار و بیقرار پہونچا ابلیس پر تلبیس حال اپنے پیغمبر کا دیکھکر گھبرایا پوچھا اے پیغمبر قدرت یہ کیا معرکہ گذرا مینا نگار
نے رو رو کر سب حال بیان کیا یہ بھی کہا قدرت نے تقدیر خلاف کی زود رفت نے خاتمہ کر دیا تھا مگر ساربان زادہ
عین وقت پر پہونچا امیر چھوٹے قیامت کے سحر ہوئے مگر چونکہ آپنے تقدیر خلاف کی انجام یہ ہوا کہ میں زخمی ہوا اور

خدمت قدرت مین آیا سواد نگار پر عملداری مسلمانون کی ہو گئی ابلیس نے جھلا کر کہا مجھے مقدمات تقدیر مین کیا دخل ہے مابدولت نے جو مناسب جانا کیا اگر ان مقدمات مین دخل دیگا سنگ سیاہ کر دونگا قتل ساحران سے تمام دنیا کو بھر دونگا اسطرح غصے مین ابلیس نے کہا کہ مینا نگار کانپ گیا کہا یا خداوند مجھے مقدمات خدائی مین کیا دخل ہے جو مناسب ہو وہ تقدیر کیجیے ابلیس نے کہا حمزہ ہمارا سپہ سالار ہے قدرت کو جو منظور ہوا وہ کیا اصل مطلب یہ ہے کہ حمزہ کے ہاتھ سے سب باطل پرستون کو قتل کراؤن اب قدرت کو دیدار اپنا دکھانا منظور ہوا جسدن چاہینگے مٹا دینگے مینا نگار خاموش ہو رہا جی مین کہتا ہے کہ آج قدرت نے نیا جھگڑا نکالا کہ قدرت ہی نے سب ملک برباد کرائے اب دیکھیے کیا کیفیت ہو ابلیس نے افلاک بلند پرواز کو منظم کل لشکر ہے سب ساحرون کا افسر ہے اسکو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو قدرت خود مقابلے مین سپہ سالار قدرت کے چلینگے لاکھ جادوگر تیار ہوے ابلیس خود تخت پر سوار ہوا کل لشکر و سب مصاحبان جلیل ساتھ ہوے ابلیس بیرون قلعہ چلکر اترتا ہے صاحبقران ادھر سے کوچ کرکے آتے ہین ان سب کو اس حال مین چھوڑیے وقت پر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جواہر خنجر زن عیار سکندر کے بیان ہوتے ہین کہ جب سکندر در بند مواج پر گرفتار ہوے یہ تو عیار تھا بھاگ کر نکل گیا و دیگر حالات

متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی خوش ادا خوش کلام
سدا یاد عارض مین ہون [illegible]
یہ ابروے دلدار شیرین ادا
نگاہ کرم عاشقون پر رہے
وہ ہے درد سینے مین اے مہ لقا
لڑائی کے سامان بہم ہو گئے
قدم آج میدان مین گاڑ دو
کہین رنگ کر فسون ساز ہو

پلا دے مجھے آج بھر بھر کے جام
کہ بھر لے مری ساقی سیمبر
ہین مژگان تیر ستم آشنا
کہو سچ الفت مین کیا کیا ہے
کہ روتے ہین احوال پر آشنا
کہ اصلاح کے طور کم ہو گئے
لڑائی مین دشمن کو للکار لو
کہین عشق کا طرز آغاز ہو

ہین مشتاق صہبائے دیدار ہون
اسی زلف پیچان کی کھلو قسم
لب لال جانان کی کھا کر قسم
ترے ہجر مین آہ مرتا ہون مین
زمانے کا ہو اور ہی رنگ ہے
یقین ہے کہ ہنگامہ شمشیر ہو
چلے نیزۂ کلک شیرین رقم
جدا اپنے آقا سے مدت سے ہون

قد یار پر کیون نہ قمری ہون
کہ ہون مائل زلف و روے صنم
مسیحا سے کہتا ہون یہ دمبدم
کلیجے پہ گہ ہاتھ دھرتا ہون مین
کہ بھائی سے بھائی کو بھی جنگ ہے
قلم کہہ رہا ہے کہ جسم گرز ہو
ہر عضو جنگ کرتے قدم با قدم
یہ اشعار حسرت نہ کیونکر پڑھون

مخمس

نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چراتے جاتے | زخم کاری مرے کیونکر نہ لگاتے جاتے | تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے
سانس روکے ہی تن بسمل مین جو آتے جاتے | اور جلاد نے چرکا دیا جاتے جاتے

گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ | جلوہ گر فصل بہاران مین ترا کاہے کو ڈھنگ | دیکھنے والے تھے حسن غیرت گلزار کے ڈھنگ
خط نے اس عارض گلگون پہ کیا ایسا رنگ | خار مین صحن گلستان کو دبانے جاتے

شعلۂ شوق سے اب جلتا ہے دل کا خرمن | ہون آتشکدہ سینے کو مین اب بیا کفن | ایک تو ہجر مین مین داغ بنا ہون ہمہ تن
آتش شوق یہ کرتے ہین یہ کار روشن | اشک گرم اور بھی من آگ لگاتے جاتے

نہین رہتی ہے زمانے مین کسی کی مشکل | کشتی آخر کو بھنور بیچ بھی ہے قریب ساحل | واہ کیا بخت رسا نے ہے دکھائی منزل

ہوئی دربان تلک اُسکے رسائی حاصل | رفتہ رفتہ مجھے اُس کوچے مین آتے جاتے

عمر بھر یون تو رہا خیر تمھین مجھسے حجاب | پر دم نزع جمال اپنا دکھانا تھا شتاب | حشر مین روز جزا کیا مجھے تم دوگے جواب

نزع مین تھا مین تمھین کچھ اشتیاق تھا | آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

رہے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر | بھول جاؤن مین تجھے ممکن ہے یہ اے رشک قمر | نقش خاطر خط تقدیر ہے یان آٹھو پہر

یک بیک دل سے نقش محبت کیونکر | لالہ رو داغ ترا جائیگا جاتے جاتے

رخ روشن تجھے دکھلائیگا قاصد نہ ترے | جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ ترے | آن کی آن مین آ جائیگا قاصد نہ ترے

دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ ترے | راہ مین دیر لگی ہے فقط آتے جاتے

گر وہی آنے تو آنے کا مزاحم ہے کون | مین بلاؤن تو بلانے کا مزاحم ہے کون | اسطرف پاؤن اٹھانے کا مزاحم ہے کون

کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہے کون | خود حذر کرتا ہون اس راہ مین آتے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے نہ آئے نہ سہی | تم بہ دلجوئی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی | اشک دو چار نہ آنکھون سے بہائے نہ سہی

شمع دل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی | فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اٹھاتے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر مین کیا خاک جیا | ہچکیان آئی رہین نزع کی یہ بھی ایذا | دم اٹکتا تھا بہت حبس نفس تھا بیجا

ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا | سانس بھی رکنے لگی سینے مین آتے جاتے

جاہ کا نام بھی سہواً نہین لیتے ہشیار | دشمن دین و دل و جان ہین بتان عیار | دیکھو بچ جاؤ گے رعنا کی طرح آخر کار

چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار | نیک و بد ہم نے تمھین رند جتاتے جاتے

چہرہ عیاران معرکہ عیاری و طراران میدان خنجر گزاری اس داستان دلستان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین قطعہ

منشی فنائی کہ آمد عیان | درین زیر این پردہ آسمان | درین پردہ آواز نالم چو نی | ز احوال جم یا بہ احوال کی

سابق مین تحریر کیا تھا کہ جواہر خنجر زن عیار برین سکندر زرین پوش زرین علم کا جب سکندر دربند مواج جادو پر گرفتار ہوے و ملکہ نسیم آتشخو و شاہین و گلشن یہ بھی تینون پکڑ لیے گئے جواہر نے دیکھا کہ آقا گرفتار ہوے ساتھ والے سب بیکار ہوے اب میرے گرفتار رہنے سے کیا ہوگا نکل چلو یہ سوچکر نکل گیا صحراے طلسم مین مارا مارا پھرتا ہے شدت عطش سے منھ کے بل گرتا ہے ایک دن صحرا مین ایک دیر دیکھا ہزارون ساحر وہان جمع ہین گھنٹہ و ناقوس بج رہے ہین جواہر پوجا کرنے والونکی صورت بنکر دیر مین آیا سنگبار جادو یہان کا حاکم ہے جواہر بصورت برہمن سنگبار کی خدمت مین حاضر رہا خوب رسم پیدا کیا ہے روز یہی ارادہ ہے کہ سنگبار کو مارون اسی کی شکل بنون دربار صحرا العجائب و مصر الغرائب مین جاؤن اپنے آقا کو چھڑاؤن مگر پھر خیال کرتا ہے کہ اے جواہر نہین معلوم وہ کہان قید ہین وہانتک کیونکر رسائی ہوگی اس سوچ مین آٹھو پہر رہتا ہے ایک دن بیٹھا تھا کہ ایک ساحر آکر پہونچا اُسنے نامہ حاکم برین سنگبار کے پاس دیا سنگبار نے پڑھا لکھا تھا مواج جادو نے کہ آج شب کو جلسہ صحبت ہے اے سنگبار اگر تم بھی آکر شریک ہو تو نہایت لطف ہو ہم نہین آسکتے کہ چند قیدی ہمارے سپرد ہین سنگبار نے کہا بھائی برہمن دیوتا چلو گے مواج نے آج جلسہ کیا ہے حقیقت مین انکو فرصت نہین جواہر نے کہا چلیے مگر مواج کون صاحب ہین سنگبار نے کہا حاکم دربند ہے اُسنے سکندر زرین پوش زرین علم کو گرفتار کیا ہے وہ بارادہ فتح طلسم آیا تھا ساحر بھی اُسکے ساتھ بڑی زبردست ہے وہ شیر بھی بادہ جرأت سے مست ہے نہایت صاحب شوکت و جلالت ہے ملکہ تاج سیاران شوکت مہر نسیم آتشخو نامے ساحرہ باپ اسکا شاہین بلند پرواز زوجہ اسکی ملکہ گلشن سحر ساز یہ سب پکڑے گئے اپنے مقام پر مواج نے قید کیا ہے

دربار سجا گیا تھا مگر کاہن طلسم نے منع کیا کہ ابھی قتل نہ کرو اسوجہ سے قید ہین مواج کے صید ہین اسی وقت سنگبار تخت پر سوار ہوا دو چار ساحر بر فلک جواہر خنجر زن سنگبار تخت اڑاتا ہوا چلا راہ مین بھی اکثر عجائب و غرائب دیکھے شام کو مقام پر مواج جادو کے پہونچے دیکھا ایک قصر نہایت آراستہ مواج مسند پر بیٹھا ہی دس بیس ساحر علم نیرنگ بات کے ماہر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین مواج نے بصد جوش و خروش سنگبار کی تعظیم کی سنگبار بیٹھا جواہر نے دیکھا پہلو قفسون مین شاہزادہ سکندر ایک طرف شاہنشاہ زرین پوش مسلسل بیٹھے ہین ایک جانب نسیم آتشین زبان مین سوزن ایک طرف شاہین دگلشن کنیزین بھی انکی گرفتار دام مصیبت انجام سر جھکائے بیٹھی ہین جواہر بیقرار ہوگیا مواج نے سنگبار کو مزاج پوچھا اور یہ پوچھا کہ یہ برہمن دیوتا جو تمھارے ساتھ آئے ہین کبھی تمھارے مکان پر انکو نہ دیکھا تھا سنگبار نے کہا یہ نئے ملازم ہین نہایت خوش مزاج رونق صحبت صاحب لیاقت مواج طرف جواہر کے متوجہ ہوا کہا آپ کا مکان کہان ہے جواہر نے کہا جس گاؤن مین ہم رہتے ہین اسکو نسیم آباد کہتے ہین رہنے والے وہان کے زمیندار میان گول غنچہ ولد شیخ جھنجھنیا میان مواج سبت ہنسے شراب صحبت میں کیا رکھی ہے جواہر نے کہا ذرا پان منگوائیے سید ھا سید ھا شیکہ کوئی چھیڑے جائے مین بھی کچھ گاؤن آپ سب صاحبون کو خوش کرون کچھ لطف حاصل ہو تسکین دل ہو مواج نے سازندے بلائے انھون نے ساز ملائے جواہر نے یہ غزل گائی

داغ فراق شمع سے بلور ہوگئے
لاغر ہوئے ہین یہ تپ رنج فراق سے
تارے فلک پہ شرم سے کافور ہوگئے
شاہون سے بھی کلام انھین ننگ و عار ہے
ہم منفعل قصور پہ اک حور سے ہوگئے
کاہیدگی سے ہمکو نہین دیکھتا کوئی
پنہان زمین مین قیصر و فغفور ہوگئے

عاشق جو چشم مست کے مشہور ہوگئے
چشم گمان و وہم سے مستور ہوگئے
یہ روئے ہجر مین کہ سیاہی بھی بہ گئی
ایسے وہ اپنے حسن پہ مغرور ہوگئے
اڑ جادوئے شب کو جو زنار یار نے
ایسے زفور ضعف سے مستور ہوگئے

پرتو فگن جو عارض پرنور ہوگئے
تلوون کے چھالے خوشۂ انگور ہوگئے
افشان جو چھڑکی بالون پہ اس شمع طور نے
آنکھون کے جام ساغر بلور ہوگئے
بوسہ نہ لینگے زلف کا کیجے خطا معاف
اختر تمام چرخ پہ بے نور ہوگئے
نازان ہون خاک عمر دو روزہ پہ قوم ہم

یہ اشعار جو جواہر نے پڑھے اہالیان محفل تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ برہمن دیوتا نے کیا رنگ جمایا ہے جواہر نے کہا یہ بھی کوئی بات ہے اور کوئی کمال دکھاؤن یہ کہکے جواہر نے گھنگرو پاؤن مین باندھے اس طرح کھڑے ہوگئے گت ناچے سب کی بری گت ہوئی بلکہ جو گت استاد تھے وہ بھی دنگ ہوگئے مگر جواہر گھنگرو باندھکر ایسا ناچا رنگ بندھ گیا مہلت جو پائی شراب مین بیہوشی ملائی سب شراب خراب کی کہا باہر جائے جاؤ کوئی محروم نہ رہے مواج جادو بہت خوش ہوا کہا برہمن دیوتا تمھارے سبب سے محفل مین بڑی رونق ہوئی ہم تحسین خدمت مین شاہون کی پیلینگے جواہر جھک جھک کر سلام کرنے لگا کہا حضور اب سب صاحب شراب پئین مین اپنے ہاتھ سے پلاؤن یہ کہکے جام بھر پہلے مواج کو دیا مواج خود ظریف دل لگی باز مصاحب دوستان خوشی خوشی جام پی گیا اب تو دور ابند ھا سب پینے لگے پھر بھون سب محفل والے شراب پی کے فارغ ہوئے مواج بیٹھے بیٹھے جوش مین آیا آبرو کا خیال ہوا کہا کیون برہمن دیوتا کیسے کیا مزا دکھایا دریا جوش مار رہا ہے دیکھو مچھلیان ہمکو نہین سنگ مچھلی کو کھا گیا دیکھو کشتی گرداب مین آئی وہ دیکھی جہاز اڑا جاتا ہے شاید جلم صاحب سوگئے بڑا غضب ہوگا اگر جہاز ڈوبا کشتی حیات طوفانی ہوگی آپ کو ہماری جان بچانی ہوگی جواہر نے کہا جہاز کو لنگر روکیے جوش مین نہ آئیے سب بندگان خدا گرداب مصیبت مین ہین آپ بچائیے یہ سنکر مواج ہاتھ جھکاتا ہوا سر پر سر ہلاتا ہوا اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے ڈگمگا کر گرا اب جادوگر مع سنگبار لینا لینا کہکے اٹھے

ہوا اٹھا وہ گرا چشم زدن مین سب بیہوش ہوے جواہر خنجر بکف کے آکر مواج پر جا پڑا ہاتھ مارا مواج کے دو ٹکڑے ہوے
سنگ بار کے قتل کرنے پر پتھر کا دل بنا لیا اسکو بھی قتل کیا باہر نکل کے دیکھا پانچ سو ساحر یہان موجود تھے سب اوندھے
سیدھے پڑے ہین بعضے جو انھین اترے ہین منھ سوجے ہوے خراش ناخن غم جا بجا مگر مثل ماہی بے آب تڑپ رہے ہین
اٹھ نہین سکتے ایک کو ایک جگا نا چاہتے اور گرے جواہر نے دیکھا قتل کرتے کرتے صبح ہو جائیگی مین جا کر اپنے
شاہزادے کو جگاؤن یہان شاہزادہ ملک بہمن سے حسرت فرما رہے ہین کیون ملکہ اس قید سے کیونکر رہائی ہوگی
ملکہ نے آہ کی کہا ای شہریار کیا عرض کرون شعبدۂ طلسم ایسے نہیجے سکتے اگر اب بھی رہائی پائی تمہارے ہاتھ سے
طلسم فتح کراتی اپنی تو یہ کیفیت ہے آپکو دیکھتے ہین روح بیتاب ہے آنکھین بیخواب دل بیقرار آنکھ اشکبار ہاتھ کٹنے مین گریبان چاک
کرین پاؤن کا یہ قول ہے کہ کیونکر آپ کو لے نکلین طلسم فتح کرائین اصل تو یہ ہے نظم

مجھ مین جو لوگ ہین قائل ترے خنجر مین نہین
بیخودی تو ہی بتا یہ بھی ہے کوئی انصاف
کیا یہ سمجھا تھا کہ مین عرصۂ محشر مین نہین
کرتی ہے سیکڑون خون ادا کی شوخی
پھر بھی شوخی ہے جو مجھ مین وہ کسی مین نہین
سخت جانون کے گلے یار نہین یا کہین
ایسے کہنے لگے ایک ہی ٹھوکر مین نہین

جب کہا صبر اٹھی دل مضطر مین نہین
کہ شب وعدہ وہ آکے ہین نہ گھر مین ہین
شکر الحمد کہ چشمکی کوئی بھید لیتا ہو
ظاہرا اور تو کچھ دست ستمگر مین نہین
گو مست ہے تیرے وہ چپکتی ہے شراب
موڑ لے منھ کو یہ عادت ترے خنجر مین نہین
درد فرقت سے بھی مہلت ہوئی جاتی ہے جلال

بانکپن تیرا کسی اور ستمگر مین نہین
آئی آواز یہ عاشق کے مقدر مین نہین
حشر سے پھر کے سبب جلد چلا او ظالم
ہم تو یہ جانتے تھے تم دل مضطر مین نہین
کتنے ہین دیکھے آئینے مین وہ عکس اپنا
جو سبو مین نہین خم مین نہین ساغر مین نہین
یہی مشتاق کسی چال کا تھا فتنۂ حشر
یا مین آج نہین یا یہی شب ہجر مین نہین

ایک طرف شاہین بکلشت بغیر از مین یہی کہ رہے ہین ای شہریار افسوس ہے کہ ہمارا سحر بھی نہ چلا اگر مہلت پائی آپ کو نمرود
نے بکتی اگر ساحرون سے مقابلے ہین ہزار سامری و جمشید بھی ہون تو انکو بھی جواب دین مگر مصرع وائے بر ماؤ گرفتاری
ما ایک جانب شہنشاہ زرین پوش بیقرار کہہ رہا ہے ای نور نظر افسوس تمہارے شباب کا زمانہ دیکھا ملک فتح ہوتے
خدا جگر ارشتے ہمارا علم سب پر جاری ہوتا نور افشان کی ایسی فکر ہوئی کہ بلا مین پھنس گئے اگر غیر ساحرون سے مقابلہ
ہوتا کوئی تمھاری پشت زمین سے نہ لگا سکتا جس پہلوان سے مقابلہ پڑا اسیر تم غالب آئے خداوند شجر کی عنایت
شریک حال رہی اس طلسم مین آکر سب بھولے کہ جواہر سامنے سے پیدا ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام مین مواج جادو
بود ملکہ نسیم نے کہا ای شہریار یہی آواز آئی مواج کو کسنے مارا غرق دریائے لعنت ہوا افسوس ہم نہ جیوتے اب اسکے
ملازم ہدعت اگر نکلے کیا عجب ہے ہم سب بدگمان کرین ہم اس معاملے سے آگاہ بھی نہین اب ہم لوگون پر بڑی بدعت ہوگی
شاہزادے نے کہا ملکہ خداوند شجر نے شاید کچھ رحم کیا جو قید مین رہنا ہمکو بار تھا مصیبت مین چلی ملا کہ ایسا دشمن مارا گیا
کہ دیکھا سامنے سے جواہر نیمچہ سے خون ٹپکتا ہوا بدحواس چلا آتا ہے پکار کر آواز دی ای شہریار غلام نے مواج کو
مارا شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوا نسیم نے اشارہ کیا میری زبان سے سوزن نکالو پھر مین حال پوچھ لونگی جواہر نے بڑھکر
پہلے اپنے آقا کی ہتھکڑیان کاٹین زبان سے نسیم کی سوزن لیا شاہزادے نے قید توڑ کر پھینکدی نسیم نے چھوٹتے ہی
مان و باپ کو رہا کیا جواہر نے کہا ای ملکہ عالم مین نے صرف فریدون کو قتل کیا پہلے مواج جادو کو مارا پانچ سو جادوگر
بیہوش پڑے ہین انکو سحر کرکے جلادو نسیم نے مٹی خاک کی اٹھا کر ڈالدی سب جادوگر جلکر خاک ہوے نگہبانون کے قصے
پاک ہوے جواہر نے بڑھکر کھولا لاکھون روپیہ کا مال بھرا تھا ہتھیار نکال کر جسم پر شاہزادے کے آراستہ کیے خنجر
کو تاج پہنایا جو اسباب لینے کے لایق تھا لے لیا شاہین گلشن نے اہالیان فوج کو رہا کیا پانچ ہزار غیر ساحر چار سو

جادوگرنیان باقی رہی تھین اُنکو بھی رہا کیا تخت سحر تیار ہوا ایک مرکب باد رفتار اصطبل سے لیا اسپر شاہزادہ سوار ہو سب کو ساتھ لیکر مکان سے مواج کے نکلے قضاے کار سحر العجائب و مظہر الغرائب دربار مین تاج نخوت سر پر تخت نکبت پر پھولے ہوے بیٹھے ہین مواج جادو کا بھائی بحرین جادو بارہ ہزار ساحرون کا افسر ہے اونے بیٹھے بیٹھے کہا کچھ حال بھائی مواج صاحب کا بھی دریافت کیا وہان ایک شاہزادہ بھی ساحران زبردست قید مین وہان کی خبر تو روز منگایا کیجیے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے ہر چند کہ بھائی صاحب بڑے منتظم ہین مگر ایک نازنین اُنمین نہایت حسین و جمیل ہے وہی اُس شاہزادے کی کفیل ہے مجھے خوف ہے اسپر کوئی عاشق ہوکر رہا کرنے کا ارادہ نہ کرے تو بہت بڑی خرابی ہو سحر العجائب نے کہا آپ تمھین جادیے غرض اُسنے بیان کر آدی بحرین جادو چلا بارہ ہزار ساحرون مین سے پانچ ہزار جادوگر اسکے ہمراہ ہوے اب جو سر حد جزیرہ بحرین مین بحرین پہونچا دیکھا دریا خشک پڑے مین خاک اُڑ رہی ہے مکانات وغیرہ بہت سے گرے پڑے ہین بحرین جادو گھبرا گیا ساتھ والون سے کہتا ہے یہ تو آثار تباہی کے معلوم ہوتے ہین یہ تالاب و دریا یہ عمارتین بھائی صاحب نے براے حفاظت صحرا بنائی تھین کر اگر بھائی صاحب یہان تھون کنارہ کنارہ عدم ایک موج طوفان بلاخیز کشتی حیات طوفانی پانی دم شمشیر اصفہانی پاٹ تلوار کا گھاٹ کیا یہان سے کوئی بچ کے جا سکتا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ یہ چیزین ابھی ٹوٹی ہین جلدی چلو تو پھر سے ہوش درست تھین مکان مین مواج جادو کے پہونچا دیکھا سارا مکان مزبلہ قصابان بنا ہے ہزار ہا لاشہ پڑا ہے دریاے خون بہ رہا ہے صاف ظاہر ہے کہ ابھی لاشے تڑپ کے سرد ہوے کیسے کیسے جوان گرد برد ہوے سب رونے لگے بحرین نے کہا یارو رونے سے کیا فائدہ ہے قاتل ابھی مار گیا ہے قیدیون نے فطور کیا جو مجھکو خوف تھا وہی پیش آیا شاید جس مہ جبین کا نام نسیم آتشخو تھا اُسپر مائل ہوکر طالب وصل ہوے وصال ہوا آخر کو یہ حال ہوا یہ کہکے روتا ہوا باہر نکلا نکلتے ہی دیکھا تخت مرکب پر سکندر شہنشاہ تخت پر نسیم آتشخو و شاہین و گلشن عقابان سحر پر سوار روا روی کرکے جاتے ہین نسیم آتشخو چار جانب دیکھتی ہوئی جاتی ہے اونے دیکھا اُسی مکان سے بہت سے ساحر نکلے کہا اے شہریار کوئی مہ جبین دعدہ گار آگیا یہ کہکر مجمع سے جدا ہوئی بحرین جادو نے جو چہرۂ زیبا کو دیکھا زلفین عنبرین چہرے پر یا مہتاب تابان پر ابر سیاہ پیچ و تاب زلفون کا عاشقون کا دود آہ سیاہ چہرہ آفتاب تابان ابرو شمشیر بران قد سرو باغ محبوبی دہن غنچہ حدیقۂ خوبی چالاک و چست جملہ اعضا درست بقول میر حسن نظم

جہان راستی چاہیے راستی * کمی جس جگہ چاہیے وان کمی * تبسم حیا ناز شوخی غرور * ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور *

بحرین جادو کا عجیب حال ہوا سنبھلنا محال ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ مثل بید کانپ اٹھا کہکے اپنے کو روکا یہی خیال کر کے غش کھا کے نہ گرون ورنہ یہ جلاد و صاحب ظلم و بیداد مثل مواج کے قتل کرینگی ایک طرف شاہزادہ سکندر گھوڑے کو بڑھا کر کھڑا ہوا بحرین نے دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت حسین جمیل صف شکن تیغ زن گھوڑے پر جھوم رہا ہے قبضۂ شمشیر چوم رہا ہے یہی قصد ہے کہ مین خود جا پڑون سارے لشکر سے اکیلا لڑون بحرین ساتھ والون سے کہ رہا ہے یارو بھلا اس جوان کو چھوڑکر یہ نازنین کسی کو قبول کریگی اگر کوئی جبر کرے جان دیگی جو مین کہتا ہون وہی ہوا بھائی میرا اسی کے مکر سے مارا گیا مگر لیا مین اب زندہ چھوڑونگا یہ کہکے اپنے اپنا مرکب بڑھا وسط مین آکر آواز دی او مہ جبین مین سمجھا جو واقعہ گذرا تو نے میرے بھائی صاحب کو مارا مگر اب کہان جاؤگی میرے مقابلے مین آؤ ملکہ نسیم نے طاؤس اپنا بڑھایا شاہنشاہ کو سلام کیا کہا والد نامدار اجازت میدان شہنشاہ نے کہا بی بی خدا کو منظور تمھارے نگہبان ہین شاہین نے چاہا مین لڑون

نسیم نے کہا ذرا تماشا دیکھیے بڑے جوش مین آیا ہو قضا اسکی لائی ہو بہیما کو غیرت نہ آئی یہ قہر بھی وہین کی علمداری کا ہی
نسیم نے جاکر مقابلہ کیا دیکھتے ہی نسیم کو بحرین ہاتھ باندھنے لگا کہا اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان مواج
یہ توقع تھا تجھ ایسی نازنین پر ظلم کیا میں تابعدار ہون خود مجھکو سلطنت کر دو مجھے سپہ سالار قرار دو یہان کون دیکھنے آئیگا
سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر بھی نہو گی اگر آگاہ ہو جائینگے مین کیا اُنسے پایہ کمی کا رکھتا ہون وہ خود شہنشاہ اِس
سلطنت برائی وبالی مالک کو قید کیا بیٹی کو اسکی رنج دیا جسدن وہ چھوٹے گا آفت بپا کریگا بڑے بڑے اسکے مکین و
مددگار ہین وہ آکے ملک ڈالدینگے صاحبقران فتاح طلسمات جہان ایک بیرا ایک آکے تمہارا گھر لیگا ہم تم انہین کے شریک
ہو جائینگے و قرن شاہون کو قتل کرینگے بغیرت آٹھوین دن گشت کرتے ہین دس بیس کو بس جاتے ہین پھر پلٹ آتے
ہین نسیم نے کہا کیا جھک مارا او بہیما مین تیرے مقابلے کو آئی ہون مربے سحر کرینگے جیونا دیگی یہ کہنا تھا کہ بحرین کے جھولی
سے گولا نکالکر مارا قہقہہ کرتا ہوا گولا جب قریب ملکہ نسیم پہونچا مسکرا کر دستک دی گولا پھٹکر گرا بحرین نے پھر سحر کیا تلوارین
برسنے لگین ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپر کاٹی کا تعویذ اسپر فولادی بنکر سر پر ملکہ کے سایہ فگن ہوئی
جو تلوار گری سپر نے روکی پھول تک اُڑ گئے مگر وہ سپر شب فراق عاشقان ہرگز نہین کٹتی مدور مثل جرم قمر استعدر
تلوارین برسین کہ تمام صحرا تلوارون سے بھر گیا مگر ملکہ پر کوئی تلوار نہ پڑی بحرین نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہتا تھا کہ اور
سحر کرے نسیم نے اپنی ہوا باندھی وہی سپر پھینک ماری وہ سپر آسمان پر آکے پھٹی اُسمین سے کچھ جھونکے ہوا کے چلے نسیم
کے سحر نے درختون مین اثر کیا کسی نخل سے دھوان نکلا گرد بحرین کے پیچیدہ ہوا مثل برق کے تڑپا زمین پر قایم ہوا کچھ سوچنے
چھوٹنے لگا پسینے مین ڈوبا ہوا تھا پسینے کو منہ کے پونچھکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی بیقرار ہو کے پکار
اشعار ے صاحب میری جان تیر جاتی ہو کیون سرکشی دکھاتی ہو نظم

میرا مردہ بھی نہ ٹھہریگا مرے مدفن مین
گل و بلبل کا نہ تو فیصلہ کر گلشن مین
نوک مژگان کی قسم تار نہین اُن مین
خوب پہچانتے ہین ناکشون کو یہ حسین
آہ سے سوز بڑھا اور دل دشمن مین
حاصل شکوہ ہے یہ دل کے پھپھولے پھوٹین
دیکھیے کون لپٹتا ہے ترے دامن مین
دل ہے جو صدکو دیکھے پھر ہوگئے شوخ
تیرے جلوے ہین ترے سامنے پھر گلشن مین
دم خفا ہو کے نکلجائیگا زلفون کے لیے
دانے ہین مثل سپند آج طپان خرمن مین
یہ اثر الفت گیسو کا ہے باقی دم قتل
نہ سمانے لگی دو دل کو بی بت پر فن مین
صحن مین بیٹھنا اچھا نہین او پردہ نشین
مین دبکی ہون جو تیرے چاہتا تھا چھپ مین

ڈھونڈھا خون جو بلبل کا نہا گلشن مین
کہین عاشق نہ لپٹ جائین ترے دامن مین
کس ادا سے ہے چلا تیر نگہ دشمن مین
لاگ آواز جرس کی ہے دل رہزن مین
دل سے کیا نکلے بھلا خار تمنا کی پھانس
کہ علاج خلش آبلہ ہے سوزن مین
کیا گلے ملنے کو آج آئی ہے تیغ قاتل
بجلیان کوندنے لگے روشن اس خرمن مین
سوگوار دل مردہ ہون تپ فرقت سے
یہ سما تھا کہ مرے خط گردن مین
کیا عجب ہے جو تری تیغ کا ڈورا بنجائے
تیغ قاتل کی اٹکتی ہے رگ گردن مین
دل جلے جس سے جہان اسکی دہن جز ہے کہا
جاتی ہے مست تماشائی لگر روزن مین
جاتا ہے مرا ستجال پھیر ادھر تیغ مزاج

ہے جو یہ برق دمی عشق سے رخ روشن مین
جابجا داغ لگے پھولون کے پیراہن مین
خار پھرانسے جنون رکھ نہ مجھے گلشن مین
سو جفائین ہین تری جھجکی گردن مین
شمع بجھ جاتی ہے تحریک ہوا سے لیکن
ناصحا جاکہ نہین لوگ تری سون مین
بے طرح دست فشان ہین ترے بسمل قاتل
صورت چشم پھڑکتی ہین رگین گردن مین
قدآدم نظر آنے لگے شعلے رقصان
مین وہ مہ ہون کہ شمع ملا ہون جیسے مدفن مین
برق نے کسکے تبسم کی اڑائی ہے ادا
کہ ہے بجلی کی تڑپ میری رگ گردن مین
نہ چلا اک سایہ مرے ساتھ کہ کہتا ہو
یہ کمال آپ مین ہو یا ہے سر آہن مین
پھیر جال سے میرے نہ بجاتی مین رہو
پوچھتا ہے کہ یہ کیون چاک ہے پیراہن مین

شعلہ رو دل ترا ٹھنڈا ہوا مرنے سے مرے	تجھے تو شمع ہی اچھی کہ جلی مدفن میں	رونے میں خندہ جانان کا تصور ہے غضب
بجلیاں کوندتی ہیں موتیوں کے خرمن میں		

گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی کہتا ہوا دوڑا میری خطا معاف کریں نے بڑی
خطا کی معشوق بیدرد ہاتھ اُٹھایا بڑا دھوکا کھایا اپنے غلاموں میں منسوب فرمایئے غلام حلقہ بگوش ہوں محبت میں بیہوش ہوں
ملکہ زہرہ رخ جانتی ہیں کبھی مسکرا دیں کبھی ہاتھ ہلایا کبھی اپنی طرف بلایا جب وہ دوڑا ہوا قریب آیا کہا تمکو ہمارے تیغ ابرو
کی قسم تلوار کھینچو بجبرن نے تیغہ برق مثال جو کمر میں لگا تھا کھینچا ملکہ نے کہا کیا چاہتے ہو صاف صاف کہو ہم بھی عاشق صادق
کے جویا تھے تم ایسا چاہنے والا ملا جو کہو قبول کریں بجبرن نے کہا یہی چاہتا ہوں ہمیشہ ہمراہ رکاب رہوں جان نثار
کہلاؤں ملکہ نے کہا جو کہو گے وہی ہوگا مگر تلوار گلے پر رکھو زور سے کھینچو جوہر جان نثاری ظاہر ہو بجبرن نے جوش میں تلوار
گلے پر رکھ کھینچلی سر کٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من بجبرن جادو بود بیر غل مچانے لگے کچھ تدبیر بن نہ پڑی
پانچ ہزار جو ساحر آگئے تھے اُنھوں نے جو مالک کا لاشہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا کہتے تھے یارو کیا جلد اپنے بھائی کے پاس
پہونچے محبت میں صادق تھے یار ناموافق تھے سب ساحر حربے سحر کے لیکے دوڑے غلغلہ ہوا اس محبوب کو مار لو ہمارے
مالک کی قاتل ہے گلشن و شاہین نے جو یہ معرکہ دیکھا اُنھوں نے پڑھکر سحر کیا آسمان سے تیر برسائے صدہا سنگدلوں
بت پرستوں کے سر چھدے کسی کا ہاتھ اڑتا بلوے میں بھائی سے بھائی چھوٹا یہی غلغلہ تھا یارو مردمی کو کام رہو مالک کے
خون کا بدلا لو کنیزان شاہی جا بجا جب اشارہ کیا بجلی چمک کر کیا سر اڑ گیا کبھی صف مژگان سے تیر چلے سکندر بھی تلوار کھینچ
آپڑے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے لاشوں کے انبار کشتوں کے ڈھیر دریا خون کے رواں سکندر کی جرات دیکھکر
آئینہ رخ حیران صفوں کو درہم و برہم کر دیا تھوڑی ہی دیر میں میدان لاشوں سے بھر دیا برق شمشیر چمک رہی ہے طائران
تیر اُڑ رہے ہیں کمانوں کی کڑک برق شمشیر کی چمک تیغ سے سرکشی دکھا رہے ہیں تیر پیغام قضا لا رہے ہیں سکندر نے
بڑھکر علم فوج کو قلم کیا افسر تو مارا ہی جا چکا ہے اب علم فوج قلم ہوا علم شکست کے پھریرے کھلے آخر باقی ماندہ شکست
خوردہ روتے پیٹتے بھاگے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یارو دونوں بھائی آپس میں کیا محبت رکھتے تھے عدم میں جا کر مے
ہونگے پاس بیٹھے ہونگے مگر سکندر بہ فتح و فیروزی گنج ہے خون ٹپکتا ہوا خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئیں لباس بھی
خون آلود شہنشاہ نے جو فرزند کو اس شوکت و شان سے دیکھا جوش محبت میں گلے لگا لیا ملکہ نسیم نے کہا اے ملکہ عالم ابھی ایسی
ایسی ہزاروں آفتیں پڑینگی جابجا لڑائی ہوگی اب بادشاہوں کو خبر ہوگی وہ ساحران زبردست کو بھیجینگے میرے نزدیک
یہ بہتر ہے کہ اب پلٹ چلو نسیم نے کہا بہت اچھا شاہین و گلشن بھی راضی ہوے سکندر نے کہا بابا جان قول مردان جان دارد
ابھی تو آپ نے کوئی ایسی تکلیف نہیں اٹھائی یہ میدان جنگ و جدل ہے عیش و راحت میں خلل ہے اگر اس طلسم کو فتح کیا
شاہ ہے سات سو ملک اس طلسم کے ملحق ہیں اسی سلسلے میں صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا کوکب کو مطیع کرکے چھوڑ دینگے
کسی کے ناموس پر نگاہ ڈالنا جرات کے شیوے سے سراسر خلاف ہے بُرا ان سے ہمیں کیا کام سن چکے ہیں کہ وہ ایک
نوجوان کی زوجہ شاہزادہ خاور سیاہ کی بہو صرف کوکب مصیبت قید اٹھا کر چھوٹینگے خداوند شجر کو سجدہ کرینگے خراج
اُنسے مقرر کرینگے ہر چند سب نے کہا سکندر نے کہا ہمیں منظور نہ کرونگا اس لشکر کو لیکر بغیر فریدونی و حشمت جمشیدی
بارادہ فتاحی طلسم نور افشاں چلے دو منزل بڑھ آگے ٹھہرے ملکہ نسیم آشفتہ مو سے صلاح کی نسیم نے کہا اے شہریار
جستجوے لوح ہو جبتک لوح نہ ملیگی طلسم فتح نہوگا لوح رہبری کرتی ہے ہر مقام کا نشان بھی اسی سے ملتا ہے کوئی طلسم کشا بے
دست انداز نہیں ہو سکتا قدم بقدم اسکو دیکھیے جو احکام نہیں نکلے اُنکے پابند رہیے شاہزادے نے فرمایا لوح طلسم
نور افشاں کہاں ہے نسیم نے کہا جو راز دار بادشاہ ہوگا اسکو حال لوح معلوم ہوگا اگر آپ اسی مقام پر چھینن

تو مین تلاش لوح مین جاؤن یہ ذکر تھا اور پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین
ایک سردار بول اُٹھا کہ اے شہریار مین نے خبر پائی ہو کہ سحر العجائب و مصر الغرائب ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
نہایت بڑے ساحر تھے کہ انھون نے مقابلۂ افراسیاب مین بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے کوکب کے ساتھ
ملکر افراسیاب سے مقابلے کیے کسی مقام پر کوکب پھنس گئے تھے کہ قید سے چھوٹ نہ سکتے تھے یہ دونون بھائی
جس وقت پہونچے یہ دونون بھائی اس روز ایسے لڑے کہ سب سردار کہتے تھے سحر العجائب و مصر الغرائب نے
بڑا کام کیا کوکب کو قید سحر سے رہا کر لیا جناب صاحب یہ ہر کوکب نے خود انکو اختیار دیے ہر بات مین گستاخ کر دیا
جملہ امورات کا اختیار دیا جب کوکب مسلمان ہوے تو انھین دونون کو بلایا خلاے فاش یہ ہولی کہ انسے کہدیا کہ ہم
اب مسلمان ہوے خدا نے ہمکو یہ شرف دیا کہ صاحبقران کے سمدھی کہلائے ایرج نوجوان ایسا داماد ملا فرزند
دلبند قاسم عالیشان نبیرۂ رستم سلیمن دیکل کن کشندۂ قوبل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان ایسے شیر کس کو
ملتے ہین جیسا داماد مین نے پایا اے سحر العجائب و مصر الغرائب اب تمھارا کام یہ ہر کہ کل طلسم پر قبضہ کرو سرکشون کو
لڑو جو تمھارا حکم نہ مانے اسکو طلسم سے نکال دو جو تمھاری اطاعت کرے اسکو سرفراز کرو سب خراج تمھارے پاس
جمع ہو ہمارا حصہ ہمارے پاس بھیجو موافق اپنے صرف کے تم کو فوج جنگی تیار رہے قواعد انسے روزمرہ لو بھنے
دل و جان تمکو طلسم نور افشان کا مالک کیا سب طرح کا تمکو اختیار ہی جو تمسے ذرا بھی سرکشی کرے اُسکو فوراً ملک سے
نکال دو ساتھ عدالت و انصاف کے بسر کرو کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم نہ کرے وہ دونون مغرور عقل و فراست سے دور
بہت اچھا بہت اچھا کہکے اپنے مقام پر آئے سب ساحرون کو جمع کیا کہا صاحبو کوکب تو مسلمان ہوگئے ہونے دو سو
خداوندون کو ترک کیا کیون صاحبو میان کوکب بڑے عقلمند ہین ہمارے باپ دادا پردادا بالکل بیوقوف تھے کہ ہونے
دو سو خداوندون کی اطاعت مین مصروف تھے ہم تو اب انکی صورت نہ دیکھینگے خراج کیسا اگر پاوین تو انکو قتل کرین
صاف صاف سامری نامے مین مرقوم ہر ایک پنڈت کو یہ بات معلوم ہو کہ سامری و جمشید خود تحریر فرما گئے ہین
کہ جو ایک مرتبہ ہمکو ترک کرے اسکو قتل کرنا چاہیے نہ کہ اُنھون نے ہمارے روبرو کہا کہ سامری و جمشید بڑے ہین
وہ خداے نادیدہ جسکو دیکھا نہ بھالا اُسکا مذہب برحق ہو ان باتون کا ہم کیا جواب دیتے بہت خوب بہت خوب کہکے
چلے آئے اب ہم تم سب صاحبون کو آگاہ کرتے ہین کہ اب ہمنے کوکب سے بغاوت پر کمر باندھی اگر ہمکو مل جائین
تو انکو قتل کرین یا دریا مین پھینکدین جو ہو سکیگا اُٹھا نہ رکھینگے اب وہ ہمارے ہاتھ سے موت کا مزا چکھینگے صاحبقران
کے طرفدار ہونے پر بڑا غرور ہو اگر یہ امیر سے مقابلہ پڑے ایک سحر مین تمام لشکر کو قتل کرین خانۂ کعبہ تک لڑتے
ہوے جائین سنجان و باختر پر قبضہ کرین بھاگنے کا راستہ نہ ملے ہمکو افراسیاب نہ جانین سحر سے وہ گھیر ڈالین کہ
نکلنا دشوار ہو ایسی ایسی باتین کہکر خوب چرب زبانی کی سب ساحرون نے جواب دیا آپ نے بہت معقول تجویز کیا ہی
کوکب کو میسر نہ دین آپ کی دل و جان سے اطاعت کرین یہ صلاح کرکے وہ نمک حرام تھے تھوڑے دنون مین کوکب
نے ہاتھ سے شاہزادہ اقلیم سیہ پوشان کے شکست کھائی شکست کھا کے دشت طلسم نور افشان بہم پہونچے صاحب
علامت کو آواز دی ہم فی الحال شکست کھا کر آئے ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر دو کہ ہمکو گرد اعزاز
بجا لائین جادوگرون نے جا کر ان نمک حرامون سے کہا ان بھیاؤن نے جواب دیا کہ ہم ہرگز اس پناہ نہ دینگے اپنے
خداے نادیدہ کے پاس جائین اپنے سمدھی کو بلائین جنکا نام صاحبقران زبردست کمال ہوا کہ جا کر قاف کو فتح کیا
بڑے سرکش دیوزادون و البرز زادون سے پردۂ قاف خالی کیا تمھاری مدد کو آئین تو ہم جانین کہ بہادر ہین دوبارہ

لیاقت کے بے بہادر ہین ہمارے مقابلے مین آئین تو جانین ہم دیکھین کریبے جلیل ہین مسلمانون کے کنبین مین ایک سحر
دس کرور کو مٹادینگے دریا مین بھی آگ لگا دینگے کم و بیان سے جاؤ یہان تمھارے واسطے جگہ نہین ہے سامری
و جمشید نے کیا جلد بولالیا ملک و مال چھینا سلطنت خاک مین ملی جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہو ہمین کیا غرض ہے
کہ شاہزادہ اقلیم سیہ پوشان سے ڈرین وہ بھی لات و منات کا پرستار ہے اپنے مذہب کو مٹا مین ایسے شرف کو خاک
مین ملا مین یہان کو تعجب ہے دربار بڑا یقین ہوا کہ مقصود ہے اگر قتل کریگا بران کو پھینکیگا ایسے ناچار ہوے کہ آگ مین
کیا اندر پڑے جلنا تو ممکن نہ تھا مگر قید ہو گئے جب آنکھ کھلی اپنے کو قید خانے مین پایا اے شہریار اگر روح مل گئی جلے کے
طلسم فتح کیجیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی برق چمکی آسمان پر لگا ابر سیاہ دریا ہے گرد اٹھتی ہوئی شاہزادہ یہ
معرکہ دیکھ رہا ہے کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک ساحر تاج سر پر دس بارہ ہزار جادوگر پشت پر گھوڑے کو ڈالے ہوے
اسی جانب آتا ہے جب قریب پہونچا گھوڑے سے کود بارگاہ استادہ ہوئی سب ساحر اتر پڑے وہ تاجدار اندر بارگاہ
کے گیا ایک نامہ بنام سکندر لکھا کہ مضمون اسکا ظاہر ہوگا اپنے مصاحبون مین سے موسوم بہ رنجور جادو کو دیا
کہا یہ نامہ جاکر سکندر کو دینا جواب نامہ اس سے لینا رنجور چلا یہان شاہزادے نے جواہر سے فرمایا دریافت
کرو یہ بادشاہ کون ہے اسکا کیا ارادہ ہے ہمارے مقابلے مین کیون اترا جواہر نے چاہا جاؤن کہ درگا سالار نے عرض
کی یہ جو بادشاہ ابھی آیا ہے ایلچی کو اسنے روانہ کیا ہے در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے کہا بلا لو رنجور بل کرتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا موافق اپنے مذہب کے سلام کیا سب کو ناگوار ہوا سکندر نے ایک ایک کو منع کیا کہ اپنے اپنے مذہب کا سبکو
خیال ہوتا ہے کرسی بچھوا دی رنجور سلام کر کے بیٹھا سکندر نے ساقی کو اشارہ کیا جام اسکو دیا رنجور نے خوشی خوشی پیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا نکالکر آواز دی منم نامہ دار منم نامہ دار سکندر نے کہا کسکا نامہ لائے ہو رنجور
نے کہا شہنشاہ ضمیران جادو بادشاہ حوالی کا اسنے خبر پائی کہ آپ نے مواج و بحرین کو قتل کیا اب قید سے چھوٹ کر جاتے
ہین اسواسطے لشکر کشی کی سکندر نے کہا ہوا تو ایسا ہے جنکی قضا تھی میرے ہاتھ سے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز
نار جہنم ہوے رنجور نے کہا آپ نے اچھا نہ کیا ہمارا بادشاہ نہایت ساحر زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے
سکندر نے نامہ لیا ملاحظہ فرمایا بعد تعریف سامری و جمشید مرقوم تھا اے شاہزادہ والا قدر آسمان جاہ کے بد
آپ نے مواج و بحرین کو مارا قید شاہی سے چھوٹے ہزارہا ساحر آپکی وجہ سے مارے گئے اب بہتر یہ ہے کہ آپ ہمارے
پاس چلے آئیے مین بہ آبرو خدمت مین شاہون کی لیچلون خطا معاف کرا دون کیا عجب ہے شاہ ہمارے آپ کو عہدہ
سپہ سالاری دین اگر اسکے خلاف کیا تو مین مثل بحرین و مواج کے نہین ہون قیامتین برپا کرونگا بذلت گرفتار
کر کے لیجاؤنگا پھر خطا نہ معاف ہوگی قتل کیے جاؤ گے سکندر نے نامہ پڑھکے موافق قاعدہ رو بروے نامہ پر
ملاحظہ نمودہ شد و جواب نامہ جنگ لکھدیا ایلچی کے ہاتھ مین دیدیا رنجور نے کہا آپ نے کیا لکھا سکندر نے
کہا جو مناسب وقت تھا وہ لکھا رنجور نے کہا نسبت برا کیا مین خالی پیغامبر نہین ہون مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایک سحر
مین سب کو گرفتار کرلونگا شاہین نے جو دیکھا شاہزادے سے گفتگو بڑی ایلچی خرد دماغ ہے دخل اپنا بڑھا یا قریب
آکر کہا اے رنجور تمھین سوا جواب و سوال کے اور کچھ مناسب نہین پہنچے جواب جنگ لکھا تم جاکر قبل جنگی بجوا و
صبح کو میدان کارزار مین آؤ جو خداوند شجر کو منظور ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا دیکھین کون فتح پائیگا اس بحث سے کیا فائدہ
اسنے کہا اے شخص تو کون ہے کیون ہماری بات مین دخل دیتا ہے جو ہمارا جی چاہیگا وہ کرینگے ہم صاحب اختیار ہین کیا
مجبور ہوا چاہتے ہیں شاہین نے کہا بس اٹھ کر جاؤ اب ہمارے آقا سے زیادہ کلام نہ کرو میدان کارزار مین اپنا اختیار

وکھاتا ہر کتین ہوش کی کر دعقل کے ناخون لو رنجور نے ایک دانہ ماش کا نکال کے مارا شاہین پر غنچہ گرا بانیان شانہ
نشانہ ہوا خون بہنے لگا شاہین کو جو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا رنجور نے ہر چند سحر سے رد کا کچھ نہوا غش کھا کر
زمین پر گرا شاہین اُٹھا کر ایک لات مارو دن اسکا خاتمہ ہو سکندر نے منع کیا کہا حضور جانے دیجیے جیو دہ ہر شاہین
کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا رنجور کی آنکھ کھلی دیکھا وہی شخص بیٹھا ہو جلدی سے آنکھ بند کر لی سکندر نے یہ حرکت دیکھ لی
پکار کر کہا ای رنجور نا خواب کوئی تجھسے نہ بولیگا ہمارے لشکر کا یہ طریقہ نہیں ہو تمنے خود فساد کیا رنجور جھاڑ پونچھ کے اُٹھا
جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا حضور مین جاتا ہون بادشاہ کو وہی جواب دکھلاؤنگا سکندر نے کہا فی امان اللہ جائیے
یہ بھی جان بچا کہ اسی تیر نے ساحر سے جان بچائی ورنہ یہ ساحر مار ڈالتا صاحب کو سلام بندگی کر کے جلاد عائین دیتا ہوا اگر
گال سوجا ہوا عارض پر عارضہ اس حال خراب سے جا کر سامنے ضمیران کے ہونچا پوچھا کیون ای رنجور کیا گذری کہا حضور وہ
بڑے سرکش ہین بات بات پر گالیان دیتے ہین کہتے ہین ہم لوح لیکر طلسم فتح کرینگے تلاش لوح مین پھر رہے ہین دیکھیے مجھے
جواب نامہ جنگ دیا کچھ آپ کا خوف نہ کیا مین جو ذرا بولا دس بیس آدمی لپٹ گئے چند ساحر بھی ہین جب اُنھون نے
میری گردن پکڑ لی سحر بھی فراموش ہوا آخر منت کر کے اپنی جان بچائی ورنہ مارا جاتا میدان مین سمجھونگا آپ طبل جنگی
بجوائیے ضمیران نے کہا طبل جنگی تو مین ضرور بجواؤنگا میدان مین سمجھونگا مگر مین نے خبر سنی تھی کہ افسر انکا بڑا خلیق و
خوش مزاج بہادرون کے سر کا تاج مگر تم اُسکے خلاف کہتے ہو یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گرگڑایا ہرکارے جو بہ امر
جاسوسی موجود تھے خبر طبل جنگی لیکر حاضر دربار سکندر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے شعر عمر تو ہزار سال بادا
اقبال تو بر کمال بادا ضمیران سے جا کر اُس بجیا نے سراسر خلاف بیان کیا مگر بادشاہ نہایت خلیق ہو اُسنے آپ کی
بہت تعریف کی کہا مین خبر پا چکا ہون کہ وہ شاہزادہ نہایت خلیق ہو اب طبل جنگی بج گیا شاہزادے نے فرمایا ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین ملکہ نسیم آتشخو نے شاہین سے کہا ای والد نامدار کل بھی یہ لونڈی میدان مین
نکلیگی شاہین نے کہا بیٹا خداوند صبحہ تمکو مظفر و منصور کرے رنج والم دل سے دور کرے اگر شاید اُس بجیا نے ہمکو پکارا
تو ہمین نکلینگے اگر تمکو آواز دیگا تمھین اختیار ہو پھر تو سحر تیار ہونے لگے شاہین اپنی بارگاہ مین ملکہ نسیم اپنے خیمے مین مصروف
سحر خوانی ادھر لشکر کفار مین ضمیران سحر تیار کر رہا ہو یہی قصد ہو کہ ایک ہی سحر مین سب کا خاتمہ کر دونگا ہوم خانے مین داخل
ہوا بچہ ہاے خوک ذبح کیے جو کا دیا ایک گرگ تیار کیا جب وہ ڈکار کے سامنے آیا موہن بھوگ لیکر ہاتھ مین
اسکو کھلایا سحر کر کے اسقدر مختصر کیا کہ ایک جانور بقدر یک بالشت بنگیا اسکو جھولی مین رکھ لیا ناگاہ ساحر شب گرد تمکر
ہوم خانۂ مغرب مین چھپا و نیرنگ ساز چرخ چہارم بصد عظم و شان تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج نیا و شعا
ہمراہ لیکر میدان کارزار عالم مین آیا ضمیران جادو ایک اژدر پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج لیکر نوبت نقارے بجتے ہوے
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے جنپر تعریف سامری و جمشید و سحر العجائب و مصر الغرائب مرقوم
آمد فوج کی دھوم اس کر و فر سے میدان مین آگے شہر ار رنجور جادو کرگدن مست پر سوار تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ
مین غصہ بات بات مین اسی بات کا امیدوار ہو کہ مین خود میدان مین نکلون جسنے مجھکو طمانچہ مارا تھا اُس سے بدلا لون
دیکھا آمد لشکر شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت پر شہنشاہ و شاہزادہ سکندر کل فوج کا افسر
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے طاؤس زرین بال پر نسیم آتشخو ایک طرف شاہین بلند پرواز ایک جانب ملکہ
گلشن سحر ساز پشت پر پانچ ہزار جوان اس کر و فر سے میدان مین آگے ہو بجے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
جا بجا مین آراستہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا رنجور جادو نے گیندا اپنا صف سے بڑھایا

سامنے ضمیران جادو کے آیا کہا اے شہنشاہ اجازت میدان اب کل کا بدلا لونگا ضمیران نے منع بھی کیا مگر اسنے نہ مانا میدان مین آکر آواز دی وہ ساحر کہان ہے مجھکو جسنے طمانچہ مارا تھا میدان مین آئے تو حال معلوم ہو شاہین تو اسی کا امیدوار تھا کہ مین ہی میدان مین جاؤن خوش ہوگیا شہنشاہ سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچا رنجور نے گولہ مارا شاہین نے سحر کیا گولہ سنگریزہ زمین پر گرا رنجور نے کئی سحر کیے شاہین دفع کرتا ہوا قریب رنجور پہونچا اسنے تلوار کھینچی کئی ہاتھ لگائے شاہین نے رد کیے ایک غلام پر بازو کیا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سحر کرکے ایک طمانچہ مارا سر جیسے گردن سے اڑ گیا کہا اے ضمیران آؤ مین تمہارا اشتیاق ہون یہ بیچارا مردہ تھا کل بھی یہان سے ذلیل ہوکر گیا آج بھی سر میدان جان کے ساتھ آبرو دی آپ سے مزا سحر کا ملیگا دیکھنے والے خوش ہونگے آپ ساحر کامل ہین ہم تو اس شہریار کے جان نثار ہین کیا شرف ہمکو ملا یہ شہریار ہمارا فرزند کہلاتا ہے ضمیران یہ آواز سنکر صف لشکر سے بڑھا سامنے شاہین کے آیا آپس مین سحر چلنے لگے زمین سے شعلے بلند ہوئے آسمان سے آگ برس رہی ہے ہوا مین تیز و تند چلین کبھی برق چمکی کبھی رعد گرجا جانبین سے سحر چلے دونون کامل و اکمل نہ ضمیران کمی کرتا ہے شاہین تو ہمارے اوج سحر ہی ہے کیا کیا خوب صنعت سحر کر رہا ہے ضمیران خود تعریف کرتا ہے جب ضمیران نے دیکھا کہ بہت سے رد و بدل ہوئے بلکہ لڑتے لڑتے دونون تنگ ہوئے ضمیران نے جھولی سے ایک بیضہ نکالا چھری سے تراش کر شاہین کی جانب پھینک مارا تھوڑی دیر مین شاہین نے دیکھا آسمان سے ایک گنبد چرخ مارتا ہوا آتا ہے شاہین نے ہر چند رد کیا نہ رکا شاہین پر آگے گرا شاہین اسکے اندر بند ہوگیا ضمیران نے اور سحر کو زور دیا اندر سے گنبد کے آوازین آتی ہین شاہین کی آواز کو سب پہچانتے ہین اور دون کی آوازین آرہی ہین ضمیران کہ رہا ہے یہ سحر سامری ہے علم نیرنج کی بزرگی اسمین بھری ہے اس سے شاہین نہ بچیگا جب مین نے یہ سحر کیا کبھی خالی نہین گیا آج نہین معلوم کا ہے کی دیر ہے بیشک حریف زبردست ہے کچھ نہین قابض ہوتا کہا نہ بچیگا آخر گرفتار ہی ہوگا بعد دو گھڑی کے دیکھا وہ گنبد ٹوٹ گیا شاہین دو زنگیون کی مشکین باندھے کھڑا ہے مگر زخمدار سر سے خون بہ رہا ہے وہ دونون زنگی دست بستہ عرض کر رہے ہین ہم اب آپ کے غلام ہین جو کہیے بجا لائین شاہین نے سر سے خون کا خلو لیا چند چند قطرے دونون کو پلائے اور انکو کھولدیا کہا ضمیران شاہ کو گرفتار کر لاؤ یہ سنتے ہی دونون زنگی مثل شعلہ جوالہ چلے ضمیران ہر چند روکتا ہے مگر نہین رکتے ضمیران نے گرنے مارے تلوارین پھینکین لیکن کچھ نہوا یہ دونون اسی طرح پاس ضمیران کے پہونچے ایک نے گردن پکڑی ایک نے پشت پڑا جھولی اسکی توڑکر پھینکدی مشکین باندھکر سامنے شاہین کے لائے شاہین نے زبان مین سوزن دیا گرفتار کرکے لشکر مین بھیجا اہالیان لشکر کو پکار کر آواز دی آپ لوگ جا کر بااطمینان تمام اترین جو کچھ آپ کے اوپر گذری آپ کو خبر ہو جائیگی یہ کہکے ملتا شاہزادے آگر عرض کی خدا نے فتح دی یہ ساحر بازداران طلسم ہے بڑا ساحر یا مجسمہ منصف مزاج اگر یہ اطاعت کرے تو تلاش لوح مین آسانی ہو سب دربار مین آئے اور شہنشاہ خوشی خوشی تخت پر بیٹھے شاہزادہ دکل زرین پر شاہین و گلشن و نسیم اپنے اپنے مقام پر آگئے بیٹھے مین ضمیران کو بلوایا کرسی بیٹھنے کو دی شاہین نے کہا اے بادشاہ عالی جاہ دنیا کا یہی دستور ہے ایک پر ایک غالب آتا ہو فلک نیرنگ باز شعبدے دکھاتا ہے دارا پر سکندر غالب آیا صاف ظاہر ہے کہ وقت اسکے زوال کا تھا جب فلک گردش دکھاتا ہے کچھ بن نہین پڑتا تمہارا تاج و تخت و سلطنت تمکو مبارک ہو دل سے شاہزادے کی اطاعت کرو مذہب مجوسیت کا دم بھرو رہبری کرنے شاہزادے کو بر سر طلسم نور افشان لیچلو یہ صاحب اقبال لوح اٹھائے طلسم کشائی کرے جب طلسم نور افشان قبضے مین آئیگا تمہاری رائے سے سلطنت ہوگی تمکو اختیار ہوگا

جسکو چاہو قتل کرو جسکو چاہو بخشو کوئی حکم مین تمھارے دخل نہ دونگا اسطرح شاہین نے سمجھایا کہ ضمیران نے اشارہ کیا
کہ میری زبان سے سوزن نکالو زبان سے اسکی سوزن نکالا قدمون پر شاہزادے کے گرا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا
خلعت بہاری عطا ضمیران نے فوج کو بھی بلوا لیا ضمیران نے کہا اب طرف مغرب کے کوچ کیجیے آہن حصار جب آپ کے
قبضے مین آ گئے تو راستہ کھلے دوسرے دن صبح ضمیران و گلشن و شاہین و نسیم ابر سوسنی بنا کر آگے آگے جیسے لشکر لیکر ساحران
شاہزادے کے ساتھ اس کروفر سے طرف آہن حصار کے چلے آہن پوش جادو کہ بادشاہ آہن حصار ہے اُسکو
خبر پہنچی کہ سکندر رتبے رہائی پائی ضمیران سحر پرست ہوا فوج لیے ہوئے میرے قلعہ پر آتے ہین فوج ساحران تیار
کر کے بیرون قلعہ آکر اترا ہے یہی انتظار ہے کہ فوج شاہزادہ آئے تو مقابلہ کرون وزیرون نے عرض کی ایک عرضی
خدمت مین شاہون کے لکھ بھیجیے کہ ہمپر لشکر کشی ہے خیال رکھیے گا سکندر صاحب اقبال ضمیران رہبر ہوا ہے اُس اثنے
سے آتا ہے مین روکونگا مگر اسکے ساتھ بڑے بڑے ساحران زبردست ہین اس مضمون کی عرضی آہن پوش نے
شاہون کو لکھی سحر العجائب مصر الغرائب عیش مین مشغول ہین آٹھو پہر ناچ صحبت شراب و کباب سے مست بیٹھے ہین
عرضی پہونچی کچھ پڑھی کچھ نہ پڑھی حکم لکھا کہ شنگول صحرائی پہلوان زبردست ہے وہ تمھاری مدد کو بھیجا جاتا ہے سکندر
سے بیرق کا نشان باندھکر تمھارے سپرد کریگا ساحرون سے تم لڑنا اگر ضرورت پڑیگی مال بدولت اور سامان روانہ
کرینگے یہ حکم لکھکر ڈالدیا وزیرون نے شنگول صحرائی کے پاس یہ نامہ بھیجا یا شنگول صحرائی صحراے نیرنگ کا
حاکم ہے تمام فوج اُتری ہوئی ہے مصروف جشن رہتا ہے جب یہ نامہ پہونچا پڑھکے نامے کو بہت خوش ہوا اُسی وقت
ساٹھ ہزار فوج لیکر طرف قلعہ آہن حصار کے روانہ ہوا یہان آہن پوش جادو مع اپنی فوج کے فروکش ہے
کہ خبر ملی شنگول صحرائی تمھاری مدد کو آتا ہے اسنے استقبال کیا لشکر اسکا اُترا آہن پوش نے حال پوچھا سب
حال شنگول نے بیان کیا کہ تمھاری عرضی پر ہمارے نام حکم ہوا مگر لشکر دشمن کہان ہے آہن پوش نے کہا آیا
چاہتا ہے ای شنگول حقیقت مین وہ لوگ بڑے زور و شور سے آتے ہین سنا ہے کہ سکندر نامی نامور نہایت صاحب
قوت و طاقت ہے آج تک کسی نے اُسکی پشت زمین سے نہین لگائی اول تخت مین قید ہو گیا تھا اُسکی مدد ہوئی موانع
و بحرین مارے گئے اب یہ جمعیت گران برائے ہستم کشائی آتی ہے دیکھین کیا گذرے ان باتون مین تھے کہ صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھی سکندر زرین پوش زرزری علم زیر سایہ علم شہ پیکر تخت پر شاہو کے ہاتھ رکھے ہوئے فوج دریا موج
پشت پر اس کروفر سے آکر اترے ابر سوسنی مین سے ساحران غدار اترنے لگے ایک طرف آکر فروکش ہوئے شنگول
یہ دیکھکر بارگاہ مین آیا آہن پوش سے کہا آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین کل اس نوجوان کو گرفتار کر لاؤنگا
تعدمہ ساحران مین آپ کو اختیار ہے یہ تو ابھی کمسن ہے اپنا مطیع کرونگا مجھسے کیا مقابلہ کریگا یقین ہے میرے سامنے نہ
آئیگا دامن صحرا سے منہ چھپائیگا آہن پوش نے کہا ای شنگول مین نے اس جوان کی بڑی بڑی تعریفین سنی ہین کہ
آج تک سکی کسی سے ہلاکت مین نہ جسکی جہان گیا نہایت لطف سے ذرا شنگول نے کہا کسی بہادر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا
بھاگتا نظر آئیگا آہن پوش نے طبل جنگی بجوایا جواہر نے آکر خبر دی ای شہریار شنگول صحرائی نامے ایک پہلوان اُٹھا
ہے اُسکو اپنی جرات پر بڑا دعوی ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا کل سر میدان بندگان عالی سے لڑیگا تنہا کام کریگا سکندر نے کہا
بعنایت خداوند شجر ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے مگر شاہین سے خبر کرو کہ آپ فقط تماشا دیکھنے والے ہین کسی بات مین
دخل نہ دیجیے گا شاہین کو یہ حکم ہوتا تھا طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری چمکا لشکر
جانبین کے طرف میدان کارزار کے جانے لگے سکندر بھی مسلح ہو کر تخت شہنشاہی کے ساتھ چلے تخت پر تمام لشکر عیار نامور رکاب

کھڑے ہوئے سب سرداران نامور الگ جاکر ٹھہرے تو جو ساحر تھے انکا یہی قصد ہی کہ اگر ہمارے آقا نے شنکول کو زیر کیا
اور شکین باندھکر لائے ہملوگ آہن پوش پر جا پڑینگے اسی بات پر سب آمادہ ہین جب صفین آراستہ ہو چکین شنکول نے
گنبد اصف سے نکالا سامنے آہن پوش کے آیا کہا اے شہنشاہ اجازت میدان آہن پوش نے رخصت دی شنکول
میدان مین آیا اسپ تازی چوگان بازی دکھا کر آواز دی اے فرقۂ خنجر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور سرداران نے بھی
قصد کیا مگر سکندر سب کو روکتا ہوا خود نکلا شنکول دیکھ رہا ہی ایک شیر آفتاب جمال پشت مرکب پر سوار گھوڑے کو ڈالے
ہوئے آتا ہی پشت پر ساحر وغیرہ ساحر چلے آتے ہین حیران محو دیدار ہو کر رہ گیا اور چلی چار قدم گنبد اشنکول کا تین
قدم مرکب سکندر رکا ہوا شنکول نیزہ تان کر سامنے آیا کہا اے جوان حربہ چلے تو کرنے میرے حربے سے تو
نہ بچیگا تجھ ایسے مخلوق وضع کا زیر کرنا کیا مشکل ہی سکندر نے کہا ہمارا یہ دستور نہین جب تمھارے حربے
سے بچینگے تو پھر ہم بھی حربہ کرینگے ہم آپ زمانے کے صاحبقران ہین شنکول ہنس پڑا کہا خوب غرور آپکے
دماغ مین ہی ابھی سب حال کھل جائیگا شنکول نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر گران تماشا آئینہ حیران
قضائے کار زار شمشیر تو لڑ رہے ہین دونون لشکرون سے صدائے احسنت و آفرین بلند قاسم نوجوان جو تعقب مین اپنے
فرزند کے نکلے تھے یکہ و تنہا صحرا طے کرتے ہوئے جاتے ہین چرخ خارا شکن پہلوان راہ مین اسکا قلعہ تھا فوج لیکر نکلا قاسم نے
اسکو دو دن کی کشتی مین زیر کیا وہ بصدق مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج و اسباب ترک ہمراہ لیکر روا روی کرتے ہوئے
و در راہ مین آیندو روندے سے خبر گرفتاری ایرج سنی نہایت ملول ہین جلدی کرتے ہوئے آتے ہین گریبان شنکول و سکندر
کہ یہ دونون جوان بعد نیزہ و تلوار کشتی تک مصروف ہین صد دون گزر چلے کشاکش کے زور ہو رہے ہین مگر سب دیکھتے ہین
شنکول کبھی بھی مجبوط ہو گئے ہین سکندر اسی طرح مصروف جنگ ہین کہ صحرا سے گرد اڑی قاسم آگے پہونچے قاسم
چرخ خارا شکن کے حسن و جمال دیکھکر سب دنگ ہوئے قاسم ایک طرف آ کے ٹھہرے نگاہ پڑی جمال جہان آرائے
سکندر پر دیکھکر قاسم حیران ہو گئے چرخ خارا شکن سے کہا ذرا دریافت تو کر آؤ کہ یہ جوان کون ہی اور وہ دیو خصال کمان
سے آیا ہی باعث جنگ و جدل کیا ہی چرخ خارا شکن نے ہرکارے بھیجے وہ حال دریافت کرکے آئے عرض کی اے شہریار
یہ جوان حسین شہنشاہ زرین پوش خنجر پرست کا فرزند ہی طلسم توڑنے آیا ہی آہن پوش جادو ملازم شاہ طلسم
برائے مقابلہ نکلا ہی شنکول بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہی دونون سے اس جوان سے نیزے و شمشیر سے کام نہ نکلا کشتی ہو رہی ہی
قاسم بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دو پہر ڈھل چکی تھی سکندر ریل کرکے دوڑے دس قدم تک لیگئے شنکول پلٹا سکندر
ہٹتا ہوا چلا آتا ہی پانچ سات قدم مشکل قصد کیا حل جاؤن سکندر نے جو بڑھا کر پاؤن رکھا وہان موش خانہ تھا گھٹنون
تک غرق زمین ہو گئے شنکول نے ہک مارا گولا شاہزادے کا اتر گیا مثل مردے کے زمین پر گرکے بیہوش ہوا قاسم
نے پکار کر آواز دی اے شخص کیا کرتا ہی وہ اپنے ہوش مین نہین سب نے دیکھا کہ اسکا گولا اتر گیا ہی گرفتار نہ کر شنکول
نے خیال بھی نہ کیا جب تو قاسم نے شبرنگ زہرہ جبین کی پشت پر کوڑا مارا گھوڑا اطارہ بھر کے بیچ مین پہونچا
سینہ سپر کرکے سامنا کیا اسکو جو پیدل دیکھا گھوڑے پر سے کود پڑے کہا او مکار یہ قد و قامت اور یہ حماقت
کہ اسکا تو گولا اترا تو چاہتا ہی گرفتار کر لون ہم کبھی اسکو قبول نہ کرینگے شنکول نے کہا ہم تمھارا بھی یہی حال کرینگے
قاسم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا شنکول نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے جوان افسوس ہی کہ مین دو دن سے اس شیر سے
لڑ رہا ہون بہادر روزگار ہی کوئی پیچ کا توڑ اٹھا نہین رکھا جب تو مین غنیمت سمجھا کہ اسکو اسی حال مین گرفتار کرکے
لیجاؤن اب مجھ مین طاقت جنگ نہین ہی مگر تجھ سے ناچار لڑونگا مرد ہی بھی میرا تم افسون پر بھاری پڑیگا قاسم نے

ہاتھ روک لیا کہا اے شنکول اب بیٹ جاؤ مین تھکے ہوے سے نہ لڑونگا اگر زیر کر لیا تو لوگ کہینگے شنکول مین طاقت نہی تھک چکا تھا بس بدنامی کیا ضرور ہو اب جا کر آرام کرو آسودہ ہو کل صبح کو میدان مین آؤ ہمارے تمہارے مقابلہ ہو شنکول نے کہا بہتر پھیر کے پر اپنے سوار ہو کر پلٹا خون قاسم کی رگون مین جوش مارنے لگا سکندر کو گود مین اٹھا کر ہوادار پر سلا دیا شہنشاہ سے کہا ہم تمہارے فرزند کو اٹھا دینگے شہنشاہ بہت خوش ہوے کہا آپ کے آنے سے بڑی قوت ہوئی اگر آپ نہ آتے یہ ملعون فوراً گرفتار کرتا ہمارا کیا زور تھا قاسم اکیلے بارگاہ سلطان مین آئے خود کو لا اٹھایا پٹیان باندھدین جب سکندر کو آرام ہو چکا آنکھین کھولدین اپنے بالین پر شیر بیشۂ صاحبقرانی کو پایا دل ملنے لگا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی جھک کر سلام کیا قاسم نے کہا اٹھو نہین ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین سکندر نے نہ مانا کہا حضور بے ادبی ہے آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے تشریف لانے کا کیا باعث ہوا باتین کرتا ہے گا حیران حیران چہرے کو دیکھ رہا ہے کبھی کہتا ہے کیون اے سکندر اگر یہ نہ ہوتے وہ ملعون کار تیرا تمام کر چکا تھا انھون نے آکر بچا لیا

قاسم نے کہا اے شیر بیشۂ جرأت نظم

مین کیا بتاؤن تجھے کون خستہ تن ہون مین
غریب و بیکس و بے یار و بے وطن ہون مین

نہ بلبل چمن نہ گل نو رسیدہ ہون
اس موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون

شعر: چہ پرسیم کہ از سیر و سامان خود علم نیست
چون کاکل بتے سیہ گلیم پریشان روزگار مرا خانہ بر دوش ہم

اسطرح سے یہ شعر قاسم نے پڑھے سکندر رونے لگا کہا حضور واسطے اپنے دین و مذہب کے مفصل حال فرمائیے بات کو نہ بڑھائیے مطلب اپنا نیا زمند سمجھے قاسم نے کہا شاید تمنے نام سنا ہو زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان اسکا مین پوتا فرزند رستم فی الحال بیرا فرزند ایرج نوجوان جا کر طلسم نور افشان مین قید ہوا مین انکی رہائی کو جاتا ہون راہ مین یہ پہلوان چرخ خار شکن مجھے ملا مین نے زیر کیا بصدق مسلمان ہوا اگر اسوقت تمکو دیکھکر اسقدر طبیعت کو محبت ہوئی جی چاہتا تھا کہ اپنی جان فدا کر دے تمکو دشمن کے ہاتھ سے بچایا ہے شکر ہے کہ وہ پلٹ گیا کل صبح کو سر میدان زیر کرونگا لشکر کو پراگندہ کرونگا سکندر نے گھبرا کر کہا مین نے آپ کا نام سنا مشہور تھا الیہ بالخصوص بڑے بڑے پہلوان تھے سیف الملک ہفت شکن تیغزن جرأت مین انکا مثل نہ تھا آپ انکی بارگاہ مین گھس گئے انکی دختر کا سوال پورا کیا یہ آپ ہی کا کلیجہ تھا مین نے یہ دفتر دیکھا ہے کیا کیا کارہاے نمایان کیے کنجاب پر دو پہلوان مارے جنگلے لشکر کے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکتا تھا بہرام فلک تو سنتا تھا قاسم نے سر جھکا لیا چونکہ شہنشاہ زرین پوش تخت پر تمکن تھے قاسم کو گود مین لیکے مگر ہاتھ پکڑ کے تکیے کے خیمے مین آئے کہا اے برادر ایک بات کہتا ہون مگر خلاف نہ گذرے یہ معرکے گذر چکے ہین اور بڑے بڑے فتور ہوے تمہارا مذہب بجز بت پرستی دیکھکر تر از بر مین خیال کرتا ہون کہ تمہاری صورت ایرج نوجوان سے بہت ملتی ہے خال و خط مین فرق نہین ہے دوسرے یہ زلفین خلیلی حال سبز رنگ ہاشمی ہمارے خاندان کی نشانی ہے آج تک دوسرے خاندان مین یہ شرف نہین گیا ہم سپر الٰہی کہ تمہارا یہ مذہب تم اسکو بے تکلف دریافت کرنا کہ تمہارا مولود و مسعود کا کیا سلسلہ ہے سکندر نے سر جھکا لیا کہا حضور کی بات کا جواب دینا مجھکو مناسب نہین ہے مین بخوبی آگاہ ہون مادر مہربان زندہ ہین ہر کس و ناکس سے یہی سنا کہ انکے بطن سے پیدا ہوا قاسم نے کہا اچھا اسکو پھر اپنے طور سے دریافت کرنا اور مشکل یہ ہے کہ تمہارے خاندان مین باپ بھی بہادر بیٹا بھی صف شکن شہنشاہ زرین پوش صرف بادشاہ ہین جرأت و شوکت کا نام نہین سپاہگری سے انکو کام نہین تمہاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا ملک لیتے پھرتے ہین سکندر نے کہا یہ اعتراض بہت جا ہے مگر خداوند تعالیٰ کی قدرت مین کیا دخل یہی مناسب جانا یہ تدبیر کوئی نہین مگر مین ضرور بموجب ارشاد و فیض بنیاد اس امر کو تحقیق کرونگا یہ باتین نہین

گو شہنشاہ آگئے قاسم خاموش ہو رہے سکندر نے کہا اے شہر یار آپ کے لشکر والے پریشان ہو گئے اگر خلاف
نہو برائے خیر خواہی عرض کرتا ہوں تشریف لیجائیے بوقت سحر میدان میں اُس سے مقابلہ کیجیئے گا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی قشناول نے طبل جنگی بجوا دیا سکندر نے کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے قاسم
نے کہا اب صبح کو ہم مقابلہ کرینگے سکندر نے کہا بہت خوب آپ کو اختیار ہے میں آپ کے ارشاد میں دخل نہیں
دے سکتا قاسم نے کہا ہم تمہارے ہی لشکر میں آج شب کو رہینگے صبح کو اس ملعون سے مقابلہ کرینگے سکندر نے
کہا آنکھوں پر میرے واسطے شرف حاصل ہوا آپ مجھے سرفراز کریں قاسم کے واسطے چھپر کھٹ درست کرایا قاسم
بعد خاصہ کھانے کے چھپر کھٹ پر آئے سکندر خدمت میں مصروف ہوئے جب شاہزادہ آرام کر چکا سکندر اپنی
خوابگاہ میں آئے جواہر نے سب حال بیان کیا کہ قاسم یہ فرماتے ہیں اے جواہر میں نے بھی جب سے اس شہر یار کو دیکھا
یہی جی چاہتا ہے قدموں کو بوسہ دوں گرز پھر دن جواہر نے کہا اے شہر یار اس مقدمے میں مجھے بھی تردد ہے نہیں معلوم
اسکا کیا باعث ہے میں ایک امر اور عرض کرتا ہوں کل ایک کتب فروش آیا تھا ایک کتاب میں دیکھا لفظ بالا باختر لکھا تھا
میں نے اسکو تماشا کر دیکھا اے شہر یار یہی شیر دلیر در بند جالندر پہ جا کر میں اکوان و کیوان کے بھیجنے سے قید کر
باختر کے روانہ کر دی جرأت یہی کہ لقا نے حکم دیا اس جوان کو چاہ ماران میں پھینکدو چاہ ماران کیا ہے ایک غار
عظیم الشان لقا نے کھدوایا اسمین ماران سیاہ و اژدران آتش فشان و عقرب ہائے زہریں بھر دیے میں اسکا نام جہنم
چاہ ماران رکھا جب لقا نے یہ حکم دیا کہ اس جوان کو چاہ ماران میں پھینکدو تمام عالم اس شیر کو سمجھاتا تھا کہ لقا کو سجدہ
کرو مگر کیا ثابت قدمی ہے کسی کا کہنا نہ مانا زنگیان آدمخوار نے قفس آہنی میں انکو بند کیا ایک تھمے میں پنجرے کو باندھا مثل
منجنیق کے قفس بلند ہو کر وسط سما پر پہونچا زنگیوں نے قفس کو ہلایا قفس تھمے سے جدا ہوا الٹا پلٹتا طرف چاہ ماران
کے چلا اژدران آتش فشان نے منہ کھول دیے کہ یہ کیا شے آتی ہے گرے تو اسکو دہن میں لیں اسوقت قاسم کی بیقراری
مگر خدا کی قدرت کہ ایک دیو ملکہ قمر لیقہ سلطان کا اُسطرف سے گذرا قفس آتے اٹھالیا قفس کو لیکر وہ دیو بالائے
کوہ و شاخ آیا انکو قفس سے نکالا تصویریں ان جوانوں کی اس معاملے سے پیشتر آچکی تھیں ملکہ گیتی افروز دختر لقا
تصویر انکی دیکھکر عاشق ہو چکی تھی اپنے باغ میں انکو لائی اُسی باغ سے رات کو جاکر لشکر لقا کا ایک کرور چوراسی لاکھ
سوار کی چھاونی تھی کمال جرأت یہ ہے کہ اس لشکر پر شبخون مارا استقلال تیرہ روز پہلوان لشکر لقا کو صبح ہوتے
قتل کیا اور شیر نکل گئے پھر اس باغ میں آ گئے ملکہ گیتی افروز نے کہا اے شہر یار آپ نے غضب کیا اگر کوئی آپ کو
دیکھ لے کہ یہ شیر میرے باغ میں آگئے کیسی خرابی ہو برائے خدا یہ باغ نہایت وسیع ہے برسوں میں بھی کوئی آپ کے حال
سے آگاہ نہوگا مگر اس شیر نے معشوق کا کہنا نہ مانا اُسی طرح شب کو جاتے تھے جاکر شبخون مارتے تھے ایک پہلوان
نامی کو مار کر نکل آتے تھے بعد چالیس روز کے لشکر کشیاں ہوئیں اُنکے چچا بدیع الزمان جاکر پہونچے صاحبقران زمان
مرد دیندار ہیں لشکر جو انکا تباہ ہونے لگا ایسے لڑے کہ دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیے کوئی ان شیروں کے مقابلے
میں نہ آتا تھا بارہ برس بالا باختر پہ لڑائی ہوئی اس شیر نے بڑے نام کیے کیا کیا کام کیے کوئی اس شیر کا ہمنبرد نہیں ہے
صاحبقران سے شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ تو ایسے جری و بہادر ہیں انکے آگے چمک رہتی ہے انھوں نے بھی بڑے
بڑے کارنمایاں کیے سجان پر ایسے ایسے لڑے کہ اب تک اُس ملک کے رہنے والے ان شیروں کے نام سے
تھراتے ہیں بڑے بڑے پہلوان ان شیروں کے مقابلے میں نہیں آتے ہیں صحبت سے ظلمات فتح کیے قاسم نے ابتدا
میں طلسم افراسیابی کو فتح کیا بڑے کروفر سے آگے بدیع الزمان سے تکرار ہوئی یہ مقدمہ دنگل رستم بدیع الزمان تجویز ہو

نکل گئے بڑی کوشش سے طہمورس دیو بند کو فتح کیا بارہ سلطنتون کا اسکے طلسم سے مال نکالا اژدر کو مارا اتفاقاً بدر
زمرد پوش تنگر ملک بربر پر آئے قاسم سے مقابلہ کیا آخر لقاب بدیع الزمان کی اُنکی صاحبقران بڑے اعزاز و
اکرام سے لشکر مین بدیع الزمان کو لائے بدیع الزمان نے عرض کی غلام چاہتا ہی کہ انصاف ہو جائے لشکر انکا دو
اُترا تھا امیر نے رخصت کیا بدیع الزمان اپنے لشکر مین آئے اُس رات کو شاہزادہ بدیع الزمان کو ملکہ گوہر تگک
طرف سنجان لے گئین لیکن انکے عقب مین قاسم بھی گئے سنجان مین بڑے معرکے پڑے شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہ
طلیم فاروس دربار گنجاب مین آئے شاہزادہ اخاور سیاہ ہمراہ ہمایون بن شداد و دربار گنجاب مین ہوئے اُن
دونون شیرون کی لڑائیان دفتر کوچک باختر مین مندرج ہین اگر حضور ملاحظہ فرماین تو مین نے کتب فروش سے دفتر
منگایا ہی غلام بھی جب مسلمانون کو دیکھتا ہی دل کو رغبت ہوتی ہی ملاقات کی خواہش دل مین خود بخود کاہش کیونکر اسکو
دریافت کرون خیر اب تو طلسم نور افشان فتح کر لیجیے پھر سمجھا جائیگا جواہر زیر پلنگ سو یا سکندر نے آرام کیا
مگر شنگول صحرائی کو اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز تھا دو دن سکندر سے کشتی لڑا کچھ چھوٹ گئے معلوم ہوتا تھا ہاتھ پاؤن
ٹوٹ گئے چپکا بارگاہ مین آکر بیٹھا پھر رات گئے اپنے آہن پوش کو بلوایا کہا اے شہنشاہ جو مجھکو گمان تھا وہ خلاف
ہوا لینے یہ چھوکرا سکندر کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہی دو روز میرے اسکے کشتی ہوئی کسی مقام پر اسنے کمی نہین کی
اب مجھے ڈر تھا کہ پھر دوپہر مین باندھ لیجائیگا مگر لات و منات نے اپنا فضل شریک کیا کہ اُسکا گرلا آتر اسیل پردہ
رکھیا ورنہ خرابی تھی دل کو بہت بیتابی تھی اب یہ جوان جو آئیگا اس سے زیادہ صاحب جرأت ہی طاقت مین بھی
اس سے زیادہ معلوم ہوتا ہی چہرے سے آثار جلالت آشکار ہین کیونکر وعدہ نہ کرتا میری جرأت مین فرق آتا تھا
اب صبح کو اس سے وعدہ ہی ضرور میدان مین نکلیگا مین اس سے نہ لڑ سکونگا اگر نہ جاؤنگا تو بدنامی ہوگی شوکت مین
خامی ہوگی اب مین حیران ہون کیا کیا جائے آپ ساحر زبردست ہین بادشاہ قلعہ آہن حصار ہین راستہ روکنا آیند و
روند کا طرف سے شاہان طلسم کے آپ کے سپرد ہوا ہی اب آپ کیا فرماتے ہین مین حیلے سے شکار کے چلا جاؤن وا ان
صحرا مین منہ چھپاؤن یا دریا مین گر دون آبرو بچاؤن جا کر آب اور سوون اب مجھکو کچھ بن نہین پڑتا آپ کی صلاح پر
موقوف ہی آہن پوش نے کہا مین کیا کسی سے پایہ کی کار رکھتا ہون ایک سحر مین سبکو پھنسا سکتا ہون چونکہ
تم بلائے ہوا آئے مین نے تامل کیا ورنہ مین آپ نکلتا سحر سے مقابلہ ہوتا مین نے اس لڑائی کو ٹالا ہوتا اب یہ رائے
ہی کہ مین نکلونگا سحر و ساحری کی لڑائی ہوگی تم تماشا دیکھنا شنگول نے کہا یہ سبت خلاف ہی کہ مین سامنے کھڑا ہون
میدان مین نہ نکلون وہ جوان بہت طعن و تشنیع کریگا مجھے نہ سُنا جائیگا قلب تھرائیگا میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ شبخون
مارکے انکو بھگا دین بھی شب تیرہ و تار مین ساتھ چلو لڑا ہونگا ہزارون کو قتل کرینگے مسلمانون کے پاؤن نہ جمینگے
یہ رائے آہن پوش نے بھی پسند کی اُسی وقت قرنا ہوئی لشکر تیار ہوا چار غول کرکے طرف لشکر سکندر کے
چلے یہان سب غافل ہین قرطوس زمیندار طلایہ کی گشت پر پھر رہا تھا کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی یہ آگے بڑھا
چاہتا تھا پوچھون کون آتا ہی آہن پوش نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا ایک گولہ اُسپر اسم سحر پڑھکے مار دیا وہ
گولہ آگے لشکر کے کنارے پر پھٹا کئی آدمی زخمی ہوئے شنگول بھی تلوار کھینچکر آ قرطوس انکا زخمی ہوا ساتھ والے
اسکے خوب لڑے جب چار غول چار طرف سے آگرے آخر قدم نہ رُک سکے بھاگنے لگے مگر قرطوس گرتا پڑتا
خیمہ سکندر پر پہونچا اندر آکر آواز دی اے شہریار جلد اُٹھیے لشکر دشمن شبخون آیا طلایہ والے زخمی ہوے ساحر بھی
ساتھ ہین شنگول صحرائی بھی اپنی فوج کو لیے ہوے لڑ رہا ہی ہزارون آپ کے ملازم کام آگئے جلدی کیجیے

مگر اپنے کو بچائیے گا اگر مناسب ہو میرے مکان میں چلکر مخفی ہو جیے ایک میرا بھائی آہن پوش کا نوکر ہو اسنے کہلا بھیجا تھا کہ اے قرطوس تم یہاں چلے آؤ اب لشکر شہریار پرستان قلم ہو گا بیخ تمک نہ باقی رہیگی مگر مین نے نہین قبول کیا آپ کے یہاں پر مجبور رہا وہ اپنے مکان مین چھپا لیگا سکندر نے کہا لاحول مین یہ ننگ گوارہ نہ کرونگا نکل کے لڑونگا بلا سے جو ہوا قاسم کی بھی آنکھ کھلی ہلارک کے قبضہ پر ہاتھ رکھکے باہر نکلے دیکھا سکندر زرین پوش پشت مرکب پر سوار آمادہ حرب و پیکار قاسم نے کہا اے شیر بیشہ جرات ان تیرہ بختون نے بڑا ظلم کیا رات کو شبخون آئے مگر جواہر کو بھیجو ساحرون کو ہوشیار کرین ساحرون سے لڑین ہم تم فوج شنکول پر جا پڑین ابھی لڑائی کو سنبھال لینگے گھبراؤ نہین یہ تدبیر سنکر سکندر خوش ہو گیا جواہر کو حکم دیا کہ اے جواہر جا کر شاہین و نسیم کو ہوشیار کرو شبخون کی خبر دو جواہر ادھر چلا مگر قاسم نے مرکب بڑھایا شبرنگ اکیسا طرارے بھرتا ہوا چلا سامنے فوج شنکول صحرائی کے آکر نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ | زشمشیر برابر و نیزہ بہ ماہ
جہان تاب مشرق دین پروری | شہسوار لال پوش خاوری
سکندر حشم مالک تخت و تاج | ز ترک فلک می ستانیم باج

زآب دم تیغ شستم زمین | ہمہ یاختہ شد بہ زیر نگین

سکندر نے بھی بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ سکندر مگر سکندر نے دیکھا قاسم نعرہ کرکے غول مین فوج شنکول کے در آئے لڑتے ہوے چلے مگر سکندر یہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ قاسم نے مہلکہ ڈالدیا کفار بھاگے بھاگے پھرتے ہین مگر سحر آہن پوش چل رہا ہے جدھر متوجہ ہوا صفین کی صفین درہم و برہم کردین شنکول بھی اسی طرح لڑ رہا ہے قاسم لڑتے ہوے سامنے شنکول کے پہونچے ڈانٹا کہ او نامرد اسی شہریار کی جرات تھا او سیاہ رو رات کو شبخون مارو مگر ہم آنکھین بھی بند نہین ہین تو نے سکندر کو بے وارث سمجھا ہم آپہونچے اب تلوار چلے جوہر جرات کھلے شنکول پلٹ پڑا قاسم سے تلوار چلنے لگی سکندر ملاحظہ کر رہے ہین اپنے رفیقون سے کہتے مین خدا اس شیر کو شرارت اس بچانے کے بچا لے دقت غضب حریف بے ادب کر دکھیا شنکول نے دو دستی تیغہ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا قاسم نے نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ تلوار کا مارا شنکول نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر دل سے کہتا تھا نام سپر ہی ایک پرچھی ہوتا اڑ جاتا اس وار کو نہ روکتا یا اس جوان کو نہ ٹوکتا تیغہ برق تاب ٹکڑے ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سپر کو کاٹ کے خود و دو طبقہ عرق چین زرہ توپ کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا شنکول گھبرا گیا زخم سر پر کھڑا کے جواب مین تیغہ مارا قاسم نے خالی دیا پھر ہاتھ تیغہ ہلارک افراسیابی کا مارا سر کو تیغہ کے اڑ گیا میان شنکول گرے قاسم نے چاہا پامال کرون مگر اسکے ساتھ والے ٹوٹ پڑے پانچ چار مصاحبون نے سینے اپنے سپر کر دیے مگر شنکول کو اٹھایا ایک ہوا دار پر ڈالا خیر کے سامنے سے صید کو لے بھاگے سکندر اچھل پڑا بے اختیار پکار اٹھا اے شیر بیشہ صاحبقرانی جرات و شوکت مین لاثانی کس کس سے یہ ہاتھ تلوار کا مارا سپاہی ان جو ہون کو سمجھتا ہے کہ یہ وار کہین خالی جاتے ہین شیران دشت آپ کے نام سے تھراتے ہین ہم نے اس رنگ سے کسی کو لڑتے نہین دیکھا جواہر پلا بر کھڑا تھا کہا تھا قسم ہے خداوند تجبر کی سچ کہ یہ جو مین جھوٹ کی بندگی ہوتی مین وہ نامرد کیا روکتا مقابلہ کرتے ہی گیا گھبرایا آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ نظر آیا آخر سر خود سر کا زخمی ہوا اسکے مصاحبون نے جان دیکے بچا لیا کس پہلوان کو اس مقام پر پارا شنکول کا چچا بہلول فیلدر انسان کا ہے کو دیو تھا وہ آگے بڑھ پڑا کیا جو مین اسکی خالی دی اپنی نگاہ کیا لڑتی ہے مرکب کی سواری کو دیکھو شیری جمی ہے گویا میخ آہن کو نصب کر دیا گھوڑے کا طرارے بھرتا ہوا سے بھی چند قدم آگے جاتا ہے دریا کی روانی دکھاتا ہے جواہر نے کہا اے شہریار حقیقت مین ایسا فنون سپاہگری کا مشاق شہرہ آفاق غلام کی نگاہ سے آجتک نہین گذرا

یہ شیر بیشۂ جرأت ہیں یکہ تاز میدان جلالت ہیں اُنکی کیا تعریف کریں صفت اُنکی جرأت کی ممکن نہیں کتابیں ان کی صفت میں مملو ہیں شیران جنگ جو ہیں یہ سردار و عیار قاسم کی تعریفیں کر رہے ہیں اُدھر شاہین و نسیم و گلشن و ضمیران شاہ وغیرہ جو اُٹھے باہر نکل کے ہنگامۂ سحر دیکھا تو لے مارے لڑنے لگے نسیم نے ابر سحر بنایا شاہین بلند پرواز نے ہزاروں جانور چھوڑے گلشن نے اپنے رنگ جمانے کو پھول برسائے جھونکے ہوا کے سرو کے چلے ساحر دیوانے ہونے لگے جسکی نگاہ جمال بہتبال نسیم پر پڑی وہ ساحر جھوم گیا گریبان چاک کیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا خمسہ

دم رفتار حسین سر پہ غضب ڈھاتے ہیں
شور محشر کے جلودار چلے جاتے ہیں
ہم تو پامال ہوئے جاتے ہیں گھبراتے ہیں
پاؤں تک زلف کو لٹکائے ہوئے آتے ہیں
آپ کیا آتے ہیں ساتھ اک بلا لاتے ہیں

کل سے مقتل میں یہ سنتے ہیں وہ آج آتے ہیں
ہوس قتل سے دل سینے میں گھبراتے ہیں
کشش شوق سے تنگ آ کے یہ فرماتے ہیں
ملک الموت کو ہمراہ لیے جاتے ہیں
آج ہم کو جو یہ قاتل کی خبر لاتے ہیں

تربت کے لیے تشریف اگر لاتے ہیں
بزم ماتم میں نیا رنگ جما جاتے ہیں
فاتحہ جب کوئی پڑھتا ہے تو گھبراتے ہیں
مرے پھولوں کی صبا سے جو خبر پاتے ہیں
چلتے پھولوں سے وہ گل پھول کو ٹھکراتے ہیں

گر تسلی کے سخن لب سے وہ فرماتے ہیں
چہرۂ زرد سے احباب بھی گھبراتے ہیں
نزع کے وقت زبان پر یہ سخن لاتے ہیں
رخصت اے حسرت دل جان سے ہم جاتے ہیں
قبر کے ہمراہ قیامت وہ لیے آتے ہیں

اے صبا وہ خبر آمد یار آ پہونچی
پردۂ گوش میں گلبانگ ہزار آ پہونچی
آفت صبر و شکیب دل زار آ پہونچی
خیر باشد کہ جنون خیز بہار آ پہونچی
جانب دشت مرے پاؤں کھنچے جاتے ہیں

ہے گلستان سے زیادہ ہی جمال محبوب
مصر دل میں ہے مکیں مہر جمال محبوب
چرخ چارم سے اُدھر نجم وصال محبوب
ہے تمازت یہ جو خورشید جمال محبوب
پاؤں انگلیوں کے اس دھوپ میں کملاتے ہیں

اے صبا بعد فنا چاہیے گلشن میں مزار
لوح چادر پہ ہوں گلوں کے انبار
قمریاں سوگ میں ہوں نوحے میں سرگرم ہزار
خوب لوٹی ہے گلستان شہادت کی بہار
روزن زخم سے ہم روز ہوا کھاتے ہیں

نارستان سے اعلا پھل ہے حسین کا اُگنے
خوب چکھا ہے فرو سیب ذقن کا اُگنے
خط اُٹھا یار ہے نسبت ہے سخن کا اُگنے
غبب دان چلکے لیا بوسہ دہن کا آگے
یہ تو گل ہی ہے کہ جو ڈھونڈتے ہیں پاتے ہیں

غیرت سالک گہر کتنے ہیں ہم دندان میں
دست بید نور سے موتی بھی سدا حیران ہیں
پان نے طرفہ دکھائے اثر مرجان میں
کیا خط سبز ہے کیا خوب لب جانان میں
خضر کا طور مسیحا کے نشان پاتے ہیں

تیغ حسرت سے یہاں زخم جگر چھلتے ہیں
رعب سے حسن کے دل سینے جگر ملتے ہیں
دیکھیے عید کے دن کس سے گلے ملتے ہیں
سر بہ سبستہ ہے حنا بستی ہے گل کھلتے ہیں
دیکھیے رنگ شب وصل وہ کیا لاتے ہیں

مانع حسن بیان وصل کی شب شرم و حیا
سنتے ہیں سیکڑوں کہیں ایک بھی فقرہ نہ چلا
نطق نے سو طعنے دیا خموشی کی ہے جا
بات کیا کیجیے منہ بند ہی رکھنا اچھا
بوسہ جب مانگیے ہونٹوں کا وہ فرماتے ہیں

حسرت وصل سے کیونکر نہ رہے دل مغموم
اسقدر چشم اشارت سے ہوا ہے معلوم
رونا دل سے غم و درد و الم ہے مقسوم
اے تمنائے شب وصل نہیں کچھ معلوم
لینے آتے ہیں وہ ہمکو کہ ہمیں جاتے ہیں

منیت شہر خموشان کو بسا دیتی ہے
چلنے والوں کو یہ رستے سے لگا دیتی ہے
صاف راہ عدم آباد دکھا دیتی ہے
نقش پا جا کے کاندھے پہ چلا دیتی ہے
قرزہ اے اہل فنا ڈاک میں ہم آتے ہیں

سرخ روئی کا کوئی وصل میں دم بھرتا ہے	کوئی دم بھر میں لہو تھوک کے ہاں مرتا ہے	کوئی مر جانے کا الزام دہان دھرتا ہے
کوئی محفل میں گلوری جو طلب کرتا ہے	جب لبے بیڑوں کے وہ باتوں کو چبا جاتے ہیں	
سر کجبت عشق سے ہیں حور و ملک چین و بشر	داغ سینے کے ہیں تیغ حوادث کی سپر	گو وہیں حسرت میں اس عشق کا ہوتا ہے گذر
ہوس ناوک قاتل میں لگا ہے ہیں یہ کیا	سینے تانے ہوئے مرغان ہوا جاتے ہیں	
نرگس باغ سے ہر دم نہ ملائیں آنکھیں	شوخ چشموں سے مناسب ہے چھپائیں آنکھیں	صورت شمع تڑپ سے نہ گرائیں آنکھیں
آپ بادام سے ہرگز نہ لڑائیں آنکھیں	دیکھیے دیکھیے انداز حیا جاتے ہیں	
آپ کو بادِ صبا رشک چمن کہتی ہے	اور نسیم سحری غنچہ دہن کہتی ہے	سنیے بلبل سے جو اک مشفق من کہتی ہے
کان میں جھمک کے نزاکت یہ سخن کہتی ہے	کیا پری آپ ہیں سایے سے بھی ڈر جاتے ہیں	
اب زبان روکیے اچھی یہ نہیں بے ادبی	گر یہی غصہ ناحق ہے نہ آ جھنکے کبھی	ایسی رنجش کبھی کانوں سے کسی نے نہ سنی
تیوری کیوں چڑھی ہے کس واسطے ہے بیکلی	تھا نہ آنا ور ہے آپ کا ہم جانتے ہیں	
سرگذشت دل درویش نہیں سنتے ہیں	ہر غضب حال بد اندیش نہیں سنتے ہیں	ماجرا ہائے کم و بیش نہیں سنتے ہیں
قصۂ درد دل ریش نہیں سنتے ہیں	خیر کیا جانیے کیا کان میں کہہ جاتے ہیں	
پھول مقصود کے گلگشتِ چمن دیتی ہے	خال رخ حسن کی جنتی میں تل دیتی ہے	آتش نالہ محبت کی جگہ دیتی ہے
آہ سوزاں خبر سوزش دل دیتی ہے	نار برقی یہ سب اخبار ہو پہنچ جاتے ہیں	
چاہتی ہے کوچہ سفاک میں صمصام اجل	جس سے چنگیز و ہلاکو ہے اب نام اجل	قابل دید ہے آغاز سے انجام اجل
حلقہ کاکل و در کان ہی میں پیغام اجل	پھانسی دہ دیتے ہیں یہ دار پہ کھنچواتے ہیں	
وہ حسین کیا ہوئے دنیا میں نہ تھا جن کا جواب	مصر و کنعان و چگل سب ہوئے ویران و خراب	حسن یوسف کا نگاہوں سے اٹھا صورت خواب
کس کا دنیا میں رہا ہو لوثہ عہد شباب	دیکھیے دیکھیے جوبن یہ ڈھلے جاتے ہیں	
کج زبانوں میں سلسل نہیں بل گیسو کے	ماہ نو جیسے کہیں بیچ میں یہ خم گیسو کے	آئنہ اور حلب ہیں نگراں اس رو کے
عکس ہر ہر مژہ میں قطرے ہیں آنسو کے	ایسے موتی وہ انھیں کانوں میں تلواتے ہیں	
کاش حاجت دل سائل کی روا ہو شد	حسن کے نور سے عطا عقد ثنا ہو شد	وعدۂ وصل کسی روز وفا ہو شد
پھر تو اے بادشہ حسن عطا ہو شد	ہم گدا ہیں ترے کوچے میں بھی آ جاتے ہیں	
دیکھیے دیکھیے سینہ ہے سپر بندے کا	شوق سے کاٹیے تلوار سے سر بندے کا	خاک تو دے کوئی گو جود جگر بندے کا
دیکھیے دو ہی قدم پر تو ہے گھر بندے کا	راہ گزرا کے ہوئے آپ کدھر جاتے ہیں	
باغ ہستی سے گل نار نے منہ موڑا ہے	موج رنگ ہے اگر رنجش فضا گھوڑا ہے	سلسلہ الفت گیسو کا نہیں چھوڑا ہے
زینت حسن تبسیجان ہیں جو دم توڑا ہے	آب کا نور سے مردہ مرا نہلاتے ہیں	
جان عوامی کی لے گو ہر نایاب وصال	گر نہیں خواب زلیخا سے ہے یہ خواب وصال	جبر یاجیج علمی و بحر رہتا ہے و دولاب وصال
صورت خضر جو تشنہ لب آب وصال	ڈوب کر چاہ ذقن میں وہی مر جاتے ہیں	
بیابان سے خضر کا دل سخت بھٹک آیا ہے	کھینچ کر سلسلۂ شوق ادھر لایا ہے	شوق ہونے کے لیے چاہ ذقن پایا ہے
دل جو آپ دم شمشیر پہ لہرایا ہے	جاتے زیست ہم اس گھاٹ پہ جلواتے ہیں	
کسی عاشق دلخستہ نے راہ صحرا	کسی جانباز کو کہسار کی خوش آئی ہوا	گلبدن شاد ہیں عشاق ہیں پابند بلا

ابھی ابھی ہے یہ تقدیر گلہ کب اُس کا	یاں وہ کھاتے ہیں ہم خون جگر کھاتے ہیں	
ساتھ جاتے ہمی کی روح حزین کو قتل میں	اہو اجل کیون نہ ہو مقتل کی زمین پل چل میں	کہتے ہیں شوق شہادت کو سدا پیدل میں
تیر وحشون کا چٹاتے ہیں ہو مقتل میں	اب خنجر یہ لکھو تا وہ جما جاتے ہیں	
لشکر فکر کا ہے مملکت دل میں ورود	از فراق ایسی جگہ جیسے کیا گفت و شنود	گل گلزار سخن ہے یہ غزل پڑھو تو درود
گو نہیں فکر سخن ہے فراغت مقصود	حکم نواب کو آنکھوں سے بجا لاتے ہیں	

اسطرح کے اشعار پڑھکے تلوار بے نیام اپنے گلے کاٹے ڈالا گیا جو سحر میں سیفِ ادا اپنی جان پر کھیلا بصورت ہو کے مرا خاک بھی بہ باد فنا اُڑ گئی نسیم نے اشارہ کیا جھونکا ہوا سے سرد کا چلا اب خاک اُڑ کر غائب ہو گئی ایک ساحر منصور جادو دشت پر نسیم کے گر اٹھا اسکی شامت جو آئی پشت پر سے نسیم کے تیغ سحر مارا سر ملکہ کا زخمی ہوا آفتاب تابان پردہ شفق میں پنہان ہوا قطرات خون روے زیبا پر ٹپکے پلٹ گئے منصور مغرور کو دیکھا ایک طائر خوشرنگ نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا ملکہ نے پکار کر آواز دی اے طائر گلشن عشق و محبت تو دیکھتا ہے کہ اس جوان نے مجھ پر تیغ ماری وہ طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا اُڑا سر پر منصور کے چرخ مارا ایک آہ کی آواز دی منہ سے شعلۂ آتش نکلا ملکہ طائر خاک ہوا وہ خاک سر پر منصور رنجور کے گری منصور نے گریبان چاک کیا مبہوت ہو کے یہ اشعار درد آمیز حیرت انگیز پڑھنے لگا نظم

دشمن ترے ہزاروں ہیں تجھکو خبر نہیں
آنکھوں کے تارے [illegible]
کس سے ہو تیز تمھاری نظر نہیں
ایجان مرا [illegible] ہے درد جگر نہیں
ہم سا ہی آدمی ہے اگرچہ رقیب بھی
کچھ عاشقوں کا چاک گریبان سحر نہیں
بچ جاؤں میں تو درد نہیں کچھ شب فراق
رستے میں لوگ چلتے نہیں ہیں سحر نہیں
دیکھا بھی ہے کسی کو جو ہم سا نہ جا قدر
ٹکڑا ہوا [illegible] تنگ ہے درد جگر نہیں
آنکھوں میں تو ہے دل میں ہے تو دھیان میں ہے تو
جسکے ہر ایک گوشے میں غم کا اثر نہیں
وہ عذر شب وصال کا بس کچھ نہ پوچھیے
جینے بھی کی ہے تم سے توقع [illegible] نہیں
کس آسرے پہ مر گئے ہیں کشتگان شوق
اپنی خبر تو لو جو ہماری خبر نہیں
کاٹی شب وصال تو دے دیکھے دم مجھے
تم حور ہو بہشت میں شام و سحر نہیں

ہاے گر ہو مرے امر میں تو رہا تھا اپنے خبر نہیں
امید رات کٹنے کی اب عمر بھر نہیں
ان بیچوں کا جسم گری کارگر نہیں
مر کر ہواے زلف میں اڑتی ہے میری خاک
یہ دل نہیں یہ جان نہیں یہ جگر نہیں
فردا کا وعدہ کس کو یہ سمجھائے جاتے ہو
اس بیوفا کا دم ہے اب سحر نہیں
صورت دکھاے ہے جو سرخ نقد جان
بیدیہ ہو وفا کی تمھیں کچھ نظر نہیں
مستانہ چال چلتے ہیں رستے میں جنجر
وہ کون سا محل ہے جہاں تیرا گھر نہیں
رو دیا گیا ہے وہ مرا سر دم [illegible] سے
برق شرر فشان نہیں غم شرر نہیں
بچ بچ ہمارے واسطے بت تنگیا ہے تو
مرنے کے بعد [illegible] مردوں کی خبر نہیں
سب کی نظر میں کھپ گیا دیوانہ میں ترا
طرہ سنو کہ ہو گئی ہے وقت سحر نہیں
انداز تمھیں جو کے ہیں وہ سب ہمیں کہاں میں

منظور جو نہیں ہے وہ ہمیں نظر نہیں
ہے چاندنی مگر شب غم کی سحر نہیں
مجھ سے ہو اس کی ہے یہی زندگی کی شکل
اب بھی ہے کشاکش غم سے مفر نہیں
یارب یہ اہل دید کو فرصت ہے کس لیے
سمجھا گیا وہ مجھکو امید سحر نہیں
چپ کر تو رات آے تمھیں کسوقت جانتے
ہم عاشقوں کو نفع و ضرر پر نظر نہیں
یہ میں رات دن کی قیامت ہے چارہ گر
میری خبر ہو گیا انہیں اپنی خبر نہیں
ارباب درد میں وہ گئے عشق ہے حرام
ظالم جہاں ہوا یہ لہو ہے جگر نہیں
اب آج پیر دماغ ہوا شان کبریا
یہ آنکھیں دیکھنے کی ہیں ظالم نظر نہیں
بدنام ہو رہے ہو رقیبوں کے واسطے
دنیا میں کوئی عیب سے بڑھکر ہنر نہیں
مجکو بلاے جاتے ہو کسوقت آدمی میں
یہ بات آدمی کے لیے اے قمر نہیں

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ کے دوڑا اور ستونوں سے سر ٹکرایا خاک اٹھا کر منہ پر ملی ہوش نہ رہا دست اگر کسی نے پوچھا

کیون بھائی منصور مزاج کیسا ہی کیا کسی پر عاشق ہو گئے ہو کہتا ہی بھائی عشق کیسا عاشقی کسکا نام ہی دل اپنے قابو مین نہین جی چاہتا ہی صحراے نجد کو جاؤن بھائی مجنون سے ملاقات کرین یا فقیر بنکے اُنکی قبر پہ بیٹھتے کبھی تو خواب مین آتے اُنسے احکام شریعت محبت پوچھتے اُنھون نے اس کوچے مین ایسا کام کیا عاشقان صادق مین خوب نام کیا مین نے اخبار مین دیکھا ہی کہ اُس عاشق صادق نے آنکھین اپنی حدقۂ چشم سے نکال کر قبر لیلی پر چڑھا دین مگر اسوقت قبر لیلی کی شق ہوئی مجنون اُس قبر مین سما گیا شاید خواب مین آکر کوئی ثابت قدمی سے آگاہ کرتے ہم بھی یونہین جان دے کر مرتے شاید اس معشوق پر بھیرو کو رحم آتا اس سنگ دلی کو دیکھتے ہو کہ چار آنکھین نہین کرتی کیا کہکے سمجھاؤن کیونکر پاس جاؤن یارو ہماری سفارش کرو ہماری جانب سے گزارش کرو کہ عاشق جان دیتا ہی اسکے حال زار پر رحم کرو ہر شخص اسکے حال پر روتا ہی کوئی کہتا ہی اے منصور ذرا ہوش مین آؤ دل کو سمجھاؤ تمکو کیا ہو گیا یہ سنکر روتا ہی اور کہتا ہی

نظم

آفتاب حشر پہ ہی انتظام اسکا جو ہم
توسن عمر روان ناگرم ہو رفتار مین
جو نہین ہی گھر مین اُسکا بیٹھنا ممکن نہین
جاے نالہ نکہت گل ہی مری منقار مین
آتش رنگ حنا سے رقص مین رکھتی ہی ہاتھ
موت ہی کیونکر ان کا دل عشق کے آزار مین
سیکڑون گردن کے ڈورے کھینچے پر تار
پڑ گئے ہین پیاس سے کانٹے زبان خار مین
کیا عجب تار کفن بنجائین گر تار نگاہ
سحر ہی گفتار مین اعجاز ہی رفتار مین
بد نما ہی کیچلی جب تک ہی جسم یار مین
خشک بھی تھوڑا سا جھٹکے دو مرہم زنگار مین
شمع سنسان عشق گیسو مین ہوا ہی چاک چاک
بلبلین ہین دام مین آوارہ گل بازار مین
کب جیتی ایذا رسانی موذیونکی بعد مرگ
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
ساقی کوثر بلاتا ہی مئے خم غدیر یا

سو رہے ہین جو ہر ایک تیغ ابروے خمدار مین
چین کرتے ہین کسی کے سایۂ دیوار مین
ور رنگ لائے ہین مہر رخ دل تو دام مین
ماہ کنعان کو پھرایا حسن نے بازار مین
جا رہا ہی کوے جانان مین عجب رو سیاہ
سیکڑون بل پڑ گئے موے میان یار مین
دیکھکر چشم تر عاشق کو یہ کہتا ہی وہ
آب کا ڈورا وہ ہی قاتل تری تلوار مین
چہرے پہ ناسور دو ہین خونفشانی کے لیے
جان گئی ہی بدن سے حسرت دیدار مین
آفتاب عارض تابان نظر آتا نہین
حسن ہی سو بات سے دو چند زلف یار مین
کور کر آنکھین بھی مین رونا ہی کم ممکن نہین
تار گیسو سے نکلین تا نکلے دل افگار مین
جو کہ مین خونخوار انکو سنج دنیا مین نہین
استخوان لگتا ہی ظالم کا ہر اک سوفار مین
آفتاب حشر بھی مجکو بچا کر جائیگا
مست ہون ناصح مین عشق احمد مختار مین

ورنہ وہ بیکار ہی ہو بال جس تلوار مین
دمبدم کوڑے لگاتا ہو نہین برق آہ کے
نشے کے یہ لال ڈورے چشم مست یار مین
برگ گل ہر ایک ہی ہر غنچۂ گل کی قفس
زاغ نے باندھا ہی اپنا آشیان گلزار مین
غسل میت جسکو کہتے ہین وہ ہی غسل شفا
قطرۂ شبنم مین جام نرگس بیمار مین
بھر کے مشکین ابرون کی آب پلا دیجے سبیل
اور آنکھین ہین کسی کی روزن دیوار مین
مار ڈالا آفت مین ٹھوکر سے زندہ کر دیا
سایہ سان پھرون پڑا رہتا ہون کوے یار مین
میرے دل مین ہی غم خال خط جانان داغ
ہو گئی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین
ہی اثر نرگس کی نگاہ وقت سہ پرواز کا
خندہ ہی سو جو دجب دیکھو لب سوفار مین
راہ خونریزی کی ہین او قاتل جو رکھا ہی قدم
سو نہیو الا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین

بعض اسکے حال پر روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض آوازے کستے ہین منصور جادو اسی حال مین سر ٹیکتا ہوا سامنے نسیم آتش کے پہونچا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا ملکہ نسیم کو بہت ناگوار معلوم ہوا پکار کر آواز دی او منصور رنجور کیا چاہتا ہی اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی مین بندہ جان نثار ہون اب سمت بیقرار ہون اپنی غلامی مین قبول فرمایے ملکہ نسیم نے کہا اگر مرتا ہی تو تلوار کھینچ اسنے تلوار کھینچی گلے پر رکھی کہا خفت نہ کھینچنا تلوار کو سنبھلے اُسنے تلوار کھینچی گردن کٹ گئی تسمہ لگا رہا اسکے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام منصور جادو تھا

نسیم نے ہوائے گرم کا سحر کیا سیکڑوں جلگئے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں کبھی منہ کے بل گرتے ہیں کچھ بن نہیں پڑتا ایک طرف ضمیران
نے دل اُلٹ دیئے لڑ و لڑ کے دے بھاگو بھاگو کی صدا ہے شاہین و آہن پوش کا سامنا ہوا آہن پوش نے بڑے بڑے
سحر کیے مگر شاہین نے دفع کرکے ایک دستک دی برق چمکی سر پہ آہن پوش کے گری سراسر زخمی ہوا ساری افسری بھلا
دی یہ بھی بھاگا اب آگے شنکول صحرائی کا تعاقب کیے ہوئے قاسم و سکندر جاتے ہیں اُدھر آہن پوش زخمی ہو کر بھاگا شاہین
و گلشن اسکے پیچھے چلے آتے ہیں اور ہمراہی جادوگریاں ترنجی مارتی آپس میں تیغے چلتے جہاں دو لوگ ہیں سو دو سو کو مار آگے
بڑھے آہن پوش لاکھ چاہتا ہے رکوں پھر جمکے لڑوں مگر بھاگی ہوئی فوج کب رکتی ہے یہی حال شنکول کا ہے چاہتا ہے فوج کو روکوں
پھر لڑائی جمے مگر تھمنا غیر ممکن ہزاروں اسکے ساتھ کے مارے گئے کچھ بڑھے گئے شکست فاش جان بچانے کی تلاش قضائے کار
سحر العجائب و مصر الغرائب دونوں بھائیوں نے یہ قاعدہ اختیار کیا ہے کہ آٹھویں دن گشت کرتے ہیں دس بیس کوس
گئے دیکھا بھالا پلٹ آئے دونوں بھائی تخت پر سوار جا بجا کی سیر کرتے ہوئے راہ میں بہت سے مسافر مار ڈالے جسکو راستہ
چلتے دیکھا ایک بھائی نے کہا شاید یہ عیار ہو ایک نے ماش کا دانہ پھینک مارا وہ بیچارہ غریب جلکے رہگیا کہ یکایک انکے کان
میں آواز آہ و بکا کی پہونچی ایک طرف شعلے بھڑک رہے ہیں مرنے کی ساحروں کے صدا بلند اسی طرف تخت بڑھایا آکر آہن جھمار
پر دیکھا کہ لاکھوں لاشے پڑے ہیں آہن پوش و شنکول صحرائی زخموں میں چور بھاگے جاتے ہیں لشکر حریف چڑھتا ہوا چلا
آتا ہے ہر چند یہ لوگ چاہتے ہیں جمکر لڑیں شکست سے بچیں مگر ناممکن پس ان دونوں نے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا اول نگاہ
جمال جہاں آرائے قاسم نوجوان پر پڑی کہ جوان خیر صولت رستم شوکت کس بانکپن سے لڑتا ہوا آتا ہے کہ اُس شیر کے نعروں سے
طبقۂ زمین کا تھراتا ہے چرخ زبرجدی لرز جاتا ہے ایک جانب شہزادہ سکندر رفیع حشم علم فوج دشمن کو سرنگوں کرکے بڑھتا ہے
ان دونوں نے آسمان سے نعرہ کیا او آہن پوش او شنکول نامردو کیا حماقت ہے ایسے بھاگے کہ لشکر کی تباہی کی خبر نہیں
جرأت کا دل پر اثر نہیں اور ضمیران پر بڑا غضب ہے پکار کے آواز دی او بے نامرد تونے اس جوان کی کیوں شراکت کی
اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا سر کا بال توڑ کر یا سامری کہکر جھٹکا دیا زنجیر آہنی جگر تیار ہوئی طرف ضمیران کے وہ زنجیر پھینکی طوق
آہن بنکر گلے میں ضمیران کے پڑی اور اُڑا کے لیچلی شاہین نے جو دیکھا کہ ضمیران گرفتار ہوا بے اختیار ہو گیا تاب ضبط
باقی نہ رہی جھپٹکے کار دھر چھینک ماری زنجیر کٹی ضمیران طرف زمین کے چلا سحر العجائب نے جو یہ سرکشی شاہین کی دیکھی وہی
زنجیر شکست کہ زمین پر پڑی تھی اُسی کو اشارہ کیا گلے میں ضمیران و شاہین کے پڑگئی گلشن دوڑی کہ شوہر کو بچاؤں ایک طائر
پیدا ہوا اگر دسر گلشن پھر اُسکے ماری منہ سے شعلۂ آتش نکلا وہ طائر جلکر خاک ہوا وہ خاک شانوں پر گلشن کے گری پر پرواز
پیدا ہوئے اُڑتی ہوئی چلی جاکر زنجیر پر ہاتھ مارا خانۂ زنجیر میں خلل ہوا اُسی سے ایک طوق پیدا ہوا گلے میں گلشن کے بھی پڑ گیا
نسیم نے جو ماں باپ کو گرفتار دیکھا بیقرار ہو گئی جھمک کر اُدیکھی ہونے لگی ہوائے گرم چلی اُف اُف کرکے اُلٹ گئی جب یہ چاروں
ساحر گرفتار ہوئے ایک زنگی گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا ایک تخت کا پایہ اُٹھائے ہوئے اُسی تخت پر اُس زنگی نے چاروں کو ڈالا
ایک تو مدد بالائی ہوئی آہن پوش بھی رکا سحر کرکے فوج والوں کو غرق زمین کر دیا قاسم و سکندر نعرے کرکے بڑھے مصر الغرائب
نے آواز دی ای جوانان صف شکن ای تہور شعاران تیغ زن بس اب آگے نہ بڑھو اسی کیفیت سے ہمارے ساتھ چلو دونوں
جوان مبہوت ہو کر چپ ہو گئے سحر العجائب و مصر الغرائب نے تخت نیچا کیا ایک طرف قاسم ایک طرف سکندر جس طرح
کوئی اپنے افسر کے ساتھ چلتا ہے تلواریں تو نیام میں کر لیں باگ ہاتھ میں لیے ہوئے گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے جرأت اپنی دکھاتے
ہوئے ہمراہ تخت سحر العجائب و مصر الغرائب کے ہو لیے غیر ساحروں کو بھی آہن پوش نے غرق زمین کر دیا سحر العجائب نے
کہا اپنے مقام پر جا اگر کوئی شخص بارادۂ طلسم کشائی آئے خبردار ماہ دولت کو ضرور اطلاع کرنا آہن پوش اپنے ملک کی طرف چلا

سحر العجائب و مصر الغرائب ان چھوٹن آدمیون کو ساتھ لیکر اپنے مقام پر آئے وہان آکر قاسم نے دیکھا کہ ہمارے ساتھ کے ساحر و غیر ساحر ایک رسن مین سب بندھے ہوے غول کے غول سب کھڑے ہین یہ عجائب و غرائب دیکھکر چلے تھے کہ صاحب سلامت کرین کہ آہنگر آگے موجود ہوے ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے سحر العجائب نے کہا ای جوانو یہ زیور تمھارے واسطے آیا ہی اسکو پہنو دونون نے ہاتھ بڑھا دیے ہتھکڑیان بخوشی پہن لین بیڑیان آہنگرون نے پہنائین ان دونون کو سلسل و مطوق کرکے الگ کیا چارون جادوگرون کو بلا کر عتاب خطاب کیا تم لوگون کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی اگر بادولت زبان ہلا دین تو زمین کو آسمان پر پہونچا دین ہم وہ ہین کہ بجنے کوکب کو قید کر لیا لاجین کو دام مکر مین پھنسایا اور کیسی کیا حقیقت ہی چارون کی زبان مین سوزن دے اب قاسم و سکندر و شہنشاہ زرین پوش سلسل کھڑے ہین کہ شاخسار جادو منظر ساحر دیان رو رتی ہوئی آئی کہا حضور عجب معرکہ گذرا ایک خیمہ مین ایرج ایک خیمہ مین قہار قید ہی قہار نے ہیتابی مین کچھ شعر پڑھے اور بہمان کا نام لیا ایرج نوجوان کہ بہمان کے شوہر ہین انہون نے منع کیا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی خبردار اگر اب کی مرتبہ نام لیگا زبان تیری کاٹ ڈالونگا وہ بھی تو بادشاہزادہ پہلوان زبردست ہی کچھ جواب سخت دیا ایرج کو بہت ناگوار ہوا سحر مین مبتلا نہ تھا قید توڑ کے قہار پر جا پڑا ایک تھپڑ مارا کہ قہار بیہوش ہو گیا اُس شیر نے چاہا تھا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لون مین بڑھ سنکر دوڑی جا کر بچایا سحر کرکے ایرج کو بھی قید کیا اس سرکشی کی کچھ سزا دینا چاہیے یہ سنکر غصے مین سحر العجائب نے کہا میرے سامنے لاؤ ابھی سزائے معقول دونگا شاخسار جا کر سر زنجیر تھامے ہوے سامنے لیکر آئی ایرج نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی قاسم نے جو پلٹکر دیکھا ایرج کی نگاہ پڑی اُسی حال مین سلام کیا قاسم کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے ایرج بھی روتے ہوے سامنے آئے باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو اس حال پُر ملال مین نہ دیکھ سکے مگر خاموش جب بہران نے دیکھا کہ ایرج نے شب کو قہار کو مارا صبح کو شاخسار یہ لیکر چلی کہ شب کی بے ادبی کی سزا ہوگی بہت بیقرار ہوئی اسقدر روئی کہ جل تھل بھر دیے کوکب نے پکار کے کہا بیٹا ہم مجبور و ناچار ہین جو فلک ظلم دکھائے دیکھو مگر دل سے یہی یقین ہی کہ اس طلسم کا فتاح بھی آئیگا ان سرکشون کو ستائیگا یہ مصیبت ہماری ضرور رنگ لائیگی تقدیر کیفیت دکھائیگی بہران شمشیرزن نے کہا اے والد

غزل

رونا اس بات کا ہی موجب
بھی گئے جو آکے کہاتے مر کہین
تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوے
فرصت سے دیکھتا ہین غیرون کے ساتھ گیا
گم ہو گیا جو ایک کبھی درس سوا ہوے
افسوس دل لگاتے ہی لے لی قضانے جان
بُت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوے

قدموں سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے
اچھی گھڑی کے کوسنے ہمکو دعا ہوے
بیوفا بنے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
جو لیکے نکلے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
تیری ادا الٹ کے بھی نہ حق سے ادا ہوے
کیسے ہزارون ناز تھے جس دل پہ ہائے جلال

مہندی تھا نگے پاؤن کی یہ الفت پامال ہوے
سنا کی ہی اک زمانہ کو ملتے ہیں کہین
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوے
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل
اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوے
ارمان ہی جا سنا ہی تمھین گبر ہو کہ شیخ
دل کیا ہوا وہ آپکا وہ ناز کیا ہوے

اسطرح کے اشعار مصیبت آثار ملکہ بہران نے پڑھے اور بلک کے روئین ملکہ ناہید اور کوکب بیقرار ہوگئے کہ حقیقت مین آج سحر العجائب نے اسواسطے بلایا ہی کہ ایرج کو قتل کرون جب ایرج نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ان دونون بیحیاؤن کو انتہا کا غصہ ہی پکار کر آواز دی او نوجوان نبیرہ حمزہ خوف نہین کرتا بادولت کے سامنے نام تمھارے نادیدہ لیتا ہی ایرج نے کہا کیا جھک مارتا ہی او مکار اسکا انجام تو نے غضب کیا کہ جنکا تو گرفتار تھا انکو قید کر لیا انشاء اللہ اسکا بدلہ حمزہ دیگا قاسم نے اشارہ کیا ای نور نظر و ای پارہ جگر گفت کلامی دو کرو انکے بس مین ہین انشاء اللہ یہ وقت بھی گذر جائیگا دونون باپ بیٹے چپ ہو رہے سحر العجائب نے کہا جلاد کو بلاؤ وزرا نے عرض کی حضور غصہ ذرا کم کرین ربط و ضبط کو کام فرمائین انکی باتون پر غصہ نہ کیجیے یہ تو

جان سے بیزار ہین مرنے پر تیار ہین بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید گران دونون نے کچھ جواب نہ دیا یہی کہے گئے جلاد کو بلاؤ جلاد خنجر بکف آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی کہا ان دونون کے سر کاٹ لو ماہر دولت کے سامنے ہرزہ بانی کرتے ہین خود جان دینے پر مرگئے ہین اب انکا قتل ہی کرنا مناسب ہی قید خانے مین بے ادبی کی جلاد نے چبوترا ریت کا بنایا گردن پر کونلے کا حلوا دیا اقتضائے کار جیسے ہی جلادون نے حکم اول پوچھا مصر الغرائب نے کہا ہان قتل کرو اور قیدیون کے مقدمے مین سمجھا جائیگا یہ بڑے سرکش ہین قہار کو مار ڈالا ہی تا اسکی یہی سزا ہی یہ جوانہون نے کہا یہ قصر بلند و وسیع عمارت رفیع ہی ایک کنگرہ قصر کا زمین پر گرا کئی سو ملازم دب گئے وزیرون نے کہا حضور دیکھیے کنگرہ قصر بلا وجہ گرا کئی سو ملازم شاہی دبے خلاف قانون طلسم مناسب نہین ہی ایسا نہو کچھ اور آفت برپا ہو جائے یہ تو کاہن طلسمی سمجھا کر گیا کہ تین برس کی اس طلسم مین میعاد ہی خلاف میعاد کسی کو آپ قتل نہین کرسکتے سحر العجائب نے غصے مین جھڑک دیا کہا بڑا اتنا کنگرہ تھا پاپوش سے گرگیا کیا ہم کسی بات مین عاجز ہین ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ہمارے طلسم مین کیا طلسم کشا آنکلا کیا ہمارے ہاتھ پانؤن مین مہندی لگی ہی خود ہم جاکر گرفتار کرینگے اب تو خود ہفتے مین ایک مرتبہ جاتے ہین آج اگر گرفتار کرلائے یہ چارون ساحر ایسے زبردست تھے کہ در خبداہین حصار فتح کرلیا ہوتا ہم عین وقت پر پہونچے ساحرون کو زبان نہ ہلانے دی سحر بھی نہین کیا اشارون مین پکڑ لیا ورنہ یہ لوگ بڑے فساد کرتے کنگرے کے گرنے سے ہم ڈر جائین یہ ذکر تھا کہ برق چمکی کاہن طلسمی گھبرایا ہوا آیا کہا اے شاہان طلسم آپ نے پھر کچھ خلاف کیا وزیر نے سب حال بیان کردیا کہ ان جوانون کے قتل کا ارادہ ہی کنگرہ قصر گرا کئی سو ملازم دبے مگر شاہ نہین مانتے کاہن نے کہا بت خلاف کرتے ہین شاہ خسارے کہا ان قیدیون کو لیجاؤ ہرچند سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا کاہن نے نہ مانا قیدیون کو روانہ کوہسار مین کئی مرتبہ قاسم نے ایرج سے حال گرفتاری کوکب پوچھا سکندر روشنا ہین و نسیم و گلشن و ضمیران و شہنشاہ زرین پوش کو الگ لا کے قید کیا جب ایرج واپس آئے کوکب نے کہا اے فرزند کیا باعث تھا ایرج نے کہا کچھ نہ کوجو مین نے قہار کو مارا اسی پر فساد برپا تھا خدا نے بچالیا اب جی جاتا ہی سب دوست احباب ساتھ ہین کوکب نے اشک حسرت بہا کر جواب دیا وہ دن بھی خدا دکھائیگا مگر ایرج نے رو رو کر زبان سے حال سکندر بیان کیا کہ کیا جری شاہزادہ ہی مگر اُسکے بزرگ شجر پرست ہین مقام تردد ہی ہمدان نے کہا اے شہریار ایسے وقت مین شکست کھائی کہ آپ کے فرزند کو جنگ مین دایہ چھوڑ آئی تھی مین اسی جوان بیگمان کرتی ہون فراق مین اُس شیر کے غرق ہون ایرج نے کہا بالکل میرا ہی سا معاملہ ہی دیکھیے کیا ہو یہ سب تو یہان قید خانے مین قید ہین کوئی کرانکا وقت پہ تحریر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان پہونچنا صاحبقران زمان کا مع فوج قریب قلعۂ ابلیس پرستان و شروع جنگ از ابلیس خود پرست باقی حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض

ساقی نامہ مضمون موافق مقام داستان

کچھ ہی خبر کسان مری آہ جگر گئی | معلوم ہی نہین کہ بیان کیا گذر گئی | کس کسکی جان آج اس انداز پر گئی

نیچی نگہ کو دیکھ کے اک خلق مر گئی | شوخی تمھاری شرم کی کیا کام کر گئی

بچو دیہا ہین لاکھ مگر تجربہ نہین | ظاہر ہی جسطرف متوجہ ہی وہ حسین | ہرچند مین نہین نگہ یار ہی کہین

غافل نہ جان تو مجھے محفل مین بیٹھیں | دل بھی ادہر ہی کچھ کہ جدہر وہ نظر گئی

رکھتے تھے شام ہی سے ہم اندیشۂ سحر | کرنا تھا قتل و معدوم اندیشۂ سحر | تھا جان لینے کو نہ کم اندیشۂ سحر
ظلم کیا زخوف غم اندیشۂ سحر | ساری شب وصال اسی مین گذر گئی

دن زندگی کے ہجر مین کب تک بھرینگے ہم | مرگ ایسی کیا بلا ہے کہ جس سے ڈرینگے ہم | آئی اگر نہ موت تو کچھ کھا مرینگے ہم
خواہش ابھی ہے زیست کی پر کیا کرینگے ہم | مرنے ہی کی جو عشق بتان مین ٹھہر گئی

کیا جانے کوئی مرتبۂ عشق خوبرو | دیتا ہے یہ مجاز حقیقت کی صاف بو | ذکر خدا سے کم نہیں اُس بت کی گفتگو
زاہد مجھے تو عشق سے کرتا ہے منع تو | تیری عبادتون سے طبیعت نہ بھر گئی

رکھتا ہون تجھسے یون تو امیدین بڑی بڑی | جب جا کے آ کے سہل کرے عشق کی کڑی | ہی جاونگا مگر ہوئی آسان جو یہ اڑی
آنا ہو تجھکو مرگ تو آنا اُسی گھڑی | جب وہ گلے کہ نعش عدو کی کہ بھر گئی

کیا بد بلا ہے یہ شب فرقت جہان مین | اس سے سوا نہین کوئی آفت جہان مین | ایسی نصیب کسکی ہے صورت جہان مین
آئی چلی تھی ہائے قیامت جہان مین | لیکن شب فراق کی ظلمت سے ڈر گئی

کتنی ہی کم یہ رات ہوائی چرخ فتنہ گر | کچھ غم نہین ہے اسکا ہمین قصہ مختصر | مر ہی گئے تو صبح جدائی سے کیا خطر
ہر چند موت آئی شب وصل مین مگر | دل کو خوشی ہے اس سے کہ فکر سحر گئی

جب قدسی کردید کے مشتاق ہو گئے | آئے کبھی نہ آپ مین یون ہوش کھو گئے | بھوکے تھے جلال انہین کا بیکو گئے
کافر بتون کے ایک ہی جلوے سے ہو گئے | تو اب یہ بتاؤ وہ طاقت کدھر گئی

چہارہ مرحلہ پیمایان منازل جنگ و جدل و گام فرسایان صحرائے پر آفت و راہ پر دغل **نظم**
کجا بودم اکنون فتادم کجا | عنان سخن شد ز چنگم رہا | دگر بار در گفتگو آمدم | ہو بیہودہ ارزیکان تگو آمدم | نشست آوردم بار دیگر

بفرمان حی الذی لایموت　　گذارش خدمت ناظرین کیا تھا کہ جب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان حمزہ صاحبقران
زمان نے سواد نگار مین قبضہ کیا اور خبر ملی کہ مینا نگار بھاگ کر پاس اپنے خداوند کے گیا اور اُسنے بھی لشکر قلعے سے باہر
نکالا ہے یہ خبر سنکر صاحبقران نے بہرام کو حکم دیا لشکر تیار ہوا طرف قلعۂ ابلیس پرستان کے چلے ابلیس کو خبر ہوئی
کہ صاحبقران یہان آتے ہین برائے ملاحظۂ لشکر اسلام ایک بلندی پر آ کے بیٹھا مینا نگار پہلو مین مترز ور رفت پشت پر
مگس پرانی کر رہا ہے لشکر اسلام و ریختن ابلیس کہ رہا ہے قدرت تقدیر مقتول کرینگے ایک دن مین سب مسلمانون کو شاد پنجے
زور رفت سر جھکائے درست درست کہ رہا ہے یہ خبر ملی کہ امیر نے سواد نگار کو اسلام آباد کیا اپنی طرف سے حاکم وہان
مقرر کر دیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان وضع پشت مرکب پر سوار امثال بارگاہ کا بیے ہوئے آ کے پہونچا ابلیس
نے کہا یہی حمزہ ہے زور رفت نے کہا ابھی حمزہ کہان یہ چین کا شاہزادہ جوان حسین بہرام گرد بن خاقان چین بہرام
آکر ٹھہرا انیس ہزار سوار ساتھ تھے جا بجا وہ اُترنے لگے دوسری گرد اُڑی عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی بارہ ہزار
فوج سے آکر پہونچے اس فوج کے آتے آتے شام ہو گئی جو جس مقام پر تھا وہین رک گیا ابلیس اُٹھ گیا صبح کو آ کے بیٹھا اب
آمد سرداران شروع ہوئی گرتیس سپہر گردان و نعمان بن منذر و منذر شاہ یمنی و عامر شاہ رود باری و سیف ولید بن
عالم لشکر فیروز منشی گری سے سرفراز تھین دس دس بارہ بارہ ہزار سوارون سے یہ سب آکر پہونچے پھر شام ہو گئی تیسرے
دن پھر آ کے بیٹھا پھر گرد اُڑی سر خیل وفاداران مقبل وفادار غلام امیر عالی وقار رشت پر بارہ ہزار غلامان زرین پوش
تیر اندازے بدل صف شکن تیغ زن دن بھر مین یہ بھی پہونچے چوتھے دن ابلیس نے دیکھا پھر گرد بلند ہوئی دیکھا خواجہ عمرو
صندوقی عیاری پر سوار شاگرد چہار جانب سے گھیرے ہوئے قرد لیمان جلتی جھرمن کمند اندازی ہوتی ہوئی حقہ ہائے

چلتے ہوے زود رفت نے کہا یا خداوند جب یہ عیار مار اجائے تب حمزہ کا زوال دولت ہو مسلمانون پر مصیبت ہو مین نے
چاہا تھا مار ڈالون مگر آپ نے ملک الموت کو حکم نہ دیا کہ اسکی قبض روح کرتا مجروح ہو کے رہگیا اب تو صحت پاچکا ابلیس نے
کہا مین تقدیر کرکے اسکو بھی شاد دونگا بعد دس دن کے ابلیس نے دیکھا طبل سکندری پہ چوب پڑی زمین تھرائی ابلیس کے کلیجے
کے قمر تھراگئے دل کانپا ابلیس نے کہا اے پیغمبر نامرسل صاف تو یہ ہے کہ قدرت نے ان بندون کو پیدا کیا مگر تقدیر قبضے سے
نکل گئی قدرت انکی صورت دیکھنا نہین چاہتے اب تو آگئے زود رفت نے کہا اگر آپکی عنایت ہوگی سب کو پکڑ لاؤنگا مقدم ان سب
بن عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے حمزہ کے نام پر جان دیتا ہے ایسے ایسے مقام پر پہونچا کہ سب عیاریان میری بیکار ہوئین لیکن
اب ڈک کر اسکو عیاری کرونگا یہان آفتاب آسمان عربستان آکے داخل بارگاہ ہوے ابلیس اپنی بارگاہ مین آیا سترہ سو
ساحران نامی گرد آکے جمع ہوے ابلیس نے کہا یارو مین مسلمانون کو ستانا چاہتا ہون تدبیر میری تدبیر تمھاری کوئی ایسا
سردار ہے کہ ان سب پر آفت لائے قیصور شعبدہ باز نہایت حیلہ ساز ہے اپنے دنگل سے اٹھا کہا یا خداوند مین جاکر تدبیر کرتا
ہون قلعے مین نہ رہونگا لشکر مین بھی میرا پتہ نہ ملیگا ایک پہاڑ پر جاکے سحر روانہ کرتا ہون اسطرح کا سحر کرون کہ اگرچہ لاکھ
حمزہ ہون ایک زندہ نہ بچے ابلیس خوش ہوگیا کہا اے قیصور خوب بات سوچی قیصور نے کہا سات دن اسی پہاڑ پر مین
رہونگا سختی سہونگا ساتوین دن ایک مسلمان کا بھی نام نہوگا مگر آپکی عنایت چاہیے کہ کھانا و شراب و کباب وغیرہ بھجوائیے
پہاڑ پر پہونچے ساتوین دن چلا آؤنگا زود رفت سے وعدہ ہوگیا کہ شاگردون سے اپنے پہونچوا دونگا قیصور ایک تخت پر سوار ہوا
اسباب سحر بہت سا رکھ لیا پہاڑ پر آکے بیٹھا خون خوک سے چوکہ دیا روئی کے گالے نکالے انسان کی کھوپری مین پانی
بھر کے رکھا پسلیون کا انسان کی چرخہ بنایا اسکو گردش دینے لگا انسان کی کھوپری سے قطرے پانی کے اڑتے روئی کے
گالون پر گرتے ہین وہ ٹکڑے ابر بنکر طرف لشکر اسلام کے چلے جاتے ہین یہان صاحبقران بارگاہ حشامی مین جلوہ فرما
ہین کہ دیکھا ٹکڑے ابر آسمان پر آئے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی سردارون نے عرض کی اے شہریار سنا ہے کہ اس حوالی مین ابر گندہ
بہت برستا ہے امیر نے فرمایا خواجہ خیمون کو درست کراؤ بارگاہون کی طنابین کھنچواؤ فراش ہر مقام پر موجود ہین ذکر تھا کہ تیزی
ہوا کی بڑھی ابر نے لشکر کو گھیرا پانی برسنے لگا لشکر مین تلاطم ہوا اس زور سے پانی برسا کہ خیمے بہنے لگے ہوا کی تیزی پانی بڑھتا جاتا ہے
جدھر سپاہی انتظام کو جاتے ہین بال بوکے گرا رہے گرے ہین جو گیا ڈوب گیا یہ نہ کھلا کہ گر کے اس پانی مین کیا ہوا احباب لکھون
پھیر رہے ہین عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا کے بارگاہ سے نکلا اسی پریشانی مین بیرون لشکر آیا جی مین کہتا ہے اے عمرو شاید یہ کسی کا
سحر ہو دیکھیے کیا گذرے پھر رات رہے ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہو کر دیکھا ادھر طرف ابر نہین ہے صرف لشکر ہی پر چھایا
ہوا ہے ایک طرف سے ٹکڑے ابر کے اُمنڈ کر آتے ہین اسی ابر مین آکے ملتے ہین تب ابر کو زور ہوتا ہے لشکر سے فریاد کی صدا آتی ہے
سپاہی رو رہے ہین بھائی کو بھائی پکارتا ہے باپ کو بیٹا للکارتا ہے ایک ہنگامہ برپا ہے سمجھ مین نہین آتا ہے کہنے والے کیا کہہ رہے
ہین جفاکش ہو رہے ہین سپاہیون کو ڈوبتے دیکھا کوئی گرا کوئی ڈوب کے مرا کوئی بھاگا بھاگا پھرتا ہے کوئی اٹھ کے گرتا ہے منھ
نے پناہ پانی مشکل کردی ہے پانی کا جوش ہے ہر ایک کو اپنی آبرو کی پڑی ہے ہر ایک یہی کہتا ہے زندگی کیونکر ہوگی قہر الٰہی محیط
ہے جب عمرو نے دیکھا ستارہ سحری چمکا صحرا کی جانب چلا مگر فقیر کی شکل بنا ہوا دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی دو پیک پیچھے
ایک کے ہاتھ مین گلابیان شراب کی اور ایک رومال مین شیرمالین وغیرہ باندھے ہوے جاتے ہین عمرو نے بڑھکر سوال کیا بابا فقیر بہت
بھوکا ہے کہتا جو ساتھ ہے کسی طرح چپ نہین ہوتا چپ ہونے کی یہی تدبیر ہے کہ ایک روٹی فقیر کو دو جب عمرو نے بہت گڑگڑا کے مانگا تو
ایک نے چپاتی نکال کے پیش کش کیا کہا شاہ صاحب یہ تو حاضر ہے عمرو نے کہا بابا یہ فقیر جمع کرنے کو نہین مانگتا ہے بھوک کے مارے
بات نہین کی جاتی ایک روٹی اس رومال مین سے فقیر کو دیدے اُسنے کہا شاہ صاحب ایک روٹی کا دینا کچھ بات نہ تھی مگر یہ امانت ہے

عمرو نے کہا بابا فقیر کے دینے کو سب اچھا جانتے ہین صاف صاف کہدینا کہ ایک فقیر بھوکا ملا اُسکو ایک روٹی دیدی اور بابا
مین تارک لذات ہون مزے کی چیز نہین کھاتا عمل پڑھتا ہون یہ کہکے جیب سے ایک تودہ قند کا نکالا کہا ایک دانا نے یہ
دیا مگر میرے نزدیک خاک ہی تم یہ لیلو ایک روٹی دیدو جب تو عیار نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ فقیر بڑا بھولا معلوم ہوتا
ہی ایک روٹی دیکر قند لے لو مگر مزا ملیگا دوسرے نے اشارہ کیا وہ مرد اُسنے رومال سے روٹی نکال کے کہا استاد صاحب لیجیے
فقیر نے خوشی خوشی قند دیدیا اُدھر اُنکی روٹی لیکر کھانے لگا ان دونون نے قند کھایا دو قدم چلے تھے کہ بیہوش ہو کے گر پڑے
عمرو نے شراب کی بوتلون مین بیہوشی ملائی شیرمال کباب سب بیہوشی سے معمور کر دیے دونون کو ہوشیار کر کے الگ ہوے
نظرون سے انکی چھپ گئے یہ دونون اُٹھے کہا بھئی ہمکو نیند کیسی آگئی دوسرے نے کہا بڑی دیر ہوئی چلو وہ گھبراتا ہوگا
صبح کا وعدہ تھا دن بہت چڑھ آیا آگے آگے وہ چلے پیچھے پیچھے خواجہ عمرو مگر نخلستان مین پہنچے ہوے کہ یہ دونون ہمکو نہ دیکھین
راستہ طی کر کے برابر پہاڑ کے پہونچے دیکھا اُنھون نے بر سر کوہ ایک ساحر بیٹھا سحر کر رہا ہی جیسے ہی یہ دونون پہونچے وہ ساحر
خفا ہونے لگا کہ تمنے پہلے ہی دن اسقدر دیر لگائی سات دن مین مجھکو مار ڈالوگے وہان لشکر حمزہ مین تلاطم ہی حمزہ ابھی تک
مین ہین بارش اصلی قصور تھے ہوے ہی ہزارون بندگان خدا غرق دریاے سحر ہوے آخر تمنے دیر کہان لگائی یہ کہکر قیصور کوزا
لیکر اُٹھا کہا صاف صاف بتاؤ دیر کا کیا باعث ہوا دونون نے حال فقیر کا بیان کیا یہ سنکر قیصور کے ہوش اُڑ گئے شراب
سونگھی بو بیہوشی کی آئی ایک کتا سامنے بیٹھا تھا اُسکو ایک ٹکڑا دیا وہ کھاتے ہی سر جھکنے لگا اور بیہوش ہوا جب تو قیصور نے وہ
کھانا و شراب کباب سامنے چشمہ تھا اُسمین پھینک دیا ایک ایک دانہ آتش کا دونون کو مارا دونون جلکر خاک ہوے ڈر
تھا کہ انہین عمرو سنیو نہ ہون قتل کرون کہ کسی کو خبر نہو اب مطمئن ہو کے سحر کرنے لگا خواجہ عمرو ایک پتھر کی آڑ سے دیکھ رہے
ہین اور قیصور سوچ رہا ہی کہ ان دونون کو مین نے مارا دن بھر بھوکے پیاسے کیونکر دن گذریگا مگر حیران ہین کہ عمرو نے بیہوشی
ملا کر کھانا خراب کیا خود آخر کہان گیا یہ دونون شاگردان زود رفت بچارے مارے گئے دن بھر تو پہان کاٹون رات کو
چھپکر خدمت خداوند مین جاؤنگا کھانا کھا آؤنگا پتہ بتاونگا کہ کسی معقول شخص کے ہاتھ فلان پہاڑ پر بھیجے گا ایسا نور اد
مین کرئی اُستاد بڑے اس سوچ مین سحر بھی کم کر رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ایک پہلو آرام نہین سحر مین کمی مزاج مین برہمی
خواجہ عمرو نے کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا اپنی صورت کو بصورت مینا نگار بنایا دو پیالے شیر دو کباب
تُندہ لپٹے ہوے ایک رومال مین لپیٹکر ایک درخت پر چڑھ گیا اس طور سے کودا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ آسمان سے
سحر کر کے آئے ہین پسینے پسینے بچو کر سے پٹے ہوے حیران پریشان قیصور نے جو مینا نگار نقلی کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا پوچھا کہ
بیغیرتم کیونکر آئے کہا اے قیصور میرا ملک مسلمانون نے برباد کیا سلطنت خاک مین ملی قدرت تو اپنی فکر مین رہتے ہین
جب تم چلے تھے تو مین نے ایک سحر تیار کیا تھا پیر کو بھیجا کہ جاکر قیصور کی خبر لاؤ پیرنے خبر دی کہ قیصور پہاڑ پر چپ بیٹھا ہی
اور دونون بیک بیچے بچارے قتل ہو گئے تم بھوکے بیٹھے ہو مجھے تاب نہ آئی یہ دو پیالے دو کباب لیکر دوڑا کر ایسے جانب
پر تم کیونکر کھیگا لو یہ نوش کرو مین کسی کا اعتبار نہ کرونگا خود کھانا لیکر آؤنگا یہ کام ہر کسی سے نہین ہو سکتا تمنے خوب کیا
دونون کو مار ڈالا بلکہ مناسب ہو تو کھانا کھا لو اس مقام کو بھی چھوڑ دو اور مقام پر بیٹھکر سحر کرو قیصور خوش ہو گیا جھک
جھک کر سلام کرنے لگا کہا حضور آپ سے کیا عرض کرون کھانا تو ہی کھاؤنگا مگر شراب ہم لوگون کی جسم کی تھی یہ جو مینا نگار
نے کہا ایک ادھا گھر مین لگا ہی اسکو پی لو شب کو قرابہ لے آؤنگا یہ کہکے وہ پیالے اور ادھا شراب کا سامنے قیصور کے
رکھدیا کہا بھائی میرے دل کو لگی ہی مسلمانون کا فیصلہ ہو تو مین بھی اپنے قلعے مین جاؤن بھونگ علاوہ اسکے جاؤن اب تو وہان کا
طور بے طور ہی مگر لائق غور ہی کہ تھے سب نکل گئے ہونگے مال سب لیلیا ہوگا یہ باتین کر کے پیالے کا ٹکڑا کباب اُسمین رکھکر

قیصور کو دیا کہا بھائی کھاؤ تمھارا چہرہ اُترا ہوا ہی قیصور نے سلام کر کے منہ کھول دیا دل مین بسم اللہ کہکر عمرو نے کھلا دیا قیصور
کھاتے ہی گھبرایا کہا ای پیغمبر میرا دل گھبرانے لگا اس لڈو مین کیا تھا عمرو نے کہا شکیبائی کرو تم نے مجھے نہین پہچانا منم مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار قیصور نے چاہا سحر کرے غصہ مین اُٹھا بیہوشی کام
کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے لپک کے خنجر مارا قیصور کے دو ٹکڑے ہوئے سر اسکا لیکر بھاگے بیان دمبدم کی خبر ابلیس
کو منتر زود رفت دے رہا تھا کہ لشکر اسلام پر بڑی تباہی ہی بلا برس رہی ہی ہزارون سپاہی ڈوبے حمزہ خود گرداب کاوش
کر رہا ہی ابھی تک غافل ہی یہی سمجھا ہی کہ ابر اصلی ہی حقیقت مین صاحبقران اہتمام کرتے کرتے ایک نخل کے سائے مین کھڑے
ہین بارش کی دمبدم ترقی لشکر مین غلغلہ کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی آسمان سے روئی کے گالے گرنے لگے ابر تیرہ و تار ہو تو ہون
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من قیصور جادو بود اب جو روشنی ہوئی صاحبقران نے دیکھا پانی کا نام نہین سپاہی جابجا بیہوش
پڑے ہین بعضے کلمہ پڑھ پڑھ کے اُٹھ رہے ہین آپس مین بغلگیر ہونے لگے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہی یہی ذکر ہی کہ خدا
نے دوبارہ جان بخشی روح تازہ جسم مین آئی یہ کیا آفت تھی اُسکی قدرت سے دفع ہوئی امیر نے حکم دیا خوشی کے نقارے
بجنے لگے یہ جو ہرکارون نے دیکھا حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے خواجہ عمرو سر قیصور لیے ہوئے آئے
امیر کے قدمون پر ڈالدیا عرض کی ای شہریار بڑا دھوکا کھایا اگر پہلے سے خبر ہوتی حصار اسم اعظم کیا جاتا یہ ملعون پہاڑ سے
سحر کر رہا تھا مین نے اُسے مینا نگار بنکے مارا بڑی جفا مین کر رہا تھا مگر مین نے بھی اُسکی دُم لی مینا نگار بنکے پہونچا ایک ہی
لڈو نوش کر کے بگڑا تھا مگر اتنے ہی مین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی یہ خبر سنکر ہرکارے بھاگے دربار ابلیس مین حاضر ہوئے
عرض کی یا خداوند عمرو نے قیصور کو مارا ابھی سر لیکر آیا ہی رات بھر مسلمان مبتلائے مصیبت رہے جتنے وہ جفا نہ اُٹھا سکے
وہ مر گئے ہلاک ہوئے لاکھون بیہوش پڑے تھے اب ہوشیار ہوئے یہ سنکر ابلیس کا رنگ زرد ہو گیا ابلیس کا بھائی
مغرور جادو حاضر تھا کہا یا خداوند اگر حکم ہو اور آپ تقدیر منصوبہ کرین تو مین جا کر سحر کرون زود رفت نے کہا کسی کی کچھ
ضرورت نہین مین عمرو کو ہوشیار کر کے عیاری کرونگا مین خود دربار حمزہ مین جاتا ہون یہ کہکر بصورت اصلی چلا صاحبقران
دربار مین تشریف لائے سب سردار جمع ہوئے خواجہ عمرو کو بھاری خلعت ملا نقدی بھی بہت کچھ دیا خواجہ مرغ زرین پنجے
بیٹھے ہین کہ خبر پہونچی منتر زود رفت بصورت اصلی آتا ہی امیر نے موافق اُسکے مرتبے کے لوگون کو واسطے استقبال
کے بھیجا زود رفت اندر بارگاہ کے آیا با لباس عیاری سے آراستہ کلاہ زرین پہنے ہوئے صاحبقران کو بڑے
ادب سے سلام کیا کرسی طلائی پر بیٹھا خواجہ بھی جلوہ فرما ہین مگر امیر نے دیکھا رنگ اُڑا ہوا خواجہ متغیر سر جھکائے بیٹھے ہین ساقی نے
زود رفت کو جام دیا اُسنے سلام کر کے پیا دست بستہ عرض کی ای والی قاف دو دنیا آپ کی جرأت کے سب جگہ شہرے ہین اور
خواجہ کے ہاتھ سے مین نے جو جو رنج و ملال اُٹھائے اُس سے حضور خوب واقف ہین مین نے بھی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا
انکو عین کوتوالی چبوترے مین جا کر مارا اگر ہمارے قدرت کو خیال ہوتا ملک الموت کو نہ بھیج سکتے وہ وار خالی گیا امیر
ہنس پڑے فرمایا ای زود رفت سب باتون مین تم عقیل و فہیم ہو بادشاہون کے ندیم ہو تمھاری رائے پر سلطنت کیسی
خدائی کا انتظام ہی مگر آج تک تمنے مقدمۂ مذہب مین عقل نہ لڑائی یہ ابلیس ملعون ساحر نجس تم سب کو احمق بنا کر خدا ہو
مین بیٹھا ہی تمھین نہین سوجھتا ہی اسکو ملک الموت پر کیا اختیار خود مجبور و ناچار اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا وہ کسی کو کیا بچائیگا
جلائیگا انشاء اللہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا زود رفت نے کہا حضور مقدمۂ خداوندی مین جائے دم زدن نہین جو سنا ہی
جانتے ہین وہ کرتے ہین مین صرف اسواسطے آیا ہون کہ یا تو آج میری قضا ہی یا مین نے خاتمہ کیا یعنی آج شب کو ضرور ضرور
آپکو مغرور جادو ڈنگا خواجہ کو آگاہ کرنے آیا ہون کہ بخوبی انتظام کر لین کل یہ دکھین مین آگاہ نہ تھا امیر نے فرمایا خواجہ جواب دو

عمرو نے کہا آقا مجھکو تو بخار چڑھا ہوا ہے میں بیچارہ انکو کیا جواب دوں انکا مرتبہ دیکھیے لاکھوں روپیہ سرکار خداوندی سے لیتے ہیں
میں اس حال میں ہوں مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ٭ امیر تو خاموش کہا بھئی تم جانو زرد رفت نے کہا خواجہ ہیں ان
فقروں کو نہ مانونگا آج ضرور چرا لیجاؤنگا یا اگر قضا لیکر آئی ہے تو جان دونگا یہی لوگ ذکر کرینگے کہ زرد رفت نے کمکر عیاری کی
اُس شخص سے کہ جو شہنشاہ عیاران کہلاتا تھا جو کہا تھا وہی کیا خواہ آج خواہ کل آپکو چرا لیجاؤنگا جب اسنے ایسے الفاظ سخت
کہے جب تو خواجہ کی زبردستی آنکھیں جوش و خروش میں آئیں کہا او زرد رفت کیا بکتا ہے مجھ ایسے میرے شاگرد ہیں ابھی
تھوڑا زمانہ گذرا کہ بیہوش رہا ہوں وہ تیاستیں تھیں کہ منہ ہلانا مشکل تھا افراسیاب ایسا ساحر اُسکے وزرا اُمرا سب میری
جان کے دشمن رہبر رہزن مگر خدا نے مجھکو بچایا طلسم فتح ہوا زرد رفت نے کہا خیر یہ عیاری بھی یاد رہیگی میں اب رخصت ہوتا
ہوں یہی کہنے آیا تھا عمرو نے کہا میں نے سن لیا زرد رفت سلام کرکے چلا گیا بعد جانے زرد رفت کے امیر نے خواجہ
سے فرمایا جو انتظام منظور ہو وہ کرو سب شاگرد تمھارے موجود ہیں ابو الفتح نے عرض کی کیا مجال ہے کہ لشکر کے قریب آسکے
عمرو نے کہا اے شہریار اگر یہ لوگ دخل دینگے میں مجبور ہو جاؤنگا کوئی میرے مقدمے میں دخل نہ دے امیر نے فرمایا بیٹا
ابو الفتح وغیرہ دیکھو خواجہ کیا فرماتے ہیں سب نے عرض کی یہ مالک ہیں ایسا نہو عزت عیاری کی جائے عمرو نے کہا آپکی بلا سے
ابو الفتح وغیرہ منہ بنا کر بارگاہ سے نکل گئے خواجہ خدمت میں صاحبقران کی حاضر ہیں بہرام کو حکم دیا پہرے والے خوابگاہ
آقا کے دو رہیں میں سمجھ لونگا دس سوار بوڑھے بوڑھے جنگی نوکریاں معاف رہتی ہیں انکو جابجا مقرر کیا وہ بیچارے ضعیف
و ضعیف جنگی گھوڑوں پر بیٹھنا بھی ناگوار ہے گھوڑوں سے اُتر کر زیر نخل زین پوش بچھائے تیغ سے سر لگا کر سو گئے طلائے بھی
لوگ کم انتظام روشنی برہم صاحبقران کو عمرو نے خاصہ کھلوایا اپنے سامنے چھپر کھٹ پہ پہونچا کر باہر نکلے مگر ادھر زرد رفت
سو شاگردوں کو ساتھ لیکر صحرا میں آیا ہر ایک سے کہتا ہے یارو آج بڑی سختی ہے میں نے عمرو سے کیوں کہا وہ دربارگاہ میں
بیٹھا ہوگا تم لوگ یہاں ٹھہرو میں جاتا ہوں مگر خیال رکھنا اگر بند ہو آجانا بڑی جنگ ہوگی سب شاگرد اُسکے معروف
ہونگے یہ کہکر بشکل فقیر لشکر میں آیا دیکھا روشنی بھی جابجا کم ہے اور آگے بڑھا دیکھا سوار بوڑھے بوڑھے درختوں کے
نیچے بیٹھے ہوئے سو رہے ہیں اب زرد رفت زیادہ حیران ہوا سوچا کہ عمرو دربارگاہ پر ضرور ہوگا بھٹکتا ہوا بھیک مانگتا
ہوا سامنے بارگاہ کے پہونچا دیکھا دربارگاہ پر بھی سناٹا ہے دو چار خادم اونگھ رہے ہیں زرد رفت پشت بارگاہ پہ
آیا حیران ہے کہ عمرو کہیں نہیں معلوم ہوتا پلنگ کے برابر بیٹھا ہوگا سراچہ چاک کیا سر ڈال کر دیکھا حضور بھی کہیں پر نہیں
صاحبقران سو رہے ہیں بغیر خواب بلند ڈرتا ہوا شمشیر برہنہ ہلاتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا ہر طرف دیکھتا ہے جدھر کچھ گمان ہوتا
ہے وہاں پر تیغ مار دیتا ہے بشکل بیتر ابدلتا ہوا قریب پلنگ پہونچا سمجھا تھا کہ شاید عمرو زیر پلنگ ہوگا جھک کر دیکھا وہ مقام
بھی خالی پایا اب سوچا کہ عمرو کے دل میں یہ ہوگا کہ جب میں پشتارہ لیکر نکلونگا تب دوڑ دیگا اُس وقت میں کیا کر سکونگا کانٹے
سے دو مثقال حب بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی مگر جھجک رہا ہے جب صاحبقران بیہوش ہو چکے تو اسنے پشتارہ باندھا
پشت پر لگایا نیچے کھینچے ہوئے پشت بارگاہ سے نکلا دبتا ہوا کبھی جھجکتا کبھی ٹھہرا اگر سایہ بھی دیکھا تیغ مار دیا مگر کہیں عمرو کا نشان
نہیں پاتا اسی طرح دیکھتا بھالتا لشکر سے نکلا چار جانب نگراں مثل آئینہ حیران کہ ای زرد رفت یہ کیا معرکہ ہے کہیں عمرو
نے مجھکو نہ روکا بلکہ سنا لشکر میں کچھ ہلڑ ہے کچھ عیار نہ پیدل سوار ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ آقا کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا بڑا غضب
کیا کوئی ایسی غفلت کرتا ہے یہ سب باتیں سنتا ہوا صحرا میں آیا شاگرد دوڑ کر دیکھ کر کہنے لگے استاد کیا ہوا زرد رفت نے
کہا بھائیو وہ سختی تھی کہ جان پر بن گئی پانچ سو عیاروں سے لڑا ہر مقام پر معرکہ تھا میں ہر جگہ پر بصورت ہائے مختلف پہونچا
غرضیکہ حمزہ کو بیہوش کیا جس طرح لڑتا بھڑتا گیا اُسی طرح پشتارہ لیکر آیا کئی تلواریں تو ٹوٹیں سپریں کٹیں مگر حمزہ کو لایا سب

شاگرد خوش ہو گئے تنتا ہوا موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا لشکر مین آیا جسنے پوچھا کہ مہتر صاحب کیا گذری یہی جواب دیا کہ مین اکیلا
پانچ چھ ہزار سے لڑا مگر جو کیا تھا وہ کیا وہ بھی سب عیار طرار خنجر گذار شاگردان عمرو نامدار ایسی ایسی کوشش کر رہے
تھے کہ آپ لوگ ہوتے تو دیکھتے مین نے کسی مقام پر کمی نہین کی اپنی جان بچانا پھر پشتارہ ولیکر نکلنا اک سخت مصیبت تھی عمرو
پر بچھ مارا ٹانگ اُسکی لنگڑی ہو گئی ہو کیا عجب ہو کہ ہڈی بھی ٹوٹ گئی ہو اب تو دو چار دن اُٹھ نہ سکیگا لوگ کہتے ہین اُستاد کیا کہنا آپ
بےمثل و بےنظیر ہین عمرو کی کیا حقیقت ہو کہ آپ سے مقابلہ کر سکے یہ باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا ابلیس تخت پر بیٹھا ہر یک
طرف مینا لنگا ہوا ایک جانب وزیر اعظم ایک جانب جملہ سرداران و شیران سلطنت و وزیران انسبت پایہ بہ پایہ بیٹھے ہین جیسے ہی
زود رفت کو دیکھا سب نے پکار کر آواز دی کیون مہتر صاحب شیر یا روباہ زود رفت نے کہا ہم خداوند کے شغل
مین ہمیشہ شیر ہوتے ہین میری حقیقت کیا مگر قدرت نے مرتبہ دیا ہو جو مرضی اُنکی بیرون بارگاہ سے خادم و خدمتگار سپاہی
سوار دوڑ دوڑ کر اندر آ گئے سب کہہ رہے ہین مہتر صاحب کیا کام کیا آج کی عیاری مین بڑا نام کیا زود رفت تو اپنے
آپ سے باہر ہو ایک ایک کو ہنس ہنس کے جواب دیتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ اب تک مین نے مسلمانون کے قتل کا ارادہ اچھی طرح نہ کیا تھا آج
جوہر عیاری کا کھلا سارا بان زیادہ تانگ پے پھڑک رہا ہو گا کل اسکو بھی پکڑ لاؤنگا ابلیس نے کہا انہین تو ہوشیار کر دو دربار
سمجھو اگر جمعہ نہ کو مین قتل کرو زود رفت نے کہا حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ہو جام زر دیر مین گرفتار کرکے لایا ہون آمد و رفت
مین بند جاری کمندون کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالیگا ابھی قیامت برپا ہو گی کیا اس شیر کو کوئی روک سکیگا ساحرون کو جان
بچانا مشکل ہو گی آہنگرون کو بلائیے قید آہن پہنائیے تب اس شخص کو ہوشیار کیجیے حکم ہوا آہنگرون کو لاؤ آہنگرون نے
قید آہن پہنائی خوب مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی حیران چہار جانب دیکھنے لگے ابوالفتح وغیرہ بھی بصورت
مبدل آئے ہین جا بجا کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ خواجہ نے آج آبرو عیاری کی کھو دی دیکھو زود رفت کیسا اکوڑا
ہو گیا امیر آنکھ کھول کر سب طرف دیکھنے لگے صاحب سلامت نہ کی عیاران اسلام نے کہا دیکھو صاحبو خوف جان کیا ہی
چیز ہو کہ صاحب سلامت بھی نہ کی چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین مگر زود رفت نے پکار کر آواز دی کیون اے حمزہ قدرت
خداوند ابلیس کو دیکھا تقدیر تدبیر موافق پڑی صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا پھر سر جھکا لیا سب حیران کہ آج امیر کو کیا
ہوا ہوش و حواس درست نہین کلام کا جواب بھی نہین کچھ غین غین کر رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی ہو جیسے
کوئی گونگا بہرا ہوتا ہو جب کلام زود رفت کا امیر نے سنا گیہ جواب نہ دیا زود رفت نے ایک قبضہ مارا سر سے خون جو
جاری ہوا اب تو بیقراری اور بڑھی ابوالفتح وغیرہ آپس مین اشارے کر رہے ہین کہ یارو یہ کیا سحر کیا ہو صاحبقران کی
غیرت و لیاقت کیا ہوئی جان کا یہ خوف جہان شاگردان زود رفت کھڑے تھے انہین سے ایک شاگرد بڑھا کہا مہتر صاحب
آپ یہ کیا کرتے ہین دیکھیے دو ستون کی آڑ پکڑے جیسے ساربان زادہ کھڑا ہو کہہ رہا ہو میرے آقا کو ذلیل کیا ہین مہتر صاحب
سے بہت بُری طرح پیش آونگا حالانکہ اے کمند بازون سے کھول رہا ہو جیسے ہی زود رفت یہ کہکر بڑھا کہ ارے کہان
کھڑا ہو مین تو اُسکی تاک مین ہون عیار نے کہا وہ سبز کپڑے پہنے کھڑا ہو اب عیاری کیا جتاتا ہو زود رفت اُس طرف
بڑھا جیسے ہی سینہ پھیرا ایک دھول سر پر زود رفت کے لگائی کلاہ لے لی اور نعرہ کیا اژدہا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گذاری ہزبر دشت طراری اژدر صحرائے مکاری تیری کیا مجال تھی کہ جو تو حمزہ کو لاتا اب حرکات سے بھی نہ پہچانا
یہ تیرا باپ تیرے لشکر کا سپہ سالار گونگا بہرا ہو گیا کنگر برابر ایک جادوگر کھڑا تھا ایک خنجر اُسکو مار دیا وہ لڑکھڑا کے گر پڑا
دستون ہو کر ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہو اُسی اندھیرے مین خواجہ تو بھاگے کسی کی کلاہ کسی کی پگڑی لی کوئی چیخا ارے
کسی نے میری جیب سے روپے نکال لیے کسی نے کہا میرا ازار بند کٹا زود رفت تو منہ کے بل زمین پر گرا گرتے گرتے

آواز دی یارو لینا خواجہ ساحر کو مار کے باہر نکل گئے اب کون پاتا ہی عیاران لشکر اسلام ابوالفتح وغیرہ جو کھڑے تھے نہال ہوگئے
ابلیس ہین کہتے ہین یارو عیاری اسکا نام ہی ہمارے اُستاد سے کون سامنا کر سکتا ہی پیر فلک کو اُنکی عیاری پر سکتا ہی ابلیس نے
یہ سب سحر کر دیکھا اب جو زودرفت اُٹھا جسکو صاحبقران سمجھے تھے اب جو مُنھ دکھلایا کہ میدان روتا ہوا دوڑا کہ حضور میرا
بھائی گونگا بہرا ہی کل سے غائب تھا مین نے رات سے کھانا نہین کھایا ابلیس نے کہا کیون رے زودرفت اسی مُنھ پر دعوی
عیاری دیکھا تو نے عمرو کیا کر گیا اور ایک ساحر زبردست بھی مار گیا سر دربار تجھے دھول لگائی امیر بھی شرم نہ آئی اب
قدرت خود تکلیف کریجیے کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مین خود تدبیر کر کے جو اسماے خداے نادیدہ حمزہ کو یاد ہین جسکی وجہ
سے سحر نہین تاثیر کرتا ہی وہ بند کر دونگا جبتک وہ اسم نہ بند ہونگے کوئی سحر کارگر نہوگا زودرفت نے کہا یا خداوند مین ابھی
جان دونگا مگر ساربان زادے کو مارونگا کہ اس ساربان زادے نے مجھکو بہت ذلیل کیا مین کیا تامل کرونگا کوئی فن اُٹھا رکھونگا
مین ابھی جاتا ہون عمرو کو گرفتار کر کے لاؤنگا سرمست و بدمست دو سپہ سالار ہین وہ اپنے مقام سے اُٹھے کہا
یا خداوند آپ تکلیف نہ فرمائین طبل جنگی بجوائین دیکھیے ہم سر میدان کیا کرتے ہین اُسی وقت اسم اعظم بند کرین اور فوراً
حمزہ کو گرفتار کر لائین دیکھین تو ساربان زادہ کیا کرتا ہی ہر چند زودرفت نے کہا کہ اے سرمست و بدمست
ابھی مجھکو دعوی عیاری باقی ہی افسرون نے کہا مہتر صاحب قلعہ سواد نگار برباد کرایا مینا نگار کو بھگوایا تمہاری عیاریان کیا
عمرو نے تمھارا کیا حال کیا ہر مقام پر دھوکا دیا کوئی عیاری بھی تمھاری چلی اب ہمارا تماشا دیکھو ہماری حفاظت کرنا کہ عمرو ہم تک
نہ آنے پائے اگر تمنے یہ انتظام کر لیا کہ عمرو کو ہم تک نہ آنے دیا یہی بڑی بات ہی ہمنے چالیس دن مشقت کر کے سحر تیار کیا
جس سے اسم اعظم حمزہ بند کرینگے ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ ہی یا خداوند آپ طبل جنگی بجوائیے دیکھیے تو ہم کیا تماشے
دکھاتے ہین اس صحرا مین آتشبازی چھوٹیگی کل لشکر مسلمانان جلکر خاک تمام ہوگا یہ کہکے دونون اُٹھے تین لاکھ فوج کے یہ افسر
ہین اپنی فوج کو فوج خداوندی سے الگ کیا آگے بڑھکر اُترے بارگاہ مین داخل ہوے یہان خواجہ عمرو جو لشکر مین آکے پہونچے
لشکر مین تلاطم برپا تھا کہ صاحبقران چوری گئے بہرام لشکر کو لیکر چلا تھا کہ جاکر اپنی جان دین یا اپنے آقا کو چھڑائین خبردار وقت
آکر خبر دی خواجہ نے یہ کارنمایان کیا سر دربار مہتر زودرفت خوب ذلیل ہوا جسکو صاحبقران سمجھ کے لیگیا تھا وہ اُسی
لشکر کا رسالدار گونگا بہرا تھا یہ ذکر تھا کہ خواجہ آکے پہونچے صاحبقران کو بارگاہ مین چھپا دیا تھا ہوشیار کر کے نکالا سب
حال امیر نے بھی سنا بہت خوش ہوے عمرو کو بھاری خلعت ملا بارگاہ مین آکے بیٹھے دربار سردارون کا بندھا شام قریب ہی
کہ صداے طبل جنگی لشکر کفار سے آئی امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو عمرو نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی
ہی کہ ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعاے ثناے بادشاہی بجا لائے شعر عمرت دراز باد کہ از بہر فضل تو ما از تو بہرہ
وریم تو از عمر بر خوری بشہریار عالم کی عمر دراز دو سردار سرمست و بدمست لشکر ابلیس سے علحدہ ہوے دعوی انکا
یہ ہی کہ ہم اسم اعظم بند کرینگے مسلمانون کو دردمند کرینگے اُنہون نے طبل جنگی بجوایا ہی کل انکا ارادہ ہی کہ نکل کر سحر کرین امیر نے
فرمایا ہمارے یہان بھی طبل جنگی بفضل ایزدی بجے مگر خواجہ تمنے سنا یہ دونون ملعون مکار و غدار اسم اعظم بند کرنے پر آمادہ
ہوے ہین کچھ فکر کی ہوگی عمرو نے کہا انشاء اللہ مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون یہ کہکر خواجہ چلے لشکر مین سرمست و بدمست
کے آئے صورت بدلے ہوے ایک مفلوک غریب ساحر کی شکل بنے ہوے کپڑے دیکھا کہ بارگاہ سرمست و بدمست
استاد ہی مہتر زودرفت ہزار پیک بیچ ہمراہ قریب بارگاہ سرمست و بدمست انتظام کرتا پھرتا ہی زودرفت کہتا
ہی خبردار کوئی غیر یہان نہ آنے پائے سرمست و بدمست بتخانہ مین داخل ہین واسطے بند کرنے اسم اعظم کے انتظام
مین مصروف ہین یہ کہہ رہے ہین کہ کل خاتمہ لشکر مسلمانان ہی ایک مسلمان سامنے معلوم نہوگا یہ دونون سردار قہر خداوندی کہلاتے

جب دریائے قہر خداوندی نے جوش مارا کون روک سکتا ہی خواجہ کھڑے دیکھا کیے اور ساحر بھی تیاریان کر رہے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کل لشکر مسلمانان کو لوٹ لینگے عمرو بڑھتے بڑھتے پشت خیمہ پر آیا دیکھا اندر سے شعلے آگ کے نکل رہے ہین نخل آتش
مقام کے مثل شمع جل رہے ہین خدمتگار اسباب بھر بھر لیکر اندر جاتے ہین اور باہر آتے ہین کچھ جنگالی جمع ہین ڈھیر ویسے حاضر ہین ایک
طرف چند صیاد بہنگیون مین جانور بھرے ہوئے کچھ زاغ و زغن لیے ہوئے موجود ہین عمرو نے بتعجیل کنارے آکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک صیاد کی شکل بنکر دو جانور ہاتھ مین خدمتگارون سے کہا شاہنشاہ سے عرض کرو جو جانور حضور نے منگانے تھے
وہ حاضر ہین خدمتگار نے جاکر اندر عرض کی بدمست بارگاہ مین بہ سرمستی بیٹھا ہوا پتلا بنا رہا ہی جیسے ہی خدمتگار نے عرض
کی بدمست نے کہا بلا لو خواجہ خدمتگار سے باتین کرتے ہوئے اندر چلے تھے کہ سامنے سے زود رفت انتظام کرتا ہوا آتا ہی
اسنے جو دور سے دیکھا خدمتگار صیاد کو لیکر اندر جاتا ہی پکار کے آواز دی او خدمتگار ذرا ٹھہر جا بے ہمارے دیکھے کوئی
اندر نہ جانے پائے ہمین جواب دینا پڑیگا خداوند کا بھی یہی حکم ہی کہ خبردار بوجہ احسن انتظام ہو ایسا نہو عمرو کسی کی شکل بنکر چلا آوے
عمرو نے کہا مستر صاحب بھلا ہم میان سارباں زادہ کہان ہم لوگ جانور لیے عرصے سے حاضر ہین رات ہو گئی طائر لیے جائین ہمکو
چھٹی ملے اپنے گھر جائین زود رفت جب تک قریب آیا جیسے ہی عمرو سے نگاہ ملی اسنے پہچانا اگرچہ بہ دل مین کہتا ہی کیا کلیجہ ہی
یہی پہونچا یہ تو اس فکر مین ہوا کہ ذرا عمرو غافل ہو مین پکڑلون خواجہ نے جو اسکے تیور دیکھے پہچان گئے کہ اسنے مجھکو پہچانا کہا
مستر صاحب ہم اندر جاکے کیا کرینگے آپ ان طائرون کو لیجائیے ہماری قیمت دلوا دیجیے ہم چلے جائین زود رفت سوچا
اسکو اندر لیجاؤن سرمست سے کہکر گرفتار کرادون کہا آؤ میرے ساتھ چلو مین قیمت دلوادون زود رفت چاہتا ہی کہ
صیاد آگے بڑھے تو مین حلقے کمند کے مارون اسے پکڑلون صیاد نقلی نے کہا گستاخی میری بحال ہی کہ مین آگے بڑھون یہ جانور
آپ ہی لیجائیے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا جانور چھوٹ گئے کہا یہ غضب ہوا دن بھر کی مشقت ہماری خاک مین ملی آج ننھے ننھے
بچے فاقے کرینگے بھوکے پیاسے مرینگے زود رفت نے پلٹکر دیکھا کہا ارے دوڑ کر پکڑلے پرون مین اُنکے طاقت نہین ہی
عمرو نے ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھیے وہ شاخ نخل پر جاکے بیٹھے دیکھیے گرا چاہتے ہین دو جانور اور رکھے زود رفت نے منہ پھیرا
ایک ڈھول سر پر زود رفت کے دی کلاہ بھی لی جست کرکے بھاگے زود رفت نے کہا یہ عمرو عیار ہی اسکو پکڑلو شاگرد پیچھے
دوڑے عمرو جو بھاگا ایک کنوین پر آکے ٹھہرا سر جنگ نامے شاگرد زود رفت کا ڈھونڈھتا ہوا ادھر آیا اسنے دیکھا
ایک شخص کنوین پر بیٹھا ہی اُسنے قریب آکر پوچھا ادھر سے کوئی شخص دُبلا پتلا بھاگا ہوا گیا ہی عمرو نے کہا ہان حضور دیکھیے وہ سامنے
جھنڈی مین بیٹھا ہی سر جنگ نے کہا کس مقام پر عمرو کو دیکھا کہا دیکھو بھائی وہ چھپا ہوا بیٹھا ہی لٹک رہا ہی سر جنگ
جیسے ہی لپٹا عمرو نے حلقے کمند کے مارے سر جنگ گرا عمرو نے کپڑے اُتارے رنگ روغن عیاری کا نکالا اسکو اپنی شکل
بنایا آپ اسکی شکل بنکر پشتارہ پشت پر لادکر چلے یہان سرمست نے جو غل سنا باہر نکل آیا کہا کیون مستر زود رفت مین نے سنا
کہ عمرو آیا ایک شاگرد بول اُٹھا حضور اُستاد کو ڈھول مار کر نکل گیا سرمست نے تھوک دیا کہا واہ مستر صاحب خوب حفاظت
کروگے خود ہی چپت کھایا اگر عمرو کسی سے چھپتا ہی یہ ذکر ہو رہا تھا جو اسر جنگ عمرو کو گرفتار کر لایا سنتے ہین خوب سرمست
نے کہا لاؤ مین اسکو قتل کرون اسکی شکل بنکر جاؤن حمزہ کا اسم اعظم بند کرون عمرو کی صورت پر جلد دھوکا کھائیگا دیکھا سر جنگ
نقلی عمرو نقلی کا پشتارہ باندھے ہوئے اکڑتا ہوا آتا ہی پشتارہ سامنے سرمست کے ڈالدیا کہا حضور بڑی تکرار چلی جنگل مین جاکر
پکڑا یہ کیا کسی سے ڈرتا ہی مین ایسا ہی عیار تھا جو اس ظالم پر غالب آیا چاہتا تھا اکثر کر نکل جاؤن مین تعلیم کردہ اُستاد ہون
سب فنون مین طاق شہرۂ آفاق اسکو جلد قتل کیجیے ایسا نہو اسکے شاگرد آجائین یا کسی طرح اسکو چھڑالین زود رفت
تو جھلایا ہوا تھا ایک لات ماری سرمست نے کہا ہوشیار رکو کرو اسکا مارکا صدمہ بہم پہنچے سر جنگ نے کہا حضور مین ڈرتا ہون

ایسا نہو یہ کہے کہ میں سرہنگ ہوں آپ مجھے پہچان لیجیے ایسا نہو دھوکا کھائیے زود رفت نے کہا کیا بکتا ہے میرے سامنے
کوئی کہیگا میں مان لونگا سرمست نے کہا میں ابھی قتل کرونگا سرہنگ نقلی نے بڑھکر عمرو نقلی کو ہوشیار کیا اب جو سرہنگ
کی آنکھ کھلی دیکھا اُستاد چوتا لیے کھڑے ہیں سرمست کہتا ہے جلد قتل کرو سرہنگ چاہتا ہے بولوں گلے میں گیند عیاری کا ٹھسا ہے
بول نہیں سکتا غین غین کرنے لگا زود رفت نے ایک لات ماری کہا او ساربان زادے تونے بڑے بڑے پیچ دیے اب کہاں
جائیگا سرمست نے کہا ہاں تلوار کا مارے فراغت ہو میں اسکی شکل پر عیاری کرونگا اسم اعظم بند کرلاؤنگا زود رفت تو جھلایا
ہوا تھا ایک خنجر مارا سر سرہنگ کا اُڑگیا زود رفت بہت خوش ہوا سرمست نے کہا لاش اسکی پھینک دو سرہنگ نقلی
قدموں پر سرمست کے گرپڑا کہا حضور آج تو انعام ملے غلام نے لڑائی کا خاتمہ کردیا اب کوئی لشکر حمزہ میں ایسا نہیں ہے
کہ حمزہ کو بچائے سرمست نے کہا ایسا خوش کرونگا کہ تم بہت راضی ہوگے سرہنگ نقلی نے کہا میں خود حضور کو راضی کرونگا اسی
واسطے تو یہ پھیری ہے سرمست ہاتھ پکڑے ہوئے سرہنگ نقلی کا اندر بارگاہ کے لایا کہا او سرہنگ یہاں بیٹھ میں عمرو
کی شکل بنکر جاتا ہوں ابھی اسم اعظم حمزہ بند کرکے لاتا ہوں سرہنگ نقلی نے کہا حضور کیوں تکلیف فرمائیں میں حمزہ کو گرفتار کرلاؤں
اُستاد تو کچھ ڈھیلے ہیں میں نہ جاتا تو عمرو کیونکر قتل ہوتا میں ابھی حمزہ کو لاتا ہوں سرمست نے کہا تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی
عمرو سے لٹے جنگل میں سحر کے زور سے میں قدرت سے کہکر تمہارا مرتبہ عالی کراؤنگا بہت کچھ انعام دلواؤنگا سرہنگ نے جیب
سے خاصدان نکالا اُسمیں سے گلوری نکالی کہا غلام آج خوش ہوکر حضور کے ہاتھ سے ایک گلوری کھائیے سرمست نے
گلوری کھائی جیسے ہی پیک حلق سے اُتری گھبراکر کہا ارے اس پان میں کیا تھا مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے قلب بیقرار ہے
ہوش و حواس میں اختلال عمرو نے کہا حضور میں بھول گیا اس گلوری میں دو ماشے سنکھیا پڑی تھی دشمن کے لیے رکھی تھی بھولکر
یہاں آپکو دیدیا سرمست گھبراکر اُٹھا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو سے عدم کہ کلاہ از
سر قیصر بیبرم ❊ رنگ از رخ بلنگ بد اختر بیبرم ❊ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ❊ گنج و سپر و سبو و ساغر بیبرم ❊ جیسے ہی عمرو نے
نعرہ کیا اور چاہا خنجر ماروں زمین شق ہوئی نعرہ ہوا منم بدمست جادو او ساربان زادے کیا کرتا ہے عمرو نے چاہا جست
کرکے نکلوں بدمست نے ایک دو سحر زمین پر مارا کہ پاؤں عمرو کے زمین نے تھام لیے ہلنا ہوا نہ عمرو پکڑا گیا اب بدمست
نے سرمست کو ہوشیار کیا عمرو تو منتیں کرنے لگا کہ آپ انصاف سے میں قدر دانی فرمائیے میں نے کیسی عیاری کی قضا سے
سرمست کی تو بچ گئے اور طرح سے مارے جائینگے آج رات کو نہ بچینگے زود رفت نے سنا کہ وہ سرہنگ نہیں ہے عمرو تھا
بدمست نے پکڑ لیا جھلایا ہوا اندر آیا دیکھا خواجہ بیٹھے باتیں کررہے ہیں سرمست و بدمست آپس میں صلاح میں
مصروف زود رفت نے کہا او ساربان زادے تو نے غضب کیا میرے شاگرد رشید کو قتل کرایا عمرو نے کہا دور بھی ہو
کیا بیہودہ بکتا ہے شاگرد کیسا میں کیا مجھکو قتل نہ کروگے زود رفت نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا وہ طمانچہ قضا کا تھا عمرو دم بھر
کانپا آنکھیں اُلٹ گئیں ناک کا بانسا بیٹھا کان کی لویں بھر گئیں دو ہچکیاں لیں دم نکل گیا اب تو زود رفت گھبرایا سرمست
و بدمست سے کہا میں ایسا نہ سمجھا تھا سوت سر پہ گھڑی ہی تھی چھوا اور مرا ایک طمانچہ میں یہ کیفیت ہوئی ایسا نہو خداوند
فرمائیں عمرو کو میرے سامنے کیوں نہ لائے اُسوقت مشکل ہوگی سرمست و بدمست نے کہا پاپوش سے مر گیا ٹانگ پکڑکے
پھینک دو جنگل میں سیار بھیڑیے لاشہ کھا جائینگے مجبوراً زود رفت ٹانگ پکڑ کے عمرو کو کھینچتا ہوا بیرون لشکر لایا ایک غار
کے سامنے میں لاش کو ڈالدیا اب بیٹھا مگر لرزاں ترساں یہاں جب سرمست کو معلوم ہوا کہ عمرو مرا لاشہ پھینک دیا گیا سحر
سے اپنی صورت بشکل عمرو بنائی بدمست سے کہا تم یہیں رہو میں لشکر حمزہ میں جاتا ہوں اسم اعظم بند کرکے لاتا ہوں یہ
کہکر پرِ پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا کنارے پر لشکر صاحبقران کے آکر اُترا جنے عمرو کو آتے ہوئے دیکھا اُستاد اُستاد کہہ

سلام کیا یہان جب زود رفت لاشہ عمرو کو ڈال کر چلا گیا خواجہ جھاڑ پونچھکر اُٹھے خبر سنی کہ سرمست جادو ہماری شکل بنکر
لشکر مین آقا کے گیا عقب سے آپ بھی چلے رنگ و روغن عیاری کا لگا کے بصورت بدمست جھپٹے ہوے جاتے ہین گر سرمست
جب لشکر مین آیا پوچھا صاحبقران کہان ہین خدمتگارون نے کہا ابھی دربار برخاست ہوا طرف خوابگاہ کے تشریف لیگئے
ہین سرمست اُدھر ہی چلا صاحبقران آکر بیٹھے ہین کہ مقبل نے بڑھکر عرض کی خواجہ عمرو آتے ہین صاحبقران کو خبر
ملی تھی کہ عمرو کو زود رفت نے مارا جوش محبت مین نکل آئے پکار کر آواز دی شعر از کجا میرسی ای ہُدہُد فرخندہ قدم مژدۂ
باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ہ کہو خواجہ کہان سے آتے ہو سرمست نے کہا ای شہریار تجھے منظور ہوا کہ جا کر آقا کی خبر
لون مین نے سمجھا ہو کہ سرمست جادو آیگا اسم اعظم بند کر لیگیا ذرا بڑھیے تو امیر پڑھنے لگے سرمست نے مٹھی سے ایک طائر
چھوڑ دیا کچھ اسم سحر بھی پڑھا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان مین لکنت آئی تھرا کے گرے سرمست
نے چاہا اُٹھا لون حمزہ کو لیتا جاؤن مگر مقبل دوڑ پڑا سرمست سحر کرتا ہوا پیچھے ہٹا سوچا کہ حمزہ مثل مردے کے ہی اسکو
گرفتار کیا کر دیگا آپ تڑپ تڑپ کے مر جائیگا دل سے یہ کہتا ہوا بھاگا جس غول مین پہونچا چند دانے ماش کے مار دیے دو
لوگ گرے یہ بچتا پامال کرتا ہوا جاتا ہی دو چار سو آدمی اسکے تعاقب مین کچھ جا بجا بیہوش پڑے ہین لشکر مین غل ہوا کہ اسم اعظم
صاحبقران لیے جاتا ہی اگر خدانخواستہ اپنے مقام پر پہونچ گیا کون روکیگا ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دیگا لاشون سے میدان
بھر دیگا اب اسکے ہاتھ سے بچنا بہت دشوار ہی خواجہ عمرو بشکل بدمست بیرون لشکر تھے کہ غل سنا سرمست نے اسم اعظم
صاحبقران بند کیا دور سے دیکھا سرمست جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر چومتا ہوا آتا ہی عمرو کنارے ہوا جب سرمست کنارے
لشکر کے نکل گیا سب نے دیکھا کہ سرمست سحر کرتا ہوا نکل گیا سب روتے پیٹتے پلٹ گئے بدمست نقلی نے آواز دی
بھائی صاحب بڑھیے میرے دل کو آرام کہان اوراق سامری دیکھ رہا تھا مجھکو معلوم ہوا کہ آپ نے جا کر اسم اعظم بند کیا میرے دل کو
کب تاب تھی دوڑا تمکو بخیر و عافیت پایا سرمست نے کہا ای بھائی مین نے گھسکر اسم اعظم حمزہ بند کیا ہزارون ملازمان
حمزہ میرے تعاقب مین تھے مگر مین سب سے بچا جب سحر کیا دو چار سو بیہوش ہوے اسطرح نکل آیا ہون سُن لو اب بھی غل ہو رہا ہی
مسلمانون مین بڑا ایکا ہی جان دینا کھیل سمجھتے ہین بدمست نقلی سرمست سے باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور آکر پیچھے
ہٹے کہا بھائی ٹھہر جاؤ سرمست نے پوچھا کیا ہی کہا بھائی جھاڑی مین اژدہا بیٹھا ہی آگے جاتے تو ڈس لیتا اسکا منتر کیا ہی تم
مجھے اسوقت منتر یاد نہین سرمست نے بڑھکر جھولی سے دانے ماش کے نکالے چاہا پھینکون بدمست نقلی نے حلقۂ کمند گلے مین
ڈال دیے سرمست اسے کھینچ کر تیا عمرو نے حباب بیہوشی مارا سرمست گر کر بیہوش ہوا عمرو نے خنجر نکالا کپڑے پہلے اُتار لیے
بٹھا کے سر کاٹ ڈالا شیشہ توڑ ڈالا یہان امیر کو ہوش آیا فرمایا ہمارے یار وفادار نے شاید اُسے مارا جب تو مجھے ہوش آیا
شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا یہ ذکر ہو رہا ہی تصدقات اُتر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا نے بڑا فضل کیا ورنہ غضب
ہو جاتا کسطرح ملعون آیا اچھا کام کر کے چلا گیا یہ ذکر تھا کہ مہر سپہر عیاری آ کر پہونچے امیر نے فرمایا خواجہ خیر و عافیت بیان
کرو عمرو نے کہا آپکے اقبال سے سب خیر و عافیت ہی جو اسم اعظم بند کر کے لیگیا تھا اُسکو مین نے مارا مین مردہ بنکے چھپ کنارے
پہ لشکر کے اسکو مارا کل کیفیت بالتفصیل بیان کی صاحبقران نے بھاری خلعت عمرو کو دیا یہان بدمست جادو صحبت
ابلیس مین بیٹھا کہہ رہا ہی کہ بڑے بھائی صاحب واسطے بند کرنے اسم اعظم کے گئے ہین عمرو تو بیا خداوند مر گیا لاشہ جنگل مین پڑا ہی
اب اسم اعظم بھی آتا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حمزہ کے لشکر مین تذکرے گذر رہے ہین عمرو کو بڑی
بھاری خلعت ملا بدمست نے کہا ہوش مین آؤ عمرو کا نام نہ لو عمرو کا لاشہ جنگل مین پڑا ہی ہرکارون نے کہا ای سپہ سالار
قدرت ہم ابھی آنکھون سے دیکھکر آئے ہین پوری خبر تو سنیے سرمست پہونچا اسم اعظم حمزہ کا بند کیا مگر بشکل عمرو دیا تھا

امیر گرے سرمست لڑتا ہوا انکا ہزارون آدمی لشکر اسلام کے اُسکے نیچے تھے مگر کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکا پیرون لشکر عمرو
بصورت حضور موجود تھا دم دیکر مارا بدمست گھبرا گیا کہا ابھی جاؤنگا سر امیر و عمرو کا لاؤنگا بڑا شخص مارا گیا میرا تو بازو
ٹوٹا یا خداوند اسکی لاش تو اُٹھا ئیے کیا وہ ین لکڑیان بھی اُسکو میسر ہونگی ارتھی نہ بنیگی لاش اُسکی جاکر خوب دھوم سے اُٹھواؤنگا
ابلیس نے ساحرون کو حکم دیا کہ لاشہ سرمست اُٹھا کر لاؤ بدمست اُٹھکر چلا سب نے سب روکا اسنے کہا مین نہ مانونگا
خون کا بدلہ لونگا ایک کے بدلے کل لشکر قتل ہو تب مزا ہی یا میری موت لیے جاتی ہو زود رفت بھی آگیا اسنے بھی کہا
ای بدمست اسقدر غصہ نہ کرو دیکھیے اتنی دیر مین کیا کیا فتور ہوے میرا شاگرد رشید بحسرت مارا گیا مین نے صبر کیا وقت پر بدلا لونگا
بدمست نے کہا مین تو ابھی جاتا ہون سرمست اکیلے نہ دفن ہونگے زود رفت نے گھبرا کے کہا اس جلدی مین ڈرتا ہون کہیں
تمھارا اُسکا ساتھ نہ ہو جائے اسنے کہا جو ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا سرمست کا لاشہ لیکر ساحر آئے مگر بالکل برہنہ جسنے دیکھا
کانپ گیا کہا یارو عمرو بلاے روزگار ہے کس حسرت سے اُسکو مارا بدمست گرز ہاتھ مین لیکر چلا کنارے پر لشکر اسلام کے
آیا گرز اُٹھا کر آسمان پر مارا گر ایک نخل کی آڑ دیکر کھڑا ہوا ہے کہ مجھکو کوئی نہ دیکھے چار گولے اسنے چار طرف مارے ایک ابر سیاہ گھر کے
آسمان پر آیا بوند بان پڑنے لگین ہواے سرد چلی لشکر اسلام مین کوئی سوتا ہی کوئی جاگتا ہی ابر دیکھکر خیمے درست کرنے لگے ایک
ہنگامہ عظیم برپا ہوا صاحبقران بیٹھے تھے ارادہ ہوا کہ جاکر آرام کرون کہ لشکر مین تجرہ ہوا گھبرا کے باہر نکل آئے دیکھا مینھ برس رہا
تھوڑی ہی دیر مین آب آسمانی کی طغیانی لوگ ڈوبنے لگے عمرو نے کہا یا امیر خدا جھوٹ نہ بلائے بدمست نے آکر سحر کیا مین تو جاکر
اُسکی خدمت کرون مگر آپ پانی پڑھکر چھینکیے کہ یہ آفت رُکے مین جاکر خبر لیتا ہون خدا چاہتا ہی تو اُسکا بھی سر لاتا ہون بھائی کو
بھائی سے ملانا بڑا ایہ کہکر عمرو بھاگا امیر نے ایک قرابہ پانی کا منگایا اُسپر اسم اعظم دم کیا اور خود بھی اسم اعظم بآواز بلند پڑھنا شروع کیا
پانی مین کمی ہوتی جاتی ہی ابر کانپنے لگا بجلیان جو لوٹ لوٹ کر گرتی تھین وہ بھی موقوف ہوئین جب شیشے پر اسم اعظم دم کیا مقبل
نے وہ شیشہ ہاتھ مین لیکر گرد لشکر پانی چھینکا جہان اس پانی کا قطرہ گرا وہ پانی غائب ہونے لگا سپاہی جو ڈوب رہے تھے انکو
بھی اطمینان حاصل ہوا بدمست کھڑا دیکھ رہا ہی کہ ابر لخت لخت ہوا پانی کی طغیانی موقوف ہوئی غصے مین طرف لشکر اسلام کے
چلا دل سے کہتا ہی یہ کیا ہوا کہ دیکھا پہلو سے گرد اُڑی مہتر زود رفت کو دیکھا دوڑا ہوا آتا ہی پکار رہا ہی کہ ای بدمست
پلٹ آ قدرت نے اوراق مین دیکھا مسلمانون کو تمھارے سحر کا حال معلوم ہوا حمزہ نے اسم اعظم کا حصار کیا اب سحر تاثیر نہ کریگا
اور وقت سحر کرنا کدھر ہو مجھے جواب تو دو قدرت نے تمھین بلایا ہی بدمست نے پکار کے آواز دی مہتر صاحب
مین ادھر کھڑا ہون مین جا کے اسم اعظم حمزہ بند کر لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا زود رفت قریب آیا کہا چلو قدرت
بلا رہے ہین ابھی سرمست کی تیاری ہی پہلے انکو جہنم مین پہونچالو تب آکے سحر کرنا بدمست نے کہا مین نہ مانونگا میرے کلیجے
مین آگ جل رہی ہی مین کسی صورت سے اپنے کرتا بہ حمزہ پہونچا دونگا اسم اعظم بند کرنے کا سحر مین نے تیار کیا تھا تم بیان کر رہے ہو
کیا ہوتا ہی بدمست و زود رفت مین یہ تکرار ہو رہی ہی کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے کہا مہتر صاحب میرا فیصلہ کر دو
کاہیکی آپس مین تکرار ہی خداوند تو بیشک بلا رہے ہین ابھی سرمست کی تیاری ہی سب ساحر اُنکے واسطے رو رہے ہین
فقط آپکے پہونچنے کی دیر ہی بدمست نے ایک آہ کا نعرہ کیا کہا یارو بے وجہ جھگڑ رہے ہو ساحر تو نے کہا جو آپکی مرضی ہی
ہی تو چلیے سحر کیجیے مگر دیکھیے وہ گرد اُڑی قدرت خود آتے ہین گھبرا کے بدمست بیٹا منھ پھیر کے کہا کہان ساحر نے
گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کہا لو تمھاری آرزو پوری ہوئی یہی مطلب تھا کہ اکیلا جنازہ اُسکا نہ جائے تمھین بھی اُن تک
پہونچایا بدمست ارے کہکر بیٹھا چاہا سحر کرون کہ ساحر تو نے خنجر مارا النعرہ ہی کیا منم عیار لاثانی مہتر ابو الفتح اصفہانی
ماموں جان تو ناحق کو دیر کرتے ہین ساحرون پر جھٹ پٹ دست اندازی چاہیے دیر کرنا کیسا بدمست کا شکم چاک تھا

ابوالفتح نے کلاہ زرین بدمست کی اُتار لی خواجہ یہ کہتے ہوے دوڑے کہ ارے یہ کیا کیا ابوالفتح بھاگ کر نکل گیا عمرو
نے پکار کے کہا آتا ہون کلاہ زرین و دینا جڑ بگی کپڑے بدمست کے اُتار لیے لاشہ برہنہ چھوڑ کے خواجہ عقب مین
ابوالفتح کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ ستارہ سحری چمک چکا ابلیس تخت پر بیٹھا ہی مصاحب آگے ہین ابلیس زود رفت سے باتین
کر رہا ہی کہ بدمست ناحق گیا بھائی کے غم مین گھبرایا ہوا ہی ای مستر اُسے جاکر بلا لاؤ کہ آسمان سے ایک برق چمکی دنا دنا
سناتا ہوا تصویر جو بدمست کی سامنے رکھی تھی جل کر خاک ہوئی ابلیس نے کہا لو ای مستر زود رفت بدمست مارا گیا
قدرت کا بازو ٹوٹا ذرا جاکے خبر تو لو زود رفت نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ صحرا سے خبر لاؤ دو سو پیک نیچے
دوڑے ہوے گئے دیکھا لاشۂ بدمست اوندھا پڑا ہی آنتین سب نکل پڑی ہین رو رو کے سب نے لاشے کو اُٹھایا
سامنے ابلیس کے لائے اُنکی بھی ارتھی بنائی رام رام ست کی صدا بلند ہی جاکے دونون کو جلایا روتے پیٹتے پلٹے مگر ابلیس
بہت گھبرایا کہا آج قدرت قصر اسرار سامری مین جائینگے دیکھیے کیا احکام نکلتے ہین ظاہر تو سب امورات برے معلوم
ہوتے ہین یہ کہکر اُٹھا ایک قصر نہایت عمدہ بنا ہی قفل اُسمین لگا ہی ابلیس نے دروازہ کھولا قصر کے اندر آیا دروازہ بند
کر لیا اندر تخت بچھا تھا اُسپر آکے بیٹھا اسم سحر پڑھ کے پکار کے آواز دی ای عجائب و غرائب ساختۂ سامری ای نیرنگ نظام
افسونگری احوال ظاہر ہو کہ اس لڑائی کا کیا انجام ہوگا یہ کہکے آنکھین بند کین معلوم ہوا ایک ساحر سیہ فام کوئی کہہ رہا ہی کہ ای
ابلیس چالیس دن تجھ پر سخت ہین اگر یہ چالیس دن گذر جائین فتح پائیگا ورنہ تو ہاتھ سے مسلمانون کے مارا جائیگا جس طرح بنے ان
ایام سختی کو بسر کر ورنہ بڑی بڑی خرابیان در پیش ہونگی خبردار خبردار چالیس دن مقابلہ نہ کرنا اپنے خون سے ہاتھ نہ بھرنا
یہ کہکے وہ ساحر غائب ہو گیا ابلیس اُٹھا بیرون قصر آیا دربار مین بیٹھکر افسران ساحران کو جمع کیا سات سو افسران فوج
جمع ہوے ابلیس نے کہا منبر لاؤ جب منبر آیا خود اُسپر بیٹھا پکار کے آواز دی ای حاضرین محفل جو کچھ قدرت فرماتے ہین اُسکو
بگوش ہوش سنو جو اسکے خلاف کریگا زندہ نہ بچیگا قدرت قصر اسرار سامری مین گئے تھے خود سامری آکر کہگئے وہ خبر
کرو چالیس روز مقابلہ ہو بعد چالیس روز کے قدرت خود سحر کرینگے ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ان ساحرون مین ایک
ساحر ہی کہ جمشید نیرنگ ساز اُسکا نام ہی نہایت سحر مین زبردست بادۂ نخوت سے مست اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا قدرت
مین نے بھی آج شب کو ایسا ہی خواب دیکھا اگر حکم ہو ایک قلعہ وسیع بناؤن کوئی ساحر باہر نہ جائے چالیس دن مسلمانون
کی صورت نہ دیکھین بعد چالیس دن کے مقابلہ ہو غلام سمجھ لیگا قدرت کا تدبیر کرنا کیا ضرور ہی ابلیس نے کہا ای خیر خواہ دولت
تم اپنی رائے کے موافق کام کرو جمشید نیرنگ ساز اسباب سحر ساتھ مین لیکر باہر نکلا گرد لشکر کے کچھ سینچے گاڑے نیلا سوت
اُسمین لپیٹا بیٹھکر سحر کرنے لگا دود غلیظ بلند ہوا اوم بھر مین اندھیرا ہو گیا جمشید سحر کر رہا ہی کبھی بلند ہو جاتا ہی کبھی زمین پر
آتا ہی دو پہر کامل سحر کیا بعد دو پہر کے روشنی ہوئی سب نے دیکھا ایک قلعہ خشتی بارہ کوس کے گرد مین بنکر تیار ہوا گرد قلعہ خندق
ایسا وسیع کہ اگر انسان گرے تحت الثری کو پہونچے اُسمین پانی جوش مار رہا ہی پل تختہ پڑا ہوا ہی دروازہ کھلا ہوا خلقت کی آمد و رفت
بالاے قلعہ کئی ہزار ساحر تیغ نارنج لیے ہوے بیٹھے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا دے رہے ہین جمشید یہ سامان کر کے
بارگاہ ابلیس مین آیا کہا یا خداوند مین نے قلعہ بہت مستحکم بنا دیا اب پرندہ پر نہین مار سکتا آدمی کی تو کیا لیاقت ہی
بلند ایسا کہ کمند وہم و خیال نہ پہونچے ذرا ملاحظہ کیجیے ابلیس نے آکر یہ سامان دیکھا بہت خوش ہوا کہا ای جمشید
اس قصر کی نگہبانی تمھارے سپرد ہی دن رات خیال رکھنا جمشید نے کہا مین سمجھ لونگا ایک گنبد سیاہ مین نے بنایا ہی اُسی مین
جاکے بیٹھتا ہون بعد چالیس روز کے نکلونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا چالیس ساحر اپنے ساتھ لیے گنبد سیاہ مین جا کر بیٹھا
مگر صاحبقران زمان حصار اسم اعظم کر کے بیٹھے ہین کہ ابوالفتح دوڑا ہوا آیا کہا حضور میرے ماموں جان بدمست سے

ہاتین بنا رہے تھے پہلو سے قتل نہ ملتا تھا مین نے جاتے ہی خنجر مار دیا مامون جان بہت شرمائے اب میرے عقب مین آتے ہین
مجھکو بچائیے گا صاحبقران نے فرمایا اسمین خفگی کا ہیکی جسکا نتیجہ قابض ہوا حریف کو مار لیا یہ ذکر تھا کہ خواجہ آئے کہا ابوالفتح کہان
گیا امیر نے فرمایا کیا ہوا عمرو نے کہا لونڈا اسفل جاتے ہی اُسکو خنجر مار دیا مین اُسکو تدبیر سے مار لیتا تو مین اب لگا یا تھا انہون نے
اپنے نزدیک بڑا کام کیا کلاہ زرین اُسکی لائے ہین مجھکو دیدین ورنہ مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا مارے کوڑون کے کھال اُسکی
اُڑا دونگا امیر نے فرمایا خواجہ ناحق کا غصہ کرتے ہو جو ہوا سو ہوا تمکو سرکار سے انعام ملیگا عمرو نے کہا مین کلاہ ضرور لونگا ناچار
ابوالفتح کو کلاہ دینا پڑی کہ چارون ہرکارے سامنے سے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر عمرت دراز باد کہ تا در پناہ تو
اہل زمانہ کام دل خود روا کنند ۔ اے شہنشاہ گیتی ستان بعد مارے جانے سرمست و بدمست کوئی قصر ہے کہ اُسکا
اسرار ساحری نام ہے اُسمین ابلیس خود پرست گیا وہان سے ملول و حزین آیا کہا میرے اوپر چالیس دن بہت سخت ہین
کوئی کام نہ بن پڑیگا جمشید نیرنگ ساز اُسکا مصاحب اُسنے ایک قلعہ بنایا بارہ کوس کے گرد مین بنا ہے اُسکے اندر ہزارون
سبزہ باغات تالاب اب کوئی اُس قلعے مین جا نہین سکتا جو سائے مین قلعے کے جائیگا گرفتار ہو جائیگا ہزار ہا ساحر بالاے
قلعہ نگہبانی کر رہے ہین جمشید یہ سحر تیار کرکے ایک گنبد سیاہ مین جا کر بیٹھا ہے اب ساحرون کا یہ ارادہ ہے کہ چالیس روز تک
جنگ و جدل موقوف رہے بعد چالیس دن کے مقابلہ پڑے امیر نے فرمایا فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ خواجہ زادے
فوراً حاضر ہوے فرمایا کہ آپ لوگ نجومی آگاہ ہین کہ مین ایک کار ضروری کر چلا ہون کہ ایک ایک دن مجھکو برابر ایک سال
کے ہے یہان یہ جھگڑا اپڑا ابلیس پرستون نے بلوہ کیا ہے اب چالیس دن تک سد باب ہوا کہ مقابلہ ہو تو آپ لوگ ملاحظہ
فرمائیے کیا تدبیر کی جائے خواجہ زادون نے قرعہ پھینکا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی حقیقت مین اگر چالیس دن
گذر جائینگے وہ لوگ غالب آئینگے اندر چالیس دن کے جو کچھ ہوگا وہ کام بن پڑیگا ہمارا علم خبر دیتا ہے کہ خواجہ عمرو سے رجوع کیا
جائے عمرو نے گھبرا کے جواب دیا آخر مین کیا کرون جب اندر قلعے کے جانا ممکن نہین پھر کیا ہو سکتا ہے خواجہ زادون نے فرمایا غیب
کا حال کون جانتا ہے جو علم سے معلوم ہوا عرض کیا گیا آئندہ خدا کو اختیار ہے امیر نے فرمایا خواجہ اسمین تدبیر جلد ہونا چاہیے
نہین معلوم گرفتاران زندان مصیبت پر کیا گذری عمرو نے کہا آپ جانتے ہین تمام قرضدار مجھکو ڈھونڈتے پھرتے ہین
مین بارگاہ سے نکلا اور پکڑا گیا گھر مین پکڑ کر مہاجن لیجاتے ہین بانی جھڑک جھڑک کے مارتے ہین میری زندگی کیونکر ہوگی امیر
نے پچاس توڑے منگوا کر پیش کش کیے خواجہ نے کہا سب طرح مشکل ہے اگر لیتا ہون جان جاتی ہے نہ لون تو قرضدار رہیگے
کر توتے ملتا ہوا روپیہ چھوڑ دیا بہر نوع جاتا ہون جان لڑاتا ہون عمرو بانمائے عیاری سے آراستہ ہو کے بیرون بارگاہ آئے
ایک طرف چلے مگر ملکہ ماہ عالم افروز جو بادشاہ کے ساتھ سے غائب ہوئی تھین مرحوم جادو اُسی صحرا کا مالک اُسنے سب ساتھ
آنکھون سے دیکھا عقل سے معلوم ہوا کہ دختر خداوندگار بادشاہ اسلام یے جاتے ہین اُسنے سحر کرکے آندھی چلائی ملکہ و وزیرزادی
کا مرکب دو کوس پر پہونچا یہ حیران حیران وہان کھڑی تھین کہ مرحوم جادو نے سحر کیا پشت مرکب سے دونون کو اُٹھا لیا لیکر
بھاگا آتے آتے قریب قلعہ پہونچا چاہا اندر جاؤن معلوم ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا پس اُسنے اُٹھکر آواز دی اے بندگان
خداوند ابلیس مین براے کار ضروری آیا ہون خداوند کے واسطے کچھ تحفہ بزرگ لایا ہون اندر نہین آسکتا ساحرون نے
جو یہ آواز سنی آواز دی ٹھہر جاؤ یہ تو ٹھہرا ساحرون نے جمشید سے اطلاع کی جمشید خود آیا مرحوم جادو کو دیکھا دو نازنینان
مہ جبین و سمنبران مہر تمکین کو لایا ہے جمشید اپنے ساتھ مرحوم جادو کو لیچلا خدمت خداوند مین پہونچا اُسوقت ابلیس
تکیے مین بیٹھا ہے جمشید نے جا کر خبر دی یا خداوند مرحوم جادو مالک فلان صحرا برگزیدہ خالص قدرت کو لیکر آیا ہے ابلیس
سنکر خوش ہو گیا کہا طلب لاؤ جمشید مرحوم جادو کو ساتھ لایا ماہ عالم افروز دلگیر و وزیرزادی کو اب ہوش آیا ابلیس کو دیکھکر

کانپنے لگین اطلیس نے بقہر و غضب آواز دی کیون او گیسو بریدہ تو نے قدرت کو بدنام کیا قدرت کے تقدیر کرنے کو دیکھا کسطرح
گرفتار ہوئی بندہ ہمارا وہان بھی موجود تھا قدرت اسکی عمر بڑھا دیگی سوا و لادین دیکھے ہو ہفتے مین ایک لڑکا پیدا ہو مرحوم
نے ہاتھ باندھ کے کہا یا خداوند یہ رحمت میرے واسطے بنو ورنہ رحمت ہوئی بہ زحمت ہوگی اتنی اولادین کیونکر تیرا بندہ پرورش کریگا
عورت کے جب مہینے مین چار لڑکے ہونگے لونڈی آپ کی تڑپ کے مرجائیگی اطلیس نے کہا مین تو تقدیر کر چکا مرحوم جادو تڑپ
ہو رہا مگر اطلیس ملکہ پر بہت چیخا چیٹا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون سے اشارہ کیا جشنون کو بلاؤ دو سو جشنین ترکنین حاضر
ہوئین حکم ہوا ان دونون کو فلان مکان مین لیجاؤ کوئی اپنا بیگانہ انکے پاس نہ جانے تقضائے کار ماہ پرور دایہ ملکہ کی جسنے سنا تھا کہ
ملکہ قتل کی گئین رویا کرتی تھی آج جو اسنے خبر پائی دوڑی ہوئی آئی آکے اطلیس سے لپٹ لپٹ کے سفارش کرنے لگی عجز و منت کرنے لگی
اطلیس نے نمانا قید کا حکم دیا ملکہ نے بلیٹ کے کہا دائی اماں کیون گھبراتی ہو یہان مقابلے مین صاحبقران موجود ہین اپنے کو آنچ نہ
ہونے پائیگی سوختہ بختوں کی خبر دو گر کنیز آپکی یہان قید ہے نہیں معلوم شہریار پر کیا گذری وہ ملعون تو مجھکو یہان اٹھا لایا حضور شکرین
کے موتے نگر دیکھیے تو پر کیا گذرے میرا غائب ہونا قلب اقدس پر شاق گذرا ہوگا جشنین ساتھ ہین بات کرنے کا موقع نہیں اشارہ نہین
اتنا کہہ دیا ماہ پرور دایہ نکلی تلاش مین عمرو کی چلی خواجہ عمرو تین دن سے گرد قلعہ پریشان مارے مارے ہین کوئی صورت رسائی کی نہین
معلوم ہوتی عمرو سایہ مین ایک نخل کے بیٹھا رو رہا تھا کہ دیکھا کہ شاخ نخل پر ایک عندلیب زار زار رو رہی ہے عمرو نے دل مضبوط کرکے
آواز دی اے طائر بے زبان باعث بیقراری کا کیا ہے وہ عندلیب مثل انسان کے گویا ہوئی اے شخص مین تلاش مین خواجہ عمرو
کی نکلی ہون اگر تو پتہ بتادے تو احسان عظیم ہے عمرو نے کہا آخر اُس شخص کی ملاقات مین کیا راز و نیاز ہین مجھ سے بیان کر جو تدبیر
ہوسکیگی کرونگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دونگا عندلیب نے کہا اے شخص عمر بھر احسان مانونگی جو عمرو کو مجھے ملادے عمرو نے
دل مضبوط کرکے کہا عمرو عیار مین ہی ہون یہ کہنا تھا کہ اُس عندلیب نے کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری تمہارے نام کا قلعے مین
بڑا سکہ بیٹھا ہے جمشید نیرنگ ساز نے قلعہ رفیع و وسیع بنایا ہے کہ جالیس من مقابلہ نہ کرین مین آپکو ہدایت کرتی ہون پہلوے
قلعہ پر ایک نخل چنار ہے مین یہ انگوٹھی آپکو دیتی ہون یہ آپکی دستگیری کریگی اس انگوٹھی کو بیخ نخل سے مس کیجیے گا ایک دروازہ
پیدا ہوگا قلعے مین چلے جائیے گا قریب گنبد سیاہ پہونچیے گا اُسی مین جمشید نیرنگ ساز رہتا ہے آئندہ آپکو اختیار ہے جو ہوسکے وہ
کیجیے گا یہ انگشتر خزانۂ سامری کی ہے بڑی مشکل مین مین نے اسکو ممکن کیا ہے اگرتا بہ جمشید رسائی ہو اور دام تزویر آپکا اسیر پڑے
اسی کے پہلو مین زرد رنگ کا ایک قصر ہے اُسمین ملکہ ماہ عالم افروز گرفتار ہین جشنین ترکنین وہان نگہبان ہین ایک ساحر
ہلال جادو شام کو آتا ہے خبر خیر و عافیت لیکر چلا جاتا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا رہائی ملکہ کی ناممکن ہے کہکر وہ عندلیب انگوٹھی دے کر
اُڑ گئی عمرو نے انگوٹھی اٹھالی پہنی پہلوے قلعہ پر آکے دیکھا حقیقت مین ایک نخل چنار ہے عمرو نے اُس بیخ نخل پر انگوٹھی کو مس کیا ایک دروازہ
مقفل ظاہر ہوا عمرو نے قفل کاٹا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا دیکھا مین شہر مین پہونچا حقیقت مین گنبد سیاہ سامنے ہے عمرو ایک گوشے
مین چھپا دیکھا اکثر ساحر شراب و کباب لیکر اندر جاتے ہین اندر سے باہر آتے ہین عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک
طفل ماہ پیکر کی شکل بنکر تیار ہوے گھونگر پیچے کا لڑکا ایک کان مین بجلی ایک مین انگوٹھی بڑی لوٹی پھرتی ہوئی گنبد سیاہ کے پہلو مین
ایک نخل تھا وہان بیٹھکر دفلی بجا کے گنگنا کے یہ غزل گائی

غزل

سن لے دل خط شوق کا مطلب — کوئی رہ تو نہیں گیا مطلب
بند کا بند ہی رہا خط شوق — قاصد اسکا نہ کچھ کھلا مطلب
فرق ہو اے صنم دلون مین تو ہو — میرا تیرا نہیں جدا مطلب
نقطۂ معنی کا رد لطف ہر ہی — دل سے ہو کسطرح جدا مطلب

اب یہ جان دین یہ تھا مطلب — ساتھ دم کے نکل گیا مطلب
دل تو جاتا ہی کیسے ہوکے رہین — حسرت ارمان مدعا مطلب
کینۂ غیر کیا چھپا لگا دل — جس سے اپنا حبیب کا مطلب
موت تھی ہجر مین پیام وصال — ہم جیسے فوت ہو گیا مطلب
مین نے چپکے سے کچھ دعا کی تھی — سننے والوں نے سن لیا مطلب

ایک سینہ ہی حسرتین لاکھون
ہون وہ بیخود کہونگا کچھ کا کچھ
خود ہی اپنے لکھے کو پڑھے جلال

ایک دل ہی ہزار ہا مطلب
مجھسے پوچھو تو تم مرا مطلب
کچھ سمجھ لو برا بھلا مطلب

وصل کی رات بے وفا نکلا
عمر بھر ہم قرار دے نہ سکے

بڑھ گئے تسے بھی کچھ مرا مطلب
دل بیتاب کا ہو کیا مطلب

اس ذہن مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ جمشید گنبد مین بیچین ہو کر ساحرون سے پوچھا ارے یہ کون ظالم تانین مار رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہی روح بیچین ہوگئی یہ کہکے ایک ساحر سے اشارہ کیا اُس گانے والے کو بُلا لاؤ وہ ساحر باہر آیا دیکھا ایک طفل ماہرو خوشخو چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو بیٹھا ہوا گا رہا ہی اُس ساحر نے کہا میان صاحبزادے ہمارے افسر صاحب تمھین بلاتے ہین بہت کچھ ملیگا عمرو نے کہا صاحب مین ڈرتا ہون ساحر بڑے بیباک ہوتے ہین ایسا نہو گھر مین بلا کر کچھ اور ارادہ کون باپ میرا کوئی پرسے گرا اگر اڑ گیا مجھسے کہا بیٹا جاؤ کمال اپنا صرف کرو چار پیسے کما کے لاؤ مگر ساحرون سے بچنا آمد و مین فرق نہ آنے پائے یہ لوگ دم دیکر بلاتے ہین منتر جنتر پڑھ کے پھنسا لیتے ہین ساحر نے کہا میان کوئی ایسا نہین ہی ہمارے افسر صاحب بڑے سخی ہین عمرو اٹھا اُس ساحر کے ساتھ ہوا اندر گنبد کے آیا دیکھا جمشید مغرور مسند پر بیٹھا ہی زر و درفت نے ایسا ڈرایا ہی اسباب سحر آگے رکھا ہوا ہی ایک نقشہ بنا ہوا اُسکو بھی ہو بہو دیکھا کرتا ہی منقل آتش روشن ماش کے دانے آگے رکھے ہوے جو کتا دیکھتے ہی لڑکے سے نگاہ جو ملی اسنے جو جھک کر سلام کیا منک کے کہا غلام حاضر ہوا مین ایسے ہی رئیسون کا مشتاق رہتا ہون جمشید نے کہا صاحبزادے تمھارا نام کیا ہی کہا حضور آپ نے سنا ہوگا تان رس خان مین اُنکا بیٹا تان دراز خان اتنی بڑی تان لون کہ آسمان پر پہونچے سب ہنسنے لگے کہا میان تان دراز خان کچھ گائیے عمرو نے گنگنا کے یہ غزل شروع کی غزل

گل کی بلبل کی طرف سے تھی یہ کچھ بے خبری
آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا
جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور
دیکھ سکتا تھا مجھے کون جو بیہوش ہوا
تھم گیا نالہ اب آنسو بھی ٹھہر جا سینگے
خود فراموش کیا تو نے فراموش ہوا
سب یہ داخل مین ترے بیخبرون مین اے عشق
تجھے پیچھے مین چلا آگے مرا ہوش ہوا

کھل گئی آنکھ جو مین عشق مین مدہوش ہوا
ایک نالہ نہ سنا گو ہمہ تن گوش ہوا
میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید
اُنسے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا
ٹوٹ جاتا ہی اسی دم مین دیکھا ساقی
آئی منزل جرس قافلہ خاموش ہوا
میری توبہ شکنی ہوگئی سیلاب زا ہد
دل ہوا بہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا

آگیا جوش مین جسوقت سے بیہوش ہوا
لغفات عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی نہ
بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا
نہ بچائی تری سو پردون کا اک پردہ تھا
تیرا پیمان سنو اشیشہ مینوش ہوا
یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر
بھیڑ ہی اندھون کی خرابا تیون کا جوش ہوا
حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال

یہ غزل اس پیچ و خم سے گائی کہ جمشید بہت خوش ہوا موتیون کا مالا اُتار کے دیا لڑکے نے کہا واہ واہ اسی بات پر آپ فرماتے ہین کہ ہم بڑے قدردان ہین ہمارے دروازے پر شیشہ موتی والا آتا ہی ایک پیسے دو پیسے کو اتنا بڑا مالا ملتا ہی مین تو دو آنے لونگا سب ہنسنے لگے کہا ارے بیوقوف یہ سچا مالا ہی کئی ہزار روپیہ کا لڑکے نے کہا آپ لیلیجیے آپکو نفع ہوگا مجھے دو آنے پیسے دیجیے پھر اور چیز گاؤن اپنا کمال دکھاؤن ابھی آپ نے کیا سنا ہی بہت راضی کرونگا خوش کرونگا جمشید نے کہا یہ تو بالکل نادان ہی چوبدار ساتھ کرکے اسکے گھر پہونچا دو نگا کہا حضور مین بے لیے نہ ٹلونگا شام کو گھر مین کھانا کیونکر ملیگا انیا جب پیسے لیلیتا ہی تب سودا ہوتا ہی جمشید نے پیسے منگائے لڑکے نے پیسے لیکر کچھ ٹوپی مین رکھے کچھ گھڑے کئی مٹھیان گائین جمشید بہت راضی ہوا لڑکے نے کہا حضور نے ابھی کیا سنا ہی ایک کمال ایسا دکھاؤن کہ آپ بہت راضی ہون پیمانہ میرے سپرد کیجیے مین شراب پلاؤن حضور یہ بے ناچون ہاتھ سے بتاؤن زبان سے گاؤن آپ اپنے افسر کو سرے شراب پلاؤن یہ سنکر جمشید کھلکھلا پوچھا میان صاحبزادے تمھارا مکان کہان ہی عمرو نے کہا جہان بھیسین بندھتی ہین اطلی کا بیٹر بڑا اسا چھوٹے چھوٹے ببول کے درخت وہان تان رس خان مشہور مین بڑی پہچان تو یہ ہو کہ بڑی بی تانی الھی

ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین ہر چند کہ نحیف و ضعیف ہین انکے دیکھنے والے اب بھی آتے ہین سیکڑون روپئے دیکھا کے ہین
کئی نے زہر کھا لیا کسی نے اپنے چھری ماری ہر وقت گلی مین ہنگامہ رہتا ہی جب آپ آئینگے پہچان جائینگے کہ یہی مکان نان و دراز خان
کا ہی نانی امان کی وجہ سے بڑی چہل پہل رہتی ہی کیا آپ تشریف لائیے گا نانی سے کہدون کپڑے بدل کر کھڑی ہون آپ بھی
جانئے کہ کوئی رئیس زادی کھڑی ہی اُس محلے مین تو انکی صورت کی کوئی عورت نہین ہی دور دور سے لوگ دیکھنے آتے ہین
اسطرح کی عمرو نے بھولی بھولی باتین کین کہ جمشید کے دل سے سب طرح کا گمان نکل گیا کھڑے ہو کے عمرو نے ساقیگری
شروع کی گنگنا کے غزل گائی غزل مصنف

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا ہے
اکھی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہو بادہ خوار
عاشق کا جسم جل گیا چکا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
کشتی مین میری بہ گیا قطرا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
بگلا وہ آگ کا ہی یہ پتلا شراب کا
میخانۂ جہان مین وہ علامہ دہر ہون
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
ای ابر حسن آج تو چل موتی جھیل پر
ہولی ہین خوب ہوگا تماشا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام کی
دیتا ہی مجتہد مجھے فتوا شراب کا

اس غزل کو گاکے بھی جاتے ہین تباہی ر...
ہین جمشید مر مر گیا ہر مرتبہ انعام مین اشرفیان دیتا ہی خواجہ بھلا وہ دینے کو پھیر دیتے ہین کہتے ہین مجھے پیسے دیجئے یہ بلدی کے
رنگے ہوے چینی کے ٹکڑے نہ دیجیے امان جان نے سب سمجھا دیا ہی آج مین پورے چار آنے لونگا جبدن چار آنے
میسر ہوتے ہین اُس دن البتہ گوشت پکتا ہی کئی دن سے دال ہی میسر ہوئی اب آج کو زرا قورمہ پکوا دونگا میری مان
تار تار نکال کے پہلے مجھکو دیتی ہی برس مین دلھن امان رہتی ہین اُنسے شادی ہوگی دودھ انکے بڑے بڑے ہین مان نے
سمجھا دیا ہی جب جورو کا دودھ پیوگے تب طاقت آویگی لیکن چار پیسے کما کے لاؤ ان بھولی بھولی باتون پر جمشید مرا جاتا ہی
سب ساحر ہنس رہے ہین تھوڑی ہی دیر مین عمرو نے سب کو شراب پلائی اب ہنگامہ دست درازی کا ہونے لگا جمشید
بیٹھے بیٹھے بولا میان نان و دراز خان صاحب کوئی غزل اور گائیے عمرو نے کہا حضور بس میری آواز بیٹھ جائیگی اب گلا دو
روز چاہے جیتا ہون جب تو جیتا ہون آواز کی بڑی بڑی دولت مین حقیقت مین لڑکے کی ڈیل کی آواز مزا دکھاتی ہی جمشید
خوش بیٹھا ہی ساحرون سے اشارہ ہی کہ تم ذرا ہٹ جاؤ تو مین ہنکا پھیری کرون ہر چند کہ آہوے وحشی ہی شاید کھا دے
عجب معشوق پری چہرہ ہی ساحر کہتے ہین حضور لونڈا اسبت کسی پر ترپ کے مرجائیگا قل مچائیگا یکایک لڑکے نے خود اُٹھکر
گیا ہمین گردمین اُٹھا کر چار پائی پر لٹا و سفید چادر پر ذرا لیٹین نشہ بہت ہو گیا ہی یہ سنکر جمشید خوش ہو گیا اپنے مقام
سے ہنستا ہوا اُٹھا بیہوشی کام کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا سب ساحر لیٹا لیٹا کر کے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا بیہوش
ہوا عمرو نعرہ کر کے اُٹھا وہ جو پنجہ نگار مین تھا اب پنجۂ جلادی بنا خنجر کھینچے ہوے چلا یہی خیال ہی کہ پہلے جمشید کو مارون
یقین ہی کہ اسکے مرتے ہی قلعہ تو غائب ہو جائے اصلی قلعہ باقی رہے مگر قضا سے کار بلال جادو جو ملکہ ماہ عالم افروز
پر نگہبان ہی آتا تھا کہ راہ مین ایک ساحر ملا اُسنے کہا آج تو گنبد سیاہ مین بڑا جلسہ ہی جمشید جادو نے کوئی گویا بلوایا
مین پہلے گنبد سے آتا تھا گانے کی آواز سنی دل بیقرار ہو گیا بڑا خوش آواز ہی ابھی رنگ محفل آغاز ہی بلال جادو
یہ سنکر خوش ہو گیا اس خیال سے چلا کہ جا کے شریک صحبت ہون پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان پر سے آکے دیکھا
سب ساحر اوندھے سیدھے بیہوش پڑے ہین عمرو عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیکر چلا ہی بلال جادو نے وہین سے آواز
دی او سار بان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر بلندی پر سے نعرے کر رہا ہی اور گرج کے چلا
رہا عمرو گھبرا گیا کود کے کنارے ہوا گلیم عیاری اوڑھ لی بلال نے دیکھا وہ شخص نظرون سے غائب ہو گیا گھبرا کے اترا

خواجہ نکل کے بھاگے وہی دروازہ طاہلال جادو نے سب کو ہوشیار کیا لینا لینا کہکے دوڑے عمرو دروازے سے نکل کے
بیرون قلعہ آیا نخل چنار سے نکلا جمشید جو دوڑا ہوا آیا دیوار قلعہ مین در دیکھا گھبرا کے کہا ای بلال یہ راستہ کسنے بنایا بلال بھی
کابیہودہ ہوا کہا ای برادر بڑے غضب کی بات ہے کوئی رازدار ہمارا تمھارا نکلیا ممکن نہ تھا کہ چنار سے کوئی آسکے یقین ہے انگشتر جمشید
کسی نے عمرو کے پاس پہونچائی اس راستے کو بند کروا لیا تو پھر اسی راستے سے چلا آئے جمشید نے کھڑے ہو کے سحر کیا وہ نخل غائب
ہو گیا دروازے کو بھی چھپایا مگر عمرو بھاگا گیا ہوا خدمت صاحبقران مین آیا تمام کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خواجہ خدا
نے تمکو بچایا کئی عیار گئے تھے مین نے خبر سنی سائے مین قلعے کے پہونچ کر غائب ہوئے تم نہ جاؤ جو گزری گی بھگتینگے بعد چالیس
دن کے جان پر کھیلینگے عمرو نے کہا ای شہریار قلعے مین بھی جابجا یہی ذکر ہے ہر کس و ناکس کو فکر ہے کہ چالیس دن کسی طرح گزرین
سب ساحر ایک دن سحر کرینگے ابلیس نے یہی حکم لگایا ہے کہ کسی طرح چالیس دن بسر ہون ایام نحس دفع ہو جائین تو نکل کے
قلعے سے قیامت برپا کرونگا مین پھر جاتا ہون سب نے روکا عمرو نے کہا مین نذر کر چکا یہ کہکر خواجہ چلے مگر جمشید راستہ
بند کر کے بیٹھا دربار مین آ کے دیکھا ابلیس بیٹھا ہے خدائی کی باتین کر رہا ہے جمشید نے آکے سب کیفیت بیان کی ابلیس
نے کہا بڑا غضب ہوا کیون ای بلال یہ راستہ کسنے بنایا بلال نے کہا یہ آپس والے کا کام ہے آپ خزانۂ جمشیدی مین جا کے
یقین ہے ایسا ایسا جواہر آپ دیکھینگے کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا انگشتر دیکھیے ہے یا نہین انگشتر اب نہوگی کتاب قواعد مین
مرقوم ہے صاحب انگشتری جمشیدی اس راہ سے آئیگا علاوہ اسکے میری سلطنت مین سب کو آرام ہے پس میری دشمنی کرنے
سے کیا فائدہ یہ کہکے کہا تم سب بیٹھو مین خزانہ مین دیکھ آؤن خزانے سے دیکھ بھال کے پلٹ آیا کہا ای جمشید نیرنگ ساز
بڑا غضب ہوا انگوٹھی خزانے سے نکل گئی راستہ تمنے بند کیا جمشید نے کہا حضور اب تو مین نے وہ تدبیر کر دی ہے کہ انگشتر جمشیدی
جسکے پاس ہو وہ بھی نہ آسکے ابلیس نے کہا چند ساحر جائین مخفی ہو کے ڈھونڈھین پتہ لگائین کہ انگشتر خزانے سے کسنے نکالی
یہ کہکے آواز دی کہ کوئی ساحر اسکی تلاش مین جائے طمول جادو و قبول جادو اور اوباش جادو وغیرہ بیبارہ ساحر تلاش
مین چلے یہ وعدہ کر لیا کہ ہم پتہ لگا کے آتے ہین دشمن کو لاتے ہین آپ تردد نہ کرین جمشید نے کہا بہت ہوشیاری سے کام
کرنا ساربان زادہ دیکھو گیا اب نہ آنے پائے ساحر تو تلاش مین گئے مگر خواجہ عمرو صاحبقران سے رخصت ہو کے فاتین
نکلے صحرا مین آکے ٹھہرے کہ ماہ پرور نخل سے آواز دیتی ہوئی اتری کہا کہو خواجہ کیا کیا قیدی زندان مصیبت کو
نہ چھڑایا عمرو نے کہا ای ماہ پرور کیا کہون تقدیر نے کمی کی مین دربار تک جمشید نیرنگ ساز کے پہونچا گنبد مین داخل
ہوا ساقیگری کر کے سب کو بیہوش کیا بلال جادو وقت پر آگیا مین بھاگ کے نکل آیا کہ پھر اسی راہ سے جاؤنگا ماہ پرور
نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ای ہزبر دشت طراری غضب ہو گیا جمشید نے سب حال جاکر ابلیس سے کہا بلال
نے یہ بھی کہا کہ خزانے مین جا کر دیکھیے انگشتر ہے یا نہین اسنے جا کے انگشتری کو سب جگہ تلاش کیا مگر نہ پائی اب تو وہ سحر
جمشید نے کر دیا کہ اب انگشتری بھی کام نہ دیگی مگر یہ اک عاجز ہی جب اسکو زمین سے مس کیجیے گا تب نخل چنار ظاہر ہوگا اسی
اک کو شاخ نخل سے مس کیجیے گا ایک شراقہ ہو کے اندھیرا ہو جائیگا پھر جو روشنی ہوگی وہی در ظاہر ہوگا آپکو جانے کا
اختیار ہے عمرو نے وہ اک لیلیا سب حال لفظاً لفظاً پوچھا چاہتا ہے ماہ پرور کو رخصت کرے ایک زاغ سیاہ نخل پر بیٹھا
یہ سب حرکات دیکھ رہا تھا نعرہ کر کے زمین پر گرا اسنے اوباش جادو ای ماہ پرور ہن نے سب حال سنا قتل ساحران
تجکو کیا نفع ہوگا یہ کہکر تڑپا اور ماہ پرور پر گرا آپس مین سحر ہونے لگے اوباش نے کمند سحر ماری ماہ پرور کے گلے مین
ہیکل ہے اسکا عکس پڑا کمند ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اوباش نے اپنی زبان کاٹ کر خون چھینک مارا تمام جسم پر ماہ پرور
کے آبلے پڑ گئے لڑکھڑا کے گری اوباش تیغہ کھینچکر چلا آواز دیتا ہوا کہ او ظالم تو نے اک ساحری کا ساربان زادے کو دیا

گر گیا مجال جو اندر آسکے کہ پہلو سے آواز آئی ای برادر مین نے بھی سب حال دیکھا روبرو دے حضور کے بیان کیا جائے گا اسنے
جوش محبت ملکہ ماہ عالم افروز مین یہ حرکات کیے مگر اسکو قتل کرنا واجب و لازم ہے اوباش نے پلٹکے دیکھا جمشید خنجر برہنہ
ہاتھ مین کھینچے ہوے آتا ہے کہتا ہے اے بھائی اس ظالم کا سر کاٹ لو اسنے یہ چاہا تھا کہ قدرت قتل ہون قلعہ ابلیس پرستان کا
نام مٹے اوباش نے کہا بھائی مین اسکو مشکین باندھ کر قدرت کے سامنے لیجاونگا یہان قتل کرنے سے بہتر وہ رنجاییگا پھر
دربار سجا ہو کر جملہ اہل دربار دیکھین کانون پر ہاتھ رکھین کہ یہ اسنے کیا ستم کیا سزا ہے جسکی دیجائے بھڑک بھڑک
مرجائے نور چکیدہ خالص قدرت کو لاشہ اسکا دکھایا جائے کہ آپکے مددگار پر یہ گذری اور گرفتاری ملکہ اسنے سبب
سفارش کی تھی یہ بھی گذارش کی تھی کہ ملکۂ عالم کو چھوڑ دیجیے اب ایسی حرکت نہ ہوگی قدرت نے نہ مانا جمشید نے کہا اے
بھائی سچ کہتے ہو مشکین باندھکر اسکو لیچلو یہ کہکر قریب آیا کہا دیکھو بھائی قلعے سے ابر اٹھا شاید قدرت آتے ہین اوباش
پلٹا جمشید نے خنجر مارا اوباش کا شکم چاک تھا قصہ پاک لاشہ تڑپ کے زمین پر گرا ماہ پرور نے رہائی پائی کہا خواجہ بکل باد برا
تنے کام کیا حقیقت یہ ہے کہ صہبا جادو گر میری تمھاری فکر مین لگے ہین خدا بچانے والا ہے مجھسے تمسے پھر اسی مقام پر ملاقات
ہوگی خدا ہر سامان کرے کہ بلال جادو مارا جائے ؛ وہ حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق رہائی پائے روح کو راحت قلب
کو فرحت ہو عمرو گلیم اوڑھ کے غائب ہوا ماہ پرور نے قصد کیا ہے کہ روانہ ہو جاؤن کہ ایک زعفرانی نخل بلند سے یہ سبز
دیکھ رہی تھی چلا کے کہی آواز دی واہ بی ماہ پرور خوب اوباش کو قتل کرایا تمھارا برا مطلب ہوا تھم اورنگ جادو نے
ماہ پرور نے دیکھا ایک جادوگرنی سیاہ فام بدانجام پھوڑے پھوڑے گال لنگ بھاری پہنے ہوے صورت مین جلاد ابرو خنجر
ظلم دیدہ آنکھین ساغر خون چھلکتی ہوئی غصے مین دیوانہ وار بشکل مجنون ماہ پرور نے گھور مارا اورنگ نے کہا او چھوکری
تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے سامنے سحر کرے یہ کہکر اپنے سر کا ایک بال توڑا اسکو جھٹکا دیا بشکل زنجیر آہنی گلے مین اس
بیچاری کے پڑ گیا کھینچتی ہوئی لے اڑی عمرو نے یہ سب معرکہ ملاحظہ کیا قصد ہوا عیاری کرون مگر اتنی جلدی لے اڑی کہ
خواجہ نے پایا عمرو دوڑ کے دیکھین وہان اس بیچاری پر کیا گذرتی ہے جا کر اسکو زمین سے مس کیا نخل جنار جدا ہوا
جب شاخ نخل سے اسکو مس کیا ایک دھماکا ہوا زمین کانپی عمرو کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب ٹھہرا گیا تعجب ہوکر
ہوتی طاری عالم بیقراری اب جو روشنی ہوئی اپنے کو قلعے مین پایا حضرت مکار کی صورت بنکر ... بارہ ابلیس کے پیچھے
دیکھا ابلیس تخت پر مثل بندر کے اچھل رہا ہے اورنگ لیے ہوے ماہ پرور کو پہونچی پکار کے آواز دی یا حضرت
اس کنیز بیہودہ نے عمرو کو انگشتری دی آج اسکو دیا اوباش کو قتل کرایا مین نخل سے دیکھ رہی تھی مین نے اسکو گرفتار کیا مگر
عمرو دیکھتے دیکھتے نظرون سے غائب ہو اور نہ اسکو بھی لاتی ابلیس کانپنے لگا جمشید و بلال کو بلوایا کہا اے بلال جادو
یہ فتنہ سنا اورنگ جادو نے ماہ پرور کو گرفتار کرکے لائی اسی نے انگوٹھی و کنیۂ عمرو کو دیا اوباش جادو مارا گیا مگر
اورنگ نے بڑا کام کیا اور پھر روانہ ہو گئی تلاش مین عمرو کی گئی ہے ضرور عمرو کو لائیگی بڑی چالاک و چست ہے ارادہ
بھی اسکا درست ہے یہ کہکر حکم دیا اے بلال ماہ پرور کو ستون سے باندھ دو اسوقت ماہ پرور کی بیقراری اشک باری
جگر او ششمیر سینہ و خنجر جان کا خوف ملکہ کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال جب بلال جادو نے ماہ پرور کو کمال بیدردی سے
باندھا ابلیس نے گرز ہاتھ مین بلال کے دیا بلال نے چمک کے گرز مارا وہ جسم نازنین پاش پاش جان دینے کی تلاش لگا کے
پکار کے آواز دی او ابلیس یہ تلبیس کرے دعویٰ خدائی کرتا ہے اپنی یکتائی پر مرتا ہے جلاد کو حکم دے میرا سر کاٹ لے بیچ
خنجر لعنت کی دین خدا نے نادیدہ اختیار کیا اگر کسی شخص کا گذر خدمت خواجہ مین ہو تو عرض کردے کہ ماہ پرور آپ پر نثار ہوگئی
اسی جستجو مین جان دی مگر غائب ہو گئی دنیا سے اٹھی اعتقاد قومی ہوا معتقد ہوگیا کہ سامری جمشید لات و منات

لونگ لونا جھوٹا جھوٹا اور مل خرمل وغیرہ یہ سب جھوٹے دغاباز حیلہ ساز نگار رکھے مذہب مسلمانان ٹھیک ہے جسکو ہمین تشکیک ہے وہ کندۂ جہنم بنیگا آگ مین جلایا جائیگا اپنے اعمال قبیح کی سزا پائیگا ماہ پرور نے جو یہ پکارکے کہا تھو ہر جگہ مگر مجبور رونا چار جب ماہ پرور بیہوش ہوگئی ابلیس نے حکم دیا اے بلال اسکو بھی قید خانے مین لیجا تو آب و دانہ بہت کم دینا نہایت تنگ ہو سکے بدمت کرنا جبین نہ ملے یہ سب ہو رہین تڑپ تڑپ کے مرجائین بلال جادو ماہ پرور کو لیگیا ادہر دال کے سپاہ بیان ملکہ ماہ عالم افروز عشق مین بادشاہ کے بیقرار یہ اشعار پکار پکارکے پڑھ رہی ہین نظم

انگار دل نشین ہے کہ مرے جگر نہیں
رشک رقیب سے مجھے اپنی خبر نہیں
تنگی دہن کی اتنی تو ہو میرے خیر خواہ
بس اے ستم شعار بس اتنا سفر نہیں
جب آئے ہو رہے ہو نہین تم الگ تھا لگ
تیری زبان پہ رہتی ہے آٹھون پہر نہیں
اس ظرف پر مقابلہ جیسی دانتون کا
اس سے زیادہ کوئی لڑائی کا گھر نہیں
منظور ہے جو وصل تو ہم راضی ہین آپ خوش
باب جنان ہے رخنۂ چاک جگر نہیں
مجھسے زیادہ تجھکو تھا جس بات کا خیال
مہمان سے عزیز رقیبون کو گھر نہیں

اب بھی وفائے دوست سے قطع نظر نہیں
قلت نہین ہے نور بنا گوش کے لیے
اس شک کے نکلے منہ سے ترے یار ہر نہیں
جب آئے آپ کب گئے مین اپنی سن ہی تھا
مہمان سے زیادہ تمھین میرا گھر نہیں
عزلت گزینی اپنی ہے روز الست سے
نخرے سے آبرو تری بڑھکر گہر نہیں
کان پر تری مدار قبول دعا کا ہے
موقوف مجھ پہ کام تو دو چار پر نہیں
یہ ساری کائنات ترے دم قدم سے ہے
وہ بات یاد بھی تجھے اب اے قمر نہیں

فرقت تری ذریعۂ آہ سحر نہیں
وہ صبح وہ ہے جسکے لیے دوپہر نہیں
اٹھتے تکلفات رقیبون کے واسطے
ہمدم جانتا ہے مجھے کچھ خبر نہیں
کیا مشق تونے کی ہے تحیر کا ہے مقام
ہمکو قفس مین بھی ہوس بال و پر نہیں
ہر روز گھر مین غیرون کے جاتا ہے کیا غرور
تیرا دہن ہے حلقۂ باب اثر نہیں
اس حور کے خیال کی ہے مشق راستین
تو ہے تو گھر بھی ہے جو نہین تو تو گھر نہیں
خاطر ہو دل صغیر کا داغ آگئے درد آئے

پھر وہ زیادہ ہی ہر مرتبہ کہتی ہے داری اس جفا مین صبر لازم ہے خدا ہر درد کا رکھو اس زندان مصیبت سے نجات دے حقیقت مین تقدیر برگشتہ تھی کہ لشکر کے سامنے سے گرفتار ہوے وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ وہی جلسے وہی کیفیت ہوگی اس شہر یار سے صحبت ہوگی آپکا تو یہ حال ہے کہ یا خاموش رہتی ہین یا اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہوتے ہین یہ کنیز کس واسطے حاضر خدمت ہے اگرچہ قید ہوئی مگر لونڈی کے واسطے معراج ہوگا اپنے مالک کے ساتھ قید ہون اب ضبط کر کام فرمائین جسطرح کی جی چاہے اپنی کنیز سے باتین ہو اکرین یہ تو حضور پر ظاہر ہے ہر شخص اس حال سے ماہر ہے کہ مین ابتدا سے کل امورات کی رازدار ہون اب کیون بیکار ہون جو حضور کہین اسکا جواب باصواب دون ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی بیقرار ہو کے یہ اشعار آبدار پڑھے اشعار

رازداران را درون جان سخن بیگانہ است
گر ز آہم نیست روشن خانۂ دل باک نیست
کاندرین محرم سراپا سخن بیگانہ است
نیستم آزردہ خاطر گر نہ کردے یاد ما
با نسیم بوے یوسف پیرہن بیگانہ است

در محبت صادقی از ما و من بیرون خرام
در حریم خاص شمع انجمن بیگانہ است
حسن بزم آرائے شیرین گشت بر عزم مراد
آشنائے غربت از اہل وطن بیگانہ است
با خیال دوست مختفی در دل شبہائے تار

دل کہ شد ہمراز جان در سخن بیگانہ است
زان کہ در بزم محبت ما و من بیگانہ است
کشتۂ عشق توام از خاک خونم کن کفن
خسروا آنجا محرم است کوہکن بیگانہ است
گر شود باد صبا محرم چو از نامحرمے
خلوتے دارم کہ شمع انجمن بیگانہ است

پھر وہ رونے لگی کہا حضور دیکھیے یہ غم آپکا کیا رنگ کرتا ہے ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہے اللہ کیا حضور کی بات مین سوز ہے دل پر تاثیر ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ بلال جادو کھینچتا ہوا ماہ پرور کو اندر قید خانے کے لایا زبان مین سوزن دیا ہے کہا اے ملکہ عالم یہ آپکی بڑی خیر خواہ ہین تمام شہر کے قتل کرانے کا سامان کیا تھا مگر قدرت نے وہ تقدیر کی کہ فورا گرفتار کر لیا خوب

دیکھا ملاح دربار میں ہو الملکہ ماہ عالم افروز حال ماہ پرور دیکھکر تڑپ گئی سر اُٹھا کے گود میں رکھ لیا مُنھ پر مُنھ رکھکے آواز دی
دائی اماں آپ نے خون اپنا پلا کر مجھکو پرورش کیا اب یہ کیا صورت دکھائی کوئی ایسا ستم کرتا ہی جاتی ہو کہ زمین و آسمان
ہمارا دشمن ہو رہا ہی تمام عالم در پئے آزار ہی ہم اس زمانے میں مجبور و ناچار ہین کوئی زمانہ ایسا بھی تھا کہ جو حکم دیتے تھے
وہ ہوتا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ ہمارے حکم میں دخل دیتا اب آج وہ انقلاب ہی کہ بیجری کی جوتی سر کو آتی ہی گردش فلکی کیا
کیا رنگ دکھاتی ہی ماہ پرور نے آنکھیں کھولیں دیکھا سر سیر ازانو پر ملکہ کے ہی اپنے سر کو زانو سے نیچے گرا دیا کہا وادی
مین تصدق ہوئی میرا سر زانو پر نہ رکھیے دیکھیے تو سب کپڑے آپ کے خون میں بھر گئے ملکہ نے کہا ہاے دائی اماں آپنے اپنا
کیا حال بنایا دشمنوں نے تمکو کہاں پایا ماہ پرور نے کہا واری جب مین نے سنا بلکہ آنکھوں سے دیکھا کہ حضور قید ہوگئین
جمشید نے قلعہ بنایا چالیس دن کے واسطے چھپکر بیٹھا مین نے عمرو کو ڈھونڈا انگشتر جمشیدی دیکر رہبری کی وہ ارسطو فطرت
لقمان حکمت اندر قلعے کے پہونچا جمشید کو مار لیا ہوتا مگر بچ گیا خواجہ بھاگ آئے ان سب ملعونوں نے انگشتر کا انتظام
کر لیا مین نے عمرو کو اکہ سامری کا دیا وہ باش جادو پہونچ گیا اُسنے مجھکو گرفتار کیا عمرو نے اُسکو مارا اور زنگ جادو
پہونچی اُسنے مجھکو پکڑ لیا ابلیس کے سامنے پہونچی وہ تو کہیا ملا ہوا بیٹھا تھا میرا یہ حال کیا لیکن خواجہ عمرو فکر مین ہین صبح
شام میں ہمتک پہونچینگے ہم ضرور چھوٹینگے زندگی شرط ہی مگر حقیقت مین عمرو بلاے روزگار ہی جو کہتا ہو وہی کرتا ہو تمام عالم
اُسکا دشمن ہو رہا ہی مگر کوئی بھی کچھ نہین کر سکتا اب خدا اُسکو ان سب پر مظفر و منصور کرے رنج و غم آپ کے دل سے دور
کرے ہم بھی آپکے پاس پہونچ گئے ہر چند کہ زندان مصیبت ہی مگر ہزار طرح کی راحت ہی غم و الم مین آپ کے شریک ہین آپکا
جمال جہان آرا تو دیکھا خیر جو گذری سو گذری پروردگار صحت عطا کریگا وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ یہ ملعون ابلیس مارا جائیگا
ضرور صاحبقران کا دخل ہوگا ہم بھی خدمت میں صاحبقران کی پہونچینگے ملکہ و ماہ پرور میں یہ باتیں ہو رہی ہین ماہ پرور کے
آنے سے ملکہ کو بہت تسکین ہوئی مگر ہزبر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دربار سے ابلیس کے نکلے دیکھا جمشید و [illegible]
آتے ہین یہ تو معلوم ہو چکا کہ اور زنگ جادو بیرون قلعہ گئی اس فکر مین گئی ہی کہ جہان ملے اس ساربان زادے کو بھی گرفتار
کرکے لاؤں تو خداوندست خوش ہون خواجہ گوشے مین آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا اور زنگ جادو کی شکل
بنکر تیار ہوے سامنے جمشید کے آئے پکار کے پوچھا بھائی صاحب ماہ پرور پر کیا گذری جمشید نے کہا وہ ذلت ہوئی کہ آج
تک کسی کے واسطے سر دربار نہوئی تھی اور زنگ نقلی نے بہت افسوس کیا جمشید سے باتین کرتی ہوئی قریب گنبد سیاہ
کے پہونچی جمشید نے کہا بی اور زنگ آؤ بیٹھو آج تمنے بڑا کام کیا قدرت تمہاری بڑی تعریف کرتے تھے کہ ہماری درگاہ کے
خیر خواہ ہین اور زنگ نے بڑی جانبازی کی خوب ماہ پرور کو گرفتار کیا ورنہ مثل مشہور ہی گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے نہین
معلوم کیا کیا خبرین پہونچاتی راز کا چھپنا مشکل ہو جاتا ایسے کا گرفتار ہونا ہی بہتر تھا و باش بھی دو ہزار کا افسر تھا مگر
اُس سے کچھ بن نہ پڑا دھوکا کھایا عمرو نے مار لیا اور زنگ نے بڑا کمال یہ کیا کہ اس معرکے کو بیٹھی دیکھا کی جب دیکھا کہ اب
ماہ پرور نکل جائیگی تب اُسکو ڈانٹا ایک ہی سحر مین گرفتار کر لیا وہ بچ نہ سکی قدرت فرماتے تھے مین اُسے عہدہ پیغمبری
دونگا انعام بہت کچھ ملیگا اور زنگ نقلی سر جھکاے ہوے سن رہی ہی جب جمشید نے بہت تعریف کی کہا حضور اب زیادہ
نہ فرمایئے مین مغرور ہو جاؤنگی ملازمون کا یہی کام ہی جو کہ مین نے کیا تنخواہ کس دن کے واسطے ہوتے ہین نمک خوار وفادار
ہوتے مین آخر نمک و فاداری ایک دن پھل لاتا ہی مرتبہ عالی پر پہونچاتا ہی اسطرح باتین کرتی ہوئی اور زنگ نقاب گنبد سیاہ
مین ہمراہ ان دونوں کے آئی عورت کبھی ابھی جوان ہی جمشید شہنشاہ ہوا ساتھ چلا آتا ہی یہی خیال ہی کہ یہ خیر خواہ شہزادی ہی
اگر قبول کرے تو اس سے آشنائی رہے وقت پر کام نکلیگا ہماری سفارش کریگی یہ تو ظاہر ہی کہ ساحرہ کامل و اکمل ہی

خداوندی ہو جو۔ چالیس دن کے مسلمانون سے خوب مقابلے پڑینگے اگر مجھسے اس سے آشنائی ہوگی ساتھ تمہارے لڑینگے خوب معرکے
پڑینگے بقول شخصے مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را۔ ایسی باتین سوچتا ہوا اورنگ کو اپنے گنبد مین لایا مقام صدر پر
بٹھایا شراب کا چرچا ہونے لگا اورنگ نے کہا اے جمشید تمنے بڑا کام اپنے ذمہ لیا ہے سارا قلعہ تمہی نے بنایا یہی تو باعث ہے کہ سارا زمانہ
تمہاری فکر مین رہتا ہے جو کام کرنا اچھا سمجھ بوجھ کے کرنا سنا ہے کہ ایک مرتبہ آبھی چکا ہلال جادو نے آکر بچایا جس دن سے مین نے
یہ سنا ہے قسم ہے سامری جمشید کی جی چاہتا ہے آٹھ پہر تمہاری حفاظت کرون اگرچہ ساعت ہلال اور نہ تمکو گزرے ہوے دونو
نے دشمنون کو مار لیا ہوتا جمشید ان باتون سے بہت خوش ہو رہا ہے جب شراب لاکے جمشید نے رکھی اورنگ نے کہا عجب
آج تو بڑی خوشی کا دن ہے سامری جمشید نے تمکو بچایا مین ماہ پرور کو گرفتار کر لائی تمہاری زبانی معلوم ہوا کہ طرۂ پیغمبری ٹیکا
غنچۂ آرزو کھلیگا میرا ارادہ ہے اپنے گھر پر جاکر جلسہ آراستہ کرون تمھین بھی تکلیف کرنا ہوگی جو کچھ ماحضر اس ذرۂ بیمقدار
کو میسر ہوا ہے تناول فرمائیے رات کو مین نہین آنے دونگی یہ سنکر جمشید مثل گل کے شگفتہ ہو گیا باتون سے معلوم ہوا یہ تو خود
میرے اوپر عاشق ہے جمشید نے کہا صاحب یہ مکان بھی تمہارا ہے یہین جلسہ کرو شراب و کباب حاضر ہے آج جلسۂ تخلیہ ہو شب کو
نہین رہو کل جلسہ عام ہو سب کو رقعہ لکھینگے سواے خداوند کے سب آئینگے کون ایسا ہے جو نہ آئے اور مجھسے انکار کرے وزیر امیر سب
آئینگے ملکہ نے کہا صاحب مین تمہارے گنبد مین رات کو نہین رہونگی تم مجھے چھیڑو گے مین اکیلی کیا کرونگی عورت ذات چار آدمی جان جائینگے
کہ جمشید اور اورنگ سے آشنائی ہے دس برس ہوے میرے شوہر کو مرے جیسا مین نے ضبط کیا سب پر روشن ہے لونڈون تک گھر گھر
مشہور ہو لی جسنے مجھے کہا یہی جواب دیا کہ سنو صاحب جو دو بکاری یا دیگا نہ دینے والا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے جائیگا
زندگی چندروزہ اگر کسی کا دل اپنے سے راضی ہو جائے تو کیا نقصان ہے عوض احسان کا احسان ہے مگر تمہارے تیور مجھے بد
معلوم ہوتے ہین اس بات سے گھبراتی ہون مجھمین برداشت کی طاقت نہین اسی واسطے لوگون سے توسل رکھا پیسے کی بری نظر
خریدین وہ دو سب کو بانٹ دین انمین جو دو چار چلبلے ہوے انسے مطلب بھی نکل آیا جوان مردے کون اپنی جان دے
جمشید یہ باتین سنکے ہنسنے لگا کہا آج تو مین نہ جانے دونگا تو شراب پیو جب جمشید نے بہت منت کی اورنگ نے کہا صاحب
خوشی تمہاری دیکھو ایک کام لے گیا خوب قطعہ کہا قطعہ کعبہ بنیاد خلیل آزر است ٭ این گذرگاہ جلیل اکبر است ٭ دل بدست
آور کہ حج اکبر است ٭ صد ہزاران کعبہ یک دل بہتر است ٭ جمشید نے کہا مین تو تابعدار ہون اے ملکہ اورنگ بولی دو بعد
چالیس دن کے مسلمانون پر قدرت لشکرکشی کرینگے ہم تم شریک ہو کے لڑینگے اورنگ نے کہا صاحب یہ سمجھ لو مین تمکو میدان مین
نہ نکلنے دونگی حمزہ مالک اسم اعظم صف شکن تیغزن ایسے کے مقابلے سے قدرت کیا نہین اگر کوئی ہاتھ پڑ جائے تو مین کسی کی ہوکے رہونگی
اب تو مین تمہاری محبت کا دم بھرونگی آج سینا رشتہ ہوتا ہے تمہارے مزاج کا حال مین نہین جانتی جمشید بھول گیا اورنگ
نے نکلا بیان کھینچین شراب کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی جام بھر کے ہاتھ پر رکھا مسکرا کے آواز دی شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد
ماند ٭ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ لیجو تم پر چھری پھیر دو خنجر سے ذبح کرو اب تو مین نے سر جھکایا اے ظالم تو نے مجھکو باتون مین
مین پھنسایا دروازے تو بند کردے ایسا نہو تیرے باپ آجائیں جمشید نے کہا کیا مجال بے پکارے کسی کے آنے کا حکم نہین ہے
مین نے پہلے ہی سے بندوبست کر دیا ہے اورنگ نے کہا اس بات سے صاف معلوم ہوا کہ تم زندی باز ہو عورتین روز آتی ہین
جب تو تمنے یہ حکم لگایا جمشید نے کہا برسون کوئی عورت نہین آتی آج تمہارے سینے کا ابھار دیکھکر دل تڑپ گیا اورنگ نقلی نے
کہا کیا دودھ پیوگے کھول دو دن میری انگیا کے بند کھولنا مین ہاتھ نہ لگانے دونگی جمشید بلک رہا ہے منہ مین پانی بھر آتا ہے
جی مین کہتا ہے بڑی طرار و فرار ہے بڑا لطف اٹھیگا خواہش رکھتی ہے جام پی لیا اورنگ نے چمکار دروازے بند کیے ملازمان
جمشید آئے انھون نے پکارا اورنگ نقلی نے کہا تو تمہارے دھگڑے آ گئے اب انکو منع کرو اسی لیے مین کہتی تھی میرے گھر چلو

تمنے یہان یہ جھگڑا کیا پھیلایا جمشید نے کہا مین منع کیے دیتا ہون یہ سب میرے نوکر ہین کہ نصیحت کرنے والے ہین یہ کہکے پکار کے آواز دی بھائیو اس وقت اپنے اپنے گھر جاؤ مین ایک سحر تیار کر رہا ہون تم سب پہر کو چلے آنا وہ سب جھنجھلا کے چلے گئے اب تو اورنگ نقلی نے دوسرا جام دیا تین جام پی ڈالے جمشید کو نشہ آگیا آنکھین سرخ ہو گئین رگ غضب کی نکل آئین چہرہ تمتمایا ہوا حیران و پریشان گھبرا کے بولا اوہو صاحب اس شراب مین کیا تھا پیتے ہی میرا دل گھبرانے لگا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اورنگ نے کہا صاحب تمھارے ہی گھر کی شراب تھی کسی واسطے مین نے نہین پی جمشید نے گھبرا کے کہا مین ٹھون پھر ہم تم ملکر پلنگ پر بیٹھین اورنگ یہ کہکر اٹھی ہم تمھارے ساتھ نہ جائینگے اگر تمھارا جی چاہتا ہی ہمکو گود مین اٹھا کر لیچلو جمشید جھپٹا کہ گود مین اٹھا لون سینے پر بھی ہاتھ رکھون جیسے ہی اٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے جھپٹ کے خنجر مارا جمشید کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے جمشید کے ایک تلاطم برپا ہوا قلعہ گرنے لگا بڑی بڑی دیوارین لڑکھڑا کے گرین سیکڑون فوج والے دبے عمرو نے اسباب گنبد کا لوٹ لیا گلیم اوڑھ کے نکلا باہر جو ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود ابلیس اپنے مقام پر بیٹھا تھا ہزارون ساحرون کے مرنے کی آواز آئی فوج والے زیر دیوار دبے بعض بھاگنے لگے کہتے تھے یارو یہ کیا قیامت برپا ہوئی یہ حالات دیکھکر ابلیس گھبرا گیا اپنے مقام سے اٹھا پکارا ساحر تم گھبراؤ نہین ذرا جا کے خبر لاؤ جمشید مارا گیا اورنگ جادو بیرون قلعہ ایک نخل پر بیٹھی تھی یہ قیامت دیکھ اڑی ہی آ کے دیکھا لاشہ جمشید پڑا ہی گلابیان شراب کی ٹھوکرین کھا رہی ہین اسباب گنبد کا ندارد بوریا تک پیر و مرشد اٹھا کر لیگئے بلال جادو در قید خانہ پر بیٹھا تھا یہ بھی دوڑا گھبرا کہتا ہوا کہ یار عمرو اسکی فکر مین تھا کل مین نے بچا لیا تھا آج قتل ہو گیا آ کے دیکھا لاشہ جمشید پڑا ہی روتا ہوا پلٹا اورنگ نے کہا ای بلال جادو دیکھا تمنے عمرو نے کیا غضب کیا جمشید ایسے ساحر کو مار لیا بلال نے کہا اب اپنی جان بچاؤ اورنگ جادو نے کہا مین اپنے مکان جاتی ہون ہرچند بلال جادو نے کہا کہ میرے مقام پر چلو اورنگ نے جواب دیا بھیا کہین جانا مناسب نہین مین اپنے مقام پر سحر تیار کرونگی دیکھون تو ساربان اُدھر مجھ تک کیونکر آتا ہی اگر آئے تو بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن یہ کہکر اپنے مکان پر چلی جب قریب اپنے قصر کے پہونچی دیکھا ایک جوان دھانی سیلا سر پر باندھے ہوے انگرکھا بست معقول کا چست پہنے ہوے درِ قصر پر کھڑا ہوا رو رہا ہی جیسے ہی اورنگ کو دیکھا اور رقت طاری ہوئی بنگاہ حسرت طرف اورنگ کے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا یہ اشعار پڑھنے لگا

غزل

گھر مین اُسکی جو وہ اک آگئے آسمان ہو گئین
جب سے دکھی ہوئی نظرین پریشان ہو گئین
گھر مین اُس پردہ نشین کے اب ٹھہرا ہونگا کہان
دل جگر کی ہمکو بھانسین تیری مژگان ہو گئین
عشق مین جی خواہشون کر دین جادی جی بلال

دل مین دی ہمنے جگہ وہ دشمن جان ہو گئین
تم انھین نیچی نگاہون سے ادھر بھی دیکھلو
دونون آنکھین جو فرش راہ جانان ہو گئین
وحشتِ دل لیلیٰ تھی دل دینے سے کہین
جان کی آخر وہی کمبخت خواہان ہو گئین

دل مین کوئی آ رہا آنکھون سے اپنی چھپ گیا
وہ جو دل کا خون کر کے کچھ پریشان ہو گئین
تونے ایذا بھی جو دی ایذا نہ سمجھے اسکو ہم
کچھ تمنائین مگر دست و گریبان ہو گئین

اسطرح اُس جوان نے یہ اشعار رو رو کے پڑھے کہ اورنگ اصلی بیقرار ہو گئی مسکرا کے کہا کیون میان کیا حال ہی جوان نے ہاتھ باندھ کے کہا تمپر مرتے ہین اپنا کو بدنام کرتے ہین کئی سال گذرے تمکو دیکھکر مائل ہوے سب ضبط کیا اب ضبط کی طاقت نہین ہم تمھارے کوچے مین آ کے بیٹھے ہین یہی آرزو ہی بقول شاعر شعر دو دو پٹا تم اپنا ململ کا ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا دوسرے طور سے یہ مصرع لکھا ہی ایضاً عکس ڈالو تم اپنے آنچل کا ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا اب یہی مراد ہی کہ اپنے کوچے مین دو گز زمین دو اس عاشق زار کی قبر بنے اگر یہ نصیب ہو اور روح تڑپیگی اورنگ نے کہا صاحب مجھے خبر بھی نہین کہ تم کب سے مجھپر عاشق ہو اگر مین جانتی ایک آدھ مرتبہ ضرور تمھاری خبر کو آتی حال پوچھ جاتی میرا کیا نقصان ہوتا قبر بنت مین احسان ہوتا کو چکیسا

میرے مکان پر آیئے گھڑی دو گھڑی بیٹھیے اپنے دل کو صبر دیجیے مین آنکھون سے خدمتگزاری کو حاضر ہون جوان نے ہاتھ
اُٹھاکے کہا تمکو خداوند ابلیس سلامت رکھین اپنے چاہنے والے کو تسکین دی جان بچالی آج دل سے یہ عہد واثق کر کے
آئے تھے کہ سرکار کے در دولت پر رکھدین لاشہ تڑپیگا شاید بعد مرنے کے کچھ رحم آجاوے مگر آپ نے مہربانی فرمائی
حُسن کی ترقی ہو ستارہ جمال باکمال کا اوج پر رہے دشمن جفا مین سے اسطرح کی باتین کرتے ہوے اورنگ کے مکان
پر آئے اسکی کنیزین دوڑین عرض کی واری آپ کہان گئی تھین یہ جوان بڑی دیر سے سامنے دروازے کے کھڑے تھے
ہمسے کئی مرتبہ پوچھا ملکہ اورنگ کب آئینگی ہمنے کہا دربار خداوندی سے رات کو مہلت ملتی ہی مگر آج تو آپ بہت جلد
تشریف لائین اورنگ نے کہا صاحبو آج غضب ہو گیا عمرو عیار نے جمشید کو مارا قلعہ سار اگر گیا مین بھی گھر چلی آئی عمرو
کی تلاش مین گئی مگر عمرو کا ملنا دشوار ہی سنتی ہون گلیم عیاری اُسکے پاس ہی جہان چاہے چلا جائے کوئی اُسکو نہین دیکھ سکتا
جب تو غیر ساحر ہو کے ساحرون کو مارتا ہی جمشید کی ٹکری آخر مار ہی لیا کنیزون نے فرش بچھایا اورنگ نے اُس جوان کو بٹھایا
کہا صاحب بیٹھیے اُس جوان نے کہا بی اورنگ صاحب آپ نے اندر مکان کے مکان بنوایا بڑا کمال کیا اورنگ نے کہا
یہ سب حفاظت اُس نابکار کے لیے ہی کہ مجھ تک نہ آسکے دکھنی جوان نے ہاتھ باندھکر کہا مجھکو حفاظت کا حکم ہو تو ابھی زور
سے نہ چلیگی اورنگ نے کہا نہین آپ میرے مہمان عزیز ہین یہ کہکے شراب منگوائی گزک بناکر سامنے رکھی جوان اُٹھ
کر بوتل اُٹھائی کہا میرے واسطے عید ہو جو میرے ہاتھ سے ایک جام پی لو اورنگ نے کہا بیٹھو جلدی نہ کرو اب تمھاری
روز آمد و رفت رہیگی کسی دن تمھارے ہاتھ سے بھی پی لینگے جوان رونے لگا کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان
ایسا کہو ابھی طائر روح قفس جسم خاکی سے اڑ جائیگا مین جان ہی دینے آیا ہون اگر تمکو جان بچانا منظور رہی میری
خاطر کرو جام میرے ہاتھ سے پی لو اورنگ نے سر جھکالیا کہا خوشی تمھاری مین خوب جانتی ہون بیت عوض ہی دل شکنی کا بت
محال اے یار ہے جو شیشہ ٹوٹے تو جو جواب شیشے کا ؛ جوان نے جام لبون سے اورنگ کے لگا دیا گلے مین ہاتھ ڈال کے
ایک بوسہ لیا اورنگ نے کہا یہ گنوارپن مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا جوان کب مانتا ہی دہن کے میٹھے میٹھے بوسے لیے جام
پلایا اورنگ گھبرائی کہا اے عاشق صادق اے یار موافق میرا دل گھبراتا ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی جوان نے کہا
اُٹھیے ٹہلیے مزاج درست ہو طبیعت چالاک و چست ہو میرا بھی مطلب حاصل ہو کئی سال کے بعد تمکو تنہا پایا اورنگ
سب کچھ بھول گئی یقین کامل ہی کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی زمین پر گراتا ہی آخر گھبرا کے اُٹھی دو
قدم چلی تھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے نعرہ کیا ماہ مہر سپہر عیاری شہنشاہ اقلیم طراری ہژبر دشت مکاری
افسر فوج دینداری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری خنجر مارا اورنگ کے دو ٹکڑے کیے کنیزین دوڑین عمرو نے ایک حقہ آتشبازی
مار دیا کسی کا منہ جلا کسی کا جسم پھنکا بیتی چیختی بھاگین مگر خواجہ گھر مین گھسے لوٹنے لگے اورنگ بادشاہ کی مصاحب تھی
مال و اسباب سے گھر بھرا ہوا اگر ہلال جادو مارے جانے سے جمشید نیرنگ ساز کے سبب گھبرایا ہوا در زندانخانہ پر
بیٹھے بیٹھے گھبرایا ملازمان جمشید سے کہا یارو تم سب کہان تھے کہ عمرو نے آکے اسطرح ایسے کامل و اکمل کو مارا افسوس
ہی کہ تم لوگون نے اسکی خبر نہ لی ملازمون نے عرض کی ہمنے خبر سنی کہ اورنگ جادو کو ساتھ لیکر گنبد مین گئے دروازے
بند کر لیے ہم لوگون نے جو پکارا جواب دیا اسوقت تم لوگ جاؤ ہم سحر تیار کر رہے ہین حضور ہم لوگ مجبور رہے تھوڑی
دیر کے بعد جو آئے دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہلال یہ سنکر کا بید و پریشان حیران اس سوچ مین چلا کہ میری بھی عمر ذلکر
اب کہان جاکے چھپون کیونکر جان بچاؤن یہ کہتا ہوا چلا طرف سے قصر اورنگ کے گزرا کان مین آواز آئی کشتی مرا نام
من اورنگ جادو بود بلال جادو گھبرا گیا سوچا اب تو بھی انگشت نما ہوا عمرو نے اورنگ کو مار اتڑپ کر

آسمان پر بلند ہوا اوسکے سیکڑون کنیزین روتی پیٹتی بھاگی جاتی ہین عمرو مکان اورنگ لوٹتا پھرتا ہو جب جال مارا اسباب کھینچا فرش
فروش شیشہ آلات جنس غلہ نقدی تانبے کے برتن لوٹ کے صحن مین آیا ہو اب ارادہ ہو کہ نکلون ہلال جادو نے وہین سے
نعرہ کیا او ساربان زادے تونے غضب کیا جمشید و اورنگ کو مارا ساحران نامور سے قلعہ خالی کر دیا خانۂ دل
کو غم والم سے بھر دیا عمرو نے سر اٹھا کے دیکھا ہلال چمکا عمرو نے چاہا کود کے الگ ہون ہلال جادو کب جانے دیتا ہو
سحر مین کامل کمر مین عمرو کی پنجہ دیا لے اڑا مگر حیران کہ اورنگ کے مکان مین لاکھون روپیہ کا اسباب تھا اس ظالم نے
کیا کیا اسکے ساتھ سیکڑون مزدور رہتے ہین یا چھکڑے ساتھ تھے یہ سوچ کر ایک باغ تھا اسمین اتر پڑا عمرو کو ہوشیار کیا
باتون بھرے بیکار رکھے پوچھا کیون خواجہ اب تمھارا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو جمشید بڑا بھائی تھا اورنگ رشتے
مین بہن ہوتی تھی تونے دونون کو مارا مگر یہ تو بتا کہ اسباب مکان اورنگ کا کیا ہوا سارا مکان اسباب ظاہری سے
بھرا ہوا تھا اب مین نے خیال کر کے دیکھا کہ ایک چیز تک نہین فرش تک غائب ہو عمرو نے کہا یہ بڑی راز کی بات ہو اسکے
بتانے مین اسرار ہو آپ نے مجھکو پکڑا قتل کیجیے ابلیس کے پاس پہنچیے مین عجب ساعت گرفتار ہوا خیال کرتا ہون کہ ادھر قتل ہوا
اور خدمت سامری مین پہونچا ہلال جادو نے کہا تمھین سامری سے کیا کام عمرو نے کہا ان باتون کو نہ پوچھیے قیدی کو
قتل کیجیے آپ کو قسم ہو خداوند ابلیس کی قتل مین تامل نہو اسی ساعت کی فکر مین عمر بھر عیاریان کین وہ ساعت آج ملی
کلی آرزو کی کھلی جدھر دیکھتا ہون باغ ہی باغ نظر آتا ہو بلبلین نغمہ سرائی کر رہی ہین سب خداوند پکار رہے ہین کہ خواجہ
ہمارے پاس آؤ مین شرم سے کسی کو جواب نہین دیتا کسکی خاطر کرون مگر سب مین زبردست اور صاحب ظہور خداوند
سامری جمشید ہین انھون نے اشارہ کر دیا کہ آپ کے پاس آؤنگا خواجہ یہ باتین کر کے خاموش ہوے ہلال نے کہا
خواجہ مین تمکو چھوڑ دونگا مگر یہ حال مفصل بتاؤ عمرو نے کہا مذہب کا تو یہ حال ہو کہ سامری جمشید کا معتقد ہون یونے
دو سو کو مانتا ہون نادان نہین تھا کہ جس خدا کو نہ دیکھا تھا بھلا اطاعت کرنے لگے مگر ساحرون سے ضد تھی سب کے سامنے
لعنت کی مغلظات کا پاس تھا تمکو معقول پایا منہ سے نکل گیا اسباب کا حال نہ بتاؤنگا مین نے لیا ہی نہین اورنگ کو مارا تھا
آپ نے پکڑ لیا آپکو ان باتون سے کیا کام ہو مین نے اورنگ و جمشید کو قتل کیا آپ بدلا لین مجھے جلد قتل کرین مین بھی
سامری و جمشید کے پاس جاؤن انہین کے پہلو مین جا کر بیٹھون دو ہزار فرشتے واسطے خدمت کے سامری جمشید
نے مقرر کر دیے کھانے کو انگور ایک ہفتے کے بعد اور نعمتین بھی ملینگی یہ بھی معلوم ہوا کہ اور میوے کی فصل نہین باغ بہشت
مین سنتا تھا بڑا ہی درخت سوکھ گئے ایک چمن مین چالیس نخل انگور کے ہین وہ سرسبز و شاداب ہین انکی رعنائی دیکھ کر میرا دل
بیتاب ہو ہلال جادو نے کہا خواجہ تمھین قسم ہو سامری و جمشید کی کہ اسباب کا بھید بتاؤ عمرو نے کہا یہ تو زبردستی ہو ناحق کی
خود پرستی ہو گنہگار سے اتنی باتین کرنا کیسا آپ ہمین قتل کرین یہ ساعت کسی کو ملتی ہو ہلال نے کہا خواجہ یہ تو ہم سمجھے کہ تم مشتاق
بیکنٹھ ہو مگر اسباب کا حال بتاؤ عمرو نے لاچار ہو کے سر جھکا لیا اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گیا ہلال نے کہا مین قسم
کھاتا ہون خداوند ابلیس کی کہ تمھارا بھید کسی سے نہ کہونگا عمرو نے کہا بہت خوب بحر مجبور سے اتنا ہے واسطہ سامری و جمشید
و ابلیس کا یہ حال کسی سے نہ کہیے گا ورنہ میری بات جاتی رہیگی مین نے آقا کو نہین بتایا ہلال نے خوشی مین بھر اتارا عمرو نے
کہا میرے پاس آئیے آپ سے بھاگ کے کہان جاؤنگا اب تو آپ میرے رازدار بنے ہین ہلال ہنسا کہا خواجہ مین تمھاری
خطا معاف کرا دونگا ابلیس تمکو عندہ جلیل دیگا اب عمرو نے زنبیل کا منھ کھولا کہا میان ہلال صاحب آئیے دیکھیے اسی
بٹوے مین سب کچھ ہو ہلال نے جھک کر دیکھا ایک بڑا قصر رفیع ہو میدان بھی وسیع ہو ایک طرف تمام اسباب مکان ملکہ
اورنگ کا ڈھیر لگا ہو ہزارہا تاج ایک جانب انبار ہین ایک سمت دریائے قہار متواج نظر آیا آفت کا موجہ اٹھ رہا ہو

ہزارہا جہاز بجرے کشتیاں زور قین لگی ہین شاہزادیان بجرون پر سوار ہو رہی ہین ایک جانب باغ کے دروازے کھلے
ہوے ہیں مالنین باغبانیان گنگام کے لنگے بھنریان اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن مین ہزارہا نازنینان چمنین
درختون کی چھاؤن مین خرامان خرامان پھرتی ہین ہر طرف یہی ذکر ہے ہر ایک کو یہی فکر ہے زیور گل تیار کرو واسطے شاہ عمرو کے
بھیجو ایک جانب صدہا قلعہ توپین چڑھی ہین لڑائیان ہو رہی ہین غلغلہ ہو رہا ہے دہائی ہے خواجہ عمرو کی ہمارے یہان خشکسالی
ہوئی ہم خواجہ سے عذر کرینگے مگر جو پہلوان لڑتا ہوا جاتا ہے ملغر کرکے چلا ہے آواز دیتا ہے خراج نہین چھوڑیگا یہ حقیر آکے قلعہ لوٹیگا
شہنشاہ عمرو کے حکم سے آئے ہین ہم بدون فتح واپس نہ جاوینگے جسکو دعوی ہو خواجہ کا حکم منگا دے ہلال جادو یہ سب واقعہ
دیکھکر مبہوت ہوگیا سر اُٹھاکے کہا خواجہ یہ کیا چیز ہے ایک اسباب اورنگ کیسا کیسی سلطنتون کا مال رکھا ہے مکانون مین
تخت بچھے ہین سب عیش کر رہے ہین آپکی محبت کا دم بھر رہے ہین عمرو نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا ہے کہکر چوراسی گھنڈیان کھولکر
ہاتھ باندھکر کہا اچھی طرح سیر کرلو مگر کسی سے ذکر نہ کرنا آج تک مین نے یہ حال کسی کو نہین دکھلایا تھا مگر تمھاری شرافت و لیاقت
پر محبت ہوگئی مگر مجھکو قتل ضرور کرنا ہلال کہتا ہے خواجہ تم ایسے کامل واکمل کو قتل کرون تم ایسے عیار کے خون سے ہاتھ
بھرون زنبیل کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے یہ سب مال تمھارا ہی ہے عمرو نے کہا مین کیا کہون انہین لوگون سے پوچھو خوب
اچھی طرح جھک کے دیکھو اب تجھسے کیا پردہ ہمارا سب حال تجپر ظاہر ہوا اگر بنائی دیکھو مجھکو بدنام نہ کرنا ہلال نے کہا مین تو
عمر بھر غلامی کرونگا عمرو نے کہا یہ تماشا دیکھلو پھر مجکو قید کرکے لیچلو میان ابلیس کا سامنا ہو دیکھون وہ کیا کہتے ہین انکو
میری بڑی فکر ہے جسدن اُسے پکڑ لونگا سارا اضطرابی کرنا بھلا دونگا ہلال نے پھر زنبیل مین سر ڈالا کبھی صحرا دیکھتا ہے کبھی
دریاے قہار پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ کہتا ہے خواجہ کیا کیا عمدہ تاج رکھے ہین ان سب کا آپکو اختیار ہے جب عمرو نے دیکھا
سینے تک یہ جھکا ہوا زنبیل مین داخل ہوگیا اور تماشے مین مبہوت ہے عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر الٹ دیا زنبیل مین
گرا اب جو ہلال دیکھے ایک جانب میٹ کھڑا ہے ہزارون مزدور کالی کالی صورتین غرقیان باندھے ہوے مٹی کی ٹوکریان
سر پر دھرے اور میٹ نے ایک سونٹا مارا وہ بلبلا کر رہگیا کہا میان میٹ رحم کرو اسقدر بدعت بہتر نہین میٹ نے جواب
دیا او پاجی یہ جیسے خواجہ عمرو کا جو پاتے ہو اُسکے موافق مزدوری کرو اس زمانے مین دن تجھ تمام ہوتا ہے خواجہ کا حکم
ہے مزدوری بہت کم ہوتی ہے کنارے دریا کے پشتہ بناؤ دن بھر بنتا ہے رات کو دریا بہا لیجاتا ہے خواجہ کے کیا ہاتھ آتا ہے
بندگان خدا کی راحت کے واسطے یہ انتظام ہے ورنہ انکو کیا کام ہے میٹ نے جو نیا مزدور دیکھا دوڑکے میان ہلال
کو ایک سونٹا مارا ہلال بھی انگشت نما ہوا چیخا چلایا ایک مزدور نے کہا ابے کپڑے تو اُتار ہمکو حساب دینا پڑتا ہے ہلال نے
جاما سحر کر دن سحر بالکل فراموش اب تو ہلال گھبرایا ایک کالے غلام نے سب کپڑے اُتار لیے ایک لنگوٹی بندھوا دی
کپڑے تہ کرکے الگ رکھدیے جمعدار سے پکار کے کہا آج جو نیا مزدور آیا اُسکا نام لکھ لیجیے جو لیے کا نہین یہ کہکے ہلال
کے سر پر ٹوکری رکھدی کہا اسمین مٹی اُٹھاؤ ہلال نے ذرا انکار کیا تھا میٹ نے ایک سونٹا مارا ہلال نے کہا ہاے کم بختی
ایک نے کہا چپ رہ غل نہ مچا ہمارے شاہ خفا ہونگے میان ہلال نے رو رو کے وہ ٹوکری سر پر رکھی مٹی اُسمین بھری سب
مزدورون کے ساتھ ہوے میٹ کی ہر ایک پر نگاہ ہے جو ذرا رکا اُسپر سونٹا پڑا ملک کے رکھیا ہلال تو اس حال مین
عمرو نے جب ہلال سے فراغت پائی قصد ہوا رنگ و روغن عیاری کا نکالون ہلال کی شکل بنون چلکر ماہ عالم افروز
گلچہرہ وزیرزادی و ماہ پرور دہ ان تینون کو قید سے چھڑاؤن مگر ابلیس یہان تھا اسرار ساحری مین داخل ہوا
عجائب و غرائب وہان کے دیکھتا پھرتا ہے کرورون روپیہ کا اسباب پتلیان سنہری جابجا جو سر کھیل رہی ہین ابلیس
جالین بنا رہا ہے یکایک پہلوے قصر سے آواز آئی اے ابلیس اسی منہ پر دعوی خدائی تجھکو تجھے اپنے ملک کی بھی خبر ہے

اور رنگ تنل ہوئی بلال نے عمرو کو پکڑا مگر عمرو نے ہلال کو دھکا دیا داخل زنبیل ہوا تو گردی ڈھو رہا ہے عمرو ہلال بنکر ملکہ کو
رہا کرنے جاتا ہے یہ سنکر ابلیس غصہ مین نقرا اسرار سامری سے نکلا وزیرا اسکا اتر دیوان آتش بار و نیران سنگسار و
مبہوت ہبر سوار و اختتام راز دار حاضر ہین ابلیس نے نکلتے ہی کہا یارو تمھین کچھ خبر بھی ہے مین حذاقی تمھارے بھروسے
پہ نہین کرتا ہون سب حالات آئندہ و گذشتہ مجھپر روشن ہین فلان باغ مین عمرو نے ہلال کو داخل زنبیل کیا اب بشکل بلال
در زندانخانہ پر جاتا ہے اے اختتام جلد جا گرفتار کرو مگر عمرو بلائے روزگار ہے میرے سپہ سالار قدرت کا عیار ہے ایسا نہو
تمھارے حال دل سے آگاہ ہو جائے تمھین نہ پاوے گے کو دھوکا دیکر نکل جائیگا اگر ہزار آدمی کوشش کرینگے اسکو نہ پاوینگے اختتام
نے کہا غلام بہت ہوشیاری سے جائیگا یہ کہکے اختتام راز دار پر پرواز پیدا کر کے چلا اڑتا ہوا جاتا ہے یہان خواجہ
بشکل ہلال باغ سے نکلے جادوگرون سے نشان قید خانے کا پوچھتے ہوے طرف قید خانے کے جاتے ہین مگر خود بخود
دل عمرو کا پھڑک رہا ہے فرماتے ہین کیون او دل خانہ خراب خیر تو ہے مگر اختتام پہلے اُس باغ مین پہونچا وہان کسی کو نہ پا
گھبرا کے باہر نکلا چند ساحر کھڑے تھے عمرو نے اُنسے پوچھا قید خانہ نور چکیدہ خالص قدرت کا کس مقام پر ہے ہم وہان جانا
چاہتے ہین ایک نے ہنسکر کہا میان بلال صاحب تم یہان پیدا ہوے اسی شہر کے رہنے والے اُسوقت تم کیا ہو گیا
کہ قید خانے کا راستہ پوچھتے ہو عمرو نے گھبرا کے کہا بھائی بے وقت ایک جام پیا بسبب نشے کے راستہ نہین سوجھتا ساحر
نے کہا بائین پر جائیے اس سڑک کو طے کر کے دیکھو گے بلندی پر ایک مکان بنا ہے وہی قید خانہ ہے یہ راستہ بتا کے وہ ساحر
تو چلا گیا خواجہ اُسی نشان پر چلے مگر رسم و راہ سے ناواقف بھولتے ہوے جاتے ہین اب کسی سے پوچھتے بھی خوف آتا ہے
مگر اختتام جادو کا حال سنیے کہ باغ سے یہ نکلا جلدی جلدی جاتا ہے تھوڑی دور چلا تھا کہ وہ ساحر جسنے عمرو کو پتہ بتایا
تھا اختتام نے اُسی کو پکارا کہا کیون بھائی اس باغ سے نکل کے ابھی بلال گیا ہے اس ساحر نے کہا آج میان بلال کا
عجب حال ہے گویا میان ہلال مین بڑا کمال ہے ابھی مجھسے یہ پوچھتے تھے کہ زندانخانے کدھر سے جاؤن تعجب کی بات ہے کہ وہ
دن بھر کے پھرنے والے جہان گشت مشہور ہین عقل و فراست سے بہت دور ہے راستہ پوچھتے پھرتے ہین اختتام نے کہا
وہ اصلی بلال جادو نہین ہے عمرو عیار ہے وہ یہان کے راستے کیا جانے بشکل ہلال بنکر چلا ہے راستہ پوچھتا پھرتا ہے مین جاکر
اُسکی گردن لیتا ہون یہ کہکر اختتام چلا مگر وہ ساحر پیٹ کا ہلکا گھبرایا ہوا ودڑا تراہے پر دیکھا بلال حیران پریشان
راستہ پوچھ رہا ہے اُس ساحر نے کہا میان بلال صاحب آپکی فکر مین اختتام راز دار آتا ہے ذرا بچو ابھی مجھسے پوچھ کے گیا
ہے ادھر ہی آئیگا عمرو کنارے ہوا رنگ روغن عیاری کا نکال کر اور جادوگر کی شکل بنا اُس تراہے پر تھوڑا سا ہو رہا پکار پکار
کے کہتا ہے بھائی بلال داہنے پر جانا تالاب ملیگا جدھر بجلی کے پیڑ ہین اُسی طرف جانا کہ سامنے سے دیکھا اختتام راز دار
بھاگا ہوا آتا ہے عمرو نے پکار کے آواز دی کیون اے وزیر اعظم خیر تو ہے تمھارا پیدل پھرنا تعجب کی بات ہے عمرو وزیر خداوند
ہو اختتام نے کہا ادھر بلال جادو گیا ہے عمرو نے کہا جی ہان وہ دیکھیے گلی مین گھس گیا مین ہی نے راستہ بتا دیا بنکر ہلال
کچھ گھبرایا ہوا ہے اختتام نے کہا کچھ باعث ہے ساحر نے کہا چلیے مین آپ کے ساتھ چلتا ہون اختتام کو غنیمت ہوا اکر
ایک رہبر ملا اب غنچہ آرزو شگفتہ ہوا عمرو ساتھ ساتھ وزیر کے چلا کہتا ہے اس راستے سے گیا ہے اپنے ساتھ لاتے لاتے
کہا دیکھیے وہ جاتا ہے مجھے اُسکی رعایت سے کیا مطلب اے اختتام وہ دیکھو عمرو جاتا ہے اختتام نے دیکھا ایک ساحر
جاتا ہے اختتام بڑھا خواجہ پیچھے ہٹے کہا ایک گرز پھینک مارے ظالم کا سر پھٹ جائے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے ملعون
ابلیس پرستان مین اسنے غدر ڈالدیا ہے کیسے کیسے ساحر مارے ہر طرف یہی آہ ہے کہ سارا زمانہ ڈرے نے کیسے کیسے افسر
ادے اختتام نے کوزہ جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر پھینکا وہ سر پر اس راہگیر کے پڑا سر اُسکا پھٹ گیا وہ گرا اندھیرا ہوا

عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین اختتام کے ڈال دیے جھٹکا دے کر نعرہ کیا حباب مار او وہ بیہوش ہوا ادہر ابلیس خود پرست
نے اژدران آتشبار سے کہا ارے غضب ہوا عمرو نے اختتام کا خاتمہ کیا جلد جا اژدران اُڑا عمرو نے اختتام کے خنجر مارا دیا
پر زمین تن تھا خنجر اُچٹ گیا عمرو نے ہتھوڑا حضرت داؤد کا نکالا سر پر مارا کہ سر اسکا پاش پاش بازار مین غل ہوا سنگباری
بر قہاری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مِن اختتام جادو ویو اژدران نے صدا اختتام کے مرنے کی سنی آسمان پر آکے جو دیکھا
لاشہ اُسکا پڑا ہی ایک شخص لباس اُتار رہا ہی اژدران نے دہن سے نعرہ کیا پاش او ساربان زادے غضب کیا اختتام
کو مارا ایسا ساحر کوئی سحر مین نہ تھا تیرے دام مکر مین پھنس گیا مردے کا لباس اُتار رہا ہی عمرو نے سر اُٹھاکے دیکھا اژدران
قریب آپہونچا عمرو نے ترپ کے میدان پکڑا کمر سے ایک گولہ نکالا کہا او اژدران مین کیا کسی سے پایہ کم کا رکھتا ہون آ تو
سامنے آج سحر بھی ہمارا دیکھ لے اژدران جانتا تھا کہ یہ عیار ہی سحر کیا جانے عمرو نے گولہ پھینک مارا اژدران سمجھا کوئی
دو چار انجھر جانتا ہوگا اُسی پر اسکو ناز ہی اسم سحر کا پڑھکر ایک ہاتھ گولے پر مارا گولہ پھٹا اُسمین سے پانی نکلا منھ پر چھینٹین
پڑین لڑکھڑا کے اژدران گرا عمرو نے لپک کر اژدران کو بھی مار اسر کاٹ لیا ایک جانب بھاگا بازار والون نے جو دیکھا
دو وزیرون کے لاشے پڑے ہین بازار والون نے لاشے اُٹھائے یہان ابلیس مطمئن ہوکر بیٹھا ہی کہ اب اژدران عمرو
کو لاتا ہوگا یکایک رونے کی آواز آئی بارگاہ سے نکل آیا اسکے ساتھ ہزارون ملازم ساحر نکل آئے دیکھا اہالیان
بازار لاشۂ اختتام و اژدران ایک چارپائی پر ڈالے ہوے لیکر آئے کہا حضور عمرو نے ان دونون کو مارا ابلیس
کے ہوش اُڑ گئے لاشون کو آگ جلانے کا حکم دیا آپ قصر اسرار سامری مین آیا پتلیان چوسر کھیل رہی تھین چھم چھم پو بارہ
کی آواز آرہی ہی ایک کہتی ہی پو بارہ نگ نہ کھلنا دیکھنا بد رنگ کی گوٹ گیارہ کھاتی ہی چار کانے اُسی کو چلو ہندعلی جوٹ کھاتی
گیارہ سبت آتے ہین اگر یہی اکی مرتبہ رنگ کا داؤن رہجائیگا ایک کہتی ہی ہوا داؤن جاؤ دوسری اُس طرف والی کہتی ہی
داؤن قبول سب کی بازی جیتینگے دیکھو پندرہ پھینکے تین لال سرخ نیچے گرے چھکے چھوٹ گئے رنگ متغیر ہو رنگ کی گوٹ مرتی ہی
ایک نے کہا کیا غضب کے پندرہ پھینکے ہین چہارم کی زد مری بد رنگ کی لڑائی رہی رنگ کا تو خاتمہ ہوا اب اور رنگ
بند جیتیگا لڑائی پڑ گئی اُسنے کہا ہوا یہ بد رنگ کی نکلنے نہ پائے اسی کو مار مار کے بازی جیتینگے تم کس بھروسے پر داؤن کہتی ہین
خیال کرو فقط اتنا فرق ہی بدرنگ کا جنگ ہمارا اچھا ہوا حضرت داؤن اُٹھ گئین پانسے داؤن بند رکھا ہی یہ داؤن دیکھنے
والا نہین اب سمجھاتی ہون ابلیس نے پکار کے کہا ای کنیزان سامری تمھارے کھیل کو آگ لگے مین لُٹ گیا دو وزیر
مارے گئے جلد بتاؤ عمرو کہان ہی ایک نے مسکرا کے کہا یا خداوند آپ بھی خدائی پر زوال آیا آپ نے مسلمانون کو کیون چھیڑا عمرو تو
بلائے روزگار ہی انتہا کا مکار و غدار ہی سامری نامے مین دیکھے جابجا سامری و جمشید نے یہی لکھا ہی کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے
قضا نہین ہی کشندۂ ساحران ریش تراشندۂ کافران لقب ہی آپ نے اُس سے کیون بگڑ لی الجہائی اسوقت چوک مین ایک
جوہری کی دکان پر گماشتہ بنا بیٹھا ہی جواہر بدل رہا ہی اُس دکان مین لال پردے لگے ہین سائبان زربفتی کھنچا ہی اسی نشان
پر کوئی جائے کیا عجب ہی گرفتار ہو یا خداوند جسطرح آپ نے قصر اسرار سامری مین او رزبانی کاہن کی یہ سنا کہ چالیس دن
آپ پر سخت ہین اور وہان لشکر حمزۂ صاحبقران مین خواجہ بزرجمہر کے بیٹے موجود ہین وہ جو حکم لگاتے ہین کبھی اُسمین
فرق نہین پڑتا اُنہین نے عمرو کو بتا دیا کہ اگر چالیس دن مین خداوند ابلیس کو نہ مارا تو بعد چالیسوین دن کے اُنکی سختی دفع
ہو جائیگی اگر برائے مقابلہ نکلے تو مشکل پڑیگی عمرو نے اسی وجہ سے آکے جمشید کو مار اقلعہ و تختی مٹا یا اب دونون وزیر مارے گئے
آپ کی دختر کہ معشوقہ بادشاہ لشکر اسلام ہی اُسکو ضرور رہا کر یگا یہ کہکے پانسے پھینکے کچے آئے کہا یا خداوند آپ جائیے
ہمارے کھیل مین ہرج ہوتا ہی ابلیس قصر سے باہر نکل آیا صیقل جادو کھڑا ہی ابلیس نے کہا ای صیقل چوک مین جاؤ

فلان دُکان پر عمرو عیار گماشتہ بنا ہوا ہی جلدی جاتے ہی گرفتار کرلو یہ سنکر صیقل جادو چلا یہان حقیقت مین خواجہ نے گماشتے کو
پکڑ آدمی کی شکل بنکر دُکان پر بیٹھے جواہر بدل لیا ڈبہ بھی اُٹھا لیا جب اپنا مطلب ہو چکا کہا ذرا پیشاب کر آؤن گلی مین جا کر غائب
ہوئے سیٹھ جی نے جو دُکان پر دیکھا ڈبہ ندارد گھبرا گیا عمرو نے جا کر گماشتے کو ہوشیار کردیا گماشتہ حیران حیران دُکان کی طرف
چلا سیٹھ جی نے جو دیکھا گماشتہ آتا ہی پکار کے آواز دی او چوٹٹے صندوقچہ جواہر کا کیا ہوا گماشتے نے کہا میری تو سیٹھ جی کچھ کیا گذری
مہاجن نے دوڑ کر گریبان پکڑا کہا ابھی جان دونگا اور تمہاری لونگا گماشتہ اور سیٹھ مین جوتی بیزار ہونے لگی کہ صیقل آگیا یہ جھگڑا
جھگڑا گماشتے کی گردن لی یہ ہان ہان کرتا ہی کون سنتا ہی لے بھاگا سیٹھ جی حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا میرے گماشتے کو کون لیگیا ایک
دُکاندار نے کہا جو تمہارے گماشتے کو لیگیا وہ ملازم خداوند تھا آج کل شہر مین غدر ہو رہا ہی آپ نے نہین سنا کہ عمرو نے کس کس کو
مارا وہ وزیر خداوند کے مارے گئے یہان خبر لگی ہوگی خواجہ کھڑے ہوئے سن رہے ہین سوچتے ہین خواجہ خدا نے خیر کی اگر
بیٹھے رہتے تو گرفتار ہو جاتے چلو چلکر دیکھیں تو اُس بیچارے پر کیا گذرتی ہی بڑی جوتیان پڑینگی کیا عجب ہی کہ قتل کر ڈالے بن پڑے
تو اسکو بچا دین یہ کہکر طرف دار الامارہ خداوندی کے چلے ابلیس گھبرایا ہوا تخت پر بیٹھا ہی صیقل جادو لیے ہوئے اس بیچارے
گماشتے کو پہونچا ابلیس نے کہا اسکا سر کاٹ لو گماشتے نے کہا حضور میری کیا خطا ہی سیٹھ جی بھی مجھے خفا ہین کہتے تھے جواہر کا تو نے
صندوقچہ چرایا مین نے آج ہاتھ بھی نہین لگایا آپ فرماتے ہین سر کاٹ لو ابلیس نے کہا او ساربان زادے کیون بیہودہ بکتا ہی مجھکو
[illegible] سامری نے تیرا پتہ بتایا جب مین نے پکڑوا بلایا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا میری بارگاہ
سونی ہوگئی وہ وزیر صاحب تدبیر میرے تو نے مارے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کچھ تو میرے دل کو صبر آئے قلب اطمینان پائے
گماشتہ لاکھ انکار کرتا ہی ابلیس اپنی ہی کہے جاتا ہی کہ سامنے سے ایک بقال کو دیکھا روتا پیٹتا ہوا چلا آتا ہی آتے ہی قدمون پر خداوند
کے گر پڑا کہتا تھا یا خداوند عمرو نے غضب کیا میرے بھتیجے کو مار کر گھر لوٹ لیا ایک مقام پر بیٹھا ہی مین دیکھ آیا ہون کوئی جادوگر
کامل میرے ساتھ بھیجیے مین بتادون وہ گرفتار کرے اب ابلیس گھبرایا کہا تو نے عمرو کو دیکھا عمرو تو یہ گماشتہ بنا ہی بقال نے کہا جھوٹ
یہ تو کوئی غیر شخص ہی مین نے اسکو ایک مقام پر بیٹھے دیکھا ہی اُسنے میرا گھر لوٹا جب مین نے چاہا پکڑلون جست کرکے نکل گیا مین کب
رکتا تھا اُسکے تعاقب مین ہو لیا اب وہ چھپکر ایک درخت نخلستان مین بیٹھا ہی مین نے بخوبی پہچانا اگر اسپر آپ کو گمان ہو منھ اسکا
دھلوائیے گرم پانی منگوائیے اگر عمرو ہی رنگ و روغن اُڑ جائیگا اگر عمرو نہین ہی یہی صورت رہیگی مگر میرے ساتھ ایک ساحر
کامل بھیجیے کہ عمرو کو پکڑے گماشتے کا منھ دُھلوا کے رہا کرایا صیقل کو ساتھ لیا چلتے وقت ایک پرچہ قدرت کے ہاتھ مین دیا
کہا اسکو پڑھیے گا جتنا اسباب میرا لوٹا اسی مین لکھا ہی مین سب قدرت ہی سے لونگا عمرو کو ابھی گرفتار کرا دونگا ابلیس نے
وہ پرچہ لیلیا مگر صیقل بقال کے ساتھ ہو لیا آکر ایک مقام پر صیقل رکا بقال نے کہا کیون جاجی آتے کیون نہین صیقل نے
کہا مین سمجھا جو مطلب ہی مجھکو قدرت نے سمجھا دیا عمرو اسی مقام پر ہی بقال نے کہا مین خود بتادونگا ایک مقام پر خیمہ استادہ تھا
ایک گنوار کی برات اُتری ہوئی تھی دولہا مسند پر سب زیور پہنے ڈھال پھینکے باندھے ہوئے بیٹھے ہین چاندی کے کڑے ہاتھ
مین ایک کنگنا کا لونڈا ناچ رہا ہی بقال نے کہا میان صیقل یہ جو لڑکا سامنے ناچ رہا ہی یہی عمرو ہی ایک گولا مار دیجیے سحر کیجیے اب
ٹال نہو یا اسے گرفتار کیجیے یا ایسا سحر کیجیے کہ قتل ہو میرا مطلب پورا ہو جائے مفت مین بیچارہ گماشتہ مارا جاتا تھا مجھکو بہت ہی
[illegible] ہوا اسکو جا کے رہا کرایا اب تمکو بلاکے یہان لایا اب کام ہو جائیگا صیقل حیران کہ بقال عجب طرح کا آدمی ہی کیسی باتین
کرتا ہی سوچا شاید یہ عمرو ہو تو بڑی خفت ہوگی میرا گولا خالی نہ جائیگا بقال نے کہا آپ کچھ گدھے سے معلوم ہوتے ہین مین اتنی دور مشقت
کرکے گیا آپ کو بلا کے لایا اگر پہچان نہ لیتا تو یون بلا نکالتے کیون کہتا آپ گولا ماریے اور یہ سمجھ لیجیے آپ کی بھی جان کا ضرر ہی جلدی
ستر ہو کر جلد گولا لگائیے صیقل کہتا ہی یہ بقال کیسا چرب زبان ہی جو جو باتین کہتا ہی میری جان جانے کی کون صورت سراسر نگی تھا

مجھے دس پانچ ساحر لگے مار نہیں سکتے یہان کون البتہ دشمن ہے کون میرے واسطے یہان رہزن ہے آخر کہا ای برادر ایسا نہو ابھی یہان
جلسہ مجھسے متوطن ہون مین راہ پر رہزن ہون بیٹے نے کہا آپ کھڑے کھڑے دیکھیے مین جا کے خنجر مارتا ہون جب لوگ مجھکو
گھیرین تم بچا لینا کمر مین پنجہ دیکے اڑا لیجاتا قدرت کے سامنے پہونچاتا مگر قدرت کے سامنے یہ سب بیان ہوگا کہ آپ کے مصاحب
ڈر گئے مین نے عمرو کو مارا صیقل نے کہا ابھی میرے واسطے بدنامی ہے قدرت کہینگے ہمارے مصاحب ہو کے ڈر گئے قدرت
ہم لوگون پر عنایت صرف کرتے ہین ہم قدرت کے قہر و غضب سے ڈرتے ہین ہم اب گولا لگاتے ہین میان لقال صاحب تم جانو
لقال نے کہا لگاؤ ہم خوب جانتے ہین دشمن خداوند کو بچاتے ہین ہمارے سامنے ناچنے والا کتھک کا لڑکا پیشاب کرنے گیا ہے
اُس لڑکے کو بیہوش کرکے ایک گوشے مین ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر آیا رنگ اپنا جمارہا ہے اب بات کو ٹوٹا چاہتا ہے دیکھو
صیقل نے گولا جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر پھینکا لقال نے پیچھے ہٹکر حلقے کمند کے گلے مین صیقل کے ڈالدیے جھٹکا مارا حباب
مارکے بیہوش کیا خنجر مارا ادھر صیقل مرا وہان ابلیس بارگاہ مین بیٹھا تھا تصویر صیقل کی جل گئی دیکھا آسمان پر ابر چھا گیا ہے
غل مچا رہے ہین آواز آئی کشتی مرا نام مین صیقل جادو بود ابلیس نے گھبرا کے کہا یار و غضب ہو گیا عمرو نے صیقل پر بھی تعلی کی
یہ ذکر تھا کہ مہتر زود رفت آیا ابلیس نے کہا او نا عیار نکو نام تجھکو کچھ خبر بھی ہے یہان کیا گذری ارے جمشید نیرنگ ساز اور رنگ جادو
دو وزیر صیقل صاحب تدبیر عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے تجھے ابھی تک خبر نہین عمرو کو ڈھونڈ کر گرفتار کر ورنہ ہمارے قلعے
سے نکل جا نہین تجھکو آتش قہر و غضب مین پھونکدونگا جب وقت پر کام نہ آیا تو کیا قبر مین کام آئیگا عیار اسکا نام ہے کیا
کیا کام کر رہا ہے قلعہ مٹایا شہر کو لوٹتا پھرتا ہے ساحر گیا اور مارا گیا حیران ہون کسطرح مار لیتا ہے ایسے ایسے ساحر نامی اگر زبان
ہلاتے لاکھو دو لاکھو سے لڑ لیتے ایک عیار مکار غیر ساحر اسطرح دم دیکے مار لیتا ہے زود رفت نے عرض کی ابھی غلام جاتا ہے
مشکین باندھ کر اُس ساربان زادے کی لاتا ہے یہ کہکے دو سو پیک بچے ساتھ لیے برائے تلاش عمرو چلا یہان خواجہ صیقل کو مارکر
گھسیاری منڈی پہونچے گٹھا گھانس کا آگے رکھ لیا گھسیارے بنکر بیٹھے مگر حیران ہو رہے ہین کرتا ہے ابلیس کیونکر پہونچون دیکھا
سامنے سے مہتر زود رفت مع دو سو پیک بچون کے آتا ہے آنکا یہ سراپا ہے ایک عرقی بندھی ہوئی کاندھے پر ایک کملی چمڑے
کی جوتی لاٹھی مین لگی ہوئی ٹوپی سر پر چند دانت ٹوٹ گئے فقط گوٹ باقی ہے مگر اُسکو بے لطف پہنے ہین آنکھون مین کیچڑ بھرا ہوا پسینہ
ٹپک رہا ہے ہاتھون سے جو کھجایا تو جسم پر لکیرین پڑی ہین جس مضمون مین شاعر کہتا ہے شعر بار از خاک کوئیت پیرہن است بر تن
آن ہم ز اشک حسرت صد چاک تا بہ دامن زود رفت نے جو دور سے دیکھا کھٹکا گذرا شاگردون سے کہا وہ گھسیارا
جو بیٹھا ہوا ہے گھیر کے پکڑ لاؤ شاگرد کترا کے چلے عمرو نے دیکھا برابر میرے ایک گھسیارا بیٹھا تھا کہا بھیا ہمارا گٹھا دیکھے
رہنا ہم پیشاب کر آئین یہ کہکے اُٹھے جوتی سنبھالتے ہوئے پیشاب کو چلے شاگردون نے دیکھا گھسیارا جاتا ہے آواز دی
میان گھسیارے ٹھہر جاؤ ہم گٹھا گھانس کا لینگے عمرو نے مڑ کے جواب دیا تم سب گھانس کے گٹھے کے پاس ٹھہرو ہم بھی
پیشاب کرکے آتے ہین یہ سنکر شاگردان زود رفت رک گئے خواجہ عمرو چھپکر ایک گلی مین گھس گئے رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوے اُس گلی سے نکلے طرف چوک کے روانہ ہوے یہان جب زود رفت
نے دیکھا کہ وہ گھسیارا نکل گیا شاگردون سے کہا ارے کمبختو تم کیون ٹھہر گئے اُس گھسیارے کو کیون نہ پکڑ لیا شاگردون نے
کہا حضور وہ پیشاب کرنے گیا ہے آتا ہوگا زود رفت نے کہا اب وہ کب آتا ہے وہ عمرو عیار تھا دم دے کر نکل گیا اب تم میرے
ساتھ نہ چلو الگ الگ رہو جب مین زنفیل عیاری بجاؤن تب تم سب میرے قریب آجانا اسیر ٹوٹ پڑنا اور دوڑ کے
کے پکڑ لینا دیکھو میرا گمان بیجا نہ تھا گٹھا گھانس کا چھوڑ کے بھاگ گیا یہان خواجہ عمرو پھرتے پھرتے جوہری بازار مین پہنچے
ایک دکاندار کو دیکھا جواہرات کے ڈبے روپیہ اشرفیون کے ڈھیر لگے ہین خرید و فروخت پر تلا ہوا بازار کھلا ہے عمرو نے

اپنی صورت ایک سوداگر کی بنائی پاس اُس مہاجن کے آئے مہاجن نے دیکھا ایک سوداگر موتیون کے مالے یاقوت احمر
کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے ہاتھ مین انگوٹھیان لاکھون روپیہ کی نگینے بیچے عصا طلائی بادام کا ہاتھ مین سونے کی شام اُسپر
چڑھی ہوئی تار سونے کے بندھے ہوے مہاجن کھڑا ہوگیا کہا خواجہ بازرگان آئیے کچھ خریدیے گا کیجیا منظور ہے عمرو نے
کہا قافلہ پیچھے رہگیا مین آگے بڑھ آیا دس پانچ ہزار روپیہ کی واسطے خرچ کے ضرورت ہے ایک دو موتی میرے پاس ہین دیکھو
کتنے کے ہین اُسنے کہا بیٹھ جائیے خواجہ جوتا اُتار کے دُکان پر چڑھ گئے پشت کرکے طرف بازار کے بیٹھے اشرفیان روپے
دیکھنے کے بہانے سے لیتے جاتے ہین جیب مین ہاتھ ڈال کے ایک کاغذ کی پڑیہ نکالی ہاتھ مین مہاجن کے کھول کے وہی اُسنے
کھول کے دیکھی ایک جوڑی موتی کی رنگ سنگ ڈھنگ چھوٹ پڑرہی ہے بیقرار ہوگیا پوچھا سوداگر صاحب اسکی کیا
قیمت ہے عمرو نے کہا بیٹا مجھے کیا معلوم گماشتے لین دین کرتے ہین جو تمھارے نزدیک بہتر ہو کہ تمھین بھی دو پیسے بچین ہمارا
بھی مطلب ہو جائے ایسی قیمت لگاؤ مہاجن نے ڈرتے ڈرتے دو ہزار کہے خواجہ نے ہنسکر جواب دیا بیٹا مین ایسا
نا واقف نہین ہون اگر اسکے ساتھ کی اور جوڑی ہو بکال مین خرید بھی لونگا مہاجن نے کہا آپ قیمت کہیے عمرو نے کہا
دس ہزار کی یہ جوڑی ہے مہاجن نے کہا پانچہزار کا بیعانہ حاضر ہے فرمائیے تو گانٹھ لگاؤن عمرو نے کہا خوشی تمھاری اُسنے
پانچہزار کی اشرفیان دین جب اشرفیان لیچکے کہا تمھارے ہاتھ جوڑی بیچی اب تمھین وہ ترکیب بتاتا ہون کہ قیمت تمھاری دونی
ہو جائے چینی کے پیالے مین پانی منگاؤ اُسمین ان موتیون کو ڈالدو رومال لپیٹ کے بیٹھو کسی کا دھکا نہ لگنے پائے
تھوڑی دیر مین آب دُونی ہو جائیگی یہ نسخہ تمکو بتاتے ہین قد بھی بڑھیگا آب دو چند ہو جائیگی مہاجن نے اُسی طرح چینی کے
پیالے مین موتی رکھے رومال مین لپیٹ کے سب سے کنارے بیٹھے اگر کوئی گماشتہ قریب آیا کہا ابھی الگ رہو ہمکو
نہ چھونا ورنہ ہمارے موتی بگڑ جائینگے گماشتے کہتے ہین حضور آج یہ نیا نسخہ ہے کبھی ہمنے نہین سنا مہاجن کہتا ہے تم کیا جانو ایک
سوداگر صاحب پُرانے جہاندیدہ کارآزمودہ بتاگئے ہین قد بھی بڑھیگا ضو بھی بڑھ جائیگی ستارے بن جائینگے نگاہ نہ ٹھہریگی
خواجہ اسکی دُکان سے اُترکے ایک گلی مین آئے ہین صورت بدل رہے ہین کہ اُدھر سے مہتر زود رفت کا گذر ہوا مہاجن
سے پوچھا سیٹھ جی صاحب کوئی جوڑی موتی کی خریدی ہے مہاجن نے کہا حضور یہ موتی مین نے ایسے لیے ہین آپ کے
خداوند کے لائق ہین تاج مین لگانے جائینگے مگر پچاس توڑے لونگا اسوقت مین نہین دکھا سکتا زود رفت نے
کہا کیا دور رکھے ہین مہاجن نے کہا رکھے میرے سامنے ہین مگر اُنکے کھولنے مین عیب ہے سوداگر صاحب منع کر گئے ہین زود رفت
نے یہ بات جو جوہری کے منھ سے سنی سنتے ہی قہقہہ مارا کہا اے گدھے تونے بڑا دھوکا کھایا تجھے عمرو لوٹ کے لیگیا
کھول کے تو دیکھو اب جو رومال ہٹایا گندلا گندلا پانی معلوم ہوتا ہے کھٹیان لپٹی جاتی ہین زود رفت نے کہا کہو میان
سیٹھ جی صاحب آبرو بڑھی مہاجن سر پیٹنے لگا کہا حضور مین تو لُٹ گیا کسی کام کا نہ رہا زود رفت نے کہا وہ کدھر گیا
کہا حضور آپ کے آنے سے چند ساعت پیشتر موجود تھا شاید آپ کو دیکھکر چلا گیا ادھر گلی کی طرف گیا ہے زود رفت
دوڑا گلی مین آکے دیکھا عمرو صورت بدل رہا ہے زود رفت نے شاگردون کو آواز دی عمرو نے بھی تیغ کھینچا دس
شاگرد زود رفت کے چہار جانب سے حلقہ کیے کمند تیر تفنگ خنجر مار رہے ہین عمرو سب کے وار روکتا ہے جسکو
چپیٹ کے ہاتھ مارا کسی کا سر چھٹ کے گرا کسی کا ہاتھ اُڑگیا دس بارہ شاگردان زود رفت مار کے ڈالدیے لاشے اُنکے
پھڑک رہے ہین سر زمین پر ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین خواجہ عمرو چاہتے ہین لڑ بھڑ کے نکلون مگر شاگردان زود رفت
صفین باندھے ہوے بیچ مین خواجہ لڑ رہے ہین چہار طرف سے تیر چل رہے ہین عمرو کبھی خالی دیتا ہے کبھی تیر قلم کیے
کبھی زخم ہو گئے ہمہ تن چشم بنا ہوا مگر تیرون سے جسم چھنا ہوا جب دیکھا کہ مین گرفتار ہو جاؤنگا ان بچاؤن سے امان پاؤن

دس مارے گئے بیس اور رہ گئے اب عمرو گھبرایا جست کرکے ایک کوٹھے پر پہونچا زود رفت نے کہا او ساربان زادے کیا
مین کسی مقام پر بھی کرونگا مین بھی آیا جست کرکے زود رفت بھی کوٹھے پر پہونچا شاگردون سے کہا تم نیچے نیچے آؤ مین اسکی
خبر لیتا ہون کہان بھاگ کے جائیگا مین جانے نہ دونگا قضائے کار دس بارہ عیار جو عمرو نے مارے تھے انکے بھائی بند
لاشے انکے اٹھا کے روتے پیٹتے طرف سے قصر ابلیس کے گزرے ابلیس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی پوچھا یہ لاشے کسکے ہین لوگون نے
عرض کی یا خداوند راہ مین منتر زود رفت نے عمرو کو گھیرا تھا اُسنے اتنے بیک بچے قتل کیے اب عمرو بھاگ کر کوٹھون پر گیا
ہر چند منتر زود رفت کمر دکاوش کر رہا ہی مگر اُسپر نتیجہ نہین قابض ہوتا عمرو وہ بلائے روزگار ہی کہ کوٹھون کو پھاندتا ہوا
چلا جاتا ہی منتر زود رفت نہین پاتا یقین ہی کہ لڑ بھڑ کے نکل جائیگا زود رفت نہ پائیگا پہلو مین ابلیس کے ابابیل جادو
بھائی صیقل کا کھڑا تھا ابلیس نے کہا اے ابابیل آسمان سے اڑ کے جا عمرو کو پکڑ کے زود رفت کے حوالے کردے میرے
منتر کو بڑی سختی ہی ایسا نہ ہو عمرو کے ہاتھ سے مارا جائے منتر زود رفت نے اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے اٹھائے کہ
ابابیل چلا جیسے ہی ابابیل [illegible] چھینک ہوئی ابلیس نے کہا بڑا غضب ہوا ابابیل بیچ [illegible] اُستاد بڑی بد شگون ہوا اے طیران
تم الگ سے جاؤ اگر ابابیل [illegible] اُستاد [illegible] تم اُسے سحر کرکے گرفتار کر لینا مگر تیزی کے ساتھ جانا مناسب ہی کہ قدرت خود جانتی
خوف آتا ہی کہ تم بھی کوئی آفت [illegible] طیران نے کہا مین الگ سے سحر کرونگا جب ہاتھ پاؤن عمرو کے بیکار ہو جائینگے تب
قریب جاؤنگا مجھے بھی خوف ہی یہ کہکر یہ بھی روانہ ہوا یہان خواجہ کوٹھون کوٹھون بھاگتے ہوئے جاتے ہین کہ اول ابابیل
پہونچا وہین سے آواز دی او ساربان زادے اب کہان جائیگا عمرو نے دیکھا جادوگر آگیا زود رفت کو بھی آواز دی
منتر جی تم ٹھہر جاؤ یہ کہکر دھم سے گرا للکارتا ہوا چلا کہ جب پاس پہونچونگا سحر کرکے بیکار کر دونگا عمرو کے ہاتھ مین نیمچہ
کھنچا ہوا تھا جیسے ہی برابر پہونچا اور چاہا کہ سحر کرے عمرو نے کہا اسکا سر کاٹ لے یہ سمجھا کوئی عیار اور میرے پیچھے آگیا جب
تو اُس سے کہتا ہی کہ سر کاٹ لے ادھر دیکھنے لگا عمرو نے نیمچہ مارا ابابیل کے دو ٹکڑے ہوئے عمرو بھاگا کہ طیران پہونچا
آسمان ہی پر تھا کہ اُسنے آواز سنی مرنے کی ابابیل کے علامت برپا ہوئی سمجھ گیا کہ ابابیل مارا گیا تڑپ کے اور بلند ہوا دیکھا
عمرو بھاگا ہوا جاتا ہی زود رفت دوڑ رہا ہی ایک کوٹھے پر لاشہ ابابیل تڑپ رہا ہی بس اس ملعون نے وہین سے سحر کیا
پاؤن زمین نے عمرو کے پکڑ لیے عمرو گھبرایا دیکھا طیران زمین پر آیا زود رفت بھی پہونچا طیران نے کہا خدمت خداوند
مین تم لیجاؤگے یا ہم لیجائین زود رفت نے کہا بھائی میرے شاگرد مارے گئے اسکے ساتھ پھرتے ہوئے مجھکو دو روز گذرے
ہلاک ہو گیا جو انعام ملیگا ہم تم ملکر بانٹ لینگے مین بہت ذلیل بھی ہو چکا ہون قدرت نے آج حکم دیا تھا یا قلعہ سے نکل جاؤ
یا عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ مین ناچار ہوکے نکلا بازار مین جاکے گھیرا یہ ظالم کوٹھون کوٹھون بھاگتا پھرتا تھا تمنے بڑا کام کیا
ابابیل کو اسنے کیا جلدی مارا تمنے خوب کیا کہ آسمان ہی سے سحر کیا مین اسکو بچاکے ایک مقام پر چھپاتا ہون قدرت سے
کہونگا اگر عمرو کو پکڑ لاؤن تو کیا ملیگا جب پختہ اقرار کرونگا تب عمرو کو پیش کر دونگا تم جاکے یہی ذکر کرنا کہ مین نے عمرو کو بت
[illegible] مگر نہ پایا طیران نے کہا کیا مضائقہ انعام مین شراکت رہے زود رفت نے کہا تم زیادہ لینا مجھے کم دینا مجھے روپیہ
کا لالچ نہین ہی میری عیاری مین بٹا لگ گیا مین نے کئی مرتبہ قصد کیا مگر اس ظالم کو نہ پایا طیران راضی ہو کے چلا گیا
سحر بھی اُتار لیا زود رفت پشتارہ باندھ کے کوٹھے سے اترا سرخیل نامے منتر اسکا حاضر تھا اسکو پشتارہ دیا کہا لے چلکر
میرے مکان پر ٹھہر مگر خبردار اس سے کلام نہ کرنا ورنہ یہ دام مکر مین پھنسا لیگا سرخیل نے کہا اُستاد یہ [illegible] بلا تپلا تا تھا کیسے
ہڈیان اسکی توڑ ڈالون میرے پنجے سے کیا نکل سکتا ہی زود رفت نے کہا خیر ہر طرح ہوشیار رہنا احتیاطاً سمجھا دیا مین
جانتا ہون کہ تم خود عقیل و فہیم ہو سرخیل نے کہا مین خوب سمجھتا ہون آپ اب جائیے اور قدرت سے پختہ وعدہ کرلیجیے

منصب و جاگیر بخشے سرخیل عمرو کو لیکر چلا مگر زود رفت خوشی خوشی خدمت ابلیس میں آیا طیران پہلے ہی ہو چکا تھا کہ جاکر
حضور ابابیل تو مارا گیا عمرو غائب ہوا مگر زود رفت اسکی فکر میں ہے یقین ہے گرفتار کرکے لائیگا آپ کے عیار کا خدائی میں
مثل و نظیر نہیں ہے بڑی جستجو ہے بہت اُسکو آرزو ہے کہ ساربان زادے کو گرفتار کروں دامن مدعا گل مراد سے بھروں یہ
باتیں ہو رہی تھیں کہ زود رفت ہنستا ہوا آیا ابلیس نے کہا کیوں مہتر صاحب تم تو ایسے خوش ہو گیا عمرو کو پکڑ لیا کہا حضور
ابھی گرفتار تو نہیں ہوا بھاگتے بھاگتے غائب ہو گیا میں اب جاکے اُسکے لشکر سے اُسے لاؤنگا مگر یہ گزارش ہے حضور
خوب آگاہ ہیں کہ بارہ چودہ شاگرد میرے جان سے مارے گئے کچھ زخمی ہیں اور میں نے کیسی کیسی مصیبتیں اُٹھائیں
مگر آج قدسوں کی خداوند کی قسم کھاتا ہوں کہ ضرور اُسے گرفتار کرکے لاؤنگا ابلیس نے کہا لاکھ روپیہ نقد دونگا کہو
تو خزانے کے نام رقعہ لکھدوں زود رفت نے کہا لائیے رقعہ لکھدیجئے ابلیس نے کہا مجھے ایسا گھمنڈ ہے کہ پکڑ ہی لائیگا
عمرو تیرے پنجے میں ہے زود رفت نے کہا یا خداوند آپ یہ سمجھے کہ گرفتار کر لیا ابلیس نے کہا سچ کہو زود رفت نے
کہا قدرت کی عنایت سے خوب لڑائی پڑی کئی تلواریں ٹوٹیں کتنے خنجر بیکار ہوئے مگر میں بھی کسی مقام پر دبا نہیں عمرو
کو پکڑ ہی لیا سرخیل جو میرا شاگرد رشید ہے اُسکو دیدیا وہ اُسکا پشتارہ لیے ہوئے میرے گھر پر بیٹھا ہے اب جاکر لاتا ہوں
ابلیس نے کہا تو بڑا بدگمان ہے بلکہ بے ایمان ہے اگر تو میرے سامنے لے آتا تو کیا میں تجھکو انعام نہ دیتا جو تو پشتارہ
اپنے مکان پر رکھ آیا زود رفت نے کہا غلام کے خیال میں یہی آیا اب جاکے پشتارہ لاتا ہوں یہ کہکر اُٹھا اپنے
مکان کی طرف چلا یہاں سرخیل پشتارہ عمرو کا لیے ہوئے مکان پر زود رفت کے آیا ڈیوڑھی میں پشتارہ رکھ
بیٹھے حقہ پینے لگا کہ عمرو کی آنکھ کھلی سرخیل کو جھک کے سلام کیا دعا دی چراغ عیاری کا روشن رہے کوئی آپکے برابر
عیار نہیں میاں زود رفت نام کو اُستاد ہیں آپہی کے بھروسے پر سب کام ہوتے ہیں جس کام میں آپ نہیں شریک
ہوتے وہ سر پر ہاتھ دھرکے روتے ہیں کیوں بھائی اب ہمارا کیا انجام ہوگا مجھسے بڑی خطائیں ہوئی ہیں جو لائق معاف
کرنے کے نہیں ہیں اگر مذہب خداوندی قبول کریں تو جان بچ جائیگی سرخیل نے کہا خواجہ تمنے تو غضب ڈھایا وہ وہ
جادوگر تمہارے ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا قدرت دیکھتے ہی حکم قتل دینگے ہمکو تو یہی یقین ہے کہ جان بری
کی کوئی صورت نہیں خواجہ یہ سنکر بہت روئے سرخیل نے دیکھا اسطرح روتا ہے خوف معلوم ہوا ایسا نہو اسکی روح
جسم سے مفارقت کرجائے خوف بڑی چیز ہے سرخیل نے کہا اسقدر بیقرار نہو ہم خود تمہاری سفارش کرینگے اور
اُستاد بھی گذارش کرینگے عمرو نے کہا بھائی یہی بات وہی تھی جو تمنے پہلے کہی تھی اب تسکین دیتے ہو دل پر ہو فور غم و الم
ہو لبوں پر دم ہے کچھ ہے آل دنیا دیکھو مال بھی جمع کیا جنکے حق کا تھا اُنکو نہ پہونچا نقدی سب کچھ ہے وہی مہتر جلاد قتل کرکے
لے لیگا کسی کو حصہ نہ دیگا میں اپنی زندگی میں شاد ونمیں حصہ پاس نہ رکھوں اگر جلاد نے پایا تو کیا فائدہ تم اپنے ہم پیشہ ہو تمہیں
تو خیال آجائیگا کوئی مستحق بھی کچھ پا جائیگا یہ سنکر میاں سرخیل کے کان کھڑے ہوئے کہا خواجہ صاحب اگر خداوند ابلیس نے تمکو
زندہ چھوڑ دیا تو محلے میں جاکے پوچھیے گا سارے محلے بھرنے اپنا روپیہ ہمارے پاس رکھوا دیا ہے جب وقت پڑا مانگتے ہی حاضر
کیا جاتا ہے اگرچہ کوئی مر گیا دھونڈھ کر اسکی اولاد کو دیدیا گرمی میں اُنکے نام سے سبیل رکھوا دی کہ اُنکی روح کو ثواب پہونچے ہمارا
تو خواجہ یہ دستور ہے عمرو نے کہا سبحان اللہ ایسے سپہر جنم ہمنے نہیں دیکھے نہ سُنے اب میں بھی اپنا روپیہ تمکو دیتا ہوں تمکو
تھا حقدار ان میں ہماری اولاد کو پہونچا دینا اپنا حصہ تم لے لینا ہمارا آج کا نتیجہ بھی ہو جاتا بہتر ہے سرخیل نے کہا خواجہ
ہمیں نہیں چاہیے تمہارے مذہب کے کام کردینگے تیجہ چالیسواں بڑی دھوم سے ہوگا اول تو جہاں تک ہو سکیگا اور
بس چلیگا تمہاری جان ہی بچا لینگے اگر شاید خداوند نے نہ مانا اور قتل ہی کیا تو جان و مال سے موجود ہیں عمرو نے

قبر مین ہاتھ ڈالا ایک پوٹلی روپیون کی نکالی کہا ایک بڑے افسوس کی بات ہی آپ طریقۂ اسلام سے آگاہ نہین مین سرخیل
نے کہا خواجہ میان تکیہ پر فقیر رہتا ہی اُس سے دریافت کر لیا کرینگے عمرو نے کہا لیجیے اب آپ کو اختیار ہی اسکے کئی تکیے
ہونگے میان سرخیل نے وہ پوٹلی ہاتھ مین لی پوچھا اسمین کتنے روپئے ہین عمرو نے کہا یہ بڑا غضب ہی مجھے گنتی نہین آتی دو دو
گنے تھے دس پنج ٹھہرے سرخیل نے کہا سبحان اللہ کیا خوب گنتی بتائی دو دو تو گنے پھر پنجے کیونکر ہوگئے عمرو نے کہا جو آتا
تھا وہ بتا دیا سنو بھائی ایک حصہ تمھارا ایک ہماری اولاد کو پونچے ایک حصے مین تیجہ وغیرہ ملکہ آپ اپنا حصہ ابھی سے
لے لیجیے سرخیل نے کہا مین لیونگا عمرو نے کہا اب بھی کچھ شک ہی سرخیل نے کہا بھائی مین بدنیت نہین ہون اس کام
مین دو پیسے اپنے پاس سے لگا دونگا مگر کوئی رسم نہ رہجائے خواجہ نے کہا ایسا نہ جانتا تو کاہیکو دیتا میان غربت مین
میرا کون ہی جب قبر مین نے اپنی جان نکال کے دیدی اور چپکے سے کہا ابھی اور بہی بڑے بڑے بادشاہون کو لوٹا تمھارے
ایک سے کیا کچھ کم حاصل کیا جسکو مارا اُسکا سب مال لے لیا کپڑے تک اُتار لیے اور سب بیچ کے نقدی کر لی سرخیل نے
کہا کچھ جواہرات بھی ہی عمرو نے کہا بہت تمھارے شہر مین مہاجن کو لوٹا تھا ہیرے کے نگینے کچھ چرا کے بھی لیے باقی مول لے
نام سے نے لیے اُسکا منھ پھیر انتھا مار دیا مین کیا کہتی بات ہین عاجز ہون اب مین سب کچھ تمھین کو دیے دیتا ہون
ایک وعدہ مجھے یکا کر لیجیے اگر مین زندہ بچا اپنا مال پھیر لونگا اگر مار اگیا تمھین شیر مادر رکھا ڈبیو ڈبیو تو بھلو میرا مال سخت ملعون
جو لیگا پھل پائیگا اور تمنے بہ جبر نہین لیا مین نے بخوشی دیدیا سرخیل بہت خوش ہی عمرو نے کئی اور پوٹلیان روپیون
کی دین پھر ایک ڈبیا نکالی سرخیل نے دیکھا ڈبیا عقیق سرخ کی ہشت پہل یاقوت معلوم ہوتا ہی سرخیل نے کہا بھائی اسمین
اسمین کیا ہی عمرو نے کہا اسمین سنکھیا ہی اسکا حال نہ بتاؤنگا جب انسان قبر مین جاتا ہی بڑی مصیبت اُٹھاتا ہی دو فرشتے
آکر پوچھتے ہین خدا تیرا کون ہی سب کچھ پوچھا جاتا ہی اُسوقت ثابت رہنا حق بات کہنا بہت دشوار ہی مین یہ ڈبیا
اُنکو رشوت مین دونگا یہی کہدونگا اچھی اچھی باتین میری طرف سے لکھو جب دیکھینگے خوش ہو جائینگے سرخیل نے کہا
خواجہ آخر اسمین کیا ہی عمرو نے کہا یہ نہ پوچھیے ایسی چیز ہی کہ دنیا والے ضبط نہ کر سکینگے انھین فرشتون کے لائق ہی
سرخیل نے کہا مین کھول کے دیکھون عمرو نے کہا دیکھیے آپ کی نیت مین فرق آیا صاف کیسے دل کیا کہتا ہی سرخیل
نے کہا خواجہ مین جو کہتا ہون وہی کرتا ہون آپ نہ گھبرائین مین نے صرف یہ چاہا تھا کہ دیکھ لون لونگا نہین عمرو
نے کہا دیکھیے آپ کو اختیار ہی مین نہین کہسکتا سرخیل اُس ڈبیا کو کھولنے لگا ہرچند زور کرتا ہی مگر ڈبیا نہین کھلتی
جب بہت زور کیا وہ ڈبیا کھلی اُسمین سے بیہوشی اُڑی سرخیل بیہوش ہوا خواجہ نے سب روپیہ اُٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا جھلا کے ایک لات ماری فرمایا بیٹے تو اس مشقت سے جمع کیا اپنے باوا کا مال جان کر کیا کس کس کے
باندھا ہی سرخیل کو بھی اُٹھا کے نذر زنبیل کیا باہر نکل کے دیکھا مرغیان مرغ چر رہے ہین ایک مرغ پکڑ لیا حلال کر کے
سارا خون زمین پر گرایا جب سرخیل کو زنبیل مین رکھ چکے اُسی کی صورت بنکر تیار ہوے بیٹھ کے رونے لگے میان
زود رفت لاکھ روپیہ کا رقعہ لیے ہوے خلعت بہت بھاری پہنے ہوے ہنستے ہوے چلے آتے ہین دیکھا سرخیل
بیٹھے رو رہے ہین عمرو کا پشتارہ ندارد زود رفت گھبرا گیا پکار کے کہا کیون خلیفہ صاحب خیر تو ہی عمرو کہان گیا
روتے کیون ہو سرخیل نے کہا اُستاد بڑا غضب ہوا مین تو لیتا تھا اُسنے رسیان دانتون سے کھولین مجھے خبر نہین بس
وہ ظالم اُٹھا کہا تو سرخیل ہم جاتے ہین مین نے کہا آپ کہان جائینگے کہا دیکھو وہ بلاتے ہین مین نے منھ پھیرا وہ جست
کر کے بھاگا مین نے لپک کے ایک تیغہ بھی مارا نشانہ کٹا دیکھیے خون بھی جابجا اُسی کے شانے کا پڑا ہی مگر وہ زنگا
مین بہت دوڑا اتنا تو اُسنے کہا اے سرخیل تو نے غضب کیا ہاتھ بالکل بیکار کر دیا افسوس صد افسوس اب مین ٹھنڈا

کھلا دونگا ہاتھوں ہاتھ آبرو گئی کیا اِسے آیا اب کون دستگیری کریگا روتا پیٹتا وہ بھاگ گیا مجھے ایسے دو نمبرے نہیں دیکھے یہ کہتا ہے اور
روتا ہے زود رفت نے کہا بھائی بڑا غضب ہوا میں تو قدرت سے کہکر آیا ہوں کہ میں نے عمرو کو پکڑ لیا لاکھ روپیہ کی سند
لی یہ موجود ہی فرماتے تھے میں اُس ساربان زادے کو قتل کرونگا یہان یہ معرکہ گذرا اب میں کیا جواب دونگا کیونکر قدرت
کے سامنے جاؤنگا اب بڑی مشکل ہے سرخیل نے کہا آپ گھبرائیے نہیں میرے ساتھ چلیے میں ابھی ڈھونڈھکر پکڑ لونگا ہوش کا
علاج کر رہا ہوگا درد کے مارے مر رہا ہوگا اب وہ عمرو نہیں ہے وہ جست و خیز گئی اُٹھ بھی نہ سکیگا زود رفت نے کہا ای
سرخیل کچھ دیوانے ہو وہاں اُسکے شاگرد بہت ہیں اور کیا تجھے اُسکا ابوالفتح اصفہانی جسنے قلیم گوش کے کان کاٹے جب اُسکے
کان ہوے ایسی بھی بات ہے کہ وہ اپنے اموں کے بدلے نہ لڑے گلباد و گلباد فرزندان قلیم گوش شاگردان رشید میں وہ سب
اپنی جان دیدینگے سرخیل نے آنکھوں پر تو رومال رکھ لیا ہے کہ آنکھ سے آنکھ نہ ملے نہیں معلوم آنسو کہاں سے آئے سب
لباس اشکوں سے تر بتر ہے زود رفت کہتا ہے ای سرخیل اب نہ رو جو ہونا تھا وہ ہوا قدرت کی مرضی ہوگی تو پھر
گرفتار کر لینگے مگر اب اُس ظالم کا ملنا دشوار ہے سرخیل کہتا ہے کچھ مشکل نہیں میں ابھی چلکر گرفتار کرکے آپکو دیتا ہوں
خدمت خداوندی میں لیجائیے دونوں آپس میں باتیں کرتے ہوے جاتے ہیں ایک مقام پر سرخیل رُکا کہا اُستاد دیکھیے
وہ آتا ہے مگر ہاتھ کٹا ہوا ہے تھمیے خون تھمی نہیں ہے بہت دردمند ہوا جیسے ہی زود رفت بیٹھا اُستاد تو منہ سے نکلا کہ کہاں
عمرو نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے حباب مارا بیہوش زود رفت کو کیا میٹھے رنگ و روغن عیاری کا نکالا
اُسکو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوے گلے میں گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے پشتارہ باندھکر
لیچلے راہ میں جو ملا اُسنے کہا حضرت صاحب خیر تو ہے جواب دیا عمرو کو گرفتار کیا اب خدمت خداوندی میں جاتے ہیں یہاں
ابلیس مع چند ساحروں کے دربار میں بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہے کہ خبر پہونچی حضرت زود رفت عمرو کو لایا کہا سامنے لاؤ ہزاروں
شاگرد اُستاد اُستاد کہتے ہوے دوڑے زود رفت نے ایک گدھا بھی بلوایا کہ اسیر عمرو کو سوار کرکے جوتیوں کا ہار بھی
پہناتا ہو نرسنگا بھی بجنے ابلیس یہ معرکہ دیکھکر بہت خوش ہوا کہا ای زود رفت تو نے بڑا کام کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کرکے
لایا مجھے یقین تھا نکل جائیگا زود رفت نے کہا حضور آپ کا گمان جاے تھا اتنے ہی عرصے میں میرے شاگرد رشید سرخیل
کو مارا جب میں پہونچا تب میں نے اُسکو پھر گرفتار کیا اب یہ حاضر ہے جیسا حکم ہو میرا ارادہ ہے کہ پہلے سارے شہر میں اُسکو
تشہیر کروں پھر قتل کروں ابلیس نے کہا تجھکو اختیار ہے خواجہ نے فوراً زود رفت کو گدھے پر سوار کیا جوتیوں کا ہار
گلے میں ڈالا لڑکے تالی بجاتے ہوے اب جو زود رفت کی آنکھ کھلی دیکھا میرے شاگرد جوتیاں لیے ہوے مجھی کو مار رہے
ہیں چھوٹے چھوٹے لڑکے للکار رہے ہیں چاہتا ہے بولوں گلے میں گیند ٹھنسا ہوا غیں غیں کرتا ہے شاگردوں پر اشارے
جس سے اشارہ کیا اُسنے کھینچ کر طمانچہ مارا کہا او پاجی تو نے ہمارے اُستاد کو ذلیل کیا بڑے بڑے ساحروں کو مارا
اب کہو اپنے کو کس حال میں پاتے ہو زود رفت نے پلٹکر دیکھا عمرو میری شکل پر میرے ساتھ ہے اب سمجھا مجھکو اپنی صورت
بنایا ہے جب تو یہ انقلاب ہوا کہ میرے شاگرد مجھکو مارتے ہیں لڑکوں کو کھیلیں مل رہی ہیں کوڑیاں لٹ رہی ہیں ہر گلی
کوچے میں یہی ہلڑ ہے کہ عمرو پکڑا گیا تشہیر ہو رہا ہے اب دار پر کھینچا جائیگا اپنی خطا کی سزا پائیگا مگر قضائے کار ابلیس [illegible]
ملتا ہوا قصرِ اسرار سامری کی طرف چلا پہلے سب سے صلاح کی کہ آپ سب صاحبوں کی کیا رائے ہے کہ عمرو کو قتل
کروں یا قید رکھوں سب نے کہا قید ہی رکھنا مناسب ہے حمزہ ابھی زندہ ہے ایسا نہ ہو کہ آ جائے اکیلا ہزاروں میں
لڑیگا بڑا معرکہ پڑیگا عمرو کو چھڑا لیگا سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا پھر ہلاک کیا کرتے بڑا بہادر ہے دریاے جرات کا ہے کہاں کہاں
جاکر کس کس کو مارا اگر عمرو قید رہیگا اُسکو بھی تسکین رہیگی کہ کبھی چھڑا لونگا اگر سنیگا قتل ہوتا ہے جان کو عزیز نہ رکھیگا فوراً آ پڑیگا

جب سرداروں نے اس طرح کی باتیں کہیں سوجا قصر اسرار سامری میں جیتوں کنیزان جمشید سے صلاح لوں وہ سب عیش لپسند ہیں یہاں لوگ دردمند ہیں کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا بیٹا مرا ان سب کی راے میں فتور ہے میرا تقلب خود نا صبور ہے یہ سوچتا ہوا قصر اسرار سامری میں آیا دیکھا سونے کی پتلیاں بشکل حسینان ماہرو و شوخ رنگ کھیل رہی ہیں پچکاریاں ہاتھ میں مشکوں میں رنگ بھرا ہوا کنیزوں کے کاندھوں پر وہ مشکیں لدی ہوئی ہیں رنگ کھیل رہی ہیں بولیاں گاتی ہیں جس پر پچکاری پڑتی ہے اپنی ساری شکھار ہی ہے کوئی لنگ بھر کے گاتی پھرتی ہے کیسی کیسی مہ جبینیں ابرووں پر بل گویا خنجر کھنچے ہوے آنکھوں میں سرمہ دنبالہ دار گویا مست کے ہاتھ میں تلوار بقول شاعر شعر اسقدر گردش نہیں لازم ہے چشم یار کو۔ ہے سفر موجب عزیز مردم بیمار کو۔ آنکھوں کو گردش قتل عشاق کی کوشش موافق اس مضمون کے یہ اشعار خوب ہیں نظم

بچشم انصاف سے دیکھیں تو تمھاری آنکھیں
ڈھونڈھتی پھرتی ہیں اس گل کو ہماری آنکھیں
مار اُتار ابھو جو اک تیر نظر کی تم نے
خود نکل کر ہوئیں اس دل میں کٹاری آنکھیں
شرم کر اب نہیں ملتی کسی کوشے میں بھی جا
کیوں نہ بھرا ہیں دم زخم شماری آنکھیں
جس جگہ جا ہو رہو آگے ٹھکانا کر لو
ٹوٹ آنکلیں کسی روز ہماری آنکھیں
شادی وصل ہو یا ہیبت رنج فرقت
اس لیے پھوٹ کے روتی ہیں ہماری آنکھیں

سیکڑوں انگشتریوں میں تھیں یہی پیاری آنکھیں
باغ باغ اُنکے اشاروں سے ہوا جاتا ہوں
دیکھنے میں تو چھُری ہیں نہ کٹاری آنکھیں
تیرا جلوہ نظر آتا ہے جو بتوں کو دیکھوں
قبضۂ شوخ نگاہی میں ہیں ساری آنکھیں
وہ مجالسے میں کوئی حور لقا آتا ہے
دل ہی تم سے ہیں پیارا ہے نہ پیاری آنکھیں
پیچ پیچ جاتی ہیں پھر جاتی ہے جیسے اک خلق
آج کل دونوں بچھ گئی ہیں ہماری آنکھیں

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت میں
جل رہی ہیں وش یاد بہاری آنکھیں
قلزم اشک حبابوں سے جو خالی دیکھا
دے وہ حق ہیں مجھے اے ابر دو باری آنکھیں
سنگریزے ہیں شب ہجر مجھے اختر چرخ
دیکھلیں ہیں وہ نشیبوں کی سواری آنکھیں
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
گردش بخت دکھاتی ہیں تمھاری آنکھیں
آبلے پڑ گئے ہیں کچھ دل سوزاں میں جلال

کسی کا چہرہ رشک آفتاب کوئی باتوں کی چلبلی بانکے دوپٹے زلفیں چہرے پر بکھری ہوئی حسن بے تکلف کسی پر پچکاری جو پڑی آب رواں کا دوپٹا بھیگا وہ حباب دریاے نور ظاہر ہوے بقول مصنف نار پستاں کی کیا انکھوں تعریف ہے یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا پڑ کوئی اکڑتی پھرتی ہے کوئی رنگ سے اپنے کو بچاتی پھرتی ہے پکار رہی ہوئی ہوا میں نے ابھی کپڑے بدلے ہیں دیکھو مجھپر رنگ نہ ڈالنا میں اس رنگ میں نہیں ہوں اگر مجھپر رنگ پڑ گیا قیامت برپا کرونگی اُسنے پچکاری مار دی اسکے تیور پر بل آیا لیتے ناگوار ہوا چہرہ سرخ ہو گیا جھلاتی ہوئی دوڑی اُس پچکاری ہزاروں بناوٹ سے کسکی مجال ہے کہ اُسنے نگاہ ملاے شعر مصنف انکھڑیاں رہزن نگاہ پیاری بھی شمشیر ہے۔ ہے اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہے۔ آنکھوں کو جو گردش ہوئی عاشقوں کو جان دینے کی کوشش ہوئی دوڑکر جسنے رنگ پھینکا تھا بال اُسکے پکڑ لیے دانتا کلکل ہونے لگی آپس کی باتیں کنایوں خیلہ مجھپر رنگ ڈالا ہے شرط کہ زبان کاٹ لوں اُسکا فتنین گر اُسکا عذر غضب کا تھا یہی جھلا کر جواب دیا ہوا اب ہم تم سے کبھی نہ بولینگے ذرا میں بگڑتی ہو بات بات پر لڑتی ہو آج روز پیدائش سامری ہے ہر بات میں خوشی بھری ہے کیونکر رنگ نہ کھیلیں آج سب سامری پرست خوش ہیں ایسا ہی دن واقعہ ہوا تم اسپر خفا ہوتی ہو کھیل میں روتی ہو میں چار آنے دے کر کپڑے دھلوا دونگی تمھارے دل کا رنج مٹا دونگی اُس شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نے شوخی سے جواب دیا ہوا میں کچھ محتاج نہیں ہوں تم ایسے پچاس کے کپڑے دھلوا دوں کسو تو نیا جوڑا ابھی دیدوں تمھارا اصلی جوڑا کیا ہوا نری مادہ رکھتی جوڑا اوٹھا اب تمھیں کیونکر ہونگے دانہ کیونکر بد لوگی بچو کیا بھلا دوگی یا اُٹھا جاوگی دوسری نے کہا واہ بوا میں اس کھیل سے باز آئی اپنی جوتی سنبھالو ایسی باتیں منھ سے نہ نکالو جوڑے کا جو نام لیا ہزاروں باتیں سنائیں کہنے لگی بوا تمھیں ضلع جگت بہت آتا ہے مجھے ان باتوں سے نفرت ہے عجب محفل ہے نازنینان چینی

مہ تمکین خوبصورت چال ڈھال میں نزاکت باتوں میں مروت حسن عاشق کش جادو فریب دل ناشکیب باتیں گرما گرم نگاہوں میں شرم اداؤں میں پیاری زیور عیاری ابلیس مبہوت ہو گیا پکار اٹھا اے شاہزادیو ذرا یہ چند اشعار تو سن لو آج تو کمبختوں نے مار ڈالا دل بیقرار ہے جی چاہتا ہے کہ ایک ایک کو گلے لگاؤں جان نثار کروں نظم

گم کروں ہوش کو میں ہوش کرے گم مجھکو
اب میں جاتا ہوں کہاں داغ جگر کہتا ہے
پہلے دیتا ہے خنجر تبسم مجھکو
وصل کی شب سے جو کہتا ہوں ٹھہر کہتی ہے
خون روتا ہوں جو آتا ہے تبسم مجھکو
جوشش گریہ میں اللہ ری بیتابی دل
ساتھ آنکھ لیے پھرتا ہے تو ہم مجھکو
گریۂ عشق کی نیرنگ نمائی دیکھو
اس خرابات میں ملتا جو کوئی خم مجھکو
دیکھکر انجمن آرا مجھے جلتا ہے فلک
بے ٹھکانے کی سوجھاتا ہے ترحم مجھکو
گھورتی مجھے زمانے کی چلی جاتی ہے
اسکو رونا میں بتا دوں یہ تبسم مجھکو
آپ میں کون ہے سمجھاتے ہیں اسکو یہ جلال

شوق کی بیخودیوں نے یہ کیا گم مجھکو
دل نہیں ہوں کہ جو کر دو گے کہیں گم مجھکو
دل مرا فرقت ساقی میں بھر آتا ہے
جب غم نے بھی تو دے گردش انجم مجھکو
گفتگو طور پہ باہم نہ کچھ آ جائے کلیم
لے نہ ڈوبے کہیں کشتی کا تلاطم مجھکو
کیا ہجوم نگہ شوق ہے رکھ جلنے
چند قطروں نے دکھائے کئی قلزم مجھکو
لوگ جان بخش کہیں جنبش لب کو تیرے
داغ یارب دیے ہوتے اے انجم مجھکو
کشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہوں
چھیڑے جاتا ہے شب زور یہ کژدم مجھکو
حشر میں چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز
آ گئی سمجھے ہوئے ہیں ابھی مردم مجھکو

منتظر اس راہ میں پیلے نہیں گم مجھکو
ڈھونڈتا ہوں میں تجھیں ڈھونڈتے ہو تم مجھکو
چھپتے ہیں نرم شب وصل کے آثار کہیں
یوں مرخالی نظر آتے تھے بھرے خم مجھکو
زخم ہوں میں کوئی اور تیغ جفائے ہجران
شوق دیدار ہمیں شوق تکلم مجھکو
ناظر غیر کہاں میری جگہ اسمیں کہاں
چشم اغیار سے محفل میں نظر ہی گم مجھکو
ہر شخص کو ہمیں فلاطون کی طرح گم کر
قتل کرتی ہے یہی ہنس کے تبسم مجھکو
لامکان پر میں اسے ڈھونڈھتا ہوں پھر پھر کر
جو قیامت بھی اٹھائے تو کیجیے قم مجھکو
گریہ کیا جانے مرا زخم میں کیا جانوں ہنسی
آنکھ کمبخت سے بیجا ن گئے گم مجھکو

ابلیس نے جو بیقرار ہو کے یہ اشعار پڑھے حسینان مہ جبین ہنسنے لگیں ایک نے مسکرا کے کہا اسی منہ پر دعوی خدائی ہے تو آپ کی بات پر ہنسی آتی ہے ہم لوگ کون ہیں خداوند سامری و جمشید جو لاہدل کے چلے گئے ہمکو برائے محبت ظاہری بنایا تھا مگر کیا رنگ ڈھنگ ہیں آپکے ہوش گم ہوے عاشق ہو کر کیا کرو گے عشق بڑی چیز ہے اسکا کرنے : الامیر تمیز ہے بقول شاہ جنید۔

عشق و گل ہو کہ اس میں ہی چہچہے بلبلو	عشق نخل ہے میں نے لگا جل اکبار	عشق نو میوہ ہے جسمیں نہیں لذت نما	عشق موج شوخی ہے جسمیں کبھی آئی نہ بہار
	عشق وہ شاخ ہے جسمیں نہیں پتہ دیکھا	عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتہ دیکھا	

ابلیس چپ ہو گیا منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں رنگ فق و متغیر متردد متحیر ایک ایک کی صورت دیکھتا ہے انکی چہل پہل خانۂ دل میں ہل چل دل کہتا ہے پہلو سے نکلوں ایک نے کہا یا خداوند آج خلاف وقت کہاں آئے ابلیس ہوش میں آیا کہا اے شاہزادیو ایک معرکے میں خطہ پڑا تردد ہے بڑے بڑے ساحر میرے رفیق شفیق ہاتھ سے عمرو کے مارے گئے مگر زرد و رفت جو بھی جستجو سے اسے پکڑ لایا تسخیر کر رہا ہے مجھے تردد یہ ہے کہ اگر خطاؤں پہ خیال کرتا ہوں تو فوراً قتل کرنا چاہیے مگر اسکا آقا محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ڈرتا ہوں میں قصد قتل کروں وہ گھس آئے اپنے یار وفادار کو چھڑا لیجائے تو بڑی مشکل پڑیگی اسوقت صبر نہ ہو سکیگا سب ملک سحر کرینگے اسیر سحر تاثیر نہیں کرتا باطل سحر اسکو یاد ہے تو آپکی کیا رائے ہے عمرو کو قتل کروں یا قید رکھوں کنیزوں میں ہنسیں کہا یا خداوند ہمیں آپکی خدائی پر افسوس آتا ہے آپ نے دعوی سلطنت کیا ہوتا خدا سامری و جمشید نے انکے عجائب و غرائب میں بھید تھے ہم انہیں کے پیدا کیے ہوئے ہیں نہ کھاتا نہ پیتا انکا نام لے لیکر جیتا آپ اتنا بھی نہیں سمجھتے ہمیر عاشق ہو گئے آپ کچھ نہیں جانتے اب ہاتھ سے عمرو کے آپکا بچنا دشوار ہے وہ بلا کا عیار ہے بھلا زرد و رفت کو کیا لیاقت ہے کہ عمرو کو

گرفتار کرنا طیران نے جاکر عمرو کو پکڑا زود رفت و طیران سے عہد ہوگیا کہ انعام مین شراکت رہے ابھی طیران تم
قدرت کے سامنے کچھ نہ کہنا یہی بیان ہو کر جتنے عمرو کو ڈھونڈھا نہ پایا عمرو نے زود رفت کو پکڑ لیا گدھے پر سوار
کیا اور اگر اُسکے پاس عمر ہوتا دنیا مین کوئی عمرو کا سامنا نہ کر سکتا اب بھی اُسکا کشندہ ساحران لقب ہے اُسکے قتل کی فکر
کرنے والا ہے اب یہی بیان زود رفت بشکل عمرو گدھے پر بیٹھا اور عمرو بشکل زود رفت میان زود رفت ہنداڑے جاتے
ہین آپ اُسے قتل کرینگے اگر ہو سکے جاکے عمرو کو پکڑ لیوین تو اب عمرو کہان ہے اُسنے کہا سارے شہر مین پھر کے اب در دولت
پر آیا چاہتا ہے یا خداوند جلد جائیے کچھ منہ سے نہ بولیے گا عمرو کو پکڑ لیجیے گا ابلیس نے کہا جاتا ہون یہان عمرو نے سارے
شہر مین زود رفت کو پھرایا بنیے بقالون نے جوتیان مارین سب یہی جانتے تھے کہ عمرو ہے جس مہاجن کا روپیہ لیگئے تھے
اور سونی تیجے تھے اُسنے دکان سے اُتر کے پانچ سات جوتے مارے کہتا تھا بوٹیان کاٹ کر کھالون میری دکان تباہ ہوگئی
اب پیر و مرشد بیٹے زود رفت اسقدر مار آگیا کہ منہ سوجا ہوا انجیان تھیلا ہو گئین خراش ناخن غم جا بجا بدن سوجا ہوا اب
چپ ہوگیا جب دیکھا میری فین غین کرنے سے جوتیان پڑتی ہین چپکا سر جھکائے ہوئے گدھے پر سوار مجبور و ناچار اب
در دار الامارہ پر آکے ٹھہرے لڑکے ہلڑ کر رہے ہین عمرو کو مار و خواجہ منع کر رہے ہین کہ قدرت آئین تو حکم قتل دے عمرو
لوگون سے پوچھ رہا ہے کہ قدرت کہان ہین مصاحبون نے کہا قدرت قصر اسرار سامری مین گئے ہین شاید کچھ دریافت
کرینگے عمرو سوچا میرے ہی مقدمے مین پوچھنے گیا ہے یہ تو بالکل اُلو کا پٹھا ہے مگر خواجہ اب نکل چلو وہ آئیگا تو فساد برپا کریگا
یہ سوچ کر شاگردون سے کہا مین بازار ہو آؤن جب تک قدرت بھی واپس آئینگے تب اس ظالم کے قتل سے فرصت پاؤن
اور کام مین مصروف ہون مجھکو چین نہین سب نے کہا اُستاد جاؤ تمھارے نام کا ہلکہ ہے عمرو نے ہنس ہنس کے سب کو
سلام کیا طرف بازار کے روانہ ہوگئے جب خواجہ جاچکے ابلیس آیا تیور پر بل پڑے ہوئے تلوار تولتا ہوا اور دراکھ
ہوا ماش کے دانے ہاتھ مین غصہ بات بات مین اب جو آیا دیکھا زود رفت بشکل عمرو سر جھکائے بیٹھا ہوا اپنے حال
زار پر روتا ہے تمام اعضا مین درد شاگرد اب بھی مار رہے ہین ایک طرف لڑکون کا غلغلہ ابلیس نے کہا اے عمرو کہان
گیا شاگردون نے کہا یہ بیٹھا ہے جب تو ابلیس کو غصہ آیا ایک ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا ڈوب مر اپنے اُستاد کو مارا سارا بدن
سوج پھول گیا ساری سرکشی بھول گیا کیا غضب کی عیاری کی ہماری نگاہ سے ایسا عیار نہین گذرا جو کچھ کیا اس زود رفت
نے اپنے ہاتھ سے کیا قہر درویش بجان درویش جیسی حماقت کی ویسا ہی حال ہوا جینا محال ہوا اب اپنی تقدیر کو رو رہے
ہین اشکون سے منہ دھو رہے ہین اس سے کیا ہوتا ہے او بیحیا کیون روتا ہے زود رفت قدمون سے لپٹ گیا خوب
رویا شاگردان زود رفت حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے ابلیس نے کہا منہ دُھلاؤ تم سب نے خوب اپنے اُستاد کو جوتیان
مارین بدن اُسکا سوج گیا ابھی تک حیرت ہے کمبختو کچھ بھی تمکو غیرت ہے اب جو شاگردون نے منہ دُھلایا ابلیس نے خود
زود رفت کے گلے سے گنڈا نکالا اب تو شاگرد سب حیران ہوے دیکھا اُستاد بیٹھے ہین مگر ابلیس کہتا ہے بار دیگر عمرو کو
کسنے آگاہ کیا وہ کیونکر نکل گیا شاگرد کہتے ہین حضور ہم نہین جانتے خود بخود دھڑے دھڑے جیسے کسی نے اُسکے کان مین کہدیا
کہ خداوند آتے ہین ہم سب سے کہا کہ مین بازار ہو آؤن ابلیس نے کہا مین آتے ہی گرفتار کرتا میرے عیار کو یہ تکلیف ہوئی
مین اُسے زندہ چھوڑتا اُسکے قتل سے منہ موڑتا مگر عیار رہی ہے سامری و جمشید اُسکو بہت مانتے ہین آج کنیزان سامری
کی زبان سے سنا کہ جا بجا کتاب مین سامری لکھ گئے کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے وہ ساحرون کا جلاد ہے
کیا کیا طریقہ اُسکو یاد ہے تشہیر کرکے نکل گیا لیکن اُسنے احسان کیا نہین معلوم کیا منظور تھا جان بچا جتا قتل کر ڈالتا مگر
یار و قدرت نے تقدیر لڑی ہے کیونکر اپنے عیار کی جان بچالی سارا بان زادہ بھی بچو اچھا ہنگا سامری و جمشید جھوٹے تھے

کر جا بجا اُلجھ گئے ہین کہ عمرو کی قضا نہین کنیزین ایسی ایسی باتین بہت کہتی ہین مین ایسی باتون کو کب مانتا ہون اب تو سب شاگرد
زود رفت کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے کہ ای گستاخ استاد معاف فرمائیے گا مین نے ایک ہی جوتی ماری دوسرا گستاخ بولا مین نے
پانچ جوتیان لگائین مگر دیکھیے میرا جوتا ٹوٹا ہوا ہے چوٹ نہ لگی ہوگی زود رفت نے جھلا کے کہا یارو چپ رہو یہ عذر
تمہارا بدتر از گناہ ہے درد سے میرا حال تباہ ہے جی چاہتا ہے جان دیدون اسیمین شہر والون کو کیا منہ دکھاؤنگا ابلیس
نے کہا تم کیون شرماتے ہو کہدیا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی تقدیر خداوندی مین سب ناچار ہین میان زود رفت کو ہوادار
پر سوار کیا کے شفاخانے مین چلے اسکا تو علاج ہونے لگا ہلدی چونا بدن مین لگایا گیا مگر صاحبقران زمان خواجہ کے
واپس نہ آنے سے بہت پریشان ہین فرماتے ہین ایک ہفتہ گذرا میرا یار وفادار پلٹ کے نہین آیا پھر خبر پائی کہ جمشید
کرار القلعہ گر گیا فوج ابلیس کا سامنا ہے پھر خبرین پہنچین کہ ارژنگ اور دو وزیر بھی عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے
یکایک چارون ہرکارے روتے ہوئے آئے عرض کی استاد گرفتار ہوئے تشہیر کرنے کی تیاریان ہو رہی ہین یہ سنکر
صاحبقران گھبرا گئے مقبل سے فرمایا اشقر تیار کرو مین اپنے یار وفادار کے رہا کرنے کو جاؤنگا اگر خدانخواستہ وہ
تشہیر ہو گیا تو غضب ہوا میرے ہی کام کے واسطے اُسنے یہ تکلیف اٹھائی مقبل اشقر تیار کرکے لایا گھوڑے نے بھی
جو یہ ہنگامہ سنا کہ خواجہ عمرو پکڑ لیے گئے اُنکے تشہیر کرنے کی تیاری ہے اشقر دیوزاد کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے
شیشے بھر رہا ہے ٹاپین زمین پر مارنے لگا جیسے کہتا ہو اکیلا چلا جاؤن امیر نے بڑھکر گھوڑے کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہا بیٹا نہ گھبراؤ مین
چلتا ہون میری زندگی مین اگر خواجہ کی ذلت ہوئی اور تشہیر ہوئے تو مین جانونگا مجھے تشہیر کیا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوئے
بہرام و مقبل و جملہ سردار و پیدل و سوار مسلح ہوکے قریب آئے عرض کی آقا ہم بھی چلینگے امیر نے فرمایا آپ لوگ میرے
جانے کے بعد آئیےگا اگر مین اس شان و شوکت سے جاؤن تم سب کو اپنے ساتھ لیجاؤن خبر پہنچ جائیگی ایسا نہو عمرو
قتل ہو جائے تو مجھکو بڑی ندامت ہوگی اگر لڑتے لڑتے جان بھی دیدونگا تو اپنے یار وفادار کو نہ پاؤنگا اکیلے کا جانا آسان ہے
علاوہ ازین وہان سب ساحر ہین آپ لوگون کا کیا زور چلیگا جب سحر ہوا سب صاحب بیکار ہو جائینگے مین تمھاری فکر
کرونگا کہ عمرو کو چھڑاؤنگا سب نے سر جھکا لیا مگر آپس مین کہتے ہین کہ اسوقت مین آقا کا ساتھ چھوڑنا مناسب نہین کون
ایسا ہے جسپر عمرو کا احسان نہین عمرو نے ہر ایک کے واسطے عیاریان کین ہر آفت سے ہر ایک کو بچایا آج اُسپر یہ سختی و جفا ہے
ہمارا ابھی یہی ارادہ ہے کہ جا کے جان دین اسکو رہا کرکے لائین امیر کنارے تک لشکر کے پہنچے تھے کہ سامنے سے گرد اٹھی
جب وہ ابر گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا خواجہ عمرو بدحواس و مضطر دوڑتے ہوئے آتے ہین امیر گھوڑے پر سے کود پڑے
بیساختہ پکار اُٹھے شعر از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم ٭ باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ٭ ہم تمہارے واسطے
چلے تھے خبر ملی تھی کہ خواجہ پکڑ لیے گئے زود رفت کا ارادہ یہ ہے کہ تشہیر کرے دن مین چلا تھا عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت
رکھے اس سے زیادہ اُمید ہے بیشک مین پکڑا گیا تھا مگر رہائی پاکے میان زود رفت کو پکڑ کے انہین کو تشہیر کیا کوئی کمی
باقی نہین رکھا جب اُسکے دربار مین پہنچے خبر سنی کہ ابلیس قصر اسرار سامری مین گیا ہے مین سمجھا کہ میرے مقدمہ کا حال معلوم
ہو جائیگا آتے ہی ٹوٹ پڑیگا یہ باتین تھین کہ ہرکارے آئے عرض کی استاد آپکے نکل آنے کے بعد ابلیس آیا زود رفت
کو بہت جھڑکا یہ بھی کہا اسی منہ پر دعوی عیاری عمرو تجھکو تشہیر کر گیا شاگرد عذر کرنے لگے اب شفاخانے مین لیگئے ہین بہت سے
ساحر آپکی تلاش مین نکلے ہین امیر عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئے فرمایا خواجہ اب دو چار دن کہین نہ جاؤ میری آنکھون کے
سامنے رہو ایسا نہو ابلیس گرفتار کرکے جلا ہوا ہے فوراً حکم قتل دیگا عمرو نے کہا آپکا اقبال یاور ہے طالع مددگار ہے
سب ملعون مجبور و ناچار ہین کیا عرض کرون مین جب سے زود رفت بنا تھا یہی منظور رہا کہ اسکو قتل کرکے رات کو

محفل ابلیس مین اپنا فیض جاری کرون میان خداوند کی گردن لون مگر جب یہ سنا کہ وہ بچیا قصر اسرار ساحری مین گیا ہے مین
سوچا اب نکل چلنا بہتر ہے ورنہ بڑی خرابی ہوگی وہی ہوا کہ ابلیس وہان سے آگاہ ہوکے آیا اب ایک بڑی مصیبت ہوگی
ملکہ ماہ عالم افروز مع اپنی دایہ و وزیرزادی کے قید مین مین انکی دایہ کی ہدایت سے قلعے مین پہونچا جمشید کو مارا میر
ہی سبب سے وہ بیچاری قید ہوگئی مین نے تدبیر کی ہے وہان کے نگہبان ہلال جادو کو پکڑ لیا مگر مجھ سے نہ بنا قید خانے تک
نہ جاسکا اب جاتا ہون خدا نے چاہا تو انکو بھی رہا کرکے لاتا ہون نہین معلوم ہمارے بادشاہ کا کیا حال ہوگا اے شہریار
اگر مین ایک ہفتہ اور نہ پہونچتا تو دشمن ہلاک ہو جاتے بہت جلد علاج ہوگیا جب انکے سامنے سے معشوقہ غائب ہوئی
ہوگی کیا طبیعت پر ملال ہوا ہوگا لیکن جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے با نہایت عیاری ذات پر آراستہ کیے روانہ ہوگئے ہر چند
امیر نے منع کیا مگر خواجہ نے نہ مانا لشکر کے کنارے سنگے مین سوچ رہے ہین کہ کس صورت پر جاؤن مگر بعد نکل جانے
عمرو کے ابلیس نے کہا یارو عمرو کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا تم مین کوئی اس لائق نہین کہ ساربان زادے کو لائے یہ سنتے ہی
سیخوار جادو مصاحب یہ کہکر اٹھا کہ حضور مین لاتا ہون اب تو وہ کئی دن کے بعد لشکر مین گیا ہے یقین ہے غافل ہو غفلت مین
اُسے لاؤنگا یہ کہکر اُڑتا ہوا چلا اُسوقت آسمان پر ٹھیرا دیکھا عمرو کھڑا ہے تڑپ کے گرا بجنگھر مین دیکھ لیے اُترا عمرو نے آواز دی
بھکو ساحر لیے جاتا ہے ابو الفتح اصفہانی ایک طرف کھڑا تھا انہے دیکھا ماموں جان کو ایک ساحر لیے جاتا ہے بیقرار
ہوکے دوڑا جنگل مین ایک ساحر کی شکل بنکر ٹہلنے لگا دور سے دیکھا سیخوار لیے ہوئے عمرو کو آتا ہے ابو الفتح نے آواز دی
بھائی صاحب کہان سے کہتے ہو سیخوار نے دیکھا ہمارے خداوند کا ملازم کھڑا ہے اُتر آیا کہا بھائی مین بڑے کام کو گیا تھا اس
ساربان زادے نے قلعہ ابلیس پرستان مین غدر ڈالدیا بڑے بڑے ساحر مارے مین اسکو لینے گیا تھا مگر پکڑ لایا ساحر
نے کہا بھائی تم نے مجھے پہچانا سیخوار جادو نے کہا مین نہین جانتا ساحر نے کہا مین سامنے کے گاؤن مین رہتا ہون یہ ظالم
کل آیا تھا میرے لڑکے کے کپڑے اُتار لیے اُسکو کنوئین مین ڈالدیا مین نے لڑکے کو سب ڈھونڈھا پایا مین تلوار اسکو
مار دون ذرا تو کلیجہ ٹھنڈا ہو سیخوار نے کہا یہ خداوند کا گنہگار ہے یہان قتل کرنا مناسب نہین مین انعام و اکرام کا طالب نہین
حضرت اپنے سامنے قتل کرینگے میرا نام ہوگا ساحر نے کہا مین نہ مارونگا تو اسکو سزا دون میرے کلیجے مین آگ جل رہی ہے تین برس
کا لڑکا طوطے کی طرح باتین کرتا تھا سارے گھر کا کھلونا تھا ہمارا گھر ویران ہوگیا یہ کہکر منہ پھیلا کے دوڑا کہا دانتون سے
اسکی بوٹیان کاٹونگا اب یہ نہ بچیگا ساحر نے جاہا دو کون ابو الفتح نے کہا دیکھ گاؤن سے کوئی آتا ہے زمیندار بھی ساتھ
ہے سیخوار بھٹا ابو الفتح نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ارے کہکر بیٹھا ابو الفتح نے جاب مارا بیہوش ہوا کھینچکر خنجر
مار دیا خواجہ اُٹھ بیٹھے ابو الفتح کو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا ابو الفتح نے کہا مین آواز سنتے ہی چھپا تھا یہان
آکے اس ملعون کی گردن لی خواجہ عمرو نے ابو الفتح کو طرف لشکر کے بھیجا اب خواجہ فکر مین ابلیس کی جاتے ہین

یہ داستان پھر وقت پر تحریر ہوگی

دو کلمے داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کے طلسم مین گر پڑی ہین اور برق و صرصر و چالاک
برائے رہائی چلے ہین اب ان سب کے ذکر تحریر ہوتے ہین باقی حالات متعلقہ داستان نہا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

ساقی مجھے جام کو پلا تا | رندون کی مدد یہ ہو زمانا
اسکو نہین آرزو ے دیکا | مین بادہ عیش سے ہون سرشاد

ہر دم ہی خیالِ زلفِ جانان
ہو گیسوے یار عنبر افشان
کس کس کو خیالِ سرکشی ہو
اے ساقیِ ماہرو ہمارے
شیرازۂ دل و زلف کا رہونگا
اک رات تو عیش سے گذر جائے
ہے دل مین خیالِ بادہ نوشی
کیون پیرِ مغان کو بھیجے ہرکہ
جو حسن مین بیمثال ہوگا
ہو زلفِ سیاہ سنبلِ تر
عارض مین کہ پھول ہین چمن کے
ہر بات مین دلبری نزاکت

ہے دل مین ملالِ زلفِ جانان
تارے ہین میانِ زلفِ خوبان
اس راہ کو کر سکے نہ ہم طے
دن ہجر کے کسطرح گذارے
دن رات کی آفتین سہونگا
کیا باغِ مراد سے ثمر پائے
کردیگا غفور عیب پوشی
ہے حسن مین رنگ لطف سرمد
ابرو رشکِ ہلال ہوگا
قد جسم مین عمرو سے بہتر
ہنستو بندے ہین بانکپن کے
ہے باغِ جہان مین رنگ شہرت

گیسوے کلام ہے سخن سنج
لیلاے خیال کا ہون پابند
مضمون کے باغ اے ہنرمند
سامان ہو وصل کا سراسر
مینائے قلم ہے پرسر جوش
اے دلبر دلبرانِ عاشق
ہم پیر و رندِ شربان ہین
ہم سالکِ مسلکِ وفا ہین
قد نخلِ مراد دلبری ہو
چہرے سے اگر نقاب اٹھائیں
ہو درجِ دہن کہ غنچۂ گل
عیاریون کا سمان سناؤن

آگاہ نہین کہ کیا غم و رنج
ظلمات کی راہ ہے ابھی بند
ہین جوشِ بہار سے گل خند
ہے مہر قمر پہ اے سمن بر
کروے نشے وصل سے ہم آغوش
قربان ہو تجھ پہ جانِ مشتاق
بتخانے مین آج امتحان ہین
اس یار پہ جان سے فدا ہین
ہر آن مین دلبری بھری ہو
خورشید کو تاب کب رہیگی
قربان ہے جس پہ جانِ بلبل
حیرت زدہ وہ داستان سناؤن

چہرہ نقاشان نقوشِ حیرت و مصوران تصویرِ عبرت اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین اشعار مصنف

کمیتِ قلم را بہ جولان درہم
کنم مسطر از جان و خون مداد
چو عشق از ہمہ حرمت آراستہ

سخن را سرو برگ و سامان دہم
نویسم کہ عشق است چندین نہاد
فلک چون ہلال از خمش کاستہ

نویسم یکے داستانے ز عشق
کنم صفحہ رنگین ز خون جگر

بہار محبت خزانے ز عشق
کہ عشق است خون از زمین تا بسر

سابق مین تحریر کیا تھا کہ ملکہ حیرت جادو کو چالاک دبرق و صرصر قیصر جادو کو مار کے رہا کر کے پیچھے راہ مین قلعۂ مفتاح زرین پوش ملا مفتاح کے قلعے کے اندر ایک قصرِ طلسم بنا ہے بڑی مدت سے واقع ہے اسمین حیرت جادو گر گئی ہر چند جا بجا ٹکر کرکے نکل جاؤن ممکن نہوا ہر چند کہ حیرت بڑی ساحرہ ہے مگر یہ مقدمۂ طلسم ہے نکلنا ممکن نہوا لاچار اُس مکان مین آئی دیکھا صدہا عورتین و مرد اس مکان مین قید ہین مگر قیدی نہین معلوم ہوتے بوقت شام ایک مخلدار ومنع آتی ہے سب کو کھانا عمدہ کھلاتی ہے آٹھوین دن اسباب ضروری زن و مرد کے ملتے ہین مکان بہت سے بنے ہین ایک جانب خاصہ باغ مین نہرین جاری فوارے چھوٹ رہے ہین دیکھنے والے موتی لوٹ رہے ہین عندلیبان خوش نوا درختون پر زمزمہ سرا باغبان کار دار مین مصروف النین جیزیان اوڑتے ہوئے اکڑتی پھرتی ہین جو دستان چمن و نرگسِ شہلا سے دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی آمد بہار سے پھولے بر سے غنچے چٹک رہے ہین کلیان بے کھلی پھول کر کھلتی ہین صاف ظاہر ہے کہ محبوب پری چہرہ مسکرا رہا ہے لالہ اپنی کیفیت دکھا رہا ہے دل پر اُسکے بھی داغ ہے مگر غم و الم سے فراغ ہے زلفِ سنبل کے پیچ و تاب چہرۂ گل پر عتاب سرو لب جوئبار قمریون کی کوکو طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز بیلا البیلا پن دکھاتا ہے پانی نہرون کا جرخ مین آتا ہے وسط مین باغ کے ایک چبوترہ مدور اُسپر آکے شام کو سب قیدی جمع ہوتے ہین وہین سب کو کھانا ملتا ہے مگر کھانا معقول اسباب عیش و جیش ممکن کسی کو تکلیف نہین شام کو سب قیدیان طلسم آگے اسی چبوترے پر جمع ہوئے ملکہ حیرت جادو پریشان مثلِ آئینہ حیران اُداس عالم یاس اپنے عہدِ سلطنت کی باتین یاد آتی ہین کہ اے حیرت وہ ثروت وہ حشم و شان وہ شوکت و عظمت صدہا شاہزادیان خدمت مین حاضر رہتی تھین میری کنیزین بھی جفاے بند و قید نہ سہتی تھین یہ اشعار میرے حسب حال خوب ہین مجکو مرغوب ہین نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
تہ خرابے میں اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن جھیلیں رہا کرتی تھیں سرد و گرم
ارغنون وار ندا گر تختی تھی صورت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ لب جو غنچہ کا ہے آئنہ دار
چھیلیں منڈلاتی ہیں اُٹھتے ہیں بگولے بحسرت
تنبیہ گور و کفن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہے
طاقت نطق کہاں سانس بھی دمساز نہیں

تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا واں تو خزاں کو نہ کسی موسم میں
واہ ری تیری تنگ ظرفی ہائے عز و وقار
گھونسلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے
ہیں خیابان میں بھر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا دے لب مہر سکوت
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار لکھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجوں کے نشیمن تھے مدام
کبھی گل منڈی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جن پہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھرمٹ کا گمان
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جاتے در و باشندان کو واشگ دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہا مددار
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

یہ اشعار عبرت آثار ملکہ حیرت نے اسطرح پڑھے کہ سب قیدی رونے لگے عرض مین اُنکار سامنے آئین عرض کی کہ حضور آپ کے کلام سے دل دکھتا ہے ایک ایک کلمہ تیر ہا دل ہے آپکی باتون سے کلیجہ مشبک ہے ہم اُمیدوار ہیں کہ حضور کے حسب و نسب نام نامی و اسم گرامی سے بخوبی آگاہ ہو جائین آپکی کنیزی کرین مردون نے عرض کی ہم بھی تابعدار ہیں حضور کس وجہ سے یہان تک پہونچیں اس مکان نحوست قرین مین آپ ایسے گوہر بے بہا سے دریائے خوبی کا کیونکر آنا ہوا ہمکو بھی زیارت کا بہانا ہوا دل کو تاب نہین حیرت نے ایک آہ کی کہا صاحبو مجھے اپنا نام لیتے شرم آتی ہے کبھی ایسا موقع تھا کہ فرمان روائے عالم تھی حالات دنیوی سے بے غم تھی نہ دن کی فکر نہ رات کا خیال نہ رنج نہ ملال یکایک فلک نے یہ گردش دکھائی صورت عیش و جیش متانی گھر برباد ہوا آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اب تو میرا یہ حال ہے نظم

غم نہیں ہے فلک اسکا جو نہ کچھ ہم میں رہے
آج سے رہبر و رنگ ایک ہی عالم میں رہے
یہی آنکھوں کی دعا ہے کہ تری حسرت دید
یہ وہ ساتھی ہے کہ ہمراہ جہنم میں رہے
شوق ہے اسکو بھری بزم میں رہنے کا اگر
کچھ وفا کا بھی چلن اُلفت ہمدم میں رہے
اپنے زخمی کی طرف دیکھ لیا کر اے ترک
آدمیت ہی جوان حضرت آدم میں رہے
شب کی انجمن کا سنو ہمنفسو مجھسے نہ حال
خوب سینے کو ابھارے جو وہ محرم میں رہے

عشق بیخود جو کرے بیخبر خودی ہم میں رہے
جذب دل میں اثر آہو میں کشش دم میں رہے
آنکھ سے بہکے وہ آتے ہیں دل شیدا میں
دل سے اکتا گئے جو نکلے بھی تو پھر ہم میں رہے
رات بھر سینے سے آتی ہے صدائے شیون
دل پر غم میں رہے دیدۂ پرنم میں رہے
نہ گھٹے غلغلۂ حشر سے بھی آنکھ اے دل
ترچھے زخموں کی ادا ابرو کے خم میں رہے
گذری یوں اپنی شب وصل کہ جھگڑے تا صبح
اُنسے پوچھو جو مری خاطر برہم میں رہے

یہ بھی معلوم نہ ہو کون سے عالم میں رہے
گردشیں اب تو نہ بدلے کہ شب ہجر آئی
پردہ منظور ہے نامحرم و محرم میں رہے
آگ میں کود پڑی ساتھ مرے سوز فراق
چند ارمان دل مردہ کے ماتم میں رہے
یار آئے تو یہ سینے سے ہمارے نکلے
ایک عالم تری غربت کا دو عالم میں رہے
اس پری رو کے ہیں مشتاق غنیمت جانو
دست کوتاہ میں اور حوصلہ کم میں رہے
سمجھے دل زلف میں کام آئیگا کیا کیا جنجال

سب قیدی یہ اشعار حسرت آثار سنکر رونے لگے کہا حضور نے اپنا حسب و نسب نہ ظاہر کیا حیرت نے کہا صاحبو مجھکو شرم آتی ہے میں زوجۂ افراسیاب ہوں اس غربت میں انتہا کی بیتاب ہوں اب اس طلسم سے ہمکو کون نکالیگا وہ سب قیدی حال ہوش ربائے بخوبی واقف تھے قدموں سے حیرت جادو کے لپٹ گئے کہا حضور ہم بھی آپکے ساتھ ہیں ہم سب نے تابعداری اختیار کی آپ ہماری بادشاہ ہیں چرخ جلالت کی ماہ ہیں حیرت نے کہا صاحبو میری خدمت سے تمکو کیا فائدہ مگر اتنا جانتی ہوں کہ ہمارا عاشق صادق یار موافق مہترین مہتر چالاک بن عمرو

ہماری پرانی نمکخوار صرصر شمشیرزن آکر عیاری کرے اور ہمکو اس مصیبت سے چھڑا دے تو عجب نہین اور تو ظاہر مین
کوئی سبب نہین معلوم ہوتا سب نے کہا جب آپ چھوٹینگی ہم بھی رہائی پائینگے ورنہ تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اب اُن سبنے
خدمتگزاری حیرت کی قبول کی اب احوال عیارون کا بیان کیا جاتا ہے برق الگ صرصر چالاک الگ عیاری کی فکر
مین نکلے مگر برق تو نہایت تیزی سے بشکل خدمتگار دروازے پر مفتاح کے حاضر تھا اسنے دیکھا کہ عقاب ابر سوار
کا وزیر پاس مفتاح کے گیا مگر اندر سے جو نکلا یہ کہتا ہوا کہ میان مفتاح اچھا نہین کرتے ہمکو جواب باصواب دو یا
اگر وہ ملکہ حیرت کو میرے ساتھ روانہ کرتے بہتر تھا اب فساد ہوگا یہ کہتا ہوا وہ وزیر گیا برق نے رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر بارگاہ مفتاح مین آیا کہا حضور شہنشاہ عقاب نے میری زبانی آخر کا پیغام بھیجا ہے
یقین ہے مقابلہ پڑیگا یا وہ خود طلسم کشائی پر کمر باندھینگے مگر راز شاہی کی باتین سب کے سامنے کہنا مناسب نہین حضور
الگ چلین تو مین سب کیفیت عرض کرون میل کرنا عقاب سے فرض کرون آپ سمجھ جائینگے یہ کہکر مفتاح کو تخلیے مین
لایا باتین ادھر اُدھر کی کرکے کہا یہ گلوری نوش فرمائیے گلوری کھاتے ہی مفتاح بیہوش ہوا برق نے اسکو نیچے پلنگ کے
چھپا دیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلا وزیرون سے کہا کیون صاحبو عقاب آمادہ فساد ہے مین اس عورت کو کیونکر چھوڑنے مین
کرون کچھ تدبیر بتاؤ سب نے کہا اور تو ہم کچھ نہین جانتے مگر آپکا قصر جمشیدی ایسا بلند بنا ہے اگر آپ اُسپر بیٹھکے دیکھین
تو البتہ صورت دیکھ سکینگے یا آپکو معلوم ہو جائیگا کہ کیا کر رہی ہین کس شغل مین ہین اگر آپ چاہین کہ مین اُنکے پاس جاؤن
تو پہلوے قصر جمشیدی مین ایک دروازہ سرخ رنگ کا لگا ہے اُسمین سے جائیے اُنکے پاس پہنچ جائیے گا پھر آنا آپکو
مشکل ہوگا بانیان طلسم نے یہی تدبیر کی ہے ہم نہین جانتے کہ اسکی لوح کہان ہے ہماری نظرون سے نہان ہے مگر سنتے چلے
آئے ہین کہ جو اس طلسم کا فتاح ہے منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اُسکے لیے لوح خود بخود پیدا ہو جائیگی برق
چپ ہو رہا تھوڑی دیر مین حکم دیا اسپدولت قصر جمشیدی پر جائینگے میدان طلسم کا تماشہ دیکھینگے ملازم ساتھ ہوے
برق قصر جمشیدی پر آیا سب کو ہٹا دیا نگاہ اُٹھا کے دیکھا حیرت ہے ہزارہا مرد و عورت گھیرے ہوے
کھڑے ہین کوئی پاؤن دباتا ہے کوئی پنکھا جھل رہا ہے کوئی گرد پھرتا ہے کوئی دست بستہ کھڑا ہے جی مین کہتا ہے اے برق
حیرت کیا صاحب اقبال ہے دیکھو قید خانے مین کس لطف سے رہتی ہے یہ سوچ کر بشکل مفتاح سرخ دروازے کی راہ
سے چلا چند قدم چلا تھا دیکھا کہ ایک مکان مثل بجھنے کے بنا ہوا ہے برق چلا دیکھا اسمین ایک کمرہ بنا ہے اسمین
ایک جادوگر آگے شمع روشن بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہے جیسے ہی برق کو دیکھا پکارکے آواز دی آئیے تشریف لائیے مین
تو آپکا مشتاق تھا برق کھٹکا مگر سامنے آچکا اب کیا کرے حباب انگلیون مین دبائے کمندین درست کیے منتظر
ہوا کہ پاس پہنچ کے کمندین مارون مگر وہ ساحر بطور تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام بھی کیا یہی کہے جاتا ہے
مین آپکے آنے سے بہت خوش ہوا آج آپنے بڑا احسان کیا ہم سرفراز ہوے سامان خوشی آغاز ہوے جون
جون وہ ساحر یہ باتین کرتا ہے برق تڑپا جاتا ہے اتنا تو کہا کہ مین بھی تمھارا مشتاق تھا مجھے تمسے کچھ کہنا ہے جیسے کہ زیر دیوار
کمرہ کے پہونچا ادھر سایہ کمرے کا جسم پر پڑا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بشکل اصلی ہو گیا اُس ساحر نے ہنسکر آواز دی کہ
مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ مفتاح کو کیا ضرورت تھی کہ بے سمجھے بوجھے یہان آتا اُسی دیوار سے ایک شعلہ گرا برق قید
ہو گیا ساحر نے کہا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ عیاری ہوئی تم کہان سے آئے برق فرنگی نے سر جھکا لیا کہا آئے تھے
کہ ملکہ حیرت کو رہا کرین ساحر نے کہا منم راہدار جادو جب کوئی یہان سے بخیر و عافیت گذرے تب لوح دار
کو پائے جب لوح ملے تب اس طلسم پر قبضہ ہو تمنے کھیل سمجھا عیاری کر گذرے یہی انجام تھا یہ کہکے برق کو اُسی مکان

داخل کرو یا ملکہ حیرت ساحرون سے باتین کر رہی ہین کہ دیکھا برق سرنگون حیران و پریشان سر جھکائے چلا آتا ہے
حیرت نے کہا اے برق کیا گذری اب یہان کیونکر آئے ہم تو گرفتار دام مصیبت مین تمھارے حال پر بڑا رنج ہوا
برق نے کہا آج مین نے مفتاح کو بیہوش کیا یہان آتے ہی پکڑ لیا گیا راہ دار جادو نے پکڑا نہین معلوم لوحدار
کہان ہے وہان سے بڑھنے نہ پائے نہین معلوم کس کس جگہ کا کیا کیا قاعدہ ہے بے سمجھے بوجھے عیاری کرنے سے آخر گرفتار ہوے
اب بڑی مشکل ہے گر راہ دار جادو برق کو اس مکان مین بھیجکر پاس لوحدار کے آیا کہا آپنے سنا حیرت کے قید مین
ہی عیاریان ہونے لگین برق فرنگی آیا مین نے گرفتار کر لیا اب اور بھی عیار آئینگے ذرا ہوشیاری سے کام کیجیے گا
لوحدار نے کہا کوئی مجھتک نہین آسکتا اگر آئے تو جلکر خاک ہو جائے تمنے بڑا کام کیا کہ اُس مکار کو گرفتار کیا
یہ کہکر لوحدار نے ایک نامہ لکھا بنام سرداران مفتاح مضمون اُسکا یہ تھا کہ یارو تمکو اپنے بادشاہ کی بھی خبر ہے
جلد اُنکو ڈھونڈھو یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ایک طائر آسمان سے آیا نامہ منقار مین اُٹھا لیا سرداران
مفتاح بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ بادشاہ قصر جمشیدی مین گئے ہین کچھ ضرورت ہے کہ طائر نے نامہ آگے ڈال دیا
مثل انسانون کے آواز دی کہ اے سرداران مفتاح اس نامے کو پڑھو اپنے شاہ کو ڈھونڈھو سب گھبرا گئے نامے کو
اُٹھا کے پڑھنے لگے جب مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی سب مکانون مین ڈھونڈھا دیکھا ایک پلنگ کے نیچے برہنہ پڑے
ہین سب نے ہوشیار کیا مفتاح گھبرایا ہوا اُٹھا سب نے کہا حضور دیکھیے طلسم سے نامہ آیا ہے مفتاح نے پڑھا کہا
اہا لیان طلسم کو کیونکر معلوم ہوا کہ مین پکڑ لیا گیا وہ جو سردار آیا تھا وہی عیار تھا شاید میری شکل پر وہ پکڑا گیا یارو اب حفاظت
رکھنا یہ کہکر شمشنا ہوا باہر نکلا دیکھا ایک مالن کپڑے اچھے پہنے ہوئے زیور زیب جسم سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہے جب سامنے
مفتاح کے پہونچی ذرا سا منھ کھولدیا مفتاح کی نگاہ پڑی حسن مین بیمثال گورے گورے گال رشک ماہ تابان دوش پر
زلفین پریشان ہونٹون مین مسیحائی چال مین دلربائی دہن و دندان نایاب رشک سلک گوہر خوش آب ماہ حسن
کی برتری ہر ادا مین بہتری مزاج مین چھل بل اُٹھتی ہوئی کونپل معشوق خوبرو قد سرو لب جو مفتاح یہ صورت دیکھکر
مر گیا وزیرون سے کہا کسی حیلے سے اسکو بلاؤ شمشیر وزیر بڑھکر آگے آکے کہا بی مالن تمکو ہمارے شاہ بلاتے ہین اُسنے
تیور پر بل ڈال کے کہا مجھکو کیا غرض وزیر نے کہا واسطے پوجا کے پھول لیے جائینگے روز پڑا دیکھا یا کرو اُسنے کہا یہ تو
میرا کام ہے کل لے آؤنگی اسوقت میری جٹھانی کے درد زہ اُٹھا ہے تڑپ رہی ہے اُسکے لیے کالا نمک اور سونف لیے
جاتی ہون دیر ہوگی تو وہ ہلاک ہو جائیگی مجھے لوگ بدنام کرینگے میان میرا بڑا آبرو دار ہے جوہریون مین دلالی کرتا
ہے لاکھون روپیہ کا جواہرات بکواتا ہے اُسکے نام ملکون سے خط آتا ہے وزیر باتون مین لگا کر مالن کو لائے کہا حضور
یہ حاضر ہے مفتاح نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہمین تمسے کچھ باتین کرنی ہین مالن نے سر جھکا لیا مفتاح ساتھ لیے قصر جمشیدی
پر آیا اُس نازنین نے سر اُٹھا کر دیکھا زیر قصر ایک باغ ہے بہشت آئین حیرت جادو اُسی باغ مین بیچ مین بارہ ہزار
ساحرون کے بیٹھی ہے مالن نے مفتاح سے پوچھا یہ کون ہین جو سلطنت کر رہی ہین ہزارون عورتین محبت کا دم بھرتی
ہین مفتاح نے کہا یہ زوجۂ افراسیاب آگے یہان طلسم مین پھنس گئی جب کوئی جا کر لوحدار کو مارے تب یہ
رہائی پائے یہ بہت مشکل ہے کسکی مجال ہے کہ تختیان اُٹھا کے جائے ایسے ساحر زبردست کو مارے پھر ہزارون
ہین اور ساحر نکلینگے لڑینگے یہی تدبیر کرینگے کہ اس شخص کو ہلاک کرین لوح دم دیکر لین مالن نے باتین کرتے کرتے پوچھا
کیون اے شہریار اس طلسم مین جائے کیونکر مفتاح نے کہا یہ جو دروازہ سرخ رنگ کا سامنے بند ہے اسکو کھول کر
جائے تو وہان تک پہونچے کیون بی مالن کیا تم جاؤگی مالن نے کہا حضور مجھے کیا ضرورت ہے کہ اپنے کو اس بلا مین پھنساؤن

اتنی بڑی صاحب اختیار ہون مجبور و لاچار ہین تو ایک غریب پھول چُنی کا کام کرتی ہون آپ مالک تھے آپکے نام سے
چلی آئی رعایا کے آپ ماں باپ ہین ہم بجاے اولاد مصرع رعیت چو بیخ است و سلطان درخت ۞ اسطرح کی باتین مالن
نے کہین مفتاح کا حوصلہ پست ہوا کہ اور طرح کا سوال اس سے کیونکر کرون اسنے تو سد باب کر دیا مالن نے خود
لگاوٹ کرنا شروع کی کہا ہم تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین آپکے کسی مقدمے مین انکار نہین یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
مفتاح خوش ہو گیا بوس و کنار ہونے لگا مالن نے بوسہ بازی کرتے کرتے ایک گلوری بادشاہ کو کھلائی گلوری کھاتے ہی
مفتاح گھبرایا چہار جانب دیکھنے لگا مالن نے کہا اُٹھکر ٹہلیے مزاج پر گرمی کی ترقی ہے ایسا نہو کچھ ہو جائے گھبرا کے مفتاح
اُٹھا لڑکھڑا کے گرا مالن نے نعرہ کیا منم صرصر شمشیر زن چاہا سر کاٹ لون مگر دل دھڑکا کہ ایسے شخص کا یکایک مار ڈالنا
بہتر نہین یہی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی برہنہ کر کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اسی کی صورت بنکر صرصر چلی دروازہ
کھول کر آگے بڑھی وہی جیتہ ملا راہ دار بیٹھا تھا سلام کرکے اُٹھا آواز دی حضور آئیے اب تو آپ مہینون نہین تشریف
لاتے یہ طلسم آپکے بزرگون کا بنایا ہوا ہے آپ مالک ہین صرصر بہت خوش ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے مین کمرے کے
پہونچی جیسے ہی دیوار کا عکس پڑا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ہو گئی صرصر گھبرائی سمجھی کہ ہوا بگڑی چاہا پلٹین
راہ دار نے کہا او مکارہ اب بھاگ جانے کا ارادہ ہے بھلا مین جانے دونگا یہ کہکر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا صرصر کے پاؤن
زمین نے پکڑ لیے قریب آکے صرصر کو پکڑ کے اُسی طرح مثل برق کے انکو بھی اندر اُسی قید خانۂ طلسمی کے ڈالدیا اب چلا
وہان آیا جہان لوحدار کا مقام تھا اُس سے کہا کہ لیجیے عیارون کا تانتا بندھ گیا ابھی ایک عیار بچی میرے مقام تک
پہونچی تھی مین بھلا کب دھوکا کھاتا مثل اسی عیار کے اسکو بھی قید خانۂ طلسمی مین پہونچایا یہ سنکر لوحدار کے ہوش اُڑ گئے
کہا بھائی معلوم ہوتا ہے شہنشاہ بہت غافل رہتے ہین عیار عیاری کر گذرتے ہین ایسا نہو کوئی عیار مار ڈالے تو غضب ہو جائے
یہ باتین کرکے لوحدار نے پھر ایک نامہ ملازمان مفتاح کو لکھا اُسی طائر کے ہاتھ روانہ کر دیا اُس طائر نے آکے نامہ مفتاح
کے دربار مین مفتاح کے ڈالدیا سب سردار گھبرا گئے کہ اب یہ کیسا نامہ آیا ہے ایک وزیر نے نامہ کو کھولا مضمون سے آگاہ
ہوا کہا یارو غضب ہوا کوئی عیار بھی ہمارے شاہ کو بیہوش کرکے دروازۂ قید خانۂ طلسمی تک پہونچی راہ دار نے پکڑ کے
قید خانے مین اُسے بھی مثل پہلے عیار کے ڈالدیا اگر وہ ایک خنجر بھی مار دیتی تو اُسکا کون ہاتھ پکڑتا خداوند سامری و جمشید
نے ہمارے شاہ کی جان بچائی یہ کہتے ہوئے دوڑے آکے دیکھا مفتاح ایک گوشے مین برہنہ بیہوش کھڑا ہے وزیرون نے
آکر منہ پر پانی کے چھینٹے دیے مفتاح کو ہوش آیا اپنے تئین برہنہ پایا ملازمون سے کہا لباس لاؤ ملازم دوڑے فوراً لباس
حاضر کیا اسنے لباس پہنا تخت و تاج بھی موجود کیا مفتاح کو تخت پر بٹھا کے طرف بارگاہ کے لیچلے مفتاح نے کہا یارو
میری ہی فکر مین سب آتے ہین یہ عیار سب کہان سے آتے ہین یہان قید خانے مین حیرت بیٹھی تھین کہ صرصر آکے پہونچی
برق تو تڑپ گیا پوچھا اُستانی یہ کیا سحر کہ ہے صرصر رونے لگی کہا ای برق مین نے ملکہ کے واسطے اپنا عیش و آرام
چھوڑا اپنے کو یہان تک پہونچایا آخر گرفتار ہوئی اب آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہے تو حضور حق نمک ادا کیا یہی کلام
چالاک سے بھی ہوا کہ ای فرزند ہمنے اُس سرکار کا نمک کھایا ہے ہمارا گوشت پوست واستخوان اُنکے نمک سے پلا ہے
کیونکر اس مصیبت مین شراکت نہ کرین خدا اُسکو سلامت رکھے اُسنے منع کیا تھا کہ مادر مہربان آپ نہ جائین مین جانتا ہون
حیرت کے دشمنون کو کوئی مصیبت ہو اور مین نہ جاؤن اُسنے وہی کیا جو کہا تھا اس راہ کی اُفتاد سے کوئی آگاہ
نہ تھا حیرت نے کہا ای خیر خواہ دولت ہمکو بد اقبالی نے گھیرا ہے فلک بر سر گردش رنج و صدمے سے بچانے کی کوشش
کہان بچ سکتے ہین عقاب ابر سوار بھی مع لشکر اترا ہوا ہے مفتاح پر دباؤ ڈالتا ہے یہ کہکر بہ شدت رونے لگی

اپنی شان و شوکت کو یاد کرتی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو یہان تو یہ کیفیت ہے قیدیان طلسم کی یہ صورت ہے مگر مہترین عمر
چالاک بن عمرو بصورت مبدل دربار مین مفتاح کے آیا زبانی خدمتگار کی معلوم ہوا برق و صرصر آئے مفتاح کو
بیہوش کر کے گئے یہ بھی خبر آگئی کہ قید ہوگئے اب انکی نکاسی دشوار ہے بارگاہ سے باہر نکلا سامنے پہاڑ تھا راستہ
کرنا اُسکو پہاڑ تھا بہ سختی بالائے کوہ آیا ایک نخل سبز کے نیچے سر جھکا کر بیٹھا یاد ملکہ حیرت مین یہ اشعار پڑھنے لگا

ز خون دیدہ ز ندان دہا بدر رشک چمن دارم
بجز من دیدہ آغشتہ سراپائے بدن دارم
بسان ابر نیسانی ز اشک دیدہ ہمت
چو گل چاک گریبان در زمان شگفتن دارم

ز داغ غصہ صد گلشن ہمہ بر پیرہن دارم
چو بلبل در غم گلشن شود آرم ناشکیبائی
کشیدہ در رگ جان صد جہان در غم دارم

بسان غنچہ گر بستم لب از گفت و شنود اما
غریب و ناتوانم ہر کجا افتم وطن دارم
ز اشعارم دماغ جہان معطر شود مختفی

غرضکہ وہ از تنگ چالاک اسی سوچ مین منجھا رہا دل سے کہتا ہوا اے چالاک اس
محبوب جانی یار جادو دانی پر کیا گذر رہی ہوگی برق اپنی گرفتار ہے ماں مہربان ملکہ صرصر شمشیر زن نے اپنی عیاری کی ہمہ
کیا کرین مفتاح ہوشیار ہو چکا اگر اسکی شکل پر جائین تو کیا نفع کچھ خیال جو آیا سجادہ بچھایا بلک بلک کے رونے لگا اور
دعا مین مانگنے لگا روتے روتے بیہوش ہوا ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین اے چالاک حقیقت مین صرصر و
برق نے راستہ بتا دیا کچھ نفع نہوا تم یہ اسم یاد رکھو بائین پر کوہ کے جو نخل ہے صبح کو اٹھکر اُسکے قریب جانا اسی اسم کو
پڑھنا نخل پر ہاتھ رکھنا نخل گر جائیگا دہنہ نقب کا پیدا ہوگا بہ شکل مفتاح دہنہ نقب مین جانا سامنے راہ دار کے پہونچ
جب وہ بخاطر بلائے اُسکے پاس جانا مگر اسم کو فراموش نہ کرنا صورت تبدیل ہوگی جسطرح بن پڑے راہ دار کو بیہوش
کرنا اُسی صورت بہ پاس لوحدار کے جانا اُس سے لوح حاصل کرنا جو لوح سے حکم نکلے اُسپر عمل کرنا درست کچھ فرمایا
چالاک کی آنکھ کھلی خوشی خوشی اٹھا با ہنائے عیاری سے درست ہونے لگا جب ستارہ سحری چمکا چالاک اٹھا
قریب اُسی نخل کے آیا وہی اسم جو بزرگ نے خواب مین تعلیم کیا تھا پڑھنے لگا جب پڑھ چکا نخل خود بخود گر پڑا دہنہ نقب
کا ظاہر ہوا بشکل مفتاح اس نقب مین بسم اللہ کہکر داخل ہوا نقب کو طے کرتا ہوا چلا اُسی چھتے مین پہونچا راہ دار
نے دیکھا کہ میان مفتاح پھر آتے ہین جی مین کہتا ہے عیارون کا تار بندھ گیا اٹھکر سلام کیا کہا اے شہنشاہ آئیے مین
تو آپکا مشتاق تھا آپنے سرفراز فرمایا چالاک بجوف اسم پڑھتا ہوا اسائے دیوار مین پہونچا صورت تبدیل ہوگئی
اسی راہ دار کا شکل مثل اعزاز کر کے بٹھایا چالاک نے بیٹھتے ہی پوچھا کیون راہ دار تمھارے بڑے بھائی
لوحدار جادو کس مکان مین رہتے ہین ہمین اُنسے ملاقات منظور ہے تمھاری مہربانی سے کیا دور ہے جو اُن تک
پہونچا دو راہ دار نے کہا حضور وہ سامنے قصر سبز مین تشریف رکھتے ہین مگر اُنسے ملاقات کی کیا ضرورت ہے وہ تو
فقیر منش تارک دنیا کسی شادی غمی مین بھی نہین جاتے اہلیان دربند کیسے کیسے جلسے کرتے ہین ہم جاتے ہین لطف صحبت
اٹھاتے ہین مگر وہ تشریف نہین لیجاتے مین اکثر اہلیان برادری نے شکایت بھی کی مگر وہ تشریف نہین لے جاتے
چالاک نے کہا یہ دریافت کرنا ہے کہ عقاب ابر سوار ساحر نامدار اس فکر مین ہے کہ مین حصار کے اندر داخل
ہون حیرت پر قبضہ کرون اُنسے پوچھونگا یہ ممکن ہے کہ وہ سحر کر کے حصار مین آئے یا نا ممکن ہے راہ دار نے کہا
بیچارہ کیا ہے اگر سامری جمشید آنا چاہین تو نہ نکلسکین چالاک نے یہ کہکر جماہی لی راہ دار نے کہا حضور کیخ
پانی کا وقت آگیا یہ کہکر گلابی لایا جام بھر کے دیا چالاک نے کہا پہلے تم پیو گمانی سے نذر یہ بیہوشی کی نکال کر اُس جام مین
ملا کے راہ دار کو جام پلایا پیتے ہی راہ دار بیہوش ہوا چالاک نے اسکو قتل نہ کیا اسی کی شکل بنکر قصر مین
لوحدار کے آیا مگر اسم ورد زبان ہے لوحدار نے بھی تعظیم کی کہا بھائی راہ دار اسوقت آنے کا کیا باعث ہے

راہ دار نقلی نے کہا چند باتین آپسے مجھے پوچھنا ہین جسدن سے حیرت یہان قید ہوئی دو عیار آئے مگر مقدمہ طلسم تحت
گرفتار ہوے عقاب ابر سوار کا یہ ارادہ ہو کہ سحر کرکے طلسم مین گھس پڑے دن روز قریب دیوار آتا ہو سحر کرتا ہو اگرچہ
بلند پروازی کرکے قصد ہوا کہ اندر حصار کے گرے نہین معلوم کیون پلٹ جاتا ہو لوحدار نے کہا کیا مجال اسکی
یہان سحر و ساحری کو دخل نہین جبتک مین زندہ ہون اور لوح میرے قبضے مین ہے میرے حکم کے کوئی اندر نہین آسکتا
اگر آئے گرفتار ہو جائے یہ عیار جو تمنے بھیجے اگر تم نہ بھی گرفتار کرتے تو بھی انکا حال کھلتا یہان بڑے بڑے عجائب و غرائب
ہین ساکنان شہر بھی اسکے نیرنج کے طالب ہین مگر امکان نہین کہ قدم بڑھا سکین چالاک نے باتین کرتے کرتے یہ بھی پوچھا کہ لوح
طلسمی کہان ہو احتیاط سے رکھی ہو لوحدار کے منہ سے نکلا دیکھو وہ سامنے صندوقچہ لوح طاق پر رکھا ہو مگر بجائے قفل
مار سیاہ لپٹا ہو جو اسکے قریب جائے مار سیاہ اسکو مار ڈالے جانے نہ دے چالاک نے فوراً شراب پلا کے اسکو بھی
بیہوش کیا ٹہلتا ہوا اسم ورد زبان قریب طاق پہونچا مار سیاہ نے کچھ پڑھا یا چالاک نے اسم سحر پڑھکے دم کیا مار سیاہ مثل
مردے کے کمل کر گر پڑا ایک دیکھا مار سیاہ نہین زنجیر آہنی تختی ڈرانے کو یہ سامان رکھا تھا اسی چالاک نے بڑھکر صندوقچہ کھولا
دیکھا الماس کی ایک تختی حرف اسیر یاقوت احمر کے پیشانی پر لکھا ہو لوح طلسم ارسطو چالاک نے اسے اٹھا لیا اب یہان
سے چالاک پلٹا قصہ ہوا لوحدار کو مار دون مگر مخنون جادو حاکم دربند مقام پر راہ دار کے آیا اسے بیہوش پایا یہ
سانحہ دیکھکر گھبرایا چھینکر راہ دار کو ہوشیار کیا راہ دار گھبرا کے اٹھا کہا یارو یہ شکل مقتاح زرین پوش ایک شخص آیا
مین سمجھا عیار ہوگا عکس دیوار سے رنگ و روغن اڑ جائیگا مگر جب یہ امر خواب مین نے دھوکا کھایا ہو مخنون اسی نے مجھے
بیہوش کیا چلو لوحدار کی خبر لین آکے دیکھا لوحدار بھی بیہوش پڑا ہو دونون نے اسے بھی ہوشیار کیا لوحدار بھی روتا
ہوا اٹھا کہا ای راہ دار غضب ہوا معلوم ہوتا ہو طلسم کشا آگیا جلدی چلو لوحدار و راہ دار و مخنون گولے سحر کے ہاتھون
پہ مکان سے نکلے غور کر دیکھا ایک جوان دبلا پتلا بانداز عیاری سے آراستہ لوح دیکھتا ہوا چلا آتا ہو لوحدار نے
للکارا خبردار او جوان یہ کیا دیکھ رہا ہو تجھے ہمارا خوف نہ کیا یہ سنتے ہی چالاک نے لوح کو دیکھا چمکاتا ہوا آگے بڑھا تینون
نے ملکر سحر کیے چالاک پر تاثیر نہوئی اب تو لوح ہاتھ مین ہو چالاک گولے دفع کرتا ہوا سیدھے برابر مخنون کے پہونچا لوحدار
نے قریب آکے ہاتھ تلوار کا مارا چالاک نے روک کر اسم حاشیہ لوح پڑھکر تیغ ماری لوحدار کے دو ٹکڑے ہوے راہ دار
عجب مین بھاگنے کی نوبت پڑی اسکی تیغ اب چالاک نے اسم حاشیہ لوح پڑھکر راہ دار کو بھی قتل کیا مخنون یہ زبردستی دیکھکر
بھاگا آگے بڑھکر ایک دربند ہو اسکا حاکم جیحون آتشباز ہو مخنون گھبرایا ہوا پاس جیحون کے پہونچا جیحون نے کہا
خیر تو ہو مخنون نے جواب دیا طلسم برباد ہو رہا ہو لوحدار و راہ دار مارے گئے جیحون پانچ سو ساحر لیکر باہر
نکلا چاہتا ہو کہ بڑھے کہ چالاک کو آتے ہوے دیکھا بڑھکر سحر کیا آگ برسا دی پانی کا دریا بہایا برف گرائی خود بچائی
لگی غرض نے چالاک پر تاثیر نہ کی چالاک اپنی جان پر کھیلے ہوے کھڑا رہا ہو کسی پر تیر مارا خطا کار داصل جہنم ہوا
جب تاثیر سحر موقوف ہو گئی چالاک نے دل مین کہا اب کوئی میرا کیا کر سکتا ہو جست کرکے قریب جیحون کے پہونچا
جیحون نے بڑھکر ہاتھ تبر سحر کا مارا چالاک نے فوراً لوح سامنے کردی جیحون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا
گھبرا گیا اور رکے رکا چالاک نے جھپٹکر ایک ہاتھ تیغ کا مارا اسنے سپر سحر کو بلند کر دیا مگر سپر کٹ گئی تو تلوار فرق پر جو لگی تھی
تا زمین مین بوسہ دیا جیحون کے دو ٹکڑے ہوے آوازہ دار و گیر کی بلند ہوئی سنگباری پر غباری ہونے لگی بعد ہو صدا [illegible]
آواز آئی کشتی مرا نام من جیحون جادو بود اب حال ملکہ حیرت بیان ہوتا ہو کہ پہر رات پچھلی باقی ہو حیرت کو نیند
کب آتی ہو ادھر ادن کو گھبرائی ہوا اپنے حال پر رونے لگی صرصر و برق اٹھ بیٹھے سمجھانے لگے کہ حضور نہ روئیے یہ دن بھی

مصیبت کے کٹ جائینگے سب قیدی اُٹھ اُٹھ کے ختین کرنے لگے کہ آپ نہ روئین مگر حیرت کو کب صبر آتا ہے قلب تھرتھراتا
دل بیقرار آنکھین اشکبار یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے نظم

گردن ہے طوقِ حلقۂ چشم غزال مین
اُلجھا رہا مین زلف سیہ کی مثال مین
دل اپنے حال مین ہے جگر اپنے حال مین
دل میرا نعبد میرے حسینون مین بٹ گیا
تل تیل ہو کے رنگیا چشم غزال مین
یارب مجا ہو ذکر زمان فراق کا
بیڑی پڑی نہین مرے پاے خیال مین
اللہ رے صفیر کی رنگین خیالیان

اُلجھی ہوئی جو فکر دہن کی مثال مین
مضمون ہیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
کیا غم کیا جو قید عزیزون نے اے جنون
صد ہا شریک ہوتے ہین ٹوٹے کے مال مین
تمکو زوالِ حسن کا ہو دیکھنا جو رنگ
گزری شبِ وصال اسی قیل و قال مین
آنکھون کے ڈورے ہین تو ابروے پر غضب
لو اب تو پھول جھڑنے لگے بول چال مین

دم گھٹ رہا ہے چشم سیہ کے خیال مین
عنقا کو باندھ لائینگے دام خیال مین
اے عشق کون لے غم دلدار کی خبر
نسبت لگی نہین مرے پاے خیال مین
تیغ نگاہ قہر جو کی مین غیظ مین
احوال آفتاب کا دیکھو زوال مین
قیدی ون سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ
حلقہ بندھا ہوا ہے کمان ہلال مین

سب عورتین مرد رونے پر حیرت کے بیقرار کرنے مضطر کرنی اشکبار راتین باتون مین صبح ہو گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لیلی شب روپوش مجنون نیر اعظم بصد جوش صحراے بجد چرخ زبرجدی مین آیا ایک آندھی سیاہ اُٹھی ایک چمن جل گیا آسوفت کی پریشانی دیدۂ اختر کی حیرانی پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ بھی جاگے غوغا کرنے لگے حیرت نے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہے جو چمن جلا اُسکے نخل نخل ماتم شاخون پر بار غم تھے کف افسوس ملتے تھے طائران چمن درختون کے جلنے پر جلتے تھے خاک اُڑنے لگی بلبلون نے آہ کے نعرے کیے حیرت نے گھبرا کے کہا یارو یہ کیا ہوا سب عورتون نے کہا آج یہ نیا معرکہ گذرا ہم کئی سال سے یہان قید ہین یہ سانحہ کبھی نہین دیکھا حیرت نے کہا یہ ہمارے قدمون کی برکت ہے جہان جائینگے آگ لگائینگے سناٹینگے کل وہ دن تھا کہ جابجا سامان عیش و نشاط تھے اپنے جانے والون سے ارتباط تھے نظم

یاد ایامے کہ دل در کوے یارے داشتم
در میان اہل ماتم افتخارے داشتم
تشنہ لب بودم انش بو دمار اور مزاق
در در دن دیدہ از خون لالہ زارے داشتم

بہر مجنون پیش طفلان اعتبارے داشتم
آرزو در او یدہ اُمی بود بزم امید
چون سندر در بن بر سو شرارے داشتم

جیب ماتم ہم چو گل زین پیشتر صد چاک بود
بر رخ آئینہ مقصد چون غبارے داشتم
نقش می بستیم منحنی گلشن امید در مل

برق نے کہا آپ نا حق پریشان ہوتی ہین مین جانتا ہون آج طلسم فتح ہوتا ہے دیکھو زمین و آسمان پر سناٹا ہے اُداسی چھائی ہے اہل طلسم پر مصیبت آئی ہے یہان تو یہ ذکر ہے مگر چالاک در جو خونخوار کی طرف چلا مگر عقاب ابر سوار باد مین ملکہ حیرت کی بیقرار روز قریب دیوار آتا ہے جا بتا ہے سحر کرکے اُس پار جاؤن حیرت کو نکال لاؤن آج بھی صبح سے اُٹھکر آیا ہزار ہا اسکی پشت پر مگر عقاب یاد حیرت مین اشک حسرت بہاتا ہوا قریب دیوار آیا پکار کے آواز دی اے شہنشاہ ملک خوبی واے سرو بوستان محبوبی نظم

تو مبارک ہو کر تمسیر دلِ ناشاد آیا
منچلے بڑھکے پکارے کہ وہ جلاد آیا
ایک آنسو نہ پکارا یہ شب فرقت مین
رو دیے دیکھ کے جو کوچہ آباد آیا
کٹ گیا کوہ شب غم ہوے دو دل جو ایک
سرو عرعر پہ گرے سر و پہ شمشاد آیا

بیوفائی کے چلن سیکھ تو استاد آیا
اُس سے کیا اہل وفا شکوۂ بیداد کرین
مین لگی تیری بجھانے دلِ ناشاد آیا
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی
خواب مین میری مدد کرنے کو فرہاد آیا
دل تو گیا کوچہ گیسو ہی وہ دیب جگہ

قتلِ عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا
ظلم کی اپنی جو خود مانگنے کو داد آیا
جستجو کو جو چلے ہم دلِ پُر حسرت کی
پھر کے ابتک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
تو زلف باغ مین ہے چال سے اک خوش قدمی
جسمین چلنے کو مری روح سا آزاد آیا

چارہ گر گو مری وحشت نے کیا سودائی
بھیس میں میرے تصور کے نہ بہزاد آیا
نالہ اپنا سو محشر جو کہیں جب نکلا
بیستون سے تو کبھی دبکے نہ فرہاد آیا
ایک دل تھا کہ بھرا لیکے اودھر سو رنج
میرے آڑے بخدا عشق خداداد آیا
نے سر سنگ در یار سے پھوڑا ہے جالال

پہلے مقصد اپنی ہی لی اسنے جو فصاد آیا
جان دے دینے کی اسقدر ہی شب ہجر خوشی
غل ہوا صور سرافیل کا استاد آیا
چال اپنی شب وعدہ بھی فراموش نہ کی
ایک قاصد ہے کہ ناشاد گیا شاد آیا
فاختہ باغ میں نہ بزم میں دل سینے میں
بیستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا

کھینچتا تھا تری تصویر تو محفل میں تری
ملک الموت کو سمجھے کہ پریزاد آیا
بوجھ ایسے پہ غم عشق سمجھکر ڈالے
آج بھی دل میں لیے غیر کی تو یاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اسنے
شاکی عشق تھا جو صاحب فریاد آیا

عقاب ابر سوار کو مصاحب سمجھاتے ہیں کہ حضور اسقدر بیقرار ہوں آپکے ساتھ سارے لشکر کی راحت ہے آپکی یہ کیا کیفیت ہے آب و دانہ بالکل چھوٹ گیا چہرہ اترا ہوا سارا لشکر پریشان ہوتا ہے عقاب کہتا ہے یارو کیا پوچھتے ہو میری زوجہ قتل ہوئی اس سرکش نے میرے ساتھ کیا کیا مگر میں کبھی اسقدر بیقرار نہیں ہوا آج میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے تصویر حیرت آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر پڑھنے لگا اپنی زبان کاٹ کر خون بھی گولے پر لگایا اسم سحر پڑھ رہا ہے وہاں چالاک پڑھتا ہوا اسم لوح پڑھتا ہوا سامنے ایک قصر کے پہونچا دیکھا اس مکان میں در نہیں ہیں حیران ہوا لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا ای فتاح طلسم ارسطو وسیار عجائبات حیران خوشخوا اگر قصر بے در ملے تو لوح کو دیوار سے لگا دینا دروازہ پیدا ہو جائیگا چالاک نے وہی کیا اک دنانا ہوا دیوار میں در پیدا ہو گیا دیکھا ایک ساحر زبردست بادۂ سحر سے مست پشت بندی سو ساحر لینا لینا کہتا ہوا آتا ہے چالاک نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا اجلگیا ساحر چالاک پر آ آ کے سحر کرنے لگے مگر چالاک کی چالاکی بڑھتی جاتی ہے نیمچہ کھینچکر غول میں ساحروں کے جا پڑا اڑانے لگا بسبب لوح کے سحر تو کسی کا اسپر تاثیر نہیں کرتا بقبول شاعر نظم

یلان را سرو سینہ و پا و دست
شد آید باد گرد چہ بر گام
یکے را بہ بازو یکے را بسر
ابھی نعرہ کیا نعرہ چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
بعیاری من آمم چست و چالاک
در مرد و بر برد و شکست و ببست
بہ چشم و دشمن اندازم کن خاک

نیمان جو کشتی نکل بھاگے چمن میں پہنچے سب عورتیں تھر تھر کانپ رہی ہیں برق ایک نخل پر چڑھگیا دیکھا ایک طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے بہ نگاہ غور جو دیکھا سبحان اللہ چالاک بن عمرو فرزند دلبند استاد نامور منظور نظر صاحبقران بصد عزم و شان غول میں ساحروں کے پہونچ کر لڑ رہا ہے ہزاروں لاشہ زمین پر پھڑک رہا ہے اسنے پکار کے آواز دی ہے ملکہ مبارک آپکا عاشق صادق یار موافق بیقرار و مضطر چالاک بن عمرو لڑتا ہوا آ پہونچا صد ہا ساحر مارے کسی کا سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا لوح گلے میں مثل جرم قمر تڑپ رہی ہے معلوم ہوتا ہے کوئی دربند فتح کر چکا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا گفتگو میں جواب دیا مجھے اس سے کیا کام برق نے کہا آپ یہ نہ فرمائیے ہم سب نے آپہی کے واسطے کد و کاوش کی آپکی رہائی کے لیے کوشش کی چالاک نے بڑا کام کیا خوب نام کیا ذرا دیکھیے تو ہزاروں جادوگر گھیرے ہیں مگر نیمچہ ہے کہ بجلی تڑپ رہی ہے شاخ نخل حیات ساحران جل رہی ہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا جسکو ایک نیمچہ مار دیتے ہیں اسکے دو ٹکڑے ساحر انکے قریب نہیں آتے دیکھو پیچھے مرنے سے ساحر صد ہا خن جل رہے ہیں آج یہ باغ ویران ہو جائیگا خدا ایسا کرے کہ انکے ہاتھ سے طلسم فتح ہو دیکھا برق نے سب ساحروں کا افسر خونخوار بد سیر غصے میں چالاک پر جا پڑا اتیغہ سحر کا وار کیا چالاک نے خالی دیا پھر کر نیمچہ کا ہاتھ مارا دونوں بازوں خونخوار کے اڑ گئے برق نے کہا وہ مارا خلیفہ سبحان اللہ کیا کہنا عزت عیاری کی رکھلی تمنے بیکار یہاں پھنسے ہیں بقبول شاعر نظم

تیغ وہ تیغ ہے دیکھے حاسد کٹ جائیں
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بردوار

برش تیغ کی تعریف نہیں ہوسکتی
ٹوٹ گئی بکر دشمن پہ اگر یہ اک بار
واہ رے کاٹ کہ جو زنگ عناصر کو کیا

ایک اک جزکے برابر ہوئے حصے چار چالاک نے بھی وہان سے دیکھا برق درخت پر چڑھا ہوا امیری نمر یقین کرتا ہوا ادھر تو خونخوار مار اگیا آندھی سیاہ آٹھی چالاک اندھیرے مین چھپ گیا زمین کانپی آسمان تھرایا برف برسنے لگی مکانات سامنے کے گرے آوازین مہیب آرہی ہین بعد عرصہ دراز آواز آئی گشتی مرا نام مَن خونخوار جادو ہو اب چالاک اندھیرے مین گھبرا رہا ہو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ ہاتھ کا خنجر چھوٹ کر زمین پر گرا لوح گلے سے نکل گئی زمین پر گری چالاک اُسی اندھیرے مین ٹٹولتا ہوا دوڑا آسمان سے آواز آئی ستم دلفگار جادو ہمشیرہ خونخوار او ظالم تونے غضب کیا خانمان ہمارا ویران کردیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا میرے بھائی کو مارا مگر اب کہان جائیگا چالاک گھبرایا اندھیرے مین دم گھٹنے لگا کہ دلفگار نے تڑپ کر پنجہ کمر مین چالاک کے دیا اے اڑی پکار کے ساحرون کو آواز دی اے کمبختو لوح پڑی ہے اٹھا لو جادوگر جھپٹے کہ ہم لوح اٹھالین برق نے جو نخل سے یہ معرکہ دیکھا سر پیٹنے لگا کہ ملکہ غضب ہوا دلفگار جادو بہن خونخوار کی آئی اُس نے لوح چھین لی چالاک کو اٹھا لیا لیے جاتی ہے اب بڑی مشکل ہوئی حیرت بھی رونے لگی کہا اے برق اب نہ مجھے بچنے دے تقدیر نظم

صبح تک انجمن ہار گئی ہو مجھ شام سے
رنگ لائین لاکھ کب تھمی مین ہو بتا ہی ایام سے
چپ سی لگجاتی ہے اُنکو وصل کے پیغام سے
ہو شراب لالہ گون یا شربت عناب ہے
کردیا صانع نے روغن کو جدا بادام سے
شام وصلت مین خیال صبح فرقت ہے خرو
سابقہ خالق نہ ڈالے اس بت خود کام سے
اے خوش انداز انو کہ جس نے انو یہ ہو ترا
کم نہین پیغام وصلت موت کے پیغام سے

تذکرہ سنکر مرا اس نازنے کنے ہین وہ
طائر رنگ حنا کو کیا غرض ہے دام سے
گلشن عالم مین تسا نازنین کوئی نہین
سا قیا جو لب جدا ہوتے نہین ہین جام سے
رنگ نو خنجر کی صورت سے بدلتا ہے سدا
چاہیے آغاز مین ڈرتا رہے انجام سے
ساقیا اس دور مین جی بھر کے ہم پلین خزاں
صدقے اُن ہاتھون کے جو سن ہون ترے اعمال
کبھی یہ اشعار عبرت آثار مخمفی پڑھتی ہی نظم

دل کو تب ہے عشق ہے زلف بت گلفام سے
اور رکھو باتین کرو نفرت ہو اسکے نام سے
پھر خاموشی ہے گویا شرم اس محبوب کی
گل کو کیا نسبت تمھارے پھول سے اندام سے
ڈبڈبائی آنکھ ہے پھبتی نئی سوجھی مجھے
تنگ آیا ہون نہایت چرخ نیلی فام سے
بے محبت بے مروت خودغرض نا آشنا
بھر دے ہاتھ کے عوض چلو ہمارا جام سے
دم ہے بن جاتی ہے بڑھکر نور خدا اس شوخ کا

رفتیم وبہر دیار گشتیم
بس دیدہ اشکبار گشتیم
ہر چند کہ چون غبار گشتیم

بس داغ تو بر جگر نہادیم
تا داغ تو بر جگر نہادیم
نکشاد ور مراد مخفی

داغ دل روزگار گشتیم
از زمرہ اعتبار گشتیم
عمرے بے روزگار گشتیم

در عشق تو بیقرار گشتیم
وادی فراق غرق خون شد
بر دامن ذیل یار نشست
سب تیدی رور ہے ہین تماشے

مانگتے ہین مرد دلفگار جادو چالاک کی کمر مین پنجہ دے کرتے اڑی ساحر لوح پر گرے دلفگار دس گز بلند ہوئی تھی چالاک کے کاندھے پر ایک رومال پڑا تھا چالاک نے اُس رومال کو لیکر ہلایا عطر بیہوشی اسیر پڑا تھا دلفگار کی ناک مین اُسکی بو پہنچی بیہوش ہوکے گری چالاک نے خنجر مارا دلفگار قتل ہوئی یہ سب خبرین ماہیار جادو بادشاہ طلسم کو پہونچین سر پیٹتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ دلفگار کے مرنے سے اندھیرا چھایا ہے اُسکے جسم سے بجائے خون کے شعلے نکلے سب ساحر جل گئے دلفگار کے مرنے کی بھی آواز آئی ماہیار ست گھبرایا کہتا تھا یا رو یہ کیا ستم ہوا طلسم فتح ہوگیا خیر خواہان دولت کیا ہوے ایسون سے کون مقابلہ کرے یہ ساحر بلا کے تھے جو مارے گئے چالاک نے لوح اٹھائی کہ ڈنکے پر چوب پڑی آواز آئی ستم ماہیار جادو بادشاہ طلسم ارسطو بڑے شخص کو تونے مار ا پشت پر اسکے بارہ ہزار جادوگر تھے اب چالاک گھبرایا یہ سب بلوہ کرکے پکڑ لینگے مین کس کس سے لڑونگا

دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے چالاک حیران کھڑا ہے کہ مین کیا کرون مگر عقاب ابر سوار نے گولہ سحر کا تیار کر کے دیوار پر مارا خونخوار تو مر ہی چکا تھا مر حلہ جات کا خاتمہ ہوا تھا فوراً دیوار گر پڑی ماہیار بارہ ہزار ساحرون کی چالاک پر چلا تھا مگر پشت پر عقاب کے دولاکھ جادوگر تھے حیرت کھڑی رو رہی ہے کہ اب چالاک پر بلوہ ہوگا بیچارہ کیونکر بچیگا کس کسکو ماریگا آخر گرفتار ہو جائیگا مگر ملازمان عقاب سمجھے یہ بارہ ہزار ساحر برائے گرفتاری حیرت چلے ہین سب ادھر ہی پلٹ پڑے ماہیار سمجھا یہ طلسم کشا کی فوج ہے حقیقت مین دریا کی موج ہے آپسمین لڑنے لگے ملازمان ماہیار و عقاب سے سحر چلنے لگا چالاک نے جو فرصت پائی دوڑا ہوا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا اے ملکۂ عالم اے رونق بخش بزم عاشقان محکم مین عاشق صادق جانباز آپکا حاضر ہوا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا اب ماہیار فوج عقاب پر گرا خوب سحر ہوے بارہ ہزار کی حقیقت کیا تھی دو لاکھ نے بارہ ہزار کو مار لیا ماہیار نے دیکھا فوج سب میری قتل ہو گئی چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاوٴن چالاک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر یہ نکل گیا فساد برپا کریگا چالاک نے جلدی مین قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان چھوٹی سے نکال کے کھینچ کر کمان مین پیوست کیا ماہیار کے سینہ پر کھینچ کر تاک کر مارا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسکے مرنے سے اندھیرا ہو گیا عقاب ابر سوار نے کہا یارو اسی اندھیرے مین ملکہ کو پکڑ لو ورنہ یہ نکل جائیگی اس ظالم نے مجھکو برباد کیا میرے عیش و آرام مین فرق آیا گھر بار چھوٹا غریب الوطنی نے مجھکو لوٹا سب ساحر طرف حیرت لگے چلنے حیرت نے چاہا سحر کر کے اڑون چالاک کا بڑا خیال ہے چاہتی ہے کہ نکل جاوٴن عقاب نے جھپٹکر ڈبیا خاک قبر جمشیدی کھولدی حیرت لڑکھڑا کے گری بیان کے سب قیدی نکل کے بھاگے کوئی مشرق کوئی مغرب کوئی جنوب کوئی شمال کو گیا اپنی جان غنیمت جانی مگر عقاب ابر سوار نے اپنے ساتھ کی کنیزون سے کہا جلدی ملکہ حیرت کو اٹھاؤ کنیزون نے ہاتھون ہاتھ عالم بیہوشی مین ملکہ کو اٹھایا اپنے قبضے مین کیا طرف اپنے لشکر کے بھاگا اسی وقت بارگاہین لدوائین تخت پر سوار ہو کے طرف ہوش ربا کے چلا بعد عرصہ دراز جو روشنی ہوئی چالاک نے صرف برق و صرصر کو پایا پیچھے کھڑا تھا حیران ہوا اے چالاک یہ کیا غضب ہوا مین نے اپنی جان لڑائی طلسم توڑا کیا ہاتھ آیا ہاے معشوق کو نہ پایا برق صرصر نے کہا اے چالاک عقاب ابر سوار ملکہ حیرت کو لیگیا اندھیرے مین ہمکو سوجھتا نہ تھا مگر بغور دیکھا کہ کنیزان عقاب نے ملکہ کو ہوادار پر ڈال لیا کئی سو کہاریان لپٹ گئی تھین یہ تمیل لے نکلین اسی وجہ سے عقاب سوار ہو گیا یہ سنکر چالاک نے سر دے مارا رونے پیٹنے تینون نکلے چالاک نے صرصر سے کہا مادر مہربان برائے خدا آپ تشریف لیجائیے اگر کوئی آفت دیکھی والدہ میرا منہ نہ دیکھینگی لاچار صرصر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو گئی مگر چالاک ایک فقیر کی صورت بنکر بحال پریشان تلاش لشکر عقاب ابر سوار مین چلا مگر عقاب تخت پر سوار ہو کے مع لشکر گران میں کوس پر جا کے اترا بارگاہ استادہ کرائی کنیزون سے کہا ملکۂ عالم کو بارگاہ مین پہونچا دو جب کنیزون نے ملکہ حیرت کو مسند پر بٹھایا آپ دست بستہ سامنے بیٹھا ملکہ کو ہوشیار کیا قدمون پر گر پڑا آنکھین تلوون سے ملنے لگا ہاتھ باندھکر عرض کی اے بادشاہ اقلیم حسن و جمال اے ملکۂ باکمال مین تو تابعدار ہون جو آپسے عہد کیا اسمین فرق نہین آیا کسی مقام پر آپکو نہین ستایا جان کا اپنی خوف نہ کیا طلسم پر جا پڑا دیوار طلسم کو توڑا وہان سے نکال کے لایا ہون مجھپر خفگی کیا ہے جو عرض کر چکا ہون اگر اسمین فرق پڑے جو چور کا حال وہ میرا حال قتل پیجیے تلوار کھینچیے اگر مین نے آپکے شوہر کے قاتل کا سر نہ دیا تو مجھکو عقاب ابر سوار نہ کہیے گا جل کے کھلبلی ڈالدونگا آپنے ابھی میرا سحر نہین دیکھا خاص مجھکو شہنشاہ مشتمش نے تعلیم کیا اس مرتبے کو پہونچا یا میری تیزبانی دیکھیے گا

حیرت کو خیال آیا اسکے ساتھ سرکشی کرنے سے کیا فائدہ چلکر ہوش ربا پر لڑو اگر فتح ہوئی خیر اور نہ دشمنون کو قتل کرون جن لوگون نے میرا گھر تباہ کیا کار ہوے گھر کے ملگئے راستے بتائے دشمنون کو بر سر لوح پہونچایا خزانے کا رے کیا عجب ہو کہ سار بان زادہ ہاتھ آجائے اگر عمرو کو مارا تمام عالم کے ساحرون کی روح شاد ہوگی سامری و جمشید انکو گے ہین کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو اس بات کو توجھوٹا کرون ایسے ایسے خیالات دل مین آئے خیال سرکشی بڑھا نشۂ بادۂ نخوت چڑھا کہا اے عقاب میری کیا خطا قیصر مجھکو پکڑ لیگیا میرا کیا زور تھا اس طلسم مین آکے پھنس گئی عیارون نے بلاوجہ حبا نبازی کی چالاک بیٹا عمرو کا نہین معلوم کیا سمجھا ہو جان اپنی لگادی مجھکو بار ہونا غنیمت ہوا اے عقاب تم اس امر پر غرور نہ کرو کہ مین نے دیوار حصار کو توڑا چالاک نے لوح پائی ورنہ توڑے اسی اثنا مین تمہارا ابھی گولہ پڑگیا دیوار مرنے سے خونخوار کے گری بادشاہ طلسم ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تب باغ کا راستہ کھلا تم مجھکو لے نکلے اتنا خیال رکھنا کہ چالاک بھی آئیگا وہ بھی اپنی جان لگائیگا اگر تسخیر باغ ہوگا تو چڑا لیجائیگا عقاب نے کہا کیا مجال اسکی آپ خاطر جمع رکھیے ملاحظہ فرمائیے گا کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہون کہ عمرو کا بڑا اعتقاد ہو ڈھنگ اسکی عیاری کا یاد ہو سن لیجیے گا کہ عیاری کرنے سے توبہ کرے لاچار ہو کے قدمون پر گرے اور جو امورات ساتھ شہنشاہ کے گزرے وہ بھروسے پر ساحرون کے تھے گھر کے سب رازدان اسکے شریک ہوگئے راستے بتانے لگے مقامات راز و نیاز پر پہونچانے لگے ملک داؤدیہ مین پی لالا ان خون قبا نوز جلیسہ خالص قدرت حسین خوبصورت اسد کو اٹھا کر لیگئین انہین کی ذات سے لوح ملی ہے نو کلایسے تنہین مین زن عجب مرجا نیلگے مگر مسلمانون کا ساتھ نہ دینگے حیرت نے کہا تمہین اختیار ہے مین انتظام کردونگی اگر میری رائے پر انتظام ہوا کیا تعجب ہے کہ عیاری نو سکے عقاب نے کہا آپکو سب طرح کا اختیار ہے کیا مجال ہے کہ کوئی آپکی رائے کے خلاف کرے مین تو غلام تابعدار ہون جوش محبت قلبی سے لاچار ہون ملکہ نے کہا بحکم سامری لشکر تیار کیجیے طرف ہوش ربا کے چلیے اسی وقت قرنا ہوئی لشکر بیحساب تیار ہوا حیرت کو تخت پر بٹھایا طرف ہوش ربا کے روانہ ہوے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا انکو بھی راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان حیرت بیان عیاری شاپور شیر دل پہونچنا تا بہ ایرج نوجوان ایرج کو رہا کرنا و آمد نور الدہر اسی طلسم مین دونون کا چند در بند فتح کرنا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ موافق مضمون داستان

سر مین سودا سے سرِ گیسو سے بہتر نہین
بار آہن مین پھنسون یہ مری توقیر نہین
ذرا ایسا تو کوئی قیدی تقدیر نہین
ای جنون پان کوئی جز ضعف گلو گیر نہین
طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین

بس ترے سحر کی جہاتی کوئی تدبیر نہین
بے عمل تو ہو مری جھوٹ یہ تقریر نہین
وہ جو شیشے مین اتر آئے یہ تقدیر نہین
ست نئے نقش حباب اور کسے تاثیر نہین
ای پری تجھ ان یہ پری روؤن کی تسخیر نہین

تجھ سے بہتر مہ و خورشید کی تصویر نہین
سب حسینون کی ترے سامنے توقیر نہین
جھوٹ او صاحب اعجاز یہ تقریر نہین
نطق عیسیٰ مین ترے نطق سی تاثیر نہین
دست موسیٰ مین ترے ہاتھ سی تنویر نہین

نظر آتی کوئی اب تجھ سے کی تدبیر نہین
کب سو گر رہتکاتی اسے تقدیر نہین
کھل گیا صاف کہ جلوہ دینے مین تاخیر نہین

قابل روح سبک رو مین پیر نہین
ایک دم ساکن آغوش کمان تیر نہین

کیا فقط چاند کی آگے تری توقیر نہین
رخ خورشید مین رخسار سی تنویر نہین
خال سی دیدۂ مہر رخ مین تاثیر نہین
ترے ابرو سی مہ نو کی ہی شمشیر نہین
نرگس مہر مین بھی شکل نظر تیر نہین

سمجھ کر چپ نہ رہو شوق سے چلا چلا
بیٹھنا گوشے مین خاموش نہین ہی اچھا
ہوش اڑتا ہی مناسب قدر انداز دل کا
نالے کر ابروے جانان کے تصور مین دلا
ہی کمان واقعی بیکار اگر تیر نہین

جسم پر خاک پڑے اس سے عبث ڈرتا ہی
نہ مکدر ہو اگر گرد سے تن بھرتا ہی
اجلی پوشاک ہو اسپر تو عبث مرتا ہی
احتیاط اسقدر اسکی تو عبث کرتا ہی
جسم آخر ہی ترا خاک بجز اکسیر نہین

پائے بین محفل ہستی مین عجب سوز و گداز
روشنی عقل کی گل ہو وہ بیان ہو انداز
گم رہے مین بھی شعلے کی زبان سے آواز
ہوئی اس بزم مین یہ طور زبان جسکی دراز
شمع کی طرح سے سر کٹنے مین تاخیر نہین

دنگ ہی رہگئے حیرت سے عجب ہی عالم
محو تیر النظر آتا ہی ہمین سب عالم
دید تیری ہوئی ہر نقشے سے حاصل پیہم
کیون مرقع نہ کہین دفتر گل مین کو ہم
فرد وہ کون ہی جسمین تری تصویر نہین

آج تجھسا کوئی دمساز نہو گا پیدا
حیلہ و مکر سے خالی نہین کوئی غمزا
زر در اپنا کسی صورت نہین تجھسے چلتا
وعدے مین عذر ہو جی آتیمین ہی عذر بجا
کون ہی ناز ترا جسمین کہ تزویر نہین

دنگ ہی عقل یہان ایسے تماشے ہین عیان
نظر کرین کھاتے مین ہر بار مرے وہم و گمان
غفلت اچھی ہی دلا تو نہو ہشیار یہان
فکر ہی غور طلسمات جہان مین حیران
غیر بستان کوئی اس خواب کی تعبیر نہین

بجھ تو آ مل گل رخ چھوتے ہین گر یو نہ دلا
شعلہ رویون کی نظر سے تو اثر یو نہ دلا
اپنی گرمی کی تو باتون سے گذر یو نہ دلا
لال منہ خشم سے اسکا ہو تو ڈر یو نہ دلا
آتش گل مین جلا دینے کی تاثیر نہین

جان دیدیتے ہین جب ملتے ہین جی پر عاشق
ڈھونڈتے ہین تجھے تیر و مرے بد عاشق
ہین بھی مرتے سے ہرن مرنیکی خوشی پر عاشق
تنگ ہون زیست سے ہر جا نہ کسی پر عاشق
کوئی اور راہ سوا مرنے کی تدبیر نہین

ادھر آتا ہی تو آتا ہی چرائے آنکھین
ہائے تشریف تو لاتا ہی چرائے آنکھین
کیا دبے پانون اٹھاتا ہی چرائے آنکھین
کیون مری قبر سے جاتا ہی چرائے آنکھین
ای پری خاک مری سنگ تسخیر نہین

ظلم گلیون مین پھرانے کا نہ ای قاتل دیکھ
پردہ رکھ مان نصیحت مری سنلے مجھسے
اسمین ہی خوف تری ہتک سے مین سو کہتا
تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ نہ لے
شرم کر لاش مری قابل تشہیر نہین

وصف خامے نے ہمارے کیے کیا کیا مرقوم
آجتک نامہ نہو گا کوئی ایسا مرقوم
جسم کا حال مرے خط مین ہی نقشا مرقوم
ای صبا حال سراپا ہی سراپا مرقوم
اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

نہین ہوتا ہی کسی شی مین یہان غیر کو دخل
ای یہ روشن ہی بجز وہم و گمان غیر کو دخل
اپنی صحبت مین نہین ہی بھی ہان غیر کو دخل
کار حیرت زدگان مین ہی کہان غیر کو دخل
شمع تصویر کو کچھ حاجت گلگیر نہین

خواب مین چشم زیارت سے نہین ہی خالی
جام خاطر مئے وحدت سے نہین ہو خالی
دل کو جب دیکھیے حیرت سے نہین ہی خالی
کوئی غفلت بھی حقیقت سے نہین ہی خالی
کون سا خواب ہی جسکی نئی تعبیر نہین

انکو پھر نہ لگاؤ جو تمہین کچھ ہو تمیز
رعب سے انکے یقین ہی کہ دل شیر ہو حیز
خوار انکو نہ کرو اور نہ سمجھو ناچیز
ای یہ ہونے ہین دیوانے خدا کو بھی عزیز
کیسے معصوم کرین انکے لیے تعزیر نہین

اصلاح کا نہ گھرے ابر گلستان پہ کبھی | سبزہ ایسا نہ اُگے چاہ زنخدان پہ کبھی | دخل ظلمات نہ ہو چشمۂ حیوان پہ کبھی
خط نمایان نہ ہو یارب رخ جانان پہ کبھی | یہ وہ مصحف ہے جسے حاجت تفسیر نہیں

منع اسکی جگر بت کی طرف ہے مائل | دخل کیا رنج پہ تجھے دھونے سے کیا ہے حاصل | کیون بھلا بجھنے حسرت مین تو دیتا ہے دل
تیری تلوار ہی جبتک نہ سنبھالی قاتل | خون ہمارا عرض جوہر شمشیر نہیں

سر پہ کس طور ظلم زیر فلک مشکل ہے | سنتے ہین رنج والم زیر فلک مشکل ہے | چپین ملنا کسی دم زیر فلک مشکل ہے
سر وسامان ہو ہمیں زیر فلک مشکل ہے | سر مرا ہے زلف یار مین کہ شمشیر نہیں

سارے عالم سے نرالے ہین کچھ اسکے جوہر | خون ہوتے ہین ہزار ونکے جو پڑتی ہے نظر | دل یہ اک آن مین چلجاتے ہین الماس جگر
مرنے مین آپ گلا کاٹ کے عاشق اکثر | یہ دلا ابروے خمدار ہے شمشیر نہیں

کرون تعریف مین اعجاز بیان کیا تیری | عقل ہے دنگ مری تو نے کرامات سی کی | چپ ہون مدت سے مرا ہے اسی حیرت یہی
بے دہن بات مسیحا سے بھی ہوتی نہ کبھی | قدرت حق ہے یہ اے بت تری تقریر نہیں

نظر آتا ہی نہین طاق در جانانہ | در پہ ابنی رسائی سے وہ دو تحانہ | ہون وہ وحشی نظر آتا ہے جہان ویرانہ
کردیا ہے اسی حیرت نے مجھے دیوانہ | ہاتھ مین یار کے دروازے کی زنجیر نہیں

گفتگو سی نہین تاثیر کسی بولی مین | خار چبھ جاتے ہین ہر ایک دل باغی مین | سنکے آباد یہ پھولا نہ سما یا جی مین
اگر خون کا جو تصور ہے سخن سنجی مین | گلفشانی ہے یہ ناسخ تری تقریر نہیں

چہرہ رہبران منازل اشعار معانی و رہروان مراحل سخندانی اس داستان عیاری شاپور کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج دانا ے شیرین مقال ⁂ چنین می نگارد ز کلک خیال ⁂ سابق مین تحریر ہوا کہ جب شاپور شیر دل عیار لب رنج نوجوان صاحبقران کو خبر کرکے پلٹا اسی حوالی مین آگے پہونچا مگر دل بیقرار ہے کہ اپنے آقا تک کیونکر پہونچون ایک ساحر کی شکل بنا ہوا زیر کرہ بیٹھا ہے سامنے چشمۂ آب سر بہین مار رہا ہے دیکھا ایک ساحر آکے اُترا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ساحر جلیل اپنے مالک کا کفیل ایک نامہ بھی سر سے بند ہا ہے چشمہ پر اُسنے آکے پانی پیا شاپور نے سامنے آکے سلام کیا اُسنے پوچھا اے شخص تو کون ہے کیا مجھسے کچھ حاجت رکھتا ہے شاپور نے کہا حضور حاجت سامری جمشید سے عرض کرتا مگر وہ بھی نہین سنتے گونگے بہرے ہو گئے بندے اُنکے مٹ رہے ہین ملک کے ملک ویران ہوے ہم لوگون کو کہین رہنے کا ٹھکانا نہین ملتا ہے مسلمانون کی آبرو بڑھتی جاتی ہے اسوقت آپکو دیکھکر دل بھر آیا وضع سے یہ بھی پہچانا کہ آپ ساحر ہین جی چاہا دو باتین کرون اگر کوئی ضرورت حضور کو ہو ارشاد فرمائیے آنکھون سے بجا لاؤن بڑی سعادت ہوگی اب تو کہین صحبت ساحران معلوم نہین ہوتی مہمان ورد چار ساحر ہین وہ اپنی مصیبت مین پھنسے ہین اُنسے کیا کوئی بات کرے ساحر نے کہا نہین بھائی ہمارا کوئی کام نہین اب دیکھو پچیس دن باقی ہین یقین ہے کہ بعد گذرنے میعاد قید کے سب مسلمان مارے جائین امان نہ پائین ہمارے بادشاہ سحر العجائب و مصر الغرائب حاکم طلسم نور افشان نے جو بادشاہ سابق کو قید کرلیا ہے اُسکی طرف سے بہت سے مسلمان بارادہ طلسم کشائی آئے مگر طلسم نہ توڑ سکے قید ہوے کوئی مرحلے پر پھنسا کسی کو شاہ خود گرفتار کر لائے اب وہ سب قید ہین شاہ ہون نے مجھکو پاس میمون اختر شناس کے بھیجا ہے کہ نہایت کاہن زبردست ہے اُسکے پاس نامہ لیکر جاتا ہون وہ احکام واجبی بتائیگا ہمارے شاہ اُسکی صلاح پر کار بند ہونگے بعض کہتے ہین کہ طلسم کشا اب آئیگا یہ جن جن نے دعویٰ کیا تھا سب بیکار ٹھہرے ورنہ طلسم کشا پر یک لخت دست اندازی دشوار ہوگی لوح طلسم اُسکو درکار ہوگی شاپور نے کہا بھائی ہم بھی چلین احکام طلسم کشائی سنین

ساحرون کا یہ مقام وسیع باقی رہگیا ہی مسلمانون نے بڑے بڑے مقام مٹائے یہ طلسم نور افشان ہی مین لاکھون ساحر
بستا ہی ایک ایک سامری و جمشید عہد بڑے بڑے عجائب و غرائب اس طلسم مین ہین کسکی مجال ہی کہ اس طلسم پر فتحیابی
کا دعویٰ کرے جو جائیگا گرفتار ہو گا مگر احکام میمون اختر شناس پر سب کار بند رہینگے ملال بربادی نہ سہینگے شاپور
نے باتین کرتے کرتے کہا کہ بھائی بیٹھ جاؤ ان باتون کے سننے سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوتی ہی تسکین
دل ہوتی ہی یہ نیرنگی انقلاب بھی عجب شعبدے دکھاتا ہی جب وہ ساحر بیٹھا شاپور نے باتون مین لگا کے بیہوش کیا
نامہ لیلیا اسکو کنارے ڈالدیا پتہ نشان سب باتون کا پوچھ لیا تھا اُسی کی صورت بنکر مکان پر میمون کے آیا
دیکھا ایک قلعہ بہت معقول بنا ہوا قلعۂ اختر شناس مشہور ہی شاپور در دولت پر آیا ایک خدمتگار سے کہلا
بھیجا کہ جاکے عرض کرو کہ نامہ دار شاہان نور افشان کا آیا ہی اُسنے جاکے عرض کیا میمون اختر شناس نے
حکم دیا بلا لو شاپور اندر گیا دیکھا تخت پر ایک جادوگر بیٹھا ہی نہایت مغرور عقل و فراست سے دور شاپور نے
سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامہ پیش کر دیا اتنا اسکے منہ سے نکلا کہ بھائی یہ جو لوگ گرفتار ہوے ایمین سے
کوئی طلسم کشا تو نہین ہی مگر انکی ذات سے بڑے بڑے فتور ہونگے ساحران نامی انکے ہاتھ سے مارے جائینگے شاپور
نے کہا حضور ایک کام کرین مین تو پوچھتا ہوا نکل آیا لیکن جو ابی طلسم مین مذکور ہی ہر چند کہ آپ بھی خیر خواہ ہین مگر ایرج نوجوان
داماد کوکب جو گرفتار ہوا ہی اگر یہ قتل ہو جاتا تو البتہ کیفیت ہوتی کہ مین نے سنا ہی کہ اسی جوان کا دادا طلسم کشائی
کرنے چلا ہی اُسکے ساتھ وہ لوگ ہین کہ جنکا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہین آپکی خدمت مین حاضر ہون آپ ایرج
کو یہان بلوا بھیجیے بلوا کے فوراً قتل کر ڈالیے دونون شاہزادے اپنے گھمنڈ مین ہین کہتے ہین کسکی مجال ہی کہ ہمارے
خدمتگار پر دست انداز ہو بادشاہت کا سودا ہی لشکر غرور نے انکو گھیرا ہی سب یہی کہتے ہین کہ انکے جد عالی تبار
آکے طلسم کشائی کرینگے حزن سے ساحرون کے ہاتھ پھر نکلینگے تو اُنکے اوپر ایسا زور ہو کہ پھر نہ کوئی اعادہ کرے
میمون کو یہ صلاح بہت پسند آئی شاپور کو جگہ رہنے کی دی اُسی نامے کی پشت پر جواب لکھا کہ تم احکام کا بن
طلسمی کے پابند ہو ہمنے جو اپنے یہان کتاب مین دیکھا جو احکام نکلے کہ انکا تحریر کرنا بھی بیکار ہی مناسب ہی کہ دو لکھتے
اس نامے سے ایرج نوجوان نامے خویش کوکب شوہر تیزان کو ہمارے پاس روانہ کیجیے جو کچھ احکام نکلیگا اور مناسب
وقت ہو گا اُسپر کار بند ہونگا آپکو اطلاع ہو جائیگی ہم یہ چاہتے ہین کہ احکام قدیم کو مٹا مین احکام جدید کے پابند ہین
آپکی بہتری اسی مین ہی جو ہمنے تجویز کیا خیر خواہان دولت خیر خواہی مین مصروف رہتے ہین یہ نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم
کو دیا کہا اسکو لیجا تو سحر العجائب و مصر الغرائب کے ہاتھ مین دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ ایرج کو ہمارے پاس روانہ
کرو اپنے ساتھ لیکر آنا کہنا کان کھول کے سن لیجیے ہم یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا اصلی اس طلسم مین نہ آنے ورنہ
جان بچنا دشوار ہو گی ساحر نامہ لیکر چلا شاپور یہان رہنے لگا ایسا رنگ جمایا کہ شام کو صحبت میمون مین آکر
گانے کا شغل ہوتا ہی کئی مرتبہ آتشبازی بھی بنائی میمون نے اپنا رفیق مقرر کیا ایسا رنگ جما ہی کہ میمون کو ایک
دم بے شاپور چین نہین پڑتا مگر ساحر فرستادہ میمون دربار مین شاہان نور افشان کے پہونچا یہ دونون مغرور
رفیقون سے باتین کر رہے ہین کہ یارو ہم دونون بھائی گشت کر جاتے ہین عجب صحرا خالی پڑے ہین طلسم کشا اصلی
کا پتہ نہین جو لوگ آئے گرفتار ہوے کہ ساحر نے آکے نامہ پیش کیا دونون نے نامے کو کھول کر پڑھا کہا دیکھو
ہمارے خیر خواہ نے کیا مضمون لکھا ہی بیشک وہ احکام جدید جاری کریگا منظور تو یہ ہی کہ طلسم بیچ طلسم کشا اصلی
قتل ہو جائے تین برس کا کتنا دشوار ہی ہوشیار جادو سامنے حاضر تھا کہا تم بھی ایرج نوجوان کی قید کے ساتھ جا

تا بہ سیمون اختر شناس پہونچا دو ہماری طرف سے دعا کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ تمکو سب طرح کا اختیار ہی جو مناسب وقت ہو وہ کرو بعد فراغ امور ضروری تمھین اپنا وزیر اعظم کرینگے اور کاہن طلسمی پابند قواعد کتب قدیم ہی اُسی نے ہمکو ہدایت کی کہ انکا قتل باعث خرابی ہوگا جو کچھ کرنا کتاب مین دیکھ لینا جو کتاب خبر دے بموجب اُسکے کاربند ہونا ہوشیار جادو اُٹھا طرف باغ ویران کے چلا جب وہان پہونچا قصد یہ ہوا کہ مین ایرج کو لیجاؤن یہان وہ وقت ہو کہ ترجمان کسی حیلے سے ایرج نوجوان کے سامنے آئین آنکھون مین اشک حسرت بھرے ہوے پوچھا ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہے کچھ حال دل سنائیے میری تو کیفیت ہے نظم

روئے شرمندہ بچھا ای دیدۂ تر تو نہ ہوا
آج دل کو بھی یہ حسرت کہ مین پہلو نہ ہوا
بد ہی بخت دکھاتا ہی تو اک لطف کے ساتھ
لب نے افسون نہ پڑھا آنکھ سے جادو نہ ہوا
پیگئے آنکھون مین ہم کتنے ہی اشک حسرت
آج بھی سینہ کسی کے تہ زانو نہ ہوا
دور ہجانگی فرقت کی یہ مجبور رہی بھی
جو کوئی بھول کے گمراہ یہ آہو نہ ہوا
گم ہوا ہاتھ جو آیا کوئی خط اسکا جلال
جھک پڑے ٹھنڈی سی سانس بھر کے کہا نظم

بہ وداع دار گردت برگرد شمع رویت
حاجی زہیر خانہ قطع این قدر منازل
ازین ناحق شناسان خرش بیگانہ میخواہم
بہ آتش میزنم خود را اندازم بال پروانہ
گر گوش حاجت را گرد این افسانہ میخواہم
سپہر مستی دارم بہ بدمستان این مجلس
کر پاک از مردمان دیدۂ خود خانہ میخواہم

مرحبا ای اثر عشق سبک تو نہ ہوا
خون لب خشک ہمارا کئی چلو نہ ہوا
لاکھ اُٹھاتا کوئی اس در سے نہ اُٹھنے دیتا
پیچ تقدیر کا اپنے کبھی گیسو نہ ہوا
نہ ملا جام اگر دینے لگا ساقی
مردم دیدہ کو اک گھونٹ پر اچھو نہ ہوا
جان عاشق کی نکالین ملک الموت اگر
دم نہ ہم توڑ سکے موت پہ قابو نہ ہوا
برہمن سجدے کرے بات نہ پوچھے کوئی بت
بنے تعویذ کبھی زینت بازو نہ ہوا
ای بچہ تو چہ حالت شمع ہزار محفل
جینداگر زخمت ما ہر آئینہ مقابل
ایرج نے کہا ای ملکہ اپنا تو یہ حال ہے نظم

بجنون آغشتہ بال و پرِ کجا کب راہ ای غافلم
بہ پیش شمع رویت بہت پروانہ می خواہم
بہ زعم عقل تھینچی سر آشفتگی دارم
پر از خون در صراحی ساغر و پیمانہ میخواہم

آبرو ہو کے مثال آنکھ کا آنسو نہ ہوا
کوئی دم بھر کو بغل مین مری آ بیٹھا تھا
تو بھی ای ضعف مرا قوت بازو نہ ہوا
آئنہ دیکھ کے حیرت کا وہ پتلا ہوے کیون
ہاتھ پھیلا جو ہمارا تو وہ چلو نہ ہوا
حسرت وصل کرنے نکلی نہ ای حسرت تیغ
کام پر انکے مقرر کوئی خوشرو نہ ہوا
ہوش جاتے رہے وحشت ہے مگر دل کی
نجد احشر ہی ہوتا کہین مین تو نہ ہوا
مطلع ہماری یہ اشعار پڑھے آنکھون سے آنسو
دی زلف تا بدارت حل ہزار مشکل
مقصد تو ئی ز کعبہ ور نہ نکر دی تحقیق
جنونم میزند بر سر وطن ویرانہ می خواہم
وا ے غمزۂ زان نرگس مستانہ میخواہم
گر نتم آن چنان الفت بہ لذت مائے زخم غم
درون سینہ چون مجنون دل دیوانہ میخواہم
فدا بہائے زبان مخفی چنان آزردہ دلم

اس طور پر عاشق و معشوق مین باتین ہو رہین جو جو لوگ قیدی قریب تھے سب سنو نے لگے کسی کا قول تھا کہ صاحب ایسے جوش عشق نہین دیکھے بعد وصل کے بھی وہی کیفیت ہے دونون مسرور ہو رہے ہین باتین دیوانہ وار وحشی مثال کر رہے ہین یہ باتین سنی نہین جاتی ہین کلیجون کو برماتی ہین کہ اُسی وقت ہوشیار جادو آکے پہونچا وہان کے نگہبانون سے پوچھا ایرج نوجوان کس قیدی کا نام ہے ملکہ بران نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر خونخوار وضع نگہبانون سے کچھ پوچھ رہا ہے نگہبانون نے کہا یہ شاہزادہ بیٹھا ہے اُسوقت ملکہ بران کی بیقراری گھبرا کے اُس ساحر سے پوچھا کیون بھائی تمھارا کیا مطلب ہے اُسنے کہا شاہون نے حکم دیا ہے ہم اس قیدی کو پاس سیمون اختر شناس کے پہونچا دینگے اب انکے مقدمے مین اُسی کو اختیار ہے ملکہ بران گھبرا گئی کہا ای شخص ہمکو بھی ساتھ لیچل اگر انپر کچھ خرابی ہوگی ہم بھی جان دیدینگے یہ کیسا ستم ہے کہ ان اکیلے کو یہان سے لیجاؤ یہان تو یہ کیفیت ہے مرگ انبوہ جشنے دارد دیکھا جانے سے کیا کام ہمین بھی انکے ہمراہ لیچلو وہان چلکر انسے پہلے ہمکو قتل کرنا ہم خوشی سے اپنی جان نثار کر دینگے

زیر خنجر تم سے سر نہ ہٹا مینگے ہوشیار نے کچھ جواب نہ دیا ایرج نوجوان کو قید خانے سے نکالا تخت پر اپنے سوار کیا
لاکھ لاکھ ہران شمشیر زن تڑپین پھڑکین مگر اس ہمیانے لشکر جواب بھی نہ دیا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالکے اچھلا
جب نظرون سے سب کی مخفی ہوگیا ہران منھ ڈھانپ ڈھانپ کے رونے لگی کوکب دوڑے ملکہ ناہید
مادر ہران بیقرار ہوگئین سب قریب ملکہ ہران شمشیر زن آگئے پوچھا کیون بی بی خیر تو ہی ہران نے رو رو کے کہا کہ ایک
ساحر آیا تھا وہ شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیگیا ہے لاکھ کہا اُسنے نہ مانا مین نے اُس سے بہت کہا کہ مجھکو بھی میرے
وارث کے ساتھ لیتا جا اگر خدانخواستہ اُنکے قتل کا ارادہ ہی تو مین بھی خوشی سے کہتی ہون پہلے مجھکو قتل کرنا بخوشی مجھکو
جان دینا منظور ہی زندگی سے قلب ناصبور ہی کوکب نے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر ہماری عقل یہ کہتی ہی کہ وہ اب
حیلے قید اُٹھا چکے اُنکی رہائی کا وقت قریب آگیا کیا عجب ہی کہ عیار اُنکا شاپور شیردل کہ بھاگ کے نکل گیا تھا
شاید اُسی نے کوئی دام مکر پھیلایا ہو ای فرزند دلبند میری بات یاد رکھنا کہ اب عمر اس طلسم کی تمام ہوئی خود
کاہن طلسمی نے میرے سامنے بیان کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی اسی سال مین طلسم کشا اصلی آئیگا اس طلسم
کو مٹائیگا اور ای فرزند یہ بھی تم جانتی ہو کہ طلسم کشا اصلی اس طلسم کا کون ہی ہمارے آقا صاحبقران زمان امیر
عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان اس طلسم کو فتح کرینگے یہ ظالم اب جو بدبختین چاہین ہمپر کرلین انشاءاللہ تعالے
صبح شام مین اس بدعت کا بدلا ان کمبختون کو ملیگا ہمارا غنچۂ آرزو کھلیگا لاچین وغیرہ بھی قریب آگئے جب پہنچے
متفق اللفظ ایسی ہی باتین کہین تب ہران شمشیر زن کو کسی قدر صبر آیا اب احوال شاپور کا لکھا جاتا ہی کہ یہ
صحبت مین میمون اختر شناس کی بیٹھا ہی عمدہ عمدہ غزلین گا رہا ہی سب اہل محفل کو لبھا رہا ہی میمون بہت
خوش ہو رہا ہی کہتا ہی کہ تمھارے آنے سے دربار مین بڑی رونق ہو جاتی ہی کہ ہوشیار جادو قید ایرج
کی لیکر پہونچا ایرج کو تخت سے اُتارا اور جو کچھ کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے پیغام دیئے تھے وہ سب بیان
کرنے لگا کہ ارشاد ہوا ہی ای میمون اختر شناس تم ستارہ شناس ہو فلک اساس ہو مقدمے مین اس جوان کے
جو مناسب جانو وہ کرو اور یہ تدبیر بھی واجب و لازم ہی کہ طلسم کشائے اصلی کا راستہ روکا جائے یہ خبر مشہور ہی کہ
صاحبقران زمان اپنے لشکر سے چل چکے قلعۂ سواد نگار پر معرکے پڑے تھے اُس شہر کو فتح کیا اب سنتے ہین کہ قلعۂ
ابلیس پرستان پر لڑائی ہو رہی ہی بتر زود رفت و خواجہ عمرو سے خوب خوب عیاریان ہوئین اب دیکھیے
کیا ہو یقین ہی وہان سے مہلت کرکے رو براہ اس طلسم پر آئینگے میمون نے کہا کل باتون کا انتظام کرلونگا سد
باب کی بھی تدبیر کر رہا ہون کسی وقت مجھکو ان کار ضروری کی فکر سے غفلت نہین ہر وقت کتاب ہی دیکھا کرتا
ہون اور کچھ احکام بھی مین نے نکالے ہین وہ خدمت مین شاہان طلسم کی بھیجونگا میری طرف سے آداب و تسلیمات
عرض کرکے کہدینا کہ آپکو تکلیف نہ پڑیگی مین سب کچھ انتظام کرلونگا ہوشیار جادو تو چلاگیا میمون نے حکم دیا آج
رات کو اس جوان کو قید رکھنا صبح کو قتل کیا جائیگا رات سے میدان خونی کی تیاری ہو سب کارگزار مصروف اہتمام
ہوے شاپور نے کہا کیون ای میمون آج بڑی خوشی کا دن ہی رات بھر جلسہ آراستہ رہے صبح کو اس جوان کو قتل
کرکے کباب لگائین دو کباب بادشاہ کے واسطے بھیجینگے جو جیتے تھے صلاح کی وہ پوری اُتری بیشک اسکو قتل
کرنے سے حمزہ ڈر جائیگا اُدھر نہ آئیگا اب جلسہ آراستہ کرو سردارون نے جو اسکو سنا کہ آج جلسہ ہوگا سب آآکے
جمع ہوے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے سازندے بھی آئے ساز درست ہونے لگے شاپور بیچ مین آکے بیٹھے سازندون سے
کہا ذرا خیال رہے ہم تو اپنی دُھن مین ہین آج راگ و رنگ کا خوب سماں بندھے سب اہل جلسہ کو خوش کیجیے

شاپور تڑپتا پھرتا ہی کہا سیان میمون صاحب آج مین اپنا کمال دکھاتا ہون کبھی میخانے کی مجھکو بھیجے میمون نے فوراً کنجی دیدی شاپور میخانے مین پہونچا سب شراب مین بیہوشی ملائی آواز دی یار و آج خوشی کا دن ہی از خرد تا بزرگ سب آکے جمع ہوے پتیلے اور قرابے بٹنے لگے شاپور باہر جا کر تین سو گلابیان لیکر محفل مین آیا گردن الماس نگار گلابیان عمدہ عمدہ اُسمین مے ارغوانی بھری ہوئی گھڑے اُنکے تماہی سے بندھے ہوے کشتیان کباب کی ساتھ ساقی بچے بہ طلعت خوب صورت نیک سیرت اس سلیقے سے شراب کو لیکر محفل مین آیا میمون نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لیکر آیا ہی اگر زاہد صد سالہ ہو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے کیا سلیقے دار آدمی ہی گو ظاہر مین بہت اس سے راضی ہون سرداروں نے کہا حضور حقیقت مین یہ شخص ہمہ دان ہمہ گیر صاحب جادو توقیر ہر بات مین دخل رکھتا ہے سب سردار رطب اللسان تعریفین کین ہر ایک کا یہی قول تھا آج تو کیفیت ہوگی باہم جو شراب بیہوشی تھی لشکر والے پینے لگے ایک کونے مین ایرج نوجوان بیٹھے ہین یاد مین ملکہ بران کی سرنگون غم سے کلیجہ خون لب پر نالے یہ اشعار حسرت زبان پر جاری **نظم**

داغ گلگشت سے زبان گل کھلی منقار مین
آتش رخسار سے گرمی ہین زلف یار مین
جسطرح جاتا ہون انگلی اُٹھتی ہی بازار مین
صید عاشق ہون اشارہ ہی نہین چلا آوگا مین
تار قلقل کا بندھے تو آنسوؤن کے تار مین
عاشق بیمار کی جانب اُٹھے اُسکی نظر
صورت ناقوس بت چلاینگے کہسار مین
بال بکھرا کر وہ گردش دے رہے ہین آنکھ کو
ہی طلا تلوار کا ڈورا نظر کے تار مین

زار ہون عشق خط لبہاے شکر بار مین
حسن نے تکیے لگائے ہین دوان یار مین
رہگیا تیر نظر ابروے سفاک کا م
کھینچ لے صیاد تو مجھکو نظر کے تار مین
حسن سے دی مینک بھی لیلی نے قیس زار کو
طاقت اتنی ہو کہین اس نرگس بیمار مین
شیخ دام سبحہ مین اپنے گرے مجھکو اسیر
مچھلیان پھرتی ہین دیکھو عین زلف یار مین
جسطرح نکلا لبھان تیغ سے چلتے ہین

ہین وہ بلبل جو جو جھکا گلشن شعار مین
چیونٹیان مجھکو گھسیٹینگی نفس کے تار مین
ہین بلال آسا ہوا ہین عشق سرخسار مین
تیغ کے ڈورے کا ٹانکا دے لب پیکار مین
کیا غضب ہی جب مین رو دون وہ ہنس باتین
شربت دیدار ڈالا شربت دینار مین
ہونگے وحشی دیکھکر مجھکو حسینان جہان
دیکھے دھاگا جو مین پھانسے مجھے زنار مین
مار ڈالا جسکو دیکھا تونے اے قتال خلق
ہی سیمابی صفیر اُس شوخ کی رفتار مین

شہزادہ ایرج نوجوان گریان و نالان یہ اشعار پڑھتے ہین اور روتے ہین شاپور نے گھنگھرو باندھے گت شروع کی شاپور کا یہ حال ہی کہ ناچ رہا ہی ناچتے ناچتے جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا چلا **شعر مصنف** ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا ؛ اہل محفل نے لیا اُسے سمجھا در توڑا ؛ سر جھکا کر سامنے میمون کے آیا کہا ایسے بادشاہون کو سرے شراب پلانا چاہیے میمون نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار اگلے مین شاپور کے ڈالدیا جام لیکر پی گیا اب تو شاپور نے دورا باندھا ساقی بچے بھی پلا رہے ہین بعض اپنے ہاتھ سے لیکر پیتے ہین ہر سمت سے صداے احسنت و آفرین بلند دل دردمند ہی سب کا قول ہی حقیقت مین اس جوان نے وہ جلسہ جمایا کہ کبھی ایسا جلسہ نہین ہوا تھا میمون نے دیکھا کہ رنگ محفل بگڑنے لگا کمیدان نے کہا رسالدار صاحب آپکی مونچھ پر کوا بیٹھا ہی رسالدار نے کہا واہ بھائی یہ دل لگی تمہاری مجھکو پسند نہ آئی کیا اس حرامزادے نے اڈا مقرر کیا ہی کمیدان نے کہا بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے چپکے ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑکے ایک جھٹکا مارا رسالدار نے کہا یہ کیا حرکت ہی کہا دیکھیے کوا اُڑ گیا دم میرے ہاتھ مین رہگئی مراد یہ کہ دونون بیہوش ہوے ایک صاحب کو عارضہ بادی کا تھا باتھی ناسے ہوے بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے ایک صاحب نے جھک کے دیکھا کہا کیون بھائی تمھاری گود مین کتے بچے دیے ہین اُنھون نے کہا کیا اس حرامزادی نے یہان مقرر کیا ہی اُنھون نے کہا بیٹھے رہو مین سزا دیتا ہون یہ کہکر

ایک لات ماری مُخون نے ہائے کی کہا بھائی مار ڈالا دونون بیہوش ہوے اسطرح اہالیان جلسہ بیہوش ہوگئے گرتے
ہین کوئی گھبرا کے اٹھا گاتا ہوا چلا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا کنیزین صاحب شرم وحیا صورت وجمال مین یکتا نشے
مین شراب کے بدحواس گھبرا کے اُٹھین ساتھ والی سے کہا کہ لیا مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی یہ کہکر پائجامہ اُتار کے پھینکدیا
ننگی دوڑی جاتی ہین پائجامہ کاندھے پر جوش مین نشے کے دوڑی جاتی ہین کوئی بہن کو پکارتی ہی ای بوا ظہور آج
للن کو دردزہ لگا ہی اُسکے یہان لڑکا ہوا چاہتا ہی تم بھی چلو وہ اٹھکر دوڑی دونون بیہوش ہوگئین یہ رنگ محفل
جب میمون نے دیکھا غصے مین کہا یارو میری محفل کو تم سب نے بازار بنایا ہی یہ کیسا غل ہی کیون غل مچاتے ہو یہ کہکر
تیغ پکڑ کے اٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا شاپور قریب ایرج نوجوان آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار اپنے غلام کو
پہچانا ایرج باغ باغ ہوگئے کہا ای شاپور مرحبا اب کیا منظور ہی کہا میمون کو سمجھتا ہون اگر یہ مسلمان ہوا تو سب
کچھ ہی ہی ورنہ اُسکو مار ڈالونگا ایرج نے کہا ای یار وفادار وای مونس وغمگسار کوئی تدبیر ایسی کرنا کہ سوختۂ آتش دوری
وافروختۂ نار مجبوری حامل رنج ومحن ملکہ بران شمشیرزن کو خبر ہوجائے کہ ایرج نے رہائی پائی جب مجھکو لیکر ہوشیار
چلا تھا اسکا عجب حال تھا اس عشق مین اُسنے جو رنج وملال اٹھائے کچھ اُسکی حد نہین ہی اب بھی کیا اُسکو جان دینے مین
کو نہین ہی مگر اُسکا کچھ اختیار نہین اول تو خیال کرو کہ اپنا ملک وہان چھوڑا تمہارے بہمن نے اسقدر ستایا کہ اپنی
جان کو عزیز نہ کیا اپنے کو آتش طلسم مین گرادیا جو اپنے دست نگر تھے اُنکے قبضے مین ہوگئین اُنہون نے نئے
طور کے صدمے پہونچائے کیونکر یہ رنج والم اُٹھا سکین یا تو صاحب اختیار تھین یا ایسی مجبور ولاچار ہوگئین
شاپور نے کہا خدا اپنا فضل شریک کرے اور میمون دل سے تابعدار ہوجائے تو کیا عجب ہی کہ انکی بھی رہائی
ہو یہ کہکر شہزادہ ایرج نوجوان کو قید آہن سے رہا کیا ایک دنگل زرین اٹھا کے لے آیا اسپر شہزادے کو
بٹھایا اب قریب میمون کے آیا اُسکو زمین سے اُٹھایا زبان مین سوزن دیا ایک ستون سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی
اسکی ناک مین دیا اُسکو چھینک آئی اب جو میمون کی آنکھ کھلی ساری محفل کو بیہوش پایا ایرج نوجوان دنگل زرین
پر بیٹھے ہین اور ایک عیار طرار خنجر گذار نیمچہ پکڑے ہوے میرے قریب کھڑا ہی کہتا ہی ای میمون قدرت پروردگار
کو دیکھا مین نے تیری ساری محفل کو ایک دم مین بیہوش کر لیا میرے آقا نے منع کیا ورنہ ابتک مین تمکو قتل کرڈالتا
اب تمکو مناسب یہ ہی کہ سامری وجمشید پر لعنت کرو ہمارے شہریار کی دل وجان سے اطاعت کرو معبود حقیقی
کو اپنا خدا جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو فتاحی طلسم کی تدبیرین ہون تمکو امون کو قتل کرین ہمارے آقا فتاحی
طلسم کی تدبیرین مصروف ہون میمون نے دیکھا کہ زبان مین سوزن عیار نیمچہ بکف سر پر کھڑا ہی فقط نیمچہ
مارنے کی دیر ہی ہی اگر تو نے انکار کیا یہ مجکو قتل کر کے نکل جائیگا اپنے آقا کو بھی اپنے ہمراہ لیجائیگا کوئی اسکا
کیا کر سکتا ہی جسطرح ممکن ہو اب اسوقت اپنی جان بچاؤ یہ بات سوچکر دست بستہ عرض کی ای مہتر والا گہر کیا کام
کیا حقیقت مین تمنے زمرۂ عیاران مین نام کیا جنکے تم فرزند ہو انھون نے بھی کبھی ایسی عیاری نہ کی ہوگی یہ سنکر
شاپور رشید دل نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ استغفراللہ انکی کیا بات ہی ایک عیاری کرامات ہی اُنکے سامنے
اس عیاری کی کیا حقیقت ہی وہ جس دن اس حوالی مین تشریف لاوینگے اُس روز میان سحر العجائب
مصر الغرائب کو جاننے کا راستہ نہ ملیگا کوکب روشن ضمیر ایسے بادشاہ عالی جاہ کو ہمارے والد
ماجد نے زیر وزبر کردیا ایسی ایسی آفتین برپا کین کہ انھون نے خوشی سے بران کی شادی میرے آقا
کے ساتھ کردی ورنہ کوکب ایسا آتشخو شعلہ مزاج نہین معلوم کیا آفتین برپا کرتا مگر ایسا پھنسایا سواے اطاعت کے کچھ

کچھ نہ بن پڑا مین اپنی عیاری کو اُنسے مثال دو دن وہ قدرت پروردگار ہین عیار طرار خنجر گذار کون اُنسے
مقابلہ کرسکتا ہی بس اب بہتر اسی مین ہی کہ اطاعت اختیار کرو ورنہ اپنے آقا کو لیکر نکل جاؤنگا جتنے بیہوش
پڑے ہین سب کو قتل کر ڈالونگا اپنی جان کو غنیمت جانو مذہب حقیقی کو اختیار کرو ورنہ بہت پچھتاؤگے میمون
اپنے دل مین سوچ چکا ہی کہ اب تو اپنی جان بچاؤ پھر سمجھا جائیگا تیرے ہاتھ سے کیا یہ مکار بچیگا یہ دونون غیرساحر
ہین جسطرح جا ہونگا دونون کو گرفتار کرلونگا یہ سوچ کے اسنے اشارہ کیا مین دل و جان سے اطاعت کرتا ہون
شاپور نے زبان سے اسکی سوزن نکالا اسنے چھٹتے ہی ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا اُسنے عرض کی
ای شہنشاہ جو مجھسے ہوسکیگا مین دل وجان سے حاضر ہون ایرج نے کہا ابھی شاپور سب کو ہوشیار کر میمون
نے باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے میمون نے اشارہ کردیا کوئی کلام سرکشی نہ کرے ظاہر مین اطاعت
کرو پھر مین سمجھ لونگا انکو تڑپا تڑپا کر مارونگا اسوقت یہی مناسب ہی جو سردار اُٹھا اُسنے قدمون کو شہزادے کے
بوسہ دیا ساٹھ ہزار ساحران غدار ظاہر مین مطیع ہوے دل مین یہی خیال ہی کہ ایرج و شاپور کو پکڑ لینگے
میمون نے عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین ایرج نے کہا یہ ہمارا طریقہ نہین ہی تمھارا تاج و تخت
تمکو مبارک ہو ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین فقط آرزو ہے مذہب حقیقی ہی ہر وقت یہی پیروی ہی کہ [illegible]
خرس طینت راہ ضلالت سے نکلین چشمۂ ہدایت پر پہونچین ایرج تو یہ باتین کر رہے ہین میمون کو تخت پر
بٹھلایا میمون دل مین پیچ و تاب کر رہا ہی دمبدم سوچتا ہی اب بگڑ جاؤن یہ دونون میرا کیا کرسکینگے ایک
باش کہنے والے مین دونون کو پکڑ لونگا شاپور اسکے تیور دیکھ رہا ہی دل سے کہتا ہی بڑا غضب ہوا اسکا
تو اور ہی کچھ ارادہ ہی کیا تدبیر کرون ظاہر مین پشت ایرج پر کھڑا نگرانی کر رہا ہی باطن مین یہ فکر ہی کہ اگر یہ
زبان ہلائے کچھ سرکشی کرے تو حلقہ ہاے کمند در گردن اسکو تو گرفتار کرلون لیکن اس مجمع ساحران سے کیونکر
نکلنا ہوگا سب ساحر ملکر گرفتار کرلینگے لیکن ایک جادوگر مشتاق جادو اسکا نام ہی اُسنے کہا ای شہریار
آپ نے اپنے کو کیون اس مصیبت مین ڈالا طلسم نور افشان ایسا مقام نہین ہی جسکو آپ تسخیر کرلین خیر
جان بچگئی اسکو غنیمت جانیے اس خیال خام و تصور ناتمام سے درگذریے لوح طلسمی کہان ملیگی ایرج نے
کہا ہم اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرینگے بزرگان دین تشریف لائینگے مقام لوح کا بتائینگے اُسنے کہا بزرگان
دین کہان شیطان خواب مین آتا ہوگا وہی آپکو بہکاتا ہوگا یہ جو کلام اُس ساحر ملعون نے شہزادہ ایرج سے
آنکھین ملاکر کہا ایرج کو غصہ آیا زلفین خلیلی کو پیچ و تاب ہوا پیشانی پر پسینہ آیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا چہرہ
گلنار آنکھین ابلی ہوئین سامنے تخت میمون کے ایک عصاے مرصع کار رکھا ہی ایرج نے وہی عصا اٹھاکر
سر پر مشتاق جادو کے مارا وہ بخوف جان ہٹگیا وہ عصا دنگل پر پڑا عصا کے دو ٹکڑے ہوے شق
کھلتے ہی اسمین سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا ایرج نے اٹھاکر جو پڑھا اسمین طرف سے بانیان
طلسم کے مرقوم تھا اگر کوئی شخص قصد کرے کہ ہم طلسم نور افشان فتح کرین اسطرح فتح ہوگا کہ اول
طلسم شوکت ملیگا اسکو فتح کرے اور لوح اس طلسم کی پاس کامگار جادو کے ہی کامگار جادو
دریاے کوہستان مین رہتا ہی اور جب اس مقام پر پہونچے تو یہ اسم ورد زبان کرے اور اسکو بلائے
جب وہ آئے اُس سے لوح طلب کرے وہ لوح دیگا اس لوح کو لیکر مرحلہ جات کو فتح کرے تب
سرحد طلسم نور افشان مین پہونچیگا پھر اسکے فتح کرنیکی صورتین طلسم کشا کو دریافت ہوجائینگی یہ

سکے ایرج نے کہا او بد اعتقاد دیکھو خدا نے سامان پیدا کر دیا کبھی کسی نے نام طلسم شوکت سنا تھا سب یہی
جانتے تھے کہ خالق طلسم نور افشان ہی ہی انسان کو لازم ہی کہ اسکی قدرت کاملہ کا قائل رہے دیکھو پردۂ غیب سے
صورت پیدا ہو گئی یہ ظہور قدرت پروردگار دیکھکر میمون تخت سے اٹھا گرد پھر اشار ہوا کہنے لگا کہ آپ
بیشک بندۂ خاص پروردگار عالم ہین اب آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا اب مجھے دل سے منظور ہوا کہ آپکی
اطاعت کرون ابھی تو مین مکر سے مسلمان ہوا تھا مگر اب عہد واثق کرتا ہون کہ جان و مال سے دریغ نہ کرونگا
بیشک وقت زوال دولت نمکحرامان آپہونچا جو جو شہنشاہ سابق کو ستائیگا وہ مارا جائیگا یہ کہکر آواز دی
ای اہالیان شہر و ای افسران فوج مین نے دل و جان سے اس شیر کی اطاعت کی جسکو منظور ہو وہ آکے
قدمبوسی کرے ورنہ میرے شہر سے نکلجائے نمکحرامون کا ساتھ دے مین تو اب دل سے اس شہریار کا ساتھ دونگا
سب نے پکار کے جواب دیا ای میمون اخترشناس ہم تمھارے ساتھ ہین تیرا دامن ہی اور ہمارے ہاتھ ہین
ہمین نمکحرامون سے کیا کام ہی ہرچند کہ آپکے کہنے سے یہی منظور تھا کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کو دھوکا دیجئے
لیکن انکے اخلاق اور محبت پر مجبور تھے اب صفائی ہوئی نوبت نقارے بجنے لگے قلعۂ میمون اخترشناس
کے سب سردار و رعایا دل و جان سے مطیع اسلام ہوئے ہر گلی کوچے مین یہی ذکر تھا کہ ہم سب شاہزادۂ ایرج
کے غلام ہوئے ہماری بھی جان بخشی کی جب عیار نے انکے سب کو بیہوش کیا تھا اگر قتل کر ڈالتے تو ہمارا کیا بس
چل سکتا تھا مگر بڑے جلیل ہین یکسی کا مٹنا اور برباد ہونا نہین چاہتے ہین جب تو ہزارہا ملک انکے بزرگون کے تحت
حکومت مین ہین یہان میمون اخترشناس دربار مین دل و جان سے مصروف خدمتگذاری ہی یہی کہہ رہا ہی کہ
جو ارشاد ہو اسے بسر و چشم بجا لاؤن دریاے کوہستان پر چلیے ایرج نے آہ کی فراق مین بران کے اپنی حالت
تباہ کی رو رو کے فرمایا ای میمون اخترشناس اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

درآتش آشیانے از خس و خاشاک میخواہم	نمی گردد تسلی دلم از نامہ و پیغام	ز سوز سینۂ دل آہ آتشناک میخواہم
ز دامان اعتبار رفع در دامن نمی گیرد	غبار آلودہ در دم ز آب تاک میخواہم	گریبانے صبوری ہمچو گل صد چاک میخواہم
چو ابر نو بہاران دیدۂ نمناک میخواہم	نمی یابد دلم تسکین ز آہ و نالۂ مخفی	نمی روید گیاہ خرمی در باغ امیدم
		چو گل جیب و گریبان تا بدامن چاک میخواہم

مین کیا کہون جو میری کیفیت ہی ای میمون انصاف کرو اول تو یہ کہ ہم مرد ہین ہنس بول کے دن کٹ جاتا ہی مگر
یہ تو کہو کہ قید مین بران شمشیر زن و کوکب روشن ضمیر و ناہید مرصع پوش پر کیا گذرتی ہوگی دوسرے غضب
یہ ہوا کہ شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی وغیرہ آگے آپسے طلسم مین قید ہوئے اول تو کوئی ایسی صورت نکالو
کہ یہ سب قید سے رہا ہو جائین کہ مین بہ اطمینان فتاحی طلسم مین مصروف ہو جاؤن میمون اخترشناس نے کہا
غلام ابھی عرض کرتا ہی ان سبکو بلوائے لیتا ہی فتاحی طلسم شوکت مین سب آپ کے شریک ہونگے اگرچہ کوتب
نے سحر سے توبہ کی مگر بادشاہ سابق طلسم ہی سب جگہ کے حال بخوبی جانتے ہونگے انکے ساتھ ہونے سے بڑا نفع ہوگا
جا بجا کے راز و نیاز بتائینگے ایرج نے کہا ای میمون اگر تمنے یہ کام کیا تو مین تمھارا بڑا ممنون و مشکور ہونگا
میمون اخترشناس نے کہا آپ پریشان نہون دیکھیے مین نے نامہ لکھکر انکو بلوالیا اب ان قیدیون کے واسطے بھی
نامہ لکھتا ہون ابھی میرے مسلمان ہونے سے کوئی آگاہ نہین یہ کہکر بنام سحر العجائب و مصر الغرائب ایک عرضی
لکھی مضمون اس عرضی کا یہ تھا کہ ای شاہان طلسم نور افشان مین نے ایرج نوجوان کو بلایا تھا ارادہ ہوا کہ قتل
کرون لیکن کتاب نے منع کیا اور یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مین وہ کام کرونگا جسکا نفع بہت جلد آپکو معلوم ہو جائیگا

آپکو مناسب یہ ہی کہ بران و کوکب و ناہید و لاچین و ملقیس مع انکے ساتھ والون کے سب کو بطور نگہبان
یہان بھیجدیجیے جیسا مناسب ہوگا مین انکے مقدمے مین عرض کر دونگا ناہید سمجھتے ہی ان سب کو خدمت مین بدولت
کی روانہ کر دیجیے ورنہ باعث خرابی ہی طلسم کشا بھی آپنے کو ہی یہ نامہ لکھکر ایک ساحر کو دیا کہ اسے پاس شاہان
طلسم کے پہونچا دے مگر قیدیون کو اپنے ساتھ لیکر آنا تمقام جادو نامہ لیکر طرف طلسم نور افشان کے
روانہ ہوا جب مقام علامت طلسم پر پہونچا دیکھا خندق مین آگ جل رہی ہی ایک طاؤس سر قلعہ پر آواز بیہات
دیتا ہی اسکی منقار سے چنگاریان گرتی ہین وہی چنگاریان آتش خندق کو زور دے رہی ہین تمقام نے
پکارکے آواز دی ای طاؤس جادو شاہان طلسم سے عرض کرو کہ آپکا غلام حاضر ہی امیدوار باریابی
طاؤس جادو اپنے مقام سے معدائے بیہات دیتا ہوا اڑا اور جاکے سحر العجائب و مصر الغرائب
سے دست بستہ عرض کی قلعہ میمون اختر شناس سے ایک نامہ دار آیا ہی یہ سنکر ان دونون نے
حکم دیا فوراً بلالو طاؤس جادو اڑا اپنے مقام پر فوراً آیا آتے ہی سر قلعہ پر ایک چیخ ماری شعلۂ
آتش سرد ہوے پھاٹک خود بخود کھل گیا رعایا کی آمد و رفت ہی تمقام نے جو دیکھا کہ پھاٹک کھل گیا اندر
داخل ہوا دیکھا شہر آباد و پر رونق پاکیزہ عیش و عشرت کے سامان دکانین رنگی ہوئی ہین جابجا آئینہ بندی ہی
دکاندار دکانون پر مرفع حال نہ رنج نہ ملال تمقام کو سب نے دیکھا سب سے صاحب سلامت کرتا
دربارگاہ پر آیا دیکھا ہزارون رئیسون امیرون کی سواریون کے گھوڑے پالکیان فنسین ہاتھی نالکی
ساحرون کی سواری کے اژدرہاے آتش فشان و ببران صحرائی و کرگدن مست وغیرہ جابجا ٹہل رہے
ہین پردہ کارزری کھنچا ہوا درگہ سالار دنگل شوکت پر بصد نخوت بیٹھا ہی تمقام آگے بڑھا جھک کر درگہ
کو سلام کیا اندر داخل ہونے کے لیے عرض کرنے لگا اُٹھنے چلکے دونون شاہون سے عرض کی دونون نے
حکم دیا بلالو اُسے کیون روکا ہی ہمارے مہربان کا نامہ دار ہی تمقام اندر آیا دیکھا دونون بھائی تخت پر
بصد غرور تاج جواہر نگار سرون پر اسباب سحر سامنے رکھا ہوا ہی کہ نامہ دار سامنے آیا پایۂ تخت کو بوسہ
دیا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا میر منشی نے نامہ پڑھکر سنایا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر دونون کو سناٹا آگیا کہا
یہ کیا بات کہ آج تک کچھ حال نہین لکھا نہ قتل کرنے کا کیا باعث تمقام نے کہا حضور قتل کا ارادہ کیا تھا مگر
جب کتاب دیکھی انمین تھا ایسا احکام نکلا کہ جب ہو گئے قتل معطل رہا راز و نیاز مین آپکو تحریر کرچکے ہمارے
مالک تو اسقدر دلیری کر رہے ہین اکثر ہیر آنکو یہی خیال ہی کہ جسطرح بن پڑے ان بلاؤن کو تابین بیچ
اپنا مطلب نکالین آج کہ ایسے ساحر کے سپرد کیا ہی کہ آب و دانہ تک وہ نہ دے کلمات سخت کہسار
ہر نوع ایسی تدبیر سوچی ہی کہ تڑپ تڑپ کے جان دے قتل کرنے مین خرابی ہی اسطرح تمقام جادو
نے سامنے ان دونون شاہون کے بیان کیا ان دونون نے حکم دیا قیدیان بلا مطلوبۂ میمون کو جلد
لاؤ مہبان تمقام تم ان قیدیون کو لیجاؤ گے کہ ہم اور بھی ساحران زبردست ہمراہ کر دین تمقام نے کہا
مین ان سب کو یہ کیفیت پہونچا دونگا اس ہفتے مین آپکو خبر ملیگی کہ سب قیدی تڑپ کر مر گئے انکا زندہ رہنا بہتر
نہین ہی مگر کیا کرون کہ قاعدہ و قدیم کے خلاف ہی جو میعاد مقرر ہی اسکے اندر قتل نہین کر سکتے سحر العجائب
و مصر الغرائب طرف وزیر کے متوجہ ہوے سماک جادو کہ کرسی وزارت پر متمکن ہی کہا اے سماک
تم جاؤ ان قیدیون کو جلد لاؤ سماک جادو اٹھا کہ جاکے قیدیون کو لاوے کہ ایک برق چمکی ایک ساحر نمودار ہوا

دوڑا ہوا آیا مگر بہ حواس پسینے پسینے زمین پر قایم ہوا شاہون کو سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نے پہچانا دونون نے کہا ہم
نہین آگاہ ہوئے کہ تم کون ہو کہا کہ حضور اشہب جادو میرا نام ہی قلعہ میمون اختر شناس مین رہتا ہون مگر خو
دولت نمکحلال ہمیشہ مذہب سامری و جمشید کے طالب رہے ہمارے بزرگون کے واسطے یہ فخر حاصل تھا جس شوالے
مین جاتے تھے وہ پوریان وہ کچوریان وہ لڈو موتی چور کے سرکار سامری سے ملتے تھے بڑے بڑے پوجا کرنے والے
انسے پوچھنے آتے تھے ہم لوگون نے کبھی ملازمت نہین کی گھر مین بیٹھے عیش کیا سرکار سے تنخواہین مقرر ہوئین سرکار
سامری و جمشید سے حکم عام ملا تھا جہان جائین بیٹھے پوجا پاٹ کرین مگر غضب ہو گیا میمون اختر شناس مسلمان ہو
ایرج نوجوان کی اطاعت کی سارے شہر مین منادی ہو گئی کہین گھنٹ دنا قوس نہ بجے جو بجے گا سمجھ بوجھ
کے قیدیون کو وہان نہ روانہ فرمایئے ورنہ وہ سب کو چھوڑ دیگا منقول جادو کا چہرہ زرد ہو گیا سحر العجائب
مصر الغرائب طرف منقول جادو کے متوجہ ہوئے کہا کیون اے منقول جادو یہ کیا معرکہ ہے حقیقت مین
قلعہ میمون اختر شناس اسلام آباد ہوا گھنٹ دنا قوس کی بھی ممانعت ہو گئی منقول جادو نے کہا حضور مجھکو
نہین معلوم جو شاہ نے مجھکو نامہ دیا مین لیکر خدمت مین حاضر ہوا مین نیت سے انکی آگاہ نہین نہین معلوم کیا معرکہ
گذرا مین نے ایرج نوجوان کو بھی نہین دیکھا اشہب نے کہا کہ او بھیا اب کیون چھپاتا ہے شہر کے سنگریزے تک
واقف ہو چلے کہ شہر اسلام آباد ہوا منقول جادو اپنی ہی کہے گیا کہ مین نہین جانتا مجھے تو گھر سے بلا کے نامہ دیا
لاچار لایا مین ان باتون سے بالکل واقف نہین آیندہ حضور کو اختیار ہے دونون نے غصے مین حکم دیا کہ اس بھیا
منقول جادو کا سر کاٹ لو لوگ اُٹھے اب منقول گھبرایا تیغ اسنے بھی کھینچا پکار کے آواز دی کہ اے شاہان
طلسم نور افشان مین سراسر بیگناہ ہون اس در اندازگی کرنے سے بیوجہ آپ درہم و برہم ہوے سحر العجائب
نے منع کیا اور حکم دیا کہ اسکو لیجا کے قید کرو ابھی قتل نہ جب ہم پھر حکم دینگے سمجھا جائیگا دو چار آدمیون نے آکے
منقول کو پکڑ لیا یہ تو بیچارہ قید ہوا اشہب کو عہدہ منقول ملا ہوشیار جادو کو حکم ہوا کہ تم اپنے بھائی سوفار
کو بھی ساتھ لو جا کر مفصل خبر لاؤ دونون جادوگر واسطے خبر کے روانہ ہوئے یہان ایرج نوجوان دربار مین میمون
کے دنگل شوکت پر بیٹھے ہین میمون اختر شناس مصروف خدمتگزاری جب کئی روز اسی طور پر گذرے تو
ایرج نوجوان نے کہا کہ اے میمون یہ کیا معرکہ ہے ابتک کچھ خبر نہین آئی میمون اختر شناس نے فوراً پانسے
لگائے کہ جسمین تعریف سامری و جمشید کی مرقوم تھی انکو دیکھکر سر ہلایا کہا حضور منقول جادو و میرے نامہ بر
پر افتاد پڑی کوئی ساحر اس قلعے کا وقت پر پہونچ گیا اُسنے میرا اور آپ کا سب حال کہدیا اب اُسکا آنا کیسا
قیدیون کا بھی آنا ناممکن بلکہ وہ بھی قیدیون مین شامل ہو گیا یہ سُنکر ایرج نوجوان نے کہا اے میمون اب ہمارا
خالی بیٹھے رہنا سراسر حماقت ہے شاپور نے کہا کہ مین خبر منگواتا ہون دو ساحر الگ الگ بلائے اُنکے کان
مین شاپور نے کچھ پوشیدہ کہا اور یہ کہا کہ تم جا کے مفصل خبر لاؤ کہ حقیقت مین کیا معرکہ گذرا دونون ساحر فوراً
روانہ ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا یہان دربار مین صلاحین ہو رہی ہین کہ دریائے کوہستان پر چل کے
لوح طلسم لین طلسم شوکت کی فتحیابی مین مصروف ہون مگر میمون اختر شناس بیٹھا ہوا افسوس
کر رہا ہے کہتا ہے اے شہریار مقام افسوس ہے کہ میرا حال بہت جلد کھلگیا ورنہ ان دونون نمک حرامون کو بلوا
دعوت بلاتا آپ کے ہاتھ سے قتل کراتا کوکب و برّان و ناہید و لاچین و طلقیس ثانی وغیرہ بھی رہائی پاتا
پھر طلسم کے فتح کرنے کی ضرورت ہوتی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے میمون تم نہ گھبراؤ انشاء اللہ اُدھر کے

رہا کرینگے اب یہ انتظار ہے کہ ہرکارے لشکر آلین تو طرف دریاے کوہستان کے آپکو لیجاوین مگر اب بیان سے
داستان گل گلزار صاحبقرانی نور حدیقۂ لشکر اسلام شہزادہ نور الدہر والاانتقام لکھنا منظور ہے ایکدن یہ اپنے
دربار مین جلوہ فرما تھے سب سردار انکے یعنی طہماس بن عقول دیو پرور وسدران ماہ منظر و دراج
دُر دُر گوش وزیر رباب خان توتین خان فریدون انجم سیاہ وسہیل ستارہ چشم وغیرہ
حاضر خدمت ہین شبرنگ عیار بھی انکا موجود ہے کسی شخص نے آکے کہا کہ دودہ زنگی نے طبل جنگی کا
ارادہ کیا تھا مگر شاہزادہ قمہور دیوپرور نے ایک نامہ لکھا ہے کہ اے دودہ زنگی ہم قلعۂ آہن حصار
پر مصروف جنگ ہین ہمارا انتظار کرنا ایک ہفتے کے بعد ہم آئینگے اسوجہ سے لڑائی موقوف رہی نور الدہر نے فرمایا
آج کل ہمارے لشکر پر عجب طرح کا انتشار ہے جبر عالی تبار براے فتح طلسم نور افشان گئے ہین ایرج نوجوان
گئے قاسم بھی تشریف لیگئے کچھ احوال نہ معلوم ہوا شبرنگ نے عرض کی مین سب کا حال دریافت کرکے عرض کرونگا
کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی ایک تاجر آیا ہے امیدوار بار یابی ہے نور الدہر نے کہا بلا لو در دولت سے ایک
تاجر خلیل آیا اُسنے کچھ خود کچھ زرہین کچھ تیر کچھ تیغ کچھ خنجر عمدہ و نایاب و قرولیان وغیرہ پیش کین نور الدہر نے
وہ سب چیزین خریدین قیمت معقول دی وہ تاجر دعائین دینے لگا عرض کی غلام سخت بیقرار تھا کہ مین دور دور گیا
مگر یہ مال نہ بکا حضور نے بڑی پرورش فرمائی اب گھر جاؤنگا نور الدہر نے فرمایا تمھارا وطن کس مقام پر ہے اُسنے
کہا حضور مین قلعۂ میمون اختر شناس کا رہنے والا ہون کہ وہ قلعہ متعلق طلسم نور افشان ہے یہ سنکر
نور الدہر نے پوچھا یہ قلعہ کیسا ہے تاجر نے کہا حضور ہمیشہ ویران رہا مگر اب محلے مین بڑی رونق ہے قلعہ سب
اسلام آباد ہے ہوا اسطرح پر شیر دل نے جاکے بڑی دھوم سے عیاری کی میمون اختر شناس کو مطیع اسلام کیا
ایرج نوجوان کو قید خانے سے بلوا لیا اب نہایت لطف سے بھرتی جاری ہے جتنے ساحر لڑکر ہوسے ہین ایرج
نوجوان کا قصد ہے کہ جاکے طلسم شوکت کو فتح کرین اسکو فتح کرکے طرف طلسم نور افشان کے جائین تاجر نے
تمام خبرین لفظاً لفظاً ایرج نوجوان و طلسم نور افشان کی سامنے نور الدہر کے بیان کین نور الدہر نے تاجر کا
مال خریدکے اُسے تو رخصت کیا شبرنگ بن عمرو کو تنہائی مین بلایا فرمایا اے برادر تمنے یہ سب کیفیت اُس
تاجر ادے کی سنی اسمین کوئی فرق نہین کہ اگر اسکو چند ساحر بھی ممکن ہوگئے تو وہ ضرور طلسم پر جانے کا قصد
کریگا یہ بھی ظاہر ہے کہ خواجہ عمرو نے سب مکر و فریب اُسکو تعلیم کیے وہ کیا کسی بات مین بند ہے نہایت خود پسند ہے
اب جلنا ضرور ہے اسوقت کی خبر سنکے دل ناصبور ہے آج شب کو ہمارا مرکب پر یوش تیار رہے ہم طرف طلسم
شوکت کے جائینگے شبرنگ نے عرض کی مرکب و غلام تیار رہیگا دو پہر رات گئے نور الدہر فرش خواب سے
اُٹھے باہر آکے دیکھا شبرنگ مرکب کی باگ پکڑے ہوے کھڑا ہے نور الدہر نے کہا اے شبرنگ تم ہمارے
ساتھ چلنے کا قصد نہ کرو اس سفر مین ہمیں بڑی جفا ہے جو ہم پر گزریگی تم کے جھیلینگے اپنی جان پر جھیلینگے شبرنگ نے
دست بستہ عرض کی آقا یہ نہ ارشاد فرمایئے کہین ممکن ہے کہ ہمزاد ساتھ نہو اگر کسی مقام پر کوئی ضرورت ہو تو
مرکب کون سنبھالے کفش بردار کا ساتھ ہونا ضرور ہے ہرچند نور الدہر نے چاہا کہ شبرنگ کو ساتھ نہ لائین
مگر شبرنگ نے اپنے گلے پر خنجر رکھ لیا کہ غلام قدمون پر سر کاٹ کے ڈالدیگا حق نمک سے ادا ہو جائیگا نور الدہر
مجبور ہوے شبرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا اب شہزادہ نور الدہر طرف قلعۂ میمون اختر شناس کے چلے
جسطرف مزاج مین آیا اُسی طرف گھوڑے کو بڑھا دیا مگر صحرا اسے ہول خیز و وحشت انگیز دل مین یہی خیال ہے اسیکو

قریب طلسم شوکت پہونچا مین تیسرا دن ہوا ایسی جوش وخروش مین جاتا ہی کہ کان مین توپ کی آواز آئی شاہزادے
نے فرمایا ای نیرنگ کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکر اسی طرف باگ کو موڑا اُسی آواز کی طرف چلے نخلستان سے
نکل کے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر فریاد کر رہا ہی دامنہ قلعے مین ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پچاس ہزار سوار رشتہ پر یلغار آتا ہی قلعے کی توپ بند ہو چکی پہلوان برابر خندق
کے پہونچ چکا گرز ہاتھ مین چاہتا ہی پھاٹک توڑ دون اندر قلعے کے پہونچون نور الدہر نے نعرہ کیا او مغرور آگے نہ بڑھ
ورنہ تیری فوج کو تباہ کر دونگا اس پہلوان نے پلٹکر دیکھا آواز دی او جوان کیون شامت آئی ہی اس قلعے کا نام
قلعہ ابرق ہی مفتون تاجدار رہنے شاہ اس قلعے کا خراجگزار سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان طلسم نور افشان ہی
مین بھی انکا خراجگزار و تابعدار ہون کوہ آہن ربا پر میرا قبضہ ہی میرے نام نامہ آیا کہ مفتون کو جاکر سزا دینا اور
خراج لیکر جلد روانہ کرنا ماہ دولت نے اسکو سمجھایا اسنے نہ مانا اب یلغار کر چکا ہون سمت سے ملازم میرے
مارے گئے اب ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا انکے قتل سے منہ نہ موڑونگا ای شخص تو کون ہی کہ بلاوجہ
اپنی جان دیتا ہی کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی نور الدہر نے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر ہمای اوج رفعت
شناسا ز عرصہ مردمی + کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانده + پناہ لشکر اسلام نور الدہر گر بمش + عدو
در ز نگاہش صد ہزاران الامان خوانده + منم نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان
حمزہ صاحبقران یہ پہلوان کہ نام اسکا بہران فیلدر ہی یہ نام سنکر مبہت ہو گیا کہا او جوان یہ قدرت خداوند
سامری و جمشید ہی کہ تجھکو گھیر کے ادھر کھینچا تمہارا عزیز کامل ایرج نوجوان قلعہ میمون اختر شناس پر قبضہ کرکے
بیٹھا ہی وہ نامہ بھی ماہ دولت ہی کے نام پر آیا تھا کہ جاکے میمون اختر شناس کو سزا دینا اور ایرج کو قید کرکے
ہمارے پاس روانہ کر دینا سب فوج کو آراستہ کیا تھا کہ پھر حکم آیا کہ ای بہران تم طرف قلعہ ابرق کے جاؤ
مفتون سے خراج لو میمون بڑا زبردست ساحر ہی وہان کسی ساحر کو روانہ کر دینگے کہ وہ اسکو سزا دے تا بدولت
اسطرف چلے آئے مگر مشتاق تھا کہ کسی مسلمان سے مقابلہ پڑے کہ ثواب مین شریک ہو تا وہ سعادت مجھے یہان نصیب
ہوئی تمھاری موت قریب ہوئی یہ کہکر گینڈا بڑھا کے سامنے شہزادہ نور الدہر کے آیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چند ساعت
مین نور الدہر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا بہران فیلدر نے تلوار کھینچی نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اسنے تلوار کا
وار کیا شہزادے نے بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی بہران نے گریبان مین شاہزادے کے
ہاتھ ڈالدیا دونون گھوڑے پر سے کودے کشتی ہونے لگی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ اسی دن بہران
کو نور الدہر نے زیر کیا بہران و مفتون دونون مع فوج و اہالیان شہر کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے نور الدہر
فتح و فیروزی داخل قلعہ ابرق ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی بہران عاشق جمال نور الدہر ہوا ای ملازم جانی
مصروف خدمتگاری نور الدہر نے فرمایا ای بہران ہمارا قصد ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کرین ہمنے سنا ہی کہ جب طلسم
شوکت فتح ہو تب حوالی طلسم نور افشان مین رسائی ہو طلسم وسیع ہی مفتون نے عرض کی غلام نے اپنے
بزرگون سے سنا ہی کہ دریاے کوہستان مین لوح طلسم شوکت ہی دریاے کوہستان میری عملداری مین ہی بسم اللہ
اگر آپ قصد کرین تو مین بطور رہبری ساتھ ہون نور الدہر نے فرمایا جلد تیاری کرو ہم دریاے کوہستان پر چلینگے بہران
نے کہا حضور لشکر تو اس مقام پر نہین جا سکتا صرف مین ساتھ چلونگا نور الدہر نے بہران کو اسی مقام پر چھوڑا مع
عمرو و مفتون تاجدار کو ہمراہ لیکر طرف کوہستان کے روانہ ہوے جب سرحد کوہستان مین پہونچے دیکھا

حقیقت مین اسقدر پہاڑ قریب قریب واقع ہین کہ دو سوار نہین گذر سکتے مفتون بکہ تنہا پیدل چلا اور شبرنگ
رکاب سے لپٹا ہوا چند گروہ طے کیے تھے کہ دیکھا ایک جانب دریاے قہار موج مار رہا ہی آب صاف و شفاف کہ آب گوہر
اسکے سامنے پانی بھرے ہر موج جواب گیسوے مہوشان یا گرداب محیط بلا کنارہ کنارہ عدم موجون مین عجب
تموج ہم چوب نایاب مثل چشمان محبوب جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی آب نایاب موج مار رہا ہی نور الدہر نے جو
وہ دریا دیکھا حقیقت مین گھبرایے بے تکلف سے روان ہین مفتون سے فرمایا اے مفتون کیا مین دریا مین بہاؤ
پڑون مچھلیان یا نہنگان دریا ماہیت لوح ظاہر کرینگے کیا ہی حال کیجیے بگر کھلے مفتون نے عرض کی اے شہریار غلام
نے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ کامگار راہی دریا مین رہتا ہی حضور فرزند صاحبقران صاحب اقبال افسر لشکر جاہ و
جلال مین آپ آواز دین کہ اے کامگار طلسم نور افشان قبضے مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے آیا ہم حکم
انھین دونون شاہون کی آگئے مین لوح طلسمی ہمکو دو تمھارا عہدہ قدیم قایم رہیگا یقین تو یہی ہی کہ وہ لوح لیکر آئے اور
پیش کش کرے آپ سے عہد واثق لے کہ بعد فتح طلسم شوکت لوح واپس دے آپ اس سے اقرار کیجیے مین چھپتا ہون مجھ
وہ نہ دیکھے نور الدہر بموافق تعلیم مفتون کنارے دریا کے کھڑے ہوے پکار کے آواز دی اے کامگار جادو ساحر
تو شتاب لوح لیکر جلد آ ہمکو شاہان طلسم نور افشان نے بھیجا ہی یہ جو نور الدہر نے کہا دریا مین ایک ملاطم پیدا ہوا موج
آب نے سر کھینچا موجین سر ٹکرانے لگین گرداب محیط آفت ہزارہا مچھلیان دہشت کنارے دریا کے آکر جمع ہوئین
گویا بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی تھین انکے تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہزادے پر جان دیتی مگر منہ نکالے بیٹھی رہین تھی
خون آشام سر نکالے ہوے دیکھ رہے ہین گھڑیال گھڑی گھڑی آتے مین غوطہ مار کے غائب ہوتے ہین جب
ظاہر ہوتا ہی گر آمد کامگار کی خبر سناتے ہین معلوم ہوتا ہی بول نہین سکتے مین چہرہ طلسم کشا کو حسرت سے تکتے ہین
یکایک ایک روشنی دریا مین پیدا ہوئی یہ واقع رہے کہ جس مقام پر شہزادہ نور الدہر کھڑے ہین وہان ایک تختہ سنگ
ہی بہت سنگ بحر عیاری شبرنگ بن عمرو سنگ کی آڑ مین چھپا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی عجیب روشنی ظاہر ہوئی ایک
کلان نے دریا سے سر نکالا اشنا دری کرتی ہوئی آتی ہو ساحل کی جو پانی پشت پر اسکی ایک ساحر لعبوت عجیب
غریب نہایت مہیب جسم مثل برق کے چمک رہا ہی ایک ماہی خورد ہاتھ مین تیور پر بل پڑے ہوے پکار کر
آواز دی کسنے مجکو بلایا نور الدہر نے کہا اے کامگار مین تمھارے پاس آیا ہون لوح طلسم شوکت کی
خواہش رکھتا ہون کامگار نے ایک قہقہہ مارا آواز دی باش او بے خبر حمزہ مجکو دھوکا دیتا ہی مفتون تمکو
یہان تک لایا ہی وہ باغی کہان ہی میری نظرون سے پنہان ہی نور الدہر نے کہا اے کامگار یہ تمھارا خیال خام
و تصور نا تمام ہی شاہان طلسم کو یہ منظور ہوا کہ طلسم شوکت فتح ہو اگر انکے خلاف کروگے تو انکا برا نقصان
ہوگا اگر تم لوح مجکو دوگے تمھارا احسان ہوگا غصہ کیون کرتے ہو اگر خلاف سمجھے ہو لوح نہ دو ہم سمجھ لینگے دربار
مین منگا لینگے تمکو ناحق کا انتشار ہی ہی شاہون سے اقرار ہی کہ طلسم شوکت فتح کرکے لوح تم ہی کو واپس دینگے
اگر ہمارے حکم کے خلاف کیا بہت پچھتاؤ گے اس عہدے سے معذور ہوگے بلا وجہ مغرور ہو یہ سنکے کامگار نے
بغل سے کوڑے کو آواز دی خبردار اب کہان جائیگا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغ خار اشگاف سلیمانی
کھینچا چاہا ہاتھ مارون کامگار نے یا سامری کہکر کچھ اشارہ کیا تیغ ہاتھ سے شہزادے کے چھوٹ کے گرا
ہاتھ پاؤن شہزادے کے بیکار ہوے کامگار نے کمر مین پنجہ دبا قصد ہوا دریا مین جا پڑون شبرنگ نے یکا
غضب ہوا جھپٹکر حلقہ ہاے کمند مارے وہ حلقے گردن مین کامگار کی پڑے اسنے جھٹکا ارا کامگار نے چاہا

تڑپکر نکلون شبرنگ نے بہ تعجیل تمام حباب مارا کہ کامگار زبان نہ ہلا سکا ٹکڑا کے گرا مچھلیان دریا مین سر پیٹنے لگین سنگ
غل مچاتے تھے دریا مین تلاطم تھا مگر گھبرایا کے ہوش گم جب کامگار گرا شبرنگ نے گلے پر اسکے ہاتھ ڈالا جسم جو کامگار
کا مثل برق چمک رہا تھا یہ باعث تھا کہ گلے مین لوح پڑی تھی شبرنگ نے چاہا اتارون دیکھا لوح پر ہاتھ نہین
پڑتا تب اسنے خنجر مارا جب کامگار مرا مچھلیان جل گئین سنگ سر ٹکرا کر مرے نورالدہر آ پہنچے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام مرا پڑا ہی گلے مین اسکے لوح طلسمی پڑی ہی شبرنگ نے کہا آپ طلسم کشا ہین میرا ہاتھ نہین پڑتا لوح
جلدی اتار لیجیے نورالدہر نے بسم اللہ کہکر بڑھکے لوح اتار لی لوح نورالدہر کے ہاتھ مین آئی دریا مین تلاطم ہوا
موجون نے ساحل سے سر ٹکرایا حبابون کی آنکھین کور ہوئین چار مچھلیان دریا سے سر پٹکتی باہر آئین لاش سے
کامگار کی لپٹ گئین اسطرح روتی تھین کہ دل سنگ آب ہوجاتے والا بیتاب ہو لاش لیکر آئین مقتول بھی ایک
گوشے سے نکل آیا تھا پہاڑ جیسے بڑے گرے مچھلیون نے آواز دی ای مقتول غضب کیا تو ہی نے طلسم کشا کو یہانتک
پہونچایا دیکھ ہم تیرا کیا حال کرتے ہین طلسم شوکت ایسا مقام نہین ہی کہ یہ جوان شکست کرے ہا ہو کی صدا بلند ہی
مردان آکے غل مچاتے تھے ای جوان لوح نہ لیجا کامگار کا بھائی موجود ہی وہ تجھسے سمجھ لیگا آفتین برپا کریگا کیا کوئی
بات اٹھا رکھیگا نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا وہ دریا جوش مار کر خشک ہوا دیکھا ہزارون مچھلیان مری پڑی ہین
مقتول شخصے خنگ تو خنگ تھے سر ٹکرا کے مرے اک اندھیرا چھا گیا ہوا سے تند و تیز چلنے لگی آسمان سے آواز
آئی کشتی مرا نام من کامگار جادو ہو بیر غل مچاتے ہوے سر و بکو اپنے ٹکراتے ہوے نکل گئے اب نورالدہر
نے دیکھا دریا تو غائب اک قلعہ بلند مرتفع برج بارہ کنگورے ہزار ہا جادوگر بر سر قلعہ ٹہل رہے ہین جو آگ
صحرا مین تھی وہ سب خندق مین پہونچی شعلون نے سر کھینچے ایک بادشاہ جلیل تاج سر پر بیٹھا کہہ رہا ہی ای مفتوح
خوب کیا لوح دلوائی مگر ہمسے بھاگ کر کہان جاؤگے اسنے کہا خیر بھی جائیگا جو تجھسے ہو سکے قصور نکرو ہمنے دل و
زبان سے اس شیر کی اطاعت کی یہ بھی تمنے سنا کہ بہران اژدر سوار بھی مسلمان ہوا اب طلسم کشائی ہو گی بحر کیا حال
کھیلیگا نبیرۂ صاحبقران آگیا دیکھو فوج آئی ہی شبرنگ نے جا کر خبر کی بہران فوج جنگی آراستہ کر کے آگے پہونچا
ساٹھ ہزار سواران جنگی جوانان یکرنگی اپنے بارگاہ کے لدے ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے اس شوکت و شان سے بہران کنے آکے شاہزادے کو سلام کیا بارگاہ مین استادہ ہوئین شاہزادہ
لوح گلے مین پہنے ہوے آکے بارگاہ مین داخل ہوا تھوڑا عرصہ نگذرا تھا کہ وہی تاجدار تخت پر سوار پشت پر
چالیس ہزار ساحر علم نیرنگ سے ماہر اژدرہاے آتشین پر سوار بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے مقابلے مین
نورالدہر کے آگے آ ترے شبرنگ جادو نے کہدیا ہی کہ آقا ہوشیار رہیےگا آپ کے میرے سب دشمن ہین
نورالدہر نے فرمایا خدا مالک ہی ابھی لوح دیکھنے کی نوبت نہین آئی کہ صداے طبل جنگ بلند ہوئی اب
نورالدہر نے سر اٹھا کر فرمایا ای شبرنگ دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجتا ہی شبرنگ جادو نے کہا ہرکارے
گئے ہوے ہین خبر لاتے ہین یہ ذکر تھا کہ شاگردان شبرنگ دوڑے ہوے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے شاہی
بجا لائے شعر پیوستہ دوستدار تو باد اجستہ فال * ہموارہ بدسگال تو باد اشکستہ بال * دیگر تازہ تر باد چو گلزار
امانی ہر روز * گلبن جاہ تو از شبنم فیض ازل * عرض کی حضور یہ کامگار کا بھائی سکار جادو کا شمو بھی اسکے
کر کی شہرت دور دور ہی ہمارے مقابلہ حضور آیا ہی اسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ سر میدان حضور سے
مقابلہ کرے نورالدہر نے فرمایا ای شبرنگ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی پر چوب

پڑی سبکو خبر ہوئی کہ کل ساحرون سے مقابلہ ہے نور الدہر نے خطایہ کی کہ طبل جنگی بجوا دیا اور لوح نہین ملاحظہ کی
مکار جادو طبل جنگی بجوا کر اپنے مقام سے اٹھا ساحرون سے کہا اپنے اپنے کام پر ہوشیار رہو کامگار جادو کا خون
یا لا بالانہ جائیگا یہ خون سر اٹھائیگا ہم بھی بخوبی جانتے ہین کہ وقت انقلاب ہے ساحرون کے لیے خرابی ہے اوی
سامری و جمشید لکھ گئے ہین غیر مذہب کی عملداری ہو ہمارے واسطے بیقراری ہو لیکن اپنی فراست سے کام کرنا
لازم ہے طلسم کشا کو مارے لیتے ہین لوح فکر کرکے چھین لینگے ان سب کو شکست دینگے سب نے کہا ہم سب
ہوشیار رہین آمادۂ پیکار رہین مکار اٹھکر غائب ہوا مفتون تاجدار کہ عاشق جمال عدیم المثال شاہزادہ نور الدہر
ہے طبل جنگی جب بج چکا واسطے انتظام کے لشکر مین نکلا ہر پلٹن و رسالے مین جانا سب کو ہوشیار کرنا ہر ایک
کے آگے یہی بیان ہے یارو وہ سب ساحر ہین علم نیرنگ سے بخوبی ماہر ہین تم غیر ساحر ہو سونا بالکل موقوف
رکھو ایک کی ایک حفاظت کرے ایسا نہو کوئی آفت پڑے یہ کہتا ہوا ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا ہی کہ ایک
خدمتگار سامنے سے آیا کہ حضور مجھکو شاہزادہ نور الدہر نے بھیجا ہے کچھ عرض کرنا ہے ذرا حضور کنارے تشریف لائین تو
عرض کرون مفتون خدمتگار کے ہمراہ چلا گیا کنارے لاکر للکارا خدمتگار نے کہا کیون مفتون تو نے مجھکو پہچانا
مین تیرا باپ ہون مکار جادو نے یہ کہکے ایک دو ہتڑ مارا کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا مفتون جادہ کو اٹھا کر
لیگیا آپ اسیوقت سحر کرکے بشکل مفتون جادو بنا اور طرف نور الدہر کے چلا مگر وہان شاہزادہ ایرج نوجوان
قلعہ میمون پر آمادہ ہین کہ مین دریائے کوہستان پر جاؤن اور جاکے لوح حاصل کرون لشکر ساحران تیار کرکے
بیرون قلعہ آئے ہین میمون جادو نے کہا مین آپکو اکیلا اپنے ہمراہ لے چلونگا لوح دلوا لاؤنگا کہ اتنے مین خبر پہونچی
احکام جادو فرستادہ سحر العجائب دمصر الغرائب لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آتا ہے جس ساحر کو آپنے
واسطے لینے قیدیون کے بھیجا تھا وہ بیچارہ قید ہوگیا یہا نکا حال سب یہین کے رہنے والون نے ظاہر کر دیا ہے
اب انھون نے احکام کو بھیجا ہے کہ جاکر ایرج و میمون کو پکڑ لاؤ میمون نے ہنسکر کہا اب اور ہزار دو ہزار
کی جان لیگا غریبون کو قتل کروالے گا حضور کے پاس کوئی تحفہ نہین ہے مگر مین یہ موتیون کا مالا سیار دیکھا بھالا
ہے پہناتا ہون حضور ہوشیار رہین ہر کس و ناکس کا سحر آپ پر اثر نہ کریگا کسی ساحر کی کیا مجال جو آپ کے پاس
آسکے یہ کہکے موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا چار پہر رات گذری تاجدار اقلیم چہارم تخت چرخ زبرجدی پر آکے جلوہ
فرما ہوا فوج ضیا و شعاع پشت پر اس کرو فر سے میدان جہان کو منور فرمایا ادھر لشکر ایرج مین صدائے اذان
بلند ہوئی وہ وقت تھا ناظر

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
خروس صبح دم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند
نما غنچہ از رو در خشیدند
سمن از آب شبنم روئے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوئے خود شست

ادھر سے لشکر ایرج نوجوان
نکلا میمون اختر شناس آگے بڑھا ہوا ایرج نوجوان کو خوب سمجھا رہا ہے کہ مین سمجھلونگا جب حضور لوح پہنچینگے
لائق مقابلۂ ساحران ہونگے آج غلام میدان مین جائیگا اور ساحرون کے سر کاٹ کر لائیگا حضور ملاحظہ
کرینگے انمین کوئی ساحر میرے مقابلے کے لائق نہین ہے سحر ان مجھپر فائق نہین ہے اسی قسم کی باتین کرتے ہوئے
میدان مین آکر پہونچے ادھر سے احکام جادو بعہدۂ افسری سحر و ساحری مین سب پر برتری اور بہت سے
ساحر چار جانب سے گھیرے ہوئے لاکھ ساحران فدا حربہ ہائے سحر سے تیار موجود ہین ہر ایک کا مقصد ہے کہ
میمون اور ایرج نوجوان کو پکڑلین میمون چست و چالاک اپنے مرکب پرند کو بڑھائے ہوئے اسباب سحر
قبضہ تیغ بر قتاب کمر مین پھولون کی خوشبو گھمائے سیر مین صفین جمین نقیبون نے نقابت کی اور کوکیت

کو کا کہ گر سنے خوب اشعار عبرت آثار پڑھے دل سنے والون کے ہو گئے ٹکڑے نظم

اس چمن کی ہوا ہے سمِ دے — آتشین رنگ چراغ محفل ہیں
لالہ رو دلیہ لیتے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
جب ہوا گل چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا انار
شاخ پر ہے جو سیب زیب چمن — کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
دیکھکر بے ثباتی عالم — ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو غور ہیں — گل سوسن کا ہے کبود لباس

عاقلان باغ مین نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے مہ کشان محفل دہر — جعفری نے دکھایا تب رنگ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین — چشم نرگس جھلی ہے سے زمین
عندلیبون کے ہین یہی لحان — غافلو کل من علیہا فان
جب ہوا صرصر خزان کا دور — خاک اڑانے لگی نسیم سحر
تو گلستان نہین ہے قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اسطرح کے شعر نقیبون نے جو پڑھے تمام ساحر و نمیر و ساحر سنکے محو ہو ہو کے جھومنے لگے آنکھون مین نشے آگئے یہی ارادے تھے کہ لڑین بھڑین نام پیدا کرین جسنے نام نکیا وہ ناکام رہا مشلول جادو سپہ سالار لشکر احکام پر قہر و غضب تمام صف کفار سے نکلا میدان مین آکر نعرہ کیا ای مسلمانو تم مین سے جس کسی کو کہ تمنائے مرگ ہو وہ نکلے یہ سنکر میمون اختر شناس اپنے مرکب پرند کو بڑھا کر سامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی اجازت میدان عطا فرمائیے ایرج نوجوان نے ارشاد فرمایا ای بھائی میرا ارادہ ہے کہ مین خود جاؤن میمون اختر شناس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور مین عرض کر چکا ہون کہ آپ اپنی حفاظت کرین مغلوبہ مین دیکھا جائیگا ابتو ذرا اس ملعون کو مین سمجھاؤن اس نابکار کو اپنے سحر پر بہت بڑا غرا ہے ایرج نوجوان نے فرمایا خیر خوشی تمھاری بسم اللہ میمون اختر شناس سامنے مشلول جادو کے آیا مشلول نے سحر کیا میمون نے دفع کیا جب دو چار سحر ایسے رد و قدح ہوئے میمون نے آگ برسا دی مشلول روکتا ہے مگر گھبرا رہا ہے میمون مبارک قدم صاحب شوکت و حشم تیغ بر قتاب کھینچے ہوئے برابر مشلول کے پہونچا اُسنے کئی گولے مارے میمون نے اشارے کرکے دفع کر دیے اور برابر پہونچکے بہ چالاکی تمام ایک ایسا ہاتھ تیغ بر قتاب کا مارا کہ گو مشلول نے سپر اٹھا دی تھی مگر تیغ اس قہر کا پڑا کہ ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے مشلول کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اب سنیے کہ شنکول جادو اسکا بھائی خاک اڑاتا ہوا اپنے بھائی کے غم مین بیقرار سامنے میمون جادو کے پہونچا بہت سے سحر کیے میمون نے سبکو دفع کیا اسکو بھی ہاتھ تلوار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے لکھا ہے کہ سات جادوگر مقابلے مین میمون اختر شناس کے آگے ہاتھ سے اس شیر کے وہ روباہ خصال مارے گئے جب تو احکام گھبرایا غصہ مین سحر کرتا ہوا نکلا میمون نے بہت سحر کیے اس شیر دلیر نے بمردی دفع کیے ہاتھ تیغ بر قتاب کا مارا احکام زخمی ہوا سامنے سے میمون کے بھاگا میمون نے آواز دی گھیر کر ان سبھون کو مار لو نکل کر جانے نہ پاوین بجول قوت الٰہی ہمین طلسم نور افشان ہم جانتا ہے تمکو امون کو مٹانا ہے بھائیون نے اپنے مالک کا پاس نہ کیا ایسے بادشاہ جلیل کو قید کر لیا انشاء اللہ جلکر آصل دشمن کو تخت سلطنت نور افشان پر بٹھائین اُس شاہ گردون سریر کی عملداری ہو عدل و انصاف سے سب ملک معمور ہو ظلم و جفا دور ہو تمام لشکر میمون لشکر احکام پر جا پڑا سحر ہونے لگا وہ بھاگے جاتے ہین یہ مارتے ہوئے چلے جاتے ہین تو جون مین ہنگامہ کہین دس ہزار مر کے گرے کہین دو ہزار جل گئے اسطرح سے میمون نے ہنگامہ مچا دیا ہے ایرج نوجوان تلوار کھینچکر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ساحر جو سحر کرتے ہین اُنکو تاثیر نہین ہوتی سو تیو لکا مالا میمون نامدار کا دیا ہوا گلے مین پڑا ہے ساحرو نکا سحر تاثیر نہین کرتا ہے احکام

گھبرایا ہوا چاہتا ہی بیٹھون جھگڑون مگر ممکن نہین ہوتا جب رکتا ہی میمون آگ برسا دیتا ہی پھر اسکے پر اٹھتے ہین
آپسمین یہی صلاح کی ہی کہ قلعۂ کامگار پر چلو وہان امان ملے گی یہ انکو خبر نہین معلوم کہ کامگار مارا گیا مگر ذکر کر چکا ہون
کہ مکار برادر کامگار نے مفتون تاجدار کو پکڑ لیا آپ اسکی شکل بنکر سامنے نورالدہر کے آیا جھک کر سلام کیا انہین نے
کہا ای مفتون تاجدار تمنے بڑی تکلیف اٹھائی بس انتظام کر چکے آکر تخت پر بیٹھو بروقت سحر سمجھا جاویگا مکار
نے عرض کی مین کچھ عرض کرونگا ذرا کنارے آیئے نورالدہر اٹھ کھڑے ہوے مفتون اپنے ساتھ لگا کر لیچلا ایک
گوشے مین لایا کہا حضور مین نے خبر پائی ہی کہ لوح طلسمی ابھی آپکو نہین ملی ہی لاؤ مین دیکھون نورالدہر نے لوح
اسکے ہاتھ مین دیدی شاہزادہ بیخبر تھا پکار کر آواز دی باش او جوان تو نے غضب کیا میرے بھائی کو مارا اب مین یہ
لوح لے لی تڑپا تڑپا کے مارونگا چار جادوگر اپنے ہمراہ اور لایا تھا وہ الگ کھڑے تھے اسکے نعرہ کرنے سے دوڑ پڑے
انھون نے آواز دی آقا نکل چلیے پھر آکے سبکو مارینگے مکار اڑا چارون جادوگر بھی اڑے نورالدہر نے تیر مارا
ایک جادوگر کے سینہ پر پڑا وہ مر کر گرا آواز دی کشتی مرا نام من نیرنگ جادو بود اسی اندھیرے مین نورالدہر نے
دوسرے کو تیر مارا اس تیر نے بھی خطا نہ کی تودۂ سینہ پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من
گیرنگ جادو بود پھر تیسرے بھال کا تیر مارا اس تیر نے بھی خطا نہ کی تیسرے کے سینہ پر پڑا یہ بھی جادوگر مر کر گرا آواز آئی کشتی مرا
نام من سرہنگ جادو بود نورالدہر تیر مارتے چلے جاتے ہین مکار بلند ہوتا چلا جاتا ہی جب یہ تیر مارتے ہین وہ
اف کرتا ہی برق گر کر تیر کو جلا دیتی ہی مکار چاہتا ہی نکل جاون نورالدہر کے دوڑنے سے اپنے صحرا کا راستہ لیا یہ خیال
ہی ایسا نہو اس سرکش کا کوئی تیر مجھپر پڑ جائے تو غضب ہو جائے دو کوس نکلا ہی کہ دیکھا لاکھون جادوگر بھاگے
چلے آتے ہین کوئی عقاب نما ہی کوئی بشکل بوتیمار کوئی شاہباز کوئی کبوتر کوئی زاغ و زغن مگر سب کے پیچھے
ایرج نوجوان اور میمون بھڑکتا ہوا دم محبت کا بھرتا ہوا چلا آتا ہی مکار بھی ادھر سے گذرا ایرج نے دیکھا ایک ساحر
کوئی اسکے ہاتھ مین مثل جرم قمر چمک رہی ہی یا ستارہ سحری ہاتھ مین بدحواسی بات بات مین ایرج حیران کہ اسکے ہاتھ مین
کیا چیز ہی قربان سے کمان ترکش سے تیر بارہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب تیکان مین
پیوست کر کے سینہ مکار کا تاکا سیسر کمان کا کڑکا کامگار گھبرایا تیر آکر سینہ پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا ساحر زبردست
تھا اسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی اندھیرا چھا گیا آواز آئی کشتی مرا نام من مکار جادو بود میمون نے کہا حضور یہ کسکو مارا
مکار تو کامگار کا بھائی تھا یہان کیونکر آیا ایرج نے کہا مین نے اڑتے ہوے دیکھا کوئی شی اسکے ہاتھ مین مثل ستارہ چمکتی تھی
مین نے تیر مار دیا میمون نے کہا ٹھہر کر دیکھیے اب جو قریب لاش آئے دیکھا لوح طلسمی پڑی ہی ایرج نوجوان نے
اٹھا کر گلے مین ڈال لی خوشی کے نقارے بجنے لگے نورالدہر بیٹھے یہ سمجھے کہ مکار نکل گیا جان بچا کے ٹل گیا گھوڑے
پر سوار ہو کے اڑنے لگا احکام جادو فوج نورالدہر پر آیا سحر جو ان لوگون نے کیا سوچے کہ اگر ٹھہرونگا گرفتار ہونگا
لڑتے ہوے ایک جانب کو نکل آئے سبھون نے چاہا کہ بھیجا نورالدہر کا کرین کہ آواز نعرۂ شیر کی آئی نعرۂ ایرج شعر
ملک ایرج آن آفتاب منیرہ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ایکطرف سے نعرہ ہوا منم میمون اخترشناس میمون نے
آکر آگ برسا دی ایرج نے پرے الٹ پلٹ کیے شاپور سے فرماتے ہین کیون ای شاپور یہ کشتی گیرزادہ یہان کیونکر
آپہونچا شاپور کہتا ہی دریافت ہو جائیگا میری عقل مین یہ آتا ہی کہ آپسے قبل وہ پہونچے لوح پائی مگر کوئی افتاد پڑی طلسم
کشا کے ہاتھ سے فتح ہونا تھا خدا نے حضور کو صاحب اقبال کیا ہی احکام بھی شریک ساحران مکار رہے پلٹ کے ساحران
مکار نے دیکھا بہت سی عمارتین جو ساختہ سحر مکار تھین وہ گر گئین سمجھکر سب نے کہا ہمارے آقا نامدار مارے گئے

احکام نے کہا نہ گھبراؤ مین بھی خدمت شاہان طلسم سے آیا ہون اب قلعے مین بھاگ چلو صاحب لوح سے مقابلہ ممکن
نگر بہ اطمینان بیٹھکر فکر کرونگا میرے نام بھی حکم ہی کہ سر ایرج و میمون لاؤ یہ افتاد پڑی کہ مین بھی زخمی ہوا یہان آکے
یہ انقلاب دیکھا مکار ایسا چالاک و چست سحر و شعبدہ بازی مین درست اسطرح مار گیا مین کیا جانتا تھا
کبھی شکست کھا کے ادھر نہ آتا سب نے کہا کہ قلعے مین چلیے آپ ہمارے سرپرست ہین ساحر زبردست ہین
احکام سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے طرف قلعے کے بھاگا قلعہ دریا بار مین داخل ہوے ایرج نے چاہا جا پڑون
بالاے قلعے سے گولے پڑنے لگے میمون نے بڑھکے روکا کہ حضور رستا تھوڑا ہے کئی منزل سے لڑتے ہوے آئے
ہین آپ تو شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت و شوکت مین رستم ثانی ہین آپکا کوئی ساتھ دیسکتا ہی قلعے
کو گھیر لیا آب آزوقہ بند کیا کہ پھر کسی جانب سے رسد نہ جانے پاوے مورچے درست ہوگئے سحر جا نہین سے
چلنے لگے ادھر سے توپ کے گولے بھی آتے ہین میمون نے بارگاہ استادہ کرائی ایرج بہ فتح و فیروزی داخل بارگاہ
ہوے مغلوب تاجدار بھی اسی قلعے مین قید ہو مکار نے بھیجدیا ہی ایرج اگر داخل بارگاہ ہوے اس فتح کی بڑی
خوشی ہوئی میمون بھی خوش و خرم ہی کہتا ہی پروردگار نے کیا فضل اپنا شریک حال کیا ہی نہین معلوم آپ کے
بھائی صاحب نور الدہر بن بدیع الزمان یہان کیونکر پہونچے مگر لڑتے ہوے نکل گئے ایرج نوجوان نے
کہا یہ لوگ دست راستی ہمیشہ ہماری پیروی کرتے ہین مگر کچھ ہو نہین سکتا آخر زخمی ہوکر بھاگے اب یونہین
مارے مارے پھرینگے ہر جگہ برابری کا ارادہ کرینگے کیسے انکے بزرگون سے کیا ہو سکا والد نامدار کے ہر جگہ فتح کے
ڈنکے کو چیک باختر مین بھی بجا دی اصل باختر مین وہ تلوار چلی کہ اسکا نام سے ہمارے قبلہ و کعبہ کے تمام
تھا آجتک خائف و ترسان رہتا ہی شمالیہ باختر مین تو وہ کام کیا شوکت و جرأت کے دریا بہے بارگاہ
ابن سیف الملک کے گھس گئے اسکی بیٹی کو طلب کیا وہ خود بڑا بہادر تھا انکا لحاظ کرتا تھا آخر کار اسکو
شمالیہ باختر کو بھی فتح کرلیا آجتک خراج آتا ہی نام سے ہمارے قبلہ و کعبہ کے ہر بہادر تھراتا ہی یہان بھی
آگئے انکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی ابھی تو طلسم نور افشان کی آغاز ہی انشاء اللہ جب ان بھیالون سے
مقابلے پڑینگے یہ دونون بھاگتے پھرینگے ہمنے کبھی کفار کو جمکر لڑتے نہین دیکھا اب طبل یورش بجوادو صبح کو
قلعہ لینگے میمون نے طبل یورش بجوادیا یہ خبر وہان احکام جادو نے سنی جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریان
ہونے لگین ہمراہیان ایرج آپسمین کہ رہے ہین کہ کل انشاء اللہ قلعۂ دریا بار لوٹینگے ادھر اہالیان قلعہ بھی سب
گھبرائے ہوے ہین ایکطرف پہلو مین چھوٹا سا ایک دریا ہی کہ بہ رہا ہی ایرج نے کچھ خیال بھی نہین کیا
جسوقت کہ پہلوان اقلیم چہارم ورزش کرکے معرکۂ چرخ اخضری پر آیا فوج ثوابت و سیارگان کو انتشار ہوا
شاہ ماہ و تابان آفتاب و خیزان داخل قلعۂ مغرب ہوا ایرج نوجوان گرزہ بن اشقر پر سوار ہوے میمون
مع فوج ساتھ ہوا سب اہالیان فوج کمرین باندھے ہوے اشیاے سحر ہاتھو مین سامنے قلعے کے پہونچے
اہالیان قلعہ توپین درست کر رہے ہین احکام مصروف انتظام کہتا ہی یارو سب نے بڑی خطا کی ایک
عرضی تمکو خدمت شاہان طلسم نور افشان مین نہ روانہ کردی وہان سے مدد آتی مسلمانونکو جتنا دشمنا
مشکل ہو جاتا ابتو سامنا لڑائی کا ہی جو کچھ فلک دکھائیگا دیکھینگے بڑی مشکل یہ ہی کہ لوح طلسم کشا کو ل گئی
جسوقت لوح دیکھے گا صورت فتح معلوم ہوگی قلعے کا بچنا مشکل ہی یہان ایرج جو سامنے قلعے کے تھے سب
کل اہالیان فوج آرزو رکھتے ہین کہ قلعہ پر حملہ کرین ہم لوگ جا پڑین ایرج نے جو بہادران صف شکن دیکھے

جوانان تیغزن کے یہ حوصلے دیکھے فرمایا بسم اللہ یہ لوگ سحر کرتے ہوئے بڑھتے احکام نے جو یہ دیکھا اہالیان فوج کو اشارہ کیا انھون نے بھی سحر کرنا شروع کیے آدھ کوس تک توڑتے ہوئے گئے اب ادھر سے استعمال سحر ہوا اور توپین چلین غلغلہ کرتے ہوئے پیچھے ہٹتے کٹتے گئے گوشت مٹی کی لڑائی ہو انکا حربہ ہم تک آتا ہے ہمارا سحر وہان تک نہین پہونچتا ہے اب ہمتنا دشوار ہے لکھا ہے کہ شام تک ایرج نوجوان نے برسر قلعہ بلہ کیا مگر دھاوا پیش نہوا شام کو مجبور پلٹے دس بارہ ہزار آدمی روز مارے گئے تین دن یہی ہنگامہ رہا تیسرے دن جو شاہزادہ پلٹا نہایت مزاج مین غصہ چہرہ سرخ قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا شاپور سے فرماتے ہین کہ جلکر ابھی طبل یورش بجواؤ کل ہم یکہ وتنہا قلعے پر جائینگے یا اپنی جان دینگے یا قلعہ لینگے نہایت طبیعت کو تردد ہے شاپور نے طبل جو بجوایا یہ حکم سب مین پہونچا یمون اخترشناس انتظام مین تھا یہ خبر سنکر بخدمت شاہزادہ والا قدر آیا افسران فوج کو ساتھ لایا کہا آج حضور نے کیا ارشاد فرمایا ہے ایرج نے کہا آج تین دن مین پچاس ہزار بندگان خدا مارے گئے قلعے پر قبضہ نہوا کل ہم یکہ وتنہا جائینگے یمون نے کہا آقا ذرا سوچیے تو سہی اور آپسے بڑی خطا سرزد ہوئی نہ آپ نے خیال فرمایا نہ مین نے عرض کی اب عرض کرتا ہون بگوش ہوش سرکار سماعت فرمایئے بموجب اسکے کاربند ہوجیے اہل اسلام خوشی کفار دردمند ہون اور جب لوح طلسمی بفضل خدا سے آپکو ملی اب بدون دیکھے لوح کے کام کرنا کیسا آج بعد ادائے نماز مغربین بصد زینت وزین بحفاظت رب المشرقین والمغربین حضور داخل قلعہ ہونگے استاد تو آپ کے پاس ہین ایرج نے فرمایا بیشک بڑی خطا ہوئی مفت مین بندگان خدا مارے گئے یہ مرحلہ طلسمی ہے ذرا سے دعوے مین کیا ہو جاتا ہے تامل فرمایا وقت مغربین آیا نماز پڑھی بعد نماز مقام صدر پر آکے بیٹھے شاپور بھی حاضر خدمت تھے یمون نے عرض کی لوح ملاحظہ ہو ایرج نے لوح کو جیب سے نکالا بسم اللہ پڑھکے ملاحظہ کیا اس مین مرقوم تھا کہ اے فتاح طلسم و اے سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے لوح طلسمی حاصل ہو خبردار قلعے پر یورش نہ کرنا بلکہ پہلوے قلعے ہین جو دریاے خرد واقع ہے اپنے کو اسی دریا مین گرا دے دیکھ کہان پہونچتے ہو ساحر حیران رہینگے ایرج بہت خوش ہوے آکر پلنگ پر بیٹھے مگر تڑپ رہے ہین شاپور کس پرائی کر رہا ہے فرمایا اے شاپور رات کیا جاتا ہے جان دین فلک کجرفتار گردون غدار نے کیا کیا شعبدے دکھائے سنگ تفرقہ پھینکا ہے تو یہ کیفیت ہماری ہے نظم

ادھر بھی جلوہ فرما کوئی مستانہ ہو جاتا
بغل آئی تو بسا شہر اک ویرانہ ہو جاتا
ذرا ہنسنا کچھ ہمین بھی پکڑنا کوے جانان کی
ترا مینا و ساقی کبھی پیمانہ ہو جاتا
ترے گیسو مین کچھ دل بیچ کھٹے آشفتہ ہو جاتے
جو اگتا سبزہ اپنی خاک پر بیگانہ ہو جاتا
سدا کرتی ہے عشق و عقل مین جو گفتگو باہم
محبت کا بھی رشتہ سبحۂ صد دانہ ہو جاتا
یہ غفلت ہی ہمری بہتر ہے تیرے حق مین اے غافل

شب وصل آپ سے باہر دل دیوانہ ہو جاتا
کہ از خود رفتہ ہم ہوتے وہ صاحبخانہ ہو جاتا
وہ کہتے ہین جو ہوتا ہمین ذکر عدو شامل
مرا آنسو الٹی پھر آب و دانہ ہو جاتا
کسی کی یاد مین چپ بیٹھ رہنا تھا جو بہتر تھا
ستم ہوتا جو اس مجمع مین داخل شانہ ہو جاتا
خوشا وہ درد دل جسکا سناتا وصل کی شب مین
اگر مین اسکو سنتا اور بھی دیوانہ ہو جاتا
جو لکھتے سوز دل مکتوب مثل شمع جل اٹھتا
کہ تو کچھ ہوش مین آ تو مین دیوانہ ہو جاتا

کسی سے چشم تر رخصت چراغ خانہ ہو جاتا
بھری تھی ہیر کے دل مین ای فلک گرد ملال اتنی
ترے سننے کے قابل پھر ترا افسانہ ہو جاتا
عدو کے لب تلک اگر ٹوٹ جاتا صحبت تری مین
الہی کاش دندان در دہن نہ ہو جاتا
ہو جو خزے پھول تربت پر ندیے ہو محبت کی
کسی کے خواب راحت کے لیے افسانہ ہو جاتا
گروہ ہو دل مین تیری یاد وہ محبوب کی ہوتی
نہ تنگ نفتی قاصد نامہ بر پروانہ ہو جاتا
نہ کرتا مجمع محشر مین سے یار رسوا ہی

جو راز حسرت نہ دای جلال افشان ہوتا شاپور نے ٹھنڈی سانس کھینچکر جواب دیا یہ غم جانکاہ آپ کے ساتھ ہے
انشاء اللہ جب طلسم نور افشان فتح ہو سحر العجائب و مصر الغرائب مارے جائیں اور وہ شہریار عالی وقار
و ملکہ نامدار رہائی پاوین اُسی دن اس غم سے رہائی ہو ایرج نے کہا ای شاپور ہر طرف سے وفور غم و الم ہے
ہنوز پردم ہر دیکھیں اس سے کیونکر رہائی ہو الغیاث غور کرو کہ فرزند بادشاہ جمجاہ و فرزند اسد شیر دل و نور
نظر نور الدہر یہ تینون جوان خروج کر کے آئے ہین فرزند بران کا نشان نہین سکندر پر گمان کرتے ہین کہ
وہ بھی قید ہوا اب دیکھیے یہ پردہ درمیان سے کب اُٹھے مثل ہمارے خانہ آوارہ ہون عالم کفر مین ہمسے کیا کیا
بد عتین سرزد ہوئین مسلمان کشی مان پر عاشق ہونا پروردگار معاف کریگا مگر خدا سب کو سلامت رکھے کسی سبب
سے اُسنے مجھکو ستایا ظاہر مین بغاوت تھی باطن مین صورت فرحت تھی کس کسطرح مجھکو روکا کن کن ملکو
فساد برپا کیے مگر خدا نے جو فضل کیا کہ اسد صد با مرتبہ میرے قبضے مین آیا اگر انکو قتل کرتا اہل اسلام کو کیا
منہ دکھاتا باپ سے مقابلے پڑے کب امید تھی کہ ہم انکے ہاتھ سے بچینگے یا وہ جانبر ہونگے مگر پروردگار عالم نے
سب مشکلین آسان فرمائین دیکھیے یہ کیا کرتے ہین عیار کو تمنے دیکھا مثل تمھارے چیت و چالاک عیاری مین
یکتا مبارک شاپور نے کہا ای شہریار یہ گمان تو میرے بھی دل مین ہے یہی نقشہ آب و گل مین ہے مین نے تو اُس شہر کے
کان مین بھی آپکا حال ڈالدیا ہے کتاب کا نشان بتایا کہ ایرج نامہ ملاحظہ فرمائیے اپنے مقدمے مین غور کیجیے
یہ کیا سبب ہے آپ حسین جمیل بہادر دن کے کفیل صف شکن تیغ زن باپ آپ کے کسیطرح آپسے موافقت نہین رکھتے
اسکو پردہ بہ پردہ دریافت فرمائیے کان تو اُس شاہزادے کے کھڑے ہوئے انشاء اللہ جب ایرج نامہ
مین آپکا حال مفصل دیکھینگے ضرور متفکر ہونگے اگر خدا نے فضل کیا اور آپ کے دست حق پرست سے اُنکی رہائی
ہوئی اُس دن مین بہت سمجھاؤنگا ایرج نے کہا وہ بڑا صاحب شوکت و لیاقت ہے اسکی تدبیر رہائی کی اور
ہوگی یہ تو یقین کامل ہے کہ ہمارا احسان نہ گوارا کرین ایرج نے کہا اچھا انشاء اللہ کل اس قلعے کی فتح کی
کی تدبیر ہی بیکار کی تقریر ہے جو جسکی تقدیر مین ہوگا وہی تو ہوگا اب تو ایک ساحرہ آنیر عاشق ہے دیکھیے انجام
کیا ہو یہ باتین کرتے کرتے ایرج نے آرام کیا شاپور نکلکر باہر آیا طلائے کا انتظام کیا دیکھا میمون اختر شناس بھی
مع چاکران کثیر بازارون مین اہتمام کرتا پھرتا ہے آیندہ و روندہ سے حال دریافت کر رہا ہے ادھر قلعے پر روشنی ہے
صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہے احکام جادو انتظام کر رہا ہے کہ لیلائے شب نے نقاب عنبرین چہرہ
مشک فام پر ڈالی مجنون نیر اعظم بصد شوکت و حشم دشت نجد فلک پر مصروف نظارہ ہوا لشکر ایرج مین
صدائے تکبیر بلند ہوئی قلعے سے گھنٹے ناقوس کی آواز آئی میمون اختر شناس کل فوج کو تیار کرکے سامنے
قلعے کے کھڑا ہوا اب احکام کو یقین ہے کہ شاید ہر روز کے یہ بلوہ کرینگے تو مین تیار ساحران غدار گروہ لیے
ہاتھون مین لیے آمادہ حرب و پیکار مگر احکام دیکھ رہا ہے کہ آج ایرج نوجوان کہان ہے یہان ایرج نوجوان
بپشت مرکب پر سوار ہوئے سب کی نگاہون سے اپنے کو بچا کر قریب دریا پہونچے مرکب شاپور کو
دیا فرمایا عبارت لوح سے ثابت ہوتا ہے کہ انشاء اللہ بموجب مضمون اس شعر کے ظاہر ہوا و عدہ یہی شعر
چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا × زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہون مین × یقین کامل ہے کہ دریا مین ہم کو کر
غوطہ دریا بار مین پہونچین تم مرکب کو ہمارے پاس پہونچانا یہ میمون اختر شناس کو خبر دینا کہ بلوہ کرکے
قلعے پر جا پڑین لو خدا حافظ یہ کہکے دامن گردانے آستین چڑھائی آواز دی شعر در بین صبا ہے بے پایان

دریں طوفان شور افزا ؂ دل انگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا ؂ یہ آواز دیکر دریامین کودے شاپور نے دیکھا
شاہزادہ غرق دریا ہے جرأت ہوا یہان احکام جادو دیکھ رہا ہے اسکو یقین کامل ہے کہ ایرج نوجوان
کی آمد کا انتظار ہے افسر اعلی کے آتے ہی مظفر ہونگا یکایک بیچ قلعے مین ہنگامہ ہوا احکام جادو نے پلٹ کے
دیکھا ایرج نوجوان دست حق پرست مین تیغ براں گوشۂ قلعے سے پیدا ہوا ساحرون نے گھیرا ہے
شاہزادہ لڑ رہا ہے احکام جادو گھبرایا اور کہا لو یارو غضب ہوا طلسم کشا تو اندر قلعے کے آگیا تلوار چل رہی ہے
ابھی یکہ و تنہا ہے گھیر کر اسکو مار لو تمام ساحر سر قلعے سے اترے ایرج نوجوان پر ٹوٹ پڑے ایرج نوجوان
نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جل گیا جسنے بڑھکر کوڑا مارا آتشین کا مار اموز سے کابل نکل گیا خود جل
ہیزم خشک جل گیا ادھر میمون نے جو دیکھا کہ ساحر قلعے سے اتر گئے نعرۂ ایرج کی آواز آتی ہے زمین قلعہ
تھراتی ہے شاپور نے بھی آکر خبر دی کہ شاہزادہ بموجب حکم لوح دریامین پھاندا ہے یقین ہے قلعے مین پہونچا ہو
طریقے سے معلوم ہوتا ہے گھوڑا میرے پاس ہے شاہزادہ لڑائی مین پیدل ہوگا میمون بڑھا شاپور کو اپنے
ساتھ لیا بڑا خیال یہ ہے کہ ایسا نہو کوئی ساحر اس سے مرکب چھین لے تو بڑی بدنامی ہوگی جھپٹکر گولہ مارا
قلعے پر جاکے پھٹا کئی توپین بھر پہیون پر سے گر پڑین کئی سو ساحر مرے دو تین گولے میمون نے ایسے
مارے کہ سر قلعے پر سناٹا ہوا کچھ ساحر مرے کچھ بھاگے احکام اتر گیا ساحرون سے کہہ رہا ہے یارو طلسم کشا
اکیلا ہے ابھی ساتھ والے انکے نہین پہونچے گھیر کر لپٹ پڑو جسطرح بنے لوح چھین لو قابو ہو جائیگا پھر
اسکو گرفتار کر لینگے کل ساحران غدار کا اس شیر پر بلوہ ہے مگر ایرج نوجوان نہنگانہ و پلنگانہ رستمانہ و شیرانہ
اس مجمع عام مین شمشیر زنی کر رہا ہے پشت و پہلو سے خبردار سپر بائین ہاتھ مین جرأت بات بات مین
جب اوچھڑ لگا دی دس دس ساحر تلے اوپر گرے شاہزادے نے اوپر سے ہاتھ مارا کسی کا سر اڑ گیا کسی کا
ہاتھ کٹکر گرا اگر منتظر ہے کہ ہمارے رفقا نہین پہونچے میمون نے آکر خندق کو طے کیا برابر پھاٹک کے پہونچا
گرز سحر کرکے مارا پھاٹک گرا میمون مع فوج اندر گھسا احکام جادو کو ہرکارون نے خبر دی حضور
بڑا غضب ہوگیا ہمراہیان طلسم کشا قلعے مین گھس آئے کو و برزن مین تلوار چلنے لگی سیکڑون مکان گر گئے
وہ دیکھیے لڑتا ہوا آتا ہے احکام جادو نے جو دیکھا حقیقت مین میمون اختر شناس کے سحر کی پناہ
نہین جب گولا مارا سو دو سو ساحر مارے گئے کچھ غرق زمین ہوئے کچھ جان بچا کر سامنے سے بھاگے
بعض افسران فوج یہ زبردستی دیکھکر ایسے گھبرائے کہ رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے کہا حضور ہمنے
سامری و جمشید پر لعنت کی آپ کے غلام حلقہ بگوش ہین خطا معاف فرمایئے میمون اختر شناس تسکین دیتا ہے
ایک ایک کی خطا معاف کر رہا ہے ہزارہا ساحر آنکے شریک ہوئے بڑے زور و شور سے سحر ہو رہے ہین
شاپور نے مرکب شاہزادے کا پہونچایا اب ایرج نوجوان نے جو مرکب پایا تیغ دودمۂ سکندری
دست حق پرست مین علم فتح قلعہ قلب زبردست مین مرکب پر سوار ہوکے احکام جادو کو تاکا لڑتے ہوئے
چلے احکام جادو نے بہت سحر کیے مگر بسبب لوح کے کسی سحر نے تاثیر نہ کی ایرج نوجوان برابر احکام
کے پہونچ گئے احکام جادو نے تیغ سحر کا وار کیا شاہزادے نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار
بار کر پلٹا نعرہ کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق تاب گرا اور سپر کے ٹکڑے
اڑ گئے وہان سے تلوار جو گری تاج کو کاٹکر تا دو ابرو پہونچی احکام جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا

لوٹ مار کر غضب ہوا آواز دی یارو نکل چلو میمون اختر شناس نے آواز دی حضور یہ نکل جائیگا تو فساد برپا کریگا
جب تک ایرج نوجوان نے کمان کیانی کاندھے سے آتاری احکام بد انجام شل ستارے کے آسمان پر
چمکا وہان جاکر نعرہ کیا او میمون جادو دیکھ تو تیرے واسطے کیا آفت لاتا ہون تو نے شراکت اس
طلسم کشائی کی کر کے قلعے کو مٹایا تمھارے اہل و عیال کو قتل کرونگا زوجہ کو تمھاری گرفتار کرکے سر دربار
بلاؤنگا ایرج نوجوان تو رک گئے یہ منھ سے نکلا کہ بھئی سرحد تیر سے وہ بے پیر نکل گیا مگر میمون یہ سنتے ہی
بہت دیکر بلند ہوا بشکل عقاب جاکر ستارے سے لپٹا دونون مین رد و قدح ہونے لگی اب سب نے دیکھا
کہ احکام بشکل باز سیاہ ہے مگر بحال تباہ ہے میمون بصورت عقاب جھپٹکر جب طمانچہ مارتا ہے باز اُلجھتا ہے منقار
سے پر نوچکر پھینک دیے اور بہت سے ساحر عقب مین احکام جادو کے بلند ہوے تھے ہمراہیان
میمون بہ شکل طائران بلند پرواز آ کر جا پڑے کسی نے کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی نے کسی کی آنکھین
نکال لین اندھا ہو کر گرا اس زمان ایرج نوجوان نے چیر پھاڑ کر پھینک دیا مگر احکام جادو منھ سے شعلے
چھوڑ رہا ہے عقاب اسکو دباتا ہوا قریب زمین لایا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ باز سیاہ نے منھ سے شعلۂ
آتش چھوڑ چھوڑ کر عقاب کے پر جلا دیے ہین کچھ اسکے بھی جسم پر پڑے ہین مگر عقاب باز نہین آتا ہے حال
ابتر ہے مگر لپٹا ہی جاتا ہے ایک مقام پر آ کے شعلے منھ سے چھوڑے عقاب نے پنجہ مارا دونون آنکھین احکام کی
نکل پڑین بقول شخصے آنکھین نکل پڑین مقام سے آنکھون کے خون ٹپکنے لگا باز سیاہ بھی پھڑکنے لگا عقاب نے
اتنی جو مہلت پائی پنجون سے دونون پاؤن پکڑ کے جھٹ اٹھا مارا باز سیاہ کو چیر ڈالا اسکے مرتے ہی ہنگامہ برپا ہوا
اندھیرا چھایا غلغلہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من احکام جادو۔ بود اب ساحرون نے چادر ہمالی اہالیان
تقصیر رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے میمون اختر شناس رکاب سعادت انتساب ایرج نوجوان
کی تھامکر کھڑا ہوا جو ساحر آیا اسکو ایرج نوجوان نے پناہ دی بعض بعض کے مقدمے مین میمون نے کہا
یہ بڑے مکار ہین ایرج نوجوان نے کہا بھئی تم جانو خواہ قتل کرو خواہ بخشو کل قلعہ اسلام آباد ہوا بہ فتح و
فیروزی ایرج نوجوان داخل قلعہ ہوے دار الامارت مین آئے میمون اختر شناس کو تخت نشین کیا
آپ دنگل پر بیٹھے میمون اختر شناس نے کہا ابھی حضور کو آرام نہین ہے مگر ایک بات کا بڑا خوف پیدا ہوا
غلام کا مکان بہت بڑا۔ شاہی زوجہ میری ملکہ گلرنگ سحر ساز نہایت حسین ہے سحر مین بھی طاق ہے حسن مین
شہرۂ آفاق ہے ایسا نہو سحر العجائب و مصر الغرائب اسیر دست انداز ہون آپ تو واسطے طلسم کشائی کے
تشریف لیجایئے لوح کو ملاحظہ فرمایئے مین اُس سرو پا شکستہ کی فکر کرتا ہون احکام جادو نے عجب کلمہ کہا
دل ہلگیا قلب بیقرار ہے بڑا تردد ہے ایسا نہو وہ ملعون فساد برپا کرے ہرچند کہ وہ بڑی ساحرہ ہے اور
انھین کے خاندان کی ہے مصر الغرائب کی بھانجی ہوتی ہے مگر عورت ہے جب دس ہزار ساحر چڑھ جائینگے
کیا کر سکیگی لہذا مین جاکر الگ الگ خبر لیتا ہون شہر عجائب نگار کہ جو تخت گاہ تمھارا ہوتا ہے وہان تو
میرا جانا ممکن ہے مگر خبر منگاؤنگا ایرج نوجوان نے اُسیوقت لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اب
میمون اختر شناس نے بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیکر جو ساحر کہ تیز رو تھے اُنسے فرمایا جاکر ہماری زوجہ کو
اطلاع کرو کہ تمھارے شوہر میمون اختر شناس شریک مسلمانان ہوے اگر بن پڑے تو نکل آؤ خدا آبرو
بچالے دو ساحر تو یہان سے چلے مگر ایرج نوجوان نے شاپور شیر دل سے فرمایا یار فکر مین ہین

بر سر مرحلہ جاتا ہون تم کہان رہو گے میرے ساتھ نہین جا سکتے لوح مین ممانعت ہی یہی تخت جو بچھا ہی اسکو
اٹھوا کے نقب مین داخلہ کرونگا دیکھیے کہان پہونچون شاپور شیر دل نے کہا مین ہمیون کے ساتھ جاتا ہون
ایرج نوجوان نے کہا بسم اللہ یہ کہکے حکم دیا اس مقام سے تخت ہٹاؤ تخت ہٹایا گیا فرش کو دور کیا منھ
نقب کا پیدا ہوا ایرج نوجوان بسم اللہ کرکے داخل نقب ہوئے سیڑھیان طی کرتے ہوئے جاتے
ہین اک صحرائے سبزہ زار مین آئے لوح کو دیکھا حکم نکلا اسم حاشیۂ لوح پڑھو تو اک طائر پیدا ہوگا اسکی
پشت پر سوار ہو کے مرحلے پر جاؤ ایرج نوجوان نے اسم پڑھا اک طائر قوی جثہ آسمان سے آیا ایرج
اسکی پشت پر سوار ہوئے وہ طائر شاہزادے کو لیکر بلند ہوا ایرج نوجوان نے عکس لوح کا طائر پر ڈالا
یہ بھی بموجب حکم لوح کیا عکس ڈالکر فرمایا ای یاقوت جنی کچھ بات کرو راستہ کٹے اب تمہاری رہائی کا وقت
قریب آیا ہی اب ہم تمکو طرف قاف کے روانہ کرینگے جب تم ہماری ملکہ آسمان پری جو حاکم پردۂ قاف ہین
انکے نام عرضی دینگے وہ تمہاری سرحد تمھین سپرد کرینگی طائر ہنسا اور کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے بھی
یقین ہی کہ اب مین رہائی پاؤنگا میری مشقت ضائع نہوگی مرحلۂ خونریز پر آپکو لیے چلتا ہون حنظلہ جادو
وہانکا حاکم ہی اُسی سے مقابلہ پڑیگا میری کیفیت یہ ہی اس طلسم مین میرا گذر ہوا بانیان طلسم نے اس طلسم شوکت
کا مجھکو پابند کیا عزیز و اقربا سے چھوٹا جس کسی نے دعوی طلسم کشائی کیا اسکو دھوکا دیا اور
طلسم مین پھنسایا مگر آپکو مین پہچانتا ہون کہ آپ ملکہ آسمان پری کے پوتے ہین کئی مرتبہ آپکا قاف مین
داخلہ ہوا لوح کو ملاحظہ فرمائیے مین آپکو دھوکا نہ دونگا تھوڑے ہی عرصے مین بالاے قلعۂ خونریز
پہونچا دونگا سارے طلسم مین مجھسے آپکو ضرورت پڑے گی مثل سایہ ساتھ رہونگا مفتوح جادو جو
اس طلسم مین بادشاہ ہی اُسنے تمہراسون کو نامہ لکھا ہی وہان سے بھی کمک آئے گی ابھی تمہراسون کے کان پر
جون نہین رینگی کاہن طلسم حکم لگاتا ہی مگر یہی کہتا ہی ابھی فتاح طلسم نور افشان نہین آیا اورون نے جو
قصد کیا ہی یہ طلسم نور افشان فتح نہین کر سکتے مگر زور پکڑتے جاتے ہین مین مفتوح جادو کا نامہ لیکر
گیا تھا سرخ فاطم جادو کو بارہ ہزار فوج دیکر روانہ کیا ہی ایرج نوجوان سے یاقوت جنی یہ باتین
کرتا ہوا طرف مرحلۂ خونریز کے جاتا ہی مگر حنظلہ جادو مالک مرحلۂ خونریز اپنے قلعے مین بیٹھی ہی اول اسکے
پاس لاشۂ کامگار جادو پہونچا پھر لاشۂ مکار جادو دیکھا ان لاشون کو بیر اٹھا کر لائے مگر یہ بھی خبر
اسنے سنی کہ احکام جادو قلعے پر لڑ رہا ہی یکایک چند ساحر بھاگے ہوے آئے اور بیان کیا کہ احکام بھی
مارا گیا احکام جادو کو میمون اخترشناس نے مارا ہملوگ بمشکل جان بچا کے نکلے مگر خبر پائی کہ طلسم کشا
اسطرف آتا ہی اور میمون جادو تو جان و دل سے شریک ہوا ہی ترقی طلسم کشا کی چاہتا ہی اگر میمون کد
نہ کرتا تو احکام جادو نکل چکا تھا مگر میمون جادو نے زبردستی اُسکو گھیرا آخر مارا گیا ہملوگون کو کچھ نہ
بن پڑا بھاگ نکلے آپ جلد تدبیر کیجیے ورنہ یاقوت جنی طلسم کشا کو لیکر آئے گا آپ کے قلعے مین پہونچیگا
حنظلہ جادو نے کہا یاقوت جنی خیر خواہ طلسم شوکت ہی طلسم کشا کو صحرائے خارستان مین پھینکدیگا
بھٹک بھٹک کر مرجائیگا مگر تدبیر واجب و لازم ہی یہ ذکر تھا کہ قصر قلعے سے آواز آئی نعرۂ ایرج نوجوان
ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر حنظلہ جادو گھبرا گئی جب تک یہ اٹھے اٹھے
ایرج نامدار صحن قلعے مین آئے ساحرون نے گھیرا لوح کو ملاحظہ کر چکے تھے لوح کو اٹھا کر پھینکدیا کہا ای و

مجھے نہ گھیرو لوح طلسمی لے لو جیسے ہی لوح طلسمی زمین پر گری ساحر طرف لوح کے چلے ایرج نوجوان تیغ
کھینچے ہوئے کھڑے ہین ساحر آپسمین لڑنے لگے حنظلہ جادو نے بڑھکے دیکھا ساحر اپنی جان سے تنگ
ہین آپسمین مصروف جنگ ہین کئی ہزار مر کر گرے لاشے تڑپ رہے ہین حنظلہ نے آواز دی ارے کمبختو
یہ کیا کرتے ہو آپسمین لڑکر مرتے ہو طلسم کشا کو مار لو ایرج نوجوان نعرۂ حنظلہ سنکر ادھر بڑھے قصد ہوا
حنظلہ کو مارون حنظلہ ایرج کو دیکھکر ایسی خائف ہوئی پر پرواز پیدا کرکے اڑی ساحرون کو بھی آواز
دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہے لوح کے حکم سے یہان تک آیا مگر تم نہ گرفتار کر سکو گے لوح کے حکم سے وہ
مصروف قتال ہے ساحرون نے آواز دی ای ملکہ عالم جو ہمارا حال ہے وہ سب آپ پر کھلا ہے ہم کیونکر گرفتار
کرین آتش لوح سے جلے جاتے ہین جب ہاتھ بڑھاتے ہین شعلہ نکلتا ہے ہر استخوان مثل شمع کافوری
جلتا ہے اس سے بڑھکر کیا بد اقبالی ہوگی کہ لوح سامنے رکھی ہے اور اسکو اٹھا نہین سکتے آپ سے جو کچھ
بن پڑے کیجیے حنظلہ نے کہا اب کچھ نہ بن پڑیگا نکل چلو مین تو جاتی ہون یہ کہکے بازوونکو ہلا دیا کچھ اسم سحر بھی
پڑھا بازوون پر پر پیدا ہوئے حنظلہ اڑی ایرج نوجوان نے تاک کر تیر مارا برے مقام پہ پڑا پیشانی کو توڑکر
پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلے جلکر زمین پر گری اسکے جسم کے شعلے ساحرون پر گرنے لگے
مکانات گرے غبار بلند ہوا یاقوت جنی نے بلندی سے دیکھا کہ شاہزادہ حیران حیران بربادی قلعہ دیکھ رہا ہے
حنظلہ کے مرنے کی آواز آ رہی ہے کشتی مرا نام سن حنظلہ جادو بود یاقوت جنی تڑپکر گرا کہا میری پشت پر
سوار ہو جیسے یہان سے نکل چلیے ایرج نوجوان پشت پر یاقوت جنی کی سوار ہوئے یاقوت جنی شاہزادے
کو لیچلا بلندی پر جاکر ایرج نوجوان نے ملاحظہ فرمایا سارا قلعہ جلکر خاک ہوا مگر مفتوح جادو بادشاہ
طلسم شوکت اپنے مقام پر بیٹھا ہے سب خبرین سن رہا ہے کہ طلسم کشا نے سب طلسم درہم برہم کیا چیخ کر
آواز دی ای عفریت طلسم جاکر طلسم کشا کو کھا جا اسکا گوشت بجھو ایسے حرامزادے پر حلال کیا دیکھا بغلی
پہلوے قصر سے ایک دیو بلند بالا دار آہن ہاتھ مین بال چھوٹے ہوے سامنے آکر موجود ہوا عفریت نے کہا
طلسم کشا کہان ہے مفتوح جادو نے کہا ارے احمق ابھی دربند خونریز تباہ ہوا اسی راہ مین ہوویگا
عفریت جھنجھناتا ہوا چلا کوئی چار کوس راستہ طی کیا تھا کہ تڑاقے کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کر دیکھا
طائر قوی جثہ کی پشت پر ایرج نوجوان سوار ہے اسی جانب آتا ہے عفریت نے للکارا ایرج نوجوان
نے جلدی مین لوح کو تو نہین دیکھا یاقوت جنی سے کہا مجھکو زمین پر پہونچا دے مین اس سے مقابلہ
کرون جیسے ہی یاقوت جنی نے شاہزادے کو زمین پر اتارا ایرج نوجوان تو نعرہ کرکے بڑھے عفریت
نے یاقوت پر چنگل مارا ہر چند یاقوت جنی نے چاہا نکل جاؤن مگر پنجے سے اس ظالم کے نکلنا دشوار تھا
عفریت نے یاقوت جنی کو گولی بنا کے پھنکا مار لیا اسوقت ایرج نوجوان کو غصہ آیا تیغ کھینچکر بڑھے
عفریت نے وار اس زور سے لگائی ایرج نوجوان نے تو پینترا بدل کے خالی وار دیا وار آکر زمین
پڑی پانی نکل آیا زمین کانپی صدہا نخل گرے دیو نے آواز دی افسوس لقمہ بھی آدم زاد کا کرا ہو گیا ایرج
نے نعرہ کیا او بیحیا مین تیری جان کا ملک الموت موجود ہون پلٹ کے ایرج نوجوان کو صحیح و سالم دیکھا
چنگل مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک جھٹکا مارا عفریت منھ کے بل زمین پر آیا ایرج نوجوان نے
دو تین گھونسے ایسے مارے کہ عفریت چیخنے لگا یہی آواز دیتا تھا او آدمی چھوڑ دے ورنہ تجھکو کھا جاؤنگا

ایرج نوجوان نے کوڑے پر لادکے دسے مارا دیو زمین پر گرا ایرج نوجوان کودکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا صاف ثابت تھا
کہ بر سر کوہ ستارۂ سحری چمک رہا ہے یا وقت آخر روز نیر چہرہ مہر درخشان کا بھی زرد ہے شاہزادے نے گھٹنہ سینے
پر رکھ کے فرمایا او بے حیا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے کچھ جواب سخت دیا ہے ایرج نوجوان نے
گردن کھینچکر اُس عفریت کی پھینکدی مگر اب پریشانی یہ کہ جائین کیونکر یاقوت کو تو عفریت کھا گیا
لاچار لوح کو دیکھا لکھا تھا اپنے کو قلعہ مفتوح مین پہونچا و صحرائے لق و دق وادی بیکنار محو رو لاچار ہے
ایک جانب کو روانہ ہوئے مفتوح نے ہرکارے روانہ کیے ہین ہرکارے خبر لیکر پہنچے عرض کی طلسم کشا صحرائے
نیرنگ کو طے کرتا ہوا آتا ہے یاقوت جنی کو عفریت نے مار لیا طلسم کشا سے کچھ زور نہ چلا آخر جہنم واصل ہوا
اب طلسم کشا پیدل آتا ہے یہ سنکر مفتوح جادو خوش ہوا کہا یارو اب چلکر طلسم کشا کو مارلو یہ ذکر تھا کہ دفعتہً
سرخ فام جادو فرستادہ شاہان طلسم آکر بارہ ہزار ساحر دنسے پہونچا مفتوح جادو نے کہا ای سرخ فام
بڑے وقت پر آئے اب مطلب نکل آئے گا طلسم کشا صحرائے نیرنگ مین برباد ہے چلکر گرفتار کرلین یہی خبر ملی
کہ بالکل یکہ و تنہا ہے یاقوت جنی کو عفریت طلسمی کھا گیا سرخ فام نے کہا چلیے مفتوح جادو نے وزیرون کو اشارہ کیا
سب سنانے مین ہین ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوئے سرخ فام کو ساتھ لیکر مفتوح جادو تلاش مین ایرج
کی چلا اگر سحر العجائب و مصر الغرائب کو جس وقت مفصل خبر پہونچی کہ طلسم شوکت درہم و برہم ہورہا ہے اور
طلسم کشا نے قیامت برپا کردی ہے اور میمون اختر شناس جانبازی کررہا ہے یہ خبر سنکر غصے مین کانپنے لگے
سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا کیون بھائی اس نمکحرام کو کچھ ہمارا خیال نہ رہا یہ حرکت ناشائستہ کرتی
اگر وہ جانبازی نہ کرتا احکام جادو و مکار جادو و کامگار جادو یہ ایسے ساحر تھے کہ یون مارے جاتے مگر اسی نے
سبکو قتل کرایا کوئی حاضر ہے کہ جاکر اسکا گھر لوٹ لے زوجہ کو اُسکی گرفتار کرکے سر دربار لائے اُسکی زوجہ
کو ہم اپنی زوجہ بنائینگے نمکحرام کو یون جلائینگے یکایک ایسا طلسم کشا کا دوست بنا ہماری نمکخواری کو
بالکل بھول گیا قضائے کار وزیر اسکا مشکور جادو مدت سے نام بہ گلرنگ زوجۂ میمون جادو کے
عاشق ہے اکثر پیغام بھی دیے مگر وہ صاحب عصمت و عفت پاک باز جب اُسنے ایسے پیغام پائے تو جواب
صاف دیا کہ ہماری طرف سے کہدینا کہ اے مشکور ہمارے باپ سے اور تجھسے رسم تھا جب مین نکلی تھی
تو اُس کم سنی مین تم مجھکو فرزند کہتے تھے آج یہ کیا خیال خام ہے یہ تصور ناتمام ہے کہ جو ذہن مین آیا اب کبھی جو ذکر
ایسا آئیگا تو مین برابر اپنے شوہر سے کہدونگی بادشاہون تک یہ بات پہونچے گی تمکو سزا ملیگی آج جو
بادشاہ نے پکارکر یہ بات کہی مشکور جادو اٹھا سوچا کہ بادشاہ نے یہ غصے مین فرمایا ہے بادشاہ کو خبر بھی
نہوگی مین اپنا مطلب حاصل کرونگا یہ سوچکر دنگل سے اٹھا کہا ای شہنشاہ حقیقت مین اس میمون نے
بڑا غضب کیا غلام جاکر اُسکا گھر ضبط کریگا عورت کی مشکین باندھکر لاتا ہون اور حضور یہ بھی مشہور ہے
کہ وہ بڑی ساحرہ ہے اور کسی ساحر کو وہ نہ مانیگی غلام جاتا ہے حکم ہوا کہ جاؤ اور مشکین باندھکر اس باغیہ کو
جلد لاؤ مشکور جادو وزیر اعظم دستور معظم ہے ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیے ایک ساحر ہے کہ اُسکا نام ہے
اسعد نوجوان میمون جادو کا بڑا دوست تھا بیقرار ہوگیا گھبراکر اٹھا جب تک مشکور جادو تیار ہو
اسعد نوجوان پہلے ہی سے پہونچ گیا دروازے پر جاکر آواز دی ملکہ گلرنگ جادو نے جو اسعد کی
آواز سنی اندر بلا لیا اسکے شوہر کے سامنے بھی آیا کرتا تھا بارہ سو کنیزین مصاحبین عزیز اقارب سب

موجود ہین اسعد نوجوان جو اندر آیا خود پریشان ہو رہی ہی کہ نہین معلوم میرے شوہر پر کیا گذری اسعد کو دیکھکر کھڑی ہو گئی کہا آپ نے تشریف لائیے نہین معلوم آپ کے بھائی پر کیا گذری مین نے اکثر ہرکارے بھی بھیجے ارتے انھون نے آج اتنی خبر عجیب و غریب سنی ہو کر آجتک دل بیقرار ہی وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سامری و جمشید کو کیونکر بجز خدائی مانین مثل ہمارے وہ بھی ساحر غدار تھے ہم چھوٹے ساحر ہین پھر خدائی کیسی سراسر غدری مذہب کا پتہ نہین ملتا اسعد نوجوان نے کہا ملکہ بات کو طول نہ دو میمون جا کر مسلمان ہوئے طلسم کشا کے ساتھ شریک ہو کے ملازمان شاہی کو قتل کرایا مشکور جادو وزیر تمھاری گرفتاری کو آتا ہی گھربار لوٹ لینے کا حکم ہی مین بھی اس مذہب کو بیکار سمجھتا ہون مین نے اسوقت سے سامری و جمشید پرستی کی جلد نکل چلو مشکور آیا ہی چاہتا ہی ساٹھ ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین نام مشکور کا سنکر رنگ گلرنگ متغیر ہو گیا منھ پر ہوائیان اڑنے لگین گھبرا کر کہا وہ ملعون تو میرے نام کا دشمن ہی خود ہمارے ستارہ شناس صاحب نے اس مقدمے کو سنا تھا گرچہ آتے عہدہ بڑا تھا کچھ نہ کر سکے خاموش ہو رہے ملال چلا آتا تھا اب آج وہ اپنا کینۂ دیرینہ ظاہر کریگا فوراً اٹھنے کا حکم کہا ای اسعد نوجوان انشاء اللہ جو اعتقاد میرے شوہر کا ہی وہی اعتقاد میرا بھی ہوا ای اسعد نوجوان تم دیکھنا بجز کر مرجاؤنگی لاش لیجائیگا زندہ مجھکو ہرگز نہ پائیگا جس امر کے خیال مین وہ ملعون آتا ہی سراسر اسکا خیال خام ہی کہتی ہوئی تمام کنیزون کو آواز دی سب عزیزدار بارہ سو کنیزین اسباب سحر سے آراستہ ہو گئین شاہزادہ اسعد نوجوان نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا میمون نے بڑا کام کیا کہ ان نمکحرامون کو چھوڑا مذہب حقیقی اختیار کیا اسعد نوجوان ملکہ گلرنگ جادو کو ساتھ لیکر نکلا باہر نکلتے کہا اب یہ مکان و اسباب دشمنون کے قبضے مین جائیگا اسکو جلا دو مین گلرنگ جادو نے کہا بسم اللہ اور طرف آسمان کے منھ اٹھا کے آواز دی ای خداے نادیدہ مین نے تیرا اعتقاد کیا اب میری عصمت و عفت و حرمت کو بچانا یہ کہکے چلی اک گولہ مکان پر مارا مکان جلنے لگے بائین پر صحرا تھا کہا ای اسعد نوجوان اسطرف سے نکلو لوگ قلعے کے دروازے سے نکلنے نہ دینگے مگر مشکور خوشی خوشی جیسے ہی قریب مکان پہونچا یہ تو اس خوشی مین تھا کہ آج معشوق پر قبضہ کرونگا بادشاہ ہونے مانگ لونگا وہ بخشدینگے مگر دیکھا کہ مکان جل رہا ہی کچھ ملازم جو رہ گئے تھے مال و اسباب کے لالچ مین گٹھریان سر پر رکھے ہوئے بھاگے جاتے تھے مشکور نے انکو پکڑا کہا مفصل حال بتاؤ اس مکان مین کسنے آگ لگائی گلرنگ جادو کہان بھاگ کر گئی انھون نے بخوف جان سب حال مفصل بیان کر دیا کہ اسعد نوجوان گلرنگ جادو کو بھگا کے لیگیا اسی نے تمھارے بھی آنے کی خبر کی تھی چلتے چلتے مکان مین آگ لگا دی مشکور جادو یہ ماجرا سنکر بہت گھبرایا دو چار غریبون کو غصے مین مار ڈالا غضب مین جلا یہان گلرنگ جادو اس دروازے سے نکلی اسعد نوجوان رازدان ہی علامت طلسم سے بچا کے لے نکلا صحرا سے خطرناک کا راستہ لیا کہتا ہی ای ملکہ اگر طلسم کشا تک پہونچ جائین پھر ہمارا کوئی کچھ نہین کر سکیگا صحرا انکو طی کرتے ہوئے جاتے ہین گلرنگ طاؤس پر سوار شعلہ جوالہ بنی ہوئی اسباب سحر جھولی مین خنجر کمر سے لگا ہوا یہی دل مین ہی کہ جب سحر جواب دیگا اور وہ ملعون غالب آجائیگا تو اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگی جان دونگی مگر عصمت کو بچاؤنگی راہ مین جن مقامات پر عجائب و غرائب اسکو ملتے ہین اسعد نوجوان نکال لیجاتا ہی راہبری کرتا ہوا ملکہ اس صحرا مین نہ جاؤ اس کوہ سے اپنے کو بچاؤ یہ کوہ کلان جو سامنے سے معلوم ہوتا ہی بہت خونخوار اسپر رہتا ہی بلاے روزگار ہی اگر کبھی انکو خبر ہوئی اور آ گیا تو بڑی مشکل ہوگی گلرنگ نے

سر اٹھا کر دیکھا کوہ فلک شکوہ پر ایک پتلا پتھر کا کھڑا ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ پتھر کی تصویر ہی اسی طرف دیکھ رہا ہی
جیسے ہی اسکی نگاہ اس مجمع پر پڑی قہقہا مار کر ہنسا اک چیخ مار کر آواز دی ارے تم شاہ کے دشمن ہو ادھر کہان
جاتے ہو دیکھو جلد ادھر سے پلٹ جاؤ اسعد نے کہا تو ملکہ غضب ہوا دل کو خوف تھا کہ مقام پر بت خونخوار کے
فساد ہوگا یہ نعوذن ساحر کاہن ستارہ شناس علم نیرنگ و شعبدہ بخوبی جانتا ہی اسی پہاڑ مین ساٹھ ہزار
ملازم اسکے رہتے ہین ملکہ نے پکار کر کہا اے بت خونخوار نبیرۂ حمزہ طلسم شوکت کو فتح کرتا ہوا آتا ہی ہمکو حکم ہی
اسکی گرفتاری کو جاتے ہین ہمکو نہ روکو وہ پتلا ہنسا آواز دی اے گلگرنگ بہتر یہ ہی کہ آگے قدم نہ بڑھا دیکھ
پلٹ جا ورنہ مین آتا ہون دم بھر مین زمین آسمان ہلا دونگا میرے سحر کی کسے برداشت ہی یہ طلسم نور افشان ہی
ہزارون بلاؤن سے یہ مقام بھرا ہی کیا یہان سے لشکر جا بھی سکتی ہو اسعد نوجوان بھی سامنے آئے ہین اور
انھین نے بھی سحر تیار کیا ہی فوراً اک چیخ ماری پہاڑ پھٹ گیا ساحر اسمین سے نکلنے لگے جو نکلا سحر ہی کرتا ہوا نکلا
کنیزین غرق زمین ہونے لگین گلگرنگ نے بھی سحر کیا جس ساحر پر وہ گری جلکر خاک ہوا اسعد نوجوان
آگے بڑھ جاتا تھا اٹھا کر اک گولہ پہاڑ پر مارا گولہ قریب اس تصویر کے پہونچا تصویر نے ہاتھ سے اشارہ کیا گولہ الٹا
پلٹا قریب سر اسعد کے آکر گرا برق چمکی ہر چند اسعد نے روکا کچھ نہ ہوا سر اڑ گیا گلگرنگ گھبرائی کئی ہزار کنیزین
بھی قتل ہو چکین کچھ غرق زمین ہوئین کچھ جل گئین درختون سے پتے گر رہے ہین وہ برگ کار برق کر رہے ہین جس
پتہ گرا زندگی بار ہوئی سحر مین شاخ نکلی جنکی بات کسی کی سمجھ مین نہ آئی اپنے نزدیک دفعیہ کرتے ہین گر گر کر
مرتے ہین گلگرنگ فقط اپنے کو بچا رہی ہی کبھی ستارہ بنکر بلند ہوئی جھوکا ہوا کا چلا زمین پر آئی لوٹ مار کر آئی
بازوون مین قوت نہین پائی جاتی ہی غرق زمین ہو جاؤن زمین سنگ لاخ نخل گر رہے ہین پتے انسان کو
ڈھونڈتے پھرتے ہین جب تین چار مرتبہ گلگرنگ نے سحر کیا اتنا تو ہوا کہ ادھر کے بھی ساحر مرے عاجز ہو کر
بلند ہوئی کہ کسی نخل کی آڑ مین چھپون اس پتھر کے پتلے نے آواز دی کہان جاتی ہو میرے پاس آؤ مین تمکو
بچا لونگا دیکھ مین نے تجھپر ابھی تک سحر نہین کیا ہی اگر سحر کرون طبقات زمین ہلا دون شاہان طلسم نے
مجھکو سیطرح کا اختیار دیا یہ جو اسنے پکار کر کہا گلگرنگ یا تو بتون مین نخل کے چھپنے جاتی تھی یا مبہوت
ہو کر پلٹ پڑی پکارتی ہوئی آئی اے بت خونخوار مین تیری تابعدار ہون مجھسے بھاگ کر کہان جاؤنگی پتلے
نے اشارہ کیا گلگرنگ مجبور و لاچار رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئی جیسے ہی یہ سامنے پہونچی اسوقت
بت سنگین نے آواز دی اے کوہان بن کوہین سنگ انداز جا و اس قیدی کو لے اک تختہ پیدا ہوا اک
زبان مین گلگرنگ کے سو دن دیا کنیزین بھاگ گئین جو باقی رہین وہ گرفتار ہو کر سامنے آئین پتلے نے آواز دی
زمین شق ہوئی کنیزین بھی زمین مین سما گئین اب جو گلگرنگ کی آنکھ کھلی ایک مکان تنگ و تاریک پایا
چار سو کنیزین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے ایک طرف بیٹھی ہین گلگرنگ اپنے حال پر رو دی تھوڑی دیر کے
بعد دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام بال چھوٹے ہوئے کھنور چندن کے جسم پر لگے ہوئے ماران سیاہ
بالون مین لپٹے ہوئے اکڑتا ہوا سامنے آیا کہا اے آرام جان عاشقان و اے آرام دل مشتاقان مین بت خونخوار
کا بھائی ہون مین نے جسوقت سے تجھے دیکھا ہی تجھپر میری جان جاتی ہی اگر مجھکو قبول کرو تو مین تجھکو ابھی
نکال لیجلون خاتون محل اپنا قرار دونگا سوائے تخت سلطنت کے اور سبطرح کا سامان موجود ہی بھائی سے
مجھے ملال ہی وہ اسعد پر مغرور ہی کو جہ عقل و فراست سے دور ہی میری حقیقت کو نہین جانتا مین بھی اپنی

جان دینے پر آمادہ ہون سحر مین آپ سے کم نہین اگر مقابلہ پڑے تو بھی چھوڑ دوا دون مگر وہ یہان انکا حاکم ہی
جس ملک مین جاؤنگا میری قدر ہوگی کوئی ملک آباد دیکھکر ہم تم وہان رہینگے چین کرینگے مین خداوند تم
بھی ہونگا تمکو اپنا نائب قرار دونگا سلطنت کی کیا حقیقت ہے مین خدائی کرسکتا ہون وہ شعبدے دکھاؤن
کہ ہر شخص سجدہ کرے گلرنگ سر جھکائے بیٹھی رہی اور دل مین سوچی کہ اگر مجھکو بت خونخوار بہ ہمت شاہان
طلسم روانہ کردیگا نہین معلوم وہ بیچارا کیونکر پیش آئیگا مشکور جادو تو بھلا ہوا عاشق ہے ان مقامات
عجائب و غرائب سے تو اپنے کو نکالو سحر رفتہ تو اپنے قبضہ مین آئے پھر دیکھا جائیگا یہ سوچ کے سر جھکا لیا
کہا ای کوہان جو تو کہے گا مین کرونگی مگر یہان سے مجھے لے نکل کوہان نے کہا پانچ سو جادوگرون کا مین
افسر ہون رات کو انکو لیکر آؤنگا تمکو نکال لیجاؤنگا ملکہ نے بھی اسوقت خوب خوب باتین اس سے کر کی
یہین یہی کہے گئی جو تو کہیگا مین قبول کرونگی مگر تمھارا مون کے پاس جانا منظور نہین خوب پختہ وعدہ کرکے
کوہان گیا دو پہر رات گئے اپنے پانچ سو جادوگر لیکے آیا سوزن زبان سے گلرنگ کو نکالا جلدی سے
گلرنگ اٹھی کوہان نے سحر کیا زمین شق ہوئی اک نقب سحر پیدا ہوئی اسی نقب سے چلے تین کوس پر آکر
سر نکالا صحرا سے ہول خیز وحشت انگیز کوہان نے وہان بارگاہ استادہ کرائی جادوگرون کو اتارا مسند بچھائی
بچھادی شراب و کباب لا کر رکھے ملکہ کو مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ای جان جہان وای آرام
و صبر دل مشتاقان مین تمھارے واسطے غریب الوطن ہوا گھر بار چھوٹا اب مجھکو سرفراز کیجیے چھپرکھٹ پر چلیے ملکہ
گلرنگ نے دیکھا اب آبرو کا سامنا ہے یہ ظالم تو اب جسم مین بھی ہاتھ لگاتا ہے دو چار مرتبہ منع کیا اور کہا ای
کوہان ایسا نہ گھبرا ذرا یہان سے دور نکل چلو ایسا نہو بت خونخوار آجائے اسنے کہا یہان کوئی نہ آئیگا مین نے
راستہ طلسم کا چھوڑا اب حد سحر جا پہنچے نکل چلینگے کوئی روک نہین سکتا جب گلرنگ کو اطمینان ہوا کہ راہ
طلسم چھوٹ گئی تیور پر بل پڑے کہا او بیحیا تجھکو کچھ خوف خدا و رسول نہین ہمارا کہنا قبول نہین کہا ملکہ عالم
مین نے جسوقت سے آپکو دیکھا جان پر بنی ہے اگر شربت وصل سے سیراب نہونگا کیونکر بیتاب نہونگا جب تو
ملکہ گلرنگ سحرساز کو غصہ آیا اسباب سحر پر ہاتھ ڈالا غصے مین ایک ترنج زمین پر مارا ہزارہا شعلہ ہاے
آتش بھڑک کر کوہان پر گرے ملکہ نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی خیمے سے باہر نکلی پانچ سو جادوگر جو کوہان
کے ہمراہ کے تھے اتر پڑے تھے ملکہ کو دیکھکر دوڑ پڑے آواز دی او عورت کہان جاتی ہے ہمارے مالک کے
ساتھ کیا کیا ملکہ نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک مٹھی آتش کے دانے نکالے ان سب پر کھینچ مارے جیسے دانہ
پڑا جو فروش گندم نما غلہ جنس کی طرح جلنے لگے ایسے لاچار ہوے خود سحر کر سکتے تھے نہ بھاگنے کی لیاقت
چالیس جادوگر جلکر خاک ہوے مگر کوہان ان شعلہ ہاے آتش مین پھنسا ہوا بمشکل سحر کرکے نکلا چیخا
دوڑو ای خیرخواہان بدولت یہ عورت جانے نپاوے یہ کہتا ہوا باہر نکلا دیکھا چالیس جادوگر مرے ہوے
پڑے ہین گلرنگ جادو و غول سے ساحرون کے نکلی جاتی ہے چاہتی ہے کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن
اسکے ساتھ کی کنیزین جو ہمراہ قید ہوئی تھین چالیس عورتین ہین وہ بھی اڑنے لگین کوہان جادو نے ایک
بولا مادس عورتون کے سر کٹے زخمی ہوکر گرین باقی نے سحر کیا چار سو ساحر مرے کوہان بت خونخوار
کا بھائی جب اسنے دیکھا کہ گلرنگ کنیزون کو لیکر بلند ہوئی یا سامری کہکے اپنی زبان کاٹی اتو نے چلو مین
خون لیا ملکہ گلرنگ بلند ہوئی تھی مقصد تھا نکل جاؤن کوہان نے وہ خون پھینکا ۔ زہ گلرنگ کے جو جسم پر پھ

قطرے پڑے بڑے بڑے آبلے پڑگئے اُٹھکر زمین پر گری سنبھل کے اسنے پھر سحر کیا دو چار جادوگر مرے بلند ہونا
تو ناممکن ہوا پیدل بھاگی کوہان دور اساتھ والون سے کہتا ہے یارو لینا اگر یہ نکلی جائیگی مین اپنی جان
دونگا ہاے مین طلسم سے بھی نکلا بھائی کو دشمن کیا شاہان طلسم کا باغی ہوا جسکے واسطے یہ سب کچھ کیا وہ بیکار
ہوا جاتا ہے مین ایسا نہ سمجھا تھا ظالم نے قید خانے مین وعدہ کیا کہ جو تم کہو گے قبول کرونگی یا اب یہ سرکشی
سب جادوگر کہنے سے کوہان کے بڑھ بڑھ کے سحر کرتے ہین گلرنگ جادو اپنے کو بچاتی جاتی ہے پھر بھی
بی قتل ے کا مشکور جادو وزیر سحر العجائب جو مکان گلرنگ دیکھکر چلا تھا نشان آتش باد دیکھتا ہوا آکر
برابر اسی پہاڑ کے آکے پہونچا اگر دیکھا ایکطرف لاشہ اسعد نوجوان پڑا ہے کئی سو کنیزون کے بھی سر کٹے
ہوے پڑے ہین لاشے ان نازنینان مہ جبین کے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین مشکور بھی گھبرا گیا بات گلرنگ
کو دیکھا بالاے کوہ سر پیٹ رہا ہے ملازمون پر غصہ کرتا ہے کہ یارو تمنے اُس سرکش کو کیون جانے دیا نہ سمجھے
کہ اتنے بڑے باغی کی زوجہ ہمنے کیا کہ دو کوشش سے اسکو پکڑا اسعد نوجوان کو مارا مجھکو گمان بھی نہ تھا
کہ بھائی صاحب ایسی حرکت کرینگے افسوس ہے گلرنگ کو لیکر نکل گئے شاہان قاہر و جابر کے حکم کا کچھ خیال
نہ کیا اے مشکور مجھکو اس امر کا قلق ہے تم کیونکر آئے مشکور نے کہا جب بغاوت میمون کی خبر پہونچی اور ثابت ہوا
کہ اُس ظالم نے طلسم کشا کو ہر ایک کے ہاتھ سے بچایا میرا بھی دل گلرنگ کو دیکھکر بیچتا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آیا قلب تھرایا مگر دل مین یہی خیال آیا کہ گنہگار شاہ ہے اسیر عاشق ہونا اپنی تضییع اوقات ہے ایسا نہو شاہان
طلسم کو رنج ہو پھر بھی آفت برپا کرین مگر افسوس ہے کہ بھائی صاحب نے ان باتون کا خیال نہ کیا پیر نے مجھکو
خبر دی تھی کہ خلاف وقت بھائی صاحب قید خانے مین گئے ہین غافل نہین ہون سب طرح کے مقدمات سے
واقف ہون اگر ایسا ہوشیار نہوتا تو اُسنے تو مجھے بھی دھوکا دیا تھا کہ مین تو حکم سے بادشاہ کے جاتی ہون مجھکو
میرے علم نے یہی خبر دی کہ دروغگو ہے شاہ سے باغی ہو کر چلی ہے تب مین نے سحر کیا یہ تو تم بخوبی جانتے ہو کہ میرا
سحر قہر خداوند سامری و جمشید ہے سب علوم مین نے حاصل کیے اُسکا یہ انجام ہوا کہ مین نے عورت کا دھوکا
نہ کھایا میان اسعد نوجوان کا فسر بنکر چلے تھے کہ جا کر میرۂ حمزہ سے ملین اپنی خیرخواہی ثابت کرین ایک
اشارے مین اُنکو مارا اُونے ساحر کیا تھا عورت کو بھی پکڑ لیا مگر اُسکا بھی کچھ زور نہ چلا مگر ہاے بھائی صاحب
نے بڑا صدمہ دیا مگر آپ بحکم شاہ نکلے ہین جلد جائیے کیا عجب ہے کہ راہ مین ملجائے مین مرحلے کو چھوڑ کر کیونکر
ٹلون آجکل انقلاب ہے مین نے بھی بہ علم کہانت دریافت کیا ہے عبارت نکلی کہ اس سال اس طلسم کشا کا
داخلہ ہوگا کہ سحر اُسپر تاثیر نکریگا یہ بھی نوشتہ پایا کہ طلسم کشا کے ساتھ عیار ہوگا کہ جسکی موت کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہین ہے جس نے ساحر ششمش کو دریاے قلزم مین ڈبو کر مارا آجتک تمام عالم مین مشہور ہے کہ ساحر
ششمش نے اپنی جان بچانے کو دریاے قلزم مین سکونت اختیار کی وہ ظالم وہان بھی پہونچا اپنی کمند مین
پھنسایا مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ سردار ایسا عیار غضب کا طلسم مین قدم رکھینگے کسکے روکے سے رکینگے یہ بھی
نوشتہ موجود ہے کہ ساحرونکو بھاگے رستہ نملیگا مذہب کی تباہی جلیل ساحرون کی بربادی کیا کہون جو کچھ علم
خبر دیتا ہے بسبب ان صورتون کے نہین ممکن ہے کہ مین ایک لمحہ اپنے مقام سے ہٹون مگر آپ جلدی جائیے اور
کوہان و گلرنگ کی مشکین باندھکر لائیے مین دونون کو خدمت شاہان طلسم مین روانہ کردون ہاے کیا کہون
اگر حکم تلاش پاتا تو زمین و آسمان کے قلابے ایک کر دیتا کیا مجال تھی کہ نکل جاتے مگر مجبور و لاچار ہون کہ

عشقو جادو نے کہا بھائی ہم تم خیر خواہان سلطنت طلسم نور افشان ہین مرنا بھرنا خیر خواہون کا کام ایسی ہی
جانبازی مین ہمارا نام ہی تم تکلیف نہ کرو مین جاتا ہون تا بہ طلسم شوکت جاؤنگا پتہ لگا کر گرفتار کرکے لاؤنگا
سب سے زیادہ فکر یہ مجھے پڑی ہی اے بت خونخوار کیا کہون میری خود ملکہ گلرنگ جادو پہ جان جاتی ہی مگر
جسوقت شاہون نے حکم دیا ہی مین خود آٹھا شاہون کو سلام کیا کہ حضور مین جا کر لاتا ہون مکان کو بھی
لوٹ لونگا گرفتار کرکے لاؤنگا ہر چند کہ میرے عہدے کے بہت خلاف تھا مین وزیر اعظم و دستور معظم ہون بھلا
مجھے ان جھگڑون سے کیا کام جس زمانے مین مین ہوشربا مین نہ رہا تھا تمام ساحر عالم بھر کے جمع تھے مجرہ ہاے
بلا کھلے سحر العجائب و مصر الغرائب خود براے مدد کو لب رو و شنفضیر گئے مگر مین نے اپنے مقام پر سے
جنبش تک نہین کی مگر اس عشق سے ایسا بیقرار تھا کہ نام ملکہ گلرنگ جادو کا سنتے ہی کا دل کانپ گیا
یقین تھا کہ روح قالب سے نکل جائیگی گھبرا کر آٹھا جو کچھ ذکر خرابی عشق کے سنے تھے وہ سب آنکھون سے دیکھے نظم

تھا بیان کرتی جو یہ گر ماہ تمام
تھا تمازت ہی کبھی اختر سیارہ شام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ شام
اڑ سکتا رنگ وہ کبھی عقدہ یا خود کام

لیکن اک نہیں ممکن ہی نکلنا اسکا
ہو زمانے کی طرح رنگ بدلنا اسکا

عالم شب ہی یہی عشق کے اسرار نہان
جانتا ہون کہ ترے عشق کا احوال عیان
تازہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
دل کہتا ہی کہ ہو عشق عیاں تا بہ جہان

ابتدا دھوم ہی انجام کو بربادی ہی
شادی و مرگ اسی عشق میں یکساں شادی ہی

سوتے فتنون کو یہ کمبخت جگا دیتا ہی
سر سینون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہی
خون اک دیدہ عاشق سے بہا دیتا ہی
جا کے دین جان یہ فرشتون کو جھکا دیتا ہی

زندہ بے سکو کرے مجز جیسے دکھلانے
مردہ زندے کو کرے پھر آسے زندہ فرما

نام میں اسکا ہی یہ طائر دل کو دم میں
اس سے آخر کو زوال آتا ہی جام جم میں
ملک اک ہی تاراج یہ فرد عالم میں
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہی کبھی عالم میں

اس سے بدتر نہیں دنیا میں کوئی بیماری
ہر زمن ہی اسی آزار کے اب آزاری

عشق جادو کی یہ ہر طلسم و نیرنگ
اسکو ایجاد مسیحا بھی ہی جس سے ہی دنگ
پانی ہو جاتا ہی اس عشق کی تاثیر سے سنگ
عجب انداز ہیں اور اسکے ہیں اندر جنگ

فرش سے عرش تلک لایا یہ فرشتون کو جھکا کے
فرش سے عرش پہ انسان کو لے پہونچا کے

اے بت خونخوار سب مجھپر گذری راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین مدت سے آب و دانہ ترک ہی اس خیال سے کھانا کھاتا
رہتا ہون کہ جان نہ نکل جائے روح تسکین پائے اپنے عہدے کا خیال نہ رہا اب بے گرفتار کیے نہ بیٹھونگا میرے دل کو
کب آرام ہی آپ اپنے مقام پر ٹھہرین مین جاتا ہون تمام دنیا کی خاک چھانونگا انکو گرفتار کرکے لاؤنگا مگر یقین ہی کہ
آپ کے بھائی صاحب کے بھی خلاف ہو جب مین اس مغرور و متکبر کو گرفتار کرونگا وہ مجھے روکینگے مین نہ مانونگا مگر
اب تو وہ میرے رقیب ہوے یہ بھی خوب جانتا ہون کہ عاشق نہین ہوے موت کے قریب ہوے بت خونخوار
نے جواب دیا کہ اگر وہ ایسے فساد برپا کرین آپ انکو بھی بے خوف و خطر سزا دیجیے گا تامل اسمین ذرا نہ کیجیے گا کیونکہ اب
مین خود بھی انکی ذلت کا خواہان رہتا ہون ذرا وہ گرفتار ہو کے میرے سامنے آجاوین تب حال کھلے اور کیفیت
معلوم پڑے یہ کیسے اپنا تخت اڑا یا تلاش مین ملکہ گلرنگ جادو کی چلا یہ تو ناظرین والا تمکین کو بخوبی تمام یاد ہوگا
کہ ملکہ گلرنگ جادو کو وہان بن کو ہین سے ترقی ہوئی جاتی ہی دوسرے حملہ یاد دلاتا ہون کہ مفتوح جادو
بادشاہ طلسم شوکت حالات فتح مرحلہ جات سنکر براے گرفتاری ایرج نوجوان چلا ہی جو ساحر کہ بادشاہ
کی طرف سے آیا تھا اسکو بھی ساتھ لے لیا ہی یہ بھی خبر سن چکا کہ عفریت طلسم نے یاقوت حبشی کو کھا لیا اکیلا
طلسم کشا صحراے وحشت خیز مین رہروی کر رہا ہی رہبر اسکا مارا گیا اور یہ بھی واضح رہے کہ میمون اختر شناس

جو چلا امر حلہ جات جا بجا ویران دیکھے ساحر ہر جگہ پر مرے پڑے ہوے تھے خوشیان کرتا ہوا آتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یہ خوشی کا مقام ہی اس جگہ پر ہمارے آقا کا گذر ہوا امر حلہ جات فتح کیے اب بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑا ہوگا ایسے وقت مین پہونچنا واجب و لازم ہی شاہزادہ اکیلا وہ لاکھون ساحر لیکے آئیگا لڑائی مین بھی یہی کہیگا کہ آپ نیر سحر تاثیر نہین کرتا ضرور ساحرون کو حکم دیگا کہ سحر نہ کرو بلوہ کرکے طلسم کشا کو قید کر لو اگر خدا نخواستہ لوح قبضے سے نکل گئی دستیاب ہونا لوح کا پھر مشکل ہوگا ہم وقت پر پہونچ جائین یہ کہتا ہوا عقاب کو اڑائے ہوے چلا آتا ہی مگر شاہزادۂ ایرج نوجوان اُس صحرائے ہول خیز مین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی صحرائے بیکنار وادی پر ہول بونڈے گرد کے پیچ و تاب کھا کر اُٹھ رہے ہین شاہزادہ غبار مین اٹا ہوا یاد ملکہ بران شمشیر زن مین گریبان پھاڑے چونکہ مصیبت انتہائی ہی مصیبت اپنے معشوق کی یاد آئی اُس پریشانی مین یہ اشعار مصیبت آثار زبان پر جاری کیے

نظم

تاب جس دل مین نہ تھی وہ ہجر دلبر رہگیا
چلدیا بندہ اکیلا بندہ پرور رہگیا
کچھ رکاوٹ تو نہ تھی قاتل کے لیکن تیغ وہ
کسکو حیرت سے نکالا کون ششدر رہگیا
دل کی بیتابی کے سرکانے سے بھی سرکا نہ یہ
اُٹھ گیا یا در پہ اُسکے اپنا بستر رہگیا
وائے قسمت رہ سکے ہم تو نہ کوئے یار مین
میرے پہلو مین لگا کر تیرے خنجر رہگیا
دوست کو تربت پہ اپنے لیکے آتا ہی چلا

اضطراب اُنکو نہین معلوم کیونکر رہگیا
سر پٹکتے چھوڑ کر فرقت مین احباب اُٹھ گئے
ہائے کیون میرے گلے پر چل کے خنجر رہگیا
ابر دے گریہ ہائے بے اثر تو مٹ چکی
جسطرح چھاتی پہ چھاتی کا پتھر رہگیا
بزم ساقی سے نہ ساتھ آیا کوئی بھی مست گئے
نقش پا اپنا نہین معلوم کیونکر رہگیا
برہمن آباد تو کرتا ہی اپنا بتکدہ
خشت کا احسان دشمن کا یہ ہم پر رہگیا

دل گیا سینے مین داغ عشق دلبر رہگیا
اک تماشا دیکھنے والا مقدر رہگیا
دیکھ لینا وہ اُٹھا مین تو کہین رخ سے نقاب
ڈوبنے کو نام عشق ای دیدۂ تر رہگیا
امتحان لیتے ہین زور ناتوانی کا ہم آج
اُٹھتے اُٹھتے شیشہ چلتے چلتے ساغر رہگیا
اب گلے ملنے کو پائیگا کہان اُسکو عدو
دل کو بھی لیجا رہے یہ ایک پتھر رہگیا

کسی سمت سے آواز چند و بوم کی بھی نہین آتی ہی زمین تپ رہی ہی شعلے اُٹھ رہے ہین وہ طبقہ کرۂ نار معلوم ہوتا ہی اگر آنکھوں نے آنسو نکلین بہتر ہی ہو مگر خشک آنکھوں نے بجائے اشک چنگاریان نکلتی ہین سوزش آفتاب سے ہڈیان جلتی ہین آفتاب عالم تاب شعلہ جوالہ وہ گرمی ہی استخوان پھنک رہے ہین سوزش آفتاب سے دل کباب ہی شعاع نیر اعظم سیخ زبان جس سے تن بدن جلا جاتا ہی شاہزادہ بدحواس عالم یاس اس پریشانی مین کبھی سمت مشرق کبھی جانب مغرب کبھی جنوب کبھی شمال کو دیکھتا ہی اس عالم مین دور سے اک نخل کو دیکھا چند پتے شاخین آسیر بار گل و ثمر کا نام نہین سایے کو وہان ٹھہرنے سے کچھ کام نہین شاہزادہ ایرج نوجوان اُس نخل کو دیکھکر دوڑا بیخ سے اُس نخل کی لپٹ کر گرے ہوے پسینہ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری اس حال پریشان مین ٹھہرے تھے ہا ہو کی آواز آئی دیکھا شعلے بھڑکے آواز ساحرون کے مرنے کی کان مین آئی طبیعت گھبرائی یکایک کیا دیکھتے ہین کہ چند عورتین حسین جمیل دوپٹے ڈھلکے ہوے پائنچے چھوٹے ہوے گرد آلودہ بھاگی ہوئی چلی آتی ہین ایک ساحر پشت پر اُسکے ساتھ کئی سو جادوگر بڑے بڑے قد کے حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیے ہین اُن عورتون کے پیچھے دوڑے ہوے چلے آتے ہین ایک نازنین حور مثال پری تمثال زلفین عنبرین چہرے پر پریشان سرو قد خورشید خد اس حیرانی پریشانی مین بھی ایک آن بان چہرے سے ہویدا و ظاہر ہی یہ عالم تھا

نظم مصنف

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
دنبالہ کب انکے سرے کا تھا
ہر جبین تھی موجۂ لطافت
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
وہ نشا تھا وہ نور کا سراپا
آنکھین استاد ساحری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو
ایسا نہین حور کا سراپا
نشے مین شراب کے بھری تھین
شہباز نے دائے تھے بازو

گر ہوائیان چہرے پر اڑتی ہوئین آفتان و خیزان چلی آتی ہین وہ ساحر دمبدم آواز دیتا ہی ای جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان سرکشی موقوف کر میری خطا معاف ہو جو مجھسے برائی سرزد ہوئی ہو حکم ہو جائے کبھی ایسی خطا نہ
ہوگی وہ نازنین جواب دیتی ہی او ظالم کیا بکتا ہی ہمین اپنی عصمت کا پاس ہی خطا و بیخطا کیسی خبردار قریب نہ آنا اس
ظالم نے خنجر کھینچکر مارا ملکہ نے سحر کرکے توڑا لیکن اُسکا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر سر پر پڑا اس خود سر کے حربے سے سر اس حسین
کا زخمی ہوا خون سر سے بہکر چہرۂ زیبا پر آیا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہوا صورت زیبا دیکھکر
زیادہ بیقرار ہوتا ہی کہتا ہی ای ملکۂ عالم میرا ہاتھ قلم کرو میرے حربے سے آپکا سر زخمی ہوا جی چاہتا ہی قدمون
گرد پھرون اُس نازنین کا عشوہ ساحر کی منت کہ پشت سے دوسری گرد بلند ہوئی دیکھا اک ساحر زبردست
بادۂ کبر و نخوت سے مست اک غضنفر پر سوار اژدران آتش فشان بصد عظم و شان تخت مین کسے ہوئے اسباب سحر ترنج
نارنج گچھے پیکان کے رائی کے دانے دونے مرچے کے پتے پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار لباس فاخرہ پہنے ہوئے
اسکی جو نگاہ اس معرکے پر پڑی چہرۂ زیبا پر قطرات خون دیکھے کوہان بن کوہین کو دیکھا تیوری پر قتاب کھینچے ہوئے
چلا جاتا ہی چاہتا ہی جا کر قتل کر دون اک سحر ایسا کر دیا کہ پانون اس نازنین کے زمین نے پکڑ لیے قدم نہین اٹھتا دل میرا
شعلہ جاتا ہی قلب تھراتا ہی چہرے پر ہوائیان آنکھین جو رشک غزال تھین وہ اب نرگس بیمار ہین عارض انور گل
گلشن حسن و جمال ہین مرجھائے ہوئے آنکھون مین حلقے عارض یا پھول گلاب کے تھے اب یہ انتشار ہی گویا وہ زعفران
زار ہی بنا ہوئے وہ بھی خالی نہین ہی بقول مصنف صاحب قمر شعر زردی گلون پہ چھائی تو ظاہر ہوا بہت یہ بھی ہی اک
بہار جو فصل خزان رہے ہو اس بیچ و پیچ کو دیکھکر گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای کوہان بن کوہین او بہیا کیا عاشق
صادق ہی کہ معشوق پر ہاتھ اٹھاتا ہی ٹھہر جا ورنہ اک گولہ مارونگا تیرا سر پھٹ جائیگا یہ سنکر کوہان بن کوہین نے جواب دیا
ای وزیر اعظم اب اسیر عاشق تو جیسے مین اسیر مائل ہون تیغ ابرو کا گھائل ہون اب یہ امر نہین ممکن ہی کہ آپ اسکے اوپر
فریفتہ ہون اور اگر ہونگے تو بڑا ملال اٹھاینگے مشکور جادو نے کہا او بہیا تو ہمارے شاہ کا باغی ہوا تو تو بس
قابل ہی کہ مین تیری مشکین باندھکر وہان لیچلون وہان تجھکو سزا ملیگی اب کلی آرزو کی نہ کھلیگی اسقدر تکرار بڑھی
کہ کوہان جادو نے گولہ مارا مشکور جادو نے کہا او ظالم بہیا بھگوڑے قیدی کو لیکر بھائی کے پاس بھاگ آیا
مجھسے یہ سرکشی سحر کرتا ہی میری معشوق پر محبت کا دم بھرتا ہی یہ کہکے آگے بڑھا کوہان نے آگ برسا دی مشکور
شعلہ ہائے آتش مین چھپ گیا تھوڑی دیر مین شعلۂ جوالہ بنکر آگ سے نکلا اس زور و شور سے کوہان جادو پر گرا
کہ ہر چند کوہان جادو نے اپنے کو بچایا اب بچا سکتا تھا برق بنکے گرا کوہان جادو کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ
کے جو لوگ تھے انکو قتل کرنے لگا ملکہ گلرنگ جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا نگاہ سے مشکور جادو کی اپنے کو بچا کر
طرف صحرا کے بھاگی مشکور جادو نے جو پلٹ کے دیکھا جتنی دیر مین مین نے کوہان بن کوہین کو مارا اتنی دیر مین
ملکہ مع کنیزون کے نکل گئی ہائے جان جہان کیسے دوڑا دو کوس پہ نکل کے ایجلی ہی کہ مشکور پہونچا نعرہ کیا او ظالم
او قتال عالم مین نے تیرے لیے دشمن کو مارا ہیبت خونخوار جا کم مرحلہ ہی سحر مین طاق ہی شہرۂ آفاق ہی ضرور
اُسکو بھائیکا ملال ہوگا میری بے اعتدالی کا خیال ہوگا مگر مین تیری محبت مین بد حواس ہون جان تک
نثار کرنے کو موجود ہون تجھکو بالکل خیال نہین ارے مین اگر سر جھکاؤن دست نازک سے سر کاٹ لے تجھکو
یاد ہوگا کئی سال کا زمانہ گذرا ہجر کی راتین مجھپر تڑپ تڑپ کے بسر ہوتی ہین اب دل کو صبر کی تاب نہین ہی ارے
سوچ تو خداوند میرا لشکر بے سامان ہو تو مجھکو قبول کر دربار شاہان مین تیرا بڑا پاس ہوگا تیری آبرو کو بڑھائینگے مرتبہ بڑا

اعلیٰ بینگے ورنہ میری تو یہ کیفیت ہے نظم
دانہ دانہ اشک ازان رو بزم کہ بہر گریہ گی
نیست گر فرزانہ دیوانہ پیدا کنم
نازم سر پنجہ در زلف پریزادان عشق
میروم تا گریہ پستانہ پیدا کنم

میروم تا بہر خود ویرانہ پیدا کنم
از سر شک دیدہ آب و دانہ پیدا کنم
شیشہ می گردد تہی و بزم آخر میشود
از سر انگشت محنت شانہ پیدا کنم
رہ بیابم پیش شمعے از برائے سوختن

تو اندران ویرانہ از غم خانہ پیدا کنم
در بیابان جنون از بہر صحبت دام عشق
چون من از بہر طرب میخانہ پیدا کنم
شد بہار عمر و باغ آرزو ختم نشد
مخفیا باید پروانہ پیدا کنم

اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ طائران صحرا بیقرار ہو گئے زبان خار سے صدائے الامان آتی تھی روح مجنون ہائے لیلا کر کے چلاتی تھی نخلستان کف افسوس ملنے لگے درخت سوز غم محبت سے مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر ملکہ گلرنگ جادو واسپر بھی نہ پسیجی بھاگی چلی جاتی ہے یہ سب معرکہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے دیکھا شکوہ کی آواز دی او سنگ دل میری بات کا جواب دے ملا افسوس زندگی مین غنچۂ آرزو نہ کھلا اسوقت تو غصے مین مار ڈالونگا آخر تڑپ تڑپ کر مین بھی جان دونگا بھلا ایسے محبوب کے بعد دنیا مین پھر زندگی کہاں مگر افسوس یہی ہے کہ عاشق صادق یہ ذکر سنینگے افسوس کرینگے یہی مشہور ہوگا کہ عاشق نے معشوق کو مارا کیونکر ہاتھ اٹھا پتھر کا دل تھا کس کس کے آگے تیری بیمروتی بیان کرونگا حجاب مین تڑپ تڑپ کر مرونگا اسوقت وہ نازنین مہجبین گھبرا گئی اور اس ملعون نے تیغہ سحر ہاتھ مین لیا اسوقت ملکہ گلرنگ جادو کا گھبرا نا پکار کر عرض کرنا کہ اے بے نیاز مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اور پکار کر آواز دی ای معبود تو رحیم و کریم ہے تجھے سبطرح کا اختیار ہے مجھے میرے آقا تک پہونچادے جمال عدیم المثال اس شیر کا دکھادے کہ روح نہ تڑپے موت تو سامنے آئی ملک الموت نے صورت دکھائی نہین معلوم شوہر پر کیا گذری طلسم کشا کے ساتھ ہے یا الگ ہو گیا ہماری خبر کون لیگا کسکو بھیجون کون خبر لائے کون اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو بچائے مگر شوہر نے ہمارے خوب انجام کا سودا خریدا فرزند صاحبقران کا ساتھ دیا مگر ہم کسکو بھیجین بقول شاعر شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے کہ کسے ز بیکسی مان بنے بر د خبرے ۔۔ اسکی صدائے دردناک جو کان مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے پہونچی اور کئی مرتبہ بیقراری مین نام میمون لیا شاہزادہ ایرج نوجوان نے سب معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا عقل سے ثابت ہوا ای ایرج یہ زوجہ میمون اختر شناس ہے اسوقت بہت بدحواس ہے تاب نہ باقی رہی وہین سے نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج منم نیر برج صاحبقران ۔۔ نبیرہ مان ایرج نوجوان × او نیکبخت نہ گھبرا میمون تو میرا رفیق ہے مین آپہونچا تیغہ دودم سکندری کھینچکر جا پڑے لوح بھی چمکانے لگے یہان تو ساتھ گھمسان کے لڑائی ہونے لگی ہزارہا لاشہ زمین پر گر گیا شاہزادہ ایرج نوجوان چاہتے ہین مین بڑھکر افسر کو مارون مگر اور جادوگر بیچ مین آجاتے ہین مشکور جادو نے دورسے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی اسیوجہ سے اور ساحرونکو اشارہ کر دیا ہے مراد یہ ہے کہ جسطرح بنے اس نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لین مگر شاہزادہ شیر دشت نبرد مجمع ساحران مین اس دھوم سے لڑ رہا ہے کیا عجب ہے کہ زبان نیزہ و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہوگئے علمون نے بال کھولدیے نقارے سر پیٹنے لگے شہنا کے کلیجے مین چھید ہو گیا دم بند شہنور در مسند شاہزادہ ایرج نوجوان نے جسکو ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا گلرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا نثار ہونے لگی واسطے اپنے آقا کے رونے لگی کہ صحرا سے گرد اعظیم بلند ہوئی دیکھا مفتوح جادو بادشاہ طلسم شوکت بصد صولت و حشمت نوبت نقارے بجاتا ہوا اسوقت آکر پہونچا جب مشکور جادو

نے دیکھا کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کو سحر تاثیر نہین ہوتا اب اسنے اپنے ملازمون کو حکم دیا ہی خبردار سحر نہ کرو مین خود
گرفتار کرونگا کئی ہزار ساحران غدار حربہ ہاے سحر پھینک کر دوڑے کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کو پکڑین شاہزادۂ
ایرج نوجوان تلوار کھینچکر غول پر جا پڑے مگر زخمی ہونے لگے دو سو نیزے چلے اگر دو سے بچے تو ایک زخم کھایا
اسطرح کئی زخم کھائے یہ جو ملکہ گلرنگ جادو نے دور سے دیکھا گھبرا گئی آواز دی آقا غلام حضور کا کہان ہی
لونڈی کی نظرون سے نہان ہی اسوقت ہوتا سرکار کے سامنے جان دیتا مگر شکر کرتی ہون کہ لونڈی حضور تک
پہونچ گئی اب کچھ مرنیکا غم نہین مگر لونڈی افسوس کرتی ہی کہ ان بلاؤن مین یون پھنس گئی ہین کیونکر بچاؤن
مفتوح جادو بھی آکر ہمسر ہوگیا پکار کر مفتوح جادو نے مشکور سے آواز دی ای شہریار نہ گھبرائیے گا اور
ای وزیر اعظم تم کہان سے اسوقت آگئے ہین تو اس بدحواسی مین چلا ہون میرا طلسم ٹوٹا مرحلے فتح ہوے [illegible]
ساحر طلسم شوکت کے مارے گئے میان میمون اختر شناس نے اس جوان کو قید سے چھڑایا سلیمان بھی جو
سامری و جمشید سے انھین نفرت ہوئی مگر اسکی زوجہ کو گرفتار کر لو چہار طرف سے ساحران غدار بلوہ کر گئے
پہلے کچھ دن شاہزادۂ ایرج نوجوان کے چلے کچھ طرف ملکہ گلرنگ جادو کے متوجہ ہوے شاہزادۂ ایرج تو
شیرانہ حملہ کرتے مگر ملکہ گلرنگ جادو گھبرا گئی کہ ہزارون لاکھون ساحر جب اس شیر کو گھیر لینگے تو کیونکر بچیگا
ہی ملکہ گلرنگ جادو وا افسوس مجھے چاہا تھا کہ خدمت مین اس شاہزادے کی حاضر رہون نمک حرام نہ سنے
دین مگر نہین بن پڑا ای معبود ہم تو آمادۂ مرگ و مہیاے فنا ہین راضی برضا ہین مگر شاہزادۂ ایرج نے جو گلرنگ
کو مصیبت مین دیکھا دعا کرنے لگے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے اس بیچاری کو بچالے
یقین ہی کہ اب گرفتار ہو جائیگی یہ کم سن اسیر یہ جفائین ہین اسکے شوہر کو کیا جواب دونگا محجوب ہونگا
یقین ہی کہ شکایت کرے کہ لونڈی سرکار کے سامنے قتل ہوئی اپنی کنیز کو نہ بچایا مگر ملکہ کا بھی ہاتھ نہین رکتا ہی
کئی ہزار ساحر مارے جب تڑپ کر جو بیچ نکلتی ہی مشکور جادو و مفتوح جادو سحر کرکے گراتے ہین نکلنا
ممکن نہین ہوتا شاہزادۂ ایرج نوجوان نے بھی لوح چلالی شمشیر زنی کی مگر کچھ نہو سکا یہی ممکن تھا کہ پاس
ملکہ گلرنگ جادو کے کسی طرح سے پہونچین اور ملکہ گلرنگ کے بچنے کا یہی سبب ہی کہ مفتوح جادو نے
بڑے بڑے سحر کیے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ ملکہ کو مار ڈالون بعد اسکے شاہزادے کو پکڑون مگر مشکور جادو
کہ عاشق جانباز دل مین سوز و گداز جب دیکھتا ہی کہ ملکہ گلرنگ پر بلوہ ہوا ایسا سحر کر دیتا ہی کہ ساحر قریب بھی
نہ پہونچین گلرنگ جادو پر کوئی آفت نہ پڑے اسوجہ سے ملکہ محفوظ ہی سر سے خون جاری شانے زخمی سینے
و پہلو پر تیر ہاے سحر کے زخم کاری پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا غربال بنا ہوا اس بیکسی و بے بسی مین پکار کر
آواز دی ای خالق کونین افسوس شوہر کو نہ دیکھا لاکھ سوار لاکھ ساحر سے مقابلہ کیونکر جیتینگے شاہزادہ ایرج
نے بھی تہ دل سے دعا کی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ میمون اختر شناس کس زور و شور سے آگئے
پہونچا دور سے اپنے زوجہ کو دیکھا ایرج نوجوان کو زخمدار پایا زوجہ کا خیال بھی نہ کیا شاہزادے کا زخمی جسم
بہت شاق ہوا اب قدمبوسی کا مشتاق ہوا بارہ ہزار ساحرون سے نعرہ کرکے [illegible] کیا اور مشکور مغرور تجھکو بھی
یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے ناموس پر دست انداز ہو کہا کہ ای شہریار غلام اسی بلا کا مشتاق تھا کہ سرکار کے ساتھ
جنگ مین شریک ہو مگر شکر ہی لونڈی بھی سرکار کی زیر سایہ و امن دولت ہوگئی عورت کا مقدمہ بہت ہی
نازک ہوتا ہی شکر ہی کہ مین نے اسکو بھی زندہ پایا یہ کہکے اک گرز مارا قبہ بارگاہ اڑگیا اب تو دونون لشکر مل گئے تلوار

چلنے لگی مگر مشکور جادو جب کو دیکھتا ہے یہی خیال رہتا ہے کہ ایسا نہو ملکہ گلرنگ جادو پر کوئی زوال آئے میں گرفتار کروں لیکر طرف طلسم نور افشاں کے چلا جاؤں کوئی سحر اسطرح کے کیے مگر ملکہ نے اپنے کو بچایا مشکور جادو آتا ہوا قریب گلرنگ جادو کے چلا ملکہ گلرنگ نے سحر کیا بجلی چمکی مشکور جادو نے سر آگے کر دیا کہا اے جان جہان تیرے ہاتھ کا سحر کہاں نصیب تھا آج تقدیر نے رسائی کی یہ کہکر گلرنگ نے ترنج مارا مشکور نے سر کو سپر کیا ترنج ہلالی سر پر پڑا سر زخمی ہوا خون اپنا منہ پر ملنے لگا کہا حضور عاشقوں میں سرخ رو ہوا ملکہ پھر ترنج لیکر چلی پکار کر آواز دی اے بوالہوس ابھی سر اڑا دونگی عاشقونکے افسر کہلاؤگے قیس و فرہاد اپنا پیشوا جانینگے مشکور جادو نے کہا

میں تو فقط تمھاری نظر رحمت چاہتا ہوں

ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے
میں اگر جان بھی دونگا تو اثر کیا ہوگا
ان کو کھڑکیوں سے جھانکتے ہی ہر قفس مجھے
چاہیے منقار بلبل بے دل صیاد میں
بدلی نہ آنکھ سے پانی مرے رو رو آہ کی
محشر میں بن پڑیگی ہر اک داد خواہ کی
میرا جنازہ دیکھ کے حسرت نے یہ کہا
سر پر چلے ہیں لیکے جو گٹھری گناہ کی
مشتاق دید آئے تھے محروم ہی چلے
قاتل نے میں وقت پہ ترچھی نگاہ کی

گردش چشم سے مرنے کا اثر کیا ہوگا
پھیر لے مجھ سے وہ بے دید نظر کیا ہوگا
میں تو مدت سے مرتا ہوں ہوا جو مطلع
تیرا عاشق بیقرار ہے جینا دشوار ہو دیگر
بیتاب ہو کے عاشق بیدل نے آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی
حسرت سے آنکھ ابرو نے ترچھی نگاہ کی
دیکھیں حضور لاش یہ اک بیگناہ کی
تلوے لپک رہے ہیں کہ صحرا نوردیاں ہوں
مدت سے دھوم تھی بس اسی رسم و راہ کی
خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند

دیکھو گے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
خالق اس رشک مسیحا کو سلامت رکھے
آنکھیں نہ چھینے دیکھی تری سر لقا مجھے
بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد میں
عرش بریں ہلا کے ترے دل میں جا لگی
تحقیق سے غرض ہے نہ حاجت گواہ کی
دل پر چھری چلی بھی تو منھ سے نہ آہ کی
کسطرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ
تعظیم کو اٹھی ہے مرے گرد راہ کی
خنجر گلے پہ رکھکے دکھاتا ہے بانکپن
اس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

مشکور جادو تو سحر پڑھنے میں مصروف ہوا روتا جاتا ہے گل چینی گلشن جمال کی کر رہا ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہے شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا کہ مشکور جادو گلرنگ جادو پر چھایا ہوا سحر کر رہا ہے کبھی ہنستا ہے لیتا ہے کبھی ہاتھ باندھتا ہے کبھی سر جھکا دیتا ہے کبھی عرض کرتا ہے ارے ظالم میں تیرے وصل کی ہوس لیکر پردۂ دنیا سے جاؤں یا تیری محبت سے ہاتھ اٹھاؤں ملکہ گلرنگ جادو کہتی ہے قضا تمھاری تمھارے سر پر کھیل رہی ہے قتل ہوا چاہتے ہو کہ ایرج نوجوان قریب آ گئے فرمایا او مشکور مغرور عورت پر یہ دباؤ مردان عالم سے مقابلہ کر اب جو مشکور جادو پلٹا تو شاہزادۂ ایرج نوجوان کو قریب پایا پلٹ کے شاہزادے پر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے لوح کو چمکایا تلوار کو تلوار پر روکا مشکور جادو کی پلک جھپکی نعرۂ تکبیر کرکے ہاتھ مارا سر مشکور جادو کا اڑ گیا ہے ہوا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی آسمان سے دو پہر کا جل آگ برسی لیکایک روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام تھا مشکور جادو بو مفتوح جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا قلب ہلگیا اور میمون اختر شناس نے علم تکو جلوہ دیا آواز دی وہ مارا او مفتوح جادو تو بھی اب مذبوح ہوگا مفتوح جادو یہ صدائے ہولناک وحشت خیز حسرت آمیز سنکر گھبرا گیا میمون اختر شناس سامنے پہونچا گولۂ آہن کا مارا مفتوح جادو نے سحر سے اپنے کو بچایا دو چار سحر ایسے چلے مفتوح نے جھولی میں ہاتھ ڈالا کارد آہن نکالی سحر کرکے پھینک ماری سر میمون اختر شناس کے چھری کی نوک پڑی سر زخمی ہوا یقین تھا کہ تھرا کے گھوڑے سے گرے ایرج نوجوان نے اگر بازو تھاما کہا اے برادر ہوشیار ہو میں ابھی تمھارے پاس آیا ایسا نہو کہ

سحر مفتوح جادو چل جائے تو غضب ہو جائے بادشاہ طلسم شوکت پر مشکور جادو تو جوش محبت مین مارا گیا دونون
عاشق تھے دونون مارے گئے گوہان جادو کو مشکور جادو نے مارا مشکور جادو کو ایرج نوجوان نے مارا
ایرج نوجوان نے فرمایا انشاءاللہ اس مفتوح جادو کو بھی مارتا ہون یہ کہکے ساحرون سے آواز دی ہمارا نمک
زمی ہو انسے الگ ہونیکا ارادہ نہ کرنا انکے ساتھ رہو ایسا نہو گھیر کر اسکو مارین کئی سو افسر کیدان رسالدار
آمادۂ حرب و پیکار گرد اپنے افسر کے آگئے لڑتے ہوئے پہنچے مگر شاہزادہ ایرج نوجوان شیرانہ شمشیر زنی کرتا ہوا
اول قریب علمدار پہونچا علم فوج کو سرنگون کیا علمدار مارا گیا مفتوح جادو گھبرایا نعرۂ ایرج نوجوان کی
آواز آئی مفتوح جادو بیٹا شاہزادہ ایرج نوجوان کو اپنے برابر پایا کئی سحر کیے انکے پاس لوح موجود ہی سحر
بے تاثیر تھی شاہزادہ ایرج نوجوان نے ایک تلوار کا مارا مفتوح جادو نے ایک چیخ ماری کئی سپرین لوہے کی سر پر
تمام ہو گئین مگر تیغ برقتاب تر بگر گرا تاج کو کاٹتا ہوا ابرو پہونچا پھر مفتوح جادو نے ایک چیخ ماری اپنے کو تخت سے
گرا دیا تمام ساحر دوڑے کہ افسر پر کیا معرکہ گذرا دیکھا خون سر سے بہتا ہوا تاج شاہی کٹا ہوا کپڑے تمام خون مین
ہوئے ہوئے یہ ماجرا دیکھکر سب کے سب شاہزادۂ ایرج نوجوان پر ٹوٹ پڑے اسوقت میمون جادو اور
گلرنگ جادو خوب لڑے مفتوح جادو نے دیکھا اب فتح حاصل ہوگی آخر قدم اُٹھ گئے پکار کر آواز دی اے جوان
تو بیشک صاحب اقبال ہی اگر قلعے پا لیگا بھگا بھگا کے قتل کرونگا جادوگر سب حیران ہو گئے جگر پھٹے جاتے تھے
کہ شاہزادے کو مارین ایرج نوجوان نے وہ شمشیر زنی کی کہ زمین کانپ گئی میمون اختر شناس و گلرنگ جادو
دونون شاہزادے پر دل و جان سے نثار ہین مثل ماہی بے آب بیقرار ہین مفتوح جادو نے جب دیکھا کہ اب میری
فوج بہت قتل ہوئی ایسا نہو کہ ایرج نوجوان مجھکو بھی قتل کر ڈالے تو غضب ہی ہو جائے ایک مرتبہ تو زخم کاری
کھا چکے جفا ہے کا ل اُٹھا چکے اب اسی مین بہتر ہے کہ جان اپنی بچا کے نکل چلیے قلعے پر چلکے سامان کرونگا پھر طلسم کشا
کو زندہ بھی چھوڑونگا یہ کہکے بلند ہوا ساتھ والونکو آواز دی یارو نکل چلو گواہ رہنا کہ مشکور جادو و گوہان جادو
کو ہین اپنی بداعمالی سے مارے گئے مین سمجھونگا بادشاہ شاہ کی ہونگے کہ میرا وزیر اعظم مارا گیا مگر وہ محبت مین ملکہ
گلرنگ جادو کی ایسا چور تھا کہ جان گئی مگر محبت سے ہاتھ نہین اٹھایا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مارا گیا یہ کہتا ہوا مع فوج
طرف اپنے قلعے کے نکل گیا اسکے جانے کے بعد تمام ساحران غدار بازد کبوتر بچے عقب مین اسکے بھاگ گئے اس
بھاگنے مین میمون اختر شناس نے ہزارون ساحرون کو مارا جو بلند ہوا اسپر گولہ مار دیا وہ جلکر گرا تیر بھی لشکر سے
چلتے تھے تیرے سب خطا شعار جہنم مین پہونچتے تھے اب شاہزادۂ ایرج نوجوان نے آواز دی یارو بس بھاگے ہوئے
کا پیچھا کرنا ہمارے جد عالی تبار کا کام نہین ہے اب نکل جانے دو انشاءاللہ لشکر کشی کرکے چلینگے لوح ماہیرے تو پھینکے
کیا خطر ہے میمون اختر شناس نے شاہزادے کو بیچ مین لیا ملکہ گلرنگ جادو زخمدار مع چند کنیزون کے آگر
پہونچی جھک کر سلام کیا شاہزادہ ایرج نوجوان نے سر ملکہ کا اپنے سینے سے لگا لیا فرمایا ای ملکہ تمنے بڑی مصیبت
اٹھائی ملکہ نے عرض کی خداوند کریم آپکو با اقبال زندہ و سلامت رکھے جو دل کی آرزو تھی وہ پروردگار عالم نے پوری
کی حضور کی زیارت سے مشرف ہوئی میمون اختر شناس نے اسیوقت بارگاہین استادہ کرائین جراح موجود ہوئے
ملکہ گلرنگ جادو کی زخمدوزی ہوئی اور سرداران زخمی حاضر ہوئے سبکے پٹیان چڑھین شاہزادۂ ایرج
نے دیکھا کہ ملکہ گلرنگ جادو و میمون اختر شناس بہت زخمی ہین لائق مشقت نہین ہین اگر ہین کوچ کرنے مین
مشقت کرون ایسا نہو لشکر پر کوئی آفت پڑے شاپور شیر دل سے صلاح کی شاپور نے بھی یہی عرض کی کہ ای

شہریار ایک ہفتہ لشکر اسی مقام پر رہیگا شکر ہی کہ بڑی فتح نصیب ہوئی انشاء اللہ بعد فتح طلسم شوکت نور افشان کام ملیگا وہ دن خداوند عالم دکھلائے کہ لڑتے بھڑتے آ بہ باغ ویران پہونچین ملکہ عالم کو رہا کرین کوکب روشن ضمیر شہنشاہ لاچین و الاکمین کو قید خانے سے نکالین پھر خاص طلسم مین داخلہ ہو یقین کامل ہی حضور ہی اس طلسم کے فاتح ہین سنا کو عجائب و غرائب کے سیاح ہین شاہزادہ ایرج نوجوان نے خوش ہو کر فرمایا ای برادر بجان برابر تمھاری کوشش نے یہ سامان دکھایا یہاں تک پہونچایا کہ مفتوح جادو و شکست فاش کھا کر بھاگا ایرج نے اس مقام پر مقام کیا لشکر مین حکم دیا کہ اب آٹھ دن کے بعد یہان سے کوچ ہو گا جب میمون اختر شناس دلفگار جادو و صحت پائینگے جیسا حکم لوح ہوگی ویسا کیا جائیگا سب نے اس حکم کو قبول کیا اب ایرج اسی مقام پہ فرو کش ہین وقت پر ذکر انکا کیا جائیگا

دو کلمہ داستان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ لوح چھنوا کر زخمی ہو کر نکل گئے ہین فتح کرنا انکا طلسم خونریز کو اور اگر شریک جنگ ایرج ہونا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ہر دور پہ آج سیف خامہ — معشوق کو لکھے نیا زمانہ
سودائے جنون ہو ہر سر خوش — ہر سلسلے پر خیال ہمدوش

میخانہ مین شور و غل بپا ہی — کچھ دختر رز کو حوصلہ ہے
رندون نے جو سر کے پر لگینگے — مضمون خیال بھی اڑینگے

ہر پیر مغان کو خبط یا کل — شیشون مین ہر شوخ [illegible]
ساغر کا دماغ پھر گیا ہی — آنکھون سے کسی کی گر گیا ہی

ہر دور مین شغل بادہ نوشی — موقوف ہوئی ہی مے فروشی
ہی جام شراب کو بھی چکر — شیشے سے چلی تھی جو اچک کر

ہی دختر رز چھپا رہی ہے — رندون کے لیے دو طرفین ہی
پردیسے ہین صاف یہ اشارے — ہین دل مین یہ جو بسے ہمارے

رندون سے ہوئی جو آشنائی — شیشے مین چھپی یہ غیرت آئی
پردے پردے کے ہین مطالب — مطلوب ہی کون کون طالب

ساحر کو خیال سرکشی ہی — دل مین یہی آرزو بھری ہی
میخوار جو آج جمع ہوتے — ہم بزم مین شکل شمع روتے

ہین مست الست رند مشرب — کھلتا نہین زاہدون کا مطلب
پھر بلبل کلک نغمہ زن ہی — شہرہ یہ مرا چمن چمن ہی

اٹھو کہ بہار کا ہی موسم — تمکین کو ہی شغل جوش ماتم
صیاد کا دل دھڑک رہا ہی — مرغ قفس پھڑک رہا ہی

زلفون کے بھی دام کھنچ گئے ہین — کب طائر فکر بھی پھنسے ہین
لکھی جو قمر نیا فسانہ — اشکون کے لیے ہوا بہانہ

ہر رنگ مین ہی نئی لطافت — کیا کیا لکھے ہین رنگ صحبت
نکتے نہین لطافتین بھری ہین — ہان سلک گہر سے بھی کھری ہین

ہر شعر جو درد سے بھرا ہی — یہ موجہ بحر عشق زا ہی
عاشق کے لیے تو کیمیا ہی — کیا قصۂ نو رقم ہوا ہی

ہر بزم کے رنگ سے یہ اظہار — میدان مین چل رہی ہی تلوار
مضمون مین بزم کے مزا ہی — معشوق کا جمگھٹا جما ہی

مضمون جو ہجر کے لکھے ہین — عشاق پڑے تڑپ رہے ہین
دریا ہر رنگ مین بہائے — سامع ناظر کے دل کو بھائے

امید ہی مجھکو ناظرین سے — انصاف طلب ہون سامعین سے
ممنون کرین جو بے ہنر کو — دین خلعت آفرین قمر کو

یہ جہرہ رہروان منازل طلسم عشق و محبت و طی کنندگان مراحل شوکت و جلالت اس داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج و دانا ے شیرین کلام ✤ چنین می نگارد بہ حسن تمام ✤ سابق مین ذکر کیا تھا کہ جب نور الدہر کے قبضے مین سے لوح طلسم شوکت نکل گئی کیونکہ یہ اس طلسم کے فاتح نہ تھے وہ لوح شاہزادہ ایرج نے پائی طلسم شوکت بھی فتح کیا اب بادشاہ سے مقابلہ باقی ہی مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان زخمی ہو کر ایک صحرا مین پہونچے جب احکام جادو مارا گیا تھا تو مفتون تاجدار نے رہائی پائی نکل کے لشکر سے طرف شاہزادہ ایرج کے بھاگا اول راہ مین بہران پہلوان اطلا آنسے پوچھا ای مفتون کیا گذری مفتون تاجدار رونے لگا کہا کہ ای

پہلوان کیا کہون کیا انقلاب ہی لوح ہمارے آقا کے قبضے سے نکل گئی ہرچند وہ لیجانے والا لوٹ کا زخمی ہوا اور مارا بھی گیا
ہمارے آقا کے جو ہم چشم ہین انھون نے لوح پائی وہ اب طلسم فتح کرینگے ہمارے آقا زخمی ہو کر نکل گئے چلو تلاش کرین یہ کہکر
مفتون تاجدار و ہبران ببر سوار ڈھونڈتے ہوے چلے راہ مین سوار و پیدل ملنے لگے آن سبکو ساتھ لیتے ہوے
اک صحرا مین پہونچے دیکھا شاہزادہ نورالدہر اک نخل کے سایے مین بیہوش پڑے ہین مفتون و ہبران نے شاہزادہ کا
زخم دھو کر ٹانکے لگائے اب شاہزادے کو ہوش آیا مفتون تاجدار کے شہر مین آئے ہرکارے واسطے خبر کے بھیجے جب
ہرکارون نے پرچہ اخبار مین مفصل خبر دی کہ ایرج نوجوان نے مرحلہ جات فتح کیے مفتوح جادو بادشاہ طلسم
شوکت شاہزادے کے ہاتھ سے شکست کھا کے بھاگا اسنے توجا کے قلعہ آراستہ کیا ہی ایرج نوجوان کا لشکر صحراے
سبزہ زار مین فروکش ہی میمون و گلرنگ زن و شوہر لشکر کے منتظم ہین نورالدہر پر یہ سانحہ بہت شاق گذرا ہی
اسی خیال ہی کہ لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم پہونچین مرحلہ جات تو فتح ہو چکے اب بادشاہ سے مقابلہ باقی ہی مفتون سے
فرمایا کہ میرا ارادہ ہی کہ اپنے کو بر طلسم شوکت پہونچاؤن کسی طرح لوح ایرج سے لاؤن اور طلسم شوکت
فتح کر کے قبل از ایرج طلسم نور افشان پر پہونچون انکی جورو کو قید سے چھڑاؤن سیان کوکب کو ہاتھ سے
[illegible] کے بچاؤن تب جا کے یہ تاجر زادہ ممنون و مشکور ہوگا ساری شوکت نکل جائے مفتون نے عرض کی
تکلیف حضور کیون کرین طلسم نور افشان بہت وسیع ہی اک راستہ تو یہ ہی کہ جدھر سے ایرج نوجوان
جائینگے دوسرا راستہ طلسم خونریز کی طرف سے ہی اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسم خونریز ملے مرحلہ جات آپ کے ہاتھ
فتح ہوے خونریز جادو وہان کا حاکم ہی اگر اسکو مارا راستہ ملیگا بلکہ ادھر سے راستہ قریب ہی قبل ایرج نوجوان
کے طلسم نور افشان پر پہونچینگے نورالدہر نے فرمایا ادھر ہی چلو ہمین تو مطلب جانے سے ہی مگر بڑی دل کی
خواہش ہی قلب مین کاہش ہی کہ تران کو چھڑاؤن ایرج پر احسان کرین مفتون نے عرض کی جو غلام نے عرض
کیا اسمین تو اہل شرط ہی پروردگار اپنی قدرت سے لوح دلوا دے جلدی نہ کیجیے دیکھیے آپنے کس کد و کوشش سے
لوح طلسم شوکت پائی مگر ایرج کتنی تدبیر سے پہونچینگی بس ثابت ہوا کہ وہ اس طلسم کے فتاح تھے اگر آپکی
تقدیر مین فتاحی طلسم خونریز ہی تو سامان غیب سے پیدا ہوگا لوح ملجائیگی اگر تقدیر مین نہین ہی تو لشکر کشی سے
کیا ہو جائیگا سوائے پریشانی کے کچھ حاصل نہوگا غلام اسکا انتظام کرتا ہی یہ کہکے نورالدہر کو مصروف عیش کیا آپ
وزرا اور امراے مصلاح کر رہی وزرا اصلاح دیتے ہین کہ یہ مقدمات غیب سے ہوتے ہین یہ غیر ممکن ہی کہ کوشش
سے کام نکلے جب تین دن اسی کیفیت مین گذرے شاہزادے نے فرمایا اے مفتون خالی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا ہی
اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم واسطے شکار کے جائین صید و شکار مین دل بہلائین کہا بسم اللہ شاہزادے نے
شبرنگ کو حکم دیا سامان شکار تیار کرو بوقت سحر اسباب شکار درست ہوا شاہزادے نے چند سوار پیدل
ہمراہ لیے واسطے شکار کھیلنے کے روانہ ہوے اک صحرا مین وارد ہوے شکار کھیلنے لگے اک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا
عیار سوار پیدل سب کے سب تھک کے رہگئے دو پہر مین اک جھیل پر جا کر آہو کو شکار کیا پلٹ کے دیکھا کہ
کوئی میرے ہمراہ نہین پہونچا کباب لگا کر نوش فرمائے اسی مقام پر آرام فرمایا چار گھڑی دن رہے آنکھ کھلی دیکھا
ابتک کوئی ہماری تلاش کو نہین آیا اب خیال ہوا شب بسر کرنیکا کوئی مقام پیدا کرین یہ خیال دلمین لا کے
ایک جانب کو چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی شاہزادہ نورالدہر
بسم اللہ کہکے باغ مین داخل ہوے باغ سرسبز و شاداب نرگس شہلا نے آنکھین کھولین زلف سنبل کا پیچ و تاب

ہوا تھا چمن اکثر ہے ہین کیلئے بشکل جلد پوشان جنان گوشون مین خاموش نہرون کو بجز الفت کا جوش یہ کیفیت تھی کہ نظم

گذر کرے سوے گلشن جو باغبان لگا
شبیہ مرغ چمن گر گشتہ بر دیوار
چمن کو دیکھکے دیکھین اگر بدن اپنا
یہ غنچے شاخ پہ ہین یا کہ نامہ تمام
ہر نہر مین جبھی آسنے کی خاصیت
پر اسکا عکس تو آب روان مین ہے پیدا
گل و ثمرے درختون کو دیکھکر سرسبز
اپنی حسرت فیض ہوا و قفس بہار

عجب نہین گل و نسرین بنین گلے کا جو ہار
ہوا سے قوت بالیدگی یہ بخشی ہے
نظر پڑین پر طاوس کے سے نقش و نگار
ہر اک شگوفہ نے ہے اپنا عطردان کھولا
تو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
کہین ہے لالہ کہین جعفری کہین گل تر
کرے ہے غنچہ دست دعا اٹھاکے چنار

عجب نہین جو نسیم دم وہ ہوئے زیر سیخ
کہ نخل یکمشتبہ یہ ہو نچے ہو سرو ہوا
مہک رہا ہے جو گلشن تمام خوشبو سے
شمیم گل کا ہے دوش نسیم پر انبار
اگرچہ خود نہین پھرتا ہے سرو گلشن مین
لباس پر گل سوسن کے بھی ہے طرفہ بہار
مین بے خبر ہون مجھے بھی خبر عطا کیجے

ہر جانب جوش بہار کے سامان عندلیبان خوش الحان معروف زمزمہ سرائی نسیم سحری اٹکھیلان ہوئی آئی حقیقت مین نشۂ بادۂ محبت گلشن مین لوٹکرائی ہے ہر مینائے شجر سے سرکرانی ہے ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور شاہزادے نے بند قبا کھولدیے فرحت تازہ سرور بے اندازہ قلب کو حاصل غنچے چٹک رہے ہین طائر بہار چہک رہے ہین چند روشین شاہزادے نے طی کی تھین کہ اک مرد ضعیف کو دیکھا سرخ پگڑی سر پر تہبری دھوتی باندھے ہوئے اودراج کا مالا گلے مین مرزائی پہنے ہوئے نیچے بیٹھے نیٹوین سکو شاہزادے نے سلام کیا بڈھے نے بہ محبت پوچھا صاحبزادے تمھارا نام کیا ہے باغ مین تشریف لانیکا باعث کیا ہے شاہزادے نے کہا مین اک تاجر کا نوکر تھا راہ مین دم ڈکیتون پڑا کاروان لوٹا زخمی ہوکر اسطرف نکل آیا منظور ہے جبتک زخم اچھا ہو اسی گوشۂ عافیت مین بسر کرون بعد صحت جب مناسب وقت پاؤنگا اسوقت دیکھا جائیگا مگر آپکے نام نامی سے بھی آگاہ ہونا ضرور ہے بڈھے نے کہا مجھے فولاد باغبان کہتے ہین مین اس باغ کا چودھری ہون لقب اس باغ کا باغ سرو ستان بادشاہ یہان کا کیوان انجم سپاہ صاحب فوج و لشکر محافظ طلسم خونریز از عرف سحر العجائب و عسر الغرائب جاشاہان طلسم نور افشان مشہور ہین نے انکی صاحبزادی بلند اقبال خورشید جمال ہوتو اپنی گودیون مین پرورش کیا ملکہ خورشید روشن جمال لقب ہر شاہان جہان وصل کے طالب ابھی تک کہین نسبت قرار نہین پائی اکثر اس باغ مین بھی تشریف لاتی ہین حسن انکا مشہور عالم ہے مگر اسی شیر بیشۂ جرات آپنے اپنا نام نامی نہین فرمایا نور الدہر نے کہا سہیل تغزان مجھکو کہتے ہین تب بڈھے نے اپنا نام فولاد چودھری بتایا اور کہا اک نوجوان میرے کوئی نہین ہے زوجہ نے بھی انتقال کیا سرکار سے بہت کچھ پاتا ہون کون ایسا مرد آدمی ہوگا جسکے پاس دو چار مہر ہین سو دو سو روپے ہونگے تمکو اپنا فرزند کرون اپنی جائداد کا مالک بناؤن نور الدہر کے خیال مین آیا کہ اسنے کیا ہرج ہے زخمی بھی ہو رہے ہین اس عرصے مین صحت بھی حاصل ہوجائیگی جیسا مناسب ہوگا کرونگا کہا اچھا اب فولاد نے دروازہ باغ کا بند کیا نور الدہر کو سر حوض پر لاکے بٹھایا اک گلابی شراب کی لایا کچھ پھل توڑکے رکھے چودھری صاحب کی ملاقات کا یہ پھل ملا ایک جام نور الدہر نے پیا دوسرا بھرکے فولاد کو دیا فولاد نے ہرچند انکار کیا ای فرزند مجھکو نشہ زیادہ ہوجاتا ہے ملکہ نے اکثر منع کیا ہے حکم محکم صادر ہوچکا کہ ہمارے باغ مین رہکر شراب نہ پینا نور الدہر نے کہا نوش فرمایئے اسوقت ملکہ کہان ہین کبھی تشریف لاتی ہین نور الدہر نے زبردستی جام پلایا پیتے ہی فولاد کو نشہ ہوا ناچنے لگا نور الدہر نے کہا چودھری صاحب بڑے دھوم سے تمہاری شادی کرینگے یہ سنتے فولاد اور ناچنے لگا کہ ہمارا بیٹا ہماری شادی کریگا جوان دلھن بیاہ کے لائینگے خوب مزے

اڑا دینگے کہ دروازے سے آواز آئی او فولاد کیا مر گیا بنی دروازہ کھول پکارتے پکارتے آواز گر گئی فولاد آواز سنکر
گھبرایا کہا ای فرزند غضب ہوا سواری ملکہ کی آگئی کنیزین پکار رہی ہین نورالدہر نے کہا دروازہ کھولدو کنج باغ
مین جو تمھارا بنگلہ ہی مین اسمین جاکر ٹھہرتا ہون نورالدہر طرف بنگلے کے چلے فولاد اپنے کو آراستہ کرکے دروازہ
کھولنے چلا آراستہ یہ کیا کہ ایک آستین مرزائی کی پہنی دوسری لٹکتی ہوئی پگڑی کا سرا ایک پیچ باندھا ساری
پگڑی زمین پر پڑی ہی گر ہاتھ خالی چلا جاتا ہی اپنے نزدیک پگڑی کو باندھتے ہین کوئی پیچ سر پر نہین آتا گویا
پیچ پڑگیا اس رنگ سے جاکر دروازہ کھولا ملکہ اندر داخل ہوئین سات سو کنیزان زرین پوش ایک ایک
حسین مہجبین کمسن اٹھتی جوانی کے دن نویلی الہڑ اچکتی لباس تنگ زیب جسم گلرنگ چہرے چاند سے کلائیان شاخ
شاخ بلور عارض پر نور آگے بیچ وہ ماہ تابان رشک آفتاب درخشان رباعی

مشعل بان کلیم گیسوے دلبر کی
آئی ہی سحاب جان پر ود کی
تا ثبت ہو کر رخسار میں ماہ تابان
تا ثبت ہو جو خال یار کا اختر کی
سراپا خوب معشوق مرغوب

چال اچھی ہی فتنہ نا شرارت آفت
چتون ہی ستم چشم عنایت آفت
چالاکی و چابکی و شوخی و ادا
چاروں یہ بلا قہر قیامت آفت
حسین مہجبین غارت گر دین حور تمکین غنچہ دہن رشک گلشن سیم تن

دل شکن سب کے آگے آگے صاف ثابت ہو کہ آگے ماہ تابان گرد ہجوم ستارگان فولاد کی صورت دیکھی دیکھا پگڑی
باندھ رہے ہین کوئی پیچ سر پر نہین بندھتا ہاتھ کو ناحق گردش ہی دل کو پگڑی باندھنے کی کوشش ہی ہاتھ دستگیری
نہین کرتا ہی ملکہ نے کہا کیون او بھیا او نمک حرام تونے پھر ہمارے باغ مین شراب پی پانچ کوڑے مارے
حضور توبہ ہی ہوئی اب کبھی شراب نہ پیونگا یہ کہتا ہوا بھاگا مگر یہ بھی کہتا جاتا ہی کہ میرا بیٹا میری شادی کریگا جو لڑکی
دو من بیاہ کے لاؤنگا خوب مزے اڑاؤنگا کنیزون نے کہا حضور سنئے کیا بکتا ہی چوٹ لگی پیٹ سہلاتا ہی مگر ابھی بہکی
کے جاتا ہی ملکہ نے ہنسکر مجھے بھی لیا کہا جانے دو یہ تو ظاہر ہی کہ نشے مین ہی اس بحر وے بد نصیب کو بیٹا کہان میسر ہی
کہ دختر بیاہ کر کے لایا تھا وہ بھی تھوک کے چلی گئی کنیزین ہنستی ہوئی فولاد پر آوازے کستی ہوئی آگے داخل بارہ دری
ہوئین ماہ تابان اپنے برج مین یا گوہر بے بہا درج مین مگر فولاد روتا ہوا سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے
کہا کیون باباجان خیر تو ہی کہا بیٹا ہمنے منع کیا تھا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا خراب ہمکو بلائی ملکہ نے ہمکو کوڑے مارے پچھو
کھال ادھیڑ دی بڑی ظالم ہی مرد کے تو نام کی دشمن ہی مردانہ پھول اک باغ مین نہین رہنے پاتا سپاہ گری کا بڑا شوق
ہی او رچوگان بگا شکار کو جاتا تیر اندازی نیزہ بازی ان سب مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق باپ کی لاڈلی
بیٹی ہی بھلا کون بول سکتا ہی جو بیٹا مین کرون نورالدہر خاموش ہو رہے انکو یہی فکر ہی زخم اچھا ہو جائے تو مین
یہان سے جاؤن شام کو فولاد اور چند باغبان زیور پھولون کا بنانے بیٹھے نورالدہر نے کہا باباجان ایک
گلدستہ ہم بھی بنائین فولاد نے کہا ان کامون مین دخل دیا کرو تمھارے گھر کا پیشہ ہی شاید کسی دن بادشاہ کا باغ ملے
ضرور پرسش ہوگی نورالدہر نے گلدستہ اٹھا لیا فرزند صاحبقران عقیل فہیم ذہین گلدستے مین یہ شعر باندھا شعر
چمن مین جب آئی ہی یون صبا خس و خاشاک دیکھے گا کون سا گل زیر گنبد افلاک گلدستے مین اس شعر کو بڑے
تکلف سے درست کردیا فولاد سب گلدستے زیور گل بہ ہیأت سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے سب کنیزون کو بانٹ دیے
تقاضاے کار وہ گلدستہ اٹھا لیا بنگاہ غور دیکھنے لگی اب جو بنگاہ غور دیکھا شعر مذکور اسمین لکھا ہوا پایا ملکہ نے
فولاد کو بلایا کہا کیون فولاد یہ گلدستہ کسنے بنایا کہا حضور سب مین نے بنائے ہین ملکہ نے جھلا کر کہا کیون جھوٹ
بولتا ہی سچ بتلا ورنہ وہی صبح کا سا حال ہوگا فولاد اپنی ہی کہے گیا کہ حضور یہی ہی نے سب گلدستے بنائے ہین

ملکہ نے قریب بلایا حرف دکھلا کر پوچھا دیکھ تو یہ کیا ہی اب فولاد گھبرایا کہا حضور بیلے کے پھول ہین ملکہ نے کان پکڑ کے
اک طمانچہ مارا دو دائرے کھینچ کر کہا اسی طرح انکو نصب کر دے فولاد عاجز ہوا وہ دائرہ حرف کا بنا ہوا تعجب
ملکہ نے کہا سچ کہہ یہ کھینچکر فرمایا ابھی جو تو نے کہا کہ مین نے بنایا تو ایک ہاتھ تلوار کا مارونگی کہ تمھارا سر اڑ جائیگا اب
فولاد کانپا کہا حضور بیٹا میرا نہایت خوبصورت صف شکن تیغزن نوجوان ایران مین رسالہ دار تھا کل سے آیا ہی اُسنے
یہ گلدستہ بنایا ہی پڑھا لکھا ہی ملکہ نے کہا اپنے بیٹے کو ہمارے سامنے لاؤ ہم اس گلدستے کو کھولکر اور بنوائینگے فولاد
دوڑا ملکہ نے چلمن ڈلوادی گرد کنیزین پہلو مین ماہ رخسار وزیر زادی یہان نور الدہر چپ بیٹھے ہوے تھے کہ فولاد
آکر سہو بچا کہا بیٹا بڑا غضب ہوا تمنے جو گلدستہ بنایا تھا اسمین کچھ لکھا تھا ملکہ تو پڑھی ہوئی ہین بڑی بڑی کتابین ہضم
کرتی ہین جب گلدستے کا ذکر ہوا مین نے کہا مین نے بنایا ہی ملکہ نے اک مقام پر سے چند پھول کھول ڈالے مجھسے کہا بنا
مجھسے نہین بنا تب مین نے تمھارا ذکر کیا اب چلو ملکہ نے بلایا ہی جھک جھک کے سلام کرنا ہاتھ توڑے ہوے سامنے
کھڑے رہنا نور الدہر نے بہ تعجیل تمام خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی تیغ خارا شگاف سلیمانی کمر سے لگایا مگر
سر پر چھپا مریم کی پڑھی ہوئی ہی اس سج دھج سے فولاد کے ہمراہ ہوے یہان ملکہ منتظر بیٹھی تھی جب سے یہ ذکر سنا تھا کچھ
رغبت ہوئی تھی دل مین اشتیاق تھا نگاہ براہ کر دیکھا روش پر باغ کی روشنی ہوئی حیران حیران ادھر متوجہ
ہوئی دیکھا اک جوان رشک ماہ کنعان صاحب شوکت و شان نور نگاہ صاحبقران سلاح ذات پر آراستہ قد
دلکش نخل باغ مراد عارض انور چراغ باغ مراد چہرہ گل سا سرخ ہو رہا ہی آنکھین رشک دیدۂ آہو زلف پیچ پیچ
گیسوان خلیلی پہلو مین نیمچہ پشت پر سپر پہلو سے ماہ تابان ہین ہلال کمان کیانی دوش پر گویا ماہ تابان برج قوس مین
ماہ تابان و ہلال قریب ہین یہ بھی بات ہی کہ خوش نصیب ہین موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو
جوان خوشخو خوش رو دیکھتے ہی ملکہ کا یہ حال ہوا کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہوا ٹھنڈھا ٹھنڈھا پسینہ پیشانی پر
آیا دل ناچگ بھر آیا قریب تھا کہ لڑکھڑا کے گرے وزیر زادی ماہ رخسار کے قریب تھی بدحواس ہو کر انکے کاندھے
پر سر رکھدیا ماہ رخسار نے سر سینے سے لگا لیا کہا کیون حضور خیر تو ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر نور الدہر قریب
چلمن کے آکے چپکے کھڑے ہو گئے کنیزون نے کہنا شروع کیا میان سلام کرو ملکہ نے کہا ارے کمبختو تمکو کیا بلا ہی
انکے سلام سے کیا میرا مرتبہ بڑھ جائیگا معلوم ہوتا ہی بزرگون نے سلام بندگی نہین سکھایا کرسی دو بیٹھین نور الدہر کو [illegible]
ملی نور الدہر کرسی پر بیٹھے ملکہ گلچین گلشن جمال کی کر رہی ہی بیتابی دل سے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی ضبط کر رہی ہی
ماہ رخسار سے کہا ذرا پوچھو آپکا نام کیا ہی ماہ رخسار نے پوچھا شاہزادے نے سہیل تیغزن اپنا نام بتلایا
ماہ رخسار نے پوچھا حضور ہماری پوچھتی ہین فولاد آپکا باپ ہی نور الدہر نے کہا او چھلا تیرا باپ ہوگا یہ سنکے
وزیر زادی نے کہا حضور سنا ان ہا بیون مین یہ بھی ہوتا ہی کہ بوڑھے باپ سے شرماتے ہین اپنے کو چھپانا
اچھا سمجھتے ہین ملکہ نے چپکے سے کہا اے ماہ رخسار انصاف کر فولاد کا بیٹا یہ نہین معلوم ہوتا نہین معلوم ہے کہان
اوج رفعت کہ تازسیدان جلالت کیونکر اس باغ مین آیا آخر مین حال کھلیگا ماہ رخسار نے کہا واری جاؤن
بیلا چڑا ہو ویسے کیا ہوتا ہی یہ فولاد کے فرزند ہین بیٹھے فنون سپاہ گری سیکھے مغرور ہو گئے ہین
ملکہ نے کہا اے ماہ رخسار انصاف کر و سطوت و صولت و جلالت عظمت و شوکت و رفعت کو تو دیکھو ہم پوچھینگے
یہ کہکر چلمن الٹ دی نور الدہر کی نگاہ پڑی اک نازنین پری پیکر مہر سپہر آسمان حسن و جمال چرخ خوبی کا بدر
کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ رشک دیدۂ غزال سرو سے قد کو کیا مثال دون محجوب ہوتا ہون اصل تو یہ ہی

زیب النسا نے کیا خوب رباعی فرمائی ہو کہ حسب حال مقام ہذا ہی اپنے معنی پر یکتا ہی رباعی

قمری را بگو دل پسندیده　سرو را گفتہ یارے گوینده
سروے چو جبیت ناتراشیده　ولے بر شاخ ہوان نادیده

ایسے مہمل درخت سے کیا قد محبوب کو مثال دون بلکہ کلک قدرت کہون سرو سہی قد کا نام نہ لون چہرے کو ماہ تابان کہنا مناسب نہین
جانتا چاند مین داغ ہی اسکو رشک ماہتاب کہون کیون خاموش رہون **نظم**

دو چشمش ہمیشہ چو بادام بود
ز زلفین خود داخت بر روی گل
رخ لعلش گل اندر چمن بیستیک
چو جنبد لبش بیند آب حیات
دل از دین و دنیا برون کرد سخت
نوشت از ازل آفرین آفرین
بہ نقش پا آفت بید رنگ
دل و جان عاشق کباب و خراب
مثالی قدش سرو بالا بجوے

نہال قدش سرو جو بار حسن
ز سو شہریاران شد آباد از و
نہال ارم از قد او خجل
ز دستوری نرگسش فتنہ بست
جبین نور صبح جبین موج نور
انار بہشتی دو پستان او
حنا دست پرورده دست او
لبش شہد و شکر بدون نی شکر

ہمیشہ از و گرم بازار حسن
ز بویش بہاران شد آباد از و
از و ماندہ شرمندہ چین و چگل
بلا بر سر و تیغ و خنجر بدست
کہ نور علی نور گرد و دو فور
خوشا گو کند سیر بستان او
حیا بندۂ نرگس مست او
تبسم چو میکرد خوبان بی نگند

سمن بر شکر لب دل آرام بود
مسلسل دو زنجیر از بہر دل
ز رخسار او ماه و خورشید تنگ
خم و پیچ رفتار زوج حیات
ز مژگان برگشتہ برگشتہ بخت
بہ پیشانیش دست صنع آفرین
بلا بر بلا قامت بید رنگ
بہر گردش چشم صد انقلاب
ز رخش سورۂ الشمس و الیل جو

اس تج دہج سے اس قتال عالم کو نور الدہر نے دیکھا تو گھبرا کر کرسی سے گرے
فرش و کرسی تہ و بالا رنگ رو متغیر ملکہ کی بھی جو آنکھ چار ہو گئی جانبین مین چھریان چلین دونون کے قلب
خونبار ادھر نور الدہر گرے ادھر ملکہ خورشید روشن جمال بھی گو دین ماہ رخسار کے گری چہرے پر ہوائیان
اُڑنے لگین مگر ماہ رخسار نے شیشہ گلاب کا منھ پر ملکہ کے ڈالدیا ملکہ کی آنکھ کھلی گھبرا کر فرمایا کیون ماہ رخسار
تم اگر اس بیچارے غریب پر چھڑک دیتین تو شاید بہت برا نقصان ہو جاتا دیکھو تو مکھڑا کمھلا ہوا عارض پر گرد
پھول سا چہرہ زرد کوئی کمبخت کا اٹھانے والا نہین ماہ رخسار جھپٹ کے چلی ملکہ نے پکار کے آواز دی ای
ماہ رخسار اب تمھارے جانے کی کچھ ضرورت نہین مجھے تمھارے نہ جانے سے ضد ہوئی یہ کہکے وہ فرش سے
لگکے زمین پر بیٹھ گئی سر اٹھا کے زانو پر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے بوے زلف عنبرین دماغ تک
پہونچی اشکون نے کام گلاب کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی دماغ اپنا عرش اعلےٰ پر پایا زیر سر تکیہ زانوے
محبوب جانا آنکھین بند کرلون ملکہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی سر شاہزادے کا زمین پر گرا اسکر اکر فرمایا ہنسنے تو
مسافر جانکے خاطر کی آپ نے پیر پھیلا دیے نور الدہر شرما کے اٹھے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا ملکہ آگے بڑھ گئین ادھر
ماہ رخسار نے دانتون کے نیچے انگلی دبائی کہا ہان کوئی ایسی بے ادبی کرتا ہی شاہزادہ نور الدہر نے شرما کے
ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ جلدی جلدی بارہ دری مین آئی نور الدہر ماہ رخسار کے ساتھ اندر آئے ملکہ مسند پر
بیٹھی ماہ رخسار سمجھ گئی ہو کہ ملکہ مائل ہوئی ہین اسکے تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہین حقیقت مین جوان بھی
ماہ تابان مہر درخشان ہی ملکہ سرجھکا کر بیٹھین ماہ رخسار نے گلابی و جام بلوری آگے نور الدہر کے
رکھا اشارہ کیا شاہزادے نے جام بھر کے ملکہ کو دیا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا جام ہاتھ سے لے لیا مگر زمین پر
رکھدیا شاہزادے نے اٹھا کے وہ جام خوش انجام ملکہ کے لبون سے لگا دیا ملکہ نے چند قطرے پیکر بچے
جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے بھی زمین پر رکھدیا ملکہ نے کہا کیون صاحب کیا ہین تبھی منھ سے لگا دو
ماہ رخسار کی طرف ملکہ نے اشارہ کیا کہ ذرا آپ کو پلا دے شاہزادے نے کہا ملکہ ہمارے تمھارے

مذہب مین فرق ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا صاحب سوائے پوجنے دو سے خداوندون کے اور کونسا مذہب ہی
شاہزادے نے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گلشن محبوبی یہ سب باطل ہین مذہب یہی ٹھیک ہی کہ
وہ وحدہٗ لاشریک ہی جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا بلبل کو رنگ گل پر شیدا کیا سحر کر ہے گذشتہ سے ہونگے
قیس و مجنون عزیز و اقارب کو چھوڑ کے لیلیٰ کا جویا رہا دیوانہ وار وحشی مثال دشت نجد مین اوقات بسر کی شب
ہجر تڑپ تڑپ کے سحر کی کوہکن کو کیا تھا فیرحن پر جان دی جان شیرین کی قدر نہ کی پہاڑ کے پتھر کاٹے بموجب مضمون
شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ❊ میگفت باندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ❊ آخر شیرین کو تاب نہ لائی
دیکھنے کے بہانے مقبرے سے نکلی خسرو کی سلطنت کا کچھ خیال نہ کیا آخر اپنی جان دی یہ اس بے نیاز نے سامان
اپنی قدرت کے دکھائے فلک پر دن کو نیر اعظم شب کو ماہ تابان اسطرح سرگردان ہین اگر خیال کرو تو اپنے
پیدا کرنے والے کی جستجو مین حیران و پریشان ہین بس مناسب ہی کہ ان سب پر لعنت کرو مذہب رب اکبر کو
قبول کرو ملکہ نے سر جھکا کر شتلا شتلا کر کلمہ پڑھا جام پیا ماہ رخسار نے کہا واری آپ نے غضب کیا اپنے
خداوند کو برا کہا ملکہ نے کہا ای ماہ رخسار مہمان کی خاطرداری منظور تھی مین نے تنکا منہ مین رکھ لیا تھا
کچھ ہرج کی بات نہین ہی ماہ رخسار سمجھ چکی ہی کہ ملکہ اس جوان پر عاشق ہوئی چپ ہو رہی خدمتگاری
کرنے لگی عین گرمی صحبت مین فرمایا کہ آپ نے اپنا حسب و نسب نہ ظاہر کیا اپنے حال سے مفصل نہ ظاہر کیا بیکسے
نور الدہر نے سر جھکا کے فرمایا کہ اپنی آوارگی سرگردانی پریشانی ظاہر کرنے سے کیا فائدہ اک مسافر ہین آفت دیدہ
جفاے فلک کشیدہ آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس رنگ مین پھنسے کہ اسکو ظاہر نہین کر سکتے اگرچہ بیان
کرین سننے والے کو بھی ملال ہو یہ نہین چاہتے کہ عیش مین کسی کے خلل ڈالین جسواسطے نکلے اسکا ابھی تک کچھ
ظہور نہوا چشم عین وقت پر پہونچنگے مراد انکی حاصل ہوئی ہر طرح تسکین دل ہوئی صاحب فوج و لشکر ہین
دس بیس ہزار کے افسر ہین ہمکو فلک نے یہان پہونچایا تمھارا جمال جہان آرا دکھایا ملکہ نے کہا صاحب صاف کہو
مین نہین سمجھی ذرا مفصل فرمایئے شاہزادے نے کہا ای سرو باغ محبوبی وای نونہال باغ خوبی نام تمنے سنا ہوگا
زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران والی قاف دنیا انکا مین پوتا ہون گل گلزار خلیل الرحمان
نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران ہین مین نے خبر سنی کہ میرے
بھائی صاحب میان کوکب روشن ضمیر ولاچین والا تمکین وغیرہ قید ہوگئے سحر العجائب و مصر الغرائب نے
طلسم پر اپنا قبضہ کیا شاہ سابق کو قید کر لیا چاہتے ہین تڑپا تڑپا کے مار ڈالین ہمارے مہربان صاحب شوکت و شان
ایرج نوجوان طلسم مین آکر پھنس گئے ہین خبر سنکے چلا قلعہ مفتونیہ پر چند لوگ میرے ہمراہ ہوئے لوح طلسم
شوکت پائی مگر مکار ملعون مکر سے آیا لوح اُسنے مکر سے لی مین اُسکے تعاقب مین چلا چار ساحر تیرت
مار سے اُدھر سے ایرج نوجوان آتے تھے تلوار کھینچکے گرے تلوار بجلی مراد یہ ہی کہ لوح طلسم شوکت انکو
ملی ہم زخمی ہو کر ادھر نکل آئے اُنھون نے طلسم فتح کیا اب طلسم نور افشان پر جائینگے ہم یہان تڑپ تڑپ کے
رہ جائینگے بلکہ قلعہ مفتون پر ذکر آیا تھا دو سرا راستہ طلسم نور افشان کا اور ہی طلسم خونریز اسکا نام ہی اگر
طلسم خونریز فتح ہو گیا تعجب کیا ہی کہ راستہ جانیکا ملے مگر ہمین اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے امید نہین
کہ ہم تا بہ طلسم خونریز پہونچین مقدمہ سخت دگر ہی شاہزادے نے جو یہ ذکر کیا آنکھون سے اشک حسرت
ٹپکائے ابر غم والم دل پر چھائے ملکہ چونکہ عاشق زار ہی اپنے ہاتھ سے اشک آنکھون سے شاہزادے کی پونچھے

کہ آپ ملول ہون ہم آپکو اپنے والد سے طلسم خونریز کا راستہ پوچھدینگے لوح کی بھی فکر نکل آئیگی نور الدہر نے کہا اے ملکہ والے بربادی گرفتاری ما کبھی ہمکو اُس تاجر زادے گراہی فروش بازاری سے حجاب نہین ہوا ایک مرتبہ فلک نے ہمکو یہ جفا دکھائی کہ وہ طبل کمتائی بجاتے ہین ہم مارے مارے پھر رہے ہین کچھ مین نہین آتا تمکو کیا سبب ہی جو براے مہربانی یہ فرمایا ملکہ نے کہا ہمارے والد نامدار پہلوان زبردست ہین محافظ طلسم خونریز ہین یہ مین نے اُنکی زبان سے اکثر سنا ہی کہ کوئی طلسم خونریز تک نہین جا سکتا جبتک ہمکو منظور نہو کیا تعجب ہی کہ لوح کا مقام بھی جانتے ہون مین آج یا کل سب کچھ دریافت کرونگی آپ سے مفصل کہونگی انہی باتون مین رات ہوئی ملکہ نے حکم دیا صحن باغ مین چبوترہ بلور پر فرش بچھا انمین طلبین کنیزان زرین پوش جمع ہوئین نور الدہر آکر مسند پر بیٹھے گانا شروع ہو گیا ایک گائن نہایت حسین غارت گر دین گت ناچکر سامنے بیٹھی یہ غزل گانا شروع کی

نظم

دیدۂ گل کا ہی مری آنکھونکو آزار اندنون
مین زلیخا کی طرح لاکھون خریدار اندنون
برگ سوسن مین ہی گفتگوئی ہے لب اُس شوخ کی
ہر دل ہی دام گیسو مین گرفتار اندنون
صورت بلبل نہ کیون گلشن مین ہین نالان ارے
چل رہی ہی یار کے کوچے مین تلوار اندنون
چیخ مین لائینگے اب کسکے دل صد چاک کو
نور دیدۂ مشت نظر اُس مہ کا رخسار اندنون

پھر ہوا ہی دل کو عشق زلف دلدار اندنون
نرگس بیمار کی صورت ہون بیمار اندنون
بات کیسی سانس بھی لینی ہی دشوار اندنون
بات تک کرنی نزاکت سے ہی دشوار اندنون
ساتھ مجھی سوتا ہی تو منھ پھیر کر سوتا ہی وہ
یاد آتے ہین مجھے وہ گل سے رخسار اندنون
پر وہی الفت کی باتین ہین وہی ہی اختلاط
بال کنگھی کے سنورتے ہین جو ہر بار اندنون

پھر وہی اگلے سے ہین سو لسکے انداز اندنون
گرم ہی اس غیرت یوسف کا بازار اندنون
ہو گیا ہون یہ تپ فرقت سے مین زار اندنون
اس بلا سے زیست بھر ب جینا دشوار ہی
مستعد ہی میری صورت سے وہ بیزار اندنون
روز لاکھون جنبش ابرو سے ہوتے ہین شہید
پھر لگاوٹ مجھسے کرتا ہی مرا یار اندنون
کیا بھلا دیکھون قمر کو مین نگاہ شوق سے

شاہزادہ بیٹھا ہی جام گرارغوانی چل رہا ہی اختلاط ظاہری عاشق و معشوق مین ہو رہا ہی اسی عیش و عشرت مین شب بسر ہوئی صبح کو شاہزادے نے فرمایا اے ملکۂ عالم خیال ہے تمھاری جدائی سے لبون پر دم ہی ادھر فراق ہوا اور تڑپ کر جان دی لیکن کیا کہین مقدمۂ عزت و آبرو ہی مگر فکر واجب و لازم ہی ہم اب فکر مین لوح کی نکلتے ہین جانے کے نام سے شاہزادے کے رنگ روے ملکہ اُڑ گیا بمنت فرمایا آج دن بھر اور میری خاطر سے تکلیف فرماکے ٹھہر جائیے تھوڑا سا صبر فرمایئے مین جاکے اپنے والد ماجد سے حال لوح پوچھتی ہون یہ بھی دریافت کرونگی کہ آپ کس وجہ سے نگہبان مشہور ہین یہ تو مجھکو معلوم ہی کہ خراج یہانکا شاہان طلسم نور افشان کو جاتا ہی بعد سال بھر کے وزیر اعظم آتا ہی حساب کرکے خراج لیجاتا ہی اُسکی آمد کے سلسلے مین انتشار عظیم برپا ہوتے ہین غیر منتظم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین ماہ رخسار سے فرمایا تم شاہزادے کی دلدہی کرنا کوئی تکلیف نہونے پاے مین شام سے پیشتر آؤنگی اے شہریار میرا دل کیا لگیگا ایک ایک لمحہ ایک ایک سال ہو جائیگا یہان آنے سے دل بہلے گا گر مین فکر لوح کی ضرور کرونگی یقین جانئے ہون کہ بدون لوح طلسم فتح نہوگا مین اپنے حتی الامکان بہت کوشش کرونگی اگر آپ نے لوح طلسم شوکت نہ پائی کیا تعجب ہی کہ اُس ذریعے سے لوح طلسم نور افشان بھی ہاتھ آئے تو عجب نہین مگر طلسم نور افشان بہت وسیع ہی سحر العجائب بمصر العزائم اسطرح سلطنت کر رہے ہین خراج مین ابھی کمی نہین ہوئی ساحر بھی وہ دونون زبردست ہین اب جسدن سے طلسم پر قابض ہوے کتخانہ سامری قبضے مین آیا اسکو دیکھا کرتے ہین اور علم سحر کو ترقی ہوئی اب انکا کوئی مقابلہ کر نہین سکتا ان شاہون نے میری خواستگاری کی اُنکی خواہش سے معلوم ہوا کہ وہ سب بھی چاہتے ہین

کہ ملکہ کو قبضے مین کرین اور فتح طلسم کی تدبیر ہوئی بڑے بڑے جلیل کہ اس سعادت کے خواہان ہین کوکب کا
گرفتار ہونا سب پر شاق ہی ہر ایک اُنکی رہائی کا مشتاق ہی مگر کسی کی مجال نہین کہ طلسم مذکور پر نگاہ تو ڈالین مگر
آپ کی خدا مدد کرے شاہزادے کو اچھی طرح سے سمجھا کے ملکہ اپنے والد کی خدمت مین روانہ ہوئین شاہزادہ
نور الدہر کھڑے دیکھا کیے جب محافہ نظرون سے مخفی ہوا پلٹ کر باغ مین آئے بارہ دری مین آکر انتظار
آمد آمد ملکہ کرنے لگے مگر ملکہ خورشید روشن جمال بیقرار پریشان جدائی شاہزادے کی مشتاق دیدار کی
مشتاق محل مین آکر اُتری مان اُسکی ملکہ حسن آرا دیکھکر گھبرا گئی دیکھا چہرہ روشن سینے پر اُبھار چھوٹی ہوئی
سامنے آئی سلام کیا حسن آرا نے گلے سے لگایا مگر برابر جو انیسین کنیزین دد وا دائیان بوڑھی بوڑھی عورتین
موجود تھین ملکہ حسن آرا کو اشارہ کیا بی بی خدا خیر کرے صاحبزادی کا پاؤن کہین اونچے نیچے پڑ گیا چہرے کی
رونق دیکھیے سینے کا اُبھار چال مستانہ لگا ہین سب سے بیگانہ حسن آرا نے کہا کمبخت چپ رہو ابھی کنوارا
پن تو باغ مین رہتی ہی کنیزین ہمسن ابھی تک روکے روتی ماتی ہین مردانہ پھول تک آسکے باغ مین نہین آتا
وہ خود صف شکن شمشیر زن ہی جری ہی دلاور ہی بہادر ہی بھلا اُسکو کسی کا کیا خیال ہوگا سیکڑون بہادرون کی
تصویرین آئین مگر وہ خیال بھی نہین کرتی ہم لوگون نے چاہا شادی کرین خانہ آبادی کرین رونے لگی یہی جو
ہو یا کہا مادر مہربان آپ اپنے سے ہمکو جدا کرینگی ہم آپ سے چھوٹ کر کیونکر جئینگے کیون صاحبو یہ باتین بھول ہین کہ اُسکے
دشمن کسیکے عشق مین ہین سب چپ ہو رہے مگر جو قلیل کھائی تھین وہ کب مانتی ہین آپسمین اشارے کیے جاتی ہین کہ
خبر سنو کچھی کیوان انجم سیاہ بھی تشریف لاتے ہین محلدارون نے بڑھکر آواز دی صاحبو ہوشیار ہو جاؤ بادشاہ
تشریف لاتے ہین ملکہ خورشید روشن جمال محمودی کی چادر اوڑھکر برائے استقبال بڑھین کہ شاہ سامنے
نمایان ہوا بیٹی نے بڑھکر سلام کیا بادشاہ نے برخوردار کہکے سینے پر ہاتھ رکھ لیا اور سر سینے سے لگا لیا ملکہ نے دو چکے
ابا جان کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور عرض کی کہ کیون والد ماجد اسکا کیا باعث ہی کہ آپ نگہبان طلسم خونریز کے
کہلاتے ہین کیوان نے کہا ای نور نظر اسکا سبب یہ ہی کہ میرا ملک نہایت وسیع و رفیع ہی بڑے بڑے پہلوان
میرے پاس موجود ہین اس حوالی مین میرا کوئی مثل جرات و شوکت و لیاقت اور فوج مین نہین ہی اور ہمارے
ملک سے راستہ طلسم خونریز کا اگر جانے والا ارادہ کرے تو مین اپنے ملک کی طرف سے آگے جانے نہ دون فوج
بیشمار پہلوان وہ رکھتا ہون کہ اگر ایک پہلوان کو حکم دون تو کوئی اُسکا بار نہ اُٹھا سکے بڑے بڑے پہلوان میرے
پاس موجود ہین مگر کیوان انجم سیاہ میرا لقب ہی جیسے ستارون کا شمار ممکن نہین اُسی طرح میری فوج ہی گویا دریا
تمہاری موج ہی ملکہ نے کہا کیون بابا جان اگر کوئی بڑا جری بہادر صف شکن تیغزن ارادہ فتح طلسم خونریز
کرے تو فوج کو کیونکر پائے کیوان انجم سیاہ جھینپ گیا اور کہا کہ ای نور نظر تم تو اسطرح پوچھتی ہو گویا میری جان
لینے کا ارادہ رکھتی ہو ملکہ کو اور تو کچھ نہ بن پڑا عشق مین نور الدہر کے بہت ہو رہی ہی رونے لگی کہا ای بابا جان
آجکل مین نے خبر سنی کہ کوکب روشن ضمیر کو سحر العجائب مصر الغرائب نے قید کر لیا اور دامن پناہ نہ دیا
چار طرف سے چند لوگون نے قصد کیا ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کرین جب سے مین نے خبر سنی ہی آب و دانہ تلخ
ہو گیا ہی سنا تو مین آپ کی زبان سے سن چکی ہون کہ طلسم نور افشان کا راستہ آپ کے ملک سے ہی تو مین بھی
چاہتی ہون کہ کچھ حالات سنون اگر آپ کے ملک کا فتح ہونا آسان ہی تو تعجب کیجیے پہلوان جا بجا مقرر ہون کیسا ہی
بڑا بہادر ہو کیسی ہی فوج لیکر آئے مگر آپ کے ملک سے گذر نہ سکے اب حکم فرمائیے کہ جو کوئی ارادہ کرے کہ

طلسم خونریز فتح ہو تو کیا تدبیر کرے کیوان انجم سیاہ حیران حیران صورت ملکہ کی دیکھتا ہی زوجہ اسکی حسن آرا
بھی بیٹھی ہی زوجہ سے متوجہ ہو کر کہا صاحب تم بھی سنتی ہو بیٹی تمھاری مجھسے کیا پوچھتی ہی اس حال کے ظاہر
کرنے مین میری جان کا خطرہ ہی حسن آرا نے بیٹی کو ایک طمانچہ مارا کہا او بدنصیب باپ کہ رہا ہی کہ یہ مقدمہ میری
جان کا ہی اور تو پوچھے جاتی ہی صاحب تم کچھ نہ بیان کرو دیوار ہم در ہم گوش دارد ملکہ طمانچہ کھا کر اسقدر
روئی کہ گریبان تر ہو گیا اور باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا میرے اچھے ابا یہ دکھ سکین نہو نگی
جبتک مین حال مفصل نہ سنونگی مادر مہربان نے مجھکو طمانچہ مارا مین اپنی جان دیدونگی بادشاہ کو بیٹی سے بڑی
محبت ہی بیٹی کو گلے سے لگا لیا زوجہ کو جھڑک دیا بیٹی سے کہا ای نور نظر مین خوف کرتا ہون کہ تم ابھی کمسن ہو
کسی کے آگے شاید بیان کرو اور یہ راز طشت ازبام افتادہ ہو کوئی دشمن سن لے تو بڑی مشکل ہو اور یہ بھی
ظاہر ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب تمام ہوے سزا بھی انکے واسطے ضرور ہوگی فرزندان حمزہ نے
آمادہ طلسم کشائی کیا ہی ایک پوتے نے حمزہ کے طلسم شوکت پر قیامتین برپا کر دین دوسرا پوتا نور الدہر
کہ نہایت جری اور بہادر بحر دریاے جرات کا بے بہا در یتیم صاحب قہر و خشم فتاح طلسم شوکت کا نام چشم و
زخمی ہو کر نکل گیا طلسم خونریز کی تباہی کا وہ ارادہ کریگا بیٹی کو شاہ نے اپنے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسے
دیے کہا ای فرزند ارجمند اسوقت موقع نہین ہی اور کسیوقت مین سب حال مفصل مین تمسے بیان کردونگا لیکن
ملکہ خورشید روشن جمال روتی بیٹھی یہ بھی کہا کہ نہ کھانا کھاونگی اور نہ پانی پیونگی یونہین تڑپ تڑپ کے جان دونگی
مجھکو آپنے اپنا دشمن تصور فرمایا بادشاہ یہ کہکے اٹھ گیا کہ اور دن بیان کرونگا ملکہ اسی وقت اٹھی کنیزون کو
حکم دیا سواری لگاؤ ہم باغ مین جائنگے مان دوا دائیان روکا کین ملکہ نے نہ مانا کیونکہ ضرور یہ خیال تھا
کہ شاہزادے نے کھانا نہ کھایا ہوگا محافے مین سوار ہو کے باغ مین آئی شاہزادہ نور الدہر ایک گوشے
مین بیٹھے تھے ماہ رخسار نے ہرچند دلدہی کی مگر شاہزادے کو باغ کاٹے کھاتا ہی فرماتے ہین ای ماہ رخسار
یہ کونسا باغ ہی مگر ہمارے دل ترد و فسردہ کو بے ملکہ عالم کے داغ ہر ایک ایک نخل میرے واسطے بصورت دار ہے اور
بے لیے معشوق کے گل ہمین دراصل خار ہی نور الدہر یہ باتین کر رہے تھے ملکہ آکر پیچھے کھڑی دیکھا شاہزادہ ایک گوشہ
مین بیٹھا ہی دل سے کہتی ہی میرا خیال بیجا نہ تھا نور الدہر دیکھتے ہی ملکہ خورشید روشن جمال کے مثل گل
شگفتہ ہو گئے خوش ہو کے فرمانے لگے کیون صاحب کچھ حال دریافت کیا ملکہ خورشید روشن جمال
نے کہا ای شہریار باپ نے تو کہنے کا ارادہ کیا مان نے نہ کہنے دیا ورنہ سب حال کھل جاتا والد نے وعدہ کیا ہی
کہ بتادونگا وہ صاف صاف فرماتے ہین کہ اسکے بیان کرنے مین مجھکو اپنی جان کا خوف ہی آپکا بھی نام
لیتے تھے آپکے لشکر کا بھی سب حال بیان فرماتے تھے یہ بھی فرماتے تھے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان ہم چشم
شاہزادہ نور الدہر ہین ایرج نوجوان نے طلسم شوکت توڑا نور الدہر قصد طلسم خونریز کریگا نور الدہر
نے کہا انکے نہ کہنے سے ہم رک جائینگے ملکہ نے کہا مین تو آپکو بے دریافت کیے نہ جانے دونگی والد ماجد کے
پاس فوج بیشمار ہی بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فرماتے تھے کہ اگر ایک پہلوان کو حکم دون لشکر دارا و
کیقباد کو برہم کرے نور الدہر خاموش ہو رہے شب کو ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا پہر رات آئی ہی ابھی گانا شروع
نہین ہوا کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی دارہی کچھ آپ نے سنا بڑا ہنگامہ برپا ہی کوئی بادشاہ ہی کہ نام
اسکا سلطان نامدار آتش تک آپکی تصویر بھیجی اسنے اپنا پہلوان شمشیر جنگ فیل در بطور ایلچی ساتھ ہزار

سوار سے بھیجا ہی آپ کے باپ کو خبر ہوئی وہ ایلچی شہر سے بارہ کوس پر فروکش ہی آپ کے باپ نے اُسکے استقبال کے واسطے اک پہلوان بھیجا ہی ماہور نجہ کش بارہ ہزار فوج سے قلعے سے نکلا ہی دو کوس ہٹ کے لشکر شبرنگ سے اُتر پڑا کل ایلچی کو اپنے ساتھ لیکر داخل قلعہ کیوان ہوگا دیکھیے آپ کے والد نامدار اُس سے کیا سوال کرین یہ مین نے سنا ہی کہ ایلچی کی آمد سنکر یہ کلمہ فرمایا کہ سلطان نامدار بڑا بادشاہ عالی وقار ہی مین ضرور اپنی بیٹی کی شادی کر دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار اگر والد نے قبول کرلیا اور مجھے ساتھ ایلچی کے روانہ کیا مین اپنی جان دو نگی یہ ذکر مین نے مان سے بھی سنا تھا کہ آپسمین صلاح ہوئی کہ بیٹی جوان ہو چکی اب جلد کہین شادی کرد نور الدہر نے فرمایا ای ملکہ نہ گھبراؤ وہ ایلچی تا بہ قلعہ نہ پہونچیگا کہا ہمارا مرکب تیار کرو کہا صاحب بھلا مین آپکو اکیلا کیونکر جانے دون شاہزادے نے کہا ملکہ مین بھلا تجھسے جدا ہو کر زندہ رہونگا مین بہت جلد واپس آؤنگا مجھکو نہ روکو خدا نے چاہا ماہور نجہ کش و شبرنگ فیلدار سے خوب تلوار چلیگی کیا تعجب ہی کہ دونون مارے جائین جب سلطان تاجدار آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا ہرچند ملکہ روئی شاہزادے نے خود اُٹھکر مرکب اپنا تیار کیا نور الدہر آگے آگے ملکہ بیقرار روتی ہوئی پیچھے پیچھے ہر مرتبہ بڑھکے دامن تھامتی ہی نور الدہر دامن اپنا چھڑا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای جان جہان جمع بھی نہونے پائیگی کہ مین ان دونونکا علاج کرکے آتا ہون قریب دروازے کے آکر مرکب پر سوار ہوئے ملکہ نے ایک آہ کی ہرچند غم سے حالت تباہ کی مگر شاہزادے نے نہ مانا گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے روانہ ہوگئے ملکہ سینے پر ہاتھ رکھے دیکھا کی جب شاہزادہ نظرون سے مخفی ہوا تو کہنے لگی یہ نظم

خاک مین ملگئی وہ حنائی	دل پہ کرنے لگی تپ غم ناز	رنگ چہرے سے گر گیا پرواز	ہائے کیا اُسکے سر بلا آئی
چاک کے بھیجے پانون تک	طبع نے اک جنون کیا پیدا	اشک نے رنگ خون کیا پیدا	ہاتھ جانے لگا گریبان تک
داغ نے آ جگر کو آتش دی	بستر خاک پر گری وہ زار	درد کا گھر ہوا دل بیمار	سوزش دل نے جی مین جا کر دی

آہ کرکے ملکہ بیہوش ہوگئی کنیزون نے دوڑ کر گود مین اُٹھایا بارہ دری مین لائین گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا ملکہ کو بعد عرصہ دراز ہوش آیا ماہ رخسار نے عرض کی واری جبر کیجیے دلیر صبر کیجیے اسقدر پریشان ہونا مناسب نہین ہی کیا ایک ہی دن مین گل سا چہرہ کمھلا گیا صورت دیکھکے رونا آتا ہی ملکہ نے آہ کی کہا ای ماہ رخسار تجھسے کیا بیان کرون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

باتین نہ کر سکے دم مرگ آشنا کے ساتھ
وابستگان زور کچھ نہ چلا آسیا کے ساتھ
جو دانہ کل اڑا کیا ہفت آسیا کے ساتھ
رہتے ہین ہر مزاج کے مرجے دوا کے ساتھ
وہ جانتے ہین میری تپ غم ہی لاعلاج
عاشق بھی ہو تو رہ نہ سکے خود نما کے ساتھ
ہین بادشاہ دہر ترے آستان نشین
آنسو نکل پڑے مری آہ رسا کے ساتھ
کھوتا ہی لیتے پاس کا مایہ بھی قعر بخت

مطلوب ہو جو زیست کی لذت وفا کے ساتھ
آنسو کیطرح دم نکل آیا صدا کے ساتھ
روشن ہی نور باصرہ ہر نقش پا کے ساتھ
پیا انکھون نے ایک نگہ سرمہ سا کے ساتھ
تم چارہ ساز ہو تو خضر کا شرف سے
کچھ طبیب کیا مرض لا دوا کے ساتھ
اور رونگے واسطے ہی اسیر و نکا مال گنج
سایہ ہما کا ہی ترے دولتسرا کے ساتھ
کھائے ہوئے ہر اب ہی تجھے مین جگ کے
ملتی ہین دولتین بھی بہت کیمیا کے ساتھ

پیدا اگر رتبا ط بھی دیرآشنا کے ساتھ
بگڑا تو کیا کریگا وہ ارض وسما کے ساتھ
آنکھین بھی بھر رہی ہین مری خونبہا کے ساتھ
غیر و نکو زہر چشم ملے قند لب مجھے
آب بقا کا گھونٹ اتارون دوا کے ساتھ
ذرے سے جدا ہون شمس سے تارے قریب دم
کچھ کر سکا نہ ظل سعادت ہما کے ساتھ
یاد آئی نارسائی طالع کی جب کبھی
مٹنا ہمارا بھی ہی ترے نقش پا کے ساتھ
دیکھین تو فتح ہوتا ہی کس کس کا ملک دل

نکلے ہو آج غمزۂ کشور کشا کے ساتھ
مین نے کہا کہ حق محبت ادا کرو
جھوٹا کہا نہ تو نے قیامت کو لا کے ساتھ

چاہیے جو انبساط تو الفت سخن کی ہو
اُسنے تمام کر دیا بس اک ادا کے ساتھ
اک روز جو بدی ہے وہ ہونا ہی صغیر

غنچے شگفتہ ہوتے ہین بس اک صدا کے ساتھ
اے قدیار ملک عدم دو رہ جو نہین
تب تک رہیگا طفل سعادت ہما کے ساتھ

ماہ رخسار نے عرض کی برائے خدا اپنی جان بچائیے تپ ہجر بے وفا ہین نہ اپنے کو گھلائیے ملکہ کہتی ہی کیا ای ماہ رخسار کون اپنی حفاظت جان نہین چاہتا ہو مگر کیا کرون دل نہین مانتا ہی میان تو یہ باتین ہین کبھی ہمراہ ملکہ کنیزون کو حکم دیتی ہی دروازے پر جاکے دیکھو شاہزادہ آتا ہو مگر شاہزادۂ نور الدہر قریب لشکر شبرنگ فیلدر پہونچے دیکھا بڑی بارگاہ استادہ ہی ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر اترا ہوا ہو شبرنگ کا بھائی گلرنگ فیلدر پانچ ہزار سوار سے طلایہ دے رہا ہی صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند شاہزادہ نور الدہر نے مرکب کو اکڑایا لشکر مین داخل ہوئے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا و ای نابکاران پردغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار	لیے تیغ صمصام و قمقام نام	امیر عرب ضیغم روزگار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد	لیے تیغ عقرب بیسکے ز دم	بن کافران از جہان پاک کرد

نعرہ کرکے لڑتے ہوئے چلے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ یار و حمزۂ عرب آگیا اسکے ساتھ تو نہین دس پانچ لاکھ آدمی ہونگے مشرق والے چلے مغرب والون نے بھی کمر باندھی جانبین سے چلے بیچ مین آکر سمجھے لشکر مسلمانان آ ہی آپسمین گوشت خرد و ندان سگ ہونے لگا بھائی نے بھائی کو مارا بیٹے نے باپ کو للکارا خوب جمکر تلوار چلی جنوب و شمال والے بھی اسی طرح چلے آپسمین لڑنے لگے مگر شاہزادۂ نور الدہر شیرانہ و دیرانہ لڑتے ہوئے قریب میر طلایہ پہونچے گلرنگ کو للکارا گلرنگ خود لڑتا چلا آتا ہی سیکڑون سر اندھیرے مین جوانون کے کاٹے شاہزادے کو جاتے ہوئے دیکھا سوچا کہ یہی حمزہ ہو آواز دی او حمزہ کہان جاتا ہی شاہزادۂ نور الدہر نے منھ پھیرا سن دیکھکر حیران ہوا کہ حمزہ کے پوتے تو جوان ہین حمزہ کا یہ سن سوچا بڑا روپڑا الاہی صورت پر سن نہین معلوم ہوتا ہی نوک کرجا پڑا گئی ہا تو تلوار کے مارے شاہزادے نے نزدیکے ایک مقام پر کمر کو بتاکے سر پر ہاتھ مارا گلرنگ فیلدر کے دو ٹکڑے ہوئے شبرنگ فیلدر رہا سو رہا تھا ہو کی صدا سنکے اٹھا سرشار سبک رو عیار سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عرض کی کہ حمزہ دو لاکھ فوج سے آپکے لشکر پر آگرا ہزارون جوان مارے گئے لشکر مین بڑا ہنگامہ ہی مگر آپ کے لشکر کے کیا بہادر ہین ساٹھ ہزار جوان دو لاکھ سے لڑرہے شبرنگ نے کہا گھوڑا ابدولت کا تیار کرو سنا تھا کہ حمزہ تو قلعہ ابلیس پرستان پر اڑ رہا تھا یہان کیونکر پہونچا سرشار نے عرض کی طرف طلسم نور افشان سے جاتا ہو گا کہ لات پرستون کے نام کا وہ جانی دشمن ہو آپکا لشکر دیکھکر شبخون مار دیا شبرنگ فیلدر غصے مین زنجیرون سے کمر باندھکر نکلا دیکھا تلوار چل رہی ہی ہزار ہا لاشہ پڑا ہی دو مشعلچی ساتھ ہین جس مقام پر دیکھتا ہی ہمارے ہی لشکر کے لاشے پڑے ہین حیران و پریشان کسی مقام پر دیکھا سوار پیدلون مین تلوار چل رہی ہی گھوڑے کو دوڑا کر قریب پہونچا دیکھا پیدل بھی اور سوار بھی دونون میرے ہی لشکر کے آپسمین لڑ لڑکے مر رہے ہین سب کو جدا کیا جس مقام پر جاتا ہی یہی معرکہ دیکھتا ہی مگر شاہزادۂ نور الدہر نے گھوڑا اڑائی سے نکالا اڑاتے ہوئے مرکب کو چلے قریب لشکر ماہو رنجیر کش پہونچے جاتے ہی نعرہ کیا منم شبرنگ فیلدر ای سلطان نامدار او بیحیا کیسا نالایق ہی ہمارے استقبال کو آیا تھا لشکر مین آکر کیون نہ اترا یہان کیون

ٹھہر گیا صدا جو نعرۂ نور الدہر کی بلند ہوئی اندھیرے مین آنکھ کھلی جو اُٹھے اپنین لڑنے لگے کسی نے جا کر ماہو رنجہ کش کو جگایا کہا اور غضب دیکھیے شبرنگ فیلدر آپ کے لشکر پر شبخون گرا ہی کہتا ہی ہمارے استقبال کو آئے ہمارے لشکر مین کیون نہ گئے نمک کے جھوٹے پکڑ کے لیجاؤنگا اس خوشامد کو نہ مانونگا کیوان انجم سپاہ مغرور ہوکر خود استقبال مابدولت کو نہ آیا یہ جو ماہو رنجہ کش نے سنا آگ ہو گیا کہا یہ ملعون نامرد ہمپر شبخون لایا ہی ہمارے بادشاہ کی پاپوش کو کیا غرض ہی کہ ایسے کے استقبال کو آتے یہ کہتا ہوا ہتیار باندھکر باہر نکلا گینڈے پر سوار ہوا اپنے نام کا نعرہ کیا کہا مین جا کر اسکا پرا لوٹ لونگا جو اُسمین لڑ رہے ہین وہ تو لڑائی مین مغرور رہے اک چھ ہزار آدمی اسکے ساتھ چلے دیکھا اُسکے لشکر مین صداے گیر و دار بلند ہی نعرہ کیا او شبرنگ ملعون سامنے مردان عالم کے آ رو سیاہ رات کو شبخون مارا شبرنگ فیلدر اپنی فوج کو جدا کر رہا ہی کہ ماہو آگرا چونکہ وہ لوگ گھبرائے ہوئے تھے اپسمین لڑکر زخمی بھی ہو چکے تھے کئی ہزار آدمی مارے گئے شبرنگ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھوڑے کو بڑھا کے چلا سامنے دیکھا ماہو رقص کرتا ہوا آتا ہی شبرنگ فیلدر نے للکارا او ماہو رہ یہ تیرا استاد تھا دیکھ تو کیا حال کرتا ہون ماہو نے کہا او نامرد مین کیا تجھسے باہر ہون شبرنگ نے اگر ہاتھ مارا ماہو نے خالی دیکر سر کو بتا کے کمر پر ہاتھ مارا شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوے لشکر کو پامال کر ڈالا جب اُن سب نے اپنے افسر کا لاشہ دیکھا بمشکل لاشہ اُٹھا کے بھاگے ماہو نے لڑائی کو فتح کر کے اسباب کو بھی لٹوا لیا پیٹھا سب کے آگے بڑھا ہوا کہتا ہوا کہ مین نے سارا لشکر اُسکا تباہ کر دیا شاہزادے نور الدہر اک نخل کے نیچے کھڑے تھے گھوڑے کو چمکا کے نعرہ کیا منم حمزۂ صاحبقران او ماہو رکہان جاتا ہی ماہو پلٹ پڑا تلوار چلنے لگی لشکر والے دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا مگر شاہزادہ نور الدہر نے وار اسکے خالی دیے تیغ خارا شگاف یمانی جوہر دار پنجہ لگا دین رستم شوکت اسفندیار ہیبت سہراب جلالت کمر کو بتا کے سر پہ ہاتھ مارا ماہو رنجہ کش کے دو ٹکڑے ہوے مار کر ماہو رکو اب جو اُسکی فوج پر گرے اہالیان فوج بستہ و شکستہ یہ بھی مشہور ہی لشکر بے پیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر سراسر بیکار ہی چونکہ اپنے افسر کو مردہ دیکھا زخمدار ہو چکے تھے جب دو چار سو جوان مارے گئے طعمۂ نہنگ شمشیر آبدار ہوے آخر بیقرار ہوے شب تیرہ و تار قدم اُکھڑ گئے افسر کا اپنے لاشہ اُٹھا لیا طرف شہر کے بھاگے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بہ فتح و فیروزی طرف باغ ملکۂ خورشید روشن جمال کے چلے دریاے خون مین نہائے ہوے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا تمام جسم گلنار چلے آتے ہین مگر ملکۂ خورشید جمال نے وہ شب ہجر تڑپ تڑپ کے کاٹی فرمایا کیون ماہ رخسار جب دم بھر نیند آیا تب رات کٹی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی بارہ دری سے سر نکالا دیکھا سارے باغ مین اندھیرا پڑا ہی فرمایا کیون ماہ رخسار دیکھو باغ کی کیسی کیفیت تھی ہر شاخ نخل تلوار کھینچے ہی جیسے خنجر الم دل پر غم کو معلوم ہوتے ہین اے ماہ رخسار اب تو یہ کیفیت ہی **نظم**

صبح شادی را طلوع از شام ماتم دیده ایم
خوبہ دردو غم کرد ای دل انکہ در ماتمکشیم
ماکہ در باغ ہوس از اشک شبنم دیده ایم
دست ما بیہوده ایدل بہر آسایش مزن
ماکہ نقش بوریا را مسند جم دیده ایم

نیست دل آزرده گر شد طالع ما شتاب
خویش الحرام بہ بزم عافیت کم دیده ایم
در بروے خنده مثل غنچۂ گل بستہ ایم
کین مطالب ابرون از دور عالم دیده ایم

نا امیدی یاس را پیچیده باہم دیده ایم
نقش ہر دو طاس را در چہره ہم دیده ایم
سبزه اگر شود سیراب و گی گردد بلند
اشک حسرت ار و ابر روے آدم دیده ایم
گر در آید در نظر مخفی لباس عافیت

ماہ رخسار رونے لگی کہا حضور برائے خدا طبیعت کو ردکیے آپکا تو

جب حال ہی آئینہ تو دیکھیے ملکہ نے جواب دیا ای ماہ رخسار آئینہ کیسا مثل آئینہ حیران ہون مثل زلف پریشان ہون
دور معشوق سے مجبور اب ہماری زندگی کی کون صورت پریشان یہ بدنصیب ہی ماہ رخسار خاموش ہو کہ دیکھا
صحرا سے گرد اڑی دامن گرد کا شگافتہ ہوا ملکہ خورشید روشن جمال نے کہا شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان
بصد شوکت و شان خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین خود سر پیچ گھوڑے کے پانون خون مین بھرے
ہوے ماہ رخسار نے تو خوش ہو کر کہا واری مبارک ہو شاہزادہ بخیر و خوبی آتا ہی ملکہ نے جو سر اٹھا کر دیکھا
شاہزادہ دریاے خون مین غوطہ زن تھے خون کے تمام جسم پر جمے ہوے ولایتی حمائل سیر پشت پر
پھول اڑے ہوے ملکہ نے گھبرا کر کہا ای ماہ رخسار دیکھو تو شاہزادہ کس حال سے آتا ہی خدا کرے
کوئی زخم نہ کھایا ہو یہ ذکر تھا کہ شاہزادہ نور الدہر قریب در باغ آگیا پہونچ گئے ملکہ کو جو دیکھا گھوڑے سے
کود پڑے جیسے ہی جھپٹ کر قریب آئے ملکہ نے کہا کیون شہریار ہمکو تو آپ نے ذبح کیا رات بھر تڑپ
تڑپ کے گذری آپکو خبر نہوئی ایسی ہی ہماری سخت جان تھی جو بچ بھی گئی آپ تو خیر و عافیت سے ہین
دشمنون سے خدا نے بچایا کوئی زخم تو نہین کھایا نور الدہر نے کہا الحمد للہ اس حافظ حقیقی نے حفاظت
کی ملکہ خورشید روشن جمال نے ہاتھ شاہزادے کا تھام لیا خوشی کے مارے چہرہ سرخ ہوگیا کنیزین
گرد آگئین باتین کرتی ہوئی شاہزادہ نور الدہر کو لیکر بارہ دری مین آئین دوپٹے سے خون جسم کا
پاک کیا کوئی زخم نہ پایا پوچھا کیون صاحب کوئی زخم تو جسم پر نہین آیا لشکر بہ شبرنگ فیلدر کے گئے تھے
یہ بڑا کام کیا کہ الگ الگ لڑے شاہزادہ نور الدہر نے ارشاد فرمایا جب قلعے مین جاؤگی اپنے والد
پوچھوگی مفصل حال کھلجائیگا ملکہ خورشید روشن جمال نے کہا مین تو صاحب اب جاتے ڈرتی ہون
والد نامدار کو بڑا کھٹکا ہی میری بات پر کھٹکتے ہین حال بتانا کیسا شاہزادہ نور الدہر نے کہا ملکہ تم
کچھ نہ پوچھو پروردگار اپنی قدرت سے سب سامان ظاہر کریگا اگر مین طلسم خونریز کا فتاح ہون
لوح بھی ملجائیگی تم اب کچھ نہ پوچھو ملکہ خورشید روشن جمال نے شاہزادہ نور الدہر کو خاصہ کھلایا
جب شاہزادے نے آرام فرمایا ملکہ سوار ہو کر قلعے مین آئی کیوان انجم سپاہ اپنی زوجہ ملکہ حسن آرا
سے باتین کر رہا تھا کہ صاحب بڑا غضب ہوا ایلچی سلطان نامدار کا مارا گیا عجب طرح کی بات ہی پہلے تو
لشکر شبرنگ پر صاحبقران کا نعرہ ہوا پھر وہان سے لشکر ماہور پر شبرنگ کا نعرہ ہوا ماہور
غصے مین لشکر شبرنگ پر جا پڑا ماہور نے جاکر شبرنگ کو مارا ماہور فتح کرکے آتا تھا راہ مین ایک جوان
نے صاحبقران کہکر ماہور پر حملہ کیا اب فوج والے نامرد دیکھا کیے اور کسی کا اتنا حوصلہ نہوا کہ وہ
بڑھکر اسکو مارتا مگر دیکھنے والے سن اسکا کم بتاتے ہین اور مین سن چکا ہون کہ حمزہ برسر قلعۂ ابلیس پیچ
معروف جنگ ہین ایک قلعہ تو تسخیر کرچکے اب خانہ قلعۂ ابلیس پریشان پر جنگ ہی ہرکارون نے اکثر خبر دی
کہ زور رفت ایسا عیار وہان موجود ہی مگر عیار امیر نے اسکے جی چھڑوا دیے یہانتک کہ مفصل خبر
گذری کہ مہتر زور رفت کو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنے زور رفت کو ہنڈایا سارے شہر مین
تشہیر کرایا اور پھر بھاگ کر نکل گیا کوئی کچھ نہ کرسکا یہان حمزہ کیونکر آیا آخر ماہور کو اس کمسن جوان
نے مار لیا سب بھاگ کر آئے ہین اکیلے نے بارہ ہزار کو شکست دی صاف اکیلا لڑ بھڑ کر نکل گیا فوج
بھاگ کر آئی ہی مین بڑا حیران ہون یہ کون دشمن سلطان نامدار اور میرا عدو تھا کہ اتنا بڑا کام کرکے نکل گیا

صد ہا افسر مارے گئے ملکہ نے یہ سب کیفیت سنی کہا دیکھو بیٹا جو مین نے کہا تھا اُن باتون کے ظہور ہونے لگے
شبرنگ ایلچی سلطان ماہور سرا پہلوان یہ ایسے تھے کہ انکو ہر کس و ناکس مارلے بہرام فلک سے لڑنے
والے تھے اگر رستم ہوتا تو اسکے کان مین حلقہ اطاعت ڈالتے وہ یون گئے کی موت مارے گئے انکا بھی
یہی حال سننے مین آیا ہے کہ ساٹھ ہزار فوج تھی مگر ایسے بدحواس تھے کہ آپسمین لڑکر بیس ہزار آدمی مارے گئے
کوئی شخص اس حوالی مین آیا ہے ملکہ نے کہا بابا جان ماہور کو دعوئی شجاعت تھا اپنی جہالت دکھلانے کو
انپر جا پڑا وہ نہین معلوم کیونکر مارا گیا دونون کے سر پر اجل سوار تھی آپ کے حوالی مین کون آئیگا مین
مانونگی مجھے مطمئن کیجیے کیوان انجم سیاہ نے کہا بیٹا جب مین باطاعت اس شخص کا ساتھ دون تب لوح کا
پتہ بتلاؤن تب لوح طلسم خونریز ملے لوح ایسے ساحر کے پاس ہے کہ وہان تک کوئی جا بھی نہین سکتا ہے
خوب نگہبانی کر رہا ہے ملکہ نے پوچھا بابا جان وہ ساحر کون ہے کیوان انجم سیاہ نے کہا برد بار جادوگر
مالک قلعہ سہیلیہ کہ یہانسے تین کوس ہے اکثر میرے پاس بھی آتا ہے مجھسے بڑی ملاقات ہے ملکہ تو خاموش ہوئی
حسن آرا نے کہا کیون صاحب یہ تمنے کیا کیا کل تک تو تمکو بڑی احتیاط تھی آج سب مفصل بیان کردیا
کیوان انجم سیاہ کے منھ سے نکلا بی بی یہان غیر کون ہے حسن آرا خاموش ہوگئی مگر بیٹی کی طرف سے خیال
رہا ملکہ یہ سب حال سنکر گھبرا کے اٹھی کہا مین باغ جاتی ہون محافہ آیا سوار ہوکے باغ مین آئین جب
خورشید روشن جمال جاچکین حسن آرا نے کہا صاحب تمنے یہ کیا کیا مجھکو لڑکی سے خوف آتا ہے تمنے
خیال کرکے دیکھا تو ہوتا آنکھین اسکی پھٹی پھٹی بیٹھے پر ابھار رنگ روتغیر حال لوح کیسا اسنے دل سے سنا
کس کدوکاوش سے پوچھا اسطرح حسن آرا نے اپنے شوہر کو سمجھایا کہ کیوان انجم سیاہ بہت گھبرایا
کہا صاحب مین ابھی دریافت کرتا ہون یہ کہکے باہر آیا مشتاق قطرہ زن اپنے عیار کو بلایا کہا اے عیار
عجب طرح کا شک پڑا ہے رات کا معرکہ تم سن ہی چکے کہ ایک شخص نے دو پہلوان مارے بہتر ہزار کا لشکر تمام ہو
ساٹھ ہزار شبرنگ کے تھے بارہ ہزار ماہور لیکے گیا تھا دو ہزار آدمی تو ہمارے پلٹ کے آگئے اسکے بھی اسی طرح
بھاگے بھی مارے بھی گئے لاشہ شبرنگ کا لیکر بخدمت سلطان نامدار گئے ہین تم اپنے کو باغ مین ملکہ
کے پہونچاؤ جاکر دیکھو وہان کیا ہو رہا ہے گمان گذرا ہے کہ ملکہ نے مجھسے حال طلسم خونریز کا پوچھا ان کو انکی
شک گذرا مین تو جانتا ہون کم سنی کا فعل ہے مگر حسن آرا کو گمان یہ ہے کہ کسی نے حال دریافت کرایا ہے
مشتاق نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون یہ کہکے بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر طرف باغ ملکہ کے چلا
یہان ملکہ خورشید روشن جمال حال لوح سنکر یاد کرتی ہوئی باغ مین آکر اتری شاہزادہ نورالدہر
سوکے اٹھے ہین کنیزون سے پوچھ رہے ہین کہ ملکہ کو گئے کتنا عرصہ ہوا کنیزین عرض کرتی ہین صبح سے گئی
ہین تشریف لایا چاہتی ہین کہ محلدار نے بڑھکر خبر دی حضور بی بی تشریف لائین محلسے اتر رہی ہین
شاہزادے مشتاق تھے دوڑے آنکے ملکہ کو اتروایا ملکہ نے اترتے ہی کہا صاحب طلسم خونریز کی فتحی کا
آپ نام لیجیے گا لوح ایک ساحر کے قبضے مین ہے والد سے اُس سے بڑی ملاقات ہے اکثر اُسکی ملاقات کو آتا ہے
میرے پوچھنے پر والدہ کو شک گذرا مگر والد نے سب بیان کردیا برد بار جادو قلعہ سہیلیہ کا حاکم ہے
اسکے پاس لوح طلسمی ہے وہ کاہیکو دیگا اگر سحر کردے تمام دنیا مین اندھیرا ہوجائے بہت ساحر اسکے
ساتھ ہین اگر وہ قصد جنگ کرے اکیلا لاکھون کو پکڑ لے یہ بھی عرض کرتی ہون کہ میرا آپکا راز اب کھلیگا جناب

والدہ ماجدہ بہت شگفتگی ہوئی ہین مین نے بہت فیل مچائے تب والدہ نے جوش محبت مین بیان کر دیا اب
آپ چلکر اس باغ مین تہ پیکر چھپیے برائے خدا باہر نہ نکلیے ایسا نہو کوئی دیکھ لے فوراً خبر پہونچ جائیگی شاہزادہ
نور الدہر نے کہا ملکہ مین خود اُسکے دربار مین جاؤنگا بعد قوت آنی تخت کیوان انجم سیاہ اُلٹ دونگا
خدا چاہیگا تو وہ خود ساحر کو بلاکر لوح دلوا دیگا ملکہ نے کہا صاحب یہ بہت دشوار ہی میری سلطنت مین جان
جاتی آپ کو تو اپنی جان کا خوف نہین شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کیا مجال جو تمپر کوئی ہاتھ اُٹھائے
مشتاق قطرہ زن یہان کا واقف کار ہی اک کنیز کی شکل بنا ہوا عقب مین ملکہ کے مگس رانی کرتا ہوا
ان مین ہان ملاتا ہوا چلا آتا ہی جب ملکہ نے زیادہ کہا شاہزادے نے کہا اچھا صاحب کہین نہ جاؤنگے
یہ ذکر کر کے ملکہ نے اور باتین شروع کین داخل بارہ دری ہوئین مشتاق یہ ناشنیدہ ادھر بھاگا یہان
کیوان انجم سیاہ بیٹھا ہی چار سو دنگل نشین بارگاہ پہلوانان زبردست اپنے مقام پر بیٹھے ہین مگر
کیوان انجم سیاہ چپ ہی ... دل سے باتین کر رہا ہی کہ ای کیوان انجم سیاہ اگر خورشید نے
تیکو اپنے باغ مین جگہ دی تو کیسی خرابی ہوگی کیونکر میرا دل گوارہ کریگا کس کس مشقت سے اس کمبخت کو
پالا ہی بڑے بڑے شاہون سے معرکہ ڈالا ہی اور سلطان نامدار ضرور لشکرکشی کریگا اگر مین نے بیٹی دی
تو بھی ارجلی بڑی مشکل پڑیگی اسی سوچ مین بیٹھی گئی کہ مشتاق قطرہ زن بھاگا ہوا آکر پہونچا کیوان نے
کہا او مشتاق اس خبر کا مشتاق ہون جلد بتا کہ کیا ہو رہا ہی مشتاق نے کان سے منہ لگا دیا سب کیفیت
مفصل بیان کی اور کہا جو مناسب ہو کیوان انجم سیاہ غش ابر کے گرد گریا پکار کر آواز دی یارو تم مین
کون ایسا پہلوان ہی کہ شاہزادہ نور الدہر کی مشکین باندھکر لائے یا سر کاٹے اور ملکہ کو خانے مین سوار
کرکے لائے یہان سزا دیجائیگی اس کمبخت کی کچھ خطا نہین ہی کنیزون نے آنے آوارہ کیا وہ ابتک رہکے
روتی ہانکتی ہی سہراب زنگی ریل بنا ہوا دنگل پر مجبوم رہا ہی اسکے کئی ہزار شاگرد ہین بادشاہ کے کہنے سے
دنگل سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ یہ کام میرا ہی ماہور زنجیرکش میرا شاگرد رشید تھا یقین ہی کہ اسی جوان نے
مارا ہو اُسکے خون کا بدلا لونگا مگر حضور تعجب کرتا ہون کہ ماہور زنجیرکش اکھاڑے مین کسی سے نہین دبا
مجھسے دو دو پہر زور کرتا تھا وہ نشے مین شراب کے مارا گیا اُسکا خون بالا بالا نہ جائیگا یہ کہکے تیغے کے قبضے
پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا بیس ہزار فوج کا افسر بھی ہی کیوان انجم سیاہ نے کہا تمکو برابر خبر پہونچے سہراب نے
عرض کی خبر کی کیا ضرورت ہی مین جاتے ہی للکار لونگا یقین ہی جوان جھلا ہو میرے سامنے آجائے تو
حضور کے اقبال سے بطریقہ پہلوانی زیر کرونگا یہ کہکر قرنا کرائی بیس ہزار فوج اسکی آٹھ ہزار زنگی فوج
ماہور کے ساتھ کی جو بچ کے آئی تھی غیرت مین اُٹھ کھڑے ہوئے کہا حضور ہم بھی چلینگے سہراب زنگی نے
کہا اچھا میرا کیا ہرج ہی اٹھائیس ہزار فوج لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا شاہزادہ نور الدہر تو یہ سوچ
رہے ہین کہ ای نور الدہر شب کو بارگاہ کیوان انجم سیاہ مین چلین خدا چاہے تو اسکو زیر کرین اُسی کی
وجہ سے شاید لوح لجائے اک کنیز ملکہ کی کسی کام کو باہر گئی تھی خبر سنکر آئی گھبرائی ہوئی ملکہ کے سامنے
گری ملکہ نے فرمایا نوبہار خیر تو ہی نوبہار نے کہا واری آپ نے کچھ سنا غضب ہو گیا جلد یہان سے
بھاگیے اور شاہزادہ نور الدہر سے کہا میان تمکو بھی لازم ہی کہین چھپ جاؤ ورنہ غضب ہو جائیگا یہ سنکے
شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کچھ مفصل حال بیان کرو نوبہار نے کہا واری مشتاق قطرہ زن عیار

شاہ کا یہان آیا تھا ملکہ کو آپ سے باتین کرتا دیکھ گیا وہان جا کر اُسنے آگ لگائی سہراب زنگی کہ جسکا
زور و طاقت مین مثل نہین ہی فوج لیکر آتا ہی حکم شاہ قطعی ملا ہی کہ دشمنون کا حضور کے سر کاٹ لے
ملکہ کے واسطے حکم گرفتاری ہی یہی باعث بیقراری ہے ملکہ تو یہ خبر وحشت اثر سنکے گھبرا گئی مگر شاہزادہ
نے کمر ہمت چست باندھی ملکہ نے کہا صاحب کیا ارادہ ہی شاہزادۂ نورالدہر نے فرمایا فوج سے مقابلہ
کرینگے انشاءاللہ سہراب کی قضا لیکر آئی ہی یا اُسے قتل کیا یا اسیر ان کیا یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہوئے
سلاح جسم پر آراستہ کیے قبضۂ تیغ خارا شگاف پر ہاتھ پڑا ملکہ خورشید روشن جمال روتی ہوئی پیچھے پیچھے
کہتی ہوئی کہ ای شہریار اس کنیز کو قتل کیجیے بار سر اتار دیجیے شاہزادۂ نورالدہر فرماتے ہین ملکہ اسقدر تم
کیون گھبراتی ہو انشاءاللہ مین سہراب زنگی کو لیکر آتا ہون جب مرکب شاہزادے کا باغ سے باہر
نکل گیا سر پر پھاٹک کے بنگلہ مرصع کار پڑا ہی بیچ مین بنگلہ گرداگرد ہزارون صنچیان انجمن آنکر سب
کنیزین بیٹھین ملکہ خورشید روشن جمال بنگلے پر سے ملاحظہ فرما رہی ہین کہ شاہزادۂ نورالدہر چار قدم
بڑھکے ٹھہرے نیزہ گاڑ دیا اُسپر تکیہ کرکے انتظار کرنے لگے سہراب جو چلا تھا جب باغ کوئی آدھ کوس
باقی رہا تھا مشتاق قطرہ زن سے کہا ای عیار ایک انتظام کرنا واجب و لازم ہی ایسا نہو وہ جوان
نکل کے بھاگ جائے ملکہ پر زیادہ ظلم و بدعت کرنا واجب نہین تم بڑھکر دیکھو تو پھر مین بڑھکر کل باغ کو
گھیر لون مشتاق قطرہ زن بڑھکر چلا جب سامنے باغ کے آیا دیکھا شیر بیشۂ صاحبقران نورالدہر
بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار باغ کو پشت پر لیے ہوئے خاموش کھڑے دیکھ رہے ہین عیار
پلٹا سامنے سہراب کے آیا کہا ای پہلوان دوران بھاگنا کیسا وہ جوان چالیس قدم آگے بڑھا ہوا
تمھارا انتظار کر رہا ہی سہراب ہنسا کہا ای مشتاق کیا تیری آنکھون مین چربی چھائی ہی اکیلا جوان
نام با دولت کاٹنے اور کھڑا رہے تو نے خود دیکھا یا خبر سنکے آیا عرض کی حضور مین نے اپنی آنکھون سے
دیکھا سہراب نے کہا مین خود جاتا ہون افسران فوج سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ یہ کہکے گھوڑا بڑھایا
دل مین کہتا ہی ای سہراب یہ جوان بڑا بیوقوف ہی اگر میرا کہنا مان لے اور اطاعت کرے تو مین بادشاہ
سے خطا معاف کرا دون یہ بھی اک شیوۂ جرأت ہی بہادر پر احسان کرنا اکیلا جان کر اُسکے خون سے
ہاتھ نہ بھرنا ضرور آپمین نام ہوگا یہان شاہزادۂ نورالدہر کھڑے ہین کہ سہراب زنگی گینڈے
کو اڑاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا اردو نیزول چھپے ہوئے نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا دیکھا کہ حقیقت مین شیر
بیشۂ صاحبقرانی یکہ و تنہا باغ سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی مرکب کو مہمیز کر رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی معلوم
ہوتا ہی کہ آمادہ حرب و پیکار ہی گھوڑا رانون مین بیقرار ہی سہراب جاہ و جلال شاہزادے کا دیکھکر
عاشق ہو گیا آگے بڑھکے اُسنے سلام کیا فوج بھی اٹھائیس ہزار پرا باندھے چلی آتی ہی جب سہراب
نے سلام کیا شاہزادے نے جواب دیا سہراب نے کہا ای جوان رعنا ای شہسوار یکتا آپ کس ارادے
پر کھڑے ہین شاہزادۂ نورالدہر نے فرمایا کوئی پہلوان ہی سہراب زنگی اٹھائیس ہزار فوج لیکر آتا ہی
ہم اُسی کا انتظار کر رہے ہین کہ آئے تو اسی مقام پر روکین سامنے ہین دیوار باغ کے نہ جانے دین کہ
وہان ہمارا ناموس ہی سہراب نے کہا ای جوان مرحبا صد مرحبا کیا کہنا ہین تیری جرأت کا قائل ہوا
مگر مثل مشہور ہی کہ سورما چنا بھاڑ نہین پھوڑتا کس کس سے لڑیگا سہراب زنگی میرا ہی نام ہی اکیلے بہادر

تو گھیر کر مارنا میرے طریقۂ جرأت کے خلاف ہی مجھکو تیرے حال پر افسوس آتا ہی ابھی فوج دور ہی اسی واسطے
مین آگے بڑھ آیا تم گھوڑا ڈالکر طرف صحرا کے نکلجاؤ مین بادشاہ سے کہدونگا کہ وہ جوان بھاگ گیا خورشید
تمھی صاحبزادی ہی محافے مین سوار کرکے لیجاؤنگا اُسکا باپ چار گھڑیان دیر دو طمانچے مار دیگا ہاتھ واسطے
قتل کے نہ اُٹھیگا کوئی اپنے کلیجے پر آپ تلوار پھیرتا ہی آخر کار نتیجہ یہ ہوگا کہ خطا معاف ہو جائیگی دائیان
دوائین سفارش کرینگی مان بھی قتل اُسکا گوارا نہ کریگی تم بچ جاؤگے شہزادۂ نور الدہر نے کہا ای سہراب
تو پہلوان ہی تو ہی انصاف بھی کریگا سمجھ تو سہی کہ جسکو ناموس اپنا قرار دین اُسکو مجمع دشمنان مین بھیجدین
اپنی جان بچائین ایسی زندگی پر لعنت ہی سہراب زنگی نے کہا مین آپکا منشاے کلام سمجھا جلدی کیجیے مین فوج
کو پھیرتا ہون اب ملکہ کو ساتھ لیکر نکل جائیے اس مقدمے مین بھی مین بادشاہ سے کہدونگا تمھاری تلاش
مین نکلونگا پھر دو پہر کے بعد کہدونگا مجھکو نہین ملا شاہزادۂ نور الدہر نے کہا ہمارے خاندان کی روایت
سے سراسر خلاف ہی کبھی کسی شیر نے کارزار کو پشت نہین دکھائی شاید تمنے بھی سنا ہوگا یا ملاحظہ کیا ہوگا کہ
ہمارے بزرگون کے حالات مین کتابین لکھی گئی ہین شعرانے قصائد کہے ہین قباد شہریار فرزند جد عالی تبار
بارہ برس کے سن مین بادشاہ لشکر ہوے نوشیروان کو سکندر بن عاد مغربی نے وامن پناہ دیا سکندر
کا بیٹا فیروز عاد مغربی کہ پہلوان یگانہ رستم زمانہ تھا اُسنے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار بادشاہ عالی تبار
سے مقابلہ کرونگا ہرکارون نے یہ خبر دادا جان کو پہونچائی کہ فرزند سکندر نے اس قید سے طبل جنگی بجوایا ہی کہ شہریار
مقابلہ کرے دادا جان نے فرمایا مین اپنے اس قانون کو منسوخ کرتا ہون علمشاہ یا عمرو بن حمزہ کا یونانی یا
لندھور یا مالک یا مین خود اُس سے مقابلہ کرونگا قباد شہریار تخت سے اُٹھ کھڑے ہوے دست بستہ
صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اپنے قانون کو کیون منسوخ فرماتے ہین یہ حقیر آپکا اس ملعون سے مقابلہ
کریگا صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا وہ دیو خصال عفریت مثال اس سے کیونکر مقابلہ ہوگا عرض کی اگر حضور
کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار رہین تو انشاءاللہ مین اسپر غالب آؤنگا ای سہراب زنگی مراد اس بیان
سے یہ ہی کہ بوقت صبح بحکم قضا و قدر اسی سے مقابلہ ہوا قباد شہریار نے بقوت جوانمردی اُسکے خود سر کو مار کر چند
کو معلوم مین قید ہوگئے بس ای سہراب زنگی ہم پشت دکھانے والون مین نہین ہین سہراب زنگی منت
کر رہا ہی سفاک زنگی بھائی سہراب زنگی کا کہ ساتھ فوج کے تھا اُسنے پوچھا کہ یار و بھائی صاحب ہمارے
کہان تشریف لے گئے ہین سوارون نے کہا جوش جرأت مین اس جوان کے پاس تشریف لے گئے ہین سفاک
گنیلے کو اڑا کے بڑھا اُسوقت پہونچا کہ سہراب زنگی سامنے شاہزادۂ نور الدہر کے کھڑا ہوا ہاتھ باندھے
ہی سفاک نے نعرہ کیا او نامرد دشمن شاہ کے آگے ہاتھ باندھ رہا ہی سہراب زنگی نے پشت کر سفاک زنگی کو
دیکھا کہا بھائی مین اس جوان سے ڈر نہین گیا ذرا حال جرأت تو سنو دل کو وجد ہوتا ہی سفاک نے کہا تمنے
کی بات سنا کیسا یا سر کاٹ لے نہین تو مین آنکے سزا دیتا ہون شاہزادۂ نور الدہر نے گھوڑا چمکایا طرف
سفاک کے مخاطب ہوے کہا او بیہودہ تو آنکے سر کاٹ وہ بہادر کیا سر کاٹیگا وہ تو ہمارا مہربان ہی بلکہ اُسکا
ہمپر احسان ہی جو بہادرون کے واسطے چاہیے وہ باتین کرتا ہی تجھکو غرور ہی جیسے ہی شاہزادۂ نور الدہر
سامنے سفاک کے پہونچے اُسنے نیزہ مارا شاہزادۂ نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا
شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر بکال دو یزک نیزہ بازی ہوا کی مگر سہراب

جب تعریف کرتا ہی شاہزادۂ نور الدہر کی تعریف کرتا ہی کہ ای شیر بیشۂ جرات سبحان اللہ کیا کہنا ہماری نظر سے
ایسا جری و بہادر نہین گذرا آپ کل فنون مین طاق ہین شہرۂ آفاق ہین اسپر سفاک بہت جھلایا کہنے لگا
کر او سہراب تو بھی آ شریک ہو جا مین تم دونون کو جواب دونگا سہراب نے کہا پہلے اس شیر کو تو جواب دے
میری کیا ضرورت ہی شاہزادۂ نور الدہر نے فوراً سفاک کے نیزے کو گانٹھا آواز دی او مغرور ہوشیار ہو
دیکھ تیری مشت شست ہی سفاک نے کہا کیا مجال کہ بہرام فلک بھی میری مشت کی سستی کو دیکھ سکے شاہزادۂ
نور الدہر نے کہا دیکھو نیزہ نکلتا ہی یہ کہکے نیزہ گانٹھا شعر عجب بند صاحبقرانی کیا + کہ نیزے کو اسکے ہوائی کیا
شل خط شعاع آسمان پر چمکا شل تیر شہاب زمین پر گرا کل فوج بھی آگئی ہر ایک کی زبان سے صدائے احسنت و
آفرین بلند ہوئی ہر اک کا یہ قول تھا کہ ای شہریار سبحان اللہ فنون سپاہ گری مین کون آپ سے مقابلہ کرسکتا ہی
اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالتے سفاک نے جھلا کے تیغۂ برقتاب کمر سے کھینچا یہ
ثابت ہوا کہ اژدر غار سے بل کرکے نکلا گویا ابر سے خورشید جہانتاب بصد رعب و داب نکل آیا سفاک نے وار کیا
شاہزادۂ نور الدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوئے سہراب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا
چھا گیا بھائیکا داغ ہی اتنا تو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار آپ نے غضب کیا اپنے غلام کا بھی پاس نکیا سفاک
کو مار ہی ڈالا اب اگر نہ لڑون تو میرے واسطے باعث نامردی ہی مگر آپ کے واسطے مجھے سب کچھ گوارہ ہی ناموس
کا ملنا تو ناممکن ہی شاہزادۂ نور الدہر نے کہا ہمارا بچشم ہمیشہ نسیگا بارگاہ سلیمانی مین آوازہ کسیگا دربار جمشید مین
ہفت اقلیم کا آدمی موجود ہی مین منھ دکھلانے کے لائق نرہونگا سہراب زنگی نے کہا ای جوان تو نے سچ کہا
حقیقت مین جو کچھ تو نے کہا سب جا ہے ہی اگر میری اطاعت کر ناموس کا ملنا تو ہر طرح دشوار ہی ہان اتنا تو
ہوگا کہ بادشاہ سے کہکر تیری جان بخشی ہو جائیگی بدون میرے حکم کے کوئی تمکو قتل نکرسکیگا ہر اک کو یہی
خیال ہوگا کہ سہراب زنگی نے سفارش کی کیا کسی کی مجال ہی کہ تیرا ہاتھ ڈالے یا کوئی کلمہ سخت نکالے شاہزادۂ
نور الدہر نے کہا ای سہراب ہمارے تمہارے امتحان ہو جو غالب ہو وہی رفیق بننے کا طالب ہو تم اپنی
ساری فوج کو حکم دو ہمکو گرفتار کرین تلوار چلے اگر ہم بودے ہین پکڑ لیے جائینگے اگر منگ و دیدہ گرم و سرد
عالم چشیدہ ہین ابھر کر نکل جائینگے سہراب زنگی نے کہا میری غیرت کے خلاف ہی کہ فوج کو حکم دون تم
اکیلے بر آئے ہین مگر یہ وعدہ پختہ ہوگیا اگر آپ غالب ہون مین اطاعت کرون مین غالب آؤن آپ
اطاعت کیجیے شاہزادۂ نور الدہر نے کہا بسم اللہ سہراب اس اقرار پر نیزہ ہلاتا ہوا سامنے شہزادے کے
آیا آپسمین نیزہ چلنے لگا تھوڑی دیر مین شاہزادۂ نور الدہر نے نیزہ سہراب زنگی کا نکالا اب تو سہراب
کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا اژدہای سومن کا تیغہ کھینچا کہا ای جوان دریائے لشکر گران ہی مین کبھی کسی سے
کم نہین رہا بڑے بڑے پہلوانون کی خواہش ہی کبھی کہین یکایک مین جھپکی یہ تیرے واسطے موت کا پیغام ہی
اگر پہاڑ پر ماردون تا بہ نیچ کا تون دیو ہو تو اسکے بھی دو ٹکڑے کردون شاہزادۂ نور الدہر نے ارشاد فرمایا
بہت غرور نکرو سہراب زنگی نے تیغے کا وار کیا شاہزادے نے سپر کی اوجھر لگائی سہراب کی تلوار
ٹوٹ گئی شاہزادۂ نور الدہر نے اس اثنا مین ہاتھ تیغ سنار اسکا ایک مارا سہراب زنگی نے سپر اٹھائی
گرد سپر رات وصل کی تھی جلدی کٹ گئی سہراب زنگی نے اپنے کو بچایا سر جھکا پر تلوار گری گینڈے کی
گردن قلم ہوئی سہراب زنگی چوتڑون کے بل زمین پر گرا شاہزادۂ نور الدہر نے سائے مین تلوار لے لیا

ذرا ہاتھوں کو جنبش دین تو سر سہراب کا اُڑ جائے سہراب زنگی گھبرایا منھ پر ہوائیان آرین اسی انتشار مین دانت نکالدیے دونون ہاتھ اٹھادیے شاہزادہ نور الدہر نے ہاتھ روک لیا کہا کیون اے جوان تو ہی کہ گر بے پر کو قتل کرنا ہمارا کام نہین زمین سے اٹھو اور گینڈا لاؤ تلوار سپر لاؤ تب مقابلہ ہو یہ سنتے ہی سہراب زنگی کو وجد ہوا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہریار کٹے وہ ہاتھ جو آپ پر اٹھے میرے تو آپ جان بخش ہوے میری کیا مجال ہی جو مین آپ پر ہاتھ اٹھاؤن مین دل و جان سے تابعدار ہوا ہا لیان فوج سے پکار کر کہا جسکو مسلمان ہونا ہو میرے پاس آئے جسکو اطاعت لات و منات میسر ہو وہ خدمت مین کیوان انجم سپاہ کی جائے یہ سنکر جنکو جانا تھا وہ نکل گئے مگر پندرہ ہزار آدمی حاضر خدمت ہوے جو نکل گئے وہ تو یہ کہتے ہوے چلے کہ سہراب کی بھی شامت آئی ابکی کیوان ایسے کو بھیجیگا کہ دونون کا سر کاٹ لے باغ کو پامال کرے چاہو پہلوانون کا افسر خود جرات مین بہتر ہے بہتر اُسکی دشمنی مین کوئی ٹھہر سکتا ہی مگر سہراب مع پندرہ ہزار فوج مثل چاکران کمترین ساتھ شاہزادے کے در باغ پر آیا کہا حضور اندر تشریف لیجائین غلام دروازے پر بعہدۂ نگہبانی حاضر ہی شاہزادہ نور الدہر نے ہاتھ تھام لیا کہا فوج کو یہان آتار و تمکو مین نے بھائی زبانی کہا بلکہ بھائی صاحب سے تو اپنی ملو ملکہ نے یہ سب کارخانہ کوٹھے سے دیکھا خوشی خوشی کوٹھے سے اتری کنیزون سے کہا صاحب خدا نے اپنا فضل شریک کیا سہراب مطیع ہو اصحن باغ مین فرش بچھوایا خود مسند پر آکر بیٹھین ماہ رخسار وزیرزادی پہلو مین اور کنیزان زرین پوش گرد اگرد اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھین کہ شاہزادہ مع سہراب آکر پہونچا سہراب نے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا فرمایا اے سہراب تو نے اس غربت مین ہماری دستگیری کی ہم تمھارے ممنون و مشکور ہوے سہراب نے عرض کی مین غلام حلقہ بگوش ہون شاہزادے نے سہراب کو لا کر صحبت مین بٹھایا مصروف عیش ہوے مگر ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ کمسن الھڑ نیے گے دن چست و چالاک نہایت بیباک جسنے اسکی جانب دیکھا اُسکو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو آنکھ سے اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ کل آنا بناز و کرشمہ سامنے آکر گنگنا کے یہ اشعار عبرت خیز وحشت انگیز گانے لگی

نظم

دیکھ پھرتے ہی اودھی سی چمن پر چھائی
فوج تمکین پر اگر کام جلا کا دیکھا
دست و پا یار کے چوموں گا یہ تحفہ دیکر
آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا
تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے خسرو حسن
جو ملا بنے تری زلف رسا کا دیکھا
پھر گئین آنکھیں ہماری طرف کو جو یار
تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا
جو ہر لوح کیے قشقہ ہی نے روشن
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
جھک کر ہا ہون اللہ رے وصل بت کی
مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا
رنگ بیرنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
سامنے آئینہ رکھتے تو غش آجاتا
تو چپتا ہون جو کمین پیر حنا کا دیکھا
جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوا تنگ
عرش پر پہنچے دماغ اُسکے گدا کا دیکھا
اے شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو
جانب کعبہ جو رخ قبلہ نما کا دیکھا
ذرے کی طرح سے اڑنے بھی نہ پائین آنکھین
تو ٹتے ہمنے طلسم آنکی حیا کا دیکھا
سرو شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
ہاتھ اٹھائے جو محل مین نے دعا کا دیکھا
درد مندون نے ترے تھوڑا دوا کا دیکھا
گورے منھ کی ترے یاد آئی سنہری افشان
تمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق سے غمزہ مین زیادہ نکلے
مجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا
پھانسی دینے میرا جاگی نگوہا ہی کی
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا
ہر سنار سے تری آنکھ کبھی گل سونگھا
رخ جب اپنی طرف اس مہرلقا کا دیکھا
سیر تہخانے کی جب تک کہ کمی تھی ہمنے
قد بالا کو ترے ہمنے دو بالا دیکھا
روئے گل دیدۂ بلبل سے گرا اے محبوب

زنگ ہندی ہے جو تیرے کف پا کا دیکھا	چھپکے یاقوتی لب کو تیرے جو دیکھے ہم	نشہ معجون مین جو ہوش ربا کا دیکھا
کوچے قاتل کا تماشا آئے دکھلا آتش	گرم [illegible] نہ بازار فنا کا دیکھا	گر مشتاق قطرہ زن عیار یہ سب چلبل

دیکھکر بھاگا یہ بھی اتنے دیکھا کہ سہراب کو شہزادہ اندر لے گیا پندرہ ہزار جوان درباغ پر فرد کش ہوے خیمے
استادہ ہوگئے طلایہ بھی پھرنے لگا روشنی ہوگئی یہ سب دیکھکر چلا کیوان انجم سیاہ گوش برآواز تھا کہ سب کے
پہلے مشتاق عیار آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کیوان انجم سیاہ نے غصے مین قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا چار سو
پہلوان جو اسکی صحبت مین بیٹھے ہین سب نے کہا حضور ابھی چلکر سہراب زنگی کو بھی مارینگے نبیرہ حمزہ کی بھی
مشکین باندھکے لائینگے بادشاہ ہتھیار لگانے لگا فوج مین قرنا ہوئی لشکر تیار ہونے لگا پلٹنون رسالون مین
جو باجے بجے مشہور ہوا بادشاہ خود کل فوج کو لیکر جاتا ہی اب مسلمان کی خرابی ہی ملکہ کے بھی سر کاٹنے کا حکم ہی
اب کوئی زندہ نہ بچیگا ملکہ حسن آرا جو محل مین بدحواس بیٹھی تھی مخبرنے جو آکے خبر کی ہوش اڑگئے دریاے
محبت نے جوش مارا آنکھون سے بحر اشک جاری گھبرا کر اٹھی دو ہزار کنیزین انیسین جلیسین ساتھ چلین اب
کوئی نہین جانتا کہ ملکہ کہان جاتی ہین حسن آرا جوش محبت مین دختر کے محل سے نکل پڑی یہ خبر ہرکارون نے
کیوان انجم سیاہ سے کی کیوان گھبرا کر اٹھا کہ جاکر روکون کہ دربارگاہ پر کھڑا ہوا دیکھا آگے آگے حسن آرا
باموے پریشان آنکھون سے آنسو جاری دل کانپتا ہوا پشت پر ساتھ ہزار عورتین نگہبان و پاسبان
رستے مین منھ چھپانے لگین کسی نے کپڑا منھ پر ڈال لیا بعض نے اپنے کو گرا دیا حسن آرا اندر آئی بادشاہ
کے دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی کہا صاحب میری عمر بھر کی کمائی برباد ہوتی ہی مجھے عجب حیرت ہی کہ وہ نگوڑی
بے زبان روکے روٹی مانگنے والی یہ باتین کسنے اسکو سکھا دین نبیرہ حمزہ کیونکر اُستک پہونچا آپ خوب
جانتے ہین آپ کے نام سے وہ کانپتی ہی جسوقت آپ کے آنے کی خبر پائیگی اپنے کو ہلاک کریگی سب عشق
و محبت خاک مین ملجائیگا ہاے مین اپنے ماہ تابان کو کہان پاؤنگی میرا مطلب یہ ہی کہ آپ تشریف نہ لیجائین
عیار کو بھیجکر نور الدہر کو پکڑوا بلائیے نہین آپکو اختیار ہی مین نہ زندہ رہونگی جسوقت سنونگی اُسنے
اپنی جان دی مجھسے صبر نہو سکیگا جان دیدونگی عیار کو بھیجے پسر حمزہ کو پکڑ لائے وہ اپنی جان و ایمان
ہی مین جاکر سمجھاونگی وہ کبھی نام بھی نہ لیگی نہین معلوم یہ معاملہ کیونکر ہوا کنیزین نوجوان ستانیان بازار کی
پھرنے والی آنکھے یہ شعبدے ہین میری بچی کا یہ حوصلہ نہ تھا بی سوسن کو جب دیکھا آنکھ ہوتی بی نرگس کی
نظارہ بازی سنبل کے پیچ وتاب ہر وقت پٹیان بنی رہتی ہین بے چھوٹے ہوے کبھی کاکلین بنائی جاتی ہین
کسی وقت بناؤ سے چھٹی نہین بی شمشاد کا اکڑنا صنوبر کو کبھی سیدھی چال چلتے نہین دیکھا ہمیشہ نیچو کے
بھل چلتی ہین جب محل سے نکلین پیچھے لوگون کی بھیڑ ایسون کا جمع ہونا کیونکر ہم کہین کہ انہون نے
نیا رنگ نہ جمایا ہو جو جیسا ہوگا ویسا ہی دوسرے کو بھی چاہیگا اسقدر حسن آرا نے غل مچائے
کہ کیوان انجم سیاہ گھبرا گیا کہا صاحب جسطرح تم کہو وہی کیا جائے دربار مین سناٹا ہوا وزرا امرا
ہٹ گئے مشتاق قطرہ زن کو بلایا حسن آرا بدحواسی مین سامنے ہوگئی اُسنے کپڑا اپنے منھ پر ڈال لیا
دست بستہ عرض کی آپ نہ گھبرائین جسطرح ارشاد ہوگا بسر وچشم بجا لاؤنگا اگر حکم ہو نبیرہ حمزہ کا
سر لاؤن یا زندہ گرفتار کرون یا ملکہ عالم کو لے آؤن حسن آرا نے کہا صاف یہ ہی کہ یہ دونون آپسمین جدا
ہوجائین نبیرہ حمزہ کا علاج اسطرح پر ہو کہ وہ بدنصیب خبر نہ لے ہاے کسنے میرے پارۂ جگر کو بلا مین پھنسایا

اسی ہفتے کے اندر جو آئی مین نے کہا بی بی باغ مین دھما چوکڑی رہتی ہی سوانگ بنائے جاتے ہین سنا ہی
ٹھیکرا بناری کمبخت نے کچھ مجھکو جواب نہ دیا رونے لگی مین نے اشک اسکے پاک کیے اور کہا بی بی مین نے تو
سمجھانے کو کہا تھا تم روتی کیون ہو تو اسطرحکا غیرت دار ہو ممکن ہی کہ ایسے محلات مین چھپنے آن ستایئون
نے یہ باغ مین نیا گل کھلایا بے زبان کو آوارہ کیا ای مشتاق قطرہ زن کسی تدبیر سے پسر حمزہ کو اگر لا
نہین تو میری بیٹی کو فوراً لا پھر باغ پر ہنگامۂ عظیم ہو جب شاہ فوج لیکر جاینگے یہ فوج دریا موج دیکھکر خود
قدمبوس کریگا خطا معاف کرائیگا ہمتو خطا معاف کرینگے فوراً قتل کا حکم دینگے بادشاہ نے بمشکل بی بی کو سمجھا کے
محل مین بھیجا عیار سے کہا جو تو کہیگا وہ تجھکو دونگا گر تو ملکہ کو چورا لا اسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ غلام
جاتا ہی جو حکم ہوا وہی بجا لاؤنگا یہ کہکے روانہ ہوا بعد مشتاق کے جانے کے بادشاہ خود مسلح ہوا گھوڑے
پر سوار ہو کے سرداران فوج کو بھی خبر نہ کی یکہ و تنہا طرف صحرا کے چلا مگر مشتاق قطرہ زن اک ضعیفہ کی
شکل بنکر در باغ پر آیا دیکھا پندرہ ہزار جوان دروازے پر اترے ہین سہراب زنگی ابھی باہر نکلا ہی
ساتھ والے اسکو استقبال کر کے بارگاہ مین لائے یہ بیٹھا ہوا کہ رہا ہی دیکھو یارو ہوشیاری مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہو خیال رکھنا کوئی غیر نہ آنے پائے سوار گرد باغ کے پھرنے لگے مشتاق قطرہ زن نے دیکھا
چند کنیزین کسی کام کو نکلین مشتاق قطرہ زن کہ بشکل ضعیفہ تھا اک کنیز کو بڑھکر سلام کیا کہا بی بی ملکہ کا مزاج
بیمار ہے حسن و جمال کی ترقی ہو جانے والے جمع ہوتے ہین لونڈی نے دو دن سے کھانا نہین کھایا اب سوت
کلیجہ کو بیچ رہا ہی اب یقین ہی کہ روح نکل جائے کنیز کو رحم آیا جا کر ایک پلاؤ کی رکابی اٹھا لائی مشتاق نے
دو لقمے پر جمعہ کے کھائی کنیز سے کہا بی بی پانی پلادو کنیز جا کے لوٹے مین پانی لائی عیار چلو لگا کر پینے لگا
دعائین دیتا ہی جب دیکھا کوئی اس مقام پر نہین ہی اک حباب مار دیا کنیز بیہوش ہوئی گود مین اٹھا کے
لایا اسی کی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا روشنی ہو رہی ہی ملکہ پہلو مین شاہزادہ نورالدہر کے بیٹھی ہین
مشتاق قطرہ زن حاضر رہا جب ملکہ و شاہزادہ اٹھکر بارہ دری مین تشریف لائے اور یہ دونون سوئے
مشتاق قطرہ زن اٹھا او شمع ہائے مومی وکافوری کو گل کیا چاہا شاہزادے کو بیہوش کرون شاہزادہ
کی آنکھ کھلی سر اٹھا کر دیکھا بارہ دری مین اندھیرا پڑا ہی سوچے کہ شمع ہائے مومی وکافوری گل ہو گئی ہونگی
واسطے رفع حاجت کے بیرون بارہ دری گئے اس عرصے مین عیار نے ملکہ کو بیہوش کر لیا پشتارہ لیکر بھاگ نکلا
پشت باغ پر آیا کمند ماری دیوار پر چڑھکے کودا راستہ صحرا کا لیا شاہزادے رفع حاجت کر کے جو آئے
دیکھا پلنگ خالی ہی اب تو کنیزون کو پکارا لونڈیان دوڑین دیکھا تو شاہزادہ حیران کھڑا ہی کہا ارے
یارو ملکہ کہان تشریف لے گئین روشنی لاؤ روشنی مین دیکھا عیار کا تیر لگا ہی فرمایا غضب ہو گیا بادشاہ کا
کوئی عیار ہی کنیزون نے دست بستہ عرض کی مشتاق قطرہ زن بڑا عیار پرفن ہی معلوم ہوتا ہی وہی آیا اب
شاہزادہ گھبرا کر باغ مین آیا پھرتے پھرتے قریب دیوار باغ پہونچے دیکھا کمند پڑی ہی شاہزادہ نورالدہر
نے فرمایا اسی طرف سے نکل گیا فوراً اپنا مرکب تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے جلدی مین خود و زرہ
بھی پہننے کی نوبت نہ آئی اسی طرح چل نکلے ستارہ سحری چمکا نشان نقش پا دیکھتے ہوئے آتے ہین اس
عرصے مین مشتاق قطرہ زن عیار پرفن قریب جھیل کے پہونچا خیال مین گذرا پانی پی لون اپنے کو
درست کرون چالاک و چست ہو کر شہر مین پہونچون یہ سوچ کر پشتارہ زمین پر رکھا منہ ہاتھ دھو یا ٹہلنے لگا

کہ پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی او مکار غدار کہاں جاتا ہی نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم وتہور
شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر ہونین کا بنی نخل تھرانے مشتاق قطرہ زن نے پلٹ کے جو شاہزادے
کو آتے دیکھا جلدی سے بشارے کو اُٹھایا دوش سے لگایا سامنے چھوٹی پہاڑی تھی اُسپر چڑھگیا شاہزادے
نے آواز دی او بیحیا کیا تو پہاڑ پر جاکے بچ جائیگا یہ فرماکر گھوڑے کو بڑھایا قریب پہاڑ کے آئے دامن کو
گردان کے آستین چڑھائی تیغہ ہاتھ مین لیکر بالائے کوہ چلے جھنڈی پکڑ کے جست کی ایک گھاٹی پر جاکے
ٹھہرے مشتاق یہ صولت وحشمت دیکھکر گھبراگیا کہا ای شاہزادہ والا قدر اگر آپ پہاڑ پر آئینگے تو مین
ملکہ کو مار ڈالونگا شاہزادے نے کہا او عیار مکار تجھکو تیرے قبیلے بھر کو قتل کرونگا تو کیا زندہ میرے ہاتھ سے
بچیگا عیار گھبرایا کبھی منت کرتا ہی کبھی خوشامد کرکے ٹالتا ہی شاہزادے نہین مانتے گھاٹیان طی کرتے ہوے
جلتے ہین اب عیار بہت گھبرایا کہ صحرا سے گرد اڑی عیار نے دیکھا کیوان انجم سپاہ تاج شہریاری سر پر تیغہ
برقتاب حمائل کر گھوڑے پر سوار اپنے عیار کو بالائے کوہ دیکھکر گھبرایا ہوا پھر رہا ہی پکارکر آواز دی کیون مشتاق
خیر تو ہی اپنے بادشاہ کو دیکھکر بھول گیا پکارکر آواز دی ای شہریار مین ملکہ کو چورا کرلایا شاہزادے نے مجھکو
گھیرا ہی بادشاہ نے وہین سے نعرہ کیا او نوجوان کیا بے ادبی کرتا ہی نور الدہر نے جو کیوان انجم سپاہ کو دیکھا
پلٹ کر آواز دی ای بہادر شرم کی بات ہی کہ تو خود پہلوان چارسو پہلوانون کا افسر فوج بیشمار اُسپر یہ مکاری کہ
عیار کو بھیجا وہ تمھاری صاحبزادی کو چورا لایا اب تو حمایتی بنکر آیا ہی دونون سے سمجھ لونگا کیوان زیر کوہ
کھڑا ہوا عیار سے کہا اترآ نور الدہر نے کہا ای کیوان انجم سپاہ دو قدم نہ بڑھنے دونگا یہ فرمایا اور نیزہ اٹھایا
کہ صحرا سے گرد اڑی ہمراہیان کیوان انجم سپاہ چارسو پہلوان دو لاکھ فوج سوار و پیدل دل کے دل
اپنے شاہ کو ڈھونڈتے ہوے آکر پہونچے نور الدہر نے کہا لو تمھارے حمایتی بھی آگئے اب سب ملکر دو مین
دیکھو کیا گذرتی ہی انشاء اللہ کیا مجال ہی جو بیتشارہ ملکہ کو جانے دون یہ ذکر تھا کہ باغ کی طرف سے بھی گرد اڑی
سب دیکھنے لگے سہراب زنگی مع پندرہ ہزار فوج کے چلا آتا ہی سہراب نے جو اپنے مالک کو اکیلا دیکھا تو
آواز دی آقا غلام حاضر ہی کیوان نے کہا لو تمھارے بھی حمایتی آگئے نور الدہر نے کہا شرم نہین آتی تمھارے
دو لاکھ یہ پندرہ ہزار چارسو سردار ہین یک و تنہا ای کیوان جانے نہ دونگا ملکہ کو لونگا اگر تم لوگ مجھے زیر کرو
اختیار ہی تمھارے پہلوان کھڑے ہین جسکو دعوی جرأت ہو وہ سامنے آوے سب پہلوان بحیرت نور الدہر
کو دیکھنے لگے کیوان نے کہا ای شہریار اگر مین آپکو زیر کردن سرکشی مزاج سے نکالڈالیے ایسا نہو کہ مین زیر کرکے
آپ اطاعت نہ کرین نور الدہر نے کہا مردان عالم کے قول و فعل مین کہین فرق بھی آتا ہی اگر تم ہمکو زیر کروگے
حلقہ غلامی تمھارا کان مین ڈالینگے اگر شاید عنایت ہمارے خدا کی شریک حال ہوئی اور تیر غالب آئے
ملکہ کو ضرور لینگے تمکو مطیع کرینگے یہ سنکر کیوان نے گھوڑا دوڑایا کہا آئیے لیکن آپ نے خود بھی نہین پہنا زرہ بھی
زیب جسم نہین ان اشیا کو منگا کر پہن لیجیے تب مجھسے مقابلہ ہو یہ چارسو جوان کھڑے ہین سب میرے ہی
زیر کردہ ہین مین خود مقابلہ کرونگا نور الدہر نے کہا بسم اللہ ان اشیا کی کچھ ضرورت نہین خود حفاظت
پروردگار سپر زرہ تقرب زیب جسم انور آپ وار کیجیے کیوان نے بڑھکر وار کیا یعنے نیزہ مارا نور الدہر نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین پہلوان کیوان کی تعریفین
کررہے ہین ایک مقام پر نور الدہر نے نیزہ کیوان کے ہاتھ سے نکالدیا کیوان انجم سپاہ قہر و غضب مین

بچایا آواز دی ای جوان غضب کیا آجتک کبھی کسی نے نیزہ میرے ہاتھ سے نہ نکالا تھا مگر نیزہ بازی مردان عالم کا
کھیل ہی تیغہ تیغ بیدریغ اگر کھینچون برق جہندہ پردۂ ابر مین چھپے اگر وار کرون سپر مہر کٹے یہ کہکر تیغہ کھینچا شاہزادہ
نے تیغ خارا شگاف سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کو تلوار پر روکا آپس مین وار چلنے لگا دو چار وار رد و
قدح ہوئے تب نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کیوان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا ای جوان تجھکو کیا
منظور ہی نورالدہر نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ آپ میرے بزرگ ہین مین آپکا خردہ ہون چاہتا ہون میرے آپکے
کشتی ہو شکر ہی کہ تلوار و نیزے سے دونون کو اللہ تعالے نے بچایا کیوان انجم سپاہ کود پڑا کہا ای جوان
مین بھی خوش ہوا کہ تلوار و نیزے کی لڑائی موقوف ہوئی مگر دلمین کہتا ہی ای کیوان کیا جوان ہی شیر بیشۂ
جلالت یگانۂ میدان جرأت اگر اسکو زیر کیا اور مذہب لات و منات اسنے قبول کیا سلطنت کو بڑی رونق
ہوگی کل فوج کا اسکو سپہ سالار کرونگا دونون سے کشتی ہونے لگی کیوان بھی جان لڑا رہا ہی یہی چاہتا ہی
زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا جو پیچ باندھتا ہی شاہزادہ آسانی سے اسکا توڑ کرتا ہی شیر سے ٹکرا رہے ہین لکھا ہی
چار پہر دن ایک طور پر کشتی ہوا کی نیر اعظم بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ ماہتابان
با فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا کیوان انجم سپاہ روک کر شاہزادے کو کھڑا ہوا
کہا ای جوان کیا کہنا خوب تو مجھسے لڑا اگر اب جاکر آرام کر صبح کو پھر مقابلہ ہوگا شاہزادے نے فرمایا ای بادشاہ
جمجاہ ہمارے تمہارے برسون یونہین سحر کو ٹڑا رہیگا غالب و مغلوب ثابت نہوگا اب ہمکو یا زیر کرکے یا زیر ہوکے
پلٹنا کیوان نے جھلاکر جواب دیا ای جوان کیا مین دیگر پلٹتا ہون فقط یہی خیال ہی کہ شب تیرہ و تار مین کون
تماشا دیکھیگا شاہزادے نے کہا دن ہو جانا ممکن ہی قضائے کار اسیوقت صحرا سے گرد اڑی دیکھا سبے
شبرنگ بن عمرو عیار شاہزادۂ والا قدر کو ڈھونڈھتا ہوا شاہزادے کو اسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادے
کو کشتی لڑتے ہوئے دیکھا آکر سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ای یار وفادار ای مونس و غمگسار کہان تھے عرض کی
حضور کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا شکر ہی کہ خدمت مین پہونچا فرمایا ای شبرنگ سامان روشنی کا کرو شبرنگ
قاعدے سے آگاہ تھا بتعجیل روشنی کرادی تھی گجر بندی ہوگئی بادشاہ نے بھی روشنی کرائی پھر کشتی
ہونے لگی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھایا دونون جوان مصروف جنگ ہوئے مگر ممکن نہین ہوتا
کہ ایک کو ایک زیر کرے مصنف عرض کرتا ہی کہ دو شبانہ روز ایک طور پر ان دونون جوانون کو گذرے
تیسرے دن بادشاہ جمجاہ شاہزادے کو لے دوڑا بارہ قدم پر لاکے یکبارا شاہزادے کا پایان گھٹنا زمین
سے آشنا ہوا کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا چاہا اٹھا لون مگر لنگر کو حرکت نہوئی تھک کے ہاتھ اٹھا لیا
خیال مین یہی ہی کہ اگر مین لنگر نہین اکھیڑ سکا میرے لنگر کو یہ کیا اکھیڑے گا مگر شاہزادۂ والا قدر اپنے
مقام سے اٹھا کیوان کو لے دوڑا پچیس قدم ریل کر لایا وہان پر لاکے یکبار دونون گھٹنے کیوان کے آشنا
بزمین ہوئے شاہزادے نے کمر مین ہاتھ ڈالا زور کیا پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا ب
سینہ تیسرے زور مین اس افسر کو سر سے بلند کیا اسنے چاہا بغلون مین پیر اڑا کر دھڑ اڑا دون مگر شاہزادے نے
داہنا قدم آگے بانیان پیچھے چرخ دینا شروع کیا مثل طاؤس آتشبازی ہاتھ پر چرخ کھانے لگا ہاتھ کے
دستانے کہین پاؤن کے موزے کہین کمر سے خنجر نکل گیا شاہزادے نے چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا مونڈھے
کی کھا کے سنبھلون نورالدہر نے ایک ٹھوکر ماری چارون شانے چت سینے پر سوار ہوئے فرمایا خطا معاف

شناخت مین پروردگار کی کیا ارشاد ہوتا ہی کیوان نے عرض کی چھوٹ مرد دیکھے مین تابعدار ہون نور الدہر کے
بادشاہ اٹھکر قدمون پر گرا عرض کی ای شہریار مین نے اپنے زور کا بھی امتحان کیا دل سے نیت کی تھی کہ اگر
ہمارا مذہب حق ہی تو غالب ہونگے اگر مغلوب ہوے تو مذہب بھی آپکا صحیح ہی اب یہ کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایئے
مجھکو اعتقاد مذہب خدا پرستی ہوا اب دفع فتنۂ بد مستی ہوا شاہزادے نے فضیلتین اپنے مذہب کی بیان
فرمائین اور مذمت کفر ظاہر کی بادشاہ بصدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا وزرا امرا افسران فوج جتنے موجود تھے
بادشاہ نے پکار کر آواز دی یارو جسکو مذہب خدا پرستی اختیار کرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ جہان چاہے نکل جائے
مین کسی پر جبر نہین کرتا تمام افسران فوج و وزیر امیر اپنے بیگانے یہ کہکر دوڑ پڑے کہ جو آپکا مذہب ہو وہی ہمارا
ہمین کیا عذر ہی مگر مشتاق قطرہ زن کو بہت ناگوار ہی مگر چپکا ہی بادشاہ کے سنانے کو اسنے کلمہ پڑھ لیا دل
مین یہی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ ان سب کو ستاؤن بادشاہ نے محافۂ زرین منگایا ملکہ کو اسمین سوار کیا
شاہزادے کو مرکب پر آب رکاب تمام کرا اہتمام کرتا ہوا قلعے مین لایا بارگاہ مین آکر عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ
فرمائین میرا باعث فخر ہی شاہزادے نے کہا یہ ہمارا دستور نہین مین اول ہی کہہ چکا ہون کہ آپ ہمارے بزرگ ہین
بھٹکانے والے صحرائے وقاحت کے گرگ ہین پروردگار نے ہمکو تاج بخش بنایا تاج گیر نہین کسی کی سلطنت کے
مٹانے کی تدبیر نہین کیوان آکر تخت پر بیٹھا اسیوقت وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر شاہزادے
کے لگایا چہرہ شاہزادے کا خوشی سے سرخ ہوا بادشاہ نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مین امروز فردا مین
بربار جادو کو بلواتا ہون آپ کو لوح طلسم خونریزی دلواتا ہون نور الدہر خوش ہوے کیوان نے
سامان شادی فراہم کیا نور الدہر نے کہا ابھی تامل فرمایئے اگر آپکو منظور ہی کہ اس شادی کی خبر سبکو ہووے
وزرا امرا شریک ہون بعد فتح طلسم دیکھا جائیگا اسطرف صرف عقد شرعی ہوجاے کیوان نے قبول کیا
ملکہ خورشید روشن جمال جب محل مین داخل ہوئین حسن آرا نے بلائین لین کہا بیٹیا جوہر شناس فلک
اساس ہو ماشاءاللہ کیا شوہر تمکو ملا نبیرۂ صاحبقران فرزند صاحبقران صاحب حسب ونسب
دختر پیغمبر لقب ملکہ گوہر ملک انکی والدہ ماجدہ باپ شاہزادہ بدیع الزمان وہ تمھارا شوہر ہوا کہ
کنیزون نے آکر خبر دی حضور مبارک ہو ترنج خوشبوئی سینے پر شاہزاد نور الدہر کے لگایا ملکہ نے دو چار کو
تو جواب نہ دیا جب محل بھر مین تمام دائیان دوائین وزیر زادیان کنیزین مصاحبین یہی کہتی ہوئی آئین کہ
مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی ملکہ شرما کر اک کمرے مین چلی گئی کہا صاحب میری بلا جانے ماں باپ کو جنکا
ہی جہان چاہین بھیجدین مجھے مبارک سلامت سے کیا غرض مگر شبرنگ بن عمرو نے نور الدہر سے تنہائی
مین کہا ای شہریار بشرہ شناسی تو والد ہی کا کام ہی مگر ہے آنکھین کی آنکھین دیکھین مشتاق قطرہ زن ہمکو باغی
معلوم ہوتا ہی ہر وقت اسی فکر مین ہی کہ آپ کے دشمنون پر آفت آ پڑے اسکا حضور کو خیال رہے بلکہ
کیوان سے کہکر اسکو قید کر لیجیے نور الدہر نے کہا ای بہادر خود کیوان مسلمان ہو چکا اُسکی بغاوت سے کیا
ہوگا شبرنگ نے کہا یہ حضور کا خیال محال ہی غلام کو سراسر تشکیک ہی بقول سعدی اس مقام پر ٹھیک ہی
شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ ای شہریار وہ عیار مکار و غدار ہی ضرور
کچھ مکر کریگا نور الدہر خاموش ہو رہے شبرنگ جی مین کہتا ہی مقام افسوس ہی کہ شاہزادے نے ہمارے
کہنے کو خلاف جانا دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر کیوان انجم سپاہ نے بعد صحبت عقد شب کو ایک نامہ بنام

بردبار جادو اُنکی اپنے ہاتھ سے بنی مُہر کی مضمون یہ تھا کہ اے بردبار جادو آجکل چہار جانب ہنگامہ ہی
طلسم نور افشان فتح کر لیا ہر ایک کا قصد ہی آخر آئے قید بھی ہوے آخر کوشش کر رہے ہین یہ بھی مین نے سنا
کہ راہ طلسم نور افشان مسدود ہی مگر ایک راہ طرف طلسم شوکت کے دوسری راہ طرف سے طلسم خونریز
کے ہی ہمین تمسے کچھ صلاح کرنا ہی کل شب کو مع لوح طلسم خونریز ہمارے پاس آؤ صلاح کرینگے آیندہ کا
سامری و جمشید کو اختیار ہی وزیر کو نامہ دیا کہ بردبار جادو کو جاکر اپنے ساتھ لاؤ شادی خورشید کی
اور ہمارا مسلمان ہونا ظاہر نہونے پائے اسی واسطے شب کو بلایا ہی وزیر گھوڑے پر سوار ہو کر چلا
جب باہر نکلا مشتاق قطرہ زن نے دیکھا پوچھا اے وزیر اعظم کہان جاتے ہو وزیر نے تمام کیفیت بیان
فرمائی کہ بادشاہ نے بردبار کو بلایا ہی منظور یہ ہی کہ جب وہ آئین تو اُنسے لوح لیکر شاہزادہ نور الدہر
کو دین شاہزادہ طلسم خونریز کو فتح کرے اب نور افشان پر لشکر کشی ہوگی یہ حال سنکر عیار خاموش
ہو رہا کہا جائیے وزیر اعظم نامہ اپنے شاہ کا لیے ہوے قلعے مین بردبار کے آیا بردبار کو خبر ہوئی کہ وزیر
کیوان انجم سیاہ آتا ہی چند جادوگرنیان بھیجکر بلایا وزیر نے نامہ پیش کیا بردبار نے پڑھکر جواب دیا
کہ مین خود تردد مین تھا یہی فکر ہی کہ کیوان انجم سیاہ سے عرض کرون کہ اپنے ملک کی راہین بند کرین
انکی وجہ سے میری حفاظت ہی سنتا ہون طلسم شوکت فتح ہوا حرف مفتوح جادو اپنے قلعے پر آکر بیٹھا ہی
طلسم کشا آیا چاہتا ہی بعد فتح طلسم شوکت وہی جوان طلسم خونریز کی بھی فکر کریگا لہذا ایسا انتظام ہو
کہ کوئی نیا شخص آپ کے ملک مین نہ آسکے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا وزیر سے کہا تم چلو مین بھی آتا ہون
وزیر روانہ ہوا بردبار تنہائی مین آیا درج لوح لیکر اپنے پاس جھولی مین رکھا تخت پر بیٹھکر چلے مگر مشتاق
نے جسوقت سے وزیر کو جاتے ہوے دیکھا ہی پیٹ مین درد ہی کبھی بارگاہ مین جاتا ہی کبھی بیرون قلعہ آتا ہی
چاہتا ہی پہلے مین بردبار سے ملاقات کرون سب راز مخفی کہدون آج ان سب کو قتل کراؤن مین اپنے
ہاتھ سے نور الدہر کو قتل کرون کیوان انجم سیاہ مارا جائے پہر رات سے شب گذری ہی در پر قلعے کے بیٹھا ہوا
تھا کہ پہلے وزیر آکر پہونچا مشتاق نے پوچھا کیسے کیا ہوا بردبار نے کیا جواب دیا وزیر نے سب حال
کہدیا مشتاق چپ ہو رہا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ آسمان پر بجلی چمکی دیکھا بردبار آتا ہی مشتاق نے
پکارا شہنشاہ عالم ذرا ٹھہر جائیے میرے پاس آئیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی بردبار اُتر آیا جانتا ہی کہ یہ
عیار شہنشاہ ہی انتظام ملک اسی کے سپرد ہی کوئی خبر دریافت کی ہوگی سُن لینا واجب و لازم ہی یہ سوچکر
اُتر آیا کہا کیون مہتر صاحب خیر تو ہی مشتاق نے کہا حضور غضب ہو گیا بادشاہ نے آپکو دم دیکر بلایا ہی
خواہ بیہوش کرین یا یونہین تلوار کا ہاتھ مارین لوح آپ سے لینگے اپنے داماد کو دینگے بدون لوح تو آپنے
کھل بل ڈالدی ایسے کے پاس اگر لوح طلسمی ہوگی تو کیا قیامت برپا کریگا بردبار گھبرا گیا کہا اے مہتر
تو نے بڑا کام کیا اب کسکی مجال ہی لوح طلسمی کون لے سکتا ہی مشتاق سے صلاح کرکے روانہ ہوے
کیوان انجم سیاہ نے ایک کمرے مین تخلیہ کر رکھا تھا شاہزادہ محل مین انتظار بردبار کر رہا ہی کہ بردبار
آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا کیوان کو یہ بھی معلوم ہی کہ مجھسے محبت رکھتا ہی مگر ظاہر نہین اسپر کرسکتا ہی
کیوان نے محبت سے ہاتھ پکڑکے کہا کہو بردبار مزاج کیسا ہی کئی ہفتے کے بعد آئے تمکو دیکھ لیتے ہین جی خوش
ہو جاتا ہی تمھاری وجہ سے ہمکو بڑی تقویت ہی کہ اگر کوئی معرکہ پڑے ہم زور سے کچھ نہ کرسکین تو تم سحر سے

اسکو پڑلوگے فی الحال ہمکو بڑا تردد ہی ہمنے سنا کہ مرحلہ جات طلسم شوکت فتح ہوئے اب طلسم کشا قلعۂ شوکت پر
آیا چاہتا ہی بعد فتح طلسم شوکت تمھارے طلسم کا ارادہ کریگا پہلے ہمین سے مقابلے پڑینگے ہم تمکو اطلاع دینگے
لوح طلسمی لائے ہو بردبار نے عرض کی موجود ہی کیوان نے کہا میرے پاس رکھدو مین بہت احتیاط سے
رکھونگا بس بردبار نے کہا او مکار تیری بات کا کیا اعتبار ہی مین نے خبر سنی ہی تو ٹیچو ہوگیا ہی یعنی مسلمان ہو
دی شل فتاح طلسم شوکت یہ جوان بھی نبیرۂ صاحبقران ہی اُسکو لیکر لوح دیجیے گا کیوان گھبرا گیا کہا
ای بردبار یہ کیا کہتے ہو مین تو مسلمان کے نام سے بیزار ہون جس کسی نے تجھکو یہ خبر دی سراسر میرا دشمن ہی
میرے ملک مین کوئی مسلمان نہین آیا بردبار نے کہا اب مین دریافت کرونگا یہ کہکے پیچھے ہٹا کیوان نے ہر چند
گریہ وزاری کی بردبار نے چند دانے ماش کے مارکے کیوان کو بیہوش کیا کمرے سے سحر کرتا ہوا نکلا اہالیان
فوج وزیر و امیر جو سامنے پڑے سبکو سحر سے بیہوش کرتا ہوا سحر کرکے بلند ہوا باغ کی طرف سے گذرا جہان ملکہ خورشید
جلوہ فرما ہین انیسین جلیسین گرداگرد بیچ مین یہ دونون عاشق و معشوق باتین کر رہے ہین جام کی رغوائی گردش مین
ہر خرد و کلان عیش و جیش کی کوشش مین ملکہ کے ہاتھ مین جام ہی نورالدہر کو دے رہی ہین نورالدہر نے
جام لیا لبون سے لگا کر پیا دوسرا جام ملکہ کو دیا آپسمین ردو قدح ہو رہی ہی بردبار نے جو دیکھا جل گیا وہین سے
للکارا او گیسو بریدہ مسلمان کو پہلو مین بٹھایا ساحرون کے قتل پر کمر باندھی کہنے والے کا قول کرسی نشین ہوا گویا
آسنے سب ساحرون کو بچا لیا مین نے باپ کو تمھارے سزا دی اب تمھاری فکر کو آیا ہون ملکہ خورشید روشن جمال نے
بردبار کو دیکھکر کانپ گئی رنگ رو متغیر دیکھا مثل شعلۂ جوالہ بردبار آتا ہی جو کنیز اسے راہ مین ملی سحر کرکے
بیہوش کر لیا صد ہا نخل پامال کر ڈالے باغ مین آگ لگادی یہ بدعت اُسکی دیکھکر نورالدہر اُٹھے آواز دی او بیہودہ
تیرے گنہگار ہم ہین ان بے گناہون نے کیا کیا کیون انکو ستاتا ہی بردبار نے نورالدہر کی طرف گولا مارا نورالدہر
بیہوش ہوکے گرے ملکہ کی بھی زبان بند ہاتھ پانون مین رعشہ پکار کر آواز دی سارے شہر کا علاج کرلون تو
پھر آکر تمکو قتل کرون سبکو اسی حال مین چھوڑکر باہر نکلا جابجا فوج اڑی ہوئی تھی جہان گولا مارا یا سو دوسو
جل گئے ہزارون بیہوش ہوگئے کسی پر شعلہ گرا کہین آگ برسی تلوارین گرائین خنجر برسائے یہ بدعت کرتا ہوا
جاتا ہی ایک کوچے سے گذر ہوا ایک لڑکے کو دیکھا گوری گوری صورت آب رواں کا کرتہ گلے مین مشروع کا پاجامہ
گھسیٹتا جوتا ہیکل گلے مین سونے کا طوق پہنے ہوئے گجھنارے گلے مین پڑے ہوئے ہاے ابا ہاے ابا کہتا ہوا
جاتا ہی بردبار کو ترس آیا صورت دیکھکر غمگین ہوگیا پکار کر آواز دی صاحبزادے کیون روتے ہو ابا تمھارے
کہان ہین لڑکے نے پلٹ کر دیکھا امی جان کہتا ہوا دوڑا گود مین لپٹ گیا امی جان کہان ہین بردبار نے
گلے سے لگا لیا سوچا کہ پال لونگا برس دو برس مین سیانا ہوجائیگا کہا تمھارے ابا کہان ہین کہا مین انکے
ساتھ چنے لینے نکلا تھا آسمان سے بجلی گری ابا جان غائب ہوگئے مین ڈر کے بھاگا ابا جان کا پتہ نہین ملتا
مگر کیون آپ ہمکو یہ تو بتلایئے سیکڑون مرتبہ مینھ برسا کبھی آدمی غائب نہوتے تھے آج کے مینھ مین آدمی
غائب ہوے جاتے ہین بردبار جادو ہنسا کہنے لگا کہ بیٹے وہ اصلی مینھ برستے تھے یہ بارش سحر کی
ہی اس شہر والے نے غضب کیا نورالدہر بن بدیع الزمان سے ملکر مسلمان ہوگئے ارادہ تھا کہ طلسم
خونریز فتح کرائین میان کیوان انجم سپاہ نے یہ کہکر بلوایا کہ لوح لیتے آنا مین لوح کو لے آیا کہ ہمارا
نگہبان ہی مگر مشتاق قطرہ زن عیار سامری وجمشید اسکو ہمیشہ زندہ وسلامت باکرامت رکھین

اُسنے سب کیفیت مجھسے کہدی تب مین نے جاکر میان کیوان کی گردن لی سبکو مین نے سحر سے بیہوش کیا
باغ مین جاکر نورالدہر و خورشید روشن جمال کو بھی اپنے سحر مین پھنسایا لڑکا چیخین مارکر رونے لگا کہنے لگا
تمکو سحر کسنے سکھایا میرے اباکو کیا کیا اسطرح سے لڑکا بلک کے رویا بردبار کو خوف ہوا ایسا نہو اسکا دم نکل جائے
گلے سے لگالیا کہا بیٹا وہ مقام بتا دو جہان سے تمھارے باپ غائب ہوے مین ابھی سحر کرکے بلوا دیتا ہون
لڑکا چلا بردبار اُنگلی پکڑے ہوے اور لڑکے کو لیے ہوے جاتا ہی اک گلی مین شہر کی لایا گھبراکر پیچھے ہٹا
رو کے کہنے لگا ہو ہو آیا بردبار نے کہا کہان لڑکے نے کہا وہ سامنے کالا دیو بیٹھا ہی منھ کھولے ہوے کھا لینے کا
ارادہ رکھتا ہی بردبار سمجھا میرے سحر کا کوئی بیر ٹہل رہا ہوگا دیکھنے کو جھکا لڑکے نے حلقے کمند کے گلے مین
ڈالدیے نعرہ کیا منم شبرنگ بن عمرو جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مار دیا بردبار بیہوش ہوا شبرنگ بن عمرو
نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک لوح جھولی سے نکال لی لیکر بھاگا یہان مرنے کی اسکے علامت برپا ہوئی جو جو
لوگ کہ بیہوش پڑے تھے سب ہوشیار ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من بردبار جادو بود شبرنگ دون
باغ کے چلا یہان کیوان کو ہوش آیا باہر نکلا وزرا اُمرا کو بلایا وہ دوڑے کہا حضور یہ کیا آفت برپا تھی
کیوان نے کہا کسی ظالم نے بردبار کو خبر کردی تھی سب خبر مین اُسنے کہین مجھکو سحر کرکے اُسنے بیہوش کیا
مگر کسی دوست نے ہمارے اُسکو مارا دیکھو اب حال کھلیگا وزیرون کو ساتھ لیکر کیوان چلا جس گلی مین
آیا دو چار لاشے پڑے ہین جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوتے جاتے ہین جو ہی وہ بھی پوچھتا ہی حضور یہ
کیا معرکہ تھا کیوان کے کہتے کہتے ہونٹھ خشک ہوگئے یہان شاہزادہ نورالدہر بیکار پڑے تڑپ رہے تھے
خود بخود ہوشیار ہوے ہاتھ پیرون مین طاقت آئی ملکہ بھی اُٹھین کہا صاحب یہ کیا معرکہ تھا اس ملعون کو
کسنے آگاہ کیا شاہزادے نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی ہمارے یار وفادار شبرنگ بن عمرو نے اُسکو مارا ہی
ورنہ ہم ہوشیار کیونکر ہوتے ملکہ مین جاکر دیکھون یہ کہکر شاہزادہ چلا مشتاق قطرہ زن کا حال سنیے کہ
سب حال بردبار سے کہکر صحن قلعے مین بیٹھا تھا کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہی یکایک آندھی زور سے چلی اور
برقمین چمکین بوندیان پڑین ہزارو نکو دیکھا بیہوش ہونے لگے خوش ہوگیا میری تدبیر پوری ہوگئی طرف بارگاہ
شاہی کے چلا دیکھا وزیر و امیر بیہوش پڑے ہین اور زیادہ خوش ہوا لیکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام
من بردبار جادو بود اب گھبرایا دل سے کہتا ہی یہ کیا غضب ہوا بیقرار ہوکر دوڑا اسوقت پہونچا دیکھا
اک کوچۂ نامعلوم مین لاشہ بردبار کا تڑپ رہا ہی شبرنگ بن عمرو کو دیکھا جھولی سے لوح نکال کر چاہتا ہی
کہ چلدون کہ مشتاق نے نعرہ کیا او ظالم یہ کیا غضب کیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا یہ کہہ کھینچکر شبرنگ پیچھے
جا پڑا یہ بازی آپہین ہونے لگی مشتاق بلاے روزگار ہی پکار اٹھا او شبرنگ تونے لوحدار کو مارا
لوح کیا کی شبرنگ نے کہا ہمارے پاس موجود ہی مشتاق نے کہا اب مین تجھے کب جانے دیتا ہون
بے قتل کیے نہ چھوڑونگا یہ کہکے پیچھے رو کا حلقہ ہاے کمند مارے شبرنگ بن عمرو نے حلقہ ہاے کمند
گردن و کمر مین لیے مشتاق قطرہ زن نے چاہا جھٹکا مارون شبرنگ بن عمرو نے سبک ہوکر جست کی
جیسے شرارہ سنگ سے یا ہوائی گنج سے الگ جا کر گرا مشتاق قطرہ زن سکتے یہ کیفیت اسکی چالاکی کی
دیکھکے ہوش اُڑگئے شبرنگ بن عمرو کو بھاگنا ہوتا تو نکل جاتا جبتک قریب آیا جواب مین حلقہ ہاے کمند مارے
مشتاق نے بھی گردن و کمر مین لیے مگر جست کرکے یون نکلا جیسے عینک سے نگاہ یا سینۂ عاشق سے آہ

اسطرح دونون مین نیمچہ بازی ہونے لگی کمند اندازی ہو رہی ہی کبھی خنجر چلے دونون بلاے روزگار مشتاق نے
دیکھا کسی طرح یہ چوٹ نہین کھاتا لڑتے لڑتے پکارا اُٹھا بھائی خوب وقت پر آگئے مار نیمچہ کہ اسکا سر اڑجائے شبرنگ
سمجھا کہ اسکا کوئی شاگرد آگیا ایسا نہو تیر مار دے یہ خطا کی کہ پلٹ پڑا چاہا میدان بیڑون مشتاق نے حلقہ
کمند گلے مین ڈالکر زور سے ایک جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مارا شبرنگ غش کھاکر گرا مشتاق دوڑکر تو جامہ
مین لوح ڈھونڈھنے لگا لوح اسکے ہاتھ آئی لوح نکالکر گئے ہین یعنی اب سوچا کہ اسکا بھی سر کاٹ لون ظالم نے
غضب کیا بردبار ایسے ساحر کو نہین معلوم کس عیاری پیار خنجر پکڑکے چلا تھا کہ سامنے سے نور الدہر دیدہ
نور الدہر نے دور سے دیکھا ایک طرف لاشہ اک ساحر کا پڑا ہی شبرنگ بیہوش مدہوش مشتاق نیمچہ پکڑکے
سر کاٹنے چلا بیقرار ہوگئے وہین سے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہی اگر ایک رونگٹا شبرنگ کے جسم سے کم ہوگیا

تھا بجھکو تیری قتل کرونگا نعرہ نور الدہر
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کہ جنبش
ہمارے اوج رفعت شاہ ہو از حد بلند بودی
عدو و در رزم گاہش صد ہزاران زار گردند
کہ شاہنش جہانگیر و فلک گیتی ستان
مشتاق کانپ گیا مگر عیاری ہین

ایسا طاق ہی فن سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی سوچا یہ جوان سیر کیا کریگا جھکائی دیکر مار ڈالونگا یہ سوچکر
نور الدہر پر جا پڑا نیمچے مارنے لگا اسی خیال مین ہی کہ حلقہ ہاے کمند مارکر قتل کرون مگر اب تو برس رہا ہی نور الدہر
نے تلوار کھینچی شرم آتی ہی کہ اس تین روپئی کے پیادے پر کیا تلوار کھینچون مگر دیکھا وہ دم نہین لینے دیتا چوٹ
کے ہاتھ نکال رہا ہی کمر تابی سر پر ہاتھ مارا سرتابا جھنڈا مار دیا کبھی نیچے پالٹ کا ہاتھ مارا نور الدہر
جست کرکے خالی دیتے ہین یا توبن چرائے ہوے تھے خالیان دے رہے تھے یا جسم کو ظاہر کیا مشتاق
سمجھا کہ یہ جوان چوکا گھسکر ہاتھ مارا شاہزادے نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا کیوان ہوشیار ہوکے مع وزرا
نکلا ہی چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہی کہ کسنے سحر کیا ہم کیسے سحر سے بیہوش ہوے سب فوج والے بھی
گھبرا دوڑے پکارتے ہوے کہ اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ تھا کیوان کہتا ہی ابھی تک کچھ سمجھ مین نہین آیا سحر تو
بردبار کا تھا وہ ملعون مجھسے بگڑ گیا مگر نہین معلوم اسکو کسنے مارا اب طرف تلاش کرو کہ کان مین نعرہ
نور الدہر کی آواز آئی کہا یارو آقا کے نعرے کی آواز آتی ہی صاف ظاہر ہی کہ آقا نے کسی سے جنگ شروع کی
ان لوگونکا دستور ہی جب جنگ آغاز کرتے ہین نعرہ کرتے ہین اب اُس آواز کی جانب متوجہ ہوے ایک
کوچے مین آکر دیکھا ایکطرف لاشہ بردبار کا پڑا ہی ایک جانب شبرنگ بیہوش نور الدہر نے مشتاق
کی کلائی پر ہاتھ ڈالا ذرا جو ہاتھ کو جنبش دی نیمچہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا نور الدہر نے کلا تھام کر غصے
مین طمانچہ مار دیا مشتاق کا سر خنجر گردن سے اڑگیا شبرنگ کو ہوشیار کیا شبرنگ نے اٹھتے ہی لوح
پر ہاتھ ڈالا … ہمارے تو بڑے مین لوح نہین گھبرا گیا کہا آقا اور بھی کوئی اسکے ساتھ تھا نور الدہر نے
کہا مجھکو بھی اسنے مار لیا ہوتا مگر حافظ حقیقی نے بچالیا لوح اسکے پاس ہوگی تمھاری کمر ٹٹول رہا تھا جب مین
آیا شبرنگ نے کمر سے مشتاق کی لوح نکالی بسم اللہ کہنے لگے ہین شاہزادے کے ڈالدی کہا فتح طلسم خونریز
مبارک ہو خدا نے بڑا فضل کیا اب کیوان وغیرہ بھی آگئے حال پوچھنے لگے شبرنگ نے کہا یہ حرامزادہ سحر کرتا پھرتا تھا مین نے
لڑکا بنکر اسکو مارا لوح لی اسوقت یہ چھپا آگیا مجھسے اس سے تلوار چلی مین نے دھوکا کھایا بیہوش ہوا شاہزادے
نے کہا جب باغ مین یہ سحر کرکے بھاگا تھا ملکہ بھی گرین کنیزین بیہوش ہوئین میرے ہاتھ پیر بیکار ہو گئے حیران حیران
فلک کو تکتا تھا مجھکو اک سکتا تھا خون جسم کا گھٹ گیا قلب الٹ گیا تاثیر سحر سے اٹھ نہ سکتا تھا یکایک

یکایک اسکے مرنے کی آواز سنی ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی یہان آکے اسکو مارا خدا نے فضل شریک کیا اب ظاہر ہوتا ہو سب فساد اسی کی ذات کا تھا اسی نے بردبار سے کہہ کے بادشاہزادہ لوح پہنچتے ہوئے محل مین آیا ملکہ عالم دعائین کر رہی تھین کہ خداوندا میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا نا روز سیاہ نہ دکھانا کہ شاہزادہ آیا ملکہ دوڑ کر لپٹ گئین کہا کیون صاحب یہ کیا ہنگامہ تھا نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہا ملکہ ہمین سے غفلت ہوئی شبرنگ نے مجھے کہا تھا کہ مشتاق باغی ہو تیور اسکے بد ہین ہم نہ سمجھے خدا نے اپنا فضل شریک کیا ملکہ نے تصدقات اُتار رے کہ کیوان بھی آئے نور الدہر نے کہا اب مین لوح دیکھتا ہون ایک ساعت مجکو ٹھہرنا ناگوار ہی ملکہ کا رنگ رو متغیر ہو گیا باپ کے سامنے کچھ کہہ نہ سکی کیوان نے کہا ابھی تامل فرمایئے نور الدہر نے کہا ای کیوان بڑا غضب ہوا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کہ جسکے اشارون مین آدمی ہلاک ہوتے تھے ایسا مجبور رہا کہ اپنے ہی طلسم مین قید ہوا اپنے غمخوارون کا صید ہوا خدا مجکو جلد ہو بچائے اگر کوکب میری کوشش سے چھوٹے مجکو بڑی خوشی ہوگی کیوان نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار دل نہین چاہتا ہو کہ آپ کے قدمون سے جدائی ہو اگر روانگی سمت طلسم نقطۂ نور مین بھی لشکر تیار کرون نور الدہر نے کہا ابتو لوح موجود ہی جیسا حکم دیگی ویسا کیا جائیگا اپنی رائے پر کاربند کی نہین ہو جیسا حکم دے اُسی وقت شاہزادہ مسلح ہو کر ملکہ سے رخصت ہوا ملکہ کی بیقراری کہا ای شہریار آپ کا فراق مجھپر شاق ہو مین کیونکر صبر کرون مجکو ساتھ لیجیے نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم مقدمۂ طلسم کشائی ہو ہزار طرح کے نشیب و فراز کہین تنہا کہین فوج سمیت جانا جیسا لوح حکم دیگی اب مین جاکر لوح دیکھتا ہون جو اسمین نکلے وہی کیا جائے ملکہ روئی دامن پکڑ کے شاہزادے کا یہ اشعار پڑھے نظم

نہین جسدن سے یار پہلو مین	دل کو ہی اضطرار پہلو مین
کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر	دل ہوا ہی شکار پہلو مین
نہین ممکن کہ اب چنا بھی ٹلے	ڈھونڈھیے دل ہزار پہلو مین
دل کو وارون مین جان نثار کرون	آؤ گر ایکبار پہلو مین
نخل امید یہ ثمر لایا	ہر دم رشک بہار پہلو مین
دل مشبک ہی تیر مژگان سے	زخم ہین بیشمار پہلو مین
دل و جان و جگر شب وصلت	ہونگے تم پر نثار پہلو مین
سوے جنت نہ دیکھون کروٹ	ہو جو وہ گلعذار پہلو مین

ہر چند کہ شاہزادے نے تسکین دی مگر ملکہ بیقرار ہوکے روئی دامن تھامنا یہ اشعار پڑھنے لگی ترجیع بند

بستان نگہ یار قسم	بسر طرۂ دلدار قسم	بلبان خانۂ ابرو سوگند	بسر نرگس جادو سوگند
	کہ شدم کشتۂ چشم نگہت	خاک رہ گشتہ طرز ستمت	
بصفاے گل روے تو قسم	بسواد شب موے تو قسم	بخم گیسوے زلفت سوگند	بدل آویزے الفت سوگند
	خاک رہ گرد مرا حیرانم	غیر مردن نبود درمانم	
بسر چشم سیاہ تو قسم	بغضب گیر نگاہ تو قسم	بسر ہندوے خالت سوگند	بلب لعل مثالت سوگند
	سوختم سوختم از بیدادت	چند فریاد کنم از دادت	
بصفاے در گوش تو قسم	بادل منی ہوش تو قسم	بسر ناوک مژگان سوگند	بخم زلف پریشان سوگند
	کہ چومن نیست دگر بندۂ تو	بندۂ لعل شکر خندۂ تو	
بشکر ریزے گفتار قسم	بخرام قد دلدار قسم	بعقیق لب شکر سوگند	بزلال سر کوثر سوگند
	شب ہجران خبر از خویشم نیست	جز خیال تو کسے پیشم نیست	

نور الدہر نے ملکہ کی بیقراری دیکھکر فرمایا ای محرم راز عاشقان وای تسکین دل دردمندان ای ماہ آسمان خوبی

وای رنگ و بوے گل حدیقۂ خوبی اگر تم اپنا یہ حال کروگی تو طلسم کشائی مین ہماری کیا کیفیت ہوگی آٹھ پہر دل تردد مین اسی کا جویان رہیگا اپنے کو تابہ ملکہ عالم ہو بچائین ایسا نہو کہ دشمنون کی جان پر بنے اور طلسم مین ہزار طرح کے خطرے ہوتے ہین ہر شخص اسی فکر مین رہتا ہی کہ جس طرح بنے طلسم کشا سے لوح چھین لین چاہیے کہ ہوش و حواس طلسم کشا کے درست رہین ہاتھ پاؤن چالاک و چست رہین اپنا بیگانہ جو سامنے آئے بے لوح کے دیکھے اُس سے کلام نکرے برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو ایسا نہو دشمنون کی جان پر بنے روح قالب سے تڑپکر نکلی جاے ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرون

دل میرا میرے قابو مین نہین بقول شمر

تیر مژگان سے انہین تو تڑکے مارا اُسکو
مصحف ماتم نہ بھی بہر عزاداری دل

کیا نہین آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل
پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
اے قمر شیر ژیان سے بھی نہ خوف آئے عجب

اور دے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی
اسد اللہ رسد گر بمددگاری دل

نور الدہر نے سمجھا کر ملکہ سے دامن چھڑایا ماہر خسار وزیرزادی سے کہا ملکہ کا خیال رکھنا اور باتون مین بہلانا یہ فرماکر باہر نکلے دربار مین کیوان کے آئے سب سردار جمع ہین کہ دیکھین لوح مین کیا نکلتا ہی نور الدہر نے وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھی اب لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم وای سیاراین عجائبات اگر لوح پاسے تو جس تخت پر کیوان بیٹھتا ہی اُس تخت کو اُٹھاؤ اسم حاشیہ لوح دم کرو ایک اژدہا پیدا ہوگا اُسکے دہن مین پھاند پڑو باقی جو مقدمہ پیش آئے بدون دیکھے لوح کے کام نہ کرنا ورنہ خرابی ہوگی شاہزادے نے تخت بقوت صاحبقرانی اُٹھایا فرش بھی ہٹایا ایک اژدہا پیدا ہوا سب اہالیان دربار ڈر گئے کیوان انجم سیاہ پکار اُٹھا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای یوسف ثانی اپنے کو بچائیے اژدر مہیب آگیا مگر شاہزادہ بحکم لوح دہن مین اژدر کے پھاند پڑا اژدہا غائب ہوا شاہزادہ افتان و خیزان بعد عرصۂ دراز جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا ہواے تند چل رہی ہی اس طرح کی گرمی ہی کہ صحرا کرۂ نار معلوم ہوتا ہی دھوپ تھرا رہی ہی صداے دہشتناک جنگل سے آرہی ہی نیر اعظم گرمی سے کانپ رہا ہی زمین سے غبار زرد اُٹھتا ہی ہر ایک غار دہن اژدر معلوم ہوتا ہی طائران بے زبان بزبان بے زبانی تعریف مین صانع شمس و قمر کے مصروف ہین زمزمے انکے خوش الحانی پر موقوف ہین یہ خبر شاہ طلسمی نے سُنی ہرکارون نے جاکر خبر پہونچائی کہ ای شہریار آپنے خبر سُنی ہر دربار جادو ختم ہوگئی اور کیوان انجم سیاہ مسلمان ہوئے طلسم کشا نے مرحلۂ صحراے نار انگیز پر داخل کیا یہ سُنکر خونخوار جادو گھبرا گیا شیران سلطنت و وزیران ایبت ما منے تھے کہا یارو سُنا تمنے طلسم کشا صحراے نار انگیز مین گیا کوئی تم مین ایسا ہی کہ جاکر اُس سے لوح طلسمی لائے نار انگیز کی بہن شعلہ خوار جادو جلکر اُٹھی کہا واری ایسا نہو میری بہن پر کوئی افتاد پڑے مشکل یہ ہی کہ طلسم کشا سے کوئی کیونکر لڑے لوح اُسکے پاس موجود ہی ہر بات کی خبر دیتی ہوگی مگر دھوکا دینا شرط ہی لونڈی اُسکو دام مکر مین پھنسائیگی یہ کہکر اُٹھی بارہ سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی نور الدہر اُس صحراے آتش بار مین پسینے پسینے نخل کا کہین پتا نہین سایہ ڈھونڈتا پھرتا ہی پانی کی چاہ مین کوئین مین اُترا ہی پانچ نخل سے لپٹا ہی سنا تا کف دست میدان سنسان ویران ہر مقام پر کانٹے دامن سے اُلجھتے ہین زبان خار تیز یہ فقرہ الکلاف انگیز ہر خار مثل تنور معلوم ہوتا ہی پہاڑ کے پتھر چٹک رہے ہین زاغ و زغن پیاسے پھڑک رہے ہین اگر کوئی درخت شامت زدہ کسی مقام پر ہی شاخین ندارد پتون کا پتہ نہین کچھ خشک پتے پیچ کے پاس پڑے ہین ہوا چلنے مین کھڑکھڑاہٹ کی آواز دیتے ہین مسافرون کے قدم لیتے ہین وہان سائے کا نام کہان سائے کا ذرا آنکھون سے نہان چلمن مژگان مین مردمان چشم بیقرار ہین ڈر ہی کہین پتلیان چلمن کی نہ جل جائین ہم کیونکر اس پردے سے نکلین مگر خوف ہی کہ

قدم باہر خانۂ جسم سے رکھا اور موت کا مزا چکھا وہ مقام ہو کہ پاے خیال مین آبلے پڑتے ہین کانٹے منھ زور یان کرکے مسافرون سے لڑتے ہین نار انگیز جادو مع بیس ہزار جادوگرنیون کے اپنے قصر آبگینہ مین بیٹھی ہو گرد بالی ہواے سرد آرہی ہو کہ شعلہ خوار جادو آکر بیوبچی جھککر سلام کیا نار انگیز نے گلے سے لگایا کہا بہن آج خلاف وقت کہان آئین بادشاہ کا مزاج کیسا ہو شعلہ خوار نے کہا بوا تمکو کچھ خبر ہو کہ طلسم کشا تمھارے صحرا مین آگیا نار انگیز اُٹھی کہ بوا مین ابھی جاکے جلا دیتی ہون مجال ہو میرے صحرا مین قدم رکھے اور موت کا مزا نہ چکھے شعلہ خوار نے کہا وہ جوان صاحب لوح ہو سحر تاثیر نہ کریگا تم بیٹھو مین جاتی ہون شعلہ خوار نے روکا نار انگیز رُکی شعلہ خوار بھڑک کر چلی قصر سے نکلکر دیکھا اُس دھوپ مین طلسم کشا دوڑ دھوپ کر رہا ہو پسینہ تک خشک ہوگیا ہو مگر لوح شاہزادے کے ہاتھ مین حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہا ہو شعلہ خوار نے بڑھکر سحر کیا گرمی کی ترقی ہوئی نور الدہر نے دیکھا ہواے گرم چلی بات منھ سے نکلتے ہی جلی لوح کو دیکھا لکھا تھا شعلہ خوار سحر کر رہی ہو اُسکو بارکر مارو جب تک نہ مریگی گرمی کم نہوگی نور الدہر اُدھر چلے لوح کو جیب پر کھینچا اسم پڑھکر دم کیا دم کرتے ہی ہواے سرد چلی دیکھا چشمے جابجا بھرے ہین درخت سرسبز و شاداب سنبل کو پیچ و تاب صحراے سبزہ زار جو دیکھا بیقراری خورشید روشن جمال کی آنکھون کے نیچے پھر گئی صورت عیش نگاہون سے گر گئی دل پر غم و الم کا دور ہوا بیقراری مین یہ نور کے اشعار پڑھے نظم

نہین سُنتے تم ای جان جہان مجھو سے لگے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان مجھو سے لگے
محو الفت نہ جہان مین کوئی ہمسا ہو گا
بیخودی مین کرم پیر مغان مجھو سے لگے
ہجر مین کثرت افکار سے نسیان یہ بڑھا
یکقلم تیر بری زاغ گمان مجھو سے لگے
وہ حسین تو ہو کہ ہم دیکھکے تیری صورت
تربت عاشق بیکس کا نشان مجھو سے لگے
نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سُنکر

وصل مین نالہ و فریاد و فغان مجھو سے لگے
سر جھکا کر وہ لگے کہنے کہ ہان مجھو سے لگے
جب تری مانی و بہزاد نے کھینچی تصویر
دل مین کہنے لگے ہم ای جانجہان مجھو سے لگے
تھا الیقین دیکھنے پھر سبزۂ عارض کی بہار
نامہ بر ٹھہرا تو ہم گھر کا نشان مجھو سے لگے
اب تو کچھ اور ہی انداز کی تقریرین ہین
یوسف مصر کو ای جان جہان مجھو سے لگے
ہمسا عالم مین نہو گا کوئی گم گردہ حواس
حسن بندش کے سوا لطف زبان مجھو سے لگے

عیش مین رنج ہم ای راحت جان مجھو سے لگے
داستان سُنکے مرے عشق کی یہ مجھو سے لگے
یہ اُٹھے ہوش بکر اور دہان مجھو سے لگے
بعد مرنے یہ جوانون کے اُڑ لئے اوسان
وہ زمرد کی انگوٹھی جو بیان مجھو سے لگے
خال ابرو ہو ترا ہوش ربا کس درجہ
صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیان مجھو سے لگے
فاتحے کے لیے کیا خاک سر قبر آتے
یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان مجھو سے لگے

مگر چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ شعلہ خوار جادو کہان ہو میری نظرون سے کیون نہان ہو ایک طرف نگاہ جو اُٹھائی دیکھا ایک ساحرہ سر سے پا تک شعلۂ جوالہ بنی ہوئی سحر کر رہی ہو نور الدہر چلے شعلہ خوار کی نگاہ چڑھی چاہا تڑپکر نکلجاؤن نور الدہر نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر مارا سینے پر شعلہ خوار کے پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا شعلہ خوار گری آواز آئی کُشتی مرا نام من شعلہ خوار جادو بود نار انگیز نے اپنے قصر سے یہ سب معرکہ دیکھا جلگئی منھ سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل ہیزم خشک جلنے لگے بھڑک کر اُٹھی کنیزون سے کہا یا جاکر جان دیتی ہون یا لوح لیتی ہون یہ کہکے کچھ چنگاریان منھ سے نکلین قصر سے غائب ہوئی نور الدہر شعلہ خوار کو مارکر لوح دیکھ چکے ہین کہ دیکھا سامنے سے کیوان انجم سیاہ ہنستے ہوے چلے آتے ہین جھککر سلام کیا کہا ای شہریار مبارک ہو کہ آپنے شعلہ خوار کو مارا مگر نار انگیز آپکی فکر مین نکلی ہو خدا اُسکے مکر سے بچائے نور الدہر نے کہا ای کیوان تم کیونکر پہونچے عرض کی کہ جب تمام مرحلہ شکست ہوا مرحلے کا حاکم مارا جاتا ہو تب راستہ کھلجاتا ہو غلام کو جو معلوم ہوا ہو کار دان سے

مجکو خبر بھی دی دل مین آیا اپنے شیر کو ایک نظر دیکھ لون سنکر آپ کو بخیر و عافیت پایا ذرا لوح مجھے دیجیے میرے سینے
مین درد ہی نجومی نے کہا تھا کہ لوح طلسمی سینے سے مس کیجیے نور الدہر نے سمجھ تو پہلے ہی لیا تھا لوح کو گلے سے اُتارا
نگاہ ڈالی صاف مرقوم تھا کہ یہ نار انگیز جادو دم دینے آئی ہے اپنے کو بچانا دغا مکار کا نہ کھانا نور الدہر نے
وہی لوح سر پر کیوان نقلی کے رکھدی ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا یہ فعل مجکو کسنے تعلیم کیا مثل ہیزم خشک
جلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من نار انگیز جادو بود سامنے قصر رفیع نمایان ہوا ہزارہا جادوگر صدہا جادوگرنیان
دوڑین عرض کی ای شہریار ہم سب تابعدار ہین مرحلہ نار انگیز شکست ہوا صحرا کی وہ گرمی موقوف ہو گئی
دو ہزار جادوگر سو جادوگرنیان مطیع اسلام ہوئین نور الدہر نے لوح مین دیکھ لیا کہ یہ سب خیر خواہ ہین خیال
مین آیا کہ شب کو یہان رہون صبح کو مرحلہ ثانی پر چلون یہ سوچکر سامان عیش و نشاط مہیا ہوا مگر خونخوار اژدر چشم
تخت پر بیٹھا ہے مگر گھبرایا ہوا کہ دو جادوگر دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ شعلہ و نار انگیز نے بڑے بڑے
کام کیے مگر طلسم کشا نے قتل کیا کچھ مکر نہ چلا خونخوار نے کہا آگے مرحلہ تنگ چشم جادو ہے اُسکو ایک نامہ لکھو
کہ ای تنگ چشم ہوشیار رہنا طلسم کشا آتا ہے نار انگیز قتل ہوئی اگر فوج کی ضرورت ہو مین لاکھ دو لاکھ
ساحر روانہ کردون تنگ چشم اپنے مقام پر خبر پا چکی کہ بردبار قتل ہوئی اب طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا
سوچ مین ہے کہ کیا کرون کہ نامۂ شاہی آیا نامہ پڑھکر ہوش اُڑ گئے کہا لو صاحبو جو سُنتی تھی کہ گرم و سرد عالم
وقت مصیبت کے معلوم ہوتا ہے اب اُسکی کیفیت کھلی نار انگیز ایسی ساحرہ قتل ہوئی میری کیا حقیقت ہے
بادشاہ فرماتے ہین ہوشیار رہنا اب مین فکر مین طلسم کشا کے نکلتی ہون یہ کہکر اسباب سحر سے اپنے کو آراستہ کیا
تلاش طلسم کشا مین چلی یہان شاہزادہ ساحران نومسلم کے ساتھ مصروف عیش ہے کہ شبرنگ بن عمرو
تلاش کرتا ہوا آ کر پہونچا شاہزادے کو سلام کیا شاہزادہ بہت خوش ہوا فرمایا ای یار وفادار کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا شبرنگ نے عرض کی جب حضور برائے طلسم کشائی چلے اُس دن سے غلام بھی تلاش مین حضور
کے نکلا الحمد للہ کہ حضور کو براحت پایا اسی صحبت عیش مین شبرنگ بھی شریک ہوا بوقت سحر نور الدہر قصر
سے باہر نکلے ساحرون نے چاہا ساتھ دین شاہزادے نے منع کیا کہ کسی کا میرے ساتھ کام نہین ہے مگر
شبرنگ سے باتین کرتے ہو سطرف صحرا کے چلے فرمایا ای برادر تم بھی اب جاؤ ہم لوح دیکھکر طلسم کشائی مین
مصروف ہون یہ کہکر شبرنگ کا ہاتھ چھوڑا شبرنگ پانچ قدم چلا تھا کہ صحرا سے ایک گینڈہ پیدا ہوا شبرنگ
کو پیٹھ پر ڈال لیا لیکر بھاگا شبرنگ نے آواز دی ای شہریار نیاز مند کو گینڈا لیے جاتا ہے نور الدہر دوڑے
مگر گینڈا نکلگیا نور الدہر کو بڑا قلق ہوا سر جھکائے ہوے خیال مین شبرنگ بن عمرو کے ایک طرف چل نکلے
کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا شبرنگ دریا سے خون مین نہایا دوڑا ہوا آتا ہے نور الدہر اپنے
عیار کو دیکھکر خوش ہو گئے کہا کیون بھائی خدا نے جان بچائی کیونکر بچے ایسے ظالم کے پنجے سے کیونکر رہائی پائی
شبرنگ نے عرض کی کرگدن جادو تھا جو مجکو وہ کوہ مین لیگیا مین نے اپنے کو مردہ بنایا مردہ بنکے
اُسکو بھی مردہ کیا مگر اُسکا ایک بھائی خبر اُسکے قتل کی سُنکر دوڑا مین پہاڑ سے پھاند پڑا مگر کلیجے مین درد ہے
خیال ہے کہ اب دم نکلا ایگی طبیعت تسکین نہ پائیگی ذرا لوح مجھے دیجیے مین جسم سے مس کرون کہ درد کم ہو
رفع غم ہو نور الدہر نے فرمایا ای برادر لوح کیسی تمھارے واسطے جان حاضر ہے یہ کہکے لوح گلے سے
اُتاری شبرنگ نقلی خوش ہے کہ طلسم کشا کو مارا لوح لی سر کا ٹھیکا مگر نور الدہر نے لوح اُتارتے اُتارتے

نگاہ ڈالی صاف صاف مرقوم تھا کہ لوح اسکے سینے پر پھینک مارو اسکو سینہ آئیگا کلیجہ جلجائیگا نورالدہر نے لوح پھینک ماری تنگ چشم نے آہ کا نعرہ کیا تمام جسم مین شعلہ ہاے آتش لپٹنے لگے جسم جلکر خاک ہو گیا مکارہ کا قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من تنگ چشم جادو بود مگر آسمان سے ایک تیلہ گرا لاشہ تنگ چشم کا اُٹھا لیگیا خونخوار جادو تخت پر بیٹھا ہے کہ لاشہ تنگ چشم آکر پہونچا اسی نے نگہبان مقرر کیا تھا کہ اگر تنگ چشم قتل ہو تو لاشہ اُسکا ہمارے پاس لانا لاشہ تنگ چشم دیکھکر اپنی زندگی سے تنگ ہوا آمادۂ جنگ ہوا وزیرون سے کہا لشکر تیار کرو مرحلے شکست ہوے طلسم کشا کی آمد کے بند و بست ہوے اُس وقت تین لاکھ ساحرون کا لشکر تیار ہوا بارہ چودہ ہزار غیر ساحر بھی ساتھ لیے کہ طلسم کشا کو گھیر کر پکڑ لین کہا یارو اکیلا کیا کر سکیگا سب ملکر گرفتار کر لینگے یہ سنکے یہ لیکر چلا یہان نورالدہر نے جب تنگ چشم کو مارا شبرنگ بن عمرو کو درۂ کوہ مین پایا ایک ساحر کے قبضے مین تھا اُسکو مار کر رہا کیا مع شبرنگ درۂ کوہ سے نکلا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا خونخوار جادو مع تین لاکھ فوج کے آتا ہے جیسے ہی اُسکی نگاہ پڑی کہ طلسم کشا مع عیار طرف سے پہاڑ کے آتا ہے جادوگرون کو اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو گھیر کر مار لو تین لاکھ ساحر و غیر ساحر گولے ترنج و نارنج نورالدہر کو مارنے لگے نورالدہر نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جلگیا جب کئی ہزار ساحر جلے اور شاہزادہ تنہا تھا نہ رستا نہ لڑ رہا ہے کسکی مجال ہے جو ایسے شیر پر ہاتھ ڈالدے شبرنگ تو ایک جھاڑی مین چھپ گیا خونخوار جادو بہت گھبرایا ساتھ والون سے کہا کیون یارو کیا تدبیر ہے طلسم کشا پر کچھ قابض نہین ہوتا ہے سب نے کہا حضور فرزند صاحبقران صفدر و صف شکن لڑائیان جھیلے ہوے جان پر کھیلے ہوے کون اُنکے منھ پر جاے جو شخص جاتا ہے قتل ہوتا ہے دوسرے یہ کہ لوح کو گردش دے رہے ہین جس ساحر پر عکس پڑا جلگیا بہتر یہ ہے کہ ساری فوج کو حکم دیجیے سحر کرین چہار طرف سے ٹوٹ پڑین کچھ زور نہ چلیگا گرفتار ہو جائینگے سوا چارہ نہین ہو سکتا ہے کس کس کو مارینگے گرفتار ہو جائینگے یہ راے سب کو پسند آئی کل ساحرون نے ترنج و نارنج پھینکدیے سپر و شمشیر لیکر گرے چہار جانب سے حملے ہونے لگے اب نورالدہر کس کس کو روکین ہزار ہا حربے پڑ رہا ہے ہر چند کہ شاہزادہ ہمہ تن چشم بنا ہوا ہے مگر تیرون سے جسم اقدس مثل غربال کے چھنا ہوا ہے زخم جسم پر آنے لگے شبرنگ بن عمرو جھاڑی سے تمام معاملہ دیکھ رہا ہے شاہزادہ زخم کھا کر گھوڑے سے گرا تمام بہیا ٹوٹ پڑے اُس حال مین بھی نورالدہر نے دس بیس آدمی مارے مگر بقول شاعر قطعہ

پشہ چو پر شد بزند پیل را
با ہمہ تندی و مہابت کہ اوست
مورچگان را چو بود اتفاق
پیل دمان را بدر آرند پوست

آخر شاہزادے کو از دست بلوے کے پکڑ لیا شبرنگ بن عمرو نے دیکھا بیقرار ہو کے جھاڑی سے نکلا ایک ساحر کی شکل بنکر جیسے سب ہنسی کر رہے تھے کہ طلسم کشا کو پکڑ لیا کیا شیر ہے کیا دلیر ہے لاکھون سے بند نہوا کیا خوب لڑا زخمون مین چور چور ہو کے گرا مگر کئی ساحرون کو مارا ایسے شیرون کا گرفتار کرنا کیون مشکل ہوا ہے خونخوار مبارک ہو شبرنگ بھی چلا تا ہے خونخوار نے گلے سے نورالدہر کے لوح اُتاری شاہزادے کو زنجیر ہاے سحر مین جکڑا پھر کشان کشان سامنے خونخوار کے لائے شبرنگ بھی آکر برابر کھڑا ہوا کہا حضور بڑی خیر ہوئی طلسم کشا پکڑا گیا دیکھیے لوح کیا چیز ہے کہ جسپر عکس پڑا وہ جلگیا ہزارون ساحر یونہین مرے حضور ہم سب نے جان لگا دی میرا جسم اب بھی جل رہا ہے ہر استخوان سے شعلہ نکل رہا ہے خونخوار نے کہا اے برادر دولت دنیا سے تم سب کو نہال کر دونگا سیر زر و جواہر سے بھر دونگا سب کی جان بچی میری سلطنت جاتی تم سبھون کی جان مفتی جس ملک کو یہ مسلمان لیتے ہین اُسکو

برباد کرتے ہین ساحر انکے ملک مین نہین رہنے پاتا شبرنگ نے کہا حضور بجا ہے آپ نے سب پر احسان کیا سب کی
جان بچائی مگر ایک بات مین مجکو بڑی حیرت ہے کہ بنانے والون نے اس لوح مین کیا لکھدیا کہ جو ہم لوگ جلنے لگتے ہین
خونخوار نے کہا اسمین نام خداے نادیدہ کے لکھے ہین اُس نام کی تاثیر سے سحر مٹ جاتا ہے شبرنگ نے کہا حضور
سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ ملک وہان بچا ایسی چیز کا رکھنا بہتر نہین توڑ ڈالیے اسکو پیسکر برادا ہوا مین
اڑا دیجیے ورنہ اس طلسم کشا کے بھائی بند آئینگے جسکے پاس لوح ہوگی پہلے اسی کی قضا آئیگی خونخوار نے کہا اے برادر
اسکا مٹنا ممکن نہین جو طلسم مٹتا ہے سُنا ہے کہ لوح پہلے بنائی جاتی ہے کہا حضور مجھے دیجیے مین ایسے مقام پر پھینک آؤن
کہ جہان انسان کا گذر نہو دریا مین پھینکدون مچھلیان جمع جانکر نگلجائینگی پھر کوئی کیونکر پائیگا دنیا مین موجود بھی رہے
اور کوئی پا نہ سکے وزیرون کے مُنھ سے نکلا اے بادشاہ یہ بات تو اس خیرخواہ نے خوب کہی حقیقت مین اگر لوح
آپ کے پاس رہی سب آپ کے دشمن ہونگے کیونکر جان بچیگی اس طلسم کشا کے سب عزیزدار ایسے ہی ہین جس دلیر نے اگر
طلسم شوکت شکست کیا ہے وہ اسکے مارے جانے کی خبر سُنکر اسی طرف پلٹ پڑیگا قیامتین برپا کردیگا دیکھیے طلسم
شوکت کس طرح فتح کرلیا وہان بھی اب بادشاہ پر چڑھائی ہے لائیے بس مجکو دیجیے مین دریا مین جاکر پھینک آؤن
سب کی جان بچاؤن ورنہ دو ہی چار دن مین قیامت برپا ہوگی فتاح طلسم شوکت چلا آئیگا ان لوگون کی مدد آسمان
سے پیدا ہوتی ہے مکار جادو نے انہین سے لوح چھینی تھی مگر وہ ایرج نوجوان کو ملی اُسنے بڑے زور و شور سے
مرحلے فتح کرلیے اب وہان کا شاہ بھی آیا وہ برسر لشکرکشی ہے خونخوار نے کہا وہ کیا لشکرکشی کریگا اُسنے شکست فاش کھائی
اب اپنے قلعہ کو آراستہ کرکے بیٹھا ہے مگر اے برادر مین نے تمکو پہچانا نہین شبرنگ نے کہا ذرا سی خوشی ہوئی ایسے
بھولگئے محیط جادو میرا نام ہے آپ کو گودیون مین پالا آپ کی والدہ مجکو بہت چاہتی تھین آپ کے والد نے بڑی بڑی
کد کی کہ محیط جادو نہ آنے پائے ہمارے گھر مین محیط ہوگیا مگر آپ کی والدہ نے نہ مانا جب آپ پیدا ہوے تو لوگ
میرا فرزند بتاتے تھے اب تو آپ نے پہچانا جوانی مین ایک دن آپ بھی بگڑ بیٹھے تھے کہا محیط کو مار ڈالونگا جب مین نے کہا
اگر میرے فرزند ہو تو کیا نقصان ہے اُس دن سے پھر تمنے سر نہین اُٹھایا پھر آج یہ جھگڑا نکلا مجھو تو اگر تم میرے فرزند
نہوتے سب مین پہلے طلسم کشا پر مین ہی گرا تھا اپنی جان کا پاس نہ کیا خونخوار نے کہا آپ نے خوب صلاح بتائی مین
طلسم کشا کو جاکر طلسم مین قتل کرون تم لوح لیکر جاؤ یہ کہکے لوح شبرنگ کو دی شبرنگ لوح لیکر پڑھنے لگے
کہا حضور مین بھی پڑھا لکھا ہون مگر کوئی فقرہ پڑھا نہین جاتا یہ کہکے اورون کو دکھانے لگے ساحر لوح کو دیکھکر ہٹے جاتے ہین
کہتے ہین بھائی یہ کیا کرتے ہو ہم سحر بھوسے جلتے ہین جسم مین آبلے پڑ جائینگے کسی نے کہا یہ وہی چیز ہے جسکے عکس سے
جلتے تھے تم مُنھ کے پاس لاتے ہو زبردستی جلاتے ہو شبرنگ نے کہا ذرا ہنسا ؤ مین طلسم کشا کو جلاؤن خونخوار نے کہا
یہ کیا کرتے ہو قید سحر اُسکے جسم پر ہے سب قید بیکار ہو جائیگی شبرنگ نے کہا جہان قید بیکار ہوگی جسم بھی جلیگا ذرا میان
طلسم کشا کو تکلیف تو پہونچے ظالم نے ہزارون جادوگر مارے کیسے بیچارے بیکس بے بس جل جلکے مرے کچھ زور نہ چلا
شبرنگ نے جھپٹکر نور الدہر کو لوح دکھائی کہا کیون ظالم تو نے ہزارون بھائیون کو ہمارے مارا کچھ خوف نہ آیا
اب اسکو دریا مین پھینکے جاتے ہین اگر تمھارے عزیز آئینگے تو کیا کرینگے ہم اسی کو مٹائے دیتے ہین جسپر بڑا بھروسا ہوتا تھا
تڑپ تڑپ کے مرینگے دیکھو او ظالم ذرا مجھے آنکھ تو ملا جیسے ہی نور الدہر نے سر اُٹھایا اشارہ کیا کہ مین شبرنگ
آپ کا غلام ہون لوح پہنا دون اکڑ کر اُٹھیے شمشیرزنی شروع کیجیے نور الدہر نے مُسکرا کر کہا اے یار وفادار کیا کہنا
لاؤ لوح گلے مین ڈالدو مین اُٹھتا ہون شبرنگ نے کہا لو یارو یہ تو ہنسا دیکھو اسکی ہنسی مٹاتا ہون ابھی رُلاتا ہون

بیکنگے لوح گئے مین ڈالدی سب قید سحر ٹوٹا مگر زمین پر گری باران سیاہ جلنے لگے نورالدہر نعرہ کرکے اُٹھے شبرنگ نے بھی
نیمچہ کھینچا ایک جادوگر کو خنجر مار دیا وہ جادوگر مرکر گرا اُس اندھیرے مین نورالدہر نے اُٹھتے ایک ساحر کو مار کر
تلوار لی برابر تو خونخوار کے کھڑے ہی تھے خونخوار نے گولہ مارا نورالدہر پر تاثیر سحر نہ ہوئی جواب مین نورالدہر
نے ہاتھ مارا خونخوار نے گھبراکر سپر سحر اُٹھادی تلوار نے سپر سحر کو کاٹا ٹکڑے ہوکر سر پر گری خونخوار نے چاہا بھاگون ممکن
نہوا دو ٹکڑے ہوئے ہنگامہ گیرودار بلند ہوگیا بادشاہ کا مرنا سنگباری برف باری ہونے لگی ساحرون نے
بلوہ کیا مگر یہان قلعہ کیوانیان پر بعد جلنے نورالدہر کے خورشید روشن جمال بیمار ہوگئین باپ عیادت کو آئے
کہا والد امداد اگر آپ میری صحت چاہتے ہین محافے مین سوار کرکے روانہ کر دیجیے جہان شاہزادہ ہوگا وہین
پہونچونگی کیوان نے کہا بیٹا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین تمکو روانہ کرون مین خود جاتا ہون تین لاکھ آدمی
ساتھ لیے بتلاش نورالدہر چلے مقامات پر مرتے شکست پائے ہزارون جادوگرون کے لاشے دیکھے سمجھے
وہ شیر فتح کرتا ہوا گیا ایک صحرا مین حیران و پریشان پھر رہے تھے کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نامم خونخوار جادو
بود کیوان انجم سیاہ یہ صدا سُنکر خوش ہوا کہا لو یارو مبارک ہو بادشاہ طلسم مرا شاہزادہ ہمارا غالب آیا
خونخوار کے مرنے کی آواز آئی ہے دیکھو آسمان پر تاریکی چھائی ہے اُس طرف چلو سب خوشی خوشی اُس وقت آکر
پہونچے کہ شاہزادہ مجمع ساحران مین گھرا تھا تلوار چل رہی تھی کیوان انجم سیاہ بھی مع فوج آکر شریک جنگ ہوا
ساحرون نے جو دیکھا کہ مددگار طلسم کشا کے آگئے چادرین ہلانے لگے لینے امان مانگی شاہزادے نے تلوار روکی
سب دائرۂ اسلام مین آئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے داخل شہر خونریز ہوئے کیوان انجم سیاہ کو تخت پر
بٹھایا نورالدہر دنگل پر آکے جلوہ فرما ہوئے اب سامعین حال ایرج نوجوان سماعت فرمائین نورالدہر نے تو
لشکر ساحران و غیر ساحران آراستہ کیا اپنے نزدیک طرف طلسم نور افشان کے چلے کیوان ساتھ ہی بیس ہزار ساحر
جو تازہ دائرۂ اسلام مین آئے ہین ان لوگون نے کلمہ نہین پڑھا مشہور جادو کل فوج کا افسر ہے منزلون کو طے کرتے ہوئے
جاتے ہین مگر ایرج نوجوان نے جو مفتوح جادو کو شکست دی وہ صحرا مین فروکش تھے بعد ایک ہفتے کے
میمون اختر شناس نے عرض کی اب حضور کوچ کرین ایسا نہو کہ مفتوح بھاگ کر طلسم نور افشان مین چلا جائے
ایرج نے اُسی وقت حکم دیا شاپور کو بڑی خوشی ہے لشکر تیار کیا ایرج سوار ہوکے چلے یہان مفتوح نے قلعہ کو آلات
سحر کی توپون سے خوب آراستہ کیا ہے ایک عرضی اس مضمون کی سحر العجائب و مصر الغرائب کو لکھی ہے کہ صاحبقران
ایرج نوجوان نے مرحلے طلسم شوکت کے شکست کیے مین نے قلعہ پر آکر سامان حرب مہیا کیا ہے لیکن طلسم کشا وہ جری و
بہادر ہے کہ قلعہ کی آراستگی اُسکے سامنے کچھ نہ کام آئیگی لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہے یلغار کرکے قلعہ کو فتح کریگا مقدمہ
سحر مین یہ خرابی ہے کہ صاحب لوح ہے سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا یہ وہی جوان ہے کہ جسکو آپ نے قید کرلیا تھا میمون اختر شناس
نے بلاکر رہا کیا مطیع اسلام ہوا جانبازی کر رہا ہے اُسی کی کوشش سے طلسم کشا کو یہ دن نصیب ہوا صاحب فوج و لشکر ہوا
لوح طلسم شوکت پائی مرحلہ جات شکست کیے اب تو صاحب فوج ہے کون اُس سے آنکھ ملا سکتا ہے اُنکا ارادہ ہے کہ آپ
لشکر کشی کرین بے آپ کے تکلیف کیے کچھ نہ ہوگا نامہ ساحر لیکر چلا لیکن سحر العجائب و مصر الغرائب نے
طعن و تشنیع کرنے کو آج کوکب روشن ضمیر کو دربار مین بلایا ہے یہ دونون ناکام بد انجام بہ عقاب خطاب کر رہے ہین
کہ کیون اے شہنشاہ آپ کی مدد کو صاحبقران نہ آئے چھ مہینے میعاد کے گذر بھی چکے اتنا زمانہ گذرا اور مین نے آپکو قتل نہ کیا
کیا مین زندہ چھوڑونگا آپ نے بڑی خطا کی بیٹی سلمان کو دی صاحبقران کے سمدھی بنے اس دن کا خیال نہ تھا

کر ساحری و جمشید بدلا لینگے کوکب نے جواب دیا کہ او نمک حرام کیا بیہودہ بکتے ہو یہ انقلاب اس واسطے ہوا ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ صاحبقران یا کوئی فرزند صاحبقران آکر اس طلسم کو فتح کریگا انشاء اللہ سزا پاؤ گے بھاگتے راستہ نہ ملیگا ناگاہ ایک ساحر پہونچا ساحر نے نامہ سحر العجائب کے ہاتھ مین دیا عطارد رقم میر منشی جو بیٹھا ہے سحر العجائب نے اُسکے ہاتھ مین نامہ دیدیا یہ نہ سمجھے تھے کہ اس نامے مین ذکر شوکت ایرج نوجوان ہے منشی نے پڑھنا شروع کیا بعد تعریف لات و منات و سامری و جمشید سب حال شکست طلسم شوکت مرقوم تھا اور میمون اختر شناس کی جانبازیان عورت کا اُسکی پہونچانا دونون عاشقون کا مرنا سب کچھ لکھا تھا کوکب نے کہا او بھیا دیکھا تونے اب یہ شیر اگر تمھاری گردن لیگا بھاگتے راستہ نہ ملیگا شیرون کی جرأت کا حال سُنا یہ شیر دلیر فرزند و دامان صاحبقران ہے اسکے دل کو بھی تم نے یہ بھی خوب یقین ہے کہ انکا ہمچشم صاحب قہر و خشم یعنی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ضرور تشریف لا ئینگے آپس مین ہمچشمی کرینگے کا فرون پر بلا نازل ہوگی یہ ہماری پریشانی کیا خالی جائیگی کل طلسم نور افشان اسلام آباد ہوگا ہم بیٹھکر سلطنت کرینگے دونون نمک حرام بہت جھلائے میر منشی سے کہا اگر تمنے دیکھا کہ حال شوکت اُس جوان کا مرقوم ہے اتنا ہمسے کہدیا ہوتا یہ نامہ تنہائی مین پڑھا ہوتا اس باغی کو نہ سنانے کیا خوش ہوا یہ جا کر قید کرو کوکب روشن ضمیر اُس باغ ویران مین آئے جس وقت سے باپ کو ساحر لیگئے تھے تران رو رہی تھی دعائین کر رہی تھی کہ اے خالق ارض و سما میرے باپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا کوکب آکر پہونچے تران کا عجب حال ہے کھانا پانی کیسا تمند بلکہ حرام ہوگئی باپ کو دیکھکر اُٹھی بال کھلے ہوے کپڑے میلے گوشت پوست گھلگیا ہے استخوان باقی ہین باپ کو جھککر سلام کیا پوچھا کیون قبلہ و کعبہ آج نمک حرامون نے کیون بلایا تھا کوکب نے خوش ہوکر کہا اے نور نظر مجھکو جلانے کو بلایا تھا مگر خدا نے ہمکو خبر فتح و ظفر سُنائی ہمارا فرزند ارجمند ایرج نوجوان جاکر قید سے مجھو نا میمون اختر شناس خدا اُسکو رکھے دل و جان سے مطیع ہوا طلسم شوکت فتح کیا بعنایت باغبان قضا و قدر فصل خزان جاتی ہے بہار ہمارے باغ مین آتی ہے اتنو یہ کیفیت ہے **نظم**

حکمرانی پر ہوا میل سلیمان بہار	عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار	زخم خندان یار بھی ہے روئے خندان بہار
تیرباران بلا ہے مجھکو باران بہار	زلف سنبل کو بھی گوش گل کو جانیے	نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا	بے سواران چمن ہین مرد میدان بہار	کیا سمجھکر روندتے ہین مجھکو سیار چمن
سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار	آبجو بین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان	ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار
روشنی ہوئے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر	لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار	نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
نے سبزہ وار چمن آتش بہ نشانان بہار		

تران مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا واللہ نامہ دار کس سے سنا کوکب نے کہا بادشاہ طلسم شوکت نے نامہ لکھا ہے کہ ایرج نے یہ سب مرحلے فتح کرلیے اب قلعۂ طلسمی باقی ہے یقین ہے یہ نمک حرام واسطے انتظام کے جائین انکا تو یہی قصد ہے کہ قلعۂ طلسم شوکت کو فتح کرکے سیدھے طلسم نور افشان مین آئین مگر یقین کامل ہے کہ اگر ایرج نوجوان نے یہ کام کیا نور الدہر ضرور آوینگے ایک ساحر نگہبانون مین سے بول اُٹھا کہ اے شہنشاہ میرا بھائی طلسم خونریز مین ملازم تھا بھاگ کر آیا ہے کوئی پوتا صاحبقران کا وہان بھی آکر پہونچا تمام طلسم خونریز کو درہم برہم کر دیا وہ بھی طرف طلسم نور افشان کے آتے ہین ملکہ تران نے سر سجدے مین جھکا دیا کہا اے خالق لیل و نہار تو نے مجھکو یہ خبر سُنائی ورنہ زندگی سے مایوس ہو چکی تھی انشاء اللہ اب نمک حرامون کو سزا ملیگی کوئی جانیوالا ہوتا تو یہ نامہ لکھتی **نظم**

مرا اس شعلہ رو سے نامہ بر سوز جگر کہنا	ہوا ہون خاک جلکر اور نہین مجھکو خبر کہنا	بسان طائر بسمل طپان ہون خاک پر کہنا
ہوا ہے ناوک بیداد سے ٹکڑے جگر کہنا	جو کھینچی ہے ہمارے قتل پر تیغ دو سر کہنا	کرینگے ہم بھی آب تیغ ہی سے حلق تر کہنا

جب تمنے تڑپایاں تک تو یہ پہونچائی بری حالت
نہ رکھنا فرق کچھ بھی تو سر مو بر لبیں کمنا
اگر پہلے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کمنا
نہیں راہ وفا سے منحرف مضطر مگر اپسر
کرے وہ موشگافی حال کی ہے اگر قاصد
نہیں راہ جفا سے باز تو اے فتنہ گر کمنا

اس طرح یہ اشعار پڑھنے کہ کوکب کی بھی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے ملکہ ناہید مرصع پوش بے اختیار پکار اٹھیں کہ تک ب
ہکو مصیبت میں یہ دردگار مبتلا رکھیگا آخر صبح عیش دیکھینگے

نظم

تا کے ز بزم بادہ کشان گفتگو کنم
کودکی ز دامن عصمت غیر رود
تا از دماغ دل گل وصل تو بو کنم
مستی گذشت از حد دیوانگے صبا
صد رہ بآب دیدہ اگر شست و شو کنم
مخفی بغیر بادہ چو دل را دماغ نیست
تا کے حدیث بادہ و جام و سبو کنم
اے دل ز آب دیدہ مے در سبو کنم
بکشاد ہان شیشہ و مرد را ایاغ کن
بر خیر با بجانہ میخانہ رو کنم

سب خوشیاں کرنے لگے پر ان کہتی ہیں اے والد نامدار ایسا نہو کہ ہمارا خوشی کرنا فلک کو ناگوار ہو راحت میں رنج
نصیب ہو بعد مات ہماری غفلت سے گذر گئے یہاں تو قید خانے میں سب نے خوشیاں کیں مگر سحر العجائب اور
مصر الغرائب نامہ مفتوح کا پڑھکر بہت گھبرائے صلاح ہونے لگی کوئی کہتا ہے خود حضور جائیں بڑے بڑے
ساحر دربار میں جمع ہیں سر کا طلسم نور افشان میں ایک ایک ساحری عہد جمشید زمان ہر ایک کو دعوٰی ہے کہ
طبقات زمین ہلا دوں طنابیں آسمان کی زمین پر کھینچوں بعض کہتے ہیں سامری و جمشید کیا تھے اگر ہم دعوٰی خدائی کرین
تو آدمی دنیا سجدہ کرے لیکن ہمکو ایسی باتوں پر توجہ نہیں مگر اے شاہزادگان والا قدر ہم سب حاضر ہیں جسکو آپ
تجویز کیجیے وہ جائے کام کر کے آئے بلکہ اگر محکم حکم صادر ہو جاکر طلسم کشا کو باندھ لائیں کیا کسی بات میں کم نکلینگے
سوائے سامری و جمشید کسی سے نہ جھکینگے کر ان دونوں نے کہا نے ہمارے جائے کچھ نہ بن پڑیگا سبھوں نے کہا آپ کو
اختیار ہے اسی وقت سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا کہ آپ سلطنت دیکھیے میں جاکے ان باغیوں کو سزا دیتا ہوں
اگر جا بالات و منات نے تو سب کی مشکیں باندھکر لاتا ہوں یہ کہکر اٹھتا ہوا روانہ ہوا ایرج نوجوان آتے آتے قریب
قلعہ مفتوح کے پہونچے بالائے قلعہ تخت بچھا ہے اسپر مفتوح متمکن ہے گرد کل سردار بڑے بڑے ساحران غداریہی باتیں ہو رہی ہیں
کہ انجام کیا ہوگا مفتوح کہتا ہے کیا عجب ہے وہ لوگ اُدھر ہی بیٹھ جائیں یہاں آنے کا ارادہ نہ کریں کہ صحرا سے گرد اڑی
تمام جنگل میں اندھیرا چھا گیا مفتوح نے دیکھا آگے سب کے میمون اختر شناس سب ساحروں کو جمانے ہوئے
بڑی دھوم سے آتا ہے ایک سمت نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان پشت گرم بن اشقر پر سوار
پشت پر دو لاکھ غیر ساحر علم اسد نگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اٹھلاتے ہا. کا کے جھلکا دون پر
ہوئے اس زور و شور سے آکر پہونچے ایرج نے اُترتے اُترتے گھوڑے سے بہ نگاہ غور قلعہ کو دیکھا تو میں لمچھر
لگی ہوئی ہیں گویا انداز برق انداز شل رہے ہیں تمام سامان بالائے قلعہ مہیا میمون نے عرض کی حضور نے دیکھا کسطرح
آراستہ کیا ہے سحر کا بھی سامان ہے سپاہیوں کا بھی استحمان ہے خود واسطے انتظام کے موجود ہے جب خود مالک
حاضر ہے تو کون کمر و کاوش میں تامل کریگا ایرج نے فرمایا اے یار وفادار انشاء اللہ یکہ و تنہا جاکر قلعہ کو لونگا میمون
نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کی جرأت کے آگے قلعہ کی کیا حقیقت ہے لیکن یہ سب سامان دکھانے کا ہے وہ بھی خوب
جانتا ہے کہ سحر سے کچھ نہ ہوگا لوح طلسمی موجود ہے جب مرحلے فتح کر لیے تو قلعہ طلسمی کا فتح کرنا کیا مشکل ہے ایرج دامن نگاہ
مگر میمون کو بڑا خیال ہے اسی سوچ میں ہے کہ ایسا نہ ہو مفتوح کا کوئی مکر چلجائے ضرور فریب کریگا ساحروں کو برائے
حفاظت ایرج مقرر کیا آپ بھی دیکھتا بھالتا پھرتا ہے ہر ایک سے یہی قول ہے کہ بھائیو تھوڑی مشقت اور باقی ہے
انشاءاللہ کل ایک ایک گدا غنی ہو جائیگا چلکے قلعہ لو تو سب نے کہا بہت مناسب ہے غلام ہوشیار ہیں شام سے

صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی جا بجا نگہبان بیٹھے ہین گر مفتوح جادو یہ سب سامان دیکھکر بارگاہ مین آیا سب جمع ہین کمیدان رسالدار ساحران غدار نگار کر مفتوح نے آواز دی یار و فلک نے انقلاب دکھایا میرا یہ قلعہ اس لایق تھا کہ یہ لوگ میرے سامنے آکر اترین مگر کیا کرون کچھ مجکو بن نہین پڑتا تم مین کوئی ایسا ہی کہ ایرج نوجوان کے قبضے سے لوح نکال لائے پھر قیامت برپا کردون دیکھو میان میمون کا کیا حال کرتا ہون بھاگتے اُنکو راستہ نہ ملے اُنھین کے سامنے طلسم کشا کو قتل کردون خون مسلمانون سے ہاتھ بھرون قیطوس سبکرو عیار مفتوح کا عیار بھی ہی سحر بھی جانتا ہو آکر کرسی پر بیٹھا ہی بانہ ہاے عیاری سے آراستہ اسباب سحر بھی جھولی مین بھرا ہوا چار سو شاگرد اسکے گرداگرد بیٹھے ہین اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی اے شاہ عیار ایرج کا بلاے روزگار ہی جسنے ایرج کی قید منگوا کر اس درجہ شہور کی عیاری کی کہ میمون ایسون کو پہچانا کچھ کسی کا زور نہ چلا غلام جاتا ہی ہر چند کہ یہ انتظام ہی اگر آج کی رات سامری و جمشید نے مدد کی تو لوح لاتا ہون مفتوح نے کہا اے قیطوس میری عقل کہتی ہی سمجھکر جانا یکایک ہاتھ نہ ڈالدینا قیطوس نے کہا بڑا خیرخواہ لشکر ساحر زبردست میان میمون اختر شناس ہین اگر اُنکو پایا تو اُنھین کی شکل بنکر لوح طلسم لیتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا قلعہ سے نکلکر ایک فقیر کی شکل بنا ہوا لشکر ایرج مین آیا دیکھا سب جاگ رہے ہین اُسی حال مین پھرتا پھرتا مانگتا ہوا قریب بارگاہ آیا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہین مقام صدر پر ایرج نوجوان جملہ سرداران اپنے اپنے مقام پر شاپور گشت مین مصروف ہی کبھی اپنی بارگاہ پر کبھی بازار بزازان کبھی بازار صرافان ہر ہر مقام پر پھر رہا ہی قیطوس نے میمون کو دیکھا کہ دربارگاہ پر دنگل بچھا ہی ساحرون کو جا بجا بھیج رہا ہی شاپور بھی گھڑی دو گھڑی کے بعد آتا ہی یہ ہوشیاری پوچھ جاتا ہی قیطوس ایک خدمتگار کی شکل بنکر قریب میمون آیا جھککر سلام کیا میمون نے پوچھا تم کون ہو کہان سے آئے ہو عرض کی مین قلعہ مفتوح کا رہنے والا ہون مگر توجہ مجکو مذہب مسلمانان پر ہی دل کہتا ہی یہی دین بہتر و برتر ہی ایک خبر اسوقت پائی ہی منظور ہی کہ عرض کردون اُسکا نشیب و فراز آپ سمجھ لیجیے گا مگر باعث بہتری ہی میمون اُٹھ کھڑا ہوا قیطوس اپنے ساتھ لیکر چلا ایک خیمے کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا کہا اے خیرخواہ دولت طلسم کشا اے ساحر یکتا قیطوس نام عیار آپ کی فکر مین آئیگا خیال رکھیے گا ضرور عیاری ہو گی ہر چند کہ وہ شاپور کے نام سے ڈرتا ہی مگر آج ضرور جانبازی کریگا میمون نے کہا اے برادر تمھاری مہربانی کہ تمنے اطلاع کی انشاء اللہ کل دن کا کھانا قلعہ مین جا کر کھائینگے یہ دو پہر باقی ہین زلف لیلاے شب کمر سے گذرا جاہتی ہی مین حفاظت مین مصروف ہون اگر خود مفتوح آئیگا بڑی زک اُٹھائیگا مین نے آج کی شب کل عیش و آرام اپنے اوپر حرام کیا جاگ کر بسر کرونگا شاہزادہ بھی بارگاہ مین صحبت آرا ہی آرام نہین فرمائیگا جو ہونا ہی صبح کو حال کھل جائیگا اگر تمکو روزگار منظور ہو بسم اللہ ایسے قدردان طلسم کشا کسکو ملتے ہین جری بہادر تیغزن عیار پُرفن شاپور شیردل فخر دودمان خواجہ عمرو بیان کسکی مجال کہ کر آسکے قیطوس نے کہا بجا وہ دیکھیے سامنے قیطوس فقیر بنا ہوا جاتا ہی میمون نے مُنھ پھیرا اسنے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم قیطوس سبکرو میمون نے چاہا تڑپون قیطوس نے حباب مار دیا یہ دیندار لڑکھڑا کر گرا قیطوس نے اسکے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی ٹانگ گھسیٹکر ایک جھیل کے برابر اسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شکل میمون چلا گر ہنستا ہوا ساحرون نے پوچھا کیون حضور یہ کون آیا تھا میمون نقلی نے کہا وحشی دیوانہ ہمکو سمجھانے آئے ہین مفتوح کے عیار نے یہی شعبدہ چھوڑا تھا صاحب مشہور ہی کہ رات کو مفتوح بلوہ کریگا اگر ایسا کریگا مارا جائیگا یہی خبر دینے آئے تھے ہمارے خیرخواہ بنے ہین ایسی باتون کو کب مانتا ہون اب وہ وقت ہی کہ پہر رات پچھلی باقی ہی جا بجا طلاے پھر رہے ہین عیار سردار ساحران غدار اپنے اپنے کام پر موجود ہین میمون نقلی اندر بارگاہ کے گیا ایرج کو دیکھا

چند سردار حاضر بین صحبت چیدہ ایرج نے پوچھا کیون ای سردار خیر تو ہی عرض کی خدا کی عنایت سے رات خیر و عافیت
سے کٹی کچھ حضور سے عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے ایرج کو میمون سے بخوبی اطمینان ہی میمون کے ساتھ تخلیے مین آئے
کہا حضور رات تو مین نے یہ کیفیت کاٹی اب قلیل رات باقی ہی مگر ابھی ایک خبر آئی ہی کہ مفتوح کہتا ہی لوح مین نے لی
ایرج کے پاس لوح نقلی ہی کیا کوئی آپ کے پاس آیا تھا ایرج نے کہا مین نے کسی سے کلام بھی نہین کیا ای میمون
یاد ملکہ بران مین میری یہ کیفیت ہی

نظم

یاد آجاتی ہی جب زلف چلیپا مجھکو
آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجھکو
کون ہی گرم رہ وادی وحشت مجسا
ہی ترے گیسوے شب رنگ کا سودا مجھکو
ہین اسلام مین بھی کفر سے چھٹ کر نہ سکا
پری کا نہ کسی جن کا ہی سایا مجھکو
مرض صلب ہجران سے ابھی صحت ہو
سبب وصل ہوا عالم رؤیا مجھکو
فخر سے بزم بتان مین وہ کہا کرتے ہین
کر دیا خوار غم عشق نے ایسا مجھکو
صاف ہوتا ہی شب ہجر کا دھوکا مجھکو
دشمن جان ہوا اور یہ وہ مرا جذبہ عشق
آہوون نے کبھی صحرا مین نہ پایا مجھکو
دانۂ خال نے تسخیر کیا طائر جان
کوئی کہتا ہی برا اور کوئی اچھا مجھکو
لیلۃ القدر سمجھے ہوگئی آخر شب ہجر
رخ دکھا جائے جو وہ رشک مسیحا مجھکو
واعظا دوزخ و جنت کی نہین بیم و رجا
پیار کچھ روز سے اب کرتے ہین رعنا مجھکو
موت آئی بھی تو بستر پہ نہ پایا مجھکو
کبھی جنگل کبھی بستی مین پھرایا مجھکو
منہ چھپانے لگے وہ جان کے شیدا مجھکو
روز روشن ہوا کیونکر مری آنکھون مین سیاہ
دام نے کاکل پیچان کے پھنسایا مجھکو
اک پری رو کی محبت کا مین ہون دیوانہ
دھیان اُس روے منور کا جو آیا مجھکو
بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر
عشق اور حسن کا بس بھاتا ہی چرچا مجھکو

قیطوس نے کہا حضور اب کیا دیر ہی سیدھے طلسم نور افشان پر چلیے چلکے کوکب کو مٹائین ملکہ بران کو بھی لائین اُنکے بھی تکلیف کے دن گذر چکے آج
رات بھر مین نے چین نہین لیا اس فکر مین رہا کہ رات خیر و عافیت سے کٹے شکر ہی کہ اب رات تمام ہوئی مین ذرا لوح دیکھون
وہ بیچارا ناحق خوشی کر رہا ہی ایرج نے بلا تکلف لوح اُتار کے دیدی قیطوس نے لوح پاتے ہی سحر کیا ایرج گرے بیہوش ہو
قیطوس نے اُٹھا لیا نقب سحر دیکر لے بھاگا مگر شاپور بازارون سے پھر کر جا بجا دیکھتا بھالتا اُس مقام پر آیا جہان
میمون اختر شناس بیہوش پڑا تھا شاپور گھبرا گیا دیکھا دماغ پر بہت بیہوشی کی چڑھی ہی بہت اُتاری ہوشیار کیا
میمون گھبرایا ہوا اُٹھا شاپور نے کہا ای میمون یہ کیا معرکہ گذرا خدا خیر کرے کچھ عیاری ہوئی دل کو بیقراری ہوئی
میمون نے کہا ای شاپور اس طرح ایک خدمتگار آیا اُسنے مجکو دھوکا دیا میری شکل بنکر گیا ہوگا نہین معلوم مین
کب سے یہان پڑا ہون کتنا عرصہ ہوا جلدی چلو شاپور و میمون دروازے پر بارگاہ کے آئے خدمتگارون نے
دیکھتے ہی کہا ایک میمون اندر گئے ہین دوسرے میمون یہ آتے ہین یہ بات کیسی نامبارک ہی میمون نے کہا ای
صاحبو سُنا ہماری شکل بنکر وہ پہونچگیا بڑا غضب ہوا اب کیونکر جان بچیگی شاپور و میمون اندر بارگاہ کے آئے
رفیقون نے بھی یہی کہا ایرج کو بارگاہ مین نہ پایا میمون نے کہا ای شاپور جو ہونا تھا وہ ہوگیا پوچھو تو شاہزادہ
کہان ہی شاپور نے جو پوچھا سردارون نے کہا ابھی تو میان میمون کے ساتھ تخلیے مین گئے ہین شاپور اور میمون اُس
تخلیے مین آئے نہرۂ نقب سحر دیکھا ایک چیخ ماری میمون نے کہا یارو دوڑو ایرج کو کوئی لیگیا نہین معلوم کتنا عرصہ ہوا
اب مین کیا کرون آپ لوگ تیاری کیجیے مین نقب مین جاتا ہون شاید اُس مکار کو پا جاؤن یہ کہکے نقب مین پھاند پڑا
یہان شاپور نے لشکر تیار کرایا یہ جو خبر مشہور ہوئی ایرج پکڑ گئے لوگ بھاگنے لگے لشکر مین تہلکہ پڑگیا میمون نقب کے اُس
پار جا کر نکلا دیکھا کسی کا پتہ بھی نہین جانیوالا جا چکا فقط نشان نقش قدم باقی ہی میمون نے جا بجا [illegible] دیکھا دفعتہً
غل اُٹھا کہ مفتوح جادو بپشت پر ڈنکا ساحران غدار مرکب ہاے پرند و گرگدن ہاے سحر اژدران سیہ پر سوار

سامری وجمشید کی صدا بلند اسی جانب آتے ہین میمون طرف لشکر کے جاگا یہان نصف لشکر منتشر ہو چکا نصف تیار مرنیوالے موجود ہین جان بچانے والے بھاگ گئے معرکہ یہ گذرا کہ مفتوح رات بھر جاگا جب فتاح طلسم ثابت و سیارگان یعنی ماہتابان زندان خانہ مغرب مین قید ہوا شہنشاہ نیر اعظم بادشاہ فلک چہارم بصد شوکت وحشم فوج شعاع وضیا ہمراہ لیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا یعنی ستارۂ سحری چمکا مفتوح پریشان بیٹھا تھا کلمات حسرت کہہ رہا تھا یارو اب جان کیونکر بچیگی ساحر بھاگتے جاتے ہین سردار چلے گئے رہے ہین کوئی کسی نام سے کوئی کسی کام سے رخصت ہوکر جاتا ہی پھر واپس نہین آتا ہی کہ فیطوس آکر بولا لوح پیشکش کی مفتوح نے جھولی مین ڈال لی ایرج کو حکم دیا ہوا کر قید کرو میان میمون کو پکڑ لاؤن تب سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرون یہ کہکے سوار ہوا سب فوج کو ساتھ لیکر چلا اب بھاگے ہوے بھی آگئے جماؤ کرکے چلے میمون بھاگ کر لشکر مین آیا شاپور کا نشان نہ پایا فوج والون نے کہا ای افسر ہم آپ کے مشتاق ہی تھے آدھے لوگ بھاگ گئے ہم مرنیوالے موجود رہے میمون نے کہا فلک نے ہمکو پامال کیا آقا گرفتار ہوگئے اب کیا کرون کہان جاؤن یہ ذکر تھا کہ سامنے سے مفتوح مع فوج پیدا ہوا اسکے ساتھ وزیر امیر دست راست پر زنار رشتہ زن بائین پر ہامان پرفن ایک جانب سیاہ خام جبا دو ایک جانب مضراب وسرخاب میمون گھبرا گیا مفتوح نے وہین سے للکارا او میمون نمکحرام تو نے قدرت سامری وجمشید کو دیکھا کیا مدد ہوئی بلا دھوئی ایرج کو پکڑ لیا لوح بھی ہمارے قبضے مین آئی اب ہمسے کون مقابلہ کرسکتا ہی ہمارے سحر سے بہرام فلک کو سکتا ہی یہ کہکر گولہ مارا اسکے ساتھ کے ساحر جو کھڑے ہوئے تھے دوڑ پڑے چہار جانب سے گولے پڑنے لگے دو لاکھ ساحر آپڑے میمون بیچارہ کس کس کو روکے کسکو ٹوکے سحر کرنے لگا ساتھ والے بھی گولے ترنج و نارنج فوج عدو پر پھینکنے لگے شعر موافق مقام شعر دو لشکر چو باہم در آمیختند ❊ قیامت زگیتی شدہ انگیختند جانبین کے ہزارون مرگرے لاشے تڑپنے لگے مگر مفتوح جلا ہوا طرف میمون کے چلا میمون نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن مگر غیرت نے دامن نہ چھوڑا خیال آیا کہ ای میمون دنیا ناپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار پھر لڑ بھڑ کر مرو کہ نام ہو دشمن کا کام تمام ہو گولہ لیکر لڑنے لگا مفتوح کو گولہ مارا مفتوح نے اشارہ کرکے رد کردیا تین سردار مفتوح کے میمون نے مارے خون کے دریا بہادیے مگر مفتوح ہ قہر وغضب تمام جابجا تلوار چلنے لگی میمون یہی چاہتا ہی کہ مین مارا جاؤن میرا زندہ رہنا بہتر نہین نہین معلوم مفتوح کیا فساد برپا کریگا آخر مفتوح کے سامنے سحر کیے مفتوح نے چار پانچ سحر دفع کیے ایک مقام پر جھلا کے زنجیر فولادی کمر سے کھول کھولکر پھینک ماری میمون کے ہاتھ پاؤن بند گئے چہار جانب سے ساحر ہزارون ٹوٹ پڑے میمون وگلرنگ سے سب جلے ہوے تھے مفتوح کا یہی قول ہی کہ میمون کو قتل کرونگا زوجہ کو اسکی گھر مین ڈالونگا مدت سے اسپر مائل ہون دونون زن وشوہر گرفتار ہوے اب مفتوح نے ایک سحر کیا کہ سب ساحر بیہوش ہوکر گرے اسنے چالیس سردار چن لیے باقی سب کو پڑا رہنے دیا کہا ان سب کو کہانتک قتل کرون ایک سحر مین سب کو جلادونگا اسی مقام پر اُتر پڑا بارگاہ ایرج مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا ہزار کسبیان جمع ہوئین مبارکباد کی صدا بلند ہوئی ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

عاشق چشم سیاہ یار ہون	نرگس بیمار کا بیمار ہون
زندگی کیونکر وبال جان نہو	ہجر مین مین زیست سے بیزار ہون
مجکو بھی دکھلاؤ جلوہ حسن کا	غش ہوے طالب دیدار ہون
ہون گنہ سے غرق بحر انفعال	مین سراپا ابر دریا بار ہون
زور کچھ تقدیر سے چلتا نہین	ای صنم مجبور ہون ناچار ہون
ہوے افتادہ کا ہے سب کو گمان	عشق گیسو مین ہین ایسا زار ہون
جبسے اُس گل نے گرایا آنکھ سے	سب کی نظرون مین ذلیل وخوار ہون
غسل دو آب دم شمشیر سے	کشتۂ تیغ نگاہ یار ہون
نشہ مین ہی چشم میگون کا خیال	مین بیہوشی مین بھی ہشیار ہون

ہجر جاناں میں نہیں لگتی ہے آنکھ | بخت خوابیدہ میں میں بیدار ہوں
زندگی تک مجمع احباب تھا | قبر میں بے مونس و بے یار ہوں
لشکر دیوانگاں ہمراہ ہے | میں جنوں کا قافلہ سالار ہوں
دشت میں تلوون سے بہتا ہے لہو | آبلوں سے دیدۂ خونبار ہوں
کہتے ہیں کھلا کے مجھکو وے صاف | باغ عالم میں گل بیخار ہوں
غم مجھے کھاتا ہے غم کھاتا ہوں میں | اپنے میں غمخوار کا غمخوار ہوں
جام مے دو مجھکو شربت کی عوض | چشم مست ناز کا بیمار ہوں
جلکے کہتا ہے رقیب روسیہ | تم اگر ہو نور تو میں نار ہوں

اس طرح وہ نازنین گا ئی مفتوح بےچین ہو گیا اشارے کرنے لگا وہ بھی مسکرائی جاتی ہے آخر مفتوح نے اشارہ کیا مجھے جام شراب پلا اسنے جام بھر اٹھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملی مفتوح نے جیسے ہی جام ہاتھ میں لیا انتظام کر چکا تھا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی مفتوح نے کہا تو کون ارے اسکو پکڑو شاپور نے خنجر کھینچا ساحروں نے سحر کیا یہ بھی بیچارہ گرفتار ہو گیا ہلڑ ہوا کہ عیار بھی پکڑا گیا مفتوح نے کہا میں پہلے ہی سمجھا تھا کہ عیار باقی ہے وہ ضرور آکر عیاری کریگا میں نے سحر کر رکھا تھا کہ جو کوئی مجھکو بیہوشی دیگا مجھکو خبر ہو جائیگی آخر شراب شعلہ بنکر اڑ گئی یہ بدولت کے انتظام کا باعث تھا وزیر ندیم جو جمع ہیں سبنے عرض کی اب سرکار کا کیا ارادہ ہے مفتوح نے کہا قصد تو یہ تھا کہ قیدیاں بلا کو روانہ کروں خدمت میں شاہان طلسم کے مگر خوف ہے کہ ایسا نہو کہ یہ لوگ رہائی پائیں اگر چھوٹ جائیں تو آفت برپا ہو لہذا میدان خونی کی تیاری کرو صبح کو ان سب کو قتل کرونگا شاہان طلسم نور افشان کو کیا مطلب ہے انھوں نے تو میرے طلسم کو فتح کیا سزا کامل دونگا اگر میں یہ تدبیر نہ کرتا تو مجھکو کب زندہ چھوڑتے لہذا میں نے عہد کیا ہے کہ انکو قتل کرکے لوح خدمت میں شاہان طلسم کے بھیجدونگا کہ جہاں لوح طلسم نور افشان ہے وہیں اسکو بھی رکھے جو کوئی قصد کریگا خاص طلسم نور افشان پر جائیگا وہ شاہان عالیجاہ سحر میں کامل سالہا سال میں تو میں مرحلے بناؤنگا یہ مرحلے جو شکست ہوئے فتح طلسم کے جو بند و بست ہوئے یہ مرحلے بانیان قدیم کے بنائے ہوئے تھے نئے مرحلے نصب کیے جائینگے نئے ساحر مقرر ہونگے ساحران زبردست چاہئیں کہ ساحر بھی ہوں شعبدہ باز حیلہ سازان سب فنون میں کامل ہوں یہ کہکے حکم دیا مشتہر کردیا جائے صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اسی وقت اشتہار چسپاں ہوئے دہل زن ڈھول بجاتا پھرتا ہے یہی صدا ہے کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم مفتوح کہ کل صبح کو قیدیان طلسم شوکت قتل کیے جائینگے اب یہ عالم امان نہ پائینگے ایرج نوجوان و میمون و ملکہ نگار نگ و چند سردار ایک خیمے میں قید ہیں کہ شاپور کی قید آئی ایرج نے کہا او میمون شاپور بھی پکڑ لیا گیا ہمیں گمان تھا کہ یہ نکلگیا ہے ضرور عیاری کریگا مگر تقدیر نے یہ سامان دکھایا کہ ہمارے یار وفادار کو بھی پھنسایا مگر شاپور نے بہت جلدی کی میمون رونے لگا کہا اے شہریار تقدیر میں شکست لکھی تھی کیا سامان تھے سب اسکا الٹا ہوا یا تو قلعہ فتح کرنے کی امید تھی یا ایسی بنی کہ سب قید ہو گئے اگر شاپور چھوٹا ہوتا ضرور وقت پر عیاری کرتا مگر زنجیر قضا پاؤں میں پڑ چکی تھی یہ فرماکر رو دی ایرج نظم میں بیان شہزادن کے حالت تباہ کی

نظم

اپنا ہی فیصلہ ہے گھڑی دو گھڑی کے بعد | جب اسکے رخ پہ آنکھ پڑی دو گھڑی کے بعد
پہلو سے کوئی راحت جان اٹھ گیا تھا آج | دل کو جو اپنے کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
آسان ہے یہ اپنی اڑی دو گھڑی کے بعد | دل ہو چکا ہے خون جگر ہوگا اب لہو
پہلے تو یاد زلف میں آشفتہ تھا نہ دل | الجھن مگر تھی شب کو بڑی دو گھڑی کے بعد
میت ہی در پر اسکے گڑی دو گھڑی کے بعد | اے موت تو بھی کشتۂ حسرت کی لاش پر
قاصد کے انتظار کی حالت کہے جلال | زندہ رہیگا کون گھڑی دو گھڑی کے بعد
ہے سہل عشق کی ہر کڑی دو گھڑی کے بعد
اٹھی نگاہ شوق گھڑی دو گھڑی کے بعد
دم توڑنے میں دیر نہیں جلد آئیے
پھر آنکھ اگر کسی سے لڑی دو گھڑی کے بعد
بیٹھے تھے تھوڑی دیر یہ سوچکر کہ جان دی
ہاتھ آج ملتی ہوگی گھڑی دو گھڑی کے بعد

میمون نے دیکھا کہ شاہزادہ بہت بیقرار و مضطر ہے عرض کی اے شہریار اب یہی بہتر ہے کہ صبر کیجیے اگر قضا قریب آ چکی ہے گیا اختیار آپ کی زبانی سن چکے

رب اکبر نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ موت کا ایک ساعت بھی گھٹنا بڑھنا ممکن نہین پس کیا چارہ جو مرضی اُسکی غرض اُن سب نے
اسی رنج و ملال مین گذری بوقت سحر جبکہ جلاد فلک چہارم بحکم قضا و قدر خنجر مہر ہاتھ مین لیکر فلک نیلی پر شلنگین
لگانے لگا مفتوح سوار ہوا تمام فوج ساحران نئی نئی وردیان علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے سامری
و جمشید کے نام کے ہنگامے ہو رہے ہین شوالون مین پوجا پاٹ برہمنون کے ہاتھ مین پوتھیان تہبری دھوتیان سر پر
بدھی لٹیان ہاتھ مین منتر جنتر پڑھے جا رہے ہین مفتوح نے دیکھا دارین استاد اسباب سیاست موجود جلاد با تیغ ہائے
برہنہ پھر رہے ہین علم کے منتظر مفتوح نے کہا قیدیون کو لاؤ داروغۂ زندانخانہ گیا سب قیدیون کو لیکر آیا سب کے
آگے ایرج نوجوان سر برہنہ لباس پھٹا ہوا جسم مین مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی مگر چہرہ اُداس
عالم یاس بل کرتے ہوئے آتے ہین کہ خانۂ زنجیر مین غل ہے گرفتاران زنجیر کا تسلسل ہے شاپور اپنے آقا کے قریب آنکھون
سے آنسو جاری عالم بیقراری کہتا ہوا آقائے نامدار موت دامنگیر تھی ہمارے چھٹنے کی تدبیر تھی ورنہ غلام آپ کا عیاری کرکے
پہونچا شراب مین بیہوشی ملا چکا تھا اُس ظالم نے سحر کر رکھا تھا کچھ نہ ہو سکا وہ اب بھی مالک ہے ظاہرا تو اب کوئی صورت نہین
یہی زمین ہمارا آپ کا مقام تھا مشہور ہے کہ خاک کو خاک کھینچتی ہے بقول آتش

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کا سبو چاک تھا ‏— آنکھ جس پر پڑ گئی دیوانہ بیباک تھا
یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب ‏— وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا

اسوقت تو موت آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہے مگر باطن کا حال کون جانے شاید کسی صورت سے بچ جائین مرنے سے امان پائین تصور کرکے ملاحظہ فرمایئے
کہ دل پر ہول و بیم نہین ہے کیا عجب ہے اُسکی قدرت سے سب قریب ہے ابھی زندگی باقی ہو بچ جائین کیا اُسکی عنایت
سے بعید ہے ہمارے واسطے یہ روز عید ہے اگر جان بچی تو نہایت روز سعید ہے کہ مفتوح نے حکم دیا اول طلسم کشا کو قتل کرو
جلاد خنجر کھینچکر سر پر ایرج کے آیا شاپور نے آواز دی او نالایق او نامنصف یہ آقا ہے ہم غلام پہلے ہمکو قتل کرو ہم اپنے
آقا کے دشمنون کا لاشہ نہ دیکھین پہلے ہم نثار ہو جائین کشاکش سے مہلت پائین جلاد طرف شاپور کے چلا میمون
نے آواز دی ارے بیچارہ بیچارہ ہین روپیے کا پیادہ ہے ہمارا مرتبہ ساحرون مین زیادہ ہے پہلے ہمین قتل کر جلاد
دیوانہ ہو گیا کبھی طرف میمون کے کبھی شاپور کے قریب کبھی پاس ایرج کے پانچ سو جوان گرفتار پنجۂ تقدیر ہین
یہ سب ساحران باوفا محبت ایرج مین اسیر ہین سب مین غل بلند ہوا ایرج نے جو سب کو پریشان دیکھا دل کو
طرف مالک کے رجوع کیا بخضوع و خشوع دعا کرنے لگے جلاد چاہتا ہے ایرج پر ہاتھ مارے کہ تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی سب دیکھنے لگے گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان ایک طرف بیس ہزار ساحر
کہ افسر جنکا مہلیل جادو انتظام کرتا ہوا دو لاکھ غیر ساحر زیر حکم مفتون تاجدار ببر آتشین پر سوار پہلو مین انکے شبرنگ
عیار شبرنگ کی نگاہ جمال بیمثال ایرج پر پڑی نور الدہر سے کہا آقا غضب ہوا ایرج زیر تیغ بیٹھے ہین یہ دیکھکر
نور الدہر نے اشارہ کیا یار و لینا میرا قوت بازو تنہا ہوتا ہی فوراً قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی چڑھکر کمان
مین پیوست کیا جلاد کو تاکا کر مارا جلاد گرا شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہمارے ایرج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ‏— کہ شاہنشہ جہانگیر چرخ گیتی ستان نر اندہ
عدو در روز مگاہش صد ہزاران الامان خواندہ ‏— ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم ‏— شہ نوجوانان لقب یافتم
دگر
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز جمش
لقا را بیک دست بر داشتم
تلوار کھینچکر شاہزادے نے آواز دی

اور برادر گھبرانا میں آپہونچا ایرج نے جو نور الدہر کو آتے دیکھا شرم سے پسینے پسینے ہوگیا غیرت مین آکر ایک ہاتھ مارا ہتھکڑی ٹوٹی نعرہ کیا قطعہ

بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
بشکنم این بند را وقتِ جنون من است

شعلۂ شمشیر شان تیغ جگر سوز عشق است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است

گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

قید توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر دہ کر صاحبقرانیم دا آفاق گیرم ایک سپاہی کو مار کر تلوار لی میمون کو بھی قید سے رہا کیا پانچ سو ساحر چھوٹے میمون نے اُٹھتے اُٹھتے چند سنگریزے طرف لشکر کفار کے پھینکے آگ برسی پانی برسا بجلی کوندی ہزار ہا جادوگر مارے گئے لشکر مین مفتوح کے کھلبلی پڑی ایرج و نور الدہر مصروف جنگ میمون و ہلیل ساتھ ساتھ ایک ہی طلسم کے رہنے والے آپس کی ملاقاتین گذری ہوئی باتین یہ بیچا سحر کرتا ہی میمون پروک رہا ہی شبرنگ نے خنجر کھینچا اب گھمسان سے تلوار چل رہی ہی زمین آسمان سے خون کی طغیانی ہر قدم آب تیغ کا گھٹنوں گھٹنوں پانی سرِ سپاہیون کے مثل حباب غلطان جہان سبزین گرین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ عمودون نے دریا سے منھ نکالا اگر تیرون کے ترکش گرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ مچھلیان شناوری کر رہی ہین آب تیغ کی طغیانی سر سے بلند پانی نور الدہر نے بڑھکر مفتوح کو زخمی کیا علم فوج سرنگون ہوا شاپور اس فکر مین ہی کہ مفتوح کو مار کر لوح طلسمی لون مرے آفتکے ہاتھ سے یہ لڑائی فتح ہو صورتین بدل بدل کے جاتا ہی پہلو نہین پاتا ہی کہ اسکو مارے مفتوح چاہتا ہی بھاگ کر نکلجاؤن ہر طرف سے غازیون نے گھیرا نکل نہین سکتا مثل صید خائف چھپتا پھرتا ہی جدھر جاتا ہی کسی طرف سے نور الدہر تیغ بکف آتے ہین کسی جانب ایرج نوجوان کسی طرف میمون اختر شناس کس زور و شور سے سحر کر رہا ہی زمین ہلادی آگ برسا رہا ہی کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کر رہا ہی صداے گیر و دار بلند لشکر ساحران دردمند گھبرایا ہوا مفتوح خود پسند مثل باد صرصر نور الدہر کا سمند شاپور و شبرنگ خنجر مارتے پھرتے ہین کبھی پر حلقہ ہاے کمند مارے کسی کو جاب نز رو یا دیکھا کوئی سردار زبردست بادۂ سحر سے مست اسکو تاکا ساحر بنکر کنارے لگا کے لیگئے دھوکا دیکے مارا اس طرح ساحرون پر تباہی ہی کہ بھاگنے کو راستہ نہین ملتا اُس وقت مفتوح کی بیقراری کبھی وزیر سے کہتا ہی یارو بھاگ چلو مجکو سرحد نور افشان مین بھیلو ہاے مین نے شاہزادون کو نامہ لکھا تھا میرے نامے کا کچھ جواب نہ آیا مین نے تو شکست لکھی تھی جب تو مجھے ناامیدی تھی وہ ہمارے بادشاہ تھے چاہیے تھا کہ براے مدد کسی کو بھیجتے یا خود آتے حال تو دریافت کرتے کہ اس بیچارے پر کیا گذری اب مین بھاگ کر کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن عزیز دار ایرج کا طلسم خونریز فتح کرکے آیا کسی نے پہلے مجکو نہ بتلایا نہین مین اسکا بھی انتظام کرتا راہ پر ساحرون کو مقرر کر دیتا کہ یہ آ نہ سکتے زبان ہلا نہ سکتے اب سردست کیا کرون یا سامری و جمشید تمھین آؤ اپنے بندون کو بچاؤ سب تباہ و برباد ہوتے ہین جان کے خون سے روتے ہین ہاے کوئی نہین سنتا کس سے فریاد کرین اس بیقراری مین تھا کہ آسمان پر سے ابر سیمابی نمایان ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا بحر العجائب بھائی مصر الغرائب کا تخت سحر پر وا جالیس جادوگر نامی وگرامی گمس پرائی کرتے ہوے ساتھ ساتھ ہین جیسے ہی اُس نکو نام بد انجام نے یہ معرکہ دیکھا کہ مفتوح بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی بخوف نور الدہر و ایرج منھ کے بل گرتا ہی ہزار ہا لاشہ زمین پر چلوت رہا ہی علم ہاے کفار سرنگون گویا کفن مین مردے بیرقین کٹی پڑی ہین قلعہ سے ساحر نکل نکلکر بھاگے جاتے ہین ہمی فوج کے بیر اُٹھ چکے نقیب آوازین لگاتے ہین انتظام کرکے بڑے جمتے ہین مگر یہ انہین جمتا فوج کا پانون نہین تھمتا مفتوح کا چیخنا پیٹنا سب ساحرون مین صدائین بلند ہین یا سامری و جمشید کوئی لات و منات کو پکارتا ہی کوئی سامری و جمشید کا

معتقد کوئی گھبرا کے آواز دیتا ہی یا لوٹنگ لوٹا یا جھوٹنگ جھوٹا غرض سب خداوندون کے خدمتگار ہین اسوقت مدد کو آؤ
ہمکو ہاتھ سے مسلمانون کے بچاؤ کسی ساحر نے بڑھکر سحر کیا دس پانچ جادوگر جلائے دس پانچ کو قتل کیا میمون نے بڑھکر
اُس ساحر کو ٹوکا آواز دی او بیحیا ان غربا پر کیون دست انداز ہوا اپنے سحر و ساحری پر بڑا ناز ہی وہ ساحر پلٹا میمون پر
سحر کیا میمون نے کارد سحر کھینچ ماری پشت کو اُسکی توڑتے کارد پار گذری سحر العجائب نے جو میمون کی زبردستی دیکھی
جلگیا آواز دی او نمکحرام تجکو کچھ ہمارا خیال نہین سالہا سال تک کھایا اب آج ایسا باغی ہوا مابدولت کے سامنے سحر کرتا ہی
مابدولت کی عدالت سے نہین ڈرتا میمون نے ایک گولہ آہن کا مارا وہ جو ساحر اُسکے گمس پر ای کر رہے تھے ایک کا سر اُڑ گیا
سحر العجائب کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او نمکحرام یہ سرکشی کچھ مابدولت کا خوف نہ کیا میمون نے چاہا اور گولہ مارون
سحر العجائب مسکرایا ہاتھ پاؤن مین میمون کے رعشہ آیا ہاتھ پاؤن کانپے جھولی مین آگ لگ گئی اسباب سحر جلکر گرا
گلرنگ نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئی دوڑی آواز دی کیون صاحب خیر تو ہی میمون کچھ جواب نہ دے سکا
جو اُٹھایا گلرنگ نے دیکھا میمون کا چہرہ اُداس زندگی سے یاس رنگ زرد متغیر متردد متحیر گلرنگ بھی جھپٹکر
چاہا سحر کرون سحر العجائب نے ہنسکر آواز دی او زن مکارہ تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہون کے سامنے بے ادبی
کرے میمون کی مشکیں باندھے گلرنگ طرف میمون کے پلٹی آواز دی صاحب دیکھتے ہو مالک کیا کہتے ہین مالک
کے حکم سے انکار مناسب نہین چلو شاہ بلاتے ہین میمون نے سر جھکا لیا گلرنگ نے ہاتھ میمون کا تھام لیا تخت کے
سامنے لیکر آئی کہا یہ گنہگار حاضر ہی سحر العجائب نے میمون سے کہا ایرج کو پکڑ لاؤ گلرنگ سے کہا تم جاکر نور الدہر کو گرفتار
کر لاؤ مگر خبردار خونریزی نہ ہونے پائے سہولیت سے کام کرنا ایسے بہوت تھے کہ دونون نے کہا بہت خوب گلرنگ
سامنے نور الدہر کے پہونچی آواز دی بس ٹھہر جائیے مجھے ضرورت ہی ذرا لوح مجھے دیجیے نور الدہر مثل آئینہ حیران
بشکل گیسو پریشان ان بیحیاؤن کے سحر کی یہ تاثیر تھی نور الدہر نے فوراً لوح گلرنگ کو حوالے کی گلرنگ نے لوح
جھولی مین رکھی نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا نور الدہر بیہوش ہو گئے میمون ایرج کے سامنے پہونچا کہا حضور
چلیے بادشاہ نور افشان نے یاد کیا ہی تساہل و تامل کا وقت نہین دیر کرنے مین سراسر پریشانی ہی کہنے سے میمون
کے ایرج نے تلوار ہاتھ سے ڈالدی کہا فرمانا شہنشاہ نور افشان ہمکو بدل و جان منظور ہی میمون نے ہاتھ پکڑ لیا
گلرنگ نور الدہر کو میمون ایرج کو لیکر سامنے تخت شہنشاہ سحر العجائب کے حاضر ہوئے کہا یہ گنہگار
حاضر ہین ان دونون نے پکار کر آواز دی ای مفتوح سب کو گرفتار کرکے لاؤ جملہ سردار نور الدہر و ایرج کانپتے ہوئے
دست بستہ سامنے تخت سحر العجائب کے آئے عذر کر رہے ہین کہ ہماری خطا معاف فرمایئے اب مقدمہ زیادہ نہ بڑھائیے
کبھی ایسی خطا ہمسے نہ ہوگی پانچ سو سردار دونون یہ شیر سحر العجائب نے سب کو ایک تخت پر سوار کر لیا شاپور
نے جو یہ معرکہ دیکھا فطرت سے سمجھا یہ دونون ملعون قیامت کے ساحر ہین انھین کے سحر کی تاثیر ہی کہ کوئی کچھ نہ کہہ سکا
اپنے کو گرفتار کرا دیا اگر ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم نور افشان کیونکر لیتے جان بچا کر نکلے اُون شبرنگ کو دیکھا
بصورت ساحر ایک نخل کے سایے مین کھڑا ہی اس انقلاب کو دیکھکر یہ بھی حیران کہ یہ کیا غضب ہوا کہ شاپور نے آکر
کہا کہ بھائی شبرنگ قیامت ہوئی دونون شیر پکڑے گئے یہ شعبدہ دیکھتے دیکھا کہ گلرنگ و میمون کیسے جان نثار تھے
اُنکے سحر کی تاثیر سے بیک دشمن ہو گئے سب راہبر رہزن ہو گئے شبرنگ نے کہا ای شاپور اب کیا تدبیر کرین
کچھ عیاری کرو شاپور نے کہا خیال تو کرو ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی ہوش و حواس
درست نہین ہین اعضا جالا کہ چست نہین کیونکر عیاری کرین جی چاہتا ہی سر پٹک کر جان دین نکلیو ان دونون مین یہ ذکر تھا

اور ایک طائر ہفت رنگ ان دونون کے سر پر چہکارتا ہوا نکلگیا طائر کا جانا تھا کہ ان دونون عیارون کے ہوش اُڑے
شاپور نے کہا بھائی شبرنگ اب ٹلنا یہان سے جان بچا کے نکلنا مناسب وقت نہین مطعون ہو جاینگے کہان جاکر
جان بچاینگے یہی گوی میدان ہی چلو تمھارا وقت امتحان ہی یہ دونون کہتے ہوے طرف تخت سحر العجائب جادو
کے چلے دیکھا مفتوح نے ہزارون ساحرون کو قتل کیا کسی کو جلایا کسی کو برق چمکا کے خاک مین ملایا ہزار ہا
آتش بھڑک رہا ہی شعلہ سحر مفتوح بھڑک رہا ہی بہ نگاہ عبرت دیکھتے ہوے سامنے اُس بادشاہ ظلم ام سحر العجائب
کے پہونچے صورتین ساحرون کی بنائے ہوے تھے برائے تسلیم خم ہوے عرض کی ای شہنشاہ غلامان جانباز
حاضر ہین سحر العجائب نے کہا تم کون ہو ایک نے کہا ہم عیار نور الدہر ہین ایک نے کہا شاطر ایرج نوجوان ہین
آپ نے بلایا ہم حاضر ہوے یہ بھی دیکھا ایک دمنع پر نور الدہر و ایرج و گلرنگ و میمون اختر شناس و
بہران وغیرہ پانچ سو آدمی سرنگون غم سے کلیجہ جون سر جھکائے بیٹھے ہین کلام کرنے کی کسی مین طاقت نہین روح کو
راحت نہین قلب مین قوت نہین سحر العجائب نے اشارہ کیا تم دونون عیار بھی اسی تخت پر بیٹھو تم سب کی باغ ویران
مین دعوت ہی بڑی بھاری شوکت و جلالت ہی مابدولت نے آپ سب صاحبون کے واسطے تکلیف کی خود طلسم
سے نکلے دونون اُنچکے ایک کے تخت پر بیٹھے سحر العجائب نے آواز دی ای مفتوح اب تمھاری خوشی ہو لی خبردار
طلسم شوکت و طلسم خونریز کا انتظام کرنا انتظام مین خلل نہ آوے جو ضرورت ہو مابدولت کو عرضی لکھنا ہم کیا
کسی کے محتاج ہین ساحران عالم کے سر کا تاج ہین دیکھو زبان نہین ہلائی اور سب گرفتار ہوے جن عیارون کا
آپ لوگ خوف کرتے ہین ساحران عالم انکے نام سے ڈرتے ہین تمنے دیکھ لیا ہمنے کوئی سحر نہین کیا یہ بھی چلے آئے
خود وہین اژدر مین گرے اب باغ ویران مین مثل قیدیون کے رہینگے جفائے زندانخانہ سہینگے مفتوح
نے کہا حضور جائین اب مجھے کچھ خوف نہین مین دونون طلسمات کے انتظام کرلونگا تیاری مرحلہ جات مین آپ سے
عرض کرونگا مرحلے قدیم سے کے تھے اب اُنکے عجائب و غرائب بنانا بہت دشوار ہوگا سحر العجائب نے کہا کچھ خوف نہین
ایک اشارے مین مابدولت کے ایسے طلسم بنجاینگے طلسم کشا اصلی کی آمد کے واسطے سد باب ضرور ہوگا ان کا منشا ہو
طلسم کشائے اصلی محرم و محتشم صاحب اسم اعظم ہوگا عیار اُسکے ساتھ وہ ہی کہ جسنے شمشہ و ماہ کو مارا اگر
ہمارے طلسم مین قدم رکھنا مشکل ہوگا طلسم نور افشان تک آتا تھا راہ مین رک گیا ہی ہم اب اور طرح کا طلسم
بناینگے کاہنون اور نجومیون کا کیا اعتبار سب متفق کہتے ہین کہ یہ سال آخر طلسم ہی خداوند سامری و جمشید
بھی ایسا ہی کچھ لکھگئے ہین ہم ان سب کو جھوٹا کرینگے مفتوح نے کہا آپ کا مثل کون ہی جب کو کب ایسے شخص کو
آپ نے قید کر لیا لاچین بھی خود ہی آکر پھنسے تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی سحر العجائب جادو نے مفتوح جادو کو
بخوبی سمجھا کر سب قیدیون کو ساتھ لیے ہوے طرف طلسم نور افشان کے چلے ملکہ بران چونکہ خبر طلسم کشائی
ایرج سن چکی ہین ان سے باتین کر رہی ہین کہ کیون مادر مہربان آپ نے سُنا شاہزادہ والا قدر چہ جرأت کا
بد رلو تا بجز تا طلسم نور افشان مین آتا ہی راہ کے کانٹے مٹاتا ہی اب یہان بھی آجاینگے اس خیال مین راتون کو
نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرین صحرا مین جا کر بیٹھین نظم

دم کے مہمان ہین پیغام اجل آپہونچا
خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئی دل کو
ہو گئے رسوا جو عہد الست مین [illegible]

پاس ایمان نہ رہا عشق بت مہر وش مین
مین ادھر اور ادھر یار کو نامہ پہونچا
پڑھکے مضمون غم انگیز بھر آئے آنسو

انکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا
مین جو کعبے سے پھرا سوے کلیسا پہونچا
تصفیہ قضیۂ الفت کا مناسب تھی نہین
اُنکی خدمت مین عریضہ جو ہمارا پہونچا

لہر اس بحرِ لطافت کی جو آئی دل میں
ہاتھ پستان صنم تک جو ہمارا پہونچا
قاصد یار کو میں اپنا پیمبر سمجھا
دست محبوب میں اُڑ کر مرا نامہ پہونچا
قدسیوں نے بھی جگر تھام لیا ہاتھوں سے
توڑ کر سقف فلک عرش پہ نالا پہونچا
جوش الفت سے وہ روتے ہوئے در تک آئے
چھوڑ دو نور کو دیکھنے کو میرا پہونچا

صورت موج رواں جانب دریا پہونچا
کمر یار کا ازبس تھا نہایت مضمون
وحی سمجھا ہو مرے پاس نوشتا پہونچا
ادہ جو پہلو سے اُٹھے شوخی میرے دل پر
شور نالے کا جو تا عالم بالا پہونچا
حوریں آئیں ترے کشتے کی زیارت کے لیے
زیر دیوار جو عاشق کا جنازا پہونچا

ہم یہ سمجھے ہیں ہیبل ہاتھ لگا طوبے کا
ذہن مطلق نہ دم فکر ہمارا پہونچا
حال بیتابی دل خط میں جو میں نے لکھا
درد دل ہونے لگا روح کو صدمہ پہونچا
دیکھنا نادک آہِ دل مظلوم کا تور
کربلا میں جو پئے دفن جنازا پہونچا
زور سے ہاتھ جو کھینچا تو بگڑ کر بولے

ملکہ ناہید نے کہا بی بی جو تم کہتی ہو بجا و درست ہے زندگی ہماری تمہاری شرط ہے اس طلسم کے فتح صاحبقران عالیشان ہیں یوں اللہ مالک ہے کہ ہمارا فرزند آئے اور ہمکو تمکو چھڑائے صاحبقران کے احسان سے بری رہیں ہرچند کہ وہ آقائے نامدار قدرشناس ہیں یہ بھی ظاہر ہے کہ فلک ساں ہیں اُنکے احسان سے کہاں تک بچ سکتے ہیں لیکن حقیقت میں اگر ایرج نوجوان فتح کریں تو ہمکو بڑی خوشی ہے یہ ذکر تھا کہ نارنجی آسمان پر چمکا کچھ موتی برسے کچھ پھول گرے کچھ پریزادیں پیدا ہوئیں جھومتے ہوئے سرو کے چلنے نخل رقص کرنے لگے شاخوں نے دست درازی کی پھولوں نے آنکھیں کھولیں مسرت سے عندلیبان خوشنوا نے اشعار بہاریہ پڑھنا شروع کیے خمسہ

ہے اب آرایش سے رشک خلد ایوان بہار … ہر روش پر تختۂ گلزار ہے خوان بہار … بلبلیں کیونکر نہوں مشتاق سامان بہار
نوجوانان چمن ہیں آج مہمان بہار … ارغواں ہے اندنوں جل جلے شان بہار

نکہتوں کی طرح پھولوں میں ہے شان پری … کم نہیں مہر درخشیدہ سے باغ میں صبح کبھی … نرگس گلزار دکھلاتی ہے سحر سامری
نرگسی آنکھیں دکھا کر جان کی کاہک ہوئی … بنکے سنبل دل کو لیٹی زلف پیچان بہار

رشک طوبے قد ہے نرگس آنکھ پر کرتی ہے صاد … زلف و رخ کو سنبل و گل خلد کی لیتے ہیں داد … دیکھکر تجکو نہیں ہے قدسیوں کو خلد یاد
تجکو وہ جوبن دیا ہے حق نے اے نخل مراد … تجھپہ ہے قربان بہار اور بندہ قربان بہار

ہے عروس باغ پر کیا خوب جوبن اندنوں … حسن پر لالہ ہے رونق پر ہے سوسن اندنوں … ہیں یہ پھولوں کے چراغ آسا ہیں روشن اندنوں
یوسفستان ہو رہا ہے صحن گلشن اندنوں … روشن آنکھیں کر رہا ہے پیر کنعان بہار

طفل مکتب ہوگا انکے سامنے روح الامین … ہونگے رضوان کے خط گلزار پر بھی نکتہ چین … دیکھ لینا گر یہی صحبت رہی اے ہمنشین
اب تو واہو ہیں یہ ذرہ طفلان بستان کے جبیں … شیخ سعدی کو پڑھا دینگے گلستان بہار

سر زمیں ہے جا بجا سر سبز عالم باغ باغ … ہے دل رضوان میں رشک گلشن ہستی کے داغ … ہیں جو افسردہ انھیں ہو خردہ عیش و فراغ
بچھا ند کر دیوار بوئے گل کریگی تر دماغ … قد آدم سے سوا ہے موج طوفان بہار

زر نکہت گلزار عالم میں ہے ہر گل کا ظہور … نقد گل لیجا ہے کلیں تیرے کے دور دور … دھوم بازار جہاں میں گل کی ہوتی ہے ضرور
صحن گلشن میں جو یوں ہے بزم گل کا دور … خوب مجھسے اُڑ رہیں گے نوجوانان بہار

فصل گل لائی ہے اب کھینچکر حب الوطن … تیری خاطر جمع ہے سامان پیدا رشک چمن … قاصدا جا اُس سمن بر کو سنادے یہ سخن
باغ ہے سبزہ بکمر ہے میں بھی ہوں اے گلبدن … تو بھی گر آجائے تو ہو خوب سامان بہار

ترک زاہد سے حرم ہے کعبہ سے چھوٹا ہے دیر … قفس گل میں یہی حالت ہے نظر آتی ہے غیر … پوچھتے ہو حال کیا رعنا کا جو گذرا سو خیر
پھر وہی سودا ہے خار اور وہی صحرا کی سیر … کرتی ہے بیدھب اشارے چشم فتان بہار

تمام باغ ویران نمونۂ گلزار جنت ہو گیا نرگس شہلا کے اشارے سنبل کے پیچ وتاب سوسن کی زبان درازی خندۂ لبیان
خوشنوائی غمازی سرو دلب جو قمریون کی کو کو فاختۂ قلندر مشرب کی صدائے حق سرہ نہرین جوش مین موج آب
مثل عاشق بیتاب حبابون نے آنکھین کھولین مچھلیان تڑپنے لگین اس ماہیت سے کوئی آگاہ نہین نہنگان بحری کا
حال تباہ لب ساحل گھڑیال سر پٹکتے ہین مگر نکل نہین سکتے ہین دریا مین تلاطم طائران صحرا کے ہوش گم سب حیران
پریشان ہو کے دیکھنے لگے سب سے زیادہ کوکب کو انتشار تھا کہ آج یہ کیا ہوا اب جو دیکھا تو سحر العجائب تخت پر سوار
ہاتھ ہلاتا ہوا زمین کو آسمان سے ملاتا ہوا پانچ سو قیدی تخت پر ان سب کے ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان سب سے
زیادہ شدۂ مصائب برائے ساحران شاپور وشبرنگ مسلسل ومطوق سر جھکائے ہوئے اپنے حال مصیبت پر
نظر مائے ہوئے چاہتے ہین مہلت پائین تو اپنی جان دیدین ہر مرتبہ یہی خیال تھا کہ شاپور وشبرنگ یہ سمجھے کیا کیا
ہمسے کچھ ہو سکا یون آگے پھنسگئے اب کیا ہوگا کوکب دبران نے جو ایرج ونور الدہر کو مصیبت مین مبتلا دیکھا
قریب تھا کہ روحین قالب سے نکلجائین مگر کیا کرین کچھ زور نہین چلتا سب ... بحسرت اپنے آقاؤن کو دیکھ رہے ہین
ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یار دستم ہوا یہ شیر کیونکر گرفتار ہوئے یہ تو طلسم توڑتے ہوئے آتے تھے ملک کے ملک
فتح کرلیے نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ جو یہ پکڑے گئے بعضے کہتے ہین خود بادشاہ گئے تھے بران وکوکب کے تو
اشک خشک ہوگئے ہوش وحواس پراگندہ یاس امید رہائی تھی اب بچنے کی کون صورت عیش وراحت مبدل بہ
مصیبت حیران حیران دیکھ رہے ہین مگر سحر العجائب باغ مین آکر اترا شاخسار جادو کو بلایا کہا اے
شاخسار ابھی افتاد پڑی تھی میان میمون نے قیدی کو یہان قیدخانے سے بلوالیا اسکا انکار اعتبار تھا کہ ہمکو جو
زمین پر ایک قاصد کو روانہ کردیا وہان آپسمین کبھی بدی تھی عیار یان ہو گئین طلسم فتح ہوے آخر بدولت کو تکلیف ہوئی
قلعہ مفتوح ہمکو جانا پڑا اے شاخسار تم جانتی ہو کہ اپنے عہد دولت مین کوکب روشنضمیر ہمکو کیا مانتے تھے
جہان جا کے لڑے غالب آئے خورشید روشنضمیر نے میان کوکب کو پکڑ لیا مین ہی نے جا کے رہا کیا مجھے زبان بھی
نہین ہلائی یہ دونون قید ہو گئے عیار تو بڑے مکار ہوتے ہین کچھ بھی نہ ہو سکا ہاتھ باندھ کے چلے آئے اسی طرح
طلسم کشا اصلی پر سحر کرنا چاہیے امیر کو خبر ہو انھین کے لشکر سے فساد برپا ہو جائے عمرو عیار جیسا بڑا دعوے ہے
وہ خود صاحبقران کو پکڑ کر ہمارے پاس پہونچا دے تب مزا ہے شاخسار نے کہا حضور جب بھی سلطنت آپ کی
قوت سے قایم تھی لڑائیان سب آپ ہی سے پڑتی تھین ہمیشہ افراسیاب کو ٹوکا بڑی بڑی لڑائیون مین گردہ کا نیز
بڑے لطف سے حفاظت کرینگی کیا مجال جو کسی غیر کا اس مقام پر گذر ہو نہ کوئی آنے جانے پائے قیدخانے کا انتظام
یون ہوتا ہے کہ اگر اپنا جانی بند آئے تو اسکی بھی تلاشی لین کہنے کا اعتبار نہ کرین اگر کوئی انکو بلوائیگا اور آپ
قصد کرین کہ بھیجدین تو ہم دس دن نہ بھیجینگے یہی چاہینگے کہ یہ ہمارے مالک کے دشمن ہین انکا زندہ نکلنا تا کیسا
اور ساحرون کو تو وہ تکلیف دونگی کہ تڑپ تڑپ کے مرین کوئی اور نکلوا م ان باتون کا ارادہ نہ کرے
خوب سمجھا کر قیدیان مذکور کو اسی مقام پر قید کیا بران کی بیقراری کوکب روشنضمیر کی اشکباری
سکندر زرین پوش زرین علم نے اب ایرج کو دیکھا بہت رویا کہا یار وہ یہ جوان بڑا جلیل ہر سپاہیون کا کفیل ہے
اگر سحر العجائب جانتے تو ہر ایک کی مجال نہ تھی کہ اسپر دست انداز ہوتا ایرج کی نگاہ جو اٹھی سکندر نے جھک کر سلام کیا
ایرج نے برخوردار کہکے اسکا مزاج پوچھا سکندر نے [illegible] درحت کے اشارہ کیا ایرج نے منھ پھیر لیا سحر العجائب
قیدیون کو شاخسار کے سپرد کرکے طرف اپنی با[illegible] ذکر ان قیدیون کا مصنف وقت پر تحریر کریگا

دوسرے کلمے داستان صاحبقران زمان کہ قلعہ ابلیس پرستان پر مصروف جنگ میں فتح ہونا قلعہ ابلیس پرستان کا بعد مشقت تمام و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ بمضمون موافق مقام

فلک پہ پھرتا ہے آوارہ مارا مارا چاند
تمہارے سامنے کیا ہوگا بزم آرا چاند
جہان کی انجمن سے بس آپ نے اتارا چاند
تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
تو اترو بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

ذرا اتر کے چھپر کھٹ سے یاں تلک آؤ
بھرو گے غول کے اک لحظہ بیٹھ تو جاؤ
تماشا دیکھو نہ انجم سے اتنا شرماؤ
نقاب الٹ کے رخ رشک ماہ دکھلاؤ
اندھیری رات میں ہو ایک بار چاند

ہر چار دن ہی کی ہے چاندنی کہے کوئی کیا
مثل یہ راست ہے اور اسمیں شک نہیں اصلا
جو ہفتہ دو ست میں اُنکا رہا یہی شیوا
وہ ماہ آج جو آیا تو کل گیا سفرا
تمام عیش میں گذرا ابھی نہ سارا چاند

خیال جانب حور و پری نہیں جاتا
نہ خواب باغ کی گلگشت ہی کا ہے آتا
نہیں وہ نور کا پتلہ تو ہوں یہ گھبراتا
فراق یار میں کوئی حسین نہیں بھاتا
اگرچہ ہو مہر جہانتاب و نا گوارا چاند

یہ شعلہ رو کا خداداد حسن ہے یارو
کہ جلوہ طور سے بھی بڑھ کے اسمیں ہے گو
اسیر غرور میں ہے دو دو کہ ماہ کے گو
مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہوا اڑ جاے جیسے پارا چاند

ہمیشہ کرتا ہے جو کہ ہے جبہہ فرسائی
اخص ہے جیب سے کہ شق القمر ہوا تھا کبھی
نہیں یہ ہالہ ہے حلقہ بگوش سچ ہے یہی
تری غلامی کا دعوے ہے یار اسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

ہزار رکھتا تھا انداز دلربا یوسف
ضرور ہوتا پر اُس بت کا مبتلا یوسف
عزیز و یہ سمجھو زلیخا سے کیا ہوا یوسف
زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند

نہیں عمل یہ کہ کرتے ہیں تصور دلدار
اثر وفور محبت کا ہے یہ بے تکرار
بنا یا دل جو نقشہ کہ مطلع الانوار
ہمارے دل میں نہیں نقش شیشہ روشن یار
پری کے بدلے ہے اس شیشے میں اتارا چاند

کبھی فلک کا نہ دیکھے زمین فروغ آتش
نہیں زحل کو سہا کے قریں فروغ آتش
ہوا ہے ماہ کو خورشید کہیں فروغ آتش
رخ حبیب سے ممکن نہیں فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

چہرہ در مہ روان منازل پر جوش طلسمات و رخ تشنہ لبان مراحل قلم اعجاز رقم آیات حال فتح شہر ابلیس پرستان یوں لکھتے ہیں شعر مصنف
سخن سنج و غواص دریاے فکر * جنہیں نے نگارد بہ فحواے فکر * ناظرین والا تمکین پر ظاہر ہو کہ حقیر
پر تقصیر تحریر کر چکا کہ جب خواجہ عمرو نے اپنی صورت بشکل زود رفت بنائی اور زود رفت کو اپنی صورت پر
تشہیر کرادیا جب ابلیس خود پرست کو معلوم ہوا کہ لے گئے ابلیس خود پرست کو بڑا صدمہ ہوا لکھ چکا ہوں کہ
خواجہ خدمت صاحبقران میں آئے امیر یہ خبر سنکے منتظر تھے عمرو آیا آگے امیر سے سب کیفیت عرض کی کہ خدا نے
فضل کیا امیر نے فرمایا خواجہ اب جاؤ عمرو نے عرض کی نہیں معلوم بادشاہ اسلام کا کیا حال ہے میں نے ہلال جادو
کو تو پکڑ لیا جو کہ ملکہ ماہ عالم افروز کا نگہبان تھا اب خبر مشہور ہو گئی سب آگاہ ہوے کہ ہلال جادو کا بھید ہوا
قید ہو کر رنجیدہ ہوا اب جاکر دیکھوں کون اور نگہبان قرار پایا ہوگا یہ کہکے عمرو روانہ ہوا ادھر ابلیس خود پرست
نے جب زود رفت کو دار پر کیا لٹکے سے اُسکے گنبد عیاری کا نکلا بجنسہٖ ثابت ہوا زود رفت نے تو کہا کہ یا خداوند
میری آبرو گئی میں شہر میں منہ دکھانے کے لایق نہ رہا یا جا کے عمرو کو مار دونگا یا اپنی جان دونگا ابہام سبکر و

اپنے خلیفہ کو بلایا کہا سب پیک بچون کو بلاؤ یہ میری آخر خدمت ہے اب مجکو زندہ نہ پاؤگے یا عمرو کو مار کر طبل یکتائی بجاؤنگا چار ہزار پیک بجلد جمع ہوا سب کو اپنے ساتھ لیکر چلا کہ عمرو کو گرفتار کرین خواجہ جب قریب قلعہ پہونچے تو رنگ روغن عیاری کا نکالکر ایک درویش جہان گرد کی شکل بنے شنجرفی پیراہن زیب جسم کفنی گلے مین پہنے ہوے یا ہادی یا مرشد یا داتا یا موجود کہتے ہوے قلعہ کے اندر آئے کوڑی کوڑا مانگتے ہوے چلے زود رفت ابہام الگ الگ چار ہزار پیک بچے پشت پر اُستاد کے اشارون کے طالب جسکو کہین اُسکو ہم پکڑ لین مگر ابلیس خود پرست گھبرایا ہوا عمرو کی عیاریان دیکھکر حیران ہوگیا یہ بھی خبر سُنی کہ ہلال نگہبان ملکہ عالم افروز کا پکڑ لیا عمرو نے اُسکی قبضے مین کر لیا ہنگام سیہ پوش ایک مصاحب کو حکم دیا کہ تم جاکر ملکہ کے قید خانے کی حفاظت کرو کوئی غیر وہان آنے پاوے ورنہ بڑا ہرج ہوگا عمرو اس فکر مین ہے کہ ملکہ کو رہا کرکے لیجاؤن ؛ بدولت نہین چاہتے ہین کہ وہ گیسو بریدہ رہا ہو قید خانے مین تڑپ تڑپ کے مرجاے ہنگام بارہ سو جادوگر اپنے ساتھ لیکر قید خانے کے دروازے پر آیا جب اندر گیا جائزہ لینے لگا ملکہ تو سرنگون اُداس عالم یاس کسی سے کلام نکرتی تھین تصویر بادشاہ کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

ہم شوز بے خود کہ چراغی بہ ازین نیست
مینائے گلگون صنم و سبزہ و ساقی
مستان ترا ازیج دماغی بہ ازین نیست
لبشگان بنا فن دہن داغ کہ مخفی

نور نظر خانۂ دل شعلۂ آہ است
در خانۂ تاریک فراغی بہ ازین نیست
گر شیشہ تہی گشت ترا از مے گلگون
بر سینۂ پا پنبۂ داغی بہ ازین نیست

خوکن بگل داغ کہ باغی بہ ازین نیست
ہجران زدہ را چشم و چراغی بہ ازین نیست
لب بر لب پیمانہ و سر بر سر مینا
خون دل خود خور کہ ایاغی بہ ازین نیست

ماہ پرور دایہ ملکہ کو سمجھا رہی ہے کہ بستی ہے واری صبر کیجیے آپ کو معلوم ہے جو جفا مین نے اُٹھائی آخر قید ہو گئی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ پیروی کر رہے ہین اس قید مصیبت سے خدا رہا کرائے گا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای ماہ پرور سب سے زیادہ مجھے یہ خیال ہے نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو جریح جلالت کے ماہ بادشاہ کجکلاہ کا انتہا ہے کہ مجھ بدنصیب کے فراق مین ایسے بیمار ہوے کہ جان پر بنگئی خدا خواجہ عمرو کی حفاظت کرے اُنھون نے مجھ تک پہونچایا اُنھین کی وجہ سے مین نے حضور کو دیکھا ہنگام سیہ پوش نے ماہ پرور کو جو زیادہ مقرب پایا یہ بھی ظاہر ہے کہ ماہ پرور دایہ نہایت حسین وجمیل ہے ملکہ کے امورات کی کفیل ہے ہنگام جادو ماہ پرور کو دیکھکر عاشق ہوا اُسوقت تو کچھ نہ کہہ سکا کہ خود ملکہ سے ہمکلام تھی مگر خیال مین یہ کہ اب جو آؤنگا تو اس نازنین سے لگاؤ کرونگا دروازے پر آکے انتظام کیا جا بجا ساحر مقرر ہوے ہنگام تو اس فکر مین کہ ماہ پرور کو پیغام دون اپنے واسطے راضی کرون کھانا بھی اسنے عمدہ بھیجا جن چیزون کی ممانعت تھی وہ اشیا بھی بھیجے بلکہ ملکہ نے کہا کیون ماہ پرور آج کوئی نگہبان نیا آیا ہے اس طرح کے کھانے پانی کی ممانعت تھی ماہ پرور نے کہا ہلال تو غروب ہوا اب اور کوئی ساحر آیا ہے شاید کچھ نیک ہے کہ اسنے اس طرح کا کھانا بھیجا مین پوچھونگی بیان تو یہ کیفیت ہے ملکہ کی یہ حقیقت ہے لیکن ابلیس خود پرست گھبرایا ہوا قصر اسرار سامری مین آیا ایک گوشے مین آکر بیٹھا دیکھا اسنے ایک مقام پر فرش قالین بچھا ہے تین پتلیان سنہری ایک مقام پر بیٹھی ہوئین گنجفہ کھیل رہی ہین اُسی طرح کی باتین عشق و محبت کی کرتی ہین ایک نے کہا بوا سر نہ کیا دوسری نے کہا بوا مین خود افسر ہون کیا تمھاری بازی ابتر نپ لگ گئی اگلو سوخت ہوے کیون دہلاتی ہو بحر غم مین ہلاتی ہو اکے دوے کی خیر مناؤ ششدر و پیچ نہ کرو خلال ہونے پر بگڑتی ہو دوسری نے کہا بوا میرا خوشی سے چہرہ سرخ ہے مین خود تاجدارزادی ہون سب امیر وزیر

صحبت مین آتے ہین ہمارے خداوند کیون گھبراتے ہین چنگ مرچنگ بجانا بھولجائینگے اب خرچ نہ پائینگے جو بات کرو سمجھ بوجھ لو پہلے ہمسے پوچھ لو ابلیس ہنجا سُن رہا ہی انکی باتون پر سر دھن رہا ہی بڑا یہ خیال ہی کہ میرے مطلب کی کوئی بات نہین ہوئی حقیقت مین جو انتظام ابلیس نے کردیا ایسا کبھی انتظام نہ ہوا تھا اپنے مطلب کے واسطے بیقرار ہی میسری کی بولتے یہ بھی دیکھا آج خداوند آئے ہین چپکے بیٹھے ہین ایک نے کہا ہوا مین کیا کرون خداوند نے اپنے سر پر آپ آفت لی مسلمانون سے کیون بگڑی اُلجھائی اب قدرت کو یہ مناسب ہی کہ غفلت نہ کرین آٹھ پہر ہوشیار رہین خود اُٹھین اگر قدرت فکر کرین طبل جنگی بجوا دین کچھ عجب نہین کہ سامری وجمشید مہربان ہوجائین اول قدرت کو چاہیے کہ اسم اعظم بند کرین مسلمانون پر لشکرکشی ہو طبل جنگی بجے ایک دم بھر مسلمانون کو آرام نہ ملے کیا عجب ہی فتح ہوجائے ساکنان قلعہ ابلیس پرستان کی مراد بر آئے ہم لوگ بھی مسافر ہین جب یہ قلعہ نہ ہوگا جو خداوند بنکر بیٹھے ہین انپر زوال آئیگا پھر آرام کیونکر رہینگے یہ قصر ایسا قدرت کے قبضے مین ہی کہ خبر آیندہ وگذشتہ دریافت ہوسکتی ہی مگر افسوس ہی کہ قدرت سونے بیٹھے بیٹھے اپنے آرام مین فرق ڈالا مزے سے سلطنت کرتے تھے ساحر جمع رفیق وشفیق عمدہ یہ جھگڑا اپھیلگیا اب جو قدرت اپنے آرام مین فرق ڈالین خود مقابلہ کرین اسم اعظم حمزہ بند ہوگیا تعجب ہی کہ بن پڑے اور انتظام ہوجاے اگر خود عیش وفرحت کے پابند رہینگے دمبدم جفا سہینگے مسلمان بے فتح کیے یہان سے نہ ٹلینگے جس ملک پر ان لوگون نے دانت لگایا اُسکو بے تباہ کیے نہین چھوڑا ہم کیونکر کہین کہ یہان فتحیاب نہونگے یہ باتین لشکر ابلیس نکلا دربار مین آیا ساحر آکر جمع ہوے کہا سنو صاحبو مین نے ساربان زادے کے ہاتھ سے بڑے ملال اُٹھائے اب قلب کو نہین گوارہ لہذا یہ ارادہ ہی کہ تقدیر مضبوط کرون مسلمانون کو غارت کرون ہر چند کہ میرے بندے ہین مگر سرکشی کررہے ہین مابدولت بذات خود تدبیر کرینگے سب نے کہا بہت مناسب ہی زود رفت نے کہا مین تو عمرو کو تلاش کررہا ہون پہر دوپہر مین گرفتار کرکے لاتا ہون ابلیس نے غصے مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے قدرت خود پیروی کرینگے یہ کہکے اُسی وقت حکم دیا طبل جنگی بجا سارے لشکر مین یہ بات مشتہر ہوئی قدرت نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو یہان برائے جاسوسی حاضر تھے خبر دینے لشکر بھاگے حمزۂ صاحبقران بیٹھے یہی ذکر کررہے ہین کہ ہرکارے آگے ہو کر پہلے دعا دی قطعہ

دولت و اقبال تو جاوید باد
دولت ز غنچۂ باغ مراد گلشن باد
اور گہ تو قبلۂ امید باد
از نور لطف ازل چشم بخت روشن باد
شہریار کی عمر دراز ہو دوست شاد

دشمن پامال آج ابلیس خود پرست نے طبل جنگی بجوایا ہی مشہور ہی کہ خود میدان مین نکلیگا اپنے سحر کے عجائب وغرائب دکھائے گا اُسکو اپنے سحر پر بڑا غرّا ہی ساحرون مین بہت تُرا ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزد وبتائید ربانی طبل جنگی بجے نقارہ بجا سب اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہی ابلیس خود نکلیگا تیار یان ہونے لگین مگر خواجہ عمرو بشکل فقیر پھر رہے ہین کہ زود رفت نے دور سے دیکھا آنکھ ملتی پہچانا اپنے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو عمرو آتا ہی اسکو آتے ہی پکڑ لو نکلنے نہ جانے پائے شاگردون نے انکے سب طرف سے بلوہ کیا عمرو قلعہ سے نکلکر بھاگا زود رفت چلا آتا ہی شاگرد اسکے پیچھے رہگئے جب خواجہ جنگل مین پہونچے دیکھا زود رفت پیچھا نہین چھوڑتا چلا ہی آتا ہی عمرو نے دیکھا اکیلا ہی میرا کیا کریگا پلٹ پڑے کہا او زود رفت کیون شامت آئی کیا تشہیر ہوا مگر غیرت نہ آئی زود رفت نے پیچھا مارا عمرو اور زود رفت سے پنجہ چلنے لگا حقیقت مین اسس زور شور سے لڑ رہا ہی جان دینے پر آمادہ ہی یہی چاہتا ہی کہ عمرو کو مار دون یا گرفتار کرون عمرو ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی چار ہزار شاگرد ہمراہ زود رفت اپنے اُستاد کو ڈھونڈتے ہوے چلے آتے ہین جیسے ہی

دور سے دیکھا کہ عمرو سے اُستاد لڑ رہے ہین پکار کر آواز دی اُستاد نہ گھبرائیے کہ ہم آپہونچے زود رفت نے شاگردون کو دیکھ
کر پھولگیا کہا کیون خواجہ اب کہان جاؤ گے عمرو نے کہا دیوانہ ہوا ہے اس میلے کی کیا حقیقت ہے مگر زود رفت عیار نے
اشارہ کیا سب نے کھینچکر عمرو پر آپڑے کسی نے کمند لگائی کسی نے خنجر کھینچا کسی خطا شعار نے گوشے سے تیر مارا عمرو نے
تیر قلم کیے خنجر خم ہو کر خالی دیے کمندون سے جست کر کے نکلا یہی چاہتا ہے زود رفت کو مارون زود رفت بچتا ہے
غور کے عمرو لڑ رہا ہے کسی مقام پر کمی نہین کرتا ہے مزاج برہمی نہین کرتا زود رفت نے دور سے کئی پتھر مارے عمرو
نے تین پتھر روکے ایک پتھر پاؤن پر پڑا ایک اُنگلی شکست ہوئی خون بہنے لگا مگر عمرو نے خیال بھی نہ کیا اُسی تیور سے
روے جاتا ہے دو پہر کامل نیچہ کمند تیر خنجر سب طرف سے عمرو پر چلے خواجہ نے ہر ایک کا وار خالی دیا سب کا یہی قول ہے
عمرو بلاے روزگار ہے دیکھو صاحبو پلک نہین جھپکتی ہے شیرانہ لڑ رہا ہے عمرو نے پچاس شاگرد زود رفت کے مار کر
ڈالدیے اب سب نے ملکر بلوہ کیا منظور ہوا جس طرح بنے پکڑ لیجیے عمرو نے جست کی کہ مجمع عیاران سے نکلجاؤن
جست جو کی شاخ نخل سر پر تھی اُسکی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کے گرا سب لوٹ پڑے از روے بلوے کے عمرو کو پکڑ لیا
خواجہ بفرط زخمداری بیہوش ہو گئے زود رفت نے پشتارہ پشت پر لگایا شاگردون سے کہا تم سب بڑھ چلو مین
عمرو کو لیکر آتا ہون شاگرد تو آگے بڑھ گئے زود رفت پشتارہ خواجہ کا لیکر چلا کوہ و دشت کو طے کرتا ہوا آتا ہے
کہ طرف سے قلعہ کے گرد اُڑی دیکھا ابہام سبکرو خلیفہ بیرا آتا ہے اُسنے جو اُستاد کو دیکھا دور سے سلام کیا
بجست کے قریب آیا کہا کہیے اُستاد کیا کیا زود رفت نے کہا عمرو کو پکڑ لیا مگر پچاس شاگرد مارے گئے لاشے
صحرا مین پڑے ہین ابہام نے کہا اُستاد آج آپ ہوش مین نہین ہین غضب ہو گیا کسی نے خبر شاگردان عمرو کو
کر دی گلباد کلباد چار ہزار پیک بیچے لیکر آپ کو ڈھونڈتے ہوے تا بہ دربارگاہ خداوندی پہونچے جب آپکو
وہان بھی نہ پایا کئی ہزار ساحر مارڈلے قدرت بھاگتے پھرتے ہین ڈر سے عیارون کے مُنہ کے بھل گرتے ہین جلد چلیے
ایسا نہو قدرت کو مار لین قدرت آج ایسے گھبرائے ہین کہ تقدیر نہین کرتے خدائی کرنے پر مرتے ہین اب جلد چلیے
عمرو کا پشتارہ مجھے دیجیے ابہام نے گھبرا دیا زود رفت پریشان یہ بھی یقین ایسا نہو قدرت قتل ہو جائین کہ
زود رفت کیونکر زندگی ہوگی کون خدائی کریگا ملک ابلیس پرستان برباد ہو جائیگا یہ سوچکر اسنے پشتارہ
عمرو کا دیدیا ابہام نقلی نے پشتارہ زود رفت سے لیا کہا آپ جا کر انتظام کرین مین جا کر پشتارہ عمرو کا درہ کوہ
مین چھپاتا ہون جب اطمینان ہو جائیگا آؤنگا یہ کہکے طرف صحرا کے چلا جب دس قدم نکلگیا پکار کر آواز دی او زود رفت
منم مہتر ابوالفتح اصفہانی دیکھ یون چونا لگاتے ہین یہ سُنکر زود رفت گھبرایا چاہا کہ پیچھا کرے ابوالفتح پیک سے
نکلگیا زود رفت سر پیٹتا رہگیا مگر ابلیس خود پرست طبل جنگی بجواکے دربارگاہ پر ٹہل رہا ہے اول عیار آکے پہونچے
ذکر گرفتاری عمرو کیا کہ ہم سب نے ملکے عمرو کو گرفتار کر لیا یہ سُنکر ابلیس سحر کر کے چلا صاحبقران بارگاہ برخاست کر کے
براے آرام چلے ہین کہ عمرو سامنے سے آیا کہا اسی شہر یار مین قلعہ ابلیس پرستان مین گیا تھا ہر مقام پر یہی اطلاع ہے
کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہوا امیر نے فرمایا نہین مجکو یاد ہے عمرو نے کہا پڑھیے مین سنون میرے دل کو تسکین ہو
ابلیس کا سحر بہت بڑا ہے شاید اُسنے کوئی شعبدہ کیا ہو امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا نصف امیر نے پڑھا تھا
کہ عمرو نے مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا عمرو نقلی نے جست کر کے طائر کو لیا
ایک شیشہ پاس تھا اُسمین بند کیا آواز دی او حمزہ منم خداوند ابلیس خود پرست امیر کی زبان مین لکنت آئی
ابلیس اُڑ کر جاتا کا ستارہ بنکے آسمان مین ڈوب گیا سرداران صاحبقران ہلڑ مچنے دوڑے دیکھا صاحبقران

خاموش کھڑے ہین رنگ و متغیر سردارون نے عرض کی یہ کیا ہوا کہ امیر نے سب کیفیت آمد البیس کی بیان کی
کہ اس مکر سے اسم اعظم لیگیا مگر شاید ہمارے یار وفادار پر بھی کوئی افتاد پڑی جب تو وہ بصورت عمرو آیا بچو تو
اُسکو اطمینان تھا یہ ذکر تھا کہ مہتر ابو الفتح و خواجہ عمرو آکر پہونچے عمرو نے دیکھا بیچ مین صاحبقران خاموش
کھڑے ہین سب سردار افسوس کر رہے ہین عمرو نے کہا کیون شہریار خیر تو ہے امیر نے فرمایا خواجہ تم کہان تھے
البیس تمھاری شکل پر آیا اسم اعظم بند کرکے لیگیا تمھارے نہ ہونے کا اُسکو کیا اعتبار تھا عمرو نے کہا مین گرفتار ہوگیا
مگر ابو الفتح نے بڑا کام کیا کہ اُسکے شاگرد درشید کی شکل بنکر پشتارہ میرا لیا مگر مین جاتا ہون انشاء اللہ رہائی اسم اعظم
کی تدبیر کرونگا اگر صبح تک شیشہ نہ ٹوٹا اور اسم اعظم نہ چھوٹا تو صبح کو قیامت برپا کریگا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ
حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے موجود ہے اس باعث سے بیہوش نہین ہوے امیر نے فرمایا خدا ہے با
بزرگ است بموجب مضمون مصرع ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است + یہ فرماتے ہوے طرف آرامگاہ کے
گئے عمرو اُسی وقت بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر چلا مگر البیس جب شیشہ لیکر آیا دربارگاہ پر پہونچا
تو زود رفت کو دیکھا سر جھکائے ہوے کھڑا ہے ابہام کر رہا ہے اُستاد آپ نے بڑا دھوکا کھایا آپ یہ نہ سمجھے کہ ابہام
کو برائے انتظام بازاران چھوڑ آیا ہون یہان کیونکر آیا زود رفت نے کہا اے مہتر کیا کہون اس طرح اُسنے مجھکو
گھیر ادیا کہ کچھ بن نہ پڑا پشتارہ مین نے دیدیا اُس ظالم نے اتنی دور جاکر نعرہ کیا کہ مین کچھ کر نہ سکا لیکر وہ عمرو
کو نکلگیا البیس نے کہا اے زود رفت کیون گھبراتا ہے مین اسم اعظم حمزہ بند کر لایا صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
برادر مجکو اسی کا تھا اب نہین مجال ہے کہ کوئی زبان کھول سکے مگر مین یہ شیشہ لیکر قصر اسرار سامری مین جاتا ہون
زود رفت نے کہا بہتر البیس قصر اسرار سامری مین آیا دیکھا پتلیان چوسر کھیل رہی ہین چھ تین پوبارہ کی صدا
بلند ہے ایک کہتی ہے رنگ کیون کھلا دوسری کہتی ہے کہ جتنے بند تھے اب داؤن رکھونگی کہین چار کانے نہ آجائین
کہ رنگ نہ ملے بد رنگ بھی چڑھگیا اب داؤن جاؤنگی تمھاری ایک گوٹ لنگڑی رہی آٹھ کو مین اسی کے
واسطے ہین گھیر کر مارونگی جیسے ہی البیس اندر آیا کنیزون نے کہا مبارک مبارک اسم اعظم بند کر لائے لاؤ شیشہ رکھو
صبح کو میدان مین خود نکلو کوئی زندہ نہ بچیگا اب دمبدم فتح نصیب ہوئی بربادی مسلمانان قریب ہوئی البیس
ایک گوشے مین شیشہ رکھکے باہر نکلا دیکھا کہ سامری ہوتخانہ فلک چہارم سحر ضیا تیار کرکے منقل بھر ہاتھ مین لیے ہوے
فلک نیلی پر مصروف سحر خوانی ہوا ستارہ سحری آسمان پر چمکا شوالون مین پوجے پاٹ ہونے لگے ہر کوئین پر
برہمن اشنان کر رہے ہین لٹیان برنجی ہاتھ مین طرف شوالے کے جاتے ہین بعضے کھونٹی دار کھڑاؤن پہنکر نکلے ہین
غلغلہ ہے کہ آج میدان کارزار مین چلکر مسلمانون پر سحر کرو اسم اعظم بند ہوا حربہائے سحر ہاتھ مین لیکر طرف میدان کے
چلتے ہین یہان صاحبقران زبان مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان بیرون بارگاہ تشریف لائے ہین سردار
آتے جاتے ہین امیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ اشقر تیار کرکے لاؤ مگر نہین معلوم خواجہ عمرو نے کیا کیا ہمسے وعدہ کرکے
گئے تھے کہ مین برائے رہائی اسم اعظم جاتا ہون کلباد وغیرہ عرض کر رہے ہین کہ اُستاد جب سے گئے واپس نہین آئے
کہ دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین مگر سرنگون پریشان امیر کو سلام کیا عرض کی غلام نے بہت پیروی کی مگر رہائی
اسم اعظم کی تدبیر نہ ہوئی انشاء اللہ سنا ہے مین نے کہ اُسنے شیشہ اسم اعظم کا قصر اسرار سامری مین رکھا ہے خدا نے
چاہا تو تدبیر کرونگا آج دیکھیے کیا گذرتی ہے صاحبقران یہ فرما کر کہ خدا مالک ہے پشت اشقر پر سوار ہوے عمرو لشکر
سے نکلگیا جانتا ہے کہ آج البیس آفت برپا کریگا امیر مع لشکر میدان کارزار مین آئے دیکھا البیس ایک مرکب مدہر سوار

پشت پر تمام ساحران غدار بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آگر پہونچا مہنت جادو پہلو مین کھڑا ہے لشکر
درست ہو رہے ہین صفین تھین نقیبان بلند آواز نکلے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

	نقیبان سو بسو گشتہ خروشان
کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است	
جوانان دل قوی دارید امشب	کہ فردا روزگار کارزار است

ای جوانان شیر دل وقت جنگ و جدل ہی اگر قدم پیچھے ہٹایا جرأت مین خلل ہی شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا بند

جنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
جنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر	زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم	سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

اس طرح کے اشعار مذمت دنیا مین جو نقیبون نے پڑھے جوانون کی آنکھون مین نشے آگئے بہادر جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ لڑین بھڑین نام پیدا کرین دنیا مقام عبرت ہی جگہ عشرت کی نہین بڑے بڑے اولو العزم اس دار فانی سے حسرت و یاس لیکر گئے دارا و کیقباد و منوچہر و ضحاک ماردوش و فریدون فرخ یہ سب حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گئے نام اُنکے باقی ہین قبرون کے نشان بھی نہین ہے کوئی ذکر بھی نہین کرتا مگر عدل و انصاف بڑی چیز ہی عدالت کرنے والا با تمیز ہی بادشاہ کو چاہیے کہ رعیت کو مثل فرزند کے سمجھے بموجب ارشاد جناب شیخ سعدی مصرع
رعیت چو بیخ ست و سلطان درخت * حقیقت مین جڑ کی بات ہی اگر بیخ مضبوط ہو گی نخل کو قیام ہوگا ورنہ بدنام ہوگا نوشیروان عدل سے آج تک مشہور ہی اہالیان لیاقت بکیفیت اُسکا نام لیتے ہین مثال دین یہ قطعہ عرض کرتا ہون قطعہ

فریدون فرخ فرشتہ نبود ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود کہ مشہور شد او بہ این نیکوی تو داد و دہش کن فریدون توئی

اس طرح فقرات و اشعار عبرت آثار نقیبون نے کہے کہ اہالیان لشکر مست تھے یہی قصد ہین کہ اپنے دشمن سے لڑین بزرگون کا نام روشن ہو ایسا نہو کہ قدم پیچھے ہٹے ایک قدم مین جرأت و بہادری کا امتحان ہوتا ہے خزانہ جانبازی کا نقصان ہوتا ہے ابلیس نے مہنت جادو کو اشارہ کیا کہ جاکر حمزہ کو ٹوکو بڑی ناموری کی بات ہے تمام عالم مین مشہور ہو گا کہ مہنت بندۂ خاص ابلیس ہے اُسنے اُس شخص کو مارا کہ جسکا عالم مین مثل نہ تھا جسنے دمامہ و مشمش کو قتل کرایا اُسکو مہنت نے ٹوک لیا مہنت خوش خوش میدان مین آیا گینڈے پر سوار تھا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ کی نکلے ہم بندۂ خاص خداوند ابلیس خود پرست مگر سوائے حمزہ کے اور کسی کو نہین چاہتا صاحبقران نے اشقر بڑھایا اور سردارون نے دوڑ کر رکاب تھام لی عرض کی غلامان جانباز جاکر اسکو جواب دینگے آپکے اقبال سے سر کاٹ لینگے امیر نے فرمایا ای بہادرو تم ایسے ہی ہو تلوار تمھارا نام لیکر! نہ مجھے تمھین جان کا کچھ خوف نہین یہ ہمپر بخوبی روشن ہے ہر شخص تم مین صفدر و صف شکن ہے مگر میرا نام لیکر پکارتا ہے جانا مجھی کو واجب و لازم ہے آپ لوگون کے واسطے بھی بدنامی ہے اپنے مقام پر سب یہی کہینگے خاموش نہ رہینگے کہ افسر کو بلایا سردار آیا شاید افسر لڑنے کے لایق نہ تھا انشاءاللہ مین ہی کامیاب ہونگا حرز ہیکل موجود ہے سحر تاثیر نہ کریگا آیندہ پروردگار مالک ہے یہ فرما کر اشقر بڑھایا مہنت للکار رہا تھا کہ صاحبقران سامنے پہونچے مہنت نے جھول سے گولہ نکالکر مارا گھوڑا امیر کا بدلگامی کرنے لگا امیر نے حرز ہیکل کو جنبش دی مرکب قایم ہوا اُسنے آتش کے دانے مارے پھر امیر کے مرکب نے قصد کیا کہ طرارہ بھرون امیر نے ہیکل کو مس کیا مرکب رکا امیر نے کوڑا اُٹھایا یہ مرکب ہیکل اپنے راکب کا کفیل مرکب ہوا ہے ہوا در رفتار مین جلیل مثل انسان فہیم و عقیل طرارہ بھرکے قریب مہنت کے پہونچا اب اُسنے ناچار ہوکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا امیر پر شعلہ ہائے آتش گرے بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نکرسکے امیر نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا اُسنے اپنے سحر کے جوش مین بچا

سپر سر آگے کر دیا تیغہ عقرب آگر پڑا یا تو سر پر برق شمشیر چمکی تھی یا زمین میں تلوار نے بوسہ دیا علامت مرنے کی
مہنت کے ظاہر ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام میں مہنت جادو بود الملبیس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ مہنت مارا گیا
گھبرا گیا فوراً پر پرواز پیدا کر کے اڑا قصر اسرار سامری میں پہونچا پکار کر آواز دی اے کنیزان سامری
کیا سبب ہوا کہ مہنت مارا گیا بڑا مجکو تردد ہے ایک پتلی نے آواز دی تو نے کس منھ پر دعوی خدائی کیا کچھ
سمجھتا ہی نہیں ارے حمزہ کے پاس حرز ہیکل موجود ہے جبتک حرز ہیکل قبضے میں رہیگی سحر حمزہ پر تاثیر نکریگا کسی
طور سے حرز ہیکل اُنکے قبضے سے نکال جب حرز ہیکل حمزہ کے پاس سے نکلجائیگی تب جو سحر کریگا تاثیر ہوگی یہ سنکر الملبیس
پلٹا تھوڑی دیر میں آیا اپنے مرکب کو جھکا کر صحرا کی جانب آواز دی اے طاؤس جادو رقص کرنے کا وقت آگیا
جیسے ہی الملبیس نے یہ آواز دی دیکھا صحرا سے ایک طاؤس زرین بال رقص کرتا ہوا پیدا ہوا سامنے امیر کے آیا
امیر گھوڑے سے کودے تماشہ اُسکے رقص کا دیکھنے لگے عمرو ایک جانب کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا ہے مگر گلیم اوڑھے ہے
کہ مجکو کوئی نہ دیکھے امیر تماشہ دیکھتے دیکھتے مبہوت ہونے لگے طرف طاؤس کے چلے عمرو نے دیکھا کہ قلب امیر
منقلب ہوا طاؤس نے منقار کھولی آواز دی یا صاحبقران میں مرد سائل ہوں آپ کے پاس عرض لیکر آیا ہوں
حرز ہیکل مجکو دیجیے میرے فرزند کو مار سیاہ نے کاٹا ہے جسمے اُسکے چنگاریاں نکلتی ہیں گرمی زہر مار سیاہ سے ہڈیاں
مثل ہیزم خشک جلتی ہیں چند ساعت کے واسطے مجکو دیجیے میں جاکر پانی میں دھوکر اپنے فرزند کو پلا دوں پھر لیکر
آدوں امیر نے گلے سے اُتاری قصد کیا کہ طاؤس کو دیدوں عمرو نے تعجیل سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و
خراشیدہ کلہ گوپھن میں دیا چرخ دیکر مارا سر پر طاؤس کے پڑا طاؤس کا سر پھٹا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز آئی کشتی
نام میں طاؤس جادو بود الملبیس گھبرا گیا کہ یہ پتھر آسمان سے اس بت پرست پر کیونکر گرا بڑا سخت دل تھا سلامی
مارا گیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے صاحبقران کے ہوش درست ہوئے پشت مرکب پر سوار ہوکر آواز دی او الملبیس
اور کسی کو بھیج الملبیس نے بال سر کے نوچ کر طرف جنگل کے پھینکے آواز دی اے ماران اژدر سوار ہیکل نجانے پاوے
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام بصورت مہیب بشکل عجیب ایک اژدر پر سوار آکر پہونچا امیر کو سلام کیا
اک آہ کی کہ اژدر جلکر خاک ہوا اب سب نے دیکھا کہ ساحر ہاتھ باندھے ہوئے سامنے امیر کے رو رہا ہے عرض کرتا ہے
اے شہریار میں حرز ہیکل مانگنے آیا ہوں یہ کہتا ہے اور دستک بھی دیتا جاتا ہے اُسکے دستک دیتے ہی امیر گھوڑے
سے کودے حرز ہیکل اُتاری عمرو اسی سوچ میں کھڑا ہے دیکھا کہ صاحبقران ہیکل دیا چاہتے ہیں عمرو نے اُسی طرح
پتھر مارا جب قریب سر اُس ساحر کے پہونچا ایک پنجہ سنہرا پہونچا اُسنے پتھر کو پکڑ لیا پتھر کو زمین میں پھینکدیا عمرو نے
چاہا دوسرا پتھر ماروں اُتنے ہی عرصے میں صاحبقران نے ہیکل دیدی وہ ساحر ہنستا ہوا بھاگا سرداران امیر
نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ جب وہ ساحر غائب ہوا رنگ رو صاحبقران متغیر ہوگیا لڑکھڑا کے زمین پر گرے اشقر جوش سے
میں گرد پھرنے لگا الملبیس نے گھوڑا بڑھایا قصد کیا امیر کو گرفتار کروں ملازمان صاحبقران دوڑ پڑے تیر و
تفنگ چلنے لگے کمانیں کڑکیں تلواریں چمکیں تیروں نے سر اُٹھائے علموں نے اپنے بال کھول دیے ماموں نے
اپنا سر پٹکا زمین تھرائی الملبیس نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ مارا اپنے ساحروں کو الگ کیا کہا یارو تم کیوں اپنی
جانیں دیتے ہو میں وہ تدبیر کرتا ہوں کہ مسلمان تڑپ تڑپ کے مریں یہ سحر سات دن کا ہے بعد ہفتہ نام مسلمانان
نہ معلوم ہوگا سب آتش سحر سے جل بھنکر خاک ہونگے فقط ان سب کے پاک ہونگے ساحر تو ہنسے الملبیس نے چار گولے
چار طرف لشکر اسلام کے مارے شعلہ ہائے آتش بھڑکے دھواں بےحساب پیدا ہوا ایک بجلی زمین پر گری کہ سب کی

آنکھیں بند دل دردمند ہوش وحواس پراگندہ فریاد والغیاث کی صدائیں بلند کوئی پروردگار کو پکارتا ہو کوئی پیچھے
جا کر اپنے افسر کے چھپا کانپ رہا ہو مگر آسمان سے آتش سحر کا نزول صاحبقران زمان کے سردار ملول البیس خود
سحر کر رہا ہو پکار پکار کے آواز دیتا ہو منم خداوند البیس خود پرست اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گے کسی طرح
امان نہ پاؤ گے دو گھڑی تک گرد لشکر اسلام اس طرح کا اندھیرا رہا کہ اپنے ہاتھ کو کوئی آپ نہیں دیکھ سکتا بھائی سے
بھائی دور معشوق عاشق سے مہجور روشنی سحر کا فور تاریکی سے تمام دنیا معمور بعد عرصۂ دراز البیس نے آواز دی
اے ظلمات سحر بند جاؤ تمہارا کام نہیں بندے ہمارے تماشہ قدرت کا دیکھیں یہ کہنا تھا کہ ایک ساحر اسی تاریکی
مین سے پیدا ہوا البیس کو سلام کیا البیس نے کہا اے ظلمات اب جاؤ قدرت سحر کر لینگے بندے ہمارے
ہماری قدرت کو دیکھیں اعتقاد کرین کہ قدرت ہمارے ایسے صاحب اختیار ہین وہ ساحر پر پرواز پیدا کر کے
چلا عمرو نے دیکھا یہی ساحر سب کو اپنے سحر مین پھنسا کے چلا ہو اسی کی فکر کرنا واجب و لازم ہو عمرو اسکے پیچھے چلا
اور البیس نے دستک دی دستک دیتے ہی برق چمکی گرد لشکر کے دیوار دھوین کی چھا گئی اندر یہ کیفیت ہو کہ
سرداروں نے امیر کو لیجا کر بارگاہ سلیمانی مین پہونچایا جسقدر سردار ساتھ صاحبقران کے اندر بارگاہ سلیمانی
گئے سحر سے محفوظ رہے مگر صاحبقران بیہوش ہین جب آنکھ کھلتی ہو فرماتے ہین ہمارا سر کاٹ لو ہمسے گرمی قلب نہین
اٹھتی اب یونہین روح نکلجائے صدمہ نہین اٹھتا سردار بیقراری پر صاحبقران کی بیقرار ہو کر رو دیتے ہین اور
جو بیرون بارگاہ ہین وہ فریاد فریاد کر رہے ہین کوئی کہتا ہو ہائے جلین کوئی کہتا ہو روح جسم سے نکلی کوئی کہتا ہو
آہ جسم سے نکل رہی ہو کسی جانب سے یہ صدا ہو کہ اب زندگی بیکار ہوئی قصر تن جلجائیگا شعلۂ آتش دماغ سے
نکلجائیگا اس حال مین سب مبتلا ہین البیس یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اب چلکر عیش کرو کچھ مسلمانون سے مطلب نہ رکھو اس
آتش کے اندر مسلمانون کا خاتمہ ہو جائیگا سب سحر مین نے ظلمات کے سپرد کر دیے اُسکے پاس کون جاسکتا ہو جو کوئی
جائیگا مارا جائیگا قتل ہو گا وہ بڑا ساحر زبردست ہو اُسی نے سب کام کیا اب ساحر خوشیان کرتے ہین سب سے
زیادہ مہتر زود رفت کو خوشی ہو کہتا ہو یارو ایک بات رہگئی ساربان زادہ اس قصر دود مین بند نہین ہوا وہ پہلے ہی
نکلگیا ہو گا مگر مین اُسکو تلاش کر کے لاتا ہون زود رفت نے اول آکر گرد اس دھوئین کے چرخ مارا سنا صدائے
فریاد اندر سے آرہی ہو تڑپنا پھڑکنا مسلمانون کا سن سنکر خوش ہوا سمجھا کہ اب مسلمانون کا خاتمہ ہو طرف صحرا کے
چلا خواجہ ایک نخل کے سائے مین بشکل گنوار بیٹھے ہوئے سوچ رہے ہین کہ ظلمات اسی طرف گیا ہو جا کے
تلاش کرون مگر کس صورت پر جاؤن وہ ضرور فساد برپا کریگا ایسی کسی صورت پر پہونچون کہ اُسکو شک نہو یہ سوچ
رہے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کر دیکھا مہتر زود رفت آتا ہو بقدرت پروردگار یکہ و تنہا ہو
آگے بڑھکر حلقے کمند کے بچھا دیے آب زرغہ مین درختون کے چھپکر بیٹھے کہ زود رفت وہین پہونچا جیسے ہی
حلقون مین کمند کے پانون رکھا عمرو نے غیر کی آواز دی زود رفت رکا عمرو نے جھٹکا مارا زود رفت گرا جا کر
اُسکو بیہوش کیا ایک درخت سے باندھا خود اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے زود رفت کو بھی ہوشیار کیا اُسنے دیکھا
مین بندھا ہون عمرو میری شکل پر کھڑا ہو عمرو نے کہا مہتر صاحب آپ اب تو اسی مقام پر ٹھہریے صحرا کی سیر کیجیے ہم تمہاری
صورت پر ظلمات کی فکر مین جاتے ہین بعنایت خدا اُسکا سر لیکر آئینگے تمہین بھی دکھا دینگے گھبرانا نہین زود رفت
جب آتا تو کہا خواجہ ظلمات کو کہان پاؤ گے سرگردان ہو کر پلٹ آؤ گے عمرو نے کچھ جواب نہ دیا تلاش مین
ظلمات کی چلے دن بھر تمام صحرا چھان ڈالے کہین نشان نہ ملا جب رات ہوئی تو پریشان ہوئے ایک نخل پر چڑھکر بیٹھے

گر چہار جانب دیکھ رہے ہین ایک جانب روشنی معلوم ہوئی صبح کو عمرو اُس سمت چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک
چوبدار آتا ہی عمرو بشکل زود رفت ہی پکارا کہ اے مردہے صاحب ٹھہر جاؤ مردہے نے جو زود رفت نقلی کو دیکھا
ٹھہر گیا عمرو قریب آیا کہا مردہے صاحب کہان سے آتے ہو مردہے نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا کہا او سار بان زادے
ہمکو نے اسواسطے اپنے مکان کو نظرون سے مخفی کر دیا تھا عمرو نے ہر چند ہان ہون کی مگر مردہے نے منھ پر ہاتھ پھیر
رنگ و روغن اُترگیا کہا کیون او عمرو قدرت نے ہمکو آگاہ کیا تھا کہ عمرو تمھاری تلاش مین آئیگا مین نے مکان کو
اپنے نظر عالم سے مخفی کیا تھا تمھاری ہی تلاش مین نکلا تھا سچ بتا زود رفت کو کیا کیا اگر اُسکا پتہ مفصل نہ بتاؤ گے
لیجاکر قتل کرونگا لا کہ لاکہ ظلمات نے پوچھا عمرو نے کہا مین نہین جانتا ظلمات نے کمر مین پنجہ دیا عمرو کو اُڑا
عمرو متوجہ ہو کے بیہوش ہو گیا بعد عرصہ دراز آنکھ کھلی دیکھا ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی عندلیبان خوش
زمزمہ سرائی کر رہے ہین قمریان بر سر سرو لب جو معروف کو کو فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم صداے حق سرہ
دے رہی ہو کسی جانب طاؤسان طناز سرگرم رقص ناز کہین چکور قہقہہ زن رنگ پر سبزۂ گلشن باغ پر بہار کیلیے قطار
در قطار جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی آنکھون مین سرور گلشن سے سُرخ ڈورے پڑ رہے ہین سنبل پیچیدہ ار
رنگ زلف محبوب دکھاتی ہی سبب نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہو ہر مینا ہے غنچہ سے سر ٹکراتی ہی بوے خوش دماغ
مین آتی ہی عندلیبان خوشنوا یہ غزل گا رہے ہین

غزل

آتش عشق نے بیمار چمن مجکو دیا
زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری
جاے نان داغ عزیزان وطن مجکو دیا
زلف ان افعی ہی یان داغ جگر مہرہ ہی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجکو دیا
تسکے اک بوسۂ خال لب شیرین اے دوست
سونگھنے کو جو کبھی مشک ختن مجکو دیا
لعب بازی کی بھی حسرت نرہی اے آتش

عاشق مردہ ہو شاید کہ چراغ مردہ
زخم نے پنبہ بجاے زخم دہن مجکو دیا
بوسۂ لب نے تیرے وصل کی شب اے محبوب
حسن نے سانپ اُسے عشق نے من مجکو دیا
میوہ خورون مین تیرے مین بھی ہون اے نخل امید
تونے سوتا قد آہوے ختن مجکو دیا
حسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
میرے اللہ نے بازیچۂ تن مجکو دیا

گل سے خوشرنگ ہر اک داغ بدن مجکو دیا
نہ تو رو یا کوئی مجکو نہ کفن مجکو دیا
گردش چرخ نے غربت مین بھی پہونچایا [illegible]
حاصل ملک بدخشان وطن مجکو دیا
جاکے اس جگہ سے یاد کرونگا مین بھی
تونے عناب لب و سیب ذقن مجکو دیا
دم نکلجائیگا اُس زلف کے سودے مین مرا
ڈوب مرنے کے لیے چاہ ذقن مجکو دیا

ہر سمت روشنی کا جوش و خروش
مرد نگیان جھاڑ کنول روشن آئینے قد آدم باغ پر بہار نہایت آراستہ و پیراستہ بیچ مین باغ کے چبوترہ ہی اُسپر ظلمات
تاج سر پر اسباب سحر مجھولی مین کبر و نخوت سے مسند پر بیٹھا ہی اپنے کو دیکھا سامنے مثل گنہگارون کے پاؤن بیکار
ہاتھون مین جنبش نہین جب بیٹھا ہون گرد ظلمات چار سو ساحر زشت منظر کریہ صورت اسباب سحر سامنے رکھے ہین بیٹھے
باتین کر رہے ہین ظلمات نے کہا کیون او عمرو کیا تو اس ملک کو مثل عنطلی آباد و زبرجد نگار و فرعونیہ سمجھا تھا
یہان سلطنت خداوند ابلیس خود پرست ہی بادۂ خدائی سے مست ہی کسکی مجال ہی کہ یہان قدم رکھے عمرو نے کہا
مین ایسا سمجھا تھا اب مین خداوند کو سجدہ کرون میری جان بخشی ہو میان زود رفت کا مین نے کیا کیا سارے
شہر مین تشہیر کرادیا مین ایک دن مین قدرت کی تمام عالم مین عمداری کرادونگا ظلمات نے کہا خواجہ خطا
تمھاری معاف ہوجاتی مگر تمھارے ہاتھ سے وہ ساحر مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین اب قدرت خطا معاف نہ کرینگے
مین سرکار کے تمھارا روانہ کرونگا عمرو نے ہر چند گریہ وزاری کی مگر ظلمات نے ایک نہ سُنی آخر عمرو خاموش ہو کے
بیٹھا عمرو نے دیکھا کہ ظلمات کا چہرہ زرد دل مین درد ہونٹھون پہ آہ سرد چہرہ پر گرد کچھ باتین بھی یاس حسرت کی

اپنے مصاحبوں سے کر رہا ہے کبھی کہتا ہے مجھے اس ظالم سے امید رحم نہیں اب صحبت محبوب تک پہونچنا بہت دشوار ہے الغرض اپنی یہ کیفیت ہے نظم

ہنستے ہو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
اس کو ہین جامہ ہنگے مدد ای ہجوم شوق
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم
ان ناتوانیوں پہ بھی تھے خار راہ غیر
اور سوے دشت بھاگتے ہین کچھ ابھی ہم
ہے جبر اختلاط بھی غیر و نگے سامنے
منہ ڈھانکتے ہین پردہ چشم پری سے ہم
ہے نام آرزو کا تو دل کو نکال لین

نعرہ نہ تھی دل مین اب نہ بیٹھے کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم
بیزار جان سے جو نہوتے تو مانگتے
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
کیونکر نکالے جاتے نہ اسکی گلی سے ہم
منہ دیکھنے سے پہلے بھی کس دن وصال تھا
ہنسنے کے بعد دین کیون گدگدی سے ہم
کیا دل کو لیگیا کوئی بیگانہ آشنا
مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

ہے کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
مجھسے نہو تو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
شاید شکایتون ہو ترے مدعی سے ہم
صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا
کہتے تھے انکو برق تبسم ہنسی سے ہم
کیا گل کھلیگا دیکھیے ہے فصل گل تو دور
بیوجہ کیون غبار رکھین آرسی سے ہم
وحشت ہے عشق پردہ نشین مین دم بکا
کیون اپنے دل کو لگتے ہین کچھ اجنبی سے ہم
کبھی کباب و شراب کو دیکھکر کہتا ہے

کیون یارو کیا خوش نصیب وہ عاشق صادق ہین کہ جو اپنے معشوقون کے ہاتھ سے جام پیتے ہین اور میرا تو یہ حال ہے بقول ناسخ پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ✤ دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ✤ یہ باتین کر رہا ہے کہ محفل میں انیس ہیم ہو رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک لکہ ابر سوسنی کمال آب و تاب سے کہ برق کی چمک نرالی رعد کی گرج کچھ موتی برستے ہوئے کبھی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوا اس لکہ ابر کو دیکھکر ظلمات گھبرا کے اٹھا ساتھ والون سے کہنے لگا اسوقت آپ لوگ بتا مین سامری و جمشید نے عنایت کی مصاحب خدمتگار گوشون مین چھپنے لگے مگر ظلمات جادو اٹھا ابر کو دیکھنے لگا ابر قریب پہونچا ظلمات نے اشارہ کیا ابر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک نازنین مہ جبین زلفین عنبرین چہرے پر لہرا رہی ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ چشمہ خورشید مین عکس مار ان سیاہ ہے عارض انور پھول گلاب کے دہن غنچہ گل سراپا خوب معشوق محبوب سرو قد شیرین سخن غنچہ دہن جسم مین بوے گل نسرین و نسترن ہار گلے مین جنکی بو فخر گلشن کمال زیب و زینت سے تخت پر سوار گرد اسکے کنیزان حور وش نظم

نگاہش شور محشر را ہم آغوش
ستم والیل زلف یار تکرار
چہ میگویند این نادیدہ مردم
کہ چندین شہر دل بیمار عشق است
ز دست قضا سطری نوشتہ
رخ خورشید رنگش آتشی گشت
تبسم گشتہ نور حق ہویدا
پس از کشتن بہ ادش سر فرود
تو پنداری بظلمات وعدم شد

ز بالا لیش مجمل سر و لب جو
دو زلفش خستہ ہا بر دوش و سان
لبش با قند گفتن ترک او ست
قلم سازم گر از موے میانش
از ان نشتر رگ سودا گشاید
قلم بر تخت میلرزد درین باب
بود سیف زبان بر بان قاطع
حنا در دست او شد بیت بیت
بزیر زلف او خالے نشستہ

ز چشمش رو بصحرا کردہ آہو
ہمہ گردن کشان از سرنگون
نہال خال کفر و نعمش سودا
تجویز آورم وصف دہانش
دل از عشاق در خون می [illegible]
گہر در گوش او گر دیدہ بینا
کلامش نسخہ جمیع الجوامع
اطاعت کردہ آمد در حمایت
ز عیاری برخ صدیرہ دلبستہ

خمار نرگس غارتگر ہوش
شود گر سو شگافی در شب تار
دہانش را تصور ساخت گم
گمو مژگان کہ نشتر از عشق است
جبین او کہ لوح سرنوشت است
سر جبانہ و چیزے گفت و برگشت
بیاض گردن آن ماہ سیما
چو از نیکان نیاید جز نکوئی
قلم از ناف پائین یک قدم شد

عجب نازنین ہو رشال ہے کس تمرے مثال دو دن آئینہ رخسار دیکھکر حیران ہونے لگون سے لہرا کر حال ابتر کیا ظلمات بہ پرواز ہیدا کرکے اول جا کر گرد تخت کے نثار ہوا پھر پایہ تخت پر ہاتھ رکھا کہا [illegible]

شہنشاہ ملک خوبی دای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی ای عاشق کش ای معشوق حور وش براے لمحہ کلبۂ احزان مین اپنے
عاشق قدیم و جان نثار کے قدم رنجہ فرمایئے پھر آپ کو اختیار ہو چلے جایئے گا اسوقت تو بے تکلیف دیئے نہ مانونگا
سامری و جمشید نے آپ کو بھیجا ہی اسوقت رات کو کہان تشریف لیے جاتی ہین اُس نازنین آتش خو شعلہ مزاج
نے ابروون پر بل ڈالکر کہا آپ کیا ہمارے ناصح ہین جہان مزاج مین آیا وہان جائینگے رات کو ایسے مقام پر
ٹھہرنا سراسر خلاف ہی ظلمات نے سر قدمون پر رکھدیا کہ براے سامری و جمشید لمحہ بھر تشریف رکھیے ایک بڑا
مژدہ سناؤنگا آپ کے دل کو یقین ہو کہ خدائی قایم رہی ورنہ دو ہی چار دن مین نہین معلوم قلعہ کا کیا حال ہوتا
نہین تو ضرور طبع اقدس پر بھی ملال ہوتا غلامان جانباز نے جان لڑا دی سب فکر کرلی آپ بیچہ جا بن خانۂ چشم مین
تشریف لائین تو حال مفصل عرض کرون اُس نازنین نے سر جھکا لیا کہا ای ظلمات ہم جانتے ہین کہ تم خیرخواہ
دولت ہو جادوگر صاحب لیاقت ہو کچھ کچھ مین نے بھی سُنا ہی مگر اس حال کا سُننا ضرور ہی زبان قدرت سے کچھ
حالات مجمل سنے تھے اب تم سے مفصل دریافت کرینگے یہ کہکے اشارہ کیا تخت اُتر کر زمین پر آیا پہلو مین جو کنیز تھی با ناز و ادا
اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا تخت سے بمشکل اُتری موافق مضمون اس شعر کے شعر پاے نازک سے جو اُسنے اُٹھاے +
مین پکارا خدا کمر کو بچاے + ظلمات آنکھین فرش کرتا ہوا قریب مسند کے لایا وہ نازنین بیٹھ گئی کہا ہان صاحب
کیا گذری ظلمات نے کہا گھڑی دو گھڑی بیٹھیے مین سب مفصل عرض کرونگا ملکہ نے کہا زیادہ ٹھہرنے کی فرصت
نہین کلام کرنے کی مہلت نہین مگر تمنے ایسا مشتاق کیا کہ دل کو اشتیاق ہوا ظلمات نے کہا مین سب عرض کرونگا مگر
بڑا کام یہ ہوا کہ مین نے دام مکر پھیلایا حمزہ سے حرز ہیکل لایا کہ اُسپر سحر تاثیر نکرتا تھا نہنت جادو ایسا کامل
انکس مارا گیا دوسرے وہ شخص کہ جسنے ملک ساحرون کے برباد کیے یعنی عمرو عیار اُسکو پکڑ لایا دیکھیے یہ سامنے موجود ہی
قدرت کا یہی قول تھا کہ سارے لشکر کو مبتلاے سحر کیا اگر عمرو بچا رہا سب کو بچا لیگا غلام آپ کا اس فکر مین تھا اول تو
اُن لوگون مین گیا جنکو مبتلاے سحر کیا ہی مع حمزہ کئی لاکھ آدمی ہین اُن سب مین پھرا خوب معلوم ہوا کہ عمرو انمین نہین ہی
مین خدمت مین قدرت کی گیا سب کیفیت عرض کی قدرت نے افسوس کرکے فرمایا ای ظلمات عمرو بچ کے نکل گیا
بڑا غضب ہوا وہ ضرور عیاری کریگا تمھاری فکر مین مصروف رہیگا ہمارے سر کی قسم تم بھی کوئی دام مکر پھیلاؤ
غلام نے بڑی تدبیر کی عمرو کو پکڑ کے لایا اب اطمینان ہو ساتوین دن سب تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اسم اعظم حمزہ کا
قدرت نے بند کیا قصر اسرار سامری مین رکھا ہی مین حرز ہیکل لایا ہون جھولی مین میری موجود ہی یہ سنکر اُس
نازنین کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے کہا ای ظلمات بعضی بات ایسی نازک ہو زبان سے نکالنا مناسب نہین ہمشیرہ میری
ملکہ خورشید روشن جمال قید ہین میرے دل پر چھری چلتی ہی اُنکی خوشی کے واسطے تو یہ دعا میری ہی کہ جلد قلعہ
ابلیس پرستان فتح ہو جاے اُسکا دل چین پاے اور جب یہ خیال آتا ہی کہ بعد خداوند ابلیس خود پرست قلعۂ
ابلیس پرستان پر کیا بدعت ہوگی نہین معلوم عملداری مسلمانان مین کیا صورت ہوگی ساحر قلعہ مین رہنے نہ پائینگے
یہ ہزارون ساحر کہان جائینگے تب یہ دعا کرتی ہون کہ سامری و جمشید اپنا فضل کرین مسلمانون کا خاتمہ ہو
ظلمات اس ملکہ سے کہ جسکا لقب غزالہ آہو چشم ہی دوسری دختر ابلیس کی سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق
اس وقت سیر کرنے کو نکلی ہی ظلمات مدت سے اسپر مائل ہی بہ منت و خوشامد اپنی صحبت مین لایا ہی خادمون سے
اشارہ کر رہا ہی ہماری گاینون کو لاؤ منظور ہی کہ اس حیلے سے اس آہوے وحشی کو ٹھہراؤن گاینین آتی جاتی ہین مگر
ظلمات نے دیکھا ہرچند کہ بر خاستہ خاطر ہی مگر ہر بات مین بہن کا ذکر ضرور کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی

کبھی کہتی ہی مین حیران ہون اول تو ہمشیرہ صاحب نے ابتداے سحر و ساحری سے نفرت کی اگر آج کو سحر جانتی ہوتین بکایک یہ مصیبت کاہے کو ہوتی دوسرے مین یہ بڑی حیران ہون کہ اپنے کو اس آفت مین پھنسایا کیا ہاتھ آیا ایک مرد مسلمان پر بیٹھے بیٹھے عاشق ہو گئین بیمار ہو گئین نہین معلوم کس طور پر وہ شخص پہونچا دوسری یہ بد انتظامی ہی کہ گھر کا بھی انتظام نہ کر سکین بہن کے غم نے اسقدر مجکو پریشان کیا ہی کہ کسی کام مین دل نہین بہلتا اسی وحشت مین اسوقت نکل آئی مین تو انکے پاس جا نہین سکتی ورنہ پوچھتی کہ کیون ہمشیرہ صاحبہ یہ کیا کیا **نظم**

التفات ستم نما کب تک
طعنۂ دست نارسا کب تک
نگہ چشم سرمہ سا کب تک
جوشش لبیک مرحبا کب تک
تو مجھے آزمائیگا کب تک
ہو مین اندیشۂ خدا کب تک

غیر ہی بے وفا یہ تم تو کہو
مجھ یہ عاشق نہین ہی مجھ سا ظالم
کہین آنکھین دکھا چکو مجکو
ہوش مین آ تو مجھ مین جان نہین
تمکو خو ہو گئی برائی کی

ہی ارادہ بتاہ کا کب تک
صبر آخر کرے وفا کب تک
جانب غیر دیکھنا کب تک
غفلت جراَت آزما کب تک
در گذر کیجیے بھلا کب تک

امتحان کے لیے جفا کب تک
جرم معلوم ہی زلیخا کا
دیکھیے خاک مین ملاتی ہی
نہ بلائینگے وہ نہ آئینگے
لے غضب وصل غیر بھی کالی
مر چکے اب تو اس ستم سے ہمین

لیکن کیا کہون جو ہونا ہو گا وہ ہو گا یہ کہکر اٹھی ظلمات قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور طائفہ تیار ہی دو چار شعر سن لیجیے ملکہ پھر بیٹھگئین کہا اچھا ظلمات خوشی تمھاری ہمارا کسی چیز کو جی نہین چاہتا جوش خفقان ہی ظلمات نے اشارہ کیا گلشن نامے ذومنی مزاج کی باغ و بہار مسکرا کر سامنے بیٹھگئی سازندے بجنے لگے ملکہ کے سامنے یہ غزل گانے لگی ہڈیان اپنی توڑ رہی ہی اس غزل کو بتا بتا کے گا رہی ہے **غزل**

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست
ذکر جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست
صاحب کشتہ نظر آتا ہی ہر مردہ مجھے
ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست
نقش پاے غیر پاتا ہون میں دیوار مین
خط و بالیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
آتش آہ کربلاے جلچکے اب کہتا ہون مین

ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق
مجکو گورستان کے اوپر ہی گمان کوے دوست
رشک سے کہتے ہین مین نے صاف ای سمجھا نہ
آشناے دزد نکلا پاسبان کوے دوست
جا بجا رہ نقش قدم ہی غارت رہ قزاق ہی
ای خوشا طالع تمھارے ساکنان کوے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانے سے آجاتی ہی نیند
صورت دیوار گر دیکھی میان کوے دوست
قاصد دل کے پانون تھے نہ بدگمانی نے مری
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست

اس غزل کو گلشن نے بتانے مین اسقدر ترقی دی کہ ملکہ بیچین ہو گئی آنکھون سے آنسو جاری کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا جب عمرو نے ہنگامہ گرم دیکھا ایک تان لگائی اور خاموش ہو رہے گلشن نے گھبرا کر کہا ارے یہ کس ظالم کی آواز آئی میرے گانے کا رنگ شنا ہی مین بیقرار ہو گئی ملکہ غزالہ آہو چشم نے کہا یہ تان زخمی کلیجے کو برباد یا ذرا خیال کرکے انصاف کر مجکو شرما دیا گلشن نے کہا واری کیا کہون مین خود بیقرار ہون کیا کسی کنیز نے آپ کی یہ کمال حاصل کیا ہی ملکہ نے کہا میرے یہان اسکا ذکر بھی نہین اری کیون گلستان وغنچہ دہن تم مین سے کسی نے یہ تان لگائی سب نے کہا واری ہم تو گلشن کا گانا سن رہے ہین حقیقت مین کیا بتائی ہی دل کو تبھاتی ہی ملکہ نے کہا اچھا گلشن گاؤ دیر نکرو ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے جب ملکہ جانے کا نام لیتی ہین ظلمات گھبرا جاتا ہی سامان عیش و نشاط مہیا کر رہا ہی قرابے شراب کے رکھدیے کشتیان کباب کی حاضر کین یہی چاہتا ہی کہ ملکہ شراب پیے ملکہ فرماتی ہین ای ظلمات تم کیون تکلیف کرتے ہو مین اس سے محروم ہون ان مصاحبون کے کہنے سے کبھی کبھی اتفاق ہوتا ہی مگر ہان گلشن اس غزل کے اشعار پھر گاؤ بتا نا تمھارا ابت گرما گرم ہی بتا کر ایک شعر گاؤ گلشن نے پھر تان لگائی خواجہ نے پھر شعر گایا ابکی تو ملکہ کی نگاہ پڑگئی ملکہ نے کہا

لو ظلمات تم نے کچھ اور بھی سنا یہ لگو مرا قیدی بصورت ہوش صحرائی بڑا خوش آواز ہو یہ بیٹھے بیٹھے جلا تا ہو اوسا بان زرد
کیا تجکو بھی گانا آتا ہو عمرو نے کہا حضور گانا کیا اپنے حال پر روتا ہون اشکون سے دامن و آستین بھگوتا ہون ظلمات
نے کہا تجھے گانا آتا ہو تو کیون نہین گاتا ہو عمرو نے کہا کیون ملکۂ عالم کمال کی یہی قدر دانی ہو مشکین بندھی ہوئی ہین
پانون کو زمین قلعہ نچے ہو کسطرح گاؤن تال دینے مین ہاتھ پانون سب بہتے ہین اگر آپ کے مزاج مین آئے تو میرے ہاتھ پانون
کھولدیجیے ملکہ غزالہ آہو چشم نے آنکھ سے اشارہ کیا سب قید کٹ گئے گر پڑی کہا یہ ہماری صحبت ہو یہ دبلا پتلا
کہان بھاگ کے جائیگا جنبش میری نگاہ شہ کی کھڑی ہو دہی علاج کر دیگی مجال ہو کہ یہان سے جنبش کرے عمرو نے کہا
مین ایسی قدر دان کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا اگر نکالیے تو نہ نکلون مین حمزہ کی صحبت مین بڑے مزے اٹھائیگا ہون
تین روپے کا مہینہ ملتا ہو اسمین بھی غیر حاضری کاٹی جاتی ہو سوکھے ٹکڑے کھا کے بسر کرتا ہون ملکہ نے کہا اب
زیادہ باتین نہ بناؤ گانا سناؤ عمرو نے سامنے ملکہ کے بیٹھکر یہ غزل شروع کی ہاتھ پھیلا پھیلا کر بتانے لگا غزل

جان ہم تجھکو دیا کرتے ہین	نام تیرا ہی لیا کرتے ہین	چاک کرنے کے لیے اے ناصح	ہم گریبان سیا کرتے ہین
ساغر چشم سے ہم بادہ پرست	مے دیدار پیا کرتے ہین	زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مردہ دل خاک جیا کرتے ہین
سنگ اسود بھی ہے بھاری پتھر	لوگ جو چوم لیا کرتے ہین	کل نہ دیگا کوئی مٹی بھی انھین	آج زر جو کہ دیا کرتے ہین
تیرا کیا ذکر ہے داغون سے	مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین	نعمتے یار ہین محبوب قلوب	سبزے کو مہر گیا کرتے ہین
ملتے ہین مردون سے گلگشت مین	زر کو وہ خاک کیا کرتے ہین	اٹھتے ہین مغفی عصیان بہتر	جو عبادت مین ریا کرتے ہین
دفن محبوب جہان ہین ناسخ	قبر مین ہم چوم لیا کرتے ہین		

چوم لیا کرنے کی لفظ کو اس طرح پر خواجہ نے بتایا ملکہ کو
صاف ظاہر ہوا کہ عاشق معشوق سے کلام کرتا ہو صحبت رقص و سرود ہو معشوق کا شرمانا عاشق کا خوشامدین کرنا
ملکہ نے شرماکے سر جھکا لیا کہا خواجہ کیا کہنا ہمکناری عاشق و معشوق کی صورت دکھادی دل کو بیقرار کردیا خانۂ دل
کو غم و الم سے بھردیا عمرو نے کہا ابھی آپ نے کیا سنا حضور ساقی گری خوب کرتا ہون پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن
منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ پر میرا کمال ظاہر ہو ملکہ نے کہا خواجہ یہ تو دشوار ہو عمرو نے کہا مین تو
حاضر ہون آنکھون کے سامنے کمال دیکھیے ظلمات خواجہ کے قریب آیا کہا خواجہ ایسا جھگڑا پھیلاؤ کہ ملکہ رات بھر
اسی مقام پر رہین مین تمکو نہال کردونگا رہائی کی صورت بھی بتلاؤنگا خود خداوند سے تمھاری سفارش کردونگا تمھین
بڑا مرتبہ دلاؤنگا عمرو نے کہا سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین آپکے سایۂ دامن دولت مین آیا ہون اپنی جگہ
جانتا ہون ملکہ نے کہا کیون ظلمات خواجہ سے کیا کھسر پھسر کر رہے ہو ہم گانے کے مشتاق ہین ظلمات نے اشارہ کیا
عمرو نے کہا پیشواز منگوائیے ملکہ نے سوسن کنیز سے اشارہ کیا پیشواز بھاری دو بھاری پیشواز ملکہ کی عمرو کو دی
عمرو نے پیشواز کو پہنا چوڑا سی گھنگرو پانون مین باندھے سامنے ملکہ کے رقص کرنا شروع کیا گلابیون کو الٹ پلٹ
کردیا جھککر جام لیا ٹھوکرین لگاتا ہوا چلا ملکہ تو یقین کرتی ہو جانے کا نام نہین لیتی ظلمات پھولا نہین سماتا کہتا ہو
خواجہ تمھارا مجھپر بڑا احسان ہوا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا آج تمھاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا کہ وصل
محبوب قریب ہوا خواجہ کہتے ہین اے ظلمات کیون گھبراتے ہو تمھارا وصل کرادونگا بہت راضی ہوگے میرا آنا
خالی از لطف نہ ہوگا دو دو دن یہان پڑی رہیگی جانے کا نام نہ لیگی ظلمات کہتا ہو خواجہ مین بھی تمھارے
ساتھ وہ احسان کرونگا کہ عمر بھر یاد کروگے جان بخشی کر دونگا خواجہ عمرو نے جام شراب سر پہ رکھا اور

یہ غزل شروع کی نظم	بے یار ساری رات جلایا شراب کو	تا صبح مین نے منھ نہ لگایا شراب کو

کھلجائے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
آنکھون کے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو
دندان یار کھلتے ہین ہنسنے مین پیشتر
ذرے بھی دیکھو لینگے رُخ آفتاب کو
اسکا جواب ہو نہ تو اسکا جواب ہی
لکھا ہی مین نے خط مین نہ لکھنا جواب کو
فرقت مین یار کے ہی بھرا پیکر نمک
شمشیر آبدار کیا ہی شباب کو
رکھتے ہین اہل مدرسہ بھی عشق یار سے
ای دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو
آتے ہو تم جو غسل کو عالم ہی وجد کا
پایا حمام خوان مین کوزے مین آپ کو

عاشق نگاہ بہت جو دیکھین نقاب کو
ترک فراق یار ہو وہ ترک بد مذاق
بے آبرو کرینگے یہ ذرے خوشاب کو
کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذب عشق کا
رُخ یار کو ظاہر ہی نہ پشت آفتاب کو
دل کو رہینگے جوش محبت سے دیکھے
آنکھون مین اپنی مین نے جو دیکھا ہی خواب کو
بے گنتی بوسے لینگے رُخ دلپسند کے
سمجھے ہوئے ہین روئے کتابی کتاب کو
ای شہسوار خانۂ زین کا ہی تو چراغ
دریا اچھالتا ہی کلاہ حباب کو
آتش جو شوق کعبہ ہو دل سے کرد روح

امیدوار ہین نگہ لطف کے کٹورے
کھاجائے بے نمک کے جو کچے کباب کو
سنتے ہین روز حشر کو مُنھ ہوگا اسطرف
غش آئینگے ہمکو یار نے جیسا گلاب کو
قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
ہوگا وہ مست جوکہ پئیگا شراب کو
پیکر شراب نشہ سے اُس نونہال نے
عاشق ترے پڑھے نہین علم حساب کو
سودائے زلف یار کی سر مین جواز کہ
یمین قدم سے تیرے خرف پہ رکاب کے
نغمات بحیاب کو تیرے کمی نہین
دیکھو اس آستانۂ عالیجناب کو

نے گانے سر جھکا کر ظلمات کو جام دیا ظلمات اشارے کرتا ہی خواجہ پہلے جام ملکہ کو دو عمرو نے اشارہ کیا پہلے تم ہو ملکہ کو بھی ضرور پلاؤنگا اب ظلمات خواجہ پر ایسا فریفتہ ہی کہ جو خواجہ کہتے ہین اچھا اچھا کرتا جاتا ہی دل مین یہی شوق ہی کہ عمرو کو مصاحب خاص بناؤنگا اسکی ذات سے بڑا کام نکلیگا شگفتہ ہو کر جام پیا عمرو نے دوسرا جام ملکہ کو دیا اب کنیزون پر دورا باندھا ظلمات کے ملازم اشارے کر رہے ہین کہ خواجہ ہمین بھی دو عمرو نے قرابے اُٹھا دیے پکار کر کہا صاحبو پیو اب تو دور جام بے اندیشۂ انجام چلا سب کو نشہ ہوتا جاتا ہی مگر ظلمات بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ خبر نہین کرتا ہی ملکہ عمرو کی باتون مین ایسی مصروف ہی کہ جانے کا نام بھی نہین لیتی اُسی طرح بہ اطمینان بیٹھی ہی ظلمات نے گھبرا کر کہا دیکھو ملکہ میری صحبت ایسی مقبول ہوئی کہ سامری و جمشید آئے ہین عمرو نے کہا انگلی تانک بیچے صحبت مین بلائیے آئے ہین تو جانے نہ پاوین ظلمات نشے کے جوش مین اُٹھا لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے بھی بیہوش ہوے ملکہ کی کنیزین بھی بیہوش ہوگئین عمرو نے اسباب محفل اُٹھا کر نذر زنبیل کیا دوسرا اندھیرا ہوا کہ ظلمات کا بھی سر کاٹا صدائے گیرودار بلند تھی بیرغل مچانے نتھے کچھ تدبیر بن پڑتی تھی لیکن عمرو نے ملکہ غزالہ آہو چشم کی زبان مین سوزن نہ دیا اور ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا ظلمات مرا ہوا پڑا ہی لاشے ساحرون کے لوٹ رہے ہین گھبرا کر کہا خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی دیکھو اگر تمکو بھی چاہتا قتل کر ڈالتا لیکن تمھاری صورت دیکھکر مائل ہوا ملکہ نے کہا خواجہ تمھارے گانے نے مجھے بدحواس کر دیا لیکن ظلمات کو کیون قتل کیا عمرو نے کہا اس ملعون کے سحر مین تمام لشکر مبتلا ہی حرز ہیکل صاحبقران یہی چھینکر لایا اُسمین انکی جان گئی یقین ہی لشکر صاحبقران مصیبت سے چھوٹتا ہو اب حرز ہیکل لیکر جاتا ہون ملکہ نے کہا خواجہ اصل تو یہ ہی کہ تمھارے گانے نے ہماری جان لی اگرچہ ایک قلق مجھے پہلے سے تھا یعنی گرفتار ہونا ماہ عالم افروز کا اب تمھاری جدائی کا قلق رہا دوسرا ظلم سہا عمرو نے کہا ای ملکہ عالم ہلال جادو کو مین نے گرفتار کر لیا ہی اسم اعظم کی تدبیر کرون جو ملکہ کو بھی چھڑاؤن مجھے خود قلق ہی کہ ایسی شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر اس بلا مین مبتلا ہو اور مجھسے کچھ نہ ہو سکے عاجز و مجبور ہوے ملکہ غزالہ نے سر جھکا کر کہا خواجہ مجھسے جہانتک ہو سکیگا شراکت کو موجود ہون

جہان تم پھنسو گے مین اپنے کو پہونچاؤنگی خواہ گرفتار ہو جاؤن خواہ جان جائے مین تمھاری مدد سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی
ہمشیرہ صاحبہ کے لیے رہائی مین کوشش کیجیے گا مگر میرا اب زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہے صبح کو قیامت برپا ہوگی یہ
ظلمات جادو ایسا شخص مارا گیا کہ ابلیس کا بازو ٹوٹ گیا میرے بھی دل مین ہمیشہ سے کھٹکا تھا کہ انسان نے دعوی
خدائی کا کیا کیا مجھکو یہ خداوند بن بیٹھا آج قلب کو اطمینان ہوا دل صاف ہوگیا کہ خدائے نادیدہ کا مذہب حق ہے
مین دل سے مطیع اسلام ہوئی خواجہ نے عہد و پیمان وفق ملکہ سے کرکے دربار کو لوٹ لیا غزالہ تخت پر بیٹھکر بحسرت عمرو
کو دیکھتی ہوئی اُسی طرح اپنے ابر مین مخفی ہوکر روانہ ہوئی عمرو اسباب یہان کا لوٹکر حرز ہیکل لیے ہوئے طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوئے یہان تمام لشکر قصر دود مین مبتلائے مصیبت تھا صاحبقران کو سردارون نے لاکر بارگاہ سلیمانی
مین ڈالا بیہوش و مدہوش پڑے ہین جب آنکھ کھولتے ہین فرماتے ہین یارو میرا سر کاٹ لو مجھے صدمۂ سوزش قلب نہین
اُٹھتا روح قالب سے نکلا چاہتی ہے سردار روتے ہین تمام ملازم جو بیرون بارگاہ ہین اُنپر تو آفت نازل ہے
آمادۂ مرگ دہیائے قضا ہین آسمان سے برقین گر رہی ہین کسی کا ہاتھ کٹتا کسی کا منھ زخمی ہوا کسی پر شعلۂ آتش گرا
جلاکر خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا کوئی پانی مین ڈوبتا ہے کوئی آہ کے نعرے کر رہا ہے اس آفت مین سب بیچارے
جو زندہ ہین مرنے کے طالب یاس و حسرت غالب یکایک ایک دھماکا ہوا سب بیہوش ہوگئے ابر دو ٹکڑے ہوکر
منتشر ہوا برقین موقوف ہوگئین شعلہ ہائے آتش بجھے ابر سے روئی کے گالے گرے اب جو آنکھ کھلی سب نے اپنے کو
حواس مین پایا حیران ہین کہ پروردگار تو نے مشکل کو آسان کیا سب جمع ہوکر بارگاہ سلیمانی مین آئے کہ شاید آقا نے
بھی صحت پائی ہو مگر امیر کو اُسی حال مین پایا سردار گریہ و زاری مین مصروف یہی کہ رہے ہین کہ ای شہریار خدا نے
فضل کیا ہم سب نے مصیبت سے مہلت پائی ابر بھی دفع ہوا مگر حضور کی طبیعت نہ درست ہونے کا کیا باعث ہے امیر
نے آہ کی فرمایا صاحبو خوب جانتے ہو کہ اسم اعظم بند ہوا بسبب حرز ہیکل کے ہوشیار تھا وہ بھی ساحر مانگکر لیگیا جب تک
وہ مجھے مین نہ آئیگی میرے ہوش و حواس درست نہونگے یقین کامل ہے کہ ہمارا یار وفادار عمرو نامدار نے جاکر کسی
ساحر کو مارا جسکے یہ سحر متعلق تھا مگر حرز ہیکل نہین آئی یقین ہے خواجہ لاتے ہون یہ فرماکر پھر بیہوش ہوگئے سردار
تلاش مین عمرو کی باہر نکلے حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو دوڑے ہوئے آتے ہین
زود رفت کے بھی شاگردون نے یہ خبر جا کہی کہ مسلمانون نے صحت پائی ابر وغیرہ دفع ہوا دھوان غائب ہوگیا
زود رفت بشکل مبدل لشکر اسلام مین واسطے خبر کے آیا ہے کہ خواجہ آکر پہونچے سب سردار دوڑے عرض کی ای شہنشاہ
ملک عیاری آپنے جاکر کس ساحر کو مارا ہم سب کو اس آفت سے بچایا مگر آقائے نامدار اُسی حال مین ہین اسوقت ابر کے
دفع ہونے سے زیادہ بیقراری ہوئی صاحبقران نے یہی فرمایا ہمارے یار وفادار نے کسی ساحر کو مارا یہ فرمایئے کہ
حرز ہیکل بھی لائے عمرو نے کہا موجود ہے یہ سب باتین مہتر زود رفت نے سنین اصح راے ناظرین والامقام ہوگا
عمرو نے زود رفت کو بیہوش کرکے درخت مین باندھ دیا تھا اُس طرف کالہ فروشون کا گذر ہوا انھون نے زود رفت
کو کھولدیا تب زود رفت اپنے لشکر مین آیا وہان آکر یہ بھی سُنا کہ ابر لشکر صاحبقران سے دفع ہوا تب خبر کے واسطے
لشکر صاحبقران مین آیا دیکھا حقیقت مین ابر دفع ہوگیا ہے پیچھے پیچھے عمرو کے چلا عمرو اندر بارگاہ کے آیا گلے مین
امیر کے حرز ہیکل ڈالدی امیر نے آنکھ کھولی خوش ہوکر اٹھ بیٹھے عمرو کو گلے سے لگایا بڑا بھاری خلعت عمرو کو دیا
زود رفت نے یہ سب معرکہ اپنی آنکھ سے دیکھا خبر لیکر بھاگا سامنے ابلیس خود پرست کے پہونچا ابلیس گھبرا رہا تھا
اور کہ رہا تھا کہ یارو اسی واسطے مین نے شیشۂ اسم اعظم حمزہ کا قصر اسرار سامری مین رکھا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ

ظلمات پر کوئی افتاد پڑی کہ زود رفت آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ قدرت نے میری جان بچائی عمرو نے
مجکو پکڑکر نخل سے باندھا تھا گلفروشون نے مجکو رہا کیا عمرو کے دل مین آپ نے نیکی ڈالی ورنہ قتل کر ڈالتا ابلیس
سناٹے مین آگیا حال قتل ظلمات سنکر سب ساحرون کے ہوش اُڑے آپس مین کہتے ہین اتنا بڑا ساحر عیار اور
مکار ہوشیار کیونکر مارا گیا صاف ظاہر ہی کہ کسی نے ملکر اُسے قتل کرایا ابلیس نے کہا قدرت دریافت کرینگے
یہ ذکر تھا کہ صدہا جادوگر روتے پیٹتے لاشہ ظلمات لیے ہوئے آئے کہا یا خداوندا ہم لوگ ملازمان ظلمات ہین
صبح کو جو واسطے سلام کے گئے وہ مقام مزبلہ قصابان بنا ہوا ہی ہزارون جادوگرون کے لاشے تڑپ تڑپ کے
سرد ہوئے کوئی زندہ نہ ملا کہ جس سے پوچھتے کہ انکو کسنے مارا ابلیس گھبرا کے طرف قصر اسرار سامری کے
چلا کہ مین جاکر دریافت کرون ناظرین پر واضح رہے کہ اس قصر کے عجائب وغرائب پر ابلیس کو بڑا ناز ہے
ابلیس طرف قصر اسرار سامری کے جاتا ہی مگر خواجہ عمرو کہ زود رفت کو جنگل مین باندھ آئے تھے اُسی کی
شکل بنکر داخل لشکر ابلیس ہوئے جتنے دوست دیکھا استاد دیکھکے سلام کیا خواجہ سب کو جواب دیتے ہوئے
دربارگاہ پر پہونچے دیکھا ابلیس نکلا پشت پر ابلیس کے زود رفت بھی آتا ہی شاگردون نے کہا استاد دیکھیے
عمرو آپ کی صورت پر آتا ہی زود رفت کا قصد ہوا کہ کچھ کہے کہ عمرو نے وہین سے آواز دی یا خداوندا
میری شکل پر ساربان زادہ آپ کے ساتھ ہوا ہے اسکو پکڑلو شاگرد زود رفت کے زود رفت کو لپٹ گئے لات
جوتے پڑنے لگے عمرو تو صاف نکلگیا جب بہت مار پڑی تو اسنے گھبراکر کہا ارے یارو میرا منھ دھلوا کر یون پہچانو اور
خداوند آپ بھی دیکھتے ہین کیسا غضب وا اندھیر خداوندی کہ اپنے بندے کو نہین پہچانتا ہی اب شاگرد گرم پانی
لائے ابلیس نے کچھ راز و نیاز کی باتین پوچھین زود رفت نے سب بتائین تب سب کو اطمینان ہوا اس عرصہ مین ابلیس
قصر اسرار سامری مین نہ گیا زود رفت سے باتین ہونے لگین زود رفت جو بہت رویا پیٹا ابلیس نے کہا ہم
بھی تقدیر کر چکے تھے کہ تم ہمارے سامنے ذلت اٹھاؤ جوتیان کھاؤ تو نے کیون نہ عمرو کو گرفتار کرایا زود رفت
نے کہا یا خداوندا مین نے اُسکو دیکھتے ہی قصد کیا تھا کہ اُسکا نام لون مگر اُسنے میرا نام لیکر پکار دیا شاگرد لوگ کیا جلدی
لپٹ گئے شاگرد عذر کرتے ہین یا استاد ہمنے ایک ہی ایک تماچہ مارا معاف فرمائیے گا زود رفت کہتا ہی یارو چپ رہو باتین
لگا کر مجکو ذلیل کرتے ہو یہان عمرو جو بھاگا راہ مین ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا جاتا تھا کہ قریب ایک برج
کے پہونچا دیکھا کرسی پر عملدار جبشی ہی عورتون کی آمد ورفت ہی عمرو نے ایک سے پوچھا کہ اس قصر مین کون رہتا ہی
کنیزون نے کہا ملکہ غزالہ آہو چشم دختر بلند اختر خداوند نور چکیدہ خالص قدرت لیکن آج کچھ بیمار ہین اندر
باہر سب کو تردد ہی عمرو نے یہ سنتے ہی کنارے آکر ایک بکری اور ایک بندر لیا اُسی دروازے پر آکر سامنے
کنیزون کے تماشا کرنے لگے کنیزون نے جاکر ملکہ غزالہ سے کہا کہ ایک بندر والا ڈیوڑھی پر آیا ہی کیا خوب تماشا کرتا ہی
ملکہ گرفتار دام محبت و قیدی زندان خانہ مصیبت عمرو کے خیال مین جو آئی ہو منھ لپیٹے پڑی ہی کہ کنیزون نے آکر
بندر والے کی خبر دی ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا میرا کسی کھیل و شغل مین جی نہین بہلتا نہین معلوم
عمرو پر کیا گذری کل تو قدرت نے بڑا سحر کیا کنیزون نے عرض کی آج صبح سے یہ خبر ہو رہا ہی کہ ظلمات جادو شیر خاص
قدرت کہ جسنے حرز ہیکل صاحبقران کی لے لی تھی مشہور ہی کہ مع اپنے ساتھ والون کے مارا گیا کہ اتنے مین دوسری
کنیز آئی کہا واری کیا کیا چیزین گاتا ہی بندر بکری پر سوار ہوتا ہی ذرا تماشہ دیکھیے دن کو بہلائیے ناچار ہو
ملکہ نے کہا خوشی تمہاری بلا لو عمرو تو اڑا ہوا در دولت پر کھڑا ہی ہوا تھا کنیز نے جو آکر کہا بڑے میان چلو اب تمکو

بہت کچھ ملجائیگا ملکہ عالم یاد فرماتی ہین ایک نے کہا بوا میرے کہنے سے جبراً بلایا ہو آج تو کچھ مزاج ہی بگڑ گیا صبح سے
منھ لپیٹے پڑی ہین ہنسنا بولنا سب موقوف کیا ہر وقت محل مین چہل پہل رہتی تھی نہین معلوم کسی نے کیا کیا جن
دیکھنے والون کی نظر لگ گئی آج کھانا بھی نہین کھایا صبح کو فقط ایک گلاس آبشورے کا پیا تھا عمرو سب کی باتین سنتا ہوا
چلا جاتا ہی دیکھا تو جابجا نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہی صحنچیون مین پاندان کھولے ہوے ڈلیان کتر رہی ہین ایک سے
ایک پوچھتی ہی کیون بوا النسا ہین آج ہماری مالک نے خاصہ کیون نہین نوش فرمایا دوسری جواب دیتی ہی
کر بوا کچھ مفصل نہین معلوم ہوا ہر جگہ بے لطفی مزاج کے چرچے ہین خواجہ ڈگڈگی بجاتے ہوئے اندر تشریف لے گئے دیکھا
باغ بے خزان ہزارون پری زادان حور طلعت خوبصورت پھر رہی ہین عمرو کو دیکھکر چھیتیان ہونے لگین آنکھین چھوٹی چھوٹی
دیکھکر ایک نے کہا بوا نرگس تمنے دیکھا یہ نگوڑا بڈھا اندھا پیدا ہوا تھا دائی نے سہرنی سے نشان بنا دیا
ایک نے کہا ابھی ہلتا ہو مرنے کو نہین نہین کرتا ہی خواجہ ایک ایک کو جواب دیتے ہوئے سامنے بارہ دری کے
ہو پہنچے ملکہ کو دیکھا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی چراغ حسن وجمال روشن رہے خوار و ذلیل دشمن رہے یہ کہکے تماشہ شروع کیا
ملکہ تماشہ دیکھنے لگین انیسین کنیزین آکر جمع ہوئین اب ملکہ کے سامنے خواجہ بندر کا تماشہ کر رہے ہین ملکہ نے کہا
بڑے میان بس اب تماشہ موقوف کرو ہمارا دل گھبراتا ہی عمرو نے کہا سبحان اللہ دھگڑے کی بڑی خواہش ہی
جی چاہتا ہوگا کسی نوجوان کے گلے لپٹکر سوؤن اسی خیال مین صبح سے کھانا نہین کھایا ملکہ نے جھلا کر کہا اُڑ گوڑے
موئے سونٹھی کا نے بڑھاپے پٹنے خدا تجکو غارت کرے یہ کیا تو نے جھک مارا کنیزین دوڑین مارنے کو خواجہ
اُچکتے پھرتے ہین جب ملکہ نے دیکھا کنیزین تھک تھککر گر پڑین کوئی بڈھے کو پکڑ نہین سکتا خود کوڑا ہاتھ مین لیکر انھین
لگا کیون او نالایق کنیزون کو میری بہت دوڑایا اب کہان جاؤگے اُٹھنا معشوق کا خواجہ کو بھی شاق ہوا دوبدو
سے ہاتھ باندھکر قریب آئے کہا یہ سر حاضر ہی شعر ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا سنبھل سکتا
نہین اب بوجھ مجھسے اپنی گردن کا یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا ہاتھ پکڑ کے بارہ دری مین آئی پردے
چھوڑ دیے عمرو نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا خواجہ غضب کیا ایسا نہو انہین سے کوئی کنیز جا کر زود رفتار
سے کہدے یا والد کو خبر پہونچ جائے عمرو نے کہا اے ملکہ عالم مین اسوقت فکر رہائی ملکہ عالم افروز مین آتا تھا گریہ
انتار پری میان زود رفتار کو خوب بنوایا آپ دو تہخانے کی جانب گذر ہوا سنا کہ آج آپ بہت پریشان ہین
دل کو تاب نہ آئی اس شکل پر اپنے کو پہونچایا ملکہ نے کہا خواجہ سب تمھارے دشمن ہو رہے ہین ابلیس کا حکم ہی کہ
جو خواجہ کو پکڑ لائیگا اُسکو دولت دنیا سے نہال کردونگا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی اگر غیرت دار ہو تو اب مجھسے
مقابلہ نہ کریگا آج اُنکی خوب تدبیر ہو گئی ملکہ نے کہا خواجہ اب ابلیس نے خود ارادہ کیا ہو ایک ساحر ظلمات
مشیران خاص سے نکلا تھا اُٹھنے کیا قیامت برپا کی عمرو نے کہا جو صاحب تشریف لائینگے سمجھا جائیگا ملکہ نے آنکھون
مین آنسو بھر کر کہا خواجہ بڑی مشکل ہی سب ساحر تمھارے نام کے دشمن ہو گئے ہین ایسا نہو گرفتار ہو جاؤ مگر خواجہ
اپنے کو بچانا عمرو نے کہا خدا مالک ہی دیکھا عمرو نے ملکہ گانے کی مشتاق ہین عمرو نے سب کے ملکہ کے زنبیل سے ز
نکالی کہا ملکہ اسوقت جی بجاتا ہی چند اشعار بجاؤن ملکہ نے خوش ہوکر کہا خوشی آپ کی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے
یہ اشعار زمین بجانا شروع کیے

نظم

دیکھا نہ کسی کی طرف بہانے حیا سے	تو ساتھ کسی کے سبجے صیاد نہ کر بند
ہم دام محبت سے ادھر چھوٹے اُدھر بند	جادو کو کیا نرگس جادو نے نظر بند
وہ آخر شب آئے ہین کچھ بات تو کر لو	
پرواز بھی کی آہ تو جون طائر پر بند	یہ مشت پر سوختہ پھونکینگے قفس کو
کر اپنی زبان دم کی دم اے مرغ سحر بند	

کیا نمونہ دل جو الہو سان مین نئی الفت
چھٹ جائینگے فرقت سے کیا تو نے اگر بند
اے سوزش سینہ مجھے وہ سینہ دکھا دے
جس سان ہو در کسلیے کیون آج ہو در بند

نیچے مین پری کرتے ہین ارباب ہنر بند
شاید کہین تجھ نے بھی اُسے خواب مین دیکھا
کھولے تری گرمی سے وہ گھبرا کے گریبند

جا سکتے نہین جلتے ہین پر اُس کو ہین جو نامحرم
آنکھین تری ای بخت ہین کیون آٹھ پہر بند
کیا حضرت مومن کہین کعبے کو سدھارے

ملکہ چونکہ گانے پر عاشق ہے آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین ہر شعر پر اچھل پڑتی ہے مگر سمن رخ نامے ایک کنیز نہایت بدتمیز اسنے جو باہر سے گانا سُنا اور کنیزین ٹھہر ٹھہر کر رہی ہین کوئی کہتی ہے بوا عمرو بندر والا بنکے آیا ہے ایک کہتی ہے بوا مجھے بہت دوڑایا ہے مگر ملکہ اُسکو بہت چاہتی ہین تنہائی مین جا بیٹھین گانا سن رہی ہین سمن رخ بھاگی یہان ابلیس نے پھر قصد کیا ہے کہ قصر اسرار سامری مین جاؤن باعث قتل ظلمات دریافت کردن زود رفت بھی غش رہا ہے کہ سمن رخ آکر پہونچی پکارکر آواز دی میان زود رفت مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے زود رفت آگے بڑھا سمن رخ نے کہا عمرو عیار بندر والا بنکر مکان مین ملکہ کے پہونچا اب ملکہ کے سامنے بیٹھا گا رہا ہے ملکہ وجد مین ہین جھوم رہی ہین گانے کی عمرو کی تعریفین ہو رہی ہین زود رفت سنکر گھبرا گیا پانچ سو عیار جو موجود تھے اُنکو ساتھ لیکر چلا پلٹ کے ابلیس سے اتنا کہا یا خداوند ایک جگہ عمرو کا پتہ ملا ہے گرفتار کرنے جاتا ہون یہ کہکے سمن رخ سے کچھ باتین کرتا ہوا جاتا ہے ایک کنیز ملکہ کی غنچہ دہن حقیقت مین گھسین اسنے جو دیکھا کہ زود رفت پانچ سو عیارون سے سمن رخ سے کچھ باتین کرتا ہوا آتا ہے غنچہ دہن بھاگی محل مین آئی یہان اسوقت سب کنیزین ملکہ کے پاس جمع ہین عمرو گا رہا ہے ملکہ مبہوت لب پر مہر سکوت عمرو کو بہت کچھ دیا ہے عمرو بھی خوب خوب گا رہا ہے کہ غنچہ دہن دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری کچھ عرض کرونگی ملکہ نے کہا کہو کہا حضور مہتر زود رفت پانچ سو عیارون سے آگیا سمن رخ نے جاکر حال کہا گھر حضور کا گھر گیا لونڈی نے بازار مین دیکھا تھا ملکہ تو گھبرا گئی کہا خواجہ اب کیا ہوگا شہنشاہ عالم افروز کے ہین بھی بدنام ہوئی میری جان جائیگی عمرو نے کہا ملکہ تم نہ گھبراؤ مین نکلجاؤنگا ابتو چند کنیزون نے آکر پے در پے خبر دی کہ مہتر زود رفت محل کو گھیرے ہوا دروازے پر بیٹھا ہوا محلدار کو حکم رہا ہے محلدار عرض کرتی ہے مین نہین جانتی ہون البتہ ایک بندر والا آگیا تھا نہین معلوم چلا گیا یا تماشہ کر رہا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے کہ ملکہ نے اپنے قصر مین جگہ دی گانا اُسکا سُنا مجھے یقین نہین آتا عمرو جلدی اٹھا ایک ملکہ کی کنیز کی شکل بنا پاسنگے ہلاتا ہوا چلا بلا تکلف محل سے باہر نکلا محلدار نے کہا اے کلمُہی کہان جاتی ہو کہا بوا محلدار پان لینے جاتی ہون آج صبح سے پان نہین کھایا ارو تا مر گیا کئی مرتبہ چپا دیا ہمارے واسطے پان نہ لایا یہ کہتا ہوا ایک ایک سے جھگڑتا ہوا قریب زود رفت کے آیا زود رفت تو اپنا انتظام کر چکا آپ خود دروازے پر بیٹھا ہے گرد پانچ سو عیار مکان کو گھیرے ہوئے عمرو نے آکر کہا میان زود رفت کچھ مجھکو دلوایئے تو عمرو کو گرفتار کرادین زود رفت نے کہا اے کلمُہی جو کچھ کہ تو کہیگی مین دونگا عمرو نے ہاتھ پکڑ کہا میرے ساتھ آؤ مین مفصل پتہ بتاؤن بھلا یہ کوئی بات ہے کہ دروازے پر بیٹھے ہو وہ ادھرے کا بے کو آئیگا کوٹھے پرسے کود کر نکلجائیگا زود رفت سوچا کہ سچ کہتی ہے عمرو لگا کر لیچلا جب سرے پر ایک کوچے کے آیا کہا مہتر صاحب سر اٹھا کر دیکھو عمرو کوٹھے پر کھڑا ہے لو بھاندا چاہتا ہے جیسے ہی زود رفت نے سر اٹھایا عمرو نے ایک دھول لگائی کلاہ زرین سر سے میان زود رفت کے اتار لی نعرہ اپنے نام کا کیا کہ دیکھو ادھیا ہم جاتے ہین تو ڈھونڈھا کر زود رفت منہ کے بل گرا عمرو جب تک نکلگیا شاگردون نے آکر دیکھا اُستاد دھری مین پڑے ہین دوڑکر اٹھایا کہا اُستاد کیا ہوا کہا یارو عمرو دھوکا دیکے نکلگیا مین نے نہ پہچانا بڑا صدمہ ہوا شاگردون نے اُستاد جی کو اٹھایا میان ابلیس

استغفار مین ہین کہ عمرو کو لیکر زود رفت آتا ہوگا کہ زود رفت خستہ و شکستہ کلاہ ندارد آگے پہونچا البیس نے پوچھا
ارے کیا ہوا زود رفت نے کہا یا خداوند آپ ایسی اُلٹ پلٹ تقدیرین کرتے ہین کہ غلام کو ذلت ہوتی ہی یہ
نہین معلوم کہ ملکہ غزالہ آہو چشم سحر مین بے نظیر صورت مین رشک ماہ منیر ہر علم مین طاق شہرہ آفاق اُسکے
محل مین ساربان زادہ کیون آیا یہ سبب نہ کھلا کسی لونڈی سے پھنسگیا ہو ملکہ عالم اُس ساربان زادے کو
کیا پوچھینگی مگر کوئی کنیز عمرو سے ضرور پھنسی ہی مین دریافت کرونگا البیس نے کہا ای زود رفت عمرو نے مجکو
زیر مشق بنالیا کیسی کیسی ذلتین دیتا ہی مجسے کچھ نہین ہوسکتا البیس نے کہا مجھے دریافت کرنا تھا کہ قصر اسرار
سامری مین جاؤن سبب قتل ظلمات دریافت کرون تدبیر کرنے حرز ہیکل بھی لون زود رفت نے کہا یا خداوند
اب آپ تقدیر مضبوط کیجیے کہ عمرو گرفتار ہو باعث محل مین جانے کا بھی کھلجائیگا سمن رخ کنیز کو مین نے ملالیا ہی
وہ سب کچھ مجکو بتادیگی سب احوال کھلیگا ہر نوع زود رفت یہ کہکے چلا کہ مین عمرو کو تلاش کرکے لاتا ہون خواجہ
زرغے مین اسکے شاگردون کے ملے ہوئے سُن رہے ہین ہان مین ہان ملائے جاتے ہین جب زود رفت نے قصد کیا
کہ عمرو کو ڈھونڈھنے جاؤن عمرو نے قریب آکے کہا حضور مین کچھ عرض کرونگا زود رفت نے کہا کیا ہی عمرو نے
کہا کنارے آئیے البیس سامنے بیٹھا ہی صدہا مشیر و وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین دیکھ رہے ہین کہ عمرو
نے زود رفت کا ہاتھ پکڑا اور یہ کہتے ہوئے چلے کہ ایسی بات بتاؤن کہ آپ بھی خوش ہوجائین زود رفت
کہتا ہی کہ ای بہتر زیادہ مرتبہ کرونگا کہ سب عیار رشک کرینگے خداوند بھی مرتبہ بڑھائینگے عمرو کہتے جاتے ہین
بہتر صاحب ساربان زادے کی کیا حقیقت ہی آپ کے نام سے کانپتا ہی مین اُسکے لشکر مین گیا تھا اپنے شاگردون
کے سامنے رو رہا تھا کہ بہتر زود رفت سے کیونکر مقابلہ کرون بڑے عیار سے سامنا پڑا ہی قدرت اُسکو جلانے کہین
ہمارے آقا ایسی پرورش کب کرتے ہین زود رفت کہتا ہی ای سرہنگ عمرو نے مجکو تشہیر کرایا سارے شہر مین
مشہور ہوگیا سامنے سب کے دھول مارکر بھاگا کلاہ زرین لیکر نکلگیا یہ باتین کرتے ہوئے ایک گوشے مین
زود رفت کو لائے کہا دیکھیے سامنے عمرو بیٹھا ہی جیسے ہی زود رفت نے منھ پھیرا ایک دھول سر پر لگائی
کلاہ زرین لی اور جست کرکے بھاگے البیس نے جو دیکھا کہ میرے عیار کو عمرو نے دھول لگائی اور زود رفت نے
پکارا ابھی یا خداوند دہائی ہی البیس اُٹھا ایک ماش کا دانہ پھینکا عمرو نے جست کی گلیم زنبیل سے نکال چاہتے ہین
اوڑھین کہ البیس نے گیر کی آواز دی پاؤن عمرو کے زمین نے تھامے لیے گلیم عمرو نے اوڑھ لی البیس نے کہا مین نے
عمرو کو پکڑا اسی میدان مین ہی مگر دکھلائی نہین دیتا سب عیار دوڑے نیزے ہلاتے ہین تلوارین چمکاتے ہین عمرو گلیم
اوڑھے ہوئے خال دے رہا ہی اپنے کو نیزہ و شمشیر سے بچاتا ہی جب عرصہ گزرا عیارون نے کہا خداوند اگر عمرو یہان
ہوتا تلوار نیزے سے غربال ہوجاتا البیس نے کہا کیا ممکن کہ قدرت تقدیر کرین اور عمرو گرفتار نہو یہ کہتا ہوا قریب آیا
پکار کر آواز دی عمرو مین جانتا ہون کہ پاؤن تیرے زمین نے تھامے ہونگے یہ بھی سن چکا ہون کہ گلیم عیاری
تیرے پاس ہی تو نے اپنے کو مخفی کیا مگر عمر اسی مقام پر کھڑے کھڑے گذر جائیگی رہائی نہ پاؤگے بھوکے پیاسے
مرجاؤگے قدرت اپنے جاہ و جلال کی قسم کھاتے ہین کہ تجکو کچھ نہ کہینگے چھوڑ دینگے جب زود رفت گرفتار کریگا
تو اُسکو اختیار ہی مجھے مقدمۂ عیاران سے کیا کام ہی یہ تو عمرو جانتا ہی کہ سراسر مکر ہی اس ملک مین غدر ہی
اب اپنے کو ظاہر کرو حقیقت مین اسی مقام پر کھڑے کھڑے دن کی دھوپ کا صدمہ رات کو شبنم پڑیگی بھوکے
پیاسے مرجاؤگے پکار کر آواز دی یا خداوند تیری قدرت کے صدقے مین جانتا ہون آپ کو مجھسے محبت ہی مین کو

آپ پر جان دیتا ہون اور آپ کو بھی مجھسے رسم دلی ہے اب چھپنا اپنے پیدا کرنیوالے سے کیا ضرور عیار جو گئے ہوئے
کوئی کہتا ہے میرے پہلو سے آواز آئی کوئی کہتا ہے بالکل میرے پاس ہے ابلیس نے کہا ای عمرو مین قسم کھا چکا خوف نہ
کر چلا آ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اب سب نے دیکھا کہ خواجہ قریب ابلیس کے کھڑے ہین یہ دیکھکر ابلیس کو سلام کیا
ابلیس صورت دیکھکر کانپ گیا اور ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا کہا کیون ساربان زادے اب تیرا کیا حال کرون عمرو ہنسنے لگا
کہا یا خداوند آپ غصہ نہ کیجیے آپ قسم کھا چکے ہین اسوقت تو مجبور ہیے جب میان زود رفت مجکو گرفتار کرینگے تو
جو ذہن مین آئے وہ سزا دیجیے گا مجھکو تو مین دیکھ بھال لونگا آپ سے ڈرتا ہون اتفاق سے ہنگام سیہ پوش جو
لکہ ماہ عالم افروز پر نگہبان ہوا ہے یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ ماہ پرور دایہ پر عاشق ہوا اُسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او
مکار قدرت نے قسم کھائی ہے تنے تو قسم نہین کھائی یا خداوند مین اسکو قید کر دونگا آب و دانہ بھی بند کر دونگا تڑپ تڑپ کے
مرے ابلیس نے کہا اچھی ای ہنگام اسوقت عمرو کو چھوڑ دو ہم تقدیر کرکے زود رفت کے ہاتھ سے گرفتار کرا دینگے ہنگام
نے کہا یا خداوند یہ ناممکن ہے زود رفت نے بھی فریاد کی کہ یا خداوند اگر یہ چھٹا تو پھر دستیاب نہوگا یہ سنتے ہی ابلیس
نے ایک دستک دی ای کلنگ آتشبار نام لیتے ہی آسمان سے ایک ساحر آیا ابلیس کو سلام کیا عرض کی یا قدرت
آپ کا غلام اپنے انتظام مین تھا کیون یاد فرمایا ابلیس نے سب کیفیت بیان کی کہ عمرو کو ہنگام سیہ پوش نے
گرفتار کیا ہم تمکو انکے ساتھ کرتے ہین حفاظت مین کمی نہو انتظام مین ہرج بھی نہو کلنگ آتشبار نے عرض کی یا خداوند
مین نے سنا ہے ظلمات مارا گیا عمرو کی حفاظت کو آپ ارشاد فرماتے ہین مین تو اس خیال مین حاضر ہوا ہون کہ عمدہ ظلمات
مجکو ملے حرز ہیکل حمزہ سے چھین لاؤن ایک ہفتے مین سب کا خاتمہ کر دون ابلیس نے کہا ای کلنگ اسی واسطے تمکو
تکلیف دی ہے دو دن حفاظت عمرو کرو تیسرے دن تمکو بھی عمدہ ملیگا قدرت بھی تمہارے ساتھ شراکت کرینگے اب قدرت
تقدیر مضبوط کر چکے کہ تمکو کوئی نہ مار سکیگا کلنگ سلام کرکے رخصت ہوا عمرو نے بیقرار ہوکر کہا یا خداوند آپ نے
یہ اچھا نہ کیا عہد کیا قسم کھائی پھر آپ نے قید کیا ابلیس نے کہا خواجہ مین کیا کرون ہنگام نے گرفتار کیا وہ میرا
سردار جانتا ہے عمرو نے جھلا کر جواب دیا اب گدھے تو خداوند بنکے بیٹھا ہے انشاء اللہ اگر مین نے تمکو قتل نہ کیا تو نام
عمرو عیار نہ رکھا سر تمھارا مثل کاسہ گدائی کے ٹھوکرین کھاتا پھریگا آنکھ ملاکر جو عمرو نے یہ کلمہ کہا ابلیس نے غصے مین
ایک طمانچہ مارا طمانچہ وہ کیا کہ آفت تھی عمرو تھرتھرا کے دھم سے زمین پر گرا آنکھون کی سیاہی غائب سپیدی نمایان ہے
کانون کی لوین پھر گئین ناک کا بانسا پھٹ گیا ایڑیان رگڑین ہاتھ دیے مارے طائر ارواح قفس جسم خاکی سے نکل گیا
یہ تو سب حیران ہوگئے زود رفت نے کہا یا خداوند عمرو مر گیا دبلا پتلا ناتوان تھا طمانچہ آپ کے ہاتھ کا ضبط نہو سکا
تڑپ کے دم نکل گیا جسنے دیکھا اُسنے کہا یا خداوند آپ نے غضب کیا اب جو حمزہ سنیگا کہ میرے عیار کو مار ڈالا غضبناک
اُسکے پاس موجود ہے تلوار پکڑ کے گھس آئیگا کون حمزہ کو روکیگا بڑے بڑے معرکے جھیلے ہوئے ہر جان پر کھیلے ہوئے ہے
اسکی لاش کو چھپا دیجیے زود رفت نے کہا اگر حکم ہو تو لاش عمرو کی نالے مین پھینکدون اُس طرف کوئی نہین جاتا
سرکشانہ مقام خوفناک ہے اگر شاگردان عمرو دیکھینگے سمجھ جائینگے کسی بھوت پلید نے عمرو کو مارا ہوگا آپ کا کوئی
ذکر بھی نہ کریگا ابلیس نے ہنسکر کہا یہ تقدیر ہمنے خوب ہزار برس پیشتر کی تھی آج اُسکا ظہور ہوا اسرگئے نالے مین
لاش اسکی پھینک دو کلنگ آتشبار بھی اب لاچار ہوا ہنگام کے ساتھ چلا زود رفت نے شاگردون سے کہا
اسکی ٹانگ مین رسی باندھو [illegible] نالے پر پہنچو شاگردان زود رفت نے عمرو کے پاؤن مین رسی باندھی کھینچتے ہوئے
لیچلے اسوقت عمرو کی بیقراری [illegible] کی عیاری کی اب زندہ بچنا دشوار ہے مگر ای عمرو صبر کرو

آخر کو لاشہ عمرو کا اُن عیاروں نے سر کٹے نالے میں پھینکدیا عیار تو چلے گئے خواجہ جاز ہوشیار اُٹھے ایک گوشے میں آکر
خوب روئے دوڑے دیکھا ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشبار اُس مکان پر آکر بیٹھے ہیں جس مکان میں ماہ عالم افروز
قید ہیں وقت سحر ہی ملکہ اُٹھکر بیٹھیں ماہ پرور دایہ اُٹھی ہی ملکہ کے منھ دھونے کو پانی لائی ہی ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر
کہا ای ماہ پرور کیا خاک منھ دھوؤں آج تک خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ پر کیا گذری کسکو بھیجیں کون جاکر
بادشاہ کی خبر لائے یہ ہمارا حال زار اُنکو سنائے کہ کنیز آپ کی مرتی ہی اب اگر تدارک نہ ہوا تو اپنی کنیز کو زندہ نہ پایئے گا
ماہ پرور نے کہا واری آج میں نے ایک خبر دہشت اثر سُنی ہی کہ دل کانپ گیا منھ سے نکالنے کو دل نہیں چاہتا ہی
ملکہ نے گھبرا کر پوچھا ماہ پرور ہمارے سر کی قسم جلد بتلاؤ دل تڑپ گیا ظاہر تو کرو میں تو سنوں وہ کیا خبر ہی
ماہ پرور رونے لگی کہا حضور میں نے خبر سُنی ہی کہ آج خواجہ پکڑے گئے ابلیس نے ایسا طمانچہ مارا کہ اُس [illegible]
کا دم نکلگیا بخوف صاحبقران لاش کہیں پھنکوادی ابھی ابھی در زندان خانے پر ذکر ہو رہا تھا مجھ بدنصیب نے بھی
سُنا یہ سنتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز تڑپ گئی کہا ای ماہ پرور اگر عمرو مارا گیا تو فتح ہوگئی اپنا تو اب یہ حال ہی نظم

دل شب فرقت میں ہی از بسکہ خواہان مرگ کا
یہ چراغ گور ہی مجھے بیابان مرگ کا
کیا بیانِ دردِ دل میں پیشِ اطبا کیجیے
سُنکے فرمایا نہیں مختار انسان مرگ کا
اسقدر گردن کی قید گریبان سے ہی تنگ
گور ہنستی ہی سمجھکر مجکو شایان مرگ کا
کیون نہ ای آتش جوانوں کی طرح باندھوں کمر

اشتیاق یار سے افزون ہی ارمان مرگ کا
موسم گل کی ہوا کرتی ہی تکلیف جنون
کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا ہی درمان مرگ کا
حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجکو دی
پھر نہ چھوڑوں ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا
شام ہوتے ہی شب فرقت میں آنکلے اگر
پیر ہوں ار پیش بھی کرنا ہی میدان مرگ کا

چاہیے خال پری بہر سپند چشم غول
دیتی ہی پیغام تنگی گریبان مرگ کا
جب کہا مرجاؤنگا اپنے گلے کو کاٹ کر
جب کہیں دیکھا مہیا میں نے سامان مرگ کا
راست پہنچے ہیں ہم جو سر سارے سفید
صبح محشر تک رہیگا مجھپر احسان مرگ کا

ماہ پرور نے آنسو پونچھے کہا واری
اسی واسطے میں خبر عرض نہ کرتی تھی کہ حضور گھبرا جائینگی ارے کیا ہوئی خبر سنی ہی اُس قول کا کیا اعتبار خدا کرے جھوٹ ہو
یہ ذکر تھا کہ ہنگام سیہ پوش اندر قید خانے کے آیا ماہ پرور سے آنکھ لڑا کر کہا دایہ صاحب مبارک ہو آج عمرو
مارا گیا لاشہ تک اُسکا دفن نہیں ہوا سر کٹے نالے میں پھنکوا دیا ماہ پرور نے کہا او بیباک بیباک تجھسے کون پوچھتا ہی
کچھ تجکو پیدا کرنے والے کا بھی خوف ہی کہ کسی غریب پر کیا گذریگی آج تک اس قید خانے میں جو جفائیں اُٹھائیں اُنکا
ذکر نا ممکن بقول شخصے موئے پر سو درے ایک تو ہم مصیبت میں مبتلا قیدی زندان خانہ بلا ہمارے دوستوں کے
مرنے کی خبر سُناتا ہی سراسر جھوٹ ہی ہمارے سامنے یہ نہ بیان کر ہم نہیں تجھسے پوچھتے مگر ملکہ ماہ عالم افروز بلک بلک کے
رونے لگی خیال حسرت و یاس میں یہ اشعار زبان سے نکلے نظم

دارم بآب دیدہ ہمہ شست و شوی دل
گشتم چنان ضعیف کہ در تن نشان نیافت
سر بر زند چو شعلۂ آہ از گلوی دل
جانان و بزم بادہ و ہنگامہ با رقیب

از بس ز درد و محنت ہجران گریستم
چندانکہ کرد پیک نگہ جستجوی دل
بس مرغ دل بگریہ ز ہجر تو خو گرفت
مخفی ز درد عشق وہمان گفتگوی دل

در خون نشستہ ام ہمہ از آرزوی دل
یک قطرہ خون نماند مرا در سبوی دل
سوزد ہزار خرمن غم را بیک نفس
خواہم کہ ... دیدہ گر آرم بروی دل

ہر چند ماہ پرور منع کرتی ہی کہ ای
ہنگام یہ مناسب نہیں کیوں بری شامتیں آئی ہیں چونکہ یہ عاشق ہی ہنس ہنس کے کہتا ہی ای جان جہان و آرام
دل مشتاقان میں نے فقط تمہارے جلانے کو کہا تھا عمرو کو کون مار سکتا ہی مگر آج کلنگ آتشبار کو خداوند نے
ہمارے شریک کیا ہی تمہاری خوشی ہو تو ایک جلسہ کریں صحبت شراب و کباب کی ہو تم بھی پینا ملکہ کو بھی ایک گلابی دینگے

یہان قید خانے مین کون آتا ہی ماہ پرور نے شرما کر سر جھکا لیا اس خیال سے اچھا کہا کہ اسی حیلے سے ملکہ کا دل بہلے
ہنگام سیہ پوش ہنستا ہوا باہر آیا کلنگ آتشبار سے کہا بھائی تمھارے آنے سے میری خوشی ہوئی انتظام
بھی خوب ہو گیا ہی آج جی چاہتا ہی تمھاری دعوت کرین ان قیدیون کو بھی ایک ایک گلابی دیدینگے کلنگ نے
کہا بھائی کیا ضرورت ہی آیندہ خوشی تمھاری ہنگام نے اُسی وقت قید خانے مین فرش بچھوایا سامان روشنی
ہونے لگا ہنگام انتظام کرتا پھرتا ہی اپنے نوکرون کو بھیجا ہی کہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب لی لاؤ کلنگ
سے باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا ہلال جادو حیران و پریشان کپڑے پھٹے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس چلا آتا ہی
ہنگام نے آواز دی بھائی ہلال سامری و جمشید نے تمھاری صورت دکھائی اتنے دنون سے کہان تھے
ہلال دوڑ کر قریب آیا ہنگام سیہ پوش سے لپٹ گیا کہا بھائی تمنے سُنا کیا معرکہ گذرا عمرو ہمکو پکڑ کر لیگیا ایک درہ
کوہ مین قید کیا روز شام کو آتا تھا کھانا کھلاتا تھا آج صبح کو میرے پسر پہونچے میری زبان سے سوزن نکالا کہا
اُٹھیے اب آپ یہان کیون بیٹھے ہین عمرو مر گیا اپنے گھر چلیے مین درہ کوہ سے نکلا مگر دیکھتا ہون چار طرف سے
ہمکو کالے کالے آدمی گھیرے ہوے ہین ایک عورت بڑے قد کی کالی صورت بڑا لنگر پہنے ہوئے دمبدم میرے
سامنے آتی ہی کہتی ہی تجھکو کھا جاؤن تو نے ہمارے مالک کو مارا ہم بیس برس سے اُسکے قبضے مین تھے آج ہمارا
بھاپات موقوف ہوا عمرو ایسا سرپرست مر گیا ایک طرف ایک جوان بڑے قد کا سینگ سر پر مجھے کہتا ہی ہم
تمکو کھا جاینگے زندہ نہ چھوڑینگے بھائی مین اسی واسطے گھر نہین گیا جیسے ہی تمکو دیکھا وہ صورتین بھاگ گئین اسوقت
تیرہ عافیت ہی دل کو فرحت ہی روح کو راحت قلب مین قوت ہی ہنگام نے کہا اے ہلال آج تمھارے واسطے
یہ سامان ہوا کہ عمرو ایسا شخص مارا گیا جن ساحرون کو تمنے دیکھا دامہ و شمشہ تھے اور پشت پر جو ساحر مرے
انکو عمرو نے اپنے پاس رکھا جادوگر کو مار کر عمرو بیر بناتا تھا زود رفت ایسے عیار نے کیا دھوکے کھائے اب تک
بھوز ورنہین چلا آؤ تم اس صحبت مین بیٹھو ہلال نقلی نے کہا ایک بڑی بات ہوئی کہ سامری جمشید خواب مین آکے
یہ فرما گئے کہ ہمنے تمکو علم موسیقی تعلیم کیا کمال عمرو کا تمکو دیا آج امتحان کرین اگر بھائی یہ کام آگیا تو بڑا کمال ہوا عمرو
کو ساقی گری بھی آتی تھی سر سے شراب پلاتا تھا مین ان سب باتون کا امتحان کرونگا یا سامری و جمشید
ہوسنے رد سو خداؤن کا واسطہ تمھاری بات مین فرق نہو ہنگام نے کہا آؤ انتظام کرو آج ہم یہان جلسہ کرینگے
ہلال نقلی انتظام کرنے لگا شراب کے تپلے انتظام سے رکھے ناگاہ ہیجوار جلسہ ثوابت و سیارگان بیخانۂ فلک برپا کیا
صحبت عیش آراستہ کی یہان ہلال انتظام کر رہا ہی روشنی وغیرہ ہوئی ہنگام کو بڑی خوشی ہو گئی کلنگ آتشبار
سب سے کہہ رہا ہی ہلال کے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا مجکو تکلیف نہوئی بیشک یہ نظر کردہ
سامری و جمشید ہوا دیکھو کس سلیقے سے انتظام کیا ہی شراب کو کس لطف سے رکھا ہی کنٹر الماس نگار ساغر فراغول
کشتیان کباب کی لاثانی ہنگام کہتا ہی حقیقت مین جسنے کبھی شراب نہ پی ہو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے جلسہ تیار ہو
ہلال بیچ مین آکر بیٹھے کہا بھائیو تم سب جانتے ہو کہ مجھے گانے کے نام سے نفرت تھی مگر سامری و جمشید نے لعاب
دہن اپنا منھ مین میرے ڈالا اور یہ بھی فرمایا کہ سب کمال عمرو کے تمکو دیے اب امتحان کرتا ہون یہ کہکے سازندون
سے کہا تمھاری آس ہی سازندون نے ساز ملائے ہلال نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

شام سے تا صبح مضطر صبح سے تا شام ہم
صبح تک رو یا کیے لے لیکے تیرا نام ہم

ایک عالم مین ہین کیون اے گردش ایام ہم
یار و دشمن نے ستایا جبکہ ہم عاشق ہوے

شب ہے ہجر مین بس چھین لیے آرام ہم
ہو گئے اپنا ہی پھر دیوین کسے الزام ہم

کیا مزا پایا عدو سے ہمزہ ہو آپ نے
بات بھی کرتے نہین جز صنعت ایہام ہم
تو خبر لا کیا کہا قاصد سے چھپتے پھرتے ہین
ایسے سودائی نہین اے شوخ خود بدنام ہم
پہونچے دامن تک تو اُس پردہ نشین کے دیکھیے
مومن آخر تھے کبھی اے دشمن اسلام ہم

ناکام عشق مین مجھے لائق دشنام ہم
آ کے بیٹھا کون تجھ سے پر جو یون حیران ہین
ہمدم اُس پردہ نشین کو بھیجکر پیغام ہم
آئینہ کا بوسہ لے تو عکس لب کو دیکھکر
کاش ہوتے چشم نرگس دیدۂ بادام ہم

بسکہ اک پردہ نشین کے عشق مین رسوا ہوئے
خاک پر چپکے پڑے تکتے ہین تیرے بام ہم
اس سیہ بختی پہ کہین تجھسے امید وفا
اور بس رہ جائین یون ناکام اے خودکام ہم
گر ترے کوچے کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ

ہلال کی آواز جو بلند ہوئی ہنگام و کلنگ رو رہے ہین یہ اشعار عاشقانہ جو کان مین ملکہ کے پہونچے تڑپ گئی کہا ماہ پرور سنتی ہو یہ کون ظالم گا رہا ہے ہائے گانے والا پردۂ دنیا سے اُٹھ گیا ماہ پرور نے کہا واری یہ ذکر نہ کیجیے دل بھرا آتا ہے قلب تھراتا ہے خدا اُنکو زندہ رکھے انشاء اللہ خواجہ عمرو ابلیس کو مار کر جلد ہین آپ کو قید سے چھڑا لینگے ہلال جادو آیا ہے وہی گا رہا ہے ساحر ذکر کرتے ہین کہ سامری و جمشید نے اُسکو علم موسیقی عطا کیا بعض یہ کہتے ہین کہ کمال اُس کامل کا اس ہیجا کو طلا ان باتون سے دل ٹکڑے ہوتا ہے ملکہ خاموش اشک حسرت بہنے لگے ہلال نے دو چار چیزین گا کر ہنگام سے کہا بھائی بطور قدرت سامری تو ہو گا نا تو مجھکو آ گیا اب ساقی گری کا امتحان کر دون دیکھون سر سے شراب بھی پلا سکتا ہون یا نہین اگر ساقی گری بھی آ گئی تو کل کمال عمرو کے مجھ مین جمع ہوئے ہین چار عیاری بھی کر دونگا ہنگام تعریفین کر رہا ہے ہلال نے پیشواز پہنی پہلے گت تا چا دیکھنے والون کی بری گت ہوئی سم کھانے پر آمادہ تھے بعضون کو یہ خیال تھا کہ کمال عمرو کا بھائی ہلال کو ملا مگر ہلال نے جام بلورین سر پر رکھا یہ غزل گانا شروع کی نظم

ہے مری ہستی کو عشق ساقی کوثر شراب
جسطرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب
گرچہ ہون میکش پر اے زاہد مگر غیبت بری
رعشہ دار انسان کو کرتی ہے اکثر شراب
میکشی سے نا ہو ون کو اسلیے انکار ہے
آدمی کی عرش پروازی کو ہے شہپر شراب

رات دن پیتا ہون نہین بے شیشہ و ساغر شراب
ہے دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفا
گوشت کھانے سے برادر کے تو ہے بہتر شراب
لذت عشرت ہوئی بے تلخ کامی کب حصول
تا نہ ان بدباطنون کے گھولدے جوہر شراب
ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دیگا ذہن کا

خون آتا ہے نظر صاف اُس تن نازک سے یون
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تعزیر سے
ذائقے مین دیکھو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
ہین جو عالی ہمت اُنکو میکشی سے عشق ہے
جنکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

ان اشعارون کو اس مزے سے ہلال نے گایا کمال علم موسیقی دکھایا پینے والے بے پیے مست ہو گئے ماہ پرور دلگیر ہوئی خیال مین عمرو کے آنکھون سے آنسو جاری ہین ملکہ اشتیاق مین کبھی فرماتی ہین کہ ادا ماہ پرور اب کبھی ایسا دن بھی ہمکو نصیب ہو گا کہ شہریار سامنے ہون خواجہ عمرو گائین اُنکی بجائین صحبت مین ہم بھی ہون ماہ پرور کہتی ہے واری انشاء اللہ جامع المتفرقین پھر آپ کو اور بادشاہ کو ایک جگہ کریگا سنتے چلے آتے ہین کہ فرزندان صاحبقران جس عورت پر مائل ہوئے دو دن مین یا چار دن مین وہ اُنکی خدمت تک پہونچی اور کسی کی مجال نہین ہے کہ اُنکی مطلوبہ پر دست انداز ہو ملکہ مہر نگار کہ جنھون نے کیا کیا صدمے اُٹھائے مگر کبھی کسی کا قابو اُنپر نہین قابض ہوا زو مین و بیجن عمر بھر اسی حسرت مین رہے آخر واصل جہنم ہوئے اسی طرح آپ بھی وصل سے اُس شہریار کے فیضیاب ہونگی مگر ہلال نے ہنگام و کلنگ کو جام پلائے اشعار گا رہا ہے وہ وہ شعر گائے ہین کہ یہ دونون مبہوت ہو رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری ہر مرتبہ کہتے ہین اے ہلال وہ جو بڑے بڑے گویے موجود ہین کسی کی مجال نہین کہ تمھارے سامنے منہ کھولے ہلال سلام کرتا ہے کہتا ہے حضور حقیقت مین آج جو صحبت ہوئی کبھی ایسا رنگ نہ جما تھا ہلال نے سب کو شراب پلائی ماہ پرور ماہ عالم افروز دیکھ رہی ہین محفل مین بے اعتدالی ہونے لگی کوئی ناچتا ہوا اُٹھا

کوئی برہنہ ہوگیا کوئی کسی کی ٹوپی اُتارتا ہی کوئی کسی کو ابے گدھے کہکر للکارتا ہی ماہ پرور حیران ہی کہ آج یہ ساحر
دیوانے کیون ہوگئے یہ کیسے حرکات کر رہے ہین ہلال جادو کے گانے کا شور ہی سب تعریفین کر رہے ہین خرد و
کلان ادنی و اعلی پیر و جوان محو ہو رہے ہین بعض اپنے نصیبون کو رو رہے ہین مگر ابلیس خود پرست بارگاہ مین
بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا یارو تمنے مجکو دریافت نہ کرنے دیا جب قصد ہوا اوسی ذکر ہوگئے مین قصر اسرار سامری مین
جاتا ہون یہ کہکے ابلیس دوڑا ہوا در قصر پر آیا دروازہ کھولا اندر پہونچا دیکھا پتلیون نے جھولا ڈالا ہی ایک
پینگ اڑگی ہی باقی سب ملار گا رہی ہین لہرے ساون کے اُڑا رہی ہین لکہ اے ابر آسمان پر آتے ہین بوندیان
پڑتی ہوئی بھلی لگتی ہین جیسے ہی ابلیس اندر آیا کنیزون نے پکار کر کہا یا خداوند جلدی جاؤ میان ہنگام جادو
و کلنگ آتشبار کو عمرو قتل کیا چاہتا ہی یہ سنکر ابلیس گھبرا گیا اور جو پوچھنے کو تھا وہ سب بھولا فوراً بھاگا بارگاہ
مین آیا پکار کر آواز دی یارو قدرت قصر اسرار سامری مین جاتے تھے راہ مین فرشتہ اے آسمانی نے خبر دی خداوندا
ماہ عالم افروز عمرو پہونچا ہنگام و کلنگ کو مارا چاہتا ہی کوئی ساحر تیز رو جائے عمرو کو پکڑے ورنہ غضب ہوجائیگا
گھر مین یہ خبر سنکے ایسا گھبرا گیا نہ پوچھا کہ عمرو زندہ کیونکر ہوا وہ تو مرگیا تھا سب نے کہا یا خداوند یہ بھی عیاری
عمرو کی مشہور ہی طیفور نازک چشم مصاحب ابلیس کی بڑی جادوگرنی ہی جھلا کر اُٹھی کہا یا خداوند ابھی جاتی ہون
عمرو کا سر لاتی ہون مردہ بنکے عیاری کرنا اُسکا مشہور ہی اکثر مردہ بنتا ہی ساحرون نے کہا اگر فرشتگان آسمانی
قدرت کو خبر دیتے ہین اُسوقت قدرت نے نہ پوچھا کہ عمرو زندہ یا مردہ ہم بڑا دھوکا کھایا ابلیس نے کہا قدرت
دھوکا نہ کھاتے تو یہ عیاری کیونکر ہوتی ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشبار مغرور تھے قدرت کو اُنکا غرور مٹانا
منظور تھا اب تو کبھی نہ غرور کرینگے اے طیفور جلد جاؤ ساحرہ اُڑکر چلی یہان عمرو نے مال لوٹنا شروع کیا مگر ماہ پرور
پکار رہی ہی کہ خواجہ برائے خدا اپنا نام بتاؤ ہم دونون کو تسکین دو جبوقت سے سنا ہی کہ دشمن مارے گئے مصروف
غم و الم ہین اب تو تسکین ہو عمرو کہہ رہا ہی اے ماہ پرور تمہارے پاس آتا ہون تم سب کے چھڑانے کو آیا دو چار
کوڑی کا روزگار کرون ہا جن پوچھینگے اُنکو کیا جواب دونگا ماہ پرور ہر چند کہتی ہی کہ برائے خدا میری زبان
سے سوزن نکالدو مین سب مال تمکو دیدون خواجہ عمرو نہین سُنتے جب بہت کہا خنجر کھینچکر دوڑے کہ ہنگام و
کلنگ کو قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا انتم ملکہ طیفور نازک چشم اوسار بان زادے کیا کرتا ہی اگر ہنگام کو
قتل کیا سر کاٹ کر تیرا پھینکدونگی عمرو نے جو دیکھا کہ ساحرہ قریب آپہونچی چاہا جست کرکے بھاگون طیفور جادو نے
وہین سحر کیا پانون زمین سے عمرو کے تھام لیے طیفور گرجی کہا او ظالم بتا تو کیونکر بچا عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا ملکہ عالم
مین نے دنیا مین ایسی ساحرہ کو دیکھا مگر آپ ایسی تیز پر سلیس خوبصورت نیک سیرت میری نگاہ سے نہین گذری مین تو
آپ کا غلام ہون مین نے مکر کیا تھا دم چُرا لیتا ہون اگر حضور کہین اور آپ کو دیکھنا منظور ہو تو مین مردہ بنون
سب عیاریان آپ کو بتادون آپ میری خطا معاف کرا دیجیے چلکے قدرت کے قدمون پر گرا دیجیے سچ سچ مین آپ سے
اپنا حال کہون مجھے مہتر زرو درفت سے بڑی ضد ہی جہانتک پاؤنگا اُنکو ذلیل کرونگا اس طرح عمرو نے
گڑگڑا کر کہا کہ طیفور جادو ٹھمکنی سی لینے لگی اے عمرو اگر تو میری نوکری کرے تو مین تجکو نوکر رکھون دو مرتبہ تیرا کرون
کہ زرو درفت کو بڑا رشک ہو عمرو نے کہا مین حاضر ہون بس مین آپ کا نوکر ہوا اسباب عیاری کیسے رکھون کیسے
پھینکدون مجھے سب طرح آپ کی اطاعت منظور ہی آپ کے تشریف لانے سے قلب کو سرور ہی آپ ذرا بیٹھ جائین تو مین
سب چیزین آپ کو دکھاؤن بیہوشی کی مٹھائی بنائی ہی آپ سے کیا پردہ کشمش چھوہارے منقے ایسے بنائے ہین

کہ اصل و نقل مین فرق نہ ہو طیفور نے کہا ان سب کو ہوشیار تو کر دن عمرو نے کہا ذرا ٹھہر تو جایئے میرا کمال دیکھ لیجے طیفور کے بھی خیال مین آگیا کہ دیکھون عمرو نے کیا کیا بنایا ہے آج اپنا سب راز ظاہر کرتا ہے اسکو اپنے گھر مین چھپا رکھونگی قدرت سے حیلہ کر دونگی عمرو نے تیور دیکھے کہ میری باتون کا اسکو اعتبار آیا جلدی کمرکھونسے ایک بڑی سی تھیلی نکالی کہا یہ چیزین کبھی مین نے امیر کو بھی نہین دکھائین اول تو مجھے آپ کا مذہب بہت پسند آیا کہ قدرت ہر وقت سامنے موجود ہین جب وقت ہی چاہے جو حال کہلو قدرت سماعت کرنیکو موجود ہین آپ کے خوب معبود ہین طیفور بڑی کاہنہ ہے تھیلی دیکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ جیب مین ہاتھ ڈالا ورق جو اسنے نقشے کا نکالا صاف نوشتہ پایا کہ ای طیفور خبردار عمرو کی باتون کا اعتبار نکر انھین باتون مین اسنے ہزارون ساحر مارے یہ کبھی ابلیس پرست نہ ہوگا پکا مسلمان ہے اس سے کلام کرنے مین جان کا نقصان ہے بس طیفور کانپنے لگی کہا او ساربان زادے مجکو دھوکا دیتا ہے عمرو ہان ہان کرنے لگا طیفور خنجر کھینچ عمرو کی چھاتی پر چڑھ بیٹھی اُسوقت کی عمرو کی بیقراری و اشکباری کیا بیان ہو لاکھ لاکھ منت کرتا ہے طیفور نہین مانتی ہے قتل کرنے پر آمادہ ہے یہی کہتی ہے او ظالم اب تو ورق سامری نے مجکو خبر دی تیری باتون مین سراسر مکر ہے مگر حال سنیے ملکہ غزالہ آہو چشم کا کہ عمرو پر عاشق ہو کر اپنے باغ مین آئی مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان رعنائی باغ کی خاک معلوم ہوتی ہے خود بخود بلک بلک کے روتی ہے کہ ایک کنیز باہر سے آئی کہا لو واری مبارک ہو عمرو مارا گیا آج مقدمہ صاف ہوا قدرت نے ایک طمانچہ مارا عمرو تو نحیف و ضعیف تھا تڑپ کے دم نکل گیا مین نے ابھی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مہتر زود رفت پاؤن مین رسن باندھکر کھینچتا ہوا لیگیا سر کٹے نالے مین لاش پھینک دی دفن کفن بھی عمرو کو ممکن نہ ہوا نہین معلوم اُنکے آقا کو بھی خبر ملی یا نہین بس یہ کلام حسرت انجام سُنکر غزالہ بیقرار ہو گئی اتنا تو کہا اگر کہا کہ تو نے آنکھون سے دیکھا یا کانون سے سُنا کنیز نے کہا مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مہتر زود رفت پاؤن مین عمرو کے رسی باندھے ہوئے لیے جاتا تھا ہزارون بازاری ساتھ تھے اور جو ساحر عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اُنکے عزیز خوشیان کرتے ہوئے جاتے تھے شہر مین غلغلہ پڑا تھا کہ عمرو مر گیا بس غزالہ کا رنگ متغیر ہوا کلیجے پر تیر پڑا آہ کر کے اُٹھی دل بیٹھا جاتا ہے دل سے کہتی ہے ای غزالہ افسوس ایسا کامل و اکمل یون مارا گیا لاش کو اُسکی دفن و کفن نہ ملا کیا خوب کسی شاعر نے رباعی کہی ہے رباعی

ای دل تو درین جہان چرا بیخبری
روزان و شبان در طلب سیم و زری
سرمایۂ تو ازین جہان یک کفن است
آن ہم بگمانست کہ بری یا نہ بری

افسوس ایسا عیار جلیل اہل اسلام کا کفیل یون مارا جائے کفن تک اُسکو نہ ملے اب اگر بعد اُسکے صاحبقران لاکھون کو قتل کرینگے تو اپنے یار وفادار کو نہ پائینگے جو قافلے ملک عدم کو گئے اُنکا حال آج تک نہ معلوم ہوا ہر ایک کو یہی ہوس ہے کہ دریافت کرین رباعی

ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ منہ پہ کیا گذری

دنیا میان عدم کا حال نہ کھلا کوئی واپس نہ آیا کہ اپنا حال تو بیان کرتا اہل و عیال کی محبت کہان گئی مگر ثابت ہوتا ہے کہ وہ عالم اور ہے غفلت کا دور ہے رباعی

جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہے
مٹی ملتی ہے یا کفن ملتا ہے
یاران وطن پھر نہ وطن ملتا ہے
اسباب جہان سے دیکھ لے ای غافل

شعر تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہے + عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے + دیگر بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر + خاک کے نیچے خوب بستی ہے + ابر رحمت اگر نہین ای برق + بیکسی گور پر برستی ہے + ایسے کلمات حسرت زبان سے ملکہ غزالہ آہو چشم کے نکلے کہ کنیزین بھی رونے لگین جنھے یہ خبر کہی تھی اُسنے دست بستہ عرض کی کہ مین بھی تھی دشمن کے مرنے کی خبر سُنکے آپ خوش ہونگی آپ کو تو بڑا ملال ہوا ملکہ نے

یکہ جواب نہ دیا ستارۂ سحری بنکر بلند ہوئی عمرو کی لاش ڈھونڈھتی ہوئی چلی مگر کلیجہ دھڑک رہا ہی دل مثل مرغ بسمل
پھڑک رہا ہی اول سر کٹنے تالے پر آئی سب طرف دیکھا کہین لاش کا پتہ نہ ملا لاچار ہو کے روتی ہوئی پلٹی خیال مین
یہ تھا کہ اگر عمرو کا لاشہ ملے تو جس طرح ہو سکے دفن کرون خواہ بدنام ہو جاؤن مگر لاش نہ ملی دل سے کہتی ہی شاید
شاگردان عمرو اٹھا لیگئے پھر کہتی ہی اتنے عرصے مین کیونکر خبر ہوئی کیونکر لاش کو لیگئے مسلمانون کے یہان لاش
اٹھانے کا طریقہ مقرر ہی صندوق شامیانہ لاتے ہین خود اپنے عزیز کی لاش کو اٹھاتے ہین ہاے خواجہ کیا لاش کو تمھاری
کے صحرا کے کھا گئے ہڈیان تو ملتین اسی سوچ مین جاتی ہی کہ کان مین آواز آئی او ظالم مجھے قتل نہ کر دیکھ بہت پچتائیگی
میرے شاگرد تجھکو بھی قتل کرینگے شاگرد رشید میرا مہتر قران قیامت برپا کریگا دن دہاڑے گھر مین گھس پڑیگا اس کا
بغدہ خالی نہین جاتا میرے مارنے سے کیا ملیگا سر جھکا کے عزا الہ نے دیکھا کہ عمرو چت پڑا ہی طیفور نازک جسم
خنجر ہاتھ مین گلے پر عمرو کے خنجر پھیرا چاہتی ہی عمرو تڑپ تڑپ کے کلام ہاے مذکور کر رہا ہی مگر سحر سے طیفور نے
ایسا مجبور و لاچار ہی کہ ہاتھ پاؤن مین حس و حرکت نہین ہی زندگی سے جو امید قطع ہوئی ہی زیرہ سی آنکھون سے
چھوٹے چھوٹے مروارید گر رہے ہین عزا الہ تڑپ گئی خنجر گلے پر عمرو کے دیکھکر کلیجے پر چھری پھری کارد سحر جھولی سے
نکال اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا اس طرح بجلی گری کہ سر طیفور کا اڑ گیا اندھیرا ہوا آواز طیفور کے مرنے کی
بلند ہوئی عمرو کے ہاتھ پاؤن کھلے اٹھ بیٹھا عزا الہ زمین پر آئی جوش محبت مین کہا خواجہ یہ کیا معرکہ ہوا مین نے
دشمنون کے مرنے کی خبر سنی تھی عمرو نے کہا ملکہ وہ بھی عیاری تھی ہلال جادو کی شکل بنکر مین نے یہان آکر عیاری کی
سب کو بیہوش کیا اس طیفور نے آکر مجھکو گرفتار کر لیا مگر آپ خوب وقت پر پہونچین عزا الہ نے کہا خواجہ مین تو
تمھارا حال سنکر گھبرا گئی لاش کی تلاش کو نکلی تھی شکر ہی کہ آپکو زندہ پایا مگر ابلیس کو یہان کی خبر پہونچگئی ہی
جب تو اسنے طیفور کو بھیجا ہی تم اب نہ ٹھہرو مین ان سب کو قتل کرکے ملکہ کو لیجاؤن عزا الہ نے چاہا مین سے ملون
عمرو نے منع کیا کہا یہ وقت ملاقات نہین عزا الہ تو مجبور ہو کر پلٹگئی عمرو خنجر کھینچکر سوچا ہنگام و کلنگ کا سر کاٹ
اب خنجر پکڑنے کو گر اسپ ساحرون کے سر کاٹے ماہ پرور نے جو دیکھا کہ عمرو نے اس مقام کو مزبلۂ قصابان بنا دیا
ہر لاشہ پھڑک رہا ہی اشارہ کیا خواجہ میری زبان سے سوزن نکالو عمرو نے جھٹکے زبان سے اسکی سوزن
نکالا ماہ پرور نے بہ تعجیل تمام اول ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین چند کنیزین جو ساتھ تھین انکو بھی رہا کیا ماہ پرور
نے سحر کیا کہ آسمان سے تلوار برس رہی ہی عمرو پلٹ پلٹ کے کہتا ہی اے ماہ پرور جلدی نکل چلو ایسا نہ ہو کوئی اور
ساحر آجائے ماہ پرور نے بہ تعجیل ملکہ کا ہاتھ تھاما کہا حضور چلیے حقیقت مین مقام خوف ہی یہان ابلیس بیٹھے بیٹھے
گھبرایا کہا یاردین نے طیفور کو بھیجا وہ ابھی تک پلٹ کے نہین آئی ارے کوئی ساحر ایسا ہی کہ جا کر خبر تو لے
کہ وہان کیا گذری سرہنگ جادو اٹھا کہا یا خداوند مین جا کے خبر لاتا ہون سرہنگ جادو نہایت تیز رفتار
ہی تڑپ کے چلا اسوقت آکے پہونچا کہ عمرو سب کو ساتھ لیکر زندانخانے سے باہر نکلا ہی اسنے دیکھتے ہی نعرہ کیا الم
ستم سرہنگ جادو اور سرہنگ نے یہ بھی دیکھا کہ ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہی عمرو نے جو سرہنگ کو آتے دیکھا
چاہا کہ گلیم اوڑھکر بھاگون کہ سرہنگ نے جھپٹکر سحر کیا عمرو زمین پر گرا ماہ پرور نے جو دیکھا سرہنگ جادو
آگیا عمرو پر سحر ہوا بڑھکر ماہ پرور نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی قصد تھا کہ اٹھے سرہنگ
نے ایک دم پتھر زمین پر مارا عمرو مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا ماہ پرور اور سرہنگ سے سحر چلنے لگا تلوارین
برس رہی ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین ماہ پرور اپنے کو بچاتی ہی سرہنگ جادو چاہتا ہی

ملکہ عالم افروز کو لون اور نکلیجاؤن ماہ پرور کبھی عمرو کو بچاتی ہے کبھی ملکہ پر سینہ سپر ہوتی ہے مگر سرہنگ غضب
کے سحر کر رہا ہے ماہ پرور بھی جان لگا رہی ہے جب سرہنگ نے دیکھا کہ میرا سحر ماہ پرور پر تاثیر نہیں کرتا چھری
نکالکر زبان کاٹی خون چلو مین لیکر ماہ پرور پر پھینک مارا ماہ پرور لڑکھڑا کر گری بدن مین آبلے پڑ گئے زبان بند
دل دردمند ملکہ ماہ عالم افروز نے جو عمرو اور ماہ پرور کو اس حال پر ملال مین دیکھا بیقرار ہو کر رونی
یہ اشعار حسرت آثار زبان پر لائی

نظم

از خون دل و دیدہ بدامان تمنا　　ترسم کہ شوم آتش و در مشت خس افتم
تخفی بہ تمنا و ہوس چند درین راہ　　در قافلۂ شوق چو بانگ جرس افتم
صد رشک چمن دارم دگر در قفس افتم　　بے روے تو گر جانب گلشن گذر افتد
در پاے خس و خار چو بانگ جرس افتم　　در مرحلۂ عشق ز راہ ہوس افتم
بس داغ ز بیچر تو نہادم بہ رگ و پے　　چند انکہ قدم پیش نہم باز پس افتم

سرہنگ ملعون نے جلد تخت تیار کیا اتنے عرصے مین اسکے ملازم بھی آ گئے ملکہ کو اور کنیزون کو ایک تخت پر بٹھایا عمرو کو اور ماہ پرور کی زبان مین میخ زن کر
دوسرے تخت پر ڈالا اتو ہنوز ہو گیا کہ ہنگام سیہ پوش و کلنگ آتشبار و طیفور نازک چشم مع دو ہزار
ساحرون کے مارے گئے سرہنگ جادو عین وقت پر آیا عمرو و ماہ پرور و ملکہ ماہ عالم افروز کو پکڑ لیا
سرہنگ جادو دو تختون پر ان قیدیون کو ڈالکر لیچلا مگر ملکہ غزالہ آہو چشم طیفور کو مار کر اپنے باغ مین آئی تھی
مگر سنانے مین آ کر بیٹھی ہین دل چاہتا ہے کہ خبر مفصل ملے کہ وہان کیا گذری کہ اتنے مین ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی اور
عرض کی واری غضب ہوا عمرو نے جا کر زندانخانے پر عیاری کی طیفور مصاحب خداوند و ہنگام سیہ پوش
و کلنگ آتشبار ان سب ساحرون کو عمرو نے مارا ملکہ کو رہا کر کے لیچلا تھا کہ سرہنگ جادو فرستادہ قدرت
پہونچگیا اُسنے جا کے سب کو پکڑ لیا طرف دربار خداوندی کے لیگیا یہ سُنکر ملکہ غزالہ آہو چشم گھبرا گئی کنیزون سے
کہا برائے خدا اتنا احسان کرو کہ ہمکو لمحہ لمحہ کی خبر پہونچاؤ کنیزین دوڑین وہان یہ معرکہ گذرا کہ ابلیس غصے مین بیٹھا تھا
کہ سرہنگ ملکہ ماہ عالم افروز کو بوجہ عمرو لیکر سر دربار آیا تمام اہالیان دربار جمع ہین جسنے خبر سُنی دوڑا ہوا آیا
ملکہ ماہ عالم افروز کا حال سُنکر سب کو حیرت ہے کہ نورچکیدۂ خالص قدرت یون سر دربار قید ہو کر آئے ساحرون مین
چونشک ہوئی ابلیس چھلایا سرہنگ سے کہا او بیحیا تو نے پہلے ہمکو خبر دی ناموس کو سر دربار لے آیا
نورچکیدۂ خالص قدرت مجمع عام مین ہو ہرچند کہ اُس سے ایسی ہی خطا سرزد ہوئی مگر پھر بھی تو اپنے نام کا پاس کر
شہر مین خبر تھی کہ ماہ عالم افروز دختر خداوند بادشاہ اسلام پر عاشق ہے مگر بیشک کیونکر گوارا کرون جی چاہتا ہے
تجکو قتل کرون زود رفت تو خاموش کھڑا ہے کچھ جواب نہین دے سکتا ہے مگر ابلیس کو بڑا غصہ ہے حکم دیا آج شب بھر
صحبت عیش و نشاط آراستہ رہے صبح کو ان سب کو قتل کرینگے یہان تو ابلیس نے زود رفت کو برائے نگہبانی
اسواسطے مقرر کیا کہ اگر کوئی عیار آئیگا تو اسکو پہچانیگا چوکی پہرے مقرر کیے خود تخت پر آ کے بیٹھا حکم ہے اب کوئی
غیر اندر نہ آنے پائے اندر سے کوئی باہر بھی نہ جائے اسطرح کے انتظام کر کے بیٹھا مگر ملکہ غزالہ آہو چشم کو ایک کنیز
نے آ کر خبر دی کہ واری سرہنگ جادو ملکہ ماہ عالم افروز و عمرو کو لیکر دربار خداوندی مین آیا ہے اور قید آپ کی
ہمشیرہ کی خاص دربار خداوندی مین ہے آج دربار مین بڑا انتظام ہے یہ سُنکر نہایت متردد ہوئی کنیزین پھر واسطے
خبر کے بھیجین یہی خبر ملی کہ آج دربار مین کسی کے جانیکا حکم نہین ہے دو پہر رات گئے غزالہ اپنے مقام سے اُٹھی
یکہ و تنہا اول لشکر صاحبقران مین آئی یہان بھی یہ معرکہ ہے کہ ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی ہے کہ عمرو
برائے رہائی ملکہ ماہ عالم افروز معشوقۂ بادشاہ اسلام گیا تھا سب کو بیہوش کیا بڑے بڑے جادوگر مارے

آخر مین سرہنگ نے اکر عمرو کو پکڑ لیا عمرو و ملکہ گرفتار ہوکر دربار ابلیس مین آئے ہین ابلیس نے انتظام کیا ہو کہ شب بھر
جلسہ رہے صبح کو قتل کرونگا امیر نے ہرکارون کو حکم دیا ہو کہ مجکو برابر خبر پہونچاتا جسوقت میرا یار وفادار قتل ہونے لگیگا مجکو
خبر پہونچانا مین جاکر یا اپنی جان دونگا یا اُسکو چھڑا لونگا جابجا یہی ذکر ہو کہ امیر جو فرماتے ہین وہی کرتے ہین مگر افسوس یہ ہو
کہ اسم اعظم آقاے نامدار کا بند ہو ایسا نہو گرفتار ہو جائین یہ خبر سُنکے غزالہ بھی بصورت مبدل لشکر ابلیس مین آئی
یہان شب کو بڑے ہنگامے دیکھے انتہا کا انتظام ہو زود رفت پھر رہا ہو جو شخص جس طرف نکلتا ہو زود رفت اُسکو ٹھہرا کے
حال پوچھتا ہو مضمون کا منھ دھلاتا ہو غزالہ بصورت مبدل ایک گوشے مین کھڑی ہو دیکھا کہ ایک بہلی آتی ہو اُسپر
چار پانچ زنان حسین چوب کی افسرہ ہو وہ نہایت باناز و ادا سب کے بیچ مین عقل سے معلوم ہوتا ہو کہ جو او نازنینان
مہ جبین ساتھ ہین ساز بجانے والیان ہین زود رفت نے پکار کرکے آواز دی یہ بہلی کہانسے آتی ہو کہان جائیگی
گاڑی بان نے آواز دی جشن کا حال سُنکر ہماری بائی جی یہان آئی ہین زود رفت نے آکے ایک خیمے مین اُتروایا
اگر نگاہ محبت افسرہ کو دیکھ رہا ہو افسرہ نے قریب آکر کہا کیون مہتر صاحب کیا ہم دربار خداوندی مین نہ جائینگے
ہم خاص قدرت کے مشتاق ہوکر آئے ہین زود رفت نے کہا صاحب چند طائفے براے صحبت چھانٹے گئے ہین
ہین انھین مین آپ کا بھی نام لکھوائے دیتا ہون یہ کہکے زود رفت ہٹا تھا کہ ایک شاگرد نے کان مین کہا اُستاد
آپ نے نہین پہچانا یہ سب عیاران لشکر اسلام ہین مجکو خبر ملچکی ہو زود رفت نے اُس خیمے کو گھیرا ایک کنیز نکلی اُسنے
نکلکر جو یہ معرکہ دیکھا زود رفت کو بلایا زود رفت تو مطمئن ہوچکا تھا فوراً عیارون کو آواز دی ان مکارون کو پکڑ لو
اب جب عیار دوڑے تو ان سب نے تیغے کھینچے افسرہ نے نعرہ کیا منم مہتر ابوالفتح اصفہانی بارہ پیک بچے ساتھ تھے
گاڑی بان نے نعرہ کیا منم عمران خطائی ہزار پیک بچون نے ان بارہ کو گھیر لیا تیغہ چلنے لگا غزالہ نے دور سے دیکھا کہ یہ جو
نازنینان مہ جبین بہلی پر سوار ہوکر آئی تھین اب یہ کیا غضب ہوا اب جو بڑھکر دیکھا ایک پیک بچے سے دریافت کیا
معلوم ہوا عیاران اسلام پہچانے گئے غزالہ نے قصد کیا کہ سحر کرون مگر ہنگامہ جو ہوا کسی نے جاکر ابلیس خود پرست
سے کہدیا کہ بارہ شاگردان عمرو رنڈیون کی صورت پر آئے تھے مہتر زود رفت نے پہچانا عیار لڑرہے ہین مگر وہ بارہ
پیک بچے ہزار عیارون سے گرفتار نہین ہوتے ابلیس اُٹھ کھڑا ہوا غزالہ نے جو ابلیس کی آمد سُنی گھبرا کے پیچھے ہٹی
کہ ابلیس آکر پہونچا دیکھا کہ بارہ شاگردان عمرو نے دو سو پیک بچے مار کر ڈالدیے ہین اور نکلے ہوئے جاتے ہین اس
زور و شور سے جنگ کر رہے ہین زود رفت بھاگا بھاگا پھرتا ہو ابلیس نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی او زود رفت
ہزار پیک بچون سے تو پھر رہا ہو ان بارہ عیارون کو گرفتار نہین کرسکتا ہو زود رفت نے کہا یا خداوند دو بھاگے
عمرو کے کہ لشکر کے مہتر ہین سب عیارون سے بہتر ہین تعلیم کردہ عمرو کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ انکو پکڑلے ابلیس
بولا سرور جادو کھڑا ہوا تھا ابلیس نے کہا اے سرور لینا سرور نے بڑھکر گولہ مارا بارہ مین پیک بچے
لڑکھڑائے شاگردان زود رفت دوڑے کہ پکڑلین غزالہ نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا ہاتھ ہلادیا برق چمک کر گری
سرور کا سر اُڑ گیا پیک بچے پھرتیت و چالاک ہوئے لڑنے مین بیباک ہوئے زود رفت نے پکار کر آواز دی
یا خداوند سرور کو کسنے مارا ابلیس چار جانب دیکھنے لگا سفاک جادو کھڑا تھا اُسکو بھی ابلیس نے اشارہ کیا
کہا اے سفاک لینا سفاک نے بڑھکر سحر کیا ابوالفتح گر گیا وہ عیار جھومنے لگے قریب تھا کہ لڑکھڑا کر گرین غزالہ کو
تاب نہ آئی برق چمکائی سفاک کا بھی سر گر گیا ابلیس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا اے زود رفت جس طرح بنے تو ان سب کو
گرفتار کرلے مین قصر اسرار سامری مین جاتا ہون وہان بیٹھکر تقدیر بھی کرونگا کنیزان سامری سے پوچھونگا

کہ سفاک و مسرور کا قاتل کون ہی فوراً ظاہر ہو جائیگا زود رفت نے کہا یا خداوند آپ گئے اور مین مارا گیا
تو دیکھیے یقین ہی کہ کوئی مصاحب یا وزیر آپ کا شریک مسلمانان ہی اس وجہ سے خرابی ہی ابلیس نے کہا مین دریافت کر لونگا
یہ کہکر ابلیس نے سحر کیا برق بجلی پانی کی بوندین گرین جسپر بوندین پڑین بیہوش ہوکے گرا ابو الفتح نے جو یہ معرکہ دیکھا
سپر سر پر کھینچی اپنے کو بوندیون سے بچاتا ہوا لڑتا ہوا چلا گیا اور پیک بیچے بیہوش ہوکے گرے ابو الفتح لڑتا ہوا
نکلگیا زود رفت چلایا کہ یا خداوند چنانچہ عمرو کا عیار کامل تھا اپنے کو سپر سے بچاکر نکلگیا اور پیک بیچے گرفتار ہوئے
مگر غزالہ نے یہ سن لیا کہ قصر اسرار سامری مین شیشہ اسم اعظم صاحبقران کا رکھا ہی ابلیس تو خوشی خوشی عیارون
کو گرفتار کرا کے بیٹھا زود رفت بھی مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا کہتا ہی یا خداوندان مکاران اہل اسلام نے بڑا دام مکر
پھیلایا تھا مگر مین نے خوب پہچانا شاگرد بھی تعریفین کر رہے ہین کہ استاد آپ کا مثل نہین ہی زود رفت کہتا ہی یارو عمرو
نے مجھکو ایسا حقیر کیا کہ قلب سے دھوئین نکل رہے ہین افسوس مین یہ لا نہ سکا مگر اب چار پہر کا مہمان ہی صبح کو
قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا ابلیس تو ان سب کو لیے ہوئے جاتا ہی دربار مین لیکر آیا بیلوے عمرو مین انکو بھی
قید کیا مگر غصے مین مصاحب اور وزیرون کو حکم دیا کہ تم لوگ جاکر باہر ٹھہرو آج تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ تم مین سے
کوئی ایسا شخص شریک ہی کہ جسنے مسرور و سفاک کو مارا سب مصاحب اور وزیر باہر نکالدیے گئے اب ابلیس
نے زود رفت کو دروازے پر بٹھایا آپ اندر بیٹھا اسی کی معرفت طلب کئے بھی آتے ہین وزراو امرا جو باہر نکلے کہتے ہوئے
کہ یارو بڑی بدنامی کی بات ہی کہ ہم لوگ بارگاہ سے نکالے گئے اب اپنے اپنے گھر چلو یہان دروازے پر ٹھہرے
کیا کرینگے پھر کسی جرم مین مبتلا ہونگے یہ کہتے ہوئے جاتے تھے کہ راہ مین ملکہ غزالہ ایک ساحر کی شکل بنی ہوئی
آتی تھین کہ وزیرون کو دیکھکر پوچھا آپ لوگ کیون چلے آئے آج تو بڑا انتظام ہی ایک وزیر جلا ہوا بول اٹھا ای
بھائی ہم لوگ بدنام ہوئے ہین مسرور و سفاک کو ہمہی نے قتل کرایا ہی اب قدرت اکیلے دربار مین بیٹھے ہین یہان
زود رفت انتظام کر رہے ہین ہماری کیا ضرورت ہی اپنے اپنے گھر جاتے ہین غزالہ خاموش ہو رہی وزرا و امرا
چلےگئے اب اطمینان کامل ہوا بشکل ابلیس خود پرست در قصر اسرار سامری پہ آئی اندر داخل ہوئی
دیکھا کنیزین گا رہی ہین نظم

رات تھی دن ہو ہمیشہ پر تو رخسار سے
صبح کے بدلے ہوا جلوہ رو یار اشام کا
ہر شب وصل ہی فلک سے ڈرتا ہون تیرے لیے
منہ ہی پیارا صبح کا گیسو ہی پیار اشام کا
صبح تک بچتا نہین ممکن شب فرقت مین وہ
سامنا جس روز ہوتا ہی تمھارا شام کا
دیر کی آنے مین تمنے مین تڑپ کر مر گیا
ہو گیا ہی ایک سا نقشہ ہمارا شام کا
جس دن گھٹتا ہو دن دنیا مین وہ خورشید رو
تیری خونریزی کو لشکر ہی صف آرا شام کا

صبح فرقت نے دکھایا روپ سارا شام کا
آسکے تیری گلی مین کب ہی یارا شام کا
بندے کافر نہین تعویذ بازون مین نہین
صبح کا تارہ نہو جائے یہ تارا شام کا
عکس ذوالزلف کا آئینہ رخسار مین
تیرے رخون مین بھرا ہی مشک سارا شام کا
صبح جب دیکھی کفن کا دھیان مجھکو آگیا
صبح محشر ہی گیا وعدہ تمھارا شام کا
تیری زلفون کو اگر دیکھے تو زلفون کیطرح
عالم امکان مین کیا ہو اب گذارا شام کا

آفتاب صبح کو سمجھا مین تارا شام کا
کیا درازی ہی کہ گذری ہی شب فرقت کی گھڑی
وہ ستارہ صبح کا ہی یہ ستارا شام کا
دے جو تیرے پیارے پیارے رو و گیسو کی مثال
صبح تک قرطاس پر نقشہ اتارا شام کا
کیا فروغ حسن ہی ہوتا ہی دھوکا صبح کا
گور یاد آئی گیا جبدم نظارا شام کا
تیری دوری سے اب ای صبح امید عاشقان
ہو گریبان ای پریرو پارا پارا شام کا
تا سحر آغاز شب فرقت مین یہ تارے نہین

کنیزون مین چہل پہل اگر کسی نے کوئی تان ساون کی لگا دی لگتہ ابر آسمان پہ
چھا گیا بوندیان پڑنے لگین کسی نے تان خیمے کی لگائی دل پر ویرانی چھائی جیسے ہی ملکہ غزالہ آہو چشم اندر قصر کے آئین

کنیزون نے جھکگر سلام کیا کہا بی بی آئیے آج آپ بشکل خداوند کیون بنی ہین عزالہ نے جھڑکگر جواب دیا تمھین ہمارے معاملے
مین کیا دخل ہی جو خداوند نے حکم دیا ایک نے کہا بوا تم کیون بولتی ہو یہ اسم اعظم لینے آئی ہین وقت بربادی آگیا ہمارے
تمھارے واسطے اب وہ مکان ہی کہ مقام امتحان ہی شعلہ ہاے آتش بلند ہونگے سامری و جمشید ہمارے بنانے والے
اُنپر گرز آتشین پڑتے ہونگے آہ ہمین اپنی بداعمالی پر لڑتے ہونگے پونے دو سو خداوند ایک مقام پر اوٹتے ہوئے ہیچ ہونگے
استخوان اُنکے جلتے ہوئے مانند شمع ہونگے ایک کو ایک طعن کرتا ہوگا کوئی ٹھنڈی سانس بھرتا ہوگا کمبختون نے غضب کیا
وحدہٗ لاشریک کی برابری کی اپنے اعمال کی ابتری کی ہم کس شمار مین ہین کسی صندوق آتش مین بند ہو جائینگے اس
عیش کرنے کی سزا پائینگے ملکہ عزالہ اُدھر متوجہ نہوئین جھپٹکے میز پر سے شیشۂ اسم اعظم لیا کنیزون کو جواب بھی نہ دیا جب
شیشہ لیکر چلی کنیزون نے غل مچایا یا خداوند ابلیس دوڑو آپ کی بیٹی مطیع اسلام ہوگئی عمرو پر عاشق ہی راز عشق مین
صادق ہی عزالہ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا شیشۂ اسم اعظم جھولی مین رکھ لیا طرف دربار ابلیس کی چلی یہان زود رفت
بیٹھے ہین کہ دیکھا ملکہ عزالہ آہو چشم آتی ہین اُٹھکر سلام کیا ملکہ نے پوچھا کیون مہتر صاحب خداوند کیا کرتے ہین ہم اس وقت
اندر جائین یا نہ جائین زود رفت نے کہا آپ نور چکیدۂ خالص قدرت ہین صاحب شوکت و لیاقت ہین میری مجال کہ
آپ کو منع کرون تنہا تشریف رکھتے ہین اگر حکم ہو تو جا کر عرض کرون ملکہ عزالہ نے کہا ہمنے سب خبرین سُنین بڑے
بڑے سردار مارے گئے عمرو نے قیامتین برپا کرین یہ بھی سُنا کہ تمکو تشہیر کرایا کچھ اُس ظالم کو خوف نہ آیا اور
پھر صاف نکلگیا مگر شکر ہی خداوند ابلیس کا کہ گرفتار ہے اب ہمشیرہ صاحبہ کو دیکھو عاشق ہو کر جیتیں اپنے کو کیا ذلیل کرایا
قید ہو کر سر دربار آئین یہ حالات سُنکر بھلا میرے دل کو کیونکر تاب آتی یہ بھی سُن چکی کہ وزرا امرا نکالدیے گئے
اُنمین سے کوئی شریک مسلمانان ہوا یہ بھی خبر پائی کہ دو ساحر زبردست مارے گئے قدرت اکیلے حفاظت مین
مصروف ہین دل نے نہ مانا یہی خیال آیا کہ چلکے خود حفاظت کرون قدرت کو تکلیف نہو زود رفت اندر گیا یہ سب
حال ابلیس خود پرست سے کہا ابلیس نے ہنسکر جواب دیا یہ نور چکیدۂ خالص قدرت ہی یہ صاحب شوکت و لیاقت
ہو میری تکلیف اُسکو ناگوار ہوئی بلالو کیون روکا وہ ہر طرح آنے کی مجاز ہی قدرت کی صاحب راز و نیاز ہی جو
قدرت کرتے ہین اُسکو ضرور آگاہی دیتے ہین زود رفت باہر گیا کہا ملکہ عالم چلیے قدرت آپ کے آنے سے
بہت خوش ہوئے ملکہ اندر آئین ابلیس کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ ماہ عالم افروز مسلسل و مطوق ایک طرف عمرو
مع اپنے شاگردون کے حیران و پریشان سرنگون کلیجہ خون جون جون رات کم رہتی جاتی ہی رنگ دیے عمرو متغیر
ہوتا جاتا ہی ان گیارہ عیارون کے گرفتار ہونے سے بڑا قلق ہی غم سے کلیجہ شق ہی کلیجہ مُنہ کو آگیا عمرو کو اس حال
مین دیکھکر دل بھر آگیا خیال مین ہی کہ ای عزالہ ایسی شاہزادی والا قدر صاحب لیاقت و آبرو اُسپر یہ مصیبت
عمرو سا عیار صاحب فطرت یکہ تاز میدان عیاری طرح کنندۂ دشت طراری یون مصیبت مین پھنسگیا ای عزالہ
کیا تدبیر کرون کہ جو خواجہ رہا ہون ابلیس و زود رفت کو بیہوش کرون تب تدبیر رہائی ہو کرسی پر آکر بیٹھی
ابلیس صورت زیبا دیکھکر بلبلا گیا جی مین کہتا ہی کیا حسن و جمال ہی چہرہ ماہ آسمان کمال ہی اگر میرے پہلو مین ہو
لطف دنیا لے غنچۂ آرزو کھلے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر کیون تکلیف فرمائی عزالہ نے دست بستہ عرض کی کہ
یا خداوند مین نے جو تکلیف خداوندی سُنی دل بیقرار ہو گیا یہ بھی سُنا کہ یہ شب قیامت ہی عمرو و ملکہ ماہ عالم افروز
گرفتار ہوئے آج کی شب حفاظت لازم ہی مین سوچی کہ جا کر خود حفاظت کرون قدرت آرام فرماوین یا بالاے
آسمان جلیے تکلیف نہو یہ کنیز شب بھر جاگے گی ابلیس نے کہا ای جان پدر ہمنے خود تکلیف گوارا کی تم جا کر

باغ مین سیر کرو ہمین تکلیف تمھاری ناگوار ہے غزالہ نے کہا مین نہ جاؤنگی شب بھر حفاظت کرونگی ابلیس خاموش ہو رہا مگر غزالہ حیران ہو کر مین نے یہ سب کچھ کہا مگر کیا تدبیر کرون اس سوچ مین تھی کہ زرو درفت نو دہچانٹ کے ایک طائفہ پا غزالہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین گلنار پوش نہایت حسین و ماہ جبین مہر تمکین غنچہ دہن سیم تن سرو روان باغ خوبی نخل سر سبز حدیقۂ محبوبی قد کو سرو سے کیونکر مثال دون نہایت حیران ہون وہ ایک درخت بے ثمر اس نخل قد مین ثمر موجود ہین یعنے انار پستان نخل قد کے ثمر ہین قد بالا سوز دل دہن غنچہ باغ رنگ آمیزی موجہ کلام مین ثمر شیرین آبدار کی تیزی باتون مین گلریزی ادا مین طریقہ مسیحائی کلام سے عاشق نے زندگی جاوید پائی بقول میان بحر صاحب شعر خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے ۔ مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا ۔ دیگر بقول قمر نار پستان کی کیا لکھون تعریف ۔ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا ۔ اس سج دھج سے محفل مین آئی دیکھنے والے حیران غزالہ آہو چشم حیران حیران دیکھ رہی ہے کہ ای غزالہ کیا خوب مہ جبین ہے آتے ہی گت کا ایک توڑا لیا اور ناچنے لگی گنگنا کر یہ غزل گائی نظم

طلسم مین سلطنت جم کی صبح و شام کرتا ہون
جہان حسین بت کو دیکھون ہون مین پرنام کرتا ہون
جو آزادی مین یاد آجاتی ہے لذت اسیری کی
نہ دن کو چین ہے مجکو نہ شب آرام کرتا ہون
تجھے بن یاد تیری دم گزرتا ہو تو کافر ہون
کہا مین پختہ مغزی مین خیال خام کرتا ہون

در میخانہ پر جا کر سوال جام کرتا ہون
رد اب بازپرس محتسب ہے مجھ پہ ای زاہد
تو کر پرواز گلشن سے تلاش دام کرتا ہون
طلب بوسہ کیا تھا وے نہ جھگڑا نہین مین
سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون

پرستار خدا کہ کیا برا مین کام کرتا ہون
کہ مستی ناز نگاہ ساقی گلفام کرتا ہون
دیا تھا کس گھڑی دل اُس ستمگر کو کہ ای یارو
کسی پر کیا میان قاصی کا مین الزام کرتا ہون
نصیحت کے عوض سودا کو تو سمجھا نہ ای ناصح

اس طور سے اُس نازنین نے اس غزل کو گایا جاؤ تلمیان بنا کے بتایا کہ اہل محفل دنگ ہو گئے دو گھڑی کامل اس رنگ سے ناچی اور گائی کہ ابلیس کی رال ٹپک پڑی بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے کبھی خود فرمایش کرتا ہے صاحب ایک غزل اور گاؤ کیا زبان طرار فراری اُسنے یہ غزل بحر کا ناشروع کی غزل

گلا ہے مجکو اک خونریز بے پروا کے دامان کا
کیا ہے کام آج اس منچلے نے مردمیدان کا
وہ آتے ہین مرے گھر کیون نہین پیتے یارو
کوئی کہدے کہ جاتا ہے جنازہ اک مسلمان کا
اگر آتا کوئی شمع روشن ہو کے بجھ جاتے
سیون چاک جگر دو تار اگر اپنے گریبان کا
تمھارے فاتحہ پڑھنے کہ کوئی زلزلہ آیا
ستم تھا پاؤن کے نیچے دبا لینا وہ دامان کا
مقرر اسکی حسرت کوئی نکلی وصل قاتل مین
وہ مین دیکھا ہے مٹجاتے ہو گبر و مسلمان کا

نہ وہ خون شہیدان کا نہ وہ خاک شہیدان کا
دل پر آرزو پر ہے احسان یار جانان کا
کہ صاحب خانہ کو لازم ہے استقبال مہمان کا
نہ داغ دل نہ جان تو جان ہو عشق مین جمعیت
شب غم مین کیا اندھیر ہے شعلے بحران کا
نہ کیون میری نگاہ شوق کی تیزی کے ہون شاکی
اُٹھائے نہ یہ تختہ کمین گور غریبان کا
فراغت ای جنون سب کو ملی تھی ہمکو دشتی کی
کہے دیتا ہے دل کے زخم کا ادھڑا ہوا ٹانکا
یہی دو کام مین دو زا دل سے ای جلال اُلجھے

یہ دل تھام جاکر گیا جو کوے جانان کا
کوئی تو فاتحہ خوان چاہیے گور غریبان کا
وہ کافر بھی مرے تابوت کے ہمراہ ہو لیتا
الٰہی کیا ضرور الیسون پھر دینا دل جان کا
جنون پیشہ گرکا ہون مین دیوانہ کہ کہتا ہے
وہ بنا جبین گیا نکلا جہان شرما کے تند دھاگا
بچا تھا اپنے پہلو سے اٹھا دینا تمہین تمکو
کچھ انہین سے بھی حصہ ہو گیا اپنے گریبان کا
نہین رہتی جدائی اُس بت قاتل کے کوچے مین
کبھی دینا دل و جان کا کبھی لینا دل جان کا

خداوند کا عجب حال ہے ملکہ غزالہ پریشان حسن کہ دیکھیے انجام کار کیا ہو مگر وہ نازنین مہ جبین ناچتے ناچتے قریب تخت ابلیس کے بیٹھ گئی چنگلی سے دامن ابلیس تھام لیا گانا شروع کیا بتاتی جاتی ہے غزل ، وہی ہے بتانے مین بھی ایک داخل رہی ہے جس لفظ کو پکڑ لیا ہزار طرح سے اُسکو بتایا سودے کو جو بتانے کا موقع آیا دوپٹہ کئی ہزار روپے کا پھاڑ کر مثل کفنی گلے مین ڈال لیا زمین سے تنکا اُٹھایا دانت سے کاٹا اور پھینکدیا سودے کو ایسا ایسا بتایا کہ ابلیس کلیجہ پکڑے ہوئے

صورت زیبا کو دیکھ رہا ہی جب نگاہ ملجاتی ہی نازنین اشارے سے کہتی ہی کہ تخلیے مین چلو المبیس کو غزالہ کا بھی خیال
ہی آخر لشکر غزالہ سے کہا تم گھبرانا نہین قدرت کچھ تقدیر فرمائینگے کچھ اس نازنین سے دریافت کرنا منظور ہی غزالہ
نے دست بستہ عرض کی قدرت کو اختیار ہی مگر ہوش اُڑے ہوئے ہین کہ ای غزالہ یہ نازنین کون ہی جسنے اتنی جلد
قدرت کو تسخیر کر لیا المبیس اپنے مقام سے اُٹھا نازنین کا ہاتھ تھام لیا طرف تخلیے کے چلا زود رفت
ایسا عیار اپنے مقام پر پھڑک رہا ہی چند مہ جبینان جو ساتھ ہین اُنسے پوچھ رہا ہی کہ اس نازنین کا کیا نام ہی
بانی صاحب کہانسے تشریف لائی ہین وہ نازنینان مہ جبین ہنس ہنس کے آنیکا سبب و مقام سکونت بیان
کر رہی ہین زود رفت محو ہو رہا ہی جو سارنگی بجاتی تھی اُسپر زود رفت مائل ہوا ایسی سارنگی بجائی کہ
زود رفت اس علم سے وقفیت رکھتا تھا کیا کیا ٹکڑے بجائے کہ گلے کٹ گئے تھے زود رفت نے جب اُس
نازنین سے بخوبی باتین کین دوسری طرف سارنگی بجانے والی کو یہ بھلا اول حال المبیس کا عرض کیا جاتا ہی
المبیس اُس نازنین کو لیکر تخلیے مین آیا چھپر کھٹ وہان بچھا ہی چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالون نازنین ہنسے
اُسکے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا الگ رہیے مجھکو گوارا نہین اچھا نہین معلوم ہوتا اس طرح کے تیور ڈالے
المبیس ڈر گیا بقول شاعر شعر جنبش تیغ نظر سے جب کیا بسمل مجھے + ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا
جب المبیس نگاہ اُٹھاتا ہی دیکھتا ہی سراپا خوب معشوق محبوب شعر مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو
ہلال + پنجہ خورشید اُسکے گیسوؤنکا شانہ تھا + نازنین نے خود بڑھکر گلابی شراب کی اُٹھائی جام لبریز کر کے
پنجہ نگارین پر رکھا کہا یا خداوند شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
اب مین خدمت ہی مین رہونگی المبیس کہتا ہی نور قدرت تیرے پیٹ مین اُتار دونگا نازنین نے کہا ظہور قدرت
جب ہو کہ کل خداوند زادہ کھیلتا ہوا پیدا ہو المبیس نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکے جام پیلیا شراب
پیتے ہی گھبرا گیا کہا ای جان جہان کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی نازنین تڑپکر دور جا بیٹھی ہاتھ اُٹھا کر
کہا ہین گود مین اُٹھائے چھپر کھٹ پر تخلیے المبیس اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا نازنین نے نعرہ کیا
کہ منم مہتر ابو الفتح اصفہانی وہان عمران خطائی اسکے بھائی نے اسی طرح زود رفت کو بیہوش کیا
ابو الفتح خنجر کھینچکر چلا کہ المبیس کو مارون دل دھڑکا سوچا کہ ای ابو الفتح غضب ہو جائیگا مرنے کی اسکے
علامت برپا ہوگی یہی بیہوشی کی اسکے دماغ پر چڑھائی کونے مین کھڑا کر دیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا المبیس
کی شکل بنکر تاج سر پر رکھا بشکل المبیس باہر نکلا اُدھر عمران خطائی مہتر زود رفت کو گوشے مین ڈالکر
بشکل زود رفت باہر نکلا آتے ہی ملکہ ماہ عالم افروز پر غصہ کرنے لگا یہی کہتا تھا کہ کیون او گیسو بریدہ
تو نے مجھکو بدنام کیا اب تجھے قتل کرونگا ماہ عالم افروز کچھ جواب نہین دیتی یقین ہی کہ اب ہمکو قتل کریگا
پھر المبیس نقلی نے غزالہ سے آنکھ ملائی اشارے سے کہا آپ نے ہمکو پہچانا غزالہ گھبرا گئی کہا مین نہین
سمجھی یہ ابو الفتح کو معلوم ہی کہ یہ نازنین ہمارے قبلہ و کعبہ پر عاشق ہی ابو الفتح نے ظاہر کیا کہا ای ملکہ عالم
المبیس کو مین نے پکڑ لیا آپ سحر عمرو پر سے اُتارین ہم ان سب کو لے نکلین اگر آپ سحر سے سنبھال لین تو
مین المبیس کو قتل کردون غزالہ نے کہا ابھی ایسا نہ کرو ورنہ بڑی قیامت برپا ہوگی ای ابو الفتح
خیال مین رہے کہ قصر اسرار ساحری سے اسکے معین آئینگے وہ کنیزین جو وہان باتین کرتی ہین انکو
معلوم ہو گیا ہوگا کہ المبیس پکڑا گیا ایسا نہ ہو کہ وہ آکر اسکو بچا لین غزالہ نے اُٹھکر قید سحر سے عمرو دست

دور کی ہین کو بھی چھڑایا ابو الفتح و عمران بشکل ابلیس وزرد و زرفت کھڑے ہین مگر حقیقت مین تلوارین کھینچ
کھینچکر ڈرانے کے حیلے سے جو قریب عمرو آئے ہرکارے لشکر اسلام کے باہر موجود تھے زبانی خدمتگارون کی
سنا کہ قدرت عمرو کو قتل کرنے ہین ہرکارے بھاگے کہ جا کر صاحبقران سے خبر کہین امیر مسلح کنارے پر
لشکر کے ٹہل رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ اسوقت کوئی طائفہ ناچا ابلیس اُسپر عاشق ہوا
تخلیے مین گیا اب جو وہان سے نکلا استاد کو قتل کیا چاہتا ہی امیر نے کلیجہ پکڑ لیا فرمایا یار دغضب ہوا
اگر میرا یار وفادار قتل ہوا مین اپنی جان دونگا ہرکارون نے یہ بھی عرض کی کہ ابلیس نے جلادون کو بھی
نہین بلایا اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہی امیر کے چلتے ہی جملہ ملازم چلے ہر شخص عمرو کے نام پر جان دیتا ہی
یہان ابو الفتح و عمران و خواجہ عمرو و جملہ عیار و ملکہ ماہ عالم افروز وغیرہ سب بارگاہ سے
نکلے ہین وہان قصر اسرار ساحری مین جسوقت ابو الفتح نے ابلیس کو بیہوش کیا ایک پتلی نے گھبرا کے کہا
غضب ہو گیا خداوند بگڑے گئے ایک کنیز نے کہا مین ابھی لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے
اندر ہی اندر اُس خیمے مین پہونچی جہان ابلیس بیہوش پڑا تھا ابلیس کو گود مین لیا اندر ہی اندر زمین کے
لیکر بھاگی قصر اسرار مین لاکر پہونچایا ایک کنیز نے منھ پر ہاتھ پھیرا ابلیس کی آنکھ کھلی دیکھا جملہ کنیزین
چاؤن چاؤن کر رہی ہین ایک کہتی ہی واہ خداوند خوب نازنین گلنار پوش پر عاشق ہوئے ہم سب کنیزین
یہان سے دیکھ رہے تھے مگر حاضر ہونے کا محل نہ تھا عمرو کے بھانجے نے آپ کو بیہوش کیا میان زود رفت
کو اُسکے بھائی نے لیا اب سب قیدی چھوٹے در بارگاہ پر وزرا و امرا کھڑے ہین جنکو رات کو آپنے
نکالدیا تھا اُنکو کچھ شک گذرا ہی وہ پوچھ رہے ہین یا خداوند کہان جائیے گا ابو الفتح بگڑ رہا ہے
کہتا ہی ہم نہ بتاسینگے قدرت کے معاملات مین دخل نہ دو ورنہ سب کو جلاکر خاک کر دینگے کوچہ ہاے
شہر لاشون سے بھر دینگے آپ کی بڑی صاحبزادی ملکہ غزالہ آہو چشم نے سحر اُتارا جلدی جائیے عمرو
جانے نہ پائے حکم ہو تو ہم بھی ساتھ چلین یہ کہکے سب نے ابلیس کو کپڑے پہنائے تاج سر پر رکھا
ابلیس پر پرواز پیدا کر کے چلا یہان وزرا سے تکرار ہو رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم خداوند
ابلیس خود پرست غزالہ کے تو ہوش اُڑ گئے کہا لو خواجہ غضب ہوا ابلیس آپہونچا مین اس سے
نہین لڑ سکتی وزرا و امرا یہ پوچھ رہے تھے یہ سب وہ ساحر ہین کہ جنکو رات کو ابلیس نے رخصت کر دیا تھا
یہ کہکر کہ اسوقت آپ لوگ جائین صبح کو در دولت پر حاضر ہون میدان خونی کی تیاری رہے سب کو
قتل کرینگے اب اُنھین سب کو وزرا نے جو رہا دیکھا تو پوچھ رہے تھے کہ یا خداوند یہ کیا سبب ہی کہ شب کو
حکم قتل اسوقت آپ نے ان سب کو رہا کیا ہی ابو الفتح بشکل ابلیس ہی بہ اشارہ خواجہ عمرو جواب دے رہا تھا
کہ تم لوگون کو معاملات خدائی مین کیا دخل ہی ان سب نے توبہ کی قدرت نے انکی خطا معاف کر دی عمرو
نے ہماری نوکری کر لی ہی ہمنے انکی خطا معاف کی اب ان سب کو رتبہ ہاے اعلیٰ دینگے عمرو و صاحبقران
کو پکڑنے جاتا ہی تم لوگون نے باتین کر کے دیر لگائی ایسا نہ ہو کہ کوئی جاسوس جاکر حمزہ کو خبر کر دے تو وہ
ہوشیار ہو جائے عمرو کے آنے کی ممانعت ہو تو حمزہ مشکل مین گرفتار ہوگا جنھون نے کہا ہی کہ قدرت کو
اختیار ہی آپ کے نزدیک یہ سب معاف ہو گئے ابو الفتح نے پھر غصے مین جواب دیا سب ہٹے تھے یونہی
چاہتے ہین کہ ابلیس زمین پر آیا ابو الفتح نے کہا کہ یار دغضب ہوا کوئی ساحر میری شکل پر آگیا

حمزہ نے بھیجا خبردار اسکو مار لو جانے نہ پائے چار سو ساڑھے چار سو ساحران غدار مقربان ابلیس ناہنجار وزرا
و امرا و افسران فوج سب نے ملکر ابلیس پر سحر کیا ہرچند کہ ابلیس بڑا کامل و اکمل ہی ہزار ہا گولہ پڑا برقین چمکین
بجلیان گرین پانی برسا خنجر گرے ابلیس مثل برق کے چمکا کس کس کے سحر سے اپنے کو بچائے ایک خنجر سر پر پڑا کہ
سراسر سر اسکا شگافتہ ہوا شانہ بھی زخمی ہوا مگر زخم کھاکر غصے مین ایک گولہ مارا کہ دس ساحر مر کر گرے کہا ارے
کمبختو کیا کرتے ہو میری صورت بنا ہوا عیار کھڑا ہی دس ساحر نامی جو مرے اندھیرا ہو گیا عزالہ نے شیشہ
اسم اعظم عمرو کو دیا آپ دونون پانون زمین مین مار کر غرق ہوئی ابوالفتح ایک طرف بھاگا خواجہ عمرو نے
گلیم اوڑھ لی اب ساحرون نے بھیجا تاکہ ہمارے یہ خسرو اونہ ہین جنپر جتنے سحر کیا سب تو عیار نکلگئے مگر ملکہ خجستہ
ماہ عالم افروز کہ کوچہ سحر سے نابلد فراق دیدہ قیدخانے کی مصیبت اٹھائے ہوئے حیران ہو گئی کہ یہ
کیا ہوا اتنی تو آواز دی کہ خواجہ مجھے بھی لینا عمرو نے قصد کیا تھا کہ جال مار کر ملکہ کو اون ماہ پرور نے
منع کیا بنجہ کہ مین ماہ عالم افروز کے دیکر بلند ہوئی مگر ابلیس نے کہا کہان جاتی ہو ایک گولہ جھولی سے
نکالکر مار دیا ماہ پرور گری ساحرون نے گرفتار کر لیا ابلیس چاہتا ہی کہ مقدمہ پوچھے زمین کانپی نعرۂ امیر
کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

شنو ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کو چک لقب شہ بقاان

شنو سرکن لشکر کافران
کمندون بہ پشیم فراری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

بہ پشیم نگون شد سر کافران
ہمہ عفریت از تیغ جاری شدہ
کہ صاحبقران جہانی مرشد

شنو اختر برج عز و جلال
ہمہ تا نت از کفر شد پاک و صاف

پشت پر امیر کے سرداران
نامی سرداران صف شکن و تہور شعاران تیغ زن نعرے کر کے لشکر کفار پر گرے ابلیس نے چاہا سحر کرکے
حرز سیکل چھین لون صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی کو پڑھا مگر اسم اعظم فراموش ہی محبت عمرو کا جوش ہی عمرو
نے بڑھکر شیشہ توڑا اسم اعظم جو صاحبقران کو یاد آیا امیر تیغہ عقرب کو کھینچکر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا
اسکے دو ٹکڑے ہوئے ہرچند ابلیس سحر کرتا ہی سحر تاثیر نہین کرتا عمرو شیشہ اسم اعظم کا توڑ چکا امیر
اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین جب کسی نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا اسکا سحر الٹا پلٹا سینے پر یا پشت پر
پڑا ساحر خود جلا جلکر خاک ہوا نامرد کا قصہ پاک ہوا بلکہ امیر لڑتے ہوئے سامنے ابلیس کے آئے ابلیس
نے کئی سحر کیے آگ برسائی دریائے سحر پیدا کیا تلوارین گرین برقین چمکین کسی سحر نے امیر پر تاثیر نہ کی
امیر سب آفتین جھیلکر شمشیر زنی کرتے ہوئے برابر ابلیس کے پہونچے ابلیس نے گھبرا کر ہاتھ تیغۂ سحر کا
مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا سحر نے تاثیر نہ کی تلوار اسکی خالی گئی امیر نے ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا
ابلیس نے سپر سحر کو آگے کیا مگر تیغہ عقرب جو پڑا ابر سپر کے ٹکڑے اڑے سپر کو کاٹ کے تلوار گری سراسر
خود سر کا زخمی ہوا اس ملعون نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا چیخ مار کر آواز دی یارو حمزہ کو مار لو
ٹی پلٹنون نے امیر کو گھیرا امیر نے افسرون کو مارا مگر کوئی شاگرد زودرفت کا اس خیمے مین پہونچا
جہان یہ برہنہ و بیہوش پڑا تھا شاگرد نے ہوشیار کیا کہا استاد اٹھیے زودرفت نے آنکھ کھولی اپنے کو
اس حال مین پایا شاگرد نے خبر دی استاد دیکھیے تو کیا قیامت برپا ہوئی سب قیدی چھوٹ گئے ہین مگر
ملکہ ماہ عالم افروز و ماہ پرور سحر مین خداوند کے پھنسی ہین عیار سردار سب چھوٹ گئے عمرو نے
فقرہ کر کے قدرت کو زخمی کرایا اپنے بیگانے ہوئے سب وزرا و امرا یہی کہتے تھے کہ دیکھیے آج قدرت
کی جان کیونکر بچے حمزہ کے ہاتھ سے تو زخمی ہوئے زودرفت گھر اسکے باہر نکلا دیکھا حقیقت مین

لاکھ ساحر مارا گیا جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے ساحروں کے لاشے پڑے ہیں خداوند ایک طرف زخمی کھڑے ہیں
غل مچا رہے ہیں ارے حمزہ کو مار ہو جانے نہ پائے مگر کوئی امیر کے منہ پر نہیں چڑھتا کوئی ساحر آگے نہیں بڑھتا
اگر کوئی جیداری کر کے آ گیا امیر نے اسکو مار لیا بہ جرأت للکار لیا زورفت روتا پیٹتا سامنے ابلیس
کے آیا کہا یا خداوند جو معاملہ بنا تھا وہ سب بگڑ گیا اب طبل امان بجوائیے حمزہ کا اسم اعظم کیونکر چھینا ابلیس
تو زہانی کنیزوں کی سن چکا ہے جواب دیا اے زورفت پہلو سے دشمن پیدا ہوتے ہیں مار آستین گرگ بغل
تمام دنیا میں مشہور ہے کہ اولاد وقت پر والدین کے کام آتی ہے یہاں اسکے خلاف ہوا لشکر حمزہ میں بھاگ گئیں
کوتاکا ہماری بربادی کا کچھ خیال نہیں بی غزالہ آہو چشم نے شیشہ اسم اعظم قصر اسرار سامری سے
لیا کنیزیں تو وہاں کی نہایت چست و چالاک ہیں مجکو حالت بیہوشی میں اٹھا لائیں اگر وہ خیال نہ کرتیں
آج ہی خاتمہ تھا مگر غزالہ تو بھاگ کر نکلگئی میں نے اس وجہ سے نہیں روکا کہ بڑی لڑائی پڑ گئی میں نے سب
سحر عمدہ اسکو تعلیم کر دیے اگر مقابلہ پڑتا وہ برابر سحر کرتی مگر خائف تھی نکلگئی نہیں معلوم کہاں گئی
میں نے بھی روکنا مناسب نہیں جانا زورفت نے کہا جو ہوا سو ہوا آئندہ انتظام کیا جائیگا ابلیس
گھبرایا ہوا تھا اسنے اشارہ کیا کہ طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر ملکہ
ماہ عالم افروز و ماہ پرور دایہ ابلیس کے سحر میں مبتلا ہیں ابلیس نے شبدیز جادو کو بلا کر
حکم دیا ماہ عالم افروز و ماہ پرور دایہ کو لیجا کر قید کرو شبدیز جادو ملکہ ماہ پرور کو اسی قیدخانے
میں لیکر آیا بیچاریاں پھر قید ہوئیں شکوہ فلکی کرتی تھیں ملکہ نے کہا کیوں ماہ پرور ہماری تقدیر میں رہائی
نہ تھی سفت میں ہمارے واسطے ہمشیرہ صاحبہ بھی بدنام ہوئیں مگر بڑا کارنمایاں کر گئیں اگر شیشہ اسم اعظم
نہ لوٹتا صاحبقران کی فتح نہ ہوتی اب رہائی کی کون صورت ہے اب اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

ہم رنگ لاغری سے ہوں گل کی شمیم کا
اپنی ہی فوج ہو گئی لشکر غنیم کا
یاد آئی کافروں کو مری آہ سرد کی
قاصد کا ہاتھ ہے ید بیضا کلیم کا
مارا ہے وصل غیر کے شکوہ نہ چاہیے
گویا کہ پک گیا ہے کلیجہ ندیم کا
مومن تجھے تو وہ بھی ہے مومن پناہ نہیں
طوفان باد ہے مجھے جھونکا نسیم کا
یاران نو کے واسطے مجھسے خفا ہو
کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جحیم کا
واعظ کبھی بلا نہیں کوئے صنم سے میں
مدفن جدا جدا مری لاش دو نیم کا
واعظ بتوں کو خلد میں لیجائینگے نہیں
جو معتقد نہیں تری طبع سلیم کا
چھوڑا نہ کچھ بھی سینے میں طغیان نالہ نے
تمکو نہیں ہے پاس نیاز قدیم کا
از بسکہ شیفتہ نامہ ہے سوز تپ درد
کیا جانوں کیا ہے مرتبہ عرش عظیم کا
کہتا ہے بات بات پہ کیوں جان کھا گئے
ہر وعدہ کافروں سے عذاب الیم کا

ماہ پرور قدموں سے لپٹ گئی
عرض کی واری تقدیر تمہاری گردش میں ہے فلک تمہارے مٹانے کی کوشش میں ہے دیکھیے تو کیا انقلاب ہو
خود بخود دل بیتاب ہوا ابلیس کو بتلایاں قصر اسرار سامری کی لیگئیں ورنہ ابوالفتح نے کیا کارنمایاں
کیا تھا ان سے زورفت کو لیا اے کیا خطا ہوئی ابلیس کو مار لینا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا قصہ پاک و صاف
ہو گیا کہ قصد انصاف تھا یک عیاروں کا یوں آنا ابلیس ایسے جہاندیدہ کو اپنے اوپر مائل کرانا
حقیقت میں جسقدر تعلیم کردہ خواجہ عمرو ہیں سب بہتر سے بہتر ہیں میاں زورفت کا ناک میں دم کر دیا
عمرو کے نام سے پناہ مانگتے ہیں یہاں خواجہ عمرو ساتھ صاحبقران کے میدان کارزار سے آئے
امیر نے فرمایا خواجہ ملکہ ماہ عالم افروز کی کوئی رہائی کی صورت نہیں نکلی عمرو نے دست بستہ عرض کی

ای آقائے نامدار و مولائے قدر شناس مین نے تو آج کل سردارون و کل عیارون کو رہا کر لیا سب کو ساتھ لیکر نکلا جب باہر نکلا ابلیس خود پرست آگیا مین نے اُسی کے سردارون کو اُسپر اشارہ کر دیا اگر کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا جلکر خاک ہو جاتا مگر وہ تو بلائے روزگار ہی کہ نشہ بادہ خدائی سے سرشار ہی اُسنے اپنے کو بچایا اور ایسا سحر کیا کہ دس ساحر مارے گئے مگر ابلیس بچا مین نے چاہا جال مار کر ملکہ کو نذر غضبل کرون مگر مادہ پر ورکہ نہایت ساحرہ زبردست ہی اُسنے ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ لیکر نکلجاؤن بلند ہو چکی تھی کہ ابلیس نے سحر کرکے پکڑ لیا مین اس فکر مین رہا کہ اگر بن پڑے تو ملکہ کو لے نکلون مگر نہ ممکن ہوا مین لاچار و مجبور ہون یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر دعا دی شعر دل از لطافت تخت بانشاط باد ٭ جان راز نکتہ ہائے خوشت انبساط باد ٭ شہریار عالم کی عمر دراز ہو بعد حضور کے آنے کے ابلیس قصر اسرار سامری مین گیا ہی آپ کے اسم اعظم بند کرنے اور حرز ہیکل لینے کی تدبیرین ہو رہی ہین زو ورفت بھی فکر مین اُستاد کی نکلا ہی ہوشیار رہنا واجب و لازم ہی صاحبقران نے فرمایا خدائے مابزرگ ست وہ حافظ حقیقی و مالک تحقیقی حفاظت کرتا ہی مگر خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی ای شہریار زو ورفت کی شامت در پیش ہی اگر خدا مدد کرتا ہی تو جاکر اُنکو لاتا ہون ابھی اُنکی خدمت معقول کرونگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم قلعۂ ابلیس پرستان مین نہ جاؤ سب تمھارے دشمن ہو رہے ہین بڑے بڑے ساحرون کو تمنے مارا اگر ابلیس تمکو پا جائیگا قیامتین برپا کریگا عمرو نے عرض کی آپ کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار ہی تو انشاء اللہ زو ورفت کو لاتا ہون اور عیاران نامی سرہنگان گرامی مثل ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و گلباد عراقی و مہتریزک خطائی وغیرہ سو عیار اپنی اپنی کرسیون سے یہ کہکے اُٹھے کہ اُستاد ہم بھی ساتھ چلینگے وہ بیچیاد و ہزار عیارون سے جستجو مین نکلتا ہی چند غلام تو آپ کے بھی ساتھ ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کسی کی ضرورت نہین اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ یہ کہکے خواجہ عمرو چلے ان سب کو اس حال مین چھوڑو

دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ عرض کرتا ہون ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر مشک فام ٭ کہ میخانہ کا خوب ہو انتظام
چلے آج صہبائے گلگون کا دور ٭ کہ گرنے لگے رند مشرب کے طور
چہکتے ہین سب طائران درخت ٭ بدلتا ہی کیون سرو گلزار رخت
سر سرو پر قمریون کے ہجوم ٭ ہی نرگس گل کی آمد کی ہی آج دھوم
ہی نرگس کی دیکھین نگہ بازیان ٭ تو سوسن نے کین خوب غمازیان
یہ ہی زلف سنبل مین کیون پیچ و تاب ٭ حباب لب جو کو آتا ہی خواب
عبث بلبل نغمہ پرداز ہین ٭ کبھی ہو نہین در کبھی ساز ہین
جوانان گلزار ہین سبز پوش ٭ ہی نہرون کو بھی بحر الفت کا جوش
ہر اک موج ہی تیغہ خون فشان ٭ ہی گرداب پر بھی سپر کا گمان
حباب لب جو ہی چشم غزال ٭ ہی گرداب دریا کا ماہ کمال
ہین مچھلیان ہر طرف فوج فوج ٭ تلاطم ہی دریا مین بھی موج موج
یہ ڈر ہی کہ طوفان نہ اُٹھے کہین ٭ دعا کر دعا کر مرے ہمنشین
شگفتہ رہین باغ عالم مین گل ٭ ہی طفلان غنچے مین بھی شور و غل
ترنم سرایان شیرین مقال ٭ چنین ہی نگارندہ قیل و قال
ثنا خوان گل بلبل خوشنوا ٭ صدا دے رہی ہی کہ یا کبریا
جوانان گلزار آباد ہون ٭ تو یون ہو مدام برو دوش سبا
کسی کو ہی سودائے زلف حبیب ٭ شب قدر کی قدر سے ہی قریب
کوئی مائل روئے دلدار ہی ٭ کوئی مشک کالے کے بیان [illegible]

کہیں مہیجے ہیں کہیں قہقہے
شب ہجر کو کسقدر طول ہے
کوئی رنگ عشرت سے ہے ہمکنار
گلون نے کہا ہنس کے ای سیمبر
ہیں وران گلزار ہیں تر زبان
نہ وہ چہچہے تھے نہ وہ قہقہے

کسی جا مصیبت کے دریا بہے
کہ بلبل کو یہ رنج ہے پھول ہے
کہ گلچین پہنچے ہے بھونگے ہار
خزان کا بڑا خوف ہے مشتہر
یہ ہے خوف آتی ہے فصل خزان
گلون نے مصیبت سہے

کوئی مائل صحبت دلربا
شب غم تڑپ کر بسر ہو گئی
جو صیاد و گلچین فراہم ہوئے
ہوا لے مخالف جو چلنے لگی
خزان کا عمل برمحل ہو گیا
قمر تم سناتے ہو یہ کیا بیان

کوئی رنج ہجران کا طالب ہوا
کسی نے کہا لو سحر ہو گئی
جوانان گلزار بیدم ہوئے
تو شاخ خوشی دم میں جل جائیگی
خوشی میں گلون کے خلل ہو گیا
سناؤ ہمیں اب نئی داستان

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب شان معرکہ گیر و دار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین مصنف سخن شناس و سخن سنج و داستان گستر ۔ چنین نگاشتہ اوراق طرز ریخ و سخن سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ جب ایرج نوجوان کے روانہ ہونے کی خبر شاہزادہ قاسم نے سنی کلیجہ تھام لیا ذکر کر چکا ہون کہ سکندر زرین پوش زرین علم کے ساتھ قاسم لڑے عزیز آخر انھین کے ساتھ قید ہو گئے مگر معرکہ یہ گذرا کہ قید خانے مین تھے حدیقہ جادو مصاحبان سحر العجائب سے ہی ایکدن قید خانے مین آئی جمال قاسم دیکھکر عاشق ہوئی رات کو چرا لیگئی ایک صحرا مین لا کر طالب وصل ہوئی قاسم نے انکار کیا حدیقہ نے قاسم کو دره کوه مین قید کیا آپ شکار کو گئی وہان ایک ساحر رہتا تھا تنویر جادو نام اس سے مقابلہ پڑا تنویر کے ہاتھ سے حدیقہ جادو قتل ہوئی قید قاسم کی گر گئی بعد ساحرہ کہین قتل ہوئی آخر پہاڑ سے نکلے انکے سردار انکو ڈھونڈھتے ہوئے نکلے تھے انسے صحرا مین ملاقات ہوئی قاسم داخل بارگاہ ہوئے سب سردار جمع ہین مثل قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری وغیرہ حاضر ہین قاسم نے کہا یارو تمنے سنا کہ ایرج نوجوان برائے فتاحی طلسم نور افشان گئے قید ہوئے اب ہمارا دل کیونکر مانے اور کسطرح چین آئے سمک میطاقی بھی حاضر ہی اسنے عرض کی کہ ای آقائے نامدار و مولائے قدرشناس کیونکر ممکن ہی کہ وہ جائین اور جاتے ہی طلسم نور افشان فتح کرلین قاسم خاموش ہو رہے کچھ اسوقت جواب نہ دیا جب سردار جا چکے قاسم نے سمک سے کہا کہ ای برادر تمنے دیکھا کہ ایرج یکہ و تنہا چلا گیا ہر چند کہ عیار اسکا نہایت طرار و فرار ہی مگر مقامات طلسم مین عیار کی کیا چلیگی خدا نخواستہ اگر جا کے طلسم مین پھنسے تو کیسی مشکل ہوگی سمک نے عرض کی حضور چلنا ضرور ہی ہر کا۔ دن سنے خبر دی تھی کہ صاحبقران بھی ابھی نہین پہونچے قلعہ ابلیس پرستان پر مصروف جنگ ہین خدا انکو مظفر و منصور کرے رات کو سمک نے گھوڑا قاسم کا تیار کیا قاسم رات کو سوار ہوئے صرف سمک کو ہمراہ لیا کسی سردار کو خبر نہین کی طرف طلسم نور افشان کے چلے تیسرے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر ٹھہرے ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار جوان جنگی اسکی نگاہ جمال جہان آرائے قاسم پر پڑی عیار سے کہا دریافت تو کر کہ یہ کون جوان ہی عیار اسکا سہیل تیزرو سامنے قاسم کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوا زبان سے بات نہین نکلتی پسینے پسینے سر جھکائے کھڑا ہی قاسم نے فرمایا کیون ای عیار تیرا کیا مطلب ہی کہا حضور منصور باختری جب خدائی لقا کی بربادی ہوئی یہ شیر شکارگاہ مین تھا اسکو جو خبر ہوئی کہ مسلمانون نے ملک قدرت کو تنہا لیا قیطولات جلا دیئے غصے مین برائے قتل مسلمانان چلا ہی آپکو بیان کھڑا دیکھا

دریافت فرماتے ہین کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اس صحراے ہول خیز و وحشت انگیز مین آپ ایسے ماہتاب و مہر درخشان کا کیونکر گذر ہوا کہان تشریف لیے جاتے ہین قاسم نے فرمایا جا کر کہدو لقا کا داماد جسنے چالیس شبخون لشکر لقا پر مارے اُسکی بیٹی گیتی افروز کو نکالکر لیگئے بطن سے گیتی افروز کے فرزند رستم خصال سہراب جلال صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان پیدا ہوا اب براے فتح طلسم نورافشان جاتے ہین عیار سے یہ جو کہا عیار نے آکر منصور سے بیان کیا منصور نے کل فوج کو حکم دیا اس جوان کو جلد گرفتار کرو چہار طرف سے فوج نے نرغہ کیا قاسم نے قبضہ بلارک پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرہ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ

شہسوار لال پوش خاوری
زآب دم تیغ شستم زمین

دیگر

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر کشتند بزیر نگین

تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند منصور باختری بھی نعرے کر رہا ہی اور اپنی فوج سے کہتا ہی کہ ارے تم چالیس ہزار ہو اکیلے کو گرفتار نہین کرسکتے ہو فوج والے لاکھ لاکھ کد و کاوش کرتے ہین اور جانبازی پر مرتے ہین مگر کچھ بن نہین پڑتا یہ شیر بیشہ صاحبقرانی فرزند رستم صاحب شوکت و حشم شیرانہ لڑ رہا ہی ہزارون افسر بڑھکر مارے علم فوج سرنگون سرکشون کا کلیجہ خون قاسم نے کئی مرتبہ آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کے گرد کیا دور سے لینا لینا کرتا ہی خود نہین آتا ہی دو چار مرتبہ جو قاسم نے کہا اسے بھی غیرت آئی گینڈے کو چمکا کے بڑھا سامنے آیا تلوار چلنے لگی اُسنے کئی ہاتھ مارے قاسم نے اُسکے وار روکے قبقاب باختری اُسکا برادر زادہ دور سے دیکھ رہا تھا کئی وار جو رد و قدح ہوئے سمجھا کہ ہمارا سردار قاسم پر غالب نہ آئیگا اور جو مسلمان کا وار پڑگیا مارا جائیگا اس سوچ مین پشت سے آکر ہاتھ مارا اسمک بلطاقی کہ زیر شکم مرکب قاسم موجود ہی پکارا اٹھا بچیے کا ایک نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا قاسم نے پلٹ کے دیکھا اور قبضہ مارا سر اُسکا پھٹ گیا اتنی جو نگاہ چوکی منصور نے گینڈا اٹھالیا مگر غلغلہ کر رہا ہی کہ یارو کیا تم ہی ایک شخص کو تم گرفتار نہین کرسکتے بڑی بدنامی کی بات ہی جسنے اسکو مارا خداوند باختر بہت خوش ہونگے کیا تعجب ہی اپنے پاس بلالیں اور بیٹی بیاہ دین مرحمت کرین ایک ایک پیادے کو افسر کردونگا سپرین زر و جواہر سے بھر دونگا ہر چند لالچ دیتا ہی سپاہی نہین بڑھتے سہیل عیار سے کہا اے برادر کچھ تدبیر کرو مین تو اس سے لڑائی کر اُسکے پہنچتا یا کون کون سے افسر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ مقابل دیکھے افسر کہان ملینگے ایسے منچلے تھے کہ اس شیر پر جا پڑے لڑ بھڑ کر اپنی جان دی سہیل نے کہا ہو سکتا ہی کہ عیارون کو لیجا کر پکڑلون اس نامرد نے کہا پھر کیون دیر کرتا ہی فنون سپاہگری کے یہی معنی ہین جس طرح ہو سکے اپنے حریف پر غالب آئے سہیل نے اپنے شاگردون کو بلایا پچاس پیک پیچ حلقہ ہاے کمند لیکر ساتھ ہوئے ایک طبل کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو لگا کر نخلستان مین لاؤ کمیدان آگے بڑھا لڑتا ہوا پیچھے ہٹا قاسم لڑتے ہوئے چلے کمیدان سامنے سے ہٹ گیا یہ شیر غصے مین بدمزاج پلٹا تھا کہ شکار نکل گیا سہیل نے پشت پر سے حلقہ ہاے کمند مارے شاہزادہ کمندون مین بند ہو کر گرا اسنے لوگ لگا رکھے تھے اور دسے ہو سے کے ٹوٹ پڑے ایک ایک ہاتھ مین دو دو سو لپٹ گئے شاہزادہ نکلا ان سے کمندون کی بیڑیان منصور نے خوشی خوشی آہنگرون کو طلب کیا سلاسل و مطوق کرایا اُسی صحرا مین لشکر لیکر اتر پڑا

سہیل عیار نے کہا قدرت کا تو پتہ نہیں ملتا کچھ لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ قدرت شکست کھا کر
غروبیہ باختر میں پہونچے ہیں وہ دودہ زنگی وہانکے بادشاہ نے انہیں پناہ دیا ہے وہاں تو پہونچنا یہاں
میں ہوگا ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے یہ جوان رہا ہو جائے تو مشکل ہو کل اسی صحرا میں اسکو قتل کیجیے
یہ رائے منصور کو پسند آئی ایک خیمے میں قاسم کو قید کیا حکم دیا کہ کل سویرے میدان خونی کی تیاری ہو
اس جوان کو تیر باران کرینگے لشکر میں یہ خبر مشہور ہوئی جب سمک عیار نے دیکھا کہ آقا گرفتار ہوئے
صورت بدل کے لشکر میں پھرنے لگا یہ خبر وحشت اثر سنی دل ٹکڑے ہو گیا اُسی وقت پھرتے پھرتے ایک
گوشے میں آیا وہاں کوڑہ بہت سا پڑا تھا سمک نے خیمے کو تاکا جوڑی خنجر کی پکڑ کے نقب کھودنے لگا پہر رات
رہے مہرہ نقب کا قید خانے میں آکر توڑا دیکھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ با حال تباہ سر زنجیر پر سر خم کیے
گران سے قید کی کراہ رہا ہے سمک نے سلام کیا قاسم نے پوچھا کون ہے کہا غلام آپ کا نقب دیکر پہونچا ہے
سوہن نکالکر ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹیں قاسم سے کہا حضور پہلو میں مرکب آپ کا بندھا ہے ساز و یراق بھی
اُسی مقام پر ہے ڈرتے ہوئے نکلیے اپنا مرکب بھیجے لڑتے بھڑتے نکلیے جہاں تک ہو سکیگا مرکب کو خدمت میں
پہونچا دونگا قاسم اُٹھے سمک سے خنجر ہاتھ میں لیا باہر نگہبان بیٹھے ہیں رات کم باقی ہے قاسم نے ستون
خیمہ تھا کر جنبش دی خیمہ بہرایا نگہبانوں پر گرا تو دو تو کے سر پھٹے غلغلہ ہوا ارے یہ کیا ہوا کوتوال لشکر
مشہور بہ شبگرد دوڑ پڑا وہ سب گھبرا رہے ہیں کہ قاسم نعرہ کرکے گرے ابھی خیمے کی مصیبت سے پناہ
نہ پائی تھی کہ اوپر سے تلوار پڑنے لگی شبگرد والا پہونچا دیکھا کہ وہی قیدی لڑ رہا ہے سمک عیار بھی خنجر زنی
کرتا ہوا قریب گھوڑے کے پہونچا نگہبانوں سے کہا ارے قیدی چھوٹ گیا گھوڑا میں اسکا تیار کرکے بھاگوں
تم لوگ خیمے پر افسر کے جاؤ انکو بیدار کرو سپاہی تو گھبرائے ہوئے تھے طرف بارگاہ منصور کے چلے سمک نے
گھوڑا قاسم کا تیار کرکے خود سوار ہوا کان میں گھوڑے کے کہدیا تیرا آقا بلاتا ہے یہ مرکب طلسمی ہے اسنے
نام جو اپنے آقا کا سنا طرارے بھرتا ہوا چلا سمک نے قاسم کو شمشیر زنی کرتے ہوئے دیکھا آواز دی او جوان
میں تیز گھوڑا لیے جاتا ہوں قاسم نے اندھیری رات میں جو آواز اپنے عیار کی سنی شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب
پہونچے سمک کود پڑا قاسم نے مرکب اپنا لیا اور نعرہ کرکے لڑتے ہوئے چلے سمک نے سمجھا دیا ہے کہ آپ اکیلے
فوج بے انتہا جہاں تک ہو سکے روکتے ہوئے نکلیے قاسم نے گھوڑے کو بڑھایا یہی ارادہ ہے کہ اس شب تیرہ و تار
میں لڑتے ہوئے نکلیں اب ٹھہرنا مناسب نہیں جدھر منہ اُٹھایا تلوار چمکائی افسر کو مارا جو سامنے آگیا اہل
شمشیر آبدار تھا کنارے تک لشکر کے لڑتے ہوئے پہونچے ہیں شبگرد کوتوال نے بڑھکر للکارا او قیدی کہاں
جاتا ہے ہتھیار پھینکدے قاسم نے گھوڑے کو پھیرا شبگرد نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر رد
کرکے سر کو بچاکے کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیے کوتوال جو مارا گیا لوگ بھاگے کچھ جوانان جنگی دور سے تیر و تلوار
مارتے ہیں منصور باختری جو اُترا تھا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا نعرہ کیا یارو ایک شخص سے بھاگے جاتے ہو
بڑے شرم کی بات ہے اسکے کہنے سے لوگ جمع ہوئے بلوہ کرکے قاسم کو گھیرا کنارے پر لشکر کے تلوار چلنے لگی قاسم
نے دیکھا کہ منصور کھڑا ہوا ترغیب دے رہا ہے یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہر مرتبہ للکارتے ہیں کہ او نامردان غریب
سپاہیوں کو بھیجتا ہے تو سامنے نہیں آتا ہے اب وہ وقت ہے کہ رستم میدان فلک چہارم فوج شہنشاہ انجم سپاہ
کو شکست دیکر چرخ زبرجدی پر قائم ہوا ہے سلطان انجم سپاہ شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا صبح ہو چکی ہے

کل فوج کا قاسم پر بلوہ ہی سمک بھی زخمدار قاسم نے بھی اندھیری رات مین کئی زخم کاری کھائے جسسے خون اسقدر جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی اب جو روشنی ہوئی گرد انکے مرکب کے صدہا لاشے منصور کے ساتھ والون کے پڑے ہین مگر قاسم کے ہاتھ مین بسبب زخمداری کے توت نہین روح کو راحت نہین اُس پریشانی مین طرف آسمان کے دیکھا عرض کی کہ اے معبود بے نیاز اے رب کارساز اپنے بندے کو امان دے کوئی صورت تو ایسی نکلے کہ مین نکلجاؤن یا اگر پیمانۂ عمر لبریز ہو رشتۂ حیات منقطع ہو چکا ہو تو ملک الموت کو اجازت ہو کہ قبض روح کرے اب قوت جنگ باقی نہین تو کریم کارساز ہر رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانے	چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلانرا تو خوب میدانی		

قضائے کار نقابدار زرین پوش مع بارہ ہزار جوانون کے اسی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ہنگامہ سُنکر شاطر سے کہا دیکھ تو یہ کیسا غلغلہ ہی کوئی جوان گھر گیا اُسپر فوج کا بلوہ ہی کوئی عزیز دار صاحبقران نہ ہو جلد خبر لا عیار دوڑا ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا کہ شاہزادہ ملک قاسم زخمون مین چور چور بیچ مین چالیس ہزار جوانون کے گھرے ہوئے مصروف جنگ ہین عیار نے بلندی سے اترکر نقابدار سے عرض کی کہ اے شہریار نبیرۂ صاحبقران زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا چاہتا ہی جلد مدد دیجیے یہ سُنتے ہی نقابدار زرین پوش نے مرکب بادرفتار بڑھایا باز سفید سر پر بارہ ہزار جوانون نے اپنے اپنے گھوڑے بڑھائے نقابدار تلوار کھینچکر بارہ ہزار سوارون سے آگے خود لڑتا ہوا قریب قاسم کے پہونچا آواز دی اے فرزند رستم وا اے محترم دلخشم ہوشیار ہوجاؤ ماشاء اللہ چالیس ہزار مین اکیلے لڑے قاسم نے آنکھ کھولکر نقابدار زرین پوش کو دیکھا تیور بدلگئے زخم سرشدہ تحت الحنک سے باندھا پشت مرکب پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ اے مرکب ایسے وقت تیز رفتاری ہی مرکب نے کنوتیان بدلین کلائیان مارتا ہوا دم چنور کرتا ہوا اپنے سوار کو لیچلا قاسم نے دوچار سوار مارے نقابدار زرین پوش نے بھی ستھراؤ کر دیا لاشون سے میدان کو بھر دیا منصور کا ارادہ ہی کہ بھاگ جاؤن اس ہنگامے سے جان بچاؤن کہ قاسم نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی منصور نے پلٹکر ہاتھ مارا نقابدار زرین پوش دیکھ رہا ہی کہ قاسم کو غیرت آئی کلائی پر منصور کے ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھالیا دست حق پرست پر بلند کیا ڈھینچ چرخ دیے سر کی کلاہ گھین زرہ جسم مین ندارد مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا آواز دی اے شہریار الامان قاسم نے کہا امان بایمان عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا نقابدار زرین پوش بھی لڑتا ہوا قریب آگیا دیکھا قاسم نے منصور کو کر دیا وہ بصدق مسلمان ہوا فوج جو قتل ہونے سے بچی تھی اُسکو امان ملی منصور قاسم کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے عرض کرتا ہی حضور اب بارگاہ مین چلین زخمدوزی بندگان عالی کی کیجائے مگر نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا عیار نے بارگاہ زربفتی نقابدار کی استادہ کرائی زرین پوش قاسم کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آیا جراحون کو بُلایا زخمدوزی کرائی ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا اُسکی پٹیان زخمون پر چڑھائین چھپر کھٹ بچھوا دیا خدمتگار واسطے خدمت کے مقرر کیے قاسم نے آرام فرمایا منصور شب بھر مصروف خدمتگزاری رہا بروقت نماز سمک نے آفتابہ برائے وضو حاضر کیا قاسم نے وضو کر کے نماز پڑھی اب دربار مین آکر بیٹھے نقابدار نے اپنے بائین پر قاسم کو دنگل زرین دیا قاسم آکر بیٹھے ساقی بچے نے آکر جام پیش کیا نقابدار نے اپنے دست حق

قاسم کو جام دیا قاسم نے سلام کر کے پیا جب دونون جوانون نے دو دو جام پیے قبضے پر تلوار کے نقابدار
نے ہاتھ ڈالا جوش جرأت مین جھومنے لگا کہا ای شاہزادہ خاور سپاہ حقیقت مین آپ نے بمقابلہ لقا بڑے بڑے
کارہاے نمایان کیے آپ ہی کا دل تھا کہ ایسے گبر پر شبخون مارنا کفار ان بھیا کو للکارنا قاسم نے سر جھکا لیا
کہا آپ کی عنایت ہے مین کیا اور میری جرأت کیا سب کچھ اقبال سے دادا جان کے ہوتا ہے وہ ہمارے سرپرست
ہین زمانے کے صاحبقران صاحب شوکت و شان نقابدار نے کہا ای خاور سپاہ اگر خلاف نہ گذرے تو مین
آپ کو پیغام دیا چاہتا ہون قاسم نے کہا فرمایے نقابدار زرین پوش نے کہا مین کئی سال سے آتا ہون
جس لایق ہون ویسی ای جنگ بھی ہوتی ہے میری جانب سے اپنے دادا جان سے عرض کیجیے گا کہ مین ہی چاہتا ہون
کہ میرے آپ کے جنگ نہ ہو باشاے صاحبقرانی مجکو مین جنگ کفار میرے سپرد کیجیے مین ایک ہفتے مین فتح کرونگا
بعنایت خدا لقا کو شکست دونگا ممالک مفتوحہ بوجہ احسن قبضے مین رہینگے جو سرکشی کریگا سزا پائیگا کوئی سر نہ
اٹھا سکیگا قاسم نے کہا کہ ای نقابدار بہادر یہی قول صاحبقران کا ہے کہ جس شان و شوکت سے آپ آئے
کسی کو یہ سامان ممکن نہین ہوئے مرکب سہ چشمی بارگاہ زربفتی مگر کیون ای نقابدار بہادر یہ باز کیا چیز ہے کہ جو
آپ کے سر پر چرخ مارتا ہے عاشق صادق ہے آپ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین وہ قبۂ بارگاہ پر بیٹھا ہے
نقابدار نے کہا یہ حال مین خود نہین جانتا اس باز کی وجہ سے بڑا اسباب شوکت ہے نہین معلوم یہ کیا چیز ہے
کبھی کھلجائیگا مین نے کبھی اس مقدمے مین دخل نہین دیا مگر آپ میری طرف سے صاحبقران کو سمجھا دین
بزرگون سے سر میدان مقابلہ ہونا سراسر خلاف ہے قاسم نے دیکھکر کہا کہ ای نقابدار بہادر مین سب طرح بہ
حاضر ہون جس طرح جی چاہے امتحان کر لیجیے یہ کہکر قاسم نے قبضۂ پلارک افراسیابی پر ہاتھ ڈالا نقابدار
ہنس پڑا کہا کہ ای شیر بیشہ صاحبقران میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کرون مین صرف عمدۂ صاحبقران
کا خواہان ہون قاسم نے کہا یہ تو ناممکن ہے صاحبقران بے لڑے بھڑے جانے نہ دینگے مین بھی نقابدار کے
سرخ پوش بنکر آیا تھا لنگے دشمن ترک توسن لیداقی کو چند روز تعقب کر کے بارگاہ جمشیدی مین جانے
پسران نوشیروان کے مین نے ستون بارگاہ قلم کیا جب ستون کٹا بارگاہ لہرائی قریب تھا کہ بارگاہ گرے
مین نے کاندھا بجاے ستون لگا دیا اتنی دیر لیے ہوے ٹھہرا کہ جب دوسرا ستون آیا وہ نصب ہو گیا تب
مین ہٹا مگر جب صاحبقران کے مقابلے مین آیا شکر ہے کہ اپنے دادا کے ہاتھ سے زیر ہوا انھون نے مجکو
انکو دیکھا سیارہ عیار نے عرض کی حضور کا یونا ہے بڑے خلق سے دادا جان ملے وجہ زیادہ محبت کی یہ
ہے کہ قبلہ و کعبہ اس زمانے مین نقابدار زمردی پوش بنے ہوئے تھے سالہا سال مخفی رہے ہر شیر نے یہی
قصد کیا کہ ثناے صاحبقرانی لین مگر آج تک کسی کو نصیب نہین ہوے جو صاحب آپکے دست حق پرست سے
زیر ہوے ویسا ہی معاملہ آپ سے ہوگا بلکہ ایک امر مناسب ہے کہ صاحبقران اور آپ سے جس دن مقابلہ ہو
تمام عالم عالم دنیا دنیا حیرت کرینگے وہ موید من اللہ ہین آج تک کسی نے انکی پشت زمین سے نہین لگائی
وہ قدرت پروردگار ہین اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہے آپ مجھسے مقابلہ کیجیے امتحان سپاہ گری ہو جائے یہ سنکر
نقابدار نے قاسم کو گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند مین فقط تمکو ستانے کو چھیڑتا تھا مین سواے حمزۂ صاحبقران
کے کسی سے مقابلہ نہ کرونگا اول تو مین انکا دشمن نہین اس ایسے راہبر کا رہزن نہین صرف امتحان کا
خواہان ہون قاسم نے کہا ہم بھی گنہگار ہین کسی شرط پر مقام مقرر ہوتا مگر بذات مقابلہ نہو قاسم نے کہا

یہ سب امورات ناممکن ہین اگر آپ کو اپنی شوکت دکھانا ہو تو اس حقیر سے مقابلہ کیجیے ایرج نوجوان موجود ہین
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان باپ میرے رستم ہیلتن وبیکن علمشاہ نوجوان دارائے ہند
لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران انہین سے جن صاحب کو مناسب جانیے مقابلہ کیجیے مگر یہ سمجھیے
کہ یہ سب صاحب دادا جان کے مطیع ہین ان سب صاحبون کو زیر کیا ہے اب کے دماغ مین سودا تھا یہی گھمنڈ
کرتے تھے کہ ہمکو زیر نہین کیا مگر شمار جرأت پر کہ سب صاحبون کو فرداً فرداً مقامات مختلف پہ زیر کیا ورنہ [illegible]
تھے کیونکر کون کر بے لڑے ہاتھ دے دیتے نقابدار زرین پوش نے کہا مین مجبور ہون چار ہون جو کچھ
تقدیر مین ہو گا وہی ہو گا تین دن قاسم و نقابدار زرین پوش سے صحبت رہی ہر مرتبہ قاسم نے یہی کہا کہ
مین آپ سے مقابلے مین سطرح موجود ہون مگر نقابدار زرین پوش نے نہین قبول کیا ہر مرتبہ یہی جواب تھا کہ
جب مجبور ہو جاؤنگا صاحبقران سے مقابلہ کرونگا تیسرے دن نقابدار نے کہا ای شیر بیشۂ رستم اب آپ کا
کیا قصد ہے قاسم نے کہا کہ مین طلسم نور افشان پر جاؤنگا میرے فرزند کی سسرال مین قیامت برپا ہوئی اور
فتاحی طلسم نور افشان واجب و لازم ہے فرزند بھی اسیر ہو گیا ہے یہ بھی خبر پا چکا ہون کہ فرزند کشتی کر
بھی لڑتا بھڑتا وہان پہونچا نہین معلوم ان دونون پر کیا گذری نقابدار نے کہا بسم اللہ خدا آپ کو منظفر و
منصور کرے اور منصور باختری سے کہا کہ خبردار کوئی حرکت نامردانہ راہ مین نہ کرنا یہ تو ظاہر ہے کہ تم بصدق
مسلمان ہوئے منصور نے عرض کی کہ مین دل و جان سے عاشق جمال بے مثال شاہزادۂ والا قدر ہون
عمر بھر خدمتگذاری کرونگا نقابدار اُسی وقت مرکب پر سوار ہوا قاسم نے رکاب پر ہاتھ رکھا نقابدار
نہ قبول کرتا تھا مگر قاسم نے بکیفیت نقابدار کو سوار کیا نقابدار تور روانہ ہو گیا یہ بھی ظاہر ہوا کہ فوج
دیوان بھی نقابدار کے ہمراہ ہے وہ سب درہ کوہ مین چھپے تھے آواز دیتے ہی حاضر ہوئے بیرقین ہاتھ مین
تخت کاندھے پہ اُسپر نقابدار کو سوار کر لیا ایک دیو قیامت نشان لشکر کے ہاتھ مین آگے بڑھا نقارے
پر چوب پڑی اس کروفر سے نقابدار روانہ ہوا قاسم نے سمک سے کہا حقیقت مین نقابدار نے جو شان و شوکت
پیدا کی ہے کسی کو اس سامان سے نہین دیکھا نہین معلوم کون بزرگ ہے ہفت زبان صاحب اسم اعظم ذی رتبہ
جری بہادر صف شکن تیغ زن فوج بھی کثیر ساتھ ہے سردار بھی اچھے اچھے ہین پر وہ قاتن سے بھی کچھ
توسل ہے آنے جانے والون سے حال کھلا کہ بڑے بڑے طلسمات فتح کیے قہقہہ کو کئی مرتبہ شکست دی جس دن
بد خالی تمہارے مقابلہ پڑیگا سب رنگ کھل جائیگا ہمارے جد عالی تبار ہمہ دان ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہین
بہ کمک منصور سے حکم کیا کہ لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی کا لشکر تیار ہوا طرف طلسم نور افشان کے
چلے بارگاہین خیمے سب کچھ ہمراہ ہین کہ تیسری منزل طے ہوئی تھی کہ سامنے سے گرد اڑی ایک جوان گیندے پر سوار
پشت پر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر و اسباب شکار درست ایک باز ہاتھ پر چڑھا ہوا شکار کھیلتا ہوا آتا ہے وہ قاسم کو
دیکھکر رکا قاسم نے اپنی فوج کو روکا سمک نے خبر دی کہ فاروق کوہ تن پہلوان پایۂ تخت سحر العجائب
و مصر الغرائب شاہان نور افشان واسطے شکار کے نکلا ہے فاروق کو بھی خبر ملی کہ نبیرۂ صاحبقران
بیارے فتاحی طلسم نور افشان جاتے ہین یہ سنکر جلگیا کہا شاہ نے مجکو لکھا تھا کہ ای پہلوان ور ان واہی
ارشاسب جہان گیر نے کوکب بران و لاچین کو قید کیا ہے بدنان حمزہ لشکر کشی کرکے آتے ہین کہ
طلسم کو فتح کرین اگر کسی کا گذر تمہاری جانب ہو گرفتار کر لینا یا ہمکو نہ آنے دینا یہ کہکے ایک سوار سے کہا کہ اس سے ان سے

جاکر کہو کہ تم سب کی سرکشی حد سے گذر ری اور بجز لشکر کشی کا سامان ہی یا تو تم یہان سے پلٹ جاؤ یا آمادۂ جنگ ہو
قاسم نے جواب دیا کہ اس بڑے بڑے ہاتھ پاؤن پر بڑا غرہ ہو خیر اُس سے کہو کہ طبل جنگی بجوائے ہم اُدھر ہی جانے کیلئے بیٹھا
کیسا جس ارادے سے نکلے ہین وہی کرینگے فاروق یہ سنتے ہی اُتر پڑا قاسم بھی اُترے فاروق نے طبل جنگی
بجوایا دونون لشکرون مین حسب قاعدہ طبل جنگی بجے تیاری جنگ ہونے لگی جب سلطان انجم سپاہ نے ہاتھ سے شہنشاہ
زرین پوش کے شکست کھائی سلطان زرین پوش یعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا
دونون لشکر بہ ارادۂ رزم و پیکار میدان کارزار مین آکر پہنچے صفین آراستہ ہوئین ترتیب و کوکبت آوازین لگی
ہٹے فاروق کوہ تن نے اپنی فوج سے گینڈا نکالا نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین آیا قاسم کا نام لیکر پکارا قاسم نے
مرکب بڑھایا منصور باختری نے عرض کی کہ غلام مقابلے مین جائے فرمایا ای خیر خواہ تم ایسے ہی جانباز و
سرفروش ہو کیون نہ دریاے جرأت کو جوش ہو مگر وہ ہمارا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے جد کا بھی یہی طریقہ ہی کہ جو جسکو
پکارے وہ ہی مقابلے مین جائے یہ کہکے مرکب باد رفتار بڑھایا بعد تکاور آپسمین نیزہ چلنے لگا چند طعنون مین
نیزہ فاروق کا قاسم نے نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برق تاب جوہر دار کھینچا ہاتھ لگایا قاسم نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا تیغہ پڑا اسپر کٹی دو انگل کا زخم سر پہ قاسم کے آیا زخم کھاکر شیر بپھر گیا تیغہ پلارک کو نیام
انتقام سے کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مارا فاروق کا سر تا دو ابرو زخمی ہوا گینڈا ابھی فاروق کا مارا گیا فوج فاروق
آپڑی مغلوبہ مین خوب تلوار چلی دوپہر ہنگامہ گیرودار بلند رہا آخر فاروق شکست کھاکے بھاگا دوپہر بھاگا
چلا آیا قلعہ فاروقیہ مین جاکر چھپا قاسم نے قلعہ گھیر لیا فاروق جب اندر قلعہ کے آیا تخلیے مین اپنے عیار
مہتر نعمان کو بلایا کہا ای نعمان مین شہنشاہون کا حکم بجالایا مگر یہ جوان تو بڑا زبردست ہی مین ایسا نہ سمجھا تھا
اب اُسنے قلعہ کو گھیر لیا ضرور یلغر کریگا ایسے شیر کو کون روکیگا اگر ہو سکے تو گرفتار کر لا اور اُسکے لشکر مین
کوئی ایسا نہین ہی مین سب کو شکست دونگا فتح کا بندوبست کرونگا نعمان بہت خوب کہکے بصورت مبدل نکلا
لشکر قاسم مین پھرنے لگا دو پہر رات گئے سمک کو دیکھا کہ خیمے سے اُٹھکر طرف بازار بزازان کے گیا نعمان
نے بہ تعجیل اپنی صورت بشکل سمک بنائی دروازے پر آکر آواز دی یارو ہوشیار رہنا حریف سے مقابلہ ہو
سنتا ہون کہ کوئی عیار آیا ہی تم لوگ جابجا انتظام کرو مین اندر جاکے خبر لون یہ کہکے اندر بارگاہ کے آیا قاسم
کو بیہوش کیا اندر سے پکار کر آواز دی کہ دربارگاہ سے ہٹجاؤ مین نے ایک تدبیر کی ہی یہ سنکر پاسبان طلایہ کے
یہ بشتارہ قاسم کا لے نکلا سمک بازار بزازان مین انتظام کر رہا ہی کہ دیکھا دس بیس شاگرد دوڑے ہوئے آتے ہین
اُن شاگردون نے آواز دی کہ اُستاد آپ یہان کہان تھوڑی دیر ہوئی کہ آپ ہمکو بٹھا کر آئے تھے پھر حکم دیا
کہ بازارون کا انتظام کرو ہم یہان آئے سمک نے کہا کہ یارو تمھارا ابھی آنا بیکار رہا معلوم ہوتا ہی کہ عیار آگیا
یہ کہکے دوڑا اندر بارگاہ قاسم پر آیا دیکھا کہ بالکل سناٹا پڑا ہی مگر کچھ عیار خدمتگار منصور باختری دروازے
پر جمع ہین یہ کسی کی مجال نہین کہ اندر آسکے سمک جو پہونچا بے تکلف اندر خیمے کے گیا قاسم کو پلنگ پر نہ پایا
گھبرا گیا باہر آیا پکار کر آواز دی کہ یارو بڑا غضب ہوا آقا کو عیار لیگیا سمک یہ کہکے باہر نکلا کہ مین جستجو مین جاتا ہون
بیان فاروق انتظار مین اپنے عیار کے رات بھر جاگا ایک ایک سے پوچھ رہا ہی کہ ہمارا عیار گیا تھا ابھی تک نہین آیا
یہ ذکر تھا کہ نعمان بشتارہ بدوش آیا کہا حضور رات کو اس غلام نے جان لڑا دی آپ کا اقبال یاور تھا کہ اس
جوان کو لیکر آیا فاروق نے کہا آہنگرون کو بلاؤ ہتھکڑیان پہنا کر قاسم کو ہوشیار کیا قاسم نے آنکھ جو کھولی اپنے

مسلسل پایا بل کرکے منگے کہ خانۂ زنجیر مین غل ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی فاروق نے کہا او جوان مین
ابھی تجھکو قتل کرتا ہون قاسم نے کہا کہ اگر ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوئے تو کیا افسوس کی بات ہے شکر ہے کہ
پروردگار نے فنون سپاہ گری مین تجھ ایسے نامرد سے کمی نہین دی ہے اب تو نے عیار کو بھیجکر پکڑوا بلایا اُسپر ناز کرتا ہے
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر فاروق نے جلاد کو طلب کیا یہان تو جلاد کی طلب ہے مگر منصور باختری جو سوکر اُٹھا
خبر پائی کہ آقا کو عیار فاروق کا گرفتار کر لیگیا غصے مین اُٹھا اپنے گینڈے پر سوار ہوا افسران فوج کو طلب کیا
کہا مین اکیلا و تنہا جاتا ہون جب پھاٹک توڑدون تم بھی آجانا مگر گھبرانا نہین افسران فوج سب تیار ہوئے اہالیان
فوج کا قول ہے ہر چند مقدمہ بے ڈول ہے مگر جانین دیدینگے قلعے لینگے منصور چلا سامنے قلعے کے آیا گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہاتھ مین اسباب قلعہ گیری بہم پر آراستہ منصور سب کے آگے گینڈے کو بڑھائے ہوئے آتا ہے اہالیان
قلعہ نے جو دیکھا کہ فوج آتی ہے توپین سیدھی کین ایک دو گولے مارے کہ قاسم کے لشکر تک نہین پہونچے منصور
نے جو دیکھا کہ گولے پڑنے لگے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم یہین ٹھہرے رہو آپ اکیلا بڑھا اہالیان قلعہ نے آگ
برسا دی مگر منصور مظفر و منصور بر لب خندق پہونچا آواز دی کہ کیون مال خراب کرتے ہو مین آپہونچا فوج والے
بھی پہونچے اب اہالیان قلعہ گھبرائے جا کر فاروق سے کہا کہ اے شہریار بیٹھے بٹھائے قلعہ بند کیا ہے قاسم
کو چلکر سامنے اُنکے زیر تیغ بٹھائیے اپنے آقا کی جان کے خیال سے ہٹ جائینگے فاروق کو یہ بات پسند آئی کشان
کشان قاسم کو لیکر برسر قلعہ آئے پکار کر آواز دی کہ اے منصور ذرا ادھر دیکھو منصور نے دیکھا کہ قاسم کو زیر تیغ
بٹھایا ہے جلاد خنجر لیے کھڑا ہے حکم کا منتظر ہے قصہ مختصر کہ فاروق حکم دے تو قتل کردون فاروق نے پکار کر آواز دی
کہ اے منصور اگر قدم آگے بڑھاؤگے تو اپنے آقا کو زندہ نہ پاؤگے منصور منتین کرنے لگا کہ ہم ابھی پلٹے جاتے ہین
مگر برائے خدا ہمارے آقا کو نہ ستاؤ سب فوج پھر گئی مگر فاروق قاسم کو لیکر بارگاہ مین آیا مشیرون نے
صلاح دی کہ اس جوان کو زندہ رکھنا بہتر نہین جلدی اسکو قتل کیجیے معاذ اللہ خون برادران لیجیے فاروق نے
کہا قتل کردینا بھی برسر راہ ہون جلاد پھر سر پر آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا حکم اول پوچھ چکا تھا کہ آسمان
سے بجلی چمکی سب نے دیکھا کہ ملکہ نسترن جادو چالیس کنیزین گرد پیچ مین خود بھاری جوڑا پہنے ہوئے
کنیزون سے باتین کرتی ہوئی چلی آتی ہے فاروق نے جو نسترن کو آتے ہوئے دیکھا برائے تعظیم اُٹھا کہا
ملکۂ عالم آئیے عنایت سامری و جمشید تھی جو مین بچگیا نسترن نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا کہا حضور مین شکار کو
گیا تھا اس جوان سے مقابلہ پڑا زخمی ہوا آکر قلعہ بند ہو گیا مگر اس ظالم نے تعقب نہ چھوڑا آکے قلعے کو گھیر لیا
نعمان نے سب کی جان بچائی اندھیری رات تھی شب کو تو سو رہا کہ اُسوقت نعمان گیا اس جوان کو پکڑ لایا اب
آپ فرمائیے کہ کیا صلاح ہے میرے نزدیک اسی مین فلاح ہے کہ اس جوان کو قتل کرین نسترن کی جو نگاہ جمال جہانتاب
قاسم پر پڑی دیکھتے ہی عاشق ہوئی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی کہا اے فاروق اسکا قتل کرنا مناسب نہین
قید کرو ہم اسکی تدبیر تجھکو بتائینگے فاروق نے کہا اے ملکۂ عالم قید اسکی رہ نہ سکیگی اسکا سردار منصور باختری
قوت مین قوی تن اُسکو کون روکیگا آج بھی یلغار کرکے آیا تھا مین نے ڈرا کے پھیرا اگر ابھی چوک جاؤنگا تو ضرور
قلعے مین گھس آئیگا نسترن نے کہا مین اسکی تدبیر کر دونگی ایک سحر کردونگی کہ یہ سب بھاگ نکلینگے اسکی قید پاس
شاہان طلسم نور افشان کے بھیجینگے کچھ اسکا نام بھی معلوم ہوا دریافت کرو کہ اسکا نام نامی اسم گرامی
کیا ہے فاروق اسپر راضی ہوا قاسم کو قید خانے مین بھیجدیا مگر نسترن بیتاب ہے کہ کیا تدبیر کرون

اس جوان سے وصل حاصل ہو تسکین دل ہو روئے انور دیکھکر شکل آئینہ حیران زلفین دیکھکر بشکل گیسو پریشان
یہی سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون سامنے سے چلے جانا بھی ناگوار ہی کہا کیون فاروق تونے اس جوان کو
سمجھایا بھی تھا جان کا خوف سب کو ہوتا ہی اگر سامری وجمشید کو سجدہ کرے تو مین حضرت مین شاہ طلسم کے
لیجاؤن خطا معاف کراؤن سپہ سالاری لشکر دلاؤن فاروق کیا جانے کہ یہ مرتی ہی نام پر قاسم کے
جان جاتی ہی اسی وجہ سے گھبرائی ہی کہا ملکہ یہ سوال تو مین نے نہین کیا نسترن نے کہا ذرا بلا لو مین
اس سے سوال سامری پرستی کرون مانے تو زبردستی گردن دار ورنہ جاکر قیدی کو قاسم کو لایا قاسم
نے کہا کہ او نادان عورت ہمین کیون دم بدم محفل مین بلاتے ہو نسترن نے کہا کہ ای فرزند صاحبقران اگر تم
مذہب سامری قبول کرو تو شاہان نور افشان سے تمکو عہدہ سپہ سالاری دلا مین تمہارا مرتبہ بڑھا مین
قاسم نے کہا فتنہ کیا بکتی ہی ہم سامری وجمشید پر لعنت کرتے ہین خبردار کبھی ایسا سوال ہم سے نکرنا فاروق
نے کہا ملکہ سنتے ہو مین سن چکا ہون کہ مسلمان لوگ اپنی جان دیتے ہین مگر مذہب کسی کا اختیار نہین کرتے بڑے
بڑے ساحرون نے یہ ارادہ کیا مگر ان لوگون نے نہین مانا یہ سنکے خود بول اٹھی کہ ای شیر بیشۂ جرأت وای یکہ تاز
میدان جلادت وای فرزند رستم وای محترم ومحتشم مین آپ سے عرض کرتی ہون کہ شاہان طلسم نور افشان
سحر [illegible] ومصر الغرائب جنہون نے آپ کی سلطنت بزور بازو لی ہی مین چلکر انکا آپ کو سپہ سالار بناؤنگی
ورنہ آپ کے نسبت [illegible] آئین بڑا مرتبہ اعلی ہوگا قاسم نے کہا او فتنہ کیا بکتی ہی مین جان دینا منظور ہی خبردار
ایسے کلمے زبان سے نکال وہ ہمارا کیا مرتبہ بڑھائینگے بعنایت پروردگار ہمارے جد عالی تبار نے ملک ختن
تسخیر کیا اٹھارہ سو ملک اسکے تعلق تھے شمالیہ باختر کہ جسکا حاکم سیف الملک صف شکن تیغ زن شہ الیک
باج نگار تخت کا دہ ہزار سو ملک کا یہ بھی بادشاہ ہی وہ میرا خراج گزار ہی پہلوان عالی وقار نامی نامدار ہمارا
خراج گزار ہی تو کیا ہمارا مرتبہ بڑھائیگی طلسم نور افشان کیا چیز ہی تجھی کو یہ وہ ہندون کی سلطنت عزیز ہی ہم انکی
کیا حقیقت سمجھتے ہین نسترن نے بہت بہت سمجھایا قاسم نے جواب سخت دیا نسترن خاموش ہو رہی پھر
قید خانے مین بھیجدیا مگر دماغ ہو کہ فاروق کو بہ بدنامی آشنا ہی فاروق نے تخلیے مین صحبت آراستہ کی ہاتھ پکڑ کر
تخلیے مین لایا مگر نسترن اسقدر برخاستہ خاطر ہی کہ جون جون فاروق خاطر کرتا ہی نسترن کو ناگوار گزرتا ہی
خاموش بیٹھی ہی اسی خیال مین کہ اس جوان سے کیونکر ملون نہ شراب پی نہ کباب کھائے فاروق نے بہت ملاطفت
رغب کیا نسترن نے جواب دیا کہ ای فاروق آج میرے سر مین درد ہی فاروق حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی
جب فاروق نے بہت منت کی تو ایک جام شراب کا پیا مگر فاروق کو اسقدر شراب پلائی کہ یہ نشے مین بیہوش ہوگیا
نسترن اس مقام سے اٹھی مست مے محبت غرق دریائے الفت سحر کر کے زمین مین غرق ہوئی قید خانے مین
آکے نکلی قاسم خاموش بیٹھے ہین نسترن نے کہا کہ ای جوان تیرے واسطے مین نے بڑی مشقت کی پرانے آشنا
کو بیہوش کرکے آئی ہون اگر مجکو قبول کرے وہ مرتبہ تیرا کرون کہ کوئی تجکو زیر نہ کرسکے حرز ہیکل بنادونگی کہ جس سے
لڑیگا اسکو زیر کریگا قاسم نے کہا یہ نامردی ہمارا کام نہین ہم ساحرہ کی مدد قبول نہین کرتے ساحرہ کا ساتھ ہو
یا اسکے سحر سے کوئی کام لینا نامردون کا طریقہ ہی عنایت خدا سے سوائے دادا جان کے کسی نے پشت ہماری
زمین سے نہین لگائی جس کافر سے لڑے اسکو زیر کیا ساحرہ کی مدد لینا ہمارا طریقہ نہین نسترن سوچی کہ مقام
قید خانے کا خلاف ہی عذر بھی اسکا صاف صاف ہی اپنے مکان پر لیچلون انکار نہ کریگا اگر وہان بھی انکار کریگا

تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے قاسم کو سحر سے بیہوش کیا پنجے مین دبا کے اُڑی قلعہ نسترن مین
آئی کہ جسمین لاکھ ساحر رہتا ہی باپ اُسکا متین جادو نہایت ساحر زبردست ہی اُسی کے نام اُس قلعے کی
سلطنت ہی جا کر اپنے باغ مین اُتارا سامان عیش مہیا کیے قاسم کو مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھی جب
قاسم کی آنکھ کھلی قید سے اپنے کو رہا پایا مگر نسترن سامنے دست بستہ بیٹھی ہی قاسم نے منھ پھیر لیا اُسنے کہا اے
جوان رعنا واے بہادر یکتا میری بات کا جواب بھی نہین دیتا کہ مین تیری عاشق صادق یار موافق ہون مجھ ایسا چاہنے والا
نہ ملیگا ہر چند کہ اُسنے منتین کین مگر قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اور جب جواب دیا یہی کہا کہ کیا جھک مارتی ہی تب تو
نسترن نے قاسم کو ایک مہینے مین قید کیا کنیزین سمجھانے آتی ہین قاسم نہین قبول کرتے مگر وہان فاروق
جب ہوشیار ہوا اور یہ خبر اُسنے سنی کہ قاسم کو نسترن لیگئی غصے مین کانپا بڑا ڈر یہ ہی کہ منصور باختری
گھیرے ہوئے پڑا ہی ایک ہفتے کی اُسنے بمنت مہلت لی ہی کہ آٹھوین دن یا مقابلہ کرونگا یا قاسم کو دیدونگا
اسیر اُس پہلوان نے تامل کیا یہ جو اُسکو معلوم ہوا کہ نسترن قاسم کو عاشق ہو کر لیگئی غصے مین ایک نامہ
متین جادو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ساحر سامری عہد مین نے نبیرہ حمزہ کو قید کیا تھا نسترن آئی
دیکھکر عاشق ہوئی یہان سے اپنے باغ مین لیگئی ہی آپکو اطلاع دیتا ہون کہ فوراً قاسم کو گرفتار کرکے بھیجیے
بادشاہ طلسم کے پاس بھیجدیجیے ایک ساحر شوم جادو نامہ لیکر قلعہ سے نکلا سماک بھی خیال مین تھا اسے جو آتے
دیکھا راہگیر جنگے قریب آیا پوچھا بھائی تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا شوم جادو نام ہی پوچھا کہان جاتے ہو
اُسنے کہا عجب معرکہ گذرا کہ فاروق شاہ نے قاسم کو گرفتار کرایا تھا نسترن جادو اُسکی آشنا کہ مدت سے
جسمین محبت تھی قاسم پر عاشق ہوئی قیدخانے سے نکالکر لیگئی فاروق نے جھلا کر اُسکے باپ کے نام نامہ لکھا
کہ وہ اُسکو سزا دے دختر کو بھی سزاے کامل ملے یہ سنکر سماک گھبرایا شوم سے باتین کرتا ہوا چلا قلعہ
نسترن کا پتہ مفصل پوچھ لیا صحرا مین آکر شوم کو بیہوش کیا یہ شوم مدت سے پاس فاروق کے ملازم تھا یہی
اکثر قلعہ نسترن مین جایا کرتا تھا اب سماک نے بیہوش کرکے اسکو درہ کوہ مین ڈالدیا آپ پاے شاطری
مارتا ہوا قلعہ نسترن مین آیا بارگاہ مین آکر متین کو نامہ دیا متین نامے کو پڑھکر کانپنے لگا کہا کہ اس
فاحشہ نے یہ کیا حرکت کی مین فاروق کی آشنائی پر کب راضی تھا مگر وہ اپنا ہم مذہب تو تھا اب مسلمان کو
دولہا بنائیگی مذہب سامری پرستی کو خاک مین ملائیگی یہ کہا کہ ابھی اُسکو لاؤ شوم نقلی نے کہا کہ اے بادشاہ
غصہ نہ کیجیے تعجیل کی کیا ضرورت ہی آج شب کو وقت پر چلیے جس وقت کہ وہ قاسم کو صحبت مین بٹھاتی ہی یون
اگر بلایئے گا اس بات کو پوچھیے گا تو وہ انکار کریگی اور قاسم کو چھپائیگی پھر پتہ ملنا مشکل پڑیگا یہ بات متین
کو پسند آئی رات کو شوم نقلی کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑا کر طرف باغ نسترن کے چلا یہان نسترن نے موافق
قاعدہ روزمرہ قاسم کو بلاکر صحبت مین بٹھایا سمجھا رہی ہی کہ اے جوان میرے ذریعہ سے تمکو بڑا فائدہ ہوگا
تا بطلسم نور افشان ہو پہنچاؤنگی قاسم کہتے ہین ہمکو تیرے ساتھ جانا گوارہ نہین نسترن کہتی ہی کہ اے قاسم
اگر تو مجکو نہ قبول کریگا زندہ نہ چھوڑونگی تیرہ پارہ کرکے مار ڈالونگی قاسم جواب دیتے ہین کہ جو تجسے ہو سکے
قصور نہ کر یہ ذکر تھا کہ برق چمکی نسترن کی نگاہ پڑی باپ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ایک جادوگر پہلو مین قائم
سامنے بیٹھے ہین کہان چھپائے سلام کو اُٹھی متین نے آواز دی کہ اے گیسو بریدہ و ننگ خاندان تو نے یہ
کیا حرکت کی مسلمان کو لاکر اپنے پہلو مین بٹھایا ہی فاروق سے دشمنی پیدا کی یہ کہکے ایک گرز نسترن کو مارا

نسترن نے دیکھا کہ اگر یہ گولہ پڑیگا تو سر پھٹ جائیگا یہ بھی ساحرہ زبردست ہے انگلی سے اشارہ کیا گولہ پھٹکر گرا متین آگ ہو گیا کہا کہ او حرامزادی تجھکو سحر اسپید کے واسطے تعلیم کیا تھا بقول سعدی شعر کس نیاموخت علم تیر از من * کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد * نسترن و متین سے سحر چلنے لگا جب متین کے کئی سحر دفع ہوئے تو متین نے کارد سحر جھولی سے نکالی سینہ نسترن کا تاک کر کھینچ ماری پستان پر نسترن کے پڑی مہرہ پشت کو توڑکر پار گذری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من نسترن جادو بود متین زمین پر آیا قاسم سے بعتاب خطاب کیا کہ کیون او پسر حمزہ مین نے تیرے واسطے بیٹی کو قتل کیا تو بہ ارادہ طلسم کشائی آیا ہے سر ترا کاٹکر خدمت مین شاہ کے روانہ کرون کو کب کے قید ہوتے ہی ہر طرف سے بلوہ ہو گیا ابھی دو شخص پکڑے جا چکے ہین یہ تیسرا کہانسے آیا ہے شوم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے شاہ وہ تو بیٹی کا قتل کرنا تھا وہ اسی لائق تھی مگر یہ مرد مسلمان ہے اسکو ایسی طرح قتل کیا جائے کہ یاد تو کرے پھر کبھی کسی سے ایسی حرکت نہو جسقدر فرزندان حمزہ ہین سبھی آئینگے ہر شخص یہی دعوی کریگا کہ طلسم توڑدون کو کب و براں کو چھڑاؤن اس طرح سمجھایا متین کو لاکر مسند پر بٹھایا باتین کرتے کرتے کہا کہ اے شاہنشاہ آج تو مجھکو بڑی خوشی ہوئی جی چاہتا ہے کہ کچھ گاؤن شراب بہت سی پیون کہ بیہوش ہو جاؤن پھر ہوشیار ہون نشے مین مسلمان کو قتل کرون ہاتھ الگ سر الگ پانون الگ اس انجام سے اس جوان کو قتل کرین کہ روح سامری شاد ہو متین نے کہا کیا مضائقہ ہے تمہارا گھر ہے سمک نے باجا لیا خود طنبورہ چھیڑنے لگا گنگنا کے یہ غزل سامنے متین کے گائی نظم

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
ملتے ہی سے اسنے ہاتھ اٹھایا
اللہ رے کجی تری نظر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجھکو
آجائے بلا ادھر ادھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر
ہے یاد دیکھ اپنے ہم سفر کی
جس قصد سے جا ہو بھونک آؤ
کیا لی ہے خبر دل و جگر کی
خط دینے گیا تھا انکو دی جان
خالق ہے وہ خیر کی یہ شر کی
جب آنکھیں بند ہو گے اے آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہے جلال کی جوش مین

باتین ہین یہان ادھر ادھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنائے
جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
شوخی کرے کیون نہ گردش دہر
چتون نہ چھپیگی خیر و شر کی
رکھتی ہے جو کچھ بھی غیرت اے آہ
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
کیا کھینچی ہے یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہے کہ مین کہون کدھر کی
کچھ آنکھ مین تیری ہم نہ ٹھہرے
پیغمبری تری خبر کی
ناصح بہ خدا اگر کسی شب
کانون کو لگی ہے لو کدھر کی
اے چرخ تھی نہ گردش بخت
شاگرد ہے چشم فتنہ گر کی
اسنے درد تڑپتیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
الفت مین خدا اذیت کی ہو فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
گزری شب وصل بھی یہ اسنے
اپنی انھین آپ ہی خبر کی

متین پھڑک گیا کہا اے شوم کیا خوب گاتے ہو کہ تو بیتاب کر دیا سمک نے کہا کہ حضور مجھکو بچپن سے یہی ذوق ہے اور ایک کمال حاصل کیا ہے کہ سب سے شراب پلاتا ہون متین نے کہا یہ تو بہت مشکل ہے سمک نے کہا کہ دیکھیے شاید ہو سکے یہ کہکے شراب کو الٹ پلٹ کی بیہوشی جی بھر کے ملائی سمک نے شراب پلا کے شب کو بیہوش کیا قاسم نے کہا اے سمک اسکو

بعد قتل کے سمک نے کہا کہ ای شہریار غلام نے ایک مطلب سوچا ہی کہ اگر یہ مطیع اسلام ہو تو بڑا مطلب نکلے قاسم نے
منع بھی کیا سمک نے نہ مانا متین کی زبان مین سوزن دیا قاسم کو رہا کر لیا آپ کوزہ پکڑ کے کھڑا ہوا کسب
ساحر بیہوش پڑے ہین فتیلہ رفع بیہوشی دیا متین ہوشیار ہوا سمک نے کہا ای متین تم نے سمک بلداقی
دیکھا تمنے کہ لشکر ان جہنم واصل ہوئی تمھاری مراد دلی بھی نہ حاصل ہوئی اب شاہزادے کی اطاعت کرو تمکو
وارث طلسم نور افشان کے بیچ مین بڑا مرتبہ ہوگا کسکی مجال ہی کہ جو تمسے مقابلہ کر سکے سردار لشکر خاور سپاہ
مشہور ہوگے سمک نے ایسا سمجھایا کہ زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ مین
اطاعت کو حاضر ہون سمک نے کہا کہ ای شہریار شناخت بشر و قبلہ و کعبہ پر موقوف ہی ظاہرہ تو یہی
معلوم ہوتا ہی کہ دل سے مسلمان ہوا باطن کا حال خدا جانے یہ کہکے اسکی زبان سے سوزن نکالا متین جھپٹکے
قدمون پر قاسم کے گرا عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے کبھی گردن تابی نہ کرونگا قاسم نے گلے سے
لگا لیا آستین رحمت پشت پر رکھی صدائے مبارکباد بلند ہوئی سب ساحرون کو ہوشیار کیا وہ بھی اُٹھکے سر
قدمون پر گرے حال اسلام متین سنکر سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی متین شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ
مین آیا کل ساحران غدار حاضر ہوئے منصور کو بھی قاسم نے بلوا لیا اشفاق جادو کہ یہ پرانا ساحر ہو اسنے جو دیکھا
کہ متین مسلمان ہوا اور سب کو مسلمان کیا سب دائرہ اسلام مین آئے اسکو بہت ناگوار ہوا دربار سے
چپکا اُٹھا طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اور اپنے کو خدمت مین سحر العجائب کے پہونچایا تمام کیفیت
بیان کی کہا کہ کوکب کا سمدھی ایرج کے والد لڑتے ہوئے آن پہونچے تا بہ قلعہ سوسن اس طرح رسائی ہوئی
قلعہ اسلام آباد ہوا بیٹی کو باپ نے مارا متین مسلمان ہوا اب آپ کی طرف آنے کی تیاریان ہو رہی ہین یہ سنکر
سحر العجائب کے ہوش اُڑ گئے کہا یارو یہ مسلمان چلے ہی آتے ہین ابھی ایرج و نور الدہر کو خود جاکر
گرفتار کرکے لایا ہون کہ نبیرۂ حمزہ آپہونچا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ ایک سردار یہان سے جائے اور قاسم
کو مع متین گرفتار کرکے لائے اگر کوئی افتاد پڑے ہمکو لکھے ما بدولت خود آئینگے ہاتھ سے مسلمانون کے بچائینگے
مہتاب جادو مشیران سلطنت مین سے اُٹھا عرض کی کہ غلام جائیگا کہیے قاسم کا سر لاؤن کہیے زندہ
حاضر کرون سحر العجائب نے زانو پیٹ لیا کہا یارو یہی تو بڑا اعتراض ہی کہ مسلمانون کو بڑا اغماز ہی کہ ہم اندر
تین برس کے قتل نہین کر سکتے کہ جو سرحد طلسم مین آیا تین برس قید رکھنا چاہیے اہالیان طلسم نے سب شرطین
منظور کی ہین اُس شرط کے خلاف نہین کر سکتے مگر اب مسلمانون پر قید مین زیادہ جفا کرونگا کہ اپنی زندگی سے بیزار
ہوکر طالب مرگ ہون مہتاب کو اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحران غدار لے اسباب سفر سرکار سے مرحمت ہوا
تین دن مین سب سامان درست ہوا مہتاب جادو اس سامان سے طرف قلعہ سوسن کے چلا یہان شاہزادہ
خاور سپاہ کو ایک ہفتہ گذرا ہی کہ متین سے سوال کیا کہ ای برادر ہمین رخصت کرو کہ اب طرف طلسم نور افشان
کے جائینگے متین نے عرض کی کہ مین اسواسطے سایۂ دامن دولت مین نہین آیا کہ قدمون سے جدا ہون مین بھی
ساتھ چلونگا قاسم نے کہا کہ تیاری کرو متین کہتا ہی کہ ای شہریار لوح طلسم نور افشان کا کیونکر پتہ ملے
قاسم نے کہا کہ جب تلوار مردان عالم کی کھینچی کوئی شی سامنے نہین آتی تلوارون کو گھسکر مارینگے کوکب کو
قید کرکے بہت مغرور ہوئے انشاء اللہ بعد طلسم پر لڑائی ہوگی حال کھلجائیگا یہ تلوارام مہلت نہ پائیگا متین
نے عرض کی کہ ایک ہفتہ کی اور مہلت ملے کہ مین سامان درست کرون قاسم نے کہا کہ اچھا ہم شکار کھیل آئین

قاسم سمک و منصور کو ساتھ لیکر مع دو ہزار سواروں کے شکار کو چلے متین جادو سامان تیار میں مصروف تو
جانتا ہے مگر اسی ہفتے پر چلنا موقوف ہے لشکر لیکر قلعے سے باہر نکلا ہے اور دیبان نئی فوج کو تقسیم ہوتی ہیں متین جادو
کرسی پر بیٹھا ہے خیمے بارگاہیں نکل رہی ہیں فراشوں کو حکم ہے خیمہ دوزی میں مصروف ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ شعلے
چمکتے ہوئے ایک لکہ ابر سیاہ و کڑکتا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک زنی پانی برستا ہوا متین کھڑا ہو گیا ہرکاروں
سے کہا بڑھکر خبر لو ہرکارے چلے تھے کہ سب نے دیکھا مہتاب جادو تخت پر سوار گرد سب سردار پشت پر ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار اژدران آتش فشان پر سوار نام سامری و جمشید کا لیتے ہوئے صداے بزنگ بزنگ بلند ایک
ایک مغرور و خود پسند مہتاب جادو نے جو متین کو دیکھا کوس بھر کا میدان چھوڑ کے اُتر پڑا ایک ساحر کو حکم دیا
جا کر متین سے کہو کہ حاضر خدمت ہو اگر اسمین تامل ہوگا تو ہمکو یقین ہے کہ تمہارا چراغ عقل گل ہوا ساحر نے متین
کو آکر پیغام دیا متین نے جواب دیا کہ کہدینا کیوں شامتیں آئی ہیں میں شاہزادہ خاور سیاہ کا غلام ہوں
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مہتاب نے یہ جو سنا غصے میں طبل جنگی بجوایا متین نے جواب میں نوازش طبل کو حکم دیا
مگر متین نے ایک عرضی بخدمت قاسم روانہ کی مضمون یہ تھا کہ اے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس فلک اساس
دام اقبالہ بعد آرزوے قدمبوسی واضح ہو کہ طرف سے سحر العجائب کے مہتاب جادو ڈیڑھ لاکھ فوج سے آیا
اسنے طبل جنگی بجوایا غلام آمادہ حرب و پیکار ہے اطلاعاً گزارش کی زیادہ حد ادب یہ عرضی قاسم کو پہونچی سنتے ہی
شکار کے شغل کو ترک کرکے سمک کو ساتھ لیا طرف قلعے کے چلے گرد و نکلگئے تھے شام کو ایک مرغزار سبزہ زار
میں پہونچے زبانی کارگزاروں کے دریافت ہوا کہ ابھی قلعہ بارہ کوس پر ہے کل پہونچینگے لاچار اُتر پڑے [illegible]
کہ صبح کو روانہ ہونگے یہاں صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے مہتاب مغرور اژدر کو بڑھا کر میدان میں
نکلا مصاحبان متین براے مقابلہ نکلے مہتاب کے ہاتھ سے دس ساحر مارے گئے ستارے فلک محبت کے غروب ہوچکے
مہتاب نے للکارا کہ او متین ان غریبوں کو کیا بھیجتا ہے تو خود کیوں نہیں نکلتا ہے متین نے اپنا کرگدن مست نکالا
مہتاب نے دور ہی سے گولہ مارا گینڈا اسکا مارا گیا متین نے کار دحر پھینکی مہتاب نے اپنے کو بچایا مگر اژدرہا اسکا
بھی ہلاک ہوا دونوں پیدل ہوئے سحر چلنے لگے دونوں میں برابر کے سحر چل رہے ہیں فیل مست بنکر عرصہ دراز تک
لڑے خوب ٹکریں چلیں ہوتے کٹ کٹ کے گرے عقاب بنے وسط آسمان پر پہنچے گرتے گرتے پھر بشکل انسان ہوئے مگر
سب نے دیکھا کہ متین کا سر زخمی ہے پشت و پہلو پر بھی بہت زخم آئے ہیں چہرہ زرد مگر بہ مردی مقابلے سے نہیں ہٹتا
مہتاب نے خون اپنے جسم کا لیکر پھینک مارا متین زخمی تو ہو ہی چکا تھا بدن پر آبلے پڑے چرخ کھا کر گرا
بیہوش ہوا مہتاب جادو چلا کہ اسکو اٹھا لوں اپنے شکنجے میں کروں ساتھ والے دوڑ پڑے لشکر مہتاب
بھی چلا متین کو ساحروں نے اٹھا لیا بیہوشی میں [illegible] پر ڈال لیا لڑائی میں مصروف ہوئے دونوں لشکر باہم
لگے سحر ہونے لگے مہتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے میں ایک دستک دی آگ برسائی صدہا ساحر جلے ایک طرف
آکے سحر کیا دریاے سحر جوش مارکر لشکر متین پر گرا دریا کو دیکھکر ہزارہا ملازمان متین کود پڑے وہ دریاے سحر تھا
گرتے ہی غرق دریاے سحر ہوئے لشکر متین نے شکست کھائی متین کے وزیروں نے صلاح بتائی کہ سحر اسکا
غالب ہے لشکر اپنا تباہی کا طالب ہے اب بھاگکر قلعے میں چلو سب اس راے پر متفق ہوئے بھاگکر اندر قلعے کے
آئے پھاٹک بند کیا خندق کو آتش سحر سے معمور کیا قلعے پر سے آکر سحر کئے مہتاب نے اپنے لشکر کو روکا کہا یارو
قلعے کو گھیر لو چار جانب سے قلعے کو گھیر لیا ملازمان متین کہتے ہیں کہ اے شہریار آپ نے جان دینے میں کوئی بات

اُٹھا نہین رکھی اب کیا کرین ابتو ہر دو سپر لڑے آپ کے دس ہزار ساحر ہے دشمن کے بھی پندرہ ہزار مارے
اگر قاسم ہوتے تو کیا کرتے اگر وہ آجائینگے تو ایک سحر کرکے مہتاب بکڑ لگارات کو مہلت ہی نکلچلے یہ سنکر
متین نے کہا یہ مجھسے نہ ہوگا اور آقا بھی چلے ہونگے اُنکے سامنے لڑونگا مرونگا مگر زندہ نہ بھاگکر نکلجاؤنگا اسواسطے
اطاعت نہین کی کہ جان بچاؤن یہی منظور ہی کہ قدم اقدس پہ جان کو نثار کرون ہر چند کہ سب نے کہا
متین نے نہ مانا اُسی حال پر ملال مین کہ شیان مرہم کی چہ معین ہین پریشان پریشان بالائے قلعہ آکر بیٹھا
تاگاہ نیلی سب نے چادر ظلماتی روے زیبا پر کھینچی سلطان انجم سپاہ بصد شوکت و جاہ تخت زبرجدی فلک
پر قایم ہوا متین جادو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو کچھ خبر ہی کہ کل کی لڑائی تو پروردگار نے
طریقے سے رکھی مگر شکست حاصل ہوئی کل یورش کرکے وہ آئیگا مین نکل کے لڑونگا ساحر کہتے ہین کہ ہم آپ کو
نہ جانے دینگے وہ سحر مین حضور سے زیادہ ہی ہر خرد و کلان جان دینے پر آمادہ ہی کسی کو اپنی زندگی منظور نہین
ایک مرتبہ سب ملکر لڑ لینگے خواہ فتح خواہ شکست قلعے مین نہ آنے دینگے یہ بڑے شرم کی بات ہی کہ ان سے ہم دون
سے قدم پیچھے ہٹائین ناموس کو دشمنون مین چھوڑ کر چلے جائین عورات گوشہ نشین سوائے جان دیتے کے
کیا کرینگی یہ آبرو ریزی کبھی گوارہ نہ ہوگی اسی مقام پر لڑینگے مرینگے یہان تو یہ صلاح ہی مگر صبح کا انتظار
کرتے ہین جان دینے پر مر رہے ہین کہتے ہین یارو بات رہے جان جائے آبرو پر حرف نہ آئے مگر شاہزادہ
خاور سپاہ جو صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچا سمک سے فرمایا کہ ای سمک متین نے نامہ لکھا تھا کہ یہان
قبل جنگ بچگیا یقین ہی کہ آج دن کو مقابلہ پڑا ہو متین بھی ساحر زبردست ہی لڑا ہوگا مگر سحر العجائب نے
کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہوگا طلسم نور افشان مین سب طرح کا سامان موجود ہی جی چاہتا ہی کہ اسی وقت
سوار ہون اپنے کو پہونچاؤن ابھی مین لیٹا بیقراری مین آنکھ بند ہوئی خواب دیکھا کہ متین زخمدار قلعے مین
پریشان ہی لشکر کفار اُسکو گھیرے ہوئے ہی انتشار مین اُٹھ بیٹھا اب نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی سمک
نے کہا شکست ہونا تو ظاہر ہی کہ شاہان طلسم نے جسکو بھیجا ہوگا سمجھ بوجھ کے روانہ کیا ہوگا صاف ظاہر ہی کہ متین
مجبور و لاچار ہی زخمی ہو کر معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ بند ہوا سمک سے باتین کرتے ہوئے بیرون بارگاہ آئے دیکھا
کہ لوگ سو رہے ہین صحرا کا سناٹا کسی کی آواز نہین آتی چونکہ شب ماہ ہی جانور آشیانون سے نکل چہکتے پھرتے ہین
بقول شاعر شعر رنگ لالی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان بوتیمار + کہ ایک طرف سے نالہ رونے کی
آواز کان مین آئی قاسم نے کہا کہ سمک کوئی غریب بلک بلک کے رو رہا ہی صاف آواز آتی ہی غزلخوانی

تا اگر مستیم و گر ہشیار و گر دیوانہ ایم
ہر کجا غوغائے عشقت بلبل و پروانہ ایم
نیست جز محراب ابروے تو دل را قبلہ
گر امام کعبہ و گر راہب بتخانہ ایم
ہمرہ و ہمدم غمت بودہ بہ بطن مادرم
از ازل با این رفیق مہربان ہمخانہ ایم
این خمار آلودہ گیہائے بردن آید ز سر
تا کہ در بزم طرب در دے کش پیمانہ ایم
نیست گر معمورہ این ویرانہ ما کو بباش
مخفیا چون گنج پنہان در درین ویرانہ ایم

قاسم کا کلیجہ منہ کو آگیا فرمایا ای سمک کوئی عاشق زار یاد مین اپنے معشوق
کے بیقرار ہی کیا کلام مین سوز و گداز ہی چلو دیکھین سمک نے کہا کہ حضور ابھی رات کا وقت ہی جنگل کا مقدمہ ہی
کوئی غول بیابانی نہ ہو تو دھوکا دیتا ہو قاسم نے کہا کہ شیران دشت نبرد کو غول بیابانی کیا دھوکا دیگا دیکھین
تو کہ یہ کون آفت رسیدہ جفائے ہجر کشیدہ ہی یہ کہکے چلے پھر آواز آئی رباعی

پیشانی ہی پر مراد کی صبح وطن
ہی سورۂ واللیل وہ جعد شکین
ہی زلف و رخ یار اگر شام و چمن
اور سورۂ والشمس ہی چہرہ روشن

اس طرح کی آوازین آتی ہین کہ دل پریشان ہوتا ہی وہ صدا مین درد ہی کہ قلب اُلٹا جاتا ہی قاسم جلدی جلدی چلے لشکر سے
تھوڑی دور نکلے تھے کہ دیکھا ایک جوان رعنا تماج سر کا ڈھلکا ہوا سیاہ لباس گرد آلود گریبان چاک چہرے پر
خاک چشم نمناک ہاتھ گریبان چاک کرنے پر بیباک کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی مثل دیوانون کے چرخ مارتا ہی
تڑپ تڑپ کے یہ آواز دیتا ہی نظم

سر مو عشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے
شکوہ اُس بت کا کرون کس سے خدا سے پہلے
لال سی جان دی رو رو کے ہو عاشق نے
ورنہ کچھ کام نہ تھا شاہ و گدا سے پہلے
اشہب ذہن رسا اُڑ کے دم فکر سخن
ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے
سابقہ دلکو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پاتے کہ آجاتا ہی یار
اُڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
ای حبیبو ہون مین بیمار خط سبز صنم
باغ مضمون مین بہو پہنچا ہی صبا سے پہلے

مینھ برستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
قصد تو دل مین یہی ہی کہ بروز پرسش
میری امید بر آتی ہی دعا سے پہلے
سایل بوسہ ہوا ہون ترے آگے ای یار
زہر دو گھونٹ کے شربت مین دوا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا

کبھی اُٹھ کھڑا ہوتا ہی کبھی نخل کے گرد پھرتا ہی حرکتین دیوانہ وار وحشی مثال
قاسم نے قریب جا کر ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ ای جوان کیا کیفیت ہی کس حال مین مبتلا ہو ہم تمھارا حال
دریافت کرنا چاہتے ہین وہ جوان رونے لگا کہا کہ ای جوان رحم دل میرا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہی کیا
فائدہ آپ کو بھی ملال ہو گا قاسم نے کہا مین تو آپ کا حال ضرور پوچھونگا میرا دل بیقرار ہی تمھاری آہ سے
دل مین درد ہوتا ہی کوئی اس طرح بلک بلک کے روتا ہی اُس جوان نے ٹھنڈی سانس کھینچی یہ اشعار پڑھے نظم

نہ آہ مجھسے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین
پکارتی ہی محبت جو بیٹھئے چپ بھی
شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین
ترے تمام عمل ہین یہ رائگان ای شیخ
نیازمند کو کیون بے نیاز کرتے ہین
گلہ نہ کیجیو ای دامن شب ہجران
کہ بیکسونسے جو بیکس نواز کرتے ہین
نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھے
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

وہ ننگ عشق ہین جو سب احتراز کرتے ہین
تو بیٹھے ہوتے ہین ہم سجدے کرکے طالب وصل
یہ ڈھنگ جلد ترا افشاے راز کرتے ہین
نہ پھر کرو مسجد کو مجھسے ای زاہد
وہ دل کرتے تھے جو عشق باز کرتے ہین
کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون
کہ ہاتھ بخیۂ مژگان دراز کرتے ہین
پکارے قیر کو پامال کرکے عاشق کی
بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین
جلال ہو گئے بھی آپ مین نہین آتے

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
دعا بھی بعد ادا ے نماز کرتے ہین
یون تھکتے ہین دلسے جو ضعف مین نالے
مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہین
وہ شوخ کہتا ہی مجکو بنا کے بے پروا
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین
وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین
بعید نیاز اُٹھاتا ہی خنجر قاتل
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

اس جور سے یہ اشعار حیرت آثار پڑھے کہ قاسم بیقرار ہو گئے فرمایا کہ ای جوان بس سننے کی دل مین طاقت نہین دل
بیقرار ہوتا ہی بتاؤ تو نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کہان کے رہنے والے ہو کس ظالم نے ستایا اس شباب مین یہ بار
رنج و الم اُٹھایا اُس جوان نے کہا آپ کو میرا حال سننے سے کیا فائدہ ہو گا قاسم نے کہا کہ ہم جان و مال سے موجود ہین
اگر کسی زبردست نے تمپر بدعت کی ہو ہم اُس سے مقابلہ کرین لڑین مرین تمھارے معشوق کو تمسے ملائین تمھارا
رنج و غم مٹائین جب اس طرح پھر قاسم نے کہا وہ جوان بہت رویا کہا کہ ای مہربان ای غریب نواز ای بیچارون
کے چارہ ساز اصل یہ ہی کہ میرا نام گلگون تاجدار ہی یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی باپ میرا سلطنت کرتا ہی
ضعیفی مین مین اُسکے یہان پیدا ہوا اس وجہ سے پرانا نام کچھ اور تھا باپ نے قلعے کا نام قلعہ گلگون رکھا

ملک شاداب جواہر پوش باپ کا لقب مشہور ہی میرا مزاج شکار دوست ہی واسطے شکار کے صحرا مین گیا بیابان سے
تھوڑی دور پر ایک قریہ ہی کہ اُسکو قریہ صنوبر آباد کہتے ہین صنوبر زمیندار وہان کا حاکم ہی اُسکی دختر بلند اختر
ملک پرنگ عشوہ طراز برائے سیر نکلی تھین مجھ بدنصیب نے اُس قاتل عالم کو دیکھا اُسکا باپ زمیندار میرا باپ
تاجدار مین بھی جرأت مین تمام عالم مین مشہور ہون باپ نے میرے اُسکو پیغام دیا صنوبر زمیندار نے کہا یہ
شرط ہی کہ میرے یہان ایک لڑنا بدار سیہ پوش رہتا ہی اگر اُس سے مقابلہ کرو اور سیہ پوش کو زیر کرو تب
شادی سے پرنگ کی کامیاب ہو ورنہ ناحق بیتاب ہو مین بدنصیب دور از معشوق تھا ہرچند کہ فنون
سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق تھا جا کر اُس سیہ پوش سے لڑا دو پہر مین سیہ پوش نے مجھکو زیر کیا چاہا کہ مجھکو
قتل کرے صنوبر نے منع کیا کہ یہ شاہزادہ ہی ہمارے بزرگ خراج بھی دیتے رہے ہمارے واسطے بدنامی ہوگی مجھ
بدنصیب کو چھوڑ دیا باپ مجھکو لیگیا پہرے مقرر کئے مہینون قید رہا ایک دن لوگون کو غافل پاکے نکل بھاگا اس
صحرا مین دیوانہ وار وحشی مثال نہ دن کی خبر ہی نہ رات کا ہوش مصیبت سے ہمدوش نہ یار نہ مددگار رہا باپ نے چار و ناچار ترک
دیا اس حال پر ملال مین دیکھکر چلا گیا آپ نے آج ایسے کلمات تسکین کہے کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی
خدا آپ کی زبان مین برکت دے شاید کبھی تقدیر رسائی کرے اور معشوق تک پہونچین قاسم نے کہا کہ ای جوان
مین سیہ پوش سے مقابلہ کرونگا یا تو مین بھی جان دونگا یا انشاء اللہ دختر صنوبر شاہ سے تمھاری شادی کرونگا
گلگون تاجدار گر دیہرنے لگا کہتا ہی ای مسیحا تیرے کلمات سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی قضائے کار اُس صحرائے قلعہ اسکا قریب ہی گلگون کے باپ کے ملازم دیکھنے کو آئے تھے دیکھا کہ آج تو ہمارا شاہزادہ
مثل انسانون کے باتین کر رہا ہی ایک جوان آفتاب جمال ہمارے شاہزادے سے بمحبت باتین کر رہا ہی سب نے
آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار آج تو ہمنے آپ کو کسی قدر خوش پایا گلگون نے کہا آج خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا
کہ فرزند صاحبقران میری دستگیری کو تشریف لائے ہین میرا جی چاہتا ہی شعر گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی ۔ دیگر مصنف گر بر سر و چشم من بیائی ۔ بر قلب و نہم کہ کیمیائی ۔ جا کر والد نامدار سے
عرض کرو کہ ایک بارگاہ اور چند خادم و خدمتگار جلد روانہ کرین ہین اس شہریار کو دیکھکر شرمندہ ہون اپنی
بیکسی اور بیبسی پر روتا ہون خادم دوڑے ملازم بھاگے جا کر شاداب جواہر پوش سے یہ حال بیٹے
کا بیان کیا کہ آج ہمنے اپنے آقازادے کو نہایت چین مین پایا نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ قاسم یہان
تشریف لائے ہین انکو انکے حال پر رحم آیا اقرار کرتے ہین کہ تمھاری شادی ساتھ دختر صنوبر کے کرینگے ان
کلمات نے شاہزادے کو خوش کر دیا آپ تشریف لیچلین ملک شاداب خوش ہوگیا نوجوان بیٹے کی خبر جو
خوشی کی پائی جامے مین نہ سماتا تھا اُس وقت بارگاہ زربفتی چند خادم و خدمتگار شراب و کباب کھانے عمدہ
لیکر روانہ ہوا آتے ہی بارگاہ استادہ کرائی عاشق عروس سحر برائے نظارۂ جمال چہرۂ زیبا فلک نیلی پر جلوہ گر یعنی
صبح ہوئی اب قاسم کو خیال متین بالکل یقین ہی یہی تصور ہی کہ جسطرح بنے جاکر سیہ پوش سے لڑون اُس نامرد
کو زیر کرون اس نوجوان کی شادی تو کیا بڑی بات ہی اب گلگون تاجدار و ملک شاداب نے قاسم کو باعزاز
لاکر بارگاہ مین بٹھایا باپ بیٹے خدمتگزاری مین مصروف تھے قاسم نے کہا کہ ای شاداب اگر ہمسے محبت ہی
اور ہماری صحبت کی رغبت ہی تو دین اسلام ملت بیضا اختیار کرو دونون باپ بیٹے کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے
ملک شاداب نے یہ بھی کہا کہ ای شہریار ہم دل و جان سے آپ کی اطاعت کے طالب تھے شکر ہی کہ آج

قدمبوسی نصیب ہوئی تاریکی ظلمات سے نکلے نور اسلام سے مشرف ہوئے اب آپ اُس سیہ پوش سے مقابلہ کرین
ہم دل و جان سے راضی ہین اور کہین شادی بیٹے کی کرینگے گلگون نے بھی کہا کہ مین آپ کے جمال جہان آرا کا
عاشق ہوا نقشہ محبوب نگاہون سے گر گیا غلام عرض کرتا ہے کہ حضور تکلیف فرمائین اُس سیاہ رو سیہ پوش کا
عجایب طریقے سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ساحر ہے جب غلام نے اُس سے مقابلہ کیا چاہتا تھا پیچ باندھون پیچ پڑتا تھا
مین اُلجھ اُلجھ کے رہ جاتا تھا اکثر ایسا ہوا کہ اپنے شاگردون سے چار چار پہر لڑا سو پچاس پہلوانون سے مقابلہ پڑا
سب کو زور دلوائے کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا کہ پہر دو پہر مین تھک جاؤن اُسکے مقابلے سے دو پہر مین یہ حال ہوا
کہ معلوم ہوتا تھا استخوان جسم کسی نے توڑ ڈالے اُٹھنے کے لائق نہ رہا خوشی سے زیر ہو گیا اسکا کیا انتظام ہوگا
قاسم نے کہا کہ اے گلگون تاجدار جب تلوار کھینچی کوئی سحر و شعبدہ سامنے نہین آتا تم کیون گھبراتے ہو انشاء اللہ
اُسکو بجرأت قتل کرینگے زمیندار کی دختر سے تمھاری شادی ہوگی یہ فرما کے بارگاہ مین آکر بیٹھے مگر سمک نے بھی
تنہائی مین عرض کی کہ اے شہریار بیان سے گلگون تاجدار کے صاف ظاہر ہے کہ وہ سیہ پوش ساحر ہے
قاسم نے کہا سمجھا جائیگا اگر وہ ساحر ہے تو ہم ساحر کش ہین یہ کہکر اُٹھے بیرون بارگاہ ٹہلنے لگے صحرا کی طرف
نگاہ گئی دیکھا کہ ہوا بڑے زور سے چل رہی ہے ایک جانب حجرہ معلوم ہوتا ہے اُسمین چراغ کمال رونق سے
روشن ہے مگر ہوا اُسپر تاثیر نہین کرتی ہے قاسم نے کہا کہ اے سمک دیکھو یہ مقام کسی کامل کا معلوم ہوتا ہے
اگر کس زور سے ہوا چل رہی ہے مگر چراغ پر تاثیر نہین چلو چلکر دیکھین شاید کسی بزرگ کا مقام ہو سمک بھی ہمراہ
تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کہا حضور ضرور چلیین قاسم سمک کو ساتھ لیکر اُس چراغ کی جانب چلے جب
کوس بھر راستہ طے کیا دیکھا کہ حقیقت مین ایک حجرہ سنگ سفید کا بنا ہے چار سمت چار دروازے ہین مگر بیچ مین
چراغ روشن ہے اُسکا طبقہ رشک گلشن ہے ایک زاہد یزدان پرست گوشے مین تنہا بیٹھا ہے کچھ پڑھ رہا ہے
کبھی اسماے رب اکبر پکار پکار کر پڑھتا ہے مگر یا حفیظ و یا معین کا زیادہ استعمال ہے قاسم نے دیکھکر فرمایا
بیشک یہ یزدان پرست اس کفر آباد مین کس لطف سے پڑھ رہا ہے سمک نے کہا کہ حضور شاید کوئی اسرار ہو
قاسم نے کہا کہ نہین یہ شخص پاک صورت نیک سیرت ظاہر ہوتا ہے سمک تو خائف ہوا مگر قاسم آگے بڑھے
پکار کر صاحب سلامت کی اُس درویش جگر ریش نے جواب سلام دیکر کہا کہ اے شیر بیشۂ صاحبقرانی [illegible]
ہم تو آپ کے مشتاق تھے کیا ساعت سعید ہے بلکہ بہتر از روز عید ہے کہ آپ نے ہمکو سرفراز فرمایا آئیے تشریف لائیے
اس کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے قاسم کو حیرت ہوئی سوائے اسکے کہ یہ بزرگ
روشن ضمیر ہے صاحب جاہ و توقیر ہے مجھکو کیونکر پہچانا یہ سوچکر حجرے مین قدم رکھا ہاتھون پر اُسکے بوسہ دیا معانقہ
کیا درویش کھڑا ہو گیا قاسم کے سر کو سینے سے لگایا کہا کہ اے نور نگاہ صاحبقران آپ کے بزرگون کی ذات سے
دین حق روشن ہوا آپ فراش راہ دین اسلام ہین آپ عالیمقام ہین آپ کی خدمتگزاری سے روح کو راحت قلب
کو قوت ہوتی ہے آپ کی محبت تخم نیکی بوتی ہے قاسم اور درویش سے باتین تکلف کی ہونے لگین درویش نے پوچھا
کہ اس طرف آنا کیونکر ہوا قاسم نے کہا کہ گلگون تاجدار دختر صنوبر زمیندار پر مائل ہے آب و دانہ ترک
کرکے صحرا مین بیٹھا تھا اتفاق سے میرا آنا ہوا کلمات حسرت و یاس سُنکر بہت دل کو ناگوار ہوا اُس سے وعدہ کیا
کہ تمھاری شادی بلکہ خانہ آبادی دختر صنوبر سے کرا دینگے مگر اُسکے قریے مین کوئی سیہ پوش رہتا ہے وہ
یہ چاہتا ہے کہ جو سیہ پوش کو زیر کرے وہ میری دختر سے شادی کا نام لے انشاء اللہ آپ کی دعا سے کل اُس سے

مقابلہ ہو درویش نے یہ سنکر کہا کہ بابا وہ سیہ پوش ساحر زبردست ہی صدہا بندگان خدا کو اُسنے ذلیل کیا کوئی اُسپر غالب نہین آیا قاسم نے کہا پروردگار مالک ہی بقول شاعر شعر مردان خدا خدا نباشند ۰ لیکن زخدا جدا نباشند ۰ خوش نصیبی تو میری ظاہر ہی کہ آپ کی قدمبوسی حاصل ہوئی آپ ایسون کی ندنگذاری باعث شرف ہی مجھ اُس سیہ پوش پر غالب نہ آؤن یہ کہنا تھا کہ مرد درویش اُٹھا ایک صندوق رکھا تھا اُسے کھولا ایک چپّی نکالی اسکو کھولا اُسمین ایک تیغہ برق مثال تھا درویش نے کہا کہ ای شیر بیشۂ جرأت یہ تیغۂ سحر کش ہی جسکے پاس یہ تیغہ ہوگا اُسپر سحر تاثیر نہ کریگا قاسم کی کمر مین وہ تیغہ بندھوایا کہا بسم اللہ اب آپ جاکر آرام فرمائین صبح کو یہی لیکر اُس سیہ بخت کے مقابلے مین جائین پروردگار آپ کو مظفر و منصور کریگا رنج و الم دل سے دور کریگا قاسم نے سلام کیا رخصت ہو کر لشکر گلگون مین آئے آرام فرمایا بوقت سحر پشت مرکب پر سوار ہوئے گلگون کو ساتھ لیا شاداب کو تخت پر سوار کیا دو ہزار سوار پشت پر اس کروفر سے قریب قریۂ صنوبر آباد پہونچے صنوبر کو خبر ہوئی کہ گلگون تاجدار ایک جوان لال پوش کو ساتھ لیکر آیا ہی وہ جوان سیہ پوش کے مقابلے کا شایق ہی صنوبر زمیندار تخت مین سوار ہوا تمام گنوار ڈھال پھینکے باندھے ہوئے پاسی تیر تفنگ لیے ہوئے اس شان سے صنوبر زمیندار بیرون قریہ آیا ایک پاسی سے کہا کہ نقابدار بہادر کو بلا لو کہنا جسکو آپ نے زیر کیا تھا وہ ایک مددگار کو لیکر آیا ہی مسلح ہو کر آئیے وہ گنوار گیا تھوڑی دیر مین واپس آیا کہا نقابدار بہادر آتے ہین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ بائین پر سے قریے کے گرد اُڑی نقابدار سیہ پوش بصد جوش و خروش زگدن مست پر سوار پشت پر ہزار جوان سب سپاہی کی گانٹھ بنے ہوئے کہ نقابین چہرون پر لباس بھی سیاہ جسمین تلوارون کے نیام بھی سیاہ سیاہ بخت سیاہ رو اس کروفر سے نقابدار سیہ پوش آیا صنوبر سے پوچھا کہ کیون ٹھاکر صاحب کون نابدولت کے مقابلے مین آیا ہی دعوی باطل کرتا ہی صنوبر نے طرف گلگون کے اشارہ کیا قاسم نے مرکب تیز رفتار اپنا بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

آفتاب باشرق دین پروری
شہسوار لال پوش خاوری
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاوے زمین بیخ و بن برکنم

منم شاہزادہ ملک قاسم فرزند رستم او سیہ پوش سیہ رو بدخو ہمارے مقابلے مین آ کچھ ہنر سپاہ گری دکھا سیہ پوش بصد جوش و خروش گینڈے کو بڑھا کر سامنے صنوبر زمیندار کے آیا کہا ٹھاکر صاحب اجازت میدان صنوبر نے خوش ہو کر کہا کہ ای بہادر اب جسکو زیر کیا کرو اُسکو قتل کر ڈالا کرو بڑے عیب کی بات ہی کہ ہماری دختر تمھاری معشوقہ اُسکا جو نام ہے وہ زندہ رہے جب دو چار پر یہ سانحہ گذریگا کوئی نام عاشقی نہ لیگا سیہ پوش نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر میدان مین آیا قاسم سے نیزہ چلنے لگا ہر چند بڑ بڑاتا ہی اور سامری و جمشید کو بلاتا ہی مگر قاسم پر تاثیر نہین ہوتی ہی آخر قاسم نے نیزہ اسکا نکالا غصے مین ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی قبضے پر ہاتھ ڈالا چوڑا تیغہ لنگر دار جوہر دار دو سوسن کا نیام انتقام سے کھینچا قاسم نے تیغہ سحر کش نیام سے نکالا گویا بجلی چمکی آنکھون کے نیچے سیہ پوش کے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا حیران ہوا کہ آج کیا معرکہ ہی خود بخود دل گھبراتا ہی مگر غصے مین بہوت ہی کہ آج تک اسپر کوئی غالب نہین ہوا تیغے کا ہاتھ مارا قاسم نے بھی تیغے پر روکا برقتین چمکین شعلہ ہائے آتش بھڑکے مگر قاسم پر تاثیر نہ ہوئی جیسے ہی وہ تلوار مار کر ہٹا قاسم نے خبردار رکھئے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ جھلکا گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے بجلی چمکی ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے سپر کو کاٹ کے تلوار گری سرا سر سر کو تراشا یا تو تلوار قبہ سپر پر چمکی تھی یا زرہ تک

بوسہ دیا سمک پکارا تھا

نظم

برش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی	تیغ دو دم جسے دیکھکے حاسد کٹ جائین	وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ وار دو وار
ایک اک جزکے برابر سے گئے حصے چار	پڑ گئی ہیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار	واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا

دہ ہزار سیہ پوش جو تھے مارے آقا کہکر دوڑے **قاسم** انپر جا پڑے **گلگون تاجدار** بھی تلوار کھینچکر دوڑ پڑا اور مارنے لگا **شاداب** اگرچہ پیر زمین گیر تھا مگر شمشیر زن جفت تنگ تیغ زن تلوار کھینچکر مع اپنے لشکر کے جا پڑا چند سیاہ پوش جو ہاتھ سے **قاسم** کے بچ گئے دہائی دیتے ہوئے بھاگے **قاسم** طرف صنوبر کے چلے **صنوبر** نے پکار کر آواز دی کہ اے شیر بیشۂ جرأت اے یکہ تاز میدان جلالت ماشاء اللہ مین بیچارہ قوم کا زمیندار کھیت بونے والا مین کیا آپ سے لڑونگا تاجدار نے یہ ہنگامہ ڈال رکھا تھا یہ کہکر قریب آیا قدمون کو بوسہ دیا **قاسم** نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا صنوبر کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا **قاسم** کو لیکر قریے مین آیا اپنے مکان مین کہ کچا بنا ہوا چھوئی مٹی سے لپا ہوا تھا کتھری لا کر بچھا دی **قاسم** آکر بیٹھے موافق اپنی حقیقت کے زمیندار نے خاطر کی ترنج خوشبوئی بیٹے پر **گلگون تاجدار** کے لگایا مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی اسی شب کو **قاسم** نے عقد پڑھا **گلگون تاجدار** مدت کا عاشق زار تھا خوشی خوشی حجلۂ عروس مین آیا گوہر مراد حاصل کیا بوقت سحر **صنوبر** زمیندار اپنی گوہر لیکر ساتھ ہوا **گلگون** و **شاداب** نے عرض کی کہ ہم بھی قدم نہ چھوڑینگے ساتھ رہینگے **قاسم** نے انکو بھی ساتھ لیا ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر یہ گروہ تمام طرف قلعۂ **متین** کے چلے یہان **متین** جادو ہاتھ سے **مہتاب** کے زخمی ہوکر قلعہ بند ہے خوف ساحران سے درد مند ہے مگر **مہتاب** مغرور و متکبر لڑائی کو فتح کرکے قلعے کو گھیر کر اترا **متین** سے کہلا بھیجا تم کیون مفت مین اپنی جان دیتے ہو قلعے کو کھولدو چلے آؤ شاہ کی اطاعت کرو **سحر العجائب و مصر الغرائب** شاہ ان طلسم **نور افشان** نہایت رحم دل ہین صاحب اقبال ایسے کہ جنھون نے **کوکب** و لاچین کو قید کر لیا دو پوتے صاحبقران کے بڑے زور و شور سے آئے وہ طلسم بھی چھوٹے چھوٹے توڑے خود شاہ سوار ہوکر گئے اُن سرکشون کو بھی پکڑ لائے تھے جو **سامری** و **جمشید** کو برا کہا اُسکے بدلے مین برہمن کھلانا پڑینگے گائے ماتا کا پیشاب پینا ہوگا **سامری** و **جمشید** راضی ہوجائینگے تمھاری خطا معاف ہوگی یہ جو ساحر نے آکر **متین** سے کہا ہر چند کہ **متین** اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا اسکو بھی یقین ہے کہ قلعہ نہ بچیگا مگر نام بادشاہ سابق کا جو سنا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا دریاے حجاب مین غرق ہوا کہا کیون بھائی **شہنشاہ کوکب** نے کیا خطا کی تھی جو **سحر العجائب و مصر الغرائب** نے قید کر لیا ذرا انصاف تو کرو ساحر نے کہا کہ مسلمان ہونے انکی صورت دیکھنا مناسب نہین **متین** تو مطیع اسلام ہو چکا ہے بیقرار ہوکر جواب دیا کہ اے ساحر نابکار **مہتاب جادو** سے کہنا کہ دین اسلام مین کیا برائی ہے ساحر نے جواب دیا کہ ہم برائی بھلائی نہین جانتے باپ دادا کا مذہب ہے جو بزرگ کرتے تھے وہی ہمکو بھی کرنا چاہیے **متین** نے کہا تم ایسے جاہل سے کیا کلام کرین جاکر کہدو کہ جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کرو یہ تو ہمکو ثابت ہوا کہ سحر مین تجھسے زیادہ ہو جان دینگے گرفتار ہوکر تمکو اسون کے سامنے نہ جائینگے ساحر جھلا کر اُٹھ گیا **مہتاب** سے جا کر کہا **مہتاب** جھلا گیا کہا یارو یہ تو دریافت کرو وہ نبیرۂ **حمزہ** کہان گیا جسنے ان سب کو بدراہ کیا مذہب جد و آبا سے گمراہ کیا ساحرون نے عرض کی سنتے ہین کہ وہ بھاگ گیا آپکے سامنے وہ کہا آئیگا اگر خبر نہ پائیگا کسی درہ کوہ مین چھپ جائیگا **مہتاب** نے کہا اسکو تو تلاش کرونگا اسی نوجوان کی فکر مین تا کوہ **عقیق** جاؤنگا مگر طبل جنگی بجے کل اس قلعے مین ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا خبر **متین** کو ہوئی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو

مہتاب جادو مع کل فوج کے سامنے قلعے کے آیا متین نے ساحرون کو اشارہ کیا گوے ترنج و نارنج ماش کے دانے
رائی کے دانے سرسون کے دانے مثل آتش شعلہ ہاے سرکش چوب سحر ایک مرتبہ کیے ساٹھ ہزار ساحرون نے
جو ایک مرتبہ سحر کیے لشکر مہتاب کا اچھی طرح جمنے نہ پایا تھا کہ اسقدر جو سحر پڑے بیس ہزار جادوگر مہتاب کے
بے بکھو پانی مین غوطے ہوئے کچھ پر تون سے کٹے بیس ہزار کے مرنے کی ایک مرتبہ صدا بلند ہوئی باقی سب بھاگے
ہرچند کہ مہتاب غل مچاتا ہو کہ یارو کہان جاتے ہو کوئی جواب نہین دیتا ہو دو گھڑی کے اندر سب بھاگ بھاگ کر
دور پہونچے زد سے سحر کی ہٹکر کھڑے ہوئے متین نے جو دیکھا کہ لشکر حریف کا بھاگ گیا خوشی کے نقارے بجنے لگے بعضے
پکارے کہ وہ بھگا دیا نامرد بھاگے جاتے ہین مہتاب نے جو یہ غلغلہ سنا غصے مین کانپا ساتھ والون کو آواز دی کہ
تمے اپنے ساتھ میری بھی آبرو لی دیکھو تو کیا غضب کرتا ہون جو ایک کو زندہ چھوڑون تو میرا نام مہتاب جادو نہین
یہ کہکے سحر کرنے لگا زبان کاٹی خون چلو مین لیا قلعے پر پھینکا کھڑے ہوکر دستکین دین سر ہلایا دو ہتڑ زمین پر مارے
سامری و جمشید کو پکارا اس طرح کے سحر جو اسنے کیے جسقدر ساحر متین کے تھے سب خاموش ہوگئے سحر کرنا
موقوف ہوا متین نے ہرچند قصد کیا کہ سحر کرون کوئی سحر یاد نہ آیا لاچار ہوکر سب طرف دیکھنے لگا مجبور و لاچار
زبان بند دل دردمند ہونٹ اپنے کاٹتا تھا ساتھ والے بھی کہتے تھے کہ حضور سحر فراموش ہوا اور باے حیرت کا
جوش ہوا دل گھبراتا ہو کلیجہ تھراتا ہو کوئی سر پکڑ کے بیٹھ گیا اٹھنے کا ارادہ کرتا ہو دل بیٹھا جاتا ہو ہوش و حواس بجا
فرق آتا ہو زمین کو قلعے کی جنبش ساحرون کو بھاگنے کی کوشش ہزارہا ساحر قلعے سے اُترے بعضے گر گر کر مرنے لگے
بعضے پر یہ تاثیر ہوئی کہ برگشتی تقدیر ہوئی زبان بیکار ساحرون مین الامان کی پکار ایک سے ایک کہتا ہو کہ
یارو کدھر نکلجا مین کہان جاکر جان بچاؤن اب بڑی مشکل ہوئی سحر فراموش ہوا سامان مصیبت کا آغوش ہوا جب
مہتاب نے اہلیان قلعے کا یہ حال دیکھا کہ سحر کرنے سے سب رُکے اب سرکش جھکے پکار کر آواز دی کہ کیون اے
متین سحر کی ماہ دولت کے تاثیر دیکھی ابھی نمونۂ قہر و غضب خداوندی دکھاؤنگا تمنے خداوند سامری و جمشید
سے صلاح کر لی قدرت ہمسے راضی ہین پونے دو سو خداوند تمسے بیزار ہین بس اب یہی بہتر ہو کہ تم نکل آؤ بدل
سمجھتا ہون خطا معاف کرا دونگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھا قلعے مین تو شور گریہ و زاری بلند ہو بیکس و ناکس دردمند
مہتاب جادو سحر کرتا ہوا چلا آتا ہو آتے آتے برابر خندق کے پہونچا اسوقت اہلیان قلعہ کی بیقراری متین
کی گریہ و زاری جب برابر خندق کے پہونچا مہتاب نے نعرہ کیا کہ کیون ای متین دیکھا تونے غضب سامری و
جمشید مین تم سب مبتلا ہوئے یہ کہکے چاہا کہ خندق فراوُن متین بلبلاکے دعائین کرنے لگا کہ ای خالق کارساز و
ای بندہ نواز مدد کر ہم تو مسلم ہین یہ ظالم ہمارے مٹانے پر آمادہ ہو بیقرار ہوکے متین نے دعا جو کی صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب نے لشکر شاہزادۂ خاور سپاہ پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر نوبت نقارے بجتے ہوئے قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا
دور ہی سے نعرہ کیا سمک سے کہا کہ دریافت تو کر اس لیٹرنے والے کا کیا نام ہو سمک نے کہا کہ مہتاب جادو
مصاحب بحر العجائب و مصر الغرائب آپ کے نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر سنکر ان نامردون نے اس ساحر کو
بھیجا ہو اس نامرد نے آکر قیامت برپا کر دی متین نکلکر لڑ رہا تھا آخر زخمی ہوا سحر بھی کم ہو یہ تعلیم یافتہ بحر العجائب
بادشاہ طلسم نور افشان اب بیغرض کے برابر قلعے کے پہونچا ہو وہ سب بلک رہے ہین یہ سنکر قاسم نے گھوڑا
بڑھایا تیغہ سحر کش کے قبضے پر ہاتھ ڈالا دہن سے نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ز نم تیغ برابر و نیزہ بجام | ز آب دم تیغ شستم زمین
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ | بہ باختر کشد بزیر نگین

نعرہ کرکے آواز دی کہ او نامرد آ آگے جانا ملازمون نے مرکب پر نہ پہونچایا اسپر سوار ہوکے مقابلہ قاسم مین آیا ادھر سے
متین نے بھی قلعے کو کھولدیا فوج لیکر باہر نکلا قاسم و مہتاب سے مقابلہ پڑا دونوں طرف سے فوجین آکر جمگئین
ساحر دیکھ رہے ہین مہتاب جادو کی نگاہ جو جمال جہان آرای شاہزادہ خاور سپاہ پر پڑی حیران جمال و محو
دیدار ہوکر پوچھا کہ ای جوان تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی قاسم نے دیکھکر آواز دی کہ او بیحیا تو نے آج تک ہمارا
نام نامی نہین سنا طلسم نور افشان کے سنگریزے جانتے ہین ہم ذرات و اجرام پہچانتے ہین نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر عالیشان فرزند رستم پیلتن شعر آفتاب مشرق دین پروری ÷ شہسوار لال پوش
خاوری ÷ جب قاسم نوجوان نے اپنا نام نامی و اسم گرامی بالقاب و آداب بتایا مہتاب کی پیشانی پر پسینہ آیا
کہا ای جوان تو مجھسے کس فن مین مقابلہ کریگا قاسم نے کہا ہم مرد سپاہی ہین نیزہ و تیر و شمشیر و خنجر یہی ہمارا کام ہی
مہتاب کے خیال مین آیا کہ یہ شخص مرد سپاہی ہی اسی فن مین اسکو زیر کرنا چاہیے یہ سوچکر اسنے نیزہ مارا قاسم نے
سنان نیزہ بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑ ڈالا مہتاب نے ہرچند سحر کیا مگر کچھ سحر نے تاثیر نکی مہتاب نے
غصے مین تلوار کھینچی خوب سحر کیا بڑبڑاتا جاتا ہی نام سامری و جمشید زبان پر یہی خیال ہی کہ تلوار نہ کھینچ سکے قاسم نے تیغ
سحر کش نیام انتقام سے کھینچا سپر کی جانب متوجہ ہوئے جیسے ہی اسنے ہاتھ مارا ہزاروں شعلے بھڑکے بجلیاں چمکین
چھریاں گرین خنجر مثل قطرات باران برسے مگر کوئی حربہ جسم پر قاسم کے نہ پڑا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر وار کیا اور
آواز دی کہ او بیحیا مکار روار مردان عالم کا تو قبول کر شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ÷ بمہ شادی از دل
فراموش کن ÷ خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اُس رو سیاہ نے اپنے سحر کے زور مین سپر پہ ہاتھ نہ ڈالا سحر پڑھ کے سر
آگے کردیا کہا ای جوان دیکھون کہ تیری تلوار مین کسقدر رکاٹ ہی قاسم نے کہا کہ ثابت ہو جائیگا بقوت تمام ہاتھ مارا
برق شمشیر چمکی مہتاب نے عمداً وار کو سر پر لیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سراسر گلے جبڑے کو کاٹتا صراحی گردن سے مانند
قطرہ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذرگئی زین کو کاٹتا مع گینڈے اس بچھیلے چار ٹکڑے ہوئے متین پکار اٹھا
کہ آقائے نامدار سبحان اللہ نظم

رہے یہ برش شمشیر گر تصور مین
دم نگاہ نظر آئین اُسکو ایک کے چار

بیان کرون تری شمشیر کی ثنا کیا مین
ہو آبداری پہ اسکی یقین نظر کا گذار
پڑے جو بحر مین شمشیر آبدار کا عکس

ہوئی ہر تیغ قضا جسکے روبرو بیکار
نگاہ دیدہ احول دو نیم ہوجائے
تو تیغ موج ہو ہر منفذ حباب کے پار

ساحران مہتاب نے جو اپنے آقا کا یہ حال دیکھا سحر کرتے ہوئے قاسم پر آپڑے ادھر سے متین جادو نے کل فوج کو
اشارہ کیا کہ ہان یارو آقا کے ساتھ شریک ہو جادوگرون کو مار لو لشکر جادوگردن کا لگیا متین جادو سب کے
آگے بڑھا ہوا جب گولہ مارا سو سو کے سینے پر نکلے نکلگیا جب آتش کے دانے مارے آگ برسادی ہزاروں ناری جلکر
خاک ہوئے قاسم تیغ کھینچے ہوئے جس غول پر جاگرے درہم و برہم کردیا افسرون کو تاک تاک کے مارا ساحر سوا
سحر کرنے کے لڑائی نیزہ و شمشیر کی کیا جانیں گلگون تاجدار بصد شوکت و وقار شمشیر زنی کر رہا ہی قاسم نے
بھی متین سے کہدیا کہ غیر ساحرون کا خیال رہے میری فکر نہ کرو مجھپر ان نامردون کا سحر تاثیر نکریگا متین جادو
و گلگون تاجدار و ملک شاداب جواہر پوش کے پشت پر جہان کسی ساحر نے سحر کیا ہاتھ پانون انکے بیکار ہوئے
متین نے بڑھکر سحر کیا اُسی ساحر کو فوراً زمین مین گھسا دیا ان شیرون کو بچایا اس طرح لڑتا بھڑتا متین جاتا ہی
ساتھ والون سے کہتا ہی کہ مین نے کس شیر کی اطاعت کی کہ جسنے آتے ہی مہتاب ایسے جادوگر کو مارا انکے نبی کا
معجزہ شق القمر ہی وہ آج ثابت ہوگیا دیکھو ماشاء اللہ کس شوکت و شان سے لڑ رہے ہین شمشیر زنی مین کون انکا

ساتھ دیکھتا ہی دیکھو رہتے ہوئے برابر علمدار فوج کے پہونچے علمدار نے علم کو جنبش دی سحر کرنے مین بڑی بڑی کوشش کی
علم سیاہ سے ہزارون شعلے بھڑکے تلوارین گرین بجلیان چمکین اُس شعلہ ہاے آتش سے علم کے ساتھ والے جلنے بجلی سے
زخمین کی فوج والون کے ٹکڑے گئے فوج والون نے دُہائی دی کہ علمدار صاحب اپنے بیگانے کو پہچانیے وہ جو ہاتھی
کی شکل مشہور ہی وہ آپ نے ظاہر کر دی دس ہزار ساحر جانباز سر فروش آپ کے سحر سے کام آئے میں دیکھیے کتنے لاشے
آپ کے گرد پڑے ہین علمدار حیران کہ مین کیا کرون جون جون سحر کرتا ہی اسی کی فوج پر آفت آتی ہی سحر سے اس بھیا کے
زمین ٹھہرائی ہی مشہور جادو علمدار کا نام ہی دعوی کر کے چلا تھا کہ میرے علم کے قریب کوئی ساحر ٹھہر سکیگا دبیگا
کہ اسکے ساتھ والے بھی بھاگے جاتے ہین لاکھ غل مچاتے ہین مگر جان نہین بچتی آگ برس رہی ہی پانی برس رہا ہی ایک قطرہ
آب کو اسکی فوج ترس رہی ہی جب مشہور جادو نے دیکھا کہ میرا سحر میری ہی فوج کو جلاتا ہی سحر کرنے سے کیا ہاتھ
اُٹھا ہی تیغے کو کھینچکر قاسم پر ہاتھ مارا قاسم نے اُسے تیغہ سحر کش پر روکا علمدار پر ہاتھ مارا مع علم علمدار کو قلم کیا
فوج پر مہتاب جادو کے علم ماتم گرا اب کس نشان پر لڑین افسر بھی مارا گیا علم بھی گرا پاؤن اُٹھے ہر چند نقیب
اشعار مذمت دنیا کے پڑھتے ہین یہی صدا ہی کہ یارو کہان بھاگے جاتے ہو ان لوگون نے تمھارے افسر کو مارا علمدار
بھی واصل جہنم ہوا بہت سے بھائی بند تمھارے قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے بدلا تو لیلو مگر وہ لوگ نہین ٹھہر سکتے ہین
متین کا سحر شناخت کے ساتھ قاسم کی شمشیر زنی آخر سب بھاگے سمجھے تھے کہ پڑاؤ پر جان بچیگی مگر ملازمان متین
مال کے لالچ مین پہلے ہی سے آ پڑے خزانہ و بارگاہ اپنے قبضے مین کر لیا چھوٹے خیمون مین آگ لگا دی ساتھ والے
مہتاب کے جب اپنے پڑاؤ پر پہونچے دیکھا کہ خیمہ جل رہا ہی ساحر و غیر ساحر مال و خزانہ اپنے قبضے مین کر رہے ہین ان
بھگوڑون کو جو بدحواس آتے ہوئے دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے ہزارون کو مارا اب لاچار و مجبور ہوئے بھی
مایوس ہوئی دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر بھاگے تین کوس تک فوج متین و قاسم نے پیچھا کیا گھیر گھیر کے مارا
اہالیان فوج مہتاب کا یہ حال ہی کہ سحر کرتے ہین ہاتھ سے متین کے مارے جاتے ہین اگر نیزہ و تلوار پر تکیہ کیا
گلگون تاجدار فوج کو بڑھاتے ہوئے آتا ہی غول کے غول مٹا دیے آخر یہ سب شکست خوردہ افتان و خیزان
یہ کہکر بھاگے کہ یارو افسر ہمارا مارا گیا مسلمان نے پیچھا نہین چھوڑا ہے ہم بہت مجبور و لاچار ہین تلوار کی لڑائی مین
سر بر ہوتے ہین نہ سحر کرنے مین دیر ہوتے ہین یہ کہتے ہوئے بھاگے جاتے ہین خوف قاسم نوجوان سے قلب تھراتے
ہین جہان بھاگکر پہونچے وہین مسلمانون نے جا کر تہ شمشیر کیا لاشون کے ڈھیر لگا دیے ہاتھ دستگیری نہین کرتے
قدمون سے شیوہ ثابت قدمی جدا ہوا دل موم ہو گیا حیران و پریشان آخر جانور بنکر باز و تیہو قرقرے عقاب
کی شکلین بنکر آسمان پر جا کے چھپے ساحران متین بھی عقاب و باز بنکر پہونچے وہان بھی اُنکے قتل سے باز نہ آئے
شکار کھیل رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند متین نے عرض کی کہ اے شہر یار جو بھاگکر نکلگئے اب واپس ہو جیے
بھگوڑون کو جانے دیجیے آکر قدمون سے لپٹگیا گر دیکھتا تھا عرض کرتا تھا کہ کیون آقاے نامدار و مولاے قدر شناس
مین نے تو سنا تھا کہ آپ کے دادا جان صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم ہین کسی کا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا قاسم
نے فرمایا کہ اے متین مین بھی شریک حال ہون برکت اُسکی یہی کہ مین واسطے مدد اس جوان کے گیا تھا کوئی میرا
مطلب دنیوی نہ تھا یہی آرزو تھی کہ اس تاجدار کو دختر صنوبر زمیندار سے منسوب کر دون اُس ضمن مین ایک درویش
کامل سے ملاقات ہوئی اُسنے یہ تیغہ سحر کش دیا یہ بھی کہا کہ جسکے پاس یہ تلوار ہوگی اُسپر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا آج کے
جوہر کھلگئے مہتاب جادو ایسا ساحر زبردست کیسے کیسے اُسنے سحر کیے مگر کوئی تاثیر نہین ہوئی کہتے کی ہوشیار

متین نے کہا کہ آپ صاحب اقبال حاکم ملک جاہ و جلال ہیں یہ مدد غیب سے ہوئی انشاء اللہ اب قلعے پر دو چار دن
مقام کیجیے طرف طلسم نور افشان کے چلیے متین نے جسقدر حال نور الدہر و ایرج کا سنا تھا سب سامنے
قاسم کے بیان کیا کہ اُن شیر زن نے طلسم شوکت و طلسم خونریز فتح کیا حوالی طلسم نور افشان میں پہونچے
جس روز کہ سے یہ لوگ طلسم میں آئے قہار جو برادر ان پر عاشق ہوا اُسنے بھی طلسم کے بہت لوگ مارے خبیثہ کہ مختار
مرحلۂ طلسم کی مالک اُسپر عاشق ہوئی اپنے ساتھ لے گئی اکثر ساحروں کو قتل کیا مگر نکلنے نہ پاسکا آخر عجائب و غرائب
طلسم میں پھنسا خبیثہ چاہتی تھی اُسکو دین تن بنائے اُسی حال میں سحر العجائب و مصر الغرائب کسی وجہ میں
پھرتے پھراتے ہوئے آئے اُنھوں نے جو دیکھا کہ خبیثہ واسطے قہار کے سحر بنا رہی ہیں گرفتار کرکے بیکلے سحر کو مٹا دیا
اُس دن سے یہ عہد کیا ہے کہ ہفتے میں ایک دن سارے طلسم کی سیر کرتے ہیں اُسی گشت میں نور الدہر و ایرج
کو بھی گرفتار کیا ایسے ایسے ساحر اُن شیروں کو ملے تھے کہ اگر وہ خود ہوتے تو ہر کس و ناکس اُنپر دست انداز ہو سکتا
کسکی مجال تھی جو اُن شیروں سے مقابلہ کرے مگر مقدرۂ طلسم نے روکا کچھ کام نہیں اگر رستم بھی ہوتا تو اُن شیروں کے
ہاتھ سے مارا جاتا مگر شاہان طلسم نور افشان سحر میں طاق شہرۂ آفاق علم سحر و شعبدہ و کہانت ان سب علموں کے
حاکم ہیں ملک سحر و ساحری کے ناظم ہیں قاسم خوشیاں کرتے ہوئے مع فوج ظفر موج قلعہ متین پر آ کر دکش [illegible]
ڈیڑھ لاکھ ساحر لاکھ غیر ساحر اب قاسم کو بڑی خوشی ہے کہ اگر خدا فضل کرے اور لڑتے بھڑتے ہوئے تابہ نور افشان
پہونچے کوکب و تبران کی ہمارے ہاتھ سے رہائی ہو لاچین کو پھر امین کیا نام ہو متین عرض کرتا ہے کہ حضور
آپکے جاہ و جلال سے کچھ بعید نہیں ہے مگر یہ بہت بڑا طلسم ہے نور افشان اسکا اسم ہے نہیں معلوم لوح کہاں ہے
مشہور ہے کہ آج تک کسی نے لوح طلسم نور افشان نہیں دیکھی قاسم نے کہا کہ نجومی رمال جمع کرو ہم یہ اُنسے
دریافت کریں کہ اس طلسم کا کون فتاح ہے منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اگر ہمارے نام پر فتاحی نکلے تو خیر جو
خدا چاہے تو فتح کرکے آئیں متین نے نجومیوں اور رمالوں کو جابجا نامے لکھے مگر اب دو کلمہ داستان سحر العجائب
و مصر الغرائب نیکناموں کے گذارش ہوتے ہیں کہ سلطنت کا بڑا زور و شور ہے اہالیان مرحلہ جات ہر ہفتے میں
حاضر ہوتے ہیں ہفتے میں ایک دربار قرار دیا ہے کل رئیسان طلسم نور افشان آکر جمع ہوں وہ روز صلاح و مشورہ
ہے جبھی سے یہ سنا ہے کہ یہ سال آخر طلسم ہے ہر وقت تردد میں رہتے ہیں جب آٹھویں دن جلسہ ہوتا ہے اور ساحران
مرحلہ جات جمع ہوتے ہیں پہلے یہی بات پیش ہوتی ہے کہ کیوں یارو یہ تو کتب طلسمی میں مرقوم ہے ساحروں میں بھی
اس بات کی دھوم ہے سب جانتے ہیں کہ لوح طلسم نور افشان معدوم ہے مگر اتنا فقرہ کان میں پڑا ہے یہ جملہ
مشہور خاص و عام ہو گیا ہے کہ بت خونریز جس کوہ کا حاکم ہے وہانسے لوح کا نشان ملتا ہے جس دن سے طلسم
ہزار برج سے لوح طلسم آئی معتبران طلسم کے پاس لوح رہی پھر کوکب نے نہیں معلوم لوح کہاں رکھی
اس طلسم کے متعلق چھوٹے چھوٹے بہت طلسم ہیں وہ چھوٹے طلسم نگہبان طلسم نور افشان ہیں اپنی اپنی عقل کے
موافق سب سردار جواب دیتے ہیں کسی کا قول ہے کہ بت خونریز وہ ساحر ہے کہ اشاروں میں زمین ہلا دیتا ہے اُسکے
اہل و عیال بھی اُسی پہاڑ میں ہیں اگر طلسم کا پاس نہ کریگا اہل و عیال کو تو اپنے بچائیگا بعض کہتے ہیں اُسی پہاڑ
میں نمونۂ قہر سامری ہے ایک ایک پتھر میں سحر و ساحری بھری ہے ایک زمانے میں کئی سو ساحر عبادت سامری
کرکے فارغ ہوئے اور قصد کیا کہ قدرت سے زندگی میں لیں کئی سو نے اپنے کو اُس کوہ کی زمین میں دفن کرا دیا
زندگی رہنے کو علم حبس دم ایجاد کیا اگر کسی نے قصد کیا کہ کوہ نمونۂ قہر سامری کو فتح کریں تو بت خونریز بھی

مسلمان نہ ہوگا مشہور ہی کہ وہ پوتا سامری کا ہی خداوند جمشید بھی اُسکے عزیز دار ہین وہ مسلمان کاہے کو ہوگا اگر
وہ مارا جائیگا نمونہ قہر سامری ظاہر ہوگا گئی سو ساحر کہ حبس دم کئے ہوئے جو پڑے ہین سب نکل آئینگے اُنکے سحر
کی کمان پناہ ہی ایک ایک فلک سحر و ساحری کا ماہ ہی سحر العجائب و مصر الغرائب ان باتون سے خوش ہوتے ہین
اُن ساحرون سے کہتے ہین کہ طلسم نور افشان کا فتح ہونا ناممکن ہی سب کہتے ہین کہ ای شہنشاہ کس کی مجال ہی کہ
اس طلسم پر ہاتھ ڈالے اور یہ جو لکھا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی سامری و جمشید کے ہاتھ مین قلم تھا جو چاہا لکھدیا اس
طلسم کی عمر تمام نہین ہوسکتی یہ طلسم دوامی ہی یہ طلسم بڑا نامی و گرامی ہی اسیر سحر العجائب و مصر الغرائب
پھولے ہوئے بیٹھے ہین کہا یارو آج اس جلسے مین کوکب کو بلوا دو یہ تو سب جانتے ہین کہ کوکب کا ستارہ گردش
مین ہی فلک اُنکے مٹانے کی کوشش مین ہی ذرا آج وہ بھی تو سُن لین سب بزرگان طلسم جمع ہین کہ اس طلسم کا فتح ہونا
ناممکن و اس گمان مین ہین کہ طلسم فتح ہوجائیگا سب نے یہی کہا کہ آج کوکب و ترّان کو دربار مین بلائیے حیلہ یہ رہے کہ
سامری و جمشید کو سجدہ کرو اور یہ حالات سختی طلسم اُنکے سامنے بھی ذکر ہوجائے اُسی وقت شاخسار جادو
کو حکم ہوا کہ قیدیان طلسم کو لاؤ کوئی قیدی باقی نہ رہے اُسی وقت شاخسار گئی تینون شاہزادے ایرج و نور الدہر
و کوکب ترّان و دلاچین و بلقیس و ملکہ ناہید و بہار و مخمور کل قیدیان طلسم اگر دربار مین سحر العجائب
و مصر الغرائب کے حاضر ہوئے سحر العجائب نے کہا کہ ای شہنشاہ آپ کا گمان سراسر باطل ہی آپ سمجھے ہین کہ عمر طلسم
تمام ہوئی ایسا نہین ہی یہ طلسم کبھی فتح نہوگا مرحلہ بت خونریز نمونہ قہر سامری ہی جسدن اُس پہاڑ سے وہ لوگ
نکل آئینگے زمین ہلا دینگے کسکی مجال ہی کہ اُس طلسم کو فتح کرسکے ایسے ایسے جملے جو سامنے کوکب کے بیان ہوئے کوکب
نے فرمایا کہ یارو اتنا بڑا آسمان بے ستون کیونکر قایم ہی زمین کیونکر پانی پر بچھائی گئی قدرت خالق بحر و بر مین کسکو دخل
ہی ایک لمحہ بھر مین انقلاب ہوتا ہی لقب اُسکا مسبب الاسباب ہی اُسی کے اختیار مین قیام و انقلاب ہی تم سب قدرت
خدا کے منکر نہین انشاء اللہ ظاہر ہوگا بت خونریز کیا ملعون ہی کہ وہ نمونہ قہر سامری ظاہر کریگا پھر تو کچھ ک
ریگا یا مسلمان ہوگا اُسکا بھی امتحان ہوگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی صدا آئی سحر العجائب نے پوچھا کہ ارے دیکھو تو یہ
کیا ہی دیکھا کہ پچاس ہزار ساحران غدار گریبان چاک چہرون پر خاک چہرے بعضون کے کٹے ہوئے جسم پر آبلے
پڑے ہوئے بیقرار اشکبار فریاد فریاد کی صدائین بلند لاشہ ایک ساحر کا دوش پر اُٹھائے درد مند سامنے
بادشاہون کے رکھدیا سحر العجائب نے پوچھا کہ ارے یہ کسکا لاشہ ہی ساحرون نے عرض کی کہ آپ کے مصاحب جانباز
ساحر شعبدہ باز مہتاب جادو ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے متین جادو نے سحر کرکے زمین ہلا دی اُس جوان
لال پوش پر سحر تاثیر نہین کرتا تھا جب تو لاچار ہوکر ہمارا افسر مارا گیا وہ وہ سحر کئے کہ اگر کوئی ساحر زبردست انکے مقابلے
مین ہوتا جلکے خاک ہوجاتا مگر لال پوش پر تاثیر نہوئی اپنی بوٹیان کاٹتا تھا ہونٹون کو چاٹتا تھا آخر مارا گیا سحر العجائب
نے کہا کہ ارے مفصل بیان کرو جوان لال پوش کون شخص ہی ساحرون نے کہا کہ حضور نبیرہ صاحبقران صاحب
شوکت و شان قاسم نوجوان نہین معلوم کسطرح پر قلعہ متین پر آیا متین نے اپنی دختر کو مار ڈالا مگر نہین معلوم کیا ہوا
سُنتے ہین کہ کوئی عیار تھا اُسنے عیاری کی متین مطیع ہوا قاسم کا غلام ہوگیا مہتاب نے اُسکو شکست دی وہ شیر
مرے شکار گیا تھا شکار سے جو لشکر آیا مہتاب کو مارا اب قلعہ متین پر دو لاکھ اڑھائی لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع ہین
اُسکا ارادہ ہی کہ طلسم نور افشان پر آئے قیدیون کو چھڑائے کوکب نے ہنسکر کہا ای سحر العجائب کارخانہ قدرت
پروردگار دیکھا کہ ایک غیر ساحر نے اتنے بڑے ساحر نامی کو مارا فوج ساحران کو شکست دی کچھ کسی کی نہ چلی ہمارے

خویش کا باپ ہی فتاح ممالک سرکوب کافران کشندۂ ساحران شمالیہ باختر میں اُس شیر کے نام سے بڑے بڑے پہلوان کانپتے ہیں کسی کی کیا مجال ہی کہ اُس شیر کے سامنے نام جرأت لے رستم ہو یا زال ہو جائے سہراب دش شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صفدر وضعف شکن نبیرۂ حمزہ تیغزن سحر العجائب و مصر الغرائب کو کب کو بلوا کر خوب شرمائے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دے سکے یہی جواب تھا کہ جب دن قصد کرینگے مثل ایرج و نور الدہر کے اُنکو بھی پکڑ لائینگے غصے میں حکم دیا کہ اے شاخسار جادو سب قیدیونکو باغ ویران میں لیجاؤ جہانتک ہو سکے انکو تکلیف پہونچاؤ ہا ئے کیا کریں لکھا ہی طلسم منع کرتا ہی ورنہ ابھی سب کو قتل کرتے ان سب کے خون سے ہاتھ بھرتے مگر اندر میعاد کے قتل کرنے میں بڑی مصیبت در پیش ہی اسی بات کا ہمکو بس و پیش ہی شاخسار جادو سب قیدیوں کو لیکر باغ ویران میں آئی ایرج نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ کوکب آپ نے سُنا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ لڑتے بھڑتے تا بہ قلعۂ متین آگئے ساحر و غیر ساحر سب اُنکے ساتھ جمع ہیں ان شاء اللہ وہ ہی لڑتے ہوئے آئینگے قبلہ و کعبہ کی کوشش ضائع نہوگی تبر ان کو بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی باپ سے کہا کہ خدا کسی غیر کا شرمندہ نہ کرائے یہ سب لوگ تو پھر اپنے مقام پر آکر قید ہوئے شاخسار جادو نے کہ نگہبان ان قیدیوں کی ہی تکلیف دینا شروع کی کہ بیدون میعاد کے یہ لوگ قتل نہیں ہو سکتے ایسے صدمے پہونچائیں کہ یہ قیدی تڑپ تڑپ کے مریں مگر سحر العجائب نے بعد جانے قیدیوں کے وزیران سلطنت و مشیران ابہت کو جمع کیا کہا صاحبو میں نے تو اسواسطے ان قیدیوں کو بلایا تھا کہ ہر مہینے میں جلسہ ہوتا ہی حالات طلسم بیان ہوتے ہیں یہ بھی باتوں سے ظاہر ہوا کہ فتح ہونا طلسم کا ناممکن ہی یہ بھی واضح رہے کہ اس طلسم نور افشان میں نوشۂ قہر سامری ہی حالات اس نوشۂ قہر سامری سے لکھے جائینگے یقین ہی کہ عجائب و غرائب حجرۂ ہفت بلا کو ناظرین فراموش کریں اب وزیروں نے صلاح دی کہ جس ساحر کا قلعہ راہ میں پڑتا ہو اُسی کے نام حکم ہو کہ وہ جا کر قاسم کو روکے جنگ آغاز کرے آپ کو لکھے کہ کیا سبب ہی جو قاسم پر سحر تاثیر نہیں کرتا کوئی تحفہ طلسمی ہی یا اور کوئی شے دستیاب ہوئی یہ حال ظاہر ہو جائے تو خود بدولت جا کر اُسکا انتظام کریں سرجوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ میرا قلعہ قلعۂ متین سے چالیس کوس پر ہی میں جا کر انتظام کرونگا بنیگا تو قتل بھی کر دونگا یہ کہکے سرجوش جادو دو لاکھ فوج لیکر چلا یہاں قاسم جب لڑائی فتح کر چکے بڑی خوشی حاصل ہوئی متین نے کہا کہ اے شہریار بڑا خدا نے فضل کیا کہ مہتاب ایسا جادوگر قتل ہوا اگر حکم ہو تو جشن کی تیاری کریں قاسم نے نام جشن سُنکر اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکائے فرمایا ہم کیا جشن کریں کیا عیش و راحت میں مصروف ہوں فرزند دلبند ایرج نوجوان ہرچند کہ نور الدہر بھی دعویٰ فرزندی ایرج سے کرتا ہی اختیار ہی میں اُسکو بھی بجائے فرزند کے جانتا ہوں اُن دونوں کا جا کر قید ہونا طبیعت کا یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر سے مجھے
رہگیا دہقان دعائے ابر رحمت مانگتا
دم نکلتا ہی نہیں اے حسرت دیدار یار
گور میں چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
اشک میری خاک پر روتے حسینان بہشت
سیمتن محبوب بنتے ہیں جو دولت مانگتا
کیا کہوں آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا

ایک دن فرصت جو میں برگشتہ قسمت مانگتا
آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
داغ لگتا تھا جنوں کو کیا وطن میں کے میں
کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا
بیرخ عالم فروز یار عنبر سنگ تھی
میں اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
یار کے دل میں کدورت آگئی ہوتی تو میں
تنگ مٹی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

دیدۂ تر نوح سے طوفان کی رخصت مانگتا
تیرباران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز
چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دوسرا مجسا زمانے میں نہیں برگشتہ بخت
شمع بالین کیا میں بیمار محبت مانگتا
روز و شب رکھتا ہوں آغوش تصور میں تمہیں
دو گھڑی دل کھول کر رونے کی فرصت مانگتا
ان کلمات حسرت آیات پر گلگوں تیج جواہر

وشاداب جواہر پوش و سمک بلد اقی رونے لگے کہا حضور حقیقت مین ہمکو بخوبی معلوم ہو کہ فوج رنج والم کا
آپ پر ہجوم ہو آپ ہی کا کام ہو کہ اس فکر مین ہم لوگون کی دستگیری فرماتے ہین مقابلے مین ایسے ظالمون کے
جاتے ہین قاسم نے کہا تیاری کوچ کی کرو ہم اپنے کو تا بہ نور افشان پہونچا مین متین جادو نے لشکر تیار کیا
بعد کرو فر چلے قضائے کار قاسم مبتلائے رنج والم ہین بیٹے کا خیال بہو کی گرفتاری کا ملال سمک نے عرض کی کہ
حضور شکار کھیلتے ہوئے چلیں شام کو منزل پر ٹھہر جائینگے [illegible] قاسم لشکر سے جدا ہوئے صحرائے سبزہ زار مین شکار کھیلتے ہوئے
جاتے ہین سمک بھی طائر شکار کرکے لاتا ہو اور اب پر شکار جمع ہوتے جاتے ہین قاسم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا سمک
بھی پیچھے رہگیا دس بارہ کوس پر آکر قاسم نے آہو کا شکار کیا اُسی مقام پر کباب لگائے تیغہ سحر کش حمائل ہو کباب
لگا رہے ہین یہ خیال ہو کہ ساتھ والون سے جدا ہوئے دور نکل آئے یقین ہو کہ تلاش کرتے ہوئے ساتھ والے بھی آتے ہونگے
کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی ایک بادشاہ عالیجاہ کو دیکھا کہ تخت پر سوار تاج ڈھلکا ہوا لباس پھٹا ہوا ساتھ والے
بھی پریشان اُسی صحرا مین آکر اترا اُس تاجدار کی نگاہ جمال قاسم پر پڑی لشکر اتروا کر خود قریب قاسم کے
آیا شوکت و جلالت دیکھکر جھککر سلام کیا قاسم تو خلق کے پتلے ہین جواب سلام دیکر فرمایا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین نے
آپ کو انتشار مین پایا اسکا کیا سبب ہو ساتھ والے بھی آپ کے پریشان ہین وہ بادشاہ رونے لگا کہا کیا آپ
میرا حال پوچھتے ہین گرفتار دام مصیبت مبتلائے زندان آفت نور نظر سے دور کلیجے کے ٹکڑے سے مہجور میری بارگاہ
مین تشریف لیچلیے تو حال مفصل عرض کرون مگر آپ کے چہرے سے بھی جلالت و ریاست ہویدا و ظاہر ہو غلام کو آگاہ فرمایئے
قاسم اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ساتھ اُس بادشاہ کے اُسکی بارگاہ مین آئے اُسنے قاسم کو مقام صدر پر جگہ دی آپ
ایک کرسی پر آکر بیٹھا عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی سے آگاہ کیجیے قاسم نے نام اصلی بتایا وجہ بھی اپنے آنے کی ظاہر کردی کہ
ہم برائے فتح طلسم نور افشان جاتے ہین مگر ای بادشاہ عالیجاہ تمھارے حال کے بہت مشتاق ہوئے اُس بادشاہ
نے سر پیٹا عرض کی کہ ای شہریار میرے ملک کو شہر لات پرستان کہتے ہین اور قلعہ افاقیہ بھی لقب ہو میرا نام
ملک آفاق شاہ اس سن مین خداوند لات و منات نے ایک دختر آفتاب جمال خورشید مثال عطا فرمائی
بادشاہون نے جابجا سے نامے بھیجے کہ ہمارے ساتھ منسوب کیجیے لیکن باعث یہ تھا کہ وہ نہایت حسین و جمیل تھی یہی
ارادہ تھا کہ کوئی شہریار خوبصورت نیک سیرت ملے تو اُسکے ساتھ نسبت کرین قضائے کار ایک جادوگر رفیق قدیم
بادشاہ طلسم نور افشان کسی وجہ مین ہمارے ملک سے گذرا ملکہ اختر خورشید جمال کسی وجہ سے اپنے کوٹھے پر
تھین وہ جادوگر اُدھر سے ہوا جاتا تھا اُسکی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی عاشق ہوا ساحر خلاف تہذیب لیاقت سے در اپنے سحر کا
گھمنڈ با تکلف میری بارگاہ مین آیا مسطور جادو نام تھا مجھسے کہا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دیجیے
ورنہ ہم بہت ستائینگے مین گھبرا گیا کچھ جواب نہ دیسکا کہ ایسے مہمل کو کیا جواب دون مگر وزرا نے میرے کہا کہ ای ساحر اپنی
حقیقت کو دیکھو تجھ ایسے سرکار مین ملازم ہین تو نے یکایک بلا تکلف ایسا سوال کیا تجھکو ایسا مناسب نہین ہو اس طرح
کے کلمات جو ہمارے وزرا نے کہے وہ غصے مین اُٹھ گیا رات کو سیہ رو آیا نگہبانون کو سحر سے بیہوش کیا ملکہ کو
اُٹھا لیگیا بوقت سحر مجھکو خبر ہوئی مان کو اُسکی سودا ہوگیا آب و دانہ بند دائیان ددائین پریشان ملازم مثل آئینہ
حیران اکثر سرکار سے روانہ کئے کہ دیکھو ملکہ کو کہان لیگیا چونکہ وہ ساحر ہو ہم اُسکا کچھ نہین کر سکتے ناچار ہین اگر وہ
ملجائے تو اُسکے ساتھ شادی کردین اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو دیکھ تو لینگے میرے قلعہ افاقیہ سے پانچ کوس پر ایک باغ
تھا اُس باغی نے اُس گل گلزار خوبی کو باغ مین جاکر رکھا ہو کارون نے مجھکو خبر دی ہین کہ وہ تنہا اُس باغ مین [illegible]

دیکھا بیٹھا ہوا ہی ملکہ ایک گوشے مین منھ چھپائے بیٹھی رو رہی ہی مین نے جاکر بجز شامہ اُس ملعون کو سلام کیا کہا ای مسطور تمنے یہ کیا غضب کیا والدین سے بیٹی کو چھڑایا ہم تمسے وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے ملک مین چلو ہم تمھارے ساتھ شادی کرینگے اُس بیحیا نے غصے مین جواب دیا کہ آپ کسکی شادی میرے ساتھ کرینگے وہ تو میرے نام سے بیزار ہی مین بیٹی کے پاس گیا کہا کہ ای نور نظر اسکو شہر مین چلنے دو کسی ترکیب سے تمکو بچا لینگے بلکہ بن پڑیگا تو اُسکو زہر دیکر مار ڈالینگے مگر سرکشی اس سے مناسب نہین یہ ساحر ہی ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین ہر چند کہ دختر کو بہت سمجھایا اُس مغرور حسن و جمال نے یہی جواب دیا کہ مین تو اس بیحیا کو جواب بھی بات کا نہ دونگی خواہ مجھکو قتل کرے یا بخشے آپ میری خبر نہ لیجیے جو میری تقدیر مین ہوگا وہی ہوگا فکر تردد بیکار ہی مین نے لاکھ سمجھایا اُسکے خیال مین نہ آیا وہ کلمات سرکشی کیے گئی مین مسطور جادو کے پاس آیا کہا ای برادر اس عورت کے کہنے کا خیال نہ کرو یہ وحشی ہی تم ہمارے ساتھ اسکو لیکر ہمارے ملک مین چلو وہان اسکی ماں موجود ہی دایہ کہ جسنے دودھ پلایا ہی وہ بھی سمجھائیگی تب یہ آپ کا حکم بجا لائیگی اُسنے کہا کہ آپ جانیے ہم ساحر زبردست ہین کسی کی بات کب مانتے ہین سامری و جمشید کو برحق جانتے ہین ہم راضی کر لینگے مین نے کہا کہ ای برادر ہم لوگ اپنے ملک مین لیجائین وہان جاکر سمجھائین تم بھی چلو اُسنے جھلا کر مجھکو جواب دیا کہ ہمارے باغ سے نکلجاؤ ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو ہم اپنی مشکل آپ آسان کر لینگے مین لاچار ہوکر تھا یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو یہ سحر کرکے مجھکو لیکر یا قتل کر ڈالے تو مین کیا کرونگا نکلکر باہر آیا مگر چلتے چلتے یہی کہا کہ آج شام کو ہم اُس کمبخت کی ماں کو لیکر آئینگے سیانے کہین اور نہ جائیے گا اُس ملعون نے کچھ جواب نہ دیا یہی کہ گیا کہ تم جاؤ ہمین جو بن پڑیگا کر لینگے مین روتا پیٹتا محل مین آیا اُسکی ماں کو خبر دی کہ صاحب نہ گھبراؤ فلان باغ مین مین نے تمھاری صاحبزادی کو دیکھا ہی مین نے چاہا تھا کہ مسطور کو سمجھاؤن وہ تو جوش مین ہی ملکہ اُسکو قبول نہین کرتین اور فرماتی ہین نہ قبول کرونگی مین نے چاہا اصلاح کردون ملکہ نے نہین مانا شام کو مین اُس حسرت زدہ کو سوار کرکے باغ مین لایا دیکھا کہ باغ خالی ہی نہ ساحر ہی نہ اپنی بیٹی کو دیکھا روتے پیٹتے وہانسے پلٹ آئے نہین معلوم وہ بیحیا کہان لیگیا ماں تو اُسکی دیوانی ہوگئی جسنے دودھ پلایا تھا اُسنے اپنے چھری مار لی اپنی جان دی اب مین جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرتا ہون کہین پتہ نہین ملتا اس غم سے آٹھ پہر شل اور بیمار رہتا ہون ایک مہینہ گذرا تلاش کرتے ہوئے مگر کہین پتہ نہین ملتا قاسم نے کہا کہ ای ملک آفاق شاہ ہم تمھاری بیٹی کو تلاش کرینگے یا اپنی جان دینگے جس کام پر جاتے تھے اب اُسکو چھوڑا جب تک تمھاری نور نظر کو تمسے نہ ملائینگے اپنے کام کو نہ جائینگے

آفاق شاہ نے اس طرح رو رو کر بیٹی کا حسن و جمال بیان کیا اور حسن و جمال کی تعریف کی کہ قاسم نادیدہ اُس محبوب پر عاشق ہوئے چہرہ زرد دل مین درد و لب پر آہ سرد روئے انور پر گرد آفاق شاہ سے باتین کر رہے ہین کہ سمک یلداقی آکے پہونچا شاہزادے سے ملاقات کی پوچھا کہ کیون کیسا مزاج ہی قاسم سمک کو لیکر گوشے مین آئے کہا ای یار وفادار ای مونس غمگسار کیا بیان کرون اس بادشاہ نے ایسی باتین کہین کہ دل ٹکڑے ہوگیا انکی بیٹی کو کوئی ساحر اُٹھا لیگیا ہی اسی الم مین یہ بادشاہ جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہی نہین معلوم وہ ملعون اُس محبوب کو کہان لیگیا کیونکر پتہ ملے کہان تلاش کرین ہاے محبوب جانی دیار جادو انی ہی تو یہ کیفیت ہی کہ

ملا وہ غمکدہ جسمین چراغ بھی نہ ملا
اسیر کرکے ہمین کیون رہا کیا صیاد
کہ دل بھی تھا نہ ٹھکانے فراغ بھی نہ ملا
دکھائین یار کو کیا جسم داغدار کی سیر

کسی نے گھر کی کلی مین ملا ہی ہوں زلف یار کی بو
وہ ہمصفیر بھی چھوٹے وہ باغ بھی نہ ملا
خبر کو یار کی بھیجا تھا گم ہوئے ایسے
نظر قریب ہمین ایک داغ بھی نہ ملا

وہ دل نصیب ہوا جسکو داغ بھی نہ ملا
پھری تو باد صبا کا دماغ بھی نہ ملا
جنون کے عشق مین کیا ہوتی ہے یاد خدا
حواس رفتہ کا ابتک سراغ بھی نہ ملا
بھر آئے محفل ساقی مین کیون آنکھ مری

وہ بے نصیب ہین خالی ایاغ بھی نہ ملا | چراغ لیکے ارادہ تھا بخت کو ڈھونڈھین | شب فراق تھی کوئی چراغ بھی نہ ملا
جلال باغ جہان مین وہ عندلیب ہین ہم | چمن کو پھول ملے ہمکو داغ بھی نہ ملا | سمک نے کہا دل کو سنبھالیے ویسے

کلمات زبان سے نہ نکالیے آپ کو بڑا مقدمہ درپیش ہی اسکا بڑا بس وہیش ہی مین وعدہ آپ سے کرتا ہون کہ اسی ہفتے کے اندر اُس ساحر کو جاکر مار ونگا اور ملکہ اختر خورشید جمال کو آپ سے ملا دونگا یہ ذکر تھا کہ لشکر بھی قاسم کا اُسی منزل پر آکر پہونچا قاسم تو اپنے لشکر مین داخل ہوئے تم آفاق شاہ سے کہگئے کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم عیار کو واسطے تلاش کے بھیجتے ہین انشاء اللہ تمھاری دختر کو ڈھونڈھ لا دینگے سمک سے کہا جلد تلاش کرو سمک روانہ ہوا دن بھر پھرا شام کو ایک درخت پر بیٹھا ایک طرف روشنی دیکھی کہ شعلے بھڑک رہے ہین بلکے ابھی کے کوک رہے ہین رات بھر سمک نے دیکھا کیا صبح کو اُسی روشنی کی جانب چلا کوس بھر پرے آکے دیکھا کہ باغ ہی گرد اُس باغ کے شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین گرد ابر سیاہ باغ پر چھایا ہوا ہی سمک اُس باغ کے سامنے آیا دیکھا کہ زرعۂ گلستان ہی آئین آکر چھپا جب دن گذر گیا شام کو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کریہ منظر بیقرار و مضطر دیر تک آگ کے سامنے کھڑا رہا آخر کو سحر کیا آگ ہٹی دروازہ ظاہر ہوا ساحر اندر گیا سمک بھی پیچھے پیچھے ساحر کے چلا جب قریب خندق پہونچا دیکھا کہ گرمی آگ کی نہین معلوم ہوتی سمک بھی اندر چلا گیا جاکے ایک طرف چھپا دیکھا اُس ساحر نے چبوترے پر فرش بچھایا ایک چیخ ماری چند کنیزین گوشۂ باغ سے سامنے آئین جھککر سلام کیا کہا اُس ظالم جلاد کو لاؤ ہماری جان پر بنی ہی آج اپنی جان دینگے اُنکو بھی قتل کرینگے کنیزین گئین سمک نے دیکھا کہ قاسم نے جو تصویر تقریر مین دکھائی تھی وہی اختر خورشید جمال دختر آفاق شاہ ایک قفس مین بند درد مند سر خم لبون پر دم ہچکیان لیتی ہوئی چپ خاموش لاکر قفس فرش پر رکھا مسطور جادو بیٹھکر خوشامد کرنے لگا کبھی کہتا ہی کہ اے جان جہان وائے تاجدار اقلیم معشوقان مین عاشق زار ہون بہت بیقرار ہون اب لبون پر دم ہی فوج مصیبت آمادہ ظلم و ستم ہی برائے لات و منات غلام کو قبول فرمائیے اسقدر نہ شرمائیے ملکہ نے جواب دیا او کمبخت کیون اپنے کو بدنام کرتا ہی عاشق ہونے پر مرتا ہی ذرا خیال تو کر تو اس لایق ہی کہ تجکو مین قبول کرون تو جلد مجکو قتل کر تیرے دل کو خوشی ہو جائے خبردار اب کبھی مجسے ایسا سوال و جواب نہ کرنا سمک دیکھ رہا ہی کہ مسطور جادو کیا اکیلا ہی جھلا رہا ہی ملکہ نہین مانتی سمک بتبدیل ایک ضعیفہ کی شکل بنکر آیا جھککر مسطور کو سلام کیا بلائین لین کہا تجکو کیا ہوا ہی مسطور نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا والدہ ماجدہ مین نہایت مجبور و لاچار ہون اس ظالم پر جان جاتی ہی یہ نہین قبول کرتی ہی بڑھیا نے کہا بیٹا چلا کر نہ کہو عورت سُنیگی مغرور ہو جائیگی مرد تماشبین کو واجب و لازم ہی کہ اپنی چاہت عورت پر نہ ظاہر کرے تو تو ایسا چاند کا ٹکڑا ہی جو دیکھے دل و جان سے عاشق ہو مگر تونے کوئی خطا کی ہی دو باتین پوچھ ان کو راضی کر دون بعنایت سامری و جمشید مجسے انکار کر سکے کیا مجال یقین تو یہی ہی کہ وہ خود تجپر مرتی ہوگی تیرے اس ظلم و بدعت سے اُسنے انکار کیا مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون یہ کہکر بڑھیا ہنستی ہوئی چٹکیان بجاتی ہوئی قریب قفس کے آئی پکار کر کہا کہ کیون بنو میرے بچے نے تمھارا کیا کیا نقصان کردیا کہ تم اس بھولے مرد کو جلاتی ہو ایسے مرد کسی کو نصیب ہوتے ہین دیکھو ناک کتنی بڑی ہی دل خوش ہو گیا ہوگا اگر اسپر بھی پسند نہ آیا تو کیسا آدمی ڈھونڈھتی ہو کچھ مجسے ارشاد تو ہو ملکہ نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان مین جواب دیا کہ او بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی ہمکو یہ بات اچھی نہین معلوم ہوتی بڑھیا نے سر جھکا کر کہا کہ بی بی مین عیار ہون ملک آفاق شاہ نے مجکو بھیجا ہی مین ابھی اسکو مار کر آپکو پہونچا دونگا ملکہ خوش ہو گئی کہا مادر مہربان تیرے منھ مین گھی شکر شب محبت تاجنس مین نہین معلوم کیونکر گذرتی ہی یہ بدنصیب جیتی ہی نہ مرتی ہی کیون مادر مہربان کیا کسون نے بھیجا مجکو ہاتھ لگانے سمک نے کہا یہ تو بتاؤ یہ کنیزین اصلی ہین کہ نقلی ہین ملکہ نے

جواب دیا کہ یہ سب بنائی ہوئی ہین سمک نے کہا صرف تم اتنا کہدو کہ جو کچھ بڑی بی کہتی ہین مجکو منظور ہے ملکہ نے کہا بڑی بی ہنستی ہوئی پاس مسطور کے آئین کان پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا کیون رے گدھے مورکھ آج تک عورت کے مزاج کو نہین پہچانا مدعت کرنا شروع کردی وہ خود تجھپر جان دیتی ہے یہی کہتی ہو کہ مجکو میرے مان باپ سے کیون چھڑایا اسکا زبردستی پر جان دونگی بلاکر محفل مین بٹھا مین گاؤنگی شراب پلاؤنگی مطلب بھی ہو جائیگا مسطور چپ ہو گیا ملکہ کو قفس سے نکالا اپنے پہلو مین بٹھایا بڑھیانے بایان کھینچی گنگنا کے یہ غزل گانے لگی

نظم

مین خوش اسنے مرا خدا خوش
تقدیر یہ ہنسی کہ تم ہو کیا خوش
ظاہر ہین ملول دل ہے تنہا خوش
پھر بھی تو نہین ہے آشنا خوش
سو رنج دیے تو ہین رہا خوش
کس دن کوئی ہمنشین تھا خوش

کیا کیا ہوئے آسمان کو رنج
برباد کسی کی خاک کرکے
کہتے ہین مجھے وہ دیکے دشنام
مین نے جو کہا کہ مسکرا دو
پھر دل کوئی آہ سرد کھینچے

دیکھا جو کہین ہمین ذرا خوش
کیا پھرتی ہے کو بکو صبا خوش
گالی ہین بھی ہے یہ بھیا خوش
کہتے ہین مزاج آپ کا خوش
اس باغ کی بھی ہے کیا ہوا خوش

کافر ہو تو ان سے ہو جو نا خوش
دشمن سے خفا جو ہو گئے وہ
ہنستے تھے وہ رونے پر جو میرے
بیگانہ ہوا ہون اک جہان سے
بات ایک بھی کی جو اُسنے ہنسکر
پہلو سے جلال کے بجز درد

سمک نے جو یہ غزل گائی مسطور جادو جھومنے لگا کہتا تھا کہ اے مادر مہربان آپکا شکریہ نہین کبھی مین نے گویون کو بھی ایسا گاتے نہین دیکھا آپ کے گانے نے دل بیچین کردیا بڑھیانے جام شراب لبریز کیا اپنے ہاتھ سے مسطور جادو کو پلایا آخر مسطور لڑکھڑا کر گرا سمک نے خنجر سے اسکا سر کاٹا مرتے ہی اسکے تمام کنیزین پانی ہوکر بہگئین چند جو باقی رہین وہ قدمون پر گرتی تھین کہ ہم دیہات کے رہنے والے ہین ہمین زبردستی برائے خدمت اُٹھا لایا آپ جیسا فرمائین بجالائین سمک نے انکو بھی آزاد کیا ملکہ کو قفس سے نکالا باتون باتون مین عطر بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے لے چلا ایک مقام پر آکے پہونچا دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی جوش مارر ہا ہے دل بھر آیا جوش مین پیاس کے پشتارہ تختۂ سنگ پر رکھا پانی پیا ٹہلنے لگا کہ صحرا سے گرد اٹھی ایک جوان کو دیکھا کہ گھوڑا اڑائے ہوئے تاج کج خواہان شکار باز بلند پرواز اُڑاتا ہوا طاؤس کو باز نے گھیرا پر مارتا ہوا طاؤس کو زمین پر لاتا ہے جوان تماشہ دیکھتا ہوا اپنے باز کی تعریفین کرتا ہوا گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہے ایک مقام پر باز نے طاؤس کی آنکھ مین پنجہ مارا طاؤس زمین پر گرا جہان پشتارہ ملکہ کا رکھا تھا وہین وہ جوان کو دپڑا جھونکا ہوا کا چلا گوشہ ردا منھ پر سے ملکہ کے ہٹگیا تاجدار کی نگاہ پڑی جمال جہان آرا دیکھکر گر گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا سمک نے چاہا دوڑکر پشتارہ اُٹھالون جوان سد راہ ہوا کہا کہ اے شخص تو بردہ فروش ہے اس معشوق پری چہرہ کو کہانسے لایا اور کہان بیچا ئیگا سمک نے سب کیفیت مفصل بیان کی یہ بھی کہدیا کہ مین عیار ہون قاسم کا خبردار اسکے لینے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ ملک و مال سب لٹجائیگا اگر قلعہ آہن مین جاکر رہیگا وہان بھی میرا آقا پہونچیگا وہانتک کے دعوی معشوق کریگا اُس تاجدار نے برچھا سینے پر سمک کے رکھدیا کہا ہے شرط کہ مارون سینے کے پار گذر جائے سمک نے دیکھا کہ جان جاتی ہے خنجر کھینچکر لڑا سمک زخمی ہوا ہزار جوان اُسکی پشت پر تھے ڈھونڈھتے ہوئے آگئے اُس تاجدار نے حکم دیا کہ لاؤ محافہ حکم کی دیر تھی محافہ حاضر ہوا سمک حالت زخمداری مین روتا چلتا رہ گیا اُس جوان نے ملکہ کو محافے مین سوار کر لیا اُس حال پر ملال مین بھی سمک نے بڑھکر دامن پکڑا کہا یا تو مجھے بھی مار ڈالیے یا اپنا نام بتائیے مجکو بتانا پڑیگا وہ شیر بیشۂ جرات نہ مانیگا ضرور رجز خوان آئیگا اُس تاجدار نے کہا کہ کہدینا سلطان تاجدار مالک سرحد کا وہ سیہ قلعہ کا وہ میرا مقام ہے وہان کا بادشاہ ہون اگر تیرا حمزہ سنیگا تو ہمارا کیا کریگا ڈیڑھ لاکھ فوج رکھتا ہون خود جری بہادر صف شکن ہون بڑے بڑے پہلوان مجھے آگے لڑے میرے زور سے زیر ہوئے یہ کہکے محافے کے پائے پر ہاتھ رکھا ایک طرف روانہ ہو گیا سمک حیران حیران

دکھتا رگیا جب وہ دو کوس پر نکلگیا تو سمک افغان خیزان مجبور و لاچار و خمدار و بیقرار و اشکبار خدمت مین قاسم کی آیا قاسم نے سمک کو دیکھتے ہی آواز دی شعر اے پیک راستان خبر یار باگو ٭ احوال گل و بلبل بستان سرا بگو ٭ دیگر از کجا میرسی اے ہمہ فرخندہ قدم ٭ باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ٭ کہو بھائی کہین پتہ لگا یا اُس گرفتار مصیبت کا کہین پتہ ملا اپنا تو یہ حال ہو نظم

کمان کھینچے ہوے ادریم جہالت سخت جانی سے
کیا کرتے ہین کیا کیا پیچ کی تقریر اگر ہم
لگی آگ آتش غم کو زبان خامہ شعلہ ہو
کرے باندھتے ہین پانون کی زنجیر اگر ہم
زمی سجدہ مین برکت درند دیت راہ ہو جا

غم ابرو مین چہرے ہین دم شمشیر اگر ہم
وہ دل توڑے ہوا اپنا ادر رفعکے تیر اگر ہم
ہوئے تم کیون خفا تا شرے آہ رسا کی اب
بلا دیتے ہین سو سو خط دم تحریر اگر ہم
یہ اب کیون پڑ گئے جون انگلوٹے تا بدن نادر
گئے موسن فسون پڑھنے پے تسخیر اگر ہم

کیا کرتے ہین اپنے قتل کی تدبیر اگر ہم
کسی کے زلف پیچیدہ کے کیا سودے مین پیچ ہین
کیا کرتے تھے یہ تو پہلے بھی تقصیر اگر ہم
مجھ جہالت ہو سودے مین تری زلف سلسل
اُتھی رو گئے تھے نالۂ شبگیر اگر ہم

اسطرح یہ اشعار قاسم نے رو رو کر پڑھے جی مین سمک کہتا ہو کہ اے سمک اگر سامنے انکے معشوق کا ملکہ چھینا تا بیان کرونگا ایسا نہ ہو کہ دم دشمنون کا نکل جائے کہا اے شہریار آپ اپنی بیقراری کو دیکھین صبر کرین تو حال عرض کرون قاسم نے کہا کہ کیا سعر گذرا سمک نے عرض کی زمین نے جار مسطور کو مار ملکہ کا پشتارہ لیکر چلا ایک مقام پر پانی پینے کو ٹھہرا پناہ مانی مشکل ہوئی پانی پینا میرے واسطے زہر تھا ایک نوجوان موسوم بہ سلطان تاجدار بادشاہ قلعہ کاؤسیہ برائے شکار آیا تھا وہ غلام کو زخمی کرکے ملکہ کو چھین لیگیا کچھ زور میرا نہ چلا ہزار جوان اُسکے ساتھ تھے نام و نشان دریافت کر لیا قاسم نے ہتھیار اُسی وقت جسم پر لگائے تیغہ سحر کش بھی حمائل کیا ہر چند کہ سمک نے کہا لشکر کشی کیجیے قاسم آتش خو شعلہ مزاج کب مانتا ہی نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوا الگلون تاجدار و شاداب جواہر پوش و آفاق شاہ یہ خبر سُنکے دوڑے ہوئے آئے کہا کہ اے سمک جو گستاخی کر گیا اُسکا کیا نام ہو سمک نے جو سلطان تاجدار کا نام لیا آفاق شاہ مثل بید کے تھرا یا کہا کہ اے شہریار وہ زبردستان روزگار سے ہو لشکر کشی کرکے چلیے یکہ و تنہا جانا مناسب نہین ہو قاسم نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا ہشت مرکب پر سوار ہو کے چلیے لاکھ گھر کا ہم کا سمک نے کہا کہ مین ساتھ نہ چھوڑونگا سردار بھی فوراً تیار ہوئے لشکر مین قرنا ہوئی عقب مین قاسم کے کل لشکر چلا یہان سلطان تاجدار جو ملکہ کو لیکر اپنے قلعے مین آیا ایک مکان عمدہ مین اُتارا ملکہ روتی ہوئی اُتری سلطان نے کنیزین بھیجین ملکہ نے کسی سے کلام نہ کیا سلطان نے چاہا کہ مین تخلیے مین آؤن ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ سلطان سے کہدو خبردار یہان آنے کا ارادہ نہ کرین مین بدون اپنے باپ کے حکم کے کسی کا سامنا نہین کرسکتی ہون اگر یہان آئیگا مجکو زندہ نہ پائیگا انگشتری الماس کی میرے پاس موجود ہی فوراً کھا لونگی اپنی جان دونگی بہت پچھتائیگا تیرے کیا ہاتھ آئیگا سلطان درباروری سے منت خوشامد کرتا ہو کہ کل ملک و مال کا آپ کو اختیار ہو یہ غلام آپکا تابعدار ہو لاکھو یہ پیغام بھیجا مگر ملکہ نے اسکا آنا قبول نہ کیا بجبر و دکبیدہ و آرامگاہ مین بیٹھا مگر اُداس پریشان رفقا نے حال پوچھا سلطان نے ٹھنڈی سانس لی کہا یار و کیون شکار کر گیا تھا خود شکار ہو انظم

تحیر نگہ شوق خود حجاب ہوا
وہ آئے کیا شب وعدہ قیامت آ ہو گئی
نگاہ یار کی ٹھہری مرا شتاب ہوا
لبون پہ جان جو آ کر ٹھہر گئی دم نزع

کھل جو چپکے مین اک ساغر شراب ہوا
ستارہ بخت کا چمکا تو آفتاب ہوا
سنبھالتے دل بیتاب کو فراق مین کیا
کسی کے بوسون کا ارمان سد باب ہوا

نہ آنکھ دیکھ سکی جب وہ بے نقاب ہوا
سبو عرق سے بھرے بھرے آب آب ہوا
لگی نہ دیر جدائی مین دل کو پھر جلتے
اثر نہ آہ مین ٹھہرا وہ اضطراب ہوا
نگاہ دیکھتی ہو اُسکی کہ اُٹھتے محفل سے

جو دل کو بار ہوا کیا وہ باریاب ہوا
وہ مست ہوں کہ مرے ہوش کے تجسس میں
تو کوئے یار میں مجھپر یہ کیوں عذاب ہوا
نکالی آکے جوانی نے بھی نہ دل کی امنگ
تسلیوں سے جلال اور اضطراب ہوا

ہماری آنکھوں میں آ نکلی آرزو ہی رہی
بہت سا پیر خرابات بھی خراب ہوا
میں کہکے آرزوئے وصل آپ پچھتایا
بھلا ہوا کہ نہ شرمندۂ شباب ہوا

تمام عمر نہ بیدار بخت خواب ہوا
اگر بہشت ہے یارب مقام آسایش
مرا سوال ہی گویا ترا جواب ہوا
دلاے دیکھے کسی نے ستم کیا ہمپر

جب سلطان تاجدار نے اس حسرت و یاس سے یہ اشعار پڑھے سب گھبرا گئے کہا کہ اے شہریار اپنے کو سنبھالیے ایسا نہو کہ دشمنوں کی جان کا ضرر ہو کوئی اپنے کو ایسا پریشان کرتا ہے ایک زن صحرائی اسپر آپ اسقدر مبہوت ہیں حال تو مفصل ہمسے کہیے سلطان تاجدار نے کہا کہ ایک عیار طرار میں محبوب ستم شعار کو لیے جاتا تھا میں نے اُس سے چھینا اُسنے کہا کہ آفاق شاہ کی بیٹی ہے قاسم نوجوان نبیرہ صاحبقران اسپر عاشق ہیں اسی نوجوان کو دیکھ بڑی مشکل پڑ گئی میں نے نہ مانا چھین لایا وہ مجھسے بیزار ہے اب میں اُسکو منت کرتا ہوں وہ جلا دیتی ہے نہیں مانتی نام قاسم کا سنکر سرداروں نے کہا یہ تو آپ نے بڑا غضب کیا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت میں لاثانی صورت میں یوسف ثانی بہزاد و مانی اگر ہوتے تصویر اُسکی کھینچکر خود مبہوت ہوتے اس مہ جبین نے بھی اُس جوان کو دیکھا یا نہیں سلطان نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تک اسلیے اُسکے سامنا نہیں ہوا وہ جوان نادیدہ اسپر عاشق ہوا ہے اپنے عیار کو بھیجکر مسطور جادو کو قتل کرایا اب لیکر اپنے آقا کی خدمت میں جاتا تھا میں چھین لایا سرداروں نے کہا سرکار یہ سمجھیے یہ مسلمان اور دین کے لیے کیسی کیسی کوشش کرتے ہیں تاکہ اپنے مقدمے میں جان دینا اُنکے نزدیک ادنیٰ سی بات ہے اُنکی لڑائی نہیں کرامات ہے صحرا میں گئے شکار لائے بھائی بند جمع ہوئے ایک جگہ بیٹھکر کھاتے ہیں جرأت کا بڑا خیال ہے کہیں وہ ہی کریں خواہ جیئیں خواہ مریں صاحبان تواریخ نے ان سب کے حال میں کتابیں لکھی ہیں وہ مشتہر بھی ہوگئی ہیں آپ کے کتب خانے میں بھی یہ کتابیں موجود ہیں اگر آپ خواہش کریں تو ہم وہ کتابیں نکلوا دیں اس سودے کو دل سے نکالیے یہ معشوقہ کبھی آپ کے قبضے میں نہیں آئیگی سب کتابوں میں یہی دیکھا کہ جسپر یہ عاشق ہوئے وہ عورت اِن ہی کے قبضے میں آئی یہ حال سُنکر سلطان تاجدار نے آہ کی کہا بار و کیا کہکر دل کو سمجھاؤں زہر کھا کے جان دوں **نظم**

تو ہم جانے و ہم جانانۂ دل
محبت ہر جا بنے کند گرم
جو ہمون عاقبت مخفی بہرو

خیالت میہمان خانۂ دل
تو ئی شمع و منم پروانۂ دل
مراشد بر ملا افسانۂ دل

زلیخا وار از تصویر حسنت
بمن ساقی دلم خون بہر جامی

منقش کردہ ام کاشانۂ دل
کہ شد پر خون دل پیمانۂ دل

میں ہر چند چاہتا ہوں کہ ضبط کروں نہیں ہو سکتا میں نے بہت بہت ربط و ضبط کیا سرداروں نے عرض کی کہ ہمارا کہنا کیجیے ہرکارے روانہ ہوں یقین ہے کہ وہ جوان رعنا آتا ہوگا خواہ اکیلا خواہ مع فوج یہ سنتے ہی سلطان نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ قلعے سے باہر دو کوس پر جاؤ جس طرح وہ جوان آتا ہو اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ وہ ہرکارے تیز رو روانہ ہوئے مگر سلطان بیقراری میں پہلو بدل رہا ہے کبھی ٹھنڈی سانس بھرتا ہے کبھی اُٹھتا کبھی بیٹھتا کبھی کہتا ہے کہ صورت اس ظالم کی آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے تم لوگوں سے کیا بیان کروں میں نے تمام اسباب عیش و نشاط جوڑے بھاری مسند و تکیے جواہرات کے بچھے ہیں آج تک اُسنے لباس نہیں تبدیل کیا اگر آفتاب عالمتاب طالع ہے یا ستارۂ سحری ساطع ہے بقول شاعر **نظم**

ہوتی ہے ماہ نو کی ترقی کمال سے
بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب
اس صید کو بلائی محبت ہر جال سے

جز رنج کچھ حصول نہیں ہیر و قال سے
سچ تو یہ ہے کہ مجکو ہے نفرت سوال سے
یہ آرزوئے دل ہے اگر وہ الگ نہیں

دونا فنہ و داغ یار ہے حسن و جمال سے
کیا فائدہ حضور جواب و سوال سے
دل کو خیال گیسوئے جانان غضب کا ہے
ہونٹوں سے ہونٹ گال ملوں انکے گال سے

قانع ہو گر تو نعمت عظمیٰ سمجھ اُسے | ملجائے نان خشک جو اکل حلال سے | جتنی بھی دن سے حسن رخ یار بڑھ گیا
بہ لطف آفتاب او چندان ہلال سے | مضمون میان یار کا باریک ہی بہت | نازک ہے بات کیون نہو باریک خیال سے
مجسا بھی بجز نہین کوئی جہان مین | آگاہ مہ تون سے نہین اپنے حال سے | دنیا کے مکر سے نہین آرام ایک کو
ہر نوجوان تنگ ہے اس پیر زال سے | کیا نور جلد ترک ملاقات ہو گئی | رو دن بھی شاہ اُس بت شیرین مقال سے

سلطان کا تو محفل مین یہ حال ہے کہ بات بات پر روتا ہے اشکون سے منھ دھوتا ہے مگر ہرکارے جو بیرون قلعہ گئے تھے دو کوس پر جا کے ٹھہرے کہ دیکھا گرد اڑی ایک جوان لال پوش بصد جوش و خروش گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہے پشت پر دور دور ہزارون سوار و جبل فوج کے دل کے دل رواروی کرتے ہوئے چلے آتے ہین ایک ہرکارہ کھڑا رہا ایک بھاگا سامنے سلطان کے آیا عرض کی کہ وزرا جو کہتے تھے وہ جوان لال پوش مع فوج بیشمار آپہونچا ملک آفاق شاہزادہ باپ بھی اس شاہزادی کا ساتھ ہے اور کئی تاجدار بڑے بڑے سردار فوج بیشمار پشت پر چلے آتے ہین وہ جوان سب کے آگے اس جوش و خروش مین آتا ہے تیور سے اُسکے یہ ظاہر ہے کہ آتے ہی قلعے مین گھس پڑیگا دم بھر باہر ٹھہرنا اسکا مشکل ہو گی یہ سنتے ہی سلطان اُٹھ کھڑا ہوا کہا فرق نہین کرنا ہو وہ لاکھ فوج لیکر سلطان باہر نکلا کنیزون نے ملکہ کو بھی خبر سنائی کہ آپ کے باپ شاہزادہ قاسم کو ساتھ لیکر آئے ہین یا تو ملکہ رو رہی تھی نام قاسم کا سنکر ہنسنے لگی کنیزین جو گرد تھین اُنسے کہا کہ باپ کو تو جوش محبت پدری ہے مگر یہ بیچارہ کیون مصیبتین اُٹھا رہا ہے اُسی کے عیار نے جا کر مسعود کو مارا مجکو قید سے چھڑایا وہی مجکو لیے ہوئے جاتا تھا کہ سلطان نے چھین لیا یہ قزاقون کی حرکت ہے کیونکر کہون قلبی محبت ہے کنیزین سب سلطان تاجدار کی ہین سر جھکا کر چپ ہو گئین کوئی جواب نہ دیسکی مگر سلطان تاجدار دو لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوئے کوس بھر قلعے سے آگے بڑھا تھا کہ دیکھا قاسم نوجوان پشت پر کل فوج گلگون تاجدار و شاہ آ جواہر پوش و ملک آفاق و منصور باختری رواروی کرتے ہوئے آتے ہین قاسم نے دیکھا کہ سلطان تاجدار فوج بیشمار لیے ہوئے کھڑا ہے قاسم نے مرکب بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا پکار کر آواز دی کہ او سلطان تاجدار کیا تو نے قزاقون کی حرکت کی کہ ایک عیار کو زخمی کرکے عورت کو چھین لیا بہتر اسی مین ہے کہ محافے مین سوار کرکے ہمارے پاس روانہ کر دے ورنہ قیامت برپا کر دونگا اسکا باپ میرے ساتھ ہے ناراض عورت کو تو کون رکھنے والا ہے یہ کیا ظلم کا طریقہ نکالا ہے سلطان نے آواز دی کہ او جوان تجکو اپنے زور بازو کا بڑا گھمنڈ ہے اب تو شام قریب ہے کل صبح کو میدان رزم مین خون کے دریا بہینگے ہم بھی نہ خاموش رہینگے یہ سنکر قاسم اُسی مقام پر اُتر پڑے فوج بھی فروکش ہوئی بارگاہ مین آکر داخل ہوئے سب سردار آکر بیٹھے سلطان نے حکم دیا طبل جنگی بجے مین خود اس جوان سے مقابلہ کرونگا طبل جنگی پر چوب لگی ہرکارے جو قاسم کے بامر جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ

یارب نہال دولت تو سرفراز باد | دریاے فتح بر رخ بخت تو باز باد | حاجت مدام و دور زمانت بکام باد | اقبال بر دوام و دشمن ستدم باد

شہریار کی عمر دراز ہو کہ سلطان تاجدار نے طبل جنگی بجوا دیا ہے اُسکا ارادہ ہے کہ کل مقابلہ کرے قاسم نے سماعت فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے انشاء اللہ حریف کو جواب دینگے تیاریان لشکرون مین ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا ایسے شہنشاہ زرین پوش نے تاج شعاع سر پہ رکھا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغ مہر کو حمایل کرکے توسن فلک پہ جلوہ فرما ہوا نظم

روز دیگر کین جہان پر عزو ناز | یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر این زرین سپر | بستدی از شب را بہ تیغ افگنده سر

سلطان تاجدار بصد شوکت و وقار مسلح ہو کر پشت مرکب پر سوار ہوا خود زرین سر پر رکھا تیغۂ آبدار حمایل زیب کمر اُس کروفر سے دولاکھ فوج ساتھ لیکر میدان کارزار مین آیا

ادھر شاہزادہ مخاور سپاہ بصد شوکت و جاہ مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر پہلو سوار و سردار گھیرے ہوئے میدان میں
آکر پہونچے پرے جمنے لگے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکے کا کھکرتے اور مذمت دنیا میں یہ شعر پڑھے خمسہ

کس کس ہوئے گورستان جو ہم باخشت حالی تھے | مقابر جتنے دیکھے بھنے خستی پائمالی تھے | یہ دو مصرعے لگے ان پر مضمون خیالی تھے
بہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے | سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

تمام سپاہی و جوانان شمشیر زن و صف شکن جھومنے لگے لطف دنیا نگاہوں سے گر گیا سامان موت کا آنکھون کے نیچے پھر گیا
سلطان نے گھوڑا اپنا بڑھایا کہ شبدیز چالاک دست اسکا سپہ سالار گینڈے کو بڑھا کر صنعت نکلا پکار کر آواز دی
کہ اے شہنشاہ خونخوار کس دن کے واسطے ہیں ہم آپ کو مقابلے میں نبیرہ حمزہ کے نہ جانے دینگے ہم جاکر مقابلہ کرینگے
ابھی مشکین باندھکر لاتے ہیں اس جوان نے بڑی بے ادبی کی بے ادبی کی سزا دونگا ساری سپاہگری بھلا دونگا
لیے ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا میدان میں آیا سلح شوری دکھائی جب خوب گینڈا اسکا عرق آلود ہوا گینڈے کو روکا پکار کر
آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان و اے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلکر مجھ سے مقابلہ کرے قاسم نے مرکب بڑھایا
آفاق شاہ نے عرض کی کہ غلام جاکر مقابلہ کرے حضور ملاحظہ فرمائیں آپ ہمارے سردار ہیں وعدہ کر چکے ہیں قاسم نے
کہا کہ آپ ٹھہرین میں اس مکار کو جواب دیتا ہون آفاق شاہ کو روکر مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو بڑھایا مقابلے
میں شبدیز کے آئے تماشا در زن ہوئے پانچ قدم اسکا گینڈا تین قدم انکا مرکب ہٹا شبدیز نے کہا اسے جوان حربے
کرنے کو کوئی حوصلہ باقی نہ ہے میں جسکے مقابلے میں نکلا وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا کبھی حریف میرا زندہ نہیں پلٹا قاسم نے
کہا ہمارا دستور نہیں ہے اگر ہم مسلمانون کا طریقہ پیش دستی کا ہوتا تو تیغ کفر کو کھود کر پھینکدیتے جب تیرے حربے سے پروردگار
بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے شبدیز نے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ دیا قاسم
نے ایک مقام پر کاخلہ ٹہیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شبدیز کے نکلگیا ساری گھمنڈ ہرن بجولا بے لگامی کرنے لگا قبضے پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ لگایا قاسم نے پلارک افراسیابی پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا کہا او جوان یہ کہنا
کہ خبردار نہ کیا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا شبدیز نے سپر کو اٹھا دیا سپر کٹی تلوار سر پر چلی اسنے اپنے کو کفل پر گینڈے
کے ہٹایا تلوار تڑپکر گینڈے کی گردن پر پڑی گینڈے کی گردن کٹی شبدیز گینڈے سے گرا قاسم نے چاہا پائمال کرکے
نگہبانان ابلیان فوج نے جو یہ دیکھا کہ سلطان تاجدار نے بھی آواز دی کہ یارو میرے سپہ سالار کو بچاؤ تمام فوج
جا پڑی سلطان تاجدار بھی تلوار کھینچکر جا پڑا ہمراہیان قاسم بھی آپڑے دونون لشکر لڑنے لگے تلوار چلنے لگی مگر سلطان
لڑتا ہوا جاتا ہے قاسم صفون کو درہم برہم کرکے شیرانہ نہنگانہ سامنے سلطان کے ہو پہنچے آواز دی کہ او جوان
کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر تیری بے اعتدالی بہت ناپسند ہوئی ہمنے بھی خبر پائی ہے کہ وہ شاہزادی
تیرے نام سے بیزار ہے تو نے زبردستی اپنے قبضے میں رکھا ہے سلطان بھی جھلایا ہوا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا
قاسم پر برس پڑا مگر قاسم نے سب وار رد کرکے نعرہ کیا کہ او جوان ایک وار مردان عالم کا قبول کر جو شبدیز پر گذری
اونہوں نے تجھپر بھی وہی گذریگی ہاتھ پلارک کا مارا سلطان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا شبدیز نے جو یہ سیر کر دیکھا
یہ تو صحیح و سالم تھا پشت پر سے آن کے قاسم کے ہاتھ مار دیا جب تک قاسم پلٹیں تلوار پڑی سر قاسم کا زخمی ہوا
قاسم کو بہت ناگوار ہوا غصے میں سلطان کو چھوڑا طرف شبدیز کے پٹ پڑے کہا او ستارہ پیشانی یہ تو نے کیا حرکت کی
مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اسنے پھر تلوار کا ہاتھ مارا اگرچہ بوندین خون کی چہرۂ زیبا پر ٹپک رہی ہیں زخم کا کچھ خیال نہ کیا
تلوار کا ہاتھ مارا شبدیز نے آواز دی کہ اے شہریار والی سلطان تاجدار جس طرح میں نے آپ کو بچایا تھا آپ بھی

مجکو بچائے سلطان جا پڑا اُسنے مرکب کی پشت پر سے آنکر ہاتھ مارا زخم سر قاسم جو پارہ ہو گیا یقین تھا کہ گھوڑے
پر سے گرے گلگون تاجدار جا پڑا اسنے سامنا کیا قاسم کو ہٹایا سمک نے باگ پر ہاتھ ڈالکے قاسم کو الگ کیا مگر
سلطان تاجدار و شبدیز نے ملکہ گلگون کو بھی زخمی کیا جوش محبت فرزند مین باپ بھی اسکا آپڑا دونون سردارون
نے اسکو بھی زخمی کیا منصور باختری بھی خوب لڑا اب تو سلطان تاجدار کا قاعدہ ہو گیا کہ جو پہلوان سامنے آگیا
شبدیز نے پشت پر ہاتھ مارا سلطان نے زور پر سے تیغہ لگایا چالیس پہلوان قاسم کے مارے گئے بارہ سردار
زخمی ہوئے قاسم تو بیہوش ہو گئے ہین کوئی ایسا افسر لشکر مین قاسم کے باقی نہ رہا کہ فوج کو ترغیب دیکر لڑواتے فوج
نے شکست فاش کھائی پیچھے ہٹے کفار نے پیچھا نہ چھوڑا سمک سب کو ہٹا کر پڑاؤ پر لایا اُن ناریون نے خیمون
مین آگ لگا دی خزانہ لٹ گیا سمک نے سب کو سمیٹ کر اپنے ہمراہ لیا پڑاؤ پر آیا دیکھا پڑاؤ پر آگ لگی ہو خزانہ لٹ رہا
آخر کو پڑاؤ بھی چھوڑا تین کوس ہٹکر ایک صحرا مین اُترے سلطان تاجدار نے مال مسلمانان لٹوا لیا بہ فتح و فیروزی
بارگاہ مین اپنی پہونچا کہا یارو خداوند لات و منات نے بڑا فضل کیا بڑے ظالم سے مقابلہ تھا یہ جوان بڑا زبردست
و شبدیز کو بڑا بھاری خلعت لا کہا کہ ای شبدیز تمنے بڑا کام کیا تمھاری وجہ سے لڑائی فتح ہوئی تمنے آج بڑا کام کیا
ایسی ترکیب کی کہ مسلمانون کو کچھ نہ بن پڑا آخر شکست فاش ہوئی یہ لوگ شکست کھاتے ہین ہر جگہ اپنی جرأت دکھلاتے ہین
اب کیا سنبھل سکتے ہین جسوقت مین نے قاسم کو دیکھا میرا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا مگر اسے کیا کرون دل کا عجب حال ہی
قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

اک نظر دیکھے سے سر تن سے جدا ہوتا ہی
سب پہ ہر تیر سے یہ درد سوا ہوتا ہی
جان لب ہو ن خبر وصل سنا دے قاصد
وہی کہدے کوئی ایسے سے خفا ہوتا ہی
در پہ ہین حشر تلک بہر دعا گو لب زخم
کی مرگ مین شکر کا مزا ہوتا ہی
ہو دل جانے دے اس زلف مسلسل کا خیال
سر وہ خونریز جو انگشت نما ہوتا ہی
چاک پیراہن گل پر تو نہ بھول ای بلبل
دیکھ دو دن مین بس اب فصل خدا ہوتا ہی

در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہی
بے جگہ آنکھ لڑی دیکھیے کیا ہوتا ہی
چشم خونبار مری آپ نے تلوؤں سے ملی
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہی
دل نہ پایا جسنے وہ ناکام رہا تا دم زیست
پر ترا حق نمک کوئی ادا ہوتا ہے
واقعی سجدہ در ایسی ہی تقصیر ہی اب
جا کمر کوئی گرفتار بلا ہوتا ہے
ناتوانی مری مت پوچھ کہون کیا ہمدم
جامہ یاران لباسی کا قبا ہوتا ہی

وہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہی
شوق کم لنے سے اندوہ فزا ہوتا ہی
ورنہ ایسا بھی کہین رنگ حنا ہوتا ہی
ہو کے آزردہ پشیمان ہون کہ جس سے کہون
فی الحقیقت کہ بڑا کام برا ہوتا ہی
زہر نوش غم شیرین نے کہا خسرو سے
جو رجو بندے پہ ہوتا ہی بجا ہوتا ہی
دل مین آنا تو سمایا ہی کہ جلتا ہون
بات کہنے مین مرا دم ہی ہوا ہوتا ہی
ہو نہ بیتاب غم ہجر بتان مین مومن

ای رفیقان جانباز و ای سرداران سرفراز مجکو یاد اُس محبوب کے قتل کرنے
کی ہر جی چاہتا ہی کہ جان دون یا گریبان چاک کرون یا صحراے ویران مین جا بیٹھون مقام قیس و فرہاد کو آباد کرون
اگر تم صاحبون کی خوشی ہو آج اُس معشوق سرکش کو تم سبھون کے سامنے بلاؤن تم سب صاحب براے مہربانی ذکر قاسم
کر قاسم مارا گیا اب لشکر اُسکا بھاگا جاتا پھرتا ہی اگر آفاق شاہ مہر پری سے لشکر لیکر آئیگا یہان کے پہلوانون کے
ہاتھ سے مارا جائیگا جب قاسم ایسے شخص کو ہم سب نے گھیر کر مار لیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی کیا عجب ہی کہ وہ سرکش
رام ہو سب نے کہا بہت مناسب ہی اسی مقام پر بلوائیے ہم لوگ جان و دل سے سمجھا دینگے سلطان نے کنیزون کو
بلا کر حکم دیا کنیزین لینے چلین وہان سمک فوج شکست خوردہ کو ساتھ لیکر ایک صحراے ویران مین اُترا قاسم کی
زخمبندی کی جب قاسم ہشیار ہوئے کہا کہ ای یار وفادار دیکھا تو نے فلک نے کیا گردش دکھائی سمک نے کہا مضبو

فتح وشکست پروردگار کے اختیار میں ہے قاسم نے کہا کہ اے یار وفادار اگر ہو سکے تو اُس یار جانی و محبوب جاودانی کی خبر لا میرا تو عجب حال ہے اگر ہو سکے تو میری جانب سے یہ پیغام دینا نظم

امیدوار رہتے امیدوار دل
وہ بھی مجھے بھی آپ کو بھی ناگوار دل
پہلو میں ہنس پڑا مرے بے اختیار دل
جو یار کی نگاہ پہ کٹتی ہے میں نہیں
کیونکر بچائے رکھتے ہیں پرہیزگار دل
میرا تمہارا حضرت ناصح کا غیر کا
شکر خدا ملا ہمیں بے اعتبار دل
اُس بیوفا سے ذکر بھی کرتا نہیں کبھی
دیدہ جو رات بھر کے ہیں ستار دل
رکھیں کہاں چھپا کے تمنائے قتل کو
دشمن پہ آج کیجیے اپنا نثار دل
انصاف کی جگہ ہے کہ بت مجھ سے چھین لیں
اُس ایک ایک دم پہ تصدق ہزار دل

ٹھہرا ہیں کسکو ٹھہرے بھی جب بیقرار دل
آخر کہاں رہے یہ مرا بیقرار دل
مشکل ہے اُسکے دل کا ہمیں لیکے چھیننا
پھر کون لیگیا مرے پروردگار دل
پایا یہاں سے جاکے جو پہلوے یار میں
تا حشر ایک ہو نہیں سکتے یہ چار دل
کیا دوں نشان اپنے دل گمشدہ کا میں
بھولا ہوا ہے مجھکو مرا یادگار دل
اپنا کسی نے انکو بنا کر ستم کیا
مجروح سینہ چاک کلیجہ فگار دل
وہ حشر میں بھی داد کو پہونچیگی روز حشر
تیرا دیا ہوا مرے پروردگار دل

لاکھوں میں اک پسند کیا تو نے یار دل
بجلی پڑی تلاش میں تیرے سوار دل
رونے لگے وہ سنکے مصیبت جو ہجر کی
جسکا ہو یہ ارادہ کہ دوں لاکھ بار دل
دیکھوں کسی کی نرگس بیمار دیکھکر
تھوڑا سا دے ہمیں بھی وہ صبر و قرار دل
اُنسے بھی پھیر لیگا ہماری طرح یہ آنکھ
پاس اُنکے چند اور بھی ہیں داغدار دل
اچھی طرح کٹی شب تنہائی فراق
جان اپنی بیوفا تھی نہ بے اعتبار دل
تم دل میں تھے وگرنہ ارادہ تو تھا یہی
مقتل ہے جنکا سینۂ عاشق ہزار دل
دم یار کا جو سینے میں ہے پھر سے جلا [illegible]

سمک نے کہا کہ آقا آپ اپنے کو سنبھالیے میں نے ابھی خبر پائی ہے کہ بوالہوس نے معشوق کو دربار میں طلب کیا ہے وزرا امرا سمجھائینگے میں جاتا ہوں اگر پروردگار چاہتا ہے تو لیکر آتا ہوں قاسم نے خوش ہوکر کہا کہ اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار اگر تو نے یہ کام کیا تو میری جان بچائی یہ غم مجکو زندہ نہ چھوڑیگا میری جان لینے سے منھ نہ موڑیگا نوبت بجان و کارد باستخوان ہوں سمک خوب سمجھاکر چلا بصورت سنبل لشکر سلطان میں آیا دیکھا کہ کچھ کنیزیں کچھ چوبدار بیان اندر جاتی ہیں اور باہر آتی ہیں سمک نے ایک نوجوان حسین کی شکل اپنے کو بنایا ایک کنیز کو اشارے سے بُلایا پوچھا کہ آج یہ کیا معرکہ ہے اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ سلطان کا عشق چرایا ہے معشوق کو مردانی صحبت میں بُلایا ہے وہ ظالم نہیں آتی ہے کہتی ہے کہ میں مردانی صحبت میں نہ جاونگی میرا سر کاٹ کے بیجاو یہی خبر بادشاہ کو دینے آئی تھی سمک نے اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر چلا زنانی ڈیوڑھی پر پہونچا کنیزوں سے باتیں کرتا ہوا اندر آیا دیکھا کہ ملکہ اختر خورشید جمال سر جھکائے رو رہی ہیں سمک بشکل کنیز قریب آیا کہا واری کچھ کان میں عرض کرونگی ملکہ نے سر اُٹھایا سمک نے چپکے سے کان میں کہا کہ میں وہ ہی عیار ہوں جو مسطور کو مار کر آپ کو لایا تھا آیا ہوں کہ آپ کو خدمت میں قاسم کی لیچلوں آقا آپ کے واسطے بہت بیقرار و اشکبار ہیں ملکہ کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا کہا بھیا جو کہو وہ کروں میں تو اپنی جان سے بیزار ہوں سمک نے کہا اس جلسے میں چلیے ملکہ بیکر راضی ہوئیں سب کنیزوں سے کہا تمھاری خوشی میں چلنے کو موجود ہوں سمک کا ہاتھ پکڑ لیا محمودی کی چادر اوڑھکر ساتھ کنیزوں کے چلیں سمک چپکے چپکے باتیں کرتا ہوا چلا دربار میں آکر پہونچے سلطان تاجدار نے چند مشیر و چند وزیر صحبت میں رکھ لیے جلسے کو آراستہ کیا ہے کہ ملکہ آکر پہونچیں سلطان تاجدار صحبت اُٹھ کھڑا ہوا مسند پر لاکے بٹھایا سلطان نے وزیروں کو اشارہ کیا فرداً فرداً اپنے اپنے طور سے مشیر و وزیر سمجھانے لگے ملکہ نے کسی کو جواب نہ دیا کنیز نقلی نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ تو ظاہر ہے کہ آپ جوان رعنا معشوق پر بھی ہیں مگر نہیں معلوم کیا باعث ہے

کہ اسکو توجہ آپ پر نہین ہوتی مین کچھ گاؤن چرچا شراب کا ہو گیا تعجب ہی کہ معشوق کا دل آپ پر مائل ہو سلطان نے کہا کہ تم جاؤ سمک نے پایان کھینچا اپنے ہاتھ سے سید جاسید جا ٹھیکہ بجانا شروع کیا گنگنا کے یہ اشعار پڑھے نظم

ہی خال یہ رخسارۂ جانان کے برابر
ہی نہر روان روضۂ رضوان کے برابر
پیراہن یوسف کا ہو یعقوب کو مژدہ
خلوت ہی ہمین خانۂ زندان کے برابر

تارا ہی کوئی ماہ تابان کے برابر
افشان ہی اُدھر زلف مین سینے مین ادھر داغ
آپہونچا ہی اب قافلہ کنعان کے برابر
رعنا کوئی تدبیر کرو جوش جنون کی

روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر
اک اور چراغان ہی چراغان کے برابر
کاکل کا تصور نہین زنجیر سے کچھ کم
آپہونچا ہی اب ہاتھ گریبان کے برابر

یہ اشعار عاشقانہ اسطرح پڑھے کہ سلطان تاجدار تڑپ گیا کہتا تھا کہ اے نازنین تو نے دل پر نقش جما دیا کنیز نے اٹھکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ اگر مناسب وقت ہو شراب بھی سب کو مین ہی پلاؤن سلطان نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی سمک نے شراب الٹ پلٹ کی اُسمین بیہوشی ملائی پہلے جام سلطان ہی کو دیا سب رفیقون کو بھی فرداً فرداً پلائی بعد دو گھڑی کے بیہوشی نے تاثیر کی سلطان نے کہا کہ اے نرگس تو نے آج کمال کیا جی چاہتا ہی کہ تیرے گرد پھرون یہ کہکے اُٹھا تھے اُٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا سلطان تاجدار گرا رفقا ہان کہکے اُٹھے سب گرے بیہوش ہوئے سمک نعرہ کرکے اُٹھا ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھایا سونگھتے ہی ملکہ بیہوش ہوگئین سمک نے تاج سلطان تاجدار لیا اور سردارون کے خود لیے ملکہ کا پشتارہ باندھکر بھاگا باہر نکلا جیلے حوالے کرتا ہوا کسی سے کہا بادشاہ نے اسباب دیا ہی کسی سے کہا کہ انعام ملا اسطرح کے فقرے کرتا ہوا صاف نکلگیا یہان بعد عرصہ دراز کوئی خادم آیا اُسنے آکر ان سب کو بیہوش پایا ایک چیخ ماری کہ یارو دوڑو شاہ بیہوش پڑے ہین اور لوگون نے آکر سب کو ہوشیار کیا سلطان نے ملکہ کو جو صحبت مین نہ پایا کہا آخر یارو یہ کون تھا جلد خبر منگاؤ عیار اسکا داؤ دقطرہ زن یہ خبر دہشت اثر سُنکر آیا کہا کہ حضور نہ گھبرائین مین خبر لاتا ہون یہ کہکے چلا یہان قاسم بیقرار تھے باتین حسرت کی کر رہے تھے کہ سمک آکر پہونچا قاسم نے کہا کہ اے سمک سراسر قاعدے کے خلاف ہی پہلے آفاق شاہ کو بلاؤ میرے سامنے ملکہ کو نہ لاؤ اُسی وقت آفاق شاہ کو بلایا آفاق نے بیٹی کو بیہوش دیکھکر وزیر سے کہا کہ ترنج خوشبوئی منگاکر سینے پر قاسم کے لگاؤ ایسا داماد مجھکو کہان ملیگا نبیرۂ صاحبقران پرائے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوگئے کہان طلسم نور افشان جانے تھے فرزندی کی قید کا خیال نہ کیا میرے واسطے یہ کد وکاوش یہ بھی وزرا سے آفاق شاہ نے کہا کہ شاہزادے سے کہنا اب بیابان جنگل مین رہنے سے کیا فائدہ ہی سب ملک مین چلیے وزرا نے ترنج خوشبوئی سینے پر قاسم کے لگایا قاسم کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا آفاق نے خود خوشی خوشی ملکہ کو صحبت قاسم مین جگہ دی وزرا نے کہا کہ شاہ فرماتے ہین اب آفاقیہ کو لیجیے قاسم نے فرمایا کہ سبحان اللہ مین نے یہ صدمہ اُٹھایا شکست فاش کھائی اور سلطان تاجدار کو سزا نہ دون یہ کبھی نہ ہوگا ذرا زخم خشک ہولین مین چڑھ جاؤنگا جب تک سلطان کو مسلمان نہ کرونگا میرے دل کو آرام نہ ملیگا ملکہ اختر جو بیدار ہوئین نگاہ جمال جہان آرائے شاہزادہ خاور سیاہ پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی رعب و دبدبہ چہرۂ زیبا سے ہویدا و ظاہر سرو قد خوش جمال ماہ آسمان کمال خلیق باتون مین شیرین جمال مین نگینی شرماکر سر جھکالیا آفاق نے کہا کہ بی بی انھین کے قدمون کی برکت سے مین نے تمکو دیکھا ورنہ ساحر لیگیا تھا عمر بھر دیکھنے کو ترستا ملکہ نے کہا کہ آپ ہی پر احسان ہوا آدمی کے کام آدمی آتا ہی احسان کیا قاسم نے کہا کہ اے شہنشاہ ملک حسن و خوبی دائے رنگت بوے گل حدیقۂ محبوبی آپ کا خود مجھپر احسان ہی مین اپنا احسان نہین جتاتا فرزندان عمرو جہان ساحر کو پاتے ہین مار ڈالتے ہین انکی موت بھی انکے ہاتھ سے مارا گیا یہان تو یہ باتین تھین کہ داؤد قطرہ زن بصورت مبدل لشکر قاسم مین آیا

دیکھا سب خوشیان کر رہے ہین اسنے پوچھا یہان تو سب زخمدار ہین آج خوشی ہونیکا کیا باعث ہے ایک کنیز نے کہا کہ آفاق شاہ کی دختر بلند اختر ملکہ اختر خورشید جمال ایک ظالم کے قبضے مین تھین عیار شاہزادہ خاور سپاہ کا اُنکو لایا ظالم کے قبضے سے اُس شاہزادی کو نکالا اب اسوقت جشن کی تیاری ہے زخم بھی شاہزادے کا قریب بہ اندمال ہے اب سلطان پر لشکرکشی ہوگی مکار کو احوال معلوم ہوگا پرائے ناموس پر چاہتا تھا کہ زبردستی قبضہ کرے سزا اپنے اعمال کی پائیگا داؤد قطرہ زن یہ خبر سُنکے بھاگا سامنے سلطان تاجدار کے آیا کہا کہ ای شہریار غضب ہوگیا اسے پہلے سے غلام کو خبر نہ ہوئی ورنہ میان سمک کے کان کاٹتا سلطان تاجدار نے کئی لاکھ کا موتیون کا مالا اپنے گلے مین پہنے تھا عیار کو پہنا دیا کہا کہ ای داؤد اگر تو ملکہ کو چُرا لائے تو نصف سلطنت شہر کی تجکو دونگا بعد میرے حکم کے ہر شہر پر تیرا حکم ہوگا میرا تو یہ حال ہے

نظم

جو دل پسند مرا اک نگاہ یار نہ تھا
وہ مین تھا رہگذر یار کا غبار نہ تھا
خدا کی شان کہ ہمپر رقیب کے آگے
خبر جگر کی نہ لی کیا وہ بیقرار نہ تھا
نگاہ ناز سے دل مطمئن تھا دسے نگاہ
نصیب خفتہ مرا چشم انتظار نہ تھا
اسی پتے سے کبھی ڈھونڈھ لاتی آہ رسا
بھلے کو لطف نہ تھا بیوفا کا پیار نہ تھا

اگرچہ دل کی لگی آگ مین شرار نہ تھا
تو آنکھ ملتے ہی پھر کیون تجھے قرار نہ تھا
پس فنا بھی رہا نقش مدعا باقی
وہ جبر کرتے کوئی یہ بھی اختیار نہ تھا
بٹھا کے تجکو بغل مین کوئی اُٹھاتا کیا
مگر ہمین تمھین دونون کا اعتبار نہ تھا
کروگے یاد ہمین امتحان غیر کے وقت
دل اُسکی زلف مین کیا کوئی داغدار نہ تھا
جگر کے پھانس کی ایذا اُٹھا سکے نہ جلال

سلگ رہا تھا مگر دل مجھے قرار نہ تھا
جو چند بار ابھی اُٹھکے بیٹھ بیٹھ گیا
مٹا کے بھی نہ مٹا نقش پائے یار نہ تھا
رہا شریک دل مضطرب ہے کیون کر دن
کسی پر اپنی زخود رفتگی سے بار نہ تھا
جو جاگتا بھی کسی شب تو کیا وہ ساری
ابھی تو خاک مین ملتا وہ جانثار نہ تھا
ادا پر اُسکی جفا کی تو کاٹتا ہون گلا
چھری نہ تھی کوئی برچھی نہ تھی کٹار نہ تھا

سلطان نے سامنے عیار کے اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ داؤد بیقرار ہوگیا کہا حضور نہ گھبرائین جسطرح کروہ بیکو بیہوش کرکے ملکہ کو لیگیا اُسی طرح جشن مین سے مین ابھی لاتا ہون مگر اسکے آتے ہی جو کچھ ہو جبراً قہراً اُسکی آبرو مٹا دیجیے اپنا قبضہ کیجیے ایک ہفتہ وہ یہان رہی آپ کیسے مرد تھے کہ قبضہ نہ کرسکے سلطان نے کہا چونکہ عاشق زار ہون چاہتا تھا کہ اُسکے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کرون اب مجکو معلوم ہوگیا کہ وہ دشمن جان تشنہ خون ہے اب مانتا ہون آتے ہی قبضہ کرونگا ای داؤد انتہا یہ ہے کہ مین تو اُس معشوق پری چہرہ کو لیکر گوشے مین جا بیٹھون سلطنت کا تجکو اختیار رہے کیا کہون کہ میرا کیا حال ہے کچھ سوجھتا نہین یہی جی چاہتا ہے کہ کپڑے پھاڑ کر کسی جنگل مین نکلجاؤن اور قاسم کو سزا ابھی دیجئے کہ زخمون مین چور چور کیا اسکی جو مقابلہ ہو اسے قتل کیجیے نہ چھوڑونگا عیار مالک کو تسکین دیکر چلا لشکر قاسم مین آیا پھرتے پھرتے وہان پہونچا جہان بارگاہ مین قاسم و ملکہ صحبت آرا ہین روشنی کے سامان ہو رہے ہین کنیزین اندر جاتی ہین پھر باہر آتی ہین ایک کنیز کو اسنے تاکا رنگ و روغن عیاری کا لگاکے ایک چوبدار کی شکل بنا عصا ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کنیز کو پکارا کنیز نے کہا کہ میان مرد بے کیا ہے اسنے کہا آفاق شاہ نے کچھ حکم دیا ہے ذرا دو سُن لو آقا سے جاکر کہدو پھر اختیار ہے وہ کنیز قریب آئی عیار باتین کرتا ہوا اُس کنیز کو ایک خیمے کی آڑ مین لایا باتین کرتے کرتے اسنے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے وہ ارے کہکر لپٹی اسنے حباب مار کر بیہوش کیا گھسیٹکر کنارے لایا کپڑے اُتار لیے اُسی کی صورت بنکر چلا مگر دل مین کہتا ہے کہ اگر اسکی شکل بنکر چلے ہو اسکا نام بھی دریافت نہ کیا اس سوچ مین جاتا تھا بسبب اپنا نام نہ معلوم ہونے کے چوکنا ہو رہا ہے جلو خانے مین کھڑا ہے کہ اندر سے سمک نکلا یہ سمک کو دیکھکے پیچھے ہٹا سمک کو شک گذرا کنیز کو آواز دی کہ ارے ادھر آ مجھے کچھ پوچھنا ہے داؤد گھبرا گیا سمک تو کہتا ہے میرے پاس آ

یہ پیچھے ہٹا جادو خانے سے نکلا چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤں سمک نے آواز دی خبردار یہ کنیز نہ جانے پائے خدمتگار نے ہاتھ پر ہاتھ
ڈالا بادا اوّد نے خنجر مارا خدمتگار گرا سمک بھی قریب پہونچا داؤد نے سمک کو بھی خنجر مارا غفلت میں سر پر
سمک کے اوچھا سا زخم آیا پکار کر آواز دی کہ ارے اسکا سر کاٹ لے داؤد سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا یہ اپنا سمک
نے لیکر حلقہ اے کمند مارے گردن وکمر میں داؤد کے پڑے چاہا کہ جست کرکے نکلوں سمک نے حباب مارا بیہوش
ہوئے داؤد گرا سمک نے چھاتی پر چڑھ کے مشکیں باندھلیں اُسی طرح پشتارہ لیکر سامنے قاسم کے آیا قاسم نے پوچھا
کیا ہے عرض کی کہ سلطان تاجدار کا عیار آپ کی فکر میں یا ملکہ کی فکر میں آیا تھا میں نے گرفتار کیا قاسم نے کہا اس
غریب کے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ سمک نے ہوشیار کیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے داؤد اور طرح کی باتیں کرنے لگا
سمک نے کہا کہ ان باتوں سے مطلب نہ نکلیگا صاف صاف نام بتاؤ ورنہ ایک خنجر مارونگا سر اُڑ جائیگا داؤد کانپنے لگا
سمک نے گرم پانی سے اسکا منھ بھی دھلایا صورت اصلی بھی ظاہر ہوئی قاسم نے کہا کہ کیوں آنے کا اتفاق ہوا سمک
خنجر کھینچے کھڑا ہے داؤد کو ڈر ہے کہ کہیں سر نہ کاٹ لے کہا اے شہریار سلطان فراق میں ملکہ کے بہت بیقرار ہے اُسنے مجھکو لالچ
دیا میں لازم بھی ہوں بخوف جان ملکہ کی فکر میں آیا تھا اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی قاسم نے جو اسکو کانپتے دیکھا رحم آگیا
کہا کہ اے سمک اسکی کیا خطا ہے چھوڑ دو جبھی تمکو ہمارے سر کی قسم اُسکا خون سے لبوں تک پُر دم ہے سمک نے کہا بہت خوب
مگر کچھ نشان دینا ضرور ہے یہ کہکر عیار کے دونوں کان کاٹ لیے کہا اب تو کان ہوئے عیار تھر تھر کانپ رہا ہے کان کٹنا بھی
غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ بلا سے کان کٹے جان تو بچی ایسا نہ ہو کہ یہ ظالم قتل کر ڈالے سمک نے کان کاٹ کے چھوڑ دیا
ملکہ نے کئی مرتبہ کہا کہ اسکا چھوڑنا اچھا نہیں قاسم نے کہا اس غریب کے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ میں خود لشکر کشی کرکے
جاؤنگا مگر عیار دریاے خون میں نہایا ہوا اپنے لشکر میں آیا شاگردوں نے پوچھا کہ اُستاد یہ کیا حال ہے کہا بچائیو ساعت
بہت نیک تھی کہ جان میری اُس جلاد کے ہاتھ سے بچگئی کان کٹنے سے کیا نقصان ہے بلکہ اب کسی کی نہ سنونگا روتا پیٹتا
سامنے سلطان کے آیا یہاں سلطان اشتیاق میں بیقرار کبھی بارگاہ کے اندر کبھی باہر رفقا ساتھ ہیں کہ رہا ہے
عیار ہمارا گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا میں آتے ہی مطلب دل حاصل کرونگا اب اُسکی بات نہ ٹالونگا اتنے میں یکایک رونے کی
آواز آئی دیکھا کہ داؤد قطرہ زن دریاے خون میں نہایا ہوا فریاد کرتا ہوا آیا سلطان نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا
کہا حضور عیار اُسکا چست و چالاک بیباک فرزند عمرو اُسنے مجھکو پکڑ لیا مگر خدا قاسم کو سلامت رکھے کہ اُسنے مجھکو رہا کر دیا
عیار تو یہی چاہتا تھا کہ سر کاٹ لوں ملکہ نے بھی کئی مرتبہ یہی کہا کہ اسکا زندہ چھوڑنا مناسب نہیں یہ جا کر آتش افروزی
کریگا مگر قاسم بڑا رحم دل ہے اُسنے یہی کہا کہ اس غریب عیار کو مارنے سے کیا فائدہ اِنکے آقا سے سمجھ لینگے ہمارے
بارہ افسر مارے گئے ہیں اُنکے خون کا بدلا ابھی لینا ہے جھڑک کے سمک سے بھی کہا کہ اسکو چھوڑ دو تب سمک نے
مجھکو کان کاٹ کے چھوڑا سلطان تاجدار غصے میں کانپنے لگا کہا کہ ابھی لشکر تیار کرو لشکر میں قرنا ہوئی دو لاکھ کا
لشکر تیار ہوا خود پشت مرکب پر سوار ہوا طرف قاسم کے چلا یہی خیال ہے کہ جاکر قاسم کو ماروں مگر قاسم نے رات بھر
جشن کیا ملکہ اختر سے بوس و کنار رہا صبح کو بارگاہ میں گئے ہیں آفاق شاہ خوشی خوشی حاضر ہوا تمام سردار گرد
گردن کش خدمت میں حاضر ہیں اُسی عیار کا ذکر ہو رہا ہے قاسم کہتے ہیں بھئی سمک تمنے اُسکے کان کیوں کاٹ لیے
اُسکی صورت دیکھکر مجھے رحم آتا تھا سمک نے کہا کہ وہ اسی لائق تھا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی دولت
شاد و دشمن پامال آفتاب اقبال ہمیشہ اوج گیر ہے فتح و نصرت کی تدبیر ہے سلطان تاجدار مع دو لاکھ فوج کے
بڑے زور و شور سے آتا ہے یہ سنکر قاسم باہر نکل آئے کنارے پر اپنے لشکر کے آکر نہر گلگوں تاجدار شاداب

ومنصور باختری جملہ سردار خدمت مین حاضر ہین سمک یلداقی نگس بڑائی کر رہا ہے کہ صحراے گرد اُڑتی دیکھا کہ
سلطان تاجدار بنہایت غیظ وغضب مین عیار کنکشار کاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جملہ رفیق گرد دو لاکھ جوانان جنگی پشت پر
بڑے زور وشور سے آتا ہے قاسم کو جو کنارے پر لشکر کے دیکھا جلکبا گھوڑے کو بڑھاکر آواز دی کہ او نبیرہ حمزہ اگر اپنی
جانبری چاہتا ہے ملکہ کو سوار کرکے بھیجدے ورنہ قیامت برپا کرونگا زمین پر دونگا دریاے خون بہادونگا نام کو ایک
مسلمان زندہ نچھوڑونگا قاسم چاہتے تھے کہ اُسکے مقابلے مین جاوین کہ منصور باختری کا گینڈہ تیار تھا رکاب مین
پیر دیکر سوار ہوا گینڈے کو چمکاکر آواز دی کہ غلام جاکر اسکو سزا دیتا ہے قاسم نے ہر چند روکا منصور نے نہ مانا مقابلے
مین جاکر سلطان کے پہونچا نیزہ چلنے لگا یہان بھی لشکر قاسم کا تیار ہو گیا منصور کی نیزہ بازی کی سب تعریفین
کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی اور صحراے گرد اُڑی علم ہاے سیاہ نشان لشکر آمد ساحران ظاہر ہوا دامن گرد کا شگافتہ
ہوا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر غدار تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران نابکار بازو قرقرے پر سوار پشت لشکر
سلطان تاجدار سے پیدا ہوئے بیچ مین میدان کے منصور باختری وسلطان تاجدار سے نیزہ چل رہا ہے اُس
ساحر نے ایک کو حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ دونون لشکر کیسے ہین آپسمین لڑائی کا کیا باعث ہے اُس ساحر نے لشکر سلطان
مین دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ لشکر نبیرہ صاحبقران ہے یہ لشکر سلطان تاجدار ہے سلطان میدان مین منصور
سردار سے قاسم کے لڑ رہے ہین ساحر نے یہ خبر دریافت کی جاکر اپنے مالک سے کہا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے لکھا ہے کہ
سرجوش جادو کو سحر العجائب ومصر الغرائب نے واسطے انتظام قاسم کے روانہ کیا تھا یہ وہی ساحر ہے جو اسوقت
آکر پہونچا نام قاسم سنکر جلکبا لشکر کو بڑھاکر لشکر سلطان تاجدار مین آیا خود تخت سے اُترا وزرا وامرا نے سلام کیا سرجوش
نے کہا کہ مین برلے گرفتاری قاسم آیا ہون شاہان طلسم نور افشان نے حکم دیا ہے سب نے کہا کہ آپ مالک ہین سرجوش
آگے بڑھکر کھڑا ہوا سحر کرنے لگا سلطان کا زور بڑھتا ہے منصور کا زور گھٹتا ہے قاسم دیکھ رہے ہین اپنے ساتھ والون
سے فرمایا تم لوگ دیکھ رہے ہو منصور باختری سے کس زور وشور سے لڑائی ہو رہی تھی اب دیکھو منصور اُلجھ اُلجھ کے
لڑ رہا ہے اتنے عرصے مین سرجوش نے ایسا سحر کیا کہ منصور کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا مگر تعجب کی بات ہے ایسے شیر کا نیزہ نکلنا
یہ کیا ہوا منصور نے تلوار کھینچی سلطان تاجدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا منصور کا تیغہ چھین لیا منصور بہت بڑا
سلطان تاجدار منصور سے لپٹا ہوا زمین پر آیا کشتی ہونے لگی تب بیچ پر سلطان تاجدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
منصور کو اٹھالیا منصور بیہوش ہوگیا اسی حال مین سلطان نے مشکین باندھین شام ہوچکی تھی جب یہ مقابلہ ہوا
سلطان تاجدار نے طبل بازگشت بجوادیا ادھر لشکر قاسم حیران وپریشان بیٹھا مگر سرجوش نے
سلطان سے ملاقات کی کہا کہ اے بادشاہ عالیجاہ تم بھی شاہان نور افشان کے خراج گزار ہو مین تمھارے شریک ہوکر
تمھارے ہاتھ سے قاسم کو زیر کرادونگا بن قاسم کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا مہتاب جادو وزیر سرکار کا اس جوان کے ہاتھ
سے مارا گیا شاہ کو بہت ناگوار گذرا ابدولت کو اسی واسطے بھیجا ہے مین چاہتا ہون کہ تمھارا نام ہو قاسم بھی تمھارے
ہاتھ سے زیر ہو سلطان تو خود چوٹ کھائے ہوئے تھا خوش ہوگیا کہا اے سرجوش مین غلام ہون جو کہ آفاق شاہ کی رعیت
ہے اُس پر میری جان جاتی ہے مین یہ چاہتا ہون کہ وہ نازنین مجکو ملے غنچہ آرزو دلکھلے مین سب طرح حاضر ہون اسی واسطے
لشکر کشی کرکے آیا منصور کو زیر کیا سرجوش نے کہا کہ اے بادشاہ تم منصور پر بھی غالب نہ آتے مین نے سحر کرکے
نیزہ نکلوایا اُسکا زور گھٹایا تمھارا زور بڑھایا اب قاسم سے اسی طرح مقابلہ کرنا مین سحر کرکے اُسکو سست تمکو چست
کرونگا تم زیر کرکے لانا مین قید کرکے لیجاؤنگا اے سلطان بادشاہان طلسم نور افشان کو بڑی مشکل پڑی ہے

جن جن صاحبون نے دعوی طلسم کشائی کیا گرفتار ہوکے گئے باغ ویران مین قید ہین شاہون نے قید کیا سب کو قتل کرینگے
سب سے زیادہ زندہ رہنا کوکب دبران کا ناگوار ہی اُنھین کی وجہ سے فرزندان حمزہ چلے آتے ہین ہر کس بی قصد
کرتا ہی کہ جان دین مگر طلسم نور افشان فتح کرین یہ بادشاہ سابق کو زیر تیغ بٹھایا فوراً کاہن طلسم آیا اُسنے قتل کے عیوب
بیان کیے کہ اُنکے قتل ہوتے ہی زمین تھرائیگی طلسم نور افشان پر کوئی بڑی آفت آئیگی کاہن نے ختم کہکے کہا کہ ہمکو نجوی
یاد ہی کہ طلسم نور افشان مین قیدی کی تین برس کی میعاد ہی اب دیکھیے یہ نبیرۂ حمزہ آیا ہی متین جادو نے اُسکا
ساتھ دیا اپنی دختر کو قتل کیا یہ سب نیک نامیان ہمارے تمھارے واسطے ہونگی متین بھی سحر مین اپنی جان لڑا دیگا غرض
سلطان نے کہا کہ اب مین خود میدان مین جاؤنگا میرے ہی ہاتھ سے سب کو زیر کرا ہے سرجوش اچھا اچھا کہتا ہوا
سلطان کو پھیر کر لایا منصور باختری کو قید کیا اُدھر قاسم لشکر گئے منصور کے واسطے بہت بیقرار ہین انتشار مین
بیٹھے ہین کہ لشکر کفار سے صداے طبل جنگی بلند ہوئی قاسم نے فرمایا سمک دریافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہی سمک
نے کہا ہرکارے گئے ہوئے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ شاگردان سمک حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر
آستانت دوستان را مقصد امید باد * بخت و اقبال تو ہم چون دولت جاوید باد * حضور یہ جو ساحر آیا ہی
سرجوش جادو اسکا نام ہی شاہان طلسم نے آپکے گرفتار کرنے کو بھیجا ہی کل سلطان آپ سے مقابلہ کریگا سرجوش
مصروف سحر ہوگا ملک کی زیادہ حفاظت کیجیے گا سلطان نے سرجوش سے سب کچھ کہا ہی اُسنے وعدہ کر لیا کہ مین
ملک کو آپ سے ملا دونگا قاسم نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے کل انشاء اللہ سر میدان اس
مکار سلطان تاجدار کو نہ مارا تو نام اپنا قاسم نہ پایا مکاری کرکے بڑا گھمنڈ ہوا ہی مگر سمک تمنے حال ساحر سنا اگر ہوسکے
تو جادو مشکین باندھکر لاؤ سمک نے کہا جاتا ہون طبل جنگی تو دونون لشکرون مین بجگئے سمک یلداقی باندھے
عیاری سے آراستہ ہوکر بصورت مبدل داخل لشکر سلطان ہوئے سلطان آج آنے سے سرجوش جادو کے بہت
خوش ہی جلسۂ عیش آراستہ کیا ہی سرجوش کی دعوت کا سامان ہو رہا ہی سمک نے دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اسمین
ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہی سمک نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ سرجوش کی معشوقہ ہی اپنے ساتھ لایا ہی
سمک ایک مہاجن کی شکل بنکر نیچے مین اُس مہ جبین کے آیا نائکہ نے کہا سیٹھ جی صاحب آئیے سمک نے کہا
ہمارے یہان شادی ہی ہم چاہتے ہین کہ طائفے کی رقم طے کرین آٹھ دن برابر مجرا ہوگا نائکہ نے کہا سیٹھ جی صاحب
یہ معشوقہ سرجوش جادو ہین یہ کہین نہین جا سکتین آج شب کو مجرا ہی سلطان نے سرجوش کی دعوت کی ہی
سمک نے کہا ہم بی بی سے کچھ کنارے کہینگے فینٹ سے نکالکر پانچ اشرفیان نائکہ کو دین نائکہ نے کہا بیٹا منگلو دیکھیو
لالہ صاحب کیا فرماتے ہین مگر سیٹھ جی صاحب اور طرح ہاتھ نہ لگے گا سیٹھ جی نے کہا نہین صاحب اُن باتون سے مجھے
کیا مطلب یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا کنارے لاکر باتین کرتے کرتے بی منگلو کو بیہوش کیا کپڑے اُسکے آپ پہنے اسکی شکل بنکر
نائکہ کے سامنے آیا کہا امی جان یہ تو بھڑوا کوئی جعلساز تھا میرا سینہ چھو لیا مین نے طمانچہ مارا لنگوٹا بھاگ گیا نائکہ نے
کہا بی بی منگلو ایسے بوالہوس بہت آتے ہین اپنا رنگ جماتے ہین پانچ اشرفیان تو دے گیا اس عرصے مین چوبدار
سلطانی آیا کہا بی بی جلوشاہ نے یاد فرمایا ہی سمک کپڑے پہنکر مردے کے ساتھ ہوا باتین کرتا ہوا دربار مین آیا
سلطان کو جھککر سلام کیا سرجوش کے قدمون کو چوم لیا سرجوش تو جان دیتا ہی اشارہ کیا مجرا کرو بی منگلو
نے گت ناچی سرجوش سے آنکھین لڑاکر یہ غزل شروع کی **نظم**

زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا	مستی میں میں جو شکل گل غنچہ خندہ زن ہوا
زاہد یہ بت پرست ہے کیا طعنہ زن ہوا	کہتا ہے شیخ آج سے میں برہمن ہوا

مجھ پہ جب ستم تیرِ چرخِ کہن ہوا
صدقے غبارِ دشت پہ رنگِ چمن ہوا
سکتے ہیں ہم جو رات کو تارے چمک گئے
میں دنگ ہو کے آئینۂ انجمن ہوا
جو تار تھا وہ پیرہن جسم زار تھا
جب آنکھ مجھے ملگجی سایہ پیرہن ہوا
جسمین خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل
کچھ سایبان گور ہوا کچھ کفن ہوا
آئی زبان پہ داد رہی میرے لب ادا
جس مرغ پر شکستہ کو شوق چمن ہوا
پھر رنگ بھی کیا تھا پس از رنج یار نے
میرا ہجوم شوق سے مجھے انجمن ہوا
اشران مجنوں کی یہ کچھ بدگمانیاں
لپٹا جنون میں یون کہ مرا پیرہن ہوا
انگور ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہیں تاک سے
بلبل اگر ہوا تو مرا ہمچمن ہوا

گردش میں آ کے بخت غریب الوطن ہوا
پیکان کو چھوڑتا ہی نہیں ہے جگر کا زخم
بخت سیہ پہ اپنے فلک خندہ زن ہوا
رندون نے پوچھی اُسنے ندا جلنے بات کی
کافی تمام عمر کو اک پیرہن ہوا
ناصح کی بات ہو گئی گویا دعائے دل
کچھ حسرتیں غریب تھیں انکا وطن ہوا
پوچھی جو مجھ سے خضر نے تکلیف راہ شوق
پھر کس سخن وہ ٹھہرے کہ میں کم سخن ہوا
کھوئے گئے تو وادی غربت میں تیرے ہوش
خلعت جو چار یار چمن کا تھا کفن ہوا
ہر چند کوئی پوچھے بتائے نہیں میں کچھ
کعبے چلا تو ساتھ مرے برہمن ہوا
دل کو لگا کے کوچۂ گیسو میں پچھتا ا
کون آ کے آج باغ میں توبہ شکن ہوا
اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی

صحرا نورد کون ہوا آئی بہار گل
تیری زبان ہو گئی میرا دہن ہوا
جو ہر وہ دیکھتا ہے مجھے بزم میں کہی
چپ ہو گیا جو شیخ تو بت برہمن ہوا
رکھا ہے ایسے دشت جنوں خیز میں قدم
گیا رائگان ہمیشہ ہمارا سخن ہوا
بخت سیہ کا سایہ غنیمت تھا بعد مرگ
کانٹا زبان آبلہ پا دہن ہوا
لوٹا وہ جیتے حسرت پرواز پر مری
گر بھی ہوا تو جادۂ راہ وطن ہوا
خلوت میں بھی نہ تجھ سے تو خلوت ہوئی نصیب
درد نہان بھی یار کا راز دہن ہوا
اک گرد باد تھا کسی عریان کی خاک کا
آہوے چشم یار طلسمی ہرن ہوا
دل تو جھکا چکا تھا مجھے رو برو غیر
مطبوع اہل بزم یہ رنگ سخن ہوا

سرجوش بیقرار ہو کر جھوم رہا ہے اشارے ہو رہے ہیں سمک نے کبھی اشارہ تخلیے کا کیا کسی کو انگوٹھا دکھا دیا سرجوش مرا جاتا ہے سلطان نے کہا کہ اے سرجوش تخلیہ موجود ہے جاؤ معشوقہ کے ساتھ چین کرو ہمیں بھی دعا دو کہ معشوقہ ملے مگر تمہاری معشوقہ عاشق زار ہے ہماری معشوقہ سرکش ہمارے قتل کی درپے رقیب پر مائل اُس صحبت میں خوشی ہمیں رنج شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہے * نصیب اسکو آئی وصال یار نہ ہو * آٹھ پہر تڑپتا ہوں سرجوش اُٹھا معشوقہ سے اشارہ کیا کہ ذرا کنارے چلو ہمیں تجھ سے کچھ کہنا ہے سمک مسکراتا ہوا خیمے میں آیا سرجوش نے چاہا گلے میں ہاتھ ڈالیں سمک نے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا نگوڑے یہ گنوار پن کیسا ہم تو خود تیرے ملنے کو بیقرار تھے ایک جام تو پیلے سرجوش گال سہلا کے رہ گیا سمک نے جام بھرا اور اسی آپ بھی چکھ لی منھ سے سرجوش کے جام لگا دیا کہا لے میری جھوٹی شراب ہے تیرا دل کیوں کباب ہے سرجوش پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا سمک نے پشتارہ باندھا جلدی میں زبان میں سوزن نہیں دیا چاہتا ہے پشتارہ لیکر نکلجاؤں مگر حیران ہے کدھر سے جاؤں جشن کی تیاری سب طرف ہنگامہ ہے اسی سوچ میں تھا کہ وہاں منگلو کو سمک بیہوش کر کے ڈال آیا تھا اُسکو ہوش آیا ننگی دوڑتی ہوئی ماں کے پاس آئی کہا امی جان وہ موئے نگوڑا مجکو بیہوش کر کے ڈالگیا تانگہ گھبرا گئی کہا بی بی وہ کون تھی جو تمہاری بغل پر بارگاہ سلطان میں گئی یہ کہکے دوڑی اُس وقت آ کے پہونچی کہ سرجوش کو سمک بیہوش کر چکا ہے خیمے میں دوڑا دوڑا پھرتا ہے سلطان آنکھوں میں آنسو بھرے بیٹھا ہے کہ تانگہ آ کر پہونچی کہا حضور میری منگلو کہاں ہے سلطان نے کہا کہ ارے کیا ہوا کہا حضور وہ تو گھر میں بیٹھی ہے یہاں کون سی منگلو آئی سلطان طرف تخلیے کے دوڑا لوگوں نے بھی کہا کہ عیاری ہوئی یہ شاید عیار تھا سرجوش کو تخلیے میں لگا کر لیگیا بیشک

کوئی عیار ہو سلطان خیمہ خلوت مین آیا دیکھا کہ سرجوش بیہوش پڑا ہی ایک عیار چار جانب دوڑتا پھرتا ہی چاہتا ہی سراپردہ
چاک کرکے نکلجاوے سلطان نے ڈانٹا خبردار او نا عیار مین نے پہچانا ملازمان سرجوش بھی دوڑے ایک ساحر نے دوڑکر
سمک کا ہاتھ پکڑلیا سمک نے ایک خنجر مارا ساحر تڑپ کے گرا سمک کودکر چلاگیا اندھیرے مین نکلگیا سلطان نے
سرجوش کو ہوشیار کیا سرجوش گھبرایا ہوا اٹھا پوچھا میری معشوقہ کہان گئی سلطان نے کہا جان بچی عیار
قاسم تمھین قتل کرنے آیا تھا بیہوش کرچکا تھا منگلو تو وہان خیمے مین موجود ہی اسکی تاک سے خبر دی جب تو مین بھی
دوڑا اب اصلی منگلو کو بلوایا تمام لشکر مین غل ہوا کہ عیار قاسم نے سرجوش کو مار لیا ہوتا اگر سامری و جمشید نے
بچایا سرجوش اور زیادہ جھلایا کہا کہ ای سلطان آج ہی خاتمہ کردونگا تمام صحرا لاشون سے بھردونگا ستارہ صبح کی
چمک چکا ساحر کابل و اکمل جو مخانہ مغرب سے نکلکر چرخ نیلی پر ارادے مین جنگ کے جھولی شعاع کی گلے مین ڈالے ہوئے
جلوہ فرما ہی سرجوش خیمے مین اژدر پر سوار ہوا سلطان قلب لشکر مین گھوڑے کو اڑاتے ہوئے آتا ہی سرجوش
ہزبر آتش فشان پر سوار سرجوش کے ساحران غدار گولے ترنج و نارنج لیے ہوئے اس کروفر سے میدان مین آگئے ہین
ادھر قاسم نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب پر سوار تیغہ سحر کش حمائل متین جادو بہت خوش ہی
قاسم سے باتین کرتا ہوا چلا آتا ہی قاسم نے فرمایا ہمارا عیار پلٹ کے نہین آیا متین نے کہا حضور مجکو خبر تھی کہ
سمک نے جاکر عیاری کی مگر کچھ نہوا یہ ذکر تھا کہ سمک سامنے آیا قاسم نے پوچھا کہ ای سمک کیا گذری اسنے
عرض کی کہ سرجوش کی موت نہ تھی سب حال لفظاً لفظاً بیان کردیا رکاب پر ہاتھ رکھا سب کو ساتھ لیے ہوئے
میدان کارزار مین آئے دونون لشکر میدان مین جمے جیسے ہی نقیب نقابت کرکے ہٹے سلطان نے گھوڑا اپنا
بڑھایا سرجوش سے اجازت لی سرجوش نے کہا آپ جاکر للکاریے قاسم سے مقابلہ کیجیے سلطان گھوڑا
بڑھاکر میدان مین آیا نیزہ بازی اسپ تازی تیر اندازی دکھاکر آواز دی اب قاسم میرے مقابلے مین آئے
اس طرح مشکین باندھون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ و زاری کرین مجکو ذرا ترس آئے
یہ سنکر قاسم نے مرکب چمکایا مقابلے مین سلطان کے پہونچے سرجوش نے سحر شروع کردیا مرکب قاسم کا
بد لگامی کرنے لگا قاسم نے عکس تیغہ سحر کش ڈالا مرکب قایم ہوا سامنے سلطان کے پہونچے سلطان نے
نیزہ مارا قاسم نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈالکے نیزہ سلطان کا توڑ ڈالا سلطان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سرجوش
حیران ہی کہ کیا سحر میرا نادرست ہی یہ جوان اسی طرح چالاک و چست ہی مین سحر کر رہا ہون اور نیزہ
سلطان کا ٹوٹا آخر اسنے اٹھاکر گولہ مارا للکار کر آواز دی سلطان سر کاٹ لے اب تو میرا سحر کرنا ثابت ہوگیا
مین کیون پردہ کرون گولہ آنکر سر پر قاسم کے پھٹا ہزارہا شعلہ چمکا کئی خنجر قاسم پر گرے مگر تیغہ سحر کش ہاتھ مین
تھا سب چیزین الگ گرین سلطان تاجدار نے جوش مین ہاتھ مارا کہ اب تو تلوار میری کاٹیگی قاسم نے تلوار کو کیا
پر روکا جیسے ہی سلطان تلوار مار کرلیتا تھا قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار تڑپکر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹکر سر پر
گری سر مین سلطان کے زخم آیا سلطان نے اسکے کمر اپنے کو پشت مرکب سے گرادیا پکار کر آواز دی کہ ای
سرجوش بادولت زخمی ہوئے سرجوش سحر کرتا ہوا دوڑا ادھر سے متین جا پڑا لشکر سرجوش بھی آلگا
ادھر سلطان کی فوج لینا لینا کہکے جا پڑی تلوار چلنے لگی مگر سرجوش نے پانچ چار گولے قاسم پر مارے قاسم
نے تیغہ سحر کش کو آگے کردیا سحر اسکے بیکار ہوگئے متین جادو ہمراہیان سرجوش کو قتل کررہا تھا ملازمان غیر
ساحر قاسم کے مصروف تیغ زنی قاسم صف شکنی کرتے ہین قریب علمدار کے پہونچے علم فوج سرنگون کیا

سرجوش نے دیکھا فوج کے پاؤن اُٹھا جاتے ہین سلطان زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا مگر سرجوش حیران ہے کہ کیا
سبب ہے سحر میرا تاثیر نہین کرتا اور جب سحر کرتا ہون ساحرون کو جلا دیا ہزارون کو پانی برساکے غرق کیا
مگر فوج بدحواس ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین خوف قاسم سے منھ کے بل گرتے ہین علم فوج گرچکا سلطان
بیہوش مگر سرجوش فوج کو للکارتا ہوا ایک ایک کو پکارتا ہوا کہ یارو قدم نہ ہٹاؤ اہل اسلام کو مارلو یہ لوگ
بچنے نہ پاوین جب یہ للکارتا ہے ساحر قاسم پر جا پڑتے ہین جب قاسم نے بڑھکر شمشیر زنی کی دس پانچ جادوگر
مارے قدم اُنکے اُٹھے بعضے گھبراکر جواب دیتے ہین کہ اے سرجوش ہم کیا کرین سحر تاثیر نہین کرتا نام نے
سامری و جمشید کے جواب دیا بعض سحر اُلٹا پلٹ کے آتا ہے مخمسہ

اُٹھ گئے سب دل سے اوہام دوئی
نشۂ وحدت سے ہے وابستگی
کیا شراب معرفت ساقی نے دی
ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی
آپ مین برسون نہین آتے ہین ہم

قصر دل مین ہے وہ حسن بے زوال
چشم ظاہر بین کا نظارہ محال
ہے تو محبوب کا کرکے خیال
سامنے آتا ہے جو یوسف جمال
اُسکے ہاتھون مفت بکجاتے ہین ہم

واے غفلت عمر کو کھویا بہت
پھر جگا کا بخت کم سویا بہت
کاتب اعمال بھی رویا بہت
بار عصیان سر پہ ہین گو یا بہت
کیا اُٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

اے بادشاہ عالیجاہ جب سحر ہمارا تاثیر نہ کرے تو ہم کیا کرین دیکھیے تو کون کون ساحر مارے گئے کاسۂ سر
شل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین شعر کاسۂ چینی ہے اے منعم نہ کر اتنا غرور رہ گئے دیکھا ٹھوکرین کھاتے
سر فغفور کو علم ہاے زنگاری جا بجا گرے پڑے ہین یا مردے کفن مین ہین ساحران غدار بھاگنے پر آمادہ
سرجوش جان لڑا رہا ہے آخر جھلا کر قاسم پر جا پڑا آواز دی خبردار او جوان اب کہان جائیگا یہ کہکے ماش کے
دانے مارے وہ صدقے کی چیز تھی زمین پر گرے کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر یا سامری کہکے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم
نے تیغۂ سحرکش پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار کہا تلوار لگائی سرجوش نے سپر سحر کو جھپٹے کی پناہ کیا
مگر یہ تیغہ برقتاب دست زبردست قاسم عالیجناب سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر تو سرجوش کا زخمی ہوا ہاے
کہکے اپنے کو گھوڑے سے گرادیا ساحرون کو پکارا کہ یارو دوڑو یہ ظالم مجکو مارے ڈالتا ہے میرا سحر تاثیر
نہین کرتا ہزارون ساحر قاسم پر آپڑے قاسم اُس مقام پر جھکے لڑے مگر سرجوش کو ساحر اُٹھا لیگئے
سلطان نے ہوشیار ہوکر کہا کہ ارے طبل امان بجواؤ ورنہ آج ہی سب کا خاتمہ ہوجائیگا طبل امان پر چوٹ پڑی
قاسم اپنا لشکر لیکر الگ ہوئے دیکھا کہ تیغ جادو کُہنی سے خون ٹپکتا ہوا لباس خون آلودہ چہرہ سُرخ
گوے آہن کے ہاتھ مین غصہ بات بات مین بڑھکر قاسم کو سلام کیا کہا کہ اے شہریار سحر کرکے بیس ہزار
ساحر مارے دم نہ لینے دیا آگ برسا دی کیا کہون اگر طبل امان نہ بجتا تو دو گھڑی مین سب لشکر ساحران
تباہ کر دیتا مگر حضور ابھی بڑی بختی پڑی ابتک سرجوش کو آپ کے پاس ہونا تیغۂ سحرکش کا معلوم نہ تھا اب آج
دریافت کرلیگا اول تو مقابلے مین نہ آئیگا اگر آئیگا تو مارا جائیگا قاسم باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے
وہان سرجوش لرزان و ترسان سلطان کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا کیون اے سلطان یہ کیا بدنصیبی تھی کہ مین
غیر ساحر کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ بھی مین نے دیکھا میرے ساتھ کے بڑے بڑے ساحر علم سحر کے ماہر اُنھون نے
جم جم کر سحر کیے مگر تاثیر نہ ہوئی کوئی ضرب قاسم پہ نہ پڑی سلطان نے کہا میری سمجھ مین نہین آتا شاید

متین جادو نے مجھے پہنا دیا ہوا اپنے بیرون کو ساتھ کیا ہو سرجوش نے کہا متین کی کیا حقیقت ہو مگر مین ابھی
دریافت کرتا ہون یہ کہکے یا سامری یا سامری کہتا ہوا بقہر و غضب تمام جھولی سے ایک پتلی سنہری نکال اُسکو
سامنے رکھکر اپنی اُنگلی تراشی قطرہ خون کا اُسکے مُنہ مین دیا جیسے ہی وہ قطرہ مُنہ مین گیا پتلی پکار اُٹھی اے سرجوش
آج تو نے پیٹ بھر دیا کیا تیرا مطلب ہو سرجوش نے کہا کہ اے بصورت سامری تم ہماری خداوند ہو ہم تمھارے
بندے اسوقت مین ایک مشکل آسان کرو پتلی نے کہا کیا کہتا ہو کہ جو اُسکا جواب باصواب دین آسمان
سے تارے توڑ لائین ہمکو سب طرح کا اختیار ہو مگر موت سے انسان لاچار ہو اے سرجوش بحر العجائب
و مصر الغرائب نے بُرا کیا اپنے کو غضب خداوندی مین پھنسایا بادشاہ سابق کو کیون قید کیا اُسی کی وجہ سے
سب مسلمان بگڑے ہوئے ہین بد اعمالی گھیرے ہوئے ہے جو جس مقام پر ہوگا مارا جائیگا اور قاسم کے پاس تیغہ
سحر کش ہو اگر تو ایسا سحر جانتا ہو کہ تیغہ اُنکے قبضے سے نکالدے سحر تاثیر کریگا جب تک وہ تیغہ اُنکے پاس رہیگا کوئی
سحر تاثیر نہ کریگا یہ سُنکر سرجوش کے ہوش اُڑ گئے کہا اے سلطان سُنا تم نے کہ بصورت خداوند سامری کیا کہتی
ہو اب مین کیا تدبیر کرون مگر تم طبل جنگی بجواؤ مین سحر تیار کرتا ہون ایک جوان زنگی ایسا زبردست بناؤن کہ
وہ ہاتھ مروڑ کر تیغہ چھینلے پھر ایک ہی سحر مین سارے لشکر کو برباد کر دونگا یہ کہکر سلطان کو بھیجا کہ جاکر طبل جنگی بجوائے
خود ہو مخانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا ایک ماش کے آٹے کا پتلا بناکر رکھ لیا خون کاٹ کاٹکر اُسپر ڈالتا ہو مگر
سلطان نے آکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہر کارے سامنے قاسم کے پہونچے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی نقیبان بادشاہی
بجالائے شعر دلپذیر فرد۔ ہمو نے تو باد ٭ ظفریاب دشمن زبون تو باد ٭ قاسم نے حکم دیا کہ بعنایت رب اکبر ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مگر سرجوش نے
ایک عرضی بحر العجائب و مصر الغرائب کو لکھی مضمون یہ تھا قاسم کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے غلام
نے سحر تیار کیا ہو مگر قاسم کے پاس تیغہ سحر کش موجود ہو اُسکا مددگار معبود ہو اب مین میدان مین جاتا ہون ایک
حبشی مین نے بنایا ہو وہ تیغہ چھینیگا اگر تیغہ ہمارے قبضے مین آگیا تو ہماری فتح ہو ورنہ غلام اُبھر کر جان دیگا
بڑی ذلت ہوتی ہو کہ ساحر سحر کرے اور غیر ساحر پر غالب نہ آئے آج لڑائی کا خاتمہ ہو وہ نامہ ایک ساحر کو دیا
کہا یہ نامہ ہاتھ مین شاہان طلسم نور افشان کے دینا ساحر روانہ ہوگیا دونون لشکر میدان مین آئے جب نقابت
وغیرہ ہوچکی سرجوش نے زمین پر ایک دو پتھر مارا پکار کر آواز دی اے سیہ تاب جادو اب تمھارا وقت
ہو کہ صحرائے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خال چہرہ شب یا کسی کافر کا بخت سیاہ اپنے کو
برا و بجاہ جانتا ہو مسلح و مکمل گھوڑے کو بڑھا کر نیزہ ہلاتا ہوا سامنے سرجوش کے آیا کہا حضور غلام حاضر ہو کہا جا کر قاسم
کو اُسکے تیغہ چھینلا وہ زنگی جوان پیکر زنگی گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہان ہو نبیرہ حمزہ
میرے مقابلے مین آئے ورنہ مین وہین آتا ہون قاسم نے مرکب بڑھایا متین جادو کہ عاشق جمال بیمثال
قاسم ہو عرض کی اس زنگی کو مین نے پہچانا یہ سحر سرجوش کا ہو تیغہ چھیننے مین کد کریگا حضور آپ ہوشیار رہین
غفلت کو کام نہ فرمائین ورنہ تیغہ قبضے سے جاتا رہیگا قاسم نے فرمایا اے برادر متین خوش آئین وہ حافظ حقیقی اپنے
بندے کی حفاظت کرتا ہو یہ کہکے مرکب بڑھایا متین بھی سامنے آکھڑا ہوا اُدھر سرجوش لشکر سے آگے بڑھا ہوا
سحر خوانی مین مصروف ہو سلطان سے کہ رہا ہو کہ یہ سحر مین نے بڑی مشقت سے تیار کیا یہ خالی نہ جائیگا تیغہ قاسم کا
چھین لائیگا قاسم جب اُسکے سامنے پہونچے بعد گفتگوے بسیار نیزہ چلنے لگا دو گھڑی تک قاسم نے نیزہ اُسکے

ہاتھ سے نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا قاسم نے تیغہ سحرکش نکالا دو دو ہاتھ جانبین سے چلے زنگی ہر مرتبہ قصد کرتا تھا کہ
کلائی پر ہاتھ ڈالدون مگر ممکن نہین ہوتا ایک مقام پر قاسم نے خود اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے بھی قصد کیا
کہ قبضے پر ہاتھ ڈالے قاسم نے غصے مین قبضہ مارا کہ سر زنگی کا پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا
نام مین سیہ تاب جادو بود سرجوش جادو مرنا زنگی کا دیکھکر بہت جھلایا اژدر آتش فشان کو بڑھا کر سامنے
سلطان کے آیا کہا کہ ای بادشاہ اب میرے دل کو تاب نہین بڑا امیر احمر تباہ ہوا نبیرۂ حمزہ بڑا صاحب اقبال
ہے دیکھیے جا کے غالب ہوتا ہون یا موت لیے جاتی ہے سلطان گھبرا گیا کہا کہ ای برادر مین مقابلہ نبیرۂ حمزہ مین
جاؤن ای سرجوش تم کھڑے ہو کر سحر کرو سرجوش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا حضور اب وہ خیال محال ہو گیا
مین نے وہ سحر تیار کیا تھا کہ سامری و جمشید کچھ نہ کر سکین مگر نبیرۂ حمزہ بڑا صاحب اقبال ہے ایسا شخص اُسکے
ہاتھ سے مارا گیا ہے یہ امید نہ تھی گمان غالب تھا کہ سیہ تاب تیغہ بھی نہین لائیگا جب اتنا بڑا زبردست یون مارا گیا
تو کوئی کیا کر سکتا ہے یہ کہکر اژدر آتش فشان بڑھایا سحر کرتا ہوا قریب قاسم کے آیا جب قریب پہونچا آواز دی
او نبیرۂ حمزہ آج محل امتحان ہے قاسم نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سرجوش نے کھڑے ہو کر سحر کیے کہ
آسمان سے آگ برسی خنجر گرائے تلوارین چمکائین بجلیان گرائین کسی شے نے قاسم پر تاثیر نہ کی متین بھی کھڑا ہوا
دفع سحر کر رہا ہے غصے مین آکر متین کو جو دیکھا پکار کر آواز دی او نمک حرام تجھکو اتنا بھی پاس نہین کہ مین ملازم بادشاہ
طلسم نور افشان ہون تو نے میرے سحر کو دفع کیا اور اب بھی سحر کر رہا ہے باز نہین آتا یہ کہکے کوک کے متین
پر گرا ہر چند کہ متین نے چاہا بچون مگر ممکن نہ ہوا اگر مین نچہ دیا متین کی آنکھین جھپکین سرجوش لے اُڑا اور
سلطان سے پکار کر کہا بس اب طبل امان بجوا دیجیے افسوس ہے پہلے مین نے خیال نہ کیا باعث سحر متین کا
تھا کہ سیہ تاب مارا گیا اب اسکو چلکے قتل کیجیے اسی طرح فردا فردا پسر حمزہ کے مددگارون کو مٹا کر سیہ بخت جادو
کو بلا دونگا وہ آتے ہی آتے گرفتار کریگا سلطان نے طبل امان بجوا دیا متین کی زبان مین سوزن دیا جہان
منصور باختری قید تھا وہین لا کر متین کو بھی رکھا صلاح ہوئی صبح کو قتل کرینگے جب بوقت سحر جلاد فلک
چہارم خنجر مہر ہاتھ مین لیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا سرجوش نے حکم دیا کہ منصور باختری و متین
کو دربار مین لاؤ سلطان آکر تخت پر لباس سرخ پہنکر بیٹھا متین جادو و منصور باختری مسلسل و مطوق
سامنے سلطان کے آئے منصور باختری نے زنجیر کو سنبھالے ہوئے پکار کر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی متین تو کلام کرنے سے مجبور ہے اس بیچارے کی زبان مین سوزن سر جھکائے کھڑا ہے سرجوش نے پکار کر
آواز دی او نمک حرام تمکو نمک شاہی کا پاس نہ آیا بحر العجائب و مصر الغرائب بادشاہ طلسم ہوئے سب کے
سبب سے بڑھ جائے تو نے کیون نمک حرامی کی منصور نے کہا تمکو اب وہی لوگ ہین اپنے بادشاہ کو دامن پناہ نہ دیا اُلٹا تم
نے قید کر لیا روز نئے طور کی اُنپر مصیبت ہے انشاء اللہ حق سمجھدار ہو سمجھیگا تو تمھارا ہم کا نمک حرام ہے منصور نے جو اسطرح
گفتگو کی جانتا ہے کہ موت اب سر پر ہے کوئی بات کیون اُٹھا رکھون بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید
ہرچہ در دل آید بگوید نہ زنجیرین بلا رہا ہے خانۂ زنجیر مین غل ہوا اپنے خدا پر توکل ہے سرجوش نے حکم دیا جلاد کو
بلاؤ جلاد حاضر ہوا کہا ان دونون کے سر کاٹ لے جلاد نے ریت کا چبوترہ بنایا آواز دی ای متین و ای منصور
جو کھانا ہو کھا لو اگر کسی کے دیکھنے کی ہوس ہو اسے بلا دین منصور باختری نے کہا آرزو ہے کہ جمال بے مثال
اپنے آقائے نامدار کا دیکھین شکر ہے کہ تم ایسے کافرون کے ہاتھ سے مارے جاتے ہین ہم شرف شہادت پاتے ہین

سرجوش نے کہا یہ آرزو پوری نہ ہوگی جلاد نے کونڈے کا خط گردن پر دونون کی کھینچا سلطان حکم اول دیچکا ہی
دونون مجبور ولاچار سر جھکائے بیٹھے ہین موت سامنے پھر رہی ہی گر ہرکارے لشکر قاسم کے یہ سانحہ دیکھکر بھاگے قاسم
دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہو منصور و متین کو سلطان قتل کرتا ہی
سُنتے ہی شاہزادہ اٹھا تیغہ سحرکش کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا میری زندگی مین میرے رفیقون کو قتل کریگا بخدا
خون کے دریا بہا دونگا یہ کہکر شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوکر چلا گلگون تاجدار و شاداب جواہرپوش
ساری فوج لیکر عقب مین چلے ساحران متین بھی طائرون کی شکل بنکر اڑے کوئی باز بنکے چلا کوئی عقاب کی شکل بنا
کسی نے اپنے کو اژدر بنایا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا جاتا ہی یہان سلطان چاہتا ہی کہ تیسرا حکم دون کہ
بارگاہ پر ہلڑ ہوا آواز آئی نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لال پوش خاوری + زمین
کانپی سیکڑون سر زمین پر گرنے لگے شاہزادہ سامنے پہونچا سرجوش اُس غصے مین اُٹھا آواز دی او نبیرہ حمزہ
تجھکو جرأت کا خیال ہی قاسم نے بڑھتے بڑھتے منصور کی ہتکڑی کاٹی متین کی زبان سے سوزن لیا متین
غصے مین اٹھا اٹھتے اٹھتے ایک گولہ سلطان کو مارا سلطان کود کر الگ ہوا تخت کے ٹکڑے اڑ گئے کل فوج
کو اشارہ کیا ہان یاروان سب کو مارلو ہماری بارگاہ سے جانے نہ پائین دو لاکھ سوار و پیدل ساحرون کے دل
کے دل آئے ادھر سے فوج قاسم لیکر گلگون تاجدار پہونچا تلوار چلنے لگی دو تانے دستانے سحر کے طائر پر ٹھوکر گر رہے ہین
جسکے سینے پر پڑے پشت کو توڑکر پار گذرے قاسم نے لاش پر لاش گرا دی سرجوش نے کئی سحر قاسم پر کیے
تاثیر نہ ہوئی چاہتا ہی تڑپکر نکلجاؤن متین سے سامنا ہوگیا متین نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی دیکھا تو نے
جو آرزو تیرے دل مین تھی خدا نے پوری کی جمال جہان آرا اپنے آقا کا دیکھا سحر چلنے لگے سرجوش نے غصے مین کار سحر
متین کو لگائی کہ نشانہ اُس مادر کا نشانہ ہوا لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا سرجوش نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون متین نے
آواز دی کہ ای آقائے نامدار دوڑیے مولائے قدرشناس آپ کا غلام زخمی ہوا قدمون پر نثار ہوتا ہی قاسم نے
پلٹکر دیکھا کہ متین جادو زخمدار و بیقرار ہٹتا چلا آتا ہی سرجوش نے تیغہ سحر سنبھالا ہی چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون
متین کی مایوسی شانے سے خون بہ رہا ہی سحر جواب دیچکا ہی قاسم نے للکارا او سرجوش اگر رفیق میرا مارا گیا
زمین ہلا دونگا ایک ساحر کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ سحرکش کو چمکایا سرجوش کو آئینۂ شمشیر مین جلوہ روی
مرگ دکھائی دیا تڑپکے گرا عقاب بنکے بلند ہوا متین نے پکارکر کہا کہ ای شہریار اگر یہ نکلگیا تو بڑے فساد
برپا کریگا مین تو مجبور ولاچار ہون قاسم نے جلدی مین قربان سے کمان ترکش سے یازدہ مشتی زرنگ
خدنگ سفیدہ سوفار زمرد پیکان عقاب تیر لیکر کمان مین پیوست کرکے تاککر مارا سرجوش چلا چاہا کسی گوشے
مین چھپون تیر سینے پر کینے پر پڑا تو وہ پشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ سرجوش کا زمین پر گرا سنگبار و غبار
ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین سرجوش جادو بود ساحرون نے جو لاشہ سرجوش کا دیکھا جان دیکر
قریب پہونچے لاشہ سرجوش کا اٹھایا آپس مین اشارے کیے کہ یارو بھاگ چلو اب یہان ٹھہرنے مین ذلت و
رسوائی ہی ساحر تو لاشہ سرجوش جادو کا لیکر طرف طلسم نور افشان کے بھاگے سلطان تاجدار لڑائی مین
پھنسا ہوا ہی فوج اسکی بڑی جانبازی سے لڑ رہی ہی مگر کوئی ترغیب دینے والا نہین نقیب پکارتے پھرتے ہین
یارو یہ میدان کارزار ہی مجکو اور حریف کو مارلو دنیا ناپائدار اسکا کیا اعتبار ہی **نظم**

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان مشوش	اس چمن کی ہوائے بہمن و دی	آتشین زن چراغ عقل ہی ہی
تھا عقلان بلغ یہ نہین بدکشن	خاک جیب ہو گئے قصہ رعنا	

تب ہوا سرو خوشنما پیدا | لالہ رو دل پہ لگے جب داغ | تب ہوا لالہ زیب محفل باغ | جب مٹے بیکسان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد | جب ہوئے خاک صاحب کاکل | تب نظر آئے گیسوئے سنبل | مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان | گل ہوا جب چراغ عارض یار | تب گلستان مین گل ہوا انار | نرگسی چشم مین جو دفن ہوئین
چشم نرگس جھکی ہوئی سبزے مین | شاخ پر برگ جو سب زیب چمن | کسی محبوب کا ہی سیب ذقن | غنچہ لبون کے ہین یہی الحان
نماند گل مین ایسا فان | خاک مین مل گئے جو سوتے ہین | باغ مین آبشار روتے ہین | دیکھکر بے ثباتی عالم
ہم تن اشک ہو گئی شبنم | سبب ہوا صرصر خزان کا دور | خاک اڑانے لگی نسیم سحر | اسی اندوہ مین گرد چو قبا گل
گل سوسن کا ہی کبود لباس | یہ گلستان بھی ہی قابل سیر | کرے اللہ خاتمہ بالخیر |

ان اشعار عبرت آثار نے دل کو بہادرون کے گرویدہ کردیا ایک کا ایک سے یہی اشارہ ہی کہ یارو دنیا ناپائدار ہی کہین سوز کہین ساز کیفیت عبرت آثار لوٹنے والے لوٹ رہے ہین نرخ جان ارزان دلال ازل در کار ملک الموت بیکار ایک کی قبض روح نہ کرنے پایا تھا کہ دو ہزار اور مر کر گرے حیران ہین کہ کیا تدبیر کرین مسلمانون سے لڑائی مین سر برہونا دشوار ہی ایک ایک شیر بیشۂ جرأت ایک ایک شمشیر زن صفدر دشمن شکن اپنے آقا کے نام پر جان دینے والے معرکۂ جنگ دیکھیے بجائے دریائے خون بہ رہے ہین گھوڑے دریائے خون مین شناوری کر رہے ہین قاسم نوجوان نے غول کے غول پراگندہ کیے ہر صف مین بڑھکر لڑے جب علم فوج کفار قلب کیا سلطان تاجدار لڑتا بھڑتا آتا ہی اسی فکر مین ہی کہ مہلت پا دن تو نکلجاؤن اتنا بڑا ساحر جلیس مارا گیا ساحر تو سب نکلگئے لاش اسکی اٹھا لیگئے مین کسی صحرا مین جاکر ٹھہرون بادشاہ کو عرضی لکھون وہان سے مدد ضرور آئیگی اس فکر مین ایک سمت لڑتا ہوا جاتا ہی کہ قاسم کی نگاہ پڑی للکارا کہ او بیحیا کہان جاتا ہی تیرا معین و مددگار مارا گیا دیکھ اب بھی کچھ نہین گیا مسلمان ہو ورنہ ابھی زمین تجکو جگہ نہ دیگی مذہب لات و منات پر لعنت کر سامری و جمشید بھی شل اورون کے جادوگر تھے انکو بخدائی مانتے ہو خدا انکو خدا انہین جانتے ہو معبود برحق خالق مطلق جسنے ایک کلمۂ کن کے کہنے مین آسمان کو بے ستون قائم کیا زمین کو پانی پر بچھایا یہ خدائے حقیقی ہی مالک تحقیقی ہرچند قاسم نے سمجھایا سلطان کے خیال مین کچھ نہ آیا افرون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو اس زبان دراز کو مار لو تمھارے خدا کو برا کہتا ہی مذہب کا تو خیال کرو اگر سرجوش جادو کو مارا ہی تو اسکے خون کا بدلا لو مین تو بے قتل کیے نہ چھوڑونگا اسکے ستانے سے منہ نہ موڑونگا سب افسران فوج جلانے سے سلطان کے اسی مقام پر آگئے ادھر سے سرداران قاسم پہونچے منصور نے بھی بڑے بڑے پہلوان مارے جو مقابلے مین آیا لوٹ کر مارا برابر قاسم کے پہونچا شمشیر زنی کر رہا ہی ادھر سرداران سلطان پہونچے اس مقام پر بھر کر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ لڑکے مژگان سے بھی کارزار ہو ہزارہا جوانمرد مارے گئے قاسم لڑتے بھڑتے سامنے سلطان کے پہونچے سلطان تاجدار جلا ہوا اٹھا قاسم پر برس پڑا افسرون نے بھی داد جنگ دی جب سلطان نے قاسم پر پانچ چار وار کیے روکگئے قاسم نے اسکو نعرہ کیا کہ او بیحیا ایک ضرب مردان عالم کی قبول کر یہ کہکر ہاتھ تیغہ سحر کش کا مارا اسنے سپر کو جو پناہ کیا اجل دامنگیر تھی یہی اسکے قتل کی تدبیر تھی تلوار جو چمککر گری رشتۂ حیات کو قطع کیا یا تو قیامت کی بجلی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا پیلانہ مین در آیا زبان شیر و کلۂ عبد سے صدائے احسنت و آفرین بلند تھی سلطان کے ملازمون نے جو دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا الامان الامان کی صدا مین بلند ہوئین

وزیر اعظم نیک راے رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوا عرض کی اب امان ملے قاسم نے نیک راے کی
باتون کو بہت پسند کیا فرمایا اے وزیر اعظم وا ے دستور معظم مین خواہان نہ تھا کہ سلطان تاجدار مارا جائے آخر وقت
تک بھی سمجھایا کہ راہ پر آؤ سرکشی کو چھوڑ دو انھون نے ہمارا کہنا نہ مانا ناحق جان دی نیک راے نے کہا حضور
انکے مزاج مین انتہا کا غرور تھا اپنی سپاہگری کے جوش مین عقل و فراست سے دور تھا قاسم نے فرمایا ہمنے
تمہارا عہدہ قدیم قایم رکھا جو جس عہدے پر تھا اپنے عہدے کا انتظام کرے یہ فرماتے ہوئے طرف دار الامارہ شاہی
کے چلے سردار آگے پیچھے سب ساتھ ساتھ ہین بارگاہ مین آکر شاداب جواہر پوش کو تخت پر بٹھایا پایہ چہارم
تخت پر اپنا دنگل بچھوایا افسران فوج اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے چونکہ نیک راے وزیر بہت معقول ہے
قاسم نے فرمایا اے نیک راے اب ہمکو وہ تدبیر بتلاؤ کہ ہم تا بطلسم نور افشان پہونچین اے وزیر اعظم ایک
ایک دم ہمپر زیر دم شمشیر گذرتا ہے فرزند ہمارا قید ہوا کوکب روشن ضمیر بادشاہ سابق بھی قید ہو گیا شاہ
خلیل ہم اہل اسلام کا کفیل اسکا قید ہونا ہمپر بہت شاق ہے دل اسکی رہائی کا مشتاق ہے نیک راے نے
کہا کہ اے شہریار طلسم نور افشان ایسا مقام نہین ہے کہ جہان حضور یون جلدی پہونچین جب تک کوئی مین
مددگار طلسم کا رازدار آپ کو ممکن نہ ہوگا کسی طرح ہو نہین سکتا کہ آپ تا بطلسم پہونچین مرحلے اس طلسم مین ایسے
ایسے ہین کہ ایک ایک مرحلے پر مہینون گذر جائینگے لاشہ سر جوش کا ساحر بیکر گئے ہین وہ ضرور مدد واسطے کرینگے
جو آئیگا ساحر زبردست اپنے سحر کا رنگ جمائیگا قاسم نے کہا ہم چاہتے ہین لشکر کشی کر کے سامنے انکے قلعے
کے پہونچین مقابلے پڑین ان نگوڑامون سے لڑین نیک راے نے کہا حضور راستہ ہی نہ ملیگا غلام کو علم
کہانت مین بھی دخل ہے جو آپ لشکر کشی کر کے آئے سلطان سے طبل جنگی بجے مین نے آپ کے طالع دیکھے
آپ کی جرأت و لیاقت مین کوئی فرق نہین مگر آپ طلسم کشا طلسم نور افشان کے نہین ہین پہونچنا آپ کا دشوار
ہے قاسم نے اپنے حال پر بہت افسوس کیا فرمایا خزانہ کھولو وزیر نے کہا حضور خود تشریف لیچلین ہر شے کو
ملاحظہ فرمائین قاسم نیک راے کے ساتھ اٹھکے کوٹھے مین خزانے کے داخل ہوئے دیکھا صندوقچے جواہر
کے بھرے ہوئے ہین ایک بڑا صندوق رکھا تھا اسکو کھولا ایک چھوٹی صندوقچی اسمین سے نکلی قاسم نے اس
صندوقچی کو اٹھا لیا وزیر نے بھی کہا اے شہریار اسکو کبھی بادشاہ نے بھی نہین کھولا کوئی ذلیل شے اسمین ہے
یہ سنکے قاسم نے صندوقچی کو کھولا اسمین ایک پرچہ کاغذ کا نکلا اسکو اٹھا کر دیکھا لکھا تھا اسمین اگر کوئی شخص
چاہے طلسم نور افشان کو فتح کرے اسم جو حاشیہ پر لکھا ہے اسکو ایک ہزار مرتبہ پڑھے ایک طائر آسمان سے
پیدا ہوگا اسپر سوار ہو کر سرحد نور افشان مین جائے جب تک لوح نہ ملیگی اسی کاغذ سے احکام معلوم ہونگے
قاسم نے کہا اے نیک راے دیکھو تائید غیبی شریک حال ہے نیک راے نے کہا آپ بڑے صاحب
اقبال ہین مین اور میرے بزرگ اس ملک مین وزارت کرتے آئے مگر مجھکو اس کاغذ کا حال معلوم نہ تھا فقط
حضور کے واسطے یہ کاغذ بنا تھا قاسم خوشی خوشی اس کاغذ کو لیے ہوئے بارگاہ مین آئے اب فکر مین ہین کہ
مین جا کر اسم پڑھون لیکے کو سرحد نور افشان مین پہونچاؤن مگر سحر العجائب و مصر الغرائب آتے ہین
اسی فکر مین ہین کہ جس طرح بن پڑے طلسم کشا نہ تنہا پانے تمام سردارون کو جمع کیا یہی کلام کر رہا ہے سردار
بھی ویسا ہی جواب دیتے ہین کہ حضور یہ وہ طلسم ہے کہ اسپر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا ہے ہزارون ملک
نمبر ساحر بڑے بڑے پہلوان آپ کے خراج گزار ہین مگر آپ لشکر کشی کرین تو گاڑ دین بارہ اٹھا سکے

آپ واقف ہیں فوج کو ممکن نہ ہو جو کوئی کہتا ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی وہ نادان ہے جاہ و جلال طلسم نور افشان سے
نہین آگاہ ہین یہ گمراہ بدانجام تاج کون کھوئے ہوئے خوش ہو رہے ہین کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی سرجوش
مارا گیا ملازم لاشہ لیکر آئے ہین امیدوار ہین کہ اندر حاضر ہون یہ سُنکر سب گھبرا گئے کہا حضور سرجوش ایسا
جادوگر کیونکر مارا گیا کہا ارے سب کو سامنے لاؤ ساحر لاشہ لیے ہوئے سرجوش کا اندر آئے سحر العجائب
و حاضرین وقت نے لاشہ جو سرجوش کا دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا سب نے کہا یہ کیسا تیر
زبردست سینے پر پڑا جو پشت کو توڑ کر پار نکل آیا وہ کیسا جوان غیر دل صاحب شوکت و لیاقت تھا جسکے ہاتھ سے یہ
مارا گیا اب یہ صلاح ہونے لگی کہ لوح طلسم نور افشان تو نہین ملی کیا باعث ہوا کہ ساحر غیر ساحر کے ہاتھ سے مارا گیا
اسکو دریافت کرو جب تک یہ حال مفصل نہ کھلیگا کیونکر تدبیر ہوگی ساتھ والون نے سرجوش کے عرض کی حضور
کئی مقابلے پڑے جب سرجوش نے سحر کیا تاثیر نہ ہوئی آخر دریافت ہوا تصویر سامری نے بتلایا کہ قاسم
کے پاس تیغہ سحر کش ہے کبھی سحر اسپر تاثیر نہ کریگا لیکن ایسا ہنگامہ ہوا کہ مغلوبہ ہین سرجوش کو لڑنا پڑا آخر
قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے ڈیڑھ لاکھ ساحر لیکر لشکر کشی کی تھی لاکھ ساحر مارا گیا پچاس ہزار واپس آئے ہین
سحر العجائب نے کہا کیون یاردسب اہالیان دربند جمع ہین ایک ایک ساحر بے نظیر کوئی ایسا ساحر
یہان سے جائے کہ تیغہ اپنے قبضے مین کرے قاسم کو گرفتار کرکے لائے اگر کوئی صاحب جانا قبول کرین تو [illegible]
تکلیف فرمائین سحر کی کیا ضرورت ہے ایک اشارہ کافی ہے تیغہ لے لینا یہ بھی کوئی بات ہے مگر ہم حیران ہین کہ اس
جوان کا تیغے پر کیونکر قبضہ ہوا ہمنے کتاب سامری دیکھی تحفہ جات مین تیغہ سحر کش کا بھی نام مرقوم ہے بس
وہ جوان یہان تک نہین آیا اور تیغہ ملگیا بت خونریز مالک کوہ نیرنگ بھی حاضر ہے یہ اُٹھ کھڑا ہوا عرض
کی کہ حضور جو فرماتے ہین بجا و درست ہے لیکن ہم غیب کے بھی منتظر ہین کہ تیغہ سحر کش بلا نتیجہ آرزو کھلا ثمر آرزو
سرسبز و نتیجہ ہوا اب کیا کوئی اسپر ہاتھ ڈال سکتا ہے جب تک حضور تکلیف نہ فرمائینگے تیغہ سحر کش قبضے سے نہ نکلیگا
یا مجھکو حکم ہو مین جاؤن ایک اشارے مین تیغہ چھین لون اگر حضور آگاہ ہین کہ نمونہ قہر سامری کا مین ہو جا کر تمام ہون
اگر ایک دن بھی ان خبیثات کو خوراک نہ پہونچیگی آپ کے قتل پر آمادہ ہو جائینگے یہی کتاب مین لکھا ہے کہ جس دن
یہ جانور نہ قہر سامری ناغہ ہوگا عابدان ملت سامری و زاہدان عبادت جمشید بھی بیقرار ہو جائینگے انکا
آزردہ ہونا سامری و جمشید کو بہت ناگوار ہے مگر مین پابند احکام حضور ہون سرشار جادو مشیران سلطنت
مین ہے اسنے کہا کہ مین برائے مقابلہ جاتا ہون جب یہ اُٹھا اور تیاری کرنے لگا تب سحر العجائب نے اُٹھا کان مین
سرشار سے کہا کہ تو گھبراتا ما بدولت خود تشریف لائینگے شریک جنگ ہونگے نام تیرا ہوگا سرشار ڈیڑھ لاکھ
فوج لیکر برائے مقابلۂ قاسم چلا یہان شاہزادہ خاور سیاہ قلعے پر مصروف عیش ہین تیسرے دن قصد ہوا
جا کر اسم پڑھون داخل سرحد طلسم ہون سمک عیار موجود ہے منتین جادو نے عرض کی کہ غلامان جانباز کیونکر
قبول کرین نہین معلوم حضور طلسمی کہان لیجائے غلام بھی ساتھ چلیگا قاسم نے فرمایا اُس پرچے مین صاف صاف
مرقوم ہے کہ طلسم کشا یکہ و تنہا جائے سمجھا جائیگا سمک نے عرض کی غلام تو ضرور ساتھ چلیگا قاسم نے فرمایا ای
سمک تم ایسی بات کہتے ہو قبلہ و کعبہ و عم نامدار و جد عالی وقار اور فرزند میرا برخوردار یہ لوگ جب طلسم مین
گئے یکہ و تنہا گئے تم یہان لشکر کی حفاظت کرو انشاء اللہ ہم تمہین بلا لینگے سب کو سمجھا کر قاسم کا قصد ہوا کہ واسطے
اسم پڑھنے کے جائین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ طرف سے طلسم نور افشان کے

گرد عظیم بلند ہوئی شعلے بھڑک رہے ہین لگے ابر کے کڑک رہے ہین زبانی آیندہ و روندہ کے معلوم ہوا کہ سرشار جادو فرستادۂ شاہان طلسم ڈیڑھ لاکھ فوج سے آتا ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے خاص آپ کے انتظام کے لیے بھیجا ہی یہ سنکر قاسم رُک گئے طرف گلگون تاجدار کے دیکھا متین اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ غلام لشکر کو لیکر آگے بڑھتا ہی قاسم نے کہا بسم اللہ متین نے اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحر اپنے تیار کیے لشکر کو لیکر چلا غیر ساحرون کا لشکر بھی تیار ہونے لگا ملکہ اختر خورشید روشن جمال دختر ملک آفاق شاہ ایک باغ بہشت آئین مین فروکش ہین کہ کنیز نے آکر خبر دی واری شاہزادے کا قصد تھا کہ اسم پڑھکر کیہ و تنہا طلسم مین جائین فوراً خبر آئی سرشار جادو جمعیت سے ڈیڑھ لاکھ ساحر کی برائے مقابلہ غازہ زادہ آپہونچا متین جادو بھی ساٹھ ہزار ساحر لیکر روکنے گیا آقا کے بھی سوار ہونے کی تیاری ہو رہی ہی ملکہ نے ایک آہ کی فرمایا کیون صاحبو ہمکو خدا نے رنج و غم اُٹھانے کو بنایا ہی کہان جا کر دل کو بہلا مین کاشکے جنگل مین نکلجا مین ان جفاؤن کو سنکر کیونکر دل و جگر آرام پامین نظم

کیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ مین
گریہ باران ہو گیا بے یار باران باغ مین
غنچے کے منھ کیطرح رکھتا ہو دروازے کو بند
برگ گل ہو جامین اوراق گلستان باغ مین
روے زیبا تمنے دکھلایا ہی جا کر بے نقاب
رنگ شبنم کیطرح جاتے ہین بہمان باغ مین
یہ نہین مہندی کے تونے بنائے کیا ہرن
ہو دل بلبل کھلے منھ پر گل کا دامان باغ مین
چلتی ہی دست جنون کیطرح سے باد بہار
پھول بے توڑے نہین رہتا ہی انسان باغ مین
دی ہی اللہ نے اپنی مراد آتش ہی مین

ہو اشید دل کے لیے جاتے ہین دان باغ مین
اسکے بھولو نہین غنچی مین گلستان باغ مین
غیر ممکن ہی اسیری مین شگفتہ خاطری
باغبان کیا سیر کو آئی ہی زندان باغ مین
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
آبجو ہی صورت آئینہ حیران باغ مین
قتل کرتا ہی محبت کی نظر سے دیکھنا
آگ نہین ہی باغبان شاخ غزالان باغ مین
سیر کرتا ہو نہین جبتک رہتی ہی حسرت یہی
چاک تا دامن ہوا گل کا گریبان باغ مین
جوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
مست کوے یار مین طاؤس قصان باغ مین

گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغ مین
ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغ مین
چشم بلبل مین جو پیدا ہو سواد اہل علم
بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ مین
شوق کوے یار مین روتا جو ہون دل تھکر
سرو قمری کے لیے ہی سیف عریان باغ مین
کوچ کرتی ہی بہار آتا ہو ہنگام خزان
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخدان باغ مین
بوے اُس رخسارۂ رنگین کے مین کیونکر نہ لون
نشہ کی دھن لیگئی افشان خیزان باغ مین

کنیزون نے کہا واری فراق تو ہمیشہ رہیگا یہ غازی دو چار دن آٹھ پہر دشمنان در پیش ہین ابھی تو وہ نور افشان جانے کو کہتے ہین اگر یہ ساحر نہ آتا تو یہ طرف نور افشان کے روانہ ہوتے خزانے سے کوئی کاغذ نکلا ہی اُسمین یہی مرقوم ہی کہ جو کوئی نور افشان مین جانے کا قصد کرے یہ اسم پڑھے ایک جانور آسمان سے آئیگا وہ اُٹھا کر لیجائیگا ارادہ تھا کہ جاکر اسم پڑھون کہ خبر ملی سرشار جادو آتا ہی جسکو شاہان نور افشان نے بھیجا ہی سحر العجائب و مصر الغرائب کو مفت مین سلطنت ملی ہی وہ بھی تو آٹھ پہر اسی فکر مین رہین کہ طلسم کو مسلمانون کے ہاتھ سے بچائین انتہا یہ ہی کہ خود برائے انتظام طلسم نورالدہر وابرج کے ساتھ ایسا جما و نہین تھا کہ اُنپر ہر کس و ناکس ہاتھ ڈالتا خود وہ ہی دو نون آئے ایک ایک اشارے مین گرفتار کرکے لیگئے خدا انکی جان اُن ظالمون سے بچائے ملکہ نے کہا صاحبو تم مین سے کوئی خدمت شاہزادے مین جاے ہمارا پیغام سنا نظم

بسکہ گریم در فراقت ہمچو ابر نو بہار
بس دل اہل ستم افگار خواہم کرد و رفت

سیر دوم امشب ترا بیدار خواہم کرد و رفت
وادی ہجران گل و گلزار خواہم کرد و رفت
دین اگر اینست و ایمان این و اہل قبلہ این

نقد جان را صرف یک دیدار خواہم کرد و رفت
قصہ دارم نہان در سینہ پر نالہ
رشتہ تسبیح را زنار خواہم کرد و رفت

میزنم لاف انا الحق بر سر بازار عشق
تازہ منصوری دگر بر دار خواہم کرد و رفت
فکر بر حال دل بیمار خواہم کرد و رفت
باغبان منشین درین گلشن بکام دل کہ من
درد دل را چون درین بازار درمان نیست یار
درد دل ارزان درین بازار خواہم کرد و رفت
سر چو مجنون در سر این کار خواہم کرد و رفت
تا کنم حال دل روشن زچشم اشک ریز
چون بآسانی نمی گردد میسر کام دل
محتفیا بس ترک این شوار خواہم کرد و رفت
چند روزے گرد ہر فرصت مرا پیک اجل
ہمچو بلبل نالہاے زار خواہم کرد و رفت
گر برون آید بافسون از سر سودائے عشق
وقت رفتن گریہ بسیار خواہم کرد و رفت

سوسن نامے کنیز اسنے عرض کی لونڈی جاکر ابھی دریافت کرتی ہے مردانے کپڑے پہنکر جلی قاسم سوار ہو رہے ہیں کہ سوسن آکر پہونچی عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کا تو عجب حال ہے رو رہی ہیں ذرا چلکر انکو تسکین دیجیے قاسم نے کہا میری جانب سے جاکر کہدو کہ یہاں ساحر سے مقابلہ درپیش ہے میں جاکر مقابلہ شروع کردوں ایسا نہو کہ وہ ساحر یہاں چڑھ آئے بڑھکر اُس سے مقابلہ کرنا چاہیے اگر یہ نہوا تو وہ غرور میں پھول جائیگا سمجھیگا کہ قاسم مجھسے ڈر گئے یہ خبر وحشت اثر اگر میرے ہمچشم کو ملیگی وہ طعن و تشنیع کرینگے اسوقت میں نہیں جا سکتا سوسن لاچار پھری یہاں سرشار جادو فوج ساحران لیے فروکش ہے اول متین جادو آکر پہونچا ساٹھ ہزار ساحر اسکے ساتھ آئے ہیں متین آکر اترا سرشار کا ارادہ ہے کہ متین پر جا پڑوں اسکو آگے نہ بڑھنے دوں متین بھی آمادہ ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی قاسم مع سرداران آکے پہونچے سرشار نے دیکھا ساحروں نے کہا نبیرۂ حمزہ کے ساتھ لشکر بہت جمع ہو گیا ہے دیکھکر لشکر قاسم کو پلٹا اپنے خیمے میں آیا ساحروں سے صلاح کرنے لگا کہ تیغ سحر کش قاسم کے حمائل ہے جب تک وہ قبضے سے نہ نکلیگا اگر مقابلہ پڑگیا جو سامنا کریگا مارا جائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا میں ابھی جاتا ہوں تیغ قبضے سے قاسم کے لاتا ہوں طبل جنگی بجوا دو کہ وہ جوان اس گمان میں رہے کہ اب صبح کو مقابلہ ہوگا میں رات ہی کو خاتمہ کر دونگا طبل جنگی بجا ہرکارے قاسم کے حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر زمین و زمان نیک خواہ تو باد + حصار سلامت پناہ تو باد + سرشار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ مقابلے کا ہے قاسم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے قاسم بیٹھے ہیں سرداروں سے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ یہ ساحر بھیجا ہوا سحر العجائب و مصر الغرائب کا آیا ہے ضرور آفتیں برپا کریگا سمک کہہ رہا ہے کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے میں رات ہی کو اُسکی گردن لیتا ہوں خدا چاہے جب سحر ہو اُسکی صبح ہو جائے یہ کہکر سمک چلا لشکر سرشار میں آیا ایک خدمتگار کی شکل بنکے پھر رہا ہے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ ہمارے آقا سرشار کہاں ہیں اُسنے کہا چپ رہو یہ ذکر نہ کرو وہ لشکر قاسم میں گئے ہیں تیغ سحر کش قبضے سے قاسم کے نکالینگے سمک نے چاہا میں پلٹوں جاکر آقا کو ہوشیار کردوں مگر سرشار لشکر قاسم میں آیا پھرتے پھرتے دور سے اسنے گلگون تاجدار کو دیکھا اُنکے تعقب میں پھرنے لگا ایک مقام پر گلگون تاجدار ٹھہرا سرشار نے سحر کرکے گلگون کو طائر بنا دیا اور کنارے آنکر ایسا سحر کیا کہ خود گلگون تاجدار بنگیا بشکل گلگون تاجدار قریب قاسم کے آیا کہا اے شہریار سرشار نے طبل جنگی بجوا دیا کل مقابلہ ہوگا ذرا تیغ کو دیکھیے مجکو بڑا تردد ہے قاسم نے تیغ نکالا سرشار نے تیغ دیکھا دیکھتے دیکھتے چھینکر بھاگا آواز دی کیوں او نبیرۂ حمزہ دیکھا تو نے یوں تیغ لیلیتے ہیں قاسم جھپٹے اُسنے دو پتھر مارا قاسم گرے تیغ اسنے کمر سے لگایا کمر میں قاسم کے پنجہ دبا لے اُڑا لشکر میں ہلڑ ہوا کہ یارو غضب ہوا قاسم کو سرشار جادو لیگیا متین کو خبر ہوئی روتا پیٹتا اُسی مقام پر آیا کہا یارو اب وہ قاسم کو زندہ نہ چھوڑیگا ظاہر ہوا کہ ہمارا وقت زوال ہے جان دینے میں کمال ہے یا اپنے آقا کو لاتا ہوں یا اپنی جان کو گنواتا ہوں یہ کہکر متین چلا

مشتین کے پیچھے اور بھی ساحر چلے لوگ حیران ہین کہ گلگون تاجدار کہان ہی گلگون تاجدار دیوانہ وار وحشی بشکل
ایک طائر کی شکل بنا ہوا درخت پر بیٹھا ہی زمزمہ سرائی کر رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری پرون سے سر پیٹ رہا ہی
سرشار قاسم کو لیے ہوئے اپنے دربار مین پہونچا سمک خدمتگار بنا کھڑا ہی سردارون مین غل ہوا کہ ہمارے
مالک خود گئے تیغہ بھی لائے اور قاسم کو بھی لائے سب سردار دوڑے بارگاہ مین اسنے قاسم کو ڈالدیا ہی
تیغہ اپنے ہاتھ مین لیے ناز کر رہا ہی کہ مین جاکر تیغہ لایا اگر خود نہ جاتا یہ کام بن نہ پڑتا مین نے جان لگا دی سامنے شاہان
طلسم کے آپ سب صاحبون کو بیان کرنا ہوگا کہ سرشار نے خود جاکر شکل خدمتگارون کے مشقت کی تیغہ چھینکر لایا
ایک خدمتگار برابر کھڑا تھا روتا ہوا سامنے سرشار کے آیا کہا شہریار میرا تو گھر تباہ ہو گیا ایک بیٹا جوان سحر کرتا تھا
کہ روح سامری و جمشید نثار ہوتی تھی ایک بھائی موٹا تازہ کیسا زبردست بادہ سحر سے مست اسی ظالم کے
ہاتھ سے دونون مارے گئے کیون حضور اس تلوار مین کچھ لکھا ہی کہ ساحر گھبرا جاتا ہی یا کوئی نقش لکھا ہی کہ سحر کا خبر نہین رہتا
نہین معلوم دل پر ساحر کے کیا گذرتی ہی ذرا مین تو اس کمبخت تلوار کو دیکھون ہتوڑہ لیکر اسکو توڑون ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالون یا جاکر کسی گوشے مین پھینکدون سرشار نے کہا یہ چیزین کہین توڑی جاتی ہین تحفجات طلسمی ہین
جنکے پاس یہ چیزین رہتی ہین اُسکی آبرو کرتے ہین بڑے بڑے ساحر اسی غرض پر مرتے ہین یہ چیزین ہمارے
پاس رہین نہ اسمین کوئی نقش ہی نہ کچھ لکھا ہی خدمتگار نے کہا ذرا مجھے تو دیجیے مین تو تباہ ہو گیا ایک دو
جوتیان تو اس تلوار پر مارون ذرا کلیجہ ٹھنڈا ہو سرشار ہنسنے لگا کہا بھائی جو ہوا سو ہوا اس تلوار کو جوتیان
مارنے سے کیا ہوگا خدمتگار نے کہا میرے دل کو تو ٹھنڈک ہوگی ہاے میرا فرزند اسی تلوار سے چورنگ ہوا
مجھکو دیجیے مین اسی سے قاسم کو قتل کرون ایسا اس جوان نے ہاتھ مارا کہ اُس جوان نے سانس بھی نہ لی
بلکہ حضور جب قاسم مریگا تو میرا بیٹا زندہ ہو جائیگا خدمتگار کی باتون پر ساحر ہنس رہے ہین کہتے ہین ای برادر
کشتۂ سحر زندہ ہوتا ہی تمھارا بیٹا کشتۂ سحر نہین ہوا تیغہ سحر کش سے مارا گیا اب وہ کیونکر زندہ ہوگا خدمتگار
نے کہا مین نہ مانونگا اپنے ہاتھ سے قاسم کو قتل کرونگا جب میرا بیٹا زندہ نہوگا مین اسی تلوار سے اپنا گلا
کاٹونگا فرزند سے جاکر ملونگا پوچھونگا کہ کیون بیٹا کیسے رہے لوگ کہتے ہین میان خدمتگار صاحب کہین
عدم مین کسی سے ملاقات ہوتی ہی کسی شاعر نے کہا ہی شعر بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی
ان باتون کا کیا اعتبار یہ شاعرون کا قول ہی ملک عدم نہ شہر ہی نہ بستی ہی نہین معلوم وہان کون قوم بستی ہی
حسرت و یاس آوازے کستی ہی بقول شاعر شعر تردد کیا تمھین ای ساکنانِ ملک ہستی ہی + عدم کی راہ
سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + شیخ سعدی فرماتے ہین شعر منہ دل برین دہر ناپایدار + ز سعدی ہمین
یک سخن یادوار + منشی احمد حسین صاحب قمر نے اسی شعر پر کیا خوب مصرعے لگائے ہین نظم

بشہر خموشان گذر کردمے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
روایت کند راوی غم نشان
بگفتم کہ افسوس ای ارجمند
قمر طول چون کرد طور سخن

بحال غریبان نظر کردمے
وزیران لشکر نہ جاہ و حشم
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
عدالت کند نام نیکت بلند
ندا آمد ای یار غمخوار من

چو دیدیم قبر شہ مہ جبین درے
کجا ہست ضحاک بدعت پسند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
بگو ای شہنشاہ فیروز بخت
منہ دل برین دہر ناپایدار

یکے گفت این قبر کاؤس کی
کہ جمشید رفت از جہان دردمند
شدم بر مزارش ز غم اشکبار
بملک عدم یافتی تاج و تخت
ز سعدی ہمین یک سخن یادوار

ای بھائی یہ شاعرون کے قول ہین اسکا کیا اعتبار جو دل مین آیا نظم کر دیا اشعار عبرت آثار سے صفحہ مضمون بھر دیا

شاعر تو عجب مزاج کے لوگ ہین جو دل مین آیا نظم کردیا اسکا خیال نہین کہ خدا کیا فرماتا ہی رسول کا کیا حکم ہی مگر شعر کے
چسپان ہونے کو یہ بھی ایک بات کہدی کہ جسمین شعر پر مصرع چسپان ہوجاے مگر وہ شعرا جو حمد الٰہی و نعت
رسالت پناہی و منقبت حیدر کرار و مدح چہاردہ معصوم مین کلک جواہر سلک سے صفحۂ قرطاس پر ایک فقرہ
نثر کا یا ایک بیت تحریر فرماتے ہین بدلے مین اُسکے حور و قصور بحکم رب غفور بہشت عنبر سرشت مین پاتے ہین بغیر کسی تعرض
ان شعرا کا حال لکھونگا خدمتگار نے کہا مین نہ مانونگا مجھے تلوار دیجیے مین ایک ہاتھ قاسم پر لگاؤن سب نے کہا حضور
آپ کا ملازم ہی اسکی بھی خوشی کیجیے آخر قاسم کو قتل کرنا منظور ہی یہ بھی ایک ہاتھ لگالے ہوس دل کی نکالے
جلاد قتل کرتا یہ آپ کا ملازم ہی حقیقت مین اسپر بڑا صدمہ گذرا جوان بیٹا جوان بھائی مارا گیا ہوش نہین
درست ہین حواس خمسہ مین فرق ہی دریاے حیرت مین غرق ہی سب ساحرون نے بھی یہی کہا کہ یہی قتل کرے تو
بہتر ہی آپکے گھر کے ملازمون کا افسر ہی سرشار کو بھی رحم آیا تیغ سحرکش خدمتگار کے ہاتھ مین دیا تیغ
لیتے ہی خدمتگار نے کھینچا بجلی چمکی سرشار نے کہا یہ کیا کرتے ہو ہم لوگ سحر بھولے جاتے ہین خدمتگار نے کہا
اب مین نہ مانونگا قاسم کا سر کاٹ کے بیٹے کو زندہ کرونگا آپ لوگ میرے سامنے نہ آئین ورنہ دو ایک کا
سر کاٹ لونگا بیٹے کے غم مین میرے ہوش درست نہین ہین دو ساحر بڑے بڑے قتل کرونگا سرشار تو پیچھے ہٹا
خدمتگار تلوار کھینچکر سر قاسم پر آیا سب جانتے ہین کہ اب قاسم کا سر کٹا چاہتا ہی مگر خدمتگار نے عکس جو
تلوار کا ڈالا قاسم سحر سرشار مین مبتلا تھے آنکھ کھولدی سمک نے نعرہ کیا کہ ای شہریار تیغ لیجیے ساحرون کو
قتل کیجیے مین نے عیاری کرکے تیغ لیا ساحرون کو دھوکا دیا اب کسکی مجال ہی کہ آپ سے آنکھ ملائے سرشار
ملعون سامنے آئے قاسم قید توڑ کے اٹھا تیغ سمک سے لیا سرشار تو الامان الامان کرتا ہوا بھاگا
آواز دی یارو بچو غضب ہوا تیغ سحرکش قاسم نے پایا اب سحر اسپر تاثیر نہ کریگا اور ساحر دوڑے
قاسم نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے سحر سرشار دربارگاہ پر کھڑا رو رہا ہی کہتا ہی یارو غضب ہوا کس مشقت
سے مین تیغ لایا تھا ہاے وہ یون مفت گیا عیار قاسم نے غضب کیا ارے یہ ظالم پہلے سے خدمتگار بنکے
آیا تھا اگر ذرا بھی مجکو کوئی خبر دیتا مین اوراق سامری مین دیکھتا مجکو حال معلوم ہوجاتا انتظام کرلیتا یہ
کہ رہا تھا کہ متین جادو پچاس ہزار ساحرون سے پہونچا یا تو بدحواس ہوکر آیا تھا کہ آقا قتل ہوتے ہونگے
جاکر جان دون مگر آقا کو چھڑا دون اب آتے ہی اسنے نعرۂ قاسم کی صدا سنی خوش ہوگیا انتشار دفع ہوا
ساحرون سے کہا یارو لو خوشی کرو تیغ آقاے نامدار کو ملگیا زمین کانپ رہی ہی وہ برق شمشیر چمکی ساحرون
کے مرنے کی آواز آئی مگر اب ساحرون کو حکم دو کہ قاسم کے ساتھ لڑین کہین تیغ پھر نہ چھین جائے یہ کہکر
متین گولے مارنے لگا صدہا کے سر پھٹے اسکا دل گرم زدہ تھا کہ اسکا مقابلہ کرے سرشار نے جو متین کو سحر کرتے دیکھا بھاگا
متین نے اُسکا تعقب کیا اور پکار کر قاسم سے کہا کہ غلام یہان موجود ہی کیا مجال ہی کہ کوئی ساحر آپ کے
قریب آسکے قاسم نے جو اپنے رفیق کی آواز سنی خوش ہوگئے کہ منصور باختری کا نعرہ ہوا بعد منصور کے
شاداب جواہر پوش پہونچا اب تو فوج کا تانتا بندھگیا سرشار بھاگا ہوا جاتا ہی کہ متین نے جپٹ کے
سحر کیا برق گری کہ سر اس خود سر کا زخمی ہوا اب تو بھگدڑ پڑگئی ملازمون نے مرکب پہونچایا قاسم پشت مرکب
پر سوار ہوئے اڑتے ہوئے جاتے ہین ایک نخل کے سایے مین پہونچے تھے دھوپ کی شدت سے ٹھہر گئے کہ رونے
کی آواز آئی دیکھا ایک باز سفید پرون سے سر پیٹتا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین ہچکی لگی ہوئی قاسم نے

سر اُٹھایا قاسم کے مُنہ سے بے اختیار نکلگیا کہا اے باز کیون روتا ہے کیا صدمہ پہونچا سر پٹکنے سے باز نہین آتا اُس باز نے اپنے کو قاسم پر گرا دیا قاسم نے تیغہ جھکایا عکس تیغے کا پڑا باز تڑپ کر زمین پر گرا غلطان ہو کر بصورت انسان ہو گیا قاسم نے اپنے رفیق گلگون تاجدار کو دیکھا حیران ہو گئے فرمایا اے گلگون یہ کیا معرکہ گذرا تمھاری صورت پر دھوکا کھایا تھا تیغہ چھنگیا ہم گرفتار ہوئے مگر سمک نے کارنمایان کیا گلگون نے کہا اُس مکار نے مجکو بشکل طائر بنا دیا تب وہ میری شکل پر آپ کے پاس گیا آپنے تیغہ دیدیا خدا نے بڑا فضل کیا مین تڑپتا پھرتا تھا یہ سمجھا تھا کہ جب سرشار مارا جائیگا تب صحت پاؤنگا مگر خدا نے فضل کیا کہ آپ تک پہونچا عکس سے تلوار کے صحت پائی مراد دلی بر آئی یہ کہکے گلگون بھی گھوڑے پر سوار ہوا فوج غیر ساحران کو ساتھ لیکر پڑاو پر سرشار کے جا پڑا خیمون مین آگ لگا دی خزانہ لوٹ لیا اب سرشار کا پاؤن اُٹھا سر زخمی ہے اس سر سے آگاہ نہ تھا بھاگا ہوا جاتا ہے جس مقام پر زیادہ بھیڑ دیکھتا ہے لپٹ پڑتا ہے سحر کرکے سو دو سو غیر ساحرون کو مارتا ہے جب نعرہ قاسم کی صدا آتی ہے طبیعت گھبراتی ہے پھر پاؤن اُٹھ جاتے ہین اس طرح سے بھاگے ہوئے جاتے ہین اہالیان لشکر قاسم شیرانہ لڑتے ہوئے آتے ہین جب ساٹھ ستر ہزار ساحر مارے گئے سرشار نے کہا یارو جو ہونا تھا وہ ہوا فتح کی شکست ہوئی اب لوٹ پھر کر مرجاؤن بادشاہان طلسم کو کیا روے سیاہ دکھاؤن پلٹ پڑا ساحرون سے پکار کر آواز دی یارو بھگوڑون مین نام لکھا گیا سامری و جمشید پر لعنت کرو کیسے حرامزادے بچیا ہین جو چاہا تقدیر کر دی اُسکے بندے قتل ہو رہے ہین سب بندگان سامری و جمشید حسرت و یاس سے رو رہے ہین اب قدم نہ ہٹاؤ اسی جنگل مین جم جاؤ کیا کسی کی مجال ہے جو کسے روکے جو سامنے دشمن کے جائیگا خوب یقین ہے شکست کھائیگا قاسم ایسا جوان صفدر و صف شکن لاکھون سے بند نہین اب تم بھی سب ملکر جان اپنے آقا پر نثار کرو دل کھولکر لڑلو جنگلی موت ہے مارے جاؤگے اگر تیر و تلوار سے بن پڑے قاسم کو گھیر کے مار لو ابھی لڑائی فتح ہوتی ہے اگر قاسم کو قتل کیا تمام اقلیم مین نام ہوگا طلسم والے احسان مانینگے شاہان طلسم کہینگے تمنے سبکی جان بچائی یہ کہنا تھا کہ سب ساحر بلنے نقیب بھی آواز دینے لگے کہ یارو دنیا پائیدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے نظم

نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
جسکو گُل کہتے ہین جنبش دامان قضا
اس گلستان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
وہ گُل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
کف افسوس ہے اک برگ ہے اس گلشن کا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین دن ہولی نخچ فنا
ٹھنڈی بھی سانس بھر کے جیسے باد صبا
یہ پھرتی ہے صبا دوش پہ آج اُنکا غبار
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

حقیقت مین بعد مرنے کے کچھ حال نہین کھلتا راحت مین ہین کہ بےچین ہین کبھی خواب مین بھی نہین آتے رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کس سے پوچھین کہ تتمہ کیا گذری

کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری

اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے ساحر بھی مبہوت ہو کر لڑنے لگے یہی سمجھے خیال ہے کہ لوٹ پھر کے جان دین قدم نہ ہٹائین قاسم نوجوان دست زبردست مین تیغہ بران جسکے جیسکو مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہزارون لاشے جنگل مین پڑے ہین ہزارون سر مثل کاسہ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین

دریائے خون جاری ساحرون کی بیقراری کچھ بن نہین پڑتا نہ روے رفتن نہ راہ ماندن اہل اسلام نے
گھیر لیا ہی بیچ مین گھیرے ہوئے لڑ رہے ہین جسنے اپنے مقام سے جنبش کی برق شمشیر گری خرمن ہستی کو جلا دیا
کافر کو خاک مین ملا دیا قاسم کا لشکر فتح نصیب ساحرون کی موت قریب جدھر گئے اُدھر مارے گئے غیر ساحرون
نے نیلکے ڈالدیے ساحر سحر پھونکنے لگے کلوا کو بلایا جیبرون سامنے آیا سامری وجمشید کو پکارنے مین بھاگو
بھاگو کی صدا نکلتی ہی زمین آتش سحر سے مثل تنور جلتی ہی درخت گر رہے ہین طائران صحرا گھبرائے ہوئے پھر رہے ہین
نرگس کی آنکھون پر ورم سوسن بے دم سنبل نے بال پریشان کیے سرو صحرا نے پانؤن زمین مین گاڑ دیے
چلنے کی طاقت نہین کسی کی آنکھ مین بصارت نہین قمریان کو کو کر کے بلا اپنے سر لیتی ہین بھاگنے کے نام پر
جان دیتی ہین گل کا رنگ اُڑ گیا جوانان چمن کا منھ طرف سے گلشن کے مڑ گیا نہرون کو بیقراری کا جوش چشم
حباب روپوش عجب ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ہر کس وناکس دردمند ہی سرشار کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا
غنچۂ آرزو نہین کھلتا سرشار بدحواس زندگی سے یاس اپنے ساتھ والون کو پکار رہا ہی کہ یارو مجھے ہاتھ سے
قاسم کے بچاؤ قاسم نے علم فوج قلم کر کے طرف سرشار کے رُخ کیا ہی یہی ارادہ ہی کہ افسر کو مارون لڑائی
فتح ہو ہر غول مین جاتے ہین یہی تلاش ہی کہ افسر ملے تو مطلب نکلے لڑائی کو بہت طول ہوا سرشار بیان
اگر بہت ملول ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی خود شاہون نے فرمایا تھا کہ ہم وقت پر آ پہنچینگے اب ہمارا تو خاتمہ ہی
اگر لاش پر آئے تو پھر کیا فائدہ کوکب کو قید کر لیا انجام کا خیال نہ ہوا کہ اتنا بڑا اجلیل قید ہو گا اُسکے
مددگار خبر نہ لینگے نور الدہر وایرج سے ابھی مہلت ملی تھی یہ شہریار آ پہونچا اگر ایک ایک اسی طرح آئیگا
اہالیان نور افشان کی جان کیونکر بچیگی ساتھ والے کہتے ہین ہماری جان تو آپ کے سبب سے گئی آپ
ہمارے افسر تھے آپ نے قصد کیا ہمکو بھی آنا پڑا دیکھیے وہ شیر لڑ رہا ہی علمدار کو مار دو علم فوج قلم کیا اب آپکی
تلاش ہی دیکھیے ساحرون کا کیا حال ہی ہر ایک پر ہجوم فوج غم وملال ہی عجب قیامت برپا ہی دیکھین کون
مارا جاتا ہی کون بچتا ہی اگر اس لڑائی مین جان بچی دوبارہ حیات پائی کبھی ساحرون پر یہ مصیبت نہ پڑی
ہوگی سامری وجمشید مین کچھ تاثیر نہین ہمارے جان بچانے کی کوئی تدبیر نہین کیسے خداوند ہین یہ ثابت
کہ خود پسند ہین جب تو مصیبت مین کام نہ آئے پھر کب مدد کرینگے یہ بلا کیونکر رد کرینگے ایک نے کہا بھائی
ہمکو تو یہ بات پسند آئی بقول مسلمانان کہ سامری وجمشید جہنم واصل ہوے سرکشی سے انکو یہ ثمر
حاصل ہوے آگ کے مکان مین بند ہونگے بیشک انتہا کے دردمند ہونگے ہم تو اگر بچ جاتے بنیرۂ حمزہ کا
ساتھ دیتے اُنکے ساتھ دینے مین انجام کا بڑا فائدہ ہی تنگی قبر سے بچین اعمال کی پرسش نہو آگ کے
مکان مین جانے کی کوشش نہ ہو خداے نادیدہ اپنے بندون کی کیا کیا مدد کرتا ہی دیکھیے قاسم کو
تیغۂ سحر کش ملگیا کیا شرف حاصل ہوا کسی ساحر کا سحر تاثیر نہین کرتا اور ہمارے خداوند خبر بھی نہین لیتے
اب کسکو پکارین شوالے دور شکست خوردہ مجوب یہ ہنگامہ برپا ہی کہ آسمان پر برق چمکی کہ ابر دھوندھوکار
پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر سحر العجائب ومصر الغرائب سے نخوت تمام تاج نکبت سر پر لباس
نخوت در بر چالیس مصاحب گرد گھیرے ہوے کئی سو نقارے خود بخود بجتے ہوے بارش مروارید بے بہا
چند نازنینان مہ جبین جوڑے پہنے ہوے پچکاریان ہاتھ مین رنگ رلیان ہوتی ہین پچکاریان چلتی ہین
کسی کے سینے پر پڑی آب رواں کا دوپٹہ تر ہو گیا کسی نے کسی کی ساری پر رنگ پھینکا آدھی ساری

تر بولی دوسری نے گنگنا کے تان لگائی **نظم**

پھول انکی ہنسی مین جھڑتے ہین — نظر آتی ہو کیا سخن مین بہار
بنگیا صاف غنچۂ سوسن — ایک مِسّی نے عجب دہن مین بہار
رخ چمکتا ہو شکل آئینہ — ہو عجب زلف پر شکن مین بہار
بلبلو آ گئی چمن مین بہار — لاؤ ای صبا وطن مین بہار
یہ تو گلشن ہو یا در گلچین — جائے وہ گل تو آئے بن مین بہار
چشم بد دور سبزۂ خط سے — تازہ تر ہو جبین ذقن مین بہار
شجر شمع سے گرے یہ گل — شب کو رعنا ہی لگن مین بہار

ان اشعار نے وہ رنگ جمایا ہو دونون ہنگام مچوے ہوئے اپنی حقیقت کو بھولے ہوئے مغرور تکبر ہی ذکر کررہے ہین کہ کوکب کو ہمنے قید کرلیا ہو مگر مسلمانون کو کیا محبت ہو دیکھو کیا قیامت ہو سرشار نے شکست کھائی مسلمانون کی کیا بن آئی وزیرون کی جانب متوجہ ہوے کہا کیون ای وزیران اعظم وای دستوران معظم دیکھو تو اس تیغہ سحرکش نے کیا قیامت برپا کی ہو سرشار ایسا ساحر کیسا بدحواس ہو زخمدار و بیقرار اپنی جان سے بیزار لشکر مین بھاگو بھاگو کی پکار رہا بدولت تشریف لائے اسکو خبر بھی نہین پکارو کہ ای سرشار جادو وای زینت پہلوے سامری اسقدر نہ گھبراؤ ہم براے سرپرستی خود موجود ہین اگر خود سامری و جمشید قہرے انکی آئین تو ہمارے سحر سے مہلت نہ پائین ہم وہ ساحران نامدار ہین کہ نور افشان ایسے طلسم پر قبضہ کیا سامری و جمشید نے جنبش ہماری دعائیلی کوکب نے شکست کھائی ہمنے پناہ نہ دی اب جو یہ لوگ ارادہ طلسم کشائی کا کرکے آتے ہین ہم بہت گھبراتے ہین وزیرون نے سرشار کو پکارا سرشار نے نگاہ اٹھا کے اپنے بادشاہون کو دیکھا خوش ہوگئے گھبراہٹ موقوف ہوئی کہا کہ ای شاہان طلسم نور افشان دو پہر ہوجاتے گذرے ہین مسلمان پیچھا نہین چھوڑتے ہین قاسم کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اُسکے ہاتھ مین تیغہ سحرکش کھنچا ہوا ہی کون روکے کون ٹوکے یہ تیغہ برق مثال ہاتھ مین غصہ بات بات مین سحر العجائب نے کہا سحر سامری کیون نہین کرتا ما بدولت کو سحر کرنے کی عادت نہین ہو کہ ہم سحر کرین ہمارے سحر کا بار کون اٹھا سکتا ہو تم سحر سامری کرو تیغہ خود قبضے سے نکلجائیگا یہ کہنا تھا کہ سرشار مبہوت ہوگیا جھومنے لگا اپنی زبان کاٹی خون ہاتھ مین لیا شاہون کو دکھلا کر طرف صحرا کے پھینکا جنگل سے ایک شیر صحرائی پیدا ہوا دھڑوکے مارتا ہوا سامنے سرشار کے آیا مثل انسان کے آواز دی ای سرشار کیا کہتا ہو سرشار نے کہا تیغہ سحرکش قاسم کے پاس ہو اسکے قبضے سے نکالدے شیر چیخین مارتا ہوا سامنے قاسم کے آیا قاسم نے نیزہ مارا نیزہ ٹوٹ گیا تلوار کھینچی شیر نے جست کرکے چاہا طمانچہ مارون قاسم گھوڑے سے کود پڑے چاہا کہ شیر کو چیر ڈالون شیر نے طمانچہ ہاتھ پر مارا تیغہ ہاتھ سے قاسم کے نکلگیا شیر منھ مین دابکر بھاگا سرشار نے آواز دی ای شاہان طلسم دیکھیے شیر تیغہ لیے جاتا ہو سحر العجائب نے جھلا کر کہا او کمبخت تھوڑے مین دعوی وزارت سحر مین یہ حماقت تو نہین جانتا ہو کہ یہ شیر کہان جائیگا نہین معلوم اُس فقیر بے پیر کو تیغہ کیونکر ملگیا تھا کہ اُسنے اس ظالم کو دیدیا اب یہ تیغہ گوشے مین طلسم کے رکھیگا یہ شیر ساختۂ سامری ہو اسکے رگ و ریشے مین جرأت بھری ہو اب قاسم کو گرفتار کرکے اپنی شکست کا بدلا لے یہ کہنا تھا کہ سرشار پلٹا لشکر قاسم پر جا پڑا اگر مستین نے جو یہ معرکہ دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا قریب آکر عرض کی ای آقاے نامدار شیر آکر تیغہ لیگیا ان بیحیاؤن کے سحر کی تاثیر دیکھی نکوامی کرکے کیسے مغرور ہوئے اب اپنا زور دکھاتے ہین خود سحر نہ کیا اب جی چاہتا ہو کہ حضور کو لیکر نکلجاؤن کسی مقام پر چھپاؤن ان بیحیاؤن سے مہلت نہ ملیگی غلام پر شعلے اڑتا ہو مناسب ہو تو آپ بھی لڑتے بھڑتے نکلجائیے چلکے قلعے مین ٹھہریے لیکن اپنے کو

مخفی رکھیے کوئی نہ جانے کہ شاہزادہ کہان ہے کیون نظرون سے نہان ہے قاسم نے کہا اے متین تم محبت سے خیر خواہی کرتے ہو جری کے لیے بہت بعید ہے کہ لڑائی سے قدم ہٹائے معاذ اللہ قلعے مین جا کر چھپے جو تمسے ہوسکے کرو ورنہ سامنے سے ہٹجاؤ یہ کمر مین تیغۂ طلسم افراسیابی موجود ہے یہی چلیگا جسکی موت ہے وہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا ورنہ ہم جان دینے پر موجود ہین متین بڑھا سرشار نے پکار کر آواز دی اے شاہان طلسم دیکھیے متین نے کیا نکمرامی کی اب اسوقت قاسم کی طرف سے لڑنے آیا ہے سحر العجائب نے کہا اے سرشار کیا تو متین سے سحر مین کم ہے کیون مزاج برہم ہے بڑھکر سحر کر متین پر تو غالب آئیگا اگر اسکا سحر چلیگا ہم روک دینگے فوراً گرفتار کر لینگے سرشار بڑھا متین سے سحر چلنے لگا متین بھی جان دیکر لڑ رہا ہے جب دیکھا کہ میرا سحر سرشار پر غالب نہین ہوتا دونون پیر زمین پر مارے غرق زمین ہوا سرشار سب طرف دیکھنے لگا سحر العجائب نے پکار کر آواز دی او سرشار کیون گھبرایا ہوشیار رہو وہ بھی سحر سامری کریگا سنا تھا کہ سرشار کا چہرہ سرخ ہو گیا دستک دی جنگل سے وہین شیر پیدا ہوا قریب متین کے پہونچا متین نے سحر کیا اس سحر کو شیر نے دہن مین لیلیا جو سحر متین کرتا ہے شیر روک رہا ہے سحر العجائب نے تخت سے اشارہ کیا متین لڑکھڑا کے گرا شیر نے دوڑ کر اٹھا لیا پشت پر لاد کر لے بھاگا سحر العجائب نے دوسرا اشارہ کیا گلگون تاجدار و شاداب جواہر پوش و منصور باختری وغیرہ سب بیہوش ہو کے گرے ملازمان سرشار نے سب کو گرفتار کر لیا ایک اشارے مین سحر العجائب کے ہزارون نے گریبان پھاڑ ڈالے روتے پیٹتے طرف صحرا کے نکلگئے سرشار نے حکم دیا قاسم و متین باغ ویران مین پہونچگئے تم ان نمکحرامون کو لیکر آؤ قاسم بھی مع سردارون کے باغ ویران مین جا کر قید ہوتے ہین حقیر انکا ذکر موقع پر تحریر کریگا ناظرین پر واضح ہو گا

دو ورقے داستان حالات آثار شاہزادہ ضیغم شیر شکار کے بیان ہوتے ہین ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب ایرج وغیرہ اول مین قید ہوئے تو سوسن گلعذار ضیغم شیر شکار کو بچے مین دبا کر نکلگئی تھی اسکا ذکر حقیر کو منظور ہے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی بادہ خوار　　بط مے کا ہونے لگا بے شکار
قمر مہر مضمون ہے اوج پر　　تسلط ہو نظم کی فوج پر
مرصع نگاران شیرین سخن　　دکھانے لگے دم بدم بانکپن
ترے دور مین ساقی گلعذار　　ہے میخانۂ دہر مین انتشار
بلائے شب ہجر ہے غم فزا　　سیاہی ہے اس رات کی جان گزا
یہ بخت سیہ ہے کہ ظلمات ہے　　اندھیری شب ہجر کی رات ہے
کہون لیلی محمل رنج و غم　　کہ قیس حزین جسپہ دیتا تھا دم
اندھیرے سے مرقد کے کیا دون مثال　　سیہ بخت دشمن کہ ستے قیل و قال
کہون داغ یا خال زنگی کہون　　سپہر کے مضامین سراسر لکھون
یہ ہے طول مین لف لیلائے شب　　کھلا پیچ سے اسکے ایمائے شب
کہین آئی گھڑیال کی گر صدا　　تو عاشق کو مژدہ یہ ثابت ہوا
یہ گھڑیال دیتا ہے ہر دم صدا　　گھڑی عمر کی کٹ گئی ہر بلا
زمانے کے دیکھے نشیب و فراز　　ہوا نیک و بد کا نہ کچھ امتیاز
جو ہین عاشقان فراست قرین　　وہ پابند عشرت ہین اے ہمنشین
کہ وعدے پہ معشوق بھی آگیا　　دل غمزدہ لطف پر پا گیا
ستارون کی ثابت ہوئی روشنی　　تو لیلائے عشرت دلھن بن گئی
مہیا ہوا چاندنی کا جو فرش　　زمین فلک رنگین ہوئی رشک عرش
شب عیش و عشرت کے سامان ہوئے　　کہ معشوق و عاشق غزلخوان ہوئے
نہال تمنا ہوا بار ور　　تو پہلو مین معشوق ہے سیمبر
ہوا عندلیب گلستان کو رشک　　بنے چشم نرگس سے شبنم کے اشک

ہوئی محفل گل میں ہمدم بہار
ہوا نازان گلشن مرصع نگار
ہوئی وصل کی شب جو عشرت فزا
مبارک سلامت کی ہیان دھوم ہے

کہ آئی چمن میں دوبارہ بہار
کہ گلزار میں اب ہے فصل بہار
تو بلبل نے خوش ہو کے مژدہ دیا
خبر جشن کی سب کو معلوم ہے

دیا عندلیبوں نے تہنیت کو دل
نہالان گلشن نکھرنے لگے
سلامت رہیں نوجوانان باغ

کہ بلبل کے پہلو میں کھلے ہیں پھول
کہ سینے گلوں کے ابھرنے لگے
جلائے ہیں لالے نے گھی کے چراغ

چہرہ پہلوانان شیر شکار و رستم دلان میدان کارزار

اس داستان جلالت نشان کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں **شعر مصنف** راقمان کلام جرأت خیز + اشہب کلک راکند مہمیز + ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق میں حقیر نے تحریر کیا ہے کہ جب ایرج : مہران جوان بخت وشاہزادہ سرو سہی قد کو سحر العجائب ومصر الغرائب نے لیجا کر قید کیا ملکہ سوسن گلعذار عاشق جمال بیمثال ضیغم شیر شکار : تعجیل تمام ضیغم کو بغل میں دبا کر لے نکلی تھی کسی نے اسکو نہیں دیکھا خائف و ترسان نوبت بجائی و کار دیا شتران یہی خیال کہ کہاں جاؤں ایسا نہ ہو کوئی سیر انجیا کرے یہ دونوں بھیا بلا کے ساحر ہیں علم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہیں جب تو یکایک اتنا بڑا کام کر گذرے کہ پر اپنے طلسم پر قبضہ کر لیا یہ سوچتی ہوئی صحرا میں کسی کا باغ تھا اسمیں آکر پہونچی ضیغم کو ہوشیار کیا ضیغم کی جو آنکھ کھلی سوسن گلعذار کو اپنے پاس پایا : لشکر : فوج : وہ ادج و موج : رفیق : شفیق حیران ہو کر فرمایا کہ کیوں ملکۂ عالم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے سوسن نے کہا کیا عرض کرون فلک نے گردش دکھائی میں آپ کو لیکر نکل آئی شاہزادہ مہران جوان بخت وسرو سہی قد وایرج نوجوان جملہ سرداران نامی کو شاہان طلسم نے گرفتار کر لیا ہے نہیں معلوم کہ انپر کیا گذری یہ سنا تھا کہ ضیغم تیغہ تیکر اٹھا کہا اے ملکۂ عالم یہ زندگی بیکار ہوئی جب یاران ہمدم و دوستان بکرم سے چھوٹے اور وہ گرفتار دام مصیبت ہوئے لطف زندگی جاتا رہا کوئی مزا نہ باقی رہا اسی طرح لڑتے ہوئے تا بطلسم **نور افشان** پہونچیں یا راہ میں مارے جائیں کیسے وہ بیچارے گھبراتے ہونگے اگر ہماری آمد کی خبر پائینگے نہال ہو جائینگے اگر ہم نہ پہونچے بادشاہ جمجاہ فرمائینگے ہمارا رفیق شفیق نہ آیا علاوہ ازین اگر لشکر **صاحبقران** میں ہمارا گذر ہوا قبلہ وکعبہ جوان حجازی شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب **غازی** ہماری شکل نہ دیکھینگے فرمائینگے او بد نصیب تو نے اپنی جان کا پاس کیا اپنے بادشاہ کو : چھوڑ دیا سوسن نے کہا اے شہریار برائے خدا جلدی نہ کیجیے یہ کنیز بے تمیز اسی دم لیکر آپ کو بھاگی ہے کہ آپ کو خروج کراؤن تا بطلسم **نور افشان** لیچلوں مگر فکر شرط ہے اب میں بنا بنا کر بناؤنگی اگر آپ میرے حکم کے خلاف کرینگے کنیز اپنا گلا کاٹ کے مر جائیگی ضیغم خاموش ہو رہے اسد کے بیٹے ہیں دل میں سوچے کہ جب یہ سوئے نکلیو **سوسن** جو تیور کو دیکھتی ہے خیال کچھ اور ہے ہاتھ باندھ کر قدموں پر گری کہا اے شہریار برائے خدا میرے کہنے کے خلاف نہ کیجیے گا ورنہ کسی بلا میں پھنس جائیے گا مقدمہ طلسم ہے ہزار طرح کی بلائیں ہیں پھر میرے کیے کچھ نہ بن پڑیگا ضیغم نے کچھ جواب نہ دیا **سوسن** نے کچھ پھل وغیرہ اس باغ سے مہیا کیے ضیغم کے ساتھ نوش فرمائے ضیغم سے کہا ملکہ آرام کرو **سوسن** تھکی ماندی تھی لیٹتے ہی سو گئی ضیغم نے اٹھکر ہتھیار لگائے اکیلے باغ سے نکلے جدھر ویرانہ تھا اسی طرف چلے ایک نخل کے سایہ میں جا کر ٹھہرے دیکھا ایک طرف ایک لشکر اترا ہے ضیغم ایک غریب کی شکل بنکر اس لشکر میں آئے پوچھا یہ کسکا لشکر ہے لوگوں نے کہا شاہزادہ **مہران** تاجدار ہمارا بادشاہ ہے کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہے کچھ اور بھی کام درپیش ہے ضیغم چپ ہو رہے جب سنا دربار آراستہ ہے دروازے پر پہونچے درگہ سلام

سلام کیا کہا شاہ سے عرض کرو کہ ایک شخص مسافر سپاہی وضع برائے نوکری حاضر ہی امیدوار ہی کہ دربار مین باریابی ملے ہم بھی تنگخوارون مین منسوب ہون درگہ سالار صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھکر حیران ہوگیا جاکر بادشاہ سے عرض کی کہ ایک جوان لاثانی صورت مین یوسف ثانی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی مہران تاجدار نے حکم دیا ضیغم اندر آئے بادشاہ کو سلام کیا کرسی ملی سلام کرکے بیٹھے مہران تاجدار نے بہت پسند کیا حیران جمال محو دیدار ہو گیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی ضیغم نے کہا مجکو حسین تیغ زن کہتے ہین ایک تاجر کا ملازم تھا قزاقون نے شبخون مارا مالک مارا گیا مین ادھر نکل آیا آپ کا لشکر دیکھکر ہوس ہوئی کہ چندے خدمت مین رہون مہران تاجدار نے کہا مین نے اپنے رفقا مین آپ کو منسوب کیا بعنایت لات و منات اور مرتبہ بڑھا دینگے ضیغم نے اٹھکر سلام کیا مہران تاجدار بہت خوش ہوا خلعت بھی دیا سلاح بھی دیے اب ضیغم بیادین آکر بیٹھے باتین ہونے لگین ضیغم نے کہا مین آپ کو حیران و پریشان پاتا ہون اتنا جو ضیغم نے کہا مہران تاجدار بہت رویا کہا اے حسین تیغ زن عجب بات تمنے پوچھی کیا جواب دین اگر کہتے ہین راز کھلتا ہی خاموش رہنے سے کلیجہ جلتا ہی بقول میان نور نظم

جان دیتا ہے زلف تابت پر بابی ہے
رنگ رونا ہے اک مجھ کو کا شاد ابی ہے
وقت گلگشت جو عکس رخ پر نور پڑے
چونک پڑتا ہون شب ہجر مین بر خوابی ہے
بے طلب سیکڑون مین سیمبرون کو دیتا
دل کو تھامے ہوئے دوڑا گیا بیتابی ہے
تا لب بام ضیائے رخ جانان جو گئی
جھانکتا ہی کوئی مہر و مجھے مہتابی ہے
یاد ای نور جو اس ابر کرم کی آئی

نور مجبور ہون اس دل کی مین بیتابی سے
لب نازک پہ وہ لالے کو جما کر بولے
رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی ہے
اور ٹھکر سوئے جو شبنم کا دوپٹہ شب کو
ہاتھ ملتا ہون فقط زرگی مین یابی ہے
شب مہتاب مین وہ مہ جو چڑھے کوٹھے پر
روشنی مہر کی پیدا ہوئی مہتابی سے
پوچھتے کیا ہو سحر کی ہی تڑپ کر مین نے
برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے

پوچھکر رخ کا پسینہ جو چمن مین جھڑکو
رنگ بڑھکر نہین ہوتا کوئی عنابی سے
درد دل کے جو ٹھہرنے ذرا لگتی ہی جگہ
چادر ماہ کو نسبت نہو شبخوابی سے
شب کو اس ماہ نے آنے مین توقف جو کیا
نور خورشید ٹپکنے لگے مہتابی سے
شام سے ہی مرے گھر مین جو سحر کا عالم
آگیا منھ کو کلیجہ مرا بیتابی سے

ضیغم گھبرا گئے کہا اے شہریار مین بالکل نہین سمجھا اس لوچے سے نا بلد ہون فرمایا کہ اے شیر بیشہ جرأت وای رستم میدان اجلالت اب لبون پر دم ہی مزاج برہم ہی دل گھبراتا ہی آپ باتین کرتے ہین بقول سودا کیا کہگے دل کو بہلاؤن نظم

زد شعلہ بر دل از نفس سرد داغ ما
خواہیم بہ زبان چو شود گرم ادبلغ ما
چون لالہ از درون برون پر ز آتش است
شرمندہ ورد نسیم برون شد ز باغ ما
ما گر شویم یا شود او گنگ تا کجا
رو کرد و چیند ہم بہ پردہ سوے راغ ما

روشن شود ز باد سحر گہ چراغ ما
از رہبری عشق بجائے رسیدہ ایم
طاقت کراکہ تا لب آرد ایاغ ما
از تیرگی اختر ما ز دآفتاب
سازد سبزہ گو نی ناصح دماغ ما
شاکی ز تنگدستی خود در جہانیم

آتش نشان بسنگ دہد آسیاے چرخ
صد خضر گم شود بتلاش سراغ ما
از اختلاط او دل یک غنچہ وا نشد
شہبا ز خالف ست ز چنگ کلاغ ما
آید بہ پیش ما کہ ز معمورہ جہان
سودا نصیب شہرہ باشد فراغ ما

ان اشعار نے ضیغم کو اور زیادہ پریشان کیا اور یہ کہا کہ اور کسی وقت عرض کرونگا اس وقت تو پوچھے دل کو اور زیادہ پریشانی ہوتی ہی ضیغم خاموش ہو رہا چونکہ صحرا مین خیمہ استادہ ہی بیرون رے حکم ہوا پشت خیمے پر کرسیان بچھا دو ہم شکار کھیلنے کے پشت خیمے پر کرسیان بچھ گئین مہران تاجدار

اُڑ گیا ہمایون نے جھاڑی جھنڈی سے طائر اُڑا کر سامنے گئے شکار ہونے لگا ضیغم بھی کبھی کبھی تیر پھینکدیتے مگر کبھی طائر شکار ہوا کبھی تیر خالی گیا کہ صحرا سے ایک آہو کو دیکھا بھاگکر نکلا پشت پر اُسکے شیر صحرائی دوڑ دیکھ مارتا ہوا آہو تو بھاگ کر نکلگیا شیر کو جو شکار نہ ملا جھلایا ہوا آدمیون کی طرف آیا لوگ بھاگنے لگے ایک ندیم شکار کو شیر نے طمانچہ مارا اُسکا سر اُڑ گیا سب مصاحب بھاگے مہران تاجدار نے دیکھا کہ سب بڑا سے رفیق شفیق بھاگ گئے مگر جوان نوملازم اُسی طرح کرسی پر بیٹھا ہی شیر طرف مہران کے چلا مہران کے منہ سے نکلا ای حسین تیغزن بچانا شیر آپہونچا اب کون صورت ہی جان بچنے کی اتنا جو مہران نے کہا حسین اُٹھا شیر کو للکارا کہ او سگِ صحرائی ادھر کہان جاتا ہی شیر طرف اُنکے پلٹا اپنی طرف اُسکو متوجہ کرکے مہران سے کہا کہ حضور ہٹجائیے مہران تاجدار پشت پر حسین کے آیا شیر نے حسین پر حملہ کیا حسین نے اپنے کو بچا کر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک گھونسہ مارا کہ شیر کا سر جھکگیا مہران دوڑ کر لپٹگیا اور کہا کہ ای حسین کیا کہنا تُنے تو مجھپر بڑا احسان کیا جان بخشی کی مصاحبان بلیل دو دو سو کے نوکر ہین سب مصاحب بھاگ گئے مگر تُنے اسوقت کارِ نمایان کیا اپنی جان دی ہوتی اب مصاحب بھی سب آگئے کوئی کہتا ہی مین تلوار لینے گیا تھا کوئی کہتا ہی حضور مین بندوق بھر رہا تھا کوئی صاحب فرماتے ہین حضور شیر لاٹھی سے مارا جاتا ہی مین لٹھ لینے گیا تھا مہران نے کہا صاحبو صاف تو یہ ہی کہ اگر حسین تیغزن نہ ہوتے تو ہمین کوئی زندہ نہ پاتا وہ خاص جست کرکے میرے اوپر آیا تھا اس شیر نے اُسکو نوکا اپنی جانب متوجہ کرلیا کس جرأت و شوکت سے مارا ہی اصلی غرض بھی اس شیر سے منفرور بیان کرونگا کیا تعجب ہی کہ میری وہ غرض بھی پوری ہو ضیغم نے کہا مین تو جسوقت سے حاضر ہوا ہون یہی پوچھ رہا ہون کہ احوال انتشار مفصل فرمایئے مین اپنی جان لگادونگا آپ کے حل مطلب مین پیروی کرونگا مہران تاجدار نے ضیغم کا ہاتھ پکڑ لیا اپنی بارگاہ مین لیکر آیا کہا ای شہریار کیا بیان کرون

نظم

غبار راہ ہوکر چشم مردم مین محل پایا
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا
نظر آتے ہین خال عنبرین گردِ لبِ لعلین
گرہ پڑا جیسے مفلس نے کمرے گانٹھ آکے کھلا پایا
شکستہ دل نہو انسان عوض ہر شی کا ملتا ہی
دلِ عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تُنے پھل پایا
غضب ہی منزلِ ہستی مین آسایش طلب ہونا
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا
نہالِ خاکساری کو لگا کر ہمنے پھل پایا
کشاکشِ دم کی مارِ آستین کا کام کرتی ہی
سیاہ زنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا
غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین
سوا فرزند اگر تو داغِ دل نعم البدل پایا
عوض کونسی شی پر ہجران عزلت گزینو کو
ہجوم خواب سے رہبر دنے ہی آخر خلل پایا
ہمیشہ جوشِ گریہ سے رہا پانی مین ای آتش
برنگِ شمع ہم دلسوختون نے بزم عالم مین
دلِ بیتاب کو پہلو مین اک گرگ اجل پایا
گھڑی بھر روکے کوے یار مین ہم نے دل اُٹھا پایا
تری امداد سے آرام ہمنے ای اجل پایا
نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمراہ رقیبون کے
حصیر کہنہ دیکھا دخت خشک و بائے غل پایا
حرارت ہوتی ہی سردار سے افزون جسبہی
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

ای جان بخش کس زبان سے اپنا حال کہون ملک میرا پاک و صاف نہ جھگڑا نہ لڑائی بزرگون کے وقت مین کچھ لوگ بگڑے تھے بزرگون نے اُنکو زیر کیا آٹھ پہر عیش و عشرت کبھی رنج و غم کا نام نہ آتا تھا ایک دن مین دربار مین بیٹھا تھا ایک تاجر آیا مین نے سودا خریدا ایک صندوقچہ مقفل بیچ گیا میمون میز پر رکھا رہا ایک دن جو شامت آئی اُس رازِ سربستہ کو کھولا کیا عرض کرون ایک تصویر دلپذیر نکلی کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا کمرے مین بیہوش ہوکر گرا عرصہ دراز تک بیہوش پڑا رہا جب خادمون کو خیال آیا

اُنھون نے اُسکے بیدار کیا کلام کرنے کی طاقت نہ تھی ولولہ جنون جوش مین فرق ہوش مین تصویر سے باتین کرتا تھا ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا یہ کیا سودا تھا کوئی کہتا تھا جن کا سایہ ہے کوئی کہتا تھا پری کا گذر ہوا دل ہمارے شاہ کا زیر و زبر ہوا کوئی دیوانہ کہتا تھا آخر شیرون نے پوچھا مین نے تصویر دکھا کر کہا شعر اینست کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را جسنے تصویر کو دیکھا عجب اُسکا نقشہ ہوا کوئی کہتا تھا بہشت کے حور کی تصویر ہے کوئی کہتا ہے تصویر خیالی عاشق مزاجون کے دیوانہ کرنے کو یہ تصویر نکالی ہے مگر مشیر و وزیر اسی جستجو مین رہے آخر دریافت ہوا کہ شاہنشاہ نیرنگ گلگون پوش بادشاہ قلعہ گلگون پوشان ہے اُسکی دختر بلند اختر ہے نامہ دیگر ایلچی روانہ کیا اُس مغرور نے جواب دیا جو مجکو زیر کرے وہ میری بیٹی کے ساتھ منسوب ہو ای شہریار اُسی جوش جنون مین گیا جا کر اُس سے مقابلہ کیا آخر اُس سے زیر ہوا چھاتی پر اُسنے چڑھ کر کہا میرا طریقہ یہ ہے کہ جسکو زیر کیا اُسکو قتل کر ڈالا مگر سن پر تیرے رحم آتا ہے خبردار اب اس طرف نہ آنا ای جان بخش مجبور ہو کر سخت جان بیغیرت چلا آیا جوش جنون مین آج تک گھر نہین گیا اسی جنگل مین اوقات بسر کرتا ہون صاف تو یہ ہے کہ نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون یہ جنگل مقام راحت ہے گھر بار چھوٹا فلک کج رفتار سے لوٹا نظم

اور کبھی دیکھو سوے افلاک　　کہتا ہون سر پہ اپنے ڈال کے خاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے　　ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہے
ہم ہین یا غم سرا ہے کیا کیجے　　کون ہے کس سے حال دل کہیے
شام سے صبح صبح سے تا شام　　گیسو و رخ کی یاد سے ہے کام
موت بھی ہو گئی خفا مجھسے　　کیا ہوا جرم ای خدا مجھسے
جی مین ہے جا مین بھاگ کے بن مین　　قبر مجنون پہ جا کے بیٹھ رہون
ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے　　میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
چارپائے پلنگ کے مجھکو　　چارپائے درندہ ہین اب تو
رات دن شغل آہ و زاری ہے　　چشم تر صرف اشکباری ہے
آہ سے درد دل مین ہوتا ہے　　مجھپہ میرا عدو بھی روتا ہے

اس رنگ سے مہران تاجدار نے سامنے ضیغم کے رو رو کر بیان کیا ضیغم کا دل ہلگیا کہا ای شہریار آپ چلیے ہم اُس سے مقابلہ کرینگے مشکین باندھ لا کر بھی خدمت مین حاضر کر دینگے مہران نے کہا ای جان بخش وہ ایسا نہین ہے فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق بڑے بڑے پہلوان اُسنے مارے کوئی اُسکے سامنے جا نہین سکتا کل فنون سپاہگری مین اُسکو کمال حاصل ہے ضیغم نے کہا آپ ان باتون کا خیال نہ فرمایئے تخت پر سوار ہو جیے ورنہ مین یکہ و تنہا چلا جاونگا مقابلہ اُس سے کرونگا مہران لاچار ہوا لشکر تیار کیا طرف نیرنگ گلگون پوش کے چلے نیرنگ اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے اسکو خبر دی مہران تاجدار جو آپسے زیر ہوا تھا ایک جوان حسین کو اپنے ساتھ لیکر آتا ہے اُس جوان نے وعدہ کر لیا ہے کہ مین مقابلہ کرونگا لشکر اُسکا آتا ہے کل آپ کے مقابلے مین آجائیگا یہ سنکر نیرنگ نے قرنا کرائی تخت پر سوار ہوا فوج کو لیکر بیرون قلعہ آیا لشکر کو اُتار رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک طفل شاید کوئی بارہ تیرہ برس کا سن ہوگا آگے بڑھا ہوا پایۂ تخت مہران پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر بارہ ہزار جوان بارگاہین لدی ہوئین سامنے آکر اُترے نیرنگ کو اپنے زور کا غرور عقل و شعور سے دور فوراً طبل جنگی بجوا دیا یہان ضیغم نے بھی طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نیرنگ گینڈے کو بڑھا کر آیا سلح شوری دکھا کر آواز دی ای مہران مین نے بڑی خطا کی کہ تجکو زندہ چھوڑ دیا وہ تیرا معین و مددگار کون ہے سامنے آوے تو حال معلوم ہو جائے ضیغم نے مرکب نکالا مہران کو ضیغم سے قلبی محبت ہے ہر وقت

یہی کہا کرتا ہے کہ یہ جوان میرا جان بخش ہوا اسنے میری جان بچائی جب ضیغم رخصت ہونے لگے تو مہران نے
ہاتھ باندھکر کہا اے جوان میں تیرا ممنون و مشکور ہوں میں تو تارک سلطنت ہوا تو چلکے سلطنت کر مجکو
ایک پارچہ نان پہونچا دینا میں تارک لذت دنیا ہوا ضیغم نے کہا کہ آپ ایسے کلمات نہ فرمایئے مجکو ملال ہوتا ہے
مہران نے سر جھکا لیا کہا آپ کو خداوند لات و مناۃ کے سپرد کیا ضیغم سے ضبط نہ ہو سکا کہا آپنے
کیا سمجھکے لات و منات کی پرستش کی پتھر کے بتلے کی پوجا کرنا وحدہ لاشریک ہی مین اعتقاد رکھئے
لات و منات پر لعنت بھیجیے مذہب خالق حقیقی و مالک تحقیقی کا قبول فرمایئے اس سے دعا کیجیے تو پروردگار
مجکو اس مغرور پر غالب کرے حقیقت مین برا تن و توش ہے بادۂ نخوت سے مدہوش ہے مہران نے
کہا ای شہریار مفصل اپنا نام نامی فرمایئے آپ کا حسب و نسب کیا ہے ضیغم نے کہا مین صاحبقران
کا نواسہ ہون ہوشربا مین پیدا ہوا دختر افراسیاب میری والدہ ہے خبر نہین خدا معلوم کس خیال
مین نکلا آپ تک کیونکر پہونچا یہ قصہ طول طویل ہے پھر کسی وقت عرض کرونگا اب آپ کلمہ پڑھیے تو مین
مقابلے مین جاؤن جہالت دین اسلام دکھاؤن حقیقت یہی ہے اگر وہ مجھپر گر پڑے دیکھ جاؤن گر دیکھیے تو
جا کیا کرتا ہون مہران نے کلمہ پڑھا ضیغم کو رخصت دی ضیغم چلا مرکب اڑتا ہوا ہوا سے بھرتا ہوا
مثل باد نوکے نشان نقش پا کو مٹاتے ہوئے رکب کو اپنی پشت پہ اٹھایا لیے ہوئے گلو

دہ چہ مرکب چو برق یاباد
نرمی گوش نرمی کاکل
تیز گامے ز برق پا بک تر
خوش خرامے ز آب نازک تر
طرفہ دیوانہ و پریزادے
دشتہ بید و دستہ سنبل

چہرہ آفتاب عالمتاب تیور بگڑے ہوئے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا اس کر و فر سے
مقابلے مین شیر نگ کے پہونچے شیر نگ کی نگاہ پڑی جمال دیکھکر دنگ ہو گیا گھبرا کر پوچھا آپ کا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہے ضیغم نے کہا تجھے ہمارے حسب و نسب سے کیا کام یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے سوال و
جواب ہو شیر نگ نے کہا مجھے ای جوان تیرے حال پہ رحم آتا ہے کہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مین نے بڑے
بڑے پہلوان مارے دیکھلو سامنے کھڑے ہیں یہ سب میرے زیر کیے ہوئے ہیں تجھ ایسون کی کیا حقیقت ہے بار میری
تلوار کا نہ اٹھیگا کلائیاں ٹوٹ جائینگی ضیغم نے کہا بس غرور کی باتین نہ کر نیزہ یا تلوار اٹھا شیر نگ نے کہا
ای جوان میرا دل نہین چاہتا کہ تیرے اوپر تلوار کھینچون جب ضیغم نے بہت کہا تب شیر نگ نے نیزہ مارا
ضیغم لڑنے لگے ایک مقام پر ضیغم نے نیزہ تولا چاہا سینے پر شیر نگ کے مارون شیر نگ نے سینے کو بچایا ضیغم
نے گینڈے کی آنکھ مین نیزہ مار دیا ڈیڑھ ہاتھ نیزہ گینڈے کی آنکھ مین اتر گیا ضیغم نے نیزہ چھوڑ دیا
گینڈے نے چرخ مارا طرارہ بھرا شیر نگ گرا ضیغم نے دو ہاتھ مارا شیر نگ نے چاہا بچون گر
ضیغم پر بس پڑا اتنی تلوارین مارین کہ شیر نگ زخمون مین چور چور ہو کر بھاگا ساتھ والون کو آواز دی
ارے یارو دوڑو اس جوان نے مجکو بیکار کر دیا زخمون مین چور چور ہون اب نہ بچاؤ گے تو یہ مار لیگا ساری
فوج دوڑ پڑی دونون لشکر ملگئے ضیغم نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ ضیغم منم ضیغم نوجوان شیر دل جگر گوشہ
سہراب و رستم خصلت جس غول پر جا کے گرا جس بڑے پہلوان کو دیکھا قریب اسکے لڑتا ہوا پہونچا جیسے ہی وہ
پہلوان سامنے آیا کہا دیکھ تیرے پیچھے کون ہے وہ پلٹا اسکے گلوگاہ پہ ہاتھ مارا سر اسکا کٹکر گرا تا تک
تاک کے افسرون کو مارا آخر شیر نگ نہ ٹھہر سکا وزیرون نے بھی یہی صلاح کی اس جوان کے ہاتھ سے
کوئی نہ بچیگا قلعے مین بھاگو پہلوان سب بھاگے قلعہ بند ہوئے خندق کو پر آب کیا پل تختہ اٹھا لیا

توپ فیر کی کئی سو آدمی ضیغم کے اُڑ گئے ضیغم نے گرز گران سنگ ہاتھ میں لیا چاہا قلعے پر جا پڑوں مہران تو عاشق ہوگیا دوڑ کر رکاب پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہریار بس مارنے سے بھگانا بہتر اب وہ جاکر قلعہ بند ہوگے پھر سوال وجواب آئیگا قلعے کو گھیر لیجیے ضیغم نہ ملنتے تھے مہران نے کہا میں نہ جانے دونگا اپنا سر کاٹ کے قدموں پر ڈالدونگا قدموں پر نثار ہو جاؤنگا حضور کی وجہ سے میری آبرو بڑھی اتنا بڑا بجیا وہ بدخصال مریخ مثال یوں نوک دم بھاگا غل مچاتا تھا ضیغم نے ہنسکر کہا اُسکی موت نہ تھی ورنہ سر کا بیتا اور کسی طور سے مارا جائیگا یہ کہکے قلعہ گھیر لیا مورچے درست ہوگئے آب ودانہ بند کیا مگر نیرنگ جو بھاگ کر قلعے میں آیا زخموں میں چور چور سب شیروں کو جمع کیا زخم وزی ہوئی کہا کیوں یار وتمنے دیکھا یہ جوان تو بلائے روزگار ہے میری جان بچگئی مگر آب وآذوقہ جمع نہیں کیا ایک ہفتے کے بعد ایک ایک نان کے ٹکڑے پر ہر شخص اپنی جان دیگا قلعے میں زراعت نہیں ہوتی ہیں وہ تدبیر کروں کہ دم بھر میں فیصلہ ہو جائے ایک انمیں سے نہیجے سب نے کہا حضور وہ کیا تدبیر ہے کہا یہانسے بارہ کوس پر قلعہ ہے قلعہ سہمناک اُسکا لقب ہے ملکہ سہمناک جادو وہانکی حاکم ہے مجھے اور اُس سے مدت سے آشنائی ہے میں ہمیشہ قلعے پر جاتا ہوں دو دو دن وہاں رہتا ہوں وہ بڑی خاطر کرتی ہے مگر پہلو میں جو قلعہ ہے قلعہ خارستان اُسکا نام ہے مغیلان جادو سہمناک کا باپ اُس قلعے کا حاکم ہے یہ ڈر رہتا ہے کہ ایسا نہو کبھی وہ آجائے تو مفت میں باپ بیٹی سے فساد پڑے ظاہر کرکے وہ نہیں آسکتی ہے اُسکو نامہ لکھتا ہوں اگر وہ گھڑی بھر کو چلی آئے طبقات زمین کو آسمان پر پہونچادے سب نے کہا یہ بہت اچھی بات ہے جلد نامہ روانہ کیجیے اُسی وقت نیرنگ نے نامہ لکھا یہ بھی لکھا کہ ہمنے شکست کھائی نبیرۂ حمزہ نے ہمکو آکر گھیرا ہے آب ودانہ رک گیا ای جان جہان وای سرتاج حسینان اگر اس ہفتے کے اندر ہماری خبر پوچھا ورنہ دیدار ما وشما بہ قیامت افتاد قاصد تیز رو کو یہ نامہ دیا قاصد نامہ لیکر چلا اب دو کلمۂ داستان سوختۂ آتش دوری وافروختۂ نار مہجوری گزارش ہوتے ہیں کہ ملکہ سوسن گلعذار اُس باغ ویران میں جو سوکر اُٹھیں ضیغم کو اپنے پاس نہ پایا گھبرا گئیں سارے باغ میں اُس گل کو تلاش کیا کہیں اُس پھول کی بو نہ پائی چار طرف پکارتی ہے کبھی کہتی ہے نظم

ہمیں بو نگو شد ای دل ملی جہان کی خبر
لحد میں روح نے جسم گل کو چھوڑ دیا

وہ دل میں رہتے ہیں پر درد سے کہ مجھے
کمیں کو خاک نہیں اپنے اب مکان کی خبر

میں باغ میں بے سرو پا کسطرح دوانی خبر
یہ کیا غضب ہے کہ مکیں کو نہیں مکان کی خبر

کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہے کہ ای شیر بیشۂ جرأت وای گل رنگ وبوے گل حدیقۂ مودت میری آنکھوں سے کیوں نہان ہوا ای سوسن کہاں ڈھونڈھوں اُس شیر کا حال کس سے پوچھوں افسوس کی بات ہے میری غربت کا خیال نہ کیا نظم

شدم ز دست و دل و ربائی آید
ہنوز بر سرم آن بیوفائی آید
تمام عمر بکنعا تم از جدائی رفت
بگوش من سخن مدعائی آید
بعزم کعبۂ جانان سفر کن ای مخفی

اسیر دردم و تیر بلا نمی آید
شدم ز کوی محبت ز خویش بیگانہ
ز سوی مصر نسیم وصبا نمی آید
کشادہ نافۂ زلف تو تا گرہ از زلف
کہ مفلس از در شاہان گدائی آید

نقود روشنی دیدہ صرف دل کردم
بگوی من سخن آشنائی آید
ز رم دفا تر ایام را ... برہم
نسیم صبح ز سوی خطائی آید

اسقدر بیقرار ہے مثل عندلیب بینوا نالہ وزار ہے کبھی کہتی ہے کو نسا وقت تھا کہ جو میں اس ظالم وجاہل مزاج پر عاشق ہوئی یہ نہ سوچا

کہ چھٹے وطن چھوٹا گھر بار سے آوارہ ہوے یہ انجام نہ سمجھے تھے نظم

چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ
کثرت شوق نے ازبسکہ کیا عرصہ تنگ
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ
تنگدستی نے زمانے مین یہ پایا ہی رواج
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ
پیارے کہتے ہین اُنکو جو سمجھا عاشق
سادہ ہر دل سے ہی اُلٹی ترے رخسار کی راہ
حُسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
کھوٹی ہوتی ہی میان آپکی تلوار کی راہ
غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل

نہ ملا یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ
پیشتر سب سے کیا طالع جھنے بیدار
یوسف اس عہد مین تکتا ہی خریدار کی راہ
لب بام تک کے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ
زلف مشکین کے جو سودے مین ہی دل گھبراتا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ
عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہی دو چار کی

ہی نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ
ہو چکے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ
شہرۂ حُسن نے دیدار کا مشتاق کیا
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ
نہین مجھسا کوئی دنیا مین سکندر طالع
آئینہ ہو جاوے ابھی کافر دیندار کی راہ
دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہی
پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے تاتار کی راہ
کھینچ لی ہی تو لگانے مین تامل نکرو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

اس طرح بلکتی پھرتی ہی کہین نقاہت سے منہ کے بھل گرتی ہی درختون سے سر ٹکراتی ہی مثل قمری طوق محبت بگلو کو جلا رہی ہی آخر لاچار ہو کر دروازے پر باغ کے ٹھہری یہی خیال آیا کہ چلکر اُس ظالم کو تلاش کرین شاید کہین وہ بیوفا ملجاے شاید ہمارے حال زار پر رحم آئے یہان بیٹھنے بیٹھنے سے کیا فائدہ بقول شاعر شعر کوئی سُنتا نہین فریاد بلبل + عجب بیدرد یار و باغبان ہی + ہماری اس بیقراری کا کون دیکھنے والا ہی جان دینے سے کیا فائدہ چلکے تلاش کرین شاید نصیب رہبری کرے یہ سوچکر ایک طاؤس زرین بال تیار کیا اُسپر سوار ہوئی تلاش کرتی ہوئی چلی مگر نیرنگ نے جو نامہ سہمناک کو لکھا تھا سہمناک بیباک اپنے قلعے مین بیٹھی ہی کہ نامہ دار نے آکر خط دیا نامے کو پڑھکر بہت جھلائی نامہ دار سے کہا تم چلو ہم آتے ہین نامہ دار تو گیا سہمناک تیاری کرنے لگی خیال مین ہی کہ دو چار سحر ایسے تیار کرکے لیجاؤن کہ دشمنون کو دیوانہ کردون تنکے چنتے پھرین میرے دوست محب وا لوگ کو ستایا کچھ میرا خوف بھی نہ آیا دیکھو کیسا بدلا لیتی ہون تخت پر بیٹھی ہی اسباب سحر جمع کر رہی ہی قضائے کار مغیلان جادو باپ اسکا اپنے قلعے مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیال مین گذرا کہ چلکر بیٹی کو دیکھ آؤن یہ سوچکے وہ تنہا چلا آسمان پر اڑتا ہوا جاتا ہی سہمناک بیٹھی تھی کہ آسمان پر برق چمکی سہمناک دیکھنے لگی باپ کو دیکھا چلا آتا ہی گھبرا کے اُٹھی اسباب سحر نہ ہٹا سکی مغیلان زمین پر آیا بیٹی کو گلے لگایا اسباب سحر کو دیکھکر گھبرا گیا پوچھا کیون بی بی یہ سحر کسلیے تیار ہوتا ہی کیا کسی سے لڑائی ہی کسی ساحر کے آنے کی خبر پائی ہی سہمناک گھبرا گئی پریشانی مین منہ سے یہ نکلا حضور دل گھبراتا تھا مین نے کہا لاؤ سحر تیار کرون ایسا نہ ہو کہ یہ سحر جو قبضے مین آگئے ہین بھول جاؤن مغیلان جادو کو شک ہوا مگر خاموش ہو رہا تھوڑی دیر بیٹھکر چلا گیا بیرون قلعہ جاکر ایک نخل پر پتون کی آڑ پکڑ کر بیٹھا سہمناک بعد تھوڑی دیر کے ایک مار سیاہ پر سوار ہو کے چلی جب قلعے سے باہر نکلی مغیلان نے دیکھا دل مین کہتا ہی کہ یہ کہان جاتی ہی عقب مین اسکے چلا یہان ضیغم نے دو دن سمجھایا ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ ای نیرنگ اسی مین بہتر ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی کردے یہ بھی شاہزادہ ہی یہ ملعون سنکر جواب دیتا تھا کہ کیون گھبراتے ہو تمھارا سرکوب آتا ہو گا ضیغم حیران ہین کہ اسنے کسی کو نامہ لکھا ہی اُسی کا یہ مشتاق ہی

مین آج قلعہ فتح کرلون یہ کہکر طبل جنگی بجوا یا صبح کو یلغر کیا وہان سے توپین پڑین لوگ بہت مارے گئے ضیغم کو بڑا غصہ آیا گھوڑے کو بڑھایا گرز ہاتھ مین لیا گھوڑے کو چمکاتے ہوئے چلے آواز دی او شیر نگ دیکھ بہادر یون قلعہ فتح کرتے ہین شیر نگ نے اشارہ کیا توپ پڑنے لگی یہ شیر تو گولے رد کرتا ہوا چلا مثل سمندر آتش اُس دریاے آتش کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضاے کار شیر نگ نے پکار کر آواز دی ای نوجوان دیکھ یہان آنا بہتر نہین ہی کہ سہمناک آکر پہونچی اپنے معشوق کو جو پریشان دیکھا آسمان سے اُتری گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای شیر نگ یہ کیا حال ہی اُسنے کہا ای جان جہان دیکھ یہ جوان آتا ہی مین اسی کے ہاتھ سے زخمی ہوا ایسی شکست کھائی کہ قلعہ بند ہونا پڑا یہان بھی یہ ظالم جان نہین چھوڑتا آپہونچا سہمناک نے چند دانے ماش کے پھینکے ضیغم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا آگے نہین بڑھتا پیچھے ہٹا جاتا ہی ضیغم کی پریشانی بڑی جبا کر کوڑے مارتا ہی گھوڑا آگے نہین بڑھتا جنگل مین لیے ہوئے دوڑا دوڑا پھرتا ہی سہمناک نے خوش ہوکر کہا کیون جان جہان دیکھا اگر کہہ دون یہی گھوڑا اسکو ہلاک کرے شیر نگ اس بات پر بہت خوش ہوا کہا ای جان جہان ایسا سحر کرو کہ گھوڑا اسکو گرادے اور ٹاپون سے پامال کرے یہ کہتا جاتا ہی بوسہ بازی مین مصروف ہی سہمناک کبھی طمانچہ ماردیتی ہی کبھی چپ ہورہتی ہی گھوڑا جو ضیغم کو لیے ہوئے پھرتا ہی کبھی الف ہوا کبھی چاہتا ہی کہ کسی درخت سے رگڑ دے ضیغم اپنے کو بچا رہا ہی دونون عاشق و معشوق ہنس رہے ہین ضیغم پر آوازے کس رہے ہین ای جوان پیچھے کیون ہٹا جاتا ہی اب تو ہم توپ نہین مارتے قلعہ تسخیر کریگا ضیغم کو ان باتون پر غصہ چڑھ آیا چہرہ سُرخ ہوگیا غصے مین اُسنے کوڑے گھوڑے پر مارے کہ اُسکے پشت و پہلو سے خون بہ رہا ہی قضاے کار مغیلان ہی غضب مین چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا بیٹی کو دیکھا کہ ایک جوان سے بوسہ و کنار کررہی ہی ہزار دن آدمی دیکھ رہے ہین اس بیحیا کو کچھ شرم نہین مغیلان جھلایا آواز دی او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ کیا حرکت ہی کسی کی غیرت نہین سب دیکھ رہے ہین سہمناک نے جو باپ کو آتے دیکھا گھبرا گئی شیر نگ سے کہا لو صاحب غضب ہوا باپ آگیا بہت بیطور مجکو دیکھا نہین معلوم انکو کسنے خبر کی مغیلان نے گولہ مارا سہمناک نے دیکھا کہ اگر یہ گولہ سر پر پڑیگا سر پھٹجائیگا آخر اُسنے دستک دی کچھ ماش کے دانے مارے گولہ پھٹکر الگ گرا مغیلان بھنجھلایا پکار کر کہا کیون حرامزادی مین نے اسی واسطے تجکو سحر سکھایا تھا میرے سحر کو تونے دفع کیا ناک چوٹی کاٹ لونگا اور شیر نگ کو آواز دی او بیحیا تو اس فاحشہ سے زیادہ بیغیرت ہی شیر نگ کے مُنہ سے نکلا کیون دیوانہ ہوا ہی میرے اسکے مدت سے آشنائی ہی جو میرا جی چاہیگا کرونگا تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی مغیلان نے ہاتھ ہلایا برق گری شیر نگ کا سر اُڑگیا اب تو سہمناک نے سر پیٹ لیا پکاری کہ او ظالم یہ کیا کیا میرے معشوق کو مارڈالا ارے او ظالم مجکو قتل کیا ہوتا یہ کہکے سر پیٹنے لگی یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے

نظم

مدفون ہے زمین چمن وا مصیبتا
اُسکا غلاف کعبہ کفن وا مصیبتا
جسکو شکستن دل عاشق عذاب ہو
اُسپر چلے چرخ کہن وا مصیبتا

سعد وحم ہو وہ غنچہ دہن وا مصیبتا
دے منکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
وہ اور جانکنی کے محن وا مصیبتا
تشبیہ آئینے سے جو ہوتا تھا آب آب

جس نازنین صنم پہ گران تھا حریر چین
جو ہوسے کرے نہ سخن وا مصیبتا
جو عرض ہر نازہ مرے ہو سرنگون
تماے خاک مین وہ بدن وا مصیبتا

دیتے تھے حور وش بھی جہاں آرام دل یہ جا
وہ زیر بار تاب شکن وامصیبتا
وہ خانہ باغ عیش محل جسکا نام تھا
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے آہ

اُسکا غم ہلاک شدن وامصیبتا
چھوٹون کو جسکی بو نے ملایا تھا خاک مین
کہتے ہین اُسکو بیت حزن وامصیبتا

جو مرد مر رہے تھے نوحہ تھے جسکے ہاتھ پاؤن
ہے اُسکی خاک زیر کفن وامصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ

اس طرح بلک بلک کے روئی اور باپ پر تڑپکر گری دو چار گولے ایسے مارے کہ مغیلان کو بھی مشکل پڑی اور مغیلان نے کئی زخم کھائے زخم کھا کر اور جھلایا آواز دی اے گیسو بریدہ دلگیر کا مرنا ایسا ناگوار ہوا ہمارے قتل کے درپے ہوتی ہے سنکر سامری و جمشید کہ تجھسے سحر مین کم نہین ہون اگر تو مجھسے زیادہ جانتی ہوتی تو بیشک قتل کرنے مین میرے تامل نہ کرتی اسقدر شور و غل نہ کر اب تیری بھی قضا دامنگیر ہے تیرے مرنے کی بھی تدبیر ہے یہ کہکے کارد سحر مجہول سے نکال اُسپر اپنی زبان کا خون ڈالا دہ بی کارد کھینچ ماری سینے پر سہمناک کے بڑی توڑ کر پشت کو پار گذری مرتے سہمناک کے اندھیرا چھا گیا علامت برپا ہوئی سنگباری برفباری ہونے لگی ضیغم نے رہائی پائی بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام مین سہمناک جادو بود اور ضیغم نعرہ قہر و غضب طرف قلعے کے چلا اہالیان قلعہ پیٹنے لگے پکار کر آواز دی کہ اے مغیلان جادو آپ نے ہماری ملکہ سہمناک کو قتل کیا یہ جوان رستم دل سہراب منزل آکر قلعے کو لے لیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا جلا ہوا ہے سہمناک نے سحر کیا تھا سب اُسکی تباہی پر ہنس رہے تھے آوازے کس رہے تھے اُسکو نہایت غصہ ہے بہادر کے لیے مضحکہ ہونا بڑے عیب کی بات ہے آپ ہمارے سرپرست ہین قلعے کی حکومت کیجیے ہم سب کو مسلمان کے ہاتھ سے بچا لیجیے یہ جوان نبیرہ حمزہ صاحبقران آفت کا پرکالہ ایسا بہادر نہ دیکھا نہ سنا بھلا یکہ و تنہا جنگ کرتا ہے ہم سبھون کو یون تنگ کرتا ہے یہ سنکر مغیلان نے غصے مین کانپتا ہوا بالاے قلعہ آیا کہا تم سبھون نے میری اطاعت کی سب نے کہا ہم سب غلام تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین نہ اطاعت کرینگے تو کدھر جائینگے ہمارے آقا تو مر گئے اب آپ کو اپنا بادشاہ جانینگے دل و جان سے آپکی خدمتگزاری کرینگے یہ سنکر مغیلان جادو بہرا ضیغم آتا تھا مہران تاجدار بھی تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوانان سرگذار سب قریب آگئے تھے نیزے تلوارین گرز ہاتھ مین سنبھالے ہوئے یہی غلغلہ تھا کہ اہالیان قلعہ کو مار لو اب ان لوگون کو مہلت نہ دو بڑے مکار و چالباز ہین ان بہادرون کو کیا استیاز ہین ہنگامہ جو مغیلان نے دیکھا اُٹھا کے ایک گولہ مارا ضیغم مع لشکر اسی مقام پر رک گیا پھر وہی ہوا کہ گھوڑا آگے نہین بڑھتا صداے فریاد و الامان بلند ہر کس و ناکس دمبدم لاکھ لاکھ قصد کرتے ہین کہ گھوڑون کو بڑھائین بر سر قلعہ جائین ممکن نہین ہوتا جسقدر سوار ہین وہ اپنے اپنے گھوڑون سے بیزار ہین بیدلون کے دل کے دل پریشان سر پیٹ رہے ہین طرف قلعے کے نہین آسکے مہران تاجدار نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار پھر اُس نامرد نے سحر کیا غیر نگ کو مارا وہ ساحرہ جو مکارہ آئی تھی اُسکو بھی اسی ظالم نے قتل کیا اب بیان سحر کر رہا ہے پیاس کی شدت گھوڑون کی بدلگامی ہم سب کی ناکامی شاہزادہ ضیغم نے جو یہ سوانح عظیم دیکھا اپنی زندگی سے یاس ہوئی طرف آسمان کے منہ کرکے پکار اُٹھے رباعی

بر آستان تو دارند میل در بالی
چو احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

بلک بلک کے شاہزادے نے جو دعا کی آسمان پر برق چمکی سوسن گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار ابر سوسنی کا سر پر سایہ چلی آتی ہے نگاہ اسکی جمال جہان آراے ضیغم پر پڑی کہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان ملالت

صاحب حشمت و شوکت گھوڑے پر سوار گھوڑا لیے ہوئے دوڑا اور ڑا پھر رہا ہی لشکر والے مثل آئینہ حیران
بشکل گیسو پریشان نیزے ہاتھ مین تلوار پر قبضہ نہین نیزے در پئے آزار سنان ہائے نیزہ اپنے سینے پر
آتی ہین تلوارین نیمچے سے نکلی جاتی ہین کمانون مین خم خنجر بیدم طائر تیر اڑتے پھرتے ہین پرون مین طاقت
نہین ہر مقام پر گرتے ہین سہکر ترکشون مین چھپتے ہین باجے پراگندہ ڈھول کے شکم پر ورم قرنا بیدم شہنا
کے کلیجے مین چھید نقارون کے بجنے مین بھید فوج مین تلاطم ہر ایک کے ہوش گم یہ جو سوسن نے دیکھا
تیور پر بل پڑگیا پکار کر آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب آپ نے ہمارا ساتھ چھوڑا کنیز کی محبت
سے منھ موڑا یہ کیا ہنگامہ ہی ضیغم نے تو غصے مین کچھ جواب نہ دیا منھ پھیر لیا مگر فوج والون نے
فریاد فریاد کی صدا دی کہ ملکہ عالم ابھی اس بھیلے نے سحر کیا ہی بالائے قلعہ بیٹھا عجائب و غرائب دکھا رہا
ہی بیٹی کو قتل کیا نیرنگ کو کیا رنگ دکھایا رنگ دنیا سے نیرنگ کو کچھ مزا نہ ملا تڑپتا ہوا واصل
جہنم ہوا ہمکو بچائیے سامنے اس ملعون کے جائیے مقابلہ کیجیے ہم سبکی مدد کیجیے اب ہمارے گھوڑے ہمکو
ہلاک کیا چاہتے ہین ہم لوگ جان بچا رہے ہین ظلم سے اس ساحر کے گھبرا رہے ہین یہ سنکر سوسن
آگے بڑھی آواز دی او ناہنجار بدکردار غیر ساحرون پر یہ بدعت فرزندان صاحبقران کی یہ صورت
موت تیری دامنگیر ہی اب تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ سنتے ہی مغیلان جادو اٹھا سوسن پر گولہ مارا
اسنے تو غصے مین سحر کیا مگر سوسن ہنس پڑی مشہور ہی سوسن صد زبان یہ غنچہ دہن شیرین سخن
سرو قد خورشید خد چہرہ آفتاب عالمتاب اسوقت رنج مین پر عتاب گل رخسار شگفتہ ایک مسکرانے
مین ہزار بناؤ عندلیبان چمن کو اس گل رخسار سے لگاؤ مسکراتے ہی وہ گولہ پلٹا مغیلان نے
اپنے واسطے کانٹے بوئے وہ گولہ الٹا پلٹا طرف اسکے سینے کے چلا اپنے تئین مغیلان نے قلعے کے نیچے
گرا دیا وہ گولہ جاکر ایک برج پر پڑا برج کو گرا دیا کئی ہزار آدمی دب کے ملکہ نے پکار کر آواز دی کیا
مرد ہی ہمکو کھلگیا کہ تو نامرد ہی مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہی ہمارے سحر کے خوف سے چہرہ تیرا زرد
ہی اب کیا زندہ بچیگا اتنے نیچے آیا مغیلان نے جو دیکھا کہ سوسن کے گولے نے ایک برج کلان کو
گرایا بہت جھلایا کارد سحر جھولی سے نکالی کمر مین ایک بیضہ دندان فیل تھا زفیل مارکے اسکو نکالا
سوسن پر وہ بیضہ کھینچ مارا انگلی سے اشارہ کیا وہ بیضہ آسمان پر جاکے پھٹا ایک گنبد آتش پیدا ہوا
طرف سوسن کے وہ گنبد چلا سوسن نے مسکرا کے آواز دی اپنے نزدیک یہ بڑا سحر کیا تمھارے ہی
واسطے آفت ہی یہ کہکر ہاتھ ہلایا غنچۂ دہن وا کیا وہ گنبد پلٹا مغیلان نے دیکھا کہ پھر کانٹون کا سامنا
ہوا دیکھیے کیونکر بچون صحرائی کانٹون نے انگلیان اٹھا مین مہتہ دبتے تھے کہ او مغیلان اپنی جان بچا
کانٹون مین کھنچا جائیگا کیونکر اپنی جان بچائیگا اس سحر کے بڑے طول ہین یہ سوسن کے سحر کے
مجہول ہین زبان درازی نہ چلیگی ہر ہڈی تیری مثل شمع کافوری جلیگی باغ عالم سے پھل نہ پائیگا کانٹون
مین کھنچا جائیگا سوسن نے پتلے پتلے ہاتھ نرم نرم انگلیان دام رگ گل کہنا چاہیے مہندی لگے ہوئے
ہاتھ در وحنا اسیر ودرنگی کی تدبیر یاقوت و لعل ایک مقام پر چہرہ آفتاب انور ان ہاتھون سے دستک دی
ایک روشنی ہوئی صاف یہ ہی کہ بجلی چمکی گنبد آتش پر گری اسکے ٹکڑے اڑا دیے گنبد جلا مگر شعلہ نمودار
ہوا بلکہ سحر بنانیوالے سے جلا زمین پر گر کر غائب ہوا مغیلان شکست کا طالب ہوا اس سحر کے

باطل ہونے سے جی چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت سوسن سے ٹوٹ گیا سوسن نے کہا اب کہان بھاگ کر جائیگا
کل سحر ہمارا کانٹا بنکر تیرے دامن سے الجھا اب پناہ نہ پاؤ گے مغیلان نے چاہا حسب کرون پانون زمین
نے تھامے بقول سوسن کانٹے دامن سے الجھے دامن نہین چھٹتا غصے مین اسنے اپنی بوٹیان کاٹین جسمے
آتش کے دلنے بدمعاش نے پھینک مارے ہزار ہا شعلے سوسن پر گرے دفع کرنے مین ایسے سحر کے ملکہ ہونٹھون کو
جنبش نہین دیتی مسکرادی دندان سے برق چمکی سب شعلون کو بجھا دیا کسی قدر پانی برسا دیا کہ مغیلان کی
آبرو پر بھی اپنی فوج مین دریا دلی دکھاتا ہی مثل ماہی بے آب سر ٹکراتا ہی آخر مین سوسن نے آواز دی
بیہوش ہوجا تجھ ایسے کا ہوشیار رہنا بہتر نہین یہ علم سحر جنگل سے کنکر پتھر نہین یہ جو مسکرا کے کہا مغیلان
بیہوش ہوکر گرا پھر ہاتھ ہلا دیا ضیغم و فوج ضیغم سے سحر اترا ضیغم نے گھوڑا بڑھایا ساتھ والے لینا لینا
کہکر چلے ملکہ تو کنارے ہوئی جانتی ہی کہ یہ فرزند صاحبقران غیر ساحر پر سحر کرنا نہین چاہتے ہین اپنی جرأت
کو نباہتے ہین مغیلان کی زبان مین سوزن دیا گرفتار کرکے اشارہ کیا کہ ایک کنیز پیدا ہوئی مغیلان کو
اٹھا لیا ضیغم بجرأت تمام قلعے پر جا پڑے گرز مار کر پھاٹک توڑا مہران تاجدار بھی برابر پہونچا فوج
ظفر موج کو لیکر اندر گھسے تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچے مین لاشون کا انبار ہوا بھاگنا ان سب کو دشوار ہوا
گیرنگ بھائی غیرنگ کا اسنے جو دیکھا کہ اب بھائی میرا مارا گیا ساحرہ قتل ہوئی جو اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا
اس شمشیر کے ہاتھ سے سزا پائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوا عرض کی غلام مستحق سلطنت ہے
میرے بھائی کے کوئی اولاد نہین غلام صاحب عدل و انصاف ہی مین بصدق مسلمان ہوا ضیغم نے اُسکے
سر پر تاج رکھا اُسنے سب کو بلایا وزرا و امرا سب حاضر ہوئے سب کو عہدہ ہاے جلیل ملے غنچہ ہاے تمنا
کھلے سب انتظام ہوچکا تو ملکہ سوسن نے عرض کی وہ باغی ساحر بھی حاضر ہی ضیغم نے کہا کہ لاؤ مغیلان کو
کنیز نے حاضر کیا مغیلان سامنے آیا ملکہ نے سحر اتارا مغیلان ہوشیار ہوا ضیغم نے کہا اے مغیلان باقی بہار و
خزان کی قدرت کو دیکھا کیا جلد کانٹا نکلگیا کیا کیفیت ہوئی تمھاری بغاوت نے کیا ثمرہ دیا اب بہتر یہ ہی کہ
خداے حقیقی کو سجدہ کرو جسنے آسمان بے ستون قایم کیا زمین کو پانی پر بچھایا کچھ کلمات صفت پروردگار مین
کچھ مذمت مین کفر کی اس فصاحت و بلاغت سے بیان کیے کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا
عرض کی کہ غلام بدل و جان اطاعت کو موجود ہی ضیغم نے اشارہ کیا ملکہ سوسن نے زبان سے سوزن لیا
مغیلان قدمون پر ضیغم کے گرا دل سے مطیع اسلام ہوا ملکہ سوسن کے بھی قدمون پر گرا عرض کی ماشاءاللہ
آج سحر دیکھا ملکہ سوسن نے کہا اے مغیلان تمسے سحر کی نوبت نہین آئی اگر زندہ ہین اور شاہزادے
کے ساتھ داخلہ طلسم نور افشان مین ہوا تو سحر دیکھنا یہ کہکے ضیغم کا دامن تھام لیا کہا کیون شہریار کنیز
کی کیا خطا تھی جو آپ مجکو چھوڑ کر چلے آئے مین صحرا صحرا ماری ماری پھری کوہ و دشت و بیابان پھلانے اور ہم
آپ کی کیا صفت کرین نظم

سوز دل کے روبرو سوز سقر کیا چیز ہی
یا الٰہی کس سے مین پوچھون سحر کیا چیز ہی
شیر کے روکے سے مین دیوانہ رکنے کا نہین
عقل کی کیا اصل ہی زنجیر در کیا چیز ہی

نور رخ کے روبرو نور قمر کیا چیز ہی
نوح کا طوفان حضور چشم تر کیا چیز ہی
کوئی غنچے سے پتہ پوچھے دہان یار کا
تو بجا اے پاسبان بے خبر کیا چیز ہی
وان یہ معما تھا یان سر انگلیان [illegible]

آب دندان سے حضور آب گہر کیا چیز ہی
نام سنتا تھا شب فرقت مین پر دیکھی نہین
اور یہ پوچھے رگ گل سے کمر کیا چیز ہی
توڑ ڈالونگا بندے کیطرح چوڑی کو مین
عیب بینون سے کوئی پوچھے ہنر کیا چیز ہی

مہر کے مانند ہو ادنیٰ کو عملی پر فروغ
آہ بے تاثیر کیا شی ہے اثر کیا چیز ہے
تو جواب خط تو لا انعام خاطر خواہ لے
ہو گیا نشہ ہرن ای نور زر کیا چیز ہے

مرتبہ کیا جلد بڑھ جاتا ہے زر کیا چیز ہے
آگ لگ اٹھتی ہے تن میں خود بخود جھکتا ہے دل
جان تک حاضر ہے مال اے نامہ بر کیا چیز ہے

اس سے کیا ہو جو ہو صدمے ہجر کے جھیلے ہوئے
کس سے پوچھوں سوزش داغ جگر کیا چیز ہے
آنکھیں دکھلا کر جو ساغر کھینچ مارا یار نے

خوب آپسمین حکایتین و شکایتین ہو رہین ضیغم نے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ تجھے بہت شائق ہوا جان دینے کا مشتاق ہوا تم مجھکو بھاگئین میرے یاران ہمدم گرفتار ہوئے انپر کیا گذری ہوگی خیال مین آنکے بیرون رو دیا اسی انتشار مین ادھر نکل آیا اب اسکا ذکر نہ کرو ہمین حجاب ہوتا ہے لشکر کی تیاری کرو پروردگار ہمکو تا بطلسم نور افشان پہونچائے ہمارے شاہزادہ سرو سہی قد کیسے گھبراتے ہونگے و مسعود فرماتے ہونگے کہ اسد کا فرزند ہمسے جدا ہوا اگر وہ قید ہوئے ہم بھی قید ہو جاتے ہمارے دل کو گوارہ تھا یہ رہائی موت سے بدتر ہے ملکہ سوسن نے کہا ای شہریار جب بلا نازل ہوئے ابھی حفاظت ضرور ہے آپ کے اقبال سے اس نکل آنیکا لطف ظاہر ہوگا لوح طلسمی کی فکر ہو اُس وقت کنیز کی جانبازی ملاحظہ کیجیے گا جب ساحران طلسم نور افشان سے مقابلہ پڑیگا شاہزادے اور ملکہ سے یہ حکایت و شکایت ہو رہی تھی کہ مہران تاجدار پر نگاہ پڑی ہر چند کہ تخت نشین ہے مگر اندوہگین ہے ضیغم کو یاد آگیا گیرنگ سے فرمایا ای گیرنگ دختر شیرنگ کی شادی ساتھ مہران تاجدار کے کر دو ناحق اُسی کے واسطے اس قلعے پر مقابلہ پڑا ایسی صورتین درپیش ہوئین کہ مغیلان جادو کی دختر اپنے باپ کے ہاتھ سے قتل ہوئی ملکہ سوسن کو خدا نے یہان پہونچایا اگر اسمین تامل ہوگا تو ہمین ملال ہوتا ہے دل اُسکی خدمت پر رہتا ہے گیرنگ نے عرض کی غلام ابھی انتظام کرتا ہے زہے سعادت و شرف کہ وہ دختر بلند اختر بحکم سرکار مہران تاجدار سے منسوب ہو اپنے چاہنے والے کی محبوب ہو یہ کہکے وزیر کو اشارہ کیا اُسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مہران تاجدار کے لگایا اب تو ضیغم نے دیکھا کہ خوشی سے مہران تاجدار کا چہرہ سرخ ہو گیا اُٹھکر ضیغم کو نذر دی ضیغم نے گلے سے لگا لیا کہا ای مہران تاجدار ہم بھولے نہ تھے تمھاری آوارگی ہمارے دل پر نقش ہے اُسی شب کو مہران تاجدار کا عقد ساتھ دختر شیرنگ کے ہوا نقلے کار مغیلان جادو نے نامہ قلعہ کوہستان پر لکھا کہ جسکو ہمارے قلعے مین رہنا ہو وہ دین اسلام ملت بہنا اختیار کرے ورنہ ہمارے قلعے سے نکل جائے شاہزادہ ضیغم کی ہمنے اطاعت کی اور افسران فوج کو لکھا تھا کہ سب کو مطیع و منقاد کر کے فوج جنگی آراستہ کر کے قلعہ شیرنگ پر آؤ آقا کا ہمارے قصد ہے کہ طرف طلسم نور افشان کے جائین سحر العجائب و مصر الغرائب سے مقابلہ پڑیگا ہم بھی مصروف جانبازی ہونگے جب یہ نامہ قلعہ کوہستان مین پہونچا شاپور جادو وزیر اعظم مغیلان کا تھا اُسنے سب افسرون کو جمع کیا نامہ پڑھکر سنایا سب نے بدل و جان اطاعت اختیار کی مگر بدمست جادو بدخو ظاہر مین کچھ اچھا اچھا کہا دربار سے اُٹھکر اپنے گھر مین آیا اپنی زوجہ سنبل جادو سے کہا کہ صاحب تمنے سنا بادشاہ ہمارے جاکر مسلمان ہوئے شاپور وزیر کو نامہ لکھا ہے شاپور نے دیر منہدم کرا ڈالے مسجدون کی بنا کی لشکر تیار کر رہے ہین اب لشکر لیکر قلعہ شیرنگ پر جائینگے وہان سے طرف نور افشان کے کوچ ہوگا سنا ہے کہ سحر العجائب و مصر الغرائب نے بڑے بڑے مسلمانون کو جو کہ دعوی فتاحی طلسم کر کے آئے تھے اور بڑے بڑے ملک بھی فتح کیے گئے مگر کچھ بھی نہ ہو سکا اُن شاہون نے سب کو قید کر لیا ابتک قتل کر ڈالا ہوتا مگر طلسم مین

قیدی کے واسطے قید ہی کہ بعد تین برس کے قتل ہوتا ہی یہ بھی سب جاکر راہ مین مارے جاینگے میرا ارادہ ہی
کہ بزرگون کا مذہب نہ چھوڑون بادشاہ کی محبت سے منھ موڑون جاکر اطلاع کرون خود وہان سے
فوج لیکر آؤن مغیلان کا سر کاٹ کے لیجاؤن افسر اُنکے ضیغم شیر شکار ہین بڑے بہادر بڑے
صف شکن اُنکو بھی سزاے معقول ہوا بنی سرکشی بہر شخص ملول ہو زوجہ نے کہا صاحب ایسا نہو
کہ یہ حال کھلجاے تو شہر مین رہنا مشکل ہوگا بدمست نے کہا کون خبر کریگا مین نے تمھارے سوا کسی سے
ذکر نہین کیا مین ابھی جاتا ہون خیرخواہان طلسم مین میرا نام لکھا جائیگا فوج بحساب طبل و افسر لیکے آونگا بیٹھے
قلعہ کوہستان کو شاد و نگار زوجہ نے کہا صاحب سمجھ کے یہ کام کرنا مسلمان بڑے صاحب اقبال ہوتے ہین
انکی مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی ساحر نہین ہین مگر ساحر کش مشہور ہین صاحبقران کے ہاتھ سے لاکھون
جادوگر مارے گئے کیونکر قتل کیا عقل مین نہین آتا عورت نے شوہر کو بہت سمجھایا مگر اُسکے خیال مین نہ آیا
یہی کہے گیا کہ ہمارے باپ دادا بیوقوف نہ تھے کہ لات و منات کو سجدہ کیا ہم اپنے بزرگون کا ساتھ
نہ چھوڑینگے سنبل نے کہا اچھا صاحب جاؤ اگر یہان پرسش ہو کہ بدمست جادو کہان گیا تو مین کیا
بیان کرون بدمست نے کہا کہدینا کسی کام کو گئے ہین زوجہ کو بخوبی سمجھا کر بدمست جادو عقاب
پر سوار ہوا طرف طلسم نور افشان کے چلا یہان وہ دن ہی کہ ساحران عذار جمع ہین ذکر بمقدمہ
طلسم ہو رہا ہی کوئی کہتا ہی کا تبان طلسم نے جابجا وعظ مین یہی کہا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم
فتح ہو جائیگا سحر العجائب نے کہا یارو کاہن دیوانے ہین اس طلسم مین کوہ بت خونریز پر منونہ
قہر سامری ہی تین سو عابد و زاہد کہ جنھون نے دو دو سو برس عبادت کی اور انکو منظور ہوا کہ
شرف مذہب حاصل کرین سب جمع ہو کر کوہ بت خونریز پر آئے زور سحر مین بڑے بڑے گڑھے کھدوا کے
اُن گڑھون مین زندہ گڑ گئے حبس دم بھی کرلیا جس دن کوئی اُس پہاڑ کو ستائیگا اگر نہین سے ایک بھی
نکلا چار دانگ عالم مین ہلچل ڈالدیگا اور علاوہ منونہ قہر سامری کے ہم ایسے ہین کوئی سحر مین ہمسے
مقابلہ کریگا لوح طلسم مفقود کوئی پا نہین سکتا اگر کوئی اسپر گمان کرے کہ سامری نامے مین لکھا ہی
سامری نامے مین ہزارون باتین مرقوم ہین کسی کا آج تک ظہور نہین ہوا پس یہ کیا ضرور ہی کہ
عمر طلسم تمام ہوئی اسکا ذکر بھی کرنا مناسب نہین خوشامد کرنے والے کہ رہے ہین کہ حضور اس طلسم کو کوئی
فتح نہین کرسکتا یہ طلسم افراسیابی نہین ہی وہ ہوشربا تھا یہ مقام منونہ قہر سامری ہی کوہ بت خونریز
ایک ایک پتھر مین سحر و ساحری بھری ہی کہ ایک ساحر نے آکے عرض کی خندق کے اُس پار ایک
ساحر کھڑا ہی امیدوار باریابی ہی کہتا ہی براے خیرخواہی کچھ عرض کرونگا سحر العجائب نے حکم دیا طاؤس طلسم کو
بلاؤ یہ کہکے دستک دی دیکھا آسمان پر فراتا ہوا ایک طاؤس آسمان سے اُڑتا ہوا آتا ہی اُس سے
سحر العجائب نے کہا کہ اے طاؤس طلسمی تم خود جاکر دیکھو کہ خندق کے پاس کون کھڑا ہی
اُسکو پہچانکے ہمارے پاس باحتیاط تمام لاؤ مگر اتنا پہچان لینا کہ خیرخواہ ہی یا بدخواہ ہے
طاؤس سلام کرکے گیا بدمست کو اپنے اوپر سوار کرکے لایا بدمست جادو نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا
عرض کی حضور نے سُنا ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار لڑتا بھڑتا تا بہ قلعہ خیر نگ پہونچا شیر تاگ
مارا گیا مغیلان جادو نے جاکر اپنی بیٹی کو مارا نہین معلوم کیا سبب ہوا مطیع اسلام ہو گیا

قلعہ کوہستان پر نامہ لکھا ہے کہ فوج سب تیار ہو کے آوے طلسم نور افشان پر لشکر کشی ہے شاپور جادو
وزیر لشکر تیار کرکے لیگیا ہوگا مین براہ خیر خواہی حاضر خدمت ہوا اب مناسب یہ ہے کہ حضور مجکو فوج دین
مین جاکر مغیلان کو مارون ضیغم کی مشکین باندھکر لاؤن سحر العجائب نے کہا کہ بدمست کو خلعت دو
جسقدر یہ کہے اُسقدر فوج اسکے ساتھ کردو وزیرون نے عرض کی حضور یہ مغیلان سے کیا مقابلہ کریگا
اُسکا نوکر زادہ بادشاہ ہے اُسکی صورت دیکھکر ڈر جائیگا مگر اے شاہان نور افشان جس دن سے کوکب
قید ہوا ہم لوگون کو چین نہ ملا جو مسلمان آیا قیامت برپا کردی کوئی اندر طلسم کے پہونچا ساحران نامدار کو
قتل کیا اب فرزند اسد آتا ہے ابھی حضور قاسم کو گرفتار کرکے لا چکے ہین اُسنے کیا کم آفت برپا کی تھی
حضور ایسے ساحر تھے کہ تیغ سحر کش چھینا مددگارون کو اُسکے گرفتار کیا سحر العجائب نے پکار کر آواز دی
وزیر سچ کہتے ہین کوئی افسر ایسا ہے کہ بدمست کے ساتھ جائے مغیلان اور ضیغم کو گرفتار کرکے لائے
حریر جادو کہ مصاحبون مین سحر العجائب کے ہے ساحر بھی زبردست یہ کہہ اُٹھا کہ حضور کوئی ایسا
ویسا اس کام پر نہین جاسکتا ہے غلام جائیگا سب کی مشکین باندھکر لائیگا دو لاکھ فوج ملی بدمست جادو
کو ساتھ کیا حریر جادو فوج ساتھ لیکر چلا مگر شاہزادہ ضیغم شیر شکار مہران تاجدار کے عقد سے
مہلت کرکے بارگاہ مین بیٹھے ہین ملکہ سوسن گلعذار پروانہ جمال شاہزادہ والا قدر پہلو مین بیٹھی ہے
یہی ذکر ہو رہا ہے کہ خدا خیر و عافیت سے تا بطلسم نور افشان پہونچائے کہ شاہزادے نے حکم دیا کہ
خادم سے کہو آفتابہ چوکی پر رکھے واسطے رفع حاجت کے جائینگے واضح رہے کہ پہر دن بھلا باقی ہے ضیغم
باہر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اپنے عیار طرار نیرنگ صبا رفتار کو دیکھا کہ گریبان پھٹا چہرے پر خاک
ملے ہوئے عجب حال پُر ملال سے چلا آتا ہے ضیغم نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا بے اختیار ہو کر اُٹھے
شعر از کجا میرسی اے رہرو فرخندہ قدم ۔ باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ۔ اے بھائی کہان تھے
بخدا تمھارے واسطے بیقرار رہے کیا کیا غم سہے نیرنگ صبا رفتار بھی آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا
اے شہریار جب لشکر پر وہ بلا نازل ہوئی مین نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا جب وہ بلا دفع ہوئی غار سے
نکلا آپ کو نہ پایا بر وقت گرفتار ہونے کے بھی مین نے دیکھا کہ قیدیون مین بھی حضور نہ تھے کلیجہ بھر آیا
خیال مین آیا کہ ہمارے آقا کیا ہوئے آخر پھرتے پھرتے کل ایک صحرا مین پتہ پایا کہ شاہزادہ ضیغم
قلعہ نیرنگ پر مصروف جنگ ہین بڑے بڑے پہلوان نہیب شمشیر سے تنگ ہین شکر ہے کہ آپ کو پایا
زندگی مین امید نہ تھی کہ پھر جمال بیمثال دیکھینگے ۔ لشکر وغیرہ حضور کہان سے آیا ضیغم نے ہنسکر کہا کہ
پروردگار عالم نے سب سامان مہیا کردیا ہم رفع حاجت کر آئین تو تم سے سب حال مفصل بیان کرین نیرنگ
نے کہا بہتر ہے شاہزادہ خیمۂ بیت الخلا مین گیا نیرنگ ٹہل رہا ہے جب عرصہ گذرا تو سردارون نے کہا
میان نیرنگ کیا سبب ہے کہ شاہزادے کو اتنا عرصہ ہوا نیرنگ نے کہا نہین معلوم کیا باعث ہے
یہ کہکے در بیت الخلا پر آیا آواز دی شہریار مزاج کیسا ہے کچھ آواز نہ آئی نیرنگ گھبرا گیا ٹہلتی ہوئی
ملکہ سوسن آئین مہران تاجدار دوڑا سب نے کہا میان نیرنگ کیا ہے کہا کچھ آواز نہین آتی خدا
خیر کرے سوسن نے گھبرا کر پردہ اُٹھا دیا دیکھا لوٹا رکھا ہے چوکی خالی شاہزادے کا پتہ بھی نہین ملکہ سوسن
سر پیٹنے لگین نیرنگ بھی گھبرا گیا سب سردار اُسی مقام پر آئے اپنی اپنی عقل کے موافق کہنے لگے کوئی

کہتا ہی کوئی عیار آیا کوئی کہتا ہی دیو پریزاد تھا ملکہ سوسن نے کہا یہ سب خلاف ہی کوئی ساحر فرستادۂ
سحر العجائب آیا وقت کا منتظر تھا موقع پاکر لیگیا یہ کہکے وہانکی خاک اُٹھائی پتلہ بنایا سوسن نے آواز دی
او پتلۂ خاکی مفصل بیان کر کہ شیر بیشۂ جرأت کو کون لیگیا پتلہ ہنسا کچھ اُلٹی سیدھی باتین کرنے لگا ملکہ سوسن
نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا صاف صاف بتلا کہ ضیغم کو کون لیگیا یہ تو ظاہر ہی کہ لیجانے والا فکر
مین تھا تنہائی پائی لیگیا جب طمانچہ پڑا پتلہ تڑپگیا کہا ای ملکۂ عالم آپ ہی کا تو ڈر تھا صاف یہ ہی کہ ملکہ
نسترن جادو مدت سے عاشق تھی اُٹھا کر لیگئی یہ کہکر پتلے نے آہ کی آہ کرتے ہی مُنھ سے شعلۂ آتش
نکلا پتلہ جلکر خاک ہوا ملکہ سوسن نے کہا یارو دیکھا تمنے اس بیحیا نے پھر پردہ رکھا نہین معلوم نسترن
کہان رہتی ہی پتلے نے کچھ نہ بتلایا افشان تک نہ ثابت ہوا اُسنے اپنی جان دیدی بڑی کوئی کامل ساحرہ
ہی نہین معلوم البیان طلسم نور افشان مین سے ہی یا اور کہین کی رہنے والی ہی نیرنگ صبا رفتار
عیار نے کہا تلاش ضرور ہی ملکہ سوسن نے کہا مین ابھی جاتی ہون نیرنگ نے کہا مین بھی وقت پر پہونچونگا
سوسن ایک جانب چلی نیرنگ صبا رفتار بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر یہ کہتا ہوا چلا ہماری
تقدیر مین آرام نہین بعد مدت کے آقا سے ملے بات بھی نہ کرنے پائے اب نیرنگ کوہ و دشت و بیابان
چھانتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا پریشان و بدحواس چلا جاتا ہی ایک ہفتہ اسی جستجو مین گذرا ایک دن فقیر بنکر
سایے مین ایک نخل کے بیٹھا ہی دیکھا کہ ایک ساحرہ افتان و خیزان نامہ سر سے بندھا ہوا رہروی
گرتی ہوئی جاتی ہی نیرنگ نے پکارا کہ ای آفتاب آسمان ساحری و ای رہرو جادۂ افسونگری
ٹھہر جاؤ دیکھو دھوپ بہت تیز ہی ذرا سایے مین ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو گرمی سے صدمہ پہونچے ابھی ایک
آدمی لون مین جلکر خاک ہوا براہ خیر خواہی یہ فقیر عرض کرتا ہی اس ساحرہ نے پلٹکر دیکھا کہ ایک فقیر
قریب نخل کنوین کے دو چار حقے لیے بیٹھا ہی پانی بھی گھڑون مین بھرا ہی مجکو پکار رہا ہی ساحرہ آئی کہا
شاہ صاحب کیا فرماتے ہو فقیر نے کہا داتا ابھی ایک نوجوان دھوپ کی حدت سے بیہوش ہوکے گرا سامنے
جو گاؤن ہی وہان کے لوگ آئے اُٹھا کے لیگئے مین نے آپ کو جلتے دیکھا کہ چہرہ آپ کا سرخ ہو رہا ہی دھوپ
کی حرارت بڑھتی جاتی ہی تھوڑی دیر اس نخل کے سایے مین ٹھہر جائیے جب دوپہر ڈھلے زوال آفتاب
ہو تب آپ کو اختیار ہی ساحرہ نے کہا کہ شاہ صاحب آپ نے مہربانی فرمائی لیکن نوکری بڑی چیز ہی
اگر تامل کرین خفگی کا ڈر ہی مالک نے حکم دیا کہ یہ نامہ پہونچا دو صبح سے چلی ہون اب پانچ کوس راستہ
باقی ہی فقیر نے کہا آپ کا نام نامی کیا ہی ساحرہ نے کہا مجکو اورنگ جادو کہتے ہین ملکہ نسترن حاکم قلعہ
نسترن کی ملازم ہون نبیرۂ حمزہ کو عاشق ہو کر لائی ایک ہفتہ سمجھانے مین گذرا کہ وصل قبول کرے وہ ظالم
نہین مانتا اب ملکہ نے یہ نامہ لکھکر بخدمت سحر العجائب و مصیر الغرائب شاہان نور افشان روانہ کیا ہی
کہ نبیرۂ حمزہ ہمارے پاس قید ہی ہم جانبازی کرکے گرفتار کر لائے ہین اپنے پاس نبیرۂ حمزہ کو بلوا لیجیے وہ
بلا کر قتل کرینگے یا جہان اور عزیزان حمزہ قید ہین وہان قید کر دینگے ملکۂ عالم سے اور شاہان طلسم
نور افشان سے رسم نامہ و پیام مدت سے ہی جب یہ جوان قید کے صدمے اُٹھائیگا کسی حیلے سے
دیکھنے کو جائینگے جب اُسکو بدحواس پائینگے اور وصل پر راضی ہوگا پھر لے آئینگے ذرا چشم نمائی ہو جائے
نیرنگ نے یہ سب حال سُنا جلدی سے پانی بھرا کہا ذرا مُنھ دھو لیجیے پانی پیجیے ہوش درست ہون

آپ کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی اور نگ جادو نے جیب مین ہاتھ ڈالکے دو روپئے نکالے فقیر کو دیے فقیر نے دعا دی کہ ملکہ تمھارا کام ہو جاے فقیر سے راضی ہو کر جاؤ پانی نوش کیجیے آبرو بڑھیگی اورنگ نے پانی پیا پناہ پانی مشکل ہوئی گھبرا کر کہنے لگی شاہ صاحب دریا دل تو آپ کی ثابت ہی مگر میرا دل گھبراتا ہے دل مثل ماہی بے آب تپان ہی کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی فقیر نے کہا کہ آپ گرمی اُٹھاکر آئی تھین ذرا ٹہلیے ہوا کھائیے تردد دفع ہوا اورنگ ٹہلنے لگی لڑکھڑاکے گری نیرنگ نے اسکی جھولی سے نامہ نکال لیا دماغ پر بیہوشی کی چڑھا کر ایک غار مین ڈالدیا نامے کو کھولا پشت پر اُسکے طرف سے شاہان نور افشان کے جواب لکھا کہ ای خیرخواہ دولت تمنے بڑا احسان کیا کہ نبیرۂ حمزہ کو پکڑا تمھاری خیرخواہی لکھی جائیگی اہالیان طلسم نور افشان ممنون و مشکور ہوئے ہم ساحر کو روانہ کرینگے نبیرۂ حمزہ کو روانہ کر دینا تین برس یہ لوگ قید رہینگے ابھی قتل کا موقع نہین ہی یہ لکھکر طرف قلعۂ نسترن کے چلا پہیپ پوچھ لیا تھا بیرون رہے قلعۂ نسترن مین داخل کیا بازار کی سیر کرتا ہوا اورنگ کی شکل بنا ہوا دربار مین نسترن جادو کے آیا دیکھا کہ نسترن حیران و پریشان بیٹھی ہوئی ہی رفیق و مصاحب سب خاموش ہونٹ لگائے ہوئے اگر کسی نے کچھ بات کہی سانس بھری اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

کوئی ای سفاک ایسا ناتوان ہوتا نہین
آتش یاقوت کا جیسے دھوان ہوتا نہین
کر دیا ہی غیب مین چشم تصور نے سبھے
وہ زمین ہی کون جسپر آسمان ہوتا نہین
ہاتھ اپنے طوق ہون کس مین کہ ہی بے نشان
ہی دلیل اسیر زبان مین استخوان ہوتا نہین
عشق کا ہو درد ای ناسخ نہ کیونکر لادوا

زخم کاری ہی لہو اپنا روان ہوتا نہین
دل ہی سکا جانتا ہی جسپہ گذرا ہی یہ حال
حسن تیرا لاکھ پردو مین نہان ہوتا نہین
جو سعادتمند مین بنتے ہین وہ بے خانمان
کسکا بوسہ لیجیے تھا ہر دہان ہوتا نہین
دم ہی جبتک جسم عاشق مین ہی خامی کی دلیل
زخمہاے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

تیرے ہونٹھون پر غبار خط عیان ہوتا نہین
عشق کا صدمہ زبانون سے بیان ہوتا نہین
خاکسار و نسے ہی ہر جا سرکشون کی سرکشی
دہر مین پیدا ہما کا آشیان ہوتا نہین
جتنے ہین صاحب سخن اُنکی طبیعت زہر ہی
خوب جلجاتی ہی جو شی بیھر دھوان ہوتا نہین

نیرنگ نے جو اس طرح حال زار سنے نسترن جادو کو دیکھا نامہ نکالکر دے دیا نسترن نے نامہ دیکھا نامہ دیکھکر آنسو ٹپک پڑے کہا ای اورنگ جادو کیا کہون کیا دل پر گذرتی ہی موافق غزل نظم

وین کہ شوریدہ را در سر ہواے دیگرست
صد مسیحا عاجز آید از دواے درد من
کشتگان عشق را ہر دم بقاے دیگرست
گرچہ دارند عندلیبان ہاے وہوے در چمن

الحذر ای نوح از طوفان چشمم الحذر
زانکہ بیمار محبت را دواے دیگرست
در سر راہ محبت بر امید پیرہن
مغنیا رخ دلت را ہاے ہاے دیگرست

این دل غم دیدہ را شب نواے دیگرست
کاندرین دریاے ما طرز آشناے دیگرست
نیست آئین شہادت فانی مطلق شدن
دیدۂ یعقوب را ہر دم ضیاے دیگرست

کیونکر دل گوارہ کرے کہ معشوق کو قید خانے مین بھیجون مقدمہ حضرت یوسف و زلیخا یاد آگیا اُسنے بھی تنگ ہو کر یہ حرکت کی تھی مین بھی مجبور و لاچار ہون مگر بڑی بات یہ ہی کہ شاہان نور افشان نے لکھا ہی کہ ہم ساحر بھیجینگے مین اب اُسکو اس خبر سے ڈراؤن شاید مان جائے حسن مین ماہوش ہی مگر بڑا سرکش ہی اورنگ نے کہا ذرا حضور کنارے چلیین مین نے ایک تدبیر سوچی ہی اس خبر کا بھی دباؤ پڑیگا مگر مین نے بھی ایسی بات سوچی ہی یقین تو یہ ہی کہ فوراً وصل پر راضی ہو نسترن اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ای اورنگ مال و دنیا سے نہال کر دونگی اورنگ نقلی نے ہاتھ پکڑ لیا ہنسی ہنسی آمین کرتی ہوئی نسترن کو بنگلے مین لائی نسترن نے جوش مین آکر کہا

اِن اورنگ بنا کیا کرون اورنگ نے کہا حضور اول تو آپ اپنے حسن وجمال کا خیال رکھیں یہ مردوے تکلف ظاہری کو بہت پسند کرتے ہین چھیڑ چھاڑ پر مرتے ہین معشوق خوبرو ہو باتین بھولی بھولی کرتا ہو آپ نے کئی دن سے آب و دانہ بالکل ترک کیا شراب کا شغل یک قلم موقوف ہو گیا دو ایک جام پیجیے انکھڑیون مین نشہ آئے لال ڈورے آنکھون مین پڑین یہ آنکھین چشمان غزال صحرائی سے لڑین جب آنکھون مین آنسو بھر آئین معلوم ہو کوٹ کوٹ کے موتی بھرے ہین یا مروارید بے بہا غنچۂ سوسن پر دھرے ہین عارض انور رشک گل گلاب تھے مرجھا گئے ہین عرق گلاب انپر چھڑکا جائے جس طرح قطرۂ شبنم پھول پر پڑتے ہین رنگ گل روشن ہو جاتا ہی باتین کرتے کرتے جب نسترن کو خوب متوجہ کر لیا گلابی سامنے رکھی تھی کہا حضور آج ضرور ایک جام پلاؤنگی مین آپ کا کہنا نہ مانونگی نسترن نے نہین نہین کی اورنگ نقلی نے جام ہونٹھون سے ملا ہی دیا کہا بی بی پیو نسترن نے جام ہاتھ مین لیا کہا ای اورنگ تیری خوشی کرتی ہون ورنہ دل کا یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی بقول ناسخ شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ۔۔ دل بھن رہا ہی مثل ہوس ہی کباب کی ۔۔ یہ کہکے جام چاہا کہ ہونٹھون سے لگا دین کہ ایک بجلی چمکی شراب پر گری شعلہ شراب جوش مار کر اڑ گئی اسی شعلے سے آواز آئی خبردار یہ شراب نہ پینا نسترن نے کہا ارے تو کون نیرنگ سوچا کا راز دست رفتہ تیر از کمان جستہ لپٹ کے نہین آتا خنجر کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا چاہا خنجر مارون نسترن نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا پانون نیرنگ کے زمین نے پکڑ لیے وہ ہی شعلہ منہ پر گرا رنگ و روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی دیکھکر ایک چیخ ماری کہ ارے گلشن و غنچہ دہن دوڑو یہ کمبخت موذی کا نا مجکو مارنے آیا تھا مین انتظام نہ کرتی تو کون صورت بچنے کی تھی تمام کنیزین اندر آئین نیرنگ کو دیکھکر گھبرا گئین کوئی کہتی ہی واری یہ یہان کیونکر آیا ہی آپ کو شراب پلاتا تھا فرزندان عمرو کس قدر بیخوف ہین نسترن نے کہا کہ مین اسی واسطے اپنے بیگانے کا انتظام رکھتی ہون کوئی ہو مگر اپنے انتظام سے نہین چوکتی ورنہ اسنے مار لیا ہوتا کنیزون نے عرض کی واری اب مشکل ہوئی اور اسکے بھائی بند آئینگے آب و دانہ بند ہو جائیگا رہنا مشکل پڑیگا ان دونون کو قتل کیجیے اب انکا زندہ رہنا بہتر نہین ایک بات یہ بھی ہی کہ جب جلاد خنجر کھینچے سر پر آئے کیا عجب ہی کہ بسبب کمسنی کے ڈر جائے وصل پر راضی ہو پھر کیا ضرورت قاضی ہو نسترن نے کہا بہتر نیرنگ کو قید کر کے باہر نکلی کہا ذرا انکو قید خانے مین تو لیجا وہ ظالم جلاد صاحب بیداد اپنے یار وفادار کو دیکھے شاید اسی وجہ سے وصل قبول کرے ایک کنیز غنچہ دہن شیرین سخن نیرنگ کو لیکر قید خانے مین آئی ضیغم قید خانے مین بیٹھے ہین اپنے خدا کو یاد کر رہے ہین کبھی یاد سوسن گلعذار مین یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے ہین نظم

کبھی ملا نہ وہ محبوب شہسوار مجھے
تو شاخ تر ہوئی شمشیر آبدار مجھے
نہ کر سکا مین کوئی کام حسب خواہش دل
ہنوز بیکسی کا ہی انتظار مجھے
جنون رہا گل داغ جنون شگفتہ رہے
برنگ گل نظر آنے لگے ہین خار مجھے

کیا ہی باد فنا نے عبث غبار مجھے
کیا ہی فرقت محبوب نے نزار مجھے
سوائے جبر نہین خاک اختیار مجھے
شب سیاہ جدائی مین جوش سودا ہے
تمام عمر رہا موسم بہار مجھے
پڑا ہون کنج لحد مین جو مثل تخم چمن

چمن مین یاد جو آیا وہ گلعذار مجھے
نہ رنگ زرد بدن ہو رہا ہی بار مجھے
ہوائے خط مین ہوا ہو گئی ہی جان مگر
سحر کی جیب کو کرنا ہی تار تار مجھے
جو میل سرمہ ہی آنکھون مین موج باد بہار
ہوا ہی اب یہ نئے زیست کا خمار مجھے

میں خاک مست خرابات دہر میں ہون مگر
دکھائی دیتے ہیں پتھر کے بھی شرار مجھے
کسی کو مین نے دبو جا کنار مین نہ کبھی
کہ عید کو نہ کیا اُسنے ہمکنار مجھے

حریف جانتے ہین رند بادہ خوار مجھے
برنگ برگ خزان کیون نہ مین پھرون تا لان
ہوا ہی گور مین کسواسطے فشار مجھے
پھرا مین آٹھون بہشتون مین مرکے گو ناخن

شرار تیغ سے دلگیر ہون مجھے کیا بہنا
کیا بہار نے فرقت مین بیقرار مجھے
ہوا یقین کہ نہ روز سے مرے ہے قبول
ملا نہ چین کہین غیر کوے یار مجھے

شیرنگ دوڑکر قدمون سے لپٹگیا کہا اے شہریار مزاج کیسا ہی شیرنگ کو دیکھکے ضیغم کار ناسدر و شنفیر ہوگیا فرمایا اے برادر تم یہانتک کیونکر پہونچے شیرنگ نے کہا اے آقاے نامدار دل کھینچکے لے آیا لنسترن کو مار لیا ہوتا مگر ابھی اُسکی قضا نہین ہی ضیغم نے کہا ارے بھائی والد نامدار کے بڑے مرتبے ہین وہ بزرگان دین کے نظر کردہ ہین کہ جو ہمارے مذہب مین دست زبردست خدا کہلاتے ہین جب تو ہو شربا کو فتح کیا ہمین دیکھو تقدیر نے کہان لاکر پھنسایا عیار و آقا حسرت کی باتین جو کرکے روئے ضیغم نے پریشان ہوکر کہا ہماری قضا اب قریب ہی موت لیکر اب اس قید خانے مین آئی اُس ظالمہ کا سامنا ہی کہ عمر بھر نہ چھوڑیگی اصل یہ ہی نظم

زاہد منشین کہ لیلۃ القدر
ششدر شدہ زمانہ مائیم
در بانگ جرس اثر ندارد
شب بوس و کنار ما کند اشک
بس مرغ دلم بسینہ نالان
دارد ہمہ چیز لیک انصاف

نور شب تار ماندارد
کس تاب قرار ماندارد
چون نالۂ زار ماندارد
کس بوس و کنار ماندارد
گر نالہ ہزار ماندارد
افسوس کہ یار ماندارد

غم طاقت یار ماندارد
مائیم و کاسۂ گدائی
ما بیہودہ گوے و جنگجو ہیم
بس شعلۂ آہ ما چراغے
در راہ وفا ز جانہ جنبد
درد سر بے دماغی دارد
مخفی من و گوشۂ قناعت

نیش تو نگار ماندارد
گر شاہ بکار ماندارد
دوران سر و کار ماندارد
گر لوح مزار ماندارد
ہر پا کہ خمار ماندارد
ہر مے کہ خمار ماندارد
چون بخت بکار ماندارد

اسطرح دونون ملکر روئے شیرنگ نے دو چار شعر دھن مین گئے اسیر شاہزادہ بہت رویا ایک کنیز غنچہ دہن نامے آپس کے رنج و محن دیکھکر خود بھی رونے لگی شیرنگ کے گانے پر عاشق بھی ہوئی تڑپکر کہا اے عیار خاموش رہ تیرے اشعار نے دل ٹکڑے کردیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا عیار نے بات کے دیکھا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اے بی بی ہم مصیبت کے مارے اپنے آقا سے ہاکر ملے جی چاہتا ہی تصدق ہون جان اپنی اُنپر نثار کرین غنچہ دہن کچھ اشارے کرنے لگی یہ عیار طرار اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکہ غنچہ دہن واے شیرین سخن تمھاری مہربانی نے اسوقت دل کو پریشان کیا جی چاہتا ہی کہ بیٹھو تو باتین کرین غنچہ دہن بیٹھ گئی شیرنگ نے اسطرح باتین کین کہ غنچہ دہن ضبط نہ کرسکی کہدیا اے شیرنگ تجھپر میری جان جاتی ہی شیرنگ نے کہا مین خود تمپر مرتا ہون ہاے یہ بھولی بھولی صورت چال ڈھال کی کیا کیفیت دل ملا جاتا ہی جی چاہتا ہی تصدق ہون غنچہ دہن نے چپکے سے کہا اے شیرنگ آج مین دو پہر رات گئے آؤنگی تم دونون کو نکال لیچلونگی مگر تم مجھکو فراموش نکرنا شیرنگ نے کہا عمر بھر خدمتگذاری کرونگا رونگی کہ پرمرا دل بھرکے دو دنگا رات کو سوائے تمھارے کسی اور بی بی کے یہان نہ رہونگا غنچہ دہن خوش ہوگئی شیرنگ کی بلائین لین وعدہ کرکے گئی جاتے ہی لنسترن سے کہا بی بی آج بڑا مکار قید ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ نگہبانون کو دھوکا دیکے نکلجائے اگر حکم ہو آج شب کو مین نگہبانی کرون وہ عیار بلا کا ہی مجھکو بھی فقرہ دیتا تھا مین نے تو نہین مانا لنسترن نے کہا اچھا آج رات کو تم ہی حفاظت کرنا غنچہ دہن چالیس کنیزون کو لیکر

در زندان پر بیٹھی شیرنگ دیکھ رہا ہی آپسمین اشارے ہو رہے ہین شیرنگ اشارون مین کہہ رہا ہے
وعدہ یاد رہی وعدے مین فرق نہ آئے مین بھی چلکے جنگل مین خوب تھوڑا تھوڑا اچھی کرونگا افیون کھاتا ہون چانڈو
پیتا ہون خوب امساک جمیگا ۔ اچھی کرونگا کھوگی کبھی ایسا مرد مین نے نہین دیکھا تھا شام سے صبح کر دونگا
بڑے مزے ملینگے غنچہ آرزو کے کھلینگے غنچہ دہن نے ساتھ والیون کو شراب پلانی شروع کی پہر رات
رہے سب کنیزین جھومنے لگین بعض بیہوش ہو گئین غنچہ دہن اٹھی دونون کے اوپر سے تختہ اتارا
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین دونون کو بغل مین دبا کر نکلی بوقت سحر نسترن اس جوش مین کہ شاید عیار
کے قتل کرنے کے خوف سے میرا وصل قبول کرے ٹہلتی ہوئی در زندانخانے پر آئی دیکھا چالیس کنیزین
بیہوش پڑی ہین قیدخانہ خالی ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین قیدی ندارد ایک کنیز کو جگایا کہا ارے
قیدی کیا ہوئے کنیز نے کہا حضور بی غنچہ دہن عیار پر بگڑی پڑتی تہین گانا بھی اسکا سنا ہمکو شراب پلا کے
قیدیون کو لیگئین یہ سنتے ہی نسترن غصے مین آئی تلاش مین غنچہ دہن کے چلی غنچہ دہن بھاگی جاتی ہی
اڑتے اڑتے تھکگئی جنگل مین ایک کنوئین پر ٹھہری دونون کو ہاتھ سے رکھا اور ہوشیار کیا جب شیرنگ
کی آنکھ کھلی ہائے جانی کہکے لپٹگیا غنچہ دہن نے ہنسکر کہا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی مین تھککر اس مقام پر ٹھہر گئی
دل مین آیا تجھے بھی ہوشیار کرون بتا اب کہان لیچلون شیرنگ نے کہا ہمارے لشکر مین چلو غنچہ دہن
نے کہا ایسا نہ ہو کہ تم وہان بیمروتی کرو عیار نے کہا بھلا تمہارے ساتھ بیمروتی کرینگے وہ ایسا کون ہی
جسکے ساتھ مروت کرینگے غنچہ دہن نے کہا ابھی خوف ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی تلاش کرتا ہوا آجائے سب سے
زیادہ کوشش نسترن کریگی جسکا معشوق جدا ہوا اسپر کیا گذریگی جان دیگی تلاش کرتی ہوئی آئیگی
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا نسترن مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی غنچہ دہن نے کہا لو غضب ہوا شیرنگ
تو ایک غار مین پھاند پڑا ضیغم بھاگنا کیا جانے سینہ سپر کیے کھڑا رہا غنچہ دہن و نسترن سے سحر چلنے لگا
نسترن نے للکار کر کہا ارے تیرا دھگڑا کہان گیا قیدخانے سے لیکر بھاگی غنچہ دہن نے کچھ جواب نہ دیا
آپسمین خوب سحر چلا نسترن نے دیکھا غنچہ دہن نہین مانتی دوڑ کے دہتھڑ مارا زمین شق ہوئی ایک
جانور نکلا جانور نے سر پر غنچہ دہن کے زفیل لگائی آواز دی یا سامری غنچہ دہن لڑکھڑا کر گری طائر غرق
زمین ہوکر غائب ہوا نسترن نے زبان مین غنچہ دہن کے سوزن دیا چاہا کہ لیکے چلون کہ پہلو سے
آواز آئی ای حضور بڑا کمال کیا غنچہ دہن نگوڑی نے سب لونڈیون کا نام ڈبویا ضیغم پر تو یہ سحر
کرچکی ہی یہ بیچارے بابگل کھڑے ہین اپنے مقام سے ہل نہین سکتے ہین پلٹکے نسترن نے دیکھا اپنی کنیز
گلچہرہ کو دیکھا تالیان بجا بجاکے غنچہ دہن کو کوستی ہوئی چلی آتی ہی کہتی ہی اس نگوڑی نے سب کا
اعتبار کھویا داری مین تو باہر بھی نہین نکلتی مردون کے نام سے ڈرتی ہون نگوڑون کی خونخوار صورتین
چھری تلوار مار دین تو کیا کرین نسترن نے کہا ارے تجھے کیونکر خبر ہوئی کہا داری مین نے زندانخانے
کے دروازے پر سنا مجھکو خیال ہوا کہ میری بی بی گئی ہین مین بھی جاؤن یہ کہکے قریب آئی کہا دیکھیے اور
لونڈیان بھی آتی ہین جیسے ہی نسترن بیٹھی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا نسترن بیہوش ہوئی
ضیغم مسحور کھڑے ہین غنچہ دہن کو چاہا ہوشیار کرون وہ ہوشیار نہین ہوتی سحر مین نسترن کے پھنسی ہی
ادھر شیرنگ گھبرایا غنچہ دہن کو ہوش نہین آتا ضیغم کے پانون زمین تھامے ہی آخر سوچا نسترن کو

مار ڈالون جب یہ مر جائیگی تب اسکا سحر اُتریگا غنچہ دہن ہوشیار ہو جائیگی یہ سوچکے خنجر کھینچا چاہا تھا کہ قتل کرون پشت سے آواز آئی خبردار کیا کرتا ہے او ناعیار مین اسکا نگہبان ہون دیکھا وہی جانور جسنے غنچہ دہن کو بیہوش کیا تھا مثل انسان کے آوازین دیتا ہوا آتا ہے شیر نگ نے چاہا بھاگون طائر نے اپنا عکس ڈالا شیر نگ کمر تک زمین مین غرق ہو گیا طائر نے اپنا عکس لنسترن پر ڈالا لنسترن بیدار ہوئی طائر تو زنبیل مارتا ہوا غرق زمین ہوا لنسترن نے اُٹھکر آواز دی او ناعیار سحر تو نے ہمارا دیکھا عشق مین بھی کوئی قتل نہین کر سکتا ہمارے نگہبان موجود ہین یہ طیران جادو بڑا ساحر زبردست تھا جب یہ مرا مین نے اسکی روح کو اپنے قبضے مین کیا دو بوتلین روز شراب کی دیتی ہون سیر بھر بوریان لیتا ہے کیا کسی کی مجال جو مجھپر ہاتھ ڈالے ضیغم کے پاس ہنستی ہوئی آئی کہا کیون پیارے تیرے واسطے مین نے یہ جفائین اُٹھائین تجکو بھی میرے حال پر رحم آیا سُنا کرتی تھی کہ عشق بُری چیز ہے **نظم**

عشق موقوف نہین ہے دل انسان پر تو
عشق کا شان نزول آیا ہے انا اللہ

کونسا دل ہے کہ اس عشق سے ہے اسکو نجات
عشق صیاد ہے اور شوق پر و زنجیر

کی ہے اس عشق نے سو راہ سے ہر جنس مین راہ
حسن ہے دام بلا طائر دل ہے نخچیر

ای شہریار جو سنتی تھی آپ کی محبت مین آنکھون سے دیکھا راتون کی نیند گئی بھوک پیاس موقوف ہوئی کسی شی کا مزا نہ رہا آٹھ پہر تڑپتی ہے سب کی صورت سے نفرت ہے اب تو رحم کر یہ کہکے چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون ضیغم نے طمانچہ اُٹھایا اگر پہنچ جائے تو سر چنبر گردن سے اُڑ جائے دس بیس کنیزین بھی آ کر پہونچین یہ حرکت دیکھکر سب مسکرائین آپسمین کچھ چشمکین ہوئین لنسترن جادو بھی کہ یہ سب مجھکو ہنستی ہین ہائے میری لونڈیان میرے اوپر آوازے کستی ہین اس جینے سے موت بہتر کنیزون سے کہا کہ ان دونون کو لیچلو کنیزون نے شیر نگ و ضیغم کو ارابے پر ڈال لیا لنسترن بھی ساتھ چلی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری ہے اس مین ابتری کنیزون سے کہتی ہوئی ابھی میدان خونی کی تیاری کرو تم سب نے یہ بھی دیکھا کہ بی غنچہ دہن نے میرے ساتھ کیا گل کھلایا لیکر نکل گئی تھین مین وقت پر پہونچی میرے سحر سے کب بچ سکتی تھین پھر بھی گرفتار کر لیا یہ کہتی ہوئی شہر مین پہونچی شہر والون نے دیکھا کہ غنچہ دہن گرفتار ضیغم شیر شکار ارابے پر اس شان سے بیٹھا ہے کہ غصے سے چہرہ سرخ ہو رہا ہے آستینین چڑھی ہوئین غیظ و غضب مین کف دہن مین بھرا ہوا ابرو دون پر بل اپنے عیار کے واسطے بھی بیکل شہر مین ہلڑ ہوا اشارے ہو رہے ہین دیکھو صاحب معشوق کو کہانسے اُٹھا کے لائی کیا کیا ترکیبین کر رہی ہے کچھ اپنی آبرو کا پاس نہین رعیت کا لحاظ نہین بیچ شہر مین لنسترن ٹھہری اشارے کی دیر تھی جلادان خرس طینت میمون خصلت خرس ہاے وادی ضلالت خنجر برہنہ کھینچے ہوئے ناک کان کٹے ہوئے اُسکا ہار گلے مین کاندھے پر رومال پڑا ہے کہ جسمین خون کی بھبک آ رہی ہے نعرے لگانے لگے شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد جیست مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد جیست ٭ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے آب تیغ مین دریا کی روانی ہے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرین تیغہ بازو پر قوت رکھتے ہین ہماری بدعت سے دشمنان شاہ موت کا مزا چکھتے ہین یہ جلاد نے کہا لنسترن متوجہ ہو کر حکم پوچھا اسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے **نظم**

اپنی میت پر کسی کو نوحہ گر پاتے نہیں
دیدۂ گریاں نے کیا فرقت میں بھر پاتے نہیں
کیا خطر اندر دنمیں ہے درد جگر کے ہو گیا
وہ بھی اپنے پاس تجھکو بیشتر پاتے نہیں
پھر کے آیا تو کہاں اتنک اُسی کے پاس ہے
فتنے تیری چال کو ای فتنہ گر پاتے نہیں
بے تامل دیدیا ہے اُسنے ظالم کو جو دل
ہم جہاں ہو جاتے ہیں ہم مگر پاتے نہیں
بیکسی کیا جانے از خود رفتگی ہمکو کہاں
تھمر پاتے ہیں مگر تاب نظر پاتے نہیں

اب بھی عشق بے اثر میں کچھ اثر پاتے نہیں
نام لے لیکر پکار اُٹھتے ہیں شب کو غیر کا
دلکو پاتے تھے جدھر پہلے اُدھر پاتے ہیں
کاش مر جاتے تو بہتر تھا فراق یار میں
آپ ہی میں ہم تجھے او نامہ بر پاتے نہیں
دیکھتے ہیں کیون آج ہی آنکھون کو ہم پُر نم کچھ
خود وہ کہتے ہیں کہ تجھسا بے جگر پاتے نہیں
خوب ہنستا ہے تڑپ پر دل کی او زخم جگر
بیخبر وہ ہیں کہ اپنی بھی خبر پاتے نہیں
یار مست حسن ہے تم ہو دشت اے جلال

ٹکڑے اپنے دل کے یا لخت جگر پاتے نہیں
تمکو سوتے میں بھی اُس کے بیخبر پاتے نہیں
واہ رے میرے دل خستہ کہ میں تیغ الم
دشمنوں کی بھی دعا میں ہم اثر پاتے نہیں
آفتوں نے پہلے آتا ہے جدھر آتا ہے تو
تجھے جو دیکھے چور انمیں وہ نظر پاتے نہیں
صورت درد نہاں دل میں ہمارے ہو نہاں
بسمل تیغ ادا کب تجھسے بھر پاتے نہیں
حوصلہ ہے میرے نظارے کا دل میں رہ گیا
ہوش میں دونوں کو ہم دردوبیر پاتے نہیں

نشترن جادو یہ اشعار پڑھکے خوب روئی ایک کنیز سے کہا اس ظالم کو سمجھاؤ کہنا اب زندہ نہ چھوڑونگی دیکھو جلاد موجود ہیں اگر تو قبول کرتو ابھی جلسہ آراستہ کرون تجھکو پہلو میں بٹھاؤن اگر اسکے خلاف کیا تو قسم ہے سامری و جمشید کی زندہ نہ چھوڑونگی کنیز نے جو جاکر ضیغم سے کہا ضیغم نے کہا اُس فاحشہ سے کہدو کہ مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہیں فرزندان صاحبقران بات پر مرتے ہیں نشترن نے اشارہ کیا جلادنے ضیغم کا ہاتھ پکڑا ایک جلاد قریب نیرنگ کے آیا ایک نے غنچہ دہن کو لیا اُس وقت شہر میں ایک شور برپا تھا کہ نشترن کیا غضب کرتی ہے معشوق کے قتل کرنے پر مرتی ہے ہاے ایسا جوان آفتاب مثال خورشید جمال یوسف ثانی جرأت میں لاثانی کو قتل کرتی ہے اسکو رحم نہیں آتا ہے مگر یہ جوان بات کا پکا ہے جو کہا وہی کیا بات کہنے کی ہے یارو دنیا بھی مقام سیر ہے آج مرے کل دوسرا دن کوئی نام بھی ہمارا تمہارا نہ لیگا نوشیروان کیا ہوا ضحاک کا نشان نہیں ملتا دارا و کیقباد و منوچہر فریدون فرخ حاتم ایسا سخی یہ سب نامی و نامآور جلیل بہادر سخی صاحب فوج صاحب زر و جواہر لاکھوں کے مالک کیا ہوگئے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خاک کے پتلے تھے بنانیوالے نے خاک میں ملادیا انتخاب مصنف

نہ فریدون ہے نہ دارا نہ سکندر باقی
اہل عالم کو نہ ثابت ہوا کب خاک ہوئے

نہ رہا حاتم طائی سا ہنر ور باقی
چار دنکے لیئے بیجا ہے غرور و نخوت

گردش چرخ ستمگار سے سب خاک ہوئے
پھر کہان اہل جہان ہو کہان یہ صحبت

مصنف طلسم ہوشربا قمر صاحب کیا خوب فرماتے ہیں نظم

ناسازی زمانہ کیسے کہان کہان تک
بیزار ہو گئی ہے جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد میں مردہ کوئی نہ پاس بیٹھا
خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہانتک

اہل دل رو رہے ہیں احمق ہنستے ہیں بعض کا یہ قول ہے کہ یارو یہ وہ شخص مارا جاتا ہے جسکے باپ نے طلسم ہوشربا کو فتح کیا جد اسکا بھائی صاحبقران کا بادشاہ قلعۂ تمناگ روئیل صاحبقران مالک قاف دادا دنیا اسکا قتل ہونا بالا بالا نہ جائیگا عزیز و اقارب اسکے خون کا دعوی کرینگے اسکے قاتل نہ بچینگے بعضے کہتے ہیں بڑی خوشی کی بات ہے اسکا باپ صاحب شوکت وشان نظر کردہ بزرگان جرأت میں یکتا فاتح طلسم ہوشربا یہ شہر کیا ہے وہ لوگ آتے ہی قیامت برپا کرینگے لاشوں سے کوچہ ہاے شہر بھر دینگے یارو مقام عبرت ہے بعضے کہتے ہیں یارو خوشی کرو اتنا بڑا ساحر کش قتل ہوتا ہے جہان یہ لوگ گئے

ساحرون کو مٹایا اپنے مذہب کو روشن کیا اسکے بزرگ فراش راہ دین اسلام ہین پردہ قاف تک
انکے نام ہین جری بہادر صف شکن تیغ زن خوش رو خوشخو حسین وجمیل اپنے مذہب کے کفیل ایک عجب
طرح کا ہنگامہ ہی جلاد نے آنکھ ملا کے نسترن سے پوچھا ملکہ یہ حکم اول ہی کہ سمجھ بوجھکر حکم دیجیے نسترن نے
جھلا کر کہا مین نے ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد اسکا سر کاٹو مین خدمت مین شاہان طلسم نور افشان
کے اسکا سر روانہ کرونگی بلکہ آرزو یہ ہی کہ لاش اس جوان کی گلی کوچے مین تشہیر ہو سب خرد و کلان
آگاہ ہو جائین کہ انجام سرکشی یہ ہی جلاد نے دوسرا حکم پوچھا نیرنگ نے پکار کر آواز دی او حرامزاد
نامنصف مین غلام نمکخوار اس شہریار کا عیار ہون پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقا کا جسم خاک و خون
مین غلطان نہ دیکھون پہلے مین نثار ہو جاؤن یہ نہ کوئی کہے کہ عیار نے جانبازی نہ کی سب ہمارے
بھائی بند خوش ہو کر یہی کہینگے کہ غمخوار اپنے آقا کے نام پر نثار ہو گیا نسترن جادو نے کہا
ارے دونون کا سر کاٹ ڈالو ادہر ضیغم شیر شکار نے بلبلا کر دعا کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب بے نیاز
و ای کارساز اس ہلاکت سے تو بچائے ورنہ جان گئی مطلب حاصل نہ ہوا آرزو تھی کہ لڑتے بھڑتے
تا بہ طلسم نور افشان جاتے اپنے عزیزون کو چھڑاتے ہم فتاح طلسم نور افشان نہ تھے جب تو
یہ انقلاب ہوا دل خود بخود بیتاب ہوا ای کریم تیری کیا مرضی ہی اگر رشتۂ حیات منقطع بھی ہوا ہو
تو تو بچا سکتا ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی ہمارے بزرگون پر تیرا کیا کیا احسان ہی لطف

اگر ہر موے من گردد زبانے
ز تو رانم بہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موئے ز احسانِ تو گفتن

کیا مجال جو شکر تیرا ادا ہو ای رحیم وقت مدد ہی غنچہ دہن بھی
رونے لگی نیرنگ صبا رفتار نے بھی بلک کے دعا کی تیر دعا لگے ہدف مراد پر پہونچے جیسے ہی
جلاد نے شمشیر پر ہاتھ مارا آسمان سے برق چمککر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے جس جلاد نے نیرنگ
کے قتل کا قصد کیا تھا اسنے خود اپنے گلے پر خنجر پھیر لیا برق گرنے لگی نسترن نے طرف آسمان کے
دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ ماہ رخسار کے گرد ہالہ خوش رو خوشخو خال ہندو چشم جادو صراحی گلو شعر
ہر خندہ کز لب بر انگیختے + نمکہا بر دل خستگان ریختے + قد نخل گلشن حسن و جمال دونون ابرو
رشک ہلال بر سر ہوا ایک طاؤس پر سوار مسکرا رہی ہی جب غنچہ دہن وا ہوا بجلی گری دو چار کا
سر اڑا دیا نسترن نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو کون ہی جو میرے جلادون کو مارا وہ نازنین ہنس پڑی
بجلی چمک کے نسترن کے سر پر گری وہ ہی طائر زمین سے پیدا ہوا از فیل مارکے سر اپنا برق کے
نیچے رکھدیا سر اس خود سر کا اڑ گیا مرنے سے اس طائر کے نسترن کے ہوش اڑے ساحرون سے
کہا کہ ارے تم سب کھڑے دیکھ رہے ہو اس ظالم کو مار لو کئی ہزار ساحرون نے ملکر سحر کیا کسی نے آگ
برسائی کسی نے دریا بنایا اس نازنین نے ہنسکر یہ سب سحر دفع کیے ان سحرون کا دفع کرنا دل لگی تھی ساحر
مرے کچھ روئے اسکے نزدیک ہنسی تھی نسترن نے ایک سحر کیا بال بھی اپنے نوچکے پھینکے دو تختۂ زمین
پر مارا جھونکا ہواے گرم کا چلا وہ نازنین ہوا کے جھونکے سے مرجھائی ہوئی زمین پر آئی طاؤس جل گیا
بس وہ غنچہ مین کچھ کھینچا طرف نسترن کے چلی آستین کچھ جلنے لگا نسترن نے کچھ مارا اس نازنین
نے روکا ہزار ہا شعلے نکلے نسترن کی فوج پر گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے فوج والون نے

آواز دی کہ اے ملکہ عالم دیکھیے یہ آپ نے کیا کیا اپنے ساتھ والون کو مار لیا دیکھیے کئی ہزار لاشے پھڑک
رہے ہین نسترن بہت نادم ہوئی غنچے کا ہاتھ مارا اُس جورمثال نے اپنے پنجے پر روکا بہت سے شعلے
نکلے ہاہایان فوج نسترن پھر جلے اُس نازنین نے ناز سے ہاتھ ہلا دیا برق گری ضیغم و نیرنگ و
غنچہ دہن قید سے چھوٹے ضیغم نے اُٹھتے ہی دار کا لٹھا اُکھیڑ لیا جب اُسکو گردش دی دو چار سر کے
سر پھٹے نیرنگ نے کسی پر کمند لگائی کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا غنچہ دہن جو اُٹھی زمین پر ہاتھ مارا
بہت سے سنگریزے اُٹھا کر پھینکدیے پتھر برسنے لگے کئی ہزار کے سر پھٹے نسترن نے للکارا او لونڈی
یہ تونے کیا غضب کیا کیون تیری شامت آئی ہی بوٹیان کاٹ کے پھینکدونگی غنچہ دہن نے کہا او
فاحشہ جب دھگڑے پر زور نہ چلا ہم لوگون پر غصہ اُتارا نیرنگ سے غنچہ دہن نے پوچھا یہ نازنین
کون ہی کیا قیامت کے سحر کرتی ہی سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہی نیرنگ نے کہا یہ عاشق شاہزادہ
ضیغم شیر شکار ہی شاہزادہ بھی اسیر اُنکی ہی اسی کے تیغ ابرو کا گھایل ہی تلاش مین ہم لوگون کے نکلی ہی اسوقت
آ پہونچی نسترن اس سے کیا مقابلہ کریگی ایک سحر مین سب لشکر کو مٹا دیگی مگر نسترن ملکہ سوسن
پر برس پڑی بڑے بڑے سحر کیے ملکہ سوسن نے شاہزادے سے اشارہ کیا کہ صاحب اس کمبخت
کے ہاتھ سے مجھے بچائیے یہ کہکر ضیغم پر کچھ اشارہ کیا ضیغم ایک جوان کو مار کر تیغ کھینچے ہوئے نسترن
پر جا پڑے نسترن نے جو ضیغم کو آگے دیکھا پکار کر آواز دی او جوان تجھے کچھ شرم ہی میرے
قتل پر سرگرم ہی یہ کہکے چاہا کہ اُڑ کر نکل جاؤن شانون مین طاقت نہ پائی پر نہ پیدا ہوئے ملکہ سوسن
سو غالب ہی سارا لشکر آپسمین رونے لگا باپ نے بیٹے کو مارا بیٹے نے باپ کا سر کاٹ لیا بھائی سے
بھائی لڑا جب بھائی نے بھائی کو مارا لاشہ آنکھون کے سامنے تڑپا تب پہچانا کہا ہی مین نے اپنے قوت
بازو کو مارا بھتیجا سامنے کھڑا تھا اُسنے کہا کیون بے تجکو چچا بنا کے چھوڑونگا مین کیا تیرے قتل سے
منہ موڑونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا وہ بھی مارا گیا اس طرح چمکر تلوار چل رہی ہی زمین سے شعلہ ہاے
آتش بلند ہی خرد و کلان دردمند مگر ضیغم صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے نسترن پر جا پڑے
نسترن نے جو سحر کیا اُسنے اُلٹی تاثیر دکھائی اُسی کی فوج پر جا کر گرا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا
فوج والے دہائی و فریاد کر رہے ہین کون سنے کون فریاد کو پہونچے نسترن گھبرا گئی بمشکل سحر کر کے
پر پرواز پیدا کیے چیخ مار کر اُڑی ساتھ والون کو آواز دی جو جسسے ہو سکے وہ کرے نکلجاؤ تو قلعے
سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمکو صحراے خارستان مین ملونگی یہ کہکر قندیل فلک ہوئی ملکہ سوسن نے
مسکرا کے کہا لو صاحب تمھاری چاہنے والی بھاگی جاتی ہی اُسکو بلاؤ مین یہ نہین چاہتی کہ وہ آزردہ ہو
ایسی چاہنے والی کسے ملتی ہی ضیغم نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر کمان مین پیوست کیا
ملکہ سوسن نے بھی کچھ اشارہ کر دیا تیر جو کمان سے چھوٹا داہنے بازو جاتا تھا مگر قضا و قدر
نے اُسکے سینے پر کھینچ کر پہونچایا تیر بھال کا تیر ملکہ نسترن کے مرنے کی تدبیر مہرہ پشت کو توڑ کر
پار گذرا دیکھنے والے کچھ سمجھے کچھ چلائے ہر ایک نے یہی آواز دی اس بازوے تہمتنی کے قربان
گیا تیر مارا لاشہ نسترن کا زمین پر گرا بجاے خون کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے ہزار رعد
ساحر جلے آواز آئی کشتی مرا نام مین نسترن جادو بود اور سب ساحر رومال سے ہاتھ باندھکر

قدمون پر گرے ہر طرف جادو ہلنے لگی آواز الامان الامان بلند ہوئی ملکہ غنچہ دہن کی پشت پر وزرا و امرا
حاضر ہوئے سفارش کے خواہان تھے غنچہ دہن نے سب کی سفارش کی خطا معاف کرائی شاہزادے
نے کسی کا عہدہ نہین لیا جو جس عہدے پر تھا اُسے اُسی پر معمور کیا ملکہ سوسن کو ساتھ لیے ہوئے داخل
دار الامارۂ شاہی ہوئے ملکہ سوسن کو تخت نشین کیا غنچہ دہن مثل کنیزان کمترین خدمت کو حاضر ہی
جسنے اُس جمال بیمثال کو دیکھا محو ہو گیا شاہزادے نے فرمایا کیون صاحب لشکر پر ہمارے کیا گذری ہوگی
نیرنگ نے کہا حضور سب گھبرائے ہوئے تھے مین تو حضور کی تلاش مین نکلا ملکہ سوسن کو بھی تاب آئی
ضیغم نے فرمایا نہین معلوم مہران تاجدار و مغیلان جادو وغیرہ پر کیا گذری ملکہ سوسن
نے بھی کہا جلد تیاری کیجیے بنام غنچہ دہن حکم ہوا اُسی وقت اُسنے بیس ہزار ساحر و غیر ساحر
جمع کیے عرض کی بسم اللہ شاہزادے نے فرمایا ای غنچہ دہن ہمنے تمکو یہان کا بادشاہ کیا اُسنے عرض کی
مین سلطنت سے باز آئی چاہتی ہون حضور کے ہمراہ رہون ضیغم نے لاچار ہو کر سپہ سالاری لشکر ساحران
غنچہ دہن کے سپرد کی دوسرے دن لشکر تیار ہوا ملکہ سوسن گلعذار اپنے طریقہ قدیم پر ابر سوسنی
تیار کر کے طاؤس پر سوار ہوئین ابر سوسنی مین چھپ گئین غنچہ دہن لشکر کو آراستہ کرتی ہوئی ضیغم
بصد شوکت و وقار پشت مرکب پر سوار ہوئے نیرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا اس جاہ و جلال
سے طرف قلعہ نیرنگ کے چلے مگر گیرنگ جادو کہ جسکو ضیغم نے بادشاہ کیا ہی وہ اور مہران تاجدار
و مغیلان نے بعد جانے سوسن و نیرنگ کے کچھ سوار و ہرکارے جابجا واسطے خبر کے بھیجے ہین
گیرنگ تخت پر مہران تاجدار ذیل شوکت پر ایکطرف مغیلان نامور دربار جمع ہی وزیر و مشیر
یہی ذکر کرتے ہین کہ نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا وقت کا جویا تھا کس طریقے سے شاہزادے کو
لیگیا مغیلان جادو نے کہا کہ طریقہ نجوم سے معلوم ہوتا ہی کہ ساحرہ عورت تھی عاشق ہو کر لیگئی ہم
سب کو داغ دیگئی مگر نیرنگ صبا رفتار فرزند ضرغام نامدار ضرور پتہ لگائیگا یہ ذکر تھا کہ
چند ہرکارے خوشی خوشی آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر محراب ز طلعت تو آراستہ باد + سجادہ بقدوم
تو پیراستہ باد + ای شہریار مبارک ہو ابھی غلامون نے خبر پائی کہ آقائے نامدار قلعۂ لنسترن پر
قید ہو گئے تھے بڑے بڑے معرکے پڑے اب تشریف لاتے ہین جس سوداگر نے ہمسے کہا وہ ہی
بیان کرتا ہی کہ ہمارے سامنے لشکر شاہزادے کا قلعے سے باہر نکلا یہ سنکر سب سردارون نے بڑی
خوشی کی مگر مہران تاجدار نے حکم دیا کہ ہرکارے جائین اپنی آنکھون سے شاہزادے کو دیکھ آئین جب
شاہزادہ قریب پہونچے ہم سب استقبال کو چلین. لطف تمام لیکر قلعے مین آئین ہرکارے پھر گئے مگر مغیلان
نے اپنے ساحرون کو حکم دیا ہر وقت تیار رہو مہران تاجدار نے غیر ساحرون کو حکم دیدیا وردیان
نئی تقسیم ہوئین ہر وقت یہی ذکر ہی کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا کہ وہ بھی قلعہ تسخیر ہوا لنسترن
قتل ہوئی سب استقبال کی تدبیرین ہین کہ ہرکارے بھاگے ہوئے آئے مگر حیران و پریشان
عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا شاہزادے کی خروج کی خبر سحر العجائب و مصر الغرائب کو
پہونچگئی حریر جادو پچاس ہزار ساحرون کی جمعیت سے آتا ہی یہ سنتے ہی مغیلان نے کہا آتا ہے تو
آنے دو یہ کہکے مغیلان نے حکم دیا سب فوج تیار ہو مہران تاجدار نے غیر ساحر تیار کیے سب

لشکر بچیس ہزار ساحر وغیرہ ساحر کا جمع ہوا مغیلان جادو و مہران تاجدار وغیرہ جمع ہو کر نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے قلعے سے کوس بھر آگے بڑھکے اُترے لشکر آراستہ ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا حریر جادو تخت پر سوار پشت پر تمام ساحران غدار آکر سامنے اُترا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر مغیلان سے کہو کہ تم ہمیشہ سے ساحران طلسم نور افشان کے نمکخوار رہے بہتر یہ ہی کہ ہمارے پاس چلے آؤ ورنہ قیامت برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ساحر نے آکر مغیلان سے کہا مغیلان نے کہا حریر جادو سے کہنا کہ تو اپنے جامے سے باہر نہ ہو ہمارا اور شاہزادہ ضیغم شیر شکار کا اب جولی دامن کا ساتھ ہی ہم سایۂ دامن دولت شاہزادہ والاقدر مین ہین جو تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر یہ سُنکر حریر جلگیا اُسی وقت طبل جنگی بجوایا مہران تاجدار نے حکم دیا یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجا حریر جادو طبل جنگی بجواکر اپنے مقام سے اُٹھا ایک عقاب کی شکل بنکر اُڑتا ہوا لشکر حریف مین آیا قضائے کار مہران تاجدار واسطے انتظام کے نکلا ہی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ یاروکل حریف سے سخت مقابلہ ہی ہوشیار رہنا حریر نے جو مہران تاجدار کو پھرتے دیکھا کوک سے گرا پنجہ کمر مین دیکے اوڑا لشکر مین بلوہ ہوا مغیلان سے جاکر سرکارون نے عرض کی کہ ای شہریار مہران تاجدار انتظام کر رہے تھے کہ آسمان سے ایک عقاب گرا پنجہ کمر مین دیکر لیگیا مغیلان نے کہا یہ حرکت حریر کی ہی وہ بڑا مکار و غدار ہی معلوم ہوتا ہی لشکر دیکھنے آیا تھا انشاء اللہ صبح کو سمجھا جائیگا مہران تاجدار کا لیجانا خالی نہ جائیگا قیامتین برپا کرونگا انشاء اللہ کل میدان میرے اور اُسکے مقابلہ پڑیگا سردار جو گھبرا رہے تھے مغیلان نے سب کو مطمئن کرکے انتظام کرنا شروع کیا چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی فراش نیر اعظم نے فرش رنگارنگ زمین پر بچھایا خیمۂ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا لشکر ضیا و شعاع ہمراہ لیکر آمادۂ حرب و پیکار ہوا سلطان انجم سپاہ شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا اُدھر حریر جادو نے مہران تاجدار کو قید کیا لشکر کو آراستہ کرتا ہوا طرف میدان کارزار کے چلا اِدھر سے مغیلان جادو مع جملہ سرداران لشکر کو درست کرتا ہوا آپ سب کے آگے اسباب سحر سے درست مگر دل پر صدمہ کہ کیون ای مغیلان حریر جادو وزیر سحر العجائب ہی نیرنگ باز شعبدہ ساز پروردگار فتح و ظفر نصیب کرے یہ کہتا ہوا دل سے باتین جنگ کی کرتا میدان کارزار مین پہونچا حریر جادو نے لشکر کو اپنے آراستہ کیا نقیبون نے اشعار عبرت آثار پڑھے بہادر جھومنے لگے غیر ساحرون کو مغیلان نے پشت پر رکھا ساحر آگے بڑھے ہوئے سینہ سپر کیے ہوئے جب نقیب ہٹگئے حریر نے اپنے گینڈے کو بڑھایا سردارون سے رخصت ہوکر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کی مغیلان جادو مین سحر و ساحری مین مشاق ہون تجھکو نمک سرکاری کا پاس نہ آیا اب میرے مقابلے مین آ مغیلان جادو سینہ سپر کیے کھڑا تھا فورًا اپنے اژدر کو بڑھایا سامنے حریر کے پہونچا حریر نے دیکھتے ہی گولہ مارا مغیلان جانتا ہی کہ اس بچیاسے لڑنا کانٹون مین اُلجھنا ہی یہ سوچ کے گولے کو اُسکے دفع کیا دو چار سحر آپسمین چلے حریر نے دامن اپنے لباس کا پھاڑا کچھ سحر پڑھا اُسکو طرف مغیلان کے پھینکا ایک ابر سیاہ چھایا اُس ابر سے تیر برسنے لگے

سارے لشکر پر وہ ابر محیط چھایا ہو لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا مغیلان نے سحر کرکے اپنے سر پر سپر فولادی
قایم کی جو تیر گرا سپر نے اپنے دامن مین لیا اپنے جسم پر تاثیر سحر نہین آنے دیتا لشکر مین جب کئی سو
آدمی غربال ہوئے مغیلان نے دستک دی زمین شق ہوئی ایک غلام زنگی جوان کیمہ کی جھومتا ہوا
سامنے مغیلان کے آیا ایک شاخ نخل ہاتھ مین لیے ہوئے اُس شاخ مین کانٹے بہت سے تھے وہ
شاخ مغیلان کو دی سحر مین حریر کے ایک شاخ نکالی مغیلان کو اُس شاخ کا لینا بار تھا
مغیلان کے ہاتھ مین آتے ہی پھل ملا کہ شاخ شگفتہ ہوئی گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون
اُس شاخ خشک مین ظاہر ہوئے مغیلان نے ایک نشتر لیکر اپنے ہاتھ پر مارا خون اپنا اُس
شاخ پر ملا کانٹون نے طرف ابر کے انگلیان اٹھائین یہی شاخسانہ تھا مغیلان کو سحر کا بہانہ تھا
رنگ گل رخسار مبدل جی پھل مگر شاخ کو ابر پر پھینکا وہ شاخ بلند ہوکر غائب ہوئی ابر مین بھلکہ
پیدا ہوا ابر لخت لخت ہوا مغیلان نے دوسری تدبیر کی کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑے کو
اوپر حریر جادو کے اشارہ کیا لشکر حریر پر وہ ٹکڑا ابر کا برسا جسپر قطرہ پڑا اُسکی آبرو دیرینہ گئی
قبائے جسم حریف مثل غربال کے چھنگئی مغیلان کی رنگت سیاہ حال تباہ مگر سحر خوانی مین مصروف
تھا جب حریف نے دیکھا کہ میرے سحر کو مغیلان نے دفع کیا ٹکڑا ابر کا میرے لشکر پر برس رہا ہے ہر ایک
ساحر ایک ایک قطرہ آب کو ترس رہا ہے ظاہر مین قطرات آب ہین تاثیر مین نایاب مین چنگاریان
گر رہی ہین جسپر چنگاری گری جل بھنکر خاک ہوا حریر جادو نے دریادلی دکھائی پارہ ابر کو غائب کیا
تلوار جو قبضے مین تھی اپنے نزدیک جرأت کے جوہر دکھائے نیمچۂ ہلالی پھینک مارا مغیلان نے ہر چند
روکا تلوار سر پر گری کہ سر اس مومن دیندار کا زخمی ہوا زخم کھاکر جھولی پر ہاتھ ڈالا پرچہ کاغذ
نکالا کچھ حرف لکھکر پھینکا اُس پرچہ کاغذ سے کچھ سپرین نکلین سر پر مغیلان کے قایم ہوئین چھوٹے
چھوٹے طائر پیدا ہوئے اُن طائرون نے حریر کے ہوش اُڑائے ایک طائر اپنی جان دیکر سر پر
حریر کے گرا حریر کا بھی سر زخمی ہوا اب دونون کے سر سے خون بہ رہا ہے حریر یہی کہ رہا ہے اے
مغیلان زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر حریر نے خنجر آبدار کمر سے نکالا طرف مغیلان کے پھینکا مغیلان
کا زخم چوبارہ ہوا دو سو آدمی فوج والون کے سرنگون گرے اب مغیلان کے پانون اُٹھے حریر زخم اپنا
باندھکر سحر کرتا ہوا بڑھا مغیلان نے غیر ساحرون کو آواز دی تم لوگ سب قلعے مین جاؤ میرے
سحر نے جواب دیا انشاء اللہ صحت پاکر حریر کا حربہ بکاؤنگا اب اس وقت قدم نہین رُکتا غیر ساحر
سب قلعے مین آئے مغیلان پر پرواز پیدا کرکے اُڑا چاہا کہ قلعے مین جاؤن زمین سے بلند ہوا
ایک طاؤس پیدا ہوا اُسنے آکر پنجہ مارا مغیلان نے دونون پانون تھامکر طاؤس کو چیر ڈالا اندھیرا
ہوگیا تھوڑے عرصے مین لوگون نے دیکھا کہ مغیلان غائب ہوگیا حریر جادو نے سحر کرکے آگ برسائی
ہمراہیان مغیلان سے پڑاؤ چھوٹا حریر نے آکر سب مال لوٹ لیا خزانہ بھی ہاتھ سے گیا مگر سب
بھاگکر قلعے مین آئے حریر جادو نے چاہا قلعے کو ہلہ کرکے لے لون مگر مغیلان جو غائب ہوا تھا اُسکی
آنکھ کھلی دیکھا ایک نخل کے سایے مین مین کھڑا ہون دو زنگی مشکین باندھا چاہتے ہین ایک زنگی نے
چاہا زبان کھینچکر سوزن دوزن مغیلان نے آہ کی شعلۂ آتش منہ سے نکلا دونون زنگی جلکر خاک ہوئے

مغیلان اُترا میدان کارزار مین آکر جو پہنچا دیکھا کہ سب لشکر تباہ ہو گیا حریر جادو قلعے پر بلوہ کیا چاہتا ہے
مغیلان نے ایک دستک دی دیوار آہن سامنے قلعے کے حایل ہو گئی حریر نے دیکھا اس سحر کے
دفع کرنے مین عرصہ ہوگا یہ کہکے پلٹ گیا اپنے لشکر کو لا کر اُتارا آپ فکر مین مغیلان کے نکالے یہان
مغیلان جادو شفاخانے مین آیا زخم دوزی ہوئی باہر شانے کو نکالا قلعے پر سامان کر دیا ہے حریر
نے دیوار آہن پر آکر سحر کیا ایک روزن پیدا ہوا اُس روزن مین داخل ہو کر اس پار دیوار آہن
کے آیا صورت بدل کے ٹہلتا ہوا چلا مغیلان کو دیکھا پھر رہا ہے پشت پر کھڑے ہو کر سحر کیا مغیلان
بیہوش ہو کے گرا حریر اسکو بھی اُٹھا کے بھاگا لشکر مین غل ہوا کہ مغیلان کو کوئی لیے جاتا ہے ہر چند
کہ ساحرون نے پیچھا کیا مگر حریر جادو کو نہ پایا حریر نکلگیا اپنے لشکر مین آیا مغیلان کی زبان
مین سوزن دیا لشکر مین لا کر قید کیا کارگزارون کو حکم دیا صبح کو جلاد حاضر رہین بوقت سحر
مہران و مغیلان کا دربار مین بھیجونگا اگر میرا کہنا مانا اور اطاعت بادشاہون کی کی تو فبہا
ورنہ قتل کر دونگا دونون کے خون سے ہاتھ بھرونگا یہان لشکر اسلام مین مغیلان جادو کے
پکڑی جانے سے تلاطم ہوا دیوار آہن بھی گر گئی اب اہالیان فوج حریر کا اور قلعے کا سامنا ہو گیا
سحر چلنے لگے دو چار اُدھر کے مارے گئے دس بیس اہالیان قلعہ قتل ہوئے رات بھر یہی ہنگامہ ہوا
بوقت سحر حریر جادو نے مہران و مغیلان کو دربار مین بلایا حریر جادو کا بھائی صفیر جادو
کہ نہایت ساحر زبردست ہے یہ بھی دربار مین آکر بیٹھا اسکو قید ہونا مغیلان و مہران کا بہت
ناگوار ہے چپ بیٹھا ہے جیسے ہی مہران و مغیلان دربار مین آئے مہران نے مثل اہل اسلام کے
سلام کیا مغیلان کی زبان مین سوزن ہے اشارے سے جواب دیا حریر جادو جلگیا کہا کیون
اے مہران تاجدار تم شاہان طلسم نور افشان کے خراج گزار ہوتے تمکو امی پر کمر باندھی
تمکو خوف نہ آیا مہران تاجدار نے جواب دیا تمکو ام وہ دونون بھائی ہین خلاف در زبان
کی کسکو بھائی ہین غضب کی بات ہے کہ اپنے شاہ کو قید کر لیا کچھ خوف خدا نہ ہوا اسنے کسکے ساتھ
تمکو امی کی دین اسلام پسند آیا الغرض مذہب کو چھوڑ دیا یہ جو مہران نے آنکھ ملا کر حریف سے کہا
حریر جادو اپنے جامے سے باہر ہو گیا کہا جلد جلاد کو بلاؤ ان دونون کا سر قلم کرے ہمارے
سامنے دونون کو بیدم کرے صفیر جادو کو تاب نہ باقی رہی بلکر کہا کیون بھائی صاحب
مہران تاجدار نے کیا خلاف کہا جو لایق گردن زنی ہو حریر جادو نے کہا کہ تمھین کیا دخل ہے
جو ہمارا جی چاہیگا وہ کرینگے صفیر جادو نے کہا یہ تو آپ کو اختیار نہین ہے یہ آپ کیا فرماتے ہین
مہران تاجدار نے بہت سچ کہا افسوس ہے کہ کوکب کو قید کیا اس ذکر سے ہمارا کلیجہ پھٹ گیا
حقیقت مین اتنا بڑا بادشاہ جلیل ساحرون کا کفیل اُسپر یہ مصیبت اُسنے آکر دامن پناہ نگاہ کا
پھیلایا کیا کہ دامن پناہ نہ دیا قید کر لیا اب اُسکے طالب ہین کہ وہ بادشاہ جلیل تڑپ تڑپ کے
مر جائے ہمکو تو بہت ناگوار ہے حریر جادو نے کہا او بھیا تجھے کیا دخل ہے کیون بیہودہ باتین کرتا ہے
ہمارے شاہون نے جو حکم دیا وہ ہی ہوگا مسلمانون کو زندہ نہ چھوڑینگے یہی حکم سحر العجائب
و مصر الغرائب ہے کہ مسلمانون کو ایک قطرہ پانی نہ دو یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مرین صفیر نے

کہا ای برادر اب بہتر تمہارے واسطے اسمین ہی کہ مغیلان جادو و مہران تاجدار کو چھوڑ دو
تم بھی اطاعت ضیغم شیر شکار کرو اگر اسکے خلاف ہوگا ہم شریک مسلمانان ہو جاینگے جان دینگے
لڑتے بھڑتے ضیغم کو تا بہ طلسم نور افشان پہونچا دینگے جن باتون کے رازدار ہین اُنکو بھی ظاہر
کر دینگے ہمارے دل پر تاثیر مذہب مسلمانان ہوئی تم لوگون نے بڑی بدعت کی ہم اس ظلم کو جائز
نہ رکھینگے موت کا مزہ چکھینگے جو تقدیر مین ہو حریر جادو نے جلاد کو اشارہ کیا کہ مغیلان جادو
کا سر کاٹ لے جیسے ہی جلاد چلا صفیر اپنے مقام سے اُٹھا جلاد کو ایک طمانچہ مارا کہ جلاد کا سر
اُڑ گیا زبان سے مغیلان کی سوزن کیا مہران کی بھی قید کاٹ دی مغیلان چھوٹتے ہی
آگ برسانے لگا کافرون کو ترسانے لگا اور صفیر نے پکار کر آواز دی ای سرداران لشکر وای
ساحرون کے افسر خوف خدا کرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ہاے غضب کیا کہ ایسے بادشاہ جلیل کو
قید مین رکھا اب چاہتے ہو کہ وہ تڑپ تڑپ کے مرین ہم کیونکر گوارہ کرین جسکو خوف خدا ہو ایک
دن پروردگار کا سامنا ہوگا کیا جواب دوگے یہ جو صفیر جادو نے پکار کر کہا دس ہزار ساحر
چیخین مار کر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو صفیر سچ کہتا ہی ہمارا کلیجہ بیٹھا جاتا ہی
قلب تھراتا ہی حقیقت مین عمر طلسم بھی تمام ہوئی اہالیان طلسم نور افشان اب زندہ نہ بچینگے
بیشک عمر تمام ہوئی شاہون پر ضرور زوال آئیگا ہر نمکحرام ذلت و رسوائی سے مارا جائیگا دس ہزار
ساحر پشت پر صفیر جادو کے آ گئے کہا حضور ہم آپ کے ساتھ ہین ضیغم کا دامن ہمارے ہاتھ مین
ہمارے باپ دادا سب ملازم رہے کبھی یہ ظلم نہین دیکھے یارو اگر لڑ بھڑ کے تا بہ زندانخانہ پہونچے
اور اُس بادشاہ جلیل کو رہا کیا دنیا و عقبےٰ دونون پاک ہو گئے اگر نمکحرامونکے ہاتھ سے مارے گئے
ساری مشقت خاک ہوگی بقول جناب آتش

نظم

کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا	یون تو تیرے تیر کے بچے تھے سب خوش نصیب	عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
		وہ بلند اقبال تھا جو بستہ فتراک تھا

دنیا چند روز ہی آخر کو سامنا پیدا کرنے والے کا ہوگا کیا جواب دینگے سر جھکا کر خاموش رہینگے یہ
سب ساحر کہتے تھے اور چیخین مار مار کر روتے تھے اسوقت صفیر جادو نے سب کو ہوشیار کر دیا
خانۂ دل سب کا غم و الم سے بھر دیا لڑائی سحر کی ہونے لگی صفیر بھی لڑ رہا ہی مغیلان جادو نے
قیامت برپا کر دی نمکحرامونکے واسطے کانٹے بوئے اس وقت ساحر اسقدر آمادہ ہین کہ اپنی جان دینے
حریر کی کوئی نہین سنتا حریر چاہتا ہی کہ جان بچاکے نکلجاؤن مغیلان و صفیر سحر کرکے انکو
زمین پر گراتے ہین دونون بر چھیین چمکاتے ہین حریر انتہا کا زخمدار ہی ہر چند ساحرون کو آمادہ کرتا ہی
ہر شخص کا یہی جواب ہی کہ تو نمکحرام تیرا بادشاہ بد انجام ایسے کا کیا ساتھ دین دس پانچ ہزار
ساحر جو خاص حریر جادو کے ملازم ہین وہ تو اسکا ساتھ دے رہے ہین ورنہ سب کے دل طرف
سے سحر العجائب و مصر الغرائب کے پھر گئے یہ خبر ہرکارون نے قلعے مین پہونچائی کہ مہران تاجدار
و مغیلان نامدار نے بعنایت پروردگار رہائی پائی لڑائی ہو رہی ہی صفیر جادو شریک ہوا
بڑی لڑائی ہو رہی ہی آپ لوگ بھی چلین سب ساحر و غیر ساحر قلعے سے نکلکر دوڑے اُسوقت پہونچے
کہ ہزارون ساحر کے لاشے پڑے ہین صفیر نامدار بصد شوکت و وقار غصے سے چہرہ گلنار

مصروف سحر و ساحری جوش پر افسون گری جو طرف سے حریر جادو کے بڑھا جھنگر گولہ مارا کسی کا سر
پھٹا مغیلان نامدار بھی بڑے کر و فر سے سحر کر رہا ہی جب حریر نے دیکھا کہ اب کچھ نہین بن پڑتا ساتھ
والے ساحر جدا ہوئے اپنے ہاتھ پانون دشمن راہبر رہزن لاشون سے صحرا رشک گلشن ہرا ہی حقیر
رشک سہراب بیژن گھبرا گیا غیرت سے پسینہ آگیا تڑپکر زمین پر گرا پکار کر آواز دی کہ یارو اب
جان بچا کر نکلو یہ برا وقت ہی چلکر بادشاہ سے اطلاع کرو وہان سے فوج بھاری لیکر آؤن ان سب
سرکشون کو مٹاؤن صفیر جادو کو یہ خیال نہ تھا صرف آسمان کی راہ کو تو روکے ہوئے تھا حریر جادو
نے دونون پانون زمین پر مارے ساحر بھی اسکے ساتھ سے غرق زمین ہونے لگے حریر تو پہلے ہی سحر
مین اتر گیا صفیر نے مغیلان کو آواز دی کہ بڑا غضب ہوا دشمن جاتا ہی اور ساحرون پر مغیلان
نے سحر کرنا شروع کیا آفتاب عالمتاب جرأت نے طلوع کیا جس ساحر پر سحر کیا وہ غرق زمین ہوتا تھا
یا دیکھا کہ خوف جان سے رک گیا مراد یہ ہی کہ حریر کا کوئی ساتھ نہ دیسکا حریر جادو اکیلا نکل گیا
صفیر جادو نے باغیون کو گرفتار کیا وہ سب غل مچانے لگے کہ ہم تمھارے امون پر لعنت کرتے ہین نام پر
کوکب کے مرتے ہین ہمنے مذہب اسلام اختیار کیا اہل اسلام کا ساتھ دینگے سحر العجائب و
مصر الغرائب سے تڑپنگے صفیر نے سحر سے ہاتھ روکا مغیلان زخمون مین چور چور تھا یہی حال
مہران تاجدار کا ہوا تھا دونون کو اٹھا کر ہوادار پر ڈالا یہ فتح و فیروزی قلعۂ نیرنگ مین داخل ہو
کر ضیغم کا انتظام کرنے لگے مگر شاہزادہ ضیغم شیر شکار قلعۂ نشترن سے کوچ کرکے نکلے ایک
صحرا مین فرحت دلکش تھے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان کرگدن مست پر سوار پشت پر تین ہزار پیلتن
سوار سب سواران جنگی وہ پہلوان گینڈے کو اڑاتے ہوئے آیا فوج ضیغم کو دیکھکر عیار سے کہا
دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہی عیار گیا تھوڑی دیر مین پلٹکر آیا تمام کیفیت بیان کی کہ نبیرہ صاحبقران
بصد عظم و شان قلعۂ نشترن فتح کرکے طرف قلعۂ نیرنگ کے جاتا ہی فولاد زنجیرہ پیچ یہ سنکر
چلکر نیزہ گاڑ دیا گینڈے سے اترا ناشاد زنجیرہ پیچ کل فوج کا سپہ سالار تھا فولاد نے حکم دیا
کہ ای ناشاد پاس ضیغم کے جاؤ کہنا ای پہلوان دوران گرشاسب جہان فولاد زنجیرہ پیچ بحکم شاہان
نور افشان اسی واسطے نکلا ہی کہ خارستان کو صاف کرون کوئی مسلمان نہ آنے پائے اب تمکو دیکھا
اسی مقام پر اتر پڑا ہمارا بدولت تابہ قلعۂ ابلیس پرستان جائینگے صاحبقران کو جا کے روکینگے
کاہنون نے بھی حکم لگایا کہ حمزۂ عرب طلسم کشا اصلی ہی وہ تابہ طلسم نہ آنے پائے جب تین
حمزہ کو روکنے جاتا ہون تمھاری کیا حقیقت ہی کمسنی مین اپنی جان نہ دو میرے پاس چلے آؤ
مین خطا معاف کرادونگا اگر اسکے خلاف کیا قسم ہی لات و منات کی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
ناشاد چلا بل کرتا ہوا در بارگاہ ضیغم پر آیا یہان صحبت تخلیہ ہی ضیغم مع سرداران کے بیٹھے ہین
ملکہ سوسن گلعذار پہلو مین نیرنگ صبا گرفتار پایان چھپرکھٹ کے سامنے ملکہ سوسن کے یہ اشعار گا رہی ہی نظم

خزان چمن سے کبھی فصل گل کو آئے دن
خدا کسی کے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن
دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب

خدا نے پھیرے ہین باغبان دکھائے دن
فراق یار مین ان ہو گیا ہی روز قیام
فراق یار کے آتے ہین بن بلائے دن

خزان چمن مین ہی بلبل قفس مین نالان ہی
بلا سے غم کھینچی ہی خدا اٹھائے دن
جمال یار نہین خواب مین بھی یا تو نصیب

فلک نے کیسے الٰہی ہمیں دکھائے دن
نہ پوچھ حال شب و روز ہجر رعنا کا
بلا کا سامنا رہتا ہی مجکو آئے دن

کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی فولاد زنجیرہ پیچ کا سردار برسم ایلچیگری آیا ہی ضیغم نے ملکہ سوسن کو ہٹا دیا مگر جھول سحر کی رکھی رہی ناشاد اندر آیا ضیغم کو بسطوت و شوکت دیکھا کمسن پاکر بلبلاتا ہوا قریب آیا ضیغم نے دنگل دیا ناشاد نے پیغام فولاد زنجیرہ پیچ کا پہونچایا ضیغم نے کہا ای بہادر کیا یاوہ گوئی سے کیا فائدہ طبل جنگی بجواکر میدان میں آئیں حال کھلجائیگا ناشاد نے کہا واہ میں تیرا پیغامبر نہیں ہوں گردن پکڑ کے نکلوا دونگا ضیغم خود آتش خو شعلہ مزاج مگر ضبط کرکے جواب دیا اب ہمارے سامنے سے اٹھجا اسنے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑلوں کہ اس جوان کو کان ہو چشم زدن میں بلکان ہو ضیغم نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک جھٹکا مارا یا تو مثل الف کے سیدھا تھا یا مثل دال کے خم ہوا ایسی ذلیل تھی سرکشی کی ضیغم نے ایک طمانچہ مارا چرخ کھاکر ناشاد زمین پر گرا بیہوش ہوگیا ضیغم لاحول کہکے دنگل پر بیٹھے ناشاد نے آنکھیں کھولتا ہی ضیغم کو دیکھکر بند کرلیتا ہی ضیغم نے یہ دیکھکر آواز دی کہ ای پہلوان کوئی اب تیرے ساتھ بے اعتدالی نہ کریگا ناشاد جھاڑ پونچھکے اٹھا باہر آگیا گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا سامنے فولاد زنجیرہ پیچ کے آیا فولاد نے کہا کیا ہوا ناشاد نے کہا ای شاہنشاہ مجکو دو سو آدمی لپٹ گئے وہ لوگ بڑے دمباز ہیں شعبدہ ساز ہیں میں نے ترکیب سے اپنی جان بچائی یہ سنکر فولاد نے حکم دیا طبل جنگی بجا مگر ناشاد نے یہ بھی کہا کہ حضور وہاں سحر و ساحری کا سامان ہی یہ سنکر اسنے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر اس جوان سے یہ کہو کہ ہمارے آپکے جرات میں مقابلہ ہو ساحر جو آپکے ساتھ ہیں انکو الگ کیجیے تب مقابلہ کیجیے ضیغم نے یہ سنکر ملکہ سوسن کو حکم دیا ملکہ ہمارے سر کی قسم تم اپنے ساحروں کو لیکر پہاڑ پر ٹھہرو لڑائی میں ہمارے اسکے دخل نہ دینا سوسن مزاج کو پہچان گئی ہی کہا بہت خوب جیسا ارشاد ہوگا وہی کیا جائیگا سوسن لشکر کو لیکر پہاڑ پر گئی کہ جاسوس آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعا دی

نظم

بصد معانی بتو نازندہ باد
جہان جہانی زدمت زندہ باد
تائید ایزدیت دلیل طریق باد
توفیق اکتساب علومت رفیق باد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز فولاد نے طبل جنگی بجوا دیا ضیغم نے حکم دیا یہاں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے فولاد میدان میں نکلا اسپ تازی نیزہ بازی دکھلاکے آواز دی ضیغم شیر شکار کہاں ہیں کبھی شیر دیکھا نہ ہوگا نام تو رکھ لیا اب میرے مقابلے میں آئیں سب حال کھلجائے ضیغم نے گھوڑا بڑھایا مقابلے میں فولاد کے آئے نیزہ چلا ضیغم نے نیزہ اسکا نکالدیا اسنے تلوار کا ہاتھ مارا ضیغم نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی ضیغم نے دہ دہ گھسے مارے کہ فولاد اپنی جان سے بیزار تھا چاہتا تھا چت ہوجاؤں میری جان تو بچے ملکہ سوسن گلعذار پہاڑ پر جاکر اتریں ایک کنیز سے کہا ارے منجت جاکر خبر لا دیکھ تو وہاں کیا گذری کفار تو مکار ہوتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ فطور کرے وہ تو سیدھے سپاہی ہیں ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھائیں کنیز نے کہا حضور وہ غیر بیشہ صاحبقرانی ہیں ملکہ رونے لگیں کہا صاحبو تمھیں کیا دخل ہی بیان تو یہ حقیقت ہی

نظم

پھر رہا ہی وہ صنم آٹھ پہر آنکھوں میں
عارضی نور ہی یہاں مثل قمر آنکھوں میں
مرے پتلی سے ہی وہ نور نظر آنکھوں میں
یاں شغر دشت میں ہی اسکو سفر آنکھوں میں
کس سے منظور ہیں قاتل کو لڑانا آنکھیں
بنگیا تار نظر موے کمر آنکھوں میں
کور ہوجائینگے ہم منہ نہ چھپا او خورشید
ہر سیاہی نگہ تیغ و سپر آنکھوں میں

نشے سے لال ہوئی ہین جو چشمان سیاہ
قے چیلے سمجھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھون مین
نگہ گرم سے ہو رنج نہ اس نازک کو
ہو پری ابتو سماتا نہین زر آنکھون مین
ہو جدا جب سے کر دہ لخت جگر آنکھون سے
شب کا ہی افزا پہ سحر آنکھون مین
نگہ کرتی ہی قتل ایک نگہ دیتی ہی جان
بیچ تو ہی خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھون مین
تو نگر موتی بھرے ہین تری آنکھون مین اگر
مرے مردم دیدہ کا ہی گھر آنکھون مین
میل یہ آتش سوز سے ہوا ہی ناسخ

آپ کی ہی شفق شام و سحر آنکھون مین
اسکو بیٹھے ہین انھین دیکھتے ہی بیٹھے ہین
ہی بیان تار نظر اسلیے تر آنکھون مین
اسقدر سرمہ ہوا اسکو نزاکت سے گران
بھر شکین ہی یہان لخت جگر آنکھون مین
جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
پھنس گیا گیسوون کے جال مین جا کر الیا
قطرہ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھون مین
ہو جہان یار وہین اُڑکے یہ دیکھ آئی بنا
بجائے اشک آنے لگے دلسے شرر آنکھون مین

ظلم اگر دل مین نہ ہووے کہین بہتر تجھ
سے گلگونے زیادہ ہی اثر آنکھون مین
اسقدر کھپ گئی ہی تیری سُنہری رنگت
کہ سمائی نہ پھری بار دگر آنکھون مین
ہمکو پیری مین بھی ہی شوق نظر بازی کا
صدقے ہو دینگے وہین شمس و قمر آنکھون مین
رات دن محو رہا مین جو ہے نقش سر شک
بھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھون مین
شرمگین ہی وہ پری خانۂ دل مین بھی ہی
تیری پلکین ہو مین پرواز کو پر آنکھون مین

ملکہ سوسن کو پریشان دیکھکر ایک کنیز دلاسے خبر لینے گئی اور فوراً خبر لیکر آئی عرض کی واری خدا آپ شیر کو سلامت رکھے آپ یون خفا ہو کے جی چھوڑے دیتی ہین کشتی ہو رہی ہی اسکا یقین ہی پہر دو پہر مین زیر کرین گھوڑا ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی شیر تکلیف کا نام نہین معلوم ہوتا ہی ابھی اُترے ہین یہ سُنکر ملکہ سوسن نے سجدہ شکر پروردگار کیا قضائے کار حریر جادو جو قلعہ نیرنگ سے شکست کھا کے بھاگا تھا کوس بھر بڑھکر زمین سے نکلا زمین و آسمان اُڑا ہوا جاتا تھا ایک نخل پر بیٹھا عقاب بنا ہوا ہی کہ گیر و گیر کی آواز کان مین آئی دیکھا دو جوان میدان مین لڑ رہے ہین ایک آفتاب جمال دوسرا مریخ خصال لشکر دونون کے تعریفین کر رہے ہین جب وہ جوان آفتاب جمال اُس دیو خصال کو لے دوڑتا ہی یا کسی پیچ کا توڑ ہوتا ہی تو تعریفون کی صدا بلند ہو جاتی ہی دیو خصال کو شرم آتی ہی جھلا جھلا کے زور کرتا ہی مگر کچھ ہو نہین سکتا یہ بھیا مسلمانون کے نام سے جلا ہوا ہی درخت سے اُتر الصورت مبدل آکے دریافت کیا کہ یہ جوان کون ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ جوان خورشید جمال آفتاب آسمان عربستان ہی اور یہ جوان کریہ منظر عفریت مثال فولاد زنجیرہ پیچ ہی اسوقت اسکے سامنے پیچ ہی یا تو بڑے زور و شور سے لڑنے کو صاحبقران کے جاتا تھا یا اُنکے نواسے نے جی چھوڑوا دیا دیکھا تو بھیا کے چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین اب گھڑی دو گھڑی مین زیر ہو جائیگا ہوش درست نہین ماتھے پر موت کا پسینہ دیکھیے کیا ہو یہ سُنکے حریر جادو نے سحر کرنا شروع کیا ایک گوشے مین آکر کھڑا ہوا ماش کے دانے چھنکے پڑھا پڑھا کچھ سحر کو درست کیا کچھ جنگل مین دوڑا کچھ زمین پر دو ہتڑ مارے کچھ سامری و جمشید کو یاد کیا اپنے زخمی ہونیکا معرکہ یاد آیا کچھ ساتھ والون کا مارا جانا ضیغم شیر شکار لڑتے لڑتے تھر آئے دیکھا ہاتھ پاؤن مین خود بخود رعشہ آیا فولاد زنجیرہ پیچ کا زور بڑھا جو پیچ باندھا بن پڑا ضیغم نے چاہا توڑ کر دون نہ بن پڑا پیچ اُسکا پورا ہوا جی مین کہتے ہین کیا پیچ پڑ گیا بیقرار ہو کے لڑ رہے ہین انکا زور گھٹتا جاتا ہی اُسکے زور کو ترقی ہوتی جاتی ہی ملکہ نے دوبارہ کنیز کو بھیجا ہے عاشق کے دل کو کب چین پڑتا ہی کنیز نے جو یہ حال دیکھا روتی ہوئی سامنے آئی کہا واری غضب ہو گیا

مین نے وہ معرکہ دیکھا کہ کا شکے نابینا پیدا ہوتی یہ ہنگامہ اپنی آنکھون سے نہ دیکھتی اس وقت عجب
رنگ دیکھا کہ شاہزادہ والا قدر کو وہ بھیا پکڑ لایا ہر نکلنے نہین دیتا کیسے کیسے زور کر رہے مین
پا تو لشکر مین ہلڑ تھا گھڑی دو گھڑی مین فولاد موم ہوا چاہتا ہر اب اپنے بیگانے سب کہ رہے تھے کہ
فولاد زنجیرہ پیچ کے ہاتھ سے بچنا بہت مشکل ہر مین حیران ہون واری یہ کیا ہو گیا
انقلاب فلک نے یہ رنگ دکھایا شاہزادے کا چہرہ زرد ہو نٹون پر آہ سرد دل مین درد چہرہ
پر گرد قریب نہ کوئی رفیق نہ کوئی ہمدم یہ سنکر ملکہ سوسن گلعذار کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب
تھرا گیا گھبرا کر کہا ارے یہ کیا خبر سنائی چھری کلیجے کو توڑ کر پار نکلگئی مین نے تو کتاب مین یہ دیکھا کہ فرزندان
صاحبقران آپسمین بھائی سے بھائی بھی زیر نہین ہو حمزہ صاحبقران البتہ اپنی اولاد پر غالب
آتے ہین شان و شوکت صاحبقرانی دکھاتے ہین یہ کیسا انقلاب ہوا ہے مین اُنکے مزاج سے بہت
ڈرتی ہون مین تو بہتری کو جاؤن اُن جاہل کے خلاف گذرے کہین کہ تم کیون آئین تو مین کیا جواب دون
مین تو صاحبو یہی چاہتی ہون کہ مجھے کسی بات مین آزردہ نہ ہون خدا نخواستہ اُنکے خلاف گذرے
میرا ساتھ چھوڑ دین تو مین کیا کرون ہائے جس دن سے اُنپر مائل ہوئی سوائے رنج و ملال کے
چین نہ نصیب ہوا گرفتار زندان مصیبت آوارۂ دشت مودت ہون

نظم

از دو چشم خون فشانم موج طوفان برنخاست
بلکہ سعی از کار رفت و دست کوتہ ہمچنے
از بر هم ہر گز غمے بیچشم گریان برنخاست
دیدۂ یعقوب کنعان در فراق از کار رفت
رہ نوردی ہمچو مجنون زین بیابان برنخاست
ہر کہ چون مشغلی بہ دشواری بکام دل نشست

گریہ ام دست طلب از دامنم کوتہ نکرد
از برائے خاطر چاک گریبان برنخاست
تا نشد از ناتوانی نالہ ام در دل گرہ
اے صبا گردی ز راہ این بیابان برنخاست
تا طلبگار سخن شد نکتہ سنج معرفت
با غم جانان ز جائے خویش آسان برنخاست

کو دمی کز دل مرا آہ پریشان برنخاست
موجہ طوفان اشکم تا ز دامان برنخاست
تا عنان اختیارم بردہ چشم اشک ریز
در درون سینہ از مرغ دل افغان برنخاست
شد بسے برگشتہ وادی بیابان عشق
ہمچو طالب طالبے از خاک ایران برنخاست

اری گلعذار جلدی جا لاکر مجھے
خبر سنا ہو یہ کیا ہو گیا میرے شیر پر کسی کی نگاہ پڑی کسی کی نظر لگ گئی اسی دن کو جھنکتی تھی کہ صاحب
سر دربار بیٹھو پیر زیدار کا کوئنڈا کر دی جو خیر و عافیت سے دیکھون دشمن سے خدا بچائے انکی مصیبت
مجھے نہ دکھائے بات کا نہ سننا تو اُنکا شیوہ ہر سیدھے سپاہی وہ نگوڑے مکر و فریب کو کیا جانین یہ جڑے
کافر مکار و غدار جعلساز جس طرح چاہین حریف کو ذلیل کرین مین کہتی تھی ساتھ سے اس کنیز کو جدا نہ کیجیے
دشمن نے جو کہدیا وہ مان لیا یہ نہ سمجھے کہ اسکا انجام کیا ہوگا آخر معلوم ہوا کہ خرابی درپیش ہر اسکا
بھی پس و پیش ہر کئی کنیزین ملکہ کو بیقرار دیکھکر دوڑین بیان وہ وقت ہر کہ شاہزادہ ضیغم کو
غش آگیا فولاد زنجیرہ پیچ نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین قید کیا لیکے پلٹا ملازمان ضیغم رنجیدہ
دلگیر حیران و پریشان بیٹھے مگر نیرنگ صبا رفتار کہتا ہر یارو نئے طور کی افتاد ہوئی سب نے بخوبی دیکھ لیا کہ
شاہزادہ لڑتے لڑتے بیہوش ہو گیا کوئی اُسکا معین ہر اُسنے یہ حرکت کی آپ لوگ تامل کرین مین جاتا ہون خبر متصل
لاتا ہون کنیز یہ حال دیکھکے روتی ہوئی پلٹی ملکہ بد حواس ٹہل رہی ہین کہ کنیز روتی ہوئی آئی کہا واری غضب ہوا
فولاد زنجیرہ پیچ نے شاہزادے کو سر میدان زیر کر لیا گرفتار کرکے میرے سامنے لے گیا ملکہ اٹھین کہ مین ابھی جاکر
اُسکی بارگاہ مین آگ لگاتی ہون کہ دیکھا نیرنگ سامنے سے آیا حیران و پریشان ملکہ نے پوچھا بھیا کیا ہوا

نیرنگ نے کہا کیا عرض کرون اس لطف سے جاکر وہ شیر بیشۂ جرات فولاد زنجیر دو تیغ سے لڑا کہ اُسکو زیچ باندھنا
مشکل تھا یقین یہ تھا کہ گھڑی دو گھڑی مین زیر کرینگے یا تو وہ شاہزادہ مثل شیر غرین لڑ رہا تھا یا یکایک بیہوش ہوگیا
وہ بھیا لو بلا ہوا تھا مشکین باندھ لین واری میری آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جی چاہتا تھا فوج کو لیکر کوٹ
پڑون مگر خیال یہ ہوا کہ شاہزادہ اُسکے قبضے مین ہے ایسا نہو کوئی صدمہ پہونچائے یا قتل کر ڈالے تو مین کیا کرون
اصلی بات ابھی تک میری سمجھ مین نہین آئی کوئی افتاد پڑی ملکہ نے کہا بھیا کیا کہون جس وقت سے شکست کی خبر سنی
ہے دل بیقرار آنکھین اشکبار ہوش پراگندہ دیکھیے انجام کیا ہو فلک کجرفتار گردون غدار نئے رنگ دکھاتا ہے کسطرح کا
رنج و غم پیش آتا ہے

نظم

بالیدہ وہ صبدم جو مرے دل کے خار ہین
پتے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین
مضطر وہ گل جو میرے دم سرد سے ہوا
یہ داغ و زخم دل کے مرے یادگار ہین
ہو طبع غیر سمجھ کر مرے اٹھائے
کیا شرم میرے دم شعلہ بار ہین
پانی کے بدلے برسے گی آج آگ ابر سے
اور بھی ستم زدہ روزگار ہین
کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
مومن یہ جان بے کرنگ جنبۂ جوار ہین

ہر دم رہین کشمکش دست یار ہین
ہر آن برچھیان سی کلیجے کے پار ہین
عمر دراز کی ہے فرشتون کو آرزو
کیا کیا شمال باد صبا بیقرار ہین
جز نہ سپہر ہین مرے دشمن تو اور بھی
خوش حرف بے نمک کبھی ہم دلفگار ہین
کیونکر نہ رحم حال پہ آئے شب وصل
اُٹھے ہماری خاک سے بھی کچھ غبار ہین
تا صبح سے مجکو کیونکہ نہون بدگمانیان
تیرا ہی جی نکھا ہے تو باتین ہزار ہین

ہر ظلون کے نیزکس کے گریبان تار تار ہین
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
دیکھو زمان جبر کے امیدوار ہین
چھاتی سے مین لگا رکھون کیون نہ
لیکن بڑے غضب ہی دو مین چار ہین
کیسا فلک کہ اختر طالع جلا دیے
اندوہ و درد روز مصیبت کے یار ہین
شبنم خراب مہر وکستان سینہ چاک ماہ
دشمن ہین جو مرے وہ ترے دوستدار ہین
مردون کو تجھ پہ دیتے ہین ترجیح جو سودا

نیرنگ عیار صفا رفتار نے دست بستہ عرض کی آپ اپنے کو سنبھالین اسقدر
پریشان نہون ورنہ سب انتظام بگڑ جائیگا لشکر گھبرایا ہوا ہے مین ابھی جاکے خبر لاتا ہون یہ کہکے صورت بدلی یا نہانے
عیاری سے آراستہ ہوکر چلا ادھر فولاد زنجیر دو تیغ شاہزادہ ضیغم کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا سب سردار
جمع ہوے سب نے عرض کی مدح شہر یار کیا کہنا ایسا بیچ باندھا نبیرۂ حمزہ کو بیہوش ہوگیا سومنات عیار نقارہ لیے
ہوے آیا شاہزادہ اسی طرح بیہوش ہے آہن گرون کو بلایا شاہزادے کو سلسل و مطوق کیا کہا ہوشیار کرو ہر چند
پانی کے چھینٹے دیتے ہین شاہزادہ ہوشیار نہین ہوتا نیرنگ ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا ستون کی آڑ مین کھڑے ہوے
دیکھ رہا ہے ہر چند سب چاہتے ہین شاہزادہ ہوشیار ہو کسی طرح ممکن نہین نفس کی آمد و شد بھی پائی جاتی ہے موت کا بھی کچھ
گمان نہین ہے سومنات عیار نے کہا حضور کچھ ذہن مین نہین آتا ہے فولاد نے کہا مین تو ہمیشہ سے خدمت مین
کولب کی رہا جب سے وہ مسلمان ہوے سحر العجائب مصر الغرائب کے پاس رہتا ہون عقل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ
جوان پر کسی نے سحر کیا ہے مجکو یہ جوان پکڑ لایا تھا مجکو یقین تھا کہ اب نکل سکونگا جب یہ مارتا تھا سلیمان کر رک
جاتی تھین ہر چند چاہتا تھا نکلون ممکن نہ ہوتا تھا ایک مقام پر مین سمجھا بس یہ جوان بیہوش ہوگیا پھر اُسوقت سے
ہوش مین نہین آیا عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کسی نے اسپر سحر کیا کوئی خیر خواہ دولت سحر العجائب مصر الغرائب
ہے اُنسے مین وقت پر احسان کیا سومنات نے کہا تو آواز دے ای معین و مددگار ای مہربان از راہ احسان کرنے والے اسکا
احسان کیا ہے تو ہمارے سامنے آؤ ہم شکریہ ادا کرین اگر بیہوشی مین ضیغم کو قتل کر ڈالا گیا تو نفع ہوگا مراد یہ ہے کہ اسکو ہوشیار
کرین ستائین جب قتل کرین کہ اسکو صدمہ پہونچے تڑپ تڑپ کے مرے پھر کوئی مسلمان ایسے امر کا ارادہ نہ کرے

ہامم سنکر بہلوگون کا بھاگین طلسم پہ سرکشی نہو یہ سنتے ہی سومنات باہر نکلا پکارکر آواز دی اے معین و مددگار اے مونس و
غمخوار ہمارے پہلوان دوران بلاتے ہین کیون سحر کر کے الگ ہو گئے صورت دکھاؤ احسان اپنا ظاہر کرو یہ کہتے
ہی سومنات نے دیکھا ایک شخص کہ جسم پر آبلے پڑے ہوے زخم جسم پر تبر و شمشیر کے چہرے پر وحشت
نکبت و حماقت چہرے سے ظاہر سومنات کو سلام کیا کہا بھائی مین ہون حریر جادو وزیر سحر العجائب قلعہ
نیرنگ پر شکست کھائی تقدیر نے یہ حماقت دکھائی اسوقت یہان آکر پہونچا پہلوان دوران گرشاسب جہان
فولاد زنجیر وہیچ کو مسلمان سے جنگ مین مصروف پایا مگر یہ بھی دیکھا کہ مسلمان غالب ہین زیر ہوا چاہتے ہین چونکہ
خود مصیبت اٹھائے ہوے تھا دل ٹکڑے ہو گیا مین نے سحر کیا یہ سنکر سومنات حریر جادو کو لپٹ گیا کہا اے
مہربان سراسر تمھارا احسان ہوا شہریار تمھین بلاتے ہین چلکر دربار مین بہ عہدہ مصاحبت پاس پہلوان دوران
کے بیٹھو دشمن پر سے سحر اتارو وہ ہوشیار ہوا اپنے حال زار کو دیکھے حریر جادو کا سومنات ہاتھ تھام کے اندر
بارگاہ کے لایا مگر حریر چپکے چپکے سومنات سے کہتا ہے بھائی میرے مقدمے کی باتین چلا کے ذکر و شکست میرے
دم کے ساتھ ہے ایسا نہو اس جوان کے عیار کو خبر ہو جائے وہ دام مکر پھیلائے کیا کہون کیا کیا افتادین پڑین بھائی
میرا دشمن ہوا مین وقت پر بگڑ گیا مجھے کچھ نہ بن پڑا شکست کھائی بھاگ کے نکل آیا نہین معلوم یہان تک کیونکر پہونچا
مین نے آپ کو پسر حمزہ سے لڑتے دیکھا سحر کر کے اسکو بیہوش کیا اسکا زور گھٹایا آپ کا زور بڑھایا میرے بھائی
کو نادیدہ اس سے محبت ہو گئی عین وقت پر وہ بگڑا آپ خاطر جمع رکھیے جو ادھر سے نکلیگا مین سحر کر کے اسے بھی
اسی طرح بیکار کر دونگا آپ گرفتار کر لیا کیجیے گا فولاد بہت خوش ہوا خلعت منگوا کے حریر جادو کو دیا اسنے
کہا مین خلعت نہ پہنونگا یہ کہکے طرف ضیغم کے اشارہ کیا کچھ ماش کے دانے پھینکے شاہزادہ ہوشیار ہوا خانہ
زنجیر مین غل ہوا زنجیرین ہلاتا ہوا اٹھا اپنے کو جو اس حال مین پایا آواز دی اے نامرد یہان مجھکو کون لایا فولاد دشمن
کہا مین گرفتار کر کے لایا ہون ضیغم تو غصے مین زنجیرین ہلانے لگا حریر جادو چھپا ہوا بیٹھا ہے ایسا خائف و
ترسان ہے کہ کسی سے کلام نہین کرتا مگر نیرنگ نے یہ سب موکہ دیکھا سومنات بھی کھڑا ہوا تعریفین کر رہا
ہے میان ساحر صاحب تمنے بڑا کام کیا کہ ایک خدمتگار نے سومنات کے چٹکی لی اسنے پلٹ کے دیکھا
ایک خدمتگار کچھ اشارے کر رہا ہے سومنات نے کہا میان خدمتگار کیا کہتے ہو خدمتگار نے کہا چپ رہیے
غل مچا کے کلام نہ کیجیے اپنے آقا کو منع کیجیے ابھی اس جوان کو قتل نہ کرین عیار اسکا اسی کی فکر مین آیا ہے ابھی باہر
نکل گیا ہے مین اسے بخوبی پہچانتا ہون میرے ساتھ باہر چلیے مین گرفتار کرا دون دونون کو ساتھ قتل کیجیے اسکے
تیور سے معلوم ہوتا ہے اسوقت ضرور عیاری کریگا اپنے آقا کو چھڑا لیگا یہ معاملہ خالی نہ جائیگا سومنات خدمتگار
کے ساتھ ہوا خدمتگار کہتا ہے چلا مردہ نکل گیا چوبدارون مین ہو کے پیادہ دیکھیے دبتا ہوا جاتا ہے اسطرح باتون مین لگا کر
کنارے پر لشکر کے لایا کہا دیکھیے وہ کھڑا ہے نخل کی آڑ مین چھپا ہے دوڑیے ہم آپ ملکے گرفتار کرین سومنات
بڑھا جیسے ہی اس نخل کی آڑ مین آیا نیرنگ نے حلقے کمند کے مارے یہ ارے کہکے پلٹا نیرنگ نے حباب مار دیا
بیہوش ہو کے گرا نیرنگ اسکو کھینچکر ایک گوشے مین لایا رنگ روغن عیاری کا لگا کر اسی کی شکل آپ بنا اسکو
تو ایک طرف ڈالدیا گھبرایا ہوا دوڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا پکارکر آواز دی میان جادوگر صاحب جلدی اٹھیے ایک خدمتگار
اور آیا ہے چلکر اسے بھی دیکھیے حریر جادو یہ کہکر اٹھا دیکھو بھائی ہمارا نام نہ لو ایسا نہو عیار آکر عیاری کرے مجھکو
بڑا قلق ہو گا نیرنگ نے کہا ادھر تو آؤ بات تو سنو کیون گھبراتے ہو کوئی تمھین نہین جانتا ہے مین تمھارا راز چھپا

اُنسے فرج بنائونگا تمھارے ہاتھ سے بڑے بڑے کام لینا ہی سامنے سحر العجائب و مصر الغرائب کے تمھاری
صفت بیان کرینگے حریر اپنے مقام سے اٹھا نیرنگ نے کہا ہجوم تو اپنی آنکھ سے دیکھ لو ہمین اسباب سحر کو چھوڑ ہر گز حرکت
کرنا پڑیگا ذرا لب ہلاؤ حریر نے قریب آکے پوچھا یہ صاحب کیا رنگ ہی نیرنگ نے کہا ای میان ساحر صاحب
آپ کی فکر مین عیار اس جوان کا آیا ہوا ادھر سے ادھر دوڑتا پھرتا ہی وہ اس فکر مین ہی کہ آپ پر ہاتھ ڈالے مین نے ظالم کو
بچا ہوا مین جو گرفتار کرونگا تو ہو گا آپ ایک دانہ ماش کا مار دیجیے سردار عیار دونون کہاتھ قتل کرین سلمانون کے خون
سے ہاتھ بھرین حریر کہتا ہی مین باہر بارگاہ کے نہ جاؤنگا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہو اس مسلمان کا کوئی مددگار پیدا
ہو جائے نیرنگ نے کہا میان کوئی ایسا نہین ہی یہان سب دشمنان گوگب ہین انکے قتل کرنے مین بڑے
مطلب ہین نیرنگ حریر کا ہاتھ پکڑکے کھینچتا ہوا باہر لیگیا اشارہ کرکے کہا وہ جاتا ہی ماش کا دانہ پھینکیے میرے ساتھ
دوڑتے ہوے آئیے جہان اشارہ کرون وہین پر ترنج مار دیجیے گا مین مشکین باندھ لونگا حریر کہتا ہی میان سومنات
دو کمان ہی سومنات نقلی نے کہا آپ کچھ پوچھیے نہین جو مین کہون وہ کیجیے حریر کہتا چلا آتا ہی بھائی مار گزیدہ از ریسمان
ترسد دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کے پیتا ہی میان عیار صاحب کیا کہون جو میرے مین نے دیکھا ہی یکایک مین نے
دیکھا کہ زمین و آسمان سے دوستان سلمانان پیدا ہونے لگے جان بچانا مشکل پڑگیا خادم خدمتگار چوبدار سردار
سب میری جان کے دشمن تھے راہبر رہزن تھے مجکو جان بچانا مشکل ہو گیا تھا وہی سب خوف مجکو یہان بھی
لگے ہوے ہین نیرنگ نے کہا آپ خوف نہ کرین یہان سب خیر خواہان دولت ہین صاحبان لیاقت و شوکت
ہین حریر کانپتا ہوا یہی کہتا ہی میان عیار صاحب معلوم ہوتا ہی مجکو کہ میرے ساتھ ملک الموت چلا آتا ہی میرا
قدم نہین اٹھتا اب اپنے دل سے کہہ رہا ہون کہ وہان سے جان بچا کے نکل آیا تھا میان مجکو کیا ضرور تھا کہ اپنے
کو بلاؤن مین پھنسایا مسلمان کے نام سے دشمنی تھی اس خوشی مین سحر کردیا میری تو خوشی یہ ہی کہ مجکو جانے دو
نیرنگ نے کہا آپ گھبرائین نہین میرے ساتھ چپکے چلے آئین مین مزاج درست کردونگا حریر کہتا ہی یہی باتین
مجکو مارے ڈالتی ہین تم اصل ہین سومنات ہو بدل تو نہین گئے سومنات نقلی نے کہا میان حریر صاحب
آپ کیون گھبراتے ہین مین آپ کا خیر خواہ ہون سلمانون کا مٹانا چاہتا ہون اسکا عیار آیا ہی اسکا گرفتار کرنا منظور
ہی تمھارے آنے سے دل کو سرور ہی اب میرے ساتھ چلیے حریر جادو ساتھ نیرنگ کے جاتا ہی مگر قلب کانپ
رہا ہی کئی مرتبہ ٹھہر کے پلٹا کہا بھائی میرا دل نہین چاہتا کہ عیار کو گرفتار کرون مین خود کسی بلا مین پھنس جاؤن مگر
نیرنگ لیے ہی گیے جاتا ہی تمھارے اشارے کی فقط ضرورت ہی دیکھو تو کیا کیفیت ہی ہمارے بیان مین کیا لذت ہی
دیکھو وہ سامنے عیار با فطرت ہی جیسے ہی سر حریر نے اٹھایا نیرنگ تو بیقرار ہو رہا تھا کلیجے پر چھریان چل رہی تھین
استخوان سے چنگاریان نکل رہی ہین حلقے کمند کے گلے مین ڈال ہی دیے حریر ارے کہکے لیٹا اسنے حباب مار دیا اور
نقشارہ باندھ کرکے بھاگا بازار مین ہلڑ ہوا کسی کو کوئی گرفتار کرکے لیے جاتا ہی سب نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک
شخص ایک شخص کو لگا کے لایا نہین معلوم کیا کردیا کہ وہ بیہوش ہوا نرہ اسکو لے بھاگا تم سب دیکھیو وہ جاتا ہی کچھ لوگ
لینا لینا کہکے دوڑے نیرنگ نے پلٹ کر حقہ آتش بازی کا داغ دیا حقہ جو پھٹا کئی سو کے منھ جلے ہاے ہاے کرتے
ہوے بھاگے کسکی مجال تھی کہ نیرنگ کا پیچھا کرے پانچ چار چھٹے اسنے داغے بھاگتا ہوا نیرنگ ایک صحرا مین
پہونچا خیال مین گذرا دشمن کو پیٹھ پر کیون لادے لادے پھرتا ہون جنگل مین سناٹا ہی مین اس حرامزادے کو حلال کرون
مگر جو لوگ نیرنگ کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگے تھے دوڑے ہوے سامنے فولاد زنجیرہ پیچ کے

عرض کی حضور ایک شخص ایک کو لگا کر لیگیا بازار غلہ فروشان مین جو فروش گندم نما نے دانہ زرد کو بیہوش کیا پشتارہ
لے بھاگا فولاد نے پلٹ کے دیکھا گھبرا کے کہا ارے حریر جادو کہان گیا سومنات عیار کیا ہوا لوگون نے
کہا حضور ہم نہین جانتے فولاد نے طرف ضیغم کے دیکھا جھلا کر بولا اسی ظالم کی وجہ سے یہ آفتین برپا ہوئین حریر جادو
ڈھونڈنے بھی نہ پایا کوئی لگا کر اسکو لیگیا ارے ذرا ابکی تلاش کرو لوگ دوڑے دیکھا ایک نخل کے سایے مین سومنات
بیہوش پڑا ہے سب نے اسے اٹھایا سامنے فولاد کے لائے پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا آنکھ کھولکر اسنے فولاد کو
دیکھا کہا اے شہریار عیار ضیغم کا آیا مجھکو لگا کر لیگیا میری شکل بنکر حریر کو لگا کر لیگیا مین تلاش کرنے کو جاتا ہون یہ کہکے
سومنات چلا یہان نیرنگ نے پشتارہ حریر جادو کا ایک تختۂ سنگ پر رکھا خنجر کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون کہ
ایک طرف سے نعرہ ہوا ہم مہتر سومنات او عیار مکار کیا کرتا ہے قسم ہے لات و منات کی اگر حریر کا ایک مو
جسم کم ہوا زندہ نہ چھوڑونگا نیرنگ ان ایسون کی باتون کو کب مانتا ہے قتل کرنے کو ساحر کے شرف آخرت حاصل
ہی ملتا کہ سومنات کو خنجر مارا سومنات نے خالی دیا جاتا ہے اپنے کو پاس پہونچا زن گر نیرنگ صبا رفتار
ہر مرتبہ چاہتا ہے خنجر مارون سومنات ادھر متوجہ نہین ہونے دیتا ہر مرتبہ آستین جھٹر چلتے ہین نیرنگ نے
دیکھا کہ ایسا نہو کچھ اور افتاد پڑے اور یہ بچا نہ جانے تو بڑی آفتین برپا کریگا لاؤ مین پتھر دیکر تو مین کو خنجر دیا
سومنات سمجھا مجھے ماریگا یہ اپنے کو بچانے لگا خم ہوا ایک نخل کی آڑ پکڑی نیرنگ نے وہ خنجر حریر کو مارا حریر کی
کوکھ پر پڑا پسلی ٹوٹی سومنات نے آواز دی او ظالم بڑا غضب کیا ہمارے مہربان کو یارا بڑی بات ہوئی جو اس کے
سر پر نہین پڑا ورنہ سر پھٹ جاتا اسنے بھی پتھر مارا نیرنگ صبا رفتار نے روک کر خنجر مارا دوبارہ حریر کا شکم چاک
قصہ پاک اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہوئی آواز دی آئی کشتی مرا نام من حریر جادو بود مارکر حریر کو نیرنگ
بھاگا دربار مین فولاد نے بیشتر کئی سو جوانون کو بھیجا تھا کہ حریر کی خبر لو ضیغم سے کلام کر رہا ہے ضیغم نے جواب سخت
جو دیا فولاد خنجر پکڑ کے اٹھا کہا سر کاٹ لونگا او جوان سخت کلامی کرتا ہے مایہ دولت کے حکم سے تجھین مارتا ہے ضیغم زنجیر
ہلانے لگے اسی وقت نیرنگ نے حریر کو مارا ضیغم کی قید ٹوٹی مگر بڑی فولاد نے جو خنجر مارا تھا ضیغم نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا کیلی کر کے چھین لیا ایک طمانچہ مارا فولاد لیٹ پڑا یہ فرزندان صاحبقران ہین تیر سے بچکے پر کمر مین ہاتھ
ڈال کے اٹھا لیا فولاد نے آواز دی یارو دیکھ رہے ہو اس جوان کو مار لو چہار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اسنے
تلوارین پڑین ضیغم زخمی بھی ہوئے آخر ہاتھ سے فولاد چھوٹا اسکو لوگون نے اٹھا لیا ان پر چہار طرف سے تلوارین
پڑنے لگین ضیغم نے ایک شخص کو مار کر تلوار لی یہ بھی لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے جوانون کو مارا
مگر نیرنگ جو بھاگا دربار مین ہو چا ملکہ سوسن گلعذار بھی رو رہی ہین یہ اشعار زبان پر حسرت جاری نظم

اس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا
دی سعادت اسے تو نے اسے منحوس کیا
گرم رفتار ہوئے تم جو چمن مین جاکر
برہمن مجھکو بنایا مجھے ناقوس کیا
آخر کار نہ تب مین گریبان پھاڑا
خود دکھاریگا مجھے ترقہ سالوس کیا
ضبط نے مجھکو تری طرح بنایا ظالم

جسنے پر توڑ دیے اڑنے ہی سے مایوس کیا
درد دل ہو گیا جیسے افسانۂ خواب راحت
سبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
فائدہ کیا ہوا اگر آہ بنی شعلۂ شمع
تنگ تو نے سہت ای پردہ ناموس کیا
دل کو مینا ے شمن لو نے بنایا اے محبت
نالے دیتے ہین دہائی ہمین محبوس کیا

ای فلک ایک جا تھا بخت مرا طالع غیر
ایسے بدیو سے تقدیر نے مانوس کیا
عشق کافر کا سبب ہے دل نالان ہوسکا
چرخ کج بے اثری نے تری فانوس کیا
جامۂ زہد کرے گا تجھے رسوا زاہد
کاسۂ سر کو مرے ساغر معکوس کیا
جو ہے وہ جلوہ گہ یار مین ہو نا امید

سب کو میری نگہ یاس نے مایوس کیا	کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر	مہربان غیر ہوئے یار کو مانوس کیا
عشق نے اُسکے خبر لانیکو وقت میں جلال	دل بے صبر کی فریاد کو جاسوس کیا	یا کو اشعار پڑھ رہی تھین یا جو نیرنگ

کو آتے ہوے دیکھا مگر خوش ہو با با گھبرا کے پکار اٹھین ای بیگ خوش خبر خیر و عافیت اُس غیر میدان جرأت کی بیان کرو کیا سنتے ہوے آئے نیرنگ نے کہا مین نے اُس وزیر کو مارا حریر جادو نام تھا اُسی نے سارا فساد برپا کیا مین نے اسکو توک کے مارا یہ ذکر تھا کہ شاگردان نیرنگ آکے پہونچے عرض کی ای نیرنگ خبر لو شاہزادہ قید سے چھوٹا تلوار چل رہی ہی اکیلے بارگاہ مین قریب ہین ایسا نہو دشمن مارے جائین یہ سنتے ہی ملکہ جھلاکر اٹھین یہ کہکر کہ ابھی جاکر خاک اُڑا دون خیمے جلاکر خاک مین ملادون نیرنگ نے کہا ملکہ برائے خدا تم جانے کا ارادہ نہ کرو شاہزادے کے خلاف ہوگا وہ اس بات کو گوارہ نہ کرینگے کہ جاکر سحر کرو ملکہ سوسن نے کہا سبحان اللہ وہ تو بھیا اتنا برا کرے کہ سحر کرکے شاہزادے کو گرفتار کرکے لیجائے ہمنے سحر کس دن کے واسطے سیکھا ہی ابھی تو جاکر قیامت برپا کرونگی لاشون سے میدان بھر دونگی نیرنگ نے قبول نکیا تعجیل آواز دی ہان یارو جلد کمرین باندھو آقا تمھارے لشکر دشمن مین گھرے ہوے ہین دس ہزار جوان مسلح و مکمل تیار تھے اُنکو لیکر نیرنگ بھاگا اُسوقت اگر پہونچا کہ شاہزادہ لڑتا ہوا اپنی بارگاہ آیا ہی ایک سوار کو مار کر مرکب لیلیا تھا اُسکو بھی کسی نے مار ڈالا شاہزادہ پیدل لڑ رہا ہی ہر طرف سے ہجوم ہی کفار مین دھوم ہی کہ اس جوان کو مار لو زندہ بچکے نہ جانے پائے کفاران بے حیا و نابکاران بیروغا ہر طرف سے حملے کر رہے ہین مگر وہ شیر بیشۂ جرأت اپنے کو بچاتا بھی ہی جسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے نیرنگ فوج لیکر پہونچا لڑتا بھڑتا زخم کھاتا ہوا قریب شاہزادے کے آیا گھوڑا دیا خود و زرہ پہونچایا ساتھ والے بجانبازی لڑنے لگے وہ جو بین آپ سمین کھل گئین ضیغم نے تیر بہت کھائے تھے اُن زخمون کو یہ شیر کب مانتا ہی بہ جلالت و شوکت مصروف جنگ ہوا جب نیرنگ نے مرکب و خود و زرہ پہونچایا اب تو شیر نہ تھمتا نہ بلیگا نہ رستا نہ لڑ رہا ہی جسکے ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے ہنگامہ گیرودار بلند کفار رو بردمند مگر فولاد زنجیر و تیغ نے دیکھا فوج بھی اس شاہزادے کی آگئی عیار بھی آپہونچا ہمارا امین مارا گیا اب مشکل ہوگی پہلوانون سے کہا اب لڑ بھڑ کے نکل چلو یہ کہکے بارگاہ مین اکھڑوا کر خزانہ اپنے قبضے مین کیا دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر خاک اُڑاتے ہوے بھاگے ہر چند ضیغم نے قصد کیا کہ انھین روکون نہ جانے دون مگر فولاد اسطرح بھاگا کہ پیچھا نہ کرسکے ادھر ملکہ سوسن کو بیقراری تھی کہ سید مع کنیزین آگئی تھین کہ ای شہریار پلٹ آئیے دشمن کا پیچھا نہ کیجیے ضیغم پلٹے فولاد ایک صحرا مین پہونچا حریر کا مارا جانا اسکو بہت شاق ہوا اپنے مقام پر بیٹھکے شکایت کرنے لگا سوسنات نے سب کیفیت بیان کی فولاد زنجیر و تیغ نے کہا ہو سکتا ہی ای سوسنات اگر تو جاکر ضیغم کو پکڑ لائے مگر ہمارا ایمان حریر جو بھاگے تھے خدمت مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچے تمام کیفیت قلعۂ نیرنگ کی بیان کی دونون بہت گھبرائے الاتفاقات قضا و قدر شاہزادہ سرو سہی قد مہران جوان بخت قید خانے مین تھا ایک ساحر نے سرو سہی قد کو کلمۂ سخت کہا یہ لونڈا بادشاہ اسلام غصے مین ہتھکڑی اُسکو ماردی سر اُس ساحر کا پھٹ گیا جادوگر لاشہ اُس ساحر کا لیکر سامنے سحر العجائب کے آئے اُنھے حکم دیا گنہگارون کو لاؤ یہ دونون شیر آمادۂ مرگ ہوے تھے قضا زنجیر پہنے ہوے رنگ گل عارض متغیر ناخن بڑھے ہوے حیران و پریشان اسطرح جادوگر دونون شیرون کو سامنے سحر العجائب کے لائے ان دونون سے کلام ہو رہا تھا چاہتا تھا سحر العجائب کہ انکو الگ الگ قید کرون مہران جوان بخت نے کہا یہ کبھی نہوگا ہم اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑینگے اُسی وقت ایک ساحر دوڑا ہوا آیا آتے ہی سحر العجائب سے کہا

ای شہر یار مین واسطے سیر کے گیا تھا مین نے خبر پائی کہ حریر نامے وزیر فولاد زنجیرہ پیچ کی مدد کو بہونچا ضیغم کو گرفتار کرادیا لیکن عیار ضیغم نیرنگ صبار فتار نے حریر جادو کا حریرہ بنایا یعنے مار ڈالا فولاد بھاگ کر نکل گیا مگر اب عیار فولاد نے بیڑا اٹھایا ہی کہ مین پھر ضیغم کو گرفتار کرادونگا حریر بڑی ذلت سے قتل ہوا شاہزادہ سرو سہی قد نے شاہزادہ مہران جوان بخت سے کہا بھائی تمنے سنا شیر بیشۂ اسعد نامدار ضیغم شیر شکار کا یہی قصد ہی کہ اپنے کو طلسم نور افشان پر بہونچاؤن مہران جوان بخت نے کہا بھلا وہ شیر ہی رکھنے والا ہی مگر طلسم نور افشان کی راہ مین کانٹے ست مین بوئے صاحبقران کے اور کسی کی مجال نہین ہی کہ تا بطلسم نور افشان آسکے خود صاحب اسم اعظم عیار عمرو ایسا ساتھ کوئی کیا ہو سکتا ہی جس غول پر جا پڑینگے ملکہ و الدینگے مگر سحر العجائب نے پکار کر آواز دی یارو سنا تمنے کہ ضیغم نے خروج کیا کئی ملک فتح ہوئے کوئی ایسا ساحر جائے کہ ضیغم کو گرفتار کرکے لائے سرو سہی قد و مہران جوان بخت کو پھر قید خانے مین روانہ کردیا ساحرون سے تاکید کردی کہ ان جوانون کی بہت حفاظت کرنا قیصور جادو یہ کیفیت سنکر اٹھا ای شہنشاہ غلام سب مرحلے طے کرکے آتا ہی اسی وقت قیصور جادو کو پچاس ہزار جادوگر لیکے وہان سے اپنے کوچ کیا مگر احتیاط کرتا ہوا آتا ہی ایسے مقام پر اترتا ہی کہ اگر عیار مکر کرے تو مجھ تک نہ آسکے یہ تو کوچ کرکے جاتا ہی پھر ذکر اسکا کیا جائیگا کہ ضیغم فتح و فیروزی طرف قلعۂ نیرنگ کے چلے مغیلان جادو و مہران تاجدار وغیرہ خبر سنکر واسطے استقبال کے آئے بڑے دھوم سے داخل قلعۂ نیرنگ مین ہوا مغیلان و مہران تاجدار نے آنے پر شاہزادے کے سامان جشن مرتب کیا شاہزادہ خیمے مین بیٹھا ہی ملکہ سوسن گلعذار و مہران تاجدار و مغیلان نامدار سب سردار حاضر ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنا ے بادشاہی بجالائے شعر ذات تو رفعت محافل باد ✤ زیور مجلس افاضل باد پھر حضور ابھی خبر آئی ہی کہ قیصور جادو پچاس ہزار ساحران غدار سے برائے مقابلۂ حضور آتا ہی ملکہ سوسن نے فرمایا اگر آپکا حکم ہو مین آگے بڑھکر اسکو روکون نیرنگ صبار فتار اٹھا کہا حضور مین خبر لاتا ہون یہ کہکر نیرنگ چلا بارہ کوس چلکر دیکھا کہ لشکر قیصور کا فروکش ہی مگر قیصور نے اپنی بارگاہ کنارے دریا کے استادہ کرائی ہی رنڈی ساتھ ہی شکار کھیلتا ہوا آتا ہی جس منزل پر اترتا ہی رقص و جشن روز ہوتا ہی اسوقت دریا کے کنارے فرش بچھا ہی شکار ماہی مین مشغول ہی رنڈی اسکی گل پیرہن پہلو مین بیٹھی ہی تانمین مار رہی ہی قیصور مست اشارے کر رہا ہی ای جان جہان کوئی غزل مومن دہلوی کی گا گل پیرہن نے اپنی زبان مین کہ اسوقت تک انکا رواج تھا یہ اشعار شروع کیے نظم

ہر نگاہ لطف دشمن پر تو بندہ جائے ہی
تھامتا ہون پر دل ہاتھون سے نکلا جائے ہی
جان کھائی وصل عدو رنج ہی سہی پر کیا کرین
کب تلک کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جائے ہی
حسن روز افزون پہ غرّا کسلیے ای ماہرو
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہی
تاب و طاقت صبر و راحت جان و ایمان عقل و ہوش
آب گوہر کے لیے آنکھون سے دریا جائے ہی
اب تو مرجانا بھی مشکل ہی ترے بیمار کو
اور کی سنتا نہین اپنی ہی کہتا جائے ہی

یہ ستم ای بے مروت کس سے دیکھا جائے ہی
حال دل لیوے مگر کہون مین کس سے بولا جائے ہی
جب گلہ کرتا ہون ہمدم وہ قسم کھا جائے ہی
تلخکام عشق شیرین لب جیسے تو گیا ہوا
یون ہی گھٹتا جائیگا جتنا کہ بڑھتا جائے ہی
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہی مین حیران ہون
ہائے کیا کہیے کہ دل کے ہاتھ سے گیا جائے ہی
خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اٹھا جائے ہی
دیکھیے انجام کیا ہو مومن صوت پرست

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجائے ہی
تھامے والیہ کیا کچھ جی ہی مین سمجھا جائے ہی
رشک دشمن سے بنادی جان پر ای بیوفا
شور بختی سے مزا اب زندگی کا جائے ہی
پونچھے آنسو وار تو نگے کیا کرون آہ ہے
کسکے استقبال کو جی تن سے نکلا جائے ہی
رو رہا ہون خندۂ دندان نما کی یاد مین
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہی
پند گو اب تو ہی فرما کسکو سودا ہی یہ کون
شیخ صنعان کی طرح سوئے کلیسا جائے ہی

نیرنگ صبا رفتار نے اس پار سے یہ سب حال دیکھا مگر یہ بھی دیکھا کہ قیصور کے ہاتھون مین تیر و کمان ہی دریا مین جسکو شناوری کرتے ہوے دیکھتا ہی تیر مار دیتا ہی تیر کھانے والا اسیمکر ڈوب جاتا ہی چلا نہین سکتا گوشے مین ڈوبتا ہی یہ بھی نیرنگ نے دیکھا کنارے آکر ایک مٹی کی ہانڈی لی اسکو سر پر رکھکر موافق دو آنکھون کے روزن رکھے کہ دم نہ خفا ہو ہانڈی کو سر پر رکھکر کھڑی لگاتا ہوا چلا قیصور نے دیکھا ایک ہانڈی بہتی پھرتی ہی اٹھاکر تیر مارا اسمین سے آواز آئی گل پیرہن نے کہا ارے دیوانے مٹی کی ہانڈی پر کیون تیر مارتا ہی قیصور نے کہا ملکہ تم کیا جانو یہ صورت انتقام ہی اگر عیار قصد کرے اس پار نہ آسکے اسواسطے تیر اندازی کا آٹھون پہر شغل رہتا ہی کہ کوئی عیار نہ آسکے مگر نیرنگ خیمے سے لگ کر لپٹا اس فکر مین ہی کہ کوئی کنیز اسطرف آئے تو اسکو بیہوش کرون اسکی شکل بنکر محفل مین جاؤن ایک گلاب نامے ڈومنی اسطرف آکے ہاتھ منھ دھونے لگی نیرنگ نے ٹانگ پکڑکے اسکو کھینچ لیا بول نہ سکی حلق مین گرد فراموشی دیا کپڑے اسکے اتارے اسی کی شکل بنکے محفل مین آیا قیصور نے کہا گلاب کپڑے بھیگے نیرنگ نے عرض کی داری منھ دھوتے لونڈی گر پڑی سب کپڑے تر ہو گئے ایک نہنگ منھ کھول کے چلا تھا مین نے اسکو ڈھیلا مارا غوطہ مار کے بھاگ گیا گل پیرہن نے اشارہ کیا گلاب کوئی غزل گا ؤ گلاب نقلی نے گنگنا کے یہ غزل گائی غزل

مجھے سوجھی ہی کمین تیر اچھال اچھا ہی
ستمگر خوش ہر کوئی کیون یہ ملال اچھا ہی
لن ترانی کی صدا ہوش ربا ہی لیکن
ایک کا حال برا ایک کا حال اچھا ہی
ایک ٹھوکر بھی کسی مست کی اسکو نہ لگی
جیلخو رنج پریشانی حال اچھا ہی
شوق گلشن نہ قفس مین اسے پروائے بہار
فتنہ انگیز کیے دیتی ہی چال اچھا ہی
بدشگونی ہی مرے حق مین مرے عیسی کا
انکے آزار سے بھی اسکا مآل اچھا ہی

یہ پری زاد بھی اے حور جمال اچھا ہی
کھینچکر تجکو دکھاتا تو ہی انکی تصویر
ارنی گو کا یہ انداز سوال اچھا ہی
مرے خوش کرنیکو دشمن سے بگڑتا کیا خوب
کاسۂ سر سے مرے جام سفال اچھا ہی
لوٹ کر مجکو وہ غارتگر ایمان بولا
پھر اسیرون مین ہی جو بے پر و بال اچھا ہی
جشن جمشید سے کم وصل نہین ساقی کا
پوچھنا حالت صحبت مین کہ حال اچھا ہی
نشی ہو کر بھی صفائی نرمئی کی جلال

رو ٹھنا آپ ہی چھیڑو روصال اچھا ہی
آنکھ کے خواب سے دل ہی کا خیال اچھا ہی
دل مرا آنکھ تری دونون ہین بیمار مگر
یار کہتا یہ بناوٹ کا ملال اچھا ہی
حسن مین سینے مین کچھ جمع کیے جا اے دل
لیجیے اسکو نقل ہی مین جو مال اچھا ہی
راہ مین پھر کے نہ مجھے کوئی ہر چند ادھر
اب کی ہر روز ہی نوروز یہ سال اچھا ہی
کام آخر کرے جسکا نگہ اول دوست
لاکھ شکستون سے مرا جام سفال اچھا ہی

اب نیرنگ نے رنگ باندھا قیصور کی نگاہ محبت پڑنے لگی آنکھ لڑنے لگی نیرنگ عیار کبھی سینہ ابھارتا ہی کبھی اشارے کرتا ہی مراد ان اشارون سے یہ ہی بتانے مین ثابت کردیا کہ دو پہر رات گئے آؤنگی مانگ پر ہاتھ رکھکر یا قیصور نے سر ہلا دیا جب رات آئی قیصور نے دربار برخاست کیا کہا گلاب آج گھر نہ جانا کہا مین حاضر ہون ایک کونے مین آکر بیٹھ رہا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری نیرنگ اٹھا تخلیہ مین پاس قیصور کے آیا پیر پکڑکے جگایا قیصور کی آنکھ کھلی گلاب کو قریب پایا کہا آؤ بیٹھو کہا دیکھو صاحب مین تم سے ڈرتی ہون مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی قیصور ہنسنے لگا کہا اے جان جہان آج تمہارے واسطے گل پیرہن کو نہ بلایا یہ کہکر ہاتھ پکڑکے کھینچا نیرنگ نے کہا دیکھو صاحب تم نے وہی زبردستی شروع کی قیصور منتین کرنے لگا نیرنگ نے بڑھکر گلابی کھینچی ہر چند قیصور نے نہین نہین کی نیرنگ نے جام بھر کے منھ سے قیصور کے لگا ہی دیا یہ بھی غش مین گر ہی گیا پینے ہی پلنگ پر گرا نیرنگ خنجر کھینچکر چلا تھا کہ اسکا سر کاٹ لون مگر گل پیرہن پرانی آشنا ہی اسکو تنہا کب نیند آتی ہی پلنگ پر تڑپ رہی تھی گھبرا کے اٹھی خیال مین آیا کر دیکھون قیصور جادو کیا کرتا ہی

آج مجھکو کیون نہین بلایا اختیار سے بھی گلاب کے سمجھ گئی تھی کہ آج کیا عجب ہے گلاب کو بلایا ہو اگر مین نے اُس
حرامزادی کو قریب شام کے دیکھا خوب دانستا کامل ہوگی یقین ہے یہ گلاب لونڈی ہے جھپٹ کر اودیبا مین گھبرا کر آئی
پردہ اُٹھا کر دیکھا قیصور تو پلنگ پر بیہوش پڑا ہے ایک عیار طرار خنجر گذار خنجر برہنہ ہاتھ مین حرامزادے کو حلال کیا چاہتا
ہے گل پیرہن نے ایک چیخ ماری آواز دی یار دوڑو خادم خدمتگار مصاحب وغیرہ دوڑ پڑے یہی غل مچاتے
ہوے کہ یار و لینا جانے نہ پائے عیار نے قیامت برپا کر دی نیرنگ صبا رفتار نے دیکھا کدھر سے جاؤن
سب طرف سے لوگ آتے ہین اور ساحر سحر کرنے لگے دریا مین پھاند پڑا ساحر اندر آئے دیکھا گل پیرہن پیٹ رہی
ہے قیصور بیہوش پڑا ہے سب نے آکر اُسکو ہوشیار کیا قیصور کی جو آنکھ کھلی گل پیرہن نے ایک دو تھپڑ مارا
کہا صاحب مثل مشہور ہے دُشمنی کا یار سدا خوار خوب ہی گلاب سے آنکھین لڑائین قیصور گھبرا گیا غصے مین اُٹھا پرواز
پیدا کر کے چلا نیرنگ بصورت اصلی بھاگا ہوا جاتا ہے جنگل مین آ کے ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا ہے اب تک
کانپ رہا ہے یہی خیال کہ ابھی نیرنگ بڑی عیاری تھی اب کیونکر اُس تک پہونچنا ہو گا چلیے آقا سے خبر کر دون
وہ بھی سامان لشکر کشی کرین مقابلے مین دیکھا جائیگا ملکہ سوسن آ رہے ہاتھون لینگی قیصور آسمان پر جھکا انے
دیکھا وہی عیار کھڑا ہے کچھ کمندین درست کر رہا ہے کڑک کے گرا نیرنگ بھاگ نہ سکا قیصور نے کمر مین خنجر دبا
لے اُڑا اپنے لشکر مین پہونچا یہان سب حیران و پریشان ہو رہے تھے کہ شہنشاہ خود تشریف لے گئے ہین کہ قیصو
آگے پہونچا کہا اسکو قید کرو اسی طرح سرداران ضیغم کو لے آؤنگا نیرنگ کو تو قید کیا قیصور نے لشکر کشی کی کوچ کر کے
چلا ضیغم دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قیصور جادو وزیر سحر العجائب حریر جادو کے مرنے
کی خبر سنکر آیا ہے پچاس ہزار ساحر اُسکے ہمراہ ہین یہ بھی غلامون نے سنا کہ نیرنگ نے جا کر عیاری کی تھی مگر گرفتار
ہوے لشکر کفار مین قید ہین دیکھین انجام کیا ہو ملکہ سوسن نے کہا کیون اے شہریار آپنے سنا مین نے پہلے ہی
عرض کیا تھا کہ مین جا کر اسے بھیجا کرو کون آپ نے نہ مانا جا کر نیرنگ نے عیاری کی آخر بیچارہ قید ہوا اب
مین لشکر کو لیکر مقابلہ کرون ضیغم نے کہا مین تمکو کیونکر حکم دون سارا لشکر چلکر مقابلے مین اترے طبل جنگی بجگا بھیجا
میدان مین آئیگا بوقت صبح دیکھا جائیگا سوسن خاموش ہو رہی شاہزادے نے حکم دیا مہران تاجدار مغیلان
نے لشکر تیار کیا ساحر وغیرہ ساحر کا لشکر جمع کر کے بارگاہین خیمے لدے ایک کر و فر سے مقابلے مین آکر قیصور
کے اُترے قیصور نے جو دیکھا غصے مین آ شام ہی سے طبل جنگی بجوا دیا یہ خبر ضیغم کو پہونچی ضیغم نے بھی طبل جنگی
بجوایا مگر قیصور پر پرواز پیدا کر کے اُڑا لشکر مین ضیغم کے آیا ایک نخل پر آ کے بیٹھا ملکہ سوسن کو سب سے زیادہ
تردد ہے لشکر کو آراستہ کرتی پھرتی ہے ہر جگہ ساحرون کو حکم دیا کرتی ہے پچاس ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین سب
ملازمان بادشاہ طلسم نور افشان ہین کوئی انمین ساحر ایسا ویسا نہین ہے تیار رہنا قیصور نے جو ملکہ سوسن کو
دیکھا نخل سے مٹی مٹی سحر کرنے لگا ملکہ سوسن کو سکوت ہوا سر جھکا کر رہ گئین اور دو مین سحر قیصور نے ایسے
کیے کہ ملکہ بیہوش ہو کے گرین ملازم ہان ہان کر کے دوڑے قیصور نے ایک سحر کیا کہ جو ساحر گرد سوسن
کے موجود تھے سب بیہوش ہو گئے اپنے اتر کے سوسن کو اُٹھا لیا لیکر بھاگا ہے جو ہوا کسی نے مغیلان سے
خبر کر دی کہ کوئی ساحر آیا تھا ملکہ سوسن گلعذار کو اُٹھا کر لیگیا دیکھیے وہ لیے جاتا ہے مغیلان جادو دوڑا
قیصور اپنے لشکر کے قریب پہونچا تھا کہ مغیلان نے نعرہ کیا او مکار تو کون ہے ملکہ سوسن کو کہان لیے جاتا ہے
قیصور نے مغیلان کو دیکھکر آواز دی او نمک حرام تو نے ضیغم کا ساتھ دیا ہے مین قیصور جادو وزیر اعظم دستور معظم

تمھاری سوسن کی کیا حقیقت ہے یہ سنکر قیصور بلپتا یہ بھی آواز دیتا ہے کہ مین فقط اس سوسن سے ڈرتا تھا تیری کیا
حقیقت ہے یہ کہکے پشتارہ سوسن کا زمین پر رکھا سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا مغیلان نے گولہ مارا قیصور نے اپنے
ہاتھ کا خون نکالکے گولے پر ڈال کے پھینکا وہ گولہ سر پر مغیلان کے آکر پھٹا زنبور یا کانٹے برسا دیے مغیلان جادو
بیہوش ہوکے گرا قیصور نے اسکو بھی گرفتار کرلیا دونون کی زبان مین سوزن دیا لاکر ایک قید خانے مین قید کیا نیرنگ
نے آکر کہا میان عیار صاحب آپ کی عیاری خوب پوری ہوئی بلی سوسن و مغیلان کو مین نے پکڑ لیا دونون کو
ایک قید خانے مین قید کیا نیرنگ یہ حال سنکر تڑپ گیا جی مین کہتا ہے اگر نیرنگ غضب ہوا شاہزادہ سید حاسیا ہی
ہو اب میدان کارزار مین خرابی ہوگی اس شیر کو بچانا دشوار ہے دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے قیصور نے آکر لشکر مین حکم دیا کل
صبح کو سب تیار رہین کل مسلمانون پر غالب آئینگے سب کو گرفتار کرکے لائینگے مال بھی لوٹ لینگے ایک کو زندہ
نہ چھوڑینگے یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ساحرون مین تیاریان ہونے لگی چار پہر رات گذر کر جمشید ہوم خانہ شا
تک چارم سحر تیار کرکے شاخ کہکشان پر ہوم کرنے مین مصروف ہوا یہی خیال ہے کہ لشکر ساحران کا تماشا
دیکھونگا کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا داستان بان داخل ہوم خانۂ مغرب ہوا ماہ شب کے
وانے ثوابت و سیارگان کے مخفی ہوئے ساحرون کی پوجا پاٹ ہونے لگا اہل اسلام نمازون سے فارغ
ہوکر ضیغم کے ساتھ طرف میدان کارزار کے چلے چند ساحر ملازم مغیلان و ملکہ سوسن سرنگون کلیجہ پر ایک کا
ہون طرف میدان کارزار کے چلے ہین ادھر سے دیکھا قیصور مغرور اژدر آتش فشان پر سوار پچاس ہزار ساحران
غدار پشت پر سامری و جمشید کا نام لیتے ہوئے آتے ہین یہی خیال ہے آج کوئی انتظام ٹھہرا تو پھر کبھی نہ ٹھہریگا
لشکر کی صفین آراستہ ہوئین نقیب لقابت کرکے ہٹے قیصور نے اژدر آتش فشان کو بڑھایا میدان کارزار
مین آیا پکار کر آواز دی آج غیر ذی حمزہ کہان ہے بیوقار اسکے مین نے پکڑ لیے اب چلکے خدمت شاہان نور افشان
مین حاضر ہوئین وعدہ کرتا ہون حفظ معاف کرادونگا اگر اسکے خلاف کریگا قیامتین برپا کرونگا اسطرح جب اسنے
آواز دی ضیغم کو ناگوار ہوا ضیغم نے مرکب نکالا اور جو سردار موجود تھے دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے عرض کی ای
آقائے نامدار و ای مولائے قدرشناس ہم لوگ کیونکر گوارہ کرین کہ آپ میدان مین جائین مقابلہ اس شخص سے
ہو کہ جسنے سوسن و مغیلان کو پکڑ لیا ایسا جلساز ہماری نگاہ سے نہین گذرا ملکہ سوسن کو کس ذلت سے
پھانسے گرفتار کیا مغیلان کو تو سنا ہے کہ بے سبب گرفتار ہوا ایک ہی سحر کرنے پایا ہم لوگ سب ملکے بلوہ کردین
ایک مرتبہ دل کھولکے لڑین یہ ہم سے گوارہ نہوگا کہ حضور کو ساحر کے مقابلے مین جانے دین ساحر بھی مکار و غدار
کوئی صاحب شوکت و لیاقت ہوتا اول تو دشمن کو کیا غرض ہے کہ کسی جا مین رحم کریگا ضیغم نے کہا پھر کیا کرون
حریف پکارتا ہے اپنے بزرگون کا نام ڈبودون سوسن نے ہوا دل مین کہا تھا دیکھی مناسب وقت تھا مگر وقت
نکل گیا اب افسوس کرنے سے کیا ہوتا ہے گذشت اب یہی چارہ نہین ہے کہ ہم مقابلے مین قیصور کے
نہ جائین ہماری روکنے والی تو قید ہو گئی آنکھ ڈھونڈھ کے کہان سے لائین اس حسرت سے ضیغم نے کہا سب
رفیق رونے لگے کہا آقائے نامدار غلامون کا سر پرست ہین ہمین آپ کسکے سپرد کرکے جاتے ہین ضیغم نے کہا خدا
سب کا حافظ و نگہبان ہے پیدا کرنے والے کا کیا احسان ہے دیر ہوئی قیصور نے پھر آواز دی اگر کوئی میرے
مقابلے مین نہین آتا ہے تو مین آتا ہون ضیغم نے گھوڑا اڑایا یہ کہکر جیسے جان عزیز منھ چھپانا ہمارا کام نہین ہم
جان دینگے جیسے گھوڑا سامنے قیصور کے پہونچا اور قیصور نے جمال جہان آرائے ضیغم دیکھا مثل آئینہ حیران

وہ بشکل زلف پریشان سراپا کو دیکھ رہا ہے چہرے کی ضو سے نیر اعظم کو حجاب ہے ابرو ہلال چرخ برین عارض انور صاف روشن ہے کہ آفتاب و ماہتاب ایک مقام پر جمع ہین مگر خیال ہے کہ اگر یہ جوان نہ مارا گیا پھر تڑپتا ہوا طلسم نور افشان پہونچیگا گولہ اٹھا کر پھینکا گھوڑے نے ضیغم کے طرارہ بھرا چاہتا ہے پشت سے گرا دون ضیغم نے بشکل پری جمائی مگر پشت پر قایم نہین رہ سکتے ہر چند ضیغم نے چاہا پشت مرکب پر قایم رہون نہ ممکن ہوا گھوڑے سے گرے مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے چاہتے ہین زمین سے اٹھین دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے غش چلا آتا ہے قیصور نے اور اشارہ کیا کچھ ماش کے دانے پھینکے کچھ پڑھ کر پھونکا ہے ضیغم کا اٹھنا ناممکن چند ساحر اسکے دوڑے چاہا ضیغم کو گرفتار کرین ملازمان ضیغم دوڑ پڑے لڑائی ہونے لگی قیصور کے ہاتھ سے ہزارون مارے گئے مگر جوانان نمک حلال نے سر اپنے ہر دم تجبر رکھے زندگی مین موت کے مزے چکھے مگر اپنے آقا کے پاس سے نہ ہٹے پہر بھر کامل تلوار چلی مگر ضیغم کو لڑ بھڑ کر اٹھا لیا ہوا دار پر ڈال کے لائے دشمنون کو نہ لیجانے دیا آخر طبل امان بجے شاہزادے کو اسی حال مین لیکر پہنچے داخل لشکر ہوے حال شاہزادے کا یہ ہے کہ کلام کرنے سے معذور اشارون سے باتین کرتا ہے بولنا ناممکن اس حال پر ملال مین شاہزادہ خیمۂ کمیت پر پڑا ہے تڑپ رہا ہے تصویر سوسن کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے صورت عیش و فرحت نگاہون سے گر گئی ہے مگر یہ بات مشہور ہوئی کہ قیصور نے ایسا سحر کیا کہ ضیغم کلام کرنے سے معذور قلب ناصبور قضا ے کار جس قید خانے مین نیرنگ صبا رفتار قید ہے وہان کی منتظم ایک ساحرہ لالان جادو جو بیس جادوگرنیان واسطے حفاظت کے متعین لالان ہنسی ہوکر ایک ساحرہ ہنسی ہوئی آئی کہا ملکہ آپ نے سنا آج ہمارے آقا نے ضیغم کو مقابلے مین بلا کر ایسا سحر کیا کہ گھوڑے سے گرے قصد کیا اٹھا لین ادھر کے ساحر بھی آ پڑے خوب مغلوبہ ہوئی ہزارون نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو اٹھا کر لیگئے خوب لڑائی ہوئی مگر کیا خیر خواہ تھے ہزارون نے اپنی جان دی مگر یہ گوارا نہ کیا کہ ضیغم کا ساتھ چھوڑین یہ جو نیرنگ نے سنا بیقرار ہو گیا چیخین مار کر رونے لگا اس حسرت مین یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے نظم

غربت مین گل کھلا ہے کیا کیا وطن کی یاد	جیسے قفس مین مرغ چمن کو چمن کی یاد	گلگون قبا ہین کے کیا قتل غیر کو
کیا آئی اپنے کشتۂ خونی کفن کی یاد	از خویش رفتگی ہے عنا غش زمان مان	دکھلائیگی جو ہم ہی کہین اس دہن کی یاد
تو آب زن نہووے تو کیا جانے کیا ہو	دشمن کے قتل سے ہے مرے شعلہ زن کی یاد	ایسے ہی روز گر ستم نو بنو رہے
تمکو بھلا رہیگی سپہر کہن کی یاد	ہے کفر و بدعت ایک تمہین تار سبحہ سے	زنار مومن آئے ہے کیونکر برہمن کی یاد

ان اشعارون کو اسطرح پڑھا اور چیخین مار مار کے رویا کہ لالان جادو نے پوچھا کیون میان عیار صاحب اسوقت بہت بیقرار ہو رہے نیرنگ نے کہا اے ملکۂ عالم اب اپنی زندگی سے یاس ہوئی جب مالک اس حال مین ہے تو اب کون صورت بچنے کی ہے جسوقت قیصور کا دل چاہیگا دیوانہ کرکے مار ڈالیگا لالان نے کہا کیا اسمین کیا فرق ہے تم لوگون نے جیسا کیا ویسا پایا نیرنگ نے کہا ہم تو یہ نہ سمجھے تھے تین روپیہ کی نوکری کرتے اپنے جس کسی نے ماہ بماہ تنخواہ دی اسی کی نوکری کی اس جہان کی سرکار سے زیادہ قدر ہوئی جانبازی پر جو دھوکہ انصاف کیجیے کیا میان قیصور کے قتل کرنے مین ہمنے کچھ اٹھا رکھا لیکن انکی تقدیر خراب ہم تو ہم کیا کرین اب اگر ہماری خطا معاف کرادو تو جد و آبا کا مذہب اختیار کرین یہ باتین کرکے آنکھ سے کچھ اشارہ بھی کیا جب لالان یہ بھی کہ مجھ پر مرتا ہے خوشی کے مارے اٹھکر قید خانے مین آئی کہا ارے کیا کہتا ہے تو نہ گھبرا مین تمکو قید سے چھڑوا دونگی میرا بڑا تقرب ہے مجھے قیصور بہت مانتا ہے مین نے اسکے ساتھ بڑے بڑے کام کیے دو مین رتریان ساتھ مین

مجھکو بھی ضرور بلاتا ہی مین نے کبھی اُنسے انکار نہین کیا اس لڑائی مین بھی میرا بڑا اعتبار ہی تمھاری بڑی حفاظت
کا حکم ہی تب میرے نام ارشاد ہوا کہ تم حفاظت کرو میرے قید سے چھوٹنا مشکل ہی نیرنگ نے کہا ذرا دروازہ
بھیڑ دو تو مفصل حال بیان کرون میرے پاس ایک تیلی ہی جو خداوند لات و منات کی صورت کی آشنا ہو جا کیا
کہ آخر وہ باتین کرتی تھی مین آج تمھین دکھاؤنگا جس شیشے مین جا کر اس تیلی کو نکالتا ہون وہان کے بہت پریان
پجوریان مجھے دیتے ہین لالان نے دروازہ بھیڑ دیا نیرنگ نے کمرے کی بنی ہوئی تیلی نکالی شکل گڑیا
کے کہا لو ملکہ اسکے منھ سے منھ ملا کر پیٹ دباؤ پھر جو حال ہوگا وہ دیکھ لیجیو لالان کو اشتیاق ہوا منھ سے منھ
لگا کر تیلی کا پیٹ جو دابا تیلی نے منھ کھول دیا منھ سے تیلی کے ایک حباب نکلا منھ پر لالان کے پڑا کہ بیہوش
ہو کے گری نیرنگ پر سحر نہ تھا قید اپنی سوہن سے کاٹی لالان کے دماغ پر پڑی بیہوشی کی چڑھائی دی
قید اسکو پہنا دی اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ لالان پڑی سو رہی ہی نیرنگ نے اسکو اپنی صورت بنایا آپ
لالان کی صورت بنکر تیار ہوا باہر نکلا کنیزون نے پوچھا وہ قیدی کیا کہتا تھا نیرنگ نے کہا اب
جب کڑی پڑی تو گھبراتے ہین مکر و حیلہ کرکے جان بچاتے ہین مین آتی ہون تم سب مجھو دیکھو ہوشیار رہنا سبھون
نے کہا حضور کہنے تو کھانا پینا سب موقوف کر دیا آٹھ پہر یہان موجود رہتے ہین لالان نقلی نے کہا تم چالیس
آدمی ہو وقت مقرر کر لو یہ کہکے چلا راہ مین ایک خیمے پر دیکھا وہان جادو مصاحب قیصور بیٹھا ہوا انتظام کر رہا
ہو اُسنے پکار کر پوچھا کہو ملکہ لالان اب نیرنگ کا کیا حال ہی نیرنگ نے مسکرا کے کہا جس وقت سے ضیغم
وہان بیہوش ہوا عیار کا عجیب حال ہی بلک بلک کے رو رہا ہی میرے دل مین آیا ذرا لشکر کی سیر کرون کئی عیار
میرے ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے جنگل مین پھینکدیے سوہان نے کہا ملکہ یہ بڑی کڑی ہی سوسن
کو جنگے سحر سے ہمارے آقا کو خوف تھا بڑی تدبیر سے گرفتار کرکے لائے سوسن و مغیلان دونون ہمارے قید مین
ہین ایک لحظہ بھر نہین ہٹ سکتے لالان قریب آ کے بیٹھ گئی کہا بھیا ایک دو دن کی تکلیف اور باقی ہی ابھی قیصور
نے مجھسے صلاح کی کہ ابکی جو طبل جنگی بجے مسلمانون کی فریاد نہ سنو لشکر مین اُنکے گھس جاؤ ضیغم کو گرفتار کرکے
لے آئین مال و اسباب لوٹ لین خیمے پر اپنی طرف سے کوئی ملازم چھوڑ دین ہم سب نے سحر تیار کیے ہین مین رات
بھر جاگی نیند چلی آتی ہی طبیعت رہ رہ کر گھبراتی ہی جی چاہتا ہی ان قیدیون کو قتل کرین یہ کہکر خنجر کھینچا لالان
نے کہا ہماری پاپوش رات بھر جاگے جو کچھ ہو ارادے انکو قتل نہ کرو الین فراغت ہو جائے دل اطمینان
پا لے سوہان نے کہا ہمارے سر کی قسم قتل کرنے کا ارادہ نہ کرنا قیصور کو انتہا کا ملال ہوگا لالان خیمے مین
گھس پڑی سوہان ہان ہان کرتا ہوا ساتھ آیا کہا خبردار قتل نہ کرنا شہنشاہ کے خلاف ہوگا اگر قتل کرنا ہوتا منظور
ہوتا انکی کون حفاظت کرتا مگر باہر جلانے مجھو کا ہیبان طلسمی منع کر چکے ہین ان لوگون کی تین برس کی میعاد ہی مجھکو نجومی
یاد ہی لالان نقلی نے کہا دیکھو میان قیصور بھی آتے ہین جیسے ہی سوہان پلٹا جھپٹکر خنجر مارا سوہان گرا ملکہ
سوسن نے سر اٹھا کر دیکھا نیرنگ نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا زبان سے سوسن کے سوزن نکالا وہی بیرے
ہاتھ سے مغیلان کو رہا کیا اب جو سوسن تڑپ کر اٹھی تڑپتے تڑپتے اشارہ کیا برق چمکنے لگی کئی ہزار ساحر جل جلا کر
سوسن و مغیلان جانتے ہین ایسے کے نکل جائین مگر ممکن نہین ہوتا ساحر جلتے ہی آتے ہین ہر طرف سے ہی چقلش
ہی قیدی بگڑ گئے اب انکو کون سنبھالے کبھی انھون نے پھول برسائے کبھی آگ گرائی ہزارون ساحر مارے اُس غلغلہ مین
نیرنگ برابر سوسن کے پہونچا کہا اے ملکہ عالم ایسی خبر وحشت اثر سنی ہی کہ شاہزادہ ہمارا سحر مین مبتلا ہی

بات کرنے کی طاقت نہیں ہوش و حواس پراگندہ نہ کلام کرتا ہی دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی سوسن نے کہا میں
بھی ایک آدمی اور بھی ساتھ تھا مغیلان سے کہا بڑھو مغیلان سحر کرتا ہوا چلا قیصور کو خبر پہونچی کہ سوسن و
مغیلان قید سے چھوٹے نیرنگ عیار نے ایسی فکر کی کہ مار ہی لیا ہوتا مگر لات و منات نے بچایا اب نکلے
ہوئے جاتے ہین ہر چند مصاحبون نے کہا قیصور نے کہا جانے دو مین بھی لو نگا روکنے کو نہ اٹھا سوسن مغیلان
لشکر کو پامال کرتے ہوئے نکلے اپنے لشکر مین آکے پہونچے کنیزین جو حیران پھر رہی تھین ملکہ سوسن کو دیکھا سب
دوڑین کہا واری خدا نے آپ کی صورت دکھائی ہم لوگ قریب شاہزادے کے جاتے ہین وہ حال دیکھا کر کلیجہ منھ کو
آتا ہی اشعار ایسے حسرت و یاس کے ہین کہ کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین آپ چلکر کچھ علاج کیجیے سوسن نے ایک دم
کی رونے کی غم سے حالت تباہ کی نظم

مست در صحبت دیوانہ رہ اہل طرب
بر کن ای ساقی ہشیار تو پیمانہ مست
پیش اصحاب خرد تا بکی از بیخبری
بستہ شور بود لازم بیگانہ مست

یاد و نرگس تیم ولی از زلف جانانہ مست
عافیت می طلبی رو بپر فرزانہ مست
باغبان مست مہتاب بکش در شب تار
نقل مجلس کنی ای مست تو افسانہ مست
مخلی از فیض جنون شیوہ ہشیار گرفت

نشہ خاص دہد صحبت میخانہ مست
ہمہ افتادہ مخمور خرابات شدیم
شمع گلزار بود نرگس مستانہ مست
نہ ملاحت نمکی بر دل افگار مردم
با خرد یار کنند صحبت دیوانہ مست

رونے پر ملکہ سوسن کے کلیجے ہل گئے ملکہ اسی حال مین بالین پر اپنے بیمار کے آئین دیکھا پڑے تڑپ رہے ہین
ہوش و حواس پراگندہ سوسن دیکھنے کی غصے مین آکر رو دی کہا افسوس ہی اس بیحیا نے اسطرح کا سحر کیا رنج بخشنے
مین کیا باقی ہی بہنے جب سحر کیا غیر ساحر کو بچالیا شاہزادے کا شانہ پکڑکے کچھ سحر پڑھا کچھ دعا مین دبن دم بھرے
مین شاہزادہ ہوشیار ہوا مگر آئینہ جمال مکدر و ملول کی کامل سحر کیا تب شاہزادے کا اختلال موقوف ہوا اتنے مین جھا
ہرکارے قیصور کے حاضر تھے یہ خبر لیکر بھاگے جاکر قیصور سے کہا ملکہ سوسن نے ضیغم کا سحر اتارا نیرنگ
تلوون مین نمک مل رہا ہی رنگ رو قیصور کا متغیر ہوگیا نہایت پریشان کہا یار و غضب ہوا سوسن کا چھوٹنا
مجھے بہت شاق ہوا اب اسکا گرفتار کرنا مشکل پڑیگا یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان سمجھونگا ہرکارے خبر لیکر
بھاگے سامنے ضیغم کے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے شعر بخت اہل حکمت از الطاف تو
بیدار باد خاک راہ گشت سرمہ چشم اولوالابصار باد قیصور نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہی کہ سر میدان
مقابلہ کرے ضیغم نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بتیاریان
ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے قیصور نے بعد آراستہ کرنے لشکر کے میدان مین نکلا پکار کر آواز دی
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ سوسن گلعذار نے طاؤس زرین بال بڑھایا میدان مین آکر قیصور سے سحر
چلنے لگا ملکہ نے ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری سر قیصور کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون تمام لشکر اسکا دوڑ پڑا ملکہ
سوسن و مغیلان سحر کرتے ہوئے جا پڑے جانبین سے لشکر ہل گئے ضیغم کے ہاتھ سے ہزار ہا کافر مارے گئے
اگر ضیغم پر کسی نے سحر کیا سوسن نے بڑھکر اسکا سحر اتارا کبھی مغیلان نے دفع کیا مگر لشکر کفار پر دو طرف سے آگ
برس رہی تھی ہزارون کافر جلکے خاک ہوئے قیصور بھاگا جاتا ہی پڑاؤ پر پہونچے وہان بھی ضیغم آپڑے گئی
ہزار ہا اسپ مع اسباب لوٹ لیا قیصور بھاگا تھا پڑاؤ پر رکینگے مگر قدم نہ رکا بھاگ نکلے فریاد کی حمد المنبد
تمام کافر روسند سوسن نے کہا انکا پیچھا نہ چھوڑو منظور ہی کہ قیصور کو گرفتار کرین قیصور سب سے سو قدم
آگے بڑھا ہوا جاتا ہی خود اسکو خوف کہ اگر پکڑ لیا تو بڑے عذاب الیم سے مسلمان قتل کرینگے اسوجہ سے

سب سے آگے بھاگا جاتا ہے تین کوس تک بھاگا ایک صحرا مین آکر ملازمان ضیغم نے گھیرا ضیغم نے حکم دیا اسکو مار لو
اسطرف مین جاکر کھڑا ہوتا ہون کیا مجال کہ اسطرف سے کوئی نکل کے جانے پائے جو بھاگا ضیغم نے تیر مار کے گرا دیا
سیکڑون خطا شعارون کو مارا قیصور کو لوگون نے خبر دی کہ ضیغم سر راہ کھڑا ہے جو ساحر ادھر جاتا ہے نشانۂ تیر
یا ضرب شمشیر آبدار صفی النار ہوتا ہے ہزارہا کافر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ سنکر قیصور اور زیادہ گھبرایا پھر
ہرکارے نے خبر دی ایک کو نہ ضیغم نے روکا ایک طرف سوسن گلعذار ایک طرف مغیلان نامدار ہے ایک طرف
افسران فوج سب طرف سے آپ گھر گئے اب نکلنا سخت دشوار ہے اسوقت قیصور کا بلکنا کبھی لات و منات کو
پکارتا ہے کبھی سامری و جمشید کو پکارتا ہے کبھی کہتا ہے مسلمانون کا ایک خدا آکے مدد کرے اور مصیبت سے بچائے
ہمارے ہونے دو سو من سے کیا سب بیکار ہین یہ کیسے معین و مددگار ہین اگر وقت پر نہ آئے پھر مدد کرنے سے
کیا فائدہ بلبلانے پر قیصور کے تمام ساحر چلا رہے ہین غل مچا رہے ہین کوئی لات و منات کو کوئی سامری و
جمشید کو پکارتا ہے یا خداوندا اس بیکسی بے بسی مین سوائے آپ کے کون بچائیگا ہمکو ثابت ہوچکا کہ آپ ہمکو
نہ بچا سکینگے اسوقت مدد کو نہ آئینگے مین پچاس ہزار ساحر لیکر آیا تھا شاید دس ہزار ساحر باقی ہین چالیس ہزار ساحر
مارے گئے باقی چہار طرف سے گھرے ہوئے ہین اہل اسلام جانبازی کر رہے ہین ملکہ سوسن کا یہی حکم ہے جس طرح
بنے قیصور کو پکڑ لو ورنہ یہ مکار فساد برپا کریگا ہر مرتبہ بلوہ کرنے مین یہ بھی بھاگ جوگ کرتا ہے گیا ہے سحر کرتا
کیا ایک ایک سے کہتا پھرتا ہے یارو کیونکر جان بچیگی وہ بھی دن ہوگا کہ خدمت مین شاہان طلسم کے پہنچینگے سوسن نے
ہر طرف چاہا قیصور کو گرفتار کرلون کہ ایک آواز مہیب آئی زمین جنگل کی تھرائی گرد لشکر دھوان اٹھنے لگا سوسن نے
دیکھا بات کرنے کی نوبت نہ ملی زمین سے ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا اُسنے سوسن کو منقار مین اٹھا لیا لیکر
طرف آسمان کے روانہ ہوا ایک طائر زمین سے نکلا ضیغم پر گرا اُس طائر نے ضیغم کو اٹھا لیا نیرنگ نے چاہا دھوئین
سے نکلون آنکھین نابینا ہوئین ٹٹولنے لگا اب دھوئین مین اُسنے طائر پیدا ہوکے لپکے ایک نیرنگ پر گرا ایک نے
مغیلان کو لیا ہر افسر پر ایک ایک طائر گرا جسنے بھاگنے کا ارادہ کیا دھوان آنکھ مین لگا نابینا ہوگیا ٹٹولنے لگا
اور اسی حال مین طائر تڑپ کے گرا افسران فوج کو طائرون نے مہلت نہ دی جب سب افسرون کو طائرون نے
اٹھا لیا لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوگئے فوج جو باقی رہی اُسکو دھوئین نے لپیٹا طبقے کا طبقہ زمین کا طرف
آسمان کے روانہ ہوا قیصور کے کان مین آواز آئی ای وزیر اعظم تو نے قدرت سامری و جمشید کا تماشا
دیکھا یہ سب مسلمان مغضوب درگاہ خداوندی تھے خداوند نے اپنا عذاب انپر نازل کیا آخر بلا مین پھنسے سرکشی
کی ابتک قدرت کے مزاج کا یہی حال ہے بدعت مسلمانان کو بخوبی دیکھا آخر دریائے قہر خداوندی جوش مین آیا تو
مال و اسباب انکا لوٹ کر اپنے قبضے مین کر کوچ کرکے خدمت مین شاہان طلسم کی چلا آ تجھکو مرتبہ اعلی ملیگا مگر سوسن
و مغیلان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو باغ ویران مین پایا سر اٹھا کر دیکھا انھیون مین سب قیدی قید مین ایک طرف
ایرج نوجوان ایک طرف نور الدہر بدیع الزمان ایک جانب دیکھا شاہزادہ سرو سہی قد و مہران
جوان بخت بھی بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین جیسے ہی سرو سہی قد نے ضیغم کو دیکھا کہ ہمراہ سو سوارون کے
قید ہوکر آئے ہین اپنی تنگی سے دور سے پکار کے پوچھا ای شیر بیشۂ جرات و ای یکہ تاز میدان جلالت تم
کہان تھے ابتک کیون ہماری آنکھون سے نہان تھے ضیغم نے کہا ای شہریار سب طرح کے سامان ممکن ہوگئے
تھے ساحرہ سوسن اور مغیلان وفادار مہران تاجدار کمک کو ہوئے کئی ملک فتح ہوئے وزیران بھاگا بھاگ گیا

اسکو بھی شکست دی ساحرون کو بھی مہلت نہ ملی زندگی سے اپنی بیزار تھے شکست کھائے ہوے بھاگے جاتے
تھے ہمارے سحر و جرأت سے امان نہ پاتے تھے یکایک یہ آفت آئی زمین تھرائی آواز مہیب کان مین آئی سوسن
کو مہلت نہ ملی کچھ آرزو کی نہ نکلی سب سردارون کو جا تو اٹھا لائے طبقہ زمین کا شق ہوا طبقے کا طبقہ اٹھکر یہان آیا
اب جو آنکھ کھولی اپنے کو یہان پایا اور کیا کیفیت کہین شاہزادہ سمیر وہی قید یہ حالات حسرت آیات
ضیغم سنکر بہت بیقرار ہوے فرمایا ای ضیغم خوب ہمکو ثابت ہوا کہ فلک در پے آزار ہی انکو بھی اسی مقام پر بھیجا

دو کلمہ داستان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کہ ابلیس خودپرست نے اپنے کو طلسم بقراط مین گرایا و حال خواجہ و داخلہ صاحبقران بہ طلسم مذکور و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ موافق مضمون خمسہ

صبح محشر یا فروغ حسن روے یار ہی | آفتاب حشر ہی یا جلوۂ رخسار ہی | ہی قیامت یا کہ یہ قامت دلدار ہی
صور کی آواز یا خلخال کی جھنکار ہی | اٹھتے ہین ٹھوکر سے مردے عشوہ کیا رفتار ہی

اندنون ہمیر طالع بیدار برخوردار ہی | دوست اپنا دوست ہی اور یار اپنا یار ہی | انچہ شکار ما فگن کمان ابروے خمدار ہی
آج ناوک یار کا سینے سے اپنے پار ہی | آنکھ مین ظاہر لبان پیکان کمان سوفار ہی

بسکہ وحشت نے اپنا چاک جیب دامن کیا | باندھنا دستار چھوڑا ترک پیراہن کیا | بخیہ نہ دل اپنا زمین منت سوزن کیا
خاک کوے یار کو ہمنے لباس تن کیا | بخیہ ایسے پیرہن کو کیا بھلا درکار ہی

حسن اسکا دائمی ہی حسن سب کا بے ثبات | عاشقون کو اسکے ہو خورشید پر کب التفات | کوڑیون کے مول بکی ہی ملی و شیرین نبات
اب تو کوئی یوسف مصری کو پوچھیگا نہ بات | حسن روز افزون ہے اسکی گرمی بازار ہی

دل کسی کا آفت جان سے نہین کرتا قبول | گوشہ ہندو ہے بد گمان نہین کرتا قبول | اجھو شیار زنجیر زندان سے نہین کرتا قبول
وہ رہائی زلف جانان سے نہین کرتا | ہی تو دیوانہ مگر اپنے کام مین ہشیار ہی

عشق گیسوے بتان جسدل پہ ظاہر ہو گیا | منحرف ایمان سے مشکل وہ آخر ہو گیا | ناصحا اسلام سے کیا مین بھی منکر ہو گیا
جو پھنسا پھندے مین اسکے صاف کافر ہو گیا | تار گیسو کیا ہی گویا رشتۂ زنار ہی

چہرہ رہروان راہ ہیولی طلسمات و طی کنندگان جادۂ خارستان کرامات حال صاحبقران زمان بصد عظمت و شان یون تحریر فرماتے ہین محرر مصنف ترجمہ سرایان شیرین زبان + نوشتند این داستان خوش بیان + سابق مین تحریر کیا تھا کہ خواجہ عمرو نے بڑی جانبازی کرکے عیاری کی مگر ابلیس کا خاتمہ نہوا اب خواجہ تلاش مین زودرفت کی نکلے ہین زودرفت انکی فکر مین آتا ہی مگر ابلیس خودپرست حیران و پریشان افتان و خیزان غمگین و ملول قصر اسرار سامری مین آیا کنیزان سامری کو دیکھا آج بہت رنجیدہ بیٹھی ہین ایک گلنار پوش اپنی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی ہوا اب وقت انقلاب قریب ہی ابلیس خودپرست بڑا بدنصیب ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کون کون سے جادوگر
کس کس کا غم کرین شعر ہاے کس کس تے سینہ بیٹھ کے ہم یاد کرین + غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین + ای بوا صاف تو یہ ہی کہ رنج و مصیبت کا بیان نہین ہوسکتا جتنا کیا لیکن مصیبت ایسی ہوئی ہی کہ صاحب غم و الم دل کھول کر رو نہین سکتا ابتو یہ کیفیت ہی نظم

یہ گلستان سراے تماشا نہین رہا | وہ نو بہار گلشن دنیا نہین رہا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جاکے روئیے
وہ قدردان شکوۂ بیجا نہین رہا
کس سے نباہیے کہ سوائے وفا کئے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی

وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
ای چرخ چاہئے سے رہے روزگار کو
وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے ای شوق ہمکنار
دنیا مین ہاے نام وفا کا نہین رہا
اس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے
یہ آب و تاب حسن اسی مہ کے دم سے تھی

حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہئین روزگار تمنا نہین رہا
دل مین جگہ نہونے کا کس سے گلہ کرون
وہ خوش گلو سے سینۂ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھون مین رہو سے اب کوئی ایسا نہین رہا

دوسری بولی انھی ہوا دیکھو خداوند کی سراسر حماقت اس آئینہ خانے مین حیرت حقیقت مین جو سنتے چلے آئے تھے آنکھون سے دیکھی دیکھا یکایک شہر ابلیس پرستان کیا آباد تھا اگلی کوچہ آباد رعیت دلشاد ہر طرف گھما گھمی لو اگدا کی صدا نہ آتی تھی عورت مرد سے کلام کرتے شرماتی تھی جسدن ہمنے سنا کہ گھر کی بیٹھنے والیان غیرون کے ساتھ جاتی ہین جب شوہر کا سامنا ہوا تو حاکم کے سامنے جواب دیا کہ یہ ہمارا شوہر نہین ہے یہ ظالم ہمارے واسطے بیتاب و مضطر ہے ناحق مجھپر دعوی کرتا ہے مین اسکی راضی نہین مین تو اس نوجوان کے ساتھ جاونگی حاکم وقت نے مرد سے طلاق دلائی مجھکے ساتھ عقد کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا جسدن خداوند نے یہ انصاف اگر بیان کیا ہمنے جب ہی کہا تھا کہ وقت زوال آگیا اب اس ملکے مین زر مسلمانون کی عملداری ہو جائیگی سامری و جمشید پرستون کی شامت آئیگی ابلیس نور پرست نے یہ باتین سنکر کہا بیچو دل کا حال مجھے مفصل کہو کنیزون نے کہا یا خداوند آپ سے سبب کچھ خلاف ہوا لڑائی کا معاملہ نہ صاف ہوا جو مرے وہ بڑے نصیبے ور تھے اگر انکے سامنے یہ سانحہ ہوتا ضرور اس زوال کو سنبھالتے یہ کہکے کنیزین رونے لگین کہا یا خداوند آپ سے حفاظت نہو سکیگی ہمارے نزدیک آپ کو یہ مناسب ہے کہ سامنے سے مسلمانون کے ہٹ جائیے طلسم بقراط کہ متعلقۂ شہر ابلیس پرستان ہے وہان نکل چلیے ورنہ اب بڑی خرابی ہوگی ہم دیکھ رہے ہین کہ بلا نازل ہوئی سامری و جمشید کے کئے کیا ہو سکتا ہے وہ اپنے حال مین مبتلا ہین یہ سنکے ابلیس نے کہا کیون کنیزان سامری میرا سحر بیکار ہے جسدن سحر کرونگا زمین ہلا دونگا حمزہ کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا عمرو کو ابھی جا کر قتل کرتا ہون کنیزون نے ہنسکے کہا یا خداوند اپنی جان بچائیے دیکھیے سب سامان مہیا ہے بہت عیش و آرام سے گذریگی بادشاہ بقراط ہر چند کہ بندہ ہے مگر آپ کا بندہ ہے بڑی آبرو سے آپ کو لیگا وہان حمزہ بھی نہ جاسکیگا ابلیس غصے مین بکتا یہ لعنتا ہوا یہ حرامزادیان ہماری بدخواہ ہین انکے حال تباہ ہین مین انکا محتاج نہین کوئی میرے سوا صاحب تخت و تاج نہین مین ابھی حمزہ کو بھگاتا ہون یہ حرامزادیان میری خدائی چھڑاتی ہین مجھ ایسے شیطان مزاج کو بہکاتی ہین مین ایک دن مین آفت برپا کر دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ابلیس بکتا جھکتا بارگاہ مین آیا سب افسرون کو حکم دیا کہ فوج کی تیاری کا حکم دو ہم چلکر مسلمانون پر سحر کرینگے سب لشکر ایک مرتبہ بلوہ کر دینا حمزہ کا اسم اعظم بند کر دونگا حرم سہیل بھی لے لونگا یہان تیاریان ہونے لگین مگر حضرت زورفت جو قلعے سے نکلا اپنے شاگردون سے کہا ہوشیار رہنا اگر عمرو یہان آجائے تو پکڑ لینا ایک پہچان تمکو بتاتا ہون سب چیزین تبدیل ہوتی ہین مگر آنکھین نہین بدلتی اصلی آنکھین بہت چھوٹی ہین جس کسی کو چھوٹی آنکھ کا دیکھنا پکڑ لینا منھ دھلوا کے اطمینان کرنا باتون سے اسکی نہ ڈرنا سب عیار شہر مین پھرنے لگے سیکڑون بندگان خدا کو بے خطا گرفتار کیا منھ بھی دھلایا کسی کو مار ڈالا مگر عمرو کا پتا نہ پایا زورفت چلا صحرا مین جو آیا کان مین آواز آئی

کوئی ان اشعار عبرت نثار کو گا رہا ہے دل لبھا رہا ہے اشعار

کیا بات ہے اس مسیح دم کی
مین جان بلبی کا غم نہ کھایا
جان نے وہین راہ لی عدم کی
نالۂ فلک شگاف سے گذرا
رونق ہے یہ ساری اپنے دم کی
دامن پہ چھینٹ رہی جم رہی ہے
اب کون دے داد اس ستم کی

جب تری شوخیون کے آگے
یاد آگئی ہے تری قسم کی
ادا زبان عشوہ وہ سر پہ ڈالو
کچھ حد نہ رہی مرے الم کی
کون کیون نہ بلا مین آ کے جان
ہو خاک نہ میرے چشم نم کی
آن شوخ حسینان ربود از من

پوچھے ہے خبر مریض غم کی
یہ آہ و شرر فشان نہ چمکی
جس وقت وہ یار سے مگر سدھارے
جو خاک ہے یار کے قدم کی
وہ کوچہ ہے اشک خون سے گلزار
تصویر ہے زلف خم بخم کی
ہر روز جزا کے آنے مین دیر
گوئے کہ دلم ربود از من

زو ورفت کے کان مین جو یہ آواز آئی جھومنے لگا دل سے کہتا ہے یہ کون ظالم جگہ گا رہا ہے دل لبھا رہا ہے اسی آواز پر چلا ایک صحرا سے سبزہ زار مین آیا آمد بہار کی دھوم ہے بلبل کو بھی یہ خبر معلوم ہے زمزمہ سرائی کر رہی ہے دم محبت گل کا بھر رہی ہے ایک جانب نرگس شہلا آنکھون مین نشۂ محبت سنبل کے جوڑے کی عجب کیفیت سوسن نے زبان کھولی قمری کو کو بولی پپیہا عاشقون کے دل ملتا ہے خوشنوائی مین پی پی منہ سے نکلتا ہے مراد یہ ہے کہ پی کہان ہے نسیم گل نظرون سے نہان ہے باد صبا کی اٹکھیلیان مستانہ وار چال چلتی ہے آج تو عروس چمن کا نزاد کھاتی ہے نشے مین لڑکھڑاتی ہے مینائے شجر سے مے ٹپک رہی ہے عندلیب خوشنوا چہک رہی ہے عروسان چمن کے سبز لباس غنچہ و گل کی بو باس ایک نخل سرسبز و شاداب اسکے سائے مین ایک سرو قد خورشید خد گل رخسار غنچہ دہن رشک چمن جوڑا بہاری پہنے ہوے مگر لباس تار تار آہ آہ کی پکار کبھی ملتی ہے کبھی تڑپتی ہے ان اشعارون کو مکرر گاری ہے نظم

تڑپنے لوٹنے رونیکا باعث کچھ نہ کھلتا
سنگ لیلی ادا کو گر نہ ظالم بد مزا لگتی
وہ پھر گرم نظارہ کہان تک زخم دل تازہ
اگر تو بے دلی تیری خاک آلودہ ہوا لگتی
کیسے تھے کان کان آلودہ خون سے ہاتھ پاؤن
نہ لگتا دل تو دل کے پیچھے کا ہیکو بلا لگتی

نہین تقصیر اس بت کی کہ جو میری جفا لگتی
ترے دل کو بھی میری سی گرانی ہو وفا لگتی
جو مرجاتا تو یہ دکھ کا ہیکو سہتا اگر آ مین
گرہ ہر بر ہر تار نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آ لگتی
جو گریہ تر نہ کر دیتا تو جیسے نالہ کھینچا تھا
وہان دست عدو جلتا وہان تک ہی نہ جا لگتی
نہین سے ڈھونڈ کر لانا بت کافر کو ادامن

مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی
ستم ہے شور بختی میری ہر یکبون ہوا لگتی
نہ کہتا مین بھی شاید دشمنون کی بد دعا لگتی
نسیم مصر کا دم بھر کنعان کا ہیکو بھیجتا
چمن مین کو وہ مین صحرا مین آتش جا بجا لگتی
بلا کا جال ہو ادھیان اس سیہ کاکل کی جو کو
طبیعت سیر جنت مین نہین اسکے سوا لگتی

اب زو ورفت نے یہ اشعار سنے اور صورت زیبا اس محبوب مطلوب کی دیکھی آنکھ بیتاب ہو گئی سراپا پر اسکے نگاہ پڑی ہر عضو درست چالاک و چست جمال مین نمکینی کلام مین شیرینی کبک رفتار شیرین گفتار سیمین بر خال ہندو چشم جادو غمزہ الڑکے بچون کے عمل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہو اس ادا کا ✤ سجا سجایا کھنچا کھنچایا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا دیکھو زلف عنبرین برسر روئیت تیرہ شب ہست در وادی موسی ✤ جامۂ صبر ہم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا زو ورفت تڑپ گیا صورت کو دیکھتا ہے منہ سے آہ نکلتی ہے بیقرار اپنے آپ سے باہر ہوش و حواس پراگندہ پوچھا اے آفتاب عالمتاب آسمان خوبی و دلربائی رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تمہارا نام کیا ہے اسنے مسکرا کر جواب دیا تو کون ہے جو ہمارا نام پوچھتا ہے تجھے کیا مطلب ہے ہم کسی کو نام نہین بتاتے ہمارا محبوب ہمسے جدا ہے ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہین کیون کلام کرتے ہو ہم پر تو یہ مصیبت گذری فلک ہمارے ساتھ برسر گردش ہے

اثر اسکو ذرا نہیں ہوتا ۔ رنج و راحت فزا نہیں ہوتا
ذکر اغیار سے ہوا معلوم ۔ حرف ناصح برا نہیں ہوتا
تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے ۔ ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا
امتحان کیجیے مرا جب تک ۔ شوق زور آزما نہیں ہوتا
آہ طول امل ہے روز افزوں ۔ گرچہ اک مدعا نہیں ہوتا
تم مرے پاس ہوتے ہو گویا ۔ جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
ہم پہ خصم جان غیر نہ ہو ۔ سب کا دل ایک سا نہیں ہوتا
چارۂ دل سوائے صبر نہیں ۔ سو تمہارے سوا نہیں ہوتا
ہو نہ کہنے کی شکایت ہو ۔ تو بھی وعدہ وفا نہیں ہوتا
کسکو ہے ذوق تلخ کامی لیک ۔ جنگ میں کچھ مزا نہیں ہوتا
اسنے کیا جانے کیا کیا لیکر ۔ دل کسی کام کا نہیں ہوتا
ایک دشمن کہ چرخ ہے نہ رہے ۔ تجھ سے یہ اے دعا نہیں ہوتا
نارسائی سے دم رکے تو رکے ۔ میں کسی سے خفا نہیں ہوتا
حال دل یار کو لکھوں کیونکر ۔ ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا
دامن اسکا جو ہے دراز تو ہو ۔ دست عاشق رسا نہیں ہوتا
کیوں سنے عرض مضطر مومن ۔ صنم آخر خدا نہیں ہوتا

اس دشمن میں یہ اشعار اس نازنین نے گائے زور رفت ساری مکاری عیاری بھولا فرش خاک پر بیٹھ گیا گورے گورے پاؤں دبانے لگا نازنین نے پاؤں کھینچ لیا کہا عجب ہمارے پاؤں کیوں چھوتا ہے کیا ہمیں بت سنگدل سمجھا ہے ہمیں ان واہیات باتوں سے نفرت ہے تیرے دل کو ہے کیوں محبت ہے ہم نہیں سمجھ جاتے کبھی دیکھا نہ بھالا معلوم نہیں کون ہے خالہ ہے تجھے کیا مطلب خبردار اٹھ ورنہ بادشاہ سے کہدونگی ابھی پکڑا جائیگا سزا بھی پائیگا زور رفت نے ہاتھ باندھے کہا برائے خدا نام تو بتائیے غصہ نہ کھائیے میں خداوند کا عیار ہوں مگر صاحب اختیار ہوں سب طرح کی خدمتگاری کر سکتا ہوں چار کنیزان چینی و رومی خدمت میں حاضر کردوں میرے مکان پر چلیے آپ ایسی پری زاد کا جنگل میں کیا کام ہے صاف بتائیے کہ آپ کا کیا نام ہے یہ سنکر اس نازنین نے کہا نام اصلی ہمارا ملکہ گلعذار ہے تو خداوند لقا کا عیار ہے زور رفت نے کہا میں مقرب درگاہ خداوند وزیر درگاہ فہم ہوں نازنین نے کہا جو ہم کہیں وہ تقدیر کرا دے ہم بھی قدرت کے سامنے چل سکتے ہیں زور رفت نے کہا میں اپنے ساتھ لیجلونگا قصر اسرار سامری میں پہنچاؤنگا وہ تقدیر کرا دوں جو بات نہ ہو سکتی ہو وہ ہو جائے میں قدرت کے کام کو نکلا ہوں عمرو کو ڈھونڈھ رہا ہوں قدرت تقدیر کرے مجھے میں گرفتار کرکے لیجاؤنگا قدرت بہت بیزار ہے میں اس نازنین نے زور رفت کی بلائیں لیں انگلیاں چٹخائیں چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہا اے شخص اس نے غضب ظالم کا نام لیا جسنے تمام عالم لوٹا جب میرے گھر میں اسنے آگ لگائی مال لوٹا ایک میرا معشوق مار گیا شب کو شادی صبح کو خانہ بربادی اسکی فکر میں نکلی کہ کس خداوند کو ڈھونڈھوں اپنے شوہر کو زندہ کراؤں لاشہ اب تک کوٹھری میں رکھا ہے سڑنے نہیں دیا ایک روغن لگا دیا بس قدرت یہ تقدیر کریں کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیں میں تجھ سے بھی انکار نہ کرونگی قدرت کو اختیار ہے جسکو چاہیں مردہ کر دیں جسکو چاہیں زندہ کر دیں زور رفت نے کہا سب کچھ ہو سکتا ہے سب عجائب و غرائب قصر اسرار سامری میں ظاہر ہوتے ہیں قدرت کنیزان سامری کو ساتھ لیکر سوتے ہیں میں تمہارے معشوق کو زندہ کرا دونگا قدرت روز سیکڑوں مردوں کو زندہ کرتے ہیں میرا ایک بھائی تھا جب وہ مر گیا میں نے جا کر قدرت کا دامن پکڑ لیا ریش پکڑ کے لٹک گیا تب قدرت کو کچھ نہ بن پڑا میرے بھائی کو زندہ کر دیا اب بھی وہ بھائی زندہ ہے میرے ساتھ چلو میں قدرت سے ملاؤں تقدیر کراؤں وہ نازنین پائچے جھاڑ کر اٹھی زور رفت نے ہاتھ پکڑ لیا نازنین نے گلے میں ہاتھ ڈالدیے ایک بوسہ بھی لیا کہا ارے کوڑھے اب تو خوش ہوا زور رفت نے کہا میں تو غلام ہوں سر تک حاضر ہے نازنین نے کہا سر تو تمہارا کاٹ لینا ہے پس تو دل کی نکال لے زور رفت کہتا ہے اپنے مکان پر لیجاؤں پہلے وصل حاصل کروں پھر قدرت سے ملاؤں اسکا بھی مطلب

ہو جائے قدرت تقدیر کرینگے دل سے یہ باتیں کرتا ہوا ساتھ چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ نازنین نے کہا دیکھو قلعے کی طرف
سے فوج آتی ہے جیسے ہی زود رفت پلٹا نازنین نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالدیے زود رفت ارے کہکر
پلٹنا تراق سے حباب بیہوشی ماردیا زود رفت چرخ کھا کر زمین پر گرا نعرہ بوالعجب عمرو

رنگ از رخ نجنگ بد اختر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	عمر ببرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم

عمرو زود رفت کو [illegible]
کنارے لایا اس خود سر کا سر کاٹا اسکے سر کو اپنی شکل کا بنایا کہ کوئی اس سر سے آگاہ ہو حال عیاری بنا و نہو آپ
زود رفت کی شکل بنکر چلے سر کو رومال میں باندھا جو لشکر میں ملا اسنے پوچھا مہتر صاحب کہان سے آتے ہو کہا بھئی
آج ہمسے نہ بولو ہمارا بات کرنے کو دل نہیں چاہتا شاید عمرو عیار کو مار لیا ہوگی نے یہ خبر شاگردون سے جا کہی
کہ آج مہتر زود رفت بہت خوش آتے ہیں سر کسی کا رومال میں بندھا ہے شاگرد خوشی خوشی دوڑے دیکھا استاد
چٹکیان بجاتے ہوئے کچھ گاتے ہوئے چلے آتے ہیں کبھی غزل زبان پر ہے کبھی کچھ اشعار گاتے ہیں بہت خوش ہیں
شاگردون نے آواز دی استاد کیسا فراخ ہے کیا دشمن کو پایا اپنے تشہیر ہونے کا بدلا لیا کہا بھائیو آج جان
لگا دی سارا بانزا دے کو گھس کر مارا سر جو عمرو کا دکھایا سب شاگرد کٹ گئے کہتے تھے استاد کیا کہنا آپکا
شکل نہیں زود رفت نقلی نے کہا بھائیو میں ٹالتا تھا باتون میں مطلب نکالتا تھا آج کچھ نہ پڑا ہم شاگرد اسکا زیرہ
بڑھ کے لڑا چالیس شاگرد مارے کہاں منھ پر نہ چڑھتا تھا بجا کہ اسکا الواقع آگے نہ بڑھتا تھا اگلی بھی ٹانگ
کاٹی اب شاگردون نے چارون طرف سے گھیر لیا ہار کرتے ہوئے چلے کہتے تھے صاحبو استاد نے بڑا کام کیا
عمرو ایسے عیار کو مار لیا یہ خبر ہرکارون نے ابلیس کو پہونچائی ابلیس اچھل پڑا کہا یارو میرا عیار بھی بلائے روزگار
ہے عمرو ایسا طرار فرار اسکو ناچار کر دیا ہمارے سامنے جلد لاؤ چوبدار مصاحب دوڑے ہوئے آئے کہا مہتر صاحب
جلد چلیے قدرت نے آج تقدیر مضبوط کی تھی زود رفت نقلی نے کہا اگر قدرت ملک الموت کو نہ بھیجتے تو کون قبض روح
کرتا ملکون نے بھی جانبازی کی سب تعریفین کرتے ہوئے سامنے ابلیس کے لائے ابلیس نے کہا اسکو کنگورے
پر قلعے کے رکھدو کنگورۂ قلعے پر سر رکھدیا زود رفت نقلی دربار میں بیٹھا چاہتا ہے شراب پلا کر سب کو بیہوش کرون
آج ابلیس کو بھی مارلون مگر قضائے کار ہرکارے لشکر اسلام کے جو جانتے تھے انھون نے جو سر عمرو کا بالائے
قلعہ دیکھا حیران ہو گئے روتے پیٹتے بھاگے صاحبقران بیٹھے ہیں کہ ہرکارے روتے ہوئے آئے عرض کی
حضور غضب ہو گیا نام عیاری کا پردۂ دنیا سے مٹا خواجہ عمرو کو نہیں معلوم زود رفت کہان پا گیا دشمنون کو
مار ڈالا سر کنگورے پر قلعے کے رکھا ہے یہ سنتے ہی صاحبقران ہائے یار وفادار کہکے اٹھے کئی مرتبہ گر گر پڑے
بمشکل اشقر پر سوار ہوئے تمام فوج ساتھ چلی امیر فرماتے ہیں مجھکو آنکھون سے نہیں سوجھتا آنکھون کی بصارت
روح کی راحت جسم کی قوت جینے کی کیفیت عمرو کے ساتھ گئی تمام سردارون کے بھی یہی حال ہیں یہاں زود رفت
نقلی نے گلابیان جمائی ہیں شراب میں بیہوشی ملا کر یہ اشعار عشرت آثار شروع کیے نظم

آتش گل سے مرا سینہ جلاتی ہے بہار
کھل کھلی نرگس کہ شرمائی ہی جاتی ہے بہار
داغ کھانے پر کمر کیا داغ کھاتی ہے بہار
خاک تو رنگ گلستان کو خزان ہی نے کیا
اب کہین پاس اپنے ہمکو بھی بلاتی ہے بہار

کوہ و صحرا میں لیے وحشت پھراتی ہے بہار
دیکھکر اسکی بہار آنکھیں خیراتی ہے بہار
آمد آمد ہے چمن میں گس سن اندام کی
دیکھیے اب آنکر کیا خاک اڑاتی ہے بہار
جوش گل سے یاد آتی ہیں تری بے رنگیان

یاد اسکی گرمی صحبت دلاتی ہے بہار
میں تو کیا انکو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
جلوۂ لالہ رقیبون کو دکھاتی ہے بہار
سبزۂ خوابیدہ سے مخمل بچھاتی ہے بہار
خزان میں بھی ہے جوش جنون کیا ہو گیا
رنگ غنچہ سے کیا رنگ لاتی ہے بہار

داغ اور زخم آئین مین جو لالہ و گل آئین نئی
سکو بھاتی ہے خزان اور مجکو بھاتی ہے بہار
میری ضد سے غیر پر تیری عنایت دیکھکر
دیکھیے اس سال کیا کیا گل کھلاتی ہے بہار
خندۂ دیوانگی یان بعد مردن بھی رہا
زعفران کی کیون نہو مجکو زلالی ہے بہار

فصل ہے یا آپ کے عاشق کی چھاتی ہے بہار
موجیت کو وصال و ہجر دونوں ایک ہین
سبزۂ بیگانہ کے قربان جاتی ہے بہار
خشم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئیگا
خاک سے اُگتے ہین گل انکو ہنساتی ہے بہار
غنچہ ہائے آرزو ہے خون مین اب کسکے کوٹین

امتیاز دلدہی و دلبری مین فرق ہے
بلبل تصویر کو کب یاد آتی ہے بہار
ابتدائے فصل ہی مین غیر نے بھی کھا گل
عطر فتنہ مین گل نرگس بساتی ہے بہار
کچھ سوائے گریہ جون ابر اپنی قسمت مین نہین
خیر مقدم گلشن ایمان مین آتی ہے بہار

عمرو نے جام بھرا ہی چاہتا ہے الٰبیس کو دے کہ زمین بارگاہ کانپی نیر کے نعرے کی آواز آئی نعرہ کھا صاحبقران

ہم سر کن لشکر کافران
ہمہ دون بہ پشیم فراری شدہ
ہمہ شہر آباد و اسلام شد

بہ شمشیر خون شد سر کافران
ہم عفریت از تیغ عاری شدہ
کہ صاحبقران در جہان نام شد

ہمہ احمر برج عز و جلال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف

ہم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کو جلیب لقب شد نقاب

الٰبیس گھبرا گیا جام ہاتھ مین لیچکا تھا انجام کا خیال نہ تھا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا منھ سے نکلا یارو بھاگو کنعان سامری نے سچ کہا تھا کہ جینا تمھنا مشکل ہوگا وہ ساعت آگئی دیکھو زمین تھرا اٹھی سب سردار لینا لینا کہکر اٹھے امیر تیغہ عقرب کھینچکر گھسے نیرے تلوار چلنے لگی جس ساحر پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے زبان سے فرماتے ہین ہائے یار وفادار ہائے مونس و غمگسار کہ عمرو لڑتا ہوا قریب آیا کہا آقائے نامدار آپنے غضب کیا مین نے عیاری کی تھی عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا خواجہ فراق تمھارا گوارا نہوا مین تمھارا سر لینے آیا تھا جان اپنی دیتا عمرو نے کہا آقا آپنے بڑا احسان کیا لطف میری عیاری کا مٹا دیا مین نے زوررفت کو مار ڈالا ہے قلعہ ہیتر زوررفت کا سر ہے اب عمرو ساتھ امیر کے لڑائی مین مصروف ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب الٰبیس پہونچے الٰبیس نے اپنے سردارون کو اشارہ کیا جس جس سردار نے بڑھکر سحر کیا بسبب اسم اعظم کے ہاتھ سے صاحبقران کے زخمی ہوا جب پانچ چار سردار امیر کے ہاتھ سے مارے گئے ہر چند الٰبیس غل مچاتا ہے کوئی سردار آگے نہین بڑھتا منھ پر شیر کے روباہ نہین چڑھتا امیر بچا کر سردارون کو زخمی کرکے قریب الٰبیس خود پرست کے پہونچے الٰبیس نے خوب خوب سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسا دی سب سحرون کو صاحبقران دفع کرکے سامنے الٰبیس کے پہونچے الٰبیس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر روکا الجھاوے مین سے ہاتھ نکال کے ہاتھ مارا الٰبیس نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ سحرکش دست امیر با توقیر تڑپ کے تیغہ گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے تاج و خود و سر کو کاٹا جب سر الٰبیس کا زخمی ہوا لگے زمین پر گرا مثل عقاب کے بلند ہوا پکار کے آواز دی یارو نکل آؤ جس ساحر نے قصد کیا ہزارون کو سردارون تیرون سے گرایا خطا شعار مرکے گرے چلا نہ سکے مگر لاکھ ساحر باز و غیرہ ہمراہ الٰبیس کے ساتھ نکل گئے اہل شہر نے پناہ مانگی ایک ہزار زردار ساحر الٰبیس خود پرست کا افتخار جادو وزیر اعظم دستور معظم تھا وہ گرفتار ہوکے مطیع الاسلام ہوا اُسنے عرض کی الٰبیس خود پرست کو قصر اسرار سامری سے ہدایت ہوئی تھی کہ آپ طلسم بقراط مین چلے جایئے معلوم ہوتا ہے وہ طلسم بقراط مین چلے گئے مشہور جادو وہان کا بادشاہ ہے وہ الٰبیس کو سجدہ کرتا ہے کافور سر فروش بادشاہ طلسم کا وزیر اعظم ہے غلام نے سنا تھا کہ نوح طلسم بھی قبضے مین کافور سر فروش کے ہے اب حضور جانے کا قصد نہ کرین بندگان عالی کو بڑی تکلیف ہوگی امیر نے کہا انکو افتخار کبھی مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا کہ مین کسی ملک پر گیا ہون اور بدون فتح واپس ہوا ہون انشاءاللہ ضرور جا کر طلسم فتح کرونگا یہ سنا بندگان

تمہارا ہو میگا تا پھر تا ہر ہزار ہا بندگان خدا اس بیحیائی کی وجہ سے برباد ہوئے مین اس مرتد کو چھوڑونگا نہ طلسم لقراط پر
جاؤنگا تین دن مین صاحبقران تیغ قلعہ ابلیس پرستان کو بہ اسلام آباد کیا افتخار جادو کو حاکم کیا افتخار نے
عرض کی مین قدم نہ چھوڑونگا ساتھ ہونگا امیر نے فرمایا ہمارے ساتھ رہنے کے سراسر خلاف ہے مین نے کبھی ساحر کو ساتھ
نہین رکھا اللہ کی عنایت سے کوہ قاف مین میری شادی ہوئی ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ میری
زوجہ ہے اگر ذرا اشارہ کردون لشکر لاکھوں پریزادون کا برائے مدد آئے مگر مین نے کبھی قبول نہین کیا دیو و جن
و پریزاد و ساحر کی مدد سے ہمیشہ محروم رہا افتخار نے عرض کی غلام کے ساتھ ہونے سے رہبری ہوگی قسم کھاتا ہون
کہ خلاف حکم حضور حرکت نہ کرونگا امیر نے ناچار مجبور افتخار جادو کو ساتھ لیا طرف طلسم لقراط کے چلے لشکر بھی
ہمراہ ہے سردارون مین مہراسم و مقبل وفادار وغیرہ موجود ہین تیسرے دن سامنے قلعے کے آکر پہونچے دیکھا گرد قلعہ
آگ روشن ہے ایک طاؤس بالائے قلعہ صدا سے ہیبت دے رہا ہے خندق مین شعلہ ہاے آتش شعلہ ور موجہ آتش
مشتعل ایک گنہگار کو بھیجا جب وہ شخص قلعے کے سامنے پہونچا پہلوے طاؤس کے ایک پیرزال ایک ورق ہاتھ مین
لئے ہین کچھ لکھا ہوا آواز دی او آنے والے طرف قلعے کے نہ آنا ورنہ جان کا زوال نہین معلوم کیا حال ہوگا مگر وہ گنہگار
بحکم صاحبقران عالی وقار گیا تھا جب سامنے قلعے کے پہونچا آتش ساکن ہوئی ایک آواز آئی دروازہ اس
قلعے کا کھلا آتش مین بھی در پیدا ہوا دو کرسیان لیکر دو غلامان ترکی نکلے سامنے چبوترے پر دونون کرسیان بچھا دین
پھر لاکر ایک میز بچھائی تھوڑی دیر کے بعد ایک نازنین نہایت حسین و جمیل زیور و لباس سے آراستہ کرسی پر آکے
بیٹھی اس جوان کو بلاکر دوسری کرسی پر بٹھایا وہ جوان گنہگار حیران جمال و محو دیدار تھا گلچینی گلشن جمال کی کرتا تھا
ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اس نازنین نے اپنے ہاتھ سے جام شراب بھر کر پلایا پیتے ہی یہ جوان دست درازی کرنے
لگا چاہتا تھا گلے مین ہاتھ ڈالدون بوسہ روے انور کا لون وہ نازنین منع کرتی تھی خبردار یہ کیا کرتا ہے یہ وقت وصل و
وصال نہین ہے یہ لوگ جو سامنے دیکھ رہے ہین انکا خیال نہین ہے بالائے قلعہ ضعیفہ و طاؤس بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین
مجھے شرم آتی ہے شب کو اتفاق ہوگا رفع اشتیاق ہوگا اس جوان نے نہ مانا گلے مین ہاتھ ڈالدیے بوسہ لیا وہ نازنین
اٹھ کر بھاگی یہ جوان اسکے پیچھے چلا وہ نازنین خندق مین پھاند پڑی اس ضعیفہ نے پکار کر آواز دی ای جوان اس مکارہ
کے پیچھے نہ جانا اس آگ سے اپنی جان بچانا مگر وہ ایسا مبہوت تھا کہ خندق مین پھاند پڑا صدا ہاے ہاے ہو بلند ہوئی
ایک ابر آیا عرصہ دراز تک برسا مگر پانی کی تاثیر شعلہ ہاے آتش پر نہ ہوئی آخر ابر کھل گیا دیکھا اس جوان گنہگار کا
لاشہ زمین پر آکے گرا ایک آواز مہیب آئی خبردار جو کوئی قصد طلسم لقراط کریگا ای حسرت و یاس سے مارا جائیگا عجائب
و غرائب طلسم سے امان نہ پائیگا صاحبقران یہ تماشا دیکھکر بارگاہ مین آئے شب کو عبادت خانہ آراستہ کیا مناجات
ہو کر دعا کی ای کریم کارساز ای بندہ نواز سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ہمارا پروردگار ہے ہر مرتبہ ہلاکت سے بچالے
بحق بزرگان دین رہبری فرمائی جائے کہ کس طرح اس طلسم مین جاؤن اس طرح دعا کی سب کہہ رہے تھے کہ یہ آپ ہی کا
کام ہے اس ہلاکت مین تمام عالم مین آپ کا نام ہے یہی بات رہے امیر کو غنودگی ہوئی ایک مرد بزرگ کو عالم
خواب مین دیکھا فرما رہے ہین ای فرزند کیا ارادہ ہے امیر نے عرض کی کہ طلسم کا فتح کرنا منظور ہوا ان بزرگوار نے
فرمایا اس راستے سے اگر لاکھ آدمی جائینگے سب کا یہی حال ہوگا مگر تم وسط رہٹ کی جانب جاؤ ایک شہر
ملیگا اسکو شہر مراد یہ کہتے ہین وہین سے سب سامان بن پڑیگا امیر صبح کو اٹھے سب سے یہ حال بیان کیا بلکہ و تنہا
بموجب ہدایت چلے دوسرے دن سامنے شہر کے پہونچے بسم اللہ کہکے شہر مین داخل ہوئے شہر آباد دعا باد لشکر

ودکانین درست اہالیان شہر چالاک و چست زمین حسن خضر سہر گوچہ زرریز دیکھتے بھالتے بموجب ہدایت سرا مین
اگر اترے شب بسر کی صبح کو اُٹھکر نکلے مین کر سرا مین ہلڑ ہوا دیکھا مسافر و مہتر و مہترانیان کپڑے اچھے اچھے پہنکر چلے جاتے
ہین امیر نے حمد سے پوچھا کسی نے جواب باصواب نہ دیا آخر غصے مین مہترانی کا ہاتھ پکڑا کہا نیک بخت ایک بات
پوچھتے ہین اُسکا جتانا بھی ناگوار ہی تب مہترانی نے کہا ای شہریار نیسان کا بادشاہ ملک ریحان شاہ صاحب لیاقت
اُسکی دختر بلند اختر ملکہ قمر پیکر بعد ایک مہینے کے اپنے قصر عقیق نگار پر جلوس فرماتی ہین بڑے بڑے تاجر رئیس
شاہزادے لاکھون آدمی آکر براے نظارہ جمال اُس حور مثال کے جمع ہوتے ہین ایک خواجہ سرا آکر زیر محل ٹھہرتی
اگر کوئی شخص اُسپر عاشق ہو خواجہ سرا کو پیغام دے وہ خواجہ سرا اُسی وقت بادشاہ سے اطلاع کرتا ہی ایک نقابدار
نیلی پوش حرم شاہی مین رہتا ہی وہ نقابدار آکر نعرے کرتا ہی کہ عاشق ملکہ کہان ہی مجھسے مقابلہ کرے اگر مجھکو زیر
کرے گا قمر پیکر سے شادی کرے اگر ہم غالب ہونگے قتل کر ڈالینگے پس مقابلہ پڑتا ہی جتنے آج تک کسی کو نقابدار
پر غالب ہوتے نہین دیکھا ہی وہی تماشا دیکھنے ہم بھی جاتے ہین بعد مہینے کے یہ سامان نصیب ہوتا ہی جمال
باکمال اُسکا دیکھکر ہر خرد و کلان پیر و جوان نثار جمال ہوتے ہین مگر جب سے کئی سو آدمی مارے گئے اب کوئی
نام عشق نہین لیتا صاحبقران نے کہا کہ تماشا دیکھنے ہم بھی چلینگے لباس اپنا پہنکر صاحبقران بھی اُس مجمع
مین آئے دیکھا ایک قصر معقول عقیق نگار معلوم ہوتا ہی آگ لگی ہوئی ہی دریچہ بند مشتاق لوگ سامنے قصر کے
کھڑے ہین ایک طرف وہی خواجہ سرا کھڑا پکار رہا ہی کہ مین عاشقون کا پیغام بر ہون جو مجھکو پیغام دیگا پیغام پہونچا دونگا
دیکھا دریچہ کھلا کنیزون نے لا کر ایک کرسی بچھا دی تمام کنیزون لگے آ کر اژدہام کیا بعد تھوڑے عرصے کے
ملکہ قمر پیکر ماہ منظر رشک قمر سمن بر کرسی پر آکر جلوہ فرما ہوئی اُس وقت اُس میدان مین ایک شور برپا ہوا کسی نے
کلیجہ تھام لیا کوئی ہاے کہکر گرا کوئی ایک جانب بھاگا کہ ہمارا عشق نہ ظاہر ہو ہمارے حال سے کوئی نہ ماہر ہو
مگر صاحبقران زمان نے جو نگاہ اُٹھا کر اُس نازنین زہرہ جبین موسوم بہ قمر پیکر کو بہ نگاہ غور دیکھا کبھی ایسا سراپا
نگاہ سے نہ گذرا تھا

نظم

حسن ایسا کہ جسے دیکھ کے حیران ہو عقل
بادکرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین یون بکھری ہوئی چہرے پہ ملنے جون
کھل جائے وہین کالا جو ڈسے اسکی پلک

آنکھ طلعت کی جو دیکھا تو کہ اک بادل رکھتا
ایک سے یک تھے تو ایک چیز ہی رنگا بھی تھے
جعد وہ قمر کے کھلنے مین ہو جس سے سرلہر
جسطرح ایک کھلونے پہ چمین دو مانگ

غرق دریاے جواہر مین وہ دہ پاؤن تلک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ جب دیکھ
ٹھہر کو بادیے کو عشاق کے دریاے انگ
تا گنی جیج مین آ اُسکے نہ مانگے پانی

سراپا خوب حسن مرغوب جیسے پر نار پستان کا اُبھار زیور جواہر حسن کا نکھار
دوستا مین دل کے پار ہو مین یا دو حباب دریاے نور تھے کہ جن سے رہائی غیر ممکن رنگ رخسار گلنار میل طبیعت
ٹھہرانی تھی کبھی آہ کبھی واہ صاحبقران کا یہ حال ہوا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یقین کامل ہوا کہ اب دام زلف سے
نہ نکلینگے بڑے بیچ سے آہ کرکے زمین پر گرے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے وہ نازنین چند ساعت جھانک
انگلی پر ارہا آدمی آہ کرتے ہوے نیچے دوکانین اُٹھنے لگین قریب تھا میلہ برخاست ہو جائے کہ صاحبقران
کی آنکھ کھلی اُٹھکر لڑتے ہوے قریب اُس خواجہ سرا کے آئے کہا میان صاحب مین ملکہ قمر پیکر پر عاشق ہوا
چاہتا ہون وہ نقابدار نیلی پوش آئے مجھسے آکر مقابلہ کرے اگر اُسکو زیر کرونگا ملکہ کے ساتھ شادی ہوگی ورنہ
اُسکو قتل کا اختیار ہی خواجہ سرا گیا تھوڑی دیر کے عرصے مین پھر ویسا ہی جھاڑ ہو گیا ملنے والے اشتیاق مین پلٹ
آئے خواجہ سرا جو گیا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملک ریحان شاہ تخت پر سوار

بڑے عظم و شان سے آکر پہونچا لوگون سے پوچھا وہ عاشق قمر پیکر کہان ہے ذرا ہمارے پاس لاؤ جب صاحبقران
قریب آئے جمال بےمثال دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا پوچھا اے نوجوان کیون اپنے تئین بلا مین پھنساتا ہے آجتک
بڑے بڑے پہلوان آئے نقابدار نیلی پوش سے لڑے کوئی اس ظالم پر غالب نہ ہوا امیر نے فرمایا اے خواجہ
فتح و ظفر تو خدا کے اختیار ہے ہمنے جسوقت سے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے تو خواجہ عمر و عالم نے گھبرا کر سنا ہو جاتا
تو ہم یہ عرض کرتے ہیں

نظم

ابھی سے قہر ہے فتنہ ہے اک قیامت ہے
عروج حسن میں وہ آفتاب کیا ہوگا
سوال وصل تو سمجھا ہے یہ ہے بیہوشی
طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا
فراق یار مین تنکے بچھنے وطن چھوٹا
دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا
جو خوف بحر خجالت ہو بات کرنے سے
حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

نقاب اٹھاؤ کہ لطف شراب کیا ہوگا
ہے کمسنی میں یہ عالم شباب کیا ہوگا
برنگ زلف الجھنے سے فائدہ اے دل
پیام پر کو عنایت جواب کیا ہوگا
جو ہوگئے عارض ہیں کا آگ مین ہیں بس
اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
جلا بجھا ہوا ہے سوز رشک و حسرت سے
شب وصال مین وہ حجاب کیا ہوگا

ذرا عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہیں ہے گالون پر
خموش وہ بت حاضر جواب کیا ہوگا
کرو گے مست کسے آج گفتگو کا ہے
خسارہ اے صنم لاجواب کیا ہوگا
ذرا سے رنج کی اے بحر حسن تاب نہیں
لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
نہیں ہے ڈر ہمیں روز شمار کا اے نور

ملک ریحان شاہ حسرت پر امیر کی بہت رویا کہا اے جوان آج تک
کوئی نقابدار نیلی پوش پر غالب نہیں ہوا جو لڑا اسنے زیر کیا فوراً قتل کر ڈالا آپ کے چہرے پر آثار شرافت و نجابت
و جلالت ہویدا و ظاہر ہیں ہم نہیں چاہتے کہ آپ کو ہمارے سامنے رنج پہونچے امیر نے فرمایا آپ نے براہ
محبت ایسے کلمات نصیحت آیات ارشاد فرمائے کہ جس سے دل کو قوت ہوئی لیکن آپ اس ملعون کو آنے تو
دیجیے صدہا بندگان خدا کا اسکی گردن پر خون ہے شاید حافظ حقیقی نے اسکا بدلہ ہمارے ہاتھ سے مقرر کیا ہو
ریحان شاہ خاموش مگر امیر نے مکرر فرمایا ہم اتفاق سے آپ کے شہر مین آگئے ایسا سبب ہوا کہ گھوڑے
کبھی نہ لا سکے ناچار ہوئے ایک مرکب واسطے جنگ نقابدار کے ہمکو بھی مرحمت ہو ریحان شاہ نے ایک مرکب
باد رفتار نہایت چست و چالاک زین و لجام سے آراستہ حاضر کیا امیر پشت مرکب پر سوار ہوئے مگر قضائے کار
وہ خواجہ سرا نقابدار نیلی پوش کو خبر کرکے محل مین ملکہ قمر پیکر کے آیا ملکہ نے پوچھا بیان بشیر صاحب آج کیا
رنگ ہے سنا ہے کہ بہر میلہ جمع ہوا ہے اسکا کیا سبب ہے خواجہ سرا نے کہا اگر غلام کی جان بخشی ہو تو عرض کرے ملکہ نے
فرمایا تمہین ہرج کیا ہے بیان کرو خواجہ سرا نے عرض کی کہ صدہا جوان برائے مقابلہ نقابدار بہادر آئے زیر
ہوئے مارے گئے مگر یہ جوان رشک یوسف ہے گیا اسکے حسن و جمال کا ذکر کرون آپ کے باپ نے بھی سمجھایا
تھا کہ نقابدار سے مقابلہ نہ کرو مگر وہ جوان آپ کے عشق مین اسقدر بیقرار ہے کہ نہین مانتا جان دینے پر آمادہ
ہے مگر یہ بھی عرض کرتا ہون کہ رستم خصال سہراب جلال ہے سپاہگری مین بھی کمال ہے قوی تن قوی سن مناسب ہو
تو آپ بھی اس لڑائی کو ملاحظہ فرمائیے چند ساعت کو قصر پر تشریف لیجیے اس فصاحت سے تعریف جمال
صاحبقران بیان کی کہ ملکہ بیقرار ہوگئین چھڑی یاقوت نگار ہاتھ مین لی پائنچے سنبھالے واسطے دیکھنے صورت
زیبا صاحبقران کے کوٹھے پر آئین کرسی بچھا کر جلوہ فرما ہوئین بشیر نے بتلایا وہ دیکھیے تو پاس تخت ملک
ریحان شاہ گھوڑے پر سوار آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہین ذرا ادھر اس نہین یہی طور ابتدا سے دیکھ رہا ہون ملکہ کی
جو نگاہ جمال جہان آرائے صاحبقران پر پڑی خود ہود سر پر زرہ داؤدی زیب جسم انور چہرہ آفتاب

بر و رشک ہلال سبلے و مخمل پو دے پر ہاتھ ڈالے کھڑے ہیں نیزہ ہلا رہے ہیں گھوڑے کو چمکار رہے ہیں ملکہ دیکھکر تھرا گئیں آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا قلب بھی تھرایا یقین تھا کرسی پر سے گریں وزیرزادی نے سنبھالا دیکھا تو رنگ رو متغیر نہایت متردد و متحیر بمشکل اپنے کو سنبھالا مگر بے ساختہ منھ سے نکل گیا آہ کیا ہوگا سب کے خون ہماری گردن پر ہوے ارے نگوڑیو تم تو مردانے کپڑے پہنکر اکثر باہر جاتی ہو ذرا کوئی جا کے جا کر اس جوان کو سمجھانے طریقے سے معلوم ہوتا ہے غریب الوطن حامل رنج و محن ہے کوئی دوست و مونس ہمراہ نہیں نہیں معلوم یہاں آنے کا باعث کیا ہوا کنیزیں خاموش ملکہ کرمحبت کا جوش بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہیں کہ ایک طرف سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ لقا بدار نیلی پوش بصد جوش و خروش پشت کرگدن پر سوار بڑا سا نیزہ ہاتھ میں چوڑا تیغہ حمائل پشت پر دس ہزار جوان سیہ پوش اس کر و فر سے لقا بدار میدان میں آیا مثل دیو کے چلایا کون میری معشوقہ کو بدنام کرتا ہے صاحبقران نے مرکب اڑایا نعرہ شیرانہ کیا او ملعون ادھر سامنے آ ہمسے آنکھ ملا یہ برقعہ چھپائی کیوں منھ پر ڈالا ہے سیاہی کی گانٹھ بنا ہے لقا بدار مثل شعلہ جوالہ برابر امیر کے آیا نیزہ مارا قصد تھا کون ہی نیزے پر اٹھالوں امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا تمام خلقت دیکھ رہی ہے مگر سب واسطے صاحبقران کے دعائیں کر رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یا لات و منات اس ظالم کو اس جوان رعنا کے ہاتھ سے قتل کراؤ سیکڑوں بندگان خدا بے خطا اسنے مارے کسی پر اسکو رحم نہیں آیا آج تو یہ بھی بحسرت و یاس مارا جائے اس جوان کی ہم سب اطاعت کریں بادشاہ کا داماد مشہور ہو ہمارے بھی قلب کو سرور ہو ملکہ بھی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہیں سجدے کرتے کرتے سر سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں کہتی ہیں اے خالق حقیقی و اے مالک تحقیقی اس شیر بیشہ جرأت کو اس بھیا کے ہاتھ سے بچالے امیر نے ایک مقام پر گانٹھ کر جھٹکا مارا نیزہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا شہر میں ہر ہر ہوا لوگوں نے تعریف کی صدائیں بلند کیں اے جوان کیا کہنا کیا کمال کیا ایسے ملعون کا نیزہ نکالا مگر لقا بدار نے محجوب ہو کر تیغہ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام انتقام سے کھینچا صاف معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے نکلا یا آہ دل مظلوماں تیغہ چمکا کر کہا اے جوان یہ وہ تیغہ ہے کہ اگر پہاڑ پر ماروں تا بہ ہیچ کاٹوں امیر نے فرمایا کیوں بیہودہ بکتا ہے اپنے ہاتھ تلوار کا مار امیر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا لقا بدار نے گریبان پکڑا گھوڑے و کرگدن سے دونوں کود کے کشتی ہونے لگی امیر جو اس لقا بدار سے لپٹے معلوم ہوتا تھا یہ بھیا گندہ جہنم ہے بدن سے آگ نکل رہی ہے اسم اعظم پڑھنے لگے گرمی موقوف ہوئی اب کشتی ہونے لگی تمام خلقت نے دیکھا آپہیں کہ رہے ہیں یارو یہ جوان بڑا صاحب زور و طاقت ہے لقا بدار کے بھی چھکے چھڑا دیے یقین تو ہے کہ غالب آئے ظالم کی رسی دراز ہے مگر اب تو اسکا وقت زوال ہونا چاہیے میسرے پیچ پر امیر نے اکھیڑ کر مارا چاروں شانے چت گرا امیر کود کر چھاتی پر سوار ہوے نقاب نوچی دیکھا ایک سیاہ رو بدخو کریہ منظر بدصورت یا کالی کی مورت امیر نے کہا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان ادیان باطلہ پر لعنت کر و دم وحدانیت کا بھر ورنہ اب جان نہ بچیگی اس بے تمیز نے جواب سخت دیا امیر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھکر ایک جھٹکا مارا سر خرخرے کے گردن کو گھسیٹ لیا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من فرتوت جادو و بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم وہ دس ہزار سوار جو کھڑے تھے تلواریں کھینچکر صاحبقران پر آ پڑے اب تو امیر نے تیغہ عقرب کھینچا جوش جرأت میں اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

بہ حکم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد
یکی تیغ صمصام و قمقام نام
یکی تیغ عقرب یکی ذوالحسام
ازین کافران از جہان پاک کرد

ملک ریحان شاہ نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی کہا یاروتمنے سنا یہ شخص صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہی اپنی فوج کو اشارہ کیا صاحبقران کی شراکت کرو یہ بیچارہ ناحق کیون لڑتے ہین جو عہد تھا پورا ہوا مین صاحبقران کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا زہے شرف نصیب سعادت کہ میری بیٹی خدمت مین ان عالی وقار کے جائے فوج ریحان شاہ چلی صاحبقران نے پلٹ کر آواز دی ای ریحان شاہ اپنی فوج کو منع کرو مین سمجھ لونگا مین اکیلا ان سب کو شکست دونگا تم نہ گھبراؤ مگر ریحان شاہ کے دل کو بے قرار تھا خود تلوار کھینچکر جا پڑا آخر وہ سیاہ پوش اوبھر کر قریب لاشہ لقا دار پہونچے بکمال تلاش لاشہ اٹھایا شکست فاش ہوئی روتے پیٹتے بھاگے شہر والے ان ستونون سے چلے ہوئے تھے سیکڑون کو بیٹے لقائیون نے مار لیا بہ مشکل شہر سے بھاگ کر نکل گئے آخر ریحان شاہ نے تخت سے کود کر رکاب صاحبقران پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہریار بس حریف کو آپنے مار اسایہ دامن دولت اس حقیر پر ذوالکمال احسان ہوا صاحبقران دریائے خون مین نہاتے ہوئے پلٹے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا لختے خون کے سینے پر ملکہ کو مجھے پر سے دیکھ رہی ہین پیش قلب و سیدھے زیادہ جان دینے پر آمادہ گھبرا کے نگاہ اٹھا کر دیکھا کنیزون نے کہا حضور ہم آپ کو اسوقت بہت پریشان پاتے ہین آپ کی پریشانی پر گھبرا رہی ہین لونڈیون سے حال کہیے ہم لوگ جان نثار ہین ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کہون حال کہنے کے لائق نہین زبان سے بیان نہین ہو سکتا دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی کہنا مناسب نہین دل تردد و تنزل اظہار کا طالب نہین چاہتی ہون چھپاؤن اب نہین چھپتا دیکھون انجام کیا ہو دامن ضبط دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت محبت سے ٹوٹا غم فرقت کا زور ہی اب حال ظاہر ہوگا ؎ نظم

ہمارا عشق کا قصہ بھی یادگار ہوا
تپ فراق سے گھل گھل کے یہ جسم زار ہوا
نزع جو آنکھ تو خنجر جگر کے پار ہوا
برنگ دامن گل جیب کے کیے پرزے
جو پالکی مین کسی روز مین سوار ہوا
ہزار غیر نے بجز کا یا شعلہ رو یون کو
کبھی نہ شیر کی صورت سے کم بخار ہوا
تڑپ تڑپ کے سحر کی فراق جانان مین
سوال بوسۂ لب سخت ناگوار ہوا
سیاہ نامۂ اعمال تھا جو عصیان سے
سوائے غم کے نہ کوئی رفیق و یار ہوا
کبھی رقیب کو آنے نہ دیتے جو قسمت تھا
نصیب آج کی شب بھی وہ ہمکنار ہوا

نہ چین بعد فنا بھی تہ مزار ہوا
کہ روز تمنا بھی لقاہت سے تن پہ بار ہوا
برنگ بلبل شیدا فدائے یار ہوا
جنون ہوا مجھے جب موسم بہار ہوا
وہ پھر فاتحہ بساط غیر کے آئے
مگر کسی کے نہ کہنے کا اعتبار ہوا
بہار مین بھی یہ ارمان رہ گیا دل مین
عجیب حال ہوا دل جو بیقرار ہوا
پلک جو ناز سے جھکائی اس پری رو نے
خدا کے سامنے کیسا مین شرمسار ہوا
بنائے بال جو اُسنے تو مرغ دل میرا
تمہارے گھر پہ ہمارا نہ اختیار ہوا

سوائے ہجر میسر نہ وصل یار ہوا
کہ بعد پرسش اعمال کے فشار ہوا
شہید جو ہر تیغ نگاہ یار ہوا
ہزار شکر کہ صیاد بھی شکار ہوا
ہوا یہ وہم جنازہ ہی چار کے کاندھے
کمال روح کو صدمہ تہ مزار ہوا
لگی رہی تپ فرقت سے تن بدن مین آگ
گلون کا ہاتھ نہ مرے گلے کا ہار ہوا
بگڑ بگڑ کے لگے گالیان مجھے دینے
بس ایک تیر ادا اٹھا کر دل کے پار ہوا
شریک حال مصیبت مین کون سکا ہی
اسیر حلقۂ گیسوے مشکبار ہوا
لپٹ لپٹ گئے مین ای انور چمن سے سدا

ہر چند کنیزون نے پوچھا ملکہ نے سوائے کلمات حسرت و یاس کے کچھ نہ کہا کوٹھے سے اتر آئین اپنے مقام پہ آ کر سر جھکا کے غمگین و سیدھی ہی خیال ہی کہ ظاہر مین تو بہتر ہوا دیکھیے

انجام کیا ہو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ صاحبقران داماد نوشیروان ہیں زہے فخر و سعادت کہ مجھ ایسی حقیر سے پیوند ہو یہ کوشش سود مند ہو مگر ریحان شاہ صاحبقران کو بارگاہ میں لائے مقام صدر پر بٹھایا لباس خون آلود تبدیل ہو شیوۂ جرات کفیل ہوا مگر ریحان شاہ جب تخت پر متمکن ہوے ساقی بچون کو اشارہ کیا جام صاحبقران کے سامنے کیا امیر نے فرمایا ای ریحان اگر ہمسے محبت ہو ادیان باطلہ پر لعنت کر دین یزدان پرستی قبول کرو ریحان شاہ بموجب ارشاد صاحبقران مع وزرا امرا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا صاحب ایمان ہوا امیر نے جام پیا صحبت عیش گرم ہوئی مگر ریحان شاہ نے وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے ترنج خوشبوئی پھینکے پر امیر کے لگایا امیر کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا صدائے مبارک و سلامت بلند ہوئی ملکہ سر جھکائے شرمیں ہیں کہ ایک کنیز شمشاد نامے دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو آپ کے والد نے آپ کو ساتھ صاحبقران کے منسوب کیا اب تو سب کنیزیں مبارک مبارک کہنے لگین ملکہ نے جھلا کر منھ پھیر لیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو ماں باپ کی شان جہان چاہیں جھونک دین مجھے مبارک سلامت کیسا یہ فرما کر حکم دیا ہمارا محافہ لاؤ ہم باغ میں اپنے جا بیٹھیں یہان ریحان شاہ نے صاحبقران سے بہ عجز عرض کی حضور نے کچھ ارشاد نہ فرمایا کہ اس ملک کو کس وجہ سے قدوم میمنت لزوم سے منور کیا امیر نے فرمایا ای ریحان شاہ ابلیس خود پرست کہ اُسنے بڑے بڑے زور والے اور بڑے بڑے مکر کیے مگر خدا نے اُس کشاکش سے بچایا وہ اب بھاگ کر طلسم لقراط میں گیا ہی وزیر اعظم اسکا مسلمان ہوا اسنے قلعہ طلسم کا نشان دیا بموجب ہدایت یہان تک آیا اب آئندہ جیسا کچھ منظور خدا ہو ریحان شاہ نے عرض کی دو ہفتے کی غلام کو مہلت ملے اس عرصے کے اندر شادی کر دونگا صاحبقران کو نام دو ہفتہ کا بہت شاق گزرا دیکھو کہ نہ سکے ایک مقام بہت عمدہ ریحان شاہ نے واسطے صاحبقران کے خالی کرا دیا خادم خدمتگار واسطے خدمت کے دیے امیر اس مکان میں آکر بیٹھے مگر سوچ میں کہ یہ دو ہفتے کیونکر کٹینگے بالکل تنہائی ہی افسوس ہی کہ خواجہ عمرو کو بھی ساتھ نہ لائے دیکھیے یہ زمانہ ہجر کا کیونکر کٹے نظم

بیرون نمی رود ز دل آرزوی خون بشنوم
بر کجا افسانۂ فرہاد و مجنون بشنوم
بسکہ سودای پریشانی عشقم در سر است
از صبا بوی اگر زان زلف شبگون بشنوم
سیکنم بر دفتر دیوان خود توحید وار
روز و شب مشقی کہ وصف قد موزون بشنوم

حرفی از راز درون شاید ز بیرون بشنوم
بس گرفتم چون بہ محنت مژدۂ آسودگی
میروم مستانہ بر جا نالۂ مجنون بشنوم
منکہ دارم بر جگر صد داغ بر بالای داغ
از زبان ہر کہ از عشق تو مضمون بشنوم

جوی خون از دیدہ می آرم بجای جوی شیر
تا درم مانند کز ازبخت ہمایون بشنوم
در درون سینہ من غنچۂ دل شگفت
داغ کی گردم اگر از داغ گردون بشنوم
دست در آغوش ہر دم ہمچو قمری در حزین

سر جھکائے بیٹھے ہیں خدمتگاروں کو بھی حکم دیا تم لوگ باہر ٹھہرو جب وہ خدمتگار بھی باہر چلے گئے اب صاحبقران اور زیادہ گھبرائے ولولۂ جنون دلبر تاری عالم بیقراری دل کھمرا ہوا فراق میں ملکہ قمر پیکر کے سودا بڑھنے لگا گھبرا کر کھڑے ہو گئے کبھی فلک کی جانب دیکھتے ہیں کبھی زمین پر خیال کیا اور اشک حسرت آنکھون سے برسائے ٹہلتے ہیں دل میں درد اٹھتا ہی مثل آئینہ حیران و مثل زلف پریشان کبھی زبان مبارک سے یہ اشعار حسرت آثار فرماتے ہیں اور زیادہ گھبراتے ہیں سودائے الفت کا جوش ہی نظم

ملی آہ دل کو تو وہ ملی کہ جو جذب سے نہ اثر ہو خوش
کبھی آنکھیں ہمسے وہ چار کین تو ہزار جان میں نثار کین
وہی غم نصیب ہی ہمنشین جو اس انجمن سے اٹھے حزین

وہ خدا نے درد دیا ہمیں کہ نہ دل سے خوش نہ جگر سے خوش
وہ دیے ہیں حسینون کو لاکھ دل جو گیا ہی ایک نظر سے خوش
وہی خوش نصیب ہی بالیقین کہ پھرے جو یار کے گھر سے خوش

نئی وضع دور فلک کی ہے کہ پسند بخت میں گردشیں
ادھر اشک سرخ ٹپکتے ہیں اُدھر آنکھ جوشش اشکی کا ہے
مری شکل حال تباہ ہے مری طرح و سبدم آہ ہے
تری ہمنفس تری خامشی تری ہمنشیں تری نازکی
کبھی باہر آپ سے ہوگئے کبھی ہوش سنتے ہی کھو گئے
کوئی شب وہ آئے کریا خدا اثر آہ و نیم شبی کرے
ترے بادہ خوار ہیں اور ہیں شب و روز بارش آب ہے
تپش جگر سے نہ دل تپاں نہ ملال کا ہے مرض جسم و جاں
یہ اڑی تھی نیند کچھ اے فلک کہ نہ جھپکی رات مری پلک
جو ٹھہر گیا تو غضب ہوا جو ملا تو رار تعب ہوا
تری شوخیوں میں ہے اک ادا تری گرمیوں پہ ہے دل فدا
ثمر جلال میں پھرتے ہیں کسی رشک ماہ کے چشم و رخ

عجب انقلاب زمانہ ہے کہ فغاں ہے اپنے اثر سے خوش
وہ لہو رلانے پہ خندہ زن مری آنکھ رنگ اثر سے خوش
ہرے ہو گئے وہ دیکھ کے آئنہ مست اپنی ترچھی نظر سے خوش
دہن اسکا خوش ہے دہن سے خوش کمر اس سے خوش وہ کمر سے خوش
ہیں قاصدوں نے کیا اگر کسی گم شدہ کی خبر سے خوش
کوئی صبح ایسی نمود ہو کہ اٹھوں دعائے سحر سے خوش
کوئی پیر مغ کے کرم سے خوش کوئی فیض اہل نظر سے خوش
مجھے رنج ہے مجھے تو شادماں وہ عدو کہ میرے ضرر سے خوش
شب ہجر یار میں صبح تک میں رہا ہوں بالش تر سے خوش
دل اضطراب طلب ہوا کہ ہمیشہ ہوں میں سفر سے خوش
جو پسند میں تو خزاں میں ہم اگر میں خوش بھی تو شر سے خوش
اے شکوہ گردش چرخ کا نہ وہ دور شمس و قمر سے خوش

ان اشعاروں کو پڑھ کر اور زیادہ بیقرار ہوئے آخر اسی پریشانی میں لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا خیال میں آیا کہ چلکر نظارۂ جمال محبوب کریں اسی کے سامنے جا کر مریں شاید اس مسیحائے وقت کو رحم آجائے ہماری پریشانی دیکھکر شرمائے کمندیں لیکر پشت قصر سے نکلے راہ کو طے کرتے ہوئے چلے راہ میں طلایہ پہرہ پاسبان صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند صاحبقران اپنے کو چھپائے ہوئے کہیں سے چھپتے نکل گئے کہیں دیوار کی آڑ پکڑی کہیں نخل کی پشت پر چھپے اسطرح ٹھوکریں کھاتے ہوئے پشت باغ پر پہونچے کمند ماری کسی نخل میں پھنس گئی ہوئی جھٹکا دیکر دیوار پر چڑھے سر اٹھا کر دیکھا وسط باغ میں ایک چبوترہ ہے اسپر فرش شمع بچھا ہے ملکہ قمر پیکر محزون و مضطر سر نگوں آنکھوں میں اشک خون ہر چند کنیزیں بہلاتی ہیں کہ داری دو ہفتے کے اندر اقرار کیا ہے ضرور شادی ہوگی ماشاء اللہ انھوں نے شرط کو کیا خوب پورا کیا لقا عیار کو بعد کر دو فرار ان ہزار ساحروں کو شکست فاش دی ادھر رزا سنئے جب آپ کے والد نے ارادہ کیا کہ انکی مدد کریں صاحبقران بیٹیے مانع ہوئے عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ ریحان شاہ خاموش ہو رہے وہ یہ کلمہ تھا کہ میں اپنے خدا کی مدد چاہتا ہوں میرے کوئی شریک نہو اور اکیلے دس ہزار میں لڑے اس ذکر کو ملکہ بغور سنتی ہیں کبھی فرماتی ہیں کیوں غنچہ دہن والد نامدار نے انکو کیوں سا کان رشتے کو دیا ہے غنچہ دہن نے کہا اسلئے دریافت کرنے سے آپ کو فائدہ ملکہ نے کہا کسی کو بھیجکر خبر منگاتی کہ وہ کس حال میں ہیں انکا بھی رنگ دریافت ہوا تو یہ کیفیت تھی نظم

اس رمز کو افسوس کچھ احباب نہ سمجھے
دل انکو ملا دیدۂ بیخواب نہ سمجھے
ٹھہرا دے اگر دل کو کبھی یاد کسی کی
سوئی ہوئی تقدیر اسے خواب نہ سمجھے
خود منہ سے میں کہتا کہ جگر میں ہے بڑا زخم
پھر بھی دل بیتاب کو بیتاب نہ سمجھے

سمجھانے سے کیوں عاشق بیتاب سمجھے
ملتا ہے ڈھونڈھے سے جو دل گم شدہ عاشق
صبر اسکو تصور نہ کرے تاب نہ سمجھے
ہوتی ہے عیاں شام ہی سے صبح شب وصل
تم دیکھئے روتے ہوئے خوناب نہ سمجھے
فرقت کے مجھے گھونٹ ہیں گریہ میں تو غل

سو جائے بھی میں جانے کو ہے بخت شب وصل
کیا اب تو البتہ ہے نایاب نہ سمجھے
آنکلے ادھر کوئی اگر قسمت نے جگایا
اس رات کو عاشق شب مہتاب نہ سمجھے
بھولا ہے یہ تو رکھدے کلیجے پہ اگر ہاتھ
اس گنبد خضری کو کوئی بے آب نہ سمجھے

پہلو میں جگہ دیکے وہ مرا دل کو نہ گھبرائے
سمجھانے گئے کچھ مرے احباب نہ سمجھے
چند آرزوئیں ہیں بہت اسباب نہ سمجھے
اب تاب ہے جلال انکی لگاوٹ کی مجھے چپ تھی

یہ اشعار حسرت انگیز صاحبقران نے بھی سنے ملکہ اسی خیال میں تھین کہ شمشاد الکرتی ہوئی آئی عرض کی واری صاحبقران آتے ہیں یہ سنکر ملکہ نے انھیں دیکھا چین بین روشنی معلوم ہوئی صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہتاب ان دھان کے کھیت سے خروج کرتا ہے یا آفتاب عالمتاب برج سے نکل آیا ہے جب صاحبقران سامنے آگئے ملکہ نے شرما کے سر جھکایا امیر نے بڑھکے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا دولت کونین ہاتھ میں آگئی ملکہ نے امیر کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ کنارے بیٹھین صاحبقران کو ولولۂ محبت بیتابی الفت سے مرتبہ چاہتے ہین کہ گلے میں ہاتھ ڈالدون یا حال بیتابی دل بیان کرون مگر رعب حسن جمال سے حوصلہ نہیں پڑتا ملکہ نے جام بھر کر امیر کے آگے پیش کیا صاحبقران نے ہاتھ رکھدیا ملکہ نے آنکھون میں آنسو بھر کر کہا آپکو کسی نے منع کیا ہے یا قسم کھائی ہوگی امیر نے فرمایا اے رازدار الفت واے عندلیب باغ محبت یہ کوئی بات نہیں ہے مجھسے کون قسم لے سکتا ہے مگر تمہارے مذہب میں فرق ہے لات و منات کیسے وہ کریم کارساز جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا وہی خالق مطلق ہے رحیم برحق ہے آپ کو مناسب ہے کہ کلمۂ طیبہ زبان سے جاری فرمائیے پھر دعوت لیجیے مجھے کسی امر میں عذر نہیں ہے حسین مہربانی کر اپنے ہاتھ سے آپ نے جام بھرا دل بھر گیا آنکھون مین نشہ آگیا قلب پھر گیا ملکہ نے فرمانے سے صاحبقران کے کلمہ پڑھا کنیزین بھی کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین اب جام چلنے لگے گلچہرہ ڈومنی حاضر ہوئی ملکہ نے اشارہ کیا گلچہرہ نے دامن امیر کا تھام لیا یہ غزل شروع کی

غزل

دیکھیے تیر تری نگاہ ہوتے ادھر اچھی طرح
دین جبتک نہ پیدا اثر اچھی طرح
عاشقون کے حال بد پر آپ بیہوش ہوگئے
بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح
قصد اٹھنے کا اگر پھر خرام ناز ہی
دیکھ رکھنا اسکو تو اے چشم تر اچھی طرح

سامنے تیرے تڑپ لین اے دل جگر اچھی طرح
منے دل دیکر کسیکو ہاے پھر کیون لے لیا
پھر بھی تو روئین کبھی دل کھولکر اچھی طرح
دیکھکر اپنی جھلک آئینے مین غش ہوگیا
زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
خاک سر پر کیجیے ہم بھی کہ خاک تھا جلال

قصد کرتا آہ گر سیکا نہ اے دل عشق مین
کیا برائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح
آئی یون جلوہ دکھا کر حشر تک آنے لگی
لیجیے کیا ہوتا جو ملجاتی نظر اچھی طرح
پا لی تصویر تصویر کسی کے پھر بھی جا
کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

اس طرح اس غزل کو اس ڈومنی نے گایا ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہیں سب طرح کا جلسہ آراستہ ہوا ہے کہ پلک جھپکانے مین رات کٹ گئی وصل کی رات چھوٹی بھی ہوتی ہے ملکہ نے جو دیکھا ستارۂ سحری چمکا آنکھون مین آنسو بھر کر پکار اٹھین بیت شب وصل غریبان ہے مرے ہمدم کئی حیثیت سے ٭ گریبان سحر کو تا تک رکھنا دامن شب سے ٭ عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے نکلین پہلوے گل مین پھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگین قمریان کو کو کرتی تھین باغبان حقیقی کی محبت کا دم بھرتی تھین مراد یہ تھی ہمارا پیدا کرنے والا کہان ہے کیون آنکھون سے نہان ہے جوانان چمن لباس زمرد نگار پہنکر اکڑنے لگے نرگس کی آنکھ مین سرخ ڈورے پڑنے لگے سنبل نے زلف مسلسل کو آراستہ کیا سرو و لب جو اکڑنے لگا ہرچند کہ بے ثمر ہے اپنے نزدیک گل درختون کا افسر ہے سوسن نے بھی صفت گل قدرت باغبان حقیقی مین زبان کھولی لالا با دل داغدار چمن پر بہار کا وصف کرنے والا چراغ اپنے روشن کیے ہر سمت ظہور قدرت باغبان حقیقی زیر نخل سایہ دار پھولون کے انبار طاؤسون مین رقص کی پکار جبار شاخون سے دست تمنا بلند کیے دعا دیتا تھا کہ اے خالق بے نیاز واے رب کارساز یہ باغ پر بہار ہمیشہ آباد رہے صحبت گل و بلبل کا نقشہ یاد رہے

یکا یک بڑھوا مصرع سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی ❊ ملکہ نے گھبرا کر طرف فضائے باغ کے دیکھا کچھ زبان سے کہہ سکین
مگر خیال یہ کہ اب بدنامی ہوگی صبح ہوگئی یقین کہ باپ کے خلاف ہوگا صاحبقران نے جو ملکہ کو اداس پایا فرمایا
کیون خیر تو ہے عرض کی آپ کا تشریف لانا مہربانی سے خالی نہین مگر باپ نے محل مین اگر یہی کہا تھا کہ مین امیر
کے ساتھ منسوب کر چکا ایسا نہو دو شخصے کا وعدہ ان عاشقون پر شاق ہو یہ باپ پر ظاہر ہو کہ آپ بھی عاشق
ہوے اور مجھے بھی محبت ہوئی شاید انکے یہ خلاف ہو کہ ہم تو نسبت کامل کر چکے تھے انھون نے کیون ملاقات کی
اہالیان شہر طعن و تشنیع کرینگے امیر نے فرمایا جو کچھ ہو دن کو تو مین نہین جاؤنگا لوگ یون بھی دیکھکر طعن و تشنیع کرینگے
ملکہ نے کہا تشریف رکھیے جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ نے حکم دیا بارہ دری مین بچھونا بچھے کنیزون نے جاکر بچھونا
بارہ دری مین بچھایا اب منظور ہوا کہ صاحبقران کو اندر بارہ دری کے لیجائین خواصون نے آکر عرض کی بارہ دری
مین فرش تیار ہے ملکہ نے کہا بسم اللہ تشریف لیچلیے مین بھی حاضر ہوتی ہون صاحبقران اُٹھے بارہ دری مین
آئے فرما رہے ہین کہ ملکہ آؤ ملکہ نے آواز دی حاضر ہوتی ہون ملکہ اُٹھین چبوترے پر ٹہلنے لگین کنیزون سے
کہ رہی مین کہ سب اسباب رخصت اُٹھا کے لاؤ قضائے کار ایک جادوگر ہو کہ نام اسکا عقاب جادو دیہات
قربات کا رہنے والا صبح کا وقت اُڑا ہوا آسمان پر جاتا ہے اسکی نگاہ جمال جہان آرائے قمر پیکر پر پڑی کبھی ایسی
صورت زیبا کاہے کو دیکھی تھی بیقرار ہوگیا صاف ظاہر ہے کہ ماہ تابان اپنے برج مین پھر رہا ہے بیتاب ہوگیا
تڑپ کے گرا سحر کیا خواصین دوڑین سکین ملکہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا ملکہ نے ایک چیخ ماری کہ اے شہریار
دوڑیے مجھے جادوگر اُٹھائے لیے جاتا ہے صاحبقران بیقرار ہوکر دوڑے مگر وہ چشم زدن مین قندیل فلک
ہوگیا امیر بیقرار ہوگئے چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین فراق مین ملکہ کے یہ کلمات حسرت آمیز زبان پر جاری نظم

دوش اندیشہ تنہا نہ چنین می کردم
چون لب دل شدگان نالہ حزین می کردم
گفتگوی سخن عشق من امروزے نیست
کاش سودای ترا پردہ نشین می کردم

خون دل تا بسحر نقش جبین می کردم
از پی باد صبا بے سرو پا میرفتم
شوق سوداے جنون وقت چنین میکردم

تا اثر از دل من عنبر با دچہرے
ہر نفس یاد دم باز پسین می کردم
شد سبب خیر جنون ہر کہ مرا مخفی دید

کنیزین چلا کے رونے لگین ملک ریحان شاہ جو سو کر اُٹھا باہر آیا
اس خیال سے کہ چلے صاحبقران سے ملاقات کرون دیکھا جابجا خادم خدمتگار خاموش کھڑے ہین آپس مین
کچھ چپکے چپکے باتین کر رہے ہین ریحان شاہ نے پوچھا ارے یارو کچھ خبر ہے شہریار کہان ہین سب نے عرض کی
حضور بہر رات رہے تک صاحبقران جاگتے تھے غلامون کو رخصت دی کہ جاکر آرام کرو اب جو ہم لوگ
اُٹھے صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا چہار جانب ڈھونڈھا کہین پتا نہ پایا ابھی یہ خبر پائی کہ شاید باغ
مین ملکہ کے تشریف لیگئے ہین مگر غلام جو گئے باغ سے رونے کی آواز آئی ہے کنیزین غلغلہ کر رہی ہین نہین معلوم
کیا اُفتاد پڑی خدا خیر کرے ریحان شاہ بیتاب ہو کے دوڑا در باغ پر آکے دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان
سب رو رہے ہین ریحان شاہ نے کہا یارو خیر تو ہے کہا حضور ابھی صاحبقران تشریف لائے تھے ملکہ
عالم نے بہ اعزاز و اکرام بیٹھنے کی جگہ دی خاطر کی کوئی جادوگر اُڑا ہوا جاتا تھا ملکہ عالم کو اُٹھا لیگیا صاحبقران
بہت بیقرار ہین کہ پیچھے کنیزون کے رونے کی آواز آئی ہے ریحان شاہ گھبرایا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا
صاحبقران دیوانہ وار وحشی مثال ہر طرف باغ مین دوڑتے پھرتے ہین گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان چاک
کیا منھ پر خاک ملی قصد کرتے ہین اپنے کو ہلاک کرون ریحان شاہ دوڑ کر لپٹ گئے کنیزین چلا کے روتین

رنگ باغ دگرگون لائے کا جگر خون سنبل نے بال کھولدیے چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے جوانان چمن خاموش دریاے حیرت کا جوش عندلیبان چمن نے بال نوچے نخل شاخون کے سر پیٹ رہے ہین پتے کف افسوس ملتے ہین نخل چنار حسرت سے جلتے ہین قمری کی کوکو سے صاف ثابت ہو کہ اس گل گلزار محبت کی جو یا چشمے ابلنے لگے چشم حباب سے آنسو نکلنے لگے وہ سر سبزی باغ کی مبدل ہوئی بلبل نغمہ سرا کی بھولی از جلد بکل ہوئی ہنگامہ برپا ہو رنگ باغ متغیر ہو گیا شمشاد اکڑنا بھولے جاتے ہین چمن سے نخل جامین خزان کا عمل ہو سامان عیش و عشرت مبدل ہوا ریحان شاہ صاحبقران سے قدمون سے لپٹ گئے امیر بیقرار و شکل بار قلب پر انتشار ریحان شاہ شرمسار زبان پر یہ کلمات حسرت آثار جاری

نظم

بجھنے لگے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا

تقدیر کا بل اسٹے جبین کی شکن ہوا
شیشون نے ہاتھ منقصے تو بہ جو شعلگی

جو زخم مین سما ملے درد و محن ہوا
محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو تیرگی

رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا
کیا وضع رنگ و بو پہ ہنسی اے صبا ہوئی

یا گم وہ آپ ہو گئے یا گم وطن ہوا
شکوہ نہین دیے جو تو نے جواب سخت

کچھ رنج رہ گیا کہ اسمین مرا پیرہن ہوا
پہچانتا نہین یہ اخگر کو اگر اسے

کتنا جگر کا چاک دریدہ دہن ہوا
تھا اک حجاب اپنے گنہ سے نفس نزع مین

آہٹ ہی سنکے ناقۂ لیلی ہرن ہوا
پیری سے آرزوے جوانی جو ہنسنے کی

مین اے فلک وطن مین غریب الوطن ہوا
آکر وطن مین ہو گئے دیوانے اے جلال

وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا
شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا

یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا
بے اختیار ساغر خندہ زن ہوا

مجکو جو کوے یار مین جانے کی مد ملی
چلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا

پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
اہل وفا کی بزم مین رسوا چمن ہوا

شانے کی ہون دو دل کا تری جلوہ گاہ مین
شکر خدا کہ بات کے قابل دہن ہوا

آزاد رہ کے کتنی ہے وحشت عدم مین بھی
نا نکل گئے دل سے غریب الوطن ہوا

اٹھتے ہی پردہ آنکھون مین پردے پڑ گئے
جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا

اے جوش جگر خانۂ زنبور کی طرح
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا

کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

ہم دل سے لگ چلے یہی دیوانہ پن ہوا
گھر مجھپہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا

گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار
جبتک رہا بدن مین نہ جزو بدن ہوا

تھا مجھ مین یار مین یہی جھگڑا دم وداع
خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

سمجھا تھا مین کہ سامنے (انکے) آنکھ کے دم
فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا

پھر کر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین
اٹھا تو مثل نگہ انجمن ہوا

رخصت قباے گل کا جو ٹکڑا تھا اے جنون
جھگڑے مین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا

کرتا ہی غنچہ گریہ ملامت ہی بار بار
جلوہ ترا نقاب رخ انجمن ہوا

محمل کے پاس تک ابھی پہونچا ہی تھا کہ
اُن تک نہ کی اگرچہ مجسم دہن ہوا

سمجھے مین اجنبی مجھے سب بزم یار مین
کس کا حجاب پردہ در انجمن ہوا

ریحان شاہ نے دست بستہ عرض کی حضور اسقدر رنج و ملال نہ کرین وہ کنیز شاہنشاہی تھی تقدیر مین یہ بھی تباہی تھی میرے یہان کاہن نجومی موجود ہین اس بارے مین حکم لگا دینگے آغاز و انجام نجوبی سمجھا دینگے امیر نے فرمایا ہمسے خلاف سرزد ہوا واسطے فتح طلسم نقراط کے چلے تھے ہم یہان کیون ٹھہرے اسی خلاف ورزی کا یہ سامان ہوا فلک درپے تھی ہوا ریحان شاہ امیر کو لیکر بیرون باغ آیا بارگاہ مین آکر نجومیون کو بلایا انسے سب کیفیت بیان کی اُن نجومیون نے زائچہ کھینچا عرض کی سب طرح خیر ہو چندے تقدیر مین ملکۂ عالم کے دشت غربت کی سیر کر بخیر و خوبی صاحبقران سے ملاقات ہوگی اب حضور فتح طلسم پر کمر باندھین بجلد از جلد شکار تشریف لیجائین کوئی صورت

ہبودی کی پیدا ہوگی نجومی کو رخصت کیا صاحبقران نے سنگ صبر دل پر رکھا ریحان شاہ سے کہا سامان
شکار مہیا کرو ہم برائے شکار جائینگے اسی وقت ریحان شاہ نے بہلیے قراول میر شکار طلب کیے صاحبقران
سوار ہوے واسطے شکار کے چلے کئی دن شکارگاہ مین گذرے بہت سا شکار خدمت ریحان شاہ مین روانہ کیا
تیسرے دن صبح کو شکار کھیلنے گئے جانوران ہوائی سے شکارگاہ کو خالی کیا مسکرا کر فرمایا آج کوئی آہو کیسا کتا
بھی سامنے نہین آیا ہرکارون نے کہا ہم جاکر خبر لاتے ہین یہ کہکر ہرکارے گئے تھوڑی دیر کے بعد گھبرائے
ہوے آئے عرض کی یہان سے تین کوس پر ایک دھانون کا کھیت ہی اسمین چالیس پچاس مادہ آہو چرا کرتے
ہین صاحبقران نے سوارون کو ساتھ لیا آگے دیکھا حقیقت مین ایک کھیت ہی اسمین پچاس مادہ آہو
بیچ مین ایک نر پشت پر سفید لکیر پڑی ہوئی مادون پر مستی کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا اور جو جیسے سامنے
آئے شکار کرے مگر اس نر کو ہم شکار کرینگے یہ کہکر گھوڑے ڈالے وہ آہو بھاگا امیر نے تعاقب کیا دوپہر
کامل وہ آہوے وحشی بھاگا ایک مقام پر آکے چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا آہو نجیب کے گرا امیر گھوڑے
سے کودے آہو کو ذبح کیا چاہتے ہین کباب لگاؤن کہ سامنے جیشۂ قزاقان بر نمرود صحرانشین بارہ سو
قزاقون سے مال تقسیم کر رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی ایک جوان یکہ و تنہا گھوڑا بھی کئی لاکھ کا زیر ران
ابھی صحرا مین آکر اترا ہی آہو کے کباب لگا رہا ہی یہ سنکر نمرود سوار ہوا آکر صاحبقران کو گھیر لیا للکار کر آواز دی
اے جوان اگر اپنی زندگی چاہتا ہی زیور و ہتھیار ہمارے حوالے کر دے اپنی نقد جان لیکر چلا جا صاحبقران
تیغ کھینچکر اٹھے ایک سوار نے بڑھکر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
روک کر ہاتھ مارا سوار کے دو ٹکڑے ہوے نمرود نے غصے مین آواز دی ارے یارو اسکا سر کاٹ لو مین نے
ایک ایک قزاق کو خون جگر پلا کر پالا ہی ایک ایک جوان میرا ہزار ہزار کا جواب ہی ان بارہ ہزار سے اکثر پچاس
پچاس ہزار کو لوٹ لیا اتنا جو نمرود نے کہا بارہ ہزار امیر پر آپڑے قزاق کہتا ہی دھوکا دیکھے مارنے والے
چار طرف سے نیزہ و شمشیر و تیر پڑنے لگا مگر صاحبقران شیرانہ رستمانہ لڑ رہے ہین ہر چند کہ انکے حربون سے
نہین بچتے دور سے نیزہ مار دیا تیر مار رہے ہین مگر جو صاحبقران کے سامنے آگیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا
دو ہی ٹکڑے کیے سہ پہر کی لڑائی مین اسقدر زخمی ہوے کہ تمام جسم سے سرلٹے خون کے بلند ہاتھ دستگیری
نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی سے جدا ہوے صاحبقران نے دیکھا کہ اب ہاتھ نہین چلتا زخمون سے
اسقدر خون بہا کہ جسم بے طاقت ہوگیا اشقر دیوزاد پر سوار ہین گھوڑا بھی لڑائی مین جان لڑا رہا ہی جب یہ
صاحبقران زمان نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤن نہین چلتے خوف ہوا آگیا تو گھوڑے پر سے گر پڑون دونون ہاتھ
گردن مین گھوڑے کی حمائل کیے زبان جنی مین فرمایا ای مرکب اصیل اپنے راکب کے طفیل اب میرے ہاتھ
مین قوت نہین آنکھون مین بصارت نہین اب اگر ہو سکے تو مجھکو اس بلوے سے نکال لیچل ورنہ راکب تیرا مارا جائیگا
امیر نے جو زبان جنی مین یہ فقرہ کہا گھوڑے نے کنوتیان بدلین دہن کو مثل قبر بنا کے کھولا دولتیان
مارتا ہوا پشتکین اچھالتا ہوا جو کوئی قریب آگیا منھ سے پکڑ کے کسی کا شانہ چبا لیا کسی کا سر توڑا چارون نعل
چار تلوارین ہزارون کو سم شکنک سے پامال کیا دولتیان بھی مارین جب کئی سو قزاق مارا گیا ہر چند چار جانب
سے روکا مگر گھوڑا نہ رکا قزاق ناچار ہوے آپسمین اشارے ہونے لگے خبردار یارو ساتھ دو گھوڑے کو
نکلجانے دو بارہ ہزار مین ہزار جوان ہاتھ سے راکب کے ہزار جوان ہاتھ سے مرکب کے مارے گئے آخر کو

قزاقون نے خوف جان سے رستہ کھول دیا جدھر گھوڑے کا رخ کیا لوگ بھاگے نیزے ہاتھ سے پھینک دیے کیا لوہو زمین
نم آگیا طائران تیر آشیانہ ترکش مین چھپے تھے سہمے ہوے چلا نہ سکتے تھے بلا گوشہ گیر خود جا گھسنے کی بد بری بات
یہ ہوئی۔ قزاق اپنی جان بچا کر طرف اپنے جنگل کے بھاگے گھوڑے کا جدھر منہ اٹھا ادھر لیکر نکل گیا قزاق
تو اپنے مقام پر آئے تھکے ماندے اگر اترے ہر ایک کا یہی قول تھا جیسا سوار اکیلا و مرکب ہماری
نگاہ سے نہین گذرا اسی پیشے مین ہزارون کو لوٹ لیا کبھی کسی نے ایسی سرکشی نہین کی نمرود نے شمار جو کیا دو ہزار
جوان مارے گئے تھے لاشین اٹھانا مشکل پڑا گنتے تھے یارو جی چاہتا ہے کہ قزاقی سے توبہ کرین کبھی ایسا اتفاق
نہ ہوا تھا ایک جوان کو بارہ ہزار جوان مار نہ سکے آخر وہ بچ کر نکل گیا ایسے زخم جسم پر لگائے کہ تڑپ کے رہ جائیگا
مگر سوائے حسرت کے جینے کیا پایا جو زندہ بچ گیا گویا دوبارہ پیدا ہوا قزاق تو اس مصیبت مین ہین مگر اشقر صاحبقران
کو لیکر بھاگا اس زخمداری مین صاحبقران بیہوش و مدہوش گھوڑا دو پہر راہبری کرکے ایک صحرائے وحشت آگین
مین پہونچا چار پہر سے بے آب و دانہ تھا بیقرار ہو کر گھاس پر منہ ڈالا پھر حرکت جانورون کی اگرچہ یہ جانور
نہین ہے ناظرین جانتے ہونگے اور نہ واقف ہون تو آگاہ کرتا ہون کہ مان اسکی لامیشاہ پری باپ اسکا دیو زنگی
جب کوہ قرستان پر اسکے پر کاٹے گئے ہین تو اسنے خدمت مین صاحبقران کے عرض کی تھی کہ میرے پر
قلم نہ کرائیے مین لڑائی مین اڑتا پھرونگا جہان موقع ہوگا اور آپ پر فوج کفار بلوہ زیادہ کریگی مین آپ کو لیکر اڑکے
نکل جاؤنگا مع دشمن مین پھنسنے نہ دونگا تو امیر نے جواب دیا تھا کہ اے یار وفادار اے مونس و غمگسار حریف ہنسا
کرینگے کہ آپ پرند گھوڑے پر سوار ہین ہم آپ سے نہین لڑ سکتے مین کیا جواب دونگا حریف سے شرمندہ ہونگا
اب تیری صورت اور طریقہ تیرا مثل مرکب ہائے دنیا کے ہوگیا اعتراض سے تو بچیگا تو حقیقت مین یہ
مرکب اسطرح پیدا ہوا جب گھاس کے پتے کھائے موافق عادت کے بدن کو جنبش دی امیر پشت زین
سے بروے زمین گرے اشقر بیتاب ہوگیا گھٹنے ٹاپ دیے ٹھہرا پھرتا تھا یہی چاہتا تھا کہ آقا بیدار ہون
پھر مجھپر سوار ہون مین کہین لیچلون ہر چند ہنہنایا مگر صاحبقران اسقدر بیہوش تھے کہ بیدار نہوے گھوڑا مجبور ہوا
اسی صحرا مین چرنے لگا مگر حال یہ ہے کہ سو قدم جاتا ہے جب آقا کو یاد کیا پھر پلٹ آیا گرد پھرنے لگا پھر چرتا ہوا چلا
جاتا ہے تھا یہ کار مشہور جادو جو بادشاہ طلسم لقب لقا مشہور ہے اسکا وزیر اعظم کافور سرفروش کہ کل طلسم کا
منتظم ہے جسدن سے اقلیس یہان آیا بادشاہ و وزیر نے بڑی خاطر کی ہے آٹھ پہر خاطر و مدارات مین مشغول رہتے ہین
اگر اقلیس گھبراتا ہے کہ اے بادشاہ طلسم حمزہ یہان نہ چلا آئے طلسم نہ توڑے تو قدرت لسان جانیگے یہین ٹھکانا
تھا جب قلعہ اقلیس پرستان چھوٹا یہی عقل مین آیا اپنے دوست کے پاس چلین وہان حفاظت سے رہینگے
مشہور کیا کرتا ہے یا خداوند اس طلسم کو کوئی فتح نہین کرسکتا ہے لوح مین نے ایسے مقام پر رکھی ہے اگر کوئی
انسان جائے ہلاک ہو دو ہزار ساحر برائے حفاظت موجود ہین وہ طائر بنے ہوے قفس مین بند ہین مگر وہ
صاحب اختیار ہین جب چاہین نکل پڑین دشمن کو پامال کرین وہان جاکر انسان کیا کریگا کیونکر پہونچیگا اگر
جائیگا زندہ پھر کر نہ آئیگا بیٹی وزیر اعظم کی کوہ گلگون پر رہتی ہے چالیس ہزار لونڈیان ماہ تمثال خورشید جمال
موسومہ بہ گلفام آتشخو نہایت بد مزاج جاہلون کے سر کا تاج حسن مین بےمثال فنون سپاہگری کا ذوق و
شوق اسی وجہ سے بر سر کوہ گلگون و دامنہ صحرا مین جابجا باغات و قصور و عمارات عمدہ عمدہ بنوا دیے ہین
جب کوہ گلگون سے اترتی جابجا شکار کھیلا جس باغ مین جی چاہا اتر پڑین آج سویرے بیٹھے بیٹھے گھبرائی

حسینہ دایہ حور رخ وزیرزادی سے حکم ہوا سامان شکار تیار کرا دو ہم واسطے شکار کے جائینگے آج خود بخود
دل گھبراتا ہے کوئی کھیل پسند نہین آتا ہے شکار گہین دل بہل جائیگا دل تردد منزل فرحت پائیگا جنگل مین دل شگفتہ ہوتا
ہے دایہ نے اُسی وقت دو سو کنیزون کو حکم دیا سامان شکار درست ہو یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسکے حسن کا تمام عالم
مین شہرہ ہے اکثر بادشاہون نے وزیر کو نامے لکھے کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دو وزیر بیٹی کی خوشی
کو جو یار رہتا ہے جب اُسنے اسطرح کا ذکر سامنے بیٹی کے پیش کیا آشخو کہ لقب ہے اسم بامسمی ہونے سے یہی مطلب ہے
جھلا کر باپ کو جواب دیا کہ ہمارے سامنے شادی کا ذکر نہ کیجیے ہمکو نہین گوارہ ہم نہین خواستگار ہین
کہ کسی کے تابعدار بنین آپ یہ ذکر ہمسے نہ کیا کیجیے جسم کسی نے ایسا لکھا ہو اُسکو جواب دندان شکن دیجیے ہمارے
بیٹی نہین بیٹا ہے صف شکن تیغ زن سپاہگری مین طاق جرأت مین شہرہ آفاق اگر تمکو مردمی کا دعوی ہو تو زیر کوہ
کالگون فوج لیکر آؤ ہمارے دلبند سے مقابلہ کرو نیزہ بازی ہو تلوار چلے یقین ہے کہ تمکو مہلت ہو جانے
تامل اسکے نہ رہو کہ عاشق و معشوق بنے کا نام لو خبردار و الد نامدار یہی لکھیے گا اگر وہ بیجا دعوی رکھتا ہے
اور ہمارا عاشق بنتا ہے ذرا مزا تو اٹھائے آکر مقابلہ تو کرے نیزے سے زخم چھیدلون تلوار کے پھل سے
زبان کاٹ دون وہ سیر کی ادھیڑین پڑین کہ بچا سب کچھ بھول جائین پھر کبھی عشق کا نام نہ لین باپ یہ سنکر
ہنس دیتا ہے کہتا ہے بی بی کہین دنیا مین ایسا ہوا ہے کہ بیٹی کی شادی نہو یہ مزاوجت و مناکحت ہر مذہب مین
مقرر ہوئی ہے کبھی کوئی بیٹی بے شوہر نہین رہتی مان ملکہ کی جواب دیتی ہے صاحب تمنے بیٹی کو سانڈ بنایا ہے
نیزہ بازی شمشیر زنی اسپ تازی ان سب فنون مین طاق جس مین شہرہ آفاق نام آشخو کسی کی وہ کیا حقیقت
جانتی ہے مجھے تو یقین نہین کہ اسکی شادی ہو اسکا شوہر بے نظیر حسن مین ماہ منیر ہو تب شاید اُسکو شوہر جانے
ورنہ شوہر تابعداری کریگا ہر بات مین ڈرتا رہیگا یہ خفا ہو رہے یہ کسی کی حکومت نہ مانیگی جب شوہر کو حاکم
نہ جانا شوہر کو شوہر نہ مانا کیونکر بسر ہوگی وزیر چپ ہو رہتا ہے کبھی جوش محبت مین یہ کہتا ہے ابھی وہ خوردی کے
سوتی مانگتی ہے شادی کی کیا جلدی ہے یہ مگر زن و شوہر مین رہتے ہین مگر ملکہ گلفام آشخو جب سامان شکار
ہو کر آیا پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا کمان کیانی دوش پر لٹکائی صاف ثابت تھا
کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا سپر جسپر جال موتیون کا پڑا تھا غنچہ دہن سپر کے پھول بنتے ہوے سیاہی
مین کیفیت پردہ ظلمات کی صورت یا شب فراق عاشقان کیسے بقول شاعر شعر سپر بود بر پشت عالی جناب
چو ابر سیہ پہلوے آفتاب ✤ ہزار تیر نکا ترکش مثل دم طاؤس پہلو مین اس سج دھج سے قاتل عاشقان جگر سپاز
سے اتری شکار کھیلتی ہوئی چلی جو آہو سامنے آیا اکھڑا تھا دیا آہو چشم حیرت سے جمال دیکھنے لگا بھاگنا کیسا
ٹھہر رہتا ہے تیر نگاہ سے کب اُسکو مہلت ہو طائران خیال شکار ہو رہے ہین طائران صحرائی اپنی بدنصیبی پر رو رہے
ہین انبار لگا دیے ہزار ہا طائر تیر نگاہ سے شکار کیے اگر کوئی آہو تیر کھا کر گرا ابروے خمدار کو ہلا دیا قربانی بھی
ہو گئی اس رنگ سے شکار کھیلتی ہوئی اُس صحرا مین ہوئی جہان صاحبقران زمان زخمدار بیقرار بیہوش پڑے
مین گھوڑا چرتا ہوا کبھی ہٹ جاتا ہے کبھی پھر قریب آتا ہے ایک کنیز کی نگاہ اُس مرکب سیہ حشمتی پر پڑی چلا کر
آواز دی حضور نئی بات ہے ملکہ کرامات ہے ایک مرکب مین ہم لکھون کا مگر زین ڈھلکا ہوا باگین کٹی ہوئی مین
لتھڑے خون سے مجھے ہوے جنگل مین پھر رہا ہے نہین معلوم اسکا راکب کہان ہے اپنے سوار کو گرا کے آیا ہے ملکہ
نے پلٹکر دیکھا خود جری و بہادر صف شکن تیغ زن مرکب جو دیکھا کہ سرین کوہ تکمل گردن طاؤس کی تھوتھنی ہکل

غنچۂ گل طائرون مین بہی غل شعر شبدیز فوراً بھول گیا دشمنگ چال کا بوہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا مثل خنکہ
مہتاب ہو گئی کہا ارے یہ گھوڑا اکیلا ہی یہ بھی صاف ظاہر ہو کہ اسکا راکب کہین لڑا تھا کا معرکہ پڑا نہین معلوم
راکب کیا ہوا اس صحرا مین تلاش کرو کنیزین گھوڑے دوڑا کر چلین سب طرف ڈھونڈھنے لگین ایک کی نگاہ پڑی
ایک نخل کہ اسکو نخل وادی ایمن کہنا چاہیے اسکے نیچے ایک ماہ تابان مہر درخشان زخمدار بیہوش پڑا ہی ایک کنیز نے چلا کر
آواز دی واری حقیقت مین جو آپنے کہا تھا وہی ثابت ہوا سوار اسکا زخمی زیر نخل پڑا ہی حقیقت مین ہزاروں سے
لڑا ہی قبضہ ہاتھ مین جما ہوا ہی بیشک جوان بے نظیر ہی حسن مین ماہ منیر ہی ہر چند کہ زخمی ہوا ہی چہرے پر لکیرے
خون کے صاف ثابت ہی کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی جیسا مرکب ویسا راکب ملکہ گھوڑے سے
کود پڑی کہا مین تو بہادر کی عاشق ہون اس جوان کو غنیمت رو لگی اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگی چل دیکھی دریافت
کرنا ہی ضرور ہی اس شخص کی جرات پر دل کو سیر ہی دیکھو قبضہ ہاتھ مین جما ہوا ہی کس لطف سے یہ شخص لڑا
ہر طرح سے ظاہر ہی کہ ہزاروں جوانان جنگی سے لڑا ہی بڑا معرکہ پڑا ہی خطا شعاروں کو جب کچھ نہ بن
پڑا دور سے تیر مارے دیکھو کتنے زخم ہین بدن پر سوراخ پڑے ہوے ہین سراپائے صاحبقران دیکھ
رہی ہی حیرت بڑھتی جاتی ہی چہرہ آفتاب عالمتاب جلالت ابرو ہلال پر کمال چرخ شوکت سینہ چوڑا
لب احمر پھول کی پنکھڑیان یا یاقوت کے ٹکڑے عارض خون مین ڈوبے ہوے بازوؤن سے ثابت قدمی
ظاہر شانے بھرے بھرے دست زبردست سے قوت صف شکنی ظاہر ہوتی ہی جرات و شوکت اس حال سے
خوب ظاہر ہوتی ہی اس سراپا کو دیکھکر دل پر سخت ہجوم غم و الم حیرت کا جوش مثل تصویر خاموش ہو خونبہ خشکی
آنکھون مین تری جو اس مین اثری ایسی ہی رابطہ و ضابطہ پیدا کر اپنے کو سنبھالا مزاج مین جرات دل مین
شوکت و صولت مثل گل کے مرجھا کر رہی کچھ زبان سے کہہ نہ سکی انتشار مین اتنا کہا کہ صاحبو اٹھالو یہ بیچارہ
مصیبت کا مارا جری و بہادر زخمدار بسبب غربت کے فرش خاک پر پڑا ہی اگر کوئی عزیز اسکا اس مقام پر
ہوتا ضرور اٹھاتا اس مصیبت مین کاہیکو رہنے پاتا یہ بھی ایک شرم کی بات ہی دیکھو اسنے کیا کمال کیا
لڑا بھڑا جان دینے کا قصد کیا مال اپنا بچایا موتیون کے مالے گنتھے یاقوت زمرد کے گلے مین پڑے ہین
قران آثار نکلے معلوم ہوتا ہی وہ بیچارہ نامردان عالم کے پاپوش کی گرد دورت حرب کرتے تھے قریب
نہین آسکے اگر قریب آجاتے ان چیزون کو اتار لیتے اور صاف طریقہ جرات سے ثابت ہی کہ جو قریب
آیا مارا گیا بڑا خوف ان بیچارون پر غالب تھا یہ شخص اسی بات کا طالب تھا کہ جان بچے اور دل لیلین
یہ غیر ممکن ہوا اپنی نقد جان بچا کر بھاگے اس شخص نے اپنی جان دینے مین قصور نہین کیا یہ کہکے سر اپنے
ہاتھون سے اٹھایا کنیزون نے کہا واری آپ ہاتھ لگا دیجیے ہمین وسواس ہوتا ہی کہا ارے یہ غریب الوطن ہی یہ بھی
ظاہر ہو کہ رئیس جلیل ہی اگر رئیس جلیل نہوتا یہ لاکھون روپیہ کا اسباب کیونکر ممکن ہوتا جب ملکہ نے
ہاتھ لگایا سب خواصین لپٹ گئین پلنگ پر ڈالدیا ملکہ نبض پر ہاتھ رکھے ہوے دمبدم دیکھتی ہین جب
آمد و شد نفس کی معلوم ہوتی ہی تب دل کو تسکین حاصل ہوتی ہی کبھی پیشانی پر ہاتھ رکھا اسطرح اعزاز و اکرام
سے صاحبقران کو گھر لیکر گلگون پر لائین بارہ دری مین اتارا جراح کو بلایا اسکے آگے توڑا دینون کا رکھدیا
کہا ای جراح یہ شخص صحت پائیگا تو نہال کر دونگی اتنا سمجھ لے کہ یہ مرد مسافر ہی نہین معلوم کون شخص ہی کہان کا
رہنے والا ہی یہان کوئی عزیز و اقارب نہین ہی میرا صرف اتنا مطلب ہی کہ ہماری حوالی مین یہ بدنصیب آن گرا

مرد مسافر اسکو ظالمون نے مار کر ڈالدیا مراد یہ ہے کہ اس شخص کے ہوش درست ہون تو پوچھون کہ جن لوگون نے تمہارا یہ حال کیا اُنکی کیا قطع تھی حلیہ اُنکا جاری کرکے گرفتار کرایا جائے کہ تمنے کیا سمجھکے مرد مسافر کو راہ چلتے چلتے یون زخمی کیا اگر یہ شخص ایسا جری و بہادر نہوتا مار ڈالتے ہین کیونکر حال معلوم ہوتا اسی طرح سیکڑون کو مارا ہوگا ہمکو خبر نہین ہوئی یہ تو اتفاق ہے بیچارہ زخمی پڑا تھا ہمارا گذر ہوا نرگس نے دیکھکر بتایا تب ہم اُٹھوا لائے ہین اب ہماری شرم تمہارے ہاتھ ہے جراح نے کہا حضور بڑی بات یہ ہے کہ کوئی رگ پٹھا کٹنے نہین پایا ہے بہت جلد صحت دونگا یہ کہکے جراح نے زخمون کو شراب سے دھویا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا بس حضور کل آکے پھر زخمون کو دیکھونگا یہ کہکے جراح چلا گیا ملکہ ہاتھ مین رومال لیے ہوئے مگس پرانی کر رہی ہین روے زیبا کو دیکھکر دل کی بیتابی بڑھتی ہے کبھی گھبرا کر یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

دل کو ہے تیری یاد کی یہ گفتگو پسند
کیونکر نباہ دوان اور جو کرے عدو پسند
کیونکر گلے کو کاٹیے تم جس سے ہو قریب
اس پھول کی نمی آپکے مستو تکو پسند
کیا بات ہے پسند مری پوچھتے ہین جب
یون چپ کر دمنھ جو مری گفتگو پسند

تو نے مجھے پسند کیا مجکو تو پسند
تو بھی طلب کرے تو نہ دون یہ عزیز ہے
اس رنگ کو آگیا ہے ہمارا اگلو پسند
مدت سے ڈھونڈھتا تھا یکھیو اپنی ادا
کہتا ہون مین کہ بات نکریگی تو پسند
ست جانے پر جلال ہمین من نے ہے

جو ہے تری ادا مجھے او خوبرو پسند
جس دل کو کر چکی ہے تری آرزو پسند
مینا ہے می چڑھائیے مرقد یہ جا کے گل
کی دل نے مجکو کھوکے مری جستجو پسند
دیدہ و زبان اپنی شب وصل منھ مین تھم
ایسے گمان سے عشق مین لاما عدو پسند

کنیزین جب حال پر ملال ملکۂ عالم دیکھتی ہین دست بستہ عرض کرتی ہین کیون حضور مزاج کیسا ہے ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین آپ کی پریشانی سے ہم لوگ گھبرائے ہین ملکہ فرماتی ہین کیا کہون کیا کیفیت ہے خود بخود دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے جی چاہتا ہے گھر سے نکل جاؤن جنگل مین جا کر بسر اوقات کرون نظم

تا داد نوید از قدمت ابر چمن را
یوسف نکند بار دگر حب وطن را
گر در رہ تو سر نہ آہوے خطا شد
نازم تو دہی داد درین عرصہ سخن را

بکشاد و بہا بوی تو غنچہ دہن را
بیمار ترا نیست علاجی بجز از وصل
زان نسبت زلف تو کنند مشک ختن را

گر پردہ شود دور ز رخسارہ حسنت
بیفائدہ کاوش مکن این داغ کہن را
مقبول عزیزان شدہ ابیات تو مخفی

مجھے کچھ ایسا غم والم نے گھیرا ہے کہ بیان نہین کر سکتی کیا کہون جو دل کی کیفیت ہے اسکو نہین کہہ سکتی یہی جی چاہتا ہے اکیلی بیٹھی رہون کوئی مجھسے بات نہ کرے کھانے سے بالکل نفرت کہ جب نوالہ منھ مین ڈالتی ہون ابکائیان آتی ہین آب و دانہ بالکل ترک نیند کے نام سے دشمنی رات کا کاٹنا کوہکنی فرہاد کا کام یاد آیا جان شیرین پر بن گئی ہڈیان جلتی ہین چنگاریان استخوان سے نکلتی ہین افسوس دل پر ہجوم غم والم ہے زمانہ زندگی کا بہت کم ہے مزاج برہم حشم پُر نم کنیزین یہ حال سنکر کہتی ہین واری سیر گلشن سے دل بہلائیے آپ کے باغ مین جوش بہار ہے نرگس کی دیدہ و بازی کی بیکار ہے سنبل نے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا ہے رنگ گل جوش پر ہے بلبلین خروش مین ہین جوانان چمن کا نکھار اگر خیال کیجیے سامان عیش لیل و نہار بر انتظام ترود ہے ہم لوگ سوا نگ نہین کچھ تماشا کرین آپ کا دل بہلائین ملکہ نے کہا مجکو تو معلوم ہوتا ہے کہ باغ مین خزان آئی ہے چشم نرگس ڈبڈبائی ہے زلف سنبل پریشان آئینہ رخسار گل حیران ہے ہر روح چمن پہ شکل آہ ہے اور قمریون کا حال تباہ ہے کنیزین خاموش ملکہ کو خود بخود رقت کا جوش ہر وقت سرہانے صاحبقران کے آبی ہین کبھی سینے پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلا دیے چاہتی ہین امیر کو ہوش آئے کچھ بات کرین راز سربستہ کو کھولین

کہ صاحبقران نے کروٹ لی ملکہ نے کنیزون کو ہٹا دیا رومال ہاتھ مین اٹھا لیا کہ صاحبقران نے آنکھ کھولی اب جو دیکھا ایک قصر عالیشان سب طرح کا سامان میز و کرسیان سب آراستہ ہین کرسی پر ایک ماہ پیکر غنچہ دہن غنچۂ چمن خوبی رنگ و بوے گل محبوبی سینے پر نارلیستان یا قبۂ نور کہون یا حباب دریاے ظہور لکھون شعر مصنف نارلیستان کی کیا لکھون تعریف ۞ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا ۞ سینہ صاف و شفاف مضمون کمر عدم خود دکھو یا گیا کیا مضمون لکھون قلم نہین اٹھتا یہ ثابت ہوتا ہی کہ آئینے مین بال آیا دونون پاؤن ستون معغا جسیر بناے قصر حسن قایم چہرہ رنگ گل کا ستانے والا آفتاب دیکھے تو شرمائے ماہ تابان داغ کھائے خال رخسار کے آگے ثابت فلک شرمائے زیور سے آراستہ طوق ہنسا گلے مین دو آویزے زمرد نگار زیب گوش جس سے کیفیت حسن کی سر سبز و شاداب زلفین عنبرین کو پیچ و تاب صاحبقران کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی پسینہ آگیا قلب ٹھہر گیا اٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کے منہ پھیر لیا مگر چونکہ تنہا ہی صاحبقران نے فرمایا حقیقت تو یہ ہی کہ صانع قدرت نے اپنے قلم قدرت و دست حق پرست سے ایک تصویر کھینچی ہی کہ نظم

قاتل خلق ترے سیر کی قسم ہیں ابرو
کتنے ہیں سیہ جو نہ نکلے کبھی ہم طعن ابرو
میں ہی ظالم ہوں نہ سمجھے تری ذرکان ابرو
وا دکھایا تیغ سیہ تاب قلم میں ابرو
دیکھ کر کہتے ہیں سب جتنی ہیں قاتل کی
کیوں اٹھاتے نہیں سر کس لئے خم میں ابرو

تھیں تیر دو سر تیغ دو دم ہیں ابرو
دل پکارا جو پڑی دو صنم پر مری آنکھ
کیا کسی سے ستم و جور میں کم ہیں ابرو
کاٹ دیتے نہیں کیا ہیرے خط پیشانی کو
ہے کوئی تیغ دو دستی کہ بہم ہیں ابرو
جان بخشی نہیں دیکھ کے قاتل کو جلال

ترے رخ سے جو ہوں نگر جوگی کا ہیں نمای
جھک گئے سجدہ کو محراب حرم میں ابرو
خود بخود کار فتنے میں آن ابرو دیکھ کے تو سیاہ
کیوں نہیں چلتے ہیں کیسے قلم میں ابرو
بے گنہ قتل کیا ہو نہ کسی وقت قتل
تیر بیداد تیغ ستم میں ابرو

ملکہ نے شرما کر کہا صاحب ہم آپ کا نام پوچھنا چاہتے ہین آپ نے دیوان کے دیوان پڑھ ڈالے ہم کو اسکا ذوق نہین ایسے مہملات اشعر سننے کا شوق نہین یہ فرمایئے کہ آپ کو کس نے لوٹنے کا ارادہ کیا تھا کہان زخمی ہوے گھوڑا آپ کا موجود ہی ایسا مرکب کہان سے پایا صاحبقران نے فرمایا ای شہنشاہ حسن خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی اتفاقات قضا و قدر بحکم رب اکبر اپنے ملک سے نکلا ایک دوست ہمارا طلسم نور افشان مین قید ہو گیا ارادہ ہوا کہ جا کر چھڑا مین طلسم توڑین دشمن کو زندہ نہ چھوڑین لیکن راہ مین ایک شیطان العلیین خود پرست دعوی خدائی کرکے بیٹھا تھا اس سے لڑائی پڑ گئی وہ بھاگ کر طلسم لقا مین گرا منظور ہوا کہ اس بیحیانے بلا وجہ بگڑی اٹھائی جا کر وہین اسکو مارون نامرد کو للکارون قلعہ کرشجانیہ پر گذر ہوا ریحان شاہ کو مسلمان کیا برائے شکار صحرا مین آیا تھا ایک آہو کے تعقب مین ادھر نکل آیا تھا عمرو و قزاق نے بارہ ہزار قزاقون سے گھیرا لمرا جلی خدا کی قدرت مین یکہ و تنہا وہ بارہ ہزار آخر وہی بھاگے میرا گھوڑا لیکر مجبور اسطرف نکل آیا آپ نے کیونکر حقیر کو سرفراز فرمایا اگر آپ نام کی طالب ہین نام سے میرے ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی ماہر ہین صاحبقران زمان و داماد نوشیروان یہ سنکر ملکہ نے کہا صاحب ذرا سے نام پوچھنے پر آپ نے اتنی بڑی کہانی کہی آپ صاحبقران زمان ہین لاکھون آدمی ساتھ ہونگے امیر نے فرمایا مین تو کہہ چکا ہون کہ آوارہ ہوکر اسطرف نکل آیا آپ نے احسان فرمایا کہ ہم ایسے آوارگان دشت ادبار پر پرورش فرمائی زخمون مین ٹانکے دلوائے آرام پایا ملکہ نے کہا آپ نہ گھبرایئے مین آپ کے سامنے ان قزاقون کو گرفتار کرا منگاؤنگی آپ اپنے ہاتھ سے سزا دیجیے گا امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم جو گذرا وہ گذرا اگلے بھی

دو ہزار آدمی مارے گئے مجھے خدانے زندہ بچایا مجھے کچھ مقام ہرزہ نہین جب کبھی یاد کرینگے خود فریاد کرینگے اتنا تو اپنے مقام پر کہینگے کہ ایک جوان بارہ ہزار سے خوب لڑا ملکہ نے کہا ممکن ہر کہ یہان سے پلٹن رسالے سپاہی سوار جا سکتے ہین اسیب کو گرفتار کرکے لائین انکی مشکین باندھی جائین آپکے سامنے سزا پائین اور طلسم لقراط کا جو آپنے ذکر کیا حقیقت مین امیر آیا ہر اسکی بڑی خاطر ہو رہی ہین اور کیونکر خاطر نہو سکا خداوند ہر خود پسند ہر اتفاق سے درد مند ہر آپ ہی کے ہاتھ سے اسنے شکست پائی ہر اسکا ملک و مال آپنے لیلیا امیر نے فرمایا اسنے نہایت خود پرستی کی آخر اسکو سزا ملی کلی آرزو کی کھلی بھاگ کر یہان آیا انشاء اللہ جسنے دامن پناہ دیا ہر وہ بھی آرام نہ پائیگا شکست کرنا طلسم لقراط کا واجب و لازم ہر ضرور طلسم ٹوٹیگا اور بادشاہ پر بھی زوال آئیگا دامن پناہ دینے کی سزا پائیگا ملکہ نے کہا صاحب یہ باتین نہ کیجیے طلسم لقراط کے بادشاہ کا جو وزیر اعظم مدار المہام مرجع خاص و عام ہر وہ میرے والد نامدار ہین کیا مجال ہر کہ انکے انتظام مین کوئی دخل دے سکے یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ طلسم بے لوح کے نہین فتح ہوتا لوح کا ملنا نہایت دشوار ہر اب کنیزین حاضر ہوئین ملکہ نے حکم دیا صحن باغ مین فرش بچھاؤ فرش آراستہ ہوا ملکہ کے حکم کی دیر تھی روشنی ہوئی ملکہ آکر مسند پر جلوہ فرما ہوئین کنیزون نے پوچھا حضور کے نام بھی دریافت کیا ملکہ نے کہا مجھے بھی بڑا اشتیاق تھا مگر داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہرنگار شوہر آسمان پری شوہر ملکہ گردیا بانو شوہر ملکہ رابعہ زلف عنبر الطلس پوش اور کس کس کا نام بیان کرون مجھے انکے کیسے کیسے جلیل رستم ملتین بدیع الزمان صف شکن بھلا قزاق انکو کیا لوٹ سکتے دو ہزار قزاق مارے گئے وہ خود بھاگ گئے صاحبقران زمان مین انکا کوئی شوکت از پردہ دنیا تا بقاف سرفراز ہر انکی جرأت پر مردان عالم کو ناز ہر خواصین بھی خوش ہوئین کہا ملکہ عالم ہمکو بھی بڑی خوشی ہوئی کہ پیوند خدا نے بہت بہتر و برتر بھیجا آپ کے مزاج سے ہم آگاہ ہین آپ چرخ جرأت کی ماہ ہین شوہر صف شکن پر وجہ تسخیر ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کی کہا صاحبو یہ باتین خواب و خیال کی ہین بھلا مجھسے یہ سوئین دیکھی جائینگی شاہزادیان صاحبان اولاد حسن مین باغ خوبی کی شمشادانی یہ کیفیت ہر نظم

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہو جو اپنی قاتل قضا
میری تیغ غم روح کو آتی ہو لا حاصل قضا
بیگنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری
عالم ارواح کی دکھلائیگی محفل قضا

زندگی سے تنگ ہین ہم بھی نہ جینا یا قضا
دل نہ دونگا پیشتر بے مرے جیتے ہوئے یار کو
کر چکی تیرے قسمیہ ہوئین نہین وہ دل قبضا
پھر نفس روح آتش حور بنکر آئیگی

زندگی مین کردیا ہی مجھکو مردہ عشق نے
جان حاضر ہی جو مجھسے ہوئی ہو سائل قضا
بزم دنیا سے اٹھاتی ہی تو غم اسکا نہین
عشقبازی مین اگر سمجھی مجھکو کامل قضا

کنیزین بھی خاموش ملکہ کو حسرت صاحبقران کا جوش دمبدم باتین کرتی ہین صاحبقران کو ستاتی جاتی ہین کہتی ہین کیون صاحب یہ کیسی لیاقت کہ آپ نوشیروان کے نوکر تھے اسی کی بیٹی کو لے بھاگے امیر نے غصے مین فرمایا کتابون مین یہ سب حال مرقوم ہر تمہین نہین معلوم ہر اول مین نوشیروان نے اپنی بیٹی کو میرے ساتھ منسوب کیا شرط یہ تھی کہ ہندوستان کو فتح کیجیے لندھور کو زیر کرکے لائیے مین نے جاکر لندھور کو اپنا تابع کیا بارہ برس کا خراج لیکر آیا اسکا انعام نہ ملا اول تو ہمکو زہر دلوایا مگر حافظ حقیقی نے بچایا یہان ملکہ مہرنگار کی شادی اولاد بن مرزبان کے ساتھ کردی مین نے راہ مین آکر اس بھیا کو مارا ملکہ کی وہ صورت دیکھنے بھی نہ پایا حسرت لیکر پردہ دنیا سے گیا مین نے ملکہ کو خدمت شاہ مین بھیجدیا پھر مجھکو ہفت ملک بھیجا میرے قتل نامے لکھے مین نے وہ قتل نامے پائے میان شاہ نے

سنبل گندہ سنبل تر وہین کامرانی اپنے نزدیک بہادر لاثانی تھا اس شاہ نے مٹی اے دیدی اُسنے زر تاج ترک کو برائے فتح قلعہ مدائن بھیجا مین وقت پر پہونچا زر تاج ترک کو مارا تب مین نے مہر نگار کو بھی قبضے مین کیا غصے مین امیر نے جو یہ باتین کہین ملکہ کو بہت پسند آئین گہر ریزی زبان پسند آئی ہر شب اسی عیش و عشرت مین گذری لیلائے شب بہ تلاش مجنون روز آوارہ ہوکر محمل مغرب مین چھپی فرہاد آفتاب بصد پیچ و تاب کوہ چرخ زبرجدی پر بخواہش شیرین ضیا قایم ہوا بوقت سحر صاحبقران نامور غسل و وضو سے فارغ ہوکر اٹھے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم تم سے رخصت ہوتے ہین برائے فتح طلسم لقاط جاتے ہین ہمارا تامل کرنا مناسب نہین دیکھین ان واہیات لقے کی ملاقات طلے کہ ہم برائے رہائی کوکب جاتا ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھرکر صاحبقران کا دامن پکڑ لیا اسقدر روئین کہ ہچکیان لگ گئین نظم

بعد ازین تاب و توانائی ہجرانم نیست
تو کہ از چاہ برآری مہ کنعانی را
بشگفاند گل امید تو مخفی بہ چنین

ای خدا کام دل بخش مسلمانی را
ساز آزاد ز غم عاجز و حیرانی را
جمع اشک من از گریہ پریشان شدہ است
آنکہ گلزار کند آتش سوزانی را

بس ازین داغ منہ سینہ بریانی را
میتوانی کہ رہائی دہی از قید ستم
از کرم جمع کن این مشت پریشانی را

امیر نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی اس ارادے سے مین باز نہین آسکتا اس بیچارے مجبور اور مین روکا مجکو تا بہ طلسم نور افشان جانا تھا غرض کہ ابھی چارون کا ذکر ہی کہ جو نسا باب مین افراسیاب سے معرکہ پڑا کوکب نے ابھی جان لگا دی کسی مقام پر تامل نہین کیا ہر مقام پر یہی خیال رہا کہ افراسیاب کو مارون لڑائی کو فتح کرون وہ قید ہو جائے اور مین نہ پہونچون ملکہ نے کہا ای شہریار مین تمہین کیونکر جانے دون باپ کو میرے لوح کا حال معلوم ہو بلکہ انہین کے قبضے مین ہی انسے دریافت کرکے آپکو ہیر لوح بھیجدون کہ زیادہ تکلیف نہو یہ مقدمہ طلسم ہی اگر دشمن کسی بلا مین پھنس گئے کون بچائیگا کون مدد کو جائیگا مین بھڑک بھڑک کے مرونگی خود قصد کرونگی مگر میری جستجو سے کیا ہو سکتا ہی جان و مال آپ کے واسطے حاضر ہی مین آپ کو لوح دلوا دونگی دو روز تامل فرمائیے بہ منت ملکہ نے صاحبقران کو روکا کنیزون سے کہا خبردار خدمت مین شہریار کی کوئی فرق نہ آنے پائے مین خدمت مین باپ کی جاتی ہون اگر خدا چاہتا ہی تو حال لوح دریافت کرکے آتی ہون یہ کہکر ملکہ گلفام اسپ پر سوار ہوکر قلعے مین آکر پہونچین محل مین اترین ملکہ گلرنگ ماں انکی مسند پر بیٹھی ہین دامین دائیان انا مغلانیان جوان ضعیف سب طرح کی عورتین حاضر ہین ملکہ کو جو سامنے آتے دیکھا دائی نے کہا ای واری فدا صاحبزادی کی چال کو تو دیکھیے سینے پر ابھار کہان سے آیا کسی مرد کو نے ہاتھ لگایا واری مین بہت گھبرائی ہون معلوم ہوتا ہی صاحبزادی کا پاؤن کہین اونچے نیچے پڑ گیا چال دیکھیے صورت زیبا پر نگاہ ڈالیے مین کیونکر عرض کرون بہت بیتاب و بیقرار ہون انکی چال دیکھکر کلیجہ دھڑکنے لگا ذرا اسکو دریافت کیجیے گا جو بات ہو سمجھ کے ہو بے سمجھے کسی بات کو نہ کیجیے گا ملکہ نے کہا بوا چپ رہو ایسے کلمات منھ سے نہ نکالو ابھی تک روکے روٹی مانگتی ہی وہ نگوڑی عاشقی و معشوقی کیا جانے مین نے باغ مین جاکر اسکے دیکھا جس پھول کا نام مردانہ ہی اس تک کو اسنے اپنے باغ مین نہین رکھا باپ سے کبھی آنکھ ملاکر کے بات نہین کرتی خواجہ سرا تک کو حکم ہی کہ گھڑی گھڑی میرے محل مین نہ آیا کرے ہر چند کہ خواجہ سرا ہی مگر لباس مردانہ پہنتا ہی جسکو یہ شرم ہو کہ انتظام عصمت داری مین سرگرم ہو اُسکے واسطے کیا ہو سکتا ہی خبردار بوا اب کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا ورنہ مین تمھارا منھ چھونک دونگی میری بچی کو بدنام کرتی ہو اگر اسکا باپ سنے تو کیا ہو دائی یہ کہکر چور بنگئی ایک اُسکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھتا ہی دائی کہتی ہی

صاحبو مین نے کیا کہا نرگس کہتی ہے تیری آنکھ پھوڑ دونگی سنبل نے کہا سفید جوڑا تمہارا اکڑ دونگی سارے گھر مین کھینچی
پھرونگی محل مین آنے نہ پاؤگی کہ ملکہ نے آکر مان کو سلام کیا گلے مین ہاتھ ڈالدیے ٹھنکنے لگی کہا میری اچھی
امی جان ذرا ابا کو گھر مین بلواؤ مین نے کئی دن سے نہین دیکھا ناظر کو حکم ہوا ناظر گیا وزیر کے کان مین جا کر کہا صاحبزادی
باغ سے آئی ہین آپ کو دیکھنے کو بلایا ہے کافور سرفروش کہ وزارت کے کام سے اسکو دم بھر فرصت نہین اور
اتفاق سے مشہور جادو بادشاہ طلسم بقراط نے روز کو روز تھا بلا بھیجا تھا وزیر جا کر حاضر ہوا ابلیس کے آنے سے
اہالیان طلسم کو تردد ہوا ہی بادشاہ نے حکم لکھا کتاب کہنہ حالات طلسم کی نکالو نجومی بھی سب مجتمع ہون اور حال
آیندہ و گذشتہ بیان کرین حکم لگا مین کہ جو طلسم سکندری نجومیون نے انکشاف کیا عالم طلسم میں ہر گیا پکار کر وعظ
کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی اس سال طلسم کشا آئیگا طلسم بقراط فتح ہو جائیگا ساحران غدار ذلت
سے مارے جائینگے ہاتھ سے طلسم کشا کے امان نہ پائینگے طلسم کشا وہ شخص ہوگا کہ صاحب اسم اعظم مقدم و محتشم
دانندہ ہفت زبان اپنے زمانے کا صاحبقران وزیر لینے کافور سرفروش یہ سب مضمون سنکر آیا تھا خاموش
بیٹھا تھا کہ خواجہ سرا نے بیٹی کا پیغام دیا کافور تردد مین تھا سر جھکائے ہوے محل مین آیا بیٹی نے اٹھکر سلام
کیا چونکہ بیٹی کو بہت چاہتا ہے جوش محبت مین گلے سے لگا لیا کہا کیون بی بی مزاج کیسا ہے گلفام اسکی نے
عرض کی آپ کی جان و مال کو دعا دیا کرتی ہے آپ کہان تشریف لیگئے تھے کافور نے کہا بی بی کیا کہون خداوند
ہمارا ابلیس خود پرست بادہ کبر و نخوت سے مست قلعہ ابلیس پرستان سے شکست کھا کے آیا بادشاہ و
تردد ہوا کاہن جمع کیے اُنسے کہا حکم لگاؤ انہون نے صاف کہدیا عمر طلسم تمام ہوئی اسی سال طلسم فتح ہو جائیگا یہ سنکر
ملکہ گلفام رونے لگی کہا ابا جان یہ تو بتلائیے کہ آپ نے لوح کہان رکھی ہے اسپر نگہبان محافظ مقرر کیجیے
اب مجھکو کھانا ہضم نہوگا نیند بھی گئی برائے خدا آپ لوح بادشاہ کو دیدیجیے وزیر نے کہا بیٹا یہ ناممکن ہے
قاعدہ مقرر ہے جو شی جس مقام پر ہوتی ہے انتقال اسکا ناجائز جب تک کوئی وجہ کامل نہو یا اس شی پر کوئی افتاد
پڑے تب انتقال ہوتا ہے باغ گلرنگ کہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے اندر اسکے دو سو قفس طائران ہفت رنگ کا لٹکا ہے
ہر ایک قفس مین چالیس چالیس طائران ہفت رنگ ہین کیا طلسم کشا پہچان سکتا ہے بیچ مین جو قفس ہے اسمین ایک
طائر اسکے پرون مین چودہ رنگ ہین اگر کوئی شخص اس باغ مین جائیگا سب طائر اول زمزمہ سرائی کرینگے اول
کلمات حسرت آمیز کہینگے جب اس قفس اصلی کا ارادہ کرے اس وقت وہ سب طائر قفس کو توڑ کر نکلینگے آواز
دینگے اے ساکنان طلسم بقراط دوڑو طلسم کشا آگیا لوح لیتا ہے ہم لوگ جاتے ہین اس چہاردہ رنگ کے جانور کو
بھی لاوینگے اگر کوئی ایسا جلیل ہوا اور طائر چہاردہ رنگ کو نکال لے سینہ اسکا چاک کرے لوح طلسم
بقراط اسکے شکم مین ہے لوح پاکر فتح طلسم مین مصروف ہو کسکی اتنی لیاقت ہے کہ باغ مین جائے اپنا رنگ
جمائے یہ مصیبت اٹھائے اپنی جان پر کھیلے تب لوح طلسم بقراط پائے ملکہ نے کہا ہان بابا جان بیشک
بہت مشکل ہے کوئی وہان تک نہین جا سکتا ہے مگر اور نگہبان مقرر کیجیے کہا بیٹا یہ نہین ممکن جو انتظام ہمیشہ سے
ہے وہی انتظام رہیگا کون ایسی جفا سہیگا کہ لوح طلسم بقراط لیگا انہون نے کہدیا مگر خداوند بہت گھبرائے ہوے
ہین بڑا انکو بھروسا قصر اسرار ساحری پر تھا وہ قصر صاحبقران نے پھنکوا دیا سب کنیزان ساحری جلگئین
وہ کنیزین بھی حسین کہ ہم خدمت خداوند مین جا پہنچینگے وہ سب جہنم واصل ہوئین اسکا کوئی مددگار نہین رہا قدرت
نے بڑا ظلم سہا ملکہ گلفام اسکی نے اور باتین شروع کردین اصل مطلب کو یاد رکھا پریشان پریشان باپ

رخصت ہو کر بر سر لوہ گلگون آئین یہان صاحبقران کو دن بھر تنہائی مین گذرا کنیزون سے پوچھتے ہین کہ کیا سبب ہے جو ابھی تک ملکہ عالم تشریف نہین لائین کنیزین عرض کرتی ہین واری آپ ہی کے کام کو گئی ہین تقیب ہو مطلب اصلی پوچھکر آئینگی امیر باغ مین ٹہلنے لگے گلہاے رنگا رنگ کو دیکھا بیقرار ہو گئے یاد عارض انور آئی بیت اور ہو کر پڑھا نظم

بھو دی یار دولت حسن شباب سے
ممکن و جمال ذرہ تھا آفتاب سے
مضمون لب خیال رخ یار مین ملا
خالی رہا نہین کبھی دریا حباب سے
برسا جنگی ہماری بھی آنکھین لہو کا مینھ
باہر نہین کتاب کا مطلب کتاب سے
ان سے ہرے درخت ہون اس کے شگفتہ گل
تلوار تیغ منھ کو چھپا لے نقاب سے
بیرنگ حسن یار کا دل مین خیال ہے
مضمون خلق صوفی ہے حال خراب سے

ایذا مین روح ہے تن خانہ خراب سے
تیغ ہے زیادہ تشنہ تر ہے شراب سے
جاتا ہے جو تو گور غریبان کی سیر کو
پیدا کیا ہے اپنے یہ لعل آفتاب سے
کھاتا نہین ہون اسکو مین کھاتا ہے اسکو
بجلی گرا نہ نگاہ عتاب سے
بیدار بخت ایسا مین دیوانہ ہون جسے
رتبے مین اپنے خاک برابر ہے آب سے
لیا سرخ کرو مارے قاتل نگاہ پیرہن
شیشہ بھرا ہے تیغ نے شفق گون شراب سے
آتش وہ رخ حسن ملے تجکو جا بجا سے

پائے سمند الجھا ہوا ہے رکاب سے
انشان روے یار و تموج محال ہے
مردے نجات پائے مین اپنے عذاب سے
نازک خیال اب بھی ہین موجود اے فلک
دل ٹوٹتا ہے گریۂ چشم کباب سے
سیر درون لطف ہے کہ حقیقت کے مجھے
پریان اٹھالے گئی ہین فرش خواب سے
قاتل لہو کو دیکھ کے غش آ گیا مجھے
کچھ کم نہین ہے خون شہیدان شراب سے
ناقص اپنی کرتی ہے انسان کو ذلیل
ظاہر یہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے

کنیزون سمجھاتی ہین حضور نہ گھبرائین ملکہ عالم آتی ہونگی آپ کے مطلب کی بات کچھ پوچھینگی خدا کرے بامراد آئین حضور کو لوح ملے غنچۂ آرزو کھلے یہ ذکر تھا کہ ملکہ ہنستی ہوئی آ کر اترین صاحبقران نے ہاتھ پکڑ لیا ملکہ نے بھی جوش محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا صاحب آج تو مین نے جان لگادی باپ سے حال لوح پوچھا وہ تو مقام جانے کے لائق نہین ہے دشمن وہان جا کر کسی بلا مین پھنس جائینگے دس ہزار ساحر برائے حفاظت وہان مقرر ہین وہ سب غل مچا دینگے یہ بھی حضور پر خوب ظاہر ہے کہ مجھے سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے ورنہ مین پہرہ جلتی خود اپنے ہاتھ سے طائر چہار دہ رنگ کو نکالتی اب آپ بہ آرام یہین تشریف رکھین کوئی تکلیف نہ ہونے پائیگی مین وعدہ کرتی ہون کہ ایک مہینا بھی نہ گذریگا مین باپ کو شیشہ و دیگر لوح کسی تدبیر سے منگا لونگی اپنے ہاتھ سے آپ کو دونگی کہ طلسم کشائی مین آپ کو تکلیف نہو مین یہی چاہتی ہون کہ بلا تکلف طلسم فتح ہو امیر نے فرمایا اے ملکہ گلعذار اے آتش خوار معشوق خوش خو اسقدر تامل ہوتا تو تامل ہے دو شنبہ مجھکو یہان گذرین مین نے ترپ ترپ کے راتین کاٹین اور چند امورات وہ ہین کہ جنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین ہین یہ سب امورات تیئے رنج تکلیفات ہونا رہا لوگون کو منہ سونا بعد فتح طلسم لقراط یہ سب رنج و غم دفع ہونگے تم مجھسے مفصل حال تو کہو ملکہ نے جو باپ سے سنا تھا کیفیت باغ کی بیان کی یہ بھی کہدیا کہ سو قفس جانورون کے لٹکتے ہین جس طائر کے گلے مین لوح ہے اسکے جسم پر چودہ رنگ ہین امیر نے فرمایا بس مین سمجھ گیا بہ عنایت خدا مین پہونچ جاؤنگا اگر میری تقدیر مین فتاحی طلسم ہے مین طائر چہار دہ رنگ کو قبضے مین کرونگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا اے شہریار آپ جانے کو فرماتے ہین میرا دل ہلتا ہے دس ہزار ساحر علمبردار سے ماہر جب وہ سب سحر کرینگے آپ اکیلے کیونکر بچینگے اپنی یہ کیفیت ہے نظم

سوزش پروانہ دکھلاتے ہو کیا مین کیا کہون

کیا کرون کیونکر رکون ناحق رکا جاتا ہے دل
دیکھ جلتے شمع محفل کو جلا جاتا ہے دل

بس کیا ظلمی ہے اس سے جسم اچھلا ہے دل
یا الٰہی مجھکو کس بیدرد نشین کا غم لگا

سینے میں اندر ہی اندر گھٹا جاتا ہے دل
کوئی سنتا ہی نہیں بکتا ہے کیونکر دیوانہ وار
کچھ بھی بن آتی ہے جب ہے یوں فنا جاتا ہے دل
ہاتھ اٹھائے کیسے دل سے لگے سینے پر ہم
سینے میں رکتا ہے جب آنکھوں میں آ جاتا ہے دل

حیرت دیدار بس آئینہ رکھتے ہاتھ سے
میرے دل کے ساتھ ناصح کا بھی کیا جاتا ہے
وہ ستمگر دلبر ظالم ادھر آتا ہے آپ
ہاتھ سے اغیار کا بھی تو لیا جاتا ہے دل
جیا جاتا ہوں میں تو مجھ میں یوں کون ملے

اپنی حالت دیکھ کر ظالم گھٹا جاتا ہے دل
ہاتھ سے بیزار گردی عمری انصاف کر
کیا بنے گی دیکھیے رہتا ہے یا جاتا ہے دل
آہ گریہ دم اندوہ بے موجب نہیں
کیا کروں بتخانے کی جانب کھنچا جاتا ہے دل

یہ کہکر ملکہ اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر ہوگئے کہا اے شہریار میں ایسے ہنگامے میں کیونکر قبول کروں امیر کا کہنا حسرت آثار گلفام انجوے قلب ٹھہر گیا آنکھوں کے نیچے تصویر دلپذیر ملکہ قمر پیکر دختر ریحان شاہ پھر گئی صاف خیال میں آیا کہ افسوس اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو آوارۂ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار پروردۂ مسند ناز و نعم اسیر پر رنج و غم نہیں معلوم کیا گزری وہ ساحر غدار دغاباز نہیں معلوم کہاں لیگیا ایک معشوق آنکھوں کے سامنے دامن پکڑے کھڑی ہے دوسری کی تصویر جو آنکھوں کے سامنے پھری آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا ملکہ ایک ایک ساعت میرے واسطے ایک ایک سال ہوگیا کہوں کہ دل کا کیا حال ہے

نظم

بستانم از کرا این دو عدو خونبہائے جان
گردید مہر قاف اشک آہ دل
در برگ ہر گلے بہمین رنگ حسن اوست
با صاحب حرم نرسی جز براہ دل
دلدار حرف ما شنود خلق سوے اوست
باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

جان سنفر رسیدہ من داد خواہ دل
دل جرم چشم گوید و چشم گناہ دل
دل کشت و ناتوان و نزاریم در نظر
صاحب دلان چو سیر کنند از نگاہ دل
یکشب اگر بہ بزم خود دم جا دہی چو شمع
گویم در جہان بجز حال تباہ دل

دل اگرچہ گردہ است بجان من گواہ دل
یارب بدرد بے اثری نالہ سحر
جز نوک خنجر مژہ اش تکیہ گاہ دل
اے شیخ گر بسوے حرم میروی چو سو
روشن شود بجان تو روز سیاہ دل
سودا اگر بجا بروم من ز دست دل

امیر نے جو اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے ملکہ کا دل ہلگیا کہا اے شہریار آپ کے کلمات سے اسقدر سوز و گداز پیدا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صدمۂ عظیم اٹھایا ہے صاف صاف فرمایئے کیا رنج گذرا میں تو جانتی تھی کہ میں مبتلائے دام گیسو ذبیح خنجر ابرو ہوں گرفتار مضطر و بیقرار میرے کلام سے زیادہ کسیکی بات میں سوز و گداز ہوگا مگر آپ کے سوز و گداز نے دل ہلا دیا سارے عیش کو خاک میں ملا دیا امیر نے فرمایا فراق لشکر جدائی فرزندوں کی کس کس کو یاد کروں کس کے واسطے فریاد کروں اس ابلیس خود پرست کے مکر نے مجھے ایسا معطل کیا جو شخص وقت پر ہماری مدد کرے اپنا ملک و مال تباہ کرائے سالہا سال آرام نہ پائے اسیر رنج و بلا ہو کسی آفت میں مبتلا ہو بڑی غیرت کی بات ہے کہ ہم اسکی مدد کو نہ پہونچیں مصیبت میں اسکی خبر نہ لیں ہر چند کہ بعنایت پروردگار فرزندوں نے میرے تا بمقدور سعی کی ہے چھبدن انھوں نے کو لب کو قید کیا ہے انکو بھی فرصت نہیں ملی نگران جانے والوں نے یہ نہ دریافت کیا کہ ہم اس طلسم کے فتاح ہیں یا نہیں اپنے زور جرأت دکھاتے ہیں آخر جا کر پھنس جاتے ہیں مصیبتیں اٹھاتے ہیں نگران بھیجا ہیں کو میں نہیں ملا ہر چند کہ بڑے ساحر زبردست ہیں بادۂ عجائب و غرائب سے مست ہیں خود جانتے ہیں انکو گرفتار کرکے لائے ہیں جو کیا قید ہوا میں خواجہ زادوں سے پوچھکر چلا ہوں فرزندان خواجہ بزرجمہر اپنے باپ کے مثل ہیں تمام دنیا میں مشہور ہیں کہ علم رمل میں کوئی انکا مثل نہیں انھوں نے حکم دیا کہ آپ طلسم کو فتح کرینگے تب میں چلا مگر راہ میں اس ابلیس ملعون نے روک لیا اسکے دو ملک و بیلچ سحر سے قید انکو کون

جواب دے سکتا ہی آگے اُنکے سحر وساحری کے کون دم مار سکتا ہی کوکب سے علم سیکھا ہمیشہ اسی فکر مین رہتے ہین کہ کمال حاصل کرین خدا فتح نصیب کریگا مگر میرے پہونچنے سے قیدیون کو تسکین ہوگی قاسم و ایرج و نور الدہر و چار شاہزادے جو ہوشربا و نور افشان مین پیدا ہوے وہ بھی جا کر اسی طلسم مین پھنسے اب دیکھیے میرے واسطے کیا ہو مدد غیبی شریک ہو تو کیا بات ہی ایسون سے لڑائی نہین کرامات ہی ملکہ نے کہا آپ لاکھ تمہیدین اُٹھائین مین آپ کو باغ گلرنگ مین نہ جانے دونگی امیر نے کہا اگر ہمارا منتین مین بھی جانا ضرور ہی اس خیال سے قلب ناصبور ہی لکھا ہی کہ ایک دن اور ایک رات یہی ہا ملکہ کا انکار صاحبقران کا اصرار دسیوم میں یہی سمجھانے مین ملکہ یہان رہنا میرا باعث خرابی ہی نہ کہ ایک مہینا کا مل سب یہی کہینگے صاحبقران کو تب کوکب کا خیال نہ آیا کوئی کیا سمجھے ہمارا ساتھ دیگا اہل اسلام ہی طعن کرینگے تو اب خدا کے سپرد لیا برائے خدا صبر کرو دل بہ جبر کرو سکو نہ رو کو ہمارا رکنا مناسب نہین ملکہ تمہارے سر کی قسم ہم بدنام ہو جائینگے ہمارے ملازمون مین چرچے ہونگے ہر شخص یہی کہیگا کہ صاحبقران زمان نے جلالت کو کام فرمایا افسوس ہی کوکب کی مدد نہ کی اصل کیفیت یہ ہی

نظم

کام خونریزی ہی اُس یوسف بازاری کا
ابر گرتا ہی اشارہ مجھے میخواری کا
نور آنکھین ہون کسی طور سے تو روتے
مجھے عالم مرے نالون کی شرر باری کا
نئے مین جز قدم یار نہین گرتا ہون
جسم محبوب مین گرتا نہین پھلکاری کا
تو وہ خورشید ہی جس لیے اُٹھائے جو نقاب
تو ہمادم جسے کیا ہی مری غمخواری کا
وہ دم خندہ گل سے یہ صدا آتی ہی
یا لکھون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

ایک عالم ہی مری غفلت ہشیاری کا
جان بیچے جو کرے قصد خریداری کا
وصف تنہا کہین دیوان مین عیب و کمر
اور چارہ ہی نہین دیدہ کی بیماری کا
ہر یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہی بشر
بیخودی مین بھی مجھے دھیان ہی خودداری کا
شہسواری کا جو اُس چاند کے گر بیل ہی شوق
ہو سراک زمین عالم دل جھنکاری کا
زخم دل ایسے ہین ہم صید کہ عالم مین
باغ عالم مین ہی موقع بھی زرداری کا

خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
رحمت حق ہی سبب میری گنہگاری کا
ساتھ ہو صبح کی زنگار کے اک ساریکا
سنی شعلہ آواز مین خنک ہو جسکو
دل مین دروازہ ہی اُس گنبد زنگاری کا
ہی وہ گل چمن حسن یہ مین پھول اُسکے
چاندنی نام ہی شبدیز کی اندھیاریکا
لکھا گیا ہی اُسے فکر و رفو مین غم ہی
غم ہوا طائر مضمون کی گرفتاری کا
خود کو دوست کی دقت ہوئی جاتی ہی سیاہ

صاحبقران نے اسطرح یہ اشعار عبرت آثار پڑھے کہ ملکہ کا دل ہل گیا کہا اے شہریار مین اسواسطے روتی تھی اور اب آپ لاکر باتون مین دونگی باغ تک جانے مین کوئی منتین ملینگی ماہی ان مین سنا ہی امیر نے فرمایا ملکہ جو آفت ہوگی وہ جھیلینگے جستجوے نوجوان مین جان پہ کھیلینگے تصور تو کرو اگر ایرج نوجوان سنتے ہی نہ جاتا مین اُسکی صورت نہ دیکھتا ملکہ برات شمشیر زن اُسکی زوجہ ہی صاحب اولاد ہی سنتا ہون کہ اولاد پر کچھ افتاد پڑی ماں سے لڑکے الگ ہو گئے یہی حادثہ ایرج پر بھی گذرا تھا وہ کیونکر نہ جاتا زوجہ کے چھڑانے کی تدبیر نہ کرتا اُس معشوق کے واسطے اُنہنے ہزارون جفائین اُٹھائین کوکب ایسے بادشاہ سے فساد ہوا اُنے جا کر طلسم شکنی کی صاف تو یہ ہی کہ مثل فرہاد کوہکنی کی مگر آخر کو زوجہ کوکب ایرج کی شریک ہوئی لاکھون آدمی مارا گیا خانہ گلگون پوش برنا ہید نے رنگ جما یا اپنے حنا کو نہ ڈالا کوکب نفیہ ایسے ایسے جھگڑے پڑے کہ اگر ذکر کرون کلیجہ ملتا ہی ایسا معشوق نفیہ ہو جائے دل کو کیونکر چین آئے یہ سب جو صاحبقران نے بیان کیے ملکہ نے رو کر دامن چھوڑ دیا کہا اے شہریار بسم اللہ جو کچھ ہم پر بیتیگی سہینگے اب زبان سے کچھ نہ کہینگے شعر سفر مملکت مبارک باد به سلامت روی و باز آئی ✦ اسقدر ملکہ روئین

از غش آگیا جب گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا بوے زلف معنبر صاحبقران دماغ میں گئی تب ملکہ نے آنکھ کھولی
کہا بسم اللہ اب آپ کیوں دیر کرتے ہیں صاحبقران نے بہت سمجھا دیا پیدل چلے گھوڑا بھی اسی مقام پر چھوڑا
ملکہ نے بھی کہا تھا گھوڑا اس راہ میں نہ جائے گا امیر پیدل نکلے جستجو میں باغ گلرنگ کے چلے انکا ذکر تو وقت پر
کیا جائیگا مگر اب حال مصیبت مآل بیقرار و مضطر ملکہ قمر پیکر گذارش ہوتا ہے اس گوہر داستان بے بہا کو زیب
گوش سامعان ذی ہوش کیا جاتا ہے جب باغ سے ملکہ قمر پیکر کو عقاب جادو اٹھا لیگیا صورت زیبا کو
دیکھتا ہے دنگ زندگی سے تنگ تھی کہتا ہے آج تو سامری و جمشید نے وہ دولت عطا کی کہ زندگی بھر لطف زندگی
اٹھاؤنگا اس معشوق کو آنکھوں کے پردے میں رکھونگا مزا وصل کا چکھونگا ایسا معشوق اگر بیوفا بھی ہو عاشق
اپنی جان نثاری کرے ملکہ کی آنکھ بسبب تموج ہوا کے بند ہو گئی تھی ساحر مذکور لیے ہوے ملکہ کو ایک باغ میں
آیا کسی شاہ و شہریار کا وہ باغ تھا اس بے دین نے قبضہ کر لیا ہے جب جی چاہتا ہے مہینوں یہیں رہا ایک دیو
کہ وہ بھی پردہ قاف سے بھاگ کر دنیا میں آیا ہے اسی باغ میں رہتا ہے کبھی ان دونوں کا سامنا نہیں ہوا
ساحر نے ملکہ کو لا کر باغ میں چبوترے پر بٹھایا بست سے پھول لا کر رکھ دیے ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی
ساحر سیہ فام بد انجام کریہ منظر کو دیکھا ڈر کے آنکھیں بند کر لیں تب ساحر نے پکار کر آواز دی ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان میں تابعدار ہوں غلام جان نثار ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں میں آپ کو باغ سے اٹھا لایا معاف
فرمایئے گا ملکہ نے جو یہ مضمون سنا آنکھیں کھول کر کہا ای شخص مجھکو کیوں اٹھا لایا اگر آدم خوار ہے بسم اللہ مجھکو کھا لے
کہ میں تیری صورت زشت کو نہ دیکھوں تیرا دل خوش ہو جائے حسرت پوری ہو اور میں تیرے کس کا ممنون

نظم

سنسار ہا جو حال دل پاش پاش پر
گستار ہا میان تو گلا اس خراش پر
پہونچے وہ میں خیال میں بھی جسکے تم ہو سے
مرتا ہوں کوے یار کی میں بود و باش پر
سو غم میں یار سے مرے اک دل میں میہمان
چھڑکو نمک مرے جگر پاش پاش پر
شاید دکھائے دست حنائی کیا ہے قتل
کیا مستعد ہوا ہے کسی کی تلاش پر
منظور جو تھا خون چھپانا اسے جلال

کیا رو دیگا وہ کشتۂ حسرت کی لاش پر
تھا صنم تراش کے کافر کیا ہمیں
دل تنگ ہو رہا ہے اس اپنی تلاش پر
لیتی ہے دل میں حسرت پرواز چٹکیاں
کیا حوصلہ کیا ہے ذرا سی معاش پر
باہم دل و جگر کہیں اوکر نہ کٹ مرین
گنتی ہیں انگلیاں جگر کشتے کی لاش پر
دشمن بھی غش سکیگا نہ درد فراق دوست
قاتل نے خاک ڈالی نہ کیوں میری لاش پر

تا حشر کہیں کسی کا لگا تھا غضب وصال
تھوڑے سے تھے ہے یہ کیا بت تراش پر
مستو میں عیش خلد سے مجھکو بہا گئے
رکھنا قفس میں کاہکے صیاد کاش پر
مشتاق زخم خندۂ دندان نما کے ہیں
تلوار چل نجائے تمہاری تراش پر
کھوئے ہوے ہو اس لیے تو دل اپنا ڈھونڈو
تھوکیگا خون ہر سخن دل خراش پر

ای شخص اگر تو میری جان کا خواہان ہے تو میں اپنا خون تجھے بخش کرتی ہوں قتل کر ڈال خواہ کھا لے خواہ لاشہ مجھ گرفتار دام مصیبت کا کسی جنگل میں پھینک
لقمہ گرگ و نہنگ ہو تیری خوشی ہو جائے عاشقی و معشوقی کا مجھسے ذکر نہ کر میرا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے جادوگر
قدموں پر گر پڑا کہا میری کیا مجال کہ جو میں قریب حضور کے جیسوں نہ میں فقط گلچینی گلشن جمال کی کرنا چاہتا ہوں
جب ملکہ کو عصمت سے تقویت ہوئی کہا او بد نصیب کمبخت میں نے شب سے کھانا نہیں کھایا دو چار پھل آ تو توڑ لا
کہ میں شکست نہار کروں کھانے کو جی چاہتا ہے لخت دل کھاؤں خون جگر پیوں مگر سبزواری نہیں رکھتی اتنی جو ملکہ
نے فرمایش کی ساحر نہال ہو گیا سوچا کہ اب مجھکو بھی پھل ملیگا گل مراد کھلیگا ابھی عزیز و اقارب سے جدا ہوئی ہے
ہوش درست نہیں جب دو چار روز خدمتگاری کرونگا رامی ہو جائیگی یا کوئی سحر کرونگا قلب اسکا الٹ دونگا

آپ ہی عاشق ہو جائیگی یہ سوچکر دیو درختوں کو چمن کے پامال کرنے لگا جس شجر پہ ہاتھ ڈالا اکھیڑ لیا شاخ توڑ ڈالی
صدہا درخت گرا دیے قضاے کار دیو جیمون وہ بھی اسی باغ میں رہتا ہے اتنا ہمیشہ سے خیال میں ہے کہ
باغ میں کوئی ساحر بھی رہتا ہے اسی تلاش میں تھا کہ غافل پاؤں تو کھا جاؤں اسوقت جو اُڑتا ہوا آیا دیکھا
ایک ساحر سیہ فام سارے درختوں کو پامال کر رہا ہے غل کے جو گرا ایک تھپکی سر پہ ماری سر گردن میں گردن
سینے میں گولی بنا کر بیچا تنگ گیا پیٹ میں گز بھر شروع ہوئی پیٹ پیٹتا پھرتا ہے چار گھڑی کے بعد آواز آئی کشتی مرا ملعون
عقاب جادو بوجیب گزر موقوف ہوئی تو دیو مطمئن ہوا باغ میں آیا اب جو نگاہ اٹھا کر دیکھا چبوترے
پر ایک ماہ تابان مہر درخشان ستارۂ فلک خوبی مشتری چرخ محبوبی گل اندام شیرین گفتار حسن میں بے مثال
آفتاب حسن جمال حیران حیران دیکھنے لگا یہ ستارہ ہے یا کوئی ماہ پارہ ہے جب جمال پر نگاہ ٹھہری تھلتا ہوا قریب
آیا جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا ارے تو بھی جادوگر ہے اب دیو نگر آیا ہے دیو نے عرض کی اُسے تو میں کھا گیا
پیٹ میں بڑی دیر تک اچھلتا رہا اب اطمینان ہوا میں خدمتگاری کو جان نثاری کو سب طرح پر موجود ہوں ملکہ نے
ہنسکر کہا کیا خوب فلک شعبدے دکھاتا ہے شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد ۔ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ۔ سبحان اللہ
یہ خوب عاشق ملے ایک انگلی لگا دے تو میرا نشان نہ باقی رہے ای فلک کیا کیا سامان دکھاتا ہے سوختہ بختان
مصیبت کو جلاتا ہے ابھی کچھ اور بھی دیکھئے یہ دیو عجب صورت ہے کیا اچھی کیفیت ہے نظم

چون مہر زعریانی سر عار نہ داریم
در کعبہ بیہودیم و سلمان بد و دہر
در سینہ کم از مرغ گرفتار نہ داریم
بلبل دل نالان و خیال رخ او گل
فرداست کہ ما طاقت گفتار نہ داریم
تا نوک نگہ و عشوہ بہاے دل سوداست

چون گوہر ناسفتہ از اسباب معیشت
آرام بجز خانۂ خمار نہ داریم
ما بندۂ عشقیم و مبرا ز مذاہب
با بلبل و گلزار جہان کار نہ داریم
آئینہ غبار از نفس ما نپذیرد
زین بیش چہ خریدار کہ انکار نہ داریم

ہرگز بہ جہان ما غم دستار نہ داریم
دلبستگی خویش بیک تار نہ داریم
با نالہ لب از بیم عزیزان کہ دل خویش
با شیخ و برہمن سر پیکار نہ داریم
ہر عرض تمنا نہ دہی گوش چو ما مرد
بر خاطر کس ز اہل جہان بار نہ داریم

دیو قدموں پر گرا کہ میں ابھی آپ کے
واسطے کنیزیں لاتا ہوں وہ کام کاج کریگی دل بہلا رہیگا ملکہ نے کچھ غصے سے جواب نہ دیا دیو بھاگا ایک گاؤں
سے جا کر پانچ سات عورتیں اٹھا لایا ایک مقام پر اونٹ لدے ہوے جاتے تھے اسمیں میدہ وغیرہ شکر
لدا تھا اٹھا لایا سامنے ملکہ کے عورتوں کو بٹھا دیا کہا یہ کنیزیں واسطے خدمت کے حاضر ہیں یہ کھانے کا سامان
ہے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کچھ دیو نے پکا کر کھایا ملکہ نے ناچار ان کنیزوں سے کہا صاحبو تم بھی پکاؤ مجھ سے
پکتا کھاؤ ناچار ان بیچاریوں نے کچھ روٹیاں پکائیں کچھ خدمت میں ملکہ کے حاضر لائیں ناچار ملکہ نے بھی کچھ کھایا
آٹھ پہر یاد صاحبقران زمان و باپ کی جدائی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں رویا کرتی ہیں کبھی ٹھنڈی
سانسیں بھرتی ہیں کبھی شکوہ فلکی کبھی اپنے کیے پر رونا کبھی جلانا کبھی پکارنا نظم

تم ہو آگے یہ مہمان رہے یا نہ رہے
ڈھونڈتا تھا دل گم گشتہ کو میں ڈھونڈھتے
بت سلامت ہیں ایمان رہے یا نہ رہے
میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمہارے آگے
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

خواب غفلت ہی ہے بہتر لیے ہم آغوش ہوا
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے
جس پری نے ہمیں دیوانہ بنا رکھا ہے
آئنہ بزم میں حیران رہے یا نہ رہے
سجدہ حسدن سے کیا اک بت کافر جلے

تم سے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے
بندۂ عشق ہوں اللہ سے کہتا ہوں یہی
روز کہدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے
لٹکی زلفوں میں گرو کیا دل عشاق کو
شک ہے بہ ملکہ مسلمان رہے یا نہ رہے

اس افسوس مین آٹھ پہر روتا کنیزین بیچاریان مبتلاے مصیبت وہ بھی جاتی ہین کہ واری اگر زندگی باقی ہے اس مصیبت سے رہا ہو گئے ورنہ ہمین تڑپ تڑپ کے مرینگے کسی سے ملکہ نے حال دل نہین کہا جب کسی نے کچھ پوچھا اور ذکر ہی نالہ یا وہ بیچاریان بھی جان سے بیزار طول وحزن اشکبار مگر قضاے کار یہ دیو میمون ہی کوہ قاف سے کیون بھاگا پردہ دنیا مین کیون آیا ایک دیو ہے کہ دیو جبار اسکا نام ہے کسی وجہ مین اسکے اُسکے دشمنی ہوئی جبار نے میمون کا قلعہ لوٹ لیا یہ بیچارہ اُس سے کمزور تھا بھاگ کے دنیا مین چلا آیا ایک دن خیال مین آیا شکارگاہ سلیمانی مین بہت سے غزدار رہتے ہین چلکر انسے ملین اگر وہ ہمارا ساتھ دین تو دیو جبار سے لڑکر اپنا قلعہ لین یہ سوچکر شکارگاہ سلیمانی مین آیا ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا کہ دیو جبار سامنے سے نمایان ہوا میمون نے چاہا کہ بھاگون جبار آپڑا میمون سے وار چلنے لگی جبار نے میمون کو مار لیا ملکہ کو انتظار مین جب دو دن گذرے کہ میمون جنس کے نہ آیا کھانا روز لاتا تھا اب فاقے ہونے لگے ملکہ نے کنیزون سے کہا کیون صاحبو خواہ دشمن تھا وہ خواہ دوست تھا آب و دانہ تو پہونچاتا تھا جس شی کی فرمایش کی اُسکو تلاش کرکے لاتا تھا اب یہان کون خبر لیگا تڑپ تڑپ کے مرینگے اسیر کوئی اُفتاد پڑی ہمین یقین ہے کہ اب وہ نہ آئیگا یہان کیتک تڑپ تڑپ کے دن ہر روز ایک نیا شعبدہ ہو گا **نظم**

دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمین
یو ہمین ہمیشہ گیسوے سلطان سے چھیڑ چھاڑ
لیا دل نہ جانتا تھا لگے گی یہ ہوگے تیر
رہتی ہر خمین عیسی و بابا نسے چھیڑ چھاڑ
آشفتہ اور ہو گئے ہم لیا ضرور تھی
دل کی لگی تیر کے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
بگڑا بنے لیا ہمین مین گردنے شروع کی
آہین ہو رہی ہر دل نہ جانے چھیڑ چھاڑ

اے دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ
رکھنا تھا دست دل کو گریبان سے چھیڑ چھاڑ
کیا کیا ہماری آبلہ پائی سے بھی رہی
کیون کی ہوا کو کوچہ جانان سے چھیڑ چھاڑ
بس چپ ہی رہنے دے اسے کنج قفس مین
باد صبا کو زلف پریشان سے چھیڑ چھاڑ
بچپائیگا سیبے دل مین زنخدان
قمری سے عشق بلبل نالان سے چھیڑ چھاڑ
رلوائیگی لہو نگہ شوق کی جلال

ہو فوت ہو تو جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ
اب بت کی بندگی مین چلی جائیگی یہان
وحشت جنون مین خار مغیلان سے چھیڑ چھاڑ
کرتے مین اپنی سختے مین کچھ اسکی اے جنون
صیاد گر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ
رکھنے نہ دوگی سینے مین تمام عمر بھی جنون سے
آتی نہین ہر نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
دونون سے دونون پوچھے مین [illegible] عشق
ہر دم کسی کی نشتر مژگان سے چھیڑ چھاڑ

سب نے عرض کی واری اختیار ہے ہم آپ کے ساتھ ہین اب کہان جائین گھر بار چھوٹا عزیزون سے الگ چھوڑ آیا پاس باغ کے لاکر باغی نے پہونچایا اب سواے آپکے اور کون ہمارا ہمین ومددگار ہے آپ جہان جائین ہم بھی آپ کے ساتھ ہین آپ کا دامن ہمارے ہاتھ مین کسی مقام پر بھی نہ کرینگے جیسا فرمائین بجا لائین ہین دن جب تکلیف آب و دانے کی ہوئی ملکہ چار کنیزون کو ساتھ لیکر باغ سے روانی ہوئی تکلین کبھی گرتی کبھی اُٹھین کنیزین سنبھال لیتی ہین کبھی عرض کرتی ہین واری لونڈیان آپ پر سے نثار ہون لونڈیون کے کاندھون پر سوار ہو لیجیے جسطرح حکم ہو اسطرح بجا لائین ہمین تکلیف حضور کی گوارہ نہین ملکہ فرماتی ہین ساتھیین بجھر کر ہو راتی ہین تو نے تکلیف دی اُس سے کیو ڈر نہین کیونکر دامن کانٹون سے بچائین تڑپ تڑپ کے مرجائین مگر یہ تکلیف آنکھون سے نہ دیکھین کسی طرح تکلیف گوارہ نہین ہوتی مگر انسان تقدیر سے مجبور ہے ناچار ہے ہمارے واسطے یہی ہے قضا و قدر نے مقرر کیے چشم زدن مین کیا کیا سامان ہوے کہان وہ ساحر اٹھا کر لایا اُسکی جان کیا جا رہی دیو کو خدا نے مہربان کیا اسیر بھی ہیں معلوم کیا گذری صاحبو یہ یقین کامل ہے کسی ایسی بلا مین پھنسا کہ جو نہ آیا اگر وہ صحت سے ہوتا تو ضرور آتا ہم پر مہربان ہوا اسی وجہ سے بلا مین گرفتار ہوا اپنی تقدیر کی خوبی جو ہمارے ساتھ احسان کرے وہ بلا مین پھنسے **نظم**

کیا سنی مرے نالۂ شبگیر کی آواز
پہونچی نہ کسی کان تک اس تیر کی آواز
بدنام ہو فریاد مری کوچے میں اُنکے
کانوں میں بھری ہے تری تقریر کی آواز
دل کو سحر وصل وہ گھونسا ہے یہ جتنی
شاکی ہے بہت ضبط گلوگیر کی آواز

آتی ہے مجھے خندۂ تقدیر کی آواز
مجنوں تو ہے کیا نجد میں دیوانہ بنا کر
پہچانتے ہیں عاشق دلگیر کی آواز
ہر صبح چمن ونگ ہے نالے مرے سنکر
نوبت سے جو پیدا ہے بم و زیر کی آواز
سر پیر وہ ٹھکراتے ہیں گھنٹے میں یہ شانہ

پیدا ہوئی کب آہ میں تاثیر کی آواز
لیلی کو مرے پاؤں کے زنجیر کی آواز
سنتے ہی نہیں یہ کوئی ہر چند پکارے
کیا نکلے جلا بلبل تصویر کی آواز
آہستہ بھی نالاں مجھے ہونے نہیں دیتا
کیا خوب جلالؔ آتی ہے تقدیر کی آواز

دو دن اسی صحرائے ہول خیز میں گذرے کنیزوں نے انتقال کیا ملکہ نے یوں اوقات بسر کی کسی شکل سے پیٹ کا پانی ملنے کی یہ صورت ہے کہ سوائے چشمۂ آفتاب پانی اس صحرا میں نایاب ہے ملکہ جستجو کرتی ہے میں پانی دستیاب نہیں ہوتا پناہ پانی مشکل ایک روز بہت ہی پیاسی قریب چشمۂ آب کے پہونچیں پانی جو پیا آبرو پر بن گئی گریزاں جاتی ہیں اُنسوں دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے کہ اپنے حال زار پر رونا آتا ہے ملکہ گلفام آشفتہ یاد میں صاحبقران کی بہت بیقرار تھیں کنیزوں نے کہا واسطے شکار کے چلیے جنگل میں دل بہلیگا دل تردد و منزل کشتہ ہوگا ملکہ سوار ہوئیں نقاب چہرے پر باز سفید ہاتھ پر بیٹھا ہے شکار کھیلتی چلیں ایک طاؤس ایک طرف سے نکلا ملکہ نے باز کو چھوڑا باز نے طاؤس کو گھیرا اتنے بڑے جانور پر گرا باز نہیں آنکھ نیچے منقار سے چاہتا ہے اسکی آنکھیں نکال لوں جھپٹکر ایک پنجہ جو مارا طاؤس گرا جہاں ملکہ قمر پیکر بیٹھی تھیں وہیں طاؤس گرا قمر پیکر نے جو دمامے کی آواز سنی گھبرا اُٹھیں ممودی کی چادر سے چہرے کو چھپایا باز کندے باندھکر طاؤس پر گرا تمام جسم تڑپنے لگا ملکہ گلفام گھوڑے سے کود پڑیں قریب آتے ہی چمکارا باز کو اُٹھا لیا اپنے ہاتھ پر بٹھایا طاؤس کا شکم چاک کرکے دل نکالا باز کو دیا باز نوچ نوچ کے کھانے لگا پلٹ کے جو دیکھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ اُداس عالم یاس ملکہ گلفام دیکھکر حیران ہوگئیں جب قریب آئیں فرمایا ای شگفتہ تو کون ہے اس صحرائے ہول خیز میں آنے کا کیا باعث ہوا کون سا سبب تنگ لایا قمر پیکر نے گورے ہاتھ باندھکر ممودی کی چادر سے باہر نکالے کہا حضور ہم خاک نصیبوں سے کلام کرنا کیا ضرور ہے آوارہ دشت مصیبت غریب الوطن خاطر رنج و محن فلک زدہ مصیبت کے مارے ہوکے پیاسے اس پانی کے لالچ میں یہاں پڑے ہیں ہمارا احوال نہ پوچھیے بقول مخفی شعر روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود + غم چو آشا دی جلوہ دوست جیا دشمن شود دعا کیجیے کوئی شیر ببر یا آئے ہمکو کھا لے اس کشاکش سے چھوٹیں ملکہ گلفام خود ہجران دیدہ آفت کشیدہ بیتاب ہوگئی کہا بی بی میں مرد نہیں ہوں عورت ہوں مجھے حال چھپانا کیا ضرور یہ سب حوالی میرے قبضے میں ہے اگر مناسب ہو تو مجھے سرفراز فرمائیے میرے ساتھ چلیے میں حسب خواہش آپ کی خدمتگزاری کرونگی یہ سنکر ملکہ قمر پیکر نے ایک آہ کی تمام اعضائے جسمی جلنے لگے اعضا سے شعلے نکلنے لگے پاس بیٹھکر جو محبت سے باتیں کیں ملکہ قمر پیکر نے چہرہ کھولا حقیقت میں ایک شاہزادی کو دیکھا کہ جو پیکر قمر منظر یہ منت کر رہی ہے کہ میرے ساتھ چلیے قمر پیکر نے سر جھکا لیا کہا میں تو کنیزی کے بھی لائق نہیں ہوں کیوں حضور مجھکو لیے چلتی ہیں ملکہ گلفام نے کہا صاحب یہ کیا کہتی ہو احمد نے سب طرح کا سامان دیا ہے ایک آدمی اگر ہو جو تجلی رہیگا کچھ مشکل نہیں یہ کہکے ہاتھ تھام لیا ایک اور رہوار یاں کو حکم دیا اسپر سوار کر لیا دلدہی کرتی ہوئی اپنے گروہ گلگوں میں لائیں بہ محبت گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا بی بی ہمارے سر کی

تم مفصل حال بیان کرو تا مین بھی مفصل بتاؤن قمر پیکر نے سوچکر کہا مجھکو شمشاد بانو کہتے ہین اس قطع کے لوگ ہمیشہ مبتلا
بلا رہتے ہین میرا باپ تاجر تھا قزاقون نے آکر گھیر لیا مین خیال عصمت مین قزاقون کو دیکھتے ہی بھاگی ایک غار
مین چھپی نہین معلوم انپر کیا گذری تین دن بے آب و دانہ اسی صحرا مین گذرے آج آپ پہونچین آپ کو ہمارے
حال زار پر رحم آیا مگر افسوس یہ کہ موت نہ آئی مان باپ کی جدائی ہلاک کرتی ہے عزیز و اقارب لوگ جدا ہوے یہ
کہکے زار زار روئی ملکہ گلفام آشفتہ خو نے اسی وقت لباس تبدیل کرایا چند کنیزین واسطے خدمت کے دین ایک قصر
مین رہنے کو حکم دیا قمر پیکر جا کر رہتی تھین مگر ہر وقت رونے سے کام جب ملکہ گلفام صحبت مین بلاتی ہین بیقرار و مضطر
پاتی ہین جب کئی دن اسی حال مین گذرے ملکہ گلفام کو نفرت ہوئی زن صحرائی و بعضیان جنگلی عورت کہتی ہین
ملکہ گلفام نے فرمایا اے شمشاد بانو یہان تم گھبراتی ہو احوال کوہ قلقلون مین بیس کوس تک ہمارے باغات
بنے ہین وہ سب ہمارے ہی ہین تمھین غم و الم نے گھیرا ہے دو سو کنیزین تمکو دیکر ہم وہان بھیجتے ہین ہمارے سر کی
قسم بہت لطف سے بسر کرنا جس شی کی ضرورت ہو کہلا بھیجنا ہم برابر روانہ کر دینگے ہمین تمھاری فکر رہیگی یہ سنکر ملکہ کو
ہو گئین دو سو کنیزین گلفام نے ساتھ کین ہوادار منگا دیا کنیزون پر تاکید کی خبردار انکو کوئی تکلیف نہ ہونے
پاے ہماری مہمان عزیز ہین جس شے کو فرمائین فوراً ہمکو خبر کرنا ہم روانہ کر دینگے چندے جب الگ باغ مین رہینگی
غم و الم رفع ہو گا فی الحال ہم تو مبتلاے غم و الم ہین ورنہ انکو صحبت مین جگہ دیتے شگفتہ کر لیتے ملکہ قمر پیکر ہوادار
پر سوار ہوئین دو سو کنیزین ہمراہ وہان سے دس کوس پر ایک باغ تھا انھین لا کر اتارا ملکہ کو غنیمت ہوا ہر وقت
گوشۂ تنہائی مین بیٹھی رہتی ہین کبھی گھر کی یاد آتی ہے کبھی یاد امیر مین گھبراتی ہین دل کو چین نہین ملتا ہر وقت
رویا کرتی ہے نہ جیتی ہے نہ مرتی ہے کبھی گھبرا کر چمنستان مین آ کر تماشائے گل پر نگاہ پڑی یاد روے محبوب کی چھری
کلیجے مین گڑی نخل سرو کو دیکھا تھمین ہمارے دل کی آہ ہے ہماری طرح یہ بھی تباہ ہے کبھی قریب چشمے کے تھین
موج آب کا خنجر کلیجے پر چلا معلوم ہوا یہ چشمہ بھی حبابون سے آنکھین دکھاتا ہے ہمارا حال اسکو کب بھاتا ہے
دیکھین آبرو کیونکر بچے آب حسرت مین غرق تھین و آرام مین فرق یہ حال اسکا دیکھکر کنیزین تحسر کرتی ہین
کہتی ہین صاحب جو یہ جنگلی عورت زن صحرائی ہر وقت رویا کرتی ہے ہم تو اسکے ساتھ اکثر مبتلا ہے بار غم و الم
اٹھاے کیا کہکے اسکو سمجھائین اگر سمجھاتے ہین اور زیادہ بیقرار پاتے ہین جنگلی عورت ہے اسکی یہ کیفیت ہے جب
بیان سے کنیزین ہو کر خدمت مین ملکہ گلفام کے جاتی ہین تمام کیفیت بیان کرتی ہین ملکہ گلفام کہتی ہین یہ
معلوم ہوتا ہے کسی پر عاشق ہے ہماری طرح کسی وقت اسکو چین نہین ملتا ہے کیا کیا تدبیر اسکے آرام کے واسطے
کی سب بیکار ہوا نہین معلوم اسکی اصلی خواہش کیا ہے سب نے کہا واری اصلی نقلی کیونکر معلوم ہو بات ہنسنے کی اسکی آنکھون سے
آنسو جاری ہوے کسکو سمجھائین کیا کہین اسپر تو نیک و بد باتین سب گذرتی ہین ہر طرح سے ہم لوگ چاہتے
ہین اسکو شگفتہ کرین مگر زن صحرائی ہے ہر وقت گھبراتی ہے تنہائی اسکو بہت پسند آتی ہے ہر وقت ہم لوگ بہلاتے
ہین سب طرح سمجھاتے ہین اسیر ترنگ غم و الم ہے چاہتی ہے رو رو کر جان دون مگر حضور تو اپنے چہرے کو دیکھین
گل سا چہرہ کمھلا گیا ملکہ نے اف آہ کی کہا مین محبوب مسافر کے واسطے بیقرار ہون وہ یکہ تاز میدان
جلالت صاحب شوکت و لیاقت نہین معلوم انپر کیا گذری باغ گلرنگ تک پہونچے یا نہین پہونچے
خدا ایسا فضل کرے کہ لوح طلسم بقراط انکو ملے فتح ہی مین مصروف ہون جب دشمن کسی مصیبت مین پھنس
جائینگے ہم کیا کرینگے تر انکا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کیا کہون کچھ نہین بن پڑتا خود جاؤن

یا کسی کو واسطے خبر کے بھیجوں ۔ نظم

حسرت اس بت کے دل میں آئی ہے
دیکھو حسن کی یہ بیوفائی ہے
زندگانی نے ہجر کی مارا
اک صنم کی یہاں خدائی ہے
پاک الفت کسی سے رکھتا ہوں
تھوڑی تھوڑی سی کچھ ادائی ہے
کسلئے در تک جلال جا پہونچا

جب منشی میرے لب تک آئی ہے
ہنسنے اک شوخ کسی کی پائی ہے
اسکی آنکھوں میں روز وصل آنا
ملک الموت کی دوہائی ہے
دیکھ لینے دے یار کو اے ضعف
رند ہوکر یہ پارسائی ہے
بولا امیر دیکھکر وہ شوخ
آگے تقدیر کی رسائی ہے

اسپہ تقدیر مسکرائی ہے
مر چلے ہم تو بولے سارے وہ
اک حیا عین بے حیائی ہے
ہر دو عالم سے غیر عالم دل
ہنسنے پھر وں میں آنکھ اٹھائی ہے
سیدھی نظروں میں بھی تری ظالم
ہائے کیا آنکھ میں نے پائی ہے

الغرض ملکہ میں حضور ایسا آپ نے اپنے کو گھلا دیا مسافر کے پیچھے اسقدر نہیں رونے دعا کیجیے کہ خدا انکو مظفر و منصور کرے لوح طلسم دستیاب ہو صحت و عافیت سے آپ سے آکر ملیں خدا دشمنوں سے بچائے غم و الم کی صورت آپ کو نہ دکھائے ملکہ نے فرمایا اب یہ غم ہماری جان لیگا اب اس سے چھٹکارا دشوار ہے اگر انکے رنج و ملال کی کوئی صورت سنی کیونکر نہ پریشان ہونگی گزشتہ نہیں تھوڑی کاوش کہ ساتھ جاتی لوح دلوانے میں کوشش کرتی کاش کہ انہیں کے سامنے مرتی انکو بھی تو ثابت ہوتا کہ یہ ہماری عاشق صادق ہے یار موافق ہے مگر افسوس کچھ نہیں بن پڑتا ملکہ گلفام اس حال میں وہاں ملکہ قمر پیکر گویا درد امیر کا ملال مگر اب حال صاحبقران عرض کیا جاتا ہے کہ امیر بموجب نشان دینے ملکہ گلفام اشنغو کے قریب اس باغ کے پہونچے دیکھا قفل کلان در باغ پر لگا ہے امیر نے بڑھکر چاہا قفل توڑوں ایک طرف سے آواز آئی اے جوان کیا کرتا ہے قفل کو بے کلید کھولتا ہے صاف ثابت ہے کہ اصلی مالک نہیں خبردار ہاتھ نہ ڈالنا امیر نے پلٹ کر دیکھا ایک دیو سوگز کا قد لایق فرقہ دار شمشاد کاندھے پر رکھے ہوئے غراتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا وار لگائی اس بیدار مغز نے جست کر کے وار کو خالی دیا زمین پر دار پڑی گرد اٹھی پانی نکل آیا دیو نے آواز دی ہائے لقمہ بھی آدم زاد کا گراں ہو گیا امیر نے پہلو سے نعرہ کیا اور بھیجا کیا ٹکتا ہے اپنے جھٹکے پھر وار کا وار کیا امیر نے نیمچہ سہراب کھینچا وار پر ہاتھ مارا دو شل خیار کے تھی دیو نے گرز دو کا پھینک مارا امیر نے اگوائی ہو کر خالی دیا دیو نے غصے میں چنگل مارا امیر نے ہتھیلی کا ہاتھ مارا کہ دیو کا پنجہ قلم ہوا پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہوا دیو نے ایک چیخ ماری او آدم زاد تو نے میرا ہاتھ قلم کیا تیرے کہا ہاتھ کا چاہا کہ بھاگ نکل جاؤں امیر نے مہلت نہ دی تیغ کے ہاتھ مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوئے امیر دیو کو مار کر قریب در باغ گئے آتے قفل پر ہاتھ مارا توڑ کر قفل کو پھینک دیا اندر باغ کے آئے دیکھا گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں نہریں سلسبیل آسا کہ آب گوہر بار پانی بھرے دریا کی آبرو چہار جانب جوانان چمن آگ رہے ہیں نرگس کی آنکھ میں ڈورے نشے کے پڑ رہے ہیں سوسن نے آب شبنم سے رخ انور کو دھویا باغبان تخم محبت دلوں میں گویا صبا وا اپنی بدنصیبی پر رویا زمین نے رنگ کیفیت گلستان ہاتھ سے کھویا سنبل پیچ و تاب کا گل بنا رہی ہے اپنی رعنائی دکھا رہی ہے فوارہ ہزاری نہروں میں چھوٹ رہے ہیں صاف ثابت ہے کہ گوہر بے بہا لٹ رہے ہیں باغ پر بہار کیلیے قطار در قطار صاف ثابت ہے کہ جوانان سبز پوش میں میں کھڑے ہیں مگر کسلیے نہیں بعد غور و تمکین ایک کے قریب ایک اسی طرح جوانان چمن کو اپنی رعنائی پر ناز ہے عندلیبان خوشنوا جانتی ہیں کہ آمد بہار کا آغاز ہے ایسا نہو خزاں اپنا رنگ جمائے باغبان قضا و قدر رنگ

برپا ہوئی دکھائے اپنے اپنے حال میں سب مست ہیں پھول ساغر بدست ہیں چراغ لالہ روشن آباد گلشن بیچ میں
باغ کے سو قفس آہنی ہر قفس میں سو سو طائران ہفت رنگ جیسے طائرون نے امیر کو آتے دیکھا غل مچانے لگے
امیر نے کچھ خیال بھی نہ کیا جب بالکل قریب پہونچے طائر چٹکنے لگے جو بیچ میں قفس تھا اسمین طائر چہار دہ رنگ
نے زبان کھولی آواز دی یارو یہ طلسم کشا معلوم ہوتا ہے یہ سنتے ہی طائرون نے قفس توڑے نکلتے ہی سر پر
صاحبقران کے چرخ مارنے لگے آواز یہ مین کہا ہالیان طلسم دور دور طلسم کشا فکر لوح میں آگیا یہ جو طائر چہار دہ
رنگ نے آواز دی وہ طائر یا تو زد صاحبقران کے چرخ مار رہے تھے یا منقارین لکھو مین اشعار عبرت آمیز
پڑھنے لگے مراد یہ تھی کہ اے ساکنان دنیا مقام عبرت ہے جائے عشرت نہیں نوشیروان کیا ہوا مگر عدالت نے
نام اسکا روشن کیا خوف کرو ضحاک ماران بادشاہ ظالم جابر تھا اسکا بھی ذکر جابجا ہوتا ہے فریدون فرخ
کیا انصاف و عدالت کر گیا آج تک نام نامی اسکا مثل آفتاب کے روشن ہے اب یہی مناسب ہے کہ ہر
کس و ناکس خوب عبادت کرے اپنے خدا کو یاد کرتا رہے کیا حافظ حقیقی نے پردہ ڈالا کوئی سمجھ نہیں سکتا کہ
موت کس وقت آئیگی اگر شاید یہ پردہ نہوتا اور کسی کو ثابت ہو جاتا کہ زندگی کے دس برس باقی ہین یقین ہے دس
برس پیشتر سے لیبر انا ہر دوست و عزیز کی ملاقات کو جاتا ایک ایک سے کہتا پھرتا کہ اے یارو ہماری زندگی کے
دس برس باقی رہگئے اب ہم مکان بنوا کے کیا کرین لباس کی کیا ضرورت ہے ہمارے ساتھ فوج حسرت ہے
مگر سبحان اللہ حافظ حقیقی مالک حقیقی نے کیا انتظام رکھا ہے کہ چند ساعتین اسکی زندگی میں باقی ہین مگر علاج
کر رہا ہے یہی خیال ہے کہ اب کی دوا کو پیکر اچھے ہو جائینگے عزیزون کو بھی یہی گمان ہے کہ اگر شربت انار مین
طلبائے بیمار اعزیز صحت پائے وہان جام عمر لبریز ہوا اسکی خبر نہین کہ رشتہ حیات منقطع ہو چکا آخر تھوڑی دیر مین
یہ حال ہوا کہ دوا نے کچھ کام نہ کیا وقت وصال ہوا ملک الموت نے ہاتھ بڑھایا روح قبض کر لی حسرت دیاس
ساتھ گئی کسی دولت نے ساتھ نہ دیا گھر مین شور و قیامت برپا ہوا یہ شخص ابھی نہین جانتا کہ مین مرا جاتا ہی
کوئی اور شخص مر گیا یہ دیکھ رہا ہے کہ میرے عزیز و اقارب رو رہے ہین بیٹے زوجہ روتی ہے ماں اشکون سے منہ
دھوتی ہے یہانتک نوبت پہونچی کہ جنازہ اٹھکر چلا یہ بھی شخص ساتھ ہے جب شہر خموشان مین پہونچے اسکو
لوگ قبر مین گرانے لگے ساتھ والے پلٹنے اب اس مرنے والے کو ثابت ہوا کہ مین مرا ہون مجھے قبر مین گرا
دینا ہے جو میرے ساتھ آئے تھے وہ جاتے ہین کاش کہ انھین لوگون مین مین بھی ہوتا کہ انکے ساتھ پلٹ جاتا اب
عزیزون نے قبر مین گرا دیا آگے ذکر سوال و جواب ہے طولانی یہ کتاب ہے اے طلسم کشا تیری آنکھین کھلین چند
ساعت کے واسطے کیون ظلم کرتا ہے بیگناہون کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے امیر یا تو قبر کچھ جواب نہین دیتے چپکے
ہوئے طائر قفس چہار دہ رنگ کے جاتے ہین اب وہ طائر امیر پر گرنے لگے کسی نے پر مار دیا کسی نے چاہا
منقار سے گوشت نوچون امیر نے تیغ چمکایا سر کٹ کٹ کے طائرون کے گرنے لگے طائرون کے بھی ہوش اڑ گئے
ہنسی ہو کر غل مچاتے تھے یارو دوڑو طلسم کشا آپہونچا طائر چہار دہ رنگ مارا جاتا ہے لوح نے لیگا سب کی
جان جائیگی ساکنان طلسم مارے جائینگے بادشاہ طلسم مصیبت اٹھائینگے قضا کے کار مشہور جادو
اسوقت تخت پر بیٹھا ہے کام سرفروش وزیر پہلو مین عدالت و انصاف ہو رہا ہے صاحبان مقدمہ حاضر مین
اہالیان دربار کیفیت مقدمات کے ناظر ہین یکایک سناٹا ہوا بارگاہ مین اداسی چھائی اندھیرا ہونے لگا
ہر ایک ساحر خود بخود رونے لگا بادشاہ نے کہا کیون یارو نکو کیا ہوا کیون گھبراتے ہو کلمات

حسرت و یاس زبان پر لاتے ہو کہ ایک وزیر نے کہا سوچ سے طبیعت گھبراتی ہے وہ جیسے آسمان سے کیسی آواز آتی ہے مشہور کہ عبدالرحمن بارگاہ میں آیا دیکھا ہزارہا جادوگر باغ گلرنگ پر غل مچا رہا ہے کہ کیسے چلاتے میں اے بادشاہ جلد دوڑو ہم مارے جاتے ہیں ہمارا سحر اس شخص پر تاثیر نہیں کرتا ہے عجب یہ جوان سنگدل ہے یہ کیونکر نہیں کہ یہ جاہل ہے نہیں معلوم کیا انتظام کر کے آیا ہے کہ اسپر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے ہمنے اپنے کمال صرف کیے کئی ہزار ہمارے ساتھ کے مارے گئے کسی نے ایسا ٹھیک پتہ بتایا ہے قریب قفس طائر چہاردہ رنگ آیا ہے ہم مجبور ہیں قلب ناصبور ہے افسوس کہ آپ سے دور ہیں کہ آپ ہی بارگاہ خداوندی کے حضور ہیں یہ جو بادشاہ نے سنا کہا اے کافور سیہ فروش غضب ہو گیا دیکھو تو یہ طائر کیا غل مچا رہے ہیں یہ سب کہا نان باغ گلرنگ میں رہتے اپنی زندگی سے تنگ ہیں جبات ثابت ہوتا ہے کہ مصروف جنگ میں طلسم کشا اثر رہا ہے انتہا کا سحر لیے پڑ رہا ہے مگر طلسم کشا کون ہے کیونکر آیا کسنے باغ گلرنگ کا پتہ بتایا وزیر نے کہا میں ابھی جاتا ہوں قفس طائر چہاردہ رنگ لاتا ہوں بلکہ اگر بن پڑتا ہے تو طلسم کشا کو بھی لاتا ہوں جا کر زور سحر کا دکھاتا ہوں جان لگا دونگا سامری و جمشید کو پکارونگا ہمارے آپ کے ہونے دو سو خداوند میں ایک بھی اگر ایسا معاملہ صاف ہے یہی عرض کرونگا یا لات و منات مقام انصاف ہے کبھی لونا لونا کو پکارونگا کبھی جھونگ جھوٹا کو للکارونگا یہ کہکر آواز دی یارو چلو ہمرے ساتھ بارہ ہزار ساحر چلے اسوقت جا کر پہونچے کہ صاحبقران زبان پر ساحر گر رہے تھے امیر کے ہاتھ میں تیغ عقرب سلیمانی خود جرأت میں لاثانی جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر ساحر گر رہے ہیں تیغے سحر کر رہے ہیں مگر امیر کے اسم اعظم ورد زبان جرأت میں زوروں پر چڑھے ہوئے سب ساحروں سے آگے بڑھے ہوئے قریب قفس پہونچے وزیر نے آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران نے قفس کو توڑا طائر چہاردہ رنگ خائف ترسان گوشے میں قفس کے چھپتا پھرتا ہے چاہتا ہے جان بچا کے نکل جاؤں قفس جسم خالی کو طائر روح سے خالی کروں مگر صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا ہر چند طائر نے اپنے کو چھپایا کافور سیہ فروش نے دیکھا امیر نے طائر کی گردن کی طائر پکڑ کا امیر نے کارد نکالی اسوقت طائر کی بیقراری منہ پر اڑ رہی ہیوں سے سر پٹکتا ہے کبھی متعال کہکر آواز سبحات دیتا ہے کبھی خون اپنی گردن پر لیتا ہے کبھی حسرت میں جان کے خوف میں یہ پکارتا ہے نظم

بھائی کا بھر آنکھے ہوا انتظار حیف
ہوں غرق آب شرم کہ ڈوبا نہیں ہنوز
دیکھا لیے وہ میری طرف بار بار حیف
دم کی نکلی تو نہ آتش یا قوت کو ہوا
جڑتے میں اسکی گور بہ اب گل ہزار حیف
اللہ مرگ کی بھی برآئی نہ آرزو
کیا اعتبار ہستی بے اعتبار حیف

یارب زمین پھٹے کہ سما جاؤں ورنہ کیا
بے آبروئی مژہ اشکبار حیف
کشتے تھے انکو جان قیامت میں خاک سے
کیا خاک ہو گیا گہر آبدار حیف
ہر دم زمین کو زلزلہ میری طپش سے ہے
مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف
یہ نیم جان بھی کاوش اجل کی پسند ہے

کیا میرا سدراہ ہے سنگ مزار حیف
بسمل کو منھ دکھا گیا وہ شہسوار حیف
اے مرگ چشم لطف کہ حسرت سے مرتے ہیں
کس منہ سے سر اٹھائیگے ہم شرمسار حیف
جوگل کہ خون کی قبر پہ جاتا نہ تھا کبھی
وہ شوخ خاک میں بھی رہا
زندہ ہوں میں اور وہ مر جائے ہے قفس
شیون کا غلغلہ ہے مرے گھر سے بلند ہو

کبھی یہ پکارتا ہے یارو مجھکو سامری و جمشید نے بنایا دو سو برس اس قفس میں رہا کسی کے ہاتھ کا ظلم نہ سہا اب آج مجھپر یہ ظلم ہے کہ طلسم کشا نے قفس سے مجھکو نکالا چھری سے ذبح کرتا ہے آج نقصان طلسم بیشمار ہوگا مرتا ہے وزیر نے وہاں سے للکارا او جوان کیا کرتا ہے خبردار طائر کو ذبح نہ کرنا جس کسی نے پتہ بتایا خلاف کہا اسکے حکم میں لوح نہیں ہے لوح میرے پاس موجود ہے ارے مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے بارہ ہزار ساحر لیکر آیا

امیر پر حربے پڑنے لگے اس جلدی میں کئی زخم کھائے مگر طاہر کو نہ چھوڑا چھری سے شکم چاک کیا لوح طلسم بقراط نکلی نہایت رعنا و زیبا ریشم میں گندھی ہوئی مثل برق کے چمکی امیر نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ جل گیا مگر کافور سر فروش اڑتا ہوا سحر کرتا ہوا امیر پر جا پڑا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا ہزار ہا شعلے بھڑکے بہت خنجر آسمان سے گرے امیر پر کسی شے نے تاثیر نہ کی اسکی تلوار کو تلوار پر گا تھا اٹھا دے سے ہاتھ نکالکر فرمایا ای وزیر علم معاف فرمایئے گا میں نہیں چاہتا کہ آپ کو قتل کروں مگر قضا آپ کو گھیر کر لائی ہی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا تیغ چمک کے گرا مندیل وزارت کٹی سر پر کافور کے زخم آیا یا ساحر تمی کہتے اپنے کو گرا دیا امیر ساحروں کو مارتے ہوے باغ سے نکلے ساحر گھیرے ہوے ہیں امیر چاہتے ہیں اتنے میں ہمیا چھوٹے لوح دکھیوں امیں کیا مرقوم ہی مرحلے پر جانے کی دھوم ہی باہر باغ سے ملکہ صاحبقران سنبھلے ساحروں پر جا پڑے کئی ہزار ساحر مار کر ڈالدیے جو بڑا ساحر بڑھا امیر نے لوح چمکائی وہ ادسے کہکے رکا اور سے ہاتھ تلوار کا بڑا ہاے کہکے زمین پر گرا تڑپکر جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا امیر شیرانہ تہنگا نہ رستا نہ جنگ کر رہے ہیں دم جرات کا بھر رہے ہیں جب دو ہزار ساحر مارے گئے وزیر زخمی ہوا آب یہ شکست کھاکے بھاگا دو کوس تک صاحبقران مارتے ہوے گئے کسی ساحر کو تیر سے مارا کسی کو نیزہ مار دیا کسی پر لوح چمکائی پھر دن چڑھتے چڑھتے ساحروں پر فتح پائی گرد و پھر کامل ہوئے بازو تھک گئے ایک گل کے سایے میں ٹھہرے زخم اپنے پاک کیے زرہ سے نکھتے خون کے جدا کیے خیال میں آیا کہ ایک شب اگر ہمیں مہلت ملے مقام المیان دستیاب ہو اس طلسم کے مرحلے بہی سخت ہو گئے ساحر بڑے بڑے فتور کرینگے لوح چھیننے میں مجبور کرینگے یہ سوچکر ایک جانب چل نکلے گلشن کے کار جس باغ میں ملکہ قمر پیکر ہیں نہایت بیقرار و مضطرب ہیں کنیزوں نے زن صحرائی و جنگلی عورت نام رکھا ہی جب خفا روتی ہیں تو کنیزیں آکر کہتی ہیں ای ملکہ عالم آپ صحرا میں ماری ماری پھرتی تھیں ہماری ملکہ عالم آپ کو اٹھا کر لائیں آبرو عزت دی جب دیکھا کہ انکی صحبت میں آپ کا دل نہیں لگتا یہ باغ آپ کو رہنے کو دیا ہم سب آپ کی خدمت میں آئے ہر وقت سب طرح کے تماشے کرتے ہیں ناچ راگ رنگ کا چرچا رہتا ہی کہ آپ بہلیں بغیر ہوں جو جیسے فرمایئے جنگل کی باتیں کریں صحرا کا ذکر ہو ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا تم لوگوں سے کیا کہیں جو کچھ گذرتی ہی وہ گذرتی ہی یہ مصیبت نہ چھٹتی ہی نہ مرتی ہوں

نظم

نہ ہوا اب نہ جینے کو آہ کھو بھرتے ہیں
حوض مینا نہیں سے بھی مرا جی نہ بھرا
زخم دل مشک سے ای خالہ مو بھرتے ہیں
اس تمکسے نہ آنکھ لڑی ہی کہ حباب
آفتابے کبھی ہنگام وضو بھرتے ہیں

شمع پر چھپ ہمیں تو نہ لگ سارے عالم
کیا تنگ ظرف میں جو غم سے جو بھرتے ہیں
رہتے ملک ور ستک کا نہ لو رکہ ہم
لیسے لیے گھڑے پانی لب جو بھرتے ہیں

کون لکھتا ہی دم عشق عدو بھرتے ہیں
پانی آگے ترے ای عربدہ جو بھرتے ہیں
حسرت بوسہ کاکل کا کیا ہمنے علاج
کیسے عماروں کے منہ دیکھو تو جو بھرتے ہیں
فی الحقیقت حضرت موسیٰ بھی خضر

کنیزیں ان اشعاروں کو سنکر سبب گھبرا جاتی ہیں حضور بہلایے کہ یہ مقرب ملکہ گلفام اشکوہ کی بھی ہی سیدھی مزاج کی کہنے لگی حضور ہم جب کوہ گلگون پر جاتے ہیں ملکہ عالم آپ کا مزاج پوچھتی ہیں ہم کیا بیان کریں یہی کہدیتے ہیں کہ بی شمشاد بانو مبتلائے رنج و غم رہتی ہیں ہم لوگ ہر چند چاہتے کہ انکا غم و الم رفع ہو نہیں ممکن ہوتا ملکہ کو یہی منظور ہی کہ آپ کی طبیعت کو فرحت ہو تو اپنی صحبت میں بلائیں آج کل ملکہ عالم تمہاری فراق میں جلا کرتی ہیں آٹھ پہر رویا کرتی ہیں کل شب کو میں نے بہت ملول پایا اگر آپ کا حکم ہو تو جا کر دیکھ آؤں ملکہ قمر پیکر تو ملول ہی سر جھکائے فرمایا جاؤ دیکھ آؤ کیوں بلا

اُسوقت تمنے آمد سخن مین یہ کیا کہا کہ طلسم کشا کے فراق مین بیقرار ہین کون طلسم کشا ہے کیا مرکہ ہی خواص نے عرض کی ہماری ملکہ کے معشوق لوح طلسم لقراط حاصل کرنے گئے ہین ملکہ نے اپنے باپ سے حال پوچھا اُنسے اگر سب بیان کردیا اُسی نشان پر وہ تشریف لائے ہین آٹھ پہر یہی دعا ہے کہ خداوند اُنکو مظفر و منصور کرے ہماری ملکہ کے دل سے رنج و غم دور کرے جسدن سے اُنکو لائین عیش جیش سب گیا مگر حقیقت مین ملکہ جو پری ہین ایسے شخص کی عاشق ہوئین کہ جسکا عالم مین مثل نہین حسین و جمیل تیغزن صف شکن اکیلے لاکھون سے لڑین وہ مجھے اب حصول لوح مین کیا معرکے پڑین بارہ ہزار جادوگرون سے مقابلہ ہے باغ مین جانا اپنا رنگ جمانا لوح کا لینا ساحرون کو شکست دینا صاحب انھین کا کام ہے لاکھ لاکھ ملکہ نے سمجھایا کہ ایک مہینا آپ تامل کرین مین طرح آپ کو دلوا دونگی سب سہولیت مین طلسم فتح ہو گا مگر اس بہادر نے عدم تکلیف کو گوارا نہ کیا آتش جفا کو قبول کرلیا یکہ و تنہا دس بارہ ہزار ساحرون پر گئے ہین خدا اُنکی آبرو رکھے یہ کہکر یہ خواص چلی گئی مگر اس ذکر سے قمر بیگم کے بھی کان کھڑے ہوے مین دل سے کہتی ہے یہ ذکر تو صاحبقران کا معلوم ہوتا ہے وہی ایسے صف شکن و تیغزن ہین بالکل انھین کا ذکر تھا ہائے کس سے مفصل پوچھون کہ صاحبقران کہان گئے آنسو نہین رکتے نظم

نہ در مرغ چمن اما ہم اشک
زگریہ دیدہ را ہر دم خیال است
بر بزای دیدہ گرداری بہ شکے
ز دیدہ و اشک حسرت ریز مجنون

کہ گل خرم شود از غنچہ شاداب
عجائب عالمے ست این عالم اشک
کہ خندد غنچہ گل از غم شبنم
کہ دارم بار دیگر ماتم اشک

نہ بروی رہ براد ای محبت
مشو تنہا ز ہم دل نالہ کن
بہ بزم ہمچو شمع از آتش دل

اگر مجنون نبود بے ہمدم اشک
کہ نبود غیر دیدہ محرم اشک
بنالم ہمچو بلبل در غم اشک

قمر صنوبر خواص جو باہر نکلی دیکھا صاحبقران زمان زخمدار ایک گل کے سایہ مین کھڑے ہین حیران چہار جانب دیکھتے ہین صنوبر نے دوڑکر سلام کیا امیر نے فرمایا صنوبر کہان تھین کہو ملکہ عالم کا مزاج کیسا ہے عرض کی انکا تو حال عرض کرونگی حضور اپنی کیفیت فرمائین ساحرون سے کیا گذری لوح تو نام خدا قبضے مین ہے مگر شاید تلوار خوب چلی خدا نے حضور کو بچایا امیر نے فرمایا مین کل شام کو قریب باغ گلرنگ کے پہونچا پہلے ایک دیو نے روکا خدا کی عنایت سے اُسکو مارا پھر اندر پہونچا وہان تو قیامت برپا تھی یہ جنگ طولانی ہے مختصر لوح کو پایا خدا نے بڑا فضل کیا مگر وزیر بھی آ گیا تھا اُسکو بھی زخمی کیا لوح ملی مگر مین بھی زخمی ہوا ہون سوچ رہا ہون کہ مقام ملکہ گلفام اشکنحو یہان سے بارہ کوس ہے مین پہونچ نہ سکونگا ایک شب کے لیے کہین مقام کرنا چاہتا ہون یہ سنکر صنوبر نے عرض کی یہ سامنے باغ ہماری ملکہ عالم کا ہے ایک زن صحرائی کو دیا ہے ہم لوگ سب آپکی خدمت مین ہین آٹھ پہر قسمت رویا کرتی ہے ہرچند انکو ہی کو سمجھا وہ نہین مانتی آپ چلین سب خدمتگذار ہین جو حاضر ہین رات بھر ہم سب خدمت کرینگے صبح کو کیا منظور ہے امیر نے فرمایا برائے فتنامی مرحلہ جات جاؤنگا نگار وزیر جاگے فساد برپا کریگا وہ زخمی ہو کر گیا ہے صنوبر نے کہا واری اسی وجہ سے متردد آپ ہین وزیر اعظم ملکہ کے باپ ہین امیر صنوبر سے باتین کرتے ہوے چلے صنوبر نے کہا مین پہلے جاؤن اُس جنگلی عورت کو بھی واسطے استقبال کے لاؤن حضور باعزاز و اکرام چلین یہ کہکے بھاگی باغ مین آکر آواز دی ارے غنچہ دہن او سوسن او گلشن اری رشک چمن صاحبقران زمان معشوق ملکہ عالم لوح لیکر آئے ہین مگر زخمی ہو گئے ہین زہے بخت ہمارے کہ آج اس باغ مین تشریف رکھینگے چلو چلکر استقبال کرین سب کنیزین دوڑین قمر بیچاری نے خیال بھی نہ کیا یہ کیا کہتی ہے صنوبر قریب آئی کہا بی زن صحرائی جنگلی عورت تو

نہیں کہہ سکتے صاحبقران زمان تشریف لاتے ہیں تم بھی جلد استقبال کرو باعزاز و اکرام یہاں لاؤ مسند کو خالی کرو قمر پیکر نے کہا واہ سبحان اللہ بی صنوبر تم نے خوب سیدھی بات کہی مجھے کیا غرض ہے کہ میں کسی نامحرم کے استقبال کو جاؤں اپنی صورت غیر کو دکھاؤں وہ تشریف لاتے ہیں لائیں تشریف رکھیں تم سب لوگ خاطر کرو میں ایک کونے میں مجبور ہوں گی میں سامنے ہونے کی جفا نہ سہوں گی صنوبر نے کہا حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود بادشاہ ہیں چرخ حسن و جمال کی ماہ ہیں لیکن کھڑی تو ہو جائیے دروازے تک چلیے ملکہ ہماری اگر سنیں گی تو انکے خلاف ہوگا قمر پیکر نے کہا میں کیا کسی کی لونڈی ہوں انھوں نے خاطر سے رکھا اس وجہ سے رہی ہوں میں اب آپ چاہتی ہوں تو مجھکو جنگلی عورت کہتی ہو مجھے جنگل پسند ہے میں جنگل میں نکل جاؤں گی صحرا میں چین ملیگا جنگل میں غنچہ آرزو کھلیگا صحرا کی فرحت آہوان دشت کی صحبت دل کو فرحت ہوگی روح کو راحت ہوگی یہ صاحب جو تشریف لاتے ہیں میں استقبال کے واسطے ہرگز نہ جاؤں گی نظم

چھٹتی نہیں جبہ کو بھی ہنسنے کے غم سے
وہ گرمرو بادیۂ عشق جنوں ہوں
چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے
ہستی میں مری فکر رسا باندھ کے اکثر
دلال خریدار نکالاتے ہیں دم سے
وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہے ہمارا
یہ طنطنہ کرو تیغ ستم آمیزش سم سے
اے چرخ نہیں زندے میں بیداد سے نالاں
خالی کوئی لشکر نہیں دیکھا ترے ظلم سے

ہاتھ آتا عجب نہیں اس رشک پری کا
جلتا ہے چراغ آج مرے نقش قدم سے
ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن
مضمون کمر یار کے لاتا ہے عدم سے
کعبے میں بھی تنگ آنے کی شکلوں کو نہ بھولا
کہتی ہے صبا آکے سلیمانی قسم سے
میراث سمجھتا ہے جو فردوس بریں کو
فریادی ہیں مردے بھی ترے ظلم و ستم
تا چند کریگا رقم سوز دل آتش

قلقل میں بھی شادی کی تو وحشت رہی ہم سے
چل جائے تو کیا داغ جنوں کم ہو درہم
دکھلائے نہیں دانت وہ ہنسکر ہیں دم
زنار کو دو تار میں زلف صنم سے
آنکھوں میں رہے مد نظر مشتری دل
یاد آ گئے ابرو مجھے محراب حرم سے
کافی نہیں زیبا لب شیریں سے تمہارے
فرزند وہ آدم کا ہے حوا کے شکم سے
دیوانے کو اطفال نہ گھیرے رہیں کیونکر
سنگ ہاتھ نکلتا ہے وہ صوان شعر قلم سے

صنوبر نے دست بستہ عرض کی فقط کھڑی ہو جائیے جب صاحبقران اندر آئیں تب تو ذرا بارہ دری کے اتر آئیے گا چہرہ اپنا چھپا لیجیے گا صاحبقران خود صاحب لیاقت ہیں جلوانے سے پردہ کرتے دیکھینگے ان کی طرف متوجہ نہ ہونگے قمر پیکر کو بہت ناگوار ہوا یہ مجبوری محمودی کی چادر اوڑھکر سراپا کو اپنے مخفی کیا فقط دو آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اس شان سے ملکہ بارہ دری سے اتریں اتنے عرصے میں صاحبقران باغ میں داخل ہوئے دیکھا باغ بہشت آئین پھولوں سے بھرا ہوا غنچہ و گل چٹک رہے ہیں طائران زمزمہ سرا چہک رہے ہیں باغبان نے صیاد و گلچین کو پکڑا ہے روش باغ پر نہیں جانے دیتا صیاد کی کیا ضرورت بلبلیں دام رگ گل میں گرفتار ہیں آنکھیں نرگس کی باغ پر فضا کی سیر میں ہر گل مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہے گلچین اپنی بدنصیبی پر مثل شرابی بہک رہا ہے ہر سمت جوش بہار طائروں میں زمزمہ سرائی کی پکار امیر کیفیت باغ دیکھتے ہوئے روشوں پر جاتے ہیں کہ سامنے سے ملکہ قمر پیکر کو دیکھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب عالمتاب نے اپنے کو پردۂ ابر میں پنہاں کیا امیر نے ابھی تک صورت ملکہ قمر پیکر کی نہیں دیکھی بسبب اسکے کہ قمر پیکر نے اپنے کو پردۂ چادر میں چھپایا ہے مگر قمر پیکر نے جو صاحبقران کو اس شوکت و شان سے دیکھا کہ لوح طلسمی گلے میں گرد کنیزیں صاف ثابت ہے کہ گرد میں ماہ تاباں گرد ہجوم سیارگان زیور سلاح جسم پر آراستہ فریدوں کی حشمت جمشیدی چہرے سے نظر ہویدا و ظاہر اس آن بان سے آگے میں کہ غنچۂ دہن کو دیکھکر مسکراتے ہیں پھول سامنے رنگ عارض لالہ نور کے

غمزہ بات میں نگاہ جو ملکہ قمر پیکر کی پڑی بے اختیار پکار اٹھیں شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست * یہ کہتے ایک چیخ ماری منہ سے یہ نکلا کیون شہریار اپنے چاہنے والون کو یون دل سے بھلا دیتے ہین نگاہون سے گراتے ہین کنیز پر آپکی کیا گذری ہے کیا بیان کرون **نظم**

ندائی ہو محبت کی گل داغ محبت سے
لیے جاتی ہے کیا جانے کہان سینے سے بیتابی
وطن برباد ہوتا ہے جو غربت وحشت سے
اٹھا لیتی اجل ہمکو شب فرقت تو کیا ہوتا
ستایا ہے زمین تو بھی نہین ہے گار احسن سے
تلاش یار میں کیسی کچھ اور خود رفتگی ایسی
اشارے کرتی ہے تردامنی کچھ ابر رحمت سے
یہ رتبہ عشق نے بخشا کر دیے ہین شمال اثر
بیان بھی لاگ ہے بے اختیاری کو طبیعت سے

جو مٹ جائے تو پوچھون فتنہ روز قیامت سے
لپٹ کر رو رہا ہے دل مرا ایک ایک حسرت سے
انھین غمزے کی آنکھ تو اک عالم دکھاتا ہے
توقع دوستی کی اٹھ گئی اس بیمروت سے
لیں مرگ اسکو پہلو مین نہ رکھونگا نہ رکھونگا
گذرتے ہین ایسا ابھی جستجو مین ایک مدت سے
ہمایت شکر کرتا ہون شب غم کی حکایت سے
ہماری ناتوانی کو حسین اپنی نزاکت سے
عتاب یار مین بھی ہے جلال اک لطف یار سے

نظارہ رنگ ناسوزی ہوا پھر سوز الفت سے
رہا کیونکر کسی کی آنکھ کے گوشے مین حیرت سے
نہ آئے ہوش رفتہ بھی کہ مجھ وحشی کو سمجھائے
پری معشوق بنتے ہین کدورت کر ادبت سے
خدا جانے وہ ملتے کون گردش ہے فلک کج سے
دل بیتاب کا مدفن الگ ہیری تربت سے
خرابات مغان مین تو نکر رہیگا منع زاہد
اگر مجھکو یار رکھا وصل مین تیری شکایت سے
لگاوٹ رکھتی ہے جیسے فراق یار سے شوخی
غضب آلودہ چتون کم نہین چشم عداوت سے

صاحبقران نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ آفتاب عالمتاب جو یار قمر منظر کہ لٹکنے گری روش ہر باغ کے بیہوش ہو گئی ملکہ نے کنیزون سے کہا ہٹو ارے اس مہ جبین کو کیا ہوا قریب جو آئے اپنے معشوق پری چہرہ کو دیکھا کہ آنکھین بند دل مضطر جوش حیرت سے پسینے پسینے پیشانی عرق آلودہ **شعر** قطرے نہین عرق کے رخ لاجواب پر * دیکھو پڑی ہے اوس گل آفتاب پر * یا صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہ عارض پر ستارے نثار ہو رہے ہین عندلیبان چمن کا ہجوم زمزمہ سرائی بھولین رنگ گل عارض دیکھکر ایسی بھولین قمریان نخل سرو چھوڑ کر اتر زمین بدلے کو کوکے کیا ہوا کیا ہو گئی تھین اس سرو قد پر کیا گذری مصیبت سہتی تھین صاحبقران اپنی جان جہان آرام دل مشتاقان کو دیکھکر بیتاب ہو گئے فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اٹھاکر زانو پر رکھا بوے زلف عنبر جو دماغ مین ملکہ قمر پیکر کے پہونچی اٹھنے کا کام نکلنے کا کیا دیکھا تو ٹھین گھبرا کر پوچھا اے شہریار رنگین ہوش مین ہون دن ہے کہ رات ہے میری آہ رسا تھی کہ عشق کی کرامات ہے آخر یہ کیا بات ہے مین آپ کو اپنے پاس دیکھ رہی ہون مجھے اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ مین آپ کو اسطرح پاؤن قریب تھا تڑپ تڑپ کے مر جاؤن دشت نوردی کے مزے اٹھا چکی پہاڑون کی ٹھوکرین کھا چکی جنگلی عورت ہمارا لقب ہوا کوہی زندگی کا سبب ہوا صاحبقران نے گھبرا کر جواب دیا اے بادشاہ اقلیم حسن و جمال اے فلک خوبی کی ماہ کمال اے تسکین دل عاشقان اے باعث تسکین قلب طالبان بہنے بڑی بڑی بلائین اٹھائین یہ کہکے ہاتھ پکڑ کر فرش خاک سے اٹھا یا گل رخسار خاک سے پاک کیے لیکر بارہ دری مین آئے مسند پر بٹھا یا آپسمین حکایت و شکایت ہونے لگی ملکہ دامن تھام کر بلک بلک کے رونے لگی **نظم**

دو بیچے تیغ جھکانے ہوئے مین ہم گردن
اڑادے مجھکو سر یار کی قسم گردن
فراق یار مین بانع ہے سبکی کے مجھے
کبھی نہ چھوڑیگی کشکر ترے قدم گردن
حریم کوچہ جانان ہے سجدہ گاہ بتان

یمان ازل ہی سے تسلیم کی ہے خم گردن
گلے سے چھوٹ جو نکلا ہے تیرے ہاتھ کا مجھ
کبھو آج ملتی ہے مینا کی دمبدم گردن
قریب جس رگ گردن سے آپ ہے قاتل
یمان جھکاکے اٹھاتے نہین صنم گردن

یہ تیغ یار سے کہتا ہون کر کے خم گردن
شراب سرخ کی ہے ساقیا قلم گردن
نکال لونگا کبھی تیغ حسرت پابوس
ستم ہے چھوڑ دے تو خنجر ستم گردن
اٹھاتی ہین جو محبت مین سختیان مٹنے

کبھی اُٹھا نہیں سکتی وہ کوہِ غم گردن | لکھا تھا خط اُسے بھی سرنوشت کی نزخبر | کہ نامہ بری کی ہو جائیگی قلم گردن
ہم اُنکو وصل میں شرمندہ کرکے خود ہیں خجل | نجل میں اُسطرف آنکھیں ادھر ہے خم گردن | ابھار ہے ترے سینہ کا کسقدر سرکش
بہت اُٹھاتے نہ یہ بانیِ ستم گردن | حضورِ غنچہ دہن تیرے میں سر جھکائے جلال | فلک کو دیکھ رہے ہیں اُٹھائے ہم گردن

مگر کنیزان ملکہ کلمقام الشنجو نے تو یہ سرکہ دیکھا اور یہ رازونیاز عاشق و معشوق ملاحظہ کیے آپسمین اشارے ہونے لگے ایک سے ایک کہتی ہی بوا اس جنگلی عورت نے خوب ہیٹ سے پاؤن نکالے یہ تو بڑی بادشاہزادی شہریار طلسم کشا کی معشوق خوشخو ہین بڑی صاحب آبرو ہین اسکی اب کیا فکر ہو صنوبر کو سب سے زیادہ شک جون جون ملکہ سے صاحبقران رازونیاز کی باتین کرتے ہین صنوبر جلی جاتی ہی غنچہ دہن سے اشارے کرتی ہی بوا دیکھو یہ زن صحرائی خوب بنکے بیٹھی ہی کیا باتین کر رہی ہو کہان سے کمان بھاگین جادوگر کولی تھا وہ اٹھو اٹھا لیگیا تھا اسکو دیو نے مارا دیو نہیں معلوم کیا ہوا آوارہ ہوگے تھکین جنگل مین ماری ماری پھرتی ہماری ملکہ کا احسان بھولتی ہین غنچہ دہن ہرچند کم سخن ہی کہتی ہی کہ نہیں بوا ملکہ کا احسان نہیں بھولین بھلا ہم کیونکر کہین کہ زن صحرائی کا سوت ہونا ہماری بی بی گوارا کرین مستخو انکا نام ہی وہ اپنے نام کی ہین زمین و آسمان ایک کریگی کوئی اُنکی برابر والی ہوتی جیسے صاحبقران کی بیبیان موجود ہین شاہزادیان صاحب اولاد ہین انکا سوت ہونا مناسب ہی اس جنگلی عورت کو نہین قبول کرینگی طلسم کشا سے فساد عظیم ہو گا وہ لہو پانی ایک کرینگی ہم لوگ اگر چھپا رہینگے سزا پاوینگے آپسمین یہی اشارے ہو رہے ہین کہ اس کل حال اکی چلکر ملکہ سے اطلاع کرین کہ بی جنگلی عورت معشوق بنکے بیٹھی ہین یہ سب رازونیاز بیان کرنا ہونگے ورنہ ہم سنگیون کے واسطے خرابی ہوگی یہ صورت ملکہ کی باعث بیتابی ہوگی یہان صاحبقران زمان نے کہ صنوبر کی نجو بی سمجھتے ہین اشارہ کیا کہ بی صنوبر کیا گھسر پھسر کر رہی ہو تمہارا جوش سب سے بڑھا ہوا ہی صنوبر نے کہا جو ارشاد ہو امیر نے فرمایا ہم تو تمہارے مہمان ہین مہمان نوازی ضرور ہی ملکہ قمر پیکر نے بھی کہا کہ ہان صاحبو اگر مناسب ہو صاحبقران تمکے مانگنے میں اسباب عیش و نشاط مہیا کرو صنوبر بڑبڑاتی ہوئی نکلی کنیزون سے کہا دیکھو کیسی حاکم بنکے بیٹھی ہین ہم یہ نہ سمجھے کہ طلسم کشا کی معشوق ہی حکایت و شکایت کسقدر طولانی ہو رہی ہی کسی طرح حکایت موقوف ہی نہین ہوتی ہی قصہ نکلتا ہی چلا آتا ہی یہ کہکے بہ مجبوری گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ کین صحن مین فرش بچھایا گائنین آگئین صاحبقران بارہ دری سے اُٹھے آکر مسند پر جلوہ فرما ہوے ملکہ قمر پیکر رنجیدہ کبیدہ تھین اب خوشی سے چہرہ سرخ ہو رہا ہی گائن کو حکم دیا گائن سامنے آ بیٹھی اب جو ملکہ کو پہلوے صاحبقران مین دیکھا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ قران السعدین ہی ایک ماہ ہر دو ہفتہ مہر درخشان ہی امیر حمزہ و بہادر صف شکن تیغ زن ملکہ زہرہ و فلک مہرولی آپسمین رازونیاز ہنسی و دل لگی ہونے لگی گائن نے ملکہ کی صفت مین یہ اشعار گائے نظم

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری | ہرچند کہ صفت سیکھم در حسن آن پیاری | تو از پری چابکتری و ز برگِ گل نازکتری
در ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری | اب ہنگامۂ عیش و انشاط گرم ہوا گائن بھی اپنی جان قراری بتا بتا کے

یہ غزل گا رہی ہی نظم

یہ شوخ ہین جو کسی وقت یاد آتے ہین | اب اپنے بھید کو کب رازدار پاتے ہین | نہین ہی دردِ رضان ہم نہین بتاتے ہین
ہمارے دلکو وہ چھاتی سے کیون لگاتے ہین | تو یاد ہے بھی ہماری وہ بھولے جاتے ہین | نہ آئیگی کبھی اُنکی تڑپ غبار دلی
غبار تنگ نہین ہوتا بلند عاشق کا | جگہ نہین سینے مین پہلو مین دلین داغ | کمان کسان ترے اک تیر کو چھپاتے ہین
 | وہ بھی نظر وسے یون خاک مین ملاتے ہین | لگے یہ خندہ دندان نما کو دیکھ کے نظم

نقاب ڈال کے چہرے پہ مسکراتے ہیں | جلال آنکھ سے آنسو نہیں نکلتے جواب | جگر کا خون کیا ہے اُسے چھپاتے ہیں

یہاں تو رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا پہر رات باقی تھی کہ صاحبقران نے آرام فرمایا ملکہ قمر پیکر کو سہیلیوں
کنیزوں آپس میں اشارے کر رہی ہیں ہر ایک کا یہی مطلب ہے کہ چلکر ملکہ سے اطلاع کرو بعض کہتی ہیں ابھی ٹھہر جاؤ دیکھیں
عمل بھی ہوا یا نہیں کہ سب نے دیکھا صاحبقران نماز پڑھ رہے ہیں ملکہ اٹھکر مسند پر آئیں لونڈیاں کترانے لگیں کنیزوں
پھر اشارے ہوئے کہ یہ کیا بات ہے کیا مسلمانوں میں بے نہائے نماز پڑھتے ہیں ملکہ نے جو یہ کھسر پھسر سنی حیران ہوکر
ان سب کی طرف دیکھا ملکہ نے کہا صاحبو تم لوگ کیوں اپنے کو تردد میں ڈالتے ہو صاحبقران زمانہ دانائی کائنات
و دنیا نہایت رابطہ و ضابطہ ہیں ہر چند کہ باپ نے میرے صاحبقران کے ساتھ منسوب کیا مگر عقد نہیں ہونے
پایا مجھکو ایک ساحر اٹھا کر لیگیا میں آوارہ ہوکر یہاں پہونچی اگر زندگی باقی ہے انکے مذہب کا طریقہ یہ ہے کہ بدون
عقد و نکاح افعال باطنی پر یہ توجہ نہیں کرتے یہ بھی خدا کو اختیار ہے آپ لوگ اسکا خیال نہ فرمائیں صنوبر جیب
ہو رہی مگر اب انہیں صلاح بخشتہ ہوئی کہ اپنے مالک سے چلکر خبر کریں دیکھیں وہاں سے کیا حکم ہوتا ہے یہ کہکر صنوبر
بھی دو میں کنیزیں اور ساتھ لیں کہ انسے گواہی دلواؤنگی صاحبقران بعد فراغ نماز مسند پر آکر بیٹھے مگر صنوبر وغیرہ
جو ہمیں طرف کوہ گلگون کے چلیں یہاں ملکہ گلفام رات بھر تڑپا کی جب کچھ نیند آئی ہے طبیعت گھبراتی ہوائی کبھی
ذکر کر رہی ہیں میں نے خبر سنی ہے کہ ہمارے والد نے صاحبقران سے شکست کھائی باغ گلرنگ میں پہونچے
یہ بھی سنا ہے کہ لوح لیکر نکل گئے میں حیران ہوں کہ کسی مرحلے کی خبر نہیں آئی کہ کیا گذری اتنا بھی سنا کہ والد جب
شکست کھا کے دربار شاہی میں پہونچے بادشاہ نے پوچھا کیوں اے وزیر اعظم یہ کیا معرکہ گذرا صاحبقران
تا بہ باغ گلرنگ کیونکر پہونچے کسی نے ایسا پتہ بتایا تھا کہ اسی طرح کو جا کر لوح لیا والد نے جواب دیا
حضور میرے ہوش پراگندہ ہیں کہ کون ایسا دشمن تھا کہ جسنے لفظاً لفظاً پتہ بتایا سر بہ لوح کے پہونچا دیا بڑی حیرت
ہے مگر مقدمہ راز و نیاز ہے غلام عہدہ وزارت پر سرفراز ہے ضرور اسکا پتہ لگا دیگا کئی سو ساحر گئے ہرکارے بھی والد نے
مقرر کیے ہیں کہ دریافت کرو یہ راز کسنے بتایا دیکھو صاحبو میں آفت میں مبتلا ہوں اپنی جان سے بیزار مبتلائے زندان
فراق اسیر ایسا جستجو میں دیکھوں اب تقدیر کیا دکھاتی ہے اب تو ہرکارے چھوٹے ہیں دیکھو صاحبو خیال رکھنا ہرکارے
جب کبھی آئینگے پردہ در پردہ دریافت کرینگے اسکا خیال رکھنا غیر کوئی صحبت میں نہ آنے پائے دروازہ ہمارے قصر کا
ہر وقت بند رہے اگر کوئی شخص غیر کسی کی ملاقات کو آئے راز و نیاز کی بات نہ سننے پائے ہمکو فلک نے سخت ستایا
ہے اب دیکھیے کیا دکھاتا ہے کون سا رنج نصیب آتا ہے کیا کہوں

قطعہ

تمہیں پہ لاش پہ اس بیوفا کے آئیگی
سمجھ گئے اور ہی کچھ مرچلا ہوں ابھی تو آج
نسیم سنبل و شمشاد سامنے آئیگی
نجانے کیوں دل مرجھا چمن کو سکھ ہوئی
ہے بے سبب نہیں بندی ہوا کے آئیگی
پھر اب کی لاتے تو قربان جاؤں جذب
امید تھی مجھے کیا بلا کے آئیگی
کہاں ہے ناقہ ترے کان بجتے ہیں مجنون
ہر ایک خلق کا خون سر پہ اشک خون بہا کے
کہا جو تو نے نہیں جان جا کے آئیگی
تجلی ہے جان نہیں تو کوئی نکالو راہ
بہار روضۂ ترے مسکرا کے آئیگی
جو بے حجاب نہوگی تو جان جائیگی
گلے میں بال ہے وہ سوگند کھا کے آئیگی
کروں میں وعدہ خلافی کا شکوہ کیسے
قسم ہے مجکو صدا ہے ورلے کے آئیگی
خوشی ہو مجھے کیونکر قضا کے آئیگی
سکھا لے طرز سے دامن اٹھا کے آئیگی
امید سر میں نکلتے ہیں راہ دیدۂ پرنم
تم اپنے پاس تک اس مبتلا کے آئیگی
شام غیر میں پہونچے ہو ظلمت گل
کہ راہ دیکھی ہے اپنے جیا کے آئیگی
خیال زلف میں خود رفتگی نے پھیر کیا
اجل بھی رہ گئی ظالم منا کے آئیگی
مرے جنازے پہ آنیکا ہے ارادہ تو آ

کم دیا کھانے میں کیا ہی صبا کے آنکی | ابھی یہ فکر ہی کہ مومن کہیں نہ گھبرا ہو | مری تسلی کو روز جزا کے آنے کی

کنیزیں عرض کرتی ہیں واری کیا مجال جو کوئی آئے دشمن نہیں ایک ہرکارہ کیا ہزار ہرکارے آئیں یہاں نہیں آنے
ہم لوگ آٹھو پہر خیال رکھینگے اپنے عزیز ونکا بھی آنا موقوف کردیا گھر سے بھی کوئی خبر لیکر آتا ہے اسکو بھی زیادہ نہیں
ہوتے خیر و عافیت کو بھی رخصت کر دیا لیکہ یا بیٹھنے سے کیا کام روز یہی چرچا رہتا ہے آج آپ نے ہمکو سنا دیا اب انتظام
زیادہ کرینگے غیر کو نہ آنے دینگے ملکہ ملول و حزین جیسی بیٹھی ہیں یہی ذکر درپیش ہی تب وہیں کہ صنوبر سامنے سے اکڑتی ہوئی آئی
اور غنچہ دہن و سوسن و گلشن و سمن تن یہ سب پشت پر سب کے آگے بی صنوبر ہیں ملکہ نے دیکھتے ہی پوچھا وہ زن صحرائی
کیسی ہے صنوبر نے کہا واری وہ جنگلی عورت نہیں ہے وہ تو بڑی صاحب لیاقت ہے کسی بادشاہ کی بیٹی ہے میں گل کا سیر کرنے
گئی تھی اُڑتی اُڑتی خبر تھی کہ طلسم کشا باغ گلرنگ میں ہو بیٹھے خوب لڑے لوح طلسمی لے لی حضور میں جنگلی عورت سے
لکھکے نکلی کہ میں جا کر انکی بی بی کو دیکھاؤں دس قدم باغ سے نکلی تھی دیکھا کہ صاحبقران زخمدار ایک نخل سایہ دار
کے سایہ میں کھڑے ہیں چہرہ زرد اُس لخت ہائے خون کے جمنے سے خانہ ہائے زرہ بند و جوشن درد مند واری میں نے جا کر سلام
کیا خدا انکو سلامت رکھے وہ کنیز کو پہچان لیا پوچھا کیوں صنوبر خیر و عافیت تو ہے میں نے حضور کی خیر و عافیت کہی
امیر نے فرمایا میں باغ گلرنگ سے آتا ہوں مگر اے صنوبر میں زخمی ہوا چاہیے تھا کہ فوراً مرحلہ جات پر جاتا مگر
بسبب زخمداری ایک شب کہیں رہنا چاہتا ہوں کوہ فلگون یہاں سے دور ہے حضور میں کیا جانتی تھی کہ بی زن صحرائی
یہ جو چلے گی بچارے نکی میں نے صاحبقران سے عرض کی حضور یہاں باغ میں تشریف لے چلیں ہم دو سو کنیزیں یہاں
رہتی ہیں کوئی آپ کو تکلیف نہ پہونچیگی صاحبقران میرے ساتھ ہوئے ہم تو حضور کے خیرخواہ ہیں جا کر زن صحرائی سے
کہا برائے استقبال چلو وہ تو بہت تیوریاں کریں سامنے نامحرم کے نہ جاؤنگی میں نے زبردستی اُٹھایا جب روش پر آئیں
صاحبقران زمان کو دیکھا تا غش کھاکے گریں امیر کو بھی شناخت ہوئی وہ تو بڑی آشنا ہیں امیر نے سر زانو پر
رکھلیا پھر جو ہوشیار ہوئیں پھر تو دفتر حکایت و شکایت کے کھلے انکو کوئی جادوگر اٹھا لیگیا تھا اُس جادوگر کو
دیو نے کھایا جب اسیری کی فاقے گذرے تو یہ صحرا نورد ہوئیں آپ کے ہاتھ لگیں اُس جنگلی عورت نے خوب خوب
راز و نیاز کیے صاحبقران بھی روتے جاتے تھے کہتے تھے ملکہ تمہاری محبت ہمسے کہی نہیں جاتی حضور غزلیں و
رباعیات ہزاروں پڑھی گئیں دفتر حکایت و شکایت ختم ہوا تھا شب کو پہلو میں صاحبقران کے سوئیں صبح کو
رخصتی ہوئی انہیں اب صاحبقران طلسم کشائی بھولے نہ مرحلہ جات کا ذکر ہے نہ آپ کے پاس آنے کی فکر ہے
اس زن صحرائی کو پہلو میں لیے بیٹھے ہیں ہم سب نے خدمتگاری بدل کی یہ سنتے ہی ملکہ گلفام کے آگ لگ گئی
شعلۂ حسد جگر کا آتش غصے سے بدن جلنے لگا ہر اعضا سے شعلے نکلنے لگے غصے سے کانپیں ابروؤں پر بل پڑ گئے
پیچھا ہائے اصفہانی زیب حسینا دائی قریب بیٹھی تھی کہا او حسینا تونے سنا ہمارے سر پہ کودوں دلی جاتی
میں اس عورت کو نہ دیکھ سکونگی آئی بیبیاں جو قدیم ہیں انکے بارے میں تو کیا کہوں ہر چند کہ رنگ جما کوئی بات اُٹھا
آئی تو ان سب کو طلاق دلائی نہ کہ یہ جنگلی عورت کو لیکر میرے سامنے بیٹھینگے ہائے میں نے کیا اوقات ضایع کی
میں نے کس ناصعف سے دل لگایا میں آئی کوئی عاشق نہیں ہوں میں نے زخمدار پایا اٹھا لائی میں نے تو غریب
جانکر علاج کیا میری جوتیوں کے صدقے سے لوح ملی ورنہ اب تک غلامان طلسم لقرا طمار ڈالتے کیا زندہ بچتے
انکو اتنا خیال نہ آیا کہ ملکہ گلفام آشفتہ ہماری محسن ہی افسوس ہمکو بڑا صدمہ پہونچی اتنا تو خیال کیا ہوتا نظم

جسنے کیا احسان کیا اک بوجھ سر پر رکھدیا | سر سے نکالا اتارا سر پھر رکھ دیا | دور گر کرتے جو انکے پاؤں پر سر رکھدیا

ہوئے ٹکڑے اگر کسمان بھی ہوتا مقدر رکھدیا
دل کی بیتابی نے کچھ سر کا دیا تھا رنگ و
میرے پہلو میں کمر کا اپنے خنجر رکھدیا
خط کسیکا جیسے آیا ہے میں ہو اس شکل مین
اب تو بادہ آنکلا لو ہاتھ سر پر رکھدیا
عشق مین کام آئین گرم الفت کی ارمان
پھر نہ اترا طاق سے جسنے جو ساغر رکھدیا
تم ہوے لوٹ اپنی صورت پر عجب انداز مین
زخم دو تھے نام جسکا دیدہ تر رکھدیا
بزم مین تعظیم واعظ اپنے جب پہنچے کی
یار ہی پر انفصال روز محشر رکھدیا

مین نے لکھ پرچہ شکایت کا لکھا تھا یار کو
پھر کسی نے سینے پر چھاتی کا پتھر رکھدیا
بڑھ کے کعبے سے کیا کچھ کوے جانانکا ادب
گاہ پڑھنے کو اٹھایا گاہ پڑھکر رکھدیا
یہ قفس کا مہ تھا اس دلربا کے جذب کا
خوشنگ تھا جسپہ مژہ نے آن تر رکھدیا
داغ پر میرے پری رخان گلشن کی آنکھ
بیتاب ہو ہاتھ دے آئینہ بیو نکر رکھدیا
جب کہا دیکھا ہمنے مجسا حیران دوسرا
ہمنے لاکر کعبہ کا خم زاہد نے منبر رکھدیا

اسے لا کر سامنے قاصد کے دفتر رکھدیا
اضطراب دل پر آیا اس ستمگر کو جو رحم
یا تو ان رکھنا تھا جہان پنجے وہان سر رکھدیا
گل نہ تھا شکوہ تمھارا انجمن کا مجھے حسن
کھینچکر پہلو سے دل پہلو کے باہر رکھدیا
یاد چشم و ابرو ساقی مین بھولے میکشی
سب نے منقاروں مین لیکر گل پر رکھدیا
اصل مین اک داغ تھا کہتے ہین عاشق جسکو
میری ہی تصویر کو میرے برابر رکھدیا
میرے جھگڑے کو وہی گیسو کر نگاہ جلال

کیون حسینا انکو کیا سزا دون عشق و عاشقی تو میرے آگے ہو چکی مگر کوئی سزا ایسی تجویز ہو کہ عمر بھر یاد کرین کل رات کو ایسی گمراہی کہ مین نے کتب خانہ دیکھا اسمین دفتر لوشیروان بھی نکل آیا تھا دیکھتے دیکھتے پردہ قانت پر نگاہ پڑی ہے آسمان پری نے خوب انکو پریشان کیا صحرا کے دشت مین چھڑوا دیا ہم بھی ایسا کر سکتے ہین مگر ہم جان کے دشمن نہین ہین جہان چاہین رہین اپنی جان سے اچھے رہین مگر کوئی سزاے معقول ضرور چاہیے حسینا میرے سر کی قسم سمجھ کے جواب دینا جلدی نہ بول اٹھنا سوچ سمجھو تب جواب دو پھر تو ہم سمجھ ہی لینگے سب سے زیادہ انکو جرات پر بڑا ناز ہے اگر تلوار پکڑ کے کھڑی ہو جاؤن دس برس تک انکے ہاتھ کی چوٹ نہ کھاؤن مگر یہی چاہتی ہون کہ اپنے اختیار کی بات ہو اسوقت شاد جب وہ منت کرین معاف کردون حسینا نے عرصہ در زمین سوچکر کہا واری وہ بات تجویز کی ہے کہ ناک رگڑین ہاتھ جوڑین جنگلی عورت کو طلاق دین کبھی انکی صورت نہ دیکھین یہی کہین کہ مین اب کبھی ایسی بیہودہ حرکت نہ کرونگا جب آپ چاہین معاف بھی کردین ملکہ نے کہا میری اچھی دائی امان بیان کرو حسینا نے کہا واری مین یہان سے جاؤن اور کہون بڑا غضب ہوا آپ کی محبت کا حال ملکہ سے کھلگیا وہین سے بیٹھے بیٹھے شاہ وزیر نے سحر کیا ہے ملکہ کے کلیجے مین درد اٹھا ہے دشمن قریب ہلاکت مین ذرا لوح طلسمی دیجیے جب لوح مین لے آؤن تب جاکر قصے کہون حضور درود وغیرہ کا فقرہ تھا منظور یہ تھا کہ آپ سے لوح لے لین اب اگر آپکو منظور ہے کہ ہمین لوح ملے تو جنگلی عورت کو چھوڑ دیجیے انکی محبت سے منھ موڑ لیجیے اور وعدہ کیجیے کہ اب کبھی ایسی حرکت نہوگی ناک رگڑوا کر توبہ کرا کر لوح دیجیے رستم بھی بیزار ہو جائیگا جب انکو یقین کامل ہو گا کہ لوح لیے عہد واثق کے ملکی ضرور قید ہون ہر گز نہ ملیگے جنگلی عورت کو فوراً چھوڑ دینگے ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی دائی امان کیا بات نکالی مگر تمھین تکلیف کرو اب تو جنگلی عورت کو لیے بیٹھے ہونگے لوح لے آؤ پھر کہلا بھیجون کہ اس زن صحرائی کو لیکر طلسم شاہی کرو ہمارے قصر کی جانب کبھی منھ کرکے نہ سونا اپنی تقدیر کو رونا حسینا نے کہا واری مین ایسے لطف سے لاونگی اسوقت جنگلی عورت کو دیکھا ہے شہوت مین آپ کا نام سنتے ہی گھبرا جائینگے واری مجھے بڑا یہ رونا ہے کہ انکو آپ کے احسان کا کچھ خیال نہ آیا ملکہ کلفقہ نے منوبیت لیا کہا دائی امان جب مجھکو خیال آتا ہے قلب تھرا جاتا ہے کہ کیسے صاحبقران مین سفلہ قزاق جابلون کے سر کا تاج مگر خراب خوب بن بڑی حسینا دائی اٹھکے چلی ایک گز کے منھ سے نکلا واری ایسا ہو

وہ بھی صاحبقران والی قاف و دنیا ہیں جرأت و شوکت میں وحید و یکتا ہیں بگڑ جائیں گے میں لوح نہیں دیتا ملکہ نے
کہا کیا بکتی ہے قدموں پر سر رکھینگے جنگلی عورت کو جواب دینگے ورنہ طلسم والے ساحران زبردست انکو گرفتار کر لینگے خداوند
ابلیس خود پرست کیا کہ یہ زمین بلا دیگا کہیں منھ نہ رکھینگے جیسے پھیر گئے تو قدموں پر گرینگے خبردار صاحبو تمنے اپنی دالی اماں
سے صلاح کی ہے جو مناسب جانینگے وہ کرینگے کوئی دخل نہ دے تو صاحب وہ ہے بگڑ جائینگے بگڑینگے تو میرا کیا کرینگے
حسینا اٹھی ملکہ نے کہا دالی اماں ایسے طور سے لینا کہ لوح دیدیں حسینا نے کہا یہ تو میرا کام ہے اسطرح بیقرار ہو کر
کہوں کہ تڑپ جائیں فوراً لوح حوالے کر دیں حسینا تخت پر سے سحر کرتی ہوئی چلی یہاں صاحبقران جوش محبت میں
چمن باغ میں تشریف رکھتے ہیں کنیزیں بے دلی سے کام کر رہی ہیں ہر مرتبہ صاحبقران فرماتے ہیں کیوں صاحبو
تمہیں کام کاج میں کچھ عذر ہے سب عرض کرتی ہیں ہم آپ کی لونڈیاں ہیں ہماری کیا مجال جو کسی کام میں کمی کریں
ایک بات کا تردد ہے کہ ہماری بدلی نہیں آئی ہمیشہ سویرے سے دو سو کنیزیں آتی تھیں ہم لوگ چلے جاتے تھے زبانی
پروردگار ملکہ کے قصر میں دو ہزار کنیزیں رہتی ہیں اسپر بھی انتظام ٹھہرنا جاری ہے اسی کا خیال ہے اب کوئی آتا ہوگا بدلی
ہو جائیگی یہ سنکر صاحبقران خاموش ہو رہے ملکہ سے باتیں کر رہے ہیں قمر پیکر اپنی پریشانی کا ذکر کر رہی ہیں کہ اتنے
میں حسینا دالی آکر پیچھے جھک کر امیر کو سلام کیا مگر چہرہ اداس پریشان خاطر و رنج بھی ڈھلکا ہوا آنکھوں سے آنسو
بہتے ہوئے کہا ای شہریار غضب ہوا امیر نے فرمایا ای حسینا خیر تو ہے میں تمکو بہت پریشان پاتا ہوں تمہاری پریشانی
سے بہت گھبراتا ہوں مفصل حال کہو حسینا رونے لگی کہا واری کس منھ سے کہوں میرے منھ میں خاک یہاں سے
پلنگ پر ملکہ عالم کو زندہ پاؤں اس حال میں چھوڑ آئی ہوں روح وہاں ہے جسم خاکی کو کھینچتی ہوئی لائی ہوں امیر
نے کہا جلد کہو میرے ہوش پراگندہ ہو گئے حسینا نے کہا واری فلک نے گردش دکھائی کسی کنیز نے جاکر بادشاہ
طلسم سے کہدیا کہ ملکہ صاحبقران پر عاشق ہوئیں اپنے باپ سے حال پوچھکر لوح دلوائی یہاں کو گلگلون پر
حسد غم کرتے میں عمل خوانی کی جفا کرتے ہیں ساحر اس کوہ پر نہیں جا سکتا اس وجہ سے شاہ و وزیر نے ملکہ پر ایسا سحر کیا
کہ ملکہ کے کلیجے میں درد اٹھا ہے یقین ہے دشمنوں کی روح نکل جائے بادشاہ کو ہمیشہ سے ملکہ کے نام سے کد تھی
چاہتا تھا کہ میرے ساتھ شادی ہو ملکہ نے قبول نہیں فرمایا وہ غصہ آج نکالی یہ بھی سنا کہ بادشاہ سردربار کہتا
ہے کہ ملکہ زندہ رہی یا خاتمہ ہوا لوگوں سے پوچھتا ہے جنازہ پہاڑ سے اترا یا نہیں یہاں ملکہ عالم کے واسطے سو تدبیریں
ہوئیں فقیروں سے کہا کاہن نجومی جمع ہوئے سب نے متفق ہو کہا اگر لوح طلسمی آوے سینے پر رکھی جاوے تو درد
دفع ہوگا ورنہ گھڑی دو گھڑی میں خاتمہ ہو جائیگا ملکہ عالم نے کہا ہے کہ ای شہریار میری محبت سے آپ بخوبی ماہر ہیں
میری خیرخواہی کے لحاظ ماہر ہیں جلد لوح مرحمت فرمائیے نہیں تو فرمایا ہے کہ ہمارے آپ کے ملاقات بروز قیامت ہوگی
ہم وہاں تمہارا منگے سامنے خدا کے شکایت کرینگے صاحبقران نے فرمایا شکایت و حکایت کیسی ہم آنکھوں سے حاضر
ہیں ملکہ سے جان بھی عزیز نہ کرونگا ملکہ گلفام ایسی مہربان ہیں انکے ہمپر احسان ہیں یہ کہکے گلے سے لوح اتاری
حسینا کو حوالے کر دی ملکہ قمر پیکر نے کئی مرتبہ اشارے سے منع بھی کیا صاحبقران نے خیال بھی نہ فرمایا
بلکہ خیال یہ ہوا کہ بلاوجہ ملکہ سے رشک کرتی ہیں لوح بلا تکلف دیدی حسینا خوشی خوشی بھاگی خدمت میں ملکہ
گلفام کے پہونچی کہا واری وہ مارا اب ناک رگڑوائیے ہاتھ جڑوائیے جنگلی عورت کو طلاق دلوائیے ہمیشہ
کے واسطے اقرار لیجیے اگر کسی عورت پر نگاہ ڈالیں تو گنہگار خوف جان سے سب کچھ قبول کرینگے ملکہ نے لوح لیکر گھر
میں اپنے ذاتی کنیزوں میں مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی ہر ایک کا یہی قول ہے واری ہم اس جنگلی عورت کو ایسا

نہ جانتے تھے کہ طلسم کشا کی آشنا بجلے منھی ہین اس حوالی مین بھینک مانگتی ہوگی انکی بات کون پوچھیگا اپنی محسن کی سوت
بجلے منھی ہین غیرت نہ آئی جیسا کیا ہی ویسا پاینگی اور جو ہماری ملکہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے آئینگی ہماری مالک رحم مزاج
حسینون کے سر کا تاج عجب طرح کا ہی کنیزون کی چاؤن چاؤن بی حسینا کی کارروائی ایک ایک سے کہتی پھرتی
ہین یا جنگلی عورت اشارے کرتی تھی مگر طلسم کشا ہماری بی بی پر جان دیتے ہین نام سنتے ہی خوش ہو گئے وہ مانے تھے
جان تک حاضر ہو ملکہ کیا تعجب ہی دوڑے آئین ملکہ نے کہا حسینا اب تم جاؤ صاف صاف معاملہ کہو حسینا نے کہا
مین جاتی ہون مین ابھی جا کر کہتی ہون مجھے کہنے مین کیا ڈر ہی مین ساتھ انکو بھی لیکر آؤنگی ملکہ سے سفارش کرونگی دیکھنا
ہوا صنوبر کس فرے سے معاملہ ہوتا ہی شرط اول یہ کہ زن صحرائی کو ابھی جا کر نکالدیجیے یا انکو اسکی بنا لیجے
بڑی رنجنگی شرط دوسری یہ کہ رات کو کہین نہ رہینگے تیسری شرط یہ کہ ملکہ کی اطاعت سے گردن تابی نہ کرینگے مین
ہنس ہنس کے اسٹامپ پر اقرار نامہ لکھواؤنگی بلکہ رجسٹری بھی ہو جائے گواہیان ہم سب کی باقی اس معاملے کی تو
رہی ہون سب سے پہلے میری گواہی ہوگی اپنی جان کے خوف سے سب کچھ کرینگے وہ جو بیبیان صاحب اولاد مین
انکے بارے مین بھی لکھوا لیا جائیگا کہ دن کو جاہے جہان جائین مگر شب کو ملکہ کے محل مین آئین اور بہت سی شرطین
وقت پر ہوئی مین ہنس ہنس کے لکھوا لونگی تامل نہو گا مین اپنے مالک کا پاس کرونگی کہ غیر آدمی کا یہ تو تجربہ معلوم
ہوگیا کہ سفلہ مزاج ہین ہم تو اب بھی کسی بات کا انکی اعتبار نہ کرینگے حسینا نے جو اسطرح کہا یا تو ملکہ ہنس رہی تھین
یا تیور پر بل پڑ گئے کہا دائی امان بس بس جو پیچ سمجھالو یہ باتین داہیات انکے مقدمے مین نہ نکالو ایک خطا ہوگئی وہ
ہوگئی معاف کردینگے اس عورت سے پہلے سے آشنائی تھی وہ بیچارے کیا کرتے عورت ڈائن بھی بڑی بڑی کرکے دیکھا گیا کیا
ناز وغمزے کیے دائی امان کچھ زیادہ نہ کہنا بس اتنا کافی کہ لوح جب تک نہ ملیگی تب تک اقرار نامہ نہ لکھا جائیگا
وہ بھی خاندان جلیل سے ہین بس اب جاؤ زیادہ زبان درازی نہ کرنا جو بات کرنا با ادب وہ بھی بڑی بڑی جگہ رہ چکے ہین
مجھے انکا بھی خیال ہی مین جوش مین غصے کے کرتو بیٹھی ہون مگر مجھکو بڑا یہ خیال ہی مرد کا دل نازک ہوتا ہی انکو بڑا
صدمہ پہونچیگا ذرا اسکا خیال رکھنا جلی کٹی باتین نہ کرنا حسینا نے کہا بہت خوب مگر منھ پھیر کے بڑبڑانے لگی
ہماری بی بی ظلم بھی کرتی ہین رحم بھی آتا ہی ہم تو اپنے مالک کے دوستدار ہین اپنے مالک کے طرفدار ہین یہ کہتے
بڑبڑاتی ہوئی چلی ملکہ نے پھر پکار کر کہا بوا حسینا تم نے کام بڑا کیا ہی مگر روبرو کلام سمجھ کے کرنا البتہ وہ جنگلی عورت
ہووے تو جھڑک دینا کہنا بس چپ رہو ملکہ عالم کے مقدمے مین دخل نہ دو وہ بڑی مکار ہو وہ ضرور انکو بہکا کے لڑوا لیگی
مگر لیا کرتے ہین لوح ایسی چیز ہی کہ گھڑی بھر جسکا جدا ہونا نہ گوارا کرینگے اپنی رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہونگے جب
وہ یہان آئینگے ہم لوگ خاطر کرنا ہیے آپ سے کہنا مین نہ بولونگی یہ کہکے لوح پھینکدونگی لو صاحب اس جنگلی عورت
کا سوتنا پہ مجھکو گوارا نہین وہ میری برابر کی ہی جو میری سوت بنیگی اپنے شہر کی بادشاہزادی ہوگی یہان تو
وہ جنگلی عورت ہین حسینا گئی ملکہ نے جلدی سے نکلکے بھاری جوڑا پہنا زیور کو بھی اپنے جسم پر آراستہ کیا
پچھ ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگین کہتی ہین اب آتے ہونگے مین منت و خوشامد کو نہین مانونگی جب ہاتھ جوڑینگے ہنس دونگی
مگر جب حسینا لوح لیکر چلی آئی تو قمر بیگ نے کہا اے شہریار مین نے بولنا مناسب نہین جانا یہ آپ نے کیا غضب
کیا ملکہ گلفام تنبیہ آشنائی بد مزاج ہین مین نے اپنے دنون مین رہکر دیکھا دن بھر کنیزون پر آفت سی ہی
ذرا ذرا سی بات مین کھینچ کھینچتا ہی کنیزون پر ہاتھ صاف ہوتا ہی یہ بات مکر سے خالی نہین ہی انھون نے
لوح منگوالی بیتہ بتلا کے آپ کو دلوائی تھی اب وہ دباؤ ڈالینگی امیر نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین

بھلا ایسی باتون کو کب مانتا ہون مین تکیہ پروردگار پر رکھتا ہون میری تقدیر مین ہی تو پھر مجھکو لوح ملیگی وہ لوح کو لیکر
بادشاہ کو بھیجدین میرا خدا پھر مجھکو دلوائیگا منت تو مین اپنے خدا کی کرتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ حسینا آکے پہونچی
قمر پیکر نے کہا دیکھیے دایہ پھر آتی ہین امیر نے کہا آنے دو حسینا چلی آتی ہے دس پانچ قدم کا صاحبقران سے
جب فاصلہ رہگیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر خواجہ عمرو کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی قمر پیکر
نے کہا دیکھیے ایک جانور کو جادوگر لیے جاتا ہی امیر نے اٹھا کر تیر مار دیا وہ ساحر مر کر گرا عمرو پنجے سے چھوٹا
امیر نے دوڑ کر ہاتھون پر روکا خواجہ بیہوش ہوگئے تھے مرنے سے ساحر کے ہوش مین آگئے امیر نے
فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ ہوا انکو اس ساحر نے کہان پایا کہا ای شہریار جب آپ تکر طلسم کشائی مین نکلے اور
مجھکو ساتھ نہ لیا مین اسی صحرا مین دیوانہ وار پھرتا تھا مگر آپ کی یاد مین محو کا رہا تھا یہ ساحر جاتا تھا مجھکو اٹھالے
بھاگا شکر ہی کہ آپ نے رہا کیا آپ اپنا حال کہیے صاحبقران نے کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا بادشاہ کے
وزیر کی بیٹی ملکہ گلفام تسخیر مجھ پر عاشق ہوئی ہے مین صحرا مین زخمی پڑا تھا اٹھا کر لائی مین جب مجھسے حال طلسم کشائی سنا
اپنے باپ سے پوچھکر لوح کا پتہ بتایا مین جا کر لڑ بھڑ کر لوح لایا اس باغ مین ملکہ قمر پیکر دختر ریحان سلکشاہ
عرصہ دراز سے میرے انکے محبت ہی مین نے انکو باغ مین پایا ارادہ کیا کہ شب کو یہان رہون کہ یہی جو حسینا
دائی آئی ہی رات آ کر کہا ملکہ نے کہلا بھیجے مین ورنہ بادشاہ وزیر نے تحریر کردیا مین نے لوح دیدی اب مکر آئی ہو دیکھیے
کیا خبر لائی ہی عمرو نے کہا آپ نے بڑا دھوکا کھایا لوح ہاتھ سے گئی عورت ہے اسکے یہی خیال مین آیا کہ لوح لیکر
دبا ڈالون امیر نے کہا ملکہ بہت پچتائیگی اگر یہ سوچین تو بہت برا کیا کہ حسینا قریب آئی بہت ادب سے سلام
کیا امیر نے فرمایا کہو دایہ آؤ حسینا سلام کرکے بیٹھی کہا حضور ملکہ عالم نے فرمایا ہے کہ آپ سے بڑی خطائے ناحق
سرزد ہوئی اسکی سزا آپ کے واسطے یہ تجویز کی گئی کہ جسنے لوح دلوائی تھی آپ سے نقرہ دیکر منگالی اگر آپ کو منظور
ہو کہ طلسم لقراط فتح کرون تو رومال سے ہاتھ باندھکر چلیے خود کہیے اس جنگلی عورت سے تو بیٹھیے نہین تو لوح ملکہ کے
پاس رہیگی امیر نے یہ سنکر غصے مین فرمایا ملکہ نے بہت بیچ کیا لوح انھون نے منگالی بہت مناسب ہوا کہدینا
لوح اپنے پاس رکھیے یا بادشاہ پاس بھیجدیجیے جو آپ کا جی چاہے وہ کیجیے ہمین لوح نہین چاہیے اگر عنایت
پروردگار ہم طلسم لقراط کے فتاح ہین اور اس منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہین تو بعنایت خدا لوح ہمکو
ملیگی مگر ہم تمہارے ہاتھ سے نہ لینگے جسکو زن صحرائی کہتی ہو اگر شاید تمسے محبت ہو تو اسکی اطاعت کرنا پڑیگی
بقول آتش شعر طلب دنیا کو کرکے زن پرستی ہو نہین سکتی ✤ خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے ✤ لوح کیا
چیز ہی پروردگار فتح کراویگا یہ بھی اسکی عنایت کہ میرا یار وفادار میرے پاس آگیا جیسا کچھ ہوگا سمجھا جائیگا
ہم تمکو یہ خیال ہی کہ جسنے لوح کا پتہ بتایا بہت اچھا کیا جو منگوا لیا ہمین کچھ ملال نہین ہوا مگر ان کلمات
حسرت آیات نے دل کو مشبک کردیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب تمہاری صورت نہ دیکھینگے نہ اپنی
صورت دکھائینگے جب طلسم لقراط کو فتح کرکے آئینگے تب تمسے ملینگے زن صحرائی ہماری معشوقہ ہی اسکو کون ہمسے
جدا کر سکتا ہی خبردار جواب کبھی ایسا کلام کیا تو کلام کرنے والا سزا پائیگا امیر نے غصے مین جو حسینا پر تیور ڈالے
تھر تھر کانپنے لگی پیشاب نکل گیا کہا حضور کیا مجال مین ابھی جا کر سمجھا کے لوح لاتی ہون امیر نے فرمایا خبردار
نہ میرے پاس آنا نہ لوح لانا مین لوح نہ لونگا ملکہ کو ناحق کا گھمنڈ ہی اچھا ہوا انکی وجہ سے لوح تکی انکے پاس
گئی اب لوح کو لیکر جامین ہمارا ذکر نہ کرین ہم بھلا ہاتھ باندھکے جائینگے انکے مکان کی طرف منہ کرکے نہ سوئینگے

ہمین معلوم وہ کیا سمجھی ہین حسینا کا منہ پھولا بھاگی دل مین کہتی تھی اور نہایت غضب ہوا یہان عمرو نے کہا اے شہریار بڑا
انقلاب ہوا بلا وجہ دل کو پیچ و تاب ہوا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ جسطرح بن پڑے بہ منت بہ خوشامد
بہ زور بہ زر لوح ملکہ سے لے لینا چاہیے پھر جیسا کچھ ہوگا سمجھا جائیگا ایسا نہو انکے پاس سے کوئی لوح لیجائے
تو بڑی مشکل ہوگی امیر نے فرمایا خواجہ تم کیون گھبراتے ہو پروردگار اپنا فضل کریگا لوح جیسی بزرگان دین نے مجھکو
وابست کی تھی مین تقویت اپنے پروردگار کی رکھتا ہون اگر قضا لیکر آئی تسبیح ایستد شعر سرمی ہمہ زشمشیر حبیب ما
ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + تم کیون گھبراتے ہو عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو مین کوہ گلگون پر جاؤن جسطرح بن پڑے
لوح لاؤن امیر نے فرمایا خواجہ ہرگز اب خیال نہ کرنا تمام شہر مین مشہور ہو چکا کہ صاحبقران زبر کر لوح لائے
طرف سے شاہ طلسم کے بھی بڑے بڑے مکار بڑے بڑے جعلساز نکلے ہین کہ لوح چھین لین عمرو نے کہا ہر چند کہ وہ
مجھکو نہین پہچانتی مگر انشاء اللہ ضرور بہ لباس کنیزی مین لونڈی بنکر جاؤنگا بفراست سمجھاؤنگا امیر نے کہا مجھے
نہین چاہیے مین بخدا اُسکے ہاتھ سے لوح نہ لونگا عمرو نے کہا مین تو جاتا ہون مین لوح چرا کے لاؤنگا امیر نے
بہت منع کیا عمرو نے نہ مانا ایک عورت کی صورت بنکر چلا مگر ملکہ کا حال سنیے اشتیاق ام صاحبقران مین
ٹہل رہی ہین کنیزین جو ساتھ تھین اُنسے فرماتی ہین حسینا نے بڑا کمال کیا خوب فقرہ دیکر لوح لائی اب آتے
ہونگے تم آئیے آئیے کرنا مین لوح دیدونگی بس یہی لفظ کافی ہے کہ کوئی جنگلی عورت کو چھوڑ دیجیے اگر اسکا پاس کرینگے
بہت خفا ہونگے مین امیر کا پاس نہ کرونگی مجھے جنگلی عورت سے بڑا ملال ہے اتنے نمک کا بھی خیال نہ کیا کچھ تو پاس کرتی
سہیلیون مین لیکر نسوانی سوسن نامے ایک کنیز کھڑی ہے اُسکے منہ سے نکلا وارثی کچھ بھی نہوگا ملکہ تو غصے مین تھین اسکو
ایک کوڑا مار دیا سوسن روتی پیٹتی باہر نکل گئی ڈولی مین سوار ہو کے قلعے مین آئی دربار بادشاہی مین پہونچی
یہان وہ وقت ہے کہ وزیر زخمی ہو کر آیا ہے بادشاہ کے ہوش پراگندہ کم رہا ہے وزیر اعظم اتنے ہرکارے
بھیجے کوئی یہ خبر لیکر نہ آیا کہ یہ خبر طلسم کشا کو کسنے پہونچائی کہ باغ گلزار نامے مین لوح ہے اور یہ بھی کہدیا کہ طائر چہار
رنگ کے شکل مین ہے وزیر کہتا ہے کیا عرض کرون اب اسوقت وزیر کو یاد آیا ہے کہ گلفام آتشخو نے مجھسے پوچھا تھا
شاید اُسی کی زبان سے نکلا کسی نے سن لیا ہوگا طلسم کشا کو خبر پہونچا دی میرا کہنا خلاف ہوا سر جھکائے چپ
کھڑا ہے کہ سوسن آکر پہونچی کہا اے شہنشاہ مین آپ کی خیر خواہ ہون ملکہ گلفام آتشخو کی کنیز غضب ہو گیا
بی گلفام نے سب کو قتل کرایا گھبرا کر بادشاہ نے پوچھا ارے خیر تو ہے مفصل بیان کر وزیر کے تو ہوش اڑ گئے
سناٹا آگیا لگا سامنے بادشاہ کے منہ تکنے ہو ابھی شکست کھا کے آیا ہے کچھ بن نہین پڑتا ہے یہ ضرور خیال ہوا کہ اب
ہمارے خاندان پر آفت آئی مینی کی بڑی محبت ہے کبھی سوچتا ہے مسلمان ہو جاؤن یہ ابلیس خود پرست
انسان انسان بھی ذلیل یہ دعوی جلیل ناحق کو خداوند بنکر بیٹھا ہے مگر بادشاہ نے کہا اے سوسن مفصل بیان
کرو ہم تمہارا مرتبہ بڑھائینگے اپنے محل مین داخل کرینگے سوسن نے کہا حضور صاحبقران جنگل مین زخمی پڑے
تھے ملکہ گلفام شکار کو گئی تھین وہان سے اُٹھا لائین زخمون مین اُنکے ٹانکے دلوائے صحت مین ہزارہا روپیہ
خرچ کیا جب اُنھون نے صحت پائی کہا مین نکوئی ابلیس کی آیا ہون لوح طلسمی کی فکر ہے ملکہ نے اپنے باپ
پوچھا باپ سے پوچھکر صاحبقران سے بیان کر دیا وہ صاحب اقبال حاکم جاہ و جلال تنہا گئے لوح
لائے ایک عورت کرامت سے ہماری بی بی لالی انہین اُسکا زن صحرائی نام رکھا ایک باغ رہنے کو دیا
وہ امیر کی معشوقہ تھی امیر وہان پہونچے اس سے راز و نیاز ہوے ملکہ کو خبر پہونچی بی صنوبر نے آکر لفظا لفظا

سب حال کہا ملکہ کو غصہ آیا جو نام وہی مزاج ہے حسینا دائی کو بھیجکر لوح منگوائی ہے اور امیر سے کہلا بھیجا تھا کہ
اب ہاتھ باندھکر آیئے زن صحرائی کو چھوڑیے انہون نے کہلا بھیجا مین اب تم سے لوح نہ لونگا ملکہ گھبرا رہی ہے مین
لونڈی کی صلاح یہ ہے کہ مین تو دو آن اب جا نہین سکتی آزردہ ہو کر بیٹھی ہون کسی عورت کو بھیجیے کہ وہ لوح کسی
ترکیب سے لے آوے یہ سنکر بادشاہ بہت بگڑا کہا کیون ای وزیر اعظم یہ کیا ہوا تمہارے گھر سے فساد برپا ہوا
تمنے سب کی جان لی یہ معدنہ عاشق و معشوق ہے کسی وجہ سے وہ جا کر لوح دیدیگی بادشاہ نے چند کلمات سخت
وزیر کو بھی کہے اور بیٹی کو بھی کہے اور کہا کیون ای وزیر اعظم تمنے پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ
کردو تو تمنے جواب دیا کہ بیٹی راضی نہین اسلام کے نام سے نفرت ہے اب مسلمان کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہیں مذہب بھی چھوڑ
اپنا کا ترک کیا بزرگون نے قتل پر کمر باندھی دیکھو لوح لیلون پھر مشکلین بند ہوا کر سر دربار بلاؤنگا کسی سائیس کے
حوالے کر دونگا دیکھو تو کیا قیامتین برپا کرتا ہون وزیر کو بہت لگا ہے مگر کچھ بول نہ سکا اتنا کہا حضور جسنے خطا
کی اسکو سزا دیجیے مین نہین جانتا ہتا کہ طلسم فتح ہو بادشاہ نے اسی وقت چند عورتین محل سے بلائین اسمین جادوگرنیان
بھی تھین اکثر ایسی تھین کہ سحر کے نام سے بھی آگاہ تھین شاہ نے پکار کر آواز دی کہ تم مین کوئی ایسی ہے کہ لوح طلسمی
کو لائے مگر اس گیسو بریدہ کو خبر نہ ہو ایک کنیز ہے کہ اسکا نام ہے فتانہ سحر ساز اسنے دعوی کیا کہ مین لوح لاؤنگی
کیا مجال جو لونڈی دم مار سکے یہ کہکر فتانہ چلی شاہ نے بہت کچھ اس سے اقرار کیا فتانہ زیب کوہ گلگون کے آئی
احوال خواجہ یہ ہوا کہ نیچے مین ملکہ گلفام کی زیر کوہ آئی ہے شیر نگ نامے کنیز کسی کام کو آئی ہے خواجہ نے اسکو
بیہوش کیا شیر نگ کی شکل بنکر بالائے کوہ آئے حسینا آکر بیٹھی ملکہ سے جو ذکر کیا کہ حضور صاحبقران
بہت بگڑے وہ کہتے ہین مین اب ہاتھ سے ملکہ کے لوح نہ لونگا میرا خدا خوب دلوائیگا تب تدبیر ہو جائیگی ملکہ
گلفام کو چاہیے کہ جسکو جنگلی عورت کہتی ہین اسکی اطاعت کرین یہ سنکر ملکہ نے کہا کیون حسینا اب مین کیا
کرون یہ تو بڑا غضب ہوا مین اپنی جان دونگی پہلے تو نے پہلو نہ سمجھایا ہائے حسینا تمنے مار ڈالا ہائے یہ کیا غضب
ہوا مین تو جنگلی عورت کی اطاعت نہ کرونگی اب صاحبقران مجھسے چھوٹے ہائے فراق کی راتین کیونکر کٹینگی
روز شب غم کیونکر کہا جائیگا اب زندگی کی کون صورت ہے یہ باتین کر رہی ہے حسینا چپ خاموش کچھ جواب نہین دے سکتی
ہے اسکے بھی ہوش اڑے ہوے ہین دل سے کہتی ہے بڑا غضب ہوا اب مین کیا بیان کرون ملکہ فرماتی ہین دائی اماں
کچھ جواب تو دو تم تو چپ ہو تین گویا منھ مین زبان نہین حسینا کہتی ہے مین کیا کہون صاحبقران تو اسقدر بگڑے کہ اسکا
کچھ جواب نہین دے سکتی صاحبقران کو اسقدر غصہ ہے کہ مین عرض نہین کر سکتی یہ باتین یہان ہو رہی ہین خواجہ
بھی بشکل شیر نگ ایک طرف کھڑے ہین اس سوچ مین ہین کہ رات کو عیاری کرون لوح لے لون ہزار
تدبیرون سے لونگا اسی خیال مین ایک کنج مین جا بیٹھے مگر فتانہ جو چلی تھی زیر کوہ جنگل مین شجر جادو کو پایا پکارکر
آواز دی کہا کہان جاتی ہو شجر نے پلٹ کے ایک ساحرہ کو دیکھا کہا بوا کیا بتلاؤن یہان پر تو وہ ہنگامہ ہے کہ شور
شور قیامت پانی بھرے مین تو اسی واسطے زیر کوہ چلی آئی ملکہ نے لوح منگالی ہے چاہتی ہین صاحبقران منت
کرین امیر فرماتے ہین مین جان دیدونگا کلمۂ خوشامد زبان سے نہ کہونگا بلکہ تمہارے ہاتھ سے لوح بھی نہ لونگا
مگر مقام تعجب ہے کہ ملکہ نے بے سمجھے لوح منگالی آغاز و انجام نہ سوچا فتانہ نے چپکے چپکے سحر کر کے شجر جادو
کو بیہوش کیا کپڑے اتار لیے برہنہ کو ایک گوشے مین ڈالدیا شجر کی شکل بنکے بالائے کوہ آئی آکے یہ ہنگامہ دیکھا
ملکہ حسینا پر بگڑ رہی ہین دل بیقرار خواہان وصل اب جو یہ سنا کہ امیر سے ملاقات نہو گی جب یہ خیال آتا ہے

دل گھبراتا ہے ہائے رات کیونکر کٹیگی جب دن یہ مصیبت کٹیگا رات آئیگی کالی کالی صورت دکھائیگی

نظم

بنا ہو مری شام فرقت نہیں
تمہارے رخ دینے کی توفیق ہے
ترقی پر اپنا جنون ہو تو ہو
ہے دل کو سہیلوں میں کیوں بیکلی
شب وصل اور اتنی کم اے فلک
وہ تنہا اور اقرار وصل اے جلال

کہ جسکی سحر تا قیامت نہیں
ہیں تم سے طلبگار راحت نہیں
چلو تمکو تو ہے وحشت نہیں
اگر انکو مجھسے محبت نہیں
مرے دل میں کیا کوئی حسرت نہیں
اُسے جان کے کہنے کی عادت نہیں

بھلا ایسے دلبر سے محبت نہیں
نکلتی نہیں جان کیوں تجربیں
تمہیں کیوں نہ جھگڑا اجکا دوہرا
تم اپنی عنایت کا تو سلو شکر
سر اپنے کبھی آنکھ دیکھو نہیں

بُری ہو تو کیا اذیت نہیں
کوئی میرے دل کی حسرت نہیں
یہاں انتظار قیامت نہیں
ستم کی تمہارے شکایت نہیں
ان آنکھوں سے جنہیں مروت نہیں

جب ملکہ سخت بیقرار ہوئیں اور یہ کہا کہ ہماری اب جان نکلیگی مثل شب ہجر آئی ہر روز شب غم کہا جائیگا تب حسینا نے گھبرا کر کہا واری ایک تدبیر میں نے سوچی ہے ملکہ نے کہا کہیے مگر ذرا سمجھ کر کہنا حسینا نے کہا واری میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے حمام کیجیے جوڑا بہت بھاری پہنیے زیور جسم پر آراستہ کیجیے نقاب چہرے پر ڈالیے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہو جیے سامان شکار ہمراہ ہو باز کو اڑائیے جب وہ طائر کو گرائے گھوڑے کو اڑا کر وہاں پہونچیے جہاں وہ جنگلی عورت کو لیے بیٹھے ہیں اُس وقت گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹا دیجیے **صاحبقران** کے ہوش نہ درست رہینگے اٹھکر قدموں پر گر پڑینگے آپ لوح دے دیجیے گا اور یہ گلہ کیجیے گا جو چاہو کرو خود دیکھینگے آپ کا حسن و جمال عارض انور رشک قمر و قد خورشید خد نرگس فتنے سے حضور کو مثال دوں آہوان صحرا اگر آنکھیں دیکھیں شرم سے آنکھیں چرائیں وزدیدہ نگاہ کے طالب ہوں نرگس شہلا کی کیا حقیقت ہے ایک پھول بے بصارت ہے سب لعل و یاقوت کے ٹکڑے ہیں دہن غنچۂ گل زلفیں عنبر کا تسلسل نہ کہ آپ کا جانا ہوش و حواس درست نہ رہینگے حضور حضور کرتے ہوئے اٹھینگے آپ کے آفتاب جمال کو دیکھکر ہو اس زن صحرائی کو کیا دیکھینگے وہ ذرہ آپ آفتاب وہ خود شرمائیگی حضور حضور کرینگے اُنکی آپ کا سب رنگ جم جائیگا آپ کو دیکھکر **صاحبقران** اسکو پہلو میں نہ بٹھائینگے اپنے فعل پر شرمائینگے ملکہ اس بات پر راضی ہوئیں طرف حمام کے چلیں **فتانہ** نے پیچھا کیا ملکہ حمام میں پہونچیں لباس اُتارا لوح بھی اُتار کر رکھی ملکہ جا کر حوض میں کودیں **فتانہ** نے لوح لی لیکے باہر نکلی کوٹھے سے اُتر کر بھاگی **خواجہ عمرو** بھی میں بیٹھے ہیں دل میں یہ ٹھان لیا کہ ملکہ جب رات کو سوئینگی لوح لے بھاگینگے یکایک غسل کرنے کا تذکرہ ہوا خواجہ نے پوچھا کیا ہے کنیزوں نے کہا ملکہ حمام میں گئی ہیں اب برائے شکار سوار ہونگی **خواجہ** سوچے اب بہت آسان ہوگا شکارگاہ میں کسی تدبیر سے لوح لے لونگا کنیزوں سے کہا سائیسوں سے کہدو ہماری بھی مادیان مشکی تیار رہے ملکہ کے ساتھ میں بھی جاؤنگی کنیزوں نے کہا بہت اچھا ملکہ غسل کر کے جامے خانے میں آئیں حسینا نے لاکر جامدانی کھولی بھاری جوڑا پہنا صندوقچہ کھولا جواہرات کا زیور نکالا وہ بھی پہنا کہا واری اماں لوح تو اٹھا لو تم اسکو اپنے ہاتھ میں رکھنا جب سامنے **صاحبقران** کے پہونچیں تو تم یہ کہکے دیدینا کہ لیجیے حضور لوح کو اپنے پاس رکھیے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے لوح کا جدا کرنا آپ کو مناسب نہیں یہ کہکر گلے میں پہنا دینا میں ہاں ہاں نہوں میرا کہنا نہ ماننا ملکہ میرے نہیں کہنے کو ہاں جاننا حسینا کتنی ہو واری میں سمجھ لونگی ایسی ترکیب سے لوح دوں کہ احسان ہو خوب دل میں سمجھینگے کہ ملکہ نے ہم پر احسان کیا حسینا جامے خانے میں گئی وہاں لوح نہ پائی کہا حضور یہاں لوح نہیں ہے ملکہ نے کہا لباس میں رکھ آئی ہوں حسینا نے کہا واری آپ خود آکر دیکھیے ملکہ گھبرا کر اُٹھیں کہا حسینا خدا کے واسطے یہ کیا کہتی ہو کیا لوح کو زمین کھا گئی میں نے ابھی رکھی تھی یہ کہکر خود تشریف لائیں سارے جامے خانے میں ڈھونڈھا مگر

کہیں لوح کا پتہ نہ ملا جب تو ملکہ بدحواس ہوگئیں کہا لو دائی اماں غضب ہوگیا لوح کو زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا
میں نے تو اتار کر لباس میں رکھی تھی جسیبنا لوح کو ڈھونڈھنے لگی دو چار کنیزوں پر مار بھی پڑی ملکہ فرمانے لگیں اری
نرگس تم نگوڑی دیکھتی ہی حال نہیں بتلاتی ہو نرگس نے آنکھیں جھکا لیں کہا حضور یہاں پتہ نہیں اب تو ہم ہوا سنبل
کو بلایا کہا کیوں ہوا سنبل تلکو کیوں پیچ و تاب ہے ہمارا دل بیتاب ہے غنچہ دہن منہ سے نہیں بولتی صنوبر اکڑی
ہے عمرو نے جو سنا کہ لوح غائب ہوگئی بدحواس ہوا پیچھے سے گل کر دو نیزا ہوا آیا پکار کر پوچھا ارے کیا ہوا لوح پر کیا افتاد
پڑی ملکہ نے کہا صاحب غضب ہوگیا کوئی دشمن لگا ہوا تھا لوح لیگیا اب میں کہاں ڈھونڈھوں کنیزوں میں جو دیکھا تو
شجر جادو کو نہ پایا گھبرا کر کہا ارے شجر کنیز کہاں گئی اُسے تو کوئی شاخ نہیں نکالی شجر کا پتہ نہیں کوئی کنیز زیر کوہ گئی تھی
اُسنے درۂ کوہ میں شجر کو بیہوش دیکھا بیدار کیا وہ برہنہ گھبرا کر اٹھی اس کنیز نے اپنا چادرہ دیا وہی باندھے ہوئے بالا
لو دوائی کہا حضور کسی نے مجھکو بیہوش کرکے درۂ کوہ میں ڈالدیا تھا میری شکل پر کوئی آیا لوح کو لیگیا مجھکو ایک عورت
نے مجھ سے باتیں کیں نہیں معلوم کیا کہا میں کہیں کہ میں سو گئی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں دیکھا یہ سنکر ملکہ
گھبرا گئیں عمرو نے جو یہ ساخنہ دیکھا کوہ سے اُتر کر بھاگا کہ جا کر صاحبقران سے خبر کروں کہ لیجیے لوح پر افتاد پڑ گئی
ملکہ سے کوئی لوح لیگیا عمرو تو یہاں سے بھاگا ہوا جاتا ہے ملکہ گھبرا رہی ہیں مگر صاحبقران باغ میں تشریف
رکھتے ہیں پہلو میں ملکہ قمر پیکر گھبرا کر کہتی ہیں کیوں اے صاحبقران کیا مصیبت اُٹھا کے آپنے لوح پائی بڑے
حرامیں بدنصیب بیٹھے ہی منع کر رہی تھی میرے لیے یہ آفتیں برپا ہوئی ہیں مجھ کمبخت کو چھوڑیے آپ کو لوح ملجائے
بعد فتح طلسم جو مناسب ہوگا وہ کیجیے گا جبتک طلسم نہ فتح ہو ہر ایک سے عجز و منت میں کام لیجیے بعد فتح طلسم دیکھ
لیجیے گا میں حضور کی کنیز ہوں عمر بھر دامن دولت نہ چھوٹے گا یہ خوب سمجھ رکھیے اگر تمام عالم ایک طرف ہو کوئی اگر
سر کاٹ لے تو بھی آپ کے نام کا وظیفہ نہ چھوٹے گا امیر فرماتے ہیں ملکہ اگر تمام عالم ایک طرف ہو جائے [illegible]
حمزہ کہتا ہے وہی کرتا ہے قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار اس عورت گوشہ نشین کی تو ضد ہے میری
بات میں فرق آئے علاوہ ازیں ملکہ تصور کرو اگر فتاحی طلسم میری تقدیر میں ہے تو انشاء اللہ لوح اور تدبیر سے نکلیگی
اگر قضا لیکر آئی ہے ہر شخص مجبور و ناچار ہے گردش سر امیر بیکار یہ ذکر تھا کہ قضاے کار ایک جادوگرنی محیط جادو
نام آسمان پر اڑتی ہوئی جاتی ہے اس باغ کی رعنائی دیکھکر اُتر پڑی دو کنیزیں بھی ساتھ ہیں ایک نخل کے سایے میں
آکر بیٹھی نگاہ اُٹھا کر دیکھا جمال صاحبقران پر عاشق ہوئی یہ بھی دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر پہلو میں بیٹھی ہے ایک
کنیز سے کہا اس جوان کو ہمارے پاس بلا لاؤ کہنا ایک گلابی لیتا آوے ہمارے پاس بیٹھکے شراب پیے وہ کنیز
تو وہ کی زنگن سامنے صاحبقران کے آئی امیر کو سلام کیا کہا چلیے آپکو ملکہ محیط جادو بلاتی ہیں اپنی جان کی
بھی خیر منایے وہ جسپر عاشق ہوئی ہیں اُسکی جان نہیں بچتی ایک گلابی بھی لیتے چلیے وہاں چلکر شراب پیجیے آپکو
زیادہ پلا نسکی اپنا معشوق بنانگی امیر نے فرمایا کیا بکتی ہے وہ حرامزادی کون ہے میں وہاں کیوں جاؤں
زنگن نے کہا واہ واہ میاں میں کان پکڑ کے لیجاؤنگی اگرچہ تم بھی ہو میرے سامنے پیرزال ہو ہمارے آگے جرأت
دکھانا محال ہے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کا کان پکڑلوں امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ
مارا زنگن کا سر اُڑ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من گل جادو بود محیط نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے میں اٹھی پکار کر
آواز دی اے جوان یہ کیا کیا میری کنیز کو مارا یہ نہ سمجھا کہ میں سامنے دیکھ رہی ہوں بہت لیکے گولا مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھا گولا پھٹکر الٹ کر اُدھر تڑپ کے قریب آئی چاہا کہ ہاتھ پکڑلوں امیر نے تلوار کا ہاتھ مارا سر اسکا

زخمی ہوا اب تو سامنے سے بھاگی امیر دوڑے محیط نے سر کا خون چھڑکا ماش کے دانے پھینکے کسی سے کچھ نہوا اب تو
بھاگنے لگی امیر تیغ لیے ہوے اسکے پیچھے جب دوڑتے ہیں جست کرکے اور جانب جا رہتی ہے ملکہ قمر پیکر چبوترے پر سے
یہ معاملہ دیکھ رہی ہیں محیط نے جب دیکھا کہ امیر پر کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا پکار کر آواز دی او جوان تجھکو کسی کامل
نے سحر سکھایا ہے تیری معشوقہ کو لیجاؤں یوں آزار پہونچاؤں یہ کہکے محیط نے جست کی اور امیر کو چھوڑ کر برابر قمر پیکر
کے پہونچی قمر پیکر اپنے کو کیا بچا سکتی تھی یں محیط نے کمر میں پنجہ دیا اور لے اڑی چنانچہ امیر دوڑیں تیر و کمان اٹھائیں
محیط اتنے میں قندیل فلک ہوگئی بیقرار ہوکر قمر پیکر نے آواز بھی دی تھی کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے جب تک امیر
قصد کریں وہ بلند ہوگئی ملکہ قمر پیکر کی زبان پر یہ کلمات حسرت جاری تھے نظم

ایک ساعت تو نہو مجھ سے مرا یار جدا
اور معشوقوں میں یہ غمزہ و عشوہ ہی کہاں
اب سے کس طرح یہ ساغر ہیں نہو جدا
بار احسان خلایق سے مجھے نفرت ہے
زلف کا شانے سے ہوتا ہے جو ہر تار جدا
اور خدا کا ہے تو ہے پاس صنم بھی اے دل
میں جدا رہتا ہوں اے نور مرا یار جدا

سیان سے کرتا ہے وہ ترک جو تلوار جدا
تیرا انداز زمانے سے ہے اے یار جدا
اے مسیحا تری آنکھوں میں ہیں عاشق دونوں
رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا
عمر بھر ساتھ نہ اے رشک پری چھوڑونگا
شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا

دو میٹھے سے ہوں اے چرخ ستمگار جدا
تن سے ہوتے ہیں سر عاشق غمخوار جدا
چشم مخمور سے کیونکر نہ طبیں ہونٹوں کو
دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا
دل صد چاک پہ اک تیغ نیا پڑتا ہے
سائے کی شکل سے ہو نگاہ میں رہتا چلا
ایک جا رہنے نہیں پاتا فلک کے ہاتھوں

صاحبقران کی بیقراری گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی کہتے تھے یا
صاحبقران یہ کیا ہوا فلک نے یوں پریشان کیا ہائے اس معشوق پری چہرہ پر کیا گذریگی نہیں معلوم وہ
شہزادی کہاں رہتی ہے کہاں ڈھونڈھوں یہ کیا غضب ہوا ایسے معشوق پری چہرہ کو فلک نے جدا کیا
جی چاہتا ہے اس صحرا میں پھروں قیس مجنوں پر پہونچوں کوہ نجد میں جا کر استاد مجنوں کو تلاش کروں وہ رہبر راہ
عشقبازی سلطان ملک محبت جانبازی ہے اپنا تو یہ حال ہے کہ بیان کرنا محال ہے عجب معرکہ گذرا نظم

خاک میں ملکے بھی ہو نگا نہ غبار دامن
بار خاطر نہ کسی کا ہو غبار دامن
تیرے دیوانے میں ہم چاک گریبان سے
سیر گلزار دکھا دیگی بہار دامن
موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤں نکو مرے
گل گریبان کو کرتے ہیں نثار دامن
پائی جاتی ہے محبت مجھے اٹھتے آتش

کمر یار سے اٹھتا نہیں بار دامن
سلسلہ رہتا ہے مرے دیدۂ تر شب و روز
جبکہ رہتا تھا تو اے طفل جوار دامن
فرقت یار میں اشکوں کو مرے روکے
خار کی طرح کھٹک جاتے ہیں تا بکے
رشتہ واصل سے تار اسکا نہیں کم کوئی
کھینچتے ہیں مرے دامن کو جو خار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن
خون کے اپنے جو چھینٹے پڑے اے قاتل
آستین کا ہے نہ یہ کام نہ کار دامن
وہ قبا پوش چمن میں جو کبھی جاتا ہے
خار صحرا کو سمجھتا ہوں شکار دامن

اس حال پر ملال میں صاحبقران
حیران و پریشان مضطر و بیقرار دوڑتے پھرتے ہیں مگر خواجہ عمرو جو پہاڑ سے اتر کر بھاگے تھے اس خیال سے
کہ جا کر امیر سے عرض کروں کہ لوح ملکہ کے قبضے سے نکل گئی فتانہ نامے کنیز اگر کسی دوسری عورت کی شکل
بنی آخر وہ جادوخانے سے نکلی عمرو بصورت اصلی بھاگا ہوا جاتا ہے کہ ایک جادوگر مرغ زرین نام
بادشاہ سے یہ کہکر نکلا تھا کہ میں طلسم کشا کو لاتا ہوں یہ سوچکر چلا تھا اڑا ہوا جاتا ہے کہ اسکی نگاہ عمرو پر پڑی
دیکھتے ہی خوش ہوگیا اور جھک کر گرا عمرو نے جو دیکھا ایک ساحر نے میری کمر میں پنجہ دیا ایک چیخ ماری کہا اے بھائی
تو کون ہے جو مجھ غریب کو لیے جاتا ہے اس ساحر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو چیختے چیختے بیہوش ہوگیا مرغ زرین

عمرو کو لیے ہوے دربار شاہ طلسم مین آیا فتانہ لوح لیکر پہونچی ہے عرض کر رہی ہے واری مین لوح لیکر آئی مشہور جادو
لوح کو لیکر نہال ہو گیا فتانہ کو نہال کر دیا کہا اے فتانہ ملکہ کی کیا کیفیت ہے کہا حضور عشق مین طلسم کشا کے مبہوت
ہین بات بات پر روتی ہین اشکون سے منہ دھوتی ہین مگر بڑی مشکل ہے پہاڑ پر آپ جا نہین سکتے بانیان طلسم نے قید
لگائی ہے کہ ساحر کا سحر وہان تاثیر نہ کریگا بادشاہ نے کہا کیون وزیر اعظم اب ان گیسو بریدہ کی کیا سزا ہے وزیر نے کہا
حضور مین ناچار ہون مین آپ کا دوستدار ہون جو آپ کا جی چاہے اس بدنصیب کے ساتھ کیجیے مین بولون تو گنہگار
یہ ذکر تھا کہ مرغ زرین بھی آگے پہونچا اُسنے عمرو کو پیش کیا کہا حضور یہ ساربان زادہ ہے جنگل مین بھاگا ہوا جاتا
تھا مین نے پکڑ لیا بڑے بڑے فقرے کرتا تھا مین نے کچھ داد فریاد نہین سنی بادشاہ نے مرغ زرین کو بڑا بھاری
خلعت دیا دو سو ساحر کا افسر کیا کہا تم اسکو قید کرو تمکو نگہبان کیا مرغ زرین نے لاکر عمرو کو ایک مکان مین
قید کیا اب بادشاہ نے پکار کر آواز دی کوئی ساحر تم مین سے ایسا ہے کہ ملکہ کو گرفتار کرکے لائے سہیل جادو اُٹھی
کہا حضور مین پہاڑ سے اتار لاؤنگی جب کوہ سے اتریگی گرفتار کر لونگی دس ہزار ساحران زبردست سہیل کو ملے سہیل خوشی
خوشی دس ہزار ساحرون کو لیکر قلعے سے نکلی ساحرون سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ مین جا کر تدبیر کرون ملکہ کو پہاڑ سے
اتارون سہیل جادو چلی یہان بعد لوح لے جانیکے ملکہ گلفام اپنی حسینا دایہ سے کہتی ہین کیون دائی اماں
یہ کیا ستم ہوا مین طلسم کشا سے ذلیل ہوئی اب یہ روے سیاہ کیونکر دکھاؤنگی کسطرح سامنے جاؤنگی مجھکو فلک نے کس
مصیبت مین ڈالا یہ ذکر تھا حسینا نے عرض کی واری ایک تو فکر یہ کیجیے اب بادشاہ طلسم کو اطمینان ہوا لوح طلسمی
اُنکے پاس پہونچی اب بادشاہ فوج ضرور بھیجیگا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ نکل چلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ملکہ نے
کہا اے دائی اماں کہان جاؤن حسینا نے کہا حضور اسی باغ مین پاس طلسم کشا کے چلیے سوء ظن وغیرہ کا خیال نہ کیجیے
ملکہ نے رو کر کہا حسینا مین کیا منہ دکھاؤن ہاے جنگلی عورت سے دغا باز بنی اب تو اُنکی بات بن پڑی ہوگی خوب
باتین بنائی ہونگی کہ رہی ہونگی کہ ملکہ گلفام آپکی دشمن ہے ہاے حسینا تو نے مجھکو نہ سمجھایا میرا لطف زندگی مٹا
اب دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہے حسینا بھی خاموش ہے کچھ تدبیر اسکو بھی نہین بن پڑتی کہ سہیل جادو آکر پہونچی مگر
گھبرائی ہوئی جھک کر سلام کیا کہا واری آپ جلدی پہاڑ سے اتریے جہان جانا ہو نکل جائیے بادشاہ نے دس ہزار
فوج روانہ کی ہے فوج آراستہ ہو رہی ہے اب وہ آیا چاہتی ہے مگر ابھی وقت باقی ہے حضور پہاڑ سے اتریں مین پھر خبر
جا کر لاؤن ملکہ نے گھبرا کر کہا کہان جاؤن سہیل نے کہا کوہ سے تو اُتریے طلسم کشا کے پاس چلیے مین بھی شرکت
کرونگی آپ کے والد کو بڑی خفگی ہوئی اُنھون نے یہی جواب دیا کہ بارے مین ملکہ کے آپ کو اختیار ہے مین آپ کے
ساتھ رہونگا اہالیان طلسم کا اب قتل ہونا کیونکر گوارا کرونگا اور ایک خبر عرض کرون عمرو بھی قید ہو گیا مرغ زرین
پکڑ لیگیا ابھی کے عمرو سپرد کیا ہے امیر کو گرفتار کرنے خود بادشاہ جائیگا پہاڑ سے اتریے چلکر امیر سے بھی اطلاع کیجیے
وہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا آپ پہاڑ سے اتریے مین جا کر اور خبر لاؤن یہ کہکر سہیل پھری فوج تو
قلعے سے نکل چکی تھی سب سے کہا لو صاحبو مین ملکہ گلفام کو آمادہ کر آئی طرف سے صحراے ویران کے چلو یہ کہکر فوج
کو لیکر چلی یہان ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی مادیان شبگین پر سوار ہوئین ساتھ ہزار کنیزون کو ساتھ لیا پہاڑ
سے اترین آدھ کوس راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑتی دیکھا آگے آگے سہیل پشت پر دس ہزار
ساحر ملکہ کو دیکھتے ہی سہیل نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ تو نے تباہی اہل طلسم کی چاہی قدرت سامری سے
کیا کچھ ہوا لوح بادشاہ کے پاس پہونچی تم سب کو خبر مل گئی صاحبقران تنہا اسی باغ مین سرگردان ہین دیوانہ وار

چار رہے مین انکی معشوقہ کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی مگر تم اب کہان جاؤ گی ملکہ نے پریشان ہوکر جواب دیا واسطے اپنے
دین و مذہب کا مجھکو قتل کر طلسم کشا پر دست انداز نہو نا مین بدنصیب خطا وار ہون سزا کی سزاوار ہون سہیل نے کہا
اب کہان جاتی ہو یہ کہکر اُس ملعون نے ساحرون کو اشارہ کیا لہذا یہ لوگ جانے نہ پائین چار جانب سے ساحر جا
سحر ہاتھ مین لیکر جھپٹے ملکہ نے تیغ کھینچا کنیزون کو آواز دی لڑ بھڑ کر اپنی جان دو میان تو لڑائی سحر کی ہونے لگی
اگر ساحر کا سحر چل گیا دو کنیزین چار کنیزین گھوڑون سے گرین اگر انکا نیزہ چل گیا ساحر گرا اندھیرا ہو گیا یہان تو یہ
رنگ ہی مگر کافور سیہ فروش وزیر اعظم بادشاہ کے خفا ہونے سے ملول و حزین رنجیدہ و کبیدہ عرصہ دراز تک دربار مین
حاضر رہا بادشاہ نے کچھ حکم دیا وزیر سر جھکائے ہوئے گھر مین آیا ملکہ نیر رنگ اسکی زوجہ تھی اُس نے وزیر کو پریشان پریشان
ہو تیا نیر رنگ نے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہے آج مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون تمہارے انتشار کا تو حال
سنا کر لوح نکل گئی اُس بدنصیب کمبخت نے کسی کا پاس نہ کیا لوح کا پتہ بتایا لوح طلسم کشا کو ملی کی اسکے باعث انتشار کیا
ہوا یہ سنکر وزیر رونے لگا کہا صاحب مین کیا کہون اُس بدنصیب کمبخت نے اپنا کلیجہ تیغ کا بنا لیا ہماری تمہاری جان کا
خیال نہ کیا مگر اقبال شاہی نے زور دکھایا لوح آگئی بادشاہ کے پاس پہونچی عمرو عیار قید ہو گیا طلسم کشا اسی باغ مین
ہی سہیل جادو دس ہزار ساحر لیکر برائے گرفتاری گلفام آتشخو گئی ہی اب غضب ہوا اُس بدنصیب کمبخت کی جان
کا ہیکو بچیگی وہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج ہے نیکی سمجھے نہ بدی جو دل مین آیا کر بیٹھی ہائے یہ کیا ضرور تھا وہ تو
مرد کے نام سے بیزار تھی عشق و عاشقی کسنے سکھائی جب کبھی شادی کا نام آیا اُس کمبخت نے یہی جواب دیا کہ کیا
ضرورت ہی اپنے اوپر کسی کو حاکم بنائے آپ محکوم بنکر بیٹھے ہائے یہ کس نے آگ لگائی یہ سنکر نیر رنگ رونے لگی
کہا صاحب بڑا غضب ہوا بھلا اُس سے یہ جفا کا ہیکو اُٹھے گی بچپن سے کسقدر کوشش کی کہ سحر سیکھے اُسکو نفرت رہی
میری بارہ برس کی کمائی یون لٹتی ہی میری تو نظر مین جھنپتی ہی اب جو کچھ ہو وہ ہو مین تو جاتی ہون اپنی جا کر جان
دونگی اُس کمبخت کو تو بچا لونگی دس ہزار ساحر دم بھر مین قیامت برپا کر دینگے سہیل بڑی مکارہ ہی اسکا سحر کون رد
سکیگا وہ ہمیشہ خدمت شاہ مین رہی بڑے بڑے ساحرون سے اُسنے سحر سیکھا مین البتہ اُس حرامزادی کے سحر رد کر دونگی
بڑھ بڑھ کے لڑونگی لو صاحب خدا حافظ تیس برس ہمارا تمہارا ساتھ رہا اب جدائی ہوتی ہی ویسے بھی لڑائی پڑیگی جب
ہم بادشاہ کے دشمن کے شریک ہوئے تم بھی فوج لیکر آؤ گے پھر ہم کوئی بات اُٹھا رکھینگے یہ کہکر شوہر کا دامن پکڑا
کبھی جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر رونے لگی کہا صاحب مین کیا کرون یہ آگ مجھسے نہین سنبھالی
جاتی ہائے میری بھولی بچی کو کسنے آوارہ کیا جو دل مین آیا کر بیٹھین انجام و آغاز نہ دیکھین آخر یہ آفت برپا ہوئی
میرے کلیجے مین آگ کے شعلے بھڑک رہے ہین کیونکر اپنے کو سنبھالون سہیل کیسی اگر بادشاہ سے بھی سامنا
ہوگا مین لڑونگی اگر وہ بادشاہ طلسم ہی مین اُنپر غالب نہ آؤنگی اپنی بچی پر جان تو نثار کر دونگی صاحب مجھکو وہ دن
یاد ہین انکو سوتے مین سلاتی تھی آپ کلیجے مین رکھتی تھی کیا کیا جفا سہتی تھی آج بنام خدا جوان ہو مین ایسی خود مختار
ہو گئین مجھ کمبخت سے کچھ صلاح نہ کی جو دل مین آیا کر بیٹھین اسطرح کی باتین کرکے جو نیر رنگ روئی بیقرار و مضطر سر
کھلا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا نہ ہاتھ کی خبر نہ پاؤن کی وزیر حال زوجہ کا دیکھکر گھبرا گیا دامن چھڑا کر نیر رنگ جو بیٹھی تھی اور
کنیزون کو آواز دی لو صاحبو آج یہ گھر بگڑتا ہی ہمنے شوہر کا ساتھ چھوڑا مذہب ابلیس سے بھی منہ موڑا [illegible]
ہمارے تمہارے انسان ہی سحر و ساحری کے بھروسے پر خداوند بنکر بیٹھا ہی حقیقت مین دین خدا پرستان بہت
صحیح ہی بندہ خدا کو کیا دیکھ سکتا ہی ایسی آنکھین کہان اب تو وزیر نے سر اُٹھایا کہا صاحب میرے بھی دل کو اعتقاد

مذہب مسلمانان ہو امین بھی تمہارے ساتھ ہون نہین ہو سکتا کہ تیس برس کا ساتھ چھوڑ دون یہ بھی خوب یقین ہے کہ صاحبقران طلسم کشا جوان یکتا جرات مین بے نظیر صورت مین آفتاب عالمتاب ہماری صاحبزادی نے بڑی جوہر شناسی کی کہ ایسے شخص پر عاشق ہوئی کہ جسکا از پردۂ دنیا تا بہ قاف مثل و نظیر نہین داماد نوشیروان خویش شہپال بن شاہرخ بادشاہ پریان یہ طالع کی رسائی کہ وہ شخص میرا داماد ہوا اور سہیل کو ابھی چلکر مارتا ہون صاحبقران صاحب اقبال ہین پھر لوگ ان تنگ ہون بخیلی علاوہ ازین یہ بھی صاحبقران کا دستور ہے اسوجہ سے قلب کو سرور ہے کہ جب طلسم کا توڑنے کا ارادہ کرتے ہین اپنے بزرگان دین سے مدد طلب کرتے ہین جب ہدایت ہوتی ہے تب تصدیق کرتے ہین یہ کہکر وزیر باہر آیا ملازمون کو آواز دی کمر باندھو چار ہزار ساحر جو اسکے ذات کے ملازم ہین کمر باندھ کے تیار ہوے وزیر گھوڑے پر سوار ہوا زوجہ کو دیکھا طاؤس پر سوار چار ہزار کنیزین جو ہوادار نیان قلماقنیان پیچھے پیچھے کافور سر فروش نے پلنگ کیا اور تیسے سنا ہم زن و شوہر نے مذہب اسلام اختیار کیا ابلیس پر لعنت کی ہمیا سکار غدار خداوند نابکار ہے سب نے عرض کی ہم آپکے تابعدار ہین ہمنے بھی مذہب ابلیس پر لعنت کی جو آپ کی خوشی وہ ہماری خوشی آپکے حکم سے کبھی گردن تابی نہ کرینگے آپ کے حکم سے جئینگے مرینگے جب زن و شوہر نے سکو ثابت قدم دیکھے محبت پایا دل کو تقویت روح کو راحت ہوئی طرف کوہ گلگون کے چلے بیان لڑائی ہو رہی ہے ملکہ گلفام بیچ مین گرد کنیزین مگر ساحرون نے ہزار کنیزون کو بجبر و ظلم قتل کیا ملکہ گلفام شمشیر تیر مار رہی ہین اپنے کو سحر سے بچاتی ہین مگر ہلاک ہونا سیا مینا یقین ہے جو کوئی سحر قریب آجاتا ہے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گرتی ہے ہم کیا کرین کس کس طرف دیکھین دس ہزار ساحرون نے گھیر لیا اب انسے جان بری دشوار حسینا دائی پر بڑا غصہ اگر کسی ساحر نے ارادہ کیا کہ حسینا کو پکڑ لے ملکہ نے تاک کر تیر مارا اسکے سینے کو توڑ کر پار نکل گیا وہ ساحر مر گیا حسینا سے کہا کیون دائی امان حماقت کا مزا تھا پایا دنیا مین زرد رو عقبیٰ مین خراب حسینا کہتی ہے واری جو کہیے بجا ہے مین سراسر گنہگار ہون جو چاہیے فرمایئے مگر مین نے جو کچھ کیا حضور کے حکم سے کیا ملکہ آہ کرکے فرماتی ہین اب تو یہ کیفیت ہے نظم

چشم تر وہ نہین جو بار گہر سنبھالے
تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا
اسکل کا بوجھ جو انکی نازک کمر سنبھالے
اگر مر نہ جینے دیتی انکی تنگ مزاجی
پھرتا ہے باغبان بھی پھیر تبر سنبھالے
حرف درشت سنکر میں کان دل دکھانے
لاتا جواب خط کا ہو نامہ بر سنبھالے
درد فراق آتش تڑپا رہا ہے سکو

دیوانہ ہو گئے کوئی ہیا جو گریبان
تنہا پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے
تکیے مین آدمی کو لازم لیکن ہے رکھنا
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
ڈرتے مین ہوش تیرے دیکھے سے
اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے
یا پھر لگتے ہیں اسکے صیاد یا چھری ہے
اک ہاتھ دل سنبھالے اک ہاتھ جگر سنبھالے

آنکھ جگر کو لیکر مژگان تر سنبھالے
ممکن نہین کہ دامن وہ بحر سنبھالے
اٹھنا تو ان کو دے طاقت توانا
بیچارے سا فرخت سفر سنبھالے
وہ نخل خشک ہون کہ ان گلشن جہان مین
ممکن نہین حواس خستہ تن سنبھالے
ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی
بے بال و پر گئے تیرے بچہ بال و پر سنبھالے

حسینا حال پر ملکہ کے رو رہی ہے کہتی ہے کیا عرض کرون اب کون صورت جان بچنے کی ہے ساحرون کے ہاتھ سے رہائی غیر ممکن ہے دل کو کوئی طمانیت نہین ہے یہ ذکر تھا کہ صحرائے گرد اڑی شعر از دامن دشت کوہ اور نگ ÷ گرد برخاست طوطیا رنگ ÷ دامن گرد کا سامنے آکر حسینا دیکھا کافور سر فروش اپنے والد کو دیو نیرنگ اپنی والدہ کو پشت پر سات ہزار ساحر اور جادوگرنیان کچھ ہوادار نیان کچھ کنیزین ملکہ جیسی وزیر اعظم کو بادشاہ نے بھیجا ہماری گرفتاری یہ ذلت منظور ہے گھبرا کر کہا لو دائی امان غضب ہوا والد آگئے والدہ بھی ساتھ ہین حسینا نے کہا نہین واری خدا نے اپنا فضل شریک کیا آپکے والد و آپ کی والدہ

مدد کو آتے ہین یہان تو یہ ذکر تھا کہ کافور سحر فروش نے آواز دی آؤ سہیل تجھکو شرم نہین آتی ہے غیر ساحرون پر سحر کرتی
ہے ذرا ادھر تو لپٹ ہمپر تو سحر کر لطف سحر و سا[illegible] تو نے غیر ساحرون کو مارا کیا لطف ملا یہ بیچارے یان کا سر کی کرنے
والیان [illegible] ہیر پہ سحر کیا [illegible] بیچارہ یہان [illegible] کیا جا مین تجھ سے مقابلہ کر تو حال کھلے سہیل نے چلکر کافور سحر فروش
ملکہ نیرنگ کو دیکھا ملکہ نیرنگ تو تخت مین [illegible] کے مجمع ساحران پر گرین گرتے ہی کئی سو ساحرون کو مارا اور زرے
جو سحر کیا زمین تھرا گئی نیرنگ کری [illegible] ہوئی [illegible] تمام ساحران غدار لینا لینا کہکر دوڑے
یہی گری سحر چلنے لگے مگر نیرنگ قریب [illegible] ہوئی ایک دو [illegible] پر مار کھا او بخت بدنصیب یہ کیا کیا اے کم
اس بلا مین پھنسایا ارے یہ کسنے تجھکو [illegible] کہ طلسم کشا سے لوح چھینے اپنے کو اس بلا مین پھنسایا اس
شیر دل نے وہ تکلیف اٹھائی [illegible] باغ مین [illegible] اپنے کو بلا مین پھنسایا دروازے پر دیو سے مقابلہ پڑا اس
شیر نے دیو کو مارا اندر جاکر ساحرون کو مارا [illegible] کہا تھا کہ لوح اپنے پاس منگوالی فتانہ ملعونہ کنیز [illegible] آئی لوح
لیکی کوئی ایسی حرکت کرتا ہے اپنی مزاج [illegible] حرکت کی [illegible] ہمیشہ سے مرد کے نام سے نفرت تھی جوابہ کو تو نے چلیں
غصہ کو تو روکا ہوتا گلفام رونے لگی کہا [illegible] ہوئی گھر بار [illegible] ہوگئیون تباہ ہوئی اب
دیکھون [illegible] دکھائے طلسم کشا کو کیا [illegible] مزاج کی ہے ہی نے مجھکو تباہ کیا کافور سحر فروش تنہا
لڑتا بار [illegible] سہیل جادو [illegible] سہیل نے آگ برسادی کافور نے سب سحر دفع کیا [illegible] آفتاب کے
چمکتا ہے سہیل نے آخر جب دیکھا کہ سب سحر میرے دفع ہوئے [illegible] کافور پر جا پڑی [illegible] ہاتھ
تلوار کے مارے کافور نے روک کر ہاتھ مارا سہیل نے سپر کو بہت کی پناہ کیا مگر تیغہ کافور جو تڑپ کر گرایا تو سر
تلوار چمکی تھی یا زمین پر تلوار نے بوسہ دیا سہیل کو مار کر اب جو ساحرون پر گرا ایک ایک سحر مین [illegible] ساحرون نے [illegible]
دو دو سو ساحر مارے گئے [illegible] سہیل نے لاشہ سہیل کا اٹھایا روتے پیٹتے طرف قلعہ طلسمی کے بھاگے
ساحرون نے چاہا پیچھا کرین کافور نے کہا یارو بھاگے ہو [illegible] نہ کرو اب یہان سے نکل چلو طلسم کشا سے چلکر
ملاقات کرین انھین کی محبت مین یہ معرکہ ہوا باپ نے جو [illegible] ملکہ [illegible] باپ کے قدمون سے لپٹکے
رونے لگی باپ نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا جو ہوا سو ہوا مگر تم نے غضب کیا لوح کا ملنا دشوار ہے لوح خاص بادشاہ
کے پاس [illegible] ہے تمہاری محبت مین صبر نہوسکا [illegible] گلفام نے جواب دینے کا موقع نہ تھا جب خبر پائی
کہ ساحرہ [illegible] قتل کرنے گئی ہے محبت [illegible] نے آگ لگا دی صبر جبر نہوسکا اب چلکر طلسم کشا سے ملاقات کرین
کافور و نیرنگ و گلفام یہ سب کے سب طرف باغ کے روانہ ہوئے صاحبقران کا حال سنئے کہ بعد
غائب ہونے ملکہ قمر پیکر کے [illegible] بیقرار و اشکبار رہے آخر سوچے کہ صبر کرو دیکھو پردہ غیب سے کیا
ظاہر ہوتا ہے مجبور ہونا چاہتا اس باغ سے نکلے ایک طرف روانہ ہوئے جب [illegible] شام ہوتے ہوتے
امیر ایک دشت ویران مین پہونچے کافور وغیرہ جو اس باغ مین آئے دیکھا باغ ویران پڑا ہے سحر کرنے
کے نشان [illegible] کے دانے [illegible] ترنج نارنج محیط کے سحر کے پائے چہار جانب باغ کے ڈھونڈھا
کہین نشان اس کا [illegible] باغ [illegible] کافور [illegible] کہا لو بی بی یہان بھی کوئی افتاد [illegible] سحر کرنے والا
یہان کوئی ضرور آیا ایک کنیز کسی گوشے مین چھپی ہوئی تھی اٹھ کے [illegible] وزیر اعظم کو دیکھا روتی ہوئی کافور نے
پوچھا ارے بتا تو صاحبقران کہان گئے کہا حضور [illegible] ساحرہ [illegible] مین نے دیکھا کہ جب لوح
ملکہ عالم نے منگوالی تو صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا [illegible] عورت بھی روتی تھی اور اسکا یہی قول تھا

کہ حضور نے ہمارے اشارون پر خیال نہ کیا لوح کو دیدیا بڑے افسوس کی بات ہے اس ذکر مین ایک ساحرہ آسمان سے
آئی اسنے صاحبقران کو طلب کیا کنیز نے جو جا کر پیغام دیا امیر نے اسکو ایک طمانچہ مارا وہ ساحرہ آنکھ پڑی امیر
سے لڑی امیر پر کچھ زور نہ چلا ناچار ہوگئے اُسنے حبشی عورت کو اٹھا لیا لے بھاگی ہر چند امیر نے فکر کی کچھ نہوا ہیر
مین نے دیکھا کہ ایک طرف روتے پیٹتے نکل گئے مین بسبب خوف جان کے گوشے مین چھپی پڑی رہی آپ کو دیکھا پہچان
کر نکل آئی کافور پریشان ہوا کہا آشنایا بد فلک نے کیا انقلاب دکھایا طلسم کشا پر بڑی جفا ہوئی اگر وہ ہوتے انکا ساتھ
دیتے لڑتے بھڑتے انکو بھی معلوم ہوتا کہ ہمارے خیرخواہ ہین ہمارے واسطے تباہ ہین اب کیا کرین کدھر جائین یا
اسی مقام پر ٹھہرین یہ سوچکر اسی باغ مین اتر پڑے یہ ساتھ والون سے کہدیا کہ سب سویرے تیار ہونا ملک مین
صاحبقران کے چلینگے مگر ایک خدمتگار موسوم بہ نخبس جادو یہ سوچا کہ اب انکے ساتھ جنگل مین کہان مارے
مارے پھرینگے چلکر بادشاہ کو اطلاع کرین خیر خواہی مین انعام ملیگا یہ سب پکڑے جائینگے مدت تک یہی ذکر رہیگا
کہ نخبس جادو نے اہالیان طلسم کا جان و ایمان بچا لیا یہ سوچکر باغ سے نکلا قلعہ طلسمی مین آیا مشہور جادو
تخت پر بیٹھا ہی تھا یکایک رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی دیکھا چند ساحر افتان و خیزان حیران و پریشان زخمدار و
بیقرار لاشہ سہیل لیے ہوئے آکر پہونچے گھبرا کر مشہور جادو نے پوچھا ارے سہیل کو کسنے مارا کہا حضور ملکہ
گلفام آشفتہ پہ سختی پہاڑ ہے اتری نہین ہم سب نے گھیر لیا آٹھ ہزار کنیزون کو قتل کیا تھا اب ارادہ ہوا کہ ملکہ کو
گرفتار کریں لیکن اُسوقت وزیر صاحب اور زوجہ انکی آکر پہونچین لڑائی سحر کی ہونے لگی وزیر صاحب کا کون مقابلہ
کر سکتا تھا انھون نے زمین کو الٹ دیا سہیل کو مارا ہم لوگون نے دیکھا کہ جان بچنے کی کوئی صورت نہین آخر
بمشکل لاشہ لیکر بھاگے وہ نہین معلوم ملکہ کو لیکر کہان گئے یہ سنکر مشہور جادو بہت جھنجھلایا کہا نمکحرامون نے
ہنگامہ اٹھایا ہے اب لوح تو میرے پاس ہے خبر لاؤ کہ نمکحرام کہان گیا گئی سو ساحرون نے قصد کیا تھا کہ ہم براے
تلاش جائین کہ نخبس جادو بد خواہ آکر پہونچا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ قمر پیکر کا غائب ہونا امیر کا انتشار کافور کا
خبر کر پہونچنا امیر کو نہ پانا سب حال مفصل بیان کیا یہ حال سنکر مشہور جادو بہت جھلایا کہا ابھی فوج تیار ہو
بادولت خود جائینگے آخر طلسم کشا کی تلاش بھی منظور ہے اب زمین جاکر وزیر صاحب اور انکی زوجہ اور انکی بیٹی کو گرفتار
کر کے لاؤن دو لاکھ ساحر اسی وقت تیار ہوئے تخت اسکا چار اژدہون پر کسا گیا استقدر فوج رات کا وقت مشعلین
و پنجشاخے روشن اس کروفر سے چلا بیان کافور سر فروش نے اپنی زوجہ و ملکہ گلفام کو ایک بارگاہ مین داخل
کیا آپ اسی سوچ مین ٹہلتا ہوا باہر نکلا چند رفیق ساتھ ہین یہ سوچ رہا ہے کہ اب کہان جاؤن صاحبقران سے
کیونکر ملاقات ہو ہر چند اب اُنسے ملاقات ہونا نہایت دشوار ہے اگر وہ ملتے آپسمین صلاح ہوتی یہ کھڑا ہوا سوچ رہا
ہے ملکہ گلفام ساتھ مان کے جو بارگاہ مین اُتریں مان نے کہا کیون بی بی یہ تونے کیا ستم کیا آپ بھی تباہ ہوئین
اور طلسم کشا پر یہ آفت تیری مصیبت گلفام نے کچھ جواب نہ دیا جب دو دو دا انہون نے کہا وہ اسکی کچھ جواب دیجیے
گلفام بیقرار ہو کر رونے لگی کہا صاحب مین کیا جواب دون تقدیر کو ہماری تباہی منظور تھی جب تو یہ بات سوجھی نظم

کہا قرنامہ اسکے نامہ بر نہین رکھتا
کبھی کو تاکیے کیا مین جگر نہین رکھتا
خدا کے ہو گئے بڑے ہم ہوس اگرچہ تھے
سر اک طرف مین قدم بھی ادھر نہین رکھتا

بس ایک طائر جان وہ بھی پر نہین رکھتا
کہان ہون کون ہون کیا جانے خیال مین نہ
بلے کو عشق ہمارا اثر نہین رکھتا
نہین نہ دل کسیطرح آنکھ بھی عدم ہو جائے

عدو کو تیر نگہ کا نشانہ نہ برف
وہ بیخبر ہون کچھ اپنی خبر نہین رکھتا
یہ تیغ و گرچہ ہر سجدہ کرتے چلتے ہین
یہ سوچکر انہین پیش نظر نہین رکھتا

جب اسکی بزم سے اٹھا تو آہ بن کے نکلے میں
نہ شر سے ایسی بھی نفرت دل خبر نہیں رکھتا
سرکنے دیتی نہیں بزم یار سے حیرت
یہ بیماں کدہ دیوار و در نہیں رکھتا
رہا ہوں سنگ در یار جو بالعکس سر
بسار جا مجلی میں بال و پر نہیں رکھتا

بخار دل کا کبھی دل میں بھر نہیں رکھتا
ہنک پڑے مری حسرت پہ اشک دشمن کے
وہ آشنا ہوں کہ گویا میں گھر نہیں رکھتا
وہ ہول خیز ہے اے خضر میرا دشت جنون
وہ حور خلد کے رہ نمو یہ سر نہیں رکھتا
کہیں نہیں دل بیتاب کو قرار جلال

ہمارے سامنے سے چلتا ہے وہ پری پیکر
رلا دیا اسے جوش چشم تر نہیں رکھتا
کھلی نہ آنکھ جو چلی آئے حسرت دیدار
کہ سایہ ڈر کے قدم منتشر نہیں رکھتا
تعجب اب مجھے کرتا ہے کیوں رہا صیاد
کھلا انتہا ہی ہمارا اسے خبر نہیں رکھتا

یہ اشعار پڑھکر اسقدر ملکہ **کلفام** روئین کہ دامن و گریبان تر ہو گیا ماں نے آنسو پونچھے کہا بلی جو کچھ ہوا خوب ہوا اب نہ پوچھینگے تمہیں صدمہ پہونچا ہے افسوس دیکھیں اب تقدیر نے کیا چاہا ہے ہم تو نادیدہ طلسم کشا کے تابعدار ہوے کاش کہ انکو دیکھ لیتے ہر چند کہ انکے ذکر سے کتابیں بھری ہیں مگر ہم بھی تو محبوس ہو جاتے آبرو پاتے فلک کو بھی نہ چاہا اب جنگل میں کہاں ڈھونڈھیں اس کو ہر بے بہا کا ملنا دشوار ہے فلک در پے آزار ہے یہاں تو یہ ذکر حسرت ہو رہے ہیں مگر **کافور سر فروش** بیرون باغ کھڑا تھا کہ دیکھا صحرا میں روشنی ہوئی وزیر نے گھبرا کر کہا ذرا دیکھو تو یہ کون آتا ہے خادم دوڑے پلٹ کر نہ آنے پائے تھے کہ دیکھا مشہور **جادو** تخت پر سوار پشت پر دو لاکھ ساحران غدار وزیر و مشیر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے چلے آتے ہیں کسی مصاحب نے پکار کر آواز دی وہ دیکھیے در باغ پر ہنگامہ کھڑا ہے مشہور نے زمین سے گولا مارا **کافور** نے دفع کیا چار جانب سے ساحران مشہور جادو دوڑے باغ گھیرنے لگا باغ کے اندر گئے ساحر طلازمان **کافور** تہ شکر نکلے اب تو غلغلہ ہوا کہ خود بادشاہ طلسم فوج لیکر آگیا اب کیونکر بچینگے **نیرنگ** تو جلدی کالی باندھکر اپنی جھولی سحر کی بائیں ہاتھ پر ڈالی بارگاہ سے نکلی ہی دیکھا شوہر گھرا ہوا ہے بارہ ہزار ساحروں سے دو لاکھ سے سحر چل رہا ہے ہر گل بلبل مثل شمع **کافور** جل رہا ہے سحر کرتی ہوئی یہ بھی چلی مگر **کلفام** جو گھبرائی ہوئی پیچھے سے نکلی دیکھا ماں باپ دونوں گھر گئے ہیں ایک کھوڑی سی تنگی با ساز و ویران کھڑی تھی اسپر سوار ہوئی ایک جانب چل نکلی یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ **کلفام** اسکو کچھ نہیں آتا ہے اپنا چہرہ چھپا لیا کہ کوئی مجھکو نہ دیکھے ایسا نہو پہچان لے تو غضب ہو جائے یہ بھی ظلم ہیگا کہ بادشاہ میرے نام پر مرتا ہے ابھی تو زندگی دشوار ہوگی اور حقیقت میں مشہور جادو اسی جوش میں آیا ہے کہ ملکہ کو قبضے میں کریں ملکہ **کلفام** تو نکل گئیں یہاں لڑائی بڑی **کافور** بھی جان لڑا رہا ہے مجمع ساحران درہم و برہم کر دیا لاشوں سے دامن باغ بھر دیا رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جو قریب شہنشاہ انجم سپاہ کو شکست ہوئی شاخ اخلال کہکشان نہال گل انجم پر خزان آئی ہواے مخالف چلی شہنشاہ انجم سپاہ بحال تباہ شکست خوردہ قلعہ مغرب میں پہونچا شہنشاہ زرین پوش یعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم فوج ضیا و شعاع کو ہمراہ لیکر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم میں فوج ضیا نے عملداری کی لیلی شب روپوش ہوئی مجنون روز پریشان دشت نجد عالم میں ظاہر ہوا **کافور سر فروش** نے پلٹ کر دیکھا صرف نوجہ بہری زخموں میں چور چور چند تن بحال تباہ زخمدار بیقرار ہمراہ ہیں اس حال میں بھی سحر کر رہی ہیں مگر اب شدت زخمداری سے سخت پریشان ہیں منھ پر ہوائیاں چہرہ اداس عالم یاس زندگی دشوار ہے **کافور** کا کلیجہ پھٹ گیا دیکھا بادشاہ خود لڑ رہا ہے جسپر جا پڑا سحر سے بیہوش کر دیا ہزاروں انکے ہاتھ سے مارے گئے **کافور** جان سے بیزار تیغ بسحر کھینچی طرف مشہور **جادو** کے چلا اپنی ہاتھ تلوار کے مارے وہ بادشاہ طلسم ہے لوح جھولی میں سحر تاثیر نہیں کرتا **کافور** ناچار ہو گیا مشہور **جادو** نے

ایک دستک دی چند طائر پیدا ہوئے سر پر کافور کے گرے جلکر خاک ہوئے اُس خاک نے قصہ پاک کیا کافور
بیہوش ہوکے گرا مشہور نے گرفتار کرنے کا قصد کیا نیرنگ نے جو دیکھا کہ شوہر گرفتار ہوتا ہے سحر کرتی ہوئی جا
پڑی اُس زنمھاری مین خوب لڑی ہزارون ساحر مارے مشہور نے غصے مین آواز دی اے طائران طلسمی اسکو
بھی لینا وہین چند طائر سفید رنگ مائل بجنگ پیدا ہوئے سر پر نیرنگ کے چونچ مارنے لگے چیخ مار کے منھ سے
شعلے نکالے اپنی آگ مین آپ جلے وہ خاک نیرنگ پر گری یہ بھی بیچاری بیہوش ہوکر قریب شوہر کے گری
مشہور نے اپنے ہاتھ سے دونون کی زبان مین سوزن دیا زن و شوہر کو مع چند ساحرون کے گرفتار کیا تمام
باغ کو چھان ڈالا اُس گل گلشن خوبی کا پتہ نہ ملا چند کنیزون کو پکڑا اُنسے جو پوچھا اُنھون نے کہا حضور جب لڑائی
آغاز ہوئی وہ بھی گھبرا کر نکلین ہم نے گھوڑے پر سوار ہوتے دیکھا پھر نہین معلوم کدھر گئین معلوم ہوتا ہے جان کے
خوف سے کسی طرف نکل گئین مشہور نے صدہا ساحر براے تلاش روانہ کیے اور کہا جو تلاش کر کے لائیگا دولت
دنیا سے نہال کردونگا دامن مع خانہ زر و جواہر سے بھر دونگا لالچ سے صدہا جادوگر تلاش مین گئے مگر شہنشاہ اوج
عیاری قید خانے مین بیٹھے ہین کہ مرغ زرین ہنستا ہوا آیا کہا آج ہمارے بادشاہ خود براے گرفتاری ملکہ روانہ
ہوئے ہین اب میان وزیر گرفتار ہوکر آتے ہونگے کہو باری کا ضبط ہوا یہ سنتے ہی عمرو رونے لگا مرغ زرین نے کہا
خواجہ کیون روتے ہو اسقدر کیون بیقرار ہوتے ہو عمرو نے کہا بھائی تمنے مجھکو گرفتار کرلیا مین نے تو مدت سے
حمزہ کا ساتھ چھوڑا اب نکلا تھا کسی امیر بادشاہ کی نوکری کرون تمہارے دل مین آیا ناحق مجھکو گرفتار کرلیا
مین جانتا ہون خدا میرے پاس آؤ تو حال دل مفصل کہون مرغ زرین ہنستا ہوا قید خانے مین آیا عمرو دوڑ کر
قدمون پر گر پڑا کہا مین یہ چاہتا ہون بادشاہ کا مجھکو نوکر رکھا دیجیے حمزہ کسی کے گرفتار کرنے سے نہ پکڑا جائیگا
مین البتہ دھوکا دیکر پکڑ سکتا ہون پردے مین دوستی کے بیہوشی دیکر پکڑ لونگا مرغ زرین نے کہا تم تو بہت
بدنام ہو سب ساحرون مین مشہور ہو سربرندۂ جادوگران و باج ستانندۂ زمین کافران عمرو نے کہا صاف یہ ہے
کہ حمزہ نے مجھکو بدنام کیا مین سحر جانتا نہین مین ساحرون کو کیونکر زیر کرسکتا ہون وہ البتہ صاحب اسم اعظم
محترم و محتشم انسان کیا دیو جنات آپ مارتے ہین نکل کرتے ہین مجھکو بدنام کردیتے ہین مین نے کچھ تحفے جمع کیے
ہین وہ تم لیکے بادشاہ سے میری سفارش کرادو یہ کہکے تھیلے جواہرات کے نکالے سامنے مرغ زرین کے پیش
کیے جواہرات دیکھکر مرغ زرین کے ہوش اُڑے رال ٹپک پڑی کہا خواجہ یہ کہان سے پایا عمرو نے کہا
ایسا تو بہت کچھ میرے پاس ہے یہ کیا قیمتی چیز ہے اے مرغ زرین تمھین گنگا کی قسم کوئی ایک روپیہ سیر بیچانگا
میرے پاس مین فیسیری ہے مجھکو جو پندرہ روپیہ دیجائینگے مین سوداگری کرونگا ایک سال مین لاکھ روپیہ کی دوکان
ہو جائیگی اسی طرح اُلٹ پھیر کرونگا دو چار جہاز خرید لونگا پھر خدا ملیگا جی مین کہتا ہے اے مرغ زرین یہ جواہرات
کی قدر نہین جانتا اسکو دم دیکے لینا چاہیے کون میری ہمساعت کریگا مین سب طرح پر دم دیکر اسکو لے لون
بڑا ظالم ہے مال خوب جمع کیا ہے کہا خواجہ نکالو عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک بڑا ڈبہ نکالا کہا اے مرغ زرین
مین تیرے کو لاتا تھا ایک فیسیری جواہر اسمین ہے مگر زین ورونہ سیر سے کم نہین ہے یہ سنکر مرغ زرین نے چاہا ڈبہ
کھولون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب ٹھہر جایئے ایسا نہو آپ نظر لگادین مرغ زرین کب مانتا ہے اسنے
کہا خواجہ مین پانچ روپیہ سیر بکوا دونگا عمرو نے کہا کھولیے مرغ زرین نے جو ڈبہ کھولا اسمین سے دھوان
نکلا مرغ زرین بیہوش ہوکے گرا خواجہ نے سوزن اسکی زبان مین دیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر

باہر نکل رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان تک آئی دیکھا مشہور جادو بادشاہ طلسم لقراط تخت پر سوار ہے ایک تخت پر کافور سر فروش وزیر رنگ زوجہ اسکی دس پانچ مصاحب سلسل و طوق زبانون مین سوزن مشہور موچھون پر تاؤ دیتا ہوا ساتھ والون سے کہتا ہے کیون صاحبو سحر یا بدولت کا دیکھا ایک ایک اشارے مین ان سب کو پکڑ لیا مابدولت سے کوئی مقابلہ کرسکتا ہے اگر زبان ہلا دون زمین کو آسمان پر پہونچا دون مرغ زرین نے جھک کر سلام کیا بادشاہ نے کہا اے مرغ زرین وزیر اعظم کو تو نے پکڑ لایا ایک خیرخواہی کر دکھا غلام آنکھون بخوف جان و آبرو نکل گئی تھین آوارہ ماری ماری پھرتی ہوگی تم تو ڈھونڈ کر لاؤ دولت دنیا سے نہال کر دونگا جو کوئی اس کام کو کرے جو مانگے وہ دون مرغ زرین نے عرض کی غلام ابھی بیٹھے بیٹھے سو گیا خواب مین سامری و جمشید کو دیکھا فرماتے تھے اس طلسم کی ہزار برس کی عمر ہے میرے گلے پر ہاتھ رکھا فرمایا تجھکو دولت علم موسیقی عطا کیا دنیا مین تیرا مثل نہوگا ذرا اندر بارگاہ کے چلیے مین امتحان تو کرون دیکھون مجھکو کمال آیا یا نہین مشہور نے ہاتھ مرغ زرین کا پکڑ لیا وزیر اور اسکی زوجہ کو قید خانے بھیجدیا مرغ زرین کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا مرغ زرین سب ساحرون سے لپٹتا پھرتا ہے کہتا ہے بھائیو آج تو بڑا کمال ہوا سامری و جمشید میرے خواب مین آئے مجھکو علم موسیقی بتلا گئے ہین ذرا امتحان کرتا ہون آپ لوگ سنیے دیکھیے مجھکو آیا یا نہین یہ کہکے بایان کھینچا کہا بھائی ملانا تو مجھکو آگیا اب گاتا ہون گنگنا کے یہ اشعار حسرت آثار شروع کیے نظم

کیا جائے کہ بیچ مین نکلے زبان سے کیا
دونون کے بوجھ بھارے اٹھا گئے کو واسطہ
زاغ و زغن کو کام مرے آشیانے سے کیا
کہتے ہین نکلے قصہ درد فراق کو
کل کیا کہا تھا آج ہو کہتے زبان سے کیا
جھٹک ہے حسن اوج پہ پیڑ کا ہوا ہے دم
ہمدم ہے جو کہ روح پہ کہتے زبان سے کیا
شاہی و غم قفس کے اسیرون کو ایک ہے
پیدا کیا ہے دل کی نے مضمون کہان سے کیا
پھرتے ہین آسیا کی طرح فکر رزق مین
یوسف بچھڑ لیا ہے کوئی کاروان سے کیا
گردون سے کیا مین شکوہ جور قمر کرون
لیجائین سوے ملک عدم اور بیان سے کیا

تھوڑے مرے نکلتے ہین شعلے جو آہ کے
بار زمین اٹھیگا بھلا آسمان سے کیا
انکار پھر وہی ہے وہی پھر زکھائیان
لیجے وکرار کیجیے اس داستان سے کیا
صیاد عندلیب کو آنے دے باغ مین
مطلب بہار سے ہے غرض ہے خزان سے کیا
ظاہر ہے جو کہ حال ہے زیر فراق مین
صیاد بلبلون کو بہار و خزان سے کیا
شب ہجر فراق یار مین گھڑیان گنا کیا
آئی نہین خبر کہ ملیگا کہان سے کیا
غم خوریان سکوت تحمل فروتنی
جز داغ کے ملیگا بھلا آسمان سے کیا

درد و تپ فراق کے حاصل بیان سے کیا
دل جل رہا ہے آتش ہجر بتان سے کیا
مین زندگی مین نذر سگ یار کر چکا
لو یاد دی تجھین کہ کہا تھا زبان سے کیا
زیبا نہین ہین انکی تلون مزاجیان
لیجائیگی بہار چمن بوستان سے کیا
دل ہی خرے اٹھاتا ہے صد و فراق کے
حاصل طبیعت کی جگر کے بیان سے کیا
ہوئے کمر کو تار شعاعی سے دی مثال
وحشت ہوئی ہے رانکو خالی مکان سے کیا
اے دل سبب جرس کی صدا اور نالہ ہے
جو پیر سے ہوا ہے وہ ہوگا جوان سے کیا
کافی ہے نور تحفہ داغ فراق یار

اسطور پر یہ غزل مرغ زرین لعلی نے گائی کہ بادشاہ تخت سے اٹھکر مرغ زرین کو گلے لگانے لگا کہا اے مرغ زرین سب احکام خداوندی سچ ہین مجھے تو اس فن مین بالکل دخل نہ تھا آج تیری آواز دل کو برمائی ہے قلب کو بھاتی ہے مرغ زرین نے کہا حضور اسوقت دیدۂ دل روشن ہوگا پردے میری آنکھون سے اٹھ گئے وہ سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہین سامرن بھی پہلو مین ہین آج تو کام کانپا لگتا سینا و جھری اوڑھے ہین تھرناک مین مجھکو دیکھکر مسکراری ہین فرماتی ہین دو سرا کمال دکھاؤ تجھکو بادشاہ عالم کرینگے تیرا بادشاہ سب پر غالب آئیگا مین جواب دیتا ہون تم بچی ہو وہ یہ کہتی ہین تم ہمارے

پاس آؤ گے مین کہتا ہون ابھی نہین مگر باقی ہین دو سر الکمال کہا دو سب کی عمر بڑھا دو شاہ نے کہا ای مرغ زرین
عمر بڑھانے کی کیا صورت ہو قدرت سے پوچھو مرغ زرین خوب ہنسے کہا حضور عجب حال ہی دوسرا یہ کہا ای مرغ زرین
پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن زیادہ نہ کمن نہین پینے والون کی سو سو برس عمر ہو جیسی شاہ
نے کہا یہی تدبیر کرو مرغ زرین نے کہا پہلے مین جا کر طلسم کشا کو پکڑ لاؤن بادشاہ نے کہا پہلے عمر بڑھاؤ اب
مرغ زرین نے کہا کبھی میخانے کی مجھکو رخصت ہو تو پھر وہی صورت ہو کہ سب راضی ہو جائین بلکہ جو پورے قائل
ہو جائین مشہور نے کہی میخانے کی اجازت ہے کہو گر پھینکدی کہا لو مرغ زرین تمکو اختیار ہے اب حجت بیکار ہی
تمکو یہ مرتبہ ملا پردہ ہائے حجاب آنکھون سے اٹھ گئے قدرت کو دیکھ رہے ہو کہا حضور تو نے دو سو خداوند
سامنے بیٹھے ہین میرے ساتھ مسخراپن کر رہے ہین مین انکو جواب بھی نہین دیتا یہ کہکے مرغ زرین میخانے مین
گھسا شراب کو خراب کیا آواز دی یارو شراب پیجاؤ جیو سو سو برس عمر بڑھیگی مگر سانس نہ ٹوٹے ایک ہی سانس مین
خاتمہ ہو شراب تقسیم ہونے لگی پیچلے تو ارے فوج مین تقسیم ہوے عمر بڑھنے کے ذکر سنکر سب غریب و امیر دوڑے
مرغ زرین دو سو گلابیان شیشیین رکھکر بارگاہ مین لایا سلیقہ شراب کا دیکھکر سب کی آنکھون مین نشہ آگیا کہتے تھے
یارو ہدایت خداوندی کا یہ انجام ہو اس عنایت سے شراب کو لایا ہی دل بھر آیا ہی آنکھون مین نغمہ ہی پہلے جام بھر بادشاہ
کو دیا اب دور اسرداروں پر باندھا ہر شخص اشارے کر رہا ہی ای مرغ زرین ہمکو جام بھرکے دینا انجام بخیر ہو
تمہارا کیا کہنا مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہو مگر قضاے کار یہان تو عمرو نے رنگ جمایا ہی شراب چل رہی ہی
مگر صاحبقران پھرتے ہوے ایک صحراے خارستان مین پہونچے ہر چند کہ وقت اول ہی مگر حدت سے آفتاب کے
ہی بیکل ہر ذرون کو دیکھتے ہین چہک رہے ہین سنگ ریزے دمک رہے ہین پہاڑ کے پتھر چمک رہے ہین شاخ ہاے
نخل شکل دست تمنا ہاتھ پھیلاتے ہین بے برگی کے سامان دکھاتے ہین سایہ معدوم طایر معدوم صعوبت تمام تراق
ہوئی معلوم ہوتی ہی خشکی معدوم ہوئی ہی صاحبقران حیران و پریشان ایک نخل کے سایے مین بیٹھے ہین دیکھا ایک
دیو چلا آتا ہی اوسنے پکار کر آواز دی او آدم زاد بے نیاد مین تمپر احسان کرون مین منھ پھیلاکے جھیون تو منھ مین
پھاند پڑے مین پھیلاکے نگل جاؤن دانت نہ لگاؤنگا اگر میرے کہنے سے خلاف کیا ہی زبان چبا چباکے کھاؤنگا صاحبقران
خود غصے مین بیٹھے تھے بھوکے پیاسے دیو نے بو تشنیع یاد فرمایا او بھیجا کیا بکتا ہی دیو نے مکل مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ
ڈالکر ایک گھونسا مارا کہ دیو غل مچانے لگا ایک چیخ ماری ای آقا میرے کمنگ جادو جلدی دوڑو آدمی نے مجھکو
پکڑا ہی ہلاک کرتا ہی میرا قصہ پاک کرتا ہی یہ جو دیو نے چیخ مارکر کہا صحراے ایک ساحر پیدا ہوا ناک سے اسکی شعلۂ آتش
نکلتے ہوے بال سر کے مثل نشتر کے کھڑے ہوے دوڑتا ہوا آتا ہی پکارتا ہی خبردار دیو کو چھوڑ دے ورنہ آفت برپا کرونگا
امیر نے کوڑے پر لادکے دیو کو مارا دو نمتے کا لشتا زمین پر گرا اچھلی پر چڑھکر سر دیو کا کھینچا کمنگ جادو
نے آواز دی او ظالم تو نے میرے کہنے کے سر اسر خلاف کیا یہ کہکے گرز مارا شرر سا شعلہ نمبر کے خنجر کہے تلوارین
چلین امیر نے اسم اعظم پڑھا گولا پھٹکر زمین پر گرا جب تو کمنگ جادو گھبرایا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک
طائر نکالا منھ سے منھ ملاکر آواز دی ارے یہ انسان کون ہی اسکا حال مفصل بیان کر طائر نے چکارا مارا اور
زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دی ای کمنگ جادو یہ فتاح طلسم لقراط ہی اسکے قتل مین بڑی احتیاط ہے یہ شخص
زلزلۂ قاف شانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان محترم محتشم حافظ اسم اعظم اسیر کبھی سحر نا پذیر
بکر یگا بادشاہ طلسم لقراط کا دشمن ساحرون کا رہزن حائل کامل مشہور جاکو و بادشاہ طلسم لقراط کا قاتل

یہ جو اُس طائر نے کہا کھنگ کے ہوش اُڑے طائر سے کہا لینا مین خبر اسکو بادشاہ پاس ہونچاؤن طائر اُڑا
پر سر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان مین لکنت آئی طبیعت گھبرائی وہ طائر چرخ مار کر سامنے کھنگ کے
آیا کھنگ نے اپنی ران پر نشتر مارا چند قطرے خون کے طائر کو پلائے طائر اور مست ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا کھنگ
نے جھولی سے ایک شیشہ نکالا اُس شیشے مین اسم اعظم صاحبقران کو بند کیا پھر سحر کرنے لگا اب بسبب حرز ہیکل
کے سحر قریب نہین آتا کھنگ نے ایک دستک دی گوشۂ صحرا سے ایک پہلوان دو خصال خم مار کر سامنے
صاحبقران کے آیا امیر سے کشتی ہونے لگی اُسنے لڑتے لڑتے حرز ہیکل توڑ لی لاکر کھنگ کو دی آپ ایک
نخل کے نیچے غائب ہوا کھنگ نے شیشے کے گلے مین حرز ہیکل لپیٹ دی طائر بھی شیشے مین بھڑک رہا ہے اب وہ
شیشہ اُسنے جھولی مین رکھا اب جو چند دانے ماش کے امیر پر مارے امیر غش کھا کے گرے کھنگ نے گڑھے مین
پھینک دیا ہے ادھر طرف طلسم نقراط کے چلا جہاں جہان آرائے صاحبقران کو دیکھتا ہے حیران ہے کہ اے کھنگ
شخص مشرق وضع آہنین یہ کس حال ایک پہاڑ پر ادھر اس خیال سے کہ ذرا استا لون حوض پر پانی پیا قضائے کار
ملکہ برق جادو بادشاہ قلعہ زبرجد نگار کہ طرف سے صاحبقران کے حاکم ہو اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی ہے
یاد مین عمرو کے دل بیقرار یہ خیال ہے کہ اپنے کو جلد پہنچاؤن خواجہ کو دیکھ لون آؤن اس زمانے مین ہنگامے
پڑے مین اُسی پہاڑ کی طرف برق کا گذر ہوا خیال کرکے دیکھا صاحبقران بیہوش پڑے ہین ایک ساحر لب
چشمہ ٹہل رہا ہے برق تڑپ گئی سوچی یہ کوئی ساحر ہے صاحبقران کو لیے جاتا ہے غصہ جو آیا دہن سے نعرہ کیا او
موذی خبردار سنبھل ملکہ برق جادو یہ کہکے سحر کرنے لگی مگر کھنگ جادو چلے کا مالک راہ سحر و ساحری کا سالک
سحر کو برق کے دفع کیا اب برق جادو زمین پھاڑ کے جاتی ہے صاحبقران کو نیچے مین دبا کر نکل جاؤن مگر
حیران ہے کہ اے برق جادو کیا سبب ہے کہ صاحبقران بیہوش ہین معلوم ہوتا ہے اسم اعظم بند ہوا جب تو امیر
بیہوش مین اگر مین اُٹھا لے گئی اور اسم اعظم بند ہے دل انکا دردمند ہے یہ سوچکر پھر سحر کیا برق کڑک کر گری مگر
کھنگ کا زخمی ہوا دہی خون چلو مین لیکر کھنگ نے پھینک مارا برق جادو پر جو قطرے خون کے پڑے
بیہوش ہو کر گری کھنگ نے برق کو بھی لیا ایک تخت سحر بنایا زبان مین برق کی سوزن دیا دونون کو تخت
پر ڈالا لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلا یہان خواجہ نے صحبت مین مشہور کی رنگ جمایا ہے باہر والے جو تھے اُٹھا گئے
لالچ مین جلدی جلدی شراب پی جوتی پیزار چلنے لگی کوئی کھڑا ہوا گنگنا رہا ہے کہین سامری و جمشید کے
گا رہا ہے کوئی دوڑا ہوا چلا جاتا ہے جنگل کو راہ مین دیکھ کر پکارا تمہاری بھائی یہان کہان آملے یہ کہکے درخت سے
لپٹ گیا چیخ پر منہ رکھکے بیہوش ہوا کوئی برہنہ دوڑا دوڑا پھرتا ہے کوئی نشے کے جوش مین منہ کے بل گرتا ہے کسبیان
لشکر کی نکلی پھرتی ہین ناگہ دوڑی اری کتنا کہان چلی ننگی کیون پھرتی ہے کیا دھگڑے کو ڈھونڈھ رہی ہے اُسنے
ہنس کر جواب دیا تمہارے آشنا کو ڈھونڈھنے چلی ہون ناگہ لونچی سے خوب دانتا کلکل ہوئی آخر لڑتے لڑتے دونون
بیہوش ہوئین ایک کھڑا ہوا کانپ رہا ہے توبہ توبہ کر رہا ہے دوسرے نے پوچھا کیون بھائی کیا ہے اُسنے کہا
دریا جوش مار کر آتا ہے دوسرے نے کہا میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو مین پار کردون اُسنے اُسکے کاندھے پر ہاتھ
رکھا ناک پکڑکے غوطہ مارا دونون غرق دریائے لعنت ہوئے کھنگ جادو کا تخت اُڑتا ہوا آیا لشکر مین
جو یہ ہنگامہ دیکھا ہوش اُڑ گئے کہ یہ کیا سحر کیا ہے سارے لشکر والے ناچ رہے ہین کود رہے ہین حیران ہے کہ آج
سب کو کیا ہوا ہے لشکر مین کیسا ہنگامہ ہے ایک یا دو افسر کا نام جانتا تھا جھولی بجاتا تھا پکار کر آواز دی

ارے یہ سحر کرتا ہے تونے سر اٹھا کے دیکھا کہا اب پیچھے آتو بتلاؤن آسمان بہت باتین کرتا ہی کہنگ گھبرایا کہ سوال دیگر جواب دیگر ہی حال پوچھتا ہون یہ نیچے بلاتے ہین اسقدر گھبراتے مین بہت سے بیہوش پڑے ہین کچھ تلوارین کھینچے لڑرہے ہین کسی کا سر کٹا کوئی زخمی ہوا کہنگ کی کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا سحر کیا ہے تخت کو دوڑاتا بر سر بارگاہ آیا وہان وہ وقت ہے کہ عمرو نے سب کو بیہوش کیا جھولی سے شاہ نے لوح نکالی اب جانا سر کا ذون طلسم یوں نہین رہجاے مگر ابلیس اس بارگاہ مین نہین ہے مشہور تو اسکو خدا و ند جانتا ہی سبب عہد و پیمان اسکو رہنے کو دیا ہی مشہور بیہوش پڑا ہی لوح جب عمرو کے ہاتھ مین آئی خیال مین گذرا شاہ کو قتل کرکے نکل چلو خنجر پکڑے چاہتا تھا کہ آسمان سے آواز آئی ارے تو کون ہی جو بادشاہ کو قتل کرتا ہی کیون جلیل کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی یہ لکھے زمین پر آیا عمرو کود کر الگ ہوا تاج تو بادشاہ کا لے ہی چکا ہی یہ گمان غالب ہی کہ بسبب لوح کے مجھپر سحر تاثیر نہ کریگا کہنگ نے اُترتے ہی سحر کیا سحر نے عمرو پر تاثیر نہ کی کہنگ گھبرایا باران سحر برسانے لگا جیسے قطرہ گرا وہ ہوشیار ہوا اب عمرو نے برق و امیر کو دیکھا بہت گھبرایا کہا ای عمرو یہ کیا سحر کیا ہوا اس ساحر نے یقین کامل ہی اسم اعظم بند کیا حرز اسمٰعیل لے لی جب تو صاحبقران گرفتار ہوئے اسقدر بیکار ہوئے برق جادو اسکو کیونکر ملی کہنگ نے تیغہ کھینچا عمرو پر ہاتھ مارا اسنے خم ہوکر خالی دیا اب عمرو نے تیغہ مارا کہنگ نے خالی دیا مگر تیغہ جھولی پر پڑا جھولی کٹکر زمین پر گری عمرو نے دیکھا ایک شیشہ ہی اسمین ایک طائر پھڑک رہا ہی منہ پر شیشے کے حرز اسمٰعیل لپٹی ہی عمرو نے پتھر مارا شیشہ ٹوٹا طائر مرا جیسے ہی طائر مرا صاحبقران کو ہوش آیا نعرہ کرکے اٹھے

نعرهٔ صاحبقران	امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	طلے تیغ صمصام و قمقام نام
طلے تیغ عقرب طلے ذوالجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	عمرو نے دوڑ کر حرز اسمٰعیل
اٹھائی برق جادو کی زبان سے سوزن نکالا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو			گرزان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم	ہو باغ درون زطرش آبیاری	جہان سر نہنگ در خنجر گذاری	شہر آشوب بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار	مگر کہنگ نے عمرو پر ہاتھ مارا عمرو کے ہاتھ مین لوح طلسمی و حرز اسمٰعیل ہی تلوار اسکی		

روک کر جو ہاتھ مارا سر کہنگ کا زخمی ہوا کود کر بھاگا کہ برق جادو نے آواز دی او ملعون کہان جاتا ہی برق نے برق چمکائی جو ٹکڑون پر کہنگ کے برق گری جو ٹکڑے زخمی ہوئے مگر لپٹ کے نہ دیکھا خون جو ٹکڑون سے بہتا ہوا بھاگا کٹتا ہوا بارو یہ کیا آفت ہی ہائے سامری و جمشید نے کیا تقدیر کی برق جادو کڑک کڑک کر ساحرون پر گرنے لگی مگر صاحبقران جو نعرہ کرکے اٹھے تلوار کھینچی عمرو نے دوڑ کر لوح طلسمی گلے مین ڈالی حرز اسمٰعیل بھی پہنا دی امیر اڑنے لگے برق جادو تڑپی ہی سحر کر رہی ہی جسپر گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے امیر نے جسکے ہاتھ مارا وہ ساحر دو ٹکڑے زمین پر گرا مشہور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا آواز دی یارو مارو سب ساحر لینا لینا کہکر امیر و برق جادو پر دوڑے عمرو تو ہر مرتبہ گلیم اوڑھ لیتا ہی کبھی چھپ گیا کبھی ظاہر ہوا اپنی آنکھ سے دیکھ ہی چکا ہی کہ کافور سر فروش دزد جہ اسکی قید ہو گئی ہین عمرو گلیم اوڑھکر باہر پہونچا ساحرون مین جو آگ ہیزار جل رہی ہزارون بیہوش پڑے ہین ہزارون دوڑتے پھرتے ہین منہ کے بھل گرتے ہین عمرو پوچھتا ہوا زندان خانے پہ پہونچا دیکھا زن و شوہر قید بیٹھے ہین نگہبانون سے پکار کر کہا ارے کمبختو تمھارے بادشاہ پر آفت ہی طلسم کشا کو لوح ملی تلوار چل رہی ہی جا کر شراکت کرو برے وقت مین اپنے مالک کے کام آؤ قیدی کہان جائنگے لڑائی سے فرصت ہو تو انکو قتل کرین کیا انکو زندہ چھوڑ لینگے نگہبان تو لینا لینا کہتے ہوئے اُدھر دوڑے عمرو نے بڑھکر زبان سے زن و شوہر کے سوزن نکالا کہا ہوشیار ہو جاؤ زن و شوہر

اکثر گرفتے قید وقت گرگری گرک کے آسمان پر چمکے اسوقت یہ پتے کہ صاحبقران مع ساحران مین لڑ رہے ہین زن وشوہر
بھی اکثر شریک جنگ ہوئے ساحرون پر آگ کے گرے سحر کیا کافور سر فروش نے نعرہ کیا اور طوفان مشہور عدم مشہور
مقتل مع نوراست سے دو رویہ تیرا خداوند کہان ہے قدرت نما کو دیکھا کس طرح خدا نے ہمکو رہا کیا مشہور گھبرا گیا مگر ابلیس
خود پرست بادہ کبر و نخوت سے مست ہرکارون نے جا کر خبر دی یا خداوند غضب ہوا طلسم کشا قلعے مین آگیا لوح
طلسمی بھی مل گئی وزیر بھی قید سے چھوٹا ایک اور بلا کی ساحرہ آئی ہے سنتے ہین دماغ پھٹا بھی زبرجد نگار کی بادشاہزادی
کشنگ جادو وہ اسکو قید کر کے لایا تھا وہ بھی قید سے چھوٹی اُسنے چھوٹتے ہی قیامت برپا کر دی وزیر بھی پہونچ گیا یہ سنتے
ہی ابلیس اپنے مقام سے اٹھا جو لوگ گرد تھے اُنسے کہا یہان سے قلعہ خرم حصار قریب ہے مین تو وہان جاتا ہون
جب طلسم کشا کو لوح مل گئی اب کیا ہو سکتا ہے یہ کہکر تخت پر بیٹھا طرف خرم حصار کے چل نکلا اسکے جاتے ہی قلعے
مین کھلبلی پڑ گئی ہزارون ساحر اسکے پیچھے چلے جسنے سنا قدرت جاتے ہین وہ بھی بھاگا یہان صاحبقران لڑ رہے ہین
مشہور نے جب دیکھا زبرجد زن وشوہر نے زمین ہلا دی برق نے لاکھون کو مارا دس انگلیون سے دس برقین
گر رہی ہین عمرو نے آکر پتھر مارنا شروع کیا پتھر سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ جسپر پڑ گیا جیسے دھینکی
ٹوٹتی ہے اسطرح سر پھوڑ رہے تھے مشہور نے بڑے بڑے سحر کیے مگر بسبب صاحبقران کے سحر تاثیر نہین کرتا
جب امیر نے لوح چمکائی سحر باطل ہو جاتے ہین کارفرمان نہین پاتے ہین کبھی لوح کو گردش دی ہزارون نابینا
ہو کر ٹوٹتے پھرتے ہین سامری وجمشید کا نام لیکر منہ سے عمل کرتے ہین کلوا بھیرون نارسنگ کو پکارتے ہین
مگر کچھ نہین ہوتا لوح کی گردش نے سب کے ہوش اُڑا دیے جرات امیر نے طبقے زمین کے ہلا دیے کہ گھبرا کر مشہور نے
کہا یارو خداوند کو خبر کرو اسوقت تشریف لائین وہان تقدیرین خلاف گذرین یہان تو تقدیر معقول ہو مرتبہ عالی
حصول ہو چند ساحر گئے روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی ای شہنشاہ قدرت تمام حمزہ کا لشکر بھاگ گئے ہزارہا
ساحرون نے اُسکا ساتھ دیا قلعے مین تو کھلبلی ہے ہوائے مصیبت چلی ہے دیکھین تقدیر کیا دکھاتے آپ کی کشش
کوشش اس آئے مشہور نے تاج دیمار کہا یارو یہ کیسا خداوند ہے سب سے زیادہ دردمند ہے بندون کے خوف سے
بھاگتا ہے ملک بملک مارا مارا پھرتا ہے کچھ اسکو خوف نہین دعوی خدائی کر بیٹھا اپنے پشت کا حال معلوم نہین بعض
صاحبون نے کہا حضور قدرت پر اعتراض نہ کیجیے جو مناسب جانا وہ کیا یہ بھی تقدیر کر چلے ہونگے کہ قلعہ طلسمی
سے بھاگ نکلینگے اب اُس تقدیر کو کیونکر مٹاتے ٹھہرنا باعث خرابی تھا مشہور نے کہا خیر یہ تو دریافت کرو کہان
تشریف لیگئے ہرکارون نے عرض کی خرم حصار کو تشریف لیگئے ہین چلتے چلتے یہی فرمایا مین خرم حصار پر جاتا ہون دو
پیغمبر نامرسل یہ خرم شاہ بڑا پہلوان زبردست فنون پہلوانی مین یکتا شمشیر زنی مین کامل ہمیشہ اسکا یہی قول رہتا
ہے کہ اگر کبھی قدرت کو مسلمانون سے مقابلہ پڑے تو جو کچھ اس مدت مین سیکھا ہے اسکو ظاہر کرون آرزو یہی ہے کہ حمزہ سے
گردون کئی مرتبہ اُسنے قصد کیا کہ کوچ کرکے جہان لشکر مسلمانان فروکش ہے وہان مین جاؤن وہ ضرور خداوند کو تابہ ملک
نورونی پہونچائیگا یہ حال ابتر قدرت کا دیکھکر بہت غصہ آئیگا جسنے جسنے خرم حصار کا نام سنا نکلا اور بھاگا بعض نے
عورتون کو بھی ساتھ لیلیا لڑکو نکو کاندھے پر سوار کر لیا عورتون کا ہاتھ پکڑ لیا اڑتے بھڑتے نکل گئے صاحبقران
اس فکر مین ہین کہ مشہور کو ڈوک کر یارون کئی مرتبہ اسکے قریب پہونچے بیچ مین جادوگر آگئے آکر حائل ہوئے دس
پانچ کمال ہوئے مشہور نے جادوگرون کو آواز دی یارو صاحبقران کو مار لو زندہ بچکے نہ جانے پائے ادھر
قدرت نے ایسی کمی کی خبر سنتے ہی نکل گئے اپنے بندون کا خیال نہ کیا انھین کے آنے سے یہ خبر اندیشہ ہوا تھا

ہو کُستا ہو اور سر پیٹ رہا ہی یہی خیال ہو کہ اب لڑائی فتح ہونا مشکل ہی برق اپنے طور پر لڑ رہی ہی وزیر زن و شوہر نے
زمین ہلا دی آسمان سے آگ برسا دی ایک طرف سے عمرو کا پتھر چل رہا ہی ہزار ہا بت پرستون کو مارا جب
پتھر چلا جسکے لگا سر پھٹ گیا کئی مرتبہ صاحبقران نے بلند ہو کر دیکھا کہ خواجہ کی سنگ زنی نے صفون کو درہم برہم
کر دیا مجمع ساحران گم کر دیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ہر کس و ناکس دردمند ہو کر صبح و مسا دم پڑھتا جاتا ہی صاحبقران
لڑتے بھڑتے بادشاہ کی جانب جاتے ہین نقیب نقابت کر رہے ہین یہی غلغلہ ہو ساحر آواز لگا رہے ہین نظم

اے مہمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سر دلرو تھین
ارغون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
قصر کو جانے دو باشندون کو وان دیکھو
واہ ری تیری تنگ ظرفی بایان خرد و قار
سینہ لبریز تمنا و ہو لب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

آنا ہے حسرت فرزند زن و شہر و دیار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا وان نو خران کو کسی موسم مین
تکیہ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
جنپر پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

آیۂ فاعتبروا یا اولوا الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجون کے نشیمن تھے مدام
کبھی گل صنوبری کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آجکل وہ لب جو جہان کا ہو آئینہ دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

اسطرح کے اشعار جو نقیبون نے پڑھے ساحرون کے دل ہل گئے بعضے جان
دینے پر آمادہ ہوئے بعض نے کہا یارو خداوند تو نکل گئے ہم کیا ہمہ کے مقابلہ کرین نکل چلو اپنی جان بچاؤ بڑے
خرم حصار پر جاؤ ہو نکلے قدرت بھی تقدیر کر چکے بڑی بڑی لڑائیان پڑ چکی ملک خرم شاہ پہلوان بے نظیر
صاحب جاہ و توقیر ہی یہ جرأت حمزہ سے لڑیگا بیشک وہ لڑ بھڑ کر حمزہ سے لوح چھین لینگے یہ کہتے ہوئے بھاگے
قدم نہ جم سکے مشہور نے یہ ہنر کیا آواز دی کہ یارو لڑائی کی تدبیر کرو باجے بجاؤ ہزار کے طلسم کشا کو مار لو کافور
کو لیلو یہ زن و شوہر برق جہندہ ہو رہے ہین گھر بار چھوٹا بنی کی جدائی مین بیقرار آنکھون کے آگے تصویر
پھر رہی ہو ساتھ والون سے کہتے ہین صاحبو افسوس ہی اس بدنصیب کو ایسا خوف ہوا مثل بوے گل باغ سے
نکل گئی جان بچا کے نکل گئی جب یاد آتی ہی کلیجے پر خنجر یان چلتی مین ہائے تنہا کہان پھر رہی ہو گی اسکو یہ بڑا خوف
تھا کہ میری عصمت بچے یہ بھی سن چکی تھی کہ مشہور مجھپر عاشق ہی اسی خیال نے اسکو نکالا یہی خوف پیدا ہوا کہ اگر
مین گرفتار ہو کر اس ملعون کے سامنے جاؤنگی کیونکر اپنی آبرو بچاؤنگی ہر ایک کو یہی خیال ہو گا کہ گلفام کو بے آ
مشہور راضی کرین خدا اسکی جان کا حافظ و نگہبان ہی مشہور نے جو پکار کر کہا علمہاے زنگاری کے پہرے سے کھلے
جنگی باجے بجے اب جو شکست ہوئی دہول چوبون سے سر پیٹ رہے ہین تاشے سے بھاگو بھاگو کی صدا ملتی ہی
بجانے والا دردمند شہنا کا کہنا سنتی ہی سرا سر سر دُھنتی ہی ایک ایک ساحر معروف شعبدہ بازی مرکب ترکی
تازی ہنہنا رہے ہین اپنے اپنے سوارون کو پٹک کے بھاگتے ہین پیدل پیکل فوج مین ہلچل امیر لڑتے بھڑتے
تلوار کو چمکاتے ہوئے ساحرون کو بھگاتے ہوئے سامنے مشہور کے پہونچے آواز دی او نامرد مردان عالم کے
پاپوش کی گرد ذرا ادھر متوجہ ہو مشہور نے جو امیر کو قریب پایا ہٹ گئے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا ہزار ہا شعلۂ آتش بھڑکنے لگے ابر اسے سیہ کے گھر گئے بادشاہ طلسم ہی بڑے بڑے تختے صرف کیے
طائر بھی اسکے سحر سے پیدا ہوے کچھ شیر بھی اسکے سحر کے آئے صاحبقران کو ڈرایا دھمکایا کئی ہاتھی سحر کے امیر
پر بھیجے جب ہاتھی سے سامنا کیا امیر نے سونڈ پکڑ کے ہکا مارا اس زور سے گردن کھینچلی ہاتھیون کو سر دست

شکست دی جب مشہور سے کچھ نہ بن پڑا تب اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار روک کر لوح چمکاکے اپنا وار کیا اسنے
سپر سحر کو اٹھایا مگر تلوار جو گری ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر مشہور کا زخمی ہوا مشہور نے ہاے کہکے اپنے کو زمین پر
گرا دیا تڑپ کر اٹھا آواز دی یارو نکل چلو یہ کہکے بلند ہوا اسکا چلنا کہ ہزاروں ساحر بازو لطافت قرقرے بنکر اڑ گئے ادھر
تیر چلے ہزاروں زخمی ہوکر گرے برق جادو نے برق سحر چمکائی کافور سر فروش نے شعلہ ہاے آتش بھڑکائے
صدہا تاریوں کو جلایا بلند ہونا مشکل پڑ گیا مگر مشہور اسقدر بلند ہوا کہ کوئی تیر اس تک نہ پہونچ سکا ابھر نکل جانے
مشہور کے اب ساحروں نے جو میدان خالی پایا اپنے بادشاہ کو نہ پایا صدا فریاد و الامان کی بلند ہوئی کوئی فریاد
کرتا ہے کوئی ہاتھ باندھکر قدموں پر گرتا ہے جا در ہلالی کوئی گھانس منہ میں داب کے سامنے آیا کہا آپ نے سبب اختیار
کرنے میں ہم آپ کی رفاقت پر مرتے ہیں بادشاہ جان بچا کر نکل گیا ہمارا بالکل خیال نہ کیا ہزارہا ساحر کافور سر فروش
کے ذریعے سے ملے امیر نے ہاتھورہ کا قلعہ تسخیر کیا عمرو کو تو بیقراری تھی تڑپتا ہوا قریب برق جادو کے آیا
کہا کیوں صاحب تم کیونکر کہنگ جادو کو مل گئیں برق نے اپنا حال بیان کیا کہ زبر جد نگار میں بیٹھی تھی کہ
طبیعت گھبرائی براے سیر چلی امیر کو بیہوش دیکھا اس جادوگر پر جا پڑی آخر گرفتار ہوئی خدا نے اپنا فضل شامل کیا
کہ آپ نے عیاری کا رنگ جمایا صاحبقران فتح و فیروزی سے داخل قلعہ طلسمی ہوئے ملکہ برق بعد پہر دو پہر کے
ہاتھ باندھکر مع محبین صاحبقران سے رخصت ہوئی امیر نے خدا حافظ کہکے رخصت کیا مگر خلعت بہت بھاری حرمت
ہوا امیر نے بعد تسخیر قلعہ فرمایا افسوس ہے ابلیس خود پرست نکل گیا کافور سر فروش نے عرض کی قلعہ خرم حصار
بڑی وسعت ہے سب بھاگے ہوے وہیں جاکر جمع ہونگے غلام لشکر کو لیکر قلعہ خرم حصار پر چلے آپ لوح ملاحظہ
کرکے براے فتح مرحلہ جات جائیے پہلے مرحلہ ہی کہنگ جادو کا ملیگا امیر نے کہا بہت بہتر تو جہ کافور
کافور سر فروش لاکھ ساحر و غیر ساحر کا لشکر لیکر طرف خرم حصار کے چلا امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا
کہ اے فتاح طلسم واہ سیاح راہ عجائبات قلعے سے نکلکر طرف مشرق کے جانا چاہیے مرحلہ کہنگ جادو ملیگا مگر بڑا
مکار و غدار ہے دم بدم قدم بقدم لوح کو ملاحظہ فرمانا چاہیے اگر بدون ملاحظہ لوح کوئی کام کیا کسی بلا میں پھنس جاؤگے
عمرو نے چاہا میں بھی ساتھ ہوں امیر نے فرمایا لوح منع کرتی ہے یہی حکم ہے کہ طلسم کشا کو تنہا جانا چاہیے یہ خبر پاکر
عمرو کو لشکر کے ہمراہ کیا کافور لشکر لیکر چلا مگر فراق دختر میں بہت بیقرار ہو کر چلتے چلتے امیر سے یہی عرض کی حضور نہیں معلوم
اس بدنصیب پر کیا گذری حضور کو اپنی کنیز کا خیال ہے شاید اپنے کو کسی مرحلے پر پھنسا دیا ہو اور کے سب عجائب
و غرائب سے محو ہیں امیر نے فرمایا اے وزیر اعظم ملکہ کی آشفتگی نے یہ آفتیں برپا کرائیں اگر مرحلہ جات فتح کرکے
قلعے پر گذر ہوتا لڑائی کا خاتمہ تھا اب بعد فتح قلعہ طلسمی مرحلہ جات پر جانا باعث مصیبت ہے غرض اکیلے تنہا موجب
ہدایت لوح چلے اسی صحراے بے خس و خاشاک میں پہونچے گرمی سے پریشان تھے کہ ایک ہواے سرد چلی دیکھا صحرا
یا تو ویران تھا یا درخت سر سبز و شاداب ہوے طائران زمزمہ سرا درختوں پر گر زمزمہ سرائی کرنے لگے دم اصلی
وحدانیت کا بھرنے لگے نہریں موج مار رہی ہیں حباب اپنی کیفیت دکھاتے ہیں چشم معشوق سے آنکھ ملاتے
ہیں موج ہاے آب میں شمشیر براں کا اثر مچھلیاں اپنے حال سے بیخبر ماہیت سے کون آگاہ ہر ہر سنگ چشمے کا
پشت پناہ ہے امیر بہار صحرا دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے صحراے گرد اڑی دیکھا چند فراش ایک بارگاہ لیکر
آئے اسی سبزہ زار میں بارگاہ استادہ کی دوبارہ گرد اڑی دیکھا ایک آفتاب محشر سیمبر چہرہ رشک قمر چار سو سہیلے
چار سو کنیزیں آفتاب جمال خورشید مثال ہمراہ اس کو گھیرے ہوے وہ نازنین طرف صاحبقران کے دیکھتی ہوئی

ہر مژہ تیر نگاہ محبت نگران مثل آئینہ حیران جب صاحبقران نے بہ غور دیکھا پہچانا اپنی معشوق خوش فرحت دل و جگر ملکہ قمر پیکر دیکھتے کے ساتھ ہی صاحبقران اٹھے ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار آج کیا میرے کہہ میں کیا دیکھ رہی ہوں آپ زیر نخل کیون کھڑے ہین بارگاہ مین تشریف لائیے بعد ہماری جدائی کے کیا سانحہ گذرا اُس حال سے ہم بھی واقف ہون دل کا تردد رفع ہو جو صدمے آپ نے فراق مین اُٹھائے اگر ہر موئے جسم زبان ہو تو بھی نہ اُس مصیبت کا بیان ہو آپ کی جدائی مین کیا کیا صدمے اُٹھائے صحرا کا ویرانہ جابجا مارے مارے پھرنا دوست دشمن سے ڈر ہیئے لیکن ہاتھ تھام لیا امیر نہایت خوش ہوگئے ملکہ امیر کو لیکر خیمے مین آئین مسند خاص پر جگہ دی روئے تابان امیر دیکھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای شہریار کس زبان سے اپنا حال مصیبت کہون اور خاموش بھی کیونکر رہون دل بھرا آتا ہے قلب رہ رہکے تھراتا ہے اصل مین یہ کیفیت تھی نظم

کیا خوب نظر پڑی ہے چشم بد دور
اُف کرنیکا بھی نہین ہے مقدور
جو تمکو دیا ہے مجھکو منظور
ورنہ بھی یہان نہین ہے معذور
وعدے مرے مین جہان مین مشہور
گو ای کہ دلم نبود از من

خوش کیون کہون یہ بات ہے رنج
میرے دم گرم کے مقابل
لیکن نہین حسرت اختیار کی
ای ہمنفس اب کہان وہ ایام
کتنا تھا مین دل کبھی نہ دونگا

ہے اسکی زبان پہ میرا مذکور
بس شمع کے منہ کا اُڑ گیا نور
لفافہ چرخ سے ہون مجبور
ہر دور زمان کا یہی دستور
ہر چند کوئی پری ہو یا حور

ہر محبت نگاہ لطف منظور
کیا آتش دل سے دم نکے ہے
جھونکے سے بھی اور کو نہ دیکھین
کیا خشق مین ہو خلاف ناصح
تھے اپنے پہ اعتماد کیا کیا
آن شوخ جہان ربود از من

یہ اشعار پڑھکر ملکہ اسقدر روئین کہ چشمۂ چشم سے قلزم محیط موجزن صاف ثابت ہوتا ہے کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا چہرۂ انور پر آراستہ کیا یا صدف کا منہ کھلا ہے گوہر آبدار اشک متصل جاری امیر بیقرار ہوگئے اشک پاک کرکے پوچھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان محیط جادو کے پنجے سے کیونکر بچین ملکہ نے کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک قلعہ ہے میرا بھائی یہان کا حاکم ہے محیط لیے جاتی تھی اُنھون نے تیر مارا محیط کے سینے کو توڑکر پار گذرا مجھکو وہین لیا جب پہچانا تو آنکھین قدمون پر ملنے لگے کہا بہن کس حال مین تمکو دیکھا یہ کیا سانحہ ہوا مین نے سب اپنی مصیبت بیان کی بھائی نے یہ سامان میرے واسطے کردیا ہے کہ ان کنیزون کو ساتھ لیکر صحرا صحرا پھرتی ہون انکا حکم نہین ہے کہ شام کو کہین جاؤ ایسا نہو کوئی دشمن دیکھلے آج صبح سے مین بہت بیقرار تھی کئی دن سے آپ وادانہ ترک تھا عیش و راحت کا نام بھولی بھائی صاحب ہر وقت سمجھاتے تھے ہمشیرہ صبر کرو آخر یہ ہوا کہ تنہا صحرا مین نکل گئی بھائی صاحب آئے سمجھا کر لیگئے مین اُنسے عرض کرتی تھی مجھکو جنگل مین رہنے دو میرا اسی مقام پہ رہنا بہتر ہے تڑپ تڑپ کے مرجاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن نظم

پھر وہ وحشت کے خیالات مین سر مین آئے
گھر دیکھ مجھے راہ گذر مین پھرتے
خطر غیر دیکھو لگا کر جو رلایا اُس نے
تا سحر شام سے آٹھو آٹھو کے ہین گھر مین پھرتے
قلق دل سے ہے جنبش ترے پیکانون کو
گھر ہی مین تو کبھی ہین دن رات سفر مین پھرتے
زر در رخ رنگ طلائی کے ہوے دیوانے
خاک یون کا ہیکو ہم ڈالتے سر مین پھرتے

دشت یاد آتے مین آہو مین نظر مین پھرتے
بھولے دن اپنے تو غیر نکلے رالون کو
زر سے ہین مرے دیدۂ تر مین پھرتے
ور زبان بند اثر دل سے شب وصل مین اور
ہو جو صورت حال کہ بہے سے ہین گھر مین پھرتے
کر گئے تھے تو تسلی کو میری کہہ جاتے
کیمیا ساز بھی ہین خواہش زر مین پھرتے
جنبش زر کس جنت نے رلایا مومن

واہ وای طالع برگشتہ کہ وہ پھر ہی گئے
کیسے ہم کو جو مہتاب قمر مین پھرتے
منتظر کسکے یہ رہتے ہین کہ ہم ہر شب کو
فکر سو دمین دل مرغ سحر مین پھرتے
ایک دم گردش ایام سے آرام نہین
گر اب آتا ہون وہ گو آٹھ پہر مین پھرتے
سر میرین چشم کی گردش جو نہ جاتی تھی
چشم کافر کے اشارے مین نظرون پھرتے

ہر چند صاحبقران سمجھاتے ہین ملکہ کی اشکباری موقوف نہین ہوتی ہے فرماتی ہین کہ جب مین کئی مرتبہ جنگل مین نکلی
تب بھائی صاحب نے یہ کنیزین ساتھ کردین اور تاکید کی کہ ملکہ کو اکیلے دم بھر نہ چھوڑنا یہ ہر وقت شغل ہمراہ کے
ساتھ ہین یہ کہکے کنیزون سے فرمایا ارے کمبختو تمکو یہ بھی خیال ہے کہ کوئی تھکا ماندہ آیا ہے شراب و کباب لاکر حاضر کرو
کنیزین جاکر اسباب عیش و نشاط لائین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے چُندین کچھ گلدستے لاکر رکھے
ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا نیچہ نگارین پر رکھکر پیش کیا ایک کنیز پشت پر ملکہ کے کھڑی مورچھال ہلا رہی ہے اُسنے
امیر سے آنکھ ملائی لوح پر اشارہ کیا اور منھ سے بھی یہ کہا افسوس ہے جسکا رہبر جہل کے ساتھ ہو وہ اُس سے صلاح
نہ کرے کیسی عقلمندی ہے معلوم ہوا تقدیر کا پھیر ہے اب گرفتار ہونے مین کیا دیر ہے امیر کو جیسے ہوش آیا محبوب
کو دیکھکر مبہوت ہو رہے تھے خیال مین گذرا یا امیر جیسے مین چلے آئے لوح کو کیون نہین دیکھا بس یہ سوچکر بہ سہولت
لوح پہ ہاتھ ڈالا لوح پر نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا اے طلسم کشا خبردار اگر جام شراب پیا پانی ہوکر بہہ جاؤگے لوح بھی
بیکار ہو جیگی یہ وہی کھنگ جادو ہے نہین ملکہ کا حال سنلیا تھا وہی مکر بنا کر آیا ہے جو جام اسنے تمکو دیا ہے اسی پر
پھینک مارو قدرت خدا کا تماشا دیکھو جیسے ہی امیر مُڑے ملکہ نے مسکرا کر کہا صاحب شراب پیجیے طعام بھی
اسی مقام پر آئیگا ہر چند کہ اس زمانے مین مین دست و پا شکستہ ہون مگر سب سامان موجود ہے عنایت معبود ہے
صاحبقران نے اچھا اچھا کہا لوح کو تو دیکھ چکے تھے جیسے ملکہ نے سر بڑھا کر کہا صاحب شراب پیجیے کیون
دیر کرتے ہو کیا مین دشمن ہون دشمنون کی رہزن ہون امیر نے وہی شراب بحکم لوح سر پر اُس نازنین کے ڈالدی
اس نازنین نے ایک چیخ ماری کہا اے جوان غضب کیا یہ تمکو کسنے تعلیم کر دیا مگر شراب جو جسم پر پڑی شعلۂ آتش
کی خاصیت پیدا کی کھنگ سوچا جلتا ہے اڑ کر جاؤن مگر اسکی موت نے نجات نہ دی لڑکھڑا کر گرا جسم سے اسکے
اسقدر شعلہ ہائے آتش نکلے اور کنیزون پر بھی گرے مگر وہ کنیز جو صاحبقران کو اشارے کر رہی تھی موسوم بہ گلعذار
وہ تو بچی اور سب خواصین جلنے لگین وہ نازنین بھی جلکر خاک ہوئی آواز آئی کہ مرا نام مرا کھنگ جادو ولد جیسے
بھی جل گئے اسباب عیش و نشاط جلکر خاک ہوا صحرا مین دو گھڑی اندھیرا رہا پتھر برسا کیے جب آواز آئی تو روشنی
ہوئی امیر نے دیکھا وہ کنیز گلعذار نامے دست بستہ حاضر ہے عرض کر رہی ہے حضور نے غضب کیا تھا مقام افسوس
ہے مین اشارے کر رہی تھی آپ سماعت بھی نہ فرماتے تھے بولتے ہو تو ڈر رہی تھی ایسا نہو یہ سمجھ جائے تو مجھکو
قتل کرے مین کاہنون کی زبانی سن چکی تھی کہ جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا جو دشمنی کریگا بحسرت دنیا سے
مارا جائیگا امان نہ پائیگا کنیز کو یہی خیال تھا خدمت مین سرکار کے رہون ایک راز اور سناؤن ملکہ قمر پیکر کو جو محیط جادو
لائی ہے آپ پر دہ عاشق ہے آٹھ پہر فراق مین رویا کرتی ہے اسکا یار آشنا اخگر جادو روز آتا تھا لطف وصل اٹھاتا
تھا جسدن سے وہ قمر پیکر کو لیکر آئی ہے اخگر کو ٹالنے لگی جب وہ آیا کچھ کہکے ٹالدیا ایک دن وہ غصے مین رات کو
آیا محیط نے دام مکر یہ پھیلایا کہ صحبت عیش آراستہ کی ملکہ قمر پیکر کو لیکر منتین کرتی تھی کہ اپنے چاہنے والے کو
مجھسے راضی کرادے مین تجھسے پینا یا کرتی ہون اور کیا سبب تھا کہ اسپر سحر نے تاثیر نہ کی مین سحر کرتے کرتے
تھک گئی قمر پیکر گرفتار رنج و الم بات نہ کرتی تھین جب اُسنے منت کہا قدمون پر گری کہ برائے خدا مجھے رد
الم کا جواب دیجیے مین آپ کے سامنے اپنا گلا کاٹ ڈالونگی مین اسی واسطے تمکو اٹھا لائی کہ تمھاری جدائی مین
وہ گھبرائینگے آخر مجھکو قبول کرینگے ملکہ نے ایک آہ کی لیلین تو یہ بولین نظم

بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب مین ‏ ‏ تاثیر صبر مین نہ اثر اضطراب مین
بے تاب ضعف سے جو تڑپتے ہین بے گریہ آنکھ ‏ ‏ اجزائے دل کا حال نہ پوچھ اضطراب مین

چرخ و زمین مین توبہ کا ملتا نہین سراغ
نالے بیٹھے خون کے اس محتجاب مین
تم نکلے مہر سیر تو نکلیگا ماہ بھی
ماہی کو اضطراب ہوا جوش آب مین
ہو من یہ عالم اس صنم جانفزا کا ہی

انگنائے بہار رو ہجوم سحاب مین
فکر مآل سے مرد شاہد رہے عزیز
ہو دیگا اجتماع شب ماہتاب مین
کھولا جو دفتر گلہ اپنا زیان کیا
دل لگ گیا جہان سراسر خراب مین

ای زہرہ چہر دشمن منحوس کو نہ دیکھ
پہری مین موت یاد تھی پہری شباب مین
ڈوبی ہجوم اشک سے کشتی زمین کی
لکہ دی شب وصال ستم کے حساب مین

اسوقت عجب طرح کی کیفیت تھی ملکہ قمر پیکر کا رونا دشمنون سے منہ دھونا محیط کی منت کو شانہ مدہ ہاتھ جوڑنا کر دیکھنا کبھی قدمون پر گرنا قضائے کار اخگر جادو اسوقت آیا بلا تکلف گھسا ہوا اس جلسے مین پہونچگیا قمر پیکر کو دیکھا مر گیا محیط نے ملکہ کو چھپایا جب اخگر سے ضبط نہو سکا تو محیط سے کہا تو مدت سے میری آشنا ہی مین نے کوئی جفا نہین کی وفا کا پابند رہا تونے لاکھون روپیہ کھلائے صدمے بھی اُٹھائے مگر تیری خاطر کی اب تو مجھپر احسان کر مین ہمیشہ غلامی کرونگا تا بہار رہونگا کبھی تیری خدمت سے عذر نہ کرونگا اس عورت کو مجھے دیدے محیط نے کہا ای اخگر یہ کیا کہتا ہی یہ بڑے شخص کی معشوق ہی وہ ایک دن یہان ضرور پہونچیگا نہین معلوم کیا قیامت برپا کریگا مین ڈرتی ہون اس وجہ سے اسکی حفاظت کرتی ہون ہر وقت یہی خیال ہی کہ اسکے چہرے پر آثار حزن و ملال ہی عمدہ عمدہ کھانا پیش کرتی ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرتا کنیزین برائے خدمتگاری موجود رکھتا اگر اسکا عاشق سن لیگا کہ میری معشوقہ کی آبرو ستانی تمکو اور مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا لاکھ لا کھطرح اخگر نے کہا مگر محیط نے نہ مانا اب اخگر نے محیط پر لشکر کشی کی ہی محیط بیچاری قلعہ بند ہوکے بیٹھی ہی کلنگ سے بھی چاہا تھا کہ جاکر محیط کو مارون قمر پیکر پر قبضہ کرون کل شب کو صحبت مین یہی ذکر تھا اسوجہ سے مین نے مفصل سنایا یہ سنکر صاحبقران گھبرا گئے فرمایا مین ابھی جاتا ہون اخگر کو قتل کرونگا اگر محیط اطاعت کریگی فبہا ورنہ وہ بھی قتل ہوگی گلعذار کو ساتھ لیکر صاحبقران چلے یہان محیط قلعہ بند نہایت دردمند قمر پیکر کہتی ہی ای محیط تونے مجھکو بڑی مصیبت مین ڈالا اخگر سے تو سحر مین کم ہی اگر وہ قلعے مین گھس آیا مجھکو زندہ نہ پائیگا مین نامحرم کا سامنا نہ کرونگی اخگر جادو چار ہزار فوج سے سامنے قلعے کے اترا ہی پیغام بھیجے کہ ای محیط میرے کہنے سے انکار نہ کر مین کیا کرون میرے دل کو صبر نہین آتا دل تڑپ رہا ہی راتون کی نیند گئی کھانا بالکل چھوٹا فوج فراق نے مجھکو لوٹا محیط کہتی ہی ای اخگر یہ نہوگا اخگر نے جھلا کے رات کو طبل جنگی بجوایا محیط نے جواب مین نقارہ رزمی کو حکم دیا فیل بند دروازے پر ہزارون ساحرین سحر و ساحری کے ماہر مقرر کیے آپ بھی آ کے بیٹھی اخگر گینڈے پر سوار ہوکے چلا چار ہزار ساحر لیکر بلوہ کیا ملکہ محیط نے گرے توپ کے مارے پانچ سو ساحر اخگر کے اسنے اپنے فوج کو الگ کیا گینڈے کو بڑھا کر آپ چلا سحر کرتا ہی جب گولہ مارا قلعے پر توپ نے گولہ اُگل دیا لاکھ محیط چاہتی ہی کہ گولے چلین مگر اخگر نے سب کارخانہ سحر کا بند کر دیا تسکین دیتا ہی اپنے بیرون کو پکارتا ہی محیط کو للکارتا ہی ملکہ قمر پیکر فیل بند دروازے پر ایک خیمے مین موجود ہین جب محیط گھبرا گئی ہی کہ کیون حضور زمین کیا کرون اخگر قریب آپہونچا ملکہ ٹھنڈی سانس بھر کے فرماتی مین محیط تو کیون گھبراتی ہی تو ساحرہ ہی پرواز ہوا کرکے نکل جا جب وہ پھاٹک توڑیگا مین خنجر مارکے اپنے کو قلعہ سے گرا دونگی مجھکو زندہ نہ پائیگا مردہ لیجائے مگر خون میرا بالا بالا نہ جائیگا رنگ لائیگا میرا وارث ضرور آئیگا انشاء اللہ اس ملعون سے بدلا لیگا یہ یاد رہے اخگر سبت پچھتائیگا محیط کہتی ہی واری مین نے جو کچھ کیا برا کیا کیا شامت تھی کہ بہیر کر لے گئی امیر بالا قیر کو دیکھا

مائل ہوئی یہ مجھکو کیا سوجھی کہ جب امیر پر زور نہ چلا آپ کو اٹھا لائی اب یہان سے کیا ہوتا ہے اگر جا کہون تو آپکو
لیکر نکلون دو سحر مین مجھسے زبردست ہے نہ جانے دیگا گرفتار کرلیگا ملکہ قمر پیکر نے کہا اے محیط تو کیون روتی ہے ابھی
مشکل آسان ہوتی ہے سامری و جمشید پر لعنت کر خداے حقیقی کو اپنا پیدا کرنے والا جان ہم تم ملکر دعا کرین
ابھی مشکل آسان ہوگی حفاظت پروردگار کی نگہبان ہوگی محیط کو پسند آیا کہا واری مین نے جان و دل سے خداے
نادیدہ کی اطاعت کی سامری و جمشید پر لعنت کی طرف آسمان کے ہاتھ بلند کیے عرض کی اے معبود حقیقی وائے
رب حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تیرے بندہ خاص کے معشوق کی آبرو لینے کا قصد رکھتا ہے مین اپنے فعل پر
نادم ہون میری خطا معاف کر جو مین نے کیا اس فعل کا مجھکو بدلا اے کریم کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

ای کہ در ہر ابتدائی ابتدا را ابتدا	ور معتام انتہا ہر انتہا را انتہا	بیشک ولاریب در حسن و جمال جانفزا
دلربائی دلربائی دلربائی دلربا	خاک انسان را چو جمشیدی شرف ناخدا	از زمین برداشتی بردی غبارش برملا
از تو میخواہد دوائے درد دل ہر لادوا	چارہ جویند از تو ہنگام بلا ہر مبتلا	اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا
وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا	از جنابت مال و دولت مفلسان ناکس گدا	گوہر شب گدستان خاکساران کیمیا
دیدہ بر لطف تو دارد بندہ سندی مدام	از تو میخواہد مدد در دین و دنیا دائما	اسطرح بلاب کر حمد الٰہی مین جوزبان

کی عرض سے گرداری سب نے دیکھا زلزلہ قاف تا قاف سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان بہ فر فریدونی و حشمت
جمشیدی پشت مرکب سمنہ ختنی پر سوار لوح طلسمی گلے مین مثل جرم قمر تڑپتی ہوئی صدا فریاد واضیات کی سنکر وہین
سے نعرہ کیا نعرہ امیر

ہم عفریت از نہیم جاری شدہ	منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	سمندوان پیشتیم فراری شدہ
صاحبقران و رجہان نامم شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک صاف	سلیمان کوچک لقب شد بقال	ہمہ شہر آباد اسلام شد

اخگر نے بلنگر دیکھا گھبرا گیا پسینہ آگیا محیط نے جو جمال جہان آرائے امیر کو دیکھا
قمر پیکر سے جھک کر کہا ملکہ عالم آپکا کیا اعتقاد ہے دیکھیے نام خداے نادیدہ و لیتے ہی صاحبقران پیدا ہوے
دیکھو ملکہ عالم وہ تشریف لاتے ہین دیکھیے کیونکر آگئے ملکہ قمر پیکر نے جھک کر دیکھا فرمایا اے محیط جادو نظم

از دو رنگی در گذر یکرنگ سرکار باش	سو ہم شو یا شاخ نرمی باش گل یا خار باش	ہمچو سرو از چمن تا انکہ گوئی بلند
ہمچو گل اندر گلستان عندلیب زار باش	طالب ذات مسیحائی اگر ای درد مند	در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش
مشتاق دیدار جانان باش و مست از جان گذشتہ	در گذر از دل ہمیشہ طالب دیدار باش	عکس روئے دلربا از سینہ صافی ببین
روز و شب چون آئینہ محو جمال یار باش	روز ہر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب	شب بشکل ماہ ہر شب تا سحر بیدار باش

اے محیط ہر شخص کو مناسب ہے کہ اعتقاد اپنے پیدا کرنے والے کا دل مین مضبوط رکھے اے محیط تصور کر وہ خدا ہے تو
ہونے دو سو خداوند قرار دینا اپنے اعتقاد پہ آفت لینا ہے ہم تو اپنے اعتقاد مین کامل ہین جو اسکی ذات مین کسی کو
شریک کرتے ہین وہ بالکل جاہل ہین یہان تو یہ باتین ہین اہالیان قلعہ خوش و خرم مگر صاحبقران بعبد عظم و
شان قریب اخگر کے پہونچے اخگر نے آواز دی اے جوان تجھے کیا مطلب ہے مین ایچی آشنا سے لڑتا ہون امیر
نے فرمایا او میان تو نے غضب کیا قمر پیکر کو مانگتا ہے کبھی ایسا نہو گا کیون تیری شامت آئی ہے اب بھی
سمجھاتا ہون پلٹ جا مین تجھکو کچھ آزار نہ پہونچاؤنگا اسنے کہا جواب دیا اے جوان صاف تو یہ ہے کہ مین قمر پیکر پر
عاشق ہون بے اسکے لیے نہ جاؤنگا تو خود اپنی جان بچا میرے سامنے سے ہٹ جا ایک عاشق کے دانے
مین ہزار آدمیون کو بیہوش کر سکتا ہون قلعے مین کئی ہزار ساحر آمادہ حرب و پیکار بیٹھے ہین مین نے ایک سحر مین

توپ وہ کر دیے یہ فنگار امیر پر مانش کے دانے مارے امیر نے اسم اعظم پڑھا مانش کے دانے بیکار ہو کر گرے اصل تو یہ ہے کہ صدمے کی چیز کیا تاثیر کرتے جب تو اخگر گھبرایا کہا او جوان تو بھی کسی بڑے گرد کا مونڈا ہوا ہے امیر نے فرمایا کیا بکتا ہے ایک تراشے گولہ مارا امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا گولہ الٹا پلٹا اخگر کو اپنی جان بچانا مشکل جب ہوا وہ سنبھل نہ سکا پہنچا تب گولہ الگ جا کر گرا قریب تھا کہ سینے پر پڑے مگر ساحر زبردست تھا بمشکل اپنی جان بچا لی جب ایسے دو چار سحر اخگر نے کیے اور تاثیر نہ ہوئی تیغہ سحر کھینچ کر چاہا کہ تلوار کا مارا ہزاروں شعلے جھڑ کے امیر پر گرے آگ ٹھنڈی ہوئی امیر نے اچھا دے سے ہاتھ بچا کر ہاتھ تلوار کا مارا اخگر غرور میں سحر کے سر کے کر دیا اس سے آگاہ نہ تھا یا تو تلوار فرق سپر پر چلی تھی یا زیر تنگ بوسہ دیا مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوئے علامت اسکے مرنے کی بلند ہوئی روح سامری و ردمند ہوئی ساحروں نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر مارا گیا حربے سحر کے لیکر جانب محیط جادو نے جو صاحبقران کو تنہا دیکھا قلعے سے ساحروں کو لیکر نکلی دونوں لشکر مل گئے سحر چلنے لگے سامری و جمشید کی صدا بلند ہوئی محیط نے بڑھکر سحر کیے ہزارہا ساحر مارے مگر صاحبقران جو مصروف جنگ میں امیر کے لڑنے سے ساحر متعجب ہیں کہ سحر انپر تاثیر نہیں کرتا جسکے سحر پر لوح طلسمی کا عکس پڑتا ہو وہ سحر الٹا پلٹ اسی کے سینے پر پڑتا ہے ہنگامہ ساحروں کے مرنے کا بلند ہے تاب و بیقرار ہیں خود پسند جب ساحروں نے دیکھا کہ ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا یہ جوان قتل کرتا چلا آتا ہے ناچار لاشہ اخگر کا اٹھا کر طرف صحرا کے بھاگے امیر نے پہچانا کیا محیط نے آکر قدموں کو بوسہ دیا امیر نے فرمایا اے محیط یہ کیا غضب ہوا تھا اگر میں وقت پر نہ پہونچتا خاتمہ ہوا تھا عرض کی رب اکبر نے میری رہبری کی اسی اعتقاد پر مسلمان ہوئی حضور طلسم فتح کریں تو میں کلمہ پڑھونگی سامری و جمشید پر تو لعنت کر چکی اب حرف کلمہ پڑھنا باقی رہ گیا مجھے بھی اپنی کنیزوں میں تصور فرمائیے امیر ساتھ ساتھ محیط کے قلعے میں داخل ہوئے محیط نے جا کر ایک قصر عمدہ آراستہ کیا ملکہ قمر پیکر کو زیور و لباس سے آراستہ کر کے بٹھایا کنیزان زرین پوش حاضر کر دیں اسباب عیش و نشاط درست کیا صاحبقران جو تشریف لائے قمر پیکر کو دیکھا بہت خوش ہوئے مسند پر آکے بیٹھے مکاتبین و منکاتبین ہوئے تمکین امیر نے پوچھا یہ بتلاؤ اس عرصے میں کیا گذری قمر پیکر رونے لگی عرض کی اے شہریار کیا کہوں کچھ بیان نہیں ہو سکتا نظم

بیت شنیدہ ام کہ غم دل مرا سست
مفتی زروے سر خط استاد میکنم
خون میکشایم از رگ افسردگان عشق
زان رو سراغ خانۂ صیاد میکنم

ہر شب خیال تراباد میکنم
علیم ملن کہ ہر بے یاد میکنم
با دخر کورا رگ گردن قوی کند
از نالہ کار نشتر فصاد میکنم
بر چرخ رخنہ میکنم از آہ خود ظہیر

خود را برین سبب قفسے شاد میکنم
دارم سواد خط تو بر صفحۂ ضمیر
زرمان او زضرب جلاد میکنم
قرش و ظلم رسیدہ و از دام جستہ ست
بر سنگ کار تیشۂ فرہاد میکنم

صاحبقران نے آنکھوں میں آنسو بھر لائے فرمایا کہ ملکہ تمکو تو خیر و عافیت پایا شکر ہے کہ پروردگار نے ہر ایک مصیبت سے بچایا مگر نہیں معلوم اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبح خنجر ابرو ملکہ گلفام آشفتہ خو مشغول غم پر کیا گذری اپنے غصے میں اپنے کو برباد کیا ہمکو اس مصیبت میں پھنسایا آپ نہیں معلوم کس بلا میں مبتلا ہیں ملکہ قمر پیکر نے کہا خدا آنکی آبرو بچائے حضور کو انسے ملائے والدین کو بھی انکے خبر ہوئی امیر نے فرمایا انکے والدین نے بڑا کام کیا صدق دل سے مطیع اسلام ہوئے انکو مصیبت سے بچایا خود گرفتار ہوئے زندان مصیبت میں چھٹے مگر ملکہ گلفام بخوف جان و آبرو کیہ تو تنہا صحرا نورد ہو میں آج تک حال نہیں کھلا انہیں

کیا گزری کہان گئین دشمن کے پاس ہین یا کسی دوست سے ملاقات ہوئی نہین معلوم کیا بات ہوئی اب تمکو ہم اسی
قلعے مین چھوڑتے ہین ہمین ابھی کئی مرحلے فتح کرنا ہین ابلیس مشہور ہے بھاگ کر خرم حصار پر گئے ہین مگر ایک شخص
ہمشکل صاحبقران تمہارا محیط مین رہے گلعذار کنیز کو بھی اسی مقام پر چھوڑا اب لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین جو حکم
لکھا اسکو خیال مین کرکے پلہ وتنہا طرف صحرا کے روانہ ہوئے ایک صحرائے پر فضا مین پہونچے دیکھا نہایت سبزہ زار
طائرون کی پکار عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین نہایت آب وتاب سے جاری آب صاف وشفاف
سے مملو نخل سرو پر قمریون کی کو کو امیر سیر صحرا دیکھ رہے ہین قریب ایک نہر کے پہونچے ہین کہ نہر کے پانی نے جوش مارا
موج آب بلند ہوا امیر کو پانی نے گھیر لیا جس مقام پر خود بیٹھے ہین وہ مقام تو محفوظ ہے تمام صحرا مین معلوم ہوتا ہے
دریا جوش مار رہا ہے امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ایک برگ نخل توڑ کر یہ اسم پڑھو برگ کو پانی مین ڈالدو بشکل کشتی
تیار ہوگا اسپر سوار ہوکر مقام پر سیراب جادو کے پہونچوگے امیر نے برگ ڈالا تیرتے کشتی کی شکل پیدا کی امیر اسپر
سوار ہوئے کشتی چلی دور سے ایک قصر دیکھا اسمین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کشتی اس قصر کے برابر پہونچی
برابر قصر کے آکر کشتی نے چرخ مارا غرق دریا ہوئی اب جو امیر نے آنکھ کھولی اپنے کو برابر سیراب جادو کے پایا
سیراب کے سامنے جام آب رکھا تھا امیر پر پھینک مارا امیر نے دیکھا تمام قصر پانی سے مملو ہوگیا سیراب کا
کہین نشان نہ پایا امیر گھبرائے کہ یہ آبرو بچا کر کہان گئی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پانی مین خیال کرکے دیکھو ایک
نہنگ سیاہ غوطے مارتا ہوا آتا ہے اگر تیر انداز سے دل ہوا اور تمہارا تیر اسکی پیشانی پر پڑا تو سیراب کو مارا ورنہ تیر پلٹ کر
تمہارے سینے پر پڑیگا پتھر کے ہو جاؤگے اسکے مرحلے سے امان نہ پاؤگے امیر نے نہنگ پر تیر مارا نہنگ کی پیشانی
پر پڑا تو ڈکر نشت کر پار گذرا دریا مین شور پیدا ہوا اندھیرا ہوگیا سنگباری برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام
مین سیراب جادو نابود امیر نے اپنے کو اسی صحرا مین پایا مگر چشمے سب نابود ہوگئے تھے امیر نے پھر لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم وادی سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور سیراب جادو قتل ہو طرف مغرب
کے جانا چاہیے امیر اسی طرف چلے ایک جنگل مین پہونچے دیکھا ایک دیو نعرے کر رہا ہے امیر کو دیکھکر دوڑا امیر
لوح نہ ملاحظہ کرنے پائے تھے کہ اس دیو نے زوع نزل مارا امیر نے تلوار سے قلم کیا اسنے چاہا کوئی بناکے کہا جاؤن
امیر نے ہتھوار کا مارا دیو نے جھنکر سر اگے کو کر دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے بعد دم بھر کے دو دو دیو بنکے تیار ہوے جون
جون صاحبقران قتل کرتے ہین اسی شکل کے دیو بنکر امیر پر حملہ آور ہین امیر سوچے کہ مین نے لوح کو نہین دیکھا
بڑی غلطی کی اب جو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اگر دیو حملہ کرے تم وار نہ کرنا اگر غلطی سے ایسا ہوا اور دیو زادون
نے ہجوم کیا خیال کرکے ان سب کے بیچ مین دیکھو ایک دیو فیل سر کھڑا ہے سحر کر رہا ہے پیشانی پر اسکے خال سفید ہے
اسپر تیر مارو سب دیو جل جائینگے امیر نے وہی کیا اس دیو کے جسم سے شعلے نکلے سب دیو جل گئے آواز آئی کشتی مرا
نام مین عفریت جادو وزیر طلسم بود مگر دیکھا کہ ایک قصر سیاہ جنگل مین بنا ہے اسکے دروازے پر چند زنگی جوانان
یک رنگی بیٹھے ہین امیر تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑے چند زنگی اسمین کے مارے گئے چند نے فرار پر قرار کیا امیر نے
اندر مکان کے آگے دیکھا دو شہزادے بادشاہ وشہریار زادے اس مکان مین قید ہین امیر نے سب کو رہا کیا یہ سب
مقیدان طلسم تھے سب بعدہٗ مسلمان ہوئے ایک مرد ضعیف نے آکر ایک صندوقچہ پیش کیا دست بستہ
عرض کی کہ اسمین تیغ نگار سلیمانی زرہ وخود وسب سامان آپ کے واسطے موجود ہے بانیان طلسم نے ہدایت
کی تھی کہ جب یہ قید خانہ ٹوٹے قیدی چھوٹین یہ امانت طلسم کشا کو دیدینا امیر نے اس مرد ضعیف کا شکریہ ادا کیا

سلاح جسم پر آراستہ کیے ایک سمت ہزار ہا مرکب بندھے تھے ایک کو نمے سے ہتھیار نکلے سب جوانون کو آراستہ کیا
خود بھی مرکب الماسی پر سوار ہوے بارہ سو جوانون کو ساتھ لیکر چلے مگر مشہور جادو وا ابلیس جب قلعہ خرم حصار
مین آئے خرم شاہ پہلوان نے بڑی عزت و آبرو سے ان سب کو اتارا ابلیس کے واسطے قصر مقرر ہوا بادشاہ
تخت پر بیٹھا خرم فیل پیکر نے تمام حال سنا کہا حضور طلسم کشا کو جیہ بجا کے ہیبتکدہ کو گاؤ زیر ہلا کہ فوج لیکر بیرون
قلعہ اترا انتظار مین ہو کہ طلسم کشا آئے تو مقابلہ کرون مگر صاحبقران اُن جوانون کو ساتھ لیے ہوے چلے آتے تھے
شام کو ایک مقام پر اترے حکم دیا کہ سویرے لشکر تیار ہو روارو ری کرکے چلے تیسرے دن ایک صحراے ویران
مین آکر اترے کھانا کھا کے پلنگ پر بیٹھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی اسطرح کی صداے دردناک تھی کہ
دل بیقرار ہو گیا کوئی رو کر کہتا ہے ای فلک کج رفتار ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہے جو تونے میری ساتھ کی ہے اسطرح کی
آوازین جب کئی مرتبہ آئین صاحبقران گھبرائے کرمے کسی کو خبر نہ کی لشکر سے نکلکر چلے ایک درخت کے سایے
مین آکر دیکھا کہ ایک شخص نوجوان بیتاب و پریشان کبھی سر پیٹتا ہے کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا کبھی یہ اشعار عبرت آثار
زبان پر جاری ہین

نظم

غیر یہ خون نہ ثابت ہو یہ ممکن ہی نہین
مین ہون وہ شوخ اگر کیا کیا تھین کھولا ہوتا
حسن مین کتنی تجلی مین جو چھلے چھپتے
ان نگاہون مین کسی نے ہمین تولا ہوتا

اگر نے چھپنے کا راز اسکے نہ کھولا ہوتا
میر اقاتل تو کوئی ایسا بھولا ہوتا
سرد مہر یکا دم سرد کی رونا ہے عبث
دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
چرخ انکار و نہ یہ لوٹنا تھا شتہ محل جلال

دل تو کہتا کہ ذرا مجھکو تو تولا ہوتا
بند یون بیٹھنے دیتا نہوں خلوت مین
اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
قتل کرنے پہ ہمارے جو تلے رہتے ہین
ہم تو خوش ہوتے اگر حلق پہ یہ کولا ہوتا

امیر گھبرا کر قریب پہونچے فرمایا ای جوان رعنا ای سرو بلند وای مہ فلک کے ستائے ذرا آنکھ کھول اپنا حال مفصل
بیان کر ان بیقراریون کے شے کی طاقت نہین اس جوان نے کہا ای شخص مہر پدری کا فرا تیرے کلام سے ملتا ہے
رنگ مہر و محبت سے غنچہ آرزو کھلتا ہے امیر بیٹھ گئے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ای برادر بجان برابر جو کیفیت
ہو مفصل بیان کرو تمھاری حل مشکل مین جانبازی کرینگے گل آرزو تمھارا جستجو کرکے تم تک پہونچا دینگے یہ سنکر وہ جوان
وجد مین رقص کرنے لگا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کبھی امیر کے چہرہ زیبا کی بلائین لیتا کبھی ترقی عمر و دولت
کی دعائین دیتا کبھی گھبرا کر کہتا ہے ای جوان میری حل مشکل مین تو کوشش کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھریگا پہلے
مجھے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کر امیر نے فرمایا ای غریق چاہ الفت وای گرفتار دام محبت تو نے ذکر
سنا ہوگا ذرہ ہاے ریگ بیابان پہچانتے ہین دیو جن بھی میرے نام کو جانتے ہین یعنی صاحبقران زمان ثانی
سلیمان حقیر پر تقصیر امیر حمزہ یہ سنکر اس شخص کا وجد اور بڑھا کہتا تھا صبح ای مسیحا مین تیرے منہ کے نثار
آپ سے مشکل میری حل ہوگی اب طبیعت بیکل نہوگی اصل یہ ہے کہ جہاندار شاہ میرا نام ہے یہان سے بارہ کوس پر
ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ سر شنگان کہتے ہین سب میرے ملازم اُسی قلعہ مین رہتے ہین مین اپنے دربار مین بیٹھا تھا
ایک دن ایک شخص آیا سیاح تھا عالم عالم مین پھرا کہتا تھا کوئی کوہ و دشت و بیابان مجھسے باقی نہین آبادی مین
بھی بہت پھرا ایک قلعہ ہے کہ اسکا قلعہ روح افزا نام ہے وہان کا بادشاہ ملک احکام زرین پوش انکی دختر
بلند اختر ملکہ شمسہ ماہ پیکر بعد سال بھر کے اپنے قصر جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوتی ہے ہزار ہا عاشق جمع ہوتے ہین
اگر کسی کو اُسنے قبول نہین کیا اسقدر مغرور حسن و جمال ہے کہ ہزار ہا نامہ و پیام بخواہش عقد طالبان حسن نے بھیجے
مگر اُسنے قبول نہین کیا مین بھی یہ ذکر سنکر وہان پہونچا جمال جہان آرا کو دیکھکر عاشق ہوا اگر فوج و لشکر ساتھ لیکر

گیا تھا اب ارادہ ہوا کہ مصور تیز دست کو بلاؤن اپنی تصویر کھنچواؤن تب بارگاہ بادشاہ و جو تحفہ پیش کرون اگر عمرو مجبوری
کو نہ مانیگا تو مجھکو دعوی زور بازو کا ہی تھا یہی ارادہ ہوا کہ جنگ کرونگا اہالیان قلعہ کو تنگ کرونگا مدین تصویر
کھنچوانے پایا ایک دن شہر مین غلغلہ ہوا مین نے ہرکارون کو بھیجا کہ جلد خبر لاؤ یہ لوگ کیون روتے ہین کیسا
ہنگامہ آج برپا ہے ہرکارون نے آکر مجھکو خبر دی کہ ملکہ نہا کر اپنے کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھین اودھر سے ایک دیو
قتال کا گذر ہوا جمال جہان آرائے ملکہ کو دیکھکر دیو قتال بہی دیوانہ ہوگیا جوش مین گرا ملکہ کو اٹھا لیگیا بیرون
شہر اسی بادشاہ کا ایک باغ اس حوالی مین تھا اس باغ کا مثل نہین ہے اس ہیرو دیو قتال نے اپنا رنگ جمایا اسی باغ
مین اتر پڑا اگر کسی نے آنے کا ارادہ کیا باغ سے نکل کر اسکو کھا گیا جب ہزار پانچ سو آدمیون کو اسنے کھا لیا تب
بادشاہ نے بڑے بڑے پہلوانون کو بھیجا کوئی دیو کا سامنا نہ کرسکا بادشاہ نے ناچار ہوکر اشتہار عام دیا کہ جو کوئی اس
دیو قتال کو قتل کرے میری بیٹی کو لاکر مجھسے ملائے اسی کے ساتھ شادی کرونگا مین زبردستیان اس دیو کی دیکھ چکا تھا
ایک پہاڑ کا پہاڑ ہے انسان کی کیا حقیقت کہ اسکے سامنے جاسکے صورت ہی دیکھکر طائر ارواح قفس جسم خاکی سے نکلجائے
صورت اسکی دیکھکر غش آتا ہے آپ بادشاہ نے بہت سی کنیزین سامان کھانے پینے کا اس باغ مین بھیجدیا وہ معشوق
پریچہرہ وشل بوئے گل کے اسی باغ مین رہتی ہے دیو جابجا پھرنے جاتا ہے شکار کرکے لاتا ہے سامنے اس نازنین کے ناچتا ہے
کودتا ہے ملکہ خاموش خوف جان سے کچھ نہین کہ سکتی اگر کہا تو یہ کہا جب جی چاہے مجھکو کھالے وہ کہتا ہے اے جان جہان
وای آرام دل مشتاقان میری زندگی تیرے نظارۂ جمال پر موقوف ہے آئندہ مہر زیارت دیدار مین یہ غلام مصروف ہوا شہر والے
کئی مہینے سے صحرا مین اترا رہا آخر ناچار ہوکر اپنے ملک مین آیا سوزش ہجر نے اسقدر بیقرار کیا آخر یکہ و تنہا نکل آیا شہر سے
اسی نکل گئے تیرے ہزار ہا ہون اکثر ملازم آتے ہین بہت سمجھاتے ہین مین جواب بھی کسی کو نہین دیتا امیر نے فرمایا
اے جہاندار شاہ ہرچند کہ مین بڑے کام پر جاتا ہون بڑی آفت مین مبتلا ہون مگر پہلے تمہارے ساتھ چلونگا یقین کو
ہے کہ دیو قتال مجھکو بھی ضرور جانتا ہوگا جب مین ہر دو قاف گیا تھا جشن ہر دے کی سیر کی کوئی مقام دیو پریزاد جنات
کا ایسے نہین چھوڑا جو دیو پردۂ دنیا مین ملا اسنے بھی کہا کہ تمہارے خوف سے بھاگ کر پردۂ دنیا مین آگئے تجھے یہان
بھی چین نہ لینے دیا جب مین نے دیو عفریت کو طلسم ملعون مین جاکر مارا اس روز کئی لاکھ زیادہ دیو جمع تھے بیچل
عفریت وہ سب شکست کھاکے بھاگے پردۂ دنیا مین آئے کچھ طلسمات مین گرے بعض نے دنیا مین آکر اپنے کو چھپایا یا
خدائی کا دعوی کرکے بیٹھے یون میرے ہاتھ سے شکست کھائی دیو لقا بھاگے زمین تین بنکر ملک فرنگستان
مین خدائی کرتا تھا جب مین نے فرنگستان فتح کیا اسکو بھی بھگا دیا دیو کو ساتھ مخمور ملک زنگبار مین خداوند بنکر بیٹھا
وہ بھی آخر میرے ہی ہاتھ سے بھاگا کیا بس ہوگا وہ صبر کرو میرے ساتھ چلو انشاء اللہ دیو قتال کو مارونگا شمسہ ماہ پیکر
کی شادی تمہارے ساتھ کرا دونگا اتفاق سے چند ملازم جہاندار شاہ کے کچھ کھانا وغیرہ لیکر آئے تھے انہین ملازمون سے
جہاندار شاہ نے کہا تھا ہماری بارگاہ و لباس تاج و خلعت لیکر آؤ ہم صاحبقران کے ساتھ جاتے ہین یہ سنکر
ملازم نہال ہوگئے سب اسباب عیش و نشاط لباس و جلوس شاہانہ لیکر حاضر ہوئے ملازمان صاحبقران بھی آگئے
دوسرے دن امیر نے جہاندار شاہ کو تخت پر بٹھایا آپ مثل سپہ سالار ساتھ ہوئے طرف شہر شمسہ ماہ پیکر
کے چلے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب شہر زرین پوشان کے پہونچے صاحبقران باغ سے دو کوس
ہٹ کے اترے ایک نامہ احکام زرین پوش کو لکھا اے احکام نیک انجام منجم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران امیر عالیشان ملک جہاندار شاہ کو لیکر آیا ہون کہ دیو قتال سے مقابلہ کرون تمہاری دختر کی شادی

ساتھ ملک جہاندار شاہ کے ہو لیند اتم بھی آئے تماشا دیکھو یہ نامہ جا احکام زرین پوش کو بھیج دیا مگر اگر وزرا سے پوچھا
یہ صاحبقران کون شخص ہین کہ دیوسے لڑنے آئے ہین وزرا نے تمام کیفیت جاہ و جلال صاحبقران سامنے احکام
زرین پوش کے بیان کی کہا انھون نے ہزار ہا دیوزاد مارے یہ خوشخبری سنکر احکام زرین پوش سوار ہوا مع فوج و لشکر
خدمت مین صاحبقران کے آیا امیر بلطف پیش آئے اب ان لشکرون کو ساتھ لیکر قریب باغ اگر اترے
چرچا جو اس مقام پر ہوا دیو قتال باغ مین بیٹھا ہے ملکہ تمسہ ماہ پیکر مسند پر گرد کنیزان ہیں اسوقت دل بہلانے کو گانا
ہو رہا ہے ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری غصے مین کہ رہی ہین اد موئے موذی کانے مردار خوار عیار سکار تو مجھے کہان جاؤن اس
کشاکش سے مہلت پاؤن زندان مصیبت سے چھوٹ جاؤن دیو جواب دیتا ہے ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی
خاک کھاؤن انگارے کھاؤن تجھا ایسے محبوب کو پردۂ چشم مین رکھون آنکھین فرش کرون دل کے اندر رکھون کہ
نوبت نقارے کی صدا کان مین آئی دیو نے گھبرا کر کہا اری نرگس ذرا دیکھ تو آ یہ نوبت نقارہ کیسا بجتا ہے کنیز دوڑی ہوئی
گئی ابھی ہوئی آئی کہا حضور بڑا لشکر اترا ہے کوئی شخص آپ کے مقابلے کو آیا ہے بارگاہ مین استادہ ہو رہی ہین یہ نقارے
واسطے کے بجے ہین دیو قتال نے کہا ذرا مفصل دریافت کر کر مجھ سے جو لڑنے آیا ہے اسکا کیا نام ہے نرگس نے کہا میان
دیو صاحب مین نے پہلے ہی دریافت کیا کوئی صاحب ہین صاحبقران والی جان و دنیا داماد نوشیروان ملک
جہاندار شاہ کو ساتھ لیکر آئے ہین یہ سنکر دیو قتال گھبرا گیا کہا اتنا دریافت کر کہ وہ شخص داماد شہپال بن شہرخ
نہیں شوہر آسمان پری یعنی فرشتہ سلطان اگر وہی جوان ہے تو مین مقابلہ نہ کرونگا اسنے لاکھون دیو مارے
ہفتیس پردۂ قاف کی سیر کی ثانی سلیمان لقب پایا دیو عفریت کو قتل کیا مین اسی کے خوف سے بھاگ کر یہان
دنیا مین آیا پردۂ ہفتم کا بادشاہ ہون جب عفریت سے مقابلہ پڑا مین عفریت کا سپہ سالار تھا اسی ظالم کے
ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگ کر یہان آکر صحت پائی اس کنیز نے کہا یہ جھگڑا مین نہین دریافت کرسکتی دیو قتال نے کہا
یہ کوئی اور شخص ہے کوئی بنا کر کہا جاؤنگا انسان کی حقیقت ہی میرے برابر کب قوت ہے سب کو اٹھا کر کھا جاؤنگا
یہان تو یہ کیفیت ہے مگر صاحبقران قریب اس باغ کے نزول فرما ہوئے طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو
امیر تو پر پشت اشقر پر سوار ہوئے ملک جہاندار شاہ و احکام زرین پوش دست راست و دست چپ
و صاحبقران کے پشت پر تین ہزار جوانون کا لشکر اس کروفر سے میدان مین آکر پہونچے دیو قتال بھی باغ سے
نکلا صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا اب اسے پہچانا تھا پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا دل مین سوچتا
ہوا میدان کارزار مین آیا ارادہ یہی ہے کہ چند ساعت لڑ کر کل کا وعدہ کرون رات کو ملکہ کو لیکر نکل جاؤنگا مجھکو کون
پاویگا یہ سوچکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی میر القمہ چرب کہان ہے انسان ہماری غذا ہے جیسے ہی اسنے نعرہ کیا
صاحبقران سامنے احکام زرین پوش کے آئے اجازت طلب کی احکام نے کہا ای شہریار مین کیونکر اجازت
دون کہ آپ اس بہادر کے مقابلے کو جائین اس ملعون کی صورت دیکھکر دل کانپتا ہے امیر نے فرمایا اب تو مین ارادہ
کر چکا اجازت دیجیے پھر تماشا دیکھیے صاحبقران عذر کر رہے ہین احکام کہتا ہے کہ دل نہین چاہتا کہ آپ اس
بہادر کے مقابلے مین جائین قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے شتر لا کے
دیو ہمراہ بارہ ہزار جوانان زرین پوش سردار کا نعرہ سن کر دیوزادون پر دیوزادون کے سوار عرب سوارون کے دیوزادون کی
بغل مین دبے ہوئے سائبان زرتفتی کئی سو گز کا سر پر کھنچا ہوا دیوزاد پیادہ تیغ طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوئے
نوبت نقارے بجاتے ہوئے مرکب سہ چشمی نقابدار کا ایک دیو کی گردن پر عیار شکل گلدستے کے آراستہ

نقاب چہرے پر تہمت پر نقابدار کے عیار رقص ادائی کرتا ہوا اس جاہ و جلال سے نقابدار مذکور بعد سرود پردۂ قاف سے نکلتا ہوا
آتا ہے براے مقابلہ قہقہہ سحر حشمی چلاتا ہے اس خیال سے کہ ہمیشہ قہقہہ بر سر آسمان پری لشکر کشی کرکے آتا ہے اکثر شکست
دی جان بچا کر بھاگ جاتا ہے انکی پردۂ تاریک میں چلیں وہاں معرکے پڑیں انکی الشار اعدا سی پہاڑ میں جا کر لڑیں
ادھر عیار نقابدار کی نگاہ پڑی کہ ایک دیو خونخوار میدان کارزار میں مثل سایہ ہے صاحبقران کا قصد ہو کر جا کر مقابلہ کروں
ایک تاجدار سے اجازت لے رہے ہیں بس عیار نے نقابدار سے کہا ای نقابدار بہادر ایک دیو میدان میں انتظام کر رہا
ہے اسکو حضور جا کر سزا دیں صاحبقران سے آج معرکہ عظیم ہے دیو بھی بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے امیر پہلو تہی کر رہے
ہیں عقل سے مفہوم ہوتا ہے نقابدار نے کہا خاموش وہ کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا امیر سے کمتر ہوں ہزار دست سے
لڑے پردۂ قاف میں کہاں نہیں معرکے پڑے یہ مرد مردانہ شیر فرزانہ کبھی کسی سے نہیں دبے ایسا نہوا امیر تکلیف میں تو مجھے
آزردہ ہوں یہ کہکر نقابدار نے تخت سے نعرہ کیا او دیو بدخو کیا بیہودہ بکتا ہے میں تیرا ہم نبرد ہوں یہ کہکر نقابدار تخت سے
کود انکے جرأت یہ تھا کہ پشت مرکب پر نہ سوار ہوا اس خیال سے کہ دیو پیدل ہے اپنی شوکت امیر کو دکھانا منظور ہے
پکار صاحبقران کو بھی آواز دی ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں میں اس ملعون سے سمجھ لوں گا امیر دیکھ کر رہ گئے نقابدار
بصد شوکت و وقار سامنے دیو قتال کے آیا قضاے کار دیو قتال نے وار کا ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اسکا بڑا بھائی موسوم
بہ بھونجال اپنے بھائی کو دیکھنے کو آیا تھا اسنے جو دیکھا کہ میرے بھائی سے ایک نقابدار سے مقابلہ ہو رہا ہے آسمان پر
نعرہ کرکے زمین پر گر آ آواز دی ہاں بھائی صاحب نقابدار کو بیچ میں سے چیر ڈالو ایک لقمۂ تر کھاؤ ایک میں دو یہ کہکے
دوڑا نقابدار نے دیو قتال کی وار پر ہاتھ ڈالا ہے کشاکش پڑی ہے بھونجال نے جو قصد کیا کہ میں بھی وار ماروں امیر
کو تاب نہ آئی وہیں سے نعرہ کیا او مردود کیا کرتا ہے اشقر سے کود کر دوڑے وہ وار رہ گیا امیر نے دوڑ کر سینہ
سپر کر دیا آڑے ہو کر کلہ دار پر ہاتھ ڈالا ہاتھ سے قطرے خون کے ٹپک پڑے ادھر تو نقابدار نے تیغ مار کر
دیو قتال کی ادھ کھینچی ادھ کھینچی امیر نے بھونجال کی وار کھینچی قتال نے نقابدار پر ہاتھ مارا بھونجال نے امیر پر
نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر نعرہ شیرانہ کیا امیر نے بھی بھونجال کی گردن پر ہاتھ رکھکے تیغ مارا دونوں کے
سر زمین سے ملگئے نعروں سے شیروں کے بھٹے زمین کے ملگئے سب دیکھ رہے تھے لشکر نقابدار بھی آگیا نقابدار قتال سے
امیر بھونجال سے لڑ رہے ہیں کس قیامت کے معرکے پڑ رہے ہیں نقابدار نے جلدی کرکے کمربند میں قتال کے
ہاتھ ڈالا امیر نے بھی بھونجال کو اٹھایا دونوں جوانوں نے چرخ دیکر دیوؤں کو زمین پر مارا نقابدار چھاتی پر قتال کی امیر
سینے پر بھونجال کے صاف ثابت تھا کہ دو ستارے دو پہاڑوں پر چمک رہے ہیں نقابدار نے قتال سے سوال
اسلام کیا اسنے جواب سخت دیا نقابدار غصے میں آگیا امیر نے بھی یہی حرکت کی سوال کرنا ان میں کا قاعدہ ہے جب وہ دونوں
منکر ہوا اور جواب سخت دیا امیر سینے سے اترے نقابدار نے قتال کو امیر نے بھونجال کو قتل کر پاس کھڑے چیر کے پھینکدیا
ادھر تو نقابدار اٹھا جوش جرأت میں پکارا منم نتاج طلسمات عالم صاحبقران اعظم محترم محتشم یکہ تاز میدان جلادت
سرو بوستان شوکت اگر رستم ہوتا حلقۂ اطاعت کان میں ڈالتا امیر نے کہا ای نقابدار بس اپنی تعریف اپنی زبان سے
نقابدار نے کہا آپ انصاف نہیں کرتے کہ میں نے قتال کو مارا امیر فرماتے ہیں ای نقابدار جسکو میں نے مارا وہ بڑا بھائی
تھا سب باتوں میں زیادہ آپ پر وار لگا چکا تھا جب میں نے بڑھکر سینہ سپر کیا تھے بھی موجود ہوں نقابدار نے کہا میں بھی
چاہتا کہ سر میدان بانٹ لے لوں بس امتحان ہو گیا اگر انصاف کیجیے تو بانے مجھے دیجیے امیر نے فرمایا آپ نے مقابلہ بھی کیا
نقابدار نے کہا وہ بھی کمال ان دیوزادوں سے کشتی ہوئی اگر آپ زیر ہو گئے تو عذر کرینگے کہ میں تھکا ہوا تھا جس سردار

ہا کسی فرزند پر آپ کو ناز ہو اسکو مجھ سے لڑوا دیجیے حال کھل جائے امیر نے فرمایا کہ آج سے بانہ اے صاحبقرانی کا نام
نہ لینا یا فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہے لقا بدار کہتا ہے بس میں ٹالتا ہوں آپ نہیں مانتے دیکھیے انجام اسکا بہتر نہیں امیر نے
فرمایا کیسا انجام کیسا آغاز جو کچھ ہوگا سامنے مردان عالم کے کھل جائیگا لقا بدار نے کہا خیر جو آپ کو یہی منظور ہے تو میں جنگ
بلبل جنگی بجواتا ہوں صبح کو میرے آپ کے مقابلہ ہوگا یہ کہکر لقا بدار بانگیا بارگاہ میں داخل ہوا افسوس کرتا تھا مگر بہ مجبوری
طبل جنگی بجوایا ہر کارے جو حاضر تھے انھوں نے صاحبقران کو خبر دی امیر نے کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل ازدہی
طبل جنگ بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں مگر بعد قتل دیو قتال احکام باغ میں پہونچا ملکہ شمسہ طلعت دیکھکر
کو محافہ زرین میں سوار کرکے اپنے خیمے میں لایا امیر نے اول ہی سوال اسلام کیا تھا احکام بصدق دل مسلمان ہوا
امیر نے وعدہ کرلیا ملک جہاندار شاہ کے ساتھ شادی کرنا ہوگی احکام نے وعدہ کیا کہ جو آپ کی تجویز ہو جسکے
حق میں مناسب ہو وہ حضور کریں امیر فرماتے ہیں اے جہاندار شاہ مبارک تمھاری شادی کی بڑی فکر ہے انشاء اللہ کل
لقا بدار سے جا برو فیصلہ کروں مگر یہ لقا بدار مثل اور لقا بداروں کے نہیں ہے سامان شوکت ظاہری جو اس لقا بدار نے
ممکن کیا ہے ایسا آج تک کسی فرزند کو میرے ممکن نہیں ہے جہاندار شاہ تصدق ہو بار بار امیر کر خواجہ کے منہ نے کا بڑا
انتشار ہے کہ کل مقابلہ جانبازی ہو خاتمہ سرفرازی ہے جو کچھ ساٹھ برس میں ممکن کیا وہ دیکھ لیا جائے جان و آبرو کا سامنا
ہے جہاندار شاہ کہتا ہے اے شہریار خدا آپ کو غالب کرے لشکر میں تیاریاں ہو رہی ہیں لقا بدار کا لشکر بحساب [illegible]
ہے دلیر بارہ ہزار جوانان جرار ہیں اپنے مقام پر بھی صلاح ہے کہ اسی میں یار و فلاح ہے کہ کل ہمارے لقا بدار کو اگر
کوئی چشم زخم پہونچا تو اب تکرار جلیل طلسم کے قیدی و ملک جہاندار شاہ عاشق جمال ملکہ شمسہ طلعت دیکھیے یہ لوگ کیا
لڑیں لشکر امیر میں یہ ذکر ہے کہ امیر ہمارے جان بخش ہیں اگر کل خدانخواستہ انکے دشمنوں کے واسطے کچھ باعث غم بلیہ
ہوا اپنی جان دیں قدم پیچھے نہ ہٹیں اسی ذکر میں تھے کہ فوج شہنشاہ زرین نے لشکر انجم پر شبخون مارا شاہ
انجم سپاہ نے شکست کھائی شاہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مع فوج شجاع و ضیا میدان چرخ زبرجدی
میں صف آرا ہوا لشکر جانبین کے تیار ہوئے امیر نماز پڑھکر سوار ہوئے اور جو لقا بدار زرین پوش مرکب حبشی
پر سوار ہوا کل فوج کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آیا دیکھا صاحبقران بصد شوکت و شان پشت اشقر پر سوار
نیزہ ہلاتے ہوئے گھوڑا چمکاتے ہوئے میدان کارزار میں آکر ہو چکے نقیبوں نے بڑھکر نقابت کی کہ اے مردان عالم
یہ میدان کارزار ہے قدم پیچھے نہ ہٹے دنیا کی کیا حقیقت ہے بڑے بڑے شاہان جلیل اپنے سرداروں کے قبل اس
دار فانی سے حسرت ساتھ لیکر اٹھ گئے اب انکا کوئی نام نہیں لیتا نشان قبر بھی باقی نہ رہا اسطرح کے کلمات حسرت
آیات جو نقیبوں نے کہے بہادر چھوٹنے لگے قبضہ شمشیر چومنے لگے ہر طرف سے یہی صدا تھی کہ یا رب نقیبوں نے دل
غم و الم سے بھر دیے دنیا کے حال فانی سے آگاہ کردیا مگر لقا بدار نے مرکب اپنا بڑھایا میدان میں آکر ہونچا فنون
سپہگری دکھانے لگا تیر اندازی ایسی کی کہ گوشوں میں بہادر سہم گئے چلا کے آواز نہ دے سکے جب شمشیر زنی دکھائی
نقل مرکب کے ہلالی تراشے گھوڑا اور وزنیا دو گھڑی کامل فنون سپاہگری دکھائے گھوڑے کو روک کر کھڑا ہوا اور
صاحبقران کو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھتا تھا آواز دی اے شہنشاہ گیتی ستان یا صاحبقران زمان یہ حقیر حاضر
ہے امیدوار ہوں کہ سرفراز فرمائیے امیر نے اشقر کو بڑھایا تمام سردار بیدل ہو گئے دودستے عرض کی اے شہنشاہ
گیتی ستان اگر حکم ہو غلامان جانباز حاضر ہیں مقابلہ لقا بدار میں جائیں صاحبقران نے فرمایا یہ لقا بدار ایسا نہیں ہے
کہ جسکے مقابلے میں کوئی غیر جائے آج حقیر اس سے مقابلہ کریگا آج روز جانبازی ہے یہ کلام حسرت جو امیر کے منہ سے

۱۴۸

لگے سرداران نامی رونے لگے امیر نے سب کو رخصت کیا اشقر کو بڑھا کر سامنے نقابدار کے آئے نقابدار نے جمال
وجلال صاحبقران کو دیکھا وتنگ ہو گیا جی مین کہتا ہے اس ضعیفی مین یہ جمال وجلال ہے حقیقت مین شیر بیشہ جو بستان
مین خدا کے بنائے ہوئے صاحبقران ہین انکی صاحبقرانی کون مٹا سکتا ہے کون اس شیر نر سے آنکھ ملا سکتا ہے
یہ سوچکر سلام کیا امیر نے جواب دیا فرمایا بسم اللہ اب کیون تامل ہے جا بجا سردارون مین یہی غل ہے نیزہ اٹھایئے
کمال فنون سپاہگری دکھایئے حقیقت مین تمنے خوب سامان عظم وشان پیدا کیا نقابدار نے کہا مین اپنے زمانے کا
صاحبقران ہون پیش دستی نہ کرونگا امیر ہنس پڑے فرمایا ای نقابدار آپ نے یہ قاعدہ کہان سنا یہ ہمارا قانون
ہے نقابدار نے کہا پھر بہتر ہے امیر نے فرمایا تکرار کیسی اب تو مقابلے مین آ گئے برابر سے اٹھایئے جانبین سے نیزے
اٹھے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین اس زور وشور سے نیزہ چل رہا ہے کہ دیکھنے والے حیران ملازمان نقابدار
تعریف صاحبقران کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ نقابدار صاحب نے بڑے کام کیے مگر آج مقابلہ سخت پڑا
نیزے اڑتے پہر بھر کامل نیزہ چلا کوئی حملہ نقابدار نے سخت کیا امیر نے غصے مین اس زور سے ڈانڈ ماری کہ نیزہ نقابدار
کا ٹوٹ گیا ہنگامہ واہ واہ کا بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ صاحبقران بڑے کامل وا کمل ہین نقابدار نے غصے
مین آ کے تیغچہ سہراب یل کھینچا چاہا وار کرون امیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ایک پنجہ آسمان سے گرا امیر کو
اٹھا لیگیا مرکب کوتل مقابلے مین نقابدار کے سر ادہم نقابدار نے جو امیر کو نہ پایا پکار کر آواز دی لو صاحبو آج بھی سحر خلق
کیا مین معلوم کہ دوست تھا یا دشمن صاحبقران کو اٹھا لیگیا ملازمان امیر نے گھوڑا چھین نقابدار لشکر مین آیا عیار
سے کہا خدا نے بڑا فضل ہے شکریہ کیا نیزہ بازی مین امتحان ہوا صاحبقران کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہین حسن و
جمال کے ماہ جبین اسی طرح تخت پر سوار ہو گیا مگر صاحبقران تمورج ہوا سے بیہوش ہو گئے سانحہ یہ گذرا کہ ملکہ
آسمان پری قلعۂ گلستان ارم مین تخت پر جلوہ فرما تھین ملکہ قمر شیہ سلطان و کل شوکت ہر سب سرداران نامی
دیوان گرامی بارگاہ مین مجتمع ہین تندک دوڑتا ہوا آیا عرض کی ای شہنشاہ پریزاد قالب کریت بن قمقمہ سات لاکھ
دیوون کی جمعیت سے آیا ہے کل آپکے مقابلے مین پہونچ جائیگا ملکہ آسمان پری نے حکم دیا لشکر تیار ہو کر بیرون
قلعہ آیا مگر کریت سات لاکھ نرہاے دیو سے چلا ہے ایک دن ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک طرف جنگل مین
آگ جل رہی ہے تمام صحرا آتش بہار ہو رہا ہے کریت نے لشکر وہان اتارا آپ ٹہلتا ہوا اکیلا قریب آگ کے پہونچا
دیکھا ایک دیو ایک دیوی بیٹھے سحر کر رہے ہین کبھی اچھلتے ہین کبھی کودتے ہین کریت کو دیکھکر ان دونون نے سلام
کیا کریت نے کہا تم کون ہو یہ کیا عجائب تیار کر رہے ہو دونون نے کہا ای شاہ ظلمات آپ نے ہمکو نہین پہچانا
ہم فرزند عفریت ہین غار افراسیاب مین جا کر سحر سیکھا ہے زوجہ میری ہے بیلہ نام ہے قرطوس بن عفریت معروف ہے
میری کمنگ آشخوار ہم دونون نے سحر کا کمال ہم پہونچایا اب امیدوار ہین کوئی شاہ جلیل ہمکو ملے اسکے ساتھ ہو کر
سلطنت آسمان پری کی مٹا دین اس دختر شمشال ابن قہقہہ نے پردۂ دنیا سے ایسا آدمی بلا لیا کہ جسنے جمشید
پرندون کی سیر کی اسکو جا کر مارین اسکی سلطنت مٹا دین کریت نے کہا میرے ساتھ چلو مین جا کر آسمان پری کی
تمہاری ریاست دلاؤن دونون نے کہا ہم حاضر ہین دونون ہمراہ کریت کے ساتھ ہوئے آپسمین وعدے ہو گئے
کہا ای کریت جب تو لڑیگا تیرا زور بڑھ جائیگا تیرے حریف کا زور گھٹ جائیگا کریت نے کہا بہتر مگر ان دونو کو چھپا کے
رکھا ملکہ آسمان پری بیرون قلعہ فرو کش ہین کہ صحرا سے گرد اڑی سات لاکھ نرہاے دیو سے کریت بن قمقمہ
آ پہونچا ملکہ قمر شیہ سلطان نے لشکر کو اپنے آراستہ کیا کریت نے طبل جنگی بجوایا تندک نے ملکہ آسمان پری

کو خبر دی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر تیار ہوے ملکہ آسمان پری نے
جب دیکھا دونون لشکر میدان مین آئے آسمان پری نے فرمایا بیٹا قریشہ میرا دم گھبراتا ہی جاتا ہے مین امیر کو
بلواؤن یہ کہکر تندگ سے کہا جس حال مین امیر ہون یہان لے آؤ میرا خود بخود دل گھبراتا ہے تندگ کو روانہ کر دیا
تندگ نے جا کر امیر کو مقابلے سے نقارہ بردار گئے اٹھا لیا یہان کریت میدان مین آیا ملکہ قریشہ ہزار مرتبہ اسکو شکست
دیچکی ہین آسمان پری سے اجازت لیکر میدان مین آئین کریت سے مقابلہ ہونے لگا مگر آسمان پری دیکھ رہی
ہین کہ ملکہ قریشہ جنگ مین کمی کر رہی ہین ملکہ پریشان کنتی مین خداوندا کیجیو قرطوس بن عفریت و کلنگ آتشخوار
ایک گوشے مین سحر کر رہے ہین یہی باعث ہے کہ قریشہ ہاتھ سے کریت کے زخمی ہوئین کریت نے چاہا سر کاٹ لون
سیامک سیہ کلہ دوڑ پڑا ملکہ کو بچایا خوب مقابلہ ہوا یہ بھی انتہا کا زخمی ہوا جو سردار گیا کریت کے ہاتھ سے زخمدار ہوا
جب دو چار سردارون پر بھی معرکہ گذرا کریت نے پانچ چار سردار جان سے مارے چالیس سردار زخمی کیے اب تو
آسمان پری نے کل فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر ملگئے قرطوس و کلنگ ظاہر ہو کے سحر کرنے لگے جب سحر کیا
دو چار کے سر بیٹ گئے کوئی منھ کے بھل گرا کسی کے دل پر ہول غالب ہوا میدان سے بھاگا ہر چند افسر روکتا ہے مگر نہین
رک سکتے یہان تک نوبت پہونچی کہ لشکر آسمان پری نے شکست کھائی کبھی یہ دن کریت کو کاہیکو نصیب ہوا
تھا لشکر آج ہی سب کو مار لو لشکر آسمان پری شکست کھاتا ہوا جاتا ہے کریت مارتا ہوا چلا آتا ہے قرطوس و
کلنگ ظاہر مین سحر کرتے ہوے چلے آتے ہین اب تو آگ برسادی آگ کا مینھ برس رہا ہے ہر بہادر ایک ایک قطرہ
آب کو ترس رہا ہے کوس تک شکست کھاتے ہوے بھاگے ملکہ آسمان پری نے فرمایا معلوم ہوا ہمارا وقت زوال
آگیا پروردگار نے جتنی پریون کی سلطنت دی قریشہ سی بہادر زخمی ہوئی اب سلطنت ہماری نہ بچیگی یہ کریت
کئی مرتبہ چڑھ کر آیا شکست کھا کے بھاگا آج کیا ستم ہوا معلوم ہوا فلک اپنی گردش دکھاتا ہے اس ظالم نے بڑے بڑے
شاہون کو نیست کیا کمزورون کو زبردست کیا ملکہ آسمان پری نے جو یہ کلمات حسرت آیات کہے سننے والے رونے
لگے ہر ایک نے کہا بیشک ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا ایسی شکست فاش کبھی نہ کھائی تھی فلک کے ہاتھ سے یہ سزا ملی
ہائے ہائے شور گریہ و زاری بلند ہے ہر خورد و کلان درد مند ہے کریت بڑے زور و شور سے قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے اپنے سپاہ
والون کو ابھار رہا ہے کہ آج آسمان پری و قریشہ سلطان کو پکڑ لو پردہ قاف پر ہمارا قبضہ ہو آسمان پری
نے ناچار ہو کر دہائی تندگ صاحبقران کو لیکر پہونچا آسمان پری کے سامنے لاکر اتارا ملکہ نے جو ابیہوش
دیکھا سر زانو پر رکھ لیا بوے زلفین عنبرین آسمان پری جو دماغ امیر مین پہونچی آنکھ کھولدی آسمان پری کو
دیکھا فرمایا خیر تو ہے آسمان پری نے کہا ای شہریار لشکر پر شکست واقع ہوئی آپکی پارۂ جگر صاحب شوکت و شان
ملکہ قریشہ سلطان ہاتھ سے کریت کے زخمی ہوئین شکست فاش کھائی یہ سنتے ہی امیر اٹھے ایک دیو کو اشارہ
کیا وہ جنگلی مرکب بنگیا امیر اسپر سوار ہوے نعرہ کرکے چلے امیر کے جو نعرے کی آواز کان مین کریت کے پہونچی تھرا گیا
جادوگرون سے کہا لو یارو غضب ہوا صاحبقران اعظم آگئے اسی ظالم کے ہاتھ سے سب بزرگ ہمارے مارے
گئے پردہ قاف قبضے سے نکل گیا آج مجھے سے فتح نصیب ہوئی آرزوے سلطنت قریب ہوئی مگر آسمان پری صاحب
اقبال ہے کہ جسکا شوہر صاحب جاہ و جلال ہے ساحرون نے کہا ہم اسکو بھی پکڑ لینگے ہمارے سامنے زور والے کا کیا کام ہے
یہ کہکے دونون بڑھے امیر نے علم فوج کو قتل کیا ہزارہا دیوزاد مارے مگر کریت کی فوج سمٹ ہر چہار طرف سے نزدیک
رجوع ہو گئے ہین یہ بھی سب کو یقین تھا کہ اب لڑائی فتح کر لی سلطنت آسمان پری شادی امیر نے دیکھا

ہمارے حملہ سردار مع فوج مین گھرے مین نکل نہین سکتے ملکہ فرشتہ کو پچاس ہزار دیو نے گھیرا ہے ملکہ فرشتہ لڑ رہی ہین
کسی کا سر کھینچا کسیکو ہاتھ تلوار کا مارا مگر مع فوج سے گھبرا رہی ہین تخت آسمان پری کو لاکھ ترکائے دیونے گھیرا ہے بعد
ہو کر گرفتار کرین ایک طرف سے وہ دونون ساحر سحر پڑھنے مین مصروف ہین گر امیر زیادتی فوج سے بقرار
ہین اپنی تنہائی پر اشکبار ہین اگر پچاس ہزار کو ہٹایا لاکھ جمع ہوگئے صاحبقران نے طلب کرد جائی کہ تیر دعا ہدف مراد
پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی سب نے دیکھا نقابدار زرین پوش مرکب سیہ چشمی پر سوار باز سفید
سر پر سایہ فگن لاکھ دو بارہ ہزار آدم زاد خود آگے بڑھا ہوا آتے ہی گرا فوج کفار پر حملہ آور ہوا جس دیونے وار کیا اُسکا
وار روک کر ہاتھ مارا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ پڑا مثل خیار کے دو ٹکڑے ہوئے وہ دونون ساحر زن و شوہر سحر
کرتے ہوئے بڑھے نقابدار کی فوج پر گولے مارے کئی ہزار دلیر نقابدار کے گرے فریاد کی صدا بلند ہوئی ہر طرف سے آواز
آئی تھی نقابدار طرف جادوگرون کے چلا لڑتا بھرتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب زن و شوہر کے پہونچا ہمراہیان نقابدار
نے فوج کو شکست دی دیوزادون کے قدم اُٹھنے لگے کریت پکار رہا ہے اے یارو لشکر نقابدار زیادہ نہین ہے ان سبکو گھیر کر
مار لو مگر قطوس نے دبنے پر نقابدار کے آکر ہاتھ تیغ سحر کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر لگا شعلے آتش کے گرے مگر نقابدار
پر تاثیر نہوئی نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک ٹھوکا پھر مارا سر اسکا اُڑ گیا زوجہ نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا
غصے مین جا پڑی نقابدار نے گھوڑے سے اُتر کر اسکو بھی چیر کر پھینک دیا دونون جادوگرون کا مرنا کریت بدحواس
ہوگیا امیر کریت کے برابر پہونچے اُسنے زاغ نول مارا امیر نے زاغ نول کو قلم کیا اور دوسرے ہاتھ تلوار کا مارا سر کریت کا
زخمی ہوا زخم کھا کر بھاگا امیر بڑھتے ہوئے قریب نقابدار کے پہونچے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب دیا فرمایا وہان
تو مقابلہ رہ گیا اب یہان مقابلہ ہو جائے گے نقابدار نے کہا اب میرا آپ کا مقابلہ دور گیا انشاء اللہ میرے آپکے مقابلہ
پردہ دنیا مین ہوگا امیر نے کہا جب آپ کے مزاج مین آئے نقابدار پیچھے لشکر کریت کے مارتا ہوا بھگاتا ہوا نکل گیا
امیر بفتح و فیروزی پلٹے فرمایا مجھکو رخصت کرو آسمان پری نے کہا خدا نے آپ کو وقت پر پہونچایا ورنہ ان دو
ساحرون نے قیامت برپا کردی تھی امیر نے فرمایا مجھکو سحر کہ عظیم و رنج بہ گرفتاری کوکب کا بڑا ہیں وہیں پہنچ
آسمان پری نے حاملان تخت کو بلایا کہا جہان امیر کہین وہان پہونچا دو حاملان تخت امیر کو لیکر روانہ ہوئے یہان
احکام واسطے صاحبقران کے بہت پریشان ہو کر صاحبقران آکر پہونچے سب خوش ہوگئے حاملان تخت کو امیر نے
رخصت کیا خوشی خوشی داخل بارگاہ ہوئے ملکہ تمسنہ ماہ بیگم کا عقد ساتھ جہاندار شاہ کے ہوا تین دن ہو چکے امیر مع
سب اہل لشکر کو ساتھ لیکر طرف خرم حصار کے چلے یہان خرم قلعہ سے ابلیس و مشہور بیرون قلعہ اترا ہو کر ہرکارون
نے خبر دی کہ لشکر طلسم کشا کا لیے ہوئے کافور سر فروش آتا ہے مشہور نام کافور لشکر تمام کیا کہا دیکھو تو اسکا کیا حال کرتا ہون
بار اسکو بڑا لادونگا تیسرے دن یہ لشکر آکے مقابلے مین پہونچی خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین سب ملکر داخل بارگاہ ہوئے مشہور
نے رات کو حکم دیا طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین مگر کافور نہ ہونے سے امیر کے
بہت پریشان ہر طلب کو سمجھا رہا ہے کہ یارو گھبراتے ہو کہ انشاءاللہ صاحبقران بھی آجاتے ہیں انکے نہونے پر لڑائی فتح کرو
امیر آئین تو خوش ہو جائین یہ کہکے اپنی بارگاہ کسطرف چلا مشہور شکل عقاب ایک نکل پر بیٹھا ہوا تھے جو کافور کو جاتے ہوئے
دیکھا تو گرا پنجہ کمر مین ڈالکے بھاگا ہر چند ساحرون نے جستجو کی لیکن یہ لیکر نکل گیا کافور کو لیے جاتا ہے کوس بھر لشکر سے نکلا دیکھا
ساحرون نے قصد کیا تھا کہ عقب مین جائین اپنے افسر کو چھڑا لائین کہ خواجہ سامنے سے آئے سبکو منع کیا کہ تامل کرو یہ کہکر
بھاگے اور یہ کہ گئے کہ جنگل مین تا دون آنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکے چلے گئے مشہور کافور کو لیے ہوئے صحرا مین اُترا اور زبان

سوزن دیا چاہا بشتارہ اوٹھاؤن کہ ایک طرف سے آواز آئی ای بندہ خاص قدرت کو بڑا خیال ہی اسوجہ سے عقب مین تھا
اسکو مشہور نے پلٹ کر دیکھا خداوند ابلیس کھڑے ہین جھک کر سلام کیا ابلیس قریب مشہور کے آیا کہا اس نمکحرام کو مین
تقدیر کر کے قتل کرون مشہور نے بشتارہ ڈالدیا ابلیس نے کمر سے خنجر کھینچا مشہور نے کہا آپ کیون قتل کرین جلاد قتل
کریگا ابلیس نے کہا دیکھو اور ملازم بھی آتے ہین جیسے ہی مشہور ملنا چلے کمند گلے مین پڑے آواز دی او بیحیا منم شہنشاہ
اقلیم عیاری عمر بن امیہ ضمری دیکھیون آنکھ مین خاک ڈالتے ہین مشہور ارے کہکے پلٹا عمرو نے حباب مار دیا مشہور
بیہوش ہوکے گرا عمرو نے کافور کی زبان سے سوزن لیا کہا بھاگو نکل جاؤ کافور نے کہا اسکو قتل کیجیے عمرو نے
کہا تم جاؤ مین سر لیکر آتا ہون کافور تو پرپرواز پیدا کرکے اڑا عمرو نے تاج مشہور کا لیا چاہا سر کاٹ لون جیسے ہی خنجر
کھینچکر بیٹھے زمین شق ہوئی مشہور سما گیا سبب اسکا واضح ہو کہ بادشاہ طلسم ہو قتل اسکا ہاتھ پر طلسم کشا کے موقوف ہی خواجہ
یہ عجائب دیکھکر بھاگے بیلون نے مشہور کو تھوڑی دور پر جاکر ہوشیار کیا یہ گھبرایا ہوا اٹھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوا قدرت
نے مجھکو کیون بیہوش کیا مین اس نمکحرام کو مشقت لایا تھا میرے ہاتھ سے نکل گیا روتا پیٹتا خدمت ابلیس مین آیا
تمام حال بیان کیا ابلیس نے کہا قدرت اپنے مقام سے ٹلے بھی نہین اسنے کہا یا خداوند تکرار نہ کیجیے سوائے آپ کے
غیر نہ تھا اور نہ مین کاہیکو دھوکا کھاتا ایک وزیر نے کہا ای شہنشاہ وہ عمرو ہوگا ابلیس نے کہا قدرت بھی تقدیر کرچکے تھے کہ
عمرو بہار سیجانگا قدرت خود میدان مین چلینگے تخت تیار کرو سحر کرکے سب کو گرفتار کرینگے ایک تخت آیا چار اژدہون پر کسا ہوا
ابلیس سوار ہوا مشہور ساتھ ہوا خرم پلید بھی ہوشیار ہوا چلا کہتا تھا یا خداوند کیا کہون حمزہ نہین ہی ورنہ چیر کر پھینکدیتا
ابلیس کہتا ہی حمزہ ضرور آئیگا یہ کہتے ہوئے میدان مین پہونچے فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار چلے خواجہ کنارے
سلیمین پہونچے ہین بغین چم ربی ہین کہ زواڑ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اگر ہین نجیب چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے
خرم نے جو امیر کو دیکھا گھبرا بڑھا کر سامنے ابلیس کے آیا کہا مین مقابلہ کرونگا ابلیس نے رخصت دی خرم میدان مین
آیا کہا ای فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے سوا طلسم کشا کے مین کسی کو نہین چاہتا امیر سب سردارون سے رخصت ہوکے
گھوڑے کو اڑا کر سامنے خرم کے آئے خرم نے دیکھتے ہی نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چالیس تا مین بھی رد و
بدل ہوئے پالی نہین کر امیر نے کانٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے خرم کے نکل گیا غصے مین آکر اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے رد کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر لپٹے رہے دونون مہا ورزمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہرون رہے
امیر نے اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا ہاتھون پر چرخ دیا زمین پر مارا چاہا تھا کہ موندے کی کھا کر سنبھلے امیر نے ایک شوکر
ماری چارون شانون چت گرا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھین غلام کو حکم دیا کہ صبح کو اسے دربار مین لانا دربار سجا جائیگا رات
بھر یہ قید رہا صبح کو دربار مین آیا امیر نے فرمایا ای برادر تمنے تمکو کیونکر زیر کیا خرم سوچا کہ اب مین انکے تابع مین ہون
اگر ذرا بھی عذر کرونگا امیر مار ڈالینگے یہ سوچکر کہا مین مسلمان ہوا یہ سوچ لیا کہ انکا سر لیکر جاؤنگا امیر نے خلعت دیا مگر عمرو
نے کہا ای شہریار اسکی پیشانی سیاہ معلوم ہوتی ہی نور اسلام چہرے پر نہین چمکا امیر نے کچھ خیال نہ کیا خرم آکر دربار مین بیٹھا
الغرض اسکو بارگاہ رہنے کو ملی مگر اسی انتظار مین ہو کہ جاکر صاحبقران کا سر کاٹون جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری اپنے
خیمے سے نکلا تلوار بغل مین دبائی پشت پر بارگاہ امیر کے آیا پردہ اٹھا کر داخل بارگاہ ہوا دیکھا امیر سو رہے ہین بس اس
ملعون نے تیغہ کھینچا ہاتھ مارا بقدرت خدا امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک شخص نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اپنے کو پلنگ
گرادیا اور نعرہ کیا اوبیحیا خرم بھاگا باہر نکلا ایک گھوڑے پر سوار ہوا سحر قریب تھا امیر غصے مین نکلے عمرو و صد النعرہ امیر کی
لشکر آیا عرض کی ای شہریار مین تو عرض کرتا تھا امیر نے فرمایا بے مارے نہ چھوڑونگا ہرچند عمرو نے منع کیا امیر نے نہ مانا

گھوڑے پر سوار ہو کر چلے کافور کو خبر ہو گئی کہ آقا طرف لشکر اہلیس کے گئے ہیں اسنے قرنا کرائی لشکر تیار ہوا مگر خرم بھاگا
ہوا لشکر میں آیا جاتا تھا شہرے لوگ پوچھنے لگے اے پہلوان دوران اے رستم زمان کیونکر تمہارا آنا ہوا کہ نعرۂ امیر کی
آواز کان میں آئی گھبرا کے بھاگا دربار اہلیس میں آیا اہلیس تخت پر بیٹھا ہے مشہور کھڑا رہا ہے یا خداوند پہلوانی کا تو
رنگ مٹا خرم تیر بکف مسلمان ہوا اب ٹیل جنگی بجے سحر سے مقابلہ ہو کسی طرح طلسم کشا کو گرفتار کیا جائے امیر تحسین تاثیر
زنان طلسمی انکے پاس ہے ہر مرحلے جی شکست ہوئے سب بھاگنے کے بندوبست ہوئے بیان سے بھاگ کر کہاں جائینگے
یہیں لڑ بھڑ کر مرینگے اہلیس کہتا ہے قدرت اللہ پر مقبول کرینگے کہ دیکھا خرم مع گھوڑے اندر بارگاہ کے آیا اہلیس نے
پوچھا اے خرم کیا ہوا چاہتا تھا کہ گئے کہ نعرۂ شیر کی صدا آئی زمین تھرائی سب نے دیکھا امیر قریب خرم کے پہونچے آواز دی
او مکار مرے مسلمان ہو اخرم نے دیکھا قدرت سامنے موجود ہیں تقدیر مقبول کرینگے ملک الموت کو حکم دینگے حمزہ کی روح قبض
کریگا چنانچہ اسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے غصے میں تلوار کو تلوار پر روکا جما لیا اسے ہاتھ نکالکر سینہ طرار کے خرم کے دو ٹکڑے کرے
اہلیس پکارا اٹھا لینا یہ جوان بچانے پائے اسکا یہ کہنا کہ ہزاروں جادوگر تیغ ستم تلوار امیر پر ٹرنے لگی سحر بھی ہوا امیر نے لوح کو
پکارا یا ساحر نابینا ہونے لگے امیر لڑتے ہوئے باہر نکلے اہلیس بھی سوار ہوا مشہور بھی باہر نکلا کل فوج کو اشارہ کیا کہ طرح
سے لینا لینا کا مار ہو کو کافور فوج لیکر پہونچا اب تو خوب تلوار چلی کیا عجب تھا کہ لوگ ترکان سے بھی کارزار ہو دلاں زلزل
در کار ملک الموت پکارا اسوقت گھمسان تلوار چلی لوگ جاتے ہیں جان دین لڑیں مریں قدرت کو بچا لیں مگر مشہور اپنے زور میں کہ
مجھکو کون مار سکتا ہے سحر کرتا ہوا امیر کے قریب آگیا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ مارا اسکا سر زمین پر اسنے
گرا دیا جا بجا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤں امیر نے غصے میں تیر مارا مشہور کے سینے پر پار پشت کو توڑ کر یا گذرا مرے سے مشہور
کے اندھیرا ہو گیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی آواز آئی کہتی مرا نام مشہور جادو بود اہلیس نے
جو لاشہ مشہور کا دیکھا گھبرا گیا کہا یارو قدرت کی تقدیر بگڑ گئی بادشاہ طلسم لقراط بھی مارا گیا اب قدرت کہاں جائیں
ہمیشہ سے یہی خیال تھا کہ جب میں وہاں جاؤنگا کوئی نہ سکیگا مگر حمزہ لوح پا گیا گھر سے سب انہیں برباد میں یہ بھی
اشارہ ہو کہ سحر کرکے حمزہ کو مار لو بڑے بڑے ساحر امیر پر گرے جو آیا علف شمشیر ہوا ہر سبب لوح کے سحر اسکا بیکار
اسطرح امیر ساحروں کو قتل کرتے ہوئے قریب اہلیس کے پہونچے اہلیس نے آب برسائی ایک گرلا زمین پر مارا دریا ہے تمام
پیدا ہوا زمین سے مچھلیاں نکلیں نہنگان خون آشام امیر پر حملہ کرتے ہیں امیر نے سیکڑوں نہنگ مارے دریا کا جوش بڑھتا
جاتا ہے ہر چند چاہتے ہیں دفع کروں مگر دفع نہیں ہوتا ہے تب امیر کو یاد آیا کہ لوح طلسم کا عکس الٹو جیسے ہی عکس لوح
ڈالا مچھلیاں تڑپیں نہنگ سٹپٹانے لگے موجے تھمائے حباب چکر میں آئے دم بھر میں پانی کو پناہ پانی مشکل ہوئی گرداب آب
آب ہر موج بیتاب چکر مار کر دریا خشک ہوا امیر لڑتے بھڑتے قریب اہلیس پہونچے چاہا طرف سے ساحروں نے طوہ کیا
کہ خداوند تک حمزہ کو نہ جانے دیں جان اپنی لڑا دیں وہاں پر خوب تلوار چلی امیر نے علم فوج قلم کیا علم ماتم نامردوں پر گرا
اب بہرا بیاں اہلیس حیراں میں کرکس نشان بر زمین علم فوج گر گیا شکست کا نقشہ آنکھوں کے تلے پھر گیا اہلیس
کہتا ہے یارو سواد نگار دالوں نے مجھ پر مصیبت ڈالی کہ امیر اس راستے سے جاتے تھے یا روکس کو ستاتے تھے ایک ساحر
کو بھیجا بھڑوں کا چھتا چھیڑا اس ساحر کو عمرو نے مار ڈالا بڑی نگار رجادو تو بھاگ کر میرے پاس آیا مسلمانوں نے
بچا کو نہ چھوڑا ارے یارو جھگڑ لڑو عمرو ہی مارا جائے کوئی لڑے حمزہ کو صدمہ پہونچے دیکھا امیر چلے آتے ہیں ساحروں
نے بڑے بڑے حملے کیے مگر امیر کو نہ روک سکے تیغ بے تاب چمک رہی ہے اہلیس یہی چاہتا ہے مجھ تک امیر نہ پہونچیں
جب چاہتا ہے پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤں کافور سر فروش پرے جما دیتا ہے اہلیس کو گھیرا زن و شوہر نے سحر کیا

ابلیس پر یہ بلوہ ہوا پیچھے سپاہ سے ہوئے شیر کا نعرہ ہوا ابلیس نے گولہ مارا امیر نے لوح کو جھکایا گولہ جو چھٹا دس ہزار ساحر مرے
ہنگامہ جو ہوا امیر نیزہ ہلاتے ہوئے برابر ابلیس کے پہونچے ٹیک کر نیزہ مارا ابلیس نے جا اُترا یون کافور نے لوح کی سلیمان
برساوین جدھر منہ اُٹھاتا ہے اندھیرا معلوم ہوتا ہے فوج قضا نے گھیر لیا نیزہ وا کر سینے پہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا امیر نے بکر
و بکر اُٹھا لیا اُٹھکر زمین پر مارا گرتے ہی النار و السقر ہوا مرنا تھا اسکا کہ ٹکڑے ابر آسمان پر چھا گئے بیرون لے فریاد کی ہزار
ساحر ہلاک ہو کر نکلے سبب سے جانور زاغ و زغن اسی مقام سے اُڑے تھراتے تھے آخر مین آواز آئی اشقی مر ا نام مین ابلیس
خود پرست بود تمام ساحر جادو ہلانے لگے افسران فوج خدمت مین کافور کی حاضر ہوے کافور نے آواز دی یا صاحبقران اپنے
افعال سے یہ لوگ توبہ کرتے مین ابلیس پر لعنت کی آپ کا مذہب اختیار کیا امیر نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا سب نے
لے کے امیر بفتح و فیروزی داخل قلعہ خرم حصار ہوے بڑی خوشی حاصل ہوئی کافور نے فرش کو بادشاہ کیا تخت پر بٹھا کر کافور
رونے لگا امیر نے فرمایا کہ اے کافور وقت خوشی کا ہے ہمنے تمکو سواد نگار تک کا بادشاہ کیا اب انتظام کا تمکو اختیار ہے عرض کی
حضور تقدیر نے عجب مصیبت مین پھنسایا بارہ برس کی سلطنت میری خاک مین ملی اسی کی جوتیون کے صدقے سے یہ دن نصیب ہوا
سلطنت کونین ملی دنیا مین یہ مرتبہ پایا کہ بادشاہ خرم حصار تا بہ سواد نگار رہا آپ ایسا مالک ہاتھ آیا دولت دین اسلام حاصل
ہوئے دو سو برس لعنت کی مگر افسوس نہین معلوم اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرہ گیسو ذبیح خنجر ابرو پر کیا گذری
ایسا اسکو آبرو کا خوف ہوا کہ جان دینا گوارا کیا مگر جان بڑی سخت چیز ہے اگر حکم ہو تو غلام تلاش کرنے جائے مان روتی ہوئی
اٹھی کہ صاحب مین بھی چلونگی یہ کہکر دونون زن و شوہر آئے کہا حضور سلطنت جسے چاہے دیں ہم زن و شوہر فقیر بنکر تلاش مین
اس گوہر بے بہا کی نکلتے ہین شاید کہین پتہ ملے تمام دنیا چھان ڈالینگے کیا کوئی رنگ اُٹھا رکھینگے دل نہین گوارا کرتا کہ ہم حکم
سلطنت کرین وہ صحراؤن مین ماری ماری پھرے ہمکو بڑا افسوس ہے امیدوار ہین کہ بخوشی اجازت دیجیے ہم تلاش کرکے اسکو لاتے ہین جو اس
کمبخت نے کیا اسی کا بدلا ہوا امیر نے فرمایا بخدا یہ نہ سمجھا کہ تم بچارے دستیاب ہونے سے مجھے تسکین ہوئی خدا نے میری آرزو
کو پورا کیا یہ البتہ کہا تھا کہ اگر لوح آپ کے ہاتھ سے دو گی ہم نہ لینگے خدا نے میری بات رکھ لی مگر ملکہ کے نکل جانے کا بڑا افسوس
ہے صاحبقران نے جو بیتاب ہوکر اسطرح کی باتین کہین اہلکیان دربار نام گلفام اشک کا سیلاب رونے لگے کافور نے کہا یارو
اس بدنصیب کا نام لیکر نہ رو ہمارے دل کو قلق ہوتا ہے زن و شوہر نے اسی وقت لباس شاہانہ اُتارے فقیرون کی قطع
بنا کر چل کھڑے ہوے دربار سے نکلے اب حال ملکہ گلفام کا لکھا جاتا ہے بخوف آبرو جو ملکہ اس باغ سے نکلین بیکس و تنہا نہ
دوست نہ مونس نہ غمگسار صحرائے خار دار جہانتک نگاہ کام کرتی ہے آبادی کا نام نہین مگر یہ عاشق جمال صاحبقران حیران
و پریشان جسطرف منہ اُٹھا اسی طرف روانہ ہوئین ناگاہ دیکھا نیر اعظم غروب ہونے لگا گھبرائین لائی گلفام اب کدھر جاؤن
ناچار گھوڑے کو بیخ نخل سے باندھ دیا آپ نخل پر چڑھ گئین پتون مین اپنے کو چھپایا ترقی رنج و الم سے پیشانی پر پسینہ آیا دل گھبرایا
یاد رہین اپنی عیش و عشرت کی اسقدر روئین کہ ہچکی لگ گئی ملکہ نے تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی صبح ہوتے شیر صحرائی بیشے سے نکلا گھوڑے
کی بو پاکر آیا گھوڑے کو مار گوشت کھایا قریب تھا ملکہ خوف سے نخل سے گر پڑین مگر کمند کمر مین باندھ لی تھی اسوجہ سے بچین
شیر گھوڑے کو کھا کر چلا گیا ملکہ بمشکل اس درخت سے اُترین اب آفت پیادہ روی تھی طرف آسمان کے دیکھتی ہین اور فرماتی
ہین افسوس ایک دن وہ تھا کہ جو صحن خانہ مین آتے تھے کنیزین سعاجین قدم بقدم آنکھین بچھاتی تھین غضب روز نو دیکھ
جدا ہوا یا خدا دشمن شود وہ غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود وہ اس پریشانی و سرگردانی مین کبھی آہ کبھی واہ سے لب کھولتی تھی صحرا
خارستان کو طے کر رہی ہین گرد و پیش کو ایک نخل کے سایہ کو غنیمت جانکر بیٹھین دیکھا صحرا سے گرد اٹھی ایک تاجدار شکار
کھیلتا ہوا آتا ہے اسکے ساتھ ملازم چتر کا سایہ کیے ہوئے چنور کا کر رہے ہین مگر دھوپ کی حدت سے وہ تاجدار بھی گھبرایا ہوا ہے

دور سے اسی درخت کو دیکھا گھوڑے کو بڑھایا ملکہ حیران کہ مین کدھر جاؤن جیسے ہی وہ محل کے سامنے مین آیا دیکھا کوئی منہ لپیٹے ہوئے
درخت سے لپٹا بیٹھا ہی وہ تاجدار سلتا ہوا قریب ملکہ کے آیا پہلے تلوار کے گوشہ سے روا ہٹا دیا گوشہ روا جب ہٹا پردہ ابر سے
آفتاب نکل آیا بس وہ تاجدار گھبرا گیا جوش عشق مین پسینہ آگیا ملکہ نے ہر چند داد و فریاد کی اُسنے کچھ نہ سنا محافہ منگوا کر جابجا گرد
مین اٹھا کر محافے مین سوار کرون ملکہ نے کہا مجھکو ہاتھ نہ لگانا مین خود سوار ہوتی ہون یہ کہکر مجبور ناچار محافے مین سوار ہوئین
اُس تاجدار نے پایۂ محافے کے ہاتھ رکھلیا پوچھتا ہی ای قمر برج خوبی و ای آفتاب فلک محبوبی تیرا نام کیا ہی ملکہ شرم سے
جواب نہین دیتی ہین تاجدار پایۂ محافے کے لپٹا ہوا باتون مین تسخیر کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ
زرنگار کہتے ہین زرنگار رب پرست میرے باپ کا نام تھا مین روز صحرا مین برای شکار جاتا ہون شکار دوست ہم دو بھائی ہین
میرا نام جمہور تیغزن بڑا بھائی میرا قنطور صف شکن باپ نے انتقال کیا ہم دونون بھائی ملک سلطنت کرتے ہین اصل مین مین
تاج و تخت کا مالک ہون سلطنت تمھارے قدمون پر نثار کرونگا کنیزان حبشی و رومی خدمت مین حاضر رہینگی اگر کہو سلطنت
تمھارے نام لکھ دون مین گوشہ نشینی اختیار کرون مجھے کچھ عذر نہین مجھکو اپنا غلام جانو ہر چند یہ منتین کرتا ہی مگر ملکہ جواب نہین دیتین
اسی طرح منتین کرتا ہوا قلعے مین لایا بھائی اسکا قنطور انتظار کر رہا تھا کہلا بھیجا کہ بھائی صاحب دربار مین آئیے اُسنے خادم کو
جواب دیا کہنا بھائی صاحب مین تھوڑی دیر ٹھہر کر حاضر ہونگا یہ کہکر اپنے دردولت پر آیا محلدار کو بلا کر حکم دیا ایک مکان عمدہ
خالی کرو فرش و فروش سے آراستہ کرو کنیزون نے فوراً ایک مکان عمدہ شیشہ آلات سے آراستہ کر دیا جمہور محافے کو لیکر
مکان مین آیا ملکہ سے کہا اترو ورنہ گود مین لیکر اتارونگا ملکہ عصمت کے خوف سے اتر پڑین ایک گوشے مین منہ چھپا کے بیٹھین
جمہور منت کرنے لگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دس پانچ کنیزین اُسنے چھوڑین کہ اس معشوق پریچہرہ کی خاطر کرو زیور کے
صندوقچے کھولدو جاہ و جلال سے ہمارے آگاہ کرو شب کو جو ہم آئین بخوشی ہمکو قبول کرے یہ کہکر دربار مین آیا قنطور نے پوچھا
بھائی صاحب جنگل سے کیا تحفہ لائے جمہور نے کہا بھائی کچھ نہ پوچھو اس حال کو مین نہ کہونگا قنطور خاموش ہو رہا تو ایک
محل مین بھائی کے ساتھ رہتا تھا کہا آج وہان آپ نہ جئین مین فلان محل مین رہونگا قنطور چلا تو گیا مگر دل کو تشویش ہی کہ بھائی
صاحب کیا شے لائے ہین کہ مجھ ایسے مہربان بھائی سے چھپاتے ہین محل مین آیا گلشن نامے کنیز کو بلوا بھیجا اُس سے پوچھا
کہ صاف صاف بیان کر کہ بھائی صاحب کیا شے لائے ہین کنیز نے دست بستہ عرض کی ایک عورت صحرا سے لائے ہین حقیقت یہ ہی
کہ صانع قدرت نے قلم قدرت سے صفحۂ قدرت پر ایک تصویر کھینچی ہی زبان مین میری طاقت کہان کہ حسن و جمال کی اُس شہنشاہ
ملک خوبی کی تعریف کرون یہ سنکر قنطور نادیدہ عاشق ہوا کلیجہ تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای گلشن تجھکو کل
محل کا مالک کرونگا دامن مدعا زر و جواہر سے بھر دونگا گلشن نے کہا واری نہ گھبرایئے آپکے بھائی جمہور نے [illegible]
لاکھ لاکھ منتون سے راضی کیا وہ نازک ملکہ کے روتی ہی آنکھون سے منہ دھوتی ہی جواب نہین دیتی نہین معلوم والدین کی
جدائی کا غم ہی یا کسی عاشق سے چھوٹی ہی ایسی مغرور عورت نہین دیکھی مگر مین جا کر کہتی ہون نام آپ کا دیتی ہون قنطور نے کہا
مجھے کسی طرح دکھا دے تو نے ایسا بیان کیا کہ دل بیتاب ہی دیکھے نہین مانتا گلشن نے کہا آپ کوٹھے سے اتر کر اس مکان کے
دروازے کی دراڑ سے دیکھ لیجیے مین پیغام آپ کا دونگی آپ دیکھ بھی لیجیگا قنطور نے کہا اچھا یہ کہکر کوٹھے پر گیا مدد سے کمند کی اتر کر
دراڑ دروازے کی دیکھنے لگا جب خواصین سمجھا کر عاجز ہوئین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تو اُنھون نے جھلا کر کہا بی بی تمھین اختیار ہی
ہم اتنا سمجھاتے تھے سمجھا چکے ایسا تاجدار حسین و جمیل اسکو آپ نہین قبول کرتین کسی بات کا اب تک جواب بھی نہین دیا اسوقت تو بیٹھی
سب عورتین یہ ہی ہین آپ نے اپنے کو چادر مین کیون لپیٹا ہی باطمینان بیٹھیے ملکہ گرمی سے پسینے پسینے ہو رہی تھین چادر رخ زیبا سے
ہٹائی قنطور نے جو دراڑ سے دیکھا بیقرار ہو گیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کنارے آکر بیٹھا گلشن کا منتظر ہی گلشن جب ملکہ سے

گلسی بل گئی تھی کہا واری مبارک ہو دونون بھائی آپ پر مرتے مین اب سلطنت اس ملک کی آپ کے واسطے ہی قنطور بھی آپ پر
عاشق ہوا مین نے منع کیا تھا اور وہ آپ کو دیکھ بھی گیا کہتا ہو ملک و مال ہمے لکھوا لین جب اسنے بہت کچھ کہا تو ملکہ نے جھلا کر کہا
کہ دفع کیا جب ماری جا ہو لاکہو طرح گلشن نے کہا واری مین تو آپ کی بہبودی چاہتی تھی ملکہ نے جواب دیا آپ برائے خدا
میری بہبودی نہ چاہیے گلشن نے آ کر قنطور سے کہا حضور وہ عورت بڑی تیکھی ہو مین نے لاکھ سمجھایا سلطنت کا لالچ دیا آج تک بولتی
نہ تھی آج بولی تو یہ بولی کہ مجھے قتل کرین قید مین رکھین قنطور نے کہا ای گلشن اب تو مین دیکھ بھی چکا جاکر بھائی صاحب کو سمجھاؤ
کہ سلطنت وغیرہ سب تمہین دونگا انکو نکالدونگا ورنہ اس عورت کو مجھے حوالے کردین لاکھ وہ ناراض ہو مجھے حسن پر بڑا اغماض ہو مین
بھائی صاحب کی طرح پڑ نہین ہون خوشی سے نہ مانیگی مین جبر کرونگا جسطرح مجھکو پڑیگا مین راضی کرلونگا گلشن نے کہا
مین ابھی جاکر کہتی ہون جمہور بارہ دری مین آکر بیٹھا ہو ملکہ نے اپنے کو محمودی کی چادر مین لپیٹ لیا اسباب جو عیش و نشاط آیا تھا اس مین
سے ایک خنجر اٹھا لیا جب جمہور نے بہت منت کی ملکہ نے خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا کہا ای جوان تجھکو کیا دستیاب ہوگا مین ابھی
اپنی جان دونگی ہاے مین نے جیسا کیا ویسا ہی انجام پایا نہین معلوم ہمارے چاہنے والون پر کیا گذری فلک نے خوب ستایا
اپنا کیا ہوا اپنے آگے آیا ابھی دیکھیے کیا دکھین کون عاشق ہے کا کوئی معشوق بنائیگا ای جمہور تو مجھکو زبردستی لایا ہو قتل کر ڈال
یا قید کر مجھسے کوئی مطلب حاصل نہوگا جمہور نا امید ہوا الگ مکان مین آکر بیٹھا سوچ رہا ہو کہ کیا کرون کہ گلشن کنیزان کی عرض کی
ای شہزادہ والاقدر آپ کے بھائی نے کچھ پیغام دیا ہو جمہور نے کہا کیا فرمایا ہو کہا اس عورت پر وہ بھی عاشق ہوے ارشاد فرماتے
ہین کہ یہ عورت تمسے ناراض ہو تمہین حوالے کردو نہ عوض اسکے مین کہ ملک و مال مین خلل پڑیگا قلعہ وغیرہ سب چھین لونگا مارے مارے
پھروگے یہ جو گلشن نے کہا جمہور تو غصے مین بیٹھا تھا کہا تو اب دینا جو اسکا ہے ہو سکے جیسے آج وہ مجھسے ناراض ہو کل راضی
ہو جائیگی یہ اب جئے کیا بیہودہ بکا ہے مین آپ کی ان باتون سے نہین ڈرتا گلشن نے کہا مجھکو جواب دیجیے جمہور نے ایک طمانچہ مارا
اور کہا جبتک میری جان جاتی ہو اسکو حوالے کرون گلشن روتی ہوئی پاس قنطور کے آئی سب کیفیت بیان کی جب قنطور نے
زبانی انکے جواب صاف پایا دس ہزار فوج لیکر باہر نکلا جمہور بھی فوج لیکر باہر آیا تیرے قنطور کے زخمی ہوکر قلعہ بند ہوا قنطور
نے کئی مرتبہ یلغار کیا مگر قلعہ نہ لے سکا ایک دن شیرزن نے صلاح دی کہ یہان سے پانچ کوس پر ہومان جادو رہتا ہو اسکو بلائیے
وہ قلعہ فتح کرادیگا ایلچی یہان سے گیا ہومان نے کہا دس ہزار روپیہ نقد اور لوٹ قلعے کی لونگا ایلچی اسپر راضی ہوا اسنے کہا مین
فلان وقت آؤنگا قنطور نے اسی بھروسے پر طبل جنگی بجوایا قلعے مین بھی نقارہ بجا جمہور نے خبر پائی ملکہ سے آکر بیان کیا ملکہ متوار
ہوکر جانماز پر جیسے مین آنکو نہین یہان صبح کو ہومان پاس قنطور کے آیا قنطور نے کہا بھائی کیا کروگے ہومان نے کہا
ایسا سحر کرون کہ کوئی ہاتھ نہ ہلا سکے بیٹھے دس ہزار روپیہ پیش کیے اور کہا مال قلعے مین جلکر لوٹ لینا ہومان زیر سایہ نخل
بیٹھا منتر پڑھا کہ ایک ابر قلعے پر چھایا جمہور نے کہا یاروے فصل سردی معلوم ہوتی ہو ہومان نے قنطور سے کہا اب جاؤ
قلعے سے گولی گولہ نہ چلیگا قنطور سمند پر سوار ہوکر چلا فوج والے سمجھے کئی مرتبہ شکست کھائے حملے مین ڈرتے ہوے چلتے
مین ایسا نہو وہ توپین داغین تو دغا ہو قنطور نے گنیڈا بڑھایا جمہور نے کہا توپین مارو گولا اندازون نے قصد کیا ہاتھ مین طاقت
نہین آنکھون مین بصارت نہین ابر نے بھی قلعے کو گھیرا موسلا دھار پانی برسنے لگا برف برسنے لگی ہاتھ پاؤن سب کے
بیکار ہوے جمہور تیغ شمشیرزن کہ اپنی جرأت پر نازان ہو تیغہ پکڑکے قریب توپ کے آیا چاہا گولا اٹھاؤن گولا زمین سے نہ اٹھا
اگر دو چار نے ملکر توپ کے منھ مین گولہ ڈالا توپ نے گولا اگل دیا گولہ اندازون نے کہا برف نے ہمکو ٹھٹھرا دیا اب
جمہور گھبرایا قریب ملکہ کے آیا کہا ہم تو حسرت لیکر جاتے ہین وہ نامرد آپہونچا ملکہ نے کہا سب میری بدنصیبی ہو اس دن کی
ہمکو خبر نہ تھی جمہور نے کہا ہم آمادہ مرنے مین اتنا تو فرمایئے آپ کیسے سانحہ سے گرانی کی ملکہ نے کہا ای جمہور کیا حال کہون جو مجھسے

کہا

ظاہر ہوئی اُسکو کیا بیان کروں بس اتنا کافی ہے کہ ایک بندۂ خدا کو مصیبت میں پھنسا پا میں کیا ہاتھ آیا یہ ملا کہ مبتلائے آہ مصیبت جو گئے
زندان آفت میں پھنسے بیان تو یہ گفتگو ہے مگر کافور سہ فروش اپنی زوجہ کو ساتھ لیے ہوئے فقیر بنا ہوا جنگل جنگل پھرتا ہے اگر کوئی شہر ملتا ہے اسمیں جاکر
تلاش کی کہیں پتہ نہ ملا تب ناچار پریشان زن و شوہر نے اپنا عیش و آرام بالکل ترک کیا اوقات کو کسی نخل کے سائے میں بسر کرتے
کافور کہا کرتا ہے کیوں صاحب یہ مصیبت قسمت کی تھی وہ بدنصیب ہمکو زندہ چھوڑ گئی دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے بڑا ستم یہ ہے کہ خوبصورت نیک سیرت
جو جس مقام پر دیکھیگا اپنی محبت ظاہر کریگا وہ عشق میں صاحبقران کے مبہوت ہے قضائے کار جب شہر میں یہ آفت برپا ہوئی اس شہر کے قریب
ایک صحرا میں آکے ٹھہرے نخل کے سائے میں بیٹھ گئے پانی پیا زن و شوہر اپنی مصیبت پر رونے لگے شوہر نے زوجہ سے کہا کہ گاہ فروشوں کی
زبانی معلوم ہوا ہے یہاں سے قریب کوئی قلعہ ہے پر پرواز پیدا کرکے جاؤ اس شہر کی خبر لاؤ شاید اس گمگشتہ کا پتہ ملے ہمیں تو اسکے ملنے سے
یاس ہے مگر تلاش میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑے سنا ہے کہ ایک قلعہ مختصر ہے دو بھائی سلطنت کرتے ہیں زوجہ نے کہا میں جاتی ہوں لیکن
مثل عقاب بن اڑتی ہوئی چلی قریات جو راہ میں ملے نہیں ہیں دیکھا ہر باغ میں اس گل خوبی کی مشتاق دیدار ہر مقام پر جستجو کی
لیکن اس غنچۂ گلزار خوبی کی بو نہ پائی مراد دلی بر نہ آئی کہ دیکھا ایک طرف ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے تمام دنیا میں دھوپ
اسطرف اندھیرا ہے مینہ برس رہا ہے خود ساحرہ زبردست تھی یہ ابر سحر ہوا اسکے بھی قریب چلو برق کا بھی تماشا دیکھیں شاید خنکی
حاصل ہو یہ کہا اپنے قلعہ آکر ٹھہرائی دیکھا قلعے میں غل و شور برپا ہے ہر خرد و کلاں روتا ہے فیلبند دروازے پر ایک تاجدار پڑا تڑپ رہا ہے ایک
خیمے میں دیکھا گلفام اکلشتو آنکھوں سے آنسو جاری دل پر بیقراری لبوں پر دعا ہے کہ اے خالق کون و مکان و اے رب دو جہان میری
عصمت کو بچائے اس آفت سے امان دے بعد مدت کے جو پتی کو اس حال میں دیکھا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا یہ بھی دیکھا کہ
تاجدار گینڈے پر سوار ہمیں ہزار جوان پشت پر جا بجا خندق کو روکے یہ تو عقل سے ظاہر ہوا کہ یہ تاجدار قلعہ فتح کرنے آیا ہے
اور پکار بھی رہا ہے کہ اے بد اطوار اگر قلعے میں آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جمہور جواب دیتا ہے او بیحیا اس بیچاری نے کیا خطا کی
ہے میں تیرا گنہگار ہوں یہ جواب سنا منہ سے ایک حباب چھوڑا وہ حباب خندق میں جا کر گرا اسقدر پانی اُبلا کہ قنطور
سوچتا ہے اگر اسمیں گینڈا لاؤنگا ڈوب جاؤنگا اگر گینڈے سے اتروں تو اسمیں ملتا ساتھ آئے کتنے میں خندق کے
پانی کی دیوار کیسی ملتی اب اسپار کیونکر جائیگا ہمراہیان قنطور بھی فریاد کرنے لگے گھوڑے انکے بدلگا سیان کرنے لگے
غرناک یہ فیصلہ کرکے بھاگی کہ جاکر زوج سے اطلاع کروں وہ جہاندیدہ کارآزمودہ ہیں اصل مطلب کو سمجھینگے ابر کی مینہ بھی بنا
کھلتی ہیں گر انکے ہاتھ سے بلطف بچے گا یہ سوچ کر بھاگی یہاں کافور آج بہت رو رہا ہے کہ زوجہ کو دیکھا مثل گل خندان خوشی سے چہرہ
بشاش دور ہی سے پکارتی ہوئی آتی ہے کہ صاحب مبارک ہو خدا نے اپنا فضل شریک کیا اس بدنصیب کی شکل دیکھ آئی بڑی آفت
میں مبتلا ہے اتنا سحر میں نے کر دیا کہ وہ جو ظالم پیدا کر رہا ہے داخل قلعہ نہ ہو سکے اب آپ چلکر تماشا دیکھیے یہ سنکر کافور وجد کرتا ہوا
اٹھا کہتا تھا آج خدا نے عجب مژدہ سنایا اسکی قدرت اسکی عنایت حمد الٰہی کرتا ہوا دم محبت پیرو کا بھرتا ہوا زوجہ کے
ساتھ چلا یہاں یہ کیفیت ہے کہ قنطور گینڈے پر سوار رہا ساتھ والے بھی اتر آئے میں سب یہی جانتے ہیں کہ ہمکو گھوڑے پر سے گرنے
قائم کر دیا گھوڑے سے جاتے ہیں اترنا ممکن نہ قنطور کی نگاہ پڑی دیکھا ابر قائم ہے برف نہیں برستی قلعے پر جمہور کو ہوش آیا
دیکھا ابر قائم ہے ہوا سے متصل چل رہی ہے ٹھنڈی ہے نہ سردی ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی جمہور نے کہا اے ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہے
خود بخود برف برسنا موقوف ہوئی ملکہ نے کہا اے جمہور اسوقت میں نے بیقرار ہو کر اپنے خدائے حقیقی مالک تحقیقی سے دعا کی اصل تو یہ
ہے جمہور کے منہ سے نکلا اے ملکہ عالم آج تک آپنے بات نہ کی تھی آج آپکے کلام سے یہ معلوم ہوا کہ آپ خدائے نادیدہ کو خدا جانتی
ہیں ملکہ نے کہا وہی خدا ہے وحدہٗ لاشریک یکتا ہے لات و منات تھے کہ سب بت کیا انکو سجدہ کریں اے جمہور آگاہ ہو کہ میں منتظر
صاحبقران ہوں اتفاق سے آوارہ ہو کر نکل آئی باپ میرا وزیر اعظم صاحب شوکت و حشم خدائے نادیدہ کا اعتقاد رکھتیں پہل

یہ سنکر جمہور نے کہا مین آپ کا تابعدار ہون کیا مجال جو اب حق کا نام لون مجھے بھی صاحبقران سے ملوایئے گا مین خداے نادیدہ
کا معتقد ہوا لات و منات پر لعنت کی ملکہ کفری ہو گئین اہالیان قلعہ جو بیہوش پڑے تھے اٹھ بیٹھے ہاتھ پاؤن مین سب کے طاقت آ
گئی مگر قسطور نے جب دیکھا کہ مین گنبذ سے پرے نہین اتر سکتا گھبرا کر آواز دی ای ہومان جلد ہمارے پاس آؤ تمھارا عمل باطل ہوا
ہم گنبذ سے نہین اتر سکتے اور ہمی تو اراہی ہے برق نہین برستی ہومان دوڑا ہوا آیا تماشا دیکھ کے چاہا گنبذ سے اتار لون مگر نہ اتار سکا
جب تو ہومان نے سر اٹھا کر ابر کو دیکھا کچھ انگلیون پر شمار کیا کہا ای شاہزادے کسی ساحر زبردست نے ہمارے سحر کو روک دیا
مگر نہین معلوم سحر کرنیوالا کہان ہے یہ کہکے ابر پر ترنج مارا ابر کے قریب ترنج نہ پہونچا بہت سے سحر کیے کوئی سحر قریب ابر نہ پہونچا ناچار ہو گیا خجل
ہوکے کہنے لگا جس ساحر نے سحر کیا ہے کیون سامنے نہین آتا جب کلمات سخت اسنے کہے آسمان پر برق چمکی آواز آئی او ظالم بدبین
کلمات سخت کہتا ہے مین کافور سحر فروش باپ کی آواز جو بیٹی نے سنی جمہور سے کہا ای خیر خواہ ہمارے قبلہ و کعبہ آپہونچے سر اٹھا کر باپ کو
دیکھا جھک کر سلام کیا کافور نے جواب دیکر کہا بی بی نہ گھبراؤ مین آپہونچا یہ کہکے ابر کی جانب دیکھا کچھ اسم سحر پڑھا دستک دی وہ ابر
شاخ قسطور پر برسنے لگا ہومان ترنج کے قریب ابر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا کافور نے آواز دی بھائی سبحان تو نے
اپنے سحر کو خوب مٹایا ہومان غصے مین کافور پر جا پڑا خوب سحر کیے کافور نے روتے روتے کہا او بھیا سحر کر چکا ایک وار ہمارا بھی قبول کر
یہ کہکے ہاتھ جھٹکا یا برق تڑپ کر گری ہر چند ہومان نے چاہا روکون مگر نہ رک سکی سر پر پڑی دو ٹکڑے ہوے ہومان کا مرنا تھا کہ
قسطور نے گھبرا کر جمہور کو آواز دی مین تمھاری غلامی کرتا ہون جمہور نے کہا ای وزیر اعظم ہم سب تمھارے تابعدار مین زن و
شوہر آسمان سے اترے بھائیون کا حال سنکر دونون کو بلوایا بیٹی سے ملے قلعے مین داخل ہوے صبح کو جمہور و قسطور کو مع فوج و ملک
ہمراہ مین سوار کر کے طرف خرم حصار کے چلے قضاے کار ملکہ حیرت جادو ہمراہ عقاب ابر سوار سمت ہوشربا جاتی ہین
عقاب نے وعدہ کیا تہا پہلے چلکر ہوشربا پر قبضہ کیجیے پھر براے مقابلہ صاحبقران چلنا ہوگا یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ
چالاک بھی لشکر کے ساتھ ہے ایک افسر کی نوکری کر لی ہے جب ملکہ حیرت تخت پر سوار ہوتی ہے بہ شکل خدمتگار چالاک قریب تخت
رہتا ہے جیسی گلشن جمال کی کرتا ہے کہ ایک دن ایک صحراے فرحت افزا مین پہونچے حیرت نے کہا ای عقاب آج کئی دن کے
بعد صحراے سبزہ زار ملا اسکے ملاحظے سے غنچۂ آرزو کھلا عقاب اسقدر ملکہ سے خائف ہے خلاف حکم ملکہ کوئی کام نہین کرتا یہی خوف
رہتا ہے ایسا نہو یہ آہوے وحشی کسی جانب نکل جائے کہا بہتر بارگاہین خیمے استادہ ہونے لگے ملکہ دربارگاہ پر ٹہل رہی ہین کہ صحرا سے
گرد اڑی ایک ابر سیاہ اٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سحاب سے نمودار ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج شہریاری بر سر
جہولی بائین ہاتھ پر جسمین اسباب سحر بھرا ہوا دو لاکھ ساحر تخت پر بڑے کر و فر سے آکر پہونچا اس لشکر کو دیکھکر اتر
پڑا ایک ساحر کو حکم دیا دریافت تو کر یہ لشکر کسکا ہے یہ لوگ کون ہین اور کہان جاتے ہین ساحر نے لشکر عقاب مین
آیا سب کیفیت دریافت کر کے گیا ادھر سے عقاب ابر سوار نے ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر دریافت کرو یہ کون شخص ہے
وہ ساحر اس لشکر مین گیا سب حال مفصل دریافت کیا آکر عقاب ابر سوار سے کہا کہ ضرغام جادو رہنے والا طلسم ہوشربا
کا قلعہ اورنگ کا مالک جبدن سے افراسیاب مارا گیا یہ بھی بھاگ کر نکلا اور اپنے لشکر کو جمع کیا اب اس فکر مین چلا ہے کہ جا کر
ہوشربا پر قبضہ کرون اسکو بھی خبر ملی کہ ملکہ حیرت جادو براے تسخیر ہوشربا جاتی ہین اسنے اسی وقت ایک عرضی لکھی کہ ملکہ
عالم مین ضرغام جادو آپ کے شوہر کا ملازم جب آپ کے شوہر قتل ہوے ناچار ہو کے نکل آیا اب مینے کئی لاکھ کا لشکر جمع کیا ہے
عقاب ابر سوار کون شخص ہے آپ میرے ساتھ چلیے مین چلکر ملک ہوشربا مین آپکو تخت پر بٹھاؤنگا مسلمانون سے مقابلہ کرونگا مجھکو
بڑا خیال ہے یہ نامہ جادوگر نے آکر ہاتھون مین حیرت کے دیا حیرت نامہ پڑھکر بہت روئی اور وہی نامہ عقاب کو دیدیا کہا کیون صاحب
تمھاری کیا خوشی ہے میرا ملازم لکھو مجھکو بلاتا ہے بیشک یہ بہت بڑا جادوگر ہے ملک اسکے سپرد تھے عقاب نے کہا اسکی کیا حقیقت ہے

ایسے بہت سے میرے ملازم ہین حیرت نے کچھ جواب نہ دیا عقاب نے اُس ساحر سے کہا تم جاؤ ہمکو جو کچھ کہ
کرنا ہوگا کہلا بھیجینگے ساحر چلا گیا جاکر اُسنے ضرغام جادو سے کہا حضور ملکہ حیرت کا دماغ آسمان پر ہے نہ کچھ بولین
نہ کچھ جواب دیا مگر اُنکے عاشق صاحب نے یہ کہا ایسے ایسے ہمارے نوکر ہین یہ سنکر ضرغام جل گیا کہا کیا اس
عقاب کی شامت آئی ہے ملکہ عالم کو توہین کیا کہون مگر اُس ملعون سے سمجھ لونگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے
طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملکہ نے کہا ہے ای عقاب ناحق کی لڑائی لڑنے سے کیا فائدہ تم
کہو تو مین جاؤن اُسکو سمجھا دون یہ کہون کہ تم بھی چلو ہم بھی چلتے ہین جسطرح بنے مسلمانون کو اور خون
افراسیاب کا بدلا لو آپسمین لڑنے سے کیا فائدہ وہ فوراً مان جائیگا عقاب نے کہا آپ خاموش رہین
اُسکو بڑا غرور ہے عقل و فراست سے دور ہے ایک ہی سحر ایسا کرون کہ نکلے چنتا پھرے یہ کہکے صیقل جادو
وزیر پہلو مین بیٹھا ہے کہا تم بھی طبل جنگی بجوا دو ایسے ایسون سے دبونگا تو مسلمانون سے کیا لڑونگا صیقل نے
اسیوقت اشارہ کیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین طیاری ہونے لگی چار پہر رات گذری
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا یعنے باغ شب پر خزان آئی گلہاے ثوابت و سیارگان باد خزان سحری سے مرجھا کر
شاخ کہکشان سے گرنے لگے گل نیر اعظم شگفتہ ہوا باغ چرخ زبرجدی مین پھولا ہوا سے خنادل جلی جانور
زمزمہ سرائی کرنے لگے دم کبتانی خلاق بحر و بر کا بھرنے لگے نہرین موج مار رہی ہین چشم حباب سے کیفیت گلشن
عالم دیدہ شوکت بگران ضرغام جادو دو لاکھ کا لشکر ساتھ لیکر سوار ہوا ادہر سے ملکہ حیرت تخت پر سوار ہو
عقاب آگے بڑھا ہوا بڑے بڑے ساحر اُسکو گھیرے ہوے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ حضور ہم مقابلہ کرینگے
اس مغرور کی مشکین باندھکر لائینگے کیا سمجھ کے آپ سے اُلجھا ہے عقاب کہتا ہے مین کیا کسی سے پایہ کی کار کہتا ہون
بھیا کی زبان بند کر دون لشکرون مین صفین آراستہ ہو رہی ہین کہ صحراے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا ایک محافۂ زرین جسمین اُسکو سب سردار گھیرے ہوے ایک ساحر زبردست تخت پر دو جوان
صف شکن تیغزن نوبت نقارے بجتے ہوے علمہاے زرنگاری کے پھریرے ہر دم بر تعریف الٰہی و نعت
رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم دھام کرتے ہوے آتے ہین جانبین سے ہرکارے گئے خبر لاکر عرض
کی ہے شہنشاہ کافور سر فروش اپنی بیبی اور زوجہ کو لیے ہوے طرف خرم حصار کے جاتا ہے عقاب کے
تو سنکر ہوش اُڑ گئے مگر ضرغام نے پھر کہا ہمین آپنے کیا کام ہے اگر اُلجھینگے اُنکو بھی سزا دینگے کافور نے جو
اجماع لشکر دیکھا اس خیال سے ٹھہر گئے کہ آج کی شب اسی مقام پر رہین تماشہ جنگ و جدل کا دیکھین
کل چلینگے یہ سوچکر گھوڑے سے کود پڑا اشارہ کیا بارگاہ استادہ کرو بارگاہ استادہ ہوئی محافہ لاکر لگا دیا مگر
ضرغام بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے جب ملکہ گلفام اُترین بارگاہ مین جلتین ہوا کا جھونکا چلا قنات گری ضرغام
کی نظر پڑی اک نازنین مہ جبین رشک حور یمین خرامان خرامان گرد کنیزین گھیرے ہوے سیر کا سامان
اس اہتمام سے اُتر دیا ضرغام دیکھتے ہی عاشق ہوا کلیجہ پر ہاتھ رکھا دل مین درد سے آہ سرد بھری آنکھون
مین آنسو بھرے ہوے چپکا کھڑا ہوا ہے طرف سے عقاب کے صیقل جادو نکلا صیقل نے لاف و گزاف
کرکے آواز دی او ضرغام بد انجام کسی کو بھیج ہمارے شاہ سے اُلجھا ہے اجلوگ ساحران ظلمات ہین ہمارے
سحر کرامات ہین ضرغام ایسا مبہوت ہے کچھ جواب نہین دیتا آنکھون کے نیچے وہی تصویر پھرتی ہے صیقل
للکارتا ہے ضرغام کچھ جواب نہین دیتا ماہور جادو اُسکا مصاحب کھڑا ہے اُسنے کہا حضور آپ سنتے ہین

الغرض جواب نہین دیتے کئی مرتبہ جب صیقل نے کہا ضرغام نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ جواب دیا نظم

کل آئے جو خواب کچھ مین شب سے زیادہ تھا
مجھسے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا
ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل
ارا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا
محفل مین تیری مجھکو دکھاتا جو بانکپن
دو بدو وہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا
گنجائش اور دل مین مرے یاد غیر کی
اس راہ مین سوار سے آگے پیادہ تھا
کیون تھوڑے سے تھوڑے ہوتا [illegible]
گویا مرا رقیب انھین کا ارادہ تھا
دعوی تھا انکھین کا جو ابروے یار کو
کاہ تک در قبول سنا ہے کشادہ تھا

گھٹتا نہ کیون کہ رشتہ جان تاب وادہ تھا
یہ بیخودی ہی تھی کہ جو لے بیٹھی یا یک
پھر بھی یہ رنگ شوق ہی تیر زیادہ تھا
پایا ہر اک سوال کا قاصد جواب صاف
ایسا رقیب کونسا سرسنگ زادہ تھا
مجنون سے تھا بہت ترے دیوانہ کو لحاظ
کوئی تو آج ساتھ تمھارے زیادہ تھا
بیعت سبو سے رند خرابات کرتے کیا
کسے بھی شوخیون مین کوئی کیا زیادہ تھا
تیری گلی کے لوگو نکا اللہ رے شوق [illegible]
ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرسنگ زادہ تھا

کیا شوق وصل یار بھی کو زیادہ تھا
اسنے نہ تجھے ہمین نہ ہمارا ارادہ تھا
چلتا تھا دشت شوق مین سر تیغ قدم
بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا
لکھوا دیا مجھے مرے دل نے آسمان سے
دونو نکا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا
صحرا مین میرا ساتھ جنون بھی نہ دے سکا
وہ تنگدست ہاتھ ہمارا زیادہ تھا
آنے کو تجھے نہ آنے دیا میرے گھر انھین
آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا
بند آج ہی ہوا ہے شب ہجر مین جلال

یہ غزل جو ضرغام نے رو رو کر پڑھی ماہور نے کہا غلام اس مطلب کو نہین سمجھا منظور یہ کیا فرماتے ہین ضرغام جادو پھر چپ ہو رہا جب صیقل نے کئی مرتبہ پکارا تو ماہور نے جھلا کر کہا حضور حکم دیجیے کہ اس سے جا کے مقابلہ کرین کچھ تو جواب دیجیے آپ تو ایسے خاموش ہو گئے کچھ جواب ہی نہین دیتے آپ کیون خاموش ہین جب بہت کہا تب اسنے کہا جاؤ تو ماہور غصے مین چلا سامنے صیقل کے آیا صیقل نے گود مارا ماہور نے خالی دیا دو دو چار چار سحر ایسین رد و قدح ہوے آخر مین ماہور زخمی ہو کے جادو گر طرف سے ضرغام کے نکلے زخمی ہوے عقاب ابر سوار خوشیان کر رہا ہے کہتا ہے ای صاحبو دیکھا مین برائے مقابلہ مسلمانان چلا ہون اک ملازم نے میرے کیا قیامت برپا کی جب ماہ دولت نکلینگے زمین تلے بٹھا دینگے اور باعث یہ ہے کہ ضرغام جو گلفام آتشخو کو دیکھکر مائل ہوا دل سے اپنے صلاح کر رہا ہے کہ رات کو نقب سحر لگا کر جاؤنگا اس محبوب پری پیکر کو چرا لاؤنگا قدمو نپر گر پڑونگا عرض کرونگا ای شہنشاہ ملک خوبی ای سرو خرامان باغ محبوبی میری جان جاتی ہے ایسا تصور مین مست ہے کہ بول نہین سکتا یہ سب ہنگامہ گذرا ہے ضرغام کو خبر بھی نہوئی چپ کھڑا ہے خیال مین مستم ہے آخر طبل امان بجے سب پلٹے یہ بھی پھرا ہے مگر انکھون مین آنسو بھرے ہوے ہونٹو نپر آہ سرد دل مین درد چہرہ زرد جسم پر گرد بارگاہ مین آیا چپ بیٹھا ہے سب مصاحب آکر جمع ہوے سب نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان ای معین و مددگار ساحران یہ کیا سحر کہ ہے آپ کیون خاموش ہین کسی نے آپ پر سحر کر دیا کچھ دیو پری جن کا سایہ ہوا کچھ تو فرمایے اسوقت سب آپ کے رازدار جمع ہین کوئی غیر نہین ہے جو فرمایے بجالائین آسمان کے تارے توڑ لائین جسکو حکم ہو اسکو پکڑ لائین کچھ تو فرمایے جب رازدارون نے اسطرح پوچھا آنکھون سے آنسو ٹپکے کہا نظم

تکرمی یاد مجبوران بمکتوبی شد نامے
کہ نبود حیش ازین بے تو مرا [illegible]
بقصد دیدن مجنون مشو سرگشتہ ای لیلی

اگر قاصد نمی آید بدست باد پیغامے
اگر از شفقت و دولت تو الطاف فیسازی
کہ نبود در رہ وادی ازان بیچارہ جز نامے

بیا ای مایۂ آرام دل آرام دہ دل را
نوازش میتوان کردن گدایان را بہ دشنامے
برآید آفتاب ای سر پاے دیدن [illegible]

نماید گوشۂ ابرو اگر حسن تو در شامے
نمیدانم من ای مخفی سرانجام چہ خواہد شد
بیا ساقی لبالب کن ز نو ساغر کہ میخواہم
بیکار خود و چوبے بیم نے ... سرانجامے
لبے بر لب نہم دل را بیاد وش بر لب جانے
مضامین بخوبان مین تو ہیکل جادوگر

بڑی ابرو ہی اور راز دار بھی ہی اسنے کہا آپکے طریقۂ کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر آپ عاشق ہوے اس کو مجھ سے آپ ظاہر نہ کیجیے آنکھون سے دریا بہ رہا ہی دل آپکا جاے سخت سے رہا ہی نام اسکا بتلایئے اگر معشوق آپکا آسمان پر ہوگا وہان بھی جائینگے اپنے کوشل دعاے مظلومان پہونچائینگے معشوق کو خود آپکے آپسے ملائینگے محروم پھر نہ آئینگے اگر آپکا معشوق تحت الثری مین ہوگا مثل قطرۂ آب جذب ہو جائینگے آپکا مطلب بہر نوع پورا کرینگے آپ کیون نہین کہتے غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہوتے ہین جب ایسے کلمات تسکین ہیکل نے کہے اور زیادہ ضرغام بیقرار ہوا سر زمین پر دے مارا اس سوال تسکین کا یہ جواب تھا نظم

شکل نرگس اور بھی چار آنکھین ہو گئین
دل مین تھا کیا کیا شکایت ہم کرینگے یار سے
پر تو رخسار سے بیکار آنکھین ہو گئین
نرگسون تاکس یہ کب اپنی بھلا تری ہی آنکھ
حیرت ابر بہار ای یار آنکھین ہو گئین
جان سے مارا آپ سے بھر کر نظر دیکھا نسے
عشق چشم مست سے بیکار آنکھین ہو گئین
کیا کسی گل نے ملی ہی اپنے ہاتھون مین حنا
آشیان بلبل گلزار آنکھین ہو گئین

درج اشک گوہر شہوار آنکھین ہو گئین
بسکہ تنگی نہ جسم چار آنکھین ہو گئین
روشنی کیسی سیاہی نام کو باقی نہین
تیری آنکھین دیکھ کر ہشیار آنکھین ہو گئین
وہ نظر آیا ہی جسمین دیکھتا ہون جا بجا
قتل عاشق کے لیے تلوار آنکھین ہو گئین
تیلیان دل کی طرح ہر گام پر بس گئین
بلبلون کی آج جو خونبار آنکھین ہو گئین
چار سو جلوہ اسی کا نور آتا ہی نظر

دونون آنکھین ... جو تیری چار آنکھین ہو گئین
ای پری ... جو ہر بازار آنکھین ہو گئین
صبح ہی ... دیتا ہی نور آفتاب
روتے روتے ہجر مین بیکار آنکھین ہو گئین
رات دن ... آنکھون سے رستا ہون اشک
ہی تماشا روزن دیوار آنکھین ہو گئین
نشۂ الفت چڑھا رہتا ہی آنکھون مین مدام
اسقدر روا رفتہ رفتار آنکھین ہو گئین
آخر ہے قسمت وہ گل رکھتا ہی آنکھون ...
اسقدر محو جمال یار آنکھین ہو گئین

ہیکل نے کہا غلام سمجھ گیا نام و نشان بتایئے آج ہی رات کو لیجیے ضرغام نے کہا کافور سر فروش جو آگے اترا ہی اسکی دختر بلند اختر ملکہ گلفام اسکی معشوق خوبرو دل آویز نگاہ پڑ گئی آجتک ایسے معشوق پری چہرہ سرو قد خورشید خد میری نگاہ سے نہین گذری دیکھتے ہی مر گیا ای ہیکل جادو اگر کسی طور سے وصل ہوا تو جان بچیگی ورنہ وصل کی ہوس مین وصال ہوگا انجام مین یہ حال ہوگا ہیکل نے کہا حضور آج ہی رات کو لاؤنگا آپکو اس حال مین دیکھ سکونگا ضرغام نے کہا عمر بھر احسان مانونگا میرا دل میرے قابو مین نہین ہی معشوق کی کیا صفت کرون کبک رفتار شیرین گفتار معشوقون کے سر کا تاج اسکی ملازمت عاشقون کی معراج براے خدا ای ہیکل جب دیکھوگے تو کہوگے کہ گوہر یکتاے بحر خوبی ہی و رنگ دیوے گل حدیقۂ محبوبی ہی ضرغام نے کہا حضور آرام کرین خاصہ نوش فرمائین ضرغام نے کہا بھائی کھانے کو دل نہین چاہتا اور نہ کسی چیز کی ہی خواہش ہی میان قمر صاحب کیا خوب ارشاد فرماتے ہین غزل

گرچہ وہ گوش جو سنین گفتگوے یار
آگاہ اس بہار سے ہین رہروان عشق
مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کوے یار

برباد مین نے اپنی جوانی کو کر دیا
ای جادۂ بہشت بہین راہ کوے یار
آئینۂ خیال مین دیکھا جو ای قمر

آنکھین وہ ... جو ... یار
اسکی گواہ رہیو تو ای خاک کوے یار
جیتے جی یہ لباس رہی جسم زار کا
اس آئینے مین صاف نظر آیا روے یار

ہیکل نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا نعرہ بلند کر کے لشکر مین کافور سر فروش کے جا بجا پھرنے لگا ہر مقام پر گشت لیتا ہی ایک ایک سے پوچھتا ہی یہ بھی اسنے سنا کہ یہ معشوقہ صبا جنبشان

زمان پھر آوارہ ہو کر نکل آئی تھین ان باپ نے بعد جستجوے بسیار پایا ہی اب بیٹھے ہوے خدمت مین صاحبقران کے جاتے ہین یہ سنکر جھرا اتر دد ہوا کہ ملک ہمارے بری جلد عاشق ہوے دیکھیے انجام کیا ہو لیکن اگر خالی جاؤنگا ایسا کبھی ہوش نہین ہی کہ وہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ تڑپ تڑپ کے جان دیدیگا یہ سوچکر اک گوشے مین آکر ٹھہرا بارگاہ ملکہ کو اک نقب سحر دیکے ملکہ گلفام اسمین جس بارگاہ مین آرام فرماتی ہین ملکہ گلشن انکی مادر مہربان سو رہی ہین پہرہ دار نیان تلیاتنیان سب موجود ہین اسنے گوشے مین آکر سر نکالا اسوقت ملکہ گلشن بھی جاگ رہی تھین اسنے منتر سحر کرنا شروع کیا آفتاب مکرو غدر نے طلوع کیا اک ایسی ہوا چلی کہ سب سو گئے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا نقب سے ہیکل جادو نکلا یہ بھی جانتا ہی کہ ملکہ گلفام کو سحر نہین آتا گھبرے ہو کر سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہو گئین اسنے قریب آکر دوپٹہ چہرۂ آفتاب مثال سے ہٹایا برق بجلی گرتی تھین بند ہو گئین جمال کو دیکھ نہ سکا آئینہ وار حیران ہو گیا گریبان بند دیا اسی نقب سحر مین داخل ہوا نقب سے باہر نکلا پرپرواز پیدا کیے یہان کنارے پر لشکر کے ضرغام جادو اشکبار بیقرار کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی چند رفیق ساتھ ہین وہ کہتے ہین حضور جلکر خاصہ نوش کیجیے ضرغام روتا ہی کہتا ہی یار دکھانے کے واسطے لخت دل اور پینے کے واسطے خون جگر میرا تو یہ حال ہی کہ جسکا ذکر محال ہی

نظم

کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین
ای آہ اُسنے پہلے مجھے ہجر یار مین
احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہین
خود آرزوے وصل مین بوجھتے ہوے ہو
جھکتے نہ ہم اٹھاکے ہوے کاروان کے ہین
اہل جہان مین حشر کی وہی اپنی جگہ پہ تھے
اب دل جگر ہمارے نہین میہمان کے ہین
نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
اندازجا نمنی وہ ترے نیمجان کے ہین
کیونکر اٹھا مین گنبد مدفن کا بوجھ وہ
پہلو نے تھین یاد امتحان کے ہین
واعظ سے شخص کو بھی زبان سے نہ دکھا
خود پوچھتے ہین ہم کہ ارادے کہان کے ہین
بت اہل دیر کہتے ہین کعبے مین سب خدا
جو تجھے کہیے حشر مین پیر مغان کے ہین

چھپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین
آزار دینے مین جو شریک آسمان کے ہین
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
صدمے تو نامرادی بخت جوان کے ہین
گذری خبر جو غیر کے دل مین بھی تم چھپو
ثابت قدم جو معرکہ امتحان کے ہین
عاشق تری گلی سے بھاگینگے بے سمے
مجگانے جو بیٹھے جسے نام و نشان کے ہین
زیر فرہ بھی جھک گئے عارض پہ رہ گئے
شاکی تہ مزار جو خواب گران کے ہین
کیا دوستو نے بھاگتے پھرتے ہین ای جنون
کیا نیک لوگ صحبت پیر مغان کے ہین
سنتا ہی کچھ شیخ ہماری نہ برہمن
دو اک بتے یہ اس صنم بے نشان کے ہین

رکھتا ہی دم نفاق عجب جسم جان کے ہین
چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین
کس طرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا
مارے ہوے تغافل جور بتان کے ہین
منزل پہ لیکے بیٹھ گیا ہی ہجوم یاس
ہر کارواں ہر جگہ مرے وہم و گمان کے ہین
اپنا غم فراق نے دونون کو کر لیا
نقش زمین مین داغ دل آسمان کے ہین
حسرت ہی بسملو نکو بھی دم توڑتے تو یون
تنگ آنسوؤن کے چال مین مجھنا تو اٹھگئے
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر لیجیے
ہم موسم بہار مین پتے خزان کے ہین
کیا جانے بجلی ہی کہ عصر بیخودی مین
ناقوس کیسے بھنکتے ہین کیا غل اذان کے ہین
رحمت کچھ آگے بڑھکے انھین لیجیے چلا

کبھی گھبراتا ہی آگے بڑھ جاتا ہی کبھی کہتا ہی یار و نہین معلوم ہیکل پر کیا گذری بلکہ نہین آیا اسکو بھیجون دل چاہتا ہی خود جاؤن کیونکر پتہ لگاؤن کہ دیکھا سامنے سے ہیکل جادو پشتارہ لیے چلا آتا ہی پکار کر آوازدی تم میرے گلے کی ہیکل ہو تمکو دیکھکر اب دل کو کل ہی ہیکل نے جواب دیا حضور اس آہوے وحشی کو لایا آپ بڑے خوش نصیب ہین چہرے پر نگاہ نہین جمتی جب رخ انور شمس آفتاب کے چمکا قریب تھا کہ مجھکو غش آجائے ضرغام طرف بارگاہ کے بھاگا کہا بھائی جلد چلو کیا ساعت سعید ہی ملکہ بستر

آزرو زحید ہی تمنے مجھکو مول لے لیا ہے ہیکل کہتا ہی چپکے چپکے کلام کیجیے ایسا نہو خبر افشا ہو جائے اسکا باپ ساحر بدست بادۂ سحر و ساحری سے مست اگر سن لیگا قیامت برپا کر دیگا بادشاہ طلسم بقراط کا وزیر ہو صاحب جاہ و توقیر ہو بڑے بڑے جادوگر دبتے ہین اگر کہین سن پائیگا قیامت برپا کریگا ضرغام جادو کہتا ہی بھائی ہیکل کیا مین کسی سے کم ہون اگر سامری و جمشید بھی سے آئین انکو بھی جواب دون خوشی خوشی بارگاہ مین آیا ہیکل نے پختارہ رکھو: یا بیرون بارگاہ گیا ضرغام نے تمام بارگاہ کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا اسباب عیش و نشاط درست کر کے ملکہ کو مسند پر بٹھایا سحر اتارا ملکہ ہوشیار ہوگئین آنکھ جو کھلی دیکھا اک ساحر سیاہ رو بدخواہ ہاتھ باندھے بیٹھا ہی ملکہ نے کہا اے تو کون کہا حضور آپکا عاشق صادق ہون جان آپ پر جاتی ہی آپنے سنا ہو گا ضرغام جادو رہنے والا حوالی ہوشربا کا نکلا ہون کہ خون افراسیاب کا بدلا لون اب کل ہر ایک کو پکڑ لاؤنگا اب عقاب ابر سوار کی تو شناسین آئی ہین حضور کو تخت سے اترتے ہوئے دیکھا رات تڑپ تڑپ کے کاٹی ہی حضور شب ہجر کا مزہ چکھا ہین غلام ہون اسوقت تک کلیجہ تڑپ رہا ہی ابھی تک میری یہ کیفیت ہو رہی ہی نظم

پھر سینہ سوز داغ غم شعلہ فام ہی
پھر فوج فوج سر پہ مرے ازدحام ہی
پھر دل ہی داغ مطلع خورشید دیکھکر
رہ کر وہ شوق وصل پھر اک صبح و شام ہی
جان لوٹتی ہی پھر کہ وہی عیش ہو نصیب
پھر ایک بات کہنے مین قصہ تمام ہی
پلکین سے کس پہ دیکھا نظارہ ہو انصیب
جوش صبح چاک گریبان شام ہی
پھر کسنے غیر کو دیا ناز سے جواب
پھر مضطرب لفظ کو جان نیم کام ہے
پھر کس ستم شعار نے پوچھا ہی میرا حال
سو بار مجھکو کہتے تھین مجھسے کام ہے
پھر دوری بتان ہین نہین خواب کا خیال

پھر گرم جوشی دل و سودائے خام ہی
پھر زیب سر ہو شعلۂ داغ جنون ہیچ
از بسکہ یاد جلوۂ بالائے بام ہی
پھر آگیا ہی کون سے بیباک کا خیال
ہم ہین وہ مست ناز ہی اور دور جام ہی
پھر سخت کاہیون نے کیا جان داغ کچ
پھر اپنے تنگے چھینے کی کیون دھوم دھام ہی
پھر کسنے مسکرا کے مجھے بیوفا کہا
پھر خواہش پیام اجل کا پیام ہے
کس گلبدن نے دیکھ کے آہ کی کہ چشم
پھر ناصحون کو کیون خطر انتقام ہی
پھر کچھ صدائے پائے دل مردہ جی اٹھا
مومن مرے بھی دن مین سونا حرام ہی

ہر شہ پہ پھر ہی طائر مجنون کا آشیان
پھر دور باش نالہ اخر اہتمام ہی
اشک آ ہوئے رمیدہ کو پھر ڈھونڈھتا ہی
یہ کیا ہوا کہ رخصت ناموس و نام ہی
دل چاہتا ہی پوچھیے کوئی کیا وہ مر گیا
پھر آرزوے بوسے کا لب پر مقام ہی
پھر پردہ در ہی کسکی وہ انگلی ہلال ہی
کیون کہہ رہا ہون بندہ تو صاحب غلام ہی
دیکھا نگاہ ناز سے کس شوخ چشم نے
اپنے بھی چپکے رہنے مین کچھ کچھ کلام ہی
پھر کیون نہ کام ہووے کہ اس کینہ کیش کا
پھر جلوہ ریز کون قیامت خرام ہی

اسطرح جو ضرغام جادو نے کہا ملکہ گلفام اشکنوں نے اپنے منہ کو چھپا لیا غصے مین کانپنے لگی کہا او ملعون بھیا تو نہین جانتا کہ مین منظور نظر صاحبقران ہون یقین ہی کہ انھون نے طلسم بقراط کو شکست کیا وہان اہل اسلام کا بندوبست ہوا تو نے غضب کیا کہ مجھکو اٹھا لایا خبردار ہٹکر بیٹھ خبردار مجھسے بیجا کلام نہ کرنا مین خوب سمجھتی ہون میری خطا کی سزا یہین ہین اگر کہین تو نے ہاتھ لگا دیا مجھکو زندہ نہ پائیگا اسطرح غصے مین کہا کہ ضرغام کانپنے لگا بھی کچھ نہ کہہ سکا چپکا اٹھکر باہر آیا ہیکل جادو کو بلایا اور سب رفیق دوڑے پوچھا کیون شہریار معشوق پری چہرہ سے کیا گذری یقین ہی آپکو دیکھتے ہی عاشق ہو گئی ہوگی معشوق نے آپ کے آپکی بڑی قدر کی ہوگی آپ ایسا عاشق صادق کسکو ملتا ہی آپنے کیا کیا صدمے اٹھائے ضرغام جادو نے کہا بھائیو ہر چند کہ معشوق موافق ہی مگر بڑی سرکش ہی وہ تو جان دینے پر آمادہ ہی اپنے عاشق کا نام لیتی ہی کہتی ہی وہ قیامت برپا کرینگے

اپنے باپ کے نام سے ڈراتی ہی مین نے لاکھ منت کی اور مطلب کیسا ہاتھ تک نہین لگانے دیتی اب یارو صلاح
بتاؤ کیا کرون اپنے اپنے طور پر سب نے کہا کوئی کہتا ہی سحر کر دیجیے کوئی کہتا ہی مشکین باندھ دیجیے کوئی کہتا ہی
صندوقچہ جواہرات پیش کر دیجیے لالچ دیجیے یہان تو یہ باتین ہو رہی وہان معشوق زرین پوش پردۂ
حجاب سے برآمد ہوا لباس شعاع وضیاع پہنکر تخت نور جدی پر بصد ناز و کرشمہ جلوہ گر ہوا مشتاقان
دیدار طائران زمزمہ سرا معشوق پر ضیا کو دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے جوانان چمن نے اپنے کو آراستہ
کیا نرگس شہلا آنکھین ملتی ہوئی اٹھی نظارۂ معشوق زرین پوش سے آنکھون مین روشنی آئی سنبل پر پیچ
زلفین عنبرین کو جلوہ دیا چمن مین پکار رہی صبا جو آمد بہار ہی گلون نے آب شبنم سے منھ دھویا غنچے مسکرائے
عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھولکر بیٹھے لینے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا وہان کنیزون کی جو آنکھ
کھلی ملکہ کو چھپر کھٹ پر نہ پایا ملکہ گلشن کو جگایا کہا حضور اٹھیے ملکہ عالم نہین معلوم ہوتین گلشن گھبرا کر
اٹھی جب چہار جانب تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا گھبرا کر کہا انکے باپ کو خبر کرو یہ کیا ستم ہو گیا ہاے اسکو بڑی
حجاب تھا کیا پیر کو کیونکر منھ دکھاؤن معلوم ہوتا ہی کہین نکل گئی ہی آخر جو ہوا کافور سر فروش اندر آیا
یہ معرکہ دیکھکر گھبرا گیا زوجہ سے کہا گھبراؤ نہین اگر وہ خود نکل گئی ہی تو بھی تلاش کرتا ہون اگر کسی نے
بے ادبی کی اسکی شامت آئی ہی یہ کہکے چہار جانب دیکھنے لگا نشان نقش پا ہیکل کا باقی تھا اسکی خاک
اٹھائی اور بہت سی خاک اسمین ملا کر پتلا بنایا سحر کیا تھوڑی ہی دیر مین دیکھا ایک لڑکا پانچ برس کا
ہاتھ باندھے کھڑا ہی تھرتھرا رہا ہی کافور نے کہا سچ بتا کون یہان آیا تھا یا خود کہین چلی گئی اگر خلاف کہا
جلا کے خاک کر دونگا اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور یہ جو ضرغام آیا ہی اسکا وزیر ہیکل جادو آیا
سحر کرکے ملکہ کو لے گیا اسی کے خیمے مین ابھی تک موجود ہین یہ سنکر کافور شل فیل مست اسباب سحر مرتب
خیمے سے جھومتا ہوا نکلا ساحرون سے پکار کر آواز دی اے یارو مین لشکر ضرغام کے جاتا ہون وقت
پر تم بھی آنا یہ کہکر تیغ بر قتاب کھینچے ہوئے اسم سحر پڑھتا ہوا لشکر مین ضرغام کے آیا ساحرون کو
جا بجا اترے ہوے دیکھا ہر جگہ یہی چرچے ہین کہ معشوق کو آپنے بلوا لیا مگر وہ انکا جواب نہین دیتی
بعض کہتے ہین انکی صورت کیا ہی وہ معشوق پری چہرہ انکو کیا قبول کریگی اسنے جمال آفتاب مثال کو
صاحبقران کے دیکھا ہی نہین معلوم کیا خطا کرکے بھری ہی کہ اسنے محبوب ہی یہ جو کافور نے سنا
غول پاک گولہ مارا گولہ جو پھٹا برقین کڑک کڑک گرنے لگین جسپر برق گری دو ٹکڑے ہوے لشکر کو پامال
کرتا ہوا چلا ضرغام یہان کھڑا ہی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی حضور کافور سر فروش
نے بیس ہزار جادوگر مار کر ڈالدیے اب آپ پر آتا ہی یہ سنکر ضرغام نے ہیکل سے کہا تو بڑھکر روک مین بھی
آتا ہون ہیکل بڑھا اسوقت پہونچا کہ کافور نے لشکر مین ہلچل ڈالدیا ہزارہا ساحر جلا دیے طبقے زمین کے
ہلا دیے ہیکل نے للکارا او کافور بس ان غریبون پر کیون بدعت کرتے ہو بیخطاؤن کے خون سے
کیون ہاتھ بھرتے ہو ہم تمھاری بیٹی کو اٹھا لائے ہمسے مقابلہ کرو سحر و ساحری بڑی چیز ہی یہ کہتا تھا
کہ کافور آ سر پر چڑھا ہیکل نے کئی حربے کیے کافور نے خیال بھی نہ کیا جب اشارہ کیا سحر باطل ہو گیا جھولی
پر ہاتھ ڈالکر گچھہ اشیاے سحر نکالے او نامرد کہکر پھینک مارے ایک برق کڑک کر گری ہیکل کے دو ٹکڑے
ہوے اور مصاحبون کو ضرغام نے بھیجا کہتا ہی یارو مین کیا جانتا تھا نہین تو راتون رات بھاگ کر نکل جاتا

مجھکو کون پاتا بڑی خطا کی دس بارہ مصاحبون نے جا کے کافور کو گھیرا ہی چہار جانب سے سحر کرنے لگے
کافور نے جسکو گولہ مارا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی غرق زمین ہوا ضرغام نے جو یہ خبرین سنین
اتنے عرصے مین اسباب سحر تیار کر لیا اسوقت آکر پہونچا کہ لشکر بھی کافور کا آگیا۔ دونون لشکر مل گئے
کافور نے آگ برسا دی مگر یہ خبر ہرکارون نے عقاب ابر سوار کو پہونچائی کہ حضور کل جو لشکر آیا تھا
کافور سرفروش کا ہی اُسکے ہمراہ اُسکی دختر بلند اختر ملکہ گلفام ہی اُسکو ضرغام جادو نے ہمراہ
لیا وہ نازنین معشوقہ صاحبقران ہی کسی خطا مین نکل آئی تھی مان باپ تلاش کرکے لیجاتے ہین کافور جا پڑا!
حیرت جادو نے کہا ای عقاب ابر سوار ضرغام کی شراکت کرنا چاہیے ہمارے ملک کا ساحر ہی علم
نیرنگ سے بخوبی ماہر ہی عقاب نے کہا ہمین کیا مطلب حیرت نے کہا واہ اگر یہ اندھیر ہی تو سب ہمکو
قتل کریگا یہ کہکے حیرت خود اُٹھی عقاب نے ہان ہان کہکے روکنا چاہا حیرت نے نہ مانا کوک کر بلند
ہوئی اب عقاب تبھی چلا عقاب کے لشکر نے بھی تیاری کی اسوقت آکر پہونچے کہ ضرغام و کافور سے
مقابلہ پڑ گیا ہی آپسمین سحر چل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہ حیرت نے نعرہ کیا ای ضرغام
نہ گھبرا مین آکر پہونچی ایک طرف عقاب آیا ایک جانب حیرت ایک جانب ضرغام اب کافور کو
گھیرا تینون کے سحر پڑنے لگے کافور حیرت و عقاب و ضرغام کو جواب دیرہا ہی جب حیرت نے دیکھا
کہ کافور پر سحر تاثیر نہین کرتا سبکو برابر جواب دیتا ہی زمین مین آکر ایک چیخ ماری آواز دی او آتشبار کیا
مرگیا کافور کو لینا اک شعلہ بھڑک کے گرا کافور شعلۂ آتش مین گھرا ہرچند چاہتا ہی نکلون ممکن نہین ہوتا
گلشن اسکی زوجہ بھی پہونچی خاوند کو بیچ مین آگ کے دیکھکر تڑپ کے گری چاہا سحر کرون شوہر کو اپنے
لے نکلون مگر حیرت نے اشارہ کیا غنچۂ دہن سے پھول برسانے شعلہ ہاے آتش نے گلشن و کافور
کو گھیر لیا دونون زن و شوہر کیسے کیسے سحر کرتے ہین چاہتے ہین آگ سے نکلین آتش دمبدم زیادہ ہوتی ہی
جاتی ہی شعلے بھڑک رہے ہین جب حیرت سحر کرتی ہی جوش دریاے آتش بڑھتا جاتا ہی حیرت جادو
نے ضرغام کو آواز دی لشکر کو دیکھو لے یا تو لشکر کافور فوج ضرغام کو قتل کر رہا ہی اب جو ضرغام نے
بڑھکر سحر کیا فوج کافور قتل ہونے لگی دونون شاہزادے جمہور و منظور یہ تو دونون غیر ساحر ہین باپ کی
مدد کا فور آئے تھے آکر اس بلا مین پھنسے کہ دریاے آتش جوش ماررہا ہی ایک مقام پر یہ بھی دونون
پھنسے ہرچند گھوڑے دوڑاتے ہین دریاے آتش کا جوش نہنگان دریا کا خروش مچھلیان تڑپ کے
نکل رہی ہین کئی ہزار آدمی لشکر کافور کے کام آگئے قضاے کار صاحبقران زمان نے قلعۂ خرم حصار
پر عرصۂ دراز تک زن و شوہر کا انتظار کیا جب یہ پلٹ کر نہ آئے ایک دن واسطے شکار کے نکلے تھے کہ صحرا
گرد اڑی دیکھا کہ بہرام مقبل و دیگر سرداران صاحبقران وقت پر آکے پہونچے صاحبقران نے
ایک ایک کو گلے سے لگایا حال فتاحی طلسم بقراط بیان کیا اور قتل ابلیس کا بھی ذکر کردیا سب نے
عرض کی کہ خدا حضور کو مبارک کرے انشاء اللہ اسیطرح سے طلسم نور افشان بھی فتح ہوگا امیر نے
فرمایا عرصہ ہونیکا بڑا قلق ہی بوجہ کے جھگڑے مین پھنسے ابتک تابہ نور افشان پہونچے مگر گردش فلکی سے
عجب عجب سامان گذرے خیر پروردگار نے انجام بخیر کیا سبکو لیکر ضرغام حصار پر آئے تیاری ہوئی نقر
فریدونی کوچ کیا دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین خواجہ کا دستور ہی کہ صاحبقران کے ساتھ چلے

دس کوس پانچ کوس آگے بڑھتے تھے بات و دیہات کو دیکھتے ہوئے جاتے ہین جس قریے کو آباد دیکھا حبشی بنکر
یا مردہ بنکر یا مرشد بنکر بھیا دوکان تحصیل کیا شام کو لشکر مین آکر ملتے ہین ایک دن جو صبح کو نکلے کوئی دیہات
قریہ نہ ملا بڑھتے چلے جاتے ہین ایک پہاڑ پر چڑھ گئے سر اُٹھا کر چار جانب دیکھنے لگے اس خیال مین کوئی آبادی
ملے تو کوئی دو چار کوڑی کا روزگار کرین اکثر یہ بھی ہوتا ہے جہان سُن پایا کہ گانون مین کوئی بڑا مہاجن ہے
بہت سا اسباب چاندی کا رومال مین باندھ حلیہ بدلے کو چھپا لیا کانپتے تھراتے مکان پر مہاجن کے آکے آواز
دی سیٹھ جی صاحب ذرا باہر آئیے مہاجن باہر آیا اُسکے آگے اسباب سب ڈھیر کر دیا کہا بھائی اسباب لیجئے مین
اُس سے معاملہ ہوا چاہتا مہاجن گاہک کا لوٹنے والا گھر مین سے جا کر ترازو بٹے لایا جو سوا سیر کا تھا کہا یہ سیر ہے
یہ تو چور بنے ہوئے ہین کہا بہت اچھا مہاجن نے سب اسباب تول لیا انھون نے کچھ نہ کہا حساب کرکے روپے
لے لیے سلام کرکے کہا مین پھر حاضر ہونگا مہاجن نے کہا تمھارا گھر ہے دن کو رات کو جب ضرورت ہو چلے آؤ
ہزار پانچ سو کی جب ضرورت ہو لیجاؤ خواجہ تو نکلکر چلے گئے مہاجن اسباب دھوتی مین لیے ہوئے گھر مین آیا
جورو سے کہا کوٹھے لا مین جلدی تھیلیا بنا لون بڑا بھولا چور تھا آدھا مین نے رکھ دیا وہ بیچارہ اچھا ہی
اچھا کہتا رہا کچھ تکرار نہین کی اب ہمیشہ آیا کریگا کوٹھے آکر صحن مین جمع ہوئے مہاجن دھونکنی لیکر بیٹھا ہر چند
کوٹھے جلاتا ہے مگر وہ اسباب نہین گلتا اب جو اُٹھا کر دیکھا سب مال پیتل کا نکلا سر پیٹنے لگا کہا صاحب مین ٹھگیا
یہ چور تو بڑا مکار تھا بڑا دھوکا دیگیا اسطرح خواجہ لوٹتے مارتے جاتے ہین آج جو کوئی مقام نہین ملا پہاڑ پر
بیٹھے چار جانب دیکھ رہے ہین ایک طرف شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین دیکھا بہت سے جادوگر ملے
ہوئے کھڑے ہین عمرو اُس طرف دوڑا فقیر بنکے جو آیا دیکھا کافور سرفروش و ملکہ گلشن دریائے آتش مین
پھنسے ہوئے تڑپ رہے ہین ہر چند چاہتے ہین نکلین آگ پیچھا نہین چھوڑتی ہے ایک طرف حیرت جادو سحر
کر رہی ہے اب جو عمرو نے کافور سرفروش اور اُنکی زوجہ کو آگ مین پھنسے ہوئے دیکھا عمرو نے لوگون سے
دریافت کیا احوال مفصل معلوم ہوا احوال سنکر گھبرایا اُلٹے پانون بھاگا صاحبقران شکار کھیلتے چلے
آتے ہین کہ دیکھا عمرو بدحواس سامنے آکر پہونچا ہاتھ اُٹھا کر عادی شعر اختر برج حکمت اقبال تو نور افشان
باد ؛ گوہر مہر تو چون مہر فلک تابان باد ؛ ای شہریار غضب ہوا کافور سرفروش و ملکہ گلشن بیٹی کو
تلاش کرتے ہوئے ایسے مقام پر پہونچے کہ اُنکو بخیر و عافیت پایا راہ مین فتور پڑا نہین معلوم کہ حیرت
کیونکر آگئی تین ساحران زبردست نے زن و شوہر کو گھیرا ہے شعلہ ہائے آتش کی طغیانی طوفان آتش کی
فراوانی ہر چند دونون چاہتے ہین نکلین حیرت نہین نکلنے دیتی قیامت کے سحر کر رہی ہے یہ سنتے ہی عمرو
سے صاحبقران نے اشقر بڑھایا سب سردار عقب مین چلے صاحبقران اُسوقت آکر پہونچے کہ حیرت
نے قصد کیا ہے کہ ان دونو کو آتش سحر مین جلادون دونون زن و شوہر مثل برق تڑپ رہے ہین صاحبقران
نے جو یہ حال دیکھا وہین سے نعرہ کیا نعرہ امیر

یکے تیغ صمصام لقمام نام
یکے تیغ عقرب بکے ذوالجام
امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد
بحکم خداوند شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

عمرو نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا با شیدای کفاران بھیا و ای نابکاران بر دغا نم مہر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نام دار خبردار آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ اپنے
اعمال کی سزا پاؤ گے او حیرت تو کہان سے آگئی زنجیر موت کی پانون مین پڑی اب کہان جائیگی حیرت نے

نعرۂ امیر کی صدا اُسکو کہا ای عقاب بھاگو حمزہ اور عمرو آگئے عقاب نے کہا بھاگنا کیسا مین ابھی دونون کو
مارے لیتا ہون حیرت نے کہا ای عقاب واسطہ سامری و جمشید کا نکل چل انکے قتل کا نام نہ لے کیا تجھ کو
جمشید کی روح کا غضب آئی ہو بولے وہ سب خداوند بھاگے ہین جس سے فریاد کروگے کوئی نہین سنیگا عقاب نے
کہا مین صورت تو حمزہ کی دیکھون کہ کیسی صورت ہی ایک سحر مین دیوانہ بنادونگا ہر چند حیرت نے
کہا عقاب نے نہ مانا بھاگے لشکر والون سے کہا بھاگو حیرت کا لشکر تو بھاگا مگر ضرغام جادو اپنے زعم مین
جانتا ہی میرے سحر سے کافور بھینسا ہی صاحبقران جیسے ہی آگے پہونچے اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا کافور نے بھی دیکھا
کہ آقاے نامدار آگئے یہان بہت بڑا رن پڑا ہی ہزارہا ساحر لڑا ہی ضرغام نے جو دیکھا کافور نے زبان لی
آگ ساری غائب ہوگئی سحر کرتا ہوا چلا امیر جو سنو عقب سلیمانی کھینچکر گرے ہزارون ساحر قتل کیے
خواجہ عمرو جادو گرون کی کمر ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی نکلی خوش ہوگئے اگر ہمیانی نہ نکلی اسباب
اُتار لیا ایک لات ماری اور کہا دور ہو ای غمر پھر نوکری کی غازیون کے حق کا کچھ نہ رکھا آخر بذلت موت کا مزہ
چکھا کسی ساحر پر کمند ماردی کسی پر حباب کسی پر حقۂ آتشبازی داغا دغا باز کو جلا کر مارا عمرو لڑتے ہوئے
طرف ضرغام کے چلے کافور نے پکار کر آواز دی حضور تکلیف نہ کرین مین اس ناری سے سمجھ لونگا یہ
کہکے کافور بڑھا صاحبقران غول پر ساحرون کے جا پڑے ملکہ گلفام اشتخو خیمے سے دیکھ رہی ہین
صاحبقران کو دیکھا جنگانہ پلنگانہ رستمانہ شیرانہ لڑ رہے ہین جس ساحر کو ایک ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے اسم اعظم ورد زبان جب باواز بلند پڑھتے ہین سحر ساحرون کا اُلٹا پلٹتا ہی صداے اسم اعظم الٰہی سے
ساحرون کا کلیجہ پھٹتا ہی ملکہ گلفام دیکھکر تعریفین کر رہی ہین فرماتی ہین ماشاءاللہ صاحبقران زبان
کس زور و شور سے لڑ رہے ہین حیرت تو پہلے ہی بھاگی امیر کا نام سنکر ڈر گئی ہوشربا پر شکست آئی
جنگ ہو اسی خیال سے بھاگی مقابلے مین صاحبقران کے نہ ٹھہری مگر ضرغام پر کافور جا پڑا آپہین
سحر ہوے کافور نے غصے مین اک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ چمکا تڑپ کر ضرغام پر گرا ضرغام کے
ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اعضاے جسمی مثل ہیزم خشک جلنے لگے ہر چند ضرغام
چیختا ہی چلاتا ہی لیکن آگ نہین بجھتی ہی آخر جل جل کر خاک ہوا جیسا کا قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام من ضرغام جادو وبود لشکر والے بھاگے امیر کے لشکر نے خیمے لوٹ لیے خزانے پر عمرو نے قبضہ
کیا امیر سے آکر کہا خزانے مین خاک اُڑ رہی ہی جھنجھی کو زبان پڑی تھین مین نے جنگل مین پھنکوا دین امیر
نے فرمایا خواجہ یہ بات اچھی نہین ہی غازیون کے حق و مال پر قبضہ کیا کر عمرو نے کہا غازی تھان پہنچنا پائیگے
ہین امیر نے فرمایا خواجہ خیمے مین ملکہ گلفام کے جاؤ مگر امورات گذشتہ کا ذکر نہ کرنا شرمندہ ہوگی مین
طعن و تشنیع کرنا نہین چاہتا جو مین نے آرزو کی میرے پروردگار نے قبول کر لی لیجئے لوح مدد غیبی سے ملی
طلسم بھی فتح ہوا اب حجاب کیسا عمرو جیسا اسوقت پہونچا کہ ملکہ گلفام اشتخو سر سجدے مین رکھے فتح و
نصرت صاحبقران دعا مانگ رہی ہین کبھی فرماتی ہین کہ نظم

خارے بجگر از گل رخسار تو دارم

زردی رخ از نرگس بیمار تو دارم	چون شانہ دل چاک و پریشانی خاطر	از پیچ و خم طرۂ طرار تو دارم
تفسیدہ لب زخم یکے قطرہ تمنا	از آب دم خنجر خونخوار تو دارم	بر بوئے گل سبتم و نالان و دل افگار
بلبل بہ نوا سنجی منقار تو دارم	خاموشم و نقد دل و جان سخن امروز	ای سیمبران قیمت گفتار تو دارم

خاموشم و گنج گہر اشک بدامن
بس روز سیاہی ز شب تار بود ارم

از ہر شمار سرگذشت بود ارم
آن سنگدل آخر سر بالین تو نیامد

تا زلف فرو شعلہ بر عارض چون ماہ
حیرت زدہ از مردن دشوار تو دارم

عمرو نے جا کر آواز دی بھائی صاحب مزاج تو اچھا ہے آپ کیون بیقرار ہوتے ہین صاحبقران آتے ہین ملکہ خواجہ کو دیکھکر رونے لگین کہا خواجہ کچھ حال تو بیان کرو کہ طلسم کیونکر فتح ہوا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی ملکہ نے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے عرض کی اے کریم کارساز و اے مالک بے نیاز تو نے کیا جو کیا کہ صاحبقران کو لوح ملی طلسم فتح ہوا ابلیس ملعون مارا گیا **نظم**

زمین پیدا زمان پیدا مکین پیدا مکان پیدا
بقدرت شود ز ذرہ روشن نیر تابان
برآن غنچہ کہ شد در رہ بہار بوستان پیدا
وجود بود موجودی وجود عالم ہستی
گر انشیان را ہبر سوئے بدان گردد زبان پیدا
بحکمت مہر و مہ بر آسمان ہستند سرگردان
نگشتی در دل اہل نظر مہر بتان پیدا

توئی کز لامکان کردی ہمہ کون و مکان پیدا
ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا
بقدرت ساختی گویا تو ہر تصویر جانان را
نہ بد دقیقہ در ایجاد از ہستی نشان پیدا
چو آید بر زبان وقت تکلم نام شیرینت
بفرمان تو گردد گردش دور زمان پیدا
تو نقش اہل صورت را بلوح امتحان بخشی

تو کردی ای خداوند جہان ملک جہان پیدا
توئی کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا
خبر از رنگ و بویت میدہد گلشن ویران
بحکمت در دہان بے زبان کردی بیان پیدا
تواند کہ گوید شکر نعمات خداوندی
بلا راحت بجان طاعت بتن گردد توان پیدا
بہ بتخانہ ز روئے بت اگر تو جلوہ ننمودی
تو کردی بدار الملک ہستی این و آن پیدا

یہ اشعار پڑھکر شکریہ پروردگار ادا کیا گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا اے خواجہ مین صاحبقران سے اسقدر شرمندہ ہون چاہتی ہون زمین مین گڑجاؤن صاحبقران کو یہ روئے نحس نہ دکھاؤن عمرو نے کہا ملکہ اسکا ذکر کرو گذشتہ را صلوات آیندہ را احتیاط بخدا صاحبقران کو اسکا خیال بھی نہین یہ ذکر تھا کہ امیر حمزہ بھی تشریف لائے ملکہ نے شرما کے سر جھکایا عمرو باہر چلا گیا امیر نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا ملکہ کیون شرماتی ہو جو کچھ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحۂ ہستی پر مرقوم کیا وہ ہوا حجاب کیسا ملکہ قمر پیکر تمہاری بہت مشتاق ہین ملکہ گلفام نے کہا مین خود انکے دیدار کی مشتاق ہون بہرام نے لاکر محافۂ زرین ملکہ قمر پیکر کا اُسی خیمے مین اتروایا ملکہ گلفام بڑے ذوق و شوق سے قمر پیکر سے ملین لشکر صاحبقران کا آتا کافور تر فروش سے حمزہ نے فرمایا ہے تمکو سلطنت طلسم بقراط دی زن و شوہر جاکے سلطنت کرو دونون نے عرض کی آقائے نامدار مولائے قدرشناس آپ برائے فتح طلسم نور افشان جاتے ہین غلامونکا ساتھ رہنا بہتر ہے صاحبقران نے فرمایا میرے قاعدے کے خلاف ہے قوانین کا مضمون صاف صاف ہے کہ تم میرے ساتھ نہ چلو ان دونون نے کہا امیر نے قبول نہ کیا گلفام و قمر پیکر کو انھین کے ساتھ کیا کہا انکو بھی لیجاؤ انشاء اللہ بحول قوت الٰہی جب طلسم نور افشان کو فتح کرکے واپس آئینگے ان سب کو لے لینگے تمسے بھی بوجہ احسن ملاقات کرینگے مجبور و لاچار کافور و گلشن فوج ساحران ساتھ لیکر طرف طلسم بقراط کے روانہ ہوے فقط ملکہ گلفام سے ایک شب صحبت رہی وہ رات راگ و رنگ مین گذری جب صاحبقران رخصت ہونے لگے گلفام قمر پیکر بہت روئین امیر نے فرمایا صاحبو انصاف کرو کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر قید ہوے کئی فرزند بھی ہمارے جاکے پھنسے ایرج نوجوان نورالدہر بن بدیع الزمان و قاسم عالیشان سب جاکر قید ہوے سب نے بڑی بڑی پیروی کی مگر کوئی نہ طلسم نہ ہو بچا مین خواجہ زادون سے پوچھکر چلا ہون انشاء اللہ جاکر طلسم فتح کرونگا کوکب روشن ضمیر کو چھڑاؤنگا تم لوگ تردد نہ کرو خط خطوط آئینگے اگر محل یاد کرونگا تو خواجہ کو روانہ کرونگا لاچار مجبور قمر پیکر نے دامن امیر کا

تمام کیا یا اشعار پڑھنے لگین ـ نظم

دیکھین تبسم دروغ نہ پیک تک نظر نہو
ڈرتا ہون مین نزول بلا بیشتر نہو
معشوق وہ ہوے زاہد مفلس کو ہاے ہی
جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
عابد فریب شوخی و رغبت فزا نگاہ
حسرت مجھے قبول اگر اسقدر نہو
پاے طلب شکستہ نکو تاہ دست شوق
کیسی بری بنے جو گلہ بے اثر نہو
صحبت مین ایک رات کی وہ تنگ آگئے
یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
پامال کیجیے شوق سے پر بزم غیر مین
شرمندہ آہ و شب سے دعاے سحر نہو
مومن ہوا رقیب حذر اے صنم پرست

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو
پیرا شگاف سینہ تا چاک در نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون
قطع تعلقات کس امید پر نہو
ہو خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
ہین کیا کسی سے صبر مجھے دیکھکر نہو
سودا ہی مجھکو گرمی بازار عشق کا
ہم بھی ستم کرین جو وہ ناوک گر نہو
ہے آرزوے مرگ کی بے التفاتیان
طول امل سے قصہ مرا مختصر نہو
جب فرق بیکلاہ ہوا چین آگیا
اتنا تو ہو کہ خاک مری دربدر نہو
اب لیجیے آہ تاب کسل ہر جفا کے ساتھ
ایسے سے ڈر ہے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
گر وہ ہم جان نثاری بیجا سپر نہو
ایسے سے قدر و مہر و وفا کی امید کیا
ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
اے گردش زمانہ کبھی تو تغیر آے
اسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو
حزن و ملال مین ہے دل آزردگی کا وہم
جینا مرا محال تو دشمن اگر نہو
ہین جان نثار کیسے تو مرجائین ہم ابھی
راحت زیادہ تر ہو اگر تن پہ سر نہو
سوتے سے آنکھ لگ گئے ہین یا بہ خواب مین وہ
جب جان سے گذر گئے پھر وہ گذر نہو

امیر نے فرمایا ملکہ بس ہمیں فراق ناگوار گذریگا غریب الوطنی ارادۂ طلسم کشی ملکہ نے لاچار دامن چھوڑ دیا صاحبقران نے نکلکر بہرام کو حکم دیا اٹھالا بارگاہ کالا صاحبقران بصد شوکت و شان سمت طلسم نورافشان روانہ ہوے اسکا ذکر وقت پہ تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کہ عقاب ابر سوار کے ساتھ طرف طلسم ہوشربا کے جاتی ہین چالاک بھی بصورت مبدل انھین کے لشکر مین موجود ہین باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی یہی وقت میکشی ہے
وہ جلوہ نما ہے لال بادل
ساقی کو ہے امتحان منظور
ہر رند بھی بیکار رہتا ہے
ہو دورۂ جام بادہ خواران
جوبن پہ جو طور دخت رز ہے
ہین دختر رز کے یار حاضر
ہے مجمع رند بادہ نوشان
کیا نشے مین امتیاز ہوگا
رندونکو تو دلھن سجی ہوئی ہے

کالی دیکھو گھٹا اٹھی ہے
سبزہ ہے برنگ سبز مخمل
ہے پیر مغان تو سخت مغرور
ساقی مرا مدعا کھلا ہے
ہے لطف یہ انتظار یاران
کرتا ہے نازل ہوس بھی
سامع ہے کوئی تو کوئی ناظر
ہے پیر مغان بہت خروشان
باب توبہ خراب ہوگا
کیون دختر رز کھنچی ہوئی ہے

گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
مے خوار کو دھن ہے میکشی کی
مینا سے قلم ہے پر سر جوش
ہے جوش پہ آج فصل باران
ہر سمت سے بادہ خوار آئے
کیا دختر رز سے وصل ہوگا
عاشق کوئی چال پہ بنا ہے
شیشے بھی تو اب ابل رہے ہین
ہے ساقی رازدار میرے
شیشے سے نکل کے [illegible]

بجلی ہر بار کوندتی ہے
لو دختر رز دلھن بنیگی
لو جھوم رہے ہین آج نوشے
ہون ایک جگہ یہ جمع یاران
ساقی کو بھی اپنے ساتھ لائے
جو ہوتا ہے آج وصل ہوگا
دل تیر ستم سے کیون چھدا ہے
بے ہاتھون کے جام چل رہے ہین
وہ شاہد گلعذار میرے
اک جام شراب کا پلادے

ہم عاشق روے صنم ہین — ہم طالب مہ لقا قمر ہین — اے محرم راز مے پرستان — اے حافظ جان تیز دستان
اے نخل مراد باغ الفت — اے شمع ہدایت مودت — تسکین دہ عاشقان ہے نوش — پھر جام جو شیشہ مین ہو باقی
ہم سند ہین میکشون مین مشہور — کیون پیر مغان ہے ہم سے رنجور — کیون مہر پہ شیشہ ہاے مے ہے — آگاہ ہے ساقی سمن بر
کیا دختر رز چھپی رہیگی — انجام کی آفتین سہیگی — کیا پیر مغان کو رشک ہوگا — ہر قطرۂ مے جو اشک ہوگا
یہ ابر سیاہ آکے برسین — اک جام کو بادہ خوار ترسین — موقوف ہوئی جو بادہ خواری — ہے پیر مغان کو بیقراری
ساقی کوئی جام مے عطا کر — لائے ہو یہان بلا بلا کر — ساقی مے لالہ گون پلا دے — پھر دختر رز کا تو پتا دے
کیا عذر ہے مے کدے مین ساقی — دے جام جو رہ گیا ہو باقی — جام راحت فضا پلانا — میخانے مین شور و شر مچانا

چہرہ رہروان منازل صحرائے حیرت و طے کنندگان جادۂ پر ہول حسرت و مصیبت اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شیرین مصنف سخن سنج غواص ارباب سحر و جبین رے نگار ند غوغاے سحر پہ داستان امیر حمزہ مین تحریر کر چکا ہون کہ جس وقت صاحبقران کی صدا حیرت جادو نے سنی رنگ رو متغیر ہو گیا عقاب کے بھی ہوش اڑ گئے آخر باہمین صلاح ہوئی ملکہ حیرت جادو نے بیقرار ہو کر عقاب سے کہا صاحب اب نکل چلو نعرۂ حمزہ کی صدا آئی عقاب نے کہا کہ حمزہ کو ہم مین مار لینگے سحر کرکے گرفتار کرینگے حیرت نے کہا صاحب مین کبھی یہ صلاح نہ دونگی لو اور غضب ہوا اُس نگوڑے مونڈی کاٹے کی بھی نعرے کی آواز آئی جسکے نام نیکی ممانعت ہے ہر چند عقاب نے چاہا ٹھہر دن حیرت نے نہ مانا مع لشکر بھاگ نکلی عقاب تو اسکی راے کا پابند یہ بھی گیا اُس دن دو منزل کیا لشکر بے حساب ساتھ ہے راہ مین عقاب نے کہا اے ملکہ عالم مجھے افسوس کی بات یہ ان لوگون پر لشکر کشی بھی کی ہے جنکے نام سے ایسا ڈرتی ہو نعرہ سنتے ہی ایسے ہوش و حواس پراگندہ ہوے مین سنا کرتا ہون کہ راستہ بھی چھوٹ گئے تمنے ایسا گھبرا دیا سیر لشکر پیچھے رہگیا لشکر نے تمھارا ساتھ دیا مین نے اکثر اس راہ کو طے کیا ہے آج پتہ سراسر خلاف ہے حیرت رونے لگی کہا اے عقاب ہاتھ سے مسلمانون کے وہ صدمے اٹھائے ہین اگر اُسکا ذکر کرون صد ہا کتابین ہو جائین منشی احمد حسین صاحب قمر کہ ناظم و نثار بے مثل ہین نہایت اختصار کیا عبارت آرائی نہین کی سات جلدون مین تحریر ہوا ہے مین تمھارے سامنے کیا ذکر کرون جو جو امورات مین نے آنکھون سے دیکھے صرصر کیا لڑائی فتح کرلی پھر نکالا کہ شکست ہو گئی اب کیا کہون ظلم

مرغ دل را در محبت قصد صیادی بس است — طفل صاحب فہم را تعلیم استادی بس است — بشگفد گر غنچۂ گل در چمن گو بشگفد
مرا افغان عندلیبان سرو آزادی بس است — طرۂ حسن بتان را حاجت مشاطہ نیست — شانۂ گیسوی سنبل جنبش بادی بس است
در دیار دوستی د زا سرہ و پیغام خیست — دوستان در دوستی از دوستان یادی بس است — نالہ ہاے کوہکن در بیستون از بہر چیست
در دست عشق را انداز فریادی بس است — چون بنای طاق کسرے رو بویرانی نہاد — طاق ایوان ہوس را طرح بنیادی بس است
گر تہیدستم ز اسباب جہان مخفی چہ غم — حاصل کون و مکان عشق پریزادی بس است — عقاب نے کہا ملکہ حقیقت مین تمنے

بڑے صدمے اٹھائے شوہر کا مارا جانا طلسم کا لٹنا گھر بار کا چھٹنا جو کچھ تصور نہو جلسے ہے اب دیکھو مضبوط رہو مین ان بھیاؤن سے سمجھتا ہون ایک ہی سحر مین قیامت برپا کر دونگا بڑی نازک بات یہ ہے کہ جنسے مقابلہ کرنا ہے انکا یہ خوف حیرت کتنی ہے سمجھا جائیگا جس مقام پر اُترے ہین قریہ سامنے معلوم ہوتے ہین زمیندار زراعت کی حراست کر رہے ہین جسکے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شہر بھی قریب ہے بیرون بارگاہ عقاب نے تخت درست کرایا کچھ کرسیان بچھوا دین بیرون بارگاہ آکر بیٹھے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص

گھوڑے پر سوار زمیندار وضع دس بارہ پاسی تیر کمان لیے ہوئے زمیندار ایک انگوچھا سر پر ڈھال پیٹھ پر باندھے ہوئے
برچھے باندھے ہوئے سامنے ٹٹو پر سوار اسی جانب آتا ہی لشکر مین آکر داخل ہوا پوچھتا ہوا کہ لشکر کسکا ہی مالک کا کیا نام ہی
یہان اُترنے سے کیا کام ہی لوگون نے کہا عقاب ابر سوار ملکہ حیرت سفر کرتے ہوے کہین جاتے ہین یہ سنکے
زمیندار نے کہا لشکر اپنا تیار کرو پرائے مقام پر آکے اُتر پڑے ابھی چلے جاؤ کوئی زمیندار کو جل نجد کے جواب نہین دیا
جب زمیندار سامنے عقاب ابر سوار کے آیا عقاب نے کرسی دی یہ کرسی کا احمق بیٹھا بیٹھتے ہی کہا اے بادشاہ
ہمارا بادشاہ یہانسے پانچ کوس پر قلعہ ہی منصور سحر امی نام ہی یہ سب صحرا قریات انکے قبضہ مین ہی کسی کو
حکم نہین کہ اس صحرا مین اُترے ہماری زراعت کی بربادی ہوگی لہذا آپسے دریافت کیے اُتر پڑے ہم التماس
کرتے ہین کہ کچھ آپ کو سزا نہین دیتے ورنہ اس عورت کو چھین لینگے اپنے بادشاہ کو جاکر نذر دینگے گوری گوری
صورت سونے کی مورت کو دیکھ کے ہمارا بادشاہ بہت خوش ہوگا ورنہ ابھی اُٹھکے چلے جاؤ عقاب نے کہا
ہمارے ملازمون نے آپکے کسی کھیت کو ہاتھ تو نہین لگایا بلکہ نگاہ اُٹھا کے نہین دیکھا ایک رات بھر کے واسطے
ٹھیرے ہین صبح ہوتے چلے جائینگے زمیندار نے کہا یہ نہوگا ہم ابھی اس عورت کو لیجائینگے یہ کہکے اُٹھا چاہا کہ
ہاتھ پکڑلے حیرت نے غصے مین ایک طمانچہ مارا سر زمیندار کا اُڑگیا جیسے ہی زمیندار مرکے گرا اندھیرا ہوگیا
آواز آئی کشتی مرا نام بن نخم جادو وہ دو ساحر جو سامنے کھڑے تھے حیرت وعقاب پر تیر مارنے لگے عقاب
نے ہاتھ ہلادیا ترکت کٹ کے گرنے لگے غصے مین حیرت نے ملازمونکو جھڑکا ارے ان بےادبون کو مارو دو وہ جو
ساحر انجم کھڑے ہوے انپر نجوبی ترنج نارنج مارے سب پاسی مارے گئے لاشہ زمیندار بھی پڑا ہی پاسیون کی لاش
ایک جانب کہ آسمان پر سے اک طائر پیدا ہوا عقاب نے حکم دیا ہی کہ اسکی لاش یہان سے پھینکدو جادوگر چلے
ہین کہ لاش اسکی اُٹھا کر پھینکدین کہ طائر جو آسمان سے آیا تھا اُسنے سیکے لاش پر چیخ مارا آواز دی یا خداوند
صنم گویا آپ کے بندہ ونبیرہ بدعت آپکی رحمت سے دور رہی یہ عورت بڑی مغرور ہی نخم جادو کو اس بیدردی سے
مارا عقاب دیکھ رہا ہی کہ وہ زمیندار یا تو پڑا اُٹھا سر الگ جسم الگ سر اُچکتا ہوا قریب جسم کے آیا جسم سے آکے
مل گیا طائر نے آواز دی او نخم جادو کیون پڑا ہی جو بویا وہی اُگا تیر مارنے والا سرسبز نہوگا اُٹھکر جا ملک کو اپنے
اطلاع کر خداوند صنم گویا سزا دینگے یہ جو طائر نے کہا زمیندار اُٹھکھڑا ہوا گستیان گستیان کرتا ہوا اپنے ٹٹو
پر سوار ہوا پاسی بھی سب اُٹھکھڑے ہوے عقاب کے یہ معاملہ دیکھکر ہوش اُڑگئے اب زمیندار نے بھی
کچھ نہ کہا یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم کاہیکو سرکشی کرین خداوند صنم گویا سمجھ لینگے عقاب یہ عجائب و غرائب دیکھکر
حیران ہوگیا کہتا ہی اے ملکہ عالم آپنے یہ شعبدہ دیکھا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ یہانسے اُٹھ چلیے یہان کے
لوگ علم نیرنگ و شعبدے سے ماہر ہین دیکھا آپ نے کیا کیا شعبدے دکھلائے عقاب نے کہا ایسا نہو کہ
اور کچھ خرابی پڑے طائر کو دیکھکر میرے بھی ہوش اُڑے اب اور زیادہ تردد بڑھا یہ تو ظاہر ہی کہ یہ لوگ
ساحر زبردست ہین حیرت نے کہا اب اسوقت جانا ممکن نہین مگر زمیندار پاسیونکو ساتھ لیے ہوے
قلعہ منصوریہ مین پہونچا شہر مین نوبت نقارے بج رہے ہین وضیع شریف و ملازمان منصور و رعایا وغیرہ
وسط شہر مین اک دیر کلان ہی ایک پتلہ سونے کا انسان کے برابر تخت پر بیٹھا ہی سب پوجا پاٹ کر رہے ہین
مگر وہ سونے کا پتلہ مثل انسان کے سب سے باتین کر رہا ہی جسنے جو غرض اپنی عرض کی پتلے نے جواب دیا
اچھا یہ مطلب ہوجائیگا منصور در دیر پر ٹہل رہا ہی کبھی اپنی بارگاہ مین جاتا ہی کبھی باہر آتا ہی وزیر ایم

شیر سب حاضر ہین کہ منصور نے دیکھا زمیندار سامنے سے آیا منصور نے پوچھا ای تخم جادو آج خلاف وقت کہان آئے اُسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا اُسکے ساتھ لشکو پیدو دھری ہر چند مین نے کہا وہ لوگ نہین مانتے منصور نے زمیندار کا ہاتھ پکڑلیا اندر دیر کے آیا اپنے کو گرا دیا عرض کی دہائی ہی خداوند صنم گویا کی مجھکو عورت نے مارا مین مرگیا میرے ساتھ کے پاسی مارے گئے تھے مگر آپکی رحمت سے پھر زندہ ہوا وہ جو عورت ساتھ ہی اُسکے عجائب و غرائب عرض نہین کرسکتا لاکھو لاکھ طرح سے مین نے اُسکو سمجھایا لیکن اُسکے ذہن مین نہ آیا سرکشی پر آمادہ ہی آپ کی نسبت کلمات سخت کہے یہ کلمہ کہا صنم گویا کیا چیز ہی اُسکا پوجنے والا بدتمیز ہی لشکر اُنکا آتا ہوا ہی تمام کھیت پامال ہوئے کئی درخت گرا دیے بے ادبی یہ ہی کر کھانا پکا رہے ہین چولھون مین آگ جلا رہے ہین آپکی عداوت سے خلاف ہی زمین جل رہی ہی درختونکو صدمہ پہونچا یہ جو زمیندار نے کہا سونے کے پتلے نے آواز دی کہ زمین تھرتھرا گئی کہا او تخم جادو تو ایسا ذلیل تھا کہ عورت کے ہاتھ سے مارا گیا وہ طائر نہ تھا فرشتۂ قدرت تھا کہ جسنے تجھکو زندہ کیا یہ بھی ہمکو معلوم ہوا کہ عقاب ابر سوار بادشاہ پردۂ ظلمات ہی اُسکے سحر و ساحری کی کرامات ہی قدرت کے سامنے کیا زبان ہلا سکتا ہی ابھی اس عورت کو بلواتے ہین اپنے قبضے مین عورت کرینگے یہ کہکر اُس سونے کے پتلے نے ایک دستک دی زمین سے ایک طائر پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا ہوا لب پر تعریفین خداوند صنم گویا کی ای خداوند صنم گویا تیری قدرت سے سب چیزین قائم ہین وہ لوگ آپکی قدرت سے آگاہ نہین ورنہ اُنکی کیا لیاقت ہی ایک دیا ہر سمجھا جاے وہ انکو اسطرح سے سمجھائے نظم

دار اے مرد مومن ہر زمان — بر زبان اقرار و در دل اعتراف
کن بخلوت بندگی شام و سحر — پا مکش بیرون ز کنج اعتکاف
راز دل ظاہر مکن با ہیچ کس — دائما پرہیز کن با انکشاف
ہست چون رازق کفیل رزق تو — ہست لا حاصل غم و رنج اکتساف
صورت دل را صفا آید نظر — از کدورت باشد ار آئینہ صاف
در جہان گردد عیان ہر راز تو — حالت ہر انقباض و انکشاف
ہند یا صبر و قناعت پیشہ کن — باش ایمن در مقام لا تخاف

سینۂ خود کن ز بغض و کینہ صاف — دور کن از دیدہ روشن غلاف
در زبان راستبازی پیشہ کن — تا توانی شو نہ از حق بر خلاف
شو موافق در جہان با نیک و بد — تا نداری با تو کس عزم خلاف
بر زبان خود مبادا ہیچ گہ — کفر و بہتان و دروغ و کذب و لاف
رزق تو خود میرسد نزدیک تو — گر بود پوشیدہ زیر کوہ قاف
حضرت ستار و غفار الذنوب — میکند جرم گنہگاران معاف
آگاہ باشد بر تو اگر کن آفتاب — کاہ رو پوشد بکنج انکشاف

طائر نے اسطرح زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھے اہالیان دربار مبہوت ہوگئے منصور حرامی بت کے گرد پھرتا ہی کبھی قدمونپر سر رکھتا ہی کبھی کہتا ہی یا خداوند تیری قدرت کے نثار سب جن و انس طائران بے زبان آپ کے حکم مین ہین بیشک آپ ہی نے سبکو پیدا کیا پتلا سونیکا ہنستا ہی کہا ای منصور طائر قدرت نے خوب کہا ایک آدمی یہانسے جائے اُس عورت و مرد کو سمجھائے کرامت تو قدرت کی دیکھ چکے کہ مردے کسطرح اُٹھکر چلے آئے مارنا اُنکا بیکار رہا قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی اسی طائر کو حکم دین اس عورت کو جا کر اُٹھا لائے ای منصور قدرت دیکھتے ہین کہ وہ عورت بڑی ساحرہ ہی مگر طائر قدرت کے سامنے کچھ اُسکا زور نہ چلیگا طائر نے کہا یا خداوند آپ نے مجھکو ایسا پرندہ پیدا کیا ہی اگر حکم ہو کہ ایک پر کے اوپر پہاڑ کو اُٹھا لاؤن منصور وزرا کو ساتھ لیکر دربار مین آیا ایک ملازم کو بلایا کہا اُس لشکر مین جاؤ مالک لشکر کے سامنے اوصاف خداوند کے بیان کرو کہ خداوند صنم گویا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا جو مسلمان وحدہ لا شریک لہ کہتے ہین ہم بھی اکیلے ہین بس بہتر یہ ہی کہ جلد آکر حاضر ہو خداوند صنم گویا کو سجدہ کرو ورنہ قیامت بپا کر دونگا وہ عورت بڑی خطاوار ہی قدرت اپنی زبان سے فرما چکے ہین جس شخص کو اُسنے کہا اور پیغام دیا ہی

زردچوب جادو اسکا نام ہی بادشاہ کا ہجام ایک چیلا حیرت تخت پر عقاب ننگ زرین پر بیب افسران فوج
حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی یہ قلعہ منصور بڑے عجائب و غرائب کا مقام ہی کہ عرض ہوئی ایک شخص بھیجا ہوا بادشاہ
منصور کا در دولت پر حاضر ہی کچھ عرض کریگا عقاب نے کہا بلالو زردچوب جادو اندر آیا عقاب کو
سلام کیا حیرت کو بنگاہ غور دیکھنے لگا کبھی ہنستا ہی کبھی مسخراپن کرتا ہی عقاب نے حکم دیا ملازمون نے کرسی
دی وہ کرسی پر بیٹھا صنم گویا کی تعریفین کرنے لگا کبھی کہتا ہی ای بادشاہ عالیجاہ حقیقت مین خداوند صنم گویا کو آپنے
نہین پہچانا زمین آسمان سب اُنھون نے پیدا کیا دیکھو کیسے بڑے بڑے پہاڑ پیدا کیے ایک طائر بنایا ہی اگر
حکم دین تو بڑے پہاڑ کو وہ طائر اپنے پر پر اُٹھالے اگر قدرت کی نگاہ قہر و غضب ہو اشارہ کرین تو آسمان پر
جلنے تارونکا زمین پر فرش ہو زمین رشک عرش ہو بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ لوگون نے قدرت کو
نہین پہچانا خود قدرت نے فرمایا ہی کہ آپ لوگ آئیے آکے سجدہ کیجیے جو آرزو دل کی ہو وہ پوری کیجائے تمھارے
باب مین فرمایا ہی کہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب ہی ابھی اُسکا شباب ہی قدرت نور قدرت اُسکے سینے مین آتارینگے
سولے اسکے اگر اور کچھ ارادہ کیا تو کل صبح کو حیرت باغ قدرت مین ہوگی حیرت نے کہا بیہودہ کیا بکتا ہی ارے
صنم گویا کوئی زبردست ساحر ہوگا یا دیوتہ ہو تو عجب نہین ہم ایسے پروردگار کے مطیع ہوے کہ کسی غضب
پر ہماری توجہ نہین سامری و جمشید سے زیادہ کون ہی ان صنم گویا کو بھی سامری جمشید نے بنایا ہوگا
یہ طاقت دیدی کہ خداوند بن بیٹھے یہ سنکر زردچوب غصے مین سرخ ہوگیا ہاتھ بڑھایا کہ حیرت کی گردن کو
پکڑ لون حیرت نے غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اسکا اُڑ گیا لاشہ تڑپا زمین سے آواز آئی ای طائر قدرت حجت
خداوندی دکھائیے اس مُردے کو جلائیے وہین طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے آکے عکس ڈالا زردچوب جادو
زندہ ہوکر اُٹھا کہا ای ملکہ حیرت جادو آپ منظور نظر خداوند صنم گویا ہین بیشک حسن و جمال مین یکتا ہین آج
بے ادبی کی سزا دیتا مگر لحاظ سے ہاتھ نہین اُٹھتا یہ کہکے پرواز پیدا کیے قلعہ منصور کو مین آیا منصور حرامی
یہی ذکر کر رہا ہی کہ زردچوب جادو سبکو ساتھ لیکر آئیگا کہ زردچوب بھی آکے پہونچا کہا ای شہنشاہ وہ لوگ
بڑے سرکش ہین ایک بات مین بی حیرت بگڑ گئین مجھکو طمانچہ مار دیا مین مرکے زندہ ہوا طائر قدرت نے آکر عکس ڈالا
غصہ مجھکو بھی آیا قدرت نے فرمایا تھا کہ قدرت اُسکو اپنی معشوقہ بنائینگے اس خیال سے کچھ نہ کہ سکا یہ سنکر منصور
اُٹھا یکہ و تنہا اُس دیر مین آیا گرد دیر کے ہزارہا گھنٹے نواز ناقوس نواز بیٹھے ہین کیا مجال جو ایک سے ایک بات کرسکے
سب خاموش بیٹھے ہین منصور اکیلا دیر مین گیا قدمونکو بوسہ دیا گرد پھرا تو باندھکے سامنے کھڑا ہوا عرض کی یا
خداوند وہ لوگ بڑے سرکش ہین عورت شعلہ جوالہ ہی زردچوب کو بھی مار ڈالا ہی آپ کی رحمت نے زندہ کیا یہ سنکر
صنم گویا نے کہا ای منصور اب انکو جانے نہ دو لشکر کشی کرکے مقابلے مین جاؤ حیرت تو کل غائب ہو جائیگی
عقاب کی تسکین باندھکر لاؤ منصور حرامی نے اُسی وقت حکم دیا بارہ ہزار ساحر تیار ہوے سالوس سکار
اسکا عیار پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے پشت پر کھڑا ہی سو شاگرد منظور ہاے زربفتی سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا
ساتھ منصور کے اس کروفر سے بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکے بیرون قلعہ آیا مقابلے مین آکر عقاب کے اُترا عقاب
بیرون بارگاہ تھا اُسنے جو دیکھا کہ لشکر مقابلے مین آیا اب ضرور لڑائی پڑیگی ساتھ والون سے کہا دیکھو صاحبو وقت
مین کافرون سے اُلجھنا پڑا مین یہ نہ سمجھا تھا حیرت جادو کو بھی ستانا آگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ مہتر
مہتر چالاک بن عمرو ایک ساحر گرفتہ بنگاہ رون مین ملازم ہی یہ سب سامنے اُنکے دیکھے جب وہ ساحر اُٹھا چالاک

بھی اُسکے ساتھ باہر نکلا کہا کیون حضور آپنے سب حال دیکھا منصور حرامی کو ایسا دعویٰ ہی کہ بارہ ہزار ساحر
سے اتنی بڑی فوج کے مقابلے مین آیا ہی آخر کچھ تو گھمنڈ ہی افریخ جادو اُس افسر کا نام ہی اُسے کہا کیا کرون دو مرتبہ
اُسکا مرنا اور پھر زندہ ہونا کیا تعجب کا مقام ہی بڑے غضب کا شعبدہ ہی چالاک نے کہا اگر آپ فرمایئے تو مین شہر مین
جاؤن ایسا نہو ملکہ حیرت پر کوئی افتاد پڑے جو ابھی آیا تھا صاف صاف کہ گیا کہ ملکہ حیرت جادو کو قدرت
نے پسند فرمایا ہی ہم بھی اُنھین کا نمک کھاتے ہین ایسا نہو کوئی حرکت کر بیٹھے تو پھر مشکل ہوگی عقاب ابر سوار
اپنے سحر کے گھمنڈ مین ہی بہتر یہ ہی کہ حیرت کی حفاظت کرین جسکو یہ اختیار ہی کہ مردے کو زندہ کرتا ہی ایک آدمی کا
اُٹھا لیجانا اُسکے نزدیک کیا مشکل ہی افریخ نے کہا بھائی تمھین کچھ عیاری مین دخل ہی چالاک نے کہا مین مدتون
لشکر صاحبقران مین رہا عمرو کا جو بیٹا ہی چالاک بن عمرو مین اُسکی خدمت مین برسون رہا اکثر عیاریان بھی
سیکھین افریخ نے کہا ابھی تساہل کرو ہم تمسے کہینگے چالاک بھی سوچا کہ عقاب نے اتنا بڑا ارادہ کیا ہی ایسا غافل
نہین ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ حیرت پر جان دیتا ہی ضرور حفاظت کریگا اس خیال مین خاموش ہو رہا لیکن عقاب
مشتاق ہی کہ یہ مقابلے مین آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا پہر رات گئے تک انتظار کیا ہرکارے پلٹکر آئے عرض کی وہان صحبت
عیش وعشرت آراستہ ہی لڑائی بھڑائی کا ذکر نہین طبل جنگی کی فکر نہین اندر سے جو آیا ہی طوفان ہند ہمراہ ملیح ہو رہا ہی
جام مرار غوانی گردش مین غلام اسی واسطے دربار مین اُسکے حاضر رہے جب وہان جلسہ شروع ہو گیا تب غلام پلٹکے
چلے عقاب حیران ہی شیرون سے کہا یارو کچھ تمھارے ذہن مین آیا کہ لشکر کشی کرکے آیا طبل جنگی نہ بجوایا سبب تو
عرض کی ظاہر تو یہ صورت ہی کہ فوج بہت کم ہی آپکا لشکر بیحساب اپنے مددگارون کو نامے لکھے ہونگے اس انتظار مین
ہوگا کہ مددگار آلین فوج برابر ہو جائے تو طبل جنگی بجواؤن مقابلے مین اسواسطے آ اترا کہ آپ کوچ نہ کرین ذہن
مین عقاب کے بھی آیا کہ شیران سلطنت سچ کہتے ہین فوج اُسنے جابجا سے بلوائی ہوگی اس خیال مین دربار
برخاست کیا حیرت تو الگ خیمے مین آرام فرماتی ہین کنیزان مہ جبین ہمراہ ہین یہ اپنی بارگاہ مین تشریف لائین
مگر کنیزون نے دیکھا ملکہ خاموش حیرت کو حیرت کا جوش کنیزون سے کہ رہی ہی صاحبو لشکر عقاب مین بڑا
انتظام ہی جیسے سامری جمشید نے کیا تھا ہی میرا تردد دم بدم بڑھتا جاتا ہی دشمن کو عقاب نے ذلیل سمجھا ہی بقول حکیم
شعر دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد ؎ دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد ؎ یہ اُنکو حقیر سمجھے ہین مجھکو وہ لوگ بڑے
منتظم معلوم ہوتے ہین شعبدہ باز نیرنگ ساز اس طبل جنگی نہ بجوانے مین کچھ بھید ہو ایک تو کیا اطمینان ہی کہ
اتنے بڑے مقابلے مین بارہ ہزار فوج سے آکر اُترے طبل جنگی کیون نہین بجوایا صاحبو ذرا ہوشیار رہنا اگر
کوئی جانور یا انسان دکھلائی دے مجھکو فوراً ہوشیار کر دینا یہ نہ خیال کرنا کہ بی بی نے ابھی آرام فرمایا ہی آرام کو
آگ لگے آج میرا سونے کو دل نہین چاہتا ہی کاش کہ مقابلہ مسلمانان مین پہونچتی وہان انکا انتظام میرا دیکھا ہوا ہی
شاید انکا انتظام یہ ہی کہ عیارونسے اپنے کو بچانے یہان کی باتین ہماری سمجھ مین نہین آتین افسوس ہی کہ
ہماری کنیزان قدیم باقی نہ رہین فلک نے تنہا کر دیا نام اُنکا کنیز تھا مگر ایک ایک اپنے ملک کی شاہزادی تھی ایک
ایک حسن مین طاق سحر مین شہرۂ آفاق تم لوگ سب نئے ہو تمسے کیا کہون بس اتنا خیال رکھنا کہ جب کچھ معلوم ہو
مجھکو جگا دینا بڑی دیر تک حیرت بیٹھی یہی باتین کیا کی کنیزون نے جو عرض کیا کہ حضور آرام فرمائین ہم سب
ہوشیار رہین جسطرح آپ نے ارشاد کیا جاگتے رہینگے جب کچھ کھٹکا ہوگا ضرور جگا دینگے حیرت نے کہا تم کیا کہتی ہو
علم شعبدہ کو کوئی سمجھ نہین سکتا میرے تو قلب کا یہ حال ہی کہ بات کرنا محال ہی اسکے ذکر سے دل تھراتا ہی نظم

گو رہائی ہی قفس جب مجھکو گھر آتا ہی یاد
اے جب چاک گریبان سحر آتا ہی یاد
شہپر پرواز ہوتا ہی خیال خط یار
چاک پیراہن سے کوئی چاک در آتا ہی یاد
جو ہی دنیا مین نہین ہوتی محبت بیغرض
اسکے ملنے سے کوئی موسے کمر آتا ہی یاد
نوجوانون کے سر و نیز طرہ گل دیکھکر
کوئی ناسخ کا جو مجھکو شعر تر آتا ہی یاد

اس سفر مین ہاے دنیا سے سفر آتا ہی یاد
خود فراموشی دو چندان ہوتی ہی ...
ہوش اُڑ گئے ہین جو مرغ نامہ بر آتا ہی یاد
مجھکو دیتا ہی طلوع داغ حسرت آسمان
کیا شب تیرہ مین وہ رشک قمر آتا ہی یاد
چاند کے جلوے سے بندھتا ہی خیال ...
اے جنون پیری مین مجھکو داغ سر آتا ہی یاد

ٹکڑے کرتا ہون گریبان کو شب فرقت مین
وصل کا دن روز فرقت مین اگر آتا ہی یاد
کھلدے دست جنون پھیری چھاتی ...
بے زری مین ہاے جب وہ سیمبر آتا ہی یاد
زاہدا موے مبارک کی زیارت کیا کرون
چاندنی مین مجھکو ساقی جسم تر آتا ہی یاد
خشک ہو جاتا ہی حاسد کا لہو سنتے ہی ...

جب حیرت جادو نے بہت کہا کنیزون نے عرض کی ہم سب جاگتے رہینگے سب کنیزین پیچھے کھینچکر گرد حیرت کے بیٹھین عرض کی لونڈیان جاگ رہی ہین اگر ہوا بھی تیز آئیگی تو آپکو فوراً جگا دینگے جب کنیزون کو اسقدر آمادہ پایا تو حیرت نے تکیے پر سر رکھا سو گئین کنیزین جاگ رہی ہین ایک سے ایک اشارے کر رہی ہی خبردار آج نہ سونا ملکہ کو آج بہت پریشان پایا ہی حکم مالک کا بجا لانا واجب و لازم ہی ایک نے کہا بو ایچ فرماتی تھین میان عقاب کو اپنے سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ ہی مگر طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے گویا ابھی کوئی ساحر خود پسند ہی کیا کیا شعبدے تیار کیے ہین حقیقت مین بڑے کمال کی بات یہ بھی ہی کہ جو جو یہان مر مر کر گرے پھر اٹھ اٹھکر چلے چلے گئے خدا ہماری بی بی کی خیر و عافیت رکھے سب بجا فرماتی ہین کہ عورت کا مقدمہ نازک ہوتا ہی اگر کسی نے ہاتھ لگا دیا پھر آبرو کہان باقی رہی خرابی در پیش ہوئی یہ سب اشارے کر رہی تھین رات اب بہت قلیل باقی ہی کہ ہواے سرد چلی سبکو نیند آگئی کمواریین ہاتھ سے چھوٹ گئین اپنے اپنے مقام پر سو گئین نہین معلوم کیا ہوا کسی کو خبر بھی نہ ہوئی ایک کنیز کی جو آنکھ کھلی ستارہ سحری چمک چکا تھا کہ اُس کنیز نے دیکھا ملکہ حیرت پلنگ پر نہین ہین یہ معاملہ دیکھتے ہی گھبرا گئی اور کنیزون کو جگایا کہا اے دیکھو ملکہ عالم کہان ہین اب تو سب جا بجا ڈھونڈھنے لگین ہر چہ ہوا عقاب ابر سوار کی آنکھ کھلی صبح ہو چکی تھی پوچھا اے کیا ہوا کیون گھبرائی پھرتی ہو سبنے کہا حضور غضب ہو گیا ملکہ عالم چھپر کھٹ سے غائب ہو گئین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین دوپہر رات گئے تک خود جاگین بہت گھبرائی تھین یہی فرماتی تھین کہ عقاب نے بڑا انتظام کیا ہم سب کنیزین پیچھے ہاتھ مین ہر طرف نگاہ رہی کوئی آدمی جانور نہین آیا یہ البتہ ہوا کہ رات بہت قلیل باقی تھی ایک جھونکا ہواے سرد کا چلا ہم سب سو گئے پھر جو آنکھ کھلی ملکہ کو پلنگ پر نہ پایا سب مقامات دیکھ چکے یہ سنتے ہی عقاب کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبو غضب ہوا مجھکو بالکل یہ خیال نہ تھا گھبرایا ہوا بارگاہ مین آیا سب مصاحب رفیق جمع ہوے دیکھا تو شہنشاہ چپ بیٹھے ہین چالاک افریخ کے ساتھ خدمتگار بنا ہوا مگس پرانی کر رہا ہی یہ حال سنتے ہی چالاک سب سے زیادہ گھبرا گیا جی مین کہتا ہی بڑا غضب ہوا مین نے کل سے ملکہ کے لیے کوئی انتظام نہین کیا آخر اسکا انجام یہ ہوا کہ کوئی اٹھا لے گیا افریخ جادو طرف چالاک کے پلٹا کہا کیون میان خدمتگار تمھاری راے مین کیا آیا عقاب نے کہا کیا یہ نجومی ہین یا رمال یا ستارہ شناس ہین افریخ نے کہا اے خدمتگار تیرا نام کیا ہی اُسنے ٹھہر کر جواب دیا حضور حقیقت مین مین ضرور ضرور خبر لانا ہون نام میرا مختیر نگ ہی اگر حضور حکم دین غلام کو تو اگر ہزار پردے مین بی بی حیرت ہونگی تو وہان سے بھی خبر لاؤنگا عقاب نے کہا مین اپنے سحر سے دریافت کر لون تو تجھکو

بھی حکم دو ون یہ کہکے اُٹھا جس بارگاہ مین ملکہ حیرت تھین اُس بارگاہ مین آیا جہان ملکہ حیرت نے آرام فرمایا تھا وہان
پھر کمند کو دیکھا ساری بارگاہ کو چھان ڈالا کسی طرح کا نشان نہ ملا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا کہا ای ستمگر نیرنگ
نئے رنگ کی بات ہو یہ تو سحر نہین کرامات ہی مین نے ساری بارگاہ کو چھانا نشان نقش پا بھی پاتا تو مین دریافت
کر لیتا کیا کہون کچھ پتہ نہین ملتا تم جاکر خبر لاؤ چالاک سلام کر کے باہر نکلا اسباب عیاری جسم پر آراستہ کر کے
صورت اپنی تبدیل کی لشکر کی طرف چلا تھلے مین آیا جا بجا پھرنے لگا دیکھا بادشاہ آتا ہی اُسکے ساتھ ہو کر چالاک
بھی چلا کہ دیکھون یہ کہان جاتا ہی منصور مع وزرا امرا کے دربار مین آیا وہی سونے کا پتلہ ہنس ہنس کے خوب
باتین کر رہا ہی جیسے منصور نے آکر سلام کیا پتلے نے ہنسکر جواب دیا کیون منصور کچھ لشکر دشمن کی خبر معلوم ہوئی
عرض کی ابھی ہرکارے آئے تھے انھون نے خبر سنائی کہ حیرت جادو پلنگ پر سے غائب ہو گئین پتلہ ہنسا
کہا وہ عورت قدرت کے لایق ہی قدرت نے اُسے بلا لیا ہر چند کہ معشوق مہوش ہی مگر بد مزاج و سرکش ہی قدرت
کے پہلو مین اُسے بیٹھنے سے انکار ہی کہتی ہی جان دونگی قدرت بھی خاموش ہو رہے منصور نے عرض کی کہ اب
مقدمہ جنگ مین کیا ارشاد ہوتا ہی پتلے نے کہا ای منصور کچھ تبل جنگی کی ضرورت نہین ہی دشمن کا خاتمہ ہو جائیگا
قدرت تدبیر کرینگے ایک ان مین سے زندہ نہ بچیگا منصور تو یہ باتین کر کے چلا گیا گر چالاک خود عاشق حیرت تھا
دل پر ہجوم رنج و مصیبت تھا دربار مین کھڑا رہا باتین کرتے کرتے ایک برہمن کے پاس پہونچا اُس سے چپکے سے پوچھا
کیون بھائی قدرت شب کو کہان تشریف رکھتے ہین برہمن نے کہا یہ جو سامنے دروازہ ہی ہمیشہ بند رہتا ہی
اگر کوئی اس مکان مین جائے تو باغ پر بہار مین پہونچے قدرت تو آسمان پر تشریف رکھتے ہین مگر باغ پر بہار
مقام سکونت ہی ہمارا ان خداوندی کا سنا ہی چند کنیزین قدرت کی وہان رہا کرتی ہین اور سکونت قدرت مقام
عرش اعلی ہی بھائی ہنسے بھی ذکر سنا ہی کبھی ہم لوگ باغ پر بہار مین نہین جاتے منصور فرماتے تھے باغ پر بہار
مین کنیزان خداوندی رہتی ہین چالاک خاموش ہو رہا دن کو تو ٹال گیا شب کو پھرتا ہوا قریب باغ پر بہار
آیا پشت پر سے کھڑے ہو کر سنا گانے کی آواز آتی ہی چالاک نے پشت باغ سے آکر کمند پھینکی ایک شجر مین جا کر
اٹکی چالاک جست کر کے بالائے دیوار آیا کود پڑا نخل کی آڑ پکڑ کے بہ نگاہ غور دیکھنے لگا دیکھا وسط باغ مین
ایک چبوترہ عمدہ بنا ہوا ہی اُس پر نہایت مقبول فرش بچھا ہوا ہی اسباب عیش و نشاط جمع ہین ایک ساحر بر سر
تاج پہنے ہوئے لباس بہت عمدہ زیب جسم چالیس پچاس نازنینان زہرہ جبین مہ جبینان ماہ تمکین سامنے اُس ساحر
بیٹھی ہین ایک ڈومنی بیٹھی ہوئی مجرا کر رہی ہی ایک قفس مین حیرت کو دیکھا زبان مین سوزن سر نگون حیران ادھر
عالم یاس دم بدم وہ ساحر ملکہ حیرت سے کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین تمکو قفس سے نکالون میرے
پہلو مین بیٹھو جو خواہش کروگی پوری کرونگا آج تمھاری خواہش ہین عرش اعلی پر نہین گئے قدرت زمین پر رہے
یہی چاہتے ہین تمہارے مرتبے بڑھائین تمکو بھی عرش اعلی پر چڑھائین قطعہ

تا کنی معلوم حال جان استقبال خویش
در قفس کی بند گشتی عندلیب خوش نوا
مرغ جان از فرش بر عرش برین کردی عروج
گر اوج معرفت یکدم کشادی بال خویش
گر ببینی اہل دولت بر تامل بال خویش
غور کن بر صورت و سیرت کہ دارنی جہان
کاغذ زر گردد اندر دیدۂ اہل نظر
گر تو زاب چشم شوئی نامۂ اعمال خویش

گر تو بینائی بچشم دل ببین بر حال خویش
مہر خاموشی زدی گر بر زبان لال خویش
از دو صد در دامن ہمت ندیستی یکدم
گر تو جبہ بر سراپا حال خویش و قال خویش

لاکھ یہ ساحر نے چاہا پیٹا کنیزون نے بھی
سمجھایا کہ حضور آپ خدائی کہلا چکی سب آپ کے مونس ہین قدرت نے بصورت اصلی آپ سے ملاقات کی آج تک

یہ صورت کسی نے نہین دیکھی چالاک یہ باتین سنکر پریشان ہے ڈومنی ناچ رہی ہے خوب جما رہی ہے چالاک گھبرا رہا ہے کیونکہ اس کمرے مین یہ جنون ایک کنیز واسطے پیشاب کے گوشے مین اٹھکے آئی چالاک نے اسکو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ بہ تبدیل تمام اس کنیز کی شکل بنکر جلسے مین آیا پر معذرت عرض کی کہ یا خداوند ایک غزل لونڈی نے بھی یاد کی ہے سماعت فرمایے ایک نے کہا کہ او غنچہ دہن تو تو کم سخن مشہور ہے گانے کے نام سے بھی آگاہ نہین قدرت کے سامنے کیونکر گائیگی چالاک کو معلوم ہوا میرا نام غنچہ دہن ہے جھمک کے سامنے ساحرے آیا ہاتھ بھی چمکایا پان طبلہ بجانے والے کے سامنے سے کھینچ لیا کہا بوا سید ھا سید ھا ٹھیکہ بجاتے جاؤ تم اپنی دُھن مین مین اپنے خیال مین اسنے ٹھیکہ چھیڑا یہ غزل گائی غزل

گلچین بہار گے دامن پسارتے ہین
یہ کیسے گشت گل پر انکو ابھارتے ہین
اسکو لگا کے ہین اسکو سنوارتے ہین
مشتاق ہمکناری ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
ایسے ہین کنگ اشارے گویا پکارتے ہین
قائل ہوئے ہین تو اپنے نالون کی گرہ سو کا
تقصیروار توبہ توبہ پکارتے ہین
خنجر ہین ابرو کے اور رال بہی ہے ٹپکتی
جھلکون سے اس پری کے رہ قوالی ستے ہین
رو رو کے دل کو خالی کرتے ہین جسجگہ ہم
سودے مین گیسوون کے سر بیدے مارتے ہین
جلتے ہین عاشق اسکے کوچے کے گرد پھرنے
دام کمال اپنی تیغی گھمارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنے زلفین سنوارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین
مستی سے تنگ حلقہ اسکی ضد کا ہے کرتا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہین
بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہے دید خط سے
داغون کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہین
ذرات کھیلتے ہین باہم تمہارا الفت
بوسے کا نام سنکر ہم منہ پسارتے ہین
اس گل سے رخ کے اوپر کرتے ہین گل کو تکو
دریا کیطرح جیسے وان موج مارتے ہین
پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیون مین
پہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین
مرد فقیر حق حق کرتے ہین بور سے پر

گل کو نظر سے اشک خون آلود کے
سنبل کو اور مشک وغیرہ کو وارتے ہین
مرتے وہ زندہ کرتے زندو نکو مارتے ہین
سوئے عدم کر کے جو یا سدھارتے ہین
وہ دلپسند ہے تو جب مجھکو دیکھتے ہین
وہ بوئی ہے جس سے یارے کو وارتے ہین
دریلے حیرت اسکا غالب کہ موجزن ہو
دل سے جیتے ہین ہم کتنے وارتے ہین
سینے کے نیچے اوپر گل کھاتے کے ابھار کے
اس لب سنبلین پہ سنبل کو وارتے ہین
رہتی ہے اک پریشان حالی و بد دماغی
اسکو بیٹھتے ہین وہ اسکو آ مارتے ہین
دم ہے انہین بھی دولت انکا بھی دل پکاو
شیر اپنے نیستان مین آتش کو کارتے ہین

چالاک نے کس رنگ سے یہ غزل گائی ڈومنی شرماگئی پسینے پسینے ہوئی کہا بوا غنچہ دہن آج تو تمنے وہ کمال دکھایا کہ ہمارے ہوش اڑا دیے ایک ایک لفظ کو دس دس طرح بتایا یہ کمال کیونکر حاصل کیا چالاک نے شرما کے کہا بوا یہ حال قدرت سے پوچھو کل رات کو مین پڑی سو رہی تھی مجھ تنگوری کو ہلکان کیا اور یہ فرمایا کہ ہمنے علم موسیقی تجھکو عطا کر دیا تیرا دل خزانۂ علم موسیقی سے بھر دیا ہے کوئی تیرا سامنا نہ کر سکیگا بتانے مین طاق ہوئی گانے مین شہرۂ آفاق ہوئی اُس ساحرنے بنگاہ غور چالاک کو دیکھا مسکرا کے کہا بی غنچہ دہن ہمکو یاد آیا مگر کسی طرح اس آہوے وحشی کو رام کرو کسی طور نہین مانتی چالاک نے کہا و ری ابھی سمجھاتی ہون یہ کہکر چالاک قریب قفس حیرت آیا چپکے سے کہا اپنے غلام جانباز کو پہچانا نام منتر بن منتر چالاک بن عمرو حیرت ہنس پڑی ضبط کر کے کہا اے چالاک غضب کیا یہ بڑا شعبدہ باز ہے ہر کام پر ساحر معترض ہین اگر مین پڑے تو نکل جاؤ میرا جھوٹا اسکی زندگی مین محال ہے جبتک یہ نہ مریگا مین رہائی نہ پاؤنگی چالاک نے کہا آپ اتنا سر ہلا دیجیے کہ جو غنچہ دہن کہتی ہے مجھے منظور ہے اسکے گانے سے قلب کو سرور ہوا حیرت نے کہا اے چالاک کچھ نہوگا چالاک نے کہا مین ابھی اسکو مارتا ہون آپ بس اتنا زبان سے فرما دیجیے کہ غنچہ دہن نے جو مجھکو سمجھایا مین نے دل وجان سے مان لیا مین ابھی اسکو لیتا ہون

مجھسے نشانہ کرتا تھا مین کیا اسکو زندہ چھوڑ دونگا یا اسکے قتل سے منھ موڑونگا جب چالاک نے بہت کہا حیرت نے لاچار ہوکے جواب دیا اچھا او ننگو ٹہے جو تیری خوشی اُچک کر سامنے اُس مسند نشین کے آیا کہا یا خداوند مین نے راضی کر لیا اب وہ کہتی ہی مین پہلو مین بیٹھونگی مگر منصور کوہ کا بادشاہ مقابلہ کرین عقاب سے مین لڑونگی وہ ساحر ہنسا کہا ای غنچہ دہن ان باتون سے انھین کیا کام سلطنت لین جسکو چاہین دیدین مگر مقدمۂ عقاب مین ہم تدبیر کرچکے ایک دن مین سبکا خاتمہ ہو جائیگا وہ کیا قدرت کی تدبیر سے امان پائیگا اُسکی کیا حقیقت ہی یہ وہ ملک ہی کہ جسمین بڑے بڑے ساحران شعبدہ باز حیلہ ساز آئے آخر کچھ نہ کرسکے سیاحران کا نوروز مین نے قصد کیا تھا اس ملک کو لے لین تین مہینے لڑے آخر بھاگ گئے راستہ نہ ملا اُنکا بادشاہ مجمر آتشخوار اپنی آگ مین آپ جلا کچھ زور نہ چلا چالاک نے کہا قدرت اچھا کہدین جو مناسب جانے وہ کرین ساحر نے کہا لاؤ ہمارے پہلو مین حیرت کو بٹھاؤ یہ بھی تو چالاک کو منظور نہین خود عاشق جمال حیرت ہی کہا یا خداوند آج کی شب اور صبر کیجیے کل پہلو مین بٹھاؤنگی وہ چپ ہو رہا چالاک نے پھر گانا شروع کیا گاتے گاتے کہا یا خداوند ایک کمال آپ نے اور مجھکو بتلایا ہی بھول گئی تھی اب یاد آیا یعنے منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن اُسنے کہا اگر غنچہ دہن ایسا ہو تمکو خلعت ہو چالاک نے کہا جو آپکی مرحمت ہو کچھ مشکل نہین کنجی تو مجھکو میخانے کی دیجیے ساحر نے اک کنیز کو اشارہ کیا کہا ای صنوبر کنجی غنچہ دہن کو دیدے اُسنے کنجی دی چالاک نے کنجی لیتے ہی میخانے مین قدم رکھا کہا صاحبو آج مین ساقی ہوتی ہون کوئی باقی نہ رہے شراب تقسیم ہونے لگی کوئی تو قرابہ لیگیا کسی نے بتلہ اُٹھا لیا دو سو گلابیان کنیز الماس نگار مرواریدی ارغوانی سے بھر کے صحبت مین لایا پاؤن مین گھنگھرو باندھے پیشواز پہنی گت شروع کی سب مست رہے ہین نگاہ سبکی لڑی ہی چالاک نے گاتے گاتے جام بھر کر سر پر رکھا اب وقت وہ ہی کہ میخوار زرین پوش میکدۂ مغرب سے نکلا جام مہر ہاتھ مین ساقی گری بات بات مین محفل چرخ زبرجدی مین آکر جھومنے لگا یعنے ستارۂ سحری چمک چکا یہ عالم تھا اشعار صبح:

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
خروس صبح دم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی پہلوے گل مین عندلیب پھولکر بیٹھی شاہدان چمن نے منھ اپنے آب شبنم سے دھوئے لالے کے چراغ گل ہوے ہواے سرد چلی سنبل نے زلف عنبرین کو کھولد یا نرگس کی دیدہ بازی اُسکی غمازی جیسے ہی چالاک نے جاہا جام دون وہ ساحر قہقہہ مار کے ہنسا اُسکے ہنستے ہی سب جانورون نے شاخ نخل پر زمزمہ سرائی کی ایک طائر کہ منقار اُسکی الماس کی آنکھین یاقوت احمر کی پرون سے قطرات شبنم کو گراتا ہوا شاخ سے اُڑا سر پر چالاک کے چیخ مارا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہ شعر اُسکی زبان پر جاری تھے

نظم

تا چند تو ان افغان در کنج قفس بلبل
آتش بگلستان زن گر خار و خسے داری
با یار ہو حق کو دنبال شکار ای دل
سلطان اقالیمے گر ہم نفسے داری
پروانۂ عشق شب پروازیسے داری
صد شکر گزین عالم کنج قفسے داری
آشفتہ و غمگینی پژمردہ و دلگیرے
پرواز چہ خواہی کرد بال مگسے داری
تنہا نہ بچمن بلبل شد گرم طرب با گل
با شمع مقابل شو گر دست رسے داری
بیہودہ درین گلشن تا چند فغان بلبل
دانستہ شد امروزم کاندوہ کسے داری
در وحشی تنہائی شرط است بہم بودن
ہنگام بہار آمد خیزاں ہوسے داری

سب طائرون نے اسطرح زمزمہ سرائی کی اور اشعار آبدار بھی پڑھے اُس ساحر نے جام لیکر زمین مین رکھدیا چالاک

کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او مکار غدار تو نے بڑا غضب کیا قصر خداوندی مین چلا آیا چالاک نے کہا ای خداوند آپ کیا ارشاد فرماتے ہین مین تو آپکی کنیز ہون یہ اسوقت آپکو کیا ہوا ساحر نے کہا او نالایق قدرت نے سبکو پیدا کیا بندہ ساتھ ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ قدرت کے ساتھ جب تو آیا تھا جبھی قدرت تجھکو پہچان گئے تھے مگر منظور ہوا کہ تیرا کمال بھی دیکھ لین مین اپنی سب تدبیر کر چکا جب چالاک نے بہت انکار کیا تب اسنے آواز دی اری صنوبر یہ مکار انکار کرتا ہی منھہ پر اسکے ہاتھ پھیر دے کہ رنگ و روغن چہرے کا اتر جاے اپنی صورت دیکھے گریبان مین منھہ ڈالے صنوبر خواص اٹھی اکڑتی ہوئی قریب چالاک کے آئی چالاک ہان ہان کر رہا اسنے منھہ پر ہاتھ پھیر رنگ و روغن عیاری کا اتر گیا صنوبر نے ہنستا تھا کہ چالاک کو دکھایا مسند نشین نے کہا کیون مکار اب تسکین ہوئی کہ نہین چالاک نے کہا آپکی موت نہ تھی خدا نے بچایا ہی وقت موت نہ چند ساعت کم ہوتا ہی نہ بڑھتا ہی اور کسی طور سے آپکو قتل کرونگا زندہ تو نہ چھوڑونگا اسنے کہا کیون چالاک تو تو عیار مسلمانان ہی تو حیرت کو رہا کرنے کیون آیا چالاک نے کہا ادھر سیر کو آتے تھے سنا کہ اتنی بڑی رئیسہ قید ہوگئی خیال مین آیا جا کر چھڑا دین صنم کو یا قتل کرین مگر آپ ہوشیار تھے افسوس خیر اسوقت بچے آیندہ کیونکر بچیے گا صنم کو مانے کہا ای چالاک ہم تمھین کو زندہ نہ چھوڑینگے صنوبری سے حکم دیا اسکو لیجا کر قید کر بادشاہ سے کہلا بھیجا جائیگا میدان خونی کی تیاری ہوگی وہین ہم بھی آئینگے اسکو قتل کیا جائیگا حیرت نے جو یہ معاملہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا جی مین کہتی ہی ای حیرت ہم عجب بدنصیب ہین دیکھو ہمارے واسطے بیچارے نے کیا کوشش بیرودی کی مگر کچھ ہوا بیچارہ کس مشکل مین پھنسا چالاک جو حیرت کی طرف متوجہ ہوا پکار کر آواز دی کل آیکا سر فروش قتل ہوگا وصیت ہماری اتنی یاد رہے

نظم

صد بار برو پا بگذارم دم برگشت
تا چشم بمالم رخ نیکوے تو بینم
نازم بجبینم مرگ عوض عمر ابد را
تا حلقہ بگوش خم گیسوے تو بینم
گفتم کہ من از عشق تو دل کم ای شوخ
ان زور دگر قوت بازوے تو بینم

در قتلگہم آئی و من روے تو بینم
نقش قدم خویش چو در کوے تو بینم
سر خواستن آیندہ بہ شمشیر چہ حاجت
سر را چو دم نزع بزانوے تو بینم
بخرام کہ خواہم سر شمشاد قدان را
تا کے بسر خود ستم از خوے تو بینم

یک خلق مرا ہمیند و من سوے تو بینم
کو طالع بیدار کہ ہر صبح من از خواب
آرم بکف از جنبش ابروے تو بینم
بکشا گرہ از زلف کہ دلہاے بتان را
پامال خرام قد دلجوے تو بینم
آگفتا کہ بود باور من حرف تو سوے

حیرت جادو اسوقت بہت روئین ہر چند کہ چالاک سے اسکو بڑا بنا ہی مگر بے اختیار منھہ سے نکل گیا خیر ای چالاک ہمارے تمھارے بروز قیامت ملاقات ہوگی چالاک بھی رونے لگا انھین ملازم ملکہ حیرت نے یہ خمسہ پڑھا خمسہ

خانہ زاد ستم و اندوہ ہمزاد من است	یاس بجز دوری سرشت طبع ناشاد من است	از جفاے طالع من واے بیداد من است
انکہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است	و انکہ نسیان ور دو محبت یاد من است	
ہم کبھی تجھے پہ مرتے اور نگاہ تجھے شاہد ہے	گر خرین مضطرب گہ بیخود و بیہوش و مست	عاشق بنتے کبھی گہ مو معشوق است
نیست در عالم تمنائے کہ از قیدم بجست	ہر کجا ہستی بہ مقصد آزاد من است	
آنکہ جھکی ہی کہ آیا ہی وہ زیب انجمن	شوق کہتا ہی کہ دار الشفا بیت الحزن	جب نہین آیا تو کیا جلتا ہی جی کو تہ سخن
ساختن کشوں پیدا رو بحسرت سوختن	از نصیحہاے حرمان خدا داد من است	
دیکھو ہے ہمسایہ دیکھا ہوگیا الفت پرست	ہین خموش اس جو رپر ای نرگس چشم مست	جی کبھی ایسا ہی بھر آیا تو کالی شست

حرف عاشق بے زبان شکوۂ دل عاجز است | انچہ ہرگز آشنا با لب نشد داد من است

ایک مشت استخوان ہے بلکہ کچھ اس سے بھی کم | جو کہین مین بچ رہون تو یہ ہے اسکا کرم | قتل کرتین سر نگون حجلت زدہ جیتے ہین ہم

آن ستمکارم من کہ لائق ہم کشتن نیستم | شرم می آید مرا از کشتن جلاد من

جو ہو خود ہر کام مین واماندہ وصلش کیا ہو | شرح مطلب نکلے کیا وہ ہی فریب آرزو | جا سکے رنجگی ہے سوختن سادگی تو دیکھو

کار دشوار سے نظیری گرہ آرزو کہان | شاد از تدبیر ہاے سست بنیاد من

حیرت کا بھی دل بھر آیا اشارون مین کچھ ایسی باتین ہوئین کہ دونون کے کلیجون پر چھری چلی چالاک کو صنوبر
خواص نے پکڑ کر کھینچا کہا ننگوڑے کیا باتین بناتا ہے ایک کنیز کو حکم ہوا جا کر بادشاہ شہر کو اطلاع کر دے چالاک سے
بڑی بے ادبی سرزد ہوئی باغ کنیزان قدرت مین آیا مگر پکڑا گیا سویرے سے میدان خونی کی تیاری کرنا صنوبر
خواص یہ لیکر لگی خبردار اسکو دار پر کھینچنا سرا ہین عقاب کے روانہ کرنا انکو بھی خبر ہو جائے کہ یہ مکار مارا گیا
خواص نے جا کر منصور حرامی سے کہا اسیوقت شہر بھر مین ہل ہو گیا کہ ایک عیار عقاب ابرسوار کا بھیجا ہوا باغ
کنیزان خداوندی مین پہونچا مگر پکڑا گیا کل دار پر کھینچا جائیگا ہرکارون نے یہ خبر عقاب ابرسوار کو پہونچائی
افرنج جادو رونے لگا کہا اے شہنشاہ وہ خدمتگار میرے بڑے کام کا تھا ایسی جانبازی سے میری خدمت کرتا تھا
جس کام کو کہا فوراً کر لایا میرا ارادہ ہے کہ جاؤن جب اسکو دار پر چڑھائین پنجے مین دبا کے بھاگون عقاب
نے کہا تمھین اختیار ہے افرنج جادو روتا ہوا اپنے خیمے مین آیا ہرکارونکو حکم دیا کہ مجھکو برابر خبر پہونچانا جب
میرا خدمتگار دار پر چڑھایا جاے مین فوراً جا کر اسکو رہا کرونگا ہرکارے روانہ ہوے یہان صنوبر خواص نے
چالاک کو لا کر ایک مکان مین داخل کیا آپ مونڈھا بچھا کر دروازے پر بیٹھی تھوڑی دیر مین رونے کی
آواز آئی صنوبر نے پلٹ کر دیکھا قیدی رو رہا ہے صنوبر نے کہا او نالایق اب کیون روتا ہے رونے سے کیا
ہوتا ہے یہ گستاخی تو نے کی کچھ خوف نہ کیا اس باغ مین گیا جہان ہوا بھی جاتے ہوے تھراتی ہے منصور حرامی
کہ بادشاہ ہے کبھی آجتک اس باغ مین نہین گیا ہم لوگ رازدار ہین خدمت خداوند مین رہتے ہین چالاک
نے کہا اے ملکہ عالم یہ تو مین جانتا ہون کہ اب زندہ نہ بچونگا مجھسے بڑی بے ادبی ہوئی مین یہ آفتاد نہ سمجھا تھا
مگر مین نے عمر بھر بردہ فروشی کی کسی عورت کو پکڑ لایا کسی لڑکے کا پکڑ لایا مال بہت جمع ہو گیا رونا اسکا ہے کہ وہ مال
جلاد مفت لے لیگا کاش تم لے لو کچھ تو مطلب نکلیگا شاید سفارش کرو خواص سوچی اس قیدی کے مال کی کون
سماعت کریگا مفت مین ملتا ہے چھوڑنا سراسر حماقت ہے یہ سوچکر اندر آئی کہا میان دیکھین کیا مال ہے ہم تمکو
قید سے چھڑا دینگے مگر توبہ کرو اب ایسی حرکت نہ کرنا چالاک نے کہا حضور کبھی سامنے مین تلف کے نآؤنگا نادانستہ
تھا یہ حرکت ہوگئی خواص سمجھ گئی چالاک نے کمر سے سونے کی زنجیر نکالی اسمین نگینے جڑے ہوے خواص کے
منھ مین پانی بھر آیا چالاک نے کہا ہمارا ایک دوست ہے بنیا اُسی کے یہان سے ہم سود لیتے ہین سیکڑون
روپے کا غلہ لاتا ہے دو روپے روز کا آٹا بیچتا ہے وہ تو کہتا تھا یہ نگینے جھوٹے ہین گلشن خان کے ہاتھ کے
ودے بلے ایک جوہری کہتا تھا یہ زنجیر بادشاہی وقت کی ہے انکی زوجہ کے واسطے بنی تھی دس ہزار روپے کی
جوڑی ہے مین تو جانتا ہون میرا بنیا سچا ہے خواص نے کہا بنیا نگوڑا کیا جانے دال نون بیچنے والا بیشک یہ بیش
کی چیز ہے چالاک نے کہا اور دیکھیے یہ کھڑے کنگن نکالے زرے یاقوت کے نگینے جڑے ہین چالاک نے کہا یہ جوڑی
پچاس ہزار روپے کی ہے خواص نے کہا بھائی ذرا مین پہن کر دیکھون چالاک نے کہا پہن پہن کر دیکھو تمھارے

ہی واسطے ہی جو تمھارے پاس رہجاینگے تو میری روح خوش ہوگی خواص نے کہا مین نے تمکو اپنی زبان سے بھائی
کہا ہی ہم کنیزان مقرب خداوند ہین جو چاہین کہ لین مین عرض کر دونگی حضور میرا بھائی ہی سب خواصین ایک طرف
ہوجاینگی کہ صنوبر کے بھائی کو نہ قتل کرو منصور کی کیا حقیقت ہی خداوند سے کہکر معاف کرا لینگے چالاک نے
کہا بہن تمکو اختیار ہی مین نے بھی تمکو بہن کہا سونے مین پیلا کر دونگا مین سبکو بیچ ڈالتا سوائے تمھاری بھاوج کے
اور گھر مین کون ہی اُسکو سونے مین لاد دیا اب چل نہین سکتی سوائے تمھارے دینے کے اور کسکو دونگا یہ کہکے ایک
طوق نکالا وزن مین سوا سیر کا ایک دیونی کو مار کر لیا تھا دیکھو اسکا وزن کتنا ہی تمھاری بھاوج کو سب ایسے
زیور پہنائے ہین ہیکل انکو پانچ سیر کی پہنائی ہی اٹھ نہین سکتی ہی پلنگ پر بیٹھی رہتی ہی ایک ماما بھی مین نے رکھدی ہی
چار آنے مہینہ اور کھانا دیتا ہون پلنگ کی ادوان کاٹ دی ہی وہین پاخانہ بھی پھرتی ہی اٹھتی ہی تو منھ کے بھل
گرتی ہی خواص ہنستی جاتی ہی کہ بھائی مین تمھاری بی بی کو ضرور بلاؤنگی دو چار دن مہمان رکھونگی چالاک نے
کہا بہن اسکی زبان مین ہاتھو کی ہی بات بات پر لڑتی ہی خواص نے کہا کیا ہوا ہم وہ بات کاہیکو کہینگے جو اُسکے خلاف مزاج
چالاک نے کہا نہ کہو وہ ایسی لڑاکا ہی کہ ایک بات مین ہزار باتین سنائیگی فقط مجھے دبتی ہی اور فیاض بڑی ہی
محلے مین کوئی کالے سر کا باقی نہین ہی مین بھی ٹال جاتا ہون کہ میرا کیا نقصان ہی ہر جگہ سے کچھ لے ہی آتی ہی خواص
بہت ہنستی جاتی ہی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے کہا بہن دیکھو کوئی دروازے کی دراز سے جھانکتا ہی جیسے یہ
خواص نے منھ پھیرا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے سحر تو اس سے اتر ہی چکے تھے ارے کہکر پلٹی چالاک
نے حباب مارا بیہوش ہوئی چالاک نے نیا زیور سب لے لیا اسکا بھی اتار لیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اسکو
اپنی صورت بنایا گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے آپ اُسکی صورت بنکر باہر نکلا اور کنیزونکو حکم دیا
ارے جاگتی رہیو دیکھو ستارہ سحری چمکا مرغ سحری کی آواز آئی بادشاہی فوج مین کمر بندی ہو رہی ہی میدان
خونی کی تیاری ہو چکی ہی چلنے کی تدبیر کرو ادھر قیدی زندان مغرب زنجیر شعاع و ضیاع مین جکڑا ہوا میدان
خونی چرخ زبرجدی پر قائم ہوا جلاد فلک خنجر بیدادی کھینچے ہوئے ساتھ جو بدار نے آکر خبر دی ملکہ چلو
بادشاہ آگئے جلاد جمع ہوگئے صنوبر نقلی آگے بڑھی خواصون سے کہا گنہگار کو لیکر آؤ چالاک پہلے پہونچا دیکھا
منصور گھوڑے پر سوار گرد پہلوان جلاد جمع ہین دار استادہ ہو چکی سب اسباب سیاست موجود ہی بادشاہ نے
کہا کیون صنوبر قیدی کو لائین عرض کی حضور وہ تو رات سے مثل مردے کے پڑا ہی منصور نے کہا کچھ ہو گرد ار کھینچا
جائیگا دیکھو لوگوشون مین سو تیر انداز کھڑے ہین تیر مارنے مین خطا نہ کرینگے کہا حضور کنیزین لاتی ہین بعد دم بھر کے
بارہ چودہ کنیزین مثل مردے کے قیدی کو اٹھائے ہوئے لائین منصور نے کہا ارے ہوشیار ہو کر اپنا حال ار
تو دیکھے خطا کی سزا اُٹھائے کنیزون نے بمشکل بیدار کیا صنوبر نے دیکھا میری کنیزین مجھکو گھیرے ہین حلق مین
ہے گیند ٹھسا ہی بول نہین سکتی غین غین کر رہی ہی کنیزون نے مارنا شروع کیا تکوڑے اب گولنگا بھرا بناہی
منصور نے اشارہ کیا دار مین لٹکا دو چالاک نے کنارے جاکر خواص کی صورت بدل صورت ایک سپاہی
کی بنکر ٹہلنے لگا یہان خواص کو دار پر کھینچا منصور نے اشارہ کیا سو تیر اندازون نے چہار طرف سے تیر مارے
تمام جسم غربال ہوگیا ہرکارون نے افریخ کو خبر پہونچائی یہ دوتا اسوقت آکر پہونچا کہ تیر لگے آواز آئی ہی
کشتی مرا نام ہی صنوبر جادو ہو منصور نے کہا ارے یہ کیسی آواز آئی لاشہ اتار دو یہ تو نام کنیز خداوند کا ہی
ارے یہ کیا غضب ہوا لاشہ اتار منھ جو دھلا یا دیکھا یہ تو صنوبر خواص ہی افریخ جادو نے دیکھا شہ

ہوگیا کہ عیار بڑے غضب کا تھا نگہبان خواص خداوندی بھی اسکا قتل کراکے چلا گیا منصور کہتا ہی ارے
ڈھونڈھو ابھی تو یہان خواص پھر رہی تھی میان چالاک بھی کھڑے ہین حضور آپ کے تخت کے پاس ہی
تو کھڑی تھی کیا چھلاوا ہوگئی منصور نے کہا لاش اٹھاؤ دربزرگ مین چلو قدرت کو دکھاؤ عرض کیا جائیگا
عیار نے دھوکا دیا خواص کو قتل کراکے چلا گیا یہ کہکے لاش اٹھوایا دربار مین آیا دیکھا وہی تصویر سونے کی
باتین کر رہی ہی کہ بادشاہ آگے پہونچا سامنے تصویر کے ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا عرض کی یا خداوند غضب ہوا
قدرت کی خواص قتل ہوگئی عیار نکل گیا سونے کی تصویر کو بڑا غصہ آیا اک چیخ ماری کہ زمین دہل گئی
کہا او بیوقوف تجھکو نہ سوجھا اگر شک گذرا تھا طائر اسرار کو طلب کیا ہوتا کہا یا خداوند شک کسکو گذرا
فوراً تیراندازون کو حکم دیا انھون نے تیر نے خطا نہ کی جب مرنیکی آواز آئی تب شک ہوا اب قدرت زندہ
کردین سونے کی تصویر نے کہا ہٹاؤ سامنے سے اب ہم زندہ نہ کرینگے عیار بڑا غضب کر گیا اب اور طور سے
اسکو گرفتار کرینگے چالاک پلٹا افریخ جادو کو دیکھا روتا ہوا جاتا ہی چالاک نے آگے بڑھکے ملاقات کی
کہا آپ کیون روتے ہین افریخ نے کہا بڑا خدمتگار میرا مارا گیا بڑے کام اس سے نکلتے تھے چالاک نے کہا
اسے کون مار سکیگا مین حاضر ہون اسوقت سپاہی کی شکل بنکے آیا ہون افریخ لپٹ گیا کہا بھائی نیرنگ
تمنے بڑا کام کیا حال تو کہو عقاب ابرسوار بہت مشتاق ہین یہ باتین کرتا ہوا چالاک کو ساتھ لیے ہوئے
سامنے عقاب ابرسوار کے آئے عقاب یہی ذکر کر رہا ہی کہ چالاک نے بصورت قول ملاقات کی عقاب
نے کہا اے نیرنگ کہو کیا گذری عرض کی حضور بڑے سحر تیار ہین غلام نے جاکر رنگ جمایا ساقی گری کی
آخر کو بگڑ گیا صنوبر خواص کو قتل کرا دیا مجھکو آپ کے اقبال نے بچایا عقاب ابرسوار بہت خوش ہوا
کہا اے نیرنگ اب کہو چالاک نے کہا پھر جاتا ہون جب تک کہ ملکہ حیرت کو نہ چھڑاؤنگا مجھے چین نہ پڑیگا
قضائے کار سمور جادو انکا مصاحب قدیم جنگل مین واسطے شکار کے گیا ایک درخت پر اک طائر کو دیکھا
اسنے تیر مارا یہ تو ظاہر ہوا کہ طائر کے جسم پر جیسے ہی تیر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا اندھیرا ہوگیا چالیس جادوگر
غائب ہوگئے بھیلے قراول پلٹ کر خدمت مین عقاب کی آئے سب حال بیان کیا عقاب گھبرا گیا ہزار
جستجو کی کچھ پتہ نہ معلوم ہوا جہان لشکر اترا ہوا ہی کیا ان رسالدار آئے ہین آپسمین تکرار ہوئی تلوار
کھینچی پھر چلنے گولے چلے تین ہزار جادوگر مارا گیا یہ بھی خبر عقاب کو پہونچی اور زیادہ گھبرایا افریخ سے کہا
یارو بڑے غضب کی بات ہی چالیس جادوگر نامی گرامی صحرا مین جاکر غائب ہوگئے ہزار یہان قتل ہوگئے
کبھی آپسمین ایسا نفاق نہوا تھا آپسمین خصومت کیسی میان نیرنگ کو بلاؤ چالاک آئے عقاب
نے کہا میان نیرنگ تمکو اپنے لشکر کا سرہنگ کرونگا ہزار روپیہ روزینہ دونگا ذرا پتہ تو لگاؤ کہ یہ کیا ہو رہے
چالاک نے کہا ابھی جاتا ہون کہ خبر ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ آپ کے لشکر مین ایک اور
آفت پڑی دس جادوگر نامی گرامی بازار کی سیر کو گئے تھے پھرتے پھرتے غائب ہوگئے اب عقاب ابرسوار
گھبرایا اپنی جان کا خوف ہوا ڈرا کہا یہ تو آفتادین پڑنے لگین چالاک پھر صورت بدلکے چلا لشکر مین
منصور حرامی کے فقیر بنکے آیا جابجا لوگون نے آواز دی منت جی صاحب ہماری دوکان [illegible] گے دھو
نی لگائیے چالاک کہین نہ بیٹھا ایک ایک شخص سے پوچھتا ہی کہو بھائیو یہ طائر جو آتا ہی کہین کیا بھید ہی
کہان سے آتا ہی کہان رہتا ہی ایکنے کہا اندر شہر کے ایک باغ ہی کہ اسکو باغ طائر پر اسرار کہتے ہین

ہم کبھی گئے نہین مگر سنا ہی کہ وہ قدرت کار راز دار بھی ہی آج اُسنے لشکر دشمن پر سحر کیا کئی ہزار آدمی گرفتار کیے یہ تو ہمنے
اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کئی ہزار کی مشکین بندھی ہوئی چند حبشی اُنکو کشان کشان لیے جاتے تھے سنا ہی کہ
اسی طرح سب لشکر حریف کا گرفتار ہو آئیگا اُسکو خبر بھی نہوگی کہ میرے مصاحبون کو کون لیگیا کچھ لوگ
جنگل سے گرفتار ہو کر آئے کچھ لشکر سے پکڑ گئے کچھ بازار سے اُٹھا لیے اسطرح سب پکڑے گئے چالاک نے خوب
دریافت کرکے قلعے مین آیا پھرتے پھرتے اُس باغ کے قریب پہونچا دیکھا اُس باغ سے شعلے آتش کے بلند
ہو رہے ہین درخت مثل چنار جل رہے ہین چالاک ٹھہر ا دیکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد ایک کنیز کسی کام کو
نکلی چالاک نے بشکل جوان حسین اُسکو پکارا جب وہ ٹھہری اُسکے پاس پہونچا باتون مین لگا کر بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر ڈرتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ وسیع گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین
سلسبیل آسا جاری ہین عندلیبان خوشنوا جوش بہار دیکھکر پہلوے گل مین بیٹھکر یہ غزل گا رہی ہین غزل

ہوئی وہ گل پہ کہ تجبیر ہی فدا جان بہار
معصوف رخسار اُس گل کا ہی ایمان بہار
زندہ ہوتے جاتے ہین گلہاے مردہ یک قلم
دیدہ گریان ہین گویا ابر باران بہار
تیرے روے آتشین کے آگے چاہا تھا فروغ
آگے اُس گل کے شگفتے پر ہی اب جان بہار
جوش گل مین شاخ گلشن کی جدا ہین نہین
باغ مین مانند جو جاری ہی فرمان بہار
کیا ہین اب تو شگوفے سے گلستان آسمان
پرزے پرزے ہو رہا گل گریبان بہار
ہر چمن مین ورنہ ہر گل پر ہو احسان بہار
مین ہوا عاشق جو اُس گل کا ہوا آغاز عشق
آنکھون مین ہی چمن مین آب حیوان بہار
تو نہین جاتا چمن مین گل نے پیدا کر لیا
کر دیا بادِ خزان نے گل چراغان بہار
کیا غضب ہی شکر حسن کا بھر کر دیا
بلبلو آلودہ خون ہی یہ دامان بہار
کیون خزان حسن مین دیکھون خط سبز یار
دیکھنا ای باغبان تو رفت وشان بہار
نظم رنگین ہی جو مضمون نہ گیا بیچ چمن
اُڑتے پھرتے ہین بھلا کیا رتبہ اوراق گل
جوش سودا کا ہوا ہی مجھکو دامان بہار
گر رہا ہون آبیاری باغ حسن و فرشتہ مین
جنگلی موج ہوا سے پریشان بہار
گل ہوے تر مردہ سب رخ چمن مردہ
ہی زبان برگ سے ہر گل ثنا خوان بہار
لالہ و گل کیا کہ ہین منقار با فرمان یک
اسقدر دلکش کہان گلشن مین بھی جان بہار
دیکھے اُس گل کو ن قبا کو حسن وحشت اگر
ہو گئے برگ خزان اوراق دیوان بہار

طائر زمرد نگار یاقوت منقار شگفتے پھرتے ہین جب زمزمہ سرائی کرتے ہین کبھی اشعار عبرت کبھی عشرت
کبھی عاشقانہ آدمی کے محو کر دینیکا بہانہ چالاک ان سبکو دیکھتا بھالتا وسط باغ مین آیا دیکھا اک چبوترے پر
فرش عمدہ بچھا ہی مسند پرتکلف چالیس پچاس کنیزین دُر در گوش مرصع پوش اسباب عیش و نشاط آراستہ
گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کنیزین سر جھکاے بیٹھی ہین جنکے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا
انتظار کر رہی ہین دم بدم اُس آگ کی جانب دیکھتی ہین ایکطرف سے زنجیر کے جھنجھنانے کی آواز آئی چالاک نے
سر اٹھا کر دیکھا مصاحبان عقاب جو غائب ہوے ہین وہ سب سلسل مطوق ایک چمن مین بیٹھے ہوے
زنجیرین ہلا رہے ہین زبانون مین سوزن مبتلاے رنج و محن ایک سے ایک یہی کہتا ہی یارو ہمین کسنے
گرفتار کیا کیونکر پکڑے گئے ابتک نہ سمجھے کہ یہ کیا واقعہ ہوا جس کمال مین عمر بھر مشقت کی اُسکا بھی کچھ
ظہور نہوا سحر نہ کرسکے یکایک سو گئے آنکھ کھلی تو اپنے کو اس مقام پر پایا جو لوگ شکارگاہ مین گرفتار
ہوے وہ کہتے ہین جب ہمارے افسر نے طائر کو تیر مارا اندھیرا ہوگیا اسطرح کا ہنگامہ گیر و دار بلند تھا
کہ شور قیامت پانی بھرے آبرو و نیز بچکی اب کیونکر چھوٹینگے ان قیدیون کا حال دیکھکر چالاک کو پسینہ
آگیا دل تھرا رہا ہی جی مین کہتا ہی ای چالاک یہ بڑے بڑے ساحر یون غفلت مین گرفتار ہوے بڑا کوئی

حیلہ ساز و شعبدہ باز ہی کہ یہ لوگ ابتک حیران ہین کہتے ہین نہین معلوم ہم کیونکر پکڑے گئے خدا محفوظ رکھے ایک
گوشے مین بیٹھا ہی کنیزین آگ کی طرف دیکھ رہی ہین پہر رات آچکی ہی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی زمین پر
بچھایا ہی وسط سما پر ماہتاب اپنی کیفیت دکھاتا ہی صاف ثابت ہی گلہاے سیارگان شاخ کہکشان پر
شگفتہ یکایک آگ مین تیزی ہوئی شعلے بھڑک کر آسمان پر گئے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے نرگس نے آنکھین
کھولدین سنبل کو اپنی زلف معنبر بنانے سے فرصت نہین شعلہاے آتش اسقدر بھڑکے کہ تمام باغ آتش بہار
ہوگیا چالاک تھرتھر کانپ رہا ہی دل سے دعائین کرتا ہی کہ پروردگار عالم تو ہی بچانے والا ہی جب شعلے
بہت بھڑکے جوانان چمن وجد مین آئے بیچ آگ مین سے ایک طائر ہفت رنگ تڑپ کر نکلا طائر کو دیکھ چالاک
کے ہوش اڑے جی مین کہتا ہی کیا زور سحر ہی کہ بیچ آگ مین سے طائر نکلا پر وغیرہ اسکا نہین جلا بلند ہو کر خیمہ کے
کنگرے باندھ کر طرف مسند کے چلا ایک چیخ ماری زمین تھرا گئی سبکی آنکھین بند ہوئین اب آنکھین کھولکر دیکھا
ایک ساحر قوی و جسیم رنگ سیاہ کمر تاج سر پر بھاری لباس زیب جسم خود سر کے تاج سے شعلے آتش کے نکل رہے ہین
انگلیان مثل پنجشاخون کے روشن ہین کنیزون نے اٹھکر بلائین لین گرد پھرین عرض کی آج حضور کو بہت
دیر ہوئی حضور کہان رہے لونڈیون نے جدائی مین حضور کی بہت قلق سہے جسدن سے چالاک بن عمرو
صنوبر خواص کو مار کر نکل گیا اُس دن سے جو آپکو دیر ہوتی ہی کنیزین گھبرا جاتی ہین وہ ساحر ہنسا معلوم ہوا
سنڈاس کا منہ کھل گیا وہ بوے بد آئی کہ دماغ الٹ گیا چالاک کہتا ہی ای چالاک یہان پر خواجہ عمرو ہوتے
تو البتہ چالاکی انکی یہان کام آتی مگر اُس ساحر نے کنیزونکو جواب دیا صاحبو کیونکر سویرے آتا ایک سر ہزار
سو دے مین ہزار عقاب ابر سوار کے ساحر قید کرکے لایا آنکو نیا شعبدہ دکھایا بڑی فکر یہ ہی وہ عیار
مکار نگر مین پھرتا ہی مین اسکی فکر مین ہون آخر کہان جائیگا چالاک یہ سنکر گھبرا گیا اُس ساحر نے اشارہ کیا
کنیزون نے گلا بیان بڑھائین چالاک چاہتا ہی مین بھی قریب جاؤن کھڑے ہو کر کھنکارا دوپٹہ سینہ پر
سے سرکا دیا ہے صورت دکھائی کنیزون کے کہنے سے معلوم ہوا ہی کہ عقاب شعبدہ باز اس ساحر کا
نام ہی منتظم کارخانہ صنم گویا سب طرف کا انتظام کرتا ہی چالاک نے جو تیکے صورت دکھائی مسکرا کے
آنکھ جھکائی عقاب شعبدہ باز نے آواز دی سوسن ادھر آؤ آج تم ہمکو خراب بلاؤ چالاک جھجکر قریب
آیا کہا ای شہنشاہ خداوند صنم گویا آپکو اُس نگوڑے عیار کے ہاتھ سے بچائین مین نے سنا ہی کہ آپکو پھر
اسی فکر مین پھرتا ہی اُنے غضب کیا صنوبر خواص کو قتل کرکے نکل گیا یکایک آسمان پر برق چمکی ایک
طائر سفید رنگ اڑتا ہوا آیا آتے ہی گر کر لوٹ ماری انسان بنکے تیار ہوا عقاب شعبدہ باز نے کہا ای
طاؤس حیلہ ساز کہان تھے آج کہان دیر لگائی کہا حضور کیا عرض کرون جسوقت سے صنوبر خواص
قتل ہوئی چہار جانب اُس عیار کی فکر مین گیا مگر اُسکو نہ پایا رات بھی ہوگئی تھی پلٹ آیا قریب عقاب کے
آیا تخت پر بیٹھا عقاب نے سوسن کو آواز دی ہی سوسن بنے چالاک سامنے بیٹھا طاؤس حیلہ ساز
جو آیا چالاک نے خیال کر کے دیکھا نہایت اداس ہی چہرے پر زردی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین نرمی
حواس مین ابتری چوکنا سب طرف دیکھ رہا ہی گائن سامنے بیٹھی تھی چالاک نے کہا بوا گاؤ سازندے تو
لگے کیون شہنشاہ مین دو چار شعر کی غزل گاؤن طاؤس حیلہ ساز بول اٹھا سوسن تمنے تو کبھی کہا
علم پر توجہ نہین کی عرض کی اسکا حال عرض کرونگی خداوند صنم گویا کی عنایت ذرا آج سنیے انصاف کیجیے گا

مین نے کبھی اس علم پر توجہ نہین کی خداوند کے صدقے ہو جاؤن خواب مین فرما گئے مجھکو علم موسیقی دیا عقاب
تو کچھ نہ بولا طاؤس نے کہا ہان سوسن کچھ اشعار تو گاؤ سوسن نے سازندونکو اشارہ کیا دو طرف سے دو
سازنگیان بجین گلے کٹنے لگے جو طبلے بجا رہے تھے انھون نے ٹکڑے باندھنا شروع کیے سب ساز آپسمین ملا
کیے ہوے سوسن نے گنگنا کے یہ اشعار جگر فگار شروع کیے

نظم

آدمی کو کسطرح اپنی قضا معلوم ہو
آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو
کانپتا ہی آہ سے میری رقیب روسیاہ
چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو

بھر گیا ہی اسقدر رنگ زمانہ چاہیے
دل ہی جام رہتا ہی مکان جسکا پتہ معلوم ہو
خط تو ام مین لکھا ہی یار کو مکتوب شوق
اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
دام مین لایا ہی آتش سبزۂ خط بتان

دوست ہی جب خنجر بکف جان ہو تو کیا معلوم ہو
آئینے مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
عاشقون سے پوچھیے خوبی لب معشوق کی
آرزوے وصل کا تا مدعا معلوم ہو
اسلیے مال آن آنکھون نے مجھے نا خلف
بیج ہی کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

جب چالاک نے یہ غزل گائی طاؤس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہر مرتبہ تعریفین کرتا ہی کبھی عقاب
سے کہتا ہی حضور سوسن نے بلا کا کمال پیدا کیا ہی آپ دیکھتے ہین کس رنگ سے گاتی ہی دل کو برماتی ہی عقاب
کچھ جواب نہین دیتا طاؤس کی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر عاشق ہو کر آیا ہی مگر کہہ نہین سکتا جسوقت
چالاک نے دیکھا بڑے گا نیکا رنگ بندھ گیا اسنے گلابی اٹھائی طاؤس نے کہا ای سوسن شراب کو تو دل
نہین چاہتا ابھی اور گاؤ تمھارے گانے سے دل نہین بھرا ہی جی چاہتا ہی پہروں تم گاؤ سوسن نے سر جھکا لیا
دست بستہ عرض کی آپ عنایت فرماتے ہین مین گانا کیا جانون مجھے کیا لیاقت ہی یہ بھی دل مین ہی کہ شراب
پلاؤن اپنا کام کرون آخر چالاک نے جام بھرا بدون دورہ شراب صحبت بے نمک ہی طاؤس نے کہا
خوشی تمھاری چالاک نے جام بھرا عقاب نے آنکھ ملائی طاؤس بہت مکدر ہو رہا ہی عقاب سے عرض کی
حضور سوسن جام حاضر کرتی ہی نوش فرمائیے آپنے منھ کیون پھیر لیا عقاب نے کہا ای طاؤس تم نہین سمجھتے
خیر خوشی تمھاری لاؤ بی سوسن تمھاری بھی زبان درازی کھلجاے چالاک نے عقاب کو جام دیا عقاب
نے جیسے ہی جام کو ہاتھ مین لیا آتش مین تلاطم پیدا ہوا ایک طائر آتشین اس سے نکلا زمزمہ سرائی کرتا ہوا جب
وہ طائر نکلا عقاب نے اسکی طرف دیکھا طائر نے سر ہلایا پھر وہان سے سر پٹکا آہ کی شعلہ منھ سے نکلا طائر جلکے
گرا ادھر طائر گرا ادھر شراب شعلہ بنکے اڑ گئی عقاب نے آواز دی اری تو کون چالاک نے دیکھا کار از دست
رفتہ تیر از کمان جستہ بیٹھنا ممکن نہین خنجر کھینچکر چاڑا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بچشم دشمنان اندازم کف خاک
نیاید باز گردد ہر کہ گم
بہ عیاری منم آن کم چست و چالاک
خلیفہ اول چالاک نامم

یہ کہکر اسنے خنجر مارا کہ عقاب ہنس پڑا چالاک تھرتھرا کر گرا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اب تو جتنے و
ایک عیار رو بلا تھا تا متبا بیہوش پڑا ہی سب گھبرا گئے مگر طاؤس شعبدہ باز نے عرض کی ای شہنشاہ یہ
کیا معرکہ ہوا عقاب نے کہا بھائی جب یہ ظالم میری تلاش مین چلا تھا جبھی مجھکو معلوم ہوا کہ چالاک
میری فکر مین آتا ہی جب باغ مین پہونچا اسنے رنگ جما لیا کیا تم سمجھتے تھے کہ یہ سوسن ہی طاؤس تمکو بھی
غلام تو اسکے گانے پر مبہوت ہوا اسوقت اسکا رنگ مقنا طیست ناگوار ہوا کچھ فوج دیکھیے تو عقاب
ابر سواے مقابلہ کرون عقاب نے کہا تمکو مفصل حال دریافت نہین یہ کہکے اشارہ کیا چالاک کو ہوش
آیا اپنے کو قید پایا عقاب جلاد ای حکم دیدیا کہ کسی کو خبر نہو یہ کہکے تیغہ پکڑ کے اٹھا چاہا چالاک کو قتل کرون

طاؤس نے ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور ابھی بڑے بڑے کام کرنا ہین اسکو مجھے دیجیے مین قید کرون عقاب نے کہا یہ بڑا مکار ہی قید سے نکل جائیگا طاؤس نے کہا مین کسی کا اعتبار نہ کرونگا خود حفاظت مین مصروف رہونگا عقاب نے کہا ای طاؤس لیجاؤ مگر خبردار بہت ہوشیار رہنا طاؤس نے کہا مین سمجھ چکا یہ کہکے اپنے سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان چالاک کو پہنا مین کمر مین پنجہ ڈالکے لے اڑا متوجہ ہولے چالاک کی آنکھ بند ہوئی طاؤس نے فرش زمین پر پہنچایا ہی اسی پر چالاک کو بٹھایا آپ سر جھکا کر رونے لگا چالاک نے کہا ای یادگار ساحران آج تو مین آپکو بہت ممنون پاتا ہون خیر مین نے جو کچھ کیا اسکا بدلا پایا آپ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا آپنے بڑا کار نمایان کیا ہی طاؤس نے کہا ای چالاک کیا کہون حال دل بیان نہین کرسکتا ہون اگر ضبط کرون ہڈیان جلتی ہین ہر اعضا سے چنگاریان نکلتی ہین اگر کہون تو کس سے کہون چالاک نے کہا غلام دل و جان سے حاضر ہی جہان کہین آپکا معشوق ہو جاؤن جان دیکر لاؤن مثل دعائے مظلوم کے آسمان پر جاؤن طبقات زمین مین پہونچون آپکے پہلو مین لاکر معشوق کو بٹھاؤن اب مجھکو غیر نہ جانیے آپنے میری جان بچالی ورنہ وہ ظالم مار ڈالتا پھر اپنے جان بخش کی خدمتگاری سے سرتابی کرونگا جان عزیز فدا کرونگا نقد بنفس پھرونگا مگر آپکی معشوق کو تلاش کرکے لاؤنگا طاؤس کہتا ہی ای چالاک مین کیون اس خاموش رہنے مین وہ مزا ملتا ہی کلیجے پر ہجوم غم و حسرت ہی اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

صدمہ ہو دوش پہ سر و گردن کے بوجھ سے
دیوانہ آشنا نہیں دامن کے بوجھ سے
ساز سفر کبھی نہوا بار دوش یان
کم بوجھ سنگ کا نہیں آہن کے بوجھ سے
غماز آنیا ذکر نہ لاوے حضور دوست
خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے

دیوانہ آشنا نہیں دامن کے بوجھ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان
سمجھا ہین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے
رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین
گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے
آتش یہ سارے رنج ہین اہل زمین کے ساتھ

ہوش و خرد ہی باعث تکلیف آدمی
آگاہ کیا سوار ہی توسن کے بوجھ سے
سختی بخت و عشق بتان دونون قہر ہین
واقف نہین ہین شیخ و برہمن کے بوجھ سے
عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون
مردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

چالاک نے کہا یہ تو مین سمجھا کہ آپ کسی پر مائل ہوے کسی قاتل کی تیغ ابرو کے گھائل ہوے لیکن نام و نشان بتائیے طاؤس نے کہا جب قدرت نے حکم دیا لشکر عقاب ابر سوار کو گھیر و مین نے تدبیر کی صبح کو باغ پر بہار مین میری شامت تھی کہ خبر کھینچ گیا جمال بیمثال حیرت جادو کو دیکھا کیا کہون کہ اسوقت تک ایسی صورت زیبا طلعت جہان آرا نگاہ سے نہین گذری سب اعضا چالاک وچست مزاج درست آنکھیں چشم آہوے دیدۂ غزال ابرو فخر ہلال عارض انور کو کس سے مثال دون چاند مین دھبا ہی وہ کیا منھ دکھائیگا کیا سامنے آئیگا بڑے نادان ہین جو قد دلجو کو سرو سے مثال دیتے ہین ایک نخل بے ثمر نخل قد یار مین پھول پھل دونون موجود ہین پھول سے گال سینہ پر انجار بقول قمر شعر نار پستان کی کیا لکھون تعریف ٭ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا چالاک کے ہوش اڑ گئے بے اختیار منھ سے نکل گیا شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی ٭ نصیب اسکو اتنی وصال یار نہو ٭ چالاک تو نہ پڑھ سکا دل مین یہ شعر پڑھکے سر جھکا لیا کہا حضور عجب معشوق سرکش ہی جسپر آپ مائل ہوے بیشک اسکا عدیل و نظیر پردۂ دنیا مین ناممکن ہی مگر مین ابھی مین جانبازی کرونگا ابھی جا کر لاتا ہون طاؤس نے کہا جلدی نہ کرو پہلے اسکی رہائی کی تدبیر ہو چالاک نے کہا رہائی کی کون صورت باغ خداوندی مین کسکا زور چلے طاؤس نے کہا بھائی سچ پوچھو تو خداوند کا سارا کمال اس

عتاب شعبدہ باز پر اور میری ذات پر موقوف ہے قدرت کو تو اپنی پشت کی بھی خبر نہیں صرف اتنا کمال و
کرتے ہیں کہ ڈنکو جاکر سونے کی تصویر میں بیٹھے ہیں منصور حرامی کو بادشاہ بنایا ہے ہم لوگ اپنی جان
لگاتے ہیں آٹھ پہر مغرب و مشرق و جنوب و شمال کی خبر رکھتے ہیں ایک پہر بھر اگر غافل ہو جائیں سب
سامان خدائی درہم برہم ہو عیار نے کہا جب میں نے قدرت کو شراب دی اور طائر آگ سے نکلا اسکی
وجہ سے خداوند ہوشیار ہوئے ورنہ میں نے مار لیا تھا طاؤس نے کہا طیران بلند پرواز ایک
ساحر ہے کہ وہ کوہستان میں رہتا ہے وہ محافظ جان خداوند ہے چالاک نے پوچھا اے طاؤس یہ طائر
کہاں رہتا ہے طاؤس نے کہا طیران سے کسی سے ملاقات نہیں ہوتی پہلوے قلعے پر اک درخت چنار
ہے اکثر بصورت زاغ و زغن وہاں جاکر بیٹھتا ہے یا اسی آگ میں رہتا ہے اسی خیال میں ہر وقت ہے کہ قدرت
کو کسی نے کچھ کھلایا پلایا کچھ تدبیر کی فوراً خبر دیگا یہی علامت ہے سمجھ جانے کی مگر اے چالاک تمہاری
چال کو قدرت پہلے ہی سمجھ گئے تھے جب تو شراب نہ پی چالاک نے کہا انشاء اللہ سمجھا جائیگا طاؤس
نے پوچھا کہ اے چالاک اگر تمہاری خوشی ہو تو میں تدبیر بتلاؤں حیرت کروں چالاک نے کہا بہت مناسب
ہے مگر میں پہلے طیران بلند پرواز کی تدبیر کرونگا اگر اسکو مار لیا سب کام بن جائینگے طاؤس نے کہا اے
چالاک تو تو خدائی کے مٹانے کی تدبیر کرتا ہے چالاک نے کہا بے صنم کو پائے کچھ نہ ہوگا میں وعدہ
کرتا ہوں کہ تمہاری شادی بڑی دھوم سے ساتھ حیرت کے کرونگا شاہ اور شاہزادے جمع ہوں
شاید تمنے سنا ہوگا کہ جب صاحبقران زمان کے ساتھ ملکہ مہر نگار کی شادی ہوئی ہزارہا شہریار صدہا تاجدار
تاجران عالی وقار چالیس منزل کے گرد میں یہ سامان مہیا تھا کہ ایک مہینہ کامل کسی کو ہوش نہ تھا کہ دن
کہاں اور رات کدھر ہوئی اسیطرح تمہاری بھی شادی کروں میرا آقا حمزہ مجھکو بہت مانتا ہے فیل ہمیون ایسا ہی
تسبیح و طغرا بنا کر نگے سوار کریں ہم شہبالہ بنکر ہماری سہو سنبھالیں تاجداران جلیل گرد ہاتھی کے ہوں
چلتے ہوں سے آئیں نازنینان حسین و جمیلان مہر تمکین راہ میں ناچتی ہوئی اس دھوم سے برات لیکر جائینگے
کہ بہرام فلک کو رشک ہو دلہن کے مقام پر دن بھر طائفے ناچیں جہیز وہ دے کہ کوچے بند ہو جائیں
لطف سے چالاک نے سامان شادی سامنے طاؤس کے بیان کیا کہ اسکے دل میں فرق آگیا جھومنے لگا
کہا اے چالاک قسم ہے میں جو غلام ہوں میں بھی تیرا وہ مرتبہ کروں کہ شاہان عالم رشک کریں کہ تو رستم بنا دوں
کہ کسی ملک کا بادشاہ کروں اگر مجھسے سحر سیکھ لے چالاک نے کہا اب مجھکو کیا آئیگا ہاں اب پہلے آپ یہی
تدبیر بتلائیے کہ میں طیران بلند پرواز کو ماروں اور ایک بات عرض کروں اگر میرے کہنے کا اعتبار ہو تو
لات و منات و سامری و جمشید پر لعنت کیجیے میرے مذہب کا اعتقاد کیجیے جو کچھ کہا ہے اسی سامان سے
تمہاری شادی ہوگی مسلمان ہونے میں یہ نفع ملیگا کہ صاحبقران و فرزند امیر و سرداران نوجوان
سب تمہاری شادی میں شریک ہونگے ابھی کلمہ پڑھو مطیع مذہب اسلام ہو جسطرح سے ساحر اعتقاد
کرتے ہیں اسی طرح تم بھی معتقد ہو اسطرح چالاک نے طاؤس حیلہ ساز کو سمجھایا کہ اسکے ذہن میں
بھی آیا عیار کامل المثل ہے اسکا ساتھ دو خدائی صنم کو پالو مثل خوب آپسمیں عہد و پیمان واثق ہوئے
طاؤس حیلہ ساز دل و جان سے مطیع اسلام ہوا چالاک کو قید سے رہا کیا پوچھا کہ شاہد خداوند
پوچھیں کہ چالاک کو کیا لیتو جواب کیا دوں چالاک نے کہا ایک کام کرنا صحرا سے کسی گنوار کو پکڑ لاؤ سحر سے

اپنے اسکی صورت مثل میری صورت کے بنا و کل صبح کو سر کاٹ کر سامنے خداوند کے لیجا و اگر پوچھین کیون قتل کیا کہنا حضور غل مچاتا تھا آپکو کلمات سخت سناتا تھا مجھسے نہ سنا گیا مین نے اس مکار کا سر کاٹ لیا آپکی کے سامنے سر کو کسی کونے مین پھینکدینا کر سبکو اطمینان ہو جائے سب یہ سمجھین عیار مارا گیا مین اب فکر مین طیران بلند پرواز کی جاتا ہون تو تمہین عہد و قرار کرکے اپنے چالاک کو قید سے رہا کیا چالاک تلاش مین طیران بلند پرواز کی چلا جس صحرا کا پتہ اوس نے دیا تھا اوس جنگل مین جو منظور تھا وہی صورت نکلے. میتھا طیران بلند پرواز کا قاعدہ ہے کہ جب آگ سے گھبرایا ہوا نکلتا ہے اک طائر کی شکل بنکر نخل چنار پر آکر ٹھہرتا ہے چالاک اوس نے تو جو کیا کہ صبح کو اک گنوار کو پکڑ لایا اسکا سر کاٹا بشکل سر عیار بنا یا سامنے خداوند کے لایا تم گو یا نے گھبرا کر کہا تو نے ابھی اسکو کیون مار ڈالا کہا حضور بڑا مکار تھا حضور کی نسبت کلمات سخت کہتا تھا مجھسے نہ سنا گیا ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا ساری سرکشی نکل گئی صنم گو یا نے کہا سر اسکا کنگورہ قلعے پر رکھوا دو سر عیار نقلی کا کنگرہ قلعے پر رکھا گیا افریخ جادو نے جو یہ سنا روتا ہوا سامنے عقاب ابر سوار کے آیا عرض کی ای شہنشاہ سنا آپنے اُس روز جو مین میدان خونی مین گیا تھا اُسنے کیا کمال کیا کہ اپنی صورت بدل لی خواص قتل ہوئی پھر راہ مین سب سے اُسکے ملاقات ہوئی اب سنا ہے کہ اُسکے دشمن قتل ہوے سر کنگرہ قلعے پر رکھا گیا دیکھیے کیا ہوتا ہے عقاب ابر سوار نے بھی سنکر افسوس کیا کہا ای افریخ آخر یہ عیار کون ہے کہا حضور فرزند عمرو اگر وہ تو مین نیکر وہ مرتا تو لشکر منصور کو شکست دیتا تھر و تدبیر کا حاکم تھا عقاب نے کہا ای افریخ جادو دریافت کرو اگر زندہ ہے تو مین اسکا مرتبہ اعلی کرونگا مجھکو یہ خبر پہونچی ہے کہ حیرت کے جھگڑے مین کوئی دقیقہ اسنے اٹھا نہین رکھا افریخ جادو دریافت کرنے گیا اب حال تلاش چالاک کا سنیے چالاک ہوا عرض کر چکا ہون کہ جنگل مین آکر بصورت مبدل تلاش طیران بلند پرواز مین تھا طیران کا دستور ہے کہ جب آگ مین گھبرا جاتا ہے تو وہان سے نکل کر صحرا مین آتا ہے درخت پر بیٹھا جنگل طائر زمزمہ سرائی کر رہا تھا گرد اسکے طائران صحرا جمع ہوے کہ کان مین آواز گانے کی آئی سر اٹھا کر دیکھا اک شخص ماہ طلعت نہ صورت نہایت حسین و جمیل گریبان پھٹا ہوا منہ پر خاک جمی ہوئی عجیب سج دہج سے عاشقون کی وضع ہو منہ سوکھے ہوے یہ غزل عاشقانہ بیباکانہ گاتا ہوا چلا آتا ہے

غزل

ویران ہر خانہ جلوۂ حیرت طراز کا
بگڑا ہی کھیل گیا فلک حقہ باز کا
سر نیچے ہین حلقہ ماتم مین قمریان
ہے تنگ قافیہ ہوس ہرزہ تاز کا
ہے کفر ستکہ اب نے کس سے وصال ہے
خواب عدم مین چھپ رہی گر خواب ناز کا
نادان دل کو مرگ کا ابتک یقین نہین

آئینہ دیکھتا ہے شہ آئینہ ساز کا
پہلے ہی اذن عام کہا نقش یار پر
نخل عزا ہے آہ یہ کس سرو ناز کا
زندہ ہی دفن کر دو مجھے دوستو کہ آہ
ای کرم آہ فائدہ افشاے راز کا
گر گلشن خلیل جلا دے تو کیا عجب
اللہ کیا گمان تھا عمر دراز کا

ہاتھوں سے اپنے مہر کی تریاک کھو دیا
غیرت سے انتظار نہ دیکھا نماز کا
کب پہونچے باغ خلد مین ہمسے گنہگار
محتاج کون ہوا جل بے نیاز کا
گستاخ نالے نغمۂ محشر جگا نیگے
شعلہ ہمارے سوز سمندر گداز کا

اس سوز و گداز سے یہ غزل گاتا ہوا آتا ہے کہ طیران بلند پرواز کے ہوش اڑ گئے نخل سے اترا بصورت اصلی آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہرو کہان جاتے ہو ذرا ہمسے بات کرو اسنے پلٹ کے جواب نہ دیا مبہوت ہو رہا ہے جب اسنے بہت آواز دی تو لڑکے نے بلنگ طیران سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

دے تان ریش بخشش الم نیست
نباشد غنچہ در پردہ چاک
گدای دل کہ پر از ریش غم نیست
کہ حسن خاک در خار ستم نیست

زبان در کام کش بلبل کہ امروز
رہ آسان تر از راہ عدم نیست
برافشان دست ہمت را کہ ہرگز
کہ ہر بیگانہ را رہ در حرم نیست

گل مقصود در باغ ارم نیست
چو عہد دوستی بستی وفا کن
کف ہمت بلندان بیدرم نیست

بہ نزد رہ نوردان رہ عشق
کہ یارم بیوفا در دہر کم نیست
قدم فہمیدہ مخفی نہ درین رہ

طیران نے جا کر ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی سنو تو کیا حال ہے یہ کیا صورت بنالی ہے اس جوان نے بہ نگاہ حسرت دیکھا اور کہا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی ❊ رگ رگ مین نشتر غم ہے کہ نہیے کہان کہان کی ❊ کیا حال کہین دامن صبر و دست استقلال سے چھوٹا سینۂ دل تنگ بہ عشق سے ٹوٹا دل اپنے قابو مین نہین طیران نے کہا مجھسے حال مفصل کہو مین تمھارے معشوق کو تلاش کرونگا یہ جو طیران نے کہا وہ جوان گرد پھرنے لگا کہا ای برادر یہ جو تمنے کہا اس عہد کو پورا کروگے مین اپنی جان تمپر نثار کرون طیران نے کہا مین ضرور کوشش کرونگا مین رازدار خداوند جنم گویا ہون یہ سنکر اس جوان نے بغل سے تصویر نکالی اور تصویر دکھا کر کہا شعر این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را ❊ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را ❊ طیران بلند پرواز نے تصویر ہاتھ مین لی بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین مہ جبین کی تصویر ہی حقیقت مین مینطور ہی اعضا درست چالاک و چست ہمہ بر قمر پیکر شیرین ادا لیلی کرشمہ چہرہ آفتاب عالمتاب خال ہندو چشم جادو خنجر ابرو شعر بہر خندہ کہ لب برانگیختی ❊ رنگ بر دل خستگان ریختی ❊ طیران تصویر دیکھنے مین مصروف ہوا اس جوان نے پیچھے ہٹکر چاہتے کمند کے مارے چاہا کہ مارون حباب مار کر بیہوش کرون سر کاٹ لون لیکن طیران ایسا تڑپا کہ منھ سے اف نکل گئی آگ نے کمند کو جلا دیا طیران نے آواز دی او نالائق مکار یہ کہکر ایک دو ہتڑ مارا وہ جوان گرا خنجر کھینچکے گرا کہ سر کاٹ لون قضا سے کار افریخ جادو تلاش کرتا پھرتا تھا آواز جو طیران کی سنی جھپٹکے قریب آیا دیکھا وہی عیار میرا دشمن زمین مین پڑا ہی طیران بلند پرواز سر کاٹا چاہتا ہی دل بھر آیا تب تھرایا وہین سے نعرہ کیا خبردار او طیران ہاتھ تلوار کا نہ مارنا طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و چالاک نہایت مہیب گولہ آہنی ہاتھ مین نعرے کرتا ہوا آتا ہی طیران پر گولہ مارا طیران ہنس پڑا گولہ اچھلکر زمین پر گرا طیران نے لپک کے چند دانے ماش کے مارے افریخ بھی گرا طیران اسکو کھینچکر لایا اب چاہا دونون کے سر کاٹون کہتا جاتا ہی او ساحر تجھے اس مکار سے کیا کام ہی طیران نے افریخ پر سے سحر اتار زبان مین سوزن دیا افریخ نے کہا یہ میرا رفیق ہی میری خیر خواہی کرتا ہی کہین ہو سکتا ہی کہ ہم اسکو اس حال سے دیکھین طیران نے کہا تمھاری بھی قضا لائی تھی اب دونون کو قتل کرونگا چالاک بھی زمین پر تڑپتا ہی زمین نے پیر پکڑ لیے اٹھ نہین سکتا افریخ کا بھی یہی حال ہی طیران نے سحر بھلا دیا ہر چند افریخ چاہتا ہی سحر کرون اسکے پنجۂ ظلم سے نکلون ممکن نہین سحر فراموش حیرت کا جوش طیران تلوار کھینچکر چلا کہ دونون کے سر کاٹون کہ طاؤس حیلہ ساز عشق مین حیرت جادو کے بیقرار دل سے باتین کرتا ہوا آگے نہین معلوم ہمارے یار وفادار نے کیا ہدایت کرکے مجھکو پاک کر دیا دل مین خزانۂ ہدایت بھر دیا رات تڑپ تڑپکے کاٹی ہے تصویر خیالی حیرت کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی یہی سوچا کہ جنگل مین چلکے دیکھو شاید اسنے طیران کے ہاتھ ڈالا ہو ملجائے تو ملاقات کرون اور پوچھون کہ کیون بھائی معشوق سرکش کو ہمارا حال معلوم ہوا یا نہین شاید اسنے کوئی تدبیر کی ہو یہ سوچتا ہوا اسی جنگل مین آیا نخل چنار کے پاس آکر دیکھا چالاک زمین پر

پہونچکا پڑا ہی ایک طرف ایک ساحر پڑا ہی طیران خنجر کو تیز کر رہا ہی یہ حال دیکھکر کلیجہ پھٹگیا سوچا کہ جو غضب ہوا
اگر بیدار ہوگیا تو پھر سب اینجام تابہ حیرت نہ پہونچیگا یہ سوچکر کچھ خیال نہ رہا للکارا کہ او طیران خبردار کسی کو قتل
نہ کر طیران نے کہا او طاؤس تجھے کیا ہوا تجھے اس مکار سے کیا غرض ہی طاؤس نے کہا او بھیا یہ میرا ہم سبق ہی
چیلے معشوق ہمسر ہی ایسمین سحر چلنے لگے کئی گولے طاؤس نے لگائے ایسمین سحر جو چلا چالاک نے آواز
دی ای طاؤس ایک سحر ایسا کر کہ میرے پیر زمین سے چھوٹین تب مین اس بھیا کو مارونگا یہ بڑا ساحر ہی
علم نیرنگ و شعبدے سے بخوبی ماہر ہی طاؤس نے ایک گولہ پھینکا قریب چالاک کے پھٹا برق چمکی چالاک
کے پیر چھوٹے چالاک نے اچک کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا طیران نے جو دیکھا کہ چالاک نہ رہا
کہا او طاؤس تو نے غضب کیا اس مکار کو بھگا دیا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ نہ موڑونگا
پشیمانی پر اپنی ایک نشتر مارا خون چلو مین لیکر طاؤس پر پھینک مارا طاؤس نے چاہا بچون نہ بچ سکا
تڑپکر لوٹنے لگا اب خنجر پکڑ کے طیران دوڑا کہتا ہوا اب تیری مشکین باندھکر خدمت مین خداوند صنم گوپالی
بھیجونگا او رانھین کے سامنے پوچھونگا کہ مین نے کیا خطا کی جو یہ ظالم مجھسے لڑا عیار کو بھگا دیا قدرت تجھسے
پوچھینگے تمہارے اعمال قبیح کی سزا دینگے طاؤس خاموش کہ پہلو سے آواز آئی ای بھائی کیا کہنا خوب
ان باغیون کو پکڑا ہمارا آستین گرگ بغل ہی طیران نے پلٹ کر دیکھا عقاب شعبدہ باز دوڑا ہوا آتا ہی
طیران نے کہا ای نائب قدرت ای منتظم کارخانہ قدرت دیکھو یہ طاؤس ناحق کو مجھسے باغی ہوکر لڑا عیار
کو بھگا دیا عقاب نے کہا مین تو اس سے حاضر کرا دونگا انکو سرکشی کی سزا دونگا یہ کہتا ہوا قریب طیران
کے پہونچا طاؤس کو خنجر دکھایا کہا تیرا سر کاٹ لون طیران نے کہا ای شہنشاہ اسکا سر ابھی نہ کاٹیے زندہ
سامنے خداوند کے بھیجینگے قدرت اس سے باعث پوچھینگے کہ کیا سمجھکے تمنے عیار کو بھگا دیا عقاب نے
کہا یہ سب کچھ معلوم ہو جائیگا تم میرے پاس آؤ مین سب حال تمکو بتلا دونگا مین نے بعلم ستارہ شناسی
دیکھا کہ اسنے مذہب قدیم پر لعنت کی خداوند صنم گوپا کو برا کہا مطیع اسلام ہو گیا اسکا تو قتل واجب ولازم
ہی لیکے کہا مین خدمت خداوند مین بیٹھا تھا کہ قدرت نے فرمایا ای عقاب جلد جاؤ ہمارا رفیق دشمنون سے
لڑ رہا ہی جلد جاکر خبر لو دیکھو قدرت خود آتے ہین طیران پلٹا عقاب برابر کھڑا ہوا تھا خنجر مارا طیران
کا شکم چاک قصہ پاک تنکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک بہ عیاری من آنم جست و چالاک ٭ بہ چشم
دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ آید باد گرد تیز گامم ٭ خلیفہ اولم چالاک نامم ٭ افریخ نے آکر ہاتھون کو
چالاک کے بوسہ دیا کہا ای یار وفادار کیا کہنا خوب اس ملعون کو مارا مگر اب یہان سے بھاگو ایسا نہو
کوئی آجائے طاؤس تو ایک جانب گیا چالاک و افریخ باتین کرتے ہوئے چلے منصور حرامی
دیر مین گیا قدرت سے باتین کر رہا ہی قدرت فرماتے ہین ای منصور آجکل قدرت نے بڑا انقلاب کیا ہی
تمنے سنا کہ عیار ہم تک پہونچا ہم پہلے ہی پہچان گئے عقاب نے دھوکا کھایا تھا اس ظالم نے چاہا کہ
بیہوشی پلائے طیران بلند پرواز نے آسمان پر آکر آواز دی ایسی زمزمہ سرائی کی کہ مین بالکل سمجھگیا اور
اسے پکڑ لیا طاؤس کے سپرد کیا تم بلوکے اسکو قتل کر ڈالو یہ کہتا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کہ
منصور حرامی نے گھبرا کر کہا ارے یہ کون روتا ہی لوگ دوڑے دیکھا سب نے کہ لاشہ طیران کا
ملازم اسکے ایک چارپائی پر ڈالے ہوئے ہائے ہائے آقا سے نامدار وہ مولاے قدر شناس تمکو کسنے مارا ہائے ہمنے

قاتل کو نہ دیکھا نہیں تو انکی بوٹیان کاٹکر کھاتے تب ہمارے دلکو آرام آتا منصور نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا طیران کی لاش دیکھی ہوش اڑگئے جو لوگ لاش لائے تھے انسے پوچھا آخر یہ شخص کیونکر مارا گیا کسنے مارا کہا حضور کیا بتائیں ہمنے قاتل کو نہیں دیکھا اتنا ہمنے دیکھا کہ اپنی آگ میں آپ جلگیا ہم لوگ بھی سوچے کہ ہمارے آقا گھر گئے ہیں ہم بھی اپنے اپنے گھر ہو آئیں حضور ہم بارہ جادوگر کہ آگ جلانے والے ہیں اڑے ہوئے جاتے تھے صحرائے ویران میں پہونچے دیکھا لاشہ پڑا ہوا ہی آسمان سے اتر پڑے لاشہ اٹھا کر یہاں لائے اتنا دیکھا کہ تمام صحرا جلا ہوا پڑا ہی عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ وہان سحر خوب ہوا لاش کے دانے جابجا پڑے ہیں ہمارے آقا سحر میں کسی سے لڑے ہیں سحر میں تو وہ ایسے نہ تھے کہ سحر میں کسی سے دبتے کسی اور وجہ میں مارے گئے صنم گویا نے حکم دیا کہ طاؤس کو لاؤ لوگ دوڑے ہوئے گئے طاؤس باغ دیوار خداوندی بہ زمزمہ سرائی کر رہا تھا کہ طلازمان صنم گویا پہونچے کہا چلیے آپکو خداوند نے بلایا ہی طاؤس نے پوچھا کیا معرکہ گرم ہی دیر ہی کیون طلب فرمایا ہی وہ تو مقام خداوندی ہی ساحرون نے کہا حضور ابھی ابھی طیران کا لاشہ آیا ہی لاشہ لانے والے کہتے ہیں نہیں معلوم اسکو کسنے مارا یہ بھی کہتے ہیں جنگل میں جابجا مقامات جلے ہوئے تھے لاش کے دانے پڑے ہیں قطرے خون کے درختون پر جابجا پڑے ہیں عقاب کو بھی طلب کیا ہی آپکو اسواسطے بلایا ہی کہ اس مکار کو لیتے چلیے طاؤس نے کہا میں تو اسکا سر کاٹ کے دیچکا کنگرہ قلعے پر سر رکھا ہی اب عیار کو میں کہان سے لاؤن ہمنے کہا قدرت کے سامنے جواب دیجیے گا آج طیران کے مرنے سے سبکے ہوش اڑے ہوئے ہیں منصور حرامی بھی بہت گھبرا رہے ہیں اسیواسطے قدرت نے بلایا ہی طاؤس چلا متردد و متفکر جی میں کہتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی عقاب ہمہ دان ہمہ گیر علم کہانت میں بے نظیر اگر اسنے دیکھا فوراً اسکو معلوم ہو جائیگا دل میں باتیں سوچتا ہوا دربار میں آیا دیکھا قدرت تیغ بکف ہیں عقاب پر عتاب کہ جلد بتلاؤ طیران کو کسنے مارا اتنا بڑا منتظم ہمارا مارا گیا کارخانہ خدائی میں فرق پڑا مردے جو زندہ ہوتے تھے وہی جا کر عکس ڈالتا تھا ملک الموت کو منع کرتا تھا حکم دیتا تھا سب اسی کے اختیار میں تھا عقاب نے نقشہ دیکھا ہی سمجھ گیا کہ طاؤس بھی اس قتل میں شریک ہی جی کم رہا ہی کہ طاؤس کو آتے دیکھا ناگاہ طاؤس بھی آکر پہونچا سجدہ کیا صنم گویا نے پوچھا کیون اے طاؤس تمنے حقیقت میں عیار کو قتل کیا طاؤس نے کہا یا خداوند ایک ہفتہ گذرا اگر قدرت کو شک ہی عقاب ایسے اختر شناس فلک اساس حاضر ہیں انسے دریافت کیا جائے میں نے عیار کو قتل کیا سر آپکو دیدیا اب آج آپ پوچھتے ہیں اگر میری جانب سے کوئی بدگمانی ہی دریافت کیجیے سزا دیجیے صنم گویا بہت بگڑا طاؤس اپنی ہی کہے جاتا ہی آخر کو عقاب نے کہا یا خداوند میں آج سے کل تک جو ریگ لونگا طیران کا قاتل مخفی نہ رہنے پائیگا اے طاؤس جاؤ انتظام کارخانہ قدرت کرو طاؤس تو چلا کہ میں چالاک سے اطلاع کر دون عقاب جادو نقشے کو دیکھ کر سمجھ چکا ہی کہ اب طاؤس مذبذب صنم گویا میں نہیں ہی ایک طائر کی شکل بنکر جستجوئے راز و نیاز میں نکلا طاؤس صحرا میں آکر بشکل زغن مبتلائے رنج و محن بیٹھا فکر یہی ہی کہ چالاک آئے تو اس سے حال کہے چالاک افریخ جادو کے ساتھ سامنے عقاب ابر سوار کے آیا افریخ نے کہا حضور آج تو معرکہ عظیم ہوا رفیق نے میرے وہ کار نمایان کیا کہ عمرو بھی ہوتا تو وجد کرتا عقاب بنکر طیران کو مارا تامل نہ کیا آج جو انعام ملے عقاب ابر سوار نے موتیون کا مالا اپنے گلے سے اتار کے چالاک کو دیا اور کہا اے منتر زنگ

جسدن حیرت جادو کو رہا کرکے لاؤگے دولت دنیا سے نہال کردونگا دامن عقد مانند زر و جواہر سے بھر دونگا چالاک نے
کہا حضور اس جستجو میں یا تو میری جان جائیگی یا حیرت کو رہا کرکے لاؤنگا حضور صنم گویا کے یہاں بڑے انتظام ہیں جس ساحر کا
عقاب شعبدہ باز نام ہے سحر و کہانت و رمالی و شعبدہ بازی و نیرنگ ان سب علوم میں کامل و اکمل ہے اب میں رخصت
ہوتا ہوں جا کر دیکھوں اب کیا کیفیت اُسکی ہے عقاب ابر سوار نے کہا اے نیرنگ رات میں بھی تڑپ تڑپ کے گذری
کس سے کہوں اگر وہ معشوق سرکش ملجائے تو دامن تھام لوں اور عرض کروں نظم

عیسیٰ نفس بھی ہو گئے بیمار تجھ بغیر
ہو جلوہ گر شتاب تو اے نور بزم عشق
کیا خوشدلی سے مجھکو سروکار تجھ بغیر
ناز و عتاب اٹھانیکی کسکی ہے مجھکو تاب
اب یہ وہاں بھی تیغ کی ہے دھار تجھ بغیر
سودا کا دو جہان میں یار نقلی علی

قمری کو سرو باغ میں ہے دار تجھ بغیر
آنسو گلو سے شمع کے ہیں ہار تجھ بغیر
بس ہے شیخ ہی نے اٹھایا نہیں ہے گا
خاطر یہ زندگی ہے مجھے بار تجھ بغیر
تیرا ہی ہمکو گر نہ میسر ہو ہمکنار
اب کون ہے سنا تو خریدار تجھ بغیر

تپ جلے کیونکر عشق کی اے یار تجھ بغیر
گلخن ہے عندلیب کو گلزار تجھ بغیر
موجب گرفتہ رہنے کا عاشق سے کیوں تجھے
اب برہمن بھی توڑے ہے زنار تجھ بغیر
تو ہی نہو تو سیر چمن سے ہے کیا حصول
نوروز و روز عید بھی ہے شب تار تجھ بغیر

یہ اشعار پڑھکر بہت رویا چالاک
نے کہا بہت بہتر ہے حضور نہ گھبرائیں چالاک نے آنسو پونچھے عقاب نے کہا کیا صبر کروں مجھسے وطن چھوٹا اور
گھربار ترک ہوا دشت پیمائی کی اسمیں یہ افتاد پڑی کیوں اے مہتر نیرنگ تم جو عیاری کرکے گئے یہ دیکھا کہ ملکہ حیرت
کا کیا حال ہے جب تصور آتا ہے دل کانپ جاتا ہے کہ پروردہ ناز و نعم اسیر رنج و غم دل گھبراتا ہے اپنے دل میں کیا
کہتی ہوگی چالاک نے کہا حضور جب میں گیا اک گائن کی شکل بنکر خوب گایا تو اسنے کہا ملکہ حیرت کو سمجھاؤ میں
قریب قفس گیا میں نے اپنا حال کہا کہ حضور مجھکو عقاب ابر سوار نے بھیجا ہے یہ سنکر عقاب بہت خوش ہوا
کہا مہتر نیرنگ یہ بڑا کام کیا اُس گرفتار زندان رنج و مصیبت کو یہ تو یقین کامل ہوا کہ عقاب ابر سوار کو ہمارا
خیال ہے اے نیرنگ اگر تمہاری خوشی ہو اور کسی صورت سے مجھکو تا بقفس ملکہ لیچلو تو تمہارا غلام بنکے چلوں یہ
سنکر چالاک نے کہا آپکا چلنا ممکن نہیں اور میں کیونکر یقین کامل کروں کہ آج ہی پہونچ جاؤنگا اول تو
آج بڑا شخص مارا گیا طیران بلند پرواز کہ خیرخواہ دولت صنم گویا تھا طاؤس کی زبانی معلوم ہوا کہ مرگیا
جو جابجا مرے تھے اور پھر اٹھ کھڑے ہوتے تھے وہ اُسکا باعث تھا خفیف میں طیران بلند پرواز بڑا
رازدار تھا مگر اب بڑا ساحر زبردست عقاب شعبدہ باز ہے کہ علم کہانت و ستارہ شناسی سب میں طاق ہے
شہرۂ آفاق ہے اب وہ فکر میں ہے طیران کے مرنے سے بڑا ہنگامہ ہوا ہوگا چالاک یہ سمجھا کر نکلا صورت بدلے ہوئے
طرف منصور صراحی کے چلا دس بیس قدم راہ باقی ہے ایک نخل کے سایے میں بیٹھکے رنگ روغن عیاری کا
نکالا صورت بدلنے لگا چاہا ایک سپاہی کی شکل بنوں ایک طرف سے آواز آئی اے یار وفادار ہم بھی تمہاری ملاقات
کے مشتاق ہیں چالاک نے پلٹ کر دیکھا طاؤس چلا آتا ہے دوڑ کر چالاک لپٹ گیا کہا کہو بھائی تمپر کیا گذری
طاؤس نے کہا بڑی قیامت برپا ہے طیران کا لاشہ پاس قدرت کے پہونچا قدرت کو بڑی تحقیقات منظور ہے
جانتے ہیں اسی عہدے پر کسی اور کو مقرر کریں کوئی ساحر ایسا ممکن نہیں ہوتا عقاب شعبدہ باز کو حکم
ہوا ہے کہ قاتل کو طیران کے پیدا کرو عقاب پھر رہا ہے میں تمہاری ملاقات کو آیا گھبرا رہا ہوں کہ ایسا نہو عقاب
آجائے بڑا ساحر زبردست ہے اے چالاک جسدن عقاب مارا جائیگا اُسدن کارخانہ خدائی صنم گویا مٹ جائیگا
چالاک نے کہا انشاءاللہ امروز فردا میں اُسکی بھی فکر کرتا ہوں طاؤس نے کہا بھائی بہت مشکل امر ہے

عقاب پرنچہ تھا قفس ہونا ممکن نہین چالاک و طاؤس یہ باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او نا لایق
غضب کیا عیار سے سبل کر لیا تو بطیع استلام بھی ہوا طاؤس نے دیکھا عقاب اسی مقام پر نخل کے پتون مین چھپا
بیٹھا تھا چالاک نے چاہا کود کر بھاگون کسی غار مین اپنے کو گرا دون جان بچاؤن عقاب سحر کرتا ہوا آیا ای
ساحر جہان دیدہ منتظم کارخانہ خدائی آڑے آیا نے سحر کیا کہ طاؤس تو زمین پہ گرا چالاک کے پاؤن زمین نے
تھام لیے مگر طاؤس گرتے گرتے سنبھلا کچھ سحر عقاب پر کیے عقاب انکے سحر کو کب مانتا ہی اتنا ہوا کہ ستا
پر اسکے زخم آیا وہی خون ہاتھ مین لیکر طاؤس پر پھینک مارا طاؤس کے بدن مین آبلے پڑ گئے تڑپکر ایک گرا
عقاب نے بڑھکر طاؤس کی زبان مین سوزن دیا اب حیران ہی کہ دونون کو کیونکر لیجاؤن طاؤس کی
کمر مین بغچہ دیتا ہی کبھی ارادہ کرتا ہی کہ تخت سحر بناؤن اسپر ڈالکے لیجاؤن کہ دیکھا سامنے سے پیکان جادو
اسکا ملازم آتا ہی اسکو آواز دی ای پیکان اس عیار کو تم لیجاؤ مین میان طاؤس کو لیکر آتا ہون پیکان
نے چالاک کو لیا عقاب طاؤس کو لیکر روانہ ہوا راہ مین چالاک نے پیکان سے کہا ای شہنشاہ ساحران
ذرا صحرا مین ٹھہر جاؤ تو مین تمسے کچھ کہون لگا پیکان ٹھہر گیا ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھا کہا میان عیار صاحب
کیا کہتے ہو چالاک نے کہا بھائی ہمکو وہان نہ لیجاؤ ورنہ ہم قتل ہو جائنگے پیکان نے کہا ای مسخرے اگر چھوڑ دون
مجھسے پرسش عقاب جادو کرے تمہاری قید دی ہی چالاک نے روپے کمر سے نکالے کہا مین رشوت دیتا ہون
پیکان نے روپے جو دیکھے مثل گل کے شگفتہ ہوا کہا ای عیار اور بھی کچھ دے یہان تو مین نہین چھوڑ سکتا وہان
سفارش کرکے چھڑوا دونگا چالاک نے کہا ایسا نہو آپ وہان کچھ نہ کہین پیکان نے کہا مین کہہ دونگا بیچارا
غریب عیاری کرنا کیا جانے زبردستی عقاب پکڑ لائے ہین عقاب ضرور برا مانیگا مین اس سے ڈرتا نہین اسکے
دو فقرے کیونکہ قدرت انعام دیکر چھوڑ دین چالاک نے کہا ایسا نہو آپ اپنے قول سے پھر جائین پیکان
چالاک نے ایک ڈبیا کمر سے نکالی کہا ای پیکان جو جان بخشی کراؤگے وہ شی دیتا ہون کہ بادشاہ ہفت کشور کے
پاس نہوگی لقا کے تاج کا الماس تین کرور روپے ملتے تھے مین نے نہین دیا وہ تمکو دیتا ہون اسکو بیچکے ایک
ملک خرید لینا بادشاہ بن بیٹھنا ہم بھی تمکے نوکری کرینگے جس ملک پر لشکر کشی کروگے تمہارے ساتھ ہم بھی ہونگے
اس بادشاہ کو رات کو پکڑ لائینگے ملک پر قبضہ کرینگے پیکان ہنسنے لگا پوچھا وزن مین یہ نگینہ کتنا ہی چالاک
نے کہا سوا سیر کا ہی جب تو تین کرور ملتے ہین چالیس روپے رتی کی قیمت لگائی ہی پیکان اپنے آپ سے
باہر ہو گیا ڈبیہ یاقوت احمر کی دمک بھڑک گیا کہا کھولکر دیکھون چالاک نے کہا اختیار ہی بھائی یہ تو اب
تمہارا مال ہی مین اور کسی بادشاہ کو مارکے تاج لونگا یہ لیجیے ڈبیا کو کھولنے لگا زور سے جو کھولا اسمین سے
بیہوشی نکلی پیکان جادو بیہوش ہوکے گرا چالاک نے کپڑے اتار لیے اسکو اپنی شکل بنا کر گلیم گلے مین
ٹھونس دیا آپ اسکی شکل بنکر زنبارہ اپنے دوش پر لگا یا صحرا کی طرف چلا یہان صنم گویا تقریرین بگھار رہا ہی
طیران کے واسطے آہ کرتا ہی کہتا ہی ایسا رفیق میرا مارا گیا کہ جسکا مثل ممکن نہوگا کہ عقاب جادو بھی آگیا
پہونچا طاؤس کی مشکین باندھے ہوے اسوقت دیر مین رفیق کوئی نہین منصور جا چکا چالیس بچا چلی دو
بیٹھے ہوے خاطر کر رہے ہین ہر مرتبہ یہی ذکر ہی کہ حقیقت مین بڑا منتظم کارخانہ قدرت ہی عقاب نے لاکے
طاؤس کو پیش کیا صنم گویا نے پوچھا ای عقاب کیا ہوا عقاب نے سب حال بیان کیا کہا حضور یہ جا کے
عیار سے ملکیا طیران کو اسی نے قتل کرایا مین نے دونون کو گرفتار کیا پیکان جادو میرا رفیق عیار کو لاتا ہی

ہین انکو نے آیا صنم گویا نے کہا کیون طاؤس یہ کیا غضب کیا طیران ایسے ساحر کو قتل کر ایا طاؤس نے دیکھا اب
پردہ آنکھ پہ کاب انکار کرنے سے کیا فائدہ سینہ سپر کرکے جواب دیا او مکار کیا کہتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور وکوتاہی کر
عقاب نے غصہ سے کہا اسکو ستون سے باندھو وہ قدرت سے بے ادبی کرتا ہی اپنی جرأت پر مرتا ہی یہ کہکے ستون سے
باندھ دیا کوڑہ لیکر اٹھا صنم گویا کے منھ سے نکلا کہ ای عقاب یہ ساحر آبرو دار ہی سر دربار نہ مارو اسکو قید کر دو
تڑپ تڑپ کے مرجائیگا عقاب نے نہ مانا کوڑا مارا پوست طاؤس کا اڑنے لگا سر اٹھا خون کا بہنے لگا جب تو
طاؤس نے پکار کر آواز دی ای ساحران حاضرین وقت انصاف کرو یہ جیسا مکار غدار خدائی کرتا ہی سبکو اپنے
جال مین پھنساتا ہی مین نے اسیر لعنت کی مذہب اسلام اختیار کیا تم سبکو ہدایت کرتا ہون کہ اسپر لعنت کرو
اسکے جال مین نہ پھنسو ورنہ انجام برا ہی عقاب بگڑ بگڑ کے کوڑے مار رہا ہی کہ دیکھا پیکان جادو عیار کا
پشتارہ لیے ہوے آکے پہونچا عقاب نے کہا لیجیے وہ برگشت کرنیوالا ابھی آیا جسنے یہ فساد برپا کیا چالاک نے
پشتارہ سامنے ڈالدیا کہا یہ گنہگار بھی حاضر ہی طاؤس کو دیکھا تڑپ رہا ہی کوڑے پڑ رہے ہین عقاب بگڑ کر یہ
کھڑا ہی کہتا ہی اپنے قدرت کو برا کہا مین مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے ہاتھ پکڑ لیا کہا یہ کیا آپ کرتے ہین
مین اسکو قتل کرتا ہون آپ بیٹھ جائین آپکو نہین مناسب ہی ہم اپنے ہاتھ سے سزا دینگے ایسے ایسے فقرے کہکے بٹھایا
اسوقت تخلیہ ہی صنم گویا بھی باتین بنا رہی ہی عقاب کو بٹھایا پیکان نقلی نے باتین بنانا شروع کین کہا یا خدا
آج نوروز عید ہی وقت سعید ہی خوب خوشی کرین جی چاہتا ہی گانا بجانا شراب پیین پلائین دو دو دشمن
ہمارے آقا کے گرفتار ہوے ہمارے مالک عقاب نے کیا کار نمایان کیا آپ ہی کی قدرت نمائی کہ بیان طاؤس
بھی سحر کرتے تھے عقاب نے ایک سحر مین منھ کے بل گرادیا پڑے تڑپ رہے تھے اٹھ نہ سکتے تھے الحاصل بیان عیار ساحر
بیٹھے تھے پاؤن انکے زمین تھامے تھے یہ کہکے گنگنانے لگے عقاب نے ہنسکر کہا گانا ابھی تمکو آتا ہی پیکان
نے کہا یہ باتین خداوند سے پوچھیے کل رات کو میرے خواب مین آئے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا اور یہ لفظ کہہ کہ تجھکو ہمنے
گویون کا بادشاہ کیا اب جو دیکھتا ہون راگنیان میرے سامنے کھڑی ہین اشارے کر رہی ہین دیکھیے جھوٹ
سچ کھلا جاتا ہی یہ کہکے یہ غزل گانی غزل

اکیلے ہم نہ رہے ایک غمگسار رہا
قرار دو کا دل کے نہ اعتبار رہا
گلا ہی مجھسے کہ تم ضبط گریہ کر نہ سکے
رہا بجا نہ کا سونا اگر ہزار رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال ہمین
گناہ بخشیے پھر گناہگار رہا
جھکا تو پاے صنم پر یہ سر جھکا میرا
شراب خوار گیا تھا شراب خوار رہا
جو کوہ طور پہ موسی کو آئی تھی آواز
نہ آنکھ بند بھی کر لی تو انتظار رہا
بھلا ے کون غم بیکسی نہ اشک نہ آہ

ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدا صد ہزار تو خطرار رہا
مرے مکان پہ دعوہ کا رقیب کو گھر کا
ہنسی جب آئی آنکو کب اختیار رہا
بجز آنسو و نمین نہ نکلا سوا ے حسرت کے
اس ایک صبح کا دونون کو انتظار رہا
رہیگی یاد تری بیخودی تصور یار
مین بیخودی مین بھی ای تیغ ہوشیار رہا
بچشم داشت تھی مجکو پھر کر یگا ذبح
مین اس جواب کا انتک امیدوار رہا
دو رنگیان نگین نقش محبت کی
نہ دل رہا نہ کوئی دل کا یادگار رہا

کبھی سپند رہا مین کبھی شرار رہا
وہان بھی جاکے یہ کمبخت بیقرار رہا
کسیکا بھول کے آنا بھی یادگار رہا
لحد مین جاتے ہین دیدہ دل فغان کش کو
ملال دل مین رہا آنکھ مین غبار رہا
نگاہ لطف نہ کرتے وہ قتل ہی کرتے
وہ آنکھ بھول گیا جسمین لاکھوا رہا
بہشت مین بھی ہون مین ادبار کھا
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا
بھلا یہ کچھ نہ ہمین شکوہ آن آنا تھا
سرور دل مین رہا آنکھ مین خمار رہا
مین توبہ عہد جوانی مین کرکے پچھتایا

ہمیشہ پیر مغان کا گنہگار رہا
اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا کبھی
کبھی نہ چین سے عاشق ہزار رہا
نہ تمنے غش کیا بیگنہ سمجھکے جلال

پھرون جو شر سے کہا اپنے دلکو سمجھا لو
تمھارے مستون مین ایک ایک ہوشیار رہا
ستم کیا جو کوئی بات اس سے پیار کی
گناہگارون سے کیا کیا مین شرمسار رہا

امیدوار ٹھہرا تھا امیدوار رہا
سلوک خوب کیا آتے دیکھے دم مرگ
ہمین نہ بات کا قاصد کی اعتبار رہا

ان اشعار نے وہ رنگ باندھا کہ صنم گویا نے پکار کر کہا کیون پیکان کیا کمال تمکو عطا کر دیا پیکان نے کہا یا خداوند رات کو تو آپ عجب صورت سے تشریف لائے تھے صورت اصلی شاید وہی ہی خرطوم کا سر سونڈ ہاتھی کی سی لٹکتی ہوئی وہ آپکی ناک تھی دیا کہ چار باغ کا ناکا تھا مین نے بھی چھری لے کے اسی کو تاکا تھا اسوقت مین بہت خوش ہون خوب تھا کہ عیار سکو مار ڈالیگا ہم بھی تباہ ہو جائینگے مسلمانون مین کیونکر آئینگے اب اطمینان ہوا کہ دشمن کو ستائینگے میان عقاب پر ہم خود سوار ہونگے کیون خداوند آپکے ساتھ مین جو لوگ تھے وہ فرشتے تھے کالی کالی صورتین مجھکو ذرا اچھی نہ آپنے یہ بھی کہا کہ اب تقدیر مضبوط کرینگے ایسی تقدیر ہو کہ تدبیر سے موافقت کرے وہی آپنے کر دکھایا ایک کمال کا حال تو آپ پر روشن ہوا دوسرا کمال آپکو دکھاؤن مرے سے شراب پلاؤن صنم گویا نے کہا یہ بھی اپنے تمکو تعلیم کیا پیکان نے عرض کی آپنے تو سب کچھ دیا مگر میری بھی ذہانت کہ سب کچھ یاد رکھا قدرت میری بھی تعریف کرین عقاب تم کہ رہا ہی بس مجھکو عیار کو قتل کر دکھا ای افسر جب تک آپ سب صاحبون کو راضی نہ کر لونگا تب تک میرا دل نہ مانیگا میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے گا آج شراب میرے ہاتھ سے پیجیے یہ کہکے میخانے کی طرف دوڑا ایک تیلا کھینچکر نکالا یا اسکو قرابون مین بھرا اسمین خوب فاعل بیہوشی ملائی یہ تھیلیں تمام گھنگرو پاؤن مین باندھے عقاب کہتا ہی ای پیکان آج تمکو کیا ہو گیا ہی پیکان نے کہا میان عقاب تمھارے سب کے راضی کرنے مین خطا کرونگا چلاؤ نہین کونے مین بیٹھے رہو آج مین اپنے آپ مین نہین ہون انصاف کرو ایسے دشمن سخت گرفتار ہو کے آئے ہین مین خوشی نہ کرون صنم گویا نے کہا ای عقاب مقدمے مین پیکان کے دخل نہ دو ہمکو ثابت ہو گیا کہ دل اسکا بہت خوش ہی اپنی خوشی مین یہ حرکات کرتا ہی اس سے ہم بہت راضی ہین پیکان نے کہا یا خداوند اب راضی کرونگا عقاب نے کہا ای پیکان تمھارے گانے نے بڑا مزا دکھایا عمدہ غزل گائی پیکان نے کہا شراب تو پیجیے یہ کہکے ناچا جام شراب سربدر رکھکر سامنے صنم گویا کے لایا سنہرے پتلے نے جام لے لیا اب سب اپنے مقام پر موجود ہین صنم گویا کو منع کون کرے بے اندیشۂ انجام وہ جام پی گیا کچھ روز قدح نہ کی اب تو چالاک نے دوسرا باندھا دوسرا جام عقاب کو دیا بہ الحان تمام یہ شعر پڑھا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند اس رنگ مین یہ مطلع پڑھا کہ عقاب جام شراب پی گیا اب تو چالاک بولا یارو تم قدرت کا مطلب نہ سمجھے مجھکو ساقی گری کیون تعلیم کی تھی جو جام پیے اسکی عمر بڑھے یہ سنکر خادم و خدمتگار سب دوڑ پڑے اپنے ہاتھ سے پینے لگے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا کوئی ناچ رہا ہی کوئی ہاتھ چمکاتا ہی کوئی مسکراتا ہی کوئی کسی کو تاک رہا ہی کوئی کسی کے پائنچے مین جھک کر جھانک رہا ہی کہتا ہی کیون بی بی شعر بزیر دامنت چنبرے چھپائے زشگاف گندم آدم فریبے ہ یہ کیا چیز ہی مین مرا جاتا ہون ذرا پائجامہ اتار دو مین اچھی طرح دیکھون رنڈی دوڑی کہ مجھو دیوانہ تو نہین ہو گیا خبردار بیہودہ نہ بکا کر یہ وہی پری جسمین سے تو نکلا ہی یہ کہکے رنڈی گری وہ تاکنے والے بھی دوڑ پڑے لڑکھڑا کے گرے اسطرح جا بجا بیہوش ہونے لگے صنم گویا نے کہا ای پیکان کیا کہنا قدرت آسمان پر جاتے ہین یہ کہکے چھینک آئی پتلے کے اندر بیہوش ہوا عقاب یہ کہتے اٹھا مین بھی ناچونگا یہ کہکر ہاتھ ٹیکتے ہوے

اٹھتے ہی منھ کے بل گرے بیہوش ہوے اب چالاک نے نعرہ کیا قضاے کار چالاک کا قصد ہی سبکو قتل کر ڈالون
مگر عقاب کی بیٹی ملکہ فیروزہ سوسن پوش اپنے دفتر مین بیٹھی ہی نیسین جلیسین گرد بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی فیروزہ
کہہ رہی ہی آجکل میرے باپ پر بڑی مشقت ہی سنا جو غضب ہوا طاؤس بلند پرواز مین سنتی ہون مسلمان ہو گیا
بابا جان کو بڑی فکر ہی وہ رنگین کارخانۂ قدرت ہی ہر بات کی قدرت کو خبر دیتا ہی مردون زندون کی خبر لیتا پھرتا ہی
یہان کوئی مرا طاؤس لیجاتا تھا سحر کرکے اسے زندہ کرتا تھا اب قدرت کو کون بچائیگا ایک کنیز نے کہا واری آپ اتنا
پریشان ہون ورنہ آج بڑی خوشی ہی شراب چل رہی ہی آپکے والد طاؤس کو پکڑ لاے پیکان جادو آپکے والد کا
ملازم لوگون کی زبانی سنا گیا انکو قدرت نے کچھ کمال عطا کیے فیروزہ نے کہا چپ رہو اپنے مذہب کی بات کیا کہین بہت
کسی کو کیا عطا فرمایگی صرف ساحر ہین انسے تو زیادہ میرے باپ ہین شعبدہ باز نیرنگ ساز بلکہ یہ دعوی خدائی کرنے
کو بہتر ہوتا تھا حق وہ صنم گویا نے بیٹھے ہین ہم لوگ سب باتون کی خبرین دیتے ہین انکو اپنی پشت کی بھی خبر نہین کلام مین
زمین میرے باپ نے بڑے بڑے کارنمایان کیے باتین کرتے کرتے نگاہ جو اٹھ گئی آئنہ مین اسکے باپکی تصویر لگی ہوئی
تھی دیکھا تصویر کا منھ کالا ہو گیا ہی پر اداسی فیروزہ نے کہا غضب ہوا میرے باپ پر کوئی افتاد پڑی دیکھو تصویر پر
اداسی کی ترقی ہوئی ارے نرگس تو نے راہ مین کیا سنا تھا نرگس نے کہا حضور مفصل خبر آئی کہ طاؤس پکڑا
گیا عیار بھی گرفتار ہوا اب خوشی ہو رہی ویرن آج محلسرا مین غیر کوئی جانے نہین پاتا فیروزہ نے کہا غضب ہی
دیکھے دستک دی اک طاؤس اڑتا ہوا سامنے آیا کنیزون سے کہا تم ٹھہرو مین آتی ہون یہ کہکے پشت پر طاؤس
کے سوار ہوئی طاؤس کو سحر سے اڑایا طاؤس اڑتا ہوا چلا بلند کیے ہوے طاؤس کو آئی دربار جو دیکھا دربار
سب بیہوش پڑے ہین سر پیٹ لیا کہا ای پروردگار میرے باپ کو بچا مین مدت سے تیرا اعتقاد کر چکی ہون سلام کی
جمشید کی ہمارے ساحر تھے علم و نیرنگ و شعبدے ماہر تھے مثل صنم گویا انھون نے بھی خدائی کا رنگ جمایا تھا
مرنے کے آگے دروازہ دربار کا کھلا تھا دیکھا سب سردار بیہوش پڑے ہین اب وقت وہ ہی کہ تمام ہوا چاہتی ہی اسنے
پکار کر آواز دی ارے کوئی جاگتا ہی کہ سبکو موت آگئی چالاک نے جو عورت کی آواز سنی ابھی کسی کو قتل نہ کیا تھا
پہلو مین کوٹھری تھی اسمین گھس گیا فیروزہ اندر آئی باپ کو دیکھا اوندھے پڑے ہین چالیس جادوگر بیہوش پڑے
ہین قدرت والا تلک بھی خاموش ہی کئی مرتبہ آواز دی یا خداوندا یہ کیا بات ہی میرے ذہن مین نہین آتا یہ کسنے
بیہوش کیا معلوم ہوتا ہی مجھکو دیکھکر بھاگ گیا چہار جانب ڈھونڈھنے لگی اب دس بیس کنیزین بھی آگئین اب
چالاک نے کوٹھری سے دیکھا کوئی یہان نہ چلا آئے دیوار توڑ کر نکل گیا فیروزہ نے باپ کو ہوشیار کیا باران
سحر برسا سب ہوشیار ہوے جسنے فیروزہ کو دیکھا جھک جھک کے سلام کیا عقاب نے اٹھکر بیٹی کو گلے لگایا
پوچھا تمھارا آنا کیونکر ہوا فیروزہ نے کہا آپ ایسا نیرنگ باز شعبدہ ساز دام مکر مین پھنسے آپ ہر وقت نقشہ دیکھا کیجیے
مین افسوس کرتی ہون کہ عیار نکل گیا مین نے گھر مین بیٹھے بیٹھے آپکی تصویر کو دیکھا مین نے جبھی کہا آج کوئی افتاد
پڑی تصویر پہ بابا جان کی اداسی ہی بڑی دیر کے بعد صنم گویا کو بھی ہوش آیا فیروزہ کو دیکھکر بیقرار ہو گیا نوجوان
کم سن لباس عمدہ و پیلے زیور مین غوطہ مارے ہوے سینے پر ابھار خوش گفتار کبک رفتار صورت زیبا دیکھکر
صنم گویا نے آواز دی ای پری پیکر ای سمن بر تیرا کیونکر آنا ہوا آج تو نے بڑا کام کیا سبکو بچا لیا قدرت کی یہ تقدیر تو بہ
ہزار تدبیر کی جیتے جی طاؤس کو نہین لیجا سکا طاؤس بندھا ہوا بیہوش ہی مگر یہ تو کہو جسکو عیار بنایا تھا یہ کون ہی
اب جو اتنے ہوشیار کیا یہ پیکان جادو نہین معلوم کرتا ہی گھلے مین گنبد عیار کا پھنسا ہی آخر حکم ہوا اسکا منھ دھلا دو

پیکان جادو کا منھ جھلایا دیکھا پیکان جادو یہی پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیکان نے کہا حضور جب میں اس
مکار کو لیکر چلا راستے میں مجھکو دم دیا بیہوش کیا میری صورت بنکر آیا یہ قیامت برپا کر گیا آخر حکم ہوا طاؤس کو قید کیا کر
کے عقاب نے کہا اسکو کسکے سپرد کرون عیار اسکی تاک کرینگا چھڑا لے جائیگا فیروزہ نے کہا اسکو میرے حوالے کیجیے
وہ میرے مقام پر کیونکر آتا ہے آ گیا تو گرفتار کیا جائیگا صنم گویا نے کہا آج ملکہ تمنے بہت بڑا احسان کیا فیروزہ
نے کچھ جواب نہ دیا طاؤس کی قید لیکر اپنے قصر میں آئی سوتے کے تکیے سے دھوان نکلا یعنی صنم گویا تکیے سے نکل گیا
اپنے باغ میں آیا کنیزین سب دوڑین پیچھے ہی صنم گویا نے پوچھا معشوق سرکش کہان ہے پریشانی ہوئی یا نہین کنیزون نے
عرض کی اسکے غم و الم کی نوبت ہوتی جاتی ہے ہم لوگ لاکھ سمجھاتے ہین وہ نہین مانتی صنم گویا اٹھا ہوا قریب گیا
کے آیا یہان نفس حیرت کا لگتا ہے پیکان لگا کر سنا کہ چالاک نے آج عیاری کی صنم گویا کو مار لیا ہوتا مگر فیروزہ
سوسن ہوش آگئی اُسنے سبکو بچا لیا چالاک تو نکل گیا مگر طاؤس جو مطیع اسلام ہوا تھا اُسکو فیروزہ نے قید کیا
سنکر دل بھر آیا کہا جو ہمارا نام لیگا وہ بھی جفا مین پھنسیگا دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہو سوت ہی ہے شرمائی کہ نظم

مردم صبا ابھی ہے ترے داد خواہ کی
آنکھون مین پھر رہی ہے سیاہی نگاہ کی
سینے پہ چل رہی ہے سروہی نگاہ کی
عادت حسینون کی بھی ہو گئی ترچھی نگاہ کی
ساقی دعائین مانگ تو زلفون کو جھوم
کیون آپنے بھی دیکھ لی تاثیر آہ کی
دریائے رحم حشر کو آنڈا تو دیکھنا
تاثیر گیسو نہین ہے ابر سیاہ کی
دامن اُٹھائے جاتے ہو عاشق کی خاک سے
جس وقت غور سے وہ دلبر نگاہ کی
محشر مین ایک گرفتار حال ہے
کیسی بُری طرح اجی تمنے نگاہ کی
مارا انظر نے رہی حسرت نگاہ کی
دل سے گذر رہی ہے نظر اُس رشک ماہ کی
رگ رگ سے آ رہی ہے صدا آہ واہ کی
وہ دیکھتے ہی دیکھتے بس کام کر گئے
رندو نکو احتیاج ہے ابر سیاہ کی
سارے قصور روز کے وہ لکھتے جاتے ہین
کاغذ کی ناؤ مین جگہین فردین گناہ کی
زلفین برنگ مین دل کے پھنسانیکو ہیر ہو
بکھر بکھر کے سنتے جاؤ صدا آہ کی
کھینچا جو جذب سے تو کنوین مین گرا دیا
سنتا نہین ہے کوئی ترے داد خواہ کی
اندھا بنا گئی نظر اُس رشک ماہ کی
تو تل تراشتی ہے سروہی نگاہ کی
بولے نہ سیدھی بات کسی دن زبان سے
دم پر مرے بنی جو نہ دل پر نگاہ کی
آخر حضور کو بھی جگر تھامنا پڑا
ہے انکے پاس فرد ہمارے گناہ کی
سبزہ نکل رہا ہے گلستان حسن مین
بندش تو دیکھئین نئے تار نگاہ کی
اُس شوخ کی نگاہ سے آئینہ گر پڑا
یوسف کی یاد خوب زلیخا نے چاہ کی
صدمہ ہوا صفیر کا دل ہاتھ سے گیا

صنم گویا نے کہا جو سنتے ہو کیسا کمبخت کی زبان مین سوز و گداز ہے ابھی
اسکے دل سے غم بربادی ہوشربا کا نہین گیا اپنی سلطنت کو یاد کرتی ہے کس بیقراری سے فریاد کرتی ہے یہ ذکر تھا
کہ عقاب بھی آکے پہونچا صنم گویا مسند پر آکے بیٹھا عقاب نے کہا یا خداوند آپکو تو عیش و نشاط کی فکر ہے یہان
جان بچانیکا ذکر ہے مین نے اپنی جان لڑا دی طاؤس بلا کا ساحر ہے ایسے ایسے سخت سحر کیے آپکا غلام ایسا ساحر تھا
کہ جو اُسکے سحر سے بچا ورنہ جان نہ بچتی بمشکل اُسکو گرفتار کیا آپنے اُسکو فیروزہ کے سپرد کر دیا وہان مقدمہ
تیرہی عورتون کا معاملہ ہے کسی کی شکل بنکر وہان پہونچ جائے اگر طاؤس کو چھڑا لے عیارونکی فطرت آپنے دیکھی کہ
دربار مین جا کر کیا کمال کیا پیکان کی شکل بنا گلے مین اُسکے گمند تھا سب کو پھر شراب بلا کر اُسنے بیہوش کیا تیر
تدبیر اُسکا نشانے پر پہونچا آخری بات ہوئی کہ فیروزہ وقت پر آ گئی سب کو بچا لیا کمال یہ ہوا کہ وہ صحیح و سالم
نکل گیا اس عرض کرنے سے مراد یہ ہے کہ قدرت بھی فکر کرین غافل نہ رہین صنم گویا نے کہا تمنے جو کچھ بیان کیا ان
خیر خواہی ہے یہ چاہتا تھا کہ شب و فراز سے آگاہ کر دیا مگر قدرت یہین بیٹھے بیٹھے تقدیر کرتے ہین کیا قدرت

دو ورے پھیرین عیار کو جا کر پکڑین یہ تو قدرت سے نہو سکیگا عقاب نے کہا کہ غلام اسواسطے عرض کرتا ہی کہ خدائی مین جتنے
لگا چاہتا ہی عیار ہر وقت فکر مین ہی یہان تو باتین اسطرح کی ہو رہی ہین صنم گویا کنیزون سے کہ رہا ہی اس مبتلاے
زندان مصیبت کا قفس لا دو ارے کمبختو اسی کو راضی کرو خدائی کا اُس سے وعدہ کر لو کہ خدائی کا تجھکو اختیار
دینگا کنیزین جا کر قفس لائین حیرت کو بھلانے نگین حیرت نے بات کرنا موقوف کر دیا کسی کے کلام محل کا جواب
نہین دیتی اب احوال فیروزہ سوسن پوش کا عرض کیا جاتا ہی کہ جب اُسنے لا کر طاؤس کو قید کیا کم سن نوجوان
کنیزین ہمراہ تھین ہر وقت سیر باغ تماشاے صحرا جب پلٹ کے آئی مصاحبون سے سب حال بیان کیا سب نے
عرض کی بڑی خیر ہوئی اگر آپ نہ پہونچتین قدرت کو بھی جو لا بدلنا تھا دنیا مین کون ہی جو کہ خدائی کرتا آپکے والد
کا تو دشمن تھا ہی سنا ہوگا کہ منظم کارخانہ قدرت مین ہی فکر ہوگی کہ منظم کو قتل کرون قدرت نے بڑی تقدیر سے قبول
کی کہ آپ وقت پر پہونچ گئی ہین مگر عیار کہان بھاگ گیا کہ اُسکا زور نہ چلا فیروزہ نے کہا اب مین تلاش کر کے
اُسے گرفتار کر لونگی رات بھر ہی جلسہ رہا طاؤس کی حفاظت کی جب صبح کو سو کر اُٹھی گل و غنچے کی سیر کر رہی ہی
دیکھتی ہی کہ جوش بہار ہی وقت سحر طائران بزبان بزبانی تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف
ہین عندلیبان خوشنوا کے کارخانے عیش و عشرت کے نظارہ روے گل پر موقوف کہا تخت لاؤ ہم سیر کرینگے
کنیزین تخت لائین ملکہ سوار ہو مین چند کنیزان بازو دار پہلو مین آگئے تھین ابر فیروزی سر پر سایہ فگن ہوا سیر صحرا
کرتی تھین ہوا نے کیفیت دکھائی ایک پہاڑ پر آکر تھین طائر پہاڑ پر جمع تھے تکمیل کر رہے ہین دم محبت کا اپنے
پیدا کرنے والے کی بھر رہے ہین جوش مین کسی کے جانورون کو دیکھکر بہت خوش ہوئین کنیزون سے کہا انکو جلدی
گرفتار کر دانے واسطے قفسہاے طلائی و نقرئی تیار کرینگے سب کے پنجرے شاخہاے نخل مین لگے رہینگے کنیزون نے
دوپٹے اُتار رے طائرون کے پیچھے دوڑین دوپٹے اُن طائرون پر ڈالنے لگے کسی نے انکو پکڑا کسی کو دوپٹے سے
نکل گیا پہاڑ پر عجب عالم ہی ملکہ ہنس رہی ہین جس کسی نے طائر پکڑ لیا اُسکو انعام ملا جو دوڑ کر رہ گئی اُس پر غصہ
ہوا اس رنگ سے ملکہ کھیل رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی فیروزہ دیکھنے لگی
دیکھا کئی ہزار مرکب مشکی ترکی یمنی عراقی سوتیون کی پاکھرین پڑی ہوئین دو دو سائیس وضع نفیس ایک
ایک مرکب کے ساتھ ہاتھ مین چونریان مگس پرانی کرتے ہوئے زیر کوہ سے گذر گئے انکے بعد اسباب ترکی کی
شتر سوار سانڈنی سوار ہزار در ہزار انکے گذر جانے کے بعد کئی سو علمدار علمہاے زرنگاری کے پھریرے
کھلے ہوئے اُنپر تعریف ہی نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے
گذر گئے انکے بعد کئی سو نقارے بجے ملکہ فیروزہ بنگاہ غور دیکھ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہی کسی رئیس کی شاہانہ
سواری ہی دیکھو سب سامان مہیا ہی کئی رسالے پلٹنین غرض وضع کمر گذر گئین انکے بعد دیکھا ایک مرکب سبز چشمی
کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونیکی ہیکل کلغی بال ہما کی سر پر کندھا مثل ماہ نو کیے ہوئے دہانہ چباتا ہوا دم سے
جنور کرتا ہی اُسپر ایک آفتاب عالمتاب آسمان عزبستان حسن مین رشک ماہ تابان بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی
سوتیون کے مالے گلے مین انکے یاقوت احمر کے زیب بازو حسین خوشرو سیر نشست پر مثل قرص قمر گلہاے سر شگفتہ
اگر عندلیب خوش الحان دیکھے تو بھول جائے غنچہ آرزو کھلے بے دیکھے ان پھولون کے چمن نے سیر
ان پھولون کو دامن مین لیے ہوئے اپنے مالک کی پشت و پناہ رنگ مثل لیلی شب سیاہ سویدا چشم حسینان کا
یا سواد ملک حبشیان ہی کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ہزار

تیر وکمان ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر طائران تیر منھ نکالے ہوئے صاف ثابت ہے کہ مار ان سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہوئے ہیں کر چست ارادہ درست غزال چشم شیر خشم کہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکۂ شوکت مرکب پر بڑی سج دھج سے ہوئی خانۂ زین کو مشعل آفتاب روشن کیے ہوئے لگام دست حق پرست میں لیے ہوئے تلوار زیب کمر سراپا خوب جوان مرغوب نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن
بھوین دست بازوے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم میں
قیامت نہان گوشۂ چشم میں

ملکہ فیروزہ کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی مژگان کی چھری دل میں گڑی ہاتھ پانوں میں رعشہ آیا غلبۂ محبت کا سلطان عشق کی ملک دل پر چڑھائی سامنے جاتے شرم آئی پتھر بہار کے ہاتھ رکھا اف کرکے گری بیہوش ہوگئی وہ لشکر تو نکل گیا کنیزین حضور حضور کہنے گرین آگرد بیٹھ گئین کسی نے چشمے سے پانی لیکر منھ پر چھڑک دیا ملکہ کی آنکھ کھلی سوسن زبان آور تھی صاحب راز تھی پوچھا حضور خیر تو ہے ملکہ نے یہ نگاہ یاس طرف سوسن کے دیکھا کہا کیا کہتی ہے میری سمجھ ہی میں آتا نظم

چھپکے چھپکے تو مشورہ خدائی کا
مجھے تو فکر وصال میں رہائی کا
بتون کو شوق ہوا عالم آشنائی کا
انھیں بھی رنگ پسند آگیا جدائی کا
چلے تھے سوے حرم بتکدے میں جا پہنچے
سلوک ضعف کا احسان نارسائی کا
گلہ نصیبون کا ہے کیا بخت کا اسیر ہوا
بھلے کو دل کرنا ہے تمہاری برائی کا
بہم فراق میں لڑتے ہیں شیشہ و دینا
کیا نہ فیصلہ ساقی نے ہی لڑائی کا

بہانہ ڈھونڈتی کی تھی چشم خیرہ
اسے تو نام ڈبونا تھا آشنائی کا
بہاری نیند کا بھی وہ بھی نامۂ
بنائے جاؤ گے ستم رنگ بیوفائی کا
یہ کیوں دہان سے کہہ پھر ادھر
جو انصاف تو ہنگامہ ہے صفائی کا
رنگ آمد زوال میں یہ تھی سمجھ
جگر میں تھا وہ زخم بھی کج ادائی کا
سمجھے عشق میں امتحان بخت جلا
تم اور وصل تقدیر آزمائی کا

سوسن گھبرا گئی کہا حضور یہ کیا فرماتی ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا سوسن نے عرض کی ابھی حضور کھیل رہی تھیں عشرت کی بہار دیکھتی ہون رنگ رو متغیر چہرہ زرد ہو گیا آہ سرد باتوں میں سوز و گداز ہم تو صاحبان راز و نیاز ہیں مفصل فرمایئے فیروزہ کو شرم آئی کہ کیا بیان کرون ایک راہ گیر پر عاشق ہوئی زبان سے کہا نہیں جاتا دل شرماتا ہے پیشانی پر پسینہ چلا آتا ہے جب سوسن نے بہت کہا سوچکر جواب دیا کہ میری اچھی سوسن کنیز کو دوڑا دے اس لشکر کے افسر کا کیا نام ہے میں آنکھوں کے گھوڑے پر جو سوار تھا وہی افسر ہے یا کوئی اس سے بھی معتبر ہے یہ سنکر کنیز دوڑی تھوڑے عرصے میں پلٹ کر آئی عرض کی حضور اس فوج کے افسر صاحبقران زمان والی قاف و دنیا ہیں کہیں لشکر کشی کرکے جاتے ہیں یہ بھی لونڈی نے دریافت کیا انکا کوئی دوست طلسم نور افشان میں قید ہو گیا ہے اسکے چھڑانے کو جاتے ہیں راہ میں کہیں رک گئے تھے کوئی شخص تھا ابلیس خود پرست اسکو مار اب فراغت پاکر سمت طلسم نور افشان جاتے ہیں ملکہ نے کہا بس اتنا ہی دریافت کرنا تھا سوسن نے کہا واری میں اب بھی نہ سمجھی ملکہ نے بصد جوش و خروش فرمایا نظم

انتظام عالم ہمین باشد کہ از شاہ و گدا
نالہ گر کس بارے کجا فریاد رس
باغبان ہم یک صبوحی سیر باغم آرزوست
نالہ کز تو پریشان نیست با نہ جرس

در محبت گر نباشد بر مراد دست رس
ہیچکس را بر مراد خویش نبود دسترس
از تہی دستی بروز محشرم اندیشہ نیست
ناکام دل نسیم باغ آمد یک نفس
لالہ و یا سر وم بختی و ساغر پیز غم

از رگ جان کن رفو چاک گریبان جو گل
نالہ تا کے در چمن بلبل زبید او تی گل
حاصل ایام عمرم حسرت دیدار کس
از پئے محمل مرد بیہودہ راہ کاروان
کا فرم گر باشدم اندیشہ از غم کس

سوسن نے کہا واری اب میں کچھ کچھ بھی مگر اس فقرے کو زبان پر نہیں لا سکتی ملکہ نے فرمایا اری سوسن سب پیٹھ کر کھا جائیگا یہ فرما کے ملکہ ایک تختۂ سنگ پر پیر پھیلا کے بیٹھ گئیں سوسن نے کہا واری اب گھر چلیے دھوپ نکل آئی ہے ملکہ رونے لگیں سوسن اتنا ٹھہر یہ سواری جو ابھی گئی ہے بیٹھ کے آ دے ہم جلوس بھی طرح دیکھلیں تو چلیں ہم سوسن نے سر پیٹ لیا کہا واری کنیز تو بیان کر چکی کہ لشکر بر منزل تمھارے ہمشیر ادھر تو آیا لشکر کہاں جا کیگا

تو نے کیا دریافت کیا ذرا مجھسے بیان کر دے حضور کو ہماری یہ خیال ہے کہ لشکر ملیت کے آگے خواص نے عرض کی یہ سواری صاحبقران کی تھی منزل منزل جاتے ہیں اودھر سواری کہاں پہنچے انکی بارہ چودہ کوس پر جاکے اتر جاتے ہیں میں نے ایک شخص سے پوچھا اُسنے صاف صاف کہدیا بسر طلسم نور افشان جائینگے پھر رات رہے لشکر کوچ کرتا ہے دوپہر سے پہلے جو مقام فرحناک ملیگا وہان اتر پڑینگے اودھر ہرگز نہیں آئینگے سوسن نے جو دیکھا کہ خواص اسطرح سے بیان کرتی ہے ملکہ بگوش دل سنتی ہیں چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن رخسار نازک پر آنسو جاری ہیں دوپٹے سے پونچھتی ہیں ہچکی لگی ہوئی ہے جب خواص کہچکی اک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی

غزل

اپنا کرے ہزار کوئی جستجو تو نہو
یہ چشمک ہی قاتل دل پر آرزو نہو
عاشق سے وہ کنارہ گر مین بھی گفتگو نہو
کس درد کی دوا ہیں مرے تنگ بے اثر
پیکان کی اپنے تجھکو نہیں جستجو نہو
فریاد عاشقان سے ہے انکی غضب بھی جان
آہستہ رو نے کہیں درد گلو نہو
کچھ میرے خون کا نہیں گردن پہ انکی بوجھ
یہ نا ہدان خشک کا آب وضو نہو
پھولوں مین میرے ہو جو کوئی گنبد
آنکھیں تری ڈھونڈتی ہیں ہمین جستجو نہو
گھبرا کے مجھ ہوا ہے وحشی پہ آرزو
دم کو تو کھینچ لے جو رگون مین لہو نہو
کیا حال سوز دل کہین چھپائے زبان
پہنچے عدو بنانے سے بھی جو عدو نہو

تصویر تیرے سامنے ہو اور تو نہو
شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہو
سو بار دل سے جاؤ چلے آؤ گلا کہاں
پانی ہے وہ گلاب نہیں جسمین بو نہو
کیا کیا گرے ہیں قطرے ہماری رگ کے تنگ
کہتے ہیں تنگ آکے بشر خوبرو نہو
مر جائین راہ چلتے نہ چالو نہ آپکی
اتنا بھی ہوے پاؤں کا ہلکا لہو نہو
سچ ہے کہ بے طبیب سنبھلتا نہیں مریض
وہ پھول بھی مہکنے لگیں جنمین بو نہو
یوں بیجان تن مین مرے دشمن فراق مین
ہم اب گلا دبا کے طوق گلو نہو
تم دل بہلاؤ مجھسے یہ دیکھا نہ جائیگا
خود منہ سے بولتے ہین کوئی گفتگو نہو

مجھسا بھی یار دلبر بیگانہ خو نہو
پھر سے کیوں اشاروں مین کچھ گفتگو نہو
جب بحث تھی کلیم سے ای یار طور پر
تم ہو یہ کوئی لگی ہوئی آرزو نہو
ہم تو نشان دیتے ہین دل مین کسیکو ہی
یوں بزم یار مین کوئی بے آبرو نہو
جلا کے لاش پر مری نوحہ نہ کیجیے
سب کچھ سہی یہ حشر مرے روبرو نہو
برسوں رہیگی دامن تر کی مرے تری
دلکو سنبھالے کون جو آنسو رو تو نہو
کرتی ہے نگاہ شوق کسی کی تلاش مین
پوری خدا کرے یہ تری آرزو نہو
ای تیغ یار کچھ بھی اگر تجھمین جذب ہی
الجھے سے دو چار مرے روبرو نہو
ناصح سا دوست عشق بتان مین نہ پائے جلال

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ اس قدر روئین کہ سوسن ساحری زبان درازی بھول گئی حیران ہو کر کہنے لگی واری واسطہ سامری و جمشید کا یہ دشمنوں کا حال ہے کہ طبیعت پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ سامری و جمشید کا مجھسے نہ چھپائیے ملکہ نے کہا اب تو چلیں مین بھی تھی کہ شاید سواری پلٹ کے آئیگی جہان مزاج مین آئے وہان جانے جسکو کچھ اسکی جستجو نہیں ہے فقط لشکر کی شوکت دیکھنے کی جستجو تھی معلوم ہوا کہ مہینوں سفر ہے ادھر اب نہیں آئینگے یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوئین کنیزیں بھی قریب آ پہونچیں تخت اڑاتی ہوئی چلیں یہان چالاک جو جستجو مین نکلا تھا قلعے مین آکر لوگوں سے پوچھا یہ نازنین جو دریا مین آئی تھی یہ کون ہے اسکا نام کیا ہے جب دو چار سے پوچھا تو احوال معلوم ہوا کہ ملکہ فیروزہ سوسن پوش بنت عقاب کی تھی یہ دریافت کرکے چالاک نے اسکے قصر کا پتہ پوچھا دریافت کرتا ہوا چلا آتا ہے دیکھا ایک قصر رفیع سامنے خانہ باغ نہایت تکلف سے آراستہ مجلد در کر رہے بیٹھی ہے کنیزیں اندر جاتی ہین باہر آتی ہین یہ تو چالاک دریافت کر چکا کہ یہی مکان ملکہ فیروزہ سوسن پوش کا ہے تھوڑے عرصے تک ٹھہرا ایک کنیز کسی کام کو نکلی چالاک نے پیچھے سے اسکو الگ بلا کے بیہوش کیا اسکی شکل بن کے قریب در باغ کے آیا دل مین سوچتا تھا کہ جسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر آئے اسکا نام بھی دریافت نہ کیا اس پیچ مین

سر جھکائے ہوئے جیسے ہی قریب دروازے کے پہونچا مخلدار نے پوچھا اری تمتشا دکہان اکڑتی پھرتی ہے تجھکو کسی وقت مین بھی چین ہے دن بھر مین ہزار پھیرے کرتی ہے مردوں مین جانے پر مرتی ہے مین دیکھ رہی تھی کسی مردوے سے باتین تو کر رہی تھی اتنا بھی خیال نہین کہ مالک کے آنیکا وقت قریب ہے انی مار پڑیگی سارا اکڑنا بھول جائیگی چالاک نے کہا واہ واہ مخلدار صاحب آپنے تو مجھپر بڑی تہمت رکھی ہے مین مردوں کے نام سے جلتی ہون آپنے دیکھا ہوگا آج تو کئی دن سے پانچ چار نوجوان بن بن کے آتے ہین بہشت پر باغ کے دن بھر پھرتے رہتے ہین یہ بھی انکے باتون سے معلوم ہوا کہ میری تلاش مین آتے ہین مین نے نگاہ اٹھاکے بھی نہین دیکھا آپ آج ایسی بات کہتی ہین مین تواب بیٹھی ہون باہر نکلنا کیسا مخلدار نے کہا مین نے اسیواسطے کہا تیری بڑھیا آئی جب آئی ہے منت کرکے کہ جاتی ہے بوا مخلدار اس اچھال چھکا سے ذرا خبردار رہنا جابجا سے رقعے شادی کے آچکے ہین ایسا نہو کوئی سسرال سے تیری تحقیق کرنے کو آئے جاکے مشہور کردے کہ وہ تو دوری دوڑی پھرتی ہے کیسی بدنامی ہوگی چالاک تیر اندر آیا دیکھا باغ نہایت پر بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین سرو لب جو قمریون کی کوکو کی نوجوانان چمن جھومے ہوئے سبز پتے شاخین پھولون سے لدی ہوئی بلبلون کی یہ حالت کہ جلوے گل مین پھولون کے کھلے ہین عجب بہار دکھاتی ہین نظم

ظہور داغ محبت ہے یون مرے دل سے
نکلے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار
شباب کا ترے ای یار رنگ لاکے ہوا
ترے فدا ہے صدقے ترے نثار بہار
نمود کی خط مشکین نے لالہ رو رخ پر
بطِ شراب کا کھلوا رہی ہے شکار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام
بہار فصل مین آنکھون سے ہو دوچار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجے رہ کے

دکھائے حسن کی تاب جیسے کہ یار بہار
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار
چمن کی سیر مین مجنون صفت کو لاتی ہے یاد
بلائے عالم آشوب روزگار بہار
پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہے گلگون
نزار دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار
شگفتہ ہوکے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

یہ عشق ہوکر پکارا کرے بہار بہار
فراق یار مبدل وصال سے ہو جو
دکھاکے آتش گل آب خوشگوار بہار
شگفت غنچہ سے اس گل کو آتی ہے پیدا
جنون کو رکھتی ہے سر پر مرے سوار بہار
کنار جوے چمن جھومتے ہین مست درخت
شگوفے نے ہے کھلایا کرے ہزار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون
آنکھ کے پردۂ روئے نقاب دار بہار
ہر سمت جوش بہار بلبلون کی پکار

بلبل کی فریاد گل ہین سنتے قمری کو فریاد سے فرصت نہین سرو لب جو کو تجب نہین چالاک یہ تماشا دیکھتا ہوا بارہ دری مین آیا دیکھا دو سو نازنینان مہ جبین و زہرہ جبینان مہر تمکین بارہ دری مین جمع ہین تخت زرین بیچ مین بیشتر وکل کرسیان بچھی ہین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی گملے رنگا رنگ کے گلدستے جابجا چنے ہوئے آئینہ قد آدم جسم روح سکندر نثار ہوتی تھی نظم

جو ٹکڑے سنگ کوہ طور کے تھے
جھلکتا ہے ایک ڈال نور کا تھا
آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا
زور دیوار گیر بوتہ بہار
بے تکلف دل سکندر تھا
گلبن بستان شاہ دیوار

ہر طرف سامان عیش و عشرت جملہ اسباب راحت مہیا چالاک ان سب مین ملکر بیٹھا سکتے سا ہو کے مسخرہ پن کر رہا تھا کسی کے سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا ارے کیا ابھار ہے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کنیزین کہتی ہین اری تمتشا آج تجھکو کیا ہوگیا ہے اپنے جامے سے باہر ہے کہا صاحبو تم کیا جانو آج مجھپر کیا گذری مین سوتی تھی خواب مین پیرے سامری جمشید آئے میرا ازار بند کھولنے لگے مین نے کہا کیا منظور ہے تمہارا انگلی کو ہلا دیا مین نہ سمجھی کہ مطلب انکا کیا تھا مگر جب سے وہ سامنے سے گئے ہین دل گھبرا رہا ہے دل چاہتا ہے کہ چیخین مار کر روؤن گریبان چاک کرون

ایک نفع ہوا کہ انھون نے چلتے چلتے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا مجھکو علم موسیقی کا حاکم کیا ہوا اب جو خیال کرتی ہون تو راگ راگنیان سب سامنے معلوم ہوتی ہین ایک ایک راگ کے ساتھ راگنیان بہت ہوتی ہین یعنی تصور کرنا چاہیے کہ راگون کی راگنیان معشوق ہین ایک ایک راگ کے چھتیس چھتیس راگنیان ہمراہ ہین کلیان مجھسے تو باتین کر رہا ہی کلیان کی دھن میرے ذہن مین ہی یہ غزل گاتی ہون دیکھو مجھے گانا آیا یا نہین آیا یہ کہکے گنگنانی اور یہ اشعار پر بہار زبان پر لائے نظم

دیکھا ہی ہمنے خوب نشیب و فراز دہر
وہ گل زمین پر ہی تو ماہ آسمان پر
اسفل نہین ہی فیض سے اعلی کے بے نصیب
حالت فرشتون کی ہی تباہ آسمان پر
سفلی کو گو کہ رتبہ نہین لیکن ہی نارسا
ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پر
رفتار یار دیکھ کے ایسا ہوا ہی گم
بھٹکے اگر وہ تیر نگاہ آسمان پر
تا صبح بھلا دیا ہی وطن کو جو اسعد

مجھ تیرہ دل کی پہونچے جو آہ آسمان پر
آنسو زمین پہ ہین تو ہو آہ آسمان پر
ہی چاند مثل عارض جانانہ آفتاب
مہتاب ہی زمین پہ ماہ آسمان پر
میری زمین شعر کا دیکھے جو مرتبہ
پہونچے کبھی ہوا سے نہ کاہ آسمان پر
ایسا اچھالتا ہی مجھے اضطراب دل
ملتی نہین ہی راہ کو راہ آسمان پر
ہر شب نہ تیرے در پہ گدائی اگر کرے
شاید مسیح کو ہی رشک شاہ آسمان پر

ستارے ہون تمام سیاہ آسمان پر
خالی نہین ہی جلوہ جانان سے میری چشم
دعوی زمین پہ ہی گواہ آسمان پر
رکھتے ہین کس کے واسطے زمین پہ قدم حسین
پھرتے ہی کرے وہ نگاہ آسمان پر
دیکھین جو مجھسے آکے مقابل زمین پہ ہو
ہوتا ہون گر زمین پہ نگاہ آسمان پر
بے شبہہ شہر طائر آسی دم شکار ہو
ہرگز نہ آفتاب ہو شاہ آسمان پر

چہار طرف سے سب کنیزین آکر بارہ دری مین جمع ہوئین ایک ایک کہتی ہی واری شہزادی آج تو تو نے غزل کسطرح گائی ہی کلیجہ نکال لیا یہ تجھکو کسنے سکھادیا شہزادی کہتی ہی تم کیا جانو مین قربان ہو جاؤن سامری و جمشید کے ارے مین نے بڑا دعوی کیا تھا وہ ازاربند کھولتے تھے مین نے انکا ہاتھ جھٹک دیا اگر مان جاتی تو نور قدرت پیٹ مین آجاتا انھون نے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا اسی کی تاثیر ہی اور بہت سی باتین مجھکو آئی ہین اب کنیزون مین بیٹھے میان چالاک کھیل رہے ہین سب کنیزین ادب کرتی ہین کوئی کہتی ہی ارے تو تو تبرک ہو گئی ہی چالاک کہتا ہی ہوا کیا کہون اگر مین ایسا جانتی مان لیتی پھر آسمان پر بھی جاتی وہان فرشتون سے آشنائی ہوتی پھر تو وہان سے بہشت مین جاتی میوے جھولی بھر بھر کے لاتی تم سبکو بانٹتی ایک نے کہا ہوا اگر ایک دفع آئے اور خالی گئے پھر آوینگے اگلی مرتبہ انکار نہ کرنا چالاک نے کہا ہوا اب نہین انکار کرونگی انکی صورت دیکھتے ہی لیٹ جاونگی جسمین وہ بھی ذرا شرمائین کنیزین کہتی ہین اری چپ رہ پرانے خداوندو کی نسبت ایسی باتین نکاب تو نئی خدائی ہی خداوند نسخم گویا قدرت بنے بیٹھے ہین بھڑوے کو اپنی بہشت کی خبر نہین اب مین جا بجا ضرور جاونگی ہوا جہنم کا بھی حال کتے سے کہونگی اندر نہ جاونگی دروازے پر سے جھانک لونگی میری نانی بڑھیا بڑی فیاض ہی کسی سے انکار نہین کیا لونڈون لپھڑی مشہور ہی تری نانی کہتی تھین تم جہنم مین جاوگی مین جھانک کے دیکھون گی جو بڑی بی بیٹھی ہونگی انکو نکال لونگی پکارونگی چھوٹی نانی باہر نکل آؤ تمکو بہشت مین پہونچادون جو وہان کے فرشتے روکینگے کہدونگی مجھے اختیار ہی خداوند سامری و جمشید کی مدخولہ ہون ایک آدھ فرشتے کو مار بیٹھونگی کوئی بول نہ سکیگا اور سب مردے مجھسے فریاد کرینگے کہ ہمین بھی جہنم سے نکال لو ہوا مین جواب بھی نہ دونگی پھر مقام پر ملک الموت کے جاونگی سب آسمانونکی سیر کرونگی لوگون کی زبانی سنتی ہون کہ آسمان پر بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین گر ہوا اگر راستہ بھول گئی تو گھر آنا

مشکل پڑیگا پھر ہمیشہ آسمان ہی پر رہو گی تم سبھون پر ڈھیلے پھینکا کرو گی تم ٹھوکو گی پیٹو گی مین جواب بھی نہ دونگی صورت دکھلا کر چھپا یا کرونگی برس دو برس مین ساتون آسمان دیکھ لونگی کنیزین یا تو پر چالاک کی ہنس رہی ہین بارہ دری مین ایک ہنگامہ ہے ایسی ایسی تانین لگائی ہین کہ کنیزین بلائین لے رہی ہین کہتی ہین شمشاد تو تو مزاج کی سیدھی تھی بڑا کمال یہ تو نے پایا اب تیرا کوئی کیا کریگا چالاک بارہ دری مین دوڑتا پھرتا ہے کہتا ہے دیکھو صاحبو آپکے جمشید آگئے ہین مجھے اشارے کر رہے ہین کہتے ہین آسمان پر چلو مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے ایسا نہو وہان جا کر ساتھ میرا چھوڑ دین پھر مین کہان کیونکر اُترونگی وہین رہجاؤنگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ نمایان ہوا سب نے کہا ارے چپ رہ ملکہ آتی ہین اسنے کہا آنے دو کیا مین انسے ڈرتی ہون یہی نہ کہ نوکر ہون چاہے چھڑا دین مجھے اب کچھ پرواہ نہین ہے بلا یک ابر پھٹا ملکہ فیروزہ سوسن پوش سنائے مین سر جھکائے ہوئے اُترین ہر چند کنیزین چاہتی ہین شگفتہ رہین ہنسی نہین تھی خرامان خرامان بارہ دری مین آئین سب کنیزین سلام کو جھک گئین گل اندام نے بڑھکر کہا واری آج تو نیا سحر کہ درپیش ہوا ایک خواص قدیم بی شمشاد کے خواب مین سامری جمشید آگئے ہین اُسکی بات کا اعتبار نہ تھا غزل اُسنے ایسی گائی کہ دل بے چین ہو گئے ذرا حضور اس سے بات تو کرین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دوسری نے بھی بڑھکر یہی کہا جب دس پانچ کنیزون نے یہی کہا ملکہ خود ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین جب دو چار نے ایک ہی مضمون کو بیان کیا تب ملکہ نے سر اُٹھا کر فرمایا کیون بوا شمشاد یہ سب کیا کہتی ہین شمشاد نے کہا حضور رنجیے مجھکو سامری جمشید کا بتا گئے یہ کہکے گنگنائی پرانی غزل گائی نظم

وہ چلا جان چلی دونون یہان سے ملکے
چو ہر شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے
کس پہ روئے گا مگر ہے ملا دل افسوس
گہ بجھائے ہی وہ گر دیکھو نہین جسکے
لذت مرگ سے ہجران مین دعا ہے کہ خدا
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

کشتۂ حسرت دیدار ہین یار کسکے
اسکو تھامون کہ اسے پاؤن پڑون کس کسکے
مجھکو مارا مرے حال شفیق نے کر کے
کس پہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے
تا نہ رشک نہو باعث درد سر مرگ
یہ مزا ہو نصیبون مین کسی انجس کے
یار موسن سے بچی ہین تری صبح کا پتا

نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
پاؤن تربت پہ مری دیکھ سنبھل کر رکھنا
کچھ گمان اور ہے دھڑکے سے دل ہو شسکے
بخت پروانے سے قربان عدو ہون جنکے
نیچے کے سر پہ لگا ہے وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین رو رو کے
واہ افکار ترانا اور منوہ یا بس کے

یہ سوز و گداز سے چالاک نے اس غزل کو گایا کہ ملکہ نے گھبرا کر کہا اری شمشاد تو نے تو کلیجہ ہلا ڈالا یہ غزل کہان سے یاد کی کہا حضور سامری جمشید سب بتا گئے ہین پڑھنے لگے یہ ہاتھ رکھا اب تو ملکہ متوجہ ہوئین چالاک نے ہنس ہنس کے باتین کرنا شروع کین ملکہ ہنس رہی ہین وہ جو کنیزین ساتھ آئی ہین وہ اشارے کر رہی ہین ای شمشاد اسی طرح کی باتین کر ملکہ صحرا سے بہت کبیدہ آئی ہین بات نہین کی خود بخود مبتلائے غم و الم ہو گئی ہین ملکہ نے ہاتھ شمشاد کا پکڑ لیا کہ یہین آکر مجھین پکار کر آواز دی یہان کوئی نہ آئے چالاک نے کہا حضور میرے خواب مین سامری جمشید آئے سب کمال بتا گئے مجھے ہاتھ لگایا مین نے ہاتھ انکا جھٹک دیا بہت شرمندہ ہوئے اصل مطلب کے خواہان تھے مین نے اسکو نہین مانا حضم کو یا کو کہتے تھے یہ بڑا جھوٹا ہے اور یہ بھی کہتے تھے ہمارا بھائی بھی آسمان پر نہین جاتا ہے نہین باتین بنایا کرتا ہے ملکہ فرماتے تھے ہماری بندی خاص الخاص فیروزہ سوسن پوش ہے ہم اسکو تمام دنیا کا بادشاہ کرینگے عقاب و ضیغم گویا سب مارے جائینگے مگر یہ تو ارشاد فرمایئے آپنے طاؤس کے ساتھ کیا کیا ملکہ کا دل تو غم والم سے بھرا ہوا ہے کہا مین انکے ساتھ کیا کرتی لا کر قید کر دیا فلان مکان مین قیدی نگہبان بیٹھے ہین ای شمشاد کیا کہون میرے دل پر خود بخود ہجوم غم والم ہے دیکھون اب کیا ہوتا ہے مقدر میرا مجھکو کیا دکھاتا ہے میری تو یہ کیفیت ہے نظم

فصل بہار میں سد بادہ خوشگوار کو
ساغر پیش کرو بر غنچہ زے خمار کو
گل چمن کشادہ رو وعدۂ وصل یار کا
دست حنا نگار زیست دست جنون نگار کو
وعدہ بحشر تم دہی فصل بہار زندگی
دست نشست و دامن رشتہ اختیار کو

بر سر رہ نشستہ گل زمزمۂ ہزار کو
گشتہ ہوائے بوستان توبہ شکن زہے
سہن بود نشستنم دیدۂ انتظار کو
گوشہ نشین دل کنم دیدۂ دل زمانہ را
گردش دور دوران رست انہماعتبار کو
تحفی اگر چشیدہ چاشنی شہادتے

گل چمن کشادہ دست جادو چرخ نیلگون
ساز نوائے بلبل و ساقی گلعذار کو
بوالہوسان عاشقے بستہ حناے بست
بہر نمودن رخت قول کجا قرار کو
آنکہ نوشتہ میدہی فتوی بانتشار من
روشنی چراغ کو لوح سر مزار کو

چالاک گھبرا دل میں کہتا ہے یہ تو کسی پر عاشق ہے عجب کلام میں سوز و گداز ہے ابھی بیقراری آغاز ہے قدموں سے لپٹ گیا کہا واری برائے خدا مجھے مفصل حال کہیے اسطرح چالاک نے جو دل دہی کرکے کہا ملکہ کبھی سچ کہتی ہو دسامری جمشید پر لے خداوند ہیں صنم گویا خود پسند ہیں اسی کی معرفت سب کام نکلے کا گلے میں ہاتھ ڈال دیا کہا اے شمشاد کیا کہوں عجب معرکہ گذرا ہے جنگل میں واسطے سیر کے گئی تھی پہاڑ پر بیٹھی صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے بجے میں نے پلٹ کے دیکھا صاحبقران زمان گھوڑے پر سوار بڑے جاہ و جلال سے چلے آتے ہیں شمشاد میں سچ کہوں میں نے آج تک ایسی صورت نہیں دیکھی حشمت شوکت لیاقت جرأت صولت سخاوت جلالت سب کے سب عشق چاکران کمترین ہمراہ تھے اگر تجھ سے ہوسکے تو کسی طرح پیغام و سلام صاحبقران تک پہونچا اگر صورت دکھا دے تو سراسر تیرا احسان ہے چالاک نے کہا یہ کنیز اسی سرزمین پر صاحبقران کو بلا دے گی چالاک تو یہ چاہتا ہے کہ کسیطرح طاؤس کو چھڑاؤں مگر حال عشق فیروزہ سنکر دل سے کہتا ہے اے چالاک صاحبقران بھی کیا صاحب اقبال ہیں کہاں جا کر عاشق ہوئی اسکی تدبیر تو کیجائیگی مگر اس سے پیش کرتے عقاب دہم گویا کو مارنا چاہیے کسی طرح حیرت جادو قید سے چھوٹے ایسا نہو وہ پرورہ مہناز ہم اس غم و الم میں دشمن ہاتھ سے ہلاک ہوئیں مگر اے چالاک بڑا افسوس یہ ہے کہ عقاب خود اسیر عاشق ہے یہ رانگ کیونکر بچے یہ سوچکر ملکہ کو تسکین دی ملکہ سے یہی کہتا ہے آپ نہ گھبرائیں میں جسطرح سے بنیگا صاحبقران کو آپ سے ملاؤنگی اگر آپکا عشق صادق ہے ضرور کشش دکھائیگا انکے بھی دل پر تاثیر ہوگی ادھر سے بھی تدبیر ہوگی اسطرح باتوں میں ملکہ کو بہلایا مگر یہ بھی دل سے کہتا ہے اب اسکا قتل کرنا مناسب نہیں ہے یقین ہے کہ مطیع اسلام بھی ہو افسوس ہے کہ یہ مشرق میں وہ مغرب میں ورنہ کسی حیلے سے یہاں تک اُنکو لاتا دلوا دیتا جنون اور بڑھتا اسطرح کے وعدے کر لیے ایسی باتیں کہیں کہ ملکہ کو تسکین ہوئی فرمایا اے شمشاد اگر تو نے اس مقدمے میں کوشش کی اور میں صاحبقران سے ملی وہ تیرا مرتبہ میں کرونگی کہ عالم عالم رشک کرے چالاک نے کہا میں کوئی بات اٹھا نہ رکھونگی آپ چلیں حضور محفل میں بیٹھیں گانا سنیں کہ علم مجلسو سامری جمشید دیکھے ہیں خوش آواز ہو نیکو سماعت فرمائیے کسی کی کیا مجال جو میرا مقابلہ کر سکے ملکہ چالاک کے کہنے سے انھیں محفل میں آکے بیٹھی چالاک نے سازندوں کو اشارہ کیا ساز درست کرو ساز آراستہ ہوئے ساز سازکیے ہوئے تھے جب ساز درست ہو چکے چالاک نے ملکہ سے انھیں بلا کر غزل گائی غزل

یار را بہ دیدن آئینہ مائل کردہ ام
با سہ بامروز مرغ نیم بسمل کردہ ام
ساکن دیر و حرم باہم غبار خاطر اند
من نمک در عذر زخمیت تو داخل کردہ ام

مہر و ماہ بے تازہ باہم مقابل کردہ ام
دعوی خونم بقصر زندان من اگر میرسد
من بہر جائیکہ رفتم خانہ در دل کردہ ام
داشت خط بندگی از من نرخ بجوی تو

شرح بیتابی فراوان بود بہر اختصار
سنگ خون خود بہت و قف قاتل کردہ ام
با ملیحان زاہدان امروز ساغر میزنم
آرزو خط منش آن شوخ باطل کردہ ام

خاک کوی تا نگردد سر چشم رقیب این قدر کمتاز بحر عشق حاصل کردہ ام	من زخوناب جگر آن خاک را گل کردہ ام بسکہ سودا بت تخم گاہید نگام تبا	سینہ من کان صد جوہر بدالا دردل من زموج اشک خود دریا سلاسل کردہ ام

ملکہ بیقرار ہوگئین چالاک نے اپنا رنگ جمایا شراب کا چرچا شروع کیا ملکہ نے خود حکم دیا گلابیان شراب کی اور
کشتیان کباب کی لاؤ چالاک نے اپنے طور سے اسمین بیہوشی ملائی یہ بھی خیال ہوکہ یہ عاشق جمال حمزہ کی ہو
اسکو کوئی ملال نہ پہونچے اول جام ملکہ ہی کو دیا کنیزون سے کہا تم بھی پیو سب کنیزین پینے لگین چالاک
نے ملکہ کو کئی جام پلائے کنیزین مع ملکہ بیہوش ہوئین چالاک دوڑا قریب قید خانے کے آیا طاؤس کی زبان
سے سوزن نکالا طاؤس ہوشیار ہوا قید سحر دور کی کہا ای چالاک بڑا کام کیا فیروزہ کو نہ چھوڑو یہ سحر مین
بڑی کامل و اکمل ہے چالاک نے کہا ای طاؤس مین تنہائی مین اس سے تمکو ملاؤنگا خدا کی قدرت کہ یہ حمزہ
صاحبقران پر عاشق ہوئی ہین مین نے سب حال ابھی پوچھا بھلا کیا مین اسے زندہ چھوڑنا چاہتا ہی طاؤس
کر پرواز پیدا کرنے اور نکلجائے عقاب شعبدہ باز صحبت مین صنم گویا کی بیٹھا ہی تعنس ملکہ حیرت جادو کی
سامنے رکھا ہی یہ بھی آج ملکہ حیرت جادو کو سمجھا رہا ہی کہ صنم گویا نے کہا ای عقاب ملکہ فیروزہ نے طاؤس کو
لیکر قید کیا ہی مجھکو ڈر ہی کہ وہ عیار کمین وہان نہ پہونچے تو غضب ہو یہ سنتے ہی عقاب گھبرا گیا کہا یا خداوند
مجھکو بھی خیال تھا آپ کے خوف سے کہ نہ سکتا تھا صنم گویا نے کہا اب تم ایک تدبیر کرو ملکہ فیروزہ کو ہماری صحبت
مین چھوڑ دو کہ ہم تقدیر کرکے انکا جمال جاہ و جلال بڑھائین کبھی کبھی انکو آسمان پر بھی لیجائین یہ تو تحریر کر چکا
ہون کہ صنم گویا کی طبیعت فیروزہ پر مائل ہوئی اسطرح اسنے عقاب سے کہا کہ اسکو ناگوار ہوا کچھ جواب دیا
خاموش ہو رہا نقشہ جھولی سے نکالا نقشے کو دیکھتے ہی سر پیٹ لیا صنم گویا نے پوچھا ارے کیا ہوا عقاب نے
کہا یا خداوند غضب ہوگیا وہ عیار مکار غدار صحبت فیروزہ مین پہونچ گیا مین جاتا ہون ذرا آپ خیال کیجیے گا
یہ کہکے تڑپا بلند ہوا اسوقت پہونچا کہ چالاک و طاؤس باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی او عیار
مکار او طاؤس نمک حرام منم عقاب شعبدہ باز یہ کہکے سحر کیا چالاک تو کود کر اک غار مین گرا طاؤس اور
عقاب مین سحر چلنے لگا طاؤس اڑتا جاتا ہی سنگریزے انکا کہ مارتا جاتا ہی عقاب پر شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین
یہ دفع کر رہا ہی طاؤس بھاگا جب عقاب سحر کا اثر رکھتا ہی تو جبتک قریب آتا ہی ہر مرتبہ یہی نعرہ ہی کہ ای مکار
کیون مجھسے بھاگتا ہی طاؤس کچھ جواب نہین دیتا ہی چاہتا ہی کہ رہبر کر نکلجاؤن عقاب ساحر زبردست
ہی ایک نخل کے سائے مین دو رنگے دونون پہونچے سحر ہونے لگے ایک طرف سے آواز آئی ای عقاب نہ گھبرانا
مین آپہونچا عقاب نے پلٹکر دیکھا کہ خداوند صنم گویا چلے آتے ہین عقاب خوش ہوگیا کہا یا خداوند آپنے بڑا
احسان کیا یہ ظالم آج میرے برابر سحر کر رہا ہی گرفتار نہین ہوتا ہی عین وقت پر آیا عیار تو نکل کے بھاگ گیا
یہ کہ رہا تھا کہ صنم گویا قریب پہونچا کہا مار گولہ کہ سر اسکا پھٹ جائے سحر سخت کر عقاب نے بڑھکر جیسے ہی گولہ مارا
طاؤس تو بچا صنم گویا نے عقاب کے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے اسے کھینچے یہ پلٹا ایک حباب مارا اور

نعرہ کیا نعرہ چالاک

نام او چ باید محمد در فطرت	ہم عیار طرار جہان گرد نمے آید صبا در پیش براہم	بہ پیشم مثنو ورد صبا خلیفہ او تم چالاک نام	تم و لعبد شاہ مکر و فطرت عقاب گر انجم خنجر کی حلق

کہ عقاب کو مارون طاؤس تو وجد مین آیا پکارکے آواز دی ای چالاک کیا کمنا کار نمایان کیا اگر اسکو چاہا لینا
خدائی تو صنم گویا کی زوال ہوگا اس ملعون کو بڑا ملال ہوگا چالاک نے چاہا خنجر مارون یہان صنم گویا نقشہ

دیکھ رہا ہے حیرت کا قفس رکھا ہے حیرت نے یہ بھی آنکھوں سے دیکھا کہ برائے گرفتاری چالاک عقاب گیا اب مجھے
بیٹے صنم گویا نے سر پیٹا مصاحبوں نے سر پیٹا اور پوچھا یا خداوند خیر تو ہے صنم گویا نے کہا کیا کہوں اُس عیار مکار
نے عقاب کو بیہوش کیا یہ کہکے ایک دو منتر زمین پر مارا ایک باز سفید پیدا ہوا کہا اے باز نہ آتا عیار کو پکڑ لینا
عقاب کو بچانا باز تڑپ کے گرا عقاب کی کمر میں پنجہ دیا لے اُڑا طاؤس نے چالاک سے کہا بھاگو دوڑو
بھاگے حیرت نے جسوقت سنا کہ چالاک جانبازی کر رہا ہے عقاب بھی گیا بیقرار ہوکے دعائیں مانگنے لگی
کریم کارساز اے خالق بے نیاز اے چالاک کے خدا تیری تعریف ہم کیا کر سکتے ہیں اصل تو یہ امر ہے

نظم

حمد یکہ بر گہر بود از وی دکان جان
شکر یکہ فل ادا کنندش از بیان جان
حمد یکہ در رعیت گلشن سرای قدس
بر اوج بارگاہ قدم آشیان جان
مانند آفتاب ہمہ تاب روشن است
اندر جہان نیا ہم و یا ہم بیان جان
تن زندہ چون بجان شد و جان زندہ شد بدو
چون فیض حق نزول کند ز آسمان جان

شکر یکہ بر شکر بود از وی زبان جان
حمد یکہ در علائم انعام ور شد
بر بام عرش پرد از نردبان جان
باد انشار بارگہ واجب الوجود
آثار پادشاہی او در جہان جان
عالم نشان آدم و آدم نشان اوست
تن جان بخود شناسد و جان نیز جان جان
گر وصل دوست طلبی جان بدہ معین

حمد یکہ جان بیان کند از ادای دل
لولو بجز خاطر گوہر زکان جان
حمد یکہ چون ہما فگند سایۂ شرف
بستایدش مگر دل من از زبان جان
جان و جہانم اوست و لیکن چو بوش
با چون بدن نشان دل و دل نشان جان
در شورہ زار تن بدمد صد گل مراد
زیرا کہ سود عاشق آمد زیان جان

حیرت بیقرار ہو رہی ہے کہ دیکھا باز لیے ہوئے عقاب کو آیا صنم گویا کے آگے ڈالدیا آواز دی یا خداوند اگرچہ ذرا بھی
نہ پہونچتا سر اسکے کاٹ لیا ہوتا میں اُٹھا لایا عیار اتنی جلدی بھاگا کہ میرا پنجہ قابض نہو سکا آخر اُسکو اٹھا لایا
حیرت نے سجدۂ شکر پروردگار عالم ادا کیا ہر مرتبہ یہی کہتی کہ چالاک کے خداوند نے بڑا رحم کیا کہ وہ بیچارہ
بچ گیا مگر واہ رے جانباز کسی وقت غافل نہیں ہر وقت اسی فکر میں پھرتا ہے کہ فیروزہ کو مارا ہو تا جاتے
عقاب نے بچایا عقاب کو لیا تھا باز پہونچا باز نہ آیا عقاب کو اٹھا لایا بڑے کڑے سا جرے وہ بچ گیا ہے
صنم گویا بہت جھلایا کہا ہوشیار کرو باز نے اپنے پر کا سایہ ڈالا عقاب کی آنکھ کھلی جھلایا ہوا اٹھا صنم گویا نے پوچھا اے
عقاب یہ کیا غضب ہوا عقاب نے عرض کی جب میں پہونچا جا کر دیکھا کہ فیروزہ بیہوش پڑی تھی اُس ظالم نے طاؤس
کو بلا کیا میں پہونچا طاؤس کو تو میں نے لیا عیار اتنی جلدی نکل گیا کہ میں سحر نہ کر سکا یہ سحر کرتا ہوا چلا راہ میں میں تو
سحر کرنے میں مشغول تھا کہ ایک آواز آئی میں خوش ہو گیا بس قریب آکے اسنے مجھے بیہوش کیا پھر تو قدرت نے مدد کی
میری جان بچ گئی عیار بلائے روزگار ہے مگر قدرت میں جا کے فیروزہ کو تو ہوشیار کروں کہا جاؤ یہ سب حال حیرت
نے قفس میں بیٹھے بیٹھے سنا بہت خوش ہوئی تھی جی میں کہتی ہے اے حیرت اصل یہ ہے کہ یہ عاشق صادق ہے کیا کام آتا
کیسے ہیں اگر چالاک کا قدم درمیان میں نہوتا ابتک قتل ہو گئی ہوتی کیا میں زندہ بچتی اب سنئے کہ ادھر عقاب جا کر پہونچا
باران سحر برسایا فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے باپ کو قریب پایا گھبرا کے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا عقاب نے کہا میں نہ راضی تھا کہ
طاؤس تمھارے یہاں قید ہو عیار نے آکے عیاری کی تم سبکو بیہوش کیا میں نے نقشہ میں دیکھا میں آنکھ پہرا اسی
خیال میں رہتا ہوں تجھکو دیکھتے ہی عیار بھاگا طاؤس سحر کرتا ہوا چلا راہ میں اسنے خداوند بنکر مجھکو بیہوش کیا
کیا جلد صورت بدلتا ہے سطرح کا اختیار ہے مگر قدرت نے مجھکو بچا لیا بی بی ہوشیار رہنا اُسکے منہ میں خون لگا ہے جسوقت
پاجاؤنگا فوراً قتل کرونگا گر دیکھا اسنے کہ فیروزہ اداس ہے کہا بی بی تمنے کچھ اور سنا قدرت سے اور مجھسے فساد ہوگا

ہین ایسی مہملات باتین نہ سنین سکونگا گھبرا کے فیروزہ نے پوچھا خیر تو ہی کہا بیٹا آج قدرت اپنے ہوش مین نہ تھے مجھسے فرماتے تھے
کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دو خاص یہ کلمہ نہین کہا مگر مراد اُنکی تقریر کی یہی تھی مین تو چپکا ہو رہا حیرت کا مقام ہے
مجھکو اسقدر ناگوار ہوا کہ کیا کہون اسقدر رو بلک بلک کے روئی ہے دل ہمارا دکھتا ہے کلیجے پر چھری چلتی ہے کسیطرح
وہ نہین مانتا زبردستی سے معشوق پر قبضہ کرنا کیسا مانے نہ مانے زمانے یہ سنکر فیروزہ بہت بگڑی کہا اے باپ
اگر میرے سامنے کبھی ذکر آیا وہ جواب سخت دونگی کہ قدرت بہت پریشان ہونگے یہ عنایت ساحری وجمشید وہ
آجکل تیرے زور و زیر ہین ایک بیچاری مجبور کو جبراً و قہراً قید کیا وہ اپنی عصمت دینا نہین قبول کرتی بیا ننگ تو لا لچ
دیا کرتے ہیں خدا کی بیٹا تو نگا مگر وہ نہین مانتی کسی کا کیا اجارہ ہے اسکو خیال رکھنا شرم حیرت کے میرے سامنے
پیش آئین مین اپنی جان دیدونگی عقاب نے کہا تمہارے ساتھ جبر نہین کر سکتے اگر اسکا ذکر کرینگے تو ہم سد باب
کرینگے تمہارے سامنے ذکر نہ آنے پائیگا بخوبی بیٹی کو سمجھا کے عقاب رخصت ہوا پاس صنم گویا کے آیا حال پوچھا
عقاب نے سب کیفیت بیان کی بعد جانے عقاب کے فیروزہ بیقرار ہونے لگی تنہائی مین آکے بیٹھی دروازہ بند کیا
اپنے اوپر نفرین کر رہی ہے سوسن کہ بہت مقرب ہے دروازے پر گئے آکر کھڑی ہوئی سنا کہ ملکہ رو رہی ہین اور
اس بیقراری مین ان اشعارون کی آواز آ رہی ہے کہ جنکے سننے سے دل بھر آتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے عجب سوز و گداز ہے نظم

ہے جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین
ظالم کہان وگرنہ اثر میری آہ مین
نہ بھی تاب دوری خورشید طلعتان
وہ کیون شریک ہے مرے حال تباہ مین
اس نرگس یاس سے دعوی حسن یک نہین
مجھکو بھی کچھ مزا نہ ملا تیری چاہ مین
ظالم کہین روا نہین عاشق سے احتراز
منسوب ہے جو عصمت یوسف نگاہ مین

آنکھین ہین بسکی فرش تری جلوہ گاہ مین
بت کیجیو ورآنے مین کیا جانے کیا بنے
نقصان کیا کمال سے آیا ہے ماہ مین
ظالم وہ بیوفا ہے عدو جسکے رشک سے
اک زہر دشمنی مرے روز سیاہ مین
ہو دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
کہدے اگر ہو شک سخن داد خواہ مین
سوسن کو ہیچ ہے دولت دنیا و دین نصیب

کیا رحم کیا کے غیر نے دی تھی دعا تو میں
کھینچا ہے جذب شوق نے یوسف کو چاہ مین
جانے دے چارہ گر شب ہجران مین مت بلا
اتنا کچھ آ گیا خلل اپنے تباہ مین
شیرین پہ طعن تھی فرہاد کس لیے
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین
اجتک نہین گواہی الاطفال مستقیم
شب تیکدے مین گذری ہے دن خانقاہ مین

سوسن گھبرا کر اندر گھس گئی ملکہ نے سوسن کو آتے ہوئے دیکھا یا تو پلنگ پر پاؤن لٹکائے ہوئے بیٹھی ہوئی ساق بلورین
کھلی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی سکی ہوئی آنکھون مین سرخی ہے پھوٹ پھوٹ کے روتی ہوئے ہچکی لگی ہوئی ہے
چہرہ زرد ہو لبون پر آہ سرد دل مین درد چہرہ پر گرد سوسن کو جو آتے ہوئے دیکھا اپنے کو گرا دیا دولائی اوڑھ لی سوسن
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا چہرے کی بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین جب ملکہ نے آنکھ کھولی
سوسن نے عرض کی واری یہ کیا حال ہے مین تو عجب حال مین آپکو دیکھتی ہون بہت گھبرائی ہون ملکہ نے کہا
سوسن کچھ نہین میرے کلیجے مین درد ہے وکیھہ چند ایسا ہے کہ سر مین خلل ہے جی بکل ہے سوسن نے کہا واری مین یہ تو
نہ مانونگی جسوقت سے کہ آپ پیہارڑ پر سے بیہوش ہوکے گری ہین اسوقت سے مین پوچھ رہی ہون آپ مفصل حال
نہین بتاتی ہین کیا خدا نخواستہ ہم دور انداز ہین خدمت مین سرفراز ہین آخر کنیز ہین غلام ہین غمخوار کس دن کے واسطے
ہوتے ہین جو حال ہو کہیے انمین کوشش کرین یہی مین نے پہاڑ پر بھی عرض کیا تھا کہ تختی نہ فرمایئے مفصل حال بتلایئے
حضور نے جب بھی آرے بلے کر کے ٹال دیا تھا مفصل حال نہین کہا تھا اسوقت تو اس حال مین پائی ہون کہ میرے
ہوش درست نہین رہے اگر ایک دو دن یہی حال رہیگا دشمنون کی زندگی کیونکر ہوگی فقط شمشادت جو بات مین آگئی ہوتی

کی تھین تو حضور شگفتہ تھین مین کچھ سمجھ بھی گئی ہون مگر کہ نہین سکتی مالک کا خیال ضرور ہی قلب نا صبور ہی جب سوسن نے
اسطرح دل دہی کی تو ملکہ رونے لگی کہا کیا پوچھتی ہو کس زبان سے کہون نظم

ما سر بہوس در سر سودا نہ نہادیم
مجنون جنونیم و نے از ادب عشق
ما تشنہ لبانیم درین بادیہ [illegible]
سبے چشم تری روے بدریا نہ نہادیم
مردیم و سبے برلب مینا نہ نہادیم
ہر جا کہ نہادیم قدم خار ستم بود
مخفی بفغان گوش وران رحلہ [illegible]
زادے زرہ لے رہ فردا نہ نہادیم
ادل بہ تمنت بپش بہانہ نہادیم
گستاخ قدم در رہ صحرا نہ نہادیم
ما جرعہ کشان ئی عشقیم کہ مخمور
بے آبلہ پائی بزمین پا نہ نہادیم

سوسن نے کہا واری ان کلمات نے تو کلیجے کو مشتبک کر دیا دل کو غم والم سے بھر دیا کیا کہین طبیعت گھبرائی ہی طریقہ کلام سے تو ظاہر ہی نام بھی فرمایے کہان ایسا اتفاق ہوا یہاڑ پر جاکے یہ سختی تری زبان کس سے نگاہ لڑی فیروزہ نے کہا اری سوسن مین چار برس گذری تھی کہ سواری امیر عالیشان حمزہ صاحبقران زمان کی گذری مدت ہوئی میرے کتبخانے مین ایک کتاب نکلی تھی نام اسکا نوشیروان نامہ لکھا تھا جب مین نے اسکو لیکر دیکھا تو صاحبقران کا ذکر تھا اول نوشیروان سے بوجہ جنگ فساد ہوا کئی ملک نوشیروان کے لیے سپاہ گری کو زور ہوا آخر مین ایک پہلوان تھا حشام بن علقمہ خیبری اُسنے نوشیروان کو پکڑ لیا تاج وتخت اپنے قبضے مین کیا مگر دوسرے وزیر نوشیروان کے خواجہ بزرجمہر حکیم نہایت فہیم تھے وہ حشام کو بااعزاز واکرام شہر مین لائے کہا تمکو شاہ نے اپنا ولیعہد کیا بعد کئی دن کے یہ بھی اُس سے کہا کہ خانہ کعبہ مین ایک لڑکا ہی کہ حمزہ عرب اُسکا نام ہی شاہ نے اُسکو بیٹا کیا تھا اُسنے بغاوت پر کمر باندھی کئی ملک شاہ کے لے لیے تھے تم اُسکا سر لاؤ بخوبی سلطنت کرو وہ اپنے غرور مین لشکر کشی کرکے گیا صاحبقران نے اُسکو مار لیا تاج وتخت اپنے قبضے مین کیا شاہ کو لکھ بھیجا کہ تاج وتخت حاضر ہی اگر حکم ہو مین لیکر آؤن یا منگوا لیجیے شاہ نے بلوایا جب صاحبقران دربار نوشیروان مین آئے تخت بچھایا تاج بعد مدت سر پر شاہ کے رکھا اُسی زمانے مین صاحبقران واسطے سیر کے باغ مراد مین گئے مہر نگار دختر نوشیروان عالیوقار پر عاشق ہوے وہ بھی انپر مائل ہوئین اس عشق کا بیان اس کتاب مین تھا مین نے مہینون اُسکو دیکھا اب اُنکا سا مشتاق ہوا انھین امیر حمزہ صاحبقران زمان کو پشت مرکب سرخ پر دیکھا اُسوقت سے دل ہاتھ سے نکل گیا اور اری سوسن یہ جو تو نے کہا کہ مین نے شمشاد سے بدل دہی کلام کیا یہ عمرو عیار کا بیٹا تھا اُسی نے عیاری کرکے طاؤس کو رہا کر لیا اسکے طرز کلام سے مین سمجھی کہ وہ حیرت جادو پر عاشق ہی چاہتا ہی جان دون مگر حیرت کو رہا کرون اُسنے مجھسے باتون مین وعدہ کیا ہی کہ مین صاحبقران سے ملنے کی تدبیر کرونگا مراد اسکی یہ تھی کہ طاؤس کو رہا کرون سکو اُسنے بیہوش کیا مگر دیکھو کسی کو ہاتھ نہین لگایا مجکو بیہوش کرکے طاؤس کو لے کے چلا گیا یہان یہ قیامت برپا ہوئی اور تو نے سوسن کچھ سنا قدرت مجھپر عاشق ہوے ہین آج والد بیان کرتے تھے ایک بیچاری آفت کی ماری اپنے ملک کے لالچ مین جاتی تھی اُسکو پکڑ کے قید کر لیا زبردستی خواہان وصل ہین اب مجھ بد نصیب پر نگاہ ڈالی ہی دیکھیے اسکا کیا انجام ہو اگر انھون نے میرے تئین مجبور کیا مین اپنی جان دونگی یہ آفت تو مجھپر غیب سے پڑ گئی مین گئی واسطے سیر کے وہان شکار ہوئی بالکل بیکار ہوئی اب بتلا کہ مین کیا کرون دل تو کسی طرح سے قابو مین نہین ہر چند سمجھاتی ہون دل کو قابو مین نہین پاتی ہون نظم

دوری صیاد مین مانند مرغان قفس
فصل گل آئی ہوا پھر جوش سودائے دل
سوج کی ہو ساقیا زنجیر پہنائے دل
صاف جام چشم مین ہی بادہ مینائے دل
سینہ صد چاک ہین ہر دم نکیون چلائے دل
پھر ساقی ہین بھرا آنسو نہین آئی میکشو
عمر ہی کوتاہ کیا طے ہو سکے راہ دراز
کوچۂ گیسو سے اب پہلو مین کیونکر آئے دل

کب ہوا میرے نظر بازی سے جام عکلیج
کیا تہ پاؤن مین نشان ساغر پائی دل
تھا ادھر برگ خزان کا شور ادھر زنجیر کا
ہوگئی بالیدہ کیا عرش قد بالائے دل

نہ فلک مین پردہ ہے دیدۂ بینائے دل
ہے جو دل اسمین گذر رہتا ہے اُس محبوب کا
جوش گل سے جیسے ہی جوش پر سودائے دل
یاد آیا مجھکو مجنون آپ مجنون ہو گیا

ابتدا و انتہا موج ازل ہے اور ابد
اسلیے ہر ایک کی آغوش مین نہ جا ہے دل
ذرہ ذرہ جا سے نہ نکلے سے کہین فانوس شمع
دامن صحرا سے ہجر کی آتش سوکدوا

سوسن نے کہا واری میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ اس عیار کو بلا لیجے حال تو وہ اپنی زبانی سن ہی چکا ہے اس سے پوچھے کام کیجیے بلکہ اسکی مدد کرین دیکھیے اُسکی دل کی مراد کیا ہے ملکہ فیروزہ نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حیرت جادو پر عاشق ہے حیرت کے رہائی کی تدبیر کیجائے وہ بھی اسی واسطے جانبازی کر رہا ہے ورنہ عقاب ابر سوار سے اسے کیا مطلب اُسکو ہماری فکر مین پھرتا ہے گرفتار یہی ہو گیا تھا مگر وہ تو شعلۂ جوالہ ہے اُسی وقت قید ہوا اسی وقت کسنے چھوڑ دیا عیاری کی اب تو یہ تدبیر ٹھہری سوسن نے کہا مین جا کر اُس عیار کو لاتی ہون اُس سے حال مفصل کہا جائے دیکھیے اُسکی کیا صلاح ہے ملکہ نے کہا تمکو اختیار ہے مجھپر جو گذری تھی وہ بیان کرو یا سوسن نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون اور تلاش کر کے لاتی ہون یہ کہکے سوسن چلی چالاک جو اس عیاری سے چھوٹا پاس افریخ جادو کے دوڑا ہوا گیا افریخ نے کہا ای مستر والا گہر کہو کیا کیا چالاک نے کہا طاؤس کو تو مین رہا کر لایا طاؤس کو افریخ جادو سے ملوایا افریخ جادو بہت خوش ہوا کہا ای مستر نیرنگ تمکو عقاب ابر سوار یاد کرتے تھے کل سے کئی مرتبہ پوچھا ہے تو بہت بیقرار ہین یہ ذکر تھا کہ ایک دفعتاً ہوا لشکر مین عقاب کے ہنگامہ پڑ گیا ایک ابر چھایا اندھیرا ہوا بجلیان چمکین ٹوٹ ٹوٹ کے زمین مین گرین غبار بلند ہوا عقاب گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا چالاک و افریخ و طاؤس باہر آئے جب عقاب نے شعلین سحر کی جلائین و شمعین دین سامری جمشید کو پکارا بعد عرصہ دراز وہ آتین دفع ہوئین دیکھا چار ہزار آدمی کے سر کٹے پڑے ہین چار سو جوان گریبان پھاڑ کر دیوانے بنے روتے پیٹتے طرف صحرا کے نکل گئے ہر طرح انکو روکا روکنے پر بگڑتے تھے اپنے دوستون سے لڑتے تھے کہتے تھے ہمارے تعلق مین دخل نہ دو ہمین طرف صحرا کے جانے دو جنگل مین جا بیٹھینگے قبر مجنون پر جا کے فقیر بنکے بیٹھینگے فرہاد نا شاد کا سوگ رکھینگے موت کا مزا چکھینگے جو تقدیر کو منظور ہو یہان رہنے کو دل نہین چاہتا ایسے ایسے کلمات کہتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے یہ سب حال عقاب نے دیکھا چالاک کو دیکھکر عقاب نے کہا مستر نیرنگ کہو کہان تھے چالاک نے کہا حضور مین نے عقاب کی بیٹی کو جا کر بیہوش کیا جانبازی کر کے طاؤس کو چھڑایا عقاب شعبدہ باز و فتنہ پرور ہے چاہا اُسنے چاہا تھا طاؤس کو پکڑنے مگر خدا نے بچایا عقاب نے کہا ای مستر نیرنگ چار ہزار آدمی مرے پڑے ہین یہ خوب جانتا ہون کہ یہ شعبدہ سحر صنعم گویا کا ہے یہ میرے دل کو یقین ہے کہ اب اُسنے سحر کیا چالاک نے کہا انشاءاللہ امروز فردا مین تدبیر ہوئی جاتی ہے عقاب گھبرایا ہوا ہے کہا ای مستر نیرنگ بیس ہزار آدمی میرے ضائع ہو چکے ہین اب مین کیا تدبیر کرون مگر ڈرتا ہون عقاب نے کہا مین بھی آج فکر مین حیرت کی فکت ہون ہر چند سب نے سمجھایا عقاب نے نہ مانا کہا ای مستر نیرنگ مین کیا کہون میری عجب کیفیت ہے روز و شب غم کھا جاتا ہے اب صبر نہین ہو سکتا ہے ہر چند ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا غم جگر کو چیر ڈال دیکھتا تھا جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا دیگر نہ مجھ مین ہے نہ تابا ہے یاد دل میرا یہ کیا ہوا میرے پروردگار دل میرا تو خود فراموش ہون

نظم

پھر بھی نہین یاد آتا یہ کیفیت ہے
بیٹھے بیٹھے جو تری بزم مین دل بھر آیا

کوئی کیا پوچھے پھر اُس ابر کی کیونکر آیا
ہم بیٹھے کوئی ارمان دل بر آیا

جو یہ کہتا ہو خدا جانے مین کیسا آیا
کسکو ٹھکرائینگے وہ مشاہی جلی غزنی

کب کی اُمید تھی کب فتنۂ محشر آیا
یار کی باتین تھین یا مجھ سے بگڑ کر نکلا
رک گیا جھ سے گلے تک جو وہ خنجر آیا
پھیر لی تونے مری سمت سے گردن غضب
پہلے مین دیکھتے اس ترک کے تیور آیا

تھا مجھے روز ازل بھی یہی رونا دل کا
کیا وہ بگڑے ہین جدی یہ جو مقدر آیا
دیکھو بے پردہ نہونا ابھی آنکھین ہین بند
غیر کا دھیان تجھے اسوقت مقرر آیا
ای جلال اور ہین بیتاب ہوا جاتا ہو

پاس پہلو مین مرے کیون یہ ستمگر آیا
یہی خوبی تری تقدیر کی ای حسرت
مرگیا کوئی یہ کیونکر تمھین باور آیا
قتل کرنکو بلایا جو خفا ہو کے مجھے
کیون تسلی کو مری قاصد دلبر آیا

چالاک نے کہا اب تجھے اپنے تئین مین ملکہ حیرت جادو کو جھڑا کر لاؤنگا عقاب نے کہا مین تو آج ضرور جاؤنگا
شاید کچھ بن بتلائے اگر سامنے سے صنعم گوہا کے نہ اُٹھالایا تو اپنا نام نہ بدلا ای مہتر نیرنگ مین سحر مین اُس سے کم
نہین ہون فقط کمی یہ ہو کہ وہ اپنے گھر مین بیٹھا ہو مین اپنا ملک چھوڑ کر آیا ہون اس وجہ سے وہ شعبدے
دکھاتا ہو بیس ہزار آدمی ضائع ہو چکے اب میرا کوشش کرنا واجب و لازم ہو جو تمسے ہوسکے وہ تم کرو مین آج
دربار صنعم گوہا مین ضرور جاؤنگا جب خیال کرتا ہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین چالاک نے کہا آپکو اختیار ہے
غلام بھی جاتا ہو عقاب ابر سوار اپنے جسم پر اشیائے سحر آراستہ کرکے پر پرواز پیدا کرکے اک طائر کی شکل نکلے چلے
چالاک نے دیکھا آج انکے آگ لگی ہوئی ہو بیشک آج یہ جا پڑینگے ای طاوس تم بھی ایکطرف جاؤ افرنج سے کہا
تمہارا آقا گیا ہو تم بھی اسکی فکر مین جاؤ اگر نہین معرکہ پڑ جائے اور وہ جا پڑے تو شرکت کرنا افرنج جادو بھی چلا
طاوس بھی بلند پرواز ہوا چالاک بھی ایک جانب چلا با منہائے عیاری آراستہ کرکے صورت تبدیل کرلی لشکر
سے نکلا لشکر پر عقاب کے کئی مرتبہ کبھی برق گری کہ اُس سے سو دو سو کے سر اڑ گئے کبھی آندھی سیاہ چلی ہزار
دو ہزار انمین اڑ گئے کچھ لوگ دیوانے ہو کر نکل گئے لشکر عقاب تہ و بالا ہو لیکن چالاک ایک سپاہی کی
شکل بنا ہوا جنگل مین ہو جاتا کہ اک طائر نے آواز دی ارے میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ چالاک نے دیکھا
ایک طائر زرد رنگ پکار رہا ہو تمہین معلوم کیا ہو گیا یہ بڑے حیرت کی بات ہو چالاک چونکتا ہوتے ٹھہرا وہ طائر
زمین پر آیا غلطک مارکے بشکل انسان ہوا چالاک نے دیکھا طاوس ہو کہا ای مہتر والا گہر مجھے تمنے
دولت کونین عطا کی مین تمہارا احسان بیان نہین کرسکتا مین تمھاری تلاش مین اسواسطے تھا کہ تم جاکے
ملکہ فیروزہ سوسن پوش سے ملاقات کرو چالاک نے کہا مجھکو شرم آتی ہو کہ مین بشکل تمھارا دگیا آخر اُسی کو
بیہوش کیا اب شرم آئیگی یہ ذکر تھا کہ سوسن کنیز جو تلاش کو نکلی تھی اڑتی ہوئی جاتی تھی اِسنے جو آسمان سے
دیکھا طاوس و عیار باتین کر رہے ہین سمجھی کہ وہی عیار ہو زمین پر اتری چالاک نے پہچانا سوسن نے
چالاک کو الگ بلایا چپکے سے کہا ای مہتر والا گہر تمنے دیکھا ملکہ کا کیا حال ہو بلب پر ہجوم غم و ملال ہی
اگر تم صاف صاف کہتے ملکہ خود طاوس کو رہا کر دیتی مگر خیر جو کچھ کیا بہتر کیا ملکہ نے تمکو برائے ملاقات بلایا ہو اب
کوئی صورت بدلنے کی ضرورت نہین ہو بصورت اصلی بہشت باغ سے کمند مار کے چلے آنا تدبیر کیجائیگی ملکہ کو بھی یہی
فکر ہو تمسے صلاح کرین تو حیرت جادو کی رہائی کی تدبیر کرین طاوس بھی اسی جلسے مین آگیا یہ تینون
کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین قضائے کار عقاب شعبدہ باز لشکر عقاب ابر سوار سے بیٹھا ہوا چلا آتا ہی
سحر کرکے دس بیس ہزار کو دیوانہ کر آیا ہو اب چلا ہو کہ جا کر صنعم گوہا سے سب حال کہون کہ اسنے دیکھا وہ عیار
طاوس سردار کنیز سوسن باہم باتین کر رہے ہین یہ دیکھ کے جل گیا سمجھا کہ سوسن عیار پر عاشق ہو یہی
ہمارے دربار کے بھید دیتی ہو کڑک کے جو گرا طاوس بھی گرا دل دردمند زبان بند سوسن بھی گری چالاک

کے پانون زمین نے تھام لیے کنیز کو تو غصے مین ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون او اچھال چھکا تو نے اس عبارت آشنائی کی ہر سبب خبر نہ تو ہی پہونچائی ہو سوسن نے کچھ جواب نہ دیا مبہوت لب پر مہر سکوت سوچی مالک تو بدنام ہو مجھ پر جو گذری سو گذری رو اسکا ہی کہ ملکہ کو تو خبر پہونچے کہ کنیز ہماری گرفتار ہوگئی ہو کون ہی ایسا جو آن تک خبر پہونچائے مقدر پر گرفتار کرانے لائی تھی مگر خاموش کھڑی ہو گیا کہ سکتی ہو غضاب سے حطاوس کی زبان مین سوزن دیا چالاک کی مشکین باندھین کنیز کو ہاتھ باندھ لیا اسطرح تمنون کو لیکر چلا صنم گویا نے بیقرار ہو کے کنیزون سے کہا نقش اس گرفتار زندان مصیبت کا دل کر رہا جو وزرا اتنا خیال رکھنا کہ سمجھائے لانا کہنا خداوند تمھارا مرتبہ اعلی کرینگے ہاے مین کیا کہون جو مجھ پر گذرتی ہو نظم

بجاے دل غم دیدہ غزال ہے مجھے
دکھا کے سرو سہی قامت کیا نہال ہے مجھے
سیاہ کار کوئی آپ ہی زلف پیچان سا
یہ ہم زلف ہی جدا زلف بھی جال ہے مجھے
سیاہ بخت ہار سیہ مین سمجھا مین
شب فراق مین ہی زلف کا خیال ہے مجھے
مین ایک دانہ بھی ای ہمدم نہ کھا ونگا
کہ مثل خیر نظر آتے ہین خال ہے مجھے
دلانہ ہو جیو مین نہ نقص ہونے لگا
کہ ناسخ آپ مین آ ہوا نہال ہے مجھے

کمال جوش وحشت ہی ایک سال مجھے
وہ پانی پانی ہوا شرم سے جو جنگل مین
گناہگار نظر آیا بال بال مجھے
جلی جو روح مری جسم سے شب فرقت
نظر جو آئے سینہ پر زلف خال مجھے
شراب آپ پلاتا ہی بے طلب ساقی
نظر نہ آئیگا بے شک کہ اسکا خیال مجھے
شب فراق مین نکلا جو چاند ظلم ہوا
جو دھیان بدر کا آیا ہوا کمال مجھے

رہے وہ گل نیستان دہر مین شاداب
بہائے اشک ہوا کیا ہی انفعال مجھے
رہیگا تا بہ قیامت مرا غبار بسیر
تو یاد آ گئی اس جان جان کی چال مجھے
اسید تیغ ہوئی منقطع بس ای دل زار
بر نگ شیشہ نہیں حاجت سوال مجھے
جنون نے دشت دکھایا ہی جو ہو نیان
کہ یاد آگئے اس ماہرو کے گال مجھے
شراب پی کے ہوا ہین ناتوان تو دہ

کنیزون نے عرض کی ہر وقت سمجھاتے ہین اس سرکش کا یہ حال ہی کہ بات تک کا جواب نہین دیتی اگر کبھی جواب دیا تو ایسا سخت کلمہ کہا جسکے سننے کو دل نہین چاہتا ہر وقت مبتلاے رنج و مصیبت رونا سر پیٹنا مگر آج سب کنیزین سمجھا رہی تھین صنم گویا نے کہا ایک بات اور کہدینا کہ منت خوشامد کی حد ہو چکی اب ہم بھی کر بیٹھے یا سحر کر دینگے کہ تمھارا قلب انجماد ہو جائیگا نہین تو قبول کرو کنیزین قریب نقش کے آئین سمجھانے لگین جب نہ جھلا کر جواب دیا ارے بجھا تو کیا بکتی ہی ہم کسی طرح عصمت دینا قبول نہ کرینگے خبردار ہمکو نہ سمجھانا کنیزون نے کہا ہمین یہ عرض کرنا ہی کہ آج قدرت کو بہت غصہ ہی اگر آپ نہ مانینگی جسم ہو گا دس بیس کنیزین ہاتھ پانون پکڑ لینگی اور قدرت سحر کرینگے آپکا قلب انجماد ہو جائیگا جو قدرت کا حال ہی وہی آپکا حال ہوگا ہم نے براہ خیر خواہی عرض کیا آئندہ آپکو اختیار ہی آج کسی طرح سے آپکا بچنا ممکن نہین ہی قدرت کو بہت بیقراری ہی حیرت نے سر اپنا قفس پر دے مارا چلا کے رو کی آواز دی کیون پیدا کرنے والے اب میری آبرو جائیگی جان دیدونگی جو تیری مرضی میری بدنصیبی کہ جو مین بخت زدہ ہی نیک گون کا نام سنا تھا آبرو جانیکا بہی بہانہ تھا معلوم ہوا ہماری قضا قریب آئی ہی افسوس اب تو یہ کیفیت ہی نظم

تخت دل غنچون سے پیدا ہوں گل
گر ہری پوشاک ای سرو خرامان سبز ہو
غم بازی پر دل مردہ کو ہی آواز نے
تار سنبل کی طرح میری رگ جان سبز ہو
ہم زنگار دکھ میرے دل پر داغ ہیں

مین جو رو ؤن خرمن ماہ درخشان سبز ہو
گر ہمارے ابر مژگان سے گلستان سبز ہو
سبزی رخسار جانان عکس انگن ہوا گر
آب حیوان سے جدا قید نیسان سبز ہو
آگیا ہی یاد رو مین کسی کا سبزہ حسن
ہی طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو

چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو
خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو یہ چلنے لگا
آئینہ مثل زمرد ہیش جانان سبز ہو
کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے
اشک آنکھون سے اگر پونچھون تو دامان سبز ہو
دیکھتا ہون مین کسی کے منہ پہ خط کی بہار

کیا عجب مانند خط گر تیری مژگان سبز ہو
عکس گل سے ہے شراب لعل گون ہر بزم مین
شاد اشکون سے ہمین گور غریبان سبز ہو
فیض ظالم سے نہین یا کسی نے غیر ظلم
ہی بجا ناسخ اگر قرطاس دیوان سبز ہو

تیرے گل کے سامنے ہوجائے گل کا زرد منھ
کیون نہ مینا کی طرح سرو گلستان سبز ہو
چشم تر پر گر خیال دست رنگین ہی کیون
آب خنجر نے بھلا کیا کشت دہقان سبز ہو

آگے زلفون کے نہ ہر گز سنبلستان سبز ہو
روتے پھرتے ہین جہان مین اسلیے ہم شکل ابر
صورت شاخ حنا پھر شاخ مرجان سبز ہو
سبزۂ خط کے صفا مین ہمین باندھتے ہین ہم

اسطرح بلک کے حیرت روئی کہ کنیزون کے دل تڑپنے ہوگئے عرض کی حضور ہمارا کیا اختیار ہو جو اُس ظالم نے کہا ہے آپسے کہہ دیا آیندہ آپکو اختیار ہی یہ بھی نہین ممکن کہ وہ کہے کہ انکے ہاتھ پکڑ لو یا کچھ جبر کرو ہمین بجالانا حکم کا ضرور ہے ہیرانے خداوند سامری وجمشید ابھی مدد کرینگے حیرت نے سر جھکا لیا کنیزون نے قفس اُٹھا کر سامنے صنم گویا کے لا رکھا دیکھا تو آج بڑے غصے مین بیٹھا دیکھتے ہی سامنے قفس آیا کہا کیون بی حیرت مابدولت خداوند ہین اگر نہ مانوگی تقدیر کرکے تمہارا دل پھیر دینگے خود مہر مائل ہوجاوگی جب حیرت نے کچھ جواب نہ دیا صنم گویا نے کہا ارے کوئی پھول توڑ لا دیتے بھی لانا ایک بچہ خوک کو ذبح کرکے جو کا دو انہین پھنکر قدر تقدیر کرینگے دیکھو حیرت اب بھی کچھ نہین گیا ہی خوشی سے مجھکو قبول کر حیرت نے کہا او ظالم مجھکو اختیار ہی اگر مری آبرو جانیکا وقت آگیا تو مین مجبور و لاچار ہون دیکھون بخت کیا دکھاتا ہی جو کچھ مجھسے ہوسکیگی قصور نہ کرونگی

باز در سینہ من نالہ و آوازے ہست
کہ ہنوزش بہ چمن زمزمہ پروازے ہست
دل عشاق بجز ساز و نوائے نرسد
نیست گر گنج زر دیدۂ غمازے ہست

عشق را با دل من خفتہ مگر رازے ہست
مرغ دل باز نماند ز طپیدن بہ قفس
تا بگوشم جرس زمزمہ سازے ہست

اے خزان دست ستم باز کش از روے گل
جست گر بال و پرے حسرت پروازے ہست
رہ نوردان رہ عشق جنون انگیز

اب کنیزون نے پھول پتے کچھ جانور وغیرہ لا کر سامنے صنم گویا کے رکھے صنم گویا گلدستہ بنانے لگا اور حیرت نے قفس سے دیکھا کہ گلدستہ سحر بناتا ہی یہ تو خود ساحرہ زبردست تھی سمجھ گئی کہ اگر یہ پھول اپنے سنگھائے پھر آرام نہ ملیگا اس باغ کا غنچۂ آرزو کھلیگا بے اختیار چلا چلا کے رونے لگی پکارتی تھی یا سامری جمشید تمہاری خدائی مین آگ لگے میری آبرو جاتی ہی اگر کچھ قدرت تم مین ہی تو آکر مجھکو اس صنم گویا جب ہوش مین آؤنگی تڑپ تڑپ کے جان دیدونگی مین اکیلی نہ مرونگی لاکو دولاکھ کا خون ہوگا تم اپنی عمر برباد کروگے مجھ بدنصیب کا نام لیکر فریاد کروگے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا عقاب شعبدہ باز عیار دسوسن کنیز و طاؤس جادو کو لیے ہوئے سامنے صنم گویا کے ہونچا کہا یا خداوند آج مین نے بڑے سحر کیے پہلے اُنکے لشکر کو جا کے ستایا بیس ہزار آدمی گریبان پھاڑ کے حرف سحر نکل گئے وہان سے بھاگا دیکھا یہ تینون تم سے صلاح کر رہے ہین انکو گرفتار کیا صنم گویا خوش ہوگیا کئی لاکھ روپے کا موتیون کا مالا گلے سے اتار کے عقاب شعبدہ باز کو دیا کہا قدرت تمکو بہت کچھ دینگے تمنے بہت بڑا کام کیا یہی بانی فساد تھے یہ عورت کیونکر ملی یہ تو تمہاری بیٹی کی مقرب ہی کہا حضور میری عقل یہ کہتی ہی کہ یہ عیار پر عاشق ہوئی ورنہ اسکے پاس اُسکو آنیسے کیا فائدہ صنم گویا نے کہا کچھ فیروزہ کا لگاؤ ہو عقاب نے غصے مین جواب دیا حضور اس سے کیا کام کنیز جاریہ جیسی آخر گرفتار ہوئی عقاب سے صنم گویا نے کہا آج مین حیرت کو اپنے قبضے مین کرتا ہون تقدیر کر رہا ہون اُسکو قید حیرت جادو کی بقراری چالاک کو جو قید مین دیکھا اب اُمید منقطع ہوگئی یقین کامل ہوا کہ ہماری قضا اب آگئی مگر عقاب ابر سوار بڑی خوشی مین آتا ہی دیر کو دیکھتا ہوا سارے شہر پر خیال کرتا ہوا پھرتا پھراتا آسمان پر چمکا اب جو جھک کر دیکھا تو قفس حیرت کا سامنے رکھا ہی تین آدمی زنجیرون مین گرفتار ہین صنم گویا گلدستہ بنا رہا ہی اور مجھ

تڑپتا ہے کبھی جاتا ہے کبھی زمین پر دو ہتڑ مارا کبھی سر پٹکا یہ جو عقاب ابرسوار نے دیکھا آمادہ تو ہو کر آیا ہے کہ جان دونگا
یا معشوق کو قبضے میں کرونگا بس وہیں سحر اسنے للکارا کہ ای صنم گویا معشوق خود رو یہ بدعت مثل طائران وحشی
قفس میں بند کیا ہے اب بچیا سحر بنا رہا ہے صنم گویا نے جو آتے ہوئے عقاب ابرسوار کو دیکھا جھلا کے اپنے مقام سے اٹھا
عقاب ابرسوار نے ایک گولہ مارا کہ زمین پر آکر بجیا ہزار ہا شعلہ ہائے آتش نکلے آسنے صنم گویا کا گھیر لیا ایک
شیر ڈکارتا ہوا سامنے عقاب شعبدہ باز کے آیا کہ عقاب شعبدہ باز بھی مستعد ہوکے چلا تھا جب شیر کو اسنے
دیکھا کہ میرے اوپر آتا ہے اپنے کو بچانے لگا اتنے میں عقاب ابرسوار نے اپنے ہاتھ میں قفس حیرت نکالا اور
ایک ہاتھ سے چالاک کو رہا کر دیا طاؤس و سوسن کو بھی چھڑا یا کیتر تو چھوٹتے ہی ایکطرف کو بھاگی اور
طاؤس شریک ہو کے لڑنے لگا برس پڑا صنم گویا پر ایسے سحر کیے کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکا اور عقاب ابرسوار
نے چاہا قفس لیکر نکل جاؤں طاؤس بھی صنم گویا پر سحر کر رہا ہے کبھی تلوار چھینکی کبھی برق چمکی کبھی خنجر کھینچ مارا لیکن
عقاب ابرسوار اپنے سینے سے قفس کو لگا کے چاہتا ہے کہ بلند ہو جاؤں یہاں سے نکلوں عقاب نے شیر کو
بڑھکے طمانچہ مارا اب پلٹکے دیکھا عقاب ابرسوار قفس کو چھاتی سے لگائے ہوئے ہے چالاک تو چھوٹنے کے
ساتھ ہی غائب ہو گیا ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا لیتا کرتا ہے عقاب شعبدہ باز نے شبرنگ کو دو گھونسے
مارے اسکا سر پچکگیا اب اسنے للکارا کہ او بچیا اگر حیرت کو لیگیا تمام لشکر کو تمام کر دونگا لاشوں سے تیرے
نوکروں کے میدان بھر دونگا قفس رکھدے عقاب شعبدہ باز و عقاب ابرسوار سے سحر چلنے لگے جیسے
گولہ مارا آگ برسی دریائے آتش نے جوش مارا دوسرے نے سحر کر دیا کہ آگ کا دریا غائب ہوا عقاب ابرسوار
نکلنے کا طالب ہوا شعبدہ باز نے آواز دی یا خداوند اس آگ سے نکلے بچیا آتی معشوقہ کو لیے جاتا ہے یا تو
صنم گویا شعلہ ہائے آتش میں پھنسا تھا کڑک کر نکلا مثل برق چمکا شعلہ ہائے آتش بجھگئے سحر نے ابرسوار کے
کی کی مگر طاؤس صنم گویا پر ٹوٹا ہی پڑتا ہے چاہتا ہے اسکو ماروں صنم گویا مثل برق چمک رہا ہے ایک مقام پر
نہیں جمتا وہ وہ سحر کر رہا ہے کہ عقاب ابرسوار کو بلند نہیں ہونے دیتا یکایک یہ ہنگامہ ہوا منصور حرامی
کو خبر پہونچی ہرکارے نے جا کے بیان کیا کہ ای شہنشاہ آج تو غضب ہوگیا عقاب ابرسوار باغ میں خداوند
کے پہونچگیا ہمنے سنا ہے کہ قفس کو حیرت کے لیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے سحر ہو رہے ہیں طاؤس [illegible]
ایک کنیز و عیار قید ہوئے تھے سنتے ہیں کہ عقاب ابرسوار نے وہ سحر کیے کہ زمین ہلگئی قدرت مثل برق کے
چمک رہے ہیں تقدیریں کر رہے ہیں طاؤس نے آج بڑی جانبازی کی جو آگ گوشہ باغ میں جل رہی تھی
جسمیں قدرت گنہگاروں کو سزا دیتے تھے وہ آگ بھی بھڑک کے جل رہی تھی کہ طاؤس کو کھینچ لے مگر اُس آتشخوں نے
آگ پر پانی برسایا ٹھنڈا کر دیا صد ہا کنیزیں خداوندی آگ میں جل گئیں عقاب شعبدہ باز و قدرت
سحر کر رہے ہیں فوج لیکر چلیے منصور نے حکم دیا فرنا ہو کل لشکر تیار ہو کے چلے پیچھے میں چلتا ہوں میں چار
افسران فوج یہ خبر وحشت اثر سنکے جھپٹے کوئی عقاب بنا کوئی طاؤس بنا کوئی باز بنگیا سحر سے باز نہ آیا کوئی بط و
عندلیب خوشنوا بنکے آسمان پر چمکا اسطرح سب طائر بنے منصور بھی ایک فیل مست کی صورت بنکر جھومتا ہوا
چلا اسکے پیچھے ساٹھ ستر ہزار فوج چلی آتی ہے ہرکاروں نے یہ خبر لشکر عقاب ابرسوار میں بھی پہونچائی نقیبوں نے
آواز لگائی یارو چلو ہمارا افسر باغ میں صنم گویا کے پہنچا ہے بڑا ہنگامہ قیامت برپا ہے سارا لشکر عقاب ابرسوار
کا تیار ہوا بلوہ کر کے چلا اُسوقت پہونچا کہ لشکر منصور چل چکا ہے کہ ناگاہ لشکر ابرسوار پہونچے اُسکے لشکر کو

جاتا ہے اب تو دنا دن سنا سن سحر و ساحری کا بلند ہوا برقین چمکنے لگین دریاے آتش و آب نے جوش مارا لکہ ہاے ابر آسمان پر چھایا ان ابرون سے تلوارین گرنے لگین انسے خنجر برسے ساحر مر مر کے گرنے لگے انکے مرنے کی آوازین بلند ہین مگر دو سو افسر ابر سوار کی مدد کو اپنے مالک کے باغ مین پہونچے آکر باغ کو پامال کر ڈالا وہ پھول جو ناز و نعم سے پلے تھے پانون کے نیچے مل گئے طفلان غنچہ ابھی غنچون غاان نہ کرنے پائے تھے کہ جھونکا باد صرصر کا چلا زمین پر گرے سطرح تڑپے بید و دو تڑپتے ہین زمین پر بے خبر پڑے رہے ہین یا تو باد صبا نشۂ شراب بہار سے لڑکھڑاتی تھی ہر بناے شجر سے سر ٹکراتی تھی ہوا آتشین ہوا ایسی گرم جھونکے چل رہے ہین زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین چار سو افسر صنم گویا کے بھی پہونچے زمین پر آترے دیکھا قدرت کو بلا زمان ابر سوار نے گھیر لیا ہے کیا عجب ہے کہ قدرت زنجیر انکے گر ہین ان افسرون نے جا کے سینے لگا کہا یا خداوند تقدیر مغضوب جیسے رشتہ خام ہو قدرت کا نام بدنام نہو صنم گویا نے کہا قدرت اپنی جان سے بیزار ہین ایسی آفت جانتے تو کبھی اس معشوقہ کو منہ نہ معشوقہ لا کے پچھتاتے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے افسرون نے جانبازی کی قدرت کو سنبھالا صنم گویا سنبھل کے سحر کرنے لگا ابر سوار چاہتا تھا قفس حیرت لیکر نکل جاؤن صنم گویا نے ایسا سحر کیا کہ ایک شعلۂ آتش بزرگ ہاتھ پر ابر سوار کے گرا قفس مثل شعلۂ آتش گرم ہوا ابر سوار کا نرم ہوا قفس ہاتھ سے چھوٹا افسران فوج صنم گویا ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ قفس کو سب نے سحر کر کے لیا جب قفس حیرت کا افسران فوج صنم گویا کے ہاتھ گیا ملکہ ملک کی ابھی گرہائی نہ ہوگی بیبیاؤن نے غضب کیا قفس چھین لیا دو چار کنیزین دوڑین قفس اپنے ہاتھ مین لیا ابر سوار کنیزون پر جا پڑا انکی کنیزون کو مارا قفس نہ ملا بڑے بڑے سحر کر رہا ہے کئی کنیزین لیکر بھاگین جب کنیزون نے جا کے قفس کو ایک قصر مین لٹکایا حیرت کو اپنے حال پر رونا آیا تڑپ تڑپ کے یہ شعر پڑھنے لگی نظم

اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت مین ہانظر
سمند ناز کو گردون کا دورا تازیانا ہے
لب گلرنگ پرستی لگانیکا بہانا ہے
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہے
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم
ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

ہمیشہ کھینچنے کے عوض لازم جنازہ کا بنانا ہے
عذار آتشین پر بادہ کش کا لک بہانا ہے
اسی برگ گل و لالہ کو نافرمان بنانا ہے
مجھے اوجوش بد مستی بہت ترغیب گستاخی
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہے

غبار ہستی عاشق جو آج اسکو اڑانا ہے
کہ منظور اسکو اپنے سبزہ خط کا جمانا ہے
نکلتا ہے جو ہر گل زر بکف گلزار عالم مین
خجالت پاے ہوگی کبھی تو جوش آتا ہے
کمی ہوتی نہین نقد سخن کے مال کی زکات

عقاب ابر سوار بھی قفس کے قبضے سے نکل جانے سے بہت گھبرایا اسقدر مایوس ہوا کہ اپنی جان سے بیزار ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ قصر مین گھس جاؤن قفس اتار لون اور بھڑکے کئی ساحرون کو مارا جب قصر کے قریب پہونچا دیکھا دو شیر بر صحرائی منہ کھولے ہوے کھڑے ڈکار رہے ہین جیسے ہی ابر سوار کو آتے ہوے دیکھا دمین بلند کین منہ کو مثل غار بنا کے کھولا ابر سوار نے ہر چند چاہا گئے شیر نے ہٹنے حیرت سے آنکھ کی دیکھا حیرت کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کلیجہ پکڑے بیٹھی ہے عقاب ابر سوار بہک گیا بیقرار ہو کر پکارا اے

ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ہاے میری شفقت ضایع ہوئی نظم

سینۂ مجروح ہر مجنون و شیدا را بسوخت
با ہمہ گفتم از سوز دل خود شمّۂ
خرقہ و تسبیح و مسواک و مصلا را بسوخت

در جگرہاے کباب این آہ گرم و آتشے
آتشے در جان نشد افتادہ و سرو بار را بسوخت

آہ درد آلود مردم جان جانہا را بسوخت
آہ زین آہ جگر سوز کہ دلہا را بسوخت
تخم ناوانست کان یاران نبطہا [illegible]

ابر سوار کے چلنے پر اکثر کنیزین بیقرار ہوتی ہین قفس روتی ہین جنس کا قول ہے حقیقت مین اس شاہزادے نے بڑی مصیبت اٹھائی ساحری جمشید کی مشکلین حل کرین ایک نے کہا

یہ آج تجھکو نہین اب قدرت تجھ سے ہوئی بیگانہ عظیم ہے بارگاہ خوب سحر ہو رہا ہی ساحرون مین تلوار چل رہی ہی تماشا صنم گویا نے جب دیکھا کہ چہار
جانب تلوار چل رہی ہی ہزارہا لاشہ گر گیا روز قیامت کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا اب جھول سنبھال کے بڑھا بیرون
باغ دیکھا فوجین لڑ رہی ہین مگر فوج ابر سوار دست ہی فوج منصور کو پامال کر دیا عجب حال کر دیا بس اس بیچارے نے
جست کی وسط سما پر پہونچا ایک چیخ ماری ای بندگان باغی کیا بے ادبی کرتے ہو خبردار اب ہاتھ نہ اٹھانا اگر کوئی ساحر فوج
منصور کا مارا گیا سبکو جلا کر نور بنا دونگا یہ کہکے گولہ مارا ساحران منصور الگ ہوگئے ساحران ابر سوار بصورت
تصویر ہوگئے تلوارین پھینک دین جھولیان جلا ڈالین سب گر کر بیہوش ہوگئے سب اہالیان فوج کو اسنے بیکار کیا
اپنے فوج والونکو آواز دی خبردار ان گنہگارون کو ہاتھ نہ لگاؤ پڑا رہنے دو اپنے اعمال کی سزا پائینگے یہ کہکے پھر
باغ مین آیا عقاب شعبدہ باز کو دیکھا بیچ مین ساحرون کے کھڑا ہی مگر لڑ رہا ہی صنم گویا نے ان سب ساحرون پر
سحر کیا لڑکھڑا کے سب گرے بیہوش ہوگئے اب عقاب ابر سوار کی جانب چلا اور للکارا او بندۂ خاطی تو نے غضب کیا
قدرت کے عشرتخانے مین چلا آیا قفس کو گنہگار کے ہاتھ لگایا ایسا گستاخ ہوا خبردار اب نہ سحر کرنا ورنہ جلا دونگا ابر سوار
نے پلٹ کے سحر کیا صنم گویا نے اپنی ران پر نشتر لگایا خون چلو مین لیکر گولے کو آمیز کیا اسم سحر دیر تک پڑھا کیا
عقاب ابر سوار پر کھینچ مارا ابر سوار نے ہر چند روکا بہت کد و کاوش کی جان بچانیمین کوشش کی مگر اس
گولے کو روک نہ سکا دل و گردہ تھا آخر گولہ اسکے سر پر آکر پھٹا اس گولے سے اک طائر پیدا ہوا مثل برق کے چمکتا ہوا
سر پر عقاب ابر سوار کے آکر آواز دی ای شخص تو بڑا گستاخ ہی قدرت پر سحر کرتا ہی ان قدرت نے تجھکو پیدا کیا آنکھ
ناک دی بطن مادر مین کیا حفاظت ہوئی ایک قطرۂ نجس کو یہ طاقت یہ بھی قدرت کی شوکت ہی بس خبردار اب گستاخی
نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوگا دم بھر مین قصہ پاک ہوگا یہ کہکے اک چیخ ماری منہ سے شعلہ نکلا جل گیا خاک سر پر ابر سوار کے
گری جیسے ہی خاک گری ہر چند اپنے کو روکا نہ رک سکا ایک ہولے گرم ایسی چلی معلوم ہوا کہ چہرہ جھلک گیا لڑکھڑا کے
گرا بیہوش ہوا صنم گویا نے آواز دی اسکی زبان مین سوزن دو گرفتار کرلو ساحر ابر سوار پر ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ
گرفتار کرلیا منصور نے آکر زبان مین ابر سوار کی سوزن دیا طاؤس جو بیچارہ پڑا تھا اسکو عقاب شعبدہ باز
نے پکڑ لیا چالاک ساحر کی شکل بنا ہوا یہ سب معاملے دیکھ رہا ہی آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی حیران پریشان
انھین ساحرون مین ملا کھڑا رہا مگر عقاب شعبدہ باز تنہا ہوا سامنے صنم گویا کے آیا کہا یا خداوند طاؤس نے تو
زندگی دشوار کر دی تھی مین نے گرفتار کیا صنم گویا نے حکم دیا فوج والونکو پڑا رہنے دو افسر جو نامی ہین انکو لاؤ اسی
باغ مین میدان خونی کی تیاری ہوئی ہی سبکو ابھی دار پر کھینچون عقاب شعبدہ باز نے فورًا جا کے جتنے ساحر نامی
گرامی کہ ابر سوار کے زینت پہلو تھے اور ہمراہ نامور و ساحران خود سر تھے ان سب کو الگ کیا گرفتار کر کے لائے
سبکی زبان مین سوزن دیا اب صنم گویا غصہ مین تخت پر آکر بیٹھا لباس گلنار پہنکے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو دیکھو
کتنے سردار ہین عقاب شعبدہ باز خود تمثیل رہا ہی کہا حضور پچاس سردار چنکے لایا ہون ایک عقاب ابر سوار ہی
سبکا افسر یہ اپنے ملک کا بادشاہ ہی حیرت بر ملکیت کا دعوی کرتا ہی حیرت سے عہدنامہ ہوا ہی کہ ہوشربا دلوا دونگا
قاتل افراسیاب کا سر دونگا اس بھروسے پر یہ اسکے ساتھ ہین صنم گویا نے کہا ہم ان سبکو قتل کرلین تو ہم حیرت
سے وعدہ کرینگے کہ اپنی سلطنت قدیم لو قاتل افراسیاب کو بھی قتل کرو ایک تقدیر مین سبکو مٹا دینگے مہلت نہ دینگے پھر
عقاب نے کہا غلام افسر ہو کر جائیگا صنم گویا نے کہا قدرت خود جانینگے اسکی مراد پوری کرینگے مگر انکے قتل مین اب
جلدی کرو افسوس ہی کہ عیار نکل گیا اگر عقاب شعبدہ باز تمنے اسکی حفاظت نہ کی کنیز بھی نکل گئی یہ تو دونون

سحر نہ جانتے تھے عقاب شعبدہ باز نے عرض کی مین نے بہت بیری کی گروہ ایسے جلد بھاگے کہ مین نہ دیکھ سکا پھر اُسوقت سے
نظر نہ آیا کنیز ملکہ عالم کی خدمتگزار تھی مگر طریقہ یہ کہتا ہو کہ عیار سے اُسنے آشنائی کی ہو سب خبر یہان کی پہونچاتی تھی مگر شاوس کو
سمجھانا چاہیے آپکا پرانا سردار ہو منتظم کار ہی آپکے کل اخبار اُسکی ذات پر موقوف ہین اُس عہدے کے قابل کوئی سردار نہین آئے
صنم گویا نے کہا اسکو الگ کرو شاوس کو گنہگارون سے الگ بٹھایا عقاب شعبدہ باز سمجھانے لگا کہ ای شاوس
تمنے بڑی بے اعتدالی کی کیا تمکہ عیار کے شریک ہوئے دیکھاتے قدرت نے کیا تقدیر لی لاکھونکا لشکر باہر ہے جس پر اے
سرداریان سے گرفتار ہوگئے میان عیار کے برسوار کے ہی ہوش اڑا دیے قدرت نے کس تدبیر سے گرفتار کیا ظالم نے
جلد اگلی گردن لی آخر یہ انجام ہوا اب تم کیسے بچو سے سیر ہو مین ہر وقت دربار مین حاضر ہونگا کیا مجال جو عیار
آسکے یہ تو خوب مجھپر روشن ہو کہ عیار سحر نہین جانتا گرد قلعہ کے دیوار آہن بنا دونگا اگر اندر ہو تو باہر نہ جاسکیگا اور
اگر باہر ہو تو کیا مجال جو اندر آسکے اگر نہ مانوگے قدرت قتل کرینگے تمھارے خون سے ہاتھ بھرینگے شاوس کچھ جواب
نہین دیتا ہو عقاب شعبدہ باز نے صنم گویا سے کہا یا خداوند شاوس کے تو ہوش اُڑے ہوئے ہین گونگا بہرا ہو
ہر بات کا جواب نہین دیتا مغرور ہو عقل و فراست سے دور ہو صنم گویا نے خود پکار کے کہا ای رفیق قدیم قدرت نے ہم
تیری خطا معاف ہو وہی عہدہ قدیم ملیگا کیون مفت مین اپنی جان دیتے ہو قدرت ان سب کے قتل مین تامل
کرینگے شکر کرو کہ تمھارے گناہ گذشتہ پر نگاہ نہین کی ورنہ خطا تمھاری لایق معاف کرنے کے نہ تھی جب صنم گویا نے یہ کہا
تو شاوس نے جواب دیا او بیحیا تقدیر تقدیر کیون پکارتا ہو جیسے تو ساحر ویسے ہم بھی ساحر ہین یہ تو بتلا کہ تجھمین خدائی کی
کیا علامت ہو تو لایق لعنت ہو اسیوجہ سے ہمنے اعتقاد مذہب مسلمان کیا ہم کبھی تیری اطاعت نہ کرینگے شکر ہو کہ ہم
تیرے ہاتھ سے قتل ہوتے ہین ہمارے سب گناہ تیرے ذمے گئے صنم گویا نے حکم دیا اسکو بھی قتل کرو مگر قضائے کار
سوسن کنیز بھی نکل کر بھاگی خدمت مین ملکہ فیروزہ کے آئی دیکھا ملکہ فیروزہ پریشان تصور مین صاحبقران
کے رو رہی ہین آنکھون سے اشک حسرت جاری دل سے بیقراری حیران پریشان اُٹھتی ہین دل بیٹھا جاتا ہو
دل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو اگر کسی نے سمجھایا فرمایا کہ نہ صاحب مجھ تشنۂ حسرت و یاس کو نہ سمجھاؤ ہین اک آہ مین ہی
جان دونگی مثل لیلی کے سیاہ ماسال آفت فراق نہ جھیلونگی اپنی جان پر کھیلونگی جینیکی کون صورت ہو اب تو یہ حالت
ہو کہ جو بیان کی جاتی ہو نظم

آنکھون کے واسطے تری تحریر چاہیے
کانون کے واسطے تری تقریر چاہیے
تیرا غبار رہ جو ہوا نے کیا بلند
شاید مس شفق کو بھی اکسیر چاہیے
رو دے اگر نہ غیر تو ہنس دے سنکے غیر
اتنی ہماری آہ کو تاثیر چاہیے
ہے کون تیرے عشق مین دیوانہ جنون
ہر ماہرو کو زلف کی زنجیر چاہیے
سچ کہ مصوری تو نہین آتی قاصدا
مکتوب یار کا مع تصویر چاہیے

کنیزین گھبرا رہی ہین کہ سوسن
کنیز گھبرائی ہوئی پہونچی ملکہ نے پوچھا خیر تو ہی ہین تو تیری راہ دیکھ رہی تھی اری وہ عیار ملا ہین اُسکی بہت
مشتاق ہون اگر وہ آجاتا تو مین اُسکو سمجھاتی شاید اُسکو رحم آجاتا اور پیغام ہمارا پہونچاتا شاید کسی طرح سے سامنا
ہوجاتا دامن مقام یعنی یہ اشعار جگر سنائی جس سے راز دل پر اظہار ہوتا نظم

وی ز عشق تراساغر جامے دگر
ای مہ حسن ترا طرۂ شامے دگر
قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروے تست
خلق جہان را نظر بد رو بام فلک
نیست بدیر و حرم جز تو امامے دگر
حسن ترا جلوہ گہ بر در و بامے دگر
نگذرم بزبان حرف زنامے دگر
نام ترا تا دلم ورد زبان کردہ است
بر سر دریاے اشک از پے صید دگر
چشم ترم موجہ ایست حلقۂ دامے دگر
مخفی اگر نیستی بوالہوس راہ عشق
از سر جانے دگر در پے جانے دگر
گر تقدیر مین یہین لکھا ہے کاتب تقدیر نے

کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ تحریر فرمایا کہ ہم مبتلاے غم دائم رہیں سوسن نے عرض کی کہ واری سیر تو حال سنیے کہ جیسا کہ مین لیکر گئی
مین جا کر بیٹھی تھی ملکہ نے گھبرا کے پوچھا یہ کیا ہوا عرض کی واری بڑی قیامت برپا ہوئی مین ڈھونڈھتی ہوئی عیار کو جاتی
تھی عیار جنگل مین کھڑا ہوا طاؤس سے باتین کر رہا تھا مین نے بھی ملاقات کی ابھی اس سے کچھ حال نہ کہنے پائی تھی کہ
عقاب شعبدہ باز کا نعرہ ہوا آپکے والد نے پہونچنے کے ساتھ ہی ایسا سحر کیا کہ مین گر پڑی آنکھ نہ کھلی عیار بھی پکڑا گیا
طاؤس بھی گرفتار ہوا زبان بند ہوگئی سحر نہ کر سکا وہ ہم تینون کو پکڑ کر باغ صنم گویا مین لے گیا صنم گویا بڑا تو آفت
ہے مگر حیرت سے بڑی محبت ہے اسی بیچاری کو سب سمجھا رہے تھے حضور خدا کسی کو مجبور و لاچار نہ کرے جیسے جیسے
لوگ سمجھاتے تھے حیرت بیبی مارے مارے روتی جاتی تھی کہ عقاب ابر سوار پہونچا وہ بھی تو اسیر جان دیتا ہے
کڑک کے گرا قفس اٹھا لیا فوج بھی اسکی آئی افسر بھی پہونچے بڑی مضبوطی ہوئی مین تو حضور اس ہنگامے مین
الگ ہوگئی کھڑی ہوئی دیکھا کہ عقاب ابر سوار و طاؤس بلند پرواز سب پکڑے گئے فوج کو بیہوش کر دیا اب
سامان خونریزی کی تیاری ہو رہی ہے طاؤس کو بہت بہت سمجھایا مگر اسنے صنم گویا سے گفتگوے سخت کی اور یہ کلمہ
کہا کہ او بیحیا تجھکو دعوے خدائی بیجا ہے بالکل بیجا ہے جیسے ہم ساحر ویسے تو جادوگر اسپر وہ ایسا جھلایا کہ اسکے
بھی قتل کا حکم دیا برے سامنے دار مین استادہ ہوگئیں جلاد آگئے اب کوئی گفتگو باقی نہیں اور ابر سوار کے تو
نام ہی صنم گویا دشمن ہے سب سردارون کا رہزن ہے کہتا تھا مین روز کے پیادون کے قتل کرنے سے کیا فائدہ
سردارونکو قتل کروا انکے خون سے ہاتھ بھرو ملکہ کے ہوش اڑ گئے کہا ارے تو نے کچھ عیار کا حال نہ کہا اس بیچارے
کے اوپر کیا گذری کہا کہ حضور وہان ہزارونکا بلوہ تھا ہزارہا لاشہ پڑا ہے مین نے نہیں دیکھا کہ وہ پکڑا گیا یا نکل گیا
مگر وہ بیچارہ غیر ساحر کیونکر کیونکر نکل جا سکتا ہے ملکہ نے کہا کیون سوسن اب مین کیا کرون سوسن نے کہا مین تو
کچھ نہیں عرض کر سکتی مگر یہ ضرور کہونگی کہ اگر یہ سب قتل ہوگئے صنم گویا اور زیادہ مغرور ہوگا حیرت کو تجھ سے چھین لیگا
اور یہ بھی کنیز عرض کرتی ہے کہ آپکا بھی نام لیتا ہے آپکے والد سے کہ چکا ہے کہ ملکہ فیروزہ سوسن پوش کو
ہمین حوالے کرو وہ ہماری صحبت مین رہا کرین ابھی آپنے پردے مین کہا ہے اب کھل کے کہیگا کہ ملکہ فیروزہ کی
شادی ہمارے ساتھ کر دو اسوقت مین کیا ہوگا آپکو قبول کرنا ہوگا ورنہ باعث خرابی ہے ملکہ نے کہا اے سوسن
اگر وہ بیحیا میرے منھ پر ایسی باتین کہیگا اسیوقت فساد عظیم ہو جائیگا مین اپنی جان دے دونگی مگر اسکو قبول نہ کرونگی
مجھے بھی شاق ہے کہ بیچاری حیرت اتنی بڑی عالی ہمت صاحب شوکت و لیاقت نفس اتنی مین شکل طائران
وحشی کے گرفتار رہے مگر سبحان اللہ عصمت کا پاس ایسا ہو جیسا حیرت نے کیا جان دینا گوارا ہے مگر عصمت
کو بچاتی ہے سوسن نے کہا مین عرض کرتی ہون کہ اب دیر کا وقت نہیں ہے اگر اپنی آبرو بچانا ہے تو یہان سے
نکل چلیے ورنہ بعد قتل عقاب ابر سوار آپکو کچھ نہ بن پڑیگا وہ بیحیا جبر کا عادی ہے آپ پر بھی جبر کریگا ملکہ نے
کہا مین نکل کے کہان جاؤن لعین زمین و آسمان مین ٹھکانا نہیں میری تو یہ رائے ہے کہ مین چلتی ہون اس لعین
صنم گویا سے مقابلہ ہے جان جاے یا ہوش سے مگر بات رہجاے یا صنم گویا کو مارا عقاب و حیرت کو چھڑایا
یا اپنی جان دی اس کشاکش سے فرصت ہوئی ہر روز کے صدمے کون اٹھائے ہماری تو کیفیت یہ ہے شعر

موت ہی نزدیک جیسے لوے قاتل دیکھی
وہ ذقن بھی مجھسے مثل چاہ بابل دیکھی
ستنے دیتی ہے کہان بے اعتنائی یار کی

پاس آ پہونچا ہے رہزن اور منزل دور ہے
صاف گر ہوکر گلے ملتے تو ہیاسے خوب تھا
گوش گل سے ورنہ کب بلبل عنادل

عیب جانان سے ملے گستاخ شفقا تو سخت
سینہ سے سینہ ملا دل سے ودلے دل
گریہ مین گلشن خندہ بھی داخل ہوا

ہاے اب تک مجھسے وہ حور شمائل دور ہے
ایک جا نزدیکی و دوری نہین ہوتی تمام
ساتھ ہو بانگ جرس شور سلاسل دور ہے

اضطراب دوری محبوب مین معذور ہون
مجھسے وہ نزدیک ہی تو اس سے عاشق دور ہے
جب گرداب بلا مین ہاتھ اپنا ڈال دے

کیون نہ تڑپے اسقدر قاتل سے گھائل دور ہے
قیس نے لیلی کو کس حسرت سے بھیجا یہ پیام
غم نہین ناصح اگر دامان ساحل دور ہے

سوسن نے کہا واری اب وقت جانبازی ہی آپکے نام پر سرفرازی ہی ہم بھی سب اپنی اپنی جان دینگے ملکر ٹوٹ پڑینگے جب دشمن میں عورتین مثل چیونٹیون کے اُس گندہ کے لپٹ جائینگی بوٹیان تمک تو کاٹ کے کھا جائینگی زندہ نہ چھوڑینگی اگر ابر سوار کو چھڑا دیا وہ بھی زمین ہلا دیگا۔ یہ ساحر زبردست ہی فیروزہ نے کہا جو بن پڑیگی وہ کرینگے وقت پر دیکھا جائیگا یہ کہکے اک دستک دی کچھ ماش کے دانے پھینکے سب حیران ہین کہ یہ کیا سحر ملکہ کیا کر رہی ہین لیکن اُس دستک سے یہ تاثیر ہوئی کہ ابر سوسنی بکمال زینت سر پر آکر چھایا اُسمین ہزارون طائر آنکھین انکی یاقوت احمر کی منقارین مثل سنان چمکتی ہوئین ابر مین چھپے ہوئے منھ سے بولتے بھی نہین ہین مثل برق چمک رہے ہین ایک طاوس زرین بال ابر سے نکلا زمین پر آیا مثل انسان کے گویا ہوا اے ملکہ عالم مین آپکی سواری ہون آپکے حکم سے مع فوج آیا ہون دس ہزار طائر ساتھ ہین آپکا دامن ہمارے ہاتھ مین اب تلوارون کی جانبازیان دیکھیے گا کیا قیامت کرتے ہین ملکہ نے وہ سحر کیا کہ زمین تھرائی ابر مین تہلکہ ہوا بارہ ہزار کنیزین ایک ایک سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق کاتبان باندھکر بعض بط و قرقرون پر سوار اور بعض ہزبر ہاے آتشین پر سوار ہوکے پیچھے پیچھے اپنے مالک کے چلین یہان وہ وقت ہی کہ ابر سوار تلوار کے پیچھے بیٹھا ہی جلاد سنگین لگا رہا ہی نعرے کر رہا ہی **شعر** سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ واتہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کہ کا سر رشتہ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغ بازحدار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون قتل کرنا میرا کام جلانا میرا کام نہین یا خداوند صنم گویا حکم اول ہی مجھ بوجھکے حکم دیجیے گا صنم گویا کیا ہی ارے قتل کرو حیرت نقش سے دیکھ رہی ہی سامنے دو شیر صحرائی شفریرہ ڈکار رہے ہین کیا مجال کہ کوئی آسکے عقاب جدا کھڑا ہوا عمل رہا ہی سامنے سے دیکھا ایک بڑھیا پیر فلک کی نانی کمر مین لاثانی خم کمر خم کمان تھا کہ تیر تدبیر جیسے پورا بیٹھتا ہی جھریان جسم کی نہین ایک سطر مکاری تھی سفید یا مجائبہ محمودی کی چادر اوڑھے ہوے لٹھیا ہاتھ مین پکارتی ہوئی خداوند صنم گویا کمان تشریف رکھتے ہین شعبدہ باز نے بڑھکے آواز دی سامنے بیٹھے ہین سمجھتے ہی بڑھیانے سلام کیا عرض کی لونڈی حضور کے پاس حاضر ہوئی ہی یہان سے قریب ایک قصبہ نسیم آباد اسکا نام ہی بال چھڑ مجھے کہتے ہین مین نے سنا ہی کہ قدرت نے کسی عورت کو بلایا ہی اکسی وجہ سے آئی ہی قدرت سے وہ راضی نہین ہوتی اگر قدرت میرے سپرد کرین تو مین عورت کو اور قدرت کو دونون کو دل سے راضی کرون بے راضی کیے نہ جاؤنگی مین جو اُس سے باتین کرون قدرت کو بڑے مزے ملین گے اور جو قدرت کو بڑی خواہش ہی تو پہلے مین موجود ہون قدرت کو بڑا لطف ملیگا اب بھی میرے مکان پر لونڈیون کا جماؤ رہتا ہی کبھی کسی کا دل نہین دکھایا کسی کی بات کو نہین ٹالا بڑی خوش مذاق ہون فیض جاری رہتا ہی باتون مین تاثیر ہی قدرت کے راضی کرنے کی تدبیر ہی اسطرح بڑھیا نے باتین کین کہ سب ہنسنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا بڑی بی صاحب آپکے باتین کرو یہ سن و سال اور یہ کلام یہ باتین عشق و محبت کی گھاتین صنم گویا نے کہا صاحبو کیون اس بیچاری کو ہنستے ہو میرے مطلب کی بات کہتی ہی آؤ بڑی بی بیٹھو

کہا واری آپنے میری قدر کی مین آپ کے پاس بیٹھکے کیا کرون جہان وہ عورت ناراض بیٹھی ہو تسے قدرت سے اُس بیجھی ہوئی بات مین اغماز ہو اُسکے پاس مجھے بھیجدیجیے دو لفظین ایسی کہون کہ فوراً راضی ہو دن بھر مین چار مرتبہ قدرت کو بلائے جب قدرت سے کچھ نہ ہو سکے تو قدرت کے منھ مین سیاہی لگائے قدرت یہ تو کہو اصل امر مین تو فیصلے تو نہین ہوا اسی کی بڑی تحقیقات ہی ہم لوگون کے واسطے بڑی بات ہی اگر یہ نہو تو تمھارے خدائی بھی خاک ہی خالی زبان کے مزے دار ہو یا اصل مطلب کے بھی لائق ہو صنم گویا نے کہا بڑی بی چپ رہو کیا کہون تمھارا تو سن زیادہ ہو میری نانی ہو باتون مین لاثانی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین تو چاہتی تھی پہلے نواسے کے پاس سو دن امتحان تو کرلون اگر جوان عورت سے ذلیل ہوے تو کیسی مشکل ہوگی محلے بھر مین چرچا ہو گا کہ قدرت کچھ نہین ہین مین تو اپنے بچے کا عیب چھپاؤن سنکیان لیکر چپ ہو رہو گی غیر کو کیا غرض ہی کہ تمھارا عیب چھپائے اسلیے پہلے میری جانب توجہ فرمایئے الگ ذرا گوشے مین گئے مین تو یہان بھی موجود ہون اپنی آنکھین بند کرلین جان لیا سب اندھے ہین تمنے نہ دیکھا کسی نے نہ دیکھا پائجامہ اتار کے آؤن تمھارے منھ سے ملا دون بیٹا غنچۂ گل ہی دیکھو بڑھیا کو ذبح نہ کرنا جیتے جی غل مچاؤنگی ساری زمین سر پر اٹھاؤنگی تم نہ شرمانا اپنے کام مین مصروف رہنا پھر غل نہ مچاؤنگی تمکو چٹکیون مین اڑاؤنگی جب مزے مین آؤنگی لپٹ جاؤنگی خوش تو بہت ہوتے ہوگے لونڈے کے منھ پر جا بیان آنے لگین غنچۂ گل جو کہا نہال ہوگئے سینے پر تو دیکھو یہ آبلے بھی ہین پھر تا بنانا دونون وقت خوب کھانا صنم گویا نے کہا بڑی بی صاحب مین تمھین پاس حیرت کے بھیجتا ہون یہ کہکے اشارہ کیا وہ شیر دروازے سے ہٹگئے کنیزون سے کہا بڑی بی صاحب بڑی طرار ہین یہ باتون مین راضی کرینگی مجھے انکی باتین پسند آئین یہ تو تمکو معجزہ مین حقیقت مین صاحب لیاقت ہین انکی باتون نے بہت خوش کیا ہم تقدیر کرکے جوان کردینگے بڑھیا نے کہا تیرے صدقے تیرے قربان بڑا احسان ہو بھیجیے تسے امتحان ہو مگر بیٹا سنکیان لینے لگونگی شرما جاؤگے مگر عقاب شعبدہ باز نے عرض کی کہ قتل مین دشمنون کے دیر ہوتی ہے بڑی بی صاحب کو پاس حیرت کے بھیجدیجیے آپ قتل کا حکم دین کہ ہم دشمنون کو قتل کرین ایسا نہو کوئی فطور پڑجائے صنم گویا نے کہا اب فطور کون کرنے والا ہی سب تو مجھین مبتلا ہین عقاب شعبدہ باز نے کہا اب قدرت طول نہ کرین انکا قتل ہوجانا بہتر ہو بڑھیا کی باتون سے معلوم ہوتا ہی یہ ضرور راضی کردیگی بڑھیا تو اندر قفس کے گئی باتوں سب باتون مین بڑھیا کی مصروف تھے ہنس رہے تھے یا پھر سبکو ہوش آیا چلا تلوارین پکڑکے سر پر عقاب ابر سوار کے آنے کہا اے ابر سوار اب تم سلطنت کرچکے جو کھانا ہو کھالو پانی ہو پانی پی لو اگر کسی سے ملنے کی ہوس ہو نام لو اسکو بلادین ابر سوار نے منھ پھیر کر جواب دیا ہوس وصل حیرت لیکر چلے اب کوئی ہوس نہین ہی کہ حال سنائین کسکو مدد کو بلائین اپنی تو اب یہ حالت اور کیفیت ہی نظم

بالیہ مراد عاشق کی پیدا کرے صنعت
اُس شخص کی زبان مین کیونکر اثر نہو
تم اکھڑے نہو جو دم نزع سامنے
کہتا ہی دل میں آفت جان نکلا یہ ڈر نہو
اللہ ری بیخودی کہ وہ پہلو مین بیٹھکر
کوشش کرے وہ لاکھ ترے وصل مین مگر نہو

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہو
بس تو ہی سن لے اور کسی کو خبر نہو
کہتے تھے ہنسنے آپ ہی پردہ اٹھا دیا
عاشق تو حشر تک بھی ادھر یا ادھر نہو
جھگڑا بکا شیخ و گبر کے کیونکر ہو فیصلا
بیجا مین دل نکال کے ہمکو خبر نہو

کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہو
کہتا ہو جو برو تمکو بھلا تیرے عشق مین
تیری سی بیقرار کسی کی نظر نہو
سینے مین کوئی کینہ عدو کا چھپا کیون
اس سوچ مین وہ بت ہی کہ دم ہو کہ نہو
لے ڈالی خاک کعبے کی یا دیر کی جلا ان

مگر بڑھیا جو پاس قفس کے پہونچی نہانی جو پائی بڑھیا قفس سے لپٹ گئی

کہا اے زینت بزم عاشقان اے شمع انجمن معشوقان اپنے سر فروش کو بچا نام مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ہے میں تمکو قفس سے نکالتا ہوں زبان سے سوزن نکالوں تڑپ کے نکلو ان سبکو قتل ہونے دو آج تو ایسا سحر کرو یہ سب کے سب اندھے ہو جائیں تم نکل جاؤ تب تک میں بھی نکل آؤنگا اگر موت قریب ہے تمھارے نام پر نثار ہو جاؤنگا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا اتنا تو منھ سے نکلا کہ او ظالم تو نے بڑا غضب کیا ہزارہا جادوگر جمع ہیں صنم گویا بڑا ساحر زبردست ہے عقاب شعبدہ باز بھی مکار و غدار ہے ایک ایک ساحر ایسا ہی ہے جہاں تک ہو سکیگا اپنے کو بھی بچاؤنگی تیری بھی کمک میں رہونگی اپنی جان بچاؤں تجھکو دشمنوں میں چھوڑ جاؤں یہ مجھسے نہ ہوگا چالاک نے کہا جان نثار کا خیال نہ کیجئے آپ نکل جایئے مجھپر جو پڑیگی وہ جھیلونگا جان پر کھیلونگا اتنی مہلت پا جاؤں کہ صورت بدل لوں دل میں یہ ہے کہ کسی کنیز کی شکل بنکر عیاری کروں آج قفل بھر کو بیہوش کر کے صنم گویا کو ماروں چالاک تو حیرت سے یہ باتیں کر رہا ہے قفس کا قفل کاٹ چکا ہے مگر صنم گویا نے کنیزوں سے کہا دروازے کے پاس سے دیکھو تو بڑھیا کیا کر رہی ہے چند کنیزیں قریب دروازے کے آئیں جھانک کے دیکھا بڑھیا نے قفل کاٹا ہے حیرت قفس سے باہر نکل آئی ہے بڑھیا نے سوزن زبان سے نکالا ہے حیرت سر جھکائے بیٹھی ہے بڑھیا ہاتھ باندھے عرض کر رہی ہے کہ اے ملکہ عالم نظم

نہ ہووے دیدۂ تر اشکوں سے اک پل خالی	کبھی ہوتے نہیں پانی سے یہ بادل خالی	تھوڑی ہو خاک در یار بھی تو وہ بھی ہو دور
نہ لگنے دے سر پہ کوئی صندل خالی	سرو کو اس قد موزوں سے بھلا کیا نسبت	کہ معانی سے ہے یہ مصرع تمہر خالی
ہوگیا ساغر عمر آہ لبالب ساقی	نہ مجھے کرنے دیا ساغر اول خالی	ایک ہی دیکھتے ہیں جنکی بصارت ہے درست
نور توحید سے ہیں دیدۂ احول خالی	اس خرابے میں نہیں ہے کوئی دو دن آباد	آج معمور جو ہیں ہونگے وہ گھر کل خالی
چشم و کاکل کے تصور میں جو گذرا اسکا	کر گئے آہوئے مشکیں و میں جنگل خالی	

اور ملکہ حیرت فرما رہی ہیں کہ اے چالاک میں تمھاری جانبازی کا خیال ہے مگر اب زیادہ طول باتیں نہ کرو دشمنے ہیں کی گھاتیں نہ کرو کنیزیں دوڑتی بھاگیں اور کہا یا خداوند یہ تو وہی عیار ہے حیرت کے قدموں سے لپٹا ہوا باتیں اپنی عاشقی کی کر رہا ہے اور یہ بھی کہتا ہے آپ باہر نکل جایئے میں چلا آؤنگا مجھے کوئی نہ پا سکیگا بلکہ کہتا ہے خداوند کو بھی بیہوش کر دونگا یہ سنکر صنم گویا تو گھبرا گیا عقاب شعبدہ باز سے کہا تم نے یہ مضمون سنا اب ہے لینا جانے نہ پاوے ایسا نہو حیرت نکل جائے مگر عید بھی جانے نہ پائے حیرت کو تو قید کروں سب کے ساتھ عیار کے قتل کا حکم دوں عقاب شعبدہ باز اٹھا قریب دروازے کے آ کے آواز دی او حیرت خبردار حیرت کی زبان سے سوزن نکل چکا ہے حیرت ان ایسے کب ہاتھ آتی ہے اسنے گولہ مارا حیرت ہنس دی عقاب شعبدہ باز کا سحر کیا سنتے ہی گولہ بھٹکے گر پڑا بیکار ہوا حیرت تڑپ کے نکلی چالاک پر اشارہ کر دیا یہ دوڑتا ہوا ایک صحن میں پہونچا بہ تعجیل رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر لینا لینا کرنے لگا مگر حیرت جو نکلی اور تو وہاں کیا تھا زمین کے سنگریزے اپنے اٹھا کر پھینکے لشکر پر پتھر برسنے لگے کہ عقاب شعبدہ باز بھاگا آسمان سے پتھر تو برستے ہیں مگر خوبصورتی سحر کی یہ ہے کہ لشکر صنم گویا کے ساحر کھڑے ہیں یا بیٹھے ہیں انھیں پر پتھر برستے ہیں سر انکے پھٹ رہے ہیں عقاب شعبدہ باز بھاگا ہوا سامنے صنم گویا کے آیا کہا یا خداوند غضب ہو گیا حیرت رہا ہوئی سارے لشکر کو حکم دیجئے بلوہ کر کے گرفتار کریں سحر نہ کرنے پائے دیکھیے ایک سحر چلا ہے ہزاروں کے سر پھٹے وہ بلائے روزگار ہے ساحرہ باکمال ہے کمک پر میں نے قصد کیا کہ حیرت کو روکوں وہ دیکھیے ہاتھ چمکا دیا برق گری دس کے سر اڑ گئے اب عقاب شعبدہ باز و صنم گویا سحر کرتے ہوئے بڑھے حیرت نے کہا بلند ہوں ستارہ بنکر چمکوں بالائی سحر کروں سبکے سر قلم ہوں صنم گویا

جو عقاب شعبدہ باز نے آگے اسطرح کا سحر کیا کہ حیرت بلند نہو سکی زمین پر گری تڑپ کے اٹھی ایک شاخ نخل پر ہاتھ پڑ گیا اُسکو توڑ لیا توڑ کر پھینک مارا ضیغم گویا و عقاب شعبدہ باز نے اپنے کو بچایا ورنہ خنجر بس رہے تھے تلوارین گر رہی تھیں ادہر ہزاروں تیغے سر لشکر گرے اڑنے والے اڑے مگر زندہ نہ پھرے سر شل کا سنہ گدائی کے ٹھوکرین کھا رہے ہین خنجر جب گرا کسی کا سر کٹا کسی کا ہاتھ لشکر زمین پر گرا ہزار ہا لاشے پڑے ہین مگر ضیغم گویا نے آواز دی ای اہالیان فوج حیرت کو پکڑ لو اسی ہزار ساحران غدار چہار جانب سے چلے تحریر شنے لیے نیزے تیر تفنگ اسطور سے معروف جنگ مین سب ساحر وںکا حیرت پر بلوہ ہے اس آفت کو جھیل رہی ہے مگر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو والن کی شکل بنا ہوا ہے دعائین مانگ رہا ہے دیکھتا ہے کہ حیرت کس زور و شور سے لڑ رہی ہے تھی پکار اٹھتا ہے کہ شہنشاہ ملک خوبی و ای رنگ و بوے گل بوستان محبوبی بچا کسی بہیجانے سحر کیا جب کوئی حربہ قریب جسم حیرت کے آیا چالاک نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار اٹھا ای خدا بچانا ایسا نہو کہ جسم نازک پر کوئی حربہ پڑے کاش کہ یہ حربے میرے جسم پر پڑین

بر زمین ای خداے کریم ای مالک رحیم
تا چشم و دل بجانب دلدار کردہ ایم
جان را فداے غمزۂ خونخوار کردہ ایم
افگندہ ایم سر بسر کوے دلستان
خود را براہ دوست سنگبار کردہ ایم
از بہر کمند و جرعۂ وردم سبزہ اربار
جان را فداے خانۂ خمار کردہ ایم

چالاک ہر مرتبہ دعائین کر رہا ہے کہ حیرت ساحروں مین گھر گئی سب طرف سے ساحر ٹوٹ پڑے ہین جاتے ہین تیغا مین ہاتھون ہاتھ پکڑ لین مگر حیرت شعلۂ جوالہ ہے جسنے ہاتھ بڑھایا کسی کے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا کسی کا منھ جلا کسی کے جسم سے آگ نکلی ہر موے جسم سے شعلے نکلنے لگے ساحران مکار مثل ہیزم خشک جلنے لگے ضیغم گویا بھی سحر کر رہا ہے عقاب شعبدہ باز بھی سحر کر رہا ہے کوئی گولہ پھینکتا ہے کوئی ترنج کوئی نارنج سحر کا بلوہ ہے حیرت پر کئی ساحر جان دیکر پڑھے صفون مین پکارتے ہوے یارو تم اسی ہزار ہو ایک عورت کا پکڑنا ایسا مشکل ہے یہ بتیابی دل ہی بھاگتے پھرتے ہو وحشت سے منھ کے بھل گرتے ہو یہ جو پکارتے ہوے پانچ چار ساحر چلے سب ساحروںکو حوصلہ ہوا نقیب آوازین لگا رہے ہین نامردونکو للکار رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ✤ کوشش نام و ننگ باید کرد ✤ نقیبون کی آواز دینے سے اور زیادہ ساحروںکو جوش ہے ہر میخوار کثرت زخمداری سے مدہوش ہے حیرت نے جو یہ بلوہ دیکھا اب گھبرائی بیقرار ہوکر پکارنے لگی ای خالق حقیقی تجھسے بھی عرض کرتی ہون ای لات و منات ای سامری و جمشید ای لوٹک لوٹا جھوٹک جھوٹا ارے تم پورے دو سو ہو ایک تو تم مین سے آجائے اس آفت سے بچائے تو ہم جانین کہ خدا ہو اسوقت تک تمھاری خدائی کا کچھ ظہور نہین ہوا صاحبان فراست ٹھیک کہتے ہین ہم بھی ایسی اعتقاد پرستے ہین آخر کیا کرین مجبور ہین نظم

تا یک جہاں نفرار لب اژدہا مجوے
اہل وفا نماند در ینجاے وفا
خراین صفت ز طائفۂ برملا مجوے
اہل ہوا است جملہ اکابر بشہرما
جز خون خلق ریختن از کربلا مجوے
احمد و فا مخواہ ازین شہر بیوفا
نامے وفا مگیر کہ بے نام و بے نشانست
در بوستان و صحن نہال وفا مجوے
بد گفتن و شنیدن ستان رسم کلی ست
اخلاص و صدق و لطف ز اہل ہوا مجوے
ہر دم مجنے کہ ہست ہم از آشنا نماست
ای دل وفا ز طائفۂ بیوفا مجوے
ای دل وفا ز طائفۂ بیوفا مجوے
از خم درد تیرہ تو جام صفا مجوے
بستان و افراست سر بسر تصبیح و تشنیع
زین خو نرشت و عادت بد انجلا مجوے
این شہر کربلاست و لے پر بلا مدام
ترکیب دوستی تو ازین آشنا مجوے

حیرت بہت گھبرا رہی ہے کہ خوف ہے کہ اگر ابکی مرتبہ گرفتار ہوئی اے حیرت زندہ نہ رہوگی تڑپ کے جان دوگی حیرت نے چاہا کہ نکلوں ضیغم گویا نے

سحر کیا حیرت رنجور اگر گری گھٹنے ٹیک دیئے بشکل سحر کرکے اگلی عالم یاس مین بطرف آسمان کے دیکھا خود دل بول اٹھا کہ پیدا کرنیوالے
مجھے اس آفت سے بچالے اب نہ گرفتار ہون ورنہ جان جائیگی ابھی دعا پوری نہوئی تھی کہ آسمان پر ابر سوسنی پیدا ہوا مگر
کمال چمک دمک سے زیر ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پھول برس رہے ہین موتی بھی گر رہے ہین یکایک
ابر پھٹا اندر سے ابر کے اک ماہ تابان مہر درخشان نازنین حور پیکر سمن بر خوبصور نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار
ماہ رخسار خنجر ابرو سے خمار طاؤس زرین بال پر سوار اس نازنین نے جو حیرت کو اس بلا مین مبتلا دیکھا گھبرا گئی
بیقرار ہو کے آواز دی صاحبو دنیا بارہ ہزار کنیزین ابر سے نکلین مثل شعلہ جوالہ چمکین ایک ایک نے عرض کی
کیا حکم ہوتا ہے فیروزہ سوسن پوش نے کہا صاحبو غضب ہو گیا حیرت جادو پھنسی ہوئی ہے تمام ساحرونکا
بلوہ ہے ایسا سحر کرو کہ وہ بیچاری بچے یہ ساحر جو بلوہ کیے ہوئے جاتے ہین اسکے پاس تک نہ جانے پاوین اور
غضب دیکھو عقاب ابرسوار کی زبان مین سوزن ہے دوازدہ سو سردار سب اسطرف بیٹھے ہین ملکہ
آگے بڑھکر جھولی سے ایک گولہ نکالا سب کنیزون نے گولے ترنج نارنج جیسے بیکان کے رائی کے دانے مٹر کے دانے
نکالے ملکہ نے جو گولہ پھینکا سب نے سحر اپنے اپنے کیے ملکہ فیروزہ کا گولہ پھٹا ایک ساحر کا سر اڑ گیا کنیزون نے
ایسے سحر کیے کہ بارہ ہزار جادوگر مر کے گرے صدائین مہیب آرہی ہین زمین تھرا رہی ہے آسمان سے آگ برسی فیروزہ
کڑک کر برابر حیرت کے آئی شانہ پکڑ کے کہا ملکہ عالم اٹھو حیرت سنبھلی اب جو سحر کرنے لگی زمین ہلادی ہزارونکو مارا
مگر فیروزہ نے بڑھکے عقاب ابرسوار کی زبان سے سوزن نکالا کہا ای بادشاہ تو بھی اٹھ عقاب ابرسوار کی
زبان سے جو سوزن نکلا تڑپ کے اٹھا اٹھتے اٹھتے چند سردارونکو بھی اپنے رہا کیا سردار بھی اسکے رہا ہوئے اب تو
سحر ہونے لگے مگر عقاب شعبدہ باز ایسے ایسے سحر کر رہا ہے کہ حیرت تھرا جاتی ہے صنم گویا سے عقاب شعبدہ باز
کہتا ہے اور قیامت دیکھیے کہ صاحبزادی صاحب مددگار آئی ہین صنم گویا نے کہا ای عقاب شعبدہ باز اسکا کیا سبب
کہ ملکہ فیروزہ ہمارے دشمنون کی شریک ہین شعبدہ باز نے کہا اجداد آپکی زبان کی تاثیر ہے برکت تقدیر ہے آپنے
کچھ فرمایا تھا وہ اس تک ہو چکا اسنے سن لیا کہ قدرت مجھکو معشوق بنانے کو ہین اسقدر ناگوار ہوا اسنے مجھسے کہا تھا
کہ مین شہر سے نکل جاؤنگی قدرت کو ایسا خیال ہے بندی بجاے بیٹی کے ہوتی ہے جب قدرت ایسا خیال کرینگے
تو ہم کیسے بچینگے اسدن اسکا یہ حال تھا کہ بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے مجھسے جاتی تھی بگڑ کے قدرت
نے کہا ہم بڑے بدنصیب ہین دو پر عاشق ہوئے دونون ناراض دونون کو یہ انکار ہے آج قتل کرونگا مگر ای
عقاب شعبدہ باز تم شکایت نہ کرنا مین آج اس گیسو بریدہ کو مار ڈالونگا ان کنیزونکی کیا حقیقت ہے ایک
سحر مین سبکو شاد دونگا ایسا نہو تمکو ناگوار ہو عقاب نے عرض کی قدرت کو اختیار ہے جو قدرت کا دشمن وہ میرا
دشمن ہے اور فساد برپا کرتی ہے مگر دشمنون کی مدد پر نہ مرتی مجھکو بہت ناگوار ہوا قدرت نے کہا تم فیروزہ پر مین حیرت
پر سحر کرتا ہون شعبدہ باز الگ ہوا صنم گویا الگ آکر حیرت پر سحر کرنے لگا حیرت روک رہی ہے عقاب نے
سٹرکا سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤن مین رعشہ خاموش ہو گئی قریب تھا تھرتھرا کے گرے یہی حال صنم گویا نے
حیرت کا کیا کنیزین گرد پھر رہی ہین حیرت و فیروزہ کو بچاتی ہین ساحرونکو قریب نہین آنے دیتی ہین قدرت نے اپنا
ناخون کا تکمہ حیرت جادو پر پھینک مارا اس سے یہ حالت ہوئی ہے کہ خاموش کھڑی ہے تمام سحری تھرا رہی ہے
یا ستارہ سحری زیر آسمان چمک رہا ہے مگر گرا چاہتا ہے یا کہون کہ برق جہندہ تڑپتے تڑپتے رک گئی حیرت تھرا رہی ہے
اپنے کو سنبھالتی ہے نہین سنبھل سکتی فیروزہ مبہوت لب پر مہر سکوت ہر چند سحر یاد کرتی ہے ایک لفظ یاد نہین آتا ہے

چہرہ و ادا میں عالم پاس سوسن برابر کھڑی ہے اُس سے کہا اے سوسن بابا کا سحر ٹوٹ گیا اب سحر نہیں یاد آتا کیا تدبیر کرون
سوسن گھبرا گئی گرد پھر نے لگی ساحرہ نگو اربی ہے جو طرف ملکہ کے رخ کرتا ہے آنسو لٹکاتی ہے جب کنیزین گرد
ملکہ عالم کے کھڑی ہین کہ صنعم گویا حیرت بر سحر کرکے ایک نخل کے سامنے مین کھڑا ہے چھم چھم کی آواز کان مین
آئی قدرت نے پلٹ کے دیکھا اک مہ جبین شعلہ رخسار بھاری لہنگا چنبری ہفت رنگ کرتی آب رواں کی جسم نازنین
آستین وہ حباب معلوم ہوتے ہین کرتی کو توڑ کر نکل جائینگے پستان اے نیزہ ہین کہ دل و جگر کو بار ہے جسم مین ان
کرشمی کو دکھا رہے ہین گوری گوری صورت پستان سفید کی مورت انملاتی ہوئی چلی آتی ہے آنکھ مین دکھاتی ہے
شعر آکر کے بجون کے تجمل پہ چلنا نہ کیون کہ کشتہ ہون اس ادا کا سجا سجایا کھنچا کھنچا یہ چپ تو دیکھو غضب
خدا کا دیگر زلف معنبر بر رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ بر جانبہم در کف عشقت دامن یوسف
دست زلیخا ناز و کرشمہ وادا آن بان نوجوان مستی ہوئی آتی ہے نگاہ جو صنعم گویا کی پڑی صورت معشوق
پری چہرہ کو جو دیکھا بیتاب ہوگیا پکار اٹھا کہ اے پری پیکر کیا کہون مشکل

جگر پر ہاتھ ہو تو درد رہ رہ کر بیان کیون ہو
کوئی رخصت طلب ہو شام ہی سے جب شب وعدہ
یہاں تقدیر کیون رسوا ہو بدنام آسمان کیون ہو

نہ دیکھے جا ملین جس سے جھگڑے ہوں آغاز
چراغ خانہ بھی پھر صبح تک کا میہمان کیون ہو
جلال افسوس آگے سے رہ گئے تم جس کی فرقت مین

ملا دو چھینٹے سینہ فگار دل اضطراب کیون ہو
وہ سیر آتی ہے دل سوز جفا بھیج مہربان کیون ہو
جو تمہارے وفا کرکے جفا آموز دلبر دون
نہ پوچھا اسنے جھوٹون کبھی تم گجھان کیون ہو

صنعم گویا نے پکار کے آواز دی کہ اے مالن کہان سے آتی ہے کیا غضب کا بانکپن دکھاتی ہے کیا سینے پر ابھار ہے جان
عاشق کی گفتار ہے ذرا میرے قریب آ قدرت تقدیر کر دین تیرا اول خزانہ راز و نیاز سے بھر دین اُسنے جھنک کر جواب دیا
نگوڑے تو کون ہے جو اسطرح کی باتین کرتا ہے ابھی باپ کو پکار لون وہ آکر تجھکو دونچے مارے تیرا سر پھٹ جائے
قدرت نے کہا تم خداوند صنعم گویا مالن نے جھک کے سلام کیا شغل جلال شب اول ختم ہوئی قدرت کی بیقراری کم
ہوئی سمجھا کہ اب اسنے مجھکو پہچانا تا گروہ سلام کرکے مسکتی ہوئی چلی قدرت نے دوڑ کر دوپٹہ پکڑ لیا کہا سُن تو ہم
کیا کہتے ہین تجھ پر مہربان ہوئے ہمارے غیب کے امتحان ہوئے اسنے ہاتھ پکڑ لیا کہا یا خداوند اگر آپ خداوند ہین تو آپ
بتائیے مین کون ہون قدرت نے کہا میرے باغ کی مالن حسن مین رشک چمن غنچہ دہن سیمتن نازک بدن اُسنے
ہنسکے کہا بہت باتین نہ بنائیے میرے چھپر مین آئیے جو آپکا مطلب ہوگا ہو جائیگا شاید مان لون خداوند جہان کے
سب جادو ن مگر کچھ تقدیر تو کر و دشمن لڑ رہے ہین قدرت نے کہا ما بدولت نے وہ سحر حیرت پر کر دیا کہ اپنے مقام
سے ہٹ نہ سکے گی فتین اب نہ بر پا کریگی دیکھے جب کھڑی ہے عقاب ابر سوار ہے بھی سحر کر دونگا اسکی تو کیا
حقیقت ہے حیرت بڑی ساحرہ ہے ایسے ایسے سحر کیے کہ قدرت نے بہ شغل تمام اسکی زبان بند کی کیا مجال ہماری
زندگی مین زبان کھل سکے مالن نے کہا کیا قدرت آپکو موت بھی ہے لطف زندگی فوت بھی ہے مین تو جانتی تھی آپ
زندۂ جاوید ہین ہم غریبون کی امید ہین چلیے کنارے چلیے مین آپکو سمجھا دون قدرت نہال ہو گئے سمجھے یہ
قدرت پر مائل ہے جو کو ٹکا قبول کرتی صنعم گویا ہاتھ پکڑ کے مالن کا چلے مالن نے چٹے پکڑ لیے اک طمانچہ بھی مارا
قدرت نے خیال کیا کہ تنہائی مین کون دیکھتا ہے مصرع انچہ از دوست میرسد نیکو ست اب تو مالن نے
قدرت کو بنا لیا کبھی طمانچہ مارا کبھی بیٹے پکڑے کبھی چٹکی کی ہٹ نگوڑے کہکے دھکا دیدیا صنعم تو با سب
جفائین سہ رہا ہے دل سے اپنے کہ رہا ہے معشوق پری چہرہ کی سب جفائین گوارہ ہین اک نخل کے سامنے
مین آکر مالن ٹھہری کہا خداوندا جب صنعم گویا نے کہا دیکھیے حیرت جادو آپ کے سحر سے نکل گئی وہ آسمان پر

ستارہ جبین کے تجمل حشم گویا گھبرا کر لپٹا مالن نے جلتے کھنڈ گے قدرت کے گلے مین ڈالے حباب مار دیا بیہوش کیا خنجر مارا
شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی حشم گویا کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا حیرت جادو نے دیکھا ایک طرف آگ جل رہی ہے
صدائے ہاہو بلند ہے آگ برسی ہزار ہا درخت جلے کئی مکان گرے آواز آئی کشتی مرا نام حشم گویا جو داب
جو حیرت جادو نے رہائی پائی رہا ہوتے ہی جنگی عقاب شعبدہ باز گھبرا گیا ایک ایک سے کہتا پھرتا ہے
یارو کسی نے خداوند کو مار ڈالا کہ دیکھا سامنے سے حیرت جادو لڑتی ہوئی چلی آتی ہے گرگس زرد شور سے
آتی ہے کہ جس غول سے نکل زمین پھر آگئی کسی کو طمانچہ مارا کبھی زمین پر دو پتھر مارا زمین شق ہوگئی ہزاروں
زمین مین غرق ہوگئے معلوم ہوتا ہے کہ اچھا صف شکن پہلوان میدان جنگ مین قہر سا ہے جھومتی ہوئی آتی
ہے عقاب شعبدہ باز نے دور سے دیکھا جی تو اسکا چھوٹ گیا ہے ایک ایک سے کہتا ہے یارو اب ملکہ ہمسے چھوٹا
تقدیر نے ہمکو لوٹا اتنا بڑا ساحر یون مارا جائے جب وقت زوال دولت آگیا تب کسی کا زور نہین چلتا یارو
شاہنامے مین دیکھو جمشید جم ایسا بادشاہ ہاتھ سے بادشاہ ضحاک کے مارا جائے مقام عبرت ہے جابجا یہ
ہے ویسا یہان بھی زوال آیا کہ سامنے سے حیرت کا نعرہ ہوا او شعبدہ باز او حیلہ ساز ہم تو تیرے سحر کے
مشتاق ہین اپنی جتنی سے نہ ٹرنا عقاب پلٹ پڑا کہا ای حیرت تمھاری ذات سے خدائی سبی اب ہین کیا تمکو
زندہ چھوڑونگا یہ کہکے اسنے گولہ مارا فیروزہ سوسن پوش مجمع عام مین لڑ رہی ہے کہ اسکے کان مین آواز
حشم گویا کے موت کی آئی کنیزون سے کہا ارے تم نے سنا قدرت ایسا مکار مارا گیا حیرت جادو کو تو اسنے بیکار
کر دیا تھا خبر بھی اسی کا سحر تھا ایک کنیز نے عرض کی حضور مین نے نعرہ سنا ہے چالاک بن عمرو نے کیا قیامت
کی بات خیر ساحر اتنے بڑے ساحر کو مارنے ان مکارون کی کیا بات ہے عیاری نہین کرامات ہے آخر تجھکو یہ بھی
کچھ معلوم ہوا کہ کیونکر مارا کیونکر قتل کیا وہ تو بڑی ہوشیاری سے لڑ رہا تھا دور سے سنگدل نے پتھر مارا ہوگا
ہوگا پاس تو اسکے جانا دشوار تھا کنیز نے کہا حضور مین نے اتنا دیکھا کہ ایک مالن رشک چمن لگاکر کنارے
لیگئی مگر حقیقت مین نہایت جلیل عورت تھی بہت خوبصورت تھی شاید وہی چالاک بن عمرو ہوگا اگر اسنے
اپنی ایسی صورت بنائی کمال کیا کنارے لیجاکے مار لیا کہ فیروزہ کی نگاہ پڑی دیکھا حیرت جادو سے اور
عقاب شعبدہ باز سے مقابلہ پڑگیا عقاب نے کیسے کیسے سحر کیے گولے مارے حیرت نے اشارہ کیا دفع
ہوگیا بلکہ لطف یہ تھا کہ گولا آتا پلٹتا اور اسی کی فوج پر پڑتا ہزار دو ہزار قتل ہوے فوج مین شعبدہ باز
کے ہنگامہ ہوا اول تو سب نے لاشہ حشم گویا کا دیکھا جی سب کے چھوٹ گئے آپسمین کہہ رہے ہین یارو گھر بار چھو
ملک نے دن دہاڑے لوٹا قدرت ایسا آدمی اسطرح مارا گیا ہمکو گمان تھا جب دو چار ہزار آدمی بڑے ساحر
نامی گرامی قصد کرینگے ان سب سے یہ برابر لڑیگا دیرین ہینگے کیسی تقدیرین بگھارتا تھا سبکو اپنے جال مین
پھنسائے ہوے تھا جب موت کا وقت آیا کچھ نہ بن پڑا آخر کی موت مارا گیا اب جان بچاکر نکل چلو میدان
کارزار سے ٹل چلو دیکھو اس عورت قیدی کا کیا اقبال ہے فیروزہ کس وقت مین آکر پہونچی کس جانبازی
سے لڑ رہی ہے کنیزین چست و چالاک سحر خوانی مین مباک سب ایک طور پر سحر کر رہی ہین یہ کہتے ہین اور
بھاگے جاتے ہین بعض بھاگے ہوے گھر مین آئے جورو سے کہا نکل چلو اسنے کہا گھر مین تمام اسباب خانگی
ہے اسکو چھوڑ کر کہان جائین کہا جو ہمپر پڑے وہ پہلو جان بچانیکا نکالو گھر سے نکل چلو قدرت مارے گئے
اسباب لیکر سہلاؤ عورت کا ہاتھ پکڑا ایک لڑکا پانچ برس کا تھا اسنے دوڑ کے مان کا دامن پکڑ لیا جنگل کا راستہ

پڑا جا بجا خبر جو مشہور ہوئی ہر گانون کے دروازے پر دس دس پانسو تیر کھینچے لیے بیٹھے ہین پلٹنے دیکھا آواز دی بیابان جانے والے ادھر آؤ انھون نے تامل کیا یا سیون نے بلا کے لوٹ لیا اسطرح جانے مین لوٹے گئے اب جو بیٹے لشکر مین آئے کسی نے پوچھا انکو کہا کیفیت ہی جواب دیا کہان جائین لڑ گئے مر گئے اسی ملک مین رہتے ہین اسطرح لوٹے گئے اسباب لٹ گیا مال پاس نہ رہا جورو کا ہاتھ نہین چھوڑا لڑکے کو گود مین لیے کھڑے ہین انتظار ہی کہ فوج بھاگے تو ہم بھی نکل جائین بلکہ اور دن سے کھڑے کہ رہے ہین کہ بھائی بس اڑ چکے قدرت نے جو لہ تبدیل کیا ہم تو خانہ بدوش ہین مال کی فکر مین مدہوش ہین لڑکے کو گود مین لیے کھڑے ہین تم چلو تو ہم بھی نکل چلین ایک ہنگامہ برپا ہی مگر حیرت و عقاب شعبدہ باز سے بیر بجہ کامل سحر چلا ایک مقام پر حیرت نے کارد سحر جھولی سے نکالی عقاب ابر سوار رخم کھاتا ہوا چلا آتا ہی فوج اسکی آمادہ حرب و پیکار ہی بڑے بڑے ساحر ہزار لڑتے ہوئے چلے آتے ہین عقاب ابر سوار نے جو حیرت کو لڑتے ہوئے دیکھا حیرت کے قریب آکے کھڑا ہوا کہ حیرت نے کارد سحر کھینچ ماری سینے پر عقاب شعبدہ باز کے پڑی سینے کو توڑ کے پار گذری شعبدہ باز جہنم واصل ہوا اندھیرا ہو گیا اپنے تخت سیاہ کا سا سنا معلوم ہوتا ہی فیروزہ نے فوج کو گھیر لیا ہی مگر ابر سوار حیرت کو گھیرے ہوئے ہی تخت لاکر بیٹھایا کہا ملکۂ عالم بڑی تکلیف اٹھائی افسوس ہی کہ میری زندگی مین تم قفس مین قید رہین مین بھی تمھارے واسطے اس ملعون پر آیا مین تمھاری خدمتگزاری سے کیا منھ موڑونگا یا دامن دولت کو چھوڑونگا تمھارے لیے میری تو یہ نوبت ہی **نظم**

آج سے وحشت فزون ہر روز ہی
ہان چراغ داغ بزم افروز ہے
دیکھیے قسمت ہی کس غمخوار کی
آپ کا یہ مرغ دست آموز ہی
نوحہ خوان ہی ساز مطرب ہجر مین
جو فتیلہ سوز ہی جانسوز ہی
خط مجھے لشکر سے بھیجا یار نے
آج کہتے ہین جنون نوروز ہی

لے مبارک ہو ولا نوروز ہی
اسکے ہم نوکر ہین کچھ عاشق نہین
دل مراد نرات غم اندوز ہی
آفتاب اُس مہ جبین کے سامنے
راگ مجھکو مرثیے کا سوز ہی
کیا ہمارے زخم کو ٹانکے لگین
فوج غم ہی آج دل فیروز ہی

ہی جو وہ شمع شبستان جسکے دو
مدتون سے ایک بوسہ روز ہی
طائر رنگ حنا اڑتا نہین
اپنی نظر دن مین چراغ روز ہی
جاہیے تاریک ہی فرقت کی رات
سوزن مژگان فقط دلدوز ہی
داغ کہنہ پھر نیا ہو جائیگا

اس عجز و منت سے عقاب ابر سوار نے حیرت کو تخت پر سوار کیا کہ حیرت جادو جانبازی کو چالاک کی مشعل گئی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ دیا نوبت نقارے بجنے ساحرون نے جا در ین بلا دین امان مانگی ہزارون کو بلکہ لاکھون کو امان دی نوبت نقارے بجاتے ہوئے طرف شہر کے چلے شہر مین داخل ہوئے عقاب نے ابر مین خوشامد حیرت کے نام پر سکہ جاری کر دیا ملک کا نام حیرت آباد رکھا جشن جمشید کا سامان ہوا چونکہ نیا شہر تسخیر ہوا ہی وزرا امرا عہدہ دار حاضر خدمت ہو رہے ہین حیرت نے حکم دیا جو جس عہدے پر ہی قائم رہے ہم کسی کو معزول نہین کرتے ابر سوار نے ایک ناظم مقرر کیا کہ خراج تحصیلو جب وہ ناظم انتظام کرنے لگا اور حیرت کو پسند آیا حیرت نے بھی حکم دیا مین نے اپنی جانب سے اسی ناظم کو مقرر کیا جہان ہم جائین خراج لیکر آئے ابر سوار نے بھی منظور کیا یہ تو خوشی کا اسکی طالب ہے عرض کی حضور یہی مناسب ہی انتظام کے بعد ابر سوار نے عرض کی اب یہان سے کوچ کرنا مناسب ہی حیرت کو بھی اشتیاق ہی کہ اپنے ملک ہو شربا مین پہنچون خیر اگر افراسیاب نہین ہی نہین ہی ہم تخت پر بیٹھینگے جن

لوگوں نے نگھر اسبان کرکے مسلمانوں کا ساتھ دیا انسے بدلا لیا جائے دل میں کہتی ہے ان لوگونکو خوب سزا دونگی بستی ہوں
اب ساحر کا وہان نام نہیں، پھر بھر میں سبکو لوٹ لونگی گھر انکو قید کرونگی ظالموں نے سیل کرکے ملک کو مٹایا اب سمجھا
جائیگا اسوقت ایسے ایسے خیال جو دل میں بھرے ہوئے تھے عقاب سے کہا بہتر ہے لشکر تیار کرو ابر سوار کو تو
معلوم ہی تھی جلدی دوڑا باہر آکر حکم دیا فوج کو تیار کرو خوب لطف سے فوج کو آراستہ کر لیا اس ملکہ صنم گویا سے
بہت کچھ حاصل ہوا ہی ماہی مراتب علمہائے زنگاری مرکبہائے عمدہ فیل بے عدیل ان سبکو آراستہ کرکے حیرت کو
تخت پر سوار کیا آپ مرکب پر سوار ہوا اور زرا امرا گرد آگئے حیرت اپنے عہدے کو دیکھکر بہت خوش ہوئی بڑے بڑے نامی
گرامی ساحر کیدان رسالدار وزرا امیر ندیم مشیران سلطنت عہدہ دار قدیم گرد گھیرے ہوئے زر نثار ہوتا ہوا اس جاہ
وحشم سے لشکر حیرت کا بہ طرف ہوشربا کے روانہ ہوا مگر اتفاقات قضا و قدر سے جب ملکہ فیروزہ سوسن پوش نے
دیکھا لڑائی فتح ہوگئی شعبدہ باز و صنم گویا قتل ہوئے اسنے دیکھا کہ ساحران نامی نے میری طرف توجہ نہ کی ابر سوار
کے ساتھ ہوکے اور قلعے میں گئے آپ بچ باغ میں آکر ٹھہری بارہ سو کنیزیں ساتھ ہیں کہا سوسن دیکھو تو میرے دل کی
بیقراری نہ گئی تو نے دیکھا سب ابر سوار کے ساتھ ہوگئے حیرت کے پایہ تخت کو بوسہ دینے لگے حیرت نے کسی سے بھی
نہ پوچھا کہ تم کون ہو کیوں مدد کو آئیں ہم نے انکو بچایا باپ کو قتل کرایا افسوس دنیا عجب مقام ہے کسی کو انجام کا خیال
نہیں اپنے اپنے عظم و شان کے سب خواہاں ہیں دیکھو سلطنت جو ملی ہمارا خیال نہ کیا مجھے اب کیا ضرورت ہے
کہ میں انکا ساتھ دوں بابو چھوں ملک و مال انکو مبارک ہو رباعی

ہرگز دیدی کسے کہ جاوید نہ زیست
این یک نفسے کہ در تنت عاریتیست
چندین غم مال و حسرت دنیا چیست
با عاریتی عاریتے باید زیست

دنیا مقام عبرت و عشرت کی جا نہیں
اور بہار اس سال دل پژمردہ ہے
داغ سودا بھی چراغ مردہ ہے

بیری جتابی سے بجلی کی طرح
چاند تو ہے ابر تیرہ پردہ ہے
شکوہ میرا ہے تجھے اے دل عبث

رنج و غم جو ہے ترا آوردہ ہے
کم کرو صاحب غریب آزاریاں
خاطر عاطر بہت آزردہ ہے

دم بدم اُٹھتے چلے جاتے ہیں لوگ
دہر گویا بزم بے ہم خوردہ ہے
خاک سے اُٹھتا نہیں جو نقش پا

کیا مری تصویر کا یہ گردہ ہے
ہے جو اے ناسخ وظیفہ خلق کو
یہ غزل کیا ہے قصیدہ بردہ ہے

اس پریشانی میں اس غزل کو ملکہ فیروزہ نے پڑھا کنیزیں رونے لگیں کہا واری آپکو کیا پروا ہے آپکو خدا نے سب کچھ
دیا لاچار آج صنم گویا کی قضا بھی آپ کے والد اسکی راہ پر نہ آنے مارے گئے آپ چلکر اپنے گھر میں بیٹھیے اگر آپکو خواہش ہو
تو ابھی لشکر جمع کر ملک لے لیں آپ ملک کی مالک ہیں آپکے والد مستقل کارخانہ خدائی تھے انکی ذات سے خدائی کا عروج تھا قدرت کو
اپنی پشت کی بھی خبر نہ تھی سب کچھ آپکے والد کرتے تھے ابھی نکلیں پڑیں قلعے کو پامال کریں جتنے افسران فوج ہیں سب
آپکے شریک ہونگے ابر سوار کو ٹھہرنا مشکل پڑ جائیگا جو افسر انکو ساتھ لیکر گئے ہیں وہی سب انکے دشمن ہو جائینگے ایک
کنیز گل چہرہ نامے آنکھوں میں آنسو بھر لائی اسنے بڑھکر ملکہ کی بلائیں لیں ترقی عمر کی دعائیں دیں کہا واری آپکے آگے
اس ملک کی کیا حقیقت ہے اب بگاڑ کرکے بنانا مشکل پڑیگا سخت لڑائی ہوگی سوسن نے صرف زبان درازی دکھلائی
بغاوت میں کچھ مطلب حاصل ہوا اول ہی میں اگر یہ خیال ہوتا اور تدبیر کیجاتی تو بہتر تھا اب مناسب نہیں ہے اب یہی
مناسب ہے کہ اپنے گھروں میں چلکے بیٹھیے جو خیال محال ہے اسکی تدبیر کیجائیگی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا اے گل چہرہ
مجھکو تو اب کچھ بن نہیں پڑتا ہے سطرح مشکل پڑے بیتاب دل ہے

نظم

سوز غم سے سوئے آتش دیدہ ہے
پھر رہا ہے دیر سے تا حرم
ہجر میں میرا بدن کاہیدہ ہے
کیا وہ بت نام خدا بالیدہ ہے

رات دن ہی میرے پہلو مین صنم
ایک مشت استخوان بوسیدہ ہی

پر نظر سے مثل دل پوشیدہ ہی
کیون نہون مرہون احسان یار کا

گور رستم کو جو دیکھا کھول کر
مجھسے ناسخ خود بخود گردیدہ ہی

گلچہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا عرض کی واری بس آپکے دل کی ہوس پوری ہو گئی ملک و مال کا خیال نہ فرمائیے وہ لوگ بھی اس ملک مین نہ رہینگے دو چار دن مین کسی کو مقرر کر کے چلے جائینگے مگر آپکو بھی یہان سکونت منظور نہین اگر یہ منظور ہو کہ اسی ملک مین سکونت کرین ابھی تدبیر ہو جائیگی اب آپ اپنے مکان کو چلیے غم و الم کو دفع کیجیے ملکہ نے کہا ای گلچہرہ دونون مطلب میرے فوت ہوتے ہین باپ یون مارا گیا صرف مین نے اس ضد پر شنا قدرت کا گوارہ کیا کہ اُس بیحیا نے میرے باپ کے منہ پر کہا کہ ملکہ فیروزہ میری صحبت مین آیا کرے مجھکو بہت ناگوار ہوا باپ ہمارے عجب مزاج کے تھے جواب سخت نہ دیا اچھا اچھا کہکے وہ چپ ہو رہے دوسرا غضب یہ کہ آگے مجھسے بیان کیا مجھے اُس بیحیا سے دشمنی پیدا ہوئی کہ ضرور ایک دن خرابی ہوگی یہ ضرور فساد برپا کریگا باپ سے یہ ملال ہوا کہ انھون نے کیون نہ جواب سخت دیا قضا و قدر کو یہ منظور تھا دونون مارے گئے مین نے ساری کد و کاوش واسطے چالاک کے کی تھی وہ بھی قدرت کو مار کے غائب ہو گیا یہ تو اُسکے کلام سے پیدا تھا کہ جمال بے مثال حیرت جادو کا شیدا تھا اُسنے مجھسے صاف صاف نہین کہا مگر طرز کلام سے اُسکے ثابت تھا کہ حیرت پر مرتا ہی شاید وہ بھی انھین کے ساتھ ہو مگر انکے ساتھ وہ رہ نہین سکتا اگر میرا گمان صحیح ہی کہ وہ پروانۂ شمع جمال حیرت ہے مقام عبرت ہی کہ ایسا عاشق ہو وعدہ کر کے چلا ہی کہ سلطنت ہوشربا دلوا دونگا قاتل افراسیاب کو حاضر کرونگا وہ کیونکر اسے گوارہ کریگا کہ مین حیرت کے ساتھ رہون بلکہ عقاب قصد کریگا کہ مین چالاک کو مٹا دون اگر وہ انکے ساتھ گیا تو بہت برا کیا یہ بیچارہ عیار وہ ساحر نامدار اُسکی جان پر بن جائیگی اگر وہ انکے ساتھ گیا بہت برا کیا بہت ہی پریشان ہو گا گلچہرہ رونے لگی عرض کی واری آپ چالاک کا حال نہ پوچھین وہ بیچارہ تو آفت مین مبتلا گھر بار اُس سے چھوٹا عزیز اقارب لشکر صاحبقران سے چھوٹا ہوا انکے ساتھ ساتھ پھرتا ہی یہ بھی حضور کہین جہان بی بی حیرت پر کوئی مصیبت پڑی وہان پہلے جا کے سینہ سپر ہوا عیار ہان کہین اپنی جان لڑائی راہ مین یہ طلسم مین پھنسین وہین گھس پڑا وہان سے بھی انکو رہا کیا مگر اصل یہ ہی کہ نظم

صورت سے بہتر اسکی صورت کہان ہی کوئی
چودہ طبق سے باہر نسبت نہین ہی کوئی
یہ کیا سمجھ کے روتے ہو تم ہی پیچھے
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہی کوئی
دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
نا آشنا سے معنی صورت نہین ہی کوئی
ہر دہ ہزار عالم دم بھر رہا ہی تیرا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہی کوئی
یون مدعا کہ تم یون مال مجھ سے کھینچو
مجھکو بھی ایسی خدمت نہین ہی کوئی

دیدار یار سے بھی دولت نہین ہی کوئی
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
پی جائیگا کسی کو شربت نہین ہی کوئی
ہم کیا نہین کسی سے کیا ہی حریف اپنا
حاضر جو کچھ ہی انمین حجت نہین ہی کوئی
دیوانون سے ہی اپنے یہ قول اس پری کا
مجھکو نہ چاہیے ایسی خلقت مین ہی کوئی
جان سے عزیز دل کو رکھتا ہون اے پری
ہمسایہ بھی خیر خواہ دولت نہین ہی کوئی
شہر جان ہی آتش اللہ کو کرو یاد

آنکھون کو کھول کر تو دیدار کا ہی بھوکا
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہی کوئی
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
مذہب نہین ہی کوئی ملت نہین ہی کوئی
ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہی عارفون کا
خالی وہ آتشی سے نسبت نہین ہی کوئی
تا زلف ہی محسن یہ جو مہمان ہی چار دن کا
کیونکر کہون مین تجھکو حسرت نہین ہی کوئی
مین پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اس صنم کو
کسکو پکارتے ہو حضرت نہین ہی کوئی

ملکہ تو خود زخم کھائے ہوئے ہین یہ اشعار جو گلچہرہ نے بیقرار ہو کر سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
کہا اے گلچہرہ بس کیون رولاتی ہی دل دکھاتی ہی ہمسے یہ باتین نہین سنی جاتی ہین یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا خود ہوادار
پر سوار ہوئین گلچہرہ نے ہوادار کے پائے پر ہاتھ رکھا سب کنیزون نے چہار طرف سے گھیر لیا وہ گل اندام اپنے
باغ مین آکے اتر پڑی اور گلچہرہ کو لیکر بارہ دری مین آئین ہاتھ پکڑ کے کہا گلچہرہ تجھکو میرے سر کی قسم سچ کہہ
جھوٹ نہ کہنا مین تیرے راز کو چھپاؤنگی تیری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ تو کسی پر عاشق ہی جب ملکہ نے
اسطرح کہا ملکہ نے پردے بھی چھوڑ دیے گلچہرہ قدمون پر گر پڑی عرض کی آپنے اپنے جانباز کو نہین پہچانا
ملکہ نے گھبر کے کہا کون چالاک نے رنگ و روغن پونچھا اب ملکہ نے صورت اصلی دیکھی ملکہ نے سر جھکا لیا
نازنین نے کہا ای چالاک ہمنے نہین پہچانا ماشاء اللہ کیا کہنا کیا کمال کیے حقیقت مین اگر تمھارا قدم بیچ
درمیان مین نہوتا ملکہ حیرت کی رہائی دشوار ہوتی تمہین نے صنم گویا کو مارا ورنہ اُسکے سحر سے کیا کوئی بچتا
اُسنے حیرت جادو کو بیکار کر دیا تھا دم بھر مین گرفتار کر لیتا مگر مین نے سنا مالن بنکے کیا خوب عیاری کی
حیرت جادو نے عقاب شعبدہ باز کو مارا لڑائی فتح ہوئی مگر کیون چالاک اب کیا کرنا چاہیے وہ
صورت بتاؤ کہ صاحبقران سے ملاقات ہو ای چالاک یہ وہ کوچہ ہی کہ نہ چین ملتا ہی نہ آرام ہی اپنا گیسو
اپنے واسطے دام ہی

رباعی

ہر جا لقمہ روند راہے در شیں
گل گفت بہ از لقای من رنگی نیست
یک روز کہ خندید کہ سائے نگریست

در بیع سرے نیست کہ اسرارے نیست
الا رہ عشق را کہ سالارے نیست
چندین ستم گلاب گر باری چیست

دل را خبر از اندک و بسیار نیست
دوسری رباعی بھی کیا خوب ہی دیکھیے
بلبل بزبان حال با او می گفت

چالاک نے کہا میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ صاحبقران
بڑے معرکہ عظیم پر جاتے ہین یہان ان جھگڑون مین پھنسا رہا جانہ سکا مگر جنکے نام سے آبرو و
عزت عیاری کی ہی خدا اُنکو سلامت رکھے والد نامدار نے ابھی پرچہ اخبار کا بھیجا تھا مین نے دیکھا تھا کہ
شہر ابلیس پرستان پر معرکہ عظیم ہوا وہان بھی ایک عیار زبردست تھا مجمل یہ کہ اُسکو تشہیر کرا دیا
لگاہون سے تمام شہر کو گرا دیا ابلیس کو بھی مارا اب نہین معلوم صاحبقران کا کیا حال ہی مگر یہ جانتا ہون
کہ ہزار طرح کے معرکے پڑینگے لاکھون ساحرون سے خوب لڑینگے مگر طلسم نور افشان تک جانا واجب
و لازم ہی اگر اُنکا کوئی خدمتگار بھی قید ہوتا تو صاحبقران ضرور جاتے نہ کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ
کہ جسنے ہوشربا مین اپنی جان لگا دی اصل یہ ہی کہ اُسنے اور اُسکی دختر بلند اختر ملکہ بُران شمشیر زن
عاشق جمال ایرج نوجوان نے وہ وہ سحر کیے اور کارنمایان کیے کہ جو کتابون مین لکھے گئے عالم عالم مشہور ہی
بس امیر حمزہ صاحبقران زمان کیونکر گوارا کرینگے کہ ایسے شخص کے واسطے نہ جاؤن اور رجاکے رہا
نہ کرون مصیبت مین اُسکو چھوڑ دون اگر شہر ابلیس پرستان پر دو چار مہینے گذرے تو بڑے غضب
کے سحر کیے بڑے ساحر خوب خوب لڑے مگر امیر حمزہ صاحبقران نے بے تکلف تمام اُس ملک کو فتح کیا
والد نامدار ایسا عیار امیر حمزہ صاحبقران زمان ایسا سردار کیونکر ملک فتح نہو اب یقین ہی کہ
باگ کو پھیرا ہو طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہون سنا ہی کہ بڑے بڑے ہنگامے ہو چکے آپ کو پروردگار عالم نے
حلم علم صورت شوکت لیاقت سحر عطا کی اگر اس معرکے مین آپ جاکے شریک ہون صاحبقران
زمان ضرور ممنون ہونگے کیا عجب ہی کہ اُنکا مطلب پورا ہو ملکہ نے کہا کیا مضائقہ ہی ای چالاک اگر

تمھاری صلاح ہی ایسی امر مین ہماری فلاح ہی مین جا کر انکے غلامون کی مدد کرونگی اپنی جان لگا دونگی ہر چند که شاہان نور افشان جواب بادشاہ ہین حقیقت مین انکا مثل نہین ہی بڑے ساحر زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین انسے مقابلہ کرنا نہایت دشوار امر ہی مگر اگر سامنا پڑ جائیگا تو کیا ہم منھ کو پھیر لینگے جو آئیگا اُس سے لڑینگے جان دینے پر آمادہ ہین چالاک نے کہا اس سے بہتر کوئی وقت احسان کا نہ ملیگا آیندہ جو آپکے نزدیک بہتر ہو ملکہ نے کہا ہر چند کہ ہم بہت دردمند ہین مگر تمھاری بات کے پابند ہین چالاک نے کہا پھر اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملیگا ملکہ نے کہا ای چالاک تمھارا ساتھ ضرور ہی چالاک نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا اس وعدے مین لکھا ہی کہ دس دن گذرے چالاک خدمت مین ملکہ کی حاضر رہا ہر وقت یہی صلاحین پیدا کرتے ہین اشتیاق ملکہ کا چالاک کا بڑھا گیا ہو (؟) دن صبح کے وقت چالاک اپنے کو چھپائے ہوئے ایک کنیز کی شکل بنا ہوا باتین کر رہا ہی کہ اک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی حضور نے سنا عقاب ابرسوار و ملکہ حیرت ماہ رخسار مع لشکر جرار سوار ہوئے طرف ہوشربا کے جاتے ہین بہران سیاہ پوش کو کہ سابق مین وزیر صنم گویا کا تھا اب اُسکو یہان کا بادشاہ بنایا ہی اقرار کر لیا ہی کہ خراج برابر بھیجتا یقین ہی وہ بھی خلاف حکم نہ کرے یہ سنتے ہی چالاک گھبرا گیا پاس سے ملکہ کے اُٹھا کہا غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ نے گھبرا کے کہا کیون خیر تو ہی عرض کی حیرت کا لشکر جاتا ہی مجھے یہان آرام نہ آئیگا غلام تڑپ تڑپ کے مر جائیگا ساتھ ساتھ رہونگا اگر خدا نخواستہ انکے دشمنون کے اوپر کوئی رنج و ملال ہوگا عیاری کرونگا جان اپنی لگا دونگا کسی مقام پر کمی نکرونگا ہر چند ملکہ نے کہا عیار نے نہ مانا کہا حضور مین انکی مرتبہ عہد کر کے نکلا ہون کہ یا جان دونگا یا ملکہ کو اپنے قبضے مین کرونگا اب مین کہان رک سکتا ہون مین کیا کہون دل میرا نہین مانتا میری یہ حالت ہی

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہی
بتو تمھی تیری طرح سے خدائی مشکل ہی
بہت سی دیکھی ہین خمدار ہینے تلوارین
ہمارے اور تمھارے جدائی مشکل ہی
ولایتی بھی حسینون کو ہنسے دیکھ لیا
تمھین ہی سہل ہمین بیوفائی مشکل ہی
حیا سے یار نے بدلا جو کیفی مین رنگ
فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہی
کنارہ کش نہوا ای بحر حسن عاشق سے
خدا کا گھر ہی یہ دل تک رسائی مشکل ہی

نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہی
بھرا یا سر کو ترے زخم ہون سے اہل طلل
تمھارے ابرو کی کج ادائی مشکل ہی
کمر سے بڑھ چلے گیسوے یار قہر کیا
منش تری سی کہان میرزائی مشکل ہی
جلا کیا کرین آئینہ ساز آپ کی سے
یقین ہوا یہ ہمین بار رسائی مشکل ہی
ہزار تحفۂ جان کا بیچا ہو رنگ
نہین تو کہتے ہین ہم آشنائی مشکل ہی

ہزار دعوی باطل کیا کرین یارب
خفا ہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہی
وہ اتحاد نہین ہی کہ جسمین فرق پڑے
عدم سے دو قدم آگے رہائی مشکل ہی
بھرینگے ہم نہ ہزار آپ ہمسے ...
صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہی
عنایت اسکو ہوئی انکے بوسۂ حسن
وہ دلربائی و دست حنائی مشکل ہی
خلیل کا اسے کعبہ جانیو آتش

ملکہ گھبرا گئین فرمایا ای چالاک اب تم وعدے کے خلاف کرنے ہو (؟) پہلے ہمسے کیا کہا تھا اب کیا کہتے ہو یہ کیا بات ہی ہمنے تو یہ سنا ہی کہ خواجہ عمرو آپکے والد نامور جو زبان سے کہتے ہین ہزار جفائین سہتے ہین مگر اپنے قول سے نہین پھرتے لہذا تم انکے فرزند دلبند ہو عیاری مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہو ہمارا ہاتھ چھوڑتے ہو ہماری محبت سے منھ موڑتے ہو چالاک نے کہا مین تو آپکا غلام ہون مگر کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا لاکھ سوچتا ہون کہ اور کچھ تدبیر کرون کچھ بھی

ہین نہین ہوتا اس سفر سے بہتر کوئی اور مقام نہ ملیگا تنی تری نامی گرامی شاہزادی عقاب ابر سوار اختر بر باد شاہ چلیل جاکے اتریگا اہالیان قریہ کو وہ بخوبی آگاہ ہونگے ملکہ نے کہا ای چالاک سب تمھاری باتین سچ ہین مگر ہمارے ساتھ تمھارا ہونا مناسب تھا کبھی انھون نے ہمکو نہین دیکھا کیونکر جاکے انکے پاس ہم یہ کہینگے کہ

نظم

بسکہ بنہادم بدل داغ تمنائے تو
خون اسیران بریخت نرگس شہلائے تو
در چمن انتظار داغ محبت بدل
آہ چہ شد مخفیا دیدہ بینائے تو

شعلہ زد سینہ ام آتش سودائے تو
جام صبوحی بہار وعدہ بفردا مکن
صف زدہ لالہ ہا بہر تماشائے تو

گشت چمن غرق خون بسکہ زتیغ تو گمہ
نیست فراموش از ین وعدہ بفردائے تو
از نظرت میرود عمر گرامی بباد

چالاک نے قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور تحمل صبر درجبر ہی اگر حضور طلسم نور افشان مین پہونچین اور صاحبقران کے ساتھ احسان کیا وہ احسان فراموش نہین ہین غلام بھی ضرور آجائیگا مگر انکو تا بہ ہوشربا پہونچالون یہ بھی خبر ظاہر ہی کہ لاچین جاکے طلسم نور افشان مین قید ہوگئے نہین معلوم ہوشربا مین اسکو چھوڑا اپنی طرف سے کسی کو حاکم ضرور کیا ہوگا جو طرف سے لاچین کی حاکم ہوگا اسکی بھی یہ حقیقت ہی کہ حیرت سے ڈرکے یا عقاب ابر سوار کا سامنا کرے آپنے تو دیکھ لیا فوج ہی کہ دریا کی موج ہی یہ ہم خوب جانتے ہین کہ معرکہ عظیم پڑیگا ہر خرد و کلان اپنی آبرو کے خیال مین لڑیگا ملکہ نے کہا ای عیار تونے سب کچھ سچ کہا برے وقت مین ہمارے ساتھ کو چھوڑتے ہو ہماری رفاقت سے منھ موڑتے ہو چالاک نے کہا مین مجبور ہون ایسا نہو حیرت جادو پھر کسی بلا مین پھنس جائے اور ہم نہ پہونچ سکین عاشقون کی شان سے بعید ہی معشوقون کی خدمتگزاری عاشقونکی عید ہی بس خدا حافظ ملکہ نے دامن تھاما کہا اک عرضی تو اپنی طرف سے لکھدو چالاک نے ایک عرضی برائے صاحبقران لکھی کہ جب یہ عرضی خدمت صاحبقران مین پہونچیگی ناظرین مضمون اسکا ظاہر ہوگا ہر خرد و کلان بخوبی ماہر ہوگا چالاک تو ملکہ کو عرضی دیکر عقب مین لشکر حیرت کے روانہ ہوا ملکہ کا دل تیر غم کا نشانہ ہوا بعد جانے چالاک کے ملکہ نے کنیزون سے صلاح کی کہا صبح مین یکہ و تنہا جاؤنگی رعایت کیسی ہدایت کیسی حضرت عشق سب تدبیرین کرلینگے تا بہ معشوق سرکش پہونچا دینگے سب سامان گھر کا اسی طرح چھوڑکے یکہ و تنہا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین بجستجوے صاحبقران مین چلین کہ انکا بھی حال وقت پر تحریر ہوگا ایک امر اور ناظرین پر واضح ہو کہ منصور حرامی جو طرف سے ملیکہ لوبا کی حاکم تھا اور سلطنت کرتا تھا اور مقابلے مین عقاب ابر سوار کے آکے اترا تھا اسپر یہ گذری کہ جب مغلوب ہوئی وہ بھاگ کر اس جنگ سے نکل گیا اک درہ کوہ مین جاکے اسنے قیام کیا ہی اسکا بھی حال وقت پر تحریر کیا جائیگا

دوکلمے داستان شوکت بیان سکندر زرین پوش زرین جلم کے کہ زندان طلسم مین قید ہین انکا نکلنا قیدخانے سے مع عیار اپنے جواہر خنجر زن کے اور پہونچنا قلعہ جات متعلقہ طلسم نور افشان پر اور مقابلہ ساحر وغیر ساحر سے اور انپر غالب آنا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کلام

چلا ساقیا ساغر لالہ رنگ
نکالیں کوئی وصل کی ہم سبیل
کوئی بوئے گل کا ہوا خواہ ہے

کہ درپیش ہے عشق کو طرز جنگ
لیا عشق نے عاشقونکو دلیل
کہ کوچے مین الفت کے گمراہ ہے

در یار چھپیہ سا ہین مدام
کوئی کوئے محبوب مین آگیا
نہال تمنا ہوا بارور

کہ سرکش ہے معشوق شیرین کلام
کسی کا جگر غم سے تھرا گیا
ملی فصل گل کی ہوا سے خبر

یہ فردہ شگفتہ جو ہمیں مل گیا
گل و غنچہ و باغ و برگ و ثمر
ہوئیں قمریاں سرو پر نغمہ زن
یہی کہہ رہا ہے بنا یافتہ قلم
نہ سو نظم میں نثر میں بھی خلل

تو بس غنچۂ آرزو کھل گیا
سنانے لگے فصل گل کی خبر
اکڑنے لگے نخل سرو و چمن
کرون داستان سکندر رقم
زر جوان جوش میں ما شاء اللہ

ہوا ہیں فرحناک چلنے لگیں
جو گلہائے گلزار کھلنے لگے
زر و گل صبا بھی لٹانے لگی
قرائی ہے یہ یا کرامت ہے

تو شاخیں مرادوں کی پھلنے لگیں
بہم لطف و صلت کے ملنے لگے
تو بو عطر فتنہ کی آنے لگی
کہ درپیش پھر راہ ظلمات ہے

غزل

ہمیں الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
ستم ایجاد گرمی ضبط فغان و آہ پنہانی پر
عدو کی تیغ سے وہ شوخ بے پروا نکل آیا
ہوئی بلبل ثنا خوان زبان تیغ بس جس کی
نظر میں ایک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا
خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے
کہا بوسہ کہیں کہو قصہ جو مونہہ کا نکل آیا

نہ شادی مرگ ہوں اے فرزند قرقتان میں
کبھو بس پڑ گیا چھینا کبھو پھوڑا نکل آیا
ہمارے خون بہا کا غیر سے دعوی ہے قاتل کو
کہ مغروری میں غنچے کا منہ اتنا سا نکل آیا
دم بسمل بھی کیسے خوف سے ہم پی گئے آنسو
یہی ارمان اک مدت سے جی میں تھا نکل آیا

یہ سفر تھا ان جذب دل کیا نکل آیا
کہ گردن میں ہمارے شمشیر وہ روتا نکل آیا
کیا زنجیر مجھکو چارہ گر نے کن دنوں میں
یہ بعد انفصال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا
کوئی تیر اسکا دل میں رہ گیا تھا آنکھوں سے
کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا
بہت نازاں ہے تو اے قیس وحشت میں گھبرا کے

پہ چہرہ مسافران صحرائے رنج و غم و فتح کنندگان جنگ شوکت و حشم حال حیرت مآل سکندر زریں پوش زریں علم یوں تحریر فرماتے ہیں شعر سخن ساز کہ معنی ساز گردد ہ سخن را چنیں آغاز کردہ سابق میں تحریر کیا تھا کہ شاہزادہ سکندر زریں پوش زریں علم بصد شوکت و حشم جابجا لڑے اکثر ساحروں سے لڑے ایرج نوجوان سے بھی ملاقات ہوئی ایرج نوجوان نے بفراست سکندر کو پہچانا تھا اور حال بھی کہا تھا کہ تم شہنشاہ زریں پوش کے فرزند نہیں ہو نشانیاں تم میں ہمارے خاندان کی پائی جاتی ہیں ملکہ آتشخو نے سکندر کی معشوقہ پر ایسا پردہ ڈالا کہ پھر پردہ حجاب نہ اٹھا آخر سکندر قید ہوگئے شاہین گلشن بھی انکے ساتھ مقید ہیں ملکہ شاخسار جادو دہائی حاکم و ناظم ہیں سحر العجائب و مصر الغرائب سفر انکو سخت رنگ کا حکم کیا ہے بڑی لگاتہ ظالم ہے نئے سحر کرنے کی بندشیں کرتی ہے اگر کبھی کھانا پہونچا کبھی نہ پہونچا پانی کبھی ملا اور کبھی نہ ملا مگر شاہزادہ سکندر جس قصر میں قید ہیں نسیم آتشخو جو معشوق خوش رو ہے سامنے اک کرہ میں آئینہ بند ہے دل دردمند ہے آٹھ پہر رویا کرتی ہے ایک دن سکندر کسی ضرورت سے باہر آئے رفع حاجت کے واسطے قصر سے باہر نکلے نگاہ اٹھگئی نسیم آتشخو کو دیکھا آنسو آنکھوں میں بھرے ہوئے کپڑے میلے کچیلے بدن میں گویا جان ہے حال و پریشاں میں رو رہی ہے سکندر کو جو دیکھا ابھی شاہزادے کو چودھواں برس شروع ہوا ہے بقول شخصے چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تم پر قسمت لگتا ہے یہ چاردہ کامل ہوکر یہ چودھواں سال خیر سے آمادہ حرب و ضرب ہوئے بڑے بڑے کرب ہوئے ایسی بلائیں پیشتر کہ کوئی صورت رہائی کی نہیں معلوم ہوتی یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ تمکو امون نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ سبکو قتل کردیں مگر کاہن طلسم عین وقت پر آیا منع کیا کہ اے شہریار یہ قصد نہ کیجیے کوئی سختی ہوگی اہالیان طلسم کی کمبختی ہوگی کاہنان طلسم کہتے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوگئی اس سال میں طلسم کشا آئیگا مرحلہ جات کو مٹائیگا احتیاط لازم ہے سحر العجائب و مصر الغرائب کہتے ہیں کہ سامری جمشید نے جھک مارا کہ لکھدیا کہ طلسم ٹوٹ جائیگا کوئی اس طلسم پر قبضہ نہ پائیگا طلسم ایسا نہیں ہے جسپر کوئی دست انداز ہو کبھو مگر یہ ہمکو نا زہو لوح طلسم معدوم مرحلہ جات کے حال مفہوم ایک ایک دو مرحلہ کو سالہا سال گذر جائیں فتح کرنے والے تڑپ تڑپ کے مرجائیں اگر ایک دو کھولدوں لاکھوں آدمی سختی سے مرجائیں

کسکی مجال ہی جو ایسے طلسم پر ہاتھ ڈالے لکھنے والونکو سودا ہوا تھا مگر شاخسار جادو کو جو حاکم کیا ہی مراد یہ ہی کہ اسکے مزاج مین ظلم و بدعت بہت ہی اور سمجھا بھی دیا ہی کہ ایسی بدعت کرنا کہ قیدی تڑپ تڑپ کے مرجائین اس ملعونہ نے ایسی بدعتین کی ہین کہ سب قیدی اپنی جان سے بیزار ہین مگر مجبور و لاچار ہین سکندر کو جو نسیم آشنا نے دیکھا کہ شاہزادے کا چہرہ اداس عالم یاس ملتدر مخرون غم سے بیحد خون حال شاہزادے کا نہ دیکھا گیا رو دیکھی شاہزادے نے کہا ابھی ملکہ ٹھہر جاؤ کئی دن کے بعد تمکو دیکھا ہی کچھ بات کرین نسیم نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ براے رفع حاجت گیا گوشے مین جاکے بیٹھ رہا نسیم روتی ہوئی جو گھر مین آئی باپ نے پوچھا کیون بی بی خیر تو ہی آج صبح کو کیون روتی ہو نسیم نے کہا باباجان آج شاہزادے کو عجب حال مین دیکھا وہ گلعذار تو سوکھ کے کانٹا ہو گیا چہرے پر وہ رونق نہین قوم کا شاہزادہ باپ کا لاڈلا شہنشاہ زرین پوش نے بڑے ناز سے پرورش کیا شاہین نے کہا بی بی صبر کرو ملکہ نسیم کو کب صبر آتا ہی دل گھبراتا ہی قلب الٹا جاتا ہی کہا کیا کہون حال دل کسکو سناؤن اب تو یہ کیفیت میری ہوگئی ہی

نظم

ہوش برین بلا کے ترے ناز ہین ادا کی
حسرت سے اُنکے ابرو و نیز چین نگاہ کی
دیکھین حضور لاش یہ اک بیگناہ کی
تلوے پھپک رہے ہین کہ صحرا نورد ہون
مدت سے دھوم تھی بس اسی کج کلاہ کی
خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند

ہرگز نہ بجھنے پائی مرے دود آہ کی
دل پر چلی چھری بھی تو منہ سے نہ آہ کی
کسطرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ
ظالم کو انتظار ہی مرے گرد راہ کی
خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہی ایک مین
اُس مہ نے مہر سے جو مجھ پر نگاہ کی

بیتاب ہو کے عاشق بیدل نے آہ کی
بجلی گرا دی یار نے برق نگاہ کی
میرا جنازہ دیکھکے حسرت نے یہ کہا
سر پر چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی
مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے
جاں لی نے چین دم مین ترچھی نگاہ کی

گلشن و شاہین سمجھا رہے ہین مگر قصور سکندر آنکھون کے نیچے نسیم کے پھر رہی ہی زرہ شاخسار جادو پھرتی پھراتی آگئے پہونچی شاخسار نے دیکھا کہ نسیم رو رہی ہی شاہین و گلشن سمجھا رہے ہین شاخسار نے کہا بی نسیم کیون روتی ہو حکم ہی شہنشاہ طلسم کا کہ آب و دانہ بند رہے ہر ایک قیدی دردمند رہے مجھکو رحم آتا ہی مین آب و دانہ پہونچا دیتی ہون ورنہ ایک دانہ نہ پہونچاؤن آپ بلا وجہ قید خانے مین روتی ہین ہمارے شاہ کا حکم نہین ہی نسیم نے کہا او شاخسار ہم تجھسے خود خواہش کرتے ہین کہ ہمارے اوپر آب و دانہ بند کر دے خانۂ دل غم و الم سے بھرا ہی جب آب و دانہ ملیگا پھڑک کے دم نکل جائیگا اور اگر تجھسے ہو سکے اور تیرا اختیار ہو ہمکو قتل کر ہم اپنا خون بحل کرتے ہین یا سکندر کو قید سے چھوڑ دے ہم تو قید ہین ترے صید ہین قفس جسم سے طائر روح نہین نکلتا پھڑک رہا ہی شاخسار نے کہا بی نسیم ابھی ہم آئینگے تو قید کرینگے صحن خانے مین بھکر شراب پیئینگے کباب بھی کھائینگے دونون کو جلائینگے ناچ ہو تم لوٹ نہ دیکھنے پاؤ نسیم نے کہا دور ہو تجھ ایسی صدہا ہماری لونڈیان ہین ہم پر حکومت کرتی ہی جو تیرا جی چاہے بدعت کر پہلے سے آگاہ کیون کرتی ہی شاخسار جھلائی ہوئی باہر آئی کنیزون سے کہا ذرا شگوفہ کو بلاؤ شگوفہ کنیز ہنستی ہوئی آئی کہا کیون بی کیا فرماتی ہو شاخسار نے نامہ لکھا کہا یہ نامہ ہماری منہ بولی بہن کو دینا کہ نامہ آج باغ ویران مین آجکی دعوت ہی خوب خوب گانے والیان آئی ہین ادھر سے پلٹنے مکان پر دوستون کے جانا بیبا بانی تجھے کیسے پر زلفن کو پیغام دینا سویرے سے آکر حاضر ہو ملکہ سوسن گوہر پوش سے بھی کہنا کہ آپکی بہن نے بلایا ہی آج شب کو بہت عمدہ گانا ہوگا زلفن ایسا گاتی ہی کہ دام مین پھنسا لیتی ہی بتانا بھی اُسنے ایسا سیکھا ہی کہ اور دنکو دیوانہ بناتی ہی اپنے گھر کا پتہ بتاتی نہین مجھے خیال ہی جس

صحبت میں وہ گئی سب کو مبہوت کر دیا شگوفہ روانہ ہوئی شاخسار نے صحن خانے میں فرش بچھوایا مسند بہت عمدہ بچھوائی گلدستے پھولوں کے چنوا دئے آئینے قدآدم جھاڑ جھاڑ پونچھ کے دو شاخے کنول کے مثل دست بدعا گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی دیگیں خیر وہ گئی تھیں باورچی حاضر ہوئے عمدہ کھانے پکنے لگے پہر دن رہے سے منتظر ہو کے بیٹھی سو ڈیڑھ سو کنیزیں بھی جمع کر لی ہیں سب کپڑے بدل بدل کے آئیں کوئی گلنار کوئی زعفرانی کپڑے پہنے ہوئے ہے جوڑوں میں پھول دھرے ہوئے ہیں بانکے دوپٹے اوڑھے ہوئے شلوکے تنگ تنگ زیب جسم شاخسار بھی بھاری جوڑا پہنے بیٹھی ہے کہ ڈومنیاں آ کے اترنے لگیں سب کے آگے بی زلفن چہرہ رشک تحسین طبلہ ساز نگیاں بجانے والیاں ساتھ ہیں بی زلفن کے رخ پر گیسو چھوٹے ہوئے مار سیاہ چشمۂ خورشید میں لہرا رہے ہیں اپنے پیچ و تاب دکھا رہے ہیں بقول میاں قمر صاحب آتش کی غزل پر کیا خوب مصرع لگائے ہیں خمسہ

زلفوں کا سامنا جو کرے اے نگار سانپ | کھائے تمھاری چوٹی نے کوڑوں کی مار سانپ | انکو دل میں پیچ و تاب کرے بار بار سانپ
بل کھا سکے نہ صورت گیسوے یار سانپ | توڑے غرور سے اپنے بدن کو ہزار سانپ

کیا انقلاب عالم ایجاد میں کہوں | دکھلا رہا ہے رنگ عجب چرخ نیلگوں | بے مہری فلک کا بھلا کیا نشان دوں
موذی کو جانتا ہے قوی آسمان دوں | یوں ہی بنایا گیا ہے یہ بد شعار سانپ

لرزاں فراق میں خطر حسن سے ہوئے | بیمار و ناتواں ضرر حسن سے ہوئے | کیا کیا فساد و شر خبر حسن سے ہوئے
موذی بھی منفعل اثر حسن سے ہوئے | کرتے ہیں گنج یار کے اوپر نثار سانپ

جب رند نکتہ داں یہ بہکتے ہیں پی کے مے | ایجاد کرتے ہیں یہ قمر روز ایک شے | اہل سخن نکالتے ہیں بات ہی میں پے
آتش یہ شاعروں کا فقط اختراع ہے | رخسار گنج ہے نہ تو گیسوے یار سانپ

عجب کج و پیچ سے مثل ہلال شب اول سامنے شاخسار کے خم ہوئی شاخسار نے پوچھا زلفن اچھی ہیں کہا واری انکو دعائیں دیا کرتی ہوں آج تو بہت مدت کے بعد یاد کیا شاخسار نے کہا زلفن آج اپنی منہ بولی بہن ملک سوسن گوہر پوش کو بلایا آج خوب کمال دکھانا ہماری بہن کا دل بہلانا زلفن نے خیر باکے سر جھکا لیا کہا جو لونڈی کو آتا ہے وہ سب سنا دونگی مگر نقلیں بھی رہینگی کیونکہ لکچو باندی ہو گئی انکے ہونے سے نقلیں جمتی ہیں شاخسار نے حکم دیا روشنی کرو سب جھاڑ کنول روشن ہوئے شمع انجمن پردۂ فانوس سے تماشا دیکھ رہی ہے پروانہ جلتے ہیں پردۂ فانوس میں نہیں پہونچتے بیرون پردہ فانوس پھر رہے ہیں سوز قلب سے تھکے جل گر رہے ہیں شاخسار کہہ رہی ہے ابھی بہن نہیں آئیں کہ آسمان پر برق چمکی ابر مرواریدی چھایا ہوا موتی برستے ہوئے اک طاؤس زریں بال پر سوار ابر سے پیدا ہوا شاخسار واسطے استقبال کے اٹھی سوسن گوہر پوش کو مسند پر بٹھایا جلسہ جمایا شاخسار نے صحن باغ میں اسواسطے سامان دعوت کیا ہے کہ قیدی دیکھیں سامان دیکھ کر زمین اسی مقام پر دسترخوان بھی بچھایا کھانے جو عمدہ عمدہ نکلے بو سے طعام بھیلی قیدیوں کے دماغ میں پہونچی حقیقت میں بیتاب ہو گئے مگر خاموش کیا کر سکتے ہیں غم و الم سے سکوت کئے ہیں مگر جب کھانا کھا چکے کنیزیں انھیں ہاتھ دھلانے میں مصروف ہوئیں سوسن گوہر پوش اٹھی ٹہلنے لگی گلوری کلے میں پائنچہ سنبھالے ہوئے باناز و کرشمہ ٹہل رہی ہے اور آن بان مثل کنیزان کنیزیں ساتھ ساتھ قضائے کار شاہزادہ سکندر جو گرمی سے گھبرائے گوشے سے نکل کے صحن باغ میں آئے سوسن ٹہل رہی تھی اسکی نگاہ پڑی ایک جوان ماہ رخسار تیور پر بل بڑی بڑی آنکھیں نرگس شہلا تھیں ابھی نرگس بیمار ہیں حقیقت میں چاند سے رخسار قد نخل باغ جرات یا مثل کلک قدرت کپڑے میلے بدن میں صاف

بابت ہر کہا شاہزادہ کسی گلشن میں ہی بلبل شوریدہ سر چمن میں ہی سوسن نے نگاہ محبت دیکھنے لگی ٹہلنے کے بہانے سے آگے بڑھکر سکندر نے نگاہ اٹھاکے دیکھا ایک پری پیکر سمن بر نگار خوشخو خال ہند وچشم جادو بخرا برو خوشخال بادہ تمثال گورے گورے گال ابرو رشک ہلال ادھر سوسن گوہر پوش ازطرا بی ادھر سکندر پر عشق طاری ہوا دونوں گر کے بیہوش ہوئے شاخسار دوڑ پڑی گرتی ہوئی اری پری ہوا کو کیا ہوا دوڑی سر اٹھاکے زانو پر رکھ لیا گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا سوسن گوہر پوش نے آنکھ کھولی شرما کے اٹھ بیٹھی کہا بوا تم کیوں دوڑی آئیں میں سے گھوری گھمائی تھا کو زیادہ تھا پسینہ آیا قلب تھرایا غش آگیا پوچھا باعث انتشار نہیں شاخسار پوچھنے لگی بوا کوئی باعث تو نہیں ہے سوسن نے کہا اور کیا باعث ہوگا چپکی صحبت میں بیٹھو واہیات ذکر نہ کرو شاخسار چپ ہو رہی محفل کا انتظام کرنے لگی مگر سوسن گوہر پوش نے پلٹ کے دیکھا شاہزادہ فرش خاک پر پریشان پڑا رہا ہی چھپکے قریب آئی زمین پر بیٹھ گئی سر اٹھاکر سکندر کا زانو پر رکھا سر جھکاکے رونے لگی اشک حسرت جو عارض پر انور پر شاہزادے کے ٹپکے آنسووں نے کام گلاب کا کیا نسیم زلف عنبرین نے کام لخلخہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی اپنی محبوب مطلوب کو بالین پر پایا شرما کے اٹھ بیٹھے سوسن نے پوچھا کیوں صاحب تمہارا نام کیا ہی شاہزادے نے کہا ہمارے نام ونشان سے تعین کیا مطلب ہی اگر یہی رنگ رہیگا فلک اپنی گردش دکھائیگا اس قیدخانے سے زندہ نکلنا دشوار ہی سوسن چاہتی تھی کچھ اور کلام کرے کہ شاخسار نے آواز دی بوا سوسن آؤ زلفن کا گانا سنو سوسن گوہر پوش اٹھی کچھ اشاروں میں سکندر سے کہا شاہزادہ اپنے حال میں مبتلا ہی مگر مائل ہوکے اسکی تیغ ابرو کے گھایل ہوئے ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہیں

نظم

ادھر دل اسکا مضطر ہی ادھر دل ہی مرا مضطر
یہ دور آخری میں بر بری برزم عشق کی
سمندر جسکو کہتے ہیں وہ اپنا دیدہ تر ہی

نہ پوچھو اوکہ فرقت میں ترا احوال کیونکر ہی
بسان ساغر رات دن مستو نکو جگر دو
صفیر اسمیں پیشانی کے ضمون کے لئے ہیں

آنکھیں بدنامیوں کا ڈر مجھے اغیار کا ڈر ہی
زباں پر کیا لگاؤں آہ جو صدمہ ہی دلبر ہی
سمندر جسکو کہتے ہیں وہ ہی اپنا دل مضطر ہی
مرے دیوان کی جو سطر ہی زلف معنبر ہی

اشاروں میں باتیں ہوتیں محبت کی لڑائیں ہوئیں آخر مجبور بلانے سے شاخسار کے چلی آئی آکر مسند پر بیٹھی مگر چہرہ پریشان شاخسار نے چہرے کو دیکھکر پوچھا کیوں بوا خیر تو ہی سوسن گوہر پوش نے کہا بوا تم کیوں دم بدم پوچھتی ہو طبیعت اچھی ہی شکر ہی ساحری جمشید کا مزاج ہی تو کہ خود بخود برہم ہوگیا تم زلفن کو حکم دو بلکہ اب ہم جاتے ہیں آپ برخاست کرو ہمارا خود بخود دل گھبراتا ہی گانا سننے کو نہیں دل چاہتا ہی شاخسار نے کہا واہ بوا میں نے کئی ہزار روپے خرچ کیے تم دو غزلیں تو سن لو میرا دل خوش ہوجائے سوسن گوہر پوش نے کہا اچھا بی زلفن تم گاکے سنا دو ملکہ کو جو پریشان دیکھا کہ یہی مالک شوکت حشمت ہی گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی

نظم ناسخ

ہوں ترا عاشق جب سے بیری خاک سے
بیقرار پیدا ہو زنجیر میری خاک سے
نقش پائے یار آغوش تصور میں لیا
ہو بہم ہی تاثیر میری خاک سے
وہ مصور اور رنگونگی نہیں کچھ احتیاج
نکلے زمین سے وہ دست دامنگیر میری خاک سے
حوریں جنت کی کھنچی آتی ہیں دنیا کے قریب

کشتۂ حسرت ہوں اکسیر ہی میری خاک سے
ایک مشت خاک کا بھی جھسے شرمندہ نہوں
بعد مرنے کے ہوئی تعمیر میری خاک سے
کھینچی ہو آئینہ پری روکی اگر مجھکو تپیم
خاک ہوں بن کھینچو تصویر میری خاک سے
خوب مجھکو دیکھتا تھا یہ مر جانے کے بعد
کب ہو سبز سر شتہ تقدیر میری خاک سے

ہوں وہ دیوانہ کہ ہو بیٹھے مزاج کوئی تم
ہو مراگر اے فلک تعمیر میری خاک سے
جلتے ہیں حاسد ہزاروں شان تربت دیکھکر
ہو مصور زرد تصویر میری خاک سے
وہ تماشہ گاہ عبث مل گیا وہ خار دار
چشم دشمن کو ملی تعزیر میری خاک سے
ہی یہ حسرت قبر پر آنا وہ شیریں ادا

کی رواں اشکوں نے جوئے شیر میری خاک سے
آئی آندھی بھی اگر پہونچی نہ کوے یار تک
خاک اب اڑتی ہو تدبیر میری خاک سے

مجھکو پابوسی کی حسرت خاک پر رکھتا ہی کوت
ہوگئی برگشتہ کیا تقدیر میری خاک سے
کیوں نہائی ناسخ میں رستا اندر ابلا الخلق

کم ترے نزدیک ہی توقیر میری خاک سے
زور سے اغیار روئے اسقدر گل ہوگئی
کچھ ازل سے کم نہیں تقدیر میری خاک سے

جب یہ غزل ملکہ نے سنی ابھی عاشق ہوئی ہی چوٹ کھائے ہوئے وصل سے نا امید دل مین سوزش عشق خیرہ دل پریشان آشفتہ رخسار حیران آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے خوب روئی شاخسار نے دوپٹے سے آنسو پاک کیے کہا ہوا سننے تو ابر کو منفعل کر دیا کیوں کیا کیفیت ہی اسقدر کیوں بیقرار ہو آج مین نے جو حال تمھارا دیکھا کبھی ایسا ملکدر نہ پایا تھا رات بھر اسی حال سے گذری جب ڈومنی نے غزل گائی سوسن زرین پوش کی طبیعت بھرائی خوب بلک بلک کے روئی ہر چند شاخسار نے پوچھا سوسن نے کچھ نہ بیان کیا صبح کو روتی ہوئی اٹھی کہا لو مین رخصت ہوتی ہین شاخسار نے کہا بوا تم تو رات بھر ایسا ملکدر رہین کہ لطف صحبت کچھ نہ اٹھایا کھانا کھا لو تو جاؤ سوسن نے ہاتھ پکڑ لیا چپکے سے پوچھا کیوں بوا اس مکان مین کون قید ہی شاخسار نے کہا گنہگاران سلطانی قابل قتل کے ہین روز انکے واسطے حکم آتا ہی کہ جسطرح بنے انکو ہلاک کرو سوسن نے پوچھا انکی خطا کیا ہی شاخسار نے کہا ان سب نے طلسم توڑنے کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے بادشاہ کو انسے بڑا ملال ہی یہ اب بھی سرکشی کرتے ہین سوسن نے کہا بہت لوگ قید ہین شاخسار نے کہا ہوا وہ لوگ قید ہین جنکا دنیا مین مثل نہین بادشاہان جلیل جنکے نام سے ملک آباد ہین کوکب روشن ضمیر شہنشاہ لاچین ایرج و نور الدہر نبیرہ صاحبقران اس مکان مین شہنشاہ عالیجاہ زرین پوش کا بیٹا شاہزادہ سکندر جسنے زمین ہلا دی بڑی مشکل مین گرفتار ہوا علاوہ ازین مشکل یہ پڑی کہ بادشاہ کو بڑے ملال پہونچے بہت سے ملک فتح ہوگئے لاکھوں آدمی قتل ہو گئے خود بادشاہ کو تکلیف ہوئی اس سکندر کے ساتھ وہ زبردست ساحر تھے کہ اگر خود بادشاہ طلسم نہ ہوتے ہزار ساحر انکو نہ گرفتار کر سکتے ملکہ نسیم آتشخوار شاہین بلند پرواز ملکہ گلشن سحر طراز اور کئی ہزار جادوگر زبان نسیم کا سحر کہ جب جھونکا ہوا کا چلا ہزاروں کے منہ جل گئے بادشاہ خود فرماتے تھے کہ اگر ہم صاحب نیرنگ و شعبدہ نہوتے تو کبھی یہ گرفتار نہوتے اسپر بھی نسیم نے اپنی ہوا باندھی مگر مرحلے پر جاکے پکڑی گئی سوسن گوہر پوش چپ ہو رہی شاخسار نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا بوا جب سے تم بیہوش ہوکے گرین اسوقت سے تمھاری طبیعت نہ درست ہوئی شب بھر اسی حال پر ملال مین رہین مین تمھاری دوست ہوں مجھسے تو مفصل کہو سوسن نے کچھ بیان نہ کیا یہی کہکے ٹال دیا کہ سر مین خلل ہی دیکھو بیٹا ابھیکا ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی شاخسار خاموش ہو رہی سوسن گوہر پوش طاؤس پر سوار ہوئی ابر اپنا تیار کیا اپنی کنیزوں کو ساتھ لیا جب بلند ہوئی تو سکندر کو دیکھا اک مرد بزرگ کے پہلو مین بیٹھا ہوا ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی اور یہ اشعار اسکی زبان پر جاری ہین

نظم مخمس

پرده کعبہ نا بہ کہ قفل کلید سالی را
قسمت ہمہ شب بیاد تو مردمک نو دیده ام
چون زگرہ نگشت ہمت بخت گره گشای را
لالہ بہار گم شد از پے نالہ دگر
سایۂ چتر فشان بود بال و پر ہمای را
چہرۂ اشک لالگون سید ہم ز دل خبر

گرم رو مجنبے در ره وادی طلب
غوطہ مجنون دل دہد اشک گہر نمای را
تقسیم کند ز اشک ہر دم خیال
نامہ کند دلیل ره زمزمۂ درای را
بر سر دار عاشق جان بجسم تو یافت دل
خستہ مجنون دیده ام جان جہان نمای را

چند کنی نقاب رخ طرۂ مشک سای را
مرہم خار و خس نہد آبلہ ہای پای را
در تن نزار ام شکست ناخن سعی ہم ہنوز
شیوۂ ہمرہی بود مردم کدخدای را
نیست عجب اگر شود بندۂ عشق کامران
رہ بدلم نیافت کس لذت پا نہای را
زمزمۂ مخمسم گشت فزون ز بند غم

گرچہ قفس چمن بود مرغ چمن سرا ے را	تحفہ اگر نبود بجذبہ ذرہ عشق ہان بیا	از سر صدق سجدہ کن آن بت دلربا ے را

وہ مرد بزرگ ہر مرتبہ شاہزادے کو سمجھاتا ہی کہ اے فرزند صبر کرو وہ جو خداوند سنجر نے کیا چاہا ہی جیسی عیش کی بسر ہوگی غنچہ آرزو کھلے گا گل مراد دے گا ایکدن قید سے رہائی پاوگے اے فرزند اگر قضا لیکر آئی ہی مجبور ولاچار ہین مگر اولاد حمزہ مین تہلکہ پڑا ہی جو شہر آباد ہی زمین بیداد ہی اور ملک اسلام آباد ہوگئے یہ بھی اکثر سنا کہ خود حمزہ صاحبقران آکے طلسم کو فتح کرینگے صاحبقران نہایت مرد انسان ہین غربا کے کفیل ہین وہ ہمارا قید رہنا گوارہ نکرینگے شاہزادہ کہتا ہی کہ والد نامدار اگر کسی کا احسان ہوا افسوس کی بات ہی اُس زندگی سے موت بہتر ہی کاش کہ تڑپ تڑپ کے مرجائین مگر کسی کا احسان نہو باپ نے کہا بیٹا یہ تو ممکن ہی کہ احسان سے بچین کسی طرح قید سے چھوٹین شاہزادے نے کہا ہمتو نہ گوارہ کرینگے آئندہ امتحان ہوگا اگر ہم غالب آئے انکو لشکر کا بادشاہ کرینگے اگر وہ غالب آجائینگے تو اطاعت مین کیا عذر ہی مذہب کا البتہ جھگڑا پڑیگا مین کبھی خداوند سنجر کا مذہب نچھوڑونگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے خداوند سنجر کے باطل ہونے کے دلائل خوب خوب بیان کیے دل نے قبول کرلیے مگر مذہب سپاہ گری سے خلاف ہی جو کہا وہ کہا جو کیا وہ کیا برا ہی تو ہمارا مذہب ہی اسمین بھی ایک مطلب ہی لاکھون آدمی خداوند سنجر کے پرستار ہین کیونکر ہم کہین کہ خداوند بیکار ہین بہار مین جیسے سرسبز و شاداب رہتے ہین اسوجہ سے انکو خداوند کہتے ہین قدرت نمائی ظاہر ہی کبھی پھل آتے کبھی پھول لگے غنچے کیا بہار دکھاتے ہین پھول اپنا رنگ جماتے ہین نرگس شہلا آنکھین کھولتی ہی سوسن گویا منہ سے بولتی ہی ایک ایک قدرت شجر سے ظاہر ہی راز و نیاز سے خوب ماہر ہی باپ بیٹے مین باتین ہو رہی ہین سوسن گوہر پوش نے طاؤس اپنا کھینچ جمال جہان آرا کو دکھا کی دل سے باتین کر رہی ہین کہ کیا حسن و جمال ہی معشوق خوشخصال ہی اسکی باتون سے مزا ملتا ہی گل رخسار دیکھنے سے غنچہ آرزو کھلتا ہی سکندر نے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا اُسی معشوق ریچہرہ پر نگاہ پڑی شاہزادہ بے اختیار پکار اُٹھا شعر اے چہرہ زیبائے تو رشک بتان آزری ❊ ہرچند وصفت می کنم در حسن زان زیباتری ❊ سوسن گوہر پوش سے بھی ضبط نہو سکا پکار اُٹھی نظم

گل و بلبل سے ہان خار و خس دیوار بہتر ہی
یہی آوازاتی ہی در مہر و محبت سے
بہم ہوئے تو اسکو شربت دیدار بہتر ہی
صباحت سے ہی شرمندہ صبح نوروزی وہ پیشانی
لب شیرین کے بوسے لینے مین تکرار بہتر ہی
بہار زعفران ایسی نہین کوئی یہین رکھتا
جہان کے تند رستون سے ترا بیمار بہتر ہی
چھلک جاتا ہی بادہ مولوی اک لگا یا سخن سازی
وہ قامت سرو سے نوگل ہے وہ رخسار بہتر
سوال بوسہ پہ جھکو ڈپٹ کہنا ہی ادا اُسکی

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہی
بھلا قد اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہو
کہا کرتے ہین عاشق لوگ اگر پیارے سے تو
ہلال عید سے وہ ابرو خمدار بہتر ہی
نگاہین مردم دیدہ کو ہردم سمجھاتی ہین
خدا الجھہ فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہو
رہے جاتے ہین عاشق بیجان کیا قہر کرتے ہو
تری گفتار بہتر ہی تری رفتار بہتر ہے
کہان زلف دو رخ دل ہی پردہ عجب باقی
خیال بلا گذرے تو استغفار بہتر ہی

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہی
مگر دیکھے کو قصر یار کی دیوار بہتر ہی
اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
تمھارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہو
سنا ہی شاعر ولنے بغیر قند مکرر بھی
ملے لوٹنے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہی
اسیر عشق کو ہی فوق آزادان عالم پر
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہو
بہار باغ ہی نظارۂ محبوب دکھلاتا
تمھارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہو
اسطرح آپسمین کنائے اور اشارے

ہوے سوسن کو جانے کو جی نہ چاہتا تھا جب اسنے دیکھا کہ شاخسار انتظام کرتی پھرتی ہی صبح کا وقت ہی قیدیوں کا شمار کر رہی ہی ایک ایک کو دیکھتی پھرتی ہی سب کے نام لکھ رہی ہی پکار پکار کے ایک ایک کا نام لیتی ہی اپنی فرد سے

مقابلہ کر رہی ہی سوسن کے خیال مین ایسا نہو مجھکو دیدۂ شہزادے پر ظلم کرے طاؤس آرا سے گل بھی یہ شاہان
نور افشان کی رشتہ دار ہی اُداس پریشان شکل آئینہ حیران اپنے باغ مین آئی عندلیبان خوش نوا کی شورش ہو رہی
ہی کہ بیلوے رگ گل مین بیٹھے ہین مگر بغیر ارمان کر رہے ہین کبھی اُڑتے ہین گرد گل کے پھرتے ہین پھر بہلاوے گل
مین آکے بیٹھتے ہین نظارۂ روے گل کرتے ہین اس تماشے کو دیکھکے سوسن دل کو بہلاتی ہی مگر دل مین جلتی ہی اب
دو کلمے داستان جواہر خنجر زن عیار سکندر رنگ بیان ہوتے ہین ذکر کر چکا ہون کہ جب شہزادہ گرفتار ہوا یہ
عیار بخوتر تب کے نکل گیا کئی دن مارا مارا پھرا قریب ایک دیر کے پہونچا اس دیر کا افسر سنگبار جادو تھا
برہمن تھے اُس سے بڑی دوستی پیدا کی ایک دن بیٹھا ہوا سنگبار سے باتین کر رہا تھا کہ چند پنڈت آئے سنگبار
نے انکو جگہ دی حکم ہوا کہ انکو سیدھا دو کھانے کی جب وہ بیٹھے سنگبار نے انکو بلوایا اپنے پاس بٹھایا پوچھا
کہان سے آئے ہو انھون نے کہا ہم طلسم نور افشان مین گئے تھے سنا ہون نے ہمکو کئی دن مہمان رکھا ہر چند
کہ شاہان خود پسند ہین مگر مذہب کے بہت پابند ہین ایک جادوگرنی شاخسار جادو سرداران شاہی مین سے
ہی فقیر جاتے آتے بھی مہمان کیا جہان اُسکے رہنے کا مقام تھا وہان لیگئی باغ ویران بہت وسیع مکان ہی
صدہا مکان ہین ہر مکان مین قیدیون کا جمگھٹا ہی بڑے بڑے بادشاہ لوگ قید ہین جواہر خنجر زن کہ یہین
بیٹھا ہی گھبرا کے پوچھا کیون دیوتا ایک شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم فرزند شہنشاہ زرین پوش
بہت کمسن مگر حسن و جمال مین لاثانی حقیقت مین یوسف ثانی ہی کچھ یہ بھی سنا کہ وہ کیا کرتے ہین ان فقیرون
نے کہا ہان وہ بھی قید ہین مگر شاخسار کو منظور ہی کہ ان سب پر ایسی بدعت ہو کہ تڑپ تڑپ کے مر جائین شاہون
کا بھی یہی حکم ہی کہ شاخسار نے سب کے جلانے کے لیے ایک جلسہ کیا سوسن گوہر پوش اُنکی منہ بولی بہن اُسکے
گھر مین مہمان آئی رنگ رخسار سے اُسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہتاب ان کے ٹکڑے ہین یا ستارے چمک رہے ہین
طریقے سے معلوم ہوا کہ سوسن گوہر پوش پر سکندر زرین پوش زرین علم مائل ہو سوسن گوہر پوش
بھی ضرور مائل ہوئی مگر بہت مشکل ہی شاخسار کی نگہبانی نے شہرے ہین کوئی کیا کر سکتا ہی یہ ذکر جو ہم
نے سنا گھبرا گیا یہ بھی دریافت کر چکا کہ جانیوالا باغ ویران تک جا سکتا ہی خاموش ہو رہا ہی مگر دل اسکا بے چین
دھڑک رہا ہی کہتا ہی ای جواہر طلسمات کے عجائب و غرائب کا سا سنا ہی دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی دن کو تو چپ
ہو رہا رات کو اُسنے سنگبار کو بیہوش کیا اُسکو تو ایک کونے مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری کا لگا کے سنگبار
کی صورت بنا صبح کو دیر مین آکے بیٹھا چالیس جادوگر یہان رہتے ہین سبکو بلایا کہا بھائیو مین نے تو ایک پوجا
شروع کیا ہی چالیس دن سحر زبان سے نہین نکال سکتا ایک لفظ اگر سحر کا کسی دن زبان سے نکالا تو دیوانہ
ہو جاؤن میرا دل یہ چاہتا ہی کہ شاہون کی ملاقات کو جاؤن آجکل ایسا بڑا انقلاب ہی ہر جانب سے لوگ
قصد کرتے ہین کہ طلسم کو شکست کرین اپنا بندوبست کرین مگر شاہ [illegible] گرفتار کر لائے
یہان آنا بھی ہوتا ہی مگر دل انکی شفقت پر روتا ہی آجکل خدمت مین جا مین خیر خواہی جتا مین [illegible]
سے سبیل ذکر کے دشمنون کو گرفتار کرین ہمارا بھی نام ہو مالک کا کام ہو دس جادوگرون نے کہا [illegible]
ہمراہ کئی مرتبہ جا چکے ہین ہم آپکو لیچلینگے آپ کیون سحر کرین اپنے پوجے مین خلل ڈالیے جواہر خنجر زن
تخت پر سوار ہوا دس جادوگر گرد آ کے بیٹھ گئے تخت اُڑاتے ہوے چلے یہ سنگبار جادو کا غلام تخت کے
ساتھ تخت کام کرتا ہی اپنے قربات کا خراج [illegible] ملکہ سوسن گوہر پوش سے پہونچاتا ہی [illegible] راج

کے ساتھ بخدمت شاہان طلسم روانہ کردیتی ہین اس سال کا ابھی خراج نہین پہونچا تخت آرہا ہو یعنی باغ پر آکے چمکا کنیزون نے جو دیکھا عرض کی حضور کا حکم تھا کہ سنگبار کو بلواؤ ہم خراج کا حساب کرینگے دیکھیے وہ خود تشریف لاتے ہین شاید خدمت مین شاہان طلسم کی جاتے ہین اس زمانے مین جملہ ملازم اپنی خیر خواہی دکھاتے ہین خدمت مین شاہ کی جاتے ہین کہ شاید کسی طرح کا حکم ملے ملکہ نے کہا بلاؤ کنیزین سحر کرکے اڑین جا کر پایتخت سے لپٹ گئین عرض کی ای سنگبار ٹھیرے بیوفا ہو ملکہ کو منظور ہے تمسے ملاقات کرین چلیے آپ یاد فرماتی ہین جلد بجاؤ جواہر اپنے دل مین سوچا چلو دیکھین یہ کون صاحب ہین اگر مرتبے مین سنگبار سے زیادہ ہون انھین کی شکل پر جا مین شاید خانۂ زندان یار پائین یہ سوچکر کہا چلو صاحبو ملکہ سوسن یاد فرماتی ہین ساحرون نے تخت زمین پر اتارا جواہر سامنے ملکہ کے آیا صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے پوچھا انکا کیا نام ہے ساحرون نے کہا ملکہ سوسن گوہر پوش انھین کا لقب ہے اتنی بڑی معتبر ہین کہ لاکھون روپے کا کارخانہ انکے سپرد ہے اور بادشاہون سے قرابت بھی رکھتی ہین اپنے دل مین جواہر سوچا بن پڑے تو انکی شکل بنکے چلون یہ کہکے سامنے آیا ملکہ کو جھک کے سلام کیا ملکہ نے کہا ای سنگبار تمکو تو آج بہت عرصے کے بعد آنیکا اتفاق ہوا عرض کی یہ جلیات مین تھا آپ جانتی ہین دیر کا منتظم ہون غربا فقرا آکے فروکش ہوتے ہین انکا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے ایسے مقام پر سید ہے کہ مسافر و غریبون کو آرام ملتا ہے ملکہ جو پریشان ہو رہی تھین سنگبار کو بٹھایا یاد مین سکندر کی دل گھبرا رہا ہے کہا سنگبار بیٹھو مین آتی ہون ٹہلتی ہوئی بارہ دری مین آئین دل جو بھر آیا بے اختیار رو دی آنکھون سے آنسو جاری پلنگ پر بیٹھی یہ اشعار پڑھ رہی ہے

نظم

اثر کرتی ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
کر دیا خانۂ اغیار ہو سنا کہ خراب
خانۂ ساقی پہ اعجاز رقم دیتے ہین
دم نہ لے ای اثر آہ کہ معلوم ہوا
چارہ گر کیون یہ مجھے رنج بہم دیتے ہین
لذت جور کشی نے مجھے شرمندہ کیا
اسلیے غیر کو وہ اپنی قسم دیتے ہین
خون بہا قاتل بیدرد سے مانگا کسنے
حسرتون سے بس دیوار صنم دیتے ہین

دھیان آتا ہے ترے منہ مین زبان لینے کا
داد رونے کی مرے دیدۂ نم دیتے ہین
سبزۂ پشت لب یار دلاتے ہین یاد
جن پہ دم دیتے ہین ہم وہ ہمین دم دیتے ہین
کیا بری رہتی ہے ای پردہ نشین تو بیمار
طعنے کیا کیا مجھے ارباب ستم دیتے ہین
اہل بازار محبت کا بھی کیا سودا ہے
کہ فرشتے مجھے بیان داغ درم دیتے ہین

لاش پر ... کی شہرت شب غم دیتے ہین
جی ہم ای شوخ بیے سیر عدم دیتے ہین
مر گئے رشک سے ہم تو کہ وہ دشمن کو بھلا
کھو اگر منہ مین دشمن مجھے سم دیتے ہین
کیا دوا ہے ہو تری نرگس بیمار کا علاج
بد دعا مین ترے جلوون کو جو ہم دیتے ہین
مدعا یہ ہے کہ غیرت سے مین ہم کہا جاؤن
عشرت عمر ابد قیمت غم دیتے ہین
کعبہ کا دھیان نہ ہو حضرت مومن کو کہ جان

سنگبار یعنی جواہر ٹہلتا ہوا قریب پردے کے آیا آہ آہ کی آواز کان مین آئی گھبرا گیا پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا تو اس گل رخسار کا عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے چہرہ زرد ہو گیا سر زانو مین دیے گل رخسار پر گرد آنکھین سوجی ہوئی ہچکی لگی ہوئی ہین جواہر دوڑ کے ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہا حضور آپکو کس حال مین پاتا ہون برائے سامری و جمشید دل کا حال بیان فرمائیے مجھسے نہ چھپائیے مین جان اور دل سے پیروی کرونگا آپکا تردد و رفع کرونگا ذرا سی بات ہے اوس مین بھی چکا ہون اس لطف سے کہا کہ ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای خیر خواہ دولت مین عجب مصیبت مین ہون بی شاخسار نے مجھکو دعوت مین بلایا سراسر عداوت کی مین اس شاہزادہ والا قدر آسمان جرأت کے بدر یعنی سکندر زرین پوش زرین علم کو مصیبت مین مبتلا دیکھ آئی ہون کہ کلیجہ منہ کو آگیا ای سنگبار مین اور کچھ نہین چاہتی یہ مجھکو ہوس نہین کہ میرے پہلو مین بٹھین

صرف وہ اس بلا سے بچتی ہین ایسے رئیس جلیل کا مبتلا بہ بلا ہونا آخر بہر قید خانے مین رونا شتاخسار نری ظالم ہو کبھی تو دانہ بیوفا نہ کبھی نہین ہوتا تھا ! تو ن مین طعن وتشنیع ذری ہو وہ شیر بیشہ جرات کیا گھبرا تا ہوگا سو کہ کرتا ہوگا آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی ہر امر کی تکلیف اپنے ا گر کے بادشاہ و ہی یہ عیبت کا سبکو اٹھانی ہوگی بہ راحت پرورش پائی ہوئی امتحان کرنے کو جواہر نے کہا یہ تو آپنے برا غضب کیا دل کو سمجھایئے اسکی جانب سے دل کو ہٹایئے بادشاہ کے دشمن راہ طلسم کے رہزن سارا طلسم آپکا دشمن ہوجائیگا ملکہ نے آہ کی کہا اے سنگسار تم مجھکو کیا سمجھاتے ہو ہر طرح دل کو سمجھایا نہین مانتا

نظم

کس توقع پر امید وصل اب
پھر کہو گے تم مین ہرجائی نہین
گر نہین ملتے ملو گے اور سے
یون غرض عاشق کی پذیرائی نہین
چاہتا قاتل کو ہون روز جزا
اس ستمگر کو لاف یکتائی نہین

اے مسیح نادان یہ دانائی نہین
طاقت صبر و شکیبائی نہین
دیکھ مضطر کیون نہ پھیرے دشنہ بھی
کیون مجھے کیا پاس رسوائی نہین
درد دل تو سن لے ظالم ایکبار
چارہ کی اب تک سزا پائی نہین

دل کو سمجھاؤن مین سودائی نہین
دعوی حسن جہان سوز اسقدر
یار سے وہ کچھ شناسائی نہین
ہے دعا بھی بے اثر گویا کہین
گو دماغ چارہ فرمائی نہین
ترک مذہب کیون کرون مومن مین

جواہر نے کہا اے ملکہ عالم پیروی کرنے مین خوب سمجھے کہ دل آپکا آپکے قابو مین نہین ہے ولولہ جنون ہے کلیجہ غم سے خون ہے مجھکو ساتھ لیکر اس بزم مین چلیے سبکو بیہوش کرین سکندر و سلطان زرین پوش کو لیکر نکل آئین آپکے ہاتھ سے طلسم کشائی کرین اگر سامری و جمشید نے چاہا اور اس شیر نے لوح پائی سحر العجائب و مصر الغرائب کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا اب مفصل عرض کرتا ہون یہ کہکے جواہر خوب رویا ہچکی لگ گئی ملکہ نے گھبرا کے پشت پر ہاتھ رکھا کہا بھیا تمنے تو میرے بھی رونے کو مات کیا قسم سامری و جمشید کا جو کہنا ہو کہو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ جو تم کہو گے وہ کرونگی کنیزون نے بہت بہت پوچھا خود شتاخسار نے بہت کد کی وہ بھی تجھسے محبت دل رکھتی ہے مگر ایسے سحر بیان ہوکہ تمنے اس حال پوچھ لیا مین نے ابھی تک کسی سے اپنا راز دل نہین کہا تھا تمھارے باتون سے دل کو تسکین ہوتی ہے تم بھی اب کوئی بات مجھسے نہ چھپاؤ جواہر نے کہا مین نالائق اپنی جان کے لالچ مین ساتھ سے نکل آیا افسوس وہ شیر قید مین ہوا و مین نے اختیار مین کہا نافرمان پائی ہون کاش کہ موت آجائے اسکو زیست سے بہتر جانون مین اس شہریار کا عیار ہون یک ساتھ پیدا ہوے ساتھ کھیلکر بڑے ہوے جو سانحے اسپر گذرے اسکے سہل و مشکل مین ہمین وہ مددگار رہے ہین اس سے جدا ہوکے نکل آیا دیر مین جاکے سنگبار کو بیہوش کردیا اسکی شکل بنکے چلا تھا راہ مین آپسے ملاقات ہوئی خداوند تجبر نے اور آسانی کی اب یہ لطف ہو جیسے یہ کہکے رنگ و روغن چھڑا یا صورت اصلی دکھائی ملکہ نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گذار نہایت چست و چالاک عیار بیباک ملکہ دیکھتے ہی گھبرا گئی کہا اے جواہر تم سنگبار بنکے میرے ساتھ چلو مین ایک رقعہ لکھکر پہلے روانہ کرتی ہون کہ اے شتاخسار اس شب کو ہماری طبیعت بے لطف تھی زلفن کا گانا اچھی طرح نہین سنا اب خیال آیا اس شب کو اپنی دعوت مین سنا ہی جواہر نے کہا بات مناسب ہے ملکہ نے یہی مضمون لکھا آخر مین یہ ذکر تھا کہ کل شام کو ہم آئینگے شب کو تمھارے ساتھ دعوت مین رہینگے گانا سنینگے صبح ہوتے چلے آئینگے ملکہ نے اپنی مہر کی جواہر بصورت سنگبار بنا یہ بھی ملکہ نے لکھدیا ہے کہ سنگبار سیاہ خراج گزار بھی ساتھ آئیگا زلفن کا ذکر سنکے وہ بھی مشتاق ہوا ہے قاصد رقعہ لیکر روانہ ہوگئی اور شتاخسار کو دیا شتاخسار پڑھتے ہی نہال ہوگئی جواب مین لکھا ہمین تمھاری سرفرازی ضرور تشریف لائین

وہی سامان مہیا کرو نگی زلفن کو ضرور بلواؤنگی رقعے کا جواب آگیا اب ملکہ ہر وقت جواہر کے ساتھ ہین مگر کہتی ہین کیون جواہر وہ جو ساحرہ مدت سے شاہزادے پر عاشق ہے ملکہ نسیم آتشتخو اُسکا نام ہے شاہین گلوشن اُسکے ماں باپ ہین مین نے زبانی شاخسار کی سنا ہے کہ نسیم بڑی ساحرہ زبردست ہو آتشتے سحر کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا وہ ہر ساتھ رشک نہ کرے جواہر نے کہا کیا مجال شاہزادہ نہایت عقیل و فہیم ہے کسی کا مرتبہ کم و زیادہ نہ کریگا بلکہ اب تمھاری ذات سے بڑا احسان ہوتا ہے کہ رہائی کی تدبیر ہو رہی ہے اُن تینون صاحبون کو قید سے چھڑا لیجے اپنے ساتھ یہان لائیے فوراً طلسم کشائی کی تدبیر ہو تم چار ساحر نامی گرامی شاہزادہ صاحب اقبال جری بہادر صف شکن ہے یہ حقیر بعہدہ شاطری حاضر رہیگا بحکم خداوند تجبر کوئی بات نہ رہجائیگی فوراً لوح ملیگی یہ بھی مین سن چکی ہون اسی سنگبار کی زبانی کہ ایک مرحلہ ہے کہ آٹھوان مرحلہ کوہ سنگ کہتے ہین وہان بڑے بڑے ساحر رہتے ہین اگر وہ مقام فتح ہوا درست خود سر اطاعت کرے لوح کے ملنے کی تدبیر ہوگی ملکہ نے سب باتونکو جواہر کی قبول کیا یہ بھی فرمایا کہ تمھاری رائے پر سب کام ہونگے دوسرے دن چار گھڑی دن سے ایک تخت کلان تیار کیا اسیر جواہر کو بصورت سنگبار سوار کرلیا چند کنیزین کہ جو خیر خواہ تھین اُنکو ساتھ لیا ابر سوسنی آراستہ ہوا اس کر و فر سے چلین یہان شاخسار نے سب اسیطرح سامان دعوت مہیا کیا انتظار کر رہی ہے کہتی ہے صاحبو مجھ بہن سوسن کو میرے ساتھ دل سے محبت ہے خود اپنی طرف سے کہلا بھیجا اپنا گھر جانا چلی آئینگی یقین ہے اب آتی ہونگی انتظار مین نکل رہی ہے سکندر نے جو ذکر سنا کہ آج وہی ساحرہ پھر آئیگی شاخسار نے پھر دعوت کی ہے اپنے کمرے سے نکل کے زیر نخل کھڑے ہین آسمان کو دیکھ رہے ہین اپنے باپ سے فرما رہے ہین آج پھر سامان دعوت ہے اپنے قصر سے نسیم آتشتخو شاہزادے کو دیکھ رہی ہے شاہین گلوشن دیکھ رہے ہین کہ عاشق و معشوق مین لگاوٹ ہے اشارون مین باتین محبت کی ہو رہی ہین نسیم ہاتھ اُٹھا کے مزاج پوچھتی ہے سکندر حرف سحر کے اشارہ کرتے ہین کبھی بحسرت آنکھون سے آنسو ٹپکتے ٹھنڈی سانسین کھینچتے ہین کبھی نسیم نے اشارے مین پوچھا دو چار دن سے آنکھ و بستہ بیقرار پاتی ہون شاہزادے نے اشارون مین یہ اشعار جگر افگار ملکہ عالم کو سنائے نظم

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا
گل کردیا چراغ ہمارے شعور کا
شب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا
شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا
گردن ہے اپنی پھانسی کے قابل نہین تو پھر
کشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا
کس تمکنت کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند
دیوانہ بنکے کام کیا ذی شعور کا
یمن قدم سے یار کے فردوس باغ ہو

سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا
موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
ظلمت مین دل مرا مشتاق ہے نور کا
کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب
کیا شکوہ آپکی زلف رسا کے قصور کا
دکھلاکے ساق پا جسے مارا ہے یار نے
کھینچا گیا ہے پوست ہزارون سمور کا
قبرونکو عاشقونکی نہ ٹھکرا و استخوان
نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

دکھلاکے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا
منھ کو چھپائیے نہ مرے قتل کیلیے
عالم ہوا ہے دختر گل پر زبور کا
کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے
گنبد بنا ہے قبر پہ اُس کی بلور کا
لپٹا ہین دوڑ کر جو پری رو نظر پڑا
بیدردیون عمل نہین کشف قبور کا

عاشق معشوق سے اشارون مین یہ باتین ہو رہی ہین کہ ابر سوسنی چمکا سب دیکھنے لگے شاخسار واسطے استقبال کے چلی سکندر بھی سامنے آکے کھڑے ہوے اک نخل کے سایے مین ٹھہرے ابر کو تو پہچان گئے سمجھے کہ وہی ظالم آتی ہے خبر بھی سن چکے ہین ابر پھٹا ملکہ سوسن گوہر پوش بصد ناز و ادا طاؤس زرین بال پر سوار تخت پر سنگبار و کنیزان ماہ رخسار طائر زمزمہ سرائی

گرنے ہوئے ابر ایک طرف قایم ہوا ملکہ آرین پہلے سوسن نے طرف شاہزادے کے دیکھا مسکرائین سفیدی دندانی ذرہ نے
برق حمکی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلادیا شاہزادے نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اشارون مین کچھ باتین ہوئین
کہ سوسن گوہر پوش قریب چبوترے کے پہونچی شاخسار نے سلام کرکے ہاتھ تھام لیا کہا ہین تو نے مجھکو
سرفراز کیا آسدن مزاج کیسا تھا آج بھی کچھ مکدر یاتی ہون ملکہ نے کہا انسان کی کیا حقیقت ہے دنیا مقام
عبرت ہے ہوادم بھر مین مزاج بگڑ جاتا ہے اصل امر تو یہ ہاے کہ نظم

اشک غماز بھی کیا آنکھوں مین گھر کرتا ہے
نالۂ غیرت بلبل سے بھڑک اٹھی ہے آگ
کب خیال اپنا ترے دل مین گذر کرتا ہے
ہے تری جائے تو ہر ایک کے دل مین کیونکر
ترک آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے
اشک شادی نے دم وصل جلایا کہ مجھے
پھیر کر قبلے سے منھ جانب در کرتا ہے

ذکر کرتے برائی ہے سے شاید میرا
گل مری قبر پہ کیا کار شرر کرتا ہے
میرے زرد آبلوں سے تختۂ صد رنگ ہو دشت
دیکھیے حال مرا اب کوا اثر کرتا ہے
کیا رلاتی ہے مجھے فکر خیال دشمن
منع نظارہ مرا دیدۂ تر کرتا ہے

دیکھ کر یار تجھے وہ چشم کو تر کرتا ہے
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے
سد راہ ایسی نہین غیرت باد اغیار
ہے وہ اکسیر جو یون خاک کو زر کرتا ہے
تیری غفلت سے یہ حالت ہے کہ اب وہ بھی
وصل مین جب وہ ادھر کرکے نظر کرتا ہے
محو وعدہ ہے کسی شب کا تو مومن ہے تمام

شاخسار نے کہا واری برا نہ مانو تو ایک بات کہون صاف تمھارے کلام
عشق کی بو آتی ہے مین تو تمھاری تابعدار ہون مجھسے تو کہو جیسے کوئی ہوش مین آتا ہے سوسن گوہر پوش
نے اپنے کو سنبھال کے کہا بوا یہ تم کیا واہیات سمجھین یہ شعر مجھے یاد تھے مین نے پڑھدیے عشق و عاشقی کیا چیز اور
میری بلا جانے در گور رہو ہو خدا نکرے کہ میرے پڑوس مین بھی نگوڑا عشق آئے دیوان الماری پر رکھا
تھا مین نے اٹھا کر غزل پڑھی حافظہ تو میرا ٹھیک ہے وہ یاد رہ گئی اب مین کبھی غزل بھی نہ دیکھونگی اسوقت
ہوشیار کردیا تم تو اپنی بہن ہو تسے کیا شرم کوئی غیر ہوتا تو مجھکو رسوا کرتا شاخسار ہنسنے لگی لاکے ملکہ کو مسند پر
بٹھایا زلفن آکر بیٹھی خوب خوب گائی شاخسار نے بڑی تعریف کی کہ جواہر نے کان مین ملکہ سوسن کے کہا کہ مرے
گانے کی تعریف کیجیے بی زلفن کا گانا بھلا دونگا سوسن نے کہا بوا شاخسار سنتے گانا سنا زلفن قوم کی دو منی
ہے اسکا پیشہ ہے ہر وقت یہی کام رہتا ہے ہمارے بھائی سنگبار جادو نے اپنا ہزار ہا روپیہ خرچ کیا اور اسکا تو گانا
سنو سنگبار نے کہا حضور یہ ذکر نہ کیجیے مین اپنی صحبت مین گاتا ہون یہ پیشہ ور ہے صاحب ہنر ہے مین اسکے
سامنے نہ گاؤنگا علاوہ ازین گانا خاص عورت کے واسطے ہے ہم کیا گائین کیا بتائین اب تو محفل مین ہو تو بگڑ گیا
شاخسار نے کہا بھتیا سنگبار یہ تو تمھاری ہی صحبت ہے اپنا گھر جانو ایک دو چیزین گاؤ سب مشتاق ہین
جب شاخسار نے بہت کہا لاچار ہوے بیچ محفل مین آکے بیٹھے سازندون سے اشارہ کیا صاحبو ہمارا خیال
رکھنا جسوقت جواہر خنجر زن بیچ مین آکے بیٹھا سازندون نے ساز ملائے کنیزین کہ رہی ہین لو حماقت دیکھو
میان سنگبار کیا گائینگے تھوڑی خلقت کا ٹھنگے سننے والے بت بنجائینگے زبان نہ ہلائینگے صاحبو زلفن نے سب کو
پریشان کردیا کس مزے مین گا رہی تھی غزل گاکے اسنے دل کو بیقرار کردیا کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکے دل پر تاثیر
نہوئی ہو بی شاخسار بیقرار ہوکے روتی تھین جو تمام سے عشق کے جلتی ہین شاید کبھی کسی سے آشنائی کی ہوا اس
بھونڈی صورت پر کون گرتا ہوگا بڑی سی ناک ننھی ننھی آنکھین معلوم ہوتا ہے اندھی پیدا ہوئی ہین دائی نے
نہرنی سے نشان کردیا سینے پر آبلے ہوے بکٹن لٹک رہے ہین قد کو بانس کہون انگلیون کو پھانس کہون ہاتھ
مین مہندی لگائی ہے بوا مجھکو پھبتی سوجھی ہے محمد و کے یہان کی شیرمالین ہین ساری کھلی پڑتی ہے بال سر کے کھڑے

ہین یا نشتر ہین سب اعضا بہتر سے بہتر ہین بوا جب رہون یا اس مقام کو غار عمیق کہون خوب ہے تو کوئی آیا نہ ہوگا
کوئی گویا تر گھبرائے گر پڑا ہوگا آسیب ہوا دن بھر آئینہ سامنے رہتا ہی کل کہتی تھین کبھی ہمارا بھی زمانہ تھا تو جمال
بھونرو متبول کو پھانس کے لاتی تھین وہ نگوڑا رات بھر جاگا صبح کو جو سو کے اٹھا تو خون تھوکتا تھا اسی نام سے
منہ لال ہوا کنیزین تو اسیمین مسخراپن کر رہی ہین مگر شاہزادہ سکندر رخ جب یہ ہنگامہ سنا او ر زلفین نے کہیں
لگا مین شاہزادہ آنجناب بخیر سنبھالی سلطان زرین پوش نے کہا بیٹا کہان جاتے ہو تمہارے کمرے کے آگے کی
غار ہین ایسا نہو دشمن گرپڑین بیٹا دو دن بھی خداوند کہا بگا اس فرومی آئی کیا حقیقت ہی عمدہ طائفہ بلوا کے
تمکو سنوا ئینگے کبھی خداوند تنجیم تقدیر معقول فرمائینگے ہم تم بھی سرسبز ہونگے اب تو ہر بات مین شاخ نکلتی ہی جزکی
بات کوئی نہین کہتا نخل جو سامنے کمرے کے ہین انکے بیچنے کا پتہ نہین شاخین کٹ افسوس سی معلوم ہوتی ہین
سکندر رخ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا حضور جب قید حیات سے چھوٹینگے تب جنازہ اس قید خانے سے نکلنے کا ہمارے

حال کو نہ دریافت کیجیے اصل ہے یہی نظم
ہم بیکس و در پیچ گرد از حال دل آگاہ نیست
زین پریشانی من از گردش گردون بپرس

از دل غم دیدہ حال دل پرخون بپرس
حال لیلی مین ز حال دل مجنون بپرس
روزگاری شد کہ من دردی کش میخانہ ام

در زرون خانہ از مردم بیرون بپرس
ہر چہ بیش من بود از قوت طالع بود
مخفیا در بزم من از بادۂ گلگون بپرس

سلطان زرین پوش نے سر کو جھکا لیا کہا اچھا بیٹا دل بہلاؤ مگر باہر نہ جانا ایسا نہو کسی مقام پر گر پڑو گے یا
شاخسار و کیوڑے حرافزادی بڑبڑاتی ہی کلمات سخت سناتی ہی سکندر رخ نے کچھ جواب نہ دیا اشتیاق مین نکلنے کے
باہر نکل آئے یہ بھی خیال ہی کہ شاید اس محبوب جانی و یار جاودانی سے چار آنکھین ہو جاوین دیکھا تو آج اسنے
بھی بہ نگاہ محبت بجز اشارون سے جواب دیے آنکھون سے حسرت ظاہر تھی لیکن اگر وہ ہم ایسے کم بخت کے
اوپر عاشق بھی ہو تو کیا مل سکتے ہین قیدی کی محبت کیا افسوس فلک نے کیا رنگ دکھائے کس بلا مین آ کے
پھنسے دل سے باتین کرتے ہوئے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوئے کمرے کے باہر آئے ایک نخل کے نیچے تو زنار
شاخین جلبلین ایک ڈنڈو کا ٹکڑا ہوا ہی اسکی بیخ پر ہاتھ رکھکے کھڑے ہوئے بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگے
دیکھا شاخسار تو پھر رہی ہی سوسن گوہر پوش مسند پر بیٹھی ہی سنگبار سے کہ رہی ہی بجیا کا وقت ہے کیون
ہو جو کل غزل ہمارے یہان گائی تھی وہی غزل گاؤ بوا شاخسار آؤ بیٹھ جاؤ دیکھو بجیا ہمارے گاتے ہین
خدا نے آواز بھی ایسی دی ہی گانا پکار زلفین کا گانا سب بھول جائینگے بی زلفین سرقدمو نیر رکھینگی مگر وہ رکے
منتظم ہین انکو فرصت نہین ملتی کئی سو خدا و ندوان ہین سب کے اشنان کرانے کی فکر بھوجن کا ذکر مسافر بہت
آتے ہین منتون نے بگھار کے لیا ہی سو سو دو دو سو کو سیدھا پہونچتا ہی اس اعتقاد سے انتظام کیا ہے
جنگل مین منگل ہی دیر کا ہیکواک ڈنگل ہی اس ویرانے مین یہ آبادی انکی نیت کی برکت ہی کسی دن زیارت کو چلو
دیکھو کیا کیفیت ہی شاخسار بھی تعریفین کرنے لگی کہ صاحب مین نے بھی ذکر سنا ہی دیر کا خوب انتظام کیا ہی
اپنے مالک کا خوب نام کیا ہی جو منت آز دیر سے آئے رطب اللسان انکی تعریفین کرتے تھے ان بجیا سنگبار ہم
تمہارے قریب آ بیٹھین اب تو ساز نے آ پہین ساز کیا بس گانا شروع کرو جو بوا کہتی ہین وہی غزل گاؤ شاخسار
پلٹ پلٹ کے چار جانب دیکھتی ہی نخل کے نیچے سکندر رخ کو دیکھکر آواز دی ارے یہ کون کھڑا ہی شامت تو نہین آئی
یہ کہکے کوزہ لیکر اٹھی سوسن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا شاخسار تم تو بڑی ظالم معلوم ہوتی ہو کوئی بندۂ سامری
کھڑا ہوگا کلمات سخت کیون کہتی ہو شاخسار نے کہا بوا یہان قیدیون کا انتظام ہی تمہین چھپ چھپا کے بھاگ جاتے ہین

وہ لونڈا خوبصورت نکھرا ہوگا جاکے دو کوزے مار دوگی سوسن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا بس ہو اچپ رہو
بیہودہ وہ تمکو ایک شریف شاہزادی اسکو ایسی لفظین کہتی ہو یہ باتین تو نہ موقوف ہونگی ہان بھیا سنگبار تم ایک
غزل گاؤ مگر ہمارے سر کی قسم بتانا بھی ضرور اب تو جواہر خنجر زن نے گنگنانا شروع کیا اور یہ غزل خوب گائی غزل

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا — مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا — اس حسن پہ خلوت مین جو حال کہا تمنے
کیا جانیئے کیا کرتا گر تو بری جا ہوتا — ایک ایک ادا سو سو دیتی ہے جواب اسکے — کیونکر لب مشتاق سے پیغام ادا ہوتا
اچھی ہے وفا تجھسے جلتے ہین جلین دشمن — ہان سیر مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا — اس تنگی حسرت پر کیا جانیئے کیا الفت
کب ہمکو فلک دیتا گر غم مین مزا ہوتا — تجھے کوسنے یا گالی دشمنون کا جواب آخر — لب تک غم غیر آتا گر دل مین بھرا ہوتا
ہر صلح عدو بیجا تھی جنگ غلط فہمی — جیتا ہے تو آفت ہے مرتا تو بلا ہوتا — ہوتا تھا وصال اک شب قسمت مین بلا
تو مجھسے خفا ہوتا مین تجھسے خفا ہوتا — ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر — ہر جائے گر اے مومن موجود خدا ہوتا

ایسا رنگ بندھا شاہ خسار ایسی مچل کہ جواہرات مین شاخ لگائی ہے اسکا بھی کچھ خاطر مین لگیا ایسا لطف طلسم یا
کہ جھومنے لگی قریب آن کے جواہر کی بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین کہا میان سنگبار کیا کہنا اگر تمہارا گانا
سنے پتھر پگھل جائے جواہر نے کہا ملکہ عالم آپنے یہ کمال سنا ہے اب تو آپ لوگون کے سامنے بیحجاب ہوا سب
کمال اپنا دکھاؤنگا مین نے سنا تھا کہ عمرو عیار نے برسون مین ایک کمال سیکھا ہے یعنی بیٹے تلے جھنجھنے
گانے ہاتھ سے بتانے سر سے شراب پلانے کوئی اس سر سے آگاہ نہونے پائے مین نے گھر مین کثرت کی
ایک ہفتے مین اس کمال کو بھی اپنے قبضے مین کیا ذرا اسکو دیکھیے بیجانے کی نہی مجھکو دیجیے سکندر یہ سب
باتین سن رہے ہین جی مین کہتے ہین سنگبار بڑا کامل ہے گانے مین زلفن ذوشنی کو بھگا دیا پاس بیٹھے ہوئی
پوچھ رہی ہے کہ یہ غزل کس دھن مین تھی سنگبار نے ہنسکے کہا اس غزل مین دو راگ تھے آدھا اور دھن مین
نصف مصرع اور خیال مین زلفن وجد کر رہی ہے کہتی ہے استاد مجھے بھی بتانا بتانا نکا تو آپنے خاتمہ کر دیا
مین نے برسون مین یہ کمال پایا نانی میری جنگلو روز بتاتی تھین وہ بیٹے مارتی تھین مکھون سے مارا مگر آج تک
مجھکو نہ آیا میان سنگبار تمنے کمال کیا یہ علم موسیقی خیالی علم ہے ہوا مین گرہ لگانا تمہارا ہی کام ہے جواہر
کہتا جاتا ہے اب دیکھو محفل کا کیا رنگ ہوتا ہے سکو راشنی کروا لگا کوئی باقی نہ رہے تم دو جام پینا مگر انجام بخیر
ہو رقو و قدح نہ کرنا سکندر جی مین کہتے ہین کہ سنگبار شکل عیار کے باتین کرتا ہے دوڑکر سلطان زرین پوش
کو بلا لائے کہا بابا جان ذرا سنگبار جادو کی باتین تو سنیے گانے مین تو آسنے جلسہ درہم وبرہم کر دیا اب
دیکھیے ساقی گری کرتا ہے آپکو یاد ہو شاپور شیر دل عیار ایرج نوجوان اسیطرح کی باتین کرتا تھا سلطان
نے کہا بیٹا یہان عیار کہان نہین معلوم تمہارے بھائی پر کیا گذری عیار طرار تھا کسی طرف نکل گیا مگر افسوس
ہمارا تمہارا خیال اسکو نہ آیا کہین بیٹھا چین کر رہا ہوگا جہان نبے گا اپنا رنگ جمالیگا سلطان وسکندر
یہ باتین کر رہے ہین کہ اک بجلی گری سبکی آنکھین بند ہو گئین قمقام جادو کہ مدت سے ملکہ سوسن بہوش پر
عاشق ہے ملکہ کو جو بیٹھے دیکھا اپنے ابر سے اتر آیا شاہ خسار نے کہا میان قمقام آئیے اپنے جا ہا اسی مقام پہ
بیٹھون کہ معشوق سے قریب رہون مسند کے قریب آکے بیٹھا ملکہ سوسن کو ناگوار ہوا جواہر سے اشارہ
کیا بھیا سنگبار تمنے تو بڑے جھگڑے پھیلائے جواہر نے جھٹ گھنگرو باندھے پشواز پہنی شراب کو آتش
کیا دل بھر کے بیہوشی ملائی گت ناچنا شروع کی سکندر وسلطان دیکھ رہے ہین سکندر کا یہی قول ہے کہ

بابا جان میری تو عقل یہ کہتی ہی کہ یہ سنگبار نہین ہی یقین کامل ہی کہ میرا عیار ہی اسکی باتون سے معلوم ہوتا ہی دیکھیے کیا کمال کر رہا ہی سلطان نے کہا ای فرزند اقبال نے ہمارا ساتھ چھوڑا ہی اب نہین معلوم کہ جواہر بیچارہ کہان مارا مارا پھرتا ہوگا وہ یہان کیونکر آتا کون اسکو یہان لاتا سکندر کہہ رہے ہین آج میرا غنچہ خاطر شگفتہ ہی یقین ہی خداوند تجیر نے اپنا فضل کیا ضرور میرا بھائی آیا میرا دل یہی کہتا ہی کہ میرا بھائی ہی کس قیامت کی عیاری کر رہا ہی باپ بیٹے دیکھ رہے ہین مگر جواہر نے پہلے جام قمقام کو دیا اسوجہ سے وہ پیتے ہی ملکہ سوسن سے ہنسی کرنے لگا ایک مرتبہ ران پر ہاتھ رکھدیا ملکہ نے غصے مین ہاتھ جھٹک دیا اور زبان سے بھی کہا اوشخص تو بڑا گستاخ ہی الگ ہوکر بیٹھ قمقام گھر گرانے لگا جواہر نے جام شراب دیا قمقام نے خوشی خوشی پیا شاخسار سے کہتا ہی کیا خوب جلسہ آراستہ کیا ہی اتفاق سے مین بھی آگیا مجھکو آج جلسہ بہت پسند آیا مگر شاخسار نے کچھ جواب نہ دیا شاخسار کو بھی قمقام کا آنا ناگوار ہوا جواہر نے اور کنیزون کو اشارہ کیا صاحب تم لوگ خود شراب پیو مین کس کس کو پلاؤن یہ کہکے دوسرا جام سادہ ملکہ سوسن کو دیا سوسن نے اشارہ کیا جواہر نے باتون مین چٹکی لی پکار کر کہا پی جاؤ کچھ مقام تردد نہین ہی ملکہ نے پی لیا ایک مرتبہ جواہر نے ہنسکے جام مملو از شراب ملکہ شاخسار جادو کو دیا شاخسار نے بھی خوشی خوشی پیا سکندر نے دیکھا کہ چند کنیزین ایک قرابہ اٹھا کر الگ لائین چھلکے پینے لگین جسنے پیا رنگ دگرگون ہوا کوئی ہاتھ اٹھاکے ناچنے لگی کوئی نقلین کرنے لگی کنیزون مین جوتی چلنے لگی ایک نے ایک کی چوٹی پکڑکے کھینچی ایک نے پائجامہ اتار کے پھینکدیا کوئی ناچکے چمن مین گری بیہوش ہوگئی سکندر نے باپ کا ہاتھ تھام لیا کہا ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا ہوا کنیز کس حال سے جاکے بیہوش ہوئی ہی یا ہمارا بھائی پہونچا یا شاپور شیر دل ہی سلطان نے کہا ای فرزند شاپور تو ایرج کے ساتھ قید ہی ایک مرتبہ تو اسنے عیاری کی تھی ایرج کو بلوا لیا تھا وہان بلاکے رہا کیا آخر کو قید ہوئے سکندر نے کہا مین بھول گیا تھا اگر شاپور نہین ہی تو میرا برادر جان برابر ہی رنگ اسنے جما لیا یہ ذکر تھا کہ کنیزون مین ہنگامہ ہوا کوئی کنیز چمن مین گئی اوکنے ڈاکنے لگی کوئی ٹھمری تالیان بجا رہی ہی کوئی چٹکیان بجاتی ہی کوئی تو لین گا رہی ہی کسی نے ٹھمری شروع کی سب طرف ہنگامہ ہی گر گر کر بیہوش ہو رہی ہین سکندر خوش ہین کہہ رہے ہین ای باپ میرا خیال ٹھیک ہی دیکھیے اب دم بھر مین کھلا جاتا ہی یکایک شاخسار یہ کہکے اٹھی ہی کہ ملکہ عالم آج تو سنگبار جادو نے بت بنادیا سب خاموش ہین مگر مین نے گت یاد کرلی مین ننگی صحبت مین نہ تھی ہون ایک قسبی کو ایک سارنگی والا سکھلاتا تھا ابتدا مین ایک دو تین پہر آخر مین ٹکڑا باندھا کتھا جو تا ہان سو باری ٹلی کتر دی ٹلی کتر دی مجھے ساری گت یاد ہوگئی ملکہ سوسن نے کہا دیکھین گت ناچنا بہت مشکل ہی ہوا بڑی گت ہوگی ناچنے مین کیا کیفیت ہوگی مگر شاخسار کو بیہوشی کا جوش ہوشیار ہین مدہوش جواہر کے کلام کی جانب گوش سوسن سے کمر اٹھی ہاتھ چمکاتی جاتی ہی زبان سے بھی ایک دو تین کہہ رہی ہی پانون نہین قاعدے سے پڑتا پایا جاتا ہی کہ نادان ہی لایق امتحان ہی جب یہ پانون بجانے لگی جواہر نے دیکھا یہ گرتی نہین بڑی ابھنگ پینے والی ہی ایک جام اور دیا اور کہا کہ ای ملکہ یہ غزل گاؤ

غزل

پھر نہ چھوڑون گو دو کرنے پیا جب جان تلک
سب کمند ہین اہوائے کوچہ جانان تلک
پینے سے گھبرا کے آخر جان لب پر آگئی

ہاتھ پہونچا ہے اس شوخ کے دامان تلک
اولالفت ہی سبب وصل کی ہی مین ہو رہا
حال پہونچا یان تلک اور تمنا گئے یان تلک

خاک ڈرے آنکھ نا گو میری کرو وائی جھے
ہمکو تو جیتا نہ دیکھیو آمد بحران تلک
طالع برگشتہ ای شوق شہادت دیکھنا

مرگ و قاتل بچھڑ گئے سب خنجر براں تلک | شوق بزم احمد و ذوق شہادت ہے مجھے | جلد ہو من لے پہونچ اس جلدی فلک

جب جواہر نے دوسرا جام پلایا اور یہ غزل گانے کو کہا گھبرا کے وہ تڑپی دماغ الٹ گیا چیخین مارتی ہی کہتی ہی کہ میان
سنگسار کرتے تو بہتر ہوتا مارا خنجر تیشہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا غزل یاد کراؤ تو مین گاؤن جواہر نے کہا میرے پاس
آؤ جیسے ہی جھپٹ کے چلی زنگی خنجر اکے منہ کے بل گری ارے لینا کہکے قمقام اٹھایا یہ بھی گرا اب اہل محفل گر رہے ہوش
ہوئے نعرہ ہوا کہ منم جواہر خنجر زن عیار بریر فن سکندر نے کہا بابا جان سنیئے اب تو آپکو یقین آیا سکندر نے
کہا بھائی جواہر یہ کیا رنگ ہی سوسن گوہر پوش اٹھی آواز دی ای جواہر قتل نہ کرنا اگر ایسا کروگے بہت ہی
پچھتاؤگے سکندر نے بھائی صاحب کہکے جو آواز دی جواہر مدت سے بچھڑا ہوا تھا دوڑ کر اپنے آقا سے
لپٹ گیا دونون چیخین مار کے رونے لگے سوسن دوڑی ہوئی آئی سکندر کا ہاتھ پکڑ کے کہا آپ یہ کیا کرتے
ہین یہ قیدخانہ ہی ای جواہر کسی کو ہاتھ نہ لگاؤ بس شاہزادے و سلطان کو لے لو ای جواہر اب عہد نکرو
ایسا نہو کوئی آجاے نکلنا مشکل ہوگا اگر کسی کو قتل کیا شاید خدانخواستہ ان ٹھگرا ہون کو خبر ہو جائے شاہزادے
نے کہا قتل بھی کرو اس ظالم کے ہاتھ سے بڑے ملال پہونچے دو دو دن آب و دانہ نہین پہونچا ایک ایک
قطرۂ آب کو ترسایا جواہر نے تو ملکہ سوسن گستاخ ہو چلی ہین ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا کہا ارے کیون روتا ہی
یہ کہکے سوسن نے اشارہ کیا برق چمکائی سکندر و سلطان کی قید کٹ گری رہا کرتے ہی ان دونون کو تخت
پر بٹھالیا جواہر سے کہا کہ جواہر بھی اچک کے تخت پر آیا جلدی مین نسیم آتش خو گلشن و شاہین کا خیال
نہ رہا یہ تینون قید مین رہے مگر سوسن نے تخت اڑایا جب دو کوس تخت نکل آیا تب سکندر نے کہا بھائی
جواہر بڑا غضب ہوا ملکہ نسیم و گلشن و شاہین رہ گئے سوسن نے بھی افسوس کیا مگر کہا اب نہین جا سکتی
پہر رات باقی تھی کہ اپنے باغ مین پہونچا سلطان کے سر پر تاج رکھا سکندر کو لباس فاخرہ پہنایا
کنیزونکو بلایا بارہ سو کنیزین موجود ہین سب آکر حاضر ہوئین کنیزون نے جو جمال جہان آرای سکندر کو دیکھا
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شعشعت افروز جہانداری یکہ تاز میدان بسالت شہسوار عرصۂ شوکت
صف شکن تیغزن حسین مہ جبین غنچہ دہن سیمتن جوان رعنا آنکھین دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال سبزہ پشت
لب لگا ہی مثل حریم قمر کے چمک رہی ہی دامن مین پھول بہشت و بنا ہی حصول تیغ آبدار زیب کمر جوان
رشک قمر صولت شوکت جرأت سخاوت لیاقت ہمت یہ سب آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا جرأت کے رنگ و ڈھنگ
بچنون سے پیدا بارہ دری روشن ہو گئی صاف ثابت ہی کہ ماہتاب ان اپنے برج مین آیا گوہر بے بہا درج
مین سب نے جھک کے سلام کیا ملکہ کو جو پہلو مین بیٹھے دیکھا دعائین دینے لگین کہتی ہین بی بی صاحب
ہمارے دل کو چین ہی اس مسند پر قران السعدین ہی ماشاءاللہ آج کیا زیب و زینت ہی اس شاہزادے
کو کہین کہ آفتاب مشرقین ہی سلطان زرین پوش کو ایک کمرے مین جگہ دی چند کنیزین مقرر کین کہ
خدمت مین شہریار کی مصروف رہو جواہر نے سامنے شاہزادے کے بیٹھکر سب حال گذشتہ بیان کیا ملکہ نے جام
بھر کے شاہزادے کو دیا شاہزادے نے انکار کر کے کہا اگر تمسے محبت ہی تو ہمارا مذہب اختیار کرو ملکہ نے کہا کہ
تمہارا کیا مذہب ہی ہمین تمہاری خوشی سے مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا خداوند خنجر کو سجدہ کرو ملکہ نے ہنسکے کہا ہمین
تمہاری خوشی مدنظر ہی آج یہ پیام سنا لات منات سامری جمشید اور رب سے نام ہین مگر خداوند خنجر کا نام
نہین سنا آیا شاہزادے کو بھی حجاب آیا کہا ای ملکہ عالم کیا کہون مجھکو بھی مقدمۂ مذہب مین تردد ہی مگر جو بزرگون سے

سنا آپ نے قبول کیا دیکھیے قدرت ظاہری تجلی کیسے سر سبز ہوتے ہین ملکہ نے جواب مین جواب دیا صاحب یہ تو لاکھون خداوند
ہین جنگل مین درخت ہرے بڑے دنیا کی شجر چھوٹے چھوٹے اگتے ہین کون خدا ہو سکتا ہین آپ کس کتاب کے پابند ہین
سکندر نے غصے مین جواب دیا تھین ان باتون سے کیا مطلب خداوند شجر کو سجدہ کرو ملکہ نے بلاچاری
مذہب سکندر اختیار کیا اب جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدا ہے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی
جواہر خنجر زن نے کہا اب خروج کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا ایک ہفتے مین سب سامان مہیا ہوگا مین لشکر جمع
کرتی ہون لوگون کا بھی حال دریافت کرتی ہون جواہر نے کہا ملکہ آٹھ دن بہت ہوے جہان تک ہو جلدی کرو
ملکہ نے کنیزون کو حکم دیا ہمارے یہان مرد کس قدر ملازم ہین عرض ہوئی حاجب و دربان و چوبدار وغیرہ ملا کے
ایک سو تیس آدمی ہین ملکہ نے پوچھا ان سب کا افسر کون ہے کنیزون نے عرض کی مہلال رومی کو افسر کردیا ہے
وہی کاروبار کرتا ہے ملکہ نے کہا مہلال کو حکم دو کہ بھرتی جاری کرے مہلال نے آگے بھرتی جاری کی ساحر وغیرہ
ملازم ہونے لگے بارہ ہزار کنیزین سحر مین مشاق یہ بھی تیاریان کرنے لگین جواہر چاہتا ہے آج ہی نکل چلے
دیوانہ ہون ملکہ نے کہا ای ستمگر یہ ناممکن ہے جواہر نے کہا مین خوف کرتا ہون کہ شاخسار کو قتل نہین کیا ہے
قمقام جادو وہ بھی ساحر زبردست ہے اب صبح کو سب کو ہوش آیا ہوگا افسوس ہے کہ نسیم گلشن و شاہین بھی
رہ گئے ایسا نہو انکو شاخسار قتل کر ڈالے اور خود دستگیری کرے ملکہ نے کہا جو کچھ ہو آٹھ دن دسوین نوین دن
کوچ ہوگا یہان تو یہ رنگ ہے کہ ساحر نوکر ہو رہے ہین کنیزون کو تیاری کا حکم ہوا ہے سب اپنے اپنے اسباب سحر
درست کر رہے ہین وہان صبح کو جو شاخسار و قمقام کی آنکھ کھلی دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین سب کو
جگانے لگے کہ ہوا اسکندر و سلطان غائب ہوگئے بی سوسن لے گئین مگر نسیم و شاہین گلشن جو بیدار ہوے
ہانو سنا ملکہ نسیم بگڑی ہوئی ہین سنا کہ ہر کس و ناکس کی زبان پر یہی جاری ہے کہ صاحبو غضب ہوا رات کو ملکہ
سوسن دعوت مین شریک ہوئے سکندر و سلطان کو اڑا لے گئین نسیم روتی ہوئی سامنے مان باپ کے آئی
کہا والدہ یا بابا آپنے سنا بی سوسن شاہزادے پر عاشق ہوئین یہ جلسہ مکر سے مقرر کیا تھا حقیقت مین
جسکا نام سنگسار تھا وہ کوئی عیار تھا اپنا رنگ جما کے شاہزادے کو لے گیا ہمین کسی سے کیا کام مگر شہریار سے
قمقام شکایت ہے انکو ہمارا خیال نہ رہا ہمنے کیسی جانبازی کی گھربار چھوڑا عیش و آرام ترک ہوا مفت مین آگ
مین جلتے ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ ہمکو یون فراموش کرینگے کیا مشکل تھا اگر ہمکو بھی قید سے رہا کر لیتے خیر انکا خدا
نگہبان ہے [illegible] دل پر رحم کرے مظفر و منصور رہون جو آرزو انکے دل کی ہو وہ پوری ہو جہان رہین زندہ رہین اگر سامنے
ہوتے تو عرض کیا جاتا

غزل

نظارہ کہان یہ روش حور و پری کا
دیوانہ ہوا جا ہے شیشہ کی پری کا
ایک ہو [illegible] کا [illegible] نقش ہو [illegible]
سیفی کا [illegible] حال ہوا ہے سحری کا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
دم بند ہے خو کر سے تری کبک دری کا
ساقی کی نگاہ ہون [illegible] ہوش اڑا [illegible]
دل رنگ دکھاتا ہے عقیق شجری کا
دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا [illegible]

مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا
ہنگامہ گل و لالہ کی ہے جیب دری کا
آنکھون سے دیا جام مے تجبیری کا
پھری ہین [illegible] آگ [illegible] اپنی طرف [illegible]
زنجیر کا غل قہقہہ ہے کبک دری کا

تھا ہین ہنسنا [illegible] ہماری شامت آئی تھی انکی خوبصورتی پر ٹپک پڑے اتنا بڑا ارادہ کر بیٹھے اب طلسم کیسا
مرحلے پر گرفتار ہوگئے ظلم کے شعبدے کون اٹھا سکتا ہے مگر شاخسار پیٹ رہی ہے کہتی ہے بار بار مین اب
ملکہ کو کیا جواب دونگی قمقام سے یہ ذکر ہوا کہ سوسن گوہر پوش سکندر کو عاشق ہوکے لے گئین

جنگلی کہتا ہی ہم مدت سے بی سوسن کو چاہتے تھے ہمسے انکار تھا اُس بوڈھے کو قبول کر لیا کہین بھاگ جاؤن تو ایک
طمانچہ مارون سر اُڑ جائے یہان یہ ہنگامہ ہی شاخسار کے ہوش اُڑے ہوئے ہین یہی کہتی ہی مین کیا جواب
دونگی بادشاہ پوچھینگے کہ تو نے زندانخانے مین کیون دعوت کی اور جادو اسطرح کا کیون کیا تو مین کیا جواب
دونگی مین کہین نکل جاؤن یا کنوین مین اپنے کو گرا دون سنکھیا کھالون کہ آسمان پر برق چمکی بارش مروارید
بے بہا کی ہونے لگی بڑے بڑے موتی برسنے لگے پھول بھی گرے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخسار نے سر اٹھا کر
دیکھا واسطے تسلیم کے خم ہوئی اب سب نے دیکھا سحر العجائب و مصر الغرائب ہین آج انکا روز گشت کا تھا
پھرے ہوئے آتے ہین تخت اُتار لائے شاخسار سے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہی کیون ملک رہی ہی کیون تو
اسقدر ترچھی ہی کیا آفت آئی اُسنے ہاتھ باندھکے عرض کی کہ یہ گنہگار کیا عرض کرے بقول شاعر شعر شمع گریان
کند دعوی نازک بدنی ✤ کشتنی سوختنی لایق گردن زدنی ✤ ان سب سزاؤنکی کنیز مستحق ہی آج کوئی آٹھ دن ہوئے
آپ سے قرابت بھی رکھتی ہین بی سوسن گوہر پوش مین نے اُنکی دعوت کی تھی آتے ہی متغیر ہوگئین شعر بھی
پڑھنے لگین مین نے ہر چند پوچھا نہ بتلایا اب ظاہر ہوا کہ سکندر پر عاشق ہو مین اس کنیز کو کئی مہینے ہوئے
مین بھی آخر عورت ہون ایرج و نور الدہر کیسے خوبصورت مرد ہین مین نے نگاہ بھی اٹھا کے نہین دیکھا انھون
نے دیکھتے ہی سکندر سے مین معاملہ کیا اُسی کے شعر اشعار تھے کل مجھکو لکھ بھیجا کہ میری پھر دعوت کرو مینے زلفن
کا گانا اچھی طرح نہین سُنا مین نے پھر وہی سامان کیا رات بھر یہان رہین مجھکو شراب مین نہین معلوم کیا
کھلا پلا دیا مین تو سو گئی سنگبار جادو بھی ساتھ تھا صبح کو مین نے دیکھا سکندر و سلطان ندارد انکی معشوقہ
صاحبہ موجود ہین مع مان باپ بی نسیم و شاہین گلشن مین تو یہی جانتی ہون کہ خیال نہین آیا ورنہ انکو
بھی چھڑا لیتے اب مین کیا کرون سر حاضر ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا جو ہوا وہ ہوا اک کنیز سے کہا کہ
خبر لاؤ اپنے باغ مین وہ ہین کہ نہین مگر کہان جائینگے سکندر کے دل پر چوٹ ہی اول تو اسکی معشوقہ قید ہی اسکے
رہا کرنے لیے آئیگا یہ بھی تو سودا اُسکے دماغ مین بھرا ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کرین ہمارا یہ قول سب
صاحب یاد رکھین اگر تمام عالم جمع ہو کر طلسم نور افشان کا قصد کرین راہ طلسم نور افشان کا پانا دشوار
ہی اتنے آگئے نور الدہر نے زمین ہلا دی ایرج نے آسمان کے تارے توڑے ساحر بھی شریک ہوگئے اختر شناس
کتنا بڑا ساحر زبردست تھا اُسنے بھی ساتھ دیا رہبری کی مگر وہ راستہ ہی طلسم نور افشان کا نہ تھا آخر
دھرے گئے سکندر رجو ابھی چھوٹ گئے ہین یہ پہلے بھی تو اسی گھمنڈ پر آئے تھے کہ نسیم و شاہین گلشن
یہ لوگ سحر کرینگے طلسم کو توڑینگے مرحلہ جات کی جانب چلے جیحون جادو نے سب کی آبرو گنوائی اسی طرح یہ
پھر سامان کر کے آئینگے دھرے جائینگے جس ساحرہ کو حکم دیا تھا پر پرواز پیدا کر کے وہ روانہ ہوئی اُسوقت
پہونچی کہ داروغہ نے دس ہزار ساحر ملازم کیے ہین دروازے پر اترے ہوئے ہین شاہزادے کرسی پر جلوہ
فرما ہین ملازمون کو دیکھ رہے ہین ملکہ سوسن گوہر پوش پھاٹک پر باغ کے جنگلہ پڑا ہی اُسپر سے جھکی ہوئی
گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہین کوٹھے پر سے فرماتی جاتی ہین فلان کو ملازم کیجیے فلان کو پسند نہ فرمایئے
سلطان زرین پوش بھی ایک کرسی پر بیٹھے ہین کنیز نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً گئی یہان سحر العجائب اور
مصر الغرائب قید خانے کو دیکھنے پھرتے ہین ایرج نے جو سنا کہ سکندر نکل گیا کہا ای شاپور سنتے تھے
کوئی ساحرہ عاشق ہو کے سکندر کو لیگئی مگر یہ نہین سنا کہ کوئی عیار بھی ساتھ تھا کہ اُسنے سب کو بیہوش کیا شاپور

نے کہا حضور اسکا عیار ہوگا میاں جواہر خنجر زن وہ تو نڈا بلا کا ہے اگرچہ تعلیم ہمارے خاندان سے نہیں ہوئی مگر وہی سبکی
حرکات و سکنات ہیں یہ تو خبر سنتے تھے کہ وہ نکل گیا انکے ساتھ قید نہیں ہوا اُسنے کمین سے تدبیر لگائی اس ساحرہ
کو لیکر آیا اب وہ خروج بھی کرائیگا سحر کہ عظیم تر ہوگا مگر افسوس یہ ہے کہ وہ خبیر مذہب شجر پرستی میں ہے اگر مسلمان
ہوتا اور مدد غیبی کا طالب ہوجاتا تو کیا تعجب تھا کہ فتح پاتا ایرج نے کہا کوئی فتح کیونکر پائے اس طلسم کے فتاح تو
دادا جان ہیں جب ہم لوگ مصیبتیں اٹھا چکینگے انجام مصیبت یہ ہوگا تب وہ آکر سب کو رہا کرینگے جسکا رشتۂ
حیات باقی رہا قطع نہوا جام عمر لبریز نہوا وہ قدمبوسی صاحبقران کریگا پہلے خطا تو ہمسے یہی ہوئی کہ خبر گرفتاری
بزرگان لشکر بدحواس ہوگئے خواجہ زادوں سے یہ بھی نہ پوچھا کہ ہم اس طلسم کے فتاح ہیں یا نہیں ہر چند کہ وہ
اگر یہ بھی کہتے کہ آپ فتاح طلسم نور افشان نہیں ہیں تو یہ ممکن نہ تھا کہ ہم نہ آتے امید فتاحی نہ کرتے اور ظہور
لشکر کشی ہوئی مگر اسی طرح اس شہر کے بارے میں اعتراض ہے کہ نہ کاہن سے پوچھینگے نہ نجومی سے دریافت
کرینگے ساحرہ کے بھروسے پہ آ پڑینگے قاسم بھی یہ گفتگو سن رہے ہیں اپنی نادانی پر سر دھن رہے ہیں دل سے
کہتے ہیں ای قاسم تو جنگ باختر میں کئی طلسم فتح کیے مگر افسوس کہ لوح طلسم نور افشان نہ ملی خدا کرے
دادا جان اس طلسم کو فتح کریں غیر کا احسان ہمپر نہوا ایرج سے فرمایا کہ ای جان جہان و ای آرام جان نہیں
ممکن ہے کہ سکندر اس طلسم کو فتح کریں شاپور نے کہا میں تو عرض کر چکا کہ ساحرہ کے بھروسے پر گئے ہیں مگر
کچھ نہوگا دیکھیے عیاری بلتیا در کھیے یہاں تو یہ ذکر ہے مگر دونوں شاہوں نے شاخسار سے کہا کہ جو ہوا وہ
ہوا آیندہ کو غفلت نہ کرنا روز قیدیوں کی گنتی رہا کرے چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے ہی حفاظت کرتی اب تو دھوکا بھی
کھا چکی اب ان قیدیوں سے کوئی نکلنے نہ پائے ورنہ بہت سزا کے قابل ہوگی یہ ذکر تھا کہ وہ ساحرہ پلٹ کے
آئی اُسنے خبر دی کہ حضور ساحر ملازم ہو رہے ہیں بی سوسن بنگلے پر ہیں سکندر و سلطان تاج سروں پر
رکھے ہوئے کرسیوں پر باہر بیٹھے ہوئے تھے نیچے اتر کے بھی دریافت کیا امروز فردا میں اسکا خروج کا ارادہ ہے
یہی دو چار دن میں کوچ کرینگے جو کچھ کرنا ہو جلدی کیجیے ورنہ وہ لوگ نکل جائینگے یہ سنتے ہی دونوں نے پہلے
مقام جادو سے کہا ای مقام فوج ساحران لیکے جاؤ اگرچہ سوسن نے بڑی خطا کی مگر تم انکے مرتبے کا خیال
رکھنا اگر پکڑ لوگے سوار کرا کے لانا ہماری عزیزدار ہے مگر گنہگار ہے مقام اُسی وقت یہ کہکے اٹھا کہ حضور
جاتے ہی قیامت برپا کر دونگا لاشہ ہاے شجر پرستان سے باغ بھر دونگا ساٹھ ہزار ساحر ہمراہ لیکے مقام
چل نکلا شاخسار نے کہا کہ حضور میں بھی جاؤں سحر العجائب نے کہا ہرگز تمھارا جانا مناسب نہیں تمھارا یہ
کام ہی اسی میں نام ہے کہ یہاں کی حفاظت کرو شاخسار چپ ہو رہی سحر العجائب و مصر الغرائب محل میں
اپنے قصر کے گئے مگر مقام بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کر کے قریب باغ اسوقت پہونچا کہ ملکہ سوسن تخت پر
سوار ہو چکیں بیس ہزار جادوگر انکے ملازم افسر انکا سیمان جادو بارہ ہزار کنیزیں سلطان زرین پوش ایکتخت پر
سکندر مسلح و مکمل نشستہ مرکب عربی پر پانچ سو ساحر انکے مرکب کو گھیرے ہوئے بارگاہیں خیمے چھکڑے پر لدے
ہوے جاتے ہیں کہ چلیں ناگاہ صحراے گرد اڑی مقام جادو مع بارہ ہزار ساحروں کے آگے پہونچا اک ساحر نے
کہلا بھیجا کہ ملکہ سوسن سے کہدو آپنے بڑی خطا کی کہ قیدیان طلسم کو لے آئیں بہتر اسی میں ہے کہ سلطان و سکندر
کو حوالے کر دو ورنہ میدان داری ہوگی ساحر نے آکر یہ حال سکندر سے کہا سکندر نے کہا وہ جھک مارتا ہے جا کر
کہدے کہ اپنی جان کو غنیمت جان لشکر کو لیکر پلٹ جا ہم خود طلسم پر آتے ہیں تیرے کہنے سے اطاعت کرینگے جب

ساحر جا چکا تو سکندر رنے آکر ملکہ سوسن سے سب کیفیت بیان کی کہ آپکا عاشق تہا یہم آیا ہی ملکہ نے کہا وہ مجھکو تمام
آپنے کیا جواب دیا سکندر رنے اپنے جواب کا حال بیان کیا سوسن نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو بارگاہ زربفتی
استادہ ہوئی سکندر رو سوسن داخل بارگاہ ہوئے قمقام نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ سوسن نے بھی جواب مین نقارہ
بجوایا گوشے مین لیکر سکندر رکو آئمین خوب سحر کرکے ایک ہیکل بنائی کہ کسی کا سحر اسپر تاثیر نہو شاہزادے کو پہنادی
کہا ای شہریار اول تو میدان مین مین جاؤنگی قمقام سے مقابلہ کرونگی اگر مغلوب ہو آپ پر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا
سلطان زرین پوش دوسری بارگاہ مین تھے سکندر رلشکر کو دیکھتے ہوئے جاتے ہین کہ دیکھا جواہر آتا ہی پوچھا
کہ ای شہریار کیا قصد ہی سکندر رنے بیان کیا کہ ملکہ سوسن نے یہ ہیکل مجھکو بنادی ہی مین عورت کو مقابلے مین مرنے
نہ جانے دونگا جواہر نے کہا جب صبح کو قمقام جیتا رہیگا تب آپکو اختیار ہی یہ کہکر سامنے سکندر رکے صورت تبدیل
کی ایک بڑھیا کی شکل بنکے طرف لشکر قمقام کے چلا ایک نامہ تیار کرکے اپنی جیب مین رکھ لیا لشکر مین آکے قمقام
کے داخل ہوا قمقام نے بھی سحر تیار کیا ہی افسر اسکو گھیرے ہوئے ہین طرف اپنی بارگاہ کے جاتا ہی کہ راہ مین آکر
بڑھیا نے آواز دی ای بادشاہ عادل ای ساحر کامل مجھے کچھ عرض کرنا ہی قمقام ٹھہر گیا بڑھیا نے بڑھکے ہاتھ
مین کاغذ دیا قمقام نے دیکھا لفافے پر ملکہ سوسن کی مہر ہی سب ساحرونکو ہٹا دیا بڑھیا کو قریب بلایا کہا
یہ نامہ تجھے کسنے دیا کہا حضور بی بی ہماری ابھی حمام خانے سے نکلین یہ کاغذ مجھکو دیا مین بی بی کی انا ہون
مجھسے یہ فرمایا کہ اسوقت مین میرا کوئی دوست نہین ہی سب کنیزین حکم مین سکندر رکے ہین ساحر انکے نوکر
رکھے ہوئے انا جی تم یہ نامہ لیکر جاؤ آپ پہلے نامہ پڑھ لین جو زبانی فرمایا ہی وہ بھی عرض کرونگی قمقام نے
نامہ کھولا اسمین لکھا ہی کہ ای سمبر و مہ کج ادائی و ای غزال صحرای بے اعتنائی زید اللہ عشقہ تم مدت
سے میرے عاشق ہو آجتک بے اعتنائی کی جو طریقہ معشوقونکا ہی وہ کیا مگر تم ملول نہو تمھارے ہوتے مین کسی
کو نہ پرکیا عاشق ہونگی قید کی مصیبت سے روتا تھا مجھے رحم آیا مین نکال لائی اب مین نے دونون کو قید
کر لیا تم انا جی کے ساتھ اکیلے چلے آؤ دونون قیدیون کو لے لو اگر مین بھیجنے کا ارادہ کرونگی نئے ملازم ہین فساد برپا
کرینگے مجھے لڑائی جھگڑے سے نفرت ہی تمھارے نام سے دل کو تقویت ہی جسکا ایسا چاہنے والا موجود ہو کسی
کوئی کیا کر سکتا ہی صبح کو مین سب کو تمھارے قدمون پر گرادونگی میری خطا شاہان طلسم سے معاف کرا دینا گر
قمقام نامے کو دیکھکے مر گیا مصاحبون سے کہا بارگاہ مین جاؤ بدولت آتے ہین برائے کار ضروری جاتے ہین
سب مصاحب طرف بارگاہ کے گئے قمقام بڑھیا کے ساتھ چلا جب لشکر سے نکل آئے ایک مقام پر بڑھیا بیٹھ گئی
قمقام نے پوچھا کیون نانی اماں کیا ہی بڑھیا نے ایک دو منتر مارا کہا بیٹا غضب ہوگیا سوسن اکیلی نکل آئی وہ
دیکھو جنگل پر بیٹھی ہی تمھارے واسطے دعا مانگ رہی ہی اس کمبخت کو یہ بھی خیال نہوا کہ انا جی تو گئی ہین
مگر وہ کیا کرے دل نے نہ مانا دیکھو بیٹھی رو رہی ہی چار کنیزین ساتھ ہین وہ سمجھا رہی ہین یہ ظالم اپنی ہی کہے
جاتی ہی قمقام بیٹھا بڑھیا نے حلقۂ کمند کے گلے مین قمقام کے ڈالدیے حباب مارا قمقام بیہوش ہوا اب
بڑھیا نے چاہا چمکتی خنجر کمر سے کھینچا چاہا سر کاٹ لون سرجوش جادو وانکے لشکر کا کوتوال پہر رات رہے تک
کوتوالی چبوترے مین رہا اسوقت جو دل گھبرایا یہ معاملہ دیکھا ایک عیار قمقام کو قتل کیا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا
او عیار کیا کرتا ہی ہم سرجوش جادو کوتوال لشکر قمقام جواہر نے دیکھا یہ تو آہی پہونچا سامنے غار تھا اسمین یہ
کود پڑا پتے اپنے اوپر ڈال لیے سرجوش نے سب طرف ڈھونڈھا پلٹ کے قریب قمقام کے آیا چھینٹے پانی کے دیکر ہوشیار

قمقام کی آنکھ کھلی کہا مجھے کیون باندھا سرجوش نے کمندین کھولین کہا حضور عیار سکندر آئے تھے کوتل کیا چاہتا تھا مین نے آکے بچایا قمقام غصہ کرتا ہوا بیٹھا جواہر نے قصد کیا کہ بچھڑ جائے دونون کو لون لیکن دیکھا شارہ بحری چمک چکا ہی لشکر طرف میدان کے جاتے ہین لاچار رات کے خدمت مین سکندر کی آیا سوسن تخت پر سکندر لشکر کو لیے ہوئے طرف میدان کے آتے ہین عیار نے آگے سلام کیا شب کی سب کیفیت بیان کی سکندر کو بڑا ملال ہوا کہا بھائی تم بیٹھو تو دیکھو کہ خداوند تبرے کیا چاہا ہی اگر یہ ملعون میدان مین آگیا اسکو مارا آئندہ جیسا کچھ اتفاق ہو جواہر ساتھ ہولیا مگر چست و چالاک کنارے کنارے آتا ہی لشکر میدان کارزار مین جاکے جمے دونون لشکر آراستہ ہوئے نقیبون نے نقابت کی کریت کڑکا کہکے ہٹے قمقام نے اپنا گھوڑا بڑھایا میدان مین آکے آواز دی ای فرقہ سحر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اس جھوکرے کو بہت دعوی جرأت ہی وہی آوے تو احوال معلوم ہو سکندر نے مرکب نکالا سوسن نے آکے رکاب تھام لی کہا آپ قصد نہ کرین مین مقابلے مین جاؤنگی سکندر نے کہا وہ میرا نام لیکر لکارتا ہی مین اپنے زمانہ کا صاحبقران ہون ضرور جاؤنگا مین یہ قاعدہ مقرر کرچکا ہون ملکہ سوسن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے شاہزادے کا دامن تھام لیا ملک کے رونے لگی عرض کی نظم

تنگ بیگانہ ہون الفت مین لگا نیچے خلاف
ای جنون خانہ خرابی کی گھرانے کے خلاف
بیوفا تو ہی وفادار تھے اگلے معشوق
تیر برتا ہی جب اٹکا تو نشانے کے خلاف

ایک عالم کا عدو ایک زمانے کے خلاف
یار دامن نگہ شوق ہی ہر سو نگران
تیرا افسانہ ہی اور دن کے فسانے کے خلاف
دل بیتاب ہی مرگ بھی ہی ساتھ چلا

عشق مین پانون نکالے ہین مری جیت خلاف
پاکے کیونکر کوئی ڈھونڈھے جو ٹھکانے کے خلاف
آ گئی ہی جیسے سنبل کسے کرنی ہی نگاہ
اسکو سوجھی ہی یہ کیا سارے زمانے کے خلاف

ای شہریار میرا دل قبول نہین کرتا مین اسطواسطے آپکو نہین لائی کہ لڑائی پر جانے دون یہ بڑا ساحر زبردست ہی کنیز مقابلہ کریگی یا جان دیگی یا سر اسکا لاکر حاضر کریگی سکندر نے کہا سراسر ہمارے قانون کے خلاف ہی ملکہ ہمارے سر کی قسم ہمکو نہ روکو نہ جانے مین ہماری ہتک ہی ملکہ نے دامن چھوڑ دیا شاہزادہ مرکب اڑا کے چلا گھوڑا باد رفتار سوار ماہ رخسار گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا دہانہ چباتا ہوا دم سے چنور کرتا ہی مثل باد صرصر اڑتا ہوا۔ آتا ہی نظم

تو وہ مرکب جو برق یا باد ہے
تیز گوش تیزی سنا گل

طرفہ دیوانہ ذیر پریزاد ہے
دستہ بستہ دستہ سنبل

خوشخرامی ز آب نازک تر

تیزگامی ز برق چابک تر

قمقام نے جو شاہزادے کو اس جاہ و جلال سے آتے ہوئے دیکھا دنگ ہوگیا گولا اٹھا کر مارا سوسن بھی اسی طرف دیکھ رہی ہی فوراً ایک ناخن کا دانہ پھینک مارا گولا تابہ سکندر نہ آیا پہلے گر پڑا قمقام شرمندہ ہوا ابھی کہتا ہی کہ یہ کیا سحر کی ہی میرا سحر قریب سکندر نہ پہونچا سمجھا کچھ بخیہ مین کمی ہوئی دوسرا گولا نکالا سکندر نے مرکب کو کوڑا مارا گھوڑا اطرارہ بھرکے قریب قمقام کے پہونچا گرد مارنے کی مہلت قمقام نے نہ پائی تیغ سحر کرکے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سکندر نے تلوار کو تلوار پر روکا قمقام حیران ہی کہ یہ کیا سحر کی کہ سحر میرا تاثیر نہین کرتا شاہزادے نے تلوار اسکی روک کے تیغ ہلالی نیام انتقام سے نکالا خبردار کہکے ہاتھ مارا دیا قمقام نے اپنے سحر کے زور مین سر آگے کردیا کہا دیکھون اس تلوار مین کیا کاٹ ہی مگر تیغ سکندر جو آکے پڑی قمقام جادوگر مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوئے اہل ایمان لشکر نے جو لاشہ قمقام جادو کا دیکھا ہائے آقا کہکے سکندر پر حملہ کرے شاہزادہ سکندر تیغ ہلالی کھینچکے لشکر پر جا پڑے جسکے جھپٹ کے ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوتے ملکہ سوسن گوہر پوش نے جو دیکھا کہ اس ماہ آسمان جرأت و یکتاز میدان جلالت پر گھٹا کفر کی اب چھائی ہی مگر شاہزادہ سنگانہ دلیرانہ لڑ رہا ہی فوج کو جو آتے ہوئے دیکھا دریائے فوج مین غوطہ مارا

سوسن گوہر پوش نے پکار کر آواز دی سماجو تمھارے آقا پر سب ساحر آپڑے جلد جھپٹ کر ساتھ دو نامردون کو مار لو شنکر ہو کر افسر اُنکا مارا گیا اہالیان فوج جا پڑے دونون لشکر آپسمین ملگئے تلوار چلنے لگی ہزارون جیر ساحر لڑ رہے ہین مگر سکندر رنے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا فوج قمقام کے پاؤن اُٹھے آپسمین اشارے ہوئے کہ یارو اب کسکے بھروسے پر لڑین مالک مارا گیا علم فوج قلم ہوا نشان بھی نہ باقی رہا تمام لاشے اُٹھوائے لاکر جلائے جلسائے مگر قمقام کا لاشہ لیکر طرف بادشاہ کے چلے سکندر رنے مال و اسباب لُٹوا لیا خزانہ اپنے قبضے مین کیا ملکہ سوسن بھی لڑ بھڑ کر ملین تمام جسم پر خون کے چھینٹے پڑے ہوئے گوئے مارتے مارتے ہاتھ سیاہ ہو گئے ہین تمام فوج والے خوشی خوشی شاہزادے کو دعائین دیتے ہوئے آخرکار اُسی مقام پر اُترے سوسن نے کہا دیکھیے مناسب ہو تو چلیے سکندر رنے کہا ملکہ لڑائی سے مُنھ چھپانا سراسر خلاف ہے ہمارا خود قصد ہے کہ طلسم پر چڑھکر جائین ای ملکہ سوسن کیا تمھارے سامنے کہین قسم ہے خداوند نجر کی اسقدر ناگوار ہے کہ جسکا ذکر زبان پر آ نہین سکتا ہم محجوب ہوئے جنگ مین غالب نہین مغلوب ہوئے ملکہ نسیم و شاہین و گلشن کا قید مین رہجانا اسقدر شاق ہوا کہ قلب پر چھریان چل رہی ہین کہ افسوس اپنے مقام پر نسیم کیا کہتی ہوگی اُنھون نے ہمارے ساتھ بڑی جانبازی کی کئی ملک اُنکے قبضے مین ہین فوج بیشمار وزیر و مشیر و امیر سب خدا نے دیے ہین فقط میری محبت مین وہ نکل آئین کیا مجال کہ جو اُنکے صحرا مین کوئی قدم رکھ سکے شاہین کے ڈنکے بجتے ہین اُنھین کے نام کا سکہ پڑتا ہے مگر فلک دیرینہ آزار تھا کہ جو اُنکے ذہن مین ایسا کچھ آیا فلک نے عجب سامان دکھایا خواہ میری جان رہے یا جائے مین اپنے کو تا بہ قید خانہ پہونچاؤن اگر اُنکو چھڑا دون میرے واسطے عید ہو سوسن نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار حقیقت مین بڑی خطا ہوئی میان جواہر سے پوچھیے تمنے بھی یہی صلاح کی تھی کہ پہلے نسیم و شاہین و گلشن کو رہا کرینگے مگر وقت پر کسی کو نہ یاد آیا اُنکی تقدیر مین ابھی قید ہے وقت رہائی نہ آیا تھا سب کو فراموش ہوا آپ فرماتے ہین ہمارا ابھی یہی قول ہے سکندر رنے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے فرمایا کیون جواہر سیارا گل تو تمھارا کھلایا ہوا ہے سب کچھ دیکھا سُنا مگر افسوس ہے تمنے ایسی غفلت کی میرے تو دل کی یہ کیفیت ہے

نظم

فلک تو سیر تماشا دیکھ لینا کج نگاہی سے
نگاہون کی پریشانی سے آہون کی تباہی سے
دل بیتاب کچھ اُنسے جو کر بیٹھا ہے گستاخی
کرم ہی کو نہین تکلیف ہوتی خار ماہی سے
تڑپ کے کیطرح بھی اُنکو نہ دیکھا ہنسے ہنس دیتے
کہ ہر ذرہ تڑپتا ہو زیادہ رنگ ماہی سے
نگے گوشہ تو کیا زاہد کو ملتی حق ہے زندون کی
کبھی تو آنکھ لگجاتی نسیم صبحگاہی سے
ہمارا سا خدا بیداد گر سے ہے کشمکش کو
ہوئی ثابت نبوت سنگریزون کی گواہی سے
اجل مین آخری شب وقت اپنی روسیاہی کے
کبھی گر آنکھ سیدھی کی کسی بانکے سپاہی سے
جو مرتے وقت وشنے دم اُلجھا نکلا سینے مین
زبان کہتی ہے مجکو بھی نہ رو کو عذر خواہی سے
جسے چاہو دکھا کر دست رنگین قتل کر ڈالو
کبھی سُرخی نہ جھلکی زاہد رنگی روسیاہی سے
کمی کسکی طرف سے پائی جاتی ہے محبت مین
رہا رحمت سے بھی محروم اپنی بیگناہی سے
خزا مین ہی جنون کیا گھٹے نکلوں خانے آوازے
کو سُن لیتا ہے ہر فریاد خروش ہے داد خواہی سے
نہین کچھ پرسش روز جزا کا ڈر حسینو کو
دعا شرمندہ ہے مین عاجز صبحگاہی سے
کسی کی جستجو مین پھر رہے ہین صاف ظاہر ہے
دم آخر نہ پہونچے منزل اول کے راہی سے
کھٹکتی ہے جو دل کی پھانس لکھو مین تباہی
نہو گا خون ثابت جھوٹی شہدیکی گواہی سے
کرس نالہ کی بھبھل خاک پر اپنی ہے عکس افگن
ہم اپنے درد سے پوچھین آپ اپنی گم نگاہی سے
کسی شب تو اثر دار رفتہ میری آہ کا ہو
گلستان اپنی بے برگی سے صحرا بنگیا ہے
سیماب وہ بت خال لب لعلین بھی اول آ
وہان بھی جا کے بت بن جائینگے فضل الٰہی سے

نگار تجھسے دعوی عشق کا ثابت نہین ہوتا
بدل لے کوئی جرم اپنا ہماری بیگناہی سے

مری اک جیب پر بڑھکر سوا ہوگی گریبان سے
جلال انسانکو پیری مین یاد و کیون غفلت ہو

سزا دیتے جو لوگونکو اُنھین دیکھا بگاڑ سے ہم
کہ کھلتی ہی بمشکل آنکھ خواب صبحگاہی سے

ملکہ سوسن گوہر پوش نے کہا اے شہریار اسقدر پریشان نہ ہو جیسے خداوند سنجر نے چاہا تو اور کوئی تدبیر رہائی کی نکل آئیگی اگر حکم ہو تو مین جاؤن رہا کر کے تینون صاحبون کو لاؤن شاخسار پر بڑی خفگی ہوئی ہوگی یہ ملعون قمقام کس واسطے آیا تھا یہی سوچا ہوگا کہ سوسن گوہر پوش کو قبضے مین کرونگا مین آپ کی محبت مین جان دینے پر آمادہ ہون وہ کیا مجھے گرفتار کرتا باخفا جاؤن کسی گوشے مین ٹھہرون جس وقت شاخسار کو غافل پاؤن تینون صاحبون کو لے نکلون کبھی اگر اظہار ہو گیا تو اُس سرحد سے نکلنا مشکل ہوگا رات کا وقت تھا سب غافل تھے اُسوقت آپ کو لیکر نکل آئی ورنہ معرکہ عظیم پڑتا شاخسار تو جان دینے پر آمادہ ہو گی اُسنے روز اول ہی پوچھا تھا کہ آپ کیون ملکدر ہین مین نے تمام الفت کا حیلہ کر کے نالہ باشکر ہو کر مین نے کسی سے راز دل نہین کہا جواہر تو بڑے اُستاد ہین ایس طور سے مجھسے ملے کہ مین نے سب حال کہدیا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر ملازمان قمقام لاشہ قمقام لیے ہوئے جاتے ہین پانچ کوس تک تو یون بھاگے ہوئے آئے یہانتک یہ نہین معلوم ہوا کہ ہم کہان جاتے ہین پانچ کوس پر آکر ایک صحرا مین ٹھہرے منظور ہوا کہ لاش کو درست کرین اب سیدھے طلسم کی طرف چلین چلکے شاہان طلسم سے فریاد کرین کہ اے بادشاہ قمقام مارا گیا نہین معلوم سکندر کی تلوار مین کیا تھا آبنہ خیال کھانا چاہیے اُسکو آئینے مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا یا عروس مرگ سے ہمکنار ہوا ہم لوگ جو لڑے نئے ساحر وہان ملازم ہوئے ہین وہ تو اپنے آقا کے ساتھ لڑے ہم کسکے بھروسے پر لڑتے افسر مارا گیا بے سروپا ہو چلے تھے آخر بھاگ نکلے اب شاہ کسی ہوشیار افسر کو ساتھ کرین چلے میان سکندر کی گردن لے تب بی سوسن کے جی چھوٹ جائین جان و دل سے سکندر پر عاشق ہین لڑائی مین شمشیر زنی دیکھکر خوش ہوتی تھین کہتی تھین میرا شغیر کیا لڑ رہا ہے صحرا سے کچھ بانس کاٹنے ہین چاہتے ہین کہ ارتھی بنائین کہ قریے کی طرف سے ایک ساحر آیا اُسنے جوان ساحرون کو بانس وغیرہ کاٹتے دیکھا ایک لاشہ بھی پڑا تھا چادر ڈھنکی ہوئی ہے کھیان بھنک رہی ہین اُسنے بڑھکر پوچھا یارو تم لوگ کون ہو یہ لاشہ کسکا ہے کس لڑائی مین شکست کھائی کسنے تم لوگون کو مارا اب کہان جلتے ہو اُن لوگون نے کہا یہ لاش قمقام جادو ملازم شاہنشاہ طلسم نور افشان کی ہے بی سوسن گوہر پوش نے یہ آفت برپا کی سب حال مفصل ساحر کے سامنے کہا وہ ساحر نام قمقام کا سنکر رونے لگا کہا یہ تو بڑا غضب ہوا ہمارے راجہ صاحب کا بھائی تھا سالار جادو جو اس قریات کے مالک ہین دو لاکھ روپیہ سال کے مالگزار انپر شاہان طلسم کی بڑی پرورش ہے انکو بھی دشمنون کے مٹانے کی کوشش ہے ہمیشہ اس راہ پر نگہبان رہتے ہین پنڈت نجومی نے مشہور کر دیا کہ اسی سال کے اندر طلسم کشا آئیگا نیا مذہب جاری ہوگا مذہب سامری و جمشید بالکل مٹ جائیگا شوالون مین ساحر رویا کرتے ہین دس دس من کے بت بنائے ہین مین جا کر انکے بھائی کو اطلاع کرون سہام جادو نام ہے کہکر وہ ساحر بھاگا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ قریے کی طرف سے رونے کی آواز آئی آگے آگے ایک ساحر جوان پشت پر خم گنوار گریبان پھاڑے ہوئے چیختا ہوا کہ ارے میرے بھائی کو کسنے مارا اب علاقے کا انتظام کون کریگا

میرے یہان کوئی منتظم نہ رہا اسی کی ذات سے سلطنت کا انتظام ہوتا تھا یہ کہکے لاش پر قمقام کی آکر گرا کہا یارو اسکے جلانے کی تدبیر کرو سہام نے جنگل مین لکڑیون کا انبار کیا ارتھی بنائی کتنے برہمن آ گئے پوتھیان لیکے جاپ کرنے لگے اس دھوم سے لاشہ قمقام کا جلایا ملازمون نے عرض بھی کی کہ ای سہام بد انجام شاہان طلسم بھی لاشہ دیکھ لیتے تو اچھا تھا اسنے کہا کہ مین کیا کسی کی مدد کی امید رکھتا ہون فوج میرے پاس وہ موجود ہی اشارہ کر دون تو ملک کے ملک درہم و برہم کر دین عیار میرا شہلاے قطرہ زن عیار پر فن جو ہمیشہ کہا کرتا ہی کہ مسلمانون پر چڑھ چلیے عمرو عیار سے عیاریان کرون اور کسکی مجال ہی کہ اُس سے سامنا کرسکے اس حوالی مین جتنے اکھاڑے عیارون کے تھے سب کو مٹا دیا چار ہزار عیار خنجر گذار ہر وقت اُسکے ساتھ رہتے ہین خالی بادشاہ سے کیا اطلاع کرون دشمن کا سر لیکر چلون یہ کہکر اسنے تین دن سب کو اُتارا بعد تین دن کے گانون کی گنوار درست کرکے قریے سے نکلا کہتا ہوا یارو تم رخصت ہو جاؤ سب کہتے ہین تو ہمارا مالک ہی راہ شعبدہ بازی کا سالک ہی اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑینگے لاکھ ساحر و غیر ساحر کی جمعیت سے مع شہلاے قطرہ زن کہ شہلا رکاب پر سہام کے ہاتھ رکھے ہوئے طرف صحرا کے چلا شہلا کہتا ہوا راجہ صاحب آپ کو زبان بھی نہ ہلانا پڑیگی مین دشمنون کو گرفتار کر لاؤنگا اگر حکم ہو سر حاضر کرونگا یہان سکندر نے لشکر ساحران بیرون باغ اُتارا ہی جواہر خنجر زن منتظم کاربار رین تھے سے ساحر و غیر ساحر سب مقامات پر تمیع اُن سب کو یہی ولولہ ہی کہ اگر آپ بہرام فلک سے لڑینگے تو ہم لوگ پیچھے نہ ہٹینگے چالیس ہزار ساحر جمع ہو چکے ہین شاہزادہ اندر باغ کے پاس ملکہ کے بارہ دری مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہے کہ جلد یہانسے نکلو دربندون پر چلکر لڑائی پڑے یونہین فتح کرتے ہوئے فوج کی فکر کرین مگر شاہزادہ حیران ہو کر کہتا ہی کہ کیون ملکۂ عالم جب دونون بادشاہ آ پڑینگے بے لوح کے کچھ نہ بن پڑیگا آخر لوح کیونکر ملے ملکہ کہتی ہی صاحب جب ساحرون پر دباؤ پڑیگا خود لوح کا پتہ بتائینگے کہ سامنے سے جواہر خنجر زن آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی شعر تراز افسر اقبال تاج تارک باد + دم زخون نفس عیسوی مبارک باد + شہریار عالم کی عمر دراز رہے قمقام کا بھائی سہام جادو مع ساٹھ ہزار ساحران دیہات کے آ پہونچا لشکر اُسکا مقابلے مین آ گیا بارگاہین درست ہو رہی ہین یہ بھی غلام نے سُنا کہ شہلاے قطرہ زن عیار بڑا دعویٰ رکھتا ہی حضور بیرون باغ تشریف لائین بارگاہ مین داخلہ کرین مین فکر مین شہلا کی جاتا ہون اگر بن پڑتا ہی تو اُسکی مشکین باندھ کر لاتا ہون شاہزادہ تلوار لیکر اُٹھا ملکہ تو یہی چاہتی ہین کہ شاہزادہ ہر وقت میرے پہلو مین بیٹھا رہے شاہزادہ جو اُٹھا ملکہ کے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا ای شہریار حقیقت مین یہ سہام بڑا زبردست ہی اور جواہر شہلا سے اپنے کو بچانا چار ہزار اُسکے شاگرد ہین بڑا بلا کا عیار ہے مجھے سب طرح شکل ہے نظم

آتش ہجر آنچنان تیز ست کہ بچشم من
ہمچو تشبیہات بیجا بود و من میسوختم
وعدہ ہای وصل با اغیار الفامی نمود
بر رخش پروانہ شیدا بود و من میسوختم
جنس حسن او فتاد آخر چو در بازار عشق

جلوہ حسنش بہر جا بود و من میسوختم
از سرم یک نیزہ بالا بود و من میسوختم
عالم آب است شب آتش زدم اندر بزم او
با منش امروز و فردا بود و من میسوختم
بنواے رشک گل گلزار در فصل بہار
ہر کسے سرگرم سودا بود و من میسوختم

داغ عشق او بہ لہا بود و من میسوختم
چہرہ وات را شعلہ کس مبالغت کس لمنشمع
با رقیبان بادہ پیما بود و من میسوختم
بسکہ با زوے تو نسبت داشت شمع انجمن
لالہ آتش زن بصحرا بود و من میسوختم
شاہزادے نے کہا ملکہ گھبراؤ نہین

جواہر اُسکے باپ کو پکڑ لائیگا سوسن نے کہا مجھے آپ کی بڑی ہے کہ آپ کے دشمنون کو گرفتار کر لیجائے آپ
بہت ہوشیار رہیے گا شاہزادہ وہان سے اُٹھا بیرون باغ تشریف لایا اُس بارگاہ مین آکے بیٹھے جسمین
سلطان زرین پوش تخت پر بیٹھے ہین افسر سب جمع ہین شاہزادہ آکر شمکین ہوا ادھر سے جواہر خنجر زن
چلا اُدھر سے شہلائے قطرہ زن آیا ہے یہ اُسکے لشکر مین داخل ہوئے شہلائے قطرہ زن لشکر
سکندر مین آیا ایک ایک سے اُسنے پوچھا مہتر صاحب کہان ہین کسی شاگرد کے منھ سے نکلگیا کہ لشکر غنیم
مین گئے ہین شہلائے قطرہ زن کوئی عیار آیا ہے اُسکی فکر ضرور ہے یہ سُنتے ہی شہلا کنارے آیا یہ تو
یقین ہو چکا ہے کہ جواہر لشکر مین نہین ہے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر جواہر کی شکل بنکر چلا جا بجا
شاگرد موجود ہین ہر ایک نے باشتیاق پوچھا کہیے اُستاد شہلائے قطرہ زن کو دیکھا کیسا عیار ہے ایک ایک
سے کہتا ہوا امروز فردا مین پکڑ لاؤنگا مین تدبیر کر آیا ہون بارگاہ سکندر مین پہونچا سکندر نے
بھی باشتیاق پوچھا کیون بھائی صاحب عیار کو دیکھا اشارے سے کہا چپ رہیے مین تدبیر کر آیا ہون
آپ ذرا اُٹھیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے سکندر اُٹھکر تنہائی کے خیمے مین آئے شہلا نے باتین بنانا شروع کین
کہ آپ رات کو جاگیے گا وہ آج شب کو ضرور آئیگا باتین کرتے کرتے گلابی اُٹھا لی کہا حضور مین ایک
جام پیون سکندر نے کہا بھائی تمھین سب چیزون کا اختیار ہے مجھسے کیون پوچھتے ہو شہلا نے
جام بھر کہا پہلے آپ پیجیے سکندر نے جام پیا بیہوش ہوئے شہلا نے پشتارہ باندھا سراچہ خیمے کا
چاک کیا جدھر سنا تھا اُسی طرف سے نکلا نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا چلا مگر جواہر خنجر زن لشکر مین سہام
کے آیا بارگاہ مین خیمے دیکھکر حیران ہو گیا پھرتا پھرتا ایک سے پوچھا مہتر صاحب کہان ہین اُسنے کہا مہتر صاحب
لشکر دشمن مین گئے ہین جواہر کو پہلو ملا اسی کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے آئے سہام جادو بیٹھا ہوا
بلبلا رہا ہے کہ شہلا نقلی نے آکر سلام کیا سہام نے پوچھا تو نے عیار کو سکندر کے دیکھا کہا حضور ذرا
کنارے آئین تو عرض کرون سر بارگاہ عرض کرنا مناسب وقت نہین ہے دیوار و در ہم گوش دارد
مین یہ چاہتا ہون کہ آپ ذرا کنارے آئین تو مین کچھ عرض کرون مین نے تدبیر بھی کر لی عیار کو
پکڑ لاؤنگا افسر پر بھی دست انداز ہونگا باتین کرتا ہوا سہام کو الگ خیمے مین لایا گلوری کھلا کر اسکو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا اُدھر سے شہلا پشتارہ سکندر لیے ہوئے آتا ہے راہ مین دونون سے
مقابلہ پڑا شہلا نے پکارا کہ کون آتا ہے زنگ کی آواز سے سمجھ گیا جواہر خنجر زن نے کہا تو بتلا کہ تیرا کیا نام
شہلا نے کہا منم شہلائے قطرہ زن پشتارہ سکندر لیے جاتا ہون جواہر نے آواز دی منم
جواہر خنجر زن تمھارے افسر کو پکڑے لیے جاتا ہون دونون نے پشتارے رکھے آپسمین خنجر چلنے لگے
جواہر چاہتا ہے کہ مین آقا کا پشتارہ لون اور سہام کا پشتارہ نہ دون مگر شہلا بلائے روزگار ہے جھپٹنے
کے ساتھ کچھ چل رہا ہے دونون گالیان دے رہے ہین جھوٹ کے ہاتھ چلتے ہین کوئی کسی مقام پر چوٹ
نہین کھاتا قضائے کار مہتمم مردار خوار ایک ساحرہ اسی صحرا مین رہتی ہے واسطے شکار کے نکلی تھی
کہ اُسنے آواز سنی دو شخص لڑ رہے ہین کھڑے ہو کر سب معاملہ سنا کہ دونون عیار ہین آپسمین لڑ رہے ہین
وہ اُسکے آقا کو لایا ہے یہ اُسکے مالک کو پکڑ لایا ہے قضائے کار سکندر کے چہرے سے برقع چادر کا ہٹا آفتاب
عالمتاب جمال کا نگاہ جو مہتمم کی پڑی مرگئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا درخت سے سر ٹکرانے لگی بیساختہ یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

جاتے ہی سوسن کو لاتا ہون فقیر بنکے لشکر مین آیا جواہر کو دیکھا کہ بازار بزازان مین انتظام کر رہا ہی شہلا کنارے آیا دل مین سوچتا ہوا کہ جواہر کی شکل بنکر ملکہ سوسن کو لون ملکہ سوسن اُداس پریشان خدمت سے سلطان کی رخصت ہوکر ایک خیمے مین آکر بیٹھی ہی کنیزون کو ہٹا دیا دل کو غم سے خالی کر رہی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ جواہر نقلی آکر پہونچا عرض کی کیون ملکۂ عالم آپ کیون اسقدر اُداس ہین مین شاہزادے کو ڈھونڈھکر لاؤنگا مین نے پتہ لگایا ہی اسی رات کو تدبیر کرلونگا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے جواہر نظم

سنکے اس بیرحم نے بے اختیار آہ کی
جو مرے گذری بلستی طالع تو سمجھا ہون مین
برگ گل سے بھی ہی رنگت سرخ برگ کاہ کی
خط سبز آیا جو منھ پر کم ہوئی زلف دراز
کشتی مے بھی خبر لینے گئی ہی تھاہ کی
سجدہ کرتا ہی جو بت کو طعن اے زاہد نکر

رہتے ہین عشق و قرن مین اشک آنکھون سے رواں
آسمان نے گنج قارون پر مری تنخواہ کی
چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے
راہ ظلمت میں جس سے خضر نے کوتاہ کی
رات دن ایسا فراق یار مین رہتا ہون مین
یاد ہے ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
دیکھنا مجھو کی ہی صورت آکر کمان ابرو چاہ کی
حسن ارباب فنا دیکھو کہ بس جلنے کے بعد
گرد اڑی اے ماہ جب تیری تجلی گاہ کی
مین ہی کچھ ڈوبا نہین دریائے مے مین ساقیا
ابر مر گیا نہین کچھ بھی ہو گویا جاہ کی

شہلا چاہتا ہی ملکہ جب ہون تو انکو بیہوش کرون وہان جواہر خنجر زن اصلی بازار بزازان مین انتظام کرکے نکلا ہی کہ ایک شاگرد نے کہا اُستاد ابھی تو مین نے آپ کو قریب بارگاہ ملکہ سوسن دیکھا تھا آپ یہان کہان آگئے بس جواہر کا ماتھا ٹھنکا کہا لو یار وغضب ہوا میری شکل بنکر عیار پہونچا یہ کہکر دوڑا اُس وقت آیا کہ شہلا نے اپنا رنگ جمایا ہی ملکہ کے خاصدان پر ہاتھ ڈالا چاہا گلوری نکالون ملکہ کو کھلاکر بیہوش کرون کہ جواہر اصلی پہونچا ملکہ نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ گلوری لون جواہر نے دور ہی سے نعرہ کیا کہ اے ملکۂ عالم گلوری نہ کھائیےگا اسکو پکڑ لیجیے یہ وہی مکار ہی ملکہ نے چاہا سحر کرون شہلا جست کرکے بھاگا راہ مین ایک ساحر نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا اسنے خنجر مارا کہ وہ ساحر مرکر گرا عیار بہت دوڑے مگر اسکی گرد کو نہ پہونچے نہایت طرار و فرار ہی جواہر پلٹا خدمت مین ملکہ کی آیا کہا ملکہ آپ نے دیکھا یہ وہی شہلا تھا مین اسلیے پکارا تھا کہ آپ سحر کرینگی گرفتار ہو جائیگا مگر بڑا طرار و فرار ہی ایک ساحر کو بھی مار گیا ملکہ نے کہا بھیا مقام خوف ہی ہر وقت یہ ملعون اسی فکر مین رہتا ہی جواہر نے کہا اسوقت بڑی چالاکی سے زندہ نکل گیا کسی شاگرد نے گرفتار کیا مین فکر مین نکلتا ہون یہ کہکر جواہر چلا ملکہ خیمے مین آکر بیٹھین چالیس پچاس کنیزین بھی ساتھ ہین جا بجا بیٹھی ہوئی ہین ملکہ اُنسے باتین کر رہی ہین ملکہ اُن سب سے یہی فرما رہی ہین کہ شاہزادے کو خداوند خیر و خوبی سے ملائے میدان کارزار کے وقت آئین تب بن پڑے مگر شہلا بھاگا ہوا جاتا ہی دیکھا سامنے سے ایک دھوبن آتی ہی شہلا نے بڑھکر پوچھا اسوقت تو تم دھوبن کے آئی ہو کسکی کندی کروگی کسکے واسطے کلپ رہی ہو دھوبن نے منہ بنا کر جواب دیا ارے تو کون ہی دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا راہ مین باتین کرتا ہی مین ملکہ سوسن گوہر پوش کی دھوبن ہون اُنکا لباس لیکر چلی ہون مجھسے کچھ خلاف کہیگا تو سوندن مین ڈالدونگی اپنی استری سے کیون نہین ایسی باتین کرتا ہی کیا گھاٹ کریگا یہ جو شہلا نے کہا ہمارے لشکر مین بھی آیا کرو وہ سگوائی اسنے باتین کرتے کرتے نایاب مار دیا دھوبن بیہوش ہوئی شہلا اُسکی شکل بنکر تیار ہوا منکتا ہوا چلا

لشکر میں آیا پہلے کنارے پر جواہر ہی سے ملاقات ہوئی جواہر نے دیکھا ایک دھوبن گوری گوری صورت
ہنستی ہوئی جسنے نگاہ ڈالی اُس پر آواز سے کستی ہوئی کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کی طرف ہنسی کسی کو اشارہ کیا
گھاٹ پر آنا وہیں چڑا کرونگی جواہر نے پکار کر آواز دی بی دھوبن کہاں سے آتی ہو شہلا کا دل
کانپا مگر دل کو مضبوط کرکے جواب دیا ملکہ عالم اُنمین مجھپر خفگی ہوچکی ہی آج تو انعام ملے یہ کہکر آگے بڑھگیا جواہر
نے اپنے شاگردون سے کہا اسوقت اس دھوبن کو دیکھکر میرا دل دھڑکا خدا خیر کرے کچھ فطور ہی قلب
ناصبور ہی یہ کہکے پیچھے پیچھے چلا شہلا دوڑا ہوا ہانپتا ہوا ملکہ کے خیمے میں آیا ملکہ بیٹھی تھین پوچھا کیون
واری مزاج کیسا ہی ملکہ نے آہ کی یہ اشعار زبان سے نکلگئے نظم

دست دل بردار آنگہ دامن جانانہ گیر
عمر شد صرف بت و بتخانہ ای ہندی نژاد
نالہ و سوز جگر را بلبل و پروانہ گیر
کشتہ چون صید صیاد اجل ای بیخبر
این کہن ویرانہ را آخر تو ہم ویرانہ گیر

بہر آب تلخ ساقی منت ساغر مکش
از برای امتحان یکروز راہ خانہ گیر
ور زر و دانش اگر داری خوی فرزانہ
عالمی را در میان دام آب و دانہ گیر

محرم در بزم جانان خویش را بیگانہ گیر
پر ز آب دیدہ کن جامی و چون پیمانہ گیر
شمع دل را بر فروز و سیر باغ لالہ کن
خویش را بیگانہ دان فرزانہ را دیوانہ گیر
فکر آبادی در این ویرانہ مجنون کی

شہلا نے دست بستہ عرض کی واری خیر تو ہی کیا ہوا ملکہ نے کہا کیا
نہین فلک نے ہمکو لوٹ لیا شاہزادے کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی واں بھر ہرکارون نے ڈھونڈھا کہین
پتہ نہین ملا کہا واری خداوند مجھے آپ کو سرسبز کرین باتین کرتا جاتا ہی اُدھر جواہر پشت پر خیمے
کے ٹھہرا اور ایسا سوراخ کرلیا اُسمین سے دیکھ رہا ہی ملکہ سے باتین کرتے کرتے اسنے کہا حضور کنیزون
کو ہٹا دیجیے تو مین عرض کرون مین نے ایک جگہ پتہ پایا ہی ملکہ تو اپنے آپ سے باہر ہی کنیزون کو ہٹا دیا
قریب آکر کہا بتاؤ کہاں پتہ لا شہلا نے کہا یہانسے تین کوس پہ ایک باغ ہی وہاں کا نشان پایا ہی کوئی
ساحرہ اُٹھا کر لیگئی ملکہ نے کہا ہم جواہر کو بلوا دین اُسکو لیکر جاؤ شاید خدا فضل کرے اسنے کہا حضور
گلوری تو کھائیے منہ سوکھا ہو رہا ہی ملکہ نے گلوری نکالی اسنے ہنستے ہنستے چھین لی بیہوشی ڈالکر کھلائی
ملکہ بیہوش ہوکر گری شہلا چاہتا تھا کہ پشتارہ باندھون جواہر نے نعرہ کیا او ماعون کیا کرتا ہی ہم
جواہر خنجر زن پشت پر سے آکے پہونچا را شہلا کا سر زخمی ہوا مگر اسنے زخم کا خیال بھی نہ کیا بیتاب ہوکر
بھاگا جواہر نے آواز دی یارو لینا شہلا ہے قطرہ زن جاتا ہی یہ دھوبن بنا ہوا خود پکارتا ہی کہ
لینا یارو جانے نپائے ہر شخص کے پاس سے چلا جاتا ہی جواہر جب قریب پہونچتا ہی تو کہتا ہی یارو پکڑنا
لیا وہ کہتے ہین وہ بھی تو لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہی تم بھی عیار آگے ہوگا جب جواہر نے دیکھا کہ
شہلا لشکر سے نکلا جواہر بھی برابر سے پہونچا راہ مین جاکے گھیرا سر شہلا کا زخمی ہو چکا تھا الجھ الجھ
کے لڑنے لگا قضائے کار شہلا کے چالیس شاگرد کہ اپنے اُستاد کی تلاش مین نکلے تھے دور سے دیکھا
کہ اُستاد سے اور ایک عیار سے تیغ چل رہی ہی شاگرد وہین سے دوڑے کہتے ہوئے اُستاد نہ گھبرانا ہم
آپہونچے یہ کہکے چالیسون آپڑے اب جواہر اکیلا ان سب سے لڑ رہا ہی مگر اپنی جان سے بیزار جدھر منہ
پھیر اُدھر تیغ پڑ گئی زخم اسکے جسم پر آئے شہلا چاہتا ہی بلوہ کرکے گرفتار کرلون جواہر نے پانچ
سات عیار مار کے ڈالدیے چندر کو زخمی کیا جھپٹ جھپٹ کے تیغے مار رہا ہی اپنے کو بچاتا جاتا ہی گرفتار کا
مہتمم مردار خوار جو شاہزادہ سکندر کو اُٹھا کر لیگئی تھی پہلوسے کوہ مین اسکا باغ تھا اُسمین لاکر

شاہزادے کو رکھا خواہان وصل ہوئی سکندر نے انکار کیا جب کئی دن گذرے مہتم ایک دن
قدمون پر گر پڑی کہا ای جوان تیرے ہجر مین مرتی ہون اب صبر نہین ہو سکتا ای مسیحاے وقت اپنے
بیمار کا علاج کر ایسے عجز و انکسار کے ساتھ کہا کہ سکندر کو کچھ بن نہ پڑا یہ فرمایا کہ ہمارا عیار ہی جواہر
تقریر مین تصویر دکھائی کہا ای مہتم اگر وہ عیار مجھ تک آئے جو کچھ وہ کہیگا وہ قبول کرونگا خلاف اُسکی راے
کے کوئی کام بچپن سے نہین کیا مہتم مردارخوار تلاش مین جواہر خنجر زن کے چلی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
اسوقت اُسنے پہچانا یقین ہوا کہ یہ وہی عیار ہی کہ جسکو سکندر نے بتایا تھا چالیس آدمی اُسکو گھیرے مین
لئے مار رہے ہین یقین ہی کہ گھڑی دو گھڑی مین زخمون مین چور چور ہو کر گر پڑے مگر شعلہ جوالہ ہی کہ
قدم نہین تھمتا جسنے کچھ مارا تڑپ کے اُسکے پاس پہونچا برابر اُسکو جواب دیا مگر اب قوت نہین باقی ہی
لڑکھڑا رہا ہی ہر مرتبہ طرف درختون کے دیکھتا ہی جو اسی مین پکار اُٹھتا ہی کہ یا خداوند مجکو بچائیے
مہتم مردارخوار کو بہت ناگوار ہوا قطع یہ کہ بال سر کے کھڑے ہوئے میلی تہمد کھاروے کی چدریا ننگے
پانون جھومتی ہوئی اور کچھ نہ کیا سامنے چلی آئی آواز دی او نابکارو تم کون ہو جو اس غریب کو مارتے ہو
اب ہاتھ نہ اُٹھانا اُن سبھون نے جو اس بلا کو آتے ہوئے دیکھا بھاگے خوف پیدا ہوا کہین ہمکو کھا نہ جاے
اُنکے بھاگتے ہی جواہر لڑکھڑا کے گر پڑا بیہوش ہو گیا ساحرہ نے آکر جواہر کو اُٹھایا صورت کو دیکھتی ہوئی
دُبلا پتلا نہایت حیران ہی کہ یہ کہان کا آدمی ہی بدن ٹٹولتی ہی کہ نری ہڈیان ہین لیکر باغ مین آئی اور
شاہزادہ سکندر کو اس طور سے روکا ہی بارہ دری مین حصار کر دیا ہی کہ نکل نہ سکین لیے ہوے
جواہر کو آئی شاہزادہ حیران ہو گیا پکار کر کہا ارے میرے یار کو کیا ہوا ساحرہ نے کہا ای شہریار
چالیس آدمی اسکو جنگل مین گھیرے ہوے مارے ڈالتے تھے مین پہونچگئی مجکو دیکھکر سب بھاگ گئے مین
اسکو اُٹھا لائی زخمی بہت ہوا ہی یہ کہکے بارہ دری مین لائی جواہر کی زخم دوزی ہوئی تب جواہر کو
ہوش آیا اپنے آقا کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا سکندر نے اشارون سے سبحال
کہا کہ یہ ساحرہ ہمکو اُٹھا لائی ہی صورت تُنے دیکھی اسی قابل ہی کہ ہم اسکا وصل قبول کرین کسی طرح
نہین مانتی مین نے دم دیکے تمکو بلوایا جواہر نے کہا مین اسکی خدمت کرونگا آپ کے نہ ہونے سے
لشکر مین تلاطم ہی صبح کو مقابلہ ہوگا ملکہ سوسن آپ کے فراق مین ہوش مین نہین ہین خدا انجام
بخیر کرے کہ مہتم مردارخوار آئی جواہر کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگی پوچھا مزاج کیسا ہی جواہر نے
کہا دعا دیا کرتا ہون اور جلدی سے اُٹھ بیٹھا کہا ای ملکۂ عالم یہ بڑے حماقت زدہ ہین آپ ایسی مہربان
کو نہین قبول کرتے مجھے اس واسطے بلوایا مین انکے لشکر کا مولوی ہون مسلمانون کے یہان نکاح ہوتا ہی
ہمارے یہان گوگا پڑھا جاتا ہی بے میرے یہ آپ کو کیونکر قبول کرتے شرع خداوند کے پابند ہین سب
سامان کرو کچھ مٹھائی لاؤ شربت بناؤ مصری کے کوزے ہار پھول تمھارے سر پر سہرا باندھین تم دلہن
بنا مین شاہزادے کو دولہا بنا مین ہم جیتکے وہ پڑھین پس پھر دولہا دلہن آرام کرین ای مہتم ابھی
یہ شخص کمسن ہی نشیب و فراز سے ماہر نہین اپنی راہ پر لگا لینا مہتم نے کہا مین تو جسطرح راضی ہوان
جس طرح یہ کہیگا مجھے انکار نہین یہ کہکے دو وڑی پانچ چار ٹوکرے پھولون کے لاکے رکھدیے کہا مولوی صاحب
لیجیے جواہر نے لیکے رکھے ہار گوندھنے لگا سہرہ وغیرہ تیار کیا مہتم مارے خوشی کے دوڑی گئی مصری کے

کوزے بھی لائی رکھدیے جواہر نے کہا تھوڑے سے نقل لاؤ وہ قاضی کا حق ہی عطر کے بھرے کئی ہزار
قرابے تار یل کے تیل کے لاکر رکھدیے جواہر نے سب اُلٹ پلٹ کردیے ہر چند کہ اپنے خاندان سے آگاہ
نہین ہی تھوڑے دنون شاپور کے ساتھ رہا ہی وہ ہی حرکات جلدی سے پہلے سہرا اپنے باندھا
مہتمم مردار خوار نے پوچھا مولوی صاحب یہ کیا کہا پہلے مولوی ہی دولھا بنتے ہین پھر سکندر کے سر پر
سہرہ باندھا سکندر کہتے ہین ای بھائی ایسا نہو مجھے اسکے پاس لینا پڑے جواہر کہتے ہین یہ تو
نوبت نہ آئیگی شربت بنایا مہتمم مردار خوار نے خود سہرا اپنے سر پر باندھلیا جواہر نے کہا دولھا
نہین دلہنین بولتی نہین یہ کہکے شربت مین بیہوشی ملائی ایک دو جام بھر کے پلائے اُلٹی گھبرا کے
اُٹھی لڑکھڑا کے گری جواہر نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اسکو مار کر جواہر نے کہا جلد چلیے دیکھا تو
مرکب کئی بندھے ہین مال سوداگرون کا لوٹ لوٹ کے بہت جمع کیا ہی جواہر نے وہ سب مال چھکڑون پر
لدوایا ہی پشت مرکب پر سکندر کو سوار کیا جواہر نے پوچھا وہ ہیکل آپ نے کیا کی سکندر نے کہا
اپنے اُتار لی تھی خزانے مین تلاش کیا خزانے مین ہیکل نکلی جواہر نے وہ ہیکل شاہزادے کو پہنادی
گھوڑے پر سوار کرکے لیچلا اسباب چھکڑون پر لدوایا حکم دیدیا عقب مین چھکڑون کو لیکر آنا شاہزادے
کو اب لیکر چلا یہان دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو سہام جادو لشکر لیکر
میدان مین آیا ادھر سے ملکہ سوسن گوہر پوش گئی عیارون نے سہام کو خبر دی ہی کہ سکندر و جواہر کو
کوئی اُٹھا کر لیگیا ہی فقط سوسن گوہر پوش و سلطان باقی ہین مین نے چاہا تھا کہ سوسن کو آج
گرفتار کرون مگر جواہر وقت پر پہونچگیا اب آج میدان مین مجھ بھیجیے گا آپ کے بھائی کی معشوقہ سے
آپ قبضے مین بھیجیے ملکہ سوسن گوہر پوش نے سلطان زرین پوش کو تخت پر سوار کیا لشکر
لیکر میدان مین آئین مگر اُداس پریشان سلطان کو بھی انتشار فرماتے ہین ای سوسن ہمارے
فرزند کا پتہ نہ ملا کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ اُس شیر بیشہ جرأت پہ کیا گذری ملکہ نے کہا ای شہریار
دھوبن کی شکل بنکے شہلا سے قطرہ زن آیا تھا مجکو اُسنے بیہوش کیا جواہر نعرہ کرکے آیا شہلا
بھاگا یہ اُسکے تعقب مین گیا ابھی تک پلٹکر نہین آیا شاگردون سے پوچھا وہ بھی کہتے ہین نہین
معلوم اُستاد پر کیا گذری دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی لشکر آراستہ ہوے نقیبون نے نقابت کی کوکبت
کر کا کہکر ہے سہام جادو کا سپہ سالار مشروط جادو نہایت ساحر زبردست ہی اسنے اپنا گینڈا
بڑھایا سہام سے اجازت لی سہام نے کہا بھتیجی ای مشروط تم میدان مین نہ جاؤ مین خود جاکر
قیامتین برپا کرونگا مشروط نے نہ مانا ہیزم آتشین پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا للکار کر آواز دی
ای ملکہ سوسن اقبال شاہنشاہی کی تاثیر دیکھی کہ سکندر و جواہر غائب ہوے کسی نے اُنکو پکڑکر
مارڈالا اب وہ زندہ نہ ملینگے سوسن نے چپکے سے کہا خاک اس ملعون کے دہن مین مین نے صبح ہوتے
خواب مین دیکھا کہ سردار عیار دونون ساتھ ہین باآبرو آئے ہین مشروط نے آواز دی جسکا جی
چاہے میرے مقابلے مین آئے ملکہ سوسن نے خود قصد کیا تھا کہ مقابلے کو جاؤن برگ جادو کنیز صف
سے نکلی کہا حضور آپ تامل کرین لونڈی اسکو تنکے چنوادیگی کیا مین اب اسکو زندہ جانے دیتی ہون
ملکہ نے کہا اچھا خداوند شمجر کی عنایت سے جاکر مقابلہ کرو برگ جادو سامنے مشروط کے پہونچی اُسنے

گو دکھا رہا ہے کہ یہ ثمر حاصل ہوا کہ سحر کرکے کوے کو باطل کر دیا دو چار سحر آتشین زرد و قرمز جسکے ساتھ ہوتے مشروط نے غصے مین ان ابی کا رو وال اور بکار دجبول سے نکال خون مین اُس کار دکو نہلا یا مثل برق کے چھری چلنے لگی یا سامری جمشید لیکر وہ کارد برگ کے اوپر پھینکا ماری برگ نے آخر سحر پڑھکے دکھین مین گار ہو ہوا جنبش آ آ سینہ بے کینہ پر پڑی مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذری برگ جان بحق تسلیم ہوا اسی طرح پانچ سات کنیزان ملکہ کی اُسکے ہاتھ سے مشروط کے قتل ہوئین گھبا کے وہ ہر کا بیت بر سوسن کو نہایت غصہ ہو کر لی کنیز خواب جان سے نہین ہاتی مشروط مبارز طلبی کر رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے اب ملکہ مت کو تکلیف ہوگی مین خود وہین آونگا ایک دم بھر مین سارے لشکر کو مٹا دونگا مین نے قہر و قام کی آنکھین دیکھی تھین اور یہ تو میرے لڑکے ہین ہر شے تعلیم کیا کرتے ہین انکا سحر قیامت ہے ملکہ سوسن نے اُس سے کہا ذرین پایۂ تخت سلطان کو تھاما کہا والد نامدار اپنی کنیز کو اجازت دیجیے سلطان کا پریشان ہونا اور ساحر جو کھڑے ہین اُنکی جانب دیکھنا مگر مشروط کے سحر دیکھکر کسی کا حوصلہ نہین پڑتا مشروط نے سحر کرکے اپنے گھوڑے کو بشکل شیر بنایا ہے وہ شیر ڈکار رہا ہے مشروط لاف و گزاف مار رہا ہے اور کہتا ہے ای ملکہ سوسن خیر جو کچھ تمنے کیا وہ سب اچھا کیا بدلا اُسکا ملیگا سوسن نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا اسے بیتابی مین منھ سے نکلا یا قطعہ

تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک
بر آستان تو دارند میل دربانے
اگر حال خستہ دلان را تو خوب میدانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن

مشروط نے قصد کیا کہ بزور آئین اُترا کر لشکر پر سوسن کے جا پڑے دفعۃً صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے ملکہ سوسن گوہر پوش بھی دیکھنے لگی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم بصد شوکت و حشم رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جواہر خنجر زن حیار پر ان لشکرون میں ظاہر ہوا آخر وقت ہے مشروط بلبلا یا ہوا تھا شاہزادہ گھوڑے کو اڑا کر میدان کارزار مین سامنے مشروط کے آیا جواہر الگ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ شاہزادہ تکاور زرین پر چھ سات قدم اسکا ہنر آتشین ہے مگر گھوڑا شاہزادے کا بدلگامی کرنے لگا اب جو شیر نے دھر دو کا مارا گھوڑا ایک مقام پر نہین ٹھہرتا طرارے بھر رہا ہے چاہتا ہے راکب کو پھینک کر نکلجاؤن ہر چند شاہزادہ بڑی جماتا ہے مرکب کو چمکا کر ٹھہراتا ہے مرکب قرار نہین پکڑتا ہے یہین ہو رہا ہے مشروط نے سحر بھی کیا ماغ کے وانے پھینک رہا ہے گھوڑا شاہزادے کو لیکر پیچھے ہٹا غصے مین بڑی جمالی گھوڑے نے چاہا شاہزادے کو درخت سے رگڑون لاچار ہو کر شاہزادہ کود پڑا گھوڑا تو ایک جانب بھاگا مشروط نے تلوار کھینچ لی مین تلوار کے لیا چاہا ہاتھ تلوار کا مارے شاہزادے نے قصد کیا کہ اپنے کو بچاؤن اُسنے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر شاہزادے کا کسی قدر زخمی ہوا زخم کھا کر جیسے شیر بپھرتا ہے جھپٹ کر قصد کیا کہ زیر شکم شیر جاؤن مع شیر اسکو اٹھا لون شیر نے دونون پنجے شیر جبنہ جرأت پر مارے سکندر نے کلائیان پکڑ کے ایک گھونسا مار کر شیر کا سر جھٹکایا مشروط نے جو شاہزادے کو بیدل پایا سحر کرتا ہوا لپٹ پڑا اسکندر کے گلے مین ہیکل ہے ملکہ سوسن بھی نگہداشت کر رہی ہین جان اُڑائے ہوئے دفع سحر مشروط کر رہی ہین شاہزادے سے داؤن پیچ ہونے لگے سحر جو اُسنے کیا ہے زرہ اُسکی دیکھ رہی ہو شاہزادے نے ہیکل کو جنبش دی زرہ سرد ہوئی اتو سکندر نے دو ٹرے دو چار پیچ جو کرتے باندھے مشروط ایسا گھبرایا کہ سحر کو بھولا چاہتا ہے پیچ باندھون سکندر نے دونون مونڈھے پکڑ کر کہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے کہ زنجیر مین ہاتھ ڈالکر

زور کیا چلے زور [illegible] دوسرے زور مین تا بہ سینہ اندر دونون کا زور برابر ہو گئے اس خود سر کو سر سے
بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مار چاہا اُسنے تڑپ کر تلوون کلوا بھیر ان نار سنگ کو بلاتا ہے مگر قلب متعرا تا ہے
شاہزادہ مثل شیر غضبناک نہ بست کرتے چھاتی پر سوار ہو اکندہ زانو دبا کر فرمایا او مشرو طاب بھی
شرط ہے گر ساماں ری جمشید پر لعنت کر مذہب سہ برتبول کر اگر مذہب خداوند تجھے قبول کرے پیا لگا
اُسنے کچھ جواب سخت دیا سنکر شہزادہ نے سر اُٹھا لیا اُس کے دونون ہاتھوں سے تھا ایک پاؤن دونون
پاؤن سے دبا یا جھٹکا دیکر چلنے جنگ مین نہ ہوگا نامے سے تا بہ ناف دو سرے جھٹکے مین چیر کر پھینکا مارنے سے
مشرو طے میدان مین اندھیرا ہو گیا آواز مین مہیب آنے لگین آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام مین شرو طجادو
بود سہام نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین حکم دیا اس جوان نے لشکر کا چراغ گل کر دیا خانہ دل غم و الم
سے بھر دیا گھیر کر اسکو سب ساحر دوڑ پڑے سہام سحر کرتا ہوا چلا جوا بسرنے دوسرا لشکر اُٹھوا ہو بجایا ادھر
ملکہ سوسن گوہر پوش نے حکم دیا کہ یارو اپنے آقا کو بچاؤ دونون لشکر لگے سہام نے کئی سحر سلکند رہے
ایسے کہ اور کئی سو ساحر کے سر پھٹ گئے زمین شق ہو گئی بہت سے ساحر غرق زمین ہوئے مگر شاہزادہ
مثل برق گھوڑے کو چمکا کے نکلا ہوا سر بھی کچھ سپر لیکر پشت پر شاہزادے کے آیا سوسن گوہر پوش
ستارہ سحری بنکر چمکی جسپر سحر کیا سر کٹکر گرا ابھی شاخ نخل سے زمین پر آئی گاتی بندھی ہوئی سینے پر انجا
پھولون کے گجرے ہاتھون مین بندھے ہوئے جھپکا موتیے کا آراستہ حسن مین بمثال ابرو رشک ہلال
جسپر نگاہ ڈالدی بیتاب ہو گیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

دل قابل محبت جانان نہین رہا
وہ ولولہ وہ جوش و طغیان نہین رہا
ٹھنڈا ہوا ہے گرم جوشی افسردگی سے دل
کیا اثر کہ نالہ و افغان نہین رہا
کرتے ہین اپنے زخم جگر کو رفو ہم آپ
کچھ بھی خیال جنبش مژگان نہین رہا
غش ہین کہ بیہ باغ ہین گل پیرہن منظ
ازبس دماغ عطر گریبان نہین رہا
آنکھین ملین شوخ نظر کیونکہ اب کہ مین
مفتون لطف نرگس فتان نہین رہا
ناکامیون کا گاہ گلہ گاہ شکر ہے
شوق وصال و صدمہ ہجران نہین رہا
پھرتے ہین کیسے پردہ نشینون سے منہ چھپائے
رسوا ہوئے کہ اب غم پنہان نہین رہا
آسیب چشم قہر پری طلعتان نہین
اے انس اک نظر کہ مین انسان نہین رہا
بیکاری امید سے فرصت ہے راتدن
وہ کاروبار حسرت و حرمان نہین رہا
لے سیر دشت وادیہ لگنے لگا ہے جی
اور اس خراب گھر مین کہ ویران نہین رہا
کیا تلخ کامیون نے لب زخم سے دیے
وہ شور اشتیاق نمکدان نہین رہا
بے اعتبار ہو گئے ہم ترک عشق سے
ازبسکہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا
نیند آئی ہے فسانہ گیسو و زلف سے
نہ وہم و گمان خواب پریشان نہین رہا
کس کام کے رہے جو کسی سے رہا نہ کام
سر ہے مگر غرور کا سامان نہین رہا
مومن یہ لاف الفت تقوی ہے کیون ہمین
دلی مین کوئی دشمن ایمان نہین رہا

رسالدار نے آہ کا نعرہ کیا کہ میدان
نے کہا ہم عاشق ہین ملکہ سے پھر کچھ اشارہ کر دیا کچھ ماش کے دانے بھی پھینکے پلٹنون اور رسالون مین تلوار
چلنے لگی ملکہ ہاتھ اُٹھا کے تعریفین کرتی ہین فرماتی ہین ای عاشقان صادق کیا کہنا جانبازی اسی کا نام
ہے عاشقان ثابت قدم ایسے ہی ہوتے ہین اپنی جان کو دیتے ہین جون جون ملکہ ایسے کلمات فرماتی ہین
ساحرون کا جوش بڑھتا جاتا ہے ایک نے ایک کو ٹوکا بھائی پر بھائی جا پڑا باپ نے بیٹے کو مارا پھر اُسکی
لاش پر فقیر ہو کر بیٹھا ای فرزند نوجوان اپنا داغ ہمکو دیئے ہر طرف یہی ہنگامہ ہے سہام نے جو یہ معرکہ دیکھا
سحر سب کے اُتارتا پھرتا ہے ایک طرف گوڑ مارا اُنکے سحر اُتارے پانچ سو اور بلبلا گئے بعض عاشق ہو کر تڑپنے لگا

شعر عاشقانہ پڑھتے ہین کوئی کہتا ہی مین تو ان گورے گورے گالون پر مرتا ہون ایک کہتا ہی مین عاشق قد محبوب ہون ایک کہتا ہی کہ کیا چال ہی ایک کہتا ہی انکھڑیون نے مارا آنکھین کا ہے کو نرگس شہلا ہین دیکھو کیا گردش کر رہی ہین پتلیان تماشا دکھاتی ہین ایک کہتا ہی سینے کا ابھار دیکھو اشعار

وہ سینہ حسینون کے مد نظر	کہ ابھرے ہوئے دو تھے جس پر ثمر
ہاتھ آئین کبھی جو عاشق کے	تو لگا لین دو اپنے سینے سے

سارے میدان مین عاشقون کا جماؤ ہی سہام خود دیوانہ ہو گیا برق شمشیر سا مند رجھلک رہی ہی مین گرمی جنگ مین شہلا نے جواہر خنجر زن کو لڑتے ہوئے دیکھا للکارا او ناعیار کہان جاتا ہی شاگرد بھی اسکے دوڑے جواہر نے بھی اپنے شاگردون کو اشارہ کیا اسکے شاگرد کم سنے نئے شاگرد فنون عیاری سے بالکل ماہر نہین لڑنے کا حال کبھی دیکھا نہین مگر اُستاد کے حکم سے جا پڑے جواہر نے صفین باندھین پہلے ہی حقہ آتشبازی مارا شہلا نے کہا یارو بچنا شاگردان شہلا نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے سینہ سپر ہو کے جنگ مین لڑے تین سو نے پانچ سو شاگرد شہلا کے مار لیے شہلا سر پیٹتا ہی کہ یارو تم بہت ہو وہ کم ہین گھیر کر مار لو مگر دنا دن ناوک نا جو حقہ ہاے آتشبازی کا ہوا سارا میدان دھوان دھار ہو گیا اندھیرے مین جواہر شہلا کے قریب پہونچا تھا قصد کیا کر نیمچہ مارے ان اس خود سر کا سر اُڑ جاے مگر ہوا نے دھوئین کو ہٹا دیا روشنی ہوئی شہلا پلٹ پڑا تلوار چلنے لگی سہام نے جو دیکھا کہ عیار بہت سے مارے گئے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین شہلا بھاگتا پھرتا ہی شاگرد بھی بدحواس ہین یہ للکار کر چلا پکار کر آواز دی شہلا نہ گھبرانا مین آ پہونچا چن چن کر عیارون کو مارو تاکا جواہر نے بڑے داغ دیے ہین یہ کمکے گولہ مار دیا جواہر کے پانون زمین نے تھا لیے بارہ چودہ شاگردون کے سر اُڑ گئے پکار کر سہام نے آواز دی ای شہلا مین نے عیار کو بیکار کیا بڑھکر سر کاٹ لے ہاتھ پانون اُسکے قابو مین نہین ہین شہلا نیمچہ کھینچکر چلا شاگرد جانبازی کرنے لگے اپنی جان دیتے ہین مگر کسی کو اُستاد تک اپنے نہین آنے دیتے چالیس پچاس شاگردون نے جان دی ایک شاگرد نے آواز دی ای ملکہ سوسن سہام نے سحر کیا اُستاد کے پانون زمین نے تھا لیے سوسن یہ سنتے ہی پلٹی اب جو دیکھا تو عجب قیامت ہی چالیس پچاس عیارون کے سر کٹے ہوے گرد جواہر کے پڑے ہین جواہر خاموش شاگرد لڑ رہے ہین سہام دور سے گینڈا بڑھا کر چلا ہی آواز دی ای شہلا تجھسے کچھ نہ ہو سکیگا نابدولت خود آتے ہین اپنے ہاتھ سے اس مکار کا سر کاٹینگے ارے مین نے سحر سے بیکار کر دیا اب بھی تو سر کاٹ نہین سکتا کیا اس سر سے تو آگاہ نہین بالکل بیکار ہی سوسن نے للکارا او نامرد عیار پر کیا بھگے جاتا ہی ایک رسالدار کی جو شامت آئی پہلو سے نکلکر آواز دی ای جان جہان وای تسکین دل عاشقان ذرا ادھر نگاہ اُٹھاؤ سوسن نے مسکرا کر کہا آئیے تشریف لائیے یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا برق چمککر اسپر گری مگر یہ ٹھیرا رہا برق فقط گرد پھری اور پھر بلند ہو گئی اب سب لوگون نے دیکھا رسالدار کی آنکھین غلہ سی نکل آئین چہرے پر آثار وحشت کلیجے پر ہاتھ چہرہ زرد ہو گیا آہ سرد پکارتے ہوے ارے صاحب پھر ادھر دیکھو اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کسی کے پوچھ لینا تھا انھین کس لئے ہین بیٹھے ہین	اشارے بھی ہین تیغ ناز کے بسمل ہین بیٹھے ہین	بہت بیچین ہے خاطر بسمل ہین بیٹھے ہین
کسی پر باز خود رفتگی ہونے نہین دیتے	فرشتے کی طرح ہم یار کی محفل مین بیٹھے ہین	کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل مین بیٹھے ہین
کہ آنکھ نہین ملتے ہیں ہونٹ دلمین بیٹھے ہین	جلال آگر طریق عشق مین بہکا نہ دے کوئی	ہمارے تملے مین تاب ہی بھولی ہوئی کوئی
		اُدھر مڑ کر بھی تکتا خضر جس منزل مین بیٹھے ہین

پلٹ کے فرمایا رسالدار صاحب بہت نہ گھبراؤ تم رسالدار ہوا تبھو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ذرا تلوار تو کھینچو
اُسنے تلوار کھینچی کہا دیکھو غفلت نہ کھینچنا دل پر قبضہ رہے قلب جمانا ہے تلوار کو گلے پر رکھو موت کا مزہ چکھو
رسالدار نے بہت خوب کہکے تلوار گلے پر رکھ لی ملکہ نے کہا اُٹھا ٹ سے کھینچلو جرأت کا جوہر دکھاؤ اُسنے
تلوار کھینچلی سر کٹکے دھڑ سے زمین پر گرا سہام نے جو یہ معرکہ آنکھوں سے دیکھا للکارا او سوسن جو
ساحر کو مارا ذرا مجھسے تو آنکھ ملاؤ سوسن سے اور سہام سے مقابلہ پڑا سحر ہونے لگے کئی سحر کے بعد سہام نے
برق چمکائی وہ برق سر پر ملکہ سوسن کے گری سر سوسن کا زخمی ہوا سر سے خون جاری ہوا ثابت ہوا ہلال آسمان
پردہ شفق مین پنہان ہوا اُسکے سحر کا امتحان ہوا ملکہ زخم کھا کر گرین کہ شاہزادہ سکندر کی نگاہ پڑی کہ
ملکہ کا سر زخمی ہوا سہام چاہتا ہی بڑھکر سر کاٹ لون سکندر کا کلیجہ منھ کو آگیا آنکھوں سے قطرات
خون ٹپکے دہن سے نعرہ کیا او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد خبردار زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اُسنے گولہ
مارا یہ تصور کرکے کہ سکندر زر تمامے گھوڑا قدم نہ اُٹھائے مگر ہیکل کو جنبش ہوئی سحر کے رد ہونے کی کوشش
ہوئی اُسنے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہی گھوڑا بد لگامی نہین کرتا ہی یہ جوان نہین رکتا میرے برابر آجائیگا لیا اس سے
مقابلہ پڑیگا سحر کیون نہین تاثیر کرتا کیا سامری و جمشید کے نام کی تاثیر مٹ گئی پیچھے ہٹا دل مین یہ سوچا
کہ یہ تو مین سمجھ لون کہ یہ جوان کس بھروسے پر بڑھتا چلا آتا ہی سحر اُسکے پاس سے اُٹھ جاتا ہی پیچھے ہٹکے نخل کے
سائے مین آیا جھولی پر ہاتھ ڈالکے ایک پتلی سنہری نکالی اُسکو زمین پر رکھا رکھکے ہاتھ باندھکے اُسکے سامنے
کھڑا ہوا آواز دی اے شبیہ سامری کیا سبب ہی جو سکندر پر سحر تاثیر نہین کرتا پتلی نے آواز دی اے
سہام جادو تو سالہا سال سے میری پوجا کرتا ہی شراب سے میرا پیٹ بھرتا ہی اصل یہ ہی کہ سوسن گوہر پوش
نے انتہائی مشقت کرکے ایک ہیکل بنائی ہی اُسکی وجہ سے کوئی سحر تاثیر نہین کرتا جوان خوش رو ہی وہی ہیکل
زیب گلو ہی تو کیون بیدل ہوا سی ہے اسکو کل ہی پہلے اسکو مٹا وہ سحر کر کہ ہیکل کا سحر مٹے تب تیرا سحر تاثیر کرے
سکندر نے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین سہام جادو کھڑا ہوا بڑبڑا رہا ہی ظاہر ہوتا ہی کوئی سحر
تیار کر رہا ہی مرکب کو چمکایا اُسکی طرف چلے سوسن گوہر پوش نے چہرے کا خون پونچھا دوپٹہ پھاڑکر
زخم کو باندھا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی دیکھو میرا زخمی ہونا شاہزادے کو کیسا ناگوار ہوا
کہ کس جوش وخروش مین شاہزادہ جاتا ہی چاہتا ہی جاکر سہام کو قتل کرون کنیزین کہتی ہین بی بی
آپ بڑی صاحب نصیب ہین عجب شیر سے رسم ہوا جری بہادر صف شکن حسین و جمیل اسوقت کیا غصہ
ہو دیکھیے لاشون کے انبار کر دیے اب سہام کی فکر مین جاتے ہین ملکہ سوسن بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین
قریب جو آیا اُسپر سحر کیا کوئی دیوانہ ہوا کوئی گلا کاٹ کے مرا کوئی چیختا پھرتا ہی کوئی لڑکھڑا کے منھ کے
بھل گرتا ہی کہ ایک پنجہ گرا شاہزادے کی پلک جھپکی وہ پنجہ اُٹھا کے چلا سوسن کی بھی پلک جھپک گئی
اب جو آنکھ کھلی دیکھا گھوڑا شاہزادے کا کوتل کھڑا ہی جواہر کھڑا رو رہا ہی کہتا ہی کوئی آقا کو اُٹھا لیگیا
مگر پنجے نے جو کہ دبایا شاہزادے کو لے اُڑا پہلے تو آنکھ بند ہو گئی جب کوئی دو چار گز بلند ہوئے ہوا کا
فراٹا لگا آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحرہ کہن سال منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سر لٹا ہوا جھریان
پیشانی پر کتاب عمر کی سطرین ہین کمر کا خم کمان کہ ہمیشہ تیر تدبیر نشانے پہ پہنچتا ہی خطا نہین کرتا ہی
واضح ہو کہ مقہور جادو اسکا نام ہی خرا جگڑ از سحر العجائب و مصر الغرائب کی ہی ایک دن دربار

انکے بیٹھی تھی کہ یہی سب ذکر ہوے کہ ایرج نے کئی ملک فتح کیے نور الدہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے یہ
شاہزادے کمسن انھون نے وہ شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوتی
جس معرکے مین لڑے علم سر و قد تعظیم کو کھڑے ہوگئے تماشے سر پیٹتے تھے چنانچہ کف افسوس ملنے سحر العجائب
نے کہا ایک ساحر ہماری جانب سے جائے جس مقام پر ان آدمی کو دیکھے پکڑ لائے تو یہ مقہور نکلی جہاں جانب پھری
اڑی ہوئی جاتی تھی نگاہ پڑی جمال جہان آرا اسکندر زرین پوش زرین علم پر کہ ایک جوان خوش جمال رستم
شوکت اسفندیار ہیبت سہراب جلالت حاتم سخاوت لڑتا بھڑتا جاتا ہے مقہور دیکھکر مرگئی کہ اس جوان شکیل کو
لیجاؤن تنہائی مین لیکے بٹھاؤن اسکے قدمون کو بوسہ دون گرتک کر گری پشت مرکب سے اٹھا لیا شاہزادے
کی آنکھ کھلی دیکھا یہ بڑھیا مجکو لیے جاتی ہے داہنا ہاتھ بڑھا کے چٹیا پکڑی رکھکے جو جھٹکا مارا ہیکل بھی چمکی
تھا ہا سحر کرون زبان بند ہوئی دھم سے زمین پر گری اب سب نے دیکھا کہ ایک بڑھیا آنکھ سے کانی پیر فلک
ہے نانی ساری جو اڑ گئی ایک کملی کا ٹکڑا نظر آیا شاہزادے نے ایک گھونسہ مارا سر بڑھیا کا چٹکیا آواز آئی
کشتی مرا نام من مقہور جادو بود قضائے کار سحر العجائب و مصر الغرائب دربار مین بیٹھے ہین مقہور کو
برائے گشت بھیجا تھا اسکے ہاتھ کا گلدستہ بنا ہوا میز پر رکھا تھا وہ گلدستہ جلا سحر العجائب نے کہا ارے
یارو کسی نے مقہور جادو کو مارا لوگون نے کہا حضور دریافت کرین کسنے قتل کیا تخت کی پشت پر ایک دروازہ
بند تھا سحر العجائب نے کنجی ازار بند سے کھول وہ قفل جھڑ سے کھولا ادھر لگی دروازہ بھی کھلا سب نے
دیکھا کہ ایک آئینہ رکھا ہے اسپر ایک گرد پوش زربفتی پڑا ہے سحر العجائب نے گرد پوش ہٹایا پکار کر آواز دی
اے صورت برائے روح سامری حال معلوم ہو کہ مقہور کو کسنے مارا وہ تو ساحرہ زبردست تھی سب نے
دیکھا پہلے تو آئینے پر غبار چھایا بعد تھوڑی دیر کے ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا پنجے مین سفید رومال تھا اس
پنجے نے دستگیری کی غبار کو پاک کیا اب سب نے دیکھا ایک میدان وسیع مین ہزارہا لاشہ پڑا ہوا ہے
ایک ساحر تصویر سامری سے باتین کر رہا ہے ایک جوان خوش جمال پشت مرکب پر اسکو مقہور اٹھا
کے چلی اسنے بلند ہو کر چٹیا پکڑی زمین پر گرا کے مار ڈالا سحر العجائب نے کہا یارو دیکھا تمنے یہ جوان
خوشرو کون ہے ایک واقف کار نے کہا اسکندر زرین پوش زرین علم صاحب شوکت و حشم جسکو چرا کر
بی سوسن لیگئین وہ سامنے دیکھیے بی سوسن زخمدار کھڑی ہین شاہزادہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا سہام کم
پر جا پڑا حضور سمجھے یہ سہام جادو کون ہے قمقام جادو کا بھائی ہے معلوم ہوتا ہے قمقام مارا گیا اپنے بھائی
کے خون کا بدلا لینے آیا ہے مگر دیکھیے بھاگتا پھرتا ہے سوسن نے جی چھوڑ دیا وہ بھاگا چاہتا ہے فوج کے بھی جی
چھوٹ چلے وہ دیکھیے سکندر نے علم فوج قلم کیا سکندر کے سب معاملات آئینہ مین سرکار معائنہ
کرین سحر العجائب نے کہا سچ ہے اب مین سمجھا کوئی پہلوان ایسا ہے کہ جا کر سہام کی شراکت کرے
اسی واقف کار نے کہا آپ کا طلسم بہت وسیع ہے جس مقام پر لڑائی ہو رہی ہے دو کوس وہانسے ہٹکر ایک
بیشہ ہے کہ اسکو بیشۂ شیران کہتے ہین سابق مین وہان شیر رہتے تھے شبدیز سیہ پوش شیر گیر وہان
جا کے ساکن ہوا سب شیرون کو اسنے مار کے ڈالدیا اب وہان حکومت کرتا ہے اسکے نام سے بڑے بڑے
پہلوان کانپتے ہین شبدیز سیہ پوش شیر گیر کو لکھ بھیجیے کہ سکندر کی مشکین باندھکر روانہ کرے یہ لڑکا
اسکے تن و توش کو دیکھکر گھبرا جائیگا وہ دو گھڑی مین مشکین باندھ لیگا آپ کے پاس روانہ کریگا سوسن کے

واسطے اِدہر قریب ایک قلعہ ہی سلیم جادو وہان رہتی ہی بلا کی ساحرہ ہی اُسکو بھی لکھیے اگر بی سوسن ارشاد کرینگی
سلیم جادو سوسن کو پکڑ کے بھیجدینگی دونون بھائیون نے اُسی وقت نامے لکھے دونون کے پاس
نامے پہونچے سلیم جادو و شبدیز سیہ پوش شیر گیر چلے راہ مین سلیم سے ملاقات ہوئی شبدیز نے کہا ای
سلیم تمکو ہمارے ساتھ چلنے کا حکم ہوا ہی سلیم نے کہا مجکو بھی فرمان شاہنشاہی پہونچا ای پہلوان دوران
گرشاسپ جہان مجھے حکم ہی کہ بی سوسن کی مشکلین باندھکر روانہ کرو شبدیز نے کہا مین سکندر کو زیر زر
اُسکے کو لڑکے پکڑ دون ایک پیچ باندھون تو عمر بھر تو ڑنہ ہو سکے یہ دونون چلے ہین یہان سکندر علم فوج
قلم کرکے برابر سہام کے پہونچے اُسنے سحر کیا تا غیر نہوئی سکندر گھوڑے پرسے کود پڑے اُسنے تیغہ اُٹھا
سکندر نے بڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سہام کا سر اُڑ گیا ایسا اندھیرا
ہوا کہ تمام میدان تاریک ہوگیا آوازین عجب آئین سنگ برسے کئی فرسنگ تک درخت گرے آواز آئی
کُشتی مرا نام من سہام جادو بود لشکر نے شکست کھائی سب ساحر لاشہ لیکر بھاگے سوسن نے بڑھکے سحر کیے
بارہ ہزار جادوگر قتل کیے مال و اسباب لوٹلیا بفتح و فیروزی اُسی صحرا مین اُترے بارگاہ زرنگار استادہ ہوئی
ملکہ سوسن کی زخمہ وزی کی بارگاہ مین آکر بیٹھے جلسہ آراستہ ہوا ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم گلزار
سامنے آکر بیٹھی بیچین و بیقرار دیکھتی ہی کہ سامنے دونون عاشق و معشوق بیٹھے ہین یہ غزل گانے لگی نظم

حبیب رُست لائق لطف و کرم نہین
اختار ہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
غیرت کی جا ہی رام نزاکت ہوا وہ شوخ
وہ شوخ جانتا ہون کہ ثابت قدم نہین
کس بوالہوس کے حال پہ زیادہ لطف ہی
مجھکو خیال بھی ترے سر کی قسم نہین
نام وصال لینے سے ہوتا ہی مضطرب
سچ ہی کہ مجھ مین طاقت جور و ستم نہین
مومن سوے حرم ہی نگاہ بے فلک کیون

ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہین
سیدھا نکر دیا ہی مرے ذوق قتل نے
وحشت کا جوش کیونکہ نہو مجھے رم نہین
فریاد و نالہ ہاے عزا بار پر اُنھین
خار مژہ مین اب خلشین دم بدم نہین
ہون آب آب اُف رے نگہ ہاے گرم گرم
کیونکر کہون اُسے مرے مرنے کا غم نہین
عاشق کشی ہی شیوہ اگر بوالہوس سہی
کیا اس زمین مین قافیہ بیت الصنم نہین

منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
قاتل کے آگے گردن اغیار خم نہین
کیا خوش ہون کوے غیر مین گر نقش پا نہو
آیا ہی رحم کب کہ ذرا مجھ مین دم نہین
بے جرم پائمال عدو کیا کیا
اُس توسن کے سامنے آنکھین نم نہین
ناصح کہا تسلک تری باتین اُٹھا سکون
آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

کس لطف سے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہی اس فتح کے ہونے کی سب کو خوشی ہی ہر ایک کا قول یہ ہی عیار اسکا بلاے روزگار تھا خدا نے
اُسکے شر سے بچایا رات بھر جلسہ آراستہ رہا کہ ستارۂ سحری چمکا پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے تماشا
صحرا کا دیکھ رہے ہین طائران زمزمہ سرا آشیانون سے نکلکر شاخون پر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی
کر رہے ہین تعریف مین باغبان قضا و قدر کی مصروف نخل وجد مین پتون کی ہزار زبان سے صفت مین
بانی عالم کے رطب اللسان ہر طائر اپنے پیدا کرنے والے کی حمد و صفت مین عندلیب البیان زاغ و زغن
بھی محروم نہین سواے اپنے پیدا کرنے والے کے کسی کے محکوم نہین ہزار ونگ جوش ہی سبزے کی
کثرت سے تمام صحرا زمرد پوش ہی جابجا قطرات شبنم جو نوک سبزہ پر اٹک کر رہگئے ہین صاف ثابت ہی کہ
فرش زمردین پر موتیون کا جال پڑا ہی سبزہ خوابیدہ نہین سبزۂ خطاستان چمن خبر دیتا ہی ہر کانٹا بھی
پھولون سے نوک کی لیتا ہی اُنگلیون سے اشارہ ہی کہ ہمارا پیدا کرنیوالا اکیلا ہی ہر طرف جوش بہار

عندلیبان خوشنوا کی پکار پپیہون کا پی پی کہکے پکارنا عاشقان خفتہ بخت کو للکارنا کویل کی آواز دل کو برمائی ہی
رات سے غل مچاتی ہی نخلہائے درازطائرون کے آوازکی سوزوگداز صبا کی اٹکھیلیاں ہر روش پر
اٹھلاتی پھرتی ہی عندلیبان خوشنوا کا آواز دینا پھولون پہ ہوائے گرم نہ آئے صبا بھی چمن سے کنارے کنارے
کلہائے غنچے مسکراتے ہین اپنی کمسنی پر شرماتے ہین دہن کھولا ہی صحبت گل وبلبل کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین
اگرچہ ہین کھولا صفت مین باغبان قضا وقدر کی بولا جنار کی پتیان دہک رہی ہین شاخین نہین دست حسرت
اٹھائے ہین دعا مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز برائے راز و نیاز گل وبلبل ہمکو بھی ثمر عطا کر ثمرت
بے اپنے سرسبز ہونے کی سب دعائین مانگ رہے ہین پھولون کا آنکھین کھولنا صبا کا چلنا عندلیب
خوشنوا کا پہلوئے گل سے ہو کر نکلنا ہوا کی ہوا بندھی ہوئی ہی گلچین وصیاد اپنی سبز بختی پر بگڑ رہے ہین
ور چمن پر کھڑے ہین صیاد چاہتا ہی دام تزویر پھیلاؤن سامنے گل کے بلبل کو پھنساؤن باغبان نے بڑھکر
روکدیا آواز دی او صیاد کہان آتا ہی کیون باتین بناتا ہی ہمارے چمن مین کیون آیا آج کل جوش بہار
ہی وصل عندلیبان چمن کی پکار ہی موسم عیش و نشاط ہی گل وبلبل سے آجکل بڑا انبساط ہی ہر طرف
خوشی کے سامان لازمان سوسن وسکندر نے مال لوٹے ہین اپنے اپنے گھر خرچ بھیج رہے ہین
گھر مین اشرفیان گھونسے ہین ہمیانیان بندھی ہین مہاجنون کی دوکان پر حساب ہو رہے ہین مہاجن
سے سود کا جھگڑا پڑا دوسرے سپاہی نے بڑھکر روپیہ پھینکدیا کہا ابے کیون جائین چاہین کرتا ہی
یہ روپیہ سود مین جمع کرے نازنینان مہ جبین وحسینان مہر تمکین کنیزان ملکہ سوسن گوہر پوش بصد
جوش وخروش سرخ وسبز جوڑے پہنکر آئی ہین شاہزادے کو دیکھکر اکڑ رہی ہین سینون پر ابھار
ایک ایک پری پیکر کا نکھار جوڑے ترچھے بندھے ہوئے دوکان حسن کے دروازے کھلے ہوئے
خریدار جمع ہین انجمن مین وہ نازنینان مہ جبین رشک شمع پروانے شمع کی جانب رخ نہین کرتے ہین
انھین کے گرد پھر پھر کر مرتے ہین ایک ایک حور پیکر پری منظر چہرے رشک قمر سیمبر صاف ظاہر ہی کہ پرونکا
اکھاڑا ہی پریزادون مین روح راجہ اندر بھی شریک ہی سب محفل عشرت کا سامان ٹھیک ہی شاہزادہ دنگل
شوکت پر خود زرین سر پر رکھا ہی سپر وشمشیر کی رعنائی کمان کیانی کی زیبائی ملکہ سوسن گوہر پوش جواہر نگار
کرسی پر بیٹھی ہی عاشق ومعشوق مین نگاہین مل رہی ہین کلیان آرزو کی کھل رہی ہین سلطان زرین پوش
تخت سلطنت پر جواہر خنجر ان روال ہاتھ مین خوشی بات بات مین گمس پرائی کر رہا ہی ذکر عیارون کا
کرتا ہوا ہی کہ شہریار شہلائے قطرہ زن عیار پر فن جان بچا کے نکلگیا لڑائی مین جا بجا ڈھونڈھا نہ ملا
بڑی عیارون کی فوج نہ لڑی شاہزادہ فرماتا ہی یہ سہام جادو قمقام کا بھائی تھا اسکے خون کے بدلے
کو آیا تھا یہ ذکر ہو رہے ہین مگر شبدیز سیہ پوش وسلیم جادو آپس مین گلے ملے ہوئے چلے آتے ہین ایک
صحرا مین آکر اترے لشکر فردکش ہو رہا ہی دونون ہاتھ پکڑے ہوئے ٹہل رہے ہین کہ صحرائے گرد اڑی
رونے پیٹنے کی آواز آئی سلیم نے کہا ای شبدیز کون روتا ہی شبدیز نے کہا میرے فرمان مین یہ بھی
تحریر تھا کہ سہام جادو سکندر سے لڑ رہا ہی شاید اسکو شکست ہوئی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے لشکر بے انتہا
کا پیدا ہوا سب گریبان دریدہ خاک بر سر محجوب مضطر شہلائے قطرہ زن سب کو سمجھاتا ہوا کہ یارو کیون
گھبراتے ہو ایک کالا شہ چلکر جلادو انکو تابہ جہنم پہونچادو ہم سب آٹھ ہزار آدمی ہین جب ملک مین چلیئے

وہان کا بادشاہ رکھ لیگا اور مین تو ضرور جاؤنگا عیار سے میری بگڑی اُلجھی ہی جب تک جواہر کو نہ مارونگا
میرے دل کو چین نہ آویگا مگر بلا کا عیار ہی اُسنے ایسی حفاظت کی کہ مین کچھ نہ کر سکا کہ شہلا سے قطرہ زن
کی نگاہ پڑی ایک لشکر ساحر و غیر ساحر کا اُتر رہا ہی ایک عورت ایک مرد کہ افسر معلوم ہوتے ہین کنارے
لشکر پر کھڑے ہین شہلا جھپٹکر قریب آیا شبدیز و سلیم کو سلام کیا سلیم نے پوچھا تم کون ہو عرض کی حضور
مین سہام کا عیار ہون آج شکست کھائی آٹھ ہزار آدمی بچکر آئے ہین لاشہ بھی اُسکا ہمارے ساتھ ہی
اگر آپ پرورش فرمائین لاشہ سہام کا اسی مقام پر جلا دین ہم آپکے ساتھ شریک ہوکر چلین مین
آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ سکندر و سوسن کو گرفتار کرونگا آپ کو تکلیف نہ پڑیگی سلیم و شبدیز نے
کہا کہ ہم بموجب حکم بادشاہی مفسدین کی سرکوبی کو جاتے ہین بادشاہ طلسم نور افشان ہمہ دان ہمہ گیر
ہین ساحران زبردست بڑے بڑے وزیر ہین اپنے مقام پر بیٹھے ہین اُنکو معلوم ہوا کہ سہام کو شکست ہوئی
جرأت سکندر و سحر سوسن کی سہام برداشت نہ کر سکیگا ہم لوگون کے پاس فرمان پہونچے کہ جرأت مین
پہلوان سکندر سے مقابلہ کرے سلیم جادو سوسن کی گردن لے اُسنے تو بڑا غضب کیا قیدیون کو
باغ ویران سے نکال لائی شاہون کو بڑا غصہ ہی کیا تعجب ہی خود تشریف لائین ابتو سر دست حکم
حکم ہوا ہی شہلا نے کہا برائے خیر خواہی عرض کرتا ہون کہ ہمارے آقا ایسے جلدی مارے گئے مین نے
عیارون کا تار باندھ دیا تھا سکندر کا عیار بھی نہایت طرار و فرار ہی بہت ہوشیار ہی بعض لوگ کہتے ہین
کہ خاندان خواجہ سے تعلق رکھتا ہی بعض کو انکار ہی کہ سلطان زرین پوش کے دونون بیٹے ہین [illegible]
مین اُسکا سر حاضر کرونگا اُسی مقام پر لکڑیان کاٹکے لاشہ سہام جلا یا گیا ان آٹھ ہزار کو بھی سلیم نے
ملازم کر لیا شہلا انتظام لشکر کرنے لگا معقول کارگزار ہی عیار ہوشیار ہی لشکر تیار ہوکر چلا یہان وہ
وقت ہی کہ سکندر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین سوسن گوہر پوش کے بنی سر سے اُتری ہی زخم خشک ہوگیا
جراح نے عرض کی کہ ایک بخی کی کسر اور باقی ہی بعد دو دن کے غسل صحت کرا دونگا یہ ذکر تھا کہ طرف سے
صحرا کے گرد بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی شاہزادہ باہر نکل آیا بہ نگاہ غور ملاحظہ کیا
دامن گرد کا شگفتہ ہوا دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمون کے پھریرون پر تعریفات و صفات
مرقوم آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان زبردست فیلتن قوی من چالیس ارنج کا قد و قامت دیو ہیبت
عفریت شوکت ایک جانب ایک ساحرہ تخت زبرجدی پر سوار پشت پر فوج نابکار جواہر نے شہلا کو
پہچانا پہلوان کی رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے بانہائے عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا
سکندر نے جواہر کو اشارہ کیا جواہر نے شاگردون کو حکم دیا مثل عقاب گئے بصورت پیک نظر
لشکر آئے بعد دعا و ثنا عرض کی سحر العجائب و مصر الغرائب کو آپ کی خبر ہو گئی شبدیز سیہ پوش
پہلوان آپ کے مقابلے کو آیا ہی سلیم جادو برائے مقابلہ ملکہ سوسن گوہر پوش وہ مقہور جبار دو
جو قتل ہوئی جسنے آپ کو گھوڑے پر سے اُٹھا لیا تھا اُسکا قتل ہونا تمامون کو خبر ہو گئی ان دونون کے نام
نامے روانہ کیے راہ مین شہلا ملگیا بڑے دعوے کرکے ساتھ آیا ہی جواہر نے کہا اُسکی قضا لائی ہی دن تو
اُسکی تلاش مین تھا مگر شبدیز نے اپنے غیر ساحرون کو فوج سلیم سے آگے بڑھکر اُتارا ساحرون کا لشکر
پشت پر اترا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ پہلے پہلوان لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا شاہزادہ دیکھکر بارگاہ مین آیا

ملکہ سوسن کو دیکھا چپ خاموش آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہین شاہزادے نے فرمایا ملکہ تم آج پریشان کیون ہو کہا ای شہریار جوش محبت مین یہ خیال نہ آیا نہ کوئی سمجھانیوالا تھا آپ نے بڑے بادشاہون سے بگاڑ اٹھائی کہان جاکر چھپین کیونکر جان بچائین یہان لڑائی ہوئی وہان انکو خبر ہوگئی ایسے بیدار مغز وہ جو ایک مقام پر لبلاتے ہین یہی باعث ہی طلسم نور افشان تو عجب مقام ہی خدا کو کب گوہر سلطنت دے سب طرح کے سامان جمع کر لیے تھے جب تو صاحبزادی نے انکی افراسیاب کے دانت کھٹے کر دیے کیا کیا کام ہوے کسی مقام پر مقابلے مین کمی نہین کی ہر مقام پر سینہ سپر رہین اب وہ سب معاملات ان لوگون کے قبضے مین آ گئے کیونکر نہ لبلائین جب تک اتنی بڑی سلطنت بے لڑے بھڑے پا جائین اور اگر یہ کہیے کہ اہالیان در بند نے کیون شراکت کی انکو یہ غنیمت ہوا کہ وہ بادشاہ عادل و منصف تھا یہ مغرور عقل و فراست سے دور ظلم و بدعت کا رواج ہیدرد مالک تخت و تاج جو چاہتے ہین کرتے ہین کون پوچھنے والا ہی اسی خیال سے انکا ساتھ دیا جو چاہینگے کرینگے سکندر نے کہا ملکہ یہ خیالات بیجا ہین اگر چاہا خداوند شجر نے اسوقت لوح طلسمی لی یہ بھیا بھاگتے پھرینگے مجھے تو کبھی طلسم کا اتفاق نہین ہوا اگر سنتا ہون کہ صاحب لوح پر سحر نہین تاثیر کرتا ہی لوح سب نشیب و فراز بتلاتی ہی اہالیان در بند کا کمان مرحلہ جو مکر کرتے ہین لوح وہ کہا خبر دیتی ہی یہی نوشتہ نکلتا ہی کہ فلان ساحر فلان کی شکل بنا ہی فلان کام کریگا طلسم کشا اسے کو بچائے سوسن نے کہا صاحب خداوند شجر ایسی ہی مہربانی کرین مگر اس لشکر کو دیکھکر دل کو پریشانی آئینہ رخسار حیرانی اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی شاہزادے نے تسکین دی کہا ملکہ کوئی کیا کر سکتا ہی بقول مومن **نظم**

یہ مایوسی دل و جان نالۂ شبگیر تو کھینچو
بھلا خون تو کرو گے پہلے تم شمشیر تو کھینچو
وہ آئے یا نہ آئے زیست میری ہو نہ ہو لیکن
فغان سے پیشتر تم خجلت تقریر تو کھینچو
عبث نالش ہی آہ تیرہ روز چشم جادو کی
ہلا دونگا زمین و آسمان زنجیر تو کھینچو

کھینچیگا اسکا دل آہ فسون تاثیر تو کھینچو
سبکروح تجرد بھی کہین پابند ہوتا ہی
ذرا اے چارہ ساز و زحمت تدبیر تو کھینچو
سر زور آزمائی جذب دل کو آج ہی دیکھو
وہان بند ہوس سر سے کی اک تحریر تو کھینچو
کہان اس نوجوان کے ناز کی طاقت [illegible]

شفیع عکس گیسو ان ہی زہالت اس کلائی کی
شمیم گل کی لفاشو بھلا تصویر تو کھینچو
اثر ہوتا ہی کب ہمسے وفادارو نکو اے جی
کھینچیگا ہاتھ سینے سے تم اپنا تیر تو کھینچو
دکھا دونگا تماشا ابرش چھیڑ تو مجھے مجنون
ابھی سرشک تو ہو جور چرخ پیر تو کھینچو

ملکہ نے فرمایا ای شہریار مین ہرچند دل کو تسکین دیتی ہون مگر دل خانہ خراب نہین مانتا کہ ہر کارے سامنے آئے شعر انفاس روح پرور رحمت فزاے تو + بہر صفاے خلق جہان مستدام باد + شہریار عالم کی عمر دراز رہے شبدیز سبز پوش پہلوان نے طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد تو دو بالا کرے سلطان زرین پوش نے حکم دیا یہان بھی بفضل خداوند شجر طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گرگرایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ہر ایک پلٹن رسالے مین یہی ہنگامہ ہی لوگ زبان شبدیز کہ رہے ہین کہ ہمنے سنا ہی یہ جوان نہایت کمسن ہی بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا جا بجا معرکہ پر طلسم کبھی کسی سے اسکی پلک نہین جھپکی اور ہمارے پہلوان دوران جس معرکے مین گئے لڑائی فتح کرکے آئے انکی جوانی مین کسی کا اکھاڑہ نہین چھوڑا جہان کسی پہلوان نے یہ قصد کیا کہ اکھاڑہ کھودے کشتی گیر جمع کرے ہمارے آقا گئے چٹ لنگوٹ چھین لائے کل دیکھین کیا گذرے سنا ہی بارہ ہزار جوان سپہ ان اسنے ملازم کیے ہین آٹھ پہر قواعد ہوتی ہی بارہ ہزار جوان سلاح بھی عمدہ وردیان ہاتھی سب کو ملی ہین

وہ ساتھ شمشیر زنی کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر سکندر مین افسران فوج اپنے اپنے خیمے مین جمع
ہین آپس مین یہی ذکر ہی کہ کل بڑے پہلوان سے ہمارے آقا سے مقابلہ ہی اگر خدانخواستہ کسی طرح کا بھی چشم زخم
ہمارے آقا کو پہونچا وہ تلوار چلیگی خون کے دریا بہا دینگے سر میدان جرأت دکھا دینگے بجا یہ اتنا خیال
رہے کہ جسکے نمک کھایا ہی چند دن کے ملازم ہزار ہزار روپیہ گھر بھیج چکے اپنی ضرورتین بھی نکلتی ہین جب ذرا
خوش ہوئے دس ہزار بیس ہزار کا حکم دیدیا پہلوگون کو انعام ملے غنچۂ آرزو کھلے ایسے مالک کے ساتھ مین
جان بچا نکلے تو بعد کو مر جائینگے بھاگنے والے جان بچانیوالے چپکے چپکے صلاح کر رہے ہین بھائی کمیدان
نے کہدینا ہماری پلٹن الگ رہے عقب مین رہنا بہتر ہی اگر کوئی کچھ کہیگا تو جواب صاف ہی کہ ہم سب کے
پشت و پناہ ہین بعض نے کہا بھائی شکار کے حیلے سے نکلیو کل دن بھر جنگل مین رہو شام کو پلٹ کر
چلے آئینگے اگر فتح ہوئی یہی چہل پہل ہی شکست کے نام سے جی بیکل ہی چپکے سے اٹھتے گھوڑے پر سوار ہو کے
چلے کمیدان نے دیکھ لیا پوچھا سربلند خان صاحب آپ کہان جاتے ہین گھبرا گئے جواب دیا حضور
جنس لینے جاتا ہون افسر نے پوچھا جنس لینے مین گھوڑے کی کیا ضرورت ہی کہا حضور تین من جنس بھی خریدنی
ہین گھوڑے پر رکھکے لے آوینگے افسر نے کہا سربلند خان صاحب ذرا ہوش درست کیجیے مزدور کو
دو پیسے دیجیے گھوڑا مزدور ٹھہرا کہا حضور ابھی آتا ہون اور کئی کام ہین یہ کہا اور نکلگئے لڑنے مرنے والے
تدبیرین لڑائی کی کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھ رہے ہین کہ عقل پر چرخ کی چرخ مین ہی کمین زرہون کو درست
کر رہے ہین تیرون کو زہر مین بجھا کہ سینۂ دشمن کو فگار کرین دشمن کو مجبور و لاچار کرین مگر شہلائے قطرہ زن
جنگل بیرزن لشکر مین پھر رہا ہی جواہر بھی گشت مین شاہزادہ دربار برخاست کرکے اٹھا ملکہ سوسن
کنیزون کو رخصت کرکے اسی بارگاہ مین چلی تھین کہ ایک بڑھیا نے بڑھکر سوال کیا ملکہ نے جو کسی کو
قریب نہ پایا انگوٹھی اتار کے دیدی بڑھیا قدمون سے لپٹگئی کہا واری آپ ایسی عورت مین نے نہین
دیکھی لونڈی اس گانون مین رہتی ہی مین نے ابھی خبر پائی کہ شہلائے قطرہ زن جو عیار ہی وہ فکر کرتا ہوا آپکے
لشکر مین آیا لونڈی تو پہچانتی نہین یہان سامنے جو درخت ہی اسکی آڑ پکڑے ایک شخص مردانے کپڑے
اتار کر زنانہ لباس پہن رہا ہی کیا تعجب ہی کہ وہی عیار ہو حضور اسے گرفتار کرلین ملکہ قریب بارگاہ پہونچ چکی تھین
بڑھیا کے کہنے سے پلٹ پڑین کسی کو ساتھ نہ لیا بڑھیا لگا کر ایک خیمے کی آڑ مین لائی کہا دیکھیے وہ پتون کی
آڑ پکڑے بیٹھا ہی سوسن نے کہا مین نے نہین دیکھا بڑھیا نے کہا ماش کے دانے پھینکیے پتون کی وجہ سے
آپ کو نہین معلوم ہوتا زمین پر ہتھ ملے چلکر پکڑ لیجیے ملکہ بڑھین کہ ماش کا دانہ مارون بڑھیا نے حلقۂ کمند
کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا لے بھاگا مگر جواہر
بازارون مین پھر رہا تھا کہ ایک شاگرد نے خبر دی حضور دربار برخاست ہوا جواہر دوڑا کہ جاکر شاہزادہ
کو اپنے سامنے کھانا کھلواؤن قریب دربارگاہ آیا دیکھا دو تین سو لونڈیان در دولت پر کھڑی ہین جواہر
نے پوچھا ملکہ کہان ہین کنیزون نے کہا ابھی ایک بڑھیا کے ساتھ گئی ہین یہ سنتے ہی جواہر گھبرا گیا بیقرار
ہو کے دوڑا ایک خیمے کے پاس آکر دیکھا پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی کچھ انگوٹھیان چھلے بھی
ملکہ کے ہاتھ سے گرے ہین جواہر کو یقین کامل ہوا شہلا ملکہ کو لیگیا بدحواس ہو کر بھاگا یہان وہ وقت
ہی کہ سلیم جادو شبدیز بیہوش تنہائی مین بیٹھے ہین چند رفیق بھی حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ کل

سکندر سے مقابلہ ہو سلیم نے کہا ای شبدیز اسکا خیال نہ کرو دیکھو سامری و جمشید نے کیا چاہا ہی
شبدیز جواب دیتا ہی مالکہ تم او دیکھو تو ایسے پیچ پر مارون جسکا توڑنا ممکن ہو یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی
بلند ہوئی سب دیکھنے لگے دیکھا شہلا سے قطرہ زن پشتارہ بدوش خوشی خوشی چلا آتا ہی شبدیز نے
پوچھا کہو صاحب کیسے لائے کہا حضور حسب الحکم سکندر کو گل کر دیا مالکہ سوسن کو لایا ابھی پہر رات پچھلی باقی ہی
اتنے عرصے مین سکندر کو بھی لاؤنگا یہ ہر چو ہوا کہ شہلا سوسن کو پکڑ لایا شاگرد اسکے کمیدان رسالدار
بارگاہ کے اندر آئے ہر ایک یہی کہتا ہوا ای شہلا کیا کام کیا سکندر کو تو پہلوان صاحب پکڑ لینگے
سوسن بڑی ساحرہ زبردست ہی لشکر سہام کے ہزارہا آدمی گلے کاٹ کاٹ کے مرے تھے شہلا نے
کہا صاحبو اب اُن باتون کو نہ یاد کرو دیکھو مین کس طرح پکڑ لایا میان جواہر بڑے چست و چالاک تھے اسکی
انکو خبر بھی نہین یہ کہکے پشتارہ ڈال دیا شبدیز نے کہا ذرا اسکو ہوشیار کرو شہلا سوزن تو زبان مین
و بیچکا ہی چادر جو اُسنے چہرہ بیٹھی سے ہٹائی بارگاہ مین روشنی ہو گئی معلوم ہوا برق چمکی یا لکہ ابر سے چاند
نکل آیا شبدیز صورت زیبا دیکھکر مر گیا کلیجہ تھا م لیا شہلا سے کہا ای شہلا تو نے بڑا کام کیا موتیون کا
مالا گلے سے اتار کر شہلا کو پہنا دیا شہلا نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو میان شبدیز کا چہرہ زرد ہونٹون پر
آہ سرد ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین شہلا نے کہا کیون حضور مین آپکو بہت پریشان خاطر پاتا ہون
شبدیز کچھ بول نہین سکتا کلیجے کو مسوس رہا ہی شہلا نے کہا حضور کچھ تو فرمایئے آپ جواب نہین دیتے
ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر کے شبدیز بولا ای شہلا کیا کہون یہ حال ہی نظم

جو آنکھون کو بچھا کر فرش پا انداز کرتے ہین
کوئی افسون یہ کافر کوئی اعجاز کرتے ہین
ہم اپنے دل سے بھی پوشیدہ اپنا راز کرتے ہین
جو دیکھا ہی نگاہ لطف سے پھیر و نہ آنکھ اپنی
ہم اپنے ناز کرتے ہین وہ ہم پر ناز کرتے ہین
مقدر ہو کہ دل ہم دوست ہین کس کی محبت مین
دیا ہی دل وہ خالق نے کہ جسپر ناز کرتے ہین

مجسم شوق عاشق کو بت طناز کرتے ہین
نگہ کیا کچھ نہین کرتے صنم جب ناز کرتے ہین
ہمارا ذکر تو ہوتا ہی بزم یار مین اکثر
جسے ممتاز کرتے ہین اُسے ممتاز کرتے ہین
کمال احسان شوق دید ہی مرگ تمام ہم پر
ہی بنتے نکیان بڑے ہو وہ نے ساز کرتے ہین

انھین پر حشر وہ وقت خرام ناز کرتے ہین
سراپا آرزو شوخ سراپا ناز کرتے ہین
چھپا کر حسرت دیدار کو رکھا ہی آنکھون مین
جو سچ پوچھو تو احسان حسرت غماز کرتے ہین
نہ دلبر ہی کوئی افسانہ عاشق ہی کوئی مسکن
بتا دیتا زبان چشم حسرت باز کرتے ہین
ہمت سے دل بادلون کو ہی خواہش ای جیلانی

شہلا نے کہا حضور یہ مین نہین سمجھا وہ بات کہیے جو سمجھ مین آئے شبدیز
نے کان مین شہلا کے چپکے سے کہا میری اسیر جان جاتی ہی اگر اسکو میرے لیے راضی کر دے جو تو کہیگا
وہی دونگا دربار مین شاہان طلسم کے تیرا نام کرونگا شہلا نے کہا بہت خوب یہ کتنی بڑی بات ہی اس
لونڈے پر عاشق ہی اسکو بھی زیر کر لیجیے تو مین اسکو راضی کر دونگا اب شاگرد شہلا کے کمیدان رسالدار
سب کھڑے ہین شہلا تو شبدیز سے باتین کر رہا ہی کہ ایک شاگرد مجمع سے بڑھا کہا استاد اسکو ہوشیار کر دون
شبدیز نے کہا ہان ہان سے منھ دھلا دے اتنا بھی کہنا ناگوار تھا نئے نئے عاشق ہوے ہین شہلا نے
جو کہا کہ راضی کر دونگا بچھو لگنے لگے کالے چہرے پر جو خود آپ نے رکھا ہی دونون کی ایک صورت سے
سینہ جو کھلگیا صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختہ آہن رکھا ہی جا بجا خال سیاہ ہین معلوم ہوتا ہی تختہ آہن پر کیلین
جمی ہین قد سا کھو کا لٹھا اُلو کا پٹھا اکڑنے لگا ماش کا آٹا بگڑا شہلا سے یہی کہے جاتا ہی ضرور راضی ہو جائیگی
میرے پہلو مین سوئیگی انکار تو نہ کریگی شہلا کہتا ہی حضور مین سب طرح راضی کر دونگا شبدیز اسکو بستر

سر کٹنے نہیں دیتا کبھی دامن تھامتا ہے کبھی ہاتھ پکڑ لیتا ہے کہتا ہے بھائی سمجھا کے مجھسے کہو اسکا آشنا بہت خوبصورت ہے
ایسا نہو اسکے عشق میں نہ مانے یہ کہتا ہے حضور اب ایسا جوان پہلوان صاحب لیاقت خوبصورت انکی نگاہ سے
نہ گذرا ہوگا جسوقت آپ پیغام کرینگے نیک پری کی نہال ہو جائیگی مگر وہی شاگرد غول سے لڑکا تھا آشنا پانی کا
چھینٹا دیا ملکہ سوسن کی آنکھ کھلی دربار گفر دار کو دیکھا ایک پہلوان میری جانب بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے سلیم جادو
بھی پہنچی ہے صدہا بچھا کھڑے ہیں زبان میں سوزن ہے ایک عیار نے چپکے سے کہا اے ملکہ عالم سنو جواہر خنجر زن
میں انکی زبان سے سوزن نکالتا ہوں ذرا سنبھل جائیے سحر کرکے نکلنا پڑیگا یا تو ملکہ رنجیدہ تھی یا شش گل کے
شگفتہ ہوگئی اشارہ کیا سلیم حرامزادی مجھے کیا روکیگی اے جواہر سوزن تو زبان سے نکال دیکھ تو میں کسطرح
سے نکلتی ہوں یہ سنکر جواہر نے زبان سے سوزن نکالا شہلا شبدیز سے باتیں کر رہا ہے ملکہ نے ذرا جو اسکا
آنکھوں سے اشارہ کیا کمندیں ٹوٹ کے گریں شہلا نے کہا لیجئے غضب ہوا اے سلیم لینا ملکہ گزک کے بلند ہوئی
آسمان پر جا کے سر کے بال توڑ کے پھینکے ایک زنجیر گلے میں شہلا کے پڑی ایک گلے میں شبدیز کے دونوں دم تو
گر پڑے سلیم نے سحر کیا آسمان پر جا کے سوسن ٹھہری اشارہ کیا سو دو سو آدمی شعر عاشقانہ پڑھنے لگے ایسے میں
وہ سب سر ٹکرانے لگے کئی سو جوان مر کر گرے لاشے تڑپے سلیم نے گولے مارے سوسن نے ہاتھ ہلا دیا اسی کی فوج
پر گرے بارگاہ جلنے لگی شہلا چلاتا ہے حضور بھاگئیے میرے گلے میں زنجیر پڑی ہے اے سلیم سوسن کو نہ روک مجھکو
بچا تڑپ کے مرجاؤنگا ایک طرف سے رونے کی آواز شبدیز کے آتی ہے وارے میں عشق کے بغض آیا اپنے معشوق
کی شرش سے ہاتھ اٹھا بار اے سلیم وہ جاتی ہے جانے دے میرے گلے سے زنجیر نکال ورنہ تڑپ کے مرجاؤنگا اب
وہ کیا رکیگی وہ تو ستارہ بنکے آسمان پہ پہنچی اب وہ کسی کے روکنے سے رکیگی سلیم نے قصد کیا تھا پرواز پیدا
کروں بلندی پر جا کے روکوں مگر جب شبدیز بہت چیخا لاچار پھیا کیا زنجیر پکڑکے توڑ ڈالی شبدیز کی جان میں
جان آئی شہلا کو بھی رہا کیا شہلا نے کہا اے پہلوان دوران آنکھیں بانوں نے اسوقت غضب کیا ہے میں جواہر تو
نکل گیا میں کیا جانے دیتا کھینچ کے مار ڈالتا آپنے عشق عاشقی کی وہ باتیں نکالیں میں جواب دیتا جاتا ہوں آپ
اپنی ہی کہے جاتے ہیں اے صاحب جسوقت تمھاری جانب سے سوال ہوگا وہ فوراً راضی ہو جائیگی شبدیز نے
کہا میں اس سے محبت نہ کرونگا اگر وقت پر بگڑیگی تو سنبھلنا دشوار ہوگا میں ایسے معشوق سے باز آیا یہاں تو
یہ باتیں ہیں وہاں سکہ زر کو جوہر کاروں نے خبر دی کہ حضور غضب ہوا ملکہ سوسن کو ہر یوش کو شہلا چرا
لیگیا استاد گھبرا گئے ہر سے گئے ہیں یہ سنکر شاہزادہ گھبرا گیا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوا تمام افسران فوج دوڑ کے
دامن تھام لیا کہ آقا ہم بھی چلینگے اکیلا نہ جانے دینگے شاہزادے نے کہا یار دیرے کلیجے پر چھری پھری مردوں کی
صحبت میں عورت کا گرفتار ہو کر جانا بڑے تاسف کی بات ہے شبدیز سیہ پوش پہلوان ایک بچا ہے سلیم جادو
جلی ہوئی ہے ایسا نہو یہ لوگ ملکہ عالم کو کسی طور ستائیں تو بہت خلاف ہوگا افسران فوج نے کہا ہم ضرور ساتھ
چلینگے سب لشکر تیار ہوگیا خلق و مروت کے شاہزادے کے سب بندے ہیں شاہزادہ لاچار ہوا آگے مرکب تو
شاہزادے کا بارہ ہزار جوانان جسیں پشت پر ہتھیار لگائے ہوئے جانبازی پر آمادہ تیور نہ پہل جی ہیکل مگر
کنیزوں تکو جب یہ خبر پہونچی کہ ہمارے مالک کو عیار گرفتار کرکے لیگیا شاہزادہ جاتا ہے کہتا ہے جان لگا دو یا سو
ہزار کنیزیں تیار ہو گئیں گولے ترنج نارنج ہاتھ میں غصہ بات بات میں خدمت میں شاہزادے کے حاضر
ہوئیں شاہزادے نے دیکھا کنیزوں کو بڑا جوش ہے مرنے پر آمادہ ہیں غصہ سبکو زیادہ ہے جاتا شاہزادے

گھوڑا چمکا کون لشکر دشمن پر جا پڑون کہ سامنے سے دیکھا جواہر خنجر زن اپنے کو سنبھالتا ہوا چلا آتا ہی شاہزادے کو جو مسلح دیکھا لشکر ساحرہ و غیر ساحر تیار سب آمادہ حرب و پیکار جواہر نے پکار کے کہا اے شہریار ٹھہر جائیے لشکر کو نہ بڑھائیے خدا نے فضل کیا تین جستین کر کے جواہر برابر مرکب کے آیا عرض کی ای شہریار مین نے جا کے ملکہ کو رہا کیا ملکہ آتی ہین مگر ملکہ نے کیا کیا سحر کیے کئی سو ساحر مارے گئے سون کو اپنی جا کی سلامتی مشکل تھی شبدیز کے گلے مین زنجیر پڑ گئی سیاں شہلا بھی گرے ہین اندھیرے مین نکل آیا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی مرحبا کمال کیا اب صبح کو مقابلہ ہی اس پہر رات کو بخیر و عافیت کاٹو عیار بے طرح چپکے پڑے ہین جواہر نے عرض کی اب جو آئیگا تو پکڑا جائیگا مین جا کے نگہبان مقرر کرتا ہون حکم عام لگا دو کہ کوئی غیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے یہ کہہ کے جواہر نے شاہزادے کی کمر کھلوائی اہالیان لشکر اپنے اپنے مقام پر اترے شاہزادے نے آ کے آرام فرمایا جواہر طلایہ پھیر رہا ہی شہلا نے جواہر کا ارادہ کیا جس طرف آیا عیارون نے آواز دی ای شخص تو کون ہی اس طرف نہ آنا لشکر مین رات کو آنیکا حکم نہین ہی اگر آئیگا گرفتار ہو جائیگا سزا پائیگا کئی مرتبہ شہلا آیا مگر لشکر مین نہ جا سکا لاچار وہ وقت آیا کہ شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغہ مہر کو حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہو کے عالم کو اپنے جمال سے منور کیا۔ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت	سمن از آب شبنم روے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست	عنادل لحن دلکش بر کشیدند	لحاف غنچہ از رو در کشیدند
دیگر علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا — رونق تخت لاجورد ہوا

ستارۂ سحری جھلملایا نسیم سحری چلی گلون نے آب شبنم سے منہ دھوئے طفلان غنچہ نے چٹک کے غون غان شروع کی زلف سنبل پر شکن پڑی چشم نرگس خواب سے بیدار ہوئی آنکھین ملتی ہوئی اٹھی نسیم سحری نے خبر پہونچائی جوانان چمن اکڑنے لگے چشم نرگس مین سرخ ڈورے پڑنے لگے بلبلین دوڑین کہ پہلوے گل مین پھول کے بیٹھین زمزمہ سرائی کرین گلون کی آنکھ پھری بلبل شیدا ترنم سرائی کرنے لگی محبت گل کا دم بھرنے لگی گلون نے آنکھ بھی نہ ملائی مگر عندلیبان خوشنوا نے غزل بہار گائی کہ گوش گل مین صدا پہونچے شاید آنکھ ہاتھ سے ملا دے بس یہ عالم تھا۔ نظم

ظہور داغ محبت ہی یہ مرے دل سے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار
شباب کا ترے ای یار رنگ لاکے ہوئی
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار
نمود کی خط مشکین نے لالہ رو رخ پر
بنفشہ زار کا کھلوائی ہی شگار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے فیض ہی عام
چہار فصل مین آنکھون مین ہی وہ جا گزین
نظارہ دیدہ بلبل سے چھپے اب گلے

دکھائے حسن کی اپنے جبھی کہ یار بہار
چمن کی جیسے ہو پردہ کنار بہار
چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہی یاد
بلائے عالم و آشوب روزگار بہار
پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھر
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہی سو کہان
ترا دیا ہوا رکھتی ہی اعتبار بہار
شگفتہ ہوگئے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار
فراق یار مبدل وصال سے ہووے
دکھائے آتش گل آب خوشگوار بہار
شگفت غنچہ سے اس گل کو آتی ہی یہ صدا
جنون کو رکھتی ہی سر پہ سوار بہار
کنارے جوے چمن جھومتے ہین مست ہو کر
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہی
اٹھائے پردہ رو سے نقاب دار بہار
گر گوش گل کہے بلبل ہمیشہ سے

بیتاب و مضطر ہی سحر کا ہنگامہ ہی شاہزادہ سکندر بیدار ہوئے سلطان زرین پوش زرین علم لیتا ہین

پانی لیکر قریب کسی درخت کے جاتے ہین سکندر کو یہ بھی ناگوار ہو کہ باباجان یہ کیا کہ پانی لیگئے پیچ تحمل پر داں کے
چلے آئے مگر انہین ان باتون کو دل چاہتا ہو جواہر نے کہا حضور جو طریقہ مذہب مقرر ہو اُسکی پیروی بہتر ہو
سکندر نے کہا ہاے کیا اہون شیر بیشہ جرات یکہ تاز میدان جلالت تقدمۃ الجیش لشکر شوکت رہبر راہ
شیوہ سخاوت صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان نے جو اپنے مذہب کی تعریف کی صفت اثبات
وہ فقرے لکھے ہوے ہین اگر ایک ہفتہ سیر آنکھ سائے ہوتا تحقیقات مذہب مین مشغول ہو جاتی پھر کون
جھگڑا باقی نہ رہتا یہ بھی سب صاحبون کو یاد رہے جب مین لشکر صاحبقران پر پہونچونگا اُسی شیر سے
مقابلہ کرونگا اگر زیر ہوا غلام حلقہ بگوش بنونگا اگر غالب آیا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤنگا یہ کہکر لباس پہننا
مذہبی کا ذکر رہے ہین سلطان زرین پوش ان باتون سے بہت چھپتے ہین فرماتے ہین بیٹا مذہب کو اپنے
نہ تقریر سمجھا کرو اپنے اپنے مذہب کے علم مین سب طاق ہین فصیحان عرب علم کلام مین بہت مشاق ہین اُنسے کلام کرنا
اپنے مذہب مین رخنہ اندازی ہو جو اپنے مذہب پر دل و جان سے قائم ہو وہ سرفراز ہو شاہزادہ منہ بنا کے
ہوے ہنستا ہوا باہر نکلا عیارت سے کہا بھائی سنتے ہو بزرگو کی بات کا کیا جواب دین جو کہتے ہین بجا ارشاد فرماتے
ہین ہمارے باباجان ایسی بات بے دلیل فرماتے ہین کہ جسکا جواب دینا مناسب نہین اتنا ہم ضرور جان گئے
کہ مذہب شجر پرستان پر دل راغب نہین یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہوے ایک طرف سے ملکہ سوسن جادو
زرین بال پر سوار بارہ ہزار کنیزین گھیرے ہوے اس کر و فر سے میدان کارزار مین آئے سامنے سے
دیکھا شبدیز سیہ پوش گھبرا کے آگے بڑھا ہوا ساٹھ ہزار جوان جھلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش
رکاب سے رکاب پیرے سے پرا ملا ہوا شہلا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف سے سلیم جادو ایک
کرگدن مست پر سوار اکیطرف آگے ٹھہرے صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرح سے
آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز گوتون کے لڑکے پٹکے تیغ بندھے ہوے ایک کان مین بجلی گنگنا کے
اُنچی آواز مین علانیہ یہ اشعار مذمت مین دنیا کی آغاز کیے

نظم

مشغول غم انجنان کہ مرا غم نماندہ است
ای یاد حرف بوے بہاران چہ نیز لی
کز بادہ در دہم بایا غم نماندہ است

یاران ہمہ ز پہلوی داغم رسیدہ اند
تا چند بشنوم کہ داغم نماندہ است
تا از تلاش گم شدہ خود کشید کسے

در سر ہوائے رفتن باغم نماندہ است
پروانہ بگرد چراغم نماندہ است
مین رو بہ لالہ زار نسیم باکدام رو
واقف دگر دماغ سراغم نماندہ است

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے گوتون کے لڑکے آوازین ذیل کی سرون مین گھگھے ملے ہوے بہادرون کی
آنکھون مین لشتے آگئے قلب تھرا گئے سوار گھوڑے چمکانے لگے پیدل جاتے ہین پہلے ہم بڑھجائین
کہ سنبھے دیکھا شبدیز نے گینڈا اپنا بڑھایا سلیم سے کہا لو ملکہ ہم میدان مین جاتے ہین آج اس لڑکے کو
باندھ لاتے ہین مگر ذرا سحر کا خیال رکھنا سوسن گوہر پوش معشوق پریچہرہ کس اشتیاق سے سکندر
کو دیکھ رہی ہین شاید سحر کرے سلیم نے کہا کیا مجال اگر وہ سحر کریگی مین اُسکو للکارونگی شبدیز گینڈے کو
اڑا کر میدان مین آیا ورانے کو سکندر کے خوب نیزہ ہلایا اسپ تازی یکہ جوگان بازی تیراندازی سپہگری کی غمازی
خوب دکھائی سکندر ان حرکات پر ہنس رہے ہین فرماتے ہین کیون جوانمرد اس نٹ بازی سے کیا فائدہ جب سحر
پڑیگا احوال کھل جائیگا بہت جلد اُسکو زیر کرونگا کہ شبدیز نے پکارا اے فرقہ شجر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
نکلے سواے سکندر کے اور کسی کو نہین چاہتا ہنستا بھی جاتا ہو شہلا سے کہتا ہو یہ لڑکا میرے مقابلے مین آئیگا یا جان

جھپانے لگا سکندر آمادہ تھے جیسے ہی اُسنے آواز دی گھوڑے کو چمکایا سلطان سے اجازت چاہی وہ کہتے ہین ای فرزند یہ بڑا پہلوان ہی بہت سمجھکے مقابلہ کرنا سکندر نے کہا آپ ملاحظہ کرینگے یہ دیکھنے کا سارا تن و توش ہی مقابلے مین احوال کھلجائیگا سوسن نے جو شاہزادے کو جاتے دیکھا طاؤس کو بڑھانے قریب آئین کہا شہریار کیا ارادہ ہی فرمایا ملکہ وہ ہمکو پکارتا ہی ہمین جانا ضرور ہی ملکہ نے کہا کیا عرض کرون نہین دل چاہتا کہ آپ اِس عفریت کے مقابلے مین جائین میری تو یہ کیفیت ہی نظم

مرا از صورت این حال رو بدیوار است
بیا بدیدہ من جلوہ کن بہر صورت
دل ست و آن ہم از دولت تو بیمار است
بہ بیگناہی طفل سرشک من بخشا
ہمین اشارہ ابروے یار در کار است
نفس بسینہ گرہ گشتہ چون سنگ ستمگر
دو روز شد کہ دل آرام من دل آزار است

شبی بخواب بناگوش یار را دیدم
کہ ہمچو آئینہ این خانہ وقف دیدار است
شکستہ ایم درین کوچہ استخوان یکسر
چہ شد کہ چشم سیہ روے من گنہگار است
دلم چرا نخورد خون ز رشک خون بیگانہ
بیا کہ زندگیم بی تو سخت دشوار است

ترا در آئینہ با خویشتن سر و کار است
ہنوز چشم من از حسرتش گہربار است
مسافت گرہ و بیگاہ من بہ خلوت غم
کجا رقیب سگ از راہ ما خبردار است
فلک بقصد دلم تیر در کمان دارد
کہ شست نازک او بوسہ گاہ سوفار است
چگویمت سبب دل گرفتگی وفاست

شاہزادے نے کہا ملکہ ہر روز پہلوانون سے معاملہ ہی کہان کہان ہمکو بچاؤ اب تو لڑائی در پیش ہی اسکے ہاتھ نیزہ دیکھنے کے مین دیکھو ابھی نکل جائیگا مرکب طرارہ بھر کے چلا نظم مصنف

کہو وصف توسن رقم کیا کرون
ترشتا ہی سیارہ نہین سیماب وار
قدم کی روانی کو دریا لکھون

اگر شبدیز خامہ کا یا لنگ ہی
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی

نما ہی عجب رنگ شکین اُسے
ہر ایک نعل ہی مجیہ بنتا ل
نہ کاوے کا محتاج ہو سطح

اسی سے لقب اسکا تیز تک
قدم با قدم مائل جنگ ہی
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

بس شوکت سے شاہزادہ سامنے شبدیز کے پہونچا لگا ور زن ہوے پانچ قدم گینڈا استبدیر کا تین قدم مرکب اس نامدار کا ہٹا اب قریب سے شبدیز کی نگاہ جمال جہان آرا ے سکندر پر پڑی حیران جمال ہو کر نام نامی پوچھا مگر شاہزادے نے فرمایا جسکو تمنے پکارا تھا وہی حقیر ہی شبدیز نے کہا ای سکندر اپنے ہوش درست کر تیرے مقابلے مین آئے ہو کیونکر مجھسے مقابلہ کروگے اگر تلوار رکھدون کلائی ٹوٹ جائے جی چھوٹ جائے نہ یہ کہ مقابلہ سکندر نے کہا بس زیادہ غرور نہ کرو نیزہ اُٹھاؤ ابھی احوال کھلجائے شبدیز نے نیزہ اٹھایا کہا ایک ہی طعن مین خاتمہ ہی یہ کہکے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چھنکار بان گرنے لگین زور و شور سے نیزہ چلنے لگا بڑے زور و شور سے شبدیز لڑ رہا ہی مگر شاہزادہ کسی مقام پر لگی نہین کرتا ہی عرصہ دراز تک نیزہ چلا ایک مقام پر شاہزادے نے نیزہ اسکا گانٹھکر جھپیٹا مارا نیزہ ہاتھ سے شبدیز کے نکل گیا شبدیز کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین معلوم ہوتا تھا کہ نیزہ اسکے سینے کو توڑ کر نکل گیا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ جو لنگر دار جوہر دار نیام سے کھینچا حقیقت مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ اژدہا غار سے بل کرکے نکلا خبردار خبردار کہکے سر پر شاہزادے کے تیغہ مارا شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر چونکہ تلوار کی دھار پہاڑ کی جب تیغہ قریب پہنچ اُسکے جسم کا شاہزادے نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شبدیز نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زمین پر آنے کُشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ شاہزادے نے ایسے ایسے پیچ باندھے شبدیز گھبرا رہا ہی چاہتا ہی مین بھی ایسا سخت پیچ باندھون کہ اس جوان سے توڑ نہو سکے مگر جو پیچ باندھا شاہزادے نے باسانی توڑ کیا اُسنے جوڑ کیا انھون نے بند باندھا اسطور سے لڑائی کا بندوبست ہو رہا ہی وہ پیل خود سر پست ہو رہا ہی دونون

لشکرون سے صدائے احسنت و آفرین بلند اسکے ساتھ کے پہلوان کہ رہے ہین یارو اس شیر نے کمال کیا کس زور و شور
سے لڑ رہا ہی استاد کو عاجز کر دیا ہی دیکھو تو کیا حال ہی جان بچانا محال ہی شل ہیکل کے ہانپ رہے ہین مثل بید
کانپ رہے ہین رنگ رو متغیر متردد و متحیر دیکھین اب کیا ہو بعض کہتے ہین ایسا نہوتا تو مقابلہ مین کیون آتا حقیقت
شیر بیشہ سپہ ان کارزار ہی کل فنون مین ہوشیار ہی کس لطف سے لڑ رہا ہی معرکہ پڑ رہا ہی ان دونون شیر دلون
یہ معرکہ ہو رہا تھا چار پہر دن لڑ کے وہ وقت آیا کہ آفتاب بادل کباب با رنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب
مین جا کے چھپا آمد آمد شاہ زنگبار کی شروع ہوئی لیلائے شب نے مجنون روز پر قبضہ کیا شبدیز شاہزادے کو
روک کے کھڑا ہوا کہا اے شاہزادے بس دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے آرام کرو کل پھر
مقابلہ ہوگا شاہزادے نے کہا اب زیر کر کے پلٹنا کہان جاتے ہو کیون گھبرائے ہو مجھکو کیا بچا ہی تمھاری آواز
کے بارے میری کلائیان ٹوٹ جاتی تھی اب کیون گھبراتے ہو شبدیز چھوڑ کر الگ ہو گیا کہا مین رات کو ہرگز
نہ لڑونگا مین رات کو کسی سے نہین لڑا ہر چند شاہزادے نے کہا کہ اے پہلوان لڑائی کا خاتمہ کر کے جانا شبدیز نے
نہ مانا گھنیڈے پر سوار ہو کے چلا گیا جب تو شاہزادہ لاچار ہوا مجبور ہو پلٹا اپنے لشکر مین آیا سوسن نے تصدق
اتارے زر نثار کرتی ہوئی شاہزادے کو لے گئی داخل بارگاہ کیا سلطان کو بڑی خوشی ہوئی کہ میرے فرزند
سے حریف پست ہوا لاچار ہو کے پلٹ گیا مگر شبدیز جو آیا اکیلے مین بیٹھکر رونے لگا دروازے پر پہرہ بٹھایا کہ خبردار
ہمارے پاس کوئی نہ آنے مگر شہلا دروازے پر آیا سپاہی نے روکا شہلا نے کہا جا کر عرض کرو شہلا بے قطرہ زن
حاضر ہی کچھ عرض کریگا شبدیز نے نام سنکے بلوا بھیجا شہلا نے دیکھا میان شبدیز رو رہے ہین آنکھین انکی
سوجی ہوئین ہچکیان لے رہے ہین شہلا نے کہا کیون حضور کیسا مزاج ہی مجھسے تو حال بیان کیجیے شبدیز نے
کہا مین نے آج سب باتون مین امتحان کیا وہ سب فنون مین مجھپر غالب ہی اگر رات کو لڑتا گرفتار ہو جاتا اسیواسطے
پلٹ آیا اب جو سامنا پڑیگا وہ مجھکو زیر کریگا سوسن نے تسلیم بھی دبی ہی مین بولے یہ بھی دیکھا سحر نہین چل
وہ جوان خود سحر کو برا جانتا ہی سلیم میری نگہبان رہی سوسن سحر نہین کرنے پائی شہلا نے کہا آپ کیون گھبراتے
ہین مین آج ہی رات کو پکڑ لاؤنگا ہوش و حواس اپنے درست کیجیے ہاتھ پانون کو چالاک و چست کیجیے مگر
یہ عہد واثق فرمائیے جسوقت مین لاؤن فوراً قتل کر ڈالیے پہر دو پہر قید نہ رکھیے گا اسکا عیار بھی قیامت کا
پرکالا ہی میرا دیکھا بھالا ہی مین سوسن کو گرفتار کر کے لایا وہ بھی فوراً پہونچا آخر رہا کر کے لے گیا کچھ بن
پڑا اس جوان کو آتے ہی قتل کیجیے شبدیز نے کہا اے شہلا مین اپنی جان سے بیزار ہون آج کشتی مین ایسا
پیچ پڑا کہ کچھ بس نہ چلا توڑ جوڑ سب بیکار رہے لکڑی کی کرتب بھی یاد نہ آئی جی چھوٹ گیا اے شہلا آج تک مین نے
یہ صدمہ نہ اٹھایا تھا اپنے حوالی مین سیکڑون اکھاڑے بے چراغ کر دیے ہر چند کہ یہ لڑکا خرد ہی مگر کر دیکھے
و دیکھنے مین ہلال ہی آسمان زور و جرات کا ماہ کمال ہی شہلا نے کہا مین سمجھ گیا آپکا جی چھوٹ گیا ہی سلیم بھی
کشتی تھین مین بحر مین سوسن پر غالب نہ آؤنگی اب بھی سے بگڑی ابھی ہی سکندر و سوسن و جواہر کو
پکڑون تو لڑائی فتح ہو اگر ایک بھی انمین سے چھوٹا رہیگا آفت برپا کریگا شبدیز کو سمجھا بجھا کے کھانا کھلایا
پلنگ پر لٹایا کہتا ہی میرے دو چار شاگردون کو بلا دو موگریان لیکے آئین میرے بدن کو کوٹین میرے تمام
جسم مین درد ہو رہا ہی شاگرد پانچ چار آکے بیٹھے تیل ملنے لگے موگریون سے کوٹ رہے ہین آہ آہ کر رہا ہے
مگر شہلا جو باہر نکلا شاگردون نے پوچھا استاد خیر تو ہی اسنے کہا بھائیو کیا پوچھتے ہو غضب نامردون سے سابقہ

پڑا ہو یہ سوتے ہاتھ پاؤں جی چھوٹ گیا میاں شبدیز رو رہے ہیں میں نے وعدہ کر کے کھانا کھلوایا ہے
اب لشکر شجیر پرستان میں جاتا ہوں بیٹا ہو تو سکندر یا سوسن کو لاتا ہوں مہران شب گرد نے
شاگردوں کو ساتھ لیا چند باتیں اسکو سکھائیں ایک شاگرد اور بہران سبکرو آسکے بھی کچھ کان میں کہا
ان دونوں کو سمجھا کے چلا آپ تو الگ ہوا جواہر خنجر زن کو اب ایسا شک ہوا خود دروازے پر سکندر کے
بیٹھا ہے کیا مجال ہے کہ ہوا بھی گذر کر سکے جو سامنے آیا آواز دی کون آتا ہے اگر اسنے جواب دیا فبہا نہ جواب دیا
تیر مار دیا وہ بیٹھے سے شب تمام ہو چکی ہے کہ دیکھا اک سیہ پوش سامنے آتا ہے گرد بنا ہوا جواہر نے دو چار شاگرد
وغیرہ سے اشارہ کیا آواز دو کہ کون آتا ہے شاگردوں نے آواز دی کچھ جواب نہ ملا جواہر نے ایک شاگرد سے کہا
اسکو پکڑ لے شاگرد وہ جھکے چاہا گرفتار کرے اسنے خنجر مارا عیار کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے گرا سیہ پوش نے نعرہ کیا کہ منم
شہلا اسنے قطرہ زن جواہر خنجر زن دوڑا آٹھ دس شاگرد برابر دوڑے سیہ پوش کو گھیر لیا چادرہ منھ
سے ہٹایا دیکھا حقیقت میں شہلا ہے قطرہ زن ہے کمندیں مار کے پکڑ لیا جتنے عرصے میں ان لوگوں نے اسکو گرفتار
واضح ہو کہ شہلا نے مہران شب گرد کو اپنی صورت بنا کے بھیجا تھا جتنی دیر میں وہ پکڑا گیا اسنے جلدی سے
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر جواہر کی صورت بنکے تیار ہوا خیمہ میں شاہزادے کے گھسا جا کے شاہزادے کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے پشت بارگاہ سے نکلا بہران سے کہدیا تھا جب جواہر خنجر زن قید شاگردوں
کی حوالے کرے اور آپ طرف بارگاہ کے جائے تب تو جواہر بن کے مہران کو چھڑا لینا حقیقت میں یہی ہوا کہ
بہران بصورت جواہر بنکے شاگردوں کے پاس آیا کہا ابھی اسکو مجھے دیدو رات کو اپنے پاس در بارگاہ پر
قید رکھونگا صبح کو جیسا حکم شاہنشاہی ہو وہ ہوگا شاگردوں نے اسکو حوالے کیا بہران نے مہران کو لیجا کے
خیمے کی آڑ میں کمندیں کاٹ دیں دونوں نکل گئے جواہر جو دربارگاہ پر آیا دو چار شاگردوں نے کہا استاد
آپ تو ابھی اندر گئے تھے جواہر گھبرا گیا جن شاگردوں کو قید دی تھی وہ یہ کہتے ہوئے آئے کہ آپ نے ہمسے
پشتارہ لے لیا جواہر نے کہا یارو یہ تو عیاری ہو گئی پردہ اٹھا کے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا پلنگ شاہزادے کا
خالی ہے سراچہ چاک ہے پیترا شہلا کا معلوم ہوتا ہے جواہر روتا ہوا نکلا کہا یارو جس سے ہو سکے وہ کرے
آج گرفتار ہونا شاہزادے کا بڑا غضب ہوا شبدیز دن بھر لڑا اسکا جی چھوٹ گیا اسنے کئی عیار کو بھیجا مگر
عجب کام گر گیا میں تو جاتا ہوں یہ کہکے جواہر چلا ستارہ سحری چمکا ہے شہنشاہ ثوابت و سیارگان نے شکست
دکھائی مہ تابان نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ میں لیکر میدان گاہ جہان میں جلوہ فرما ہوا توسن فلک کو زیر ران
کیا جواہر سنہ ستگار بنکے اسوقت دربارگاہ پر پہونچا کہ شہلا ابھی پشتارہ لیکر آیا ہے سامنے شبدیز کے پہونچا
شبدیز نے پکار کے پوچھا کیوں شہلا کیا کیا کہا حضور جو کہا تھا وہی کیا اب آپ اپنے وعدے کو پورا کیجیے
شبدیز اٹھ بیٹھا حکم دیا جلادوں کو بلاؤ جواہر خیمے کے چوب کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہے اسنے دیکھا کہ جلاد
اندر آئے شہلا سے کہا اسے ہوشیار کر شہلا نے کہا حضور آہستگی کو کام فرمائیے شیر کو دام تزویر میں پھانسا ہے کمندیں
توڑ کے پھینک دیگا بارگاہ میں خون کا دریا بہائیگا لڑتا بھڑتا نکل جائیگا کہا اچھا جو تمہاری خوشی فوراً آہنگر
آیا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق بغلوں میں خاردار لٹو بازو وہ پر جوڑے فولاد کے
سینے پر تختے پشت پر سلاسل قید سخت میں گرفتار کیا اب شاہزادے کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا شاہزادے نے
ہاتھ اٹھایا خانہ زنجیر میں خلل ہوا بل کر کے اٹھا پکار کے آواز دی سلام ہمارا اسیر ہو جبکہ جو خداوند تجھکو

برحق جانتا ہو شبدیز نے کہا کیون سکندر اب اپنے کو کس حال مین پاتے ہو سکندر نے جواب دیا جسطرح شیر زرہ
گوسپندان مین قید ہو مجھے کچھ خوف نہین جو تجھسے ہو سکے وہ کر اگر ایسے نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو کیا خوف ہی
شبدیز نے کہا جلد قتل کرو مگر یہان لشکر مین ہنگامہ ہوا سوسن پر پرواز پیدا کرکے چلی یہان سلیم جادو بھی
آگئی ہی جیسے ہی شبدیز نے کہا کہ جلاد کو لاؤ جواہر اچک کے بارگاہ مین آیا وہ جانا باندھے ہوئے خنجر ہاتھ مین
آواز دی ای پہلوان قتل کرتا ہون شبدیز نے کہا جلد سر کاٹ لے مگر شہلا چوٹ کھائے ہوئے پڑا اسنے کہا
ای جلاد ذرا ادھر آ جواہر کب جواب دیتا ہی کہا مہتر صاحب ٹھہریے دشمن کو قتل کر لون تب آپ سے کلام کرون
شہلا چلا ایک شاگرد برابر کھڑا تھا اسنے کہا آپ دخل نہ دیجیے شہلا نے کہا تجھے کیا کام اس شاگرد نے
پیچھ مارا کہا دیکھو ہمکو یہ کام ہی شہلا کا سر زخمی ہوا اسنے کہا یارو لینا جواہر نے اتنی جو مہلت پائی پیچ ہتھکڑیان
کا مین شاہزادے نے نعرہ کرکے قید توڑی ایک جوان کو مار کے تلوار لی نعرہ کرکے لڑنے لگا جواہر پر بہت سے
عیار آپڑے اسکے شاگرد بھی پہونچ گئے تھے وہ اسکا شاگرد تھا جسنے شہلا کو زخمی کیا شبدیز بھی ملک کے اتحاد
نعرہ کیا یارو سکندر جانے نہ پاوے چہار طرف سے اسکے لوگ دوڑے جواہر کے چالیس شاگرد پہونچے تھے
شہلا سے تلوار چلنے لگی اسکے شاگرد بہت تھے جواہر گھر گیا چہار جانب سے کمندین پڑین یہ گرا سبھون نے
بلوا کرکے جواہر کو پکڑ کے کشان کشان سامنے شبدیز کے لائے شاگرد جواہر کے بھاگے کہ لشکر مین خبر کرین
شب گرد نے کہا ای شہلا جسطرح ہو سکے سکندر کو مار لو تین سو کمند انداز شاہزادے پر ٹوٹ پڑے زنجیر
کمندین چہار طرف سے پڑین شاہزادہ مجبور ہوگے گر اکی ہزار بیجا ٹوٹ پڑے مگر اس حال مین بھی سکندر
کی یہ جرأت تھی کہ جب تڑپا کمندین توڑ ڈالین زنجیرین تک شکست ہوئین جسکو گھونسا مار دیا اسکا بھیجا کا
سر پھٹ گیا شبدیز اس جرأت کو دیکھکے گھبرا رہا ہی کہتا ہی یارو پکڑ لو جو قریب پہونچا مارا گیا شاہزادہ چاہتا ہی
کمندین توڑ کر پھر تلوار لے لون شبدیز پر جا پڑون کمندین پڑ رہی ہین جب گردن و کمر مین کمندین آگئین
شاہزادے نے انکو توڑ دیا دو چار عیار دو گھونسا مارا پھر کمندین پڑین شاہزادے کا یہ حال ہی کہ جان بچانا
محال ہی اکیلا کد و کاوش کر رہا ہی مگر ان نامردون سے جان نہین بچتی شبدیز بھی شریک ہوتا ہی مگر خوف
کے مارے دور دور رہتا ہی کہہ رہا ہی ارے پکڑ لو گرفتار کر لو اس جوان نے بڑا غضب کیا چالیس پچاس جوان
مار کے ڈالدیے اور گرفتار نہین ہوتا جسطرح ہو سکے اسکو گرفتار کر لو دولت دنیا سے نہال کر دونگا سپر مین
جواہرات سے بھر دونگا جھپٹ جھپٹ کے بھیا دوڑتے ہین شاہزادے نے اس حال مین بھی دربار مین اسنے
دریا لہو کا بہا دیا مگر مجبور و لاچار ہی کہ ہتھیار ہاتھ مین نہین نہتا لڑ رہا ہی اب سلیم آگئی جب شبدیز نے
بہت کہا کہ ای سلیم تو کیا دیکھ رہی ہی سحر نہین کرتی سلیم نے اٹھکے سحر کیا یہان آنکل گلے مین ہو سحر نے تاثیر نہ کی
سکندر اسطرح لڑ رہا ہی کہ ملکہ سوسن گوہر پوش آگئی جھکی دیکھا شاہزادہ والا قدر اس مجمع مین پھنسا کر
دیوانہ وار لڑ رہا ہی کلیجہ منہ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا و ستم ملکہ سوسن گوہر پوش سلیم نے للکارا
او گیسو بریدہ تیرے نام سے شاہان طلسم کو نفرت ہی بحکم ہی سر کاٹ کے لاؤ تو نے تو غدر ڈالدیا ہی یہ کہکے اسنے
سحر کیا ملکہ سوسن گوہر پوش نے سحر کو باطل کر دیا لوگ آگے گری پلٹ کے دیکھا جواہر کی مشکین بندھی
ہوئی ہین پانچ چار عیار لیے کھڑے ہین پلٹ کے نگاہ جو ڈالی ستر شبگرد کی شاگرد شہلا سے آنکھ مل گئی
گھبرا گیا اسی بیقراری مین یہ اشعار پر بہار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

جانانہ گر بجور و جفا میکشد مرا

اوراچه جرم مهر و وفا میکشد مرا | گفتم که بنده را ز برائے خدا مکش | این طرفه که برائے خدا میکشد مرا
گر غیر دست و پائے تو پوشد جدا کشم | بجائے که ز رشک رنگ حنا میکشد مرا | جانا ز جیبان ز دست دو قاتل خود
نازش جدا کرشمه جدا میکشد مرا | دست از علاج من بکش ای مهربان طبیب | من زنده ام بدرد و دوا میکشد مرا
زنگم وران حریم بجائے رسیده است | کامد شد نسیم صبا میکشد مرا | یکروز کنم بهاره و شوم ایمن از بلا
بودن میان خوف و رجا میکشد مرا | من سر بسر گناهم و او بے گناه کش | واقف بپرس از وکه چرا میکشد مرا

گریبان چاک کیا پکار کر آواز دی ای کشم راز عاشقان ای سوختگان ز گلعذاران ایک نظر تو اٹھاؤ حسرت دید مین مرتے ہین اپنے کو ملعون و بدنام کرتے ہین شہلا نے کہا او مہران کیا بیہودہ بکتا ہی یہ تجھکو کیا ہوا لگی نے آواز دی ای عاشق صادق میرے جواہر کو تو قید سے چھڑا دے مفت مین بیچارہ پھنسا ہی مہران شب گرد نے کھینچکر شعلہ پر چاہا ہر چند اسنے ہان ہان کی مہران کب مانتا ہی ایک نیمچہ مارا کہ اسکی ران زخمی ہوئی پلٹ کے اک نگہبان کو مارا جواہر سے کہا متر صاحب آئیے دیکھون آپکو کون روکتا ہی تین نگہبان بھاگ گئے اسنے جواہر کی زنجیر کاٹ دی جواہر بھی لڑنے لگا قضا سے کار بیان تو ز و پیر متہ ہنگامہ گیر و دار طبیعہ ہی جواہر و سکندر رو سوسن نے خون کے دریا بہا دیے ہزارون لاشے گرا دیے سحر العجائب و سحر الغرائب دربار مین تخت پر بیٹھے ہین تاج نخوت بر سر زرہ نکبت در بر خود سر پیر و حماقت رہبر راہ ضلالت گمراہ کوچہ خفت سرداران خرس طینت بیمون خصلت خر سہلے باد یہ جہالت گرد بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی پھولے ہوے اپنے کو بھولے ہوے غرور سے اپنے پیرہن مین نہین سماتے ہین ایک ایک سے کہ رہے ہین بارو تمنے دیکھا ہمنے بادشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر کو قید کر لیا کیا جلد ظہور قہر قدرت سامری و جمشید ہوا کیا بلا مین پھنسے لجھ ہو گئے تھے ہمین صورت بھی دیکھنا ناگوار ہی کیا کرین میعاد طلسم سے لاچار ہین جب قصد کیا کہ ہین طلسم وزرا آیا برائے خیرخواہی منع کرتا ہی پہلو مین کرسی جواہر نگار پر وزیر اعظم شغاد گوہرین بیٹھا ہی اسنے کہا عرصہ ہوا کہ سکندر و سوسن چرا کے لے گئی عیش کرتی ہوگی آپنے شبدیز سیہ پوش و سلیم جادو وغیرہ کو لکھ بھیجا تھا کہ ان دونو سرکشون کو گرفتار کرکے بھیجو کچھ انکا احوال نہ معلوم ہوا کہ پہلوان سنے کیا کیا ساحرہ پر کیا گذری یہ سنکے سحر العجائب اٹھا کہا مین کئی طور سے دریافت کر سکتا ہون یہ کہکے آنسے ایک کو ٹھری کھولی اسمین سے اک پتلی سونے کی نکلی سحر العجائب نے کہا ای شبیہ سامری اسوقت کچھ باتین کرو ہمارا دل بہت گھبراتا ہی پتلی نے کہا آپکے خلاف نہو تو عرض کرون سنیے عرض کرتی ہون

نظم واقف

آخر این قصه وبلائے هست | کمندیای بستان خراب دلم | آخر این خانه را خدائے هست | هر کجا شوخ سیر زائے هست
دره مارا اگر دوائے هست | خواجه بر دولت اعتماد مکن | که غلام گریز پائے هست | در شفاخانه لب یار هست
که هنوزم بسر هوائے هست | زادن و مردن آمد و رفت است | وهوهم کاروان سرائے هست | خاک گشتم بیا بباد مده
که عجب تار خوش صدائے هست | مکن ای ترک تیغ یا قدم رنجه | دیده مشتاق خاکپائے هست | عاشقے زار را نوازش کن
گرمرا با تو ماجرائے هست | ظلم و جفا کشی تقصیر | گر بدانم ترا وفائے هست | تند چون سیل از سرم مگذر
دل که در دآشنائے هست | شست بر بهر کو بست می که ترخی | نگهش تیر بخطائے هست | انکه بے پرسی آشنائے تو نیست
شکر ها سکم گدائے هست | راست گو شیدا ای بلا ز دگان | که چو بالائے او بلائے هست | گرچه بے برگ گشته ام چون سرو
ازچه در سینه هائے هست | | | گر بجان داد دل زغم واقف

یہ اشعار یہ مضامین شعر قات جو چنچل نے پڑھے سب اہلیان دربار دنگ ہوگئے سب

شاہون کی جانب دیکھا کہا ای شاہان طلسم آپنے یہ مضمون سُنا سامری و جمشید کی یہ کتیبہ خاص ہی دیکھیے کیا اپنی
کہین کہ جس سے بربادی طلسم کا مضمون پایا جاتا ہی ان دونون نے کہا کیون بیہودہ بکتے ہو اس طلسم کو
ہزار سال تک زوال نہین ہی نہین بالکل اسکی بربادی کا خیال نہین ہی کیا مجال ہی کسی کی جو اسیر دست
انداز ہو کون دنیا مین ہی جو ہمارے سحر کا مقابلہ کرے یہ تو تیر جشید سامری ہی اسکے رگ و ریشے مین تمام
مکاری بھری ہی جو یاد آگیا وہ اسنے پڑھدیا اسکی بات قابل اعتبار نہین ہی بعض نے یہ بھی تو نظم کردیا ہی کہ ہم
اسقدر روئے کہ دریا اشکو نکلا تا بہ آسمان پہونچا فرشتون کو ڈر ہوا کہ ہم ڈوب نہ جائین جن لوگون کو ایسی
بات کہنے مین خوف نہ آیا انکے اقوال سے فال لین اور اسکو مستند جانین ہم اسکو مہمل جانتے ہین اب اصلی
معاملہ پوچھو کہ کیا کیفیت ہی یہ تپلی چپ کھڑی ہی سارا لشکر بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی وہ تپلی یہی کہتی ہی کہ کیا دریا
ہی سارا انشو و نما بیکار ہی بڑے بڑے شاہان جلیل حسرت و یاس لیکے پردۂ دنیا سے اٹھ گئے انکی قبرون کا
نشان نہین ملتا جن لوگون نے دعوی خدائی کیا وہ کہان گئے آخر پیوند خاک ہوے کس کا ذکر کرین اور
کہان تک خانۂ دل مین خزانۂ غم و الم بھرین سب سن رہے ہین سحر العجائب نے کہا ای شبیہ سامری
ہمنے تمکو کیون بلایا جن باتون کو نہ پوچھین انکا ذکر نہ کرو لوگو تمکو وحشت ہوتی ہی روح سامری جہنم مین
روتی ہی یہ بتاؤ کہ سوسن گوہر پوش و سکندر زرین پوش زرین علم پر کیا گذری ہمنے جمشید پر اور نسیم کو
بھیجا تھا انھون نے کیا کیا کہتی ہی تپلی تھا ان دونون پر زوال ہی سکندر و سوسن و جواہر خنجر زن
عیار پرفن سے دربار مین تلوار چل رہی ہی پہلوان و ساحرہ سحر سوسن و جرأت سکندر سے زخمی ہوکر
عیار پکڑا گیا تھا مگر چھوٹا آپ کے تابعین بھاگے جاتے ہین اب سکندر نے میدان پکڑا مرکب و سلاح بھی اسکو
مل گیا سحر العجائب نے کہا کیا باعث ہی کہ سکندر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی تپلی نے کہا سوسن نے مشقت کرکے
اک ہیکل بنادی ہی وہ گلے مین پہنے ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ کہکے اک چیخ ماری جل کے گر پڑی
اُس خاک سے اک طائر پیدا ہوا چیخ مارکے بلند ہوا آواز دی کہ یار و اسی سال مین یہ طلسم فتح ہوگا تم لوگ سب
چن چن کے مارے جاؤ گے امان نہ پاؤ گے سحر العجائب نے غصے مین آکے ماش کا دانہ ماردیا پکار کر کہا یہ کیا
یہ تجھسے کون پوچھتا ہی وہ طائر جل گیا اُسکی خاک سے بھی اک طائر پیدا ہوا اُسنے بھی یہی آواز دی آخر
سحر العجائب نے اسکو بھی جلایا تیسرا طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی ای سحر العجائب جہانتک تو جلائیگا
طائر پیدا ہوتے جائینگے تمہارا سون کے ہوش اڑ گئے ہمکو نکل جانے دے کیون ستاتا ہی روح سامری
رنجیدہ ہی سحر العجائب چپ ہو رہا جو تھا طائر صدا دیتا ہوا اڑ گیا تمام اہلیان شہر نے یہ آواز سنی کہ
طائر چیخین مارتا ہوا جاتا ہی تمام شہر والے سن رہے ہین عجب طرح کی آواز دیتا ہی اُسکی آواز سے عجب طرح
یہ اشعار دلفگار پیدا ہو رہے ہین

کار کرد از سینہ لہا تیر مژگان شما
وقت آنکس خوش کہ باشد از اسیران شما
دو چشم بد کہ چون بادام توام با دلم
نگاہ نگاہی گشم خود را بہ امید ان شما
ملک دل را از نگاہے میتوان تسخیر کرد

خوش نگاہان بسکہ شوخ افتادہ مژگان شما
ہوش اہل کمان گشتہ قربان شما
رشک داغ دل مرا بسیار می آرد بشور
سخت حیران اختلاط افتادہ پیکان شما
می فروشان خرقہ میخواہم کنم زاہن شراب
چیست از لشکر کشی منظور مژگان شما

بر شہیدی می کنند چشم فتان شما
از گلستان می ستاند باج زندان شما
تا اسیر کردہ است چشمی بر نمکدان شما
قابل رنگ شہادت نیستم لیک از وفا
گر قبول افتد شوم مرہون احسان شما
بے اثر بود صداے کہ شکست دل بود

کاش افتد شیشہ ام از طاق نسیان شما
قطرہ ہاے خون من چون گل گریبان سید
بعد ازین می افگنم دل در گریبان شما
خواہ بد گوئید خوبان خواہ دشنامم دہید
روزی من زہرہ شد از شکرستان شما
کیستی نسبت لب شیرین خود را با عسل
بادم گشتہ خنجرہاے مژگان شما
واقف آتش بجان ہرگز نخواہد بود جان

بود جان بردن ز ضعف دل بسے مشکل مرا
جامہ زیبان از ہواے طوف داماں شما
گردش چشم تو باشد کارساز عالمے
من دعا گوے شمایم من ثنا خوان شما
افتدم سر رشتۂ جمعیت عالم بدست
این سخن ہرگز مناسب نیست با شان شما
با دل پر خون تبسان زخم خندان زیستن
ہمچو شمع صبح از بہاے خندان شما

بو نمی کردم اگر سیب زنخدان شما
نیست در داماں من این طفل رایکدم قرار
آسمان بیکار میگردد بدوران شما
ہمچو من ہمی نصیبی نیست ای شیرین لبان
گرد بد تاری کمین زلف پریشان شما
چیر گم گشتہ است خون عالمے چون غنچہ
جان من ہست اختراع دردمندان شما

سارے شہر والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہیں بعض کہتے ہیں یارو سنا تمنے طائر کی آواز سنکر ہوش اڑتے ہیں کیا کہتا ہوا جاتا ہی مقام عبرت ہی ٹکڑا ای کا انجام بد ہوگا یارو ہم لوگون نے خوف نہ کیا اپنے شہنشاہ کا ساتھ نہ دیا اکمحرامون نے انھیں قید کر لیا سنتے کہاں سنتے ہیں ان پر جفائین گذرتی ہین اکثر آب و دانہ بند رہتا ہی ایک ایک جلیل جفائین سہتا ہی برائے کوتب قید مقام باغ ویران سنسان کف دست میدان روش پٹریان اجاڑ ایک ایک درخت جنگل کا جھاڑ پھول کا نام نہین بلبلو نکو اُس باغ مین آنے سے کام نہین صیاد وگلچین کا مسکن برائے طائر رنگ گل صبا رہزن وہان ایسے بادشاہون کو کبو نکر آرام آئے یقین ہی سامری و جمشید کے بھی خلاف گذرا ہی قہر اپنا نازل کرینگے مفت مین گنہون کے ساتھ مین گھن بھی پیسا رعیت ولے تباہی مین پڑے ہملوگ کیا جواب دینگے صاحبقران ضرور آئینگے ہملوگ مارے جاینگے ہر گلی اور کوچے مین یہی ذکر ہی کہ آج تو طائر طلسم پکارتا ہوا گیا ہی کہ زمانہ انقلاب کا آیا ہی طلسم نور افشان کی عمر گذر گئی اس طلسم پر یہ سال آخر سال ہی جو کچھ کاہن نے بیان کیا ہی اسکا قول کرسی نشین ہوا ہی طائر پکارتا پھرتا ہی سنا تھا کہ ای غافلو ہوشیار ہو جاؤ اس طائر کے نکل جانے سے ہنگامۂ عظیم برپا ہی آواز طائر کی سبنے سن لی تمام شہر مین مشہور ہو گیا کہ طائر ساختۂ سحر سامری و جمشید پکار پکار کے کہگیا اُسکی صدا عبرت خیز تھی تاثیر بھی حیرت انگیز تھی مگر سحر العجائب و مصر الغرائب نے بعد اس فعل کے آواز دی کوئی ہی جو اس جنگ مین جائے پہلوان اور ساحرہ کو بھاگے لے آئے سرخنگ جادو وزیر دست چپ غصے مین آ کے اٹھا کہنے لگا کہ حضور ہم آپکی باتون کو سمجھتے ہین ان باتون مین سامری و جمشید کا بھی کہنا ہرگز ہرگز قبول نہین مطلب دل حصول نہین یقین کامل ہی کہ سحر بالکل غلط نکلینگے غلام جاتا ہی اور سکندر زرین پوش زرین علم کو اور ملکہ سوسن گوہر پوش کو ابھی لے کے آتا ہی یہ کہکے یکہ و تنہا اٹھا عہدے مین وزیر اعظم ہی کئی سو جادوگر کھڑے ہوگئے سبھون نے عرض کی اگر حکم ہو تو ہم آپ کے ہمراہ چلیں وہان جاکے خوب خوب زن سر خنگ جادو نے کہا مجھے کسی کی ضرورت نہین ہی مین یکہ و تنہا اٹھ کیا ہوا جاتا ہون تڑپ کے گرفتار کرونگا سب باغیون کو پکڑ کے لے آؤنگا تھوڑے عرصے مین آتا ہون مزا اپنی جرأت کا دکھاتا ہون یہ کہکے چمک کر برق بنکے چلا دربار مین آگاہ ہوا کہ سر خنگ جادو وزیر اعظم شاہان طلسم برائے گرفتاری ملکہ سوسن گوہر پوش و شاہزادہ سکندر زرین پوش و زرین علم یکہ و تنہا جاتا ہی مگر اب احوال لڑائی کا سنیے کہ شاہزادہ والا قدر سکندر زرین پوش زرین علم شیرانہ دلیرانہ لڑتے ہوئے

سامنے شبدیز کے پہونچے شبدیز پیچھے نہ ہٹ سکا تلوار کا ہاتھ مارا سکندر نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا بچہ جلالی کا ہاتھ مارا نیچہ چمک کے گرا اُسنے سپر کے پیچھے کی پناہ کیا اگرچہ بچہ سے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹکر تیغ گرا شبدیز کے دو ٹکڑے ہوئے فوج مین شبدیز سیہ پوش کی خبر ہوا یار و غضب ہوا پہلوان ہمارا مارا گیا ہم کدھر بھاگ کے جائین بیشہ ویران ہوا یہ بیشہ شیر ہی اسکو کون آباد کریگا زمین سے گرد اڑی علمون نے بال کھولے وامے پیٹنے سر پیٹنے لگے تیر چلاتے پھرتے تھے دور جاکے منہ کے بل گرتے تھے سلیم جادو نے جب یہ خبر وحشت اثر سنی کہ شبدیز سیہ پوش مارا گیا غصے مین کانپ گئی ساتھ والی جادوگرنیون سے کہا مین بدنام ہوئی سب لوگ یہی کہینگے کہ سلیم جادو نے شبدیز سیہ پوش کو نہ بچایا شبدیز کو قتل کرادیا یہ کہکے لڑتی ہوئی چلی اس زور و شور سے سحر کرتی تھی کہ جہان پر لڑی ہزار دو ہزار ساحران غدار کو مارا اسنے سحر اوکر دیا بعد سحر کے نکلی نخل جلادیے قصر تن گرادیے دریاے آتش بنایا صدہا کو اسمین ڈبویا لشکر مین ایک ہل ہوا سوسن ایک مقام پر ٹھہری ہین وزیر زادیان بھی اس جگہ پر آگئی ہین ذکر جرأت شاہزادہ سکندر زرین پوش مین علم ہو رہا ہی ملکہ سوسن گوہر پوش کہتی ہین اسکا ذکر اسطرح منہ بھر کے نہ کرو ایسے ہی مقام پر لڑکا لگ جاتی ہی مین اس خوف سے نگاہ بھر کے نہین دیکھتی ہون آپ اپنے پاؤن کے نیچے کی مٹی چوٹے مین ڈالتی ہون بوا برا نہ ماننا ایسا ضرور ہو جاتا ہی کنیزین کہ رہی ہین کہ حضور سے نہین چھپ رہا جاتا اس زور و شور سے اس پہلوان کو مارا کہ اُسکے ساتھ والے جتنے ہین سب بھاگے جاتے ہین ٹھہر نہین سکتے رنگ لڑائیکا بگڑ گیا یکایک ہنگامہ ہوا لوگون کے رونے کی آواز آئی ایکطرف سے دریاے آتش بھڑکا لکڑا بڑھ کر کا اس دریا نے صدہا نخل جلادیے ملکہ نے گھبرا کے پوچھا ارے یہ کسکا سحر ہی کئی سو کنیزین بھاگی ہوئی آئین انھون نے عرض کی کہ حضور شبدیز کے مارے جانے کی خبر سنکے سلیم جادو کو بڑا جوش و خروش ہوا اُسنے کئی ہزار ساحر مارے دریا بناکر لڑتی ہوئی آتی ہی شاہزادہ سکندر نے جو دیکھا کہ ملکہ سوسن و سلیم مین بلا کا سحر ہو رہا ہی سکندر نے دور سے سلیم کو تاکا تیر کمان مین پیوست کرکے مارا سلیم نے اس تیر کو جلادیا سوسن نے گولہ مارا سینہ پر کینہ پر لگکے پار تو دو زرہ پشت کو پار گذرا نقارہ فتح و نصرت پر چوب پڑی کیان ملکہ سوسن نے جو دیکھا کہ شاہزادہ سکندر بھاگے ہوؤنکا پیچھا کر رہے ہین وہ بھی جب عاجز ہوتے ہین لڑنے لگتے ہین کنیزون سے کہا ارے شاہزادے کو روکو وہ تو کسی کی سنتے نہین بڑھتے چلے جاتے ہین بس لڑائی ہو چکی دشمنون نے شکست کھائی بھاگے ہوؤنکا پیچھا کرنے سے کیا فائدہ میرے ہوش درست نہین نظم

نی ببوے یار و نہ گردی خبر مرا
بر دل غبار است ازین رہگذر مرا
خواہم سجادے زطوت قفس پرم
واقف نگشندہ بود زچشم پدر مرا

پرورده عشق اگرچہ بخون جگر مرا
خون شد زہجر و نائیت ابدل جگر مرا
زنسیان کہ یکسانہ بہ بستر فتادہ ام
ورنہ چہ حاصلست ازین مشت پر مرا

افگند یار اگرچہ بسر خشک از ظفر مرا
ہر سو صبا ز رہگذرش می برد غبار
ترسم کہ عمر نیز نیاید بسر مرا
ہو دم ہنوز طفل کہ چون اشک شور عشق

کنیزون نے بڑھکے شاہزادے کو روکا باگ مین ہاتھ ڈالدیا کہا دیکھیے ملکہ عالم کیا فرماتی ہین منع کرتی ہین کہ بھگیاؤن کو جانے دیجیے بھاگے ہوؤنکا پیچھا نہ کیجیے شاہزادہ ٹھہر گیا مگر کمنی سے خون ٹپکتا ہوا جسم پر خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تیغ ہلالی ہاتھ مین لیے ہوئے خود زرین سپر مرکب نے لڑائی مین سیکڑون کو پامال کیا سمون مین خون بھرا ہوا ہی ملکہ سوسن گوہر پوش قریب پہونچین اپنے طاؤس سے کود پڑین پشت مرکب پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہریار چشمے خدا و تدبیر سے اپنا فضل

شریک کیا سرسبز و شاداب ہوے مظفر و منصور ہوے کہ سر جنیگ جادو ساحر بدخو آسمان پر آکے چمکا
اُسنے دیکھا کہ دو کوس کے گردے مین ہزارہا لاشہ پڑا ہی خون کا دریا بہ رہا ہی دیکھتا ہوا چلا آتا ہی دل سے
کہتا ہی بڑا کشت و خون ہوا ہزارہا اہلیان فوج شہنشاہ مارے گئے مگر سلیم و شبدیز بھی نہین ہین ایک
مقام پر دیکھا مین سر درختون مین لٹکے ہین شبدیز و سلیم کے سر کو دیکھ کے غصہ آیا جی مین کہتا ہی کہ بڑا
غضب ہوا دونون افسر مارے گئے نہین معلوم یہ تیسرا سر کسکا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی افسر ہی
جانبازی کرکے مارا گیا اک گولہ تیار کرتا ہوا آگے بڑھا سوسن و سکندر کو اک مقام پر باتین کرتے ہوے
دیکھا جل گیا سوسن دامن پکڑے ہوے شاہزادہ کا یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہین اور کہتی ہین کہ میری یہ حالت ہے

ظلم یادر غم عشقت سر شادی نمی باشد
دلی در عشق شاگردی و استادی نمی باشد
بلاست آدم اغماض خود دی سرت گردم
کہ در دشت خراب عشق آبادی نمی باشد
دلم صد پارہ و سرپارہ مجنونی ست سرگردان

گرفتار ترا پروائے آزادی نمی باشد
مراد آتش افگندی و من در دیدہ سیوم
رسید خود و تغافل رسم صیادی نمی باشد
الٰہی شوخ زیر اندام با سر سخت گیر
چو من آوارۂ واقف در ین وادی نمی باشد

بہ تعلیم و تعلم حکیمیں عاشق نمی گردد
اسپند مجمر شوق تو فریادی نمی باشد
لخت دل مہیا ساختم برگ سفر زین رو
کہ مین بیکران را پنجہ فولادی نمی باشد

یہ جو اس بھیانے دیکھا گولہ جو سحر کا
تیار کرکے لایا تھا وہی گولہ پھینک مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ سم سر جنیگ جادو وای سوسن ہوشیار
ہو جا گولہ جو پھٹا اور گولے نے دورہ باندھا بیس ہزار ساحر و بارہ ہزار غیر ساحر اس سحر مین پھنسے مگر
جب ہو کر کھڑے رہگئے کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گری کسی کے گھوڑے نے بدلگامی کی کوئی آشفتہ وار
حیران کوئی بشکل تصویر پریشان کوئی منھ کے بل گرتا ہی کوئی تھرا کے بیٹھ گیا کسی نے شاخ نخل تھامی کسی کا
بجلی چمکی کسی پر برق گری تیس ہزار آدمی ایک رنگ مین ملکہ سوسن کا چہرہ سفید زیست سے ناامید جھولی بھی
ہاتھ مین ہاتھ سے گر پڑی اتنا تو منھ سے نکلا کہ شہریار غضب ہوا زیر سحر العجائب کا آگیا اتنا کہکے چپ ہو گئین
سکندر کے گھوڑے کے پاؤن زمین مین غرق ہوے ہاتھ پاؤن تھرائے اک طائر کڑک کر گرا اسنے
گلے سے ہیکل اُتار لی مگر لیکے نہ جا سکا اسی مقام پر گر پڑی مگر سکندر خاموش ہوے تلوار ہاتھ سے گری سپر
پشت سے جدا ہوئی کمان کیانی مین خم آیا تیر ترکش سے نکلے مثل طائر بسمل تڑپنے لگے سر جنیگ جادو
زمین پر آیا شاہزادہ بھی خاموش ہی ملکہ سوسن کو حیرت کا جوش ہی آنکھ اٹھائی ہین پھر سکندر کی جانب
دیکھکر نگاہین جھکا لیتی ہین سکندر بھی بہ نگاہ حسرت سوسن کو دیکھ رہے ہین نگاہون سے یاس پیدا ہی
سوسن ایسی شیدا کی نگاہون سے آنسو جاری نگاہون سے یہ اشعار پیدا ہین جو بیان لب سے ہویدا ہین مگر
عالم حسرت و یاس دونون کے چہرے اُداس دل مین درد لب پر آہ سرد بس یہ کیفیت تھی کہ نظم

تیرا نیاز مند جوا کی ناز مین نہین
انصاف چاہتا ہی یہ اعزاز مین نہین
نعلون سے کچھ غرض نہین مطلب ہی پار سے
کب بند و بست سلسلۂ عنبرین نہین
آنکھین دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائین
اتنا تفاوت آمین ہی چین جبین نہین

دونون جہان مین کہین ٹھکانا کہین نہین
تیغ برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین
نظارہ بار بار ہون مین صبح بین نہین
قربان قدرتی مین ہی طغرائے قدرتی
تیر شہاب ہی نگہ خشمگین نہین
عمر گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا

ہم بوسہ مانگین اور کہے تو نہین نہین
کسوفت کہنیون سے خبر بھی آستین نہین
سودا زدون سے اپنے نہین بچھڑ کر
رخسار شاہ حسن چین جبین نہین
رخسار بادشاہ ہی دل مجھ فقیر کا
بالائے آسمان نہین زیر زمین نہین

پہنانے کے تجکو دیکھتے ای جامہ زیب حیف
تم سا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین
ہمکو سُنا کے کہتا ہی دل بھر کے جام عشق
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین
دیتے ہو سیدھی بات کا اُلٹا ہمین جواب
نازک ترے بدن سے میان یاسمین نہین

کلیان قبائے گل مین نہین آستین نہین
گُل ہوتے ہین ہوا زمین ہے چراغ عقل
ہو جا ہے پی لے زہر تو میا انگبین نہین
آنکھون کے سامنے سے نہ ہٹ اے خیال یار
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین
سوزش فراق سے مجھے آتش کا حال پوچھ

کوئی مرے کوئی جیے مطلق نہین خیال
کام آستین کا کرتی ہی گو آستین نہین
اللہ عجب نہین جو بندون سے بخیر
تجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین
دیکھا مساس کرکے صبا کیطرح بہت
دم اژدہے کا ہی نفس آتشین نہین

سر جنگ نے عاشق و معشوق مین جو یہ راز و نیاز دیکھے جلگیا پکار کر آواز دی کیون بی سوسن اس دن کا
خیال نہ تھا شاہان طلسم نور افشان کی سلطنت مین فرق آجائیگا یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی ایک ادنیٰ
اُس گھر کا ساحر ہون اگر غصہ آئے طبقات زمین و آسمان ہلادون دیکھا تمنے ایک سحر مین سب کو بیکار کیا
کوئی بول نہین سکتا زبان کھول نہین سکتا مجھ اکیلے نے اتنون کو بیکار کیا اب تم دونون کی مشکین باندھکر
سامنے شہنشاہ کے لیجاؤنگا انعام دل بھر کے پاؤنگا یہان جواب کون دے زبان بند دل دردمند
ہوش و حواس اُڑے ہوے ہین سارا لشکر بیکار سوار پشت ہاے مرکب پر محجوب و مضطر پیدل بیکل یہ
دونون افسر حیران و ششدر سر جنگ کا طعن و تشنیع دینا کبھی کہتا کیون بی سوسن یہ دن یاد نہ تھا کہ
بادشاہ صاحبان اختیار ہین اُنکے سامنے کوئی زبان کھول سکتا ہی کسکی مجال ہی اس طرح اس بیحیا
نے کلمات غرور رکھے ملکہ سوسن کی آنکھون سے آنسو ٹپکے بیقرار ہو کر منھ سے تو آواز نہین نکلتی مگر دل
مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہی اُس بیقراری مین یہ الفاظ پیدا ہین نظم

می شنید بہر حرف تیر و علے مستغیث
یا غیاث المستغیثین حاکم فریاد رس
وارہے دردمندان و دوائے مستغیث
بر عطا داری نظر ای معطی در زمان
دعوی ہر مدعی و مدعاے مستغیث
رحم فرما اگر بندی خداوند جہان

دستگیری کن ز رحمت بندگان غم یاد شاہ
اے ہمین مشکل تو ای مشکلکشاے مستغیث
بندہ محتاج امداد تو یا محتاج خویش
عفو فرمائے تو ہر جرم و خطاے مستغیث
ہست از من در بار تو بہر داد خواہ
دور گردد محنت و رنج و بلاے مستغیث

از خدا حاصل شود ہر مدعاے مستغیث
تا شود از دام غم وارستہ پاے مستغیث
چارہ ہر بندہ بیچارہ ای چارہ ساز
زانکہ ہستی در جہان حاجت روائے مستغیث
در نظر مد نظر ای دادگر داری مدام
باب عدلت امن و ملجا براے مستغیث

او بیحیا کیون اسقدر بلبلاتا ہے
ہم مصیبت زدون کو کیون ستاتا ہی ایسا نہو تجھپر بجلی گرے تیرے دو ٹکڑے ہون شیخ سعدی فرماتے ہین
شعر نیم شب آہ زند پیر زال ۔ دولت صد سالہ کند پایمال + دیگر بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید + ہمپر زمانہ تنگ ہی فلک ہمسے در پئے جنگ ہی مگر پیدا کرنیوالا
ہر وقت اپنے بندے پر نگاہ کرتا ہی ظلم کرنیوالے کو تباہ کرتا ہی اشارون سے جو ملکہ سوسن نے رو رو کر
یہ باتین کین دریاے رحمت الہی جوش مین آیا سر جنگ جادو تلوار کھینچے ہوے براے قتل ملکہ سوسن
دسانندہ آتا ہی کہ راہ مین جو غریب سوار یا پیدل ملگیا کسی پر ہاتھ تلوار کا ماردیا کسی پر اُف کر دی وہ جلکر
رہگیا اس طرح پامال کرتا ہوا غربا کو بیحال کرتا ہوا وہ سب بیکار ہین ہاتھ پانون ہل نہین سکتے اعضا مین
طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین جسکو چاہا ہاتھ ماردیا وہ بحسرت منھ دیکھکے رہگیا زمین پر لاشہ گرا
بھائی نے بھائی کی لاش کو دیکھا یہان تو یہ بدبخت ہی مگر جو امیر خنجر زن جو انتظام لشکر کرنے جاتا

فتح چھوڑ کر گیا تھا اب جو آ کے دیکھا سارا لشکر ایک مقام پر حیران و مضطر و محجوب ششدر و پریشان خاموش
کھڑے ہین ایک سے ایک کلام نہین کرتا ہی جواہر نے آ کر جوانون کو پکارا کہ کیون بھیا یہ مزاج کیسا ہی
شاہزادہ و سوسن گوہر پوش کہان ہین ہم بہت گھبراتے ہین کوئی جواب نہین دیتا اشارے کرتے ہین
ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین اشارون سے ہویدا ہی یہ بات پیدا ہی خرابی و پریشانی ہمیر شیدا ہی
جواہر حیران کہ یہ کیا غضب ہو گیا شہر خموشان ہی عجب نقشہ نمایان ہی کوئی صاحب جواب نہین دیتے
چیختے چیختے حیران ہو گیا یہ سوچا کہ یہ تو سب بدحواس ہین مبتلاے زندان یاس ہین مین کس حال مین
چھوڑ کر گیا تھا اب کس کیفیت مین پایا اتنی دیر مین کیا ہو گیا تلوارین سپرین زمین مین پڑی ہوئی ہین
کمانون مین خم خنجر بیدم تیر سہمے ہوے ترکش مین چھپے ہوے ہین مار مردہ بنے ہین آخر کنارے ہو کر ایک
نخل کے سایے مین کھڑا ہوا دیکھا عجب معرکہ در پیش ہی مقام پس و پیش ہی کہ سکندر گھوڑے پر
سر جھکاے ہوے چہرے پر ہوائیان اڑ رہی ہین سوسن گوہر پوش ایک طرف سرنگون مثل مجنون
دیوانہ وار وحشی مثال چہار جانب دیکھ رہی ہین ایک ساحر زبردست بادہ ظلم و بدعت سے مست سوار و
پیدلون کو مارتا ہوا جاتا ہی جب زبان ہلاتا ہی شعلہ بھڑک کر گرا دو چار جل گئے پیدلون کو پائمال کرتا ہوا
تیغ برہنہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین طرف سکندر و سوسن کے جاتا ہی کلمات بھی زبان پر بیہودہ
پکارتا ہوا کیون ای سوسن زبان درازی کیا ہوئی اب سحر نہین کرتین کیا ہو گیا دیکھا تمنے ایک سحر مین تم
سب کو بیکار کیا جواہر کا کلیجہ پھٹ گیا اپنی فراست سے دریافت کیا کہ ساحر نے آ کر سحر کر دیا سب اسی
سحر مین مبتلا ہین گرفتار زندان بلا ہین بات تک نہین کر سکتے کیا تعجب ہی کہ یہ پاس سے شاہان طلسم
کے آیا ہو انکو خبر ہو گئی ہو گی انھون نے یہ شعبدہ کیا کہ اس ساحر زبردست کو بھیجا اسنے آ کر یہ فساد
برپا کر دیا یہ سوچ کر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے پر لگایا ایک ساحر زبردست کی شکل بنکر
تیار ہوا کلاہ زرین سر پر لباس عمدہ جسم مین ایک بڑی سی جھولی اسمین اسباب سحر بھرا ہوا ایک نخل پر
چڑھ گیا دل مین سوچا کہ یا تو جان دی یا اس بھیا کو مارا یہ سوچکر بلندی پر نخل کی گیا دل کو مضبوط کر کے
اسطرح کودا کہ دیکھنے والا سمجھ جاے کہ آسمان سے اترتا ہوا آیا ہی پکارتا ہوا بھائی صاحب ٹھہر جائیے
دیکھیے شاہون نے کیا لکھا ہی آپ نے بہت دیر کی اب تامل نہ فرمائیے جو اسمین لکھا ہی اُسپر عمل کیجیے
خود شاہزادے آتے تھے ہمسے فرماتے تھے کہ ہمارا خیر خواہ براے قتل سکندر و سوسن گیا ہی طلسم
مین تیاریان ہین دوکانین رنگی گئی ہین شہر آئینہ بند اہلیان رعایا ہر وقت انتظار مین ہین کہ دشمنان
شہنشاہ کے سر آتے ہین خیر خواہان دولت لباس فاخرہ پہنے ہوے پھر رہے ہین کہ خبر فتح و ظفر ملے اسقدر
عہد ہین سوسن کے نام سے سب کو نفرت ہو گئی ہی ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اسنے بڑی دست اندازی کی
باغ ویران سے چرا کر سکندر کو لیگئی شاخسار نے بڑے اہتمام کیے ہین کہ جس روز سوسن کا سر آے
مین جشن عالی ترتیب دون تمام اہلیان شہر کی دعوت کرون سر جنگ نے جو یہ باتین سنین یا تو سر
کاٹنے سکندر کا چلا تھا ہیکل ایک طرف زمین مین پڑی ہی اسنے کہا ای برادر تم سچ کہتے ہو مجھے دیر ہو گئی
مگر آتے ہی مین نے سب کو اپنے سحر مین پھنسا لیا بلکہ سوسن نے بڑے انتظام کیے تھے سکندر کو ہیکل
نا کے دی مین نے طائر سحر سامری بلایا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش اڑے طائر نے ہیکل گلے سے نکال لی

دیکھو وہ سامنے پڑی ہے کسی نے ابھی سید ایلغانی ساحر قریب آیا کہا ای وزیر قدرت خدا اور حقیقت مین تمنے بڑا
کام کیا تمام طلسم مین مشہور ہوگیا کہ سکندر نے بڑی ہمیت کی ہو تمنے آتے ہی سب کی گردن لی تمھاری
بڑی تعریف ہوگی قریب آکے ہاتھ مین نامہ دیا سرجنگ نے بغور پڑھا اول تعریف لات و منات بعد
لکھا تھا کہ ای سرجنگ ہمنے تمکو اختیار دیا یہ ساحر معتبر ہمارا آتا ہی سر سوسن و سکندر اسکے ساتھ
روانہ کرو تم ابھی اسی مقام پر رہو بلکہ سد باب کرو دشمن اس طرف نہ آنے پائین سرکش سر نہ اٹھائین
ساحر نے قریب آکر کہا بھائی بغور پڑھو تمکو سر جابجا دکہ ہم جائین تمھارے واسطے خلعت روانہ کرین یہ
کہتے کہتے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدئے سرجنگ نے گھبرا کے کہا یہ کیا کرتے ہو ساحر نے کہا تمھاری جان
لینے کو آیا ہون یہ کہکے حباب مارا سرجنگ کو سرجنگ معقول ہوئی ذلت حصول ہوئی منھ کے بھل گرا
نعرہ ہوا منم عیار طرار خنجر گذار پیرو خاندان خواجہ عمرو نامدار عیار پر فن جواہر خنجر زن لپٹ کے
خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہوگیا سنگباری پر غباری ہوئی بیرون سے غل بچایا کچھ نہ ہاتھ آیا
آخر زمین تھرائی آسمان سے آواز ہیبتناک آئی کشتی مرا نام مین سرجنگ جادو بود سکندر نے گھوڑے
سے اتر کر بسم اللہ اٹھا کر ہین لی سوسن کے ہاتھ پانون رہا ہوئے تمام ساحر و غیر ساحر خوشیان کرنے لگے
ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ خداوند شجر نے اپنا فضل کیا سب سرسبز و شاداب ہوئے تمام لشکر کو لیکر نوبت
نقارے بجاتے ہوئے زر و جواہر لٹاتے ہوئے باغ مین آئے بیرون باغ ملکہ سوسن کا سب لشکر اترا اندر
باغ کے ملکہ سوسن و سکندر داخل ہوئے ملکہ نے کہا ای شہریار اب کیا قصد ہے سکندر نے کہا ملکہ
یہی قصد ہے کہ اب یہانسے کوچ کرین خاص طلسم پر مقابلے پڑین ای ملکہ سوسن تمنے بڑی خطا کی یعنے
نسیم آتشخو و شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز ہمارے غل آنے کے بعد کیسے پھر گئے ہونگے یہی
قول ہوا گا کہ افسوس سکندر نے ہمارا خیال نہین کیا سوسن نے عرض کی حقیقت مین غفلت تو ہوئی
ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری عجب معرکہ درپیش ہوا آپ حکم دے آئی ہین آپ کے ملازمان جو
مارے گئے ہین انکے دفن کا حکم تھا ہم لاشون کو سبکی دفن کرا رہے تھے یکایک آسمان سے ایک طائر
پیدا ہوا مگر طائر کلان اسنے آ کر ایک چیخ ماری جلکر گرا اسکی خاک جو زمین مین شریک ہوئی دریا سے رنگ موج
مارنے لگا ایک بونڈلا گرد کا بلند ہوا اس بونڈلے سے لاشہ سرجنگ اٹھایا بونڈلے مین لاش لپٹ گئی ایک
طائر آواز دیتا تھا ای دشمنان طلسم نور افشان تم لوگون نے بڑا غضب کیا وزیر طلسم کو مارا دیکھو تو کیا بلا
نازل ہوتی ہے سوسن نے کہا ان باتون کا کیا ذکر ہے ہم جانتے ہین کہ جو کام کرینگے دونون کو خبر ہو جائیگی اگر
وہ بھیجا ایسے نہ ہوتے تو طلسم نور افشان پر قبضہ کیون کرتے انکو ضرور خبر ہو جائیگی جو انکو منظور ہوگا وہ کرینگے
ہم خود انکے سر پر لشکر کشی کرکے جاتے ہین جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مگر حقیقت مین سحر العجائب و مصر الغرائب
تخت پر بیٹھے تھے کہ وہان تمام وزیر مشیر جمع ہین کہ طائر آسمان پر آکر چہکا پکار کر آواز دی ای شاہان طلسم
نور افشان سرجنگ جادو ہاتھ سے جواہر خنجر زن عیار کے مارا گیا لاشہ اسکا ملازم لیکر آتے ہین
یہ سنا تھا کہ دونون بھائی گھبرائے پکار کر آواز دی ای حاضرین سنا تمنے ایسا ساحر مارا گیا کہ ما بدولت کو قلق
ہوتا ہے ایسے جانباز سر فروش جو حکم کے مطیع جو کہا وہی کیا مگر اس مکار نے نہین معلوم کیا عیاری کی کہ سرجنگ
سنبھل نہ سکا اپنی جان نہ بچائی سحر العجائب نے آواز دی او طائر سچ بتا کہ یہ کیا معرکہ گذرا کس عیاری پر

جواہر نے اُسکو مار لیا وہ تو بڑا جہاندیدہ کار آزمودہ تھا قریب تھا کہ طائر بیان کرے پر زن کو کھولا کہ
رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا ملازمان سرچنگ لاشہ لیے ہوے شکست خوردہ حیران و پریشان روتے ہوے
سامنے آکر ہوپنچے طائر نے آواز دی اب سرکار انسے پوچھ لیں اب ہمکو نہ تکلیف دیجیے یہ کہکر طائر جل گیا مگر
ملازمون نے عرض کی حضور جیسے یہ بہادر تھے سحر مین طاق شہرۂ آفاق ایک سحر مین بیس ہزار ساحر و غیر ساحر
کو چپ کر دیا بی سوسن ساری زبان درازی بھول گئین سکندر کا گھوڑا چلتے چلتے رہگیا یہ کامل و اکمل تیغ لیکر
چلا کہ سب کے سر کاٹ لون سو وہ سو کو پامال کیا یکایک ایک ساحر آپ کا بھیجا ہوا ہوپنچا آسمان پر سے
اُترا اُس نے آکر مار لیا بی سوسن و سکندر کے ہاتھ پانون کھلگئے بیس ہزار ساحر یا تو بیکار کھڑے تھے
یا اُنکے ہاتھ پانو کھلتے ہی قیامت برپا کر دی ہم لوگون نے یہی مناسب جانا کہ لاشہ لیکر بھاگ نکلے
راہ مین سُنا کہ جو ساحر وہان رہگئے اُنھون نے سامری و جمشید کو برا کہا اُنکو سحر پرست ہونا پڑا اب اُنکی
جان بچی اب لشکر مین چہل پہل ہے باغ بی سوسن پر بہار ہے ساحر باہر اُترے ہین سامان جنگ مہیا ہے اندر باغ کے
ساتھ سکندر کے عیش کر رہی ہین حکم نہین کہ کوئی غیر اندر آئے سحر العجائب و مصر الغرائب یہ سُنکر
دنگ ہو گئے کہا یارو اصل یہ ہے کہ ستارہ دشمنون کا اوج پر ہے خیر کہان جائینگے کہو یارو کوئی بھی ایسا ہے
کہ سکندر و سوسن کو گرفتار کرکے لائے شمس جادو ایک ساحر زبردست ہے اُٹھ کھڑا ہوا عرض کی اے
شہنشاہ طلسم نور افشان مجکو حکم ہو تو دشمن کو جاکر گرفتار کرکے لاؤن سوسن بیچاری سحر کرنا کیا
جانے سکندر کو کیا لیاقت ہے جو کچھ کیفیت ہوگی آپ پر کھل جائیگی دونون بھائیون نے حکم دیا اے شمس جادو
جرأت و لیاقت تمھاری مثل آفتاب کے روشن ہے جسقدر لشکر چاہو ساتھ لو فوراً روانہ ہو جاؤ عرض کی لشکر
کی غلام کو کیا ضرورت ہے جاتے ہی آگ برساؤنگا سوسن و سکندر کو گرفتار کرلونگا جس طرح جاتا ہون
اسی طرح چلا آؤنگا سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا تمھاری شان کے سراسر خلاف ہے تنہا جانا
مناسب نہین کم سے کم تین لاکھ جادوگر ساتھ لو اے شمس اسقدر فوجین ہین کہ اگر دس لاکھ روز مارے جائین
کبھی فتح نہ پائین تو ہم دس برس لڑین اور ہمارا وزیر اکیلا جائے بڑے تعجب کی بات ہے شمس نے کہا
تین لاکھ کو تکلیف نہ دیجیے اگر آپ کا حکم ہے اور سرکار کو یہی منظور ہے تو ساٹھ ہزار ساحر کافی ہین اسی وقت
فوج خاص سے ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوکر آئے شمس تخت پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی اس کر و فر سے
برائے مقابلہ سکندر جاتا ہے اسکا ذکر جلد ثانی مین تحریر ہوگا حقیر کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت
شاعران باہنر منشی احمد حسین قمر عرض کرتا ہے بخدمت ناظرین والا مقام و سامعان بلند احتشام
عرض پیرا ہے کہ جہان کہین حقیر سے سہوا خطا ہوئی ہو اپنی جلالت سے اُسکو چھپا مین سامنے صاحبان
عیب جو کے ظاہر نہ ہو کہ حقیر کو نشانہ تیر اعتراض کرین خلعت تحسین دینے مین بھی اغماض کرین واضح رہے کہ
صاحبقران زمان البیس خود پرست کو قتل کرکے بفتح و فیروزی طرف طلسم نور افشان کے چلے ہین
اب راہ مین مقابلہ پڑنا سالوس شعبدہ باز برادر البیس سے و برادر زرد و رفت تیز رفتار کمند انداز
سے عیاران خواجہ عمرو سے اور پہونچنا حیرت کا تا بہ قلعہ ہوشربا اور مقابلے ملازمان لاچین سے
اور خروج کرکے آنا شاہ نگار اسمعر جادو کا و دیگر حالات دوسری جلد مین بتصریح لکھے جائینگے بعد
مقابلہ بسیار گرفتار ہونا سکندر کا اور پہونچنا قید اُنکی اُس باغ ویران مین در ہائی تھا رحم مین

کر باغ ویران مین قید ہی بعد جلیسہ مرد ار خوار ہمشیرۂ خبیثہ کر مخوار اور قتل ہونا ساحران سحر العجائب و مصر الغرائب کا ہاتھ سے جلیسہ کے اور چڑھکر جانا خبیثہ کا بقہر و غضب تمام قہار پر اور عیاریان صمصام پسر اوہام کی اور قتل خبیثہ کر مخوار از دست غیار غدر گور اور جملہ حالات داستان ہائے رنگین و حالات فصاحت آئین اس جلد ثانی مین بڑے لطف سے تحریر ہونگے یقین ہی کہ ناظرین والا مقام خلعت تحسین و آفرین سے دریغ نہ فرمائین اس کم مایہ کی آبرو بڑھائین ـ و السلام

تاریخ طبع زاد مصنف در صنعت توشیح یعنی از سر ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تا تاریخ سنہ ہجری واضح گردد

قمر شکر خلاق شمس و قمر
کہ اک جا یہ کیا خوب ہیرے لکھے
مضامین نو کی رہی جستجو
یہی ہی التجا اہل انصاف سے
سجع مقفے عبارت لکھی

مثال تمنا ہوا بار ور
عروس مضامین کے سہرے لکھے
تر و تازہ ہی گلشن آرزو
جو ناظر لکھے جلد کو یا پڑھے
تصور رہے اسکا پڑھنے مین بھی

کرو ان سجدۂ خالق خاص و عام
اٹھا شور ہر جان بیتاب سے
ہوا جلد اول کا جب اختتام
محبت کا بھی لطف سے دم بھرین
ہمی سن مین صنعت کی تاریخ کو

ہوا جلد اول کا خوب انجام
جگا یا ہی فتنے کو پھر خواب سے
کہ مشتاق تھے ناظرین خاص و عام
یہ ہے عیب کی عیب پوشی کرین
سنا ہمنے شوکت کی تاریخ ہی

ایضاً تاریخ ہذا در حروف منقوطہ

ہوئی جلد اول جو ختم ای قمر
دکھائے طبیعت نے کیا کیا ہنر
بہار مضامین کا آیا خیال
ہوئی ختم تاریخ کی جستجو
ہمنے غش جو سالار علم دکھائ
رہی دلمین منقوط کی آرزو

قطعہ تاریخ طبعزاد اکمل الکملا و افصح الفصحا و ابلغ البلغا نواب مرزا مہدی حسن خان صاحب متخلص بہ رفعت شاگرد رشید جلال لکھنوی

مرے مہربان منشی احمد حسین
تخلص ہے قمر شاعر و قصہ گو
کہا دل نے رفعت یہ سال طبع
کیا خوب تصنیف اک قصہ دہ
عجب فتنہ ہی نور افشان لکھو
ہوا اب یہ منظور وہ طبع ہو

از نتیجۂ فکر حقیر سراپا تقصیر سید حسن عباس متخلص بہ خیال شاگرد و برادر زادۂ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

ہوئے ہین منشی احمد حسین کرم
مقفے مسجع عبارت لکھی ہی
قمر سا تخلص ہی جن نامور کا
اب آ گئے ہی انصاف اہل نظر کا
خیال ایک عالم کو مرغوب ہو گا
وہ دفتر مضمون نے لکھا ہی کہ جسکا
عجائب مضامین رنگین لکھے ہین
زہے قصۂ نور افشان قمر کا
اڑے ہوش ہر ایک سخنور کا
جہان ہی بیان اس مین شام و سحر کا

ایضاً

کیا خوب یہ لکھا ہی قمر نے دفتر
جسکی تنویر ہی دل افروز جہان
لکھدو تم اسکے طبع کا سال خیال
نایاب چھپا یہ فتنۂ نور افشان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق زمین و زمان رب دو جہان اکثر اس فقرے کو جابجا دیکھا کتب ہاے معتبر مین لکھا ہی رب دو جہان مگر خالق پیل و
ہمارا پروردگار اپنے کلام فیض انجام مین ارشاد فرماتا ہی الحمد للہ رب العالمین ترجمہ لفظی یہ ہی جمیع حمد ثابت ہو واسطے اللہ
کے کہ رب ہی تمام عالموں کا اس لفظ جمع سے یہ ثابت ہوا کہ بہت سے عالم ہین عالمین کا لفظ استعمال ہوا تفسیر مین بھی
مفسرین تحریر فرماتے ہین کہ رب اکبر نے ایک لاکھ چوبیس ہزار عالم پیدا کیے سبحان اللہ کیا وسعت قدرت ہی تحریر مفسرین
سے کھل گیا کہ جسطرح ایک مکان وسیع مین قندیلین لٹکائی جائین اسی طرح اُس کارساز نے مثل قندیلون تے درجے
قرار دیے ایک ایک عالم ایک ایک قندیل مین بسا ہی جس عالم کو ہم جانتے ہین یعنے انسان حیوان مور و مار جنات
پری زاد دیو زاد شیران صحرا و نہنگان دریا و طائران ہوا یہ سب بحیثیت رب دو جہان ہائی بنائے انس و جان ایک ہی عالم
قرار دیا گیا اسی طرح ایک قندیل مین آپ بھی ساکن ہین جب اُس رب اکبر خالق بحر و بر نے پیدائش کو اسقدر وسعت
دی کہ ایک ایک قندیل مین ایک ایک عالم قرار پایا ایک کو ایک نہین جانتا اور یہ بھی تحریر مفسرین و محدثین سے
ظاہر ہوا کہ جس عالم مین آپ بسے ہین یہ عالم سب عالمون سے چھوٹا ہی اس چھوٹے کی وسعت کو جہنہ خیال کیا
تو طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا ہی ادنے سی ایک مثال یہ ہی کہ جنات و پریزاد کا نام سنتے ہین نہین معلوم وہ
کہان ہین اور ظہور اُنکے طریقون سے پائے گئے یعنے اکثر نے لکھا کہ جو مکانات کہنہ مدت ہاے مدید سے خالی پڑے
ہین اُسمین جنات رہتے ہین یہ تو کتابون مین لکھا دیکھا اور ظہور یہ پایا کہ اکثر بعض کے سر پر جنات آتے ہین اپنا رنگ
جماتے ہین عجائب و غرائب خبرین سناتے ہین مگر کیا قدرت ہی کہ وہ تو ہمکو دیکھتے ہین اور ہم اُنکو دیکھنے کی لیاقت
نہین رکھتے حکماؤن نے لکھا ہی کہ وہ قوم آتشی ہین ہم خاکی اُنکو پروردگار نے سب طرح کا اختیار دیا ہی وہ جو
صورت چاہین بنجائین خواہ انسان یا حیوان مگر ہم نہین پہچان سکتے اُنکو یہ اختیار ہی ہم اُنکے دیکھنے مین ایسے
مجبور و لاچار ہین مگر قربان جناب اشرف انبیا کیا پیغمبر حق صاحب اختیار جاننے والا ہر نیک و بد کا خلق فرمایا
کتاب معجزات مین بھی دیکھا کہ افسر جنیان نے بھی ہمارے پیغمبر سے مسئلے پوچھے کل زبانون کے سمجھنے کا اُس خالق نے

اختیار دیدیا ہی پردہ ہاے مخفی نگاہ جہان بین سے اُٹھ گئے یہ بھی دیکھا کہ جن و انس و مور و مار طائر براے حل مشکل خدمت فیض درجت مین حاضر ہوے آپنے اُن مشکلون کو حل کیا جواب شافی دیے کہ گریان و نالان آئے اور خوش و خرم واپس گئے پس ایسے پروردگار کی صفت مین زبان کھولنا سراسر جہل و نادانی ہی اسکی صنعت کو کون شخص پہونچ سکتا ہی کیا اُسکی صفت مین لکھون کوئی ایسا لفظ نہین ملتا کہ اُسکی صفت مین لکھون بس اتنا کافی ہی نظم

بودن آنرا ہمیشہ بود از تو — بود و نابود را وجود از تو
در نیابی بہ فہم عالمیان — ورنہ گنجے بہ وہم آدمیان
سخن آنجا کہ از خدا و دست — لاف دانش دلیل نادانست
آنکہ در کار خویش گم باشد — دم عبث از روے اشتلم باشد
ہرچہ اندر جہان بدارد و کس — ہمہ دانند کان تو دانی و بس
ہمہ ہستی ز ملک تا ملکوت — یک رقم زان جریدۂ جبروت
کی کسے چون تو پایدار بود — بندہ کی آفریدگار بود
کردنی ہرچہ در جہان ناید — آن چنان بین چنین کہ می باید

آفرینش رقم کشیدۂ تست — ہرچہ چیز نیست آفریدۂ تست
آدمی کیست خاک بے سروپا — کو نداند خداے را چو خدا
آنکہ خود را شناخت نتواند — آفرینندہ را کجا داند
عقل کو صد ہزار رنگ آمیخت — از خجالت بپاے پس بگریخت
ساختی از قضا جریدۂ راز — بستی از کاف و نون پردۂ ساز
تو بدی و نبود این ہمہ چیز — ہم تو مانی و کس نماند نیز
ہرچہ نتوان ز پادشاہی کرد — کردی و میکنی و خواہی کرد

اصل یہ ہی کہ انسان ضعیف البنیان صفت اس پیدا کرنے والے کی کیا لکھ سکتا ہی جب تصور کیا تو آگ سکتہ ہی کہ اپنے معبود کو کیونکر پہچانے بہتر ہی کہ اُسکو خالق جانے

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا صلعم

درود کامل اپنے حبیب پر رب اکبر نے نازل کیا اپنے پروردگار کو پیغمبر مختار نے پہچانا کیا مرتبے پروردگار نے دیے کل مذہب والونکو معجزے دکھائے کیا کیا راز و نیاز سمجھائے کیا سیاہ قلب تھے کہ راہ پر نہ آئے جنکو ہدایت باحسان ہوئی فوراً زنگ کفر آئینہ دل سے اُسکے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ پڑھا اعتقاد نبوت دل مین آیا لکھا ہی کہ ایک دن ایک عرب صحرائی قوم کا صیاد ایک موش صحرائی کو آستین مین چھپا کر براے مناظرہ و مکالمہ حاضر خدمت ہوا حضرت سے تکرار کرنے لگا ہر مرتبہ اُسکا یہی قول تھا کہ آپکو پیغمبر کسنے بنایا آپ جواب مین فرماتے تھے جس خدا نے تجھکو ایک قطرۂ نجس سے یہ صورت زیبا عطا فرمائی اُسنے مجھکو بھیجا ہی کہ تم سب کو ہدایت کرون راہ ضلالت سے نکالون تا بہ چشمۂ ہدایت پہونچاؤن جب وہ معقول ہوا تو اُسنے غصے مین کہا آپکی نبوت پر کون گواہ ہی حضرت نے فرمایا اول تو وہ شاہد ہی کہ جس موش صحرائی کو تونے گرفتار کیا دوسرا گواہ جس نخل کے سایے مین تو کھڑا ہے یہی شاہد ہی کہ خدا واحد ہی یہ فرماکے ارشاد ہوا کہ اے موش صحرائی میری نبوت پر گواہی دے وہ موش بے زبان آستین سے اُس جوان کی زمین پر گرا بفصاحت آواز دی اے صیاد یہ حبیب رب اکبر فرستادہ حاکم بحر و بر ہی اگر تو اعتقاد نبوت نہ کریگا تو مین تجھکو ہلاک کرونگا شکر ہی پروردگار کا کہ مین معتقد نبوت ہون خدا کو وحدہ لاشریک جانتا ہون اپنے پیدا کرنے والے کو خوب پہچانتا ہون اب حضرت نے اُس نخل کو آواز دی اے نخل بحکم باغبان قضا و قدر میری نبوت پر گواہی دے نخل اپنے مقام سے دوزانو آواز اُس سے آتی تھی کہ اے مرد صیاد پیغمبر برحق ہین فرستادہ رب مطلق ہین اگر تو اعتقاد نبوت نہ کریگا تو مین تجھکو ہلاک کرونگا اور ایک شاخ اُسی نخل کی بلند ہو کر سر پر صیاد کے پہونچی اُس شاخ سے بھی یہی آواز آتی تھی اے صیاد اپنے نفس پر بیداد نہ کر یہ حبیب رب اکبر ہین برحق پیغمبر ہین صیاد خوف سے بیہوش ہوگیا حضرت نے بخلق و محبت سر صیاد کا اپنے زانوے اقدس پر رکھ لیا

سوال قوت کیا ہی مزاج رو دیکھیے | حسینی بابٓ پے کا حسد ونیمری دیکھے

جناب شاہ مردان شیر یزدان قدرت پروردگار حیران تھے کہ اگر کبوتر کو باز کے حوالے کیا یا اگر باز اپنی خوراک سے باز رہا مشکل ہی ارشاد فرمایا کہ ای قنبر کارد لاؤ جب چھری حضرت کے ہاتھ مین آئی فرمایا ای باز بیت خدا نے خدمت عقدہ کشائی دی مجھکو ٭ جہان کا گوشت ہو منظور کاٹ دون تجھکو ٭ باز بھی باز نہ آیا عرض کی مجھکو لحم سینہ عطا فرمائیے حضرت نے فرمایا ای باز بیت خدا گواہ کہ بھوکا نہ ٹالدون تجھکو ٭ اگر کہے تو کلیجہ نکالدون تجھکو جب باز نے اس شاہباز اوج ولایت کو سینے کے گوشت کے تراشنے پر آمادہ پایا کبوتر تڑپ کے آستین سے نکلا باز و کبوتر گرد پھرتے تھے اور عرض کرتے تھے بیت مطیع حکم امام امم فرشتے ہین ٭ یہ باز ہی نہ کبوتر ہی ہم فرشتے ہین ٭ شہرۂ عدل و فیض سنکر آئے تھے جو سنا تھا اس سے زیادہ پایا بیت مصنف قمر مدح حیدر لکھون کیا مجال ٭ زبان طائر ہی اسجایہ لال ٭ کیونکہ رب اکبر نے اپنا ہاتھ قرار دیا عین اللہ بھی لقب ہی نظم دیگر

بازدوش گلشن توحید بوشعو نما
شہریارے کز نسیان کفش پیر فلک
تلخکامی بشکر خندہ فروشد حلوا
شمع پروانہ گل وبلبل توحید علیست
کہ من ہم غلام در حیدرم

شاہ مردان کہ زنیم بخشش مادر دہر
کردہ پر گوہر انجم صدف پشت دوتا
صبح پوشید زخدام درت خلعت نور
دو جہان راشد و خود قبلہ و خود قبلہ نما
زخاک درش چشم من را فروغ

مدح ایمان عرب جان عجم شاہ نجف
اگر از مردہ بود حاملہ زاید خنثا
یاد خلقش اگر از خاطر حنظل گذرد
تا قیامت زرخورشید دہد بند قبا
قمر فخر بر اوج خود می کنم
زاعجاز وصفش سخن را فروغ

نم خاک راہ جری بوتراب | بآن در شود جبہہ سا آفتاب

سبب تصنیف طلسم ہذا

حقیر ایک روز اپنے غریب خانے پر حاضر تھا کہ پیغام خواہش انجام پہونچا کہ اسمٰعیل کاملون کے کفیل کھہر دریائے سخا سرو خرامان بوستان لطف و عطا انجم تابان فلک لیاقت رنگ و بوے گل حدیقۂ مروت جناب فیض مآب منشی پراگ نرائن صاحب نے بقدر روانی طلب فرمایا دماغ مصنف عرش پر پہونچا ارشاد ہوا کہ ہمنے جلد ہفتم ہوشربا مین اشتہار دیا تھا کہ بعد ختم ہوشربا طلسم فتنۂ نور افشان شروع کرونگا فوراً تصنیف فرمائیے حقیر نے فوراً ارشاد فیض بنیاد کو قبول کیا ایک جلد لکھکر حاضر خدمت ناظرین کی اب یہ دوسری جلد شروع کی آرزو یہی ہی کہ بہت جلد تمام کرون اُمید ناظرین والا قدر سے یہ ہی کہ جلد اول کو مطبع فیض منبع سے ہاتھون ہاتھ خرید فرمالین کہ پھر تیسری جلد بھی حاضر خدمت کرون جسطرح ہوشربا بقدر دانی خرید فرمایا ہی اسی طرح اس طلسم کو بھی ہاتھون ہاتھ خرید فرماوین کہ حوصلہ مصنف کا بڑھے اور جناب منشی صاحب موصوف اور بھی کتابین حقیر سے لکھوائین اور ہزار گلگل بھی اب مطبع ہذا مین بہ تکلف طبع ہوگا زیادہ نیاز

دو وکلمۂ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران بعد قتل ابلیس بہ عجب بخنا سر حد سالوس شعبدہ باز پر اور مقابلہ سالوس شعبدہ باز سے باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا

خمسہ عوض ساقی نامہ

بس کہ رکھتے ہین سب اشتیاق دخاہان بہار | سب سے بڑھ کر آجکل ہی شوکت دخان بہار | جمع ہین سب ساز و سامان تھہ جوشیان بہار

خزان حسن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی
شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہے
طریق عشق کا سالک ہی و اختلو نکی سن
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہے
طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہی شرط
تمھکو ٹھکرے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی
تمھین جو پاؤن تو چل مرے جھل نہ تھمکر

بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی
عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
کہین چڑھا کسی جا اتار راہ مین ہی
جگہ ہی رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی
اگر مرا دے منزل مین خار راہ مین ہی

سالوس کا اسوقت دماغ تر ہی گلشن سپہر سے استفادہ کر رہا ہی کہ آسمان پہ برق چلی ابر سیاہ مشق ہوا دیکھا تخت پر ایک عورت تخت پر بلند بالا چھوٹی چھوٹی آنکھین کالے کالے گال اوپر اکثر جا بجا خال جس سے یہ ظاہر ہی کہ بچپن چھتر ہی یا یہ گمان ہمارا ہے کہ گوبر پاولے مارے ہین دہانہ چوڑا جس سے کسی اوڑنی کی فراخی معلوم ہوتی ہی قد کو سرو چمن کیونکر کہون تشبیہ مین بہت حیران ہون اصل یہ ہی کہ قد جو سا کہو کا تھا ہی کمر بھی بہت گندہ ہی اور پیٹ کا تو ذکر مناسب نہین ہی سرین کا ذکر کرتا ہون تشبیہ دھری ہی کاندو کے نالے کی مہری ہی ران وہ کہ جسکو دیکھ کر حیران

شکل بھونڈی ہی کہ کمہار ہی بد لیل نقشا — تارا دم دار ہی یا چند کے سر مین سودا
تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کا جیسے دیدا — ناک چپٹی ہی اسکے کا نکڑے مین جا بنوا

رنگ روکھا پھیکا ہی چہرے پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز — کچھ بناوٹ ہی نہ انداز نہ عشوہ ہی نہ ناز
چھوٹی گردن ہی گلا ہو نگا بہت بد آواز — طبع اقدس ہو نہ کیون گندہ بغل سے ناساز

ہاتھ تراشیدہ چوکندہ ہی تو دو ہاتھ ہین چوب
پنجہ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نا زیبا — گول محرم نہین اور بند ہی ڈھیلا اسکا
فاختہ آلو کی دو سم کہتے کہان ہی چڑیا — گرتی پڑتی ہی لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھلا

پیٹ ہی پیٹھ سے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف ابھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت

کولے تخیر ہی سے سپاٹ اور بہت ناہموار — اور ریتی کا سرینون کی کرون کیا اظہار
ذکر کرنے سے ہی اک چیز کے اب نفرت عار — بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے بانبی کا کنار

زن مریدون کے لیے راہ زن اچھا ہی نہان
جان کے لالے ہین اور مال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اسپر مچھلی — ساق پر بال ہین اور سخت ہی جیسے لکڑی
پنجہ جنی کی طرح کج ہی کڑی ہی ایڑی — انگلیان پاؤن کی بدوضع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی

پاین چکر ہی تو مانند فلک کج رفتار
نام پیارے سے ہر جائی کے پیزار ہزار

خاک صورت پہ دادا کا بھی نہین نام کو نام — ہی سراپا وہ نحوست کی طرح بد انجام

رنڈی پن سے ہی نہ خود کام کو کچھ لوچ نہ کام ۔ نام ہرجائی کا آوارہ ہی اب طشت از بام

ایک پر بند نہیں لاکھ سے انکار نہیں
ایسی بدکار جہان مین کوئی مردار نہیں

اسطرح کی عورت بدخو بدصورت تخت اُترکر سامنے سالوس کے آئی سالوس کو دیکھکر ہنس پڑی وہ بوے بد آئی کہ سالوس ایسے مردار خوار نے منہ پھیر لیا اُسنے قریب آکے کہا کیون بھائی صاحب آپنے مجھکو نہین پہچانا سالوس اپنی جان سے تنگ ہی چاہتا ہی یہ مجھسے بات نکرے ایسی عورت کا ٹھہرنا بہتر نہین ہی جب سالوس نے یہ کہا کہ تم جاؤ جب تو یہ عورت رونے لگی کہا ارے گدھے تونے مجھکو نہین پہچانا ایسی بے اعتدالی کی باتین کرتا ہی تیرا جو بھائی تھا ابلیس خود پرست وہ جہنم واصل ہوا مجھے بیٹھے شامت آئی مسلمانون سے لڑائی پڑی قلعہ سواد لگا لوٹا قلعۂ ابلیس پرستان پر برسون جھگڑا رہا مگر صاحبقران صاحب عظم و شان عیار انکا بلاے روزگار کیا طرار و فراز مجبر کلدار زود رفنت نے کوئی بات اٹھا نہین رکھی مگر ہوا کا کیا کرسکتا ہی پلک جھپکنے مین صورت بدلی کیسا ہی انتظام کرو اسکے آنیکو کوئی روک نہین سکتا جتنا زیادہ انتظام کرو اتنا ہی جلد آوے سالوس نے کہا بھابی صاحب یہ تمنے کیا بیان کیا کلیجے پر سے چھری چل گئی مین نے اُس بھیا کو اپنا نائب بناکے بھیجا تھا وہ جاکے خداوندی مین بیٹھا یاد تو مجھکو آیا نام تمھارا بھول گیا ہون اپنا نام فرمایئے اُسنے کہا بھڑوے لگا ہون مین مجھکو کھائے جاتا ہی خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا بھڑوے نام بھول گیا وہ بھی یہی کہتا تھا کہ مین نے نائب بناکے بھیجا وہ مالک بن بیٹھا نام میرا خجیستہ بدکار ہی میرے حسن کا شہرہ ابلیس پرستان مین شہرہ ہی مجھے لوگ دور دور سے دیکھنے آتے مین بھائی صاحب تمھارے جان دیتے تھے رات بھر پائتی بیٹھے رہتے تھے سالوس نے سب حال پوچھا خجیستہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ لاشہ اسکا لیکر ملازم بھاگے ہین اسی طرف آجائین تو عجب نہین مین تو اسوقت نکلی کہ جب مین نے خبر پائی کہ خداوند نے چولہ بدلا شہر مین آکر تمھارا نامحسن نامرد کا ایسا تھا کہ کسی کو آرام نہ تھا شہر والے نام لے کے روتے تھے کہ ایسا خداوند عادل منصف مارا گیا سالوس نے کہا اے خجیستہ میرے مشیر قدرت کی ہمیشہ سے ممانعت ہی کہ مسلمانون سے کسی حال مین بگڑی نہ انکا نام مگر قدرت بجھ گئے یہی تقدیر ہمنے تو یہ نہرم بیس چشتری کی تھی کہ ابلیس ہاتھ سے مسلمانون کے مارا جائیگا یہ بھی ہمنے کتاب مین لکھا دیکھا ہی کہ آخر مین مسلمان قلعہ گلشن حصار پر آکے قصد کرینگے کہ قدرت سے لوین قدرت اُن سب کو جانور بنا دیگی قدرت کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا اگر اُدھر ہی اُدھر وہ لوگ چلے گئے قدرت دخل نہ دیگی اور اگر ادھر آئے اور ذرا بھی سرکشی کی دنگہ لینا جو کچھ قدرت اُنکا حال کریگی جنکو خود پیدا کیا انکا مارنا سنانا کیا مشکل ہی خجیستہ نے کہا او سالوس تیرے بھائی کو بھی خدائی پر بڑا گھمنڈ تھا آخر مین یہ تھا کہ جان چھپانی دشوار ہو گئی تھی مگر مسلمانون نے پیچھا اُسکا نہ چھوڑا آخر کو قتل کیا اے سالوس میرا کہین ٹھکانہ نہ تھا اسوجہ سے مین چلی آئی مین نہین چاہتی کہ تیرا بھی گھر برباد ہو یہ تو خوب جانتی ہون کہ صورت دیکھکر تو مر گیا ہوگا مجھے تیرا خیال بھی نہین تو لاکھ منت خوشامد کریگا اور مین بات بھی نہین سنونگی اصلی جو ضرورت ہی لڑکے بالے کھیلنے آتے ہین انسے مطلب نکل جائیگا تمھارے بھائی صاحب نے بھی پیار مین میرا نام لونڈون گھیری رکھا تھا وہ بھی تین تین دن جب منتین کرتے تھے جب اصلی مطلب حاصل ہوتا تھا اور لڑکے دو پیسے کی ریوڑیون مین جمع ہو جاتے تھے جب وہ کھیلنے آتے تھے مین دو پیسے کی ریوڑیان کھلاکے مطلب نکالا کرتی تھی دس پانچ سے جب نوبت پہونچی اور انکو پیسے کی ریوڑیان منگوا دین

خوش ہوگئے بلکہ پوچھا کرتے ہین آج وہ بات نہوگی آج ریوڑیان کم منگائی ہین تو مجھکو گھر مین رکھکر بہت پچھتائیگا خالہ تیری
گلشن سحر آہی ہوجاتی ہے خوب مزا ملتا ہوگا ارے مزا یہ ہوکہ ہربات مین لطف ہو سر مین تیرا آمین داخل ہو جاے
مجھکو معلوم ہوکہ کسی مہری مین مین گیا ہون اور یہ جورو تیری ہے راے کرکے تجھکو راضی کرتی ہوگی جسدن مجھسے سامنا
پڑجائیگا تو جانیگا کہ دنیا مین ایسی بھی عورتین ہوتی ہین مین تجھکو اپنا فرزند سمجھونگی مگر دیکھو خبردار مسلمانون سے بگڑی
نہ الجھانا کوئی ایسی تقدیر کردے کہ مسلمان خبر نہ پاوین راستہ روک دے سالوس نے کہا او فاحشہ کیا بیہودہ بکتی ہے
مین نے تیرے واسطے پلٹن اور رسالے بڑے بڑے جوان تیار کر رکھے ہین تیرے ٹکڑے اُڑادینگے رات رات بھر وہ تجھکو
سونے نہ دینگے میری کیا شامت ہے سراسر حماقت ہے کہ تجھ ایسی مردار سے ارادہ کرون تجھ ار دلی اُتروادونگا مین ابھی
جاکر مسلمانونکی تدبیر کرتا ہون وہ جھوٹا دعوی خدائی کر بیٹھا ہے اگندہ بندہ تھا مجھسے بچکے مسلمان کہان جائینگے برادر
زود رفت مثل تیز رفتار کمند انداز شاطر قدرت کی کیا بات ہے اُسکی عیاری نہین کرامات ہے قدرت نے بڑے بڑے تحفے اُسکو
دیے ہین سو پریزادان دُر درگوش مرصع پوش ہر وقت قصر مین مصروف عیش و نشاط رہتی ہین اپنے کھیل رہی ہین
خبر آیندہ و گذشتہ ہنس ہنس کے سب بیان کرنا اُنھین کا کام ہے اسی مکان کا قصر پریزادان نام ہے مین نے سنا ہے کہ
اُس جھوٹے نے ایک مکان موسوم قصر پریزادان بنوایا ہے کنیزان ساحری کو اُسمین جگہ دی اسی مکان کی وہ
نقل ہے وہ کنیزین نہایت مغرور عقل و فراست سے دور اُلٹی سیدھی خبرین بیان کیا کرتی ہین یہ تو خاص
پہلو نشینان ساحری ہین عقل و فراست حسن و جمال سے بھری ہین ہر کلام اُنکا لطف دنیا سے خالی نہین ہے ہر وقت
ترقی عیش و نشاط ہے و بسدم ترقی انبساط ہے اول تو شاطر قدرت سب کو گرفتار کر لائیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا چند
روز وہ جھوٹا مغرور دغاباز تھا لیکن برادر شعبدہ باز تھا اُسکا خون بالا بالا نہ جائیگا ایسا رنگ لائیگا کہ مسلمانونکو
جان بچانا دشوار ہو جائیگی یہ کہکے زوجہ کو آواز دی صاحب اس چھنال کے واسطے ایک مکان رہنے کا مقرر کرو
یہ بیوہ ہوکے آئی ہے خبیثہ نے کہا تیری جورو بیوہ ہوگی میرے کئی شوہر ہین لڑکے جیتے رہین کہ مجھکو سرفراز کرتے
ہین مین بھی اُنکی خاطر کرتی ہون بیوہ وہ ہو کہ جسکو مرد ممکن نہ ہو سالوس نے کچھ جواب نہ دیا گلشن سحر بند
نے الگ اک خانہ باغ تھا کہا بی بی تمھارے واسطے یہ مکان تجویز ہوا ہے خبیثہ نے کہا مین الگ ہی مکان چاہتی
ہون میرے مکان مین ہر وقت چہل پہل رہیگی لڑکے کھیلا کرتے ہین اُنسے بڑے مطلب نکلتے ہین اس زبان دراز
کو کون جواب دے گلشن نے کہا ہان بی بی سچ کہتی ہو اس مکان مین تمھارے کوئی نہ آئیگا کنیزین بھی لوگی یا اکیلی
رہوگی خبیثہ نے کہا ہے دشمن اکیلے رہین میرے گھر مین ہر وقت شور رہتا ہے ایک کی ایک آواز نہین سن سکتا میرے
مکان مین کنیزون کا کیا کام ہے لڑکے سبطرح کا کام کرلیتے ہین جس محلے مین رہتی تھی وہان سناٹا ہو گیا ہوگا لڑکے
بیچارے مارے مارے پھرتے ہونگے یہان بھی چار دن مین ویسا ہی رنگ جما لونگی تیلی تنبولی کے لڑکے آکے
جمع ہو جائینگے جب لطف اُٹھائینگے خود دوڑ کے آئینگے ارے وہ مجھکو سونے نہین دیتے دوپہر کو بھی دروازے پر
غل مچاتے ہین کوئی نانی کوئی خالا اماں کہتا ہے آٹھ پہر یہی ہلڑ رہتا ہے یہ کہکے اُٹھی اسی باغ مین جاکے بیٹھی پشت کا
دروازہ کھولدیا کھیان بانٹنے کے حیلے سے لڑکون کو جمع کرلیا سالوس محل سے نکلا ٹھنتا ہوا دربار مین آیا تخت پر
آکے بیٹھا تیز رفتار کمند انداز چار ہزار شاگردون سے درِ دولت پر حاضر ہے تمام وزرا امرا منتظر تھے کہ آج تشریف
کیون نہین لائے سالوس جیسے ہی تخت پر آکے بیٹھا تیز رفتار نے آکے سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج کیا باعث
تھا کہ قدرت دن چڑھے تشریف لائے سالوس قہقہہ مار کے ہنسا کہا ای تیز رفتار تمکو قدرت کے رازدان ہو

بھائی صاحب ہمارے قلعۂ ابلیس پرستان پر مارے گئے جہنم مین پہونچے زود رفت بھی جہنم واصل ہوا قدرت کی نافرمانی
کرکے یہ ثمرہ اسکو حاصل ہوا مسلمانون نے گھیر کر مارا بیچیاسے کچھ نہ بن پڑا ابھی ابھی بھابی صاحب فی البدیہہ بدکار
تشریف لائی ہین انہین کے آنے کی وجہ سے قدرت کو دیر ہوئی عجب طرح کی فاحشہ عورت ہی کسی نے اسکا نام بھی
خوب بدکار رکھا ہی تھوڑی دیر تک (وہ میرے پہلو مین بیٹھی وہ بوے بد اسکے جسم نجس سے آتی ہی کہ قدرت کی طبیعت
گھبراتی ہی آپنے سب حال مقابلۂ مسلمانان بیان کیا کوئی عمرو عیار ہی بڑا مکار غدار ہی اسنے تمہارے بھائی صاحب کو
مارا بڑے بڑے معرکے پڑے مگر ابلیس مکار دعوی خدائی سے باز نہ آیا اگر وہ خداوند ہوتا تو مارا کاہیکو جاتا جھوٹا مکار
و غاباز شعبدہ ساز کچھ سحر سیکھ لیا اسپر نازیہ ہوا کہ خداوند بن بیٹھا اگر خداوند نہ بنتا دعوی نیابت رکھتا اچھا ہوتا قدرت نے
بھی فرمایا تھا کہ شہر ابلیس پرستان مین جاکے خدائی ہماری ظاہر کرو اسکو یہ غرور ہوا کہ دو چار شعبدون کے بھروسے
پر خداوند بن بیٹھا ای شاطر قدرت تو جانتا ہی کہ مسلمان کون ہین حمزۂ نامدار سپہ سالار قدرت با دولت ہی جنے
بڑے سرکشونکو اسکے ہاتھ سے قتل کرایا ہمکو ڈھونڈھتا پھرتا ہی جسدن قدرت کو پہچان جائیگا فوراً سجدہ کریگا
عیار یہ سنکے بہت ہی غصے مین آیا کہا یا خداوند ابلیس نے دعوی خدائی کیا اس وجہ سے جہنم مین گیا میرے بھائی نے
کیا خطا کی کہ آپنے اسے قتل کرا دیا سالوس خوب قہقہہ مارکے ہنسا کہا انکی یہ خطا تھی کہ انکو کیون خدا جانا اسکو
کیون سجدہ کیا قدرت کو یہ بھی اختیار ہی کہ پھر انکو زندہ کرسکتے ہین ذرا دریافت تو کرو کہ مسلمان کہان ہین فوراً
حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ حمزہ ہمارے سامنے آوے اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے فوراً سجدہ کرے قدرت اسکو
نہال کردین بڑے بڑے سرکشونکو اسنے مارا قدرت نے اسکو پردۂ قاف مین بھی بھیجا تھا دیو زاد بھی اس سے
نہ بچسکے تمام سرکشان قاف اسی کے ہاتھ سے مارے گئے قدرت نے دیو عفریت کو اسکے ہاتھ سے قتل کرایا آخر کو
سمندرون ہزار دست بھی مارا گیا ملکہ آسمان پری کے ساتھ اسکی شادی کرائی اٹھارہ برس پردۂ قاف
مین آوارہ رکھا جب قدرت کے دل مین آیا پردۂ دنیا مین بلا لیا نوشیروان کی سلطنت اسکے ہاتھ سے سوائی لقا جب لیا
شخص اسی کی تیغ بیدریغ سے مارا گیا ایک بیچارا جھوٹا کاذب دعوی خدائی کرکے ملک باختر مین خداوند بن بیٹھا ہاتھ سے
حمزہ کے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اب قدرت اپنا جاہ و جلال دکھائینگے اپنے بندے کو راہ پر لگائینگے وہ بھی آجتک
اسی جستجو مین ہی ہمیشہ اسی آرزو مین ہی کہ اپنے پیدا کرنے والے کو دیکھون جابجا اسنے جھوٹے خداوند دیکھے انکو
مٹاتا ہوا چلا آتا ہی قدرت سے کیا انکار کریگا دیکھتے ہی سجدہ کریگا پہچان جائیگا کہ میرا پیدا کرنے والا یہی ہی
تیز رفتار نے کہا آپ بہت سچ فرماتے ہین تیز رفتار نے کہا مین ابھی جاتا ہون جسدن قدرت تقدیر معقول
کرین سالوس نے کہا تو ہزار برس پیشتر تقدیر کرچکے ہین کہ میرے ہاتھ سے سبکا خاتمہ ہوگا اگر حمزہ نے
سجدہ کیا جانو کہ بڑی آفت سے بچا اگر کہین انکار کیا تو آتش قہر مین سبکو جلا دونگا مثل نقش قدم چشم زدن مین
مٹا دونگا مگر تیز رفتار طرف شاگردون کے پلٹا کہا جلد خبر لاؤ کہ مسلمانونکا لشکر کس مقام پر ہی دس پانچ شاگرد
گئے اور بہت جلد پلٹکر آئے عرض کی یا خداوند یہان سے بارہ کوس پر صحراے بوقلمون مین لشکر مسلمانان آرہا ہی
مگر بڑی جلدی ہی کہ طلسم نور افشان تک جائین سالوس نے کہا ای ہنر تم آج ہی جاؤ جسطرح ہوسکے حمزہ کو
ابھی لاؤ تیز رفتار نہایت چست و چالاک عیار بیباک سنتے ہی بانہایت عیاری سے آراستہ ہوا فوراً طرف
لشکر صاحبقران کے روانہ ہوا یہان وہ وقت ہی کہ صاحبقران نے کئی منزلون کے بعد جو یہ صحراے پرفضا
پایا کہ گل خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن ہی بہار رشک گلدستہ کہ بڑے بڑے اسپر درخت ہواے عیسی دم صبح افزا

چل رہی ہی ہوا برو کی زمزمہ سرائی قریب شام درختون پر لبسیر البنا چشمے موج مار رہے ہین موجون کا پیچ و تاب ہر حباب چشم
معشوق کا خواب کنارہ اُسکا کنار عدم ہی بلبل پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہی زمزمہ سرائی کر رہی ہی صاحبقران نے
فرحت تازہ سرور بے اندازہ جو اس صحراے پر فضا مین پایا ارشاد ہوا کہ خواجہ ایک ہفتے کا مقام مشہور کر دو کئی
دن سے جا بجا منزلون پھرے اُجاڑ جنگل ملے انشاء اللہ اب یہان سے بڑھکے سرحد نور افشان پر ٹھہرینگے ہمارا
دوست کہتا ہوگا کہ بڑے وقت مین پیچ ہی کوئی کسی کا شریک نہین ہوتا ہی ہر چند کہ ان بیچارون کو کوکب کے
قید کرنے سے آرام نہین ملا ایک نہ ایک جھگڑا رہا ایرج و نور الدہر و قاسم معرفت تاجرون کے خبر پائی کہ انھون
نے ہنگامے برپا کر دیے مگر چونکہ فتاح طلسم نہ تھے آخر کو پھنسے مگر ملک تو ساحرون کے برباد ہوے اب یہ لوگ قید مین
کیسے گھبراتے ہونگے عمرو نے کہا ای شہریار مین نے خبرین پائی ہین کہ ان شیرون نے جا کے زمین ہلا دی مگر مقدمہ
سحر و ساحری سے مجبور تھے آخر مین خرابی ہوئی یہ بھی سنا ہی مین نے کہ یہ چار دن لڑکے جو ہوشربا سے آئے
انھون نے بھی خوب جنگ کی لشکر ساحران بھی انکے ہمراہ تھا تین لڑکے پکڑے گئے مگر ایرج کے فرزند کا نشان
نہین ملتا اسی تہلکے مین انکے گھوارے چھوٹ گئے کسی اور اقلیم مین پہونچے ایک لڑکا موسوم بہ سکندر زرین تیغ
زرین علم کوئی بادشاہ ہی کہ اُسکا سلطان زرین پوش زرین علم لقب ہی سحر پرستی اُسکا مذہب اُسکے ساتھ وہ
جوان آیا جادوگر بھی اُسکے ساتھ بڑے بڑے تھے انکو ساتھ لیکر اُسی کو تصور کرتے ہین کہ شاید وہی ایرج
کا فرزند ہو یہ بھی سنا کہ شاپور نے بڑی بڑی عیاریان کین مگر سحر العجائب و عصر الغرائب کے سحر سے لاچار ہوا
آخر جا کے نام کر دیا لاشہ ہاے ساحران سے میدان بھر دیا اب خدا حضور کو بخیر و خوبی وہان تک پہونچا دے
تو لطف ہوگا دربار مین سب سردار حاضر ہین سب کا یہی قول ہی کہ جب حضور کے قدوم میمنت لزوم پہونچینگے تو وہ
بہرام گھبرا جائینگے افسوس ہی کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ مبتلاے قید ہو ساحرون کا صید ہو اب انشاء اللہ حضور کا
پہونچنا باعث سب کی تقویت کا ہوگا مگر تیز رفتار ایک بڑھیا بنا ہوا بھیک مانگتا پھرتا ہی ڈر کے مارے کسی سے
کچھ نہ پوچھا صاحبقران زمان نے بہرات گئے دربار برخاست کیا صاحبقران تو داخل محل ہوے مگر بہرام
گرد بن خاقان چین جو بارگاہ صاحبقران سے نکلا سب سردارونکو گھیرے ہوے ایک ایک سے کہتا
ہی کہ یارو انشاء اللہ اب سرحد طلسم نور افشان مین پہونچینگے بڑے بڑے معرکے پڑینگے سحر العجائب و عصر الغرائب
عمرو کو خوب جانتے ہین نام سنکر کانپینگے تیز رفتار بھی یہی صاحبقران ہین جب اپنی بارگاہ مین بہرام داخل
ہوا تیز رفتار نے بارگاہ بھی عمدہ دیکھی گرد بارگاہ کے پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا کوڑا بہت سا پڑا ہی اُسکے خیال
مین یہی آیا کہ یہی بارگاہ صاحبقران ہی زمین سے جھکر نقب کھودنا شروع کی بہرات رہے بارگاہ بہرام مین
دہانہ نقب کا توڑا تڑپ کے نکلا شمع گل کی قریب آکے بہرام کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکے اُسی نقب کی راہ سے
لے نکلا خوشی خوشی صبح ہوتے ہوتے بارگاہ سالوس مین پہونچا پشتارہ سامنے سالوس کے ڈال دیا کہا بیچے
آپکے سپہ سالار قدرت کو پکڑ لایا حکم ہوا آہنگرون کو بلا کر مسلسل کرکے بہرام کو ہوشیار کیا بہرام نے جو ہاتھ
اُٹھایا خانہ زنجیر مین عمل ہوا بہرام بل کرکے اُٹھا اس دربار کفر مدار کو دیکھا ایک شخص کریہ منظر بدشکل کج کلاہ
تاج کلان سر پر مثل دیو خونخوار تخت پر وہ مکار بیٹھا ہی گرد امیر وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایک عیار کو اپنے
قریب پایا بہرام نے پکار کے آواز دی سلام میرا اُسپر ہو جو کہ جو پروردگار کو وحدہٗ لا شریک جانتا ہو اپنے
پیدا کرنے والے کو پہچانتا ہو سالوس قہقہہ مار کے ہنسا کہا او حمزہ منش سالوس مردار خوار تجھکو بنے حمزہ صاحبقران

بنایا خیال تو کر کہان کہان پہونچایا پر وہ قاف تیرے ہاتھ سے فتح کرایا شمشیر و دمامہ تیرے ہاتھ سے مارے گئے
سامری بیچارے بعوض ہو سکے اب قدرت کو سجدہ کرو ورنہ ابھی سنگ سیاہ کر دونگا بہرام نے کہا او بیحیا مکار شعبدہ باز
حیلہ ساز حمزہ تو کسکو سمجھا ہی مین اک ادنی اُسکا غلام ہون مجھ ایسے ہزار ہا شاہ و شہریار اُس عالی وقار کی
خدمت مین حاضر ہین میرا نام بہرام ہی یہ حقیر اپنے آقا کا ادنی غلام ہی سالوس بہت ہنسا کہا او حمزہ کیون ڈرتا ہی
کیون اپنا نام چھپایا ہی قدرت تجھکو قتل نہ کرینگے خطا معاف کر دینگے ہرچند کہ تجھسے بڑی خطا ہوئی برادر قدرت
کو مارا وہ دغاباز جھوٹا تھا بیجا دعوی خدائی کیا قدرت نے خود چھپکے تقدیر کر کے اُسکو مٹایا نام تیرا ہوا بہرام
نے کہا وہ اگر مکار تھا تو تو حیلساز ہی وہ ساحر تھا تو شعبدہ باز ہی سالوس نے کہا کیون یارو تم مین کوئی پہچانتا ہی
کہ یہ حمزہ نہین ہی حقیقت مین اسکا بہرام لقب ہی اکثر پہچاننے والے دربار مین موجود تھے انھون نے بھی یہی کہا
کہ حقیقت مین یہ حمزہ عرب نہین ہی جب متفق ہوکے سب نے یہی کہا تو سالوس نے کہا کیون ای تیز رفتار ایسا
دھوکا کھایا کہ افسر اعلیٰ کو نہ پہچانا خیر اسکو قید کرو تیز رفتار نے کہا خیر مین پھر جاتا ہون مبتلا ہی تو آج حمزہ کو
لاتا ہون بہرام کو تو قید کیا مصاحبون مین سالوس کے اک جادوگر ہی کہ نام اُسکا مسطور بن سفاک ہی اُسکے
نام حکم ہوا مسطور بہرام کو لیکر بیرون بارگاہ آیا اک مکان مین قید کیا سو ساحرون سے بعہدہ نگہبانی بیٹھے
تیز رفتار سمت لشکر صاحبقران گیا مگر صاحبقران صبح کو بارگاہ مین آکے بیٹھے کہ ملازمان بہرام روتے ہوے
آئے عرض کی ای شہریار ہمارے آقا کو کوئی پھیرا لیگیا امیر نے بہ نگاہ قہر طرف خواجہ کے دیکھکر فرمایا کیون خواجہ
یہ کیا غفلت ہی جانتے ہو کہ تمام عالم کے ساحر ہمارے نام کے دشمن ہین اسقدر غفلت کرنا مناسب نہین جاکر دریافت
کرو بہرام کا پتہ لگاؤ رہا کر کے اُسے لاؤ مجھے بہت ملال ہی بہرام کا بڑا خیال ہی آتش تند خو شعلہ مزاج مردان عالم کے سرکا
تاج اب بہرام ملازم نہین ہی مین اپنے عزیزون مین شمار کرتا ہون پچاس برس گذرے کہ براے خیرخواہی
سلطنت اپنی چھوڑکے ہمارا ساتھ دیا کیا خدانخواستہ وہ محتاج ہی بہ محبت ہمارے ساتھ رہتا ہی یہ جفا مین وہ
سہتا ہی عمرو چپکا ہی اُٹھا دل سے کہتا ہی کہ آجکل تو کسی سے مقابلہ بھی نہین یہان کسنے ایسا کام کیا بارگاہ بہرام
مین آکر نقب کو دیکھا نقب سے نکل کے اس مقام پر آئے جہان اُسنے نقب دی یہ سب حال دیکھکر عمرو چہار طرف
جنگل مین دوڑا دوڑا پھرتا ہی یہی خیال ہی کہ ای عمرو افسوس پتہ بھی نہ ملا اس سوچ مین اک نخل کے سایہ مین
آکر بیٹھے مگر صورت اپنی اک راہگیر کی بنالی ہی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی عمرو
نے دیکھا اک عیار فطلوس زرنقی پیتا وہ سقرلاقی لگاتے ہوے ادھر آتا ہی جب قریب پہونچا عمرو نے آواز دی بابا
لات و منات تمھارا بھلا کرین یہ مسافر غریب زاد راہ پاس نہین رہا کچھ نوا ایسے کہ آج سرا مین جا کے
بسر کرون تیز رفتار پلٹ پڑا جیب مین ہاتھ ڈالکے دو روپے نکالے کہا یہ تو سر دست حاضر ہی اگر مین ادھر سے
بامراد پلٹا تو خوش کر دونگا عمرو نے کہا بابا مراد کا نام بتاؤ کہ مین لات و منات سے دعا کرون غریبکی دعا
جلد قبول ہوتی ہی تیز رفتار نے کہا ای مسافر مین عیار ہون خداوند سالوس کا بھائی میرا افتر زود رفت
تھا وہ اک عیار کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ابلیس نے چولا بدلا مین اپنے بھائی کے خون کا بدلا لینے گیا تھا دھوکا
کھایا حمزہ کے نوکر کو چرا لایا وہ چین کا شاہزادہ تھا اب حمزہ کو لینے جاتا ہون اگر اسکو لیکر آیا وہ بڑا بادشاہ عالیجاہ ہی
جو اُسکے جسم پر جواہرات ہونگے وہ سب تجھکو دیدونگا عمرو نے کہا داتا تیرا کام ہو جاے لات و منات تیرے
دل کی آرزو پوری کرے یہ سنکے تیز رفتار تو اُدھر گیا عمرو اسی کے شکل بنکے طرف قلعے کے چلا پتہ سب تیز رفتار سے

پوچھیا تھا اندر قلعے کے تشریف لائے دیکھا شہر آباد رونق پاکیزہ بازار مین آراستہ مگر شیا شہر مین سب جادوگر ہی رہتے ہین
ہر گھر مین کوگل جل رہا ہی کہین مرچین جل رہی ہین کہین بچہ ہاے خوک ذبح ہو رہے ہین عمرو قیدخانے کی
تاک مین دربار بھی نہ گیا جو راہ مین ملا اُسنے سلام کیا عمرو سلام سبکا لیتا ہوا قریب زندانخانہ پہونچا مسطور
ہین سفاک نے اُٹھکر سلام کیا اور پوچھا کیون اُستاد کیا گذری خواجہ نے کہا صاحب بڑی مشکل ہی مین نے
دھوکھا کھایا عوض مین حمزہ کے بہرام کو لایا اب وہان سب ہوشیار ہوگئے کئی سو شاگردان عمرو نامدار برائے
حفاظت صاحبقران مقرر ہوے ہین اور ہزار شاگردون کو ہمراہ لیکر عمرو قلعے مین آیا ہی مجھکو خوف ہی کہ تم
یہان بیٹھے رہجاؤ وہ عیار کسی گوشے سے نقب لگا کر بہرام کو لیجائے میری مشقت ضائع ہو پانچ روپے مجھسے لو
ایک بھٹا شراب کالاؤ ہم بھی پئین تم بھی سب مل کے پیو مین بہرام کا پشتارہ کہین اور لیجاکر چھپادون مسطور
خوش ہوگیا روپیہ لیکر بھاگا کہتا ہوا آج اُستاد نے بڑی پرورش کی بھٹی پر سے بھٹا لایا کہا دیکھیے استاد مین
بہت سستی شراب لایا ہون عمرو نے بتعجیل پیلے کا مُنھ کھولکر بیہوشی ملائی سب سے کہا لو یارو پیو سب نگہبان لگے
پینے لگے مسطور کو دو جام پلاے چپکا بیٹھا ہی کبھی اُچک پڑتا ہی ساتھ والون نے پوچھا کیون افسر صاحب مزاج
کیسا ہی مسطور نے کہا مجھکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اک کالا سا آدمی بھی سامنے کھڑا ہی عمرو نے کہا اُسکو مارو
مسطور جھلاکر اُٹھا کہا او کالے یہان کہان آیا ہی کیون کھڑا ہی کیا شراب پیے گا یا جوتیان کھائیگا ہمارے استاد
نے آج ہمکو شراب پلائی مست ہو رہے ہین ساری مستی تجھپر اُتار دینگے تجھکو جوتیان مارینگے میان مسطور کو نشے
مین معلوم ہوا کہ کالا آدمی خود جوتا لیے کھڑا ہی پاؤن سے جوتا اُتار کے چلے کہتے ہوے کیون بے برابری کرتا ہی
لڑنے پر مرتا ہی اُٹھتے اُٹھتے دھم سے گرا سب نگہبان کہکر دوڑے ارے ارے ہمارے افسر کو کیا ہوا کیا شراب بہت
پی گئے اب منھ کے بھل گرے ہم بھی دیکھ رہے ہین کہ لات ومنات سامنے کھڑے ہین شراب کرکے مانگتے
ہین ہم انھین ایک قطرہ نہین دینگے یہ کہتا ہوا جو اُٹھا منھ کے بھل گرا تھوڑی دیر مین سب بیہوش ہوے
عمرو نے میان مسطور کو اُلٹا لٹکایا اُن سو کو بھی آراستہ کیا ایک کے ہاتھ مین جوتی باندھ دی ایک کو
بشکل بندر بنایا ایک کو بندر والا قرار دیا کہ وہ سونٹا ہاتھ مین لیے بیٹھا ہی بندر سرنگون کلیجہ خون کسی کو
رنڈی بنایا پہلو مین تماش بین کو سلایا سبکو بنا کر خواجہ قیدخانے کے اندر گئے بہرام کو دیکھا سر زنجیر پر سر کو
خم کیے ہوے رو رہا ہی عمرو نے کہا ای بہرام کیون ملول ہو مین آپہونچا تمھاری مشکل آسان کیے دیتا ہون
ابھی تمکو قتل کرتا ہون بہرام گھبراگیا عمرو نے تلوار گلے پر رکھدی بہرام گھبراگیا عمرو نے کہا کچھ خون بہا دلواؤگے
بہرام نے کہا ہان میرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا جب لشکر مین پہونچنا تب دینا مجھسے تو کچھ کہو بہرام
خوش ہوگیا کہا خواجہ اب کیون ڈراتے ہو جو کہوگے وہ دونگا عمرو نے دو ہزار کا تمسک لکھوا لیا پشتارہ بہرام
کا باندھکے نکلا راہ مین جو ملا اُسنے پوچھا اُستاد کیا لیے جاتے ہو عمرو نے کہا عیاران اسلام آگئے ہین کہ
درہ کوہ مین جاکر بہرام کو چھپادون ایسا نہو وہ لوگ لیجائین کئی شاگرد بھی ہین یہ عیاری دن دہاڑے
کی سامنے سے کوتوال چبوترے کے گذرے یاران جادو کوتوال شہر ہی اُسنے پکار کے پوچھا معتبر تیز رفتار
پشتارہ کہان لیچلے عمرو نے کہا میان کوتوال صاحب بڑی جیت مین ہین پیسے کا بہت نقصان ہی اب اسوقت
کچھ روپے کی ضرورت ہی تمھارے پاس اگر ہو تو دیدو قدرت سے دونا دونگا جسقدر دوگے اُسکا دونا
دلوا دونگا کوتوال نے کہا آمدنی کے دو ہزار روپیہ رکھے ہین عمرو نے کہا جلد لاؤ وہ دو ہزار لیکر نذر نیل کیے

کوتوال نے کہا میاں تیز رفتار صاحب یہ روپے کہاں غائب ہوگئے عمرو نے کہا قدرت نے فرشتے میرے ساتھ کر دیے ہیں
وہ ہر چیز چھپا دیتے ہیں شکل فرد و روں کے میرے ساتھ کر دیے ہیں بڑی حفاظت ہیں سب نے کہا اے تیز رفتار تمہارا
بڑا مرتبہ ہی راہ میں خواجہ مہاجنوں سے بھی تحصیل کرتے ہوئے کسی سے موتی لیے کسی سے نگینہ جواہر کے کسی سے نقد
روپیہ اگر کسی سے کچھ نہ ہو سکا لباس لیلیا انگوٹھیاں اتروالیں اسطرح بدلیتے دیتے خواجہ قلعے سے نکلے تیز رفتار
لشکر میں صاحبقران کے پھر اب اپنے صاحبقران کو اچھی طرح بچانا بہت فکر کی مگر دن کو کوئی ایسا پہلو
نہ ملا کہ صاحبقران پر اچھی طرح سے دست انداز ہوتا سوچا کہ دن کو کیا ہو سکیگا اب پچھلی پہر رات کو آکے لیجاؤنگا
مایوس بیٹھا ہوا آرہا ہی خیال میں گذرا وہ غریب مسافر ہمارا انتظار راہ میں کر رہا ہوگا اُس مقام پر آیا مسافر کو نہ پایا
چہار جانب دیکھنے لگا کہ طرف سے قلعے کے زنگ کی آواز آئی دیکھا میری شکل کا ایک آدمی پشتارہ بدوش چلا آتا ہی
آواز دی تو کون عمرو نے کہا تم مہتر تیز رفتار تیز رفتار نے کہا آخر میں کون ہوں عمرو نے کہا تو تو ہی ہی میں میں ہی
ہوں اب کیوں نہ تو تو میں میں کرتا ہی تم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن اُمیہ ضمری دیکھ بہرام
کو لیے جاتا ہوں اب جو لشکر میں آؤگے خوب جوتیاں کھاؤگے تیز رفتار نے لپک کر تیغ مارا عمرو نے خم ہو کر خالی دیا اک
دھول ماری تیز رفتار منہ کے بھل گرا عمرو نے کلاہ لے لی جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا تیز رفتار نے پیچھا کیا پر گرد
کو بھی نہ پہونچا لاچار پلٹا عمرو تو بہرام کو لیکر لشکر میں آیا صاحبقران نے خلعت دیا عمرو نے تمام کیفیت ظاہر کی
اگر میاں تیز رفتار جو شہر میں آئے جدھر سے نکلتے ہیں کوئی کہتا ہی دو ہزار لیگئے تھے دلوائیے کوئی کہتا ہی میرے
نگینے یاقوت کے دلوائیے کوئی کہتا ہی اشرفیاں دکھانے کے نام سے لے گئے تھے وہ تو لائیے تیز رفتار حیران ہی
کہ میں ان لوگوں کے پاس نہیں آیا یہ کیا کہتے ہیں گھبرا کے جواب دیا صاحب تم کچھ دیوانے ہوئے ہو کیسی اشرفیاں
کیسے نگینے میں تمہارے پاس کب آیا سب دوکاندار دوکانوں سے کود پڑے کہا مہتر صاحب یہ آپکو کیا ہو گیا ہی
ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہی آپ فرماتے ہیں میں کچھ نہیں جانتا ہوں سب دوکانداروں نے تیز رفتار کو گھیر لیا جو جو
یہ کہتا ہی میں نہیں جانتا دوکاندار اور زیادہ بگڑتے ہیں کہ رستے میں جھگڑا کوتوال صاحب آئے کوتوال نے بڑھکے کہا مہتر صاحب
دوکاندار تو جھوٹے ہیں نہیں ہیں جو آپ دو ہزار روپے لے گئے ہیں اُسکی تو رسید لائیے اب تو تیز رفتار بہت حیران
ہوا کہتا ہی کوتوال صاحب آپکو کیا ہو گیا ہی کوتوال نے کہا مجھسے تو ایسی باتیں نہ کیجیے ورنہ قانون خیانت
مجرمانہ میں آپکی مشکیں باندھکے روانہ کرونگا یہ رقم سرکاری ہی حبہ حبہ آپکو دینا پڑیگا مکان پر اشتہار لگیگا
اور سزا جیسی بھی ہو تو عجب نہیں تیز رفتار نے کہا آپکو اختیار ہی مگر میں ان باتوں کو نہیں جانتا شاید کہ
ساربان زادہ میری شکل بنکر یہ حرکتیں کر گیا میں سب صاحبوں کو دونگا مگر قید خانے پر تو چلو وہاں مسطور
بن سفاک پر کیا گذری اُسنے کیا دھوکا کھایا سب دوکاندار کوتوال تیز رفتار کو گھیرے ہوئے قید خانے
پر آئے دیکھا سب ننگے لڑ رہے ہیں جوتی پیزار چل رہی ہی مسطور بن سفاک اُلٹا لٹکا ہوا توبہ کر رہا ہی تیز رفتار
نے کہا ارے بھتو کیوں لڑ رہے ہو سب تیز رفتار کو مارنے دوڑے کہتے ہوئے او بیغیرت تو نے شراب
پلا کے ہم سب کو بے عزت کیا ننگا ڈال کے چلا گیا اب خبر لینے آیا ہی ہم قدرت کے سامنے تجھکو ذلیل کرینگے اب
مسطور نے آواز دی یارو ذرا مجھکو تو کھولدو میں مہتر صاحب سے سمجھ لونگا سب نے مسطور کو اُتارا مسطور
چھوٹتے ہی تیز رفتار پر جا پڑا گریبان میں ہاتھ ڈالدیا دوکانداروں نے کہا مہتر صاحب ابھی لایق ہیں
اُسنے کہا مجھکو حضرت خداوند میں لیچلو کوتوال نے کہا وہاں تو ضرور چلنا ہوگا دو ہزار روپے کون مجھے دیگا

سرکاری رقم نہین رکھتی مسطوریکا گریبان مین تیزرفتار کے ہاتھ سب دوکاندار دُہائی دیتے ہوے کوتوال بھی بدظن
ہو رہا ہی کہتا ہی مین قدرت کے سامنے انکی خدمت کرونگا ایسی ضرورت بیان کی کہ مین نے آمدنی سرکار کی دیدی فریادہ
الغیاث کا غل ہوا سالوس مردار خوار تخت پر بیٹھا تھا ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند عجب
سحر کا ہی قید خانہ شکست ہوا نیا بند و بست ہوا مگر تیزرفتار کو سب دوکاندار و کوتوال و مسطور بن سفاک
بیٹھی کہ رہے ہین کوئی اُس سے روپیہ مانگتا ہی کوئی کہتا ہی کہ حضرت آپ مجھسے اشرفیان لے گئے تھے تیزرفتار سب سے
انکار کر رہا ہی مسطور بن سفاک آمادہ ہی کہ مستر صاحب کو ذلیل کرون سب لیے ہوے تیزرفتار کو چلے آتے ہین
سالوس گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا کہ تیزرفتار پر عجب آفت ہی صدہا دوکاندار گھیرے ہوے اپنے مال کے دعوے
کر رہے ہین تیزرفتار ایک ایک کا منھ دیکھتا ہی کہتا ہی یار وہین تو تمھارے پاس نہین آیا سالوس کو دیکھ
فریاد کرنے لگا یا خداوند مجھے اس آفت سے بچائیے مین تو لشکر حمزہ مین گیا تھا کہ موقع پاؤن تو حمزہ کو لاؤن اُدھر
مین عمرو سے مقابلہ پڑا وہ دھوکے نکل گیا مین تو رنج مین تھا ان یہ سب روپے مانگتے ہین مین انکے پاس نہین گیا
آپ تو قدرت ہین انصاف فرمائیے دوکانداروں نے فریاد کی یا خداوندا سنئے ہمین لوٹ لیا سرکار کا کارندہ
تھا کیونکر نہ دیتے ہمارا روپیہ دلوائیے ورنہ ہم لوگ اپنی جان دیدینگے یہ نقصان نہ سہینگے سالوس پریشان ہی
کہ مین کیا کرون آخر کہا تم سب صاحب ٹھہر جاؤ مابدولت قصر پریزادان مین جاتے ہین ابھی تقدیر تو کر کے
آتے ہین یہ کہکے بھاگا تیزرفتار حیران سب کے بیچ مین سر جھکائے کھڑا ہی سالوس قصر پریزادان کے اندر
آیا تین سو پریزادان وُرد زرگوش مرصع پوش ناچ رہی ہین ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی ایک ایک پریزادے ترنم
بھی ایسمین ڈھول دھپا چل رہا ہی جیسے ہی سالوس کو دیکھا ایک نے کہا لو خداوند آئے دوسری نے کہا کیا
سحر کا گذرا تیسری نے کہا ہوا مجھے پوچھو چوتھی نے کہا سارباں زادہ جوتا لگا گیا بہرام کو چھڑا لیگیا یہان تیزرفتار کو
ناحق کی آفت مین پھنسا گیا تیزرفتار سرا سر بیٹھا قدرت کو حکار روپیہ دینا لازم ہی دوکاندار بھی سب سچے ہین
بیشک انکا نقصان ہوا عمرو تیزرفتار کی شکل بنکے سب سے تحصیل کے لے گیا یہ جبا تین پریزادوں نے کہین
سالوس اُلٹا پلٹا آکے تیزرفتار کو رہا کرایا کہا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی کہ آج شاطر قدرت پر یہ جفا ہو مین
ہوشیار رہے آیندہ ایسی غفلت نہ کرے دوکانداروں کو خزانے سے روپیہ منگواکے دیا کئی لاکھ روپیے کا
نقصان ہوا جب سب دوکاندار چلے گئے سالوس نے کہا کیون اے شاطر قدرت کوئی ایسی غفلت کرتا ہی عیاری کے
نام پر مرتا ہی عیار ساربان زادہ ہی تھوڑی دیر مین کیا قیامت برپا کر گیا تمکو پھنسا بھی گیا اپنا کام بھی کر گیا
اب مجھکے کام کرنا قدرت نے بڑے آسکو اختیار دیے ہین سرداروں نے کہا یا خداوند سارباں زادے کی
کیا مجال ہی کہ اگر عیاری کرے آپ طبل جنگی بجوائیے ہم سر میدان انکو پیسینگے آگ برسا دینگے ایک ایک قطرہ آب
کو ترسا دینگے مبہوت آسمان سیر جلا کے اُٹھا کہا یا خداوند مسلمانوں کی یہ حقیقت ہوئی کہ آپ پر عیار زمانے
بیفائدے کے جھگڑے بڑھائے آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوا دیجیے مین کل سبکو پکڑ لونگا جو افسر اعلی رکھیے
اُنھین کی خدمت کرونگا میدان مین ہمنا تھمنا دشوار کردونگا سالوس نے کہا اے مبہوت مین نے سنا ہی
کہ بھائی صاحب خوب خوب ڈٹے بڑے بڑے معرکے پڑے آخر ایسے عاجز ہوے کہ بھاگ کے طلسم نقرادیا مین
گئے حمزہ نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا طلسم نقراطا کو بھی جاکے شکست کیا اس جھوٹے کا بندوبست کیا ہے انھو
کہ سحر کرنے مین کوئی خرابی ہو مبہوت نے کہا آپ ملاحظہ فرمائیگے جو کچھ سامان ہوگا سالوس نے حکم دیا

لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا آپ تخت پر سوار ہوا تین لاکھ ساحر ساتھ لیکر مقابلہ لشکر صاحبقران مین آیا صاحبقران
نے لشکر کے بارگاہ سے دیکھا کہ سالوس مردار خوار بڑے زور شور سے میدان مین آیا بارگاہ زرنگاہ استادہ ہوئی
سامان جابجا ہو رہا ہی ساحران غدار اپنے اپنے خیمے مین داخل ہوے سحر تیار کر رہے ہین مگر سب سے زیادہ
تیز رفتار بیقرار ہی کہتا ہی یارو کیا کہون سار بان زادے نے بڑا قلق دیا ایسے ملو رہے بہرام کو لے گیا کہ مجھکو تو
بہت ہی صدمہ ہی مگر آج رات کو سار بان زادے کی فکر کرونگا جب اسکو مار لونگا حمزہ کو پکڑ لاؤنگا سار بان زادے
کی زندگی مین دشوار ہی کہ حمزہ پکڑا جاے دن تو اسی باتون مین گذرا وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ کی عملداری
ہوئی فوج انجم نے جابجا اپنے پہرے بٹھائے کوتوال ماہ تابان واسطے طلایہ کے اٹھا فوج آفتاب تابان کو بالکل
شکست ہوئی فوج شعاع و ضیا لیکر بھاگا خانۂ مغرب مین جاکے چھپا سالوس تخت پر بیٹھا ہوا شعر اجزاری
کر رہا ہی مہبوت آسمان سیر سحر تیار کرکے آیا ہی دم بدم عرض کر رہا ہی کہ یا خداوند طبل جنگی بجوائیے صبح کو سیر تماشا
دیکھیے قیامت برپا کرونگا لاشہ اسے مسلمانان سے کوہ و دشت بھر دونگا سالوس نے کہا نقارہ جنگی پر
چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی لگے ہوے تھے خبرین لیکے بھاگے یہان صاحبقران بارگاہ مین جلوہ
فرما ہین بہرام کے آنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی خواجہ عمرو کو بہت بھاری خلعت ہوا ہی مرغ
زرین بنے ہوے بیٹھے ہین کہ ہرکارے سامنے آکے پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے شعر
مدامت بخت و دولت ہمنشین باد ؛ دعاے صبح خیرات قرین باد ؛ شہریار عالم کی عمر دراز رہے سالوس نے طبل
جنگی بجوایا مہبوت آسمان سیر شہرہ ان سلطنت مین سے سالوس کے ہی آسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہی خوب
سحر تیار کرکے بیٹھا ہی اسکو اپنے سحر کا بڑا دعوی ہی امیر نے کہا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے عمرو فوراً آیا نقارخانہ سکندری مین قلابہ چینی و کبابہ چینی داروغہ نقارخانہ عمرو کو دیکھتے اٹھے دو دو اشرفیان
ہاتھ پر رکھکے نذر دین خواجہ ہنسے فرمایا مین جانتا ہون کہ آپکی آمد کم ہی اور خرچ زیادہ ہی لیکن اگر نہ لونگا تم
رنجور و ملول ہوگے یہی خیال ہوگا کہ ہماری نذر قبول نہوئی یہ کہکے چارون اشرفیان اٹھا لین طبل سکندری
پر دوال دیا شعر نقارہ آواز آمد عجیب ؛ کہ نصر من اللہ فتح قریب ؛ تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ طبل جنگی بجگیا کل
لشکر ساحران سے مقابلہ ہی دیکھین کل گردون دون انقلاب کسکو تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک
مذلت کسکے سر پر ڈالے دیکھین کل تخت سلطنت کسکے واسطے ہی اور تختۂ تابوت کسکے واسطے ہی ہر طرف یہی
ہنگامہ ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست مل رہا ہی ہر ایک کو یہی قلق ہی کہ کل کی لڑائی مین زندہ بچ جائین
تو بڑی بات ہی ساحرون سے لڑائی عجائب و غرائب دکھائینگے تلوار کی زد پر نہ آئینگے لشکر کفار مین ساحران غدار
مکاران بیدار خوش بیٹھے ہین یہی چرچے ہو رہے ہین کہ مہبوت بلا کا ساحر ہی میدان مین جاکے زمین بلا دیگا
مسلمانون کو مثال نقش قدم مٹا دیگا مال مسلمانان خوب لوٹینگے حمزہ بڑا صاحب دولت ہی ابھی قلعۂ طلسم پرستان
کو حکم کئے ہین بڑے بڑے قلعے فتح کیے وہ سب مال مسلمانون کے قبضے مین ہی ہماری تقدیر کا ری مہبوت کا جو ہر ہوا
پکڑیگا ہم سب جا پڑینگے مال سارا لوٹ لینگے مسلمانون کو امان نہ دینگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

علم آفتاب نکلا جب ؛ ہا سوا میدان چرخ سے اگنبا
فوج انجم ہوئی گریزان جب ؛ سر انجم سپاہ رو بفرار
شہ خاور سپہر گرد ہوا ؛ رونق تخت لاجورد ہوا

سالوس سوار ہوا مہبوت آسمان سیر گینڈے پر سوار اسباب سحر سے آراستہ تین لاکھ ساحرون سے آگے بڑھا ہوا ادھر سے لشکر صاحبقران بصد عظمت و شان

میدان کارزار مین آکر پہونچا امیر چالیس قدم آگے بڑھے ہوے پشت اشقر پر سوار خواجہ رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے
امیر چالیس قدم آگے بڑھے برتبہ صاحبقرانی ٹھہرے صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ وکمینگاہ
زمین سے آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر آواز دی کہان ہو رستم کہان ہو سام کہان ہو برزو کہان ہو بیژن کون
دلاور نامدار ہو کہ نکلے اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کا مانند حرف غلط کے مٹادے اور
بہت سے اشعار عبرت آثار پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے ہر ایک کا یہی مقصد تھا کہ جا کر لڑین بجز این نام دشمنون کا
مٹا دین کہ مہبوت آسمان سیر نے گینڈہ صف سے نکالا سامنے قدرت کے آیا دست بستہ عرض کی یا خداوندا اجازت
میدان سالوس نے اجازت دی گینڈے کو بڑھا کے مہبوت میدان مین آیا عجائب وغرائب سحر کے دکھانے پکارے
آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مگر سوائے صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا جو لشکر
کا افسر ہو وہ بہتر سے بہتر ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ میدان قرق کروا اور
کوئی نہ نکلے میرا خود ہی مقصد تھا اب وہ خود مجھکو پکارتا ہے عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا ہر ایک اس سے آگاہ ہوا
کہ خود صاحبقران نکلینگے سب سردار پیدل ہوکر آئے صاحبقران سب سے رخصت ہوکر سوار ہوے گھوڑا
اڑاتے بھرتا ہوا جیسے ہی سامنے مہبوت کے پہونچا اُسنے چند دانے ماش کے نکالکر مارے شعلہ ہاے آتش امیر پر
گرے مگر امیر گرم و سرد عالم کو دیکھے ہوے اس آگ کو کب مانتے ہین اسم اعظم پڑھا آگ سرد ہوئی گرد برد ہوئی اب تو یہ جادوگر
بالکل مبہوت ہوگیا حیران تھا کہ شعلہ ہاے آتش نے حمزہ کو نہ جلایا گھوڑا بھی جلکر خاک نہوا سحر کرتا ہوا بڑھا جو سحر
اسنے کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سحر باطل ہوا سحر کو دفع کرتے ہوے قریب اس ہیجا کے پہونچے اُسنے نیزہ مارا
امیر نے نیزہ خالی دیا اپنا نیزہ اُٹھایا داہنی بغل سے دبائین بغل سے پیچ و تاب دیتے ہوے مثل آہ عاشقان وکاکل
معشوقان سینہ پر کینہ اُس ہیجا جاتا کا اس کر سے نیزہ مارا کہ سینے پر اُس ہیجا کے پڑا مہرہ پشت کو توڑکر پار گذرا
مہبوت گینڈے سے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے کام تمام ہوا سنگباری برف باری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی
کشتی مرا نام من مہبوت آسمان سیر بود معدان جادو بھائی اسکا میدان مین آیا صاحبقران پر سحر کیا مگر اسم اعظم
کے سبب سے تاثیر نہوئی جب تو یہ جھلا کے قریب پہونچا تیغہ سحر کا ہاتھ مارا عمرو کے منھ سے نکلا کہ ای امیر
ہوشیار ہو جائیے امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا امیر نے خبردار کرکے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ اُس ہیجا کے دو ٹکڑے ہوے مگر عمرو نے جو اپنے آقا کو ہوشیار کرکے آواز دی تھی تیز رفتار کو بہت ناگوار ہوا
پکار کر آواز دی او ساربان زادے تین روپے کے پیادے لڑائی مین دخل دیتا ہے میرے سامنے تو آ دیکھون تو
کیسا عیار ہے عمرو بھی جا پڑا اُدھر سے تیز رفتار آیا آپسمین تلوار چلنے لگی عمرو نے کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیز رفتار
کا سر زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون شاگردان تیز رفتار جا پڑے یہ سمجھے کہ اکیلا ہے گھیر کے مار لینگے عمرو نے پکڑ کے
غول پہ جا پڑا تیز رفتار کو تو وہ لوگ بچالے گئے مگر تین ہزار عیار نے عمرو کو گھیرا چہار طرف سے پڑتا تھا مگر عمرو
اسی تہور سے لڑتا تھا کسی کا وار خالی دیا کسی کا سپر پر لگا تھا کسی کے سامنے خم ہوے کہین جھکے مگر انتشار ہے کہ اب
کہان تک بچیگا شاگردان عمرو نے جو دیکھا مثل ابوالفتح کہ اس سے ماموں کا یہ حال نہ دیکھا گیا بیقرار ہوکر آپڑا
گلباد و کلباد و ویزک خطائی اسطرح چالیس شاگرد جو ساتھ موجود تھے سب آپڑے مگر گھر گئے شاگردان
تیز رفتار بہت ہین دس دس نے ایک ایک کو گھیر لیا عمرو جست کرکے ایک ٹیکرے پر آیا دس پانچ کو پالون سے
مارا گھیے سے تیر مارے اُن سب نے آواز دی یارو وہان چلکے اسے مار لو سب ٹیکرے پر چڑھنے لگے دو چار کو تو عمرو نے گرایا

آخر وہ سب بچے جو آئے اب خواجہ کو بہت مشکل ہوئی سو عیاروں نے آنکھ لگے پھر ایسی ہنگامہ ہی کہ ساربان زادہ
کو مار لو عمرو نے بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی دیکھا عمرو نے کہ صاحب بندہ گرگ
تذکرہ بزرگان مہتر قران بیقرار چلا آتا ہے استاد کو جو اس بلا مین مبتلا دیکھا دور ہی سے نعرہ کیا یا شیدای کفار ان

بیحیاو نابکاران پر دغا نعرہ قران	بسر یع السیر چون باد بہاری	جہان سر بسر ہنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم	منم مہتر قران شیر ژیانم	اگرچہ مہتر قران گرا ایک تہلکہ ڈالدیا

جس مقام پر عیاروں کو گھیرے دیکھا اسی مقام پر جا پڑا مار کے سب کو بھگا دیا عمرو نے دیکھا کہ مہتر قران اکیلا
ہزاروں سے لڑ رہا ہے جسنے بچہ مارا بغدا آگے کر دیا بچہ ٹوٹا اور سے بغدا مار دیا اگر بغدا سیدھا پڑا دو ٹکڑے ہوے
اگر الٹا پڑا کاسہ سر پاش پاش دوسرے پہلو سے بھی گرد اٹھی خواجہ عمرو دیکھنے لگے دیکھا برق فرنگی تڑپتا ہوا
چلا آتا ہے استاد کو جو گھیرے ہوے دیکھا پہلوان چالاک کو سنبھالتا ہوا ادھا کمر سے نکالا منہ سے لگا کر پی گیا
نشے مین کرچ کھینچی نعرہ کیا نعرہ برق

غلام عمرو و مہتر دیو شم	بم برق رفتار و خنجر اگندار	منم یکہ لیکن گران بر ہزار
بہر جا گذشتم بود الامان	زکرم بگمون گشت چرخ از ستم	ز عیاری من شود در جہان

غول پر عیاروں کے آپڑا اب تو خواجہ کی کمر مضبوط ہوئی بلندی سے
بچہ کھینچکر کوہ پچاس عیار مہتر قران نے مارے پچاس برق نے قتل کیے عمرو کے ہاتھ سے ڈیڑھ سو بیک بچہ
مارا گیا ابوالفتح و کلباد و کلباد نے صفون مین تہلکہ ڈالدیا چار پانچ سو جو بیک بچے مارے گئے شاگردان
تیز رفتار بھاگے قران و برق و عمرو نے پیچھا کیا حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو کے منہ جلے کچھ گڑھون مین
گرے کچھ خارستان مین پامال ہوے درختون سے سر ٹکرا کے ایسے نڈھال ہوے شاگردون نے اُٹھا کے تیز رفتار
کو ہوادار پر ڈال لیا تھا اُسنے جو دیکھا کہ پانچ سو بیک بچہ مارا گیا اب اُنکے قدم نہین تھمتے ہر چند پکارتا ہی یارو
تم بہت ہو وہ اب بھی کم ہین سب نے کہا استاد تم تو پڑے ہو یہ کا لیا جو بغدا لیے کھڑا ہے غیر صحرائی ہے عجب
کیفیت دکھائی ہے اب قدم نہین تھمتے آپ کی محبت مین اتنے آپ تو زخمی ہو گئے اگر نہ اُٹھا لیتے تو ساربان زادہ
قتل کر ڈالتا یہ کہتے سب بھاگے عمرو نہ رکتا تھا قران نے ہاتھ پکڑ لیا کہا استاد بس آپ کے آقا کا یہ طریقہ نہین کہ
بھاگے کا پیچھا نہین کرتے عمرو زخمی بھی ہوا تھا کہا اے قران تمھارا کیونکر آنا ہوا جواب دیا کہ استاد مین
سو رہا تھا عالم خواب مین آپکو اسطرح گھیرے ہوے دیکھا اک بزرگ نے فرمایا اے قران اپنے کو جلد گلشن
حصار پہ پہونچاؤ ورنہ عمرو کو زندہ نہ پاؤ گے عمرو نے قران کو گلے سے لگالیا برق سے پوچھا تم کیونکر آئے برق نے
کہا استاد آپ تو صاحبقران کے ساتھ چلے تھے اک سوداگر نے آکر خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو و عقاب ارسوا
بادشاہ پردہ ظلمات کے ساتھ خروج کر کے نکلین اک مقام پر قید ہو گئین ملکہ صرصر رونے لگین غلام جا کے
ساتھ گیا خلیفہ چالاک بھی پہونچے جا کر اُنکو رہا کر دیا کئی مقام پر ایسے ہی معرکے گذرے صرصر کو گھر بھیجدیا
چالاک اُسکے تعاقب مین چلے گئے ہین عہد کر کے کہ جب تک حیرت کو قبضے مین نہ کرونگا پیچھا نہ چھوڑونگا غلام
چلتا راہ مین شب کو خواب دیکھا کہ استاد سے بڑے عیار سے مقابلہ ہے استاد اکیلے ہین جن بزرگ نے نشان دیا
پتہ اُنسے پوچھکر شکر ہے کہ غلام وقت پر پہونچا شریک جنگ ہوا عمرو سبکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صاحبقران
نے عیارون کو خلعت دیا قران و برق کے آنے سے بہت خوش ہوے مگر تیز رفتار کو عالم غشی مین لیے ہوے
شاگرد اُسکے بارگاہ سالوس مین آئے سالوس نے دیکھا تیز رفتار کے سر پر زخم کاری ہے جراحون کو بلایا

تیز رفتار کے ٹانکے لگائے جارہے ہین یہ تڑپ رہا ہی کبھی کہتا ہی یا خداوندا مین اس زخم سے جانبر نہونگا جراح عرض
کر رہا ہی اُستاد اسقدر نہ گھبرایئے یکایک دربارگاہ پر غل ہوا سب نے دیکھا آگے آگے اک نازنین چہاردہ سالہ
نہایت چست و چالاک جیسا کہ فتلورۂ زربفتی پہنیا بہ سقرلاتی سے آراستہ بھول بھول صورت گاتی بندھی
ہوئی سینے پر ابھار دونیچے برائے قتل عاشقان شمشیر ابروے خمدار سے زیادہ تیز چال ہین چالاکی آمیز پشت
پر دو سو عیار بچیان بانہائے عیاری سے درست نہایت چالاک و چست جلت و خیز کرتی ہوئی اُس معشوق
خوبرو نے آکے سالوس کو سجدہ کیا گرز پھرین تیز رفتار تو چیخ رہا تھا گر اس نازنین کے آنے سے خاموش ہوکا
حیران حیران دیکھ رہا ہی اُس مہ جبین نے جھکر سلام کیا قدمونپر تیز رفتار کے بوسہ دیا کہا بابا جان یہ کیا ماجرا
گذرا تیز رفتار نے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر عمرو سے مقابلہ ہوا اچھا صاحب تمھارے قلعہ ابلیس پر سنا تھا
پہارے گئے اب یہان آنکر ساربان زادے نے قیامت برپا کردی میدان مین صاحبقران نے بہت سے
ساحر مارے ساربان زادہ صاحبقران کو ہوشیار کرتا جاتا تھا مجھکو ناگوار ہوا مین جاپڑا ساربان زادے
سے مقابلہ ہوا نتیجہ دیکھا بڈھا شاگرد میرے خوب لڑے مگر اُسکا شاگرد مہتر قران وقت پر آیا حقیقت مین شیر شیت
نبرد ہی اُسکے سامنے مجمع عیاران گرد ہی دوسرا شاگرد اُسکا برق فرنگی بھی آگیا نسیم سحر نگاہ اسکا نام ہی یہ بچی
تیز رفتار کی کہا بابا جان مین بھی حال سنکر حاضر ہوئی مجھکو خبر ملی قلعۂ شگوفہ پر بیٹھی تھی کہ ایک تاجر نے خبر
پہونچائی کہ قلعۂ گلشن حصار پہ مجمع عالم ہی عمرو عیار نے آکر مہتر تیز رفتار کو گھیرا ہی مجھکو تاب نہ آئی آخر
دو سو کنیزون کو لیکر حاضر ہوئی ہون آپ تو اپنا علاج کرین کنیز سمجھ لیگی کالیا بچھورا تانتیا ان تینون
کی فکر ہو جائیگی سب کی مشکین باندھ باندھ کے حاضر کرونگی کنیز جاتی ہی جاکے صاحبقران کو بھی اطلاع کردون
آج ہی رات کو سرداران صاحبقران کو پکڑ لاؤنگی مگر قدرت کو بھی آمادہ کرو ایک ہفتے مین سبکو لے آؤنگی
ایک دن مین سب کو قتل کرین ایک بھی زندہ بچکر نہ جانے پائے تیز رفتار نے کہا ای نور نظر عیاری کرنیکی نسبت
تمکو اختیار ہی مگر حمزہ سے کہنے کی کیا احتیاج ہی مین بھی دو چار روز مین صحت پاکر شرکت کرونگا یہ سنکے
نسیم سحر نگاہ نے عرض کی اب آپ تکلیف نہ فرمائین آرام کرین میرا آنا لطف سے خالی نہوگا پہلے تو یون
عیار بیان کرون کہ سر میدان عمرو سے مقابلہ ہو دیکھیے گا سر میدان کیا قیامت برپا کرتی ہون اگر سر میدان
اس ساربان زادے کو نہ مارا تو نام اپنا نسیم سحر نگاہ نہ پایا سب دام محبت مین پھنسے یہ کہکر الگ ہوئی
چمک کر بارگاہ سے نکلی کچھ کنیزون سے بھی اشارہ کیا بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر اپنے کام مین مصروف
ہوئی مگر خواجہ عمرو جو لشکر مین آئے چونکہ عیارون مین گھر گئے تھے زخم بھی اوچھے اوچھے کھائے ہین
زخم نہ وزری ہوئی خواجہ عمرو شفاخانے مین گئے قران و برق کو بارگاہ مین ملین ان دونون نے بستر سے
لگائے شب کو صاحبقران نے ابوالفتح وغیرہ سے کہا میرا یار وفادار زخمی ہی جلانے پر خیال رکھنا سب
عرض کی غلام موجود ہین مگر تیز رفتار انتہا کا زخمی ہوگیا ہی اب دو چار روز مین آئیگا امیر حمزہ خاموش
ہوگئے پہر رات گئے دربار برخاست کیا عیار تو اس دھوکے مین رہے کہ تیز رفتار زخمی ہی نسیم سحر نگاہ
کی خبر نہین پائی شام سے جاکر اپنے اپنے مقام پر سوئے جب عیار فلک چہارم یعنی نیر اعظم عیاران انجم سے
شکست کھاکر بھاگا داخل قلعہ مغرب ہوا مہتر برق رفتار ماہ تابان عالیوقار عیاران کواکب کو ساتھ لیکر
فلک اول پر مصروف کسب ہوا شعر شب آمد ساز کار عشق بازان ۞ شب آمد راز دار عشق بازان ۞ نسیم

دس عیار بچیان لیکر مثل ستارہ سحری چمکی بصورت مبتدل حبیب کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچی دسون عیار بچیون کو
اپنے ساتھ سے رخصت کیا کہا سرداران حمزہ کو چرا کر لاؤ مین فکر مین حمزہ کی جاتی ہون اگر بخیہ قابض ہوا تو لاتی
ہون پھرتی پھراتی قریب بارگاہ حشامی پہونچی طلائے دارون سے پوچھ لیا تھا معلوم ہوا کہ اسی بارگاہ مین
امیر آرام فرماتے ہین پشت پر سے آکے سراچہ چاک کیا دیکھا کہ امیر سو رہے ہین چمک کے قریب آئی کہ نشے سے
دوشالہ ہٹایا ایک شیر کو دیکھا پڑا سو رہا ہی پنجے مین دارو بیہوشی رکھی مگر صاحبقران کے دیدۂ ظاہری
بند ہین دیدۂ باطنی وا ہین خواب مین دیکھا کہ معشوق طرحدار یعنے ملکہ مہرنگار کچھ کپڑے میلے پہنے ہوئے چہرہ
اداس عالم یاس صاحبقران نے جو بعد عرصہ دراز اپنے معشوق کو دیکھا جسکی محبت مین تباہ و برباد رہے
زانو پر دم نکلا جوش محبت مین فقیر بنکے بیٹھے نو مہینے عقابین پر قفس آہنی مین قید رہے اس معشوق طرحدار
کو دیکھکر بیقرار ہوگئے ملکہ مہرنگار نے آہ کی عرض کی ای شہریار آپکا داغ ابتک دل پر ہی کیا گذارش کرون آرام
نہین آتا دل بیقرار رہتا ہی زومین ملعون نے ایسا ظلم کیا کہ کنیز کو کچھ نہین پڑا خیال رخصت آیا جام زہر پی لیا
صاحبقران بے اختیار رونے لگے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم سمجھے چاہا تھا بعد دنیا کو ترک کرین مگر ای ملکۂ عالم
کسیطرح دنیا نے ہمارا دامن نچھوڑا بعد نو مہینے کے قید سے چھوٹے وہی نوشیروان سے جھگڑا ملک ترکستان
مین وہ پہونچا ہمین بھی جانا پڑا علم شاہ کی جدائی کا داغ اٹھایا اور عمرو بن حمزہ کی جدائی نے ضعیف کر دیا
قلب مین طاقت نہ رہی روح کو راحت نہ رہی آنکھو کی بصارت کم ہو گئی آج تمکو دیکھا کیسی خوشی چاہتا ہی کہ دم بھر
ہمارے پاس بیٹھو کچھ حکایت و شکایت ہو گذرے ہوے فسانون کا ذکر کرین مہرنگار نے ٹھنڈی سانس
بھری کہا ای شہریار خدا آپکو سلامت رکھے آپ فراش راہ دین اسلام ہین آپکے ہفت اقلیم مین نام ہین میری
کیفیت سنکر کیا کیجیے گا کیا بیان کرون آجتک آپکا فراق دل کو جلاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کیفیت میری ہی نظم

آخر ہمین بھی زیست کیونکر چاہو — جہان داد وہ شوخ بیوفا ہون
ہائین بغیر مرے نکلنے سے خوش — گویا کہ مین اسکا مدعا ہون
آئے کر گئی باد گرم جوشی — مین آتش مردہ سے جلا ہون
کیا شکوہ جفائے آسمان کا — مین آپکو دور دیکھتا ہون
دشمن سے ہی چشم مہربانی — محروم نگاہ آشنا ہون
اس نام کے صدقے جسکی دولت — ممنون رہون اور تمکو چاہون

صاحبقران نے فرمایا ای ملکۂ عالم تمھارے فراق نے دل کو توڑ دیا لطف زندگی جاتا رہا مہرنگار نے کہا بہت بجا
ارشاد فرمایا آپکو معشوقان پریچہرہ سے صحبت ہی مگر ذرا ہوشیار ہو جیے عیار بچی آپکو بیہوش کیا چاہتی ہی امیر نے
آنکھ کھولی دیکھا اک سیاہ پوش کنیز ہاتھ مین لیے ہوے برابر دماغ کے لگا چکا ہی منھ سے پھونکا چاہتا ہی امیر نے
الٹا ہاتھ مارا کنیز اسکے ہاتھ سے نکل گیا ایک کنیز آسنے جست کی صاحبقران للکارے کہ اٹھے مگر وہ سراچہ پھاڑ
کر نکل گئی امیر نے جو نعرہ کیا خادم دوڑے طلایہ پر عبد الجبار پھرا رہا تھا اسنے نعرہ سنا گھوڑے کو دوڑا کر چلا
نسیم سحر نگاہ نے جب دیکھا کہ حمزہ کو گرفتار نہ کر سکی سبکی لگا ہون سے اپنے کو بچا کر اک نخل کے سایہ مین چھپی
دیکھا ایک چہرے سے سردار کے ثابت ہی افسر اعلی ہی تاج شہریاری سر پر چار قبہ شہنشاہی در بر گھوڑا عربی
زیر ران تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین گھوڑے کو اڑاتے ہوے جاتا ہی نسیم نے دیکھا ایک مرتبہ تو ہوا کی طرح چمکی رنگ و
روغن عیاری کا لگا کے برق کی صورت بنی دوڑی ہوئی سامنے آئی عبد الجبار نے کہا خیر تو ہی آقا نے بھی نعرہ
کیا ہی واسطے خبر کے جاتا ہون نسیم نے کہا تم تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ذرا گھوڑے سے اترو عبد الجبار
گھوڑے سے اترے نسیم نے کہا جو سیاہ پوش صاحبقران کو چرانے گیا تھا وہ سامنے بیٹھا صورت بدل رہا ہی

چلو ہم تم چلکے پکڑ لین عبد الجبار آگے بڑھے نسیم نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے عبد الجبار پلٹے تھے حلقے کمند کے ڈالنے کے بعد حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ باندھکے لے بھاگی ملازمان عبد الجبار جو آئے تو انھون نے دیکھا کہ گھوڑا ہمارے آقا کا کوتل کھڑا ہی گھبرا گئے پشتارہ باندھنے کا نشان پایا روتے پیٹتے خدمت صاحبقران مین آئے صاحبقران اٹھے تھے کہ خواجہ عمرو بھی شفاخانے سے آگئے برق و قران بھی دوڑے امیر خواجہ سے فرماتے ہین عدم مین بھی جاکر ملکہ نے ہمکو فراموش نہین کیا افسوس ہین اگر ہوشیار کرین مگر ای خواجہ یہ تیز رفتار تو نہ تھا ذرا جو گوشۂ نقاب ہٹا بجلی چمک گئی یقین ہی کوئی عورت تھی عمرو نے کہا غلام نے ابھی تک کسی عورت کی خبر نہین سنی یہ ذکر تھا کہ ملازمان عبد الجبار روتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ہمارے آقائے نامدار کو کوئی چرا کے لیگیا ابھی ہمسے جدا ہوے مرکب انکا کوتل کھڑا ہی پشتارہ باندھنے کا نشان ملا ہی عبد الجبار کے بھائی روتے ہوے آئے کہا حضور عبد القہار کے یہان نقب لگی ہوئی ہی کوئی چرا لیگیا کہ ملازمان بہرام آئے عرض کی کہ سراچۂ بہرام کو بھی کوئی لیگیا سات سردارون کی خبر آئی امیر نے فرمایا ای خواجہ یہ کیا غضب ہوا تمنے حفاظت نہ کی عمرو نے کہا جراد مو تھا ہوا مین اب جاتا ہون برق و قران نے کہا استاد آپکے زخم بے لطف ہین غلامان جانباز جاکے دریافت کر لائینگے عمرو نے کسی کو حکم نہ دیا خود دیکھ و تنہا لشکر روانہ ہوا مگر نسیم صبح کو دربار مین سالوس کے آئی سات کنیزین سات سردارون کو لیکر حاضر ہوئین عبد الجبار کو لیکر نسیم آئی تیز رفتار بھی خبر سنکر دربار مین آیا نسیم نے عرض کی یا خداوند قدرت نے تقدیر برجستہ نہ کی مین نے آج ہی لشکر حمزہ سے چراغ کر دیا تھا مین حمزہ کو گرفتار کرنے گئی تھی مگر اسکی آنکھ کھل گئی لاچار وہان سے بھاگی راہ مین عبد الجبار کو لیا حکم ہوا ساتون سردارون کو قید کرو نسیم نے کہا مین پھر جاتی ہون اگر بنتا ہی تو سارباں زادے کے چونا لگاتی ہون یا اسکو لاتی ہون یا امیر کی فکر کرتی ہون یہ کہکے چلی اک صحرا مین آکر ٹھہری شاخ نخل پر ہاتھ رکھے ہوے کھڑی ہی سوچ رہی ہی کہ کس صورت سے لشکر مین جاؤن ادھر سے خواجہ عمرو آتے تھے اب جو نگاہ عمرو کی پڑی اک نازنین حور پیکر سمن بر غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد لیکن سرو قد کیونکر کہون اک نخل بے سرو پا اس سے قد معشوق کی مثال قبول ہر ابلہ

سرو چوب بست نا تراشیدہ	سرو را قد یار میخوانند	غلطی را بخود پسندیدہ	وای بر شاعران نادیدہ

حقیقت مین عجب جملہ تھا طلب نے اس اعتراض کو قبول کیا لیکن حقیر عرض کرتا ہی کہ قد معشوق کو نخل سرو سے کیا مثال ہی اصل مین یہ حال ہی جسطرح معشوق سے کسی کو پھل نہین ملتا اسی طرح سرو بھی جو بے ثمر ہی یہی مثال کا اثر ہی نکتہ باریک ہی اب کسکو نشکیک ہی حقیقت مین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار خنجر ابرو خال ہند و چشم جادو خوش خرو خوشخو نظم

کروں نظم ہی قاتل عاشقان	سراپا کا اسکے کروں کیا بیان	کہوں قد دلجو کو سرو سہی
حسینوں مین وہ ماہ رو بیحجاب	نگر کلک قدرت سے تشبیہ دی	سخن نغز شیرین ادا لاجواب
لگا ہوں مین ظالم کے شوخی بھری	دہن غنچۂ گلشن دلبری	

بقول مصنف انگشتریان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی عمرو نے کلیجہ پکڑ لیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا لب پر آہ سرد دل مین درد چہرہ بھی زرد قلب گرد برد ہوش و حواس باختہ دل کا عجب نقشہ ہی قلب کو بیقراری آنکھوں سے آنسو جاری بے اختیار پکار اٹھا بیقرار ہوکے کہنے لگا نظم

الجھ تو نکلی ہی تڑپنے کی ہوس جو دل مین ہی	پردہ گل یہ کہتا ہی کوئی محمل مین ہی	آنکھ سے ہوتا ہی ظاہر جو ہمارے دل مین ہی
کس خرابے کی مٹی اپنے آب و گل مین ہی	سیکڑوں کی خاک تک لے ڈالیے یہ دل مین ہی	دم نہین لینے کا جب تک دم ترے بسمل مین ہی

تیغ مین کسکی رکاوٹ کا تصور ہی چلا	سانس بھی چل چل کے رکجاتی ہی کس مشکل مین ہی	عمرو نے جو یہ اشعار پکار کر پڑھے اُس

غارت گر دین نے پلٹ کے دیکھا کہا او ساربان زادے دیکھ ای جان کی خیر منا کیون سامنے آتا ہی یہ بھی تو
عیاری ہی اگر خود گرفتار ہوا کہیگا کہ مین عاشق تھا اسیر طرۂ گیسو ہوا مارا گیا تو ذبح خنجر ابرو ہوا اگر زیر کیا تو
کریگا تجھ ایسے مین نے سیکڑون عیار مار ڈالے میرا نام نسیم سحر لنگا ہی قلعۂ لنگار میرا مسکن ہی اشتہار عام دیچکی ہون
جو مجھپر عاشق ہو سر میدان مقابلہ کرے اگر وہ زیر کرے مین اسکی کنیز ہون اور اگر مین غالب آئی فوراً قتل
کر ڈالونگی اگر دم عشق کا بھرتے ہو سر میدان مقابلے مین آؤ اگر زیر کیا تو بیشک کنیز ہون عمرو نے کہا کہ ای
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ای سرو باغ رعنائی ای غنچۂ نو دمیدۂ حدیقۂ زیبائی میری کیا مجال ہی
کہ تمھارے سامنے نام عیاری کا لون رومال سے ہاتھ باندھکے قدمون پر گرون یہ سر حاضر ہی اپنے ہاتھ سے
کاٹ لو بار اُتر جاے بقول ناسخ اوب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا ٭ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ
ہمسے اپنی گردن کا ٭ نسیم نے کہا کیون بیہودہ بکتا ہی خبردار میرے قریب نہ آنا عمرو آہ کرتا ہوا بڑھا جیسے ہی
قریب پہونچا اُسنے کہا دیکھ کون آتا ہی ذرا عمرو کی پلک جھپکی اُسنے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو نے چاہا کہ
جست کرون اُسنے جھٹکا مارا عمرو گرا اُسنے حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ باندھکے لے بھاگی دل مین بہت
خوش ہی کہ آج مین نے خاتمہ لشکر اسلام کا کر دیا عمرو ایسے عیار کو پکڑا کانیے بھوریے کی کیا حقیقت ہی
نہایت پھولی ہوئی کبھی دل سے کہتی ہی اسنے ہزارون عیار شاگرد کیے لاکھون جادوگر مارے آج پشتارہ
اسکا میرے دوش پر ہی دربار خداوند مین لیچلون فوراً اسے قتل کرون عیاری کا تو خاتمہ ہوا اب امیر کا
گرفتار کرنا رہا کہانتک ہوشیاری کرینگے دوسرے تیسرے دن پھنسینگے اس جوش و خروش مین چلی آتی ہی
کبھی دل سے کہتی ہی بابا جان بہت خوش ہونگے اسی ظالم کے ہاتھ سے وہ زخمی ہوے ابھی تک زخم انکا
خشک نہین ہوا وہ بھی یہی چاہینگے کہ فوراً قتل کیا جاے مہلت نہ پاے کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا
کہ طرف سے قلعۂ سالوس کے گرد آڑی نسیم نے دیکھا کہ گلشن نامے کنیز بہرام کو چرا کر جولائی تھی دو بچے کو
سنبھالی چلی آتی ہی آواز دیتی ہوئی ای ملکۂ عالم غضب ہوگیا شاید آپنے ساربان زادے کو گرفتار کر لیا
اُسنے جواب دیا پشتارہ میرے دوش پر ہی تجھکو کیونکر معلوم ہوا کنیز نے کہا واری ساربان زادے کا شاگرد
کالیا لشکر مین گھس پڑا کئی سو کنیزون کو مارا اب لڑتا ہوا طرف دربار خداوندی کے چلا ہی خداوند بھاگ
کے قصر پر زاوان مین گئے ہین آپکے باباجان اُٹھتے تھے سر کے تانکے ٹوٹے لڑکھڑا کے گرے شاگرد انکو بچا
بچا کے سنبھال رہے ہین کالیا کہتا ہی تیز رفتار کو قتل کرونگا آپ پشتارہ مجھے دیجیے مین کسی درۂ کوہ مین
چھپا دون آپ جلکر کالیے کی گردن لیجیے سواے آپکے کسی سے نہ رہیگا گلشن نے نسیم کو ایسا گھبرا دیا کہ
اسنے پشتارہ دیدیا کنیز نے کہا ملکۂ عالم طرف شہر کے چلیے نسیم طرف شہر کے چلی کنیز کو دیکھا صحرا کا راستہ چھوڑ
کے طرف لشکر امیر کے جاتی ہی نسیم نے پکار کے آواز دی اری اُدھر کہان جاتی ہی اسنے جواب دیا کیا بہو
ابھی تو کسی کو جاتی بھی ہی ہم ادھر جاینگے یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گذار ٭ منم یکہ
پیلن گرانی بہر ہزار ٭ نسیم دوڑی کہتی ہوئی کہ او ظالم غضب کیا اسنے جواب دیا آستانی اب نہ آنا ورنہ تم
بہت پچھتاوگی اپنے چھوٹون سے تتالی ہم ایک ادنی آپکے شاگرد ہین نسیم جھلا کر رہگئی سمجھی کہ ہوا گرہ ہی برق
تھوڑی دور جب نکل آیا پشتارہ کھولکر اُستاد کو ہوشیار کیا عمرو خفا ہوتے ہوے اُٹھے کہا کیون بے تونے

کا اسکو مجھکو چھپینا دل نازک وملکہ کے صدمہ پہونچا یا معشوقہ بھی نہین معلوم کس خیال سے لیے جاتی تھی تجھکو بلا
پڑی تھی کہ دوڑا گیا یہ کہکر اُدھر ہی چلے برق نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اُستاد بس لشکر مین چلیے وہ قاتلۂ عالم پھر آپکو
پکڑ لیجاتی کی زبردستی خواجہ کو ادھر پھیرا خواجہ لشکر مین آئے مہتر قران نے خبر سنی تھی یہ بھی بغدا لیکر چلے
تھے دیکھا برق اُستاد کے ساتھ ساتھ مگر اُستاد بھولے ہوے برق کو بُرا بھلا کہتے ہوے اسنے بڑھکے پوچھا
اُستاد کیا ہوا جواب دیا کہ بیٹا کیا کہون مجھے اس بھورے کا آنا بہت ناگوار ہوا میرا معشوق میرا پشتارہ
لیے جاتا تھا اسکو کیا پڑی تھی اور کسنے کہا تھا جو پشتارہ اُس سے چھین لیا کیسا اُسکے دل پر صدمہ پہونچا
ہوگا قران دیکھتا ہی کہ اُستاد مبہوت ہو رہے ہین برق کو سامنے اُستاد کے گردن پکڑ کے دو ترا دیا قران
خوشامد کرتے ہوے ساتھ ہو لیے بارگاہ صاحبقران مین آئے قران نے تمام کیفیت بیان کی امیر نے
فرمایا خواجہ حقیقت مین برق نے بُرا کام کیا عمرو رونے لگا کہا آقا آپ کیا جانیے یہ بڑا نالایق ہی عیاری
کرنے پر مرتا ہی یہ نہ سمجھا کہ معشوق کے دل نازک پر صدمہ پہونچیگا علاوہ ازین میرے مقدمے مین دخل
نہ دین میری جان اُسیر جاتی ہی آقاے نامدار میری تو یہ کیفیت ہی نظم

ماتم و دیدۂ کہ نظرہا در روگم است
ہشتادم بمقام غم کہ سحرہا در روگم است
در دیدہ دجلہ کہ گہرہا در روگم است
صبح اسید بین نکشاید نقاب خویش

صاحبقران نے دیکھا عمرو مبہوت ہو رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی اچھی کہو تو بُری سمجھتا ہی یہ محبت
فرمایا کہ خواجہ اپنے کو سنبھالو اگر یہی حال ہی تو غضب ہوگا عمرو نے کہا اے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس
شعر حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ٭ یہ تو کوئی مجھکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا ٭ امیر نے
فرمایا کہ خواجہ تمھارے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بلاے روزگار نہایت مکار و غدار ہی اُس سے بچنا
چاہیے اگر گرفتار کرکے لیجاتی فوراً قتل کر ڈالتی اسوقت اگر برق نہ پہونچتا تو وہ لے گئی تھی عمرو نے کہا
یہ تو عین آرزو ہی دل کو یہی جستجو ہی کہ اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جاؤن اگر تڑپ تڑپ کے مرے قبر سے پشت نہ لگی
یہی حسرت رہیگی زخم خنجر ابروے خمدار کھائے ہین اسکی کسکو خبر ہی دلبر ہمارے آئے ہی امیر نے مہتر قران سے فرمایا
کہ یہ ہماری حفاظت اب کیا کرینگے اپنے ہی کو بچالین تو بڑی بات ہی انکے تو تیور بدلے ہوے ہین ہوش و حواس
گم ہین مزاج برہم ہی مگر تم خیال رکھنا یہ فرماکر قران و برق کو خلعت دیا ارشاد کیا خلعت حفاظت جان عمرو
ہی ہر وقت خیال رکھنا قران نے سر جھکا لیا عرض کی حضور نے بڑا بار عظیم ہمارے سر پر رکھا جہانتک بسے
ہو سکیگا انکو بچائینگے اپنی جان دینگے خواجہ عمرو بیقرار ہو کر اُٹھے ہر چند امیر نے روکا عمرو نے کہا مین جستجوے
محبوب مین جاتا ہون اگر پا جاؤن قدمو نپر گر پڑون عرض کرون کہ یہ سر حاضر ہی آپ زیادہ کوشش نہ کرین
مین آپکی تکلیف نہین چاہتا یہ کہتا ہوا عمرو روتا پیٹتا ہوا چلا قران و برق الگ الگ فکر مین چلے عمرو
پلٹ پلٹ کے ان دونوکو گالیان دیتا ہی اور کہتا ہی میرے ساتھ کہان آتے ہو اگر میرے ساتھ آؤگے بہت
پچھتاؤگے مین اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا قران و برق الگ ہوے عمرو اکیلا جنگل مین چلا شعر عاشقانہ پڑھتا
چلا جاتا ہی کہ اک طرف سے آواز رونے کی آئی یہ آواز آتی تھی کہ او ظالم خنجر مار دے یہ کیا ستم کرتا ہی عمرو اُس
آواز کی جانب متوجہ ہوے دیکھا اک مقام پر اک نخل ہی اُس نخل مین ایک نازنین مہ جبین رسیون سے
بندھی ہوئی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خال چہرۂ شب بانظیر ظلمات با مثل شب ہجر عاشقان با سیہ
مثال دودن ایسے سیاہ رو کو کیا کہون بقول سعدی تو گوئی تا قیامت زشت روئی ٭ بر و ختم است بر یوسف

نکلوی وہ ہاتھ مین اُس زنگی کے کوڑا ہی یہی کہ کیطرف کوڑے مار رہا ہی کہیون او ظالم مکان پر تیرے نگہبان
عزیز واقارب بچانے تھے ہمکو نہ آنے دیتے تھے اب آج تیرے مددگار کہان ہین میرا کہنا قبول کر ورنہ مار
مارکے کہال کہینچ اوڑا دونگا اُس نازنین کا بلکنا تڑپنا اور مار مار کے رونا ہر کوڑے پر یہی آواز ہی کہ او ظالم خنجر مارکے
سر کاٹ لے مگر مین عصمت کو ہاتھ سے نہ دونگی تیرا کہنا نہ مانونگی زنگی ظلم کر رہا ہی اور آنکھین اُس نازنین
کی آنکھون سے نسیم سحر نگاہ کی بہت موافقت رکھتی ہین وضع طرح بھی بہت مشابہ ہی عمرو کا کلیجہ منہ کو
آگیا قلب تھرا گیا آواز دی او نامرد بے درد یہ کیا ستم کرتا ہی اُسنے جو پلٹ کے عمرو کو دیکھا آواز دی او
نالایق تجھے کیا مطلب ہی ہماری معشوقہ ہی تیسے یہ انکار اسکی یہی سزا ہی عمرو نے سر سے گوپھن نکالا اور
سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلہ گوپھن مین رکھ پتھر دیکر مارا یقین تھا کہ زنگی کا سر اُڑ جاے زنگی تو
بھاگا مگر یہ کہتا ہوا کہ او نا تجسے سمجھونگا کہین تو ملیگے زنگی تو چلا گیا عمرو قریب اُس نازنین کے آیا
دیکھا تمام جسم سے سرانے خون کے جاری ہین سر لٹکے پڑتے بیہوش ہو گئی ہی عمرو نے قریب آکے رسیان کاٹین
اُس نازنین کو ہوش آیا کہا ای شخص تو کون ہی کہ جو اس غربت مین تو نے ساتھ دیا عمرو نے کہا ای نازنین
تو کون ہی یہ کیا معرکہ تھا اُسنے کہا سامنے جو یہ قریہ ہی یہان کا جو زمیندار ہی مین اُسکی دختر بلند اختر ہون
یہ غلام ظفر کا پرورش کردہ میرے باپ کا بردہ مدت سے عاشق تھا اکثر اپنے پیغام دیتے مین نے کئی مرتبہ
ٹال دیا اور کہا کہ خبردار اب جو کبھی ایسا ذکر کریگا مین باپ سے کہدونگی آج سیر دیکھنے صحبت مین گئے تھے
یہ بھاگ کو ملے پر چڑھ گیا سوتے مین مجھکو اٹھا لایا اسی طرح مگر لات و منات نے مجھکو مہربان کیا اب احسان
یہ ہی کہ مجھکو گھر پہونچادے ماں باپ میرے بہت کچھ تجھکو دینگے عمرو نے ہاتھ پکڑا وہ نازنین چند قدم چلکر گر پڑی
بسبب زخمہاے جسم چلا نہین جاتا جب لئی مقام پر یہ نازنین گر پڑی تو رونے لگی کہا ای شخص تو نے جان بچادی
لات و منات کو تیری زندگی منظور نہین ہی اگر تجھسے ہوسکے کوئی سواری بلا لادے اتنی عرض مین کرتی ہون
تیر بخیر آئیگا مجھکو بچا جائیگا مجھکو اپنے کاندھے پر سوار کرے جو تو کہیگا وہ ماں باپ میرے دینگے مین تو
اب اس حال مین ہون کہ میرا قدم نہین اٹھتا عمرو لاچار ہوا بیٹھ گیا وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی عمرو
تھوڑی دور لیکر چلا تھا کہ معلوم ہوا گلے مین کسی نے پھانسی ڈالدی عمرو نے گھبرا کر کہا ارے یہ کیا اُس نازنین
نے گلے مین حلقہ ہاے کمند ڈالے آواز دی او نا عیار اسی منہ پر دعوی عیاری کرتا ہی نہین معلوم تجھ احمق کو
وامہ و مسمش کو کیونکر مارا صد ہا عیار اسی منہ پر زیر کیئے ہین مگر یہ تم سحر نگاہ عمرو نے چاہا کچھ کہون اُسنے کو دکے
جھٹکا مارا کمند پن گلے مین پڑ چکی تھین عمرو گرا اُسنے حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگی صحراے
ہولناک خیز وحشت انگیز اڑی ہوئی جاتی ہی آتے آتے صحرا مین ایک مقام دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ اہلیان قدرت
نے نالے پر بیل گلی بنایا ہی اُسکے قریب پہونچکے نسیم کا دل دھڑکا پکار کر آواز دی او کلیے مین نے دیکھ لیا
نکل کیون چھپا ہوا بیٹھا ہی پتھر ماردونگی سر اُڑ جائیگا حقیقت مین مہتر قران جھاڑی مین بیٹھے ہین خیال
مین گذرا کہ قران شاید اسنے مجھکو دیکھ لیا نکل کے مقابلہ کرو پھر خیال مین آیا کہ شاید دھوکا دیتی ہو کہ
نسیم نے غبی ہوا با زحمی تین آوازین دین بعد اسکے پتھر مارا قران کے پاؤن کے پاس وہ پتھر آکے گرا اب
قران کو یقین کامل ہوا کہ اسنے دیکھ لیا دوسرا پتھر جو نسیم نے مارا وہ دور جا کر گرا فقط دل دھڑکے کا علاج
کرتی ہی اسیطرح بار ہوائی پانچ چار پتھر مارے جب تو مہتر قران خاموش ہوے نسیم سوچی دل دھڑکنے کا بھی

باعث ہوا کہ برق سے دھوکا کھایا تھا یہان اب کون ہی جست کرکے بیچ گنبدون کے آئی قران نے شیری آواز
دی نسیم ترکی قران نے جھنکارا نسیم گری قران نے جھپٹ کے حباب مارا اب دل لگی سوجھی خواجہ عمرو کو آکر دونون بٹھایا
نسیم کے دونون پاؤن عمرو کی گود مین رکھدیے اور دونون ہاتھ خواجہ نے سینے پر نسیم کے رکھدیے دونون
ہاتھون مین دو تنکے لیے ایک ناک مین خواجہ کی اور ایک ناک مین نسیم کی خواجہ کو چھینک آئی عمرو کی ناک سے جو
قطرات گندیدہ گرے منھ پر نسیم کے پڑے نسیم کو چھینک آئی خواجہ ہائے جان جہان کہکر لپٹ گئے قران نے
نسیم کو سلام کیا کہا استانی صاحب یہ کیا حرکت ہی استاد کو خدا نے خیمہ بارگاہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہی وہان چلکر
آرام کیجیے نسیم نے جھلا کر دونون پر تھپڑ دو لتی سینے پر عمرو کے ماری اور آپ تڑپ کے نکلی قران کو برے بھلے
کلمات کہتی ہوئی کہ بھلا او کالیے تو نے مجھکو ذلیل کیا تجھسے سمجھونگی یہ کہکر نکل گئی عمرو نے کہا کیون او کالیے میری
معشوقہ مجھکو اس مقام پر لائی تھی تو کیون سامنے چلا آیا اسکو ملال گذرا قران نے کہا استاد آپکو لیے جاتی تھی عمرو
نے کہا ابھی ہلا آپنے کیون دخل دیا یہ کہکر ادہر ہی چلے قران نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اب خیمے مین اپنے چلیے استاد
نہ جانیے پکڑ کر لیجائیگی دشمنون کو قتل کرادیگی ہاتھ پکڑکے استاد کو کھینچا اسطرح لشکر مین لائے یہ خبر امیر تک
پہونچی انھون نے اپنے سامنے بلا کے فرمایا کہا خواجہ یہ کیا حماقت ہی برائے خدا اس قتالۂ عالم سے ہوشیاری
کرو گرفتار کرلاؤ تمھاری شادی اُسکے ساتھ کرون عمرو نے چین کرو جواب دیا مین ہرگز اس سے عیاری نہ کرونگا
معشوق کا رنج دینا مجھکو گوارا نہین ہر وقت یہی آرزو ہی کہ وہ سر میرا کاٹ لے اسمین بھی یہ خیال ہی کہ دست
نازنین کو اُسکے صدمہ نہ پہونچے جون جون امیر سمجھاتے ہین وہ وہ ولولہ انکا زیادہ پاتے ہین عمرو یہ کہکے اٹھا
کہ آقاے نامدار غلام اسی جستجو مین جاتا ہی کہ جہان کہین ملے سر قدمون پر رکھدون عرض کرون یہ گنہگار حاضر ہی
ہرچند انکو روکا مگر یہ نہ رکے قران و برق کنارے کنارے انکی دور رہتے ہین کہ خواجہ عمرو نہ دیکھ سکین
مگر خواجہ نسیم کی تلاش مین چھپتے ہوے جارہے ہین اک مقام پر صحرا مین آگے پہونچے نہایت صحراے خوشگوار
قطعہ ازگل خودرو سے نمونۂ بہار طائران خوش الحان ہوزبان بے زبانی بتعریف ایزد منان مین رطب اللسان
نہر مین موج مار رہی ہین سوج ہاے آب شمشیر لاجواب بھی مچھلیان ابھرتی ہین نہنگان خون آشام سر نکالکر
قدرت ناخداے عالم کو ملاحظہ کرتی ہین دم انکی الفت کا بھرتی ہین کسی جانب آہوان وحشی
کالی کالی آنکھین گردش کرتے ہوے کرچالین بھرتے ہوے کسی بیشے سے دھڑ دھڑکے ببر شیر کے آواز
آرہی ہی زمین تھرا رہی ہی جانور بھاگے چلے جاتے ہین طائران صحرا بھی اُڑے جاتے ہین نسیم عنبر شمیم کس لطف سے
چل رہی ہی اُسکی اداسے کیفیت نکل رہی ہی جوانان چمن سبز پوش خضر گم گشتگان جادۂ وحشت کو رستہ
بتانے مین اکڑ رہے ہین نرگس کی آنکھون مین ڈورے پڑرہے ہین سوسن صد زبان اپنی زبان مین تعریف
باغبان قضا و قدر کر رہی عمرو کھڑا ہوا کیفیت قدرت باغبان قضا و قدر کو دیکھ رہا ہی ہر مرتبہ یاد محبوب مین
دل بھر آتا ہی دو پہر رات گذر گئی ہی بعضے زلف لیلاے شب کمر سے گذر چلی ہی رات بھی اٹکھیلیان کر رہی ہی
صحرا اوج پر ایک طرف سے عمرو نے دیکھا ایک نازنین جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی عمرو کی نگاہ پڑی تو
اسی مہ جبین کو پایا جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی عمرو نے دیکھتے ہی آواز دی ای باعث تسکین مشتاقان ای روح
روان عاشق زار ادھر بھی دیکھو ہم تو نوبت بجان و کارد باستخوان ہین تم خبر بھی نہین لیتین آج جو تنہا ملی
کیا ہی کہین مردون مین نہ جانا ورنہ اپنی جان دیدونگا نسیم جھپٹ کے جا پڑی نیمچہ کھینچکر مارا عمرو نے سر جھکا دیا

کہا اے نسیم میں تیرا وار نہ روکونگا خوف کرتا ہوں کہیں کلائی پر ورم نہ آجائے اپنی جان دیتا ہوں اس الفت کا یہ انجام نہ سمجھے تھے خیال تو کر میں نے تجھکو معشوق مشہور کیا اپنے زلف مسلسل میں پھنسایا ذرا خیال تو کر **نظم**

این ہمہ مشتری و گرمی بازار نداشت
یوسفے بود و لے ہیچ خریدار نداشت

نرگس غمزہ زنش این ہمہ بیمار نداشت
سنبل پر شکنش ہیچ گرفتار نداشت

اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم
باعث گرمی بازار شدش من بودم

عشق من شد سبب خوبی و رعنائی او
داد رسوائی من شہرۂ زیبائی او

بسکہ کردم ہمہ جا شرح دل آرائی او
شہر پر گشت ز غوغاے تماشائی او

این زمان عاشق سرگشتہ فراوان دارد
کی سر و برگ من بے سر و سامان دارد

اے جان جہان کہاں تک جفاے محبت اٹھائیں کیا اپنا حال دل سنائیں ہر وقت بیقراری پاس پہونچنے کی انتظاری ہے **نظم**

اے گل تازہ کہ بوے ز وفا نیست ترا
خبر از سر زنش خار جفا نیست ترا

التفاتے باسیران بلا نیست ترا
ما اسیر تو و اصلا غم ما نیست ترا

رحم بر بلبل بے برگ و نوا نیست ترا
بر اسیر غم خود رحم چرا نیست ترا

فارغ از عاشق غمناک نمی باید بود
جان من این ہمہ بیباک نمی باید بود

ہمچو گل چند بروے ہمہ خندان باشی
ہمرہ غیر بگلگشت گلستان باشی

آن زمان با دگران دست و گریبان باشی
جمع تا جمع نباشند پریشان باشی

زان میندیش کہ از کردہ پشیمان باشی
یاد حیرانی ما آری و حیران باشی

ما نباشیم کہ باشد کہ جفاے تو کشد
بجفا سازد و صد جور براے تو کشد

شب بکاشانۂ اغیار نمی باید بود
ہمہ جا با ہمہ کس یار نمی باید بود

ہمرہ غیر بگلزار نمی باید بود
غیر را شمع شب تار نمی باید بود

تشنۂ خون من زار نمی باید بود
تا باین مرتبہ خونخوار نمی باید بود

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت بیباکی و خودکامی تست

نسیم نے آواز دی او سار بان زادے کیوں زبان کو فرے دیتا ہے کبھی یہ دن نصیب نہو گا عمر دے کہا اے جان جہان حقیقت میں کیونکر دلکو سمجھاؤں لاکھ طرح سے چاہتا ہوں ٹھہروں مگر دل نہیں مانتا میاں آتش صاحب کیا خوب فرماتے ہیں **نظم**

سزا یہی ہے جو دے یار ہجر کا جھٹکا
بچھڑا سے نہیں چھٹتا زبان کا چسکا

اُٹھیں عشق میں مارا پڑا جو دل بھٹکا
شب وصال کی گستاخیوں کا ہے کھٹکا

کسی کے سر میں ہوا درد منہ مرا جھٹکا
یہی وہ بادہ ہے جس میں ہے جان کا کھٹکا

علاج ہی نہیں کچھ تیرے نام کے رٹ کا
کسی کے پاؤں میں پیچ آئی میں نے سر پٹکا

کیا ہی باد بہاری نے بلبلون کو مست
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چمن گلشن کا
کہون جو عرش برین بھی تو کم نہین سکتا
زیادہ طرۂ گیسو سے شملہ کو لٹکا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلا
زمین نے سرو ہی غول کی زمین بھٹکا
چمن کی سیر مین سنبل سے بہلوائی کی
اٹھائیگا مجھے محشر مین فتنۂ نکہت کا
بس اپنی مستی کو گردش ہی چشم ساقی کی
یہی جو شرم پہ ادبت ہی طرۂ گھونگٹ کا
کلاہ کج کا ہی طرۂ قباے چپان بر
اسی گرہ ہی مین تو جی چھوٹتا ہی چھوٹ کا
نہ پھول جھک کے بالاے سرو ای قمری
پہ چڑھ جاتے ہین گیسوے یار گھونگٹ کا
عجیب بھول بھلیان ہی غفلت ہستی
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چسکا

ہوا ہی پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا
شب فراق مین اُس غیرت مسیح بغیر
بہت بلند ہی پایا ہے چھپر کھٹ کا
شب وصال مین کھولے قباے یار کے بند
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگٹ کا
شراب پینے کا کیا ذکر یار نے تیرے
چڑھا کے پیچ یہ اُن گیسوون نے ڈسکا
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
ہمارا پیٹ نہین ہی شراب کا مٹکا
سراے یار مین پہونچینگے ہم لگا کے کمند
جوان آج نہین ہی تری بجاوٹ کا
اٹھائی ہی تری رنگین اداؤن نے نیند
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہی نٹ کا
یہ جانتے تو تمھین ہم نہ باندھنے دیتے
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی جھٹکا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانیکو
اٹھا اٹھا کے مجھے درد دل نے پٹکا
خدا نے دی ہی تجھے ای صنم فضیلت حسن
کرے ہے کھلکے تجھے کو ہنسے دے پٹکا
مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجھکو
پیا جو پانی بھی مین نے تو حلق مین اٹکا
شراب صاف نہ باقی رہے تو ای ساقی
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا تو کیا
بلند بام سے رتبہ ہی اسکے چوکھٹ کا
نہ تیغ عشق کے منھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
عکس کے دل کو ہی مہندی کے چور کا کھٹکا
پری سے چہرے کے اوپر چمن مین لہرائے
لٹکے ساتھ لپٹنے کا ناف کے چھٹکا
عجب نہین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے

نسیم نے کہا او دیوانے وحشی تو نے دیوان کے دیوان یاد کر لیے ہین مین اسکو نہین سنتی یہ کہکے بچہ مارا عمرو ڈنڈے چھپٹے سے پرخالیان دے رہا ہی اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہی ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی مین چاہتا ہون آپ تلوار کھینچین مین سر جھکا دون آپ ہاتھ لگائیے سر کٹکر زمین پر گرے کہ روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت حاصل ہو ای جان جہان تسکین دل ہو میری تو جان جاتی ہی ملکہ بچہ مار رہی ہین عمرو اپنی ہی کہے جاتا ہی اُسنے جھلا کر جواب دیا او مسخرے جو منھ سے کہتا ہی بجا نہین لاتا ہی خاصی طرح روک رہا ہی جان بچانے کو ہوش آگیا وار روکتا ہی تو نے یہ بھی ایک فقرہ بنایا ہی اپنے کو عاشق قرار دیتا ہی ایک مقام پر ملکہ نے بچہ روک کر خود حلقے کمند کے مارے گردن و کمر مین ساربان زادے کے پڑے یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ وقت شب ہی لیلی شب پردہ محمل فلک سے یہ تماشہ دیکھ رہی ہی مجنون ہاے نخل صحرا اس تماشے پر وجد کر رہے ہین کہ عاشق و معشوق مین کس لطف سے مناظرہ و مجادلہ ہو رہا ہی عمرو نے چاہا حلقہاے کمند سے نکلون جست کی چونکہ سائے مین نخل کے تھا شاخین بھی طرفداری کرتی تھین حسن کے سبب شیدا ہین نخل سے آثار محبت پیدا ہین پتے براے عمرو کف افسوس ملتے ہین شاخین ہاتھ بڑھاتی ہین کہ ساربان زادے کو پکڑ لین آخر وہی ہوا کہ شاخ سے ایک شاخ یہ نکلی کہ شاخ کی ٹھوکر لگی عمرو گرا نسیم نے باطمینان پشتارہ باندھا برق دور سے دیکھ رہا تھا تڑپ گیا اک کنیز کی شکل بنکر تیار ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم یہ کنیز حاضر ہی کیا خوب کار نمایان کیا اب جلدی نکل چلیے برق جلدی مین جس کنیز کی شکل بنا ہی اسکا نام بھی نہین جانتا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا ارے کیا مطلب ہی شگوفہ تیرا نام ہی کنیز نے جواب دیا حضور ہان ملکہ نے کہا خبردار میرے پاس نہ آنا یہ کہکے پتھر مارا اور آواز دی او نالایق مین نے پہچانا برق لاچار ہو کے بھاگا

مگر برق تڑپ رہا ہی کہ افسوس اُستاد گرفتار ہوگئے تین مرتبہ راہ مین کنیز بنکر گیا ایک مرتبہ یہ بھی سوال کیا کہ پشتارہ
مجھے دیدیجیے ایسا نہو کوئی عیار آجائے تو خرابی ہو مگر اسنے للکارا او بھورنے اُستاد کے گرفتار ہونے سے بہت
بیقرار ہی اب انکی رہائی غیر ممکن ہی ابھی جاکے تیر باران کرتی ہون سر تمکو ملیگا لاشہ سیار کھا جائینگے اب مہلت
نہ پائینگے کئی مرتبہ یہ گیا مگر اس قتالہ نے پہچان لیا بھاگتا ساتھ آیا کہ کنارے اک جنگل کے سو کنیزین ملکہ کی
جمع ہین شکار ماہی مین مصروف ہین کماہی حال سے واقف نہین ہین ماہیت سے کیونکر آگاہ ہون اتنا
سن لیا کہ ساربان زادہ پکڑا گیا وہ کنیزین چھوڑ چھوڑ کے سب کنیزین دوڑین تعریفین کرتی ہوئی اے بادشاہ
اقلیم عیاری اے گوہر بے بہائے بحر طراری کیا کہنا آپنے کمال کیا برق نے دیکھا کہ گلشن نامے کنیز نہین رہی
جھٹ پٹ گلشن کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر کہا ملکۂ عالم دیکھیے لشکر مین تلوار چلنے لگی معلوم ہوتا ہی شاہزادہ
ساربان زادے کے لئے لڑائی ہو رہی ہی آپکے والد بھی زخمی ہوگئے ہین پشتارہ مجھے دیجیے نسیم تیر بھی تھی
کہ پشتارہ دیدون دفعتًا سامنے سے گلشن پیدا ہوئی وہین سے اُسنے آواز دی نسیم نے نیچہ مارا کہا او ننگوڑے
دس مرتبہ میرے سامنے آیا اور مین نے پہچانا اپنی بیغیرتی دکھلا رہا ہی دمبدم میرے سامنے آتا ہی نیچہ ایسکے سر
ایسا پڑا کہ سر زخمی ہوا بھاگا سر سے خون بہتا ہوا گلشن نے بھی تیر مار آواز دی او ننگوڑے میری شکل
بنکر آیا مین خوب وقت پر آئی وہ پتھر بھی برق کے پاؤن پر پڑا صدمۂ عظیم پہونچا اب برق بھاگا اور
دور سے دیکھا کہ خواجہ کو درخت سے باندھ دیا نسیم نے آواز دی تیر و کمان جلد لاؤ عمرو کو ہوشیار بھی
کردیا عمرو ہائے وائے کر رہا ہی نسیم سحر نگاہ کہتی ہی او ساربان زادے یہ کیا بیہودہ بکتا ہی عمرو کہتا ہی
ای جان جہان میری جان تیر نشار ہی اپنے ہاتھ سے اک تیر مار دو یا صف مژگان کو جنبش دو کہ دل شگفتہ ہو
روح تر و تازہ ہو قلب کو قوت ہو گی مین نے جان اپنی تیر نشار کی ہی چاہتا ہون میری لاش کو دفن کر دو کفن
بھی نہ دینا ٹھوکر نہ لگانا دوبارہ نہ جلانا شعر خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے ؛ مین اگر جان بھی
دونگا تو ضرر کیا ہوگا ؛ یہی آرزو تھی کہ تمھارے ہاتھ سے قتل ہون وہ آرزو آج دل کی پوری ہوئی
ہی تیر و کمان اوٹھاؤ سینے پر بٹھا کے لگاؤ یہی دل کی خوشی ہی ہمیشہ سے یہی آرزو ہی مدت سے یہی جستجو ہی مگر
نسیم سحر نگاہ آمادہ ہی کہ تیر اندازون کو بلاؤ تیر و کمان لاؤ اس ساربان زادے کے سینے پر نشانے لگاؤ
ایک ہنگامہ برپا ہی واضح رہے کہ بیچ مین نہر آب ہی اس پار باغ کنیزان اُس پار صحرائے ویران اکثر
جانوران درندگی آواز آتی ہی شیر بھیڑیے پھرتے ہوے معلوم ہوتے ہین اکثر کنیزین ڈر جاتی ہین مگر برق
جو بھاگا پاؤن مین بھی چوٹ لگی ہی سر بھی زخمی ہی روتا ہوا جاتا ہی اُدھر سے مہتر قران جستجو مین عمرو کی
نکلے تھے کہ اُستاد پر کیا گذری کہ دیکھا برق تڑپتا ہوا چلا آتا ہی سر سے خون جاری ہی پاؤن سے لنگڑا تا ہی
زبان پر یہ کلمہ جاری ہی ہائے اُستاد یہ کیا ستم ہوا مجھ ایسا اُستاد کہان پاؤنگے قران نے پوچھا برق خیر تو
ہی برق نے جو قران کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا چیخین مار کے رونے لگا کہا خلیفہ کیا کہون عجب معرکہ گذرا زبان
سے بیان نہین کرسکتی اٹل تو یہ ہی

نومیدی ما گردش ایام ندارد
روزے کہ سیہ شد سحر و شام ندارد

بوسم لب و دیوار و در مدن نتوانم
گر مست دلم حوصلۂ کام ندارد
مفرست بطوف حرم دوست نسیمے

گر نکہت گل جامۂ احرام ندارد
ہر ذرۂ خاکم ز تنور قصان ہوس ہست
دیوانگی شوق سرانجام ندارد

قاصد خبر آورد دہان خشک دہانم
ظرف قدحش رشحۂ پیغام ندارد
بے نقش وجود تو سراپاے سخن اصحف

چون بستر خوابست کہ آرام ندارد	گردید نشانہ ہدف تیر بلاہا	آسائش عنقا کہ بجز نام ندارد
بلبل بچمن بنگر و پروانہ بمحفل	شوقست کہ در وصل ہم آرام ندارد	گلگشت رگ ذوق کجا بے کہ سبو دو
زان رشک کہ سوز جگر خام ندارد	غالب کہ بہ راست از غزلم مصرع استاد	بادام صفائے گل بادام ندارد

استاد کو نسیم کرلے گئی مین نے بیقراری مین عیار یان کین مگر ایسی بھونڈی ہوئین کہ وہ پہچان گئی اُس کنیز کی شکل بنکر گیا کہ جسکا نام نہ جانتا تھا ملکہ شگوفہ کہکر آواز دی مین بول اُٹھا یہی پہچانے جانیکا باعث ہوا پھر تبہ مین کنیز بن بن کے گیا آخر مین بصورت گلشن کنیز کے گیا وہ بھی بجنت آسیوقت آگئی وہ گلشن ایک باغ مین دو طرح کی ہی ایک اباغ مین ملکہ نے پیچھے سے زخمی کیا اُس حرامزادی نے پتھر مارو یا پانون مین چوٹ لگی بمشکل یہانتک آیا ہون یہ سنکر مہتر قران ہنس دیا پھر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا کہ بڑا غضب ہوا استاد اس عشق مین اپنی جان پر کھیلے ہم ابتک اسکو عیاری سمجھے تھے اب معلوم ہوا کہ وہ عاشق صادق ہین اس عشق مین اپنی جان دی اب مین جاتا ہون اگر عیاری بن پڑی تو بہتر ورنہ بجبرہ پکڑ کے اپنے لگولگا وہ بھی دو کی عیار یہان ہین فنون سپاہ گری سے ماہر ہین جان بچانا دشوار ہوگی مگر ہو لطف زندگی جاتا رہا ایسے استاد کے زندہ رہنا بیکار ہے بزرگان دین نے جب مجھکو نظر کردہ کیا یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خدمت مین عمرو کی حاضر رہنا تمکو یاد ہو کہ جب شہر زرائل پر طہماس کی بدعتین ہوئین اور رہین نقاہدار بنکر آیا اور مجکو اُٹھالیا صاحبقران لشکر مین نہ تھے جب تشریف لائے اور یہ حال سُنا اپنے پہلو مین ونگل دیتے تھے مگر مین نے عرض کی کہ بحکم بزرگان دین خدمت مین استاد کی حاضر رہونگا مین نے عہدۂ جلیل نہ قبول کیا آج فلک نے یہ گردش دکھائی مین کیونکر گوارہ کرون کہ استاد مارے جائین مین سنکر خاموش رہون انشاءاللہ اگر استاد کو اُسنے مارا تو آج لشکر ساحرون مین قیامت نہ برپا کردی تو نام اپنا مہتر قران نہ پایا یہ کہکے قران روتے ہوئے چلے خیال مین آیا کہ اے قران کیا کرون برق سوچا کہ چلکر دیکھون تو استاد پر کیا گذری صورت بدل کے ایک تحل کے سائے مین آکر ٹھہرا دیکھو رہا ہی کہ نسیم کرسی پر بیٹھی ہی تیر و کمان ہاتھ مین ہی تحل زرو رفت کا سا عالم در پیش ہی کہتی ہی کیون او ظالم تونے بیچا جان کو مارا دیکھ اسکا کیا بدلا ہوتا ہی عمرو اسوقت بھی کہتا ہی نظم

داغ تو توئے ہم جان و دل کباب را	رونق تازہ میدہم گلکت خراب را	خون جگر فشاندہ ام در رہ جستجو بجست
تا گرفت دست من دامن آفتاب را	مرہم زخم سینہ روشنی دو دیدہ	گرم غضب چہ میکنی نرگس نیم خواب را
جان ز دلم گرفتہ دل ز نکفر ربودہ	بہر خدائے برفکن از رخ خود نقاب را	محو شمی ورد مسند تو دل لغت سپردہ ام
صرف دو دیدہ کرد و رفت قطرۂ خون ناب را		

نسیم ہنس دی کہا او سارہ بان زادے اب موت تیری قریب آپہونچی یہ کیا بکتا ہی اور رنجیدہ ہوا جو زبان کا مزا تو کمال لے لگوڑے کو دیوان کے دیوان یاد ہین ارے شگوفہ فروش یہ تو پوچھ کہ تیرے مددگار کہان ہین ایک شاگرد تیرا مقتول ہی اُسکو خدمت مین شرف حصول ہی برق فرنگی جو مرتبا یا مین ہر تبہ پہچان گئی اب بجھے کون دھوکا دے سکتا ہی بڑا عیار طرار تیرا شاگرد بلکہ بڑا استاد بن کا لیا ہی وہ آج نہ آیا اتا تو احوال معلوم ہوتا مگر آگئی آج قضا نہین ہی تجھکو قضا گھیرے ہوئے تھی پکڑ آیا بیچارہ کا خون رنگ لایا تمکو گرفتار کرایا برق یہ سب دیکھ رہا ہی تحل کی آڑ پکڑے کھڑا ہی اس فکر مین ہی کہ خلیفہ کیا عیاری کرین اپنی جان بچاینگے یا اپنی جرات دکھاینگے تندہ کھڑ آپہنچے اب تیر بھی چلا ہی چاہتے ہین دو چار کنیزین شکار ہی مین معروف ہین جھیل کے کنارے بیٹھی ہین اور سب کنیزین دیکھ رہے ہے برہنہ لیے کھڑی ہین جفوحکم

ہاتھ میں تیر و کمان اشارے کی منتظر کھڑی ہیں کہ حکم دو میں خطا نہ کریں تیر ماریں مگر عمرو کو کچھ تردد نہیں جوش عشق میں
یہی فرما رہے ہیں اشعار

ہاد ہی نہ یاد داشت تعشق بشرط بود
گفتی بعشق آہ رسا بوده است شرط
غالب بعالمے کہ توئی خون دل بنوش

گوئی کہ ہان وفا کہ وفا بوده است شرط
گفتی زیاد رفتہ جفا بوده است شرط
لب بر لب نہادن و جان دادن آرزو
از بہر بادہ برگ و نوا بوده است شرط

آری ہمین زجانب ما بوده است شرط
بس نیست اینکہ میگذرد در خیال ما
در عرض شوق حسن ادا بوده است شرط

برق کہہ رہا ہے سر دھن رہا ہے دل
میں کہتا ہے کہ استاد ہوش میں نہیں ہیں حقیقت میں ویسے عاشق ہیں کیا جوش و خروش ہے اس حال میں بھی کہ
درخت سے بندھے کھڑے ہیں دشمن تیر و کمان لیے موجود ہیں مگر انکو کچھ انتشار موت کا نہیں اب بھی شعر
عاشقانہ پڑھے جاتے ہیں نسیم نے آواز دی پچاس کنیزیں الگ ہو جائیں تیر و کمان لیکر میرے پہلو میں
آئیں جب میرا تیر چلے پچاس تیر برابر چلیں کہ تمام جسم اسکا مشبک ہو جائے پھر تیر لگانے کی ضرورت نہ رہے
یکایک صحرا سے گرد اڑی دھڑکے کی شیر کے آواز آئی اب سب نے دیکھا کہ ایک شیر ببر اٹھارہ ہاتھ کا دم کو
علم کیے ہوئے منہ کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے جھیل کی جانب آتا ہے اک کنیز وکن لیے بیٹھی تھی شیر نے دھڑکے کا
مارا کنیز گر پڑی شیر نے قریب پہونچکے کنیز کو چیر ڈالا اس پار روالیاں گھبرا گئیں مگر شیر اس کنیز کو مار کر جست جو
کرتا ہے چار کنیزوں کو اسپار آکے مارا جسکو پکڑا چیر ڈالا کسی کو تھپڑ مارا سر اڑ گیا اب مجمع کی جانب چلا نسیم اٹھکر بھاگی
کنیزوں کی جان پر بنی کوئی گھبرا کر درخت پر چڑھی کوئی جست کرکے غار میں گری کوئی بھاگی اچھلی جاتی ہے
کوئی پانچوں میں الجھکر گری ہاتھ ٹوٹا کوئی جا کے کنوئیں میں گری نسیم سحر نگاہ بحال تباہ دور جا کر ٹھہری
اک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگی جب کنیزوں کو شیر بھگا چکا جھومتا ہوا قریب عمرو کے آیا یہ بچہ مار ریسمان
کمند میں تو ہیں عمرو خوف جان سے بیہوش ہو گیا شیر نے گردن پکڑ کے اپنی پشت پر لاد لیا دھڑکے مارتا ہوا
طرف صحرا کے نکل گیا نسیم نے کہا لو صاحبو عمرو کی قضا شیر کے ہاتھ سے تھی دیکھو پانچ چھ کنیزوں کے لاشے پڑے
ہیں جسپر اسکا ایک ہاتھ پڑ گیا خاتمہ ہو گیا سانس بھی نہ لی کہیں چیر کر پھینکدیں یہ نیا شیر جنگل میں آیا ہے آجتک ہمنے
نہیں دیکھا تھا آج نگاہ پڑی جب تو ہرن اس جنگل میں نہیں آتے اور کوئی شیر اس جنگل میں نہیں ہے اتنا بڑا
شیر ہماری نظر سے نہیں گذرا دیکھو صاحبو خداوند اطیس تباہ ہوے مارے گئے چچا جان کو بھی اس ظالم نے
مارا اگر قدرت نے بروقت پولا بدل کرنیکے یہ تقدیر کی ہوگی کہ سار بان زادہ بہ ذلت شیر کے ہاتھ سے مارا
جاوے یہ شیر جنگل میں جا کر چیر پھاڑ کے کھا جائیگا سب کنیزیں کہتی ہیں واری حقیقت میں عجب حسرت میں عمرو کی
موت آئی شیر چیر پھاڑ کے کر یہ آزاد ہوگا نسیم کو بھی افسوس ہوا اتنا منہ سے نکلا کہ بیر اجاننے والا تھا آسنے دلیرانہ
جان دی مرتے مرتے اسکی پلک نہ جھپکی نسیم تو طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئی برق ہاے استاد کہتا ہوا روتا چلا جاتا
ہے جی میں کہتا ہے کہ اگر وہ ظالم تیر اندازی کرتی ہم بچہ پکڑنے جاتے دس پانچ کو قتل کرتے اپنی بھی جان دیتے ای
برق یہ کیا غضب ہوا شیر استاد کو اٹھا لیگیا قران بڑے بہادر رہیگے ہم یہ سمجھے تھے کہ استاد کو بچا لائینگے کچھ جرات
دکھائینگے مگر کچھ بھی نہو سکا افسوس شیر کے ہاتھ سے استاد کی قضا لکھی ہوئی تھی اب ہم لشکر میں جا کر کیا منہ دکھائیں
صاحبقران پوچھینگے میرے یار وفادار پر کیا گذری تو ہم کیا جواب دینگے اسی بیقراری میں کبھی درگاہ خدا میں
عرض کرتا ہے کہ خالق بے نیاز ہوا ایسے استاد مہربان کے زندہ رہنا بیکار ہے افسوس استاد نے کیا کیا کارنمایاں
کیسے کیسے کافر مارے انکا جسم لطیف طعمہ پلنگ کثیف ہو اور ای معبود اگر اب بھی تو استاد کو بچائے تو کیا بڑی

عنایت سے بعید ہی ابھی دعا برق کی ختم نہوئی تھی کہ دیکھا سامنے سے مہتر قران و عمر چلے آتے ہین برق تو گھبرا گیا بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہ ای برق یہ میرا قصور ہی یا خیال ہی یا اصل مین استاد آتے ہین قران نے آواز دی ای برق کیون مثل آئینہ حیران ہو تمھارا ابھی کمال ظاہر ہوا مینے گینڈے کی کھال بنائی مین نے شیر کی کھال بنائی مگر البتہ زور و قوت کا کام تھا برق نے دوڑ کے قران کے ہاتھ چوم لیے کہا سبحان اللہ کیا بات ہی یہ عیاری نہین کرامات ہی حقیقت مین سوا اس عیاری کے کوئی اور رنگ نہ تھی قران نے کہا ای برق جسوقت تونے مجھے بیان کیا مین بھی مایوس ہوا کہ بیان بیجا ر کیا کرون کیونکہ استاد نذر کر دو ہفت پیغمبران ہین اسی کا باعث تھا کو میرے ذہن مین یہ عیاری آئی کھال نکال کر جسم پر آراستہ کی شکر ہی کہ سب بات بن پڑی جو ارادہ کیا وہی ہو گیا مگر خواجہ قران کو برا بھلا کہتے ہوے چلے آتے ہین یہی کہتے ہین او کافر تجھکو خدا غارت کرے دلی ہی آرزو تھی کہ معشوق کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤن تو کون بچانے والا تھا تو نے کیون بچایا ہاے غضب یہ کیا ہوا اسکی کٹیرون کو اسکے سامنے مارا کیا قلب پر اس نازنین کے صدمہ گذرا ہوگا مین اسکے قلب کا صدمہ نہین چاہتا اب مین تنہائی پا کے چلا جاؤنگا تمکو خبر نہ معلوم ہوگی قران کہتا ہی برق سنتے ہو استاد کیا ارشاد فرماتے ہین عمرو کہتا ہی یار و تم کیا جانو جو ہمارے دل پر گذرتی ہی ہمارا ہی دل جانتا ہی اصل تو یہ ہی نظم

قتل کی عمر نے مارا جان افسوس	میرے رستے سے بھی وہ خوش ہوا	آ جی گیا تو مین یہ گمان افسوس	اٹھا گیا جی عمر نہان افسوس
اسکے کہتا ہی دو کہ ہان افسوس	میرے قاتل خبر جھوٹ تھے نہ کیسے	تو نے الفت کا امتحان افسوس	شکوہ اغیار غیر کا جو کرون
آئی بہار مین خزان افسوس	تھا عجب کوئی آدمی موزون	مر گیا کیا ہی نوجوان افسوس	گل داغ جنون کھلے بھی بجھے

قران نے دیکھا کہ استاد بیہوش ہو رہے ہین یہ مشکل لشکر مین لاے قران و برق عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئے قران و برق نے سب کیفیت بیان کی کہ وہ تو فتانۂ عالم آمادہ تھی کہ انکے دشمنونکو قتل کر ڈالون اور یہ بیہوش ہو رہے تھے حضور انکو تعمیر امیر عمرو کو جون جون سمجھاتے ہین وہ وہ یہ روتے ہین کہتے ہین آقاے نامدار خدا آپکو سلامت رکھے مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا ہی مین نے ہر چند اپنے دل کو سمجھایا مگر دل نہین مانتا وہی صورت زیبا طلعت جہان آرا میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی صاحبقران عمرو کو سمجھا رہے ہین کل عیار جمع ہین ابو الفتح وغیرہ عرض کر رہے ہین کہ ارشاد ہو تو اسکی مشکین باندھ کر لائین سر میدان پکڑین آپکے ساتھ نکاح کر دین عمرو کا بیان دیتا ہی کہ یار و تمکو میرے مقدمے مین کیا دخل ہی مین معشوق کو ملول کرون مگر احوال سنیے کہ نسیم سحر نگاہ جو خوشی خوشی بارگاہ سالوس مین آئی تیز رفتار موجود ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نسیم سحر نگاہ کو بڑی کٹہری تیز رفتار کہہ رہا ہی حضور اسنے صدہا عیارون کے سر کاٹ کے پھینک دیے اسکے قلعے پر صدہا سر رکھا ہی بڑے بڑے عیار عاشق ہو کر آئے اسکے ہاتھ سے مارے گئے اب عمرو کا بچنا دشوار ہی کہ نسیم نے آکر سالوس کو نذر دی کہا یا خداوند عمرو کا خاتمہ ہوا سالوس پوچھ رہا ہی نسیم بیان کر رہی ہی مگر یہ بھی کہتی ہی کہ عیار بے نظیر تھا جوش عشق مین مارا گیا مین آمادۂ قتل بھی وہ پس رہا تھا باتین عشق و عاشقی کی کرتا تھا یہ ضرور عرض کرونگی کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا اسی جوش و خروش مین شیر صحرائی نے آکر اسکو کھا لیا اٹھا کر لیگیا کہ سامنے سے ہرکارے آئے کافرون کو مبارکباد دی

ای سرت سبز تا خزان بچمن	سکنت طبل تا سگان بدرند	گرز آتش ہزار رنگا رنگ	بر سر تو موکلان بزنند

خداوند کی عمر کوتاہ ہو یہ خدائی تباہ ہو عمرو اپنے آقا کے سامنے بیٹھا رو رہا ہی مہتر قران نے شیر بنکر عیاری کی اپنے استاد کو چھڑا کر لیگیا ملکۂ عالم کو داغ دے گیا قران کو بڑا بھاری خلعت ملا سب سمجھاتے ہین عمرو نہین مانتا کہتا ہی مین جا کر

ملکہ کے قدمون پر گرونگا خواہ وہ سر کاٹین خواہ وہ بخشین بقول کسی شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے یہ خبر سنکر ملکہ نسیم کو سناٹا آگیا کہا سمجھو غضب کر گیا وہ ظالم نے عیاری
کی کہ جو ذہن مین نہ آئی تھی مگر با خدا و بذات آپ طبل جنگی لونڈی کے نام پر بجوائیے سر میدان ساربان زادے
کو قتل کرونگی دیکھیے کا کیا گذرتی ہی تیز رفتار نے بھی کہا سالوس بھی منع کرتا ہی مگر نسیم نہین مانتی تیز رفتار
کہتا ہی ای نور نظر سر میدان مقابلہ نہ کرو اسنے جواب دیا آپ دخل نہ دین اگر مین نے سر میدان سر اسکا نہ کاٹا
تو نام اپنا نسیم سحر نگاہ نہ پایا اگر قدرت ہی میرے نام پر طبل جنگی نہ بجوائیے مین اپنا لشکر الگ کرکے طبل جنگی بجواونگی
مجھے بڑی کدہی سر میدان ساربان زادے کو قتل کرون سالوس مجبور ہوا نام پر نسیم کے طبل جنگی بجا ہرکارے
لشکر اسلام کے جو امر جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر بھاگے دربار صاحبقران مین آکر پہونچے سب عیار
بھی جمع ہین خواجہ کعبہ بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکے دعا دی کہ حضور مین نقش پائے تو تابون شفا یابیم و از
مقدم تو حاجت ہر چند روا باد شہریار عالم کی عمر دراز رہے ملکہ نسیم سحر نگاہ نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا
کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر استاد سے مقابلہ کرے عمرو نے کہا آقا میری مشکل آسان ہوگئی کل میدان مین
قدمون پر سر نثار کرون امیر نے فرمایا ای خواجہ ہوش مین آؤ عمرو نے کہا ای آقائے نامدار مین جسدن سے
پیدا ہوا خدمت اقدس مین رہا جو کچھ امور بات سرزد ہوے سب صاحب اس سے بخوبی آگاہ ہین مگر کل میدان
مین آبرو کا جویا ہون امیر نے فرمایا مین تمکو تخت پر سوار کرکے لیچلونگا تمھارے پایہ تخت پر ہاتھ رکھونگا کل
فوج عیاران و سرداران تمھارے ساتھ ہوگی طبل سکندری بجتا ہوا ماہی و مراتب کو جلوہ دیگا اور جو کچھ عمرو
نے کہا تصدق ہو جاؤن ای آبرو کا مشتاق تھا امیر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی عیاران طبل ابندی طبل جنگی بجے
مگر آج ہمارے یار وفادار کے نام پر طبل جنگی بجے اسوقت بھی شاگردون نے عرض کی کہ استاد ہم آپکی صورت
دیکھے رہین انشاء اللہ استاد کو گرفتار کرکے لائین آپکے ساتھ شادی ہو خانہ آبادی ہو عمرو نے کہا
مجھے منظور نہین مین آپ میدان مین جاؤنگا ہر چند سردارون نے عیارون نے کہا مگر عمرو نے کسی کا کہنا نہ مانا
صاحبقران نے فرمایا صبح کو سب سامان ماہی و مراتب ورود وقت پر حاضر رہے تخت یاقوت نگار آراستہ
ہو اسپر عمرو کو سوار کیجے اور مقبل کو حکم دیا ایک چمچے مین دو لاکھ روپیہ نقد اور ایک درج جواہر
رکھدیا جائے ہر چند لوگون نے پرسش کی ہر ایک نے کوشش کی مگر امیر نے اسکا سبب نہ بتایا مال جمع ہوگیا
جسوقت کہ عیار طرار نیر اعظم تمام عالم کی گشت کرکے داخل تلو مغرب ہوا اور شہنشاہ انجم سپاہ بصد
شوکت و جاہ لشکر کواکب کو ساتھ لیکر بصد کر و فر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فگن ہوا تمام عالم روے
ماہتاب سے روشن ہوا لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ہر چند کہ شاگردان عمرو سب بیقرار ہین مگر
میدان مین گڑھا کھین کنوان کھدوایا کہین غار بنایا ادھر کنیزان نسیم نے بھی میدان کو اپنے طور سے
آراستہ کیا چار پہر رات گذری ستارہ سحری آسمان پر چمکا فوج سلطان انجم سپاہ نے شکست کھائی لشکر
کواکب کو شکست جو ہوئی نیر اعظم بصد شوکت و حشم میدان چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا یعنی شہنشاہ زرین
آفتاب نے سپر زرین اٹھا یکو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیکر تیغہ مہر کو حمائل کرکے توسن
فلک پر سوار ہوکر برائے تماشائے جنگ عیاران میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہوا ادھر سے سالوس
خود سوار ہوا بڑا اشتیاق ہی جنگ نسیم کا مشتاق ہی تیز رفتار خوشی خوشی دو ہزار پیک بچونکو ساتھ لیے ہوے

جانب اگر ٹھہرا یکایک بوے خوش آئی سترہ سو نقارے پر چوب پڑی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے سب دیکھنے لگے دیکھا ملکہ نسیم سحر نگاہ تخت پر سوار دو سو کنیزین قنطور ہاے زر نفتی و پیتا وہ ہاے سقرلاتی سے آراستہ جوڑے بھاری پہنے ہوے اسباب ہاے عیاری ذات پر آراستہ کئے ہین درست چالاک و چست نسیم سحر نگاہ چونکہ عمرو کو اپنا عاشق جان چکی ہی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے سرخ لباس زیب جسم پھولون کے گہنے مین لدی ہوئی طرہ کان مین چھپکا موتیے کا زیب سر دو لہن بنی ہوئی سپر و شمشیر آگے رکھا ہوا توبڑا پتھرون کا بائین ہاتھ مین روشن چوکی بجتی ہوئی شہنا نواز بھیرون کے سرون مین گلے ملے آکر سالوس کو سلام کیا سجدہ بھی ہوا سالوس نے کہا ای گوہر بے بہاے دریاے حسن و جمال ای اختر تابان فلک شوکت و جلال قدرت نے تقدیر مضبوط کی تم آج عمرو پر غالب آؤ گی آج قدرت نے وہ تقدیر کی ہی کہ جس مقابلہ کرو فتحیاب ہو قدرت کو بڑا خیال ہی تیز رفتار ہاتھ باندھے کھڑا ہی یہی کہ رہا ہی کہ یا خداوند قدرت خوب جانتے ہین کہ یہی بقیۂ عمر حقیر ہی مین نے اپنی جان مٹا کے سب فن اسکو بتائے ہین قدرت بھی خیال رکھین اگر آج اسنے سار بان زادے کو مار اچراغ لشکر اسلام گل کر دیا کوئی ایسا عیار نہین ہی سار بان زادہ بڑا مکار و طرار ہی یہ ذکر تھا کہ طرف سے لشکر اسلام کے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے تخت خواجہ عمرو و تخت یاقوت نگار پر سوار گرد عیاران نامدار صاحبقران پشت اشقر پر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے جب صاحبقران قریب تخت موجود ہین کسکی مجال ہی کہ سر نگون نہو یہ بھی جانتے ہین کہ جو کوئی خلاف حکم صاحبقران کریگا سزا پائیگا جملہ سردار سوار پیدل پشت تخت پر خواجہ عمرو بھی دولہا بنے ہوے بھاری سہرہ سر پر صاحبقران اسکو سنبھالے ہوے طبل سکندری پر چوب پڑی ہوئی خواجہ نے اگلی رسم کو رونق دی ہی نیفے گلنار یا بجامہ پہنے ہوے رومال ہاتھ مین سر پر بڑا سا پگڑ پھولون کی بدھیان زیب جسم صاحبقران پہلو مین برق تڑپتا ہوا مگر خواجہ مثل دولہا کے اگر کوئی کلام کرتا ہی تو جواب نہین دیتے سر ہلا دیتے ہین عیار بھی سب دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے حلقہ ہاے کمند بازوؤن پر توبڑے تیر بائین ہاتھ پر قرولیان چلتی ہوئین حقہ ہاے آتشبازی کا دنا دنا ستا تا تمام میدان دھوان دھار ہو رہا ہی مگر خواجہ عمرو دولہا کے فرماتے ہین یا صاحبقران برات مین یہ جھگڑا کیسا عیارون کو ہٹا دیجیے امیر فرماتے ہین یہ سب تمھارے شاگرد ہین آمادۂ جانبازی حیلہ سازی انکا کام ہی عیار انکا نام ہی سطرح تیار ہو کر آئے ہین اگر خدانخواستہ تمھارے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے انسے نہ رکھا جائیگا ایک ایک انمین جانبازی کریگا لشکر دشمن کو مٹا دیگا عمرو کہتا ہی آتا برائے خدا میرا سر تو ضرور رکھئے گا قدمو پر محبوب جانی یار جادو دانی کے گریگا کوئی صاحب دخل نہ دین وہ اپنے ہاتھ سے سر کاٹے اگر مسیحائی فرمائے عین عنایت نہ خیال رکھے تقاضاے مہر و محبت اسمین کوئی صاحب دخل نہ دین میرے خلاف ہوگا یہ کہکے عمرو نے عیارون کو اپنے پاس سے ہٹوا دیا دور جا کر سب کھڑے ہوے لشکر آراستہ ہونے لگے صفین جمین نسیم سحر نگاہ نے جو اس رنگ مین عمرو کو دیکھا ساتھ والیون سے کہا کیا مسخرہ ہی بھڑوا دولہا بنکے آیا ہی عروس مرگ سے اسکو ہمکنار کرونگی کیا زندہ چھوڑ دونگی کہ نقیب نقابت کو نکلے اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے چونکہ نقیبونکو بھی ظاہر ہی کہ خواجہ عمرو نسیم سحر پر عاشق ہین ویسے ہی اشعار شروع کیے اور جوش و خروش مین کہتے تھے عشق گل و بلبل کے شہرے ہین نظم

رحم کن رحمی کہ در ہجر تو نتوان زیستن
جان توئی تا چند می بایست بیجان زیستنا
خضر بے آب حیات دوست نتوانند شدن

جملہ بار دوش بودن جملہ احسان رستن
آہ ازین عیاری کس چون نیفتد در غلط
آہ ازین عیشے کہ ہست از جان جہان رستن

من نہ کوری قدر وصل اندر عدم نشناختم
دل چو کافر داشتن با رخ مسلمان زیستن
گشت ضہبائی ہم از تکلیف جنبش میرسیت

باید اکنون چارہ ناچارم بہجران زیستن
تو باشی در بر ما زندہ ے باشیم ما
چیست تقوی چون بود دام بستان زیستن

جب نقیبون نے یہ اشعار پڑھے خواجہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے امیر ملاحظہ فرما رہے ہین کہ عمرو کی ابتر حالی ہوئی ہی زار زار شل ابر گریان شل برق تپان سب حال عمرو دیکھکر افسوس کر رہے کہ وہ ظالم آمادہ قتل ہی اور انکا یہ حال ہی دیکھیے میدان مین کیا گذرے یکایک نسیم سحر نگاہ بصد شوکت وجاہ عروس شب اول بنی ہوئی تخت سے کود ی صاف معلوم ہوا کہ بجلی چمکی آنکھون مین سب کے چکا چوند آگئی سالوس بھی حیران حیران جمال عیار نسیم کو دیکھ رہا ہی ملکہ جست وخیز کرتی ہوئی گاتی بندھی ہوئی سینے پر ابھار زنجیرہ ہلالی ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین سامنے سالوس کے آئی پایہ تخت کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان گر نقدیر مضبوط کرکے اجازت دیجیے یہ کنیز ساربان زادے کا سر لائے دیکھیے کیا سوانگ بن کے آیا ہی بھڑوا وہ طرحدار بنا ہی امیر نے اپنے عیار کی بڑی شوکت بڑھائی ہی دیکھو تاج پہنایا ہی کیسا زینت بھولون مین لدا ہوا ہے رومال منھ پر رکھے کسی سے بات نہین کرتا اگر کوئی کچھ بات کرتا ہی تو سر ہلا دیتا ہی زبان سے جواب نہین دیتا سب اسکا غرور نکال دونگی سر نگوڑے کا کاٹ لونگی آج چراغ عیاری لشکر اسلام گل کر دونگی آپکی عنایت سے اچھی عیاری کا عمل کر دونگی کنیز کسی فن مین عاجز نہین باباجان نے جو کچھ تعلیم کیا اپنی طبیعت سے بہت کچھ ایجاد کیا بڑے بڑے عیار دور دور سے آئے دعوے کرکے لیکن ہاتھ سے کنیز کے مارے گئے اب تو مدت سے کسی نے دعوی عشق نہین کیا یہ نیا عاشق بنا ہی قضا آئی ہی موت اسکو کھینچکر لائی ہی سالوس چہرہ زیبائے نسیم دیکھکر اُف اُف کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی کبھی و زبان سے کہتا ہی قدرت کا جی چاہتا ہی کہ اسکے پیٹ مین نور قدرت اتارین تیز رفتار نے سر جھکا لیا عرض کی یہ تو ظاہر ہی کہ کوئی اسیر غالب نہ آئیگا عیاری مین کامل و اکمل ہی قدرت نے تقدیر کی اب کسکی مجال ہی جو اسیر غالب آئے آخر قدرت کے ساتھ شادی مین کرونگا اس جنگ کو تو فتح کرے سالوس خوش ہو گیا شل گل شگفتہ ہوا کہا اے شہنشاہ خوبی تمکو یدِ قدرت کے سپرد کیا میدان مین جاؤ قدرت نے تقدیر مضبوط کر دی نسیم جست وخیز کرتی ہوئی میدان مین آئی خوب سج شوری دکھائی کھڑے ہوکر لشکر اسلام کو دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے ہین مگر خاموش امیر اشقر سے اُتر پڑے ہین چپکے چپکے خواجہ سے فرما رہے ہین کہ فلان خیمے مین دو لاکھ روپے نقد اور ایک درج جواہر رکھا ہے تم لوگے یا تو یہ بولتے نہ تھے یا گھبرا کے جواب دیا کہ کیا مین آپکے کہنے سے گردن تابی کرونگا جیسا ارشاد ہوا امیر نے فرمایا ایک شئے تم سے خریدتے ہین عمرو نے کہا آقا میرے پاس کیا ہی جان میری موجود ہی قدمون پر آقا کے نثار کرونگا امیر نے چپکے سے کہا دو گھڑی کے واسطے تمھارا عشق خریدتے ہین عمرو نے جھلا کر کہا حمزہ کیا بکتا ہی عشق ایسی چیز کہ بیچا جائے کیا شئے تجھے دون امیر نے کہا دو گھڑی کے واسطے ہوش مین آجاؤ عیاری کرکے اسکو گرفتار کرو سب جگہ دھوم ہو جائیگی کہ عمرو نے کیا عیاری کی ہمارا نام ہو تمھارا کام ہو عمرو نے کہا آقا مین تو غلام ہون آپنے خزانے سے روپیہ میرے نام پر نکلوایا اب تو یہ تصدق ہو چکا امیر نے فرمایا یہ واہیات باتین نہ بنائیے ہمین منظور ہی کہ ہم صدقہ خزانے مین داخل کرین اور جو تم اقرار کرو تو تمکو صدقے تصدق سے کیا کام ہی ہمارا روپیہ ہی ہم لٹا دینگے یا کسی اور کو دیدینگے عمرو نے کہا آپکی لیاقت سے بعید ہی کہ میرے نام کا روپیہ نکالا قرضدار

سن پائینگے مجھے بہت تکلیف دیجئے امیر نے کہا مین یہ مہملات نہین سنتا بیت المال کا خزانہ جمع رکھا ہی اسمین سے
قرضدارونکو دیجیے مین بخدا ایک پیسہ نہ دونگا جب تک اقرار مضبوط نہ کروگے عمرو لاچار ہوا چپکے سے کہا آقا
آپ ایسی شی فرماتے ہین کہ جو مجھکو زبان سے کہتے شرم آتی ہی امیر نے کہا شرم کو بالائے طاق رکھیے اقرار کر
لیجیے ورنہ مین روپیہ بھیجدون عمرو نے کہا آپکی ریاست سے بعید ہی کہ مجھکو نہ دین امیر نے کہا بخدا ایک
حبہ نہ دونگا آپ دو گھڑی کے واسطے عشق کیون نہین بیچتے ہوش مین آجاؤ ایسی عیاری کرو کہ تمام عالم
مین شہرہ ہو ناظم نظم کرین نثار کتابون مین لکھین عمرو نے کہا آقا یہ تو بہت دشوار ہی امیر نے کہا تو روپیہ
بھی ملنا مشکل ہی تمھارے سامنے سب روپیہ لٹا دونگا بازار کے شہدے لوٹ لیجائینگے تمکو پیسہ نہ ملیگا
بعد تکرار بسیار جب امیر چلے یہ کہکے کہ مین روپیہ لٹانے جاتا ہون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا آقا ذرا ٹھہر جائیے
جلدی کیا ہی امیر نے کہا تمھارا کیا اجارہ ہی ہم اپنا روپیہ لٹانے جاتے ہین تمھین کیا دخل ہی اب اگر تم اقرار کروگے
مین ابھی روپیہ لٹا دونگا ایک پیسہ اسمین سے داخل خزانہ نہوگا سب بازاری لوٹ لینگے جب تو یہ لاچار ہو
اور دیکھا کہ امیر نہین مانتے تب چپکے سے کان مین کہا کہ مین نے دو گھڑی کے واسطے عشق بیچا مگر براے خدا
کسی سے اسکا ذکر نہ کیجیے گا ورنہ بدنام ہو جاؤنگا امیر نے کہا نہین مگر معاملہ پختہ ہو عمرو نے کہا آپکے قدمونکی
قسم مین ہوش مین آکر عیاری کرونگا مگر روپیہ تو مین اپنے پاس رکھ لون امیر نے کہا اسکو چھونے نہین پائیگے
جسوقت نسیم کو لیکر آؤ خیمہ سمیت روپیہ لے لو کوئی عذر نہ کریگا اور بے کام کیے اگر اُس روپیے کی طرف نگاہ
اٹھا کر دیکھیے گا آنکھ پھوڑ دونگا آخر عمرو نے اقرار کامل کیا عمرو نے ہاتھ پر ہاتھ مارا امیر نے خوب بغلگیر کرکے عمرو
کو پھر تخت پر بٹھایا یہان نسیم نے میدان مین خوب جست و خیز کی جب خوب پسینے پسینے ہوئی دونون لشکر
تعریفین کر رہے ہین تب اُسنے تھم کر آواز دی او ساربان زادے تین روپے کے پیادے آج تو خوب دولھا
بنکے آیا ہی خوب سامان بنایا ہی یہ تو ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آج تیری قضا لیکر آئی ہی اگر دعوی عیاری ہی تو
آ مقابلہ کر تیرے ہاتھ سے کلیجے مین آبلے پڑ گئے خواجہ عمرو نے اشارہ کیا تخت زمین پر رکھا گیا خدمتگار نے
گھیتلا جوتا زردوزی زمین پر رکھا خواجہ نے بہ آہستگی اسکو پہنا رومال منھ پر رکھے ہوئے پھولونکا
زیور جسم پر آراستہ ہی آہستہ آہستہ رومال منھ پر رکھے ہوئے طرف میدان کارزار کے چلے نسیم نے جو ہمہ تن
عمرو کو آتے ہوئے دیکھا جھلا گئی اک پتھر کلہ گوپھن مین دیکر مارا خواجہ بیٹھ گئے پتھر سر پر سے نکل گیا نسیم کو اور
زیادہ غصہ آیا کہ ساربان زادہ بڑا مکار ہی یہ بھی ظاہر کرتا ہی کہ عشق مین بیقرار ہون کسطرح سے پتھر کو بچایا
ایسے کو مین کیونکر کہون کہ یہ مبہوت ہی یہ سب اُسنے فریب بنایا ہی یہ سوچکر دوسرا پتھر مارا عمرو خم ہو گیا پتھر
پھر خالی گیا اُس سنگدل نے تیسرا پتھر کلہ گوپھن مین دیا عمرو نے آواز دی ای ملکۂ عالم دیکھ لو میرے پاس
کوئی حربہ نہین ہی کمندین پھینکدین سینہ سپر کرکے آیا ہون مجھے قریب آنے دو ہاتھ گلے مین حمائل کرون تم نیچہ مارو
سر کٹ کے گرے گردن تابی نکرونگا بعد مرنے کے بھی عشق کا دم بھرونگا مگر نسیم نے نہ مانا تیسرا پتھر مارا عمرو نے
یہ بھی خالی دیا گیارہ بارہ پتھر اس صنم زیبا نے لگاتے عمرو نے خالی دیے جب تو نیچہ پکڑ کے نسیم دوڑی عمرو نے
پکار کر آواز دی مین قریب آتا ہون سر قدم اقدس پر جھکاتا ہون جان جائے مگر حوصلہ تو نکلے ہوس لیکر پردۂ
دنیا سے نہ جاؤن میرا حوصلہ تو نکل جائے نسیم نے للکارا او ساربان زادے دیکھ تیرا حوصلہ نکالے دیتی ہون
امیر بھی دیکھ رہے ہین کہ عمرو کے ہاتھ مین نہ نیچہ ہی نہ سپر ہی کمندین تک پاس نہین رکھین سینہ سپر کیے ہوے جاتا ہی

دیکھیے کیونکر بچتا ہی سرداروں نے عرض کی آقا آپنے کچھ عمرو کو سمجھا دیا ہی امیر فرماتے ہین کیا کہون مین نے تو بہت کچھ سمجھا دیا ہی جو اُسکے خیال مین رہے سب صاحب دیکھ رہے ہین وہی حرکات لغو ہو رہے ہین دیکھیے کیا ہو تمام سردار عیار نگران ہین شکل آئینہ حیران ہین ہر شخص کو یہی تردد ہی کہ عمرو کے پاس کوئی حربہ نہین دیکھیے کیونکر بچتا ہی سب سے زیادہ مہتر قران و برق تڑپ رہے ہین برق کہتا ہی ہاے اُستاد نے میرا کہنا نہ مانا نہین تو مین اُنکی شکل بنکر مقابلہ کرتا جھگڑا نیان ویدے کے اُستاق کو عاجز کر دیتا مگر ہاے اُستاد غضب کر رہے ہین عمرو جھکا ہوا ہاتھ باندھے ہوے سامنے چلا آتا ہی یہی قول ہی کہ اے ملکۂ عالم مجھے قریب آنے دو محروم نہ رکھو ہاتھ تیرے حائل ہون آپکا پنجہ پڑے عاشق کا سر کٹے معشوق کو تکلیف نہ پہونچے سر جھکائے ہوے جیسے ہی قریب پہونچا اُس قتالۂ عالم نے پنجہ مارا عمرو نے سر آگے کر دیا اُسکا پنجہ پڑا سر کٹ کے گرا کوئی اِس سر سے آگاہ نہوا کہ کیا یہ معرکہ گذرا لاشہ زمین پر تڑپنے لگا اُدھر لشکر مین صاحبقران کے غل بلند ہوا ہر طرف سے ہاے عمرو کی صدا آتی تھی زمین تھراتی تھی قران و برق سر پیٹ رہے ہین اُسوقت نسیم کو اک جوش ہوا دل مین کہتی ہی ہاے مین نے کیا غضب کیا عاشق صادق کو مارا بیشک یہ میرے اوپر دل سے عاشق تھا مین نے ایسے عاشق کو مٹا دیا یہ کہکر مجھکی بے اختیار آواز دی اے عاشق صادق افسوس ہی کہ تو حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گیا تیرا حوصلہ نہ نکلا افسوس ہی عدم کے جانے والے پلٹ نہین سکتے ہین مین تیری روح کو شاد کرتی ہون جو دل مین حوصلہ ہو نکال لے حقیقت مین اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو عاشق صادق تھا مین نے پنجہ مارا جو محبت مین تو نے میری تکلیف گوارہ نہ کی مین سمجھی تھی کہ تو خم ہوکر بچ جائیگا لحوظ خاطر ناظرین و الانتقام کہ پنجہ جو اُسنے مارا تو سر کٹ کے زمین پر گرا لاشہ تڑپ رہا ہی سر بریدہ سے فوارہ خون کا نکل رہا ہی جیسے ہی نسیم جھکی وہ قطرات خون منھ پر پڑے ارے کہکے تھرائی دہم سے گر کر بیہوش ہوئی مردہ اُٹھا اور نعرہ ہوا نعرۂ عمرو

قران اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بہ باغ دین زکوشش بہاری	جہان سرسبز [illegible]
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار	سب نے دیکھا وہ سر جو کٹکے گرا موم کا بنا ہوا تھا سر	

اصلی چھپا تھا اب سر اصلی ظاہر ہوا دو طمانچے ہوے دھن کا پنسارہ لیکر بھاگے عیار بچیان جو دو سو کنیزین تھین نیچے کھینچکر دوڑ پڑین گلشن تیز رو جو سب کی افسر ہی اُسنے نعرہ کیا یاردو یہ ساربان زادہ جانے نہ پاے غضب کا مکر کیا ملکہ کو دھوکا دیا جیسے ہی گلشن دوڑی چاہا عمرو پر جا پڑے عمرو تو بھاگا قران بیچ مین آگیا گلشن نے حلقے کمند کے مارے قران نے ہاتھ گلے پر اپنے رکھ لیا حلقہ ہاے کمند گردن و کمر مین لیے اور کہا اے ملکۂ عالم مین تو تمھارا مشتاق تھا آرزوے دل کی آرزو کی کھلی گرہ ہے افسوس کی بات ہی کہ اُستاد معشوق پر پہرہ پائین شاگرد محروم رہین یہ کہکے گلشن کو گود مین اُٹھا لیا یاسمن پر برق تڑپکر جا پڑا جان جہان کیکر گود مین اُٹھا لیا لے بھاگا کسی نے گلعذار کو لیا کوئی شگوفہ پر آیا کسی نے غنچہ دہن کا بوسہ لیا کوئی شمشاد سے لپٹا کوئی صنوبر قد کا شیفتہ ہوا کوئی ماہ رخسار کا فریفتہ ہوا کنیزون پر لوٹ پڑی تیز رفتار تھی اِدھر رہی ہی مین کے فراق مین آنکھون سے آنسو جاری کنیزان ملکہ سب لٹ رہی ہین شاگردان عمرو ایک ایک پر دست انداز ہین اپنی اپنی عیاری پر سبکو ناز ہین یہ بھر گئے عرصے مین سب عیار بچیون کو گرفتار کر لیا صاحبقران تو نہال ہوگئے عیاری پر عمرو کی تعریفین کرتے ہوئے فرماتے ہین بار دوستے دیکھا ہمارے یار وفادار نے کیا کام کیا لشکر کو ساتھ لیکر خوشی خوشی چلے

عمرو نے بارگاہ حشمتائی مین آکر سامنے صاحبقران کے پشتارہ ڈالدیا کہا آثار و پیلاجئے ال بیاد ولیئے امیر نے فرمایا کہ دغا
نسیم کو ہشیار کرو نسیم کو ہشیار کیا عمرو نے فرمایا ای تنبری پری پیکر انصاف کر کہ تجھکو ہمارے یار وفادار نے کیونکر
گرفتار کیا ساٹھ برس گذرے ہین کہ خواجہ صدہا عیار طرار مکار جنکو اپنی عیاری کے دعوے تھے ان سبکو زیر کیے تھے
مگر آج کی عیاری کا ڈھنگ جملہ عیاریون سے نرالا تھا تجھکو بھی کچھ اعتبار ہوا کچھ ذہن مین آیا کہ انھون نے کیسی عیاری
کی نسیم قدمون پر صاحبقران کے گر پڑی کہا ای شہریار اصل یہ ہی کہ کبھی یہ عیاری نہ دیکھی تھی جیسی تھی حقیقت مین
کیا بات ہی عیاری نہین کرامات ہی کیا کمال کیا کہ سر کٹوایا کوئی اس سر سے آگاہ نہوا کیا کسی کی مجال ہی کہ خواجہ عمرو
کو کوئی گرفتار کر سکے ای شہریار کئی سو عیار شاہان جہان کا مجھپر عاشق ہو کر آیا مگر میرے ہاتھ سے گرفتار ہوا مین نے
انکے سر کاٹے اور پھینکدیے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ میری عیاری کا جواب دے مگر خواجہ نے مجھکو بہ عیاری گرفتار کیا مین
انکی عیاری کی معتقد ہوں چاہین قتل کرین یا جان بخشی فرمائین مگر شکر کرتی ہوں پیدا کرنے والے کا کہ ایسے کے ہاتھ سے
گرفتار ہوئی کہ جسکا شہنشاہ عیاران لقب ہی اب اطاعت نہ کرنا شرط غضب ہی مین دل و جان سے اطاعت مذہب
کو بسلام قبول کرتی ہوں خواجہ کنیزون مین منسوب فرمائین اگر ارشاد فرمائین تو لشکر سالوس کو ایک ہفتے
کے اندر مٹا دون ایک زندہ نہ رہے سالوس مردار خوار کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر پہونچاؤن عمرو نے
کہا ای شہنشاہ خوبی ای غنچۂ باغ محبوبی ہمارے مذہب مین عورت پر جہاد ساقط ہی پردہ پوشی ہمارا طریقہ ہی
تجھکو لازم ہی کہ اب کلمہ پڑھو سالوس پر لعنت کرو انشاء اللہ اسکا بھی قتل ابلیس فیصلہ ہو جائیگا اسی شیطان
کے پاس یہ بھی جائیگا مہتر صاحب کی بھی خدمت کرونگا مگر ہمارے سردار جو تمنے قید کیے ہین کنیزین تمھارے ساتھ
کی چرا کے لے گئی ہین انکی کوئی تدبیر لازم ہی نسیم نے کہا وہی جو کنیزین یہان سے لے گئی ہین وہی سبکی سب
کھولے ہی آئینگی یہ کہکے نسیم نے بخوشی کلمہ پڑھا صاحبقران کو بڑی خوشی ہوئی مہتر قران کا عقد گلشن کے
ساتھ ہوا برق نے یاسمن کو پسند کیا ان سب کے عقد امیر نے بساعت سعید و وقت حمید کے پڑھے مگر نسیم نے
شب کے وقت گلشن سے کہا وہ بصورت مبدل سات کنیزون کو ساتھ لیکر گئی اول ہی رات کو قیدخانے سے
سبکو لے آئی بوقت سحر خدمت صاحبقران نامور مین حاضر کیا امیر نے بڑا بھاری خلعت نسیم کو دیا خواجہ نے
شب کو ملکہ نسیم سے گوہر مراد حاصل کیا نسیم بخوشی لشکر صاحبقران مین رہنے لگی جن جن عیار بچیون کے شادی
ساتھ عیاران نامور کے ہوئی وہ عیش کرتے ہین مگر سالوس صبح کو دربار مین آکر بیٹھا تیز رفتار روتا ہوا آیا اسوقت
دربار ساحران غدار سے بھرا ہوا ہی ایک ایک ساحری عہدہ ہی تیز رفتار نے کہا یا خداوند مین تو لٹ گیا بچی سے
چھٹ گیا سنا ہی وہ گیسو بریدہ خوشی خوشی خدمت مین ساربان زادے کی حاضر ہی بلکہ اُسنے دعوی کیا تھا کہ اگر حکم ہو
تو مین کنیزونکو لیکر عیاری کرون جن جن سردارون کو چرا کر لائی تھی رات کو کنیزین اسکی ان سبکو قید خانون سے
لیگئین غلام کو بڑا قلق ہی اگر انصاف فرمائیے تو میرا حق ہی کہ جان اپنی مٹا دون ساربان زادے کو گھس کر مار دون
اُس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاؤن سب عیار بچیون کو مٹا دون مگر امیر نے عیاری کرنا اسکا قبول نہین فرمایا یہ سب
خبرین عیارون نے مجھکو پہونچائین کہ امیر نے فرمایا ہمارے مذہب حق مین جہاد عورتون پر ساقط ہی عورتون پر پردہ
لازم ہی حکم ناطق ملے کہ ساربان زادے کو گرفتار کرون سالوس نے کہا ای ساحران نامی وای سرداران گرامی
اب تم سبکی کیا صلاح ہی میرے نزدیک اسی مین فلاح ہی کہ مسلمانون کے مٹانے کی تدبیر کیجائے بچیون آپ جابر
وزیر نامدار کہ سب ساحرون مین زبردست ہی اپنے سحر پر اسکو بڑا دعوی ہی اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی یا خداوند

آپکے لشکر سے اور لشکر مسلمانان سے پانچ کوس کا فاصلہ ہی میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ راستہ مسلمانون پر بند کیا جاے تا بہ قلعہ نہ آسکین در بند آخر مین اپنے اوپر قبول کرتا ہون کہ ایسا شعبدہ بناؤن اگر ہزار برس تک مسلمان قصد کرین عمر بھر کوشش کرین تو ان مقامون سے نہ گذر سکین سالوس نے کہا اگر تمھاری یہ راے ہی تو بہت مناسب ہی وہ تدبیر کرو کہ اُنپر غالب ہون زندہ بچکر جانے نہ پاوین اُنکو شکست ہو ہم صورت فتح دیکھین جیحون نے عرض کی غلام نے وہ تدبیر کی کہ مسلمانونکا راستہ بند ہو اتنے عرصے مین ہم آپ سب ملکر سحر تیار کرین ایک دن مین سب کو فنا دین جب چار لاکھ جادو گر ایک مقام سے سحر کریگا تو زمین کے طبقے ہل جاینگے پھر مسلمان کیونکر امان پاینگے حمزہ کی تدبیر بھی مین کرونگا یہ بھی خبر زبانی تیز رفتار کی معلوم ہوئی کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا خداے نادیدہ کے نام کچھ ایسے اُسکو معلوم ہین کہ اُنکو ہر وقت ورد مین رکھتا ہی اسی وجہ سے سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا اُسکی بھی تدبیر غلام کریگا اور اتنے عرصے مین سب صلاحین درست ہو جاینگی اُنکا زور گھٹا دینگے اور اپنا سحر بڑھا دینگے اسی حیلے مین اُنپر غالب آینگے اسی راے کو سب نے قبول کیا جیحون نے افلاک جادو کو حکم دیا در بند اول تیار کرو میاق سے کہا تم در بند ثانی پر جا کے نشانی کرو مسواک سے کہا تم دریدہ دہان ہو تیسرا در بند تمکو ملا حکاک کو چوتھا در بند سپرد کیا تمک یاتش سے کہا تم مزا سحر کا دکھانا خفاش جادو چھٹے در بند پر مقرر ہوا ساتوان در بند کہ جو مقام آخر ہی اُسکو جیحون نے قبول کیا جو جو جسنے شعبدہ بنایا ہی ان سبکا ذکر فرداً فرداً عرض کرونگا یہ ساحران غدار اپنے اپنے مقام پر گئے اپنے اپنے سحر بنائے ایسے ایسے در بند قائم کیے کہ جنکا فتح ہونا کسی طرح ممکن نہو مگر امیر اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین نسیم کے مسلمان ہونیکی بڑی خوشی ہی کئی دن جشن رہا ایک کو کچھ کی خبر نہ رہی چوتھے دن امیر جشن سے فارغ ہو کر بیرون بارگاہ تشریف لائے دیکھا ابر تیرہ و تار آسمان پر گھرا ہی ابر کی تاریکی سے راستہ نہین معلوم ہوتا امیر نے عمرو کو بلایا کہا خواجہ دیکھو ساحرون نے راستہ بند کیا اب قلعہ نہین معلوم ہوتا یہ ابر بڑے زور و شور سے حائل ہی جب راستہ نہ سوجھیگا عیار اور ہرکارہ کیونکر جاینگا عمرو یہ معاملہ دیکھکر گھبرایا عرض کی اے شہریار حریفے سے معلوم ہوتا ہی کہ سالوس جنگ سے عاجز آیا اب اُسنے ساحرون کو بھیجکر راستہ بند کرایا ہی مگر انشاء اللہ تدبیر ہوگی ہم آپکو ساتھ لیکر اس عجائب و غرائب پر چلینگے جب آپ اسم اعظم پڑھینگے روشنی ہو جائیگی سحر دفع ہوگا انشاء اللہ کل سوار ہوجیے صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ اُس اندھیرے سے نوبت نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے کہ ایک ساحر عجیب بشکل مہیب اک آہوے وحشی پر سوار پچاس ہزار ساحر پشت پر اسباب سحر سے آراستہ روا روی کرتے ہوے اُسی تاریکی سے نکلے سامنے لشکر کے اُترے گروہ ساحر جو سبکا افسر تھا اُسنے اپنے رہوار کو بڑھایا اک قرنا اُسکے ہاتھ مین تھی اپنی صف سے آگے بڑھا سامنے لشکر اسلام کے کھڑا ہوا قرنا اُسکے ہاتھ مین ہی سامنے کھڑے ہو کر آواز دی یا امیر ذرا سامنے آیئے تو احوال معلوم ہو امیر نے اشقر بڑھایا لشکر سے چند قدم نکلے تھے کہ اُس ساحر نے قرنا کو پھونکا اک صداے مہیب پیدا ہوئی کہ اہالیان لشکر اسلام کے دل ہلنے لگے عمرو لشکر سے الگ گلیم اوڑھے یہ معاملہ کھڑا دیکھ رہا ہی کہ اُس قرنا سے اک طائر پیدا ہوا اُڑتا ہوا قریب سر صاحبقران کے آیا گرد سر کے پھرنے لگا سات چرخ مارے پھر وہ طائر بھاگا اُس ساحر نے اک شیشہ جھولی سے نکالا مگر شیشہ نہایت صاف و شفاف تھا اُس شیشے کا منھ کھولکر آواز دی طائر زنبیل مار کر شیشے مین اُتر آیا بہرام نے امیر سے پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہی امیر نے فرمایا دلکو انتشار ہی خود بخود دل گھبراتا ہی یہی دل چاہتا ہی کہ طرف صحرا کے نکل جاؤن بہرام نے عرض کی

اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے سوچا زبان میں لکنت تھی مزاج کی عجب کیفیت تھی ہر چند سوچا مگر اسم اعظم یاد نہ آیا تب امیر نے فرمایا اسم اعظم بند ہو گیا اس ساحر نے لشکر اسی مقام پر چھوڑا شیشے کو لیکر آہو کو مہمیز کیا طرف صحرا کے نکل گیا نظر مردم سے غائب ہوا یہ لشکر ساحران اسی مقام پر آتر پڑا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ہمارے مقابلے میں آئے ہین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ صحرا سے پھر گرد اڑی ایک پہلوان زنجیر سے کمر بند تھی ہوئی پشت گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار ملازم پشت پر بڑے کروفر سے آگے پہونچا لشکر ساحرون کو پشت پر کیا آپ آگے بڑھکر اترا ایک بارگاہ استادہ ہوئی اسمین داخل ہوا معلوم ہوا کہ یہ ہی کہ افلاک اسکا بھائی مہتاب کہ اس مہتاب کو مہتاب سحر بند کہتے ہین اسنے افلاک کے سامنے دعوی کیا ہی کہ مین اسم اعظم حمزہ بند کرون اور عفریت صحرائی پہلوان زبردست کہ جسکا آج زور و طاقت مین عدیل و نظیر نہین ہی یہ جا کر حمزہ سے لڑیگا مشکین باندھکر لائیگا لشکر کی تدبیر اور ہی رنگ سے ہو جائیگی یہ صلاح پوری ہوئی مہتاب سحر بند اسم اعظم بند کرکے لے گیا عفریت مقابلے مین آیا بارگاہ مین اپنی داخل ہوا امیر رنجیدہ کبیدہ اسم اعظم بند دل دردمند سردارون سے فرما رہے ہین ای برادران ہر وقت سب ہوشیار رہنا میرا اسم اعظم بند ہوا کیا تعجب ہی کہ اور کچھ فکر کرے معلوم ہوا فلک بر سر گردش ہی ہمارے ستانے کی کوشش ہی سردار بھی سب رنجیدہ کبیدہ بیٹھے ہین عمرو بھی سر نگون حیران ہی کہ اسم اعظم کیونکر بند ہوا اب کیونکر رہائی ہوگی وہ ساحر طرف صحرا کے چلا گیا نہین معلوم کہان جا کر مخفی ہوا کہان جا کر تلاش کرون اس تک کیونکر جاؤن یہ ذکر تھا کہ صدائے طبل جنگ بیدرنگ گوش اقدس صاحبقران مین پہونچی صاحبقران نے سر اٹھا کر فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ طبل جنگی کیسا بجا ہی عمرو نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعائے ثنائے بادشاہی بجا لائے شعر

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کام عالم بکام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز گداز ہو عفریت پہلوان جو مقابلے مین آیا ہی اسنے طبل جنگی بجوا دیا کل سرکار سے مقابلہ کریگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ اٹھے نقارخانۂ سکندری مین آکے طبل سکندر پر چوب پڑی اشعار

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید
ناہید قریخ کرد این سوال
بگفتا کہ طبل اسکندر است
جہان را مگر روز آخر رسید
کہ زاو از او گوش گردون کر است

سبکو معلوم ہوا کہ کل عفریت سے مقابلہ ہی آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے سوار و پیدل چاک و چست ہونے لگے دونون لشکرون مین تیاریان رہین جب کہ کوتوال شب یعنی ماہتاب گشت عالم کرکے داخل قلعہ مغرب ہوا اور شہنشاہ اقلیم فلک چہارم یعنی آفتاب عالمتاب فوج شعاع و ضیا کو لیکے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا غل ہوا کہ سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی عفریت صحرا نشین سب لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے دھوم سے میدان مین آیا یہ عہدۂ سپہ سالاری عمر آمد آمد لشکر صاحبقران کی ہوئی تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہمراہ رکاب سعادت انتساب عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر سر خیل وفاداران مقبل وفادار ایک جانب بہرام نامدار ایک جانب عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و کرتیس پیر گردان و نعمان بن منظر و منظر شامی و عامر شاہ رودباری و سیف ذوالیزن و طوق حران گرد و ابو المحجن کرد دونون بھائی علمداران لشکر اسلام ایک بھائی لشکر کے علم اژدہا پیکر کو کاندھے پر لیے ہوئے چہ تیس ستفے کھلے ہوئے خواجہ بزرجمہر

اس علم کو اس ترکیب سے بنایا ہی کہ جب شقے کھلتے ہین شکنون مین ہوا بھرتی ہی صدا ہے یا صاحبقران آتی ہی اس جاہ و حشم سے صاحبقران اعظم وارد میدان کارزار ہوے کافر آمد صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئے امیر چالیس قدم آگے بڑھکے ہر تبہ صاحبقرانی ٹھہرے صفین درست ہونے لگین نقیب نکلے کو یون کے رنگ گوری گوری صورتین گنگنا گنگنا کے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

نشنید از غرور چہ گویم نصیب را
بلبل گرفتہ خو بقفس از نسیم باغ
پوشیدہ دار روے ملائک فریب را

گل گل شگفتہ شد دلم از ذوق لذت
آن سوم و بشور رسیا و غریب را
واقف خیال قابض ارواح سکینتا

گفتم سبب زرد دل انشب حبیب را
از من ہزار عشق رسد عندلیب را
تاب نظارہ تو کجا آرد آدمی
خو کردگان درد محبت طبیب را

تمام بہادر جھومنے لگے غلو بلند ہوا عفریت مغرور عقل و فراست سے دور گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا سلح شوری دکھانے لگا جب خوب عرق عرق ہوا دونون سیہرو نے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹا برستی ہین گینڈے کو رو کا لشکر اسلام کو بنگاہ حیرت دیکھنے لگا دیکھا ایک ایک بہادر ازتیغ میل تاتیغ موزہ غرق دریاے آہن شعر جہان مرد خود را در آہن گرفت ؛ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ؛ پکار کر آواز دی ای فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھسے ملکر مقابلہ کرے شعر گران ہر کہ را بار سر بر تن است ؛ علاجش بدست من ست ؛ مگر صاحبقران کے سوا اور کسی کو نہین چاہتا امیر نے خواجہ سے کہکر میدان کو قرق کرایا سبکو معلوم ہوگیا کہ صاحبقران میدان مین جائینگے سب سردار پیدل ہوکر قریب رکاب آئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ہم میدان مین جائین امیر نے سبکو روکا ایک ایک سے بغلگیر ہوئے دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوئے شعر چو شیرے کہ گیرد براہ ہوگین ؛ بجست از زمین و برآمد بزین ؛ پشت مرکب پر پھیری جمائے ہوئے نیزہ ہاتھ مین جرأت بات بات مین مرکب کو اڑایا گھوڑا گدھر یان کرتا ہوا سامنے عفریت کے پہونچا عفریت نے جو جمال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھا دنگ ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا پوچھا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کیا آپ میرے مقابلے کو آئے ہین مین یہ سمجھا ہون کہ آپ اصلاح کے واسطے آئے ہین امیر نے فرمایا تو نے جسکو بلایا وہی تیرے مقابلے مین آیا عفریت نے کہا ای حمزہ مین حیران ہون کہ آپ میرے مقابلے مین کیئے اگر تلوار رکھدون تو آپ کی کلائیان ٹوٹ جائین جتنے بڑے بڑے پہلوان مارے میرے نام کے جھنڈے گڑے ہین اگر میرا قدم درمیان مین نہو تا شیران صحرا و نہنگان دریا دن دہاڑے آکر کھا جاتے بندگان خدا امان نہ پاتے امیر نے فرمایا کیون غرور کی باتین کرتا ہی غرور تجھکو زیبندہ نہین غرور خاص واسطے پروردگار کے زیبندہ و سزاوار ہی انسان کی کیا حقیقت ایک قطرہ نجس سے پیدائش اسکا غرور کرنا سراسر حماقت ہی اگر وہ رحیم و کریم حکیم و علیم غرور کرے تو زیبندہ ہی تو اسکا ایک گندہ بندہ ہی بیت مراو را رسد کبریا و منی ؛ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ؛ کسکی مجال ہی کہ ذات اقدس الٰہی کو پہچانے اسکا دامن قدرت دراز ہی ہر قدرت مین اسکے راز ہی یہ فصاحت و بلاغت جوابرنخ تقریر کی عفریت دنگ ہوگیا جمال جہان آرا کو بحیرت دیکھ رہا ہی کبھی کہتا ہی یا امیر آپ مجھسے مقابلہ کیجیے امیر نے فرمایا اب یہ باتین واہیات موقوف کر زبان نیزہ و شمشیر سے کام لے اسنے نیزہ اٹھایا امیر پر مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا عفریت سے نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر امیر نے نیزے کو گانٹھکر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے اس مغرور کے نکل گیا نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوا اب عفریت

فرق ہو نشے غصے مین تھے پر ہاتھ ڈالا آواز دی او حمزہ تو نے غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین نیزے کو میرے
ہوائی کیا اب زندہ نچھوڑونگا یہ تلوار اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون پہاڑ کو جڑ سے اکھیڑون رستم سامنے آئے
تو زال بناؤن سہراب کو قتل کرون یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگر دار جوان جاقت دار امیر نے بازو بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا اپنے گریبان مین ہاتھ ڈالا امیر عفریت لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی بصد درشتی ہونے لگی عفریت
اپنی جان لڑا رہا ہے اب صاحبقران نے وہ وہ پیچ باندھے کہ عفریت دنگ ہو رہا ہی اپنی جان سے تنگ ہو کر
دل سے کہتا ہی کیونکر جان بچیگی کوئی تدبیر نہین ہے لڑتے لڑتے چار پہر دن تمام ہوا آفتاب بارنگ زرد لرزان
و ترسان آشیانۂ مغرب مین جا کر چھپا و شاہ زنگبار با فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیل گون فلک پر جلوہ فرما
ہوا عفریت امیر کو ٹوک کر کھڑا ہوا ہر چند کہ بہت خستہ ہو رہا ہی گر ضبط کر کے کہا یا صاحبقران آپ تھکے ہونگے
لڑنے دن واسطے لڑائی کے شب واسطے آرام کے اب جا کر آرام فرمایئے کل پھر مقابلہ کریگے امیر نے فرمایا ای عفریت
میرا یہ دستور نہین یا تو مجھکو زیر کریگا یا مین تیری مشکین باندھکر جاؤنگا ہر چند عفریت نے کہا امیر نے نہ مانا پھر کشتی
ہونے لگی دونون لشکرون سے روشنی آئی تمام میدان نورانی و منور ہوا دونون جوان اسیطرح لڑ رہے ہین چار پہر رات
کشتی ہوئی اودھر فوج ثوابت و سیارگان نے لشکر شعاع و ضیا سے شکست کھائی شاہ انجم سپاہ بحال تباہ زیر نقاب
مغرب مین داخل ہوا اور شاہ زرین آفتاب بصد رعب و داب چرخ نیل پر آیا احوال روشن ہو گیا کہ عفریت
اُکتا اُکتا کے لڑ رہا ہی صاحبقران نے جی چھوڑ وادیے ہین دل سے کہتا ہی جان بچے تو پھر اسکے مقابلے مین کبھی نہ آؤن
کیونکر اپنی جان بچاؤن پہر دن رہے کشاکش کے زور ہونے لگے صاحبقران نے عفریت کو ریل کر لے دو ڑ سے
چالیس قدم پیچھے ہٹا دیا دونون گھٹنے اُس کافر کے آشنا زمین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرے امیر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر
نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ امیر

یکے نعرہ زد میر میدان مصاف　　کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن کہ شگافتش بدر　　کہ آن دل را دریدہ جگر

زمین کانپی امیر نے عفریت کو اُٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین پر دے مارا چاروں شانے
چت گرا امیر نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین خواجہ کے حوالے کیا عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا نیشتارہ بادھا
لا کے بہرام کے سپرد کیا بہرام نے مسلسل کر کے قید خانے مین رکھا امیر نے دوسرے دن دربار کیا اس مغرور
نے کہا مین مسلمان نہونگا خواہ قتل کیجیے خواہ چھوڑ دیجیے مین خداوند ساالوس کو برحق جانتا ہون جاگتی جوت کا خداوند
ہی بندون پر بڑا مہربان رہتا ہی امیر کو افسوس ہوا بہرام سے کہا اسکو قید کرو پھر سمجھایا جائیگا انشاء اللہ ہدایت
پائیگا عفریت کو قید خانے مین قید کیا دوسرے دن امیر نے دیکھا وہی ساحر جو اسم اعظم سے بند کر لیا تھا آسمان
سے اُترتا ہوا آیا کنارے پر لشکر کے کھڑے ہو کر وہی قرنا جو اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکو بجانے لگا جون جون اسکی
صدا بلند ہوتی تھی اہل اسلام نابینا ہونے لگے پہر بھر کے عرصے مین اسقدر قرنا کو پھونکا کہ تمام لشکر نابینا ہو گیا
عمرو تو گلیم اوڑھکر بھاگا اک گوشے مین کھڑے ہو کر یہ سب معرکہ دیکھا صاحبقران بہ سبب حرز ہیکل کے
محفوظ رہے اور سب نابینا ہو گئے اس ساحر نے اپنے لشکر کو آواز دی پچاس ہزار ساحر کمرین باندھکر لشکر
اسلام پر آگرے ان اندھون کو قتل کرنے لگے امیر نے جو ہنگامہ دیکھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام لشکر نابینا ہے
عمرو جو بھاگا تھا اک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اس بیقراری مین واسطے صاحبقران کے رونے لگا گر امیر
نے جو یہ معرکہ دیکھا ساحرون پر جا پڑے بسبب حرز ہیکل کے لڑنے لگے جس ساحر پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے امیر تو ساحرون سے لڑ رہے ہین مگر ماہتاب ہر مرتبہ قرنا کو پھونکتا ہی کہ صاحبقران بھی نابینا ہو جائین

صاحبقران ساحرون سے لڑ رہے ہین کئی سو ساحرون کو مارا مگر ہنوز ساحرونکا شمین رکتا مہتاب پتھر کے
زور مین ٹھہرا ہوا سحر کر رہا ہی عفریت نے جو دیکھا کہ میرے نگہبان اندھے ہوگئے ٹٹول رہے ہین اُس بیحیا نے
قید توڑ ڈالی ایک جمعدار کی تلوار اُٹھا لی اندھون کو یہ بیحیا قتل کرنے لگا وہ نابینا ٹٹولتے ہین یہ پشت پر سے
ہاتھ تلوار کا مار دیتا ہی اُن نابیناؤن کے سر کٹ کے گرتے ہین ایک طرف سے ناموس کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے
اُس بیحیا نے دیکھا دروازے پر کہاریان چوبداریان نابینا سر پیٹ رہی ہین کبھی ناموس شاہنشاہی کے
رونے کی آواز آتی ہی یہ جو اُس بیحیا نے آواز مستورات کی سنی یہ بیحیا اُسی جانب تلوار کھینچے چلا سپاہی جو راہ مین
موجود تھے مگر نابینا ہوگئے ہین وہ لوگ جانتے ہین کہ ہم طرف ناموس کے اسکو نہ جانے دین مگر وہی ٹٹول کے
روکتے ہین یہ نامرد کترا کے نکل جاتا ہی یہانتک کہ قریب در دولت کے پہونچا کنیزون کو جو آواز مرد کی معلوم ہوئی
وہ بھی رونے لگین یہ منظور رہے کہ خواجہ اک نخل کے نیچے کھڑے ہین مگر اُس بیقراری مین اک فی نکال کے بچا رہے
ہین حال حسرت پر اپنے لشکر کے بیتاب و بیقرار ہو رہے ہین کبھی روتے ہین کبھی دوسرے حال لشکر دیکھتے ہین
کہ مہتاب جادو قہر نا بجا رہا ہی سحر بھی کرتا ہی مگر حیران ہی کہ کیا سبب ہی صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی
ہر چند سحر کرتا ہی مگر صاحبقران کی شمشیر زنی موقوف نہین ہوتی شیرانہ دلیرانہ لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اسکے دو
ٹکڑے کیے حرز ہیکل کو جنبش ہی صاحبقران عفریت کی بھی آئی طریق سے معلوم ہوا کہ اُس عہد شکن نے قید توڑ ڈالی
مصروف جنگ و جدل ہی آواز کے طریقے سے معلوم ہوا کہ طرف حرم ناموس کے جاتا ہی بڑی کد و کاوش کر رہے
ہین کہ یہ کیا غضب ہوا اپنے کو اُس بیحیا تک پہونچاؤن ناموس کو اسکے ظلم سے بچاؤن کہ ایسا نہو خدانخواستہ
حرم ناموس مین گھس جائے بڑا ستم یہ ہی کہ آواز قہر نا کان مین عورتون کے بھی پہونچی ہی وہ بھی نابینا ہوگئی ہین
کف افسوس مل رہی ہین کیا ستم ہوگا اگر وہ نامرد قریب اُن دست و پا شکستون کے پہونچا وہان کون ہی
تلہ فوا والامان حصار مین جو ناموس ہین وہان زبیدہ شیرگیر دختر بانو قیر و ملکہ گردیہ بانو والدۂ ماجدۂ شاہزادۂ
بدیع الزمان موجود ہین وہ شیر زنیان ایسی ہین کہ اسکو چیر کر پھینکدین یہ جتنے ناموس دست و پا شکستہ مبتلائے
زندان بلا ہین انہین سے کون ایسا ہی کہ اس بیحیا سے مقابلہ کرے ای معبود حقیقی مین وہان تک پہونچ جاؤن
اُن بیبیون کو اس آفت سے بچاؤن کیونکر وہان تک جاؤن اسطرح صاحبقران سامان لڑ رہے ہین کہ زبان
شمشیر سے الامان کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی عفریت دربارگاہ ناموس پر بیخوف لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ان
عورات کو قبضے مین کرون قضائے کار عفریت لڑتا ہوا بیخطر پہلی ڈیوڑھی پر سامنے لال پری کے پہونچ گیا
ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہی کہ اندر گھس جاؤن کنیزین کہاریان چوبداریان ہر چند کہ نابینا ہین مگر خیر خواہ دولت
ہین صف باندھکر کھڑی ہوگئی ہین ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا شانے سے شانہ ملا ہوا سینے سپر کر دیئے ہین
یہ بیحیا کلمات سخت بھی کہتا ہی اسی فکر مین ہی کہ انکو مار کر نکلجاؤن اُسوقت نقابدار زرین پوش جسکے سر پر
باز سفید سایہ فگن رہتا ہی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ ایک آہو پر گھوڑا اُٹھایا وہ ہرن کنارے پر لشکر کے
پہونچا غلغلہ آدمیونکا سنکر چوکڑی بھولا نقاب دار نے تیر مارا آہو گرا نقابدار نے گھوڑے سے کود کر آہو کو
ہتھیا لیا پہونچا یا کہ کان مین صدائے گریہ و زاری بار بار استغاثہ کی پہونچی عیار نقابدار کہ مثل ہمزاد کے ساتھ
پہونچا ہی پلٹ کر اُس سے فرمایا دیکھو تو یہ کیا سحر کہہ لے عورتون کے بھی رونے کی آواز آتی ہی عیار جھپٹ کے گیا مثل
یک نفر واپس آیا عرض کی ای شہریار غضب ہوا اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوگیا مہتاب جادو نے سحر کرکے

سبکو نابینا کیا ہی لشکر ساحران لیکر لشکر صاحبقران پر آپڑا ہی سوار و پیدل نابینا ہین سبکو بے باعث قتل کر رہا ہی
دوسری یہ آفت ہی کہ عفریت صحرا نشین نامی پہلوان صاحبقران نے کل اسکو زیر کیا گروہ مسلمان نہین ہوا
اسنے جو سبکو نابینا دیکھا قید توڑ ڈالی نگہبانون کو مار کے تا بہ بارگاہ ناموس پہونچا ہی چاہتا ہی پردہ دری کرین
خیمہ مین ناموس کے گھس جاؤن یہ سنکر نقاب دار کانپنے لگا مرکب سے جستی اسی مقام پر چھوڑا پیدل چلا چھپا ہوا
اس مقام پر آیا جہان عفریت صحرا نشین اتر رہا ہی دور سے آواز دی او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد
خبردار آگے نہ بڑھنا جیسا صاحبقران نے تیرے ساتھ کیا اسکا بدلہ پایا جب مسلمان نہوا تھا قتل کر ڈالتے
گروہ محترم و محتشم خلق مجسم ہین یہی باعث تھا خیال مین آیا ہوگا کہ ایسے بہادر کو قتل نہ کرون اسیکا عوض ملا
اب آگے نہ بڑھنا عفریت نے پلٹکر نقابدار کو دیکھا ہر چند کہ نقاب چہرہ منظیر پر ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ
ماہتاب ابر مین پنہان ہی خود زرین سر پر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی پہنے ہوے آستینین چڑھائی ہوا
نابیناؤنکو بچاتا ہوا سامنے اس ملعون کے پہونچا نقابدار بہادر نے نہ سپر پہ نظر کی نہ تیغ ہلالی پر توجہ کی
سامنے جیسے ہی پہونچے اسنے تلوار کا وار کیا بے خوف و خطر اس شیر نر نے بازو کو بچا کر بایان ہاتھ کلائی پر ڈالدیا
ایک ہتہ مارا کہ تلوار اسکے قبضے سے نکل گئی نقابدار نے ایک طمانچہ مارا اسم اعظم بھی پکار کر پڑھا جسکے کان تک
صدا پہونچی وہ بینا ہوا عورات نے پردے سے دیکھا کہ ایک طمانچے مین عفریت زمین پر گرا نقابدار نے بے خوف و خطر
چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین در دولت ناموس شہنشاہی سے اس نامرد کو کھینچتا ہوا قریب خیمہ زندان خانہ لایا
لڑتے ہوکر اسم اعظم پڑھا سب نگہبان بینا ہوگئے کہا او صاحبو یہ ملعون بڑا مکار ہی تمہارا گنہگار رہی اسکو اپنے
قبضے مین کرو قید آہن پہناؤ مین جا کر صاحبقران کے شریک ہون آقا تمہارے یکہ و تنہا لڑ رہے ہین پچاس ہزار
ساحرون سے معرکے پڑ رہے ہین ہر چند کہ مین کیا اور میری شراکت کیا مگر کسیقدر تو انکین تسکین ہوجاتی عیار
جا کر مرکب نقابدار کا لایا عفریت کو قید کرا کے پشت مرکب پر سوار ہوئے شعر چو شیری کہ گیرد رہ آہوئین ❊
بجست از زمین و برآمد بہ زین ❊ باز سفید سر اقدس پر سایہ فگن جس مقام پر امیر لڑ رہے ہین وہان پر نقابدار
پہونچا نعرہ کیا منم نقابدار زرین پوش حاکم بحر و بر صاحبقران نامور امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ نقابدار بہادر
آستین رومال کیے ہوئے صف ساحران کو درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہی سمت دست راست صاحبقران کے آکے
شمشیر زنی کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بہادر آج بڑے وقت پر آگئے تمنے شراکت کی ہم بہت ممنون
اور مشکور ہوئے نقابدار نے عرض کی میری کیا مجال ہی کہ آپکی شراکت کر سکون اسوقت قضا و قدر نے مجھکو
یہان پہونچایا لشکر الگ جنگل مین ہی ایک آہو کے تعاقب مین آیا وہ قریب لشکر اگرچہ شکار ہوا مین نے یہ ہنگامہ
سنکر عیار کو روانہ کیا عیار نے عجب خبر وحشت اثر سنائی کہ عفریت نامے پہلوان قید توڑ کر قریب خیمہ ناموس
پہونچا چاہتا ہی ناموس شاہنشاہی مین گھس جاؤن نیاز مند آپکا وہان پہونچا اسکو قید کر کے زیر کر آیا اب
خدمت عالی مین آیا صاحبقران بہت خوش ہوئے فرمایا ای نقابدار بہادر آج تمنے ایسا احسان کیا ناموس
کو بچانا وہان تک لڑتے ہوئے جانا کیا کہون تم وہ شی مانگتے ہو جسکا دینا نا ممکن ہی بخدا اگر اس احسان کے
بدلے مین سر مانگتے تو حاضر کرتا نقابدار نے کہا اسکا خیال نہ فرمائیے اگر خدا نے مجھکو صاحبقران بنایا ہی تو
تو بانے بھی پہونچ جائینگے اسکا نام مسبب الاسباب ہی یہ کہکے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھنے لگا جون جون یہ
اسم اعظم پڑھتے ہین سرداران نابینا بینا ہوتے جاتے ہین صاحبقران نے الفاظ کو سنا بخوبی ظاہر ہوا کہ

محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ہی جو سردار بینا ہوا تلوار پکڑ کے لڑنے لگا ہر چند کہ صدائے قرنا بلند ہی ماہتاب جادو
چمک چمک کے سحر کر رہا ہی دم مکاری کا بھر رہا ہی جسطرف سحر کیا پرے کے پرے بیکار کر دیے گروہ باز سفید
جو سر پر نقابدار کے سایہ فگن ہی جو سوار پیدل کہین گرا اُسکو اپنے عکس مین لیا سایہ ڈال دیا منقار مار دی جسپر
منقار لگائی وہ ساحر جلکر خاک ہوا ساحر کا قصہ پاک ہوا عیار نقابدار زیر گلیم مرکب چھپا ہوا پشتی بانی کر رہا ہی
جو ساحر پشت پر آیا اُسے خنجر مار دیا کسی کے حلقہ ہائے کمند مارے کسیکو حباب مار دیا ہزار ہا بندگان خدا
بینا ہو کر لڑنے لگے عیار نقابدار نے دیکھا سحر ساحر کا مہلت نہین دیتا اگر آواز اسم اعظم سے دس بینا ہوئے
پھر آواز قرنا سے نابینا ہو گئے یہ بھی صاحبقران سے پوچھا حضور اپنے اسم اعظم بند کر دیا ہی صاحبقران
نے سر ہلا دیا عیار طرار زیر گلیم مرکب سے جدا ہوا صورت بدلکے طرف ماہتاب جادو کے چلا ماہتاب جادو
ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا قرنا بجا رہا ہی اُسکی آواز نے سوار و پیدل کو پریشان کر دیا ہی لاشہ ہائے
مسلمانان سے میدان کو بھر دیا ہی عیار بصورت مبدل یعنی ایک ساحر کی صورت بنکر قریب ماہتاب
کے آیا ماہتاب کبھی قرنا بجاتا ہی کبھی جھولی سے ماش کے دانے نکال کے طرف سوار و پیدل کے پھینکتا ہی
اُن ماش کے دانون کی یہ تاثیر ہوتی ہی کسی پر برف گرتی ہی کسی پر پانی برستا ہی کسی کے اوپر شعلۂ آتش
گرا جلکر خاک ہوا کئی ہزار بندگان خدا کو مار چکا ہی جوش مین سحر کر رہا ہی کہ ایک خدمتگار پہونچا اُسنے کہا اے
شہنشاہ ساحران آپنے خوب سحر کیا مگر یہ نقابدار کون ہی کسی بڑے گرو کا موڑا ہوا ہی آپ کے سحر کو یہ
باطل کرتا ہی یہ طائر جو آسمان پر اُڑتا ہی اسنے بہت سے ساحر جلا دیے کبھی منقار مار دیتا ہی کبھی پرو نکا سایہ کرتا ہی
اُسکی تیزی نے بڑی خرابی کی ہی اس طائر کو ماریے اس طائر کو دیکھکر ہوش اُڑتے ہین جسطرف اُڑتا ہوا جاتا ہی
قیامت برپا کرتا ہی خدمتگار نے جو اسطرح مہتاب جادو سے کہا مہتاب نے پلٹکر دیکھا خیال مین آیا خدمتگار
خیرخواہ ہی طائر کے مارنے کے لیے کہتا ہی اک کارد جھولی سے نکالی اسپر اسنے اسم سحر پڑھا خدمتگار برابر کھڑا ہے
جیسے ہی اُسنے کارد پھینکی عیار نے حلقے کمند کے گلے مین مہتاب جادو کے ڈالدیے اور کھینچ لیا عیار نے خنجر مارا
ماہتاب کا شکم چاک قصہ پاک جھولی مین شیشۂ اسم اعظم تھا عیار نے بڑھکر اسکو بھی توڑ ڈالا مہتاب کا مرنا اندھیرا ہو گیا
سنگباری برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین مہتاب جادو تھا وہ داب جو روشنی ہوئی سب بینا ہوئے
اہالیان لشکر اسلام نے ساحرون کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی ساحر اپنے افسر کے مرنیکی آواز سنکر بدحواس ہو گئے
کل ساحران غدار طرار ان وحشی بنکر بھاگنے لگے گو سحر کرتے ہوئے جاتے ہین باز سفید اُنپر جا پڑتا ہی جسکو پکڑ لیا
گردن دبا دی پنجون سے ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالتا ہی طائر ان کو بھاگنے نہین دیتا آخر الامر الامان کر کے
سب ساحر بھاگ گئے کچھ مارے گئے کچھ گرفتار ہوئے کچھ اسی جوش مین جھیل مین جا کر گرے چاہتے تھے جان بچائین
کنوین مین گرین مگر باز سفید کا سامنا ہو عیار نے بھی تیراندازی کی کوئی تیر خطا نہ کرتا تھا جسکے تو وہ سینہ پر پڑا
مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا تھوڑے سے آدمی رہے مین لڑائی فتح ہوئی صاحبقران زبان فتح و فیروزی بجتے دیکھا
سامنے سے نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش خون کی چھینٹین جسم پر کپتی سے خون ٹپکتا ہوا جیسے کوئی
ہولی کھیل کر نکلتا ہی صاحبقران کو جھککر مبارکباد دی عرض کی یہ فتح حضور کو مبارک ہو صاحبقران نے
فرمایا آجکی لڑائی تمھاری کوشش سے فتح ہوئی ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا ہی نقابدار نے عرض کی اب مین رخصت
ہوتا ہون صاحبقران نے فرمایا دو چار زخم جو تمھارے جسم پر پہونچے ہین مجھکو بہت شاق ہوا نقابدار نے

عرض کی یہ خدمتگزاری مین سعادت ہی حضور کی شوکت وجلالت ہی باتین کرتے ہوے صاحبقران نقابدار کو خیمہ مین
لائے مقام صدر پر جگہ دی باتین ہونے لگین زخم دوزی کرائی پٹیان مرہم کی جسم پر چڑھائین نقابدار
شکریہ ادا کرتا ہی اب نگہبانان زندانخانہ نے بھی آکر شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا جاتا ہی یہ بھی کوئی بات ہی ہم نے یا
یا اپنی آنکھ سے دیکھین کہ ناموس شاہنشاہی پر یہ جفا ہی اور خدمتگزاری نہ کرین ہر مرتبہ نقابدار زریں تاج
یہی عرض کرتا ہی کہ اسکا ذکر نہ کیجیے میری کیا مجال ہی کہ آپ پر احسان کرون وقت پر آگیا شریک جنگ ہوگیا
مگر امیدوار ہون کہ اپنے نیازمند کو محروم نہ فرمائیے بالنے عنایت کیجیے امیر نے فرمایا ای نقابدار ہمارا در
بانہائے صاحبقرانی ہر کے ساتھ ہین جو میری پشت زمین سے لگائیگا وہ بالنے صاحبقرانی کے پائیگا ای نقابدار
مین پردۂ قاف گیا تھا قبرین وہان پائین قبر سہراب یل پر پہونچا فاتحہ پڑھا غنودگی ہوئی وہ شیر بیشۂ جرات
یکتاز میدان جلالت خواب مین آیا گلے پر اُسکے خنجر رستم کا نشان تھا نہایت حیران و پریشان تھا عرض کی ای
شہریار آپ پردۂ قاف جاتے ہین دیوزادون سے مقابلہ پڑیگا نیچہ میرا موجود ہی لیتے جائیے دیوکشی مین کام آئیگا
گرشاسپ نے سپرد کی مگر رستم جو خواب مین آئے فرمانے لگے یا صاحبقران مین مردہ ہون مین کیا حاضر کرون
مگر آپکے حق مین دعا کرتا ہون کمان جو میری قبر پر رکھی ہی سو من کا تیر اُسمین جوڑتا تھا یہ تیر دل سنگ کو توڑتا تھا
یہ کمان آپسے اُٹھ نہ سکیگی آپکے کس کام کی ہی پڑی رہنے دیجیے ای نقابدار بہادر پھر کہنا رستم کا بہت شاق ہوا بیدار ہوکر
وہ کمان گران اُٹھائی چونکہ اُسوقت نہایت غصہ تھا کمان اُٹھالی بعنایت پروردگار کمان توڑ کر قبر رستم پر
پھینک دی اور یہ کلمہ کہا کہ ای رستم اسی ٹکنی ہوئی کمان پر یہ غرور تھا تمھاری لیاقت سے بہت دور تھا یہ کہکے
مین نے فاتحہ پڑھا پھر غنودگی ہوئی پھر رستم خواب مین آئے مگر عذر کرتے ہوئے یا صاحبقران زمان
معاف فرمائیے میرے منھ سے کلمۂ ناجائز نکلا آپ مؤید من اللہ ہین بسم اللہ آپ پردۂ قاف تشریف لیجائیے
خدا آپکو مظفر ومنصور فرمائے مگر مین نے دیو سفید کو مارا تھا چالیس من سونے کی خلخال اُسکے پانون مین تھی جسکو
مین نے قریب درہ کوہ کے دفن کر دیا ہی وہ آپکی خدمت مین حاضر کرتا ہون غازیون کو تقسیم فرمائیے گا مین نے جواب دیا
اب تو مین پردۂ قاف جاتا ہون بقول بعض ظریفان کہ غازی تھان پر ننھنا رہے ہین دیکھیے اُسنے کب مجھسے
ملاقات ہوا ای نقابدار رستم بہت بہت عذر کرتے رہے مین وہان سے رخصت ہوا ان ان مصیبتون سے
یہ بالنے پائے ہین کچھ اشیا کوہ سراندیپ پر نے کب ہو سکتا ہی کہ بے زور کیے کوئی مجھسے یہ بالنے لے مگر
مین موجود ہون میرے آپکے امتحان ہو جائے نقابدار نے کہا مین ہمیشہ سے عرض کرتا ہون کہ مجھسے اور
حضور سے مقابلہ نہو اور کسی طور سے امتحان ہو جائے امیر نے فرمایا مجھے کسی پر بھروسہ نہین ہی ای نقابدار
مین اسوقت بھی موجود ہون جسطرح آپکے مزاج مین آئے اُسطرح امتحان کر لیجیے اگر مین غالب آؤن آپکو رونق
بارگاہ بناؤن اگر آپ غالب آئین بانہائے صاحبقرانی لیجیے مین کسی گوشۂ عافیت مین جا کر بقیہ عمر بسر کرون
اول تو مین نے یہ سنا ہی جناب اشرف انبیا مبعوث ہوئے قریش نہایت دشمن ہین چاہتے ہین نور خدا کو مٹائین
بتون کی آبرو بڑھائین مین جا کر خدمت مین مصروف ہون شرف آخرت حاصل کرون دنیا کے امورات دیکھ چکے
اب تو یہ کیفیت ہی رباعی

ختم آگیا قد مین ابرو کی صورت　　سب ٹیگئے مفضو گیسو کی صورت　　غم کھایا جوانی کا بہا ئکٹ قدرت

سب گئے دانت افسوس کی صورت
مصنف صاحب نے بھی کیا خوب رباعی فرمائی ہی رباعی موافق مضمون مقام ہذا

[illegible] اُٹھانے کیلیے　　آیا تھا شباب رنگ لانے کے لیے　　دونون ہوے ای کمر یہ رخصت ہمسے

پیری آئی ہی ساتھ جانے کے لیے

نقابدار رونے لگا کہا ای شہریار برلے خدا ایسے کلمات زبان معجز بیان
نے ارشاد فرمایے میرا کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی خدا آپکو سلامت رکھے آپ فراش راہ دین اسلام ہین مین تو اب
رخصت ہوتا ہون یہ کہکر نقابدار اٹھا صاحبقران کے ہاتھ چومے گرد پھرا پشت مرکب پر سوار ہوا عیار کو
اپنے ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے تحریر کیا ہی کہ خواجہ عمرو حال بربادی
لشکر اسلام دیکھکر نی بجا بجا کے دعائین مانگ رہے ہین بعد عرصۂ دراز ایک بلندی پر چڑھکر دیکھا کہ لشکر اسلام
فتحیاب ہوا جب صورت عیش دیکھی سجدۂ شکر پروردگار کیا مگر خواجہ عمرو حیران کہ یہ جو راہ مین ابر چھایا
ہوا ہی شکل ہی کہ مہتاب تو مارا گیا مگر تاریکی کا کچھ ضرر نہوا کیونکر راستہ کھلیگا اس سوچ مین تھا کہ کان مین
آواز آئی خواجہ سلامت اسطرف تشریف لائیے اب یہ اور حیران گلیم اوڑھلی بردہ کرکے آواز دی یہ پیر غلام
حاضر ہی آپ کون صاحب ہین نام نامی ارشاد فرمائیے تو اپنے کو ظاہر کرون ورنہ کسی غار مین جا کر چھپون
مین تو سالوس کا معتقد ہون خداوند لقا کا یار ہون بچپن مین ایک خطا ہوگئی قدرت نے مجھکو جلاد ساحران
بنا دیا خود ساحرون کو مارتے ہین مجھے ناحق بدنام کیا اگر وہ ملک الموت کو حکم نہ دین مین کیونکر قتل کرسکتا
ہون آواز آئی باتین نہ بنائیے ایسا نہو کوئی دراندازہ چلا آئے تو جان بچنا مشکل ہوگی شکر ہی کہ اسوقت
سناٹا ہی مین خاص آپکی گرفتاری کو آئی تھی مگر آپ بڑے صاحب نصیب ہین آپکی ذات نے مجھکو بیقرار کر دیا
خانۂ دل غم والم سے بھر دیا خواجہ حیران سامنے درۂ کوہ کے آئے دیکھا ایک نازنین زہرہ جبین نہایت حسین
سرو قد خورشید خد بقول شاعر نظم

جہان راستی چاہیے راستی ❊ کجی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور ❊ ہر اک اپنے موقع سے وقت خوش

زلفین عنبرین عارض انور پر پڑی
لہرا رہی ہین صاف ظاہر ہی کہ چشمۂ خورشید مین مار سیاہ کا گذر ہوا خال ہندو چشم جادو غنچہ دہن سیم تن
رشک چمن گلبدن خال سیاہ چہرۂ انور پر خال خال ہین اگرچہ ہین تو باعث ترقی حسن وجمال ہین چھاتی
سناگوں سینے پر ابھار معلوم ہوتا ہی دو سنانین قلب عاشق کو توڑ کر پار گذر جائینگی یا حباب دریائے حسن
کہون ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار اشارے تیر دلدوز جگر پر سوز عاشق کو نشانہ بنائین اس کمان کا تیر کبھی
خطا نہین کرتا چلا چلا کے عاشق مرتا ہی کبک رفتار شیرین گفتار نار پستان موے میان بلکہ چست ارادہ
درست عمرو حیران جمال محو دیدار ہوا مگر پیشانی پر ایک ٹیکہ سیندور کا مانگ مین بھی سیندور کی یہ سیدھی
لکیر ہی یا پردۂ ظلمات مین شفق کا دعوا ہوتا ہی بقول شاعر شعر نہین ہی مانگ مین سیندور کی یہ سیدھی لکیر
سپر پہ رنگی ہی قاتل نے خون بھری شمشیر ❊ دیگر جو ٹیکا صندل کا ہی جبین پر تو پاس ابرو کے خال بھی ہے ❊
سپہر حسن پہ بدر بھی ہی سہیل بھی ہی ہلال بھی ہی ❊ خواجہ جمال عدیم المثال کو اس نازنین کے دیکھکر حیران
ہوگئے گلیم سر سے اتاری سامنے اس زہرہ جبین کے آئے اُسنے کہا خواجہ اصل کیفیت یہ ہی کہ خداوند سالوس کا
وزیر اعظم جیون جادو اُسنے سالوس کو یہ صلاح دی کہ نسیم سحر نگاہ مسلمان ہوگئی اسدن بڑا تردد ہوا
سارے شہر مین ہنگامہ تھا جیون نے سحر کرکے ہفت در بند سحر کے تیار کرائے ہین کہ آپکو اور صاحبقران
کو راستہ ملنے تک نہ آسکین میرا نام ملکہ یاسمن گلگون پوش ہی جب باپ نے محل مین آکر یہ سب
سانحہ بیان کیا کہ سات جادوگرون نے سات دربند بنائے ہین در بند آخر پر جہان آپ تاریکی دیکھتے ہین
لکۂ ابر چھایا ہوا ہی اسکا مالک اخلاق جادو اُسی کے سحر نے یہ اندھیرا ڈال رکھا ہی یہ ہنگامے اُسی کی

رائے تھی جو ماہتاب جادو نے اگر اسم اعظم بند کیا عفریت صحرائی مقابلے مین آیا شکر ہی آپ کے خدا کا مین
آپکی تلاش مین نکلی تھی نسیم سحر نگاہ کے ساتھ مین نے پرورش پائی ہی ساتھ کھیل کے بڑی ہوئی ہون جب
مین نے یہ خبر سُنی کہ اُسکو آپ گرفتار کر کے لے گئے اور ماہتاب نے اسم اعظم بند کرلیا عفریت صحرا نشین مقابلے
مین گیا ہی باپ سے کہکے آئی کہ مین سار بان زادے کو پکڑے لاتی ہون مگر آپکا کلمہ گو عاشق ہوئی ہون
دلمین محبت اسلام پڑ گئی اب آپسے عرض کرتی ہون کہ صدہا ساحر آپکی تلاش مین نکلا ہی ہر ایک کو ناگوار ہی
کہ نسیم کو آپ پکڑکے لے گئے بڑے بڑے شاہ اُسکے خواہان وصل تھے مگر آجتک اُسنے کسی کو قبول نہین کیا
مین برائے گرفتاری آئی تھی دام مین علم موسیقی کے پھنسی اب آپکی خیرخواہ ہون شکر ہی کہ اسم اعظم امیر حمزہ کا
نکل گیا عفریت پھر قید ہوا باغ مین پر صحرا کے ایک باغ ویران ہی افلاک جادو نے اُسی مقام پر قیام کیا ہی
وہ باغی وہین رہتا ہی ہر وقت سحر کی تیاری مین مصروف ہی دفع ہونا تاریکی کا اُسکے قتل پر موقوف ہی اگر
آپ نے اُسکو مارا در بند اول فتح ہوا مین بھی وقتاً فوقتاً مدد کو آؤنگی راز و نیاز بتاؤنگی مگر اب زیادہ ٹھہرنا
میرا مناسب نہین یاسمن گلگون پوش سمجھا کر خواجہ کو مثل ستارۂ سحری چمکی نظرون سے غائب ہوئی مگر
خواجہ ہائے وائے کرتے رہگئے ولولۂ جنون کلیجہ خون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے لشکر مین آئے
صاحبقران بارگاہ مین جلوہ فرما تھے عمرو سامنے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے دیکھا خواجہ اُداس عالم
یاس رنگ رو متغیر سرد و متحیر ہونٹ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری امیر نے فرمایا ای خواجہ خیر تو ہی
آج مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون عمرو نے کہا خدا آپکو سلامت رکھے پروردگار عالم نے اپنا فضل کیا
کہ ماہتاب جادو مارا گیا اسم اعظم کھلا مگر ای شہریار سات در بند سحر کے درست ہوے ہین اب آپکو
افلاک جادو کی فکر کرنا واجب و لازم ہی امیر نے فرمایا تمھارے ہوش و حواس مین خلل معلوم ہوتا ہی
رنگ رو متغیر ہی عمرو نے کہا اُسکی کیا کیفیت عرض کرون نظم

عاشق بیچارہ گہ غافل گہے فرزانہ است
آرزو در دل گرہ گردد پے دنیا و دین
قطرۂ این بادہ گہ مینا گہے پیمانہ است
عشق ہستی سوز آخر پایہ معشوقی کشد
تا گرفتاری تو شد گہ گنج و گہ ویرانہ است

پی بصانع می بریم از ہرچہ آید در نظر
در رہِ سالک گہے دانست گاہی بتخانہ است
گاہ باشد سادہ لوح دگاہ گردد منقش
عاشق ثابت قدم گہ شمع و گہ پروانہ است

در خیالش دل گہی جان و گہی جانانہ است
خانۂ چشم گہے مسجد گہے بتخانہ است
مستی و مخموریم بست و کشاد خاطر است
خاطر عارف گہے آئینہ گاہے شانہ است
حال دل ہردم دگرگون است از امید و بیم

اسطرح پر عمرو نے یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے فرمایا کیا پھر کہین
عاشق ہوئے تمھاری باتون سے یہی معلوم ہوتا ہی عمرو نے کہا آپ کے حل مشکل کے واسطے کسی پر عاشق بھی
ہوتا ہون کسی کا معشوق بھی بنتا ہون اب سردست یہ فکر ہی کہ یہ تاریکی جو چھائی ہی راستہ نہین سوجھتا ہی
سات در بند تیار ہوگئے ہر در بند پر ساحر زبردست بادۂ سحر و ساحری سے مست یہ تاریکی سحر افلاک جادو
سے ہی آپ سے عرض کرنے آیا تھا اُسی کی فکر مین جاتا ہون یہ بھی واضح رہے کہ ایک معین و مددگار ملگیا ہی
اُسی نے رہبری کی یہ نشان بتلایا اگر خدا نے بخیر وہان تک پہونچایا سر لیکر آتا ہون یا جان دینے جاتا ہون
ای آقائے نامدار عجب طرح کی مشکل ہی کہ اُدھر والے ہمارے لشکر مین آتے ہین ہم اُنکے قلعے تک نہین جا
سکتے اس ضمن مین یہ سب تدبیر ہوگئی عیاری بھی اُسکا تیز رفتار کند انداز میری فکر مین ہی امیر نے فرمایا خواجہ
حقیقت مین تمھارے ہاتھ سے کار نمایان ہوے عیاری کو تجھے لطف سے زیر کیا اب ساحرون کو تم سے دعوی ہی

بڑے بڑے شاہان نامی اُسپر عاشق تھے تمھارے ساتھ شادی ہوگی تمھارے شاگردون نے مجھسے کہا تھا کہ
صد ہا ساحر اُستاد کی تلاش مین نکلے ہین تم اب دو چار روز یہین نہ جاؤ بارگاہ مین میرے پاس بیٹھو جو کچھ خدا کو
منظور ہوگا وہ ہوگا عمرو نے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے میرا جانا ضرور ہی برق فرنگی نے جو یہ حال سُنا
سر پکڑ اپنے مقام سے اُٹھا کہنا کیون اُستاد افلاک جادو کہان رہتا ہی عمرو کے مُنھ سے نکل گیا ای صحرا مین
ایک باغ ویران ہی اُسی مین بیٹھا ہی سحر بنایا کرتا ہی برق نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے پیچھے ہٹا عمرو نے کہا ارے
بھو رے کہان جاتا ہی اگر مین جانتا کہ تو بیٹھا ہی تو کبھی ذکر نہ کرتا عیاری تو تو کیا کریگا تجھے عمر بھر عیاری نہ آئیگی
اگر اُسے ہوشیار کر دیگا برق نے کہا اُستاد مین وہان نہین جاؤنگا ترتیا ہوا باہر نکلا خواجہ عمرو پکارا کیے
برق نے جواب بھی نہ دیا یہ تو سُن ہی چکا تھا طرف صحرا کے چلا جا ہتا ہی جاتے ہی سرکات یون جست و خیز کرتا ہوا
صحرا سے سبزہ زار سے گذر کر قریب درہ کوہ کے پہونچا دیکھا باغ کا دروازہ کھلا ہی کچھ خدمتگار باہر آتے ہین
برق اک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا ایک خدمتگار کسی کام کو جاتا تھا برق نے اُسکا پیچھا کیا اک مقام پر جا کر آواز دی
بھائی خدمتگار صاحب کہان جاتے ہو غریبون کی بھی اک بات سُن لو خدمتگار نے پلٹ کر دیکھا اک مرد سپاہی صورت
سے خلاکت ظاہر ہی سیلی سی پشت پر ایک سپر کہ جسکی سیاہی تک اُڑ گئی ہی بجاے گل بند کے بان بندھا ہی تین پھول
گر گئے ایک پھول وہ بھی مُرجھایا ہوا تلوار نیام مین جسکی کوتھی گر گئی میلا نکلا ہوا ایک پھٹا دوپٹہ کمر مین بندھا ہوا
ٹھوکر کرتے چلے آتے ہین خدمتگار نے پوچھا میان سپاہی صاحب کیا کہتے ہو بھائی صاحب کسیطے نوکر ہو خدمتگار
نے کہا بھائی کیا کہین میان افلاک جادو مصاحب خداوند پیلے در بند بدر حاکم ہین آسمان سحر کا بنایا ہی مسلمانون
راستہ بند کیا ہی ہملوگ بھی اسی باغ ویران مین رہتے ہین گھر جانا نہین ملتا جوروسے دیکھنے کو ترستے ہین بچے
وہان بلک رہے ہین برق نے باتون مین لگا کر خدمتگار کو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا کپڑے اُسکے
اُتار کے آپ پہنے اُسکی شکل بنکر طرف باغ کے چلا مگر دل مین یہ خیال ای برق بہت جلدی کی جسکی شکل بنے اُسکا
نام نہین معلوم ہی یہی سوچتا ہوا در باغ پر آیا ایک نے پکارا بھائی خدا بخش کہان گئے تھے جب برق نہ بولا
اُسنے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا آج کیا ماجرا ہی بات نہین کرتے ہو جواب بھی نہین دیتے ہو اب برق کو یقین
ہوا کہ ہمارا نام خدا بخش ہی یہ سوچتا ہوا اندر آیا دیکھا اک باغ ویران روش بڑی شکست شاخین دست
تمنا پھول کا پتہ نہین اکثر درخت گر پڑے ہین جا بجا ویرانہ معلوم ہوتا ہی مگر سامنے بارہ دری مین روشنی ہی برق
نے ایک سے پوچھا شہنشاہ ہمارے بارہ دری مین تشریف رکھتے ہین اُسنے کہا بھائی آج تو معرکہ عظیم پڑا تھا آفتاب
غروب ہوے ایک نقابدار نے آکر مارا ماہتاب کا ستارہ گردش مین آیا ورنہ اُسنے لشکر اسلام کا خاتمہ کر دیا تھا
خبر جو ہمارے آقا افلاک جادو کو پہونچی سحر تیار کر رہے ہین سب رفیق بھی حاضر ہین اُنکا ارادہ ہی کہ کل
مین ایسا سحر کرون کہ مسلمان اپنی جان سے بیزار ہون سر ٹکرا ٹکرا کے مرین برق فرنگی ہان ہان کرتا ہوا
بارہ دری مین آیا دیکھا افلاک جادو مسند پر بیٹھا ہی آگے اسباب سحر رکھا ہی اسماے سحر پڑھ رہا ہی دو پتلیان
سنہری دست راست و دست چپ کو بیٹھی ہین کچھ باتین بھی کر رہی ہین برق سامنے آکر کھڑا ہوا فکر مین ہی
کہ پانی وغیرہ مانگین تو مین افلاک جادو کو مارون افلاک جادو نے سر اُٹھا کر کہا ارے پانی لاؤ آبدار چلا
برق نے اُسکا پیچھا کیا دیکھا خدمتگار صراحی و گلاس لیے آتا ہی برق نے آواز دی بھائی جلد لاؤ شہنشاہ خفا
ہوتے ہین سحر تیار کرنے مین ہرج ہوتا ہی آج صبح تک ایسا سحر تیار ہوگا کہ مسلمان آپس مین آپ بھائی کو بھائی قتل کرے

باپ کو بیٹا مارے یہ کہکے گلاس و صراحی اُس سے لے لی حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا آبدار تو باہر گیا برق گلاس و صراحی
لیے ہوے اندر پہونچا بہ تعجیل تمام گلاس کو پانی سے مملو کیا خداوند حاضر ہی کہکے جھکا افلاک جادو نے ہاتھ بڑھایا
کہ پانی لیکر پیون دست راست والی پتلی ہنسی افلاک جادو نے کہا کیون ملکہ عالم یہ وقت ہنسی کی کیا وجہ ہے
پتلی نے کہا مجھے ہنسی اسپر آئی کہ کیا لنگوٹے کا دیدہ دلیر ہی اپنی آبرو کا بھی خیال نکیا مثل مشہور ہی کہ قطرے
کا چوکا اگر گھڑے ڈھلکائے تو کیا ہوتا ہی برق فرنگی آگیا پانی نہ پیجے گا ورنہ پناہ پانی مشکل ہوگی یہ لنگوٹ ازا
گستاخ ہی سینہ سپر کیے کھڑا ہی افلاک جادو یہ سنتے ہی طرف برق فرنگی کے پلٹا کہا ارے تو کون ہی برق نے
دیکھا پہچانا گیا پیچھے ہٹکے جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ برق شعر نعم برق رفتار و خنجر گذار ہم ہیں لیکن گران بہزار افلاک نے
نیچہ مارا افلاک ختم ہوا پہلو مین مہلیل جادو بیٹھا تھا اُسکو خنجر مارا پانشکم اُسکا چاک ہوا اُسکے مرتے ہی اندھیرا ہوا
برق کودکے نکل گیا افلاک نے غل مچاکر کہا ارے یارو تم سب دیکھنا ایسے مہلیل کو قتل کرکے نکل گیا ابھی یہین ہوگا
کچھ خادم خدمتگار دوڑے لینا لینا کہتے ہوے چلے برق فرنگی جاکر اک غار مین چھپ رہا یہ بھی رہا کہ کئی خادم
صحرا مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ایک سے ایک یہی کہتا ہی کہ حقیقت مین برق فرنگی اسم باسمے ہی جب
اُسنے دیکھا کہ افلاک جادو کو پانی نہ پلا سکا مہلیل جادو کو مار کر نکل گیا یارو یہ وہ عیار ہین جو ساحران ہوشربا
سے لڑے افراسیاب جادو ایسے ساحر زبردست سے لڑے آخر کو طلسم فتح کیا اب وہ کاہیکو ملیگا قضاے کار
خواجہ عمرو ایک گنوار کی شکل بنے ہوے بڑا سا لٹھ کاندھے پر دھرے ہوے اُسپر لوٹا چڑھا ہوا دھوتی بھی
باندھے ہوے دیکھا چند ساحر دوڑے دوڑے پھر رہے ہین عمرو نے پکار کر ایک سے پوچھا گسیان تم کسے
ڈھونڈھ رہے ہو خدمتگار نے کہا ٹھاکر صاحب برق عیار آیا تھا ایک جادوگر کو مار کے نکل گیا ہم اُسی کو
ڈھونڈھ رہے ہین دل مین کہتا ہی عمرو اس بھوریے نے وہی کیا جو مجھے خوف تھا مزاج مین کمبخت کے
جلدی ہی مگر شکر ہی کہ پکڑا نہین گیا خدمتگارون سے کہا یہان کہان ڈھونڈھتے ہو ہمارے گانون مین جاکر
چھپا ہی مین نے بھی دیکھا ایک لڑکا بہت تیز بھاگا ہوا دھنوا پاسی کے گھر مین جاکر چھپا ہی مین نے کھیت کے
دیکھنے کو اُسکو بھیجا تھا اگر مین جانتا کہ میان افلاک جادو کا چور ہی تو مین اُسے پکڑ لیتا تم لوگ گانون مین
جاؤ جہان ببول کے پیڑ ہین پرانی گڈھیا کا ہار وہین دھنوا پاسی کا گھر ہی سیدھے چلے جانا جاتے ہی پکڑ لینا
خدمتگار تو اُسطرف گئے خواجہ عمرو اسی گنوار کی شکل بنے ہوے ٹہلتے ہوے در باغ پر آئے چند صاحب بھی
نگہبانی بیٹھے ہین برق فرنگی کا یہ بھی ذکر کر رہے ہین عمرو سنتا ہوا اندر باغ کے آیا نگہبانون نے کہا ٹھاکر صاحب
کہان چلے عمرو نے کہا صاحب ہمنے سنا ہی کہ ہمارے میان افلاک صاحب اس باغ مین آکر بسے ہین ہمارے
خداوند ہین ہم بھی اُنکے خیر خواہ ہین برق فرنگی ہمارے گانون مین جاکر چھپا ہی ہر چند کہ خدمتگار گئے ہین مگر
اُنکو دم دیکر نکلجائیگا خود مالک چلین تو ہم گرفتار کرادین نگہبان خاموش ہوے خواجہ اندر آئے باغ ویران
کی قطع دیکھتے ہوے بارہ دری مین پہونچے افلاک کو جھک کر سلام کیا افلاک نے پوچھا کیون ٹھاکر صاحب
اسوقت آپکا کیا باعث ہوا کہا گسیان ذرا اُٹھیے کچھ حال عرض کرینگے آپکا دشمن ہمارے گانون مین چھپا ہی
آپ ذرا چل کر کھڑے ہو جائیے ہم گرفتار کر دین خدمتگار دھوکا کھاینگے برق فرنگی کو نہ پاینگے افلاک سب اسباب
وہین چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا ٹھاکر صاحب تمکو دولت دنیا سے مالامال کر دونگا اسوقت اُس عیار نے ایسی تیزی
کی کہ مین نے تو کون کہا اُسنے نیچہ مارا مین تو بچا چاہتا تھا کہ سحر کرون اُسنے مہلیل کو خنجر مارا مہلیل بیچارہ مارا گیا ارے جو

اُسکو گرفتار کیا سنتا ہون عمرو کا شاگرد رشید ہی عمرو کا بازو ٹوٹ جائیگا مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ صبح کو مسلمانون
مین تلوار چلیگی اور چند صورتین ہین وہ تدبیرین کر رہا ہون مراد تو خاص یہ ہی کہ یہ قوم سب غارت ہو کیا
غضب کیا خداوند لقبین کو مارا مہتر زود رفت ایسا عیار یون حقیر ہو کر مارا گیا یہان بھی ہنگامہ تیرا ای عمرو
ہان ہان کرتا ہوا افلاک کو اپنے ہمراہ لیچلا اور ساحرون نے قصد کیا افلاک نے کہا کیا ضرورت ہی مین اکیلا آجہ لوگ
دوسری تپلی بول اٹھی ای افلاک کہان جاتے ہو بیکار دوڑے دوڑے پھرنا تم افسر اعلی ہو ہم تمھارے نگہبان
ہین ہمارا دل دھڑکتا ہی عمرو تو صحن باغ مین دمبدم آتا ہی میان افلاک صاحب جلد آئیے وہان تپلی نے جو کہا
افلاک کھٹکا بارہ دری سے کود کر یہ کہکے چلا کہ ہم سمجھ لینگے تپلی نے کئی بار منع کیا افلاک کھٹک تو ضرور گیا مگر
گنوار کے ساتھ چلا اب جو خواجہ باہر لیکر اسکو نکلے دیکھا تیور پر بل پڑے ہوئے ہین ہر مرتبہ بنگاہ غور عمرو کو
دیکھتا ہی یہ بھی کہا کہ مختار صاحب مختنے بڑی مہربانی کی کہ رات کو یہانتک آئے عمرو نے کہا جلد چلیے ایسا نہو وہ
نکلجائے افلاک آگے بڑھا عمرو چلا ہتا ہی مین نکلجاؤن تیور اسکے دیکھکر پریشانی ہوئی دل مین خیال ہی کہ اسکے
دل مین شک پڑگیا خدا خیر کرے افلاک نے دیکھا گنوار آگے بڑھا جاتا ہی پکار کر کہا مختار صاحب ٹھہر جاؤ ہم بھی تو
تمھارے ہی ساتھ چلتے ہین عمرو نے کہا گستیان مین آگے بڑھون بن پڑے تو اُسکو پکڑ لون افلاک نے دیکھا یہ
نکلجائیگا ایک ماش کا دانہ پھینکا عمرو جھپٹ کے چلا تھا کہ منھ کے بھل گرا پکار کر آواز دی گستیان یہ کیا آپ نے
مجھپر سحر کیون کیا افلاک نے کہا ہمکو کنیز سامری نے منع کیا تھا دل مین میرے شک آگیا ہی مین تیرا امتحان
کرلون آزردہ نہونا یہ کہکے ایک دستک دی برق چمک کر گنوار پر گری رنگ و روغن اڑگیا صورت اصلی ظاہر
ہوئی افلاک نے چپکے چپکے دوڑا کہ او ساربان زادے مین نے پہچانا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی تم ہی لوگون کے
خوف سے یہان اس باغ ویران مین آکر بیٹھا یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا یہ کہتا ہوا تلوار کھینچی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ
موت قریب آگئی گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھا عرض کی کہ ای معبود حقیقی میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہی کہ جبتک
تین مرتبہ اس بری چیز کا خیال نہ کرون نہ کہے مین سے نے تو ابھی تک ذہن مین خیال بھی نہین کیا پھر کیون ملک الموت
دکھلائی دیتا ہی ای معبود مہلت دے اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے عمرو بلک بلک کے دعا کر رہا ہی افلاک خنجر
بڑھے ہوئے آتا ہی کہ قریب پہونچکر سر کاٹ لون اسکو مار گویا حمزہ کو قتل کیا کہ پشت سے آواز آئی ای شہنشاہ
کیا کہتا مین بھی اسی جستجو مین نکلا تھا خداوند سالوس کی قدرت کے نثار ہون وہ کیا بیٹھے بیٹھے تقدیر گڑھتے ہین کہ
بنی حد سے بڑھتے ہین بیٹھے بیٹھے فرمایا اثر بھنبیری ساون آیا مجذوب کی بڑ کا مزہ کلام حماقت انجام قدرت سے
نکلتا ہی مین سمجھ گیا دشمن گرفتار ہوا میرے بھائی کو اسنے مارا ہی مین اسکو قتل کرون دل ٹھنڈا ہو مہتر زود رفت
ایسے تھے کہ اس ظالم نے انکو عاجز کر دیا آخر سنا ہی کہ تشہیر کرایا افلاک نے پلٹ کر دیکھا تیز رفتار کمند انداز آتا ہی
عیار خداوند جیسٹ و جالاک ہاتون مین ہیبناک خنجر کھینچے ہوئے افلاک خوش ہو گیا کہا ای شاطر قدرت حقیقت مین
خداوند کو ہر وقت خیال ہی کیا شوکت و جلال ہی دس کوس سے بیٹھے بیٹھے تبلا دیا انھین کے واسطے یہ بات ہی بھلا
مقدمات قدرت مین کون دخل دے سکتا ہی نہین معلوم فقیر کیا ذات ہی کیا لکا بنا ہی ای تیز رفتار کیا قصد ہے
تیز رفتار نے کہا ای شہریار آپ کے سحر کی دھوم ہی کیا برنا یا اسطرف عیاران اسلام نہین جاسکتے اور توسب
محل مین مگر تم کامل و اکمل ہو افلاک پھول گیا تیز رفتار نے کہا ایک ہاتھ اس ساربان زادے کا کاٹو لگا کر
تڑپا کے راہی ملک عدم کرو لگا تا سر ہی اسکے زخمون پر چھڑکو لگا یہ کہتا ہوا قریب آیا تھون کو چبا اور گردھیر کہا

ای شہنشاہ ساحران قدرت بھی تمہاری تعریفین کرتے ہین آج صبح کو فرمایا کہ ساربان زادہ ہاتھ سے افلاک کے پکڑا جائیگا
اور مسلمان تباہ ہو جائینگے وہی آکے آنکھون سے دیکھا آپ ہی کے ہاتھ سے ساربان زادے کی قضا ہی یہ کہکے الگ ہوا کہا
دیکھیے وہ ابر تیرہ و تار آتا خود خداوند تشریف لاتے ہین افلاک پلٹا جیسے ہی پلٹا تیز رفتار نقلی نے حلقے کمند کے گردن
مین ڈالدیے مارے کہکے افلاک پلٹا برق نے جاب مارا اور نعرہ کیا نعرۂ برق تم برق رفتار و خنجر گذار ہو تم یکہ لیکن گران
بہ ہزار و پلٹ کر خنجر مارا افلاک کا شکم چاک تھا یک اندھیرا ہوگیا عمرو نے رہائی پائی ساحران افلاک دوڑے یہ جو آوازی
کشتی مرا نام من افلاک جادو ہو وہ عمرو نے کہا ای برق بھاگ برق افلاک کی انگوٹھیان اتارنے لگا عمرو نے پائجامہ کھینچ لیا مگر
سمنکال جادو کہ افلاک کا مصاحب قدیم ہی بلکہ ندیم ہی اُسنے بڑھکر سحر کیا عمرو و برق دونون گرفتار ہوگئے زمین نے دونون
کے پانون تھام لیے سمنکال تلوار پکڑکر اُٹھا کہا ارے خالو تمنے غضب کیا کل ماہتاب غروب ہوا آج افلاک پر آفت آئی
فلک نے گردش دکھائی اب تم دونون کو قتل کرونگا چاہتا ہی کہ عمرو و برق پر جا پڑے کہ پہلو سے آواز آئی او ساحر
کیا کرتا ہی خبردار قتل نکرنا دیکھ قدرت کیا تحریر فرماتے ہین کیا تو قدرت کو دو ر سمجھا ہی تمام عالم کے حال سے آگاہ ہین
پلٹ کر جو دیکھا ایک ساحر شیر سوار نہایت سیہ فام ایک کاغذ ہاتھ مین شیر دوڑاتا ہوا اسی جانب آتا ہی جسطرف
منھ پھیرنیکا ارادہ کرتا ہی گھونسا مارا کہ شیر تھرا گیا رانون مین مسلا کہ پسلیان شیر کی ٹوٹنے لگتی ہین اسی جانب آتا ہی
اور طرف منھ نہین پھیر سکتا ہی قریب سمنکال کے پہونچا کاغذ ہاتھ مین دیا شیر سے کودا شیر کی جان بچی جان بچی لیکے
بھاگا سمنکال نے سر پر کاغذ کے مہر خداوندی پائی خط سنسکرت مین سن کئے ہوے خوش ہوگیا کہ قدرت نے مجھکو
نامہ لکھا پلٹ کے پوچھا میان ساحر صاحب ہمنے تمکو کبھی دربار خداوندی مین نہین دیکھا ساحر نے کہا او گدھے تو
ہمکو کیا پہچانیگا ہم صحراے ہولناک مین رہتے ہین مجھ ایسے ہزارون بندے جا بجا پرورش پاتے ہین ہم مددگار
خداوند کہلاتے ہین جب کوئی رنج و ملال ہوتا ہی ہم براے مدد آتے ہین قدرت کو آفتون سے بچاتے ہین اسوقت
انھون نے یہ نامہ لکھکر پھینکدیا فرشتون نے ہمارے صحرا مین پہونچا دیا صحرا یہان سے چالیس ہزار کوس پر ہی ایک
چشم زدن مین یہان پہونچے دیکھ پڑھ تو اسمین لکھا کیا ہی کچھ باتین راز خداوندی کی ہین تجھکو اب طرۂ بیتبری ملیگا
عہدہ آرزو ملیگا سمنکال پھولا نہین سماتا بجا بجا کر رہا ہی جا بجا کاغذ کو کھولون دیکھا جلدی مین بند نہین کیا ایکطرف
تہ لگادی ہی جیسے ہی سمنکال نے تہ کو کھینچا کاغذ سے بیہوشی اڑی پہلے سے نعرۂ قران ہوا

سر تیغ النسیر چون باد بہاری
جہان سرسنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہر قران شمشیر زنانم

بعدہ مارا سمنکال کا سر
پھٹ گیا سمنکال مرا برق و عمرو رہا ہوے ایک طرف کو بھاگے قران ایکطرف نکل گئے ملازمان افلاک و سمنکال
آواز مرنے سمنکال کی سنکر باغ سے دوڑے آئے دیکھا افسرون کے لاشے پڑے ہین یہان صاحبقران کنارے
پر لشکر کے کھڑے ہوے اُس ابر تیرہ و تار کو دیکھ رہے ہین اپنے سردارون سے فرماتے ہین اس راہ تاریک سے
کیونکر گذر ہوگا نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری سرداران نامی عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین
خواجہ کو بڑے اقتدارات ہین آٹھ پہر اسی فکر مین پھرتے ہین کہ ان ز ر بندون کو شاؤن راستہ کھولون سالوس
سے سامنا پڑے یہ باتین تھین کہ خواجہ آکر پہونچے امیر کو سلام کیا سب کیفیت بیان کی امیر نے سجدۂ شکر پروردگار
کیا اور یہ بھی آنکھون سے دیکھا ابر سیاہ غائب ہوا روشنی ظاہر ہوئی دیکھا کچھ روئی کے گالے زمین پر اڑتے پھرتے مین
عمرو کو پھر تدبیر مین روانہ ہوا کہ ملازمان افلاک کا لاشہ افلاک کا ایک چارپائی کے اوپر ڈالے روتے ہوے طرف شہر کے
چلے راہ مین ایک پہاڑ پر میاں نے ایک بنگلہ بنوایا ہی یہ حاکم دربند شاہی ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا

کچھ ساحر ایک لاشہ لیے چلے آتے ہین بیباک نے اپنے ملازمون سے کہا کہ جا کر دریافت کرو یہ کسکا لاشہ ہی ملازم گئے اور پلٹ کے آئے عرض کی آپ کے بھائی صاحب افلاک جادو مارے گئے اُنکے ملازم لاشہ لیے ہوے خدمت خداوند مین جاتے ہین بیباک پہاڑ پر سے اُتر پڑا بھائی کے لاشے کو رکھوا لیا ارتھی بنوائی برہمن آئے لکڑیون کا انبار لگایا ارتھی کو جلا کر خاک کر ڈالا غصے مین کہا یارو معلوم ہوتا ہی کہ ہم مین سے کوئی خفیہ مسلمان ہوا آخر یہ راز کیونکر کھلا کسنے خبر دی ہمارے باغ مین کیونکر پہونچا مگر خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر اپنے بنگلے پر آیا تیاری مین سحر کی مصروف ہوا اپنے قلعۂ سنگین پہاڑ مین بنوایا ہی کہ کوئی گذر نہ کرسکے کسکی مجال ہی کہ اُس قلعے سے گذر کرسکے سب دیوار و در قلعے کے سحر سے مملو مگر خواجہ صاحبقران سے رخصت ہوکر ایک صحراے سبزہ زار مین آئے ایک نخل کے سایے مین بیٹھ گئے زنگالی یاد مین ملکہ یاسمین گلگون پوش کی یہ اشعار بہاریہ گانا شروع کیے

اشعار

کیے ہین ہوش بھی گم عشق مین گم کردہ راہی سے
یہان جلجول کی آگی ہی بگڑی جھلکا ہی سے
شہادت حسرت دیدار کی دی میری آنکھون نے
کیا جو کام اُنسے بن پڑا اقبال شاہی سے
لگاتے ہو جب آنکھون مین تم اپنے جیسی جا باہی
لڑی بازو کی مچھلی کی نگہ ایک ماہی سے
جدھر بہکا کے دل لایا وہین تھی منزل مقصد
بہت سے شکوے کرنا تھا کسی کی کم نگاہی سے
چلے آتے ہین دل مین عرش پر بھی پہونچے
بدل جائے کہین عالم کشی عالم پناہی سے
نگاہ شوق بھی اپنی تڑپ دل کو دکھادیتی
جھپکتی ہی ابھی آنکھ ابر رحمت کی سیاہی سے

وہ وذکر اُنکے ثابت ہی خواب صبحگاہی سے
کہ بربادی سے منزل پوچھتا ہون گم تباہی سے
دکھادی خود کر انگڑائی اُس مخمور نے لیکر
کیا قتل اُس نگہ نے دو گواہون کی گواہی سے
لڑائے یار کی چشم کرم کیونکر نگہ مجھسے
بناہی کیسا یہ کاجل محبت عاشق کی سیاہی سے
کسی کو قتل کرکے اُنکا بھولا پن یہ کہتا ہی
بہت سی راہین پیدا ہوگئین گم کردہ راہی سے
پھرا یا نالۂ شب بند ہی باب اثر شاید
بتون نے پوچھلی ہی راہ محبوب الٰہی سے
ہمین منظور ہی اظہار کرنا دل کے چھالون کا
تماشا تھا جو باہم صید رہتے مرغ و ماہی سے
اجابت پانون پھیلاتی ہی استقبال مین جسکے

اگر شک پڑگیا ہی قتل مین تو چلی گواہی سے
گدائی ہمسری کرتی ہی اپنی بادشاہی سے
دہن کا راز پنہان کھل گیا ہی جماہی سے
فغان واہ کے یہ حضرت عشق آپ تجھے یاد
یہان آنکھوا اپنی خود تپتی ہی جرم بیگناہی سے
نہا کرتے تھے دریا مین گلے کٹوادیے لاکھون
جو مجرم ہی نہ تھے کام آئے کیا عذر خواہی سے
شب وصل ہی فلک پلٹا رہے مین ہوگی آخر
نہ سرکرانے جاتے تجھے آہ صبحگاہی سے
خداوہ بادشاہ حسن بن مجھے تو بہتر ہی
لکھینگے یار کو خط پھوٹنے والی سیاہی سے
چمک پیدا کرین اپنی میکشو داغ سیہ کاری
جلال آچھا تو ہی تم ہاتھ اُٹھاؤ اُس دعا ہی سے

خواجہ یہ اشعار گارہے تھے ملکہ یاسمین گلگون پوش کی باتون مین رشتہ محبت جتارہے تھے علم موسیقی مین خواجہ عمرو ڈوبا ہوا ہی کہ ملکہ بھی اگر موجود ہوئین عمرو نے کہا اے ملکہ عالم مین نے اسوجہ سے آپکی خواہش کی آپکو تکلیف دی کہ بعنایت پروردگار گردش افلاک کو توڑ دیا باغ ویران مین جا کر اُسکو بڑی بڑی آفتین پڑین مگر انجام بخیر ہوا برق بھی پہونچا قران کا بھی بعدہ چلا ہر نوع وہ مارا گیا اب فرمائیے آگے کیا کیفیت ہی در بند ثانی پر جان فشانی کرو اُنکی ہی گردن لون ملکہ نے کہا یہ خبر مشہور ہوئی ہی کہ افلاک کے مرنے کی خبر تا بہ سالوس پہونچی اُسپر سردربار حکم دیا کہ عمرو کو تلاش کرو صدہا جادوگر آپکی تلاش مین نکلا ہی تیز رفتار عیار بھی لشکر مین نکلا ہی سب سے زیادہ مفہوم تیز رفتار لطیفہ تیز رفتار کا بہت جستجو مین ہی آج مین نے خبر پائی کہ مفہوم تیز رفتار ہفت در بند سے گذرا ہی انہین جنگلون مین میری ملاقات اُسنے کی یہ کیفیت ہی کہ مجھے آٹھ پہر آپکا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی مین آپکو یہ تعویذ دیتی ہون جسوقت مجھسے ملاقات منظور ہو جس مقام پر اسکو آگ دکھائیے گا فوراً مجھکو خبر ہو جائیگی مین اسیوقت موجود ہونگی یہ صحرا جو سامنے معلوم ہوتا ہی اسکے پائین پر کوہ رنگارنگ ہی اُسپر بیباک نے بنگلہ ڈالا ہی جیحون جادو جو سب کا حاکم ہی اُسکو بھی نامہ لکھ بھیجا ہی کہ افلاک مارا گیا ہماری تمہاری خبر کسی دغاباز نے عمرو سے کہدی سب ساحر

ہوشیار رہین سب سے زیادہ بیباک گھبرا رہا ہی بہت طریقے سے اپنے کو بچائیگا مجھکو اسکے سامنے جانیکا آیندہ درپیش ہی تمہین
مین یہ کنیز بھی ضرور شراکت کریگی اس بیباک نے راستہ روکنے کو قلعۂ سنگ بنایا ہی یہان سے کئی فرسنگ آگے کیا
مجال کہ بے مرے اسکے طائر بھی گذر سکے۔ بخوبی عمرو کو سمجھا کر ملکہ یاسمن تو رخصت ہوئین خواجہ عمرو فکر مین بیباک
کی چلے جب صحرا کو طے کیا سامنے کوہ کے پہونچے دیکھا بالاے کوہ ایک ساحر مہیب الشکل عجیب تنہا بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
جیسے ہی عمرو سایۂ نخلستان مین پہونچے طائر جو درختون پر بیٹھے تھے عمرو کو بنگاہ غور دیکھکر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
مثل انسان کے آواز دی ای بیباک جادو دو وزد ساربان زادہ آگیا بیباک اپنے مقام سے اٹھا خواجہ گلیم اوڑھکے
بھاگے طائر غل مچاتے پھرتے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی ساربان زادہ آیا طائر چیختے پھرتے ہین جب عمرو اُس صحرا سے
بھاگ کر ایک غار مین جا کر چھپا تب طائر چپ ہوے بیباک جو پہاڑ سے آتا صحرا مین چہار جانب گولے مارتا پھرتا
ہی اگر کسی مسافر کو آتے جاتے دیکھا گولہ مار دیا برق چمکا وہی مسافر بیچارہ مر کے گرا صد ہا بیگناہونکو قتل کیا پھرتے
پھرتے سرحد سے نکلا طائر تو انھین درختون پر ہین جو درخت دامنۂ کوہ مین واقع ہین اب جو بیباک سرحد سے
نکل آیا کان مین رونے کی آواز آئی کوئی صدا دے رہا ہی یا سامری جمشید ملک الموت کو حکم دو اب مجھسے ایسی
کشاکش نہین اٹھو سکیگی کیا سخت جان ہون کوئی شیر بھیڑیا بھی نہین آیا اسطرح کی آواز دردناک تھی کہ بیباک
بیتاب ہوگیا اسی آواز پر چلا ایک نخلستان مین دیکھا کوئی عورت یا مرد پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل سے
لپٹا ہوا صداے دردناک سے رو رہا ہی مگر صداے دلپذیر نشتر ہوتا ہی ہر کلمہ تیر دلدوز آواز مین سوز بیباک نے قریب
جاکے پلنگ پوش ہٹایا کہا ای گرفتار دام مصیبت ای آوارۂ دشت کربت و غربت کس مصیبت مین تو گرفتار ہی
جیسے ہی پلنگ پوش منہ سے ہٹا پلٹ کر اُسنے دیکھا ایک ماہرو خوشخو سمن بو خال ہندو چشم جادو سراپا خوب معشوق
مرغوب نازنینان کا اُبھار حسن پر بہار بیباک دیکھکر بیقرار ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ بھی دیکھا کہ کان بھی نچے ہوے
خون بہ رہا ہی ناک سے بھی قطرات خون بہ رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ کسی نے بتے نوچ لیے چہرہ اُداس عالم یاس
دو چشمۂ آب روان کا کرتے ٹکڑے پائجامہ اطلس کا مگر خار خار خون سے کپڑے گلنار اُس نازنین نے منہ پھیر لیا
اور کہا کہ ای شخص اگر تجھسے ہوسکے تو ایک ہاتھ تلوار کا مار دے ہمین اس کشاکش سے چھڑا دے آج تیسرا دن ہی
کہ اس صحرا مین ماری ماری پھرتی ہون کوئی شیر بھیڑیا بھی نہ آیا کہ مجھکو کھا جاتا ای شخص تو کون نرم دل ہی کہ جو مجھسے
حال پوچھتا ہی مین اپنا کیا حال کہون شعر مین کیا بتاؤن تجھے کون خستہ تن ہون مین ٭ غریب و بیکس و بےیار و بےوطن
ہون مین ٭ دیگر ٭ بلبل چمن نہ گل نو رسیدہ ہون ٭ اس موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون شعر چہ گویم از سر و سامان
خود عمر بیست چون کاکل ٭ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ٭ مین خورشید بازرگان کی بیٹی ہون میرا
شوہر نامرد مجھکو بیاہ کر لیجاتا تھا یہان اگر قزاقون نے گھیرا شوہر نامرد پہلے ہی بھاگ گیا مجھے اگر قزاق نے
گھیر ازیور سارا چھین لیا یہ کہکر ہاتھ دکھلائے کلائیان بلوری نیلی ہو رہی ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ کسی سنگدل
نے بزور کڑے اتارے ہین ناک سے نتھ نوچی ہی کان سے بجلیان بالیان ایسے ظالم پر بجلی گرے یہ حال پرملال
دیکھکر بیباک کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای آفتاب عالمتاب فلک محبوبی میرے ساتھ
پہاڑ پر چلو سختی نہ گذرے گی آنکھون سے خدمت کرونگا زخمون مین پٹیان چڑھاؤنگا نازنین نے کہا ای شخص تو مجھ
ایسی بدقدمی کو لیجاے مقام خاص پر غریب شوہر کے ساتھ شادی ہوئی گھر تک نہ لیجا سکا جدائی ہوئی اب
نہین معلوم آپ کے واسطے کیا ہو بڑا احسان یہ ہی کہ ایک ہاتھ لگا دیجیے مین کشاکش سے چھوٹ جاؤن یہ بڑا احسان

ہوگا اب کشاکش نہین اُٹھائی جاتی تین دن اسی صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین گذرے نہ مونس نہ غمخوار مجبور ولاچار موت بھی اپنے قابو مین نہین ہی اب تو یہ کیفیت ہی **نظم**

گرچہ گردیدست پا بر آبلہ　　میگریزم ہمچنان از دست دل
دل مرا چون دشمنان زار افگن　　الغیاث ای دوستان از دست دل
گشتہ ام در دیدۂ مردم سبک　　زیست برمن شد گران از دست دل
اشک در ہم رخنہا افگندہ است　　در زمین و آسمان از دست دل
دل بگیر از دست من کافتادہ ام　　در عذاب جاودان از دست دل
دل بفریاد و فغان از دست تو　　من بفریاد و فغان از دست دل
میکند ہر لحظہ تکلیف قفس　　میگذارم آشیان از دست دل
میرسانم گوش تا سینے ہم　　گر مرا بودی امان از دست دل
رنگ عشق ست آنکہ گردیدست داغ　　وای دست جان و جان از دست دل
دل بپیکار و کمان و رفت جان　　تیر غم را شد نشان از دست دل

میروم ہر سو دوان از دست دل　　موکنان پویان کنان از دست دل
ناچارم نیست دست اختیار　　گشتہ ام مطلق عنان از دست دل
میخورد دل خون من زان میکشم　　نالہ ہاے خون چکان از دست دل
تا بزانو پاے در گل ماندہ ام　　سربسر کوے بتان از دست دل
دل گرفتہ رفتہ بودم از درت　　آمدم اکنون بجان از دست دل
گفت از دست کہ مینالی چنین　　ای شفیق و مہربان از دست دل
عرض دارم دوستان از گفتگوے　　داستان در داستان از دست دل
در سر سوداے زلفش نقد جان　　میگذارم آشیان از دست دل
ناز ابرویش کشیدم ناتوان　　پشت طاقت من کمان از دست دل
میروم زنہار منزل در رہش　　چون جرس زاری کنان از دست دل
عاقبت انجام چون شد گفت او ہمدا　　ای مسلمانان فغان از دست دل

اسطرح سے یہ اشعار پڑھے کہ میباک بلک گیا کہا بس ایسی باتون سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی گذری ہوئی باتون کا ذکر کرنا اپنے چاہنے والے کا دل دکھانا کیا ضرور ہی اب تو قلب ناصبور ہی میباک جادو تو یہ چاہتا ہی کہ اپنے مقام پر لیجاؤن وہ مقام بستہ سحر ہی نازنین نے پیر پھیلا دیے کہا صاحب مجھسے اُٹھا نہین جاتا کیونکر اپنا ذکر نہ کرون جدائی مین عزیز و اقارب کے خنجر دل پر چل رہے ہین ہر استخوان بدن سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین اگر مہربانی فرماتے ہو تو ذرا بیٹھ جاؤ درد دل زار تو سن لو ہم تو نوبت بجان و کارد با استخوان ہین ہوش و حواس درست نہین ہین بات کا کرنا ناگوار ہی مگر اسوقت تمھاری مہر و وفا نے لطف دکھایا ہی یہی دل چاہتا ہی کہتے باتین کرین یہ کہکے دونون ہاتھ گورے گورے اُٹھاے کنگنا کے کہا کہ کیون او موے موذی بلانے تونے جادو کی بھری ہوئی انگا ہون سے سحر کر دیا ہی چاہتا ہی کہ تیرے گلے مین اپنے دونون ہاتھ ڈالدون تجھکو ذبح کرون تیری بوٹیان کاٹون مین نے آجتک ایسا سحر بیان مرد وانہ دیکھا تھا باتون مین رام کرلیا اور کسی بات کی مجھے امید نہ رکھنا وہ بصورت غنچۂ گل ہی مجھے تیرا بار نہ اٹھیگا اسطرح جو محبت آمیز باتین اُس نازنین نے کین اب تک تو میباک جادو ٹھٹک رہا تھا مگر اب بیٹھ گیا شکل کے باتین کرنے لگا یہ بھی اسکے دل کو یقین ہوا کہ مجھپر مائل ہو گئی ہی تیغ ابرو کی گھائل ہو گئی ہی بیٹھتے ہی چاہا تھا گلے مین ہاتھ ڈالدون لپٹ جاؤن اُس نازنین مہ جبین نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کہ یہ گنوارپن مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا یہ کہکر اپنا پلنگ پوش اوڑھ لیا میباک جادو بنگاہ غور دیکھنے لگا صاف معلوم ہوا کہ کوئی ٹھٹی منھ سے لگاکے پی گئی منھ کو پونچھ کے چہرے کو کھولدیا میباک جادو نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ تمھاری بغلین کیا چیز ہی اُسنے مسکرا کے جواب دیا کہ شیشۂ می ہی اسی نے تین دن سے میری جان بچائی ہی اُن لنگوڑے جلادون نے کان نوچے پتے کھینچ کے اُتار لیے زخمون مین درد ہوتا تھا مین نے خیمے سے بھاگتے وقت درج جواہر پر نظر نہ کی مگر ایک گلابی شراب کی اُٹھالی اسی نے میری جان بچالی جسوقت درد زیادہ ہوتا ہی ایک چلو پی لیتی ہون درد مین ذرا راحت ہو جاتی ہی تین دن سے اسطرح

بسر کر رہی ہون شراب پی پی کر دن رات کاٹتی تمھارے تیور مجھکو بد معلوم ہوتے ہین مین اور بات نہ مانونگی اگر مجھکو اپنے مقام پر بھی لیچلو اپنی خادمہ بنا کر رکھو مین بہ محبت تمھاری پرورش کرونگی سر سہلاؤنگی پنکھا جھلاؤنگی بیباک ہنستا جاتا ہی کہتا ہی اے جان جہان و آرام دل مشتاقان جو کہوگی مین قبول کرونگا نازنین نے مسکراکے کہا مین دکھادونگی مزہ اسکا چکھادونگی بیباک نے کہا مین سب طرح حاضر ہون مگر مین تو دیکھون اب گلابی مین کتنی شراب ہی مین قرابہ حاضر کرونگا نازنین نے مسکراکے کہا مین دکھادونگی پینے کا نام نہ لینا یہ کہکے بغل سے گلابی نکالی بیباک جادو نے دیکھا بہت ہی قلیل شراب ہی بیباک جادو نے کہا صاحب ہم اسکا مزہ چکھین دیکھین شراب تمھاری کیسی ہی نازنین نے کہا مین نے پہلے ہی کہدیا تھا تمنے شراب کے دیکھتے ہی پاؤن پھیلائے بیباک جادو نے کہا مین تو قرابہ حاضر کرنیکو کہتا ہون بلکہ پہاڑ پر پہلو بارہ دری مین چلکر بیٹھو شراب کے پیلے کے پیلے رکھے ہوے ہین اسباب عیش و نشاط حاضر ہی مین اکیلا ایسے مقام پر رہتا ہون کہ کوئی کنیز وغیرہ بھی نہین ہی مکان بالکل خالی ہین ہم تم بیٹھکر خوب مزے کرین یہ کہکے اٹھنے لگا نازنین نے دیکھا شکار ہاتھ سے جاتا ہی دامن پکڑلیا کہا لے تیری خوشی مجھکو دل و جان سے منظور ہی تیری باتون کے کہنے سے دل کو سرور ہی لے شراب پی لے مگر مجھکو نہ ستانا چند قطرے پیکر نہ بہلانا اسنے منھ کھولدیا نازنین نے وہ گلابی انڈیل دی اور شیشہ ہاتھ سے پٹک کے رونے لگی کہا تمنے تو پھاڑ سا منھ کھولدیا ساری شراب پی گئے بیباک جادو کو شراب پیتے ہی یہ معلوم ہوا کہ سلاخ آہن کلیجے مین اتر گئی گھبراکے کہا صاحب اس شراب مین کیا تھا کوئی مجھکو آسمان پیے جاتا ہی کلیجہ میرا منھ کو آتا ہی نازنین نے کہا صاحب نئی شراب ہی اب یہ باتین بناتے ہو اٹھکر ٹہلو تو نشہ اتر جائے قلب تسکین پائے بیباک جادو اٹھا گھبراکے ٹہلنے لگا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑاکے گرا اس نازنین نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار نعرہ عمرو

عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم		رنگ از رخ جمشید بد اختر ببرم	در محفل ... چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم		عمرو نے خنجر مارا سر بیباک جادو کا جدا ہوا اسکا مرنا قیامت برپا	

ہوئی پہاڑ سے بگولہ اٹھا طائر فریاد کرکے درختون سے اڑے درخت جل جل کے گرنے لگے قلعہ سنگین کی عمارتین منہدم ہوئین آسمان سے آگ برسی قضائے کار بیباک کا تیسرا بھائی سفاک جادو پہلوے قلعہ سنگین مین ایک نخل سایہ دار ہی وہان اسنے یہ شعبدہ بنایا ہی کہ دو صحرائے خون دونون نرگس اور لالہ زار کے سحر سے آراستہ کردیے ہین کہ جو اسطرف آئیگا نرگس نگاہ ڈالیگی لالہ زار سے خون برسیگا آخر مین گرفتار ہوگا سفاک جادو اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ اسنے یہ آفت دیکھی کہ قلعہ سنگین اپنے مقام سے گرا صدہا طائر آوازین دے رہے ہین ہائے بیباک جادو ہائے بیباک جادو ارے غضب کیا ہمارے افسر کو مارڈالا سفاک جادو گھبراکے اپنے مقام سے اٹھا بازو ونیز سحر کیا پرواز پیدا ہوے اڑتا ہوا بلند ہوا دور سے دیکھا بنگلہ بیباک جادو کا گرپڑا پہاڑ ہل رہا ہی پتھر سے ٹکرا رہے ہین طائران صحرا غل مچارہے ہین بدحواس ہوگیا سمجھا کہ بیباک کو کسی نے مارا یہ سب چیزین اسکے سحر کی مٹ رہی ہین یہی اسکے مرنے کی علامت ہی دیکھتا ہوا چلا آتا ہی سایہ نخلستان مین دیکھا لاشہ بیباک کا پڑا تڑپ رہا ہی ایک شخص دبلا پتلا ناٹا بیباک کے کپڑے اتار رہا ہی سفاک جادو تصویر تو عمرو

کی دیکھ چکا ہی سمجھا کہ ساربان زادے نے میرے بھائی کو مارا وہین سے نعرہ کیا باش او ساربان زادے اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب سر پیٹتا ہوا چلا آتا ہی چاہا گلیم اوڑھ کر نکل جاؤن مگر سفاک نے سحر کیا کہ خواجہ عمرو فورًا لڑکھڑا کے منھ کے بھل گر پڑا مثل مرغ بسمل کے پھڑکنے لگا سفاک جادو تیغ کھینچے ہوے آپڑا لاشہ جو اپنے بھائی کا خاک و خون مین غلطان دیکھا بیقرار ہوگیا پکارتا تھا کہ ای بھائی سفاک آنکھوں سے تمھارے قاتل کو پکڑا اپنے ہاتھ سے قتل کروہاے تم ایسا بھائی کہان سے پاؤنگا میری تمھاری محبت کے جا بجا چرچے ہوتے تھے دیکھنے والے کہتے تھے یہ دونون بھائی سفاک و مہیاک جادو لیلی مجنون ہین آج تمھارا ساتھ چھوٹا فلک نے مجھکو یون لوٹا عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہی کبھی دل سے کہتا ہی کہ یہ اب رونے پیٹنے سے فراغت پائیگا میرے قتل کی فکر کریگا طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی کبھی عرض کرتا ہی ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچانا سفاک جادو طرف خواجہ عمرو کے پلٹا کہا او ساربان زادے تونے ایسے جوان رعنا کو مارا قبلے کا چراغ گل ہوگیا اب مین تجھکو کس عذاب سے قتل کرون یہ کہکے تلوار کو سنگ چٹانے لگا اُسوقت عمرو کی بیقراری گریہ وزاری پکار رہا ہی ای معبود بچائے لطف سے

زکار بستہ کشاید خدا ز ہر سو باب — کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خداست مالک افلاک و واقف اسرار — خداست کاشف اسرار و فاتح ابواب — کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا
میان میکدہ و دیر و مسجد و محراب — خدا ز خاک بر آورد جوہر انسان — خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسیکہ سائل درگاہ ایزدی باشد — جناب حضرت حق آورد رخ از ہر باب — چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور
کہ ہست ہستی از ایشان چو نقش بر آب — نرفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو — نمرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
ز جسم نازک انسان ہمہ جان حزین — کشند ازین گل رعنا دم اخیر گلاب — رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک
نشاند ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب — رود بساحل اُمید مشکل است اخیر — فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہندگی — ستادہ ایم برای دو روز پا بہ رکاب — صفت پروردگار خلاق لیل و نہار

کر رہا ہی کبھی بلکتا ہی کبھی تڑپتا ہی قضائے کار ملکہ یاسمن گلگون پوش اپنے باغ مین ٹہل رہی ہی مگر بدحواس دل اُداس کنیزین ہر مرتبہ عرض کرتی ہین واری آپ کو بہت پریشان پاتے ہین خیر خواہان دولت حضور کا یہ حال پرملال دیکھکر گھبراتے ہین ملکہ یاسمن گلگون پوش کچھ جواب نہین دیتی ہین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مین باہر گئی تھی مین نے عجب قیامت برپا دیکھی وہ قلعہ جو پتھر کا بنا تھا وہ خود بخود گر پڑا اُدھر جنگل مین آگ جل رہی ہی کچھ طائران ہوائی غل مچاتے تھے یہ بھی آواز میرے کان مین آئی کشتی مرا نام من مہیاک جادو بود پھر مین نے ایک ساحر کو دیکھا سر پیٹتا ہوا دوڑا جاتا ہی آگے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ ہاے میرے بھائی کو کسنے مارا تیرے غصہ مین تھا کیون حضور یہ کیا معرکہ گذرا یہ سنکر ملکہ گھبرا گئین کہا مین دریافت کرنے جاتی ہون یہ کہکے ملکہ یاسمن گلگون پوش مثل ستارۂ سحری کے آسمان پر چمکی دیکھا حقیقت مین پہاڑ پرسے جنگل گر پڑا پہاڑ ٹکرا رہا ہی قلعہ سنگین بھی گر گیا تمام صحرا مین آگ سنّاٹا سا پڑا ہی دیکھتی بھالتی اُس مقام پر پہونچی اب یہ معرکہ دیکھا کہ عمرو تو پڑا زمین پر لوٹ رہا ہی سفاک جادو تلوار کو سنگ چٹا کر ہاتھ رکھکر بازو دیکھتا ہوا کلمات سخت و سست زبان پر جاری او ساربان زادے تیری بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن ایسے شیر جوان کے مرجانے کے بعد کیونکر اپنے دل کو

تسکین دون عمرو کا ہاتھ جوڑنا کبھی یہ کہنا ای سفاک تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا مین نے تمھارے بھائی
بیباک جادو کو نہین مارا میرا شاگرد برق فرنگی آکے اسکو مار گیا مین نے لاشہ پڑا دیکھا چونکہ محتاج ہون
کپڑے اتار لیے اس خطا پر جو آپ کے مزاج مین آئے وہ مجھکو سزا دیجیے وہ لباس حاضر ہی مجھسے لے لیجیے بلکہ مجھکو
ملازم رکھ لیجیے مین سب ساحرون کو عیاری کرکے مارون آپ کو خداوند سفاک بناؤن آپ کیا خوب خدائی
کیجیے گا مجھ ایسا مشیر آپ ایسا خداوند صاحب تقدیر سفاک جادو کہتا ہی ارے او ظالم ساربان زادے
تین روپے کے پیادے تیری باتین مجھکو زہر معلوم ہوتی ہین توبہ کرنیکی جگہ ہی کہ خداوند سالوس تو چولہ
بدلین اور ہین انکے مقام پر خدائی کرون عمرو نے عرض کی ای شہنشاہ ساحران اور ملک مین تشریف
لے چلیے جہان آپکو منظور ہو وہان آپکی خدائی چمکادون مین مشیر قدرت ہون کیا لطف سے انتظام ہو میرا
کام ہو آپکا نام ہو سفاک جادو کہتا ہی او ساربان زادے کیون باتون مین دھوکا دیتا ہی یاسمن نے
دیکھا کہ سفاک جادو عمرو کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو کی بیتابی بیقراری سے ملکہ یاسمن گلگون پوش کا دل ہل گیا
جھول مین ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالی اپنے خون سے اسکو رنگین کیا اسم سحر پڑھ کے کارد کھینچ ماری نعرہ بھی کیا نام ملکہ
یاسمن گلگون پوش سینے پر جو اس ساحر کے کارد آکے پڑی پشت سے گذر کر پار گذری سفاک جادو تڑپکر
گرا سنگباری برف باری ہونے لگی جو مقام اسنے بنائے تھے وہ سب مقام منہدم ہونے لگے عجائب و غرائب
جلکر خاک ہوے عمرو اٹھا ملکہ نے آکے کہا خواجہ عمرو یہ کیا غضب ہوا خدا نے بڑا فضل کیا کہ مین نے کنیز کی زبانی
سنا کہ بعد مرنے بیباک جادو کے سفاک جادو بقہر و غضب تمام گیا ہی شکر ہی کہ مین وقت پر پہونچی عمرو نے
کہا ای ملکہ عالم حقیقت مین عجب وقت پر تمنے آکے مدد کی اگر دس منٹ تم اور نہ آتین تو ہمکو زندہ نہ پاتین مگر
جوش محبت مین عمرو ہاتھ ملکہ کے چومنے لگا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا خواجہ بہت کھٹکے جاتا چوتھا دربند عجب مقام ہی
وہان کے حاکم کا مسواک جادو نام ہی بڑا منہ زور ہی سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق ہی خواجہ وہان بہت کھٹکے
جاتا مجھے ہر وقت تمھارا خیال رہتا ہی یہ بھی آپکو یاد رہے کہ مسواک جادو مدت سے میرے نام پر مرتا ہی ایک دن
سامنے خداوند کے باپ سے میرے اسنے کہا تھا کہ یاسمن گلگون پوش کو میرے ساتھ منسوب کیجیے باپ نے
میرے جواب سخت دیا خداوند نے بھی منع کیا کہ ای مسواک تو آگاہ ہی کہ بڑے بڑے شاہون نے پیغام
دیے مگر جیحون جادو نے قبول نہین کیا تو کیا مجھکے ایسی بات منہ سے نکالتا ہی اسدن سے وہ مایوس ہوا
مگر مخفی پیروی کیا کرتا ہی کنیزون کو میری ہزار ہا روپے دیے یہ کسی کنیز کی مجال نہ تھی کہ مجھسے کہ سکے وقت پر
مین بھی آؤنگی یہ کہکر ملکہ رخصت ہوئین مگر اب احوال دربار خداوند سالوس کا عرض کیا جاتا ہی کہ یہ جیسا
مطمئن ہوکر بیٹھا کہ جیحون جادو نے کیا دریادلی دکھائی کہ ساتھ دربند بنائے اب تو مسلمانون کے انکا
راستہ موقوف ہوا ساربان زادہ بھی نہ آسکیگا تیزرفتار عیار بھی دربار مین خوش بیٹھا ہوا ہی یہی کہ رہا ہی کہ
یا خداوند اب تو اطمینان سے برس چھ مہینے آرام فرمائیے جسدن حکم ہوگا اسی دن ساربان زادے کو مین
جاکے پکڑ لاؤنگا یہ ذکر تھا کہ اول افلاک جادو کے مرنیکی خبر آئی کہ افلاک جادو مارا گیا سالوس
نے کہا ای تیزرفتار افلاک جادو کے مرنیکی خبر کسنے سنائی افلاک جادو تک ساربان زادہ کیونکر پہونچا
سب نے متفق ہوکے یہی کہا کہ کوئی ہم مین کا شریک ہوگیا ہی اسنے ساربان زادے سے سب حال
بیان کیا ہوگا جب تو افلاک جادو مارا گیا دوسرے دن خبر پہونچی کہ بیباک جادو و سفاک جادو

دونون قتل ہوئے مسواک جادو نے عرض کی یا خداوند تین بھائی ہمارے مارے گئے اب مین تدبیر کرتا ہون
مین نے دیوار آہنی تیار کر کے راستہ بند کیا ہی ایک ابر سیاہ بھی آسمان پر آراستہ کر دیا ہی اگر ساحر کج بینش
قصد کرین وہ بھی ادھر نہ آسکین مگر یہ بھی غلام کو معلوم ہوتا ہی کہ ساحر زبردست ضرور کوئی ساربان زادے
کے ہمراہ ہی بعد مرنے بیباک جادو کے سفاک جادو خبر سنکر پہونچا کسی ساحر یا ساحرہ نے اُسکو مارا
ورنہ اُسنے ساربان زادے کو پکڑ لیا تھا مگر آسمان سے آگ برسی کاردِ سحر نے اُسے ہلاک کیا اِسکی جستجو کیجیے
کہ کون صاحب درپے آزار ہین سالوس کے ہوش اُڑ گئے کہا کیون تیز رفتار ہین تقدیرین تیز کرتا ہون
کون تدبیر کر کے مٹا دیتا ہی جو تقدیر کرتا ہون وہ مٹجاتی ہی تیز رفتار نے عرض کی یا خداوند مفہوم جادو اپنے
خلیفہ کو مین نے روانہ کیا ہی وہ اسی جستجو مین ہی ایک ساحرہ کو اُسکے ساتھ کیجیے قتیل جادو کہ قرابت دار
سالوس ہی یہ کہکے اُٹھی کہ مفہوم جس مقام پر کہیگا یا قصد بھی کریگا وہان پہونچونگی اب مین اسی فکر مین رہونگی
کہ مسواک جادو کو بچاؤن حقیقت مین بڑا سامان کیا ہی میرے نوکر نے مجھکو خبر دی کہ اُسنے دیوار آہن
بنا کر سدِ باب کیا قتیل جادو عرض کرتی ہی کہ اب مین مسواک جادو ہی کی فکر کرونگی تین بھائیون کو مار چکا
اب مسواک جادو کا بھی رشتۂ حیات باقی نہ رہیگا مسواک جادو پر بھی عمرو کا دانت ہی مفہوم جادو
و قتیل جادو دونون اس فکر مین نکلتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر خواجہ عمرو خدمت امیر عالیشان
حمزۂ صاحبقران زمان مین جو آئے دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہی سرداران نامی جابجا تڑپ رہے ہین عمرو نے
پوچھا خیر تو ہی یارو یہ کیا معرکہ ہی ابوالفتح سے ملاقات ہوئی ابوالفتح نے عرض کی ماموں جان آپ کہان تھے
یہان تو قیامت برپا ہو گئی آپکی صورت بنکر آسیب جادو آیا اور صاحبقران زمان کو کہ وہ تو آپ کے
مشتاق تھے گھل مل کے باتین کرنے لگے وہ صاحبقران زمان کو باتین کرتا ہوا باہر لایا فقرہ دیا کہ اسم اعظم
پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا جھولی مین اُسکی اک طائر تھا اُسنے طائر کو چھوڑا طائر نے گرد صاحبقران زمان
کے چرخ مارا اسطرح ہوا بنکر نکل گیا مقبل بھی تیر و کمان لیکر دوڑا مگر وہ قندیل فلک ہو چکا تھا تیر نے بھی خطا
کی مین دور تک اُسکے تعاقب مین پہونچا مگر نہین معلوم وہ کہان گیا صاحبقران زمان خاموش بارگاہ
مین جلوہ فرما ہین عمرو نے کہا ای ابوالفتح یہ بڑا غضب ہوا مین نے جا کے افلاک جادو حاکم دربند اول کو اور
بیباک جادو حاکم دربند دوم کو اور سفاک جادو حاکم دربند سوم کو مارا اب قصد ہوا تھا کہ صاحبقران
زمان کو ساتھ لیکر فکر مین مسواک جادو حاکم دربند چہارم کی جاؤن یہ اسم اعظم پڑھکر آگے بڑھینگے چوتھے دربند
کو یون مٹاینگے اب دو فکرین واجب و لازم ہوئین مسواک جادو کی بھی فکر کرون اور آسیب جادو
کو بھی ڈھونڈھون ابوالفتح نے کہا ماموں جان مین بھی فکر مین آسیب جادو کی جاتا ہون عمرو اندر بارگاہ
کے آیا صاحبقران زمان کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمنے سنا اسم اعظم پھر بند ہو گیا اُسنے
میرے بھی گرفتار کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر مین نے نعرہ کیا وہ نکل گیا اب تم بتلاؤ کہ تمنے کیا کیا عمرو نے تمام کیفیت
بیان کی کہا حضور اب یہ دوسری فکر لاحق ہوئی کہ آسیب جادو کو ڈھونڈھون برائے قتل مسواک جادو
جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا خواجہ عمرو تمنے یہ بھی خبر سنی ہی کہ جب سے یہ ساحر مارے گئے ہین تب سے تو
سالوس نے کئی سو ساحر تمہاری فکر مین بھیجے ہین جابجا ساحر ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور جیحون جادو
بے آبرو کہ نہایت ساحر زبردست ہی اسی کی صلاح سے دربند نے ہین اُسکا یہ ارادہ ہی کہ پہلے تلاش کرکے

عمرو کو مارون زبانی تمھارے شاگردون کے معلوم ہوا کہ جیجون جادو کئی مرتبہ لشکر مین بھی آچکا ہی ایک ایک سے
پوچھتا تھا ساربان زادہ کہان ہی کسی نے کچھ نہین بتایا اب تم دو چار روز میرے پاس رہو بعد اس تمھارے پھر تمکو
اختیار ہی عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اب تساہل بیکار ہی یا تو ان چارون دربند و نیز میری جان جائیگی یا انشاء اللہ
ان سب کو مارونگا یہ کہکر کان مین امیر عالیشان حمزہ صاحبقران زمان کے منہ لگا دیا عرض کی ای شہریار دختر
جیجون جادو کہ وزیر سالوس بد اختر ہی ملکہ یاسمن گلگون پوش جان و دل سے پیروی کر رہی ہی یہ مقدمہ ملحوظ
خاطر عن والا مقام رہے کہ خواجہ عمرو نے حال ملکہ یاسمن گلگون پوش کا کہا کہ شاید وقتاً فوقتاً مین کہین گرفتار
ہو جاؤن اور وہ صاحبقران کو خبر پہونچائے صاحبقران زمان نہ سمجھین کہ یہ خبر دینے والا کون ہی دوسرے
یہ کہ بارگاہ سلیمانی صاحبقران لشکر ظفر اثر مین چھوڑ آے مین یہان بارگاہ حشامی استادہ ہی بارگاہ سلیمانی
کے واسطے یہ فخر ہی کہ ساحر نہین آسکتا طائر بنکر قبے پر نہین بیٹھ سکتا عیار سراچہ نہین چاک کر سکتا بارگاہ حشامی
مین یہ باتین نہین ہین صاحبقران زمان بارگاہ حشامی مین جلوہ فرما ہین عمرو سرگوشی کر رہا ہی کہ ابو الفتح نے
عرض کی کہ ایک طائر ہفت رنگ قبہ بارگاہ حشامی پر بیٹھا ہی مین جو ادھر سے نکلا منقار مین طائر کی یہ پرچہ
کاغذ کا تھا یہ کہکر اُسنے پرچہ کاغذ کا پھینکا کہ ای شخص اگر تو عمرو کا دوست ہی تو یہ پرچہ عمرو کو پڑھوا دینا یہ کہکر
وہ طائر اڑکے چلا گیا پرچہ مین اٹھا لایا عمرو نے کہا وہ نازنین مہ جبین ملکہ یاسمن گلگون پوش ہوگی پرچے
کو جو کھولکر دیکھا حقیقت مین طرف سے ملکہ یاسمن گلگون پوش کے تحریر تھا ای شہنشاہ اقلیم عیاری ای ہزبر
دشت طراری دربار مین خداوند سالوس کے ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہی کہ کوئی ہم مین سے شریک مسلمانان
ہوا بہت سے ساحر تمھاری اور میری تلاش مین نکلے ہین خبردار خبردار فکر مین مسواک جادو کی نہ جانا
اور آسیب جادو نے اسم اعظم جو بند کیا ہی فلان جانب جو صحراے خارستان ہی وہان اُسنے ایک تالاب
بنایا ہی اُسی کے اندر چھپ کے بیٹھا ہی ابھی وہان بھی جانیکا ارادہ نہ کرنا مجھسے ملاقات کے بعد آپ کو اختیار ہی
مگر مسواک جادو کے مرحلے پر بہت بڑا سامان مہیا ہی عمرو نے وہ پرچہ پڑھکر صاحبقران زمان کو سنایا
صاحبقران نے فرمایا مین بھی یہی فہمائش کرتا ہون کہ اب دو چار روز چپ ہو کر بیٹھو عمرو نے کہا مین آج ہی
مقام پر مسواک جادو کے جاؤنگا آپکا اقبال یاور ہی اور طالع مدد گار ہی تو اُسکا سر لاتا ہون یہ کہکر عمرو اٹھا
خود صاحبقران زمان نے روکا عمرو نے نہ مانا باہر نکل آیا کہ سامنے سے برق فرنگی تڑپتا ہوا آیا کہا استاد
مسواک جادو نے آج جلسہ آراستہ کیا ہی رقص کرنیوالے گانے والے شعرا کا ملین چلے آتے ہین مین نے اُسکی
زبان سے سنا تھا کہ وہ کہتا تھا مین بھائی میرے مارے گئے اس جشن کے بعد مین تلاش مین خواجہ عمرو کی
نکلونگا ایک دن مین ڈھونڈھ کے لے آؤنگا بھائیون کے خون کا بدلہ لونگا مین جا کر عیاری کرتا ہون آپ
بارگاہ حشامی سے نہ نکلیے کا خدمت مین صاحبقران کی تشریف رکھیے عمرو نے کہا خبردار تو جانیکا ارادہ
نہ کرنا کبھی کوئی عیاری تو نے کی بھی ہی جو آج عیاری کریگا یا عیاری کے نام ہی پر جان دیتا ہی برق فرنگی یہ سنکر
کے خاموش ہوا مگر دل مین یہ ہی کہ آج اس جلسے مین چلکے ضرور عیاری کیجیے خواجہ عمرو نے ذرا منہ پھیرا تھا کہ
برق غائب ہوا عمرو نے دیکھا برق غائب ہوا پھر سامنے سے مہتر قران آئے عمرو نے کہا ای قران یہ
بھورا اپنی تیزی پر مرتا ہی کمبخت کو عیاری مین ذرا دخل نہین ہی اب دربند مسواک جادو پر گیا ہی عیاری
تو نہ کریگا اُسکو ہوشیار کر دیگا مجھکو مشکل ہوگی مہتر قران نے کہا استاد برق فرنگی کمال کرتا ہی عمرو نے کہا تم دونون

حماقت زدہ ہو جاؤ ہٹو میرے سامنے سے خبردار میری مدد کو کسی مقام پر نہ آنا قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو
صورت بدل کے چلے مگر برق فرنگی کا حال سنیے کہ تڑپتا ہوا جاتا ہی یہی جلدی ہی کہ جا کر عیاری کرون مسواک کی
گردن لون اس خیال مین جاتا تھا دیکھا ایک بہلی آتی ہی جوڑی بیلون کی بہت معقول گاڑی بان سرخ پگڑی
باندھے ہوئے چار نازنینان زہرہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اُس گاڑی مین سوار ہین بیچ مین ایک نازنین
گلنار پوش طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ گلنار پوش ناچنے والی ہی یہ تینون ساز بجانیوالی ہین برق فرنگی
اک نخل کی آڑ پکڑ کر ٹھہرا ہی گاڑی بھی اُسی مقام پر کھڑی ہوئی اُس نازنین چہاردہ سالہ نے آواز دی ارے گاڑی
روک لے جب گاڑی رکی تو اُسنے کہا امی جان لٹیا مین پانی دیجیے مین پیشاب سے مہلت کر لون وہان دربار
شاہنشاہی مین شاید مہلت نہ ملے دوسری عورت جسکا تیس چالیس برس کا سن تھا اُسنے کہا اری گلشن
مثل مشہور ہی کہ وقت شکار کے کُتیا ہگاسی ویسا ہی تو نے بھی کیا چوبدار تو یہ کہ گیا کہ جلد آؤ تو دیر لگا رہی ہی
اُسنے کہا امی جان پیشاب پیرا نکلا جاتا ہی عرصے سے دابے بیٹھی ہون کہانتک ضبط کرون یہ کہکے بہلی سے اُتری
ٹہلتی ہوئی لٹیہ ہاتھ مین لیے ہوئے پائچون کو سنبھالتی ہوئی اپنے سائے کو دیکھتی ہوئی زلفین عارض انور
پر بل کرتی ہوئین عارض انور گلاب کے پھول لب اطہر مین مسیحائی ہر ادا مین رعنائی زیبائی جب ہنس دیتی ہی
سپیدی برّاق دانتون کی برق گراتی ہی کہ خرمن ہوش و حواس عاشقان کو جلاتی ہی اک نخل کے سائے مین
آکے واسطے پیشاب کے ٹھہری پیشاب سے فراغت کرکے اُٹھی برق فرنگی نے حلقہ ہائے کمند مار دیے
اُسکو بیہوش کیا گوشے مین لاکے لباس اُتار لیا اُسکی شکل بنکر قریب بہلی کے آیا مان نے کہا اری گلشن تو
بہت دیر لگاتی ہی برق فرنگی بہلی پر سوار ہوا کہتا ہوا امی جان تمنے تو حیران کر دیا کبھے ہی جاتی ہو
تمھاری بک بک نے مجھے بہت پریشان کیا ہی جب وقت ناچنے کا آئیگا سمجھا جائیگا تم کیون بک بک
کرتی ہو اس گانیوالی کا نام گلشن اور اسکی ماں کا نام گلعذار ہی بہلی والے پر تاکید ہی جلدی جلدی چل
میان مسواک جادو نے کہلا بھیجا ہی کہ ذرا سویرے سے آنا ہمین دیر ہو گئی برق فرنگی کہتا ہی کہ آپ
امی جان کیون گھبراتی ہین چلکر ہین محفل مین رنگ باندھ دونگی مگر اور باتون سے مجھے بچانا ایسا نہو میان
مسواک جادو دانت لگا بیٹھین اور بات مین نہ مانونگی گلعذار ہنس دیتی ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی بہن
صنوبر و شمشاد و گلشن بہت بھولی ہی باتین بھی اس نگوڑی کی ذرا ننھی ہوا ارے وہان بہت طائفے
ہین تیرے لینے کو تو سب سے آجاینگے تجھے بھی بس ایک غزل گانا پڑیگی اسطرح باتین ہو رہی ہین
اب جو اُس مجمع عام مین بہلی پہونچی کوئی کھنکار کے آواز دیتا ہی کیا معشوق پر جفا چسنت و چالاک ہی
کوئی پکارتا ہی ارے میان جانیوالے ذرا ادھر بھی دیکھنا کیا گھڑیان ہین ایک کہتا ہی عارض انور کو تو
دیکھو پھول سے دونون گال ہین ابرو رشک ہلال ہین آنکھین بعینہ چشم غزال ہین برق بھی سب کو
جواب دیتا ہوا جاتا ہی کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو اشارہ کیا کسی کو جھڑک دیا کسی کو جواب دیا تو اپنی
صورت تو دیکھو تجھسے کیا آنکھ ملاؤن ایسو نکو منھ لگاؤن ذرا الگ سے باتین کرو قریب نہ آؤ دار وغہ
ارباب نشاط نے آکے الگ ایک خیمے مین اُتروا دیا برق بیٹھا ہی تماشبین چلے آتے ہین بی گلعذار کو سلام
کرتے ہین کہتے ہین بی گلعذار مزاج تو اچھا ہی آپکی صاحبزادی کا مزاج کیسا ہی آج بہت دنون کے بعد تمکو
دیکھا برق فرنگی تڑپ کے جواب دیتا ہی مزاج تو بہت اچھا ہی خانصاحب آپ فرمایے کہ آپ کیسے رہے

آنکھون مین لکھانے جاتے ہو کنارے آگر بیٹھو مجرے کا وقت آنے تو سنا دو چار غزلین مین نے نئی نئی بھی
یاد کی ہین وہ آج سامنے میان مسواک جادو کے گاونگی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چوبدار آکے پہونچا کہا بی
گلشن صاحب چلیے مسواک جادو نے یاد فرمایا ہی جلسہ خوب جما ہوا ہی بی لذت بخش خوب گا رہین بڑے
بڑے رنگ جمانے خوب خوب مزے دکھائے بی مشتری کے بہت خریدار تھے کیا کیا تانین لگائی ہین بی
جیبدر کہروردگار عالم نے کیا آواز دی ہی دھومن بھی تیرانے مین طاق ہین شہرہ آفاق ہین مگر ان
سب کے پیچھے تمھارے مجرے کے لیے حکم دیا ہی برق فرنگی تڑپ تے اٹھا زیور کا صندوقچہ آیا سب
زیور جسم پر آراستہ کیا پھولونکی بدھیان موتیے کا چھپکا بی گلشن پھولون مین لدی ہوئین ساز بجانے والیان
بھی ساتھ ہوئین اس گرد فرے صحبت مین مسواک جادو کی آئین سب ساحران نامی و سرداران گرامی دربار
مین موجود ہین مسواک جادو کہہ رہا ہی بھائیو آج سب صاحبون سے آخری ملاقات ہی تین بھائی ہمارے
مارے گئے عیار ہماری بھی فکر مین ہونگے یار و اسی واسطے مین نے یہ جلسہ قرار دیا کہ آپ سب صاحبون
سے ملاقات ہو جاے نہین معلوم گردش فلک کیا دکھائے سب ساحر جواب دے رہے ہین کہ اے
مسواک تم ساحر زبردست ہو تم تک عیار کسی طرح نہین آسکتے ہم سب تمھاری مدد کے واسطے موجود
ہین کہ گلشن نے آکے سلام کیا مسواک نے نگاہ اٹھا کر دیکھا برق نے سینہ ابھار کے بحسرت نگاہ کی
مسواک جادو تڑپ گیا ساتھ والون سے کہا یا وا تمھین ظالم کی قاتل ہین کلیجہ پر چھریان چل گئین
کیا قد و قامت ہی نہایت خوبصورت ہی برق نے کھڑے ہو کے گت ناچنا شروع کی دونون سارنگیان
کس لطف سے بج رہی ہین طبلے کے ٹکڑے بند ہو رہے ہین مجیرون کی جھنکار خوب لطف سے گت ناچا نظم

تا چی گت اسطرح زہرہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
وجد کرنے لگا تدر و ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی
سرپہ رکھا الٹ جب آنچل
جان اسنے سسک سسک کر دی

گت ناچنے کے بعد یہ غزل ابرو لکھنوی کی شروع کی غزل

اپنی شامت مین مبتلا ہی دل
نظر آتا ہی اسمین روے صنم
انکی زلفون مین پھنس گیا ہی دل
سیر دونون جہان کی ہی اسمین
پھر آئی زلف مین پھنسا ہی دل
جب ہی بیمار عشق سے پرہیز
راہن اپنا پڑا ہوا ہے دل
کوئی ارمان اب آنہین سکتا
انکا پیکان دوسرا ہی دل
اب چھپٹا تو چھٹ میگا کبھی
ایک ہندی ہی دوسرا ہی دل
ٹھنڈی سانسین ہماری کیا ہین
تمکے حسن ط فقط بنا ہی دل
صاف آئینہ بنگیا ہی دل
تم جو بگڑے تو اور دیکھو لطف
جام جمشید سے سوا ہی دل
چاک کرکے جو تو نے پھینکدیا
پھر وہ کس درد کی دوا ہی دل
سچ ہی ایسا کسی حسین کا نہین
حسرتون سے یہ بھر گیا ہی دل
جگر اچھا سہی اسیکو لو
میرا لذت کا آشنا ہی دل
کیون رہے داغ ہجر سینہ مین
صورت غنچہ کھل گیا ہی دل
مائل زلف ہو گیا ہی دل
اس پری پر جو آگیا ہی دل
پیچ پر پیچ اب اٹھائیگا
اپنے سینے سے بھی خفا ہی دل
ہاے چھوٹا ہی جس سے مرکے
بیقراری کی یہ سزا ہی دل
ہی زمین پر وہ نقش پاسجا
جیسے پیٹ حضور کا ہی دل
کیون نہ سینے سے ہم لگاے رہین
ہنسنے مانا اگر برا ہے دل
دونون پیتے ہین دور پیالے
کیا اسی واسطے بنا ہی دل
اب جگر بھی اسی طرف کو چلا

عشق مین جسطرف گیا ہی دل　خوفناک ایسی ہی مری شب ہجر　کہ جگر سے لپٹ گیا ہی دل
تم کہو کیون کہ لے لیا سلے گئے　ہمتو کہتے ہین دیدیا ہے دل　آبرو کیون تڑپتے پھرتے ہو
ستمگر پر آگیا ہی دل

لفظ دل جو ردیف مین ہی اسکو بتانا شروع کیا مسواک جادو سے
آنکھین ملائے جب سینے پر ہاتھ رکھا چہرہ اُداس ہوا جب مسواک جادو سے آنکھ ملا ہی ٹھنڈی سانس
بھری جون جون برق تبلاتا ہی مسواک جادو بگڑا جاتا ہی جب آنکھ ملاتا ہی برق اشارہ کرتا ہی اشارون مین وعدے
ہونے لگے کبھی انگوٹھا دکھا دیا کبھی اقرار کر لیا تمام اہالیان محفل دنگ گلشن کے گانے پر محفل کا عجب رنگ ہی
کہنے والے اُنکی اتی جان سے کہہ رہے ہین بی گلعذار خوب تعلیم دلوائی گلعذار جواب دیتی ہی آپ سب صاحبونکی
عنایت و مہربانی ہی گلشن برق جھنڈہ صحبت مین ناچ رہی ہی دورہ باندھ رہی ہی کبھی داہنے کبھی بائین گاتے
گاتے پہر رات گئے مسواک جادو سے اشارون مین نکلنے کا وعدہ ہوا گلشن نے بھی قبول کیا اب زمانہ قریب
ہی مسواک جادو سے گلعذار سے پیغام سلام کر لیا ہزار روپے کا توڑہ بھجوا دیا اشارون مین کلام ہو رہا ہی مگر
قریب ہی کہ مسواک جادو اپنے مقام سے اُٹھے اور گلشن کو اپنے ساتھ لیجائے کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا ایک
چوبدار نے بڑھکر مسواک جادو سے کہا مفہوم صبا رفتار و تمثیل جادو حاضر ہین مفہوم کو خداوند نے اس
امر کے واسطے بھیجا ہی کہ شاید کوئی عیار تمھاری محفل مین آئے تو یہ تیز رفتار کے خلیفہ ہین یہ پہچان لینگے عیار کو آپکی
صحبت مین دخل ہو گا مسواک جادو نے حکم دیا کہ بلالو برق فرنگی پریشان ہوا گر پیشواز پہنے کھڑا ہی سب
اہالیان محفل اشارے کر رہے ہین بی گلشن ایک غزل اور ہماری خاطر سے گاؤ حقیقت مین تمھاری کیا آواز
ہی گانے مین تمھارے سوز و گداز ہی سب کو بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا برق فرنگی مفہوم کا حال سنکر
ستانے مین ہی کسی کو جواب نہین دیتا جی مین کہتا ہی دیکھیے اب کیا ہو پہلوتہی کر رہا ہی کہ موقع ملون تو اب یہان سے
نکل جاؤن مگر چوبدار نے جو جاکر کہا آگے آگے مفہوم صبا رفتار پشت پر تمثیل جادو اسنے بھی باہر سنا کہ آج جلسہ ہی
مفہوم جادو سے کہا ہم بھی جلسے مین شراکت کرین جیسے ہی مفہوم جادو اندر آیا مسواک جادو کو جھک کر
سلام کیا مسواک نے کہا ای مفہوم جادو بیٹھ جاؤ دیکھو گلشن کیا قیامت برپا کر رہی ہی کیا خوب بتاتی ہی وہ
غزل گائی دل ردیف تھا دل پر تیر مارے کلیجہ مشبک ہو رہا ہی مفہوم جادو نے پلٹ کے دیکھا نگاہ ملتے ہی برق
کو پہچانا مگر برق فرنگی بھی آمادہ ہی جب آنکھ ملی جھک کر سلام کیا کہا خلیفہ صاحب اچھے رہے کہو استاد کا مزاج
کیسا ہی مفہوم جادو اس دلیری پر حیران ہی کہ برق فرنگی کیا بلا کا عیار ہی بڑا طرار و فرار ہی زبان نہین رکتی ہے
مقراض چل رہی ہی کسی کہا میان مفہوم جادو بیٹھ جاؤ گانا سنو تم تو ایسے حیران حیران مجھکو دیکھ رہے ہو کہ گویا
آنکھون مین کھا جاؤ گے دیوانہ بناؤ گے سب اہالیان محفل نے کہا کہ خلیفہ جی بیٹھو اسوقت گلشن کے گانے کا
عجب رنگ ہی کانون مین آواز بھری ہوئی ہی یہی جی چاہتا ہی کہ یہ خاموش نہون مفہوم نے کہا ارے صاحبو
آپ لوگ کیا جانین مین کس فکر مین ہون میرے اُستاد رنج و ملال مین آٹھوپہر اسی خیال مین تین در بند تو
فتح ہو گئے کیسے کیسے ساحر مارے گئے عیارونکی فکر ہی آٹھ پہر دربار خداوندی مین یہی ذکر ہی آپ لوگ جلدی
نہ کرین جو کچھ ہو رہا ہی وہ آپ سب صاحبون پر ظاہر ہو جائیگا برق فرنگی سمجھ گیا کہ اب مفہوم جادو میری
فکر مین ہی جھپٹ کے قریب آگے ہاتھ پکڑ لیا آنکھ ملا کر کہا مہتر صاحب کیون غصہ کرتے ہو دیکھو شاہنشاہ کیا
کہتے ہین جیسے ہی مفہوم جادو نے پلٹ کے دیکھا برق فرنگی نے ایک دھول سر پر لگائی نعرہ کیا او بھیا مین

سیلے ہی سمجھ گیا کہ تو نے مجھکو پہچانا پشت پر اک لات ماری مفہوم جادو منھ کے بل گرا قتیل جادو پہلو مین کھڑی تھی
اُسکو خنجر مارا وہ تھرا کر گری برق فرنگی نعرہ کرکے بھاگا نعرۂ برق ہم تم برق رفتار و خنجر گذار ہم تم ہین لیکن گران
بہ ہزاراں بارگاہ مین ہنگامہ ہوا برق فرنگی اندھیرے مین بھاگا گلعذار حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ گذرا سر پیٹنے لگی
پکارتی ہی ارے صاحبو یہ کیا ہوا میری بچی کہان گئی مسواک جادو جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھا واہ مہتر صاحب
تمنے آکر خوب جلسہ درہم و برہم کر دیا مفہوم نے کہا مین ابھی لاتا ہون یہ کہکے جھپٹا برق فرنگی نے باہر بھی آکے
ایک جادوگر کو مارا یہان بھی ہنگامہ ہور ہا ہی ارے برق فرنگی نکل گیا جل دے گیا پکڑنا جانے نہ پائے برق
نے جنگل مین جاکر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا اُسی غار مین چھپ رہا مگر مفہوم جادو جو غصے مین نکلا دیکھا پیچھا
دوڑتا ہوا جاتا ہی جو کوئی راہ مین ملا اُس سے پوچھا ادھر بھاگا ہوا کوئی انگریز گیا ہی زنانے کپڑے پہنے ہوے
ہی جنگل مین ڈھونڈھتا ہوا جاتا ہی اُدھر سے خواجہ عمرو ایک گنوار کی صورت بنے ہوے دیکھتے بھالتے چلے
آتے ہین سامنے سے دیکھا ایک عیار دوڑتا ہوا آتا ہی کچھ کچھ بدحواس کبھی کھیت والون کو دیکھتا ہی کبھی
کھیت پر کسان زراعت کی حراست کر رہے ہین کوئی پانی بھر رہا ہی کوئی اپنے کھریان پر کھڑا ہی ایک ایک
سے بڑھ بڑھ کے مفہوم جادو پوچھتا ہی کہ یارو اسطرف سے کوئی انگریز بھاگا ہوا گیا ہی کسی کا منھ دُھلایا ہے
کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے ہین خواجہ عمرو نے جو اس عیار کو اس بدپریشانی مین دیکھا بس سمجھ گئے کہ ہمارے
بھوریے نے کوئی عیاری کی یہ اُسی کی فکر مین نکلا ہی پکار کر آواز دی مہتر صاحب جو پوچھیے ہم بتادین ہم بھی
خداوند سالوس کے بندے ہین مفہوم جادو دوڑ کے قریب آیا کہا بھائی برق فرنگی عیار شاگرد خواجہ عمرو
ہین آئے شہزادی نامدار گلشن کی شکل بنکے دربار مین مسواک جادو کے پہونچا گا بجا کے خوب سا اپنا رنگ جمایا
مین نے اُسے پہچانا مجھے دھول مار کے بھاگ گیا ہی قتیل جادو کو قتل کر گیا اُسی کی جستجو مین نکلا ہون خواجہ عمرو
نے کہا مہتر صاحب مین نے ابھی دیکھا زنانے کپڑے اُتارتا ہوا پشواز کو اُسنے پھاڑ کر ابھی اس گڑھیا مین پھینکا
ہی مین نے ایک لٹھ مارا بایان پانون اُسکا ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا وہ سامنے جو زرعۂ نخلستان کا ہی اُسمین جا کے
گرا ہی پانون کو باندھ رہا ہی مین اس فکر مین کھڑا تھا کہ ایک آدمی اور آجائے تو مین جاکے پکڑ لون مگر اب
آپ تشریف لے آئے ہین بہت ہی بہتر اور مناسب ہوا ہم اور آپ دونون ملکے اُسکو پکڑ لاتے ہین یہ
جو مفہوم جادو نے سُنا کہا چلو بھائی تمنے بڑا احسان کیا مگر تمنے اُسکے پانون مین لٹھ کسواسطے مارا گنوار نے
کہا مین اُس سے کہتا تھا یہ پشواز مجھکو دیدے اُسنے وہ پشواز مجھکو نہ دی گڑھیا مین پھینکدی مجھکو غصہ آیا
مین نے لٹھ مار دیا پانون اُسکا ٹوٹا مگر ایسا تیز ہی کہ بھاگ کر نکل گیا ہم تم دونون ملکے گھیر لینگے لیکن اُسکے
قریب نہ جانا خنجر کھینچا ہوا اُسکے ہاتھ مین ہی بلا کا عیار ہی بڑا طرار و فرار ہی مفہوم جادو نے کہا میرے سامنے
زبان نہ ہلا سکیگا اب راہ مین گنوار نے پوچھا محفل مین کیا رنگ گذرا مفہوم جادو نے بیان کیا گلشن نازنین
کی شکل بنکر یہ گیا خوب رنگ جمایا اب اُسنے مسواک جادو کو اشارون مین راضی کر لیا تھا تنہائی مین جا بیٹھا تھا
کہ مین پہونچا میرے منھ سے دو چار باتین ایسی نکل گئین کہ وہ سمجھ گیا ظالم کی گستاخی تو دیکھو میرا ہاتھ پکڑ کر کہا
مہتر صاحب بیٹھو مزاج تو تمھارا اچھا ہی پھر کہا دیکھو بادشاہ کیا کہتے ہین مین اُدھر پلٹا اُس ظالم نے میرے ایک
دھول ماری قتیل کو خنجر مارا جب وہ مر گئی اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین وہ اپنی جان بچا کے
بھاگا اُسی کی جستجو مین جاتا ہون گنوار ہان ہان کرتا ہوا قریب زرعے کے لایا کہا دیکھو وہ سامنے بیٹھا ہی

مفہوم جادو نے کہا مجھکو نہین معلوم ہوتا گنوار نے کہا تمکو کیا معلوم ہو آنکھون کے آگے ناک ہی کیا خاک سوجھے
ایک پتھر مارو کہ سر اسکا پھٹے مفہوم جادو نے سر سے گوپھن کھولا پتھر نکال کر کلہ گوپھن مین دیا جیسے ہی اپنے
چاہا کہ مارے ون خواجہ عمرو نے حلقے کمند کے گردن مین مفہوم جادو کی ڈالدیے جھٹکا مارا مفہوم جادو منھ کے
بل گرا حباب مارا مفہوم جادو بیہوش ہوا عمرو نے مفہوم جادو کو ورق فرنگی کی صورت بنایا آپ
بصورت مفہوم۔ بشکر کھڑا ہوا اشارہ لیکر چلے گرتے ہوئے جیسے ہی قریب جلسے کے پاہونچے لوگون نے دریافت
کرنا شروع کیا مہتر صاحب کیا گذری عمرو نے کہا پکڑ لایا بھلا مین بھوریے کا پیچھا چھوڑتا خوب تلوار چلی مگر مین نے
پکڑ لیا سب لوگ پوچھتے ہوے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین مسواک جادو دربار مین بیٹھا تھا جلسہ درہم برہم
ہوا اب ناچ گانا کیسا قتیل جادو کا لاشہ اٹھانیکی تدبیر ہو رہی کہ مفہوم نقلی سامنے سے آکر پہونچا جھک کر
سلام کیا مسواک نے کہا ای مفہوم جادو تمنے بڑا کمال کیا کہ اس ظالم کو گرفتار کرکے لائے سامنے ستون
مین اس ظالم کو باندھو عمرو نے مفہوم جادو کو ستون سے باندھ دیا مسواک جادو نے کہا ارے
ہوشیار کرو عمرو نے کہا حضور مین ڈرتا ہون یہ بڑے مکار کا شاگرد ہے یہی کہیگا کہ مین مفہوم صبارفتار ہون اب
مجھے اچھی طرح پہچان لیجیے دیکھیے چہرے پر میرے خال ہے پیشانی پر داغ ہے مسواک جادو نے کہا کیون اتنا
بیہودہ بکتا ہے ہمارے ساتھ تعمیل کر پرورش پائی ہم پہچان نہین سکتے وہ کہے گا تو اسکے کہنے سے کیا ہوتا ہے تو
ہوشیار کر خواجہ عمرو نے اسے ہوشیار کیا آنکھو کھلتے ہی مفہوم صبارفتار نے دیکھا فہم مین آیا یہ کیا ہوا مسواک
تخت پر بیٹھا ہے سب ساحر جمع ہین ایک ارتھی تیار ہوئی ہے قتیل جادو کے لاشہ اٹھانیکی تدبیر ہو رہی ہے
مفہوم صبارفتار چاہتا ہے کہ بولون مگر گلے مین گیند عیاری کا پھنسا ہے غین غین کرنے لگا عمرو نے دو تین
ایک طمانچہ مارا او نالایق تو نے مجھکو دھول ماری قتیل جادو کو قتل کیا اب گونگا بنا ہے اور خدمتگار کی
تدبیر۔ آگئے کسی نے لات ماری کسی نے گھونسا مارا کسی نے جوتی ماری مفہوم صبارفتار کا منھ سوج گیا
سر جھکا کے خاموش ہوا مسواک جادو نے کہا ای مہتر مفہوم صبارفتار اسکو تو بحسرت قتل کرینگے مگر اس
ظالم نے اپنا رنگ جمایا ایسا گایا وہ صورت زیبا بنا کر آیا تھا کہ اسوقت تک وہ صورت زیبا آنکھون کے
سامنے پھر رہی ہے عمرو نے کہا حضور آپ نے گانا نہین سنا جو جو باتین ساربان زادے کی مشہور ہین وہ
سب آج آپ کو دکھاؤنگا گانا سنیے دیکھیے گانا اسکا نام ہے یہ کہکے سازندون سے اشارہ کیا ساز درست کرو
ساز درست ہوے بالحان تمام یہ غزل گانا شروع کی

غزل

کہتے ہو بت ہون مین نہین میرے خدا نہو

دھوکا دو اسکو جو تمھین پہچانتا نہو
وہ رنج کیا کہ جس سے نہ راحت ہو عشق مین
تھوڑی نہ بیٹھے روٹھ نہ جائے خفا نہو
رونیلے کھونے دیتی ہے ای جستجوے یار
لیکن مرون تو جی کے امید وفا نہو
کچھ تو خدا لبھے مجھے دیکھا ہے جان طلب
ہاں ہم جدا کرین بھی جو دل کو جدا نہو

حسرت کی آنکھ سے مری آنکھو خدا بچائے
وہ درد کیا جو دل کے تڑپ کی دوا نہو
میری زبان بھی کاٹ کے لیجا پیام بر
اچھا سلوک کرتی ہے تیرا بھلا نہو
کیا رشک ہے کہ ہجر مین خود چاہتے ہین ہم
ای یار بد دعا ہی سہی گو دعا نہو
بچھڑ کے یون کہ آتی نہین شوخیان کیا

بہتر ہے مرتے دم بھی اگر سامنا نہو
معشوق ہی نہین ہے جو عاشق سے کج نہ ہو
مجھسے وہاں پیام جو میرا ادا نہو
پیغام مرگ وعدہ خلافی تری سہی
نالہ بھی گوش یار تک اپنا رسا نہو
خلوت مین آج آنے کیا ہے طلب نہین
کچھ تو جلال انکو ستم کا بہانہ ہو

یہ غزل اس طور سے خواجہ عمرو نے گائی کہ مسواک نے موتیون کا مالا اپنے گلے سے اتار کے خواجہ عمرو کو

پہنا دیا کہا ای مفہوم صبار فتار سبحان اللہ تمہارا کیا کہنا خداوند سالوس کی قسم ہی کہ برق فرنگی کے گانے مین
یہ کیفیت نہ تھی خواجہ عمرو نے کہا اب دوسرا کمال دیکھیے ساربان زادے کو اپنے اس کمال پر بہت بڑا ناز ہی
سر سے شراب پلانا ہاتھوں سے بتانا پانوں سے ناچنا منھ سے گانا امیدوار ہون کہ آج کلید میخانہ مجھکو
عطا ہو سب کو شراب پلاؤن ساقی گری کرون مسواک جادو نے بخوشی کلید میخانہ حوالے کر دی کہا
ای مفہوم صبار فتار تمہارے آنے سے جلسے کی رونق ہوگئی تم ایسا گاتے کہ ہم برق فرنگی کا گانا بھول گئے
اب اُس صورت کی یاد ہی عمرو نے کہا وہی صورت بنکر آؤن مسواک نے کہا ای مفہوم ساقی گری تو کر لو
مجھے یقین نہین آتا عمرو نے کہا ابھی دیکھیے یہ کہکے میخانے مین گھسا آواز دی یارو ہم ساقی ہوے اب کوئی
باقی نہ رہے سب شراب کو خراب کیا خوب بیہوشی ملائی چلے قرابے سب لوگ اٹھا کر لے چلے سو گلابیان
الماس نگار اُمین مر ارغوانی کھڑے اُنکے تمامی سے باندھتے جس رنگ کی گلابی اُس رنگ کی شراب
کشتی مین لگا کے لائے باہر نوکرون مین تو شراب چلنے لگی اب یہان جلسے مین کئی سو ساحر جمع ہین عمرو جو شراب
لیکر آیا مسواک نے کہا دیکھو صاحبو آج تو مفہوم صبار فتار وہ کمال کر رہا ہی کہ یہ باتین انکے اُستادون
بھی نہ تھین دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہی اگر دیکھیے تو زاہد کی بھی رال ٹپک پڑے عمرو نے بصورت
مفہوم پیشواز پہنی بھاری دوپٹہ اوڑھا سامنے کھڑے ہوکے گت ناچنا شروع کی جھک کر جام بلورین
بھرا جام کو سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے توڑے لگاتے ہوے سامنے مسواک کے آنے جھکے
غرض کی ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مسواک نہال ہوگیا اور انعام دیا جام بے اندیشہ
انجام پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا ہر شخص اپنی حقیقت کے موافق انعام و اکرام دے رہا ای مفہوم
بشکل برق بندھا ہی دورہ شراب دیکھو دیکھو کے غین غین کرتا ہی کبھی سر ہلاتا ہی کہ یارو خراب نہ ہو مگر عمرو نے
چار خدمتگار پاس برق کی نقل کے کھڑے کر دیے ہین اسنے سر اُٹھایا اور ان چارون خدمتگارون نے جوتے
مارے جی مین کہتا ہی کہ اپنی جان بچاؤ یہ تو ظاہر ہی کہ ساربان زادہ سب کو بیہوشی پلا رہا ہی بیرون بارگاہ
ہنگامہ گرم ہی خادم خدمتگار جیسے قرا دل بیر شکار شراب لے لے کے خوب خوب گا بجا رہے ہین تانین بڑی
بڑی اڑا رہے ہین کوئی گاتا ہی کوئی اٹھکر دوڑا بیہوش ہوکر گرا کوئی صاحب جوش مین نشے کے آ گئے مگر
سر جھکا لیا دوسرے نے پوچھا کیون سر جھکایا کہا بھائی آسمان کی ٹکر نہ لگ جائے اسقدر جھکے کہ منہ کے بل
گر پڑے رنڈیون نے پائجامے اُتار کے پھینکدیے ننگ خاندان ننگی اُٹھکر دوڑین گر گر کے بیہوش ہوگئین
یہان دربار مین عمرو نے سب کو شراب پلائی قریب مفہوم کے آئے کہا لو تم بھی ایک جام پی لو مفہوم نے
انکار کیا عمرو نے ایک طمانچہ مارا طمانچہ مارنے سے مراد یہ تھی کہ گھائی مین حباب بیہوشی تھا مفہوم صبار فتار
بیہوش ہوا اب تو دربار مین دست درازیان ہونے لگین کیدان نے کہا میان رسالہ دار صاحب آپ کس
فکر مین ہین آپکی جورو بہنین دروازے پر کھڑی ہین آپکو بلا رہی ہین رسالہ دار جھلا کر اُٹھے بیہودہ بکتے
ہوے اور کہتے ہوے کہ حرامزادون نے مجھے ذلیل کیا اب زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے اُٹھے اور دھم سے گر کے
بیہوش ہوے کیدان بھائی بھائی کر کے اُٹھے یہ بھی گرے ایک نے کہا مین جاتا ہون میرے گھر سے خبر آئی کہ
آپکا لڑکا ماندہ ہوگیا ہی ہی فرزند کہکر اُٹھے گر کر بیہوش ہوے ایک نے بیٹھے بیٹھے کہا تمہاری ناک کوا
اُڑائے جاتا ہی وہ اُٹھکر دوڑے گر کر بیہوش ہوے ساری محفل مین ہنگامہ ہی رنڈیون کی بیقراری سارنگے

سارنگی بجانے والے سارنگی توڑ کی گر اتھے پر ہاتھ پھیر رہے ہین طبلہ بجانے والا چوتڑ بجا رہا ہی مجیرے بجانے والا الگ افسوس مل رہا ہی ناچنے والیان پانجامے اتار کے اپنی ناک سے دو دو کر لپٹ گئین ہاے ائی جان کہکر بیہوش ہو گئین مسواک جادو نے جو ہنگامہ دیکھا غصے مین تیغہ لیکر کھڑا ہوا کہا یار و تمنے میری محفل کو بازار بنا یا ہی کیا ہلڑ کرتے ہو جیسے ہی اٹھکر چلا ارے کہکر گرا اب تو عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمرو

مرے کرتے کا پتا ہی ہے ہان
صبا ٹھوکرین کھاتے ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشتا ہون ریش کفار ہون
اڑا دون جبا کے بھی مین ہوش کو

زمانے کا مکار غدار ہون
نہ پائے مری گرد پا پوش کو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
دو عالم جہانگرد و طرار ہون

عمرو نے بچہ کھینچکر سر مسواک جادو کا کاٹا ہنگامہ عظیم برپا ہوا آواز آئی کہ مرا نام ن مسواک جادو ہو جب روشنی ہوئی عمرو اسباب لوٹنے لگا قتل بھی کرتا جاتا ہی اور اسباب محفل بھی لوٹ رہا ہی یہان تو یہ رنگ ہی مگر دیکھے داستان سالوس مردار خوار کے عرض کیے جاتے ہین کہ تخت نحوست پر بیٹھا ہی تیز رفتار عیار اپنی کرسی پر ہی سب ساحر زبردست و نگو بیٹھے ہین اتفاق سے جیحون بھی آیا ہوا ہی سامنے دیوار پر تصویر قتیل جادو کی لگی تھی خود بخود تصویر ہل گئی سالوس مردار خوار نے کہا ارے غضب ہوا قتیل جادو جسکا نام تھا کسی نے اسکو قتل کر ڈالا یہ کہکے اٹھا کہا ای تیز رفتار مین قصر پریزادان مین جاتا ہون پریزادون سے دریافت کرون کہ قتیل جادو کو کس ظالم نے قتل کیا دوڑا ہوا قصر پریزادان مین آیا دیکھا تین سو پریزادان در در گوش مرصع پوش مصروف چنگ و رباب ہین تا مین پڑ رہی ہین ایک پریزادیہ غزل گا رہی ہی غزل

خوش بساطے بر سر بازار دل وا کردہ
گردش چشم تو بسیار دو شکار آئینہ را
چون نگیرد اشکم از گلبرگ حیرانی گلاب
کردہ ام از دل نظرگاہ بہار آئینہ را

دادہ ذوق شراب بے خمار آئینہ را
کردہ شرمندہ نقش و نگار آئینہ را
دل نباشد یاد او و ر دیدہ بیداریست
زان گداز دل بود زان چہرہ کار آئینہ را

کردہ خوش جام سرشار نگار آئینہ را
شوخی مژگان بہر کارت نگردد ام پرست
شمع خلوت سکنم شبہاے تار آئینہ را
نو خطان گاہے چراغے مدر شوخی لازم است

سالوس مردار خوار جھوم کے کہنے لگا عیش اور عشرت انہین کے واسطے ہے آنکھ بھر خوشی مین مسرور رہتی ہین جیسے ہی سالوس مردار خوار کو پریزادون نے آتے دیکھا ایک نے کہا خداوند تشریف لاتے ہین دوسری نے کہا کسی ضرورت سے آئے ہونگے تیسری نے کہا بوا مجھکو بات کا بڑھانا نہیین آتا صاف صاف کہدون قدرت کی خدائی تو خوب روشن ہی جو کچھ فرماتے ہین وہی تقدیر خدائی ہی قتیل جادو کو براے گرفتاری ساربان زادہ روانہ کیا تھا برق فرنگی کے ہاتھ سے وہ قتل ہوئی اسکے دریافت کرنے کے واسطے قدرت تشریف لائے ہین ساربان زادے نے مسواک جادو کو بھی مارا اب ساربان زادہ دربار لوٹ رہا ہی سیکڑون ساحران نامی و سرداران گرامی کے سر کاٹ ڈالے دربار فربلہ نقشا ہان بنا ہی میان مفہوم صبا رفتار کی مشکین بندھی ہین ستون سے بندھے ہوے ہین اگر بن پڑے کوئی تدبیر کیجیے سالوس یہ خبر سنکر طرف بارگاہ کے روانہ ہوا دربار مین آیا پکار کر آواز دی کہ قدرت نے تقدیر کی فرشتگان آسمانی نے خبر پہونچائی کہ قتیل جادو و مسواک جادو دونون ہاتھ سے عمرو کے قتل ہوے کوئی ایسا ہی کہ ابھی عمرو کو پکڑ لے مشکین باندھ کے میرے سامنے لائے گلنار جادو جن مسواک جادو کی دربار مین بیٹھی ہی یہ خبر سنکر اٹھی عرض کی یا خداوند لونڈی کا قلب الٹ گیا چارہ بھائی مارے گئے مین جا کے ساربان زادے کو لاؤنگی سالوس مردار خوار نے حکم دیا گلنار جادو پھر پروانہ

پیدا کرکے چلی اسوقت پہونچی کہ عمرو نے ہزاروں ساحروں کو قتل کیا مال اسباب پر جال الیاسی مارتے ہیں ہر مرتبہ یہی
آواز خواجہ دیتے ہیں ای جال جنجال ہو کر گریو کوئی شی بچنے نہ پائے خزانے پر جاکے گرے تین ہزار توڑے
روپیوں کے چنے ہوے ہیں اسپر جال پڑ رہا ہی خزانے ہیں گڑھا پڑ گیا چار چار انگل مٹی بھی اٹھالی خواجہ
عمرو فرماتے جاتے ہیں کہ یہ مٹی بھی کام کی ہی جس مقام پر روپیہ رکھا جاتا ہی مٹی میں ضرور تاثیر آجاتی ہی یہ بھی
عیاریوں کے ہاتھ جاکر بیچ لینگے کہ آسمان پر آکر گلنار جادو ویکلی آواز دی خبردار او سارباں زادے ارے
او تین روپے کے پیادے تو نے میرے بھائیوں کو مارا اتکا بدلا لونگی عمرو نے چاہا جست کرکے نکلوں
مگر گلنار جادو نے وہیں سے آواز گیر دی پانوں زمین نے تھام لیے گلنار جادو زمین پر آئی خواجہ عمرو
کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او سارباں زادے اب بتلا کس عذاب سخت سے تجھکو قتل کروں عمرو نے کہا یہ مجھکو یقین
نہیں آپ مجھکو کیا قتل کریگی مجھسے خطا تو ہوئی کہ میں نے آپ کے بھائیوں کو مارا مگر وہ اسی لایق تھے
بدکار بدصورت ای ملکۂ عالم ذرا انصاف فرمائیے یہ سب کام آپ کے قدرت کرتے ہیں مجھکو ناحق کو بدنام
کیا اگر وہ ملک الموت کو حکم نہ دیں تو میری مجال ہی کہ میں کسی کو قتل کر سکوں فرشتوں کی معرفت مجھے
کہلا بھیجا کہ ان جادوگروں کو قتل کر ڈالو خداوند کی بات کا کچھ اعتبار نہیں تمکو تو یہ کہکر روانہ کیا کہ عمرو کو
گرفتار کرو مجھے ابھی فرشتہ رحمت نے آکے کہا کہ گلنار آتی ہی اسکو بھی قتل کر ڈالنا مگر مجھے تمہارے حسن پر
رحم آتا ہی کہ ایسی نازنین مہ جبین مہر تمکین کو قتل کروں مروت سے بعید ہی ورنہ ملک الموت اپنے مقام سے
چل چکے میں نے ٹھہرو کہکر پھیرا ورنہ وہ ابتک تمہاری روح قبض کر لیتے بہتر یہ ہی کہ مجھکو چھوڑ دو نہیں تو پھر
ملک الموت سے کہدونگا قدرت مجھکو دل وجان سے پیار کرتے ہیں انکا مطلب یہ ہی کہ ان سب کو قتل
کروں نئی دنیا کو آباد کروں مجھکو ناحق بدنام کیا یہ سنکر گلنار جادو نے کہا خواجہ سچ کہتے ہو تمہارے پاس
فرشتہ رحمت آیا تھا خواجہ عمرو نے کہا ابھی تو گیا ہی میرے پانوں کھولدو میں ابھی دکھلادوں سامنے کھڑا
کہہ رہا ہی خواجہ عمرو حکم قدرت ہی گلنار جادو کو قتل کرو گلنار جادو کو بڑا غصہ آیا کہا عجب طرح کی بات ہی
مجھے رہ رہکے غصہ آتا ہی قدرت کو دنیا کا اجاڑنا منظور ہی اسطرح حیلہ نکالا ہی اسنے فوراً عمرو کے پانوں
کھولدیے عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم دیکھو سامنے فرشتہ رحمت کھڑا کہہ رہا ہی اور وہ دیکھیے فرشتہ رحمت سے
اور ملک الموت سے لڑائی ہو رہی ہی ملک الموت کہتا ہی روح قبض کروں فرشتہ رحمت کا منع کرتا ہے
ملک الموت نے ہاتھ بڑھایا ہی خبردار فرشتۂ رحمت کی روح نہ قبض کرنا یہ حال عجائب وغرائب سنکر
گلنار جادو پلٹی کہ خواجہ یہ جھگڑا کس مقام پر ہو رہا ہی عمرو نے کہا وہ دیکھو کوٹھے پر لوٹ پوٹ ہو گئی
ملک الموت نے مارا فرشتۂ رحمت رو رہا ہی ہاتھ جوڑتا ہی میری روح نہ قبض کرنا لو قدرت بھی تشریف لائے
ملک الموت کے دھول ماردی ملک الموت بھی رونے لگا کہتا ہی آج سے اب کسی کی روح قبض نہ کرونگا
لو قدرت کو دونوں لپٹ گئے قدرت کی داڑھی نوچ ڈالی قدرت نے منہ پھیر لیا کہتے ہیں دنیا کو مٹادونگا
حشر برپا کرونگا گلنار تکتی کہ بڑا تماشا ہو رہا ہی جیسے ہی جھکی عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے میں ڈالدیے ارے
کھینچی عمرو خنجر بکف کھڑا تھا خنجر مارا گلنار جادو کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی گلنار جادو کے ایک ابر
سیاہ اٹھا نیرنگ جادو دوسری بہن گلنار جادو کی صحرا میں شکار کھیل رہی تھی چند جانور شکار کیے ایک
پہاڑ پر آکے بیٹھی آتش سحر سے بھون بھون کے کھا رہی ہی یکایک کان میں آواز آئی کشتہ مرا نام سن گلنار جادو

ہی ہو ہوا کیلئے اُٹھی میری بھولی بہن کو کسنے مارا تڑپ کے اُسی آواز کی جانب چلی خواجہ عمرو گلنار جادو کو مارکے کپڑے
اُسکے اُتار رہے ہین کہ نیرنگ جادو آسمان پر تھی سر جھکا کے دیکھا دربار مسواک جادو کا مزبلہ قصابان بنا ہو
اور خزانہ پر لاشہ گلنار کا پڑا تڑپ رہا ہی ایک شخص عجیب الخلقت کپڑے گلنار جادو کے اُتار رہا ہی پکارکے
آواز دی او ظالم کیا کرتا ہی وہین سے ایک گولہ مارا خواجہ عمرو ریزہ ریزہ ہوکے گرے نیرنگ جادو نے آکے
عمرو کی مشکین باندھ لین خواجہ ہان ہان کرنے لگے کہا ای ملکہ عالم کیا کرتی ہو مین عمرو عیار ہون خداوند کے
حکم سے یہان آیا ہون دیکھو کہین قتل نہو جاؤ نیرنگ نے کہا او ظالم مجھکو سب حال تیرا معلوم ہی کیون باتین
بناتا ہی قدرت کو کیا غرض ہی تیرے واسطے تدبیر ہو رہی ہی چار در بند تو نے مٹا دیے تجھکو قدرت کے سامنے
لیے چلتی ہون خواجہ اب تو نیرنگ جادو کی منتین کرنے لگے ہاتھون کو جوڑنے لگے ملکہ چھوڑ دو نیرنگ جادو نے
ایک نہ مانی مشکین باندھ لین کشان کشان چلی دربار مین آئی مسواک جادو کا لاشہ پڑا ہی مگر جب خواجہ
نے عیاری کی تو مسواک جادو تو مارا گیا بھون جادو جو جلسے مین آیا تھا یہ حال مفہوم دیکھکر چلا گیا اپنے
در بند پر اسنے جو تدبیرین کی ہین انکا ذکر کیا جائیگا لاشہ مسواک کو دیکھکر نیرنگ بہت روئی ایک تخت سحر بنایا ہی
لاشہ مسواک جادو اور گلنار جادو کا ڈال لیا ایک تخت پر آپ سوار ہوئی جاتی ہی کہ مین تخت اُڑا کے چلون
لیکن ملکہ یاسمن گلگون پوش باغ مین اپنے ٹہل رہی ہین مگر گھبرائی ہوئی کہ نہین معلوم خواجہ نے کیا کیا
پھر سوچین کہ خود چلون چلکے دیکھون کہ دربار مین مسواک جادو کے کیا کیفیت ہی یہ سوچکر مثل ستارۂ سحری
چمکین راہ کو طی کرتی ہوئی چلی آتی ہین اسوقت پہونچین کہ نیرنگ جادو خواجہ کو تخت پر سوار کرچکی ہی مگر
لاشے بھی دونون اسنے اُٹھا لیے قصد کر رہی ہی کہ سحر کرکے چلون خدمت مین خداوند کی اس دشمن کو
پہونچادون دو بھائی جو اور باقی ہین انکو اطلاع کردون کہ ساربان زادے نے چار در بند برباد
کیے اب تم دونون بھائی خبردار رہنا کہ یاسمن گلگون پوش آکر پہونچی یہ بھی معاملہ دیکھا کہ عمرو کی
مشکین بندھی ہوئی ہین نیرنگ جادو ساحرۂ زبردست ہی چہار جانب دیکھ رہی ہی کہ یاسمن نے جو
یہ کیفیت دیکھی کہ خواجہ عمرو کو گرفتار کیا ہی کلام سخت کر رہی ہی دل بیقرار ہو گیا سمجھی کہ غضب ہوا اسم سحر کا
پڑھکے گولا جو مارا آواز آئی کہ او نیرنگ ہوشیار ہو جا نیرنگ جادو نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو گولا آتے ہو
معلوم ہوا قصد یہ ہوا کہ اسکو روکون سب طرح روکتی ہی مگر گولہ زر سینہ پر کینہ پر آکے لگا پشت کو توڑکر
پار گذر ا یاسمن گلگون پوش نے آکے خواجہ سے ملاقات کی نذر فتح دربند مسواک جادو دی اور کہا کہ
خواجہ مبارک ہو اب جلدی نکلجاؤ مین بھی جاتی ہون ساحرونکا تار بندھ گیا نہین معلوم سالوس کیا کام
اتنے عرصے مین دو جادوگرنیان آئین گلنار کو تو مین نے تنہا دیکھکر مارا جادوگرنی کو تمنے قتل کیا اب مین
در بند تمکیاش کی خبر لونگی عمرو نے کہا انشاء اللہ ای ملکہ اُسکو بھی قتل کرونگا مگر یہان ٹھہرنا کسیطرح مناسب
نہین ہی یاسمن گلگون پوش پر پرواز پیدا کرکے نکل گئی خواجہ بھی لوٹ مارکے نکلے سالوس مردار جو
خوش بیٹھا ہی یہی کہ رہا ہی کہ مین نے زبانی فرشتگان مقرب کے دریافت کر لیا ہی یہین سے بیٹھے بیٹھے
قدرت تقدیر کرتے ہین مگر دیکھا تو مسواک جادو مارا گیا ساربان زادہ بڑے غضب کا عیار ہی بڑا
مکار ہی یہ کہکر حکم دیا کوئی ساحر تیز رو جاکر دیکھے گلنار جادو پر کیا گذری اقلیم جادو دس ہزار ساحر
لیکے چلا آکے دیکھا دربار مین مسواک جادو کے ہزار ہا لاشے پھڑک رہے ہین مگر سب کے سب

برہنہ رنڈیون کے کپڑے زیور نذارد ایکطرف لاشۂ گلنار پڑا ہی ایک جانب لاشۂ نیرنگ جادو منھ جھلسا ہوا اقلیم جادو نے سب کے لاشے اٹھائے سامنے سالوس مردار خوار کے لیکے آیا مفہوم کو عالم بیہوشی مین پایا اسکو ہوشیار کیا مفہوم پایۂ تخت سے لپٹ کے خوب رویا کہا یا خداوندا آپ نے کیا خوب تقدیر کی ہی عمرو نے مجھکو مکاری سے پکڑا میری صورت بن کے سارے دربار کو مار اگلزنگ و نیرنگ کا حال مجھکو نہین معلوم خزانے پر جاکے قتل ہوئین جس وقت قتل عمرو نے مجھکو بیہوش کر دیا تھا اب میری آنکھ کھلی مین نے قدرت کو دیکھا کہ اب قدرت تقدیر ہاے معقول کرین سارباں زادہ شہر مین رہجائیگا عرض کرتا ہون کہ زمین ہلا دیگا ساربان زادہ بجمیل عیاری بڑا طرار ہو فرار ہی تھوڑی دیر مین برق فرنگی عیاری کرکے گیا عمرو آپہونچا مجھکو گنوار بچے پکڑ لیا یہ سب معرکے گذرے سالوس مردار خوار نے حکم دیا کہ ان سب لاشون کو لیجاکر جلا دو جہنم مین پہونچا دو مالک در بند شششم کو بلاؤ قدرت اُسکو آگاہ کرین کہ آٹھ پہر حفاظت کرے اپنا بیگانا کوئی نہ آنے پاوے ساحر دوڑے ہوے گئے تھوڑی ہی دیر کے عرصے مین نمک پاش کو بلاکے لاے اُسی وقت نمک پاش جادو خدمت خداوند سالوس مردار خوار مین آیا سالوس نے کہا اے نمک پاش تجھے کچھ سنا احوال تمکو معلوم ہوا چار در بند برباد ہوے تمام ساحران نامی و سرداران گرامی مارے گئے کس کس حسرت سے اُنکے دم نکلے سب کے سب قدرت کے قوت بازو تھے زینت پہلو تھے ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اُن سب نے سامان حفاظت کیے مگر نہ بچے تم اب جو جو سامان کہو وہ سب سامان مہیا کرین مگر قدرت کے سر کی قسم یہ دریافت کرو کہ ہم مین سے کون ایسا شریک مسلمانان ہوگیا ہی کہ جو اس راز و نیاز مخفی سے ساربان زادے کو آگاہ کر دیتا ہے اُس ساحر سے جاکے کہا جو نمک پاش کو بلاکے لایا ہی کہ انتظام جادو تمھارا نام ہی تم اپنے دربند پر موجود رہو آمد و رفت کا ساحر و نکی انتظام کرو کسی غیر آدمی کو نہ آنے دینا ہر وقت موجود رہنا نمک پاش جادو نے کہا اے انتظام کیا مین کسی بات مین یا یہ گی کا رکھتا ہون ساربان زادے کا آنا کیسا مین خود جاکے اُسکو لاتا ہون انتظام جادو نے کہا میرا آپ کے ہمراہ چلنا ضرور ہی دونون ساحر دربار سالوس سے رخصت ہوکر فکر مین خواجہ عمرو کی چلے ملکہ یاسمن گلگون پوش نے جب خواجہ عمرو سے جدائی کی اپنے باغ مین آئین اپنی حسرت پر مثل زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگین کنیزین ان ہان کرکے دوڑین پوچھا کیون ملکۂ عالم اسوقت مزاج کیسا ہی ملکہ نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کیا بیان کرون عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی فلک درپے آزار ہی بندہ مجبور و لاچار ہی اب تو کیفیت ہی کہ فقط

کوئی خوش چشم یاد آتا ہی جب آنسو نکلتے ہین	جو صحرا مین ہمارے سامنے آہو نکلتے ہین
جو دل اُمڈا ہی ایسے ضبط گریہ ہو نہین سکتا	کہ پیہم اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتے ہین
میان بزم گریان شمع رہتی ہی فقط شب بھر	مری آنکھون سے تو آٹھون پہر آنسو نکلتے ہین
ہوا ہین باد صرصر کی طرح کرتا ہون فرقت مین	تو مثل آب باران آنکھ سے آنسو نکلتے ہین
جدا سے کیا جسطرح اپنے تیر کا پیکان	کہ چشم زخم سے اب خون کے آنسو نکلتے ہین
گمان بدلی کا ہوتا ہی اگر اُٹھتا ہی درد دل	یقین بارش کا ہوتا ہی اگر آنسو نکلتے ہین
مین وہ دیوانۂ گریان ہون جسدم فصد کھلتی ہی	تو رگ سے قطرۂ خون کے عوض آنسو نکلتے ہین

	پسینا کب تپ فرقت مین مجھ گریان کو آتا ہی نہین ای آبرو دل سے نکلتا کوئی بھی ارمان	اگر یہ ہین موتی مرے آنسو نکلتے ہین مگر ان اُسکے بدلے آنکھ سے آنسو نکلتے ہین	

کنیزین قدمون پر گرین عرض کی ہم نمکخوار خیر خواہ دولت ہین جو ارشاد ہو بجا لائین کہا صاحبو مین نے
بیٹھے بٹھائے ایک سودا مول لیا اُسنے مجھکو اس بلا مین ڈالا جس روز صاحبقران کا لشکر آیا مجھے حکم خداوند
سالوس عمر دار خوار ہوا کہ جاکر تلاش کرو دیکھو ساربان زادہ کہان ہی اگر ملے تو پکڑ لاؤ مین جو گئی تو لشکر
اسلام مین تلاطم تھا مہتاب جادو نے جاکے ڈنکا بجاکے سب کو نابینا کیا خواجہ عمرو اسی بیقراری مین ایک نخل
کے سائے مین کھڑے ہوئے نسخے طو سے بجا رہے تھے اُس گانے نے دلکو کھینچ لیا جو ہو سکا وہ
خدمتگزاری بھی کی اب نہین احوال معلوم کہ کیا گزری حاکم دربند پنجم سے سامنا ہی چار دربند تو انھون نے
فتح کیے اب پانچوین دربند پر دیکھیے کیا گذرے نکپاش جادو ملا ہے روزگار ہی کوئی اتنی خبر لادے
کہ دربار مین کیا گذری دو کنیزین واسطے خبر کے گئین تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئین اور عرض کی نکپاش
اور انتظام جادو ملا ہے گرفتاری خواجہ کے گئے ہین حکم خداوندی ہی جہان ملین گرفتار کر لاؤ فوراً قتل کرین
مفہوم صبار فتار عیار بھی گیا ہی ان سب کا یہی قصد ہی کہ جہان ساربان زادہ ملے اسے پکڑ لائین یہ سنتے
ملکہ یاسمن گلگون پوش گھبرا گئین کنیزون نے کہا واری آپ کو تو بیکار انتشار ہی کہا صاحبو مین نہین
چاہتی ہون کہ عمرو گرفتار ہوئے مین جاکے عمرو کو آگاہ کرون یہ کہکر بہ بدوا نہ پیدا کرکے چلی خواجہ عمرو
اُس معرکے سے نکلے چلے تھے اول برق فرنگی سے ملاقات ہوئی برق نے کہا اُستاد کیا گذری عمرو
نے کہا بچا تم بڑے حرامزادے ہو عیاری کو بگاڑ دیتے ہو نہین معلوم کس مصیبت سے عیاری کی او جاکے
مسواک جادو کو مارا برق نے کہا اُستاد مین سب کچھ دیکھ رہا تھا اگر مین عیاری کرکے نہ بھاگتا تو آپ
عیاری کیونکر کرتے مفہوم صبار فتار کو کیونکر پاتے جب مفہوم صبار فتار کو آپ نے گرفتار کیا ہی تب
عیاری ہوئی عمرو نے کہا اپنے واہی ہی مین اور تدبیر سے گیا تو نے نہین دیکھا مگر یہ تو بتلا تیرے منھ مین
کیا ہی جب تو وہان سے بھاگا تھا تو ایک رنڈی غل مچاتی تھی کہ بھوریا میرے پاؤن کے چھلے لے گیا بتا
وہ چھلے کیا ہوئے برق نے کہا اُستاد اُس ملک کی عورتین پاؤن مین چھلے نہین پہنتین عمرو نے ایک طمانچہ ملا
برق کے منھ مین چھلا تھا گر پڑا عمرو نے کہا کیون بچی یہ کہان سے آیا برق نے کہا اُستاد یہ اسکا نہین ہے
چلیے سنار سے پوچھیو ان دون یہ چھلے مین نے خود بنوائے ہین عمرو نے اُٹھا لیے برق بچارا پچتایا خواجہ کب مانتے
ہین لڑتے بھڑتے سامنے امیر عالیشان حمزہ صاحبقران زمان کے آئے صاحبقران زمان نے فرمایا
خواجہ کیا ہی کہا حضور یہ بھوریا بڑا چور ہو گیا ہی اس سے فرمایے کہ لشکر مین جائے یہان رہیگا تو مین
اسکو مار ڈالونگا صاحبقران زمان نے فرمایا خواجہ تمھارا قوت بازو ہی عمرو نے کہا اسکو عیاری بالکل
نہین آتی جاکے معاملہ خراب کر دیتا ہی آپ کے اقبال سے چار دربند فتح ہوئے مگر ایک بڑی مشکل یہ ہی کہ
عجیب جادو جو آپکا اسم اعظم بند کیکے لے گیا ہی اُسکا کہین پتہ نہین ملتا ہی یہ ذکر تھا کہ مقبل نے
جھکے عرض کی ابھی اک طائر قبہ بارگاہ پر آکے بیٹھا تھا یہ آواز دیکر چلا گیا کہ خواجہ مین نے عیش و آرام
کو بالکل ترک کر دیا خواجہ مجھسے ملاقات کرین عمرو بیقرار ہوکر نکلا ایک گوشے مین آکے تعویذ کو آگ
دکھائی ملکہ یاسمن گلگون پوش آکر موجود ہوئین اور کہا کہ ای خواجہ عمرو مین آگئی پھر اسی فکر مین ہون

کہ اسم اعظم کا پتہ لگاؤن مگر اب در بندون پر پڑے ہنگامے ہین انتظام جادو وادر مفہوم صبا رفتار آپکی
تلاش کو نکلے ہین کئی سی ساحرون کو حکم ہوا ہی کہ سارہان زادے کو تلاش کرو اس بات کی مجھے بڑی
فکر ہی مگر آسیب جادو کے مقدمے مین عرض کرتی ہون کہ سامنے جو صحرا ہی اسکے پہلو مین صحراے
خارستان ہی آسیب جادو نے وہان جا کر مسکن کیا ہی جسطرح ہو اپنے کو وہان پہونچایئے کسی تدبیر
اسکو قتل کیجیے تو اسم اعظم امیر کشور گیر ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان رہائی پائے اُسنے بہت بڑا
سحر کیا ہی گرد اُسکے صحراے خارستان ہی ہر زبان خار سے یہی آواز آتی ہی فلان آیا اور فلان آیا آپ
کیونکر وہان جائینگے عمرو نے کہا ملکہ مشکل تو بڑی ہی مگر جسطرح بنتا ہی مین جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے
ملکہ یاسمن گلگون پوش کو رخصت کیا آپ خیمۂ صاحبقران مین آئے عرض کی حضور اب یہان سے
کوچ کرین چار و ر بند ویران ہوے قریب دریا چلکر اُترین وہان سے سرحد تمکیاش جادو قریب ہی
راستہ نہ ملیگا صاحبقران زمان نے کہنے سے اپنے یار وفادار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نابدار کے لشکر کو
تیار کرایا بارگاہین لدین صاحبقران زمان چلے خواجہ عمرو ایکطرف ٹھہرے ہوے دیکھ رہے ہین
اس خیال مین کہ لشکر صاحبقران زمان جائے تو مین تلاش مین آسیب جادو کی جاؤن برق
بھی ایک گوشے مین ٹھہرا دیکھ رہا ہی کہ استاد جائین تو مین بھی رہ کے تعاقب مین چلون کہ آسمان سے ایک
پنجہ آ کر مین خواجہ کی پڑا عمرو چیخا کہ آقا دوڑیے مجھکو کوئی لیے جاتا ہی ارے لیجانے والے مجھکو تو کیون
لیے جاتا ہی حمزہ صاحبقران کو لیجا کچھ مراد حاصل ہو اگر مردم خوار ہی تو خبردار میرا گوشت نہ کھانا مین
اول مین نامرد تھا جب جوان ہوا لاکھ چیخا چیتا باپ نے شادی کر دی جب بیوی کے پاس گیا تو اُسنے
ایک لات ماری کہا او نامرد تو نے کسواسطے شادی کی اُسی غیرت مین مین نے سوا سیر سنکھیا کھالی وہ
سب ہضم ہو گئی رات کو جا کے ٹکڑے اڑا دیے بی بی صاحب چیختی ہین ارے نگوڑے عمرو چھوڑ دے
کیا میری جان لیگا مین نے ایک نہ سُنی تو بھائی میرے رگ و ریشے مین سنکھیا بھری ہوئی ہی تجھے مین ایسا
آدمی بتلا دون کہ سب گوشت ہی گوشت ہی ہڈی کا جسم مین کہین مطلق نام نہین وہ پہلوان عادی ہی
مجھ غریب کے لیجانے سے کیا فائدہ امیر حمزہ صاحبقران آواز عمرو کی سُنکر دوڑے مقبل تیر و کمان
لیکر چلا مگر وہ پنجہ لیکر عمرو کو غائب ہو گیا امیر حمزہ صاحبقران زمان نے بڑا افسوس کیا برق
سُن چکا تھا کہ صحراے خارستان مین آسیب جادو ہی تجربے کے دو صحرا کو طے کرکے قریب صحراے
خارستان پہونچا دیکھا ایک جنگل ویران کف دست میدان جا بجا درخت جلے ہوے شاخین
بیدار دچتون کا پتہ نہین ڈھونڈے کے جا بجا کھڑے ہوے ہین بو نڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین دھوپ
تھرائی ہوئی معلوم ہوتی ہی برق فرنگی بڑھا یہ بھی دیکھا کانٹے جا بجا پڑے ہین لیکن یہ جانتا نہ تھا کہ یہ
کانٹے زبان ہینگے میرا نام لینگے برق فرنگی تڑپکے چلا جیسے ہی اس صحراے خارستان مین آیا کانٹون
نے آواز دی برق فرنگی عیار آیا ہی اے نگہبانان دشت ویران گوشون مین چھپے ہوے زاغ و
زغن بنے ہوے کیا بیٹھے ہو دوڑو اس صدا کے سنتے ہی سب دوڑے برق فرنگی بھاگا جب
سرحد سے نکل گیا تب وہ آواز آنا موقوف ہوئی برق فرنگی گھبرایا کہ اب کیا کرون یہ تو اس فکر مین ہی
کہ ذرا اسکا وقت پر کیا جائیگا مگر خواجہ عمرو کا حال سُنیے کہ آسیب جادو اپنے مقام پر بیٹھا ہی اس صحراے

ویران کا وہی منظر ہی آگے دیوار آہنی بنائی ہی اپنے واسطے ایک مکان وسیع تجویز کر کے اسمین فروکش ہی سحر اپنا
کر رہا ہی مگر کیونکہ تنہا خادم تک اپنے پاس نہین رکھتا کہ آسمان پر اسنے دیکھا چند تخت جلتے ہین اُنپر چند ساحر
بیٹھے ہین اسنے پکار کر آواز دی ارے بھائی جانے والو کہان سے آتے ہو اور کسطرف جانے کا ارادہ
رکھتے ہو ہمسے بھی آکے ملاقات کرتے جاؤ نام ہمارا آسیب جادو ہی وہ ساحر تخت پر سے اُترے
نمکپاش جادو و انتظام جادو و مفہوم صبار فتار آسیب جادو نے جو ان سب کو دیکھا بری
خاطر سے پیش آیا پوچھا ای نمکپاش جادو کہان گئے تھے نمکپاش جادو نے کہا کیا مزے کی بات ہے
قدرت نے ہمکو بلایا تھا انتظام جادو اور مفہوم صبار فتار کو میرے ساتھ کیا ہی کہ جاکے دربند تخمیم
پر انتظام کرو انتظام جادو نے کہا ای آسیب جادو تمنے کیا کیا آسیب جادو نے کہا مین ساربان زادے
کی صورت بنکے لشکر مین حمزہ صاحبقران کے گیا اسم اعظم صاحبقران زمان کا بند کر لایا یہ دیکھو میرے
شیشہ رکھا ہی انتظام جادو نے کہا ای نمکپاش جادو تم تو اپنے مقام پر چلو مین ساربان زادے کو گرفتار
کیے لاتا ہون مفہوم جادو نے کہا مین بھی جاتا ہون اگر ساربان زادہ مل گیا تو پکڑے لاتا ہون نمکپاش
تو اپنے مقام پر گیا کہ اسکا ذکر وقت پر کیا جائیگا انتظام جادو پرواز پیدا کر کے مفہوم صبار فتار
بانہایت عیاری سے آراستہ ہو کے چلا انتظام جادو اُسوقت پہونچا کہ خواجہ کا رستہ گھیرے تھے انتظام
نے جو عمرو کو گھیرے دیکھا تڑپ کے گرا اُٹھا کے لے گیا سامنے آسیب جادو کے لا کہا لیجیے یہ ساربان زادہ
حاضر ہی آسیب جادو انتظام جادو سے اُٹھکے لپٹ گیا کہا بھائی آسیب جادو تمنے کیا کار نمایان کیا ہی
خواجہ بیہوش تھے آسیب جادو نے سحر مین اپنے پھنسا کے عمرو کو ہوشیار کیا اب جو خواجہ عمرو نے آنکھ کھولی
دیکھا دو ساحران زبردست ایک مقام پر بیٹھے ہوے سحر کر رہے ہین عمرو نے جھککے سلام کیا کہا اعلیٰ
مراتب رہین قربان سالوس کے جیسا مجھسے ارشاد فرمایا دی سامان مین نے آنکھون سے دیکھا حیران ہو کے
انتظام جادو کو دیکھا اور کہا ای شاہنشاہ ساحران آپنے وہ کمال کیا کہ کسی سے نہو سکتا آپ ایسا
جری اور بہادر میری نگاہ سے نہین گذرا مین نے تخلی آباد مین ستر لاکھ ساحر وہان تھے ابلیس بن زنن
مالک بن زرد ہشت یہ بڑے ساحران نامی تھے مگر ان سب کو کتے کی موت مارا اب مجھپر کھلا کہ آپ
مخرذات خداوند سالوس مردار خوار کے تھے ورنہ میری کیا مجال تھی جو مین ایسے ساحرون کو مار سکتا
یہ جو ساحر یہان مارے گئے اسکی شکایت مجھسے بیجا ہی ای شاہنشاہ ساحران انصاف فرمائیے قدرت
نے زمین و آسمان بنایا تمام عالم مین یہ مصرع مشہور ہی مصرع بے رضاے تو مگس برگ نجنبد ز درخت جب
ایک پتہ خلاف اُنکے حکم کے نہین ہل سکتا تو میری مجال ہی کہ مین بدون حکم خداوندی کسی کو قتل کرون جب
قدرت ملک الموت کو حکم دیتے ہین تب مین انکو مارتا ہون میرا ناحق کو حیلہ ہو جاتا ہی اصل مین قدرت
قتل کرتے ہین ای شاہنشاہ ساحران قدرت نے مکرر فرمایا کہ اب اس دنیا کو ویران کر دونگا حشر برپا کر کے
نئی دنیا پھر سے پیدا کرونگا میرے نام کا حیلہ لگا دیا دلائل ساربان زادے کے سنکے انتظام جادو نے
کہا کیون ای آسیب جادو باتین ساربان زادے کی سنتے ہو حقیقت مین سچ کہتا ہی آسیب جادو
نے کہا کیون خواجہ تمھارا اعتقاد کیا ہی عمرو نے کہا کیا پوچھتے ہو جسنے تمکو پیدا کیا اسی نے ہمکو بھی پیدا کیا
جو تمھین رزق دیتا ہی وہی رازق ہمارا بھی رزاق ہی یہ ہمارا اعتقاد ہی نام پیدا کرنے والے کا بخوبی ہمکو یاد ہی

بہتر یہ ہے کہ مجھکو رہا کرو وہ قدرت فرما چکے ہین سر حمزہ کا کاٹ کر لاؤن یہ کہکر عمرو نے چند اشعار گائے انتظام جادو
و آسیب جادو جھومنے لگے کہتے تھے خواجہ حقیقت مین بڑے کامل واکمل ہو عمرو نے کہا میری تعریف نہ کرو
یہ سب پیدا کرنے والے کی حقیقت ہی آج کمال میرا دیکھنا کہ مین حمزہ صاحبقران زمان کو گرفتار کرکے لاؤنگا
خالی اسم اعظم بند کرنے سے کیا فائدہ ہوا اُس شخص کو قتل کیجیے جسکی ذات سے سارے فساد ہین ہماری حمزہ
نے یہ قدر کی کہ تین روپے کا مہینہ ہمکو دیتے ہین اور اُسمین سے بھی غیر حاضری کاٹ لیتے ہین فی مرکب یک مشت
جو مقرر ہی وہ سائیس بھلا کب دینے والے ہین اگر وقت کے اوپر پہونچگئے تو چھٹانک آدھ پاؤ دانے مل گئے
ورنہ وہ کب دیتے ہین بیبیان بیچاری گھر گھر کی پتیلیان مانجتی ہین کہین سے دو روٹیان ملگئین بعضے دن
یہ بھی نہین ملتا اُن بیچاریون کے اوپر نگاہ بد ڈالتے ہین وہ صاحبان عفت و عصمت و حرمت و طہارت ہاتھ
باندھ کے منت خوشامد سے اپنے کو بچاتی ہین میان انتظام جادو صاحب ہماری اس طریقے پر اوقات
بسر ہوتی ہی کس سے اپنا حال کہین اس ملک مین آئے تھے کہ یہان قدرت رہتے ہین نوکری کرینگے اور
یہان سے چار پیسے پیدا کرینگے یہان آتے ہی آفت برپا ہوئی لڑائی ہونے لگی مین نے بھی دس پانچ کو
مار ڈالا آج ایک قدردان ملا ہی اب سب مشکلین آسان ہو جائینگی اگر میری قدر کیجیے تو ایک دن مین لشکر
حمزہ تباہ کردون قدرت کی بھی گردن لون اور تم دونون بادشاہ بن بیٹھو شاہ ہفت کشور بنا دون
ایک بھائی دعوی خدائی کرے ایک بھائی بادشاہ بنکر بیٹھے جو بادشاہ سرکشی کریگا مین رات کو جاکر
اُسکا سر کاٹ کے لے آؤنگا نہین تو مجھکو خدمت مین خداوند کی لیچلو اُنسے بھی عرض کر دونگا کہ جو خطائین
مجھسے ہوئی ہین وہ معاف فرمایئے اپنا عیار بنائینگے مزے اُٹھائینگے ورنہ میری پاپوش سے جوتیان
کھائینگے اے شہنشاہ آسیب جادو و انتظام جادو مین تمھارا تو تابعدار ہون تم مجھکو گرفتار کر لائے
بڑا آپ نے دل کیا مین نے اپنے قدردان کو تو پایا اب میرا حوصلہ تو نکلیگا فاقون سے تو چھوٹونگا
انتظام جادو نے کہا خواجہ جو تم کہتے ہو مین اقرار کرتا ہون کہ قدرت سے تمھاری خطا معاف کرا دونگا
اپنے پاس تمکو وزیر اعظم بنا کر رکھونگا دس ہزار روپیہ مہینہ دونگا دس ہزار کا نام سنکر خواجہ بہت ہنسے
اور کبھی چیخین مارکے روئے اور کبھی کہتے ہین کیون اے انتظام جادو اُنتیسوین دن تنخواہ مجھے لا کر دیگی پھر تو
ان روپیون کے خرچ کرنیکا مجھے اختیار ہی انتظام جادو نے اشارے سے کہا اے آسیب جادو
کبھی اس کمبخت نے روپیہ کا بیکو دیکھا ہی ایک غریب آدمی ہی مشہور تھا کہ عمرو بڑا روپیے والا ہی یہ تو بیچارا
محتاج مفلوک ہی ہاں اسکو عمرو بنائینگا رتبہ اسکا بڑھاؤنگا بیشک اگر اسنے اطاعت کی کل ممالک مین ہماری
عملداری ہوجائیگی عمرو نے ہنس کے کہا آپ میرے ساتھ مسخرا پن نہ کیجیے قید سے رہا کر دیجیے آئین بائین
شائین نہ بتلایئے کچھ گانا بھی سناؤن خوب سارا اُنکی کرون آج ہی رات کو حمزہ کو پکڑ کے لاؤن انتظام جادو
نے پاؤن عمرو کے کھولدیے خواجہ اُٹھ کر کھڑے ہوئے اُچھلنے کودنے لگے گنگنا گنگنا کے یہ اشعار گانے
آسیب جادو و انتظام جادو کے ذہن مین ڈوبے ہوئے پھیرون کے سرون مین تانین مارنا شروع کین اشعار

برق طور و جلوہ دلدار دونون ایک ہین	چشم حق بین سے جو ہو دیدار دونون ایک ہین
شرم کے انکار اور اقرار دونون ایک ہین	تیرے ہوتھا اور پردہ اسرار دونون ایک ہین
مہر و مہ دو ہین دم دیدار دونون ایک ہین	رنگ کچھ ہی ہو پہ صورت دار دونون ایک ہین

ہوگیا قابو تو ہم تم یار دونون ایک ہین
اب کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین

کفر و دین کے ہر گھڑی جھگڑے تمھارے واسطے
مل گئے جب تم تو بے تکرار دونون ایک ہین

مدعا سنکر ذرا دل مین تامل کیجیے
میر مطلب آپکا انکار دونون ایک ہین

وان قیاسون کا ہی جمگھٹ یان خیالون کا ہجوم
فلسفی اور ہم طبیعت دار دونون ایک ہین

کب تلون سے تمھارے ہی مجھے امید وصل
تم کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین

عاشقی مین جب انا لیلےٰ کی نوبت آگئی
آئنہ ہو یا کہ روے یار دونون ایک ہین

او قدر انداز شادی مرگ اسی کو کہتے ہین
خندۂ زخم اور لب سوفار دونون ایک ہین

تیرا پھرنا قاتل عالم ہی او طفل حسین
باڑھ تو قد کی اور چھری کی دھار دونون ایک ہین

پھر کے ملنے کے لیے نادان زمانہ چاہیے
گردش بخت و نگاہ یار دونون ایک ہین

کیا بھروسہ ہمکو تیرا غیر کو کیا آسرا
تیری خدمت سے جب ہوے ناچار دونون ایک ہین

رنگ مطلب کی جو سوجھی رنج و راحت غلط
طالع خوابیدہ اور بیدار دونون ایک ہین

قتل کرکے مجھکو اپنے منہ کی رونق دیکھیے
آئنہ اور آپ کی تلوار دونون ایک ہین

ذرۂ خاک در جانان ہو یا ہم ناتوان
دیکھیے زیر سایۂ دیوار دونون ایک ہین

خم کی جانب دیکھتا ہی کیا تو مجھکو دیکھکر
ظرف مین اے ساقی سرشار دونون ایک ہین

تیرے کوچے مین پری رو جب پھسل کر گر پڑے
ہم ضعیف اور سایۂ دیوار دونون ایک ہین

غیر مین ہم مین دوئی ہرگز نہین تو دیکھ اگر
چاہنے والے ترے اے یار دونون ایک ہین

اپنے مطلب سے کوئی غافل نہین ہرگز صفیر
عاشقون مین سادہ و پرکار دونون ایک ہین

اس رنگ سے خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ انتظام جادو وآسیب جادو تڑپنے لگے انتظام جادو نے کہا خواجہ تمنے تو ذبح کر ڈالا عمرو نے کہا آپ نے ابھی کیا دیکھا ہی آپکو خوب راضی کرونگا بعد مدت کے آج ایک قدردان ملا غنچۂ آرزو کھلا کیونکر خوشی نکرون انتظام جادو نے موتیون کا مالا اتار کے خواجہ کے گلے مین ڈالدیا خواجہ عمرو نے کہا ایسی چیزین مجھکو نہ دیجیے میرے دروازے پر بھی شیشہ موتی والا آتا ہی لڑکیان دوڑ دوڑ کے پکارتی ہین گڑیون کے واسطے دھیلے دھیلے پیسے پیسے لیتی ہین مین یہ نہین لونگا مجھے نقد دو آپنے دلوائیے انتظام نے ہنسکر کہا خواجہ عمرو صاحب یہ مالا ہزار روپے کا ہی عمرو حیران ہوکے دیکھنے لگا کہا یہ اب مجھکو دیڈالا ہین اب اسکو نہ دونگا یہ اپنی جورو کو پہناؤنگا یہ کہونگا دوپٹہ اوڑھنا چھوڑ دے کیون صاحب اگر دوپٹہ اوڑھیگی تو موتیون کا مالا کون دیکھیگا یا بیچ ڈالونگا جسدن ہزار روپیہ گھر مین لیکر جاؤنگا لڑکے بالے سب دوڑ پڑینگے مین سب کو بانٹونگا بڑی جورو کو سب روپیہ دونگا انتظام جادو نے کہا خواجہ بڑی جورو کون ہی عمرو نے بگڑ کے کہا آپ میری جورو کا نام نہ پوچھیے ورنہ مین آپکی مان کا نام پوچھونگا مجھکو ڈھیلا ڈھالا نہ جانیے گا آپ کے پڑوس مین ہنگامہ ڈالدونگا محلے مین ایک نہ بچیگی انتظام جادو نے کہا خواجہ آزردہ نہو مین نے آدسخن مین پوچھا عمرو نے کہا صاحب یہ باتین مجھکو نہین آتین آپ شراب پیجیے یہ کہکے لگا ہیان شراب کی کشتیان کباب کی اپنے ہاتھ سے اٹھائین الٹ پلٹ کے بیہوشی ملادی جام لبریز کرکے سرپر رکھا انتظام جادو کے سامنے سر جھکایا کہا ایسے بادشاہون کو سر سے

شراب پلانا چاہیے انتظام جادو جھٹ پٹ شراب پی گیا دوسرا جام آسیب جادو کو دیا اُسنے بھی وہ جام بے
اندیشۂ انجام پی لیا عمرو نے ایک دو تانین اور لگائین کہ دونون لڑکھڑا کے گرے عمرو نخل کا اسباب لوٹنے لگا
اب ارادہ یہ ہی کہ اسباب لوٹ لون تو سر دونون کے کاٹون شیشۂ اسم اعظم کا شکست کرون مفہوم صبا رفتار
لشکر اسلام مین گیا لشکر اسلام یہان سے کوچ کر گیا تھا اُسنے لوگون سے دریافت کیا لوگون نے کہا لشکر
اسلام یہان سے کوچ کر گیا عمرو کو کوئی پکڑ کے لے گیا یہ دریافت کر کے وہان سے پلٹا یہی دل مین خیال ہی
کہ شاید انتظام جادو پکڑ کے لے گیا چلو چلکے دیکھین اگر ایسا ہوا تو خوب بات ہوئی دل سے باتین کرتا ہوا
قریب مکان کے پہونچا پشت مکان پر آکے کمند ماری دیوار پر چڑھکے جو دیکھا تو وہ سحر کیا دیکھا مفہوم
نے نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار کیا کرتا ہی چلاتا ہوا دھم سے کودا عمرو کو بڑا افسوس ہوا کہ ان
دونون کو نہ قتل کر سکے جیسے ہی مفہوم صبا رفتار برابر آیا عمرو نے کہا بہتر صاحب بڑے بچیا ہو مفہوم
نیچہ کھینچکر جا پڑا عمرو و مفہوم صبا رفتار سے نیچہ چلنے لگا مگر مفہوم صبا رفتار اپنی جان سے تنگ ہو رہا ہی
عمرو سے لڑ نہین سکتا ہر مرتبہ یہی یقین ہوتا ہی کہ انکی ہاتھ مین سر میرا اُڑ جائیگا دب دب کے لڑ رہا ہی عمرو
برس پڑا زبان سے بھی کلمات نادرست کہتا جاتا ہی ہر مرتبہ یہی گمان ہوتا ہی کہ بتعجیل اسکو قتل کر دون مگر
مفہوم صبا رفتار نے اپنے دل مین سوچا کہ ساربان زادے کے ہاتھ سے تو مارا جائیگا ساربان زادے پر
غالب نہ ائیگا انتظام جادو کو یا آسیب جادو کو جگا دون یہ ساحر زبردست ہین گرفتار کر لینگے یہ سوچکے
لڑتا ہوا پیچھے ہٹا جیسے ہی عمرو نے نیچہ مارا مفہوم صبا رفتار نے خالی دیکر آسیب جادو پر حباب دافع بیہوشی
مار دیا آسیب جادو کی آنکھ کھل دیکھا انتظام جادو بیہوشی کے حال مین پڑا ہی مفہوم صبا رفتار سے
اور عمرو سے نیچہ چل رہا ہی جیسے ہی آسیب جادو نے آنکھ کھولی ویسے ہی مفہوم صبا رفتار نے کہا
اس ساربان زادے پر جلدی سے سحر کر دیجیے عمرو نے چاہا جست کر کے نکلجاؤن آسیب جادو نے
سحر کر دیا کہ عمرو لڑکھڑا کے گرا مفہوم صبا رفتار تو جلا ہوا ہی جلدی سے اُسنے انتظام جادو کو جگا دیا اب
تو انتظام و آسیب جادو دونون عمرو کی صورت دیکھکر جھلا رہے ہین کہ رہے ہین ای مفہوم صبا رفتار
تُنے بڑا کام کیا ورنہ ساربان زادے نے ہم دونون کو مار لیا ہوتا مفہوم صبا رفتار نے فوراً خنجر کمر سے
نکالا سنگ چٹانے لگا آسیب جادو و انتظام جادو کہ رہے ہین ای مفہوم صبا رفتار اس ظالم کو
جلدی قتل کر و کیا ظالم نے باتین بنائین ہماری نوکری کرتا تھا تمام عالم مین ہماری عملداری کرائے دیتا تھا
عمرو نے کہا یون تو آپکو اختیار ہی صاف تو یہ ہی کہ میان مفہوم سے مجھسے دشمنی ہی مین نے انکے استاد کو بھی
خوب ذلیل کیا میان زود رفت میرے ہاتھ سے مارے گئے تھے شراب مین یہی بیہوشی ملا کے رکھ گئے تھے
میری تلاشی لے لیجیے اگر بیہوشی میرے پاس نکل آئے تو مین گنہگار ہون مفہوم کہتا ہی صاحبو تم اسکے کہنے
پر نہ جانا اس سے بات نہ کرو یہ سب کو قتل کر ڈالیگا بڑا زبان آور عیار ہی اسکو قتل کیا گویا سب لڑائی
فتح ہوئی ہم اور استاد ملکر ایک دن مین حمزہ صاحبقران کو پکڑ لائینگے لشکر کا تباہ کرنا کچھ بات نہین ہی
آپ لوگ ایک سحر مین غیر ساحرون کو تباہ کر سکتے ہین اسی کے انتظام سے لشکر اسلام بچا ہوا ہی ماہتاب
نے کیا کارنمایان کیا تھا کہ اسم اعظم بند کر لیا قرنا بجاتا ہوا لشکر پر جا پڑا اُحقا نابینا کو قتل کر رہا تھا عفریت
نے قید توڑی صد ہا نابینا کو قتل کیا مگر حضور ان مسلمانون کی مدد آسمان سے پیدا ہوتی ہی نقاب دار زرہ پوش

آیا اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا ماہتاب جادو بیچارہ یون مارا گیا ورنہ اُسیدن کل لشکر کا خاتمہ تھا یہان تو یہ باتین ہین قتل عمرو کی گھاتے ہین مگر اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے ملکہ یاسمن گلگون پوش گھبرائی بارہ دری سے روتی ہوئی نکلی زبان پر یہ اشعار عبرت آثار نظم

جوے خون آرم برون از دل بسوے چشم خویش
بے مروت این دل من را بہ من فولاد نیست
نالہ کمتر کن زغم تلخی درین دیر کہن

ای دل اندر عشق داد و نالہ و فریاد نیست
در محبت محنت من کمتر از فرہاد نیست
چند ترک عشق را تعلیم خونریزی کنم
شادمانی و غم ایام را بنیاد نیست

بادشاہ عشق را آئین و رسم داد نیست
تا بکی در آتش ہجران شکیبائی کنم
تخم سختی عشق ست او را حاجت استاد نیست

کنیزین گھبرا گئین عرض کی واری ہم آپکو اس پریشانی مین پاتے ہین خیر خواہان دولت ہین یہ حال پر ملال دیکھ کر گھبراتے ہین ملکہ نے کہا ارے مصاحبو مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون گرفتار دام حسرت و یاس ہون اسی سبب سے زیادہ بدحواس ہون خدا اُس شخص کو دشمنون سے بچائے حال دل کا کہہ نہین سکتی خاموش بھی رہ نہین سکتی خموشی ہی مین کچھ مزہ ملتا ہی غنچہ کا خاطر نہین کھلتا نظم

پرواز ما بحال دو پرے بے تعلق ست
آئینہ ہما نشود استخوان ما
جائے کہ خاک معرکہ برباد میرود
داغ تو بود اختر ہفت آسمان ما
فیض ہواے شوق جہانگیر بست
در رہگذار جلوۂ سرو روان ما

از بسکہ خوردہ ضعف خموشی بیان ما
گیرد اگر ہواے قفس آشیان ما
تیرش چو آتش از دل فولاد میجہد
گردی کہ برنخاست از جبہ نشان ما
الفت بہر دیار کہ باشد غریب نیست
پرواز میکند چو ہما استخوان ما

خون شد برنگ غنچہ زبان در دہان ما
کس در حیات ما نشد آگہ براز ما
بازو ز ضعف قبضہ گرفت از کمان ما
شد استخوان سینہ سطرلاب امتحان
وحشت بجان رسیدہ ز دست زبان ما
رفتار کبک یافتہ ہر نقش پا اسیر

اسطور سے ان اشعار کو ملکہ نے پڑھا کہ کنیزین رونے لگین ملکہ نے فرمایا مین نے ابھی ابھی سنا ہی کہ خواجہ عمرو تلاش مین آسیب جادو کی گئے وہ مقام بہت خوفناک ہی اور آسیب جادو بڑا ساحر زبردست ہی مصاحبان قدرت مین کوئی ایسا شعبدہ باز نہین ہی ایسا نہو کہ کسی بلا مین وہ جا کے پھنس جائین ایک جان کے ہزار دشمن ہین مین نے کہا تھا کہ ابھی آسیب جادو کی فکر نہ کرنا انھون نے میرا کہنا نہ سنا معلوم ہوتا ہی وہ گئے دل تردد منزل خبر دیتا ہی کہ کسی بلا مین پھنسے ہین اگر تم مین سے کوئی اتنا کرے کہ صحراے خارستان مین قصر آسیب جادو ہی وہان جائے دیکھے کہ آسیب جادو کیا کر رہا ہی ایک کنیز گل اندام نامے کہ رفیق قدیم ہی اسنے عرض کی واری مین ابھی جا کے خبر لاتی ہون آپ نے جو دو چار افسون بتائے ہین وہی یاد ہین ابھی سحر کر کے بلند ہوتی ہون یہ کہکے گل اندام نے سحر کیا مثل ستارۂ سحری بلند ہوئی اُس مقام پر جا کے چمکی کہ سر صحراے خارستان تھا اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ عمرو کو قتل کیا چاہتے ہین مگر جب مفہوم صبا رفتار نے مثل مین عمرو کے دیر کی تو انتظام جادو نے کہا اے مفہوم تم کیا قتل کرنے سے ڈرتے ہو مین ابھی جلاد کو بلاتا ہون یہ کہکے ایک دستک دی آواز دی ای دود جادو جلد موجود ہو گوشۂ قصر سے ایک ساحر سیہ فام تیغ برہنہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین آ کے انتظام جادو کو سلام کیا پوچھا کیون حضور اسوقت کیون غلام کو یاد کیا ہی انتظام نے کہا اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے یہ دشمن ساحران ہے سر برندۂ جادو گران ہی اور باج ستانندۂ تریش کا فران اپنا نام رکھا ہی سر اسکا کاٹ کے پھینکدو گوشت تمھین حلال ہی تم کھالو چاہو کباب لگاؤ چاہو خام کھاؤ سیطر جیر تمھارا حصہ ہی ناحق کا قصہ ہی دود جادو خوش ہو گیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کبھی عمرو کے ہاتھ پاؤن ٹٹولتا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ گوشت تو بہت

کم ہی تری بدیان ہین مین کیا کھاؤن منہ مین چھچھو جائینگی انتظام جادو نے کہا ای دود جادو تو مردود بارگاہ
خداوندی ہی تونے ہزار ہا ساحر مارے وہ ہیر بنے ہوے اسکے ساتھ ہین اُن سب کے گوشت کا مزہ لیگا
تو بھی تو کر دود کہتا ہی حضور بدیان دیکھکر میرا دل پسگیا مگر آپکا دشمن ہی کھا جاؤنگا یہ تو مجھے بتا دیجیے کہ دما
وستمش کو کسنے مارا انتظام جادو نے کہا ای دود جادو مین نے اسی واسطے تمکو بلایا ہی کہ تمھارے استاد
مشتمش کا یہی قاتل ہی تمکو بڑا ثواب ہوگا روح استاد کو کیا راحت پہونچیگی ہر چند کہ جہنم مین پڑے ہین
وہان جل رہے ہونگے ہر اعضا سے شعلے نکل رہے ہونگے فرشتگان عذاب اُنسے خبر دینگے کہ تمھارے
شاگرد نے تمھارے قاتل کو مارا جب یہ خبر سنینگے تو کیسے خوش ہونگے کہ آج میرے شاگرد نے میرے قاتل کو
مارا اب ساحرون کی روحین خوش ہونگی بدلا ہر جائیگا ابھی مقدمے مین سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ
عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی آج ہمنے احکام جمشیدی کو سنادیا کہ ساربان زادے کو قتل
کرتے ہین بڑے بڑے نجومیون نے حکم لگائے ہین وہ سب جھوٹے ہین عمرو نے جو یہ حال دیکھا کہ میری
عجب ظالم کے ہاتھ سے موت آئی کہ جو آدم خوار ہی ای کریم کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

خدا ہستی با تعلیم خداوندی خداوندا
چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
تو رزاقے تو خلاقے خداے جملہ آفاقے
توئی در ابتدا ملجا توئی در انتہا منشا
تو سلطانے تو رحمانے تو منانے تو سبحانے
تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یکجا
توئی حاضر بہر محفل توئی ناظر بہر منظر
عطا پاشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن

توئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
توئی اشرف توئی اعلیٰ توئی والی توئی مولا
تو ہستی والی عقبےٰ تو ہستی مالک دنیا
تو در عظمے تو در لحمے تو در عصبے تو در شحمے
حسب گہ غریبانی چہ در سرما چہ در گرما
چو بو در گل تو پنہانی نہان در جسم چون جانی
توئی ساکن بہر مسکن توئی قائم بہر ماوا
توئی حاکم شریعت را توئی رہبر طریقت را
نباشد صورتے خالی ز نورت ای جہان آرا

ہمان محکوم فرمانت چہ در پستی و چہ بالا
توئی واحد توئی یکتا توئی دانا توئی بینا
تو مطلوبے تو مرغوبے تو محبوبے خوش اسلوبا
تو در روحے تو در جانے تو در جسمے تو در اعضا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بتخانہ معبودی
چو زر مخفی بہر کانے چو گوہر در تہ دریا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری
بصحراے حقیقت ہادی برحق توئی حقا

گل اندام کنیز نے آسمان سے یہ
معرکہ دیکھا الٹی پلٹی مگر آنکھون سے آنسو جاری تھر تھر کانپتی ہوئی یاسمن گلگون پوش صحن باغ مین کھڑی
ٹہل رہی ہی اُف اُف کر رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کیا کہون اسوقت اس کا دل واقعی یہ بڑی مصیبت ہی
دلپر رنج و الم کی شدت ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون طرف صحراے نجد کے نکل جاؤن کنیزین کہتی ہین
واری خدا نہ کرے دشمنون کو حضور کے رنج و ملال پہونچے وہ بھی خیر و عافیت سے ہونگے گل اندام بھی
آتی ہوگی یہ ذکر تھا کہ گل اندام روتی ہوئی ہچکی لگی ہوئی بات تک منہ سے نہین نکلتی ہی پہونچی ملکہ نے کہا ای
گل اندام براے خدا جلد بیان کر ورنہ میرا دم پھڑک کے نکل جائیگا تیری بیقراری نے دم اُلٹا دیا گل اندام
نے ضبط کرکے کہا واری کیا عرض کرون اس حال مین مین نے خواجہ عمرو کو دیکھا ہی کاش کہ مین اندھی ہوتی
یہ حال مصیبت مآل نہ دیکھتی اسیب جادو و انتظام جادو تو بہت خوشی کر رہے ہین مفہوم صبا رفتار
تھا بھی موجود ہی ایک جادوگر نگوڑا کالا کلوٹا کہ اگر رات کو سامنے آجاے تو آدمی کا ڈر کے مارے دم
نکل جاے کسی چہرے سے مثال نہین دے سکتی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آدم خوار ہی ہاتھ پاؤن خواجہ کے
ٹٹول رہا ہی کہتا تھا تری بدیان ہین خدا اُس نگوڑے کو موت دے بھڑوے آدم خوار پر بجلی گرے یہ سنکر

ملکہ یاسمن گلگون پوش نے منہ پیٹ لیا کہا گل اندام بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے رہی جاتی ہون مگر
آسیب جادو بلا سے روزگار ہای میری آرزوے دل تو پوری ہوگئی انکے ساتھ جان تو دونگی زندگی مردگی
گل اندام نے کہا مین بھی چلون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا صاحبو کسی کا کام نہین ہی مین خود ہی جاتی
ہون یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلین اُسوقت پہونچین کہ دو جادو بے کونکے کا خط گردن پر کھینچا ہی
تیغہ برہنہ ہاتھون مین لیے ہوے شلگین لگا رہا ہی کبھی کہتا ہی ای آقاے نامدار ای انتظام جالیوقار آپ نے
قدرت سے پوچھ لیا ہی ایسا نہو قدرت کہین کہ ہمارے سامنے زندہ کیون نہ لائے خواجہ گھبرا کے کہتے ہین
یارو مجھے سامنے قدرت کے لیچلو مین دیکھتے ہی انکو سجدہ کرونگا وہ خطا معاف کر دینگے تم لوگ ناحق مجھکو
قتل کرتے ہو مین قدرت کا لنگوٹیا یار ہون بچپنے مین مجھسے ایک خطا ہوگئی تھی وہ قدرت کو یاد بھی نہوگی وہ ایسی
بات ہی کہ مین زبان سے کہہ نہین سکتا قدرت ضرور معاف کر دینگے ان باتون پر عمرو کے مفہوم صبا رفتار و انتظام
و آسیب ہنس رہے ہین آوازے کس رہے ہین یہ حال جو ملکہ نے دیکھا ہاتھ جھٹکا دیے دو دو مردود کے دو ٹکڑے
ہوے مرنے سے انکے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین یاسمن تڑپ کے گری عمرو کی کمر مین پنجہ ڈال کے اڑی یہ بھی
منظور ہی کہ مجھے کوئی دیکھ نہ لے اگر باپ سن پائیگا فوراً مجھکو ڈھونڈھکے قتل کریگا پھر مجھے اپنی جان کا بچانا دشوار
ہو جائیگا اتنا کہکے بلند ہوئی ہی آسیب نے جو دیکھا کہ آسمان سے برق گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اُف
اف کرتا ہوا اٹھا منہ سے اُسکے شعلے نکلے چمکے اُس روشنی مین اسنے دیکھا کہ ملکہ یاسمن گلگون پوش دختر
بیچون بصد جوش و خروش عمرو کو لیے جاتی ہی للکارا او مکارہ او گیسو بریدہ تجھے ساربان زادے سے
کیا مطلب ہی یہ کہکے زمین پر دو ہتڑ مارا ملکہ یاسمن ہاتھ بلند ہوئی تھی یا لڑکھڑا کے زمین پر گر پڑی عمرو پنجہ سے
چھوٹا اب تو انتظام و آسیب نے مل کے سحر کیے قصد کیا ملکہ کو گرفتار کرین اسوقت یاسمن مثل برق جہند
تڑپ رہی ہی لکہ ہاے ابر کڑک رہے ہین آسیب جادو و انتظام جادو اپنے کو بچاتے ہین ملکہ جب سحر
کرتے ہین کانپ کانپ جاتی ہی عمرو الگ پڑا ہوا تڑپ رہا ہی ہر مرتبہ یاسمن یہی چاہتی ہی کہ عمرو کو لیکر نکل جاؤن
اب اپنے باغ مین بھی نہ جا سکونگی گھر بار بالکل چھوٹا راز کھل گیا مگر بلا سے سحر الورود رہینگے یہ بھی مصیبت سہینگے
مگر ممکن نہین ہی جب طرف عمرو کے جاتی ہی آسیب دو ہتڑ مار دیتا ہی کبھی گولا سحر کا پھینکا کبھی ماش کے
دانے پھینک مارے جھونکا ہوا کا چلا ملکہ الگ ہو جاتی ہی عمرو کے پاس نہین پہونچتی ہی مفہوم صبا رفتار
چنار کے نخل کی آڑ پکڑ کے چھپ گیا ہی یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ آسیب و انتظام کو ملکہ نے عاجز کر دیا ہی
کئی زخم کھائے ہین ان دونون کو بھی زخمی کیا مگر کشتی نہین نکلی ہی کہ جنگ رہی ہی مفہوم پشت پر ملکہ کی
آیا حلقے کمند کے مار دیے چودہ حلقے یاسمن کی گردن و کمر مین پڑے چاہا کہ پلٹون برق بنکر نکلون اپنے
جلدی سے حباب بیہوشی مار دیا ملکہ یاسمن بھی گری مفہوم نے بہ تعجیل زبان مین سوزن دیا اب آسیب
تعریفین کرنے لگا ای مفہوم بڑا کام کیا یہ ظالم مجھسے گرفتار نہوئی تڑپ تڑپ کے نکل جاتی شاگرد کیسے
تم تو تیز رفتار کے استاد ہوگیا اسوقت کار نمایان کیا ہی عمرو نے جو دیکھا کہ یاسمن کی زبان مین سوزن
ڈالدیا گیا عمرو بیقرار ہو گیا اشارے سے کہا ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای اختر آسمان محبوبی تجھکو میری کیونکر خبر ہوئی
عاشق و معشوق مین باتین ہونے لگین آنکھون سے آنسو دونون کے جاری ہین یاسمن گلگون پوش
نے بیقراری مین یہ اشعار پڑھے اور اشارون مین جواب دیا کہ ای خواجہ نہ پوچھو جو مجھپر گذری یہ عالم تھا نظم

نوید التفات شوق دادم از بلا جان را　　کمند جذبہ طوفان شمردم موج طوفان را
پرستارم جگر در باختن یارب در دل نداری　　ز بیتابی بزخم سرنگون کردن نمکدان را
چنان گرم است بزم از جلوۂ ساقی کہ پنداری　　گداز جوہر نظارہ در جام است مستان را
ندارم شکوہ از غم با ہجوم شوق خرسندم　　زجا برداشت جوش دل ہمانان داغ ہجران را
قضا از نامہ آہنگ دریدن ریخت در گوشم　　ز پشت ناخنم نشتر دہ نقش روے عنوان را
بتن چسپید بازم از نم خون نابہ پیراہن　　خراش سینہ سطر بخیہ شد چاک گریبان را
بجرم تاب ضبط نالہ با من داورے دارد　　ز شوخی می شمارد زیر لب دزدیدن افغان را
ہنوز آئینہ ماسے پذیرد عکس صورتہا　　چو ناصح خندہ زد از دل افشردیم دندان را
تکلف برطرف لب تشنۂ بوس دگر ستم　　ز راہم باز چین دام نوازشہاے پنہان را
بہ مستی گر بجنت بگذری زنہار بفریبی　　سراے در زمستی تشنۂ دیدار جانان را
چمن سامان سبحے دارم کہ دارد وقت گلچیدن　　خرامے کز ادائے خویش پر گل کردہ دامان را
باندازِ صبوحی چون بگلشن ترکتاز آری　　بپریدنہاے رنگ گل شفق گرد و گلستان را
کباب نوبہار اندر تنور لالہ میسوزد　　چہ فیض از میزبان لاابالی پیشہ مہمان را
چہ دود دل چو موج رنگ در ہر پردہ از مستی　　خیالم شانہ باشد طرۂ خواب پریشان را
بشبہا پاس ناموست زخویشم بدگمان دارد　　زشور نالہ سیر بزم تمکن دریدہ دربان را
زمستی محو پاکوبی بود ہر گرد باد اینجا　　رواج خانقاہست از کف خاکم بیابان را
رسیدنہاے منقار ہما بر استخوان غالب　　پس از عمرے بیادم داد رسم و راہ پیکان را

دونون کو حسرت و یاس اشارون مین باتین ہو رہی ہین آسیب و انتقام و مفہوم چپولے ہوے بیٹھے ہین انتقام کہتا ہی یارو آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہوئی خواہان ہی کہ باپ قتل ہو یہ پیروی کر رہی ہی کیون ملکہ تمکو کیا غرض تھی جو سار بان زادے کو چھڑانے آئین جلاد کو بھی قتل کیا یہ ہنگامہ ڈالدیا گر واہ منہ صاحب تمنے کیا کار نمایان کیا کہ اس ظالم کو گرفتار کیا ورنہ بڑی مشکل پڑتی کیون ملکہ یاسمن گلگون پوش بڑے میان بیٹھے چیچون جادو نے تمکو اسی واسطے تعلیم کیا تھا کہ ملازمان خداوند پر سحر کرو ملکہ یاسمن پسینے پسینے محجوب شرمسار زبان مین سوزن مجبور و لاچار کچھ جواب نہین دیتی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دل آزاد اس ہی عالم یاس ہی کبھی خواجہ سے اشارہ ہی کہ عمرو ویہ طعن و تشنیع سنی آسیب جھلا کر اٹھا کہ مین ابھی اس گیسو بریدہ کو قتل کرتا ہون عمرو کو رہا کر کے ہی لیے جاتی تھی انتقام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی اسکا قتل کرنا بہتر نہین ہی عمرو کو تو اسی کے سامنے قتل کرو جسکو یہ رہا کرنے آئی تھی اسکا مددگار اسی کے سامنے قتل ہونا بہتر ہی جسکو یہ رہا کرنے آئی تھی اور انکو سلسل مطوق کر کے انکے باپ کے پاس روانہ کیا جائے گمر کوئی ساحر معقول تجویز ہو کہ وہ جا کے کہنے کہ آپکی صاحبزادی درپئے آزار ساحران ہین چاہتی ہین کہ ملک آباد رہے ساحر مارے جائین خداوندی خدائی مٹے مسلمانون کا قبضہ ہو دیر و بتکدے گھرین مسجدین بنین ہر مقام پر ذکر خداے نادیدہ کا ہو میان چیچون بہت خوش ہوگئے کہ صاحبزادی بلند اقبال نے کیا خوب سوچا ہی اعتقاد مین بھی فرق آگیا خداوند سالوس بالکل جھوٹے ہین مسلمانون کا خداے نادیدہ بہت اچھا اور بہت سچا ہی آسیب جادو نے کہا

کیون ملکۂ عالم اب اسوقت آپ کے خداے نادیدہ کہان ہین ہماری آنکھ لگا ہون سے کیون پنہان ہین اگرکچھ منظور ہو کہ اپنے خداوندسے کچھ باتین کرین ابھی دربار مین چلے جائین جو کہنا ہو کہ لیکن اگرضد کرین ابھی تقدیر کرائین ساربان زادہ کہتا تھا کہ قدرت نے یہ سوچا تھا کہ اس دنیاے آباد کو برباد کرین حشر برپا ہو اسکے بعد بیس ہزار برس دنیا ویران پڑی رہے تب کہین دنیا پھر آباد ہو ہم لوگون نے ابھی تقدیر بدل دی یہی ساحر ہون یہی وزیر امیر مسلمانونکا خاتمہ ہوجاے روح روان مسلمانان عذار ومکار گرفتار ہوا ابھی قتل ہوتا ہی شاید آپکا خداے نادیدہ آکر بچاے کوئی اور بھی مددگار کہین نہین چھپا ہوا ہوگا انتقام نے کہا بھائی آسیب ان باتون سے کیا فائدہ ملکہ کی قید پاس جیحون کے روانہ کرو عمرو کے قتل کرنیکی تدبیر ہو آسیب نے کہا ہمارا مستقل بیابان جادو جو محافظ صحراے خارستان مین اُسے بلواتا ہون وہ عجب طرح کا ساحر ہی جلا کی حرکت پر بیٹے ساربان زادے کو قتل کرے اور ان ملکہ صاحب کو لیکر پاس جیحون کے جائے وہ واقف کار کامل ہی یہان جیحون کا دوست بھی ہی خوب بجھا کر لیگا یہ بھی صلاح دیگا کہ ایسی بیٹی کو قتل کرو بی یاسمن کا زندہ رہنا اچھا نہین ہی مفہوم و انتقام نے اس بات کو قبول کیا جھولی سے قلم سحر نکالا ایک پرچہ کاغذ کا لکھا بھائی انتقام دیکھو مین نے یہ انتظام کیا ہی ساحر نہین مقرر کیے اب یہ نامہ بیابان جادو کے پاس پہنچ جائیگا جو مین تحریر کرونگا اُسپر کاربند ہوگا دیکھو ابھی آتا ہی یہ کہکے کاغذ پر لکھا ای بیابان جادو ملکہ یاسمن گلگون پوش و عمرو عیار کو ہمنے گرفتار کیا جلد آؤ بی یاسمن کو انکے باپ کے پاس پہونچاؤ یہ تمھارا ہی کام ہی بھائی انتقام و مفہوم صبا رفتار عیار بھی موجود ہین جلد آؤ یہ کاغذ لیکر ہاتھ پر رکھا آواز دی ای طائر طلسمی یہ نامہ پاس بیابان جادو کے پہونچاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا نامہ منقار مین لے لیا نامہ لیکر چلا اس نامہ دار کا ذکر کیا جائیگا مگر ملکہ نے طرف خواجہ کے دیکھا اشارہ تھا کہ لو خواجہ ہمارے تمھارے قتل کی تدبیر ہوگئی ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ ہمارا تمھارا وقت موت قریب آگیا اب چند ساعتین زندگی مین باقی ہین عمرو کی بھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے یقین ہی کہ اب دم بھر مین قتل ہونگے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری اس بیقراری مین یہ اشعار عبرت آثار ذکر مین عشق کے نکل گئے

اشعار

کہ منزہ ز کفر و دین دیدم
راہ پیران خود ہمین دیدم
نور حق بھر آتشین دیدم
ماہ و خورشید بر زمین دیدم
بلکہ شہ ذات نازنین دیدم
با ہمہ ذات ہمنشین دیدم

عشق شد رہنماے دیںہا
در گذشتم ز وصف در ہو
ہر صفاتے بذات محو شدست
گوہر بے فناست گوہر عشق
چشم عالم نزیر تا بالا
احمد از یر تو جمال حبیب

عشق با کفر و دین قرین دیدم
چشم معنی چہ ذات بین دیدم
وصف ان ذات خود ازین دیدم
کہ درین چشم چون نگین دیدم
پیش او جبہہ بر زمین دیدم
نور محبوب راستین دیدم

عشق را رہنما یقین دیدم
گر تو فانی شوی بخویش روی
عشق از کل کائنات گذشت
چون گذشتم من از خیال جہان
من طفیل فنا بہ صفحۂ عشق
حسن ان ہمہ کہ عکس او ست و کون

عمرو نے تڑپکر جو یہ اشعار پڑھے ملکہ تو رونے لگی انتقام و آسیب نے کان بند کر لیے کہا یارو یہ کانا نہ سنو یہ ظالم کا سحر ہی جو کانا نہ سنیگا مبہوت ہوجائیگا مفہوم نے کہا بکنے دو ہم ایسے مہملات کو کب سماعت کرتے ہین بکتا ہی بکے اب اسی واسطے گاتے ہین کہ ہم لوگ سنکر محو ہوجائین انکا گانا سنین یہ ہم سبکو قتل کرین او ساربان زادے تیرے لیے جلاد اب آتا ہی بیابان جادو اب آکے قتل کریگا لیکن اب حال برق فرنگی کا بھی بیان کرنا واجب و لازم ہوا کہ برق جب کئی مرتبہ اُس صحراے خارستان مین گیا اور کانٹون نے آواز دی کہ برق فرنگی عیار آگیا ہی ای

نگہبانان صحرا آگاہ ہوجاؤ زاغ و زغن دوڑے برق بھاگ کر ایک غار مین چھپا جب ارادہ کرتا ہی دل کانپتا ہی دلمین
کہتا ہوا ای برق یہان سے کیونکر گذرون بموجب نشان کے جب اس صحرائے خارستان سے گذرون تب مکان
پر آسیب کے پہونچون یہان کانٹے دامن سے اُلجھتے ہین اس فکر مین بڑے ذلیل و خوار ہوے ان کانٹون سے
گذرنا دشوار ہر نئی تدبیر ہی ہر ایک خار صحرا دامنگیر ہی غار مین بیٹھا دل سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان پر اک برق
چمکی دیکھا اک طائر اُڑا ہوا آسمان پر سے آیا وہی نخل جو جلے ہوے کھڑے ہین اُنہین سے ایک نخل کی شاخ پر بیٹھا
مثل انسان کے آواز دی ای بیابان جادو و آسیب کا نامہ لیکر آیا ہون اسی طرح سے تین آوازین دین نامہ منقار
سے گرا دیا اب تو برق کے کان کھڑے ہوے بغور دیکھنے لگا ریگ صحرا مین ایک جوش پیدا ہوا ذرے
اُبلنے لگے ریگ صحرا سے کانٹے نکلنے لگے جب کانٹونکا بہت انبار ہوا تب کانٹونکے اندر سے ایک ساحر نے
سر نکالا بالونکا جوڑا بندھا ہوا کلاہ سیاہ سر پر جھولی بائین ہاتھ پر کانٹون سے نکلکر وہ کاغذ اُٹھا لیا کاغذ کو
پڑھا گرفتاری عمرو کا حال دیکھکر بہت خوش ہوے اُنہین کانٹون سے لباس فاخرہ نکالا بہت معقول اور
بھاری قبا تاج مرصع کار سر پر ایک بادلے کی جھولی بائین ہاتھ پر ڈال لی اُسمین تمام اسباب ساحر بھر لیا کھڑے
ہوکر چہار جانب دیکھنے لگا برق نے کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک
کاغذ لکھکر ہاتھ مین لیا دوڑا ہوا سامنے بیابان کے چلا کر پکارتا ہوا میان بیابان جادو ذرا ہمسے ملاقات
کرلو قدرت کا ہم نامہ لیکر آئے ہین یہ ارشاد ہوا تھا کہ بے تکلف صحرائے خارستان مین نہ جانا ورنہ زبان
خار ذلیل و خوار کریگی بیابان نے جو سنا کہ ساحر میرا نام لیکر پکارتا ہی آواز دی بھائی میرے پاس آؤ مین یہان
موجود ہون برق نے کہا آپ میرے پاس آیئے مین وہان نہین آؤنگا قدرت نے آپکے کمال ارشاد فرمادیے
ہین کہ ہماری اقلیم مین ایک ساحر نامی و گرامی ہی ہر چند کہ اس اقلیم مین لاکھون جادوگر رہتے ہین مگر اُس وحید
عصر کو بیابان جادو کہتے ہین ایسے ایسے کلمات تمھاری تعریف مین فرمائے کہ ہم حیران ہوگئے ہم نجانتے تھے
کہ اس ملک مین ایسے ایسے مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہین تمھاری لیاقت مین بڑے بڑے بھید ہین اب
بیابان جادو پھول گیا کہا بھائی ساحر صاحب تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی تمھارے چہرے سے جلالت
و شرافت و سخاوت پائی جاتی ہی اگر تم مقبول بارگاہ خداوندی نہوتے تو میرے پاس کاہیکو بھیجے جاتے قدرت کا
یہی طریقہ ہی کہ مقبول کو مقبول کے اور مردود کو مردود کے پاس روانہ فرماتے ہین برق بھی خوب تعریفین کرتا ہی
ای بیابان قدرت طرۂ پیغمبری تمکو عطا کرینگے اپنا مقرب کرینگے ای بیابان لو اس نامے کو پڑھو دیکھو اس نامے
مین کیا لکھا ہی بھائی مین تو صحرائے نیلی رواق مین بیٹھا تھا ایک آہوے وحشی نے آکے خبر دی کہ قدرت
یاد فرماتے ہین کوئی بڑی ضرورت ہی میان بیابان کے پاس نامہ بھیجا جاتا ہوگا کئی ہزار کوس پر وہ صحرا ہی چشم زدن مین
سامنے قدرت کے پہونچ گیا [illegible] زمین کی تین قدرت کو سلام کیا قدرت نے یہ نامہ دیا کہ ہمارا رفیق شفیق
ساحر زبردست کہ جسنے سب علم اُسکے دل مین بھر دیے ہین ای بھائی یہ نامہ اُسکو پہونچا دینا مین نے دست قدرت کو
بوسہ دیا یہ نامہ لیکر یہان آیا بارہ ہزار کوس ایک دم بھر مین طے کیے بیابان جادو نے نامہ ہاتھ مین لیا خوب
چوما چاٹا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا چاہا نامے کو کھولون برق پہلو سے نکلکر کھڑا ہوا ہی جیسے ہی اُسنے لفافہ کو
کھولا نامے کو کھینچا اُسمین سے دھوان نکلا اسے سونگھکر بیابان جادو بیہوش ہوکے گرا برق نے لپٹکے خنجر مارا
سر کاٹ کے پھینکدیا صحرا مین اندھیرا ہوا سنگباری برف باری ہونے لگی تمام صحرا کے کانٹے جلے موج ریگ بھی

موقوف ہوا اب برق نے اُس نامے کو پڑھا جو طائر دے گیا تھا اُسمین جو یہ نام لکھا دیکھا کہ خواجہ عمرو اور ملکہ قید ہوگئے آکے عمرو کو قتل کرو ملکہ کی قید لیکر جیحون کے پاس جاؤ برق کے ہوش اُڑ گئے کہ اُستاد قید ہوے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بیابان کی صورت بنا اُسی طرح جھولی کاندھے پر ڈالی اُسی کا سا لباس پہنا برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا چلا یہان آسیب و انتظام و مفہوم خوشیان کر رہے ہین ملکہ پر طعن و تشنیع عمرو بد دم بدعت عمرو اپنی جان سے بیزار مرنے پر تیار عاشق و معشوق کے اشارے دلون مین تاثیر کر رہے ہین عمرو کو بڑی بیقراری ہی خانہ باغ سامنے ہی مفہوم کے منھ سے نکلا اے سار بان زادے دیکھ باغ مین کیا جوش بہار ہی عمرو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بے اختیار منھ سے نکل گیا

نظم

سیر گلزار سے مجھکو خفقان ہوتا ہی
ظاہری بازی ایام ہی باطن سے خلاف
جلوہ گر رات کو خورشید کہان ہوتا ہی
ابرو یار سے قوت ہی جو کوساری
تن نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہی
صورت کعبہ دکھاتے ہین جو طاق ابرو
حسن رہتا نہین گلزار خزان ہوتا ہی
چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہی مجھے
سایہ سر پر سے دبے پانون روان ہوتا ہی

روے گل کو رخ رنگین سے ترے کیا نسبت
دانہ ہوتا ہی عیان دام نہان ہوتا ہی
باتین کرتا ہون لگا ہون مین پڑا دو
تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہی
حسن کو داغ لگا دیگی یہ سیر گلزار
چاہ زمزم وہ زنخدان کا کنوان ہوتا ہی
جذبۂ دل سے اُلٹتا ہی نقاب رخ یار
برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہی
جاے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش

آتش نالۂ بلبل سے دھوان ہوتا ہی
قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہی
وعدۂ خب نہ کرا ی مہر لقا جھوٹ نہ بول
دود شوق سے یان کار زبان ہوتا ہی
فرش گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے
آپ پر حور بہشتی کا گمان ہوتا ہے
حسرت انجام جہان گذران ہی غافل
پردۂ غیب کا احوال عیان ہوتا ہی
زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے سیر
مصرعۂ تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہی

دونون گرفتار دام مصیبت موت قریب راحت دور قلب ناصبور دشمن مسرور دوست رنجور سب سے زیادہ مفہوم صبار فتار خوش ہی جب انتظام کہتا ہی اے مفہوم تنے کیا کار نمایان کیا ہی مفہوم ہین ہین کرکے کہتا ہی آپکی عنایت اور سنا میان آسیب قدرت نے میرے واسطے تقدیر کردی ہی سو برس تک کوئی بھی مجھکو مار نہین سکتا ملک الموت روح نہین قبض کر سکتے ہین قدرت نے تقدیر مضبوط کر دی ہی اب وہ تقدیر شکست نہین ہو سکتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے بیابان جادو ہنستا ہوا رقص کرتا ہوا جست و خیز مین بے نظیر خوشی کی تدبیر آتے ہی آسیب کو جھکے سلام کیا انتظام کے قدمون کو بوسہ دیا مفہوم سے لپٹ کے خوب ہنسے اور کہا اے آسیب جادو مین اپنے مقام پر بیٹھا تھا قدرت تشریف لائے گھبراے ہوے مین نے پوچھا قدرت کا مزاج کیسا ہی قدرت نے کہا اے بیابان جادو مبارک ہو دشمن گرفتار ہوے عمرو عیار و ملکہ یاسمن گلگون پوش دختر جیحون نے دشمنی پر کمر باندھی ہی مین نے اُسے قید کرا دیا جا کر قتل کرو عورت کو گرفتار کرکے پاس جیحون کے لیجاؤ اُس سے کہنا کیون اے نمک حرام قدرت نے تیرے ساتھ کیا کیا جو تیری بیٹی نے ساربان زادے کے ساتھ دوستی کی مسلمان ہوکر بیٹھی قدرت کو بُرا کہتی ہی قدرت حکم دیکے ملک الموت اپنے مقام سے چل چکا مگر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ انتظام و آسیب و مفہوم کی پانچ سو برس کی عمر بڑھائی ایک ایک جام شراب کا میرے ہاتھ سے پیو خوب خوب خوشیان کرو اپنا نام اصلی قدرت بتا گئے کہ اس نام کو پڑھا نا آسیب نے کہا وہ نام کیا ہی کہا آج تو قدرت نے اپنی ولدیت بتلادی خداوند سالوس بن دلوس بن گھی چوس بن فانوس بن اصل السوس ساکن قلعۂ افسوس نانا کا اُنکے نام اشکبوس دولت دنیا سے مایوس بندۂ سندوس بن

اسطوقودوس بنت کا بنوس جسوقت یہ سب القاب پڑھو نگا اور جام شراب پر دم کرد ونگا شراب حلق سے اُترتے ہی پردہ ہاے حجاب آنکھوں سے اٹھ جائینگے فرشتگان مقرب کو دیکھینگے مجھکو تو طرہ پُرخیری ملا ہے تو اب قدرت کے ساتھ آسمان پر جاؤنگا انکی جورو خدائی کو دیکھونگا میرے آنکے نگاہ لڑیگی لمنگا الٹ دونگا کس کا منہ دیکھونگا یہ کہتا ہی اور بیابان نقلی ہنستا ہی کہتا ہی ای آسیب و انتظام میرے مرتبے سے تم ابھی آگاہ نہیں ہوے اپنے مرتبے کا مرتبہ شناس آپ ہوں خداوند سالوس کا باپ ہوں یہ نظم میرے لیے سزاوار ہی نظم

منم در جملہ موجودات پیدا | منم در کسوت آدم ہویدا | منم خرمن و گرکس نیست موجود | کہ ظاہر گشتہ ام در جملہ اشیا
مرا عارف محقق می‌شناسد | کہ گوہر آشنا شد مرد بینا | ہر آن ذرہ کہ در کون و مکانست | ز تاب من شد و خورشید بیضا
منم دریا و ہر موجیکہ بینی | نمودار یست آن از عین دریا | منم خورشید تابان کہ ہر صبح | منم ہر ذرہ را خورشید آسا
بنزد من چہ کفرست و چہ ایمان | چہ دین مومن و چہ راہ ترسا | گہی بر صورت آدم پدیدم | گہے بر صورت وامق و عذرا
گہی بر صورت مجنون و لیلیٰ | گہے ظاہر شدم بر شکل حوا | گہے دریا شدم آبی نمودم | گہے چون کوہ گشتم گاہ صحرا
نمودارم بہر شکلے کہ بینی | چہ در اسما و چہ در جملہ اشیا | ز کج بینی دو بیند مرد احول | نہ بیند راست بینا مرد یکتا
چو احمد در ہمہ موجود یکتا | یکے بین شد بفضل حق تعالیٰ

برق کی یہ باتیں سنکر آسیب و انتظام و مفہوم بہت خوش ہوے کہا بھائی عجب مژدۂ جانبخش لائے ہو دل خوش ہو گیا ہم جانتے تھے ہمیں نے تمہیں اطلاع کی سبحان اللہ کیا مرتبہ ہی کہ قدرت نے تمکو آگاہ کیا اب کسی کی کیا حقیقت رہی آسمانوں کی سیر کیا کروگے برق نے کہا سب سے پہلے شراب منگائیے میں قدرت کے نام پڑھوں قدرت کے نام میں کیا تکلف ہی کیا کیا لفظیں ملائی ہیں واہ رے مصنف تیری ظرافت کو اہل نظر سمجھینگے جلدی کرنا واجب و لازم ہی قدرت کے نام کی تاثیر ہی حباب لب دریا ہی کبھی ابھرتے کبھی ٹوٹ گئے وہی قدرت کے مزاج کی صورت ہی کن کن ساحروں کو قتل کرایا کرانکے مرنیکا ابتک افسوس ہی یہ دربند والے ساحر قدرت سے پوچھکے آئے تھے کتنے کی موت مارے گئے اب میاں نمکپاش سے مقابلہ پڑیگا عمرو تو مارا جائیگا نمکپاش کے مقام پر کون جائیگا اب عیاری کون کریگا مسلمانوں کا تو خاتمہ ہوا عمرو مارا جاتا ہی اور سب کا مار لینا مشکل نہیں ہی یہ عیار تھا مکار و غدار تھا اسکے مرتے ہی حمزہ بھاگ جائیگا آسیب دوڑ کر قرابہ اٹھاکر لایا برق نے جھپٹ کر قرابہ لیا الٹ پلٹ کرنے لگا خوب بیہوشی ملائی مفہوم کا تقاضا ہی کہ میاں بیابان پہلے جام ہمیں دینا آسیب کہتا ہی میں بیابان کا افسر ہوں انتظام کا قصہ ہی کہ پہلے جام ہم پائیں تینوں مبتلائے ہوے ہیں خواجہ عمرو نے جو بیابان کو تڑپتے دیکھا خوش ہو گئے ملکہ سے کہا ای ملکہ عالم یہ بیابان جادو نہیں ہی برا بھوریا شاگرد ہی اپہونچا مجھے یہ گمان نہ تھا مگر وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی سر پر موجود ہی ہم اسکے بندے ہیں وہ ہمارا معبود ہی مگر برق نے جام شراب لبریز کیا کہا میاں آسیب تم جانتے ہو کہ مجھکو گانے کے نام سے نفرت تھی مگر قدرت نے گلے پر میرے ہاتھ پھیر دیا خوش آواز ہو گیا علم موسیقی میں استاد ہو گیا جام لبریز کیا گنگنا کے یہ غزل گائی کہا بھائی ذرا دل لگا کے سنو خوب سی تعریف کرو نظم

لب تو [illegible] را فزود رنگ و بوے شراب | کہ غنچہ در نظر آید مرا سبوے شراب
توان شناختن از آہ گرم عاشق را | چو می پرست کہ رسوا شود ز بوے شراب
چو دلکش است بروئیش اشارۂ ابرو | چنانکہ جنبش موجے بود بروے شراب
صراحی و طنبور توام اند بہم | بغیر زمزمہ حیف ست گفتگوے شراب

اگر تلاش کنی نشۂ بدست آید سخن چو صاف شود خوشش دماغ میسازد	کہ تاک ریشہ دواند بجستجوے شراب چنانکہ شعر تو عالی گرفتہ خوے شراب

اس رنگ سے برق نے اس غزل کو گایا کہ مفہوم تڑپ گیا کہتا ہی کہ ای بیابان جادو تم نظر کردہ سالوس ہوئے اب حقیقت مین تمھی چوس ہوے برق سلام کرتا ہی کہتا ہی کہ آپکی عنایت آپکی شفقت مگر جام تو پیجیے مفہوم نے جام پیا جام پیتے ہی بھڑکنے لگا آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے طبیعت مین جودت ہوئی ہے دوسرا جام اسنے بھر کے میان انتظام کو دیا کہا حضور آپ بڑے جادوگر ہین بہتر سے بہتر ہین ایک سانس مین جام پیجیےگا ایسا نہو سانس ٹوٹے رشتۂ حیات ٹوٹ جائیگا انتظام نے ڈگڈگا کے جام شراب کا پیا تیسرا جام میان آسیب کو دیا کہا آپکی عمر ہزار برس بڑھیگی آخر مین قدرت نے فرمایا تھا تم سب کے آخر ہوگے راز و نیاز سے بخوبی ماہر ہوگے ہر بات کا خیال رکھنا ایسا نہو خیال کے واسطے کوئی خرابی ہو ایسا نہو کہ خیال کو ذلت ہو خیال کے شریک ظاہر ہو آسیب نے دونون ہاتھون سے جام لیا تو آسیب تو ای چکا ہی جام پی گیا رو و قدح بھی نہ کی برق نے ان سب کے بھگسانے کو آگ لگا نیکو آتش کی غزل گانا شروع کی غزل

ساقی ہون میں روز سے مشتاق دید کا
افسانہ ہی سنا کیے ہم روز عید کا

شیدا ہے حسن یار کس اقلیم مین نہین
شیرین کلام اپنا ہی تو شعر بد کا

حجت وہان یار مین کیونکر نہ کیجیے
یہ حال عاشقو لگا ہی جو زر خرید کا

بندے قباے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
قیمت وہ ہی جو مول ہو مال خرید کا

سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
ہر آیہ ہی فصیح کلام مجید کا

شادی تجمل سے بھی ہوتا ہی داغ غم
کوچے مین تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا

صورت کو تیری دیکھنے آتے ہین فرد بین
حیران کار رکھتی ہی قطع و برید کا

دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہی دل
آتش فراق یار پدر ہی یزید کا

دکھلادے جام مے مین مجھے چاند عید کا
افسانہ سنیے یار کا ذکر اسکا کیجیے

محبوب ہی وہ یار قریب و بعید کا
مریخ کا ہی ظلم و ستم کس شمار مین

منظور ہی ثبوت ہمین تا یزید کا
آرائش انکی قتل کرے ہمکو بیگناہ

گستاخ اتنا کام کرینگے کلید کا
اپنی طرف ان ابرو کے رخ کو پھیر سکے

داغ جنون ہر ایک نگین ہی حدید کا
کنج قفس مین ہوگی صبا لیکے بوے گل

اندوہ طفل حجرہ کو ہوتا ہی عید کا
موسی کیطرح ہمکو بھی دیدار کا ہی شوق

رخ پر انھین یقین ہی شکل سعید کا
بیجرم تیغ عشق سے دل ہوگیا ہی قتل

رہتا ہی صدمہ روح کو قید شدید کا

موقع ہوا نہ اس رخ روشن کی دید کا
مقصود ہی مری گفت و شنید کا

حاضر ہی مانگے جو کوئی دولت فقیر کی
پیر فلک کو رتبہ ہی تیرے مرید کا

لیتا ہی بوسہ دیکھے وہ سیمین عذار دل
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا

دل بیچتے ہین عاشق بیتاب لیجیے
اشد زور دے جو کمان کی کشید کا

اس زخم ابرو ونسے مسون کو بجھ نہ کم
خطا آگیا بہار چمن کی رسید کا

قاتل رہا کرےگی شب جمعہ روشنی
آنکھون کو حوصلہ ہی تجلی کے دید کا

چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبا نے تا
سینہ مرا مقام ہی مرد شہید کا

خنجر نہ پہنچا کہ ہوا اس سے عجب نہین

اس لطف سے برق نے اس غزل کو گایا کہ آسیب تو یقین کرتے کرتے اپنے مقام سے اٹھا کہا ای بیابان حقیقت مین میری آنکھون سے پردے اٹھ گئے قدرت آئے ہین ای مفہوم لینا انکی ٹانگ لینا سب سے پہلے مفہوم اٹھا پکارا یا خداوند سالوس و لدھی چوس بنت دلوس آئیے مفہوم کے بعد آسیب بھی اٹھا انتظام بھی ناچتے ہوے چلے تینون کے تینون بار بار چلے ادھر ادھر آگے گرے اب تو برق نے نعرہ کیا خنجر بڑھا کے چلا نعرۂ برق متشتم برق رفتار و خنجر گذار * سنم کہ لیکن گران برہ سزار

زمین ردفق فوج اسلام ہون
صبا سے بھی دو گام آگے بڑھون

اسی فن مین مین خاص خود کام ہون
حقیقت مین مین برق چالاک ہون

اگر دوڑنے کا ارادہ کرون
دو ندہ جہان گرد بیباک ہون

نعرۂ شیرانہ کرکے مثل برق فرنگی نے جھپٹ کر ایک خنجر مفہوم پر مارا کہ سر اڑ گیا خواجہ کہتے ہین پہلے مجھے
بھجوا دے انتقام کو قتل کر برق نے کسوت عیاری سے مفہوم کی اشرفیان نکال لین کمر مین رکھین
خواجہ نے کہا اب مین نے دیکھا تیرا ابھی امین حصہ ہی برق نے دو اشرفیان دکھلا دین عمرو نے کہا ابے
گدھے مین نے یہین سے بیٹھے بیٹھے گن لین پندرہ اشرفیان ہین جو وہ مجھے دو خیر تم بھی ایک لے لو برق
کب مانتا ہی کہتا ہی استاد تین اشرفیان تھین دو مین نے تمکو دیدین ایک مین نے لی یہ کہکے آسیب کو خنجر
یاسمن کی زبان سے سوزن نکالا انتقام کے پیٹ مین خنجر ماردیا تینون کو مارکے بھاگا ہر چند خواجہ کہتے ہین
ابے ٹھہر جا برق نے مفہوم کی اشرفیان آسیب کی کلاہ انتقام کے ہاتھ سے انگوٹھیان لین یہ چیزین لیکر بھاگا
خواجہ عمرو پکارتے رہتے یہان آندھی سیاہ چلی دو ساحر زبردست مارے گئے بہر آوازین دیتے ہین
کشتی مرا نام ہی آسیب جادو و انتقام جادو عمرو نے ملکہ سے کہا تم تو نکل جاؤ تمھارا ٹھہرنا اب بہتر نہین ہی کیونکہ
قلعہ گلشن حصار کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی یاسمن نے کہا خواجہ بھاگو باپ میرا آتا ہی شاید انکو خبر ہو گئی عمرو
ایک طرف ملکہ ایک طرف برق تو پہلے ہی نکل گیا ادھر یہ گذرا کہ حیجون برائے ملاقات خداوندی آیا
دربار مین آکے دریافت کیا وزرا نے کہا قدرت قصر پریزادان مین گئے ہین یہان سالوس جو دربار پر پریزادان
مین آیا پریزادین ہنس رہی ہین ایک نے کہا قدرت پھر تشریف لاتے ہین دوسری نے کہا قدرت جوش
جادو پرست ہین تیسری نے کہا اسوقت کیون تشریف لائے چوتھی نے کہا بوا غضب ہو گیا آسیب جادو
و انتقام جادو ونسام پر آسیب کے مارے گئے پانچوین نے کہا بوا مجھسے سنو عمرو کی عیاری بیکار ہولی
بیچ کا حال کھولی برق نے آخر سکو مارا بیابان جادو کو بھی قتل کیا ماریٹ کر سب نکل گئے سالوس سرپیٹتا
بارگاہ مین آیا حیجون کو بیٹھے ہوئے پایا کہا ای حیجون جلد خبر لو مقام پر آسیب جادو کے جاؤ اگر ٹھہرے ہونگے
تو عمرو و برق دونون کو گرفتار لاؤ حیجون بقہر و غضب تمام چلا عمرو و برق جا چکے تھے آکے دیکھا مقام پر آسیب
کے آگ برس رہی ہی پیر غل مچا رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی حیجون سنکے تاریکی سحر کی دفع کی دیکھا تو
لاشہ آسیب و انتقام تڑپ رہا ہی ایکطرف مفہوم کا سر کٹا پڑا ہی تینون کے لاشے برہنہ عمرو سب کے کپڑے
اُتار کے لے گیا ننگ خاندانون کو برہنہ چھوڑ گیا حیجون زمین پر آیا ایک تخت سحر بنایا شیشۂ اسم اعظم بھی دیکھا
کر ٹوٹا پڑا ہی حیجون نے لاشہ آسیب و انتقام و مفہوم کا اُٹھایا بڑی دیر تک اُس مقام پہ کھڑے ہو کر رویا
کہتا تھا بڑے جادوگر مارے گئے آخر تخت لیکر اُڑا یہان سالوس گھبرایا ہوا پھر رہا ہی کبھی اندر بارگاہ کے
جاتا ہی کبھی باہر آتا ہی وزرا اُمرا حیران کہ آج قدرت کو کیا ہوا ہی بیٹ پڑے پھرتے ہین کبھی گھبرا کر فرماتے ہین
بڑا غضب ہوا بڑے جادوگر مارے گئے انتقام و آسیب کیسے ساحران زبردست تھے وہ یون بے کی
موت مارے گئے قدرت کے دل کو کیونکر آرام آئے ابن حیجون بیمیانے ایسی صلاح بتلائی کہ ہفت دربند
تیار کر واسوچتے کیسے کیسے ساحر مارے گئے یہ آسیب بھی زینت بارگاہ قدرت تھا ایسے کا قتل ہونا شاق ہی
یہ باتین تھین کہ حیجون جادو چلا چلا کے روتا ہوا دریا آنسو انکا آنکھون سے جاری لاشے لیے ہوئے آکر سامنے
پہونچا سالوس نے پکار کر پوچھا ای قوت بازو دشمن نکل گئے کہا یا خداوند وہان کسی کا نشان بھی نہین ہی بڑی گستاخی

گئی کہ لاشونکو برہنہ چھوڑ گئے تیز رفتار نے جو لاشہ مغموم کا دیکھا بت رو دیا کہا یا خداوند اسکے مرنیکی تدبیر کیونکر ہوئی آپ
فرماچکے تھے کہ بغیر حمزہ یا خطائی اب مغموم کو کوئی قتل نہ کر سکیگا سالوس تیرایا جھلا کر جواب دیا او بیحیا راز قدرت کی
باتین قدرت سے پوچھتا ہی قدرت نے جو مناسب سمجھا وہ کیا تیرے باپ دادا کا کیا اجارہ ہی ابھی قدرت نہ تقدیر کردیگی
تو تو بھی مارا جائیگا تیز رفتار منتین کرنے لگا یا خداوند زمانہ انقلاب کا ہی آجکل ایسی بات نہ فرمایئے آسیب و انتقام
کے عزیز روتے پیٹتے حاضر ہوئے کہتے تھے یا خداوند ان بندون کو اپنے جلا دیجیے سالوس نے کہا قدرت تقدیر کرچکی
جب مسلمان تباہ ہو جائینگے اُسوقت قدرت سبکو زندہ کریگی اس زمانے مین خود قدرت دست پاچہ ہو رہی ہین
پتلے کا بنانا اور روح کا پھونکنا نہایت کار دشوار ہی سب خاموش ہو گئے حکم ہوا لاشونکو لیجا کر پھونکدو کتاب مین
وجہ قتل انکی لکھدو و تاریخ بھی درج ہو جب قدرت زندہ کرنیکی فکر کریگی تو ضرورت ہوگی یہ خبر جو سب جگہ مشہور ہوئی
کہ آسیب و انتقام قتل ہوئے مغموم مع تیز رفتار مارا گیا ہر چند عزیزون نے اُنکے کوشش کی کہ انکو زندہ کردو
قدرت نے قبول نہین فرمایا تمکپاش اپنے مقام پر آکر بیٹھا انتقام و مغموم کا منتظر ہی کہ چند ساحر دوڑتے ہوئے
آئے عرض کی ای شہنشاہ مقام پر آسیب کے جاکر انتقام و مغموم قتل ہوئے تمکپاش نے گھبراکر پوچھا انکو یہ خبر
کیونکر معلوم ہوئی اُنھون نے عرض کی ہم ایک ضرورت سے اپنے گھر گئے تھے دیکھا کہ قتل کا ہنگامہ گرم ہی دریافت کیا
اور خود جاکر دیکھا لاش آسیب و انتقام و مغموم کی پھونکی جاتی ہی سارے قلعے والے روتے تھے کہ وہ ساحر
آج مارے گئے کہ جنکا قتل ممکن نہ تھا اپنی آنکھون سے ہمنے لاشونکو دیکھا تمکپاش پوچھتا ہی ارے کیسے مارا اور
کیونکر قتل ہوئے اُنھون نے کہا کہ یہ ہماری مجال نہ تھی جو ہم دریافت کرسکتے مگر یہ سنا کہ قتل ہوئے خداوند نے
لاشہ جلانیکا حکم دیا ہی کسی کے پوچھنے پر بحالی نہ تھی بعض خوش تھے بعض بکتے ہوئے جاتے تھے کہ ایسے دو چار اور
مرین تو کیا آباد ہو جائین تمکپاش گھبرا کے اُٹھا دربار مین سالوس کے آیا دیکھا سالوس سرنگون تمام اہل دربار
خاموش بیٹھے ہین تمکپاش نے آکر سجدہ کیا عرض کی یا خداوند یہ کیسی تقدیر کردی سالوس تو شرمندہ بیٹھا تھا
جھلا کر بول اُٹھا کہ قدرت نے تقدیر کر رکھی ہے کہ اب تم بھی قتل ہوگے تمکپاش کانپنے لگا دست بستہ عرض کی یا خداوند
ایسا تو نہ فرمایئے عمرو سب جگہ چھپ کے جاتا ہی ہمنے سنا ہی کہ وہ یہ کہتا پھرتا ہی کہ قدرت کو اب نئی دنیا آباد کرنی
منظور ہی ان سبکو قتل کرڈالینگے اصل مین قدرت کو یہی منظور ہو تو ہم سب پرانے جادوگر اس ملک سے نکل جائین
اور کہین جاکر بسین جان تو بچے ان پرانے ساحرون نے حضور کی کیا خطا کی ہے سالوس نے کہا کہ اسوقت قدرت
تو غصے مین بیٹھی ہین تو قدرت کو شرمندہ کرتا ہی ای باران برف بار تم تمکپاش کے ساتھ تین لاکھ فوج لیکے جاؤ
حمزہ کو اسی دربند پر روک کر آگے نہ بڑھنے دو قدرت تم سبھون کے واسطے یہان سے تقدیر بارے معقول کریگی
کیا عجب ہی کہ اسی دربند پر سب مسلمان مارے جائین باران برف بار تین لاکھ فوج تیار کرکے تمکپاش کے
ساتھ ہوا تمکپاش نے راہ مین باران برف بار سے کہا بھائی تم قدرت کی اُلٹی پلٹی باتین سنتے ہو کبھی ہان فرماتے ہین
کبھی نہین کہتے ہین باران برف بار نے کہا اصل تو یہ ہی کہ مسلمانون نے قدرت کو دست پاچہ کر دیا ہی آجتک یہ
پتہ نہ لگا نام کو قدرت ہین اپنی پشت کی بھی خبر نہین رکھتے اتنا نہین بتا سکتے کہ وہ کون شخص ہی جو ساربان زادے
کو نام بتلا دیتا ہی کہ فلان ساحر نے یہ کام کیا اپنی جان بچاتے ہین ہم سبکو مشتبہ کرتے ہین حمزہ کا اسم اعظم نکل گیا
کیونکر اُسکو روکا جائیگا سب کو قتل کرتا ہوا سامنے قلعے کے پہونچیگا تو پھر کچھ کسی سے ہرگز نہ ہو سکیگا اپنی اپنی جانین
خود بچاؤ قدرت کے کلام پر مغرور نہ رہو یہ صلاحین کرتے ہوئے قلعے پر تمکپاش کے پہونچے تمکپاش نے ایک

بڑا سا قلعہ بنایا ہی کہتا ہی قلعہ کلان بے میرے مرے نہ ہٹے گا کوئی نہ گذر سکیگا اگر فرو کش ہو سے یہان تدبیرین اب
ہونے لگین باران برف بار ایک خیمے مین داخل ہی اسم اعظم بند کرنیکی تدبیر کر رہا ہی نمکپاش سے کہہ رہا ہی کہ
ای نمکپاش اگر میرا قابو چلیگا تو مین اسم اعظم حمزہ بند کر دونگا اور پاس اپنے بھائی اژدر ان اژدر سوار بادشاہ
طلسم سنیو سواد کے چلا جاؤنگا وہ طلسم قدیم ہی بھائی میرا مدت سے وہان کا مالک ہی سلطنت طلسم سنیو سواد کرتا ہی
نمکپاش نے کہا بھائی جو مناسب ہو وہ کرو مین تو قتل آسیب سنکر گھبرا گیا ہون میرے ہوش نہین درست
ہین یہان تو یہ چرچے ہو رہے ہین باران برف بار تدبیرین کر رہا ہی ایک نامہ بھی اسنے اپنے بھائی اژدران
اژدر سوار کو لکھ بھیجا ہی کہ اگر ہو سکے مین اسم اعظم بند کرتا ہون تم کسی حیلے سے حرز ہیکل حمزہ کی لیجاؤ تو پھر لشکر کو
ہم خاک کرینگے یہان صاحبقران ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہین دربار مین سب سردار جمع ہین کہ حمزہ کو
اسم اعظم یاد آیا خوش ہوکر سردارون سے کہا مین سجدۂ شکریۂ پروردگار کرتا ہون شاید خواجہ نے جاکر آسیب جادو
کو مارا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے مگر بڑبڑاتے ہوے امیر نے فرمایا خواجہ عمرو خیر تو ہی عمرو نے کہا اب
یہ فرمایئے برق فرنگی کہان ہی آج مارڈالونگا اشرفیان کلاہ آسیب کی لباس انتقام کا انھو نکے ہیان چھپے مفہوم
کے لیکے بھاگا ہی صاحبقران نے فرمایا بیٹھو تو تم تو ایسے گھبراے ہوے ہو آخر برق وہان کیونکر پہونچا کچھ حال
بیان کرو عمرو نے کہا اتفاق سے اُنکے ہاتھ سے ایک کام بن پڑا ورنہ وہ کیا جانین کہ عیاری کسے کہتے ہین مجھکو تو
انتقام جادو وہان سے لیگیا آسیب کے مقام پر پہونچایا مین نے باتون مین ان سبکو راضی کیا شراب پلاکے
بیہوش کر لیا قصد ہوا کہ قتل کر دون مفہوم عیار آگیا اُسنے آکر انکو بیدار کیا مین پھر گرفتار ہوا اب تدبیر ہونیلگی
کہ عمرو کو قتل کرو ہمارا معین و مددگار وقت پر پہونچا جادو کو مارا قصد ہوا مجھے لے نکلے مفہوم عیار نے کمندین
مارکے اُسکو گرفتار کیا اب دونون کے قتل کی تیاری ہوئی اس بھورئیے نے نہین معلوم بیابان جادو کو کیونکر
پایا مارلیا اُسکی شکل بنکر آیا بس اتنا کیا اُسکی شکل بیابان آسیب و انتقام و مفہوم صبا رفتار کو مارا بڑا کام ہوا
کون جادوگر مار سکتا ہی اس بات پر مفہوم کی اشرفیان نکال لین آسیب کی کلاہ ول انتقام کی قبا اُتار لی وہ بھی
یاجی بھاگا ہی جہان پاؤنگا سزاے معقول دونگا آپ اپنے یہان سے اُسکا نام کاٹ دیجیے مین اور جلے
نوکری کرین جیسی عیاری اُنھون نے کی میرے شاگردون کے شاگرد ایسی عیاری کرتے ہین بیچارا احمق اپنے
نزدیک اُنھون نے بڑا کام کیا اب پھولے نہ سماتے ہونگے امیر نے فرمایا خواجہ تمھارا قوت بازو ہی بہت جلد وہ
عیاری کرتا ہی اگر وہ بیابان کو مارکے نہ پہونچتا تو تمھارا خاتمہ ہوا تھا عمرو نے کہا مجھے کون مار سکتا ہی وہ بیچارہ
کیا مجھے بچائیگا آپ بھی اُسکی طرفداری کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ برق فرنگی بھی آکے پہونچا دیکھا صاحبقران سے
اُستاد باتین کر رہے ہین چاہا پلٹ جاؤن عمرو نے دیکھ لیا پکار کر آواز دی میان بھورئیے ادھر آیئے حمزہ
بلاتے ہین آپکا نام کاٹ دیا وہ اشرفیان وہ کلاہ وہ قبا سب دیجیے جو دن کی آپکی تنخواہ نکلتی ہو وہ لیجیے اور جایئے
برق نے بنگاہ یاس طرف صاحبقران کے دیکھا صاحبقران نے اشارہ کیا اور فرمایا کیون گھبراتا ہی تیرا نام کون
کاٹیگا برق نے جھک کر اُستاد کو سلام کیا عمرو نے منہ پھیر لیا کہا بس اب زیادہ خوشامد نہ کیجیے وہ مال جو آپنے چرایا ہی
وہ حاضر کر دیجیے ورنہ مین مارے کوڑون کے ابھی کھال اُڑا دونگا برق نے کہا اُستاد وہ اشرفیان تو جعلی تھین
مین نے پھینکدین جو آپکو دی وہ سونے کی تھی اُسکو بھنا کر کچھ مجھے دیدیجیے عمرو نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا امیر نے ہان ہان
کرکے روک لیا فرمایا کہ خواجہ بس اب جانے دو وہ اسباب اس سے کسی نے چھین لیا عمرو نے کہا آپ اُسکے طرفدار ہین

شہزادہ شاہی سے منگا دیجیے صاحبقران نے بمشکل خواجہ کو سمجھایا برق قدموں پر گرا عمرو نے کہا بھلا اچھا کچھ لگا یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے لشکر اسلام کے آکے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی یہانسے بارہ کوس پر قلعۂ نمکپاش جادو ہے تین لاکھ
فوج لیکر باران برف بار اسم اعظم بند کرنیکی تدبیر کر رہا ہے یہ بھی ہم غلاموں نے خبر پائی ہے کہ طلسم مینو سواد کا بادشاہ
اژدران اژدر سر اس باران برف بار کا بھائی ہے یقین ہے وہ بھی اسکی مدد کو آئے یا وہانسے بھی کچھ مدد آئے
تو تعجب نہیں ہے عمرو نے عرض کی اب حضور یہان سے کوچ کریں انشاء اللہ لڑتے بھڑتے تا بہ قلعۂ گلشن حصار بھی
پہونچ جاینگے صاحبقران نے حکم دیا لشکر تیار ہو اُسیوقت لشکر تیار ہوا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی کوچ
کر کے صاحبقران مع لشکر ظفر اثر تیسرے دن سامنے قلعۂ نمکپاش کے پہونچے نمکپاش و باران برف بار
بیٹھے ہیں یہی صلاح ہو رہی ہے کہ کس ترکیب سے مقابلہ کرنا ہوگا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی ہرکارون نے آکے
عرض کی کہ لشکر صاحبقران آ پہونچا نمکپاش و باران برف بار باہر نکل آئے دیکھا لشکر مسلمانان بڑے کر و فر سے
آکر پہونچا بارگاہ جمشاہی استادہ ہوئی لشکر صاحبقران فروکش ہوا عمرو کو جو نمکپاش نے ساتھ دیکھا صورت
خواجہ کی دیکھکر کانپنے لگا باران برف بار سے کہا اسی ظالم نے گھر کے گھر ویران کر دیے باران برف بار نے کہا اے
نمکپاش نہ گھبراؤ میں سب سے پہلے اسی کی تدبیر کرونگا نمکپاش نے کہا مین طبل جنگی بجواتا ہون باران برف بار
نے کہا طلسم سے بھی مدد ہوگی یقین ہے میرا بھائی آئے اور مین بھی شام کو تدبیر کرونگا دونو یہ کہکے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارہ
جو لشکر اسلام کے بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر خدمت صاحبقران مین آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی اے
شہریار نمکپاش نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہے کہ سر میدان آکر مقابلہ کرے امیر نے فرمایا کہ خواجہ ہمارے
لشکر مین بھی کہدو مقبل یزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل سکندری پر چوب پڑی عمرو و برق یہ کہکر نکلے کہ ہم ذرا
خبر تو لائین کہ باران برف بار کیا کر رہا ہے دونون عیار نکلکر روانہ ہوئے صاحبقران زمان برائے ملاحظۂ لشکر
نکلے لشکر کو دیکھتے پھرتے ہین قریب اشقر دیو زاد کھڑے ہوئے ہین داروغہ سے تاکید فرما رہے ہین کہ کیا
کیا باعث ہے جو ہمارا اشقر دیو زاد دبلا ہو رہا ہے جو جو اشیا درکار ہون وہ سرکار سے لو ہم اشقر کو مثل اپنے
فرزند کے جانتے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی دیکھا خواجہ عمرو گھبرائے ہوئے چلے آتے ہین پکار کر آواز
دی آقا ذرا میرے پاس کنارے آئیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے صاحبقران قریب عمرو کے گئے عمرو باتین کرتا ہوا
صاحبقران کو قریب ایک نخل کے لایا عرض کی اے شہریار مین نے ابھی سنا ہے کہ باران برف بار نے اسم اعظم
حضور کا بند کر لیا ہے ذرا پڑھیے تو آپکو یاد ہے یا نہین صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے عمرو نقلی نے ایک طائر
ہاتھ سے چھوڑا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران کے چرخ مارا امیر نے پلٹ کے دیکھا عمرو نے جست کی پرواز
پیدا کر کے بھاگا آواز دی مین باران برف بار ہون دیکھو حمزہ یون اسم اعظم بند کرتے ہین صاحبقران متحیر دیکھ رہے تھے
باران برف بار نکل گیا مقبل نے بڑھکر عرض کی شہریار کیا ہوا امیر نے فرمایا باران برف بار بشکل عمرو آیا
اسم اعظم بند کر کے لے گیا مقبل خاموش صاحبقران سر جھکائے ہوئے بارگاہ مین آئے عمرو پلٹ کر آیا
لشکر مین سنا کہ باران برف بار میری شکل بن کر آیا تھا اسم اعظم صاحبقران کا بند کر کے لیگیا عمرو خدمت مین
صاحبقران کی آیا عرض کی اے شہریار یہ کیا ہوا امیر نے فرمایا اسم اعظم بند ہوا باران برف بار تمھاری شکل
بنکر آیا اسم اعظم بند کر کے لے گیا عمرو پریشان ہوا عرض کی اے شہریار مین تا بہ لشکر نمکپاش نہ پہونچنے پایا تھا
مین نے راہ مین یہ حال سنا کہ اسم اعظم بند ہو گیا پریشان ہو کر پلٹ آیا اب مین فکر مین جاؤن یہان باران کی تدبیر

کرون امیر نے فرمایا خواجہ زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ وہان بڑے انتظام ہو رہے ہین فی الحال نہ جاؤ پروردگار مالک ہے
جو اسکے نزدیک مناسب ہوگا وہی ہوگا عمرو تو انتظام لشکر کرنے لگا شام کا وقت ہے صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین
سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی حاضر ہین کہ پہلوان عادی نے گرلان کا غذ ہاتھ مین دیا مراد اسکا غذ سے یہ ہے
کہ بعد سال بھر کے ایک دن صاحبقران کا طلائے گل گشت کا پڑتا ہے صاحبقران نے دیکھتے ہی کاغذ پر صاد
بنادیا اور مقبل سے اشارہ فرمایا مقبل تیاری کرو ہم شبکو انتظام طلایہ کرینگے بہرام وغیرہ نے عرض کی آج حضور ہرگز
تکلیف نہ فرمائین غلامان جانباز انتظام کرینگے صاحبقران نے فرمایا یہ غیر ممکن ہے بعد سال بھر کے یہ خدمت اہالیان
لشکر کی میرے سپرد ہے مین اسمین تامل نہ کرونگا مین اس خدمت کو فخر عظیم جانتا ہون ہرچند سردارون نے
سمجھایا صاحبقران نے نہ مانا سر شام نماز سے مہلت کی خاصہ تناول فرما کے اشقر پر سوار ہوئے عمرو نے کہا مین
ساتھ رہونگا امیر نے عمرو و مقبل کو ساتھ لیا بازار بزازان و بازار صرافان و مقام تاجران کا انتظام کرتے ہوئے کنارے
پر لشکر کے ٹھہرے مقبل سے فرمایا ذرا ہر حکم خبر لو مقام تاجران کا انتظام واجب و لازم ہے مقبل نے فراموش کیا کوئی
غلام نہین لگائی امیر نے فرمایا خواجہ میخانے مین جاؤ دو ہانسے ایک گلابی لاؤ عمرو اسطرف گیا صاحبقران تنہا رہے
پشت اشقر سے اترے زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے لشکر دشمن کو دیکھ رہے ہین یہی خیال ہے کہ شاید لشکر دشمن سامان
شبخون نکرے اس معاملے کو دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک فقیر کو دیکھتے ہین شجرفی کپڑے پہنے ہوئے جھولی
بائین ہاتھ پر مگر ایک کلاہ زرین پہنے ہوئے کچھ مونگون کے مالے گلے مین جس وضع سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی
جلیل لباس مین فقیرون کے آیا ہے پکار کر اسنے آواز دی ای آفتاب آسمان عربستان ای زلزلہ قاف ثانی سلیمان آپکے
فیض و سخا کا شہرہ عالم مین پہونچا ہے یہ حقیر بادشاہ قلعہ بہار فقیر ہوکر آپ ہی کی تلاش مین نکلا ہے راہ خدا پر سوال
کرتا ہون میرا ایک فرزند نوجوان صحرا مین شکار کو گیا سائے مین کسی بھوت پلید کے پھنسا دیوانہ ہو گیا ہے قید آہن
پہنا کر ایک مقام مین بند کر کے آیا ہون کاہنون نے مجھکو خبر دی کہ آپ کے پاس ایک تحفہ نایاب ہے یہی سب نے کہا کہ تھوڑی
دیر کے واسطے حرز ہیکل صاحبقران اتارے اور دھو کر پانی اسکو پلایا جائے تو یہ جوان صحت پائے آج ایک مہینہ بھر
مجھکو گذرا کہ شہرون شہرون آپکو تلاش کرتا ہوا اسوقت یہان خبر پائی امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے
حرز ہیکل غلام کو مرحمت ہو کہ مین پانی پلا کر فوراً پلٹ کر آؤن خدمت مین حاضر کرون یہ راہ خدا کا سودا ہے ورنہ
جوان بیٹے کے غم مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا صاحبقران نے جو ذکر نام خدا کا سنا بتقاضائے مروت تھرا گئے
فوراً حرز ہیکل اتار کے دیدی اس شخص نے ہیکل ہاتھ مین لیکر کہا باش او حمزہ نمک اژدران اژدر سر بادشاہ مینو سواد
بھائیصاحب نے جو مجھکو لکھا تھا وہ مین نے کیا بس اتنا کہتے ایسا بدسحر کیا امیر زمین پر اسکے گرے چاہا اسنے کہ کمر مین امیر کی
پنجہ ڈالکے اڑون کہ سامنے سے کچھ سوار و پیدل نمودار ہوئے حاضر باش ناظر باش کہتے ہوئے چلے آتے تھے امیر
کا کمربند جکو تل دیکھا وہین سے آواز دی آقا آپ کیا کر رہے ہین اژدران اژدر سر ہیکل لیکر گھبرایا ہوا تھا امیر کو
چھوڑکر بھاگا صحرا مین جا کر غائب ہوا امیر زین پوش پر گرے سوارون نے جب آواز سنی گھوڑے اٹھا کر قریب آئے
امیر کو ایڑیان رگڑتے ہوئے دیکھا آہ آہ کر رہے ہین سوار رونے لگے کہتے تھے آقا یہ کیا ہوا کہ عمرو و مقبل آئے
یہ معاملہ دیکھکر گھبرا گئے عمرو نے سب سے پہلے حرز ہیکل پر نگاہ کی گلے مین امیر کے حرز ہیکل نہ پائی عمرو نے کہا ہے مقبل
غضب ہوا کوئی دشمن آیا حرز ہیکل لے گیا صاحبقران کو آزار ہوا دار پر ڈالا بہرام وغیرہ نے جو یہ معرکہ سنا اپنے
اپنے خیمون سے نکلکر دوڑے راہ مین آکر دیکھا صاحبقران ہوادار پر آہ آہ کر رہے ہین کبھی گھبرا کر فرماتے ہین خواجہ میرا

سر کاٹ لو مجھسے صبر نہین ہوتا کلیجے مین آگ جل رہی ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جاے عمرو دمبدم دعائین پڑھکر دم کرتا ہی مگر آمد و شد نفس کی کم معلوم ہوتی ہی خاک اُڑا رہا ہی کہتا ہی یارو غضب ہوا حرز ہیکل کوئی لے گیا سحر بھی کر گیا اسم اعظم بند ہی سے درد مند لٹتے حرز ہیکل بھی گئی روتے پیٹتے بارگاہ حشمتالی مین آکے پہونچے عمرو حیران و پریشان کہتا ہی یارو اب مین کیا کرون اسم اعظم بند ہو گیا حرز ہیکل پر یون اُفتاد پڑی اب یہ تو دریافت کرون کہ آخر حرز ہیکل کون لگیا برق بھی حیران چپ کھڑا ہی کبھی گھبرا کے کہتا ہی اُستاد مین جاؤن جاکے دریافت کرون خواجہ جھڑک دیتے ہین کہ ابے تو کیا فکر کریگا کس سے دریافت کریگا تو اس مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ کام بگڑ جائیگا اپنے اپنے طور پر سب سردار یہی کہہ رہے ہین عمرو خاموش حیرت کا جوش کچھ کہہ نہین سکتا بہرام کہتے ہین خواجہ کچھ تدبیر بتاؤ کیا فکر کرین عمرو کہتا ہی کیا بتاؤن مین تو بہت حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون مقدمۂ اسم اعظم تو مشہور ہی کہ باران برف بار مکر کرکے اسم اعظم لے گیا مگر حرز ہیکل پر کیا گذری یہ ذکر بارگاہ مین ہو رہا ہی ہر خرد و کلان بیقراری پر صاحبقران کی رو رہا ہی جب آنکھ کھولتے ہین آہ کرکے فرماتے ہین خواجہ میرا کلیجہ پھنک رہا ہی تم میرا سر کاٹ لو کہ مین کشاکش سے نجات پاؤن عمرو بیقراری پر امیر کی زانو پیٹتا ہی بارگاہ مین یہ کیفیت تھی کہ سامنے سے مثر قران روتے پیٹتے آئے عرض کی اُستاد بڑا غضب ہوا کرب غازی واسطے شکار کے کہین صحرا مین آئے تھے ایک ہرن کا تعاقب کیا یہانسے بارہ کوس پر اک صحرا ہی وہان ٹھہرے اپنے عیار کے انتظار مین کھڑے تھے کہ مینوش تبردار معتقد مذہب سالوس مردار خوار بھی واسطے شکار کے نکلا تھا اُسکو جو معلوم ہوا کہ یہ جوان کرب غازی عزیز دار صاحبقران زمان ہی بارہ ہزار فوج سے ٹوٹ پڑا سنتے ہین خوب تلوار چلی آخر سنا کہ زخمی ہوکر گرے مینوش نے از روے ہوے کے گرفتار کرا لیا آٹھ دن اپنے قلعے مین رکھا علاج کیا اور بار سمجھا کہا سالوس کو سجدہ کرو وہ نذر کردۂ بزرگان کلمات سخت کہنے لگا سالوس پر لعنت کی اُسنے چاہا قتل کرون مگر وزیرون نے صلاح دی یہان قتل کرنا مناسب نہین خدمت مین خداوند سالوس کی لے چلیے مینوش تبردار بارہ ہزار سوارون سے قید کرب غازی لیے ہوے آتا ہی دو کوس پر مین نے قید کو دیکھا تھا اب قریب آگئے ہونگے کہ وہ شیر بیشۂ جرأت بڑی تکلیف مین ہی یہ سنکر عمرو نے کلیجہ پکڑ لیا سر زمین پر دے مارا کہا یارو انقلاب فلک دیکھتے ہو کہ دمبدم صدمات عظیم پہونچ رہے ہین یہ کیا اتفاق تھا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا عمرو کے رونے پر سردار بلک گئے مگر بہرام تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا خواجہ آپ کیون گھبراتے ہین مین ابھی چھڑا کر لاتا ہون تبردار کی کیا لیاقت ہی مگر بہرام نے باہر نکل کر قرنا کرائی دو ہزار سوار تیار ہوکر سامنے بہرام کے آئے پشت مرکب پر سوار ہوکے چلا یہان مینوش قید کو لیے ہوے چلا آتا ہی کہ بہرام پہونچا آواز دی او ملعون مردان عالم کے ساتھ مکر کیا یہ کہکر نعرہ کیا فوج پر جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ بہرام ؎ منم گرد بہرام خاقان چین × کہ از ہیبت من بلرزد زمین × نہنگانہ پلنگانہ بہرام آتا ہوا چلا اُسکے ساتھ بارہ ہزار سوار ہی ہر چند کہ صاحبقران کا عجیب حال ہی مگر عمرو بھی آکر شریک جنگ ہوا کرب کو دیکھا مسلسل مطوق آنکھون مین حلقے پڑے ہوے چہرے پر زردی نہایت تکلیف مین وہ شاہزادہ سر جھکائے ہوے بیٹھا ہی عمرو بیقرار ہو گیا بچہ کھینچکے خود بھی لڑنے لگا بہرام کے دو ہزار سوار بارہ ہزار مین گھر گئے جہان انکے دو سو تھے اُنپر دو ہزار آپہنچے سو کو پانچ سو نے گھیر لیا بہرام ساتھ والون کو چھڑاے کہ مینوش پر جاے یا کرب غازی کی فکر کرے حیران حیران ڈر رہا ہی مینوش نے یہ حرکت دیکھا کہ بہرام بڑے زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہی دو پہلوانون کو اشارہ کیا اس جوان کو ٹوک کر مارو وہ پہلوان گینڈے سے بڑھ کے چلے ایک نے بہرام کو ٹوکا بہرام نے چاہا اُسپر جا پڑے دوسرے نے پشت پر سے تیغ مارا یا سر بہرام کا زخمی ہوا ان دونون نامردون نے چاہا کہ سر اس شیر کا کاٹ لین کہ میدان

رسالہ دار جا پڑے سینے اپنے سپر کردیے گلے دم شمشیر پر رکھے گر اپنے افسر کو بچایا ہر اب زیادہ باعث خرابی ہوا قریب ہے کہ
لشکر بہرام شکست کھائے یا بھاگے بہرام نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ صحراے گرد آوری نقابدار زرین پوش بصد جوش و
خروش آکر پہونچا باعث یہ ہوا کہ یہ شیر صحرا میں شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر سنائی کہ بہرام قتل ہوا چاہتا ہی نقابدار
کو تاب نہ آئی صرف پانچ سو سوار مسلح کر کے اپنے ہمراہ لیے اُسوقت آکر پہونچا کہ یہاں لشکر بر شکست بھاگنے کا بند و بست
نقابدار نے وہین سے نعرہ کیا باشیدای کفاران بجیا وای نابکاران پر دغا خبردار تلوار کھینچ کے گرا باز سفید سا تیغن
جوان تیغزن گئے ہی کمان کیانی دوش سے اتاری پانچ سو جوانون نے تیر بحر کمان مین پیوست کیے تیر مارے پانچ سو
جوان سہم کر گرے کمانین پھینک کر بھاگے نیزے ہاتھ مین لیے ایک وار نیزون کے کیے پانچ سو سوار نیزون سے مارے
اب تلوار کھینچ کر جا پڑے جب تلوار اٹھائی پانچ سو تلوارین بلند ہوئین نقابدار نے ہاتھ مارا پانچ سو بر تیغ جھین پانچ سو
جوان اور داخل جہنم ہوئے پندرہ سو جوان جو مارے گئے پندرہ سو گھوڑے کوتل ہنہنا کر بھاگے نقابدار شیرانہ
لڑتا ہوا آتا ہی مینوش نے دیکھا کہ نقابدار نے تہلکہ ڈالدیا انھین دونون سردارون کو اشارہ کیا کہ اسے بھی قتل کرو
ایک جوان نے آگے ٹوکا نقابدار نے اُسکو لیا دوسرے نے چاہا پشت پر سے تلوار مارے عیار نقابدار نے پیچھے
پلٹ کا ہاتھ مارا گھوڑے کا پانون کٹا سوار منھ کے بھل گرا عیار نے خنجر سے اُسکا سر کاٹ لیا جسنے روبرو سے حملہ کیا تھا
نقابدار نے اُسکی تلوار چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اٹھا کر طرف آسمان پھینکا چور رنگ ہوا اُسکو کیا مینوش نے
دوسرے یہ حربہ دیکھا گھبرا گیا خود گھوڑا بڑھا کر چلا نقابدار نے ڈانٹا او مینوش مدہوش کہان جاتا ہی مردان عالم سے
مقابلہ کر تو نے غضب کیا کہ تذکرۂ بزرگان دین کو مکر سے کہا یہ بہادرون کا شیوہ نہین ہی بیشک تو نامرد ہی مردان عالم
کے سامنے آ اسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر لگا کر الجھا دے مین سے ہاتھ نکال کر نعرۂ تکبیر
ہاتھ مارا کہ مینوش کے مع رکاب و مرکب دو ٹکڑے ہوئے عمرو نے پکار کر آواز دی نقابدار بہادر رجان اللہ لطف

ایک ایک جز کے ہار ہے تو سمجھے جان	واہ رے کاٹ کہ چور رنگ عنا ہو	پڑ گئی بیکار دشمن پہ اگر یہ ایکبار	تیغ کی تعریف میں ہے کیا

نقابدار نے جھک کے سلام کیا عمرو قریب نقابدار کے آیا رکاب پر ہاتھ رکھکے کہا اے شیر بیشۂ جرات مرحبا صد مرحبا عین
وقت پر تنے آکر مدد کی صاحبقران زمان کا عجیب حال ہی اسم اعظم بند ہوا کوئی حزرئیل مانگ کرلے گیا بارگاہ مین
بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھولتے ہین آہ آہ کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین اس پریشانی مین تھا کہ یہ خبر لائی
لشکر بحد وحصر موجود ہی گر بہرام جلدی مین دو ہزار سوار لیکر چلے آئے ان بچیاون نے اُس شیر کو بھی کرکے زخمی کیا
نقابدار کہتا ہی کہ مین کیا مدد کرونگا میری کیا حقیقت ہی یہ سب سامان تصدق سے صاحبقران کے ممکن ہوا عمرو
گھل ملکر نقابدار سے باتین کر رہا ہی کہ عیار نے آکر ایک دھکا دیا کہا او ساربان زادے ہمارے آقا کے پاس سے
ہٹ عمرو زمین پر گرا لوٹنے لگا کہا میان عیار صاحب جوان ہی مروگے عیار نے کہا آپکی بلا سے آپ تو بڈھے ہوگئے
نقابدار جنگل لشکر کو اپنے لیکر نکل گیا عمرو نے آکر کرب کو رہا کیا گھوڑے پر سوار کر کے کرب کو لشکر مین لائے
سب سردارون نے کرب کے ہاتھ چومے کسی نے قدمونکو بوسہ دیا کرب بارگاہ مین آئے دیکھا سب سردار پریشان
رو رہے ہین پوچھا والله ما ماجرا یہ کیا معرکہ ہی عمرو نے رو رو کر یہ تمام کیفیت بیان کی کرب نے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا
کہا آپ اسمین تدبیر کرین مین برائے رہائی اسم اعظم و حزرئیل جہان حکم ہو وہان جاؤن عمرو نے کہا مین جاتا ہون دیکھو
انشاء اللہ دریافت کرکے آتا ہون یہ کہکے عمرو چلا باہر نکلکر صورت بدل بصورت مہتل بارگاہ سالوس مین آیا
باران برف بار بیٹھا ہی سالوس تخت پر بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ رات کو کوئی آکر حزرئیل صاحبقران بھی لے گیا

پہلو مین سالوس کے دیوس وزیر اعظم مقرب بارگاہ وپایہ اول ہی کہا ای باران برف بار اب اس ذکر سے کیا فائدہ اور
اشارے سے بھی کہا کہ ذکر نہ کرو یا خداوند لشکر مین حکم دیجیے کل سویرے لشکر اسلام پر چڑھائی ہو جو خوف تھا وہ
نکل گیا اب جلد کہ سب لشکر کو مار لینا دیوس کے اشارے سے معلوم ہوا کہ یہ ملعون مار دان ہی عمرو چپکا کھڑا ہی اس
فکر مین ہی کہ اسی سے راز پوچھون دیوس بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہتا ہی یا خداوند اب مہلت نہ دیجیے گا غلام ذرا اپنے خیمے مین
جاتا ہی سحر تیار کرون حضور میری راے کے پابند رہین جو مین کہون اسی طرح پر کام ہو کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہی
ایک زندہ نہ بچیگا حمزہ کو پکڑ کر قتل کر ڈالین اب وہ کبھی قتل اور دون کے ہین اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل نہین ہی جیسے ہی دیوس
نکل کر چلا عمرو نے پیچھا کیا جب وہ اپنے خیمے مین گیا عمرو نے کنارے آکے رنگ روغن عیاری کا لگایا ایک چوبدار کی شکل بنکر
دروازے پر آکے آواز دی ای وزیر اعظم مجھے کچھ عرض کرنا ہی دیوس نے بلا لیا خواجہ عمرو سامنے پہونچے دیوس
نے پوچھا کیون مردے صاحب اسوقت آنیکا کیا باعث ہوا عمرو نے کہا ای وزیر اعظم قدرت تو کچھ ڈھیلے سے
ہین ہر وقت ناچ راگ رنگ کے طالب ہین اتنا بھی نہین دیکھتے کہ اب مسلمانون پر وقت ہی جھٹ پٹ انکو مٹا دیکر
دشمن کا کام تمام کرین ساربان زادہ ایسا عیار وہان موجود ہی وہ ضرور فکر کریگا اسم اعظم بنا کر بیجا جائیگا دیوس
نے کہا مردے صاحب تم مطمئن رہو ہمنے وہ تدبیر کی ہی کہ اگر ساربان زادہ ہزار سال جگر ماریگا اسم اعظم و حرز ہیکل کا پتہ نہ
ملیگا سر پٹک پٹک کر مر جائیگا مردے نے کہا حضور اسکی کیا وجہ کہ پتہ نہ ملیگا باران برف بار موجود ہین انکے دینے سے
اسم اعظم کھل جائیگا دیوس نے کہا باران برف بار نے خوب انتظام کیا ہی طلسم مینوسوا اسکا بھائی وہان کا بادشاہ ہی
اژوران اژدر سر وہی فقیر بنکر آیا حرز ہیکل صاحبقران کی لے گیا باران برف بار نے یہ کمال کیا اسی کو جاکر شیشہ
اسم اعظم کا دیدیا اب وہ شیشہ اسم اعظم کا اور حرز ہیکل لیکر طلسم مین پہونچا اب کون ایسا ہی کہ طلسم جاکر توڑے اسم اعظم چھڑائے
حرز ہیکل کو لائے عمرو نے کہا کیون وزیر اعظم طلسم کے جانیکا راستہ کیا ہی دیوس نے کہا مردے صاحب بائین پر جو
صحراے نیرنگ ہی اسکی پشت پر کوہ فلک شکوہ ہی جب اس کوہ کی سختی طے کرے تب صحراے خارستان ملے بارہ کوس کا
صحراے خارستان ہی شجر سے شجر شاخ سے شاخ ہم آغوش انسان کیا اک طائر بھی اسمین نہین جا سکتا ہی جب اس
جنگل کو کوئی کاٹے بارہ کوس کا صحرا تمام کرے تب بارہ کوس اور آگے دربند اول ہی کہ اسکو دربند نرگستان
کہتے ہین جہانے نرگس سانچے بنے ہوے ہین کوئی ساحر یا غیر ساحر سامنے نرگستان کے پہونچے جب ان
پھولون پر نگاہ ڈالیگا جلکر خاک ہو جائیگا اسکے آگے دربند لالہ زار ہی اسکے لیے بھی یہی صفت ہی کہ جسکی نگاہ ان
پھولون پر پڑیگی لالہ زار سے شعلہ ہاے آتش نکلینگے اس شخص کو جلا کر خاک کر دینگے ساربان زادے کو دونون دربند پر
سے گذرنا لوح کی کرنا مشکل ہی جب لوح طلسم پائے تب طلسم تک پہونچے پس میان مردے کسی کی کیا مجال ہی کہ ان
سختیون کو طے کرے اور اسم اعظم اور حرز ہیکل لائے ہم زیادہ تامل نہ کرینگے قدرت کی راے پر کار بند نہ رہینگے
لشکر ساحران تیار کرکے کل ہی جا پڑینگے مسلمانون کو قتل کرینگے صاحبقران کو پکڑ لائینگے قدرت سے پوچھنے کی
بھی ضرورت نہین ہی فوراً قتل کر ڈالینگے بڑے بڑے صدمے اٹھا چکے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے
جنکا مثل اب ناممکن ہی نہ ربند نہ ہر کون کون ساحر قتل ہوے کل کا ذکر ہی کہ آسیب و انتقام قتل ہوے
اب انکا مثل کہان ممکن ہوگا مردہا درست کہ رہا ہی باتین کرتے کرتے خاصدان کھینچا کہا ای وزیر اعظم
گلوری تو نوش فرمائیے یہ کہکے گلوری کھلا دی دیوس گھبرا گیا کہا مردے صاحب میرا دل گھبراتا ہی عمرو نے کہا
گھبرائیے نہین دیوس اٹھا اٹھتے ہی گر کر بیہوش ہوا عمرو نے دماغ پر دیوس کے بیہوشی کی چڑھائی اٹھا کر تدبیر کی

دیوس کی شکل بنکر تیار ہوے خدمتگار نے انکو آواز دی سب اندر آئے سب نے پوچھا حضور ابھی مردوا آیا تھا عمرو نے جھوٹ سے
جواب دیا تم لوگ نابینا ہوا ابھی تو چوبدار گیا ہی راز خداوندی کی باتین نہ پوچھو سب چپ ہو رہے عمرو نے کہا ہمارے جواہرات
کے صندوقچے لاؤ اوسی وقت صندوقچے آئے عمرو نے وہی نذر زنبیل کیے عمرو نے کہا خبر تو لاؤ تیز رفتار کہان ہی خدمتگار گئے تھوڑی دیر
مین دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور معلوم خلیفہ جان نکالا گیا انکو بڑا قلق ہی تین سو پیک بیچے ساتھ لیکر مکیناش کے مقام پر
گئے ہین کہ وہان عمرو ضرور آئیگا کل سے وہ تشریف نہین لائے اب تو خواجہ اٹھے دربار مین سالوس کے آئے ساحران غدار
دربار بھرا ہوا ہی سب ساحر کہہ رہے ہین کہ یا خداوند طبل جنگی بجائیے لشکر مسلمانان پر چلین حمزہ جہان سے اڑتا ہوا چلا ہی
قلعہ جات لوٹے مال خوب خوب لوٹے ہین بڑا خزانہ ساتھ ہی سب چھینکے لوٹ لین غازیان فوج کو جل کے ٹوک لین کہ دیوس نقلی گر
پہونچا پکار کر کہا بجا ہی مجھسے زیادہ اسکو فکر ہوگی لاکہ مین نے جا کر کتاب سامری کو کھولکر دیکھا علم کہانت کا بھی ہی سب
صاحبون کو حال معلوم ہی سو لشکلین خیال مین کرکے نقشہ تیار کیا صاف معلوم ہوا کہ چالیس دن کے اندر جو کام کرینگے بڑا نقصان
ہوگا اکتالیسوین دن مسلمانونکا خاتمہ کرینگے اگر دن ہوگا دن کو جا پڑینگے رات ہوگی تو آگ برسا دینگے اب مسلمانون کا مارنا کتنی
بڑی بات ہی تم ہمارے خیرخواہ ہو عرض کرتے ہین چالیس روز تک جو ساحر بربادی مسلمانانکا خیال بھی کریگا تو کسی ایسی بلا مین
مبتلا ہوگا کہ جان بچانا دشوار ہوگی چالیس روز بالکل اسکا ذکر بھی نہ ہو اور مین بھی ایک مقام پر جاتا ہون سحر تیار کرونگا
جس وقت پر جاؤنگا آتے ہی آگ برساونگا پانی کا دریا بہا دونگا جسوقت تم سب لوگ دیکھنا کہ گرد لشکر اسلام دریا
حائل ہوا ہو کے چلے آنا مجھکو بارگاہ حمزہ مین پاؤگے سر حمزہ کا کاٹ کر پھینکدونگا یہ کیا حماقت ہی کہ قید کرین ایسے دشمن کو
بارگاہ خداوندی مین لانا اچھا نہین ہی ایک ہی سحر مین سب کے سر اڑ جائینگے اور حمزہ کو تو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سب نے
کہا کہ وزیر اعظم آپکی بات کا جواب نہین دے سکتے چالیس روز بسر ہوتے ہین ایسا نہو کہ عمرو کوئی تدبیر کرے کہا ایسی ہی رہ
عمرو کا نام نہ لو یہ بھی سنا ہی کہ جہان اسکا نام لیا اسکو خبر ہو جاتی ہی جہان دوبارہ نام لیا اس محفل کی طرف دو منہ پھیر کے
بیٹھتا ہی جہان سہ بارہ نام لیا لاکھ روکنے والے ہون گروہ اس دربار مین آتا ہی اسکا آنا قہر خداوندی ہی کوئی مار کے
کوئی الٹا لٹکا کا اسباب کیسا بوریا تک نہ بچیگا محفل کے فرش تک لیجاتا ہی سب نے کہا آپکو اختیار ہی کہا بس جو نے کہا ہی جو
اسکے خلاف کریگا گنہگار سرکار خداوندی ہوگا اور سالوس سے کہا یا خداوند یہ سردار کیدار رسالہ دار مصاحب ہین
آپ خدا بنے بیٹھے ہین انکو تو پھر نوکری ملجائیگی مگر آپکو خدائی کیونکر ملیگی خیرخواہ اب ایسے مقام پر جاتا ہی کہ چالیس
دن سلام کو بھی نہ آئیگا نقشہ یہ آپکی میرے پاس موجود ہی اسے سجدہ کر لیا کرو لگا ہرج نہوگا یہ کہکے عمرو اٹھا سب نے
کہا وزیر اعظم مقام تو بتلا دو کہان جاکے بیٹھوگے عمرو نے پلٹ کے جھڑک دیا کہ صاحبو چپ رہو تمکو چتا کے بتلا دون کہ عمرو دون
کے پیچھے مجھکو قتل کرے خبردار اگر کوئی یہ ذکر بھی کریگا کہ وزیر اعظم کہین سحر تیار کرنے گئے ہین تو آکے اسکو قتل کرونگا
یہی مشہور کرو کہ وزیر اعظم گھر مین تشریف رکھتے ہین برآمد نہین ہوتے اسکے سوا اگر کسی نے کچھ کہا تو زبان کٹوا دونگا
سالوس بھی چپکا دیکھا کیا کچھ نہ بولا خواجہ نکلکر سامنے سب کے طرف صحرا کے گئے کسکی مجال ہی کہ پوچھے کہ آپ کہان جاتے ہین
وہ رنگ جما دیا کہ سب خاموش خاطر ہین عمرو صحرا مین آیا وہان سے کتراکر شام ہوتے ہوتے لشکر مین آیا مگر ہوش اڑے ہوے
ہین کہ صحرا کیونکر طی ہوگا بروقت شام عمرو لشکر مین آیا دیکھا بارگاہ مین وہی قیامت برپا ہی عمرو نے خواجہ زادونکو بلایا اور
کہا ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم منوسواد کا کون فتاح ہی اس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہی خواجہ زادون نے تختہ رمل
پر قرعہ رمل کو پھینکا ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی اس طلسم کو وہ فتح کریگا کہ جو مذکور دو بزرگان ہو
صاحب جاہ و وقار ہو ہم سردار و ہم عیار ہو مگر بڑی مشکلین اس طلسم مین پڑینگی تار نا یکہ عیاری منوسوادی طلسم کے

دشوار ہی وہ طیب سے ہوگی یہ کلمہ سنکر کرب نامدار اپنے مقام سے اٹھے عرض کی یہ سب نشان خواجہ زادون نے غلام کے
بتلائے خواجہ عمرو نے مجھکو عیاری بتلائی عہدۂ سپہ سالاری پروردگار نے دیا جہان جیسا موقع ہوگا ویسا کرونگا
عمرو نے پہر رات گئے کرب کو ساتھ لیا دوپہر بجے بجتے قریب اُس پہاڑ کے پہونچے درہ کوہ مین گذر کر عمرو نے ایک
صحراے خارستان دیکھا شاخ سے شاخ بیخ سے بیخ ملی کانٹے بڑے بڑے زبانین دراز مقام سوز و گداز عمرو
نے اشیاے عیاری بیہوشی و حباب بیہوشی کچھ شیرینی کا پشتارہ تیار کرکے کرب کو دیا کہا ای فرزند اگر خدا فضل کرے
اور اس صحراے خارستان سے گذر جاؤ اور دربند نرگس پر رسائی ہو خبردار نگاہ نہ ڈالنا پشت پھیر کر کھڑے ہونا
اور کچھ باتین کان مین کہین کہ اُنکا ذکر وقت پر ہوگا خواجہ عمرو تو کرب سے رخصت ہوے یہ کہکر کہ بیٹا تمکو خدا کے
سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے مگر ای فرزند سعادتمند طلسم ہی سیطرح کے عجائب و غرائب پیش آئینگے مصیبت
صاحبقران کا خیال رکھنا کرب نے عرض کی پروردگار مالک ہی خواجہ کرب سے رخصت ہوے کرب نے ایک تیر
اپنے پاس سے نکالا اپنے آقا کا نام لیکر نخل پر تیر مارا نخل کٹ کے گرا ایک قدم کرب نے بڑھایا جب ایک نخل کاٹا تب
ایک قدم بڑھایا پھر بھرتین بڑی جرات کی ہاتھ سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے ایسے کسلمند ہوے خوف ہوا کہ اب اگر
نخل کاٹونگا بیہوش ہوکر گر پڑونگا پلٹ کے پشت پر دیکھا دس نخل کٹے دس قدم راستہ کٹا خیال مین گذرا کہ اس نخلستان
کے کٹنے مین عمر نوح چاہیے پھر ہمت مین اپنی جان دیدی دس قدم راستہ طے ہوا طلسم مین پہونچنے سے یاس ہوئی نہر سے
تجدید وضو کرکے اسی مقام پر سجود گئے دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بلک بلک کر روئے اپنے آقا کا واسطہ
دیا آواز دی ای کریم و رحیم یہ صحراے خارستان کیونکر طے ہو تو مسبب الاسباب ہی تیرے نزدیک ذراسی بات ہی کسی طرح
اس صحراے خارستان سے گذر جاؤں نظم

ما از ادب غم الف آه خوانده ام	درد دل بہ پیش تو اظہار میکنم	کارم بجان رسیدہ بناچار میکنم
زمینان تسلی دل بیمار میکنم	در گوشۂ نشینم و تکرار میکنم	میگویمش کہ میرسد از آسمان مسیح
	واقف بہ کنج میکدہ شبہا ز درد و غم	اظہار غم بصورت دیوار میکنم

روتے روتے کرب غازی بیہوش ہوگئے دیدۂ ظاہری بند تھے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا
فرماتے ہین ای نذر کردۂ بزرگان تمھارے آقا نے مجھکو بھیجا ہی مین اس صحرا سے تمکو نکالدون سامنے دربند نرگس کے پہونچ
جاؤگے اور ایک یہ کاغذ بھی تمکو دیتا ہون بطور مکتوب تا نہ ملنے لوح کے اس مکتوب سے کام نکلجائیگا گر دربند نرگس و
لالہ زار سے گذر نا تمھاری راے پر موقوف ہی خواہ بہ عیاری خواہ بہ سرداری یہ فرماکر ایک کاغذ دیا ہاتھ تھام کے صحرا سے نکالدیا
کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی خدا حافظ فقط جسقدر ہمکو حکم ہوا تھا بجالاے آیندہ تمھین اختیار ہی کرب کی آنکھ کھلی دیکھا ستارہ سحری
آسمان پر چمک چکا ہی وقت اول نماز ہی خاص وقت راز و نیاز ہی کرب نے نماز پڑھی کاغذ کو کمر مین رکھا کہ ابھی کاغذ
کا وقت نہین ہی بعد ان دربندون کے کاغذ کام آئیگا جو کچھ وہ بزرگ تعلیم فرما گئے ہین وہ سب یاد ہی دور سے دیکھا برق تجلی ہوئی معلوم
ہوتی ہی سمجھے کہ دربند نرگستان ہی سفید پھول چمک رہے ہین اُدھر سے منہ پھیر ار خ طرف صحرا کے کیا ایک ڈھیلا اٹھا کر چمن
مین پھینکا نخل کی آڑ پکڑ کر دیکھنے لگے وہ ڈھیلا جو چمن مین گرا اک شور برپا ہوا طائر غل مچانے لگے پھولون سے شعلہ ہاے
آتش نکلے پہلو میں چمن کے اک بنگلہ بنا ہوا تھا اُسمین نرگس جادو بیٹھا ہی اُسنے جو یہ غل سنا کھونٹی دار کھڑاؤن پہنکر بنگلے سے
باہر نکلا دیکھا چمن مین آفت برپا ہی پھولون سے آگ نکل رہی ہی ٹہلتا ہوا چمن مین آیا دیکھا اک ڈھیلا پڑا ہی آچھلتا ہی اور
گر تا ہی حیران ہوا کہ یہان ڈھیلا کسنے پھینکا ڈھیلے کو اٹھاکر الگ پھینکدیا آپ ٹہلتا ہوا چلا کہ دیکھون یہ ڈھیلا کسنے پھینکا یہانتک
کوئی کیونکر پہونچا پریون سے کہتا ہی کسکی مجال ہی کہ صحراے خارستان سے گذر سکے اور کسی جانب سے کوئی آ نہین سکتا اگر کوئی آفت زدہ

ہوتا معلوم ہوجاتا کسی نے یہ ڈھیلا پھینکا نہیں پہلے ہی سے پڑا تھا یہ دل سے سوچتا ہوا صحرا مین ٹہلتا ہوا چلا ہر طرف دیکھتا ہی
تھا کان مین آواز آئی یا خداوند سامری و جمشید کیا قدرت ہی اب تو رحم کیجیے فاقون سے مرتا ہون کاش کہ دم نکل جاتے
فاقے سے آپکا بندہ نجات پاتے یہ آواز سنکر کان کھڑے ہوئے اُس آواز کی جانب متوجہ ہوا دامن کوہ مین آگے دیکھا
ایک گٹھری اوڑھے ہوے کوئی مریض پڑا ہی مکھیان بھنک رہی ہین نرگس قریب پہونچا اک ٹھوکر ماری کہا ارے تو کون
ہی یہان کیونکر آیا ہی اُس مریض نے گٹھری اپنے اوپر سے اُٹھائی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای بندۂ سامری اس ٹھوکر
لگانے سے کیا فائدہ ہوا یہ کہکر گٹھری ہوا اپنے منھ پر سے اُٹھائی اک بو بدبو ایسی آئی کہ دماغ نرگس کا الٹ گیا اسنے دیکھا تمام
جسم آبلہ دار زخم بڑے بڑے انگلیان گل کر گر گئی ہین ہتیلیان سوجی ہوئی پانو پر ورم انگلیان پانو کی گر گئی ہین جہان
اسنے ٹھوکر ماری اسقدر خون و پیپ گرا ہی کہ اک تھالا بنا ہوا ہی زخم پھٹ گیا نرگس اس بیمار کو دیکھکر تھرا گیا کہا ای
بیمار معاف کر قہر سامری سے خوف واجب و لازم ہی مجھے بد دعا نہ دینا مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ مین نے ٹھوکر ماری
مین نے دیکھا کہ زخم تیرا پھٹ گیا یہ کہکر جیب سے دو اشرفیان نکالین کہا او مریض واسطے علاج کے تجھکو دیتا ہون کسی کو
تو دیگا وہ تیرا علاج کریگا روپیہ بڑی چیز ہی مریض نے دونون ہاتھ دکھائے کہ بابا کیونکر لون ہاتھ تو گلا تو یہ حال ہی
کیونکر لون اگر آپ دیتے ہین بغل مین جھولی ہی اُسمین ڈالدیجیے سامنے گانون ہی گرتا پڑتا وہان چلا جاؤنگا کوئی بندۂ خدا
ترس کھاکر کام بھی کر دیگا نرگس جھکا بغل جو مریض نے اُٹھائی وہ بڑے بڑے زخم پڑے ہین خون ٹپکتا ہوا آبلے تمام
جسم مین منھ پھیر لیا اشرفیان جھولی مین ڈالنے لگا گٹھری ہاتھ مین لپٹی معلوم ہوا اُسمین لاسہ لگا ہی ارے کہکے ہاتھ کھینچا فقیر
دونون پانون کھینچکے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ہاتھ مین تو گٹھری لپٹی ہوئی ہی چاہتا ہی اسکو چھڑاون ممکن نہین
گلے مین پھانسی پڑگئی بیمار نے ایک جھٹکا مارا نرگس منھ کے بل گرا نعرہ ہوا منم فتنۂ دین ستر ہی اسلام برق نوجوان بزرگان
بزرگان اب بیمار اپنے مقام سے اُٹھا نہ زخم ہی نہین خون و ریم تھا چہرہ آفتاب عالمتاب سطوت و شوکت ہمراہ رکاب
نرگس نے چاہا تڑپون حباب مار کے بیہوش کیا خنجر مارا نرگس کے دو ٹکڑے ہوے شعلہ ہاے نرگس بھڑک کر چمنہاے
نرگس پر گرے چمنہاے نرگس و بنگلہ سب دہڑ دہڑ جلنے لگے سنگباری برف باری خوب ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتہ گرا
نام مین نرگس جادو ما لک در بند اول طلسم ہفت سواد برق نے لاش نرگس کی الگ پھینکدی رنگ و روغن عیاری
لگاکر نرگس کی شکل بنکر تیار ہوے اب پلٹ کے دیکھا چمنہاے نرگس وغیرہ سب جل گئے دور تک آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی کہ
سمجھے کہ وہ دربند لالہ زار ہی نرگس کی شکل بنکر اُسی جانب چلے راستہ طی کرکے قریب پہونچے منھ پھیر کر کھڑے ہوے پشت
اُدھر کر دی رخ طرف صحرا کے اسیطرح ایک ڈھیلا اُٹھا کر پھینکا ڈھیلا جاکر چمن لالہ زار مین گرا شعلے بھڑکنے لگے آواز گیرودار
بلند ہوئی لالہ زار جادو اپنے بنگلے مین بیٹھا ہی اُٹھا دل سے کہتا ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی آج چمن مین یہ کیسا معاملہ ہی بنگلے
کے باہر آکے بنگاہ غور دیکھا مونچھ پر تاؤ پھیرنے لگا اپنے بھائیصاحب نرگس جادو کو دیکھا کہ پیٹھ پھیرے کھڑے ہین
سناٹا ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ ای لالہ زار ہمارے سحر مین یہ کمال ہی کہ بھائی نرگس جادو منھ پھیرے کھڑے ہین نگاہ نہین کرتے
نگاہ ڈالین جلکر خاک ہوجاتا مین کیا میرا سحر ہی میرے سحر پر کسکی مجال ہی کہ دست دراز ہو یہ کہکر ٹہلتا ہوا قریب آیا آواز دی
بھائیصاحب اسوقت کدھر چلے کیون منھ پھیرے کھڑے ہو میرے پاس آؤ سحر نہین تاثیر کریگا نرگس نقلی نے کہا تمہین میرے
پاس آؤ حقیقت مین بھائی کس بلا کا سحر بنایا ہی آنکھون مین اترا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی شعلہ بھڑک کر گریگا قلب و جگر کو جلا دیگا
بھی دور سے منھ پھیرے کھڑا ہون اسپر گرمی معلوم ہوتی ہی ثانی سامری و جمشید ہو مین شکر کرتا ہون کہ میرے بھائی کو خداوند
نے یہ غیر دیا سحر مین بیگرمی منھ پھیرنے پر گرمی تاثیر کر رہی ہی دل گھبراتا ہی منھ کو آتا ہی لالہ زار قریب تک پہونچا دیکھا نرگس

گھبرائے ہوئے ہین لالہ زار نے پوچھا کیون بھائی خیر تو ہی کہا بھائی عجب طرح کا معرکہ گذرا مین اپنے بنگلے مین بیٹھا تھا کہ
چمن نرگس مین شور پیدا ہوا مین گھبرا کے بنگلے سے نکلا دیکھا مین نے عمرو عیار چالیس پیک پیچھے ساتھ جست وخیز کرتا ہوا
چلا آتا ہی مین نے وہین سے للکارا انتالیس کو مین نے مارا ایک گولہ سحر کا ایسا مارا کہ سب کے سر کٹ گئے مگر عمرو ہوا بنگیا
اسطرح بھاگا کہ ہوا بھی پیچھے رہگئی در بند نرگس سے نکل آیا اب آکر اس زرنیخ مین چھپا ہی مین نے دور سے دیکھا ڈر کے مارے
قریب نہین گیا مین نے کہا اپنے بھائی کو بلا لاؤن دونون بھائی ملکر سحر کرین تب تو نہ بھاگ سکیگا دیکھیے میان اژدر
اژدر سر جا کر اسم اعظم وحرز ہیکل لاتے ہی یہ آفت برپا ہوئی کہ عیارونکا تانتا لگ گیا لالہ زار نے کہا بھائی تم کیون اتنا
گھبراتے ہو اس ساربان زادے کی کیا مجال ہی کہ ہمارے سامنے جست وخیز کرے ایک ہی سحر ایسا کرون کہ زمین
اسکو نگل جائے یہ سحر کیسا کہ زمین پاؤن تھامے جس جگہ کھڑا ہو وہی زمین نگل جائے درخت سے برق گرے دو
ٹکڑے کر دے جو کہو وہ ہو جائے آسمان سے تلوار گرے زمین سے شعلہ پیدا ہو موج ہوا تلوارین خالی ہوا کا جھونکا
چلے کہ کلیجہ خون ہو جائے مجھکو بتلا دو کہ وہ سامنے بیٹھا ہی تم اسقدر کیون گھبراتے ہو مین تو ایک سحر مین دس ہزار
عیارونکا مقابلہ کرتا ہون تم کیون گھبرائے ہوئے ہو نرگس لالہ زار کو ساتھ لیے ہوئے چلے مگر کہتے ہوئے
بھائی مجھکر سحر کرنا ایسی جست کرتا ہی کہ درختون کو پھرا جاتا ہی ہوا بنتا ہی اور کچھ کچھ سحر بھی جانتا ہی لالہ زار نے
کہا اگر وہ چار ابجد جانتا ہی تو ہمارے سامنے کب چل سکتے ہین ہم موروثی ساحر ہین علم سحر کے نکات سے ماہر ہین
اگر شاید وہ کوئی سحر کرے وہی سحر زنجیر بنکر اُسکے گلے مین پڑے نرگس باتین کرتے ہوئے چلے آتے ہین ایک
کوس بھر لگا کر لائے لالہ زار نے کہا بھائی اب مجھسے چلا نہین جاتا میرے پاؤن تھک گئے نرگس نے کہا وہ سامنے
جو زرغنہ گلستان کا ہی اسمین بیٹھا ہی دیکھو مین نے دیکھا لہنگا پہن رہا ہی وہ دیکھو چُٹیری نکال رہا ہی عورت بن رہا ہی
مجھے تو معلوم ہوتا ہی اور وہ سوانگ کا سوانگ بن رہا ہی لالہ زار نے کہا کس مقام پر ہی نرگس نے کہا تم تو ایسے بیوقوف
ہو بتون مین چھپا ہی تم اپنی ناک کٹوا ڈالو اس وجہ سے تمکو نہین معلوم ہوتا ہی لالہ زار نے کہا مین دیکھ تو لون
نرگس نے کہا نہین نہ سوجھیگا مین دیکھ رہا ہون حسین عورت کی صورت بنا کھڑا ہی تمکو نہین معلوم ہوتا ہے
نرگس نے کہا ایک گولہ جھولی سے نکالو اسکو سحر کرکے پھینکو مگر یہ کہدو کہ ساربان زادے کے پاؤن زمین
تھام لے قریب جاینگے تو بھاگ جائیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا لالہ زار نے گولہ جھولی سے نکالا لاکلوا بھیرون کا نام
لینے لگا کبھی سامری وجمشید کو پکارتا ہی نرگس پیچھے ہٹکر کھڑے ہوئے ہین کہتے ہین بھائی چھوڑنا نہین
وہ سحر ہو کہ جا کر لپٹ جائے کھینچتا ہوا تمھارے سامنے لائے لالہ زار کہتا ہی بھائی یہ سحر سامری ہی اسکے
رگ وریشے مین شوخی بھری ہی میرا جو سحر ہی وہ بیمثل وبے نظیر ہی برق گرے گی دھوان نکلیگا پانی برسیگا شور
بلند ہوگا شاخین مار سیاہ بنکر لپٹ جائینگی پتے خنجر بنینگے کسیطرح بچ نہ سکیگا خود دوڑا ہوا آکر گلا دم شمشیر پر
رکھیگا موت کا مزہ چکھیگا یہ تمھارا سحر نہین ہی کہ انتالیس مرے ایک بچ گیا میرے سحر سے چالیس ہزار ہوتے
تو سب گرفتار بلا ہو جاتے لشکر کے لشکر تباہ کر دیتا ہون نرگس کہہ رہا ہی بھائی کیا کہنا اگر مین ڈھیلا ڈھالا ہون
میرا بھائی تو چاق وچست ہی اب ہم تم ملکر لشکر اسلام پر چلینگے مسلمانون کا مال لوٹینگے لالہ زار نے اسم سحر پڑھکے
گولے کو چرخ دیا جیسے ہی گولے کو اسنے پھینکا حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ارے کہکر لالہ زار پلٹا آواز دی
او بھیا منم کرب نامدار حباب مار دیا لالہ زار منھ کے بل گرا چھاتی پر چڑھ کے سر کاٹ لیا لالہ زار کے مرتے پر بڑی
آفت برپا ہوئی چھنائے لالہ زار جلے جنگل جلکر خاک ہوا کرب نے سجدۂ شکر پروردگار کیا دونون دربند نرگس

سنا کے اک مقام پر آکے ٹھہرے ایک تالاب بنا تھا اُسپر نکے کاغذ کو کمر سے نکالا ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم تھا کہ ای فاتح طلسم ہوای سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے نرگس جادو ولالہ زار جادو قتل ہون یہ اسم جو حاشیۂ مکتوب پہ مرقوم ہے اسکو ایک سو ایک مرتبہ ورد کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو مگر بدون ملاحظہ مکتوب کوئی کام نہ کرنا تمام اہالیان طلسم تمھاری جان کے دشمن ہین کرب غازی نے اسم حاشیۂ مکتوب پڑھنا شروع کیا آفتاب اقبال نے طلوع کیا جب تعداد مذکور تمام ہوئی ایک آندھی چلی چار شش مین اک بارگاہ زربفتی لیکر آئین اُسکو استادہ کیا چند کنیزین اور آئین یکایک آسمان سے ہوائے سرد عیسیٰ دم صبح نفس چلی دیکھا ایک تخت پر ایک نازنین مہ جبین بہر تمکین نہایت حسین دریائے جواہر مین غرق ایک مسند وچی ہاتھ مین تخت اگر اُترا وہ نازنین تکتی ہوئی اری غنچہ دہن نسرین و نسترن دریافت تو کرو اس صحرا مین کہین طلسم کشا صاحب تشریف لائے ہین ذرا یہان بلا کے لاؤ کنیزین تلاش کرنے نکلین خود جا کے مسند پر بیٹھی ایک کنیز نہایت شوخ وشنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے کرب غازی کے آئی پھولے پھولے گال پائچون کو سنبھالے ہوئے واسطے سلام کے جھکی دست بستہ عرض کی ہماری ملکۂ عالم آپکو یاد فرماتی ہین کرب غازی بموجب ہدایت کاغذ اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ اُس کنیز کے چلے آکے بارگاہ مین پہونچے وہ نازنین ماہ پیکر واسطے استقبال کرب غازی کے اُٹھی جھک کر سلام کیا عرض کی

شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست　کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

کرب غازی کے سراپا پر اُس مہ جبین کی نگاہ پڑی گلرنگ شوخ و شنگ چست و چالاک مبارک کبک رفتار شیرین گفتار خال ہندو خنجر ابرو چشم جادو نظر

دو تماشہ وہ نور کا سراپا　ایسا نہیں حور کا سراپا
آنکھیں استاد ساحری تھیں　نشے میں شباب کے بھری تھیں
بینی کے قریب لب تھے ابرو　شہباز نے واکیے تھے بازو
وہ صبح جبین تھی صبح جنت　ہر چین تھی موجہ لطافت
دنبالہ کب آنکھیں سرمے کا تھا　بیمار کے ہاتھ میں عصا تھا

کرب غازی نے کھینچے ہر ہاتھ رکھ لیا بیساختہ منہ سے یہ اشعار بہار نکل گئے نظم

غم کے دن کٹ گئے تلوار سے　زہ نکلے ہے نگاہ یار سے
عشق بازی سیکھیے اغیار سے　بجا بجا مژہ ہیں جاری ہیں اشک
لا دے اک جنگل مجھے بازار سے　لاغری سے زندگی مشکل ہوئی
جرم ثابت ہو گیا انکار سے　ذکر اشک غیر میں رنگینیاں
ہاتھ باندھے ہو وہ بت زنار سے　بجھ کے ہی کان ملاحت لونگ کا
موت سو جھی نرگس بیمار سے　قید ہو کر ہم بچے آزار سے
یہ نہ سمجھے ہونگے دامن کسار سے　گر نہ کھیلیں جان پر بھی ہار دیں
ہو گران تر جان جسم زار سے　کر علاج جوش وحشت چارہ گر
ہوے خون آئی تری گفتار سے　عشق میں ناصح بھی ہے کیا مدعی
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے　گر دعا کرتا ہوں مومن وصل کی

اُس نازنین نے سر جھکا لیا گورے گورے ہاتھ پتلی پتلی انگلیاں اُٹھنے ہاتھ باندھ کر عرض کی ای شہریار لونڈی مدت سے مشتاق تھی ہر وقت یہی خیال تھا کہ طلسم کشا صاحب تشریف لا ئینگے یہی قصد تھا کہ خدمت بابرکت مین حاضر ہو جائینگے آج کنیز اپنے مقام پر بیٹھی تھی بی نرگس تو بڑی دیدہ باز ہین ہنستی ہوئی میرے سامنے آئین کہا حضور مبارک ہو در بند نرگس و لالہ زار فتح ہوئے طلسم کشا صاحب صحرائے آتشبار مین آگئے ہین مین تو جاتی ہون آپ ہی کا انتظار کر رہے ہین کنیز کی تو یاد مین حضور کے یہ کیفیت تھی عجب مصیبت تھی بقول شاعر نظم

غیر شفقت رہ نمی بندد دل بیتاب را　بیستون باید کہ بندد راہ این سیلاب را
کی بگیرد دامن خورشید عالمتاب را　ہر کہ بود در نمازش جبین چین ریاست
اضطراب دل ز عاشق کم نگردد ظلم　کی توان آرام دادن موجۂ سیماب را
شبنم بدست و پا اگر نباشد جذبہ　می نمایندش ز جبین بوریا محراب را

کنیز نے جو سنا کہ آپ تشریف فرما ہوے ہین پھر میرے دل کو کب آرام آتا کنیز حاضر ہوئی مگر امیدوار ہون کہ اگر شفقت فرمائی ہے تو یہی شفقت ہمیشہ

حسرت رہے ایسا نہو کہ کچھ اس مین فرق پڑے کرب نے کہا فرق ہونیکی کیا بات ہے اے سہرو اون باغ خوبی و اے اختر درخشان
آسمان محبوبی عنایت سے صرف ہونیکے کیا معنی اپنے نام نامی سے ہمکو آگاہ کرو اُسنے عرض کی میرا نام عاشق طلسم کشا
مشہور ہے کنیز پر طعن و تشنیع بھی ہوئی ہے عزیزون نے طعنے دیے کہ تو اُنپر عاشق ہوئی کہ جو نام کے دشمن ہین ایمان
کے رہزن ہین اے شہریار یہ بھی ملحوظ رہے کہ مین نے سامری و جمشید پر لعنت کی مذہب خداے نادیدہ کا اختیار
کیا اگرچہ آپکی خدمت مین نہ پہونچی تھی مگر دلپر اعتقاد جم گیا کہ سامری و جمشید ساحر تھے مذہب خداے نادیدہ کا
ٹھیک ہے وہ کافر ہے کہ جسکو اسمین تشکیک ہے اسطرح باتون مین رنگ جمایا کہ کرب غازی گلچین گلشن جمال کی آرزو
مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ تخلیہ ہو تو اس سے گوہر مراد حاصل کرون وہ نازنین بھی بطرز
معشوقانہ لگاوٹ کر رہی ہے بقول شاعر شعر جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے ٭ ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا
کبھی زانو پر ہاتھ رکھدیتی ہے کبھی چاہتی ہے گلے مین ہاتھ ڈالدون پھر شرما کے رک جاتی کبھی ہنسنا کبھی مسکرانا کبھی ترچھی
آنکھ اٹھا کر دیکھنا کرب غازی پر محویت بڑھتی جاتی ہے جب باتون مین دل لگا چکی دیکھا اب یہ میرے قبضے مین ہے
کنیزون کو آواز دی ارے کمبختو آج عجب روز سعید ہے بلکہ بہتر از عید ہے ایک مہمان عزیز نے سرفراز کیا اسباب
عیش و نشاط مہیا کرو مہمان عزیز کی خاطر ہو کنیزین دوڑین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کے رکھین
اس مہ جبین نے اپنے ہاتھ سے ایک جام بھرا پیچہ نگارین پر رکھکر سامنے کرب غازی کے پیش کیا عرض کی اے
شہریار یہ تحفہ حقیر ہے شعر نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ اس جام کو نوش فرمائیے
تو کنیز کو تسکین ہو اس ناز سے اُس پری پیکر نے یہ شعر پڑھا کرب غازی کا دل تو بیقرار ہے مگر تصور نقاہت صاحبقران
آنکھون کے آگے ہے آگے پھری یاد آگیا کہ صاحبقران جب آنکھ کھولتے ہین آہ آہ کرتے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ یارو
میرا سر کاٹ لو مجھسے اب تکلیف نہین اُٹھ سکتی عمرو کا بلکنا سردارونکا تڑپنا محلات کے رونے کی آواز ناموس کا تڑپنا
تڑپ تڑپ کے آواز دینا ارے یارو ہمکو تو خبر کرو کہ ہمارے وارث پر کیا گذری کنیزون کا دوڑ دوڑ کے آنا اور
روتے ہوے پھر جانا یہ سب باتین خیال مین آئین آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ ہل گیا خیال مین آیا ہے کرب
اس صورت ظاہری پر مانوس ہونا اور آقاے نامدار کی جان کا خیال نہ کرنا سراسر حماقت ہے خدا اُنکو سلامت رکھے
اُنکی ذات والا صفات سے بحر فیض جاری ہے فراش راہ دین اسلام سخی فیاض جری بہادر تمام عالم اُنکے فیض سے
بہرہ یاب ہے دل کو سنبھالنا چاہیے اسقدر خیال بندھا چند ضبط کیا ضبط نہو سکا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے
اس نازنین حور تمکین مہ جبین نے تیور شاہزادے کے دیکھے کہ یا تو کرب غازی خوش خوش بیٹھے تھے یا دفعتاً ایسے
مکدر ہوے کہ آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے گھبرا کے کہا کیون اے شہریار مین اسوقت حضور کو بہت پریشان
پاتی ہون اسوجہ سے گھبراتی ہون شاہزادے نے انتشار مین کچھ جواب نہ دیا مکتوب دیکھنے کے طالب ہوے
حسرت و یاس دلپر غالب ہوئی ہاتھ بڑھا کے کاغذ کمر سے نکالا اُس نازنین نے جام تو زمین پر رکھدیا طریقے
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصد رکھتی ہے اب اس محفل سے نکلجاؤن ہرگز ٹھہرنیکا ارادہ نہ کرون مگر شاہزادے نے
ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے جوان خبردار اگر شراب اسکے ہاتھ سے پی لی تمام جسم پانی ہوکے بہ جائیگا سب حوصلہ دل کا
دل ہی مین رہجائیگا یہی لوحدار جادو ہے یہ جو صندوقچی اسکے ہاتھ مین ہے اسی مین لوح طلسم ہے تو سوادی اور
لوحدار جادو اسکا نام ہے یہی جام شراب کا اسپر پھینک مارو دیکھو کیا انجام ہوتا ہے اگر اسکے خلاف کیا گرفتار دام
بلا ہو جاؤ گے اپنی غفلت کی سزا پاؤ گے کرب غازی نے وہ جام اُٹھا لیا کہا لو صاحب شراب پیتے ہین تم اب

کہاں چلیں جلنے کا تو ارادہ نہ کرو ہنوز کرب نے جو جام اٹھایا اُس نازنین نے ہاتھ باندھکر عرض کی مجھسے جو
میں عرض کرتی تھی شاید خیال محال تھا آپ کے دل میں ملال تھا میں تو برائے خدمتگزاری حاضر ہوں اگر
آپکی خوشی نہیں ہے میں آپ کے ہجر میں تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی مگر میں سخت جان ہوں کاہیکو مہلت پاؤنگی
ہجرکی طولانی راتیں کنیزوں سے آپ کے ہجر کی باتیں مجھے بہت شاق ہے دل تردد منزل آپ کے جمال عدیم المثال
کا مشتاق ہے یہ کہکے چاہا کہ لپٹ جاؤں کرب نے سنگ صبر دل پر رکھکر بتکلیف آقائے نامدار کا خیال کیا جام اُس
نازنین پر پھینک مارا اُسنے ایک چیخ ماری بدن سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے لوحدار جلنے لگی قطرات
شراب جو جسم پر پڑے صاف ثابت ہوتا تھا کہ تودہٴ باروت میں کسی نے چنگاری آگ کی ڈالدی ہر سر مو
اور ہر بن مو سے اسقدر شعلے نکلے کہ جلنے لگی کرب نے منہ پھیر لیا حال ظاہری پر خیال نہ کیا بعد تھوڑی
دیر کے جب وہ نازنین جل کر گری کرب نے جو نگاہ اٹھاکر ملاحظہ فرمایا ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام جلی
پڑی ہوئی چہرے کی ایک ایک جھری سطر مکاری تھی خم کمر میں ہر خم کمان تھا کہ ہمیشہ تیر تدبیر بہ نشانے پر
پہونچاتا ہے کبھی نشانہ خالی نہیں جاتا کرب کو تو خدا نے بچایا پہلو میں اُس نازنین کے وہ صندوقچی کہ جسمیں لوح
رکھی تھی پڑی ہوئی تھی مکتوب تو حکم دیکھا ہے کہ اسی میں لوح طلسم ہے کنیزیں گھبرائیں پیٹ رہی ہیں پکار رہی ہیں
کہ او چندہ مردوے کی محبت میں اپنی جان کھوئی مسلمانوں کی ذات سے کسکو مزہ ملتا ہے ہم پہلے ہی منع کرتے تھے کہ دیکھو
وہاں نجانا ہمارا کہنا نہ مانا اگر ہمارا کہنا مانتی تو یہ لال سی جان کیوں جاتی یہ کہکر جو قریب اُسکی لاش کے جاتی ہیں بجائے
خون کے شعلہٴ آتش نکلتے ہیں کئی کنیزیں جلکر مریں آخر سب بھاگ گئیں کرب غازی نے مکتوب کو ملاحظہ کیا لکھا
پایا اب اسکا بہانہ کرو لوح طلسمی پر قبضہ کرو فتح طلسم میں مصروف ہو اپنے کو جلد لشکر ظفر اثر میں پہونچاؤ ایسا نہو
کہ صاحبقران کو زندہ نپاؤ یہ سُنکر فوراً کرب نے جھپٹ کر صندوقچی کو اٹھایا اُسے کھولا دیکھا تختی یاقوت احمر کی حرف
اسیر الماس کے پیشانی پر مرقوم ہے لوح طلسم میوسواد کرب خیمے سے باہر نکلے اک شعلہٴ جوالہ بھڑک کر گرا خیمہ بھی
جلنے لگا اک بونڈلا گرد کا لاش میں لوحدار کی لپٹا اُڑا کر طرف آسمان کے لیچلا اُس لاش کے ساتھ رونے کی
آواز تھی یہی صدا آتی تھی کہ افسوس لوحدار نے اپنی لال سی جان کھوئی عاشق ہو کر گئی تو کیا انجام ہوا کرب
اس کیفیت کو ملاحظہ فرمایا کیے بعد تھوڑی دیر کے باہر تشریف لائے اک چشمے پر آکے وضو فرمایا دوگانہ شکر کا
بجا لائے اب باطمینان تمام لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم وائے سیاح این عجائب و غرائب اگر
پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو اسم جو حاشیہٴ لوح پر مرقوم ہے اسکو پڑھکر پڑھو ملک سرفرازشاہ
تمام ہے وہ آنکے تمکو راستہ طلسم کا بتائیگا کرب غازی نے تو ایک نخل کے سایے میں بیٹھکر اسم مرقومہ حاشیہ لوح
پڑھنا شروع کیا مگر اثر درانی اثر در سرخاب طلسم میں تخت سلطنت پر بیٹھا ہے مشیر و وزیر امیر سب دربار میں جمع ہیں
ہنسی چہچے ہو رہے ہیں کہ اب تو خداوند سالوس مردار خوار نے مسلمانوں کو مار لیا ہوگا لشکر صاحبقران
کا خاتمہ کر دیا ہوگا کیوں یارو بھلا کسکی مجال ہے کہ ہم تک آسکے شیشہ اسم اعظم کا رکھا ہے حرز ہیکل پیری جھولی
میں ہے کون ایسا مرد جلیل ہے کہ صحرائے خارستان کو طے کرے در بند نرگس و لالہ زار فتح ہو پھر لوح
کیونکر ملے اگر کوئی آئے تو بھٹک بھٹک کر مر جائے در بند نرگس پر آفت مقام لالہ زار پر داغ معیبت سے
لوح طلسمی دل سے تڑپ تڑپ کے مرے بیابان کے سب صحرا خراب ہیں کسکی مجال ہے کہ اس طلسم کے فتح کرنیکا
ارادہ کرے اگر کرور فوج لیکر آئے سب تباہ ہو جائے آرام نہ پائے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر رونے کی آواز

ای سب دیکھنے لگے ایک غبار آسمان سے اترا وہ غبار شق ہوا اسمین لاشہ لوحدار جادو کا دکھا اژدران اژدرسحر
گھبرا گیا کہا ارے یارو بتاؤ لوحدار کو کسنے قتل کیا لوح کیا ہوئی یہ ذکر تھا کہ دس پانچ کنیزین لوحدار جادو
کے مرنے کے بعد ہی فوراً بھاگی تھین ہانپتی کانپتی ہوئی آکر پہونچین عرض کی ای شہریار طلسم کشا آپہونچا لوحدار کو
اسنے بڑے لطف سے مارا ہمارے ساتھ کی کئی سو کنیزین جو ملکۂ عالم کے ہمراہ تھین وہ بھی سب جل کر خاک ہوگئین
ہم چند کنیزین اپنی اپنی جانین بچاکے بھاگی ہین طلسم کشا نہایت جری و بہادر ہے لوحدار جادو نے بہت بڑا
دام مکر پھیلایا تھا طلسم کشا مبہوت ہوکر خود بخود ہوشیار ہوا نہین معلوم یہ عمل کسنے تعلیم کردیا کہ جام شراب کا
اسنے ملکہ پر پھینک مارا وہ جام شراب انکے واسطے باعث خرابی تھا جل کر خاک ہوگئین کنیزین دوڑ کے لپٹنے لگین
جو کنیز قریب ملکۂ عالم کے گئی وہ جل کے خاک ہوئی ہم اتنی کنیزین بمشکل بچی ہین اب ای شہریار بہت جلد آپ کوئی
ایسی تدبیر بے نظیر کیجیے کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے ورنہ طلسم کشا جوان یکتا اصل طلسم مین داخل ہوگا اسکی ہوشیاری
سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہر مقام پر بجرأت بڑھیگا ہزار دو ہزار سے بند نہین صاحب شوکت و لیاقت ہی اسکے چہرے
سے صاف ہویدا و ظاہر ہی کہ فنون سپاہ گری سے بخوبی ماہر ہی حسن مین طاق ہی شہرۂ آفاق ہی بہت چست و چالاک ہی
قیامت کا بیباک ہی اژدران اژدرسحر یہ سنکر گھبرا گیا کہا یارو تم سب ساحران زبردست اسوقت میرے دربار
مین جمع ہو مجھے بتلاؤ کہ طلسم کشا کو اس صحرائے خارستان سے کسنے نکالا نرگس جادو و لالہ زار جادو کو کسنے
قتل کرایا لوحدار جادو کیونکر لوح لیے ہوے پاس طلسم کشا کے چلی گئی سبھون نے ہاتھ باندھکر عرض کی
حضور ملکہ لوحدار جادو اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائین ہم سب سے فرمانے لگین کہ ہمارا دل گھبراتا ہی مین اسوقت
صحرا کی سیر کو جاؤنگی جتنی بارگاہین لیکر آئین آپ تخت پر سوار ہوئین وہین پہونچ گئین جہان طلسم کشا موجود تھا
بڑے لطف سے طلسم کشا سے ملاقات ہوئی عشق و عاشقی کی گھات ہوئی لوحدار جادو طلسم کشا کو لاکے اپنی بارگاہ
مین لائین دام کلام مین پھنسا لیا تھا مگر طلسم کشا نے اپنی کمر سے ایک مکتوب نکالکر پڑھا اور پھر رکھ لیا گویا وہی
مکتوب اسکا راہبر تھا انجام اسکے پڑھنے کا برا ہوا کہ طلسم کشا نے وہ جام ملکہ پر پھینک مارا اژدران اژدرسحر نے
پکارا کہ یارو طلسم کشا کی جلد فکر کرو اگر طلسم کشا اصل طلسم مین آگیا پھر کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگا کئی سو ساحر یہ کہکر اٹھے
کہ حضور قدم نہ بڑھانے دینگے طلسم مین طلسم کشا کو نہ آنے دینگے آپ اپنے مقام پر بیٹھین اژدران اژدرسحر
نے ان سب ساحران نامی و گرامی کو خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا کہا یارو تمہارے تئین دنیا سے نہال کردونگا
سلطنت و ملک و مال جو مانگوگے وہ دونگا میان باران برق بارنے یہ آفت میرے سر لگائی اپنے طلسم مین مزے کرتا تھا
عیش و عشرت مین مصروف تھا رنج کا نام نہ تھا غم و الم سے کام نہ تھا اب طلسم کشا لوح پاگیا کسکے روکے سے رکیگا ایسا
نہوکہ وہ بڑھتا بڑھتا باغ ویران تک جائے وہان وہ ظالم قیدی ہی اگر اسکو چھڑا لیا ہم سبکو جان بچانا دشوار ہو جائیگی
وہ سبکا دشمن ہی کاہن نجومی جو جمع تھے سب نے کہا حضور اصل یہ ہی کہ اسکو بمشکل قید کیا اسکے وزرا امرا بچا
قید مین لوح طلسم کشا کو خبر ہوگی اگر آنے اسکو چھڑایا وہ طلسم کشا کو خاص طلسم پر لائیگا یہ بھی کاہنون نے عرض کی ای
شہنشاہ طلسم ہنوسوا د آپ کیون چھپاتے ہین شخص نام فرمائیے قیدی کے بارے مین بچنے حکم لگایا ہی مفصل
عرض نہین کرسکتے اژدران اژدرسحر نے اک آہ کی غم سے اپنی حالت تباہ کی کہا یارو اصل یہ ہی کہ خود کردہ را
علاجے نیست ملکہ خضر سبزپوش بادشاہ سابق یہا کا تھا وہ باغ ویران مین قید ہی جب مین نے نمکحرامی پر کمر باندھی اور طلسم
قبضہ کیا مگر اسکو گرفتار کیا اسکا ملک و مال لیا وزرا امرا کہتے تھے اسکو قتل کیجیے مین نے نہ مانا وہی خرابی درپیش ہی اگر وہ رہا ہوگیا تو

قطعے ہر طرف بنتی اژدران اژدرسر نے کہا سمجھا جائیگا مگر کئی سو ساحرون کو روانہ کیا کہ جاکر جاتک ہو سکے باغ و یران تک جانے دیا
ساحر یہ کہکر چلے حضور باغ ویران کیسا ہم گرفتار کرکے حضور کے سامنے لاتے ہین مگر یہ خیال رہے کہ فوراً قتل کردا دیگا اژدران اژدہر
نے کہا بہا وہین اگر طلسم کشا کو پاجاؤن تامل کیسا فوراً قتل کرون مین نام سے طلسم کشا کے جلتا ہون مگر بار و کسی نے نہ پایا کہ طلسم کشا
خارستان سے کیونکر گذرا نرگس و لالہ زار کیونکر مارے گئے لوحدار جادو کیون روزی گئی کہ طلسم کشا نے لوح پائی سب نے کہا
حضور مشہور ہے کہ طلسم کشا کی مدد غیب سے ہوتی ہے انسان کا یہ کام نہ تھا کہ صحرائے خارستان کو طے کرے آنکھے خدا نے نادیدہ نے
اس پار پہونچا یا نرگس و لالہ زار کی قضا قریب آئی تھی اس فکر مین کہ طلسم کشا کو مارونگی اسکا خیال نہو طلسم کشا غالب آیا
لوح لے لی اژدران اژدرسر اس فکر مین مگر رب غازی نے جو اسم جانشیہ لوح پڑھا صحرائے گرد اڑتی دیکھا چندے اس صحرا
درمیان ایک بارگاہ زر نفتی لیے ہوئے آئے اسی صحرا مین بارگاہ استادہ کی بعد تھوڑے عرصے کے ایک محافہ سامنے سے پیدا ہوا
ناظر بجانے شعلے سرون پر کوڑے ہاتھون مین محافے کو گھیرے ہوئے کئی سو کہاریان بھاری لہنگے آنچل پلو کے دوپٹے کنگن
کڑے بجلیان بالیان پہنے ہوئے گرد محافے کے محافہ رواروی کرتا ہوا آتا ہے کہ پشت سے رونے کی آواز آتی ایک جوان
تاجدار کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا لباس پارہ پارہ محافہ جب بارگاہ مین اترا وہ جوان زیر نخل مشکیا گریبان پر کبھی ہاتھ ڈالتا ہے
کبھی آہ کرتا ہے کبھی وجد مین آکر یہ اشعار عاشقانہ وردِ زبان ہوتے ہین نظم

پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا
یون تو تیرے تیر کے نخچیر سب خوش فعل تھے
صاحب کیفیت اپنے سلسلے مین تاک تھا
مردم دیدہ تر ابرو کے جب کرتے تھے ذکر
روتے روتے ہو گیا جو بحر مین تیراک تھا
چشم نامحرم کو برق حسن کرتی تھی بند
حلقۂ دام محبت شش فتراک تھا
جائے اب اس مست کو ملتی ہو انگوری ہے
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا
رات بھر تھا چشم غول انگوٹھین اپنے سرخ
خاک مین وہ ملگیا جو جسم آتش خاک تھا

عالم ایجاد بھی طرف طلسم خاک تھا
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا
ہوئے گل کی طرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا
دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
دامن عصمت تر آلودگی سے پاک تھا
جسم گل کھائے ہوے ساعد کہ جیکو کے تھے
اعتقاد پاک سے جو خوشہ مین تاک تھا
عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کس کو مین
شہر بھی بے یار اک صحرائے وحشتناک تھا

سامنے جو پڑ گیا دیوانہ بیباک تھا
کاسہ گر بھی تھا مٹی کا سہ مٹی چاک تھا
ایستادہ تھا تیرے مستون کی طرح جیسے باغ مین
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا
پار اتر جاؤن بحر بیکنار عشق سے
مظہر نور الٰہی حسن بے شست خاک تھا
حیدری کا تجھے جب شوق تھا اے شہسوار
غیرت صبح بہار اس آستین کا چاک تھا
جب رلاتا تھا تصور لالہ رویون کا ہمین
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کا واک تھا
لگی جب وحی مرجع کی طرف اپنے رجوع

وہ جوان کبھی تڑپتا ہے کبھی پھڑ پھڑاتا ہے جبسے وہ محافہ اترا ہے وہ جوان اسی پریشانی
مین ہے کنیزین جو دروازے پر حاضر ہین وہ اسکو آگے بڑھا تی ہین اور کہتی ہین ارے ظالم چپ رہ ملکہ عالمہ کو تیری آواز بری معلوم
ہوتی ہے بد مزاج ہو رہی ہین یہ جواب دیتا ہے جاکر اس معشوق سرکش سے عرض کرو کہ اقبال شاہ کی جان جاتی ہے اب
رحم فرماؤ اپنے عاشق صادق کو سامنے بلاؤ یک نظر سے خوش گذرے ایک نظر دیکھنے کے طالب ہین حسرت و یاس ہم پر
غالب ہین اور کیا بیان کرین نظم

از نازِ خیری دل سخت تو در شبم
در عرض شوق تاب نیاری درنگ را
در بزم مے بجام زمرد نخوردہ
کاندازہ او در رقم خشم و جنگ را

ای روی تو تجلوہ در آورده رنگ را
در عطسۂ شرر مفگن بنر سنگ را
دانم کہ در ہوائے تنزلہ من گسست
سنجیدہ گشت جلوهٔ داغ پلنگ را
چون آبگینہ بہ جگر درشکستہ ایم

نقش تو تازہ کردہ بساط فرنگ را
از عمر نوح عرض ہر انتظار تو
در خون من ز ناز فرو بردہ جنگ را
جوی کشادہ شست ترا تا نماندہ آب
آن چشمہ چشمہ لذت زخم خدنگ را

در گوشۂ خزیدہ زاندوہ بیکسی	آن بر شکستہ خلوت دلہاے تنگ را
نازم شگرفکاری بخت دورنگ را	غالب زعاشقی بہ ندیمی رسیدہ ام

ہرچند کنیزین سمجھاتی ہین اُس جوان کی سمجھ مین کچھ نہین آتا سقراری بڑھتی جاتی بدر حیران حیران اُس شخص کو دیکھ رہے ہین کہ صحراے نوبت نقارے کی صدا آئی کرب غازی اُٹھ کے بیٹھے دیکھا پانچسو علم آگے آگے مگر علمہاے زرنگار علمدار ہاتھیون پر سوار علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم بعد علمدارون کے بارہ ہزار جوان مسلح و مکمل ایک تاجدار جلیل ایک تخت پر سوار تاج شاہی بر سر چار قبہ طلسم شاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے چتر بال ہما کا سر پر گردش مین تاجدار تختِ اُسی بارگاہ کے آگے تخت سے اُترا رفقا و امرا سے اشارہ کیا وہ سب بارگاہ مین گئے وہ تاجدار خرامان خرامان سامنے کرب کے آیا بطریقۂ اسلام سلام کیا کرب کو جواب دینا واجب ہوا اُس بادشاہ نے فرمایا اے طلسم کشا اے جوان یکتا آپ یہان صحرا مین کیون تشریف رکھتے ہین بارگاہ مین تشریف لیچلیے اتفاق سے آج ہم مذہب سے ملاقات ہوئی ہے چند ساعت سرفراز فرمائیے یہ بھی واضح ہو کہ مین خیر خواہ دولت ہون کچھ عرض کرونگا براہ خیر خواہی قبول و عدم قبول کا حضور کو اختیار ہے کرب اُٹھ کھڑے ہوے وہ بادشاہ استقبال کرکے کرب غازی کو بارگاہ مین اپنی لایا مقام صدر پر جگہ دی آپ تخت پر نہ بیٹھا کرسی پر بیٹھا تخت پر غاشیہ ڈالدیا ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے کرب کو جام دیا کرب نے ہاتھ روکا اُس بادشاہ نے دست بستہ عرض کی حضور تامل نفرمائیے مین مرد مسلمان ہون کرب نے بلا تکلف جام نوش کیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُس بادشاہ نے کہا اے شہریار یہ تو ظاہر ہے کہ آپ عزیزدار صاحبقران زمان کے ہین کرب نے کہا عزیزدارون کے بڑے مرتبے ہین مین چاکران کمترین سے ہون مگر اُنکو خدا سلامت رکھے سرفراز فرمایا کلاہ فخر نیاز مند کو عرش اعلیٰ پر پہونچایا اپنی دختر بلند اختر سے منسوب کیا پروردگار نے فرزند سعادت مند عطا فرمایا جسکا لقب ہے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی صف شکن تیغزن صاحب شوکت و شان نبیرۂ صاحبقران مجھکو کیسا سرفراز کیا مین نے اپنے بخت کی رسائی پر ناز کیا اُس بادشاہ نے کہا یہ امورات ہم بخوبی جانتے ہین آپ کو اچھی طرح پہچانتے ہین مگر غرض یہ ہے کہ آپ نے اس طلسم کو کیا سمجھ کے قصد کیا کرب نے فرمایا ہمارے آقاے نامدار مولاے قدر شناس فلک اساس صاحبقران زمان کا اسم اعظم و حرز ہیکل اژدران اژدر سر لایا اب ہمپر واجب ہوا کہ اس طلسم کو شکست کرین اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر خدمت صاحبقران مین جائین خواہ جان رہے خواہ جان جائے اسکا تردد نہین اُس بادشاہ نے کہا اے شہریار آگاہ رہیے کہ مین کیا کہتا ہون سرِ طلسم کا قصد نہ کیجیے لوح کے ملنے پر ناز نہ فرمائیے لوح آپ کے قبضے سے نکل جائیگی کئی سو ساحر آپ کی تلاش مین نکلے ہین کس کس سے اپنے کو بچائیے گا کسی مقام پر ضرور دھوکا کھائیے گا کرب نے کہا اپنی جان جانیکا ملال نہین بچنے کا خیال نہین خواہ جان جائے خواہ جان رہے مگر تا بہ اژدران اژدر سر جائینگے اگر اُسکو اپنی جان بچانا منظور ہو اسم اعظم و حرز ہیکل ہمارے حوالے کر دے ہم فوراً پلٹ جائین طلسم سے ہمین کیا کام ہے ورنہ ضرور اُسے ڈھونڈتے جائینگے اُس بادشاہ نے کہا آپ مجھکو کیا سمجھتے ہین مین اژدران اژدر سر کا وکیل نہین ساحرون کا کفیل نہین مین اس حوالی کا بادشاہ ہون مین نے جو خبر پائی کہ عزیزدار صاحبقران واسطے فتاحی طلسم کے تشریف لائے ہین مین براے خیر خواہی حاضر ہوا یہ چاہتا ہون کہ آپ کو تکلیف نہ پہونچے جہانتک ہوسکے پلٹ جائیے یہان کے ساحر بڑے زبردست ہین اور مکار بھی ہین بڑی بڑی فکرین کرینگے دام مکر پھیلائینگے آپ کے دشمنونکو پھنسائینگے کرب نے فرمایا خدا مالک ہے جو کچھ ہو ہمکو تا بہ طلسم جانا واجب و لازم ہے مگر اے بادشاہ آپ نے مہربانی فرمائی جو تقاضاے محبت تھا وہ صرف کیا مگر مین مجبور ہون فتاحی طلسم پر مامور ہون کجا عروسہ باختر کجا مقام گلشن حصار رہنان سالوس خدائی کرتا ہے ایک پہلوان نے مجھکو قید کیا اس حوالی مین لایا بہرام نے جا کر مجھکو چھڑایا مین نے آکر یہ حال

صاحبقران کا دیکھا فتاحی طلسم میرے نام نکلی خواجہ بزرجمہر کے بیٹے کہ جنکی زبان سے کبھی خلاف نہین نکلا اُنھون نے
فرمایا کہ تمھارے نام فتاحی طلسم ہو اُنکی شمار پرمین آیا صحرائے خارستان سے گذرا نرگس و لالہ زار کو قتل کیا خدا نے یہانتک
پہونچایا لوح ملی کل آرزو کی کھلی اب انشاءاللہ داخل طلسم مین ہوگا شاہ نے کہا ای شہریار غلام کو سرفراز شاہ کہتے مین بلکہ اہل
طلسم میرے دشمن ہین کہ مین مرد مسلمان وہ ساحری و جمشید پرست بادۂ کبر و نخوت سے مست اکثر اُنھون نے چاہا کہ سرفراز
شاہ کی سلطنت مٹادین مگر بعنایت خدا ممکن نہین ہوا مین تو فقط برائے خیرخواہی حاضر ہوا خلاوہ وقت دکھائے کہ آپ طلسم
شکست کرین اژدران اژدر سر قتل ہو اہل اسلام کی عملداری ہو مین حضور کی رہبری کرونگا کرب نے کہا کیون ای سرفراز
شاہ یہ شخص جو دیوانہ وار دروازے پر بیٹھا ہی یہ کون شخص ہی سرفراز شاہ نے کہا اُسکو سامنے بلوا کر دریافت فرمایئے مصاحبان
سرفراز شاہ گئے اُس دیوانے کو بلا کر سامنے کرب کے لائے کرب نے فرمایا ای جوان تیرا کیا نام ہی اُس جوان نے ایک
ٹھنڈی سانس بھری دامن کرب کا تھام لیا اور یہ قطعہ پڑھنے لگا **قطعہ**

دوام داریم از خدا صیاد میخواہیم ما
گر چہ از خنجر نگاہ شوخ ہم زخمش است
ای گرفتاران مبارکباد میخواہیم ما

در تمنای تو ناز صد گلستان میکشیم
التفاتے ہر سحر باد و باد میخواہیم ما

در محبت از جنون امداد میخواہیم ما
خندہ از گل جلوہ از شمشاد میخواہیم ما
از نگاہ بے نصیب آتش پرستی یا فقیہم

اس درد سے یہ اشعار اُس کشتہ ابرو نے پڑھے کہ کرب بیقرار ہو گیا فرمایا ای حریق
آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو یہ کلمات تیرے سنے نہین جاتے اپنا نام نامی ظاہر کر اُس جوان نے کہا **نظم**

ستم کہ داغ گشت باغ دلستان من ست
بہر کجا کہ روم یار ہمزبان من است
نشان شور دیدۂ مردم زتیر نگاہ غمت
نوائے بلبل شوریدہ از فغان من ست

بجای مغز محبت در استخوان من ست
مرا زمانۂ وصل تو گرچہ دور انداخت
ہزار زخم بر این جان ناتوان من ست

ستم کہ درد جدائی و محنت دوری
خیال روے تو در دیدہ میہمان من ست
بہ این بہ نالۂ زارم کہ در چمن مصحفی

ای شہریار ملکہ دُردانہ پری کہ بادشاہ جوالی طلسم ہی ملک سرفراز شاہ اُسکی تعریف
کرتے ہین سنا ملک خورشید شاہ کا ہون حالات طلسم سنکر یہانتک آیا ملکۂ دُردانہ پری قریب بحر بوقلمون شکار رہا ہی
مین مصروف تھین مجھ بدنصیب نے دیکھ لیا آرام ہجر کی نہین گذشتین دن کو یہ اندھیر ہو کہ خاک بیابان چھانتا ہون اکثر
ملک سرفراز شاہ سے کہا مگر محبوب تک خبر نہین پہونچتی جب تک شربت وصل سے سیراب نہونگا تڑپ تڑپ کے
مرونگا آپ اس شخص کے عزیز دار ہین کہ جسکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ پردۂ قاف سرفرازی فراش راہ دین لقب
ملا یا آپ میری سفارش کرین کہ دُردانہ پری مجھکو قبول کرے کرب نے اُس جوان کا حال ابتر دیکھکر سرفراز شاہ
سے بہ محبت کہا سرفراز شاہ نے کہا مین اکثر خدمت مین ملکہ کی عرض کرچکا ہون اُنھون نے کبھی جواب باصواب نہین
دیا یہی فرمایا کہ وہ مرد دیوانہ ہی ہمین ایسے دیوانے سے رسم منظور نہین کرب نے کہا ای سرفراز شاہ ہماری جانب سے
کہو سرفراز شاہ نے کہا بحکم حضور جاتا ہون یہ کہکر سرفراز شاہ خیمے مین گیا تھوڑی دیر کے بعد پلٹ کے آیا کہا ای
شہریار مین نے بہت کہا وہ نہین کرتی ہان جیخ جو آپ کا نام لیا تو یہ جواب دیا کہ کیا مین طلسم کشا کی لونڈی ہون وہ
اپنی خیر منائین طلسم مینو سواد دیہزار طرح کا فساد ہی ہزار ہا سکار و جلسا مین بڑے بڑے یہان نعمت دار ہین مجھے کیا ضرورت
ہی ایک دیوانے سے پیوند کرون منھ چھپائے اپنے کو دردمند کردن کرب کو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ ای سرفراز شاہ ملکہ سے
کہدو کہ ہم اُس آفت مین مبتلا ہین کہ پلک جھپکانا دشوار ہی ہمارے آقا کا اسم اعظم بند ہو کر یہان آیا حمزۂ سگی بھی پکارے آیا
پہلے اس بیچارے کو سزا دے لین پھر پلٹ کر تجھے بھی سمجھینگے سرفراز شاہ نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار آپ کو اختیار ہی اقبال شاہ
تو قدمون سے کرب غازی کے لپٹ گیا کبھی گرد پھرتا ہی کبھی قدمون سے لپٹ جاتا ہی کبھی محبت مین دُردانہ پری کے یہ اشعار پڑھے **نظم**

لگے خدنگ جب اس نالۂ سحر کا سا | فلک کا حال نہ ہو کیا مرے جگر کا سا | نہ جاؤنگا کبھی جنت میں میں نہ جاؤنگا
اگر نہ ہوئیگا نقشہ تمھارے گھر کا سا | کرے نہ خانہ خرابی تری ندامت جور | کہ آب شرم میں ہی جوش چشم تر کا سا
یہ جوش یاس تو دیکھو کہ اپنے قتل کے بعد | دعائے وصل نہ کی وقت تھا اثر کا سا | لگے ان آنکھوں سے ہر دم تنا دل مضطر
ترا نہ رتبہ ہوا کیوں شگاف در کا سا | ذرا ہو گرمی صحبت تو خاک کر دے چرخ | مرا سویدا ہو گلخندہ شرر کا سا
یہ ناتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا | مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا | جنوں کے جوش سے بیگانہ وار ہیں احباب
ہمارا حال وطن میں ہوا سفر کا سا | خبر نہیں کہ اسے کیا کیا پر اس در پر | نشان پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا
دل ایسے شوخ کو مومن نے دے دیا کہ جو ہے | محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

کرب نے فرمایا ای شیفتۂ وادی محبت ہوای آوارۂ دشت وحشت اتنا صبر کر کہ میں طلسم سے واپس آؤں ضرور تیری شادی ساتھ فردوس آنہ پری کے کرونگا سرفراز شاہ نے کہا حضور یہ امر تو ناممکن ہے کرب نے فرمایا ممکن ہو جائیگا خدا حافظ اب ہم واسطے فتاحی طلسم کے جاتے ہیں سرفراز شاہ نے کہا میں بھی ساتھ چلونگا میں حضور کی آمد کا مشتاق رہونگا راستہ بتلا کر چلا آؤنگا یہ کہکے سرفراز شاہ کرب کے ساتھ لیکر چلا جب اسی تالاب پر پہونچے دیکھا سر تالاب پر لکھا ہے کہ یہ زندان طلسم مینو سواد ہے سرفراز شاہ نے کہا بسم اللہ اس قصر میں داخل ہو جیسے ہی راہ طلسم مینو سواد ہے مگر برائے خدا قدم بقدم لوح دیکھیے گا بڑے بڑے ساحر آپکی تلاش میں نکلے ہیں ایک ایک سے اپنے کو بچائیے گا بے لوح دیکھے قدم نہ اٹھائیے گا کرب اسی قصر میں داخل ہوئے مگر حیران کہ سرفراز شاہ نے کیسی ہدایت کی زندان طلسم میں جاتا ہوں جب اندر قصر کے پہونچے دیکھا ایک تخت آہن بچھا ہوا ہے کرب نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا اس تخت کو اٹھاؤ دہنہ نقب پیدا ہوگا کرب نے تخت اٹھایا دہنہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا کرب بسم اللہ کر کے نقب میں داخل ہوئے جب نقب سے سر بدر کیا دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار لولاح دلکشا طائران نغمہ سرا درختوں پر نغمہ سرائی کر رہے ہیں دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہیں ایک جانب دیکھا نرگس شہلا مصروف دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی گل خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن ہے نسیم باغ صاحبان ذوق و شوق کی رہزن ہے کوڑیالا کھلا ہوا صاف ثابت ہے کہ فرش زمردین پر جال مروارید پڑا ہوا ہے ہر سمت عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی پھولوں کی رعنائی زیبائی صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہر مینائے شجر سے سر نگاری ہے ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار میں عجب سرور سنبل نے زلف عنبرین کو درست کیا کاکل چہرے پر لہراتی ہوئی اپنی رعنائی دکھلاتی ہوئی کرب غازی اس صحرائے سبزہ زار کو دیکھتے ہوئے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا خواجہ عمرو دوڑتے ہوئے چلے آتے ہیں دور ہی سے پکار کر آواز دی ای فرزند ماشاء اللہ بڑا کام کیا تمھاری لیاقت کا بڑا نام ہوا مگر میں تمکو تلاش کرتا ہوا آیا ہوں ذرا لوح مجھکو دو کرب نے بہ دزدیدہ نگاہ لوح کو دیکھا لکھا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم یہ سماروق جادو بڑا مکار ہے خبردار ہرگز لوح نہ دینا کرب نے لوح گلے سے اتاری کہا لیجیے آپ ہی کے واسطے لوح ہم نے حاصل کی ہے سماروق خوشی خوشی قریب آیا کہ عمرو کی صورت پر کرب نے دھوکا کھایا اب لوح لیکر بھاگ جاؤنگا جیسے ہی یہ قریب آیا لوح کو دیکھ چلے تھے مطمئن ہو رہے تھے ہاتھ اسکا تھام کر ایک طمانچہ مارا طمانچہ جو پورا پڑا سر اسکا اڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی ہوا نام میں سماروق جادو بود کرب غازی آگے بڑھے صحرائے سبزہ زار کو طے کرتے ہوئے جاتے ہیں کہ رونے کی آواز پیچھے سے دیکھا پانچ چار جادوگر سماروق کا لاشہ لیکر چلے ہیں کہ آواز دیتے ہوئے کہ اے طلسم کشا تو نے ہمارے افسر کو مارا آخر ہم لوگوں کے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا بڑی ذلت پائیگا یہ سماروق سو جادوگروں کا افسر تھا یقین ہے جب اسکا لاشہ پہونچیگا اژدر دہان اژدر سر کو بڑا صدمہ ہوگا بہت جادوگر تمھاری فکر میں اٹھینگے بڑے بڑے دھوم مچینگے کس کس کے

لگر سے ہو گئے آخر چھینے گے کرب غازی نے پلٹکر آواز دی او بجیاؤ کیا کتے ہو جنگل جنگل بنکر آیا تھا خدا انکو سلامت رکھے
اُنھون نے سب کچھ تعلیم کر دیا ہی یہ ذکر تھا کہ وہ جادوگر غائب ہوے اور ایک گرد اُڑی کرب نے دیکھا اسد میر افزند گھوڑے
پر سوار گھوڑے کو دوڑائے ہوے آتا ہی دور ہی سے پکارتا ہوا قبلہ و کعبہ ٹھہر جائیے بڑا غضب ہوا ساحرون نے سحر کر دیا ہے
صاحبقران کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی سب سرداروں نے صلاح کی ہی کہ تھوڑی دیر کے واسطے لوح لاؤ
اسکا دھوکر پانی پلایا جائے تو قلب تسکین پائیگا اگر اسکے خلاف ہوگا صاحبقران کو زندہ نہ پاؤ گے سنتے ہی چھتاؤ گے
کرب نے فوراً لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات عیوق جادو سارق کا بھائی ہی
اسکو خبردار لوح نہ دینا جیسے ہی وہ کرب کے قریب آیا کرب نے کہا بیٹا لوح لو مگر گھوڑے سے اتر و تم تو پیادہ گھوڑے
پر سوار ہو عیوق تو اس خوشی مین پھاند پڑا کہ کرب نے دھوکا کھایا سلام کرتا ہوا لائیے لوح جلد لائیے کرب نے دکھا کر
لوح پر ہاتھ ڈالا مگر اتارا ابھی نہین جیسے ہی عیوق قریب آیا ہنسکر کہا لوفضل و مہر امام بھی آتے ہین جیسے ہی وہ پلٹا کرب نے
حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا عیوق اُسکے نیچے زمین پر گرا کرب نے اسکو بھی خنجر سے مارا آواز آئی کُشتی مرا نامم
عیوق جادو بود دیگر بارہ جادوگر اسی طرح سے سامنے کرب کے آئے کوئی مقبل کی صورت بنکر آیا کوئی افضل مہر امام سرداران
صاحبقران کی صورت بنکر سامنے کرب کے آئے کرب نے ان سب کو مار ابعد قتل کرنے ان سب کے یہ تیرہ پاس اپنے
خدمت مین اژدران اژدر سر کے پہونچے وہ ہر ایک سے کتاب ہی ستاری طلسم کشائی دیکھتے ہو ایک سے بھی دھوکا نکھایا
تیرہ جادوگر پھر پلر مارے گئے ہی سردار صاحبقران کی صورت بنگیا اژدران اژدر سر خاموش مثل تصویر متحیر دوز را
کہتے ہین آپ نکھیرائیے کبھی وہ گھبرا کے کہتا ہی میری کیا شامت تھی کہ بھائی صاحب نے خط لکھا مین دوڑا گیا حمزہ نے اپنے خدا کا
نام سنتے ہی حرز بیکل کو حوالے کیا مین لو لا کر تھیا تیرہ جادوگر مارے جاچکے یار واب خبر لو کر مرحلہ ہشیار جادو پر کیا گذری
یہ بکسیت ہاے صاحبقران کرب کی آنکھون کے نیچے پھرتی ہی قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرماتے ہین آگے سے آگاہ
ہین سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی بسم اللہ کہکر اندر آئے دیکھا باغ ثانی بہشت پھولون
پھلا ہوا سب طرح کے پھول درختون مین آراستہ بلبلین ہر گلِ مین بولتی ہین یہ غزل گاتی ہین نظم

پروانۂ نگاہ تو مستانۂ بہار
دیوانۂ سراسر مستانۂ بہار
خوابش اسیر شوخی افسانۂ بہار

دور از شکست باد خزان این طلسم
عمرش دراز باد کہ مارا نہان خنستا

ہر سایۂ گلست و پریخانۂ بہار
در سایۂ تو جلوۂ دیوانۂ بہار

دیوانۂ خطت دل دیوانۂ بہار
بر خاک میکشد زنجیر بے گل
فارغ ز گفتگوی دل حیرت شعار

حقیقت مین چہار جانب جوش بہار ہی گلچین و صیاد کی بدنصیبی باغ مین آنیکا حکم نہین باغبان
بہار جھلائے نرگس بدست باغ پر موجود صیاد کو جواتے دیکھا دور باش کی صدا دی کرب نوجوان یہ تماشا دیکھتے ہوے
جاتے ہین روش پیری کو طی کر رہے ہین کہ سامنے سے بارہ دری کا پردہ اُٹھا دو پردہ پردہ حجاب تھا آگے آگے ایک نازنین
مہ جبین پشت پر کئی سو کنیزین اُسنے باتین کرتی ہوئی کہ صاحبو تمنے دیکھا اسوقت بادشاہ بلا وجہ مجھپر خفا ہوے اپنی طبیعت
اپنا مزاج کیونکر دل کو چین پڑے تم لوگون کو یاد ہو گا جب تاجر تصویر لایا مین نے سودا خرید لیا آج تک اُسی مین مبتلا ہون
میری خوش نصیبی کہ اب وہی طلسم کشا ہوکر آئے ہین مین تو اپنے ساتھ لیکر دربار مین جاؤنگی میان اژدران اژدر سر کو قتل
کراؤنگی مگر ڈرتے ہین مجھے انکی نوکری نہین منظور کنیزین گواہی دیتی ہوئی آتی ہین کہ واری آج آپ نے بہت بڑا کام کیا کوئی
بادشاہ مست ایسے کلام بلند ہی کنیزون کے کہنے سے معلوم ہوتا ہی گل اندام خوبرو نام ہی ایک کنیز نے کہا دیکھیے حضور وہ تشریف
لاتے ہین آپ کے باغ پر بہار کی سیر کر رہے ہین ہر چند کہ حسن ظاہری کو دیکھکر کرب بھی بے چین ہو گئے مگر دامن صبر دست استقلال
سے نہین چھوٹا بہ نگاہ دزدیدہ لوح کو دیکھ لیا مطلب سے آگاہ ہوے یہ بھی سمجھ گئے کہ یہ صورت ظاہری ہی دھوکا دینا

ملکہ منظور ہوا اس نازنین نے بارہ دری سے اتر کر مودب سلام کیا گورے گورے ہاتھ اٹھا کر عرض کی تشریف لائیے کنیزون کو جلوہ گواہی پیش کیا کر دیکھیے ابھی آپکے واسطے بادشاہ سے بڑی سخت گفتگو ہوئی یہ کنیز آپکی تھین دہی ذکر یہ نکلا کہ مین بیٹھے بیٹھے آپ کے ہجر مین گھبرائی گلچہرہ کنیز نے مجھسے پوچھا آپ کا مزاج آج کیسا ہی مین نے ٹھنڈی سانس کھینچی یہ تو یقین تھا کہ آپ مرکولی کو ان بیجاؤ گی آگئے عالم یاس مین مین نے یہ اشعار پڑھے

اشعار

بزم مین مانند ہم چشم ذرہ و پروانہ ہی
پانون مین کانٹے چبھے مین پیرہن ہی چاک ہی
مشک دانہ ہی مری تسبیح کا جو دانہ ہے
رہتی ہی محفل مین حائل درمیان فانوس شمع
پنجہ خورشید تیرے گیسوؤن کا شانہ ہی
بھید جانے کے عاشق بھی نہین ہی ہمنشین
ہو بغل مین شیشہ مے ہاتھ مین پیمانہ ہی

دل خیال چشم مست یار سے میخانہ ہی
باغ مین جو گل ہی تیرے عشق مین دیوانہ ہی
دم نہین پاتے کسی مین تیری صورت دیکھکر
پردے جانان شمع ہی اپنی نگہ پروانہ ہی
اڑگئے وحشت شناس وحشت سرائے کون کو
اوبلی بھی بالین شمع وہ پروانہ ہے

تو کسا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہی
داغ سودا جو نظر آتا ہی اک پیمانہ ہی
مین نے ڈالا جو دود ابوے زلف یار کا
بزم خوبان جوشش حسرت سے اک بتخانہ ہی
اسقدر ہوتا نہین دست حنائی کا اثر
مثل مجنون گل ہمارا حال بھی افسانہ ہی
اس زمین مین ناسخ ایستادہ ہی چند شعر

بادشاہ صاحب ان اشعار پر ٹیڑھے فرمانے لگے کیون ملکہ گل اندام خوبرو آج کل عشق و عاشقی کا بڑا چرچا ہی مین نے صاف کہدیا مین تو طلسم کشا پر عاشق ہون بادشاہ سے سخت تکرار ہوئی اس صحبت مین کیکے اٹھ آئی کہ مجھے نوکری منظور نہین شکر ہی کہ آپ آگئے اب آپ میرے ساتھ انکی صحبت مین چلیے وہ جلے کی کرتے ہوے جاتے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی مین سامنے جا کر انکے کہدونگی کہ جنپر عاشق تھی وہ آگئے تخت پر سے اٹھکر بھاگینگے کرب بھی اسکی باتون پر پسیجے جاتے ہین مگر دل سے یہی قول ہر کہ مصیبت صاحبقران ہی کا خیال کرو اسکے حسن ظاہری پر تصور نہ ہو اپنے دام کلام مین پھنسانا چاہتی ہی اپنے بادشاہ کی خیرخواہی کو خوب نباہتی ہی ہان ہان کرتے ہوے بارہ دری مین تشریف لائے مسند پر اسنے جگہ دی آپ خوشی خوشی پہلو مین آگر بیٹھی کرب ہوشیار بیٹھے مین کہ اسنے دست بستہ عرض کی مین نے سنا تھا کہ علم موسیقی کا بڑا شوق ہی مین نے اپنا ہزار ہا روپیہ صرف کیا اس علم کو بھی حاصل کر لیا ایک غزل تو میری زبان سے سنیے کرب نے کہا بسم اللہ مین تو نہایت مشتاق ہون اس مہ جبین نے اپنی ساتھ والیون کو اشارہ کیا انھون نے فورا ساز درست کیے مہ جبین نے گنگنا کے یہ غزل نہایت لحن سے گائی

غزل

این ترانی پردہ دار طور نیست
از غبار رم آسمان ہا ساختند
در قیامت بوالہوس معذور نیست
دیدہ ام سیر دو عالم مے کند
از نگاہت ہیچکس منصور نیست
تا چہ خواہد کرد دل با چشم او
دیدہ دارد تماشا کور نیست

یا لب نازان رانشان دیگر است
بیش ازین افتادگی مقدور نیست
تخم حسنت در جہان پاشیدہ اند
یکسر مژگان تماشا دور نیست
گر شود خاک آب گوہر شود
خانہ آئینہ ہم معذور نیست
از برائے چشم بیمارش اسیر

جلوہ از چشم دل مستور نیست
ہر کہ سر بازی کند منصور نیست
توبہ کی دارد خلاف شرع دل
حرص اگر باشد گناہ مزدور نیست
نشہ در عالم سرائے سیر دو
ساغر دل کاسۂ فغفور نیست
چون نگہ نسبت کند روئے ترا
شربت چون شیرہ انگور نیست

یہ غزل جو اس مکارہ نے گائی کرب نے دیکھا مکان گردش کرنے لگا دل پر ایک سنسناہٹ کا عالم طاری قلب بیقراری دل خواہش کرتا ہی کہ اسکا گانا سنے جلیے کرب نے بمشکل لوح کو دیکھا حرفون پر نگاہ قائم نہوتی تھی مگر یہ نوشتہ پایا کہ لوح کو اپنے جسم سے مس کرو ورنہ گانا سنتے سنتے مبہوت ہو جاؤگے کرب نے فورا گلے سے لوح کو اتارا اس مکارہ کی جو نگاہ پڑی ہاتھ باندھ کر کہا کیون صاحب لوح کیون اتارتے ہو مین آپ کو ابھی دربار شاہی مین لیے چلتی ہون شیشہ اسم اعظم پہنے

ہاتھ سے لوٹ ڈونگی خبر نکل اُگی جھولی سے نکال کر دیدونگی کرب ایسے مبہوت تھے کچھ جواب نہ دیا ہر چند کہ گانا شکے دید و شنید مین
مگر احکام لوح کے پابند مین بہ تعجیل لوح اُتار کر کہا ملکہ دیکھو یہ کیا لکھا ہی وہ ارے کہکر اُٹھی کرب نے لوح اُسکے جسم سے مس کر دی
لوح کا جسم سے مس ہونا اُسکا چلا کے رونا بجاے اشک کے آنکھون سے شعلے نکلے مثل ہیمہ خشک جلنے لگی ہر عضو جسم سے
چنگاریان آگ کی نکلنے لگین کنیزین چاؤن چاؤن کرکے اُٹھین ارے ظالم یہ تو نے کیا کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو جلا دیا ہم کہتے
تھے مسلمان سخت دل ہوتے ہین اس کمبخت نے زبردستی اپنی جان دی بعض نے کرب پر سحر بھی کیا کرب نے لوح کر جو کیا یا
وہ سحر اُسکا الٹ کر اُسی کے سینے پر پڑا اُسکے جلنے سے اندھیرا ہو گیا سنگ باری و زرفباری ہونے لگی کرب بحکم لوح تلوار کھینچکر
کنیزون پر جا پڑے سو دو سو قتل ہوئین دس بیس جو بچین کھینچ کھینچکر لاشہ اُسکا اُٹھایا پرواز پیدا کیے بھاگین اب کرب نے
اُسی مکان کو دیکھا نہ عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی ہے نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی جس مکان مین داخل تھے اُسکو بھی دیکھا دھنسے
پٹا ہوا ٹیڑھی ٹیڑھی دھنیان دیوارین خام ٹوٹی گر رہی ہین ویران اُجاڑ مکان نظر آیا کتے ونکلے جو لاتے پڑے رہتے ہین بوڑھی
بوڑھی عورتین جھریان جسم پر پڑی ہوئین کپڑے میلے کچیلے کالی کالی صورتین کھوے کی مٹی کی مورتین لاحول پڑھکر مکان سے
نکلے باغ کی ویرانی دیکھکر باغ سے باہر نکل آئے ایک گوشے مین آکر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ اسم اس تعداد سے اس مقام
پر بیٹھکر پڑھو آسمان سے طائر اسرار طلسمی آئیگا تمکو اپنی پشت پر سوار کرکے باغ ویران مین لیجائیگا وہان بادشاہ سابق قید ہے
اُسکا نام ہی اخضر سبز پوش اژدران اژدر سحر نے قید کیا ہی اُسکو جاکر رہا کر دو وہ تمھارا ساتھ دیگا تب اژدران اژدر سحر
سے مقابلہ پڑیگا کرب نے حسب الحکم تجدید وضو کی تہ بنا پھر ملکا صاحبقران کا یاد ہی دل مائل فریاد ہی اکثر دل سے کہتے ہین
کہ نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری آب و دانہ بالکل ترک تھا آہ آہ کرتے تھے خدا ہمکو اُنکی خدمت مین پہونچاے جاکر اُنکو
زندہ پائین تو بہت بہتر ہو وضو کرکے اسم مذکور بتعداد پڑھا اور اسم تمام کیا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر بصفت رنگ
اُترتا ہوا زمین پر گرا کرب نے جو اس طائر کو دیکھا نہایت خوبصورت کرب کو بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہو ٹہلتا ہوا قریب چلا آتا ہی
کرب نے اُسکو دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا یہی طائر اسرار طلسمی ہی بسم اللہ اسپر سوار ہو کرب نے دامن گردانے وہ
طائر خوش ہوتا ٹیک کر زمین پر بیٹھ گیا آنکھون سے اشارہ کرتا تھا جسکا مفہوم یہ تھا کہ بسم اللہ میری پشت پر سوار ہو جیسے کرب
باطمینان اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر نے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلا راہ مین مثل انسان کے گویا ہوا کہ شہریار خدا نے یہدن
دکھایا کہ آپ میری پشت پر سوار ہوے آج میرا دماغ عرش اعلی پر پہونچا باغ ویران مین آپکو پہونچاؤن مگر جنگ عظیم واقع
ہوگی ای شہریار بہت ہوشیاری کے ساتھ کام کیجیے گا اگر اخضر سبز پوش کو رہا کر لیا بہت جلد طلسم فتح ہوگا کرب طائر سے باتین
کرتے ہوے وہ طائر اسقدر بلند ہوا کہ برابر کہکشان فلک کے پہونچا اب مائل بہ پستی ہوا دور سے کرب نے دیکھا ایک
باغ وسیع مگر ویران روشین ٹوٹی پھوٹی درخت گرے ہوے پتے اُف افسوس شاخین دست تہی درازے ہوئے اُس
باغ کے بارہ ہزار ساحر بیٹھے ہین حربہاے سحر ہاتھون مین ہین ذکر کر رہے ہین کہ طلسم کشا اسطرف ضرور آئیگا آتش پوش جادو
جو سب کا افسر ہی وہ کہتا ہی یارو بیٹھے چارون طرف سے باغ کو گھیر لیا طلسم کشا کس طرف سے آئیگا اور اگر قصد کیا ہمارے ہاتھ
سے مارا جائیگا مگر طائر نے کرب سے کہا یہ تو سب باغ کو گھیرے ہوے ہین مین آپکو لیکر بیچ باغ مین اُترتا ہون آپ اُترتے
ہی اخضر کو رہا کر لیجیے پھر کچھ مشکل نہین اور اگر قبل یہ لوگ ہوشیار ہو گئے تو بڑی لڑائی پڑیگی کرب نے کہا اچھا مجھے بیچ باغ مین اُتار
طائر کرب کو لیکر طرف وسط باغ کے متوجہ ہوا ایک نخل شکستہ ہی اُسمین ایک قفس لٹکا ہوا ہی اُسمین ایک مرد پیر بیڑیان پہنے قفل
بار سیاہ حال تباہ تاج ڈھلکا ہوا لباس پرزے پرزے حسرت و دلگیر نہایت پریشان سرنگون بیٹھا ہی مگر اس پریشانی مین چار
جانب دیکھ رہا ہی جیسے کوئی کسی کا مشتاق ہوتا ہی ایک گوشے مین لا کر طائر نے کرب کو اُتارا کرب جست و چالاک ہو کر طرف

قفس کے چلے آہن پوش نے بیٹھے بیٹھے ساحرون سے کہا اسوقت میرا خود بخود دل گھبراتا ہی کیون بھائیو طلسم کشا پر مدد
خدائے نادیدہ کی ہوتی ہی ہم تم سب باغ کو گھیرے بیٹھے ہین اگر وہ آسمان سے اُتر آئے طائر طلسمی شریک ہوجائے ذرا
اندر چلکر دیکھ لین سب نے کہا حضور فقط آپ کا خیال خام ہی لقوہ نا تمام ہی آسمان سے کیونکر آسکتے ہین مگر حفاظت ضروری ہی
قلب ہمارا بھی ناصبور ہی آہن پوش اسباب سحر سنبھالتا ہوا اندر باغ کے آیا وہ وقت ہی کہ کرب قریب قفس کے پہونچے
ہین چاہتے ہین قفل قفس شکست کرین کہ آہن پوش کی نگاہ پڑی ایک جوان خورشید جمال صاحب جاہ وجلال قفل کو
کھول رہا ہی چلاکر آواز دی او جوان کیا کرتا ہی ارے تجھکو یہان کسنے پہونچایا اندر باغ کے کیونکر آیا یہ کہکر اسنے گولہ مارا جھونکا
ہوائے تند کا چلا کہ کرب پاس سے قفس کے ہٹ گئے اب آہن پوش نے آواز دی سب ساحر اندر گھس آئے لینا لینا کہکر
دوڑ پڑے کرب نے تیغ سکندری کھینچا مجمع ساحران پر جا پڑے ایک ہاتھ مین بجائے سپر کے لوح اُسکو گردش دیتے
جاتے ہین جسپر عکس پڑا جل گیا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے چار جانب سے وہ ساحر سحر کر رہے ہین مگر کرب
غازی نہایت شوکت وجرأت سے لڑ رہے ہین گرد لاشون کے انبار بیچ مین شیر بیشۂ صاحبقران عالی وقار شیرانہ
جنگ کر رہے ہین جب کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے تو آہن پوش نے آواز دی یارو کیا کرتے ہو یہ جوان طلسم کشا جلالت
وشوکت مین یکتا اسپر سحر تاثیر نہ کریگا تیر وتفنگ وتلوار وخنجر سے لڑو بارہ ہزار ہو ایک جوان کو جسطرح چاہو مار لو
سب ملکر ایکمرتبہ ٹوٹ پڑو گرفتار کرلو پھر سیخ کباب لگا کے کھاؤ اژدران اژدر سب کو عہدہ ہائے جلیل دیگا ایک
ایک کو عہدۂ افسری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا آہن پوش نے جو یہ ترغیب دی ساحرون نے حربہ ہائے سحر پھینکے نیزہ و
تیر وتلوار وخنجر وگرز لیکر کرب پر گرے کرب ہمہ تن چشم بنے ہوئے لڑ رہے ہین جسنے وار کیا کبھی خالی دیا کسی کو تلوار پر کاٹا
مگر جب لوح چمکی اُس ساحر کی آنکھ جھپکی اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے صدہا جادوگر مارے
لاشے اُنکے گرد پڑے ہین آہن پوش غل مچاتا ہی ارے یارو چہار طرف سے ٹوٹ پڑو طلسم کشا کو گرفتار کرلو بچنے نپائے
ہر چند یہ چیختا ہی مگر ساحر کانپ رہے ہین آہن پوش نے آواز دی کہ ارے یارو یہ تو دریافت کرو یہ جوان باغ مین
کیونکر آیا چند جادوگر چار جانب دوڑنے لگے یہ آواز سنکر طائر کے ہوش اُڑے ہین مگر اپنے کو زرعۂ گلستان مین چھپائے ہوئے
ہی ایسا ہو کہ کوئی مجھکو دیکھ لے جو ساحر ڈھونڈھ کر پلٹتا ہی کہتا ہی اے افسر کسی کا پتہ نہین معلوم ہوتا کہ یہان اس جوان کو کون لایا یہ
سنکر آہن پوش کہتا ہی کوئی لایا کہ نہ لایا مگر گرفتار کرلو بڑے غضب کی بات ہی کہ بارہ ہزار مین ایک جوان لڑ رہا ہی کس
زور وشور سے معرکہ پڑ رہا ہی صدہا ساحر مارے گئے مگر افسوس ہی کہ کوئی اُسپر دست انداز نہین ہوتا ایک ساحر نے پکار کر
کہا آپ ہمارے افسر ہین ساحر بھی بڑے نامور ہین تنخواہ بھی ہمسے زیادہ پاتے ہین آپ کیون نہین جرأت دکھاتے ہین ہم تو
اپنی جان لڑا رہے ہین آپ ہی فرما رہے ہین گرفتار کرلو آپ کیون نہین سامنے آتے یہ جو ایک ساحر نے بطور طعن کہا
آہن پوش کو بڑا غصہ آیا ہونہہ ہونہہ کرتا ہوا بڑھا سب ساحر خود ہٹ گئے جنگ سے عاجز ہو رہے تھے غلغلہ پڑگیا ہمارے
افسر صاحب جاتے ہین اب طلسم کشا زندہ نہ بچے گا آہن پوش تیغ کھینچے ہوئے پہلے ماش کے دانے مارے وہ تصدق
کی تھی کیا تاثیر کرتے گرد ہوکے گر پڑے گولہ مارا دو شق ہوا لوح کا جو عکس پڑا اُسکے سینے کی جانب چلا بچکر اپنے کو بچایا
آخر ناچار ہوکے تلوار کا وار کیا مگر برس پڑا کرب فرزند حیدر سے پر وار اسکے خالی دے رہے ہین جب اسنے پانچ سات
ہاتھ تلوار کے مارے کرب نے آواز دی او نامرد ایک وار ہمارا بھی تو قبول کر آہن پوش ذرا رکا تھا کہ کرب نے
ہاتھ تلوار کا مارا اور لوح بھی چمکائی آہن پوش کی آنکھون مین اندھیرا آیا گھبرا کے سپر سحر کو اٹھا دیا مگر آئینۂ شمشیر مین جلوہ
عروس مرگ دکھائی دیا دل سے کہتا ہی نام اسکا سہ پر ہی اگر ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا وار نہ روکتا کیا جانتا تھا اس جوانکو

نہ رُکتا تلوار تڑپ کر گری لوح کا بھی عکس پڑا پہرے کے دو ٹکڑے ہوے پہرے سے بڑھکر سارا سر گلے و جبڑے کو کاٹا گلوے مثل
قطرۂ آب صندوق سینہ سے مثال سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا گرد اژدری لاشہ
آہن پوش گر کر تڑپنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی آسمان سے آگ برسنے لگی صدا ہاہو کی بلند ساتھ والے درد مند گوئی ہاے
افسر کلے روتا ہے کسی کی زبان پہ تھا آہن پوش ہے کسی کو بیقراری کا جوش ہے بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی آواز آئی کشتی ہو نام من
آہن پوش جادو برد احضر سبز پوش دیکھ رہا ہے جس مین بند ہے مگر تعین کر رہا ہے ای شہریار سبحان اللہ ماشاء اللہ
کس زور و شور سے اسکو قتل کیا تمام ساحر بھاگے کرب نے بڑھکر قفل قفس توڑا ملک احضر سبز پوش کے جسم عکس
لوح کا ڈالا تمام قید جسم کی ٹوٹ کر گری قفل مار آتشین دہن پر لگا تھا وہ مار سیاہ ہر مرتبہ زبان نکالتا ہے کرب نے لوح کو
مس کیا وہ مار بھی مردہ ہوکر زمین پر گرا ملک احضر نے رہائی پائی قفس سے نکلا نکلتے ہی قدمون کو بوسہ دیا گرد پھر اعرض
کی ای شہریار لوح ہی خبر دیگی مگر زبانی بھی عرض کرتا ہون دو سال کا زمانہ گذرا یہ اژدران اژدر سپہدار ہمام تھا ایک
دن تخت پر بیٹھے بیٹھے میری زبان سے نکل گیا حقیقت مذہب نہین معلوم ہوتی سامری وجمشید کا مذہب سراسر باطل ہے
شل ہمارے وہ بھی ساحر تھے علم نیرنج و شعبدہ سے بخوبی ماہر تھے دعوی خدائی کیا یہ لوگ ناحق کہتے ہین چولا تبدیل کیا
وقت موت آیا مر گئے سارا دعوی باطل ہوا اس دعوی نامعقول سے کیا حاصل ہوا سنتا ہون کہ مذہب خداے نادیدہ مذہب
حق ہے خداے نادیدہ خداے برحق ہے اسکا کوئی ہادی نہین ملتا کیون صاحبو مین کیا کرون دین حق تک کیونکر پہونچون
سب خاموش ہو رہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا اس پہیا قابو پرست نے اپنے مقام پر جلسہ کیا سب سے کہا لو صاحبو یہ مذہب
قدیم سے چلا ہمارے باپ دادا کیا بیوقوف تھے کہ مذہب سامری وجمشید مین مصروف تھے ایسے ایسے کلمات کہکر اسنے
سب کو ملا لیا مجھکو سوتے مین پکڑا تمام طلسم پر قبضہ کر لیا جب سے مین یہان قید ہون ایک دن بہت تڑپا پھڑکا رویا
پیٹا خداے نادیدہ سے التجا کی بزرگان دین شب کو خواب مین آئے آپ کی تصویر مجھے دکھائی ارشاد فرمایا ای محبوس زندان
مصیبت نہ گھبرا یہ جوان رعنا آئیگا تجھکو قید سے چھڑائیگا آج کی تاریخ کا بھی پتہ دیا تھا مین حیران حیران دیکھ رہا تھا شکر ہے
کہ خدا نے آپ کو پہونچایا مین دل سے مطیع اسلام ہوا چند ساعت حضور شہر مین ساتھ والون کو چھڑا کر لاؤن تو انکو
ساتھ لیکر لشکر کشی کرون چلکر اس نمک حرام کو سزا دون یہ کہکر آواز دی چند ساحر پریشان حال بال سر کے بڑھے ہوے چہرے
اداس موے ریش دراز چہرے سے ظاہر سوز و گداز دو سال سے قید تھے حاضر حاضر کہکے سامنے آئے احضر نے کہا یارو
اپنے محسن و مددگار کی خدمت کرو مین حاضر ہوتا ہون اُن لوگون نے فرش بچھایا کرب غازی کو باطمینان بٹھایا کہ طائر
اسرار طلسمی ٹہلتا ہوا آیا کرب نے دیکھا وہ طائر تڑپا حیوانیت دفع ہوئی دیکھا ایک جوان رعنا نہایت خوبصورت
نیک سیرت جھک کر کرب کو سلام کیا تصدق ہوا کہا آپ کے تصدق سے جامہ انسانیت پایا ای آہن پوش
نے مجھے جانور بنایا تھا آپ کے تصدق سے یہ شرف حاصل ہوا کہ پھر جامۂ انسانیت مین آیا خدا نے یہ دن دکھایا
یاقوت حبشی میرا نام ہے ملک احضر سے ملاقات تھی بادشاہ پردہ چہارم قاف ہون براے ملاقات احضر یہان
آیا انقلاب دیکھا کہ بادشاہ قید ہو گئے اژدران اژدر سپہر کی سلطنت تھی وہ مکر سے بخاطر نہین آیا مجھکو گرفتار کرکے
طائر بنا دیا طائر اسرار طلسمی نام رکھا جو کوئی براے فتح طلسم آتا تھا اسکو دھوکے دیتا تھا بلا مین پھنسا دیتا تھا مگر آپ کے
صاحب لوح ہو کر طلب کیا مین بھی بشارت سے مشرف ہوا تھا شکر ہے کہ آج اسکا ظہور ہوا دل کو سرور ہوا یہان تک کرب
نامدار یاقوت حبشی سے باتین کر رہے ہین چند خادم حاضر مین مگر آہن پوش کا لاشہ لیکر جو ملازم بھاگے خدمت مین
اژدران اژدر سپہر کے آئے یہ تخت پر بیٹھا اس شیطان کے ملازمون نے آکر لاشہ آہن پوش کا سامنے رکھدیا اژدران اژدر

پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور طلسم کشا باغ ویران مین پہونچا خوب تلوار چلی مگر یہ نہ ثابت ہوا تمام باغ پہلوون سے
گھرا ہوا تھا کہ طلسم کشا کیونکر پہونچا آخر کار افسر اعلی ہمارا مارا گیا ہم سب نے فرار برقرار کیا یہ کمال کیا کہ لاشہ افسر کا
نہین چھوڑا بہ مشکل اُٹھا لائے اب طلسم کشا نے اخضر سبز پوش کو رہا کیا ہوگا اب مین معلوم کیا کرتا ہی اژدران نے
کہا ایک ساحر مخفی جائے دیکھے کہ اُس باغ مین کیا رنگ ہی ایک جادوگر بحکم اژدران اژدر سر چلا طائر کی شکل بنکر باغ
مین آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین اور یاقوت حبشی دست بستہ باتمین کر رہا ہی پانچ چار جادوگر ملازم اخضر خدمت
مین حاضر ہین وہ جادوگر وہان سے بھاگا آکر اژدران سے عرض کی حضور طائر اسرار طلسمی ملگیا اب تو نشان بنا ہوا بیٹھا
ہی باتمین کر رہا ہی پانچ چار جادوگر ملازم اخضر حاضر خدمت طلسم کشا ہین اخضر کا پتہ نہین اسوقت طلسم کشا اکیلا ہی اگر
حملہ مارلو تو ہوسکتا ہی اژدران اژدر سر اپنے مقام سے اُٹھا سفاک خونریز دمبیاک تیزرو دلالان سرخ پوش تا
دعا ہیا سحر طراز و نیرنگ حیلہ ساز سب افسران فوج ہا ہن حکم دیا کہ لشکر تیار کرو جہانتک ہوسکے غیر ساحر زیادہ ساتھ
رہین اسوجہ سے کہ طلسم کشا کے قبضے مین لوح ہی غیر ساحر جو لڑنے کے گرفتار کرلین تو ہوسکتا ہی سحر اُس جوان پر تاثیر نکریگا
بہت جلدی کرو اُسی وقت تین لاکھ ساحران غدار تیار ہوے اژدران اژدر سر سپہ سالاران مذکور کو ساتھ لیکر بصد
کر و فر سوار ہوا یہان کرب نامدار مع یاقوت حبشی و ملازمان ملک اخضر باغ مین بیٹھے ہین یاقوت سے ذکر حمزہ
صاحبقران کر رہے ہین یاقوت کہتا ہی ای شہریار مصیبت صاحبقران سنکر کلیجہ خون ہوگیا ایسے جری و بہادر پر یہ
مصیبت وقت کی بات ہی کرب فرماتے ہین ای یاقوت ایک ایک دم مجھکو زیر دم شمشیر گذرتا ہی جی چاہتا ہی پر وا
پیدا کرون اپنے کو خدمت مین صاحبقران کی پہونچاؤن ہرچند کہ خواجہ عمرو نے خوب انتظام کر دیا ہی لیکن اگر
لعین سیالوس طبل جنگی بجوائے تو وہان سب جان دینے والے ہین سحر کا کون جواب دیگا دم بھر مین لشکر پامال ہوجائگا
صاحبقران کے نام کے سب دشمن ہین یہی چاہتے ہین اُنکو گرفتار کرکے قتل کرین اس بات سے بھی خوب آگاہ
ہین کہ سوائے صاحبقران کے کوئی صاحب اسم اعظم نہین ہی اُنکی جان کا خیال ہی یاقوت حبشی عرض کرتا ہی ای
شہریار جہانتک ہوسکے جلدی کیجیے دیر کرنا آپ کو مناسب نہین کہ اب عرصہ کرنے مین نہایت درجہ خرابی درپیش ہوگی
کرب فرماتے ہین ملک اخضر کے آنے کی دیر ہی وہ آئے اور مین لشکر کشی کرون یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ اُٹھا رعد کی گرج
برق کی چمک علمہاے سیاہ کے نشان چمکے یاقوت نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی آپ کے تنہا ہونے کی خبر شاید
اژدران اژدر سر کو پہونچ گئی اُسی کی آمد کا نشان ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ فوج بھی بہت ہمراہ ہی لاکھون ساحر
آتا ہی کرب نے فرمایا اسکا کیا خوف ہی مرنے پر آمادہ ہوکر آئے ہین جان کر جان دینگے اپنا خون اپنی گردن پر لینگے
مگر ای یاقوت یہ دعا کرو کہ ثابت قدم رہون کو ہے جرأت رہین ہزار طرح کی جفا سہین مگر قدم پیچھے نہ ہٹین سینہ سپر کرین
ڈھیر کر مرین یہ فرماکر کمر باندھی یاقوت سے کہا تم تو کنارے ہوجاؤ وہ ابر سامنے آکر پھٹا دیکھا اژدران اژدر سر
تخت پر سوار گرد اگرد تین لاکھ ساحران غدار کرب نامدار نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا آواز دی با تیغیدا کی کفاران پر دغا
منم ہزبر بیشہ جنگ و جدال منم یکہ تاز میدان قتال سکندر شوکت دارا سطوت رستم ہیبت زال جلالت سہراب خدم
فغفور حشم جوان حجازی شاہزادہ کرب غازی نظر کردہ بزرگان صاحب شوکت و شان برہم زن کافران قاتل
کفاران بزم لشکر عفریتان سپہ سالار لشکر صاحبقران تیغہ سوتیا تو کھینچکر جا پڑے مگر انتشار ہی کہ ای کرب نامدار ہی
ناہنجار سے کیا گذریگی اژدران اژدر سر نے دیکھا کہ یکایک جو ڈیڑھ لاکھ ساحرون نے سحر کیے کرب نے لوح کو
گردش دی ہان حربہ ہاے سحر پر جو عکس پڑا وہ حربے پلٹے اُن نامردون کے سینون پر پڑے توڑ کر سینون کو پار نکل گئے

کئی ہزار ساحر ایک مرتبہ گر کے مرے ہنگامہ عظیم برپا ہوا کشتی مرا کی آوازین آنے لگین آندھیان سیاہ اُٹھین
پتھر برسے نخل باغ کے جلے زمین تپنے لگی آسمان سے آگ برسی اژدر ان اژدر سر گھبرایا آواز دی یارو شہر جادو سحر
کا کام ہوتا تو زمین ہلا دیتا آسمان کو کھینچکر زمین پر لاتا طبقات زمین آسمان پر پہونچاتا مگر سحر کا نام نہ تو طلسم کشا کے پاس لوح
موجود ہے سحر بالکل نابود ہی تیر و تلوار و گرز و کمان نیزہ لیکر لڑو بلوہ کرکے پکڑ لو سحر اس جوان پر تاثیر نہ کریگا پھر مین لاشہر
ساحران سے میدان بھر دیگا دیکھو چند ساعت مین کئی ہزار جادوگر مارے گئے لاشے تڑپ رہے ہین یہ کالی آندھیان و جگے
ساحرون کے اُٹھین زمین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین نخلہائے چنار مثل شمع کافوری جل رہے ہین یہ جو اژدر ان
اژدر سر نے پکار کر کہا ڈیڑھ لاکھ غیر ساحر کہ وہین سے درست کرکے لایا تھا حربہ ہائے جنگ اُنکے پاس موجود تھے تلوارین
کھینچکر کرب پر جا پڑے نیزون نے زبانین نکالین دانتین نکلین صاف ظاہر تھا کہ ناگنیان تڑپین عقاب تیر اُڑے
تلوارون نے جوہر دکھائے خنجر چمکے باجے بج رہے ہین زمین و زمان گرج رہے ہین کرب شیردل نے لوح کو گلے مین
پہنا گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا تیغ کھینچکر جا پڑے مگر تردد ہی کہ ای کرب غازی اس جنگ کا کیا انجام ہوگا ڈیڑھ لاکھ غیر
حملہ کر رہا ہی کس کس کا وار روکو کس کسکو لوٹو کون جس نے نیزہ مارا سنان نیزہ کو بیلچے سے اُڑایا گھاٹ سے ڈانڈ کو کاٹا زیر
گلہائے سپر غنچہ بنے ہوئے طائران تیر پر کھولکر رہے ہین شاہزادہ اُنکو قلم کرتا ہی مگر کہان تک قلم کرے جب دس
ہزار تیر چلے ایک دو پڑ ہی جاتے ہین کرب نامدار اس کر و فر سے لڑ رہے ہین کہ کفار دنگ اپنی جان سے تنگ جسپر
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لاشون کے انبار تھے یک آفتاب عالمتاب اس جنگ کو دیکھکر با رنگ زرد لرزان
ترسان آشیانہ مغرب مین جا کر چھپا و شہنشاہ ماہتاباں مع فوج ثابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا
ملاحظہ جنگ مین مصروف ہوا ایک جوان پر یہ بلوہ ستارون کو بھی ثابت ہی کہ جوان رشک ماہ تابان ان بیداد گردون
ہاتھ سے نہ بچیگا اژدر ان اژدر سر لڑائی مین اپنی جان لڑا رہا ہی چہرہ مہتاب رن مہتاب روشن ہوگئین کرب نے ایک
نخل کی آڑ پکڑی بیخ نخل کو پشت پر کیا تیغ برق تاب چہرے پر عتاب جب کافرون نے حملہ کیا اُنپر جا پڑے مگر جب بڑھے
ہر چند کہ اپنے کو بہت بچایا مگر دو چار زخم ضرور کھائے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھے ای معبود حقیقی اس
بلائے عظیم سے بچائے گل کافرون کا مجھپر بلوہ ہی سوائے تیرے کون مدد کرنیوالا ہی تو وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد ٹھیک
ہی تو کریم کارساز و بندہ نواز ہی نظم

نیست ذات جز صفات در جہان
اہل معنی راست ظاہر این نکات
در ہمہ اشیا حقیقت را بدان
تا شود آسان بتو ہر مشکلات

ای ز تو مقصود کل کائنات
نیست ہرگز بے صفات ہیچ ذات
گر بدانے خویش را در اصل کار
زانکہ مشہود ست در ہر شاہدات
در حقیقت حق احمد مطلق است

ذات تو موجود در جملہ صفات
آمدہ در صورت آدم پدید
بر تو گردد آشکارا این واردات
اندرین کثرت ہمہ وحدت نگر
اے ہمہ مقصود کل کائنات

شاہزادہ بلک بلک کے دعائین کر رہا ہی رات کی تاریکی فوجون کی کثرت اپنے ساتھ لشکر مصیبت دہشت یاقوت جگر
گوشے مین چھپا ہوا یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی جب بلوہ فوج کا ہوتا ہی تڑپ جاتا ہی پکارتا ہی ای پروردگار ای ارحم الراحمین
اس شیر نر کو بلوے سے ان روباہ خصلتون کے بچائیے یکہ و تنہا فوج کفار کا ہجوم رستم دراہ میان کی نامعلوم ای کریم
تو مددگار ہی بیٹھے ہوئے کیسے خوشی خوشی باتین کر رہے تھے یکایک یہ بلا نازل ہوئی باعث بیتابی دل ہوئی نظم

بے برگ شد ز باد خزان شاخسار حیف
پژمستی آن قدر کہ ہم جان نثار حیف

باشد صحبت گل و بلبل ہزار حیف
ہمراہ تو الہی چہ قدر غم نخورد

ای تیر یار رفت گذشتی ز سینہ ام
دامن کشان گذاشت ازین خاکسار حیف

خجلت زروی خامہ نقاش میکشم نگذشت واقف از سر خونم نگار حیف	با دو دو دل تر افتادہ است کار حیف ہمچون حنا اگرچہ فتادم زپاے او	ای آنکہ بر رخ ستم خندہ میزنے صورت نہ بستہ است ز ما ہیچ کار حیف

قطرات خون جسم سے کرب نامدار کے ٹپک رہے یاقوت جنی یہ حال شاہزادے کا دیکھ چیخین مار مار کر روتا ہے توم آتشی ہی اپنے کو چھپا دیا ہے کبھی پکار اٹھتا ہے فلان بھیا نے نیزہ مارا اپنے کو بچایے کرب جھنگر نیزے کو قلم کرتے ہین تلوار کو گھات پر روکتے ہین جب کوئی وار شاہزادے پر آتا ہے یاقوت تڑپ جاتا ہے شب بھر اسی طور سے تلوار چلی بوقت سحر شاہزادہ نامور نے گھٹنے ٹیک دیے اس قدر زخمی ہوا اگر تو روہی شیر کے جسنے قدم بڑھایا سر اڑا دیا گئی سو ساحرون بھی مارے اب کرب کو یاس ہوئی کہ موت لیکر آئی تھی ارادہ فتاحی طلسم موت کا پیام تھا ورنہ یہان آنا کیا کام تھا فلک کج رفتار نے لشکر سے یون جدا کیا پہلوان گرفتار کرکے لیچلا مہر اسم ونقابدار نے اگرچہ ادا انقابدلا کے بار احسان سے سر نہین اٹھا سکتا صاحبقران کا وہ حال دیکھا کلیجے پر چھری چل گئی اسوقت تک معرکہ تکلیف صاحبقران آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے اپنی جان کا کچھ خیال نہین نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری ہوا گر وہان ساحرون نے بلوہ کیا کون روکیگا عمرو سر پیٹ پیٹ کر اپنی جان دیگا عیار بلی کا لڑائی مین کیا کام ہے افسوس خاندان صاحبقرانی تمام ہوا حقیقت مین ہر کمالے را زوالے سنا تک پروردگار نے فضل کیا کہ لواے شوکت در پردہ دنیا تا بہ پردہ قاف پہونچا پردہ دنیا مین ملک باختر پر قبضہ کیا کفار کو بھگایا زبرجد نگار پر قبضہ ہوا ساحر شمشن بھی مارا گیا جس مقام پر گئے فتحیاب ہوے یا فلک نے یہ گردش دکھائی یہ انقلاب ہوا ہمکو موت کھینچکر یہان لائی کفار کا دعوی بیجا نہ تھا ہمارا وقت زوال آگیا ہم یہان قتل ہوے وہان لشکر صاحبقران تباہ ہو جائیگا سالوس دیوش کی خوب آب بن پڑیگی شاہزادہ دل سے یہ باتین کرتا ہے آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقراری کبھی نالہ وزاری شاہزادہ بہت بیقرار ہے مگر اپنے خدا کی تعریف کر رہا ہے تو لایق صفت ہے اگر ہر موے جسم زبان ہو تب بھی نہ بیان ہو اسقدر کافی ہے

نظم

حمدیکہ ابحر کرم بیکران بود
چندانکہ مستزاد کنی بیش ازان بود
حمدیکہ چون عماری عزت کند روان
بر بارگاہ ملک قدم سائبان بود
حمدیکہ چون ز حیطۂ عالم سر برون کشد
درالکش بساحت لامکان بود
حمدیکہ نہ ملک کند آشنائی انس و جان
کان صعود محامد قدوسیان بود
لا احصی ست تحفۂ خاصان در آنجناب
آنشا بیاز قدس کہ عرش آشیان بود
حیثیت چو نیست پردہ رخ گیر افگند
در صد ہزار پردہ دیگر نہان بود
سد وجود لیکن اگر مرد این رہے
جز وی نبود وتا بہ ابد ہمچنان بود

حمدیکہ شکر نعمت ہر دو جہان بود
حمدی بدان ثنا کہ ادراک کنہ آن
بر مناکب ملائکہ حکمش روان بود
حمدیکہ ظل رافتش ار بر کسے فتد
ہر تار موی بر تن ازان صد زبان بود
حمدیکہ چون زبان دہدش زیور بیان
بل خود بذات خود متعدی آن بود
الحمد ناقصیکہ بگوید بندگان
این گفتگو چہ لایق آن آستان بود
او بی نشان محض چہ جوئی از و نشان
صاحب نظر کجاست کہ او خود عیان بود
حقا کہ گوشتے تو بجائی نمیرسد
ورنہ ہزار سالہ رہ اندر میان بود
از مطلع وجود چو نور قدم تافت

حمدیکہ در تضاعف ذرات کائنات
برتر ز پایۂ خرد خردہ دان بود
حمدیکہ در ہواے ہویت ہماے وار
بر مسند مقاصد خود کامران بود
حمدیکہ چون قدم کشد از ضیق کن مکان
تحسین قدسیان ہمہ نعم البیان بود
باد انشار بارگہ قدس کبریا
کی درخور خداے جل عزوشان بود
در اوج کبریاش مگس ست بال عجز
ہر ذرہ بر خدائی او صد نشان بود
زانکہ پردہا ز نظر بر گرفتہ اند
یکتش ز جانب او ہر زمان بود
او بود در ازل متوحد کہ در وجود
از ظلمت حدوث چہ نام و نشان بود

کرب کی بیقراری پریشانی شباب مین موت کا سامنا کبھی اہل وعیال کی یاد آتی ہی اور زیادہ طبیعت گھبراتی ہی اسی
مصیبت مین وہ رات نصیب شمشیر مردان عالم سے کٹی اب کرب غازی نے حال اپنا ابتر پایا یاقوت بھی خون کے
آنسوؤن سے رو رہا ہی اب کرب کو یقین ہوا اژدران اژدر سر سامنے چیخ رہا ہی کہ ارے مجنتو سو دو سو ملکر لپٹ
جاؤ لوح چھین لو اب کیون دیر ہی اُسوقت کرب نے اپنی حسرت سے مایوس ہو کر طرف آسمان کے دیکھا آسمان
پر ابر سرخ نمایان ہوا نہایت رعنا زیبا طائران خوش الحان زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے یاقوت نے اُسوقت
پکار کر کہا ای شہریار مبارک ہو تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی کرب نے آواز کا
جواب دیا کہ ای دوست صادق وای محب واثق اپنا تو حال ابتر ہی ہم کیا خوشی کرین بقول شیخ سعدی شعر امید بستہ
بر آمد ولے چہ فائدہ زان ٭ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید ٭ اُٹھتے ہین تو دل بیٹھا جاتا ہی ہاتھ دستگیری نہین کرتے اور
پاؤن مین دعوی ثابت قدمی نہ باقی رہا دل پریشان کیا کرین کس سے بیان کرین کہ اپنی کیا کیفیت ہی افسوس یہ ہی
کہ اسم اعظم صاحبقران نے چھڑایا حرز بیکل بھی نہ ملی جب لاشہ ہمارا پہونچیگا یقین تو ہی کہ اُس عالی وقار کو صدمہ بڑا ہوگا
اب وہ ابر یاقوت نگار سر پر فوج کفار کے آکر لہرایا ایک دہماکے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی کئی ہزار ساحرون کے
کلیجے پھٹ گئے یکایک ابر شق ہوا سب نے دیکھا ملک اخضر سبز پوش بصد جوش وخروش پشت پر سایہ ہزار جوان
علمہای زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے کئی سو نقارے بجتے ہوے یہ معرکہ جو ملک اخضر سبز پوش نے دیکھا
دل ہلگیا نعرہ کیا کہ او نمک حرام بدانجام تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو اکیلا جانکر گھیر لیا یہ غلام انکا آپہونچا یہ کہکے ساتھ
والون کو آواز دی یارو لینا اپنے جان بخش آقا کو ان نامردون کے ہاتھ سے بچاؤ ساٹھ ہزار ساحرگو نے تیغ تابع
لیکر گھیرے جسکو گرز مارا اسکا سر پھٹ گیا کسی پر نیزہ مار دیا کسی کو قتل کیا اُنکو انکے حربے سے بچایا اخضر سبز پوش
نے جھولی سے کھینچا پیکان کا نکالا رشتہ توڑ کر پھینک مارا تیر برسنے لگے جسپر تیر پڑا وہ خطا شعار بھڑک کر جلا نہ سنبھلا
گوشہ گیر لحد ہوا ہزارہا واصل جہنم ہوے ایک ہی بحر مین بلوے بھیاؤن کے گم ہوے اخضر ڈپٹا جھپٹا طرف اژدران
اژدر سر کے چلا للکارتا ہوا او نمک حرام بدانجام اب تیرا وقت آخر ہوا تو نے بڑا غضب کیا میرے آقا زخمی ہوے اب مین
کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ موڑونگا اژدران اژدر سر شرما جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی مجھسے بڑی
خطا سرزد ہوئی مین نے اس پیر زمین گیر کو کیون قتل نہ کیا قید رکھنے کا مزا آگیا آج قید سے چھوٹ کر اسنے آفت
برپا کی اگر انجام یہ جانتا تو جسدن قید کیا تھا اُسی دن مار ڈالتا مشیرون وزیرون نے منع کیا آخر اُسکا مزا پایا مجھکو
نمک حرام کہتا ہی کیا مین اسکا نوکر تھا مین مدت کا بادشاہ ہون مگر جب یہ نمک حرام کہتا ہی میرا دل جل جاتا ہی سراسر جھوٹ
ہی مین اسکا نوکر نہ تھا یہ خود میرا نوکر رہا مگر اخضر نے صفین درہم وبرہم کردین کئی ہزار ساحر [illegible] پرے کے پرے
ویران کردیے یہ کہتا ہی اور چاہتا ہی بھاگ کر نکل جاؤن مگر بلا کی تلوار چل رہی ہی ملازمان اخضر نے بھی زمین ہلا دی
قید مین رہے بڑے بڑے ظلم سہے اب جو قید سے رہائی پائی جان نثار ہے ہین دس پانچ ملازمان اخضر نے
آکر کرب کو اُٹھایا شاہزادے کو اُٹھتے ہی غصہ آیا کمر ہمت کو مضبوط باندھا ہاتھون سے فرمایا وقت دستگیری
ہی پیرون سے کہا ثابت قدمی کا زمانہ آگیا دل سے کہا [illegible] حاجت پر سکون کو قتل کرین کئی نہنگ [illegible]
اژین اپنے کو چالاک وچست کیا ارادہ درست کیا لوح کو سینے سے مس کیا ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی دل پر جو ایک
ہول و بیم طاری تھا لوح کے مس کرتے ہی وہ دفع ہوا مصروف جنگ ہوے اژدران اژدر سر نے جو کرب کو
جنگ کرتے دیکھا بہت گھبرایا فوج کو اشارہ کرتا ہی ارے نامردو تمہے اتنا تامل کیا کہ وہ جوان پھر لپٹا مقام سے

اُٹھا اب بھی گھیر کر مار لو مہلت نہ دو اخضر نے سحر کیا کہ آگ برسی کئی ہزار ناری جلے بڑی جوش وخروش مین قریب
اژدران اژدر سحر کے پہونچا ملازمان اژدران روکنے لگے جو قریب آیا اخضر نے ایک طمانچہ مار دیا کہ وہی ساحر
اُسی مقام پر مارے لڑتا بھڑتا شیرانہ جنگ کرتا ہوا برابر اژدران کے پہونچا اژدران نے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا ملک
اخضر نے بہ نگاہ تند اشارہ کیا برق چمک کر گری قریب تھا سر اژدران کا اُڑ جائے مگر اُسنے اپنے کو سحر کرکے بچایا
اخضر نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا سر اژدران کا زخمی ہوا ہائے کہکر اژدران نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا
اخضر نے چاہا دوڑکر پکڑلون اژدران پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا ہالیان فوج کو آواز دی یارو نکل چلو سب بدنصیب
ہو طلسم کشا کو نہ مار سکے اب قلعے پر چلکے انتظام کرونگا تدبیر لوح کرلونگا طلسم کشا کو زندہ نہ چھوڑونگا اسکے بلند ہوتے
ہی ہزارون جادوگر پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوے اب تو تانتا بندھگیا جو طلوے سے نکلا بھاگا تھوڑے ہی عرصے
مین سب جادوگر بھاگ کر نکل گئے کرب نامدار سائے مین نخل کے کھڑے ہین جھوم رہے ہین اخضر نے آکر شانہ
تھام لیا عرض کی حضور نے بڑی تکلیف اُٹھائی اگر یہ جانتا تو حضور کو تنہا چھوڑکر نہ جاتا کرب نے فرمایا
تقاضائے مشیت اسی طرح تھا اخضر نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی کرب کو لیکر بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے بیٹھکر
زخم دوزی کی پٹیان مرہم کی چڑھائین عذر کرتا ہی اے شہریار مجھے اسوجہ سے دیر ہوئی کہ جابجا سے ملازم قید تھے
مین نے سب کو جاکر قید سے چھڑایا شب بھر اسی کام مین مصروف رہا ابھی قصد آنیکا نہ تھا مگر صبح کو خود بخود دل گھبرایا
ساتھ والون سے کہا یارو چلو تب غلام روانہ ہوا شکر ہی کہ سرکار کو زندہ پایا اب حضور صحت پائین تو قلعہ طلسمی پر چڑھ
چلین وہان بڑے مقابلے پڑینگے تمام تحفہ جات طلسمی اُس بدانجام کے قبضے مین ہین انپر اُسکو بڑا ناز ہی انکو بروقت
جنگ صرف کریگا کرب نے فرمایا خدا مالک ہی اخضر کو تو یہ انتظار ہی کہ شاہزادہ صحت پائے تو کوچ کرین وہان اژدران جو
شکست کھاکر بھاگا قلعہ طلسمی مین آیا زخم دوزی کی تمام افسران فوج جمع ہوے اژدران اژدر سحر نے کہا یارو دیکھے
دیکھا کیا وقت پر یہ بیرزن گر پہونچا اگر چند ساعت نہ آتا طلسم کشا کو قتل کرلیتے یارو تم مین سے کسی نے صلاح نہ دی کہ
اُسکا ملک ومال لیا زندہ نہ رکھو قتل کرڈالو اگر قتل ہوجاتا آج یہ آفت کاہیکو ہوتی فلک نے بڑی گردش دکھلائی اسی
انتشار مین اژدران اپنے محل مین آیا زوجہ اسکی میمونہ ساحرہ جادو نام میمونہ صورت مین بندریا اُچکی بھولی دوزی زخم
جو سر کا اپنے شوہر کے دیکھا چلا کے کہا ارے میرے شوہر کو کسنے زخمی کیا ہی جب تلوار پڑی ہوگی خون سر سے بہت نکلا
ہوگا میرے شوہر مین طاقت نہ رہیگی اب راتون کے معاملے کیونکر ہونگے جب مرد مین طاقت نہوگی کیا کریگا تڑپ تڑپ
کے رہجائیگا اژدران نے کہا او بندریا کیا بیہودہ بکتی ہی مین لڑائی پر گیا تھا ارے خیلہ وہ بڈھا چھوٹ گیا میمونہ
نے کہا تیرا باپ کیسے بڈھا کہتا ہی مین نہین سمجھی مین تو یہ سمجھی آج دن کو آیا ہی کھٹ پٹ معاملہ ہوگا یہ نگوڑا زخمی ہوکر آیا ہی
اژدران اژدر سحر نے کہا صاحب بیٹھے بٹھائے میری شامت آئی یاران برخوار بھائی صاحب نے مجھکو نامہ لکھا ہی
شامت کا مارا مین دوڑا گیا جاکر حرم سرا سے گل حمزہ کی چھین لایا اُسپر یہ آفت برپا ہوئی کہ کرب نامدار واسطے فتاحی طلسم کے
آیا مرحلے شکست ہوے ملکہ خضر کو اُسنے رہا کرلیا مین نے خبر پائی کہ طلسم کشا باغ ویران مین اکیلا ہی یہان سے
فوج لیکر چلا ہزار رات بھر تلوار چلی وہ اکیلا مین لاکھ فوج سے لڑا عجب معرکہ پڑا مگر یہ نہو سکا کہ گرفتار کرلیتے صبح کو وہ بیرزن گیا
آگیا اُسنے آکر زمین ہلادی اس قیامت کا سحر ہی کہ لاکھ جادوگر مارے گئے ہا بدولت زخمی ہوے آخر چلے آنا مناسب جانا
اب وہ قلعہ طلسمی پر چڑھ آئیگا کچھ بن نہین پڑتا ہی کیا تدبیر کرون کدھر بھاگ کر نکلجاؤن بڈھا تو بلا کیا کر سکتا ہی تحفہ جات
طلسمی صرف کرون تو زمین ہلادون مگر طلسم کشا صاحب لوح ہی جب وہ لوح کو جنبش دیگا اُسکا عکس پڑا در سحر بھولا

اگر لوح کے قبضے سے طلسم کشا کے نکل جاتی دس لاکھ ساحر بھی ہوتے تو مین اُنسے نہ دبتا مگر جب لوح کا خیال آتا ہی قلب
تھرا جاتا ہی کہ مین نے کیا غضب کیا لوح طلسمی یون ضائع ہوئی اگر مجھکو خبر ہوتی پہلے ہی سے لوحدار جادو کو بلا لیتا
ہر وقت آنکھون کے سامنے حاضر رہتی میمونہ بھی روری ہی مسیحین طلسمین صاحب ہمراز ہین سب مصروف گریہ وزاری
ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ داری اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا بہت مشکل ہی یاقوت ایسا رازدار ہی اُنسے ملگیا اور طلسم کشا
کا دل مضبوط ہوا گویا راہ بتانے والا ملا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب دیکھنے لگے دیکھا ایک تخت پر ایک جوان
نہایت حسین پہلو مین ایک نازنین دونون نے اُترکر اژدران کو سلام کیا اژدران سلام لیکر رونے لگا وہ جو عورت
ساتھ آئی ہی اُسنے جلدی رومال سے آنسو پاک کیے کہا باباجان آپ کیون روتے ہین مین نے شکارگاہ مین خبر پائی کہ آپنے
شکست کھائی وہ بڈھا چھوٹ گیا جیسی آپ نے غفلت کی اُسکا یہ انجام ہوا اژدران نے کہا ای فرزند یہ نجانتا
تھا کہ یہ بڈھا یون رہائی پائیگا مجھسے لڑنے آئیگا اب کوئی تدبیر ایسی ہو کہ لوح قبضے سے طلسم کشا کے نکل جائے مین
تحفہ جات طلسمی صرف کرون گھیر کر سب کو مار لون شمشاد جادو اسکی دختر ہی اور وہ جوان غلام ترکی اسکا آشنا ہی
ہر وقت اسی کو ساتھ رکھتی ہی جواب دیا ای والد نامدار طلسم کشا کا لشکر آنے دیجیے اگر مین نے لوح نہ چھین لی اور طلسم کشا
کو نہ گرفتار کر لائی تو نام میرا شمشاد جادو نہ رہیگا آپ قتل اخضر کی فکر کیجیے طلسم کشا کا خیال بھی نکیجیے یہ کہکے باپ
کو بہت مطمئن کیا خوب سمجھا دیا کہ آپ جاکر تحفہ جات وغیرہ نکلوائیے ملک اخضر کی فکر آپ کریے گا طلسم کشا کو مین لے آؤنگی
لوح سمیت حاضر خدمت کردونگی اژدران اژدر سر بیٹی کی یہ بات سنکر پھول گیا خوش ہوگیا باہر تنہا ہوا آیا وزرا امرا سے کہا
لو صاحبو مبارک ہو میری بیٹی نے سب کی جان بچائی طلسم بچگیا وزرا نے کہا ای شہریار کیا کیفیت ہوئی خیرخواہان دولت کو
آگاہ کیجیے اژدران نے کہا میری بیٹی شمشاد جادو مدت سے لوگ بدنام کرتے تھے کہ غلام ترکی سے پھنسی ہی کبھی
کبھی دخل نہین دیا آج اُسکو غصہ آیا اُس غلام ترکی کو وہ چاہتی ہی حال بربادی طلسم سنکر کانپنے لگی سحر بھی اسکا بیت
کا ہی اُسنے وعدہ کیا کہ مین طلسم کشا کو مع لوح لے آؤنگی اسکا کہنا خالی نہ جائیگا سب نے کہا حضور کوئی وجہ بھی بیان کی
اژدران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا اُسنے نہین بتلایا یہی کہا وقت پر دیکھیے گا کوئی ترکیب تو اُسکے ذہن مین آگئی
ہوگی سب نے کہا خداوند ساحری جمشید ایسا ہی کرین جلد وہ ساعت آئے کہ طلسم کشا گرفتار ہوکر ہمارے سامنے
آئے اپنے ہاتھ سے قتل کرین اُسکے بغض و حسد سے دل بھر رہا ہی اب وقت پر موقوف ہی دن تو ان باتون مین کٹا شمشاد
جب باہر آتی ہی ہر ایک سے دریافت کرتی ہی کہ لشکر مسلمانان آیا یا نہین یہی خبر پہونچتی ہی کہ ابھی نہین آیا تیسرے دن
اژدران اژدر سر تخت پر بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے کافرون نے کا فرکو مژدہ دیا قطعہ

ای سرت سبز تا خزان بچمند	شکست طبل تا سگان بدرند	گرز آتش ہزار رنگ	بر سر تو موکلان بزنند

شہریار عالم کی عمر کوتاہ ہو قلعہ طلسمی جلد تباہ ہو آمد لشکر مسلمانان شروع ہی میان یاقوت جنی مقدمۃ الجیش
لشکر وارد ہوئے ہین بادشاہ طلسم کشا کیکر آتے ہین یہ سنکر اژدران باہر نکل آیا ایک بلندی پر آکر بیٹھا دیکھا بعد
تھوڑی دیر کے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا یاقوت جنی گھوڑے پر سوار خود آہنی بر سر زرہ سونے چاندی کی
کڑیون کی زیب جسم انور سلاح جنگی جسم پر آراستہ اتالا بارگاہ کا جھگڑون پر لدا ہوا آتا تک کی صدا بلند ہی بلا
ہزار جوان پشت پر اُس لطف سے اتالا بارگاہ کا آکر پہونچا یاقوت جنی نے بارگاہ استادہ کرائی جابجا اور بارگاہ کے
نشان دیے تخل صحرا کے کشادہ اسکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے ملک اخضر سبز پوش تخت پر
سوار چار اژدر آتش فشان تخت مین کسے ہوئے پشت پر ستر ہ سو ساحر و غیر ساحر ساتھ ہین مگر سب جوانان نامدار

آمادہ حرب وپیکار کرب غازی کو دیکھا پشت مرکب صبا رفتار پر بصد کروفر سوار لوح طلسمی گلے مین سلاح جنگی ذات پر آراستہ تیغہ ہلالی زیب کمر سپر فولادی پشت پر دامن سپر مین پھول بھرے ہوے بائین ہاتھ پر کمان کیانی صاف ظاہر ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس لٹکتا ہوا تیردل دوز اسمین بھرے ہوے چند پیکان تیر ترکش سے باہر نکلے ہوے صاف ظاہر تھا کہ ماران سیاہ نے بانبی سے منہ نکالا ہی اس جاہ و حشم سے آگے بڑھتے ہوے نقیب آوازین لگاتے ہوے شعر بلا نوجوانو بڑھے جائیو * دو جانب سے باگین لیے جائیو * یہ جاہ و جلال دیکھکر اژدران گھبراگیا پیشانی پر پسینہ آگیا گھبرا کر اپنی بارگاہ مین آیا یہان تو بارگاہ مین استاد ہو مین کرب داخل بارگاہ ہوے ملک اخضر نے کہا ای یاقوت جنی آج کی شب بہت سخت ہی انتظام معقول کرنا واجب ولازم ہی غمخوارون کی جانب سے کوتاہی نہوا اژدران اژدرہ سر آج رات کو بڑی قیامتین برپا کریگا یقین ہی کچھ ساحر بھی زمین ایسا ایسا رنگ جمائین تو عجب نہین یاقوت نے کہا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے اخضر نے چار ساحر چھانٹ کر گرد بارگاہ مقرر کیے کرب غازی سے عرض کی آج کی رات بڑا اژدرہی لوح لینے کی فکر کیجائیگی حضور جاگتے رہین کتاب تواریخ حال شاہان حضور کے پاس رکھے دیتے ہین اسی کو ملاحظہ فرمایے گا کہ اسکے حیلے سے حضور نہ سوئین کرب نے قبول کیا جواب دیا کہ ای ملک اخضر ایک ایک لمحہ مجھے اوپر برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہی جب خیال کرتا ہون مصیبت صاحبقران کا یہی خیال آتا ہی کہ یہ ہفتہ کیونکر گذرا ہوگا اب دوا نہ ترک جب آنکھ کھلی آہ آہ کرنا آنکھون کے نیچے پھرتا ہی مین شب بھر بیٹھکر بسر کرونگا پلک نہ جھپکاؤنگا اخضر اندر یہ انتظام کرکے باہر آیا یاقوت جنی کو دروازے پر مقرر کیا کہ تم کرسی بچھا کر بیٹھو مین بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر جاکر بیٹھتا ہون منقار سے بارگاہ مین سوراخ کرلونگا شہریار کو دیکھے بھی جاؤنگا یہ بھی انتظام رہیگا کہ اگر کوئی ساحر آسمان سے آئے پہلے مجھی سے مقابلہ پڑے شہریار تک نجانے دونگا زمین پر جو کوئی آئیگا اسکو تم دیکھنا اگر آواز دوگے مین بھی آجاؤنگا اس انتظام کو سب نے قبول کیا یاقوت دروازے پر بیٹھا ملک اخضر بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آکے بیٹھا منقار سے بارگاہ مین سوراخ کرلیا دمبدم پکارتا جاتا ہی ای شہریار ہوشیار رہیے گا کبھی یاقوت کو آواز دی ای یاقوت خبردار رہنا کبھی طلایہ دینے والون کو صدا دی یارو ہوشیار رہو غافل نہونا مگر اژدران اژدرہ سر جب اسنے دیکھا لشکر طلسم کشا بصد کروفر آیا اور فروکش ہوا میمونہ نے آکر سلام کیا شمشاد نے بھی آکر سلام کیا پوچھا کیون بابا جان خیر تو ہی آج آپ بہت پراگندہ ہین اژدران نے کہا بیٹا بڑے زور وشور سے لشکر طلسم کشا آیا ہی مگر اس ہفتے نے بڑا سامان کیا ہی آپ قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہی یاقوت جنی دربار گاہ پر چار ساحر جادوگر چیدہ گرد بارگاہ پھر رہے ہین انسان تو کیا ہوا بھی نہین جاسکتی شمشاد نے کہا آپ جاکر بارگاہ مین بیٹھیے مین تو اپنے کو پہونچاؤنگی یہ کہکر لشکر اژدر سے باہر گئی جو منظور ہوا ویسا سامان اپنے اوپر تیار کیا اپنے ہی راے پر لباس پہنا زیور وجواہرات جسم پر آراستہ کیا صورت بھی بہت خوبصورت بنائی کنارے پر لشکر کے آکے دونون پاؤن زمین مین مارے نقب سحر لگاتی ہوئی چلی یہان تین پہر رات اسی ہنگامے مین صرف ہوئی پہر رات باقی ہی کہ جھونکا ہوا سرد کا چلا اخضر کی آنکھ بند ہوگئی قبہ بارگاہ پر سر رکھکے سوگیا کرب غازی بارگاہ مین بیٹھے مین شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین کتاب تواریخ کبھی دیکھی کبھی بند کردی یکایک سامنے سے دیکھا کہ فرش چاک ہوا زمین شق ہوئی ایک شعلہ نکلا کرب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا شعلے نکلتے نکلتے شمع بنگئی اب جو نگاہ غور دیکھا تو ایک پنجہ نگارین مین وہ شمعدان حسب کرکے ایک نازنین سنبر زمین سے نکلی دونون آنکھون سے دریا اشکون کا جاری ہچکی لگی ہوئی

صاف ثابت ہوتا تھا کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیوں کا سہرہ چہرے پر آراستہ کیا یا صدف کا منہ کھلا ہے گوہر آبدار
اشک مسلسل جاری و دیدہ ڈھلکا ہوا دریا سے جواہر میں غوطہ زن زیور پھولوں کا زیب جسم نہایت حسین و مہ جبین و شمعدان
ہاتھ سے رکھدیا مثل ہلال شب اول واسطے سلام کے خم ہوئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی عرض کی شعر سر بکف پیش تو آ ک
مثل آکہ آمدہ ام ؛ سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ام ؛ ای شہریار والا قدر روای آسمان جلالت کے بعد اصل کیفیت یہ ہے
کہ یہ کنیز سایۂ دامان دولت میں حاضر ہوئی ہے کرب اسکی صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگئے زانو بدلنے لگے بمحبت فرمایا صاحب
بیٹھ جاؤ بیٹھ کے حال کہو تسلیم کر کے بیٹھی عرض کی اصل کیفیت یہ ہے کہ یہ کنیز بیٹی ہے اژدران اژدہر کی شمشاد گل اندام
میرا نام ہے جب والد آپ سے باغ ویران میں لڑنے گئے تو میں بھی گئی تھی جمال جہان آرا سرکار کا دیکھکر مائل ہوئی
اس دن سے آب و دانہ ترک ہے آٹھ پہر پڑی رویا کرتی ہوں والد شام کو روتے ہوئے محل میں آئے آپ کے
نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر دی اور گھبرا کر یہ کہا کہ اب میں کیا کروں میں تو شیفتۂ جمال سرکار تھی میں نے کہا ای
والد نامدار ایک بڑی مشکل ہے کہ آپ نے بادشاہ سابق کو قید کیا صاحبقران کی حرز بغل مانگ کر لائے بدعہدی
آپ کی مشہور ہوئی اب اگر آپ مسلمان ہوں اور مال طلسمی دین دل سے اطاعت طلسم کشائی کریں تو میں جا کر شہریار
سے ملتجی کروں باپ نے میرے کہا کہ مجھے سب کچھ منظور ہے مگر مزا سلطنت کا دل سے نہیں جاتا مجھکو کرب غازی اگر
بادشاہ کریں میں اسواسطے حاضر ہوئی ہوں کہ خراج دیتا ہے مسلمان ہوتا ہے مگر سلطنت دینے کا قصد نہیں سرکار کیا فرماتے
ہیں یا تو حضور اس فیصلے کو قبول کریں ورنہ یہ سر حاضر ہے اسکو کاٹ لیں کہ بار میری گردن سے اتر جائے بقول ناسخ
ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا ؛ سنبھل سکتا نہیں اب بوجھ ہم سے اپنی گردن کا ؛ یہ کہکے تلوار
کھینچی ہاتھ میں کرب کے دی کہ ہاتھ لگائے کرب نے فرمایا ای سرو روان حدیقۂ خوبی ای غنچۂ نودمیدۂ گلزار محبوبی جو
کچھ کہ تو نے کہا یہ سب مجھکو منظور ہے مگر ایک بات میں عذر ہے کہ یہ سلطنت ملک اخضر کی ہے باپ نے تمہارے بجبر
قبضہ کیا سالہا سال اسکو قید کیا یہ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ملک اخضر بھی خطا معاف کریگا کیا مجال کہ تامل کرے
ہمارے مذہب کا یہ طریقہ ہے جو گذرا وہ گذرا خطا معاف کرنا ہوگی ہمارے آقا نے نامدار نے اسکی خطا معاف کی
جسنے نو مہینے پنجرے میں قید کیا تھا نئے طور کی بد عتیں ہوئیں وہ گرفتار ہو کر آیا اسکی خطا معاف کی جب اژدران مسلمان
ہوگا پھر اخضر کی مجال نہیں کہ اسپر دست ظلم دراز کرے مگر البتہ ایک امر میں تامل ہے کہ سلطنت اخضر کو ملیگی اب تمہارے
باپ کو یہ مناسب ہے کہ اسکی نیابت قبول کریں ورنہ میرے ساتھ چلیں صاحبقران سے لیکر الگ ایک ملک دلواؤنگا
وہاں سلطنت کریں جو تم نے کہا میں نے سب قبول کیا اُسنے قدموں کو بوسہ دیا اُن گورے گورے ہاتھوں سے سر سے
پاؤں تک بلائیں لیں کہا میں تصدق و قربان ہو جاؤں میں نے تو اپنے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ شہریار گوہر
بحر سخا ہے جرات و ہمت میں بھی یکتا ہے جو عرض کرونگی ضرور قبول کرینگے میں کیا شکریہ ادا کروں کہ میرے کہنے کو قبول کیا
میں آپ اپنے باپ کو خوشی خوشی خدمت میں لاؤنگی مع مال طلسمی حاضر ہونگے یہ باتیں کر کے دل کو شاہزادے
کے اپنے قبضے میں کیا پاؤں شاہزادے کے اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیے پاؤں دبانے لگی کرب جو شب بھر
کے جاگے ہوئے پاؤں سے اُنکی بھی پامال ہو چکے تھے اس لطف سے اُسنے پاؤں دبائے کہ شاہزادے نے مسند
پر سر رکھا آنکھ بند ہوگئی ادھر یہ سوئے اور فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوگیا اس ملعونہ نے جھولی سے مقراض نکالی پہلے مقراض
سے رشتۂ لوح کاٹا لوح جب قبضے میں آگئی دو دانے ماش کے مارے ہاتھ پاؤں شاہزادے کے کرخت ہوگئے
سوتے سوتے بیہوش ہوئے اُسنے پشتارہ شاہزادے کا باندھا اٹھا کر کاندھے پر لگایا اُسی طرح نقب سحر میں داخل

ہوئی کرب کو نے بھاگی سر بارگاہ پر یکایک اخضر کی آنکھ کھلی رات بھر اسکا یہی شیوہ رہا کہ ہر مرتبہ کرب غازی کو
پکارتا تھا آنکھ کھلتے ہی گھبرا گیا سر جھکا کر دیکھا مسند خالی پائی ایک شمع کافوری روشن ہی شمعدان بھی اسی مقام پر
رکھا پایا اخضر نے ایک چیخ ماری ای یاقوت جنی غضب ہوا آقا کو کوئی لیگیا سب کو داغ دیگیا یاقوت ہائے آقا
کہکر دوڑا پردہ اٹھا کر بارگاہ میں آیا اخضر نے اپنے کو بارگاہ سے گرا دیا دیکھا نقب سحر کی ہی اخضر کے چیخ مارنے پر
اونکا سردار دوڑ پڑے سب پوچھتے ہیں ای اخضر کیا سحر گذرا اخضر نے کہا یارو میں تھوڑی دیر سو گیا میں سویا فتنہ
خوابیدہ بیدار ہوا کوئی آفت سے نامدار کو لیگیا اب جو آنکھ کھلی تو مقام مسند خالی پایا ای یاقوت تم فوج لیکر آؤ میں نقب
میں جاتا ہوں شاید لیجانے والا نقب میں ملجائے اگر شیر ہو تو جا پڑوں جان دے دوں مگر یارو بڑا غضب کیا فقط ذرا
پلک جھپکی تھی اتنے عرصے میں یہ بلا آیا اور شاہزادے کو لیگیا نہیں معلوم کیا فقرہ دیا وہ شیر بیشۂ جرات یکہ تاز میدان
ہمت ہم سردار ہم عیار گ سنے کیونکر فقرہ قبول کیا مجھکو یارو بڑا تردد ہی مگر کچھ اپنی جان دے دونگا اور آقا کو لاؤنگا یہ کہکے
نقب میں پھاندا یاقوت جنی نے باہر نکلکر لشکر ساحران وغیر ساحران تیار کیا مگر ملک اخضر جو چلا نقب کو چھانتا
ہوا سحر کرتا ہوا منہ سے آف کردی ایک شعلہ بھڑکتا ہوا کہ اس شعلے نے نقب تاریک کو روشن کیا اس طرح ملک
اخضر جاتا ہی مگر شمشاد جادو جو کرب نامدار کو لیکر چلی جب یہ اپنے باپ سے رخصت ہو کر چلی تھی تو دو مین سو لشکر کو
جنگل میں چھوڑا تھا اور باپ سے کہہ آئی تھی کہ آپ میرا انتظار کیجیے گا اژدہان اژدر سر شل رہا ہی لشکر بھی سب
تیار ہی جیسے ہی شمشاد جادو نقب سے نکلی جب کنیزون کے پاس پہونچی کنیزون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم کیا
کیا شمشاد نے جواب دیا ارے کیا پوچھتی ہو کام تو کر لائی مگر وہ زخم کاری کھایا کہ دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ہوش وحشت میں دلا چالاک تھوڑا چاہیے
شیشۂ مے کے جگر پہلو میں پھوڑا چاہیے
کر چکا ہوں صرف سب گنج مضامین بلند
پا تو میں شمشاد کے سونگا توڑا چاہیے
یار کو خط لکھنے بیٹھا میں تو دفتر ہو گیا
آج سے طوفان کا طوفان جوڑا چاہیے
کیا ہوں میں وحشی کہ رہتا ہی سگ جانان کو بھیا
دامن تر اب تو ای ساقی نچوڑا چاہیے
ہم نہیں کو جانے میں کچھ ہی دنیا کی ہوس
عشق میں ناسخ بشر کو ضبط تھوڑا چاہیے

اس گل پر محبت کو گل کا کوڑا چاہیے
فرقت ساقی میں آتا ہی خیال از دست شیشہ
عشق کے دروازے کا اب قفل توڑا چاہیے
خط میں دو مضمون ہر پہنچتے ہی ڈر کر
شوق کہتا ہی کہ اور اک بند جوڑا چاہیے
ایک خط لیجائیگا تو جلد وہ پھر آئے گا
شیر کی کوئی جو آجائے جھنجھوڑا چاہیے
دشت وحشت میں کہاں ہوش حواس عقل کا
توسن عمر رواں کی باگ موڑا چاہیے

زخم خندان جام خندان کے مقابل ہوں کھنچ
شیشۂ دل آبلہ ہی اسکو پھوڑا چاہیے
دھوئیے پائے حنائی آب سے باغ میں
نامہ بر کہتا ہی انعام ایک توڑا چاہیے
ڈرتے ڈرتے گر پڑے ہیں ایک دو آنسو کچھ
قاصد اشک خاک کا اب تجھکو جوڑا چاہیے
پڑھ چکے زاہد نمازیں منہ پر برستا ہی یقین
ای جنون اس قافلے کا ساتھ چھوڑا چاہیے
اگیا وحشت وہ تیری سواری دیکھکر

کنیزون نے کہا واری ہو تو تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کیا ارشاد فرمایا یہ تو پہیلی تھی
اس مطلب کو کون سمجھے شمشاد جادو نے ایک آہ کی کہا صاحبو کیا کہوں اگر ذکر کرتے ہیں راز عشق کھلتا ہی اگر ضبط کروں
کلیجہ جلتا ہی۔ شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ✤ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ✤ میں جو ہو چکی
اس ظالم کو بیٹھے ہوئے دیکھا غزال چشم شیر خشم سلیقہ جوڑا خوبصورتی کی تیاری عارض انور خط زیبا کلک قدرت کی گلکاری مصحف
ایمان کہوں اسپر تفسیر حق ہی ابروے خمدار کی صفائی بڑھی ہی پیشانی لوح نور سکندری برق طور سراپا کی کیا تعریف کرتی
خود زیرین سر بستہ جس سے باطن ظاہر ہوتا ہی عاشق خوب اس راز نہانی سے ماہر ہوتا ہی کس کس اعضا پر نگاہ کروں
کبھی آہ کبھی واہ سراپا خوب معشوق ہر دل مرغوب غیرت جوان صاحب شوکت وشان کلام کی معجز بیانی ہر لفظ میں سحر کی

اگر نفس دیے گوہر وندان کھل گئے برق چمک کر گری خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا سب جسم تون کو خاک مین ملا دیا مگر
والد نامدار کا فرمانا ایسا تھا یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ اگر یہ طلسم کشا زندہ بچا تو ایک ساحر کا نام اس قلعے مین نہ باقی رہیگا
یہ بھی خیال تھا کہ یہ سب بیگناہ مارے جائینگے ہاتھ سے اس قتال عالم کے مہلت نہ پائینگے ابھی از دہا نے باتین کرتی تھین
کہ تک دل دھڑک رہا ہی کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی مین تو دل وجان سے اس ظالم پر عاشق ہوئی جی چاہتا ہی
ہوشیار کرکے چھوڑ دون لیکن یہ ابھی تلوار کھینچیگا قیامت برپا ہوگی بڑا ڈر یہ ہی کہ وہ بڑھا آتا ہوگا اگر وہ آگیا تو جان بچانا
دشوار ہوگا مدت کے بعد ہاتھ آیا ہی ہمارے باپ نے اسکا ملک ومال لوٹا ہی اور باپ کا ہمارے قول ہی جان رہے
یا جائے مگر مذہب بزرگون کا نہ چھوڑونگا اس ظالم کا بھی یہ قول ہی کہ جو مسلمان نہو ہماری عملداری سے نکل جائے جان
بچا کر نکل جائے اور ہمارے والد نامدار مذہب خدا کے نادیدہ کو برا جانتے ہین کنیزون نے کہا یہان سے تو نکل چلیے
اگر ایسا ہی تو جب آپ کے والد قتل کا ارادہ کرین کسی حیلے حوالے سے بچا لیجیے گا ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی شمشاد چلی
کنیزین چہار طرف سے گھیرے جاؤن جاؤن کرتی ہوئی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ واری بڑی مشکل ہوئی اسکے قتل کرنے مین
بھی جان کا ضرر ہی اگر بار کرین نہین معلوم کیا کرے کسکو خبر ہو مگر حضور آپ کی باتون کا ہمارے دل پر اثر ہی اگر اسکو ہوشیار
کرتے تو وہ اسکی باتین سنتے شمشاد نے کہا یہ وقت امتحان ہی یہ ظالم سحر بیان ہو بات کی اور جان گئی ہم تو دردمند ہین
یہ خود پسند ہین ایک جادوگر نے خبر دی تھی کہ مسلمان اپنے مذہب سے نہین پھرے اور ونکو مسلمان کر لیتے ہین پوجنے
دو سو خداوندون کو برا جانتے ہین سخن ناشنو ہین کسی کی کب مانتے ہین اژدران اژدر سر لشکر مین ٹہلتے ٹہلتے کنارے
پر لشکر کے چلا آیا ہی کئی سو ساحر اسکے ساتھ ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اگر ملکۂ عالم کا بچہ قابض ہوگا اور طلسم کشا کو
نے آمین فوراً قتل کیجیے گا تامل دم بھر کا نہو ملک اخضر سے بڑا معرکہ پڑیگا وہ بہ زمین گر جائیگی دیکھ لیگا اژدوان اژدر سر
نے باتین کرتے کرتے کنیزون کی جو آواز سنی کہا یارو چپ رہو شاید پری زاد نظر آتی ہی کنیزین باتین کر رہی ہین اسکے بھی
بولنے کی آواز آتی ہی سب چپ ہوئے اژدران اژدر سر گوش بر آواز ہوا کان مین پری کی آواز جو آئی پکار کر آواز دی
ای نور نظر پارۂ جگر کہو کیا لوح ملی طلسم کشا دستیاب ہوا شمشاد کا جواب دینے کو دل نہ چاہتا تھا جوش عشق مین جھٹ دبا ظلم

نہ چھوڑیگا مجھے اگر اسکی ہی قاتل نہ بن لڑکا
شفق ابھی مجھے دکھلا رہا ہی نور کا ٹکڑا
عجب محبوب باشوکت ہوا ہی یا دہا ہی تو
شعاع مہر ہر اک تار ہی مشعل کے کونڈ کا
بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہون
اگر کی بو دھوان دیتا ہی اس فلیتے کا
خزان کے جور سے آئین بہار فکر رنگین ہی
اسے گلچین کا اندیشہ اسے صیاد کا ڈر کا
نگاہ غمگین آگے کہان تھی دل جلا بلبلو
قفس کی تیلیان تو تنکی یہ طائر اگر گھر کا
لیے رہتا ہی ہر نے مٹھی مین بیت الول لینے کو
وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین کمتر کا

وفاداروں کے غم کھا داغ کیا دھبا ہی خنجر کا
زوال حسن ہی عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
صدائے خندۂ گل ہی سواری کا تری گجر کا
زلیخا کو دکھا ای آسمان تصویر یوسف کی
قلم ہی شاعرون کا یا کوئی رہرو ہی بہتر کا
رہا رکھ کلفت ایام مین بھی قدر عشق کی
یمین کا اپنے مر کے بھی پتا نہین گھر کا
بہار عالم ہی رنگ رکھتا ہی مزاج اپنا
سمجھ کر عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ و جوہر کا
ترے فیل فلک رفعت تھا وہ سلسلہ وابستہ
وہ بلبل ہون کہ قفل غنچہ کا مجھ پر ہی وہ صیاد کا
سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر شاعر

شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر
بہار باغ ہوئی ہی خزان موسم ہی دیکھ جگر کا
جو چاہے سینہ روشن تو سوز عشق پیدا کر
یہ دل دیوانہ ہی جسکا ہی پیکر ہی وہ لڑکا
سنا کب ہو نہ آہ عاشق شیدا کو سد رہ دو
بچھے کپڑون مین بھی انکو سمجھے لعل گوہر کا
گل و بلبل کی حالت پر بجا ہی گریۂ شبنم
جو الو مسین جوان تجھ سا ہی نہ بجا الو میں
دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
کمیت خامہ مضمون سوار حق سمت کمر کا
ہماری قبر سے شاید کر لیے شب آتی ہی
اثر رکھتی ہی آتش کی غزل مجذوب کا

یہ اشعار جو شمشاد جادو نے اپنے باپ کے جواب میں پڑھے اژدران نے آواز دی او گیسو بریدہ یہ کیا تو نے جھک مارا ہم پوچھتے ہیں کہ طلسم کشا کو لائی یا نہیں لائی تو نے یہ شعر کیسے پڑھے بزکا وجہ کا اس سے کیا مطلب جو شمشاد ہوش میں آگئی ایک طمانچہ اپنے منہ پر مارا کان مروڑ کے پکار کر کہا حضور میں اور خیال میں تھی طلسم کشا کو مع لوح لائی آپ نہ گھبرایئے گا ہاے اس ظالم کو قتل کروا لیجے یہ سنکر اژدران اثر دروسر دور ہوا دھر سے شمشاد چلی قلعہ طلسمی کے باہر لشکر دو کوس ہے جس ساحر نے اپنے مقام پر سنا کہ شمشاد جادو طلسم کشا کو مع لوح پکڑ لائی خوشی خوشی ہوا کنارے پر لشکر کے جماؤ ہو گیا کوئی کہتا ہے جو طلسم کشا کو دیکھیں کوئی کہتا ہے ارے تلوار ماردیں کوئی کہتا ہے نیزہ پیٹ میں بھونک دوں ان کلمات کو سنکر شمشاد کا کلیجہ ہلا جاتا ہے کہتی ہے صاحبو تمہیں کیا جلدی ہے ابھی دو چار دن قتل کرینگے ہم اس جوان کو اپنے باغ میں رکھینگے ہنسو کھیلو کہکر اژدران قریب آیا کہا ارے تجھے کیا ہو گیا ہے کیسی باتیں دیوانو اور وحشی مثال کرتی ہے رفقا میرے سچ کہتے ہیں ستارہ زمین میں اتار کر رکھ دو اور اب میری تو یہ راے ہے کہ اسکو قتل کرکے قلعہ طلسمی چھوڑ دوں بھاگ کر طرف صحرا کے نکل چلوں وہ بدھا ضرور آئیگا اسنے قلعہ سے اپنا سر نکالے اپنی وہ سلطنت لے ہماری جان بچے دشت نوردی کرکے جان بچی جس مقام پر ہی جا رہینگا ملک آباد کرینگے میں ساحر بدمست ہوں دعوی خدائی کرونگا وہ عجائب و غرائب دکھاؤنگا کہ لاکھوں آدمی سجدہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے نعرہ ہوا او ہنگام میں آپہونچا منم ملک اخضر سبز پوش بہتر اسی میں ہے کہ ستارہ طلسم کشا کا حوالے کر دے اژدران نے کہا ارے شمشاد بھاگ اپنے کو قلعے میں پہونچا کسی گوشے میں جاکر چھپ رہنا طلسم کشا کو کسی کنوئیں میں جلد ڈال دے تڑپ تڑپ کے مر جائیگا شمشاد پر پرواز پیدا کرکے اڑی اخضر نے سمجھا کیا یہ بھی سحر کرکے بلند ہوا شمشاد چاہتی ہے کہ میں اپنے کو قلعہ میں داخل کروں اخضر نے جب گولہ مارا اندھیرا سا آنکھوں میں شمشاد کے آیا قلعہ نہیں سوجھتا پلٹ کر اخضر پر سحر کرتی ہے اخضر سحر کو روک لیتا ہے پکار کر آواز دی ای والد نامدار جلد آئیے پیرزن سحر نے مجھکو گھیرا ہے میں قلعے میں نہیں جا سکتی مجھکو آکر قلعے میں پہونچایئے ایسا جوش ہوا کہ راستہ قلعہ طلسمی کا فراموش ہوا اژدران فوج لیکر چلا تھا کہ آواز آئی منم یاقوت جنی ساٹھ ہزار فوج سے اگر ساحران فوج کو قتل کرنے لگا گر بالاے آسمان سے ملک اخضر نے آواز دی ای یاقوت کیا کرتا ہے وہاں لڑنے سے کیا فائدہ اپنے کو مجھ تک پہونچا شاہزادہ ہمارا شمشاد کے قبضے میں ہے طریقے سے معلوم ہوا لوح بھی اسی کے پاس ہے یہ سنکر یاقوت فوج کو لیکر لڑتا ہوا چلا یاقوت کو دیکھکر اژدران گھبرا گیا اب حیران ہے کہ یاقوت جنی کو روکوں یا بیٹی کی مدد کو جاؤں کئی ہزار کنیزیں شمشاد کو بچا رہی ہیں شمشاد سنگنی بچ رہی ہے دل سے کہتی ہے طلسم کشا کو کہاں لیجاؤں نظر باپ کی چھپاؤں ارے کلیجے میں چھپا لوں میں تو ہمیشہ سے عشق کے نام سے جلتی تھی جو کوئی میرے سامنے عشق کا ذکر کرتا تھا میں ہنستی تھی کہ یہ شخص دیوانہ کیوں ہو گیا آج وہی سامنا میرے واسطے ہو گیا جی چاہتا ہے یہ شخص قتل نہ ہو اگر یہ قتل ہو گیا زندہ نہ بچونگی دل چاہتا ہے اگر کوئی مقام تنہائی کا ملتا اس ظالم کا دامن پکڑ لیتی اور یہ اشعار پڑھتی [illegible]

جان من سنگدلی دل تو دادن غلط ست
روی تر کردہ بروی تو نہادن غلط ست

چشم امید بروے تو کشادن غلط ست
رفتن او دلی دست بکوی تو ستادن غلط ست

بسر راہ تو چون خاک فتادن غلط ست
جان شیرین بتمنای تو دادن غلط ست

چون خلائی کہ ہمہ عاشق زارت باشند
چون شود خاک بران خاک گذارت باشم

دلی ہست گرفتار غم و تدبیری نیست
خون دل رفتہ ز دامانم و تدبیری نیست

ہمچو زلف تو پریشانم و تدبیری نیست
از برای تو پریشانم و تدبیری نیست

از غمت سر بگریبانم و تدبیری نیست
چہ توان کرد کہ حیرانم و تدبیری نیست

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم | عاجزم چارۂ من چیست چہ تدبیر کنم

گل تو خیز گلستان جہان بسیارست | ترک زرین کمر و موی میان بسیارست
گل این باغ بسی سرو روان بسیارست | جان من ہمچو تو غارتگر جان بسیارست
لب ہمچو شکر تنگ دہان بسیارست | نہ کہ غیر از تو جوان نیست جوان بسیارست

دلبری این ہمہ آزار بعاشق نہ کند | قصد آزردن یاران موافق نہ کند

ملی شد کہ دل آزارم و میدانی تو | خون دل از مژہ می بارم و میدانی تو
بلبلند تو گرفتارم و میدانے تو | از برای تو چنین زارم و میدانی تو
از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو | چہ توان کرد دل آزارم و میدانی تو

تا بکی از ستم و جور تو دل خون باشم | از مژہ خون جگر ریزم و محزون باشم

من آنطور کہ شرمندہ شوم از خویت | سخنے گویم و شرمندہ شوم از رویت
نہ کنم بار دگر یاد قد دلجویت | دست بر دل نہم و پای کشم از کویت
دیدہ پوشم ز تماشای رخ نیکویت | گوشہ گیرم و من بعد نیایم سویت

بشنوی پند من قصد دل آزردہ خویش | ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردہ خویش

کنیزین کہتی ہین آپ کو کیا سودا ہی آپ کے ہوش درست نہین خود ساحرہ ہو کر دوسرے کے سحر مین پھنس گئین یہ کیا ہوا ہمکو بڑی پریشانی ہی ایسا نہو آپ کے والد سے بگاڑ ہو جائے وہ تو کہتے ہین اس ظالم کو جلدی قتل کروا آپکا یہ حال ہی اسکا انجام کیا ہوگا دیکھیے اخضر نے سو کنیزون کو مار ڈالا اژدران فوج سے لڑ رہا ہی کئی مرتبہ اسنے پکارا کہ بابا جان آکر میری مدد کرو مجھے اخضر کے ہاتھ سے بچاؤ گھبرا کے اژدران جواب دیتا ہی بیٹا کیونکر تم تک آؤن تمھارے تعقب مین فقط اخضر ہی میرے مقابلے مین سارا لشکر ہی یاقوت جنی بڑا دشمن سخت نکلا اس نے تو پریشان کر دیا صدہا جیسے جلا دیے بڑے بڑے افسر مارے گئے ہاے مین نے کیا بلا اپنے سر لی میان یاران بر فنا روہان جن کررہے ہونگے ہماری جان پر یہ مصیبت ہی نہ روے رفتن نہ راہ ماندن کہان تک لڑون ملازمان اخضر جان لڑا رہے ہین ہمارے ملازم جان بچانے مین کئی افسر میرے شریک لشکر اخضر ہو گئے شاہین جادو ہی کے سامنے یہ معرکہ گذرا کہ مین نے اخضر کو پکڑ کر قید کیا تھا اس دن بھی اس ظالم نے یہی کہا تھا کہ آپ نے برا کیا اپنے دشمن کو یہیون قید کیا عفو تقصیرات کرا لیجیے انھین تخت پر بٹھائیے اسدن تو مین نے جھڑک دیا تھا آج انکی بن پڑی ہی دیکھو جا بجا نعرے کرتا پھرتا ہی کہ ہم ملازم اخضر سنبلوش پرانے نمکخوار ہین اب آپ آج جو رہا ہو اسب صاحب دیکھین کہ جا کر قدمون پر اخضر کے گرا اسنے گلے سے لگا لیا اب پشت پر اخضر کے لڑ رہا ہی جب سحر کیا ہزار دو ہزار کو مارا اسکی وجہ سے کئی سو امرا اور بھی شریک ہوے اخضر بہت خوش لڑ رہا ہی دمبدم نعرہ ہی کہ ہم بادشاہ ہائل طلسم مینو سواد جسکو اپنی آبرو بچانے کی آرزو ہو وہ اگر میرا شریک ہو جائے بعد فتح طلسم پھر مین کسی کی اطاعت نہ قبول کرونگا اس آواز دینے سے بہت سے افسر شریک ہوے برابر اخضر کے آتشیر بلی کی شمشاد نے راستہ پیدا کیا چاہتی ہی قلعے مین جاؤن کسی گوشے مین جا کر چھپون کہ اخضر نعرہ کر کے گرا کئی کنیزون کو مار کے برابر شمشاد کے پہونچا دیوار قلعہ پر قدم جما یا شمشاد نے اخضر کی کلائی پر ہاتھ ڈالا گرجا ہار پش پکڑلون اخضر نے تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ایک طمانچہ شمشاد کو مارا شمشاد لڑکھڑا کے گری پشت پر کرب پشت سے الگ ہوا آواز دی ای شاہین شہریار کو لینا شاہین نے دوڑ کر کرب نامدار کو سنبھالا شمشاد نے خنجر اخضر پر مارا اخضر اسکے وار کو رد کر مانا ہی کلائی پکڑ کے خنجر چھین لیا وہی خنجر اسکی کوکھ پر مارا شکم چاک قصہ پاک جھولی مین ہاتھ ڈالکر لوح نکال لی وہ لوح گلے مین کرب کے پہنا دی کرب کے گلے مین جو لوح آئی سحر اترا ہوشیار ہوے دیکھا ہنگامہ گیرودار

بلند ہو ملک اخضر شیرانہ اڑ رہا ہی چہار جانب سے اخضر پر ساحرون کا ہجوم ہی کرب نے نعرۂ شیرانہ کیا آواز دی منم
قبۂ دین ستون اسلام کرب نوجوان نظر کردۂ بزرگان اژدران نے نعرۂ کرب کی جو صدا سنی تھرا گیا کہا لو یارو
غضب ہوا قسمت ادگئے مرنے کی بھی آواز آئی کرب کے نعرے کی آواز سنی ساتھ والون سے کہا لو یارو طلسم کشا اب
چھوٹ گیا وہ نعرۂ شیر کی آواز آئی دیکھو زمین تھرائی اب ہمارے تمھارے بچنے کی کون صورت ہی ہزارون لمیدان
رسالہ دار فریاد و فریاد کرتے ہوے پیچھے اخضر کے چلے آتے ہین عرض کرتے ہین ہماری خطا معاف کیجیے اگر اخضر نے
کسی پر غصہ کیا کرب غازی نے آواز دی لیاقت و مروت سے بعید ہی جو پناہ مانگے اُسکو پناہ دو ورنہ ہمین تمسے ملال
ہوگا اخضر ٹھہر جاتا ہی اُن لوگون کو جواب دیتا ہی یارو مین نے تمھارا عذر قبول کیا طلسم کشا کو سلام کرو میرا تمھارا
دونون کا مالک ہی راہ جہاد کا سالک ہی اپنے مذہب کی کیا تاثیر ہی دشمن کو بھی دوست جانتے ہین خلقی مین انجام
میرا بخیر ہوا اس مذہب لیب دطا ہر کا مطیع ہر اب میرا مرتبہ رفیع ہوا مگر کرب لڑتے ہوے قریب علمدار کے پہونچے
لوٹ کر علمدار کو مارا علم فوج سرنگون ہوتے ہی کافرون مین بھگدر پڑگئی جا بجا بھاگنے لگے اژدران نے چاہا
مین بھی نکل جاؤن کہ شیر کے نعرہ کے آواز آئی یہ لشکر دیکھا طلسم کشا قریب آگیا کئی سحر کیے مگر وہ سب بیکار ہوے
کرب تلوار کھینچکر چلے اژدران نے سحر کیے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر بلند ہوا کرب نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
بادشاہ طلسم ہی اگر یہ نکلگیا فساد برپا کریگا علاوہ ازین اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہی کرب نے جلدی مین قربان
سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زہر و پیکان عقاب پر کھینچ کمان مین پیوست کرکے تاک کے
مارا کہ سینہ پر کینہ اژدران پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا مرنے سے اژدران کے اندھیرا ہو گیا سنگباری و
برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی اشتی مرا نام من اژدران اژدر سر تو مجا دوگرون نے دیکھا کہ مالک ہمارا
مارا گیا چادر ہلانے لگے گھانس منھ مین دبائے کہتے تھے ہم آپ کی گؤ ہین کرب نے تلوار کو روکا ہر ایک کو اشارہ
کیا اخضر کے قدمون پر گرو ملک اخضر سب کو دامن پناہ دے رہا ہی شکایت ہاے گذشتہ در میش مین ملحوظ رہے کہ
جب اژدران کو مار احرز کل صاحبقران اسکی جھولی مین تھی وہ کرب نے گلے مین پہنلی وزرا امرا سے پوچھا خیمۂ
اسم اعظم کہان ہی عرض کی اندر بارگاہ کے ہی کرب اندر بارگاہ کے تشریف لائے اخضر کو تخت پر بٹھایا اخضر
نے قدمونکو بوسہ دیا کہ آپ کے صدقے سے پھر سلطنت میسر ہوئی کرب نے فرمایا اے اخضر جلدی تیاری کرو
نہین معلوم ہمارے آقاے نامدار پر کیا گذری اگر خدا نخواستہ کوئی چشم زخم اُنپر ہو گیا تو منھ دکھانے کے جگہ
نہ رہیگی افتاد کو انسان دور نہ سمجھے نہین معلوم چشم زدن مین کیا ہوتا ہی فلک انقلاب دکھاتا ہی انسان کو کیا پیش آتا
ہی آدمی کو مناسب ہی کہ چند دن کی زندگی پر غرور نہ کرے حیات چند روزہ ہی زیست کا کیا اعتبار ہی دنیا ناپائدار
ہی بقول شیخ سعدی **نظم**

درخت قد صنوبر خرام انسان را
ولی امید ثباتش چنانکہ دانی نیست
مباش غرہ و غافل چو عیش سرمدیش
کہ بیوفائے دور فلک نہانی نیست
اگر ممالک روی زمین بدست آری
گر خانہ ساختن آئین کاروانی نیست

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست
مدام رونق نوبادۂ جوانی نیست
دوام پرورش اندر کنار مادر دہر
کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
کدام باد بہاری وزید در آفاق
بہای دولت یکروزہ زندگانی نیست
اگر جہان ہمہ کام است دشمن اندر پی

بس اعتماد برین پنج روز فانی نیست
گلی ست خرم و خندان و تازہ و خوشبو
طمع مکن کہ درو بوی مہربانی نیست
چہ حاجت است عیان را باستماع و بیان
کہ باز در عقبش آفت خزانی نیست
دلا ای رفیق برین کاروانسرای مپند
بدوستی کہ جہان جای کامرانی نیست

چو بت پرست بصورت چنان شدی مشغول
کہ پای بند غبار اجز این جہانی نیست
عمل بیار و علم بر مکش کہ مردان را
کہ کنج خلوت صاحبدلان مکانی نیست
مخور حوالی ادبان کا و تحفہ کا لیشان را
علی الخصوص عزان دوست را کہ ثانی نیست

کہ دیگرت خبر از لذت معانی نیست
نگاہدار زبان تا بدوزخت نبرند
رہی سلیم تر از کوی بی نشانی نیست
کف نیاز بدرگاہ بے نیاز برآر
امید خرمن اقبال آن جہانی نیست
ازین طبع بلاغت گرفتی ای سعدی

جہان زدست بداو بندو دستان خدای
کہ از زبان تیر اندر جہان زیانی نیست
طریق حق برو دہر عجب کہ خواہی باش
کہ کار مرد خدا جز خدای خوانی نیست
ولکن کہ حیف بود دست بر خود آزردن
سپاسدار کہ خضخص آسمانی نیست

ملک اخضر رونے لگا کہ ای شہریار حقیقت میں دنیا ایسا ہی مقام ہے جو آیا حسرت دیا اس لیے گیا کس کو دنیا سے عیش ملا
سکندر ایسا بادشاہ خالی ہاتھ اپنے سب کو دکھاتا تھا کہ دیکھلین مصرع ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جاینگے جب ایسے
بادشاہ پر یہ گذری تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی غلام فوراً سامان کرتا ہے حضور نے ایسا حال بیان کیا کہ قلب اُلٹ گیا
یہ کہکر ملک اخضر نے اُسی وقت تو نا کرائی مال طلسمی چھکڑون پر بار ہوا کرب غازی نے حرز ہیکل گلے مین ہیکلی شیشہ
اسم اعظم کا توڑ ڈالا کوچ کرکے چلے لشکر بہت تھا مگر پچاس ہزار آدمی ساتھ لیے دس ہزار ساحر چالیس ہزار غیر ساحر کرب
اخضر کا ملنا قبول نہ کرتے تھے مگر اخضر نے عرض کی مین صاحبقران کی قدمبوسی کرکے چلا اونگا کرب نے
کہا صاحبقران قبول نہ فرماینگے ایک شب بھی نہ رہنے دینگے صاحبقران سواے خدا کے کسی کی مدد نہین چاہتے
یہ باتین کرتے ہوے دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین مگر اب حال لشکر صاحبقران عرض کیا جاتا ہے تیسرے
دن باران برفبار نے کہا کہ یاخداوند حمزہ کی برابر خبر ہو پہنچتی ہے کہ حمزہ تڑپ رہا ہے اژدران بھائی میا سحر کر گیا ہے
آہ آہ کرتے ہین جب آنکھ کھلتی ہے فرماتے مین یار دھوکو قتل کرو اس کشاکش سے چھڑاو اب مجھسے صبر نہین ہوسکتا
تین دن گذرے ہین آپ دیوانہ بند دل در دمند سالوس جواب دیتا ہے ای باران برفبار وزیر اعظم دلوس منع
کرگیا ہے وہ بھی صحرا مین سحر تیار کر رہا ہوگا باران برفبار نے جواب دیا کیا ہم اسکے سحر کے محتاج ہین ایک سحر ایسا
کرون مسلمان ٹکرا ٹکرا کے مرین آسمان سے آگ برسے ہر ایک مسلمان قطرہ آب کو ترسے کیسے تلوارین برسین فرمایئے
خنجر برین اگر حکم ہو زمین کو حکم دون شق ہو جاے سب مسلمان سما جائین ارشاد ہو آسمان پھٹ پڑے سب دب جائین
جب وہ آئیگا سب کا خاتمہ دیکھ لیگا اُسکے آنے کی کیا ضرورت ہے وہ دیوانہ تھا ایک فقرہ چھوڑ کر چلا گیا یہ بھی نہ بتلا گیا
کس صحرا مین جا کر بیٹھیگا کہان سحر تیار کریگا یہ ذکر تھا کہ در بند ملکیائش سے تیز رفتار عیار ملتکر آیا سالوس نے
پوچھا تیز رفتار در بند ملکیائش کی کیا کیفیت ہے تیز رفتار نے کہا ابتک تو خیریت ہے باران برفبار نے کہا
یاخداوند وہان عمرو کیونکر جاتا یہان تو حمزہ کی جان پر بنی ہے اس فکر مین ہوگا کہ مجھکو گرفتار کرے یہ تو اُسکا حال
معلوم نہین کہ اسم اعظم و حرز ہیکل طلسم مینوسواد مین پہونچا تیز رفتار نے کہا یہ آپ سے کسنے کہا کہ چالیس دن
طبل جنگی نہ بجواے باران نے کہا میان دلوس صاحب یہ حکم لگا گئے ہین تیز رفتار نے کہا مین جانتا ہون کہ
عمرو عیار نے تدبیر کی کہ دلوس کو پکڑ لیا سب کو یہ فقرہ دیکر دلوس اب پلٹکر نہ آئینگے اُنکی آپ فکر نہ کیجیے باران
برفبار نے کہا ای تیز رفتار آج ہم خداوند کا کہنا نہ مانینگے طبل جنگی بجوا کر کل مسلمانون پر جا پڑینگے ایک کو زندہ
نہ چھوڑینگے مگر ذرا دلوس کے گھر پر تو جاؤ تیز رفتار تو تلاش دلوس مین نکلا باران برفبار نے طبل جنگی بجوایا
عمرو خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہے کہ جاسوس آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ استاد تیز رفتار
عیار آیا اُسنے سب کو ہوشیار کیا اور یہ کلمہ سر دربار کہا کہ میرے نزدیک عمرو عیار ہی کر گیا دلوس کی قتل بنکر

چالیس دن کی مہلت لی باران برق رفتار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہی لشکر اسلام پر حملہ کرے عمرو نے سر
پیٹ لیا کہا لو یارو غضب ہوا بار سحر کو بے پانون کے کون اٹھائیگا نہین معلوم ہمارے کرب پر کیا گذری ایک صحرائے
خارستان ایسا بیچ مین تھا کہ جسکا برسون مین طے ہونا دشوار ہی اسکا معین و مددگار پروردگار ہی بیچ مین ایسے ایسے
دربند مین کہ جہان کمند وہم و خیال بھی نہین پہونچتی اب خدا خیر کرے مگر ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید
ربانی طبل جنگی بجے افسوس مجھسے کچھ نہو سکا فلک نے اپنی گردش دکھائی لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا تمام
لشکر مین خبر پہونچی سارے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو سحر کی لڑائی ہوگی ہم سب بیکار ہین مگر
عمرو نے حکم دیا کہ گرد بارگاہ حشامی کے چار خندقین کھودو کہ صاحبقران تک کوئی نہ آسکے مبارک بیلدار نے
چار خندقین تیار کین عمرو نے ہر ایک خندق پر دس دس ہزار تیر انداز مقرر کیے ہین خود دیوانہ وار وحشی مثال پھرتا
ہی کچھ بن نہین پڑتا رات کو کئی مرتبہ لشکر کفار مین گیا کہ اگر بن پڑے تو سالوس کو جاکر مار ڈالون تیز رفتار کے عیار
جا بجا چھپے مین جہان گئے عیارون نے ٹوکا تیز رفتار نے بخوبی کہدیا ہی اپنا بیگانہ کوئی قریب بارگاہ خداوندی
نہ آنے پائے باران برق رفتار کو بھی بچانا عمرو آج شب کو ضرور فکر اسکی کریگا عمرو کئی صورتین بدل گیا مگر کہین ٹھہرنے
نہ پایا نہ باران برق رفتار کو پایا نہ سالوس تک جا سکے ناچار ہو کر پلٹ آئے وہ وقت آیا کہ عابد شب زندہ دار
ماہ نے تسبیح انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط
شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغہ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا یہان عمرو نے رات بھر خاک اڑائی جسوقت
صبح ہوئی چہرہ فق ہو گیا رنگ رو متغیر تمام عیارون کی صف الگ جمائی ہی مہتر قران و برق سے کہا ای فرزندو
آج معاملہ جانبازی ہی صاحبقران کا یہ حال ہی ساحرون سے مقابلہ کرب غازی واسطے فتح طلسم کے گئے ہین
نہین معلوم انپر کیا گذری مین اسی مقام پر چھوڑ کر آیا تھا اور جس طریقے سے اس شیر نے قصد کیا اس رنگ سے یہ
ثابت ہوتا تھا کہ دس برس مین یہ صحرا قلم ہوگا مین دور سے پلٹ پلٹ کے دیکھا کیا کہ جب وہ ایک درخت کاٹتا تھا
تب ایک قدم اٹھاتا تھا خیال کرتا ہون کہ اگر یہی طریقہ رہا تو شاید شب بھر مین پچاس قدم سو قدم رہ نوردی کرے
اگر ہزار دو ہزار مزدور کار گذار ہوتے ہو تو شاید دس پانچ دن مین وہ صحرا قلم ہوتا بعد اسکے دو سختیان دربند
اژدرن والے ہزار کی ایسی ہین جب تک مدد غیبی نہو ممکن نہین کہ اس سے انسان گذر سکے اور سختیان طلسم
کی کیا بیان کرون یہ سب صاحبون پر ظاہر ہی کہ کرب غازی کو مین نے پرورش کیا اپنا فرزند قرار دیا عیاریان
بتائین وہ کسی مقام پر رہنے والا نہین ہی مگر وہ بات کہ جو اختیار سے باہر ہو اس مین انسان کیا کر سکتا ہی مجھسے
یہ کہدیا کہ اب مقابلہ لشکر کفار ان مین چلتے ہین بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ ہی یہ بھی مین خبر پاچکا کہ لوگ
گرفتار کرنے مین صاحبقران کے بہت کد و کاوش کرینگے اس امر مین از حد کوشش کرینگے کہ جہانتک ہو سکے
صاحبقران کے دشمنون کو پکڑ لین مین نے خندق پر تیر انداز مقرر کیے ہین وہ خطا نہ کرینگے اپنی زندگی مین تا بہ
بارگاہ حشامی نہ جانے دینگے آپ لوگون سے یہ کہا جاتا ہی ماشاء اللہ پانچ ہزار عیار موجود ہین جسوقت انکے
سحر ہون اپنے کو ہٹانا سحر سے اپنے کو بچانا جب وہ لوگ آپڑین اسوقت ایسے طور سے آنا وہ حقہ آتشبازی چلین
کہ ساحر بھی جان جائین لشکر ساحران آگیا نعرے بھی ساحرون کے نام سے کرنا یعنی کہنا منم قران جادو منم
برق جادو و گلباد جادو کیا تعجب ہی کہ لشکر کفار کے پانون اٹھ جائین اور اہل اسلام فتح پائین قران و
برق نے عرض کی استاد آپ ملاحظہ فرمائینگے حقیقت مین اپنے کو بہت بچائینگے ہم سب عیار جاکر درہ ہائے کوہ مین

چھپتے ہین بروقت آکر شریک ہونگے عمرو نے ان سب کی رائے پر آفرین کی پانچ ہزار ہیک بچے جا کر وہ جلسے کو د
مین تحقیق ہوئے اب عمرو لشکر کو بہ انتظام لیکر طرف میدان کارزار کے چلا ادھر سے دیکھا تو آمد لشکر کفر و نفاق کی
سنگپاش جادو اپنے قلعے پر سے دیکھ رہا ہی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ چوتھے ورنبد پر ہنگامہ ہی خداوند
سالوس و باران برفبار لشکر کشی کر کے یہان آئے ہین جیحون جادو کہ اُسکی صلاح سے سب کام ہوا ہی وہ
ساتوین درنبد کا حاکم ہی وہ تو بہ اطمینان اپنے مقام پر بیٹھا ہی وہ یہ جانتا ہی کہ مجھ تک کوئی نہ آسکیگا حکام سجاد و
چھٹا درنبد ہی سنگپاش نے ایک قلعہ مختصر بنایا ہی اور ایک دیوار آہن قرار دی ہی گویا راستہ روکا ہی اُسی سے آگے
اب یہ سب فکر ہی وہ لوا اپنے مقام پر مطمئن بیٹھا ہی سنگپاش کو بڑی خوشی ہی کہ یہ سعادت میرے واسطے ہوئی کہ قدرت
میرے ورنبد پر تشریف لائے اپنے قلعہ مختصر سے یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی تیز رفتار عیار اپنے باغ سے سب کچھ
لیکر جست و خیز کرتا ہوا پہلے میدان کارزار مین آکر پہونچا پہلو مین میدان کارزار کے ایک چھوٹا سا باغ اُنہون کا تعاقب
عیارون کو اپنے ساتھ لیکر اُس باغ مین یہ باغی ٹھہرا یہان ٹھہرنے سے ایک مراد حاصل ہی چونکہ عیار طرار بلائے
روزگار ہی سب عیارون کو اُسنے عقب نخلستان مین ٹھہرایا ہی خود کھڑا ہوا تماشا آمد لشکر اسلام کا دیکھ رہا ہی عمرو نے
بہرام کو سب کے آگے کھڑا کیا ہی جملہ سردار متردد و متوحش پریشان چلے آتے ہین مگر کمر ہمت باندھے ہوئے آمادہ
مرگ و مہیائے قضا ایک ایک جوان جرأت مین یکتا آکر میدان کارزار مین ٹھہرے کہ باران برفبار بڑے
زور و شور سے ساٹھ ہزار ساحرون کو اپنے ساتھ لیے ہوئے آیا سب کے آگے بڑھکر کھڑا ہوا عمرو نے دیکھا باران
برفبار اپنے ساتھ والون کا انتظام کر رہا ہی کہ گرد عظیم بلند ہوئی سب نے دیکھا سالوس مردار خوار تخت کبت پر
سوار تاج نخوت سر پر تمام امرا و وزرا چار جانب سے اسکے تخت کو گھیرے ہوئے بڑے زور و شور سے میدان مین
آکر پہونچا بہ کبر و نخوت لشکر اسلام کو دیکھ رہا ہی باران برفبار کبھی آگے بڑھتا ہی کبھی دوڑ کر پاس تخت کے آتا ہی
کبھی عرض کرتا ہی یا خداوند جنگ شروع کرون عمرو سارے لشکر کو لیکر آیا ہی مگر اب ساربان زادہ معلوم نہین ہوتا
نہین معلوم کس مقام پر جا کے ٹھہرا ہی کہ اُسکا پتہ نہین معلوم ہوتا اگر حکم ہو مین ہی میدان کارزار مین پہونچون مبارز
طلبی کرون یا بلوہ کرواؤن اول ہی سے مغلوبہ شروع ہو سارا لشکر بلوہ کر دے سالوس نے کہا جیسا تمہاری رائے
مین آئے قدرت تو تقدیر مضبوط کر چکے کہ آج مسلمانون کا خاتمہ ہی جسطرح چاہو مارلو یہ سنکر باران برفبار پھول گیا
صفون کو آراستہ کر کے میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی آج ساربان زادہ کہان ہی سامنے آوے مجھے کچھ
اُس سے کہنا ہی خواجہ عمرو کلیم اوڑھے کھڑے تھے کلیم اُتار کر آواز دی کیا کہتا ہی باران برفبار نے کہا خواجہ
تمنے دیکھا قدرت کو یہ منظور نہ تھا کہ تم سب کو ستائین مگر تمنے ایسے ظلم کیے قدرت کو ستایا اب قدرت کو بھی غصہ آیا
قدرت نے تقدیرین مضبوط کر دین اب بہتر اِس مین ہی کہ امیر کو ہمارے حوالے کرو قدرت کچھ چشم نمائی کرینگے یہ ہم
تمسے وعدہ کرتے ہین کہ قتل نہونے دینگے تم لوگ جسطرف چاہو چلے جاؤ اگر حمزہ نے سجدہ کیا وہی مرتبہ سپہ سالاری
ملیگا عمرو نے آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی اگر تم ہمکو سلطنت کونین دیدو تو ایک موے جسم صاحبقران نہ دون
انشاء اللہ اسم اعظم ہی صاحبقران کا کھلا چاہتا ہی اور حمزہ سکل بھی آتی ہی خبر مفصل ملی کہ وہ بھائی تیرا مکار جعلساز
شعبدہ باز حمزہ سکل صاحبقران سے مانگ لیگیا یقین کامل ہی کہ راہ خدا پہ سوال لیا ہوگا وہ فیاض مجمع خلق و سخا
جرأت و ہمت مین یکتا اُسنے حمزہ سکل حوالے کر دی اُسپر یہ غرور یہ گمان نہ رکھنا کہ ہم تمہاری جنگ سے عاجز
ہین سب آگاہ ہین کہ صدہا ملک ساحران صاحبقران نے فتح کیے ہزارہا ساحر بلکہ لاکھون مطیع اسلام ہوسے

سب کو یہی خواہش رہی کہ صاحبقران حکم دین تو آکر شریک جنگ ہون مین نے سب جگہ نامے روانہ کر دیے
اسقدر ساحر آئینگے کہ گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی تو کیون گھبراتا ہی چند دن مین سب حال کھلا جاتا ہی باران
یا تو اس واسطے میدان مین آیا تھا کہ مبارز طلبی کرون یا عمرو سے یہ جو سنا کہ ساحر سب مدد کو آئینگے گھبرایا ہوا خدمت
سالوس مین آیا کہا یا خداوند عمرو نے سب ساحرون کو نامے لکھے ہین تیز رفتار نے کہا اے باران کیون گھبراتا
ہی عمرو سب کو ڈراتا ہی ساحر کبھی نہ آئینگے باران کسی قدر مضبوط ہوا نقیبون کو اشارہ کیا نقبا نے بلند آواز سے میدان
مین آئے عمرو نے بھی شاگردون کو اشارہ کیا گویا تھے لڑکے گوری گوری صورتین لٹ پٹے پیچ سر پر باندھے
ہوے ایک نے سرود چھیڑا پانچ سات نے آوازین ملا کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے نظم

ایہا الناس جہان جای تن آسانی نیست
حیوان را خبر از عالم انسانی نیست
روی اگر چند پریچہرہ و زیبا باشد
روشنائی بحقیقت شب ظلمانی نیست
طاعت آن نیست کہ بر خاک نہی پیشانی
مرد اگر ہست بجز عالم ربانی نیست
خانہ پر گندم و یکجو نفرستادہ بہ گور
بانگ و فریاد برآری کہ مسلمانی نیست
آن کس از دزد بترسد کہ متاعی دارد
گر جہان جملہ بلرزد غم ویرانی نیست
حاصل عمر تلف کردہ و ایام بہ لہو
بہ عمل کار برآید بہ سخندانی نیست

مرد دانا بجہان داشتن ارزانی نیست
دار و تربیت از پیر طریقت بستان
نتوان دید در آئینہ کہ نورانی نیست
پنجہ دیو بہ بازوی ریاضت بشکن
صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست
یا تو ترسم نہ کند شاہد روحانی روی
غم مرگ است چو غم برگ زمستانی نیست
آخری نیست تمنای سر و سامان را
عارفان جمع نکردند و پریشانی نیست
یک نصیحت ز سر صدق جہانی ارزد
گذرانیدہ بجز حیف و پریشانی نیست

خفتگان را خبر از زمزمہ مرغ سحر
کادمی را نبرد علت نادانی نیست
شب مردان خدا روز جہان افروز است
کاین کبیسہ بتجلی ظاہر جسمانی نیست
عالم و عابد و صوفی ہمہ طفلان دانند
کالتماس تو بجز لذت نفسانی نیست
ببری مال مسلمان و چو مالت ببرند
سر و سامان از این بی سر و سامانی نیست
ہر کرا خیمہ بصحرای فراغت زدہ اند
مشنو ار در سخنم فائدہ جانی نیست
سعدیا گرچہ سخندان و مصالح گوئی

اسطرح اشعار عبرت آمیز حیرت خیز جو نقیبون نے پڑھے اہل اسلام
تو آمادہ مرگ مہیاے قضا ہین مگر راضی بہ رضا ہین آنکھون سے آنسو ہر ایک کی جاری ہوے موت آنکھون کے
سامنے پھرنے لگی ہر ایک کا یہی قول تھا حقیقت مین شیخ سعدی بڑا شخص تھا چھوٹی سی کتاب پندنامہ جسکو
کریما کہتے ہین جملہ امور تصنیف فرماکر آخر مین فرماتے ہین شعر منہ دل برین دہر ناپائدار + ز سعدی ہمین یک سخن
یاد دار + مراد یہ ہی کہ اس زال بیوفا سے دل نہ لگاؤ سواے خرابی کے کچھ حاصل نہو گا جو زیادہ ملکر چلا اسکو اسنے
دھوکا دیا کون خوش دنیا سے گیا شرابی کبابی زناکار یہ تو ظاہر ہی کہ یہ گنہگار ہین بلکہ زاہدان نیک طینت کو اس
پہلو مین پھنسایا کہ عبادت کرکے انکے دل مین غرور آیا جو لوگ تارک نماز ہین انپر طعن و تشنیع ہی کیونکر کہین کہ اسکا مرتبہ
شفیع ہی اسکی رحیمی ہمارے گناہون سے بہت زیادہ ہی ہر کس و ناکس بسفر ملک عدم آمادہ ہی عرصہ دراز تک یہی
ذکر رہے کہ باران برقبار میدان مین نکلا پکار کر آواز دی اے عمرو کسی کو بھیج عبدالجبار حلبی مرکب باد رفتار کو
بڑھا کر سامنے خواجہ عمرو کے آیا عرض کی خواجہ اجازت میدان ہم آقاے نامدار کے پرانے رفیق ہین جانتے ہین
کہ ساحر کا کچھ نہ کر سکینگے اپنے آقا کے نام پر جان دینگے عمرو نے بہت روکا مگر عبدالجبار گھوڑے کو بڑھا کر میدان
کارزار مین پہونچا باران برقبار نے دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تاج سر پر رکھے ہوے اشعار رجز پڑھتا ہوا کہ
جسکا ماحصل یہ تھا منم عبدالجبار حلبی جرات میری شہرہ عالم پر آئینہ ہرگز بڑھاپے مین جرات لائق معائنہ ہی

باران نے چند دانے ماش کے پھینک مارے عبدالجبار کے گھوڑے نے جست کی ہر چند یہ چاہتا ہی گھوڑے کو
روکون مگر وہ کب تھمین رکتا عبدالجبار کو لیے ہوے دوڑا دوڑا پھرتا ہی کبھی جست کرتا ہی کبھی الف ہوتا ہی چاہتا ہی کہ
راکب کو اپنی پشت سے گرا دون بھاگ کر طرف صحرا کے نکلجاؤن عبدالجبار کی سپر کہین گری تلوار کمر سے نکل گئی کمان
مین خم آیا تیر سہم کر ترکش مین مخفی ہوے عبدالقہار نے جو بھائی کا یہ حال دیکھا بدون اجازت عمرو گھوڑا بڑھا دیا
باران طرف عبدالجبار کے متوجہ تھا عبدالقہار نے اس خطا شعار کو تیر مارا اس بچیا کا شانہ نشانہ ہوا بازو سے
جو اسکے خون ٹپکا بیدم ہو گیا غصے مین کانپا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا عبدالقہار کے گھوڑے نے عبدالقہار
کو پشت سے گرا دیا یہ بیچارہ زمین پر گر کر تڑپا گھوڑا طرف صحرا کے بھاگ گیا مگر باران کے ملول ہونے پر ملازمان
عبدالجبار و عبدالقہار قہقہہ مار کر ہنسے باران نے خفیف ہو کر آواز دی یا خداوند مین مغلوب کرتا ہون مجھے
صدمہ نہین اٹھتا مین سب کو قتل کرتا ہون یہ کہکر ساٹھ ہزار ساحرون کو اشارہ کیا اہل اسلام کو مار لو ساٹھ ہزار
ساحر لینا لینا کہکر اہل اسلام پر جا پڑے ملازمان عبدالجبار و عبدالقہار نے اگر اپنے شاہون کو اٹھایا مگر
ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا کسی نے گولہ پھینکا کسی نے ترنج مار دیا سب سے آگے بڑھکر باران برقبار نے سحر کیا
آسمان سے آگ برسنے لگی ہزارون تلوارین گرین تیز رفتار کھڑا ہوا یہ معاملہ دیکھ رہا ہی اہل اسلام پیچھے ہٹنے لگے
ہزارون مارے گئے سیکڑون زخمی ہوے درہ کوہ سے جو مہتر قران نے یہ معرکہ دیکھا کہ باران برقبار سحر کرتا ہوا
طرف خندقون کے جاتا ہی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ مین جا کر حمزہ کو بلا لاؤن مہتر قران نے ابو الفتح سے
پکار کر آواز دی ہان یارو اب یہ وقت ہی باران برقبار نے بڑی قیامت برپا کی ہی دیکھو خندق پر بھی لوٹ پامال
ہو رہے ہین ادھر سے تیر چل رہے ہین اہالیان خندق نے گھٹنے ٹیک دیے تیر بچر کمان مین پیوست کیے
اگر انکے تیر چل گئے دو چار سو ساحر گرے اگر انکا سحر چلگیا تو وہ لوگ لڑکھڑا کر گرے کمان ہاتھون سے چھٹ نکلین
تیر انکے پلٹے اپنے تیر کا خود نشانہ ہوے مہتر قران پانچ ہزار بیک بچے کو ساتھ لیکر درہ کوہ سے نکلا ایک ایک
عیار نے پانچ پانچ حقہ ہاے آتشبازی ہاتھ مین لیے قران نے تکلم نعرہ کیا منم قران جادو کلیا جادو نے
ہی کہا منم کلیا جادو ہر عیار نے یہی نعرہ کیا تیز رفتار نے دور سے دیکھا عیارون نے قریب آ کر حقہ ہاے
آتشبازی داغے ساحرون نے دیکھا یہ دغا باز کمان سے آئے پچیس ہزار حقہ جو ایک بار پڑا زمین و آسمان
آتش بہار ہو گیا آگ برسنے لگی بارہ چودہ ہزار جادوگر جلکر رہے وہ اس آگ کو آتش سحر سمجھتے تھے یہ آگ
اصلی تھی ساحرون کے خرمن حیات کو جلا یا ہزار ہا جل جلکر مرے مگر مہتر قران حقہ ہاے آتشبازی مارتے
ہوے سامنے باران برقبار کے پہونچے دیکھا اسنے کہ اس ساحر نے آگ کے طوفان اٹھا دیے لاشون کے
انبار لگا دیے آنکھ ملا کر باران برقبار سے آواز دی او نامرد کہان جاتا ہی یہ کہکر ایک گولہ پھینکا باران نے
حقیر جانکر گولے پر طمانچہ مارا گولہ پھٹا بالی کی چھینٹین اڑین وہ چھینٹین جو منھ پر پڑین آہ کرکے گرا مہتر قران نے
جھپٹ کر لغدہ مارا باران کا سر پھٹ گیا اتنے بڑے ساحر کا مرنا تمام میدان مین اندھیرا چھا گیا اندھیرے
مین عیارون کی خوب بن پڑی کسی کو کمند مار دی کسی کو حباب مار کے بیہوش کیا کسی کو حقہ آتشبازی مار کر
گرتے خنجر مار دیا جتنے ساحر انکے بڑھے ہوے تھے اور خندقون پر لڑ رہے تھے عیارون نے ان سب کو مار کر
گرا دیا افسر دلگو جو مارا انکے مرنے کی آواز آئی تاریکی مین کشتی مرا کشتی مرا کی صدائین آنے لگی بعد عرصۂ دراز کے روشنی
ہوئی چند ساحر جو باقی رہگئے انھون نے اپنے افسر کلان کا بھی لاشہ دیکھا اور ساتھ والون کے لاشے دیکھے چارون

خندقین لاشون سے پٹگئین باقی جو ساتھ تھے وہ بھاگے ہر چند بعض افسر غل مچاتے ہین مگر قدم اُٹھا کب رک سکتا ہے
عیارون نے پیچھا کیا جسکو جہان پایا مارا سالوس نے دیکھا ساحر بھاگے چلے آتے ہین عیاران اسلام نے
ستھراؤ کر دیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا جب یہ سب بھاگ کر سامنے سالوس کے پہونچے فریاد کرنے لگے
کہ یا خداوند دیکھیے فوج ساحران براے مدد مسلمانان آئی ساٹھ ہزار مین سے ہم دو چار بمشکل بچے افسر اعلیٰ
مارا گیا ملاحظہ فرمایے سب افسر چیدہ و منتخب مارے گئے جو جو نامی ساحر خندق پر پہونچ گئے تھے وہی قتل ہو
بعض کہتے ہین یا خداوند آپ نے تو تقدیرین مضبوط کی تھین کہ سب مسلمان مارے جائین اُسکے برعکس ہوا کہ
باران برق بار مارا گیا ہم سبھون کی کمر شکست ہوئی تیز رفتار نے کہا یا خداوند مسلمانون نے بڑا دھوکا دیا
مہتر قران عمرو کا خلیفہ ہے وہ دیکھیے برق فرنگی جوان یک رنگی تدبیر سے لڑ رہا ہے مین نے سب کو پہچان
لیا اُنمین کوئی ساحر نہین بھانہ کسی نے سحر کیا حقہ ہاے آتشبازی داغے آپ کے ساتھ دغا کی ایک ساحر کو
حکم دیجیے وہ جا کر سب کو مارے ان عیارون سے خوف نہ کرے یہ سب غیر ساحر ہین سالوس نے فرمایا کہ دیکھو
ابھی جا کر قدرت مجھے لیتے ہین ایک سحر مین سب کو پیوند خاک کرونگا چشم زدن مین قصہ پاک کرونگا پہلو سے
ماران جادو بھائی باران برق بار کا کل پڑا کہا قدرت تکلیف نہ فرمائین غلام جاتا ہے سب کی مشکین باندھکر لاتا
ہے تیز رفتار بہت سچ کہتا ہے عیار جب پلٹ کر آئے عمرو نے چاہا پلٹون کہ یکایک پھر بلوہ ہوا ماران جادو
پچاس ہزار ساحر ساتھ لیکر صف سے بڑھا اور پکار کر آواز دی بھلا او ساربان زادے تیرا کرم مجھے عیارون کو
ساحر بنا کر بھیجا یہ کہکر کچھ روئی کے گالے اُڑائے ساتھ والون نے بھی اسباب سحر نکالے روئی کے گالے آسمان
پر پہونچے ابر بنکر برسنے لگے جس قطرہ گرا اڑکر گرا کر زمین پر آیا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے مہتر قران نے چاہا عیارون کو
لیکر بڑھون پانی نے وہ طغیانی کی کہ موسل دھار ابر برسنے لگے ہزارون عیار بھی گرے مہتر قران بھاگ کر ایک
غار کی جانب چلے تھے ماران نے جاتے ہوے دیکھا ایک دستک دی مہتر قران کے پاؤن زمین نے تھام
لیے مہتر قران ٹھہر رہے ہین یقین کامل ہوا کہ آج موت کا وقت قریب آیا اگر کسی ساحر نے آکر ہاتھ باندھلیا بھی ہاتھ
موت ہے لطف زندگی فوت ہے آنکھون سے آنسو جاری ماران جادو نے پکار کر آواز دی لو یارو جو ساحرون
کے افسر بنکر آئے تھے مین نے انکو بھی گرفتار کر لیا پاؤن زمین نے تھام لیے سر کاٹ لو کچھ ساحر طرف مہتر قران
کے چلے کچھ ساحر صلاح کرکے طرف خندق کے متوجہ ہوے ماران نے بھی اشارہ کیا خندقین جو ساربان زادے
نے تیراندازون سے روکی ہین انہین کے لاشون سے خندقین بھر دو ایسے سحر کرو کہ یہ خطا شعار تیر اندازی نہ کر سکین
سب ساحرون نے چہار طرف سے بلوہ کیا سالوس نے اور فوج روانہ کی ماران جادو سب کے آگے
سحر کرتا ہوا جاتا ہے خندق والون نے تیر مارے کئی سو ساحر گرے ماران نے بڑھکر سحر کیا اہالیان خندق سنگ
دل کرنے لگے ہزارون آدمی خندق مین گرے جو گرا بیکار رہا ہاتھ پاؤن کرخت ہو گئے خندق سے نکل نہین
سکتے دو دن مین سحر نے سب اہالیان خندق کو اپنے بیکار کر دیا عمرو دور چھپا کھڑا ہے اب جو یہ معرکہ دیکھا کہ ماران
جادو اہالیان خندق کو بیکار کرکے قریب بارگاہ حشامی پہونچا اب اندر گھس جائیگا صاحبقران کو گرفتار
کریگا پھر کچھ نہ بن پڑیگا پکار کر آواز دی اہالیان لشکر آگاہ ہو جاؤ کہ ماران جادو لڑ بھڑ کر قریب بارگاہ حشامی
پہونچ گیا خندقین جو مین نے کھدوائی تھین سب تیراندازون نے خطا کی خندق مین گرے دیکھو جلا رہے ہین بعجلت
ماران یہیں کہ گرے ہوؤنکو قتل کر رہا ہے اب قریب صاحبقران پہونچا چاہتا ہے یہ سنکر تمام غلام و سپاہی

سوار جو جوان جان باقی تھے دو دوڑ پڑے سینے اپنے سپر کر دیے دم شمشیر پر گلے رکھے تلوار تھے موت کے
رستے چلے مگر ماران جادو تیغہ سحر ہاتھ مین لیے ہوے جھپٹے دوڑ کر ہاتھ مارا دو ہو کر گرا مرتے مرتے آواز دی کہ
شکر ہی خالق بے نیاز کا کہ حق نمک ہے اپنے آقا کے ادا ہوا سر میرا مالک پر فدا ہوا اگلی خیرخواہان دولت جان
دے رہے ہاں سحر کی برقین گرتی ہین کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا سامنے بارگاہ حشامی کے ہزاروں ہوگیا ہزارہا
بیگناہ مارے گئے مگر مرنے والون کی یہی صدا ہی کہ ہم اپنے آقا پر نثار ہوے ہم تین گذرین نمک کھایا کھا کر
آرام اٹھایا آج جو جان نہ دی بڑی حماقت کی بات تھی اپنے آقا پر جان نثار کرنا کیا کرامات ہی ایک دن ضرور
مرینگے اپنے آقا پر نثار ہوے آج زندگی جاوید پائی دولت کونین ہاتھ آئی اب یہی چاہتے ہین کہ جان اپنی دین
ای معبود قدم ہمارے ہم بین رباعی ای دل ز زمانہ رسم احسان مطلب ✤ وز گردش دوران سر و سامان مطلب ✤
درمان طلبی درد تو افزون گردد ✤ با درد بساز هیچ درمان مطلب ✤ کوئی دعا کرتا ہی کوئی لڑ کر مرتا ہی عمرو
در دولت بارگاہ حشامی پر کھڑا ہوا آقا کو دیکھ رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری لب پر دعا کہ ای سامع الدعوات
رفیع الدرجات ای مالک بے نیاز اس آفت ناگہانی سے بچالے دیکھین اب کیونکر جان بچتی ہی بڑی آفت برپا ہی
عمرو بیچارے کھا رہا ہی ناموس مین جو یہ خبر پہونچی کہ صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہین شاہزادیون نے دستے مشکین
زلفین عنبرین کھول دیے بعض سجدے کر رہی ہین بعض پکار رہی ہین ای رب کارساز ای مالک بے نیاز ہمارے
مالک کو بچالے روز سیاہ نہ دکھا کنیزین بڑھ بڑھ کر جاتی ہین خبر لیکر آتی ہین کہ بارگاہ حشامی کی پہلی ڈیوڑھی
پر اسقدر خیر خواہ مارے گئے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین جو زندہ ہین وہ جان دینے پر آمادہ ہین کوئی ایسا نہین کہ
اسوقت جان نہ لڑائے ہر شخص بخوشی راضی ہی کہ جان اپنی دیدے صاحبقران پر کچھ زوال نہ آنے پائے
حقیقت مین صاحبقران خلق مجسم ہین اپنے خادمون سے یہین جھک جھک کرتے کہ خدمتگار مرنے پر آمادہ
ہین دروازے پر ناموس کے چوبدارنیان قلماقنیان کماریان صفین باندھے کھڑی ہین امیدوار کہ اگر ساحر
ادھر آئین ہم بھی اپنی جانین دین ساحران غدار ناموس صاحبقرانی مین نہ جاسکین مگر ایک ایک کا یہ
قول ہی کہ یہ وہ بیبیان ہین جنکو چشم فلک نے بھی نہین دیکھا آج انکے واسطے یہ سامان ہی کہ ساحران کریہ منظر
خیمے مین آنے کا قصد کرین خدانخواستہ بیبیون کو دیکھین ہمارا مر ہی جانا بہتر ہی کہ ہم لوگ اس بربادی کو اپنی
آنکھ سے نہ دیکھین اسوقت لشکر اسلام مین تلاطم برپا ہی ہر خرد و کلان دعا کر رہا ہی بعضے کہتے ہین یاروا اب وقت
اجل قریب ہی نہ مرنے والا بھی نصیب کی خوبی جن لیے طفیل اپنا نام ہوے نظم

غلامان ہیچ بود غدر یابی
بیچ گشتی و مہمان شتابی
ز لطف خدا اجل ز قصابی
و در کس آفتاب و مہتابی
در بہ نیروے این خطابی
نہ خالص کنی بقلابی
تو ای کرہ بر تابی

تا کی این باد کبر و آتش خشم
تو بیازی نشستہ در جیب
تو چراغی نہادہ بر رہ باد
در مشرق روی بسیاحی
در نعمت شریک قارونی
در بیمردی زیاد در گذری

شرمم باد ت کہ قطرہ آبی
سیر دو تیر چہ رخ پرتابی
خانہ در قمر لب ابی
در مغرب روی بجلابی
در لقوت عدیل سہرابی
در شوخی چو برق بیتابی

الکہ بیچارہ رفت در خوابی
کمل کشتی و مہمان طفلی
تا درین گلہ گو سفندی ہست
گر برفعت سپہر و کیوانے
در تمکین ابن عفانے
در مسیر شود کہ سنگ سیاہ
ملک الموت بہ حیلہ وفن

عجب ہنگامہ لشکر اسلام مین برپا ہی ہر شخص آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہی مگر ادھر
یہ حال ہی عمرو پیٹ رہا ہی کہ صاحبقران کی آنکھ کھلی ضبط کرکے فرمایا خواجہ کیون روتے ہو آج ہمارے

لشکر میں کیا ہنگامہ ہی عمرو نے کہا آقا ساحرون نے بلوہ کیا ہی خیر خواہان دولت جان دے رہے ہیں صاحبقران
نے فرمایا خواجہ میرا سر کاٹ لو مسند مجھکو اس ضعیفی میں بے عزت ہونے دو بچیا ساحران غدار اگر لاشہ اٹھا لیجائین
اسم اعظم بند جز نکل ہی گلے میں نہین ہی ہاتھ پاؤن میرے بے طاقت ہین ورنہ اٹھکے جاتا لڑ بھڑ کر جان دیتا اب
مجبور ہو ناچار ہون مگر تمہاری مدد کا امیدوار ہون برائے خدا خواجہ مجھکو ذلت سے بچا لو سر کاٹ لو اب تامل
نکرو نہیں تلوار اٹھا کر میرے ہاتھ میں دو کہ میں اپنا گلا آپ کاٹ لون میرا خون میری گردن پر رہے
کوئی میرے واسطے گنہگار نہوان یا تو تمکو مشن سنکر عمرو سر پیٹ رہا ہی ماران جادو قریب بارگاہ آکر پہونچا
سب نگہبانون پر سحر کر دیا اور کہا دیکھو نکلکر تم سب کو قتل کرونگا پہلے حمزہ کا سر کاٹ لاؤن پھر آکر تم سب
سمجھون یہ کہکر اسنے پردہ اٹھایا عمرو نے جو ماران جادو کو دیکھا نیچہ مارا ماران نے سپر سحر کو آگے کر دیا نیچہ
جو سپر سحر پر پڑا سپر نے نیچے کو پکڑ لیا عمرو نے گھبرا کر نیچہ چھوڑ دیا ماران نے اسی سپر کا عکس عمرو پر ڈالدیا
عمرو کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوے نیچہ جھکاتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا آواز دیتا ہوا باشش او حمزہ اب
کدھر جائیگا امیر نے جو ماران جادو کو آتے ہوے دیکھا ہر چند کہ ہاتھ پاؤن میں رعشہ تھا آج چھٹا دن ہی
کہ آب و دانہ بند ہی مگر یہ کہکر اٹھے او نامرد قریب تو آ میرا وہ بھی تجھپر بھاری ہی وہ تو جانتا ہی کہ حمزہ کا جسم
بحس و حرکت ہی ماش کا دانہ پھینکا کہ اور ہاتھ پاؤن بیکار کرون ناظرین کو یاد ہوگا کہ کرب نے شیشہ اسم اعظم کا
توڑ ڈالا تھا صاحبقران کے جسم میں خود بخود طاقت آئی اسم اعظم بھولا ہوا یاد آیا صاحبقران اسم اعظم
پڑھنے لگے ماران جادو نے بڑھکر چاہا امیر کا ہاتھ پکڑ لون امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اسم اعظم پڑھکر
ایک طمانچہ مارا ماران جادو کا سر اڑ گیا قران سحر میں ماران کے پھنسا ہوا تھا پاؤن چھوٹے صاحبقران
تلوار لیکر باہر نکلے جتنے ملازمان صاحبقران سحر میں ماران کے مبتلا تھے سب یہ اشعار پڑھتے ہوے چلے نظم

طوطی کجاست چو تو دلاویز در سخن
لیکن سخن کجاست جواب از تو در سخن
در باغ دہر چو تو نہالی نخاستست
سوگند خوردہ ام کہ دگو مہ ودار سخن
موج جمال یار گفتن نمی تو ان
مارا زجان کجا کہ کنیم خوب تر سخن
اندر زبان ملک نگنجد بیان عشق
شاید کہ زین غزل بنویسید بہ سخن

نوشین دہان و شہد لسان و شکر سخن
وصف لب شہد و شکر بے مناسبت
سوسن زبان و غنچہ دہان نیست در سخن
ای باد گر بکوی دلارام بگذری
مدحت کجا بگنجد درین مختصر سخن
جز عشق ہر چہ ہست ہمہ رنج و محنت است
آرے ز روز عشق بود بیشتر سخن

وصف لبش کہ بر سخنت آفرین لبند
کاب حیات با دم عیسی ست در سخن
جز نعت زلف و خال نگر آسایش است
برگوے حال ما و بگو این قدر سخن
وصف جمال دوست نگنجد بہ ہر زبان
کاندر بیان عشق بود تیرہ تر سخن
چون احمدی حدیث سخن میکند بیان

امیر نے بارگاہ سے نکل کے نعرہ کیا نعرہ امیر حمزہ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران ازجہان یادگار
علم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد
کی تیغ صمصام و قمقام
کی تیغ عقرب یمنی ذوالحجام

نعرۂ صاحبقران کی صدا تمام لشکر میں پہونچی
جسکے کان میں صدا گئی خوش ہو گیا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہی کہ آقا کے نعرے کی آواز آئی ادھر سے
مرنے کی ماران کے صدا بلند ہوئی تھی مگر نعمان جادو کو ہان جادو دربارگاہ پر کھڑے سحر کر رہے
تھے کہ صاحبقران برآمد ہوے صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان اپنے برج سے نکلا یا گوہر بے بہا درج سے
چہرے پر نقاہت ہاتھ پاؤن میں رعشہ نعمان نے بڑھکر تیغہ سحر کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر تیغہ

تیغہ عقرب پر رو کا جواب مین ہاتھ مارا کہ لقمان کے دو ٹکڑے ہوئے کوہان ہائے بھائی کہکے دوڑا
صاحبقران پر سحر کی بوچھار کردی اب امیر پر سحر نہین تاثیر کرتا وہان شیشہ ٹوٹا یہان اسم اعظم چھوٹا اسم اعظم
باواز بلند پڑھنے لگے خاصہ نہ کھانے کا ضعف چہرے پر ظاہر مین مضطر و متشدد مگر دل مین قوت آگئی نعرے سے
صاحبقران کے زمین تھرا گئی قریب بارگاہ حشامی لاکھون ساحرون کا جماؤ تھا ان لاکھون ساحرون مین
تلوار صاحبقران مثل برق چمک رہی ہی لڑائی مین مصروف جسکے خرمن حیات پر گری اُسے جلا دیا مگر لاکھون
ساحر لوٹنے کی خوشی مین قریب بارگاہ حشامی آگئے تھے اسی امر کے مشتاق تھے کہ صاحبقران قتل ہون
تو مال لوٹین بعضون نے لڑائی کا ارادہ بھی نہین کیا مال لوٹنے لگے ملازمان صاحبقران بیکار ہو چکے تھے
مال بہت لٹ گیا اب جو ساحرون کو انتشار ہوا لقد جان کی پڑ گئی مال کیسا مال پھینکا بعضے لڑائی مین مصروف
بعضے بھاگ گئے کہتے ہوئے کبھی تقدیر قدرت کی پختہ نہین رہتی ہی آج تو بڑی تقدیر پختہ کی تھی رات سے اُسے
پختہ کر رہے تھے وقت پر بہتی ہوئی ہمیشہ سے یہی دیکھتے چلے آتے ہین قدرت کا بھی جاہ و جلال مسلمانون نے
مٹا یا خوب تقدیرین بگاڑا کرتے ہین اب کچھ نہین بن پڑتا روز یہی شعبدہ رہتا ہی کہ تقدیر بنی ہوئی بگڑ گئی ہم تو
قدرت کے منہ پر یہی کہینگے بعضے جو دل و جان سے معتقد ہین وہ کہتے ہین بھائی چپ رہو اسی اعتقاد نے
یہ خرابی کی اپنی زبان سے کہنا کیا ضرور ہی قدرت نے جو مناسب جانا وہ کیا جو قدرت کرین اُسے دیکھو صابر
شاکر رہو جائین سہو منہ سے کچھ نہ کہو یہی تو اکثر فرمایا کہ بندے اچھی طرح ہماری یاد نہین کرتے اسی وجہ سے
قدرت کو ناگوار ہی کہ پرانے بندون کو مٹا دین نئی دنیا آباد کرین سالوس نے جو دیکھا کہ یا تو ساحر جو
سحر کر رہے تھے مسلمانون پر تباہی تھی یا مسلمان کلمہ پڑھ کر آتے ساحرون پر جا پڑے خواجہ عمرو نے
بھی پیچھے کھینچا مشتر قران وغیرہ جو سحر مین جاران کے پھنسے ہوئے تھے یہ بھی سب رہا ہوئے رہا ہوتے ہی
حقہ ہائے آتشبازی چلنے لگے عیارون نے آگ برسا دی مگر آتشبار جادو و آبیار جادو دونون بھائی
لڑے سحر کر رہے ہین ایک آگ برساتا ہی دوسرا ابر سحر بناتا ہی پانچ سات کوس کے گرد مین تباہی صاحبقران
ضعف سے سواری مین فرق ہی پسینے مین غرق جہان تک اسم اعظم پڑھنے کی آواز جاتی ہی وہ لوگ بچے ہوئے
ڈرے مین جہان پر نہین پہونچتی وہان آگ برس رہی ہی ابر سحر برس رہا ہی جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر گرا کوئی آگ
سے جلا کوئی پانی مین ٹھنڈا ہوا سالوس نے سب ساحرون کو حکم دیدیا کئی لاکھ جادوگر آپڑے اکیلے
صاحبقران کدھر کدھر جائین ابر سحر کی طغیانی اہل اسلام کے چہرون پر پریشانی مقبل وفادار غلام
صاحبقران عالیوقار بارہ ہزار تیر اندازون کو ساتھ لیے ہوئے پشت پر صاحبقران کے لڑتے ہوئے
چلے آتے ہین جب ان لوگون نے تیر اندازی کی ہزار دو ہزار واصل جہنم ہوئے صاحبقران لڑتے لڑتے
بسبب ضعف و نقاہت کے سایے مین ایک نخل کے ٹھہر گئے فرمایا خواجہ اشقر لاؤ اب بسبب ضعف کے
سر اقدم نہین اُٹھتا بلوہ ساحرون کا سبت ہی یہ تو بخوبی یقین ہوا کہ کرب جا کر طلسم پر غالب آیا تمنے جو بیان کیا
تھا کہ بھیجے روانہ کر دیا ہی خدا نے اسکو مظفر و منصور کیا اگر اسنے شیشہ نہین توڑا تو مجھکو اسم اعظم کیونکر یاد آیا
یہ تو یقین ہی کہ چل چلے ہونگے کرب ایسا سعادتمند ہی کہ وہ رکا نہ ہوگا منزلین طی کرتا ہوا آتا ہوگا مگر ابھی وہ
نہین پہونچے لاکھون ساحرون کا بلوہ ہی مجھسے ضعف سے نہین چلا جاتا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی دیوانہ بن
قندس نے اسی جنگ مین مرکب لا کر پہونچایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے کچھ نوالہ کھائے وغیرہ

عمرو نے بیت کے چھاگل سے جام آب دیا امیر نوش فرما کر بڑے ساحر سحر کر رہے ہیں دم نہیں لینے دیتے اگر ہم مارے گئے تو بس آکر موجود ہو گئے صاحبقران نے بلوہ ساحرون کا دیکھکر دست دعا بلند کیے لگار اُٹھے نظم

تا ابد یارب ز تو من لطفہا دارم امید
بیوفائی کردہ ام از تو وفا دارم امید
نا امیدم از خود و از حیلہ خلق جہان
زانکہ من از رحمت بی منتہا دارم امید
ہم تو دیدی من چہا کردم تو پوشیدی ز لطف
بہر ہر ذرہ ز تو فضل خدا دارم امید
روشنی چشم من از گریہ شد ای حبیب
بعد ازین کشتی از و من لطفہا دارم امید

از تو گر امید برم از کجا دارم امید
ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار و زار
از ہمہ نومیدم اما از تو بسیارم امید
ہر کسی امید دارد از خدا و خبر خدا
ہم تو میدانی کہ از دین چہا دارم امید
ہم بدم بد گفتہ ام بد ماندہ ام بد کردہ ام
این زمان از خاک کویت تو بیا دارم امید

از ستم عمر کسی چون دشمنان دین مگیر
یک قلم زان شربت دار الشفا دارم امید
منتہای کار تو دانم کہ آمرزیدن ست
لیک عمری شد کہ از تو میدانا دارم امید
ذرہ ذرہ چون غبار گردانم خاک حمد
با وجود این خطاہا من عطا دارم امید
محی میگوید کہ خون من جبین من ریخت

صاحبقران کا بیتاب ہو کر یہ دعا کرنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز یزے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست شعر از دامن دشت گو داد گرد گردے برخاست تو تیا رنگ ✤ از دامن دشت آن غبار ✤ رخسارہ نمود شہر یارے ✤ سب نے دیکھا کہ فدویان اسلام کرب نوجوان سلاح طلسمی زیب جسم ایک بادشاہ عالیجاہ تخت پر لباس زمردنگار زیب جسم ملک اخضر سبز پوش ام پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل دس ہزار ساحر حربہ ہاے سحر ہاتھ میں لیے ہوئے تخت کو گھیرے ہوے گئی سو جھکر امال طلسمی کا لدا ہوا اندلس صبا رفتار عیار کرب نامدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے سواروی کرتے ہوے آتے ہیں ترجمہ عیارون نے خبر دی کہ جلدا پے تو پہونچا یئے ہر چند کہ صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا مگر ساحرون کا بڑا بلوہ ہی زخمی ہو رہے ہیں کرب نے گھوڑا بڑھا کر زین سے نعرہ لیا نعرہ کرب کرب پر حرب نامور نامدار بنظر کردہ شاہ دلدل سوار ✤ اخضر نے عرض جی کی حضور تامل کرین میں ساحرونکو دیکھو لونگا کرب کو کب تاب تھی گھوڑا اُڑا کر صف کفار پر جا پڑے خنجر نکل گئے ہیں ہی اسوجہ سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ملک اخضر تاج کو کج کر کے تخت سے کو دا دس ہزار ساحرون کو آواز دی ہان یارو حربہ ہاے سحر چلین ہمارے آقا کے آقاے نامدار پر بلوہ ہے دل کو اُنکے آگاہی بھی راہ مین کسی مقام پر مقام نہین کیا ہر منزل میں یہی فرماتے تھے کہ یارو رات کو بھی نہ اُترو چلے ہی چلو وہ فرمانا اُنکا درست ہوا شکر ہی کہ وقت پر پہونچے یہ کہہ کر اخضر نے گولہ مارا دس ہزار سحر برابر سے چلے اخضر کے سحر لگے تو شعلہ ڈالدیا آگ کو بجھایا پانی کو خشک کیا کئی ہزار آتشین اژدہے مرے آتشبار جادوگری سے طرف اخضر کے پلٹا قریب آکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اخضر بادشاہ طلسم منو سوا و صد ہا طرح کے سحر یاد تھا بلا تکلف آتشبار کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصہ میں ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس خود سر کا اُڑ گیا اگ بھی آب بار جادو کو نکا اد بے آبرو اپنے نزدیک تو نے بڑا کام کیا کہ دریاے سحر بنایا یہ دریا وہی ہے کہ ایک سحر تین ہزار دریا خشک کر دیا آبیار نے بڑھکر اخضر پر کئی سحر کیے اخضر نے بہ آسانی اُن سحرونکو دفع کیا اسنے گولہ مارا اخضر نے ایک دستک دی وہ گولہ اُلٹا پلٹ کر سینے پر آبیار کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اندھیرا ہو گیا صدا مہیب ناک آئین افسران نامی کے مرنے کی آواز جو سالوس نے سنی گھبرا گیا تیز رفتار برابر پایہ تخت کے ہے کہا اے تیز رفتار امسال تقدیرین سب پھری ہین تقدیر پلٹے جاتی ہے تدبیر مسلمانون کی بن پڑی ہے اب قدرت کیا کرین بڑے

بڑے نامی گرامی ساحر مارے گئے آج تو ساحرون کا خاتمہ ہو گیا اب قدرت کیا تقدیر کرین تیز رفتار نے کہا
اب سوائے تقدیر گریز کے اور کوئی چارہ نہین جو جو صلاح کی وہ سب بیکار رہا ئی مسلمانون نے عمر کو دیکھیے کہ طلسم
کو جا کر فتح کیا وہان جا کر اسم اعظم کو حمزا یا عقل نہین کام کرتی کہ صحراے خارستان کیونکر طے کیا ایک ہفتے مین
کے طلسم فتح کر کے آ پہونچے شریک جنگ ہوے یہ جو بڈھا ساحر تاجدار لڑ رہا ہی غلام نے دریافت کیا یہ بادشاہ
سابق طلسم مینو سواد ہی اژدر ان اژدر سر اسکا وزیر اعظم تھا اُسنے نمک حرامی کر کے اسکو قید کیا طلسم کشا نے جا کر
اسکو رہا کیا طلسم پر خوب لڑائیان ہو رہی ہین اب پلٹ چلیے در بند چہارم و پنجم و ششم و ہفتم باقی ہین سب سے زیادہ
یہ گمان ہی کہ کھیون جادو جسنے یہ صلاح کر کے در بند درست کرائے اُنکے در بند پر عمر کہ طلسم پڑیگا اتنے عرصے مین
کرب و اخضر نے فوج کفار کو درہم و برہم کر دیا عمرو نے ہر چند کدو کاوش کی کہ اگر تیز رفتار آئے تو اس سے
مقابلہ کرون مگر تیز رفتار اپنے مقام سے نہ نکلا مقابلے مین عمرو کے نہ آیا جب ساحر ہزارہا مارے گئے میدان
مین لاکھون کا کھیت ہوا ساالوس نے طبل امان بجوایا جب طبل بازگشت پر چوب پڑی کرب نے آکر امیر
کی قدمبوسی کی خبر سکل نذر گذرانی ملک اخضر کو پیش کیا صاحبقران نے ملک اخضر کو بہت بھاری خلعت
دیا سب سردارون سے ملے صاحبقران نے فرمایا اے کرب نامدار بڑا کارنمایان تمہاری ذات سے سرزد
ہوا اب تم اپنے کو خدمت مین بادشاہ کے پہونچاؤ اس طلسم کے تم فتاح تھے اس وجہ سے قید ہو کر آگئے
بادشاہ کو انتشار ہو گا کہ کرب غازی واسطے شکار کے گئے تھے واپس نہ آئے ملک اخضر کو طرف طلسم کے
رخصت کرو ملک اخضر نے تو بہ پھیلا دیے نہایت عجز کیا کہ حضور سے اتنے بڑے ساحر سے مقابلہ ہی غلام
اگر یہان رہیگا بہت کام آئیگا صاحبقران نے قبول نہ فرمایا بہت خلعت و انعام دیکر ملک اخضر کو رخصت
کیا صاحبقران داخل بارگاہ ہوے کرب نامدار بھی رخصت ہو کر طرف غوبیہ باختر کے گئے ملک
اخضر جب رخصت ہوا کسی طرح صاحبقران نے اسکا ٹھہرنا گوارا نہ کیا راہ مین اپنے ساتھ والون سے کہتا
تھا کیون صاحبو ایسے جلیل بھی کسی کی نگاہ سے گذرے ہین کہ اتنے بڑے ساحر سے مقابلہ مجھ ایسا غلام
ہو چکیا اور رہنا میرا قبول نہ فرمایا اور ابھی صاحبقران کو بڑے بڑے کام درپیش ہین چار در بند قلعہ ساالوس
پر کے اور اس سے کہ جسنے دعوی خدائی کیا ہو نہین معلوم کیا کیا عجائب و غرائب اُسنے قبضے مین کیے ہین
سب نے کہا حقیقت مین صاحبقران اپنے پروردگار پر تکیہ رکھتے ہین اتنی بڑی لڑائی کس آسانی سے
فتح ہوئی مگر مسلمان بھی بہت قتل ہوے خداوند نے اپنے مقام سے جنبش کی در بند والے بھی آئے تھے مقابلہ کرنے کو
اخضر نے کہا آتشبار و آببار کو مین نے مارا بڑے ساحران زبردست تھے انکا مثل نہ تھا اگر وہ خود مقابلے کو
آتا نہین معلوم کیا ہنگامہ برپا ہوتا آمد کرب نامدار کو دیکھ کر گیا یہ ذکر کرتے ہوے خوشی خوشی آکر داخل قلعہ
مینو سواد ہوے خوشی سے رہنے لگے مگر اخضر نے کہا صاحبقران کو قبل ساالوس مقابلہ طلسم نور افشان
منظور ہی ہر کارے سے عرض کردو کہ جب صاحبقران طلسم نور افشان پر جائین اُسوقت ہمکو خبر ملے تو ہم بھی جا کر
شرکت کرین اخبار نویس نے اسی وقت سے بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی مقرر کیے کہ ذکر اسکا وقت پر
لکھا جائیگا مگر ساالوس بیٹھنے کے مقام پر نمکپاش سے آیا کہا اے خیر خواہ دولت قدرت کا ٹھہرنا یہان پر
مناسب نہین قدرت اپنے قلعے پر جائینگے تمکو مناسب ہی اپنے دربند کا خیال رکھنا نمکپاش نے کہا مین نے
بڑے بڑے انتظام کیے ہین آج بھی غلام نے سب تماشا دیکھا یہ نہین ہو سکا کہ مین بھی جنگ مین شریک ہوتا

مجھے اپنے دربند سے کام ہے اسی کی حفاظت مین میرا نام ہے رات ہی کو سالوس رو سیاہ طرف اپنے قلعے کے جاگا
صبح کو صاحبقران دربار مین اکر بیٹھے خواجہ عمرو و مہتر قران و برق و جملہ عیاران نامی حاضر خدمت ہین امیر
نے خوشی مین فرمایا میری منزل کھوٹی ہوئی مین نے یہ چاہا تھا کہ اپنے کو بتعجیل طلسم نور افشان پر پہونچاؤن
کوکب کی رہائی کی تدبیر کرون نہین معلوم کہ اسپر کیا گذری فوس اسماعیل قید ہو جائے اب جلد سامان فکر کرو
کہ سالوس سے مہلت پاؤن مصروف کار اصلی ہون مین نے کیا قصد کیا تھا کہ ابلیس سے مقابلہ کرون
سالوس سے یہ جھگڑا پڑا عمرو نے کہا اب مین فکر مین جاتا ہون قران و برق نے کہا استاد ہم بھی ساتھ چلین
عمرو نے کہا مین کسی کو اپنے ساتھ نہین لیجاتا نہ کوئی صاحب ارادہ کرین قران و برق الگ ہوئے خواجہ
یکہ و تنہا صورت تبدیل کرکے طرف دربند نمکپاش کے چلے مگر ملکہ یاسمن گلگون پوش اپنے باغ مین
بیٹھی ہین یہ بھی خبر انکو ملی کہ لشکر خداوند سالوس برائے مقابلہ صاحبقران گیا ہے ملکہ یاسمن گھبرائین کنیزون سے
کہا خبر لاؤ اول کنیزون نے یہ سب خبرین پہونچائین کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہوا خرزہ گل کوئی مانگ لیگیا
اس شب کو ملکہ کی بیقراری شب بھر نیند نہ آئی تڑپ تڑپ کے رات کاٹی صبح کو اور پریشانی سنی کہ اب لشکر
صاحبقران پر خداوند کا بلوہ ہے آٹھوین دن انتشار مین بیٹھی ہین کنیزین سمجھاتی ہین ملکہ فرماتی ہین نہین معلوم
خواجہ عمرو پر کیا گذری تم سبھون نے خبرین مفصل پہونچائین جب صاحبقران پر اتنا بڑا انتشار ہوگا عمرو کیا
کر رہا ہوگا ہم پر تو مصیبتین گذر رہی ہین کون زندگی کی صورت ہے اپنے حال پر ملال پر بڑی حسرت ہے نظم

وہ پھر کے آپ تو آتا اگر جواب نہ تھا
ہجوم غم شب فرقت مین ستر باب نہ تھا
جو راہ میکدہ زاہد ہمین بتا دیتا
سنبھالتا نہ مجھے ایسا یہ انقلاب نہ تھا
دیے ہین غم مین کتنے وہ یاد کیون کہ
کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ تھا
اسی سے آنکھ لڑاتے ترے تماشائی
دیے تھے جسنے دل اتنے کہ حساب نہ تھا
اُٹھا دیا جو خرابا تیون نے محفل سے
ابھی تو پرسش اعمال تھی حساب نہ تھا
لگا دیا ری پہچاننا تو مشکل ہے

پیام بر تھا الٰہی ہر اسباب نہ تھا
رقیب فاتحہ آکر پڑھے غضب آیا
گناہ بھی ٹھہرتا اگر ثواب نہ تھا
بتون کے عشق مین دونون جہان کا کھوئے
ہمارے داغ تھے پوسونگے یہ حساب نہ تھا
اُٹھا کے ہیچ پکارا یہ کوے یار مین دل
ادھر تو حشر مین بھی روے آفتاب نہ تھا
تمھارے حسن کا شوخی نے پردہ فاش کیا
خدا نخواستہ مین تارک ثواب نہ تھا
ہماری آنکھون پہ بھی باندھی نہ تھی پٹی
جلال لطف سے خالی کبھی عتاب نہ تھا

ارادہ کرتے تو جان حزین نکل جاتی
لحد مین ہمپر ابھی تک تو کچھ عذاب نہ تھا
گرا مین کوچہ جانان مین سے جل جلکر
کسی سے ایک خدائی کو اجتناب نہ تھا
یہ کم ہوا تھا سیاہی مین شاعر وقت کی
بہشت مین تو ابھی کوئی عذاب نہ تھا
تمھارے تیر و تفنگ پیکان تو مین کی
یہ رنگ چھپنے کی والا نہ نقاب نہ تھا
گناہ و بوئے جو کچھ الگ مین روز حساب
اگر تمھین کو دم قتل کچھ حجاب نہ تھا

یہ اشعار عبرت آثار حسرت انگیز
ورد زبان تھا جو بہ ولی کنیزون سے عرض کی واری غنچہ دہن خبر تو کئی ہے یہ بھی خبر سنی کہ خواجہ نے دو دو
عیار یان کین کہ ساحر نام سے خواجہ کے کانپتے مین ملکہ نے کہا خدا انکی جان ساحرون سے بچائے
سب انکی جان کے دشمن ہین اُسی شخص کا کام تھا کہ از کاشمیر تا کاشغر و عنظلی آباد و زبرجد نگار و فرغ
تک ہنگامے ڈالدیے لاکھون ساحر مارے انھین کے ڈر سے شمشاد دریاے قلزم مین جا کر چھپا مگر وہان
بھی آبرو نہ بچی دریا مین گھسکر اُسکو مارا اس ملک پر خدا اُسکی جان و آبرو بچائے دو دن اسی تردد مین ملکہ نے
کاٹے کہ یکایک نقارے کی آواز کان مین آئی کنیزون سے کہا ارے خبر تو لو یہ نوبت نقارے او خداوند کے نشان

ہین اتنا تو ثابت ہو کہ کیونکر تشریف لائے لی کنیزین دوڑی ہوئی گئین تھوڑی دیر مین ہانپتی ہوئی آئین عرض کی
واری مبارک ہو قدرت شکست کھا کر آئے ہین مین نے تیز رفتار سے پوچھا اُسنے جلدی مین اتنا کہا کہ
ایسی لڑائی پڑی کہ چار سو افسران نامی مارے گئے فوج کا کیا شمار طلسم مینو سواد فتح ہوا وہان کا بھی بادشاہ
گرفتار ہوا صاحبقران کے سپہ سالار ہین کرب نامدار اُنہین نے جا کر طلسم فتح کیا بی بی مین چلا کے نہین کچھ
کہ سکتی قدرت دربند نمکپاش سے بھاگ کر آئے ہین اب دربندون کی تدبیرین ہو رہی ہین کہ چارون دربند
پکی سختی ہو کہ مسلمان پہاڑ کے قلعے تک نہ آسکین اب یہ تدبیرین ہونگی آپ تو جانین بھاگ کر بھاگ آئے
ملکہ کا خوشی سے رنگ سرخ ہو گیا کہا خداے نادیدہ کا بڑا فضل ہوا یہ بڑی قیامت کی لشکر کشی تھی ساحرون
کی سرکشی تھی اور واری مین نے سُنا کہ اہل اسلام نے بڑے صدمے اُٹھائے مگر انجام بخیر ہوا کہ فتح پائی
ساحرون نے شکست کھائی واری تعجب کی بات ہی کہ چار سو افسر مارے گئے اب نمکپاش جادو کے
دربند پر بڑے ہنگامے مین راستہ بند کیا ہی ملکہ نے ہنسکر آواز دی کہ مین براے ملاقات خواجہ عمرو جاتی
ہون اگر ملاقات ہو جائے تو مبارکباد دون کہون کہ خواجہ بڑی فتح پائی سالوس ہی کہنے لگا تھا کہ دربند
نمکپاش پر بڑا مزا ہوگا ایک ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یاران برفتار کو بڑا دعوی تھا ہاتھ سے صاحبقران
کے واصل جہنم ہوے کنیزین بھی خوشیان کر رہی ہین خوشی مین ملکہ نے اپنے کو خوب آراستہ کیا دریاے جواہر
مین غوطہ مارا پھولون کا زیور بھی زیب جسم کیا پر پرواز پیدا کر کے سحر کرتی ہوئی جاتی ہین جدھر سے نکل جاتی
ہین اگر شجر کے سائے مین آگئین تو شجر نے شاخون سے ہاتھ پھیلا دیے کہ یہ محبوب چند ساعت میرے
سائے مین ٹھہرے جب سائے سے نکل جاتی ہین پتون سے کف افسوس ملتا ہی کہ ایسی گلعذار میرے سائے
سے نکل گئی پھولون کا زیور جو زیب جسم ہی عندلیبان خوشنوا پہلوے گل سے کنارہ کرتی ہین جاتی ہین کہ
اس گلبدن کے گرد پھرین عشق گل مین کیا مزا ہی گو ہن گل مشہور ہی مگر ہماری فریاد نہین سنتے یہ دیکھنے کے لائق ہین
گل سے عذار چہرہ پر بہار سرو قد غنچہ دہن سیمبر رشک قمر ایسی معشوق مرغوب پر کیون نہ جان دین یہ سمجھے
عشق گل چھوڑا اس رشک چمن کا ساتھ دیا ملکہ آتے آتے ستارہ بنی ہوئی جاتی ہی دربند نمکپاش پر دیکھا
مسند پر نمکپاش بیٹھا ہی کئی سو ساحر گرد ہین صلاح گرفتاری عمرو ہو رہی ہی ملکہ تو ایک پہاڑ پر جا کر ٹھہری
ہر یہی خیال ہی کہ آج فتح ہوئی ہی خواجہ لشکر مین انتظام کر رہے ہونگے شاید ادھر سے نکلینگے تو بلا لونگی
آرزو ہی کہ اگر انکو پالون تو ایک غزل مبارکباد کی گوا کر اُنکے سنون ہاے کیا آواز ہی گانے مین عجب سوز و
گداز ہی خدا نے گلے مین تاثیر عطا کی ہی طایر مست ہوتے ہین آہوان صحرا کر چھالین بھرتے ہوے آتے ہین
شیر کچھار سے نکل پڑتے ہین اور ایک لطف ہوتا ہی کہ پہلوے باز مین عصفور پہلوے شیر مین آہو ایسے مبہوت
ہوتے ہین کہ یہ جانور گرد مضطر رہتے ہین باز شکار سے باز آتا ہی شیر دھوکے مار کر گھر آتا ہی اس سوچ مین
وہ گلبدن زیر نخل بیٹھی ہی وہ بہار اُسوقت رشک دہ ہزار چمن ہی وہ نخل نخل وادی ایمن ہی لیکن نمکپاش
مع ساحران مین یہی صلاح کر رہا ہی کہ صاحب اب تو مشہور ہو گیا کہ عمرو نے دلوس بنکر سب راز و نیاز
دریافت کیے کرب کو واسطے فتح طلسم مینو سواد کے بھیجا سارے فساد عمرو ہی کی ذات سے ہین اگر
عمرو گرفتار ہو اور مار ڈالا جائے حمزہ سے کسی مقدمے مین کچھ نہ بن پڑیگا ساحرون نے کہا ہم جائین عمرو
کو ڈھونڈھ کر لائین نمکپاش نے کہا تم سے کسی سے نہ بن پڑیگا مین خود ہی جاتا ہون یہ کہکے اُٹھا اسباب سحر

تمام جسم پر آراستہ کیا سب کو نہین چھوڑ کر پر پرواز پیدا کیے اڑتا ہوا لشکر اسلام مین آیا اسوقت عمرو خدمت
مین صاحبقران کی ہی تلاش مین نمکپاش کی عمرو گیا تھا راہ سے پلٹ آیا صاحبقران کی بارگاہ
مین گیا صاحبقران نے بھی اس جنگ مین بہت زخم کھائے تھے بعد ایک ہفتے کے خاصہ کھایا زخمون پر
پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھین امیر چھپر کھٹ پر آکے لیٹے ہین خواجہ عمرو واسطے عیادت کے آئے امیر
سے باتین ہونے لگین اسوقت صاحبقران کو ناموس کا خیال آیا فرمایا کہ خواجہ عرصہ دراز ہوا خبر نہین
معلوم شاہزادیون کا کیا رنگ ہے عمرو نے کہا نامہ تو آیا تھا ملکہ مہرنگار تاجدار نے کس ذوق وشوق
سے آپ کو لکھا تھا کہ اگر جہاد سے مہلت ہو تو دو چار دن کو یہان تشریف لائیے دور افتادہ ہجران دیدہ
آفت کشیدہ آپ کے اشتیاق مین تڑپتے ہین امیر نے فرمایا خواجہ کیا لکھون اگر کوئی جاتا تو اتنا لکھ بھیجتا
بیت قاصد اس یہی پیغام ہمارا کہنا ۔ او بت وعدہ فراموش ترا کیا کہنا ۔ خواجہ آج آٹھ دن کے بعد
کھانا کھایا ہے لیکن کھنچ رہی ہین زخمون مین درد ہے اگر تمھارے خلاف نہو دو چار اشعار پڑھو مگر اپنے طریقے مین
عمرو نے یہ اشعار عاشقانہ سنا سنے صاحبقران زمان کے اپنے الحان مین گانا شروع کیے نظم

چال سے کو ترا گلون کی ڈالیان جھک جائینگی
تیرے ہودے کی محل بالیان ہوجائینگی
آئی ورزش یاد جب آئیگی یہ رونگا مین
جال دیوار صنم کی جالیان ہوجائینگی

ان گلون لی الحذر پامالیان ہوجائینگی
سخت بھی مجھکو کہوگے اختلاط تم اگر
میرے اشکون سے زمین مین نالیان ہوجائینگی
یہ مثل مشہور ہے دیوانہ را ہوئی بس است

سنئے جیو انگا الدین زیور گوش صنم
مصرعے کی ڈلیان تمھاری گالیان ہوجائینگی
طائر دل روزن دیوار مین ہوگا اسیر
چٹکیان ای نور مجھکو تالیان ہوجائینگی

صاحبقران ان اشعارون کو سنکر آبدیدہ ہوئے فرمایا اب تو خواجہ دو چار روز تامل کرو اب راستہ کیونکر
کھلیگا ہماری تو یہ رائے ہے کہ زخم صحت پائین تو اشقر پر سوار ہو کر اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلین ہر در بند پر
لڑائی پڑے یونہین لڑتے ہوئے تا بہ قلعہ سالوس پہونچین یہ تو مکار نے بڑا مکر کیا کہ راستہ بالکل بند کر دیا
عمرو یہ کہکر اٹھا کہ کوتوالی چبوترے پر جاکر بندوبست کرون کئی دن سے سب معاملہ خراب پڑا ہوا ہے جہان
مین ذرا غافل ہوا چورون کی خوب بن پڑتی ہے سنا ہے کہ صدہا جیب کٹ گئین کئی نقبین تاجرون کے یہان
دی گئین صبح کو وہ روتے پیٹتے ہوئے آئے یہان سے دو کوس پر ایک گاؤن ہے وہان جاکر مین نے
چورون کو گرفتار کیا مال سب انکے گھرون سے نکلا چورون کو قید خانے بھیجدیا مگر اور ابھی دس پانچ چور
باقی ہین صاحبقران نے تو آرام فرمایا خواجہ عمرو بارگاہ حشامی سے نکلکر بیرون بارگاہ آئے کوتوالی
چبوترے کا انتظام کیا برق سے کہا بیٹا ذرا پھرکر در بند نمکپاش کی تو خبر لاؤ خدا کے لیے جاتے
ہی عیاری نہ کر بیٹھنا برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا مگر نمکپاش جو مایوس پلٹا جا بجا ٹھہرتا ہوا جاتا ہے دل سے
لگتا ہے ساتھ والون سے کیا کہونگا عمرو مجھکو نہ ملا قریب اس کوہ کے پہونچا جہان ملکہ یاسمن گلگون پوش
یاد مین خواجہ کے ٹہل رہی ہین نمکپاش کی آسمان سے نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین برسر کوہ زیر
نخل ٹہل رہی ہین مگر شعلۂ جوالہ آفت کا پرکالہ سہی قد آفتاب طلعت ماہ صورت خال جو عارض انور پر
خال خال ہین باعث ترقی حسن وجمال ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہوے ہین
لباس عمدہ دریائے جواہر مین غرق بندھیان پھولون آڑی ترچھی پڑی ہوئی ہین صاف ظاہر ہے کہ رشک چمن
معشوق گلبدن غنچہ دہن سیم تن مگر مثل آہوے وحشی ایک مقام پر قدم نہین ٹکتا نمکپاش اتر آیا جب

سامنے پہونچا تو پہچانا کہ دختر جیحون جادو ملکہ یاسمن گلگون پوش ہے جمال جہان آرا دیکھکر گیا اور جھک جھک کے سلام کرنے لگا ملکہ نے کہا ای ہمکپاش کیون گھبرائے ہوئے ہو کہان سے آتے ہو چہرہ اداس غبار پڑا ہوا ہے بجاے تمہارے فرزند کے برابر ہون مجھکو سلام کرتے ہو کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو ہمکپاش کے ہوش درست نہ تھے اُسی جوشش محبت مین ہاتھ باندھکر یہ اشعار دلفگار پڑھنے لگا بند مسدس

چند صبح آئیم و از خاک درت شام رویم
صد دعا گوئیم و آزردہ بدشنام رویم
از سر راہ تو چون خاک بناکام رویم
دور دور از تو من تیرہ سرانجام رویم
بسر راہ تو آئیم نشوی رام رویم
نبود زہرہ کہ ہمراہ تو یک گام رویم
کس چرا این ہمہ سنگین دل و بدخو باشد
جان من این روش نیست کہ نیکو باشد

از چہ با من نشوی یار چہ می پرہیزی
نیست مانع ز من زار چہ می پرہیزی
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزی
نہ حدیثی کنی اظہار چہ می پرہیزی
حرف زن ای بت خونخوار چہ می پرہیزی
بکشا لعل شکربار چہ می پرہیزی
کہ ترا گفت کہ با من ز وفا حرف مزن
چین بر ابرو زن و یکبار بما حرف مزن

درد من کشتۂ شمشیر بلاے داند
عاشقی ہمچو منت نیست خدا می داند
سوز من سوختۂ داغ جفاے داند
مسکنم ساکن صحراے فنا می داند
پا لبازم ہمہ کس طور مرا می داند
ہمہ کس حال من بی سر و پاے داند
چارۂ من کن و گرنہ از بیچارہ شوم
سر خود گیرم و از کوی تو آوارہ شوم

از سر کوی تو با دیدۂ تر خواہم رفت
گلہ این بار چو ہر بار دگر خواہم رفت
چہرہ آلودہ بخون ناب جگر خواہم رفت
گر نہ رفتم ز درت شام سحر خواہم رفت
تا نظر میکنی از پیش نظر خواہم رفت
روی باز آمدنم نیست اگر خواہم رفت
از جفای تو من زار بر تنم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار برفتم رفتم

یہ بند جو ہمکپاش نے سامنے ملکہ کے بیقرار ہو کر پڑھا ملکہ نے مسکرا کے کہا چچا جان یہ آپ کیسی باتین کرتے ہین میرے باپ جیحون سے آپ سے کیسی ملاقات ہے اگر اُنکو خبر ہوگی تو وہ کیا فرماینگے آپ کو کچھ شرم نہ آئیگی کیا جواب دیجئے گا اپنے کو بدنام کیجئے گا دیکھئے سمجھ کر کلام کیجئے ضبط کو کام فرمائیے اپنے ہوش مین آئیے مین ابھی جا کر ابا جان سے کہدونگی مین ان واہیات باتون کو نہین جانتی ہمکپاش قدمون پر گر پڑا کبھی ہاتھ باندھتا ہے اب تو صاف صاف کہنے لگا ای جان جہان میری جان جاتی ہے تمھارے کیا ہاتھ آئیگا اگر اسوقت میرا کہنا مانو دولت دنیا سے نہال کر دونگا بھائی صاحب سے خطا معاف کرا لونگا قدرت سے کہکر نسبت پختہ کرا دونگا میری تمہاری شادی ہو جائیگی ملکہ فرماتی ہین بس بس ذرا سنبھلو ہوش مین آؤ دیکھو یہ کیا واہیات باتین کرتے ہو ہمکپاش نے کہا مین کیا کرون میرا دل قابو مین نہین بدون شربت وصل جان نہ بچیگی ہمکپاش نے گھر سے ڈلائی کھولی ڈلائی بچھا کر کہا جان جہان بیٹھ تو جاؤ ملکہ یاسمن پریشان کہ یہ کیا ہوگا یہ تو پیچھا نہین چھوڑتا جادو کا کانٹا ہو کر میرے پیچھے پڑا ہے ناچار بیٹھ گئین کہا دیکھو چچا جان ان واہیات باتون سے ہاتھ اٹھاؤ والد سخت آزردہ ہونگے اور قدرت کو ہمارے عقد مین کیا دخل ہے

کیا کسی کی شادی زبردستی کردینگے اکثر وزرا وامرا کے پیغام آئے مگر والد نے میرے منظور نہ کیا یہی فرمایا کرتے ہین کہ اپنی بیٹی کی شادی کسی بادشاہ جلیل کے ساتھ کرونگا ساحر بھی ہو حسین وجمیل بھی ہو نمکپاش نے کہا ملکہ کیا مین بدصورت ہون سحر تو میرا قدرت خوب جانتے ہین اکثر آپ کے والد سے امتحان ہوے سحر مین زیادہ ٹھہرا خدمت مین خداوند سالوس کی کوئی میرا مقابلہ نہین کرسکتا جب ملکہ بگڑنے لگین تو نمکپاش سوچا کہ یہ آہوے وحشی ہے یون رسم نہوگا کوئی سحر ایسا کردون کہ اسکا قلب الٹ جائے یون مطلب دل حاصل کرون میری زندگی مین تو ہوش نہ آئیگا یہ سوچ کر اب صلح کی باتین کرنے لگا کہا ای فرزند کہان سے آئی ہو اسوقت یہان ٹھہرنے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا ای عم نامدار یہ ساتون دربند میرے والد کی صلاح سے بنے تین دربند عمرو نے لڑ بھڑ کر فتح کیے قدرت سے بھی لڑائی پڑی تھی قدرت نے شکست کھائی بھاگ کر اپنے قلعے پر گئے مجھکو بھی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ عمرو کو پکڑ لاؤن اسی فکر مین لشکر عمرو مین گئی عمرو کو نہین پایا اسی فکر مین بیٹھی تھی کہ عمرو ادھر آئے تو اُسے گرفتار کرون اب مین آداب عرض کرتی ہون رخصت ہوتی نمکپاش کے دل مین تو مکر بھرا ہوا ہی کہا اچھا بی بی فرا اور ٹھہر جاؤ اب مین نے اپنے کو سنبھال لیا قدرت کے سامنے یہ تقریب کرونگا تمھارے باپ کی خواہش سے یہ کام ہوگا ملکہ نے کہا آپ کو اختیار ہی مگر والد کو آمین کیا دخل ہی مین تو نامنظور کرونگی مگر نمکپاش نے باتون مین لگا کے چند پھول ملکہ کو سنگھا دیے جیسے ہی بو پھولونکی اُس گلبدن کے دماغ مین پہونچی چہرہ سرخ ہوا آنکھون مین لال ڈورے وحشت کے آئینہ رخسار پر مثل آئینہ حیرانی بصورت زلف پریشانی عرصہ دراز تک خاموش رہی نمکپاش چھیڑے جاتا ہے کہ ملکہ کچھ باتین کرو ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب بڑے تعجب کی بات ہی سالہا سال گذرے کہ ہم تمپر مائل ہین تم کبھی ہمارے مکان پر نہین آئے اتفاق سے آج ملاقات ہوگئی کیون صاحب جو ہم یہان نہ آتے تو تم سے آج بھی ملاقات نہ ہوتی **نظم**

جان در غمت از جہان برآمد
یک غم ز تو رایگان برآمد
زیرا کہ از دل نشان برآمد
ہر طعنہ کہ از زبان برآمد
ای جان جہان کہ جان برآمد

تو جان و جہان مباش ...
ہم خانۂ ہر کہ شد غم تو
گوئی کہ اگرچہ ہست کاظم
دل خون شدہ در فراق جانان
از زبان مفروش الوری را

مقصود تو از میان برآمد
زود آ کہ ز خان و مان برآمد
ناکام دل فلان برآمد
از دیدہ این و آن برآمد
از بار جوے گران برآمد

دل در ہوست ز جان برآمد
سود دیست تمام اگر دلی را
واکس کہ فرو شود نکوست
لیکن ز زبان این نشیت
نشنیدستی جنان قوان ...

یہ اشعار جو اُس آرام جان عاشقان نے پڑھے یاقوت لب کو جنبش ہوئی جان دینے کی کوشش ہوئی نمکپاش بلائین لینے لگا ملکہ نے آہ سرد دل پردرد سے کھینچی کہا صاحب سنو خواہ اپنے مکان پر چلو خواہ ہمارے باغ مین چلکر صحبت آرا ہو دیکھو تو کیسا باغ آراستہ ہی غنچہ ہاے نو دمیدہ سرو لب جو قد کشیدہ عندلیبان خوشنوا کی نغمہ سرائی گلہاے رنگا رنگ کی رعنائی و زیبائی زلف سنبل کا پیچ و تاب نرگس کی آنکھون کا خمار لاجواب سوسن صد زبان کی زبان درازی صبا کی اٹکھیلیان گلون سے حیلہ سازی اُس پتیون پر صبا کا اٹکھیلیان کرنا بلبل کا محبت گل مین دم بھرنا قمریون کا بر سرو لب جو کوکو فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم کی صداے حق سرہ سارا باغ پربہار عندلیبان خوشنوا کی پکار صاحب کیفیت

حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی ہر وقت سامان عیش ونشاط مہیا رہتا ہی عشق ومحبت کا دریا بہتا ہی ساقیان
سیمین ساق مطربان خوش آواز ہر وقت صداے سوز وگداز دہان آپ کو لطف اُٹھیگا یہ مقام صحرا ایسا
ہی بات کرنا بھی سنگدلی ہے پہاڑ ہی جہان تک نگاہ جاتی ہی تمام صحرا اُجاڑ معلوم ہوتا ہی نمکپاش نے
کہا مین ابھی سامان عیش ونشاط لایا یہ کہکر پرواز پیدا کرکے کسی بغلی پر گیا وہان سے دو گلابیان شراب
کی کچھ کابلی مٹر کچھ تھلیان کچھ پھولون مین گلوریان ڈال خوشبو اُسمین پڑی ہوئی سونگھو لا کے وہ سب
ملکہ کے سامنے رکھدیا ملکہ نے کہا واہ نمکپاش تمہاری شیرین زبانی مین نمک بھی شریک ہی کل
سامان عیش ونشاط ٹھیک ہی مگر افسوس ایسی بے سامانی کا مقام ہی کہ دل پریشان ہوتا ہی ہمارے
باغ مین ہوتے ساقیان گلرخسار جام بھر بھر کے سامنے لاتے عاشق ومعشوق لطف اُٹھاتے یہ کلمہ
سُنکر نمکپاش بھی گھبرا گیا چار جانب دیکھنے لگا کہ ساقی کہان سے لاؤن یہ تعجیل دو مین جام پلاؤن
لطف زندگی اُٹھاؤن کہ صحرا سے ایک صدا آئی کہ دل بیقرار ہوگیا ملکہ یاسمن ونمکپاش طرف
صحرا کے دیکھنے لگے گلستان صحرا مین سے ایک لڑکے کو دیکھا طفل دوازدہ سالہ چہرہ آفتاب عالمتاب
انگرکھا رنگین پہنے ہوے اُسمین اطلس کی گوٹ مشروع کا پاجامہ زردوزی کا بھاری جوتا جس سے
صاف یہ معلوم ہوتا ہی کہ مانجھا پہنے ہوے ہی کنگنا ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمکتا ہوا ڈفلی ہاتھ مین یہ غزل
بسوز وگداز گاتا ہوا چلا آتا ہی

غزل

پہونچ ہی جائینگے گھر مین نزار ہم بھی ہین — مثال سایۂ دیوار یار ہم بھی ہین
رقیب ہی نہین عاشق ہی یار ہم بھی ہین — تمہارے وصل کے امیدوار ہم بھی ہین
جو نامہ لے کے چلا نامہ بر تو دل نے کہا — ٹھہر کہ عازم کوے نگار ہم بھی ہین
فقط تجھی پہ نہین کوہ غم گرا اے دل — بلا نصیب شب انتظار ہم بھی ہین
ہٹاتا ہم کو نہ اے پاسبان رقیب کی طرح — پڑے ہوے پس دیوار یار ہم بھی ہین
ہے مری شمع لحد سے یہ قول شبنم کا — تمام شب ترے ساتھ اشکبار ہم بھی ہین
اگر ہین آپ رقیبون کے خوف سے بے کس — تو دل کی وجہ سے بے اختیار ہم بھی ہین
نجوم سے یہ مرے داغہاے دل کا ہی قول — جو بیحساب ہو تم بے شمار ہم بھی ہین
ہدف رقیب ہی تیر مژہ سے اُنکے نہین — مثال سرمہ دنبالہ دار ہم بھی ہین
جو اُس نے میرے دل مضطرب پہ رکھا ہاتھ — صدا جگر سے یہ دی بیقرار ہم بھی ہین
بروز حشر جو میخوار ہم سے بخشے جائین — تو بار سایہ کہین بادہ خوار ہم بھی ہین
نہ بوسہ مانگیے محفل مین آبرو اُن سے — لپٹینگے غیر کہ امیدوار ہم بھی ہین

ملکہ یاسمن گلگون پوش نے کہا اے نمکپاش بڑے خوش نصیب ہو دیکھو تو یار آتا ہی نمکپاش نے
کہا مین لایا یہ کہکر تڑپ کے گرا پنجہ کمر مین دیکر اُٹھا لایا لاکے بٹھا دیا لڑکے کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک نازنین
مہ جبین اور ایک ساحر زبردست دونون بیٹھے ہین اسباب عیش ونشاط رکھا ہی گھبرا کے رونے لگا کہا
صاحب مجھے یہان کیون اُٹھا لائے یہ وقت میرے جانیسے حاصل کرکا ہی آپ کھوتے ہین یہان
مجھے کیون لائے اسوقت بھٹی پر جاتا ہون وہان والے سب شراب پلاتے ہین ایک ایک پیسہ سب

دیتے ہین باپ کو تھپے بر سے گر پڑا گھر کی روٹی میرے سر ہی چپکے گنڈے چاہین بیٹے کا یہ حال ہی کہ جب پیسے لے لیتا ہی تب جنس دیتا ہی کیونکر بسر اوقات ہو نمکپاش نے جیب سے دو روپیہ نکالکر پھینکے اور کہا میان تمھارے والد کا کیا نام ہی کہا حضور باپ کا نام تان رسخان سارے شہر مین جنگلے شہرے ہین مان نے سمجھا دیا ہی کہ بیٹا چار پیسے پیدا کرکے لاؤ تمھاری شادی ہو جب تک دلہن کا دودھ نہ ہو گئے تیار نہو گے نانی مان بوڑھی ہو گئی ہین مگر اب بھی چار آشنا لگے رہتے ہین کسی سے انکار نہین کرتین اب بھی دو پیسے روز کی مستی لگالی ہین اسی پر دانت ہی کہ کوئی نوجوان آئے میرے دام مین پھنسے اسکو چلاؤن منھ پھیر کے لیٹون وہ منت کرے خوشامد کرے مین اس بات کو نہ مانون یہ سب باتین میرے گھر مین رہتی ہین اماجان ابھی نوجوان ہین وہ نہین کسی سے بولتین جو کسی نے کہا بھی تو انھون نے کہدیا کہ میرے منھ مین زردی دیکھو اور رنگ زرد ہی نانی صاحبہ کی وجہ سے بڑی چہل پہل رہتی ہی ان باتون پر دونون عاشق و معشوق خوب ہنسے ملکہ نے کہا صاحب یہ گویے کا لڑکا تو بالکل بیوقوف ہی نانی اسکی بڑی فیاض ہی اب بھی انکے آشنا آتے ہین نمکپاش نے کہا صاحبزادے کوئی غزل گاؤ لڑکے نے کہا صاحب مین بغیر لیے نہین گاتا اور یہ جو چنے کے ٹکڑے آپ نے دیے میری مان نے مجھکو سمجھا دیا ہی یہ مین نہ لونگا مجھے پیسہ دیجیے میرا گانا بہت قیمتی ہی جب ایک پیسہ لیتا ہون تو ایک چیز گاتا ہون نمکپاش نے کہا پیسے کہان سے لاؤن لڑکا اٹھا کہ صاحب مین نہ گاؤنگا امی جان نے منع کر دیا ہی نمکپاش ناچار ہو کر اٹھا ایک روپیہ بھنا لایا جیسے ہی پیسہ پھینکا اب تو لڑکا شگفتہ ہو گیا گنگنا کے ڈفلی کو بجا کے بکس خوش الحانی سے یہ غزل گانی شروع کی

نظم

مئی کش عرش آب تشنہ شوند ز اشک
خاکم از نقش کف پای تو گلپوش مباد
غیر گر دیدہ بہ بیدار تو محرم دارد
صرف پیرایۂ آن گردن و آن گوش مباد
سہرو باد بہ شوق سلسلہ انند
گوشہ از دیدہ و دگر خون سیاوش مباد

الم از زمزمۂ یاد تو خاموش مباد
محرم جلوۂ آن صبح بناگوش مباد
وعدہ گر دیدہ و خاطر پریشانی را
فارغ از اندہ محرومی آغوش مباد
ہر گرا رخت نمازی نبود از غم مے
بار سر تیز درین مرحلہ بر دوش مباد
ہمہ گر میوۂ فردوس بخوانت باشد

غیر تمثال تو نقش ورق ہوش مباد
ہوس چادر گل گر نہ خاکم باشد
یارب امشب بدرازی غم ازدوش مباد
گہری کش نظر از ہمت پاکان نبود
جای در حلقۂ رندان قدح نوش مباد
مفتیان بادہ عزیز است حریف مخک
غالب آن ابنۂ سگالد فراموش مباد

غلہ یاسمن کلگون پوش دنمکپاش تڑپ گئے اب نمکپاش سے ہر بات پر پیسہ پھینکنا شروع کیا لڑکا پیسہ لیتا ہی ٹوپی جاری سر سے اتاری کچھ اسمین رکھتا ہی کچھ نیفے مین کچھ انگرکھے کے دامن مین باندھ جاتا ہی گلابی کھینچکر اپنے آگے رکھ لی کہا مین بھی شراب پیون آپ کو بھی پلاؤن دونون عاشق و معشوق بہت خوش ہین لڑکے نے شراب کو الٹ پلٹ کیا جام لبریز کرکے چند اشعار مضمون شراب کے پڑھے نمکپاش مسرور ہو ہاتھ اٹھا لڑکے نے جام بھر لیتے ہی سامنے نمکپاش کے لایا نمکپاش نے ہاتھ بڑھا دیا جام ہاتھ مین لیا چاہا منھ سے لگاؤن بازو پر طلسم سہرا بندھا ہوا ہی تڑپے نے سر ہلایا نمکپاش دیکھنے لگا پتلہ مثل برق کے تڑپا مثل انسان کے آواز دی ای نمکپاش خبردار شراب نہ پینا نمکپاش نے شراب نہ پی نگاہ تھہری پر ڈالی رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا برق نے دیکھا غضب ہوا کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا چاہا تلوار کھینچکر جا پہونچون نمکپاش نے ایک ہی ہتھوڑہ مار دیا برق منھ کے بل زمین پر گرا

زمین نے پاؤن تھام لیے ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے صاحب یہ کون ہی تمکپاش نے کہا یہ شاگرد رشید عمرو ہی
میرے قتل کرنے کو آیا تھا یاسمن کہنے لگی کہ اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے کو سامری جمشید غارت
کرین نگوڑا میرے عارت کو قتل کرنے آیا تھا ابھی کر قتل کرون تمکپاش نے کہا اسکو گرفتار کرکے سامنے قدرت
کے لیجاؤنگا اسکی بڑی تلاش ہی قدرت بہت خوش ہونگے عمرو نے بڑے بڑے کام کیے سنتا ہون یہ بھی
شریک رہا ہے بڑے بڑے کام کیے شاگردان عمرو مین برق مشہور ہی اگر یہ قتل ہوا عمرو کا زور نصف
رہجائیگا دیکھو ظالم کس طریقے سے بھولا بنکر آیا کوئی اسکو پہچان سکتا تھا جسدن سے مین دربند پر آیا مین نے
یہ انتظام کر دیا کہ کوئی مجھکو زہر بنگ نہ کھلا پلا سکے جیسے ہی مین نے جام ہاتھ مین لیا پیالا سامری کا انجام
سمجھ گیا پہلے اُسنے سر ہلایا مین سمجھ گیا کہ کچھ فتور ہی اُسنے صاف صاف کہدیا کہ شراب نہ پینا مگر جی مین کہتا
ہی کہ ای تمکپاش جس مین عرصہ ہوا اُس ظالم نے عیاری کرکے جھگڑا ڈالدیا لاؤ اسکو قتل کر ڈالون یہ
کہکے تلوار کھینچکر اُٹھا یاسمن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہان ہان صاحب یہ کیا اپنے ہاتھ سے کیون قتل کرتے ہو
تمنے تو کہا تھا کہ خداوند کے سامنے لیجا کر قتل کیا جائیگا تمکپاش نے کہا صاحب ہمارے تمھارے
مطلب مین دیر ہوتی ہی ایسا مقام بنانے کا کہان ملیگا یاسمن نے کہا اگر یہ منظور ہی تو نگوڑے کو جلد
قتل کرو تمکپاش تلوار لیکر اٹھا اُسوقت برق کا تڑپنا پھڑکنا کہ ای برق یہ کیا جانتا تھا کہ اس بلا مین
پھنس جائیگا دیکھیے اب جان کیونکر بچتی ہی اور بڑی حیرانی یہ ہی کہ یہ معشوقہ استاد تمکپاش سے اسقدر
ملی ہی کہ انکی ہر بات ہر خود خواہش کرتی ہی یہ کیا معرکہ ہی سمجھا کہ شاید تمکپاش نے کوئی سحر کر دیا کہ یہ حسین
انکے دام الفت مین پھنسی ہی تمکپاش چاہتا ہی کہ اُسکو قتل کرون کہ دیکھا سامنے سے تیز رفتار عیار خداوند
جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی تیز رفتار کو دیکھکر تمکپاش نے آواز دی ای پیک طرار و ای شاطر قدرت کہان
جاتے ہو کہان جاؤگے تیز رفتار جست کرکے بالائے کوہ آیا تمکپاش کو جھککر سلام کیا برق
کو دیکھکر نہال ہو گیا کہا ای شاہنشاہ ساحران یہ بھوریا آکر کیونکر پھنسا آج تو آپ نے لشکر اسلام کا خاتمہ
کر دیا اسکا کوئی مثل لشکر عمرو مین نہین ہی برق عیار اسکا نام ہی عمرو کا قوت بازو زینت پہلو آپ نے
بڑا کام کیا کیا بنکر آیا تھا تمکپاش نے کہا کوتے کا لڑکا بنا ہوا تھا وہ کمبخت نے غزلین گا مین کہ دل
بیقرار کر دیا اسکو کوئی نہ پہچان سکتا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تب مین نے پہچانا مین نے تدبیر کر لی تھی
کہ کوئی مجھکو بیہوشی نہ پلا سکے جب تو مین نے اسکو پکڑ لیا ورنہ اسنے مار لیا ہوتا تیز رفتار نے ایک لات ماری
برق منھ کے بل گرا کہا کہ او پاجی ہمارے شاہنشاہ کو مارنے آیا تھا برق لات کھاکے تڑپ گیا
تیز رفتار نے کہا حضرت عمرو کی ذی لیاقتی مشہور ہی آج حضور کو نئے طور سے لی سناؤن یہ کہکے کمر سے نے نکالی
تمکپاش سے آنکھ ملاکے بجانے لگا یہ غزل نئے طرز سے گائی غزل

لی مرغ جان نے تن سے نکل کر چمن کی راہ	بھولے گا کیا غریب مسافر وطن کی راہ
چھنتا ہی حسن جسم صنم پیرہن کی راہ	مہتابی چھوٹتی ہی ہر اک موے تن کی راہ
روکونگا جان دیکے مین اُس تیغ زن کی راہ	رکھتا ہی جو زمین پہ قدم بانکپن کی راہ
دل پر ہوا اشرفی کی طرح نقش پا کا نقش	میٹھے تمھارا اسکے چلو گر چلین کی راہ
بھولی جو یاد لب تو بندھا زلف کا خیال	لی خضر دل نے ظلمت مین سے ختن کی راہ

آگے مرے دھری رہین شب بھر گلابیان
وہ گل سوار ہو کے گیا ہو ادھر سے کیا
اللہ رے عداوت صیاد پر جفا
ای باغبان مین آؤن گا دیوار پھاند کر
مجھ نالوان کو رخنہ دیوار سے ہے بہت
مرنے کے بعد بھی ہین وہی بیت زاریان
سوفار کی روش سے جو منھ ہی کھلا ہوا
صیاد بکتا ہی بلبل کا واسطہ
مدت سے ڈوب مرنے کی ہی اس کنوئین مین چاہ
بعد فنا مقیم سراے لحد مین امین
دربان روکتا ہی تو روکا کرے ہمین
ای نور خادمون سے نجف مین کہونگا مین

دیکھا کب مین ساقی پیمان شکن کی راہ
پھولون مین ہو بسی ہوئی سارے چمن کی راہ
کرتا ہو بند موسم گل مین چمن کی راہ
پچھتائے گا جو بند کرے گا چمن کی راہ
صیاد بند کرتا ہی ناحق چمن کی راہ
دل کی تڑپ کو دیکھیے چاک کفن کی راہ
نکلی ہے جان عاشق بیکس دہن کی راہ
رخنے کی کوئی اسیر محن کی راہ
ملتی نہین ہی یوسف دل کو ذقن کی راہ
مرتے ہی سینے ڈھونڈھ نکالی وطن کی راہ
پیدا کرینگے اور ترے انجمن کی راہ
بتلا دے کوئی روضہ شاہ زمن کی راہ

گرمی سے ہر مرتبہ دھوان نکلتا ہی کئی مرتبہ نمکپاش نے کہا ای عیار کامل و اکمل یہ تم سے دھوان کیسا نکلتا ہی تیز رفتار نے کہا آپ خوب جانتے ہین آتش و شعلہ مزاج ہون میرے دل سے دھوان نکلتا ہی اسکا خیال نہ فرمایئے گانا سنیے اسقدر نے بیہوشی اڑائی چونکہ مقام کھلا ہوا ہی بلندی پر بیٹھے ہین اس وجہ سے عرصہ دراز مین تاثیر ہوئی بیٹھے بیٹھے نمکپاش گھبرا کہا ای تیز رفتار آج تو ایسے تم گائے ہو کہ دیکھو پونے دو سو خداوند آگئے خداوند سالوس بھی آگئے دیکھیے جھوم رہے ہین محفل مین آنیکا ارادہ ہی خداوند سالوس کو تو ضرور بلا دو ہی تیز رفتار نے کہا بلایئے نمکپاش نے سر اٹھا کر دیکھا آواز دی یا خداوند آیئے میرے وصل مین دیر ہوئی ہی تیز رفتار نے کہا اٹھکر بلایئے وصل نصیب نہوگا بدنصیب ہو موت کے قریب ہو نمکپاش ہاتھ ہلاتا ہوا اٹھا منھ کے بل گرا تیز رفتار نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو کزان اُستاد عیاران عالم + سراپا دانش و عقل مجسم + بباغ دین زمکرش آبیاری + جہان سر بسنگ در خنجر گزاری + مہر کشور بلاے جان کفار + عمرو آن شاہ عیاران عیار + چونکہ معشوق کو اس سے باتین کرتے دیکھا عمرو جل گیا ہی لپٹ کر خنجر مارا نمکپاش کا سر اڑ گیا ملکہ یاسمن بیہوش ہو گئی برق کلاہ نمکپاش کی لیکر بھاگا لیکن عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ملکہ کا سر اپنے زانو پر رکھا اور کہتا ہی اگر ہوشیار ہو کر ایسے ہی کلمات کرے تو ابھی سر کاٹ لون اس ہرجائی کو ابھی قتل کرون کہ ملکہ کی آنکھ کھلی سر زانو پر عمرو کے دیکھا ملکہ عمرو سے لپٹکر رونے لگی کہا خواجہ بڑا کمال کیا میری آبرو بچالی مین خاص آپ کی تلاش مین نکلی تھی اس پہاڑ پر آکر ٹھہری یہ بھیا آکر کہیہ عاشق ہوا مین نے کلمات سخت کہے اس ظالم نے دھوکا دیکر سحر کر دیا میرا قلب الٹ گیا خواجہ حقیقت یہ ہی کہ برق بھی وقت پر پہونچا مگر آپ کو کیونکر احوال معلوم ہوا برق نے ایسا رنگ جمایا تھا کہ اگر سالوس ہوتا نہ پہچان سکتا مگر اسکے سحر نے اسکو خبر دی برق ہو گیا مین تو اپنے ہوش مین تھی مگر خواجہ تمکو کیونکر خبر ہوئی عمرو نے کہا مین نے نخلستان کی آڑ سے دیکھا کہ تم نمکپاش سے باتین کر رہی ہو برق زمین پر تڑپ رہا ہی اسوقت

غصہ مین ہوش درست نہ تھے جلدی مین تیز رفتار کی صورت بنکر چلا آیا اُسی سے باتون مین پوچھ لیا کہ اصلو
کچھ کھلا پلا نہیں سکتا تب مین نے اُسے بیہوشی آزائی نئے طور سے ملعون کو مارا مگر مین جاکر لشکر کو لاؤن دیوار
آہن گرگئی ہوگی عرصہ دراز تک پہاڑ پر صحبت رہی ملکہ کو فراق ناگوار تھا روتی ہوئی رخصت ہوئین خواجہ
طرف لشکر کے چلے مگر دربند نمکپاش پر یہ معرکہ گذرا کہ کئی سو ساحر جمع تھے انتظار نمکپاش کر رہے تھے
نمکپاش جب یہان مارا گیا ایک آندھی سیاہ چلی مکان گرا دیوار آہن ازاز اگر گئی کئی سو ساحر مرے
انکے مرنے کی صدا بلند ہوئی اوباش جادو برادر نمکپاش دربند نجم کا حاکم اپنے مقام پر بیٹھا ہی
لہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے کافرون نے کافر کو بددعا دی قطعہ

ای تخم لکہا نہانی و فاسا قطاز و
روزان وشبان رزق تناتی خواہم
کو ہر بدن داری ورا سا قطاز و
مرکب دہدت خدا و با سا قطاز و

شہریاری عمر کوتاہ ہو حال بھی تباہ ہو اس وقت غلام واسطے خبر کے دربند نمکپاش پر گئے تھے
وہ یہ کہکر بگڑے کہ مین عمرو کو پکڑنے جاتا ہون یکایک آندھی سیاہ چلی دیوار آہن گری قصر انکا بنا یا ہوا گرا
نہین معلوم نمکپاش کہان مارے گئے ہاے بھائی کہکر اوباش اٹھا روتا ہوا مقام دربند پر آیا وہان
سناٹا پایا دیکھا دیوار آہن گرگئی تمام مکان انکے بنائے ہوے گرے پڑے ہین وہان سے روتا ہوا
چلا پہاڑ پر نگاہ پڑی دیکھا لاشہ نمکپاش پڑا ہی رو رو کر لاش کو اٹھایا اپنے مقام پر آیا ارتھی بنائی لاش
کو جلایا اپنے مقام پر بیٹھا ہی مگر میان عمرو نے آکر صاحبقران کو خبر دی صاحبقران نے اسی وقت
لشکر تیار کیا یہان اوباش بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ طبل سکندر پر چوب پڑی لشکر صاحبقران بڑے کروفر
سے آیا اُسی صحرا مین صاحبقران آکر فروکش ہوے اب اوباش گھبرایا ایک عرضی سالوس کو لکھی
کہ یا خداوند جو تھا دربند برباد ہوا کسی نے پہاڑ پر نمکپاش کو مارا نمکپاش کے مرنے سے مزا زندگی
کا نہ رہا کچھ تدبیر فرمایے سالوس نے جو اس عرضی کو پڑھا غصے مین کانپنے لگا کہا لو یارو نمکپاش
بھی مارا گیا اتفاق سے جیحون جادو واسطے سجدے کے آیا تھا یہ بھی بیٹھا ہی نمکپاش کے مرنے
کی خبر سنکر جوش مین آیا کہا یا خداوند نہین معلوم یہ بڑے بڑے ساحر کیا کرتے ہین جو ہاتھ سے عیارونکے
مارے جاتے ہین خیر جسوقت میرے دربند پر آئینگے مزا اٹھائینگے اب تو قدرت میان اوباش کے
لیے کچھ تدبیر کرین سالوس نے کہا مین تقدیر رکھتا کہ اوباش کے ہاتھ سے سب مسلمان مارے
جائینگے ای شاہ قدرت تم برائے حفاظت اوباش جاؤ جاکر تدبیر کرو ای تیز رفتار قدرت تقدیرین
مضبوط کرینگے تم جاکر عمرو کو پکڑ کر لاؤ اوباش کے حوالے کرو قدرت یہان سے سلطان ساحر
کو روانہ کرتے ہین یعنی مغمور جادو کو وہ جاکر قیامتین برپا کریگا یہ کہکر سالوس خود اٹھا قصر پریزادان
مین آیا پکار کر آواز دی ای مغمور جادو تجھکو قدرت نے سلطان ساحران قرار دیا جلد حاضر ہو
سب نے دیکھا پہلوے قصر پریزادان سے ایک ساحر دیو خصال عفریت مثال چنستھ ارنج کا
قد و قامت دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی کالی کالی صورت اُس پر سیتلا کے داغ جیسے
چھتے کی مکھی ہوتی ہی تقدیر بر صعیدی کے واسطے روئی ہی ابرو خنجر ظلم و بدعت آنکھین جام میخانہ
حسرت دہن غار وقاحت گلو صراحی میخانہ جہالت شانے درخت کے ٹہنے سینہ پتھر کا چبوترہ
دونون بازون ستون قصر ظلمات سیاہی بھی ظلمات کی سی سیاہی جیسی بال سر کے ریشہ برگ

مقہور بارگاہ رب صمد جھومتا ہوا سامنے سالوس کے آیا قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا
یا خداوند کیا ہوا جو آج غلام کو طلب فرمایا مین نے سنا بڑے بڑے ہنگامے پڑے مسلمان جا بجا لڑے سنا
بڑے بڑے ساحر مارے گئے بڑے تلاطم ہوے سالوس نے کہا ای معمور جادو چار دربند ویران ہوے
قدرت نے سد باب مسلمانان کیا تھا اب دربند اوباش پر مقابلہ ہی تم وہان جاؤ جاکر اوباش کی شراکت
کرو اسم اعظم حمزہ بند کردو اگر بن پڑے کسی تدبیر سے حرز ہیکل لے لو عمرو کو گرفتار کرو سب طرح پر اوباش
کی مدد کرنا واجب و لازم ہی اسکا جوان بھائی مارا گیا مین نے خلعت ماتم پرسے کا بھیجدیا معمور نے کہا
یا خداوند یہ سب باتین کتنی بڑی بات ہی جاتے ہی عمرو کو پکڑ لاؤن حمزہ کا اسم اعظم بند کرون حرز ہیکل بھی
چھین لون ایک سحر مین لشکر حمزہ کو تباہ کردون عمرو کو جاتے ہی اسیر کرکے اوباش کے حوالے کردون
یہ کہکے پر پرواز پیدا کرکے ازطرف دربند اوباش کے روانہ ہوا اوباش جادو غم مین اپنے بھائی کے
بیٹھا ہی ساحر جمع ہین کہ رہا ہی کہ لو یارو لشکر مسلمانان اس دربند کی سرحد مین آگیا آج ہی سحر کرکے ہٹا دونگا
مگر حمزہ مالک اسم اعظم ہی سحر تاثیر نہ کریگا مجھکو خفت ہوگی پھر کیا صورت ہوگی یہ ذکر تھا کہ برق آسمان
پر چمکی دیکھا سب نے ایک ساحر دیو خصال جھومتا ہوا آیا اوباش کو نامہ سالوس کا دیا اوباش نے
نامہ پڑھا یہی مضمون لکھا تھا کہ ای اوباش نہ گھبرانا نگہبان قصر یزدان کو تمھارے لیے بھیجا ہی اسکی
کسی بات مین دخل نہ دینا یہ لڑائی فتح کردیگا لاشہ ہاے مسلمانان سے جنگل بھر دیگا اوباش نے کہا آپکو
اختیار ہی معمور نے کہا مین ابھی جاتا ہون عمرو کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکے سحر سے صورت اپنی بدلی
ایک گنوار کی شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلا اسوقت خواجہ عمرو کنارے لشکر اسلام کے کھڑے ہین
انتظام لشکر کر رہے ہین یہ بھی فشار ہی کہ چوریان بہت ہوئی ہین چورون کی بھی تاک کر رہے ہین سامنے
سے دیکھا ایک گنوار آتا ہی مگر لشکر کو بغور دیکھتا ہوا آتا ہی خواجہ نے بھی نگاہ ڈالی مگر دزدیدہ نگاہ سے
دیکھ رہے ہین دیکھنے والا جانے ادھر نہین دیکھتے خواجہ ایک سپاہی کی شکل بنے کھڑے ہین کہ معمور جادو
قریب خواجہ کے آیا مثل گنوارون کے سلام کیا خواجہ نے اسی کے طور سے جواب دیا یہ بھی ملحوظ رہے
کہ معمور جب اوباش سے رخصت ہوا تو اپنے ہاتھ سے ایک گلدستہ سحر کا بنا کر رکھ آیا تھا جب عمرو سے
صاحب سلامت ہوئی معمور نے کہا میان سپاہی صاحب یہ کسکا لشکر ہی آج ہم بھی اپنے گانؤن سے
نکل آئے ہمارے گانؤن مین آج بازار ہوتی ہی خیال مین آیا جاکر اس لشکر کی سیر کرآئین مگر جبسے دن سے
لشکر آیا ہمارے گانؤن والون نے بڑا نفع پایا جو مال بنیے لیکر آتے ہین بک جاتا ہی ہمارے گانؤن کے قریب
صحراے خطا ہی جو بکوا دو تو ہم دو چار نامے وہان سے لائین یقین ہی بڑے نفع اٹھائین عمرو نے کہا
ضرور لانا اسطرح سیدھی سیدھی باتین معمور خواجہ سے کیا کیا آخر باتین کرتے کرتے پوچھ ہی بیٹھا کہ عمرو عیار
کہان ہی عمرو نے کہا تمھین عمرو سے کیا کام ہی گنوار نے کہا مین نے سنا ہی کہ وہ منظور درگاہ صاحبقران
ہین اُنسے اسوقت ملاقات کرتے جو شئی لاتے وہ صاحبقران تک پہونچا دیتے اُنسے بھی ملاقات
کرلیتین عمرو کو پہلو ملا یہ تو دل مین سمجھ گیا ہی کہ یہ کوئی عیار یا ساحر ہی میری تلاش مین آیا ہی یہ زندہ بچکر
نہ جانے پائے کہا چلو ہم خواجہ عمرو سے ملاقات کرادین بھنگیرن کی دکان پر بیٹھے ہین یہ وقت اُنکے
وہین تشریف رکھنے کا ہی بڑی مہربانی فرماتے ہین مجھ حقیر کے مکان پر آتے ہین معمور جادو ساتھ چلا

عمرو باتین کرتا ہوا لیے جاتا ہی کوئی پہلو ایسا نہین پاتا کہ جہان اسکو قتل کرے برق فرنگی ایک گوشے
سے دیکھ رہا ہی کہ استاد کسی سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین جھپٹ کر پشت پر آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے
حلقہ کمند کا مارا معمور پلٹا برق نے جھٹکا مارا وہ منھ کے بھل گرا برق نے خنجر مارکے خنجر مار دیا
عمرو ہان ہان کرکے دوڑا ارے یہ تو نے کیا کیا مگر مرتے ہی اسکے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نامش
معمور جادو بود عمرو حیران ہو گیا برق کو ملتفت کہا ارے یہ تو نے کیا حرکت کی برق نے کہا کہ یہ نوبل
آپ کے تیور سے پہچان گیا کہ آپ اسکی تاک مین ہین یہ بھی سمجھتا تھا کہ آپ کا پنجہ اسپر قابض نہین ہوتا
مگر لشکر اسلام مین ہلڑ ہوا یہ خبر سنکے صاحبقران دوڑے ہوے آئے دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ پڑا ہی اور
ہزارون آدمی جمع ہین خواجہ اسکے کپڑے اتار رہے ہین برق سے فرماتے ہین آپ نہ ہاتھ لگایے
برق کہتا ہی استاد آپ کو مشقت پڑتی ہی مین اسکے کپڑے اتاردون خواجہ ہاتھ نہین لگانے دیتے
استاد شاگرد مین لڑائی ہو رہی ہی کہ صاحبقران نے پوچھا خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا دربند او باش
سے تدبیر شروع ہو گئی یہ جادوگر آیا تھا الیقین تو یہ ہی کہ میری فکر مین بھیجا گیا ہو مین یہ بھی حال دریافت
کر لونگا اب مرنے پر اسکی صورت بھی بدلی اصلی صورت ظاہر ہوئی خواجہ نے صاحبقران سے سب
حال بیان کیا اور کہا ای شہریار میان برق کو منع کر دیجیے انکے مزاج مین بڑی تیزی ہو گئی ہی اور اچنے
تام کی یہ پیروی کرتے ہین مین بارہا انکو منع کر چکا ہون ایک روز یہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہونگے
صاحبقران نے فرمایا خواجہ انھنے کیا برا کیا دشمن کو جھٹ پٹ مارا عمرو نے کہا آپ بھی انکے
مزاج سے موافقت کرتے ہین میرے معاملے مین دخل نہ دیا کرین امیر نے فرمایا بھی برق تم الگ
عیاری کیا کرو برق نے کہا بہت خوب اب ایسا ہی ہوگا عمرو نے اسی وقت رنگ و روغن عیاری
کا لگایا معمور کی صورت بنکر تیار ہوے طرف دربند او باش کے چلے یہان او باش جادو بیٹھا
ہی لیکا یک گلدستہ بنا یا ہوا معمور کا جلا او باش نے سر پیٹ لیا کہا لو یار و غضب ہوا کسی نے معمور
کو قتل کیا تیز رفتار نے کہا نہ قتل ہونا تعجب ہی ناواقف لشکر مسلمانان مین گئے تلاش کرنا عمرو ایسے
ظالم کا مثل ناواقف کسی سے پوچھا ہوگا عمرو نے گردن لی قتل کر ڈالا اب مین جاتا ہون او باش
نے ایک باغ بنایا ہی یہی گویا سد باب کیا ہی جو اس راہ سے گذریگا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہاے
بو قلمون آراستہ کیے ہین جو کوئی انکے سامنے سے گذریگا انسے صدا پیدا ہوگی کہ فلان شخص جاتا ہی
تیز رفتار او باش سے لشکر اتنا کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ دیکھتا ہی سامنے سے میان معمور چلے
آتے ہین تیز رفتار دل مین اپنے خوش ہوا آنکھین بھی دیکھکر پہچانا وہان گلدستے کا جانا بھی دیکھ آیا
تھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے جو تیور تیز رفتار کے دیکھے بگڑے پائے گئے چوکنا ہو رہا ہی کبھی اسکو
دیکھتا ہی کبھی ذہن مین یہ سوچتا ہی کہ سار بان زادہ ہوشیار نہ ہو جائے فورا نکل جائیگا خواجہ بھی کسی قدر
ہوشیار ہو رہے ہین تیز رفتار باتین کرتا ہوا چلا اب راہ مین عجب طور سے باتین ہوتی ہین آئی ہین خواجہ
تو اس فکر مین ہین کہ ذرا بھی غافل ہو تو حلقہ ہاے کمند مار دون اور تیز رفتار بھی اسی فکر مین ہی تیز رفتار نے
پوچھا کہ ای شہنشاہ ساحران عمرو ملا یا نہین عمرو نے کہا مہتر صاحب عمرو کا ملنا بہت دشوار ہی عمرو
ہر وقت چست و چالاک عیاری مین بیباک ہی گئی ہی یکہ بچہ شاگرد وہ بھی جا بجا پھرتے ہین ذرا بھی کوئی

بات گذری وہ خبر بتلا دیتے ہین کہ اس وضع کا ایک شخص ابھی داخل ہوا یہ باتین کرتے کرتے تیز رفتار نے
کہا وہ دیکھیے قصر مین سامنے سب ساحر بیٹھے ہین جیسے ہی عمرو نے منھ پھیرا تیز رفتار نے حلقہ ہاے کمند
مارے خواجہ کی گردن و کمر مین پڑے چاہا جھٹکا مارون عمرو نے جست کی حلقہ ہاے کمند سے الگ جا کر گرا
تیز رفتار کے منھ سے یہ بھی نکلگیا کہ او ساربان زادے اب کہان جائیگا عمرو نے کہا او بچہ مین پہلے ہی سمجھ گیا
تھا کہ تو مجھکو پہچانگیا دونون سے نیمچہ چلنے لگا نہ خواجہ چوٹ کھاتے ہین نہ تیز رفتار مگر او بارش اپنے
مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرایا ساتھ والون سے کہا یارو ایک افتاد ابھی پڑ چکی ہی کہ معمور ایسا ساحر مارا گیا
ایسا نہو کہ تیز رفتار بھی مارا جائے یا گرفتار ہو مین ذرا خبر لون یہ کہکے اُڑتا ہوا چلا صحرا مین پہونچا تھا کہ کچھ
کان مین آواز آئی سر جھکا کر دیکھا خواجہ عمرو و تیز رفتار آپسمین جنگ کر رہے ہین او بارش نے وہین سے
چند دانے بارش کے مارے کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے آواز دی مہتر صاحب مشکین اس ساربان زادے کی
باندھو تو تیز رفتار نے خواجہ کی مشکین باندھ لین او بارش بھی زمین پر آیا اب کشان کشان خواجہ کو لیچلے
تیز رفتار تو کہتا ہی کہ خدمت خداوند مین لیجانا چاہیے او بارش کہتا ہی مین خود صاحب اختیار ہون علاوہ
ازین معمور ایسا ساحر مارا گیا اُسکے معاوضہ خون مین اسکو قتل کرنا چاہیے برق گوشے سے یہ سب معاملہ
دیکھ رہا ہی اور دیکھا اسنے کہ استاد پکڑے گئے ایک ساحر اور ایک عیار چلا آتا ہی سوچتا ہی کس صورت پر جاؤن
تیز رفتار کی پشت پر استاد کا پشتارہ بندھا ہی او بارش نے کہا مہتر صاحب ہمارے مقام پر چلو
تیز رفتار نے کہا مین نہ جاؤنگا آج مدت کے بعد اس ظالم کو پایا خدمت مین خداوند کی لیجاؤنگا یہ کہکے
صحرا کیطرف چلا ہر چند او بارش نے کہا تیز رفتار نے نہ مانا او بارش اپنے دربند کیطرف روانہ ہوا
جب برق نے دیکھا او بارش چلا گیا تعجیل رنگ و روغن عیاری کا لگا کر او بارش کی شکل بنکر تیار ہوا
تیز رفتار ایک نخل کے سایے مین جا کر ٹھہرا خواجہ منت و خوشامد کر رہے ہین فرماتے ہین ای تیز رفتار
تجھ ایسا عیار میری نگاہ سے نہین گذرا مین تیرا شاگرد ہوتا ہون مجھے چھوڑ دے تیز رفتار کہتا ہی او
ساربان زادے تو نے مہتر زود رفت کو مارا بازو میرا ٹوٹ گیا مین تجھے زندہ چھوڑ دونگا کہ تیز رفتار
نے دیکھا میان او بارش آتے ہین مگر آنکھین ملتے ہوے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ آنکھون مین خاک پڑی
تیز رفتار دیکھتے ہی کھٹک گیا برق قریب آیا کہا ای تیز رفتار مین نہین جانے دونگا پشتارہ ہمارے
مقام پر لیچلو وہان چلکر قتل کرین مبادا لے جاؤ ایسا نہو راہ مین کوئی افتاد پڑے اور یہ مکار و غدار چھوٹ
جائے تو مجھکو بڑا قلق ہوگا مین اسکے گرفتار ہونے کو مہم عظیم جانتا ہون تیز رفتار نے دیکھا کہ او بارش
آمادہ ہی کہ فساد کرون پشتارہ نہ لیجانے دون اسنے پشتارہ تختہ سنگ پر رکھدیا اور کہا ای او بارش الگ
رہو یہ پشتارہ نہ دونگا خداوند اسکے متلاشی ہین جس روز سے دربند بنے اور لڑائیان دربندون پر پڑین
ساحران نامی قتل ہوے قدرت کا یہی قول ہی کہ جسطرح بنے عمرو کو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ
مین نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے ہین میرے مقدمے ہین تقدیر قدرت نے مضبوط کی تھی اب مین
اسکو سامنے قدرت کے جا کر قتل کرونگا برق نے دیکھا کہ یہ خوشی سے پشتارہ نہ دیگا یہ بھی تنہا ہی مین بھی
اکیلا ہون یہ سوچ کر باتین کرتے کرتے کہا دیکھو صحرا سے کون آتا ہی جیسے ہی تیز رفتار پلٹا برق نے
حلقہ ہاے کمند مار دیے تیز رفتار نے سبک ہو کر جست کی حلقہ ہاے کمند سے نکل گیا خواجہ ہر مرتبہ

اشارہ کرتے ہین کہ بیٹا برق کیا کہنا میرے حلقہ ہاے کمند کاٹ دے برق جھپٹ جھپٹ کے لڑ رہا ہی بجلی
چمک رہی ہی دونون عیار طرار برق بنے ڈٹتے لڑتے ایک مقام پر ٹھہرکر پالٹ کا ہاتھ مارا تیز رفتار
جست کرکے پیچھے ہٹا برق نے لپک کر تیغ عمرو پر مارا حلقہ ہاے کمند کٹ گئے خواجہ لوٹ مارکر سیدھے ہوئے
اب تیز رفتار نے دیکھا یہ دونون مجھکو پکڑ لینگے طرف صحرا کے بھاگا عمرو نے حقہ آتشبازی مارا تیز رفتار
کے منھ پر پڑا اسکا منھ جھلسا بال وغیرہ بھی جلے جسم پر آبلے پڑ گئے مگر صحراے خارستان مین بھاگ کر نکل
گیا خواجہ و برق ملنے عمرو نے کہا ای برق اگر تیری خوشی ہو تو در بند اوباش پر چلو بڑی کیفیت ہو جائے
مین تجھکو اپنی صورت بناؤن اور مین بشکل تیز رفتار بنکر پشتارہ باندھکر لے چلون وہان چلکر عیاری کرون
اگر خدا چاہے تو در بند فتح ہو جائے اور خالی نہ پھرین برق نے کہا بسم اللہ خواجہ نے برق کو اپنی شکل
بنایا اور آپ بشکل تیز رفتار بنے پشتارہ پشت پر لیکر چلے یہان اوباش اپنے تخت پر بیٹھا ہی ساحرون سے
ذکر کر رہا ہی یار واسوقت تیز رفتار نے سراسر خلاف کیا پشتارہ لے گیا ایسا نہو کہ راہ مین کوئی افتاد پڑے
یہ ذکر تھا کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا تیز رفتار پشتارہ بدوش آتا ہی مگر گھبرایا ہوا غبار چہرے پر پڑے بیٹھے
ہوے اور بہت جلدی جلدی آتا ہی اپنے ساتھ والون سے اوباش نے کہا دیکھو میان تیز رفتار نے
معلوم ہوتا ہی راہ مین شاگردان عمرو ملگئے اب ادھر بھاگ کر آیا ہی کہ تیز رفتار بالاے قصر پہونچا اوباش
نے کہا ای تیز رفتار خیر تو ہی آخر ہمارا ہی کہنا ہوا کچھ افتاد پڑی کیون ہٹے ہمنے پہلے ہی کہا تھا خواجہ
نے کہا آپنے حقیقت مین سچ کہا تھا مین کوس بھر پہونچا تھا مجھکو معلوم ہوا کئی سو شاگردان عمرو صحرا
مین مخفی بیٹھے ہین مجھکو عقل سے دریافت ہوا مین پلٹ پڑا اب یہ منظور ہی کہ جلسہ آراستہ کرو مجھکو خوشی کرین
ناچین گائین شراب پئین عمرو کے گوشت کے کباب لگا کر کھائین تاب کو خنکی حاصل ہو تسکین دل ہو سر
اسکا کاٹ کر خدمت مین خداوند کی لیجائین اوباش نے کہا جو تمھاری خوشی مہتر صاحب تم تو زبان قدرت
ہو جو قدرت فرماتے ہین آپ اس بات مین دخل دے سکتے ہین تمھاری صلاح پر احکام خداوندی جاری
ہوتے ہین جسطرح تمھاری مرضی ہو وہ کرو تیز رفتار نے کہا جلسہ آراستہ کرو مجھکو شراب پئین گائین اسی
خوشی مین اس ساربان زادے کو قتل کرین اوباش نے کہا تمھارا گھر ہی خادمون کو آواز دی شراب ولایتی
لاؤ مہتر صاحب کا حکم پورا کرو عمرو نے کہا شراب میخانے سے مین خود لاؤنگا یہ کہکر میخانے مین گھس گئے
شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی کئی سو کنٹر الماس نگار اسمین مئے ارغوانی بھرکے کشتی مین لگا کر صحبت مین لائے
ساقی بچے کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوے بلکہ اوباش کہ رہا ہی کس سلیقے سے مہتر صاحب نے
شراب لا کر رکھی ہی اگر زاہد صد سالہ ہو رال ٹپک پڑے خواہش ہو پینے جس رنگ کی گلابی ہی اسی رنگ
کی شراب سے اسے مملو کیا ہی تیز رفتار نے کہا ای اوباش شاید تم لوگ یہ سمجھے ہو کہ جو کچھ عمرو کو آتا
ہی مین ان کمالات سے عاجز ہون مین نے کبھی علم موسیقی پر توجہ نہین کی اس ہفتے مین صرف مین نے
تان تورخان کا لڑکا میرے پڑوس مین رہتا ہی شام کو چبوترے پر بیٹھکر غزلین گایا کرتا ہی سب
محلے والے جمع ہو جاتے ہین مین نے بھی دل لگا کر سنا شاید تانین بھی گلے مین اترائین ہون مگر قدرت
کی بھی کرامت اسمین شریک ہی مین نے ایک دن عرض کی یا خداوند مجھے گانا آجائے قدرت تو مسخرے مین
ہنستے ہنستے فرمانے لگے یہ کتنی بڑی بات ہی سنگ پر میرے ہاتھ رکھدیا فرمایا کہ لے مین نے تجھکو سکھلا

موسیقی دیا رات کو گھر مین جاکر جو میٹھا بی بی ڈھول بجاکر گا رہی تھی مین بھی اُنکے ساتھ شریک ہوا لڑکے
کے سہرے خوب خوب گائے بھر سہاگ ایسے ایسے گائے کہ سب محلے والیان تعریف کرتی تھین شیخ
کلو کی بی بی بہت خوش ہو ہو کر کہنے لگین بھیا تیز رفتار تم ایسا گاتے ہو سب عورتون کو شرمندہ کر دیا
اسدن سے ذرا مجھے بھی خیال ہی آپ تو سنئیے قدرت نے مسخرہ بن تو نہین کیا ہی قدرت اسقدر جھوٹ بولے
کہ اب قدرت کی بات کا یقین نہین آتا مسلمانون کے بارے مین کیا کیا باتین تمھارے منہ سے ظہور
اللہ ہوا فرماتے تھے مسلمان غارت ہو جائینگے چار در بند فتح ہو گئے کیسے کیسے ساحر مارے گئے کہ جنکا
عدیل ممکن نہین برق فرنگی بیچارے کو ستون سے باندھ دیا ہی کباب کھاتے جاتے ہین ہڈیان برق
پر پھینک پھینک کر مارتے ہین کہ او ساربان زادے تو نے مہتر زودرفت کو قتل کیا جسکا مثل مجھین
ہی اب آج ہمارے ہاتھ سے کیونکر بچیگا اس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرینگے کہ تیرے حال پر ماہیان
دریا و مرغان ہوا گریہ کرین ہم کو ترس نہ آئے یہ کہکے ایک ساحر سے کہا سیدھا سیدھا ٹھیکہ تو چھیڑ و
دیکھو قدرت نے ہمکو علم موسیقی مرحمت فرمایا دیکھین کمال ملایا نہین یہ کہکے یہ غزل شروع کی **غزل**

دردا کہ مرا کرد غمم یار پریشان
بایار سرا سیمہ و بے یار پریشان
برہم مزن ای باد صبا طرہ او را
اوراق مرا این ہمہ مگذار پریشان
در سلسلۂ زلف تو اسم نام نہادند
آن نیز شدہ از حسرت دیدار پریشان

زان روز کہ شد خاطر اغیار پریشان
زان روز کہ اُفتاد مرا کار بآن زلف
جمعی نتوان کرد بیکبار پریشان
کردیم بہ افسانہ و افسون دل خود جمع
آشفتہ سیہ روز گرفتار پریشان
واقف چہ دہم شرح پریشانی خود را

رحم است بر آن عاشق بیچارہ کہ باشد
اوضاع شدہ آشفتہ و اطوار پریشان
ای زلف تو شیرازۂ جمعیت دلہا
تا مہر تو سازیم و گر بار پریشان
من بودم و یک خاطر جمعی زدہ عالم
واللہ پریشانم و بسیار پریشان

اس دھوم سے اس غزل کو خواجہ نے گایا اوباش پھڑک گیا مثل مرغ نیم بسمل تڑپتا تھا کل اہالیان
محفل تعریفین کر رہے تھے کسی کی زبان سے صدائے آہ کوئی واہ کہتا تھا عمرو نے اسی غزل کو کئی طرح
سے گایا لفظ پریشانی پر بال اپنے کھولدیے سامنے وہی باغ ہی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائیان کر رہے
ہین سنبل پر پیچ و تاب جو سامنے ہی اسکو بھی خواجہ بتاتے جاتے ہین ایک لفظ پریشانی کو ہزار طرح بتایا
اوباش کہتا ہی ای تیز رفتار حقیقت مین قدرت نے تمکو یہ علم مرحمت فرمایا ہی عمرو نے اسی خوشی مین جام
شراب لبریز کیا پہلے اوباش ہی کو دیا جیسے ہی اوباش نے جام ہاتھ مین لیا پتلا صورت سامری
کا جو بازو پر بندھا ہی معلوم ہوا اس سر سے آگاہ ہوا سر ہلایا اوباش اس جوش مین تھا کچھ خیال نہ کیا
چاہا جام لبون سے لگاوے جب تو اُس پتلے نے آواز دی ای اوباش کیا کرتا ہی جام شراب نہ پینا اسنے
گھبرا کر منہ پھیرا عمرو برابر ایک جادوگر کے بیٹھا ہی اسکو خنجر مارا وہ گرا اندھیرا ہو گیا عمرو دھم سے کوٹھے
پر سے پھاندا اُسی اندھیرے مین نکل گیا برق نے آواز دی استاد مین رہا جاتا ہون ہائے مجھے
چھوڑ چلے اوباش نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا برق نے کہا بھلا حرامزادے تجھسے سمجھونگا اوباش
جھلا کر اُٹھا کہا یار وجہان جائیگا مین جاکر لاؤنگا ای مغموم جادو جاکر برق کو قید کر جب تک
مابدولت آتے مین یہ کہکے اوباش تلاش مین عمرو کے چلا مغموم نے سحر کیا رنگ و روغن چہرے
سے برق کے اُڑ گیا یا تو شکل عمرو بنا تھا اب اپنی صورت پر ہوا مغموم کشان کشان نے چلا

برق رونے لگا کہا دیکھو بھائی مغموم عمرو مجھکو پھنسا کر چلا گیا مین تو سراسر بیگناہ ہون عمرو بھاگ نہ
ہوا اگر اسکا کہنا نہ مانتا صاحبقران سے کہکر میری تنخواہ کٹوا لیتا ابھی دو ماہ جرمانہ مین کٹ چکا ہی اگلی مرتبہ
ہلاک کراتا اس ڈر کے مارے اسکا کہنا منظور کیا اگر یہ صورت نہ بنتا میرے لیے خرابی تھی کیون ای
شہنشاہ ساحران اب جان کیونکر بچی مغموم خدمتگارون مین نوکر ہو اسکو جو شہنشاہ ساحران کہا پھر کہا
کہا ای برق بڑے رتبہ شناس ہو میرا ملک و مال چھوٹا سحر بھی مجھکو خوب آتا ہی یہان آکر خدمتگارونمین
نوکر ہوا کیا کرون اوقات بسر کرتا ہون برق نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہی ایک ساحر کو قتل کیا تھا
اسکی کلاہ مین کچھ لال لگا تھا مین وہ نگینے بھی نوچ لیے وہ بھی دیکھ لو ایک صراف کو دکھائے
تھے وہ پانچ سو روپیہ قیمت دیتا تھا مغموم نے کہا ای برق صراف جواہر کی قیمت کیا جانے جوہری
کو دکھانا چاہیے مین دیکھون قیمت تمکو بتلا دونگا برق نے کہا کنارے چلیے مین سب چیزین دکھا دون
اگر میری سفارش کرکے جان بچا لو تو خداوند سامری کو سجدہ کرون عمرو کو گرفتار کرکے لا دونگا عمرو
کا سر کاٹ لاؤنگا ایک دن مین لڑائی فتح کرا دون مغموم برق کا ہاتھ پکڑے ہوے دل سے باتمین
کرتا ہوا ایک گوشے مین لاکر برق کو ٹھہرایا کہا ای برق لاؤ وہ نگینے دکھاؤ برق نے کہا سحر اتارو
ہاتھ قابو مین آئے علاوہ ان نگینون کے اور بہت سی چیزین میرے پاس ہین مغموم سوچا قیدی کی بات
کون سنیگا برق کے ہاتھ پاؤن کا سحر اتار لیا سمجھا کہ میرے سامنے سے بھاگ کر کہان جائیگا برق
کے ہاتھ پاؤن مین جان آئی جیب سے ایک پڑیا نکال کر دی مغموم نے کھولکر اسکو دیکھا بڑے بڑے
نگینے یاقوت احمر کے دو نگینے الماس کے مغموم نے کہا اور بھی ایسے ہین برق نے کہا ایسے تو بہت سے
ہین یہ لال جو رکھا ہی اتنا بڑا میرے پاس ہی کہ آٹا اس سے وزن کیا کرتا ہون مغموم نے کہا اسکا
کسی سے ذکر نہ کرنا مین تمکو رہا کر دونگا اب تو اوباش فکر مین عمرو کی گیا ہی برق نے کہا آپ مجھکو
جانے دیجیے مین عمرو کو فورًا پکڑ لاؤنگا میرے ہاتھ سے سارباں زادہ بچکر کہان جائیگا کئی پڑیان
نکال کر دین اوباش نے کہا وہ نگینہ نکالو جس سے تم آٹا تولتے ہو برق نے ایک بڑا ڈبہ نکالا
کہا لیجیے اڑھائی پاؤ کا اسمین یاقوت احمر کا ٹکڑا ہی مغموم نہال ہو گیا جی مین کہا اڑھائی پاؤ یاقوت احمر
جس سے یہ ظالم آٹا وزن کرتا ہی لاکھون روپیہ کو بکیگا کہا ای برق فرنگی مین ڈبہ کھولکے دیکھون
برق نے کہا اسکو کھولیے نہین ایک بنیے نے کہا تھا کہ ہوا لگنے سے اسکا رنگ گھٹتا ہی مغموم نے
کہا بھائی بنیا بقال اسکی قدر کو کیا جانے اسکی قدر سے جوہری آگاہ ہوتا ہی کہین یاقوت کا بھی رنگ
گھٹتا ہی مین قدرت سے کہکر تمھاری خطا معاف کرا دونگا میان اوباش کی کیا حقیقت ہی قدرت کے
سامنے کسکی مجال ہی جو بات کر سکے ہم خدمتگار ہین سب کچھ کہہ لیتے ہین نہین رات کو جب چپ ہو جاؤنگا
تمھاری سفارش کرونگا برق فرنگی آپ کو سجدہ کرتا ہی برق نے کہا دل سے تو مین آپہین کو مانتا
ہون خدائے نادیدہ کا نام براے نام لیتا ہون مغموم نے کہا تمھارا اعتقاد بھی ہمپر کھل گیا ہم تمھارے
واسطے وہ سامان کرین کہ قدرت کے پہلو نشین کہلاؤ بلکہ شاط قدرت لقب ملیگا مگر مین ڈبہ ضرور کھولونگا
برق نے کہا آپ کو اختیار ہی کھولیے مغموم نے ڈبہ لیکر زور کرکے جو کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی
اڑتے کہکر مغموم گرا بیہوش ہوا برق نے ڈبہ لیکر اپنی کمر مین رکھا اپنے جواہرات کی پڑیان لیکر اپنے

تو بڑے بڑے رنگین انگوٹھیان چھلے مغموم کے اتار لیے برہنہ ڈالکر ایک تلوار کا ہاتھ مارا میان مغموم کے دو ٹکڑے
ہوئے برق تو اسی اندھیرے مین بھاگا میان ساحر جو قصر مین بیٹھے تھے اُنھون نے سنا کہ مغموم کے مرنیکی
آواز آئی ہیر غل مچا رہے ہین گھبرا کے دوڑے دیکھا لاشہ مغموم تڑپ تڑپ کے سرد ہوا ننگ خاندان کا
لاشہ برہنہ پڑا ہی ایک سے ایک کہتا ہی بار وہ کیا ہوا برق فرنگی مار کر نکل گیا مغموم کی ارتھی بنائی مگر اوباش
جو تلاش مین خواجہ عمرو کی نکلا تھا غصے مین جاتا ہی خواجہ عمرو ایک زرغنہ گلستان مین چھپکر بیٹھے تھے کہ یکایک
اوباش جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی خواجہ زرغنہ گلستانسے نکلے فکر مین اسکے گرفتار کرنے کے چلے اوباش
نے جس کسی راہ گیر کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو اُس راہ گیر نے جواب دیا ہم یہین کے
رہنے والے ہین اوباش نے جھلاکر کہا جاؤ کسی پر سحر کر دیا کسی کا منھ دھلایا اسطرح امتحان کرتا ہوا جاتا ہی عمرو
نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا مہتر نیرنگ کہ تیز رفتار کا شاگرد رشید ہی اُسکی شکل بنکر
خواجہ سامنے سے اوباش کے نکلے اوباش نے پکارا مہتر نیرنگ کہان سے آتے ہو نیرنگ نقلی نے
جھک کر سلام کیا کہا حضور اُستاد راہ مین ملے منھ جھلسا ہوا کپڑے پھٹے ہوئے مین نے حال پوچھا اپنی مصیبت
کو خیال کر کے رونے لگے فرمایا ای نیرنگ عمرو نے مجھکو بہت ذلیل کیا برق اُسکے شاگرد نے مجھپر حقہ
آتشبازی کا مارا دیکھو بدن مین آبلے پڑ گئے ای شہنشاہ ساحران مجھکو بڑا ملال ہوا مین تلاش مین عمرو کی
آیا ہون کنارے پر لشکر کے گیا عمرو کو سب کے سامنے نوکا نیمچہ چلا مین نے اسکو زخمی کیا ایک نیمچہ اُسکے
پاؤن پر مارا ایڑی اُسکی کٹ گئی لنگڑاتا ہوا ایک غار مین جاکر چھپا ہی مین اب چلا تھا کہ کسی ساحر کو جاکر
بلالاؤن بڑی بات ہی کہ آپ ملگئے چلیے آپ کو بتا دون مین نے چونکہ اُسکی ایڑی کاٹی مجھسے جلا ہوا ہی آپ
آنا سحر کر دیجیے کہ اُسکے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائین مین چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھ لونگا اوباش نے
کہا ای مہتر عمرو میرے قصر سے بھاگا ہی اگر اسوقت تمنے گرفتار کرا دیا دولت دنیا سے نہال کر دونگا
مجھکو بڑا صدمہ پہونچا کہ تیز رفتار عیار بنکر وہ آیا مین پہلے ہی کھٹکا تھا لیکن اب تم یہ بتاتے ہو مین تمھارے
ساتھ چلتا ہون نیرنگ نے کہا سحر تو تیار کر لیجیے اوباش نے کہا ایک چھو مین اچھو ہو جائیگا میرے
ہاتھ سے بچ سکتا ہی نیرنگ نقلی اوباش کو اپنے ساتھ لگا کر لیچلا ایک درخت کے پاس پہونچ کر جھکا
کہا ای اوباش وہ دیکھو سامنے عمرو بیٹھا ہی زخم بھی ایڑی کا اچھا ہو گیا وہ تو صورت بدل رہا ہی لنگا
پہنا وہ چُندری اوڑھی ناک مین نمری سی نتھ پہن رہا ہی اوباش نے کہا بھائی مجھکو نہین معلوم ہوتا ہی
سار بان زادہ کہان بیٹھا ہی نیرنگ نے کہا کسی کو رات کو رتوندھی آتی ہی آپ کو دن کو دتوندھی آتی ہی
سامنے بیٹھا ہی کہان کہان کرتے ہین فقط ذرا سی پتون کی آڑ ہی تمھاری نزدیک وہی بیٹھا ہی ایک گولہ
اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارو پاؤن اُسکے زمین تھام لے مین جاکر سر کاٹ لون اوباش نے کہا بھائی
مجھکو ہاتھ پاؤن کچھ نہین معلوم ہوتا نیرنگ نے کہا جلد سحر کرو اوباش نے گولہ سحر کا کمر سے نکالا نیرنگ
کے کہنے سے اسم سحر پڑھا کالو بھیرون نارسنگ کے نام لیے دو قدم بڑھکر چاہا گولہ ماردون عمرو نے
بڑھکر حلقہ کمند گلے مین ڈالدیے اوباش نے چاہا بلیون عمرو نے جھٹکا ماردیا اوباش منھ کے
بھل زمین پر گرا خنجر مارا اوباش کے دو ٹکڑے ہوئے ہنگامہ گیرودار بلند ہوا عمرو نے کپڑے اتار لیے
فرار برقرار کیا طرف اپنے لشکر کے چلے میان اوباش کے مقام پر جو ساحر بیٹھے تھے یکایک اُنھون نے دیکھا

باغ جلنے لگا آسمان سے آگ برسی باغ جلکر خاک ہوا سب عمارتین منہدم ہو گئین بیرون نے آواز دی کشتی مرا
نام مین اوباش جادو بود جب مکان سب گرے باغ جلا یا تو یہ ساحر جلا نے جھلسانے مین مغموم کے مصروف تھے
باغ جلا راستہ صاف ہوا عمرو نے جاکر صاحبقران سے کہا صاحبقران نے اُسی وقت لشکر تیار کیا عمرو سبکو
لیکر چلا حکاک جادو مالک دربند ششم ہر ا مین اسنے اندھیرا کر دیا ہی ایک طرف ایک بنگلہ بنا ہی اسمین بیٹھا
ہی یکایک ایک ہوا ئے گرم چلی بنگلے سے سر نکالکر دیکھا طرف دربند اوباش کے روشنی معلوم ہوتی ہی ملازمون کو آواز دی
ارے دریافت تو کرو ملازم حکاک کے چلے تھے کہ دیکھا کئی سو ساحر ڈھونڈھ ڈھانڈھ کے لاشہ اوباش کا
بھی لیے آئے ایک چارپائی پر لاشہ اوباش کا ایک چارپائی پر لاشہ مغموم لائے ہوے روتے پیٹتے چلے
آتے ہین حکاک بنگلے سے اُترا کہا یارو یہ کیا ہوا کہا حضور ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیونکر مارے گئے عمرو
گرفتار ہو کر آیا برق بھی گرفتار ہوا اور پھر آقا بھی مارے گئے کس بات کو عرض کرین حکاک افسوس
کر رہا تھا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی آمد لشکر صاحبقران ظاہر ہوئی حکاک جادو حیران حیران دیکھ رہا
ہی لشکر صاحبقران اسی صحرائے سبزہ زار مین آکر اُترا بارگاہ شاہی استادہ ہوئی خواجہ عمرو نے بارگاہ مین انتظام
کرا مین کو نوالی چبوترے کا انتظام کرکے ایک گوشے مین آکر تعویذ دیا ہوا ملکہ یاسمن گلگون پوش کا جو عمرو
کے پاس ہی اسکو آگ دکھائی ملکہ کو خبر ہوئی ایک بچہ سحر کو حکم دیا وہ بچہ خواجہ کو اُٹھا کر باغ مین ملکہ کے
لایا عمرو نے دیکھا ملکہ صحن خانہ مین تشریف رکھتی ہین گرد اسکے جلیسین اسباب عیش و نشاط مہیا ملکہ برائے
استقبال اُٹھین خواجہ عمرو کو مقام صدر پر جگہ دی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اب چھٹے دربند پر جا کے
اُترے ہین حکاک جادو سے مقابلہ ہی ملکہ نے کہا خدا آپ کو مظفر و منصور کرے حقیقت مین بڑے بڑے
جھگڑے ہین ساتوین دربند پر جیحون جادو ہمارے والد نامدار تشریف رکھتے ہین شب کو جو مین بہانے سلام
گئی سلام کیا فرمایا کہ بی بی تمکو کچھ خبر ہی ہم کس آفت مین مبتلا ہین قدرت فرماتے ہین ہمارے گھر کا وہ کون
شخص ہی جو ہمارے گھر کا راز و نیاز ظاہر کر دیتا ہی ملکہ مین نے خیال کیا تو مجھکو حیران حیران دیکھتے تھے کئی مرتبہ
آنکھ ملا کر یہ کلمہ فرمایا کہ مین دراندازہ کا حال کھول لونگا مین جانتی ہون کچھ شکی والد نے پائی عمرو نے کہا
ملکہ تم میرے لشکر مین چلو ایسا نہو وہ بھیا آگاہ ہو جائے ملکہ نے کہا خواجہ میرے نکل جانے مین ہزارون
آفتین ہین اول تو اتنا بڑا جادوگر ماہر راز خداوندی مقبول بارگاہ قدرت صاحب لیاقت و شوکت جسوقت
یہ بات مشہور ہو جائیگی کہ جیحون جادو کی بیٹی ساتھ عمرو کے نکل گئی تلاش کرکے مجھکو مار ڈالیگا پھر آپ کو
خبر بیان کی نہ ملیگی عمرو نے کہا بلا سے مگر تمھارے واسطے کوئی خرابی نہو ملکہ نے کہا اسوقت اتفاق سے
آپ کا آنا ہوا آپ تو مہینون دور افتادگان کو یاد نہین کرتے آج میری خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز فرمایا
کوئی غزل گائے یہ کہکے دو چار کنیزون کو بلایا کہا ارے آج خدا نے فضل کیا خواجہ عمرو تشریف لائے
ہین ساز درست کرو سنکر غزل سناؤ یقین تو ہی کہ تم بھی انصاف کرو کنیزون نے ساز درست کیے خواجہ نے
بھی کہا ملکہ یہ چند اشعار گائے غزل

کون کہتا ہی قد آمد سے تابان مین نہ تھا
حیف ہی شب کو شریک بزم جانان مین نہ تھا
کیون اڑا لائی صبا خاک مری برباد کی

کب جنون مین ہاتھ چاک گریبان مین نہ تھا
کب چلو ہو کی طرح اس مہ پہ قربان مین نہ تھا
طالب دیدار کو کیونکر نہ دکھلاتے وہ شکل
خاک ہے پا یار تھا گرد بیابان مین نہ تھا

کب پریشان صورت زلف پریشان مین نہ تھا
تو شامین بھی جز سے جامہ تنگ کے
عذر کیون کرتے وہ کچھ موسیٰ عمران مین نہ تھا
کسطرح دیتے نہ بوسہ رو ... مین کا مجھے

طالب مہر و وفا تھا زر کا خواہان مین نتھا
کیون ہوا ناخوش جو بوسہ مصحف رخ کا لیا
مثل موسیٰ طالب دیدار جانان مین نتھا
عشق مجھکو بھی کنوئین جھنکواتا یوسف کیطرح
ایک پروانہ تھا ای شمع شبستان مین نتھا

آشنا کب صورت مہین رہے فریاد سے
کوئی اُس کافر سے پوچھے کیا مسلمان مین نتھا
داغ بر دل صورت لالہ تھا پر کسکے لیے
تشنہ لب مند عاشق چاہ زنخدان مین نتھا
دلکبر اُس غیرت یوسف کی صورت چاہ کی

کونسی شب تھی جو ہجر گل مین نالان مین نتھا
ایک فقرے مین اُلٹ دیتا وہ جو پیسے تھا
تجھ پہ شیدا رفتہ اگر ای ماہ تابان مین نتھا
جان دی ای تیغ کون بھی تیرے عشق مین
آئنے کی شکل کب ای نور حیران مین نتھا

ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری تمام کنیزین رطب اللسان لعن طعن کر رہی ہین کہتی ہین خواجہ حقیقت مین تمہارا
مثل نہین ہماری ملکہ کو مدت سے گانے کا شوق ہے کیسے کیسے گویے گانے والے آئے گائین کیسی کیسی زوضیان کالی
اکیل آئین مگر یہ آواز کان مین نہین پڑی خواجہ ملکہ سے تنہائی مین باتین کر رہے ہین اختلاط ظاہری بھی ہوتا جاتا
ہے کبھی بوسہ بازی کبھی سینے پہ ہاتھ رکھدیا کبھی جان جہان کہا مگر حکاک جادو جب لشکر صاحبقران
زمان کا آ گیا بارگاہ استاد ہوئی لشکر مین کھا گم ہونے لگی تو حکاک گھبرایا ہوا جیحون کے پاس گیا
کہا ای وزیر اعظم لشکر صاحبقران کا دربند ششم پر آ گیا آپ کیا فرماتے ہین طبل جنگی بجواؤن خود میدان
مین نکلون یا عمرو کی تلاش کرون جیحون نے کہا بھائی جو بن پڑے وہ کرو اول تو تمہین سامری و جمشید
سلامت رکھین مثل ان سب کے تم پر زوال نہ آئے قدرت آج کل تقدیرین اُلٹی پلٹی کرتے ہین وہ وہ ساحر
مارے گئے کہ حکاک مثل حوالی گلشن جسما مین نہین ہے اگر تمہارے لیے مسلمانون نے میرے دربند پر آنے کا
قصد کیا جو کچھ کرونگا وہ دیکھنے والے دیکھ لینگے اور سننے والے سن لینگے حکاک جیحون کے پاس سے اُٹھا
خدمت مین خداوند سالوس کی آیا سالوس نے کہا تم جاؤ ہم تین لاکھ فوج تمہارے دربند پر روانہ کرینگے
افسر بڑا ساحر کرکے بھیجینگے کہ آگ برسائے پانی کا دریا بنائے ہزارون آفتین برپا کرے مسلمانون کو
بچنا مشکل ہو حکاک مژدہ پا کر بولا یہ تو اطمینان ہو کہ اب قدرت فوج بھیجینگے ساحر بھی زبردست آئیگا وہ
یقین ہے خوب لڑیگا مگر عالم پناہ یہ بڑا انتشار ہے کہ ساربان زادہ میری فکر کریگا اڑتا ہوا چلا آتا ہے کہ قہقہے کی
آواز کان مین آئی جھانک کر دیکھا باغ مین ملکہ یاسمن کے نیا گل پھولا ہے عمرو عیار یاسمن سے بوس و کنار کر رہا ہے
کنیزین گا رہی ہین آگ لگ گئی زمین سے نعرہ کیا او کمبخت بریدہ اب آج کھلا کہ تو راز کہہ دیتی ہے ساربان زادے
کو مجلس مین بٹھایا ہے عمرو نے جو حکاک کو آتے ہوئے دیکھا جلد زنبیل سے جسبت کی گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے
حکاک نے گولہ مارا ملکہ یاسمن نے اُسے کاٹا شعلے بھڑک کر کنیزون پر گرے دس کنیزون کے سر جلے ملکہ
نے اپنے کو بمشکل بچایا کنیزین بھاگنے لگین حکاک نے آواز دی او مستانی کہان جاتی ہو تجھے بھی قدرت کی
خبر نہ ہو بچالی کرین کمبخت بریدہ نے گھر قدرت کا برباد کر دیا ملکہ بھی سحر کر رہی ہین مگر حکاک سحر کو ملکہ کے
نہین مانتا جب سحر کیا حکاک نے دفع کر دیا اپنے کائنات کے سحر کر رہا ہے کنیزون پر ایسا سحر کیا کہ بھاگ
نہ سکین کوئی منہ کے بل گری کوئی جلنے لگی کسی نے ناچار ہو کر بغل پر ہاتھ رکھا سحر سے حکاک کے جھومنے
لگی کوئی پکارتی ہے مین جلی کوئی پکارتی ہے آج میرے کلیجے مین آگ لگ گئی دو سو کنیزین ایک حال مین ملکہ
بیچاری سحر کر رہی ہین اُسکا سحر رد کرتی ہین اپنا سحر کرتی ہین جب دس پانچ سحر چلے وہ باغ جو رشک بہار تھا نرگس کی
آنکھین پتھرا گئین سنبل نے بال کھول دیے سوسن کی زبان بند سرو پابگل درختون کے پتے گر گئے شاخین
مثل دست شکستہ تھے کف افسوس مل رہے تھے چمن پامال رنگت پھولون کی متغیر یا تو عالم بہار تھا

باد و جھونکے ہوا کے گرم گرم چلے عندلیبان خوشنوا کے آشیان اُجاڑ گلچین و صیاد کی بن پڑی ہی صیاد چاہتے ہین
کہ عندلیبان خوشنوا کو گرفتار کرین جا بجا دام مکر پھیلا دین گلچین نے پھولون سے دامن بھر لیا درختون پر
تبر غم چل رہے ہین قصر جو آراستہ و پیراستہ تھے اُنمین سناٹا نہ رعنائی ہی نہ زیبائی ہر طرف یہی ہلڑ ہی کہ باغ بہار
مین خزان آئی ہوائے مختلف چل رہی ہی ہر شاخ ہری بھری جل رہی ہی خزان کا جھونکا چلگیا باغ پر مہان
جلگیا چمن ویران صیاد و گلچین نگہبان جب حکاک نے دیکھا کہ مین نے سب کنیزون کو پابند کیا باغ ویران
ہوگیا مگر ملکہ لڑ رہی ہی خیال ہی اگر بھاگ کر نکل جاؤن یہ ملعون جا کر باپ سے لیگا یا لڑ بھڑ کر مر جاؤن یا اسکو
قتل کرون اور کوئی صورت بہتر کی نہین اس خیال پر لڑ رہی ہی کئی زخم کھالے مگر سامنے سے نہین ٹلتی جب
حکاک نے دیکھا کہ بہ سحر سے یہ اپنے کو بچاتی ہی سینہ سپر ایک طور پر لڑ رہی ہی سر کا ایک بال توڑا اسپر اسمائے
سحر پڑھے خون بھی اپنا اس بال پر ڈالا خوب اُسکو سحر بند کرکے ملکہ یاسمن پر پھینک مارا وہ چنڈال بال زنجیر بنکر
گلے مین ملکہ یاسمن کے پڑا اور لڑکھڑا کے گری آنکھین پتھرا گئین زبان بند دل دردمند حکاک بڑھا کہ سر کاٹ لون
ملکہ چار جانب آنکھین پھاڑ کر دیکھتی ہی کہ خواجہ کہان گئے افسوس اسوقت مین ہماری خبر نہ لی اپنی کنیز کو اس
آفت مین چھوڑا ہماری محبت سے یون منھ موڑا آنکھون سے آنسو جاری زبان سے بول نہین سکتین سکتے کا عالم
حکاک تیغہ آبدار کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر کہ ارے تو نے دھگڑے کو پہلو مین بٹھایا کچھ باپ کی بھی آبرو
کا خیال نہ آیا باپ تیرا وزیر اعظم دستور معظم خداوند کا رازدان صاحب شوکت و شان اُسکی بیٹی ایسی آوارہ جسوقت
سنیگا خنجر اپنے پیٹ مین مار لیگا تو نے خوب گل کھلایا ملکہ شرم سے سرنگون کلیجہ خون حیران پریشان چاہتی ہی کہ
دم نکل جائے یہ جفا قلب کیونکر اُٹھائے پروردہ مہد ناز و نعم اُسپر یہ غم و الم جیسے ہی حکاک تیغہ کھینچکر چلا راہ
مین دو چار کنیزین جو ملین کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی مین ٹھنڈا کیا کوئی جواب
دینے والا نہین جو چاہا وہ کیا کون روکے کون ٹوکے ملکہ تڑپ رہی ہی طرف آسمان کے نگاہ لبون پر آہ
ایک طرف سے بجلی جیسی آواز آئی ای میان حکاک ذرا ادھر آؤ میری تو بات سنو اس موے مونڈی
کاٹے نے مجھے ہاتھ تلوار کا مارا انگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین اسپر بجلی گرے اسکے بچے مرین حکاک نے پلٹکر دیکھا
ایک کنیز نہایت حسین و جمیل جوڑا بالون کا کھلا ہوا عارض انور پر گیسو لٹکتے ہین صاف ظاہر ہی کہ دونون وقت
ملتے ہین کان نچے ہوے بجلیان بالیان کسی نے نوچ لین ناک سے کیل اُتار لی کہ ناک بھی زخمی ہو رہی ہی
دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے زمین مین لٹکتے ہوے شانے سے خون جاری دوڑی ہوئی
پکارتی ہوئی آتی ہی ای میان حکاک ذرا میری بات سنو اس نگوڑے کو لینا یہ جانے نہ پائے مجھے تلوار مار کر
بھاگا میرے حسن و جمال پر بھی رحم نہ آیا اور گیر مجھکو دیکھکر ٹھہر جاتے ہین پھول سامنے عارض کے شرماتے ہین حکاک
اس لٹی پٹی وضع کو دیکھکر مر گیا کہا ارے کیا ہوا دوڑکر گلے سے لپٹ گئی نرم نرم شکم صاف و شفاف گورے گورے
گال حکاک بے چین ہو گیا اُسنے کہا مین بھی ملکہ کی کنیز ہون جب تمنے اُسکو سحر کیا مین بھی بھاگی درختون کی آڑ مین چھپی
جب تمنے ملکہ کو گرا دیا مین سمجھ گئی کہ یہ ستالی بگڑی گئی اب نکلکر میان حکاک سے ملاقات کرون جو میرے دلگیر
ہی وہ کہون ایک شخص دبلا پتلا تاخیا نگوڑے کو مر چھپا جن کہون یا ممٹھیا دیو ست مثال دون دوڑتا ہوا میرے
قریب آیا کان نوچ لیے ناک سے کیل نکال لی مین نے چاہا غل مچاؤن بیچھے مار کے بھاگا حکاک نے کہا
ارے وہ کہان ہی کہا حضور وہ سامنے جھنجی مین چھپا ہی جانتا ہی ادھر کون آئیگا حکاک نے مسکرا کر کہا

کیون صاحب تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا دور ہو نگوڑے اس وقت مین مجھ کمبخت کا نام پوچھتا ہی گلبدن میرا نام ہی تجھے کیا کام ہی جلکر اُس ڈبلے کو پکڑے حکاک نے کہا وہ شخص عمرو عیار ہی اُسی کی ذات سے سارے فساد ہین بڑے بڑے مکر اس ظالم کو یاد ہین ابھی جلکر گرفتار کرونگا اگر عمرو عیار کو مار ڈالی کو منع کیا گلبدن ہنستی ہوئی لگاوٹ کی باتین کرتی ہوئی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر کہا وہ دیکھو سامنے بیٹھا ہی حکاک نے کہا مجھے نہین معلوم ہوتا کہا ارے احمق تو گولہ سحر کا پھینک اور یہ کہدے کہ ای زمین عمرو کے پاؤن پکڑ لے مگر دیکھو صاحب اُسنے مجھے زخمی کیا ہی مین ایک تلوار ضرور مارونگی حکاک خوش ہو کہ کیا معشوقہ ملی جب گلبدن نے کہا کہ گولہ پھینکو حکاک نے گولہ جھولی سے نکالا مگر یہ کہتا جاتا ہی کہ ای گلبدن مجھے کچھ نہین معلوم ہوتا گلبدن نے چٹکی لیکر کہا ارے اندھے تو نہین دیکھتا تو کیا نقصان ہی مین تو دیکھ رہی ہون حکاک نے گولہ پھینکا گلبدن نے پیچھے ہٹ کر حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حکاک نے چاہا پلٹون حباب بیہوشی ماردیا حکاک بیہوش ہو کے گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون
تراشندہ ریش کفار ہون | زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو | نہ پائے مری گرد باد پوش کو

خنجر مارا حکاک کا سر اڑا لیا مرتے ہی اسکے ملکہ کو ہوش آیا کنیزین قید سے چھوٹین فصل خزان گئی باغ مین بہار آئی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے عندلیبان خوشنوا کی چہچے شگفتہ ہوئی نرگس شہلا کی آنکھون پر پھولون کی عینک ملکہ نے اٹھکر خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا خواجہ تمنے بڑا کمال کیا مین تو گھبرائی تھی کہ خواجہ کہان چلے گئے اگر یہ مجھکو گرفتار کرکے پاس جیحون کے لیجاتا باپ میرا ایسا صاحب غیرت ہی مجھے تو جلا کر خاک تمام کرتا تعجب نہ تھا کہ اپنی بھی جان دے دیتا خواجہ نے کہا خدا نے فضل کیا اب مین جاکر صاحبقران کو سوار کراتا ہون یہ فرما کر خواجہ لشکر مین آئے چلتے چلتے ملکہ نے یہ بھی کہدیا کہ خواجہ خبردار جب مجھسے ملاقات کرلینا تب طرف جیحون کے جانا جیحون نے حلاوہ دریا سے سحر کے اور بھی بہت سے شعبدے بنائے ہین مین سب دریافت کرکے آپ سے کہونگی خواجہ عمرو ملکہ سے رخصت ہوکے لشکر مین صاحبقران کے آئے صاحبقران سے سب کیفیت بیان کی صاحبقران نے اسی وقت لشکر تیار کیا خود بنفس نفیس اشقر پر سوار ہوے طرف دربند ہشتم کے چلے دربند ہشتم پر پہونچنا امیر کا و حالات دربند ہشتم کہ جیحون بڑا ساحر زبردست ہی طرف سے سالوس کے بھی انتظام کامل ہونا و گرفتاری صاحبقران و حالات دربند وقت تحریر

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم آنا شمس جادو کا طرف سے سحر العجائب و مصر الغرائب کے و مقابلے و عیاریان عیار سکندر کی و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مضمون مقام

رہے وہ لب کہ ہی جس لب پہ گفتگو تیری | رہے وہ چشم کہ جسکو ہی جستجو تیری | رہے وہ جان کہ جو بیا ہو چار سو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری | خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری
لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین | اگر ہی داغ محبت کا قلب روشن مین | مقام ہوگا کسی دن کے بعد مدفن مین

یقین ہی کہ نکلیگی جان اپنی آکے گردن پر
سنا ہی جاری قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی　　دوئی کا دخل نہیں اک زمانہ ماہر ہی　　وہ ناتوان ہون جسے پھول بار خاطر ہی
وہ گل ہون نہیں کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکی بو تیری

ہوا ہی چار عناصر کا اجتماع محال　　گیا ہی روز سواب کے کشش جہت شمال　　ترے فراق مین بسر ہو رہی ہی فکر وصال
پھرے ہین شرق و غرب تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا　　تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا　　خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
شب فراق مین اکدم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

ترے بغیر خدا و نماز مین قرار آیا　　نہ زیر چرخ نہ زیر زمین قرار آیا　　مریض عشق کو بھی ہی کہین قرار آیا
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دلمین ہمارے بھی نور عرفانکی　　کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین و ایمانکی　　ان آنکھوں کی صفت کیا مجال انسانکی
پڑھا ہی ہمنے بھی قرآن قسم ہی قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہی گفتگو تیری

پہونچکے حال مرا کہیو میرے یوسف سے　　ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے　　نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

بلند اسمین مضمون ڈھونڈھکر شاعر　　فلک کی سیر کیا کرتے ہین اکثر شاعر　　مال کار سے رہتے ہین باخبر شاعر
فرشتے بھی تجھے کہتے ہین بشر شاعر
یقین ہوا ملکوت مین ہی خو تیری

مال کار نہ تقدیر سے ہوا ثابت　　نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت　　مگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہی جستجو تیری

تجلی اگر تجھا اجتناب کھوئے گی　　ضرور عاشقون سے اجتناب کھوئیگا　　دعا سے توبہ کا سارا ثواب کھوئیگی
شراب شرم و حیا کا حجاب کھوئیگی
دکھائیگا ہمین کیفیتین سبو تیری

بہانے شام سے آنسو برنگ شبنم صبح　　سفیدی آنکھونکی دکھلا رہی ہی عالم صبح　　وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
شب فراق مین ای روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق فلک پہ عیان　　ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان　　یہ حسن و عشق کے جلوے ہین دیکھ او نادان
جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہی ہماری کسی مین خو تیری

نمائش رخ ہی عاشقو نکو مخزون ہی　　بیان کیا کرون سودا زدہ یہ مضمون ہی　　کمال لیلی پردہ نشین پہ مفتون ہے
یہ چاک جیب کے حق مین دعا جنون ہی
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

حزین وہ ہی تو یہ مخزون بڑا مجنون ہی　　زبان لیلی غمگین پہ ہائے مجنون ہی　　غبار وادی وحشت قبائے مجنون ہی
یہ چاک جیب کے حق مین دعائے مجنون ہی
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

نثار ہوتے ہین تیرے سبھی خاطر ای شۂ حسن　　برائے نذر دل و جان ہی حاضر ای شۂ حسن　　ضیائے حسن سے ہو دیگا ظاہر ای شۂ حسن
کسی طرف سے تو نکلیگا آخر ای شۂ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

یہ شہر تو چاند سا دھونا فقط بہانا تھا　　یہ مجھسے شرم کہ بلبل سے رخ چھپانا تھا　　پھر آئے باغ مین گلگشت کو جو آنا تھا
چمن مین صبح کو جاکر نہ منہ دکھانا تھا
برنگ آئینہ حیران ہی آبجو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر حسن معطر ہے | کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی | فقط نہ غنچے کا نازک دہن معطر ہی
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے | صبا ہی کے نہیں حصے میں آئی بو تیری

مثال تیغ زری تو ہی رستم میدان | مقابلہ کرے تجھسے کوئی مجال کہاں | جو کند ذہن ہیں کٹتے ہیں سنکے تیر بیان
زمانے میں کوئی تجھسا نہیں ہی سیف زبان | ہر ایک معرکے میں الحق آبرو تیری

چہرہ ہنگامہ پردازان میدان جانبازی و سرفروشان معرکہ سرفرازی اس داستان پرشوکت بیان کو اسطرح تحریر فرماتے ہیں شعبدہ رقمان کلام در آغاز ہو می نگارند این فسانہ کہ شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم مشہور بفرزند سلطان زرین پوش عیار انکا جواہر خنجر زن بلاے روزگار قیامت کا پرکالا اپنا فتح کرکے در باغ ملکہ سوسن گوہر پوش پر آکر فروکش ہوے مگر ذکر کرچکا ہون کہ یہ سب خبرین سحر العجائب و مصر الغرائب کو پہونچین شمس جادو کو حکم دیا کہ بیس لاکھ ساحر لیکر ہمراہ سکندر جاو سکندر و ملکہ سوسن کو گرفتار کرکے لاو شمس جادو بیس لاکھ ساحر لیکر چلا اسکندر اپنے مقام پر فروکش ہین شب کو باغ مین تفریح کرتے ہین دن کو سردارون مین آکر بیٹھتے ہین جواہر سے روز یہی صلاح ہوتی ہی کہ پر طلسم نور افشان چلو ملکہ سوسن رونق دیتی ہین اے شہریار مین ایک سحر عمدہ تیار کرلون تو پھر چلنا ہوگا آج ملکہ سوسن تشریف لائین سلطان زرین پوش تخت پر بیٹھے ہین دلکش شوکت پر شاہزادہ سکندر ملکہ سوسن کرسی جواہر نگار پر جلوہ فگن جواہر خنجر زن اپنی کرسی پر یہی صلاحین ہو رہی ہین کہ کل یہان سے کوچ کرین بعنایت خداوند سحر جاکر شہ نخل کو قتل کرین قیدیون کو چھڑائین نمکحرامون کو سزا دین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آکے عرض کی اے شہریار شمس جادو فرستادہ سحر العجائب و مصر الغرائب آپہونچا یقین ہی کل حضور کے مقابلے مین آجائیگا اور آج ہی پہونچ جائے تو عجب نہین ملکہ سوسن نے کہا لیجیے دوسرا مقابلہ شروع ہوگیا اسکندر نے کہا کیا مضائقہ ہی بعنایت خداوند سحر اسکو بھی قتل کرینگے تیسرے پہر کا دربار ہوگا نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سکندر و سوسن و سلطان و جواہر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا گرد عظیم اڑی لکہا ے ابر گرجتے ہوے اس زور و شور سے لشکر آیا تمام میدان ساحران غدار سے معمور ہوگیا شمس جادو تخت سے اترا لشکر سکندر کو دیکھتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہوا شاہان طلسم نے مابدولت کو کیا سمجھ کے بھیجا ہی یہان میرا ہمسر کون ہی سوسن کو بھی یہ لیاقت ہی کہ مابدولت سے مقابلہ کرین یا سحر کو روکین ملکہ سوسن تجھے کیا سمجھتی ہی ایک ہی سحر مین جی چھوٹ جائیگا اکڑتا جھکتا داخل بارگاہ ہوا ملکہ سوسن نے جو شمس جادو کو دیکھا سکندر سے کہا اے شہریار حقیقت مین یہ بڑا ساحر زبردست ہی دربار مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے نہایت آبرو دار ہی اور بڑا مکار و غدار ہی جب سحر العجائب و مصر الغرائب نے سلطنت نور افشان لینے کا قصد کیا صلاح کار اول یہی ملعون تھا اسنے بکشادہ پیشانی کہا خبردار اب خراج نہ دیجیے گا بلکہ مجھکو حکم دیجیے مین جاکر کوکب کو پکڑ لاؤن سلطنت بھی انکی مٹاؤن در بدر خاک بسر کرونگا مگر ان دونون نمکحرامون نے جواب دیا کہ اسکی کیا ضرورت ہی سامری و جمشید مراد دینگے چندے کے بعد یہ انقلاب ہوا کہ کوکب بیچارے آوارہ ہوکر دین پہونچے ان بیحیاؤن نے ظلم و بدعت سے قید کیا جواہر نے کہا آپ گھبرائین مین آج ہی رات کو اسکو گرفتار کرلاؤنگا یہ صلاح کرکے آکے بارگاہ مین بیٹھے جواہر واسطے عیاری کے چلا کر اسکا ذکر کیا جائیگا شمس جادو بکبر و نخوت دربار مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی مین کسی سے کل دن

اس چھوکری کو ایک سحر مین دیوانہ کردونگا لاشہ ہاے شجر پرستان سے میدان بھردونگا یہ کہکے بکبر و نخوت
حکم دیا طبل جنگی بجے کل ہی لڑائی کو فیصلہ کرکے چلا جاؤنگا شب کو یہان نہ رہونگا مفت مین دیر ہوتی ہی مین بھی
کس جنگ پر آیا ہون جانتا کہ صرف ایک چھوکری ہی تو مین کاہیکو آتا کسی اپنے شاگرد یا ملازم کو بھیجدیتا اوسی وقت
طبل جنگی پر چوب پڑی شاگردان جواہر خبر لیکر بھاگے سامنے شہنشاہ کے آکر دعاو ثناے بادشاہی بجالائے
عرض کی شمس جادو نے طبل جنگی بجوادیا اس ملعون کو بڑا غرور ہی کہتا ہی میرے سحر کا کون جواب دیگا ملکہ نے
فرمایا میدان مین حال کھلجائیگا سکندر نے حکم دیا کہ خداوند شجر ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ
نزدی گرگرائے ساحر وغیر ساحر تیاری کرنے لگے مگر جواہر خنجر زن پھرتا پھرتا اٹھتا بیٹھتا قریب بارگاہ شمس
پہونچا لوٹ مار کر سراپچے سے لپٹا سراپچہ چاک کیا دیکھا شمس جادو پڑا ہوا سورہا ہی شمع ہاے موی وکافوری
روشن ہین جواہر اندر آیا جھپٹ کے قریب پلنگ کے پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا لچھے مین داروے بیہوشی
رکھکر قریب دماغ کے لگا دی اسنے اوپری سانس کھینچی دماغ مین بیہوشی پہونچی چھینک مارکر بیہوش ہوگیا
جواہر نے جلدی مین لپشتارہ باندھا خطا کیا ہوئی کہ سوزن دینا بھول گیا لپشتارہ باندھنا غنیمت ہوا اوسی طرح
سراپچے سے نکلکے بھاگا وقت وہ ہی کہ ستارہ سحری جھمک چکا جواہر بھاگا ہوا بدحواس گرتا پڑتا لشکر مین
اپنے پہونچا سب شاگرد استاد استاد کہکر دوڑے کہیے استاد کسے لائے جواہر نے کہا افسر لشکر شمس جادو
کو لایا شمس کے گرفتار کرنے مین مہرو وفا کا کام تھا بہت مغرور ہوگیا تھا جاتے ہی مشکلین باندھ لین شاہزادہ
سکندر دربار مین آچکے ہین سلطان زرین پوش تخت پر ملکہ سوسن کرسی پر یکایک ہلڑ ہوا ملکہ نے پوچھا
ارے کیا ہلڑ ہوا ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور مبارک ہو ہمارے مہتر صاحب اس کمسنی مین کمال رکھتے
ہین لشکر شمس مین پہونچے شمس کو باندھ لائے یہ سنکر سوسن اچھل پڑی کہا ارے بڑا کام کیا ای شہریار
فوراً اسکو قتل کیجیے اب مہلت نہ دیجیے اگر یہ بچگیا تو بڑی آفت برپا کریگا یہ ذکر تھا کہ جواہر آکر پہونچا لپشتارہ
بدوش کلاہ کج کیے ہوے جواہر کو بڑی خوشی ہوئی جیسے ہی سوسن نے دیکھا کہا ای جواہر کیا کارنمایان
کیا ہم تمھاری کیا صفت کرین سارا لشکر تمھاری تعریفین کرتا ہی ماشاء اللہ جرأت اسی کا نام ہی جو لشکر گئے
تھے وہی کیا جواہر نے شمس کو ستون سے باندھا سب افسر اپنے اپنے مقام پر تھے یہ جو خبر سنی سب دوڑے
ہوے بارگاہ مین آئے ایک ایک کو یہی حیرت ہی کہ جواہر نے اسکو کیونکر گرفتار کیا جسنے آکر دیکھا شمس جادو
کو ستون سے بندھے ہوے دیکھا سب خوشیان کرنے لگے ملکہ سوسن تیغہ ہلالی ہاتھ مین غصہ بات بات مین
سکندر نے کہا ای جواہر اسے ہوشیار تو کرو اپنے حال زار کو دیکھے غرور تو اسکے سر سے نکلے جواہر نے جھک کر
شمس کو ہوشیار کیا آنکھ کھلی اب جو اسنے نگاہ غور دیکھا سلطان زرین پوش تخت پر سکندر کو برابر
دنگل ملکہ سوسن کو کرسی جواہر نگار پر پایا تمام دربار ساحرون سے معمور افسران فوج کھڑے ہین اوسیکا
تو بڑا غرور تھا دیکھو خداوند شجر کی قدرت کیا سر سبز و شاداب کرتے ہین تم ایسے صاحبان غرور کو عتاب کرتے
ہین مگر شمس نے دیکھا میری زبان مین سوزن نہین ہی سکندر نے للکار کے آواز دی ای شمس جادو کیا
افسوس کی بات ہی کہ اپنے بادشاہ کو تمنے قید کر لیا کچھ افسوس نہ آیا اب ہم چلکر ان مغرورون کو سزا دیتے
تو شجر پرست ہو جا تیری خطا معاف کردینگے اس بیحیا نے غصے مین جواب دیا او طفل بے ادب خداوند سحر
کیسے خداوند لات ومنات سامری جمشید سب مین چھوٹے خرل خرل لوٹا لوٹا چھونا جھوٹا

انکو یاد کرو ورنہ ابھی قیامت برپا کر دونگا تمہارا عیار مجھکو ڈراتا ہے اتنا کمال کیا جواہر کی جو نگاہ پڑی کہ مین نے سوزن
نہین دیا کودکر ایک سمت بھاگا مگر شمس نے جو اسم سحر پڑھکر زور کیا سب قید ٹوٹ کر گری سوسن نے کہا
ای شہریار غضب ہوا انسے جلد بیسین ملکہ کی دوڑین مگر انسے منہا خاک کا لیا اٹھا کر پھینکا پتھر برسنے لگے کئی سو
کنیزین کئی سو غلامان جانباز کے سر پھٹے بہت سی کنیزین زخمی ہو کر گرین ملکہ سوسن اٹھکر سحر کرنے لگین پتھر برسنا
موقوف ہوے کئی سو ساحر جب مر گئے شمس جادو نے ایک ساحر کی تلوار اٹھالی لڑتا ہوا باہر چلا ہر چند
ملکہ سوسن نے سحر کیے بھلا سوسن کے سحر کو کب مانتا ہی اشارون سے دفع کرتا ہوا جاتا ہی باہر نکلگیا ملازمان
سکندر نے بلوہ کیا کسی نے گولہ کسی نے ترنج کسی نے نارنج مارا تیر تفنگ بھی چلے نیزے چلے شمس کسی کو
نہین مانتا دو سو ساحر اسپر سحر کر رہے ہین مگر یہ آسانی دفع کر دیتا ہی لیکن ارادہ یہی ہی کہ اوڑ پھوڑ کر نکل جاؤن
کل سحر لوگ کنارہ لشکر سکندر پر پہونچا چار پانچ سو ساحران سکندر مارے گئے کئی خیمے بھی سحر سے جلا دیے
لاتے ساحرونکے لوٹ رہے ہین سوسن نے بڑھ بڑھکر سحر کیے مگر شمس نے رکا پلنگ آواز دی او چھوکری کیون گھبرا
رہی کل تجھے سر میدان سمجھ لونگا آج تو یہ افتاد ہوئی اب وہ تدبیر کرون کہ قریب کوئی پلنگ کے بھی نہ آ سکے
یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے اڑ کر نکل گیا جب یہ اپنے لشکر مین پہونچا ساحر حضور حضور کہکر دوڑے کیون شہنشاہ
یہ کیا معرکہ گذرا بڑی تکلیف سرکار نے اٹھائی جب ہمکو خبر ہرکارون نے پہونچائی ہم لوگ بھی تیار ہو گئے
شمس نے کہا کوئی ضرورت نہین جیسا مین نے دھوکا کھایا تھا ویسا عیار چوک گیا بدولت کی زبان مین سوزن
نہین دیا پھر مجھکو کون روک سکتا ہی اڑ پھوڑ کر نکل آیا میرے خیمے کی کوئی حفاظت نہ کرے آج وہ عیار آکے
تو مزہ ہو شام کو انسے پھر طبل جنگی بجوایا سکندر کے لشکر بھی مین طبل جنگی بجا جواہر اس رات کو بھی تدبیرین کرتا
ہوا قریب دو پہر رات گئے کے پاس سراچے کے پہونچا دیکھا سناٹا پڑا ہی طلایہ والے اور مقام پر ہین گرد بارگاہ
شمس کوئی نہین جواہر نے بڑھکر سراچہ چاک کیا اندر بارگاہ کے آیا چاہا قریب پلنگ کے جاؤن زیر پلنگ سے
دھڑکے کی غیب کے آواز آئی جواہر پیچھے ہٹا مگر عکس جو اسکے جسم کا ہی دیکھا ایک شیر ببر ڈکارین لیتا ہوا نکلا
طرف جواہر کے چلا جواہر کودکے بھاگا کئی مرتبہ جواہر نے قصد کیا کبھی زیر پلنگ سے شیر نکلا کبھی اژدر
آتش فشان نکلا جب رات کم باقی رہی جواہر ناچار مجبور طرف اپنے لشکر کے چلا کنارے پر شاگرد ملے انھون نے
پوچھا استاد کیا ہوا جواہر نے کہا یارو آج اس ملعون نے تدبیر کرلی جب مین نے قصد کیا شیر نکلا اژدر آیا آخر
ناچار ہو کر پلٹ پڑا کچھ نہو سکا بڑا ساحر زبردست ہی ایسے پر پنجہ قابض ہونا بہت دشوار ہی علاوہ مکار و غدار کے
صاحب اقبال بھی ہی سیکڑون ساحرین سے مانے سوزن دینا بھول گیا نہین تو کل ہی اسکا خاتمہ کر دیا
تھا کہ وردی کی ستارہ سحری آسمان پر چمکا دیکھا لشکر طرف میدان کارزار کے جانے لگے ادھر سے لشکر
ساحران بھی میدان کارزار مین آتا ہی ملکہ سوسن طاؤس پر سوار ہو کر چلین سلطان زرین پوش تخت پر
سوار سکندر پشت مرکب پر مگر جب شمس سو کے اٹھا ساحرون نے آکر سلام کیا شمس نے کہا رات کو
بھی عیار آیا تھا چار پانچ مرتبہ اسنے قصد کیا کیا مجال تھی کہ برابر میرے پلنگ کے آتا یہ کہکے بزیر آتش
پر سوار ہوا میدان کارزار مین پہونچا صفین جمین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ
و پیراستہ نقیبان بلند آواز میدان کارزار مین نکلے بصد سوز و گداز اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے و ازین
ذیل کی یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

صاحبا عمر عزیزت غنیمت دانش | گوی خیری کہ توانی ببر از میدانش

چیست دوران ریاست کہ فلک با ہمہ قدر
بجز و رست بقای دہن خنداں نش
مقبل امروز کند در دل خویش دوا
ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش
دولت باد کہ از روئے حقیقت بری
مشک دار دنتواند کہ کند پنہانش

حاصل آنست کہ دائم نبود دورانش
وہی شیر بادرند ہد ما در وہر
کہ پس از مرگ میسر نشود در مانش
معرفت داری و سرمایہ بازرگانی
دولت آنست کہ محمود بود پایانش

جائے گریہ است برین عمر کہ چون غنچہ گل
تا جندان نبرو بار دگر پیتانش
دست در دامن مردان زن و اندیشہ مکن
چہ بہ از نعمت باقی بدہ و بستانش
خوی سعدی ست نصیحت چکند گر نکند

یہ اشعار عبرت آثار جو نقیبون نے پڑھے تمام بہادر جھومنے لگے یہی
ہر ایک کا قصد ہے کہ رن بھرین مرجائین نام پیدا کرین شمس نے اپنا ہز برآتشین بڑھایا پکار کر آواز دی
ای فرخنده بہر ستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھسے نکلکر مقابلہ کرے گلعذار وزیر زادی ملکہ سوسن کی اپنے
طاوس کو بڑھا کر سامنے سلطان کے آئی اجازت طلب کی سلطان نے اجازت دی جیسے ہی یہ
سامنے شمس کے پہونچی شمس نے آواز دی کہ او چھوکری بی سوسن نہ آئین تجھکو قتل ما ش سمجھا گلعذار نے
گو جھولی سے نکالکر مارا شمس نے آنکھ سے اشارہ کر دیا گولہ ملبنکر آگئی سحر اپنے گیے مگر شمس نے اشارے
کرکے دفع کر دیے گلعذار نے کارد سحر جھولی سے نکالی چھری پھینک ماری شمس نے ہاتھ مین روک لی
ہاتھ مین لیکر اسم سحر کا پڑھا گلعذار کو وہ کارد کھینچ ماری گلعذار کے سینے کو توڑ کر پار گذری گیارہ کنیزین ملکہ
سوسن کی نکلین ہاتھ سے شمس کے ماری گئین شام کو اس بچیانے ہز برآتشین کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی
ای سوسن گل کہان میرے ہاتھ سے جاؤ گی میان سکندر میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے ملکہ سوسن رنجیدہ
و کبیدہ بیٹھین سکندر سے کہتی ہوئی ای شہر یار وہ کنیزین آج قتل ہوئین جنپر مجھکو ناز تھا مین کہتی تھی میرا کہنا
کرو نہین ہوا خدا اسکے شر سے ہمکو آپ کو بچائے سکندر نے کہا مین خود نکلکر مقابلہ کرونگا سوسن نے کہا ای
شہر یار مین آپ کو نہ جانے دونگی آپ نے دیکھا یہ گیارہ کنیزین کہ جنکو مین نے جان دیکر تعلیم کیا تھا وہ کسطرح
قتل ہوئین مگر دیکھا آپ نے کہ اسنے کس آسانی سے انکو قتل کیا کسی کے سحر نے تاثیر نہین کی یہ کنیز نکلکر مقابلہ
کریگی دیکھین تقدیر کیا دکھائے خداوند سحر اپنا رحم کرین کہ ان امیر غالب آون جواہر بڑی جانبازی کر رہی
ہو زوال جواہر نے بڑا دھوکا کھایا سوزن دینا بھول گیا آپ نے دیکھا کسطرح لڑتا بھڑتا نکلا سب ساحرون نے
سحر کیے کسی کے سحر کو اسنے نہ مانا مین کیونکر قبول کرون کہ آپ میدان مین نکلین میری بنائی ہوئی ہیکل فقط آپ کے
گلے مین ہے کنیزون کے سحر اس سے زیادہ تھے لیکن ہان دھوکا کھا جائے اور آپ کے دست حق پرست سے
حربہ پڑے تو شاید اس ملعون کے دو ٹکڑے ہون سکندر نے کہا ای ملکہ عالم مین تمکو بہت مکدر پاتا ہون تمکی
پریشانی سے بہت گھبراتا ہون ملکہ نے کہا مین نہ قبول کرونگی کہ آپ میدان کارزار مین جائین کوئی سبب خداوند سحر
پیدا کریگا میان تو ملکہ و سکندر و سلطان رنجیدہ کبیدہ داخل بارگاہ ہوے ملکہ کو اپنی کنیزون کا بڑا صدمہ رہا
مگر خاموش بیٹھی ہین اب دو کلمے داستان باغ ویران کے عرض کیے جاتے ہین جسدن سے سلطان و سکندر
قید خانے سے نکل گیے نسیم آتشخو دشاہین و گلشن رو یا کرتے ہین ایک دن نسیم بیٹھے بیٹھے گھبرائی خیالی تصویر
دو شاہزادی کی آنکھون کے نیچے پھری یہ اشعار دل آویز پڑھنے لگی نظم

تمہاری ابتدا تھے ہماری انتہا تھے
بھر دیگا تیغ کا دم شکر تھے یا گلہ تھے

قیامت ہے جو یہ مہتاب مرکر بیوفا ٹھہرے
دعا جلاد کو دونگا وہ چاہے جو دعا ٹھہرے

کہ پہلے ہی کام آخر ہے جب سامنا ٹھہرے
کوئی جانے ابھی لاش اپنی کفن مین رہ ٹھہرے
ابھی ہو سامنا قاتل ترے تیغ بیجان و جسم

تو تیغ ادا کا وار چلتا ہے قضا ٹھہرے
تمھیں سب جان کہتے ہیں نہیں سب جسم کے ٹھہرے
چلے جب اپنی روزن پھر چکے آشنا ٹھہرے
بہت جلد اضطراب عشق کی طرح ہو گئی منزل
وہ رخصت ہو رہے تھے پہر تسلی جا بجا ٹھہرے
وہ کیوں شرمندہ ہو کس بات پر یہی ہوا ٹھہرے
کبھی ایسا نہیں ہوتا وہ زاہد کی دعا ٹھہرے

قلق دل کا دعا کو کارگر ہونے نہیں دیتا
جدائی کونسی باقی رہی پھر تم جدا ٹھہرے
خدا و بت کو اپنا کر لیا شیخ و برہمن نے
ذرا تحریک کی پھر شوق نے جب مدعا ٹھہرے
یہ تسکین بت پرست از در پرست اپنا سمجھتے ہیں
جفا میں شوخیاں ٹھہریں تم ناروا ٹھہرے
جہاں ٹھہرے رہے تھے طالب رحمت ہیں

دعا جب مطرب خوش ہو ان کے سر آمین کیا ٹھہرے
نہ آنکھوں میں تھمے اگر نہ مژگان پر رکے آنسو
نہیں اک رنگ کوئی ہمارا بھی خدا ٹھہرے
لگا کچھ دل سے کچھ نظر کو میری سمجھایا
کسی کے بھی نہ ٹھہرے جب عالم آشنا ٹھہرے
ہمیشہ تو یہ میکش وہاں مقبول ہوتی ہے
جلال امیدوار وصل یار نے جدا ٹھہرے

ماں نے آنسو پونچھے کہا بیٹا کیوں روتی ہو ہمنے اسواسطے شاہزادے کا ساتھ نہ دیا تھا کہ وہ ہمسے یوں چھوٹ جائینگے مگر بی بی اتنا ہم کہتے ہیں وہ شیر بیشۂ جرأت گوہر بے بہائے دریائے شوکت ایسا بے وفا نہیں ہے کہ تمھیں فراموش کرے کل ہی شاخسار جادو یہی ذکر کرتی تھی کہ سوسن جو عاشق ہو کر لیگئی تھی سو ساحر کئی پہلوان اُس شاہزادے کے ہاتھ سے مارے جاچکے ہیں قصد ہے کہ لشکر لیکر یہاں آئیں پہلوانوں کو قید سے چھڑائیں یہ بھی قدرت خداوند شجر ہے کہ خیر ہم مبتلائے رنج و مصیبت ہیں وہ تو مائل راحت ہیں مگر تمھیں ضرور یاد کرتے ہونگے ہماری بھی فکر میں ضرور ہونگے یہ ذکر تھا کہ شاخسار جادو اپنے مکان سے گھبرائی نکلی کنیزوں سے پکار کر آواز دی ارے جلد تیاری کرو اقلیم جادو بادشاہ ملک کامیاب شاہوں کی ملاقات کو آتا ہے ابھی حکم ہو چکا ہے اپنی شاخسار اسکو استقبال کرکے ایک شب باغ ویران میں دعوت کرو دوسرے دن لاکر ہمسے ملاؤ پانچ سو کنیزیں لباس وغیرہ پہنکر تیار ہوئیں شاخسار جادو بھی جوڑا بھاری پہنکر زیور جواہرات سے بہ آراستہ کرکے باغ ویران سے نکلی بعد دو گھڑی کے نوبت نقارے بجے شاخسار پہلے آگے پہونچی ایک قصر میں لاکر اقلیم جادو کو اتارا اقلیم جادو مرد نوجوان تیس برس کا سن نہایت طرحدار ساتھ دس ہزار فوج ہمراہ باغ ویران بہت وسیع مقام ہے شاخسار جادو نے بڑا انتظام کرکے لائی ہی فوراً کارگزاروں کو حکم دیا کارگزاران شاخسار نے خاصے کی تیاری کا انتظام شروع کیا اقلیم جادو مسند پر آکر بیٹھا شاخسار سے پوچھا ملکہ یہ کیا مقام ہے شاخسار نے کہا یہ قید خانہ ہے اصل میں تو لوگ بے تقصیر بادشاہ سابق قید ہیں اور وہ لوگ قید ہیں کہ جن لوگوں نے دعوی طلسم کشائی کیا وہ گرفتار ہوے ہیں ایک قیدی ابھی نکلگیا ہے لیکن کمسن ہے مگر بڑا صاحب ارادہ ہے ہماری منہ بولی بہن یہاں دعوت میں آئیں اُس جوان کو رہا کرکے لیگئیں لڑائیاں پڑی ہوئی ہیں اکثر ساحر اُن نوجوان کے ہاتھ سے مارے بھی گئے میرا قصد ہوا تھا کہ میں خود لشکر کشی کروں مگر شاہان حال کو نہ گوارا ہوا اور ساحر بھیجے فی الحال تمس جادو اُنکی سرکوبی کو گیا ہے کچھ خبر نہیں آئی کہ کیا گذری وہ باتیں یہ جو کمرہ ہے اسمیں اُنکی معشوقہ ملکہ نسیم آتشخو اور اُس جوان کے خسر خوشدامن کہ اپنا مذہب قدیم کو چھوڑا وہ مستقید ہیں مگر جسدن سے وہ شاہزادہ چھوٹ گیا اُن تینوں صاحبوں کا آب و دانہ ترک ہو گیا نسیم آتشخو جو معشوقہ ہے ہر وقت یاد میں اپنے عاشق کے رو یا کرتی ہے اقلیم نے جو نام نسیم آتشخو کا سنا دل پر تاثیر ہوئی کہا ہمی شاخسار ان قیدیوں کو ذرا ہم بھی دیکھیں شاخسار چونکہ ایک چوٹ اُٹھا چکی ہے باتوں میں ٹال دیا کہا ان قیدیوں کو کشش نہیں جو تم مقام پر کرو اُسی مقام پر رہتا ہے شاہان طلسم کو ان قیدیوں کی احتیاط ہے اقلیم خاموش ہو رہا دو گھڑی کے بعد اس جلسے سے اُٹھا کہ ذرا جاکر زندان خانے کی سیر کریں اس قصر سے دل گھبراتا ہے شاخسار تو اپنے کام میں مصروف ہے مگر اقلیم جادو

مصاحبون کو ساتھ لیکر اُٹھا جابجا ٹہلنے لگا پھرتے پھرتے اس کمرے کی جانب گیا جس کمرے مین نسیم الشجر کہ ہر وقت غمگین و مغموم بیٹھی رہتی ہی سرنگون کلیجہ خون رنگ رو متغیر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کپڑے میلے ہیں بن ناخن بڑھے ہوئے انگھو نہین سلتے چہرے پر زردی شاہین دلگش ایک جانب بیٹھے ہین مگر اقلیم نسیم کو دیکھکر بیقرار ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دور سے چاہا نسیم سے کچھ اشارے کرون نسیم عاشق جمال سکندر ہی اگرچہ اسنے اسکو بہت پیچ و تیج سے دکھلایا مگر نسیم نے آنکھ نہ ملائی عرصہ دراز تک اقلیم کھڑا رہا مگر کچھ مدعا حاصل نہ ہوا شاخسار نے پکار کر کہا او شہزادے تشریف لایے گانے کی حاضر ہین گانا سنیے اقلیم ناچار پلٹ آیا مگر چپ سنانے مین دل سے باتین کر رہا ہی کہ دیکھو اقلیم کیا ہوگا مین اس قصے مین کیون آیا بڑا قصور ہوا دل ناصبور ہوا لاکھ دل کو سمجھاتا ہون دل نہین مانتا کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی دل سے یہ باتین کر رہا ہی کہ افسوس یہ کیا ہوا **نظم**

نباید بر زبان شکوہ و بیرون رود از دل
جوابم کرد غم از کلبہ من گرد برآرد
نہ رنگ انگاشتن چہ با افسون رود از دل
ز تلخی دگر رہ نہ ہم ہیچ ہوس را
نارفتن بہ در دل چون رود از دل
غالب بود گشت عزیارہ ایسے

آتش بدمے آب تسلی شود و من
تا خواہش بیرون باموں رود از دل
با من سخن از رستے اوہام سرآید
گر حسرت اشراق فلاطون رود از دل
زان شعر کہ در شکوہ خوے تو سرایم
جز درد و فغانی کہ بگردون رود از دل

را نیست کہ در دل قدر خون رود از دل
خون گردم از آن لقف کہ بیچون رود از دل
سیل آمد و جوشی زد و در جیب فرو شد
کم خرمی فال ہمایون رود از دل
گیرم ز تو شرمندہ آزرم نباشم
نقطم بزبان ماند و مضمون رود از دل

کسی بات پر دل قرار نہین پڑتا گا مین گارہی ہین اقلیم خاموش بیٹھا رہا کچھ کسی کو جواب نہ دیا جب پہر رات گذری تو شاخسار سے کہا اب آرام فرمایے منزلون سے تھکے ماندے آئے تمھاری خاطر سے اتنے عرصے گانا بھی سنلیا شاخسار اپنے مقام پر گئی اقلیم پلنگ پر تڑپا کیا جب اسنے دیکھا قصہ مین سناٹا ہر طرف ہولیا اپنے مقام سے بیتاب ہوکر اٹھا یہان ملکہ نسیم کو دن رات دونون برابر ہین بلکہ رات کو اور زیادہ بیقراری ہوتی ہی شب ہجر کی درازی بیقرار بیٹھی ہوئی ماں باپ عاشق جمال پریشانی کا ہی کی خیال خود بھی اُٹھ بیٹھے مین فرمارہے ہین بیٹی آرام کرو ملکہ نسیم فرماتی ہین حضور آرام کہان آرام وحین شاہزادے کے ساتھ لیا ای والد نامدار یہ خیال ہی کہ وہ کیونکر سپہر کی بین انکو نازِ سحر و ساحری مین دخل نہین رکھتے یہان ہمسے ساحر غدار گئے ہین خداوند تجہ انکو دشمنون کے ہاتھ سے بچا مین مگر البتہ عیار انکا بڑے روزگار ہی لیکن وہ بیچارہ کیا کریگا سحر وہ بھی نہین جانتا اپنے سفر مین اگر لیا کر دو چار منتر سحر کے یاد کر لیجیے انکو سحر کے نام سے نفرت ہی جواہر کہتا تھا کہ مین دو چار انجیر سکھلو نگا اسکا بھی موقع نہ آیا یہ باتین جو اقلیم نے سنین ٹہلتا ہوا بلا تکلف کمرے مین چلا آیا شاہین بلند پرواز کو جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر سامنا کھڑا ہوا کہا آپ ہمارے بزرگ ہین جو ہم کہین اسکو قبول کیجیے مین نے گھر بار سب چھوڑا لشکر سے بھی منھ موڑا ملکہ نسیم پہ میری جان جاتی ہی اگر آپ مجکو سرفراز فرمائین تو مین تینون صاحبونکو نکال لیچلون شاہین دلگش نے کچھ جواب نہ دیا نسیم نے ضبط کرکے فرمایا ای شاہزادے کیا مضائقہ ہی قید سے نکالو جو کہوگے ہم قبول کرینگے یہ سنکر اقلیم جادو سنائی ہوگیا شاہین اشارون سے باتین کر رہے ہین نسیم سر جھکائے بیٹھی ہین زبان سے کچھ جواب نہین دیتین اقلیم نے فوراً شاخہائے گل توڑ کر ایک تخت سحر بنایا شاہین دلگش نسیم کو اسپر سوار کیا آپ بھی تخت پر بیٹھا سحر کیا کہ تخت چلا نسیم نے کہا ای اقلیم کہان لیے چلتے ہو اسنے کہا اپنے قلعے مین تو اب نہین جاسکتا سحر العجائب ومصر الغرائب کا لشکر کشی کرکے فساد برپا کرینگے طرف

صحرا کے نکل چلیں اگر راہ میں کوئی زمیندار وغیرہ ٹوکیگا سمجھا جائیگا کسی کوہ پر چلکر ٹھہرینگے نسیم نے سر جھکا کر کہا جان آپ کے
مزاج میں آئے وہاں چلئے ہم آپ کے ہمراہ ہیں جو گذریگی جھیلینگے جان پر بھی تمہاری محبت میں کھیلینگے شاہین نے ہاتھ
بیٹی کے زانو پر رکھا اشارے سے پوچھا ای نور نظر کیا منظور ہے نسیم نے اشارے سے کہا ای والد نامدار جس مقام پر یہ
ٹھہریگا اور زبان سے سوزن نکالیگا سمجھ لونگی شاہین بھی خاموش ہو رہا یقین ہوا کہ میری دختر بلند اختر کو دماغی
خیال ہے خیر کسی حیلے سے رہائی تو پائیں یہ باتیں کرتے ہوے چلے جاتے ہیں یہ تو ملکہ نسیم سمجھتی ہے کہ یہ کسی
مقام پر ٹھہرے اور فساد ہو رات تھوڑی باقی ہے کہ ایک پہاڑ دکھائی دیا اقلیم نے کہا اس مقام پر ٹھہریئے پھر
اپنے ملک کو چلیے اور کہیں جانے سے کیا فائدہ میں اپنے ملک سے بھی فوج بلاؤنگا نئی بھرتی بھی جاری کرونگا
اگر شاہان طلسم نے ہم سے تعرض کیا تو کیا ہم اُنسے لڑنے میں تامل کرینگے چراغ سلطنت گل کرینگے شاہین بھی
ہاں ہاں کرتا ہوا گلشن بھی ہاں میں ہاں ملا دیتی ہے پہاڑ پر آکر ٹھہرے اقلیم نے خوشامد کے مارے اپنی کمر سے
ڈلائی کھولکر بچھا دی یہ نہ سمجھا تھا کہ ہوا بدل جائیگی پہلے نسیم ہی کی زبان سے سوزن لیا نسیم نے رہا ہوتے ہی
اپنے ماں باپ کی زبان سے سوزن نکالا اب یہ تینوں رہا ہو کر بیٹھے شاہین مرد جہاں دیدہ ہے کہا ای اقلیم جادو
تمہارا احسان ہوا کہ ہمکو قید خانے سے نکال لائے ہم تمہارے ممنون و مشکور ہوے یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے
فساد بھی ہو اب ہم ایک بات کہیں جو قبول کرو نہ قبول کروگے تو پچھتاؤگے سر پر ہاتھ رکھکر روؤگے اقلیم
نے کہا فرمایئے شاہین نے کہا عمر بھر تمہارے احسان سے گردن تابی نہ کرینگے مگر جو خیال خام تمہارے دل میں
ہے اسکو دل سے دفع کرو چلکر شاہزادہ سکندر کی رفاقت قبول کرو دیکھو تو کیا شیر دلیر ہے سطوت و صولت رعب و
دبدبہ تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ایسے جوانمرد کسی نگاہ سے گذرے ہونگے یہ سنکر اقلیم کے
تیور پر بل پڑا غصے میں کانپنے لگا کہا ای شاہین میں نے تو ساری جفا اسواسطے اٹھائی اپنی دختر نیک اختر
کی شادی میرے ساتھ کر دیجیے عمر بھر آپ کی تابعداری کرونگا کبھی اس غلام سے گردن تابی نہوگی نسیم نے کہا ای
اقلیم بس چپ رہو ایسی بیہودہ باتیں منہ سے نہ نکالو ورنہ بہت ذلیل ہوگے ارے ہمنے اس شاہزادے کیواسطے
وہ جفائیں اٹھائیں گھر بار چھوٹا قید کے صدمے اٹھائے کیا کہیں جو کچھ دل میں ہے محبت اس شیر بیشۂ جرأت کی ہماری
آب و گل میں ہے اگر رفیق بنکر اس شاہزادے کا رہیگا بڑی لیاقت حاصل ہوگی اقلیم جھلا کر اٹھا کہا ای ملکہ عالم
میں کیا کسی سے کم ہوں شاہین گلشن کو قتل کرونگا تمکو جبرا لیجاؤنگا یہ کہکے اسنے نسیم پر گولہ مارا نسیم لہرائی
اپنی کو سنبھال کر وہی گولہ اٹھا کر مارا اقلیم نے اسکو دفع کیا شاہین کو بہت ناگوار ہوا بیچ میں آگیا کہا او اقلیم
کیا کرتا ہے اب اگر تو نے سحر کیا زبان کاٹ ڈالونگا میرے سامنے نسیم پر سحر کرتا ہے اگر اُسکے گولہ پڑ جاتا اقلیم نے
شاہین پر ہاتھ تلوار کا مارا شاہین بلند پرواز بلاے روزگار کلائی پکڑ ہاتھ ڈالکر تلوار چھینلی اُسی تلوار کا ہاتھ
مارا اقلیم کے دو ٹکڑے ہوے کہا بیٹا نسیم اب چلو چلکر شاہزادے سے ملاقات کریں خداوند سحر نے قید سے رہائی
دی بقول سکندر زرتشت خداوند سحر کی سرسبزی و شادابی ہے ناحق کی بیتابی ہے مگر بی بی ایک امر ہم سمجھائے
دیتے ہیں غصے کو کام نہ فرمانا سوسن جانبازی کرکے شاہزادے کو لیگئی اتفاق سے اُسوقت شاہزادے کو
ہمارا تمہارا خیال نہ رہا حقیقت میں اس شیر نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں تم بی بی سوسن سے رشک
نکرنا نسیم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا حضور یہ مصیبت تو مجھسے نہ جھیلی جائے ہی بی بی سوسن سے
فساد ہوگا گلشن نے بھی گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا بی بی ہمارے تمہارے حقوق ہیں نو مہینے پیٹ میں رکھا

اپنا خون پلا کے پرورش کیا کچھ اس مقدمے مین سختی نہ کرنا ہم پر احسان ہوگا وہ بھی شاہزادے کی نگہبان ملکہ نسیم نے ایک ٹھنڈی سانس بھری جوش اشتیاق شاہزادہ سکندر مین یہ اشعار درد انگیز حسرت خیز پڑھنے لگی نظم

ستم کیا ہی جدائی نے تیغ قاتل کی
ادا کو کی جاتی ہی شوخی نگاہ قاتل کی
نگہ کو لاکھ ہو گردش وہ آنکھ ہی میں رہی
رقیب دیکھلین گرمی بجھے ہو دل کی
غبار قیس سے بنتا تھا اک نیا صحرا
رہی تھی ایک گھڑی عمر بھر میں محمل کی

رگ گلو مین تڑپ دیکھتا ہون بسمل کی
ہمین گذر گئے یا بیقراریان دل کی
جگہ بدل نہین سکتی ہی آنکھ کے تل کی
تمام ہکو تری آزمائشون نے کیا
ملائے خاک ہماری بھی آہین شامل کی
چمک رہا ہی یہ داغ شب فراق جلال

وہ دیکھ لی ہی روش اضطراب بسمل کی
تمام ہو گئے خود یا تمام منزل کی
کھولو گل ہو چراغ آہ سرد سے دلکا
نہ آئی بار ہنوز امتحان کامل کی
وہ آگئے تھے نہ دم لوٹتا یہ آسانی
فلک پر آنکھ جھپکتی ہی ساری محفل کی

ملکہ گلشن نے اشک پاک کیے کہا بی بی یہ بات کا محل و موقع ہی اسوقت مین اگر تمنے جا کر کچھ فساد لیا شاہزادہ بھی تو سوسن سے محجوب ہو رہا ہی صاحبان ظرف انکا اتارنے کا احسان مانتے ہین نہ کہ وہ شاہزادے کو قید خانے سے رہا کرے لیکن کچھ خوف نہ کیا کیا یہ خیال نہو گا کہ سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان طلسم نورافشان مین کسی نے آجتک اس طلسم پر ہاتھ نہین ڈالا در بندہ سخت بندے مین سنا ہی کہ کوکب روشن ضمیر صفت مین اپنے طلسم کے سامنے صاحبقران کے عرض کرتے تھے کہ حضور ہمارا طلسم بڑا وسیع ہی لوح طلسم سعد دوم ہی جیسے جہانگیر نے لوح پائی اور پھر کوکب کو وہ لوح حاصل ہوئی جیسے ایسے مقام پہنچی ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا ساحر یہان ہلا نہین سکتا عرصہ دراز تک یہی باتین رہین شاہین نے کہا بی بی اب جلورات بھی تحلیل باقی ہی شمس جادو نہ ساحر زبردست ہی سوسن اس سے مقابلہ نہ کر سکینگی اگر خداوند تحیر نے چاہا تو میرے اسلحے روز وقدح ہوگی دیکھنا کہ کیا گذرتی ہی خداوند تحیر اگر چاہے تو بھاگتا پھرے گلشن نے کہا صاحب مین سحر بھی ضرور کروں گی مگر بی بی ہماری بات یاد رکھنا اس حسن سے سوسن سے ملنا کہ شاہزادہ بھی خوش ہو جائے سب مین مشہور ہو جائے کہ یہ دونون بہنین مین مگر نسیم نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا شاہین نے نہر آتشین تیار کیا ملکہ گلشن نے اژدہا بنایا اسپر سوار ہوئین ملکہ نسیم نے طاؤس زرین بال تیار کیا تینون کے سحرون سے ایک ابر آتش فشان آراستہ ہوا اسمین چھپ کر طرف باغ سوسن کے چلے اب حال لشکر سکندر کا سنیے کہ یہان طبل جنگی بج چکا جوہر نے رات بھر کوشش کی مگر پاس شمس کے نہ پہونچا جب گیا شیر و اژدر کا سامنا ہوا خوف سے جان کے پلٹ آیا جب ستارہ سحری چمکا تب رنجیدہ و کبیدہ اپنے لشکر مین آیا شاگردون نے پوچھا جوہر نے روروکر بیان کیا کہ مین نے لاکھ تدبیرین کین مگر پاس شمس کے نہ پہونچ سکا ناچار پلٹ آیا کہ دیکھا سامنے سے سواری سلطان زرین پوش کی آئی شاہزادہ سکندر بھی آکر پہونچے ایک طرف سواری ملکہ سوسن کی مثل باد بہاری چہار جانب کنیزین زیور گل مین لدی ہوئین اسباب سحر حسب سے آراستہ ملکہ کے بھی ابروون پر بل پڑا ہوا ادھر سے آمد آمد لشکر کفر و ضلالت کی ہوئی شمس جادو نہر آتشین پر سوار گرد ساحران نابکار علمہائے سیاہ کے پھرہرے کھلے شمس جادو نہر آتشین کو بڑھائے ہوئے اپنے سحر پر ناز کرتا ہوا اسطرح دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کیت لگا کہا بڑھے شمس جادو بتملاتا ہوا نہر پر چڑھا ہوا میدان مین آکر عجائب و غرائب سحر کے دکھانے لگا للکار کر آواز دی اے گرم سحر پرستان گل تو کیا رہ جادوگرنیون کو مین نے مارا آج بھی جس جس کی قضا ہو آوے منم ملک الموت جان گیر پرستان

درمیان سکندر کمان میں سب رنگ جرأت آئینہ ہوگا ملکہ سوسن کا قصد تھا کہ سکندر نے گھوڑا اڑایا سامنے سلطان
کے آئے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا عرض کی ای والد نامدار اجازت میدان سلطان مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان
حیران حیران بیٹے کی شکل کو دیکھنے لگا کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر لیو مگر اجازت دوں اتنا بڑا ساحر بدست جسکے
قتل گیارہ جادوگرنیوں کو مارا سکندر نے کہا جو کچھ ہو وہ میرا نام لیکر لکارتا ہے میں جانتا ہوں حجاب کرکے
جان نہ جائیے میں ضرور مقابلے میں جاؤنگا آپ ملاحظہ کریگے جب برق شمشیر چمکی آنکھ جھپک جائیگی سارا
سحر بھول جائیگا ملکہ سوسن نے کہا ای شاہزادہ واللہ آپ تامل فرمائیں میں جاکر مقابلہ کرتی ہوں یہ کہکے
شاہزادے کا دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار آپ ہرگز نہ جائیں میں جاکر اسکی جو کچھ گذرا آپ ملاحظہ فرمائینگے
سکندر نے کہا ای سوسن میرا جانا ضرور ہے تم ہمارے بعد جانا یہ کہکر باپ سے اجازت لی مرکب کو اڑا دیا گھوڑا
طرارے بھرتا ہوا چلا سکندر سامنے شمس کے آکر پہونچے اُسنے جب جمال جہان آرا کو دیکھا دنگ ہو گیا پکارکر
آواز دی او طفل ابھی چند روز اور شیر صوفنون سپہ گری سیکھو تب ہمارے مقابلے میں آؤ سکندر نے کہا کیا بیہودہ
بکتا ہے شمس نے سحر کیا بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ کی سکندر نے تیر مارا اُس ہوشیار نے برق چمکائی تیر کٹ کر زمین
پر گرا شمس نے شقہ مار کہا او جوان ای شہریار بدولت کے مقابلے میں آیا ہے سکندر نے بڑھکر نیزہ ملایا
شمس نے سحر کرکے سنان نیزہ کو اڑا دیا مگر شمس جب سحر کرتا ہے سکندر کے جسم تک وہ سحر نہیں پہونچتا جب
وہ شمس پیچھے ہٹا ایک سحر کر دیا گھوڑا جو سکندر کا طرارے بھر رہا تھا ایک مقام پر جم گیا آگے نہیں بڑھتا
شمس نے طرف آفتاب کے دیکھا ایک دستک دی آواز دی کہ جلد دریافت ہو جائے کیا باعث ہے کہ سکندر پر سحر تاثیر نہیں
کرتا فضاے نیر اختل کے ایک طائر پیدا ہوا شکل انسان زبان سے آواز دی ای شمس جادو سکندر کے گلے میں ہیکل
پڑی ہوئی سوسن نے سحر سے بنادی ہے یہ سنکر ای طائر کو شمس نے اشارہ کیا ہیکل کی تدبیر تو کر میں سکندر کو
حیران کر دوں پکار کر ایسے مار ڈالنے سے کیا فائدہ ایسا عاجز ہو کہ خود اپنی جان دے دے وہ طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا
سامنے سکندر کے آیا شکل انسان کے پکار کر آواز دی ای شاہزادہ سکندر زرین لوش زرین علم اے صاحب
شوکت و حشم یہ جرأت و لیاقت کیوں دکھاتے ہو چار دن کے لیے کیوں بھولے جاتے ہو دنیا ناپائدار ہے میاں
کی شوکت و لیاقت کا کیا اعتبار ہے دارا ایسا بادشاہ ہاتھ سے سکندر کے مارا گیا اولاد دارا آلیسین لڑکے مری
وہ تدبیر ارسطو بھی مراد تو یہ ہے کہ دنیا کے نقش و نگار باطل بیکار ہیں اگر عمر ہزار سال کی ہوئی آخر وہ بھی فنا ہوگی اپنے
پیدا کرنے والے کا خوف کرو لڑائی کو اسقدر طول نہ دو بندگان خدا مارے جائینگے ان سب کے خون تمھاری
گردن پر ہونگے خیال تو کرو بندۂ مسکین

ہنسے دیکھا ہی تواریخ میں اہل نظر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
ہاتھ خالی گئے سکندر کے کفن سے باہر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

بادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

اسی واسطے اپنے ہاتھ کفن سے باہر نکال دیے کہ صاحبان نظر دیکھیں اتنا بڑا بادشاہ جسکا ایک بندہ گان خدا کا کفیل اس
حسرت دنیا سے ہم وہ دنیا سے جائے اپنے پروردگار کی عبادت کرو ہمیشہ اسکی یاد میں رہو اسطرح جو
اس طائر نے یہ شعر پڑھے وعظ حسرت پڑھے کہ شاہزادہ مبہوت ہو گیا حیران حیران طائر کو دیکھ رہا ہے اور

کبھی فرماتا ہی طائر کیا غضب کے شعر سناتے کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا طائر اور زیادہ جوش وخروش سے شعر پڑھتا
جاتا ہی جب شاہزادہ خوب اسکی جانب متوجہ ہوا تب وہ طائر ژاگ کے گلے سے سکندر کی ہیکل اُتار لی شمس کو
آواز دی کہ شہنشاہ ساحران مین نے ہیکل لے لی اب جو سحر کیجیے گا وہ تاثیر کریگا وہ منقار مین ہیکل کو دبائے ہوئے
آسمان پر جاکر غائب ہوگیا شمس نے چند دانے ماش کے پھینکے گھوڑا سکندر کا طرارے بھرنے لگا کبھی الف ہوتا ہی
کبھی چاہتا ہی کسی نخل سے اپنے کو رگڑ دون ہرطرح پر اپنے راکب کو پامال کر ڈالون سکندر اپنے کو بمشکل بچاتے مین
شمس کھڑا ہوا ہنس رہا ہی آوازے کس رہا ہی سوسن نے جو یہ معرکہ دیکھا شاہزادے کی ناچاری شمس کی سرکشی
اپنے طاؤس کو صف سے نکالا آواز دی او نامرد غیر ساحر پر یہ شعبدہ ہی لہذا گولہ مارا شمس نے اشارہ کیا گولہ کٹ کے
زمین پر گرا شمس نے ایک دستک دی شعاع نیر اعظم سے ایک برق چمکی زمین پر گری کسی شی کو ضرر نہ ہوا مگر
سوسن کا سر زخمی ہوا شمس یہ کہتا ہوا کہ او کمینہ بریدہ تیری ابھی یہ لیاقت ہی کہ مابدولت کے مقابلے مین آئی ہی سوسن
نے کئی سحر کیے شمس نے دفع کردیے پھر ایک مقام پر دستک دی برق چمک کر سوسن پر گری شانہ نشانہ ہوا
کنیزون نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا دوڑ پڑین شمس ہنسا کہا واہ ان چند جادوگرنیون پر بڑا ناز ہی ایک سحر مین تم کو
مٹا دونگا تمہاری کیا حقیقت ہی یہ کہکر ایک گولہ مارا وہ گولہ پھٹا آگ برسنے لگی ساٹھ ہزار ساحر وغیر ساحر
چلے تھے کہ جاکر شمس کو مارین وہ سب اس بلا مین مبتلا ہوگئے کسی پر شعلۂ آتش گرا کسی پر حیرت کا جوش چھپ کھڑا
ہی کسی پر سحر نے یہ تاثیر کی کہ دوڑا دوڑا پھر رہا ہی بالکل بھول گیا کہ مین کسواسطے آیا تھا تقصے یہ انھین لڑ رہے مین
یہی مراد ہی کہ شمس پر جا پڑین مگر سحر سے مجبور ہین شمس نے سکندر پر تو یہ سحر کیا کہ ہیکل اسکے قبضے سے نکل گئی سر
برق سحر سے زخمی ہوا تیر گر رہے ہین تمام خانہائے زرہ خونسے معمور گھوڑا لیے ہوے دوڑا دوڑا پھرتا ہی اسقدر
شوخیان کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ اپنی پشت سے اس یکہ تاز میدان جلالت کو گرادے ملکہ سوسن اس رنگ مین
پھنسی ہین کہ طاؤس زرین بال پر سوار سر وشانہ زخمی جھولی سحر کی بازو سے گرگئی زبان مین لکنت نہین ہوسکتا سحر کرین
طاؤس ایک مقام پر لیے ہوے ملکہ کو کھڑا ہی تمام لشکر کا حال عرض کیا شمس کھڑا سحر کر رہا ہی لشکر حیران وپریشان
تباہ ہونے لگا کچھ طرف صحرا کے بھاگے کچھ آپس مین لڑ رہے ہین کچھ حیران حیران طرف آسمان کے تکتے ہین کوئی
صحرا کی تعریف کر رہا ہی لشکر بھر مین کسی کو فکر نہین کہ شمس پر سحر کرین اپنے مالک کو بچائین سکندر اب اُتنے
مین گھوڑے کو سنبھال رہے ہین شمس پریشانی پر ان سب کی ہنستا ہی آوازے کستا ہی ماش کے دانے پھینکے
جاتا ہی آپس مین جو ملازمان سوسن لڑ رہے ہین کہتا ہی بی سوسن تمہارے لشکر والے کیا خوب لڑ رہے ہین
وہ دیکھو بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا باپ کی تلوار نے کیا صفائی دکھائی جوان بیٹے کی تصویر مثالی
سوسن کی پریشانی سکندر کی حیرانی سکندر اسوقت بادل وحزین دل سے کہا ہی کہ یا خداوند مجھ حزین معتقد ہون
کسی یاوخزان چلی گلزار لشکر کی یہ کیفیت ہی ملکہ سوسن کی یہ صورت اب کیونکر فتح نصیب ہوگی معلوم ہوا وقت تباہی
قریب آگیا فلک نے کیا سامان دکھایا لیکایک شمس نے اپنے ساحرون کو اشارہ کیا کہا یارو دیکھا اسی منہ پر یہ
لوگ بادشاہ طلسم نور افشان پر چڑھ کر جاتے ہین سودائے خام تھا بادشاہ طلسم نور افشان کا ایک ایک
غلام اگر چاہے تو لشکر دار الشفا کو روک لے انکی کیا حقیقت ہی مگر ہان ذکر سنتے ہین کہ طلسم کشا سے آگے آگے
کاہنون نے نجومیون نے حکم لگائے ہین کہ اُسپر سحر تاثیر نہ کریگا عیار ایسا اُسکے ساتھ ہوگا کہ جسکی موت کسی ساحر
کے ہاتھ سے نہین ہی مگر اس عالم کو ہم مٹا دینگے پہلے اسی عیار کو قتل کرینگے کہ ملکہ سامری وجمشید سے

ہان یاروان سب لوگون کو مارلو اہالیان لشکر شمس ان بیچارون پر چلے یہ تو سب مجبور و ناچار ہو رہے ہین شمس کے سحر سے
ہوش مین نہین جسکے جسنے گولہ مار دیا سر پھٹ گیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا حصہ ہا ساحر اسطرح مارے گئے سکندر نے
یہ حال دیکھا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اہالیان فوج جنپر ہم یہ محبت کرتے ہین کہ دھوپ مین سفر کرنا گوارا نہین کرتے اُنپر
یہ جفا بیکسی ہے جسطرح جسنے چاہا قتل کیا اپنے ہاتھ پاؤن کی بالکل خبر نہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے
اہالیان فوج کے قتل ہونے سے شاہزادہ سخت بیقرار ہے اسوقت حکیم ایرج نوجوان کا آنکھون کے نیچے پھرا جانا
سب بھول فرمایا تھا یہی نصیحت کی تھی کہ ای شاہزادہ والا قدر جب کبھی دشمنون پر کوئی مصیبت پڑے تم اعتقاد مذہب شجر پرستی
رکھتے ہو یہ کہکر دعا کرنا کہ ای پیدا کرنے والے ہمکو اس مصیبت سے بچالے کیا عجب ہے دریاے رحمت الہی جوش مین
آئے اور اُس مصیبت سے نجات پاؤ یہ جو شاہزادے کو خیال آیا بے اختیار طرف آسمان کے دیکھا آواز دی ای
پیدا کرنے والے سب تیرے بندے ہین اس مصیبت سے انکو بچالے ملک ملک کے سکندر دعا کر رہا ہے بس سکندر کا
ملک کے دعا کرنا کہ ابر آتش فشان آسمان پر پیدا ہوا ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر سے موتی برستے ہوے
کس دھوم سے ابر آتش فشان پیدا ہوا وہ ابر سیاہ سنے آگے بیٹا سکندر نے دیکھا شاہین بلند پرواز و ملکہ
گلشن سحر طراز ایک جانب معشوق خوشتر و ملکہ نسیم تشخو طاؤس زرین بال پر سوار جیسے ہی نگاہ پڑی سکندر کو دیکھا
کہ زرد اور بیقرار گھوڑا لیے دوڑا دوڑا پھر رہا ہے ملکہ سوسن کو بیہوش مبتلاے بلا سو شاہزادی طاؤس ایک مقام
پر جما لطف اسی سحر کرنے کا نام نہین لشکر سارا قتل ہو رہا ہے ملکہ نسیم نے مسکراکر فرمایا کہ ای والد نامدار ذرا ملاحظہ فرمائیے
یہ طلسم نور افشان فتح کرنے کیونکر جاتے ایک ساحر شمس جادو بے مہر و بیوفا سحر العجائب در مصر العجائب کا
چیلا اسکے سحر نے یہ کیفیت کر دی تمام لشکر بیکار ہو رہا ہے شاہزادہ فرط مصیبت مین رو رہا ہے بی سوسن کی زبان بند
جھولی سحر کی زمین پر پڑی ہے سحر کیونکر کرین ای منھ پر یہ دعوی کہ قید خانے سے شاہزادے کو لے بھاگین ایک
ساحر کا سحر نہ روک سکین شاہین نے کہا بیٹا طعن و تشنیع کا وقت نہین ہے شراکت کرو گلشن نے کہا بی بی ہم
تمکو سمجھا چکے حسد و بغض کو دل سے دور کرو اب مدد کرو ملکہ تم خاص جاکر سوسن کو بچاؤ شاہین نے کہا مین جاکر
شمس سے مقابلہ کرتا ہون اس ملعون نے بڑا دعوی کیا ہے یہ کہکے شاہین بڑھا آواز دی کہ او شمس خبردار
ہوشیار ہو جا ہوا خواہان سکندر زرین پوش زرین علم آپہونچے اودھر نسیم نے جاکر سحر کیا مسکرا کر ہواے سرکا
جھونکا چلا ہاتھ پاؤن مین سوسن کے طاقت آئی ایک سنہرا غنچہ پیدا ہوا اُسنے جھولی سحر کی اٹھا کے سوسن کو
دی اور کان مین بھی آواز آئی بی سوسن صاحب اب تمہاری زبان نہ بند ہو گی لشکر شمس پر جا پڑو ملکہ سوسن
نے انکھین کھولدین جھولی لیکر بائین ہاتھ پر ڈالی پہلے یہی سحر کیا کہ لشکر والے ہوش مین آئین اپنے کو دشمن سے
بچائین آسمان پر اشارہ کیا لکہ ہاے ابر آکر برسے جیسے سر پر قطرہ پڑا اسکو ہوش آگیا یا دجالی کو قتل کرتا تھا یا دشمن
پر جا پڑا اپنے حال پر افسوس کیا اس غصے مین جاکر صف دشمن کو تہ و بالا کر دیا لشکر سکندر اس دھوم سے ٹوٹا
کہ صف لشکر شمس کو تہ و بالا کر دیا میدان کو لاشون سے بھر دیا شمس سے اور شاہین سے مقابلہ پڑا شاہین نے
للکارا او نامرد اب تو سحر کر ان بیچارون پر بڑا حوصلہ بڑھاتا تھا غیر ساحرون کو ڈراتا تھا اب سحر کر تو جانین شمس نے
ایک دستک دی ایک ابر آسمان پر اٹھا اس ابر سے نیر اعظم پیدا ہوا نیر اعظم نے وہ گرمی دکھائی کہ زمین
تپنے لگی نخل جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے شاہین کی یہ کیفیت ہوئی کہ پسینے پسینے پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا
ہے برابر چند ساعت مبہوت ہوا شمس سمجھا کہ اب مین نے مبہوت کر لیا اب اسکو قتل کرون تیغہ سحر لیکر بڑھا شاہین نے

ایک گولہ زمین پر مارا ایک دھماکا ہوا دھوان زمین سے نکلا دھوئین نے جاکر آفتاب شمس کو گھیر لیا اور سیاہ کر دیا چھن چھن کی آواز آئی وہ آفتاب زمین پر گرا سب نے دیکھا ایک لوہے کا توا ہی شمس یہ سحر کر کے روسیاہ ہوا ملکہ گلشن سحر لشکر کفار پر کر رہی ہین جب انکا سحر چلگیا دو سو ساحر مرگئے چاری پر بجلی گری ہزار ہا آگ برسی خیمے جلنے لگے ہر طرف سے آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من فلان شاہین نے جو دیکھا کہ ہزار ہا ملازم شمس مارے گئے اور توا آہن کا زمین پر گرا اور سحر بنایا ہوا شمس کا تختہ لختہ ہوگیا جو دیکھے وہ جانے کہ یہ سحر شمس کا تھا توے کو آہن کے آفتاب بنایا تھا ہر چند کہ سوسن نے ملکہ نسیم آتشخو کو دیکھا چپک چپک کے سحر کر رہی ہی ہزار ہا جادوگر سوسن نے مارے دل پہ خوف طاری ہی شمس کے اور کہین جا لاگ الگ سحر کرتی پھرتی ہی مگر ملکہ نسیم نے دیکھا جب کوئی ساحر لشکر پر سحر کرتا ہی شاہزادے کا گھوڑا اسی جگہ تھم جاتا ہی مثل نقش قدم جم جاتا ہی ہنگامہ بلند ہی ساحرونکے منہ کی آوازین آتی ہین شمس و شاہین مین خوب تلوار چلی دونون اپنے کو بچا بچا کے لڑ رہے ہین اپنا سحر کیا اسکا سحر دفع کیا دو گھڑی کامل آپسمین تلوار چلی اتنے عرصے مین نسیم و گلشن و سوسن نے لشکر شمس کو شکست دی ملکہ نسیم کے سحر سے جھونکے ہوا کے چل رہے ہین لشکر پر جاکر دستک دی ہزارون ساحرون کے قلب الٹ گئے ملکہ کے حسن کی تعریف کرنے لگے اسی جوش مین شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اشعار نوزہ

لال کریانی پہ تمہارے چوٹ ہی
گو بظاہر آنکھ سے وہ اوٹ ہے
صورت فرہاد سر پھوڑون نکیون
لوٹ مین اسپر وہ مجھپر لوٹ ہی
آنکھین ملی ہو مر حلگیا عشق کا
قلب مین کھوٹون کے ہوئی کھوٹ ہی

دل برنگ مرغ بسمل لوٹ ہی
کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون مین
بات جو اُنکی ہی اک سر چوٹ ہی
وصل کی شب بیحجابی چاہیے
آج نوج غم کا دل مین کوٹ ہی

سینے مین شہرگ سے بھی ہو وہ قریب
اس قمر کے پائنچے مین گوٹ ہی
دونون جانب سے برابر عشق ہی
ای پری آنکھون کا پردہ اوٹ ہی
نور اسنے کس طرح پن سے کہا

خود اپنے گلے کاٹتے ہین ملکہ نسیم مسکرا دیتی ہی اس مسکرانے پر برق چمکتی ہی خرمن ہوش وحواس جلتے ہین سوسن نے جو نسیم کے یہ زور وشور دیکھے بڑھکر ایک سحر کیا کہ چاری جوان تالیان بجانے لگے اچھلتے ہین کودتے ہین نسیم نے ملکر دیکھا مسکرا کر کہا بوا کیا کہنا یہ سحر آپ ہی کیواسطے تھا سوسن نے اور سحر کو زور دیا اب کی جو دستک دی بجلی چمکی گرد ان ساحرون کے پھری وہ سب تھرائے کھڑی آنکھون سے آنسو بہے بعض خاموش رہے چپ رہنے مین انکو مزے ملتے ہین دل ہی دل مین معشوق کی صفت کر رہے ہین دم محبت کا ملکہ کی بھر رہے ہین ایک ان مین سے پکار اٹھا ای شہنشاہ اقلیم حسن وجمال ای ماہ آسمان کمال ہماری تو یہ کیفیت ہی

نظم

خط کے لانے مین اگر پیک صبا نے دیر کی
ہی غضب آنے مین کیون پیک قضا نے دیر کی

جان جیب خاشہ تن سے ہوئی بیگانہ وار
دم بھر آنے مین جو اس نا آشنا نے دیر کی

صعف عارض نہ دیکھا وقت لیں آگیا
ہائے کیا تاثیر مین میری دعا نے دیر کی

کاش وہ بت کوئی ٹھوکر میری تربت کو لگا سے
حشر کرنے مین قیامت ہی خدا نے دیر کی

عید قربان ہی گلا کاٹون مین اب اپنا شتاب
کیون گلے لگنے مین اس دلربا نے دیر کی

خشک غم سے ہوگیا میرا بدن مثل قلم
بھیجنے مین خط کے جو اس بیوفا نے دیر کی

دل مرا سینے مین ہی کہو راست ای قاصد شتاب
کیا سبب آنے مین کیون اس دلربا نے دیر کی

جان آپہونچی ہی ہونٹھون تک ابھی وہ دل مین ہر	ضعف سے کیا میری آہ نارسا نے دیر کی
حسرت اقبال مین ہم خانہ ویران ہو گئے	جسقدر کی تو نے جلدی ہما نے دیر کی
خاک پہونچی کوے جانان کو کہ آ پہونچی گھٹا	کیا ہماری خاک اڑانے مین ہوا نے دیر کی
رکھے رکھے ہو گئی ہو خشک شیشے مین شراب	میکشو کیا ساقی رنگین ادا نے دیر کی
سچ دیتے مین مجھے ناسخ یہ دجالان شہر	کیا ظہور قائم آل عبا نے دیر کی

ملکہ نسیم ہنسی اور پکار کر فرمایا اے ملکہ عالم کیا کہنا سحر اسکا نام ہی واہ واہ واہ کیا کہنا اول کا سحر آپکو کست دیا یہ دوسحر ایسا تیز کیا اب کی سحر نے تڑا دیا دشمنون کے کلیجے پھٹ گئے ملکہ سوسن نے ہاتھ ماتھے پر رکھا نسیم کی جھک پڑین ملکہ سوسن نے کہا آپ کے سامنے کوئی سحر کر سکتا ہی آپ کے سحر نے عجب کیفیت دکھائی سارے لشکر کو تباہی سے بچا لیا سوسن و نسیم مین یہ باتین راز و نیاز کی ہو رہی ہین سکندر کو بڑا تردد ہی نسیم اتشخو نام ہی ایسا نہو آتشخوئی دکھائے انکے بگڑ جائے تو باعث خرابی ہی جواہر قریب شاہزادے آیا سکندر نے کہا اے جواہر تم رنگ جنگ دیکھ رہے ہو نسیم و شاہین و گلشن کو باغبان قضا و قدر نے وقت پر پہونچایا گر سینے ہو کہ سوسن و نسیم مین کیا باتین ہو رہی ہین ایسا نہو آپس مین بگڑ جائے تو بڑی خرابی ہو جواہر نے کہا غلام دیکھ رہا ہی شاہین کو بڑی کد ہی کہ ملکہ نسیم آتشخو سوسن سے غصہ نہ کرین دمبدم شہی کو ٹوکتے جاتے ہین ہر بات پر روکتے جاتے ہین سکندر نے کہا اے جواہر اسکا بڑا خیال رہے مین ملکہ سوسن کا بھی مشکور ہون مگر نہین معلوم ان تینون صاحبون نے کیونکر رہائی پائی خداوند شجر جانے کیا سبب ہوا جواہر نے کہا مجھے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ نسیم کا حسن عابد کش زاہد فریب ہی کوئی عاشق ہو کر انکو نکال لایا آپ کی فتح خداوند شجر کو منظور تھی وقت پر پہونچ گئے مگر نسیم نے قریب سکندر کے پہونچکر گلے سے موتیون کا مالا اتارا گلے مین شاہزادے کے پہنا دیا مگر منھ اپنا پھیر لیا سکندر نے کہا بھی کہ ملکہ عالم تم نے وقت پر آکے مدد کی ورنہ سب کا خاتمہ تھا تب ملکہ نے دور جا کر کہا بی سوسن نہ رکتین اب تک جنگ کے سحر کر رہی ہین دیکھیے انکے عاشق سر نگار رہے ہین سکندر نے جواہر سے اشارہ کیا جواہر نے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم سوسن باعث رہائی شاہزادہ والا قدر ہی کیونکر انکا پاس نہ کرین ملکہ نسیم نے کہا ہمارے خدا نے ہمکو رہا کیا ہم کسی کے ممنون و مشکور نہین مگر اب شہر ہارے کہیے آپ مع ساحران پر بلا خوف جا سکتے ہین اب آپ پر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا مگر وہان شاہین و شمس سے انتہا کے سحر ہوئے ہزار ہا درخت جلے زمین پر شاہین نے قریب پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا سر شمس کا زخمی ہوا آہ کرکے گرا سامنے سے شاہین کے بھاگا سکندر رجوع ہوا پر ساحرون کے جا پڑے اول ساحرون نے سحر کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی نیزہ و تیر و تفنگ تلوار سے لڑے سکندر نے کئی زخم کھائے ایک ملعون نے پشت پر سے آکے ہاتھ تلوار کا مارا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا یقین ہوا کہ مین گھوڑے سے گر پڑونگا اس بھیا کو مارا مگر تلوار نیام انتقام مین نہ رکھی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے منھ سے بھی نکلا اے مرکب جلد لیجا کہ اب تیرا اب لڑنے کے قابل نہین ہی اگر ہو سکے لے نکل حقیقت مین مرکب عربی قدم کا اصیل اپنے راکب کا کفیل مع ساحران سے بے نکلا ہزارون دو لتیان مارتا ہوا طرف صحرا کے لیکر روانہ ہو گیا یہان شمس شکست کھا کے بھاگا شاہین نے کئی کوس تک پیچھا کیا آخر گلشن نے آکر شوہر کو روکا کہا صاحب بس وہ بھاگ کر دور نکل گیا شاہین نے پلٹکر یا کہا مین خزانے غار کے قبضے مین کیے مگر جواہر تلاش

سامنے آیا کہا ای شہریار شاہزادے کا پتہ نہیں معلوم ہوتا شاید اپنے لڑنے گرفتار ہو گئے یہ سنکر شاہین گھبرا گیا کہا یاروں وہ اس لشکر کا افسر ہی اسکا لشکر میں نہ ہونا بڑی خرابی کی بات ہی جواہر نے کہا میں تلاش کرونگا شاہین و گلشن و نسیم و سوسن لڑائی کو فتح کر کے پلٹے بارگاہ میں آکر داخل ہوئے ایک کرسی پر ملکہ نسیم ایک پر سوسن ایک کو ایک دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہی تھی نسیم اپنے جی میں کہتی ہی کہ شاہزادہ اس عورت پر کیا مایل ہوا ہی اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ سفلہ مزاج ہر جائی ہیں ایسوں کی بات کا کیا اعتبار ہی مگر ای نسیم اُسنے احسان بھی تو بہت بڑا کیا کہ تیرے چھڑایا ہیں تو عشق و عاشق سے نفرت ہو گئی کہ جواہر حاضر ہوا کہا ای ملکہ نسیم میں آپ کو بہت کمد پاتا ہوں نسیم نے کہا ای جواہر تم تلاش میں شاہزادے کی جاؤ ہمارے رنج و خوشی کو نہ دیکھو یہ معاملہ یوں گذرا کہ اقلیم جادو کو شاخسار نے براے دعوت بلایا اُسکو ہماری جانب توجہ ہوئی وہ ہمکو رات کو لے نکلا کو کہ شمس ہی لا کے ٹھہرایا میر اتو اب یہ قول ہو غزل

ہنسے تو کہا ترک محبت نہ کرینگے
ہم اسکی بھی اب تم سے شکایت نہ کرینگے
وہ ہنسے پہ وصل ہوں راضی کہ نہیں ہی
گر غیر کو چاہو گے تو الفت نہ کرینگے
کرتا ہی ہمارا جو گلہ غیر سے تو تم
اب آج سے نالے شب فرقت نہ کرینگے

اب تم کہو ہم غیر سے الفت نہ کرینگے
دل تم سے تمنا کرے یہ بات جدا ہی
ہاتھوں کو بھی ہم جوڑ کے منت نہ کرینگے
یہ ہنسے فقط چھیڑ انکو ہم تیرے کہا تھا
ہم اسکی کبھی تم سے شکایت نہ کرینگے

جا جا کرو اغیار کے گھر ضد سے ہماری
پر خود کبھی ہم خواہش وصلت نہ کرینگے
کرتے ہیں محبت ہم اسی شرط پہ تم سے
تو یہ کسی معشوق سے الفت نہ کرینگے
گر آپ یہ وہ روٹھے ہیں تو کھاتے ہیں قسم ہم

جواہر نے ہاتھ باندھے عرض کی ملکہ عالم جب احسان کیا اُسکی فراموشی کی تدبیر نہ کیجیے میں براے تلاش شاہزادہ والا قدر جاتا ہوں کوئی ملال کی بات نہ آنے پائے شاہزادے کے خلاف ہوگا نسیم نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا جواہر سامنے ملکہ سوسن کے آیا کہا حضور یہ تینوں صاحب آپکے مہمان ہیں مہمانوں کی خاطر واجب و لازم ہی ملکہ سوسن کے جواب دیا مہمان تو سب صاحب سلطان زرین پوش کے ہیں وہ سب کی خاطر کرینگے میں کس شمار میں ہوں میں میزبان نہیں جواہر نے کہا یہ باتیں تو خلاف ہیں براے خدا ضرور خیال فرمائیے گا سوسن نے کہا میں انکی آنکھوں کو فرش کروں اپنے ہاتھ سے کھانا پکاؤں مثل کنیزان کمترین خدمت میں حاضر رہوں جواہر نے کہا اسقدر تو بھی مناسب نہیں وہ کیجیے جو طریقہ مہمان نوازی ہی جواہر براے تلاش سکندر چلا اب حال سکندر کا عرض کیا جاتا ہی کہ سکندر گھوڑا لیکر چلا تو ڈھائی پہر کامل بھاگا ہوا چلا آیا باہوے دلیران کی صدا کان میں بھری تھی ایک صحراے سبزہ زار میں آکر ٹھہرا صبح کا وقت صحرا میں سناٹا پتوں پر گھانس کے شبنم ڈالدیا ایک چشمے سے پانی پیا بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت زین سے بروے زمین گرا گھوڑے نے گھٹنے ٹیکے زبان سے زخم کو چاٹتا ہی مگر شاہزادہ بیہوش ہی آخر مرکب چرنے لگا عادان کوہ پیکر قزاق اس صحرا کا حاکم ہو بالائے کوہ قلعہ ہی مگر ایک قافلہ لوٹ کر آیا ہی زیر کوہ لشکر اترا ہی اسوقت سیر کو نکلا تھا دس پانچ رفیق ساتھ دور سے ایک رفیق نے گھوڑے کو دیکھا کہا ای شہریار ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگیں لٹکی ہوئی زین ڈھلکا ہوا لتے خون کے چسپ ہوئے ہیں گیا عمدہ مرکب ہی ایک نے کہا دیکھیے زیر نخل سوار بھی اسکا پڑا ہی ستارہ سحری چمک رہا ہی عادان لپٹا گھوڑے کو رفیقوں نے گھیرا عادان بسر بالیں شاہزادہ آیا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہو گیا سر کا زخم کاری مگر قبضہ ہاتھ میں جما ہوا عادان نے کہا نئی بات ہوئی القول سچ ہے چور کے گھر مور پڑی حوالی میں قزاقوں کے اسے غیر کو گھیر کر سر دل خوب لٹا دیکھا مال سب موجود ہی مگر انتہا کا زخمی ہوا ہی جان پر کھیلا مال نہیں دیا پلنگ منگوایا گود میں اٹھا کر شاہزادے کو پلنگ پہ ڈال لیا گھوڑا بھی ساتھ لے لیا

ڈیرہ کو اسکا لشکر اترا تھا بارگاہ داستادہ تھی وارہ ہزار قزاق اترے ہوے ہیں بڑا کاروان لوٹا مال آچکا ہیں باشندے چلے رہیں
بارگاہ میں شاہزادے کو پہونچایا جراحون کو بلایا جراحون نے زخم کو دھویا ہاتھ کو جب سینکا تب قبضہ ہاتھ سے چھوٹا
جراحون نے زخمدوزی کی پٹیان مرہم کی چڑھا دیں ایک پلنگ پر شاہزادے کو لٹایا نرم نرم تکیے رکھدیے کرسی
بچھا کر خود بیٹھا رومال ہاتھ میں لیا مگس رانی کرنے لگا جب شاہزادے کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوان معقول سپاہی
وضع رومال ہاتھ میں لیے مگس رانی کر رہا ہی خیمہ نہایت تکلف سے آراستہ سکندر اٹھنے لگے عادان نے کہا ای
شیر بیشہ حیات ایسا نہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائیں سکندر نے قبول نہ کیا عادان نے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر تکیہ پشت پر
لگایا پہلے یہی سکندر سے پوچھا کہ آپ سے کس مقام پر لڑائی ہوئی کون لوگ تھے جنھوں نے آپ کو زخمی کیا مگر
آپ نے بڑا کمال کیا مال اپنا بچایا جان جانے میں کچھ باقی نہ رہا تھا سکندر نے کہا ای برادر یہ لڑائی بڑی دور پڑی
قلعہ ملک سوسن گوہر پوش پر سحر العجائب و مصر الغرائب نے فوج بھیجی تھی ساٹھ ستر ہزار آدمی اسطرف تھا ادھر
فوج قلیل چار پہر تلوار چلی ساحرون سے مقابلہ تھا اسوجہ سے میں اتنا کا زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا عادان
عادان نے جو سنا کہ اس جوان کو ہوش آیا چالیس سرداران نامی گرامی باتیں سننے کو دوڑے آئے ایکنے پوچھا
آپ کو شاہان نور افشان سے کیا ملال ہی سکندر نے کہا انھوں نے بڑی نمک حرامی کی اصل یہ ہی کہ بڑی خامی کی
اپنے بادشاہ کو قید کر لیا جب ہمکو یہ خبر پہونچی اخبار میں یہ سب مضمون دیکھا سخت ناگوار ہوا کہ اپنے شاہ کے ساتھ یہ
حرکت وہ نمک حرام لائق سزا ہیں میں کیا راہ میں اور بھی کئی پڑے انکے بیان کرنیکی کوئی ضرورت نہیں آخر زخمی ہوا گھوڑا
اسطرف لے آیا اب تم اپنے نام نامی سے ہمکو آگاہ کرو کتنے احسان فرمایا یہ مشقت تمنے ناحق قبول کی ہمکو اسی مقام
پر رہنے دیا ہوتا کوئی علاج کر دیتا عادان نے عرض کی یہ آپ کا کفش خانہ ہی اگر میں دم بھر کو نہیں چلا جاؤن گھبرائیے گا
نہیں ابھی آتا ہون یہ کہکے عادان روانہ ہوا مصاحبان عادان بیٹھے ہوے بخوشامد باتیں کر رہے ہیں ایکنے
کہا ای شہریار حقیقت میں آپ نے بڑا کام کیا مگر اب شاہان طلسم نور افشان کو آپ سے بڑی کد ہوگی سکندر نے
کہا کیا کر سکتے ہیں ایسا کرینگے تو انکو بھی ملال پہونچیگا اگر عنایت خداوند شجر شامل ہوئی تو ہم لشکر کشی کر کے جا پہنچینگے
پر طلسم نور افشان لڑائیاں پڑینگی ایک سردار نے عرض کی کہ اگر مناسب وقت ہو تو بارگاہ میں تشریف لیچلیے سکندر
اٹھ کھڑے ہوے ان سب سردارون کے ساتھ بارگاہ میں آئے مقام صدر پر بیٹھے رفیقوں نے گانیوالون کو بلایا گانا شروع
ہوا جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہو شاہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

رہ گئی تو آرام دم بھر رضوان میں نہیں
چاک اپنا مجبوب یوسف کے گریبان میں نہیں
دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھیگا قدم
ایک قطرہ چشمہ مہر درخشان میں نہیں
ہی جو یون مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر
آج ادو اطفال کوئی سنگ ویران میں نہیں
کیا ہوا گر شعر ناسخ ہیں عقیدے کے خلاف

خاک اپنی بعد مردن کوے جانان میں نہیں
خوش قد و بلی خاک یہ اٹھتی ہے بجسم سرو
آج جانکی اجازت جب گلستان میں نہیں
سبزہ خط ہو گیا سر سبز ایسا کسطرح
وصل کا مضمون شایان پنے لوامین نہیں
آبلے دزریش سے کیئے دست زلیخا میں ہیں
آیہ منسوخ کیا موجود قرآن میں نہیں

کیا ہوا ثابت جو لیٹے جسم جانان میں نہیں
گرد باد ای اہل غفلت اس بیابان میں نہیں
تیرے رخسار عرق آلودے نسبت ہی کیا
بوند پانی کی ترے چاہ زنخدان میں نہیں
ہو گیا مرنے ہی سے سر دبازار جنون
کون کہتا ہو کہ موتی دست مرجان میں نہیں
عادان کے رفیق جمع ہیں اس

محفل میں شاہزادہ مثل شمع ہیں مسکرا مسکرا کے سب باتیں کر رہے ہیں کہ عادان آگر پہونچا عادان بھی آکر بیٹھا
شاہزادے کی باتیں اسے بہت پسند ہیں چھیڑ چھیڑ کے عادان باتیں کر رہا ہی کہ دیکھا ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا

گھبرایا ہوا عادان کے کان میں کچھ کہا عادان گھبرا کر اٹھا بیرون بارگاہ گیا پھر جو اندر آیا ہتھیار لگانے لگا سکندر
بھی مسلح ہوے مگر سب گھبرائے ہوے عادان نے ایک مرتبہ قریب شاہزادے بیٹھکر کہا میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں میں نے
اور ہی کچھ چاہا تھا مگر میری تقدیر میں نہ تھا اسقدر غلام کو قلق ہے کہ لایق عرض کے نہیں سکندر نے کہا ای برادر کہو
ہم بھی مشتاق ہیں کہ خدا کوئی ایسا زمانہ کرے کہ ہم تمکو اپنے مقام پر لائیں جو کچھ ممکن ہو پیشکش کریں عادان
رونے لگا کہا کیا عرض کروں ہم بارہ ہزار آدمی نوبت بجان وکارد باستخوان ہیں آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے
ہیں سکندر نے گھبرا کر کہا آخر ای عادان کچھ کہو تمہاری باتوں سے قلب الٹا جاتا ہے خدا نہ کرے کہ بہادر مجبور و
ناچار ہو عادان نے کہا ای شہریار یہاں پر ڈھانگ کا جنگل ہے آپ ادھر نکلے ہیں ملک صندلان خودسر اسکی لڑائی
میں نے لوٹ لی ہے کئی مرتبہ لشکر لیکر آیا میرا قلعہ بالائے کوہ ہے میں وہاں جا کے بیٹھ رہا کئی دن وہ گھیرے ہوے
پڑا رہا آخر پہاڑ سے سر ٹکرا کر چلا گیا اور ہم لوگ قزاق کھلکر لڑائی سے آشنا نہیں اسطرح لوٹ لیتے ہیں کہ وہ دس
ہزار ہیں ہم آٹھ ہزار ہوے کچھ خاک اڑائی کچھ تیر مارے کچھ بندوقیں ماریں وہ مسافر گھبرا گئے ہمنے انہیں مار لیا
اور لوٹ بھی لیا اور یہ بادشاہ لاکھ فوج لیکر آیا ہے خود بھی بڑا بہادر ہے اس حوالی میں کوئی اسکا ہم نبرد نہیں ہے
جس جگہ پر جا کے لڑا اُسکو سر کر لیا شاید اُسنے ہرکارے مقرر کر رکھے تھے یہ خبر اُسکو پہونچ گئی کہ چار دن سے
لشکر زیر کوہ اُترا ہوا ہے اُسنے آکر ایسے طریقے سے گھیر لیا کہ اب کوئی ٹھکانا نہیں مگر آپ اکیلے ہیں کوئی نہ روکیگا
آپ درختوں کی آڑ پکڑ کر نکل جائیے بعد آپ کے جانیکے ہم بھی سوار ہو کر ایک طرف جا کر نکلینگے جو مارے جاوینگے وہ
مارے جاوینگے جو نکل جاوینگے بالائے کوہ ہو رہینگے یہ واضح رہے کہ جب پہاڑ پر پہونچ گئے اگر دو لاکھ آدمی ہمکو آکر
گھیر لیں تو پھر اُنسے بھی ہم منھ نہ پھیریں سکندر نے سنکے کہا ای عادان صندلان خودسر کو دیو ہے آپ بیٹھیے میں
جاتا ہوں ابھی اُسکی مشکیں باندھکر تمہارے سامنے لیے آتا ہوں ہٹ جانا کیسا عادان نے کہا ای شہریار وہ بڑا
زبردست ہے دو من کا تیغہ باندھتا ہے گرانست پر سوار ہوتا ہے گھوڑا اُسکو سواری نہیں دیتا پشت پر مرکب
کی ہاتھ رکھتا ہے اُسکی کمر ٹوٹ جاتی ہے اگر پیدل چلتا ہے تو زمین تھراتی ہے بڑے بڑے پہلوان اُسنے مارے اس
حوالی کو بالکل اُسنے پاک کر دیا کچھ بسبب پہاڑ کے زور نہیں چلا جب وہ آیا میں پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں سے توپیں
ماریں ہزار دو ہزار مارے گئے وہ پلٹ گیا سکندر نے کہا اگر اُسکی طاقت تمہارے دل میں سمائی ہوئی ہے ہم جا کر
اُس سے مقابلہ کرتے ہیں اگر مارے گئے یا اُسنے ہمکو گرفتار کیا اُسوقت تمکو اختیار باقی ہے خواہ بھاگنا خواہ لڑنا ہم اپنے
سامنے کوئی حرکت نہ کرنے دینگے بھاگنا مردان عالم کیواسطے بہت بعید ہے عادان رونے لگا کہا ای شہریار میں آپکا
عاشق ہوں میں یہ سوچا تھا کہ حضور اب غسل صحت کرینگے اُسدن تخت پر بٹھاؤنگا میں محل چاکر کمترین حاضر خدمت ہونگا
یہ بارہ ہزار جوان جو حاضر خدمت ہیں ایک ایک جوان دس دس پر غالب ہے ان بارہ ہزار کو ساتھ لیکر میں نے اکثر
پچیس ہزار کو لوٹ لیا ایک ایک انمیں جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہے سکندر نے کہا ہم اس فکر میں ہیں کہ تمسے قزاقی
ترک کرائیں جو ملک ہمنے فتح کیے جو پسند کرو وہ ملک تمکو دیدیں عادان نے کہا سلطنت یا فقیری تو تب کرینگے جب
جان بچیگی اب تو جان کی پڑی ہے سکندر نے کہا کیوں گھبراتے ہو یہ کہکر خود سر پر رکھا زرہ جسم میں پہنی تیغہ اٹھا لی
زیب کمر کیا آراستہ ہو کر کہا ہمارا مرکب لاؤ اُسوقت قزاقوں میں غل تھا کہ ای شہریار آپ کیا کرتے ہیں سکندر نے
اُسکو جواب نہ دیا جب دیکھا کوئی قزاق مرکب تیار نہیں کرتا خود گھوڑے پر زین ڈالا تنگ مرکب موافق مرضی کے
کسا تا کہ حریف پر عرصہ تنگ کرے پشت مرکب پر سوار ہوے شعر چو شیرے کہ گیرد براہ کمین بجست از زمین و برآمد بزین

اب جو قزاقون نے جمال جہان آرا کو دیکھا سطوت و صولت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت جرأت مثل چاکران کمترین ہمراہ
ہین چہرے سے ثابت ہی کہ آسمان جرأت کے ماہ ہین عادان ہمراہ رکاب ہو لیا بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل ہو کر مرنے
پر آمادہ ہوئے آپس مین کہتے ہوے اس جوان نے اپنے ساتھ ہم سب کی جان لی لاکھ فوج سے دن دہاڑے
کیونکر دیکھینگے ہم تو رات کے وقت مین دور سے تیر مارے حریف کو گرا دیا لوٹ لیا یہ ٹوک ٹوک سے لڑنا ہم قزاقون کا
کام نہین ہی یہ جوان بڑا ضدی معلوم ہوتا ہی بعض نے کہا ابھی صاحبزادے ہین دو چار مقام پر لڑے حوصلہ بڑھا
ہوا ہی صندلان خودسر کو دیکھ کر ہوش اُڑ جائینگے ہاتھ جوڑنے لگینگے یہی کہینگے میری خطا معاف کرین تو ایک
مرد مسافر ہون زخمی ہو کر اسطرف نکل آیا وہ بھی بادشاہ جلیل ہی عاشق ہو کر اپنے ساتھ لیجائیگا کسی پلٹن رسالے کا
کمیدان رسالہ دار کر دیگا مصاحبون مین رکھیگا اُسکی صحبت مین رونق رہیگی ہم لوگون کو تباہ کرنے آئے تھے
سکندر ان باتون کو سنتے ہوے چلے آتے ہین عادان گینڈے پر سوار ہو کر برابر شاہزادے کے آتا ہی کبھی
گھبرا کر کہتا ہی ای شہریار میرا دل نہین چاہتا کہ آپ صندلان خودسر کے مقابلے مین جائین سکندر فرماتے ہین
ای عادان آؤ تو ذرا تماشا دیکھنا دیکھو تو کیا گذرتی ہی یہ باتین کرتے ہوئے وارد میدان کارزار ہوے صندلان خودسر
اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا ہرکارون نے اسکو خبر دی کہ عادان قزاق مع کل فوج کے میدان کارزار مین آیا اسنے
حکم دیا لشکر مین قرنا ہو سب لشکر آراستہ ہو دیکھو تو آج ان قزاقون کو کیسی سزا دیتا ہون آپ سلاح ذات پر آراستہ
کرنے لگا دوش مین کمان تیغہ کمر سے لگایا نیزہ وہ ہاتھ مین لیا کہ سنان اُسکی دل کوہ کو توڑے تاڑ کا درخت تھا کہ جسمین
سنانین ستارہ مین آراستہ کری ہین کرگدن مست پر سوار ہوا پشت پر لاکھ فوج فوج کے افسر اکڑتے ہوے ایک
ایک زبردست افغان کرگدن سوار کل فوج کا افسر برابر بادشاہ کے تیغہ تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا کہتا
ہوا چلا آتا ہی ای شہنشاہ آج تو غلام کو حکم دیجیے کہ جاکر اس قزاق کی مشکین باندھ لون جسدن آپ کی ارسال
کتی ہی حضور اُسدن مین نے رنج سے کھانا نہین کھایا مگر کیا کرون یہ لوگ پہاڑ پر تھے کچھ زور نہ چلا آج تو بڑی
دلیری کی ہی کہ دن دہاڑے تیار ہو کر آئے ہین ہرکارے نے عرض کی حضور آپ کے ڈر سے عادان کانپتا
ہی مگر ایک جوان اُنکے یہان مہمان ہی کہین سے زخمی ہو کر یہان آ گیا وہ سب کو مردوا بنا کر لایا صندلان
نے کہا وہ کون ہی ہرکارے نے عرض کی کہ غلام نے دریافت کیا تھا سکندر زرین پوش زرین علم نام ہی
بڑے بڑے معرکون مین لڑا ہی قزاق چاہتے تھے بھاگ کر نکل جائین مگر وہ سب کو تسکین دیکر میدان کارزار مین
لایا ہی صندلان نے سر اُٹھا کر دیکھا اب جو نگاہ جمال جہان آرای سکندر پر پڑی حیران ہو گیا کہا ای
افغان اگر یہ جوان میرے پاس چلا آئے تو مین عہدہ وزارت دون کل فوج کا سپہ سالار کرون سکندر
فوج قزاقان لیے ہوے میدان کارزار مین آئے اُدھر سے صندلان خودسر گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا
افغان کرگدن پر سوار عقب مین صف مین چپ مین نقیب نقابت کرتے تھے افغان کرگدن سوار نے عرض کی مین جاکر
مقابلہ کرون اگر یہ جوان نکلے تو اسکی مشکین باندھ لاؤن صندلان خودسر نے افغان سے کہا ایک طور
پر مین تمکو اجازت دیتا ہون کہ اگر یہ جوان مقابلے مین نکلے تو خبردار خبردار قتل نہ کرنا ما بدولت کو بڑا ملال ہوگا افغان
نے کہا حضور مین جاکر تو نہین گھوڑے سے اتار لونگا چرخ دیتا ہوا آپ کے سامنے لے آؤنگا آیندہ حضور کو
اختیار ہی بڑے کبر و نخوت سے افغان کرگدن سوار نکلا میدان مین اگرچہ سلح شوری بھی نہ دکھلائی پکار کر آواز دی
ای عادان قزاق اپنے مہمان کو بھیجو ہم اُسکے بہت مشتاق ہین خبر بھی سنی ہی کہ بڑے جری بڑے بہادر ہین تمکو سمجھا کر

میدان مین لائے ہین عادان نے چاہا مین خود نکلون سکندر نے مرکب اپنا بڑھایا کہا ای برادر جو وعدہ کرچکے ہین اُسکا ادا کرنا واجب و لازم ہی بمشکل عادان رُکا سکندر نے گھوڑا بڑھایا مرکب عربی زیر ران صبا رفتار برق وش کوہ شکن کوہ کفل گلے مین سنہری ہیکل تین شیکون مین سامنے افغان کے پہونچے نگاوزن پہ سے پانچ قدم کرگدن مست افغان کا زمین تو دم مرکب باد رفتار شاہزادہ سکندر بنا افغان جمال جہان آرا دیکھکر حیران ہو گیا پھر اکر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی آپ جنگے میان مہمان رہے وہ نہایت ناقدری گویا اُسکے لشکر مین غدر ہی آپ کو اُسنے کیون نکلنے دیا خود میدان مین نہ آیا سکندر نے کہا وہ نہ مانتا تھا مین زبردستی آیا ہون افغان نے کہا ای جوان تونے بڑی گستاخی کی کہ ہمارے شاہ کے مقابلے مین آیا اُسکو گوارا نہ تھا مگر ای جوان حربے تو کر لے تیرے دل مین حوصلہ نہ رہے سکندر نے کہا او مغرور عقل تو اسکے وزدا اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے بچینگے ہم بھی اپنا حربہ کرینگے افغان نے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر سکندر نے نیزہ افغان کا گانٹھا اب جو تھپیڑا دیا نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا افغان کو بڑا قلق ہوا نیزہ پھر آب خجالت مین غرق ہوا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین آواز دی او جوان تونے مجھکو میرے آقا سے شرمندہ کرایا مین وعدہ کرکے آیا ہون شاہ نے ارشاد فرمایا کہ اس جوان کو زندہ لانا لیکن اب تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین کہ تونے نیزے کو نیزے ہوائی کیا مجھکو بڑا قلق گذرا یہ کہکر تیغ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نیام انتقام سے تلوار نکالی تیغ لنگر دار جوہر دار صاف ظاہر تھا کہ اژدہا غار سے نکل کے نکلا جوہر دار چار ہاتھ کے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے بہ آسانی بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا افغان نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی ایک مقام پر افغان نے دوڑ کر ساق قدم پر لا کر ٹلہ مارا بایان گھٹنا شاہزادے کا آشنا زمین ہوا افغان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا خنجر چاہا نکالے کیونکر نکلیں نہ ہوا تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا ای جوان اب مین تیرے زور کا مشتاق ہون سکندر نے دونون بازو پکڑ کے سینے مین سا دبایا ریل کرے دو ہاتھ پیچھے افغان چاہتا ہی کہ مین اپنے کو دونون زک نہین سکتا بندرہ مین قدم پر لائے ٹکر مارا کہ دونون افغان کے گھٹنے آشنا زمین ہوے چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر قائم کرنے دیتا ہی سکندر نے دونون ہاتھ ستون کیے کہا یا خداوند تجھ سے سرسبز و شاداب کیا مجھکو ثمر حاصل ہو تسکین دل ہو یہ کہکر زور جو کیا پہلے زور مین تا گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس نمودسر کو سر سے بلند کیا اُسنے چاہا ہتھاون مین پاؤن اڑا کرکے داؤن پیچ کرون شاہزادے نے داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے رکھا چرخ دینا شروع کیا مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا اُٹھا کر زمین پر مارا اُسنے چاہا مونڈھے کی کھاکر سنبھالون شاہزادے نے ایک ٹھوکر ماردی افغان چارون شانے چت شاہزادہ سینہ پر آیا گندہ زانو دبا کر فرمایا شناخت مین خداوند تجھکو کیا کہتا ہی افغان نے کہا ای جوان مین سر میدان ذلیل بھی ہوا اب مذہب جد و آبا کا ترک کرون یہ کبھی نہ ہوگا شاہزادہ غصے مین اُٹھا ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکر ٹلہ مارا سر نرخرے گردن سمیت کی صندلان نے جو یہ دیکھا جلگیا آواز دی اس جوان کو مار لو بڑے پہلوان کو اُسنے مارا لشکر مین کوئی اُسکا ہمسر نہ تھا تمام لشکر چلا شاہزادہ سکندر نے جو گھٹا کفر کی آتے ہوئے دیکھی نیام انتقام سے تیغ ہلالی کھینچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ سکندر سکندرم مالک تخت و تاج ٭ و زر کب فلک می ستانیم باج ٭ اگر تیغ کین بر کشم از غلاف ٭ تزلزل فتد در میان مصاف ٭٭

چو نیزہ وکنم سمت دشمن روان ✤ یلان سکندر الامان الامان ✤ منم ستم بزم کین و فساد ✤ منم تیغ میدان ظلم و عناد ✤ لقب یافتم شاہ ررین علم ✤ علمہاے دشمن تمام یک قلم ✤ عادان قزاق نے جو یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوکر چلا یا رو اپنے مہمان کو بچاؤ بارہ ہزار قزاق تلواریں کھینچکر جا پڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار چلنے لگی مگر سکندر زخم صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے طرف صندلان خودسر کے جاتے ہین صندلان خودسر کو بھی یہی خیال ہی کہ جا کر اس جوان سے لڑون اپنے جوان کا بدلا لون جانبین کے نقیب جو جو بڑھکر یہ اشعار پڑھتے ہین بقول شیخ سعدی نظم

سر فرو کن انداخت پیری اندر پیش
ستیز دور فلک ساعد توانائے
کہ اعتماد مکن بر مواہب نعمت
تباہ تر شکنی ہر چہ خوشتر آرائی

دریغ روز جوانی و عہد برنائی
پس از غرور جوانی و دست بالائی
رہی زمانہ ناپائدار عہد شکن
کہ ہمچو طفل بتخشے و باز بربائے
بعمر خویش کسی از تو کام بر نگرفت

نشاط کودکی و عیش خویشتن رائی
دریغ بازوی سرپنجگی کہ بر حید
چہ دوستی است کہ با دوستان یکتائی
ہزار بلبل ہر چہ خوبتر بندی
کہ در شکنجہ ناکامیش نفرسائی

یہ اشعار نقیب پڑھ رہے ہین مرنے والے مر رہے ہین سینے سپر کر دیے لاشہ ہاے دشمن سے میدان بھر دیے ہر طرف تلوار چل رہی ہی تیغ پیغام قضا لیکر آتے ہین نیزے سرکشی دکھاتے ہین برق شمشیر کی چمک کیا زون کی گرگ گرزان سرکوب کے تڑاقے عجب ہنگامہ ہی صندلان خودسر بنگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ کس دھوم دھڑکے سے شاہزادہ لڑ رہا ہی جس پہلوان نے لوکا اسپر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار چھیلی کمر مین ہاتھ دیا اٹھاکر طرف آسمان کے پھینکا چو رنگ ہوائی قلم کیا حیران ہی صندلان کہ کز کا بلاے روزگار ہی کس زور و شور سے لڑ رہا ہی منظور یہ مین مقابلہ کا مزہ نہوگا اگر میرے اسکے تنہائی مین مقابلہ پڑے تو مزہ ہی خود اسکو زیر کرونگا ہزار سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی مگر مجھسے کیا لڑیگا اگر مجھسے مقابلہ پڑیگا زیر کرونگا طرف وزرا کے متوجہ ہوا کہا صاحبو افغان سا پہلوان میرا مارا گیا قلق تو بہت ہی چاہتا ہون آج ہی اس نوجوان کا نام مٹادون مگر اس وقت منظور یہ مین مزہ نہوگا رات کو طبل جنگی بجوا کر بہ اطمینان مابدولت اس سے لڑینگے وزرا نے بھی صلاح دی کہ یہی مناسب وقت ہی حکم دیا صندلان خودسر نے طبل بازگشت پر چوب پڑی صندلان نے کہا یارو یہ تو دریافت کرو کہ کس قدر لوگ ادھر کے اور کتنے لوگ اودھر کے مارے گئے کی نوجوان تو مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیے اخبار نویس نے پرچہ دیا کہ پچاس ہزار سوار پیدل آپ کے قتل ہوے اُنکے لشکر کے ہزار جوان مارے گئے اُس جوان نے ایسی تدبیر کی تھی جس پلٹن پر آیا کمیدان کو مارا جس رسالے پر آیا رسالہ دار کو قتل کیا صندلان خودسر کو سناٹا آگیا دل مین کہتا ہی کہ اے صندلان خودسر یہ جوان بڑا صاحب جاہ و جلال ہی یہ بھی کھلگیا آسمان خوبی کا ماہ کمال ہی صندلان پلٹکر اپنے خیمے مین آیا شاہزادہ سکندر مع عادان قزاق افسر قزاقستان داخل بارگاہ ہوے عادان نے اب تو بخوف بارگاہ زرنگنی استادگی کرائی ولین جو ذرہ تھا وہ سب نکلگیا شاہزادے کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی تعریفین کر رہا ہی کہ اے شہریار کس زور و شور سے آپ نے افغان کو مارا اُن لوگون کے لگ گئے صندلان خودسر کیسے دل پہلا اے شہریار بڑی خوشی یہ ہی کہ اُسی طرف سے طبل امان بجا آپ کے غلام ایک طور سے ڈر رہے تھے کسی نے کسی مقام پر کبھی نہین کی آپکے ساتھ والو نکے زاجون نے بری نہین کی سکندر نے فرمایا کیون اُسنے ایسا جلد طبل امان بجوایا دل کا ارمان دل ہی مین رہگیا صندلان خودسر سے مقابلہ نہ پڑا مین نے کئی مقام پر لڑکا مگر وہ ہر مرتبہ ہٹ گیا

اور طبل امان نہ بجواتا تو کیا کرتا سپاہی اُسکے بیدل ہو چکے تھے تھوڑی دیر اور لڑتا شکست فاش ہوتی بھاگنے کی
تلاش ہوتی سکندر نے کہا بعنایت خداوند مسخر کل وہ خود نکلکر لڑیگا عادان دمبدم قدمبوس کو بوسہ دیتا ہی
عرض کرتا ہی غلام کا دل نہین چاہتا کہ حضور صندلان خود سر سے مقابلہ کرین غلام اُس سے لڑے حضور
میرے پشت و پناہ رہین سکندر نے کہا ای عادان یہ کبھی نہوگا اگر اُسنے طبل جنگی بجوا کر پکارا ہمارا قانون
ہی کہ جو جسکو پکارے وہی نکلے یہ نا ممکن ہی کہ وہ ہمکو پکارے اور ہم نہ نکلین ای عادان اسکے ملک کا
کیا نام ہی اُسنے کہا حضور اسکے قلعے کو قلعہ لالانیہ کہتے ہین سکندر نے کہا اُنکے ملک کو لو اور قزاقی ترک کرو عادان
لٹتا ہی ای شہریار یہ بہت مشکل ہی میان تو یہ باتین ہو رہین ہی عادان نے جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا صندلان خود سر جو
بیٹھا بارگاہ مین اگر بیٹھا مگر خاموش دل سے باتین کر رہا ہی کہ کیون ای صندلان کل کیا ہوگا کل اس جوان سے مقابلہ
ضرور پڑیگا اجل تو یہ ہی کہ وہ بلاے روزگار ہی ہر چند کہ خرد ہی مگر دیو زینہ ہی مگر بہت تیز ہی اس سوچ مین بیٹھا ہوا ہی
عیار اسکا نیرنگ حیلہ ساز انتظام لشکر کرکے حاضر آیا مالک کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین دست بستہ عرض کی ای پہلوان
دوران وای گرشاسپ جہان آپ کیون خاموش بیٹھے ہین ہر چند کہ آپ کو آج بڑے بڑے ملال پہونچے افغان
کا مارا جانا لشکر کا شکست کھانا یہ سب بدلے ہو جائینگے کل سرکار اس نوجوان کو پکڑ لائینگے یہ سنکر صندلان نے رو کی
تم سے حالت اپنی تباہ کی عیار نے کہا ای شہریار میرا پوچھنا بڑا خلاف گذرا صندلان نے کہا ای نیرنگ تو نے
دیکھا کہ یہ جوان تازہ وارد عادان کے پاس کہان سے آگیا چست و چالاک جوان ہی ایک سپاہگری مین طاق
شہرۂ آفاق افغان کا اُٹھا لینا اور گردن کھینچکر پھینکدینا یہ کیا چھوٹی بات ہی اور سردارون کو جو تنگ ہوا ای ظلم
کیا ڈالی ایسی پڑی پچاس ہزار سوار و پیدل مارے گئے کروڑہا روپیہ کے خیمے جلے مال لٹا نیرنگ نے کہا یہ
تصدق فرق حضور تھا اسقدر سرکار کو ملول پاتا ہون بہت گھبراتا ہون یہ کہنا تھا کہ صندلان آنکھون مین آنسو بھر
لایا کہا ای نیرنگ مجھے اس جوان سے بڑا خوف ہی ایسا نہو مجھکو گرفتار کرکے لیجائے تیور تو اسکے دیکھو کہ
لڑتے لڑتے قلب فوج مین جا پڑا علمدار کو مع علم قتل کیا کبھی یہ قوت کسی کی دیکھی ہی مغلوب مین بھی خوب لڑا جس پہلوان
نے لڑکا اسی پر جا پڑا کسی سے اُسنے منہ نہین پھیرا الشعلہ جوالہ ہی نیرنگ نے کہا مین بہ عیاری اسکو پکڑ لاؤن
صندلان یہی چاہتا تھا جوش جرأت مین کہ نہ سکتا تھا جو اُسنے کہا خوش ہو گیا گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر
پہنا دیا اور کہا دولت دنیا سے نہال کر دونگا اور مدعائے آرزو سے بھر دونگا نیرنگ نے کہا مجھے اسکی
احتیاج نہین مین مدت سے سرکار کا نمک خوار ہون اسی وقت با لباس عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوا فقیر
بنکر لشکر عادان مین آیا پھرتے پھرتے پشت بارگاہ سکندر پر پہونچا تمام قزاقون کا پہرہ ہو ایک گل کی
آڑ پکڑ کر نیرنگ نے نقب کھودی دو پہر سے زیادہ شب گذر چکی تھی کہ اُسنے کھودہ نقب کا عین بارگاہ مین توڑا
دیکھا کہ شاہزادہ سو رہا ہی بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی شمع ہاے مومی و کافوری روشن عطر کی شیشے
منہ کھلے مین کہ دماغ جان معطر و عنبر گر دُ قزاق حاضر باش و ناظر باش پکار رہے ہین نیرنگ کا دل کانپا
مگر اپنے کو مضبوط کرکے قریب سکندر کے آیا کانپنے سے دو شالہ ہٹایا ایک برق چمک گئی حیران حالی محو دیدار تھا
دارو بیہوشی برابر چراغ کے لگا ہی دی اسوقت شاہزادہ خواب مین ملکہ نسیم سے باتین کر رہا ہی نسیم نے زمین
پر دیکھا کہا کیون صاحب ہماری شفقت کا یہی بدلا تھا تمھارے قید خانے سے آنے کے بعد سے مین قیدخانے کی
تڑپ تڑپ کے کٹین والدین کا خفا ہونا میرا ملک بلک کے رونا آپ کا نام لیکر رو سکتی تھی مرنے پر اختیار نہ تھا

جان نہ کھو سکتی تھی اب اسنے شخص سے یہ محبت کیون صاحب کیونکہ دل ملکہ کا خداوند شجر سے بھی تقدیر لگی تھی یہی کہا کرتے تھے

نظم

ستون کا شوق سے دل دوستدار ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
بغل مین میری ترپ یار اسی کے پہلو مین
ادھر ادھر ستم روزگار ہو جائے
علاج اُسکی تڑپ کا ہی کیا بتاؤن تمہین
الٹ پلٹ تو یہ سنگ مزار ہو جائے

ستم ہر غیر جو اُس پر نثار ہو جائے
مری طرف مرا یہ دردگار ہو جائے
وہ تیری بزم سے کیونکر اٹھے جو آسانی
سے کیا تو دل لیے اعتبار ہو جائے
سفید ہو چلی ہین رات کو مری آنکھین
جو دل تسلیون سے بیقرار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہ ہی کہ ملتے ہی آنکھ

لپٹ کے اُڑے کوئی جان ہاں ہو جائے
کبھی جگر کو بھی اے درد عشق کی توفیق
جو رنج اٹھا کے سبب زیربار ہو جائے
ستانے آتے ہین وہ آج ہم غریبون کو
اگر نہ صبح شب انتظار ہو جائے
اچھال دے نہ اگر اضطراب دل مین تمہین
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

اس حسرت و یاس سے ملکہ نے یہ شعر پڑھے کہ شاہزادے کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا اے سرو خرامان باغ دلبری ہوا ہی گو ہر گناہ ہے بجز خار خود سری بخداوند شجر کہ تمہارے نام پر جان جاتی ہے مگر انصاف کرو کہ اسکا بھی گھر بار چھوٹا تمام اہالیان طلسم اسکے دشمن ہوئے سحر العجائب و مصر الغرائب اسی فکر مین ہونگے کہ اسکے دشمنون کو قتل کرین دشمن کو قتل کرنے کی لفظ پر ملکہ نسیم نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا صاحب تمہاری باتون سے محبت سوسن کی شکیتی ہے شاہزادے نے کہا نہین ملکہ جو تمسے راز و نیاز ہے وہ ملکہ سوسن سے ابتک ممکن نہین ہوا علاوہ ازین ہم تمہارے سامنے ملکہ سوسن سے کہینگے کہ مہمان کا اپنے ہر وقت خیال رکھا کرو عاشق و معشوق مین دفتر شکایت کے کھلے ہوئے تھے کہ نیرنگ نے بیہوشی دی ملکہ نے پشت پھیری شاہزادے کے منھ سے نکلا خداوند شجر کے سپرد کیا اب ہمارے آپکے دربار مین ملاقات ہوگی یہ کہکے شاہزادہ بیہوش ہوا جب شاہزادے نے یہ کہا کہ ہمارے آپکے دربار مین ملاقات ہوگی نیرنگ فکر کیا کہ اس شیر نے کیا کہا شاید یہ شاہزادہ بیہوش نہین ہوا بیہوش ہونے پر عرصہ دراز تک دور کھڑا رہا جب یقین کامل ہوگیا کہ سکندر بیہوش ہے تب اسنے پشتارہ باندھا اسی طرح سہولیت مین لٹکا گرتا پڑتا اٹھتا بیٹھتا لشکر سے نکلا اب اسنے میدان پکڑا عادان قزاق کہ عاشق جمال سکندر ہے خود طلایہ پھر رہا ہے طلایہ پھرتے پھرتے خیال مین آیا ذرا شاہزادے کو دیکھ لون جیسے ہی اندر آیا اندھیرا دیکھکر گھبرایا پکار کر آواز دی ارے یارو یہ بارگاہ ہمارے شاہزادہ سکندر شوکت کی ہے اندھیرا پڑا ہوا ہے جلد روشنی لاؤ چند قزاق مشعلین لیکر پہونچے دیکھا اسنے پلنگ خالی پڑا ہے ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا میرے شاہزادے کو کوئی چرا لیگیا چونکہ قزاقی کرتا ہے پیشہ عیاری سے بخوبی کام ہے بستر ے کو دیکھا کہا یارو یہ نیرنگ کا کام ہے مگر نیرنگ کی قضا آئی ہے اگر کسی کے بارگاہ مین چندلان کے نہ لایا تو اپنا نام عادان قزاق نہ رکھا اور اگر راہ مین ملگیا پشتارہ شاہزادے کا لاتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا تین طرف اور قزاقون کو بھیجا نشان نقش پا کو دیکھکر ایک طرف آپ چلا نیرنگ عیار پشتارہ سکندر کا پیٹھ پر لشکر سے نکلا بھاگا بھاگ چلا جاتا ہے تین کوس چلکر اب طرف اپنے لشکر کے چلا ہے راہ مین تھک گیا قریب ایک کوہ کے پہونچا نہر پانی کی جاری تھی پشتارہ اسنے تختہ سنگ پر رکھا پانی پی کر اپنے کو درست کرنے لگا کہ پشت سے گرا کے کی سم مرکب کی صدا بلند ہوئی عادان کی نگاہ پڑی کچھ نیرنگ عیار کھڑا اٹھل رہا ہے پشتارہ شاہزادے کا تختہ سنگ پر رکھا ہے بیقرار ہوگیا ضبط نہ ہو سکا پکار اٹھا او نیرنگ خبردار آگے نہ بڑھنا او نامرد کوئی ایسی حرکت کرتا ہے میرے مہمان کو لیے جاتا ہے اسی مین خیر ہے کہ پشتارہ رکھکر چلا جا ورنہ قسم ہے خداوند لات و منات کی زندہ نہ چھوڑونگا نیرنگ نے پتھر مارا عادان نے خالی دیا گھوڑے پر سے کود پڑا اس خیال مین ایسا نہ ہو گھوڑا

مارا جائے پیدل تیغہ کھینچکر دوڑا نیرنگ نے پانچ چار تیر مارے عادان نے خالی دیے جب نیرنگ نے دیکھا
عادان قریب آ پہونچا خنجر کھینچکر سکندر کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا ای عادان اب اگر آگے بڑھا تو مین سر کاٹکر
سکندر کا پھینکدونگا پھر جو کندر کی جھیلو لگا تمسے لڑونگا اب عادان منتین کرنے لگا ای نیرنگ کیا غضب
کرتا ہی ملحوظ خاطر نازنین والا مقام رہے کہ نیرنگ تو سینے پر سکندر کے بیٹھا ہی عادان منتین کر رہا ہی
مگر صندلان خودسر جب اسنے عیار کو روانہ کیا فکر مین رات بھر نہین سویا اور اب وہ وقت ہی کہ سکندر نیر اعظم
راہ ظلمات شب کو طی کرکے چرخ زبرجدی پر برآمد ہوا رفیقان ضیا و شعاع کو ساتھ لایا ہی دنیا کی عملداری ہوئی
سلطان انجم سپاہ بحال تباہ داخل قلعہ مغرب ہوا جب ستارہ سحری چمکا صدای مرغ سحر کان مین صندلان کے آئی
گھبرا کے بارگاہ سے نکلا سلاح ذات پر آراستہ مین پشت مرکب پر سوار ہوا تلاش مین اپنے عیار کے چلا اسوقت آگے
پہونچا کہ جو حال عرض کر چکا ہون کہ عادان ہاتھ باندھے کھڑا ہی نیرنگ کہتا ہی یہان سے چلے جاؤ یا دور کھڑے
ہو میرے قریب آؤگے تو سر کاٹکر سکندر کا پھینکدونگا عادان منت خوشامد کر رہا ہی کہ یونہ لاگر و کا آثار دیکھا
نیرنگ نے کہ صندلان خودسر نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا مگر اور طرف جاتا ہی نیرنگ
نے پکار کر آواز دی ای آقای نامدار اسطرف تشریف لائیے بموجب ارشاد سکندر کو لایا ہون مگر عادان نے
مجھکو گھیرا ہی صندلان ادھر پلٹا عادان نے ٹوک دیا کہا ای صندلان اسی منھ پر دعوی جرأت افغان
تو قتل ہونے دیکھکر جی چھوٹ گیا عیار کو بھیجا صندلان گھوڑے سے کود پڑا قریب آکر عیار سے کہا ہٹ جا
اس جوان کو ہوشیار کرنے مین دونون کی مشکین باندھونگا صندلان کو عادان نے ایسا طعنہ دیا کہ اسکو بہت
ناگوار ہوا دل سے کہتا ہی دونون کو زیر کرلونگا عیار نے کہا ای شہریار یہ مناسب نہین سکندر ہوشیار ہوکر جو تین
بیان کریگا صندلان نے نہ مانا کہا تجھے کیا دخل ہی میرے سامنے دونون کی کیا حقیقت ہی نیرنگ نے
سینے پر سے اُتر کر سکندر کو جاب مار دیا سکندر کی آنکھ کھلی عادان قریب آیا سکندر نے پوچھا ای عادان
یہ کیا معرکہ ہی عادان نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور صندلان خودسر آپ کے مقابلے کیواسطے کھڑا
ہی آپ سے مقابلے کا مشتاق ہی سکندر کمندین توڑ کر اٹھا عادان نے اپنا مرکب واسطے سواری کے دیا
سکندر نے سلاح عادان کے اپنے جسم پر آراستہ کیے مرکب پر سوار ہوکر سامنے صندلان کے آئے فرمایا ای صندلان
مین تو تیرے مقابلہ کا بہت مشتاق تھا مرکب چمکایا نیزہ ہلایا صندلان بھی گھوڑے کو چمکا کر مقابلے
مین آیا نیزہ چلنے لگا عادان کھڑا دیکھ رہا ہی کہ طرف سے قلعہ لالانیہ کے گرد اڑی سرداران فوج نے لشکر کو
آراستہ کیا اور کہا یارو جلد چلو بادشاہ خود تشریف لیگئے مین ایسا نہو اس لڑکے سے لڑائی پڑ جائے پانچ ہزار سوار و
پیدل آ پہونچے سکندر نے کہا ای صندلان تمہارے مددگار آگئے صندلان بہت جھلایا افسرون سے کہا تم
کیون آگئے ان سب نے کہا حضور ہو سکتا ہی کہ آپ تشریف لائین اور ہم اپنے کو نہ پہونچائین اور بھی فوج آتی ہی فرد
فرد اکے ساتھ ہزار پیدل و سوار آکر پہونچے صندلان نے سب سے کہا الگ کھڑے رہو اس فوج کے آنے سے
عادان پریشان ہی افسوس کر رہا ہی کہ ہمارے ملازم نہ آئے ایسا نہو یہ لوگ بلوہ کردین اکیلا یہ شیر کس اس طرف
کطرف سے پہاڑ سے بھی گرد بلند ہوئی بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل نیزے چمکاتے ہوے گھوڑے اڑاتے ہوے
آ پہونچے اب عادان خوش ہوگیا چہرے پر اسکے بحالی آئی ایک مرکب پر آپ بھی سوار ہوا تلوار ہاتھ مین لیکر
لڑنے کو آمادہ ہی کہ اگر وہ لوگ آپڑین تو مین بھی ضمین درہم و برہم کر دون ابھی لاشہ ہاے اہالیان لالانیہ سے

میدان بھر دون مگر سب خاموش تماشا دیکھ رہے ہین یہان شاہزادے نے ہاتھ سے صندلان کے نیزہ لگا صندلان مثل شیر خشمناک گونجا کہا ای جوان تونے غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین تونے نیزے کو میرے ہوا کیا مگر اب یہ تیغ بیدریغ ہی جسکا خلال مہمات مردان عالم لقب ہی میری ضرب قہر خداوندلات و منات ہی اگر سپر پر ہاتھ مارون تا بہ تیغ کاٹون سکندر نے فرمایا ای صندلان بس کلمات غرور زبان سے نہ نکال جسطرح نیزے کو دیکھ بھال لیا جوہر تلوار کے بھی کھلنا ہینگے صندلان نے تلوار کا ہاتھ مارا سکندر نے سپر کب منھ کیا سپر کو سر تک کھینچا جب تلوار اسکی قریب سر کے آ کر چلی بخوف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھینلون صندلان نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون جوانون کے مرکب زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے بہادرون نے آوازدی ای بہادر و بار تھارا گاو زمین سنبھالیگی بے زبان ہلاک ہو جاینگے دونون پشت ہاے مرکب سے کودے صندلان و سکندر سے کشتی ہو گئی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا جب سکندر نے پیچ باندھا صندلان کو حال زور سکندر کھلا دل سے کہتا ہی اس چھوکرے سے رگ و ریشے مین زور بھرا ہی فولاد کا پتلہ ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی ناگاہ آفتاب تابان بارنگ زرد لرزان ترسان آشیانۂ مغرب مین جا کر چھپا و اماہ شام زنگبار کی کمین زنگبار سے شروع ہوئی اعلام نو ظہور پکارنے لگے

نظم

در انجم بھی نکلے اندر سے کہکشان پہ ہو وہ جلوہ گر	شاہ خاور چلا سما پر سے مشعل نور ہاتھ مین لیکر
ماہ نے موتیون کو راکھ کیا اور بھبوت اسکا اپنے منھ پہ ملا	

جب شام ہوئی صندلان سکندر کو روک کے کھڑا ہوا کہا ای جوان کیا کہتا تو تجھسے خوب لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہی کل پھر مقابلہ ہوگا سکندر نے کہا اپنا یہ دستور نہین ہی دون زیر و زبر کیے حریف کے ہم میدان سے نہین پلٹتے صندلان نے کہا کیا مین دب کے پلٹتا ہون دن بھر لڑتے ہوے گذرا کچھ کھایا نہین کچھ کھانا کھانا چاہیے سکندر نے کہا منگائیے صندلان نے اشارہ کیا خوان میوے کے کاسے دودھ کے آ کر موجود ہوے صندلان نے دو تین کاسے پیے دو چار نکلے میوے کے کھائے سکندر کو دیکھا تو نہین شامل ہے پس صندلان نے کہا ای شیر بیشہ جرات و ای یکہ تاز میدان جلالت اگر آپ کے یہان سے کچھ کھانے کو نہین آیا تو یہ نوش فرمائیے سکندر نے کہا ہماری عادت نہین کھانے کے واسطے لخت دل پینے کے واسطے خون جگر صندلان نے بھی جام پھینکدیا کہا ای جوان لوگ مجھکو بدنام کرینگے کہ بھوکا پیاسا رکھکر شاہزادے کو پکڑلیا سکندر نے کہا تم کھاؤ ہماری عادت نہین صندلان نے کہا ای جوان پلٹ جا شب کو اندھیرے مین ہماری تمھاری جانبازی کون دیکھیگا سکندر نے کہا بادشاہ ہو حکم دو روشنی ہو جائے صندلان نے حکم دیا اسی وقت روشنی ہوئی ادھر سے عادان نے شمائرسندی لڑائی اسقدر روشنی ہوئی کہ اگر سوئی ڈال دیجیے تو اٹھا لیجیے صندلان و سکندر سے پھر کشتی ہونے لگی وقت شب ہی فراش مہتاب نے فرش چاندنی کا بچھایا آسمان بھی بہ این پیرانہ سالی یک چشمہ ماہتاب کو آنکھ پر رکھکر واسطے تماشاے کشتی دونون بہادرون کے میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہی تارے نہین ہین فرشتگان آسمان نے اپنی آنکھین لگا دی ہین دونون شیر ایک طور پر لڑ رہے ہین دونون لشکر تحسین کر رہے ہین استادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ دو شبانہ روز ایک طور پر کشتی ہوئی صندلان نے کوئی طریقہ اٹھا نہین رکھا مگر سکندر پر پنجہ قابض نہوا پھر دن پچھلا باقی ہی کہ صندلان نے کہا ای جوان آج تیسرا دن ہی کہ ہمارے تمھارے رد و قدح ہو رہی دونون لشکر بیخور و خواب ہین تماشا دیکھنے والے بیتاب ہین ایک زور آخر کرتا ہون یہ کہکے دونون مونڈھے پکڑے سینے مین

سر اٹھایا اور ریل کرے دوڑا شاہزادہ دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر سات قدم ہٹ کر آیا صندلان نے ہلہ مارا
بایاں گھٹنا شاہزادے کا آشنائے زمین ہوا ہر چند صندلان نے زور کیا مگر سکندر نے لنگر اپنا قایم کیا صندلان نے
کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا قریب تھا کہ انگلیوں سے قطرے خون کے ٹپک پڑیں کنپٹیاں شق ہو جائیں مگر لنگر سکندر
میں حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا ای جوان اب تیرے زور کا مشتاق ہوں سکندر نے تڑپ کر گٹھے دونوں
مونڈھے پکڑے ریل کرے دوڑے اسیں قدم ریل کر لائے وہاں پہلا کر کے مارا دونوں گھٹنے صندلان کے آشنائے زمین
ہوے چاہا تڑپ کر لنگر قایم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہے دونوں ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر میں
ہاتھ ڈالکر یا خداوند شمشیر کہکر زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنا دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند
کیا چاہا زمین پر ماریں کہ صندلان نے آواز دی ای شاہزادہ والا قدر والای آسمان جلالت کے بدن جسکو سر سے
بلند کیا اسکو زمین ذلت پر نہیں پٹکنے میں دل سے اطاعت قبول کرتا ہوں شاہزادے نے ہاتھ سے رکھدیا
صندلان قدموں پر گرا کہا ای شہریار جو آپ کے مذہب میں آئے کیا کہے سکندر نے کلمہ شمشیر تعلیم کیا صندلان
بصدق شمشیر پرست ہوا اپنے فوج والوں کو پکار کر آواز دی یاروں میں نے اطاعت کی جسکو شمشیر پرستی قبول کرنا ہو
وہ میرے ملک میں رہے ورنہ قلعہ لالانیہ سے نکل جائے سب افسران فوج نے آواز دی جو مذہب آپ نے قبول
کیا ہم بھی مطیع ہوے بڑے اعزاز و اکرام سے صندلان خود مع شاہزادہ سکندر کو اپنے قلعے میں لایا خبر قلعے میں
پہلے پہونچ چکی تھی کہ صندلان کو ایک جوان نے زیر کیا تمام اہالیان شہر برائے تماشا آئے تمام شہر کا ہجوم تھا
صندلان کی بیٹی ملکہ گل اندام پریچہرہ محل میں بیٹھی تھی فنون سپاہگری کا بہت ذوق و شوق ہی حسین و جمیل
اپنی جرأت پر یہ خیال تھا کہ جو کوئی مجھکو زیر کرے اُسکے ساتھ شادی کروں یہ جو کنیزوں نے آکر خبر دی کہ
آپ کے والد کو ایک جوان نے زیر کیا ملکہ کے ہوش اڑ گئے کہا ارے تمنے دیکھا کنیزوں نے عرض کی واری
تمام شہر میں غل شور ہے آپ کے والد اس جوان کو لیکر آتے ہیں ملکہ نے کہا ہماری سواری لگاؤ محافۂ زرین آراستہ
ہو کر آیا ناظر کو حکم دیا چوک میں جو مکان شاہی ہے اسکو جلد آراستہ کرو ناظر نے جا کر مکان خالی کرایا ملکہ اسمیں
آکر داخل ہوئیں کمرے میں چلمین پڑی ہیں ملکہ ملاحظہ کر رہی ہیں کہ دیکھا تمام فوج جنگی سامنے سے گذری سر جھکائے
دیکھ رہی ہیں کہ اپنے باپ کو دیکھا دامن گردانے چوب و چماق ہاتھ میں اہتمام کیے ہوے سامنے سے گذرے
اسکے بعد دیکھا ایک جوان مثل ماہ تابان رشک یوسف کنعان غزال چشم شیر خشم آتش رخسار بے دود سبزہ ابھی
آغاز نہیں ہوا ہے زلفین چلیپا تا بہ دوش بل کر رہی ہیں سپر فولادی پشت پر ہدف کمال کے مثال ہے کیا جاہ و جلال ہے
تمام افسران فوج چہار جانب سے گھیرے ہوے نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی بے اختیار زبان سے آہ
نکلی گردن ڈھلکی ہوئی مردے کی کیفیت کنیزوں نے جو ملا کیا سر شاہزادے کا اٹھ گیا جمال بے مثال پر نگاہ پڑی
ایک نازنین پریچہرہ سمن بر رشک قمر حور پیکر بقول غالب شعر زلف عنبر بر مہ رویت تیرہ شب بستہ وادی
جامۂ صبرم در کف شفقت دامن یوسف دست زلیخا + شاہزادے کو بھی پسینہ آگیا ٹھہر نہ سکے کلیجے پر ہاتھ
رکھ لیا ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہوے تا بہ دارالامارۂ شاہی پہونچے ملکہ کو یہاں کنیزوں نے اٹھایا مگر دیکھا
رنگ رو متغیر ہے چپ خاموش دریاے حیرت کا جوش نرگس نامے کنیز نے دست بستہ عرض کی مزاج کیسا ہے
حضور کو کیفیت متردد پاتی ہوں بہت گھبراتی ہوں ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا کیا کہوں نظم

ای کا فیض تھا زاہد جو یوں خراب ہوا	لگا جو دست کو تیری بڑا ثواب ہوا		دعاے وصل کا دیکھو امری اثر الٹا

میں نا امید ہوا غیر کامیاب ہوا
بلا سے کہنے کو تھے ہم کہ پاس سے وکا
بیان کر نہیں سکتا ہوں جو عتاب ہوا
ٹھہر سکا نہ کوئی دل میں آ کے تعمیر بھی
مری تلاش میں کیا کیا کوئی خراب ہوا
جلال و دونوں یہ بے مروت ہیں

ابھی تو شب ہی کو دیکھا تھا بزم میں ان کی
سوال کرنے سے پہلے ہمیں جواب ہوا
ستم ہوا کہ وہ بے پردہ ہو گئے سر بزم
جگر کو رشک سے پیدا وہ اضطراب ہوا
ہم آج چرخ کو پاتے ہیں بیقرار بہت
کسی کا حسن ہوا یا مرا شباب ہوا

تم اپنے بھول گئے کیا میں کوئی خواب ہوا
لکھا تھا انکو کہیں مہربان میں خط میں
نگاہ شوق کو اپنی خود اک حجاب ہوا
دکھا دیا جو اثر جذب دل نے سلطنا
مگر کہیں کوئی ناکام کامیاب ہوا

نرگس نے عرض کی واری میں اس سے تو میں کبھی جیسے کسی کو بیہوشی میں ہوش آتا ہے ملکہ نے فرمایا کیا سبب پوچھتی ہے یہ اشعار یاد تھے میں نے تیرے سامنے پڑھ دیے کنیز خاموش ہو رہی ملکہ کا عجیب حال ہے مگر چونکہ جری و بہادر ہے ضبط کر کے خاموش ہو رہی اب دل سے باتیں ہو رہی ہیں سوچتی ہے اس گل اندام پر چہرہ یہ کیا ہوگا اور دل خانہ خراب یہ تو نے کیا کیا کس بلا میں مجھے پھنسایا کہتی ہے میں کیوں دیکھنے گئی کیونکر کہوں کہ یا جان کو اسنے زیر کیا جوان خوبصورت ہے محبت انھوں نے اطاعت کی ہو گی شہر میں سے آئے سنتی ہوں مذہب بھی تبدیل ہوا یہاں پونے دو سو خداوندوں کی خدائی وہاں صرف خداوند وحدت میں یہ بھی کوئی انکے بھائی ہونگے مذہب بدلنا اطاعت قبول کر لینا بڑے تعجب کی بات ہے مگر میرے ساتھ حضرت عشق نے یہ کیا کیا نام سنا کرتی تھی مگر اب آنکھوں سے دیکھا نظم بطور مسدس

عشق وہ سم ہے مرے مار جسے اسکا نام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہیں خاص و عام
اثر جو ہا دیکھے تو ہو جائے وہیں کام تمام
اسکا آغاز ہے انسان کا جو ہے انجام
خون سیاہی و دم تحریر عشق نظر آئے
خاک کا غذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا ہو جائے

گاہ دریا میں نظر آتا ہے وہ جیسے بھنور
کشمکش جذب رو و شوق سے ہے آٹھ پہر
موج بنکر کبھی قلزم میں یہ آتا ہے نظر
کبھی طوفان کی طرح جاتا ہے یہ سر سے گذر
ہو میں ناکام دم تشنہ لبی عشاق
ایسا ترسائیں نہ مانگیں کبھی پانی عشاق

سینۂ زار نے ہی سیماب کو کر ڈالا ہے
اشک نیسان کو نیا نے گہر ڈالا ہے
سم کا الماس میں قاتل نے اثر ڈالا ہے
سینۂ سنگ میں آتش کا شرر ڈالا ہے
ہے یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہے کون سلیمان کہاں کی بلقیس

چاشنی قند میں اپنی کبھی دکھلاتا ہے
کہ نمک میں نمکین شور یہ بن جاتا ہے
اور کبھی زہر ہلاہل میں یہ کڑوا تا ہے
ذائقہ جیسے ہر اک چیز میں در آتا ہے
نشاء میں عطر میں گل میں یہی بو دیتا ہے
جیسے خنجر کبھی عاشق کا لہو پیتا ہے

راگ میں سحر کی دکھلاتا ہے گاہے تاثیر
طوق بنتا ہے گلے کا کبھی پا کی زنجیر
دم کا کل میں یہ دل کو کبھی کرتا ہے اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہے ظالم نخچیر

گاہ صورت کبھی سیرت میں یہ ڈراتا ہے
دل عشاق کو ہر طرح سے لبھاتا ہے

اب دیکھیے یہ ظالم میرے ساتھ کیا کرتا ہے اسی سوچ میں ملکہ کو دن پھر گذرا یہاں شاہزادہ سکندر کو صندلان
نہایت عظم و شان سے بارگاہ میں لایا تخت سلطنت سے حاشیہ بنایا کہا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوں میں آپکی سپاہگری
کرونگا سکندر نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہیں ایک دوست ہمکو ملے ایسے بہادر آجتک نہیں دیکھنے میں آئے لیجیے نیزہ
بصاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان انھوں نے فرمایا کہ ہمیشہ سپاہگری کا دم بھرنا سلطنت کسی کی نہ لینا تاج بخش بننا
تاج گیر نہ بننا لہذا تاج و تخت تمکو مبارک رہے ہمکو خداوند سحر نے تاج بخش بنایا ہے ہم تاج گیر نہیں ہیں بڑی دقت سے صندلان
کو سکندر نے تخت پر بٹھایا آپ ورنگ زرین پر آکر جلوہ فرما ہوے ایک قصر معقول واسطے رہنے سکندر کے تجویز کیا امین
شاہزادے کا چھپر کھٹ بچھوایا ہے شاہزادے نے بعد برخاست دربار آرام کیا سلاح کرسی پر رکھے ہیں خود زرین ایک نیزہ پر رکھ
خادم بھی جابجا سو رہے ہیں جب زلف لیلائے شب کھرے گذری گل اندام جو بیقرار ہو ہوں لباس شب روی اپنے جسم
آراستہ کیا نیلے کالے کپڑے پہنے جیسے ماہ تاباں پردہ ظلمات میں آئی اسطرح ملکہ واسطے دیکھنے شاہزادے کے چلیں
خیال میں یہ ہے کہ چلکر دور سے جمال تو دیکھ لینگے اسی خیال میں گم مارا گر ملکہ کو تھی پہ آئیں دور سے دیکھا شاہزادہ سو رہا
ہے خادم خدمتگار سب خواب میں ہیں بسہولت قریب پلنگ سے آئیں دوپٹہ آب رواں کا شاہزادے کے چہرے
پر تھا شاہزادے نے کروٹ لی ملکہ غرفہ کے پیچھے نہیں خیال میں آیا ایسا نہو شاہزادہ بیدار ہو مجھے دیکھ لے تو بڑا غضب
ہو دور سے دیکھا کیں کہ ایک خدمتگار نے کروٹ لی ملکہ کو خوف ہوا کہ یہ خادم بیدار نہو گھبرا کے چلیں خیال میں آیا ہے
گل اندام افسوس یہ مشقت کی اور محروم چلے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے تھیں کچھ نہ بن پڑا خود شاہزادے کا
اٹھا لیا اس تصور میں کہ یہ ظالم یہ تو سمجھیگا کہ کوئی اس مقام پر آیا تھا سمجھ جائینگے کہ جسکا ہے دل چرایا ہے
اسنے ہمارا خود چرا لیا یہ سوچ کر خود زرین لیکر سینہ سے لگایا اسی طرح اتریں محروم و مغموم پھر اپنے باغ میں
آئیں نیند آتی رہ رہ کر طبیعت گھبراتی ہے کبھی یہ تصور افسوس ایسی مشقت کی اور محروم پھریں اب کیا کریں
یہ تو اس سوچ میں ہیں مگر صبح کو شاہزادہ جو بیدار ہوا پہلے سب سے آکر صندلان نے سلام کیا شاہزادہ
اٹھا دیکھا خود نہیں ہے پریشان ہو کر فرمایا اے صندلان ہمارا خود نہیں معلوم ہوتا صندلان نے عرض
کی یہ تو مکان خاص ہے کوئی غیر یہاں نہیں آسکتا وزرا تمام حاضر ہوے سب نے عرض کی حقیقت میں یہ
مقام خاص ہے یہاں کون آسکتا ہے خدمتگار گھبرا گئے صندلان اور خود لایا وہ خود شاہزادے نے پہنا مگر دل کو
انتشار کہ اے سکندر خود ہمارا کون لیگیا گویا سر کاٹ لیا خاموش بیٹھے رہے صندلان نے محل میں آکر ذکر کیا
ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا جب کئی مرتبہ صندلان نے کہا تو ملکہ گل اندام نے مسکرا کر جواب دیا یہ بیچے مرد سپاہی
ہیں کہ کوئی خود لیگیا گویا سر لیگیا اے والد نامدار یہ ذکر انسے ضرور کر دیجیے گا صندلان اس مراد کو نہ سمجھا جب بارگاہ میں آیا
شاہزادے کو اشارہ میں بلایا کہا اے شہریار میں محل میں جو گیا میں نے آپکے خود کا ذکر کیا خداوند سحر نے مجھے بیٹا
نہیں دیا مگر دختر میری ملکہ گل اندام پر یہ جو کہ بڑے بڑے بادشاہوں نے خواستگاری کی ایک غلام نے شادی نہ کی
ایک امر اور بھی واقع ہے کہ اسنے اشتہار عام دیا ہے کہ جو مجھکو زیر کرے وہ میرے ساتھ شادی کرے اگر میں غالب
آؤنگی تو اسکو قتل کرونگی کئی شاہزادے عاشق ہو کر آئے زیر ہو کر اسکے ہاتھ سے مارے گئے میں شادی نہیں کر سکتا مجھکو
بھی اسکے قول کا خیال ہے اسنے ایک بات کہی اور یہ بھی تاکید کر دی تھی کہ شاہزادے سے ضرور کہنا اگر خلاف طبع ہو

تو عرض کرون شاہزادے نے فرمایا کیسے صندلان نے کہا اُسنے یہ کلمہ کہا کہ جیسے مرد سپاہی ہین کہ کوئی خود لیگیا اور
خبر نہوئی گویا سر کاٹ لیگیا شاہزادے نے سر جھکا لیا فرمایا ای صندلان ملکہ نے بہت بجا ارشاد کیا خیال بھی اُس
شہین کا ضروری جسکو چوک مین دیکھا تھا آج شب کو جو سکندر سوتے قصد یہ ہی کہ جاگون وہ دزد مکار ضرور آئیگا آج ضرور
گرفتار کرونگا دو پہر رات گذر گئی مگر کچھ نہ معلوم ہوا لیکن شاہزادہ تڑپ رہا ہی کہ ابتک وہ دزد مکار نہین آیا ملکہ کو
جب زیادہ وحشت ہوئی پہر رات باقی رہی نیند کب آتی ہی رہ رہ کر طبیعت گھبرائی ہی آخر لباس شب روی زیب جسم
کیا چاندنی مین کسن لگا چالاک وچست ہوکر نیمچہ بلالی زیب کمر کیا سپر فولادی پشت پر ڈالی باغ سے نکلین گلی و کوچہ
طی کر کے قریب قصر کے پہنچین کمند ماری قصر پر آئین دیکھا شاہزادہ تڑپ رہا ہی شاہزادے نے بھی آہٹ پائی نگاہ
غور دیکھا ایک سیاہ پوش گوشے مین کھڑا ہی سلاح کی جانب دیکھ رہا ہی شاہزادے نے خود خواب کو بلند کیا ملکہ سمجھی
سکندر سوتے ہین بڑھکر ملکہ نے تلوار شاہزادے کی اُٹھالی شاہزادے نے جست کی اور نعرہ کیا او دزد خبردار
کہان جاتا ہی ملکہ کا جی تو یہی چاہتا تھا کہ ٹھہر جاؤن گلچینی گلشن جمال کی کرون مگر شرم دامنگیر صاحب جاہ و توقیر
جب یقین ہوا کہ شاہزادہ قریب آجائیگا بلندی کا خیال نہ کیا سپر زیر پا دیکر کوٹھے سے کود پڑین شاہزادہ بھی چاند
پڑا ملکہ نے وہی نیمچہ جو شاہزادے کا اُٹھا لایا تھا پھینک دیا نیام دور جا کر گرا وہی نیمچہ مارا شاہزادے نے
دستانہ مار دیا نیمچہ چھوٹ کر زمین پر گرا شاہزادے نے جھک کر نیمچہ اُٹھایا ملکہ نے جوانی صلت پائی کوچے مین
ہوکر نکل گئین سکندر پریشان نیمچہ لیکر پلٹے مہمان آواز سے شاہزادے کے سب ملازم جاگ پڑے مین شاہزادے
کو دیکھکر حیران ہوے عرض کی ای شہریار چور کو گرفتار کیا سکندر نے کہا مین اپنی عاقبت پر بہت محجوب ہوں دزد
نیمچہ مارا مین نے دستانہ مار دیا نیمچہ گرا مین اُٹھانے لگا دزد نکلگیا خادم خاموش ہوے شاہزادہ دربار مین آیا
صندلان سے بھی ذکر کیا صندلان بھی حیران کہ چور بڑا گستاخ ہی شاہزادہ بیٹھا ہی عادان قزاق ایک پہلو پر
کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پہ ایک جوان حاضر ہوا ایک نامہ لیکر آیا ہی فرمایا بلالو دیکھا ایک نقابدار ایک
نامہ ہاتھ مین لیے ہوے نامہ ہاتھ مین سکندر کے دیا سکندر نے اس نامے کو پڑھا لکھا تھا کہ ای شیر بیشہ جرأت
وای ماہ آسمان جلالت آپ کی جرأت و لیاقت اظہر من الشمس و ابین من الامس ہی کہ آپ نے صندلان ایسے
نخود سر پہلوان کو سر میدان زیر کیا کل آپ جب نیر اعظم برآمد ہو صحرا ے ہفت رنگ مین آئیے نقابدار یاقوت پوش
آئیگا وہ آپ سے مقابلہ کریگا اگر آپ کو دعوی جرأت ہی ضرور تشریف لائیے گا اب جو شاہزادے نے سر اُٹھا کر دیکھا
نامہ دینے والا چلا گیا صندلان نے پوچھا ای شہریار اس نامے مین کیا لکھا ہی شاہزادے نے فرمایا ای صندلان
نامہ دینے والا کہان گیا لوگون نے کہا وہ نامہ دیکر چلا گیا شاہزادے نے فرمایا دروازے پر پکار دو کہ جو نامہ لایا
نے ہمکو نامہ دیا وہ مقبول ہمنے بدل و جان قبول کیا نقیب نے دروازے پر آواز دی مگر نامہ شاہزادے نے جیب مین
رکھ لیا صندلان نے کچھ نہ سنا عادان نے بدل دہی پوچھا شاہزادے نے عادان سے بھی پوشیدہ کیا
مگر بوقت آرام خادم کو بلا کر حکم دیا کہ گھوڑا ہماری سواری کیواسطے در دولت پر سویرے سے تیار رہے پلنگ
آرام فرمایا عادان کو بڑا تردد رہا شب بھر جاگا کیا دو گھڑی رات رہے شاہزادہ اُٹھا عادان پڑا ہوا دیکھ رہا ہی
شاہزادے نے جاکر غسل کیا سلاح جنگی سے آراستہ ہوکر باہر آمد ہوا پشت مرکب پر سوار ہوا جیلیے قراول میرشکار
حاضر تھے شاہزادے نے سب کو منع کیا یکہ و تنہا طرف صحرا کے روانہ ہوے ادھر عادان قزاق نوکر
چین تھا کہ یہ بھی گینڈے پر سوار ہوا دس قزاق لیکر چلا صندلان کو خبر ہوگی صندلان نے آکر پوچھا کہ

عادان کہان جاتے ہو عادان نے کہا عجیب معرکہ گذرا کل جو نامہ پاس شاہزادے کے آیا اُسکا کچھ احوال نہین
معلوم ہوا شاہزادہ آج یکہ و تنہا روانہ ہوگیا مین اُنھین کے تعاقب مین جاتا ہون صندلان نے کہا مین بھی چلتا ہون
یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا پچاس جوان ساتھ لیے عادان و صندلان چلے یہان شاہزادہ صحرا سے
نخجور مین پہونچکر ٹھہرا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے ایک نقابدار یاقوت پوش بصد جوش و خروش مادیان
مشکین پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ ہرچند نقاب چہرۂ بے نظیر پر پڑی ہی مگر مانع حسن و جمال نہین شعاع نور کی چہرۂ نظیر
سے نکل رہی ہی نیزہ ہلاتا ہوا مادیان کو چمکاتا ہوا بارہ سو جوان اُن نقابدار کے پشت پر نیزے اُن شیرون کے بھی ہاتھ مین
مرکب چمکاتے ہوئے چلے آتے ہین شاہزادے کو دیکھکر مادیان کو بڑھایا ہرچند کہ ہاتھون مین رعشہ ہی مگر ضبط کرکے نقابدار
نے مادیان کو مہمیز کیا ایک ساتھ والے نے آواز دی آئیے شاہزادے نے گھوڑا بڑھایا لگا دو چلی سات قدم مرکب
نقابدار کا ہٹا تین قدم سکندر کا گھوڑا ہٹکر رکھا نقابدار نے دیکھکر آواز دی نیزہ لگائے سکندر نے کہا مین اپنے
زمانے کا صاحبقران ہون مین پیش قدمی نہین کرتا نقابدار نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا نیزہ چلنے لگا کہ پشت سے گرد اڑی نقابدار نے دیکھا صندلان خود مع عادان نامور ساٹھ سوار
پشت پر مسلح و مکمل دونون شیرون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا لڑ رہا ہی جاکر کھڑے ہوئے مگر محجوب ہین کہ ہم فوج کم ساتھ
لائے نقابدار کے ساتھ بارہ سو جوان مگر حیران ہین کہ یہ نقابدار کون ہی اگر ہم جانتے تو زیادہ فوج لیکر آتے مگر یہ
دیکھنے لگے نقابدار کس زور و شور سے لڑ رہا ہی شاہزادہ بھی دنگ ہو رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی نیزہ نکال دون مگر
ممکن نہین ہوتا صندلان بھی تعریفین کر رہا ہی عادان کو وجد ہی بعد چند ساعت کے سکندر نے نیزہ نقابدار کا
ہوائی کیا نقابدار نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے داستانہ مار دیا نقابدار کی تلوار
پٹ پڑی شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی کو واکشی ہونے لگی پھر نقابدار سکندر سے لڑا
دوپہر ڈھلتے ڈھلتے سکندر اُس نقابدار کو بے دوڑے آمیس قدم پہ لاکر یکہ مارا دونون گھٹنے نقابدار کے
آشنائے زمین ہوئے سکندر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین سر سے بلند کیا مگر یکہ جو چٹا بند نقاب
چہرۂ بے نظیر سے اُٹھگیا صاف ثابت تھا کہ ابر سے ماہ تابان نکل آیا صندلان کی نگاہ پڑی اپنی بیٹی گل اندام
کو دیکھا مگر شاہزادہ اُس ماہ تابان کو دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جسم تھرا گیا ہاتھ کانپا ملکہ ہاتھ سے چھوٹی لگی
سکندر لہرا کے گرے بیہوش ہوگئے ملکہ نے فوراً بند نقاب درست کرکے آپ کو پشت مرکب پر سوار کیا ملکہ تو
روانہ ہوگئین شاہزادے کو آکر عادان نے اُٹھایا شاہزادہ حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگا عادان نے
پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شاہزادے نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا اے یار وفادار کیا کہون عادان نے
دست بستہ عرض کی مین سرکار سے یہ پوچھتا ہون کہ کل جو نامہ آیا اور آج صبح کو حضور نے آکر مقابلہ کیا نقابدار
کی لیاقت تھی کہ آپ سے لڑسکتا ماشاء اللہ آپ نے اُٹھا لیا بند نقاب اُٹھا حقیقت مین ایک آفتاب عالمتاب کو
دیکھا پھر حضور بیہوش ہوگئے وہ حور پیکر آپ کے ہاتھ سے چھوٹتے ہی پشت مرکب پر سوار ہوکر چلی گئی اگر ہم کچھ حال سے
آگاہ ہوتے روکتے نہ جانے دیتے مگر آپنے ہمکو اس کوچے سے بالکل نابلد رکھا یہی خوف رہا ایسا نہو کہین خلاف مزاج
حضور ہو اب پوچھتے ہین کہ کیا معرکہ تھا سکندر نے کہا اے دوست صادق کیا بیان کرون عجب معرکہ گذرا ہی
جسکو تقریر مین بیان نہین کرسکتا تم ایسے خیرخواہ سے نہ کہونگا تو کس سے ظاہر کرونگا جس روز مین نے صندلان
کو زیر کیا اور وہ مجھکو قلعہ مین لایا چوک مین آکر ایک ماہ پیکر کو دیکھا پہر دن اُس حیرت مین رہا شب کو میرا خود چوری گیا

بھی تشنیع سنا کر خود نہین چوری گیا سر کٹ گیا دوسرے دن وہ چور پھر آیا تلوار چرالی راہ مین جا کر مین نے تلوار صندلی
نذر کے چہرے پر نقاب تھی تلوار چھوڑ کر نقاب دار نکلا ایک نامہ اس مضمون کا آیا کہ ایک نقاب دار یاقوت پوش آپ سے
مقابلہ کرے گا مقابلہ ہوا بالعنایت خداوند سحر مین نے زیر کیا جمال جہان آرا دیکھا وہ جمال کہ جو جوگ مین دیکھا تھا
تاب نظارہ نہ لا سکا یہ نہ کھلا کہ وہ ظالم ماہ کس آسمان کا تھا سرو کسکے بوستان کا تھا گل کسکے گلستان کا تھا اسی
انتشار مین ہون عادان نے کہا اگر خلاف رائے اقدس نہو تو مین صندلان سے پوچھون صندلان نے
بھی اس قاتل عالم کو دیکھا تھا شاہزادے نے فرمایا تمھین اختیار ہے مگر صندلان یہ معرکہ دیکھ کر محل مین
جو آیا کنیزان ملکہ گل اندام نے عرض کی بیٹی کی اب شادی قرار دیجیے شاہزادی نے قبول فرمایا صندلان بیرون
محل آیا عادان چاہتا تھا اُس سے کچھ پوچھون کہ وزیر نے سینے پر شاہزادے کے ترنج خوشبوئی لگایا عرض کی اے شہریار
جس نازنین کو آپ نے زیر کیا اُسکے ساتھ آپ کو منسوب کیا چہرہ شاہزادے کا خوشی سے سرخ ہو گیا اب یہ بھی یقین
ہوا کہ صندلان خود مہر کی دختر ہے صندلان نے موافق مذہب کے تدبیر کرنا شروع کی قضائے کار قلعہ لالانیہ
سے قریب بارہ کوس کے ایک قلعہ ہے کہ حاکم وہان کا ریحان فیلسوار نہایت زبردست ہے سلطنت اسکی خود مختار
کسیکو باج و خراج نہین دیتا اپنے قلعے مین بیٹھا ہے عرصہ دراز سے اس صنم زیبا پر دل دادہ ہے کچھ تاجر آئے انسے
پوچھا کہان سے آتے ہو انھون نے کہا قلعہ لالانیہ سے آتے ہین سب مال فروخت ہوا اور بہت کچھ صندلان
نے ہمسے طلب کیا وہ ہم لینے جاتے ہین ریحان فیلسوار نے پوچھا کیا کچھ تقریب ہے تاجرون نے عرض کی
انکی صاحبزادی کی شادی ہے ریحان نے گھبرا کر پوچھا کسکے ساتھ اس معشوق مرغوب کو تو مرد سے انکار تھا
کئی شاہزادے اُسکے عشق مین قتل کیے گئے اب یہ شادی کسکے ساتھ ہوتی ہے کون ایسا صاحب نصیب ہے
جو وصل سے اس محبوب کے قریب ہے تاجرون نے تمام کیفیت سکندر کی بیان کی کہ چین سے زخمی ہو کر آنے
عادان نے مہمان کیا پھر صندلان کو زیر کیا ملکہ خود نقاب دار یاقوت پوش بنکر لڑین زیر ہوئین شرط اُنکی پوری ہوئی
صندلان نے خود منسوب کیا تیاری شادی کی ہو رہی ہے ریحان کو یہ حال سنکر سناٹا آگیا رنگ رو متغیر
ہو گیا کسی سے نہ کہا اٹھکر قصر مین آیا بیٹھکر رونے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا یاد مین ملکہ کے یہ اشعار زبان پر جاری تھے

عیسی سے نالہ درد دل کی خبر نہ کرتا	ذکر رخ روشن خانہ بیرون در نہ کرتا	دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا
دیوار پھاند جاتا مین در گذر نہ کرتا	زر گر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا	اسم مبارک اُسکا جو نامہ بر نہ کرتا
صندل کو مول لیکر کسکی بلا رگڑتی	مین درد سر کے خاطر یہ درد سر نہ کرتا	آنکھین دکھاتے مین تو دیوانے ہو گئے ہم
یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا	آئینے مین پری سے چہرے کو دیکھے اگر	کیونکر بھلا محبت تمسے بشر نہ کرتا
مل جاتے خاک مین گو سودا زدے بلا سے	زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا	بلبل کا عشق حسن گل سے نہین جو اپنا
تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا	عالم دکھاتے اپنا وہ پنجہ حنائی	میرے حواس خمسہ کو منتشر نہ کرتا
لکھتا جو نامہ شوق اس بے ہنر کو آتش	تحریر اسکو خامہ بے آب زر نہ کرتا	

عیار ریحان کا ہمسایہ دوندہ
جو دربار مین آیا تو دیکھا بادشاہ تخت پر نہین ہین رفیقون سے پوچھا رفیقون نے کہا ابھی اٹھکر خلوت مین گئے
ہین فلان کمرے مین تنہا بیٹھے ہین کسی رفیق کے جانیکا حکم نہین ہے ہمسایہ دوندہ یہ کنکر چلا معلوم ہوتا ہے
اسوقت کچھ مالک کو تردد ہے ایسے وقت مین تنہا نہ چھوڑنا چاہیے یہ کہتا ہوا اندر آیا مالک کو دیکھا بیٹھے ہوئے رو رہے
ہین ہمسایہ دوندہ نے جھک کر سلام کیا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار آج آپ کو بہت پریشان

پاتا ہون مزاج اقدس کیسا ہی ریحان بھڑا ہوا بیٹھا تھا کہنے لگا ای یار وفادار کچھ دل درست نہین ہی ہمارے دوندہ
نے عرض کی کہ مین حضور کو عجیب حال مین دیکھتا ہون ریحان فیلسوار نے ایسی باتین درد آمیز حیرت خیز کین کہ
ہمارے دوندہ بھی رونے لگا کہا حضور نے عجیب طرح کی باتین کین مین اصل مطلب کو نہین سمجھا غلام کو سمجھائیے
غلام اسکا انتظام کرے خیرخواہ کس دن کے واسطے ہوتے ہین ریحان نے کہا ای یار صادق ملکہ گل اندام دختر
صندلان خودسر پر مدت سے عاشق ہون مین نے ایک مرتبہ پیام بھی دیا باپ نے اسکے جواب صاف دیا کہ اسکا
اشتہار عام ہی جو صاحب دعوی عشق رکھتے ہون آکر مقابلہ کرین زیر کرین شادی کا اختیار ہی اور زیر ہونے پر قتل
کیے جاینگے مین خاموش ہو رہا اس خیال مین کہ جب جی چاہیگا جاکر زیر کرونگا شادی ہو جائیگی آج مین نے سنا
کہ کوئی جوان آیا اسنے عادان قزاق پر قبضہ کیا پھر صندلان کو زیر کیا شاید ملکہ سے بھی مقابلہ پڑا اب شادی
ہونے کو ہی قلعہ لالانیہ مین تیاری ہو رہی ہی ای ہمارے دوندہ اگر تو یہ کام کرے کہ کسی طور سے ملکہ کو چرا لائے
نصف سلطنت دیتا ہون اور میری بیٹی گلچہرہ حسن مین بینظیر چہرہ دل طعنہ زن ماہ منیر اسکے ساتھ شادی کرونگا ہمارا دوندہ
خوش ہو گیا یہ بھی ملحوظ رہے کہ ایک دن اسنے بھی کوٹھے پر گلچہرہ کو دیکھ لیا تھا فراق مین تڑپا کرتا تھا مگر خوف تھا
کہ ریحان مرد سپاہی ہی ایسا نہو مین ذکر کرون بادشاہ ہی بگڑ جائے اب جو ریحان نے خود کہا اسنے دست بستہ
عرض کی اگر حضور غلام کو فرزندی قبول فرماتے ہین تو پختہ طور سے اقرار فرمائیے ریحان نے مضبوط اقرار کیا
کہ فوراً بیٹی کی شادی کر دونگا مین نے تجھکو اپنا فرزند کیا ہمارے دوندہ خوشی مین پھول گیا اسی وقت بانسا
عیاری لگا کر طرف قلعہ لالانیہ کے چلا یہان صندلان نے شہر خالی کر دیا وزیر اشاہزادے کے ساتھ لیے کہا
حضور قلعے مین رہین بیرون قلعہ جو باغ ملکہ گل اندام کا تھا اسمین خود آپ ملکہ کو لیکر رہے وہان سے مانجھا
بھیجا وزیران صندلان بڑی دھوم سے مانجھا لیکر آگئے شاہزادے کو مانجھا پہنایا ہمارے دوندہ اسوقت
آکر پہونچا کہ مانجھا پہنا کر شاہزادے کو بٹھا رہے ہین در باغ پر جب پہونچے صندلان گھڑا ایک ایک سے پوچھتا ہی
شاہزادہ مانجھا پہنکر خوش ہوا وزرا تعریفین شاہزادے کے خلق کی کر رہے ہین ہمارے دوندہ نے جو دیکھا کہ
سواریان اتر رہی ہین ایک کہاری کی شکل بنکر یہ بھی داخل باغ ہوا دیکھا باغ جنت آئین تمام چمن کھلا ہی گل سے
بھرے ہوے طائر نغمہ سرائی کر رہے ہین باغ سرسبز و شاداب سنبل کو پیچ و تاب عارض گل پر خوشی سے
سرخی باغ کی رعنائی زیبائی ہمارے دوندہ سیر کرتا ہوا چلا شاہزادیان جابجا پھرتی ہین ظاہر ہوتا ہی کہ باغ جنان مین
حوران بہشت پھر رہی ہین ہر ایک قمر ہے تصویر نازنینان مہ جبین رشک حور دیکھتا بھالتا قریب ایک قصر کے پہونچا
دیکھا ملکہ گل اندام پریچہرہ کو لباس زعفرانی پہنا کر بٹھایا ہی گرد کنیزان ہمراز ہمارے دوندہ نے جابجا پھرنا شروع کیا
باورچی خانے مین جاکر پہونچا کھانے مین بیہوشی ملائی آبدار خانے مین پہونچا وہان کے مٹکون مین سبوئین بیہوشی ملائی
یہ کام کرتا پھرتا ہی جب دو پہر رات گذر چلی سب کو کھانا تقسیم ہوا جس نے جہان کھانا کھایا بیہوش ہوا کوئی پانی
پیکر بیہوش ہوا پہر رات رہے بالکل سناٹا تھا ہمارے دوندہ محل عروسی مین آیا ملکہ نے بھی وہی کھانا کھایا بیہوش
ہو مین سب کنیزین جابجا بیہوش پڑی ہین جمال ملکہ دیکھکر دنگ ہو گیا آنکھون مین اندھیرا آگیا اپنے کو سنبھال کر گٹھا
باندھا لیکر چلا یہان کسیکو خبر بھی نہین ہمارے دوندہ دیوار باغ سے اترا اترکر راستہ قلعہ ریحانیہ کا لیا ادھر کا
جواہر خنجر زن شاہزادے کو ڈھونڈھتا ہوا آتا تھا کہ راہ مین خبر پائی کہ شاہزادہ قلعہ لالانیہ مین ہی اور شاہزادے
کی شادی ہو رہی ہی جواہر ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرا صبح کا وقت ہی منہ ہاتھ دھویا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک عیار

ایک پشتارہ باندھے ہوئے ملکہ کا ہاتھ چادر سے باہر ہی بچہ لگا رہی خورشید نامی مین کنگنا شل ستارہ سحری چمک رہا
ہو خیال مین گذرا ای جواہر شاہزادی سے کسی عورت کو لایا ہی جب قریب پہونچا جواہر نے پکار کر آواز دی میان عیار کہان جاتے ہو
ذرا ٹھہر جاؤ ہمامے دوندہ نے کہا مین ٹھہر نہین سکتا ای شخص تیرا کیا کام ہی جواہر تیغ کھینچکر سد راہ ہوا کہا ای عیار
مین بھی ایک راہگیر ہون مگر بغیر مفصل حال پوچھے جانے نہ دونگا ہمامے دوندہ نے دیکھا ایک مرد جاہل ہی اسکو سمجھانا
یہی سوچی اس سے حال چھپانے سے کیا نفع کہدو ہمامے دوندہ نے کہا اصل کیفیت یہ ہی مین ملازم ہون بادشاہ
قلعہ ریحانیہ کا وہ اس نازنین پر عاشق تھا یہ شاہزادی قلعہ لالانیہ کی ہی بیٹی صندلان جو دوسری گل اندام
نام ہی ایک جوان سکندر نام وہان آیا اسنے صندلان کو زیر کیا شادی ہونے کو تھی میرا مالک بھی اسپر مدت سے
عاشق تھا میرے مالک نے مجھکو حکم دیا مین گیا اس نازنین کو چرا لایا اب خدمت مین اپنے شاہ کے لیے جاتا ہون بس
ای شخص اب ہٹ جا جواہر نے کہا او نالائق مین اس شیر کا عیار ہون جواہر اور ہمامے دوندہ سے تیغ چلنے لگا جواہر
تھکا ماندا ہمامے دوندہ نے لڑتے لڑتے کمر تیغ کے سر پر ہاتھ مارا سر جواہر کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا
ہمامے دوندہ اسقدر گھبرایا ہوا تھا کہ چل نکلا جب دور نکل گیا تو ذہن مین آیا کہ مین نے عیار کا سر کیون نہ کاٹ لیا
یہان جواہر جب بیدار ہوا زخم سر باندھا روتا پیٹتا چلا یہان صبح کو قیامت برپا ہوئی صندلان گھبرایا یہ خبر کارندون نے
شاہزادے کو پہونچائی شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہو کر باغ مین آیا دیکھا قیامت برپا ہی صندلان گھبرا رہا ہی
شاہزادے کو جو آتے دیکھا اٹھکر رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا آپ نے کیون تکلیف فرمائی سکندر نے پوچھا یہ کیا
ماجرا گذرا صندلان نے عرض کی ای شہریار کوئی ملکہ کو چرا لیگیا صبح تک سب سوتے رہے اب جو آنکھ کھلی یہ حال دیکھا
شاہزادہ غصہ مین کانپ گیا کہا ای صندلان قسم ہی خداوند سحر کی اگر معلوم ہو جائے کہ دریائے آتش مین حائل ہی تو اسکو
بھی جھیلکر جاؤن اور نہ معلوم ہونے پر تو مجبوری ہی صندلان سے شاہزادہ یہ باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا
جواہر خنجر زن گرد مین اتا ہوا کپڑے پھٹے ہوئے لباس تمام خون آلود سر سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین
شاہزادے نے دیکھتے ہی آواز دی ای یار وفادار عجب وقت پر تمھارا آنا ہوا مگر تمھارا یہ کیا حال ہوا کسنے تمکو زخمی کیا تم
جواہر نے قریب آکر رکاب کو بوسہ دیا پوچھا ای شہریار کون چوری گیا سکندر نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی
خود بھی زعفرانی جوڑا پہنے کفنی سے ہین فرمایا ای جواہر کیا کہون جو کچھ دل پر قلق ہی جس روز سے تم سب سے چھوٹا کوئی
ساعت چین نہین پایا یہ کہکر شاہزادہ رونے لگا جواہر نے اشک پاک کیے کہا حضور کیون اسقدر غمناک ہوتے
ہین غلام پتہ لگا کر آیا ہی غلام نے یہ زخم اسی کے ہاتھ سے کھایا ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ
ریحانیہ کہتے ہین وہان کا بادشاہ ملک ریحان فیلسوار وہ بھی بادت سے ان ملکہ عالم پر عاشق تھا اسکا عیار
ہمامے دوندہ آکر چرا لیگیا راہ مین میرے اسکے مقابلہ ہوا اس خود سر کے ہاتھ سے یہ حقیر زخمی ہوا مگر حیات باقی تھی
کہ اسنے توجہ نکی غلام پلٹ کے آگیا اب غلام جا کر تدبیر کریگا سکندر نے کہا مین جاتا ہون یا جان دونگا یا ملکہ کو لاؤنگا
جواہر نے کہا اتنا تامل فرمایئے کہ مین خبر لیکر آجاؤن پھر آپ کو اختیار ہی بمشکل جواہر نے شاہزادے کو روکا مرہم جواہر
کے ٹانکے دیے گئے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی اسی وقت طرف قلعہ ریحانیہ کے روانہ ہوا اب سب کو خبر ہوگئی کہ ہمامے دوندہ
عیار ملکہ کو لیگیا صندلان نے شاہزادے کو سمجھایا ہر چند شاہزادہ فرماتا ہی کہ ای صندلان مجھکو نہ روکو مین جاکر قیامت
برپا کرونگا صندلان بوجہ احسن روکے ہاہی مگر شاہزادہ بیقرار ہی اب قلعہ ریحانیہ کا حال سماعت فرمایئے کہ ملک
ریحان فیلسوار شب بھر انتظار مین رہا تمام وزرا امرا اپنے گھر گئے مگر ریحان اشتیاق مین ہشیار رہا مہر نے چرخ

خبر ملی کہ ہمارے دوندہ آتا ہے گھبرا کر پوچھا کسطرح میرا عیار آتا ہے ہرکارون نے کہا پشتارہ دوش پر ہارے خون مین نہایا ہوا جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ کہین تلوار بھی چلی ریحان گھبرا گیا ٹہلتا ہوا باہر آیا کہ پشتارہ بر دوش ہمارے دوندہ پہونچا پشتارے کو چادر سے
مین چھپا لیا ہے جلد اعضا ملکہ کے مخفی ہین خون کی چھینٹین بدن پر پڑی ہوئی ہین ریحان نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا ہمارے دوندہ
نے سب کیفیت بیان کی اور یہ بھی کہا کہ راہ مین اسکا عیار ملا مین نے اسکو زخمی کیا وہ بیہوش ہوکر گرا مین نے کچھ خیال نکیا
ورنہ سر کاٹ لیتا یقین تو یہ ہے کہ مر گیا ہو اتنا ضرور عرض کرونگا کہ یہ خطا مجھسے ہوئی کہ مین نے سر نہ کاٹا وہ ضرور جا کر خبر کریگا
مگر غلام امیدوار ہے کہ جو حضور نے فرمایا ہے وہ ایفا فرمائین غلام نے جان دیکر یہ کام کیا ریحان بھی گھبرایا ہوا اور ہمارے دوندہ
بھی متردد ہمارے دوندہ نے یہ جو کہا کہ وعدہ پورا کیجیے ریحان کو غصہ آیا کہا ابے کبھی پاؤن کی جوتی سر کو آتی ہے جو لفظ
مانگیگا وہ مجھے دونگا اسوقت مین نے جوش محبت مین کہدیا تو تین روپے کا پیادہ اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرون خبردار
اب یہ نام کبھی نہ لینا ہمارے دوندہ تو عیار مکار ہے سوچا کہ اب اگر کچھ کہونگا نہین معلوم کیا کرے اگر قتل کا حکم دیا تو مین
کیا کرونگا کہا حضور غلام سے خطا ہوئی چونکہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا اسوجہ سے مین نے عرض بھی کیا اب دل مین یہ ہے
کہ دباؤ ڈال کے ملکہ کو لونگا کہا حضور یہ جو چوک مین مکان سرکاری ہے آپ کنیزین جلد روانہ کرین مین جا کر اسی مکان مین
انکو داخل کرتا ہون ریحان نے کہا بہتر عیار نکلکر بھاگا بازار مین جو عیار اسکا ملا اسکو ساتھ لیا قلعہ ریحانیہ سے پانچ
کوس پر ایک چھوٹا سا قلعہ ہے اسکو قلعہ شاطران کہتے ہین سترہ سو ایک بچہ اسمین بستا ہے وہ سب اسکے شاگرد اور رعایا
ہین سب عیارون کو اپنے شہر سے سمیٹتا ہوا قلعہ ریحانیہ سے نکلا طرف قلعہ شاطران کے چلا راہ مین شاگردون نے
پوچھا استاد یہ کیا ہے سنکر ہمارے دوندہ نے کہا یارو مین مدت سے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق تھا مگر بسبب خوف کے
کبھی زبان سے نہین نکالا آج بادشاہ نے خوشی مین خود فرمایا کہ اگر تو ملکہ گل اندام کو پکڑ لاوے تو نصف ملک کی سلطنت
اور ملکہ کی شادی تیرے ساتھ کرونگا مین گیا اپنی جان دیکے ملکہ کو لایا اب اسوقت اور کچھ فرماتے ہین مین بھی
جان دینے پر آمادہ ہون بادشاہ سے خود لڑونگا جلد قلعے کو آراستہ کرتا ہون میرے یہان بھی سترہ سو ایک بچہ موجود
ہے اگر وہ مجھپر لشکر کشی کرینگے یہی عرض کرونگا کہ مجھکو فرزندی قبول کیجیے ملکہ کو لیجیے خواہ اسمین جان رہے خواہ جائے
سب نے کہا استاد علاوہ آپ سے کیا لڑینگے ہم سب عیار سب افسرون کو پکڑ لائینگے خود بادشاہ کو بھی گرفتار کرلینگے
آپ کا کوئی کیا کریگا ہمارے دوندہ بہت خوش ہوا عیارون سے باتین کرتا ہوا قلعہ شاطران مین آیا سب عیار
یہ حال سنکر دوڑے ایک مکان بہت عمدہ کنیزان رومی و چینی اسمین داخل کرکے ملکہ عالم کو اس مکان مین رکھا مسند
بہت عمدہ بچھوادی ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین پایا مکان نیا کنیزین نئی گھبرا کر پوچھا ارے مین کس مقام
پر ہون غنچہ دہن یاسمن شعلہ رو نرگس خوشخو ہماری کنیزین کہان ہین ان کنیزون نے دست بستہ عرض کی حضور
نہ گھبرائین ہمارے دوندہ عیار آپ کو پکڑ کے لایا مگر بادشاہ سے فساد ہوگیا آپ کو اس قلعے مین لا کے رکھا ہے اب
بادشاہ سے مقابلہ ہے ملکہ کے یہ سنکر ہوش اڑ گئے کہا اے گل اندام یہ کیا غضب ہوا بے اختیار رونے لگین کہا مین
اپنے کو ہلاک کرونگی کنیزون نے ہمارے دوندہ کو خبر کی کہ ملکہ اپنے کو ہلاک کرتی ہین ہمارے دوندہ دوڑا ہوا
آیا ادب رکھوا دیا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور نہ گھبرائین مین آپ کو پاس شاہزادہ سکندر کے پہونچا دونگا ورنہ یہ غلام
غلامی مین حاضر ہوا یقین ہے کہ سکندر بھی لشکر لیکر آئین آپ نہ گھبرائین مین آپ کو ریحان کے حوالے نہ کرونگا اگر بادشاہ
نے اپنی بیٹی کو نہ دیا تو دو چار برس کی جان جائیگی اس طور پر اسنے ملکہ کو سمجھایا کہ ملکہ خاموش ہوئین علاوہ اسکے نذر کیا
یہ بھی سمجھین کہ اپنے کو اگر مین ہلاک کرونگی یہ کیا کریگا اور یہ بھی یقین کامل ہے کہ شاہزادہ ضرور آئیگا میان ریحان کو

جان بچانا مشکل ہو جائیگا مگر ہمارے دوندہ اس قصر سے نکلکر بالائے قلعہ آیا قلعے کو آلات حرب وضرب سے خوب
آراستہ کیا سترہ سو یک تحیہ منظورہائے زنبقی سے آراستہ جابجا بھرے بیٹھے مین مگر ریحان نے اپنے کو آراستہ کیا
تاج پہنا یہ تو اس ہوس مین لگا کہ ہمارے دوندہ نے قصر شاہی مین ملکہ کو اتارا ہوگا جاکر مراد دلی حاصل کرون
جیسے ہی دروازے پر آیا چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور سے ہمارے دوندہ باغی ہوا مردہا سب خبر دریافت کرکے
آیا تھا مفصل بیان کیا کہ ہمارے دوندہ جاکر قلعے مین بیٹھا ہے ملکہ کو قصر سلطانی مین اتارا ریحان غصے مین کانپنے لگا
کہا یہ باغی اپنے دل مین کیا سمجھا میری معشوقہ کو اپنے قلعے مین لیلیا بڑا داغ دیگیا سرمنگ ہزبر سوار سپہ سالار
کو بلا کر حکم دیا لشکر تیار کرو ہم ابھی قلعۂ شاطران پر جائینگے اسی وقت ساٹھ ہزار سوار و پیدل طلب ہوئے خود گھوڑے
پر سوار ہوا مگر چونکہ شام قریب تھی قلعے سے تین کوس لشکر ٹھہر گیا کہا کہ اب رات کو جانے مین تکلیف ہوگی یہ تو اسکو
خبر ہو چکی کہ شاہ نے سامان لشکر کشی کیا یہ لشکر اترا تھا جواہر خنجر زن جو واسطے خبر کے آیا تھا اسوقت اگر ہوتا کہ لشکر
بادشاہ کا بیرون شہر اترا ہے یہی فقیر بنکر لشکر مین آیا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے فقیر بنکے بازار مین بیٹھا فقیر جانکر لوگ
آنے لگے ہر شخص کا یہی قول ہے کہ بادشاہ قلعۂ شاطران پر جاتے مین سبب جو دریافت کیا کہ ہمارے دوندہ نے
باغی ہوا اسی وقت اٹھکر بھاگا خدمت مین سکندر کی آیا عرض کی اے شہریار یہ معرکہ درپیش ہوا غلام کو نہایت
پس و پیش ہوا سکندر نے کہا اب میرا جانا واجب و لازم ہے صندلان رعادان نے بہت بہت سمجھایا مگر بادشاہ
نے نہ مانا صندلان رعادان نے کہا ہم بھی ساتھ چلینگے آگے یہ کہکر بقہر و غضب تمام مرکب پر سوار ہوئے
ہرچند صندلان نے کہا مگر دس ہزار سے زیادہ فوج کو ہمراہ نہ لیا یہ تو ادھر سے جاتے ہین وہان ریحان نے
جب باہر قلعے کے بارگاہ استادکرائی فوج کا تار بندھ گیا اسی نوے ہزار بچپا جمع ہوگئے یہ خبر ہمارے دوندہ
کو پہونچی اسنے ایک عیار کو عرضی دیکر روانہ کیا عیار نے لاکر عرضی ریحان کو دی ریحان نے وہ عرضی ہاتھ
مین میر منشی کے دی میر منشی نے وہ عرضی پڑھی مضمون یہ تھا کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان و اے پہلوان دوران
حضور انصاف کرین کہ مین نے تحریک کی تھی حضور نے خود براہ سرفرازی ارشاد فرمایا اب یک قلم انکار ہوا
غلام سے یہ گستاخی تو سرزد ہوئی مگر عرض پرداز ہون کہ مین نے بڑی حفاظت مین ملکۂ عالم کو رکھا ہے جب
برائے ملاقات گیا پردہ کرائے اوٹ رکھوا دیا وہ بھی بہت گریان و نالان جان دینے پر آمادہ ہین مین نے
بہت بہت سمجھایا ابھی تک وہ آہوئے وحشی رام نہین ہوا اب اگر حضور سرفرازی بندہ نوازی فرمائین اپنے
غلام کو بفرزندی قبول کرین تو ملکہ حاضر ہے اور اگر غلام کی جان جانے کا وقت آگیا مین حضور سے مقابلہ و مجادلہ
ضرور کرونگا سنکر ریحان بہت چیخا غل مچایا یارو دیکھو اس نمک حرام کی سرکشی اب بھی وہی لکھتا ہے راے زہیر
جو بیٹھا ہے اسنے کہا اے شہنشاہ اب یہ مناسب ہے کہ الٹی آنتین انھین کے گلے مین پڑین جواب لکھدیجیے کہ
اسوقت ہمنے غصے مین کہدیا اب تو ملکہ کو لیکر ہمارے پاس آ ہم اسی وقت تیری شادی کردینگے علاوہ
اس شادی کے مال و دولت تجھکو بہت کچھ دینگے اس محبوب جانی یار جانی کو محافے مین سوار کرکے لے آ کچھ
خلاف ورزی نہوگی کج راے کی راے سے یہی جواب لکھدیا جب نامہ دار جا چکا کج راے نے کہا حضور اگر وہ ملکہ کو لے آوے
ملکہ کو اپنے قبضے مین کیجیے پھر جو اسے شادی کا لے جو نہان مار دیے ریحان اس بات پر بہت خوش ہوا یہ جو نامہ ہمارے دوندہ
کو پہونچا ہمارے دوندہ نے عیارون سے کہا کہ سبحان اللہ یہ کوئی عقلمند ہین جنھون نے یہ نامہ لکھا اپنے نزدیک
وہ استاد ہین مین انکو اپنا شاگرد جانتا ہون مین ایسے معاملات کب مانتا ہون ایک جواب اور لکھو کہ پہلے اپنی صاحبزادی کو

جانے میں سوار کرکے میرے پاس بھیجدیجیے اول وصل کرون بعد ملکہ کو دون یہ جو جواب آیا ریحان نے گج رائے وزیر سے کہا دیکھ کیا لکھتا ہے ایسا کلمہ نالائق لکھا ہے جواب اسکا یہی ہے کہ ابھی جاکر قلعہ لونگا اسی وقت لشکر تیار کرکے چلا ہمارے دوندہ نے کنیزون کو بلایا جب کنیزین حاضر ہوئین انسے پوچھا ملکہ عالم کا کیا حال ہے کنیزون نے کہا حضور کیا عرض کرین آٹھ پہر رویا کرتی ہین کسی وقت آنسو رونے سے خالی نہین دو ہی دن مین چہرہ اتر گیا ہمارے دوندہ خود اٹھا کوٹھے مین چھپکر سننے لگا کہ ملکہ تڑپ تڑپ کے یہ اشعار پڑھ رہی ہے

اشعار

مجھ مین ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب
سجدے پہ سر کو ظلم ہو جاے پر زبان سے
لب پر ہمارے غلغلۂ الامان ہے اب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا

وحشت سے میری سارے احبا چلے گئے
گویا مرے زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب
لکھدین رقیب نے تری بے التفاتیان
مومن ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب

قتل عدو مین عذر تنزلات کرتی ہے اب
آتا ہے کر لو آؤ کہ خالی مکان ہے اب
قتل عدو نے شوق شہادت مٹا دیا
ناصح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہے اب

ہمارے دوندہ ٹھہر گیا عیار نے کہا سنا جو سنتے ہو کیا جوش و خروش ہے ایسے کو کون چھپے مین کرسکتا ہے نام سکندر رہے اسکی جان جاتی ہے سلو بار نام شاہزادہ کا لیکر روتی ہے حقیقت مین یہ رود کر جان دیگی بادشاہ دیوانے ہوے ہین یقین ہے جو کوئی اس سے نام وصل کا لیگا جان دیدیگی یہ باتین کرتا ہوا بالاے قلعہ آیا کہ ریحان فیلسوار مع فوج پیدا ہوا گنبد سے کو پکار آواز دی ارے ہمارے دوندہ تونے ماہ دولت کو تکلیف دی اب بھی کہتا ہون کہ ملکہ کو لیکر چلا آ تیری خطا معاف کردونگا اور اگر مین نے قلعہ فتح کیا تو ایک عیار بھی قلعہ شاطران مین نہ چھوڑونگا اسنے جواب دیا کہ سرکار کو اختیار ہے ہم سب مرنے پر آمادہ ہین آپ کو خطرہ ہو وہ کیجیے اب بناہ نہ کیجیے یہ سنکر ریحان نے طرف فوج کے دیکھا سب نے کہا حضور اس قلعے کی کیا حقیقت ہے اگرچہ خشکی خشکی خاک ڈالدینگے پاٹ دینگے آپ حکم تو دیجیے ریحان نے اشارہ کیا لینا اہالیان قلعہ جانے نہ پائین سب فوج لینا لینا کہکے چلی خس و خاشاک کی ٹوکریان بالاے مرکب رکھ لین حداد نجار ساتھ دیدبان نے ہمارے دوندہ سے عرض کی اہالیان فوج چہارم میدان زد کا طے کر چکے ہمارے دوندہ نے کہا اور آنے دو جب یہ لوگ قریب قلعہ پہونچے تب اسنے موشک پران تیغی ہوائی کو داغا عیار اسکے بلاے روزگار توپین جھکا جھکا کر قلعین سنگ اندازون نے پتھر مارے تیر اندازون نے تیر پھینکے جیسے کہ فوج ریحان بڑھی ہوئی آئی تھی یہ سب حربے جو ایک مرتبہ آکر پڑے دس بارہ ہزار سوار اڑ گئے گھوڑے ہنہناتے ہوے بھاگے ہر ایک کی زبان پر یہی سخن تھا کہ حضور آگ برس رہی ہے کیونکر آگے بڑھین گوشت منی کی لڑائی ہے آخر ریحان فیلسوار پیٹ پڑا جب حملہ کیا دو چار ہزار مارے گئے شام تک تین مرتبہ حملہ کیا کسی حملے مین تا بہ قلعہ نہ پہونچا آخر ریحان یہ کہکر پلٹا کہ ای ہمارے دوندہ یہ مین جانتا ہون کہ قلعہ مین زراعت نہین ہوتی ہے اسقدر غلہ جمع ہے ایک ہفتے مین مارے فاقون کے مرجاؤگے میں یہ جانا نہ چھوڑونگا ہمارے دوندہ نے کہا سمجھا جائیگا ادھر ریحان فیلسوار پلٹا مگر غمگین و ملول ساتھ والون سے کہتا ہے حقیقت مین کچھ زور نہین چلا کیا کیا کوشش کی مگر کچھ نہ بن پڑا شام ہو چکی ہے اہالیان فوج اترنے لگے مگر قلعے کو چار جانب سے گھیر لیا آب و دانہ بند کیا ہمارے دوندہ ملکہ اپنے مقام پر آیا نہایت پریشان ساتھ والون سے کہہ رہا ہے یارو اگر ہفتہ گذرا اسیطرح اہالیان قلعہ بیزار ہو جائینگے سب جانین دینے پر آمادہ ہونگے لشکر کو دیکھ رہا ہے کہ ریحان جابجا مورچے قایم کر رہا ہے بذات خود انتظام کر رہا ہے کہ صحراے گرد آری سب دیکھنے لگے جبکہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا سکندر آتے ہیں آگے دس ہزار سوار نیت پر دست است پر صندلان خود و مر دست چپہ برعاداران نامور ایک طرف کھیں آگ رنگ زرد چلا ہے کہا سامنے قلعے کے جاؤ ہمارے دوندہ سے کہنا کہ لعنت بر خداوند ہچل چپاقت قلعے مین آکر کھاتے ہنگے

ہم مثل ان نامردون کے نزدیک جا بیٹھے یا قلعے مین آ بیٹھے یا لاشہ ہمارا خاک و خون مین غلطان ہوگا جواب کیا پکار کر
ہمائے دوندہ سے کہا ہمائے دوندہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر ساتھ والون سے کہہ رہا ہے یارو یہ جوان کل نہ رہیگا اس جوان
کے کہنے سے دل ہلگیا کیا تدبیر کرون عیارون نے کہا ہماری تو یہ راے ہی کہ ریحان کے تو آپ حریف ہوے شاہزادہ
سکندر سے ملجایئے چلکر یہی فریاد کیجیے کہ بادشاہ کی بیٹی سے ہماری شادی ہو شاہ نے وعدہ بھی کیا تھا اب وعدے
کے خلاف فرماتے ہین اسطرح عیارون نے کہا کہ ہمائے دوندہ کے خیال مین بھی آیا کہ یہ سب سچ کہتے ہین ہمائے دوندہ
روتا ہوا قریب ملکہ عالم حاضر ہوا عرض کی ای ملکہ عالم جو مجھسے خطا ہوئی معافی کا امیدوار ہون مگر فریاد کرتا ہون بادشاہ
نے اپنے عہد کے خلاف کیا اب مجھکو کمزور جانکر دباو ڈالتے ہین حضور بھی ضرور دستگیری کرین کہ شاہزادے سے
فرماوین کہ بادشاہ کی بیٹی مجھکو ملے ملکہ نے کہا ای ہمائے دوندہ اگر تو مجھکو شاہزادے سے ملادے تو مین تجھسے
وعدہ کرتی ہون کہ ضرور تمھاری شادی ساتھ گلچہرہ کے ہوجائیگی ہم جان و دل سے پیروی کرینگے اور شاہزادہ جو کہیگا
وہی کریگا ہمائے دوندہ رات کو یکہ و تنہا قلعے سے نکلا در دولت سکندر پر آیا و تیغ درگہ سالاری کے عادان
نامور بیٹھا تھا ہمائے دوندہ نے آکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ شاہزادے سے جاکر عرض کرو کہ ہمائے دوندہ
در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی عادان نے جاکر عرض کی شاہزادے نے فرمایا بلالو ہمائے دوندہ آتے ہی
قدمون سے لپٹ گیا دست بستہ عرض کی کہ امیدوار ہون خطا معاف فرمایئے اب حضور قلعے مین تشریف لے چلین
ملکہ عالم آپ کی بہت مشتاق ہین آج تین دن سے آب و دانہ ترک کیا ہی آٹھ پہر مصروف گریہ و زاری نام سنکر
ریحان کا خفا ہوئی ہین غلام حضور کی اطاعت کرتا ہے مگر فریاد لیکر آیا ہون کہ دختر شاہ پر عاشق ہون بسبب کم حوصلگی
کبھی عرض نہ کرسکا اب بے عرض کیے چارہ نہین مدت مدید گذری کہ دختر شاہ کو دیکھا تھا آج تک ضبط کیا جب بادشاہ نے اقرار
کیا مین نے جاکر جانبازی کی اب نہین ضبط ہوسکتا امیدوار ہون کہ اپنی داد کو پہونچون ہاتھ باندھے ہوے یہی عرض کر رہا ہی
اس درد سے ہمائے دوندہ نے باتین کین کہ شاہزادے کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ہمائے دوندہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا
ای ہمائے دوندہ کیون گھبراتے ہو ہم تیری شادی ساتھ ملکہ گلچہرہ کے کرینگے مگر تم مذہب شجر پرستی قبول کرو یہ خداوند
سرسبز و شاداب مین دیکھو کیا کیا سامان ظاہر ہوتے ہین غنچہ و گل ثمر لذیذ جان و دل کو عزیز برگ سبز شاخ ترمیوہ ہنر سے بہتر کسی
شجر مین بھی یہ قدرت ہی ہمائے دوندہ اسی وقت شجر پرست ہوا جواہر کا شاگرد کر دیا اسی وقت شاہزادہ سوار ہوا دو
رفیق ہمراہ یعنی عادان جندلان ہمائے دوندہ آگے آگے جب شاہزادہ در قلعہ پر پہونچا ملازمان ریحان فصیل پر
دیکھ رہے تھے کہ قلعے کا پھاٹک کھلا سب عیار پرے جماکے نکلے شاہزادے سے قدمبوس ہوے شاہزادہ قلعے مین داخل
ہوا ملازمان ریحان نے ریحان سے سب کیفیت بیان کی ریحان باہر نکل آیا دیکھا کہ در قلعہ پر فوج سکندر گرز
مورچون کے سامنے تیغین رسالے قدکش ہوے شاہزادہ اندر قلعے کے داخل ہوا رفیقون نے ریحان کو خبر دی کہ
ہمائے دوندہ سکندر کے شریک ہوا قلعے مین لے لیا ریحان نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو بڑا غضب ہوا مین کل
اس جوان کو سر میدان قتل کرونگا دیکھ رہا ہو کہ پھاٹک قلعے کا کھلا ہوا ہی عیارون کی آمد و رفت ملازمان سکندر خوشی خوشی
در قلعہ پر پھرتے ہین جب شاہزادہ پاس ملکہ کے پہونچا دیکھا ملکہ ملول و حزین شاہزادہ مثل گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ بھی
شگفتہ ہوئین کہا ای شہریار مجھکو اپنے بخت واژگون و طالع سرنگون سے یہ امید تھی کہ آپ تک پہونچتی ہمائے دوندہ نے
بڑا احسان کیا کہ مجھکو اپنے قلعے مین لے آیا اس دشمن کے ہاتھ سے بچایا مگر ریحان جھلاتا ہوا اپنے مقام پر آکے بیٹھا
وزرا سے کہا کل مجھے سکندر کی خدمتگذاری واجب و لازم ہوئی طبل جنگی بجے اسی وقت اسکے لشکر مین طبل جنگی بجا

ہماے دوندہ نے شاہزادے کو خبر دی شادے نے علم دیا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین ریحان نے اپنا گھوڑا نکالا میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلکر مجھسے مقابلہ کرے مگر سوائے سکندر کے اور کسی کو نہین چاہتا صندلان وعا دان ترپ کر نکلے شاہزادہ مقابلے مین ریحان کے پہونچا بعد لگاو رد ابھین نیزہ چلنے لگا گیارھوین طعن مین سکندر نے نیزہ ریحان کا نکال دیا ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پھر دن رہے شاہزادے نے ریحان کو زیر کیا سینے پر گلشنار کی کٹار رکھدیا اپنا تخت مین خداوند سنجر کی کیا کلام ہو ریحان نے دیکھا کہ غضب ہوا اب اگر انکار کرتا ہون جان جائیگی مگر سے اسنے مذہب قبول کیا خیال مین یہ ہو کہ اس وقت سر کو بچائے مارونگا سکندر نے گلے سے لگا لیا زنار کرتے ہوے بڑے دھوم سے ریحان کو بارگاہ مین لائے مگر جب ملکہ نے یہ خبر سنی کہ ریحان و شاہزادے سے مقابلہ ہو ملکہ واسطے تماشا دیکھنے کے کوٹھے پر تھین جب شاہزادے نے ریحان کو زیر کیا ملکہ بہت خوش ہوئین سب کنیزین اٹھین ملکہ چاہتی ہین کہ کوٹھے سے اتر ین کہ ایک پنجہ گرا ملکہ کو اٹھا لیگیا کنیزون نے غل کیا ہماے دوندہ روتا ہوا سامنے شاہزادے کے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا نہین معلوم کیا کیفیت ہوئی محل مین کنیزین رو رہی ہین کیا غل ہو کہ شاہزادے کو خبر کرو شاہزادہ گھبرا کر اندر آیا دیکھا کنیزین رو رہی ہین شاہزادے نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور ملکہ کو کوئی کوٹھے پر سے اٹھا لیگیا شاہزادہ جواہر کو لیکر کوٹھے پر آیا نشان بھی نہ معلوم ہوا شاہزادے نے اپنا حال ابتر کیا جواہر نے عرض کی حضور نہ گھبرائین کسی ساحر کا یہ کام ہو غلام تلاش کریگا شاہزادہ مجبور رونا چاہے آہ سرد کھینچا کہا ای یار وفادار مجھے بڑا تردد ہو کہ ملکہ کو کون لیگیا دل چاہتا ہو گریبان چاک کرون ولی کی تو یہ کیفیت ہو نظم

تو شہسوار گردی و من رہگذر شوم	تو زخم تیر ناز شوی من جگر شوم	تو ہمچو آفتاب کنی جلوہ در چمن
من ہمچو شبنم از ہمہ تن بیخبر شوم	تو ہمچو شعلہ چہرہ فروزی بزم حسن	من در تف سوز و گریہ چو شمع سحر شوم
تو قبلت شراب کنی از لب رقیب	من غیرت کباب ز لخت جگر شوم	تو در قباے غنچہ نشینی چو بوی گل
من پردہ در برنگ نسیم سحر شوم	تو ہمچو برق جلوہ فروز چمن شوی	من با ہمہ سوختن نہ قفس مشت پر شوم
تو نکتہ سنج طرز بلاغت شوی شہید	من دمبدم فداے چنین نکتہ ور شوم	

جواہر وسیدہ عرض کرتا ہے ای آقاے نامدار اس قدر حضور مایوس نہون ضرور ملکہ آپ سے ملینگی شاہزادہ باہر آیا ریحان نے لشکر لگا ہر کلین بڑا رنج کیا صندل نے بہت حال اپنا ابتر کیا ریحان نے عرض کی اب حضور قلعے مین تشریف لے چلین شاہزادہ قلعے مین آباد داخل ہوئین بر ہشیار ریحان عرض کرنے لگا غلام چاہتا ہو وعدہ اپنا پورا کرے ہماے دوندہ کے ساتھ بیٹی کی شادی کرون شاہزادہ کمال خوش ہوا ریحان نے کسی سے حال دل نہین کہا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے محل مین آیا گلچہرہ دوڑ کر لپٹ گئی کہا بابا جان آپ نے بہت بڑا غضب کیا مجھکو پیادے کے ساتھ منسوب کرو مین اپنی جان دونگی مگر مین روپیے کے پیادے کے ساتھ شادی قبول نکرونگی ریحان نے جو بیٹی کو بہت بیقرار پایا گلے سے لگا لیا کہا بیٹا مین اس جوان سے زیر ہوا اگر کچھ بھی کہتا وہ مجھکو مار ڈالتا بھلا مین لات و منات کو چھوڑونگا کون ایسا بیوقوف ہو کہ پوجے دو سو خداوندون کو چھوڑے اور ایک سنجر کا معتقد ہو بہت سے پیڑ ایسے مین کہ ہم نہین پھول پھل نہین آتے بہت سے کانٹے دار ہین انکو کیونکر خداوند کہین وہ تو خداوند خارجاں مین قدرت کے بدن پر کانٹے سمجھے مین صبح کو بہونری پھرکی مین نے سودہ الماس تیار رکھا ہو شربت مین ملا کر سکندر کو پلاونگا کلیجہ کٹ کٹ کر بہجائیگا لشکر والون سے سمجھ لونگا گلچہرہ خوش ہوگئی کہا ای باپ مجھکو بڑا افسوس تھا اب کنیز کو تسکین ہوئی ریحان نے

باہر آکر سامان ظاہری شروع کر دیا شب بھر تیاری رہی گلچہرہ جو رات کو سوئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوئے وہ خواب دیکھا کہ عرصۂ دراز تک رویا کی دیکھا دریچے آسمان کے وا ہوے ایک تخت نور لعبہ سرور بحکم رب غفور گرد فرشتگان مقرب سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح کی صدا بلند ہوا ایک بزرگ کو تخت پر دیکھا واسطے سلام کے اٹھی انھون نے فرمایا بائین جانب دیکھو اس جانب جو اس نازنین نے دیکھا ایک مکان آتش سے معمور نظر آیا بعض اس میں جل رہے ہیں گھبرا کے اپنے منھ پھیر لیا فرمایا داہنے جانب دیکھو گلچہرہ نے ایک باغ بہشت آئین دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئی انھین بزرگ نے فرمایا کہ یہ باغ ہے اہل اسلام کا اس مکان آتش کا جہنم نام ہے اگر گل سکندر کو سودۂ الماس دیا گیا ای مکان آتش میں تو داخل ہو گی اسوقت یہ عالم کفر مین ہے مگر نور نگاہ خدا جنت ان ہے اسکی حفاظت واجب لازم ہے یہ فرما کر وہ غائب ہو گئے گلچہرہ نہال ہوئی اٹھی ستارۂ سحری چمک چکا تھا گلچہرہ حیران کہ مین کیا کرون یہ سوچا ایک گوشے مین آئی ایک نامہ بنام ہماے دو ندہ لکھا کہ صاحب تکو مین نے اپناول سے شوہر قرار دیا جب باپ میرے شربت پلا مین شاہزادے کو پیا نا سودۂ الماس دیا جائیگا طلب انکا پاش پاش ہو جائیگا سوسن نامے کنیز کو بلا کر وہ نامہ دیا کہا یہ نامہ جا کر ہماے دو ندہ کو دینا کنیز باہر آئی یہان ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے ایک نازنین حور وش یہ غزل گا رہی ہے غزل

تم ہو مری طرف سے تیور پھرے ہوئے
مینائے آسمان میں ہیں اختر بھرے ہوئے
ہے زہر مجھکو ہجر میں ساقی بجائے مے
چاہ ذقن میں دیکھے ہیں اژدر بھرے ہوئے
اشعار سبزہ رو کے کتابی کے وصف مین

خالی تجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے
مدت سے انتظار ہے بادہ کش ہیں ہوں
لازم ہے نقلدان میں اخگر بھرے ہوئے
ایسی بری لگیں مژہ خونفشاں غضب
ناسخ ہمارے پاس ہیں دفتر بھرے ہوئے

جوش حباب بادہ نہیں خم میں ساقیا
بیٹھا ہوں مثل چشم میں ساغر بھرے ہوئے
ایجان تیرے گیسوئے مشکین کے عکس سے
گویا مرے لہو سے ہیں خنجر بھرے ہوئے

شاہزادہ گانے پر متوجہ انعام دیئے ہر وہ حور وش بھی جان لڑا لڑا کے گا رہی اور تیاری ہے کہ ریحان آگر مجھکو عرض کی آپ کے تصدق مین غلام کی بیٹی کی شادی ہو گئی سب آپ کی عنایت تھی ایک امر کی اور امیدواری ہے ہمارے خاندان کا دستور ہے کہ مالک کو اپنے ہاتھ سے ایک جام شربت پلاتے ہیں تب یقین کامل دل کو ہوتا ہے کہ آقا ہمسے راضی ہوے سکندر نے کہا لاؤ خوشی تمھاری ریحان تو دوڑا گوشے مین آکر قند کا شربت بنایا اسمین سودۂ الماس ملایا مگر ہماے دو ندہ لباس سرخ پہنے ہوے پھر رہا ہے باغ باغ ہے غم سے فارغ ہے کہ ایک کنیز نے آواز دی مہتر صاحب ٹھہر جائیے ہماے دو ندہ ٹھہر اُس کنیز نے نامہ ہاتھ مین دیا کہا اسکو چھپکر شاہزادے کے پاس جا کر ٹھہر والیا نہو مطلب ہو جائے ہماے دو ندہ نے اس نامے کو پڑھا محبوب مطلوب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا شعر قاصد اسی ہی پیغام ہمارا لکنا ٭ اوسنے وعدہ فراموش ترا کیا لکھا ٭ مگر حیران ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ تھا کانپتا ہوا آیا پہلو مین آکر کھڑا ہوا مگس برانی کرنے لگا سکندر نے کہا ای ہماے دو ندہ بیٹھ جاؤ تم تو تھکے ہو جب شاہزادے کے کچھ عرض نہ کر سکا جواہر سے کہا ای مہتر مہتران ریحان جام شربت لیکر آئیگا مگر شاہزادے کو نہ پینے دینا اسمین سودۂ الماس شریک ہے یہ کہکر ہما الگ ہو جا پھر آکر قریب شاہزادے کے ٹھہرا کہ ریحان جام شربت لیے ہوے آیا مگر خوف سے کانپتا ہوا آکر سامنے شاہزادے کے شربت پیش کیا کہ حضور اسکو نوش کریں شاہزادہ صاف باطن ہاتھ بڑھا دیا جواہر نے جھک کر کان مین سب کیفیت عرض کی شاہزادے نے ریحان سے کہا تم سمجھدار آپ ہو مئی کیے باپ ہوا یہ جام تمھین نوش کرو سنے تکو بخشا ریحان نے کہا مین تو یہ جام آپ کے نام زد کر چکا سکندر نے کہا کیا ہوا ہماری یہی خوشی ہے کہ تم پیو ریحان نے کئی مرتبہ کہا شاہزادے نے غصے پر ہاتھ رکھکر کہا ای ریحان تم پیا سکا ہاتھ تھر تھر کانپا جام زمین پر گرا اتنا فرش سیاہ ہو گیا شاہزادے نے کہا او ملعون یہ کیا تھا ریحان نے تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہا او ظالم مذہب بھی لیتا ہے ناموس مین بھی

رضا اندازی کی شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لپٹ گیا شاہزادے نے تیغ سے اینچ پر اُٹھا کر مارا چھاتی پر سوار ہو کے
فرمایا اب شناخت میں خداوند سحر کی کیا کہتا ہے ریحان نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادے نے ریحان کو مار ڈالا سب
والیان دربار اس راز سے آگاہ ہوئے سب نے نام پر ریحان کے لعنت کی مگر شاہزادہ یادمین ملکہ گل اندام کے ملول و حزین
ہمارے دونوں کو اس قلعے کی حکومت دی لشکر کو تیار کرنے کے ارادہ ہے کہ چلیں جواہر نے فرمایا کیوں جواہر ملکہ کا پتہ نہ ملا
جواب ہے کہا ای شہریار غلام نے کاسوں سے پوچھا سب متفق عرض کرتے ہیں ضرور سرکار سے ملاقات ہوگی اور ملکہ بخیر و عافیت
ملیں گی مزاج آپ جلد چلیے شاہزادے نے لشکر تیار کیا طرف قلعہ صندلان کے چلے ساتھ ستر ہزار کا لشکر ساتھ ہے صندلان و عماد
سپہ سالار ہیں مگر شاہزادہ یادمین ملکہ گل اندام کی گریان و نالان کبھی یہ پڑھاتے ہیں نظم

گل امید زخون فرو خرم باشد
زدم ازلی درمان و مرہم زانم
ستان گل کہ دران بوی وفا کم باشد

لب جیسان در لعل خندہ لشایم لرم
گر دو انتش ہر اعیسی مریم باشد
نکشد منت ترمی کی از غم مخفی

بادہ ما کی کہ گلش حلقہ ماتم باشد
مدوش کارمن از اشک دمادم باشد
رنج بیہودہ چو بلبل بکشم در دل
ہر کرا چشم پراز اشک چو شبنم باشد

جواہر ہر منزل پر سمجھاتا ہے کہ حضور زیادہ ملول نہ ہوں انجام بخیر ہے اب حال شمس جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ یہ جو شکست کھا کے گیا تھا
یہی منظور ہے کہ خدمت میں شاہان طلسم کے چلوں اور وہاں سے مدد کامل لیکر آؤں ایک منزل پر اترا تھا کہ دیکھا ایک جوان
پشت پر جو تیس ہزار ساحر زرق برق پہنے ہوئے اسباب شاہی آراستہ اُس تاجدار نے جو اس لشکر پریشان کو دیکھا گھوڑا آگے
قریب آیا بمحبت پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہاں سے آتے ہو شکست فاش کہاں اُٹھائی کس سے مقابلہ پڑا کون حریف
تھا ملازموں نے شمس جادو سے کہا کہ ایک تاجدار تشریف لائے ہیں آپ کے لشکر کا حال پوچھتے ہیں شمس باہر
نکل آیا اُس تاجدار کو بااعزاز بٹھایا اُس تاجدار نے شمس سے احوال دریافت کیا شمس نے تمام کیفیت روبرو بیان
کی اور یہ بھی بیان کیا کہ ملکہ سوسن جادو ایک قیدی کو ہمراہ کرکے لیگئی اسیر کو شاہان طلسم نے بھیجا تھا اُس قیدی کے
تین مددگار اور زندان خانے میں قید تھے ان سب کو شکست دے چکا تھا قتل کیا چاہتا تھا کہ وہ تینوں مددگار اسکے
آگئے وہ تینوں بڑے جادوگر زبردست تھے آتے ہی آکر شریک ہوئے میں لڑائی میں مصروف تھا لشکر بھی تھکا ماندہ ہو چکا
تھا شکست فاش کھائی اُس تاجدار نے پوچھا آپ کسکے ملازم ہیں شمس نے کہا سحر العجائب و مصر الغرائب کا نوکر ہوں
یہ سنکر وہ تاجدار لپٹ گیا کہا آپ وہاں نہ جائیں اور ہمارے شاہزادوں کو تکلیف نہ دیں ہم ساتھ چلتے ہیں سب کو گرفتار کرکے
آپ کے حوالے کر دینگے ہم انہیں شاہزادوں کے خراج گزار ہیں سہراب جادو میرا نام ہے غرض کہ شمس کو سہراب اپنے ساتھ
لیگیا اپنے لشکر میں اُتارا شب کو سامان دعوت کیا صبح کو اپنے ساتھ لیکر چلا آگے قریب ایک کوہ کے اُترا سہراب و شمس ٹہل رہے
تھے کہ درہ کوہ سے صدائے دردناک آئی یہ صدا معلوم ہوتی تھی کہ تیر دلدوز ہے تو وہ جگر پر پڑتا ہے مشبک کرکے نکل جاتا ہے آواز
تھی کہ او پیدا کرنے والے حکم دے ملک الموت کو کہ قبض روح کرے اب یہ کشاکش ہمسے نہیں اُٹھتی سہراب نے کہا ای
شمس یہ کون درد رسیدہ فریاد کر رہا ہے سنکر دل ٹکڑے ہوتا ہے اس آواز کو سنکر دل روتا ہے چلو چلکر دیکھیں دونوں ٹہلتے ہوئے
قریب درہ کوہ کے پہونچے دیکھا درہ کوہ میں ایک قفس آہنی لٹکا ہے اُسمیں ایک نازنین نہایت حسین آنکھوں سے دو نہریں
جاری ہیں ہلک کے وہ کلمات کہتی ہے کہ طائران صحرا صدائیں سنکر پریشان بیٹھے ہیں طائروں کی بھی آنکھوں سے آنسو
بہتے ہیں شاید آسمان بھی کہتے ہونگے کہ خدا اسکو مبتلائے مصیبت نہ کرے سہراب و شمس بیقرار ہوگئے قریب قفس پہونچے
سہراب نے پکار کر پوچھا ای ماہ پیکر تو کس منظر کس ظالم سنگدل نے تجھکو قید کیا نام نامی تیرا کیا ہے وہ کون جلاد ہے جس نے اس طرح تجھکو
قید کیا شکل عندلیبان مثل قفس میں رکھا اُس ماہ پیکر نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا اور جواب دیا جو فلک نے دکھایا وہ

دکھا نام ونشان بتانے سے کیا فائدہ تم نامحرم ہو ہٹ جاؤ نامحرم سے بات کرنا گناہ عظیم ہے سہراب نے بڑھکر قفس اتار
لیا شمس نے کہا ای سہراب لاؤ قفس مجھکو دو تمھین تکلیف ہوگی سہراب نے کہا بھائی تکلیف کیسی جان میری اسکے نام پر
فدا ہے قدرت خداوند لات ومنات کہ یہ حسین مجھکو ملی اب مین اسکو اپنے قبضے مین کرونگا خاتون محل قرار دونگا شمس نے
کہا بھائی یہ تو ناممکن ہے پہلے میری نگاہ پڑی ہے اس محبوب پر مائل ہوا مجھسے ضبط نہو سکیگا سہراب نے کہا او بیحیا تجکو شرم
نہین آتی کہ ہم تو تیری مصیبت دفع کرنے چلے ہین کہ چلکر تیرے دشمن کو قتل کرین ہم حسب عاشق ہو گئے تو بھی اسیر عشق کا دم بھرتا ہے
جدا راہ اپنے عشق کا نام نہ لینا اگر پھر ذکر کریگا میرے ہاتھ سے سزا پائیگا شمس نے کہا ای سہراب یہ نہ کہنا مین نے حریف کے ہاتھ
سے اسوجہ سے شکست کھائی کہ تازہ دم وہ لوگ آئے مین خستہ وشکستہ تھا کیا مین کسی سے پایہ کی کار رکھتا ہون سہراب نے
قفس زمین پر رکھدیا کہا او نحوست قفس کو ہاتھ لگائیگا شمس چلا کہ قفس اٹھالون سہراب نے گولہ مارا شمس نے گولہ دفع کیا
گولہ جو پھٹا اس سے برق چلی سر شمس کے گری مرا سکا زخمی ہوا زخمی ہو کر سہراب پر برس پڑا سہراب نے کچھ خیال بھی نہ کیا
دونون طرف سے سحر چلنے لگے وہ حسین دونون کو حیرت دیکھ رہی ہے نہایت انتشار ہے کہ ان دونون ساحرون سے کیونکر جان
بچتی ہے مگر لڑتے لڑتے سہراب نے ایک مقام پر تیغہ کھینچکر کہا او بیحیا نہ مانیگا تیری قضا ہی دامنگیر ہے معلوم ہوا تیرے قتل کی
تدبیر ہے اپنے جسم پر نشتر مارا خون سے لیکر ہم شمشیر پر ملا ہاتھ تلوار کی اور زیادہ ہوئی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا شمس نے سپر سحر کو اٹھا دیا سہراب
نے اسطرح کا سحر کیا تھا کہ سحر کی سپر کٹی شب فراق نہ تھی کہ نہ کٹتی وہان سے تڑپ کر گری یا تو تیغہ سپر پر چکی تھی یا زمین پر تلوار نے بوسہ
دیا شمس جادو مارا گیا اندھیر ہو گیا بڑی دیر تک سنگباری و برفباری ہوئی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من شمس جادو بود
سہراب نے لاشہ اسکا جنگل مین پڑا رہنے دیا قفس ہاتھ مین لیا لشکر مین آیا مگر غصے مین تیور پر بل پڑے ہوئے برہم وہ نازنین
ہاتھون سے منھ کو چھپائے ہوئے سر جھکائے ہوئے آنکھون سے دریا جاری تھر تھر کانپ رہی ہے ہمراہیان شمس نے پوچھا کہ کیون
ای شہنشاہ ہمارے آقا کہان ہین اسنے جھلا کر کہا مین نے اُنکو مار ڈالا میری اطاعت کرو تو میرے لشکر مین رہو ورنہ نکل جاؤ
دو چار افسر قریب آئے کہا ہمین حضور کی اطاعت مین کیا عذر ہے مگر یہ تو سُنین کہ اُنسے کیا خطا سرزد ہوئی کیون حضور نے قتل
کیا سہراب نے سب کیفیت کہی بھائیو مین قریب کوہ کے ٹہلتا تھا آج کل صحرا پر بہار ہے یہ دستور ہے کہ آجکل مین صحرا مین بسر
اوقات کرتا ہون یہ جو بیحیا گیا میرے معشوق کو دیکھکر عاشق ہوا مین نے منع بھی کیا میری شفقت کو خیال کرکے مین نے تیرا
ساتھ دیا خاص تیرے ہی واسطے چلا ہون مگر اسنے کہنا نہ مانا الٹی ہی کہے گیا سحر کیا مین نے سحر دفع کیا ایک ہاتھ تلوار کا
مار دیا ایسا حقیر ساحر تھا کہ ایک وار نہ روک سکا اور بڑا دعوی تھا کہ مین مصاحبان شاہ مین سے ہون بڑے بڑے ساحران
نامی بڑے بڑے مصاحب بڑے بڑے وزیر کوکب کے ہاتھ سے افراسیاب کے مارے گئے شہنشاہ جمشید زرین علم
کہ علمدار لشکر کوکب تھا صاحب سطوت وشوکت کیسا ساحر زبردست تھا افراسیاب نے مارا ملکہ عنقا کاکل ولد
وغیرہ ایسے ایسے ساحران نامی مارے گئے اب ویسے ساحر ممکن نہین ما دولت کو نہ کرکے بلا یا زمین گیا اب جو وہ مسلمان ہو گئے
محل العجائب وصل الغرائب نے مجھکو بلا کر گفتگو کی سب سے پہلے مین نے جواب دیا کہ طلسم پر قبضہ کرنا چاہیے
کوکب کو گرفتار کرایا لاچین قید ہوئے انکی سلطنت سے یہ باعث مین سنا کہ وہان چند ساحر انسے باغی ہوئے چلکر
چشمون مین منادی کرینگے سب یہ کیفیت سنکر خاموش ہوگئے سہراب نے ایک بارگاہ عمدہ تیار کرائی مسند وغیرہ آراستہ کرکے
ملکہ کا قفس رکھا تخلیہ کر دیا ہاتھ باندھکر مشہاد سہ جسم ہی کہتا ہے ای شہنشاہ اقلیم خوبی والی سروران باغ محبوبی یہ بیان کرو
کہ وہ کون تھا جو تمکو اٹھا کر یہان لایا مین اسکو بھی ڈھونڈھکر قتل کرون ملکہ نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا کہ ای شخص تو جس
بات کا امیدوار ہے جو کچھ تیرے ذہن مین ہے وہ خیال خام و تصور ناتمام ہے اگر تیرا جی چاہے مجھکو قتل کر ڈال پر الٹ جاؤ

ایک ساحر ہے کہ وہ مجھکو اُٹھا لایا ہے درہ کوہ مین رہتا ہے اُسنے بھی ایسے ہی کلمات کہے تھے مین نے انکار کیا اور یہی اُس سے کہا
کہ مجھکو قتل کر ڈال یہ تو مین خوب جانتی ہون کہ مین بدنصیب ہون جہان جاؤنگی نئی بات پیدا ہوگی مین یہ جانتی ہون کہ
میری موت قریب ہے اب وہ جو اپنے مقام پر آئیگا قفس نہ پائیگا ضرور تلاش کریگا آپ سے اُسنے ضرور مقابلہ پڑیگا سہراب
نے کہا مین اسکا خوف نہین کرتا اگر تمام عالم جمع ہوکر آئے تو مین اُنسے بھی مقابلہ کرون خوف نہو وہ کیا بیچارہ ہے تلاش کرکے
اُسکو مار ڈالونگا اور تمکو تو ضرور ہے کہ اس غلام کی غلامی مین قبول کرو خاص قوت بازو و زینت پہلو سحر العجائب و مظہر الغرائب
کا ہون تمام طلسم پر مجھکو اختیار ہے ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا اے شخص اگر تو بادشاہ روے زمین ہے تو مجھکو کیا کام مین کسکی پابند
ہون اسکی ہون سہراب نے کہا اے ملکۂ عالم تم کسکی پابند ہو ملکہ نے منہ پھیر کر فرمایا ان جھگڑون سے تمھین کیا کام اگر تم
ہماری جان کے طالب ہو قتل کر ڈالو برہم ہوکر یہ اُٹھا خادمون سے کہا قفس لٹکا دو جسوقت خواہش ہو آب و دانہ پہونچانا
اگر مجھکو نہ قبول کریگی قید مین مار ڈالونگا خادمون نے قفس لٹکا دیا اُسوقت ملکہ کی بیقراری و دریا اشکون کا آنکھون سے جاری
یہ اشعار دلفگار زبان پر جاری تھے نظم

کب سنو مین چین ہے اہل وطن کے وار سے
گل کی ہم تعریف سنتے ہین زبان خار سے
آنکھ اُٹھا کر گل کو مین نے بھی نہ دیکھا عمر بھر
گھر بھی ہے بیدار چشم روزن دیوار سے
میری قسمت مین تھا داغ جدائی دیکھنا
کھینچتا ہے اے پری جو پوست جسم زار سے

جوش رقت کے سبب محروم ہون دیدار سے
جائے نامہ تیر آتے ہین پیاپے یار سے
ہے مقدر مین جلون داغ فراق یار سے
باغ عالم مین یہ نفرت ہے مجھے گلزار سے
بو تو مومن پہ ہوا ہون برہمن کے عشق مین
روح رخصت ہوگئی پہلے وداع یار سے
چور کیا ناسخ مین رزدان معانی کو کہون

سی دیا آنکھون کو گویا آنسوون کے تار سے
حال غیر آگے ہین کرتا ہے حسن یار سے
جانتا تھا جل بجھونگا شعلۂ رخسار سے
جاگتا ہون کیا فقط مین انتظار یار مین
چاہیے سینا کفن کو رشتۂ زنار سے
تیری زلفونکی بھی دیگا وہی ظلمونکی سزا
پھول لیجاتے ہین چین گلشن اشعار سے

اشعار پڑھتے مین سکندر کا بھی نام لیا خادمون نے جاکر سہراب کو خبر دی کہ حضور جس قیدی کو بلی سوسن زندان خانے
سے نکال لائے ہین اسکا نام ہے سکندر زرین پوش زرین علم اُنھین کا یہ نام لیکر روتی ہے یہ سنکر سہراب نے کہا یہ تو
بہت بہتر ہے اب سکندر کو قتل کرونگا جب اسکا معشوق مارا جائیگا بخوشی قبول کریگی گل اندام پھر وہ قفس لیکر
سہراب نے کوچ کیا مگر پیران جادو جو ملکہ گل اندام کو اٹھا لایا تھا اسی جرم پر قید کیا تھا کہ ملکہ نے اسکا کہنا قبول
نہ کیا سہراب قفس اٹھا لایا پیران نے دن بھر شکار کھیلا شام کو جو پلٹا قفس کو ملکہ کے نہ پایا گھبرا کر درہ کوہ سے نکلا ایک
جادوگر کا لاشہ پڑا ہوا دیکھا اسباب سحر جا بجا پڑے تھے حیران ہو گیا کہ یہ کون آیا قفس ملکہ کا لیگیا حیران ہوکر تلاش کو نکلا
اُس مقام پر آیا جہان لشکر سہراب کا اترا تھا دیہات والون سے پوچھا یہ لشکر کسکا تھا ان لوگون نے بیان کیا کہ یہان
لشکر سہراب جادو مصاحب شاہان طلسم نور افشان کا اترا تھا اسنے پوچھا پھر یہ بھی آپ لوگون کو خبر ہے کہ کسی عورت کو
وہ لائے تھے سب نے کہا یہ حال ہمکو نہین معلوم پیران جادو تلاش مین لشکر سہراب کے چلا بارہ کوس پر جاکر لشکر سہراب
کا اترا تھا رات کو یہ پہونچا صورت بدل کر پھرنے لگا ایک خدمتگار سے پوچھا تمھارے آقا کیا کرتے ہین خدمتگار نے کہا
آجکل اُنکے مزاج کا حال نہ پوچھو معشوق پر زور نہین چلتا وہ غصہ ہملوگون پر اتارتے ہین شام سے قفس لیکے تکیے مین بیٹھے ہین
نہین معلوم کیا سوال و جواب ہوا وہان سے روتے پیٹتے نکلے ملازمون پر غصہ کرتے ہین اسنے پوچھا اُس معشوق کو کہان سے
لائے خدمتگار نے سب بیان کر دیا پیران جادو سب مطلب کو سمجھا خیال مین گذرا کہ سحر کرکے سبکو مبتلاے بلا کرون جب یہ
سب میرے سحر مین پھنس جائینگے قفس اُڑا لیجاؤنگا لشکر سے سہراب کے قریب ایک کوہ تھا اُسپر بیٹھکر سحر کرنا شروع کیا
سہراب کہ بیچ بارگاہ مین بیٹھا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کسی سے بات نہین کرتا اگر کسی مصاحب نے کچھ لہی

کرکے پوچھا بیقرار ہو کر یہ چند اشعار عبرت آثار درد آمیز حسرت خیز پڑھ دیے نظم

ان زہرہ چہرہ را بخود آواز مے کنم
ازبسکہ کز کرشمہ او چشم من تر است
بی اختیار سوے تو پرواز مے کنم

بیشک بہشت در نظرم جلوہ میکند
نزد مسیح دعوے اعجاز مے کنم
از بس چشیدہ شربت نازش ظہیر

تا حسن ببلبل زدن بطرب ساز می کنم
نگاہے کہ چشم بر رخ او باز مے کنم
ہر گہ مرا طلب کنی از حبس این قفس
از من بیا ناگہ طلبی باز مے کنم

سہراب بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کچھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آ گئے نقیبوں سے پکار دیا کہ انتظام رکھو ابر گھنگھور بہار برسنا چاہتا ہے سپاہیوں نے اپنے اپنے طور پر انتظام کیے جانوروں کو مضبوط باندھا تھوڑی دیر میں ہواے سرد چلی مینھ برسنے لگا پانی نے نالوں کے نوا ٹا مارا خیمے گرنے لگے صدہا خیمہ گر گیا سہراب جادو کبھی باہر آتا ہے کبھی بارگاہ کے اندر جاتا ہے کہتا ہے یا رب پانی کا زور دمبدم بڑھتا جاتا ہے کہاں بھاگ کر جائیں کیونکر جان بچائیں خبریں گذر رہی ہیں کہ کئی سو آپ کے آدمی مر گئے یہ خبر سنکر اور زیادہ گھبرایا اور پہر رات تک تو خالی پانی تھا دو پہر رات گئے اس زور و شور سے بجلی چمکی کہ آنکھیں سب کی بند ہو گئیں اب جو آنکھیں کھول کر دیکھا برف برسنے لگی کس زور و شور سے برف برس رہی ہے سلیں کی سلیں گر رہی ہیں جا بجا سفید پہاڑ بنگئے خیمے جا بجا گرے صدہا آدمی دب کے مر گئے سہراب روتا اور دوڑا پھرتا ہے خزانے کو بچاتا ہے کبھی خیمے میں ملکہ کے آتا ہے جب بجلی چمکتی ہے ملکہ پکارتی ہیں کہ اے معبود ایسی بجلی گرے کہ میرے دو ٹکڑے ہوں میں اس کشاکش سے چھوٹوں افسوس کیا تقدیر نے خرابی دکھائی کہاں سامان شادی تھا یہ نامرادی نصیب ہوئی اب سوائے جان دینے کے کیا چارہ ہے نظم

زین بعد من و صبر کہ دلدار گرامیست
صد شہر از شہر تو کردیم سفر ہم
واقف مکن اظہار پریشانی خود را

خون گشت دل از داغ جدائی تو دگر ہم
سودی ندہد اشک شب آید و سحر ہم
بر بنجیری ای پسر از خلش دگر نہ
تا کی زتو آن طرہ شود در ہم و بر ہم

رحمی نہ نمودی بتو کردیم حسب ہم
عشقت نکشد از دل ما رخت اقامت
این چہرہ زیبا نہ نمائی بہ پدر ہم

سہراب ہر مرتبہ آکر کہتا ہے ملکہ گھبرانا نہیں میں انتظام کر رہا ہوں مگر برف کی شدت ہے لشکر کی عجب کیفیت ہے ہزارہا بندگان سامری و جمشید ہلاک ہو چکے مینھ کی شدت بڑھتی جاتی ہے صدہا خیمے گر گر گئے مال بھی بہت تباہ ہوا دو خزانے میرے تباہ ہوئے ساری رات اسی تکلیف میں گذری صبح کو سہراب نے دیکھا میرا دل کانپ رہا ہے اور سب بیہوش پڑے ہیں خود بھی لہراتا ہوں یقین ہوتا ہے گر کے بیہوش ہو جاؤں لگا اپنے کو سنبھالتا ہے سحر جو اسنے پڑھا جسم میں قوت آئی ہاتھ پاؤں جو بیطاقت تھے ان میں طاقت آئی چند لوگ جو قریب بیہوش پڑے تھے انپر جو اسنے سحر کیا وہ لوگ ہوشیار ہوئے اب تو اسکو یقین کامل ہوا کہ یہ مقدمہ سحر کا ہے جوں جوں سحر کرتا ہے برف دفع ہوتی جاتی ہے جب تو جھلا کر بیرون لشکر نکلا کہ ڈھونڈوں کدھر سے یہ آفت برپا ہوئی دیکھا ایک کوہ کی طرف سے لکہ ہاے ابر اٹھ اٹھ کے آتے ہیں اپنے لشکر پر ڈونگے مارے کہ لکہ ہاے ابر گرنے لگے یا تو برف کے پہاڑ بنگئے تھے وہ برف غائب ہوئی اب یہ نشان پر لکہ ہاے ابر کے چلا آتا ہے دامن صحرا میں آکر دیکھا پہاڑ پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے کبھی دستک دیتا ہے سہراب نے ڈانٹا اور پوچھا تو کون ہے جو تو نے میرے لشکر کو برباد کیا ہزارہا بندگان سامری و جمشید مر گئے تجھے کیا فائدہ ہوا پران جادو نے سہراب کو آتے ہوئے دیکھا یہ تو جبر مفصل سن چکا ہے کہ قفس ملکہ کا یہی اٹھا لیگیا ہے پہاڑ سے کود پڑا کچھ جان کا بھی خوف نہ کیا سہراب پر جس پڑا سحر کیے دشکنین دیں مگر سہراب کب مانتا ہے جو سحر پران جادو نے کیا سہراب نے دفع کر دیا جب سحر کیسے تک گئے پران قریب آیا سہراب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اسے گول کر سہراب نے تلوار سے اشارہ کیا گو لڑکٹ کے گرا تلوار پکڑ کر پران پر جا پڑا پران نے بانچ جا رہا تلوار کے مارے سہراب نے اپنے کو بچایا

جب چوتھے مرتبہ تلوار مار کر وہ پلٹا اُچھل کے ہاتھ نکال کر خبردار لیکر ہاتھ مارا پران جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے
مرتے ہی ابر وغیرہ غائب ہوا لشکر میں آکر دیکھا خاک اُڑ رہی ہے جنکو سمجھا تھا مر گئے وہ بیہوش پڑے تھے ان سبکو اُٹھایا سبنے
پوچھا حضور یہ کیا شور کیسا تھا سہراب نے سب حال بیان کیا کہ پران جادو نے سحر کیا تھا میں نے جاکر اسکو مارا ابر وغیرہ
رفع ہوا سامری و جمشید نے بڑی آفت سے بچایا بچانے مگر سنے سحر کیا میں نے سامنے جاکے روک کر مقابلہ کیا سب
تعریفیں کرنے لگے چونکہ لشکر تباہی میں تھا اُسدن اور رات بھر اُسی مقام پر رہنا پڑا دوسرے دن سویرے کوچ کیا یہ تو
ادھر چلا مگر اب ذکر ملکہ سوسن و نسیم آتشخو و شاہین بلند پرواز و گلشن سحر طراز بیان ہوتا ہے دربار میں یہ سب بیٹھے میں ملکہ جب
ذکر کرتی ہیں شاہین و گلشن دعائیں مانگتے ہیں کہ یا خداوند مجھکو اُس شاہزادے سے بخیر و عافیت ملانا روز سیاہ
نہ دکھانا ملکہ سوسن فرماتی ہیں بڑے تعجب کی بات ہے کہ جواہر بھی گیا خبر لیکر نہ پلٹا نہیں معلوم اُسپر کیا گذری ملکہ
نسیم نے منہ پھیر کر فرمایا جواہر عیار طرار خنجر گذار اپنے آقا کا خیرخواہ وہ ضرور شاہزادے کے پاس پہونچ گیا ہوگا دلیل یہی
ہے کہ اگر شاہزادے کو نہ پاتا تھکا ماندہ ہمارے پاس لوٹ آتا کل کیفیت بیان کرتا مگر تقدیر میں یہ پریشانی لکھی تھی رنج
ہو کر کابیلو نکل جاتے ہم لوگ مارے جاتے اُنکا خیال نہ تا وہ افسر لشکر میں اُنکا نہ ہونا باعث انتشار ہے دل خود بخود بیقرار ہے
یہ ذکر تھا کہ شاگردان جواہر دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی سہراب جادو مع پچاس ہزار ساحران غدار برائے
مقابلہ حضور آپہونچا یہ بھی خبر پائی ہے کہ شمس جادو اسکو لیکر چلا تھا راہ میں کچھ پچھین لگا ہوا سہراب نے شمس کو
مار ڈالا مگر شاہ مغرور حیلہ ساز ہے اس فکر میں آتا ہے کہ سبکو گرفتار کرکے لیجاوے ملکہ سوسن کو سناٹا آگیا نسیم نے فرمایا آتا ہی تو ہے
آنے دو دیکھا جائیگا گھبرانا کیسا بی بی یہ یاس کی باتیں نہ کرو تم افسر لشکر ہو تمہاری پریشانی سے لشکر کو انتشار ہوگا اگر
شاہزادے کے آنے سے پیشتر اُسنے طبل جنگی بجوایا لڑینگے مقابلہ کرینگے کیا خدانخواستہ قدم ہٹائینگے یا اُلٹے اُڑتے بھاگ
جائینگے ہرکاروں کو حکم دیا دریں موجود رہو جس وقت اسکا لشکر آکر پہونچے مجھے فوراً خبر ملے سوسن سے کہا نئے سحر تیار کرو
ہجوم خانے کو زور رو سحر سے آراستہ ہوں کہ جنکو حریف روک نہ سکے پردے بارگاہ کے اُٹھا دو ملکہ نسیم دیکھنے لگیں سب
انتشار کے دیکھیں کیا ہوتا ہے ملکہ نسیم نے سب انتظام کرایا دن تھوڑا باقی ہے کہ صحرائے گرد اُڑی علمہائے سرخ و سیاہ نمایان
ہوئے نوبت نقارے کی صدا کان میں آئی ملکہ ٹہلتی ہوئی بیرون بارگاہ آئیں دیکھا سب لشکر آکر پہونچا بارگاہ زرنگی
استادہ ہوئی خیمے نصب ہونے لگے سامان سب ہو رہا ہے سہراب بارگاہ میں آکر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادہ ناب سے
گرم ہوا حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارے وہاں ملکہ کے موجود تھے خبریں لیکر حاضر ہوئے بعد دعا کے سب خبر عرض کی کہ
سہراب نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ نسیم نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بعنایت خداوند مجھ طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ
جنگی پر چوب پڑی تمام لشکر میں مشہور ہوا کل لشکر سہراب سے مقابلہ ہے تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر شاہ نیر
سحری آسمان پر چمکا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے سہراب صف سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا کتنی سحر افسر اسکی پشت
پر سہراب کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے تھیر جادو پہلو میں کھڑا ہے اس سے کہا میدان میں جاکر عدو تو لوگ سے اُنکو پکڑ کر خدمت
میں ہا بدولت کی لا وہ سزا دوں کہ پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کریں شاہان طلسم نور افشان سے بغاوت ہا بدولت کے سامنے
یہ اسباب شوکت بیان سلطان ندین پورخ تخت پہ ملکہ سوسن ایک جانب طاؤس زرین بال پر سوار ہیں ملکہ
نسیم ایک جانب ملک مرغ زرین پر سوار طرف میدان کے دیکھ رہی ہیں ایک جانب ملکہ گلشن سحر طراز ایک عقاب بلند پرواز
پر سوار میدان کارزار کو ملاحظہ فرما رہی ہیں شاہین بلند پرواز بعد سوز و گداز شیر ہوانشین پر سوار سب سے آگے بڑھا
کھڑا ہے افسران فوج کو تسکین دے رہا ہے کہ بار ورسی تلوار چلے اور وہ سحر ہو کہ زمین کانپ جائے خوب جگر داری کرنا

آفتاب نامدار نہین ہین آج خوب جانبازی چاہیے ای بھائیو دنیا ناپائدار ہی اس عیش چند روزہ کا کیا اعتبار ہی دیکھو شیخ سعدی کیا ارشاد فرماتے ہین نظم

این پنج روز مہلت ایام آدمے
تا جبل وجود بہ ہستی مفعلے
درویش و بادشہ نشنیدم کہ کردہ اند
با خویشتن بگور نبردند غیر دلے
بعد از ہزار سال کہ نوشیروان گذشت
بر خاک رود خانہ نباشد متوسلے

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کنی دلے
آثار مردمان نکند خرد مفعلے
آن پنجہ کمان کش و انگشت خط نویس
بیرون ازین دو نعمت روزی تناولی
از مال و جاہ و منصب و بنیاد تخت و بخت
گو نیمازو ہنوز کہ بود دست عاقلے

زنہار بد مکن کہ نکردست عاقلے
باری نظر بحال عزیزان رفتہ
ہر بیضادہ فتادہ بجائی و مفصلے
زان گنجہائے نعمت و خروار اسال
بہتر ز نام نیک نکردند حاصلے
ای آنکہ خانہ بر رہ سیلاب می کنی

بھائیو اس سہراب کو بڑا گھمنڈ ہی دیکھو خود نہین نکلا نخجیر جادو کو میدان مین بھیجا ہی جاکر اسکی گردن تو ڑ ڈالو اسکو قتل کرو نگا یہ ذکر تھا کہ نخجیر میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقہ شجیر پرستا جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے شاہین نے اپنا ہمہ تشین بڑھایا سامنے سلطان زرین پوش کے آئے عرض کی کہ اجازت میدان آپ کا خانہ زاد چاہتا ہی کہ جاکر اس ملعون کو جواب دے سلطان زرین پوش آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھے تھے ہو نیہ نے محبت ملکہ مین فرمایا ای شاہین تحسین سب نامدارون نے کہے بادشاہ بنا یا خداوند شجیر اپنا فضل کرین کہ وہ شیر بیشہ جرأت شہسوار میدان جلالت بخیر و عافیت تشریف لائین دل کو آرام ہو خداوند شجیر کے ہاتھ سپرد کیا مگر شاہین نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ افسر لشکر کا میدان مین ہونا باعث انتشار ہی مگر غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین حضور ملاحظہ کرینگے کہ کیا رنگ ہوتا ہی شاہزادے کے واسطے دل روتا ہی یہ کہکر شاہین سامنے نخجیر کے آیا زوجہ شاہین کی ملکہ گلشن عرض کر رہی ہی حضور شاہین بلاے روزگار ہی آپ کا غلام جان نثار ہی نخجیر جادو نے دیکھتے ہی شاہین کو ایک گولہ سحر کا مارا شاہین نے گولہ کا تا اسمین سحر ہونے لگے نخجیر نے ایک سحر کیا شیر سحر شاہین کا بیتاب ہو جست کی شاہین پشت شیر سے زمین پر گر پڑے گرتے آواز دی کہ ای ساختہ سحر سامری تو جست نخجیر کو کھا لے شیر نے بڑھکر اسطرح کا ایک دھنکا مارا تمام میدان کا نرا لگیا جھنکار سامنے نخجیر کے پہونچا ایک طمانچہ مارا نخجیر زمین پر گرا شیر نے نخجیر کو چیر ڈالا چیر پھاڑ کر کھا گیا اب شاہین الگ کھڑا ہی شیر شاہین کا گونج رہا ہی نخجیر کا بھائی توقیر جادو بھائی کے بدلا سے کہکر دوڑا ایک گولہ شیر پر مارا شیر نے وہ گولہ منہ مین لیلیا جو سحر توقیر نے کیا شیر نے اسکو کھا لیا جھلاکر جا پڑا کہ چیر پھاڑ کر شیر کو سیکڑون غیر نے طمانچہ مارا اور چیر پھاڑ کر اسکو بھی کھا گیا پھر تو کاملی شاہین نے کہا ای سہراب تو میدان کارزار مین نکل تو سحر کا مزہ ملے غرض کہ نکلے سہراب جادو وہ پھر دھل چکی تھی کہ میدان مین آیا ایک گولہ مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا اب تو شاہین سامنے آیا آپس مین سحر چلنے لگے شاہین اکیلا اُن سب ساحرون پر جا پڑا دونون لشکر آپس مین مل گئے مگر سہراب جادو گولہ ہاتھ مین غضبات بات مین بڑھکر سحر کیا زمین کانپ گئی ایسے دو چار سحر شاہین نے بھی کیے کہ لشکر سہراب کا متفرق ہونے لگا ہزار طرح لشکر کو روکتا ہی پاؤن اُٹھے ہوے نہین رکتے شاہین نے جھکر علمدار کو مارا اب تو سہراب نے دیکھا کہ شکست فاش ہوئی جسکی غضب کا سحر ہو رہا ہی فرار کیا شہزادہ سہراب کا کٹنے لگا ہار کار مین سرنگون ہاپیان سہراب کا کلیجہ خون نسیم نے بڑھکر وہ وہ سحر کیے سیکڑون کو دیوانہ کرکے مارا سوسن بھی سحر کر رہی ہین گلشن نے آگ برسا دی مرنے سے جو ساحرون کے اندھیرا ہوتا ہی تو سوسن شعلہاے سحر روشن کر دیتی ہین ملکہ نسیم مسکراتی ہین فرماتی ہین کہ کیا سحر روشن ہوا اب بچا کیا سہراب بھاگا جاتا ہی شاہین و گلشن و نسیم و سوسن ان سب نے جو ملکہ سحر ہے آگ برسادی سہراب نے کئی زخم کھائے خیر بچا ہتا ہی رکون لشکر تاب مین نہین قل مچا تا ہی بادشہر و کمان بھاگے جاتے ہوا رے مین ابھی مرے عاجز نہین ہوا ہین شاہین

دونگا اسکو مار لونگا کوئی جواب نہین دیتا جب خیمے تئے ملکہ سوسن نے آکر خیمون پر قبضہ کیا ایک خیمے سے کراہنے کی آواز آئی ملکہ سوسن اس خیمے مین گئین دیکھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب عالمتاب مگر صدمات سے زرد ہو رہا ہی ہونٹون پر خشکی آنکھوں مین تری حواس مین ابتری پڑی ہوئی آہ آہ کر رہی ہی سوسن نے قریب آکر سر اوٹھا کر اپنے زانو پر رکھا بشفقت فرمایا اوہ مہ جبین تو کون ہی کس بلا مین مبتلا ہی سہراب تجھکو کہان سے لایا اس نازنین نے ایک آہ کی کہا میرا حال نہ پوچھو لائق کہنے کے حال نہین ہی کس زبان سے بیان کرون کہ کون آفت زدہ ہون کس مصیبت مین مبتلا ہون کاشکے دم نکلجائے تو مہلت پاؤن نظم

لب رسیدن این جان زار نزدیک است
بیا کہ تفرقۂ روزگار نزدیک است
بہ نیم گام بسر رفت عمر خضر مرا
خوش است خاطر من چون بہار نزدیک است

کنایہ انکہ شب ہجر یار نزدیک است
بخیز بر سر بالین من بیا ریدہ شش
کہ گفتہ است رہ کوی یار نزدیک است

ز رنج اہل دل ای نور دیدہ دور مرو
کہ جان سپردن این بیقرار نزدیک است
اگرچہ دور فتادہ است دل زمن و قت

ملکہ سوسن بھی چوٹ کھائے ہوئے ہین فراق محبوب کے صدمے اوٹھائے ہوے ہین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹی ہین یہ اشعار سنکر رونے لگین کہا اے دلفگار رہائی دردا زیار رنج بھی کہ تم کسی پر عاشق ہو مگر اس معشوق محبوب کا کیا نام ہی مبتلائے بلا ہونے کا کیا باعث ہی اس نازنین نے کہا حال طول طویل ہی فرصت قلیل ہی کیا بیان کرون اگر تلوار سے میرا سر کاٹ لو تو مجھپر احسان ہو اب یہ بار نہین سنبھلتا فراق یار ہی دل بیقرار ہی سر سیم بہار ہی چشم اشکبار ہی شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم ہمارے ملک پر پہونچے پہلے عادان قزاق کو زیر کیا پھر ہمارے باپ جندلان خود سر کو زیر کیا یہ خبر مشتہر ہوئی کہ ایک جوان نے جندلان کو زیر کیا شامت اعمال مجھکو گھر سے ہوئے تھی شوق ہوا کہ چلکر دیکھنا چاہیے مین نے بھی کسی قدر فنون سپاہگری کو حاصل کیا تھا مین بھی اشتیاق مین آمادہ ہوکر مین مکان شاہی تھا مین آگئی تھی جب انکے جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی عاشق ہوئی مین نے انسے مقابلہ کیا زیر ہوئی شادی کا سامان درپیش تھا ریحان فیلسوار مدت سے میرے نام پر عاشق تھا اُسنے ہمارے دو ندہ عیار کو بھیجکر چھپا منگوایا عیار و سوداسے فساد ہوا وہ مجھکو اپنے قلعے مین لیگیا ریحان اسپر چڑھ آیا سکندر نے آکر اسکو بھی زیر کیا وہان سے مجھکو پیران جادو اوٹھالایا وہان سے اس ملعون نے مجھکو پایا روز دیا کو ذانا تھا آج ہون کہ شکست کھائی آج تمنے حال زار پوچھا دل بھر آیا تمہارا عشق کہدیا مگر یہی تمہارا احسان ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا مار دو کہ ہمارا خاتمہ کشاکش سے نجات پاؤن نظم

زلف رخصت ہوگئی آیا ہی خط رخسار پر
بے سبب جراح میرے زخم میں ٹیکو جہرہ کی
رنج میں رکتا نہین زنہار خط وست و دم
کچھ تو میری طرف سے اُسکے دل مین جو ہی

یا ملکہ شیرین دہائی کا جہان مین شور ہی
جس جگہ تھا مار آگے اب وہ جا کمزور ہی
تب سے دلکو ہوئی ہی کہ کی ہر اجو خین سے آ
لوسن عمر سنان بھی کس قدر رشتہ تندر ہی
راتدن تن پر وری نا سخ سے دکن پیری ہی

اور جو انگلی کی ہی وہ نیشکر کی پور ہی
مین نے کب شمشیر قاتل سے چرایا تھا بدن
پیری مین دونا جوانی سے جنون کا زور ہی
بے سبب مجھسے نہین آنکھین چراتا وہ صنم
گوشت سارا الیمن رزق دہان مور کی

ملکہ سوسن نے گلے سے لگالیا اور کہا اے شاہزادی حور پیکر مثل تمہارے ہم بھی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہین ابھی تمہیں خبر پر جرات پر ہم بھی عاشق ہین وہ صاحب شوکت و لیاقت زخمی ہوکر لشکر سے نکلگیا یہ اُنہین کا لشکر ہی جسنے سہراب کو شکست دی یہ حال سنکر ملکہ گل اندام کے جسم مین طاقت آئی اُٹھ بیٹھین بلائین لیکن کہا بی بی تمہاری باتون سے لو قوت روح کو راحت آنکھون بصارت ہوئی مگر کچھ آپ لوگون کو یہی معلوم ہوا کہ اس غیرت خور کیا گذری ملکہ سوسن نے کہا کون خبر لا اُنکا عیار جواہر خنجر زن واسطے تلاش کے گیا وہ بھی پلٹ کر آیا ملکہ سوسن و ملکہ گل اندام اس خیمے مین یہ باتین کر رہی ہین مگر شاہین نے سہراب کا پیچھا نہ چھوڑا پانچ کوس پر جا کر ایک قلعہ ملا اس قلعے کا حاکم حیران جادو

ہو سہراب نے چاہا قلعے مین حیران کے جاؤن حیران کو ہرکارون نے خبر دی کہ سہراب جادو صاحب شاہان طلسم شکست
کھا کر آیا ہو اب قلعے مین آیا چاہتا ہو جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن آنے دون یا نہ آنے دون حیران نے کہا سہراب ایسے جنگ آزمانے
لگے ہاتھ سے شکست کھائی چلے گئے حضور شاہین طلسم پرواز گلشن سحر طراز سکندر کے شریک ہین انھون نے یہ آفت
بپا کی کہ سہراب کو شکست حاصل ہوئی حیران خود نکل آیا دیکھا سہراب مع اپنی فوج کے بھاگا ہوا آتا ہو پشت پر سے
نعرۂ شاہین کی صدا بلند ہو حیران آئینہ دار حیران ہو بیٹھی قلعہ آیا پکار کر آواز دی ای سہراب قلعہ حاضر ہو آب و آذوقہ بھی
موجود ہو مگر وہ جو بڑے زبردست ہین کہ جنکے ہاتھ سے شکست تمنے کھائی قلعے کی انکے سامنے کیا حقیقت ہو دم بھر مین فتح
کرلینگے آب و آذوقہ جلا دین تو کچھ تعجب نہین سہراب نے کہا میرے تعاقب مین چلے آتے ہین مین نے راستہ کاٹنا چاہا ہو کہ
یہ لوگ میرا پیچھا نہ کرین مگر مجھکو تو خوف ہو حیران نے سہراب کا استقبال کیا کہ شاہین سر بہ آتشین اڑاتا ہوا پہنچا ہرکارون
نے شاہین کو خبر دی تھی کہ قلعۂ حیران جادو مین وہ لوگ بھاگ کر گئے ہین شاہین نے بڑھکر ایک گولہ مارا پھاٹک مین
قلعے کے اندھیرا ہو گیا حیران نے جو پلٹ کر دیکھا قلعے کے پھاٹک مین اندھیرا ہو گیا شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے اب کیونکر قلعے
مین جاؤن سینہ سپر کر کے باہر آیا کہا ای سہراب ہین تو تحسین لینے کو نکلا شاہین نے سحر کر کے دروازہ قلعے کا بند کر دیا سہراب
نے کہا اب لڑو یا تو اپنی جان دینگے یا حریف کو مار لینگے حیران و سہراب مجبور و ناچار سامنے لشکر شاہین کے آگئے سحر کرنے
لگے شاہین نے سر بہ آتشین کو بڑھایا حیطۂ فسے نکلا اس صف کو پامال کر دیا لاشون سے دامن قلعہ بھر دیا ایک طرف سے
گلشن و نسیم نے وہ سحر کیا خندق کے پانی نے جوش مارا اسقدر بڑھا کہ دریا بنگیا صدہا ڈوبنے لگے ملازمان حیران پانی مین
غوطے ہوکے سر ساحرون کے مثل حباب بہتے پھرتے ہین اگر کوئی سردار گرانجیلی نے منہ پھیلایا کہ ساحر لوگ نگل جاؤن مچھلی سے
اور سر واسے لڑائی ہونے لگی کوئی ماہیت سے آگاہ نہین جان و آبرو دو لوجالی ہین دریا مین ڈوبا ہو مگر شدت سے پیاس کی
ایک ایک قطرۂ پانی کو ترستا ہو آخر اسی دریا مین مچھلی بنکے بہتے ہین دریا نے موج ماری صدہا کو ڈبویا نسیم کا سحر جھونکے ہوا کے
چل رہے ہین سیکڑون ناری جل رہے جب اشارہ کیا صدہا کے قلب الٹ گئے گریبان چاک کیے منہ پر خاک ملی جنگل مین
روتے پھرتے ہین بھائی نے بھائی کو مارا بیٹے نے باپ کو ہلاک کیا ہنگامۂ گیر و دار بلند حیران جادو دردمندول سے کہتا ہو کہ مین
بیٹھے بیٹھے کیون عذاب مین پھنسا اب جان نہ بچیگی کدھر بھاگ کر جاؤن کبھی گھبرایا ہوا سہراب کے پاس آتا ہو کہتا ہو ای
سہراب اب کیا ہوگا تمھارا سحر تو جواب دیتا ہو زندہ تھے کہ آسمان پر لگ ہاے ابر نمایان ہوے ساقی بزم سحر پکے چکا
ہون کہ سحر العجائب و حصر الغرائب نے عہد کیا ہو کہ ہر ہفتے مین گشت کو نکلتے ہین آئی جو نگاہ پڑی قلعۂ حیران پر لاکھون
ساحرون کا کھیت ہوا ہزارون ساحر تڑپ رہے ہین حیران جادو دیوانہ وار وحشی مثال پکارتا پھرتا ہو مار ڈالو پکڑو بھاگو نہین
حریف کو پکڑ لو شاہین نہ جانے پائے افسران فوج جان و دل سے سحر کر رہے ہین مگر لشکر شاہین پر تاثیر نہین ہوئی شاہین و نسیم و
گلشن آگے بڑھتے ہوے قیامت بپا کر رہے ہین بس سحر العجائب و حصر الغرائب نے وہین سے آواز دی او شاہین کیا کرتا ہو تو
قید خانے سے بھاگا مین تیری فکر مین تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا شاہین و نسیم و گلشن یہ صدا سنکر گھبرا گئے شاہین نے
کہا تو غضب ہوا خود شاہان طلسم آگئے سلطان فوج کے ساتھ مین شاہین سے کہا کہ ای شاہین اگر بچ سکے تو چل چلو شاہین
نے کہا اب نکلنا دشوار ہو بھلا یہ پیچھا جانے دینگے دیکھیے سحر العجائب نے سحر کیا یہ خود نہین یہ پیچھا نہین کرتے اشارہ کر کے
مطلب نکالتے ہین سحر العجائب نے پکار کر آواز دی ای شاہین کب اب آگے نہ بڑھنا اور نسیم تو تو بھاگ ہی نہین سکتے ہزارہا ساحر لشکر کو
تکلیف ہوئی ہو حیران کو آواز دی او حیران بیچارہ سہراب ایسا لائق ہو کہ گھبراتا ہو سحر نہین کرتا ہٹ جا دیکھ یہ بدولت کیا تماشا دکھاتے
ہین حیران و سہراب ہٹے سحر العجائب نے اٹھا کر ایک گولہ مارا آواز دی ای شاہین و نسیم و گلشن ادھر آؤ یہ بدولت طلب فرماتے ہین

تینون ساحرہ مبہوت ہو گئے چہرے سرخ ہاتھ پاؤن مین رعشہ سامنے سحر العجائب کے چلے آئے اسنے سہراب کو اشارہ کیا کہ ان تینون کی زبان مین سوزن دو سہراب نے تینون کی زبان مین سوزن دیا قید کر کے ایک تخت پر ڈالدیا لشکر والون پر اشارہ کر دیا لشکر والے سب بیہوش ہو کر گرے سہراب سے کہا ان سبکو گرفتار کر کے حیران جادو کے حوالے کر دے کہا انمین جو اطاعت کرے اسکو ملازم کرنا اور جو سرکشی کرے اسکو قتل کرنا اسطرح بادشاہ نے اس معرکے کو فتح کر کے نسیم و گلشن و شاہین و سلطان زرین پوش کو قید کر کے تخت پر ڈال لیا دو گھڑی کے عرصے مین یہ سب کام کیا مگر چلتے چلتے حیران جادو نے عرض کی کہ ای شہریار مین نے خبر پائی ہی کہ سکندر لشکر کو لیے ہوے آتا ہی اسنے کئی بادشاہون کو زیر کیا لاکھ فوج اسکے ساتھ ہی سحر العجائب نے سہراب جادو کو حکم دیا کہ تم طرف صحراے گرد آباد کے آؤ اسی صحرا کے قریب بیشہ معوق ہی معوق کوہی پہلوان کو حکم دینا کہ سکندر سے مقابلہ کرے اسکی مشکین باندھکے خدمت مین مادولت کی بھیجدے سہراب اسیوقت طرف بیشۂ معوق کے روانہ ہوا مگر خیال مین گذرا وہان پڑاؤ پر خیمے لگے تھے معشوقہ اسکی مقام پر رہتی تھی چلے اسکو تو لون یہ سوچ کے طرف پڑاؤ کے چلا یہان ملکہ سوسن و ملکہ گل اندام باتین کر رہی ہین اسی خیمے مین بیٹھی ہین سوسن نے خبر فتح و ظفر دیکر ملکہ گل اندام کو شگفتہ کیا پریشان دیکھکر یہ بھی وعدہ کر لیا کہ ہم تمھین شاہزادۂ والا قدر سے ملادینگے نہ گھبراؤ کہ اتنے مین کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای غضب ہوا فلک نے انقلاب دکھایا سہراب جادو بھاگ کر قلعۂ حیران جادو پر پہونچا وہان شاہان طلسم آگئے سب کو قید کر کے لے گئے سحر العجائب نے سہراب جادو کو یہان روانہ کیا ہی وہ ادھر آرہا ہی یہ سنکے گل اندام نے عرض کی بی بی براے خدا مجھکو قتل کر ڈالو وہ بیحیا اگر پھر مجھسے وہی باتین کریگا اس سے تو مرجانا بہتر ہی اس بیحیا کا سامنا میرا نہو ملکہ سوسن گھبرا گئی اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک تخت سحر تیار کیا اسپر ملکہ سوسن و گل اندام سوار ہوئین سوسن کو تو سحر مین دخل ہی یہ تو تخت کو اڑاتی ہوئی ایک جانب کو روانہ ہوئین کہ انکا ذکر وقت پر کیا جاویگا سہراب جادو پہلے اپنے پڑاؤ پر آیا معشوق کو نہ پایا بہت رویا پیٹا مگر مجبور و لاچار قہر درویش بر جان درویش صحراے گرد آباد مین آیا معوق فیل تن کو خبر ہوئی استقبال کر کے سہراب کو لے گیا سہراب نے حکم سحر العجائب پہونچایا معوق اسی وقت ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر تلاش مین سکندر کی روانہ ہوا سکندر فوج ظفر موج کو مع صندلان و عادان کے ساتھ لیے چلے آتے ہین ان سب کا ذکر وقت پر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت نشان ملکہ حیرت جادو کے راہ مین فساد ہونا گلرنگ ساحرہ سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی مجھے آج تو چھکا دے ۔ اک جام شراب کا پلا دے
عیاریون کا سما دکھاؤن ۔ اک رنگ کی داستان سناؤن
نشے مین وہ داستان سناؤن ۔ گلشن مین وہ رنگ پھر جماؤن
رخ صورت ماہتاب روشن ۔ ہی چال مین رنگ کبک گلشن
سینہ جو ہی بحر حسن الفت ۔ آ سپرہی حباب کی لطافت

ہی زور پہ آج اوج خامہ ۔ مضمون مین لکھ رہا ہون جو
ساقی تجھکو ثواب ہوگا ۔ دشمن کا جگر کباب ہوگا
بلبل کو ہو رشک صبر گل پر ۔ معشوق مرا تو ہی سمن بر
آنکھین رشک غزال پر فن ۔ عالم ہی شباب کا وہ جوبن
یادر رخ گہر ہوے نمایان ۔ نکلے ہین ابھر کے نار پستان

کیا سوے کمر ہی چست و نازک — ہر عضو بدن درست و نازک
چوٹی جو گندھی ہوئی بڑی ہی — یا مار سیہ کی ناگنی ہے
غنچہ ہی دہن تو دانت گوہر — الماس کو رشک ہی مقرر
کیا اسکی بڑھا کے قدر کہیے — اسکو خذف اسکو بدر کہیے
ای توسن کلک ناز پرور — ای ماہ لقا و ای سمن بر
ای شاہد عاشقان دلجو — ای بلبل گلشن و سمن بو
ہین راز سخن کے تجھ پہ ظاہر — تو صنعت حسن سے ہی ماہر
ای کاتب دفتر فصاحت — ای ماہر راز عشق و الفت
ای بلبل گلشن بلاغت — ای سرو روان باغ الفت
ای کاتب دفتران جانسوز — ای راقم داستان جانسوز
چہرے سے ذرا نقاب اٹھا دے — روے زیبا مجھے دکھا دے
تحریر ہو نقشۂ معانی — محجوب ہو جس سے نقش مانی
ہو جا حریف نغمہ پرداز — دے ساز طرب کے کلک آغاز
لکھتا ہوں فسانۂ فصاحت — ہو چست و درست عبارت
روشن ہی قمر کلام تیرا — ہی سند مین خوب نام تیرا
ہر اہل کمال جانتا ہی — کامل تجھکو کمال مانتا ہی

چہرہ سر فروشان معرکۂ حیرت و دیدہ تازان میدان جلالت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین
تحریر مصنف سمند کلک من جولان و طرار بچنین طی کردہ راہ سحر و شوار ہو سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ
ملکہ حیرت جادو سب جھگڑون سے فراغت پا کے یعنی چالاک نے طلسم توڑا حیرت جادو کو طلسم سے چھڑا لیا مگر
حیرت جادو پھر عقاب کی شریک ہو گئی تخت پہنچی ساتھ عقاب کے طرف ہوش ربا کے چلی مہتر بن
مہتر چالاک بن عمرو عاشق صادق کہ امید وصل حیرت پر جان اپنی مٹا دی کیا کیا عیاریان کرکے رہا کیا ہی
جب ملکہ حیرت جادو کو پھر اوج شاہی پر دیکھا لاچار صورت بدل لشکر مین داخل ہوے کسی وقت صورت
بدل کے حیرت جادو کے دربار مین جاتے ہین دیکھ لیا دل کو آرام آگیا اگر کسی وجہ سے باریاب نہوے تو
روتے ہوے پلٹ آئے اُس روز کھانا پانی بالکل ترک ہوا اگر باحتیاط پہونچے دیکھ لیا کہ وہ شمع شب افروز
انجمن خوبی و چراغ روشن مجالس محبوبی تخت پر جلوہ فرما ہی عقاب ابر سوار دنگل پر بیٹھا ہوا ہی آئینے
گلشن جمال کی کیا کرتا ہی جو جو اسنے ملکہ حیرت سے عہد کرلیے ہین بحال ہی جو نین فرق آنے پاے جملہ امورات
مالی و ملکی راے پر حیرت جادو کے موقوف ہین تمام اہالیان لشکر حکم ملکہ حیرت پر مصروف ہین جون جون
مہو شترپا قریب شنائی دیتا ہی حیرت کا دل دھڑکتا ہی جی مین کہا کرتی ہی کہ جس ناظم حمزہ کو چھڑا جائیگا تو
امیر کو غرض بھاگیگی امیر اسی ساربان زادے کو بھیجینگے غضب ہوجائیگا وہ آتے ہی مکر و غدر شروع کردیگا
کیون ای حیرت کیا تدبیر ہو کہ ساربان زادے سے مقابلہ نہ پڑے عیار نہون ساحر چاہین لاکھون جمع ہون
مگر عیار نہون یہ ناممکن ہی ہر چند کہ مین نے وہ نشیب و فراز دیکھے ہین کہ اب میرے سامنے کوئی مکر نہین ہوسکتا
مگر عمرو وہ بلاے روزگار ہی کہ مین بیچاری کیا ہون بہرام فلک کے سامنے عیاری کرے ایک دن راہ مین
باقی ہر حیرت جادو بیرون بارگاہ آکے بیٹھی عقاب ابر سوار کہ اپنے سب کار و نیا ترک کردیے ہین یہ بھی
دست بستہ حاضر ہی لشکر تمام اترا ہوا ہی چالاک بن عمرو بشکل خدمتگار ایک ستون کی آڑ مین چھپا ہوا روے
زیباے حیرت دیکھ رہا ہی افسران فوج اپنے اپنے جھگڑے اپنی اپنی ضرورتین بیان کر رہے ہین حیرت جادو
حکم دیتی جاتی ہی امورات لشکر مین تو مثل منتظم ہی ہمیشہ لشکر کی بادشاہت کی کہ ایک لکہ ابر سیاہ طرف صحرا کے
ظاہر ہوا گرج رعد کی کڑک برق کی چمک طاؤس سان زرین بال پر سے پر ملائے زیر ابر آوازین لگاتے ہوے
رقص کرتے ہوے ساتھ ساتھ ابر کے چلے آتے ہین حیرت نے کہا ای عقاب کوئی بڑی ساحرہ آتی ہی یہ
کہکر سنبھل بیٹھی عقاب بھی سنبھل بیٹھا حیرت کو یہی خیال ہوا پاندان اپنا کھول لیا گلوری بنا کے اپنے منھ مین

رکھی ایک گیند یاقوت احمر کا نکال کے ہاتھ مین لے لیا کچھ اسباب سحر زیب جسم کیا عقاب کو بھی یہی خیال ہوا اسنے بھی کچھ
اسباب سحر اپنے پاس رکھ لیا چالاک بھی کھڑا دیکھ رہا ہے کہ وہ ابر قریب لشکر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر ایک
ساحرہ مگر ضعف سے سر جھکا ہوا جھریان تمام جسم پر گرد چار پانچ سو کنیزین پشت پر طاؤسان زرین بال کے
ہاتھ ہلاتی ہوئی جب ہاتھ ہلا دیتی ہین طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین اسباب سحر پیدا ہوتا ہے وہ ساحرہ تخت پر
سے آکر کنارے پر لشکر کے ساحرون سے پوچھا کیون صاحبو یہ لشکر کسکا ہے عقاب نے حکم دیدیا ہے جس
مقام پر جو کوئی دریافت کرے کہ یہ لشکر کسکا ہے یہی کہنا کہ لشکر ملکہ حیرت جادو کا کوئی ہمارا نام نہ لے سب
ساحرون نے یہی کہا اُس ساحرہ نے گھبرا کے پوچھا حیرت جادو کون جنھون نے کہا بادشاہ طلسم ہوشربا
جسمین لاجواب ساحرہ یکتا بڑھیا نے کہا اِسکا کیا باعث ساحرون نے کہا ہم باعث نہین جانتے بڑھیا
تخت سے کودی ٹہلتی ہوئی چلی لشکر کو دیکھتی ہوئی کنیزین پشت پر ایک ایک سے یہی پوچھتی ہوئی کہ یہ ساحر کیا
حیرت نے ملازم کیے ہین یا ملک ہوشربا کے ہین لیکن ہوشربا سے تو ایسے سامان سے نہین بھاگی تھین اتنا
لشکر ہمراہ نہ تھا آخر یہ لشکر کیونکر ممکن ہوا بعض نے کہا اصل مین لشکر عقاب ہے تب تو اُسنے غصے مین
کہا عقاب ابر سوار کون شخص ہے نہایت برہم ہو کر ضعیفہ نے پوچھا اس کہنے والے نے کہا بادشاہ پردۂ ظلمات
ساحر شمشش کا نواسا یہ سنکر وہ بڑھیا ٹھہر گئی اُس شخص کا ہاتھ بڑے زور سے پکڑ لیا وہ شخص کانپنے لگا کہا مفصل
بتا اب تو اُس آدمی نے تمام کیفیت پہونچنا حیرت کا اور لڑائی اور زوجہ عقاب کا مارا جانا اور عقاب کا بی بی
حیرت کو پکڑنا نہ تون حیرت جادو کا قید رہنا بمشکل تمام اُس سے بوعدۂ فتح طلسم ہوشربا رہی بوصل ہونا
قتل تاتل افراسیاب پر بادشاہ ہونا حیرت کا اور کوچ کر کے چلنا اور راہ مین جھگڑے ہونا اب سب جھگڑون
سے فراغت کر کے کوچ طرف ہوشربا کے ہے کل اُس شخص نے بیان کر دیا یہ سنکر یہ بڑھیا کانپنے لگی اور کہا کہ حیرت
ایسی شخص ہے کہ جسکی عقاب مدد کرے عقاب کی کیا حقیقت ہے اُس شخص نے بجا کہے ہاتھ چھڑا لیا اب یہ بڑھیا
بصد جوش و خروش طرف ملکہ و عقاب کے چلی کنیزون سے کہتی ہوئی کہ صاحبو عقاب بھڑوا کیا چیز ہے
حیرت جادو کے گھر کے نوکر اب بھی ایسے موجود ہین کہ عقاب ایسونکو نوکر رکھین خاص سلطنت کی
وجہ مین خواہ بوجہ سحر و ساحری عقاب کیا منہ لیکر حیرت کو لے چلا ہے اور حیرت نے کیا سمجھ کے اُس
نالائق کو قبول کیا ملکہ عالم کو یہ مناسب نہ تھا مگر اب بھی بڑی خیر یہ ہے کہ تا بہ ہوشربا نہین پہونچے ہین کہین
کو خبر ہو گئی میرے ساتھ چلین مین سب سامان کرا دونگی یہ کہتی ہوئی غصے مین کف منہ مین بھرا ہوا لشکر کو بھی
دیکھتی ہوئی کبھی لشکر کو دیکھکے ہنستی ہے کنیزون سے کہتی ہے واہ قدرت سامری و جمشید انھین ساحرون
کے بھروسے پر میان عقاب چلے ہین اُف کر دون تو سب کے سب جل کے خاک ہو جائین یہ کہتی ہوئی سامنے
ملکہ حیرت جادو کے آئی بہت ادب سے حیرت جادو کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا عقاب کو بنگاہ
حیرت دیکھا جیسے کوئی مکھی اڑاتا ہے اور حیران ہو کے پوچھا میان عقاب صاحب یہی ہین عقاب حیران
ہو گیا اک کرسی خالی تھی اُسکو کھینچکے بیٹھ گئی ملکہ حیرت جادو حیران عقاب پریشان کہ یہ ساحرہ کون ہے
حیرت جادو نے کہا مین نہین پہچانتی مگر بڑھیا ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھے بیٹھی ہے حیرت جادو نے اشارہ کیا
ساقی بچے نے بڑھیا کو جام دیا بڑھیا نے جام پیا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو دست بستہ عرض کی اے
ملکہ عالم آپنے اس کنیز کو نہین پہچانا حیرت نے کہا مین نہین پہچانتی عرض کی اس کنیز کا نام گلرنگ جادو ہے

یہان نسے صحرائے ویران ہی اب تو اُس صحرا کو صحرائے نرگستان کہتے ہین شہر صحرائے ویران نام تھا شاہنشاہ ہوشربا افراسیاب جادو پہلو نشین سامری جمشید نے مجھکو خلعت دیا اور ارشاد فرمایا کہ جاکے اُس صحرا کو آباد کرو اپنے نام کا شہر بناؤ مسافرون کو بڑی تکلیف پہونچتی ہی کنوین اور مسافر خانے جابجا بنواؤ کنیز نے بارہ برس مشقت کرکے صحرائے ویران کو آباد کیا صحرائے نرگستان نام رکھا دیکھنے کے لائق ہی اب تو دل چاہتا ہی وہان آنکھین فرش کیجیے دیہات قریات آباد ہوئے ایک قلعہ بنوایا اُسکا نام قلعۂ گلرنگ رکھا ہی آج اتفاق سے کنیز واسطے شکار کے نکلی اسطرف بھی نکل آئی حضور کے ورود اقبال و نزول اجلال کی خبر سنی برائے قدمبوسی حاضر ہوئی حضور کہان تشریف لیے جاتی ہین یہ حالات سنکے حیرت جادو کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای گلرنگ جادو اب تو ہمارا یہ حال کہ جسکا ذکر کرنا محال ہی نظم

راحت وطن کی یاد کرین کیا سفر مین ہم
لکھتے ہین اک پری کو کچھ آوارگی کا حال
کیا پھوڑین سر قصور در و دیوار در مین ہم
یکسان ہی شام غربت و صبح وطن اثر
کیون جلتے سایۂ شجر بارور سے ہم
جائین اُدھر جب ای رقم جذب اشتیاق
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم

اسطرح خاک چھانتے پھرتے نہ دشت دشت
باندھیگے نامہ طائر مجنون کے پر مین ہم
ہی یاد در طلب و یا بس تقریر ناصحان
پائین فغان شب مین نہ آہ سحر مین ہم
دلی سے رامپور مین لایا جنون کا جوش
دیکھین زمام ناقہ کف نامہ بر مین ہم

پاتے تھے چین کب غم دوری سے گھر مین ہم
ہوتے جو پائمال کسی رہگذر مین ہم
تھین وحشت سے زیادہ تر اس کو مین کھینچے
کیا بولین شکوۂ سفر بحر و بر مین ہم
اُس گل کے غم مین پھولتے پھلتے تو کب تلک
ویرانہ چھوڑ آئے ہین ویرانہ تر مین ہم
وصل بتان کے دن تو نہین یہ کہ قول

حیرت جادو نے جو یہ اشعار پڑھے گلرنگ جادو بہت روئی کرسی سے اُٹھکر سر سے پانون تک بلائین لین عرض کی واری حضور کیون اسقدر ملول رہتی ہین کنیز مین اسقدر موجود ہین زمین ہلادیگی بڑا افسوس یہ ہیگا کہ بارہ برس مقابلہ رہا اور شہنشاہ نے اپنی کنیز کو نہ یاد کیا آجتک میان لاچین کے یہانسے کوئی خراج لینے نہین آیا مین نے ہمیشہ سامان تیار رکھا کہ اگر کوئی خراج لینے آئے تو اُسکو فرد دکھاؤن اُس نذرے کو مزا چکھاؤن اگر وہ مجھسے خراج طلب کرتا مگر یہ بھی کنیز نے سُنا کہ میان لاچین سحر سے توبہ کرکے بیٹھے اب انکا ارنا جیسے ایک جانور کو ذبح کیا حیرت جادو نے کہا وہ تو بڑی بلا مین مبتلا ہین جاکے طلسم نور افشان مین قید ہوئے بڑی بڑی کوششین ہو رہی ہین سنتی ہون کہ خود صاحبقران چلے ہین ابھی تک بڑھیا ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی بعد عرصۂ دراز کے بڑھیا نے حیرت جادو کو خوب خوب تسکین دی کہا واری اگر قاتلان شاہ جاکے آسمان مین پوشیدہ ہون تو وہان سے لاکر ضرور قتل کرون اگر طبقات زمین مین محفوظ ہون تو طبقات زمین کو کھود کے پھینکدون مسلمان اب بھلا کیا بچ سکتے ہین مین افسوس کرتی ہون کہ شہنشاہ بارہ برس مسلمانون سے لڑتے اور اپنی کنیز بے تمیز کو یاد نفرمایا مین دیکھتی کہ سنگو ترا عیار کیونکر عیاری کرتا ہی حیرت نے تھرا کر کہا ای گلرنگ ارے واسطہ سامری و جمشید کا عیار کا نام نہ لینا مجھکو ڈر ہی کہ وہ کمبخت چلا نہ آئے حیرت جادو نے کہا اُس کمبخت کے نام کی تاثیر ہی جہان نام لیا بس وہین موجود ہولیا پھر اُسکا آنا تھا سامری و جمشید ہی بچھائے کہا واری آپ تو اسقدر خائف ہین کہ جسکا بیان نہین عیار ہنوا سامری و جمشید ہوگیا حیرت رو رو کر حال فتح طلسم ہوشربا بیان کر رہی ہی بڑھیا کبھی روتی ہی کبھی ہنستی ہی کبھی افراسیاب جادو کی عقلمندی پر آوازے کستی ہی عرصۂ دراز تک یہی جلسہ رہا جب یہ سب باتین ہوچکین تو گلرنگ نے کہا واری اُٹھیے آپ ہی کی سلطنت ہی چلکر بادشاہ ہوکر بیٹھیے کنیز خدمتگذاری کریگی اور جو آپ نے تجویز کیا ہی وہی سب ہوجائیگا یہ بات سن کے

عقاب بحیرت طرف حیرت کے دیکھنے لگا حیرت نے کہا اے گلرنگ تجھے اپنی راسخ الاعتقادی صرف کی اب مین انکو ساتھ لیکر چلی ہوں تمھارے مزاج مین آئے تم بھی چلو ہوشربا مین چلکے تمھارا ہون کو قتل کرین پھر جیسی صلاح ہوگی ویسا کیا جائیگا گلرنگ کو اب غصہ آیا کہا واہ واہ کیا خوب آپنے قدردانی کی مین سوا آپ کے کسی اور کی نوکر ہو کر چلون مین آپ بادشاہ جلیل ہوں جس فوج پر آپکو بہت بڑا گھمنڈ ہی اک اُف کرکے سب کو جلا دون دیوانہ بنا دون اس فوج کا کیا اعتبار اور جنکو آپ بڑا ساحر سمجھتی ہین یہ بیچارے میان عقاب ابر سوار جو بیٹھے ہین کوئی شعبدہ سحر دکھلائین میرے سامنے زبان کو ہلائین مجھے شہنشاہ نے تعلیم کیا آفات چہار دست کی مصاحب رہی ماہیان زمرد پوش سے ملاقات تھی ان سبھونکو سحر مین دیکھ بھال چکی ہون حضور انکے سحر نہ تھے کرامات سامری و جمشید کی تھی مارے جانا انکا مقام تعجب ہی مگر اتفاق سامری و جمشید سے کسی کے واسطے بقا مقرر نہین کی انتہا یہ کہ خود بھی مر گئے جب خود فنا ہو گئے تو کسی کے واسطے وہ بقا کیون چھوڑتے مگر یہ ماورائون کی بات ہی انکا مرنا بھی کرامات ہی انھون نے چولہ تبدیل کیا اگر وہ مر جاتے تو زمین و آسمان کیونکر قائم رہتے کہین اور پیدا ہوئے ہونگے ایک سو تیرہ مرتبہ جنم لینگے کبھی مسلمانون مین جملہ فرقون مین جائینگے کتاب مین لکھا ہی کہ ایک زمانے مین اک مقام ہی کہ نام اسکا اجار گاؤن ہی کہ ہین وشنو ایاسی رہتا ہی اسکے یہان خرس بھی پلے ہوئے ہین ایک مادہ خرس بھوری ہی اسکے یہان سات بچے ہونگے انھین مین سامری و جمشید بھی پیدا ہونگے کسی کو کیا خبر ہی حالات انکی کرامات کے ہم جانتے ہین بس اب آپ میرے ساتھ آئین زیادہ تکرار نہ کرین نہین تو لونڈی کو ملال ہوگا میرا ملال اور وبال کا باعث زوال ہوگا اب تو عقاب ابر سوار بھی بول اٹھا کہا اے گلرنگ بس اب یاوہ گوئی نہ کر ملکہ حیرت جادو سے اور ہمسے اقرار نامے ہوچکے ہین سرکاری کا غذ آیا جسکو اسٹامپ کہتے ہین اسپر اقرار نامہ لکھا گیا رجسٹری ہوگئی ہی میرے ہاتھ کا لکھا ہوا پاس ملکہ حیرت جادو کے موجود ہی ملکہ حیرت جادو کا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہی وہ اقرار بھلا اب رد ہو سکتے ہین بی گلرنگ زیادہ غصہ نکرو اب ملکہ ہمارے ساتھ ہین اور ہمارے ہی ساتھ جائینگی اسکے خلاف ہرگز ہرگز نہین کر سکتی ہین ملکہ حیرت نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کے کہا گلرنگ اب اس مقدمے مین دخل نہ دو جو تمنے کہا وہ کیا اب تم زیادہ اصرار نہ کرو ہم جاکے مقابلہ کرینگے ہوشربا کو ضرور لینگے اے گلرنگ تجھسے اپنا کیا حال بیان کرین فلک نے ہمکو ایسا پیسا کہ جسکو ہم اپنی زبان پر نہین لا سکتے ہماری یہ کیفیت ہی

قطعہ

مانند خون شراب ہی یان اپنے دم کے ساتھ
زندہ ہین ہجر دوست مین عاشق نہ مر گئے
ہنستے مین راستی ہی ہمارے ہی دم کے ساتھ
ہو دسترس تو پھینکیے دل پر سے وار کے
خونخواریان ہین صورت شمشیر دم کے ساتھ

اے دل ہو ست کشمکش کفر و دین سے چھوٹ
عالم اک اور بھی ہی وجود و عدم کے ساتھ
رونا تیرگی ہی شمع کے ہمراہ ہجر مین
آئینہ سکندر رہی جام جم کے ساتھ
ناسخ نہ چھوڑیے کبھی راحت مین رنج کو

تا زندگی رہا ہی اگر جام جم کے ساتھ
میخانے بھی بنائے ہین دیر و حرم کے ساتھ
تلوار راست خم کوئی جیسے پرانی ہو
ہوتی ہی جسطرح سے سیاہی قلم کے ساتھ
اہل ستم ستم سے نہ باز آئینگے کبھی
دوزخ بھی ہمکو چاہیے باغ ارم کے ساتھ

گلرنگ جادو حیرت جادو کی باتون پر رو دیتی تھی اور حسرت و یاس سے کلام نہ تھے سلطنت ہوشربا لیجیے قاتل شہنشاہ کا سر دون ایک جشن طلسم ہوشربا مین چلکے کرون کہ سب خراج گزار جمع ہون اسوقت اونکے ہلکے حیرت جادو نے کہا نہین بوا گلرنگ تم جاؤ جی چاہے ہمارے ساتھ چلو نہ جی چاہے اپنی سلطنت کا کام کرو تو ہمارے دل کو یقین ہی اور تقویت رہتی ہی کہ اگر کوئی نیکی بدی ہوگی تو تمھارے پاس چلے آئینگے

وہان اگر آرام تو پائینگے گلرنگ نے کہا واری مین تو نہ مانونگی میان عقاب ابرسوار کے ساتھ آپ کو نہ جانے دونگی
ایک کنیز کو اگر حکم دیدون تو اس لشکر کو تمام کر دے یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی کہا واری دیکھیے مین سمجھاے جاتی
ہون میان عقاب کی دم لونگی پر نوچونگی انکے ساتھ آپکو نہین جانے دونگی ذرا ہوشیار رہیے گا مگر اتنا عرض کرتی ہون
کہ جب اس لشکر پر کوئی آفت آئے تو آپ الگ ہو جائیے گا اوّل تو مین خود خیال رکھونگی مجھے تو میان عقاب
کو دیکھنا ہی کہ یہ کیسے ابرسوار ہین میرے نزدیک تو بالکل بیکار ہین بڑی دلیل یہ ہی کہ بعد سال بھر کے ایک مقام ہی
کہ اُسکو غار افراسیابی کہتے ہین وہان سب ساحر آکر جمع ہوتے ہین اپنے اپنے سحر کو پختہ کرتے ہین مشرق اور
مغرب جنوب اور شمال تک کے ساحر وہان آتے ہین بنگالے والے بھی وہان آنے کا نوردیس والون نے بھی
آکے امتحان دیا چالیس دن تک وہان ہنگامہ رہتا ہی اُس مجمع ساحران مین کبھی انکو نہین دیکھا اور جسنے وہان
امتحان نہین دیا وہ عمر بھر ناقص رہا ہر چند ملکہ حیرت جادو نے سمجھایا مگر بڑھیا رنجیدہ ہوکے چلی گئی اپنے قلعۂ
گلرنگ مین آکے پہونچی مصاحبین اسکی آکے جمع ہوئین تین سو جادوگرنیان آزمودہ کار ایک ایک سحر مین
طاق شہرہ آفاق ایک ایک کو اپنے اپنے سحر پر ناز حسن مین اعجاز مگر جب سب جمع ہو چکین تو گلرنگ نے
سب کیفیت بیان کی کہا صاحبو سنو جسکا تمنے نمک کھایا شہنشاہ ہوشربا مارے گئے زوجہ اُسکی ساتھ
عقاب ابرسوار کے جاتی ہی معتقدان شمشش کے طرف ظلمات کے بڑے مجمع ہین سرحد ہوشربا مین کوئی انکا نام
بھی نہین جانتا اُسکے نواسے کو لیکے بی حیرت چلی ہین اُسنے اپنے سحر کے گھمنڈ مین اقرار کرلیا کہ مین ہوشربا
فتح کرا دونگا قاتل افراسیاب کا سر دونگا حیرت ہماری قید مین تھی اُسنے ان باتون کو غنیمت جانا مین نے
کہا کہ آپ قلعۂ گلرنگ پر چلیے صحراے زمستان مین دس کوس تک میری عملداری ہی دیہات و قریات
آباد رعایا دلشاد مگر میان عقاب نے نہ مانا اور حیرت تو پرائے قبضے مین ہی اُسنے بھی مناسب نہ جانا
فلان صحرا مین لشکر عقاب فروکش ہی سات لاکھ کا لشکر ہی تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جاکر میان عقاب
کو سزا دے لشکر کو مٹا دے مگر ذرا اپنے مالک کی زوجہ کا خیال رہے اُسکی بارگاہ پر زوال نہ آنے پائے یہ سنکے
موجہ جادو اسکی کنیزونکی افسر ہی جوش مین آکے اپنے مقام سے اٹھی کہا حضور کہیے تو ملکہ حیرت جادو
کو خبر بھی نہ ہو وہ اپنی بارگاہ مین عیش کرین لشکر والے ایسی بلا مین پھنسین کہ اپنے مقام سے آگے نہ سرکین
اگر ارشاد ہو تو ایسا سحر کرون کہ آوارہ ہو جائین عقاب کا ساتھ چھوڑ دین گلرنگ نے کہا ای موجہ کیا
تجھے بھی سحر آتا ہی میرے سامنے تو کبھی تو نے سحر نہین کیا اُسنے عرض کی واری آپکی خدمت مین رہی ہون
آپکی رسوئین والی کہلاتی ہون کھانا پکاتی ہون اب آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ کس رنگ کا سحر ہوتا ہی گلرنگ نے
کہا بہتر ہی اچھا جاؤ ایسا نہو لشکر کوچ کر جائے میان عقاب ابرسوار کو جب مین نے للکارا جواب بھی
نہ دے سکے بہت ترکیب سے سحر کرنا موجہ جادو نے عرض کی حضور کو خبر پہونچیگی گلرنگ نے چند کنیزونکو
حکم دیا صورتین اپنی بدل ڈالو مردانہ بھیس کرکے لشکر عقاب ابرسوار مین جاؤ جو سیر گذرے ہمکو خبر
پہونچاؤ دس کنیزین صورتین بدلکر روانہ ہوگئین مگر موجہ جادو جوش مین اسباب سحر اپنے پاس لیکر
پر پرواز پیدا کرکے لشکر عقاب ابرسوار مین آئی یہان عقاب ابرسوار حیرت جادو سے کہہ رہا ہی کہ
ملکۂ عالم اب یہان سے کوچ کرو ایسا نہو وہ جا کر کچھ آفت برپا کرے گلرنگ بہت غصے مین گئی ہی ملکۂ
حیرت جادو نے جواب دیا کہ مین نے اُسکو بہت سمجھا دیا ہی کئی دن کے بعد یہ مقام پر فضا ملا اب جو کوچ

گر پڑینگے تو سحا ہوشربا کے کہین نہ ٹھہرینگے موجہ جادو اول اس لشکر مین آئی دور سے کھڑے ہوکر بارگاہ حیرت کو دیکھا
لشکر کو اپنی نگاہ مین کیا دو کوس پر اک پہاڑ تھا اُسپر آکے بیٹھی بچہ ہاے خوک ذبح کیے خون سے چوکا دیا کچھ روئی کے
گالے نکالے کچھ ماش کے دانے نکالے بہت سا اسباب سحر نکال کے رکھا سحر کرنا شروع کیا کبھی گولہ طرف آسمان کے
پھینکتی ہی کبھی کھڑی ہوتی ہی کبھی بیٹھتی ہی پکار پکار کر یہی کہتی ہی ای سحر سامری و جمشید اپنی تاثیر دکھا نا خالی
پلٹ کے نہ آنا یہ کہکے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا برق چمکی کچھ ابر آیا کچھ پانی برسا کچھ شعلے گرے آگ پانی کی طغیانی کر
اہالیان لشکر عقاب ابر سوار ساٹھ لاکھ کا لشکر ہی ایک طرف دس لاکھ جادوگر اُترے ہین افسران سب کا
سیران جادو کرسی بچھائے بیٹھا ہی پہر رات آگئی ہی دو ساحر دوڑے ہوے آئے کہا حضور یہ جو سامنے صحرا ہی
دس جادوگر واسطے رفع حاجت کے گئے تھے ابھی ایک شیر نکلا دسون کو کھا گیا سیران جادو نے بڑا افسوس کیا
کہا یارو خبردار جب تک سو پچاس اکٹھا ہو نا اب اُس جنگل مین نہ جانا کل صبح کو مین خود جاؤنگا سحر سے اُس
شیر کے کان پکڑکے لے آؤنگا اپنا مرکب اُسکو قرار دونگا کہ ایک پلٹن مین اہڑ ہوا سیران جادو نے پوچھا خیر ہی
ایک ساحر دوڑا ہوا آیا کہا حضور بڑا غضب ہوا سانپ نے کمیدان صاحب کو کاٹا پڑے تڑپ رہے ہین اب
یہ سنکے سیران جادو دوڑا آکے دیکھا کمیدان پڑے تڑپتے ہین مگر ایک کالا سانپ اُنکے جبڑے مین لپٹا ہی ایک
ساحر نے کہا کہ حضور جس سانپ نے کاٹا وہ بیٹھا زبان نکال رہا ہی سیران نے کہا ارے اسکو مارلو ایک نے
دوڑکر اُسپر لاٹھی ماری سانپ نے اپنے کو بچایا جست کرکے انکی پیشانی پر کاٹا وہ ہاے کہکر گرا سر پھٹ گیا ازبسکہ
رگ مین کام تمام ہوا دوسرے ساحر نے تلوار کا ہاتھ مارا سانپ کا پھن کٹا اُس پھن نے جست کی تلوار مارنے والے
کے گلوگاہ مین لپٹ گیا وہ بھی تڑپکے گرا جسم جو مار سیاہ کا تڑپا جس پر اُسکے خون کی چھینٹ پڑی پانی ہوکر
بہ گیا پچاس جادوگر اُس ساحر کی وجہ سے مرے سیران جادو آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے اس پلٹن سے
نکلا ہی کہ رسالے سے رونے کی آواز آئی اسنے پوچھا ارے یارو کیا معرکہ ہی ایک ساحر دوڑا ہوا گیا وہانسے
بدحواس آیا عرض کی حضور عجب سانحہ گذرا نیسان نہلیل خود سر جو رسالہ دار ہین ایک رنڈی پر عاشق ہوکے
رنڈی کو نوکر رکھ لیا تھا وہ ایک غلام ترکی سے پھنس گئی رسالہ دار صاحب نے جلکے غلام ترکی کو مار ڈالا وہ
غلام ترکی اک سوار کا غلام تھا اُس سوار نے آکے رسالہ دار کو مارا رسالہ دار کے عزیزون نے اُس سوار
کو مارا اسوار کے عزیزون سے تلوار چلی دو سو جادوگر مارے گئے رسالے مین تہلکہ ہی اسوقت تو غدر ہو گیا
جسنے جسکو جہان دیکھا مار ڈالا ابھی یہی آفت ہی سیران جادو یہ سنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا سارے رسالے مین
تلوار چل رہی ہی سیران ہان ہان کرکے دوڑا دس لاکھ فوج کا افسر ہی ایک سوار نے بڑھکے کہا کہ میان سیران
آپ دخل نہ دیجیے لڑائی اور طرح کی ہی آپ دخل دیجیگے تو پچھتائیگے سیران نے اُسکو ڈانٹا اسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا
مارا سیران کا سر زخمی ہوا سامنے پلٹن اُتری ہوئی تھی ہلڑ ہوا کہ افسر اعلی زخمی ہوا پلٹن والون نے سوارونکو آکے
تہ تیغ کیا دوسرے رسالے مین خبر پہونچی کہ پیدلون نے سوارونکو مارا دو رسالے پلٹن پر آپڑے خوب آپس مین
لڑنے ناگاہ خبر پہونچی کہ سوار پیادونکو قتل کر رہے ہین ہرچند سیران ہان ہان کرتا ہی ایک سپاہی نے دوڑکر
ہاتھ مارا میان سیران کا سر اُڑ گیا اب تو دس لاکھ مین بلوہ ہوا تلوار نیزہ تیر گولہ تفنگ تبر تیغ جو جسکو ممکن ہوا
چلنے لگا حیرت جادوگر کو تو اسکا خیال تھا یہ تو اپنے بارگاہ مین ہی عقاب خاصہ نوش کرکے اپنی بارگاہ مین
چلا ہی کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی حضور دس لاکھ ساحرون مین بلوہ ہی صبح تک سب مر کر گر پڑینگے سحر چل رہا ہی

کہ زمین کانپ رہی ہی تلوار ایسی چلی کہ خون کے دریا بہ گئے سب کیفیت خدمتگار نے عرض کی عقاب پلٹ پڑا اور
گھوڑے پر سوار ہو کے آگے جو دیکھا دس لاکھ ساحر دن مین تلوار اور سحر چل رہا ہی لاکھون مارے گئے اور
جان بچا کے نکل گئے خیمے بارگاہین خالی پڑی ہین اہالیان لشکر و بازار خوف جان سے دوکانین کھلی ہوئی چھوڑ
کے بھاگ گئے دیہات والون نے دوکانداروں کو روک لیا وہ سب لٹ کے آئے دُہائی دے رہے ہین ہر طرف
صدا ہی کہ لٹ گئے عقاب ابر سوار لاکھ چھلا لاطہ پیٹا کہ یارو یہ کیا غضب کرتے ہو آپسمین لڑکے مرتے ہو
کیا میرے لشکر کو بدنام کروگے ارے کئی لاکھ کا تھیت ہو چکا کوئی جواب بھی نہین دیتا بعض گولے ترنج نارنج
لیکر طرف عقاب کے پلٹے گھوڑے کو چمکا کے بھگایا ایک مقام پر جو آگے پہونچا وہان بھی بیس ہزار آدمی سوار
اور پیدل اُترے تھے رسالہ دار نے آج جلسہ کیا تھا سب افسرونکو خبر دی کہ ہمارے یہان آج جلسہ ہی سب
آکے جمع ہوے ایک نازنین گلنار رو پُرش ناچنے کو کھڑی ہوئی گائی جاتی ہی اور بتا بھی رہی ہی افسر بیٹھے بیٹھے بگڑے
شتوم جادو کہ جسنے جلسہ کیا تھا اُس سے کہا یہ کیسا جلسہ ہی کہ یہ کسبی تمھاری طرف بتاتی ہی ہمارے طرف نہین
بتاتی ہی ہم اس کسبی کو سزا دینگے کمیدان نے کہا ہماری آشنا ہی دونون طرف سے افسر اٹھے تلوار چلنے لگی فوج مین
خبر پہونچی اہالیان پلٹن نے سنا کہ ہمارے کمیدان کو رسالہ دار نے مارا رسالے پر جا پڑے بیس ہزار مین تلوار
چلنے لگی عقاب ابر سوار جدھر جاتا ہی کہین جلسے مین فتور ہوا تلوار چلی کہین حسن پرست جمع تھے کسی کمسن بچے
نگاہ ڈالی اُسکا باپ بگڑا اعزہ سب جمع ہو گئے حسن پرست کو مارا حسن پرست کے عزیز آگئے وہ آپس پر جا پڑے
عقاب جادو یہ بلوہ دیکھکے گھبرا گیا اُسی پریشانی مین قریب بارگاہ حیرت جادو کے آیا حیرت کو بھی
کنیزون نے خبر دی کہ آج لشکر مین ہنگامہ ہی دس پانچ لاکھ مر کے گر چکے ہین حیرت جادو گھبرا کے باہر نکل آئی
وقت وہ ہی کہ جلاد فلک چہارم تیغ مہر ہاتھ مین فوج ثوابت و سیارگان کو بھگا کے یلتا سلطان انجم سپاہ
قلعہ مغرب مین جاکے محصور ہوا جلاد فلک تیغ مہر حمائل کیے ہوے فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا حیرت جادو نے
دیکھا عقاب چلا آتا ہی گر رنگ رو اُڑا ہوا حیرت کو دیکھکر کہا ملکۂ عالم بڑا غضب ہوا بیس لاکھ جادوگر
مین وہ انقلاب ہی کہ کیا بیان کرون وہین سب کی بیان کین کہا کہ جابجا تلوار چل رہی ہی پانچ چھ لاکھ کے
قریب جادوگر خدمت سامری مین پہونچے اور جنگ نہین موقوف ہوتی مین سب جگہ گھوڑا اُڑا کے گیا
للکارا ڈانٹا خفا بھی ہوا کوئی میری نہین سنتا مین نہایت پریشان ہون مجھے خیال ہی کہ ایسا نہو سارے
لشکر مین ہنگامہ ہو جاے اور بلوہ دمبدم بڑھتا جاتا ہی حیرت جادو کے منھ سے نکلا ای عقاب جادو
مین کہ نہین سکتی صاف ظاہر ہوتا ہی رات بھر مین بیس لاکھ مین بلوہ ہونا خالی از عجائب دغا سے نہین ہے
معلوم ہوتا ہی گلرنگ نے جاکے کوئی شعبدہ کیا حقیقت مین اُسنے آنکھین افراسیاب جادو کی دیکھی ہین
چار پہر مین بیس لاکھ مین بلوہ ہوا عقاب نے کہا بلوہ شب سے ہوا حیرت جادو نے منھ پیٹ لیا کہا کہ ای
عقاب تو اس کو کیا سمجھتا ہی ساحران ہوشربا نیرنگ اور شعبدے مین یکتا تھے سحر کرنے والے نے وہ
تدبیر کی کہ جسکا یہ ظہور ہی ایک خدمتگار سامنے کھڑا تھا اُسنے دست بستہ عرض کی اگر ارشاد ہو تو مین جا کے
خبر لاؤن حیرت نے جو بنگاہ غور دیکھا آنکھون سے پہچانا کہ چالاک بن عمرو ہی مسکرا کے کہا اچھا جاؤ خبر لیکر
پلٹ آنا اگر کوئی ساحرہ سحر کرتی ہو تو ہاتھ نہ لگانا خدمتگار نے کہا یہ تو غلام سے نہوگا کہ غلام کو معلوم ہو کہ
ہمارے لشکر کی بربادی کی در پئے ہی اور ہم اُسکی گردن نہ لین حیرت نے کہا ارے کمبخت خالی شعبدے نے

تو یہ رنگ دکھایا میرے نزدیک موجہ نے یہ دل لگی کی ہے کہ یہیں تو یہ رنگ ہے اگر گلرنگ بگڑ جائیگی تو کیا ہوگا خدمتگار
نے کہا جو عقل میں آئیگا وہ کیا جائیگا ان باتوں میں خدمتگار نے حیرت کا ہاتھ بھی پکڑ لیا عقاب ابر سوار
گھوڑے سے اترا ہوا کہہ رہا ہے ملکہ میں خود جاؤں خدمتگار کو ملکہ نے بائیں ہاتھ سے طمانچہ مارا اور کہا الگ سے
بات نہیں کرتا خدمتگار طمانچہ کھا کے بھاگا مگر بہت خوش یہ چالاک بن عمرو تھا کھارے آکے دو گلابیان شراب
کی ایک دونے میں کباب گرما گرم کچھ تھوڑا سا میوہ لیکر لشکر سے نکلا چار جانب نگاہ اٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا صبح کا
وقت قریب ہے ہوائے سرد چل رہی ہے طائر جا بجا زمزمہ سرائی کر رہے ہیں طاؤسان زریں بال رقصان قدرت
باغبان قضا و قدر کا سامان سب طرف رعنائی زیبائی مگر ایک پہاڑ کیطرف سے ہوائے گرم آتی ہے اسطرف کوئی
طائر بھی نہیں جاتا خیال میں گذرا کہ اے چالاک جو کچھ ہے اسی طرف ہے اسطرف کوئی طائر بھی نہیں جاتا رنگ و
روغن عیاری کا نکالکر ایک کنیز حسین کی صورت بنا زرداری کرکے چلا صحرا میں آکے ایک نخل پر چڑھا دیکھا
پہاڑ پر ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کبھی سر ہلاتی ہے کبھی ہاتھ چمکاتی ہے کبھی آگ برساتی ہے کبھی بر خنین کچی ہیں
اُسی پہاڑ پر ٹہل رہی ہے چالاک نے جو یہ معرکہ دیکھا نخل سے اترکے اسی پہاڑ کی طرف چلا حیرت نے عقاب سے
کہا بس اب باطمینان اپنی بارگاہ میں جاکے بیٹھو یہ جو خدمتگار طمانچہ کھا کے گیا ہے بڑا تیز اور طرار معلوم ہوتا ہے ضرور
جاکے کچھ کام کریگا عقاب ابر سوار اپنی بارگاہ میں آکے بیٹھا مگر منتشر حیرت جادو زیر سائبان زرنگار آکے
بیٹھی کرسی بچھی ہے گرد کنیزان ماہرو مگر گلرنگ جادو کا حال سنیے کہ یہ اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہوئی ہے دس کنیزیں
واسطے خبر کے مقرر کی ہیں وہ رات سے خبر پہونچا رہی ہیں پہلے ایک شیر صحرائی نے دس ساحر مار ڈالے پھر مار
سیاہ نے پچاس آدمی مارے صبح کو کنیز نے آکے خبر دی کہ بیس لاکھ ساحر دن میں ہنگامہ ہے اور جہان معرکہ پڑا
کسی وجہ سے ہوا گلرنگ جادو نے کہا صاحبو ایک میری لونڈی کے سحر کا تماشا دیکھا کیا خوب سحر کیا ہے اب
میں اسکو مصاحبوں میں درج کرونگی جلد جاکے خبر لاؤ دیکھو بی حیرت جادو و عقاب ابر سوار کیا کرتے
ہیں ایک نے آکے خبر دی کہ رات کو میاں عقاب ابر سوار گئے تھے لاکھیچنے ملنے آئی ایک نے نہیں سنی اب جاکے
اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں انتہا کے منتشر ہیں اسنے کہا تم جاؤ دیکھو بی حیرت جادو کیا کرتی ہیں کنیزیں خبر کو روانہ ہوئیں
چالاک نے نخل سے اترکے اُس پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا پکار کے آواز دی بی بی کیا کر رہی ہو واہ واہ کیا
کار نمایاں کیا ہے تمھارا نام وزیروں میں لکھا گیا ملکہ تعریفیں کر رہی ہیں آج تو دربار میں تمھارے نام کا غل
ہے موجہ جادو نے جو یہ آواز سنی پلٹ کے دیکھا ایک کنیز نہایت حسین گلابیان شراب کی مثل دل پہلو میں
چھپائے ہوئے دونا کباب کا لئے ہاتھ میں ہنستی ہوئی آتی ہے ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہے موجہ جادو نے
کہا اے ہوا کیا ہے حسین کنیز کا ہنسنا نہیں موقوف ہوتا موجہ جادو نے جھلا کے جواب دیا ارے میں نام تیرا
بھول گئی کنیز نے کہا یا ہمارے ساتھ کام کرتی تھیں اب آپکو عہدۂ وزارت ملا کاہیکو پہچانیے گا آپ تو بھول
جائیے گا ترکاری بنانے والی سرتاش جادو موجہ جادو نے کہا تمھیں کیونکر آنیکا حکم ملا کہا ملکہ نے اپنے پینے
کی شراب بھیجی ہے میوہ عنایت فرمایا ہے ابھی خبر گذری ہے کہ میاں عقاب نہایت پریشان اپنے خیمے میں بیٹھے ہیں چھ سات
لاکھ جادوگر ابھی مر گئے ہیں بیس لاکھ ساحر دن میں ہنگامہ ہے موجہ جادو نے کہا اری سرتراش جادو آج
تمام دن سارا لشکر اسی آفت میں مبتلا ہوگا بھائی کو بھائی قتل کرے تو سہی باپ کو بیٹا مارے تب سحر جانو میرا
تو جی چاہتا ہے کہ ایک شعبدہ کردوں بی حیرت جادو کا طلب اکٹ جائے عقاب پر جا پڑیں کنیز نے کہا نہیں ماری

سک کا بھی پاس ضرور ہی اگر حیرت جادو و عقاب ابر سوار آپس مین لڑے تو بڑی خرابی ہوگی حال بھی کھل جائیگا
ملکہ حیرت پر وہ دباؤ ڈالیگا ایسا نہو کچھ انکے لیے باعث خرابی ہو آیندہ تمکو اختیار ہی لو ایک جام تو پیو کباب
گرما گرم مین بازار سے خرید کے لیتی آئی ہون ٹھنڈے ہو جائینگے والے انگور کے نوش فرمایئے رات بھر گذری بڑی
مشقت کی یہ کہکر جام لبریز کیا گنگنا کے ایک تان ماری موجہ جادو پھڑک گئی کہا سر تراش تو تو خوب گاتی ہی کنیز نے
کہا حضور جام تو نوش فرمائین بے راضی کیے آپکو نہ جاؤنگی یہ کہکر جام ہاتھ مین دیا کنیز نے دو مین شعر مضمون شراب
کے گائے موجہ جادو جوش مین شراب پی گئی اب تو کنیز نے مسخراپن کرنا شروع کیا انگور بھی کھلائے کباب بھی کھلا
کہتی جاتی ہی بی بی منہ بدمزہ ہوگا ایک کباب اور کھا لو سب کباب کھلا دیے موجہ جادو گھبرا کے کہنے لگی سر تراش
بڑا نشہ ہوا کنیز نے کہا ذرا ٹھکر ٹہلیے موجہ جادو گھبرا کے اٹھی بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی چالاک نے سر کاٹ لیا سر
کٹتا موجہ جادو کا کہ اندھیرا چھا گیا کنیزین جو خبر لینے آئین اُنھون نے یک بیک دیکھا کہ ایک دناٹا ہوا وہ ساحر سب
جو لڑ رہے تھے تلوارین نیام انتقام مین کرکے رک گئے اسباب سحر جھولی مین رکھنے لگے ایک سے ایک کہتا ہی بھائی ہم تم
ایک ہی بادشاہ کے ملازم ہین لڑائی کیسی چھلاوہ جادوگر کا کھیت ہوا یا تو لڑ رہے تھے یا آپس مین مل گئے جو مرے تھے
انکے واسطے افسوس کرنے لگے سب جمع ہوکے عقاب ابر سوار کے پاس آئے عقاب ابر سوار نے کہا کیون یارو یہ
کیا کیا کہا حضور سرکار کے خطا وار ہین بیوجہ آپس مین لڑے ناحق کو معرکے پڑے اخبار نویس نے پرچہ دیا کہ چھلاوہ
جادوگر مارے گئے سیہ ران جادو سب کا افسر مارا گیا عقاب ابر سوار حیران کہ یہ کیا معرکہ تھا یا تو یہ جنگ یا
ایسے سیدھے ہوے کہ ہاتھ جوڑتے ہین حیرت جادو کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو اُس خدمتگار نے جا کے کام تمام
کیا جو کنیزین گلرنگ کی واسطے خبر کے آئی تھین اُنھون نے یہ معاملہ دیکھا یہ خبر لیکے بھاگین سامنے گلرنگ جادو
کے آکے پہونچین کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہوا یا تو لشکر مین عقاب کے ہنگامہ تھا دمبدم لڑ رہے تھے یا یکایک
سب اصلاح پر آگئے ایک سے ایک ملنے لگا اپنے کشتون کے لاشون پر روئے افسر اعلی سے عذر کیا گلرنگ جادو
گھبرا گئی کہا موجہ جادو پر کوئی آفت آئی بڑی جلد جا کے خبر لاؤ کنیزین دوڑین پہاڑ پر جا کے دیکھا موجہ جادو کہ
مری پڑی ہی سر کوئی کاٹ کے لے گیا لاشہ بیسر پڑا ہی دو گلابیان شراب کی ایک دونا کباب کا لاشہ موجہ جادو
کا تڑپ رہا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ ابھی کوئی سر کاٹ کے لے گیا ہی لاشہ اٹھا کے موجہ جادو کا سامنے گلرنگ
کے لائین گلرنگ نے لاشے کو دیکھ کے نہایت غصہ کیا کہا جلد جا کے دریافت کرو کہ کسنے میری کنیز کو مارا کنیز نہین
میری قوت بازو تھی چند کنیزین واسطے خبر کے روانہ ہوئین گلرنگ نے یہ بھی کہدیا ہی کہ یہ ضرور دریافت کرنا کہ سر
اسکا کہان ہی یہان چالاک نے سر موجہ جادو کا سامنے ملکہ حیرت جادو کے ڈال دیا اب تو کچھ خوف عقاب
کنارے ہوا حیرت جادو نے کنیزونکو رکھایا حکم دیا میان عقاب کو بلا لو عقاب بھی آکے بیٹھا کہا لو اب عقاب
فساد برپا ہو گیا گلرنگ کسقدر بگڑی تھی اب تو اسکی کنیز قتل ہوئی سر موجہ جادو کا سامنے پڑا ہوا ہی عقاب اور
حیرت باتین کر رہے ہین تمام افسران فوج جمع ہین کچھ کرسیون پر بیٹھے ہین کچھ کھڑے ہین ہر ایک کہ رہا ہی خداوند
اس خادم نے بڑی قیامت برپا کی چھلاوہ جادوگر مارا گیا عجب عجب طرح کے فساد برپا ہوے چند کو شمشیر برانی نے
مار ڈالا پچاس آدمی بوجہ ہار سیاہ ہلاک ہوے پھر تو جابجا بلوے تھے ہر محل مین فساد اٹھا عقاب نے کہا جنگی سحر
یہ ہین کہ ہمین نے رات کو کسقدر کد و کاوش کی جون جون منع کرتا تھا کسی نے جواب تک نہ دیا افسران فوج عرض
کر رہے ہین کہ حضور یہی دل مین تھا کہ جو بولے اُس سے لڑین بھائی نے بھائی کو باپ نے بیٹے کو ستایا ملکہ گلرنگ سے

جاکے کنیزون نے سب کیفیت بیان کی اور کہا سر موجہ جادو کا سامنے حیرت و عقاب ابر سوار کے پڑا ہی اور
یہی باتین ہو رہی ہین یہ سنتے ملکہ گلرنگ جادو غصے مین آئی کہا واہ واہ میری کنیز کا سر اور یون پڑا ہو یہ کہکے
اٹھی اور بڑے غصے مین حیرت و عقاب بیٹھے ہوے ہین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا کنیزون نے بڑھکے عرض کی گلرنگ
بڑے غصے مین آئی ہی اور یہ قول ہی کہ میان عقاب ابر سوار کی اب شامت آئی ہی کیا اب لشکر کو زندہ جانے دونگی
دیکھون یہ لشکر اب کیونکر جاتا ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے گلرنگ جادو بال کھلے ہوے کمر تک لٹکتے ہوے
لہنگا زمین مین لتھڑتا ہوا پاؤن پھاڑون کرتی ہوئی چلی آتی ہی جیسے ہی عقاب سے آنکھ ملی آواز دی کیون او بیحیا
تو نے میری کنیز کو قتل کرایا اسکا مزہ تجھکو چکھا دونگی اور حیرت جادو کو پھر جھک کے سلام کیا کہا حضور یہ آپکی فرصت
سے فساد برپا ہوا اب بھی کچھ نہین گیا ہی میرے ساتھ چلیے جو جو عدے میان عقاب نے کیے ہین وہ انسے نہ ہونگے
لونڈی بجا لائیگی آخر بے ادبی بھی ہوئی میری کنیز کا قتل ہو جانا بالا بالا نہ جائیگا یہ خون رنگ لائیگا حیرت نے
کہا اے گلرنگ تو کیون فساد برپا کرتی ہی خیال کر تو نے چھ لاکھ آدمی قتل کرا ڈالے اگر یہ کنیز نہ قتل ہوتی تو سارا
لشکر قتل ہو جاتا گلرنگ جادو نے جواب دیا اگر آپ صلح چاہتی ہین تو قاتل کو موجہ جادو کے میرے حوالے
فرمایئے مین جاکے اسکی بوٹیان کاٹ کے کھاؤن کباب لگاؤن تا میرے دل کو قرار ہو عقاب نے چپکے سے ملکہ
حیرت جادو کے کان مین کہا اے ملکہ وہ خدمتگار کہان ہی حوالے کردو کہ جھگڑا پاک ہو ایک آدمی کی وجہ سے
لاکھون کی جان بچتی ہی حیرت نے کہا وہ ایک خدمتگار تھا نہین معلوم کسطرف گیا اور اگر ہوتا بھی تو کٹھن ہی
اسکو حوالے کر دیتین حیرت نے کہا ہمین نہین معلوم کس نے مارا گلرنگ جادو نے کہا بہت خوب آپکو فساد ہی
منظور ہی بہت مناسب ہی کیا کہون آپکا مجھکو بہت پاس ہی نہین تو ابھی سب لشکر کو تباہ کر دیتی حیرت جادو
نے اپنے سر کو جھکا لیا گلرنگ جادو نے سر موجہ جادو کا اٹھایا جسطرح آئی تھی اسی طرح پلٹ کے چلی گئی حیرت
نے کہا اے عقاب ابر سوار دیکھا تو نے کس ساعت سے تم اپنے ملک سے نکلے کہ راہ مین یہ ملال اٹھائے ہم
سمجھے تھے کہ ان راستون سے فراغت ہوئی اب سیدھے ہوشربا پہونچینگے مگر اب خداوند سامری و جمشید نے
یہ تقدیر کی اے عقاب ابر سوار تدبیر کرو گلرنگ جادو اب جاکے فساد برپا کریگی دیکھا تنے کس زور و شور سے
آئی اگر کوئی روکتا وہ ابھی آمادہ حرب و پیکار تھی سحر پر اپنے اسکو بڑا غرا ہی اور غرا بالکل اس بات پر ہی کہ اپنے
آنکھین شہنشاہ کی دیکھی ہین عقاب نے کہا مین کیا تدبیر کرون میری صلاح تو یہ ہی کہ جو کچھ کل گذرا وہ تو گذرا
تمام لشکر کا ستھراؤ ہوا کیا کیا افسر مارے گئے چلو کوچ کرکے نکل چلین ملکہ حیرت جادو نے بھی کہا کہ بہتر ہی عقاب
نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو فوراً ہوئی لشکر فوراً آراستہ ہوا ملکہ حیرت تخت پر سوار ہوئین عقاب مرکب پرند پر لشکر
کو پشت پر لیا طرف منزل کے روانہ ہوے عقاب کا یہی حکم ہی جسقدر جلدی ہو سکے نکل چلو مگر لشکر گران بہیر و
بنگاہ خیمے بارگاہین لدے ہوے کیونکر جلدی چلین سامان ماہی و مراتب چار کوس کے قریب لشکر نکلا تھا کہ صحرائے
سبزہ زار ملا ملازمون نے بڑھکے عرض کی اگر حکم ہو اسی مقام پر اترین مقام معقول ہی عقاب نے کہا کیسا معقول
اور نامعقول جہانتک ہو سکے نکل چلو یہ تو روا روی کرتے ہوے جاتے ہین مگر اب سنیے کہ گلرنگ جادو سر جو
کنیز کا لیکر آئی ارتھی بنا کے اسکو جلایا ایک کنیز سے کہا جاکے خبر تو لا کہ لشکر مین عقاب ابر سوار کے کیا رنگ ہی
کنیز گئی اور دوڑی ہوئی تھوڑی دیر مین آئی عرض کی حضور لشکر عقاب کا کوچ کرکے چلا گیا یہ سنتے بڑھیا شل ہو کے
گڑگڑائی کہا واہ یہ بھڑوا بھاگ کے نکل جائیگا یہ کہکے سر ہلاتی ہوئی مجمع ساحران سے نکلی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی

پہلو سے ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوا گلرنگ جادو نے دیکھکر آواز دی ای طائر ساحری جلد بیان سے جا جتنا راستہ طی کیا ہو بس اسی قدر انکے واسطے کافی ہی طائر اڑکر چلا لشکر عقاب ابر سوار جاتا ہی جا بجا ہی عقاب کہ جسطرح ہو سکے نکل چلیے کہ اک ہواے سرد چلی کچھ طائرون نے زمزمہ سرائی کی عقاب ابر سوار نے دیکھا کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر آکے لہرایا طائر نے اک چیخ ماری اک ابر آسمان پر آیا تھوڑی دیر مین دفع ہوگیا عقاب نے دیکھا جس راہ پر جاتے تھے ایک پہاڑ آکے حائل ہوا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی پہاڑ ہی پہاڑ معلوم ہوتا ہی اہالیان لشکر نے بڑھکے عرض کی ای شہنشاہ اسطرف راستہ نہین یہ کوہ فلک شکوہ حائل ہی درے سب پہاڑ کے بند ہین کدھر سے راستہ چلین عقاب نے گھبرا کے کہا اسی مقام پر اتر پڑو سب لشکر اتر پڑا بارگاہ عقاب کی استادہ ہوئی جب ملکہ حیرت جادو تخت سے اتری عقاب ابر سوار نے کہا ای ملکہ عالم یہ راستہ بالکل پاک وصاف تھا مگر یہ پہاڑ کہان سے آیا حیرت نے کہا ای عقاب ایسے ایسے ہزارون جھگڑے ہونگے فساد گلرنگ کا خالی از علت نہین ہی عقاب نے کہا ای ملکہ عالم پھر مین کیا کرون ملکہ نے کہا تمھاری خاطر سے مین نہ گئی ورنہ مین اسکے ہمراہ چلی جاتی عقاب ابر سوار رونے لگا کہا ای ملکہ عالم مین تو غلام ہون مین نے تو آپ کے واسطے گھربار اپنا چھوڑا سلطنت سے منھ موڑا عزیز واقارب چھوٹے اگر آپکا ساتھ چھوٹ جائیگا تو مرجاؤنگا ہر وقت یہی خیال ہے بقول شاعر

تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خون دل اپنا تھا مگر گونہ رخ طراز مین
خسرو عیش وصل یار جاگنی اور کوہکن
نفخ صور کا اثر نغمہ سے نواز مین
پردہ نشین کے عشق مین پردہ دری نہین
بیٹھے اٹھے ہین مومن اب گر رہے شب نماز مین

ہم نہین چاہتے کبھی اپنی شب دراز مین
کیونکر نہ آوے اس رشک جاگنے وہ جسکا دھیان ہی
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
کٹنے اب التفات کی غیر کو ہین شکایتین
ہوتی ہین مجھسے بیان جان نہفتہ راز مین

اور ہی رنگ آج ہی عارض گلعذار کا
آہو سے خواب مین نرگس سحر باز مین
بس تری بزم سوز مین یہ دباتین کہ ہی
سکے مرا مبالغہ منت احتراز مین
یاد بتان مین لاکھ بار فرط قلق سے ہم بھی تھے

یہ شعر عقاب ابر سوار نے پڑھے منتین کرنے لگا کہا ای ملکہ عالم کسی کام کا نہ رہونگا مین نے گھربار اسی واسطے ترک کیا اگر آپکا فراق ہوگا مر جاؤنگا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ جو کہا ہی وہی ہوگا مگر ای عقاب مین کیا کہون ایسے معرکے بڑے عیارون نے وہ وہ قیامت برپا کی ہی کہ اب کوئی سحر کرنے مین نہین آتا وہ عیاریان نہین کہین کراتین تھین صنعت کا مارا جانا عمرو ہی کا کام تھا کہ صنعت کو مارا عمرو ہی کا یہ کام تھا کہ وہانتک پہونچا کسی کی مجال نہ تھی کہ وہانتک پہونچے مگر عمرو ہی کا کلیجہ تھا لاکھون روپی کا سامان تیار کرکے لشکر گران لیکر آیا دو طلسمی صنعت کو مارا اور کیا کیا کہین بیان کرون جو جو حرکات اس نظام سے سرزد ہوے وہ لائق بیان نہین ہین عقاب اس فکر مین ہی ملکہ گلرنگ طائر کو دیکھکر طرف کنیزون کے پلٹی کہا کہ صاحبو سنا تمنے عقاب یہان سے بھاگا راستے مین روک دیا گیا تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جاکے لشکر کو تباہ کرے اور عقاب ابر سوار کو پکڑ لائے یا بدولت خود تکلیف فرماوین سیماب جادو بیتاب ہوگے اٹھا کہا ای ملکہ عالم غلام جاکے لشکر کو تباہ کریگا اور عقاب کو بھی پکڑ لائیگا گلرنگ جادو نے دیکھکر کہا روانہ باش سیماب جادو چلا ہر چند ساتھ والون سے پوچھا کیا ترکیب کروگے مگر اسنے کچھ نہ کہا اور روانہ ہوا جب ایک دو دوستون نے زیادہ کہا تو یہ بھی کہ گیا کہ موجب جادو کے قتل ہونے سے ایسا خائف ہون کہ خیال آتا ہی زیادہ در ہم گوش دار دیار وجھسے یہ نہ پوچھو جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا اس ترکیب سے میان عقاب کو لاؤن کہ آنکے فرشتون کو خبر نہو لشکر کو یون تباہ کرون کہ نشان نہ باقی رہے کئی جادوگرون نے یہ بھی کہا کہ ہم بھی ساتھ چلین اس غرور نے

کہا کسی کی ضرورت نہیں ہے میں خود سمجھ لونگا گلرنگ جادو نے کہا اے سیماب میں تیرا خیال بھی رکھونگی یہ کہکر گلرنگ نے
ایک دستک دی ایک جوان سیہ فام حاضر حاضر کہتا ہوا گوشۂ بارگاہ سے سامنے آیا تب گلرنگ نے کہا اے موہوم
سیماب کا خیال رکھنا اچھا کہکے وہ جوان غائب ہوا سیماب روانہ ہو گیا قریب لشکر عقاب کے پہونچکر سوچا کہ
یہ تو دریافت کرلوں کہ عقاب ابرسوار کس خیمے میں رہتا ہے صورت بدلکر لشکر میں پہونچا ٹہلتا ہوا ایک ایک سے
پوچھتا ہے کہ عقاب ابرسوار کس خیمے میں رہتے ہیں کوئی جواب نہیں دیتا بعض کہتے ہیں کہ یہ کون حماقت زدہ ہے کہ
ہمارے بادشاہ کا نام لیتا ہے اسوجہ سے کوئی نہیں بتلاتا ہے بازار بزازان میں آکر کھڑا ہوا اودھر سے ٹہلتے ہوے میاں
چالاک تشریف لاتے ہیں خدمتگار بنے ہوے گولے دار پگڑی زیب سر چپنی ہوئی چپکن زیب جسم بھاری جوتا شروع کا
پائجامہ دوکانداروں سے صاحب سلامت کرتے ہوے ایک دوکاندار نے کہا میاں خدمتگار صاحب آج ایک شخص
پوچھتا پھرتا ہے کہ عقاب کہاں رہتے ہیں چالاک نے کہا کہاں ہے دوکاندار نے کہا وہ سامنے کھڑا ہے چالاک تو
جانتا تھا کہ قیامت برپا ہوگی قریب آکے سلام کیا پوچھا آپ کہاں سے آتے ہیں سیماب نے کہا میاں خدمتگار صاحب
آپ کسکے نوکر ہیں چالاک نے کہا میں خاص ملازم عقاب ابرسوار کا ہوں آپ اپنا مطلب کہیے کیا بیکار ہو نوکری
اختیار کروگے ابھی ایک خدمتگار پر خفگی ہوئی چھڑا دیا گیا وہ اسم خالی ہے میں چلکے آپکا نام لکھوا دوں مگر ضمانت
دینا ہوگی شاید اس لگاؤن میں رہتے ہو کل بھی تم کیوں لے رہے تھے چالاک نے خلق و محبت سے باتیں کیں کہ
سیماب خوش ہو گیا کہ اس خدمتگار کی زبانی سب حال معلوم ہو جائیگا سیماب جادو نے کہا ہاں بھائی مجھکو
نوکری کرنا منظور ہے شہنشاہ کس بارگاہ میں رہتے ہیں خدمتگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا چلو میں بتلادوں انکے پلنگ کے
پاس پہونچادوں وہ بڑے خلیق ہیں جو کچھ کہنا ہو خود کہہ لینا سیماب کو ساتھ لے لیا باتیں کرتا ہوا خدمتگار اپنے ہمراہ
لے چلا لشکر سے باہر نکل آیا سیماب نے کہا ادھر کہاں چلے خدمتگار نے کہا ادھر نخلستان ہے پتہ بخوبی بتلادوں تم
خود دیکھ لینا پلنگ سامنے بچھا ہے آجکل گرمی زیادہ ہے زیر نخل آرام فرماتے ہیں سیماب سے باتیں کرتا ہوا قریب
نخل کے آیا ایک نخل کے نیچے کھڑے ہوکے کہا وہ سامنے دیکھو چھپر کھٹ بچھا ہے خدمتگار صف باندھے کھڑے ہیں
مصاحب بھی سب دست بستہ حاضر ہیں ملکہ بھی تشریف لائی ہیں سیماب نے کہا بھائی مجھکو نہیں معلوم ہوتا چالاک
نے بائیں پر منہ اٹھاکے کہا وہ دیکھو جیسے ہی سیماب نے ادھر منہ اٹھایا چالاک نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے ایک
کہکے وہ بیٹا چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری منم چست و چالاک | بچشم دشمنان اندازم کف خاک
نہ آید بادگرد تیز گامم | خلیفہ ادہم چالاک نامم

جواب مار دیا منظور ہوا سیماب کو گرفتہ کروں اے چالاک
کی اکسیر زنجیر کھینچکر چلا آواز آئی او جوان کیا کرتا ہے چالاک نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان مہیب شکل عجیب چہرا سامنے
پیدا ہوا چالاک کو دور بھگا اس جوان نے آکے سیماب کو اٹھا لیا مگر حلقہ ہاے کمند گلے میں سیماب کے پڑے ہوے
بیہوش و مدہوش سامنے گلرنگ کے لاکے پہونچایا کہا اے ملکۂ عالم ایک شخص اسکو قتل کرتا تھا میں اٹھا لایا گلرنگ نے
کہا اس قتل کرنے والے کو کیوں نہ لایا موہوم نے کہا اتنی جلد بھاگا کہ میں گرفتار نہ کرسکا گلرنگ نے دیکھا حلقے کمند کے
گلے میں پڑے ہیں جب دو چار چھینٹے پانی کے دیے تب سیماب کی آنکھ کھلی گھبرا گیا گلرنگ نے پوچھا اے سیماب
کیا معرکہ گذرا سیماب نے کہا حضور میرے ذہن میں آیا کہ بارگاہ عقاب دریافت کروں لشکر میں گیا دو چار سے
پوچھا انھوں نے پتہ نہ بتلایا ایک خدمتگار آیا وہ مجھکو لگا کے درختوں میں لے گیا کہا وہ سامنے چھپر کھٹ عقاب
کا بچھا ہے میں ادھر دیکھا اسنے ادھر حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے نہیں معلوم کیا کردیا کہ میں بیہوش ہو گیا اب میں پھر

جاتا ہون بہت ہوشیار رہونگا کسی سے بات بھی نہ کرونگا میان عقاب کو پکڑ لاؤنگا لشکر کو تباہ کرونگا گلرنگ جادو
نے کہا ای سیماب اب تامل کرو ایسا نہو مارے جاؤ سیماب نے نہ مانا سیماب جادو تو بارگاہ سے نکلکے چلا خیال مین یہ کہ
دن کو آگ برساؤن رات کو عقاب کو پکڑ لاؤن کسی درخت پر چڑھکر ٹھہرون مگر مہتر چالاک جب اسنے دیکھا کہ جلن
سیہ فام سیماب جادو کو اُٹھائے گیا چالاک بھی چلا کہ جاکے دریافت کرون کہ اب سیماب کیا کر رہا ہی ایک سپاہی کی
شکل بنکر روانہ ہوا پایا لوگون سے پوچھا میان سیماب کیا کرتے ہین ساحرون نے کہا بی گلرنگ سے باتین کر رہے ہین
بی گلرنگ جادو منع کرتی ہین کہ نہ جاؤ سیماب جادو نہین مانتا یہانتک کہ چالاک نے دیکھا کہ سیماب
اندر سے بل کرتا ہوا نکلا یہ بھی اسکو گھمنڈ ہی کہ مین سیماب ہون مجھکو کون کشتہ کر سکتا ہی چالاک نے دیکھا کہ سیماب
جاتا ہی آگے بڑھا جو صورت منظور ہی وہ صورت بنکر وہان بیٹھ رہا سیماب یہ سوچتا ہوا آتا ہی کہ اگر پہاڑ پر ٹھہرونگا
تو ڈھونڈھنے والا مجھکو تلاش کریگا بس درخت پر جاکے بیٹھون وہین سے چکارون سحر کرکے آگ برساؤن کہ
خوشبو دماغ مین آئی پلٹ کے دیکھا ایک مہاجنی گلنار ساری باندھے ہوئے آب روان کا دوپٹہ چلکے کی تیلی مین
ڈوبی ہوئی ہاتھ مین ایک برنجی تھال اسمین عطر کی شیشیان اُنکے منہ کھلے ہوئے گرم گرم ہوا مین بھوک پھول ہار
دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے چھم چھم چلی آتی ہی عطر کی شیشیون کا منہ جو کھلا ہوا ہی خوشبو سے سارا صحرا
مہک رہا ہی سیماب نے جو پلٹ کے دیکھا ایک مہ پارہ ماہرو خوشخو چشم جادو خال ہندو لبین مسیحائی چال ڈھال
مین رعنائی زیبائی آنکھ جو آنکھ سے اُس مہ جبین نے لڑادی سیماب نے ایک آہ کی بے اختیار پکار اٹھا شعر
تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست ٭ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ٭ بعد اسکے بے اختیار پڑھنے لگا نظم

از خوے تو عالم ہمہ چون شعلہ شکار است
رنگین جبین گریۂ ما آئینہ زار است
بیہوشی ما در گرو جام و سبو نیست
چون شعلہ کلہ گوشہ مرا سایۂ خار است
از گریہ جو خیل سیاہ تو کم از کیست

ہر دو دو دل سوختہ بوے بہار است
از آمدن و رفتن قاصد چہ کشاید
کیفیت منصور ازین بادہ خمار است
ننگ حرم است آنکہ نہ دل مردۂ عشق است
ہر سرو سپہ داری دو ہر الم سوار است

پیدا است دلے ہر طرف از چشم اشکے
مکتوب اسیران شکن زلف غبار است
تاج زر و خفتان گل از زانی گلشن
بے نور تو آئینہ ما سنگ مزار است

اُس نازنین نے منہ اپنا ڈھانک لیا
طرف دریا کوہ کے چلی سیماب خود کشتہ ہو گیا کہتا ہی جمال تو اسکا کیمیا ہی معشوق یکتا ہی چال کو دیکھتا ہی کبک رفتار
ع بدہ جو آنکھین رشک چشم آہو مسکرا کے جو ادھر دیکھا بجلی گری کہ خرمن ہوش و حواس جلا دیا تھر تھر کانپتا ہوا
آگے سد راہ ہوا کہا او جانے والی ذرا ٹھہر جا نازنین نے ہنس کے جواب دیا کیا دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی سامری
و جمشید بی گلرنگ جادو کو سلامت رکھین انکی عملداری ہی جاکے کہدونگی تو تنڈیان کس جاؤنگی ٹھہر والی کو کیا
جاکے ٹھہر میری دیورانی کے دردزہ اٹھا ہی مین شوالے مین جاتی ہون ٹھاکر جی کو بھوگ چڑھاؤنگی دیورانی
کے واسطے دعا کرونگی جٹھانی تڑپ رہی ہوگی سب محلے والیان جمع ہین ابھی تو سیٹھ جی کے درد ہوتے ہین دیا کو بجھا
کے آئی ہون تو مجھے روکتا ہی ہٹ سامنے سے اس نازو کرشمے سے یہ کلمہ کہا کہ سیماب مر گیا کشتۂ تیغ ابرو ہو گیا
ہاتھ باندھنے لگا اُس نازنین نے کہا آخر کیا کہتا ہی سیماب نے کہا مین ملکہ گلرنگ جادو کا وزیر ہون سلطنت
ساری میرے ہی اختیار مین ہی ایک لمحہ بھر اس درہ کوہ مین ٹھہر جاؤ اُس نازنین نے کہا تو میرا کیا کریگا اگر قدرت بھی
نے تو کبھی کہنے سے نہ ٹھہرتی مگر اب ضرور ٹھہرونگی دیکھون تو میرا کیا کرتا ہی کیا شیر ہی جو مجھے کھا جائیگا سیماب
خوشامدین کر رہا ہی وہ نازنین درۂ کوہ مین آئی زمین مین بیٹھ گئی سیماب جادو نے دولائی کمر سے کھول کے بچھا دی

کہا صاحب اسپر بیٹھو وہ نازنین بیٹھگئی کہا مطلب تو کہو تمھارا کیا مطلب ہی مجھے تمنے کیون ٹھہرایا سیماب نے کہا
ذرا سا پرشاد ملنا چاہیے بازو پر سیماب کے ایک لوہے کا پتلہ بندھا ہی نازنین نے کہا کہ سب تو خیر یہ لوہے کا پتلہ
تمھارے بازو پر کیسا بندھا ہی اسنے کہا صاحب اسکا حال نہ پوچھو کہا مین کیون نہ پوچھون مین اسکو دیکھکے
ڈرتی ہون سیماب نے کہا مجھکو یہ پتلہ ملکہ گگر نگ جادو نے دیا ہی جو کوئی مجھکو بیہوشی کھلاکے بیہوش کرے
اسی کی تاثیر سے معلوم آپ ہو جیگا وہ شخص مجھکو قتل کریگا نازنین تھال ہاتھ مین لیکر اٹھی ایک الٹے ہاتھ سے
طمانچہ مار اکہا مین یہان نہ بیٹھونگی تجھکو دشمن جانتا ہی تو پھر کیون بٹھایا مجھے اسکو دیکھکر ڈر معلوم ہوتا ہی مجھے تو
یہ کھا جائیگا اپنے گھر مین جاکے اسکو بازو پر باندھنا یہ کہکے چاہا بڑھون کہ سیماب نے کہا لو مین کھولے ڈالتا ہون
بیٹھ جاؤ یہ کہکے اسنے پتلہ کھول کے الگ رکھدیا نازنین ہنس کے بیٹھگئی کہا سن او موے کو بس دیکھلے بات کرلے اور
کسی بات کا ارادہ نہ کرنا آٹھ دن ہوے میری شادی کو جب سیٹھ جی ارادہ کرتے ہین مین سارا گھر سر پر اٹھالیا
کرتی ہون سیٹھ جی ہٹ جاتے ہین ابھی تک تو مین نے ہاتھ نہین لگانے دیا اور تیری تو ناک بھی بہت بڑی ہی ڈر کے
مارے میرا دم نکلا جاتا ہی تو تو مجھکو مار ہی ڈالیگا تجھسے کیونکر ضبط ہو سکیگا پانچ برس تامل کر سیٹھ جی کی امانت ہی
پہلے انسے بات ہو لے پھر تجھسے بھی سمجھا جائیگا اور ابھی میرا سن کیا ہی تین اور تین اور تین نو گن کے اسکو ایک جگہ
کرلے کچھ مہینے زیادہ ہونگے ان بھولی بھولی باتون پہ سیماب مرا جاتا ہی کبھی ہاتھ باندھکے کہتا ہی جان جہان مین
تو غلام ہون کہا ارے غلام تو اپنی گھر والی کا ہوگا سیماب دیکھتا ہی سینے پہ دو سنا مین ہین کہ دل کے پار ہوئی
جاتی ہین یا حباب دریاے نور ہین یا دو گیند بلور ہے یا دو ڈبیان معجون بہی کی ہین آخر اسنے کہا کہ او بخت تیرے
منھ سے تو بوے بد آتی ہی میرے پاس جو یہ اوڑھنا ہی یہ تو ٹھاکر کے لیے ہی اور کہین سے شراب لا نشے مین تجھے
اختیار ہی اگر تیرا دل چاہے تو گلے پر چھری کا پھیر دینا بلکہ مین بھی بیہوش ہو جاؤنگی یہ کہکے نازنین نے اپنے منھ پر
طمانچے مارے کہا ارے کیا تو ساحر ہی جب سے تجھسے آنکھ ملی میرا بھی دل لگا کرتا ہی کیا تیری آنکھ مین موہنی ہی
یا کچھ منتر پڑھا ہی آگ لگے تیرے منھ کو تیری خونی چتون مین میری جان لینے پر آمادہ ہین اب تجھکو اختیار ہی چاہے
جان لے سر کاٹ لے ایک بوتل شراب کی تو لا اس ادھے مین سے تو نہ دونگی اسنے کہا مین پوری گلابی لا دونگا پتلہ
فولادی کھول کے الگ رکھ چکا ہی نازنین نے کہا اچھا تو منھ کھول مین چوتھائی بوتل تیرے منھ مین ڈالدون
تین حصے مین سے ایک حصہ مین پیون آدھی ٹھاکر جی کے لیے رکھونگی سیماب نے بہت خوب کہکے منھ کھولا بس
نازنین نے ساری بوتل اسکے منھ مین انڈیل دی اور سر پیٹنے لگی کہا لو صاحب غضب کیا تمنے بھاڑ سا منھ کھولا
اب مین ٹھاکر کو کیا دونگی سیماب جادو نے گھبرا کے کہا میرے دل مین تو آگ لگ گئی کیسی شراب تھی نازنین نے
کہا ارے ٹھاکر کے نام کی تھی ذرا آنکھ کے تل سیماب جادو آنکھے ملنے لگا بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گر پڑا
نعرہ ہوا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو پتلہ فولادی اچھلنے لگا چالاک نے پیٹ کے خنجر مارا شکم چاک کیا تھا کہ
پتلہ فولادی اچھلتا رہگیا چالاک مارکے اسکو بھاگا آندھیان سنگ باری برف باری ہونے لگی چند ملازمان گگر نگ
ادھر صحرا مین سیر کو آئے تھے انکے سب کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود یہ سنتے ہوے دوڑے
ارے یہ کیسی آواز آئی دوڑکے قریب درہ کوہ کے آئے دیکھا لاشہ سیماب جادو کا پڑا ہی کچھ ہار پھول پڑے
ہین انسب نے لاشہ اسکا اٹھایا خدمت مین گگر نگ جادو کی لائے گگر نگ جادو مصاحبون سے کہ رہی تھی
ذرا خبر لشکر عقاب ابر سوار کی منگاؤ سیماب جادو نے آفت برپا کردی ہوگی ابکی مرتبہ یہ سب جھلا کے گیا تھا انسے

آگ برسائی ہوگی سیماب عقاب کو بے کشتہ کیے نہ چھوڑیگا مصاحبین کہ رہی ہیں آپنے دھوکا بھی بہت بڑا کھایا ہے اب دو
کسی دھوکے میں نہ آئیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آواز رونیکی آئی گلرنگ نے کہا ارے یہ کیا معاملہ ہے ایک ساحر نے عرض
کی کہ چند ساحر لاشہ سیماب کا لاتے ہیں اُن ساحروں نے لاشہ سیماب کا آگے ملکہ کے لا کے ڈالدیا کہا حضور ہم واسطے
سیر کے طرف صحرا کے گئے تھے وہاں پہنچے درہ کوہ میں اِنکا لاشہ پایا لاشہ اُٹھالیا مگر قاتل اس مقام پر نہیں ملا اور
نہ کسی کو پایا گلرنگ بہت جھلائی بھائی سیماب کا طیفور آتشخوار بھڑک کے اُٹھا کہا حضور سیماب کا تو نام مجھے بہت
شاق ہے غلام آپکا بہت مشتاق ہے کہ یہ خدمت میرے سپرد ہو اگر عقاب کو نہ پکڑ لاؤں تو مجھکو طیفور آتشخوار
نہ کہیے گا ہائے ایسا نوجوان اور یون مارا جائے گلرنگ نے کہا اے طیفور میں نے سیماب کا بہت بڑا صدمہ اُٹھایا
اب تم کوئی دخل نہ دو میں آپ جا کے کام کرونگی طیفور آتشخوار نے کہا میں نہ مانونگا اسباب سحر آراستہ کرکے اُٹھا ملازمان
عقاب بھی اس مقام پر حاضر تھے واسطے اس خبر کے بھیجے گئے تھے وہ یہ خبر فرحت اثر لیکر بھاگے بارگاہ میں حیرت
کی عقاب بیٹھا کہ رہا ہے کہ کیوں حضور کیا کرون میں نے تو کوچ کیا تھا کہ نکل کے چلا جاؤں مگر اُسنے راستہ روک دیا
جیسا فرمایئے ناحق کو کانٹوں میں اُلجھا ہوں ملکہ کہ رہی ہے اے عقاب اب گلرنگ سے ضرور مقابلہ پڑیگا تم حفاظت
اپنی ضرور رکھنا کہ ہرکارے آکے حاضر ہوئے عرض کی حضور سیماب جادو واسطے بربادی لشکر حضور کے آیا تھا وہ
کوہ میں مارا گیا اب طیفور آتشخوار اُسکا بھائی چلا ہے عقاب ابرسوار نے کہا کیوں ملکہ عالم یہ کون ایسا عیار طرار ہے
کہ موجہ جادو و سیماب جادو دونونکو مار ڈالا اگر وہ شخص میرے سامنے آئے تو اُسنے بہت بڑی خیر خواہی کی خلعت دن
حیرت جادو مسکرا کے چپ ہو رہی کہا صاحب تمہارا کوئی خدمتگار وغیرہ ہوگا دریافت کرو میں نہیں جانتی کہ کون
شخص ہے عقاب یہ کہکے اُٹھا کہ طیفور آتشخوار میری تلاش میں نکلا ہے میں اپنے واسطے انتظام کرون خیمے میں اپنے
حصار کرکے بیٹھوں ایسا نہ ہو دشمن آئے اور مجھپر دست انداز ہو عقاب یہ کہکر نکلا قریب بارگاہ کے آیا دل سے اپنے
سوچ رہا ہے کہ وہ کام کرون جو کسی سے نہ ہو سکے گرد خیمے کے ایسا حصار بناؤں کہ سامری و جمشید بھی نہ آسکیں یہ
سوچتا ہوا جاتا ہے چند خدمتگار پشت پر کہ طیفور آتشخوار آسمان پر ٹھہرا عقاب ابرسوار کو جو دیکھا کہ باتیں کرتا ہوا
جاتا ہے چند مصاحب ساتھ ہیں ایک گولہ آہن کا نکال کے ساتھ والوں پر عقاب کے مارا اُنپر آگ کے شعلے گرنے لگے
وہ سب اپنے کو بچا رہے ہیں دو چار جل کے خاک ہوئے طیفور تڑپکے عقاب ابرسوار پر گرا پنجہ کمر میں دیکر لے اُڑا
مگر عقاب ابرسوار بھی تو ساحر زبردست ہے خادم تو طرف ملکہ حیرت کے دوڑے مگر عقاب نے دیکھا ایک ساحر
کمر میں پنجہ دیے ہوئے چاہتا ہے لے جاؤں عقاب ابرسوار نے طیفور آتشخوار کو طمانچہ مارا طیفور نے
طمانچہ کھا کے منہ سے شعلہ آتش چھوڑے عقاب پر بیہوشی طاری ہوئی ہکہ دیکر طیفور لے اُڑا اُسنے سحر کیا کچھ باعث تمتع
ہوا عقاب بیہوش ہوگیا مگر دروازے پر ملکہ حیرت کے ساحروں نے غل مچایا ملکہ عالم دوڑیے حیرت گھبرا کے
نکل آئی دیکھا ایک ساحر بدصورت پنجہ دیے ہوئے کمر میں عقاب کی عقاب بیہوش ہوگیا ہے کوئی سو گز بلند ہوا
حیرت کو کچھ نہیں بنا ہاتھ ہلا کر ایک طائر چھوٹا آواز دی اے طائر سامری اس ساحر کو بتا خبردار نہ جانے پائے
طائر نے قریب طیفور کے پہونچکر ایک چیخ ماری طیفور الٹ گیا عقاب نیچے سے چھوٹا سیکڑوں ساحر دوڑے کہ اپنے
مالک کو روکیں طیفور نے دینے کو سنبھالا اور پکار کے آواز دی ملکہ عالم آپ دخل نہ دیں میں دشمن سرکاری کو لیجاؤنگا
یہ کہکر عقاب ابرسوار کے چلا کہ عقاب کو لوں ملکہ حیرت جادو نے آواز دی اے طائر سحر عقاب کو ہوشیار کرد
طائر نے جھپٹ کر اپنا سایہ عقاب پر ڈالا عقاب کی آنکھ کھل اُٹھی دیکھا کہ صدہا جادوگر میرے ملازم میرے واسطے ہاتھ

پھیلائے کھڑے ہین اور ملکہ حیرت جادو دھر کر رہی ہین طیفور پھر غوطہ کر چلا ہو کر مین عقاب کو لون عقاب ہشیار
ہو کر خود طیفور پر جا پڑا ان دونون مین سحر چلنے لگے اس قدر دونون نے منہ سے آگ چھوڑی کہ ایک گنبد آتشین مثل
تیار ہوا اس گنبد آتشین مین دونون مثل برق تڑپ رہے ہین مگر عقاب بھی قیامت کے سحر کر رہا ہی اپنے قریب
طیفور کو نہین آنے دیتا گنبد آتشین سے شعلے نکل رہے ہین عقاب نے مثل برق تڑپ کر سحر کیا کہ گنبد آتشین نابود
ہوا عقاب زمین پر قائم ہوا طیفور بھی زور مین اپنے سحر کے زمین پر آیا دونون نے تلوارین کھینچین حیرت جادو
کھڑی دیکھ رہی ہی ہزارون افسر جمع ہو گئے عقاب کے سحر کی تعریفین کر رہے ہین طیفور نے ایک گولہ عقاب کو مارا
ایک گولہ افسران فوج پر پھینکا چالیس افسر مر گرے عقاب غصے مین مبہوت ہو کر تیغہ سحر کھینچ کے طرف طیفور کے
جا پڑا اگرچہ یہ بھی ساحر بیباک چست و چالاک جیسے ہی عقاب نے گولہ پھینکا یہ کہکر کہ یہ بیہوش ہو جائے طیفور نے
گولہ تلوار سے کاٹا تیغے کا ہاتھ عقاب پر مارا عقاب نے سر آگے کر دیا تیغہ اسکے سر پر پڑا جھن سے تلوار اڑ گئی خطا بھی
سر پہ نہ چلا اگر طیفور رس پڑا پانچ چار تلوارین عقاب پر لگائین عقاب روکتا ہی ایک مقام پر عقاب نے تڑپ کے
بازو پر ہاتھ رکھا کچھ اسم سحر پڑھا یا سامری کہکے ہاتھ مارا طیفور کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری
ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مین طیفور آتشخوار ہو عقاب ابر سوار ہو چھو پیرتا ؤ پھیرتا ہوا سامنے حیرت جادو کے
آیا عرض کی حضور سیر السحر دیکھا حیرت نے منہ سے کہا کیا کہنا لیکن افسوس کی بات ہی کہ جب آپنے تمھاری کمر مین پنجہ دیا
تمنے بلندی پر جاکے اسکو طمانچہ مارا اس کے سحر سے بیہوش ہو گئے آخر مین نے طائر سحر کو بھیجا کہا آپکا تو مین غلام
ہون آپ پرورش نہ کرین تو کیونکر زندگی ہو یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر گلرنگ اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی
ساحرون سے ذکر ہو رہا ہی کہ نگاہ اسکی انگلی مہر پر گلدستہ ہاتھ کا طیفور کے رکھا تھا وہ مرجھا گیا گلرنگ نے
زانو پہ ہاتھ مارا کہا لو صاحبو طیفور بھی مارا گیا کہ ہرکارے آکے پہونچے ہرکارون نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور
طیفور عقاب کو لے نکلا تھا آخر مقابلہ پڑا عقاب نے طیفور کو مار لیا لاشہ اسکا کنارے پر لشکر عقاب کے
پڑا ہی یہ سنکے گلرنگ جادو غصے مین کانپنے لگی کہا مجھکو ثابت ہوا کہ بی حیرت نے بھی سحر کیا اب مین انکی بھی فکر کرونگی
کئی ساحرون نے چاہا کہ ہم جائین مگر رعنا نے نہ مانا کہا صاحبو انکا حوصلہ بڑھتا ہی یہ ساحر میرے ایسے مارے گئے
کہ میرے قلب پر صدمہ پہونچا دیکھو ابھی جاکے آفت برپا کرتی ہون یہ کہکے اکیلی چلی ساحرون نے کہا حضور کا تو
تنہا جانا مناسب نہین غلامان جانباز کس واسطے ہین غلام جاکے فکر کرین ورنہ لشکر کشی کیجیے پہلے میدان مین مقابلہ
ہم کرلین گلرنگ نے کسی کو جواب نہ دیا اکیلی چلی یہان عقاب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی گرد بارگاہ کے حصار سحر کیا
لشکر اترا ہوا ہی حیرت اپنی بارگاہ مین ہی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا حیرت کے پاس کنیزین موجود ہین انہنے کہا یہ
آثار سحر گلرنگ کے پائے جاتے ہین ایک کنیز کو حکم دیا جاکے عقاب سے آگاہ کرو کہ یہ ابر سیاہ جو اٹھا ہی یہ علامت
سحر گلرنگ کی ہی معلوم ہوتا ہی وہ خود اپنے مقام سے اٹھی کنیز نے جاکے عقاب سے کہا عقاب بارگاہ سے
باہر نکل آیا ابر کو دیکھا مین ہوتا جاتا ہی رعد کی گرج برق کی چمک بڑھتی جاتی ہی عقاب نے ایک گولہ اٹھاکے مارا
ابر کے قریب جاکے گولہ پھٹا ایک برق گولے پر گری گولے کے ہزار ٹکڑے ہوئے وہ ٹکڑے لشکر عقاب پر گرے
جسکے سر پر ٹکڑا پڑا اسکا سر پھٹ گیا ہزار جادوگر مر گرا صدائے فریاد فریاد بلند ہوئی افسرون نے بڑھکے عرض کی آپکے
لشکر کے ہزار ساحر مرے عقاب نے جھلاکے دوسرا گولہ مارا اگر ابر پر تاثیر نہ ہوئی دو تین ہزار ساحر پھر اسی سحر سے مرے
ملکہ حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ سنا بارگاہ سے نکل آئین باہر نکل کے دیکھا عقاب ابر سوار ابر پر گولے مار رہا ہی کہ تاثیر

نہین ہوتی اُنکے عوض مین کئی ہزار ساحر لشکر عقاب ابر سوار کے مارے گئے ملکہ حیرت جادو نے کہا ای عقاب
یہ کیا کرتے ہو سب لشکر یونہین تباہ ہوجائیگا گلرنگ جادو ویسی نہین ہی کہ اُسکا سحر تمھارے دفع کیے سے دفع ہو
عقاب نے نشتر اپنی جھولی سے نکالا اپنی ران مین وہ نشتر مارا خون سے گولے کو رنگین کیا اسم سحر بہت سا پڑھا
اب وہ گولا ابر پر مارا ابر پر جاکر پڑا ابر پھٹا اندر ابر کے دیکھا سب نے گلرنگ جادو تخت پر سوار کچھ سحر کر رہی ہی جو جو
سحر کرتی ہی ابر بڑھتا جاتا ہی گلرنگ جادو نے جو دیکھا کہ مین ظاہر ہوئی پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم آپنے اس گدھے
کو آگاہ کیا ورنہ یہ میرے سحر کو کیا پہچان سکتا ہی یہ کہکے کڑک کے گرجی ہاتھ چمکائے ہزارون برقین گرین آندھی سیاہ
چلی عقاب کی آنکھ بند ہوگئی اندھیرے مین ساحر سر ٹکرانے لگے کئی ہزار ساحر اُڑ گئے کئی ہزار گر کر بیہوش ہوگئے
رعد اس زور سے گرجا کہ کئی ہزار کے کلیجے پھٹ گئے ابر لہرا کے چلا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ ابر کل لشکر پر بیہوش
ہوجائیگا آخر حیرت نے سحر کیا کہ ابر تختہ تختہ ہوا آندھی چلنا موقوف ہوئی کچھ نیچے سنہرے پیدا ہوے قمقمے روشن کچھ
روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عقاب ندارد دس بارہ ہزار جادوگر مرے ہوے پڑے ہین حیرت پریشان ہوئی
ساحرون مین غریو بلند ہوا لشکر والے بیتاب ہوگئے دوڑے کہ حضور دریافت کرائین کہ ہمارے افسر اعلے کو کون
لے گیا حیرت حیران چار طرف دیکھ رہی ہی مراد یہ ہی کہ اگر چالاک نظر آئے تو اُس سے کہون کہ دریافت تو کرو
کہ عقاب پر کیا گذری مگر چالاک کو نہ پایا جی مین کہتی ہی کہ ای حیرت کیا طلسم ہوشربا مین چالاک چلا گیا
آخر لاچار ہوکے اور ہرکارے بلائے کہا تم لشکر گلرنگ مین جاؤ جاکے دریافت کرو کہ عقاب کو کون لے گیا اور اگر
گلرنگ لے گئی تو کہان رکھا ہرکارے روانہ ہوے چالاک بن عمرو اُسی جلسے مین تھا اپنے کو نگاہ حیرت سے
الگ کیا مگر حیران تھا کہ ای چالاک کیا ہوگا حقیقت مین اگر عقاب کو گلرنگ پکڑ لے گئی تو بڑی خرابی ہوگی دل مین
یہ باتین کرکے چالاک بھی چلا صورت بھی تبدیل کرلی ایک سپاہی غریب کی شکل بنا ہوا لشکر گلرنگ مین آیا سنا
کہ چرچے جابجا ہی ہو رہے ہین کہ دیکھو ملکہ عالم نے خود تکلیف فرمائی عقاب کو پکڑ لائین اسوقت دربار سجا جاتا ہی
چالاک فوراً بارگاہ مین پہونچے جاکے دیکھا کہ عقاب قفس آہنی مین بند زبان مین سوزن مسلسل مطوق چہرہ اُداس
عالم یاس گلرنگ جادو تخت پر بیٹھی ہی کل ساحران غدار بیٹھے ہین گلرنگ کہہ رہی ہی کیون ای عقاب ابر سوار
سحر بادولت کا دیکھا ابھی مین نے سحر معقول نہین کیا جسوقت سحر کرونگی طبقے زمین کے ہلا دونگی اب بھی سرکشی سے
باز آ ملکہ حیرت کو سمجھا کے میرے ساتھ کر دے تو اپنے مالک کو جا کیون مصیبت مین پڑتا ہی مین سب کام کرلونگی
عقاب بقہر و غضب تمام آنکھین نیلی پیلی کرکے اشارہ کرتا ہی جسکا مفہوم یہ ہی کہ کیا بیہودہ بکتی ہی کبھی ایسا نہوگا
جو مین نے وعدہ کیا ہی اُسکو پورا کرونگا قاتل افراسیاب کا سر دونگا ہوشربا مین عملداری کرا دونگا تو میرا کیا
کرسکتی ہی جب عقاب سے جواب صاف پایا گلرنگ نے پلٹ کے سہیل جادو ایک ساحر بیٹھا ہی کہا کہ ای سہیل لو
اسکو تمھارے سپرد کرتے ہین مگر حفاظت بوجہ احسن کرنا غفلت نہ کرنا تمنے سنا ہوگا کئی ساحر نامی مارے گئے
سہیل جادو نے کہا حضور کیا مجال اب مین بھی دیکھتا ہون کہ اسکے قید ہونے کے بعد بی حیرت کیا کرتی ہین اگر
انھون نے اصلاح کی فبہا ورنہ مجھسے بے ادبی ہوگی گلرنگ نے کہا مین بھی یہی جانتی ہون کہ وہ میری بادشاہ
ہین اُنکو کوئی ملال مجھسے نہ پہونچے آیندہ اُنکو اختیار ہی سہیل جادو نے قفس اُٹھا لیا باہر نکلا چالاک بھی
پیچھے پیچھے چلا آتا ہی جب اپنے ساحرون کو جمع کیا ایک ساحر مفلوک جادو کی صورت بنکر سامنے سہیل کے
آیا جھکتے سلام کیا سہیل نے کہا ای ساحر تو کون ہی کیا غرض رکھتا ہی عرض کی حضور نوکری کے امیدوار ہین

کئی مہینے سے بیکار ہین سہیل نے کہا آؤ ہماری جوکی پہرے کی نوکری ہی ایک قیدی سرکاری ہمارے سپرد کیا ہی ہوشیاری سے اچھی طرح پہرہ دینا چالاک نے کہا حضور آٹھ پہر جاگینگے ہم باہر کے رہنے والے ہین آٹھ پہر رہینگے سہیل نے ساتھ لے لیا کئی ساحر اور انکے چالاک بھی ساتھ ہولیا ایک باغ مین آیا قفس کو لٹکا دیا ساحرونکو مقرر کیا چالاک کا بھی نام لکھ لیا ایک طرف کرسی بچھا کے بیٹھا چالاک دوڑ دوڑکے سب کے کام کر رہا ہی چالاک تو اس حیرت مین ہی کہ عیاری کرون عقاب کو چھڑاؤن اور حال بھی میرا ظاہر نہووے یہ تو اس فکر مین ہی مگر حیرت جادو بارگاہ مین آکے مسند بیٹھی ہے سب مصاحبان عقاب حاضر خدمت ہین عقاب بہ اعلان حکم دیچکا ہی کہ جو ملکہ حیرت جادو کا حکم نہ مانیگا وہ گنہگار ہوگا کہ ہرکارے آکے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ حضور اول ملکہ گلرنگ جادو نے بجناب خطاب کیا مگر شہنشاہ نے جواب تخت دیدے سہیل جادو انکا مصاحب ہی انکے سپرد کیا ہی حیرت نے کنیزون سے کہا دیکھو کیا مشکل ہی قید سہیل سے لے آنا کیا بڑی بات ہی لیکن گلرنگ تو یہ سب تدبیر میرے لیے کر رہی ہی کہ میرے واسطے بہتری ہو مگر مین نے جو عہد کیا اسکی پابند ہون اور صاحبو یہ امید قوی مجھے نہ عقاب سے ہی نہ گلرنگ سے ہی کہ مسلمانو پھر غالب آئے یا قاتل کو افراسیاب جادو کے قتل کرسکے اس لشکر مین اس ظالم کا گذر ہی جو ہوا بنکر آتا ہی آنکھ ملی اور ساحر کو مار اکیونکر یقین کرون کہ کوئی جاکے اسیر غالب آگئے مین نے وہ صدمات دیکھے کہ جنکو زبان پر نہین لاسکتی دلکی یہ کیفیت ہی کہ نظم

بے اثری نے کم کیا جادۂ کوئے مدعا عبث
رہگئے عرش کے تلے نالۂ نارسا عبث
یہ بھی عجیب اتفاق یار ہوا شب فراق
عذر ہین داد خواہ سے حوصلۂ جفا عبث
سنتے ہین کب یہ باغبان نالۂ مرغ بوستان
کہتا ہی شوق اضطراب رہگئے دست و پا عبث
دیدہ و دل جو روینگے آبرو اپنی کھوینگے
درد فراق کو طبیب کہتے ہین لا دوا عبث
رہتا ہی جسکا اچھا نہ بھرے کبھی ادھر
سعی یہ مستعد ہوا بخت گرہ کشا عبث
کہدے کوئی کہ ہجر مرکے بھی جیتے ہین بشر
کاہیکو جان جائیگی موت کا آسرا عبث

ہجر کا دن کٹا عبث مرگئے جیتے تو کیا عبث
باب قبول مل چکا ڈھونڈھتی ہی دعا عبث
دعوی عشق و عاشقی اور رقیب واہ جی
روح و بدن مین تھا نفاق روٹھ گئی قضا عبث
اس سے غرض انہین سے کام ایک ہوا نہ اپنا کام
کان گلون کے ہر زبان کھوگئی ہی صبا عبث
آنکھ کا یا قصور تھا شوق کا یا فتور تھا
نام مراد ہونگے عشق مین آشنا عبث
رہنے نہ دیگی جان جان تیری نگہ کی
ٹھوکرین کھائین عمر بھر آدمی جا بجا عبث
یار کی جستجو عبث وصل کی آرزو عبث
اہل وفا کی لاش پر ناز عبث ادا عبث
وصل کسی کا یا وصال دونون امر محال

موت نہ دی دعا عبث زیست نہ کی خفا عبث
دیکھتے انکے حوصلے اور ذرا نہ بڑھ چلے
کٹتے ہین میرے مدعی صورت مدعا عبث
پلکے ہم نگاہ سے ڈر گئے آپ آہ سے
عشق ستم کو بھی سلام بندگی خدا عبث
ہجر مین ای توان و تاب دونو ابھی سے تم جواب
دل تو خطا سے دور تھا اسکو ملی سزا عبث
وصل نہین اگر نصیب ہمسے اجل تو ہی قریب
گوشۂ چشم مین نہان آکے ہوئی حیا عبث
میرے دل گرفتہ کا عقدہ کبھی نہ ہوگا وا
حسرت گفتگو عبث دید کی التجا عبث
جب شب ہجر مین گئی زیست کو کچھ بڑھا گئی
ہاتھ اٹھاؤ ای جلال آچکے پھر دعا عبث

کنیزون نے عرض کی واری بہت بجا ارشاد ہوا جو سوانحات آپنے ملاحظ فرمائے آنکے خیال سے دل کانپتا ہی بارہ برس شہنشاہ مسلمانون سے لڑے کیا کوئی بات انکار کی ہوگی سب ہی کچھ تو کیا ہوگا مگر واری شہنشاہ عقاب تو اب گرفتار ہوگئے اسکا کیا بند و بست ہوگا حیرت نے چپکے سے کہا جنسے عیاریان کین ساحرون کو مارا یہ عیار طرار فرزند عمرو نامدار چالاک عالیمقدار ہی وہ ضرور فکر مین رہائی عقاب کی گیا ہوگا گھڑی دو گھڑی مین خبر آتی ہی کہ عقاب کو بچا لیا کنیزون نے کہا یہ تو خبر مجھے پائی بھی ہی کہ عقاب کو جو گرفتار کرکے گلرنگ لے گئی دربار مین بہت سمجھایا مگر عقاب نے نہ مانا سہیل جادو کو جو کوئی جادوگر ہی اسکو قید سپرد کردی حیرت نے کہا بس تو سہیل جادو مارا گیا چالاک فوراً مار لیگا

یہاں تو یہ ذکر ہی وہاں چالاک ساحر بنا ہوا سب کی خدمتیں کر رہا ہی دوڑ دوڑ کے جو سب کا کام کیا کسی کو حقہ بھر دیا اور کسی کو کوئی شی اٹھا دی اب ساحر ونکو بہت عزیز ہوا سہیل سے کہتے ہیں کہ حضور یہ نیا ملازم میرے کام کا ہی چالاک کا یہ حال ہی کہ کام بھی کر رہا ہی بڑھ بڑھ کے پکارتا ہی ادھر کوئی نہ آئے یہاں شہنشاہ کا گنہگار قید ہی کبھی سہیل سے کہتا ہی جان نثار جادو آپ لکھ بھیجے ہمارا طریقہ یہ ہی کہ جس کام پر مامور ہوئے اُس کام کو بلطف انجام دیتے ہیں اگر خلاف آپ بھی آئینگے تو نہ آنے دینگے دیکھیے نیزہ ونکو زہر سے آبداری دے لی یہ کیجیے پر دشمن کے پہنچینگے کبھی خنجر لیکر قریب قفس کے جاتا ہی کہتا ہی کیوں آنکھیں نکال نکال کے دیکھتا ہی کیا تیرا کوئی معین آنیکو ہی کس کا انتظار کرتا ہی سر جھکا کر بیٹھ ورنہ آنکھیں پھوڑ دونگا سہیل ہنس دیتا ہی کہتا ہی میاں جان نثار اسکے قتل کا ابھی حکم نہیں ہی کہا حضور آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کیا غلہ سی آنکھیں نکالتا ہی اسکی آنکھیں پھوڑ دونگا سہیل بہت خوش ہوتا ہی جب رات ہوئی تو چالاک سامنے سہیل کے بیٹھا کہا حضور مجھکو رات کو عادت ہی جو آپ خفا نہ ہوں تو میں ایک بھجن سامری و جمشید کا گاؤں میرا قاعدہ ہی کہ رات کو عبادت کرتا ہوں اسوجہ سے جاگتا بھی رہتا ہوں یہ کہکے اپنے پاس سے ایک ڈفلی نکالی یا تھپلی لیکے بیٹھے گنگنا کے جھومنے لگے آنکھیں سرخ ہوئیں سہیل نے کہا میاں جان نثار سر اٹھا اٹھا کے کیا دیکھتے ہو کہا کہ حضور سامری و جمشید کے صدقے جاؤں ابھی کوئی بھجن صفت سامری و جمشید کا زبان سے نہیں نکالا اگر سامری آگئے دیکھیے آسمان کا بھی دروازہ کھلا ہی سامرن بھی دیکھ رہی ہیں سامنے آئینگی تو لمنکا الٹ دونگا چھوٹی سامرن کو سجدہ کرونگا سہیل جادو مسکرا رہا ہی اور ساحروں سے کہتا ہی یہ جادوگر بڑا خوش مزاج ہی اسکی وجہ سے بڑی چہل پہل رہیگی چالاک نے بھجن گایا سہیل خوش ہوگیا کہا میاں جان نثار خوب گاتے ہو کہا حضور یہ نشے پانی کا وقت ہی ایک جام شراب مل جائے اور ایک گانجے کا دم پڑے پھر حضور رنگ نا نہیں تو رنگ بندھے سہیل نے کہا گانجا تو لے آؤ شراب ابھی آتی ہی ملکہ گلرنگ شراب بھیجا چاہتی ہیں میاں جان نثار نے کہا حضور ایک پیسہ لے آج میں نے گانجے کا دم نہیں لگایا ہی اب جان نثار جس سے کہتا ہی گانجہ لادو وہ کہتا ہی کہ دوکان بند ہوگئی ہوگی چالاک نے کہا ہم آپ جاکے لیے آتے ہیں یہ کہکر میاں جان نثار گئے تھوڑی دیر میں آئے دیکھا تو تھیلی پر گانجا مل رہے ہیں سہیل نے کہا میاں جان نثار گانجہ مل گیا چالاک نے کہا حضور ٹھیکے دار کے گھر پر جاکے لایا ہوں حضور یہ گانجا ہی بلو کو نکا قول ہی بات بہت بے ڈول ہی جسنے نہ پی گانجے کی کلی ایسے بیٹے سے تو بیٹی بھلی حضور یہ گانجہ کہتا ہی کہ کھانسی کروں گھبرا کروں اسپر بھی نہ پینے والا مرے تو کیا کروں مگر ہمارے واسطے تو ماء الحیات ہی گانجے کی کیا بات ہی سب دیکھ رہے ہیں کہ میاں جان نثار گانجہ بنا رہے ہیں تھیلی پر رگڑے دے رہے ہیں کبھی گنگنانے لگے اور کبھی کسی سے لڑ پڑے کہ اتنے میں مشہور جادو کوتوال پتلہ شراب کا لیکر آیا کہا میاں سہیل ملکہ عالم نے شراب بھیجی ہی دوڑ کے جان نثار نے پتلہ اتروایا منہ کھول کے اسمیں بیہوشی ملائی اب تو جان نثار کودنے لگے شلنگیں لگاتے ہیں سہیل نے کہا میاں جان نثار کیا خوشی ہی کہا حضور ایک ایک جام پیئیں پھر دم پڑے آسمان پر جائیں ساحروں سے دو چار باتیں ہوں حضور سامرن مجھے بہت چاہتی ہیں گانجہ پینے سے خفا بھی ہیں آج میرے انکے چوٹ چلیگی سہیل نے سبکو شراب تقسیم کی میاں جان نثار سب کے حصے دیتے پھرتے ہیں چپکے سے کہتے ہیں میاں افسر صاحب آپ دوہرا حصہ لیجیے بڑے آدمی کو شراب بہت چاہیے ایک ایک چلو میں الو نہ ہونگے سہیل نے کہا شراب بہت ہی کہا حضور رہنے دیجیے ہم آپ مل کے پینگے سہیل نے نصف پتلہ بانٹ دیا نصف اپنے سامنے رکھا گانجا بھی تیار ہی ایک ایک جام سب کو پلایا اسکے بعد چلم گانجے کی بھری چھوٹی چھوٹی آگ رکھکے کڑکڑا کے دم مارا حقا گئے سہیل کے کر دیا کہا حضور بھی دم لگائیں ابھی دوسری چلم موجود ہی ایک ایک گھونٹ گانجے کا سب کو پلایا سہیل نے کہا میاں جان نثار

کچھ گاؤ گے سنین کیا حضور نے غزل

اگر نہ ہاتھ مین اُس دلربا کے دل دیتے
تو یون خراب و پریشان ہوا نہ کرتے ہم
اگر جلاتے نہ اُس شعلہ رو کے عشق مین جی
تو دوڑ دوڑ کے قلق سے پھرا نہ کرتے ہم
نہ بھرتے دم جو کسی شعلہ رو کی خواہش کا
تو بیٹھے بیٹھے یہ یون چونک اٹھا نہ کرتے ہم
نہ کرتے اُسکی برنگ حنا جو پابوسی
تو بات بات پہ یون رو دیا نہ کرتے ہم
اگر نہ دیکھتے وہ پیاری پیاری صورت آہ
تو دیکھ حسین کو ہر بت خدا نہ کرتے ہم

جو پہلے دن ہی سے دل کا کہا نہ کرتے ہم
تو دل پہ ہاتھ سدا دھر لیا نہ کرتے ہم
اگر نہ لگتی چپ اُس بدگمان کی شوخی سے
تو سوز آتش غم سے جلا نہ کرتے ہم
اُس آفت دل و جان پر اگر نہ مرجاتے
تو ٹھنڈی سانسین ہمیشہ بھرا نہ کرتے ہم
نہ ہوش کھوتے اگر اُس پری کی باتون پر
تو مثل برگ حنا یون پسا نہ کرتے ہم
نہ لگتی آنکھ تو دن رات سوتے ہی رہتے
تو ایک ایک کے منہ کو تکا نہ کرتے ہم

تو اب یہ لوگون کی باتین سنا نہ کرتے ہم
اگر نہ دام مین زلف سیہ کے آجاتے
تو بات بات پہ مضطر ہوا نہ کرتے ہم
نہ جاتے اُس بت ہرجائی کی گلی مین ہم
تو اپنے مرنے کی ہر دم دعا نہ کرتے ہم
اگر نہ آنکھ تغافل شعار سے لگتی
تو آپ ہی آپ یہ باتین کیا نہ کرتے ہم
اگر نہ ہنسنا ہنسانا کسی کا بھا جاتا
کسی کی چاہ نہ کرتے تو کیا نہ کرتے ہم
جو غم تمھون کا نہ ہوتا تری طرح مومن

سہیل تعریفین کر رہی ہی کہا جان نثار کیا کہنا جان نثار غزلین ٹھہر یان گا رہے ہین سب شرابین پی چکے گانجے کے دم لگا رہے ہین نشہ مین بہوت بیٹھے ہین کہ سہیل نے گایا او جان نثار کیا کہنا دل خوش کر دیا مگر خداوندی آئے ہین چالاک نے کہا آنکی مانگ لیجیے سہیل اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا ارے کہکر گرا سب ساحر لینا لینا کہکر اُٹھے جو اُٹھا جان سے اُٹھا تھوڑی دیر مین چالیسون جادوگر بیہوش ہوے چالاک نے پہلے سہیل کا سر کاٹا عقاب کی زبان سے سوزن لیا کہا حضور نکلیے عقاب قفس سے نکلا دیکھا لاشہ سہیل تڑپ رہا ہو چالیس جادوگر بیہوش پڑے ہین عقاب نے کہا او خیرخواہ تیرا کیا نام ہو تو کون شخص ہو چالاک نے کہا میرا نام ظاہر ہو جائیگا عرض کرونگا یہ وقت نام ظاہر کرنے کا نہین ہو نکل چلیے عقاب نے کہا ان چالیسون کو زندہ کیون چھوڑا یہ کہکے ہاتھ ہلایا برقین گرنے لگین جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے چالاک کہ رہا ہی حضور نکل چلیے ٹھہرنا اچھا نہین ہو عقاب نے نہ مانا قتل کر رہا ہو مگر گلرنگ جادوگرنی نے جب سہیل کو روانہ کیا تھا تو اُسکے ہاتھ سے ایک موتی درست کرا کے اپنے موتیون کے مالے مین ڈال لیا تھا کہ جب سہیل کوئی اُفتاد پڑے یہ موتی ٹوٹے گلرنگ منتظر تھی کہ موتی ٹوٹا ملکہ نے زانو پر ہاتھ مار اکہا لو بڑا غضب ہوا سہیل جادو کو کسی نے قتل کیا یہ کہکر بلند ہوئی مگر نہایت بقہر و غضب سب طرح کے اسباب سحر ہاتھ مین اُسوقت آکر پہونچی کہ ساحرون کے مرنے کی صدا بلند تھی لاشہ سہیل تڑپ رہا ہو عقاب بیرون قفس تڑپ رہا ہی گلرنگ نے وہین سے للکارا او عقاب مین نے دیکھا اب تو کہان جائیگا عقاب نے چاہا سحر کرے نکلون مگر گلرنگ نے پہلے تو چالاک کو آواز گیر دی اسکے پانؤن زمین نے تھام لیے عقاب کے پاس اسباب سحر تو نہ تھا سنگریزے زمین سے اُٹھائے چاہا گلرنگ پر پھینک مارون گلرنگ نے ایک دستک دی طرف آسمان کے دیکھا ایک چیخ ماری معاذ اللہ ایک آفت برپا ہوگئی آندھی چلی برقین چمکین آگ برسنے لگی تاریکی ایسی ہوئی یہ ثابت ہوتا تھا کہ پردۂ ظلمات ہو بلکہ تاریکی ظلمات کی بھی مات سے زمین بھی کانپی سنگریزے عقاب کے ہاتھ سے چھوٹ گئے مثل شرابیون کے جھومنے لگا رنگ رو متغیر ہوا گلرنگ آسمان سے اُتری پاس آئی عقاب کو پکڑ لیا زبان مین سوزن دیا اب طرف چالاک کے

پلٹی خنجر کھینچکر پوچھا بتلا تو کون ہی چالاک نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا سپاہی جسنے ان سب کو مارا وہ تو بھاگ کر نکلگیا حضور نے ملاحظہ نہین کیا گلرنگ نے کہا او عجیب مجھکو دھوکا دیتا ہی صاف صاف نام بتا جب چالاک نے نہ بتایا یہی کہے گیا کہ آپ کا نوکر ہون آپ مجھپر بدعت نہ کرین یہان سہیل نے مجھکو نوکر رکھا تھا سب کا خدمتگذار ہون اس عرصہ مین گلرنگ کی کنیزین بھی آگئین جب چالاک نے کچھ نہ بتایا ایک اور مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین والا انتقام رہے کہ ملکہ حیرت نے ہرکارے واسطے دریافت خبر کے بھیجے ہین وہ بھی حاضر ہین یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین گلرنگ نے ایک دستک دی شعلہ بھڑک کر چہرے پر چالاک کے گرا رنگ روغن عیاری کا جلگیا دیکھا ایک شخص دبلا پتلا تانتیا آنکھین چھوٹی چھوٹی پوچھا ارے تیرا کیا نام چالاک نے کہا آپنے میری صورت بدلدی میری اصلی صورت دی ہی سحر کرکے جو چاہیے بنا لیجیے گلرنگ نے کہا او نالائق تو چھپانے چاہ مین ظاہر کرتی ہون یہ کہکے ایک دستک دی ایک طائر خوشنما سامنے آیا گلرنگ نے پوچھا ای طائر سامری بتا کہ اس شخص کا کیا نام ہی یہان آنے سے اسکا کیا کام ہی دیکھنے والون کے ہوش اڑے کہ طائر مثل انسان گویا ہوا عقاب بھی یہ سب باتین سن رہا ہی طائر نے آواز دی ای ملکہ عالم اس ظالم سے خوف کیجیے یہ عیار طرار خنجر گذار سب عیارون سے تیز چالاک بن عمرو ہی گلرنگ نے پوچھا اسکو عقاب کے بچانے سے اور ہمارے ساحرون کے قتل کرنے سے کیا مطلب طائر نے کہا حضور یہ ملکہ حیرت پر عاشق ہی اسی جوش محبت مین یہ کارہاے نمایان کر رہا ہی عقاب کو بھی ایک دن مارئیگا آپ پر بھی دست انداز ہوگا اس دن اسکو اپنی عیاری پر ناز ہوگا اگر آپ اپنی خیریت چاہتی ہین اسکو قتل کیجیے اسکا زندہ رہنا بہتر نہین آیندہ آپکو اختیار ہی یہ کہکے طائر غائب ہوا گلرنگ نے عقاب کی زبان مین سوزن دیکر قفس مین قید کیا ہی قریب آکر کہا میان عقاب واہ واہ یہ سب معاملات آپ نے سنے ایک طریقہ سے یہ آپ کا بھائی ہی تمکو کیونکر گوارا ہوا عقاب غصہ مین تھا کچھ جواب نہ دیا مگر دلمین کہتا ہی کہ جب قید سے رہائی پاؤنگا اس ظالم کے ٹکڑے اڑاؤنگا بڑی میرے واسطے ذلت ہوئی ایک تین روپیہ کا پیادہ ساربان زادہ میرا رقیب مشہور ہو بڑے افسوس کی بات ہی گلرنگ نے پکار کر آواز دی ارے تم مین کوئی ایسا ساحر ہی کہ شب بھر یہان حفاظت کرے عقاب کو تو ابھی نہ قتل کرونگی مگر کل صبح کو چالاک قتل ہوگا سامری جمشید کے احکام شاہا منظور ہین کہ نہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا ہی نہ چالاک کی مین حکم سامری مانونگی سرخنگ جادو صف مین سے نکلی کہا ای ملکہ عالم لونڈی حفاظت کریگی چالیس کنیزین ساتھ لیکر سرخنگ جادو بیٹھی قفس عقاب کا لٹکا دیا چالاک کو ایک گوشہ مین بٹھا دیا چالیس کنیزون کو لیکر براے حفاظت بیٹھی مگر ہرکارون نے یہ سب معرکہ دیکھا خبرین لیکر بھاگے ملکہ حیرت بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے کنیزین پوچھ رہی ہین کہ واری تردد تو آپ کا ظاہر ہی کہ عقاب ایسا چاہنے والا قید ہوگیا دیکھیے انکے واسطے کیا ہوتا ہی حیرت نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو کسی کی بات میری سمجھ مین نہین آتی اصل مین کیفیت یہ دل پر ہجوم غم و حسرت ہی نظم

ورنہ لیلی ہر اک محفل مین سمجھو تو کہون
چشم کم سے خلق لو اسمین دست کھاکر

میکدہ اور کعبہ مین کیا فرق ہی ای شیخ جی
شیشہ ہر پتھر کی ہر اک سنگ مین سمجھو تو کہون

عیش ہی دنیا کی جو محفل مین سمجھو تو کہون
کرتے ہو ہر دم جو وصف چشمۂ آب حیات

تم جو پوچھو سو بھڑک دل ہی کا سودا کسلیے
ہو تڑپ کا ہو مزا بسمل مین سمجھو تو کہون

قیس کی آوارگی ہو دل مین سمجھو تو کہون
دہر ہی جھمکا ہی دشت گل مین سمجھو تو کہون
جانتے ہو عیش تم دنیا مین جسکو سو نہین
آب ہی جو خنجر قاتل مین سمجھو تو کہون

کنیزون نے کہا واری آپ جو

فرماتی ہین بجا ہو کہ سرکارون نے اگر دعا دی شعر رویت ہے شاہ لالہ گون بادہ اقبال زمان زمان فزون باد ای ملکۂ عالم حضور نے سنا ہوگا بیٹا خواجہ عمرو کا پہونچا سہیل کو مار اعقاب کو رہا کر لیا ساحرون کو قتل کرنے لگے گلرنگ جادو آگئی اسطرحکا سحر کیا کہ عقاب کو پکڑ لیا چالاک بھی گرفتار ہوے ایک خدمتگار کی صورت بنے ہوے تھے ملکہ گلرنگ نے صورت مٹائی ہر چند پوچھا اُسنے نام ہرگز نہ بتایا گلرنگ نے ایک طائر طلب کیا طائر نے سب کے ہوش اُڑا دیے صاف صاف نام بتایا گلرنگ نے پوچھا ای طائر سامری اس شخص کے آنیکا کیا باعث ہو میرے ساحرون کو کیون قتل کیا طائر نے کہا یہ شخص ملکہ حیرت جادو پر عاشق ہو عقاب متغیر ہو گیا سب ساحرون مین یہی ذکر ہو رہا ہو کہ اب احوال کھلا کہ چالاک جوش محبت حیرت مین ساحرون کو قتل کرتا تھا یہ سنکر حیرت کو سناٹا آگیا کہا پھر انجام کیا ہوا سرکارون نے عرض کی سرجنگ مردار خوار مصاحب ملکہ گلرنگ کے سپرد ہوے ہین گلرنگ نے حکم دیا کل چالاک کو قتل کرنا چالیس جادوگرنیان لیکر برائے حفاظت بیٹھی ہو بیرون قلعہ میدان خونی کی تجویز ہو رہی ہو حیرت کو خیال چالاک کا آیا کہ ای حیرت اگر چالاک کد و کوشش نہ کرتا تو ابتک شہر گلگ خاک ہو گئی ہوتی بیان کیا گیا آفتین برپا ہوئین اُسی کا طفیل تھا کہ اُسنے جادوگرنیون اور جادوگرون کو مارا ورنہ ابتک آفت برپا ہو گئی ہوتی چلکے چالاک کو رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر خاموش ہو رہی مگر بڑا خیال ہو کہ اگر دشمن اُسکے قتل ہو گئے تو ای حیرت تیری بدنامی ہوگی عمرو اپنے مقام پر کہیگا کہ میرا فرزند قتل ہوا حیرت نے خبر نہ لی صرصر بھی تو اب گواہ ہو گئی وہ بھی بیان کریگی کہ چالاک نے اپنی جان لگا دی اور افسوس ہو کہ حیرت نے خبر نہ لی تڑپ تڑپکر اُسنا دن کاٹا مگر بڑا خیال کنیزون کا ہو کہ اگر یہ آگاہ ہوگئین تو عقاب سے ذکر کرینگی کنیزون کو بلاکر کہا مین ایک سحر تیار کرنے جاتی ہون اگر دیر ہو جائے تو تلاش نہ کرنا یہ کہکر حیرت خود روانہ ہوئی ستارہ بنکر آسمان پر چمکی اس مقام پر آکے دیکھا چالاک ایک گوشہ مین بیٹھا ہو ماران سیاہ سحر سرجنگ کے اسکے جسم مین لپٹے ہوے ہین چالاک اپنی جان سے بیزار ہو جدھر منہ پھیرتا ہو ماران سیاہ منہ بڑھاتے ہین کہ چالاک کو کاٹین چالاک کا تڑپنا منہ پھیرنا آنکھون سے اشک حسرت جاری اس بیقراری مین یہ اشعار ورد زبان ہین نظم

ولا بوقت سحر صبح را بخواب مگیر
چو ماہ نو قدح از دست آفتاب بگیر
نوید رحمت جنبش ز جام می بشنو
نوای فیض ورا شرا ز صدای آب بگیر
اگر عمارت دلہا کنی بہ از کعبہ است
عنان شاہد مقصود در شباب بگیر

ز شوق ذیل دعاہای مستجاب بگیر
چنانکہ ریختۂ خون سیاوش اندر طشت
صریر باب بہشت از دم رباب بگیر
حضور خاطر فارغ سوال کن از چند
ز رشحۂ کرم ار تو گلے در آب بگیر
ظہیر اگر تو بخشد نجات مے طلبی

صبوح کن چو موذن صلای صبح زند
تو انتقام ز کر شیوۂ شراب بگیر
صفیر چنگ کجا بر دلت زند ناخن
سراغ گنج ز کاشانۂ خراب بگیر
زمان شیب نیاید ز دست تو کاری
ز صدق دامن پیر شباب بگیر

حیرت کا دل دگرگیا عرصہ دراز تک کھڑی دیکھا کی یہ بھی ضرور خیال ہو کہ عقاب مجھکو نہ دیکھے وہین سے کھڑے کھڑے سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا سب کنیزون کی آنکھین بند ہو گئین سرجنگ بھی غافل ہوئی اسطرحکا سحر کیا کہ عقاب کی بھی آنکھین بند ہوئین حیرت گوشے مین اُتری لہو و لعب مین قریب چالاک کے پہونچی چالاک نے جو حیرت کو آتے دیکھا تڑپ کر یہ اشعار پڑھے نظم

فاختہ کا طوق مجھکو بہر گردن چاہیے
جان بلب سنکر مجھے آیا ہے خانہ مین یار

بچ رہا ہو دل جو بالون سے ڈسے ڈالو ہو
اور کوئی دم چراغ زیست روشن چاہیے

ناتوان ای سرو ہون کیا بار آہن چاہیے
ای صنم بہر چراغ زیست روغن چاہیے
اُس سہی قد کو ہوا امیری طرح سودائے وحشت

گردن قمری میں بھی ہے طوق آہن چاہیے
کشت سبز خط جیسے جزدانہ خال صنم
ہو زبان خار صحرا پہ کہ دامن چاہیے
کون ہو میرے سوا پابند جو گھر کا نہیں
کاسۂ سر جام کا شیشہ کی گردن چاہیے
ہو زبان تیری کسی لو وہ تو تشبیہ کو
اس پری کو دانۂ گوہر کی خرمن چاہیے
کوچۂ قاتل میں بھاگوں صحبت احباب سے
مجھکو بھی رہبر کے بدلے کوئی رہزن چاہیے

پُر ہو جام زندگی بے یار بزم عیش میں
خوشۂ پروین ہو مجھکو یہ کا خرمن چاہیے
سیم و زر کی کسکو ہے تجھ سے طلب اے آسمان
جب تعلق کیا روح کو بھی خانۂ تن چاہیے
اسقدر ہیبت سمائی ابروے خمدار کی
منہ میں غنچے کے بھی کوئی برگ سوسن چاہیے
سیری غمزگانے جو اشکوں کا لگا رکھا ہے تار
دوستوں کو کیا کروں میں مجھکو دشمن چاہیے
ذوالفقار حیدری کی خشک ہے نامنیح زبان

جا بجا ہے موج اب مجھکو ساقی آب آہن چاہیے
میں تو عریاں دشت وحشت کو گریبان کی طلب
ہم میں سودائی ہیں تھوڑا سا آہن چاہیے
ہوں وہ سرکش جب بناتا تو بچے من کی
جوہروں کے تیغ و خنجر کو بھی جوشن چاہیے
خوشۂ پروین جو بچے موتیوں کے بن گیا
کیا عجب رشتہ مقرر بہر سوزن چاہیے
دشت غربت میں وطن کو پچھلی پھر تو ہوس
بعد مدت اسکو تھوڑا خون و دشمن چاہیے

حیرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا چپ رہ صحبت میں خاص تیرے واسطے آئی ہوں یہ کہکے سحر کیا کہ ماران سحر جسم چالاک سے گر گئے چالاک کے ہوش درست ہوے ہاتھ پاؤں قابو میں آئے حیرت نے کہا میں جاتی ہوں بھاگ جا سامنے حیرت کے چالاک کنارے ہو گیا جب حیرت چلی گئی چالاک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر پڑ رہا حیرت چلی گئی یہاں سرجنگ بھی ہوشیار ہوئی چالاک بھی آنکھیں ملتے ہوے اٹھے سرجنگ نے کہا ارے یہ کیا ہوا تھا سب نے کہا حضور کچھ غنود غنودگی آگئی سرجنگ نے کہا خبردار اب کوئی نہ سوئے سب جاگتے رہیں چالاک بھی سب کے ساتھ چوکی پہرا دے رہا تھا بڑھکر سرجنگ سے چالاک نے کہا ملکہ عالم آج کچھ شراب وغیرہ کا چرچا ہو گا رات بھر جاگنا ہے صبح کو میدان خونی میں چلکر اس ظالم کو قتل کرینگے اگر یہ چرچا نہو گا نیند آجائیگی اگر کچھ افتاد پڑیگی ہم سب بدنام ہونگے اگر مناسب ہو تو شراب منگائیے سرجنگ نے حکم دیا اچھا سوسن شراب لاؤ یہ کہکے سرجنگ نے کچھ روپے نکالے چالاک کو دیے چالاک سمجھا سوسن میرا ہی نام ہے چالاک دوڑا ہوا گیا بھٹی پر سے شیشہ شراب کا خود ہی خرید کے بھی لایا خوب بیہوشی ملائی لاکے سب کو پلانا شروع کیا سب تعریفیں کر رہی ہیں کہ بی سوسن کیا خوب شراب لائی ہو چالاک گاتا بھی جاتا ہے نظم

استم باز و دیدست و خراب
خاک ادرو باں بگرود آب
بیچ ماہ و وہفتہ از مہتاب
رفتم از دست مطرباد ریاب
بجز ع و انیشو این باب

لب ساغر چنان زہم بوسہ
عفو و شوم مست از مستی
راہ مستی گرفتہ جانب دست
تو تم نیست لیست کن پردہ

کہ درآرم حریف را از خواب
کابلی ہا ہمہ شوند شتاب
سیر دم تا برآرمش ز حجاب
طاقتم نیست گوش چنگ رباب

آنکہ شب او تو بہ ام ز شراب
حزہ کز راح آتشین گیرم
ظرف لبریز کردم از بادہ
محو تر مشوم ز خود ہمہ دم
بر نظیرے گرہ بخشایہ

اس غزل نے اور آگ لگا دی سرجنگ گانا سنتے سنتے اپنے مقام سے اٹھی کہا سوسن تمہارے گرد پھروں آؤ گلے سے لگا لوں یہ کہکے سرجنگ اپنے مقام سے اٹھی رقص کرتی ہوئی چلی سب کنیزیں بھی ناچنے لگیں دو دو قدم چلنا تھا کہ لڑکھڑا کر سب گریں چالاک خنجر پکڑ کر جھپٹا پہلے سرجنگ کا سر کاٹا عقاب کو پنجرے سے نکالا کہا جانیے مگر غلام پر ذرا نگاہ شفقت رہے اب تو غلام کو حضور نے پہچان بھی لیا عقاب تو ایسا گھبرایا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا بھاگا کہ پھر کوئی آفت نہ آجائے چالاک نے اس مقام کو زبلۂ قصابان بنا دیا جب سبکو قتل کر چکا ایک طرف نکلکر بھاگا بوقت سحر ملکہ گلرنگ نے میدان خونی کی تجویز کی چند ساحروں سے کہا تم چالاک کو لاؤ ساحر جو اس مقام پر آئے دیکھا قفس عقاب کا خالی پڑا ہوا ہے کنیزوں کے

مع سرجنگ لاشے لوٹ رہے ہین دریاے خون جاری وہ ساحر آسنے پنچتے بھاگے آکر گلرنگ سے کہا حضور کس کو
دار پر کھینچیےگا بلی سرجنگ قتل ہوگئیں قیدی نمارو نگہبانون کے لاشے پڑے ہین یہ سنکر گلرنگ گھبراگئی میدان جوانی
کا سامان منایا یہ کہتی ہوئی چلی کہ اب وہ کی فکر لی بڑی چالاک کو بھی لاؤن اور میان عقاب کی بھی گردن
لون کنیزون نے کہا واری ہمارے نزدیک تو بہتر یہ ہو کہ لشکر کشی کیجیے گلرنگ نے حکم دیا کہ لشکر کے واسطے
سامان تیار کرو بیان ملکہ حیرت بارگاہ مین ہین کہ دیکھا عقاب آکے پہونچا ملکہ حیرت نے کہا صاحب کیونکر
رہائی پائی عقاب نے کہا مجھکو چالاک نے چھڑایا حیرت نے کہا چالاک تو خود قید تھا اُسنے کیونکر چھڑایا
کہا نہین معلوم اُسنے کیونکر رہائی پائی مگر کنیز کی شکل بنکر سب کو شراب پلائی بیہوش کیا پہلے اُسنے سرجنگ کو مارا
ملکہ ایک عالم مین ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ مجھکو کچھ خیال نہ آیا ورنہ چالاک کو پکڑ لیتا حیرت نے کہا یہ کیسی بات کہ اُسنے
تمھاری رہائی کے واسطے کوشش کی گرفتار ہوا تم اُسکو پکڑ لیتے عقاب نے کہا ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا کہ مجھکو عرض کرتے
ہوے حجاب آتا ہی کہ اُسنے اول مرتبہ جو عیاری کی سہیل کو مارا اور قصد کیا کہ مجھے چھڑائے تو مجکو اُسنے رہا کیا کسی طرح
گلرنگ کو خبر ہوگئی اُسنے آکے چالاک کو بھی پکڑا اور مجھے بھی گرفتار کیا چالاک اپنا نام نہ بتاتا تھا اُسنے طائر ساحری
کو طلب کیا سحر سے صورت تبدیل کی طائر سے پوچھا اسکا کیا نام ہی طائر نے کہا چالاک بیٹا عمرو کا اُسنے پوچھا اسکے
آنے کا سبب کیا ہوا طائر نے آپ کا نام لیا کہ ملکہ حیرت جادو پر عاشق ہی اور مجھے بھی یہی قتل کریگا تب اُسنے
سرجنگ کو مقرر کیا میرے دلمین تو یہی تھا کہ مین اُسکو پکڑ کر آپ کے سامنے لاؤن مارے کوڑون کے کھال اُدھڑوا دون
حیرت نے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون بیہودہ بکتے ہو یہ لوگ عیاران طرار ہین یہی انکا کام ہی کہ ایک کو لگا تار ایک کو
بنایا یہ بھی ایک عیاری ہی کہ یہ مشہور کرو کہ ہم حیرت پر مرتے ہین تصور کرو کہ اگر وہ نہ ہوتا تو اب تک گلرنگ نے
تمھارا لشکر تمام کردیا ہوتا خیر وہ جانبازی تو کر رہا ہی مگر تمھارا دشمنی کرنا بیکار ہو گیا ہی کیسے وہ ہم تک پہونچ بھی
نہین سکتا عقاب چپ ہو رہا حیرت بھی خاموش دل سے کہتی ہوا ین گل دیگر شگفت ای حیرت ایسا نہو کہ
چالاک گلرنگ کے لشکر مین جاکر گرفتار ہو جائے کیونکر اُسکو اطلاع کرون کہ ارے میان تھے بھاگ جاؤ ابھی عقاب
بھی اُسکا دشمن ہوا دلمین تاؤ پیچ کر رہا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ملکہ گلرنگ
جادو چھ لاکھ جادوگر لیکر چڑھ آئی نشان آمد لشکر ظاہر ہو رہے ہین حیرت نے پردے اُٹھوا دیے دیکھا ایک بر
سیمابی بڑے زور و شور سے پیدا ہوا گلرنگ جادو تخت پر سوار پشت پر سات لاکھ جادوگرنیان بڑے زور و
شور سے اسباب سحر سب کے جسم پر آراستہ ساڑھے چار سو نقارہ بجتا ہوا علمہاے سیہ کے پھرپھرے کھلے ہوے
آپنی تعریف لات و منات مرقوم آمد آمد فوج کی دھوم گلرنگ کے تخت کو ہزارہا ساحر گھیرے ہوے حیرت ہنس
رہی ہی گلرنگ کو دیکھ کے یہ کیا سوجھی ہی بیوجہ آمادہ حرب و پیکار ہی عقاب بھی کہہ رہا ہی کہ ملکہ عالم مین غفلت
مین تھا کہ پکڑ لیا گیا بلی گلرنگ کی کیا مجال ہی کہ مجھپر دست انداز ہون طبقے زمین کے ہلا دون زمین کو آسمان پر پہونچا
دون چالاک صورت بدلکر لشکر مین آیا یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی حیرت کو دیکھنے ضرور آتا ہی پہ اسکے قریب
نہین کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ یہ فوج آکر گلرنگ کی مقابلہ مین اُتری عقاب نے بھی اپنا لشکر آراستہ کیا جب
گلرنگ بارگاہ مین داخل ہوئی سب جادوگرنیان جادوگر آگئے اختر جادو کہ وزیرزادی اسکی ہی اُسنے
عرض کی حکم ہو تو طبل جنگ بجواؤن لشکر عقاب کا خاتمہ کرون گلرنگ نے کہا نہین کہا اے اختر مین حکم تو دیتی
ہون مگر بہت ہشیار رہنا اختر جادو کے نام پر طبل جنگ بجا ہرکارون نے آکر عقاب کو خبر دی کہ ملکہ حیرت

کے نام پر طبل جنگ بجا ہوا حضور سے وہ مقابلہ کریگی عقاب نے کہا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے چالاک
بصورت سبیل حاضر رہتا ہو دنیا مین گذرا میری پاپوش کو کیا غرض ہو کہ مین کسی طرح کی کد و کوشش کرون یہ کیا خوب
بات ہو کہ جنگ کے واسطے مین جان لگاؤن انکو میرے نام سے دشمنی دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان رہین
بوقت سحر اولا ان اول عقاب جادو لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا ملکہ حیرت تخت پر عقاب جادو پایہ تخت پر
ہاتھ رکھے ہوے گرد تمام ساحران غدار گھیرے ہوے ایک جانب شاہین نیزہ باز ایک جانب طیاران بلند پرواز
ایک جانب شیدائے شعبدہ ساز سب کے آگے اختر جادو دوربائے جواہرین غوطہ زن سحر و ساحری مین پر فن
اور ہزارہا ساحران خدا بخت گلرنگ گھیرے ہوے کھڑے ہین جنکے افسر مارے گئے ہین باجے بجتے ہین میدان
مین جابجا زمین اپنے افسر کا بدلا لین بڑے زور و شور سے لشکر اگر ٹھہرا صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ
کمینگاہ طرفین سے آراستہ پیراستہ ہوئین نقیب با آواز بلند میدان کارزار مین اشعار عبرت آثار
پڑھنے لگے

نظم

پیش ازان کز تو دنیا ہیچکار
کز پی خلق ست دنیا یادگار
او بر او سیرت زیبا بیار
تا بماند نام نیکت برقرار

بس بگردید و بگردد روزگار
اینکو رشہنا مری لورو داند
انہوں افقندہ ماد شوخ چشم
شکر نعمت رانکو میکن کہ حق

دل بدنیا درنہ بندد ہوشیار
رستم و اسکندر و اسفندیار
ہیچ نگہ فلیم از ایشان اعتبار
دوست دارد بندگان حقگزار

ایکہ دست میدہ کاری کمن
تا بدانند این خداوندان ملک
صورت زیبای ظاہر ہیچ نیست
نام نیک رفتگان ضایع مکن

اسطرح نقیبون نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے کہ سب ساحر جھومنے لگے ہر ایک کا
یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جا کر لڑین ہمارے افسر جو مارے گئے انکا بدلا لین ساحرون مین غریو بلند کہ ملکہ
اختر جادو خود اپنا طاؤس بڑھا کر سامنے گلرنگ جادو کے آئی عرض کی ای ملکہ عالم اجازت میدان آج میان
عقاب کو معلوم ہو کہ ایسی ایسی بھی جادوگرنیان ہین گلرنگ نے آواز دی او وزیرزادی جاؤ اختر جادو
اجازت لیکر طاؤس اڑاتی ہوئی میدان کارزار مین آئی پکار کر آواز دی ای عقاب اب سوار ملکہ گلرنگ کے
وہ مرتبے ہین اپنے ماکسیر کی زبردستی کیا بیان کرون ادنی سی بات یہ ہو کہ مسلمانون نے طلسم و شہرہا کو فتح کیا
کل طلسم پر قبضہ کیا مگر ملکہ گلرنگ کا ایسا خوف تھا کہ کوئی ناظم صحرائی زرکستان مین نہین روانہ کیا اسی فرار اسی
بات پر تکرار ہو بہتر اسمین ہو کہ یا تو اطاعت ملکہ گلرنگ کی قبول کیجیے یا کسی کو بھیجیے کہ اگر مجھ سے مقابلہ کرے
عقاب نے پلٹ کر داہنے جانب دیکھا ملکہ سیمین عذار آسمان سپہر نے اپنے مرغ زرین کو صف سے نکالا
آکے عقاب کو سلام کیا عقاب نے سیمین عذار کو دیکھا کہ کس سج دھج سے نکلی ہو لباس گلنار پہنے ہوے
زیور تمام جسم پر آراستہ جھککر ملکہ حیرت کو سلام کیا عقاب کہ رہا ہو دیکھو بی اختر کا کیا حال ہوتا ہو جواب
بی اختر کا ستارہ گردش مین آ گیا ملکہ حیرت نے اجازت دی مگر فرمایا کہ ای سیمین عذار اختر جادو بڑی ساحرہ
زبردست ہو اسباب سحر سے بھولی ہمونگا ہین کیا سخت پڑی ہین ذرا سمجھ کے اس سے مقابلہ کرنا سیمین عذار نے
عرض کی کیا آپکی کنیز کسی سے کم رہجائیگی یا تو جان کو قدم اقدس پر نثار کیا یا سر بی اختر کا لائی سیمین عذار نے
مرغ بلند پرواز اڑایا اختر نے جو سیمین عذار کو دیکھا پکار کر آواز دی ہو اشتبل جادو یہ لیکے کچھ ماش کے دانے
طرف آسمان کے پھینکے ایک ابر سیاہ گوشہ صحرا سے اٹھا اگر سیمین عذار پر محیط ہوا اس ابر سے تلوارین خنجر
برسنے لگے سیمین عذار نے جھولی سے پرچم کاغذ سیاہ نکالا اسکی سپر بنا کر سر پر حائل کی وہ سپر فولادی بنکر
سر پر قائم ہوئی جو تلوار خنجر گرا اسپر پر لیا مگر نشیب پر اسکے لشکر کی لاکھ کا کھڑا ہو سیمین عذار تو لب بچے

خنجر و تلوار سے بچ رہی ہی مگر وہ تلوارین لشکر پر جا گرین کئی ہزار سر کٹ کر گرے لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی سیمین عذار کے افسرون نے آواز دی اے ملکہ جادو ملازم آپکے پامال ہوتے ہین سیمین عذار نے یہ جو سنا غصے مین آکر مرغ زرین کو تڑپایا مرغ بلند ہوا جب برابر بلکے پہونچی پشت مرغ سے جدا ہوئی اس زور و شور سے گری کہ ابر کے ٹکڑے اڑا دیے ابرچند لخت ہو کر غائب ہوا اب جو دیا نسے اتری للکار کر آواز دی کیون او اختر سحر تو نے کیا

اختر نے جھولی سے ایک بیضۂ سفید نکالا اس بیضہ کو کاٹکر پھینک مارا سیمین عذار پر اگرا ایک برج آتشین گرا اڑ ہوا عقاب بھی گھبرا گیا حیرت نے کہا بڑی قیامت کا سحر اختر نے کیا ہی سامری جمشید اسکو برج آتشین سے بچائین مگر سیمین عذار برج آتشین مین چھپ گئی آگ کا بھڑکنا شعلون کا کڑکنا مگر اندر برج کے ایک برق چمک رہی ہی عقاب نے کہا ابھی تک سیمین عذار بیہوش نہین ہوئی حیرت نے کہا مین دیکھ رہی ہون کہ مثل برق چمک رہی ہی حیرت نے کہا اے عقاب سیمین عذار نکلا چاہتی ہی یکایک وہ برج تھرایا اڑ اڑ اگر گرا اندر سے اسکے سیمین عذار نکلی مگر پسینے پسینے جیسا بلے چہرے پر پڑے ہوسے چہرے پر بھی اداسی عقاب نے کہا سیمین عذار نے بڑا صدمہ اٹھایا اسکے سحر کا کمال تھا جو اس بلاے گرم سے نکلی مگر سیمین عذار نے نکلتے ہی نشتر اپنی زبان پر مارا خون اسکا ہاتھون مین لیکر مثل برق جہندہ یہ کہتی ہوئی اختر سحر کو روک ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا اختر اٹ اٹ کرتی ہوئی جھر و گلستان سے سر اٹھایا دیکھا تو ایک شاخ نخل پر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی اور اشعار عبرت آثار پڑھ رہا

نظم بہر گلگشت چمن مین ستم ایجاد آیا
بلبلو دام لیے دوش پہ صیاد آیا
یا الٰہی ہو بشر کیا کوئی غم کا پتلا
رنج وہ دل نے اٹھایا کہ خدا یاد آیا
صید کو کنج قفس مین نہ پڑے کیونکر کل
نجد سے قیس تو کہسار سے فرہاد آیا
نور رہ رہ کے تاسف یہ مجھے آتا ہی

رنگ بھی جسنے نہ پایا تھا کہ صیاد آیا
عندلیبین ملگین قمری کی روش مر بجنے
رنج اٹھانے کو سوے عالم ایجاد آیا
شوق کہتے ہین اسے شوق اسیری یہ ہی
آج صیاد بھی ظالم پئے بیداد آیا
روح دل کہنے لگی دیکھ کے صحرا مین مجھے
کیون عدم سے طرف عالم ایجاد آیا

لیکے لو بال چمن مین وہ پریزاد آیا
سیر گلشن کو جو وہ غیرت شمشاد آیا
اے جو ہجر کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو
پانون پھیلا دیے خود مین نے جو جلاد آیا
ہون وہ دیوانہ کہ خدمت کے لیے صحرا مین
وامق و کوہکن و قیس کا استاد آیا

طائر نے اس طور سے زمزمہ سرائی کی اور اشعار عاشقانہ پڑھے کہ اختر حیران ہوگئی اسی طائر کو تک رہی ہی پلک نہین جھپکتی مسکرائے جاتی ہی کبھی کہتی ہو اس طائر کو مین پالونگی خوب کسی نے پڑھایا کیون صاحبو یہ طائر کہانسے آیا اسکو دیکھکر میرے ہوش اڑتے ہین پر پرزے درست چالاک و چست سونے کا قفس اسکے واسطے بنواؤنگی اپنے سینے پر لٹکاؤنگی چار دن کے بعد لوگ اس طائر کو دیکھینگے پہچان نہ سکینگے جب اختر مبہوت ہو کر ایسی باتین کرنے لگی صدا اے طائر پر دل جان سے متوجہ ہی دھن مین جو طائر شعر گا رہا ہی سم پہ کبھی پاؤن پٹکتا ہی کبھی آنکھ ملتی کبھی ہاتھ چمکا دیا جب اسطرح اختر مبہوت ہوگئی تب سیمین عذار نے وہ خون جو زبان کا ہاتھ مین تھا قریب آکر آواز دی او اختر تیرا ستارہ گردش مین آیا اختر پلٹی چاہتی ہی کہ اپنے کو بچائے سیمین عذار نے خون پھینک مارا چہرے پر اختر کے خون پڑا ایک آہ کا نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی اختر بیہوش ہو کر زمین پر گری سیمین عذار نے کھینچ بلالی کھینچا سحر نے جو تاثیر کامل کی جھونکر پکار اٹھی سحر اسکو کہتے ہین میرے سحر سے معشوقان آئینہ رخسار حیران رہتے ہین اختر تو زمین پر پڑی ہوئی ایڑیان رگڑ رہی ہی ادھر سیمین عذار نے خنجر کھینچا چلی کہ اسکا سر کاٹ لون لشکر عقاب سے صداے تحسین و آفرین بھی بلند ہوئی حیرت نے بھی پکار کر کہا اے سیمین عذار کیا کہنا کیا معقول سحر کیا اے رے یہ سحر تو نے کہانسے سیکھا یہ سحر تو خاص ہوشربا

مین وہی جانتے ہین جو ساحران یکتا ہین ای عقاب حقیقت مین سیمین عذار نے کس لطف سے اختر کو مبہوت کیا
کیا اچھا طائر بنایا کہ اختر کے ہوش اڑا دیے عقاب موچھون پر تاؤ پھیرنے لگے کہتے ہین حضور یہ سحر مین نے تعلیم لیے
میرے خاندان کے یہ سحر مین شہنشاہ شمشس ایسے ایسے سحر ایجاد کیا کرتے تھے اکثر بطور سمجھانے کے کہا کرتے تھے
کہ جس ساحر پر سحر کرے پہلے اُسکو مبہوت کر دے اُسکے لیے تدبیرین ہین مگر گلرنگ نے جو دیکھا اختر قتل ہوتی ہے
غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا لو اور غضب دیکھو بی سیمین عذار اختر نامدار کو قتل کیا چاہتی ہین یہ کہکے منہ سے
دھوان چھوڑا سیمین عذار یا تو چھپی ہوئی جاتی تھی دھوئین نے اسکو گھیرا دھوئین کو دیکھکر گھبرائی چاہا کہ سحر کرون
گلرنگ نے ہاتھ ہلایا ایک برق گری کہ سیمین عذار کے دو ٹکڑے ہوے اختر کو ہوش آگیا چونک کر آواز دی
اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے ہر ک نے کہا ای عقاب یہ بھی تم نے دیکھا سیمین عذار کو گلرنگ نے مارا سات
کنیزین سیمین عذار کی برابر مقابلہ اختر نکلین ان ساتون کو اختر نے مار اشام کو پکار کر آواز دی ای عقاب تجھے
ملازمان ملکہ گلرنگ کو دیکھا عقاب تو غصے مین خاموش مگر حیرت کے منہ سے نکلگیا کیا غرور کرتی ہے سیمین عذار
نے تیرا کیا حال کیا تھا گلرنگ نے اُسکو سحر کر کے مارا بس اختر پکار اُٹھی آپ میرے مقابلے مین آئیے حیرت
کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا تخت سے کود پڑی عقاب ہان ہان کرتا ہوا دوڑا حیرت نے کہا ای عقاب ٹھہر جاؤ
اسکو دکھلا دین کہ سحر کیا چیز ہے سیمین عذار کو مار کر بہت مغرور ہوئی یہ کہکے تڑپکر میدان مین آئی آواز دی ہان بی تم
تماشا سحر دیکھین گلرنگ تو کا نپکر رہگئی حیرت نے گلرنگ کو بھی اشارہ کیا کہ جب بی اختر کا ستارہ گردش مین آئے
تو تم بھی شریک ہونا یہ کہکر حیرت مسکرائی ہنستے ہی حیرت کے برق دندان چمکی درختون سے پھول برسنے لگے اختر
نے سحر کیا کہ پھول جلے پھولون کا جلنا کہ حیرت نے آواز دی ارے نسیم مرگئی ہو اسکو مبہوت کر دے سامنے دیکھا گوشہ
گلستان سے ایک نازنین نہایت حسین دوپٹہ آب روان کا سنبھالے ہوے پائنچے ہاتھ پر چڑھے ہوے مسکراتی ہوئی
سامنے اختر کے آئی جیسے ہی اس نازنین نے اختر سے آنکھ ملائی اختر طرف نازنین کے متوجہ ہو گئی اس نازنین
نے عارض پر ہاتھ رکھ کے بناز و غمزہ یہ غزل گائی غزل ناسخ

تمام رات چراغون سے اپنے داغ جلے
بنا طلسم کھایا فراق ساقی سے
لگی آتش لگے تمام باغ سے جلے
موا ہون مین شب تار فراق مین ناسخ

یہ پھنک رہا ہے مرا جسم ہجر ساقی مین
شراب آگ ہوئی شیشہ و ایاغ جلے
چلا جو صبح شب وصل مثل ماہ جبین
یقین ہے نہ مری قبر پہ چراغ جلے

وہ لگ گئے کہ آگے سے ہم چراغ جلے
کہ مثل داغ جنون ہاتھ مین ایاغ جلے
فراق یار مین فصل بہار آئی ہے
کہ آفتاب کے مانند میرے داغ جلے

اس ناز و انداز سے اس غزل کو گایا
کہ اختر کے ہوش اُڑ گئے دل وہی کر سکے سننے لگی حیرت نے پکار کر آواز دی بی گلرنگ اختر کو بچاؤ گلرنگ
نے سحر کیا برق چمککر چلی تھی حیرت نے ہاتھ ہلا دیا وہ برق پلٹکر کنیزان گلرنگ پر گری چار کنیزون کے سر اُڑ گئے
اُس اندھیرے مین حیرت نے اسی گانے والی کنیز سے اشارہ کیا اختر کا سر کاٹ لے اُسنے ایک نیمچہ مارا
کہ بی اختر کے دو ٹکڑے ہوے عقاب کے لشکر مین صداے تحسین بلند ہوئی ہر ایک کا یہی قول تھا
ای تند عالم کیا کہنا حیرت پلٹ پڑی گلرنگ نے رنجیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوایا چالاک بن عمرو ایک کنیز کی
شکل بنا ہوا مگر خوش ہوتے ہنستا ہوا الگ حیرت کے پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے تعریفین حیرت کی کرتا ہوا ساتھ
ساتھ بارگاہ مین آیا گلرنگ بڑے غصے مین ملی کہتی ہوئی کہ لو صاحب آج بی حیرت سے بھی بگڑ گئی اب بی
حیرت کی بھی فکر کرونگی آج تو سر میدان اُنھون نے سحر کیا اختر ایسی ساحرہ بھی قتل ہوئی اب مجھکو معلوم ہوا کہ

فساد عظیم ہوگا اب میں بھی کوئی بات نہ اٹھا رکھونگی یہان حیرت جادو جو تخت پر آکر بیٹھی عقاب اپنی بارگاہ مین گیا چالاک
ہنس ہنس کے باتین کر رہا ہی چالاک نے ہنستے ہنستے زانو پر جو ہاتھ رکھا کہا حضور کیا خوب سحر کیا ہی حیرت نے ہاتھ
جھٹک دیا کہا خبردار الگ سے بات کیا کر کیا تیری کچھ شامتین آئی ہین تم لوگ تعریفین کرتے ہو مجھے انتشار ہی کہ
مین نے سر میدان کیون سحر کیا صاحبو انصاف تو کرو وہ جو کچھ کہتی ہی بجا اسمین کیا ہی اُسکی یہی مراد ہی کہ میرے ساتھ چلیے
ہوشربا پہ بھی قبضہ کرا دون مسلمانون کو بھی قتل کرون اسی بات پر وہ بگڑی کہ مین نے انکار کیا اختر نے ایسا غرور کیا
کہ مجھسے آنکھ ملائی کہ ضبط نہو سکا آخر جا پڑی وہ حرامزادی مجھ سے کیا لڑتی گلرنگ کو بھی زیر کر سکتی ہون یہی
ذکر تھا کہ دو کنیزین دوڑی ہوئی آئین فیروزی کپڑے پہنے ہوے بڑے خبر گیر تھین آکر حیرت کے سامنے عرض
کی واری حضور نے سنا گلرنگ اپنے مقام پر فرما رہی ہین کہ بی حیرت سے بھی اب مقابلہ کرونگی سردارون کے
سمجھانے سے تین دنکی مہلت دی ہی کہتی ہین تیسرے دن طبل جنگ بجواؤنگی خود میدان کارزار مین نکلونگی دیکھونگی
حیرت کیا سحر کرتی ہی سر میدان ایسا سحر کرون کہ بی حیرت کو بھی معلوم ہو کہ سحر اسکا نام ہی حیرت نے کہا ہان صاحب
حقیقت مین بڑی ساحرہ ہی میرا تو سحر کا نام لینے کو دل بھی نہین چاہتا گلچہرہ نے کہا واری وہ آپ کے سامنے کیا سحر
کریگی آپ خداوند ساحرہ ہین حیرت نے کہا کیا کہون چالاک کا ایسا حال کھلا نہین تو وہ بی گلرنگ کی چٹیا لیتا
اسی تین دنکی مہلت مین خاتمہ تھا مگر عقاب کے کلمات سے ایسا خائف ہوا کہ اُسنے اپنے کو مخفی کیا گلچہرہ نے
دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو مین جا کر چالاک کو بلا لاؤن جیسا آپ فرمائیے گا وہ بجا لائیگا قصور تو فرمائیے کہ آپ
کے واسطے اُسنے کیا کیا خاک چھانی یہانتک کہ طلسم بھی توڑا آپ نہ اُس سے آزردہ ہون حیرت نے کہا اے گلچہرہ
سنو عقاب نے سر دربار یہ کلمہ کہا کہ مین چالاک کو قتل کرونگا اُسکو بھی خوف پیدا ہوا گلچہرہ نے حیرت سے
آنکھ ملا کر جو بات کی حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا اتنا کلمہ منہ سے نکلا کہ گلچہرہ اسوقت دربار سے جاؤ چالاک یہ
سمجھا کہ مجھے پہچان گئی ہاتھ باندھ کر عرض کی غلامان جانباز ہمیشہ مصروف خدمتگذاری رہتے ہین اپنے مالک کے
واسطے کیا کیا جفائین سہتے ہین یہ کہکر سر قدمون پر رکھ دیا حیرت نے بناز و غمزہ سر قدمون سے ہٹا دیا پہچان
تو گئی ہی مگر بسبب کنیزون کے کہا اے گلچہرہ زیادہ گستاخی نہ کرو اور چپکے سے یہ کہا کہ اب تمہارا چلا جانا ہی بہتر ہی
عقاب تمہارے حال سے بخوبی آگاہ ہوا گلچہرہ نے آنکھین قدمون پر مل کر کہا کنیز برائے جان نثاری حاضر ہی
حیرت نے کچھ جواب نہ دیا چالاک نکلا سمجھا کہ مراد حیرت کی یہ ہی کہ گلرنگ قتل ہو جائے معشوق کی خوشی کرنا
بھی واجب و لازم ہی یہان گلرنگ نے اپنے ساحرون سے کہا تم مین کس باغ مراد [?] مین جا کر شہر مین چالاک
کی فکر کرتی ہون ایک کنیز شعبان نامے بھی ہو اُسنے آواز دی واری حکم ہو تو مین لاؤن گلرنگ نے کچھ سوچ کے کہا
اچھا لاؤ شعبان چلی بعد شعبان کے جانے کے گلرنگ بھی اپنے مقام سے اُٹھی سبھون نے دیکھا اپنے مقام سے
اُٹھتے اُٹھتے غائب ہو گئی چالاک لشکر عقاب سے نکلا ہوا ایک گنوار کی شکل بنا ہوا ڈھال پٹکا باندھے ہوے
نخل کے سایہ مین اسی سوچ مین کھڑا ہی کہ او چالاک لشکر دشمن مین کیونکر اور کس صورت سے جاؤن کیا تدبیر کرون کہ
گلرنگ پر پہنچ قابو ہو اسی سوچ مین کھڑا تھا کہ دیکھا لشکر گلرنگ سے ایک کنیز حسین جمیل دوڑی ہوئی آتی ہی چالاک
سمجھ گیا کہ یہ میری فکر مین ہی چلے تو خیال آیا کہ چھپ جاؤن پھر سوچا کہ اسکی گردن لون کنارے بیٹھکر [?] رنگ روغن جاری
کا نکالا ایک نوجوان کی شکل بنکر ٹہلتا ہوا سامنے آیا ناگاہ شعبان کی نظر آنکھین لڑین چالاک نے مسکرا کر کہا
کیون صاحب کہان جاتی ہو ہم تو عرصہ دراز سے تمہارے مشتاق کھڑے تھے ایک مدت سے پوچھ رہے تھے

کہ ملکہ عالم کب تشریف لائینگی مگر آپ تشریف لائین اب اسوقت دل خوش ہو گیا نظم

وی ز جودت ابر جانی یافتہ　　وی رسیدہ قدر تو بر عالمے　　گو نشان از بی نشانی یافتہ
بر جہانت شیخ ثانی یافتہ　　باد از لطفت سبک روح آمدہ　　خاک از حلمت گرانی یافتہ
ظلم آب زندگانی یافتہ　　سوسن آزاد اندر مدح تو　　از طبیعت دہ زبانی یافتہ

ای ز لطفت جان امانی یافتہ
نہ سپہر اندر دراول چون بدید
خصم جان از لب گوہر بار تو

شعبان ہنسی کہا صاحب تم مجھے پہچانتے ہو کہا صاحب مین روز یہان آیا نہین کرتا ہون شعبان بھی مجھی جوان رعنا مطلب کی باتین کرتا ہو قوم کا جادوگر ہو کہا صاحب کل مین گھوریان لیکر آئی تم چلے گئے چالاک نے کہا دن بھر بھوکا پیاسا رہا آخر ناچار ہو کر چلا گیا آج تو آپ سویرے آئین شعبان بھی ہنسنے لگی چالاک نے کہا یہ مقام سر راہ ہو چلکے درہ کوہ مین ٹھہرین اچھی طرح بیٹھ کے باتین کرین شعبان ساتھ ہوئی چالاک باتین کرتا ہوا چلا جب قریب درہ کوہ پہونچا تو اپنی کمر سے چادر کھولا بچھا دیا شعبان آکر بیٹھی باتین ہونے لگین چالاک نے کہا ایک گلابی شراب کی لائین شعبان نے کہا خوشی تمھاری چالاک دوڑا جھٹ سے جاکر بوتل لایا کچھ کاتی مٹر کچھ چالولا کے سامنے شعبان کے رکھے بیہوشی تو ملا ہی لایا ہو جام بھر کے شعبان کے سامنے پیش کیا کہا لو جان جہان پیو شعبان نے نشہ کے نہین نہین کی چالاک نے جام منھ سے لگا دیا کہا لو صاحب پیو انکار کیسا اب کام ہو جائیگا شعبان پینے لگی پیتے ہی گھبرا گئی کہا کیون پیارے اس شراب مین کیا تھا چالاک نے کہا اسمین نشہ کیا اثر ہی تھی سردی کا زمانہ ہے مین کھاتا ہون تڑپا اسمین گر گئی شعبان نے جھلا کر کہا نگوڑے یہ تو نے کیا غضب کیا اب میری جان کیونکر بچیگی یہ کہکر اٹھی اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گری چالاک نے خنجر مارا شکم چاک فتنہ پاک سر الگ جا کر گرا چالاک اسکو مار کر درۂ کوہ سے باہر نکلا چاہتا ہو کہ نکلجائے جھونکے ہوائے گرم کے چل رہے ہین پریون نے آواز دی کشتی مرا نام من شعبان جادو بود کا آسمان سے آواز آئی کہ او ظالم اب کہان جائیگا مین خاص تیرے ہی تلاش مین نکلی تھی چالاک نے دیکھا گلرنگ جادو جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہو چالاک گھبرا گیا بھاگنے کا مقام نہین کدھر جاکر چھپے جست کی مگر گلرنگ نے سحر کیا پانون چالاک کے زمین نے پکڑے گلرنگ بجلی جھپکی زمین پر آئی کہا کیون او ظالم مین جانتی تھی کہ تو شعبان کی ضرور گردن لیگا مین بھی اسی فکر مین نکلی تھی تو نے سرداروں سے میرے لشکر کو خالی کر دیا یہ کہکر گلرنگ نے سحر کیا کہ رنگ و روغن منھ سے چالاک کے اڑ گیا صورت دیکھکر جلگئی کہا تبلا ساربان زادے کے بچے کرے ابھی چلکر تجھکو قتل کرتی ہون کشان کشان لیچلی ادھر سے سرکار سے عقاب نکے آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ گلرنگ چالاک کو کشان کشان لیے جاتی ہو پیچھے چلے کہ دیکھین جاکر یہ کیا کرتی ہو گلرنگ بارگاہ مین آئی چالاک منتین کرتا ہو گلرنگ نہین مانتی کنیزون کو حکم دیا ایک دار استادہ کرو دار آکر استادہ ہوئی زنجیر پانون مین چالاک کے باندھی اُلٹا لٹکا دیا کوڑا لیکر کھڑی ہوئی اور اک کوڑا اُسنے پشت پر چالاک کے مارا چالاک بلک گیا سرداروں نے دوڑ کر گلرنگ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور کیون تکلیف کرین جلاد کو بلا لیجئے وہ قتل کرے گلرنگ کہتی ہو ہٹ جاؤ کوڑے مار مار کر مار ڈالونگی یہان تو یہ رنگ ہو سرکار سے بھاگے عقاب تو اپنی بارگاہ مین ہے حیرت کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہے چند کنیزین قریب ملکہ کو اپنے عظم و شان کا خیال آیا کنیزون نے دیکھا اُسوقت ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے یہ شعر پڑھنے لگین نظم

خیال مین بھی اگر خواب سے دوچار ہوا　　شب فراق سے مین کیا ہی شرمسار ہوا　　کبھی جو میرے لب خشک سے دوچار ہوا
تو نکلے چشم تر آئینہ اشکبار ہوا　　ہوا غبار مرا جسم جسکی فرقت مین　　وہ نو سوار شنا ہو کہ شہسوار رہوا
کبھی مصائب شب جنون نہ بھولونگا　　تمام نوک زبان ماجرائے خار ہوا　　تمام رو نگٹے فرگان حسنہ شب مدہ

ہر ایک داغ بدن چشم انتظار ہوا
جو وصف لکھنے لگا مین خدنگ مژگان کے
برنگ زلف گریبان تار تار ہوا
کیا ہے جنون نے اس انداز سے گریبان چاک
دہن دوات کا مثل دہان یار ہوا
ہوا ہون فرقت گل مین تو برگ گل ہو کفن
خبر کسے ہے کہ کب موسم بہار ہوا
غلام حیدر کرار ہون مین اے ناسخ

نہ وصل سے ہوے سرگرم جز صدائے فراق
تو خار صفحہ سے تا زیر مشق یار ہوا
ملا نہین ہے یہ پیری مین تجھکو داغ فراق
کہ سینہ دشمن بیدرد کا فگار ہوا
یہی وظیفہ ہے دن رات مجھکو مستی مین
مرا برنگ رگ گل بدن نزار ہوا
تمام عمر پیا مین نے غم مین خون جگر
مرا عدو جو ہوا زیر ذو الفقار ہوا

شراب پی ہے کہان جو مجھے خمار ہوا
لبان شانہ کف پا جنون مین ہے مجھ خار
ستارہ سحری دیدہ کا دوچار ہوا
جو وصف زلف کے لکھے قلم بنا افعی
چڑھاؤن جام کوئی نشہ کا اتار ہوا
شگوفہ تازہ جنون داغ عشق کا پھولا
جہان مین نام مگر زندہ بادہ خوار ہوا

یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی تھین کہ سامنے سے ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی اے ملک عالم غضب ہوا چالاک گرفتار ہو گیا شعبان جادو کنیز بی گلرنگ کی تلاش مین چالاک کے نکلی تھی چالاک نے شعبان کو جنگل مین مار ڈالا گلرنگ فکر مین آئی تھی گلرنگ نے چالاک کو پکڑ لیا دار پر کھینچا ہے کوڑے مار رہی ہے یقین ہے چالاک کا کام تمام ہو سب سردار گلرنگ کے روک رہے ہین کہ حضور چالاک کو حکم دیجیے اپنے ہاتھ سے تکلیف نہ کیجیے مگر وہ اپنے سردارون کو یاد کر کرکے روتی ہے کبھی ہے کوڑے ہی سے مار مار کر مار ڈالونگی حیرت کا چہرہ متغیر ہو گیا پریشانی مین منہ سے نکلا صاحبو چالاک کے مرتبے سے کوئی آگاہ نہین عمرو کا فرزند رشید عمرو صاحبقران کا برادر شیر شریک ہے ایسے شخص پر کوڑے کے وار وہ اپنی جان دیدیگا حرامزادی نے فقط اسی بات کو اسقدر طول دیا یہ کہکے ستارہ سحری تک بلند ہوئی ہرکارے دوڑے ہوے سامنے عقاب کے آئے سب خبر عرض کی اور یہ بھی کہا کہ حضور ملکہ حیرت جادو بڑے غصے مین وہان گئی ہین خداوند سامری جمشید خیر کرین یہ سنکر عقاب گھبرا گیا کہا صاحبو اگر حیرت پر کوئی افتاد پڑی تو اپنی جان دیدونگا یہ کہکر عقاب بھی چلا افسران فوج ابیل جادو رحیل جادو محیل جادو شبرنگ دریا بار بسیرم میگون ابر سوار لیے ہزار ہا افسریت جانے پر چالیس لاکھ کا لشکر باقی ہے ملازم بھی چلے یہان گلرنگ جادو مشکل کرسی پر بیٹھی کہا تیر و کمان لاؤ مین اسکو اس حسرت سے مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ کرین مجھکو قرار جسم نہ آئے کنیز نے لاکر تیر و کمان حاضر کیا کہا تیر اندازون کو بلاؤ اپنے ہاتھ مین تیر و کمان لیکر بیٹھی بارہ سو غلام کمانے کیانی ہاتھ مین لیکر بارہ سو غلام پشت پر کھڑے ہوے چالاک کے جسم سے خون جاری زنجیرون مین بندھا ہوا پھڑک رہا ہے کبھی چلا کر کہتا ہے او ملعونہ اگر بچگیا تو تجھکو اس ذلت سے قتل کرونگا کہ خوب یاد کریگی روح تیری جہنم مین تڑپیگی اور اگر موت لیکر آئی ہے تو از صدقہ پنجتن پاک تجھ ایسی ملعونہ کے ہاتھ سے قتل ہوے مرتبہ بلند مجھکو حاصل ہوتا ہے روتا بھی جاتا ہے کبھی کہتا ہے ایک حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے قبر مین پشت نہ لگیگی قطعہ

تو ای گروہ چو پیوند ناسور پشتش
ز چشمے کہ پیرایہ ہم ندارد
نگلت را لوا ز گست را تماشا
بہ تیغے کہ ترکیب او خم ندارد
نگہدار خود را در آئینہ بگزر

خوش است آنکہ با خویش جز غم ندارد
گرانمایہ زخمے کہ مرہم ندارد
بجوشش عرق رنگ دتاخت رویت
تو داری بہار یکہ عالم ندارد
زمانہ مباشد سیہ پوش زلفت
نگاہ تو مروانہ خود ہم ندارد

ولے خوشتر است آنکہ این ہم ندارد
سرابے کہ زخشد بو پیمانہ خوشتر
گل از نازکی رنگ شبنم ندارد
چہ تا کس شمر و انکہ خون ریخت مارا
کہ ہندو بدین گونہ ماتم ندارد
سخن نیست در لطف این قطعہ غالب

بہشتی بو وہند کا دم مدار ہے بلکہ اس حال پُرملال چالاک کو دیکھکر دشمن بھی رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول
ہے کہ عجب عیار قتل ہوتا ہے گلرنگ نے تیر سحر کمان مین پیوست کیا بارہ سو تیر اندازون نے تیر سحر کمان مین پیوست کیے
صدا کشاکش کی بلند ہوئی اُسوقت چالاک کی بیقراری اپنے خدا سے دعا مانگ رہا ہے اے رحیم ان ساحرون کے
ہاتھ سے بچالے پھر جا کر جمال صاحبقران دیکھون کہ بارہ سو تیر چلے تیر ہدف مراد پر پہونچ چکے نشانہ خالی نہین گیا ہے
در اجابت وا ہو چکا ہے جیسے ہی تیر قریب سینۂ بے کینۂ چالاک پہونچے آسمان سے برق چمککر گری سب تیر کے پیکان
پلٹکر اُنھین کے سینہ پر پڑے کہ جنھون نے تیر پھینکے تھے بارہ سو ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ہوئی گلرنگ نے
تو اپنے کو بچالیا گلرنگ نے سر اُٹھا کر آسمان پر دیکھا اور اتنا مُنھ سے نکلگیا کہ اپنے دھگڑے کے واسطے آئین آسمان
کو دیکھا ایک ستارہ چمک رہا تھا پکار کر آواز دی الامر فوق الادب معاف فرمائیے گا جیسے ہی اسنے گولا مار گرا
اُلٹا پلٹکر اُسی کے ساحرون پر پڑا کہ چالیس ساحر اور مر گرے گلرنگ نے ایک ترنج نکالکر ستارے پر مارا ستارا
بچتا آب نے دیکھا حیرت جادو ہنس پر سوار ہاتھ ہلا رہی ہے گلرنگ نے یہ کہکر ڈانٹا کہ آخر چین نزاد دوڑی آئین
حیرت نے آواز دی او فاحشہ کیا جھک رہی ہے جو ہمارے نام سے قتل ہو اُسکو بچا مین سمجھا ایسی ملعونہ کے ہاتھ سے
قتل ہونے دین یہ کہکر حیرت جادو کڑککر گری برق بنکر جو لشکر پر گری پچاس ہزار ساحر مارے آواز دی او گلرنگ
دیکھ ایسے مین خیر ہے کہ بھاگ کر نکلجا ورنہ قضا تیری قریب ہے غصہ مین گلرنگ نے آواز دی بی حیرت جادو آج مین
ہنو نگی آج آپ کو خدمت مین شہنشاہ کی بھیجونگی عقاب نے جو آکے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا یہ بھی بلا تکلف لشکر پر گر پڑا
جو ملازم عقاب آیا لشکر پر ایسے ورد شور سے گرا کہ زمین تھرا گئی آسمان سے آگ برس رہی ہے دریاے سحر موج مار رہا
ہے تلوارین برس رہی ہین خنجر گر رہے ہین دریاے سحر سے مچھلیان نکلکر تڑپتی ہین جسکے سینہ پر پڑین توڑکر پار گذر گئین اور
نہنگان خون آشام دریاے سحر سے نکلتے ہین ہزارون کو نگلگئے سر ہزارون کے مثل کاسۂ حباب ترتے پھرتے ہین
عقاب نے بھی زمین ہلادی گلرنگ دیوانہ وار وحشی مثال جس افسر پر جا پڑی کسی کو پنجۂ سحر کا ہاتھ مارا سر اُڑا دیا کسی کو
وہ ٹھوکر مارا کہ وہ غرق زمین ہو گیا کسی پر مثال بلاے آسمانی گری گردن پکڑ کر کھینچ لی کسی کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا مگر حیرت
نے جو پلٹکر دیکھا چالاک اُسی طرح اُلٹا لٹکا ہے زنجیرین پاؤن مین بندھی ہین خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی اسکا سر کاٹ
لے جان بخشی کا معاوضہ جان بخشی ہے ساتھ کی کنیزون سے کہتی جاتی ہے اگر اسنے ہمارے واسطے جان لگائی طلسم
توڑا ہم نے بھی تین روپیہ کے پیاوسے کے واسطے اپنے کو بدنام کیا برابر کی ساحرہ سے لڑ رہے ہین کنیزین کہتی
ہین حضور آپ نے کمال کیا ایسے معرکہ مین قدم رکھا گلرنگ جادو بلاے روزگار ہے دیکھیے اس حال مین بھی کس
زور و شور سے لڑ رہی ہے یہ کہتی ہوئی حیرت جا پڑی جا کے زنجیر کو کاٹا شانہ چالاک کا پکڑ لیا فرمایا دیکھ سنبھل یہ کہکے
ہاتھ سے چھوڑ دیا چالاک کو دیکر بھاگا جادوگر پکڑ پکڑ کر مارنے لگا گلرنگ نے دیکھا بلا کی مغلوبہ ہو رہی ہے کل اہالیان فوج
عقاب آ پڑے پڑاؤ ڈالے تکلا اپنے مالک کی اُلفت مین آ پڑے ہین گلرنگ نے دیکھا ایک ساحر دبلا پتلا سحر سے
چھپتا پھرتا ہے کبھی پشت مخل پر چھپا کبھی سینے کو لاشون مین گرا دیا جب کوئی بڑا جادوگر سامنے آیا اُسپر حلقہ ہاے کمند
مار دیے کسی پر حباب مارا کسی کی پشت پر خنجر مار دیا کسی پر گولا پھینکا اُسنے جو گولے پر ہاتھ مارا گولا پھٹا پانی کے
قطرے نکلے وہ ساحر بیہوش ہو کر گرا اُسنے خنجر سے سر کاٹ لیا گلرنگ نے اس لڑائی مین آواز دی یا سامری
یہ کون ہے جو اسطرح بڑے بڑے ساحرون کو پامال کرتا ہے کان مین آواز آئی یہ وہی چالاک بن عمرو ہے گلرنگ
ایک گوشے مین آکر ٹھہری جیسے ہی چالاک نے ایک جادوگر پر حلقے کمند کے مارے قصد کیا کہ جادوگر کا شکم

چاک کرے گلزنگ کر گری چالاک کی گردن لی جسطرح چھپکلی کو لٹکا لیتے ہین منظور ہوا الگ لیجا کر چیر ڈالون
چالاک چیخا کہ ای ملکہ عالم مجھے بچایئے گا حیرت نے پلٹکر دیکھا گلزنگ نے چالاک کو پکڑا ہی جھپٹنے پر ایک طمانچہ
مارا کہ گال چالاک کا سوجگیا عارض پر عارضہ ہوا حیرت نے ایک گولا مارا کلائی پر گلزنگ کے پڑا چالاک
چھوٹا جلدی سے چالاک نے اپنے کو مردون مین چھپایا گلزنگ حیرت کا گولا کھا کر زمین پر چوتڑون کے
بھل گری بڑی چوٹ آئی اسکو یقین ہوا کہ ہڈی ٹوٹگئی ایک چیخ ماری کہ او حیرت آج یقین کامل ہوا کہ تو بھی بے
مروّت ہی حیرت غصے مین جا پڑی اودھر سے عقاب نے آکر گولا مارا اودھر سے حیرت نے ہاتھ جھٹکایا
مین سے دونون کے گلزنگ بھی چالاک نے دیکھا گلزنگ بھاگی ہوئی آئی ہی حیرت و عقاب نے ایسے
گولے مارے کہ سر اسکا زخمی ہوا سر سے خون بہتا ہوا مگر اس حال مین بھی جو سامنے آگیا اسکو پکڑا اور چیر ڈالا کسی پر
گولا مارا کسی کو اُف کرکے جلا دیا کہ ایک حبشن نے قریب آکر کہا ملکہ عالم اب نہ گھبرایئے مین نے چالیس دیون
کا گولا تیار کیا ہی اسے حیرت و عقاب پر مار دیجیے دونون زخمی ہوجائینگے کیا عجب ہی کہ دونون بیہوش ہو کر
گرین جیسے ہی گلزنگ کے آگے گولا آیا اُسنے ہتھیلی پر رکھا کہا ابھی سحر قائم کرون ہوا جو لگی گولا پھٹا اسقدر
دھوان نکلا کہ گلزنگ اُسی مین چھپ گئی لڑکھڑائی ارے کہکر چلی تھی کہ چالاک نے خنجر مارا ہنسیا کا ہو سر کٹا
اندھیرا ہوگیا لاکھون ساحر گھٹ گھٹکے مرے چالاک نعرہ کرکے نکل گیا حیرت ایک غول پر گری ہول ہی کسی کو طمانچہ کسی کو
لات ماری یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مین گلزنگ جادو بود آخر ان سب نے لاشہ گلزنگ کا اُٹھایا ایک
جانب بھاگین عقاب نے دست بستہ عرض کی گلزنگ کو چالاک نے مارا حیرت نے کہا صاحبو کمال کیا مگر چالاک
بھاگ کر اک نخل کی آڑ مین چھپا حیرت نے ہاتھ روکا عقاب لڑ رہا ہی ساحرون نے الامان کی آواز دی
عقاب نے سب کو پناہ دی سب ساحر ساتھ ساتھ عقاب و حیرت کے قلعہ مین آئے تمام صحرا آباد ہوا
خیمے بارگاہین استادہ ہوئین ملکہ حیرت آکر داخل بارگاہ ہوئین خیرخواہان دولت نے آکر نذرین دین ملکہ حیرت نے
سب کو خلعت دیے عقاب جب آیا ملکہ حیرت کو مبارکباد دی حیرت نے کہا یہ سارے فساد تمھاری ذات سے
ہوے عقاب نے کہا مین تو آپکا حال سنکر آیا تھا بوجہ لڑائی ہولی اب یہ فرمایئے کہ چالاک کہان گیا ملکہ
حیرت نے جھلاکر جواب دیا کہ مین کیا اُسکے ساتھ پھرتی ہون مین کیا جانون کہان گیا اب لشکر مین کیا رہیگا جب مشہور ہوا
کہ آپ دشمن ہوے تو وہ لشکر مین کیا رہ سکتا ہی عقاب نے کہا کیون مین نے کب کہا کہ چالاک میرے لشکر
مین نہ رہے حیرت نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی چالاک بعد فتح لڑائی کے دوکاندارون کے یہان [illegible]
کرتے رہا ایک ہفتہ عقاب ارسوار صحراے زرگستان پر فروکش رہا گز وسکہ تمام کا ملکہ حیرت کے جاری ہوا حیرت
سکہ جاری ہونے پر بہت روئی یہی کہتی تھی سکہ میرے نام پر جاری نکرو عقاب قدمون پر گرا کہا حضور مین نے سلطنت
حضور کے حوالے کردی اب انکار نہ فرمایئے مین تو تابعدار ہون کارگذار ہون حیرت خاموش ہوری صحراے
زرگستان مین عملداری ہوئی ڈھنڈورا پٹا بعد ایک ہفتہ کے ملکہ حیرت نے صحراے زرگستان سے کوچ کیا اب انکو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کے برسر ساون لشکر کشی کرکے
در بند ہفتم پر چلے مین حال فتح در بند ہفتم کا جسکا حاکم جیحون جادو ہی اور فتح ہونا در بند ہفتم کا باقی مضمون
متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ

قرض کیا کیا نہ ادا اُسنے کیا ہی میرے بعد	اور جنازے کے بھی ہمراہ رہا ہی میرے بعد	غسل میت نہ کیا جانان نے وہ بھی میرے بعد

قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد | شربتِ الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

تھا حسینون کے کب انداز کا مفتون عالم | میرے دم تک تھین دہر بہار شکلام | قدردان مجھ سا گیا جبکہ سوئے ملک عدم

ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم | نازنین ہو گئے ناز و ادا میرے بعد

خواب مین بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے | ملتے ہاتھون کو حسین دیکھنا پچتائینگے | کجروی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے

یاس و حرمان و غم و درد نہ ٹھہر جائینگے | بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کے عوض نالون کی آئیگی صدا | خاک اڑنے کے عوض بارش شبنم ہرجا | نخل سوکھینگے وہ صرصر کا چلیگا جھونکا

رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا | نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سرانجامیِ کارِ الفت | بے مرے کون اٹھا سکتا ہے بارِ الفت | مجھ پہ بازی سے نہ مگر رکھا مدارِ الفت

مین نہونگا تو نہ ہوویگا قمارِ الفت | کوئی بدنے کا نہین شرطِ وفا میرے بعد

کاجل سے ہوے جانبر ین قبر کی آتش | مثل حنا کے ہو یہ مرجائگی گل آتش | اگر دعا اُس سے ہے بہتر نہ کوئی خواہش

قبر پہ فاتحہ کو آئے وہ شوخ ای آتش | نیک توفیق دے اُس شوخ کو خدا میرے بعد

چہرہ فتح کنندگان دربند ہفتم سحر بہاری و برپا کنندگان علم شوکت عساکر افسونگری حال خیریت مآل صاحبقران

بصد شوکت و شان یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف | واقفان کلام پُرتاثیر | ہنگار ند داستان امیر

جب حکاک جادو کو عمرو نے باعین ملکہ یاسمن گلگون پوش کے مار ڈالا ملکہ نے بڑی خوشی کی یقین تھا کہ اب حال چھپا کھلیگا حکاک جادو جاکر جیحون سے کہیگا مگر خواجہ نے بڑی تکلیف سے اسکو قتل کیا عمرو ملکہ سے رخصت ہوے لشکر مین آئے امیر سے کہا سوار ہو جیے صاحبقران اُسی وقت سوار ہوے مع جملہ سرداران نامی پہلوانان گرامی قریب دربند ہفتم آکر فروکش ہوے جیحون جادو کو خبر پہونچی کہ چھ دربند تباہ ہوے صاحبقران آپہونچے جیحون جادو گھبرایا ہوا خدمت مین سالوس کے آیا کہا یا خداوند آپ نے سُنا جو جو تدبیر سوچی تھی وہ خلاف ہوئی وہ وہ ساحر مارے گئے جنکا مثل نہین ہے سمجھا تھا کہ سات برس حمزہ اسطرف نہ آسکیگا ایک مہینہ بھی نہین گذرا عمرو نے عیاریان کرکے سب کو مار ڈالا حکاک کے تو قتل ہونے کا تعجب ہوا آپکا شاگرد کیسا مکار غدار ایسی بلا مین پھنسا کہ نکل نہ سکا آخر مارا گیا ملازم اُسکے صحرا سے لاش اُٹھا کر لائے ہین استاد ضرور عرض کیا جائیگا کہ اہتمام اب جو احسن کیا جائے اہالیان جلسہ نے عرض کی جیسا ارشاد ہو اُسطرح اہتمام کرین کیا مجال دربند ہفتم سے مسلمان ایک قدم بڑھ سکین جیحون نے کہا ایک بات کی تلاش واجب لازم ہے وہ کون شخص ہے جو تم مین سے شریک ہوا اسکی تلاش چاہیے تا زمانیکہ وہ شخص قتل نہو گا جب تک کوئی بات نہ بن پڑیگی تیز رفتار عیار جیا ہے تیز رفتار نے کہا اے جیحون شہر مین گھر گھر تلاش کر چکا ہون مگر کہین پتہ نہین ملا ایک مقام دیکھنے کو باقی ہے وہان حوصلہ نہین پڑتا مگر اب وہان بھی جاؤنگا طور تو وہان کے بیرنگ ہین اب اوقات مختلف پر دیکھنا چاہیے کہ عمرو وہانسے تو خبر نہین لاتا جیحون نے کہا ہم برائے انتظام جاتے ہین اب ہمارا آنا غیر ممکن ہے یہ کہکے جیحون تو اپنے مقام پر آیا ایک قلعہ اسنے بنایا ہے کہ جسکو دیکھکر ہوش اُڑتے ہین دیوارین نہایت بلند ہین ایک عظیم الشان خندق آگ سے معمور شعلۂ آتش سر بفلک کشیدہ جیحون نے آکر سات ہزار ساحر قلعے سے نکالے قلعے سے آگے بڑھ کے بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست کرائین ملکہ یاسمن گلگون پوش کو جو خبر معلوم ہوئی کہ جیحون دربار خداوندی مین آیا تھا سرکار خداوند سے حکم ہوا ہے کہ فوجین تیار کرکے بھیجی جائینگی خیال مین آیا شہنشاہ اقلیم عیاری سے بیان تو کر دون کہ وہ اسکی تدبیر کرین شمعرو تاسم

کنیز سے کہا ذرا جاؤ خواجہ کو تلاش کرکے لاؤ شمعرو اڑتی ہوئی چلی کہ دریافت کرون خواجہ لشکر سے نکلے تھے کہ شمعرو نے دیکھا کہ مین بچے دیکرے اڑی ملکہ یاسمن صحن باغ مین پریشان مثل ربی ہی انتظار مین خواجہ کے کہ شمعرو خواجہ کو لیے ہوئے آئی ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی خواجہ کو ہشیار کیا خواجہ نے جو ملکہ یاسمن کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے پوچھا اس بندہ بے زر کو کیون طلب فرمایا ملکہ نے کہا خواجہ ہر وقت ہمکو یہی خیال ہی کہ آپ کے واسطے کوئی خرابی نہو اب دربند مفتم کے تنظم والدنامدار مین دربار خداوندی مین آئے تھے خداوند نے وعدہ فرمایا کہ تم جاکر لشکر صاحبقران کو روکو لشکر واسطے مدد کے ہم بھیجینگے میرے خیال مین آیا آپ کو اطلاع کرون ایسا نہو کہ غفلت مین آپ چلے جائین اور کوئی باعث خرابی ہو خدا نے فضل اپنا کیا خواجہ نے یہ سنکر کہا مین سمجھ گیا حقیقت مین اگر آپ یہ باتین تو مین ضرور جاتا جب خواجہ باتین کر چکے نگاہ یاس طرف یاسمن کے دیکھا کہا لو جان جہان رخصت ہوتے ہین ملکہ نے پیچھے سے دامن پکڑ لیا خواجہ بیٹھ گئے محبت کہا اگر خواجہ خلاف مزاج نہو تو ذرا کچھ اشعار گائیے خواجہ نے فرمایا ای ملکہ عالم ایک سر ہزار سودے لشکر کا فراق بادشاہ کی قدمبوسی کا اشتیاق زن و فرزند کی جدائی تقدیر نے کیا کیا تکلیف دکھائی ان دربندون کے فسادنے آقاے نامدار کو کیا کیا تکلیفین پہونچائین طلسم نور افشان کا جب خیال آتا ہی قلب تھرّاتا ہی کہ افسوس کوکب کی قید کو ایک زمانہ گذرا خبرین معلوم ہوئین کہ ایرج و قاسم و نورالدہر جاکر بڑے زور و شور سے لڑے جابجا معرکے پڑے اب یہی منظور ہی کہ جسطرح ہو سکے اپنے کو طلسم نور افشان مین پہونچائیے وہ دن خدا دکھائے کہ کوکب کو چھڑائین ملکہ نے کہا خواجہ اسکا کیا اعتبار ہی نہین معلوم کب ملاقات ہو فلک کیا گردش دکھائے تمام دنیا آپ کے نام کی دشمن ہی میری بھی اب فکر جابجا سے ہو رہی ہی آج سرد بار تیزرفتار نے یہی کہا کہ وہ کون صاحب ہین جو یہان کی خبر بتا دیتے ہین یہ بھی تیزرفتار نے کہا کہ مین دریافت کرونگا لہذا آج تو فیضیاب کیجیے جب ملکہ یاسمن نے بہت کہا تو خواجہ نے جوڑی اڑکی نکالی اور سامنے ملکہ کے یہ غزل شروع کی غزل

مین ہی مرتا نہین کچھ اُس ترک لاثانی پر
کہ درختون کی قناعت ہی فقط پانی پر
آتے جاتے تجھے دیکھون نہ غیر کو یار
عشق کرون کیون نہ بھلا جانہ عریانی پر
دشت غربت مین جو گمراہ پھرا کرتا ہون
یہ غزل اول ہی ناسخ کی پریشانی پر

جان عالم کی نکلتی ہی مرے جانی پر
رکھدیا دل ترے آگے جو اُسے سرکا کر
کاش ہو جاؤن مین نوکر تری دربانی پر
غش مین موسیٰ کی طرح صاعقۂ طور گرا
کیا مین عاشق ہون کسی غول بیابانی کا

کیا ہوا اس سرو خرامان کی غذا خیر شراب
رحم آیا مجھے آئینہ کی حیرانی پر
جز کفن مجھکو بدلنے کی نہین ہی حاجت
کیا تجلی ہی ترے چہرۂ نورانی پر
گرچہ ہی نظم مگر شعر کا ہوتا ہی گمان

خواجہ نے جو یہ غزل گائی ملکہ یاسمن خیال جنگ و جدل مین رو یا کی ذکر چیون دربندون کا ہو رہا ہی خواجہ فرما رہے ہین کہ ای ملکہ عالم اگر فلان مقام پر براے مدد نہ آتین تو وہ جادوگر نہ مارا جاتا تمھاری ذات سے ہفت دربند پر بہت مدد پہونچی ملکہ تو خواجہ کی عیاریون کی تعریفین کر رہی ہین سر تیز سبکرو شاگرد رشید تیزرفتار پھرتا چھلاوہ دھر آیا تیزرفتار نے اس سے کہا تھا کہ ملکہ یاسمن کے باغ کی ذرا خبر لینا پھرتے پھرتے قریب باغ پہونچا کمند مار کر دیوار پر چڑھا نظارۂ نخلستان مین آکر چھپا عمرو کو جو بیٹھے دیکھا جل گیا اب منظور ہو اسب باتین بھی سنون خواجہ نے غزل گائی اسنے سنی سر دھنا کیا کہتا ہی کہ عمرو کا گانا سحر ہی کیا خوش آواز ہی گانے مین عجب سوز و گداز ہی بعد گانے کے اب باتین ہونے لگین ان باتون کو سن رہا ہی جی مین کہتا ہی یہ لچے جادوگر اسی کی مدد سے مارے گئے اپنے باپ کے قتل کی در پا ہی اب جیپون کی تدبیرین ہو رہی ہین خواجہ تو باتین کر رہے ہین یاسمن یہ بھی کہتی ہین کہ خواجہ اس حال کو ظاہر کرکے نہ بیان کرو دیوار و در ہم گوش دارد

اب آج تو مین نے آپ کو بلا بھیجا چونکہ اس حال سے آگاہ کرنا تھا اب آیندہ ایسا اتفاق ہو گا سر تیز جاتا ہو سب حال
سناون تو جاؤن گانے کے خیال مین مست ہو رہا ہو گلشن نامے کنیز لوٹا ہاتھ مین لیکر بولائی ہوئی طرف چمن کے چلی نگاہ جو
اٹھگئی دیکھا چمن مین ایک مرد چھپا بیٹھا ہے الٹی پلٹی آکر خواجہ سے کہا خواجہ چور آیا ہے چمن مین چھپا بیٹھا ہے ملکہ نے
کہا کیون گلشن ہمارا کل شمعدان جاتا رہا تھا چور نے گھر تاک لیا عمرو نے کہا چپ رہو مین ابھی گرفتار کرتا ہون ملکہ نے
کہا صاحب اکیلے نہ جانا ایسا نہو کہ موذی کے پاس چھری تلوار ہو ملکہ بنگاہ غور دیکھ رہی ہے خواجہ پشت پر سے پہونچے اپنے
سائے سے بھی بچتے ہوئے پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین سر تیز کے پڑے اب عمرو نے
نعرہ کیا او دزد مکار اب کہان جائیگا سر تیز نے سبک ہو کر جست کی کہ حلقہ ہاے کمند سے نکلا عمرو تو سمجھ گیا کہ یہ عیار
طرار ہے اسی سبکی سے حلقہ ہاے کمند سے نکلا غیر عیار کی کیا مجال ہے کہ حلقہ ہاے کمند سے نکل سکے اب سر تیز نے
خنجر کھینچا ملکہ یاسمن نے کہا خواجہ ہٹ جاؤ مین سحر کرتی ہون اسکے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائینگے تم مار لینا سر تیز نے
پکار کر آواز دی او کیسو بریدہ مجھے ساربان زادہ کیا مار سکیگا منم سر تیز سبک پا شاگرد رشید مہتر تیز رفتار عیار خداوند پیچ
آج سب باتین سنین تو نے خیمہ در بند فتح کرائے بڑے بڑے ساحران نامی قتل ہوئے سحر باپ کے سامنے کرتا یہ کہکے
خنجر عمرو کے مارا عمرو جست کرکے پیچھے ہٹا سر تیز بھاگا ملکہ یاسمن نے کہا خواجہ غضب ہوا اگر یہ نکلگیا سب حال جا کر
حیرون سے کہیگا بلکہ خداوند کو بھی خبر ہو جائیگی عمرو جست کرکے اسکے برابر ہو پہونچا سر تیز نے کمند دیوار پر ماری کمند کسی مقام پر
اٹکی جست کرکے اسنے دیوار کو پکڑا چاہا جست کرکے دیوار پر جاؤن مگر کیا مجال تھی عمرو نے لپک کر نیمچہ مارا پاؤن بایان
سر تیز کا کٹا ہاے کہکے دیوار سے گرا اب تو کنیزون نے بھی پہچانا کہا الله اکبر غضب ہوا اتنی بڑی دیر سے ہمارا آپ کا
حال سنتا تھا سب باتین بے حیا نے سنین ملکہ نے کہا وہ حافظ حقیقی سر پر موجود ہے سر تیز جو گرا گھٹنا اسنے زمین پر
ٹیکا بیٹھے بیٹھے لڑنے لگا نیمچہ چمکاتا جاتا ہے عمرو نے ایک مقام پر زرہ کے کمر کو تاپا اسنے چاہا کمر کو بچاؤن عمرو نے کن
دیگر ہاتھ مارا کہ سر تیز کا سر اڑ گیا سر اس خود سر کا کٹگیا دھڑ سے گرا ملکہ نے دوڑ کر خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا خواجہ
بڑا کام کیا اگر یہ ملعون نکلجاتا بڑی آفت برپا کرتا چور نہین خاص خبر کے واسطے آیا تھا خواجہ نے کہا لاشہ تو اسکا باہر
پھینکدو خواجہ نے کپڑے سب اتار لیے کسوت عیاری کو جو کھولا پانچ اشرفیان پچاس روپیہ بھی نکلے عمرو نے خنجر اسکا
لیکر کمر سے لگایا اسکے قبضے پر نام سر تیز کا لکھا تھا عمرو نے کچھ خیال نہ کیا روپیہ اشرفیان لیکر کمر مین رکھین کنیزون نے
لاشہ بیرون باغ شہتوت کے نخل تھے وہین ڈالدیا سر سینے پر رکھدیا خواجہ تو رخصت ہو کر گئے ملکہ یاسمن اسوجہ سے
فکر اب ہو رہی ہے کنیزون کو بھی باہر نہین جانے دیتی کنیزون کو کچھ کہدیا ہے یہ بھی خیال ہے کہ کوئی مجھسے آزردہ نہو مگر
تیز رفتار بوقت سحر دربارگاہ پر آیا شاگرد سب جمع ہوئے تیز رفتار نے کہا کل شام سے سر تیز گیا ہے مین نے ایک جگہ
اسکو بھیجا تھا پھر کر نہین آیا ارے تلاش تو کرو شاگرد چلے دو کہین چار کہین پانچ عیار پھرتے پھراتے اسطرف آئے
دیکھا لاشہ سر تیز کا بالکل برہنہ پڑا ہے سر کسی نے کاٹکر سینے پر رکھدیا ہے پانچون عیارون نے لاشہ سر تیز کا اٹھایا
روتے پیٹتے سامنے تیز رفتار کے آئے تیز رفتار کا شاگرد رشید تھا بہت پریشان ہوا کہا صاحبو اسکا پتہ لگاؤ جس
شاگرد کو کسنے مارا ایکبار سوچکر کہا صاحبو تمنے لاشہ کہانسے پایا سبنے کہا حضور ملکہ یاسمن کے دروازے پر جو نخل
شہتوت کے ہین وہان لاشہ پڑا تھا تیز رفتار نے کہا ایسا مرا شاگرد نہ تھا کہ کوئی اسکو مار لیتا طریقے سے معلوم ہوتا ہے
کہ عمرو کے ہاتھ سے مارا گیا سب نے کہا استاد وہ کیا شناخت ہے تیز رفتار نے کہا اول شناخت یہ ہے کہ کپڑے تک
اتار لیے مگر میرا شاگرد کہین ایسا پھنسگیا کہ زور نہ چلا علاوہ اسکے عمرو نہایت طرار فرار ہے مین ہی ایسا ہون جو اس سے

روتا ہون پوچھو ہوا بارگاہ سے سالوس بھی نکل آیا سالوس نے کہا ارے تیز رفتار کیا ہوا تیز رفتار نے عرض
کی خداوند میرا شاگرد رشید مارا گیا حضور سے آجتک عرض نہین کیا مگر اب بگستاخی عرض کرتا ہون میرا گمان یہ ہے
کہ بی یاسمن عمرو سے ملگئین انہین کے در باغ سے لاشہ اُسکا آیا ہے اور مین نے اُس سے کہا بھی تھا کہ ذرا خبر
ملکہ کے باغ کی لینا وہین دروازے پر باغ کے اسکا لاشہ بھی ملا عقل سے معلوم ہوتا ہے یہ واسطے خبر کے گیا وہان
عمرو بیٹھا ہوگا اُسے دیکھ لیا تلوار چلی مار لیا سالوس نے کہا چپ رہو وہ جیحون کی بیٹی ہے جیحون جادو کیسی کوشش
کر رہا ہے اگر وہ سن لیگا تو بہت رنجیدہ ہوگا تیز رفتار نے کہا حضور مین دریافت کرونگا سالوس نے کہا ابھی دروقت
پر اسکے جاؤ جا کے باغ گھیر لو کہا یا خداوند وہان اب عمرو کاہیکو آئیگا مگر طریقے سے دریافت کرونگا فوج بھیجنا
مناسب نہین ہے دیکھیے مین دریافت کرتا ہون چالیس ہیک بچے ساتھ لیے تلاش مین عمرو کے چلا اول دربند
جیحون پر آیا دیکھا جیحون نہایت چست و چالاک ساتھ ستر ہزار ساحران غدار فوکس مین خود بھی سحر تیار کر رہا ہے
تیز رفتار نے جیحون سے ملاقات کی جیحون نے پوچھا مہتر صاحب کہان چلے تیز رفتار نے کہا حضور کیا عرض کرون
آج میرا ایک شاگرد مارا گیا پہلو میرا خالی ہوگیا اُسی کے قاتل کے تلاش مین نکلا ہون یہ کہکر بارگاہ سے جیحون کی
نکلا ادھر سے تیز رفتار جاتا ہے خواجہ کا ارادہ تھا کہ دربند جیحون پر جاؤن راہ مین ایک مسافر کو جاتے ہوئے دیکھا
ایک قزاق کی شکل بنکر اُسکو لوٹا مسافر لپٹا عمرو نے پتھر مارا سر اُسکا اُڑ گیا عمرو اُسکے کپڑے اُتارنے لگا نقد و جنس
جو کچھ اُسکے پاس تھا لے لیا اُدھر سے تیز رفتار آتا تھا تیز رفتار نے پہچانا چالیس ہیک بچے اسکے ساتھ ہین کہ
تیز رفتار نے کہا چہار جانب سے گھیر کر مار لو چالیس ہیک بچون نے گھیرا عمرو نے بھی تیغہ کھینچا تیز رفتار سے
آنکھ ملائی کہا او بھگوڑے حمایتیون کے بھروسے پر لڑتا ہے تو خود سامنے آ تو مزا لڑائی کا ملے تیز رفتار نے کچھ جواب
نہ دیا شاگردون کے پیچھے تیر کندین چلنے لگین عمرو نے جب جھپٹکر ہاتھ مارا کسی عیار کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کاٹا
بالت کا ہاتھ مار کر کسی کی ٹانگ اڑا دی دس ہیک بچے عمرو نے مار ڈالے بجلی بنا ہوا لڑ رہا ہے قضا سے کا
اسوقت ملکہ یاسمن گلگون پوش کنیزون کے ساتھ اپنے صحن باغ مین بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہین کہ صاحبو خیال تو
کرو ایک جان کے ہزار دشمن خدا اُنکی جان ان دشمنون سے بچائے ایسا نہو کسی مجمع مین عمرو پھنس جائے
کہ اک کنیز نے عرض کی صبح کو پانچ چار عیار شاگردان تیز رفتار پھرتے ہوئے ادھر آئے لاش اُس عیار کی اٹھا کر
لیگئے سنتی ہون جب دربارگاہ خداوندی پر لاش پہونچی تیز رفتار بہت پریشان ہوا اپنے شاگرد کے واسطے
رویا اور یہ بھی خبر پائی کہ فکر مین نکلا ہے یہ سنکر ملکہ نے آہ کی کہا صاحبو دعا کرو کہ خدا اُنکو دشمنون سے بچائے کس سے
کہون کون جا کر کہے کہ یاسمن کا یہ حال ہے کہ زندگی محال ہے نظم

ہی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین
حشر تک بھی مین ہو بیہوش ہو نہین ساقی
یان لگا زخم تر وان درد اٹھا شانے مین
بال تونے تری زلفون کے نہ بیدے سچ
نہین کچھ پیچ مین مروت جو ہی بیگانے مین
یان تو بجلی بھی سنبھل جاتی ہے گرتے گرتے
خوف بدبختی کا ناصح نہین غم کھانے مین

ہون نہ وہ سرکش کہ مستی مین لہو آنکھون کا
کاش ہو بھر دے مری عمر کے پیمانے مین
کسطرح طائر دل ہو ترے چہرے پہ نثار
حسن مہر ہاتھ کے مانند ہو گر شانے مین
پارۂ شیشۂ دل نصب ہے ہر روزن مین
شمع کے شہر مین قدم کیا رہے پروانے مین

ہے عجب رنگ کی وحشت ترے دیوانے مین
لا کہ قلقل کے شیشے مجھے میخانے مین
نازکی سے ہوا قاتل مری حالت کا شریک
شمع و طاقت پرواز ہے پروانے مین
عشق مین دل نے پھنسایا تو ہوا غیر کو رنج
کیجیے عیش زمستان مرے کاشانے مین
نوش کر شوق سے جی کھول کے صرفہ کیا ہے

ملکہ نے کنیزون سے کہا اگر ہو سکے تو خبر لاؤ دو کنیزین ادھر اسے

کنیزے پہنکر واسطے خبر کے چلین یہان خواجہ چالیسون کو جواب دے رہے ہین جسنے نیچہ مارا روک کر اسکو ایک
ہاتھ مارو یا دو ٹکڑے ہوگئے عمرو نے بارہ پیک نیچے مارے تیز رفتار کو للکارا کہ او نامرد تو سامنے نہین آتا یہ
چالیسون تیل مانند ہین یہ مجھ سے کیا لڑینگے تیز رفتار غیرت مین آپڑا اکیلا عمرو سے لڑنے لگا سب کو منع کیا کہ خبردار
تم لڑائی مین دخل نہ دو مگر عمرو نے ایک مقام پر نیچہ مارا سر تیز رفتار کے زخم آیا زخم کھا کے اسکے منہ سے نکلا
یارو دیکھ رہے ہو اور عمرو مجھکو مارے ڈالتا ہو ایک شاگرد نے پشت پر سے عمرو کے ہاتھ مارا سر عمرو کا زخمی ہوا
رو پڑے تیز رفتار نے نیچہ مارا عمرو نے اسکا نیچہ تو خالی دیا اسکو ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے تیز رفتار تو پیچھے
ہٹا کہ زخم سر باندھون باقی پیک نیچے پہر دوڑ پڑے خیال مین گذرا کہ خواجہ نکل چلو اب ٹھہرنا بہتر نہین ہو اب بھی
اسقدر یہ دشمنان خدا باقی ہین جان نہ چھوڑینگے عمرو نے نیچہ ٹیک کر جست کی سب کے بیچ سے یون نکلا جیسے شرارہ
سنگ سے یا ہوائی گنج سلطے چینک سے لگا یا سینۂ عاشق سے آہ مگر ایک نخل کی ٹھوکر جو لگی خنجر کمر سے عمرو کے گرا عمرو نے
چاہا لیلون مگر عیار خنجر پر ٹوٹ پڑے عمرو نے دور جپا کر نیچہ مارا ایک کا سر کٹا کسی نے تعقب نہ کیا عمرو جست و خیز
کرتا ہوا نکل گیا یہان شاگردون نے خنجر اُٹھایا ایک نے کہا اُستاد یہ خنجر تو سر تیز کا ہے کچھ لکھا بھی ہے تیز رفتار نے
شاگرد کے ہاتھ سے خنجر لیا اب جو پڑھا نام سر تیز کا لکھا پایا کہا دیکھو یارو قول میرا کیسی تخمین ہوا مین کہتا تھا کہ عمرو نے
سر تیز کو مارا اُس ننگ خاندان کا لاشہ جو برہنہ پایا تھا کھٹکا تھا کہ یہ عمرو ہی کا کام ہے دیکھو مسافر کو مارا اپنی ہوئی
دھوتی بھی اُسکی نہ چھوڑی بھلا سر تیز کا لباس وہ کیونکر چھوڑتا یاد رکھو شہ سے کہ نہین سکتا مگر یہ معرکہ باغین دختر
چیچون کے گذرا کنیزین دور نہ جا سکین لاشہ کھینچکر اُنھون نے گلستان مین ڈالدیا کہ تم لوگ اُٹھا لائے مگر کنیز جو ملکہ
کی واسطے خبر کے چلی تھی وہ دربارگاہ سالوس پر آئی اُن کنیزون نے دیکھا تیز رفتار ہنستا ہوا آیا ایک ایک سے کہتا ہوا کہ یہ
شاگرد کا خنجر عمرو کے پاس سے لا کنیزون نے بھی خنجر دیکھا تیز رفتار خنجر لیے ہوئے اندر بارگاہ سالوس کے آیا سجدہ کیا
پائیتخت کو بوسہ دیا کہا یا خداوند آپ کی تقدیر کا امیدوار ہون اور کان مین جھک کے سب کیفیتین بیان کین یہی کہا
کہ میری عقل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دختر چیچون ملکی سب راز عمرو سے کہا دیکھیے دربند کے حاکم کس آسانی سے
قتل ہوئے یہ ساحر ایسے تھے کسی کی چوٹ کھاتے مگر ایسے دباؤ مین پڑے کہ انکو کچھ بن نہ پڑا سالوس نے کہا خبردار
جب تک بات پکی نہو چیچون کے سامنے اُسکی بیٹی کا نام نہ لینا وہ بیٹی کو بہت چاہتا ہے فوراً بگڑ جائیگا یہی کلام لب پر
لائیگا کہ میری بیٹی کو بدنام کرتے ہو یہ نہوگا کہ اسکو کچھ سزا دے تیز رفتار خاموش ہو رہا مگر خواجہ جو اُس
معرکہ سے چلے خون پونچھتے ہوئے چلے آتے مین لشکر مین آکر پہونچے صاحبقران نے جو اس حال مین دیکھا فرمایا
خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب حال کہا کہ خنجر آج کمر سے گر گیا اور اُس خنجر پر نام عیار کا مرقوم ہے اتنا ہم بھول گئے
کہ ملکہ سے کہتے لاشہ اُس بے حیا کا دور جنگل مین پھکوا دیجیے آج یہ خبر پائی کہ اب جا بجا یہی چرچا ہے کہ دختر چیچون
عمرو سے ملی صاحبقران نے کہا خواجہ تم جا کر ملکہ سے کہو میان چلی آؤ جب بدنامی ہوئی تو وہان رہنے سے
کیا فائدہ عمرو نے کہا اب کیونکر جاؤن یہ بھی تو خوف ہے کہ الیا تو ساحر وہان مہونچے ہون اگر دریافت ہو گیا
تو ملکہ کے واسطے بڑی بے لطفی ہوگی زخم دوزی کرا کے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی عمرو طرف لشکر چیچون کے چپلا
مگر کنیزین جو ملکہ کی آئی تھین سب احوال دریافت کر کے بھاگین ملکہ پریشان پھر رہی تھی کہ کنیزون نے آکر سب کچھ بیان
کیا مگر یہ نہین کہا کہ تیز رفتار دمبدم آپ کا نام لیتا ہے خنجر کا بھی حال کہا ملکہ پریشان ہوگئین کہا صاحب اب گل پھولا راز
کھلا کیونکر چھپاؤن مگر مین جاکر یہ عمرو سے تو اطلاع کردون کہ خواجہ اب میرے باغ مین آنے کا ارادہ نہ کرنا کنیزون نے

کہا مین عیار تیز رفتار کے پشت باغ پر پھر رہے ہین باغبانون سے آپ کے پوچھا ایک کنیز نے کہا مجھے ایک عیار لالچ دیتا تھا کہ عمرو کے آنے کا وقت بتا دو مین نے کہا کون عمرو ہم عمرو کو نہین جانتے ملکہ کو سناٹا آگیا کہا صاحبو دیکھیے اب کیا ہوتا ہے فلک در پئے آزار ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا افسوس نظم

در حلقۂ سوہان نفسان جای ندارم
خود رشتہ زد موج گہر گرچہ من اکنون
آن نیست کہ جز نفی جگر آلاے ندارم
بگزار کہ از راہ نشینان تو باشم
در جلوہ سپاس انجمن آراے ندارم
واعظ دم گیراے خود آر و بصفا نم
گرنا یٔ من و پرواے ندارم

خاموشم و در دل ز ملالم اثری نیست
جز رعشہ بدست گہر آماے ندارم
ناز تو فراوان بود و صبر من اندک
پا تنگ شود م جلہ پیماے ندارم
بے بادہ خجالت کشم از باد بہاری
گوئی دل خود کامہ خود راے ندارم

آنم کہ لب زمزمہ فرساے ندارم
سر جوشش گداز نفسم لاے ندارم
کز روز فرو ختنش خامہ ورا نشا
تو دست و دلی داری و من پا ندارم
خاشاک مرا تاب شرر چہرہ فروز است
صبح است و دم غالیہ فرساے ندارم
غالب سر کام بگداے بکرم ست

کنیزین کہتی ہین حضور آپ اپنے کو پریشان نہ کرین ہوش و حواس درست رہین بس اتنی تاکید ہر ایک پر ہے کہ کسی طرح دم دلاسا دیکر کوئی پوچھے کوئی کچھ حال نہ کہے تلاش تو اب ضرور ہو رہی ہے ملکہ نے کہا صاحبو تم ہوشیار رہنا مین تلاش مین خواجہ کے جاتی ہون مین انکو ان سب باتون سے آگاہ کردون کہ خواجہ اب میرا راز کھلا چاہتا ہے تیز رفتار ہر وقت فکر کرتا ہے عیار گرد باغ کے پھرا کرتے ہین یہ بھی کہدون کہ جسطرح آپ اکثر چلے آتے تھے یہان آنے کا قصد نہ کیجیے گا ہر وقت گرد عیار پھرا کرتے ہین اب تو مجھکو در و دیوار سے خوف آتا ہے گلشن اگر سر تیز کو نہ دیکھ لیتی وہ جاکر ضرور آتش افروزی کرتا مگر عنایت و مہربانی خداے نادیدہ کی ہے وہی حفاظت کرنے والا ہے مین نے تو اب کوچۂ جہاد مین قدم ڈالا ہے یاسمن نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کرکے چلی بلند ہو گئی دیکھتی بھالتی جاتی ہے یہ تو ادھر جاتی ہے مگر خواجہ صورت بدلے ہوئے لشکر جیحون مین آئے دیکھا لشکر جیحون ایک دریائے ذخار ہے ساٹھ ستر ہزار ساحر اترے ہین سب ساحر اپنے اپنے خیمون مین سحر کر رہے ہین گوگل جلنے کی بو آتی ہے ہر جگہ جھگڑا ٹپکا ہو رہا ہے ہر ایک کا ارادہ ہے کہ کسی طرح سحر تیار کرین وقت پر کام آئے خواجہ دیکھتے بھالتے دربار گاہ جیحون پر آئے دیکھا ساحر روک ٹوک کر رہے ہین کہ اندر سے شاگرد رشید تیز رفتار کا نکلا کہ اسکو تیز رفتار نے یہان مقرر کر دیا ہے عمرو کو کھڑے دیکھا اسکو شک گذرا للکار کر آواز دی ای شخص ذرا ٹھہر جا مجھے تجھ سے کچھ پوچھنا ہے عمرو نے جو لگا وہ ملائی تیور اسکے بُرے پائے وہ تو کہتا ہی آگے آجا اور پیچھے ہٹے جاتے ہین مہمیز نے کہا ای شخص ہم تجھکو بلاتے ہین تو ہٹا جاتا ہے عمرو نے کہا ادھر نخل کے سایہ مین آیئے جو پوچھنا ہو پوچھیے وہ مقام دولت شاہنشاہی ہے نہین معلوم آپ کیا پوچھیے مین کیا کہون مہمیز آگے بڑھا عمرو نخل کے سائے مین اگر ٹھہر گیا مہمیز نے قریب آکر پوچھا تو کون ہے کیا نام ہے عمرو نے کہا فتح و ظفر یم خان رسالہ دار کا نوکر ہون گوشت لینے آیا ہون یہان مین نے لوگون کو دیکھا ٹھہر گیا دیکھیے وہ مرد جیتے ہو جاتے ہین انھون نے بھی میرا نام و نشان پوچھا تھا میری تو رسالہ دار صاحب کے یہان ضمانت لگی ہے مہمیز پلٹا عمرو نے ایک دھول ماری کلاہ سر سے گری ایک دو لتی بھی ماری مہمیز منہ کے بل گرا عمرو جست کرکے نکل گیا ساحر جابجا سے دوڑے کہ عمرو جاتا ہے عمرو جاتا ہے عمرو کترا کر ایک نخل کی آڑ مین آیا مہمیز سر سہلاتا ہوا پلٹ گیا شاگرد اسکے دوڑکر آئے پوچھا استاد خیر تو ہے مہمیز نے کہا عمرو مجھکو دھول مار کر چلا گیا شاگردون نے کہا ہمکو بتا دیجیے جابجا شاگرد دوڑے ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ عمرو آیا تھا کہ یاسمن ازرق بھولی سیدھی مردانی صورت بنا کر اتری در جنت

کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ بھی آئے تھے مہنیہ کو دھول مار کر چلے گئے ملکہ کو ہنسی آئی کہ خواجہ بڑے ظریف ہیں مگر مہنیہ
دس پانچ عیاروں کو لیے پھر رہا ہے خواجہ عمرو بازار صرافان میں پہونچے دیکھا جوہریوں کی دوکانیں آراستہ بازار
کھلی ہوئی دوکاندار بیچ رہے ہیں تلے ہوئے منہ میں پانی بھر آیا کنارے ہو کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تاجر
جلیل کی صورت بنکر تیار ہوئے گوری صورت بنکر کلاہ زرین سر پر قبائے اطلس زرد اندود سلیمانی زیب جسم لعل و یاقوت کی
انگوٹھیاں ہاتھ میں عصائے بادام کا ٹیکتے ہوئے سامنے ایک جوہری کے آکے وہ اٹھ کھڑا ہوا کہا خواجہ بازرگان آئیے
آپ بیٹھ گئے چشمہ عینک گلے میں پڑا تھا اسکو لگا کر جوہری کی صورت کو دیکھکر ہنسے کہا بیٹا مجھکو پہچانا جوہری نے کہا خواجہ
صاحب نہیں پہچانا عمرو نے کہا بیٹا خواجہ خورشید منظر نام ہے تم بہت چھوٹے سے تھے جب میں آیا تھا تمھارے باپ
تمکو گود میں لیکر نکلتے تھے ہم روز برفی لاتے تھے تمھیں کھلاتے تھے جوہری بچے نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں
اسوقت تشریف لانے کا باعث کیا ہوا کچھ خرید و فروخت منظور ہے عمرو نے کہا بیٹا میں کارواں سے اپنے آگے
بڑھ آیا کارواں کل پہونچیگا تحویلدار بھی پیچھے رہگیا ایک جوڑی موتی کی ہے مزاج میں آئے خرید لیجیے جوہری نے
کہا میں دیکھوں عمرو نے جیب سے ایک پڑیا نکالی اب جو پڑیا کو کھولا دو موتی برابر بیضہ کبوتر کے رنگ و ڈھنگ سنگ
ضو پڑی ہے جہاں رکھدیا زمین سفید ہو گئی جوہری حیران ہو گیا کہا آپ تو میرے دادا ہیں جو فرمائیے حاضر کروں
عمرو نے کہا بیٹا میں تم سے کیا قیمت کہوں جوہری نے کہا جب تک نام نہ رکھیے گا ہم کیونکر قیمت لگائینگے عمرو نے
کہا بابا میں نہیں جانتا ڈرتے ڈرتے جوہری نے کہا قیمت تو میں اسکی کیا دوں اگر آپ کے خلاف نہو تو پچیس ہزار
روپیہ حاضر کر سکتا ہوں خواجہ بہت ہنسے کہا بیٹا اگر میں قیمت نہیں جانتا مگر اسکے ساتھ کی کوئی جوڑی تمھارے پاس
ہو تو میں تیس ہزار کو لیتا ہوں جوہری نے کہا خواجہ صاحب معاف فرمائیے گا ان راز و نیاز کی باتوں کے بعد
پینتیس ہزار پر طے ہوا لیکن اپنے کہتا ہے اسکو لاکھ روپیہ کو جو لگا تیرا نفع ملیگا کہ اشرفیاں دوں کہ جواہرات خواجہ نے
کہا اشرفیاں لینگے کچھ جواہرات وہ بھی چاہتا ہوں کہ یہ قیمت لیکر جلد جاؤں ایسا نہو کہ پھیر لیں خواجہ نے کہا بیٹا اب تو حال
کھلا ایک گھر کا معاملہ ہے رنگ و ڈھنگ سب بڑھتا رہے قدر بھی بڑھے جوہری نے کہا خواجہ صاحب وہ کیا بات ہے کہا
ایک چینی کا پیالا منگاؤ اسمیں پانی بھرو اسمیں ان موتیوں کو رکھو سفید رومال میں وہ پیالہ لپیٹ لو دم بدم قدر بڑھیگا جوہری
خوش ہو گیا چینی کا پیالا لایا پانی بھرا خواجہ نے موتی اسمیں رکھدیے سفید رومال میں لپیٹ کر رومال اسکے ہاتھ میں
دیدیا کہا دیکھو رومال ہلنے نہ پائے یہ کہکے آپ تو روانہ ہوئے کہ چلکر اور کسی کی فکر کریں یہاں جوہری اسطرح بیٹھے
ہیں کہ بدن کو جنبش نہو ایسا نہو نسخہ بگڑ جائے خواجہ تو جاکر دوسری صورت پر صراف کے یہاں بیٹھے اشرفیاں چکھانے
لگے کھائی میں اشرفیاں چرا چرا کے پاس رکھتے جاتے ہیں کبھی پھیر دیتے ہیں کبھی پھر نکلواتے ہیں یہاں تو خواجہ یہ کر رہے ہیں
وہ مہاجن جو پیالا لیے بیٹھا ہی مہنیہ پھرتا ہوا اسطرف آ نکلا دیکھا یہاں جوہری صاحب چپ بیٹھے ہیں مہنیہ نے کہا لالہ صاحب
کوئی جوڑی موتی کی آئی مہاجن نے کہا مہتر صاحب وہ جوڑی موتی کی دونگا کہ آپ خوش ہو جائینگے انہیں موتیوں کو
لیے بیٹھا ہوں بات نہیں کر سکتا ہوں اسوقت جائیے اور وقت آئیے گا مہنیہ ہنسنے لگا بے اختیار اسکے منہ سے
نکلگیا کہ کہیں عمرو کا تو آپ تک گذر نہیں ہوا نہ ہل سکتے ہو بات کرنے میں بھی اغماض ہے آخر یہ کیا راز ہے مہاجن نے
کہا صاحب ایک سوداگر ایک نسخہ بتا گئے ہیں موتیوں کا قد بڑھ رہا ہے مہنیہ نے کہا یہ عمرو ہی کے فقرے ہیں ذرا
پیالا تو کھولیے جوہری نے کہا دیکھیے نسخہ نہ بگڑ جائے مہنیہ نے کہا کھولو تو نسخہ بگڑ جائیگا معلوم ہوتا ہے عمرو تمکو دھوکا
دیگیا کیا رقم لیگیا جوہری نے کہا حضور پینتیس ہزار روپے دیے ہیں یہ کہکے رومال ہٹایا جھک جھک کے دیکھنے لگا

موتی نہین معلوم ہوتے کہا حضور ذرا آپ تو دیکھیے اسمین موتی نہین معلوم ہوتے کمیان بھنکنے لگین مہمیز نے دیکھا پیالہ
خالی ہی شربت عمدہ بنا ہوا کہا اسکو چکھیے ذرا کلیجہ ٹھنڈا ہو مہاجن نے چکھا کہا حضور میٹھا میٹھا شربت ہی مہاجن تو سر دھننے لگا
مہمیز دیکھتا بھالتا چلا دور سے دیکھا ایک دوکان پر سپاہی وضع اشرفیان جھنکارتا ہی مہمیز سمجھا کہ یہ عمرو ہی پیک بچو ان سے
اشارہ کیا چار جانب سے گھیر لو چار طرف سے عیارون نے عمرو کو گھیرا عمرو بھی نیمچہ کھینچکر اٹھا عیارون سے نیمچہ
چلنے لگا دو سو پیک بچہ چار جانب سے آگیا مگر مہمیز نے دیکھا عمرو کسی کے روکے نہ رکیگا لڑتا بھڑتا نکلا جاتا ہی ایک
عیار سے کہا کہ جا کے جیحون کو خبر کر کہ ایک ساحر کو جلد بھیجین عمرو ہمارے روکے نہین رکتا مہاجن غل مچاتا ہی اجی حضرت
آپ نے یہ کیا غضب کیا میرے گاہک کو گھیرا میری پچاس اشرفیان اسکے پاس ہین کبھی پکارتا ہی میان سپاہی صاحب
میری اشرفیان تو پھینکدو بچے خواجہ کہتے ہین ابے اشرفیان کیسی یہان نقد جان پر بنی ہی میرے پاس اشرفیان
کہان ہین بس چھین پیک بچے مار کر عمرو نے ڈالدیے ایک برق ہی کہ تڑپ رہی ہی پیک بچہ بھیجا ہوا مہمیز کا پاس جیحون
کے پہونچا شبیہ جادو پہلو مین جیحون کے بیٹھا ہی کہا ای شبیہ جادو لینا شبیہ وہانسے تنتا ہوا چلا اسوقت پہونچا
کہ عمرو چوک سے نکلکر ایک کوچہ کلان مین لڑتا بھڑتا پہونچا ہی کہ تڑ سے ہوا شبیہ جادو آیا مہمیز نے پکار کر کہا یار دوست جانیو
عمرو نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام سامنے سے دوڑا ہوا آتا ہی ماش کے دانے ہاتھ مین ہین وہین سے آواز دیتا ہوا
یار دوست جاؤ مین گرفتار کرودن یہ کہتا ہوا سامنے آیا عمرو ساحر کو دیکھکر گھبرا گیا چاہا جست کرکے کوٹھے پر جاؤن کہ
شبیہ نے سحر کیا ماش کا دانہ پھینکا خواجہ لڑکھڑا کر گرے عیار چلے کہ گرفتار کرین جو قریب آیا عمرو نے نیمچہ مارا پاؤن زمین
نے پکڑے ہاتھ قابو مین تھے جب کئی کو عمرو نے نیمچہ مارا کسی کا پاؤن کٹا کسی کی ران پر پڑا مہمیز نے کہا ای شبیہ جادو
اسکے ہاتھ بھی تو بیکار کرو پانچ چار عیار زخمی ہوئے اب بھی سار بان زادہ باز نہین آتا شبیہ نے کہا تم ہٹ جاؤ
مین گرفتار کرودن پیک بچے ہٹے دور سے دیکھ رہے ہین کہ شبیہ نے ایک دانہ ماش کا پھینکا عمرو کے ہاتھ سے
نیمچہ چھوٹ گیا شبیہ بڑھا کہ مین عمرو کی مشکین باندھ لون اسوقت عمرو کی بیقراری دعا مانگ رہا ہی کہ پروردگار بچانا قدرتا
کار ملکہ یاسمن نے جا کر خواجہ عمرو کو لشکر مین تلاش کیا سب طرف تلاش کیا مایوس ہو کر سمجھین کہ خواجہ لشکر
جیحون مین ہونگے ستارہ سحری بنی ہوئی چیخ مارتی آسمان پر جا آئین لشکر مین جا بجا تڑ ہی کہ عمرو پکڑا گیا یاسمن بیقرار
ہو کر جھپٹین اس مقام پر آکر دیکھا چالیس پچاس لاشے زمین پر لوٹ رہے ہین ایک جانب مہمیز عیارون کو لیے کھڑا ہی
خواجہ زمین پر لوٹ رہے ہین ایک ساحر سحر کرتا ہوا جاتا ہی ملکہ یاسمن کے ولین تاب نہ باقی رہی دیکھا کہ خواجہ
گرفتار ہو گئے ہین ساحر کے پھنسے ہین جیسے ہی شبیہ قریب پہونچا ملکہ یاسمن نے ہاتھ چمکایا برق کڑک کر گری شبیہ
کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہوا ملکہ تو مار کر بلند ہو گئین یہان آواز آئی کشتی مرا نام من شبیہ جادو بود عمرو کے
ہاتھ پاؤن قابو مین آئے اسی اندھیرے مین جست کی مہمیز کے سر سے کلاہ لی ایک عیار کو خنجر مارا جست وخیز کرتا ہوا
عمرو نکل گیا مہمیز نے جو لاشہ شبیہ کا دیکھا عمرو سامنے سے غائب ہو گیا کہا دیکھو یارو بیشک جسکو مین سوچتا ہون
وہی اسکی مددگار ہی مگر عیارون نے کہا خلیفہ صاحب جن پر آپ کا گمان ہی انکا نام سامنے جیحون کے نہ لیجیے گا
وہ بہت بگڑیگا کبھی یقین نہ مانیگا مہمیز وہانسے روتا پیٹتا لاشہ شبیہ کا لیے ہوئے قریب بارگاہ پہونچا سامنے جیحون
کے لاکے رکھدیا جیحون نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا مہمیز نے کہا ای شہنشاہ عرض نہین کر سکتا حقیقت مین عمرو
بلاے روزگار ہی تیس عیار اسنے مار کر ڈالدیے مین نے عیار کو آپکے پاس بھیجا یہان سے شبیہ پہونچا اسنے سحر کیا عمرو
گرا شبیہ نے چاہا گرفتار کرون کہ آسمان سے بجلی گری شبیہ کے دو ٹکڑے ہوگئے عمرو نکل گیا جیحون نے کہا اس

ساربان زادے کے معین دیا اور کا بھی حال لکھا جائیگا سب ساحر ملکہ انکی بھی فکر کرینگے مجھے شبیہ کے مارے جانے کا
بڑا قلق ہوا میں ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہوں یہ کہکے جیحون اپنے مقام سے اٹھا کہا اے معینر تم لشکر میں فکر کرو تلاش
میں مصروف ہو جب تک عمرو نہ قتل ہوگا تب تک یہ فساد رفع نہوگا یہ کہتا ہوا پرواز پیدا کرکے چلا معینر لشکر میں
تلاش کرتا پھرتا ہے عیاروں سے کہا تم یہاں تلاش کرو میں آگے بڑھ کے دیکھوں صحرا میں جو آیا ایک نخل کے سائے
میں کھڑا ہوا چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ نے دور سے دیکھا خیال گذرا کہ چلکر میاں معینر کو لینا چاہیے ایک گنوار
کی شکل بنکر آئے پکار کر کہا کہ او نالائق تو بردہ فروش ہے معینر نے کہا او گنوار میں خداوند کا عیار ہوں عمرو کی تلاش
میں نکلا ہوں عمرو نے کہا کل تو نے اسی مقام پر میرے لڑکے کے کپڑے اتارے تھے آج تجھے نہ چھوڑونگا گاؤں
میں کئی چوریاں ہو چکی ہیں میں اسی فکر میں تھا معینر نے کہا تھا کہ صاحب کسی کو پہچانتے بھی ہو عمرو نے کہا لو پانچ مسافر
آتے ہیں جیسے ہی معینر پلٹا عمرو نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالدیے رکھکر جھٹکا مارا معینر منہ کے بل زمین پر گرا عمرو نے
خنجر سے اسکا سر کاٹ ڈالا کپڑے اتارنے لگے لاشہ پڑا ہوا معینر کا پھڑک رہا ہے اُدھر سے اڑتا ہوا جیحون آتا ہے اُسنے
دیکھا کہ عمرو نے معینر کو مارا کپڑے اُسکے اُتار رہا ہے غصے میں کانپا زمین پر پہنچتے ہی گرا دیا للکارا او ساربان زادے
سنم جیحون جادو خواجہ نے جو جیحون کو دیکھا ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے جیحون نے آکر ہاتھ مروڑ کے مشکیں باندھیں
خواجہ کو سحر سے پکڑ لیا لیکر چلا عمرو بہت گھبرایا جیحون نے کہا او ساربان زادے سچ سچ بتلادے کہ شبیہ جادو کو
کس نے مارا میں تجھکو چھوڑدونگا عمرو نے کہا اُسے خدا نے مارا اور تم بھی مارے جاؤگے اب کیا پوچھوگے جیحون نے
عمرو کی پشت پر ایک قبضہ مارا عمرو کی پشت سے خون جاری ہوگیا جیحون نے کہا او عمرو اس خون کی کیا حقیقت ہے
تمہارے جسم سے خون کا دریا بہاؤنگا عمرو روتا ہوا جیحون کے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے جب عمرو کو لیکر اپنے لشکر میں
پہونچا لشکر والے دوڑے پوچھنے لگے کہ شبیہ کیونکر قتل ہوا عمرو کہتا ہے میں نہیں جانتا بازار میں ساحر جمع ہو رہے
ہیں ہر ایک یہی پوچھتا ہے حضور عمرو کو کہاں پکڑا جیحون کہتا ہے یارو کیا کہوں ایسا عیار مارا گیا کہ میرے دلکو قلق ہے
ابھی اس ظالم نے معینر کو مارا ستم یہ ہے کہ کپڑے تک اُتار لیتا ہے وہ مہاجن دوڑے آئے جنکے موتی اور اشرفیاں لیکر
بھاگ گئے تھے کہتے ہیں اے شہنشاہ ہمارا مال دلوا دیجیے ہمکو اس ظالم نے لوٹ لیا جیحون کہتا ہے یارو کیا کہتے ہو جسکا
مال لیگیا پھر نہیں ملا اسکو ابھی قتل کرتا ہوں اس ظالم نے تو کلیجہ پکا دیا وہ وہ ساحر مار گئے کہ جنکا مثل اب ممکن نہوگا ابھی
معینر عیار کو مارا تیز رفتار کیسا رونگا اُسکا قوت بازو زینت پہلو تھا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ جلد قتل کیجیے قریب اپنی
بارگاہ کے آکر جیحون کرسی پر بیٹھا عمرو کو سامنے مثل گنہگاروں کے بٹھا دیا عمرو سر اٹھا کر دیکھتا ہے جتنے ساحر و غیر ساحر
جمع ہیں سب کا یہی قول ہے کہ عمرو کو جلد قتل کیجیے عمرو دیکھتا ہے کہ کوئی کلمۂ خیر بھی بولنے والا نہیں ہے ہر شخص دشمن جان
تشنۂ خون جوش کھاتا ہے دوڑا آتا ہے چہار طرف سے ساحر دوڑے چلے آتے ہیں یہی غل ہے کہ عمرو پکڑا گیا قضائے کار
ملکہ یاسمین باغمین آکر اپنے پہونچی ہیں کنیزوں سے کہ رہی ہیں کہ میں نے اسوقت عمرو کو بچایا ساحر قتل کیا چاہتا تھا
میں نے اسکو مارا عمرو کو بچایا مگر بڑا غضب یہ ہے کہ خواجہ اسی مقام پر ہیں یہ ذکر تھا کہ اک کنیز روتی ہوئی آئی عرض کی
واری غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے جیحون نے جا کر خواجہ کو گرفتار کیا یہ بھی سنا کہ خواجہ نے معینر کو مارا
جیحون پہونچا خواجہ کو پکڑ لایا ہے اب قریب اپنی بارگاہ کے جلاد طلب ہو رہے ہیں عمرو بیٹھا رو رہا ہے حضور اب
خواجہ کا بچنا دشوار ہے ملکہ کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبو غضب ہوا اگر عمرو گرفتار ہوا لشکر اسلام کو شکست ہوئی افسوس نظم

دل تاب ضبط نالہ ندارد خدای را	از ما مجوی گریۂ ما ہاے ہاے را	آید بچشم روشنی ذرہ آفتاب

برہم زنم کہ طرح کنی نقش پای را
آشفتگی بر اوج فشاند بال سینہ نمد
شوق تو جادہ کرد رگ خواب پای را
حسن بتان ز جلوۂ ناز تو رنگ داشت
از پشت چشم ہنگرم پشت پای را
گر چشم اشک از دست و گر سینہ آہ از دست
یارب کجا برم لب خنجر ستاے را

مشتاق عرض جلوۂ خویش است حسن دوست
از شعلہ داغ گرد و نگہدار جاے را
سر منزل رسائی اندیشہ خودیم
تجوید بوے بادہ کشیدیم لاے را
یارب بہ بال تیغ کہ پرواز میکند
باکیست داورے دل درد آزمای را
غالب بریدم از ہمہ خواہم کہ زین سپس

از قرب مژدہ دہ نگہ نارساے را
واماندگیست پے سپر وادی خیال
در ماندگیست جلوۂ بی رہنماے را
گویند تغافل تو گر رو کردہ ام
ننگست دوش فرق بلندی گراے را
مردم ز فرط ذوق و تسلی نمیشوم
کنجے گزینم و بپرستم خداے را

کنیزون نے کہا واری گھبرا ئیے نہین کچھ سے کام کیجیے ایسا نہو خواجہ قتل ہو جائین حضور کا قول مجھکو بہت پسند آیا عمرو
ہی کی ذات سے لڑائی کا مزا ہی ورنہ صاحبقران ایک دن گرفتار ہو جاینگے صاحبقران کے واسطے یہی شرف
ہی کہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا سالوس نے کئی مرتبہ اسم اعظم بند کرا لیا عمرو ہی ایسا تھا کہ اسم اعظم کو
رہا کرا لایا ورنہ اسم اعظم عمر بھر رہا ہوتا ملکہ یاسمن نے تمام اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا یہ فکر رہی عمرو چلی یہان
وہ وقت ہی کہ دار مین عمرو کو لٹکا دیا ہی تیر و کمان لیے ججیون بیٹھا ہی عمرو پر بیتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون بے کھلاڑی
ساربان زادے تو نے مہتر کو کیون مار ڈالا عمرو نے کہا وہ میرا دشمن تھا اُسکو مارا آپکو باعث غصے کا کیا ہی آپ ایسا ساحر
میری نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ مجھکو نوکر رکھین تو آپکو خوب راضی کرون ججیون کہتا ہی او ظالم دیکھ اب تیرا خاتمہ کرتا ہون
تیر و کمان اُٹھایا ہی چاہتا ہی کہ تیر مارون ساتھ والے روک دیتے ہین کہ حضور کیون تکلیف کرین کہ ملکہ یاسمن آکر آسمان
پر چکی عمرو کا جو یہ حال دیکھا دل بیچین ہو گیا جی مین کہتی ہی ای یاسمن بعد خواجہ کے زندگی بیکار ہی یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی
ایک نخل کی آڑ پکڑی وہانسے سحر کرنا شروع کیا کوئی ساحر منہ کے بل گرا جلاد کے دو ٹکڑے ہو گئے جب جلاد مارا گیا
ججیون نے نگاہ قہر و غضب دیکھا ملکہ نے دیکھا کہ باپ ہشیار ہوا چاہتا ہی تڑپکر گری کہ عمرو کو اُٹھا لیجاؤن ایک گولا
مارا اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین عمرو کو اُٹھایا بیچل ججیون نے جو دیکھا اندھیرا ہوا ایک چیخ ماری کہ روشنی ہوئی
اب تو سب نے دیکھا کہ ملکہ یاسمن گلگون پوش عمرو کی کمر مین پنجہ دیے ہوئے لیے جاتی ہی ججیون کی جو نگاہ پڑی جلگیا
آواز دی او گیسو بریدہ تجھے اس ساربان زادے سے کیا کام چھوڑ دے یاسمن نے چاہا کہ نکلجاؤن اب تو
ججیون نے گولہ مارا عمرو بھی ملکہ کے ہاتھ سے چھوٹا لیجہ ملکہ زمین پر گری ساحر دوڑے کہ گرفتار کرین ملکہ نے ہاتھ ہلایا
برق چکی بہت ساحرون کے سر اُتر گئے ججیون نے للکارا او نالائق یہ کیا کرتی ہی جب ججیون للکارتا ہی تو ملکہ کانپ جاتی
ہی ججیون نے گولہ مارا یاسمن نے تڑپکا مارا ججیون جلگیا کہا کیون او گیسو بریدہ تجھے اسی دن کے واسطے
سحر سکھایا تھا کہ ہمارے سحر کو دفع کرے یہ کہکے ایک دستک دی دستک دیتے ہی ججیون کے زمین تھرائی زمین سے
اک فوارہ پیدا ہوا وہ پانی جو منہ پر یاسمن کے پڑا زبان بند ہوئی لڑکھڑا کر گری اور ساحرون نے چاہا گرفتار کرین
ججیون نے کہا اُسکے پاس نہ جاؤ جو کچھ اس کمبخت نے کیا بہت خوب کیا اگر مین اپنے ہاتھ سے سزا دونگا یہ کہکے
قریب آیا اُسکی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھین خواجہ کو بھی گرفتار کر لیا لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کہا یارو عمرو کو تو
قتل ہی کرونگا نہین معلوم اسنے کیا سحر کر دیا کہ جو عمرو کی اسنے اطاعت کی مگر اسکو مارے کوڑون کے مار ڈالونگا
مین بھی اپنی جان رونگا کسی کو اپنا منہ نہ دکھاؤنگا اُسوقت یاسمن کی حیرانی عمرو و ملکہ سے نگاہین چل رہی ہین دونون
کی حسرت کی نگاہین لب پر آہین ججیون نے بارگاہ مین آکر حکم دیا دو بڑے بڑے کڑھاؤ لاؤ دو دو من تیل دونون

مین ڈالو ایک مین اسکو ڈالدونگا ایک مین خود بھاند پڑونگا ملازم اُسی وقت کڑھاؤ لائے گولے تیار ہوئے تیل دونون مین
بھرا جانے لگا جیحون کہتا جاتا ہو دیکھو او نالائق جب یہ گرم ہوگا ایک مین تجھکو ڈالدونگا ایک مین خود بھاندونگا رفیقان
جیحون نے جو یہ معرکہ دیکھا آپس مین صلاح کی یارو یہ بڑا غضب ہوا جیحون بڑا دریا دل ہو اپنے حکم سے کنارہ نکریگا جو
کہتا ہو وہی ہوگا ایک نے کہا برہوت جادو اسکا دادا سامنے جو قریہ ہو اُسمین رہتا ہو چلکر اُسکو خبر کرو سوائے اُسکے
اور کسی کا کہنا یہ ہرگز نمانیگا ایک ساحر یہان سے دوڑا برہوت جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہو کہ ساحر نے آکر کلاہ دے
ماری کہا حضور بڑا غضب ہوا آج جیحون جادو نے بنی کو گرفتار کیا وہ عمرو سے ملگئی دو کڑھاؤ منگوائے ہین اُسمین روغن
بھروایا ہو کہتے ہین ایک مین یاسمن کو گراؤن ایک مین خود بھاندون برہوت یہ سُنکر گھبرا گیا کہا وہ کمبخت تو ابھی اڑکے
روٹی مانگتی تھی کچھ کنیزون نے مشاورہ کیا ہائین نیا گل پھلایا مین ابھی آتا ہون ارے ساحر تو چلے جا مین بھی آیا ساحر
تو گیا برہوت گھر سے نکلا عصا ہاتھ مین لیے ہوئے سر ٹپکتا ہوا پیر زمین گیر جلدی جلدی چلا جاتا ہو کہ سامنے سے ایک
چوبدار دوڑا ہوا آیا کہا حضور جلدی چلیے ایسا نہو وہان کام ہوجائے مجھے آپسے کچھ کہنا ہو اُس طرف سے تدبیر کیجیے چوبدار نے
برہوت کا ہاتھ پکڑا اک گوشہ مین لایا سرگوشی کرنے لگا باتین کرتے کرتے اک حباب مارا کہ برہوت بیہوش ہوا برہوت
کو تو اک گوشہ مین ڈالدیا یہ چوبدار برہوت کی شکل بنکر چلا اُسی طرح کانپتا ہوا کراہتا ہوا کبھی کہتا ہو جیحون کی ذات سے کیا
کیا تکلیفین پہونچینگی اگر چھوکری سے ایسی خطا ہوئی تو کیا نقصان ہو اُسکی مان بڑھیا ہوگی مگر اب بھی فولادزنگی بے رحم
چلا جاتا ہو ان باتون مین کیا ہرج ہو عورتین واسطے مردون کے مرد واسطے عورتون کے کیا بری بات کی علاوہ ازین
عمرو اک مشہور آدمی صاحبقران کا عیار اُسکے گانے پر مائل ہوئی ہوگی اسکا تو گانا سحر ہو یہ کہتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا
سب ساحرون نے جھککر سلام کیا کہا حضور جلد جائیے آگ روشن ہوگئی تیل گرم ہوا چاہتا ہو صاحبزادے آپکے تیار ہین
کہ بھاند پڑون برہوت نے کہا اُسکی کیا مجال ہو دو طمانچے کھائیگا آپ ہی راضی ہوجائیگا یہ کہکے اندر بارگاہ کے
پہونچا جیحون اُٹھ کھڑا ہوا کہا دادا جان آپنے کہان تکلیف فرمائی برہوت نے قریب آکر اک ٹھوکر ماری تیل سب چولھے
مین گرا جیحون نے کہا دادا جان آپنے یہ کیا کیا برہوت نے کہا او نالائق اب تجھکو یہ اختیار ہوا ذرا سے دربند کا انتظام
کرکے اپنی جان دیتا ہو آوارہ کرنے والون کو قتل کر مصاحب ملازم موجود ہین جسکو چاہے قتل کرا اپنی جان کیون دیتا ہی
چھوکری نے کیا کیا چلے اپنی مائی تو خبر لے کہ اس بڑھاپے مین ستّر آشنا ہین مین سبکو جانتا ہون اور تو کیا نہین جانتا
پرسون رات کو چور چور کا ہلڑ ہوا وہ کون تھا بلال حبشی تھا تو نے ہرگز نہین سُنا یہ تیری مان دوڑی تھی کہتی ہوئی کہ چور بھاگا
جانے دو تو خاموش ہوکے بیٹھ گیا آج یہ غیرت آئی یہ کہکر دو طمانچے مارے کہا اب تو کنارے بیٹھ ہم انتظام کر لینگے پھر
عمرو کیا کہتا ہو اور یہ عمرو کیونکر رہائی پاتا ہو اب ہم حمزہ سے لڑینگے بھلا ان بڈھون کے سحر کو دیکھو یہ کہکے یاسمن کو اک
کوٹھری مین بند کردیا کہا بس یہ یہان پڑی رہے اور سب ساحرون کو حکم دیا کہ گرد عمرو کے بیٹھو خبردار کسی وقت ہٹنا نہین
جسوقت ہمارا جی چاہیگا قتل کرینگے یہ کیسا کہ ابھی پکڑا ابھی قتل کر ڈالا ہم اپنے طریقے سے قتل کرینگے جیحون کچھ دخل نہ
دے سکا اتنا تو کہا مصاحبون پر غصہ کرکے کہ دادا جان کو کس نے خبر کردی کسی نے جواب نہ دیا برہوت مسند پر
آکر بیٹھا کہا او بے غیرت سُن یہ عمرو عیار ہو جسنے ساحر مشتمش کو مارا اور سامری جمشید جابجا لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت
کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو آج آپ حکم سامری لاتے ہین ایسا شخص قتل ہوجائے ہے پہلے جلد آراستہ ہو پہونچانے
کی کُنجی ہمکو دو سب مجلکر شراب پینگے نشے کے جوش مین اُس ساربان زادے کو قتل کرین اور بوٹیان کاٹکر کباب
لگائین ایک کباب گرما گرم واسطے خداوند سامری کے بھیجین جیحون کو سوائے بہت خوب کے کچھ بن نہین پڑتا

برہوت نے کنجی میخانے کی لی میخانے میں جاکر شراب کو الٹ پلٹ کیا اپنے طور پر درست کرکے آواز دی ہان یارو شراب پی جاؤ آج ہم ساقی ہوئے کوئی باقی نہ رہیگا سب ساحر دوڑے چلے گلابیان شراب سب اٹھا اٹھا کر لیجانے لگے سو گلابیان شیشون مین لگا کر محفل مین لا کر کہین جیحون نے کہا دیکھو دادا جان نے آنکھین سامری جمشید کی دیکھی ہین کس سلیقے سے شراب لائے ہین کہ جو نہ پیتا ہو اُسکا بھی جی چاہے کہ آج ضرور شراب پیجیے برہوت نے حکم دیا ہو کہ شراب دوکان دارون کو بھی دی جاسے خبردار کوئی فرد بشر باقی نہ رہے جو نہ پیئیگا وہ سزا پائیگا شراب باہر تقسیم ہوگئی برہوت نے جیحون کا کان پکڑا کہا ادنا لائق جہان سحر سیکھا وہان گانا بھی سیکھا ہر نا ساسامری سے کہا ہوتا گلے پہ ہاتھ رکھ کے چند سازندون کو بلاؤ سازندے حاضر ہوئے ساز ملائے میان برہوت خیر گانے لگے کہا ہان یارو شراب پیو اور یہ غزل شروع کی

غزل

خشک سا لب پہ ہے ایاغ اپنا	پہ سے روشن ہے ایاغ اپنا	گل نہو سا تھا چراغ اپنا	ہجر مین تر ہوا دماغ اپنا
جب نمک سے وہ ہو نہ داغ اپنا	کسکی ہم جستجو مین نکلے سے	نہین پاتے کہین سراغ اپنا	کیا ہے مذکور مرہم دکا ہو
یاد آتا ہے خانہ باغ اپنا	ہر شب ہجر وادی وحشت	دیدۂ غزل ہے چراغ اپنا	رات دن گلرخون سے بھیجتی
کیا معطر ہوا ہے دماغ اپنا	سو رہا جو لپٹ کے وہ گل تر	دل ہوا آج باغ باغ اپنا	برگ گل صاف بنگیا ہپا ہا

اس رنگ سے برہوت نے یہ غزل گائی کہ جیحون جوش مین آیا برہوت کے گرد پھرنے لگا کہا دادا جان بیشک آپ مقبول بارگاہ ساحری و جمشید ہین شراب چل ہی رہی باہر ساٹھ ستر ہزار ساحر اترا ہے اور دوکان دارون کو بھی شراب ملی اپنے اپنے مقام پر پی رہے ہین باہر تو ہنگامہ گرم ہوگیا حلوائی دوکان پر بیٹھا ہے نشے مین شراب کے گھبرایا دوکان سے اٹھا گھبرا کر گوے مین آگ کے بھاند پڑا از وجہ یہ کہکے اٹھی کہ واہ دادا میان ہم بھی تمھارے ساتھ جلینگے یہ کہکر بھاند پڑی بیٹا بھی بھاند امرود بھی کود پڑے رنڈیان اپنے اپنے کمرے مین بیٹھی تھین نشے کے جوش مین نائکہ یہ کہکر اٹھی کیون گنگا جھلی تم دونون کے تماشے مین نہین آئے کچھ خرچ نہین ملی گنگا نے کہا بی تمھارا آشنا بہت سخت مزاج ہے ہم بلانے جاتے ہین یہ سنکے نائکہ نے پاجامہ اتار کر پھینکدیا کمرے کے باہر ننگی دوڑی جاتی ہے نوجیون نے کہا ہم بھی آتے ہین یہ بھی دونون دوڑین مگر پاجامے اتروائے وہ تماش بین کہ مدت سے جان دیتے تھے بسبب غربت کے رسائی نہوتی تھی انھون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آکر گود مین اٹھا لیا کھیت مین جا پڑے مطلب نہو نے پایا تھا کہ بیہوش ہوئے بعض اہل ربط و ضبط جب نشہ ہوا تو اپنے مقام سے اٹھے سوچے کہ نشے کے عالم مین بازار کا پھرنا بہتر نہین نشے کے جوش مین اٹھے تھوڑی دور چلے پانون لڑکھڑاتے ہین ہر مرتبہ رک جاتے ہین مگر راہ مین گانے کی عادت ہے لی لذت بخش روانی ٹھمری یاد آئی اسکو گانے لگے گٹکری کا مقام جو آیا اُسکے پیچھے جارہے اسطرح باہر والے بیہوش ہو رہے ہین پلٹنون مین تلوار چلگئی رسالے کے گھوڑے کھلگئے ہنہناتے پھرتے ہین رسالدار صاحب جو پکڑنے کو دوڑے گر کر بیہوش ہوئے ہر سمت سے دھما دھم کی صدا آرہی ہے یہان محفل جیحون مین رسالدار نے طرف کمیدان کے دیکھا انھون نے پوچھا ابھی کیا دیکھتے ہو کہا کمیدان صاحب آپکی مونچھ پر کوا آ بیٹھا ہے انھون نے کہا اس حرامزادے نے اڈا مقرر کیا ہے رسالدار نے کہا بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون اُنکی بڑی بڑی مونچھین تھین ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر جھٹکا مارا کمیدان نے کہا یہ کیا حرکت تھی رسالدار نے کہا بچے کوا اڑ گیا ورنہ ہمارے ہاتھ مین رہگئی ایک صاحب کو بادی کا عارضہ ہے آگے ڈھیر لگا ہوا پالتھی مارے بیٹھے ہین انھون نے کہا بھائی تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین انھون نے کہا اس حرامزادی نے بھٹ مقرر کیا ہے انھون نے کہا آپ چپکے بیٹھے رہیے مین مارے لیتا ہون اٹھ کے ایک لات ماری انھون نے کہا بھائی مار ڈالا ہائے کہکر دونون بیہوش ہوئے محفل مین جیحون کی

ہنگامہ ہی ایک صاحب بیٹھے تھے خیمے کی جھالر کا اُنکے چہرے پر عکس پڑا دوست کو شبہ ہوا کچھ اور سوجھی کہا بھائی سنتے ہو شاید
مار سیاہ تمہین کاٹنے آیا ہی مگر سر جھکائے بیٹھے رہو مین مارے لیتا ہون یہ کہکے اُنکے پہلو سے اڑھائی تلے کا جوتا لیا
سر پر اُنکے مارا اُنھون نے کہا واہ سر محفل جوتیان مارتے ہو دونون لڑے یہانتک جوتی پیزار ہوئی کہ دونون بیہوش
ہوئے لطیفے نہایت بدمزاج محفل مین کچھ لے ہوئے بیٹھے ہین جو قریب بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کیون بھائی کسپر غصہ ہی اُنھون
نے کہا آپکو ہمارے مزاج کی خبر نہین ہی اُنھون نے کہا بھائی کیا ہوا اُنھون نے کہا دیکھو رنڈی ناچتی ہی ہمارے سامنے
نہین آتی ہم پکڑے لاتے ہین اُنھون نے کہا کہ امیر کی محفل مین گستاخی نہین چاہیے یہ کب مانتے ہین اُٹھکے کھڑے ہوئے
اُٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اسطرح جو ہنگامہ ہوا جیحون نشے مین مست بیٹھا ہوا تھا اسنے کہا ہماری محفل مین کیا ہنگامہ
ہی برہوت نے کہا تیرے مصاحب بڑے شہدے ہین جیحون اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے گرا برہوت نے
نعرہ کیا لعنعہ برق ستم برق رفتار و خنجر گذار ہے یہ کہکر لیکن گران بر ہزار + عمرو نے آواز دی ارے
مجھے پہلے کھولدے ہرچند برق نے چاہا کہ پہلے جیحون کو قتل کرون مگر خواجہ نے نہ مانا آخر برق نے عمرو کو کھولا عمرو پہلے
سب کے کوٹھری مین گیا ملکہ یاسمن کو زنبیل مین رکھا اب نکلے تو لوٹنے لگے ہرچند برق کہتا ہی استاد پہلے جیحون کو قتل
کر لیجیے لیکن عمرو کہتے ہین ابھی جلدی کیا ہی یہ تو ہمارا ہو چکا برق لوٹتا بھی جاتا ہی چہار طرف دیکھتا بھی جاتا ہی وہان کسی
کام کو سالوس قصر پر بیٹھا دالان مین گیا دیکھا پریزادین جھولا جھول رہی ہین اور یہی گیت گا رہی ہین کہ جیحون قتل ہوا چاہتا ہی
اور عمرو بارگاہ کو لوٹ رہا ہی سالوس یہ سنتے ہی گھبرا گیا اور بھاگا ہوا بارگاہ مین آیا پکار کر آواز دی یارو تم مین کوئی ساحر
تیز پا لیا ہی عمرو نے بارگاہ جیحون کو لوٹ لیا برہوت بنکر برق نے سب کو شراب پلائی سب کو بیہوش کر لیا اب قتل
کیا چاہتا ہی کوئی جلد جاکر بچا لے ورنہ جیحون زندہ نہ بچیگا سبک خیز جادو بہت اچھا لکر اپنے مقام سے اُٹھا زمین
مین نقب دیتا ہوا اپنے مقام سے چلا یہان خواجہ و برق لوٹ رہے ہین خواجہ کو زیادہ دیا مین لگتی ہی کہ آپ تو
لوٹتے ہین اور برق کو منع کرتے ہین برق کب مانتا ہی کسی کی انگوٹھی دہن زمین مین دبا دی عمرو نے پوچھا ہاتھ کھاو
کہا دیکھیے میرے ہاتھ مین کیا ہی آپکو زیادہ بدگمانی ہی مین لوٹ کے کیا کرونگا سب کچھ تو آپکی سرکار سے ملتا ہی مین
پیسہ کیا کرونگا ابھی تیسرا مہینا ہی صاحبقران نے تیس ہزار روپیہ واسطے میم صاحب کے لندن بھیجے میم صاحب نے
نوٹ بندھوائے اُسی کے محاصل سے اپنی بسر اوقات کرتی ہین ہر سال سرکار سے روپیہ جاتا ہی عمرو نے کہا چپ
بڑے حرامزادے ہو ہوشربا سے یہانتک ہم نے تین لاکھ روپیہ جمع کیا جا بجا تو نے گاڑ رکھا ہی کسی دن تو میرے
ہتھے چڑھوگے استاد شاگرد مین یہ تکرارین ہو رہی ہین کبھی خواجہ دو تھپڑ مار دیتے ہین کبھی انگوٹھیان چھین لیتے کبھی چین
کھو سکے نکال لین کہ سبک خیز آ پہونچا ایک گوشے مین سر نکالا دیکھا جیحون تو بیہوش پڑا ہی کل عالیان دربار بیہوش
ہین چند لاشے بھی پڑے ہین استاد شاگرد لڑ رہے ہین برق کہ رہا ہی کہ استاد آپ نے خوب قدردانی فرمائی
کہا ابے تو نے یہ کیا عیاری کی ایسی عیاری لونڈے کرتے ہین تجھے کبھی عیاری نہ آئیگی برق کہتا ہی یہان تو پہونچنا
بہت دشوار تھا مصاحبون مین ذکر ہوا کہ برہوت جادو اسکے دادا کو بُلاو مین گیا جاکر برہوت کو بیہوش کیا برہوت
کی شکل بنکر آیا تیل چھنکا چوطرن کو روغنی بنایا جب اپنا رنگ جمایا تب جاکے یہ سب بیہوش ہوئے اب آپ جاکر
جیحون کو قتل کیجیے ایسا نہو کوئی آجائے عمرو کہتے ہین ابے تو بھاگ جا ذرا لوٹ مین دو چار پیسے کا روزگار تو کر لون
کل کو صاحبقران پوچھینگے کہ خواجہ جیحون جادو ایسے افسر کو مارا کچھ دلوایے مین کیا جواب دونگا برق کہتا ہی واہ استاد
آپ کسکے فرزند ہین عمرو نے ایک طمانچہ مارا کہا ابے تجھے کیا تیا ہین حمزہ نے ہمین لوٹ لیا بیٹی کی شادی کی تیاری

باندھکر سوار کر دیا اُس دن سے قرضدار ہوں سارا زمانہ جانتا ہے ایک تیرے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے سبک خیز نے آواز دی
او ساربان زادے اب کہاں جائیگا خواجہ عمرو نے برق کو پکڑا تھا اب ہاتھ چھوڑا برق تڑپ کر نکلگیا بجلی تھا مگر خواجہ پر
سبک خیز جا پڑا ایسا سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے سبک خیز نے جھپٹکر جیحون کو ہشیار کیا جیحون کی جو آنکھ کھلی دیکھا دربار
مین قضا بان بنا ہے صد بالا شہ تڑپ رہا ہے جیحون تیغہ کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کرون سبک خیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہ اتنا غصہ
نہ کیجیے جیحون یون جو پلٹا دیکھا جس کوٹھری مین ملکہ یاسمن گلگون پوش کو قید کیا تھا وہ کوٹھری کھلی پڑی ہے چلا کر
کہا او سبک خیز غضب ہو گیا یاسمن کا پتہ معلوم نہین ہوتا سبک خیز نے کہا اسنے چرا لیا ہوگا جیحون نے کہا کیون او
ساربان زادے بتلا کہ یاسمن کہاں گئی عمرو نے کہا برق لیگیا ہوگا مین کیا جانون وہ بڑا حرامزادہ ہے مین
نہین چاہتا تھا مجھکو رہا کر دے وہ زبردستی گھس آیا قاتل ساحران اپنا لقب کیا جو کچھ فساد برپا ہوتے ہین اُسی کی
ذات سے ہوتے ہین برق چوبدار بنا ہوا یہ سب باتین دروازے پر کھڑا سُن رہا ہے جیحون نے باران سحر برسایا
اور بھی سب ساحر ہشیار ہوے جسنے یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا برق نے بڑھکر بشکل چوبدار کہا حضور باہر کے سب دوکاندار
اہالیان فوج بیہوش پڑے ہین جیحون باہر نکلا باہر نکلکر باران سحر برسا کر سب کو ہشیار کیا جو اُٹھا روتا پیٹتا اُٹھا
ہر ایک کا یہی قول تھا کوئی کہتا ہے بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہے بیٹا قتل ہوا سبک خیز سبکو ہشیار کر کے چلا گیا چوبدار
بنا ہوا برق جیحون کے ساتھ ساتھ پھر رہا تھا ایک گوشے مین آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا سبک خیز کی شکل بنکر
تیار ہوا ایک نامہ طرف سے خداوند سالوس کے لکر لیا دربار مین آیا کہا حضور مجھکو پھر آنا پڑا مین نے خداوند سے بیان کیا
کہ بیٹی اُسکی قیدخانہ سے غائب ہو گئی قدرت نے یہ نامہ دیا ہے اور مجھے مقام بھی بتلا دیا ہے آپ کنارے چلین تو مین آپ کو بتلاؤن
سب کے سامنے کہنے کی بات نہین ہے جیحون اُٹھا برق سے پوچھتا ہوا کہ بھائی سبک خیز بتاؤ اس ظالم نے میری بچی کو
کہاں چھپا دیا بالکل پتہ نہین ملتا بڑے غضب کی عیاری کی کہ سب کو بیہوش کر دیا مگر تم خوب وقت پر پہونچے یہ کہتا چلا آتا ہے
کہ مجھکو خداوند نے خبر دی میری کیا حقیقت تھی کہ مین آگاہ ہوتا یہ باتین کرتا ہوا تخلیہ مین لایا ادھر اُدھر کی باتین کر کے
حضور اسی سرحد مین آپکی بیٹی ہے وہ دیکھیے جو قصر کلان سامنے بنا ہے اُسی مین آپکی بیٹی ہے جیحون پلٹا کہ کہان ساربان زادہ
کیونکر گیا وہ تو ساحرہ ہو رہا ہوتے ہی نکلجاتی جیسے ہی جیحون پلٹا برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے جیحون نے
چاہا پلٹون برق نے حباب مارا جیحون بیہوش ہوا برق نے سوچا جو اسکو قتل کرونگا تو ہنگامہ ہو جائیگا سب ساحر دوڑ
پڑینگے نکلنا مشکل ہوگا اُستاد رہجائینگے جیحون کو بتی دارو سے بیہوشی کی چڑھا کر ایک گوشے مین کھڑا کر دیا جیحون
کی شکل بنکر نکلا بارگاہ مین آیا سب ساحر کھڑے ہو گئے پوچھا سبنے حضور صاحبزادی کا پتہ لگا جیحون نے کہا تم لوگو نسے
کیا چاہتے ہین قدرت نے خود اپنے پاس اُسکو بلا لیا مگر اس ساربان زادے کے بارے مین تجا حکم ناطق آیا ہے یہی
حکم ہوا کہ اسکو ہمارے پاس بھیجدو یہ کہکر کہا کہ کیون اے عمرو پاس قدرت کے جائیگا قدرت نے یاد فرمایا ہے عمرو نے
جو آنکھ ملائی پہچانا کہ میرا بھوریا آگیا خوب ہنسے کہا بہت اچھا مجھکو خدمت مین خداوند کے بھیجیے برق نے کہا وہ وہ
بے مثل ہے خود چلے جانا یہ کہکے برق نے عمرو کو کھلوا دیا کہا لو خواجہ جاؤ عمرو نے سوچا کہ اگر مین نے یہ قبول کر لیا
ساری بارگاہ یہ لوٹ لیگا اور مجھکو نکال دیگا جیحون نقلی نے پوچھا اب نہین جاتے ہو عمرو نے کہا مین آپ ہی کے
ساتھ چلونگا اکیلا نہ جاؤنگا ایسا نہو قدرت خفا ہون یہان تو برق نے خواجہ کو رہا کیا چاہتا ہے یہ چلے جائین
تو جیحون کو قتل کرون مال بارگاہ کا خوب لوٹون قضا سے کارا ایک ساحر موسوم بہ ربیر وجادو ملازم قدیم
جیحون کا پھرتا پھرتا قریب اس بارگاہ کے آیا برق نے جہان جیحون کو بیہوش کیا تھا یہ جادو وہاں کی جیسے مین پہونچا

دیکھا جیجون بیہوش پڑا ہی کہا ہی ری یہ کیا ہوا یہ کہکے جیجون کو ہشیار کیا کہا آقا اُٹھیے یہ کیا ماجرا ہی ایک شخص آپ کی شکل پر
بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی بس یہ سنکر جیجون جاگا کہا نہین معلوم ہی کہ یہ شخص کون تھا مجھکو یہان بیہوش کرکے ڈالگیا معلوم
ہوتا ہی وہی برق فرنگی ہی کہ بشکل سنگ خیز آیا مجھکو بیہوش کرکے یہان ڈالگیا آپ میری شکل بنکر عمرو کو رہا کرنیکیا ہو جائے
سے کہا تم کنارے ہو جاؤ مین ابھی جاکر آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے اُس خیمے سے نکلا مگر رشتہ جادو پہلے بارگاہ مین
آیا گھور گھور کے برق کو دیکھنے لگا برق نے کنکھیون سے دیکھا یہ ساحر مجھکو کیون تاک رہا ہی چپکے سے خواجہ سے
کہا معلوم ہوتا ہی اُستاد کوئی اُفتاد پڑی دیکھیے یہ ساحر مجھکو بنگاہ غور دیکھ رہا ہی خواجہ و برق سنبھلے تھے کہ ساحرون
کو قتل کرین نکل جائین کہ سامنے جیجون کا نعرہ ہوا للکار کر آواز دی او دزد و بار یک اب کہان جائیگا برق و خواجہ
چاہتے ہین جست کرین کہ جیجون نے ایک دو تھپڑ مارا دونون جست کرتے کرتے گرے سب ساحر ٹوٹ پڑے خواجہ
اور برق کو پکڑ لیا جیجون نے کہا یارو انھون نے ناک مین دم کر دیا دیکھو مین نے کس فطرت سے گرفتار کیا اب مین
قیامت برپا کرتا ہون تساہل مین کام بگڑتا ہی عمرو و برق کو اُسنے ایک مقام پر قید کیا آپ غصے مین اُٹھکر موم خانے
مین آیا ساحرون سے کہا اپنے اپنے سحر کی تیاری کرو مین اب اسم اعظم حمزہ کا بند کرتا ہون میرے ہاتھ سے کہان بچکر
جائینگے مجھکو سحر تیار کیا ایک پتلا صورت کا صاحبقران کی بنایا سارے جسم مین سوئیان لگادین دہن چشم کو چھوڑ دیا
یہ سوچکر بروقت ضرورت یہان بھی سوئیان لگاؤنگا کچھ دن سے اسنے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے جاکر خبر
صاحبقران سے کی کہ ای شہریار غضب ہوا خواجہ و برق پکڑ لیے گئے اب اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی
کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و فساد دو بالا کرے باقی خیر و عافیت ہی صاحبقران کو گرفتاری عمرو و برق کا
بڑا صدمہ ہوا فرمایا او مقبل کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارہ
رزمی گڑگڑایا یہان بھی ہر جنگ تیاریان ہونے لگین جیجون سحر تیار کر رہا ہی یہی مقصد ہی کہ پہلے اسم اعظم صاحبقران
بند کرونگا اُسکے بعد لشکر کو تباہ کرونگا چار پہر رات اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جیجون بقہر و غضب اُٹھا رہبر و جادو
جسنے جیجون کو ہشیار کیا تھا مصاحب خاص ہی اور یہ کام جو اسکے ہاتھ سے ہوا اور زیادہ عزیز ہوا جیجون نے کہا
اے رہبر جادو جا کر دیکھ تو ساربان زادہ کیا کر رہا ہی مجھے ان لوگون سے بڑا خوف ہی ایسا نہو کچھ فریب کرکے نکلگیا ہو رہبر و آیا
دیکھا خواجہ سر جھکائے بیٹھے ہین رہبر و نے ہو دیکھا کہا خواجہ بڑے مکر کیے اب زندہ نہ بچوگے تمھارے قتل کی تدبیر
ہو چکی ہمارے آقا میدان کارزار سے پلٹ آئینگے تمھارے قتل کا حکم لگا دینگے خواجہ رونے لگے کہا اے شہنشاہ ساحران
ذرا بیٹھ جائیے تو مین کچھ عرض کرون رہبر و کو رونے پر عمرو کے رحم آیا بیٹھ گیا عمرو نے کہا کیون حضور آپ کا نام
نامی کیا ہی اسنے کہا مجھکو رہبر و کہتے ہین کل مین نے جیجون کو ہشیار کیا عمرو نے چپکے سے کہا برق کی بات کا تو
ذکر نہ کیجیے مین نے نہین چاہا تھا کہ وہ اگر مجھکو رہا کرے مین تو مالک ڈھونڈھتا ہون اگر آپ سا مالک مجھکو دستیاب
ہو جان و دل سے خدمت کرون ہفت اقلیم کی سلطنت دلوادون میان سالوس کو مارون یہان کی سلطنت لون
حمزہ کو بھی ایک دن مین مارا دون اسی طرح جا بجا ملک فتح کرا دون ایک مہینے مین بادشاہ ہفت اقلیم کر دون رہبرو
بھی زبردست ساحر ہی فنون سحر و ساحری سے خوب ماہر ہی عمرو نے کہا آپ میری سفارش کیجیے رہا کراکے اپنے ساتھ
رکھیے پھر میری کارگذاری دیکھیے رہبر و سے گُل بل کے باتین ہونے لگین عمرو نے جیب سے ایک ڈبہ نکالا کہا
شاہنشاہ ذرا اسکو دیکھیے اسمین اک شے مین نے نایاب پائی ہی جب آپ کو بادشاہ کر دونگا تاج مین یہ موتی لگاؤنگا آپ
جوان بھی با شوکت ہین چہرے پر آپکے امیری معلوم ہوتی ہی ذرا ڈبہ کھولکر دیکھیے یہ موتی کیسے ہین رہبرو نے

ڈبہ کھولا اسمین سے دھوان نکلا اس سے لنکر بیہوش ہوا عمرو نے اسکے کپڑے بھی نہ اتارے بے بیہوشی کی دماغ پر
چڑھائی اپنی قید اسکو پہنائی کہ برق بیدار ہوا برق نے کہا استاد مجھکو بھی لیتے چلیے جادوگر مجھکو گھور گھور کر دیکھتے ہین
عمرو نے کہا بیٹھے رہو تمکو رہا کر لینگے برق تو خاموش ہو کر رہگیا خواجہ عمرو بشکل رہرو باہر نکلے سب نے پوچھا کہو
قیدی کیا کہتا ہی عمرو نے کہا میدان کارزار سے پھر کر قتل کرینگے جیحون یہان تخت پر سوار ہوا فوج سب تیار
اسکے ساتھ ہوئی نوبت نقارے سے بجاتا ہوا چلا تھا کہ سامنے سے دیکھا رہرو آتا ہی جیحون نے تخت روک لیا کہا
کیون اے رہرو قیدی اچھی طرح قید ہین عمرو نے کہا حضور اب کہان جا سکتے ہین دونون استاد شاگرد بیٹھے
رو رہے ہین انکو بھی یقین کامل ہی کہ اب ہم زندہ نہ بچینگے جیحون نے کہا اے رہرو آج میدان کارزار سے پلٹکر
ان دونون کا خاتمہ کرونگا مگر افسوس ہی کہ بیبی کا پتہ نہین ملتا نہین معلوم ہی کہ میری کیا کیا افسوس مجھکو یہ ہی کہ
عیارون کے کہنے سے مین نے بیبی پر بدعت کی وہ کمبخت مجھ سے لڑی مین نے کیا کیا ظلم کیا اب نہین معلوم اسپر
کیا گذری رہرو نے کہا حضور اگر میرا سامنا ہو جائے تو مین سمجھا دون ان مکارون کے لئے انھین آوارہ کیا ورنہ
وہ تو نہایت سلیس ہین رہرو جیحون سے باتین کرتے ہوئے میدان کارزار مین آئے ادھر سے دیکھا تو آمد آمد
لشکر اسیر کی ہی رہرو نے کہا حضور اگر حکم ہو تو مین جا کر حمزہ کو سمجھاؤن کیا عجب ہی کہ راہ پر آئے خداوند
سامری کو سجدہ کرے جیحون نے کہا اچھا جا کر سمجھاؤ عمرو جھپٹ کر قریب صاحبقران کے آیا ظاہر مین پکار کر عتاب
خطاب کیا کہ حمزہ اب تیرے واسطے بہتر یہ ہی کہ مذہب خدا سے نادیدہ کو ترک کر تو نے دو ہی خداوندی خدائی
قبول کر ورنہ آج خاتمہ ہی اور زبان عربی مین یہ کہا کہ یا صاحبقران اسم اعظم سے ہوشیار رہیے امیر سمجھ گئے فرمایا
کہ خواجہ اچھا عمرو کہتا جھکتا سامنے جیحون کے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران حمزہ بڑا بے شعور ہی عقل و فراست سے
دور ہی وہ نہین مانتا جیحون نے کہا سمجھا جائیگا حکم دیا صفین آراستہ کرو صفوف قتال جدال آراستہ و پیراستہ ہوئین
نقیبان بلند آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار لشکر کو سنانے لگے بہادرون کو جرات کے جوش آنے لگے نظم

روزیکہ زیر خاک تن ما نہان شود
با صد ہزار حسرت از اینجا روان شود
شاید کہ یک دو روز دگر ماندہ عمر ما
کاحوال ما چگونہ و حال از چہ سان شود
آمد شدیم لانکہ در وقت قبض روح
شیرین شہادت مادر زبان شود
تابوت و خیمہ و کفن آرند مردہ شوے
بعد از نماز باز سر خانمان شود

وآنہا کہ کردہ ایم ہمہ یک عیان شود
فریاد از ان زمان کہ تن نازنین ما
ہان یک دو روز برسر سوز نہان شود
تا آن زمان کہ چہرہ بگو ز حال خویش
چون سنگریم دیدہ ما خون فشان شود
فی الجملہ روح و جسم ز ہم منفرق شوند
اوراد و ذکر آن ز کران تا کران شود

ہم عاقبت چو نوبت رفتن چو در رسد
بر بستر فنا فتد و ناتوان شود
یاران و دوستان ہمہ رنگ عاقبت
وان رنگ زعفرانی ما زعفران شود
ای یک دو تشنہ لبان آن جام مرگ
مرغ از قفس برآید و در آشیان شود
آرند نعش تا لب گور و ہر کہ ہست

ان اشعار نے ساحرون کو مبہوت کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا ہر ایک کا
یہی ارادہ ہی جا کر زمین بکار زار جان دین اپنے دشمن کو ستائین اپنے مالک کے سامنے سرخرو ہو کر جائین ہر طرف
یہی ہنگامہ ہی کہ جیحون نے سکان سحر بند کو بلایا کچھ ہوا اپنے پاس سے دیے کچھ باتین تعلیم کین کہا جا کر حمزہ کا
اسم اعظم بند کرے پھر مین بلوہ کرونگا سکان سحر بند میدان کارزار مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھا کر آواز
دی اے فرقہ خدا پرستان و اے زیردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین سوائے حمزہ کے اور کسی کو طلب
نہین کرتا جلد میدان مین آئین یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا سب سردار روز بڑے قدر دان

سے لپٹ گئے بہرام کہتا ہی آقا مین جاؤن امیر نے فرمایا اے برادران تم سب جانباز و سرفروش ہو مگر سمجھو تو یہ
قانون مین فرق آتا ہی وہ میرا نام لیکر پکار رہا ہی یہ فرما کر صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا سکان سحر بند آمادہ کھڑا
ہی چونکہ عمرو نے صاحبقران سے کہدیا ہی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے آتے ہین سکان نے ایک گولا مارا کہ
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولا پھٹ کر زمین پر گرا امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے بڑھے سکان نے مٹھی سے
طائر چھوڑا جیسے ہی سکان نے طائر چھوڑا عمرو جیجون سے یکایک لپکے بڑھا کہ حضور مین بھی سحر کو زور دون
پہلو مین آکے سکان کے کھڑا ہوا طائر نے جا کر گرد سر صاحبقران چکر مارا جیجون نے بھی آواز دی کہ اے
سکان ہوشیار ہو جا طائر نے جیسے ہی گرد سر صاحبقران چکر مارا زبان مین امیر کی لکنت آئی اسم اعظم فراموش
ہوا سکان نے اک شیشہ جھولی سے نکالا شیشہ مین طائر کو لیا امیر کا چہرہ اُداس ہو گیا عمرو نے کہا اے سکان
شیشہ مجھے دو تمکو ابھی مغلوبہ مین لڑنا پڑیگا سکان نے گھبرا کر عمرو کے ہاتھ مین شیشہ دیا عمرو نے اس شیشہ کو پتھر پر دے
مارا جیجون کل فوج کو حکم دے چکا تھا کہ انبوہ کر دو کل فوج اپنے مقام سے جنبش کر چکی ہی صاحبقران قریب سکان تک
پہونچ چکے تھے جیسے ہی اسم اعظم کھلا جھپٹ کر نیزہ سینہ پر سکان کے مارا پشت کو توڑ کر نکل گیا دلاور اسم اعظم پڑھتے ہوئے
فوج کفار پر جا پڑے کسکی مجال ہی کہ اب صاحبقران کو روکے اسم اعظم کو پڑھ کے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے
کیے فوج کفار مین تہلکہ ڈالدیا سرداران صاحبقران بھی جا پڑے مقبل وفادار بارہ سو تیر اندازون کو ساتھ لیکر
تیر اندازی کرنے لگا ہر وار مین دس ہزار بارہ ہزار کافر گرا گئے جیجون اپنے جوش سحر مین صاحبقران پر جا پڑا کہ
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اسکو بھی زخمی کیا جیجون نے اپنے کو تخت سے گرا دیا پرواز پیدا کر کے بلند ہوا
وزیرون کو آواز دی طبل بازگشت بجا دو طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر جدا ہوئے عمرو و بخیل رہبر و ہمراہ تخت
جیجون رہا جب اسکا منہ پھرا دو چار جادوگر کو مار لیا اب جب لشکر پلٹا تو جیجون نے پوچھا اے رہبر و یہ کیا ہوا عمرو نے
کہا صاحب سکان تو عجب گدھے تھے مین نے کہا شیشہ اسم اعظم کا مجھکو دو انھون نے شیشہ پتھر پر دے مارا
اسم اعظم حمزہ کا کھل گیا قریب تو سکان کے پہونچ ہی چکے تھے انھون نے نیزہ مارا سکان مارا گیا مغلوبہ کو آپ
حکم دے چکے تھے مگر مین نے اب یہ تدبیر کی ہی پھر و بخیل مجھکو بھیجیے مین اسم اعظم بھی بند کر دونگا اور اڑا دونگا کسی کی ہو نہ
بلکہ حرز ہیکل بھی لے لونگا بس حضور لڑائی فتح ہوگی جب اسم اعظم حمزہ کا بند ہوا اور حرز ہیکل بھی نکلی ایک گولے مین سارے
لشکر کا خاتمہ بھی کیا پھر فرمائیے لڑائی فتح ہونے مین کیا باقی رہا جیجون نے کہا اے رہبر و ذرا حوصلے کی بات ہی
میرا ارادہ ہی کہ مین خود نکلون کہا حضور جب ہم ایسے جان نثار موجود ہون تو آپ کے نکلنے کی کیا ضرورت ہی یہ سب
باتین مجھ سے خوب بن پڑینگی اسم اعظم بند کر کے غائب ہو جاؤنگا کسی سردار کی شکل بنکر حرز ہیکل مانگ لونگا جب حرز
ہیکل بھی قبضہ مین آجائیگی گرفتار کر لونگا مجھ ایسا شہنشاہ اور مجھ ایسا وزیر باتدبیر جیجون نے کہا اے رہبر و جو کہتا ہی اگر
یہ سب باتین بن پڑین تو لڑائی کو فتح کر لینا کیا بات ہی عمرو نے کہا جو کہتا ہون اسکو دیکھ لو نگا جیجون بہت خوش ہوا رہبر و کا
ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ مین آیا سکان کی ماتم کا بیان ہزارہا جان کا نقصان یہی سب ذکر ہو رہے ہین جب محفل مین
بیٹھے عمرو نے کہا اب آج رات بھر جلسہ کیجیے صاحبزادی کا بھی سرکار کی ہمنے پتہ لگا لیا جیجون خوش ہو گیا عمرو نے
محفل کو جمایا سب سردار جمع ہوئے شراب کا عمرو نے نام بھی نہین لیا کہا حضور آج نئی طرح سے بجاؤنگا خوب خدمت
سرکار کی کرونگا یہ بھی حکم دے دیا سازندے حاضر ہون جیجون کہتا ہی اے رہبر و کیا خود گاؤگے یا بجاؤگے عمرو
نے کہا تو سنیے کل رات کو عجب معرکہ ہوا پڑا ہوا سو رہا تھا کہ سامری صاحب خواب مین آئے میرے منہ سے

نکلگیا کچھ بھید پیچھے ذرا نظر میں بھی وہی نہ بجے دیدی اب جو سچ کو خیال کرتا ہون تمام مدارج اُسکے ذہن مین آگئے ایسی نہ بجاؤن کرتا یہ لور افشان ذکر ہو کہ رہبر و سنے ایسی نہ بجائی جیحون کہتا ہی تمکو کبھی اسکا خیال بھی نہین رہا عمرو نے جو سُنین کہا جب قدرت رحمت فرمائین تو اب راگ و رنگ کی کیا ضرورت سب دلین اُتر آیا کمال سے معمور ہو گیا اس عرصہ مین سازتیار ہو رہے سنے کہا ہان میان رہبر و سُنین عمرو نے کمر سے نئی نکالی آنکھ ملا کر جیحون سے گانا شروع کیا اسقدر جلد اس خوبصورتی سے بجایا کہ اہالیان محفل مست ہو گئے نظم مصنف بطور مسدس

غم مطرب بہر سے قصہ دل یاد کرتے ہین	دلِ نالان گئے نالون سے عجب شاد کرتے ہین	ترانے مشکل ہم سے آبجاد کرتے ہین
	کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین	بر نگ نئی ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

اس بند سے عجب بندوبست کیا جیحون جھوم سنے لگا کہتا تھا کہ اور رہبرو یہ کمال تمکو کیونکر آیا عرش کی ساحری بھی بھول گئے اب اس کمال کا کیا پوچھنا سب اہالیان محفل وجد کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اور رہبرو کیا کہنا ایک غزل تو اور گاؤ دل بیقرار کر دیا جی چاہتا ہی تمھارے گرد پھرین ہمنے آجتک کبھی ایسا کمال نہ سُنا تھا دیکھو طائر آشیانوں سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین گرد بارگاہ کے آہوان صحرا پھر رہے ہین دیکھو تمھارے شیر نکل آیا عمرو نے اہالیان محفل کی خوشی کرنے کو یہ اشعار عشق آمیز شور انگیز شروع کیے نظم

آن لبون کی یاد مین نرغ دل دیوانہ ہی
ہر روش مین جلوہ باد صبا مستانہ ہی
ابر ہی صحن چمن ہی ساقی مستانہ ہی
نقد جان ہی اسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہی
ہر کسی ہنے کی فریب دوستی مین دشمنی
ہو چکا ہی بارہا آباد جو ویرانہ ہی
دیکھیے محفل جنھین آنکھون سے ہم او غافلو
یہ نہین ثابت کسی پر کون صاحبخانہ ہی
نال گرتا ہی کبھی در لاش گرتی ہی کبھی
چہرہ ہی اور آئینہ ہی زلف ہی اور شانہ ہی
جا سے آئینہ ہی دل آئینہ زانو جدا
ایک ان آنکھ لیے بھی گوشہ ویرانہ ہی
گرچہ بیداری مین اب ہین دیدہ نظارہ باز
اسکی باتون پر نہ جاؤ ناصح اک دیوانہ ہی

آتش یاقوت سے روشن چراغ خانہ ہی
ہر گوشے مین عیان اک لغزش مستانہ ہی
ہر طرف کو خندہ برق و گل نہ پیمانہ ہی
کیا فقط مجلس سے غم دنیا سے آزادی ملی
میری شمع قبر پہ موج ہوا پروانہ ہی
سرکشی ممکن نہین جبتک نہ چھلکے جام عمر
آج انکا اپنے کانون کے لیے افسانہ ہی
محفل اہل بہا کا ہی دلا کیا اعتماد
جو زچہ خانہ ہی وہ اک روز ماتم خانہ ہی
گر رہے کانے ہوتے مین بر رنگ طرفہ کین
اور جو ممن شانے کے گرے استخوان شانہ ہی
آج ہو جنکے قدم سے رونق باغ جہان
پھر کبھی یہ ماجرا اک خواب کا افسانہ ہی

پھر بہار آئی کف ہر شاخ پر پیمانہ ہی
گردش چشم غزالان گردش پیمانہ ہی
بیر سے یوسف کی خریداری عزیزو ہو محال
چھٹ گیا تکلیف سے دنیا کی جو دیوانہ ہی
ہو لبان شمع روشن ہر چراغ چشم گل
یہ خرابات جہان بھی روز ہی میخانہ ہی
بوجہ ای خانہ رنگین مین پنہان ہو گئی
نشہ ہو خواب آور زخنا افسانہ ہی
آج گو اے رہنیون شغل ہی تمکو یہی
سبزہ ہی ہوتا ہی جس خاک مین جو دانہ ہی
شرم مین ہو گئے مین آباد جنکے غم سے
گل ہی رخصت برنگ سبزہ بیگانہ ہی
اپنے کامون مین رہو مشغول تم او غافلو

عمرو اس طرح سے گانے کو طول دے رہا ہی کہ قوت سے بیہوشی اُڑا رہا ہی مراد یہ ہی کہ سنے طور سے سب کو بیہوشی کرون چہار جانب گردش بھی کرتا جاتا ہی دربارگاہ پر پہرے والے ٹولوا دیئے آمد و رفت سب کی موقوف باہر والے سر نگار رہے ہین کہتے ہین آج تو رہبرو غضب کر رہا ہی عمرو نے بجانے مین جتا بھی رہا ہی کبھی شمع پر چند پروانے بیہوشی کے چھڑکے بے بہرہ ہات رہے کل اہالیان دربار مبہوت ہونے این غل سی گل آئین ہر کس بیجا جھوم رہا ہی کوئی بند قبا سے کھیل رہا ہی یہ بندوبست ہی کہ آسمان پر جلوہ کسی سلے تلوار کھینچی کہ اپنی جان کی بھی حفاظت ہو شوکت بھی ظاہر رہے تلوار کھینچ لی دریا سے جوہر مین غرق لتر بغین

ہو رہی ہیں کوئی کہتا ہے اے رہبرو کیا کہنا کیا خوب کمال حاصل کیا ہے تمہارے کمال نے سب کا کمال مٹا دیا پتھر رات رہے دست درازیاں ہو نے لگیں چھیڑیں بھی ہو رہی ہیں ہر ایک کا یہی ارادہ ہے کہ اٹھیں تلوار کھینچ کر کسی پر جا پڑیں بعض رنڈی سے اشارہ کر رہے ہیں آپ ہی اشارہ کرتے ہیں آپ ہی بول اٹھتے ہیں کہ کل ضرور آنا ہمیں محلے میں بلانا جو کہو گی وہ دینگے یہ کہتے کہتے اٹھے کہ کل کیا آج ہی چلو اٹھتے ہی گرے اسطرح پر ہر ایک گرنے لگا محفل میں ہنگامہ مچا بعض سر جھکائے بیٹھے ہیں اگر کسی نے پوچھا کہا آسمان کی نظر نہ لگ جائے یہ احتیاط ہے بیوقوفی سے انبساط ہے جیحون بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا اے رہبرو آج تم نے دل خوش کر دیا ہم بھی تمکو راضی کر چلیں عمرو نے کہا آج میں کیا چھوڑونگا انعام کے بدلے آپ کی جان لونگا ذرا اٹھکر ٹہلیے تو معلوم ہو جھلا کر جیحون نے کہا کیا کرو گے عمرو نے کہا آپ کے ایک گدا لگاؤں اور بھاگ جاؤں جیحون نے کہا میاں کچھ پی لیے ہوئے ہو عمرو نے کہا دیوانے آپ ہیں ہم آپ کے باپ ہیں جیحون نے جھلا کر کہا کچھ احمق ہے عمرو نے کہا تیغ اٹھا تو جیحون اٹھا یہ کہتا ہوا کہ دیکھوں تو کیا کرتا ہے جیسے ہی جیحون اٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی ہے دھم سے گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

ترا شندۂ ریش کفار ہوں
صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
دو وندہ جب انگہ طرار ہوں
عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہوں
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہوں
مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

خنجر کھینچ کر جیحون کا سر کاٹ لیا عمرو نے جا کر برق کو بھی خبر دی کہا دیکھو کیسی مال کو ہاتھ نہ لگانا برق نے کہا استاد میں کیا کرونگا جو ملیگا وہ لونگا آپ ہی کو دیدونگا اب تو خنجر و بخچہ چلنے لگا وہ مقام مزبلہ قصابان بنگیا دریا سے خون جاری ہے اور خنجر چل رہا ہے مرنے کی ساحروں کے صدا بلند آندھیاں چل رہی ہیں سنگ باری برفباری ہے خواجہ لوٹ رہے ہیں کسی کو الٹا لٹکا دیا کسی کو بندر بنایا کسی کو بندر والا بنا دیا کسی کو نازنین بنایا تماشہ بین کے پہلو میں بٹھا دیا کچھ گل بوٹے بنائے کچھ لال مو ہے درست کیے برق نے کہا استاد اب نکل چلیے عمرو نے خوب بارگاہ کو لوٹا جیحون کے مرنے سے قلعہ بھی گر گیا خواجہ عمرو تو دربار جیحون اور لشکر جیحون کو تباہ کر کے نکل گئے مگر سالوس جو صبح کو گشت آنکھیں ملتا ہوا قصر پری زادوں میں آیا اسوقت پری زادان درگوش نازنینان مرصع پوش ساز بجا رہی ہیں غزلیں ٹھمریاں گا رہی ہیں سالوس ایک کرسی پر آکر بیٹھا ایک پری زاد نے کہا خداوند آئے دوسری نے کہا آئیے تو آئے دو ایک نے کہا قدرت کو اپنی پشت کی بھی خبر نہیں ایک نے کہا لاکھ سمجھاؤ کچھ اثر ہی نہیں ایک نے کہا تو اصل مطلب کی بات تو کہو ایک نے کہا ہیں درانداز نہیں ہوں ایک نے کہا تم نہ کہو میں تو کہونگی میں کاہیکو خاموش رہونگی ایک نے کہا کچھ خبر کہو خاموش نہ رہو اسی طرح سب باتیں کر رہی ہیں ہنستی جاتی ہیں آوازے کستی جاتی ہیں اور سالوس چپ بیٹھا ہوا ہے یہی کہتا ہے یہ پری زادیں بڑی حرافزادیاں ہیں بادولت کو کیا کیا کہتی ہیں مگر معشوقان پری چہرہ ہیں انکی گالیاں بھی مصری کی ڈلیاں ہیں ایک نے کہا خداوند کچھ آپ نے جیحون جادو کی بھی خبر منگائی سالوس نے کہا اسوقت اسی واسطے قدرت تشریف لائے ہیں کچھ تفقد بھی کرینگے ایک نے ہنسکر کہا بجز دوسے تیری تقدیر پھوٹی ہے ہر بات جھوٹی ہے ایک نے کہا یا خداوند جان جیحون غرق دریائے لعنت ہوئی آپ نے لاکھ بچایا کچھ نہ بن پڑی کسی کو بھیجیے خبر تو منگا لیجیے یا خود ٹہلتے ہوئے

جانیے اب فلک پر سر کے پہنچینگے صاحبقران خاص اگر قلعے پر لڑینگے اب خدائی کا دعوی کرنے کا مزا ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا
سالوس گھبرا کے باہر نکلا دربار مین آیا مضمار دریا بار وزیر کو بلایا حکم دیا ای مضمار جلد کسی کو بھیجو دربند جیحون کی خبر
منگاؤ مگر قدرت تقدیر کر چکے کہ جیحون زندہ نہ ملیگا مضمار نے چند ساحرون کو روانہ کیا آ کے دیکھا قلعہ گر گیا جا بجا
اینٹون کے انبار بقول شاعر شعر ہمہ کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ ✤ ہست فرد دفتر احوال صاحبخانۂ
ہر طرف سناٹا ایک طرف آ کے دیکھا لاشۂ جیحون خاک خون مین غلطان ملازمون کے سر کٹے ہوئے پڑے ہین بڑا
کمال یہ ہے کہ سب لاشے برہنہ لباس کسی کے جسم پر نہین ساحران نے لاشۂ جیحون کا اٹھایا روتے پیٹتے خدمت سالوس
مین آئے سالوس نے کہا قدرت تو ارشاد ہی فرما چکے تھے کہ جیحون جنت واصل ہوا اسکا مطلب حاصل ہوا وزرا امرا
افسوس کرنے لگے کسی نے کہا یا خداوند قدرت نے سب انتظام کیے جیحون کو نہ بچا سکے سالوس نے جھلا کر جواب دیا
یہ مغرور بت ہو گیا تھا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین آخر ملک الموت کو حکم دیدیا عمرو کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا کچھ ساحر
جو بچے ہوئے آوارہ ہو گئے تھے وہ بھی روتے پیٹتے آئے بعض نے عرض کی یا خداوند ہم نشہ مین بھاگ گئے تھے بعض نے کہا
خداوند ہم لوگ جا کر نالے مین گرے مگر جان بچگئی سالوس نے کہا تمھارے واسطے قدرت نے تقدیر نہ کی تھی
اسوجہ سے جان بچگئی جیحون کی بداعمالی سے سب ساحر مارے گئے قدرت نے تمکو بچا لیا مضمار نے عرض کی یا خداوند
اب انتظام لشکر کشی کیجیے مسلمان آیا چاہتے ہین سالوس نے حکم دیا لشکر ساحران تیار ہونے لگا ساٹھ لاکھ ساحر
و غیر ساحر انکے افسر تیار ہو کر سامنے آئے عرض کی یا خداوند ساٹھ لاکھ ساحر و غیر ساحر تیار ہین تیز رفتار عیار اپنے
پیک بچون کو لیکر آیا سالوس نے مجبور ہو کر حکم دیا لشکر باہر نکلے خود بھی تخت پر سوار ہوا استرہ ہوا افسران نامی نے تخت
سالوس کو گھیر لیا نوبت نقارے بجتے ہوئے بیرون قلعہ آ کر اترے یہان صاحبقران زمان گھبرا رہے تھے
سردارون سے فرما رہے تھے کہ نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری بوقت سحر کنارے لشکر کے ٹہل رہے ہین
کہ دیکھا خواجہ عمرو برق فرنگی سے لڑتے چلے آتے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ تو نے رنڈی کے پانون سے
چھڑے اتارے تھے وہ کیا ہوئے برق کہتا ہے آپ قاعدے سے تو یہان کے آگاہ نہین بیجا ناحق خفا ہوتے
ہین یہان کا دستور ہی ہے کہ رنڈیان بازاری ایک ہی پانون مین چھڑے پہنتی ہین خواجہ جھلا کر برق کو مارتے
ہین برق ہنس دیتا ہے کہتا ہے استاد آپکو ناحق غصہ ہے مین نے جو کچھ پایا آپ کو دیا اب میرے پاس کیا ہے
صاحبقران بے اختیار پکار اٹھے ای عیار وفادار ای مونس و غمگسار تین دن کہان غائب تھے عمرو نے کہا
مبارک ہو دربند جیحون بھی فتح ہوا مگر اس بھوریے نے بہت تنگ کیا ہے سارا مال لوٹ لیا دیکھیے اب کیا کیسا
قانون بتلاتا ہے صاحبقران نے خواجہ کو گلے سے لگایا برق کو بھی خلعت دیا خواجہ کو بھی خلعت ہوا جیسے
ہی برق نے چاہا خلعت پہنے ہوئے باہر نکلون خواجہ دروازہ روک کر کھڑے ہو گئے کہا خلعت تو اتار دیجے
اب پہنکر کہان چلے ارے بیوقوف یہ چیزین عطیہ سرکاری عید کے دن اسکو پہنا اتار لاؤ مین رکھ چھوڑون
برق نے خلعت اتار کر دیا خواجہ نے لپیٹ کر زنبیل مین رکھا ملکہ یاسمن کو سامنے صاحبقران کے زنبیل سے
نکالا یاسمن نے نکلکر صاحبقران کو سلام کیا امیر نے بجا بھی صاحب کہکر گلے سے لگا لیا خواجہ سے پوچھا
ان کا نام نامی عمرو نے عرض کی باپ انکے جیحون جادو مارے گئے انکا ابا اسے اعتقاد مذہب اسلام ہوا ہے
صاحبقران نے فرمایا ای یاسمن کلمہ پڑھو یاسمن نے عرض کی ابھی حضرت سالوس سے معرکۂ عظیم ہوگا ابھی کنیز کا
کلمہ پڑھنا مناسب نہین ہے بعد اختتام جنگ مشرف ہونگی ملکہ یاسمن کو ایک بارگاہ ملی صاحبقران نے حکم دیا لشکر

تیار ہوا صاحبقران طرف لشکر سالوس کے چلے سالوس لشکر کو اپنے آتا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی لشکر صاحبقران
بڑے کر و فر سے آکر پہونچا سالوس کھڑا دیکھا کیا صاحبقران کا لشکر اُترا اگر غصے مین سالوس کانپ رہا ہی کہہ
رہا ہو قدرت کو اب یہی منظور ہی کہ سپہ سالار کو غارت کرون یہ کہکے خالی بارگاہ مین جاکر پہونچا وہان جھنڈا آگ سحر
تیار کیا شام کو بارگاہ مین آیا سب نے دیکھا قدرت پسینے پسینے رنگ و متغیر فرماتے ہوئے مسلمانون کو بہت جلد
غارت کرونگا مصاحبون نے عرض کی قدرت طبل جنگی بجوا دین کل سب جانباز ملکر سحر کرینگے زمین الا دینگے سالوس
نے کہا آپ کوئی صاحب دخل نہ دین سب صاحبون کی جانبازی سحر سازی قدرت دیکھ چکے ہمت ور بند تیار کرنے
مین قدرت کو بڑا حجاب ہوا تجھے ساحر دربندون پر حاکم ہو کر گئے سب نے غرور کیا قدرت نے سب کو شاد دیا اور سب
صاحبون کو آگاہ کرتا ہون جو صاحب غرور کرینگے اسی طرح غارت کر دونگا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین قدرت
کو سب طرح کا اختیار ہی یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر
تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا ثنائے بادشاہی بجا لائے نظم

تا ہست عقل واسطۂ انتظام دین | تا ہست علم قاعدۂ استوار شرع | از آفتاب رائے تو بادا جمال علم
بر مرکز مراد تو بادا مدار شرع

شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے آج سالوس
دن بھر ایک تنہا خیمے مین رہا شام کو وہان سے آیا بارگاہ مین مجلس بہت لاف و گزاف بکا اب اُس بے حیا نے طبل
جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کبر و عناد و حسد کو روشن کرے باقی خیر و عافیت ہی
صاحبقران نے فرمایا کہدو خواجہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو بارگاہ
حشامی سے اُٹھے قلا بہ پہنی دکہا پہنچے دونون دارو غۂ نقارخانۂ سکندری نے خبر جو سنی آکر خواجہ کا استقبال کیا
دو دو اشرفیان رومال پر رکھ کے نذر گذرانین خواجہ ہنسے فرمایا ای شہزادگان چین و ماچین تمہاری آمد کم ہی خرچ زیادہ
مگر نذر نہ لونگا تو رنجیدہ ہو گے جو تمہاری خوشی یہ کہکے چارون اشرفیان اٹھا کر نذر زنبیل کین طبل سکندر پر لا کر بجایا نظم

چو بر طبل سکندر راندہ دال | زناہید شنیع کرد این سوال | جہان را مگر روز آخر رسید | سرافیل صور قیامت دمید
بگفتا کہ این طبل سکندر راست | کز آواز او گوش گردون کر است

تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ کل سالوس سے مقابلہ ہی جوانان
بزدل کی پریشانی آئینۂ رخسارون کی حیرانی کہ مقام افسوس ہی ساحرون سے مقابلہ پڑیگا سحر کی لڑائی ہی تلوار کا
کام نہین دیکھین کیا گذرتی ہی دوست بھائی سے بھائی دل ہاے ہی رباعی

فردا این بجا باشم بجا تو | ندانم باز گردد ملاقات | زمانی من ترا بینم صدا تو | بیا یا دست با من تا بہ امروز
برادران اصل کیفیت بہ رباعی | چندانکہ ز خود فنیست ترم مست ترم | ہر چند بلند پایہ تر پست ترم | نبھنے کہ رہیے ہین ای | زین طرفہ ترا نکہ از شراب ہستی
ہر لحظہ کہ ہشیار ترم مست ترم

بڑے بڑے بہادر اسی خیال مین ہین کہ جان بچا کر نکل جائین بڑے افسوس کا مقام ہی
کہ جب ساحر سحر کریگا ہاتھ پاؤن مین طاقت نہ ہوگی تلوار خنجر کیونکر چلیگا سحر ساحران سے نخل حیات جلیگا جو بھاگنے والے
ہین میٹھے بیٹھے کیدان صاحب نے پکارا ارے بدھو سائیس نے عرض کی فرمایئے کیدان صاحب نے کہا ارے
ہمارا گھوڑا تیار کرو تو بھی تیار رہے سائیس منہ لگا ہوا تھا دوسری شیطنت یہ کہ آنکھ سے کانا پوچھا حضور کیون گھوڑا
تیار کراتے ہین کیدان صاحب نے کہا جنگل مین شکار کھیلینگے شیر ببرون نے بندگان خدا کا راستہ بند کیا ہی
جاکر اُنکو مارینگے سائیس نے کہا حضور جنگل مین شیر سے کیون لڑنے جایئے صبح کو دشمنون سے مقابلہ ہی
دشمن پر تلوار چلیے کیدان صاحب ہنسے فرمایا ادھر سے ہم تیری بات خوب سمجھے ہین ارے کانے تو چاہتا ہی

کہ میان مارے جائین ہم مال لیکر بھاگ جائین کیون میان کانے صاحب یہی آپکے ولین ہین آپکی شیطنت کی
تاثیر ہارے تب وگمین ہین بعض گھبرا کر اُٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سامنے افسر کے آئے افسر نے
پوچھا کیون خانصاحب آپ مکدر کیون ہو رہے ہین خانصاحب نے کہا حضور کیا عرض کرون گھر سے خط آیا
ہی چھوٹی بھاوج بہت ماندی ہو گئی ہی تین دن سے بخار نہین اُترا آج سُنا ہی کہ حکیم صاحب نے جواب دیدیا ہی خالان
نے لکھا ہی مجھکو جانا دو دن کے لیے ضرور ہی مگر یہ بھی سوچ رہا ہون کہ کل صبح کو لڑائی ہی ایسا نہو کوئی کہے کہ
خانصاحب بانکے تھے لڑائی سے مُنھ پھیر کر چلے گئے یہ واضح رہے کہ ضرور جاؤنگا اگر حضور مہلت نہ دین تو میرا استعفا
قبول کرین آپ کا نام لیکر اور کہین مانگ کھائینگے یہ کہکے افسر کی ہان نا کا انتظار نہ کیا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے
گئے بعض نے کہا ہماری جورو ماندی ہو گئی ہم ضرور جائینگے اور کہین تین روپیہ پر نوکری کر کھائینگے نوکری تو مل ہی
جائیگی اگر جورو مر گئی تو کیا کرینگے ایسی جورو کہان ملیگی جب پاس بیٹھتی ہی تو مان کا مزا ملتا ہی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کھانا
کھلا کر حقہ بھر کے منھ سے لگا دیتا شام سے چدریا اوڑھ کر نکل جاتی ہی میرے واسطے کہین نہ کہین سے قورمے کی
فکر کر لاتی ہی مین اُسکی محبت پر دیوانہ ہون کسیدان نے کہا صاحب جانے دیجیے ایسا نہو آپکی جورو مر جائے آپکا باعث
تباہی ہو ایک نے کہا واہی ہی جورو کو مانسے شال دیتا ہی اچھے اور عذاب لیتا ہی جانے دیجیے ایسے کو
نذر کیجیے لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا ہی صاحبقران زمان بارگاہ حشامی مین جلوہ فرما ہین کہ سامنے سے برق چمکی
دیکھا سالوس مردار خوار اک تخت پر سوار ہاتھ مین کچھ اشیاے سحر ایک شیشہ آگے رکھا ہوا اُس شیشے مین ایک
پُتلا ماش کے آٹے کا اُسمین سوئیان لگی ہوئین آتے ہی اُسنے نعرہ کیا اے حمزہ مین نے تجھکو کیا مرتبہ دیا
اپنا سپہ سالار بنایا تجھکو پروانہ قاف بھیجا ثانی سلیمان لقب دلوایا دیو عفریت کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا پردہ دنیا
مین تیرے ہاتھ سے لقا کو شکست دلوائی اُسکی سلطنت ہفت اقلیم شاہی لقا ایسے سرکش پر تجھکو غالب کرایا اُسکی خدائی کو شایا
اب یہ تجھکو حوصلہ ہوا کہ قدرت پر لشکر کشی کرکے آیا قدرت آج تجھکو قتل کرنے آئے ہین صاحبقران قبضہ پر تیغے کے ہاتھ
ڈالکر اُٹھے عمرو تو یہ کہکر بھاگا کہ یا صاحبقران اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے سالوس
نے شیشے مین جو پُتلا ماش کے آٹے کا اُترا ہوا تھا اُسکی زبان پر سوزن ماردیا کچھ اسم سحر کارگر ہوا صاحبقران
کی زبان مین لکنت آگئی چند سردار جا پڑے کہ سالوس کو مارین جو جو اس ارادے مین اُٹھے تھے سالوس نے
وہی شیشہ چمکایا چار زنجیرین پیدا ہوئین سب سردارون کے گلے مین زنجیرین پڑین مثل گنہگارون کے لٹک گئے
صاحبقران اسم اعظم بند ہونے سے زک کے سالوس تخت اُڑاتا ہوا نکل گیا جس ادھر سے نکلا جابجا ملازمان صاحبقران
نے چاہا کہ روکین اُسنے اُسی شیشہ کو چمکایا زنجیر پیدا ہوئی کبھی برق چمکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جسنے نیزہ
مارا اُسکا نیزہ پلٹکر اُسی کے سینے پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا اسطرح پامال کرتا ہوا جس پلٹن سے گذرا سو دو سو کو
ہلاک کیا جس سالے کی جانب سے گذرا گھوڑے کوتل ہو گئے سوار چلے تھے کہ اپنے مرکب پر سوار ہون
گھوڑون نے بدلگامیان کین طرف صحرا کے نکل گئے ہزارہا بندگان خدا پامال ہو گئے اپنے قصر مین آکر پہونچا
جن سردارون کو گرفتار کر کے لایا تھا ضمار کو حکم دیا انکو قید کرو وہ بیچارے سب اسکے سحر مین مبتلا تھے جکڑے ہوؤن کو
قید کیا سالوس بارگاہ مین نہ بیٹھا اپنے قصر مین آیا جو مقام اُسکے سونے کا تھا وہان آیا گلشن سحر طراز زوجہ
سالوس کی قصر مین بیٹھی تھی کہا صاحب باہر جاؤ وہ باہر گئی مگر چھپ کے گوشے سے دیکھنے لگی دیکھا اُسنے پلنگ اٹھایا
پائے کے نیچے گڑھا کھودا اُسمین شیشہ اسم اعظم کا رکھا مٹی برابر کر کے پلنگ پھر اُسی طرح بچھا دیا اب ٹہلتا ہوا باہر نکلا

تمام رفقا امرا وزرا دوڑے یہ کہتے ہوئے کہ قدرت آج کہان تشریف لیگئے تھے آج بہت منتظر ہاتے ہین سالوس
نے کہا قدرت کا کلیجہ پک گیا ہے ہفت دربند پر عمرو نے کیا کیا عیاریان کین قدرت نے کچھ دخل نہ دیا یہانتک کہ ہفت
دربند ویران ہوئے مسلمان لشکرکشی کرکے آگئے اب قدرت کو بہت ناگوار ہوا آخر قدرت نے خود جاکر اسم اعظم
حمزہ بند کیا عمرو تو بیچارہ کیا ہے اگر سامری و جمشید بھی آکر فکر کرین تو اسم اعظم کا مقام نہ ملے قدرت نے عرش اعلے پر
بھیجدیا اب اہالیان دنیا کیونکر پہنچینگے عرش اعلے پر بھی ایسے مقام پر رکھا کہ جہان کسی کا گذر نہین ہو سکتا قدرت
کی باتین قدرت ہی پر موقوف ہین مضمار آتش بار نے عرض کی آج قدرت نے کار نمایان کیا مگر غلام خیرخواہ
عرض کرتا ہے کہ قدرت نے حمزہ کو ہمیش و راحت مین پرورش کیا شاید رحم آجائے یہ معرکہ غلام کے سپرد ہو
مجھے بھی اسم اعظم کا خوف تھا اب وہ سحر کرون ہرچند کہ حمزہ کے پاس ابھی حرز ہیکل موجود ہو حرز ہیکل حمزہ سے نہ
لی جائے اور اس بلا مین مبتلا کرون کہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہو کل لشکر کو آفت مین پھنساؤن وہ آگ برساؤن
کہ سب جل جلکر رہین سالوس نے کہا کیا مضائقہ ہے اے مضمار یہ معرکہ تمھارے سپرد کیا قدرت نے تقدیر بھی مضبوط
کی تمھاری تلوار مین مسلمانون کا خون سپرد کردیا اب یہ تقدیر نہ ٹلیگی مضمار تیاری کرنے لگا ایک موم خانہ تیار
کرایا اسمین آکر بیٹھا سترہ ہزار ساحر کے افسرون کو بلاکر حکم دیا کہ تیار رہنا تمھارے ہی ہاتھ سے سب کو قتل کراؤنگا تم ہی
آگے بڑھنا مال و اسباب مسلمانان پر قبضہ کرنا حمزہ جب گرفتار ہیگا افسرون کو یہ حکم دیکر یہ تو خواب خرگوش مین مبتلا ہوا
یہان جب سالوس اسم اعظم صاحبقران بند کرکے چلا گیا دربار مین سناٹا ہو گیا کئی سردار بھی گرفتار کرلیگیا ادھر
صاحبقران خاموش بیٹھے ہین زبان مین لکنت رنگ رو متغیر عمرو آیا آتے ہی صاحبقران سے پوچھا اے شہریار
کیا ہوا امیر نے فرمایا اسم اعظم بند کرلیگیا آج تو ملعون خود آیا تھا بہت غصے مین تھا خواجہ پریشان پریشان دربار
صاحبقران سے اُٹھے خیمے مین ملکہ یاسمن کے آئے یاسمن نے خواجہ کو بہت مضطر پایا پوچھا کیون خواجہ خیر تو
ہے عمرو نے کہا ملکہ بڑا غضب ہوا سالوس آیا تھا اسم اعظم صاحبقران بند کرکے لیگیا کئی سردار بھی گرفتار ہوئے تم کو کس
نے مجھکو خبر دی کہ اپنے دربار مین بیٹھا کہتا تھا کہ مین نے شیشۂ اسم اعظم کا عرش اعلے پر پہونچا دیا ملکہ یاسمن نے کہا یہ
تو جھوٹ کہتا ہے عرش اعلے پر کہان جائیگا مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ کسی ایسے مقام پر رکھا ہے کہ جہان کوئی جا نہین سکتا
ایک امر عرض کرون ملکہ ناہید قمر طلعت سالوس کی بیٹی ہے نہایت حسین و جمیل حسن مین بے مثال پرورشک
ہلال چشم سیاہ رشک دیدۂ غزال جملہ اعضا موزون میری ہم مکتب ہے یہ بھی مین نے خبر پائی ہے کہ میرے نکل آنے
کا اسکو بڑا قلق ہوا اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین اسکے پاس جاؤن اور تعلیم بھی کرون دل اسکا طرف سے
خداوند سالوس کے پھیرون عمرو نے کہا کہ جاؤ مگر خوب بچکے جانا اگر تمکو کوئی دیکھ لیگا تو باعث خرابی ہے ملکہ یاسمن
تو برائے ملاقات ملکہ ناہید قمر طلعت چلین مگر سابق مین حقیر نے تحریر کیا تھا کہ عفریت نامے پہلوان جسکو
صاحبقران نے زیر کیا تھا جس روز لشکر مین صاحبقران کے سب نابینا ہوئے ہین اُس روز اُسنے قید توڑی
نقابدار زرین پوش نے آکر اسکو پھر زیر کیا از انجا کہ بوجہ نقابدار فتح ہوئی تھی وہ قید خانہ مین ہمزبانی سپاہیون
کے اسنے یہ خبر سنی کہ اب قدرت نے کمر باندھی ہے آج اسم اعظم صاحبقران بند کرکے لیگئے کئی سردار بھی گرفتار
کرلیے دس ہزار اہالیان لشکر بھی پامال ہوئے مضمار دریا بار وزیر نے کل صبح کا مقابلہ بھی اپنے ذمہ لیا ہے دل
سے سوچا کہ اے عفریت یون ہی قید خانے مین پڑے رہجاؤگے کچھ اپنی تدبیر کرو بس اسنے قید خانہ مین غل مچانا
شروع کیا سپاہیون سے کہا مجھکو خدمت مین صاحبقران کی لیچلو مین نے ایک خواب دیکھا ہے اسوجہ سے

بہت پریشان ہون مین صدق دل سے مسلمان ہونگا سپاہیون نے لاکر صاحبقران سے کہا امیر نے کہا بلالو کہ
عفریت روتا ہوا دربار مین آیا آکر صاحبقران کے قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ابھی ایک بزرگ میرے
خواب مین آئے مجھکو سب مطالب مذہب اسلام سمجھا گئے صاحبقران خوش ہوگئے کلمہ طیبہ ارشاد کیا اسنے ظاہر
مین کلمہ پڑھا دل مین کینہ رکھکے مسلمان ہوا صاحبقران نے ایک بارگاہ چند خادم براے خدمتگذاری عفریت
کو مرحمت فرمائے عفریت آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا اسی فکر مین کہ آج حمزہ کا سر کاٹ لون جب دو پہر رات گذر چکی
تیغہ لیکر اپنے مقام سے اٹھا اٹھتا بیٹھتا پشت بارگاہ صاحبقران پر آیا سراچہ بارگاہ کا چاک کیا اندر آیا
قریب پلنگ کے پہونچا دوشالا روے زیبائے صاحبقران سے ہٹایا تلوار کھینچکر پترا بدلنے لگا منظور یہ تھا کہ ہاتھ
مارون سر کاٹکر حمزہ کا براے نذر خداوند لیجاؤن یہ سوچکر اسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسوقت صاحبقران کے دیدہ
ظاہری بند تھے مگر دیدہ باطنی وا تھے مہر نگار کو خواب مین دیکھ رہے تھے مہر نگار نے فرمایا کہ یا امیر ہوشیار
ہوجایئے کافر نے تیغہ مارا امیر نے آنکھ کھولکر دیکھا عفریت تیغہ مار چکا امیر نے چاہا اپنے تئین پلنگ سے گرا دون
گردن کی سر کو بچایا تیغہ آکر ران پر صاحبقران کی پڑا تا باستخوان پہونچا امیر نے نعرہ کیا کہ یارو لینا عفریت
بیرون بارگاہ آیا گھوڑا کسی کا سواری کے واسطے لگا تھا اس گھوڑے پر سوار ہوا تلوار ہلاتا ہوا چلا صداے نعرہ
صاحبقران سنکر سب سردارون نے فرامرز عاد مغربی نعرہ صاحبقران کی صدا سنکر اپنی بارگاہ سے باہر آیا
عفریت کو دیکھا کہ تلوار برہنہ ہلاتا ہوا جاتا ہے فرامرز نے منع کیا کہ عفریت ٹھہر جا عفریت بھاگا فرامرز بھی
سامنے آیا عفریت تو پہلوان زبردست ہے اسکو ہاتھ مار دیا چند سپاہی چند سوار اسکے ہاتھ سے مارے گئے عمرو بھی
صداے صاحبقران سنکر چلائے پچھاڑ کھایا دیکھا عفریت تو آگے نکل گیا فرامرز دوڑا ہوا جاتا ہے اور چند پہلوان
اپنی اپنی بارگاہون سے نکل آئے مگر عفریت نکل گیا تھا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھ رہے ہین کہ عفریت بھاگا چلا
جاتا ہے اپنے عیارون سے کہ رہے ہین ارے گھوڑا لاؤ ارے عیار گھوڑا لیکے دوڑے عفریت نے
کوس بھر پر جاکر نعرہ کیا ارے مسلمانو خبردار حمزہ کی خبر لو میرے پیچھے کہان آتے ہو مین حمزہ کو مار آیا خاتمہ کر دیا
سردار رونے لگے کہ دیکھا عمرو گھبرایا ہوا آیا دیکھا سب سردار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین کف افسوس مل رہے
ہین کہتے ہین یارو غضب ہوا عمرو سے سب سردارون نے پوچھا تمنے آقا کو دیکھا عمرو نے کہا مین اندر بارگاہ
کے نہین گیا سب سردارون نے کہا خواجہ ہم سے کچھ نہو سکا ہم سب پیدل دوڑے وہ ملعون نکل گیا تیزی دوڑ سے
ملعون کی آواز آتی ہے عمرو دوڑا کہا مین جاکے ملعون کو مارتا ہون یا اپنی جان دونگا اگر خدانخواستہ صاحبقران
مارے گئے غضب ہوا مین تو لنگیا کسی کام کا نہ رہا یہ کہکے عمرو دوڑا صحرا مین آکر پہونچا دیکھا عفریت پوقدمے پر
گھوڑے کو ڈالے ہوئے موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا جاتا ہے یہ وجد ہے آپ ہی آپ کہتا ہوا جاتا ہے کہ آج مین نے اسکو
مارا کہ جسکا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ پردہ قاف سرفراز ہے مجھکو اپنی جرأت پر ناز ہے گھسکر بارگاہ مین حمزہ کو مارا
بڑا اپنی جرأت پر اسکو ناز تھا میری صورت دیکھکر گھبرا گیا حمزہ کا ہاتھ بھی نہ ہلسکا مین نے ہاتھ تلوار کا مار دیا حمزہ کے
دو ٹکڑے ہوئے لاشہ دریاے خون مین غوطے کھا رہا ہے عمرو نے جو سنا بلک گیا پکارکر آواز دی او ملعون مکار اب
تو زندہ نہ بچیگا مین آپہونچا عفریت نے جو عمرو کو دیکھا تیغہ خون آلود لیکر تنہا کہا دیکھ یہ تیرے آقا کا خون ہے جو تیغے
سے ٹپک رہا ہے عمرو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا عاشق جمال صاحبقران ہے لاکھ روکا ضبط نہو سکا چیخین مار کر
رونے لگا کہا او عفریت تو نے وہ ستم کیا کہ اگر تیری بوٹیان کاٹون چیل کوون کو دون تو بھی بدلا نہو وہ آقا سے

نامدار صاحبقران عالی وقار مارا گیا ملکہ مہرنگار کو بیوہ کر دیا سب شاہزادیان چوڑیان ٹھنڈی کر جائینگی مین ایسی کمین
کیا نشے لاؤنگا یہ کہتا ہو اور چیخین مار مار کر روتا ہو عفریت نے کہا ای عمرو کیون روتا ہو مین تجھے بھی قتل کرون تیرے
آقا کے پاس تجھے پہونچا دون عمرو نے بلک کر دعا کی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا عمرو نے نقابدار سبز پوش بعد
جوشش و خروشش گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہو زین سے سبز پوش نے ڈانٹا او نامرد مردان عالم کی پاپوش
کی گرد عیار پر کہان جاتا ہو ہم سے مقابلہ کر اگر خدانخواستہ تو نے صاحبقران کو مارا ہو تو تیرے قبیلے کو تہ تیغ کرونگا
مین لشکر تیری زوجہ کو مارونگا اور خواجہ کو پکار کر آواز دی ای شہنشاہ اوج عیاری برائے خدا سچ سچ بتاؤ وہان
صاحبقران پر کیا گذری عمرو نے کہا مین نے اپنی آنکھ سے نہین دیکھا یہی بے حیا کہتا ہو نقابدار نے آکر تلوار
لگائی عفریت کو گرد برد کر دیا پھون پر گھوڑے سے گرے جار ہا عفریت گرتے گرتے بچا بمشکل اپنے کو سنبھال کر
نقابدار پر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کی آنکھون سے آنسو جاری تھے آنکھون سے سوجھتا نہ تھا ہاے صاحبقران
کہکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا گھوڑے سے نقابدار کود اور
عفریت کو چرخ دیکر زمین پر مار اچھالی پر چڑھکر فرمایا کہ او ملعون سچ بتا کہ تو نے صاحبقران کے ساتھ کیا
کیا ہو عفریت کانپ گیا رنگ رو متغیر ہاتھ باندھکر کہا ای نقابدار میری جان بخشی کر تو بیان کرون نقابدار
نے کہا بیان کر کیا عجب ہو کہ تیری جان بچ جائے عفریت نے کہا حضور مین نے نامدار صاحبقران جاگ چکے
مگر ہاتھ میرا انکے گلوگاہ پہ نہین پہنچا ران پر حمزہ کے تلوار پڑی گرے مین نے دیکھا کہ صاحبقران اپنے خون مین
غوطے مارنے لگے مین نکل بھاگا پھر مجھکو خبر نہین کہ امیر پر کیا گذری نقابدار غصے مین کانپتا ہوا اٹھا ایک پاؤن ملعون کا
پاؤن سے دبایا ایک پاؤن کو دونون ہاتھون سے تھامکر جھٹکا مارا پہلے جھٹکے مین تا بہ ناف دوسرے
جھٹکے مین تا بہ گلوگاہ تیسرے جھٹکے مین چیر کر پھینکدیا اور دوڑ کر خواجہ سے لپٹکر خوب رویا کہا خواجہ خدا کے واسطے
مجھے دکھلاؤ کہ آقاے نامدار کا کیا حال ہو مین بھی چلکر دیکھون عمرو نقابدار کو ساتھ لیکر چلا چند قدم چلا تھا کہ سامنے سے
گرد اڑی فرامرز عاد مغربی و جمہور جانسوز و بہرام گرد بن خاقان چین پانچ سات سردار بارہ چودہ عیار
چلے آتے ہین عمرو کو دیکھکر سب نے پکارا خواجہ کیا عفریت نکلگیا عمرو نے کہا نقابدار نے بڑا کام کیا بڑے
جوشش و خروشش مین اس ملعون کو مارا عمرو نے بعجلت پوچھا ارے یارو کچھ آقا کی بھی خبر ہو عیارون نے کہا استاد
خیر و عافیت ہو تلوار اس ملعون کی صاحبقران کی ران پر پڑی خون بہت نکلا اور سب طرح خیر و عافیت ہو خدا انکو
سلامت رکھے باتین کر رہے ہین بلکہ فرما رہے ہین کہ مین صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگا میرے دل کو کیونکر
گوارا ہو کہ میرا لشکر میدان مین جائے اور مین نہ جاؤن خدانخواستہ میرے ملازمون پر کوئی افتاد پڑے تو قلب
کو قلق ہو یہ سنکر نقابدار پلٹ پڑا عمرو نے کہا ای بہادر تمنے صاحبقران پر احسان کیا چلئے ملاقات کرو نقابدار
نے کہا خدا انکو سلامت رکھے بس یہی ہماری ہوس ہو زندگی چند نفس ہو عمرو نے کہا ای نقابدار مین چاہتا ہون
کہ صورت زیبا دکھا دیجیے نقابدار رونے لگا کہا خواجہ مجھ آوارہ دشت ادبار و مصیبت مین گرفتار کی صورت
کیا دیکھوگے مقتول بارگاہ بزرگان جسکا نہ کوئی والی نہ وارث اسکی صورت دیکھکر کیا کروگے عمرو بیقرار ہو گیا کہا
ای نقابدار تیری باتون سے دل ٹکڑے ہوتا ہو براے خدا نام نامی بتاؤ صورت زیبا دکھاؤ نقابدار نے کہا یہ غیر
ممکن ہو عمرو نے چاہا دامن پکڑون نقابدار گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا عمرو کہتا ہوا پلٹا کہ ایسے شیر دلیر
صف شکن تیغ زن صاحب قوت و طاقت ہماری نگاہ سے نہین گذرے عمرو سردارون سے باتین کرتا ہوا داخل لشکر ہوا

سارے لشکر کو پریشان دیکھا یہی حال بجا تو کرتا ہو ہر ایک کو یہی فکر ہو کہ آقا کو ہاتھ سے عفریت کے خدا نے
بچا یا ایسے مکار جعلساز نگاہ سے نہین گذرے وہ ملعون کیونکر مسلمان ہوتا شعر ہ آب کوثر و زمزم سفید
توان کرد ٭ گلیم بخت کسی نیکہ بافتند سیاہ ٭ وہ سیاہ رو سیاہ قلب کیا مسلمان ہو جاتا مگر کیا خبیث بیت
عفریت کو مارا حقیقت مین ثانی صاحبقران ہو فراموش کئے مین خواجہ یہ نقابدار اکثر لوگون کی مدد کو آیا
ہر ایک کی زبان سے اسکی تعریف ہی سنی سرحد سنجان مین بدیع الزمان بمقام کی مدد کو آیا کرتا تھا کوئی جوان ایسا نہین
پائی جسکی اس نقابدار نے مدد نکی ہو صاحبقران شفاخانۂ سلیمانی مین داخل ہین زخم مین ٹانکے لگائے گئے
پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا دین کارگزار جیسے ہوئے مصروف خدمتگاری ہین کہ عمرو آکر پہونچا صاحبقران نے
فرمایا خواجہ کہان دوڑے گئے تھے عمرو نے عرض کی جسوقت مین نے سنا کہ دشمنان حضور کو وہ ملعون
مار کر لنگلیا مین گیا تھا کہ جاکر اسکو مارون ای شہریار عجب طرح کا معرکہ دیکھا جب مین کنارے پر پہونچا سرداران
نامی و پہلوانان گرامی کو دیکھا کہ حیران حیران کھڑے دیکھ رہے ہین ثابت ہوا کہ بسبب پیدل ہونے کے
اسی مقام پر رہگئے ہین بڑھ نسکے جب سمعون کی زبانی یہ معلوم ہوا مین جھپٹا اسے بچپا کو دیکھا کہ غرور کرتا ہوا
جاتا ہو ناز کرتا ہو کہ مین نے صاحبقران کو مارا غلام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مین نے اسے للکارا اور
تیغہ خونریز لیکر لپٹ پڑا مین پیچھے ہٹا خدا سے دعا کی کہ ای مالک بے نیاز اس مغرور کو سزا دے اتنی بڑی خطا
کرکے ملبلاتا ہو اسوقت ای شہریار نقابدار صیر پوش آکر پہونچا اوحال آپ کے قتل کا سنکر رونے لگا یون روتا
تھا کہ جیسے بیٹا سعادت مند باپ کے واسطے روتا ہو آخر یہ نوبت ہوئی کہ نقابدار اور عفریت سے مقابلہ پڑا
نقابدار نے اسکو اٹھنے بھی نہ دیا نیزہ توڑ ڈالا تلوار چھینلی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا چھاتی پر چڑھکے قتل کر یا سینہ
چیر کر پھینک دیا مین نے چاہا کہ اسکا نام دریافت کرون مگر اسنے ایسی باتین کین کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ جب اس نقابدار سے میرا مقابلہ ہوا اس محبت سے پیش آیا ہر چند کہ مقدمہ
نقابدار زرین پوش مین مجھکو بڑا انتشار رہی مگر خدا نے اپنا فضل شریک کیا آجناب سلسلہ محبت ملکہ مہرنگار کا وہی
باقی ہو خواب مین تشریف لائین آگاہ کیا کہ ہوشیار ہو جائیے مین نے آنکھین کھولکر اسکو بالین پر پایا تیغہ لٹکا
تھا مین نے چاہا اپنے کو پلنگ سے گرا دون تلوار ران پر پڑی جوان تو وہ نہایت طاقتور تھا مین نے
للکارا ہاتھ اسکا رک گیا ورنہ تیغہ لعاب سے بُنا تھا مع استخوان پاؤن کے دو ٹکڑے ہوتے مگر اس حافظ
حقیقی نے بچایا ٹانکے وغیرہ دیے گئے صبح کو مین انشاء اللہ میدان کارزار مین ضرور جاؤنگا خواجہ عمرو نے
کہا ای شہریار مین مگر صنعت صمصار جادو کے تھا اسی تردد مین ساری رات گذری لشکر کفار مین نجا سکا اب صبح کو
دیکھیے کیا ہوتا ہو امیر نے فرمایا خواجہ خدا مالک ہو عمرو یہ باتین کر رہا تھا کہ مقبل نے آکر سلام کیا عرض کی غلام
نے سجادہ بچھایا ہو وقت اول نماز ہو چلکر نماز پڑھ لیجیے صاحبقران عصا تھام کر اٹھے مسجد کے پاس مین
آئے نماز بخضوع و خشوع ادا کی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات اٹھا دیے دعا مین مانگ رہے ہین
عرض کرتے ہین نظم

بندگان باز بندگی شب و روز
با غرورم دار و بجودم مگذار
دور کن باد خسروی از سرم

ای بعہد لطف کارساز بندہ
خواجگی بخش و بندگی آموز
بہ کرم رخت خواجگیم بسوز
پاکن از خاک بندگی تبرم

بندہ را از کرم نوازندہ
آمدم بر در تو بیخود وار
بندہ ام خوان و بندگی آموز
بی نیازم کن از در ہمہ کس

بجز بدرگاہ بے نیازی کس
ہمہ جا تریں خویش یارم دار
زانکہ شد ضائع گرد د کارم
درقیامت کہ حشر کار بود
شرمسارم مکن میان ہمہ

آنچنان رہ بخویشتن کن بازم
بہ بزور خویش زینہارم دار
اولم کن بشر بتے سیراب
عاصی از کردہ شرمسار بود
از گناہ انچہ در جہان کردم

گر تو یاد گیرے نہ پردازم
اندران تلخیم کہ در انجامم
کاخترم تلخی بگیار د خواب
چون بصحرا نہی نہان ہمہ
رستم داد دل ازان کردم

پروردگارا آج کے معرکے سے اپنے بندون کو بچانا مضمار نے بڑا دعوی کیا ہی تو نے ہمیشہ میری ناز برداری کی کس کس آفت سے بچایا فراش راہ دین اسلام بنایا امیر رو رو کے دعائین کر رہے تھے کہ پشت سے آواز آئی آمین امیر نے پلٹکر عمرو کو دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ پورے شیطان ہو دعا بھی نہین کرنے دیتے عمرو نے کہا حمزہ کیون روتا ہی ہماری سلامتی کی دعا کر ہم تیری شکل بنکر لڑنے نکلینگے تمہارے بجائے لیکن خزانہ ہمارے سپرد کر دیجیے امیر نے فرمایا وہ حق غازیون کا ہی وہ کسی کو نہین مل سکتا مقبل نے لاکر صندوق سلاح حاضر کیا امیر نے خود ہو دسر پر رکھا زرہ داؤدی زیب جسم کی تیغ صمصام و قمقام تیغہ حمائل کر مین سپر گرشاسب نوجوان پشت پر اس سج دھج سے برآمد ہوے دیکھا لشکر طرف میدان کارزار کے جاتا ہی صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے طبل سکندری پر چوب پڑی طوق حران گردہ اوجن گرد نے علم اژدہا پیکر کھولا اس شان وشوکت سے صاحبقران طرف میدان کارزار کے چلے دیکھا آمد آمد لشکر کفر و ضلالت کی ہی سالوس مکار تخت خدائی پر بصد زیبائی متمکن نام بزرا اسکے تخت کو گھیرے ہوے مضمار سب کے آگے بڑھا ہوا ساٹھ لاکھ فوج پشت پر علم ہاے سیاہ نشان کفر و ضلالت ہر جنیہ سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے ساحران غدار ساتھ لیے ہوے آمین کہتے ہوے کہ آج چلکر لشکر اسلام کو لوٹ لو مضمار آتشبار وعدہ کر چکا ہی آگ برسادیگا جب دونون لشکر میدان کارزار مین ہو تنگ جے نظم

برآمد شد لشکر چیتیاس
خسک بر گذرگاہ کین تختند

زمین در تزلزل فلک بے ہراس
نقیبان خروشیدن انگیختند

حضیض زمین تو فلک [illegible]
زرکب بر برگ سوسو [illegible]

سپہ در سپہ موج بر موج بود
فدر دل سکونت [illegible]

میمنہ و میسرہ قلب وجناح ساقہ دلمیگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ نقیبان نے بلند آواز سے معرکہ کارزار مین للکار آواز دی یارو یہ میدان کارزار ہی اپنے اپنے بزرگون کے نام روشن کرو نام رستم و اسفندیار کا مانند حرف غلط مٹادو نظم

وجہ ہو دسی یہ حاہر عقلا کے اوپر
سنو دورہ دوران سیت و یا پنجبریہم

ہنسنے دیکھا ہی تواریخ مین اے اہل نظر
پینے وہ لکتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے لگن کے باہر
زادر ہانچ بندار یم چہ دہن کیسیم

بیٹھے ہی گو نیتے کے اڑ گئے یہ اشعار غیرت آثار پڑھ رہے ہین نظم

تخت جمشید خط جام ہوا نقش فنا
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
ٹھنڈی ہی سانسین بھرتے لیے باد صبا
لیے پھرتی ہو صبا دوش پہ آج انکے غبار
ارمغان عدم حال کہو کیا گذرا

نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
جنبش گل کرنگی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
جنبش رفتار سے ہنگامے ہے فتنے برپا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
گر اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
کف افسوس ہر اک برگ ہوا ہی گلشن کا
ہر ملاقات تو ہی اہل فنا سے بوجھنا

اسطرح کے اشعار جو نقیبون نے پڑھتے تمام بہادر جھومنے لگے

ضمار آتشبار نے اپنا گردن سحر پڑھا یا سامنے سالوس کے آیا کہا یا خداوند اجازت میدان سالوس نے
ضمار کو رخصت دی کہا اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ضمار آتشبار میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی اے
فرزند خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلکر مجھسے مقابلہ کرے رستم سرزمین مغرب فرامرز عادو بنی
نے اپنا مرکب نکالا اس جلدی مین کہ صاحبقران کا اسم اعظم بھی بند ہے رات کو زخمی بھی ہوئے ایسا نہو جوش
جرات مین جا پڑین سامنے صاحبقران کے آکر عرض کی حضور اجازت میدان صاحبقران نے فرمایا ہے فرامرز
دل نہین قبول کرتا کہ تمکو میدان مین بھیجین ساحر زبردست سے مقابلہ ہے تم کیا کروگے عرض کی آپ کا اقبال ازلی
ناچار صاحبقران نے اجازت دی فرامرز برائے مقابلہ ضمار رجاتا ہے ایک امر اور گذارش خدمت ناظرین کرنا
منظور ہے کہ ملکہ یاسمین حال بند ہونے اسم اعظم صاحبقران کا سنکر لیے ملاقات ناہید قمر طلعت چلی تھین
کہ ناہید دختر سالوس ہے ناہید نے جبدن سے حال عمرو و صاحبقران سنا ہے ہر روز یہی خبرین آتی ہین
کہ فلان ساحر مارا گیا فلان در بند فتح ہوا جبدن یہ خبر سنی کہ جیون جادو مارا گیا اور ملکہ یاسمین نکل گئین کنیزون سے
کہا صاحبو عجب طرح کا معاملہ ہے یہ بی یاسمین کو کیا سوجھی کہ مان باپ کو چھوڑ کر نکل گئین کنیزون نے کہا
ساری باعث یہ ہے کہ وہ گانے پر عمرو کے عاشق ہو گئین اسی جوش مین نکل گئین ملکہ ناہید نے کہا واہ یہ کیا
حماقت تھی ہمکو یہ بڑا افسوس ہے کہ ہم اور بی یاسمین ہم مکتب رہے کوئی حال انکا ہمسے مخفی نہ تھا ہر بات کی
ہمسے صلاح کرتی تھین اس مقدمے کا کبھی ہمسے ذکر بھی نہ کیا اب بھی اگر ہمارے انکے ملاقات ہو تو
ہم انکی برائی کے خواہان نہونگے مگر اتنا تو پوچھینگے کہ بوا یہ تمنے کیا کیا کچھ تو وجہ بتلائینگی کنیزین کہہ رہی ہین
کہ حضور یہ حال آپ سے کیونکر بیان کرین آپکو یہی فکر ہین تھین کہ مفت در بند تباہ ہون ساحر مارے جائین
خداوند سالوس کی خدائی مٹے ناہید کہہ رہی تھی یہ تو انکی کیا مجال تھی خدائی کا مٹنا دشوار ہے میرے
باپ نے سب کو پیدا کیا اب ان لوگون کی کیا حقیقت ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو مٹا سکین جبدن دریا
جوش ماریگا مسلمان کہان بچکر جائینگے ڈوب ڈوب کے مرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ناہید نے
دیکھا بی یاسمین چلی آتی ہین کنیزون سے کہا لیجیے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ آہی گئین یاسمین نے آکر
ناہید کو سلام کیا ناہید نے اٹھکر گلے سے لگا لیا کہا بوا بڑی بیمروت ہو تمنے ہمکو یکایک یون فراموش
کیا یاسمین نے کہا واری مین تو مطعون ہو چکی تھی مجھکو خوف تھا کہ میرے آنے سے آپ بھی بدنام ہونگی
ملکہ ناہید نے کہا بوا ہمکو کون بدنام کر سکتا ہے ناہید یاسمین سے ہنس ہنسکر باتین کر رہی ہین کہ ایک
کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو کل قدرت نے خود جا کر اسم اعظم صاحبقران بند کیا چار
سردار بھی گرفتار کر لیے ضمار آتشبار کے سب معاملہ سپرد ہوا آج میدان مین آگ برسائیگا ناہید تو خوش
ہوئی یاسمین کا رنگ رخ متغیر ہو گیا ناہید نے پوچھا کیون بوا تم تو باتین کرتے کرتے چپ ہو گئین مین تمکو
بہت پریشان پاتی ہون ملکہ یاسمین نے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین کھینچین کہا بوا کیا پوچھتی ہو ہماری عجب نوبت
ہو جینے کی اب کون صورت ہے یہ مصیبت آخر تھی کہ تمسے ملنے کو آئے ہنسکر کہا بوا کو دیکھ لین جو ہمپر گذری
اسکا ذکر تمسے کیا کرین ناہید نے کہا بوا کچھ تو بیان کرو تمنے تو ہمارے ہوش اڑا دیے کنیزون سے پوچھو ہم
بھی تمہارا ہی ذکر کر رہے تھے ہمکو تمسے بڑی شکایت تھی تم آئین ہمپر بڑا احسان کیا مگر دیکھا جبسے کہ تم خبر سنتے ہی
پریشان ہو گئین اگر مین جانتی کہ تمکو انتشار ہوگا تو مین کنیز کو منع کر دیتی کہ ایسی خبر نہ بیان کر ملکہ نے کہا حضور مین

یہ سب خبرین سنکر آئی تھی مجھکو سب احوال معلوم ہے سچ کہ قیامت برپا ہو گی مضار آتشبار نے وعدہ کیا ہے اسی بیچ
بیقرار ہون اسم اعظم صاحبقران کا سنہ ہوا ہے یہ بھی خبر نہین کہ سالوس نے کہان جاکر رکھا ہے جن صاحب سے تعلق
ہو انکا ایک سر ہزار سودے سب جادوگر انھین کے دشمن ہین مگر حقیقت یہ ہے ایسی اپنی عیاریان کین کہ کافرون کو
تنگ کر دیا ہے یون جادو کو ابھی مارا ہے تمام عالم ایک طرف تھا وہ اکیلا ایک طرف تھا مگر وہی کیا جو اسکو منظور تھا
اتنے پھر انھین کا خیال رہتا ہے حقیقت مین انقلاب نشیب و فراز عالم ہر وقت نیا رنگ دکھاتا ہے بقول شاعر نظم

عمر نہین ثابت قدم کو جہان گردش مین ہے
روز و شب جام مہ و خورشید یان گردش مین ہے
پار اترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی
کشتی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہے
خال چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
نقطہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہے

قطب کو جنبش نہین ہے آسمان گردش مین ہے
تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے
سیکڑون گرداب اسکے دریا گردش مین ہے
دائرے مین عشق کے جسنے کہ مارا ہے قدم
مملکت مین یہ زمین و آسمان گردش مین ہے
سنگ گردون سے نکلے جس طرح سے جھنکے

حیف ہے بے نشہ اس میخانے مین انسان ہے
چشم فتان یار کی مثل زمان گردش مین ہے
سر و پیچکا ترے سودا ہوا ہے جو یار
صفحہ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے
جستجو مین تیری انجم کی طرح اے ماہ کن
در بدر گردش کیا آتش پہ یکان گردش مین ہے

ہے ملکہ عالم ظاہر مین تو اب کوئی صورت فتح مسلمانان نہین مگر انکا خدا ہے نادیدہ وہ ایسا برحق ہے کوئی صورت نکل آئیگی کہ
آئی جان بچ جائیگی فوج ساحران ذلت اٹھائیگی ناہید نے کہا آپ کا بڑا اعتقاد پختہ ہے یاسمن نے کہا حضور مین بھی
دیکھتی چلی آتی ہون میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ آج بھی چلکر لڑائی ملاحظہ فرمائیے جہان میدان کارزار ہے اسی پہلو پہ
ایک کوہ فلک شکوہ ہے اسی پہاڑ پر چلکر ٹھہریے مقابلہ جنگ و جدل ملاحظہ فرمائیے ابھی ملکہ یاسمن نے اشتیاق دلایا
ناہید نے کہا اچھا ہوا چلو دیکھین آج مسلمان مضار کے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین ملکہ ناہید بھی تیار ہوئین پانچ چار
کنیزین ساتھ لین یاسمن نے کہا حضور ایک مقدمہ خیال مین رہے اگر خدا نخواستہ مین نے یہ دیکھا کہ لشکر اسلام کا خاتمہ
ہو یا دشمن صاحبقران کے گرفتار ہوے یا مارے گئے مجھے تاب نہ آئیگی مین جاکر ڈوب مرونگی آپ ہمارا جنازہ
دیکھکر چلی آئیے گا ناہید نے کہا بوا دور بگور دشمنون کے ہے ایسا ہو کہا حضور ہو گا تو سہی کہ میان مضار کی آج شامت
آئی ہے قضا کھیل رہی ہے اس حسرت و یاس سے مارے جائینگے کہ ماہیان دریا دم بخود ہونگے انکے حال پر رو دینگے ناہید
نے کہا اب تمہارے نزدیک خداوند سالوس بھی شکست کھائینگے یہ تو نہین ہو سکتا کہ پیدا کرنیوالا اپنے بندون کے
ہاتھ سے شکست کھائے یہ امر ناممکن ہے یاسمن نے کہا مین آپ سے تکرار نہین کرتی جو کچھ ہو گا ملاحظہ فرمائیے گا فتح
مسلمانون کی ہوگی اور میان سالوس نے دعوی بیکار کیا ہم اسکو خدا ہی نہین جانتے سب باتین جھوٹی کہتا ہے
ناہید نے کہا بوا چپ رہو ہیشے باپ کو ایسی باتین کہکر بہ اسلام ہوتا ہے واہ واہ بوا جو منہ مین آیا کہا تمھین منہ مین لگام
نہین میرے تمہارے بگڑ جائیگی یاسمن ہنسنے لگین کہا بوا خفا ہو تمھین بتاؤ کوئی بات بھی میان سالوس کی ہی بھی
ہزار تقدیر کر چلے جو کہتے ہین اسکے خلاف ہوتا ہے ناہید نے کہا بوا چپ رہو یاسمن نے دیکھا ناہید رنجیدہ ہوئی
ہر ایک تخت پر دونون سوار ہوئین پانچ چھ کنیزون کو ساتھ لے لیا تخت اڑاتی ہوئی چلین مگر کنارے کنارے
آبادی کا راستہ ترک کیا جدھر ویرانہ ہے اسطرف جاتی تھین اسوقت آگے یہ سنیے کہ فرامرز عادی مغربی مقابلہ مضار مین
آیا ہے مضار کو دل لگی سوجھی ایک سحر کیا کہ فرامرز کا گھوڑا اڑا رہے پھرنے لگا مرکب چاہتا ہے راکب کو گرا دون دوڑا دوڑا
پھرتا ہے کبھی چاہتا ہے درخت سے رگڑ دون راکب کو پامال کرون ملکہ ناہید دیکھ رہی ہین کہتی مین لو بوا دیکھو مضار نے ہلکا سا
سحر کیا ہے یہ کوئی بڑا سحر نہین ہے مگر مرکب کو اسکے دیوانہ بنا دیا خدا سے نادیدہ مدد کو نہین آتے ملکہ یاسمن سے کہا بوا

ابھی تماشا تو دیکھو مگر جمہور نے جو دیکھا کہ فرامرز کا گھوڑے پر اختیار نہیں ضمار قہقہے مار رہا ہے مغرور ہیون کا ایک جانب
بہا جاتا ہے بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے نکالا تیر کمان میں پیوست کیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے تیر مارا ضمار نے
جو تیر کو آتے ہوئے دیکھا ہاتھ چلا دیا برق گری تیر کے دو ٹکڑے ہوئے ناہید نے کہا لو بوا دونوں کی بھی شامت
آئی ضمار نے جو تیر کا ٹکڑا اشارہ کیا تھے کا سنبھالی کے دانون کا پھینک مارا فرامرز جمہور تو اس بلا میں مبتلا ہوئے
گھوڑے انکو لیے ہوئے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں لشکر پر دونوں بہادروں کے آگ برسنے لگی ہزاروں جل کر
خاک ہوئے ضمار کہہ رہا ہے سب ایک سر تہ ملکر میرے مقابلے میں آؤ تو مزا دکھاؤں آج بے تباہ کیے نہ چھوڑونگا
بہرام نے جو دونوں بہادروں کو پریشان دیکھا یہ بھی نیزہ سنبھالکر بڑھے کہ جا کر اس ملعون کو ایک نیزہ ماروں کہ
سینے کو توڑ کر پار گذر رہے ضمار نے انہیں بھی سحر کر دیا تینوں گھوڑے دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں کبھی الٹ ہو کر
کبھی جست کرتے ہیں عبد الجبار و عبد القہار نعمان بن منذر مظفر شامی فرداً فرداً نکلے ضمار نے کسی کو قتل نہیں کیا
سحر میں اپنے پھنسا لیا ہے لشکر میں آگ برس رہی دو پلٹنیں ادھر جل گئیں دو رسالے ادھر تباہ ہوئے تو سردار میدان میں
دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں گھوڑوں کو کوڑے مارتے ہیں گھوڑے اپنی حرکت سے باز نہیں آتے ناہید
ہنستی جاتی ہے کہتی ہے لو بوا مسلمانوں کی فتح ہو گئی لشکر میں صدائے فریاد و الغیاث بلند ہے خرد و کلان دردمند ضمار کا نعرہ
ہنس رہا ہے اسی جوش میں پکارا نعرہ مارا صاحبقران آپ میرے مقابلے میں آئیے ہر چند کہ صاحبقران زخمی ہیں
اسم اعظم بھی بند ہے مگر یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے بڑھایا عمرو و حکیم دوڑے کمر آ کر عرض کی آقائے
نامدار لائے قدر شناس ضمار بڑا سر پرخاش ہے تباہ کرنے کی لشکر اسلام کے اسکو فکر ہے امیر نے فرمایا خواجہ میں
یہ کلمات نہ سنونگا سپاہ پر ناہید ہنس رہی ہے اور ملکہ یاسمن کو قلق ہے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا لیے پکار رہی ہیں
اے سامع الدعوات اے رفیع الدرجات مشکل کو آسان کر ناہید اور زیادہ ہنسی کہا بوا کسے پکارتی ہو تمہارا خدا ہے
نادیدہ تو آسمان پر ہے آواز بھی نہ پہونچیگی ہمارے خداوند سے کہنا ہوتا کہ دیتے وہ ابھی سن لیتے جواب بھی دیتے
مطلب حاصل ہوتا تمہارا خدا بہت دور ہے ناحق پکارتی ہو ملکہ نے جھلا کر جواب دیا تمہیں اس عقدے میں کیا دخل
ہے ہمارا خدا حاضر و ناظر ہے جو ہمارے دل میں آرزو ہے اسکو وہ جانتا ہے ملکہ نے ہمارے آوازے کستی ہو ہر بات میں ہنستی ہو
ناہید نے پھر دیکھ رہی ہے کہ دیکھا لشکر اسلام سے ایک گھوڑا کوہ سرین کوہ کفل گلے میں جواہرات کی ہیکل آنکھیں نرگس
دیدہ غزال چتون شیر کی تھوتھنی مثل غنچہ گل سوار کا جاہ و تجمل نگاہ جو پڑی ناہید کی دیکھا ایک شیر بیشہ جرات کا تاز
میدان جلالت صاحب شوکت و لیاقت سخاوت و ہمت ناصیے سے ہویدا گھوڑا اڑاتے بھرتا ہوا آتا ہے ناہید طلعت
جمال بے مثال صاحبقران دیکھکر تھرا گئی پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینا آیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا یاسمن منہ تک
ناہید کی دیکھ رہی ہیں گھبرا کر ناہید نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں یاسمن نے کہا یہ ہمارے آقائے نامدار
صاحبقران عالی وقار کل لشکر کے مالک ہیں دیکھو جرات اسکا نام ہے کہ اسم اعظم بند ہے رات کو زخم بھی کھایا مگر ضمار
نے جو نام لیکر پکارا غیرت نے تقاضا کیا تنہا بہ مقابلہ ضمار میں جاتے ہیں خدائے نادیدہ مدد کریگا صاحبقران نے
اب جو گھوڑے کو مہمیز کر دوں گھوڑے نے چاہا کہ بھڑوں و دشمن بد پر جا پڑوں آنکھیں لال آگئیں نتھنے زمین پر پڑے
ہر گنبد عاشق ماں لیے ہوئے طرارے بھرتا ہے صاحبقران چمکار کر دیکھتے ہیں ناہید صورت و صولت دیکھکر
تڑپ جاتی ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے بوا یہ تو بڑے حسین ہیں یاسمن نے کہا بوا تم انکے حال سے آگاہ نہیں ہو جرات کی
کوئی انتہا نہیں کبھی بوقت فرصت تمہارے سامنے بیان کرونگی حالات پہ وہ قاف کے ڈکس کر دو فرسے

وہان گئے بڑے بڑے دیوزاد مارے ثانی سلیمان لقب پایا اور بڑے بڑے سحر کے فتح کیے اگر کون ہنر دہر
سحر سے تو البتہ مجبوری ہی ورنہ اس ملعون کی کیا حقیقت ہی ایک طمانچہ ماردون تو سر اُڑ جائے لیکن وہ ساحر ہی خدا
کی آبرو اس ملعون کے ہاتھ سے بچانے مضمار نے اس واسطے طلب کیا ہی کہ امیر کو میدان مین بلاؤن کسی حیلے سے
شکیل جھیلون پناہ نہ دون پھر گرفتار کرون مگر جب صاحبقران صف سے نکلے ابھی میدان مین نہین پہونچنے پائے
تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش سر انور پر باز سفید جلوہ فگن گھوڑے
کو دوڑائے ہوے آتا ہی میدان مین آکر ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرا گئی آواز دی ای شہریار آپ تکلیف
نہ فرمایے یہ غلام خدمتگذاری کے واسطے حاضر ہوا مین سن چکا ہون کہ حضور کا اسم اعظم بند ہو گیا ہی شب کو سرکار زخمی بھی
ہوے جب تو غلام یکہ و تنہا پہونچا آپ کو تکلیف مناسب نہین ہی طرف ضمار کے پلٹا آواز دی او بھیا ملک الموت
تیری جان کا آپہونچا کیون گھبراتا ہی تیغے کو تولتا ہوا سامنے ضمار کے پہونچا مضمار نے سحر کیا نقابدار نے بقعہ
برلافت اسم اعظم الٰہی پڑھا وہ سحر دفع ہو گیا مضمار نے قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای نقابدار تو نے بھی چند اسم سیکھے ہین
یہ کہکر ایک گولہ پھینک مارا وہ گولہ پھٹ کر زمین مین گرا جب تو مضمار گھبرایا کچھ ماش کے دانے پھینکے وہ شیر تصدق کی
تھی گرد نقابدار کے پھر گر گرے نقابدار قریب پہونچا نیزہ اُٹھایا ضمار پر مارا مضمار نے لاکھ سحر کیا مگر سینے پر مضمار کے پار
پشت کو توڑ کر پار گذرا نقابدار نے اُٹھا کر زمین پر مارا استخوان چور چور آندھی سیاہ آگ سنگباری و پر غباری ہونے لگی ملکہ
یاسمن نے کہا آپ نے دیکھا ایسے نادیدہ نے سنا کہ نہین سنا سالوس نے غصے مین آکر حکم دیا ارے اس
نقابدار کو مارلو بڑے ساحر کو مارا ساٹھ لاکھ ساحر لیبا لیبا کر کے دوڑ پڑے ادھر سے تمام غازیان و دلیران و مجاہدان تیغ
تیغ ہلاتے برقاب بیکار لشکر کفار پر جا پڑے یہ سوار جنگو گھوڑے لیے پھر رہے تھے مرنے سے مضمار کے
سنکے بھی ہوش و حواس درست ہوے چالاک و چست تلوارین کھینچ کر جا پڑے صاحبقران زمان ہر چند کہ زخمی تھے

<table>
<tr><td>کی تیغ صمصام و قمقام نام
دو دم نقابدار زرین پوش بھی نیمہ</td><td>علم خدا بستہ شمشیر جبار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد</td><td>امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد</td><td>مگر نعرہ کے جا پڑے نعرہ امیر
کی تیغ عقرب سلیمانی ذوالحسام</td></tr>
</table>

کالی کھینچا اور فوج کفار پر گرا پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے عیارون نے حقے اسے آتشباری مارے
سیکڑون ساحرون کو جلا دیا نقابدار زرین پوش جس غول پر جا کر گرا صفایا کر ڈالدیا افسرون کو تاک تاک کر مارا زنا
طرف تخت سالوس کے جاتا ہی ساحر بڑھ بڑھ کے رہ گئے ہین باز سفید سر پر سایہ فگن ہی جس پر سایہ ڈالا وہ ساحر جلگیا
ہزارون ساحرون کو باز نے بھی مارا اوپر حرکت سے باز جس طرف اُٹھا منہ سے شعلہ آتش گرا رہا ہی نقابدار قلب فوج مین
جا کر ڈرا ساحرون کو سحر فراموش ہو گیا سالوس کتا ہی یارو سحر نہ کرو نقابدار کو گھیر کر مارلو ساحر نیزے تیر تلوار لیکر ٹوٹے مین
نقابدار ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہی جب نیزے چلے سنانہا نے نیزہ کو قلم کیا مگر ایک دو نیزے پڑ جاتے مین جسم سے
قطرے خون کے ٹپک رہے ہین اول بڑھ کے نقابدار نے علم فوج قلم کیا پیش رو جادو بڑا ہی ساحر غدار تھا علم فوج
ہاتھ مین لیے ہوے گردش دے رہا تھا جب نقابدار سے لڑا کچھ زمین پر اور اصل جہنم ہوا سالوس نے بڑھ کے بڑے
بڑے سحر کیے زمین جل اُٹھی آگ برسی دریا سے آب نے بھی جوش مارا مگر نقابدار پر کسی نے تاثیر نہ کی اسم اعظم الٰہی ورد زبان
صاحب شوکت و شان رستم خصال سہراب جلال اسفندیار ہیبت دارا شوکت تمام کمال ذات مین جمع ہین ادہر
صاحبقران فرماتے ہین نقابدار پلٹ جاؤ نقابدار عرض کرتا ہی سالوس کو قتل کر کے جاؤنگا حضور تکلیف دیں
دیکھیے ران کے زخم سے قطرات خون ٹپک رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ ٹانکے ٹوٹ گئے امیر نے فرمایا

ای نقابدار ایسے اتفاق اکثر ہوتے ہین اس حال مین کئی جو ساحر سامنے آیا امیر کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ ناہید دیکھ رہی
تہین جہان کسی ساحر نے امیر پر وار کیا ناہید نے گھبرا کر کہا لو بوا یاسمن غضب ہوا امیر نے اسکا وار روک کر ہاتھ مارا
جب اُسکے دو ٹکڑے ہوے اچھل پڑین کہا بوا تمنے بھی نہ دیکھا کس زور و شور سے اس ساحر کو مارا یاسمن کہتی ہے
بوا تمنے ابھی کیا دیکھا خدا انکو سلامت رکھے انھون نے شاہ ہفت اقلیم کو شکست دی لقا کو باجرے سے بھگایا کس
کس نے انپر ظفر نہین کیا مگر بوا تمھین میرے سر کی قسم خدا کے نادیدہ کی عنایت کو دیکھیے وقت پر مدد ہوئی تم کہتی
تہین آسمان بہت دور ہے آواز ہماری پہونچی کیا جلد پروردگار نے مدد کی ناہید کہتی ہے ہان بوا ہوا تو ایسا ہی خدا انکو بچائے
مگر یہ نقابدار کون ہے ہزارون ساحر مارے ساحرون کو دم نہین لینے دیتا ایک طرف خواجہ عمرو لڑ رہے ہین کبھی گلہ ورلی
کبھی اپنے کو ظاہر کیا حقہ آتشبازی پھینک مارا کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند لگائے جب کوئی ساحر گرا
مرے کی گٹھڑی ٹٹولنے لگے کسی کے کپڑے اُتار لیے اگر گرہ مین روپیہ نہ پایا ایک لات مار دی کہا ابے دنی عمر بھر
نوکری کی ہمارے واسطے کچھ نہ رکھا یہ گلے کپڑے اُتار لیے برق نے کہا اُستاد کپڑون مین خون بھرا ہے عمرو نے
کہا ابے چپ رہ گدڑی بازار مین بک جائینگے دھلوا دھوبی کو بلا لا وہ جلدی دھولائیگا ملکہ ناہید نے کہا بوا یاسمن
یہ دُبلا پتلا ناٹا سا کون شخص ہے کہ لوٹتا پھرتا ہے کسی کے کپڑے بھی نہین چھوڑتا ملکہ یاسمن ہنس پڑین کہا بوا خواجہ عمرو
یہی ہین ناہید نے کہا واہ بوا تم تو موش صحرائی پر عاشق ہوئین مرجیا جن ہے ناحق کا خون لیا ہوشیار رہو یاسمن نے کہا
بوا انکے کمالات سے آگاہ نہین ہو اگر انکا کام ناسوت میں بیہوش ہو جاؤ ہوش و حواس درست نہ رہین جنگل
نکل آتے ہین آہوان صحرا سر ٹکراتے ہین طائران ہوا اترتے ہین اگر زندگی ہے تو ایک دن سنوائینگے ناہید
ہم تو ضرور انکو اپنے گھر مین بلائینگے تم آنا انکو بھی اپنے ساتھ لانا لیکن نقابدار تو ہنر نا جنگ دستانہ کرتا ہوا قریب
تخت سالوس پہونچا سالوس نے ساحرون کو اشارہ کیا ساحر چار طرف سے گرے مگر نقابدار انکو کب مانتا ہے
ہر ساحر اسی مقام پر مارے شعر اگر تیغ ادا یہ سجدہ بود + گر آمد سرکشان در سجود + زیر محراب شمشیر ہزار ہا سر
بسجود ہوے کاسہ سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین طائران تیر اڑ رہے ہین جسکے سینے پر پڑے توڑ کے
پشت کو پار کر گئے ساحر آپس مین لڑنے لگے نقابدار ان صفون کو برہم کر کے سامنے تخت سالوس کے پہنچا
سالوس نے تیغ اٹھایا کئی سحر کیے نقابدار پر تاثیر نہوئی جو گولہ پھینکا باز شکنے نے اسپر پنجہ مارا گولہ بیت کر گرا
نقابدار جست کر کے قریب تخت آیا سالوس نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا ثابت
ہوتا تھا بجلیان لپٹ گئین نقابدار نے اُلجھاوے سے ہاتھ لگایا خبردار خبردار کہکر مارا سالوس نے سپر کو اٹھایا
آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا دل تھرا اٹھا یہی چاہتا تھا وار نہ روکون او سالوس کدھر بھاگ کر
جاؤن دیکھیے اس ظالم سے کیونکر امان پاؤن مگر تیغ برق تاب جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے
پھول سپر کے مرجھانے لگے وہان سے تڑپ کر تلوار گری تاج سالوس کا کٹا سر پر خود سر کے زخم آیا
اپنے کو تخت سے گرا دیا علم فوج ظلم ہو چکا افسر بڑے بڑے مارے گئے سالوس کیوجہ سے ساحر ٹھہرے تھے
سالوس جو تخت سے گرا انکے پیر جا لگا ساحرون نے پشت دست کو کاٹ لیا ہر طرف یہی ہلڑ تھا یارب غضب ہوا
سر قدرت کا زخمی ہو گیا خون قدرت زمین پر گرا مگر قیامت نہ آئی بعضے کہتے ہین زمین کانپ رہی ہے دیکھو
غبار زرد اٹھا ہے طائر بھی مارے ہین درخت تھرا رہے ہین بعضے کہتے ہین سب جھوٹ ہے قدرت یار ہے
بھاگے جاتے ہین دعوی خدائی کر لیا کچھ نہین سکتا فرماتے ہین مین نے ان بندون کو پیدا کیا پھر کیون

غارت کرتے صاف یہ ہے کہ نہین غارت کر سکتے آج اعتقاد مین سالوس پرستون کے فرق پڑ گیا ہے مت تم
صاحبقران کے پہلے جب سالوس پلٹکر اپنی بارگاہ مین آیا سرنگون کلیجہ خون چپ بیٹھا ہو مغفار آتشبار کے
مارے جلنے کا بڑا قلق ہوا کہتا ہے ایسا قوت بازو زینت پہلو ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست کہان کہان
ہو گا بد خیر خواہ خدائی کا ہاتھ و وہ بیت گئے کہ تنہا گھبرایا ہوا وہان سے قصر پریزادان مین آیا دیکھا پریزادین رنگ کھیل رہی
ہین جیسے ہی سالوس کو دیکھا ایک نے کہا خداوند آتے ہے ایک نے کہا بہت دردمند ہین ایک نے کہا خود پسند
ہین ایک نے کہا ہوا تھے سنا دوسری نے کہا ہوا سنا کیسا ہین دیکھا کرتی ہون تیسری نے کہا ہوا جو دیکھا ہو بیان
کرو چوتھی نے کہا ہین کہ غرض جو بیان کرین آج تو پریزادان ہر روز نوروز خداوند سامری ہے آج امیر سامری تو ظفر
لائینگے ہم سب کو سرفراز کرینگے ایک نے کہا ہوا بعد سال کے امیر سامری آتے ہین ہم حبیبون کے دل کے ارمان
نکالتے ہین شاہزادہ کہان ہو گا ایک نے کہا چلتے صبح کو قبر سامری پر جاتے ہین وہان جشن جلیبہ صحیح
کر کے با صحبت بی گلفت یہ ساتون کنیزین پریزاد سامری جمشید مین پہلے شاہزادہ وہین جاتا ہے ان ساتون کو
راضی کر کے یہان آتا ہے انکا راضی ہونا کیا آٹھ پہر انکا یہ دستور ہے کہ قبر سامری پر بیٹھی رہتی ہین جو ادھر سے نکلا اسکو
بلایا سامری بنا دی کہا ہو جا تو کر لو رو بھی خوشی خوشی تو شدت کرتا ہے آٹھ پہر یہی شغل ہے اگر گھڑی بھر کو وہ ساتون کنیزین
ادھر سے ہٹتی ہین قبر سامری کو جنبش ہوتی ہے جمشید کے رونے کی آواز آتی ہے ایک طائر خوش الحان آکر آواز دیتا ہے
کہ کنیزان سامری تمہاری ذات سے مقام قبر سامری آباد ہے تمکو ارشاد قدرت کا وہ ہی فرما گئے تھے کہ اے رازداران
من اے ناز نینان رشک چمن خبردار کوئی ساعت خالی نہ رہنا اس تمہارے فیض سے روح کو راحت ہوتی ہے قلب کو
قوت آنکھون کی بصارت بڑھتی ہے جس دن تم قبر پر نہو گی اسدن قبر اجڑ جائیگی کوئی سامری کا نام نہ لیگا سالوس
یہ سب باتین سنتا رہا ہے دل سے کہتا ہے کہ امیر سامری کا مین نے آج نام سنا وہ کون صاحب ہین جو آکر انکو
راضی کرتے ہین آج ہشیار ہو نکلا یہی تماشا دیکھونگا سالوس اس فکر مین تھا کہ یکایک سب پریزادین جگہ جگہ کھڑی ہو کر
ہاتھ پھیلا دیے پکار رہی ہین آ لیجیے آ لیجیے ایک نے کہا ہو خداوند بیٹھے ہین ایک نے کہا بیٹھیے ہین ہمارا کیا ہے آج ہم
تو بھی دیکھین شاید اپنی جو رو کو یاد کرین ہم مین کسیکو ہاتھ نہین لگا سکتے ہین ان ایسون کو ہم کیا ہاتھ لگانے دین جانتک
بھی نہ جا سکینگے شش پنج مین رہینگے لاچار ہو جائینگے جب کچھ نہو سکیگا آپ ہی شرمائینگے ہمارا شاہزادہ امیر سامری
ہم مین ہر کو راضی کرتا ہے کس مقام ہستی کا نام نہین شرمانے سے اسکو کام نہین سالوس حیران بیٹھا ہے دیکھا کہ یکایک
چھت قصر کی شق ہوئی ایک برق چمکی کہ آنکھ سالوس کی بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی ایک جوان تاجدار کو دیکھا کہ تاج
پہنے ہوئے جوان رعنا چہرہ آفتاب عالمتاب ہاتھ پاؤن نیار آتے ہی ایک پریزاد کا بوسہ لیا کسیکے سینے پر ہاتھ
رکھا کسی کو گود مین اٹھا لیا کسی کے منہ سے منہ ملایا کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا ایک نے کہا پھر اب دیر کیا ہے
اس جوان نے کہا مین تو مشتاق ہون سالوس نے دیکھا ان سب نے ساریان اتار کر پھینکدین اور یہ جوان
ہوا پتا سب قاعدے سے لیٹین شغل ہونے لگا پریزادین کیسی ہنستی ہین جو فارغ ہو کر ہٹی اس جوان نے اسکی
پشت پر ہاتھ پھیر کہا اے جان جہان واہ آرام دل مشتاقان خوب لطف ملا جب سب سے فراغت کر چکا چہرہ اسکا
اتر گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آ گیا ایک گوشے مین اکر بیٹھا کہا جان جہان ذرا ٹھہر جاؤ میرے سر مین درد ہوتا ہے سب
پریزادین دوڑ پڑین کوئی پاؤن دباتی ہے کوئی پیٹ سہلاتی ہے کوئی منہ دھلاتی ہے کوئی تصدق ہوتی ہے کوئی کہتی
ہے کیسی پھرتی ہے بستی ہے مین راضی نہین ہوئی اس جوان نے کہا آج اس قصر مین سنا تالیون ہے کچھ میرا دل گھبراتا ہے

بربادی کا سامان ہو گیا اس قصر مین کوئی غیر انسان ہو ایک پریزاد نے کہا خداوند سالوس یہین بیٹھے مین آج ان
عجائب و غرائب کو دیکھکر حیران ہو گئے منھ مین پانی بھر آیا ہوگا قلب تھرایا ہوگا جو رودابی پیدا کرتی ہین ایک حبشی
سے ہنسی تھین اسقدر اُسکو عاجز کیا کہ آخر وہ مر گیا اب تو اُسکا یہ حال تھا کہ پلنگ سے اُٹھا نہ جاتا تھا آخر اسی
غم مین مر گیا یہ سنکر وہ جوان ٹہلتا ہوا قریب سالوس کے آیا جھک کر سلام کیا بلکہ بہت سجدہ بھی کیا کہا یا خداوند
یہ آپ نے بیٹھے بیٹھے کیا آفت اپنے سر لی مسلمانون سے کیون پگڑی اُچھالی سب جگہ کے حال سنے ہین کہ مسلمان
حیاتنک سرکشی کر گئے ہمارے دل مین داغ پڑے ہین ملک زبرجد نگار کہ وہ مامہ جادو نے کیا عمدہ مقام
بنایا تھا زبرجد شاہ کو خدا بنایا خود ستیہ دست ہی مسلمانون نے جاکر وہان آفت برپا کی اول مین تو یہ سامان ہوا
کہ مرزبان خراسانی بہادرانا مانی برسم ایلچیگری گیا جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان کہ پوتے
صاحبقران تھے وہ بھی جاکر زبرجد پرست ہوئے برق فرنگی ایسا عیار گرفتار ہو گیا اُسنے بھی سجدہ کیا عمرو کو
اندر قلعے کے نہ آنے دیتا تھا مگر اُسی ساربان زادے نے وہ تدبیر کی کہ برق کو پکڑ لیا چین سے قلعے مین آتا تھا
پیر اختیار سے ملاقات کی خداوند کو پکڑ لیا جب زبرجد شاہ اُسکے قبضے مین آ گئے تو اب کیا باقی رہا خداوند کی شکل بنکر
دربار مین آتا تھا آخر امیر نے چاہ الماس کی تلاش کی دیوانہ ابوالحول وہیودا سے زنگی صاحبقران کے رہبر
ہوئے تا بہ چاہ الماس لیگئے امیر کا اُس چاہ مین پہونچنا ہفت دربندون کو فتح کرنا آخر وہ مامہ سے مقابلہ پڑا عمرو نے
وہ مامہ کو بھی پکڑ لیا مار ڈالا پھر کہ اس ملک کو بھی فتح کیا فرعونیہ ایسا ملک فرعون شاہ جیسا شیر سلطنت ساحر شمس
عمرو نے دریائے قلزم مین جاکر اُسکو مارا آپ کے بھائی صاحب شیطان ابلیس نے کیا کیا شعبدے دکھائے
آخر زندہ نہ بچے بھائی اُنکے نام پر سالوس بول اُٹھا کہا ای اسرار ساحری وہ ایک پیر الشدو بندہ تھا مین نے اُسکو
نائب کر کے بھیجا تھا وہان جاکر مالک بن جبار قدرت نے چھپکے تقدیر کر کے اُسکو بھی غارت کر دیا اب جوان نے
کہا بھلا ابلیس کو تو آپ نے غارت کیا اپنے کو تو بچائیے سالوس نے کہا ای مقرب درگاہ خداوند اب تمکو بھی غضب
کرنا چاہیے کہ پہنے دو سو خداوندون کو ساتھ کر دو سالوس نے جوان کا دامن پکڑ لیا کہا ای اسرار ساحری مین عہد یہ
کرتا ہون کہ اگر حمزہ مارا جائے عمرو قتل ہو میری خدائی بچے تو مین سامان یہ جو بات کا تیار کرے تو ساحری بچ
جاویگا اور یہ بھی کرونگا خدائی خداوند سامری و جمشید کی تمام عالم مین مشہور کرونگا کہ خدائی خداوند سامری و جمشید
کی برحق ہو مین نائب قدرت ہون بیکار بنکر کام کرون اُس جوان نے جواب دیا یا خداوند سالوس تمہی خواہش
آپ کرتے ہین سامری و جمشید و لات و مناۃ ہو نے دو سو خداوندون سے کیا کیا کرو کاوش کی مسلمانون کا
شمار دشوار ہو مگر ایک تدبیر جو آپ سے ہو سکے وہ یہ ہو کہ ابلیس کی زوجہ خجستہ بدکار نے آکر آپکو اطلاع
دی آپ نے خبر دو مسلمانان سخی ہفت دربند کی صلاح ہوئی جو کچھ گذرا وہ سب جھگڑے پڑے ساحران مقرب
آپ کے مارے گئے آخر یہ دن ہوا کہ آپ نے شکست کھائی اب بہتر یہ ہو خجستہ بدکار کے پاس جائیے
ظاہر مین بدصورت ہو مگر نام اُسکا خجستہ بدکار ہو اُسنے کسی سے منھ نہین موڑا کوئی کالے سر کا نہین چھوڑا
بڑی مزے دار ہو اُسکی صورت ظاہری پر نہ جائیے اُسکو جاکر گلے سے لگائیے منھ اپنا کالا کیجیے جب وہ آئی
ہو اور ہنسی خوشی تم سے باتین کرے تب اُس سے یہ خواہش کرو کہ ہم تمکو اپنی زوجۂ خاص بنائینگے کبھی تمکو اصل
امر کی تکلیف نہونے پائیگی اگر وہ قصد کرے تو کیا تعجب ہو کہ مسلمانون کو تباہ کرے در حقیقت مین تحفے بڑا کام
کیا اسم اعظم صاحبقران بنکر لائے رکھا بھی ایسے مقام پہ ہو جہان کوئی نہین جا سکتا ہو یہ کہکر وہ جوان

لڑکوں سے کہکر کے غائب ہو گیا سالوس اٹھا اسی سحر میں کہ چلا اُس فاحشہ کو راضی کروں خسیسہ نے جو باغ رہنے کو
لیا ہے چار طرف اُسکے دروازے ہیں ہر دروازے پر بہترین ریوڑیاں بانٹ رہی ہیں جہاں لڑکے جمع ہوئے انھنے لکڑ
لئے باغ میں کئی ریوڑیاں اپنے ہاتھ سے بانٹتی ہے جس باغ کو لگا کے بیٹھی ہے مطلب ہوتا ہے اسوقت لڑکے جمع
ہیں خسیسہ بدکار لڑکوں کے راضی کرنے کو ڈھول بجا کے یہ غزل گا رہی ہے لڑکوں کو لبھا رہی ہے غزل مومن دہلوی کی

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے
یاں تلک روئے کہ اسکو بھی رُلا کے اٹھے
گر نہو دل میں خیال نگہ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اٹھے
ہو عذاب شب ہجران سے سوا یارب
جس جگہ بیٹھے گرے آگ لگا کے اٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی میں پانی پانی
پاؤن کیا کو بچے سے اس ہو شریا کے اٹھے

کیا علم دعوے سے تیر سے شہرت کے اٹھے
رہے کیونکر نہ دھواں ساغر ہوا کے اٹھے
درد کیا کیا نہ خفتہ جگا کے اٹھے
گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
زلف منہ سے کہیں اس مہر لقا کے اٹھے
میں دکھاتا تمھیں تاثیر مگر ہاتھ سے
وہ جو پہلے سے پسینے میں نہا کے اٹھے
شعر مومن کے پڑھتے تیغ کے آ کے اٹھے

آج اس بزم میں طوفان اٹھا کے اٹھے
شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اٹھے
شمع کے جور کا محفل میں جو مذکور ہوا
لیک اٹھنے بھی نہ اک نقش بٹھا کے اٹھے
اف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
ضعف کے ہاتھ سے کب دست دعا کے اٹھے
ہی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا
خوب احوال دل زار سنا کے اٹھے

سالوس سمجھ گیا کہ ایسا نہو شرمندہ ہو لڑکوں کے کھیل میں مصروف ہے خسیسہ بدکار اسی طرح کھیل میں مصروف رہی
ایک کو گود میں بٹھا لیا ایک کو کاندھے پر چڑھا لیا ایک کو اصل شے کا ملاحظہ کراتی ہے ایک کو سینہ دکھاتی ہے لڑکوں کے
ساتھ کھیل میں مصروف جب لڑکا فارغ ہو کر ہنستا ہے تو کہتی ہے بیٹا تمنے تو کان کھا دیا ہائے میرے ابلیس کو مسلمانوں
نے مارا انھنے بڑی مشقت کرکے یہ بات پیدا کی تھی کہ چند ساعت تو ٹھنڈک پڑجاتی تھی لڑکوں سے ایک تری ہی
اصل مطلب سے پریشان ہوں ہائے کیا کروں بڑے بڑے جوان ڈھیل ہوتے تو کچھ مطلب حاصل ہوتا لڑکے
بچارے بل کے مست جاتے ہیں کمبختوں کو سب باتیں سکھاتا ہے پر اصل مقام نہیں جانتے دالان سے کوٹھری
کیطرف جاتی ہیں ایسے کم اسن ہیں سو مرتبہ کمبختوں کو منع کیا سمجھایا اپنے ہاتھ کو بھی تکلیف دیتی ہوں مگر راستہ
بھول جاتے ہیں جب تو غار میں گرتے ہیں نالے سے نکلے غار میں گرے میرے بچے سلامت رہیں دل تو بہلتا
ہے سالوس ٹہلتا ہوا سامنے آیا خسیسہ نے جو سالوس کو آتے دیکھا اٹھ کھڑی ہوئی لنگا ہٹا دیا کہا ذرا سجدہ تو
کرو یہ تمہاری سجدہ گاہ ہے ابلیس تمہارے قبلہ گاہ تھے وہ تو سجدہ کرتے تھے تمہیں کیا عذر ہے سالوس نے کہا
او جان جہان وای آرام دل سالوس میں تو آج تیرا مشتاق ہو کر آیا ہوں خسیسہ خوب قہقہہ مار کر ہنسی کہا خوب ہے
نام دیکھا ایسی معشوقہ کی میلے سے تیرے گھر میں ہے میں بھی تھی دیواریں پھاند کیا رات کو چھپ کر آئیگا مزے اٹھائیگا
میرا بھی دل خوش ہو جائیگا ارے ناقدرے دیکھ تو ان لڑکوں سے دل بہلاتی ہوں خداوند سامری انکو سلامت
رکھے چالیس لڑکے آج بھی مشرف ہوئے بہت خوش ہوتے ہیں انکار کرتی ہوں تو روتے ہیں نانی اماں
لپٹ لپٹ جاتے ہیں آج چھوٹا بہت بچا ہے کہتا تھا نانی اماں ذرا لنگا ہٹا دو اور وہ چیز اپنی مجھکو دکھا دو میں نے
بڑی مشکل میں مانا بھلا بہت مشتاق ہو گیا ہے اور بڑا تو غوطے لگاتا ہے اسپارے اسپارے تنگ جاتا ہے اس سے
کچھ کیفیت حاصل ہوتی ہے جیسا بڑا مشتاق ہے ایسے چالیس پچاس لڑکے ہوتے تو دل کو تسکین ہوتی تو آج کس
خیال میں آیا کچھ کہیگا کہ نہیں سالوس نے کہا سب کو ہٹا دیجیے تو میں عرض کروں خسیسہ نے لڑکوں سے
کہا بیٹا کھیل آؤ جنگل سے پتیاں توڑ لاؤ میں ریوڑیاں منگالوں تو پھر بلاؤنگی ایک نے کہا نانی اماں اسوقت کا

رخصت ہو کر چلے خسیبہ نے دو دو رہ لوطیان دیگر سب کو رخصت کیا دروازہ باغ کا بند کر دیا کہا اے اب آ دیر کیون کرتا
ہی کچھ ہو سکیگا کہ خالی مجھے ستانے آیا ہی سالوس نے کہا آج راضی کرونگا سالوس خسیبہ پر جا پڑا خسیبہ
کبھی کہتی ہی چھوڑ دیکھ جلدی نہ کر ذرا عقل کو دخل دے کبھی کہتی ہی میا راستہ نہ بھولنا وہ جو تمھاری کلفتین ہی
اس سے کبھی یہ مزا نہ ملا ہوگا مگر تیری جورو بڑی نخرے باز ہی حیلہ ساز ہی در پردہ خفا ہی باز ہی اسکو اپنے اوپر ناز ہی
مین نے تو سبیل رکھی ہی یہ وقت پر باتین ہوتی جاتی ہین سالوس اپنی جان سے بیزار ہوے بدوماغ ہین
آرہی ہی مگر کیا کرے اسرار ساحری نے سمجھا دیا ہی کہ ظاہر مین بدعنوانی نہو اسکو راضی کرکے ہنسنا چند ساعت
مشغول رہا جب ہنسنے لگا تو خسیبہ نے ایک طمانچہ مارا کہ جا نگوڑے تجھے تو میرے لڑکے خوب معروف
ہوتے مین انکار کرنے پر روتے ہین خیر تیری خوشی ہو گئی سالوس نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا تو تو ایک بڑی
شوخ چنچل اصنا مین بھری ہی مین نے اسم اعظم حمزہ بند کر لیا کل طبل جنگی بجوایا تھا شکست کھائی اب چاہتا ہون
تم دستگیری کرو چلکر مسلمانون سے لڑو میری خدائی کو بچاؤ خسیبہ نے کہا ای سالوس اگر اسم اعظم حمزہ بند کر لیا
ہی تو بتلا کر شیشے کو احتیاط سے رکھا ہی مین ایسی تدبیر کرون کہ اول عمرو کو گرفتار کرا دون پھر گرفتار کرنا لشکر اسلام
کا کتنی بڑی بات ہی تو جاکر طبل جنگی بجوا مین وقت پر آؤنگی پھر جادو کر مسلمانون کو کھا جاؤنگی حمزہ کی حرز ہیکل بھی لے کر
چھینلونگی سب تیرے کام کرونگی تیری خدائی قایم رہے مگر کبھی میرے مقدمہ مین دخل نہ دینا میرا یہی کھیل ہی کہ
دن کو لڑکے رات کو جوان چھکان رہتے ہین سب کے مطلب نکلتا ہی سالوس خوشی خوشی بارگاہ مین آیا شیر
وزیر جو تھے دیکھا سب نے کہ آج تو میان سالوس بہت خوشی خوشی آئے سہوان بہروندان سپہ سالار
جو بیٹھا ہی اسنے عرض کی یا خداوند اب طبل جنگی بجوائیے مین حرز ہیکل چھینلونگا مشکین باندھکر لاؤنگا سالوس
نے کہا تم سب خاموش رہو قدرت نے اور تقدیر کی ہی آج میری جادوگرنی نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ سب مسلمانون کو
پکڑ کر پھینکدونگی یہ کہکر سالوس نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے خبرین لیکر چلے مگر جب صاحبقران لڑائی فتح کرکے
پلٹے نقابدار زرین پوش سے ملاقات ہوئی نقابدار نے جھک کر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا ای بہادر
آج تمنے ہمپر بڑا احسان کیا ای نقابدار بہادر اسم اعظم ہمارا بند ہو گیا اب دیر ہونا ہمپر بہت شاق ہی دل فتح
طلسم نور افشان کا بہت مشتاق ہی درمیان مین اس کے جھگڑا پڑ گیا نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ
کیا مجال جو بندگان عالی پر احسان کرون دستور ہی کہ بہادر کی خبر بہادر لیتا ہی اسطرف گذر ہوا غلام کو خبر ملی
برای خدمتگزاری بندگان عالی حاضر ہوا شکر ہی کہ پروردگار نے وقت پر پہونچایا ساحر نے بڑا اسلام کا [illegible]
لیکن اسکی موت میرے ہاتھ سے تھی صاحبقران نقابدار کو اپنی بارگاہ مین لائے مقام صدر پر جگہ دی باتین
ہونے لگین ساقی بیچے طلب ہوے ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز نازنینان ماہ جبین زہرہ جبینان
مہ تمکین آئے محفل رقص و سرود شروع ہوئی نقابدار نے دست بستہ عرض کی ای شہریار اگر خلاف نہو تو
عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہیے نقابدار نے عرض کی حضور نے کوئی امتحان تجویز کیا کہ اگر امتحان
مین کامل آؤن تو مجھکو بتانے صاحبقرانی ملین صاحبقران کے تیور بدل گئے فرمایا ای نقابدار بہادر مین
تو اقرار کر چکا ہون کہ جب جی چاہے مجھسے مقابلہ کرو اور مجھکو زیر کرو تو بانہائے صاحبقرانی ملین ہے میرے
زیر کیے باتین نہ ملینگے یہ امید اپنے دل سے نکال ڈالیے اگر منظور ہو تو مین اسی وقت موجود ہون نقابدار نے
سر جھکا لیا کہا حضور مین تو یہ نہین چاہتا کہ سرکار سے بے ادبی کرون کچھ امتحان مقرر کیجیے میر نے فرمایا

ای نقابدار جب تمہارے دل مین آئے آمادہ ہو کر چلے آؤ ہمارے تمہارے امتحان ہو جائے نقابدار نے عرض کی ای شہریار اس زمانے مین ایرج نوجوان دلنور الدہر کا بڑا زور و شور ہی ان دونون کو مجھسے لڑوا دیجے اگر دونون کو اٹھا لون تو غالب آیا اگر نہ اٹھاؤن تو مغلوب صاحبقران نے فرمایا مین کسی پر دعوی نہین رکھتا ذات رب اکبر پر تکیہ ہی اپنے زور بازو پر ناز ہی نقابدار نے کہا مین اب نہ عرض کرونگا خواجہ عمرو اگر سامنے بیٹھے بحکم صاحبقران خواجہ نے یہ غزل شروع کی غزل

راز لبہا گل ذکر و آخر سخن پیچیدہ است	غنچہ سان ایجاز با نہا در دہن پیچیدہ است
پیرہن پوشیدست اگر در پیش گویا نسیم	بوی گل امروز خوش در انجمن پیچیدہ است
کوہ کندن سخت چون دل کندن از دلدار نیست	زور عجز ست اینکہ دست کوہکن پیچیدہ است
طالب دیدار را آخر فغان خامشی ست	این صدا از سرمہ در کوہ مین پیچیدہ است
تا گرہ برابروش از خشم و ناز افتادہ است	جوہر قہباز حسد بر خویشتن پیچیدہ است
بسکہ باشد عشق پیچان کردہ در پیچان اثر	شاخ در برگے بعد ختان چمن پیچیدہ است
عکس ہر شخص داشتن ندارد صورتے	غافل از منے عبث برباد من پیچیدہ است
می شناسد ہر کہ بوسے بردہ از لطف سخن	کلک عالی در ورق مشک ختن پیچیدہ است

نقابدار اٹھا کہا غلام رخصت ہوتا ہی گو صاحبقران نے نقابدار کو روکا مگر نقابدار نے عرض کی ای شہریار بہت سے کار ہاے ضروری ایسے ہین جنکو زبان پر لا نہین سکتا غلام پردہ قاف جائیگا صاحبقران نے فرمایا پردہ قاف سے کچھ سلسلہ ہی نقابدار نے عرض کی کل کاروبار غلام کا پردہ قاف ہی مین ہی زبانی ملکہ آسمان پری کے حضور کو دریافت ہوگا اکثر قہقہہ سر حبشی سے مقابلہ پڑا تاہی پردہ تاریک مارا یہ کہکر نقابدار پشت مرکب پر سوار ہو روانہ ہوگیا جب نقابدار جاچکا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ شوکت و شان نقابدار کو دیکھا عمرو نے کہا ای شہریار اصل یہ ہی کہ اس نقابدار کے مقدمے مین حیرانی ہی سامان شوکت و شان ملاحظہ فرمائیے صاحبقران فرماتے ہین حقیقت مین اس نقابدار نے جو سامان شوکت و لیاقت پیدا کیا اس طور سے آجتک کوئی نقابدار نہین آیا مر ایک سرداری کہ رہا ہی کہ حضور نقابدار نہایت لئیق ہر کس ادب سے آپ سے کلام کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ جوہریان ہر کارون کی حاضر ہوئین ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے شمع شام احباب تجا شمع طرب پر نور باد روے بدخواہ تیرہ زیر تیرہ چون شب دیجور باد شہریار عالم کی عمر دراز ہو آج تو ساموس نے نیا فقرہ کیا ہی زوجہ ابلیس کے نام پر طبل جنگی بجا اب وہ ملعونہ طبل جنگی نہین ثابت ہوا کہ یہ ہیئتی کہان ہی بروز قتل ابلیس نکل بھاگی میان آکر مہو ہوگی قصر بہ یزدان سے سالوس کو حکم ملا ہی کہ اسکو لڑواؤ یہ بڑے کار ہاے نمایان کریگی ذرا حضور ہوشیار رہین صاحبقران نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو تو تلاش مین خبیسہ کی نکلے صاحبقران ٹہلتے ہوے دربارگاہ پر آئے انتظام لشکر کو ملاحظہ فرما رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے مقبل آتا ہی آتے ہی جھککر سلام کیا عرض کی مین کچھ عرض کرونگا ذرا حضور کنارے آئین صاحبقران نے مقبل کا ہاتھ پکڑ لیا باتین کرتے ہوے چلے ایک نخل کے سایے مین آکر مقبل شہرا عرض کی غلام نے سنا ہی کہ سرکار کی خبر سیل خبیسہ لیگئی امیر نے فرمایا ہین تو بیکل مینے ہون مقبل نے کہا ذرا اتار لیجے تو صاحبقران نے

حزبیل اُتاری مقبل نے ہاتھ مین لیتے ہی کہا او حمزہ تو نے مجھکو نہین پہچانا مین خسیسہ بدکار دختر ابلیس ہون
سالوس چاہتی تھی صاحبقران کو پکڑے کچھ سردار بیٹھے تھے ہوے اودھر آگئے اُنھون نے للکارا خبردار
کیا کرتی ہی خسیسہ سبکل سے چلی گئی تڑپ کر بھاگی ہرچند کہ لوگ دوڑے مگر اسکو نہ پایا سرداران نے آکے
صاحبقران کو اُٹھایا مثل مردے کے خاک پر پڑے تھے بیہوش وہ بیہوش عمرو یہ سنکر آیا ایک نخل کے
سایے مین مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو اُٹھایا پوچھا اے مقبل کیا معرکہ گذرا عرض کی مجھکو آکر ایک شخص نے
بیہوش کیا راہ چلتے چلتے اُسنے زبان ہلا دی مین بیہوش ہو گیا میری شکل بنکر وہ یہان آئی اُسنے حزبیل لی
عمرو یہ سنتے ہی دوڑا خسیسہ صحرا مین جھومتی ہوئی جاتی ہی ایک نخل کے سایے مین دیکھا کہ سالوس
کھڑا ہی خسیسہ نے کہا یا خداوند آپ اسوقت یہان کہان سالوس نے کہا اے جان جہان مین نے خبر
پائی کہ تم لشکر اسلام مین گئی ہو اور حمزہ سے سامنا ہی ایسا نہو میری پیاری بجاوج کو حمزہ دبوچ بیٹھے
حمزہ بڑا شوقین ہی یہ دو قاف مین جاکر آسمان پری سے عقد کیا دنیا مین وہ وہ معشوقین مین جو شاہزادیان
بیمثل بینظیر تھین انکو عقد کرکے لائے ایسا نہو میری بجاوج پر ہاتھ ڈالے تو مجھکو قلق ہوگا تمنے کہو جاکے
کیا کیا خسیسہ نے کہا مین گئی اول مقبل کو بیہوش کیا اُسے بیہوش کرکے پاس حمزہ کے پہونچی سالوس نے
سینے پر ہاتھ رکھا خسیسہ نے کہا ارے جنگل ہی مین تو پیر سے کہنے سے باہر نہین ہون مگر تجھکو دعوی خدائی کا
ہی کوئی دیکھ لیگا تو بدنام ہو جائیگا اور مجھے کیا میرا تو ہر وقت یہی کھیل ہی اسی کھیل سے لڑکون سے کھیل رہی ہی
سالوس نے کہا قصر مین چلو غسل ہوگا دیکھون حزبیل کیسی ہی سالوس نے حزبیل دیکھتے دیکھتے کہا ارے
دیکھ عمرو عیار آتا ہی خسیسہ پلٹی منھ کا پھیرنا تھا کہ عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے خسیسہ پلٹی عمرو نے
حباب مار دیا خسیسہ بیہوش ہوئی عمرو نے چاہا سر کاٹ لون کہ آسمان سے آواز آئی او ساربان زادے
کیا کرتا ہی میری مدخولہ کو نہ مارنا ورنہ تجھے قتل کرونگا عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ سالوس آتا ہی جست کی گلیم
اور دھول غائب ہوے سالوس اُترا خسیسہ کو ہوشیار کیا خسیسہ نے اُٹھتے ہی سالوس کو ایک طمانچہ مارا
کہا حمزہ سے تو نے مجھکو دھوکا دیا سالوس گال سہلا کے رہگیا کہا صاحب سنو تو مین نے کیا کیا مین نے
تجھکو بچا لیا عمرو خنجر برہنہ لیے موجود تھا کہ قتل کرے مین نے منع کیا مجھکو دیکھکر بھاگا آنکھون کے سامنے
سے غائب ہو گیا دونون باتین کرتے ہوے چلے خسیسہ نے کہا دیکھو مین صبح کو کیا کرتی ہون خواجہ
حزبیل لیکے چلے صبح راے ناظرین ہو کر جب خسیسہ کو خواجہ نے بیہوش کیا تھا حزبیل اس سے لے چکے تھے
اب لشکر مین جو آئے یہان ایک ہنگامہ تھا سب بیٹھے رو رہے تھے صاحبقران تڑپ رہے تھے
عمرو تے آکر حزبیل سنبھالی عمرو سے امیر نے کہا کیونکر لائے عمرو نے کہا مین شہریار مین نے جاکر عیاری
کی تب حزبیل ملی سالوس آکر خسیسہ کو لیگیا اُسی ملعون نے بچا لیا مین اپنی جان بچا کر نکل آیا صاحبقران
مطمئن ہو کر بیٹھے مگر انتشار ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی جب شام سے اُسنے یہ آفت برپا کی صبح کو ہنگامہ انگیز
صاحبقران انتشار مین جاگتے رہے عمرو کو بھی خیال رہا کہ ایسا نہو کوئی افتاد پڑے تا بہ لشکر سالوس
نہ جا سکا جب رات کم باقی رہی تو عمرو طرف لشکر سالوس کے روانہ ہوا عمرو نے کسی سے پوچھا کہ ملکہ خسیسہ
کس قصر مین تشریف رکھتی ہین اُس شخص نے کہا وہ سامنے باغ ہی جہان حبشیون کا ہنگامہ ہر دن بھر لڑکون کا
ہنگامہ رہتا ہی بی خسیسہ دن کو لڑکون کو بلاتی ہین شب کو حبشیون سے دل بہلاتی ہین عمرو ٹہلتا ہوا اُس طرف آیا

دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہی خسیسہ صحن باغ مین بیٹھی ہی جو زنگی گیا فیضیاب ہو کر چلا گیا دو آئے چار آئے
خسیسہ کسی سے انکار نہین کرتی جو حبشی آیا اُسنے جا کر سلام کیا خسیسہ نے کہا پیارے آو کئی دن سے
کہان تھے حبشی نے کہا کچھ یارون کو کھلواؤ تو خسیسہ نے کسیکو روپیہ دیا کسی کو گوشت زر جواے کسیا
کسیکو کھانا کھلایا شراب سبکو پلائی ہی شراب پلا کر مطلب حاصل کرتی ہی عمرو نے دیکھا اسکو مہلت نہین
کیونکر جاؤن ایک زنگی کی شکل بنا کر عمرو باغ مین آیا بطور سب کے عمرو نے بھی سلام کیا خسیسہ نے
کہا میان بلال کہان تھے آج کئی دن کے بعد آئے عمرو نے کہا تمھاری فکر مین رہتے ہین بلکہ آج کل
بڑے مفلس ہین خسیسہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا عمرو گھبرایا کہ خدا خیر کرے دیکھیے اس ملعونہ سے جان
کیونکر بچتی ہی اُسنے ہاتھ پکڑ کے کھینچا فرش پر بٹھایا شراب کو اشارہ کیا کہ لو میان بلال شراب پیو
عمرو نے ایک گلابی اُٹھائی جیسے ہی خواجہ عمرو نے گلابی سے مُنہ لگا ارادے بیہوشی کی چاہا تھا
کہ ملاؤن کہ ایک تڑاقے کی آواز ہوئی گلابی ٹوٹی گلابی کے ٹوٹتے ہی خسیسہ نے آواز دی او ظالم
مین نے پہچانا اب کہان جائیگا عمرو جست کر کے بھاگا خسیسہ جھپٹی عمرو باہر باغ کے نکلا تھا پھر کر جو
دیکھا کہ خسیسہ جھپٹی ہوئی آتی ہی اپنے کو ایک غار مین گرا دیا خسیسہ ڈھونڈھ کے پلٹ گئی خواجہ
وہان سے بھاگے ہوئے لشکر مین آئے مقبل سے ملاقات ہوئی ایک طرف سے برق آتا تھا
برق نے کہا استاد خیر تو ہی عمرو نے کہا خسیسہ کا مارنا بہت دشوار ہی اول تو یہ کہ کوئی وقت اسکی زیست
نہین دن کو لڑکے آتے ہین رات بھر زنگیون کا تانتا بندھا رہتا ہی مین زنگی بنکر پہونچا اُسکو خبر ہوگئی
برق نے کہا استاد کل اسکو مار لونگا عمرو نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہی مہتر قران بھی آئے یہ حال سنکر
بہت گھبرائے کہا استاد مین بھی فکر مین گیا تھا مگر زنگیون کا تانتا بندھا تھا رات بھر زنگی آتے ہین
یہ دل نے گوارا نہ کیا کہ زنگی بنکر جاؤن اُس بیحیا کا منہ کالا کرون اور اُسکا زنگیون سے یہی راز و نیاز
ہر وقت درپیش بانہو اس فکر مین عیار گھر سے تھے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر صاحبقران مین
اذان ہوئی سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے جابجا نماز ہونے لگی نماز پڑھ پڑھ کے میدان کارزار کو روانہ
ہوے عمرو دولت سرا پر صاحبقران الی کے آیا دیکھا صاحبقران نماز پڑھ رہے ہین عمرو آکر ٹھہرا جب
امیر بعد نماز سلاح جنگ برآمد ہوے تمام سردارون نے آکر سلام کیا صاحبقران پشت اشقر پر سوار
ہوے علمداران لشکر اسلام طوق حران گروہ الواحین گرد چھتیون تھے علم جہان پہلو کے امیر کے
سر پر کھولے لشکر اسلام مین یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا بلند ہوئی عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا
صاحبقران جملہ سردارون کو ساتھ لیکر میدان مین آئے یکایک آمد لشکر کفر و ضلالت ہوئی سالوس تخت
پر گروہ ساحران غدار پشت خسیسہ کا رہیل لنکا زمین پر اُترتا ہوا ایک جھولی بڑی سی گلے مین اُسمین
اسباب سحر بھرا ہوا الشیت پر سات لاکھ ساحران غدار بجرنگ بجرنگ کہتے چلے آتے ہین لشکر جمے تقسیم
نقابت کی حرکت کرتا کہا کہ بیٹی خسیسہ لشکر سے باہر آئی پکار کر کہا یا صاحبقران کسی کو بھیجیے امیر نے سر اُٹھایا
میلون مین فرام بعادہ مغربی کھڑا تھا گھوڑا بڑھا کر سامنے امیر کے آیا عرض اجازت میدان امیر نے فرمایا ای
فرامرز کیا اجازت دون ساحرہ اپنے شعبدہ دکھائیگی جرأت کس کام آئیگی عرض کی سر کو قدم اقدس پر نثار کرونگا
حریف پکارے ہم آواز نہ دین ناچار امیر نے اجازت دی خسیسہ جو اس جوان کو آتے دیکھا ہاتھ کو دیکھا سلحہ ہوا تنہا

اب جا کر زینگل کے سامنے مین کھڑی ہوئی طرف صحرا کے منہ کر کے ایک دستک دی پکار کر کہا اسے پلنے
و جگر سے مدت ہے تو نے مجھکو نہین دیکھا بیٹا اگر اس چیز کو دیکھ تو تین مرتبہ یہ کہکر آواز دی صحرا سے ایک سوار
پیدا ہوا گھوڑے پر سوار گھوڑا دُبلے جسم مین سواے ہڈی کے گوشت کا نام نہین جہان کہین سوکھا پتا
پڑا ہوا دیکھتا ہے سر جھکا کر اڑ جاتا ہے پتا کھا لیتا نہین ہوتا اس مرکب پر ایک سوار اُترے بھی بیلے چھیلے
گھوڑے کو ڈال کر سامنے خبیسہ کے آیا جھک کر سلام کیا کہا آج پرانے آشنا کو کیون یاد کیا خبیسہ نے
کہا میدان کارزار مین جا جو طرف سے مسلمانون کے نکلے انکو گرفتار کرکے میرے سامنے لا خبردار تامل نکرنا جو سامنے
آئے اسکو قتل کر خبردار قتل سے باز نہ آنا وہ سوار بہت اچھا کہکر اسی گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا فرامرز
اسکے مقابلے مین پہونچا فرامرز نے آواز دی ار جوان حربہ کر ساحر نے نیزہ دکھایا فرامرز نے چاہا کہ نیزے کو
نیزے کی سنان پر روکین مگر ساحر نے گلوگاہ بچا کر نیزے کو توڑ ڈالا فرامرز نے قبضے پر شمشیر کے ہاتھ ڈالا تلوار کا
ہاتھ مارا ساحر نے کچھ اشارہ کیا برق کڑک کر گری ہاتھ فرامرز کا زخمی ہوا سردار اسکو لیگئے پھر اسنے پکار کر آواز دی
جو سردار لشکر صاحبقران سے نکلا زخمی ہوا دیکھا لشکر مین ہر طرف تلاطم ہوا اور واسطے اپنے سردارون کے رو رہے
ہین اس ساحر نے جسکو گرفتار کیا زینگل سامنے خبیسہ کے ڈالدیا سات جوان بیہوش پڑے ہین خبیسہ نے
کہا ارے بیوقوف حمزہ کو طلب کر جبتک زینگل چھپکلی کے جب تک افسر اعلی گرفتار نہو گا لڑائی فتح نہو گی اور ہمارے
زیرمشق کا یہی حکم ہو کہ لڑائی فتح کرکے تلپیون زیرمشق ہمارے بہت خوبصورت ہین ہمنے فقط یہ حکم دیا ہے
اس ساحر نے آواز دی کہ افسر اعلی نکلتے نہین تو ہم وہین آتے ہین صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا سب سردار اور
لشکر یار وزیر آگے قدمون سے لپٹ گئے عرض کی اے شہریار ہم حضور کو نہ جانے دینگے امیر نے فرمایا وہ ہمارا
نام لیکر پکارتا ہے مین کیونکر نہ جاؤن اس آخر وقت مین اپنے کو حقیر کر دون گا اپنے پروردگار پر تکیہ رکھتا ہون اُسکی
صفت میرے زبان سے بیان نہین ہوسکتی اگر ہر موے جسم پہ ہزار ہزار زبان ہو تو بھی
ذرہ صفت رب اکبر کا نہ بیان ہو نظم

آن صانع لطیف کہ بر فرش کائنات
زہر عبرت نظر ہوشیار کرد
الوان نعمتی کہ نشاید سپاس گفت
اجمال منتے کہ فلک زیر بار کرد
ابر آب داد بیخ درختان مردہ را
تا کیست کو نظر ز سر اعتبار کرد

فضل خداے را کہ تواند شمار کرد
چندین ہزار صورت الوان نگار کرد
بحر آفرید و بحر و درختان و آدمی
اسباب راحتے کہ ندانم شمار کرد
اجزاے خاک مردہ بتشریف آفتاب
شاخ برہنہ پیرہن نوبہار کرد
توحید گوی او نہ بنی آدم اند و بس

با نصیبت آنکہ شکر یکے از ہزار کرد
ترکیب آسمان و طلوع ستارگان
خورشید و ماہ و انجم و لیل و نہار کرد
آثار رحمتی کہ جہان سر بسر گرفت
بستان میوہ و چمن و لالہ زار کرد
چندین ہزار منظر زیبا بیافرید
ہر بلبلی کہ زمزمہ بر شاخسار کرد

اسوقت سرداران نامی کی بیقراری اشکباری عمرو کی اشکباری ہر ایک سردار کا یہی قول ہو کہ آقا میدان مین نہ جائین ساحر
سردار زینگل بیہوش پڑے ہین ایک ایک اشارے مین بیہوش ہوے یہ سوار کوئی ساحر ہو کیا کیا سحر
کر رہا ہو سات سردارون کو دم بھر مین بیہوش کر لیا تمام سردار جو بلک کر روئے صاحبقران نے بھی طرف
آسمان کے دیکھا عرض کی پروردگار مشکل کو حل کر سوار نے گھوڑے کو مہمیز کیا آواز دی اے حمزہ تو میدان مین
نہ آئیگا مین وہین آؤن یہ کہکر گھوڑا بڑھایا چاہا لشکر اسلام پر جا پڑے جیسے ہی گھوڑے کو مہمیز کیا آسمان
ایک بجلی گری کہ سوار کے دو ٹکڑے ہو گئے اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا

تمام سن شہسوار جادو پرد لوگ حیران ہو گئے مگر خسیسہ نے اُس سوار کا مردہ دیکھا زیر بجل سے برچھی گر یا تون جوان
جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوش آگیا اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلے گئے خسیسہ نے
میدان مین آکر دیکھا آسمان پر ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا چھایا ہوا ہی اُسی مین سے برق گری کہ سوار کے دو ٹکڑے
ہو گئے خسیسہ نے ایک گولہ مارا آواز دی ارے یہ کون گستاخ ہی کہ جسنے میرے خبیثہ کو مارا چپ ہیں سے
چھوٹی خسیسہ کا نگہبان تھا ارے میرا کیا نقصان تھا مگر آج اور امتحان تھا ہائے میرا پیارا چھوٹی خسیسہ جرم
سنکی یہ مہری اب کیونکر سہیگی گولہ جا کر قریب ابر پھٹا دیکھا سب نے طاؤس زرین بال پر ایک آفتاب درخشان
ماہ تابان دریائے ہوا مین غوطہ مارے ہوئے ہاتھ ہلا رہی ہی عمرو کی جو نگاہ پڑی ملکہ برق جادو کو دیکھکر تڑپ گیا
صاحبقران سے عرض کی شہنشاہ ملک زرجد نگار آ پہونچی برق جادو نے سوار کو مارا بندگان خدا کو آفت سے
بچایا دیکھیے سرداری لشکر مین آ گئے مگر خسیسہ نے سر ہلا کر زمین پر ایک ٹکر ماری ایک برق چمکی زمین کانپی ملکہ
برق جادو زمین پر گری طاؤس زیر ران سے نکلگیا لمبند نہ ہونے پایا جلکر گرا برق نے گرتے گرتے دونون ہاتھ
ہلائے کہ صدہا برقین خسیسہ پر گرین مگر خسیسہ نے سب برقون کو کاٹا اپنے کو بچایا منہ سے اُن کی ایک شعلہ
آتش کلان برق پر گرا برق نے طرف آسمان کے اشارہ کیا ایسا پانی برسا کہ شعلۂ آتش کو بجھا دیا خسیسہ برق
سے سحر جلنے لگا ہر ایک نخل صحرا مثل شمع کافوری جلنے لگا معلوم ہوتا تھا جھاڑ روشن ہین پتون سے چنگاریان
نکلین شاخین کندۂ جہنم نگین سحر کرۂ نار تھا زمین سے بلند غبار تھا دونون کے سحر نے آگ برسائی پانی بھی برسایا
کئی ہزار آدمی اہل اسلام کے جلے مگر برق نے پڑھ پڑھ کے سحر کیا لشکر سالوس کے کئی ہزار آدمی جلکر خاک ہوے
ہر چند کہ ساحر تھے مگر بھاگ کر نہ نکل سکے سالوس بھی فراکت کرتا ہی کبھی گولہ پھینکا کبھی ماش کے دانے پھینکے کبھی
آگ برسائی کبھی دستک دی کبھی سر ہلایا کبھی ہائے کا نعرہ کیا کبھی کہتا ہی یارو میرا دل بیقرار ہی میری معشوقہ پر
آگ برس رہی ہی کیا مزے سے لڑ رہی ہی کیا کیا جواب دیتی ہی مگر برق دونون کو جواب دے رہی ہی جب سالوس
نے سحر کیا اسکو جواب دیا کبھی خسیسہ پر سحر کیا برق چمکائی آگ گرائی تعلیم کردہ ملکہ ومامہ کسی مقام پر رکتی نہین اور
دونون کے سحر کا برابر جواب ملتا ہی سالوس ہر چند چاہتا ہی اپنے سحر مین مبتلا کرون مگر برق بجلی بنی ہوئی ہی کبھی
زمین مین کبھی آسمان پر کبھی خسیسہ پر گری کبھی برق چمکتا یہ سالوس پہونچی ایک مقام پر خسیسہ نے زمین پر ٹکر ماری
کہ زمین کانپی آواز دی ارے لینا میرے فرزند دنیا سبکو بھول گئے یہ جو خسیسہ نے کہا ایک طائر تڑپ کر زمین
سے نکلا اُسنے ایک چیخ مار کر برق کے سر پر سایہ کیا جیسے ہی اُسکا سایہ پڑا برق خاموش ہوئی کچھ منہ سے
نہ بول سکتی تھی خسیسہ نے ہاتھ ہلایا برق تڑپ کر گری سر ملکہ برق جادو کا زخمی ہوا برق نے زخمی ہو کر گورے
گورے ہاتھون سے ایک پھول نکالا اُس پھول کو خسیسہ پر پھینک مارا خسیسہ بھی بھول گئی چشم زدن کے لیے
سحر بھول گئی ایک تلوار گری کہ سر خسیسہ کا بھی زخمی ہوا اسنے خون اپنا دہی چلو مین لیکر برق پر پھینک مارا برق
نے اپنے کو بچایا کہ خون سے بچون اور تڑپ زمین مین گرا چند قطرات خون اس گورے گورے جسم پر پڑے
صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہو گیا برق نے اُن کی منہ سے شعلۂ آتش نکالا وہ جادو
سرخ جل کر جا بجا جسم پر آبلے پڑ گئے خسیسہ نے پھر ایک دو ہاتھ زمین پر مارا آواز دی ارے چھوٹی خسیسہ کے
نگہبان کہان گئے صحرا سے ایک خوک سوار پیدا ہوا اسلحہ ہیبت ناک انتہا کا بیباک کالی صورت مثل شب دیجور
انسانیت سے دور منہ سے لپٹ بد آتی ہی خوک کو دوڑا کر قریب خسیسہ کے آیا آواز دی کیون صاحب کیا ہم

خسیسہ نے اشارہ کیا برق جادو کو چیر پھاڑ کر کھا جا برق جادو نے جو خوک سوار کو آتے ہوئے دیکھا جسم پر آبلے پڑ چکے تھے نیم بسمل ہو رہی ہی اس پریشانی مین آواز دی ارے ہماری خدمتگزارین کہان گئین ہمکو برسون ہوئے تمھاری خدمت کرتے ہوئے شراب پہونچائی کباب کھلائے زیور گل عمدہ پہنایا حجاب نہ آیا یہ خوک سوار میرے قتل پر تیار ہی اسوقت برق سخت مجبور و ناچار ہی یہ جو برق نے ہنس ہنسکر کہا گو ہر دندان کھلے بجلیان چمکین خسیسہ اپنے کو بچاتی ہی طرف سے صحرا سے آواز آئی حضور مین حاضر ہون اس خوک سوار مردار خوار کی کیا حقیقت ہی اب سب نے دیکھا ایک مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے پائچے سنبھالتی ہوئی مسکراتی ہوئی زبان پر یہ کلمہ ہی کہ حضور مین آ پہونچی آکر خوک سوار کو للکارا آواز دی او بیدین وبد آئین اودھر کہان جاتا ہی جیسے ہی آنکھ ملائی اس نازنین مہ جبین نے بصد ناز یہ غزل گائی

غزل

چھپا رکھتے مین غنچے کیطرح جی کا حال
کہون نہ خون سے جو مجھ سے رو دل نکہون
بیان کر نہین سکتا کوئی اسیکا حال
بہار رہتی ہی اکثر دل حزین سے مرے
کھلا نہ صبح شب غم کی کچھ ہنسی کا حال
کبھی خیال بہی اسکا ادھر نہ آ نکلا
سمجھائے کوئی تو اسے کہین لگی کا حال

وہ اور پوچھتے دشمن کی دشمنی کا حال
کہ آدمی ہی تو سنتا ہی آدمی کا حال
یہ قاصدا نے نہ کہنا کہ آپ مین نہین ہم
مین جانتا ہون ترے غم کی دل لگی کا حال
بست فسانۂ لیلی سنا ہی مجنون سے
کہ دیکھتا شب فرقت کی بیکسی کا حال
بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا جلال

کسی کے کہنے سے نہین دل کی بیکلی کا حال
یہ معاملہ ہی نہین مجھسے مدعی کا حال
کہا جو حال دل انسے تو ہنس کے کہا بولا
وہ بدگمان نہون سنکے بیخودی کا حال
تڑپ رہا ہی ہو خندہ زن کہ نالونمیں
سنائے اب کوئی دیوانہ اس پری کا حال
عبث ہی آنسوون سے سوز عشق کا اظہار
وہ پوچھتے نہین دل سے ہماری جی کا حال

اس سوز و گداز سے اس مہ جبین نے یہ غزل گائی کہ خوک سوار مبہوت ہوگیا تاب نہ لاسکا کبھی سینہ دکھایا کبھی جوبن تایا چہرۂ زیبا دکھایا کہ خوک سوار پکارا تم تو جان جہان مین تو تابعدار ہون تمھاری خبر سنکر آیا خسیسہ سے مجھے کیا کام خسیسہ حقیقی ہی دیکھ اب تجکو چھوڑتی خسیسہ منہ نہ دکھائیگی ارے یہ حسن ظاہری ہی میرا حسن باطنی کیا کیا تجکو مزے دکھیگا جستین اگلی یاد کر تجکو راضی کیا قاضی کا خوف نہوا مگر تو نے اسوقت یون منہ پھیرا یون حسن ظاہری پہ مغرور ہوتا ہی یہ مجھسے وفا نہ کریگی بڑی بیوفا ہی دیکھنے مین معشوق لگتا ہی لالہ چنی یہ میٹھی خوک سوار نے منہ نہ پھیرا الغرض غم والم نے اسکو گھیرا نازنین نے مسکرا کے آواز دی ارے تجکو چاہتا ہی باپ کو بیٹا بناتا ہی مین بھی تجسے راضی ہون تیرا جنازہ اپنے ہاتھ سے اٹھاونگی تلوار کو گلے پر رکھ دے خوک سوار نے تلوار کمر سے نکالی قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہا جان جہان جان دیتا ہون نازنین نے کہا تجسے کیا ہوتے نہین دیکھا ذرا تماشا دکھین جلد اپنے کو ملعون و بدنام نہ کر ورنہ مجمع عاشقان مین بدنام ہو جاوگے محفل عاشقان مین نام نہ پاوگے اس خوک سوار نے جوش مین آکر تلوار گلے پر رکھی کہا لو صاحب مرتا ہون نازنین نے کہا دیر نہ کر مجکو فرصت بہت کم ہی مزاج بھی اسوقت برہم ہی میرے حضور کا کیا حال ہی قلب حقیقت مین ہجوم غم وملال ہی برق جادو نے بھی اکو اشارہ کیا نازنین نے مسکرا کے سینہ دکھایا خوک سوار کو نسینا آیا تلوار کھینچلی سر کٹ گیا تسمہ لگا رہا ایک آندھی سیاہ چلی اس آندھی مین برق جادو لہرائی شمع سحری کی کیفیت تھی لہرا کر زمین پر گری اسی نازنین نے دوڑ کر برق کو گود مین اٹھا لیا کر روانہ ہوگئی عمرو کی طرف دیکھا آواز دی خواجہ نہ گھبرانا ملکہ ہماری سیر کو نکلی تھین اتفاق سے ادھر آگئین اب مین انکو چاہ الماس مین پہونچاونگی خسیسہ نے جو دیکھا یہ نازنین برق کو لیکر ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی حسرت کر کے بلند ہوئی زمین پر گر گئے بیہوش ہوئی چہرہ اداس عالم یاس

رنگ رو متغیر سالوس نے جو اپنی معشوقہ کا یہ حال دیکھا تڑپ کے گرا گود مین اٹھا کر تخت پر ڈال لیا طبل بازگشت
کا حکم دیا مگر خسیسہ بیہوش رہ بہوش تھی اپنے زانو پر سر رکھے ہوے خاک اڑاتا ہوا اپنا کہتا تھا یار حقیقت مین
مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہی آج خسیسہ اس غصے مین تھی ایک کو زندہ نہ چھوڑتی مگر نہ معلوم مین وقت پر
بھانجی و مامہ کی آگئی ہمارے ہی بزرگون نے اسکو بھی تسلیم کیا آج سحر نے برق کے عجب رنگ دکھایا یہ نمونہ
سحر سامری تھا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا خسیسہ کا علاج کیا اسماے سحر پڑھے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
پکارتا تھا صاحب آنکھین کھولو بڑے عرصے مین خسیسہ بیدار ہوئی اٹھ بیٹھی کہا ارے سالوس کیون گھبراتا
ہی برق کا اس قیامت کا سحر تھا کہ کچھ چل گیا اگر مجھ ایسی ساحرہ نہوتی گلا کاٹ کر مرتی خوک سوار نے میر الکنانہ
نازمین مہ جبین تھی ناز و کرشمے دکھا کے اس گدھے کو مبہوت کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا خیر آج تو مسلمان
بچ گئے مگر کل میرے ہاتھ سے کہان جائینگے اگر اب کبھی مقابلے مین یہ گیسو بریدہ آجائیگی آنکھ ملتے ہی
وہ سحر کرون کہ مثل خوک سوار گلا کاٹ کے مرجائے چھوکری ہی وہ سحر کیا جانے مگر آج اسکا شعبدہ کامل چلگیا
خوک سوار کو خوب مارا اور نہ وہ خوک سوار برق کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا زندہ نہ بچتی اس خوک سوار نے صدہا
آدمی کھائے افلیسیا کے زمانے مین بھی یہ آتا تھا وہی جانتے تھے کہ خسیسہ کا آشنا ہی مگر وہ مرگئے اور
خدائی خاک مین مل گئی کبھی میرے مقدمے مین دخل نہین دیا مین نے جو چاہا وہ کیا ایسا شوہر کسکو میسر ہوگا
اسکے سر پر کود دن ولتی تھی وہ دخل نہ دیتا تھا سب طرح کی جفا اپنے سر لیتا تھا مگر اب جاکر سحر تیار کرتی
ہون سالوس تو نہ گھبرا تیری خدائی کو بحالی قائم کرونگی لاشہ مسلمانان سے میدان کارزار بھرونگی
مزا ایسی ہار کو دل نہ بچے کل کا سحر قیامت کا کرونگی مزا دیکھنا آسمین اڑا کر مرینگے آتشبازی کا مزا دیکھنا
چہار جانب سے ابر تیرہ و تار چھا جائینگے لگا ہارے ابر آئینگے مسلمان دیکھکر گھبرا جائینگے میرے سحر سے
امان نہ پائینگے غرض خسیسہ نے بیٹھکر سالوس کو سمجھایا سب ساحر اسکی صورت کو دیکھکر کانپ رہے ہین
آپس مین کہتے ہین حقیقت مین یہ بلا ہی اسکے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا ایسی ساحرہ ہماری نگاہ سے نہین گذری
خسیسہ تو اپنے مقام پر گئی سالوس کو بہت مطمئن کرگئی ہی اسی وقت سالوس نے حکم دیا طبل جنگی بجے
ہرکارے لشکر اسلام کے بھاگے صاحبقران ذکر لقا بدار کر رہے ہین سنتے ہین واہی لقا بدار نے بڑا
سامان شوکت مہیا کیا ہی جو کچھ وہ کہتا ہی جاسے ہی ہرکارے اکر حاضر ہوے دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے
عرض کی شعر نسبت افلاک با قدر تراز زیر چرخ * ابلق ایام با حکم تراز زیر ران شہریار عالم کی عمر دراز ہے سالوس نے
پھر طبل جنگی بجوایا آج تو خسیسہ کے بڑے لاف گزاف تھے یہ کہتی ہی کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی تیاریان
لشکر کفار مین ہو رہی ہین امیر نے فرمایا خواجہ کیا ڈر ہے ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی
بجے میان طبل سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین دھوم ہوگئی کہ کل پھر خسیسہ سے مقابلہ ہی آج بڑی خفیف
ہوگئی ہی کل بڑے زور کریگی ایسی فاحشہ ہماری نگاہ سے نہین گذری برق فرنگی نے خبر پائی کہ آج سو ہے
طبل جنگی بجا ہی چلکر خسیسہ کی خبر لون پہر دن رہے برق چلا میان خسیسہ دن بھر میدان کارزار مین رہی
پہر دن رہے خسیسہ پریزادون کا دونا ہاتھ مین لیکر در باغ پر آئی دیکھا لڑکے جمع ہین ہلڑ مچا رہے ہین
کوئی خالہ امان کہکر دوڑا کسی نے کہا نانی جان کہان تھین صبح کا بھی وقت خالی گیا ہم صبح کو بھی آئے
حصہ نہ ملا لڑکون نے خسیسہ کو گھیر لیا خسیسہ کہتی ہی ارے اندر تو جانے دو باغ مین چلو لٹکے کہتے ہین

آج ہم تم پر نچھاور ہونگے چار اودو ہرا حصہ دو خسیبہ شکل اندر باغ کے آئی برق نے رنگ و روغن عیاری
لگایا ایک لڑکے کی شکل بنا اسی غول مین یہ بھی آیا خسیبہ جیسے ہی آگے بڑھی لڑکون کو ریوڑیان بانٹنے لگی
برق نے آگے بڑھکر ریوڑیان لین اور کہا خالہ امان آج وہ بات نہوگی خسیبہ نے برق کو ہاتھ پکڑ
کھینچلیا کہا ارے اندر چل برق کو لیکر اندر آئی بارہ دری مین آکے لیٹ گئی برق چاہتا ہو اپنی جان
بچاؤن اور کام بھی کرون کہا خالی ذرا اٹھ بیٹھو خسیبہ کہتی ہو ارے آتا کیون نہین دیکھ مین نے دروازہ
کھول دیا سر ڈالدے برق نے کہا ایک بات سنئے خسیبہ لنگی سنبھال کر اٹھی کہا بیٹا کیا کہتا ہو آج
تجھکو کیا ہو گیا اصل مطلب پر کیون نہین آتا برق نے کلیجے پر خنجر رکھا خسیبہ سے آنکھ ملائی حباب مارا
ارے کہکر خسیبہ گری برق نے چاہا لپٹ کر خنجر مارون فورا جو پلک جھپکی ایک طائر نخل پر بیٹھا تھا وہ تڑپکر
برق پر گرا ایک پر مارا کہ برق زمین پر تڑپنے لگا طائر نے خسیبہ سے منھ ملا کر منھ سے کچھ قطرے پانی کے
گرائے خسیبہ کی آنکھ کھلی برق کو دیکھا زمین پر پڑا ہو اور کہ رہا ہو کہ نانی امان جانور نے مجھے گرا دیا اب لینو
مطلب کرونگا خسیبہ نے اشارہ کیا برق پر ایک شعلہ گرا رنگ و روغن عیاری کا جلگیا خسیبہ نے
دیکھا برق فرنگی عیار ہو پتلون جاکٹ پہنے ہوئے کرچ ہاتھ مین کہا کیون موذی کاہے مجھکو قتل کرنے
آیا تھا اس باغ مین مجھے کون مار کر جا سکتا ہو یہ سب طائر میرے نگہبان ہین برق منتین کرنے لگا
کہتا ہو نانی امان مین آگاہ نہ تھا عمرو نے مار مار کر بھیجا مین آخر ناچار رہا آپ تک پہونچا مصیبت مین
پھنسا اب تو یہ کرتا ہون کبھی نہ آؤنگا مین عمرو کی شاگردی سے باز آیا خسیبہ کب مانتی ہو دونا ریوڑیان
لڑکون پر پھینک دیا کہا بیٹا یہ کھاؤ مین آتی ہون دیکھو یہ عیار مجھکو قتل کرنے آیا تھا اسکو جا کر صحرا مین
قتل کرون یا چیر پھاڑ کر کھا جاؤن سب لڑکے برق کو گالیان دینے لگے کہتے تھے یہ کون ہو ہمارے
مزے مین فرق ڈالا ریوڑیان لیتے خسیبہ پر چڑھتے خسیبہ نے لڑکون سے برق کو بچایا کمر مین پنجہ
ڈالے اڑی صحرا مین ایک پہاڑ پر آئی سابق مین ذکر کیا تھا کہ ملکہ یاسمن و ناہید قمر طلعت دختر سالوس
کو لیکر ساتھ آئی تھی ناہید صاحبقران پر عاشق ہوگئی یاسمن اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہو کہ ایک طائر نے
ایک کاغذ پھینکا طائر تو اڑ گیا یاسمن نے وہ کاغذ اٹھایا اسمین طرف سے ملکہ ناہید کے لکھا تھا کہ اے
ملکہ یاسمن ذرا ہمارے پاس آؤ کچھ تم سے کہنا ہو یاسمن نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا اڑی ہوئی
چلی قریب اس پہاڑ کے پہونچی اب جو یاسمن کی نگاہ پڑی دیکھا خسیبہ کھڑی ہو برق پڑا ہوا
زمین پر تڑپ رہا ہو خسیبہ آگ روشن کر رہی ہو برق سے کہتی ہو او بھورے حضور کا تجھکو خوف نہ آیا
میرے باغ مین چلا آیا اب تیری بوٹیان کاٹ کباب کھاؤنگی اب زندہ نہ چھوڑونگی برق تڑپ رہا ہو
یاسمن کا دل دکھ گیا قریب آکر خسیبہ کے برق چھپائی گئی سحر کیے خسیبہ پر تاثیر نہوئی خسیبہ نے
سر اٹھا کر جو یاسمن کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اری تو نے اپنے باپ کو قتل کر دیا یاسمن نے چاہا تڑپکر
لکھا کون خسیبہ نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا یاسمن زمین پر گری اب اٹھ نہین سکتی خسیبہ بہت خوش ہوئی
اب قصد ہوا کہ دونون کا سر کاٹ لون یاسمن کی پریشانی برق کی چالاکی دونون زمین پر تڑپ رہے ہین خسیبہ
چھری لیکر طرف یاسمن کے چلی کہ سر کاٹ لون کہ پہاڑ سے کوہ سے آواز آئی ارے خبردار کسیکو قتل نہ کرنا دیکھ تو خداوند
نے کیا لکھا ہو خسیبہ نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان سیہ فام شیر صحرائی پر سوار ایک کاغذ ہاتھ مین شیر کو

دوڑاتے ہوئے آتا ہی خسیسہ نے دیکھا کاغذ کے سرہانے پڑی ہی مہر کی ہوئی ہی خسیسہ ٹھہر گئی وہ شیر سوار قریب آیا
شیر سے کودا شیر تو طرف جنگل کے بھاگ گیا کاغذ خسیسہ کے ہاتھ مین دیا دیکھا مہر سالوس کی ہی خوش ہو گئی کہ اسکو
میرا خیال رہتا ہی نامہ دیکھا کہ جلدی مین بند نہین کیا نامہ کھولا اسمین سے دھوان نکلا ارے کہکر گر پڑی ادھر قران
نے نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سر بسنگ در خنجر گذاری | بمیدان اژدر آتش فشانم
منم صاحبقران شیر تہ یا نم

بند و جو جھپٹ کر مارا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا یاسمن پر پرواز ہیبت چھا کے
ایک جانب بلی برق لود آ ہجا کا صاحبقران ایک جانب روانہ ہوئے سالوس اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ آسمان پر ابر
سیاہ چھایا رعد گرجا برق چمکی آواز آئی کشتی مرا نام من خسیسہ بکار لود سالوس گھبرا گیا کہا ارے یار یہ کیا ہوا دوڑا باغ
مین جا کر دریافت کرو ساحر دوڑے ہوئے گئے جا کر دیکھا ہزارون لڑکے بیٹھے ہوئے رو رہے ہین باغ سے نکل چلے
پڑے ہوئے ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ برق نے آکر عیاری کی خسیسہ یہ کہہ گئی تھی کہ اسکو جا کر قتل کرون ساحر
ڈھونڈھتے ہوئے بر سر کوہ پہونچے دیکھا خسیسہ کا تڑپ تڑپ کے کام تمام ہوا سر پھٹا ہوا لاشہ پڑا ہوا لاشہ اٹھا کے سامنے
سالوس کے لائے سالوس بہت بیقرار ہوا کہا بھائی صاحب عیارون نے تمکو بھی نہ چھوڑا آخر لاشہ خسیسہ کا بڑے
دھوم سے اٹھایا ادھر صاحبقران کو یہی پہونچی صاحبقران کو بھاری خلعت ملا ملکہ یاسمن باغ مین ناہید کے پہونچی
صحن باغ مین ناہید ٹہل رہی ہی درختون سے متوجہ ہو کے یہ اشعار پڑھ رہی ہی اشعار

کچھ میری خبر تمہین ابھی ہی
نوبت یہ صبح کی بجی ہی
صندل جو شیشے نے بھی ہی
تیری ابھی دو پہر بجی ہی
گویا سلسان سا دجی ہی

آخر شب وصل ہو گئی ہائے
قد ہی اتنا ہی رات اسکا
ہر تو ہی غنی بلا ایک محتاج
بجھا ہوا ہی ہماسے داغ دل پر

رخصت کا تمہارا قصد ابھی ہی
رفتار مین جسقدر رکھی ہی
جو ہی ترے آگے ملتی ہی
ٹوپی جو تمہاری ملگجی ہی

دل بر مین ہی جسم مین نہی ہی
کی مین نے جو غم سے سینہ کوبی
کیا آمد منتسب ہو ساقی
ہی روز فراق نیم جان ہون
ناسخ یہ فصاحت و بلاغت

ملکہ یاسمن آفرین ملکہ ناہید نے کہا بوا اب بھی ناحق آمین کو ہماری تو لبون پر جان ہی
کون سی ساعت تھی کہ تم ہلو ہائے تماشائے جنگ بیگمین ہائے کیا تماشا دکھایا لبون پر دم آیا رات سے کھانا
بالکل موقوف ہی کنیزین ملعن کرتی تھین رات کو یہ حال تھا یہ الفاظ زبان پہ تھے نظم

دارم خیال روے تو اندر نظر ہنوز
ای گریہ ہیچ کہ ز خونناب جگر
من در ہوای وصل تو ام در بدر ہنوز

با آنکہ چشم من ز تمنا سفید شد
دارم ہزار حلقہ بر چشم تر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خراب ہنر شدم

رفتی بہ پیش دیدہ و من بیخبر ہنوز
دارم دو دیدہ بر رہ باد سحر ہنوز
خاک وجود من غم ہجران بباد داد
دارم ہوای صحبت اہل ہنر ہنوز

یاسمن نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی اسقدر نہ گھبراؤ اگر صاحبقران سے ملنے کی خواہش ہی اور یہی دل مین کاہش ہی
صاحبقران سے بلطف ملاقات ہو گی اس کنیز پر بہت مہربانی فرماتے ہین اپنی زبان سے بھابی صاحب
فرماتے ہین ہم آپ کو لے چلینگے مگر بوا ایک کام کرو سالوس نے شیشہ اسم اعظم چھپایا ہی بوا اسکا پتہ لگاؤ صاحبقران
کا اسم اعظم کھلے تو صاحبقران کو بڑی خوشی ہو ملکہ ناہید نے کہا اوہ یاسمن مین نے اتنی خبر اڑتی اڑتی پائی ہی
کہ جب والد ماجد اسم اعظم بند کر کے لائے تو اپنی خوابگاہ مین گئے سب کنیزون کو بھی ہٹا دیا مگر سنتی ہون والدہ
ماجدہ نے چھپکر دیکھا مین اُنسے جا کر دریافت کرونگی اگر انسے احوال معلوم ہوا تو مین تمسے بیان کرونگی عرصہ دراز
تک یاسمن و ناہید مین باتین رہین ناہید نے کہا اب جاتی ہون یہ کہکر وہ تو روانہ ہوئی مکان مین آکر پہونچی
گلشن جبین ادہی کو دیکھا نڈھال ہو گئی گلے سے لگا لیا کہا کیون بی بی چہرہ کیون اترا ہوا ہی آج مین تمکو

بہت اُداس پاتی ہوں ناہید نے کہا اے مادر مہربان میں نہ اُداس ہوں تو کون اُداس ہو بابا جان پر کیا مصیبت ہے
مسلمان چڑھ کر آئے خبیثہ نے دعویٰ کیا تھا وہ بھی قتل ہوئی اور شکست ہوتی جاتی ہے یہ تو فرمائیے کہ اسم اعظم
حمزہ بابا جان نے کہاں رکھا ہے میں نے سنا ہے کہ ساربان زادہ تلاش میں نکلا ہے سامری و جمشید اس نگوڑے
سے بھی جس بات کا ارادہ کرتا ہے کر لیتا ہے ذرا بابا جان کو بلائیے تو اُن سے کہوں کہ اسم اعظم کو ایسے
مقام پر رکھیے کہ ساربان زادہ نہ پہونچ سکے نہیں میرے سپرد ہو میں حفاظت کروں کیا مجال ہے کہ کوئی اس
مقام پر آ سکے ایسے مقام پر رکھوں کہ ہوا بھی نہ جا سکے گلشن نے اسی وقت ناظر کو حکم دیا کہ فوراً خداوند کو تو
بلا لانا اُنکی پیاری بیٹی کچھ کہیگی سچ کہتی ہے کہ اگر عمرو تلاش میں نکلا ہے تو اُس شے کو چھپانا چاہیے ناظر کو ادھر بھیجا
کہا بیٹا مجھ سے پردہ کرنا کیا ضرور مگر باپ نے تمھارے مجھ سے پردہ کیا مجھکو بڑا قلق ہوا یہ سامنے جو قصر ہے اُس
چھپر کھٹ پر آرام فرماتے ہیں بڑی ہوشیاری کی پایہ چھپر کھٹ کا اُٹھا کر گڑھا کھودا اُسی کے نیچے شیشہ اسم اعظم
کو گاڑ دیا ناہید نے کہا جو آپ جانتی ہیں تو آپ نے والد کو کیوں بلایا اب آپ نے کہدیا ہے میں گرد اس
مکان کے پہرا کرونگی اگر طائر پرندہ بھی اس مکان کے گرد آئیگا اُسکو جلا کر خاک کر دونگی یا میں خود چوکی پہرہ
دونگی کسی ملازم کا اعتبار نہ کرونگی گلشن کہتی ہے بیٹا سچ کہتی ہو اس مقابلے میں عجب طرح کا معاملہ ہے دوست دشمن
ہو جاتے ہیں وہ وقت ہے کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکل جاتی ہے یعنی بات کہتے ہوئے غیرت آتی ہے ملکہ
یاسمن کا لکھا ناباپ کو قتل کرایا اُسے افسوس نہ آیا ناہید خاموش کچھ خیال میں صاحبقران کے منہ سے نہیں
کہتی کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے جی میں کہتی ہے اے ناہید اگر مجھکو شیشہ ملتا یہ نہ کوئی ظاہر کرتا کہ آپ کی
ملاقات کو آئی ہوں میں شیشہ جا کر سامنے صاحبقران کے توڑتی فقط چند ساعت عمر تھی صاحبقران کا حال
شل مردے کے تھا اگرچہ حرز ہیکل گلے میں ہے مگر اسم اعظم تو بند ہے اسم اعظم کا شیشہ ٹوٹتا اسم اعظم چھوٹتا صاحبقران
بڑا احسان مانتے آج کل ملک لشکر میں صاحبقران کے سبب بند ہونے اسم اعظم کے ہوگا یہ باتیں تھیں کہ
سالوس آیا لُچ نخوت سر پہ بیٹی کو بہت چاہتا ہے آتے ہی بیٹی کو گلے سے لگا لیا پوچھا مجھے کیوں بلایا ہے میں
تمھیں بہت پریشان پاتا ہوں چہرہ اُترا ہوا ہے رنگ گل رخسار متغیر کہا بابا جان آپ کو صدمات پہونچ رہے
ہیں چچا جان کی خبریں سن چکی کہ بے قتل کیے مسلمانوں نے انکا پیچھا نہ چھوڑا روز وقت الیاس عیار ملا گیا
وہی صورتیں یہاں بھی معلوم ہوتی ہیں سچ فرمائیے میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ نے بھی امان کو
کیوں گھر میں آنے دیا انھوں نے بھی یہاں آ کر منت اپنی جان دی مگر انکا مرنا تو بہت اچھا ہوا دن بھر
بلا پر رہتا تھا لڑکے مع ہیں یا سعد ابن حبشی چلے آتے ہیں نہیں معلوم کیا مزاج تھا اچھا ہوا قتل ہو لیکن مجھے آپ سے
یہ پوچھنا تھا کہ آپ نے اسم اعظم صاحبقران کہاں رکھا ہے اسکی حفاظت میرے سپرد کیجیے ایسے مقام پر
رکھوں اور ایسی حفاظت کروں کہ طائر پرندہ وہاں تک نہ آ سکے اعدا و ندے کی تو کیا مجال ہے کہ جو آ سکے
سالوس خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا بی بی تم خاطر جمع رکھو میں نے ایسے مقام پر اسم اعظم رکھا ہے کہ ہوا بھی وہاں تک
نہ جا سکے ناہید چپ ہو رہی سمجھی کہ ماں سے تو میں پوچھ چکی ہوں اب باپ کے کہا جانے زیادہ تکرار کرنے سے
کیا فائدہ ہے سالوس باہر انتظام کے واسطے گیا یہ بھی کہہ گیا کہ بیٹا نہ گھبرانا ناہید اُٹھی اپنے باغ میں آئی
یاسمن بیٹھی تھی ناہید نے آ کر کہا کہو ابوا میں چال اسم اعظم کا پوچھ آئی اب وقت مہلت مجھکو دلا دونگی
لو اول گھبراتا ہے کیوں منہ کو آتا ہے آج خداوند کہہ گئے ہیں کہ میں جا کر طبل جنگی بجوا دونگا کہتے تھے کہ حرز ہیکل چھینا

اے ہوا کیا کہون یہ باتین سنکر میرا دل الٹ گیا کلیجہ بیٹھگیا میرے تو دل کی یہ کیفیت ہے بقول شاعر نظم

مین چاہتا نہین دنیا مین عزو جاہ بلند
کہ اسکا ہاتھ ہے جون دست داد خواہ بلند
الٰہی خیر ہو مجنون کی اب کہ یہ برپا
کیے ہے رتبہ شرکثرت سپاہ بلند
اسی سے واعظ احمق کو پست فطرت جان
جو مرتبہ ہے تنا شکل مہر و ماہ بلند
لیا ہے دل کو جو میرے تو اسکو مت زنگ
خدا وہ دن نہ کرے ہو جو میری آہ بلند

یہی کہ دو دون جہان سے ہے نگاہ بلند
عجب نہین کہ چھٹے بر فلک سے فواد
کیا ہے لیلی نے کیون خیمہ سیاہ بلند
پہ چشم تیرے لیکی ہے آشنا قمری
ہوا ہے کیڑھ کے یہ شہر بیخواہ مخواہ بلند
کرے ہے گردش دوران طرح ہند لیلی
کہ ہووے ملک کی وسعت سے نام شاہ بلند

مگر تو مہر گوارا شعلہ خو ستا تا ہے
بڑی ہے اشک کے اٹھی دل سے آہ بلند
ہے چوم فوج خط اسکا نہ کیون بڑھا حسن
دکھانہ سرو مجھے ہے مری نگاہ بلند
مگر غرور تو زنہار اسپہ اے نادان
ہر ایک شخص کو یان گا ہ پست گاہ بلند
ترا بھی نالہ تو پہونچا ہے تا فلک سودا

دو دون ہجران دیدہ آفت کشیدہ رو رہا تھین یاسمن نے کہا برا نا ہید اسم اعظم کی تدبیر کرنا مین جاکر خبر تمھارے واسطے بھیجونگی سالوس طبل جنگ بجوانے کو کہگیا ہے ملکہ یاسمن تو طرف لشکر صاحبقران لے روانہ ہوئین ناہید فکر مین ہے کہ مین اسم اعظم کو لادون پاس صاحبقران کے پہونچاؤن مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری خدمت مین صاحبقران کے حاضر مین یہی عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار ہوشیار رہیے گا سالوس فکر مین جنگ کی ہے صاحبقران کو خوب سمجھا کر عمرو تو لشکر مین سالوس کی نکلا سالوس نے تیز رفتار سے کہا کہ ای تیز رفتار قدرت نے تو یہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ بند کر لایا اب یہ بات ہونا اسم اعظم کا بہت دشوار ہے سوا قدرت کے اور کوئی مقام نہین جانتا زوجہ قدرت کو آگاہ نہین کیا اگر مجھے ہو سکے تو صاحبقران کو پکڑ لا قدرت بھی فکر مین نکلیگے سہمان شعلہ زن وزیر بھی میرا فکر مین گیا ہے اس فکر مین کل سے وہ پھر رہا ہے گرتا ہے صاحبقران نہین پہونچا عمرو عیار ہر وقت حمزہ کے ساتھ رہتا ہے تیز رفتار نے کہا غلام جاتا ہے بن پڑتا ہے تو حمزہ کو لاتا ہون یہ کہکر تیز رفتار نکلا سالوس ساتھ والون سے کہ رہا ہے کہ حمزہ گرفتار ہو جائے تو ایک سحر مین لشکر کو غارت کرون یہ کہکر حکم دیکر طبل جنگی ابھی نہین بجوایا سہمان شعلہ زن وزیر سالوس بھی اسی فکر مین عقاب بنا ہوا کبھی لشکر صاحبقران مین جاتا ہے کبھی پلٹ کر اپنے لشکر مین آتا ہے تیز رفتار جنگل مین آکے ایک جھنڈی مین بیٹھا سوچ رہا ہے کہ لشکر حمزہ مین کس صورت پر جاؤن کہ اتنے مین بیٹھے بیٹھے دیکھا عمرو آتا ہے خیال مین گذرا کہ لشکر اس سے مقابلہ کرون یا اسکو پکڑ لون یا مارون مگر یہ بھی دیکھ چکا ہے کہ عمرو سو سو عیارون سے لڑا اور رنج کر نکلگیا مین اکیلا کیا کرسکونگا نہایت تردد مین ہے خواجہ بھی سر جھکائے چلے آتے ہین کہ سہمان بشکل عقاب آسمان پر اڑتا ہوا جاتا ہے اتنے مین عمرو کو دیکھا تڑپ کے گرا جھپکر مین عمرو کی دیا ہے سہما کا خیال مین گذرا کہ لشکر مین نہ لیجاؤ کہ اسکا کوئی شاگرد آجائے وہ اسکو چھڑالے تو ملال ہوگا یہ سوچتا ہوا طرف صحرا کے چلا مگر تیز رفتار نے خود دیکھا کہ سہمان شعلہ زن عمرو کو پکڑ لیگیا شام ہو چکی ہے اول کی تاریخین ہین فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی کا بچھایا ہے ذرہ ریگ بیابان ستارہ والے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین یہ تو خوب یقین ہے کہ سہمان شعلہ زن عمرو کو پکڑ لیگیا اور ایسے مقام سے لیگیا کہ کسی کو خبر بھی نہوئی کوئی شاگرد بھی عمرو کا آگاہ نہین ہوا یہ سوچکر اپنے رنگ و روغن عیاری کا نکالا عمرو کی شکل بنکر تیار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا کنارے پہ آیا ابو الفتح وغیرہ سے ملاقات ہوئی پوچھا ماموں جان آپ کہان سے آتے ہین تیز رفتار نے اشارہ کیا مجھسے بات نہ کرو مین ایک ضرورت مین ہون

ابوالفتح سمجھا کسی عیاری کی فکر مین ہو گئے تیز رفتار در دولت صاحبقران پر آیا صاحبقران انتظار مین تھے
کہ شاید لشکر سالوس مین طبل جنگی بجے کہ پہر رات آگئی اور طبل جنگی نہ بجا صاحبقران دربار برخاست کرکے باہر
تشریف لائے دیکھا کہ عمرو سر جھکائے چپکا کھڑا ہے امیر نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے تیز رفتار نے اشارہ کیا
کہ اسوقت چلاکر کلام نہ کیجیے عیار سالوس آیا ہے آپ کنارے چلیے تو کچھ عرض کرونگا صاحبقران نے
سردارون کو رخصت کیا عمرو سے باتین کرتے ہوئے چلے تیز رفتار لگا کر صاحبقران کو پشت پر ایک خیمے کی لایا
وہان پہونچا تھا باتون مین لگا کر صاحبقران کے گلے مین حلقۂ کمند کے ڈالدیے حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ
باندھکے بھاگا جب تیز رفتار صاحبقران کو لیگیا مقبل انتظار مین الگ کھڑا ہے جب عرصہ ہوا تو مقبل تلاش مین
چلا پشت پر خیمے کے آکر دیکھا خنجر صاحبقران کا زمین مین پڑا ہے پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے مقبل نے
پکار کر آواز دی اے عیاران اسلام عمرو کی صورت بنکر کوئی آیا خواہ کوئی جادوگر تھا یا عیار تھا ابوالفتح نے کہا
ساحر نہ تھا معلوم ہوتا ہے تیز رفتار صاحبقران کو بصورت ماموں جان لیگیا بڑی مشکل کی بات ہوئی کہ
برق و قران بھی دوڑے ہوئے آئے ابوالفتح نے سب حال بیان کیا کہ تیز رفتار بصورت خواجہ عمرو آیا امیر کو
لیگیا برق نے کہا خلیفہ تمھے سنا قران نے کہا عقل یہ کہتی ہے کہ استاد کو بھی کسی نے گرفتار کیا جب تو وہ بخوف
خواجہ کی شکل بنکر آیا اور صاحبقران کو لیگیا تیز رفتار تو لیے ہوئے صاحبقران کو جاتا ہے سہمان خواجہ کو لیکر صحرا مین
آیا ایک جنگل مین ٹھہرا خیال مین آیا کہ عمرو کو ہوشیار کرکے قتل کرون کہ کان مین آواز دردناک آئی کوئی عورت
بلک کر رتی ہے اور کہتی ہے یا خداوند سامری و جمشید خدائی مین آگ لگی ہے میرا بچہ کیا ہوا تھا اگر سوتا تھا آج تین
دن سے نہانی کی فکر ہے نہ کھانے کا ذکر ہے کہان جاکر اپنی بچے کو ڈھونڈھون کس سے کہون کون پتہ بتائے کون اسکو
ڈھونڈھ لائے سہمان نے پلٹ کر دیکھا ایک ضعیفہ کو دیکھا گوری گوری صورت جھریان پڑی ہوئین سفید اطلس
کا پاجامہ محمودی کی چادر آنکھون سے دریا جاری یہ کلمات زبان پر کہ تو ہی میرا عاشق تو ہی میرا معشوق میری
زندگی کا مزا گیا افسوس ہزار افسوس نظم

در گوشش از قصۂ من داستان رود
گل میدرد قبا چو ازین گلستان رود
سرگرم عیب گشتنت ای یار خوب نیست
شکل شرر شتاب ازین خاکدان رود
در گوشش نشستہ ام امیدوار لطف
سود است بجان من خستہ جان رود

ہرگز نمیرود ز نرمش تا کہ جان رود
آن گل بناز بالش خواب گران رود
زلفش چو منتشر شود از جنبش نسیم
دولت کہ آوری بہ کف رائگان رود
شاہ نجف کہ ہست در او قبلۂ مراد
لو مید بندہ زین در دولت چسان رود

عاشق کجا ز کوے تو ای مہربان رود
رفتن ز باغ دہر بود ماتم خلیل
آتش شود بلند بہ بالا دخان رود
چون شعلہ ہر کسی کہ کشد سر بہ آسمان
یابد مراد ہر کہ بران آستان رود
یارم ہمہ ز بزم خیر رود گر ز روئے قہر

سہمان نے جو بڑھیا کو اس حال خراب سے دیکھا پکار کر پوچھا بڑی بی خنا
خیر تو ہے بڑھیا اپنے ہوش مین نہین ہے کبھی درخت پر ٹکر ماری کبھی گر پڑی کبھی چیخی کبھی دونون ہاتھون سے منھ کو
پیٹنے لگی سہمان دوڑا بڑھیا چاہتی تھی کہ اپنا سر پتھر پر مارے سہمان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بڑی بی دیکھو سر پھٹ جائیگا
لہو تو کیا مر کر گذر رہی بڑھیا نے ہاتھ پکڑنے کی شفقت پوچھا بڑھیا نے سر اٹھا کر دیکھا نگاہ غور دیکھا بلائین لینے لگی
کبھی کہتی ہے بیٹا ذرا جھک جاؤ کہ مین پیار کر لون تجھکو کلیجے مین رکھلون آنکھون کے پردے مین چھپا لون
میرے پیارے کہان تھے تین دن سے مان کے بلکنے پر خیال نہ کیا سہمان کہتا ہے مین تو گھر مین تھا ہائی
منفعل حال کہو ایسا نہو کلیجہ پھٹ جائے ذرا اپنے کو سنبھالو بڑھیا نے اپنے کو سنبھال کر کہا بیٹا تیری ہزار برس کی

عمر ہو میں نے اپنی ماں کی گود میں پرورش پائی شوہر میرا مرگیا چالیس اولادیں تھیں سب مرنے لگے دو مہینے کے اندر سب مر گئے
ایک بیٹا بچا میں بہت محتاج نہیں ہوں سامری و جمشید نے سب کچھ دیا ہے چالیس گاؤں ہیں خشکا اُن کا پاتی ہوں
اب وہی میری زندگی کا باعث تھا آج تیسرا دن ہے کہ اُسنے انتقال کیا میں تو روتے روتے بیہوش ہوگئی پڑوسن آ کر
ہر جب تابوت کے اٹھانے کیلئے چلا یا میں جو ہوشیار ہوئی ایک ایک سے کہتی تھی میرا بچہ کہاں گیا اسی بیقراری
میں نکل آئی گلی گلی چھانتی پھرتی ہوں کہیں اسکو نہیں پاتی اسوقت تمکو دیکھا بعینہ صورت میرے بچے سے ملتی ہے دل کو
تسکین ہوگئی اتنا چاہتی ہوں کہ تم چلکر میرے گھر میں رہو چالیسوں گاؤں اور نذیان بلاؤ تماشا دیکھا کرو مگر میری
آنکھوں کے سامنے ہو کچھ کنکر پتھر کی گھر میں زمین اشرفیان روپیہ مہیا سب جو چاہو لیکر خرچ کرو جوا کھیلو
شراب پیو جس بات میں تمھارا جی بہلے وہ بات کرو میں سب طرح راضی ہوں فقط دیکھنے کی طالب ہوں اور
مجھے کسی شی کی خواہش نہیں کپڑا عمدہ پہنو کھانا اچھا کھاؤ جو تمھارے مزاج میں آئے وہ کرو میری آنکھوں کے سامنے
سے نہ ہٹو فقط صورت دیکھا کرونگی سہمان نے بڑھیا کو گلے سے لگا لیا کہا مادر مہربان اسوقت مجھے ایک کار
ضروری ہے میں بھی خداوند کا وزیر ہوں تمام کارخانہ قدرت میرے سپرد ہے عمرو عیار کو لیکر آیا ہوں وہ ہمارے
خداوند کا دشمن ہے اسکو قتل کرلوں تو میں تمھارے ساتھ چلونگا تمھارے ہی پاس رہا کرونگا تمھاری بیقراری دیکھکر
گھبرا گیا بڑھیا نے کہا بیٹا تم نے مجھکو خوب راضی کیا میں بھی تمکو راضی کرونگی گھربار تمھارے نام پر نثار ہے میرے
ساتھ تحصیلدار کے یہان چلو سب تمھارے نام کرادون سب زمین کا ایک پٹہ ہو وہ تمھارے گلے میں پڑا رہے
مجھے ٹکڑا روٹی کھلا دو گزی گذار رہا ہے پیاہو دو چاند سی دولہن بیاہ کے لاؤں پوتا گود میں کھلاؤں شادی بھی ایسی
جلد کرون کہ لاکھ دو لاکھ کا جہیز ملے دولہن ایسی آوے کہ مجھکو تمکو راضی رکھے مگر ناحق ہو کسی کا دل نہ کھائے جلے
تن بدن ہو جائے کہ میرے بچے کی دولہن آئی ہے دروازے پر صبح رہیں لو تندون گھیری کھاتے دیکھنے والونکے
منھ میں پانی بھر آئے سہمان ہنستا جاتا ہے کہتا جاتا ہے ایک ذرا ٹھہر جائیے میں عمرو کو ہوشیار کر کے قتل کردوں
کہا بیٹا تم کیسو اپنے ہاتھ سے قتل نہ کرو بھوت پلید بنکر تمپر چڑھ بیٹھے تو میں کدھر کی ہونگی سہمان نے کہا مادر
مہربان ہم ساحر ہیں ہمارا یہی کام ہے خداوند سالوس بچا لیگے بڑھیا نے کہا نگوڑا سالوس کون ہے میں تو اُس
بجر وے کے بچے کو دیکھوں ارے سامری و جمشید خداوند ہیں سالوس مٹھی چوس ولد دیوس نبیرہ اسطو قدوس
مبنی قاموس بنت سدوس مادر طاؤس کو مجھے دکھا دے میں یہ سب لفظیں اسکو کہونگی سہمان نے کہا مادر مہربان
کیا غضب ہے وہ خداوند مشہور ہے سب اُسکو سجدہ کرتے ہیں مگر آج کل مصیبت میں مبتلا ہے مسلمانوں نے برباد کر ڈالا
ہے لیکن آج مسلمانوں کا خاتمہ ہوتا ہے اُس شخص کو پکڑ لایا ہوں کہ جسکے مقدمے میں سامری و جمشید لگ رہے ہیں
کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے آج میں خداوند کو خوش کرونگا عمرو کو قتل کرتا ہوں بڑھیا نے پنجے کڑکڑا کر
ایک طمانچہ مارا کہا بجر وے کے بچے تیرا باپ ہوتا تو تجھکو سزا دیتا میں بیوہ ہوں جو چاہے باتیں بنا میں تو
نہ مانونگی کہ تو اپنے ہاتھ سے عمرو کو قتل کرے میں نام سن چکی ہوں یہ وہ ظالم ہے کہ جسنے سیکڑوں جادوگروں کو
مارا ہے تم راکس بنکر تیرے سر پر چڑھ بیٹھیگا زندہ نہ چھوڑیگا تب تو میں کسکی ہوکے رہونگی تلوار مجھے دے میں تو قبر میں پاؤں
لٹکائے بیٹھی ہوں اگر یہ راکس بھی بنیگا تو کیا کرے گا تو میرا وارث موجود ہے علاقہ لے لینا ہمیں کرنا بھی ہمارے نام پر بھی
ہاتھ اٹھا دینا دیکھو تو میں کیونکر قتل کرتی ہوں ارے میں گاؤں کی رئیسہ ہوں میں نہ جو گھر سے نکلی دو سو عورتیں اپنے
بچے گودوں سے نکل پڑیں وہ بھی آتی ہونگی یہ کہکر سہمان سے تلوار لی کہا ذرا نگوڑے کو ہوشیار کر اب جو عمان

ہوشیار کیا عمرو کی آنکھ کھل اپنے کو سحر مین مبتلا پایا ایک بڑھیا جادوگر سے باتین کر رہی ہی بڑھیا نے تلوار چمکا کر
کہا کیون نگوڑے عیار مکار تیرا سر کاٹ لون سہمان سحاب بڑی بی ہاتھ مار دینگی مگر بڑھیا نے ہاتھ چمکا چمکا
کے ہاتھ روک لیا تلوار کھینچی ہوئی ہاتھ مین ہی چار انگل کا بیٹا چیرا ہوا کئی مرتبہ عمرو پر چمکائی گھبرا کر کہا لو بیٹا غضب
ہوا سب گاؤن والیان آتی ہین ارے میری جنجالی بھی ہی دیورانی بھی آ گئی ساس بھی نکل پڑی بیدو سنین
سب ساتھ ہین سب روتی پیٹتی چلی آتی ہین سہمان بیٹا جیسے ہی اپنے منہ پھیرا تلوار تو بڑھیا کے ہاتھ مین تھی
ایک تلوار کا ہاتھ مارا نعرہ اپنے نام کا کیا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گذار ہشتم یکہ لیکن گران بہ ہزار
تلوار جو پڑی سہمان کا سر کٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا خواجہ نے اٹھتے ہی اپنے سہمان کے اتار لیے کمر ٹٹولنی لگی
برق نے کہا استاد جلدی نکل چلیے کوئی فکر معقول کیجیے آپکی صورت بنا تیز رفتار صاحبقران کو چرا لیگیا مین تو
انہین کی تلاش مین نکلا تھا آپ کو جو گرفتار دیکھا میان سہمان کی گردن کی تشکر ہی کہ ملعون کو مارا عمرو نے جو حال
گرفتاری صاحبقران سنا رنگ ہوا ہو گیا کہا ارے برق عیار سب مر گئے تھے برق نے کہا آپ کی صورت پر
سب نے دھوکا کھایا حقیقت مین زود رفت کا بھائی ہی مجھکو یہ عیاری اسکی بہت بھاری ہی لیکن بتا نہ تھا بات نہ کرتا تھا
انہین فقرون مین صاحبقران کو لیگیا برق سے کہا تم جاؤ ہم جا کر اسکی فکر کرتے ہین اگر لشکر مین پہونچ گیا تو بیشک
مشکل ہوگی کیونکر تسکین دل ہوگی برق نے کہا مین بھی ساتھ چلون عمرو نے میان برق سے ایک دھول لگا دی
کہا بے تو چلا کیا کرے گا مین سمجھ لونگا برق الگ ہوا مگر الگ الگ چلا کہ دیکھون استاد کیا عیاری کرتے ہین خواجہ
کنارے آئے رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوئے دوڑتے ہوئے چلے اتفاقات
قضا و قدر کہ تیز رفتار لشکر سے صاحبقران کو لیکر نکلا ہی برابر ایک درہ کوہ کے بیچ کھڑا سوچ رہا ہی کہ کسطرف لیکر
جاؤن کہ آسمان پر سناٹا ہوا اوپر نظر کی دیکھا ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہی تیز رفتار سوچا کوئی ہوگا ساحر نے پکار کر کہا
ای شخص تو کون ہی یہ پشتارہ سے مین کیا بندھا ہی تیز رفتار نے کہا تجھے کیا مطلب ہاتھ صاحبقران کا کھلا
تھا ساحر نے کہا کیا تو بردہ فروش ہی کل سے بارہ چودہ لڑکے غائب ہو چکے ہین گاؤن مین غل پڑا ہوا ہی مان
و باپ انکے رو رو کر جان دیتے ہین تم روز آ کر لڑکون کو پکڑ لے جاتے ہو تیز رفتار گھبرایا کہا بھائی مین بردہ فروش
نہین ہون خداوند سالوس کا عیار ہون تیز رفتار میرا نام ہی حمزہ کو پکڑ لایا ہون خدمت خداوند سالوس مین
لیے جاتا ہون یہ خداوند کا دشمن ہی بردہ فروشی سے کیا کام ساحر نے کہا مین نہ جانے دونگا جب تو تیز رفتار
بھی بگڑا کہا مینے تجھے سب حال مفصل کہدیا اور پھر مجھکو روکتا ہی قدرت سے کہکر تقدیر کرا دونگا وہ جانور بنا دیگی
ساحر نے تیغہ کھینچا کہا تیرے سحر تو کیا کرون مگر تجھکو تلوار سے مار لونگا تیز رفتار نے پشتارہ رکھدیا تیغہ چلنے لگا
تیز رفتار جانتا ہی کہ یہ ساحر کیا لڑیگا فنون سپاہگری کو یہ لوگ کیا جانین تیز رفتار نے دیکھا کہ ساحر ہر چوٹ کا
جواب دیتا ہی آنکھ جو مل گئی اب اسنے پہچانا پکار اٹھا کہ ارے عمرو عیار ہی عمرو نے کہا ای تیز رفتار خیر
اسی مین ہی کہ پشتارہ چھوڑ دے اور اپنی جان کو غنیمت جانو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے لڑتے لڑتے
تیز رفتار نے پھینک تیغہ مارا عمرو نے جست کی اب جو زمین پر آیا وہان پر کھینچی تھی ادھر ڈالکر عمرو گرا تیز رفتار نے
پھینک حباب مارا خواجہ بیہوش ہوئے اب سوچا کہ دونون کو کیونکر لیجاؤن عمرو کا سر کاٹ لون پھر لیکر چلا
تھا کہ پشت سے آواز آئی استاد یہ کیا کرتے ہو دیکھو قتل نہ کرنا قدرت گنہگار بنا لینگی قدرت کا حکم ہی
کہ جب عمرو کو گرفتار کرو زندہ ہمارے سامنے لاؤ میت سے دیکھا مہیر میرا شاگرد پکارتا ہوا آتا ہی اب

تیز رفتار ٹھہر گیا مہمیز قریب آیا کہا استاد یہ کیا معرکہ تھا تیز رفتار نے کل کیفیت بیان کی مہمیز نے کہا دیکھیے قدرت بھی تشریف لاتے ہیں جیسے ہی تیز رفتار ملا خلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے حساب مارا بیہوش ہوا نزدہ کیا تم مہتر برق فرنگی اول عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا کہا بیٹا برق بڑا کام کیا مگر تیز رفتار کے ہاتھ میں انگوٹھیاں تھیں وہ کیا ہوئیں برق نے کہا استاد آپ کو تو ناحق کا گمان ہو اس ملک والے تو انگوٹھیاں نہیں پہنتے یہ کہکر بھاگا عمرو نے امیر کا پشتارہ زنبیل میں رکھا اب قصد ہوا تیز رفتار کا سر کاٹ لوں کہ دیکھا بارہ چودہ شاگرد تیز رفتار کے چلے آتے ہیں اُنھوں نے جو دیکھا کہ استاد بیہوش پڑے ہیں عمرو سر کاٹا چاہتا ہے نعرہ کر کے سب دوڑے عمرو نے دیکھا اب اُنسے لڑنا بیکار ہے امیر قبضے میں آ چلے یہ سوچکر عمرو طرف لشکر کے چلا شاگردوں نے تیز رفتار کو ہوشیار کیا خدمت میں سالوس کی آیا سب کیفیت بیان کی سالوس نے بڑا افسوس کیا اور کہا اے تیز رفتار ذرا تلاش کر کوئی میان والا ملگیا ابھی میں نے خبر پائی کہ عمرو ذکر کر رہا تھا کہ اسم اعظم رہا کرے لڑو لگا کوئی ہمارے لشکر والا شاید ملگیا اے تیز رفتار میں نے اسم اعظم ایسے مقام پر رکھا ہے کہ جہاں کمند وہم و خیال بھی نہ پہونچے اس راز سے کسیکو آگاہ بھی نہیں کیا پھر کیا سبب جو عمرو کو خبر پہونچی تیز رفتار یہ سنکر باہر نکلا مہمیز اپنے خلیفہ سے کہا کہ ذرا خبر لگاؤ ہمارے شہزادوں سے کوئی ملگیا ہے مہمیز چلا عمرو کا حال سنیے کہ خواجہ صاحبقران کو بارگاہ میں لائے ہوشیار کیا سب کیفیت بیان کر دی اب اِدھر آئیے ایک طائر نے پرچہ گود میں گرایا طرف سے یاسمن کے مرقوم تھا کہ مجھکو ناہید نے بلوا بھیجا حقیقت میں بہت بیقرار تھی میں نے باتوں میں اُسکو بہلایا مگر برائے چند ساعت آپ بھی تشریف لائیے خواجہ طرف باغ ناہید کے چلے مہمیز نے صحرا میں ٹھہر اتفاقاً دیکھا اسنے عمرو جاتا ہے حیران ہوا کہ عمرو کہاں جاتا ہے دیکھو ہوا چلا خواجہ بخوف باغ میں ناہید کے آئے دیکھا ناہید رو رہی ہے کہتی ہے کہ اے یاسمن کالی راتیں ہجر کی مجھکو کھاتی ہیں اگر ملاقات ہوئی تو یہ عرض کرونگی بقول شاعر نظم

کچھ گلے ہمسے بھی سنیے کچھ شکایت کیجیے
اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سو جایے
خضر فرماتے ہیں ہمکو بھی ہدایت کیجیے
وہ مری گستاخیوں پر قتل کرتے ہیں مجھے
زہر کے مانند رگ رگ میں سرایت کیجیے
وصل میں وصف دہن کا لیکن یہ موقع نہ تھا
آپ کچھ تائید یا شاہ ولایت کیجیے

کچھ لڑائی آج ذلیخا اور اس دلبر میں ہے
شکوہ بیداد یا شکر عنایت کیجیے
یوں نکالا چاہتا ہے آرزوئے دلکو عشق
زخم کہتا ہے کہ اسقدر تھا رعایت کیجیے
یوں لگا لیتے ہیں باتوں میں لگا کہتا ہے کہ
ہائے تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے

جب نہ ہجر و وصل میں اُنکی عنایت کیجیے
بولیے کسکی طرف کسکی حمایت کیجیے
کوچۂ الفت کی راہ ہونے میں جو آگاہ ہم
یہ ارادہ ہے کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے
ہے ارادہ تلخی غم کا تری اے ہجر دوست
ابتدا سے پھر بیان اپنی حکایت کیجیے
عشق بت چھوڑیے لیٰ اللہ ہو جا بلا کی

یہ اشعار سنکر یاسمن نے آہ کی کہا بوا لیا کہوں جو دل پر گذر رہی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تڑپ تڑپ کر جان دیں عشق کا کبھی نام نہ لیں اگر خواجہ آتے ملاقات ہوئی تو اُنسے کہتے نظم

نہ بہ زمین قوس است گر ابروے تو
سرنگون شد پیش این ابروی تو
سرو در گلشن بپایت سر زند
سجدہ گاہ قدسیان شد کوے تو
عاشق بیچارہ خاقانی کجا

تا فرہ چین کاکل مشک بوے تو
غارت بگرفت اے گل در چمن
چون بہ بیند قامت دلجوے تو
باغزال وحشی صحرا شود
جان من بیرون رود از کوے تو

بر فلک قوس قزح اے رشک مہ
نازکی نسرین تراز بوے تو
از حرم صد درجہ باشد محترم
کی مماثل چشم بے آہوے تو
اسطرح حسرت کو یاس کی باتین

دونوں شاہزادیاں گریہ کر رہی ہیں عمرو کو آتے ہوئے دیکھکر دونوں چپ ہو گئیں ناہید نے کہا خواجہ آئیے خواجہ بیٹھیے مگر مہمیز نے خواجہ کو آتے ہوئے اس باغ میں دیکھا حیران تھا کہ میاں آنے کا عمرو کے کیا باعث ہے یہ سوچکر قریب باغ کے آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا خواجہ عمرو بیچ میں بیٹھے ہیں اور ملکہ ناہید کہہ رہی ہیں کہ خواجہ فکر ہوئیں نے کی ہے اگر بن پڑا تو انشاء اللہ اسم اعظم کی تدبیر کرونگی مہمیز یہ دیکھکر جلگیا اول تو یاسمن کو دیکھکر دل سے یہی کہتا تھا کہ یہ جیجون کی بیٹی میاں کیوں آئی تو طلعت اس سبب کیوں آئی ہیں اور نہ کہ عمرو کو بھی گھر میں بلایا اب تو کیا پوچھنا ناہید نے کہا خواجہ انشاء اللہ اسم اعظم کی رہائی ہو جائیگی یہ جو اس ملعون نے سنا غصہ ہو سا پکارا کہ اری او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو نے اپنے گھر میں اس ساربان زادے کو جگہ دی جا کر خداوند سالوس سے کہتا ہوں دیکھیو بی ناہید تمہارا ابھی علاج ہو جائیگا گوشے میں بیٹھکر یہ رنگ جمایا دشمنوں کو اپنے گھر میں جگہ دی دیکھو تو کیا سزا ہوتی ہے ملکہ نے جو مہمیز کو دیکھا کہا تو خواجہ غضب ہو یہ مہمیز تیز رفتار کا خلیفہ ہے یہ جا کر سالوس سے کہیگا ہمارے در پے آزار ہو گا بس خواجہ للکارتے ہوئے اٹھے کہ او ملعون وہاں سے کیوں چلا جاتا ہے نیچے آ تو معلوم ہو مہمیز بھی جوش میں کود پڑا عمرو و مہمیز سے تیغ چلنے لگا ملکہ تھر تھر کانپ رہی ہے مہمیز شور و شور سے لڑ رہا ہے خواجہ دنگ ہو رہے ہیں ہر چند چاہتے ہیں کہ اسکو قتل کروں یا گرفتار کروں لیکن ممکن نہیں ہوتا قضائے کار شمیم جادو سالوس کا ملازم آسمان پر اڑا ہوا جاتا ہے اسنے جو مہمیز و عمرو کو لڑتے ہوئے دیکھا خیال میں گذرا کہ اسکی کو اگر یہ قدرت تلاش کرتے تھے تیز رفتار نے کئی مرتبہ اسکی کوشش کی دونوں کو پکڑ لیجیوں پھر سوچا کہ مہمیز تیز رفتار کا شاگرد ہے فقط عمرو کو لیجیوں مہمیز کو بھی غنیمت ہو جاویگا تدبیر کر رہا ہے مگر عمرو پر قابو نہیں ہوتا یہ بھی خوش ہو جائیگا تڑپ کر وہاں سے نعرہ کر کے آیا شمیم جادو عمرو نے چاہا جست کر کے نکلوں مگر اپنے مقام سے ہٹ نہ سکے شمیم نے پنجہ کمر میں دبا لیے اڑا مہمیز نے دیکھا عمرو کو شمیم لیگیا پکارکر آواز دی بی ناہید جاؤ خداوند رت سے اطلاع کرتا ہوں ابھی آفت آتی ہے ناہید گھبرائی ملکہ یاسمن کہنے لگی میں اس ملعون کو پکڑ لاؤں یہ کہکر دوڑی قصد کیا سحر کروں مہمیز نے ... کی دیوار کے پار پہونچا ملکہ یاسمن دیکھکر رہ گئیں مگر گرفتاری پر عمرو کی نہایت پریشان ہوئیں کہا لو بوا ناہید سردار لشکر اسلام گرفتار ہو گیا اب راز کھلا اب اس مقدمے کا نباہنا دشوار ہے جو تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے نظم

آگ شہ رجائے جو تیرے تن تو خود جلجائے
تن بدن پھونک دیا ہے تپ فرقت نے
کیوں نہ پروانے کے مانند کبوتر جلجائے
دوست کہتے ہیں اسے ساتھ جو دل آتش
غم سے ہو کوئی عاشق مضطر جلجائے
تو وہ پرکالۂ آتش قد موزوں تیرا
دیکھکر گل دلدار کا اژدر جلجائے

پر پروانہ ہے کیا شمع رخ جاناں پر
کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بستر جلجائے
بار آرزو جان سوز اگر نرگس فتن
شمع کے جلتے ہی پروانہ نہ کیونکر جلجائے
جب نہ تب نالۂ سوز انسے جلا خانۂ دل
دیکھیے اس سے جو تشبیہ صنوبر جلجائے
آتشیں چہرہ ہے ہر شاہد مضمون ناسخ

آتش عشق وہ ہے جس سے سمندر جلجائے
گر فرشتہ بھی اگر جائے تو شہپر جلجائے
شمع ساں شرح تپ غم سے یہ سوزاں ہے
ہر یقیں خانۂ آئینۂ سکندر جلجائے
طبل سمجھے وہ جو ضم جانگی آتشبازی
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجائے
شجر طور کے مانند عصائے موسی
کیا عجب گرمیٔ اشعار کا دفتر جلجائے

دونوں شاہزادیاں خوب روئیں آپس میں یہی صلاح ہوئی کہ کہیں نکلجائیں مگر مہمیز جیسے ہی باغ سے باہر نکلا خوشی خوشی جاتا ہے کہ جا کر خداوند سے عرض کروں کہ دیکھا جنگل سے اشعار عبرت خیز کی آواز آرہی کوئی یہ اشعار پر سوز و گداز پڑھ رہا ہے نظم

گیرم ہست خوش اذان در بہار گل		آید برون بہار چو سبزہ در خار گل

تا کی وہ انتظار نسیمی توان نشست	تا کی توان مقیم رہ انتظار گل	خواہی ایاغ پُر کن و خواہی سبو ز اشک
مرغ چمن علاج ندارد ز خار گل	ہنگام گل گذشتہ و عالم چو گلشن ست	بس تو ایاغ یاس کردہ درین روزگار گل
بلبل بکام خویش فغان کن کہ نقد اشک	عشقی ز دیدہ کردہ و بنمائی نثار گل	

حیران ہوکر دیکھا کہ یہ کون لگا ہی دیکھا ایک عورت مگر نہایت حسین غبار چہرے پر ملا ہوا ایک نخل کے سایے مین بیٹھی ہی ہاتھ مین کوئی شی اسکو دیکھ دیکھ کر زیادہ روتی ہی اسطرح بیقرار ہوتی ہی کہ اُسکی بیقراری پر دل سنگ آب ہو کیسا ہی سخت دل ہو مگر اُسکو دیکھکر بیتاب ہو مہمیز چھپ کر قریب آیا جھانک کر دیکھا میری تصویر لیے ہوئے رو رہی ہی کبھی تصویر کو بوسہ دیتی ہی کبھی گلے سے لگا لیتی ہی کبھی کہتی ہی کیون صاحب تمکو کہان ڈھونڈھین کمبخت سوداگر یہ سودا ہمارے ہاتھ بیچ گیا ہنسے خود سودا خرید ا مہمیز ہنستا ہوا سامنے سے آیا جیسے ہی صورت دیکھی وہ نازنین اُٹھی اُٹھکر بلائین لینے لگی کہتی تھی مین لات و منات کے صدقے ہو جاؤن کہ اُنھون نے میری آرزو پوری کی تین دن ہوے گلیان چھانتی پھری تمھاری تصویر کا یہ مرتبہ ہی سوداگر بیچتے پھرتے ہین لوگ بخواہش خریدتے ہین مگر مین کیا صاحب نصیب ہون گھر سے آوارہ ہو کر نکلی اپنے دل کی آرام و چین کو ڈھونڈھ نکالا جسوقت سے اس صحرا مین آئی طپش و بیقراری دل کی بڑھ گئی حیران تھی کہ اب میری قضا آئی ہی مگر شاعر نے سچ کہا ہی شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ❊ آتش شوق تیز تر گردد ❊ آؤ ذرا میرے پہلو مین بیٹھ جاؤ میرا دل تسکین پائے آنکھون مین نور قلب مین سرور ہو کسی گوشے مین چلکر بیٹھو کہ سوز دل کم ہو مزاج کا برہم ہونا باعث خرابی ہی مگر ذرا میرے سینے پر ہاتھ رکھو یہ کیفیت کبھی نہ دیکھی ہوگی اب تمھارا ملنا غنیمت ہوا اب مین اپنے خداوند کا ہو جا کر دونگی سامری و جمشید کو بھوگ دونگی لات و منات کو بھینٹ چڑھاؤنگی مہمیز خوش ہوتا ہی ہنستے ہنستے پوچھا کیون صاحب تمھارا نام نامی کیا ہی اُس نازنین نے ہنسکر کہا صاحب مجھکو غنچہ دہن کہتے ہین یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ گلفشان کہتے ہین مین وہان کی شاہزادی ہون تمھاری تصویر ایک سوداگر سے خریدی دیکھتے ہی دیوانی ہوئی دو دن گھر مین تڑپا کی کنیزین ہنستی تھین کہ بی بی کو کیا ہو گیا کاغذ کو دیکھ دیکھ کے روتی ہین آخر شب کو نکل بھاگی یہی خیال مین آیا کہ چلکر اپنے مطلوب کو ڈھونڈھین کچھ تو ظالم کو رحم آئیگا بارے تمکو کھینچکر سامری و جمشید نے یہان بھیجا اب مین سامری و جمشید کے نام کی عاشق ہوئی تمھارے نام پر جوتے بھی نہ مارونگی جاؤ میرے پاس سے مشکل ہی مجھکو سامری و جمشید تمکو غارت کرین ہم اسقدر بیقرار رہے تمنے ہماری خبر بھی نہ لی ایسے بیوفاؤن سے ملنے مین کیا فائدہ بس دیکھ لیا دل کو تسکین ہوئی یہ یقین ہو گیا کہ بدون حکم سامری و جمشید یہ نہین ملتا مہمیز ہاتھ باندھنے لگا کہا مین تو تابعدار ہون سر حاضر ہی کاٹ لو جو ہو سکے وہ کرو جب اسنے بہت منتین کین تب اُس نازنین نے کہا جی مین ایسے بیوفا سے نہ ملتی مگر تمھاری خوشامد سے مجبور ہو گئی یہ کہکر مہمیز کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ذرا کنارے چلو مین کچھ کہونگی مگر اتنا کہے دیتی ہون الگ رہنا ہاتھ نہ لگانا مین اور بات نہین مانونگی مجھکو گنوارپن نہین پسند آتا وہ اور ہوتے ہونگے جنکو یہ طرح طور اچھی معلوم ہوتی ہی الگ بیٹھ کے چار باتین کرو ہم تمھین خوب راضی کرینگے یہ کہکے ہاتھ پکڑ کر زور سے کھینچا ایک طمانچہ بھی مارا کہا اُٹھ کنار چل ہم بھی اپنے کو قلعے مین کہو نہ جانین ماں باپ سب روتے ہونگے ہر ایک کو غم ہوگا یہی کہینگے لڑکی بھاگ کر بھاگ کر نکل گئی وزرا امرا بدنام کرینگے یہ سنکر مہمیز خوشی خوشی اُٹھے کہتے ہوے کہ مین تو تابعدار ہون غلام ہون جو حکم کرو بجا لاؤن ایک نخل کے سایے مین آکر کمر سے کھول کے چادرہ بچھا دیا کہا بیٹھو ملکہ تمھین مہمیز چاہتا ہی کہ بات کرون کہ ملکہ نے کہا اوا حمق چل ہمارے محلے مین وہان باغ ہی کنیزین ہین شراب و کباب سب ہی کچھ موجود ہی

ایسے مقام پر لاکے بٹھایا جہان ایک جام شراب بھی ممکن نہین مہمیز اُٹھکر دوڑا کہیں پہ سے ایک بوتل شراب کی لایا
کہا جان جہان یہ آ حاضر ہے اس نازنین نے جام لبریز کیا کہا لو یہ دن نصیب ہوا ہمارے ہاتھ سے شراب پیو مہمیز نے
خوشی خوشی جام پیا دو جام پلانے گھبرا گیا کہا صاحب اس شراب مین کیا تھا کلیجے مین آگ جلنے لگی ملکہ نے کہا ذرا
اُٹھکر ٹہلو مہمیز اُٹھا اُٹھکر اُٹھنے گرا نعرہ ہوا ہنم ہتھیہ بیت فرنگی سر کاٹکر لاشہ وہین ڈالدیا برق اسکو مارکر بھاگا خواجہ عمرو
کو شمیم جادو لیے چلا ایک صحرا مین ٹھہرا اس امید مین کہ ڈراؤن دھمکاؤن شاید کچھ مال اس سے ملجائے عمرو بڑا
مالدار مشہور ہے یہ سوچکر ہوشیار کیا کہا کیون خواجہ دیکھا تجھے مین نے کیونکر تجکو گرفتار کیا قدرت نے حکم دیا تھا
کہ جو عمرو کو گرفتار کرکے لائیگا اسکو دولت دنیا سے نہال کرونگا مین نے تجکو گرفتار کیا اگر تجھسے مجھکو قلیل مال بھی
ملجائے تو تجھکو نہ لیجاؤن عمرو نے کہا مہربانی آپکی حضور روپیہ تو میرے پاس بہت ہے جو آپ مانگیے مین دون
شمیم نے کہا دو ہزار روپیہ دو تو مین تجکو چھوڑ دون عمرو نے کہا دو ہزار تو بہت ہوتے ہین مین سو روپیہ حاضر کرتا ہون
یہ لیجیے اور مجھکو چھوڑ دیجیے جب تو شمیم خفا ہوا کہا ساربان زادے ہم تیری جانبخشی کرتے ہین تو ہمسے یہ باتین بناتا
ہے عمرو نے ڈرکر کہا دو ہزار دونگا بمشکل پانچسو روپیہ پر تو ٹھہرا عمرو نے پانچ پانچ روپیہ دینا شروع کیے شمیم بہت خوش
ہو کہتا ہے خواجہ ایک مرتبہ حوالے کردو عمرو نے کہا روپیہ الگ الگ رکھے ہین یہ روپیہ سب تنخواہ کے ہین یکمشت
کہان سے آئے یہ کہکر ایک ڈبیہ نکالی کہا اسمین بھی کچھ ہے اسکو لیکر اپنے پاس رکھو اسمین بھی کوئی چیز ہے جب اسکو
دیکھوگے خوش ہو جاؤگے شمیم نے وہ ڈبیہ لی عمرو نے کہا اسکو ابھی کھولنا نہین ایک جانور اسمین سے نکلیگا بہت
غلبیان کریگا اگر کسی قدردان کے پاس لیجاؤگے لاکھون روپیہ تمکو دیگا اور راجہ بادشاہ بہت دیکھنے آئینگے تماشا لگیگا
جہان بیٹھ جاؤگے اسکی بدولت دس روپیہ کما لوگے پیسیہ ٹکٹ لگا دینا بہت کچھ تمکو ملجائیگا شمیم نے کہا مین ذرا دیکھ
پھر جو بند کرونگا ہو جو نہ کھولونگا شمیم نے ڈبیہ کو کھولا اسمین سے دھوان نکلا شمیم بیہوش ہوکر گرا عمرو نے خنجر ماردیا سلم چاک
قصہ پاک عمرو نے کپڑے اتار لیے ایک جانب بھاگا مگر اب حال یاسمن و نامہید کا ملاحظہ فرمائیے دونون
رو رہی ہین کہتی ہین کہ اب سالوس کو خبر پہنچیگی وہان سے فوج آئیگی لڑ بھڑ کر مرجائینگے سب اسباب اپنا نکالا
منظور ہے کہ اب باغ سے بھاگ جائین یون جان بچائین یاسمن نے کہا ذرا خبر تو منگائیے ایک کنیز کو حکم دیا
کہ در دولت سالوس پر جاؤ دیکھو فوجین تیار ہو رہی ہونگی اگر فوج آتی ہو ہمکو جلد خبر کرنا ہم بھاگ نکلینگے کنیز چلی
صورت بدلے ہوئے منہ چھپائے ہوئے در دولت سالوس پر آکے ٹھہری تیز رفتار ٹہل رہا ہے کہہ رہا ہے کہ مین نے
مہمیز کو بھیجا برائے دریافت خبر وہ ابھی پلٹکر نہین آیا ساحر کہ رہے ہین شمیم جادو کیا غضنفر و خونخوار گئے ہین پتے گیا
پلٹ کے نہ آیا یہی ذکر تھا کہ کچھ ساحر لاشہ مہمیز کا اُٹھا کر لائے تیز رفتار نے گھبراکر کہا ارے لاشہ مہمیز کا
کہان پایا اسکو کسنے مارا اُنھون نے کہا ہمنے قاتل کو نہین دیکھا لاشہ انکا پڑا دیکھا اُٹھا لائے تیز رفتار جیب
گھبرا رہا ہے کہ رہا ہے یارو یہ تو بڑے غضب کی بات ہے یہ ثابت ہوا کہ میرا معتبر کسکے ہاتھ سے مارا گیا اس سوچ مین تھا
کہ چند عیار لاشہ شمیم اُٹھاکر لائے کہا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور ہم اودھر سے آتے تھے لاشہ جنگل مین پڑا دیکھا
اُٹھا لائے در دولت سالوس پر ایک ہنگامہ بپا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یارو ایسی آفت کبھی دیکھی نہین مہمیز
ایسا شخص تھا کہ اسکو کوئی مارے یا شمیم کو پکڑ لے آفت سی ہو رہی ہے لڑائیان دیکھے کسکے نام ملک مین ضیا گرین کتنے کی
موت مارا گیا سالوس نے جو یہ سنا گھبرا گئے لگیا کہا ارے کہان ہے کیون غل مچاتے ہو قدرت کو بہت ناگوار ہوتا ہے
تیز رفتار نے کہا یا خداوند ہم ذلت سے گئے ہمارا زینت ٹیلو عیار خونخوار جانباز سرفروش سب عیارون کا افسر عیاری مین یکتا

سب سے بہتر وہ کیا کہ کس بلا مین پھنسگیا یون مارا گیا نسیم جادو کا بھی لاشہ آیا ہی عیار کہتے ہین جنگل مین پڑا تھا
نہین ثابت ہوتا کہ کیونکر مارا گیا عیار بیچارے اسطرف جا نکلے لاشے بھی اُٹھالائے ورنہ حقیقت تو یون ہی کہ
لاشون کو زاغ و زغن کھاتے یہ بیچارے ادھر پہونچگئے اُٹھالائے یا خداوند سمجھ کے تقدیرین مضبوط لکھی
ہین تو آپ کی تقدیر ایسی جلدی پلٹتی ہی کیا کیا تقدیرین قدرت نے لکھین سب تقدیرین پٹ پڑین انھون نے کیا
خطا کی تھی جو قدرت نے انکو قتل کرا ڈالا سالوس نے کہا مجھکو اس تقدیر کی خبر نہین دہان ملکہ یاسمن و ناہید
خوف آمد فوج ساحران مین تڑپ رہی ہین کبھی بیقرار کبھی اشکبار کبھی زبان پر یہ اشعار عبرت آثار نظم

مجلس مین تا نہ دیکھ سکون یار کیطرف
تکتے ہین کب سے روزن دیوار کیطرف
تا شام فراق خواب عدم کا ہی انتظار
گل پھینکے عندلیب گرفتار کیطرف
دیکھا اشک لالہ گون رقیب اُسنے ہنس دیا
گذری نسیم آہ چمن زار کی طرف
کافر نگہ لگا ہو تو مومن کے مت لگو

دیکھے ہی مجھکو دیکھلے اغیار کیطرف
دم و فغان غیر نے سینہ جلا دیا
آنکھین لگی ہین دولت بیدار کیطرف
ہر گز ہوا قبول سجدہ شہیدان عشق کا
دیکھا نہ ہیرے دیدۂ خونبار کی طرف
اب رشک زخم یار پہ ضعف کرین گے
دیکھا نہ نقش رشتۂ زنار کی طرف

کتنا شعلۂ مہر نے حیران کیا ہمین
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
اُسنے دکھا دکھا کے مجھے چھیڑ دیکھنا
ہون خوش سر جھکاتے ہی تلوار کیطرف
کھلا تنگ نالہ ہی یہ نیا گل کھلا مگر
کی آکے موت نے بھی تو اغیار کیطرف

جسوقت در دولت پر نگاہ سے تھا نیر اکر
پہونچی کنیز نے دیکھا کہ لاشہ مہیر و نسیم پڑا ہوا ہی سب عیار و ساحر رو رہے ہین کنیز نے پوچھا ارے ان دونون کو کسنے
مارا اُسنے کہا ابھی خدمتگار لاشے اٹھا کے لائے ہین جنگل مین لاشے پڑے تھے یہ نہ ثابت ہوا کسنے مارڈالا اور
سالوس تو جھلانا ہوا اطرف قصر یزدان کے گیا کنیز ان سامری کیا کہتی ہین کنیز خوشی خوشی چلی مہیان
ناہید و طلعت بہت بیتاب تھین سب نے اسباب نکال کر گٹھون ہر کیا تھا بعضون کا قول تھا کہ ہم ملکہ
کے ساتھ نہ جائینگے کیا جنگلون مین پھرا کرینگے جان دینگے کہ کنیز ہنستی ہوئی آئی طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھائے
چشم چرخ بلائین لین کہا مین خدا کے نادیدہ کے صدقے ہو جاؤن کہا یہ وہ لونڈی کی ناہید نے کہا نرگس بیان
کرو کہا حضور دونون نگوڑے مارے گئے بارگاہ خداوند تک پہونچنے ہی نہ پائے دونون کے لاشے
پڑے ہین انکے عزیز اپنا حال تباہ کر رہے ہین مگر ایک ساحر آیا ہی مغیلان خیل پیکر نام ہی وہ قدرت کے
سامنے دعوی کر رہا ہی کہ قدرت میرے نام پر طبل جنگ بجوائین مین سمجھ لونگا اُس بجیا سے مقابلہ کرنا گویا کانٹون
پر چلنا ہی خداوند اہل اسلام کو اس کافر کے ہاتھ سے بچائے بلائے روزگار ہی سحر مین بڑا زبردست ہی ساتھ ہزار
ساحر لیکر آیا ہی ملکہ نے کہا خدا نے بڑا احسان کیا کہ ہمارا پردہ رکھ لیا صاحبو اسباب رکھو ابھی بھاگنے کی
تدبیر نہ کرو خدا نے فضل کیا ملکہ ناہید تو اس حال مین ہی یاسمن رخصت ہو کر اپنے مقام پر گئی مگر سالوس جو قصر
یزدان مین آیا دیکھا یزدانیان سب کھیل رہی ہین اسوقت سازدست مین سب ملی ہوئی گا رہی ہین
اگلے اشعار بہت پسند ہین یہ غزل مومن دہلوی کی زبان پر جاری نظم

بارے کچھ اس ادا سے تو آزار کم ہوا
معشوق سے بھی ہمنے نبا ہی برابری
صیاد ہی رہا مین گرفتار کم ہوا
ذکر بتان سے پہلے سے نفرت سی ہی کی

مجھ اپنے ہی نصیب کی خوبی تھی بعد مرگ
وان لطف کم ہوا تو یہان پیار کم ہوا
ناکامیون کی کاوش بیجا کا کیا علاج
کیا اتنا کفر مومن دیندار کم ہوا

ہم کھا موئے تو درد دل زار کم ہوا
ہنگامہ محبت اغیار کم ہوا
آئے غزال چشم سدا میرے دام مین
بوسہ دیا تو ذوق لب یار کم ہوا

سالوس کنارے بیٹھا اشعار

سن رہا ہی سر دھن رہا ہی سی ناز منیان رشک حسین پریزادان فرد در گوشہ مرصع پوش گا رہی ہین تار ہی ہین آہ حسین
بیباک جست و چالاک یعنی کتنی ہی کتاب تو بہت کی مگر بہت بڑی کتاب ہی حقیقت مین منشی احمد حسین صاحب
قمر نے پانچوین جلد سے قلم اٹھایا رہائی اسد غازی کی تو ایسی لکھی کہ قسم ہی ساحری و جمشیدی کی ہر وقت پڑھنے کے
وجد ہوتا ہی مضامین فراق پڑھکر دل روتا ہی عشق بران وایرج کو ایسا ایسا زور دیا کہ دل مزے اٹھاتا ہی مگر
افسوس ہی مصنف صاحب بھی اب تاسف کرتے ہین کہ ابتدا سے مین نے اس طلسم کو نہ لکھا ورنہ ناظرین کو مزا
ملتا صدہا داستانین تصنیف کردہ میری کہ جو جو اُسمے بھین انکو لکھنے کی ہوس ہی بعد ختم ہوشربا یہ طلسم فتنۂ نور افشان
لکھا کیا تعجب ہی کہ پڑھنے والے جب اسکو پڑھین یقین تو یہی ہی کہ ہوشربا کو بھول جائین بعد ختم طلسم فتنۂ نور افشان
طلسم ہفت پیکر تحریر ہوگا عجیب طرح کے عجائب و غرائب اسمین مصنف صاحب تصنیف فرمائینگے کچھ قصے ہمارے سامنے
ایک دن فرمائے تھے ہم کیا کہون دل پر چھریان چل گئین مین تو مصنف صاحب کی بلائین لیتی تھی اس زبان کے
اس بیان کے موجد ہین داستان سرائی کا خاتمہ کر دیا بعد طلسم فتنۂ نور افشان طلسم ہفت پیکر کو ملاحظہ کرینگے مصنف
صاحب کے مزاج مین خاکساری بہت ہی استادی زبان سے فرماتے تھے کہ طلسم ہفت پیکر جواب بوستان خیال
ہوگا انکا فرمانا ایسا ہی ہی ادنی تو بوستان خیال کوچہ داستان سرائی سے الگ ہی طلسم ہفت پیکر لائق اسکے ہوگا
کہ جب بیٹھکر پڑھنے والے پڑھینگے صاف ثابت ہوگا کہ عمدہ داستان گو داستان کہہ رہا ہی ہر لفظ پر وجد ہوگا ایسے اہل
نشان فرمائے کہ آنکھ بہ ہوا یاد کرلی ہون ابکی جس روز تشریف لائینگے مین تو دست بستہ عرض کرونگی کہ طلسم ہفت پیکر
تصنیف فرمائیے اول تو کیا لطف ہی کہ جملہ سرداران صاحبقران کا اسمین ذکر ہی عیاریون کے تار باندھ دیے مین
ملکہ گلگون صبا رفتار ایک عیارچی نرالی ہی کہ اُسکی عیاریان کرتی ہین مگر ہر عیاری کا جواب خواجہ عمرو کا کام ہی
خواجہ پر وہ عاشق ہوتی ہی اس جوش عشق مین عجب عجب معاملے واقع ہوتے ہین زوجہ خواجہ کی ملکہ یاقوت ملک
بڑے دھوم سے اسکے مقابلے مین آئی ہین ان دونون کی رد و قدح لائق ملاحظہ ناظرین والا مقام ہی ایک نے
کہا ہوا خداوند بیٹھے ہین دوسری نے کہا ہمیشہ تشریف لاتے ہین ایک نے کہا ہوا دل بیتاب ہی خدائی قدرت
پا در رکاب ہی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین سگان خداوند خداوند کی نوبت پہو رہے ہین مگر قدرت لین
گھیر لیتے ہین مغیلان فیل پیکر نامی کوہستان جس نے خارستان کو آباد کیا وہ سالم ہزار ساحرون سے چل چکا ہی
بن ہی آ جائیگا زمین ہلا دیگا قدرت جاکر آرام کرین کیا عجب ہی عمرو کو بھی گرفتار کرے برق کو بھی بھاگنا
مشکل پڑیگا نام سے اسکے تڑپ جائیگا سالوس یہ مضمون سنکر اٹھا دربار مین آیا وزرا امرا آکر جمع ہوے سالوس نے
کہا قدرت نے تقدیر کی ہی کہ ہمارا بندہ خاص الخاص خدمتگار با اخلاص سحر و ساحری مین بے عدیل خداوند کی خدائی
کا کفیل اپنے مقام سے چل چکا ہی آیا ہی چاہتا ہی یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک
ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ہر ایک طائر کی زبان پر یہی فقرہ ہی کہ مغیلان فیل پیکر آتا ہی
مسلمانون سے کہو بھاگین اپنی جان بچائین سالوس نے کہا وہ بندہ بہ زور آ ہو بخاب مسلمانون کو جان بچانا
مشکل پڑیگی کدھر بھاگ کر جائینگے کام اسکا یہ ہی کہ خبر بیل حمزہ کی لے لیگا لشکر اسلام کو تڑپے کھڑے شکست دیگا
اس سے کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا سب ساحر کھڑے ہو گئے بڑے استقبال مغیلان فیل پیکر نکلے ابر شق ہوا سب نے
دیکھا ایک ساحر دیو خصال عفریت مثال تخت جواہر نگار پر سوار چار سو افسران نامی تخت کو گھیرے ہوے پہلوان
تخت نخوت پر تاج نکبت بر سر زندہ کفر و کافری دربار کمین پہنچی تیور پر بل پڑے ہوے کہ منکر خبر وحشت کستا زیبا ہی

وہاں فراغ سحر و ساحری مین نہایت گستاخ ساتھ اسکے کاقد و قامت ایک دیو کہ قالب انسان مین سمایا ہوا اور پشت پر
ساٹھ ہزار ساحران خرس طینت میمون خصلت خر سہارے بادیہ ضلالت طائران پرند پر سوار رواروی کرتے ہوئے
آتے ہین مغیلان تخت سے اترا تیز رفتار نے آکر اسکے ساتھ والون کو اتروایا سب سے آگے بڑھے مغیلان
کے واسطے بارگاہ استادہ ہوئی مصاحبان سالوس اسکو لیکر اندر آئے سالوس کو بڑے ادب سے سجدہ کیا ہاتھ
باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی یا خداوند یہ کیا ہنگامہ ہے مجھکو خبر پہونچی کہ مسلمانون نے بہت سر اٹھایا ہے کیا اس اقلیم کو
ہوشربا یا زبرجد لنگار یا فرعونیہ سمجھے ہین مگر مجھکو بڑا افسوس ہے کہ قدرت نے ہفت دربند بنوائے اس طریقے سے عجز
ثابت ہوتا ہے خیر آنچہ گذشت گذشت غلام حاضر ہوا سالوس نے تمام کیفیتین بیان کین سن سن کر بکبکا رہا ہے ایک ساحر
موسوم بہ زبان دراز مغیلان کا مصاحب و ہمراز کھڑا ہوا کہ سنا ہے یا خداوند عیارون کی بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا عیار سب حقیر و ذلیل انکا مارنا کتنی بڑی بات ہے ایک خدمتگار نے غول سے نکلکر کہا میان
زبان دراز صاحب عیار بھی سب قوم کے شریف ہین آپ کلمات سخت نہ کہیے وہ بھی یہان حاضر رہتے ہین زبان دراز
نے کہا تجھے کیا دخل ہے خدمتگار نے کہا ہین کیون نہین دخل ہے آپ نے ابھی عیارون کو نہین دیکھا زبان دراز نے
کہا دور ہو سامنے سے اسوقت مجمع سرداران ہے ایک سمت تیز رفتار بھی کھڑا ہے کہ زبان دراز نے کہا ہم انکو جوتیان
مارینگے خدمتگار نے کہا آپ خود جوتیان کھائینگے سراسر بیوقوف آپ ہین ہم آپ کے باپ ہین دیکھیے قدرت کیا
کرتے ہین جیسے ہی زبان دراز پلٹا ایک دھول ماری چاہا اسنے کہ پلٹے خنجر مارا اشکم چاک تقدیر پاک اور نعرہ کیا اور
مغیلان عیارون کو دیکھا منتہر برق فرنگی جانتا تھا کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ضرور ہوگا اسی اندھیرے مین
کتنا ہوا بھاگا منتہر برق فرنگی لینا لینا کہکر ساحر دوڑے برق اندھیرے مین نکلگیا ایک ساحر کو جا کر دروازے پر
مارا جیسے ہی برق دروازے پر ساحر کو مار کر بڑھا ہے ایک ساحر مضموم جادو نے جھپٹ کر آواز دی ایسے مین نہ بچے
سمجھا تا یہ کہکر وہ پتھر مارا برق لڑکھڑا کے گرا مضموم چلا کہ برق کا سر کاٹ لون پہلو مین چوبدار کھڑا تھا اسنے کہا میان
مضموم کیا کرتے ہو یہ عیار منظور نظر خداوند ہین انکو قتل کا حکم نہین ہے مضموم نے کہا تجھے کیا مردبے نے ایک
عصا مارا کہ میان مضموم کا بھی سر پھٹا اور نعرہ ہوا منتہر قران نظر کردہ بزرگان وہ ساحر مرا برق کے پاؤن مین طاقت
آئی اٹھکر بھاگا منتہر قران ایک طرف نکل گئے مضموم کے مرنے کی خبر مغیلان کو پہونچی اسنے کہا یا خداوند اب
طبل جنگی بجوائیے صبح کو قیامت برپا کرونگا زبان دراز مضموم کا مارا جانا مجھپر بہت شاق ہوا قدرت نے عیارون کو بہت
گستاخ کردیا اب مین زبان سے نہین کچھ کہتا کیا ضرور ہے کسی شریف کے کہنے سے فائدہ مگر وقت پر سمجھونگا تیز رفتار
نے دیکھا مغیلان کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگی اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے کہنے لگا یارو ہوشیار
رہنا کوئی غیر اندر نہ آنے پائے انتظام رکھنا ضرور ہے اسوقت کی حرکت سے قلب ناصبور ہے غضب کر گیا سر دربار
ساحر کو مارا میرے تو ہوش درست نہین ہین مگر خبردار غفلت نہ کرنا سردارون نے کہا حضور قدرت نے آجتک
عیارون کو سزا نہ دی انھون نے بڑھ بڑھکے جسکو چاہا مارا اب آپ کی حرکت پر سزا سے کامل ہونا چاہیے
اگر سزا نہ ہوئی اور زیادہ گستاخ ہونگے بس طرح یہ ہے کہ جب حضور انکو گرفتار کرکے لائین مارے کوڑون کے
کھال کردون اور یہی کہین کہ او نالائق تو نے سر دربار جاکے سردار کو مارا تجھکو ہمارا خوف نہ آیا بس پھر یہان
جائینگے کبھی گستاخی نہ کرینگے اگر گستاخی ہوئی سزا دیجائے نگہبان جا بجا متعین کئے ہر ایک کا یہی قول تھا
عیارون سے بچے رہنا یہان عیارون کا بڑا ہنگامہ ہے سر دربار زبان دراز کو مارا دروازے پر مضموم قتل ہوا

خود آقا نے حکم دیا ہو ہوشیاری مین فرق نہ آنے خبردار یارو غفلت نہو جابجا نگہبان بیٹھے مگر مغیلان سالوس سے کہ گیا ہو کہ طبل جنگی بجوا دیجیے سالوس نے طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو خبر ہوئی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا مغیلان سردار دیکھتا ہو کل ان مسلمانوں کو مزہ دکھاؤنگا عیاروں کا جو حال ہوگا وہ بھی ظاہر ہو جائیگا کوئی میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا ڈھونڈھ کے قتل کرون وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین ایسے گستاخ ہوئے قدرت کو کبھی نہین مانتے بعضے کہ رہے ہین یارو جو کچھ کیا قدرت نے کیا مفت دربند کیون ہوائے عیار سمجھ گئے قدرت ہمسے ڈرتے ہین ہر دربند پر عیار پہونچے ساحرون کو عیاران کر کے مارا قدرت دکھاتے یہ ہوا اگر تدبیر کرکے سب کو جانور بنا دین یا ملک الموت کو حکم دین کہ سب کی روح قبض کرے قدرت کے یہ بھی اختیار مین نہین کیسے خداوند ہین ذرا ذرا سی بات پر دربند مین مغیلان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا بک رہا ہو زبان دراز کا بھائی زنبور حیلہ ساز دروازے پر بارگاہ کے بیٹھا ہوا کہ رہا ہو کہ یارو میرے تو اعتقاد مین فتور پڑ گیا مذہب خداوند سالوس باطل ہو مین جبسے یہی سوچ رہا ہون کہ اگر صاحب اختیار ہوتے اسقدر کیون مجبور و ناچار ہوتے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ سامنے قدرت کے میرے بھائی کو قتل کرکے چلا گیا اور قدرت دیکھا کیے قدرت کو ناگوار ہوا عیار کے ہاتھ پاؤن شل ہو جاتے لشکر نہ جاسکتا پھر اور کوئی ایسی حرکت نہ کرتا اب انکا حوصلہ بڑھا زنبور حیلہ ساز یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک اور سپاہی مفلوک بنا بیٹھا ہو اُسنے کہا بھائی ہم تو مسلمان ہونگے زنبور نے کہا یون تو نہ کہو کوئی مشتری کرے ہماری بات مین فرق پڑے کسی موقع محل پر سمجھا جائیگا ابھی چپ رہو ان باتون کے کہنے کا موقع نہین ہو اُس سپاہی نے کہا اب اس سے زیادہ بدعت کیا ہوگی تمھارا بھائی مارا گیا ہمکو قلق ہوا اگر قدرت حکم دین ہم اس لشکر کو ابھی پکڑ لائین مشکین باندھ کر قتل کرین یہ کہکر کہا بھائی زنبور تم باہر سے ہوشیار رہنا دیکھو غفلت نہ کرنا مین ذرا اندر جاؤن دیکھون میان مغیلان کیا کام کر رہے ہین جاگتے ہین کہ سو رہے ہین زنبور نے کہا بھائی وہ حکم دیگئے ہین کہ کوئی غیر اندر نہ آنے پائے ایسا نہو کہ خفا ہون ارشاد فرمائین کہ تو اندر کیون آیا پہرے والون نے کیون نہ روکا اُس سپاہی نے کہا غیرون کے واسطے حکم ہو ہمارے واسطے کیا حکم دینگے یہ کہکر وہ سپاہی اندر گیا دیکھا مغیلان بیٹھا ہوا سحر پڑھ رہا ہو پاؤن کی آہٹ سنکر سر اُٹھایا اس مفلوک سپاہی کو دیکھکر کہا کہ یہان کیون آئے سپاہی نے جواب دیا کہ آپ کی حفاظت کے واسطے آئے ہین خیال مین آیا کہ دیکھین مالک ہمارا کیا کر رہا ہو اب تک دیکھا حضور ہوشیار ہین ہمکو تسکین ہوئی مگر کیون حضور یہ کالا کالا اتنا آپ نے کیون بنایا ہو مغیلان نے کہا تجھکو کیا کام ہو سپاہی نے کہا ہمکو غریب جانکر آپ یہ فرماتے ہین مین نے نعمت خانتعالی کے پانچ سات شعر یاد کر رکھے ہین سناتا ہون آواز کو میری خیال نہ فرمائیے گا ذہن پر تصور رہے مغیلان رک گیا

اس سپاہی نے یہ اشعار پڑھے نظم

دور شراب حسن تو ہر کشتہ مست سامہ
تشمیست روبت ایہمہ پروانۂ تو اند
تاج شہی ہمیش تو کشکول سائل است
در آرزوی گوہر یک دانۂ تو اند
عالی بکنش صفیر غزل از کہ بلبلان

آنی کہ عاقلان ہمہ دیوانۂ تو اند
خوبان تمام ساقی میخانۂ تو اند
سحری دگر ز چشم فسونساز کردہ
شاہان ہمہ گدای در خانۂ تو اند
آنانکہ محرم اند ز خود چشم بستہ اند
محو خروش نالۂ مستانۂ تو اند

ارباب ہوش مست ز پیمانۂ تو اند
بیہودہ نیست گردش سیارگان مدام
این شیشہ ہاے چرخ ز میخانۂ تو اند
دلہا کہ چون صدف لب خواہش کشادہ اند
در فکر خویش مردم بیگانۂ تو اند

مغیلان نے کہا میان سپاہی

خوب گاتے ہو کہا حضور اول تو ساز میں آواز نہیں سو گلا ازنہیں شکرے ٹوٹ رہے ہیں مغیلان نے کہا سچ تھی تمنے دل چین کر دیا کوئی اور غزل گاؤ کہا حضور میں نے جو پوچھا ذرا سی بات بتلا سننے میں آپ کو کلفت ہوا فرمائیے یہ کالا پتلہ کیون بنایا مغیلان نے کہا یہ پتلہ غائب ہو جائیگا حبشی بنکر حمزہ کے سامنے آئیگا لشکر اسلام کو شکست دیگا حمزہ سے لڑیگا کچھ حیلہ کرکے خرزہیل بے لیگا اگر اسنے خرزہیل بے لی اسکا مقام بڑی دور ہے اسکو کون مار سکیگا عمر بھر خرزہیل حمزہ کو نہ ملیگی سپاہی نے کہا حضور یہ کہاں جا کر رہیگا مغیلان نے کہا یہان سے دو کوس پر ایک صحرا ہے ویران ہے وہان ایک نخل ببول کا ہے اُسپر جا کے یہ بیٹھا رہیگا میان سپاہی وہان کون جائیگا سپاہی نے کہا اگر اسوقت کوئی دوست حمزہ کا اسکو مٹانا چاہے تو کیونکر مٹیگا مغیلان نے کہا یہ جو پڑا سیندور کی ڈبیا رکھی ہے اگر کوئی اس پتلے کی پیشانی پر لگا دے یہ میرا دشمن ہو جائے ہزار جادوگرون کو مار ڈالے سوا میرے کوئی اسکو مٹا نہ سکے سپاہی نے کہا بس حضور مین سمجھ گیا یہ کہکر باہر دوڑ گیا پھر جلدی پلٹ کر آیا کہا حضور آج تو ہمسن کا شہرا ہو رہا ہے ایک رنڈی مجھو نامے نانک سے چھپکر بھاگ آئی ہے دروازے پر کھڑی ہے کہتی ہے ذرا حضور کو بلا دو میں ایک نظر دیکھ لون مغیلان خوشی خوشی اُٹھا جیسے اسنے منہ پھیرا سپاہی نے بڑھکر پڑیا سیندور کی اُٹھائی پیشانی پر سیاہ پتلے کے لگا دی جیسے ہی سیندور پیشانی پر پتلے کی پہونچا پتلے نے ڈکار لی مغیلان پلٹا اسنے دیکھا تو وہ سیاہ پتلہ خم مار کر طرف میرے چلا اور پشت پر پتلے کے مستہ برق فرنگی کھڑا ہے کہ ہاہاہا ہان بھائی لینا اب مغیلان باہر بھاگا دروازے پر زنبور بیٹھا ہے کہا کیون حضور کیا ہے مغیلان نے کہا بڑا غضب ہوا اسنے تجھے منع کیا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا وہ مفلوک سپاہی برق فرنگی عیار تھا کمبخت نے جا کر دو چار شعر ایسے گائے میں نے اُس سے سحر کا حال بیان کیا اُسنے وہی سیندور اُسکے ماتھے پر لگا دیا جلدی بھاگ یہان سے اب وہ باہر آتا ہے زنبور نے چاہا بھاگون اُسی پتلے نے بڑھکر زنبور کی گردن لی کہا ابے کہان جاتا ہے سامری و جمشید برق فرنگی کو سلامت رکھیں وہ جو میری پیشانی پر لگائی کہ جس بوس میں صد ہا برس سے تڑپتا تھا اب میں کہا ساحران مغیلان کو زندہ چھوڑ دونگا یہ کہکر زنبور کو چیر ڈالا مغیلان نے غل مچایا یارو لینا میرا سحر بگڑ گیا اس زنگی بچے نے آواز دی کسکو لینا کسکو دینا ہم خود آتے ہیں یہ کہکر خود جھپٹا طناب خیمے کی پکڑ کر کھینچی خیمہ گرا سو جادوگر دب کر مرے ہر طرف سے غول کے غول ساحرون کے دوڑے برق کہتا ہے بھائی مجھکو بچانا میں تمہارا دوست ہون ہمیشہ سے اسی فکر میں تھا کہ یہ لعنت تمکو پہونچاؤن زنگی بچے نے کہا بھائی برق جو تمکو کوئی ہاتھ لگائے میں اُسکو کھا جاؤن پڑیا میں جو تھوڑا سیندور باقی ہے میرے منہ میں ڈالدے کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے برق نے وہ پڑیا منہ میں زنگی بچے کے اونڈیل دی زنگی بچا خوب ہنسا کہا بھائی برق تم شعر پڑھ رہے تھے میں بیقرار تھا مگر جیسے شعر تمنے پڑھے اُنمیں کے پانچ چار شعر مجھکو بھی یاد ہیں کہو تو سناؤن برق نے کہا میں ڈفلی بجاؤن تم گاؤ یہ کہکر برق نے کمر سے ڈفلی لگالی منک منک کے بجانے لگا زنگی بچے نے یہ شعر بہ الحان پڑھے

اشعار

خواست برہمن ز خدا شعلۂ حسنے
آئینۂ گل بار خت از رنگ بر آورد
از کعبہ تسلی نہ شود طالب دیدار
از روم سو کرد و سر از رنگ بر آورد

ہر آہ کہ عاشق ز دل تنگ بر آورد
عشق آمد و آتش ز دل سنگ بر آورد
آیا چہ نوا بود کہ زد مطرب این کام
بتوان ورد دل راز گل و سنگ بر آورد

چون تاج گل از دیا درخش رنگ آورد
محتاج بسر سبزی گلشن نشود باز
صد نغمہ بر آمد چو یک آہنگ بر آورد
عالی ز رخش بردہ دل فرصت بہ لطف

گانے پر زنگی کے طرح ہوا ساحر کہتے ہیں برق نے خوب تسخیر کر لیا

زنگی گاتا جاتا ہی اور ساحرون کو قتل کر رہا ہی کسیکو چیر کر پھینکا کسی کو تھپڑ مار دیا کسی کے پانون توڑ ڈالے کسی کے گھونسا مارا خیمے کا ستون پکڑ کر کھینچ لیا ساحر گولے ترنج و نارنج ماش کے دانے زنگی کو مارتے ہین زنگی پر تاثیر نہین ہوتی ہزارون کو پامال کر ڈالا مغیلان کھڑا ہوا سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی یارو میری محنت رائگان ہوئی جہان پر زنگی اُتارا کا برق نے ڈفلی بجائی زنگی نے کہا بھائی برق یہ دو چار شعر اور سن لو خوش ہو جاؤ گے برق نے کہا بھائی سنتے ہین برق کا اشارہ کرنا تھا کہ زنگی نے پھر یہ اشعار پڑھنا شروع کیے نظم

بیٹھے ہوئے رقیب ہین دلبر کے آس پاس — کانٹون کا ہی ہجوم گل تر کے آس پاس
اللہ ری دشمنی جو وہ گل سویا رات بھر — کانٹے بچھائے غیر نے بستر کے آس پاس
عاشق غریب گرد ہین یون اُس نگار کے — محتاج جسطرح ہون تونگر کے آس پاس
پہلو سے بڑھ کے لطف نہین روبرو مین ہی — بستر لگاؤ نگا ترے بستر کے آس پاس
شب کو جو آئے فرط خوشی سے پھرا کیا — مثل تدرو اُس مہ انور کے آس پاس
چھوٹے ہوئے تھا جان سے جو ہاتھ غیر کو — آنے دیا نہ یار کے بستر کے آس پاس
غیرون کو خوف جان یہ ہوا وقت امتحان — آیا نہ کوئی یار کے خنجر کے آس پاس
کاٹون گا بس مین تیغ سے کوچے رقیب کے — آیا جو اے حسین ترے گھر کے آس پاس
چھوڑا نہ ایک پل بھی کبھی نور مین نے ساتھ — قائم رہا مین اُس مہ انور کے آس پاس

زنگی ناچتا ہی اور برق کے گرد پھرتا ہی کہتا ہی بھائی کیا ڈفلی بجاتے ہو دل بیقرار ہوتا ہی کچھ تم بھی گاؤ برق نے سر ہلایا کہا بس آپ ہی کا گانا کافی ہی زنگی پھر گانے لگا کیا کیا غزلین گا رہا ہی مگر قتل ساحران سے باز نہین آتا برق نے کہا او زنگی اپنے کام سے غافل نہونا زنگی کہتا ہی دس برس تک تو اسی طرح پر لڑونگا ایک بھی زندہ نہ چھوڑونگا مغیلان کھڑا ہوا ایک سحر بنا رہا ہی گولے پھینکتا ہی وہ گولے پھٹکر پڑتے ہین صد ہا گولے پھٹکے مگر کسی نے تاثیر نہ کی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو مین کیا کرون مین چوک گیا رات بھر کی محنت و مشقت مین نے یہ سحر بنا رکھا تھا یہی زنگی بچہ حرز ہیکل سے لیتا صاحبقران کو پکڑ لیتا لشکر اسلام کو پامال کرتا وہ تباہی میرے لشکر پر آئی وقائع نگار سے حکم دیا ارے یہ تو پرچہ لکھو کتنے لوگ مارے گئے ہرکارہ دوڑا ہوا گیا وقائع نگار سے بیان کیا عرضی پرچہ دیا ہرکارے نے لا کر مغیلان کی خدمت مین حاضر کیا مغیلان نے پڑھا سترہ سو افسران ذی حشمین مارے گئے پندرہ ہزار ساحر و غیر ساحر مارے گئے مغیلان نے منھ پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا لشکریون تباہ ہوا یہ وہ ساحر مارے گئے کہ جنکا عدیل و نظیر نہ تھا ایک ایک اُنمین سامری عہد جمشید زمان لایق امتحان تھے سحر سیکھے ہوئے ان ساحرون کا کٹنے کی بہت مارا جانا میرے دل پر قلق ہی اور اس زنگی کو بھی مناتے ہوئے افسوس آتا ہی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی زنگی بچے کا ہنگامہ کم نہین ہوتا جو کوئی چاہتا ہی برق کو پکڑے تو زنگی گھس پڑتا ہی جس ساحر نے برق پر سحر کیا زمین سے پانون برق کے پکڑے برق نے تڑپکر پکارا بھائی صاحب مجھکو بچائیے زنگی بچہ تڑپکر وہین پہونچا اُس ساحر کو ڈھونڈھا چیر پھاڑ کر پھینک دیا آہ جو ہوا سالوس بھی بارگاہ سے نکل آیا مغیلان روتا ہوا سامنے سالوس کے آیا روکر کہا خداوند بچائیے میرا لشکر گیا وہ سیندور جو سامری کی مانگ بھرنے کا تھا اُسکا ٹیکہ برق نے ماتھے پہ اُسکے لگا دیا تھوڑا کھلا دیا اب وہ اس جوش مین ہی کہ سات ہزار ساحر مار

سترہ سو ساحران کرسی نشین مارے گئے لشکر میرا افسرون سے خالی ہو گیا کوئی افسر باقی نہ رہا دو جو ساحران بدست
تھے وہی بڑھ بڑھ کر لڑے آخر مارے گئے جب میرا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا تو ان بیچارون کی کیا حقیقت تھی اب تک
اُسکو یہ جوش و خروش ہے کہ جو ساحر برق پر سحر کرتا ہے اُسکو ڈھونڈھ کر مارتا ہے ساحرون کے مرنے کی صدائین
بلند ہین تمام اہالیان لشکر دردمند ہین یہ سنتے ہی سالوس جھومتا ہوا آگے بڑھا کہا اے مغیلان اب یہ سحر
تمھارے قبضے مین نہ آئیگا مغیلان نے کہا اب میرا بھی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا آپ ذرا سمجھ کر سحر کیجیے گا
سالوس نے کہا ہم خداوند ہین ہمنے سب چیزین پیدا کین اسکا مٹا دینا کیا مشکل ہے برق نے دیکھا سالوس نے
کچھ کلمات کہکر للکارا اُس زنگی نے بنگاہ حیرت طرف سالوس کے دیکھا سالوس نے ایسی آواز دی کہ زنگی تھرانے لگا
جب قریب پہنچا تو آواز دی او نابکار تو نے سامری کے پہلوانون کو مارا کچھ خوف نہ کیا ہر شخص کو آتش قہر و غضب مین
جھلا دون زنگی بچے کو کلمات سخت سننے کی کب تاب ہے سالوس پر جا پڑا اُلٹے ہاتھ تلوار کے مارے سالوس
خالی دیتا ہے اُسکا وار اپنے جسم پر نہین لیتا جب پانچ سات تلوارین زنگی بچے نے سالوس پر لگائین ایک عالم یہ
سالوس نے بقہر و غضب تمام آواز دی منم خداوند سالوس مردار خوار باطل کنندہ مذہب سامری وہ سامری
کون فاحشہ تھی جسکے مانگ بھرنے کا سیندور یہ تاثیر کرے یہ کہکر کلالی پر ہاتھ ڈالا زنگی نے چیخ ماری سالوس
کو طمانچہ مارا ہاتھ بڑھایا کہ جھنٹا پکڑون زنگی چلایا سالوس نے سر ہلایا جھنٹا نہ پکڑنے دی سالوس نے ایک
طمانچہ مارا کہ سر زنگی کا اُڑ گیا جسم تمام جلنے لگا سنگباری برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من زنگ
سحر ساز بود مگر او سالوس تو نے غضب کیا مجھکو تو نے مارا کام تمام کیا مگر تو بھی اسی مہینے مین بحسرت مارا جائیگا
کتے کی موت مریگا سالوس نے کہا یہ کون آوازین دیتا ہے ساحرون نے کہا دیکھیے شاخ نخل پر ایک زاغ بیٹھا ہے
یہ نقطین کہ رہا ہے سالوس نے اشارہ کیا ایک برق گری کہ زاغ کے بھی دو ٹکڑے ہوئے مگر جب نیرنگ مرا
برق اُسی اندھیرے مین بھاگ نکلا سالوس نے دیکھا تمام لشکر لاشون سے بھرا ہوا ہے مغیلان ہاتھ
اپنے باندھے ہوئے سالوس سے حال کہتا چلا آتا ہے سالوس نے سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا سب لاشے غرق زمین
ہو گئے زخمیون کو کسی نے استادہ کر دیا اب ہنگامہ موقوف ہوا لشکر بھاگا ہوا پھر پلٹا مغیلان کو حکم دیا کہ اپنی بارگاہ مین
جاکر مضبوطی ہوشیار رہنا یہ عیار بڑا غضب کر گیا مغیلان نے کہا دیکھیے کیا بدلا کرتا ہون یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین
گیا برق کنارے پر اپنے لشکر کے آیا ہے دیکھا خواجہ کھڑے ہین ہرکارے نے اسی حال کا پرچہ دیا ہے وہ پڑھ رہے
ہین جیسے ہی برق قریب آیا خواجہ نے کان پکڑ لیا کہا کیون بے برق تو یہ کیا عیاری کو خراب کرتا ہے
برق نے کہا استاد ساٹھ ہزار ساحر قتل کرائے سترہ سو ساحر کرسی نشین مارے گئے میان مغیلان کے
بھی چھوٹ گئے عمرو نے کہا اب وہ صبح کو قیامت برپا کریگا آپ اب کوئی عیاری نہ ہو سکیگی برق نے کہا استاد
مین ابھی جاتا ہون ابھی اُسکی مشکین باندھکر لاتا ہون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اب نہ جاؤ گرفتار ہو جاؤ گے
برق نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ ڈرا دینگے عمرو نے کہا مین تو ساحرون کے نام سے ڈرتا
ہون ذرا ایک سحر کر دیا ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے کچھ عیاری مکاری نہین چلتی خواجہ یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک
طائر نے پرچہ گود مین خواجہ کی گرایا عمرو نے اسکو پڑھا ملکہ یاسمن نے لکھا ہے کہ ذرا میرے پاس آئیے کچھ عرض کرنا
منظور ہے خواجہ طرف باغ یاسمن کے چلے پشت باغ پر پہنچے کمند مار کے دیوار باغ پر
آئے دیکھا ملکہ ناہید قمر طلعت آئی ہین ملکہ یاسمن گلگون پوش کچھ باتین کر رہی ہین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

فصل گل آئی ہوا پھر جوش پر سودائے دل — نوح مر ہو سا قبا زنجیر بہر پائے دل
زین کواکب کے ستارے کہکشان کی سیلی ہے — چرخ اطلس ہی سنجاف دامن صحرائے دل
بحر ساقی ہین مرے آنسو نہین اے میکشو — صاف جام جم مین ہی بادۂ مینائے دل
عمر ہی کوتاہ کیا طے ہو سکے راہ دراز — کوچۂ گیسو سے اب پہلو مین کیونکر آئے دل
کب ہوا میری نظر بازی سے عالم مطلع — تو فلک ہین پردہ ہائے دیدۂ بینائے دل
ابتدا اور انتہا موج ازل ہی اور ابد — کیا بتاؤن مین نشان ساحل دریائے دل
ہی جو دل زمین گذر رہتا ہی اُس محبوب کا — اس لیے ہر ایک کی آغوش مین ہی جائے دل
تھا اُدھر برگ خزان کا شور ادھر زنجیر کا — جوش گل سے بیشتر ہی جوش پر سودائے دل
ذرہ ہی جلجاوے نہ تنکے سے کہین فانوس شمع — ہوگئی بالیدہ کیا عرش مدبالائے دل
کرتے ہین بیہودہ مجھپر خود پرستی کا گمان — دل مرا شیدا ہی تیرا کیون نہ شیدا اے دل
دل اگر وہ سرو مانگے تو صنوبر کی طرح — جزو جزا پنے سراپا کا وہین بجا ہے دل
دوری صیاد مین مانند مرغان قفس — سینۂ صد چاک مین ہر دم نہ کیون چلائے دل
منکران آسمان کے قول کو کرونگی راست — رفتہ رفتہ ایکدن آ وہ فلک فرسائے دل
یاد آیا مجھکو مجنون آپ مجنون ہوگیا — دامن صحرا سے بجھ گئی آتش سودائے دل

عمرو گھبرا کر سامنے آیا وزیر ناہید کے انسو پاک کیے کہا کیون خیر تو ہی ناہید نے کہا خواجہ غضب ہوا مین سے
جو برق کی عیاری کا حال سنا ایسی خوش ہوئی کہ خود ملاقات کو مغیلان کے گئی حقیقت مین برق نے بڑا
کار نمایان کیا بڑا سحر اسکا سنا یا ورنہ یہ جوان زنگی میدان مین آتا خواہ یہ مکر خواہ یہ جبر حرز ہیکل صاحبقران سے لیتے
جس طرح اُسنے ساحرون کو قتل کیا اس سے زیادہ وحشت سے اہل اسلام کو قتل کرتا عمرو نے کہا یہ تو مجھے
بھی معلوم ہی کہ اُسنے بنا سحر بنا لیا تھا ناہید نے کہا جب سالوس نے جوان زنگی کو مارا مغیلان نے جاکر دوسرا
سحر تیار کیا سرورجادو اسکا وزیر ہی اُسکے سپرد کیا آپ کو خبر دیتی ہون کہ ایک پہلوان میدان کارزار مین آئیگا
صاحبقران کو پکاریگا فن کشتی مین حرز ہیکل لے لیگا یہ تو آپ بھی جانتے ہین کہ حرز ہیکل قبضے سے صاحبقران
کے گئی اور بیہوش ہوئے بیہوش ہوتے ہی ایک طائر آئیگا یہ حال نہین کھلا کہ صاحبقران کو کہان لیجائیگا لاکھ
پوچھا اُس ملعون نے نہین بتایا سرورجادو کو ان سب چیزونکا حاکم کیا ہی بعد گرفتاری صاحبقران سرور لشکر
کو پامال کریگا یہ سحر تیار ہوگیا پہلوان بنا کر طرف صحرا کے روانہ کردیا جب مین گئی ہون تو سرور کو تعلیم کر رہا تھا
مین وہان سے پلنگ خدمت مین خداوند سالوس کے بھی گئی وہ بھی خوشیان کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ
مغیلان بلا سے روزگار ہی ایک سحر سنا دوسرا سحر تیار کرلیا وہ سہم سحر کریگا مغیلان کے ہاتھ سے جان
مسلمانون کی نہ بچیگی اُس زنگی بچے کی کیا حقیقت تھی یہ پہلوان اصل تن قوی مین برا سے برباد ی مسلمانان
تیار ہوا ہی مغیلان کو ناز ہی کہ سرور آگ برسائیگا نہین معلوم کیا کیا کریگا مین یہ خبر سنکر گھبرائی ہوا کے پاس
آئی ساری کیفیت بیان کی ہوا نے کہا خواجہ کو بلا کر سب کیفیت بیان کر دو اسواسطے آپ کو تکلیف دی عمرو
کے بھی یہسنکر ہوش اُڑ گئے کہا کہ برق بڑا تیز ہی وہ چھپ گیا ہی جاتے ہی عیاری کریگا پہلے لشکر مین جاکر
حال دریافت کرونگا مین اسکو بلائے رہتا ہون ورنہ وہ قیامتین برپا کرے اب نہ رکیگا مین بھی جاتا ہون

یہ کہکر خواجہ عمرو عیار باغ یاسمن سے نکلے طرف لشکر منیلان کے چلے مگر برق جو لشکر منیلان مین آیا دریافت کیا
تو لشکر مین منیلان کے خوشی ہو رہی ہی برق نے ایک ساحر سے پوچھا اُسنے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو کل ہی
مسلمانون کا خاتمہ ہی برق نے پوچھا کیا باعث اُسنے کہا منیلان نے سحر تیار کیا آپ تو جا کے آرام فرمایا
مسرور جادو سب کا افسر بنکر آیا ہی بارگاہ مین بیٹھا ہوا سب تدبیرین کر رہا ہی یہ سنکر برق چلا در بارگاہ مسرور پر
آیا سپاہی کو سلام کیا سپاہی نے پوچھا تم کون کہا میان سپاہی مین غریب آدمی ہون ذرا میان مسرور سے
اطلاع کر دو کہ مین کچھ عرض کرونگا سپاہی اُسنے پوچھا کیا کام ہی برق نے ایک کاغذ لپٹا ہوا دیا کہا اگر مجکو جانیکو
روکتے ہو تو یہ کاغذ جا کر ہاتھ مین میان مسرور کے دیدو وہ کاغذ سپاہی لیکر اندر گیا ہاتھ مین مسرور کے دیا
مسرور نے دیکھا طرف سے ایک غریب کے مرقوم ہی ایک دختر بلند اختر رکھتا ہون سامری نے اُسکو خواب
مین فرمایا کہ اس اپنی بیٹی کو خدمت مین مسرور کے حاضر کرو تصویر اُس مہ جبین کی منسلک عرضی ہذا ہی مسرور نے
تصویر جو دیکھا عجب نقشہ ہوا سناٹا آگیا خود تصویر تصویر تھا بقول مصنف شعر ہون تصور مین ترے صورت تصویر کی
جسم بے حس ہی مرا ایک بیجان کی طرح + مسرور مغرور کو سناٹا آگیا آنکھین غزال عالم حسن مین رشک حور ابرو خنجر ظلم
ستم قد قیامت حسن آفت ناز و ادا آفت جان کمترین حاضر خدمت مین مصور نے جا بجا آنکھی ہی کبھی ہاتھ
کھینچا کبھی کتنا ہی کہ کیا تصویر کھینچون ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی مسرور نے گھبرا کر کہا کہ اُس شخص کو بلاؤ سپاہی نے
آکر کہا میان صاحب چلیے آپ کو ہمارے افسر بلاتے ہین برق اندر آیا مسرور کو سلام کیا مسرور نے کہا یہ کاغذ تمنے بھیجا
کہا حضور مین حکم سے سامری و جمشید کے لایا ہون رات کو اس فکر مین پڑا تھا کہ اس کمبخت کیواسطے کیا مین کرون
ناگاہ سو گیا سامری و جمشید خواب مین آئے فرمایا کہ مسرور جادو کل لڑائی فتح کریگا یہ بطور نذر اُسکے خدمت مین
حاضر کر دو مین بموجب حکم خداوند سامری و جمشید حاضر ہوا یہ تحفہ حاضر ہی مسرور نے کہا نام تمہارا کیا ہی کہا حضور مغز فروش
کہتے ہین اور کثرت استعمال مین سرکوب بھی کہتے ہین حکم ہو تو اُسکو حاضر کرون مسرور نے کہا مین محافہ ساتھ کرون
دست بستہ عرض کی جب حضور کے گھر مین آوے تب محافے مین سوار کیجیے ابھی تو وہ اس فقیر کی لڑکی ہی ہاتھ
پکڑ لے آوینگا غلام لائے زیر نخل ٹھہرا لینگا حضور کو تکلیف پڑیگی جسقدر سامری و جمشید کا حکم ہی اُسقدر بجا لاؤنگا مسرور
نے کہا آپ جلد جائیے تصویر وہ عرضی اپنے پاس رکھلی جب برق چلا گیا تو مسرور مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگا ساتھ والون سے
کہا صاحب تمنے عنایت سامری دیکھی کیا نازنین حور ہی میری تو جان جاتی ہی خاقان کل قرار دونگا عنایت سامری و
جمشید شامل حال ہوئی فقط ارادہ کیا ہی کہ یہ حکم قضا تسیم صادر ہوا یہ بیچارہ غریب کیا جانے سامری نے اس سے
خواب مین کہا وہ اسنے بھی بیان کر دیا ابھی اُسکو خبر بھی نہین کہ مین نے کیا سحر تیار کیا ہی سامری و جمشید نے
ایک روز قبل سے اطلاع دی یہ سحر مقبول ہوا منیلان کا مطلب حصول ہوا تھوڑی دیر کے لیے دیکھا وہی شخص
سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھون مین بھرے ہچکی لگی ہوئی ہانپتا ہوا سامنے آیا اب کوئی دروازے پر نہین روک
سکتا بلا تکلف اندر چلا آیا رو کر کہا میرے ساتھ چلیے اس بدنصیب کا ہاتھ پکڑ لیے آئیے مسرور نے گھبرا کے آنسو
پونچھے کہا میان سرکوب کیون روتے ہو کہا حضور کچھ نہین بیٹی کا مقدمہ بہت سخت ہوتا ہی میرے گھر پر آپ برات
لیکر آتے دروازے پر اندارہ دیتا [illegible] دادا جان نے بنوایا تھا سیکڑون بھوزیان پھر [illegible] یا تقدیر مین یہ لکھا تھا
کہ بیٹی کو ہاتھ پکڑ کے لے آئے اس سے بڑھ کیا بیغیرتی ہوگی حضور اس سے بڑا ثابت ہوا کہ سامری و جمشید کی
مین حضور آپ برا نہ مانیے گا میرا دل جلا ہی اسوجہ سے کہتا ہون اور بھی کچھ کہونگا ماں لڑکی کی کوس رہی ہی

ہان اُسکی گنتوں میں گر پڑی خالہ نے سنکھیا کھالی دادی بھی اُسکی بیٹی نکل گئی حضور محلے میں سلگہ پڑا ہے محلے والین
نے پاجامے اتار کر پھینکدیے ہیں مَیں نے جو منع کیا اُنھون نے کہا یہی سانحہ لڑکی پر بھی گذریگا میان سرکوب اسکو
خلاف نہ جانو حضور میں چپ ہو رہا مسرور ہنسنے لگا سرکوب نے کہا بے ہنستا کیا ہے جوتیان مارونگا سامری و
جمشید جلافزا سے بچیا جو جا بھاگ گئے پرائی آبرو کا خیال نہ کیا ایک بات آپ سے اور کہے دیتا ہون اسکا سن
لڑکی کم ہے میں تو میں تو آپ جو ٹرے مجھے حساب نہیں آتا دو برس ابھی تامل فرمائیگا غنچہ گل کی کیا حقیقت یا بلبل
کا گھونسلا ہے پرسون تک تو وہ ننگی پھرتی تھی مسرور کہتا ہے آپ یہ کیا فرماتے ہیں میں بڑی خاطر کرونگا خاتون
محل قرار دونگا یہ تو بیا عزاز باتیں کرتا ہے مگر وہ غریب آدمی گالیان دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو امانت میں فرق
نہ آنے پائے نہیں تو قیامت برپا کرونگا مسرور سر جھکا لیتا ہے کبھی کہتا ہے آپ کو کیا ہو گیا آپ کیسی باتیں کرتے
ہیں یہ باتیں آپ کو سزاوار نہیں ہیں جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہوگا مسرور ہر مرتبہ گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے
میں محلے بھر کو امیر کر دونگا اور جس بات کو آپ کہتے ہیں وہ بھی میں نے قبول کی مسرور کے ساتھ اور آدمی بھی
چلے میان سرکوب نے منع کیا کہ اور کوئی نہ آوے سامری فرما گئے ہیں کہ فقط دولھا ہی آوے مسرور نے کہا اچھا
آپ نے کہاں ٹھہرایا ہے کہا لشکر ہی میں ہے آپ تشریف تو لے چلیں مسرور ساتھ ساتھ بارگاہ سے نکلا دیکھا میاں
سرکوب باتیں کیسے ہی جانتے ہیں مسرور کے دل میں خیال آیا یہ شخص باتیں بہت کرتا ہے کوئی عیار نہو اب اُسنے
سحر تیار کر لیا پشت و ہلے سے ہوشیار تھوڑی دور چلکر قریب ایک درخت کے پہونچے مسرور نے کہا کہ
صاحب آپ کی صاحبزادی کہاں ہیں سرکوب نے کہا اُس نخل کے نیچے کھڑی ہے مسرور نے دیکھا ایک
عورت سر تا قدم اوڑھے کھڑی ہے قلیل سا چہرہ کھلا ہے معلوم ہوتا ہے ایک چاند نکلا ہوا ہے بالتصویر دیکھی تھی مسرور
بیتاب ہو گیا بہانا سا قد زیر نخل ٹہل رہی ہے مسرور جلدی جلدی چلا میاں سرکوب پیچھے ہوئے مگر کن انکھیوں سے
مسرور دیکھتا جاتا ہے جیسے ہی قریب نخل کے مسرور پہونچا سرکوب نے پیچھے سے حلقے کمند کے گلے میں
جیسے ہی چاہا ڈالے مسرور نے کہا ارے کیا کرتا ہے برق کا ہاتھ کانپا حلقے کمند کے گلے میں نہ پڑے زیر نخل
جو عورت کھڑی تھی وہ بھی بھاگی مسرور نے پڑھکر سحر کیا سرکوب زمین پر گرے کہا او مسرور کیا کرتا ہے تو نے
حکم سامری میں خلل ڈالا مجھے کیوں گرا دیا مسرور نے کہا تو نے حلقے کمند کے کیسے ڈالے تھے عورت جو کھڑی
تھی وہ بھاگ کر کہاں گئی سرکوب نے کہا آپ چلا کے بولے لڑکی کمسن تھی ڈر کے مارے بھاگ گئی مگر آپ
میرے پاؤں کھولدیں میں اب جا کر لے آؤں آپ کیوں گھبراتے ہیں میرے ساتھ بے لطفی نہ کیجیے ابھی بیزار
ہو کر سامری و جمشید سے عرض کرونگا ابھی جلافزا سے دوڑے آئینگے نہ آئینگے تو جوتیان کھائینگے مسرور
نے دو دانے ماش کے مارے رنگ و روغن عیاری کا جل گیا دیکھا ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوئے
لمبی ٹوپی سر پر بوٹ سیاہ ڈنٹا ہوا کرچ کمر میں مسرور نے ایک چیخ ماری کہ اے برق فرنگی مددی صاحبان
مسرور دوڑے آئے سب نے دیکھا اب تو سب جادوگروں نے آگھیرا لاسو دو سو جادوگر آکر جمع ہوئے
کہتے ہیں اسی نے زبان دراز کو مارا او لیری دیکھیے کیسی جلدی دوڑا آیا صرف اتنا مشہور ہوا تھا کہ مسعود
کو مغیلان نے سحر پھر دیکھا ہے کل پر جرنیل بھی لے لیگا صاحبقران کو بھی قتل کریگا مسرور نے کہا اسنے
لشکر میں آکر دریافت کیا ہیں ابھی اسکو قتل کرونگا صاحب جی ہاں ہاں کرتے ہیں مگر مسرور تیغ کھینچکر چلا اُسوقت
برق کی بیقراری اشکباری دعا کرتا ہے کہ پروردگار بچائیو روز سیاہ مجھکو نہ دکھائیو اس کافر کے ہاتھ سے امان پاؤں

اسوقت ایک ہنگامہ ہی سیکڑون ساحر مجمع مین ہر شخص یہی کہتا ہی کہ اس ظالم کو جلد قتل کیجیے برق رو رہا ہی تڑپ رہا
ہی مسرور چلا ہی کہ قتل کرون ہاتھ تلوار کا مارون کہ سامنے سے تیز رفتار عیار خداوند سالوس کا پیدا ہوا
پکارتا ہوا ای مسرور ٹھہر جاؤ اگر اسکو قتل کروگے تو قباحت ہی قدرت مانگتے ہین فرماتے ہین ہمارا مغضوب
ہی ہم جہنم مین پھینکدینگے فرشتگان عذاب بھی حاضر ہوگئے ہین ارشاد ہی کہ انھین کی معرفت جہنم مین پھینکا
بڑی خیر ہوئی کہ مین جلد آیا اگر تم قتل کرتے قدرت تمکو بھی جہنم مین پھینکدیتے بہت ابھی ساعت نحس کی مسرور
کانپنے لگا کہا ای شاطر قدرت یہ موجود ہی تیز رفتار نے کہا اپنا سحر توڑ تار لو مسرور نے سحر اُتارا تیز رفتار نے
پشتارہ باندھا سامنے مسرور کے مشکین جکڑ کر باندھین اور لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور تک سامنے گیا پیچھے
کی آڑ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگیا برق حیران ہی کہ تیز رفتار مجھکو ادھر کہان لیے جاتا ہی تیز رفتار نے
پشتارہ جنگل مین اتار کہا بیٹا برق پہچانا منم عمرو برق قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد بڑا احسان کیا آپ نے
جان بخشی کی عمرو نے کہا بیٹا مینے تمکو منع کیا تھا تمنے میرا کہنا نہ مانا کہا استاد ایسی عیاری کی تھی
کہ مین نے مار لیا ہوتا مگر کچھ کھٹک گیا بیچ راہ مین اُسکے تیور دیکھے صاف جس سے ثابت ہوتا تھا کہ دشمن
اسکے تردد پڑگیا مین نے حلقے کمند کے لگائے اُسنے فورًا سحر کیا آخر مین گرفتار ہوا اگر آپ وقت پر پہونچے
عمرو نے کہا بیٹا اب تو نہ جانا برق نے کہا استاد بے اسکو مارے نہ چھوڑونگا عمرو نے برق کو چھوڑدیا
برق نے قصد کیا ہی کہ مین جاؤن جا کر پھر کچھ عیاری کرون عمرو کے بھی یہی ذہن مین ہی کہ بن پڑے تو
جاؤن مسرور کی فکر کرون عیاری کرکے مسرور کو مارون کہ دیکھا شہنشاہ زرین آفتاب فوج ثوابت وسیارگان کو
بھگاکر مسرور و شادمان تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا عمرو نے دیکھا فوجین میدان کارزار کی جانب آتی ہین
لشکر صاحبقران بھی آرہا ہی برق ایک طرف پلٹا خواجہ بھی واپس ہوے یہان صبح کو مغیلان سے مسرور نے
جو حال عیاری برق و گرفتاری برق کا کہا تھا مغیلان ہنستا ہوا سامنے سالوس کے آیا پایہ تخت کو بوسہ دیکر
دست بستہ عرض کی برق کو قدرت نے جہنم مین پھینکوادیا تیز رفتار بھی تخت کے ساتھ ہی سالوس نے
گھبرا کر کہا کیسا برق اور جہنم مین پھینکنا کیسا مغیلان نے کہا مسرور نے برق فرنگی کو پکڑا تھا چاہتا تھا قتل کرون
کہ عین وقت پر میان تیز رفتار پہونچے انھون نے کہا کہ قدرت مانگتے ہین اُسنے حوالے کردیا تیز رفتار نے کہا
ای مغیلان یہ کیا کہتے ہو مین کہان گیا مین نے برق کو کہان لایا کہ ایک شاگرد نے تیز رفتار سے کہا مین نے
تو ابھی برق کو لشکر صاحبقران مین دیکھا تھا عمرو سے باتین کرتا ہوا عیارون کو ساتھ لیے ہوے آتا تھا تیز رفتار
نے کہا ای مغیلان یہ بھی عیاری ہوئی صاف یہ ہی کہ جب تمنے قتل کا ارادہ کیا عمرو صورت پہ میری آیا اگر برق
کو لیگیا مغیلان نے بھی قبول کیا کہا ای تیز رفتار سچ کہتے ہو یہ ذکر تھا کہ مسرور بھی سامنے سے آیا مسرور نے
مغیلان سے پوچھا مغیلان نے کہا ابھی مسرور یہ بھی عیاری ہوئی مسرور ٹھہر گیا مغیلان نے تمام کیفیت بیان
کی اور کہا کہ زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ برق عیار لشکر اسلام مین موجود ہی مسرور نے کہا اسوقت مجبور ہون پہلے
حمزہ کا خاتمہ کرون سالوس تخت پر سوار ہی مغیلان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے کہتا ہوا یا خداوند آج لشکر اسلام
نہین بچتا ایسی تدبیر معقول مسرور نے کی ہی کہ قدرت بہت مسرور ہونگے بکتے ہوے میدان کارزار مین پہونچے ادھر سے
آمد لشکر اسلام کی شروع ہوئی سب کے آگے صاحبقران زمان اسم اعظم کے بند ہونے سے چہرہ صاحبقران کا
متغیر ہو منہ ڈھلکے ہین مگر گھوڑے کو بڑھائے ہوے تشریف لاتے ہین خواجہ عمرو و برق اشقر کے ساتھ ہین

ایک طرف مہتر قرآن ایک جانب ابوالفتح و عمران خطائی و گلبادو کلبادو غیرہ ایک سمت مقبل وفادار و مہراج
وغیرہ سب انتشار میں ہیں اسم اعظم صاحبقران بند ہونے سے سب کو انتشار ہے ہر ایک سردار کو یہی خیال ہے کہ
ساحران غدار سے مقابلہ ہے اسم اعظم بند ہے دیکھیں کیا صورت ہوتی ہے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی مگر عمرو برق
صاحبقران سے عرض کرتے ہوئے کہ حضور کا تمام کارخانہ جنگ وجدل حمزہ ثانی پر موقوف ہے مناسب ہے کہ حضور
حمزہ ثانی سے بہت ہوشیار رہیں صاحبقران نے فرمایا خواجہ میں کیا کوئی ہوشیاری اختیار کروں گا آئینہ جو مرضی
پروردگار دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر ہو بیٹھے صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی ادھر ہیبت لگا کہ کمک ہے مسعود
نے ارادہ کیا ہے کہ میں اپنے پہلوان کو بلاؤں اور وہ حمزہ سے مقابلہ کرے ادھر لے گرد اڑی سب نے دیکھا دامن
گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سواروں کا علمداروں کے بعد ایک جوان کوہ پیکر دیو ہیبت
عفریت صورت نہایت قوی تن قوی من گینڈے پر سوار کبر و نخوت تمام علم کے پھریروں پہ تعریف سالوس
ہر قوم آمد لشکر کی دھوم وہ پہلوان گینڈے کو بڑھائے ہوئے ابروؤں پر بل پڑا ہوا مثل ابر گرجتا ہوا فوج کی طرف
ہو کے چھوڑا آپ گینڈے کو بڑھا کر قریب تخت سالوس آیا آتے ہی سجدہ کیا کہ پھر عرض کی یا خداوند غلام کو
بڑی شکایت ہے حمزہ ایسے شخص سے مقابلہ پڑا ہے اور آپ نے مجھ کو نہ لکھا اب تک میں خاتمہ کر دیتا میں نے سنا کہ قدرت
نے بڑی تکلیفیں اٹھائیں غلام واسطے شکار کے آیا تھا یہی بارہ ہزار سوار ساتھ تھے میں نے خبر سنی شکار گاہ سے
چل نکلا شکر ہے کہ وقت پر آ کے پہونچا آج شاید مقابلہ بھی ہو ابھی مشکیں باندھ کر افسر فوج کو لاتا ہوں سالوس نے
کہا اے نعمان زرہ پوش قدرت نے فرصت نہیں پائی نہیں تو تم کو لکھا جاتا اور بھی چند سرداروں نے عذر کیا
نعمان زرہ پوش بولا قدرت کا ارشاد میرے سر پر میری آنکھوں پر مگر مجھ کو میدان کارزار کی مہلت دیجئے کہ
کوئی میدان میں نہ نکلے بلکہ اگر کوئی ساحر نکلا تو میرے واسطے باعث بدنامی ہے ایسا نہو بندگان خداوند کہیں
کہ نعمان زرہ پوش موجود تھا پھر ساحر سے قدرت نے کیوں کہا اگر قدرت اجازت نہ دینگے تو میں ابھی
اپنے کو ہلاک کر دونگا میرے ہوتے کسی ساحر کا نکلنا باعث بدنامی قدرت ہے قدرت ملاحظہ فرمائینگے کہ حمزہ کو کس طرح
گرفتار کر کے لاتا ہوں اگر حکم ہو تو سر لاؤں ورنہ زندہ گرفتار کر لاؤں مسعود نے بہت کہا کہ اے نعمان زرہ پوش
میں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں آج کے دن تامل کرو میرے نام پر قدرت تقدیر کر چکے ہیں اب تمہارے نام
تقدیر کرنے میں تکلیف بھی ہوگی سالوس نے کہا قدرت یہی تقدیر کر دینگے کہ نعمان کی تلوار کے سب ساحروں کا
خون سپرد کیا بڑی جد و کد سے نعمان زرہ پوش رخصت ہوا گینڈے کو اڑا کر میدان میں آیا سلاح دکھایا نیزہ ہلایا
پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستاں تم نے قدرت کو بہت ستایا اب قدرت نے تقدیر کی سب کا خون میرے
تلوار کے سپرد کر دیا ہے لو اگر حاضر ہو نہیں تو حمزہ عرب کا طالب ہوں اور کوئی میرے مقابلے میں نہ آوے
یہ سنکر صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا تمام سردار دوڑ کر لپٹ گئے عرض کی سرکار کا اسم اعظم بند ہے غلام جا کر مقابلہ کرے
صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ ان ایسے بھیاؤں پر وہ بھی حمزہ کا بھاری پڑیگا سب کو سمجھا کر صاحبقران
نے اشقر کو بڑھایا عمرو ہمراہ رکاب تھا نعمان نے جو صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا گینڈے کو بڑھا کے گرز
سر کا ہاتھ میں لیا جب گاؤدر چلا سب نے دیکھا تین قدم اشقر دیو نژاد سات قدم گینڈا نعمان زرہ پوش کا ہٹا
نعمان نے جمال باکمال کو دیکھا کہا کیوں حمزہ قدرت نے تجھ کو اپنا سپہ سالار بنایا تمام ملک تیرے ہاتھ سے تسخیر
کرائے تو قدرت سے نہ ڈرا کچھ خوف نہ ہوا صاحبقران نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے مسلمان تیری گینڈے سمیت پہلو سے

نہین ڈرتا نعمان نے کہا حربہ تو کیجیے ورنہ حوصلہ دل مین رہجائیگا صاحبقران نے فرمایا تجھکو بڑا غرور ہے ہمارا یہ
دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی حربہ کرینگے تقدم ہمارا دستور نہین نعمان زرہ پوش نے
نیزہ اٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے پیچ وتاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان وکاکل معشوقان تاک کر سینۂ
بے کینۂ صاحبقران پر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا جھنکاریان آگ کی جھڑ رہین نیزہ بازی
ہونے لگی نعمان جانتا ہے دیکھ ہوے اڑا ہی جاہتا ہے نیزہ صاحبقران کا نکالون مگر ممکن نہین ہوتا صاحبقران
کھیلے بھالے نیزہ بازی کر رہے ہین دو گھنٹے کامل نیزہ چلا ایک مقام پر صاحبقران نے نیزہ کو شگاف کیا ہین
ٹھرالی طار نخل سے اترے امیر نے فرمایا ارے نعمان ہوشیار ہو جا شکست تیری ہے نعمان ہنسا کہا
آجتک خداوند سالوس نے کسی کو زیر فلک ایسا نہین پیدا کیا کہ میری شست کی سستی کو دیکھے صاحبقران نے فرمایا
دیکھ یہ کہکر گانٹھ کر نیزہ ایک تھپیڑا مارا ہر چند نعمان نے روکا نہ رک سکا نیزہ ہاتھ سے نکلگیا نعمان کے منہ پر ہوائیان
اڑنے لگین نیزہ بھر آب خجالت مین غرق کمال غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا للکار کر آواز دی او حمزہ ناز نہ کرنا
نیزہ بازی خلال بازی ہے تیغ برق مثال ہے ایک ہاتھ مین فیصلہ کرتا ہون حوالی لغمانیہ مین شمشیر زنی میری مشہور
بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اب کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا صاحبقران زمان نے فرمایا او مغرور عقل و فراست
سے دور ابھی حال کھلا جاتا ہے یہ سنکے خبردار خبردار کر کے تیغہ لنگر دار جوہر دار ہر سر صاحبقران عالی وقار دو دستی لگایا
صاحبقران نے گرد اسپر کا سر پہ کھینچا مگر جیسے تلوار کی دھار کے ساتھ لگی ہوئی ہے جب تک تیغہ در تھا
جب قریب سر انور صاحبقران پہونچا امیر نے ادھم سپر کی لگائی تیغہ نعمان زرہ پوش کا پٹ پڑا امیر
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قصد ہوا کہ تلوار نعمان زرہ پوش کی چھینلون اسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دینے سے
دونون جوان گھوڑے سے گینڈے سے کود کے کشتی ہونے لگی دونون لشکر ان مثل آئینہ حیران صاحبقران
نے دونون مونڈھے پکڑے ریل کرتے دوڑے نعمان زرہ پوش بھی جان لڑا رہا ہے ایک بالشت نہین سرکتا
صاحبقران نے ہکہ مارا دونون گھٹنے نعمان زرہ پوش کے آشنائے زمین ہوئے چاہا لنگر قائم کرے مگر
صاحبقران نے دونون ہاتھ جون سکیے کمر زبر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد
یکی تیغ صمصام و قمقام نام
یکی تیغ عقرب یکی ذو الحسام
امیر عرب صاحب روزگار
زمین کافران از یلان پاک کرد

نعرہ کر کے صاحبقران نے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین
تا بسینہ تیسرے زور مین ہلہ دیا سر سے اس خود سر کو بلند کیا چاہتا تھا اسنے تلون مین پاؤن اڑا کر چاہا داؤن
پیچ کرون مگر صاحبقران نے داہنا قدم آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے ہٹا کے چرخ دینا شروع کیا
نعمان زرہ پوش مثل طاؤس آتشبازی کے دست حق پرست صاحبقران پر چرخ کھانے لگا تول کر
ہاتھ بھر زمین پر مارا چاہا نعمان زرہ پوش نے کہ مونڈھے کی کہا کر سنبھلون صاحبقران نے ایک
ٹھوکر ماردی نعمان چارون شانے چت گرا کود کے صاحبقران چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ اب
کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے تیرے سالوس نے اور بھی کچھ تقدیر کی تھی تقدیر اسکی دیکھو
پھوٹ گئی نعمان زرہ پوش نے بکبر و نخوت جواب دیا کہ یہ تو کبھی نہو گا لاکھ جانین میری نام خداوند
سالوس پر نثار ہین ایسا خداوند مہربان کسکو ملتا ہے جادوگرون کے ہاتھ پاؤن نہین رعشہ آگیا امیر نے غصے مین
ایک ہاتھ سر کے پیچھے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر مکہ دیا گردن نعمان کی بیخ زخرے سے کھینچا سپہبدی جوش جرأت مین

جھپنگ پشت اشقر پر سوار ہوئے نعرہ شیرانہ کیا اوسالوس بن یوس مردار خوار اور کسی کو ہیچ جرأت دیکھ
حمزہ کو دکھایہ کہنا تھا کہ مسرور دوڑ پڑا اپنے مقام سے پچیس قدم بڑھکر طرف صحرا کے ایک گولہ مارا
آواز دی ای معموم سحر بند آپ نے دیکھا کہ صحرا سے بوندلا گرد کا اڑا ایک گرگن سوار سلح و تمکل نیزہ
ہلاتا ہوا میدان مین آکر پہونچا مسرور کو سلام کیا مسرور نے کہا جا کر صاحبقران سے مقابلہ کر
وہ پہلوان جھومتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا سامنے پہونچکر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
لیا گیارھوین طعن مین صاحبقران نے نیزہ اسکا نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر
رو کا جب امیر نے ہاتھ مارا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا امیر نے گریبان پکڑا زمین پر اُترے کشتی ہونے لگی
وہ پہلوان لڑ رہا ہی پیچ توڑ ہو رہے ہین چار گھڑی کشتی مین گذرے تھے کہ ایک مقام پر معموم نے حرز ہیکل
پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا امیر نے ایک طمانچہ مارا معموم زمین پر گرا مگر حرز ہیکل اُسکے ہاتھ مین آگئی چاہا کہ
اسیر جا پڑون مسرور نے سحر کیا امیر لڑکھڑا کر گرے اُس پہلوان نے زمین سے اُٹھکر مسرور کو حرز ہیکل
دی آپ گھوڑے پر بیٹھکر طرف صحرا کے روانہ ہوا مسرور نے کھڑے ہو کر ایک سحر کیا ایک حباب شیشے کا
صاحبقران پر گرا امیر تو اُسمین بند ہو گئے اب مسرور گولہ ہاتھ مین لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا
جیسے ہی اُسنے پہلا گولہ پھینکا عمرو و برق و قران و ابو الفتح چند عیار طرف صحرا کے بھاگے کہ اپنے کو
سحر سے بچائین مگر برق جو طرف صحرا کے بھاگا چونکہ نہایت تیز رو ہی جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی کنوان
گڑھا کھائین خندق جھاڑی جھنڈی جو شی راہ مین ملی اُسکو پھاند گیا اس طرح بھاگا ہوا جاتا ہی مگر مسرور
نے جو گولہ مارا اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا ابر سیاہ سے برقین گرنے لگین جسپر برق گری
اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کچھ مینھ بھی ابر سے برسنے لگا جسپر بوندی پڑی بیہوش ہو کر گرا زمین پر ایڑیان
رگڑنے لگا مگر مسرور نے برق کو بھاگتے ہوئے دیکھا تڑپ گیا وہ مکر برق کا اسکو یاد آیا چھاتی پر ایک
گھونسا مارا کہ ہاے یہ ظالم ابھی زندہ ہی کیا غضب کا مکر ظالم نے میرے ساتھ کیا اُس نازنین کی صورت
ابتک آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی دل مین کہتا ہی کیا صورت زیبا تھی اگر یقین کامل نہ ہوتا کہ برق
کسی کو بنا کر لایا تھا تو مہینون بیقرار رہتا اس ظاہر ہو جانے پر بھی دل کو داغ ہی بس پلٹ پڑا ابر کو
توز ور دیدیا کہ ابر سے موسلہ دھار پانی گرنے لگا ہزار ہا بندگان خدا گرے اور بیہوش ہوے برق
نے سیکڑون کو جلایا پانی مین ہزار ہا ٹھنڈے ہوئے وہین سے جستجو کرکے قریب برق پہونچا برق
اور تیز بھاگا ایک آنبون کی بغیہ ہی اُس طرف جاتا ہی اس خیال مین کہ کسی درخت کی آڑ پکڑ کر چھپونگا
کوس بھر لشکر اسلام سے نکل آیا برق نے ایک نخل کی آڑ پکڑی ہی مسرور نے کہا او مکار کہان بھاگکر
جائیگا چلے تیرا کام تمام کر لون اگر علاج کو بھی کوئی مسلمان بچے تو مجکو مسرور نہ کہنا برق سمجھا کہ اُسنے
مجکو دیکھ لیا اب نکلکر لڑلو اگر اسکا وار چلا تو ہمارا خاتمہ ہی اگر ہمارا وار چلگیا تو اسکو مار لیا کرچ کھینچی
جا پڑا منتم برق فرنگی سنگے کرچ کا وار کیا بھلا مسرور اسکا وار کب کھاتا ہی اُف کرکے ایک دو ہتڑ زمین پر
مارا برق فرنگی لڑکھڑا کر گرا تڑپنے لگا مسرور نیمچہ کھینچکر چلا کہ ہاتھ مارون پشت سے آواز آئی کیا کرتا ہی
پلٹ کے دیکھا تیز رفتار آتا ہی جی مین کہتا ہی کہ یہ بھی کوئی عیار ہی بلند ہکر آواز دی آئیے آئیے مین تو آپکا
بہت مشتاق تھا تیز رفتار سامنے آچکا سوچا کہ اگر جاگا تو بھاگ نہ سکونگا گرفتار ضرور ہو جاؤنگا

ذرا رُکا بس رُکتے ہی مسرور نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ او مکار ایک مرتبہ تو مین دھوکا کھا چکا ہون پھر تو
تیز رفتار بنکر آیا دو ہتھڑ بھی زمین پر مارا یا سامری کہکے منھ سے شعلۂ آتش بھی چھوڑا وہ شعلۂ آتش فوراً
تیز رفتار کے منھ پر پڑا رنگ و روغن عیاری کا جلگیا دیکھا خواجہ عمرو ہین ایک قہقہہ مارا کہ ساربان زادے
شاگرد کے قید ہونے پر تاب نہ آئی یہ نہ سمجھا کہ ایک مرتبہ تیز رفتار کی شکل پر دھوکا کھا چکا ہون پھر کیونکر
دھوکا کھاؤنگا مگر بیقراری مین دوڑ پڑا اب کہو میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گے مین تو اسی فکر مین تھا کہ لشکر
کا تو خاتمہ کیا عیار بچ رہینگے تو فتور کرینگے خداوند سالوس خداوند برحق ہی اُسنے پہلے ہی فرمایا تھا کہ مین سب کا
خون تیرے سپرد کرتا ہون سچ ہی مین یہان لقمان زرد پوش بھائی بڑے قدرت کے تو مزاج مین لحاظ
ہی کہا وہ تقدیر کہیے کہ جو تقدیر لی ہوئے برق کی تو فکر ہی مین تھا ہی اگر میان عمرو تم بھی ملے عمرو نے ہاتھ
جوڑ کر کہا ای مسرور سُن مین نادان نہین ہون ایک مرتبہ بشکل تیز رفتار تجکو دھوکا دیچکا تھا اس
صورت پر اسواسطے آیا کہ آپ مجکو پہچانین اور گرفتار کرین صدہا ملک ساحرون کے مین نے دیکھے مگر
آپ ایسا یکتا ساحر نہ دیکھا تھا آپ کی تابعداری کرنا چاہتا ہون اسوقت خاص اسواسطے آیا کہ آپ مجکو
گرفتار کرین مجھ ایسا غلام جو خدمت مین رہیگا ہفت اقلیم مین قبضہ کرا دونگا بلکہ کسی مقام پہ چلکے دعوی
خدائی کرنا مین نائب بنکر بیٹھونگا لاکھون آدمی سجدہ کرینگے خدائی رونق پکڑیگی آپ کو معلوم ہوگا حمزہ
ایک مجاور زادہ کہ ہیچ اس مرتبے کو پہونچا یا ہفت اقلیم پر اُسکا قبضہ ہوا الغا ایسے مردود کو جگایا
اب طبل یکتائی بجا رہا ہی اور جب تک مین نہ شریک ہونگا اس فتح کو فتح نہ سمجھنا عیاران اسلام میرے
شاگرد اپنے اپنے ملکون کے افسر ہین سب عیاریان کرینگے مین جو آپ کی خدمت مین ہونگا تو سب کو
بہکا کر گرفتار کرادونگا اسطرح عمرو نے یہ باتین کین کہ مسرور کے دل مین مزا آگیا پھر عمرو نے کہا اے
مسرور ایک معشوقہ ایسی دون کہ چشم فلک نے نہ دیکھی ہو ناموس حمزہ باغ بیخزان ہی کیا کیا
پریزادان دُر در گوش مرصع پوش ہین اُنمین سے ایک شاہزادی معقول چنکر تجکو دونگا مسرور کے
منھ سے نکلا اُسکا نام کیا ہی عمرو نے کہا ملکہ مہر گہر تاجدار ہمشیرہ ملکہ مہر نگار اکثر تمہارا ذکر کیا کرتی ہی
اور یہی اُسکا قول ہی کہ شوہر میرا جادوگر ہو کبھی شاید تمکو بھی دیکھا ہوگا یا تصویر کسی سوداگر سے
مول لی ہی تمہارے اُسکے خوب بنیگی ای مسرور میرا قتل کرنا بہتر نہین ہی ہزارون کام مجکو آتے ہین
آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ گلہائے رنگارنگ پیدا ہون شمعین ڈھالتا ہون کہ روشنی اُسکی دیکھکر
آنکھون مین چربی چھا جائے روشن کرو تو یہ معلوم ہوئے کہ شعلے پر اُسکے ایک پری ناچ رہی ہی اور ہزارہا
کام کس کس کا ذکر کرون میرے حال آپ پر کھلجائینگے مین مدت سے حمزہ سے بیزار ہون مسرور کو
باتون سے عمرو کی ایسا مزا ملا ہنس ہنس کے کہتا ہی خواجہ سچ کہتے ہو دیکھو اپنے قول سے پلٹنا نہین مین بھی
تمہارا وہ مرتبہ کرونگا کہ شاہان عالم رشک کرین عمرو کہتا ہی بھلا حضور مردون کی بات مین فرق بھی
ہوتا ہی جو کہتے ہین وہی کرتے ہین آپ کو خداوند بناکر بٹھائین ہفت اقلیم مین عملداری ہو تب آپ
کہین کہ عمدہ رفیق ملا جس بادشاہ کے مقابلے مین جائیے گا اُسکو چرا کرلے آؤنگا آپ کو لڑنے نہ دونگا
یہ باتین ہو رہی ہین کہ پشت سے آواز آئی کہ او مسرور پھر دھوکا کھاتا ہی ساربان زادہ باتین بناتا ہے
جلد قتل کر مسرور نے پلٹ کے دیکھا خداوند چلے آتے ہین مسرور نے جھککر سلام کیا سالوس نے کہا

اوگدھے احمق ساربان زادے کی باتون پر جاتا ہی ارے انھین باتون مین اسنے ملک کے ملک تباہ کر دیے
بڑے بڑے ساحر مار گئے عنطلی آباد کہ جہان سترہ لاکھ جادوگر رہتا ہی اُس ملک کو اس ظالم نے تباہ کیا
ارے اس سے بات کرنا بہتر نہین تو ایسا گھُل مل گئے باتین کرتا ہی قدرت کو فرشتون نے خبر دی قدرت
کو تردد ہوا کہ خود چلنا چاہیے آخر تیری محبت مین دوڑ آیا مسرور جھک جھک کے سلام کر رہا ہے کہا
خداوندا آپ نے بڑا احسان کیا کہ سرفراز ہوا سالوس برابر مسرور کے آیا کہا جب قدرت سے فرشتون
نے آکر خبر دی تو قدرت نے پکار کر کہا کہ تو یارد غضب ہوا مسرور کو عمرو نے پھر باتون سے مسرور کیا
یہ کیسا کرتا ہے تو غضب ہوا تیری محبت سب کے دل مین ہی خدائی بھی آتی ہین مسرور خوش ہو کر بیٹھا
جیسے ہی بیٹھا سالوس نے نعرہ کیا نعرہ قران

منم مہتر قران شیر زیانم | میدان اژدر آتش فشانم
سریع السیر چون باد بہاری | جہان سہنگ و نیخ گذاری

نعرہ کر کے بغدہ مارا سر پاش پاش ہوا لوٹھ اگرا
خواجہ عمرو برق اُٹھکر بھاگے عمرو نے لپٹا مسرور کی دھوتی کھینچلی کپڑے اُتارنے لگے سنگباری برفباری
ہورہی ہی حرز ہیکل جھولی سے مسرور کے نکالی جھولی تو اپنی زنبیل مین ڈال لی حرز ہیکل لیکر بھاگے یہان لشکر
اسلام پر آگ برسنا بھی موقوف ہوئی مغیلان بھی جا پڑا تھا عمرو نے آکر حرز ہیکل صاحبقران کے گلے مین
پہنا دی سب سحر مسرور کا دفع ہوا صاحبقران اُٹھے اور نعرہ کیا نعرہ حمزہ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار | بن کافران از جہان پاک کرد
بحکم خدا البتہ شمشیر چار | سر سرکشان جملہ در خاک کرد
بیلے تیغ عقرب پلے ذوالحجام | بیلے تیغ صمصام و قمقام نام

صاحبقران نے جو نعرے کی صدا بلند ہوئی زمین
کانپی مغیلان یا تو لڑ رہا تھا بچھاڑون کو قتل کر رہا تھا پلٹ کے دیکھا کہ صاحبقران لڑتے ہوئے آتے ہین
اسنے سحر کیا پلٹکر امیر پر تاثیر نہ ہوئی گھبرا گیا کہتا ہی ارے یارد مسرور کو کسنے مارا ساحرون نے آکر خبر دی
برق و عمرو کو گرفتار کرنے گئے تھے لاشہ انکا نخلستان مین پڑا ہی چند ساحر گئے لاشہ مسرور کا اُٹھا کر لائے
مغیلان نے دیکھا سر چپٹا ہوا لاشہ برہنہ ملا کہا یارد جسے عمرو مارتا ہی کپڑے اتار لیتا ہی افسوس کر رہا تھا کہ
صاحبقران قریب آکر ہونچے یہان جن سردارون پر مینہ برسا تھا بیہوش پڑے تھے مرتے ہی مسرور کے
کلمہ پڑھتے ہوئے اُٹھے نعرے کر کے کفار پر جا پڑے ایک ایک نے دس دس ساحرون کو مارا کسی پر نیزہ کسی پر
تلوار ماری کسی ساحر کو لپٹ پڑے سر کھینچ لیا عمرو نے بھی عیارون سے اشارہ کیا ان یارو تم کیون بیکار
کھڑے ہو بموجب حکم عیارون نے یا حقہ ہاے آتشبازی کمر سے نکالے دنا دن ناوقتہ ہاے آتشبازی کا بلند ہوا
جب حقہ ہاے آتشبازی چلے دو ہزار ساحر جلکر رہگئے صاحبقران سے مغیلان سے مقابلہ پڑا مغیلان
نے کئی سحر کیے مگر بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی مغیلان بھاگ رہا ہی صاحبقران برابر ہونچے اسنے
ہاتھ تیغہ سحر کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر روکا امیر نے اژدہا دے سے ہاتھ نکالے وار کیا اُسنے سپر سحر ڈالدی
سپر سحر کٹی تڑپکر تلوار سر پر گری سر مغیلان کا زخمی ہوا اپنے کو گرا دیا تھا گرنا کہ بلند ہوا آواز دی یارو
ہٹ آؤ لشکر ساحران بھاگا سالوس نے حکم دیا کہ طبل بازگشت پر بھی چوب پڑے طبل بازگشت بجا لشکر
صاحبقران علحدہ ہوا سالوس پلٹا تھا کہ مغیلان آکر ہونچا سر زخمی خستہ و شکستہ حیران و پریشان
سالوس نے پوچھا اے مغیلان یہ کیا ہوا کہا یا خداوند بڑا ملال اٹھایا مسرور مارا گیا بڑا ارنگ میرا
ساحر زبردست جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا مرنا مجھپر بہت شاق ہوا جو اسنے کہا تھا وہ کر کے دکھایا لیکن

صاحبقران سے لوا حمزہ نکل لیا دیکھا مگر عیارون کا ایسا بچھا کیا کہ وہان سے زندہ نہ پلٹا یا خداوند مرنا مسرور کا
بالا بالا نہ جائیگا یہ خون ضرور رنگ لائیگا ایک ہفتے کی قدرت سے مہلت مانگتا ہون اندر اسی ہفتے کے وہ سحر
تیار کرون پہلے حمزہ کو مارون اب میرے ہاتھ سے یہ لوگ کہان جائینگے سالوس نے کہا قدرت بھی اب
تقدیرین مضبوط کرینگے تمکو آٹھ دن کی مہلت دی مغیلان تو جاکر بوتخانے مین داخل ہوا سحر تیار کر رہا ہے
صاحبقران جو پلٹکر آئے عمرو کو بہت بجاری خلعت ملا عمرو نے برق سے کہا بیٹا تلاش اسم اعظم کی ضرور
کرنا چاہیے برق نے کہا کچھ پتہ بھی لگایا ہے خواجہ و برق و قران تلاش مین اسم اعظم کی نکلتے ہین منظور ہے
کہ جاکر ناہید سے پوچھین صاحبقران کو خبر ملگئی کہ آٹھ روز طبل جنگی نہ بجیگا صاحبقران بھی مصروف
اہتمام لشکر ہوئے سب کو اس حال مین چھوڑو

دو کلمہ داستان سکندر زرین پوش زرین علم کہ سہراب جادو نے معجوق کوہ پیکر کو برائے مقابلۂ سکندر روانہ کیا اس سے مقابلہ پڑنا معجوق کا راہ مین اپنی معشوقہ سر جادو کو خبر کرنا اُسکا وقت پر آنا اور پہونچنا سوسن و گل اندام کا وقت پر اور قتل ہونا سر کا اور شکست معجوق و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ۔ ساقی نامۂ مصنف

بیا ساقیا جام صہبا بدہ	کہ جام طلب بر ما بدہ	بیا ساقی ماہ طلعت بیا	بیا صاحب جاہ و شوکت بیا
ز دیدار رویت شوم بہرہ مند	تو نسیم با وصاف او سطر چند	بیا ساقی ای ماہوش بی نقاب	ز مینا سگلگون بیار آفتاب
ایا ماہ چرخ جلالت شعار	قدت سرو گلزار عز و وقار	سمن بو شکر لب دل آرام من	زہی مقدم عیش انجام من
منم قمری سرو بالاے تو	بیا بر سرم چشم من جاے تو	توئی رونق محفل عاشقان	توئی شمع بزم فصاحت نشان
بدل اشتیاق تو ای سیمبر	بہ ہجر تو بیتاب و دلگیر [illegible]	دلم مثل ماہی تپید در فراق	ستم کرد این چرخ نیلی رواق
ز ہجر تو بیتاب ہجران نصیب	فرح دور شد وا اے حرمان نصیب	بدہ ساقیا جام آتش فشان	کہ در بزم رندان شود امتحان
غبار درش سرمۂ چشم من	بہ پیش قدت پست سرو چمن	دہن غنچۂ گلشن دلبری	شکر لب سمن بر بصورت پری
دو ابروے او خنجر آبدار	نگاہت کند صید ہوش و قرار	ز رفتار قلب و جگر پایمال	بہر ہر قدم گشتہ سر پایمال
منم عندلیب گل روے تو	معطر دماغم ز خوشبوے تو	ز خود رفتہ ام من ز رفتار تو	منم محو دیدار و گفتار تو
منم مایل روے زیباے تو	نہال بہشت است بالاے تو	قمر داستان جلالت شعار	رقم گشت از لطف جاہ و وقار

چہرہ طی کنندگان مرحلۂ ظلمات نشان جرأت و شوکت و ممیز کنندگان مراکب صبا رفتار صولت و جلالت و دہشت
سکندر بعبد کردو فریون تحریر فرماتے ہین شعر نویسم یکے قصۂ دلفریب + بگیرم ز عشاق صبر و شکیب + سابق
مین تحریر کرچکا ہون کہ شاہزادہ سکندر زخمی ہوکر ایک صحرا مین پہونچے عادان قزاق وہان کا حاکم تھا
اُسنے اپنے یہان رکھا پھر صندلان خود سر سے مقابلہ پڑا صندلان کو زیر کیا پھر عیار
ریحان ملکۂ گل اندام دختر صندلان کو خبر الیگیا عیار سے بھی فساد ہوا سکندر نے آکر ان سب کو زیر کیا
ریحان قتل ہوا ہمامے دوندہ کو قلعہ کا حاکم کیا دختر ریحان کی شادی ساتھ ہمامے دوندہ عیار
کے ہوئی اب عادان قزاق و صندلان خودسر کو لیکر شاہزادے نے کوچ کیا راہ مین خبر ملی کہ

ملکہ نسیم آسا جنگجو و شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز کو آکر سحر العجائب و مصر الغرائب گرفتار کر لیگئے یہ خبر سنکر شاہزادہ دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا چلا لیکن معجوق کوہ پیکر کو سہراب نے برائے مقابلہ سکندر روانہ کیا تھا وہ دو لاکھ فوج سے منزلوں کو طی کرتا ہوا آتا ہی ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوا بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہی عیار اسکا صباے صبادم حاضر خدمت ہی جا با صحبت شراب وکباب مہیا کرے آبدیدہ ہو کر معجوق نے کہا ای صباے صبادم کیا کرون افسوس ہی کہ ملکہ سر ہر جادو کو خبر نہ ہوئی وہ ہمارے مکان پر جاتیگی جب ہمکو نہ پائیگی کیسی ملول ہوگی ابھی بھی یہ کیفیت ہی نظم

جوش جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوئے
خط پر جو آئنے مین پڑی ہی نگاہ یار
چہرے پہ سبزہ آہو مین کیا کیا ہرے ہوئے
آرایش انکے حسن کی موقوف کب ہوئی
کوچے مین یار کے ہین کبوتر چرے ہوئے
دیکھے مین جام کے ہی تامل کا کیا سبب
تربت سے اپنی بید مولد ہرے ہوئے

ناقوس مین سے آئی صدا ای ہوا تفو
آہوے چشم مست ہین سبزے چرے ہوئے
مہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو
لوٹے گئے درخت حنا جب ہرے ہوئے
وہ صید سخت جان ہو نہین جسپر ہزار بار
ساقی شراب سے ہین قرابے بھرے ہوئے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم مرے ہوئے
ہم بتکدے سے گئے جو خدا سے ڈرے ہوئے
شوق شکار مجکو جو ای ترک ہی سنا
سوکھے ہوئے درخت حنا کے ہرے ہوئے
کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ مین تباہ
خالی ہوئے ہین تیرون کے ترکش بھرے ہوئے
بعد فنا بھی عشق کا آتش اثر رہا

صباے صبادم نے عرض کی اگر حکم ہو مین جاکر ملکہ کو خبر کردون فورًا تشریف لا ئینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی صباے صبادم نے دیکھا کہ ملکہ سر ہر جادو تخت پر سوار بدحواس چلی آتی ہین عیار نے عرض کی لیجیے ملکہ عالم آگئین معجوق کھڑا ہو گیا کہا ای ملکہ عالم آئیے سر ہر جادو ایک ساحرہ نوجوان گال پھولے ہوئے سینے پر بڑی بڑی چھاتیان ہوئی کمر پیٹرو ابھرا ہوا تخت سے اتری معجوق نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ملکہ عالم اسوقت تمھارا آنا باعث خوشی ہوا مین ابھی ذکر ہی کر رہا تھا سر ہر نے منھ لٹکا لیا کہا صاحب ہم تمسے نہین بولتے تمنے ہمکو خبر نہ کی اور کوچ کر کے چلے آئے آج ہمکو بڑی تکلیف ہوئی تمھارے قلعے پر گئے دیکھا مکان ویران پڑا ہی ملازمون نے خبر دی کسی کے مقابلے کو گئے ہین حکم شہنشاہ آیا کہ جاکر سکندر کو گرفتار کرو معجوق نے کہا مجھے تردد ہی مجکو پہلے ہی خبر پہونچ چکی کہ وہ جوان نہایت زبردست ہی ہر چند کہ خرد ہی مگر گرد ہی ریزہ ہی مگر پرتیزہ ہی بڑے بڑے پہلوان اسنے زیر کیے حکم شہنشاہ یہ ہوا ہی کہ اسکی مشکین باندھکر روانہ کرو ای جان من کوئی چارہ نہین سر ہر نے کہا مین بھی چلون بروقت مقابلے کے اسکا زور گھٹاؤن تمھارا زور بڑھاؤن سحر سے گرفتار کرا دون معجوق نے کہا اسکی کیا احتیاج ہی جاتے ہی مشکین باندھونگا مین نے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے وہ تو ابھی صاحبزادہ ہی جنگ نادیدہ میوہ نارسیدہ اسکا زیر کرنا کتنی بڑی بات ہی عیار نے اسی وقت صحبت شراب وکباب مہیا کی دونون جھککر شراب پینے لگے عیار سامنے حاضر ہی فرمایش سے سر ہر جادو کی یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

بیرون کشیم رخت کہ صحرا مبارکست
در حسن ما مضائقہ خوبان چہ حاجت است
بیرون مرو ز دیدہ من جا مبارکست
بیمار عزیز باعث عمر دوبارہ است
در بر اگر کنند سرا پا مبارکست

بوے ز زلف یار بجان تیغ می کشد
مارا مبارک است شمارا مبارکست
زخمی زدی کہ تا دم پیری کہن نشد
یوسف خریدن تو زلیخا مبارکست
معلوم ست دیدن درانبارے روزگار

دیوانہ ایم شہر بما نامبارکست
ای دل بدزد و شانہ کہ سودا مبارکست
در چشم من نشینی و کردی شکار خلق
دست تو ای جوان چہ قدر ہا مبارکست
عریان تنان عشق ز خاک حریم دوست
واقف گدائی در دلہا مبارکست

دونون کے دماغ تر رات بھر جلسہ رہا صبح کو معجوق نے کہا اب تمکولات و منات کے سپرد کرتا ہون اسی ہفتے عشرے مین پلٹکر آؤنگا پہلے تمھارے قلعے پر آکر ٹھہرونگا اُس جوان کو بھی لیتا آؤنگا سرپر جادو رخصت ہوئی مگر چلتے چلتے کہگئی کہ اے معجوق اگر دیر لگیگی تو مین ضرور آؤنگی تمنے جو نام لیا دل کو تردد ہوتا ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے معجوق نے کہا اسپر خیال نہ کرنا مجھسے فنون سپہ گری مین کوئی مقابلہ نہین کرسکتا مین نے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے سرپر نے کہا اے معجوق غرور نہ کرو مین نے اُس جوان کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ مدت سے وہ لڑ رہا ہے بارہ برس کے سن مین ایک ساحرہ سے منسوب ہوا وہ بھی آکر یہان لڑی اب سُنا کہ گرفتار ہوگئی سحر العجائب و مصر الغرائب خود کوشش کر رہے ہین سرپر یہ باتین کرکے روانہ ہوئی معجوق بھی سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا شاہزادہ سکندر چالیس کوس کی منزل کرکے آئے ہین سب لشکر والے خستہ و شکستہ ہو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن و قوی من گینڈے پر سوار پشت پر دو لاکھ اہالیان فوج مسلح و مکمل اسی جانب آتا ہی آکر سامنے اُتر پڑا بارگاہ استادہ ہوئی یہ مغرور ٹہلتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اصباے صبادم عیار سے کہا دیکھ تو یہی لشکر سکندر کا ہی بعد تھوڑی دیر کے عیار نے خبر دی کہ حقیقت مین یہی لشکر سکندر ہی یہ سنکر معجوق خوش ہوگیا کہا یارو آج سفر میرا اتمام ہوا کوئی سکندر کو اتنا پیغام پہونچادے یہ مجکو بڑا خیال ہی کہ جوان کمسن ابھی اُسنے دنیا مین کیا دیکھا ہی اگر میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون عیار نے کہا حضور نامہ دین مین جاؤن معجوق نامہ لکھوانے لگا کہ ایک جوان کلک نیزہ باز اپنے دنگل سے اُٹھا کہا حضور غلام آپ کا جائیگا ایسے مقام پر عیار کے جانیکا کام نہین ہم طریقے سے کلام کرینگے باتون مین سمجھا بھی دینگے اگر یون بھی نہ مانے تو کان پکڑ کر لیتے بھی آئین عیار بیچارہ قاصد بنکر گیا تو کیا فائدہ ہم سب طرح پر جواب معقول لائینگے ہمارے سامنے کیا جواب دیگا ہماری باتین سُنکر شرما جائیگا مین سمجھا کرلے آؤنگا سرکار کم کھولین یہ کہکے اُٹھا نامہ دو بلغے سے باندھ لیا بل کرتا ہوا چلا اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا یہان شاہزادہ سکندر بارگاہ مین جلوہ فرما ہین جواہر مگس پرانی کر رہا ہی کبھی ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتے ہین کہ کیون جواہر مقدمہ ملکہ نسیم آتشخو مین کیسی ہوا چلی جب خیال آتا ہی کیسے دل کے ٹکڑے ہوتے ہین کہ ملکہ پر کیا گذری ہوگی اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

بخشید بہ یعقوب نبی روشنی چشم
در باغ خرد داغ جنون نشو و نما داشت
شد جنگ میان غم و شادی بسرم دوش
ہر صبح جہان تاب چو شامی رفقا داشت

سودائی تو تا بر سر سودا زدہ جا داشت
زان نکہت پیراہن یوسف کہ صبا داشت
گر زانکہ من پردہ نشین بود ز جا غیر
شادی طرب شادی غم جانب ما داشت
مخفی بدل حوصلہ صبر تو نازم

خورشید جہانم بجہان قبلہ نما داشت
بر باد گل روے تو دوش از گل اعظم
در پردہ ہر پردہ دو صد پردہ کشا داشت
از دست بد و نیک جہان چند شکایت
کین شیوہ نہ ایوب در آئین جفا داشت

جواہر کہ رہا ہی اے شہریار بقول شاعر اپنی فکر واجب و لازم ہی فردا کہ دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری + شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود + اُن ظالمون سے مقابلہ ہی کہ جنکے سامنے رستم اور پیر زال برابر ہے جب انھون نے ایک سحر کیا رستم و پیر زال دونون برابر ہوگئے کوکب روشن ضمیر کے ہمسر ہین انکا غرور یہ ہی کہ سحر نہین کرتے اشارون مین اُنکے کام ہوتے ہین اب جو انھون نے سحر کو خوب حاصل کیا ہی تحفہ جات طلسمی دستیاب ہوئے سحر و ساحری مین نایاب ہوئے جس دن وہ ہنیا قصد کرینگے اُس دن مشکل ہوگی جس دن وہ آ پڑینگے اُس دن کون جواب دیگا خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ نسیم وغیرہ کو سحر کرنیکی نوبت

نہین آئی گرفتار ہوگئین یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی یہ جو پہلوان ابھی آگئے اترا ہی اُسنے ایلچی
بھیجا ہی بڑا پہلوان مغرور معلوم ہوتا ہی سکندر نے کہا آنے دو کلاک نیزہ باز اندر آیا بطریق سامری
پرستون کے سلام کیا بیان کسی نے جواب بھی نہ دیا دنگل ملا اُسپر اگر بیٹھا سکندر کو بنگاہ ذلت دیکھ رہا ہے
لوگون سے پوچھتا ہی آپ سب صاحب کے بیچ یہ سالار ہین مگر عادان قزاق کو دیکھکر کانپ جاتا ہی لوگون سے
پوچھتا ہی اس جوان کو تمھارے آقا نے زیر کیا ہی یہ آواز کان مین عادان کے پڑی عادان نے کہا اے
جوان مجھسے پوچھ ہم ایسے صدہا غلام ہین ہماری کیا حقیقت ہی کلاک چپ ہو رہا سکندر نے ساقی بچے
کی طرف اشارہ کیا ساقی نے جام دیا کلاک نے جام کو پیا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو پکار
اٹھا کہ منم نامہ وار منم نامہ دار یہ سنکر سکندر نے فرمایا بھئی کسکا نامہ لائے ہو عرض کی پہلوان دوران
گرشاسب جہان معجوق کوہ پیکر کا سکندر نے کہا کہ لاؤ مگر عادان سے نگاہ مل رہی ہی شاہزادہ نامہ پڑھنے لگا
پہلے تعریف سامری و جمشید بعد ازان صفت شاہان طلسم اُسکے بعد اپنی تعریف مین ایسا پہلوان ہون
اور اتنا بڑا جوان ہون اُسکے بعد لکھا تھا کہ اے شاہزادۂ سکندر تجسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ قید خانے سے
بھاگے یہ چند مفلوک ساتھ لیکر جو چلے ہو انکا کیا بھروسا ایک للکار مین سب بھاگ جاینگے لہذا بہتر یہ ہی
کہ ہمارے پاس چلے آؤ خطا بھی معاف کرا دینگے عہدہ بھی دلا دینگے کلاک نیزہ باز ہمارا پہلوان آتا ہے
اسی کے ساتھ چلے آؤ اگر اسکے خلاف کیا تو مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا ہاتھ سے سکندر کے نامہ
عادان نے لے لیا کلاک نیزہ باز نے کہا اے جوان تو نے نامہ کیون ہاتھ مین لیا شاہون کا نامہ اسکو
ہر شخص دیکھ سکتا ہی عادان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جب سے بیٹھا ہوا مجکو بنگاہ خیرہ خیرہ دیکھ رہا ہی
اٹھ تو احوال معلوم ہو کلاک نیزہ باز نے اٹھکر تلوار کا ہاتھ مارا عادان نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
کلاک لپٹ پڑا دیکھا کہ تقدیر کا لکھا آگے آیا دونون سے کشتی ہونے لگی عادان نے تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر
مارا کلاک دھم سے گرا چاہا سر کھینچ لون سکندر نے کہا ہان ہان عادان یہ کیا کرتے ہو تمھارا مہمان ہے
اسکے ساتھ کوئی بے اعتدالی نہ کرنا عادان نے چھوڑ دیا عذر کرنے لگا کہا میان کلاک معاف فرمایئگا
تمھارا غرور مجکو ناپسند ہوا اس وجہ سے یہ بات ہوئی تم ہمارے مہمان عزیز ہو کلاک کچھ جواب نہین دیتا
سکندر نے نامہ لیکر اُسکی پشت پر جواب نامہ جنگ لکھا کلاک نیزہ باز کو دیدیا کلاک چپکا نکلا اپنے
گھوڑے پر سوار ہوکر سامنے معجوق کوہ پیکر کے آیا کہا حضور وہ لوگ تو بڑے سرکش ہین نامہ
پڑھکر اُس جوان نے اشارہ کیا دس بیس آدمی مجکو لپٹ گئے مگر اُس جوان نے منع کیا مین نے بھی اپنی جان
بچائی دیکھا کہ محل مناظرہ نہین ہی اُن لوگون مین یہ بات بدی ہوئی ہی ایک کو کوئی کچھ کہے تو سب شریک
ہوجاوین یہ سنکر معجوق مثل ابر گرگرا یا غصے مین پیشانی پر پسینا آیا نامے کو دیکھکر اور زیادہ بگڑا کہا
اُسنے جواب نامے کا جنگ کیا سمجھکے لکھا سب نے کہا حضور قضا نے لکھوایا آپ نے تو اُسکے واسطے
بہت بہتری تجویز کی تھی مگر قضا دامنگیر ہی معجوق نے غصے مین حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر
چوب پڑی ہرکارے تو سکندر کے حاضر تھے خبرین لیکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا ے بانداز دی قطعہ

تا بلبل طبع دارد آہنگ غزل | تا دل خواند قصیدۂ طول عمل | باشد ز بیاض گردن دشمن تو
شمشیر تو پیش مصرعہ تیغ اجل

شہریار عالم کی عمر دراز رہے معجوق بہت بلبلا رہا ہی طبل جنگی اُسنے

جواد یا عادان نے عرض کی غلام اُس سے مقابلہ کریگا اُسکی بھی گردن لیگا سکندر رنے فرمایا ای برادر اگر
اُسنے مجمل آواز دی تو تمکو اختیار ہی ورنہ بعنایت خداوند سنجر ہم مقابلہ کرینگے عادان نے عرض کی
یہ تو غلام پر بہت شاق ہی آپ ہر کس و ناکس سے مقابلہ کرین غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین
سکندر رنے حکم دیا ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے اب لشکرون مین تیاریان ہونے لگین معجوق کے یہان
بڑی تیاری ہی تمام سردار اسلحے آپسمین کہ رہے ہین کل ان سنجر پرستون کو قتل کرکے سب اسباب
لوٹینگے سنا ہی کہ بڑا مال جمع کرکے آیا ہی لشکر سکندر ربہت کم لشکر معجوق بہت کلاک نیزہ باز عرض کر رہا ہی
ای شہریار وہان تو دس بیس آدمی مجکو لپٹ گئے ہین نے اپنی جان بچائی جو اس حال سے آگاہ ہو چکے ہین
کہتے ہین یارو میان کلاک کی تقدیر کا لکھا پیش آیا نہ دس پہنچے نہ بیس پہنچے عادان قزاق نے انکو دے مارا
اُسی نے سکندر رکو سکندر رنایا ہی کلاک کہ رہا ہی مین تو سکندر رسے لڑونگا وہ لڑکا ہی لڑکے
باندھ لونگا چار پہر رات گذر کر سکندر زرین آفتاب عالمتاب نے راہ ظلمات کو بے تکلف سے طی کیا
تسخیر کرتا ہوا فوج ثوابت سیارگان کو شکست دیکر مع فوج ضیا و شعاع چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا
تمام عالم کو روشن کیا جلوہ رخسار شہنشاہ سے تمام میدان نورانی و منور ہوا لشکر جانبین کے میدان
مین آنے لگے سکندر ربر آمد ہوئے کوتل مرکب قریب قریب سوار و پیدل فوج کے دل کے دل علمہای
زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے طبل و بوق بج رہے ہین کہ سکندر رنے دیکھا آمد آمد فوج معجوق کوہ پیکر
کی شروع ہوئی کلاک نیزہ باز نیزۂ خطی ہلاتا ہوا میدان کارزار مین پہونچا لشکر کو آراستہ کرنے لگا
کہ معجوق کوہ پیکر بھی آکر پہونچا قلب لشکر مین ٹھہرا جب صفین درست ہو چکین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہتے ہین کہ کلاک نیزہ باز نے اپنا گینڈا بڑھایا سامنے معجوق کے آیا دست بستہ عرض کی
اجازت میدان معجوق نے کہا تم نہ جاؤ تمھارے واسطے ایکمرتبہ صورت ذلت کی ہو بھی چکی ہی اب
تم میدان کارزار مین کسواسطے جاتے ہو کلاک نے کہا حضور مین لڑکے سے لڑونگا جب افسر کو زیر کیا
پھر اس قزاق کی کیا حقیقت باقی رہی بمشکل معجوق نے اجازت دی کلاک نیزہ باز گینڈا اُڑاتا ہوا
نیزہ چمکاتا ہوا میدان کارزار مین آیا بلح شوری دکھا کر آواز دی سکندر ر کہان ہی آکر مجھ سے مقابلہ کرے
عادان نے گینڈا بڑھا کر عرض کی غلام کو اجازت ہو مین جا کر مقابلہ کرون اس جوان کی مشکین باندھ کر
لاؤن حضور کو یاد ہو گا کل تیسرے پہر پر مین نے اسکو مارا یہ تو نہایت بودا ہی سکندر رنے کہا وہ
میرا نام لیکر پکارتا ہی جانا میرا واجب و لازم ہی ہر چند سردارون نے کہا مگر سکندر رنے نہ مانا یہی
کہا کہ بعنایت خداوند سنجر جا کر اسکو پاس سامری و جمشید کے پہونچاتا ہون یہ فرما کر مرکب صف سے نکالا
کلاک نیزہ باز دیکھ رہا ہی کہ طرف سے لشکر سکندر رکے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کمسن آفتاب جمال
خورشید مثال بلجری جمی ہوئی گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی مرکب صبا رفتار کبک اشل ماہ نو کیے ہوئے اپنے
سوار کو اپنی پشت پر اس لطف سے لیے ہوئے رو مین آتا ہی اگر جام آب ہاتھ مین ہو قطرہ زمین پر نگرے
شہسواری وہ کہ آنکھون مین پھرے اگر دامن گل پر قدم پڑے نشان نقش پا ثابت نہ ہو اگر کسی نے
دیکھی بھی نشان ہم رشک آفتاب تھا تیز روی مین انتخاب تھا اگر دریا مین روانی دکھائی سر حباب پر

قدم پڑے تو حباب نہ ٹوٹے نظم	وہ چرمرکب چو برق بادپا دے	طرفہ دیوانہ و پریزادے

خوشخرامے ز آب نازک تر — تیز گامے چو برق نازک تر
دسنہ بید و دستہ سنبل — نرمے گوش و نرمی کاکل

نیزہ ہلاتا ہوا خود سر برج اس کر و فر سے مقابلے مین کلاک کے آگیا
وہ شیر بیشۂ جرأت پہونچا آپسمین تگا ور چلی چھ قدم گینڈا اکلگ کا تین قدم مرکب سکندر کا پیچھے ہٹا بقول
شاعر عنان تگاور بدولت سپرد + نمودہ قوی دست را دست برد + کلاک نے کہا ای جوان کل تیرے
رفیق نے مجکو ذلیل کیا آج تو میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا سکندر نے کہا او نامرد کل بھی تیری جرأت
کو دیکھ لیا کلاک نیزہ باز پیچھے ہٹا نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو رد کیا دونون مین نیزہ چل رہا ہے
سب تعریف سکندر کی کر رہے ہین لڑتے لڑتے ایک مقام پر سکندر نے نعرہ کیا او کلاک نیزہ باز
ہوشیار ہو جا کلاک نے اپنے کو سنبھالا سکندر نے اس کن سے نیزہ مارا کہ سینہ توڑ کے پر کلاک کے پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا اٹھکر زمین پر مارا استخوان چور چور معجوق نے جو یہ دیکھا تھرا گیا ایک چیخ ماری
کہ زمین تھرائی کہا یارو اس لڑکے نے مجکو بڑا صدمہ دیا میرا بڑا رفیق مارا گیا یہ کہکے گینڈا بڑھایا رفقا
نے گھیر لیا سلیم کوہ پیکر و سالم اژدر در و شداد گردن سوار و بہزاد نیزہ دار و فولاد آہن تن
و دیوس مردار خوار و شکور شیر چشم وغیرہ نے آکر گھیر لیا سب یہی عرض کرتے ہین کہ حضور نہ جائین
ہم جاکر دغا کرینگے کوئی کہتا ہی ایک گرز مین خاتمہ کر دونگا کوئی کہتا ہی نیزہ اُسکے واسطے کافی ہی کوئی کہتا ہی خنجر
اُسکے خون سے گلنار کر دونگا کوئی کہتا ہی دھوکا دیکر کشتی لڑونگا چیر پھاڑ کر پھینکدونگا معجوق نے کہا
یارو کیون اسقدر لاف و گزاف کرتے ہو ایسا وہ جوان نہین ہی کہ ہر کس و ناکس اُس سے مقابلہ کرے اگر زیر ہوگا
تو پھر ما بدولت ہی اُسکو زیر کرینگے یہ کہکر گینڈا بڑھا کے چلا حقیقت مین وہ قوی تن و قوی من ہی کہ جب اسکا
گینڈا بڑھا زمین کانپنے لگی ہر سمت سے یہی آواز ہی اب اس لڑکے کی جان نہ بچیگی سکندر نے جو معجوق
کو آتے ہوئے دیکھا شگفتہ ہو کر گھوڑے کو بڑھایا آتے ہی تگاور زن ہوئے پانچ پانچ چار چار قدم گھوڑا
اور گینڈا ہٹ آئے معجوق نے گینڈے کو پھیرا جمال جہان آرائے سکندر پر نگاہ پڑی حیران جمال محو بدر
ہو گیا سراپا کو دیکھتا ہی کبھی کہتا ہی ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت اگر تو میری اطاعت کرے
اپنے لشکر کا سپہ سالار کرون بلکہ ای جوان میرے لشکر مین بادشاہ نہین ہی تجکو تاج پہنا دون بادشاہ بناؤن
سکندر نے کہا ای معجوق کیا بیہودہ بکتا ہی اگر میری اطاعت کرے تو رونق بارگاہ شہنشاہ پرستان قرار دون
ای معجوق فلک سب کو گردش دکھاتا ہی خیال تو کر دارا و کیقباد کیا ہوئے کیسے کیسے سلاطین تھے گردش
افلاک نے پیسا کیے اس دنیا نے کسکے ساتھ وفا کی جتنے صاحبان لیاقت تھے شکایت کرتے ہوئے دنیا سے گئے نظم

ای نفس اگر بدیدہ تحقیق بنگری
تو نیز باگدائے محلت برابری
دنیا زنیست عشوہ دہ دولستان لکیا
این جرم خاک را کہ تو امروز بر سرے
باروت را کہ خلق جہان سحر از و برند
بانفس اگر برائے دائم کہ شاطری

در درویشی اختیار کنی بر توانگری
گر گنج نوبتت بدر قصر میزنند
با کس بسر نمیبرد او عہد شوہری
آبستنی کہ این ہمہ فرزند زاد و کشت
ورچہ فلک غمزۂ خوبان بساحری

ای بادشاہ وقت چو وقتت فرا رسد
نوبت بدیگری بگذاری و بگذری
آہستہ رو کہ بر سر بسیار مردم ست
دیگر کہ چشم دار داز و مہر مادری
مردی گمان مبر کہ بسر پنجہ است و زور

اس فصاحت سے یہ اشعار سکندر نے سامنے معجوق کے پڑھے خوش بیانی
زبان کی سنکر اور زیادہ معجوق کو محبت ہوئی کہا ای نوجوان جی چاہتا ہی کہ تیری باتین سُنا کرون اگر

امتحان مین مجھسے برابر بھی رہیگا تیری قدر کرونگا سکندر نے کہا یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے کام لو
زیادہ لاف و گزاف نکرو فنون سپہ گری دکھاؤ معجوق نے نیزہ اٹھایا معجوق و سکندر سے نیزہ چلنے لگا
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ کس لطف کی نیزہ بازی ہو رہی ہے ہرچند کہ سکندر کو فنون سپہ گری خاندان
صاحبقران سے ابھی نہین پہونچی مگر ذہن طبیعت دار جو استادان کامل نے بتایا اُسمین ایجاد کیا ڈانڈ
لڑ رہی ہین دو گھڑی کے بعد سکندر نے نیزہ معجوق کا نکالا نیزہ جو ہاتھ سے نکلگیا معجوق کو بڑا غصہ آیا
مثل ابر گرگڑایا کمر سے تیغہ کھینچا ہاتھ مارا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا معجوق اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہے
جب سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا معجوق نے گریبان پکڑا گھوڑے پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے جانبین
سے بہادرون نے آواز دی ای جوانان صاحبان شوکت و ای مردان بالیاقت کس لطف کے ساتھ زور
ہو رہے ہین مگر بار تمھارے گاو زمین سنبھالیگی بے زبان مر جائیگے معجوق نے کہا ای سکندر کیا ارادہ ہے
سکندر نے کہا کہ خداوند شجر نے ہمکو تمکو تلوار و نیزے سے بچایا اب زور کا وقت آیا مناسب یہی ہے کہ
ہمارے تمھارے کشتی ہو معجوق کو دیڑا دل سے کہتا ہے آخر جوان کمسن ہے بازی کھا بداشتی مین رگڑ کر
مار ڈالونگا سکندر نے کہا آئیے دونون کو دست آپسمین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین جوانان بالشو
مثل آئینہ حیران ہین کہتے ہین کیا جوان بالیاقت زور مین بھی اپنا مثل نہین رکھتا معجوق ایسے پہلوان سے
برابر لڑ رہا ہے یارو ہمکو تو رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے ایک طور پر کشتی ہو رہی ہے مصنف عرض کرتا ہے
واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہوا جبکہ آفتاب
عالمتاب بارنگ زرد شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین داخل ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان نے اپنے جلوس سے تمام
عالم کو روشنی بخشی معجوق شاہزادے کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای سکندر تمنے بڑا کام کیا کہ مجھ ایسے جوان سے
چار پہر لڑے مگر دن واسطے لڑائی کے ہے رات واسطے آرام کے اب کل پھر ہمارے تمھارے مقابلہ ہوگا سکندر
نے کہا ای معجوق برسون ہمارے تیرے یونہین رہیگا تصفیہ نہوگا آج ہی فیصلہ کر کے جانا معجوق
ہاتھ چھڑا کر الگ ہوگیا کہا مین رات کو نہین لڑتا میری عادت نہین سکندر نے پھر ہاتھ پکڑ لیا معجوق نے
ہاتھ چھڑایا دور جا کر کھڑا ہوا کہا ای جوان بس اب مین نہ لڑونگا مجھے رات کے لڑنے کی عادت نہین ہرچند
سکندر نے چاہا کہ مقابلہ ہو مگر معجوق گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلا گیا سکندر مجبور ہو ناچار
اپنے ساتھ والون سے کہتے ہوئے کہ یارو معجوق بھی مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہے عادان نثار ہوتا ہے عرض کی ہے
کہ ای شہریار اسکے جی چھوٹ گئے آپ نے کیسا کیا چاہا مگر اسنے قصد نہ کیا عادان کو وجہ ہے کہتا ہے مین نے
ایسے شیر کی اطاعت کی سکندر نے کہا ای عادان خوشی اُسوقت ہو کہ طلسم نور افشان پر پہونچین
کوکب ہماری کوشش سے رہائی پائین اُس دن ہماری مراد بر آئے عادان کہتا ہے خداوند شجر
آپ کو سرسبز و شاداب کرین آپ کو اس جرأت کا پھل حاصل ہو سب سردار دعائین دیتے ہوئے مع سکندر کے
داخل بارگاہ ہوئے عادان کے منہ سے نکلا مین حضور کو متردد پاتا ہون شاہزادے نے کہا ای سرداران
نامی دل گھبراتا ہے چاہتا ہون کہ اپنے کو ہلاک کر دون نسیم آتشخو کا قید ہونا بہت شاق ہوا دل اُسکے دیدار کا
مشتاق ہے اصل کیفیت یہ ہے نظم

[illegible] انشا کردہ ام	بسکہ لبریز ست ز اندوہ تو سراپاے من	نالہ میدید چو خار رگ ہی از اعضاے من
	میتوان راز درون خواند ز سیماے من	رفتم از کار دہان در فکر صحرا گردیم

جوہر آئینۂ زانوست خار پاے من
بسکہ ہامون از تب و تابم سراسر گشت
در خم آن طرہ خالی دیدہ باشد جاے من
مدتے ضبط شرر کردم بپاس غم و سے

دامنش در انتظار غیر دنالم زار زار
بر ہوا چون دود لرزد سایہ در صحراے من
خاطر سنت پر بد خوے نازک دادہ
خون چکیدن از و اکنون از رگ خارای من

واے من گر رفتہ باشد خواہش از غوغاے من
زلف می آراید و از ناز یاد م میکند
گر بہ بخشی شرمسارم ور نہ بخشی واے من

جواہر نے عرض کی حضور تردد کیون ہین غلام عرض کرتا ہی طلسم نور افشان آپ ہی کے ہاتھ سے فتح ہوگا سکندر نے کہا بھائی یہ بہت دشوار ہی جواہر آقا کو سمجھا کر باہر نکلا کہ طلایہ مقرر کرون اسکو گمان ہی کہ معجوق پھر طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئیگا اور شاہزادے سے لڑیگا اور یقین ہی کہ زیر ہو کر اطاعت کرے جواہر تو اس خیال مین رہا مگر معجوق جو پلٹکر دربار مین گیا کھانا بھی نہ کھایا گوشے مین جا کر پڑ رہا عیار اسکا صبا رفتار صبا دم یہ بارگاہ مین پہونچا اس فکر مین کہ جا کر لشکر وغیرہ کا انتظام کرون آقا نے خاصہ نوش کیا مصاحبون نے کہا آج بارگاہ مین بیٹھے ہی نہین میدان کارزار سے جو پلٹے تخلیے کے خیمے مین گئے ہم لوگون سے بات بھی نہین کی صبا رفتار صبا دم اندر آیا دیکھا کہ معجوق بیٹھا رو رہا ہی اور یہی کلمہ زبان پر ہی کہ تمام عمر کی مشقت میری ضایع ہوئی افسوس ہی کہ مین اس لڑکے کے ہاتھ سے ایسا ذلیل ہوا کاش کہ کوئی میرا ہمسر ہوتا یہ تو بالکل ہی لڑکا ہی مین اس سے لڑکے پچھتایا کہ عیار پہونچا پوچھا کیون آقا کیسا مزاج ہی معجوق نے کہا کیا مزاج پوچھتا ہی ہم اپنی جان دینگے اب کسیکو اپنا منھ نہ دکھائینگے اس لڑکے سے اب لڑونگا تو زیر ہو جاؤنگا ای دوست غمگسار مین صدہا پہلوانون سے لڑا مگر یہ نوبت نہین پہونچی جو پیچ مین نے باندھا اُسنے ایسا توڑ کیا کہ مین عاجز ہو گیا اور توڑ مجھسے نہ بن پڑا ایسا سپاہی میری نگاہ سے نہین گذرا اگر کمسن نہ ہوتا تو مین اسکی اطاعت کرتا مین نے انگوٹھی ہیرے کی نکالی ہی وہ ہی کھالونگا صبح کو مشہور ہو جائیگا کہ معجوق نے انتقال کیا میری بات رہجائیگی صبا رفتار صبا دم نے عرض کی کہ حضور ایسا نہ فرمائین مین سکندر کو پکڑے لاتا ہون قتل کر ڈالیے خواہ مطیع کیجیے معجوق نے گلے سے لگا لیا کہا اے یار وفادار اگر تو نے یہ کیا تو میری جان بچائی مین تجھکو اپنی جان و مال کا مالک کر دونگا عیار نے کہا مین گیا اور لایا ہر چند کہ عیار اُسکا بہت تیز ہی اگر وہ ہوشیار ملا تو مشکل پڑیگی اور اگر وہ غافل ہو گیا تو مین گیا اور لایا یہ کہکے با نہاے عیاری سے اپنے کو آراستہ کیا اور صورت بدل کنارے لشکر سکندر کے پہونچا دو ایک شاگرد جواہر کھڑے تھے بڑھیا بنکر گیا تھا اُسنے عیارون کو دعا دی اور کہا بیٹا تمھارے اُستاد کہان ہین اُنھون نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ ہم تجکو شاہزادے کے سامنے لیچلینگے دو چار روپے تجکو ملجائینگے ایک نواسی یتیم ہی اُسکا عقد در پیش ہی مین لشکر معجوق مین رہتی ہون وہ سب لات پرست ہین اور میرا مذہب شجر پرست ہی اُن لوگون نے جو سُن پایا ہی مجھسے بات نہین کرتے جس طرف سے نکلتی ہون سب پھبتی کہتے ہین یہ عورت شجر کو خداوند جانتی ہی عیارون نے کہا بڑی بی رات کو تو اُستاد سے ملاقات نہین ہو سکتی اب آرام فرمایا گر بڑی بی صاحب تم صبح کو آنا تمکو بہت کچھ ملجائیگا خود اُستاد ہمارے فیاض ہین ایسا کچھ دینگے کہ تمھاری نواسی کا عقد بہت اچھی طرح سے ہو جائیگا یہ صبا رفتار نے سنا سمجھا کہ میری ہوا بندھی اب سکندر کو پکڑ لونگا عیارون کو دعا دیکے ہٹا قریب بارگاہ سکندر پہونچا دیکھا پشت پر بارگاہ کے سناٹا ہی جونکہ سن لیا کہ جواہر نے آرام کیا نقب کھودتا ہوا چلا پہر رات رہے عمرہ نقب کا بارگاہ سکندر مین آکر تھوڑا سر نکالکر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی جھماسے موی و کافوری روشن ہین کھلے کہ

بوئے گردش ہین بوے خوش آرہی ہی کہ دماغ جان معطر ہوتا ہی نقب سے یہ مکار نکلا پہلے پردلنے بیہوشی کے
اڑائے خادم جو چپی پر تھے وہ بیہوش ہوئے جھپٹ کے برابر چھپر کھٹ کے آیا کلتے سے دوشالہ چہرۂ انور سے
ہٹایا دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہی آتش رخسار بے دود کمسنی چہرے سے نمود چہرہ منور دیکھکر تھرا گیا اپنے کو
سنبھالکر بیہوشی کنیچے مین رکھی دماغ سے کنپچہ لگادیا شاہزادہ بیہوش و مدہوش ہوا باطمینان اس بیچارے نے
پشتارہ باندھا اُسی نقب سے لے نکلا اگرچہ جواہر پڑا ہوا سو رہا ہی عالم خواب مین سلطان زرین پوش کو
دیکھا کہ فرما رہے ہین بیٹا اپنے بھائی سے ایسے بیخبر ہوئے دیکھو انکو عیار لیے جاتا ہی جلد خبر لے ورنہ بہت پچتائیگا
جواہر گھبراکر اٹھا جھپٹا ہوا قریب بارگاہ کے آیا شاگردون کو دیکھا پھر رہے ہین سوار حاضر باش ناظر باش
کی صدا دے رہے ہین حیران ہوا کہ ای جواہر یہان تو سامان معقول ہی شاگردون سے پوچھا یہان کوئی
آیا تو نہین ایک نے کہا کہ جس بڑھیا کو آپ نے بلایا تھا وہ ضعیفہ آپ کو تلاش کرتی تھی جواہر نے گھبراکر کہا
کون مین کسی کو نہین جانتا یارو کچھ عیاری ہوئی شاگردون نے کہا بڑھیا تو پھر چلی گئی جواہر نے کہا وہ کوئی
مکار عیار تھا اُسکو اطمینان ہو گیا کہ جواہر خواب خرگوش مین مبتلا ہی یہ کہکے اندر آیا دیکھا اندھیرا پڑا ہی
تبجیل روشنی لیکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی ایکطرف مہرہ نقب کا دیکھا اُسنے کہا یارو آقا کو عیار لے گیا ہائے
میرے سوتے ہی فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یہ کیا غضب ہوا یہ کہکے نقب مین پھاند پڑا شاگرد چہار طرف دوڑے
جواہر نقب کو طی کرکے نکلا نشان نقش پا کو دیکھتا ہوا جھپٹا عیار نے ایک کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ پشت
سے آواز آئی او مکار کہان جاتا ہی عیار نے پلٹکر دیکھا جواہر خنجر زن مثل شعلہ جوالہ نیمچہ کھینچے ہوئے جست و
خیز کرتا ہوا برابر پہونچا کہا او مکار اُس دیو خصال کو شرم نہ آئی فنون سپہ گری سے عاجز ہوا تیرے واسطے
یہ بہتر ہی کہ پشتارہ رکھدے اور اپنی جان بچا کر چلا جا ورنہ بجلال خداوند سنجر زندہ نہ بچیگا صبا رفتار نے دیکھا
کہ یہ عیار کمسن ہی مین کیا اس سے کم ہون اکیلا بھی آیا ہی لڑائی مین مار لونگا پشتارہ رکھکر نیمچہ کھینچا جواہر
پر جا پڑا برس پڑا جواہر روک رہا ہی روکتے روکتے للکارا ارے مجکو وار نہ کرنے دیگا دیکھ اور لوگ
بھی آگئے ہان یارو پشتارہ اٹھالو یہ سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا پلٹنا تھا کہ جواہر نے کمر کو تاکر ہاتھ مارا کہ سر
کٹکر اس خودسر کا زمین پر گرا جواہر نے دوڑکر پشتارہ اپنے آقا کا اٹھایا ہر لحظہ کے بوسے لیتا ہی تلوون
کو آنکھون سے لگاتا ہی کبھی کہتا ہی یا خداوند سنجر آپ نے بڑا احسان کیا اپنے لشکر مین آیا دیکھا عادان
نے لشکر تیار کیا ہی لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا سب کا یہی قصد ہی کہ لشکر معوق پر جا پڑین ابھی جا نہین رہین گر
اپنے آقا کو چھڑائین کہ جواہر پشتارہ بدوش پہونچا عادان نے پوچھا مہتر صاحب خیر تو ہی جواہر نے کہا
خداوند سنجر نے اپنا بڑا فضل کیا صبا رفتار صبادم عیار آقائے نامدار کو لیچلا تھا مین نے راہ مین جاکر
مارا آقا کو اپنے لایا بارگاہ مین لاکر شاہزادے کو ہوشیار کیا سب کیفیت بیان کی کہا آقا معاف فرمائیے گا
مجھے معوق سے یہ گمان نہ تھا اب وہ جنگ سے عاجز ہوا دیکھا جائیگا سکندر نے کہا ای جواہر مین بہت
بیقرار ہون جی چاہتا ہی کہ طلسم نور افشان پر چڑھ جاؤن ملکہ نسیم آتشخوار اپنے مقام پر کہتی ہوگی
کہ شاہزادے نے ہمکو فراموش کیا اور ای جواہر خنجر زن بخداوند سنجر اپنے دل کی یہ کیفیت ہی نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی
پردار کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی

اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست

قینچی نہین چلوائی مرے نامے نے کپڑ
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
اٹھتے بھی کہینگے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین
کامل جو مضمون مین معما ہی تو یہ ہی
معشوق و مے خانہ خالی و شب ماہ
مے ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہی تو یہ ہی

غیرت کا اب ابھی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ کرے یار
نظارہ کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی
گہ یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی
عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہی
ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش

ای نور نظر معجزہ حسن [illegible]
عاشق کو جو اندیشہ فردا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
عنقا ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
[illegible] ہی عشق تو دل عشق کی [illegible]
جنت کی جو [illegible] کے لیے جا ہی تو یہ ہی

جواہر نے سر جھکا لیا عرض کی ای شہر یاران کا نون سے تو نگین طلسم نور افشان پر چلنا تو واجب و لازم ہی
حضور لوح کی کوئی تدبیر نکل آتی ان ساحرون کا آپ کے ساتھ سے چھوٹ جانا بڑا غضب ہوا حضور اسکے
مقابلے سے مہلت پائین تو مین لوح کی فکر کرون ملکہ نسیم وغیرہ کے ہونے سے بڑی قوت تھی سکندر نے
کہا ای جواہر پہلے قید خانے ہی پر چلینگے جواہر نے عرض کی حضور مقامات طلسم قواعد کے پابند ہوتے ہین اگر
زندانخانے کا حکم ملیگا تو زندانخانے پر جانا ہوگا حضور یہ اختیار نہین ہی کہ جہان چاہیے وہان چلیے
اسی واسطے لوح طلسمی کی تلاش ہی کہ لوح پتہ بتاتی ہی اُسی نشان پر جاتے ہین ساحر کے قتل کی صورتین
تعلیم کرتی ہی ہر چند کہ مین بھی اس رمز سے بخوبی آگاہ نہین مگر جب سے حضور نے یہ ارادہ کیا مین نے ان باتون کو
دریافت کیا یہان تو یہ چرچے ہو رہے ہین معجوق کو دیکھ کر رات بھر انتظار مین اپنے عیار کے جاگا صبح ہوئی
اب معجوق گھبرایا بیرون بارگاہ آیا شاگردان عیار نے آ کر سلام کیا اسنے کہا یارو تمہارے اُستاد ایک
کار ضروری کے واسطے لشکر مین سکندر کے گئے ہین ابھی تک پلٹ کر نہین آئے ذرا بڑھکر دریافت تو کرو پانچ
چار شاگرد چلے جنگل مین جا کر دیکھا اُستاد کا لاشہ پڑا ہی سیار ایک ٹانگ کاٹ لیگیا شاگردون نے رو رو کر
لاش اُٹھائی معجوق ٹہل رہا ہی رفیق بھی ہمراہ ہین معجوق کو دیکھ کر رفیقون سے اپنے کہہ رہا تھا کہ آج ہمارے
دوست نے بڑے کام پر قدم مارا ہی سکندر کو پکڑنے گیا ہی رفقا کہہ رہے ہین حضور آپ کے عیار نے جس کام
کا دعوی کیا ہی وہ ہو گیا حقیقت مین اسم بامسمی ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی کہ عیار روتے ہوئے لاش
لیکر آئے معجوق نے گھبرا کر کہا ارے یہ کیا ہوا عیارون نے کہا حضور نہین معلوم کس سے مقابلہ پڑا
جنگل مین لاشہ پڑا تھا سیار ایک ٹانگ کا ٹکڑا لیگیا عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ اُستاد رات کو مارے گئے
سیارون نے یہ فرصت پائی جب تو ٹانگ کا ٹکڑا لیگئے ایسے بزرگ کی ٹانگ سیار کاٹ لیجائین بڑے
تعجب کی بات ہی معجوق نے کہا جو ہوا سو ہوا لاش لیجا کر جلا دو لاشہ عیار کا جلوا کر معجوق بارگاہ مین
آکر بیٹھا انجمن مشاورت منعقد کیا کلام ہونے لگے معجوق تو کہتا ہی کہ آج رات کو نکلو بھائیو اس لڑکے
پر اوس کے غالب نہ آؤنگا یہ تو فولاد کا پتلا ہی فنون سپہ گری مین طاق شہرہ آفاق اور جسم مین کوٹ کوٹ کر
زور بھرا ہوا ہی مین اس سے کیونکر لڑون بعض کہہ رہے ہین حضور ہم مقابلہ کرین معجوق کہتا ہی جب مین
نہ لڑ سکا تو تم لوگ اُسکا کیا کر سکوگے کلک نیزہ باز کو کس زور و شور سے اُسنے مارا فنون نیزہ بازی
مین اُسکو ناز تھا سکندر نے اُسکو نیزے ہی سے مارا آج رات کو لشکر تیار کر کے نکلین اور ایک نامہ
شاہان طلسم کو لکھین کہ سکندر بڑا زبردست ہی اگر آپ کسی معقول ساحر کو بھیجدین البتہ یہ جوان گرفتار
ہوگا اور فنون سپہ گری مین کسی سے یہ عاجز نہ آئیگا جب ما بدولت سے برابر لڑا اور کسی کی کیا

حقیقت ہو تم سب میرے زیر کردہ جواب سب نے یہی صلاح دی کہ آج رات کو نکل چلین مگر لشکر سکندر مین خبر نہ ہونے پائے شام کو دو دو سپاہی چار چار سپاہی طرف صحرا کے روانہ ہونے لگے اپنی بارگاہ بھی اسنے نہین اٹھوائی کہ جب رات کم رہیگی مع لدواد و نگاسردار سوار ہو کے جاتے ہین بعضے گئے ہین اور بعضے پھر رہے ہین مگر جواہر خنجر زن ایک فقیر کی شکل بنا ہوا کوڑی دکان مانگتا پھرتا ہے جابجا دریافت بھی کرتا ہے اسکو بھی معلوم ہوا کہ معجوق جنگ سے عاجز آیا آج کوچ کرکے چلا جائیگا جواہر ایک مقام پر چھپا ہوا روانگی سپاہیون کی دیکھ رہا ہے معجوق سلح و مکمل اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے عیارون کے واسطے رنج کر رہا ہے جب پہر رات گذری تو خیال مین آیا کہ اب مادولت بھی سوار ہو جائین اٹھا صحن بارگاہ مین آیا چاہتا ہو کر بیرون بارگاہ جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سر پر جادو بھاری جوڑا پہنے ہوئے گلوری کلے مین دبی ہوئی مجلس حیران ہونٹون پر آراستہ بڑے ٹھاٹھ سے تشریف لائی معجوق ہنس پڑا پوچھا ملکہ عالم اسوقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سر پر نے کہا ای معجوق خود بخود بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا رات کو خواب پریشان بھی تمہارے مقدمے مین دیکھا خیال مین گذرا کہ جناب دو سردار دکسی مصیبت مین جاکر پھنس گیا آج مین دن بھر روٹی کھانا بھی نہین کھایا تلاش کرتے کرتے یہان تک آئی تم اپنی خیر و عافیت بیان کرو معجوق تو گھبرایا ہوا تھا بے اختیار رونے لگا کہا ای سر پر جادو تمہاری محبت سے مہر مادری کا مزہ ملتا ہے سر پر نے کہا مین بھی اپنا فرزند جانتی ہون مجھے آٹھ پہر تیرا خیال رہتا ہے دو دن سے منہ مین اڑکے ایک کھیل بھی نہین گئی مکان کاٹے کھاتا تھا معجوق نے مقابلہ سکندر کی سب کیفیت بیان کی کہا اب مین لاچار ہو کر جان بچاتا ہون اپنے ملک پر سے جا کر شاہان طلسم کو ایک عرضی لکھونگا یہی تحریر ہو کہ کوئی ساحر زبردست بھیجو تو مطلب نکلے مین ان لونڈون سے نہین لڑ سکتا ای سر پر کیا کمون فولاد کا پتلہ ہے کلاب نیزہ باز کو ایک نیزے مین مارا کچھ زور نہ چلا سر پر نے کہا بھڑوے کیون گھبراتا ہے مین وہ تدبیر کرون کہ اگر رستم ہو تیرے سامنے پیرزال ہو جائے تیر از ور نرمے اسکا زور گھٹے فنون سپہ گری بھلا دون ایک سحر مین زمین و آسمان ہلا دون تو مجھے بخوبی آگاہ نہین کل دیکھ لینا یہ موتیون کا مالا تو میرا سینلے کیسا ہی زبردست ہوگا اسکے دل مین ہول پیدا ہوگا مین مردانے کپڑے پہنکر تیرے ساتھ رہونگی ایسا سحر کرون کہ اسکے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آجائے فنون سپہ گری فراموش ہو دریائے حیرت کا جوش ہو لشکر کو اپنے پھیر لیجانے کا قصد نہ کر طبل جنگی بجوا دے صبح کو کل سامان لے معجوق مثال گل شگفتہ ہو گیا پکار کر رفیقون کو آواز دی کہ یارو شراب و کباب لاؤ رفقا نے کہا بار تشریف لائیے کیا وعدے مین فرق آیا اور کچھ تجویز ہوئی معجوق ہنستا ہوا باہر آیا رفیقون سے کہا اب کیا تردد ہے میری معشوقہ بلکہ مادر مہربان آگئی وہ بھی مجکو جوش محبت مین فرزند کہتی ہے پشت پر محبت مین ہاتھ پھیرتی ہے اب شراب و کباب لیکر بیٹھون ذرا انکے ٹکڑے اڑاؤن راضی ہوکر صبح کو لشکر دشمن کو پامال کرونگا باطمینان ایک مقام پر بیٹھو مین طبل جنگی بجواتا ہون رفقا خوش ہوگئے آپسمین صلاحین ہونے لگین کہ یارو معجوق کیا بغیرت ہے آشنا کو ماں بنایا ہے اسپر بہت خوش ہے سب نے کہا میان کچھ ہو لڑائی فتح ہو جائے فوراً دشمن شکست کھائے معجوق نے دو چار جام شراب کے پیے سر پر کو بھی پلائے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور زیادہ بے شرم ہوا حکم دیا طبل جنگی بجے جواہر فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا کہ اسنے خبر سنی کہ طبل جنگی بجا دامن جھاڑ کر اٹھا خدمت سکندر مین آیا ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد	نگین سعادت بنام تو باد

حضور کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو غلام کو بڑا تردد ہی کہ تو معجوق
بھاگنے کی تدبیر کر رہا تھا بہت سے سوار و پیدل طرف جنگل کے روانہ بھی ہو گئے ابھی مین نے دیکھا لشکر مین
چھل بل ہوئی طبل جنگی اسنے بجوا دیا نہین معلوم اُسکو کیا تقویت ہوئی آپ کے مقابلے سے بہت گھبرایا ہوا تھا یہ
تقویت کاہے کی ہوئی نہین معلوم کیا راز و نیاز ہی مین جا کر دریافت کرون مگر آپ بھی طبل جنگی بجوا دیجیے عادان
نے کہا ای جواہر ہماری عقل مین یہ آتا ہی کہ کچھ مکر ہوگا سکندر نے کہا دیکھا جائیگا کہدو ہمارے لشکر مین بھی
بعنایت خداوند سنجر طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین معجوق
ساتھ سرپر جادو کے عیش کر رہا ہی سرپر کہتی جاتی ہی نہ گھبرا اگر مین بھی دیکھون کہ وہ جوان کیسا ہی معجوق
نے کہا کیا کہون حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہٖ چشم غزال سرو قد خورشید خد جوان کمسن اُسکا
ترچھا ایسی تعریف معجوق نے کی کہ سرپر جادو تڑپ گئی مگر خاموش ہی جی مین کہتی ہی صبح کو دیکھا جائیگا کسکی
فتح ہو کسکی شکست ہو دیکھیے کیا بندوبست ہو چار پہر رات یہی تیاریان رہین معجوق نے سرپر کی بہت
دلدہی کی اسمین منھ بھی کالا ہوا سرپر کہتی جاتی ہی میا گھبراو نہین مین تمکو بہت اُداس پاتی ہون اور
گھبرائی ہون معجوق کہتا ہی مین نے اُس سے مقابلہ کیا اُس سے کشتی لڑا مگر کسی طرح اُسپر غالب نہ آیا
نہ نیزہ بازی مین عاجز آیا نہ شمشیر زنی مین اُسنے کمی کی آخر کشتی ہوئی کشتی مین بھی وہ جوان غالب رہا
فتح کا طالب رہا آخر تھککر مین ہی شام کو بیٹھا ای جان جہان وہ نہ مانتا تھا سرپر نے کہا اب میدان کارزار
مین سب حال کھل جائیگا یکایک ساحر ہو مخانۂ مشرق اپنے ہو مخانے سے برآمد ہوا اسنے شعاع و ضیا نثار کر کے
تماشاے جنگ مین مصروف ہوا تمام عالم کو نورانی دستور کیا معجوق مسلح ہو کر باہر نکلا سب سردارون
نے دیکھا کہ ایک جوان کمسن بھی ساتھ ہی اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے معجوق ہنستا ہوا بارگاہ سے نکلا ایک
مادیان مشکین منگوا کر مادیان پر اُس جوان کو سوار کر لیا سب لشکر آراستہ رفقا گھیرے ہوئے علمہاے
سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے نقارے بجتے ہوے اس کروفر سے خوشی خوشی میدان مین آیا سرپر جادو مردانہ
بھیس بدلے ہوئے مادیان مشکین پر سوار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہری اس فکر مین کہ دشمن آئے
اُسکا زور دیکھاؤن معجوق کا زور بڑھاؤن اس انتظار مین کھڑی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی آمد آمد
لشکر سکندر زرین پوش زرین علم شروع ہوئی اول ایک جوان کو دیکھا گینڈے پر سوار قوی تن قوی
سن سلاح جنگ جسم پر آراستہ فوج کا اہتمام کرتا ہوا چلا آتا ہی لشکر اس رنگ سے جمع ہوا کہ سب
جوانان تیغ زن صف شکن سرپر جادو آراستگی لشکر دیکھکر پھڑک گئی جی مین کہتی ہی کیا لشکر آراستہ کیا ہی
کیا یہ افسر سلیقہ دار ہی تھوڑا سا لشکر اور یہ کروفر عادان کو بنگاہ محبت دیکھنے لگی معجوق سے بھی پوچھا
کہ یہی افسر اعلیٰ ہی معجوق نے کہا عادان قزاق اُسکا نوکر ہی یہ ذکر تھا کہ لشکر مین سکندر کے
کھلبلی ہوئی سب سردار گھوڑون پر سے اُترنے لگے کچھ سردار آگے بڑھے کہ میدان رسالہ دار مؤدب
ہو کر کھڑے ہوئے سرپر جادو نے پوچھا اب یہ کیا ہو رہا ہی معجوق کو وہ پیکر نے کہا اُس لونڈے نے بڑے
قاعدے مقرر کیے ہین اب شاید وہ خود تشریف لاتے ہین سب سردار پیدل ہو کر سلام کرینگے اُسی کا
انتظام ہو رہا ہی سرپر بھی بنگاہ غور دیکھنے لگی دیکھا بیچ سے لشکر کے ایک آفتاب طالع ہوا سرپر جادو

بنگاہ غور دیکھ رہی ہی مرکب معلوم ہوتا ہی سوار پر نگاہ نہین ٹھہرتی سرپر نے آنکھین ملکے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال خود زرین سر پر عطر کی لپٹین آرہی ہین لباس زرین زیب جسم پہلو مین گردہ سپر کا مثل قرص قمر پہلو مین تیغ ہلالی حمایل خنجر بہت معقول زیب کمر مرکب بھی دریاے زیور زرین غوطہ مارے ہوئے سونے کی ہیکل اُسپر نگینے جواہر کے جڑے ہوئے اس سج دھج سے شاہزادہ آیا سرپر کا یہ حال ہی کہ بیقرار ہوگئی کبھی سینے کلیجے پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کف افسوس ملتی ہی کبھی گھبراکر کہتا کہ کیا جوان معقول ہی وہ بڑا صاحب نصیب ہی جو اس سے موصول ہی مجوق نے پلنگ پر دیکھا کہ رنگ روے سرپر متغیر خود بخود ہاتھ مل رہی ہی اُسنے گھبراکر پوچھا کیون خیر تو ہی مین آپ کو بہت پریشان پاتا ہون سرپر نے ایک آہ کی یہ شعر پڑھنے لگی **نظم**

ای زور بر آتش دل دیده ای دریغ
شغلی گزیده ام که فراغت نمانده است
بوے ترا گذار فتاد است نا بباغ
مارا دماغ کسب سعادت نمانده است
دل نیست کز خدنگ جفایت فگار نیست
در روزگار هیچ حلاوت نمانده است

گیرم بر تو قند رغبت نمانده است
در مردم زمانه مروت نمانده است
تا گوهر وصال تو از دست داده ام
رنگی بروے گل زخجالت نمانده است
آمد دل از سیاحت آورده این خبر
شکر خدا که جاے شکایت نمانده است

کم کن جفا به بنده که طاقت نمانده است
از ناله چون خموش کنم گریه سر کنم
در آستین خز اشک ندامت نمانده است
بر فرق ما دگر مفگن سایه ای هما
کاسودگی هیچ ولایت نمانده است
واقف بجز خیال دهان شکر لبان

یہ شعر جو سرپر جادو نے پڑھے مجوق گھبرا گیا کہا کیون ای جان جہان آرام دل عاشقان خیر تو ہی سرپر کو ہوش آگیا کہا صاحب ہیچ یونہین شعر پڑھے کل دیوان دیکھ رہی تھی یہ غزل مجکو ایسی پسند آئی مین نے یاد کرلی دل مین آیا کہ تمھین بھی سنا دون تم کیون گھبرا گئے دیکھو لشکر آ پہونچا سکندر اسی جوان کا نام ہی مجوق نے کہا ملکہ حقیقت مین سامری و جمشید نے گویا اپنے ہاتھ سے اس جوان کو بنایا ہی کیا تکلف کیا ہی اور بہت خوش وضع جوان ہی رنگین لباس کیا زیب دیتا ہی مجوق جون جون تعریفین کرتا ہی سرپر کا قلب اُلٹا جاتا ہی گھبراکر جواب دیتی ہی اچھا صاحب خوبصورت ہوگا مجکو کیا ہم تم تو اسکے قائل ہین یہ گورے گورے گال اسکے خاک مین ملائینگے لباس پر اسکے خون بہے تب دل کو تسکین ہو مجوق چپ ہو رہا دل مین کھٹکا اور دل مین اپنے کہتا ہی ایسے جوان رعنا کو دیکھکر کیونکر عورت پسند نہ کرے اور عورت بھی یہ دیکھتے ہی مرگئی تڑپ رہی ہی ہای مجوق دیکھیے کیا ہوتا ہی سرپر دل مین سوچ رہی ہی کہ کیا کرون کوئی ایسی تدبیر ہو کہ یہ جوان میری اطاعت کرے اگر یہ جوان قابو مین ہو کیا لطف زندگی اُٹھے میرے باغ مین ہواے سرد چل رہی ہو دور شراب کا کنیزین حاضر ہون اسکا نشے مین بہکنا میرا اسکو سمجھانا پہلو مین اپنے بٹھانا بلائین لون خوشامد کرون اُس بات کا جب وقت آے نثار ہو ہو جاؤن کیا مزہ ہو ابھی نادان ہی سحر سے عمدہ صورت بناکے دکھاؤن کبھی گود مین اسکے بیٹھ جاؤن کبھی دو برس کی بنکر اسکے کاندھے پر چڑھ بیٹھون کبھی صورت اصلی دکھاکر ڈراؤن اُس خوف مین اقرار وصل ہو پھر معاملہ اصل ہو یہان صفین جمنے لگین جب صفین آراستہ ہو چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ چلے مجوق نے کہا ملکہ عالم مین آپ میدان مین جاؤن سرپر نے کہا وہ جو رات کو مین نے تجکو موتیون کا مالا دیا تھا وہ واپس دے گلے مین جو تیرے رہیگا ہزار طرح کی جفا سہیگا مجکو ڈر ہی ایسا نہ ہو وہ تجکو مارے مجوق نے کہا نہ تو یہ کہا تھا کہ جب موتیون پر اسکے نگاہ پڑیگی

دل مین دشمن کے ہول و بیم پیدا ہوگا فنون سپہ گری بالکل بھول جائیگا اب والپس مانگتی ہو سر پر جادو
نے ہاتھ بڑھاکر ایک موتی توڑ لیا اُسے جھولی مین ڈالکر کہا ای معجوق اب میدان مین جا معجوق اس
پہیلی کو سمجھا گیند اٹھا دیا سر پر سحر کر رہی ہی مگر بنگاہ محبت سکندر کو دیکھ رہی ہی آنکھ نہین بھرتی
دل سے وصل کی باتین کر رہی ہی کبھی بیقراری مین آپ ہی آپ بول اُٹھتی ہی اسکو دولھا بناؤن سہرا سر پر
باندھون مین دلہن بنکر بیٹھون تب مزہ ہو معجوق نے میدان مین آکر نعرہ کیا کہ سکندر نکلے تو حال
معلوم ہو سب کو شکست دونگا کالک نیزہ باز کے خون کا معاوضہ لونگا میرے ہاتھ سے بچنا بہت
دشوار ہی سکندر نے گھوڑا بڑھایا جواہر خنجر زن بیقرار ہو کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار
آج تو میدان مین ہم لوگ نکلین عادان الگ نکلا ہوا ہی یہی کہے جاتا ہی کہ حضور آج مین جاکر اس مغرور
کو سمجھاؤن سکندر نے کہا بھئی وہ ہمارا نام لیکر پکارتا ہی پھر شام کو بھاگیگا صرف چار پہر لڑیگا جواہر
عرض کرتا ہی ای شہریار بیشک آپ ہی کا جانا مناسب ہی وہ بھی حضور کا طالب ہی خدا آپ کو اسپر غالب کرے
مگر میری کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کس بھروسے پر آیا ہی کیون بلبلا رہا ہی سکندر نے کہا احوال کھل جائیگا
یہ کہکر سکندر نے گھوڑا اڑایا گھوڑا جو طرارہ بھر کر چلا ٹاپین مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا آتا ہی شعر
نعل طائرون مین ہی کہ عجب راہوار ہی + تخت ہوا پہ آج سلیمان سوار ہی + شبدیز فلک بھولگیا ڈھنگ چال کا
ہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا + سر پر جادو کا دل چاہتا ہی اپنے کو زیر قدم مرکب گرادون پامال
ہو جاؤن مگر عشق سے منھ نہ پھیرے یہ جوان ضرور میرے قدمون پر گریگا احسان کرون احسان تو ضرور
مانیگا یہ سوچکر آگے بڑھی مالے کا موتی اسی واسطے نکال لیا جو سحر تھا وہ اسنے اُتار لیا معجوق کے
قتل پر آمادہ ہر دم بیدم یہی ارادہ ہی کہ معجوق قتل ہو یہ جوان اس فوج کو شکست دے مین الگ رہون
بعد فتح جاکر اپنا احسان ثابت کرون یہ سوچ کر چپ ہو رہی یہان سکندر برابر معجوق کے پہونچے
نگاہ درچلی گیند اُسکا زیادہ ہٹا مرکب انکا تین قدم ہٹکر رہگیا سکندر نیزہ ہلاتا ہوا جو سامنے معجوق
کے آیا سر پر جادو اس آن بان پر مر گئی سنان نیزہ مژگان کلیجے کے پار ہوئی معجوق و سکندر سے
نیزہ چلنے لگا سر پر چپ کھڑی ہی اب سحر نہین کرتی معجوق پکار پکار کے کہتا ہی ہمارے ساتھ والے
ہوشیار رہین سر پر جادو سنکر خاموش ہو جاتی ہی دل مین ہی کہ دیکھون جرأت سکندر کی کسقدر ہی
یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ صاحب جرأت و ہنر ہی گیارھوین طعن مین سکندر نے نیزہ معجوق کا گانٹھا
تھپڑا مارا نیزہ ہاتھ سے معجوق کے نکلگیا ساتھ والون نے سکندر کے صدائے احسنت و آفرین
بلند کی سر پر بھی پکار اُٹھی ای جوان کیا کہنا کس لطف سے نیزہ بازی کی گھوڑا ابھی کیا بگدھ ریان
کر رہا ہی نیزہ نکلتے ہی معجوق گھبرا یا پلٹکر کہا او فاحشہ کیا بیہودہ بک رہی ہی سحر نہین کرتی جواہر نے
جو یہ فقرہ سنا سکندر سے کہا ای شہریار کوئی ساحرہ ساتھ ہی اسی بھروسے پر یہ آیا ہی دیکھیے نیزہ
نکلتے ہی گھبرا گیا کلمۂ حق برزبان جاری اب نہ اسکو چھوڑیے گا سکندر تلوار کھینچکر جا پڑے معجوق نے
بھی جھلا کر ہاتھ تلوار کا مارا اور پھر پکار کر یہی کہا کہ ارے اب تو سحر کر نوبت تلوار کی آگئی سر پر جادو نے
کچھ خیال نہ کیا سکندر نے روک کر ہاتھ مارا معجوق نے سپر کو جہری کی پناہ کیا مگر جھلا کر آواز دی
او حرامزادی تیرا دھیان انکو قتل کرتا ہی آئینۂ شمشیر مین مجکو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیتا ہی سر پر نے

کچھ خیال بھی نہ کیا سکندر کی تلوار پڑی کہ مع گینڈا معجوق کے چار ٹکڑے ہوئے سمر یہ نے فوج والون سے کہا
مار لو تمھارا افسر مارا گیا فوج والے جا پڑے اُنکو یہ گمان تھا کہ وہ لوگ کم ہین ہم زیادہ ہین غالب آئینگے
سکندر نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہی تیغہ بلالی علم کرکے جا پڑا نعرۂ سکندری

ز ترک فلک میستانم باج
زہر ضرب من در صف دشمنان
صف لشکر دشمنان غرق خون

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
بہر سو شود الامان الامان
منم شیر دل پہلوان صف شکن

سکندر منم صاحب تخت و تاج
تزلزل فتد در میان مصاف
علمہای دشمن شود سرنگون
فلک در تحیر زپیکار من

نعرۂ سکندری کی صدا بلند ہوئی سمر یہ جادو بنگاہ غور دیکھنے لگی دس بیس نے ملکر جو نیزے مارے کئی
نیزے جسم پر شاہزادے کے پڑے خون جو مثل فوارے کے بلند ہوا سمر یہ کا کلیجہ پھٹ گیا ایک سحر کیا
کہ لشکر معجوق پر آگ برسنے لگی جن لوگون نے نیزے کے وار کیے تھے اُنپر ہاتھ ہلا دیا بریقین گرین وہ سب
جلکر خاک ہوگئے اہالیان لشکر سکندر نے ایسا حملہ کیا کہ اُنکی جرأتین بڑھین ایک ایک جوان نے دس دس
کو مارا لشکر معجوق نے شکست کھائی بھاگتے ہین تو بھاگ نہین سکتے معلوم ہوتا ہی پاؤن مین زنجیرین
پڑی ہین جو بھاگا مُنھ کے بھل گرا اور پرے ملازمان سکندر نے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے پہر بھر کے عرصے
مین سب اہالیان لشکر معجوق قتل ہوئے کتے کی موت مارے گئے سکندر نے خیمے بارگاہین لوٹ لین
سمر یہ الگ کھڑی دیکھا کی جواہر خنجر زن دیکھ رہا ہی سب اہالیان لشکر معجوق مارے گئے ایک جوان
ایک گوشے مین کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی ہر مرتبہ بڑھکر شاہزادے سے اطلاع کرتا ہی کہ ای شہریار یہی ساحرہ
ہی میری عقل مین تو یہ آتا ہی کہ معجوق اسی کے بھردسے پر آیا تھا یہ آپ کو دیکھکر مایل ہوئی مایل ہوکر
اپنے لشکر معجوق تباہ کرایا اب کھڑی تماشا دیکھ رہی ہی سحر سے مرد کی شکل بنی ہی سکندر کہتے ہین
ابھی ہوگا لوٹ مار کرکے سکندر پلٹے جب اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے لشکر والے سب آراستہ ہوکر بیٹھے سکندر
مقام صدر پر سمر یہ نے کنارے آکر اپنے کو آراستہ کیا جوڑا بھاری پہنکر دریاے جواہر مین غوطہ مارا مسّی
بھی لگائی سرمہ بھی لگایا صورت کو بنایا گلوری کلے مین دبائی بارگاہ مین شاہزادہ سکندر کے آئی جھککر
سلام کیا دعاے جان درازی دی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

تبسمی کن و بشکن بہانۂ دل ما
سرم فروختہ خرمن ببرق ناکامی
ز سجدہ باشی ما آستانۂ دل ما
زسادہ لوحی حیرت اسیر نومیدیم

حباب چشمۂ نزدیک راہ تفرقہ ایم
دمیدن و نہ دمیدن زدانۂ دل ما
زخویش بلبل پرواز چون گل از ہم ریخت
کہ راہ گوشۂ ہم اند فسانۂ دل ما

گداخت بر لب حسرت ترانۂ دل ما
خراب سیل غبارست خانۂ دل ما
کہ در دل ست کہ در گرد شوق پنہانست
بشاخسار جنون آشیانۂ دل ما

شاہزادے نے حیران ہوکر طرف
سمر یہ کے دیکھا کہا غنیمت کیا کہتی ہی یہ تیری پہیلی میری سمجھ مین نہین آئی سمر یہ جادو نے آنکھون مین
آنسو بھرکے جواب دیا نظم

اپنا جلوہ ذرا دکھا جانا
طوق گردن نے کیا جفا جانا
کیونکر ہو اُس تلک مرا جانا
مجکو یارون نے پارسا جانا

شوخ کہتا ہی بیحیا جانا
شوق نے دور باش اعدا کو
اُسکے اُٹھتے ہی ہم جہان سے اُٹھے
پوچھنا حال یار ہی منظور
شکوہ کرتا ہی بے نیازی کا

دیکھو دشمن نے تمکو کیا جانا
اُسکی محفل مین مرحبا جانا
کیا قیامت ہی دل کا آجانا
مین نے ناصح کا مدعا جانا
تونے مومن بتون کو کیا جانا

شعلۂ دل کو نارِ تابش ہی
لگنے لگتا ہی دمبدم مجکو
گھر مین خود رفتگی سے دھوم مچی
کہ نہ اُتری گلے سے جو اُس بن
شاہزادہ ہنس پڑا کہا

صاحب ذرا ہوش مین آؤ آپ سے باہر نہ ہوجاؤ پہلے اپنا نام نامی بتاؤ تشریف لانیکا سبب بتاؤ سریر
نے کہا ای جوان میرے آنیکا سبب ظاہر ہی تیرا دل خوب اس امر سے ماہر ہی مین نے معجوق کو قتل کرایا
لشکر کو اُسکے شکست دلائی آپ کی فتح ہوئی مجھے اور معجوق سے کئی برس سے آشنائی تھی آپ کی خاطر
سے مین نے اُسکو تباہ کرایا آپ پر مین عاشق ہون میرا وصل قبول کیجیے جو خواہش ہوگی پوری ہوجائیگی
مین سحر خوب جانتی ہون اسوقت بصورت اصلی آئی اگر کہو تو ایسی خوبصورت بنون کہ چشم فلک نے وہ صورت
نہ دیکھی ہو مجھے سب طرح کا اختیار ہی اور ای جوان رعنا مین اپنے ہوش مین نہین ہون یہ جو اشعار مین نے
پڑھے میرے مُنہ سے نکلگئے بمشکل مین نے اپنے کو سنبھالا ہی جو سامان آپ کہینگے مہیا کر دونگی لشکر جتنا بڑا
کہو مکمل کر دون سب کچھ ممکن ہی مین نے یہ سُنا ہی کہ تمکو طلسم نور افشان فتح کرنے کی بڑی ہوس ہی مین
وہان کی بھی رازدان ہون کیا کرون مجھسے ضبط نہین ہوسکتا **نظم**

آنسو نہین معلوم نکل آئے کدھر آج
کیا جلوہ گر دل ہی کوئی شمع تجلی
اللہ ری غفلت کہ نہین کل کی خبر آج
مضمون خط شوق مین ہین دل کی تڑپ کے
ای دل ہوئی حالت ہی مرے عشق کی سر آج
کیا ضبط کے احسان ہین ای روز جدائی
کچھ میری طرف دیکھکے ہنستی ہی سحر آج
ای شوق چمن سچ تو یہ ہی تو نے لگی کی
آتے ہین نظر ایک جگہ شمس و قمر آج
لینے لگی تسنیم خرابات مین لہرین
کرتی ہی اشارہ مژۂ دیدۂ تر آج
کیا پھوٹ کے روئے ہین سر بالینِ تنہا کے
چینون لیے دیتی ہی تو لاکھہ مگر آج
گھگر امین جسے مست خرابات خوشا بخت
باہم نہین یا تو نہین ای درد جگر آج

دیکھین تو نہین دیکھنے کیونکر وہ ادھر آج
بنتے ہین پتنگے مری آہون کے شرر آج
حیرت کو مری دیکھکے حیرت مین پری وہ بھی
قاصد سے کہو کسکے ذرا باندھ کمر آج
سب وصل کے لطف اس نظر مہر نے کھو کے
خود ڈھونڈھ رہا ہی مرے نالون کو اثر آج
جو گھر مین سُنا کرتے تھے بیٹھے مرے نالے
لے اڑتے قفس کو ہی لوٹے ہوئے پر آج
آتی نہ شب ہجر نہ لیتا فلک آرام
رندون سے نہ چھوڑا اٹھا کمین مین آج
ای تاب و توان آپ مین کہدونگا کہ رخصت
پوچھی تھی ذرا چھیڑ کے تکلیف سفر آج
اللہ ری تڑپ مرغ گرفتار قفس کی
تقدیر تری لڑگئی ای کاسۂ سر آج
فردا ے قیامت کو اُسے دیکھیگی کیونکر

کیا تھا کہ جو لی سینۂ سوزان کی خبر آج
کس کے دل مین چبھتی ہی لگاوٹ کی نظر آج
کہتی ہی قیامت ترے کشتون کے سرہانے
پھرتی ہی نہین ہی مری جانب سے نظر آج
سر کاٹ کے قاتل کو دیے دیتے مین اپنا
آئے بھی تو دکھلائیے تم داغ جگر آج
شرمندہ کیا نالۂ شبگیر نے آخر
دل تھامے کھڑے ہین وہ سر راہگذر آج
روز سیہ ہجر ہی یا رب کہ قیامت
گردش نہ تھمی تھی کبھی ظالم کی مگر آج
کہتا ہون جو مین ہجر مین طوفان نہ اٹھا
پہونچا دو اُٹھا کر در دلدار سے گھر آج
کل لیگئی دل کو تری چشم سر محفل
اُڑتی ہوئی سُنلی تھی رہائی کی خبر آج
دی جان ہی پالکے اس احت کا لی
آئی نہ جلال آنکھ کو جب تاب نظر آج

اس سوز و گداز سے یہ اشعار پڑھے اور رونے لگی کہا ای سکندر میرے لینے کو رد نہ کرنا مین تیری
عاشق صادق ہون سکندر نے غصے مین جواب دیا او فاحشہ کیا بکتی ہی تو نے اپنے آشنا سے کیا سلوک کیا
جو مپر عاشق ہوکر آئی ہی مین تو کبھی ایسی فاحشہ پر تھوکون بھی نہین یہ سُنکر سریر جادو تھر تھر کانپنے لگی
کہا او ناقدر یہ سب کچھ مین نے تیرے ہی واسطے کیا اور تو ہی مجکو طعن و تشنیع کرتا ہی بس اب بہتر اسی مین
ہی کہ اُٹھکر قدم کو بوسہ دے جو اہسکے جو تیور سریر کے بُرے دیکھے چاہا کہ جست کر سکے نکل جاؤن قریب
سے سکندر کے گھسکا سریر جادو کی نگاہ پڑی کہا او موش صحرائی کے بچے تو کہان چلا پہلے تیری ہی
گردن لونگی ساری آتش افروزی تیری ذات کی ہی تو نے اپنے افسر کو نہین سمجھایا احسان فراموش الٹا

تمکو جواب دینا ہی بہتر اسی مین ہی کہ اسکو راضی کر ورنہ سارے لشکر کو ایک دم بھر مین تباہ کر دونگی جواہر سنگ
بلشکر کہا ای آقاے نامدار ہم سب کی جان بچائیے سکندر نے کہا مجھے اس فاحشہ کی صورت سے نفرت ہوئی
عادان مرد سپاہی یہ باتین سنکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا او فاحشہ کیا بیہودہ بکتی ہی تو نے کیون اُسے
قتل کرایا اب اپنے حقوق جتانے آئی ہی سر پری نے کہا جا تیری سنا مین نہ آؤنگی ارے تم سب کیسے نابنا ہو
احسان پر خیال نہین کرتے لڑنے پر آمادہ ہو لڑائی مین سیر کیا کر لوگے ایک سحر مین تم سبھون کا خاتمہ ہو جائیگا
کوئی امان نہ پائیگا کہو تو پہلے تماشہ دکھا دون عادان نے ہاتھ اُٹھایا کہ ایک طمانچہ ماردن سر پری نے
اشارہ کیا ہاتھ خشک ہو گیا زمین نے پانون تھام لیے عادان تھر تھر کانپا اور شاہان عالیجاہ کھڑے ہوئے
ہان ہان کرکے چلے کہ ای سر پری یہ کیا کرتی ہی سر پری نے ماش کے دانے اُٹھا کر پھینکے کمر تک سب زمین مین
غرق ہو گئے چہرے پر ہوائیان مثل بید کانپ رہے ہین منھ سے بول نہین سکتے ہین بس سکندر کو غصہ آیا
کہا ارے تیرا خطادار تو مین ہون ان سبھون نے تیرا کیا لیا ہی مجبر تجکو اختیار ہی سکندر نے یہ کہا اور
جھلا کر اُنکے قبضے پر ہاتھ ڈالا سر پری جادو نے سحر کیا کہ تلوار سکندر کی کمر سے کھلکر گر پڑی ہاتھ پانون
بیکار ہوئے جواہر خنجر زن بھی منھ کے بل گرا اور آپ دنگل پر بیٹھ گئی سکندر کو سمجھاتی ہی کہ ای جوان
کیون اپنی جان دیتا ہی ہاے مین نے اپنے معشوق قدیم کو قتل کرایا تجکو میرے حال پر رحم نہین آتا دیکھ
ای سکندر ابھی خیر ہی میرے دل کی حالت غیر ہی مین کیا کہکے دل کو سنبھالون کچھ مجکو بن نہین پڑتا **نظم**

دل بھی رکا ہجر مین دم کیطرح
نزع مین بھی نکلی نہ دم کیطرح
ظلم عدو کے بھی ترے یاد ہین
دیدہ و دل دیر و حرم کیطرح
آہ کو سینے مین رہا اضطراب
اُنکے غضب مین بھی کرم کیطرح
آتی ہی بے یار جو لب پر ہنسی
نقش قدم اُنکے قدم کیطرح
آئی دل مردہ مین جو آرزو
دل مین رہی درد و الم کیطرح
شیخ تری ضد سے طواف کنشت
خون نکلتا نہین دم کیطرح
پانون کبھی کوچۂ جانان مین جب
قتل کیا تیغ دودم کیطرح

دونون کھنچے تیغ دودم کیطرح
کوے مغان کے ہین گدا بادشاہ
بھول گئے تیرے ستم کیطرح
بخت مری سعی سے جگر مین ہی
رات بھر اُلٹے ہوے دم کیطرح
سنگ رہ دوست بنا ہون جو مین
وہ بھی رُلا جاتی ہی غم کیطرح
دور نہین ہی جو فلک روز ہجر
رہ گئی دل ہی مین عدم کیطرح
آپ ہی کاتب نہ بنا نامہ بر
فرض ہوا طوف حرم کیطرح
شوق اسے کھینچے ٹھہرتا نہین
رہ نہ گئے نقش قدم کیطرح
جاگ چکے بخت ہمارے جلال

حسرت دل رہ گئی غم کیطرح
جشن کیا کرتے ہین جم کیطرح
راہزن کعبۂ مقصود ہین
سر کو بھی گردش ہی قدم کیطرح
پاتے ہین ہم بندہ نوازی کی شان
پوجتے ہین گبر صنم کیطرح
مین جو تھکا کر گئے طی راہ عشق
ٹوٹ پڑے اپنے ستم کیطرح
یاد بھی آئی تو وہ تڑپا گئی
پانون نہ گھس جاتے قلم کیطرح
فصد بھی مجنون کو ہوئی جا لگی
ہاتھ مین مکتوب قلم کیطرح
کوچۂ قاتل کے دو راہے بھی
سوئے ہین یاران عدم کیطرح

سکندر نے کہا یہ بیہودہ باتین تو کر دنہین ہماری بارگاہ سے نکلجا زیادہ پانون نہ پھیلا و تمھارا مطلب دل
نہ حاصل ہوگا سر پری نے کہا مین تمکو زندہ چھوڑ کر جاؤنگی یہ کہکر پردہ بارگاہ کا اُٹھایا لشکر والون پر سحر
کرنے لگی جس غول پر ماش کے دانے پھینکدیے کوئی منھ کے بل گرا کوئی پاگل ہوا کسی پر برق گری

کوئی جلکر خاک ہوا پلٹنون کی پلٹنین جلکر خاک ہوگئین پرے کے پرے خاک مین ملا دیے رسالے بیکار کیے مرکب پتھر کے بنا دیے اور سکندر کی بیقراری جواہر کی اشکباری جواہر اشارون مین کہ رہا ہی ای شہریار اسکو دھوکا دیجیے نقرہ دیکر مار لیجیے سکندر فرماتے ہین ہمارا یہ طریقہ نہین ہی جو زبان سے کہا وہ کہا اسکو اختیار ہے خواہ قتل کرے خواہ بخشے سر ریجا دو طرف عیار کے بقہر و غضب تمام دیکھتی ہی کہتی ہی نگوڑے تجکو جلا کر خاک کرونگی تو انتہا کا مکار ہی یہ نہین سکندر کو سمجھاتا کہ میری اطاعت کرے نہ اطاعت کریگا تو بہت پچھتائیگا دیکھ مجھ اکیلی نے لشکر کا کیا حال کیا کوئی اسمین اس لایق نہین ہی کہ چار قدم چلسکے یا تلوار کھینچے سب گرے پڑے ہین سارے لشکر مین ہنگامہ سکندر کو کیسا قلق ہی اپنی بوٹیان کاٹتے ہین کہ کیا تدبیر کرون یہ مجکو قتل کرے میرے رفیقون پر ہاتھ نہ ڈالے کئی مرتبہ یہی کہا مگر سر ریجا نے نہ مانا ہر طرح ستاتی ہی کبھی سردار پتھر کیا کبھی لشکر والون پر برقین چمکائین دس پانچ مرکب چھوڑ دیے ہین کہ وہ آپ مین نہین ہین جب سر ریجا نے سب طرح پر ظلم و بدعت بھی کے عجایب و غرایب دکھائے تم سکندر راضی کیے گئے جواہر خنجر زن نے کئی مرتبہ اشارے سے کہا کہ ظاہر مین قبول کیجیے باطن مین اسکو مار لیجیے گا شاہزادے نے کہا تم اسمین کچھ دخل نہ دو جو اُس سے ہوسکے کرنے دو ہم اسکا کہنا نہ مانینگے معلوم ہوا قضا کو اسی حیلے سے آنا تھا یہ بھی ایک بہانہ تھا سر ریجا دو نے منت کی خوشامد کی قدمون سے لپٹ گئی کہتی ہی میرا کہنا قبول کیجیے کیون آپ اپنے کو کسی بلا مین پھنساتے ہین طبیعت بگڑ جائیگی تو جانور بنا کر چھوڑ دونگی عمر بھر اسی عالم مین رہوگے کبھی کہتی ہی مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی یہ نہ جانتی تھی کہ تو ایسا جلاد صاحب بیداد ہوگا میرا کہنا نہ مانیگا ای سکندر تڑپا تڑپا کر مارونگی زندہ چھوڑ کر نہ جاؤنگی یہ تو مجھے خوب ظاہر ہوا کہ تو سخن ناشنو ہی قضا تیری تیرے سر پر کھیل رہی ہی خوب مین سمجھ چکی کہ تو سنگدل ہی بالکل جاہل اجہل ہے نظم

توسست مہری در رسم وفا چہ میدانی
خرد نکردہ سر از کعبہ سوی دیر مغان
تو در گشودن بند قبا چہ میدانی

دلت چو سنگ ندارد اثر ز نرمی لطف
تفاوت از بت ما تا خدا چہ میدانی
خبر نداشتہ از نازدکار خود کردیم

تو سخت گیری و غیر از جفا چہ میدانی
تو قدر نالۂ درد آشنا چہ میدانی
نگہ کمین تو دارد حیا چہ خواہد گفت
تو شوخی نگہ آشنا چہ میدانی

سکندر نے کہا ای سر ریجا تیرا خیال خام تصور ناتمام ہی اگر تیرا جی چاہتا ہی قتل کرنے کو بہتر ہی سکندر دو سر ریجے تکرار بڑھی سر ریجا دو غصے مین اٹھی سکندر کو مجمع سے الگ کیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا کیون ای سکندر اب کیا کہتا ہی جواہر خنجر زن بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہا ہی کہ یا خداوند شجر شاخ مراد ہری بھری رہے گل بوستان شہنشاہ زرین پوش کو بچالے شاہزادے کو بھی نہایت پریشانی جوان کی موت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کبھی خیال ایرج نوجوان کا ای سکندر افسوس اُس شیر سے پھر ملاقات نہ ہوئی بڑے افسوس کی بات ہی اگر اسکو خبر پہنچیگی تو یقین ہی بڑا قلق کریگا شاہزادہ بیقرار ہی سر ریجا خنجر لیے کھڑی ہی کلمات سخت و سست کہتی ہی سکندر اپنی جان سے بیزار ہی کمیدان و رسالہ دار سب دیکھ رہے ہین اپنی بوٹیان کاٹتے ہین ہاتھ پاؤن بالکل بیکار مجبور و ناچار بیکس و بے بس سر ریجا خنجر لیکر بڑھی کہ سر کاٹون مگر دل نہین چاہتا کلیجے پر گھونسے مارتی ہی کہتی ہی ہائے سر ریجا کہانسے ایسا ہاتھ لاؤن جو اس ظالم کو قتل کرون جی چاہتا ہی اسکو کلیجے مین رکھ لون مگر ڈر لنے کو خنجر لیکر دوڑتی ہی مگر پھر رکجاتی ہی کبھی بلائین لیتی ہی ترقی عمر و دولت کی دعائین دیتی ہی کہتی ہی او سکندر تجکو قتل کرکے مین زندہ نہ رہونگی

سکت در کچھ جواب نہیں دیتے سر ہلا کر رہجاتے ہین اشارہ یہ ہی کہ تو کیون قتل مین دیر کرتی ہی سر پر جادو
کبھی ہٹجاتی ہی کبھی قریب آجاتی ہی اور کبھی چلاکر خنجر پکڑ کر دوڑی چاہا کہ قتل کرے آسمان پر برق چمکی سابق مین گزارش
کرچکا ہون کہ ملکہ سوسن گل اندام پریچہرہ کو ساتھ لیکر فرار ہوئی تھین پھرتے پھرتے تخت اس مقام پر آیا
نگاہ پڑی سوسن کی شاہزادے کو ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی تمام سردار بیکار پڑے ہین گل اندام
سے کہا لو بوا غضب ہوا شاہزادے نے جاہ و جلال پیدا کیا حسن انکا باعث ترقی جاہ و جلال ہی اور اسی
حسن سے زوال یہ کہکے تخت کو الگ کیا وہ ہوا پر ٹھہرانے لگا آپ نعرہ کرکے کودی گرتے گرتے ترنج مارا
کہ اسکے ہاتھ سے خنجر چھوٹ کر الگ گرا سر پر نے پلٹکر دیکھا کہ ایک ساحرہ آفتاب مثال خورشید جمال
گالیان دیتی ہوئی اُتری کہ اس آفتاب حسن و جمال نے تیری کیا خطا کی ہی سر پر نے پلٹ کر آواز دی کہ
ارے تو کون شاہزادے نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ سوسن نے سر جھکا کر کہا ارے ہم بھی اسی
باغ کے گلچین ہین یہ شیر بیشۂ جرأت مہ جبین ابھی ہو سکتا ہی کہ ہمارے سامنے انکے دشمنون کا کوئی رونگٹا
میلا کرے سر پر جادو نے گولہ مارا ملکہ سوسن نے چشم آہو نظیر سے اشارہ کیا گولہ پھٹکر گرا ملکہ سوسن
کو یہ بڑا خیال ہی کہ کوئی سحر شاہزادے پر نہ پڑجاے ایک طرف دیکھا کہ میان جواہر خنجر زن بھی پڑے
لوٹ رہے ہین پکار کر آواز دی حضرت صاحب تمکو کیا ہو گیا ہی جواہر نے کہا ای ملکۂ عالم اسی ظالم کے
ظلم مین ہم بھی مبتلا ہین ملکہ سوسن نے سحر کیا کہ جواہر کے پاؤن زمین سے چھوٹے جیسے ہی جواہر نے
دیکھا کہ میرے پاؤن ہلکے ہوئے نیمچہ ٹیک کر جست کی باہر نکلگیا سر پر نے جو پلٹکر دیکھا نعرہ کیا او مکار
کہان چلا سوسن نے بڑھکر سینہ سپر کردیا کہا او چھلاوا مجھپر سحر کر جسکو خوبصورت دیکھا اُسپر ٹوٹ پڑین اپنے
دھگڑے کی مدد نہ کی اُسکو قتل کرایا ہمارے ماہتابان کو پسند کر لیا تجھ ایسی فاحشہ کو یہ کب قبول کرتے ہین
تجھ ایسی بہت مرتی ہین تیرا مرنا دیکھنا منظور ہی سر پر نے جھلا جھلا کر سحر کیے سوسن دفع سحر کرتی جاتی ہی
باہر والون پر بھی جب اشارہ کیا دس چھوٹ گئے پانچ چھوٹ گئے دو چار رفیق بھی رہا ہوکر باہر نکلے سر پر
کیسی چلاتی ہی کبھی کہتی ہی او گیسو بریدہ اس پیلے چمڑے پر بڑا ناز ہی انھین باتون مین تو نے اس
جوان کو لبھایا وہ بھی تیرے نام پر جان دیتا ہی چربی کا پتلہ معلوم ہوتی ہی سوسن نے کہا اری
کالی کلوٹے والی کو اکھون کو یل ہی کالے کوے کی جورو کہلاتی ہی آنبون کی فصل مین بہت غل مچاتی ہی
مست ہوجاتی ہی میرے سامنے نخرے بگھارتی ہی وہ دھگڑا تیرے قابل تھا موٹا خنگا یہ شاہزادۂ والاقدر
ہین آسمان حسن و جمال کے بدر ہین تجھ ایسیون پر کب تھوکتے ہین عاشق تن البتہ چوکتے ہین تیرے
دھگڑے تو بہت ہونگے سُنا ہی کہ راستہ بند کر دیا جو مسافر اُدھر سے نکلا اُسکو پکڑ لیگئی تیسرے دن وہ
بیچارہ الگنی پر ڈالنے کے قابل ہوا اب تیرا سب عیب دھو گیا ارے ہمنے اپنی جان لگادی شاخسار جادو
مالک زندانخانۂ طلسمی اُسکا خوف نہ کیا شاہان طلسم سے نہ ڈرے عشق و عاشقی کیسی اس شہریار کے
دعاگو ہین خداوند شجر انکو مظفر و منصور کرے تجھ ایسی چڑیل کو انکے پاس سے دور رکھے ایسی باتین
بھی آپسمین ہوتی جاتی ہین لیکن سر پر جادو اپنی جان دے رہی ہی زبان کاٹ کے اُسکا خون سوسن
پر پھینکا سوسن نے اُسکو بھی دفع کیا بڑے بڑے سحر کر رہی ہی سامری و جمشید کو پکارتی ہی ایکمقام پر
سر پر جادو نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کالے کاغذ کا کترا ہوا ایک طائر نکالا اُسی تصویر کاغذی کو ہوا پر

اُڑا دیا چشم زدن مین وہ اصلی طائر بنکر سامنے سوسن کے آیا نغمہ سرائی کرنے لگا کبھی شعر پڑھتا ہی کبھی مثل انسان
آواز دیتا ہی کہتا ہی رباعی

اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس
یاران وطن پھر نہ وطن ملتا ہی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری
اسباب جہان سے دیکھ لے اے غافل

دیگر

کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہی
مٹی ملتی ہے یا کفن ملتا ہی

ملکہ سوسن ذرا چپ ہوئی تھین کہ اس ملعونہ نے تیغہ سحر مارا ملکہ کا سر زخمی ہوا اب اسنے سائے مین پیچھے
کے لیا ملکہ پیچھے ہٹین یہ پیچھا نہین چھوڑتی سائے مین تلوار لگے لیے ہوئے ہی ملکہ پیچھے ہٹتی جاتین ہین یقین ہی
جب اسکا پنجہ پڑیگا سر اُڑ جائیگا سحر بھی سر برنے کئی کیے طائر بھی بول رہا ہی منقار کھول رہا ہی ہر مرتبہ یہی
آواز دیتا ہی اشعار

بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر
خاک کے نیچے خوب بستی ہی
ابر رحمت اگر نہین اے برق
بیکسی گور پر برستی ہے

جو جو یہ شعر پڑھتا ہی رنگ سوسن کا متغیر ہوتا جاتا ہی گھبرائی ہوئی ہین یقین ہی
کہ اسکا پنجہ پڑا اور سر اُڑ گیا سامنے سے دس قدم ہٹ کے آئین سر برجادو نے پیچھا نہین چھوڑا ایک طور پر
سحر کر رہی ہی بڑا دل مین قلق ہی کبھی پکار کر کہتی ہی یا سامری و جمشید شعر رقیب یار کے گھر کے قریب
رہتا ہی بد نصیب اسکو الٰہی وصال یار نہ ہو سوسن کا بیقرار ہونا زبان بند ہوگئی سحر فراموش ہوا دریاے
حیرت کو جوش ہوا چراغ عقل خاموش ہوا ہر ایک سیر سامنے سے روپوش ہوا ہر مرتبہ سر برجادو چاہتی ہی
کہ پنجہ ماردن سراسر خود سر کا سر اُڑادون ملکہ کبھی سپر سحر آگے کر دیتی ہین کبھی منہ ہٹ لیا کبھی دو دو ہاتھ زمین پر مارا
کبھی سامری و جمشید کو پکارا کبھی سر برکو غصے مین للکارا ہر مرتبہ یہی کلام ہی کہ او گیسو بریدہ الگ رہنا
میرے قریب نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگی زندہ بچکر نہ جائیگی وہ نہین مانتی سرکشی کر رہی ہی سحر کرنے سے
نہین چوکتی ہر مرتبہ جواب دیتی ہی تیری قضا لیکر یہان آئی اب میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی تجھ ایسی
ہزار ہا جادوگرنیان مار ڈالین اب کیونکر بچے گی یہان کیون آئی مجکو بہت ناگوار ہی یہ کہکے چاہا
ہاتھ ماردون اُسوقت ملکہ کی بیقراری و اشکباری بے اختیار ہو کر پکار رہی ہی اے پیدا کرنیوالے بچالے
یہ کنیز مفت مین قتل ہوتی ہی کہ دروازے سے آواز آئی کہ اے سر برنہ گھبرانا ہم مبہوت جادو چریل
کھاجاؤن ہم فرستادہ سحر العجائب و مصر الغرائب حکم قضا شیم صادر ہوا کہ جاکر ہماری دوست
سر برجادو کو بچاؤ اُس نازنین کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤ میرا کئی دن سے پیٹ نہین بھرا ہی آج پیٹ بھر کے
گوشت اسکا کھاؤنگا سر برنے پلٹکر دیکھا کہ ایک ساحر مہیب الشکل عجیب کالی کالی صورت سر برنے کہا
ارے تجھے کسنے بھیجا کہا اری اندھی نابینا شاہان طلسم نے حکم دیا ہی تو ہٹ مین ابھی اسکو کھا جاؤن
اس ساحر کو دیکھ کر سکندر کے آنسو ٹپک پڑے بیساختہ منہ سے نکلگیا کہ او ساحر پہلے مجکو کھالے اس
بیگناہ پر ہاتھ ڈالنا مبہوت نے کہا ارے دونون کو کھاؤنگا یہ سب سردار جو سحر مین قید ہین
یہ سب میرے صید ہین ان سب کے خون پیونگا ایک دو کے خون سے میرا پیٹ نہین بھرتا تھا
سامری مہر القب ہی اپنے خداوند شجر کو بلا تڑا انہین کا تجکو خیال ہی سکندر نے کئی مرتبہ بیقرار ہو کر
کہا کہ اگر شاہان طلسم نے حکم دیا ہی تو پہلے مجکو کھالے مین قیدخانے سے بھاگا اس بیچاری نے کیا کیا
مبہوت جادو نے کہا ہم کچھ نہین جانتے پہلے اُسی کو کھائینگے یہ کہکے ساحر بڑھا قریب ملکہ سوسن کے
پہونچا سوسن کی زبان بند تھر تھر کانپکر آنکھین بند کرلین گھبراہٹ مین منہ سے یہ نکلا کہ لے کھالے کہ مین

اس کشاکش سے چھوٹون ساحرنے سر پر جادو سے آنکھین ملائین کہا کیون ری تو نے معشوق کو کیون
ستایا دھکڑوے کا خیال نہ آیا سر پر ہاتھ باندھنے لگی کہا پہلے اسکو تو کھا جا پھر مین سبب بتادونگی وہ شاہان
طلسم کو برا کہتا تھا ملک مٹانے پر آمادہ رہتا تھا تم مہلت پاؤ سب حال کہدونگی ساحر نے قریب سر پر کے
آکر کہا دیکھو بالک بھی آپہونچے برسون کا راستہ کیونکر گھڑیون مین طی کرتے ہین تیرے مقدمے مین کچھ فرماتے ہین
سر پر جادو پلٹی پلٹتا تھا کہ ساحر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم جواہر خنجرزن عیار
پرفن سر پر نے چاہا پلٹون اسنے لپٹ کر خنجر ماردیا سر پر کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا چھا گیا سنگباری
برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سر پر جادو بود سب نے سحر سے رہائی پائی سکندر رنے
دوڑکر جواہر خنجرزن کو گلے سے لگالیا کہا بھائی صاحب کیا کہنا سکندر رنے ملکہ سوسن سے پوچھا آپ کا
کیونکر آنا ہوا کہا ای شہریار فلک نے گردش دکھائی ایک ہفتہ اسی آوارگی مین گذرا شکر ہی کہ خداوند شجر
نے وقت پر پہونچایا اشارہ کرکے کہا کہ آپ کی بھتیجی کو بھی لائی ہون سکندر رنے کہا کون ہماری
چاہنے والی گرفتار پنجۂ تقدیر ہوئی کہا صاحب انکو تو مین نہین جانتی مگر یہ گل اندام پریچہرہ نام ہی نام
گل اندام سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئے اسی وقت بارگاہ کو آراستہ کیا ملکہ سوسن نے تخت کو زمین پر اتارا
ملکہ گل اندام کو شاہزادے نے دیکھا احوال دریافت کیا سب کیفیت بیان کی سکندر رنے کہا ای
ملکہ سوسن تمنے بھی سنا ہوگا کہ والد میرے و نسیم آتشخو و شاہین بلند پرواز و گلشن سحر طراز سب قید ہوگئے
قلب پر میرے چھریان چل رہی ہین سویرے لشکر تیار ہو ہم طرف طلسم نور افشان کے کوچ کرینگے جواہر
نے لشکر مین حکم پہونچایا پہر رات گئے لشکر تیار ہوا شاہزادہ سویرے برآمد ہوا دونون شاہزادیون
کو محافے مین سوار کیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوا اس کر و فر سے لشکر کو لیکر چلے ملکہ سوسن اکثر محافے
سے نکلکر بلند ہوجاتی ہین آگے بڑھکر خبر دیتی ہین ایک ابر سوسنی بناکر سر پر سکندر رکے سایہ فگن کردیا ہی
اسی کے سایے مین شاہزادہ جاتا ہی جب شام کو شاہزادہ کسی مقام پر فروکش ہوا کہا ای ملکہ عالم آگے
نہ بڑھ جایا کرو ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ ملکہ کہتی ہین ابھی طلسم دور ہی مگر یہان سب عملداری شاہان
طلسم نور افشان کی ہی شام کو ایک دن ایک مقام پر لشکر فروکش ہوا ملکہ الگ خیمے مین ملکہ گل اندام
ایک بارگاہ مین شاہزادہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی جواہر خنجرزن کہہ رہا ہی کہ ای شہنشاہ گیتی ستان
رستم زمان ہمارے نزدیک بالکل یہ سفر بیکار ہی اول فکر لوح کرنا واجب ولازم ہی ای شہریار جب تک
لوح طلسمی نہ ملیگی طلسم نور افشان پر جانا بیکار ہی شاہزادہ کہہ رہا ہی برادر پھر کسطرح لوح کی فکر کرون
کسطرح تلاش ہو ملکہ نسیم وغیرہ کا قید ہونا بہت شاق ہی شاہین بلند پرواز اس سے بھی آگاہ تھے
اکثر ذکر کیا کرتے تھے کہ خواہش لوح طلسمی مین بڑے بڑے معرکے پڑینگے افسوس وہ بھی گرفتار ہوگئے یہ ذکر تھا
کہ ایک لکہ ابر آسمان پر آیا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی یا تو ہوا چلتی تھی یا مینھ برسنے لگا شاہزادہ گھبراکر
بارگاہ سے نکلا دیکھا لشکر مین تلاطم ہی سپاہی بیچارے بھاگے جاتے ہین خیمے اکھڑ وا دیے ہین مگر پانی کا
وہ زور ہی کہ خیمے نکل نہین سکتے لیکر نکلے اور ڈوبے دمبدم پانی کی ترقی ہی جو نکلا ڈوبا پانی
جوش مار رہا ہی جنگل کا سناٹا رعد کی گرج برق کی چمک شاہزادہ پریشان کمر باندھے ہوئے اہتمام
کرتا پھرتا ہی اس زور سے مینھ برسا کہ کبھی اسقدر نہ برسا تھا شاہزادہ گھبرایا ہوا خیمے مین ملکہ سوسن کے آیا

کہا ای ملکۂ عالم آج تو پانی نے آبرو بچانا مشکل کر دی ابر غم والم دلون پر چھایا دمبدم بارش بڑھتی جاتی ہی
صدہا بندگان خدا نالون مین ڈوبے مقدمۂ صحرا کہین نشیب کہین فراز صدہا درخت گر پڑے ہرچند
کہ ملکہ سوسن بہت گھبرا رہی تھین مگر شاہزادے کے کہنے سے کان کھڑے ہوئے صحن مین اپنی
بارگاہ کے آئین ابر کو دیکھا چند قطرات آب نایاب ہاتھ پر لیے اُس پانی کو چکھا مُنھ اُٹھا کر
فرمایا ای شہریار یہ ابر اصلی نہین ہی یہ تو پانی سحر کا برس رہا ہی کسی مکار نے سحر کیا اُسکو ستانا
ہمارا منظور ہی اس وجہ سے یہ پانی برسایا مگر دیکھیے ابھی حال کھلا جاتا ہی ملکہ سوسن بارگاہ سے
نکلین اسم سحر پڑھا کہا شہریار ملاحظہ فرمایے گولہ طرف ابر کے پھینکا گولہ جا کر پھٹا ابر مین سناٹا ہوا
پانی کا برسنا برق کا چمکنا رعد کا گرجنا موقوف ہوا پکار کر آواز دی ای یاران اب سحر کرنے والے کو
ہمارے سامنے لاؤ دیکھا پہلوے خیمۂ سوسن سے ایک جوان بلند بالا سیاہ کپڑے پہنے ہوئے سامنے
آیا عرض کی کیا حکم ہی فرمایا دیکھو تین گولون مین پانی ٹھہر گیا جو لوگ ڈوب گئے تھے وہ بھی ظاہر ہوئے
اب سحر کرنے والا زور ڈال رہا ہی تمکو مناسب ہی کہ جا کر اُس سحر کرنے والے کو پکڑ لاؤ وہ جوان چلا
ملکہ نے نالون پر سحر کرنا شروع کیا جب گولہ جا کر پھٹا نالہ خشک ہو گیا ہوا جو زور مین چل رہی تھی
موقوف ہوئی سکندر کو بڑی حیرت ہوئی کہا ملکہ حقیقت مین ہم اس راز سے آگاہ نہ تھے ہمارے
آگے ہی یہ آفت برپا ہوئی خداوند شجر نے بڑی آفت سے بچایا ملکہ سوسن نے کہا دیکھیے وہ
اب آتا ہی اُس شخص کو بھیجا ہی جو آگ مین بھی نہ رُکے اگر وہ شخص قلعۂ آہن مین ہوگا تو یہ جا کر پکڑ لائیگا
اب مین فکر لوح بھی کرونگی ای شہریار جی چاہتا ہی کہ شاخسار جادو مالک باغ ویران کی ملاقات
کو جاؤن اور اُس سے کہون کہ تو ہماری شریک ہو لوح کا نشان بتلا کیا عجب ہی کہ وہ راضی ہو جاے
شاہزادہ ملکہ سوسن سے یہ باتین کر رہا ہی جوانسر خنجر زن بھی پشت پر خنجر بکف کھڑا ہی سب سردار اور
تمام اہالیان دربار نے دیکھا جس جوان کو ملکہ نے بھیجا تھا وہ ایک ساحر سیہ رو بدخو کا ہاتھ پکڑے
ہوئے اُس ساحر کی ناک سے پانی کے قطرے گر رہے ہین انگلیون سے بھی پانی کے قطرے گر رہے ہین
سامنے آیا سکندر نے ملکہ کو اشارہ کیا ملکہ نے اُس ساحر سے پوچھا ارے تو کون ہی تو نے ہمارے
لشکر کو غفلت مین کیون تباہ کیا وہ ساحر کانپنے لگا کہا حضور سامنے ایک قلعہ ہی کہ اس قلعے کو
قلعۂ بُت پرستان کہتے ہین عشاق جادو وہان کا حاکم و ناظم ہی اُسکو آپکے نزول اجلال
و ورود اقبال کی خبر پہونچی اُسنے مجکو حکم دیا میرا نام آبریز جادو ہی مین نے آکر بلا تکلف سحر کیا مگر
آپ کا یہ ساحر مجکو پکڑ لایا اب مین حاضر ہون ملکہ نے اشارہ کیا اُس ساحر کے سر پر چٹکی خاک
کی ڈالدی اُس خاک نے آگ کی تاثیر دکھلائی کہ وہ ساحر جلکر خاک ہوا مگر اُس خاک سے
ایک طائر پیدا ہوا ازقبلین مارتا ہوا قلعۂ بُت پرستان مین آیا عشاق جادو تخت پر بیٹھا ہی
کہ طائر آکر پہونچا سب کیفیت سامنے عشاق جادو کے بیان کی عشاق غصے مین کانپنے لگا کہا
کہ یہ سوسن کو بڑا گھمنڈ ہی ابھی جا کر گردن پکڑ کے لاتا ہون میرے قلعے کو کبھی کسی نے بنگاہ غیظ
نہین دیکھا آج البتہ یہ آفت آئی کہ میرا ساحر مارا گیا چاہا تخت سے اُٹھے کہ ایک نازنین جواہر پوش
پیدا ہوئی اُسنے عشاق سے کہا آپ کیون تکلیف فرمائین مین جا کر دیکھ بھال لونگی عشاق نے کہا

اچھا جادو وہ چلی گائی دو پٹے کی باندھ لی کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیکر چلی یہان سکندر بارگاہ مین بیٹھے مین ملکہ سوسن کرسی پر بیٹھی ہین کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ پردہ اُٹھا کر پیدا ہوئی ملکہ سوسن کو جھککر سلام کیا کہا حضور چلیے آپ کو عشاق جادو نے بلایا ہی ملکہ سوسن نے کہا مجھے جانے کی کیا ضرورت ہی عشاق جادو سے میرا آداب عرض کرنا کہنا کہ حضور تکلیف نہ فرمائین لشکرکشی کرکے میدان مین آئین حال کھلجائیگا جواہر پوش نے کہا مین تو آپ کو لیکر جاؤنگی ملکہ سوسن نے کہا او شغتل تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ ہمکو گرفتار کرکے لیجائے بس شغتل کے کہتے ہی جواہر پوش کا چہرہ متغیر ہو گیا کان سے بجلی نکالکر پھینک ماری سیکڑون برقین ملکہ سوسن پر گرین ملکہ نے برقون کو کاٹا اپنے پاس نہ آنے دیا اُنھین برقون سے ایک برق کو اشارہ کیا اُسی مین سے ایک برق کڑککر جواہر پوش پر گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے اُسکا مرنا اور ہنگامہ برپا ہونا اس ہنگامہ مین ایک خوش گلو کی آواز آئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ کوئی خوش آواز یہ غزل گا رہا ہی غزل

سیماب ہی پہلو مین مرے دل تو نہین ہے
نالہ مرا کہتا ہی کہ ہی عرش برین یہ
اک آہ ہی کرلون کہ ہو شاید اسے تاثیر
مرتا ہون ابھی کرلے مرے فن کو زمین یہ
کیون چھیڑتے ہو مجھکو برا ہونے لگا کیون
اب مجھسے تو چھپتا نہین ای پردہ نشین ہے
سیدہ مرا سانہ لگا کوئی اُس کے بیچ مین اُسنے
جاکر کوئی دیکھو کہین موسن تو نہین ہے

اس دل نے ستایا مجھے غارت ہو کہین یہ
کچھ شور محبت کی تو لذت ہی نہ پوچھو
فرصت نہین اب ہی نفس بازپسین یہ
کیا یار کے آنے کی سنی کچھ کہ اجل کی
ہی خبر کا نامہ نہ مرا خط جبین یہ
یان کا ہیکو وہ آنے لگا ای کشش دل
دروازے مین اچانک کے دیکھا جو کہین ہے

معلوم رسائی ترے کانون تک اگر ہے
ہی آپکے بھی حسن سے کتنا تمکین یہ
حسرت سے کہا خضر نے دیکھ اُسکی گلی کو
کا ہیکی خوشی ہجر مین ہی جان حزین ہے
یا پردہ اُٹھا ورنہ کھلا شوق نہانی
تو لاکھ کے پر کیسے آتا ہی یقین یہ
اس رحم کے صدقے دہن پھیر کے کہا ہان

جواہر پوش کے مرنے سے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا سکندر نے دیکھا کہ جہان لاشہ جواہر پوش کا گرا تھا وہ لاشہ تو غائب ہو گیا ایک نازنین نہایت حسین تازنین بار رہی ہے کہ بارگاہ ہلنے لگی تمام رفقا کبھی اُسی کی جانب دیکھ رہے ہین بتاتی بھی جاتی ہی گاتی بھی جاتی ہی کبھی سینے پر اپنے ہاتھ رکھتی ہی کبھی مسکراتی کبھی سکندر سے نگاہ ملاکر گنگناتی ہی عجب راز و نیاز سے یہ غزل گائی غزل

خوشتر از فکر می و جام چہ خواہد بودن
از خط جام کہ فرجام چہ خواہد بودن
غم دل چند توان خورد کہ ایام نماند
رحم اگر کس کہ نہ دہد ام چہ خواہد بودن
بردہ از دل حافظ بدف دف و چنگ و غزل

تا بہ بینیم سر انجام چہ خواہد بودن
بادہ خور غم مخور و پند مقلد مشنو
گو نہ دل باش نہ ایام چہ خواہد بودن
دست رنج تو ہمان بہ کہ شود صرف بکام
تا جزای من بدنام چہ خواہد بودن

پیر میخانہ چہ خوش گفت معمائی دوش
اعتبار سخن عام چہ خواہد بودن
مرغ کم حوصلہ را گو سر خود گیر و برو
تا بہ بینیم کہ بنا کام چہ خواہد بودن

جیسے ہی سکندر سے نگاہ ملاکر اس نازنین نے یہ غزل گائی سکندر یہ کہکے اُٹھے کہ مین عاشق رخسار تیرا ہون جمال پر تیرے جان جاتی ہی مین تیرے ساتھ ضرور چلونگا سوسن اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھین ای نازنین خطا معاف کر مین نہین جانتی تھی ورنہ ای جواہر پوش تیرے پیچھے ہو لیتے اب تو جو ہوا وہ ہوا اب ہم تمھارے کہنے کے خلاف نہ کرینگے ہمین فساد منظور نہین فساد بڑھانے سے کیا فائدہ یہ کہتے ہوئے شاہزادہ و ملکہ سوسن اُس نازنین کے ساتھ چلے اُس نازنین نے ان دونون کو ساتھ لیا سرداران سے

پکار کر کہا آپ سب صاحبون کو حاضر ہونا ہوگا جیسے ہی اُس نازنین نے چاہا سکندر و سوسن کو ساتھ
لیکر نکلے کہ پہلو سے آواز آئی کہ لونڈی کو تو ساتھ لے لیجیے مجھے یہان چھوڑیے مین کسکے بھروسے پر
یہان رہونگی تڑپ تڑپکر مرجاؤنگی اس سوز و گداز سے یہ آواز آئی کہ دل بیچین ہوگیا یہ جو نازنین اپنے
ساتھ سکندر و سوسن کو لیکر چلی تھی ٹھہر گئی پکار کر آواز دی کون ہے جواب دیا حضور وزیرزادی
ملکہ سوسن کی مین یہان نہین رہ سکتی ہون مجھے ساتھ لیجیے وہ ساحرہ ٹھہر گئی اور آواز دی کہ آؤ
حکم تو مجھے انھین دونون کا ہے مگر تیرا چلنا بہت بہتر ہے دیکھا سب نے دروازہ کمرے کا کھلا ایک چاند کا
ٹکڑا کمرے کے اندر سے نکلا ایک نازنین شاید کوئی بارہ برس کا سن کھجوری چوٹی گندھی ہوئی اُسپر
دوپٹہ آب روان کا صاف ثابت تھا کہ دو مار سیاہ لپٹے ہوے ہین گلے مین سونے کا طوق جسکو ماہتابان
پر فوق عارض انور چاند کے ٹکڑے چیچک کے داغ آسمان خوبی کے ستارے برق وش کمان ابرو
کی کشاکش تیر مژگان کی دلدوزی عارض انور کی آتش افروزی سینے پر نار پستان کا اُبھار
باغ حسن کی بہار کس ناز و انداز سے کمرے سے نکلی کہ آنکھون مین سب کے چکا چوند آگئی وہ نازنین
جھپٹ کر قریب اُس ساحرہ کے آئی دو طرف دو زلفین کاکلین بنا کر لٹکائی ہین صاف ظاہر ہے کہ
مار سیاہ بل کر رہے ہین چال قاتل عالم تیغ ابروے خمدار سے ہزارون بیدم سب حیران
دیکھنے لگا کوئی آنکھین دیکھکر تعجب کرتا ہے کوئی چہرہ دیکھکر وجد مین ہے کوئی کہتا ہے کیا حسن مین
صفائی ہے کوئی کہتا ہے ابروے پیشانی انور سے ماہ آسمان نے شکست کھائی ہے اُس نازنین نے بڑھکر
ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے مجھے وزیرزادی کون کہتا ہے تو تو شہنشاہ اقلیم خوبی ہے مین تو تجھے آنکھون
مین بٹھلون کاندھے پر اپنے سوار کرلون اُسنے مسکرا کر کہا اتنا بتا دو کہ وہان چلکر رہنا ہوگا
یا فوراً چلے آئینگے ویسا سامان کیا جاے اُس ساحرہ نے کہا بُرا یہانسے جا کے آنا دشوار ہے
عشاق جادو بادشاہ عالیمقدار ہے تاقید حیات اُسکی قید سے نکلنا مشکل ہے مین تمھارے
واسطے سفارش کرونگی اس کوشش مین جان لگا دونگی بادشاہ سے عرض کرنا واجب و لازم
ہے اُس نازنین نے کہا ان دونون گنہگارون کو یہین چھوڑ دو میرے ساتھ کمرے مین آؤ مین
دو جوڑے کپڑے کے تو لے لون اُسنے کہا اچھا چلو جسکے اشارہ کیا سکندر و سوسن اسی
مقام پر ٹھہر گئے اسنے نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا دونون باتین کرتے ہوئے کمرے مین گئین سکندر
نے سوسن سے کہا کیون ملکہ یہ نازنین کون تھی بڑی شوخ و شنگ ہے کیا تمھاری وزیرزادی
ہے ملکہ نے کہا مین تو اسکو جانتی بھی نہین اے شہریار کیا غضب کا سحر ہوا اب ہوش آیا تو
ہوش آنا بیکار ہوا سحر فراموش ہے طبیعت پر ہجوم غم و الم دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے
ہاتھ پاؤن مین رعشہ سر پھرتا ہے آنکھون سے نہین سوجھتا آپ کا چہرہ اچھی طرح نہین معلوم ہوتا
یقین ہے کہ لڑکھڑا کر گر پڑون اپنے کو بمشکل سنبھال رہی ہون سکندر نے کہا یہی میری بھی
کیفیت ہے کہ زبان سے کہہ نہین سکتا نظم

بر نامہ مرام مخند کہ آشفتہ خاطران
زان می کہ بزم محبت ہم دوستان خورند

درد و محنت کہ ہیچو ہما استخوان خورند
مو کز قلم گشتہ نے اندر بنان خورند
نیکفرا آنچنان نخورد کس ز دست دوست

برجن مبارک اندر کام مغز جان خورند
مست آنیم بعلیع اگر نگہتی برسے
کازادگان ز دست مبارزستان خورند

جانی و صد کرشمۂ مژگان چہ میکنم
ترسیم کہ خام میوۂ این بوستان خورند
ہر جا گلیست بہر نظیری طرح میست

این تیرہا تمام اگر بر نشان خورند
آزادگان بجائے رسیدند ما ہمان
کے بلبلان مست غم آشیان خورند

چشم ہزار تشنہ جگر در کمین نشست
زان نہروان کہ گرد بسی کاروان خورند

اس طرح کے اشعار جو شاہزادے
نے پڑھے ملکہ رونے لگی کہا ای شہر یار بڑے کسی کامل و اکمل کا سحر ہی وہ جو اہر لوش تو فقط
شعبدہ تھی اصل مین یہ ساحرہ ہی کہ جسنے ظاہر ہوتے ہی سب کو مبہوت کر دیا اب کیا ہو سکتا ہی
کوئی اسم سحر کا یاد نہین آتا لاکھ تدبیرین کرتی ہون کوئی سحر نہین یاد آتا جس سے صاف گمان ہوتا ہی
کہ اسکے سحر کا یہی طریقہ ہی جسپر چڑھ گئی اُسکو سحر بھلا دیا پھر جس طرح چاہا گرفتار کر لیا ہم آپ سے
اُسکے دام مکر مین گرفتار ہو گئے بالکل مجبور و لاچار ہوئے جس دن سے افراسیاب مارا گیا ہی
آج ایسا سحر دیکھا عشاق جادو کوئی بڑا ساحر مدبر ہی اُسنے عجب طریقے سے سحر کیا دل پر قبضہ کر لیا
نہین معلوم کونسی عورت ہی جسنے آکر ایسی ساحرہ پر اپنا رنگ جمایا اب باتین کرنے کو کمرے مین
لیگئی ہی یہ ذکر تھا دونون عاشق و معشوق رو رہے ہین اشکون سے منھ دھو رہے ہین کہ اسی کمرے
مین دناتا ہوا ایک ابر تیرہ و تار چھایا آسمان سے آگ برسنے لگی ملکہ سوسن کو ہوش آگیا
سحر یاد آیا شاہزادے کے بھی ہوش درست ہوئے سردار جو ہر طرف غل مچا رہے تھے ہوش
مین آگئے آواز آئی کشتی مرا نام من ارغوان جادو بود دیکھا جواہر خنجر زن سر اُس
پرفن کا کاٹ کے کمرے سے باہر آیا سر قدمون پر سکندر رکے ڈالدیا کہا حضور اُس ساحرہ کو
مین نے مارا سکندر نے گلے سے لگا لیا ملکہ سوسن نے کہا ارے جواہر بڑا کام کیا کیا بلا کی
ساحرہ تھی ہر طرح پر اپنا قبضہ کر لیا جواہر خنجر زن نے کہا حضور مین الگ سے دیکھ رہا تھا شکر
ہی جو کیا وہ بن پڑا اب لشکر کو تیار کیجیے یہان سے نکلیے دمبدم نزول آفت ہوگا سکندر نے
کہا جو مناسب ہو یہ باتین تھین کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی سب نے دیکھا ایک بادشاہ ساحر جیغ
تاج سر پر آسمین سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہوئے دسون انگلیان مثل پچشلنے کے روشن پشت پر
دس ہزار ساحران پرفن علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے شعلہ ہائے آتش بھڑکتے ہوئے
لکہ ہائے ابر کڑکتے ہوئے بہت بڑے جاہ و حشم سے آکر مقابل مین سکندر رکے پہونچا عشاق
نے اُترتے اُترتے معرفت ایک ساحر کے یہ کہلا بھیجا کہ ای سکندر تمنے تو چاہا تھا کہ سہولیت مین
تمکو گرفتار کرتے خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کرتے مگر تمنے جھگڑا ڈالا اب بھی ہم باز نہ آئنگے
ضرور ہم تمکو خدمت مین شاہان طلسم کے بھیجینگے اگر سرکشی نہ کرتے با آبرو جاتے اب بہ ذلت روانہ کرونگا
ساحر آگے سکندر سے یہ کہ گیا سکندر نے بھی جواب سخت دیا کہا کہ کہدینا کیا بیہودہ بکتا ہی
جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا عشاق داخل بارگاہ ہوا سکندر نے اپنی بارگاہ مین سب سردارون سے یہ حال
بیان کیا سب نے کہا یہان لڑائی ہوگی عشاق جادو بڑا زبردست ساحر ہی مگر عشاق جب
اپنی بارگاہ مین آیا ارغوان جادو کا بڑا قلق ہی ساحرون سے کہ رہا ہی صاحبو تمنے دیکھا ان
لوگون کی جانب سے کیسا مکر ہوا ہی شاہان طلسم کو کیا تحریر کرون مجکو غیرت آتی ہی مگر اب بے قتل کیے
باز نہ آؤنگا سب کو ایک سحر مین گرفتار کر لونگا صاحب جواب دیتے ہین حضور غصہ نفرمائیے اپنے دلکو

سنبھالیے حکم ہوا طبل جنگی بجے سکندر کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر نہایت کر و فر سے میدان کارزار مین آئے صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جب صفین طرفین کی درست ہوچکین اور کیٹ کر کا کھسکر تھے نقیبون نے نقابت شروع کی نظم

اگر تو ملک جہان را بدست آوردی
ہمہ نصیبہ میراث خوار خواہد بود
ترا بکنج لحد سالہا بباید خفت
دمیدہ بر سر خاک تو خار خواہد بود
نیاز مندی یاران ندارد ت سودے
ببا اسیر کہ فرمان گذار خواہد بود

ترا ز کوے اجل کے قرار خواہد بود
مباش غرہ کہ ناپایدار خواہد بود
ترا بتختہ و تابوت برکشند از تخت
تن تو طعمۂ ہر مور و مار خواہد بود
بسا سوار کہ آنجا پیادہ خواہد شد
مگر عمل کہ ترا باز یار خواہد بود
بسا امام ربانی و پیشواے بزرگ

قرارگاہ تو دار القرار خواہد بود
بمال غرہ چہ باشی کہ یک دو روزی چند
گرت خزانہ و لشکر ہزار خواہد بود
اگر تو در چمن روزگار ہمچو گلے
بسا پیادہ کہ آنجا سوار خواہد بود
بسا امیر کہ آنجا اسیر خواہد شد
کہ روز حشر و جزا شرمسار خواہد بود

جب نقیب یہ اشعار عبرت آثار پڑھکر علیحدہ ہوئے مردان عالم کی آنکھون مین نشے آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ لڑین مرین سوسن مردانی شکل بنائے ہوئے ایک مادیان مشکین پر سوار کہتی چلی آتی ہین کہ اے شہریار اصل یہ ہے کہ عشاق جادو بڑا ساحر زبردست ہے دیکھیے کیا قیامت کا شعبدہ بھیجا تھا کہ اُسنے سب کو مبہوت کر دیا مگر جواہر نے بڑا کام کیا جواہر کہتا چلا آتا ہے اے شہریار کیا کہون خدا و ند تجھ شاپور شیر دل کو سلامت رکھین ایک دو گھڑی میرا اُنکا ساتھ ہوا تھا یہ فقرے اُس وقت تعلیم فرمائے تھے اگر زیادہ ساتھ ہوتا تو مین عیار ہو جاتا حقیقت مین عیار وہی ہین کہ ساحرون سے بالکل خوف نہین کرتے سکندر نے نام شاپور شیر دل کا سُنکر آہ کی کہا اے برادر شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھانا یاد آتا ہے مین تو اُنسے امتحان کرونگا اگر وہ مجھپر غالب آئے تو اطاعت کرونگا اور جو مین غالب آیا تو مین اپنے لشکر کا اُنکو بادشاہ کرونگا ایک ایک فقرہ اُنکا تاثیر دار سپہ گری کا تو اُن لوگون پر خاتمہ ہے کس جوش و خروش مین لڑتے ہین مرکے پڑتے ہین عادان نے اتنے عرصے مین صفون کو آراستہ کیا عشاق نے بلنگر بائین جانب دیکھا ایک ساحر موسوم بہ طاؤس بلند پرواز صف سے نکلا عشاق کو سلام کیا کہا اے شہنشاہ اجازت میدان آپ ملاحظہ فرمائیے مرنار غوان کا بالا بالا نہ جائیگا قیامت برپا کر دونگا لاشہ ہائے شجر رستان سے میدان کارزار بھر دونگا ارغوان کی رعنائی و زیبائی یاد آتی ہے گیا کا رہنمایان جا کر کیا عشاق نے کہا تم عیار سے ہوشیار رہنا طاؤس جادو نے کہا عیار میرا کیا کرسکتا ہے یہ کہکے طاؤس بڑھا پکار کر آواز دی اے فرقۂ شجر رستان تمنے بڑی بے ادبی کی ہمارے شہنشاہ کو لشکر کشی منظور نہ تھی مگر اب تو مفصل سُن لیا کہ آپ لوگ طلسم نور افشان جانیکا قصد رکھتے ہین حکم قضا شیم شاہان نور افشان کا ہمارے پاس آگیا کہ جو بارادۂ فتاحی طلسم تمھاری طرف سے گذرے اُسکو گرفتار کر لینا سزا ملے کہ ہرگز پاس یہ کام نہ کرے یہ بھی حکم آگیا کہ طلسم کشاے اصلی آتے ہین بُت خونریز کے نام حکم ہو چکا کہ طلسم کشاے اصلی نہ آنے پائے اور آپ لوگون کے نام فتاحی طلسم نہین ہے آپ لوگ کیون کد و کاوش کرتے ہین اب بھی بہتر ہے کہ آکر عشاق جادو کی اطاعت کرو یا کسی کو میرے مقابلے مین

بھیجو عادان قزاق سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا گینڈے کو بپنے بڑھایا سامنے سکندر کے آیا کہا ای شہریار اجازت میدان سکندر رنے کہا ای عادان کسکے مقابلے مین جاؤگے کہا ای شہریار دیکھیے تو مین جاکر طاؤس کا کیا حال کرتا ہون وہ ساحر ہی تو مین قزاق دھوکے دینا حریف کا مار لینا یہ تو ہمارا کام ہی دس ہزار پر دس سیر جاتے ہین ایسا گھبرا دیتے ہین کہ دس ہزار بھاگ جاتے ہین ہم لوٹ لیتے ہین ہزارون کو شکست دیتے ہین دیکھیے مین کس طور سے اسکو جاکر مارتا ہون سکندر رنے کہا مین نہین چاہتا کہ تم میدان کارزار مین جاؤ عادان نے کہا غلام اپنے کو ہلاک کریگا ناچار شاہزادے نے اجازت دی عادان نے گینڈے کو مہمیز کیا گرزگران سر کاندھے پر سامنے طاؤس کے آیا پکار کر آواز دی ای طاؤس جادو ہمکو تجھسے کچھ کہنا ہی طاؤس نے کہا آیئے اس حیلے سے عادان قریب طاؤس کے پہونچا طاؤس نے کہا ای پہلوان دوران ای رستم زمان اپنے آقا کو سمجھاؤ عشاق جادو سے میل کر لین عادان بھی کھل ملکر باتین کر رہا ہی جو کچھ طاؤس نے کہا عادان کہتا جاتا ہی بہت خوب مین شاہزادے کو راضی کر دونگا لیکن ایک بات کرو کہ لشکر شاہزادے کا تباہ نہو طاؤس جادو نے کہا ہم عشاق کو سمجھادینگے وہ شاہان طلسم سے عذر کریگا آپ کی بغاوت تمام عالم مین مشہور ہو گئی شاخسار جادو جو نگہبان باغ ویران ہی وہ آپ کی بہت شاکی ہی بی سوسن کے نام تو یہ حکم ہی کہ سر کاٹ کر لاؤ عادان نے کہا ای طاؤس خطا سب کی معاف ہو مقدمہ بغاوت بوجہ احسن صاف ہو یہ باتین کرتے کرتے عادان نے کہا ای طاؤس تم آدمی بہت معقول ہو جو کہتے ہو وہ ہی کرونگے مگر دیکھو تمھارے بادشاہ کیا فرماتے ہین جیسے ہی طاؤس نے منھ پھیرا گرزگران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جو عادان کے کاندھے پر تھا بقوت تمام سر پر طاؤس کے مارا کہ سر طاؤس کا پاش پاش ہو اندھیرا ہوگیا عادان نے نعرہ کیا وہ مارا قزاقون نے کلاہین اچھالین نعرے کیے ہمارے افسر نے مار لیا میان طاؤس کے ہوش اڑا دیئے عادان نے بھی گینڈا مہمیز کیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین طاؤس جادو بود اب سب نے دیکھا لاشہ طاؤس کا پڑا پھڑک رہا ہی یہ دیکھکر عشاق جادو غصے مین کانپ گیا کہا اس قزاق نے بڑا فتور کیا ارے اسکو لینا جانے نہ پائے مہمیز جادو رفیق عشاق اسنے اپنا گھوڑا بڑھایا کہا حضور طاؤس نے بڑا دھوکا کھایا یہ کہکے مرکب بڑھایا سامنے عادان کے آیا پکار کر آواز دی ای عادان تمنے بڑا غضب کیا بڑا فقرہ طاؤس کے ساتھ کیا اب دیکھون میرے ساتھ کیا کرتے ہو عادان نے کہا ای مہمیز ہم اس بات کے متلاشی ہین کہ ہمارے آقا پر کوئی دست انداز نہو لشکر تباہ نہ ہونے پائے یقین تو یہ ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب یہان آجاوین راہ مین ایک نامہ انکا پہونچا تھا اسمین یہی حکم تھا کہ آکر در دولت پر حاضر ہو ورنہ ہم خود تمھارے مقابلے مین آئینگے جب عادان نے مہمیز سے اسطرح باتین کین مہمیز کو بھی جواب دینا پڑا باتین ہونے لگین عادان اپنے دل مین سوچا اسکو بھی مارا میرے دام مین تو آیا غصہ تو اسکا اترا یہ کہکے عادان نے کہا ای مہمیز حقیقت مین لشکر مین عشاق کے تمھاری بڑی آبرو ہی تمھارا بادشاہ بھی نہایت نیک معلوم ہوتا ہی

ممیز نے کہا ای عادان ہمارے بادشاہ کو بڑا پاس ہی صحبت مین جلتے ہین شاہان طلسم نے اگر
خلعت دیے اگر انکی معرفت لوگے بڑی آبرو ہوگی جو کہینگے وہی بادشاہ قبول کرینگے ہرچند کہ
آپ کے شاہزادے نے بڑا غضب کیا شاخسار کو بڑا صدمہ دیا کہ قید خانے سے بھاگ گئے آج تک
شاخسار شکایت کرتی ہی عادان نے ہاتھ باندھ کر کہا ہمین تو خطاوار نہ بنائیے ہم تو اب شاہزادے
کے شریک ہوے ہین اُنھین کے خوف سے اُنکا مذہب اختیار کیا اب عشاق کے طرفدار
گھبرا رہے ہین کہ ممیز جادو کو کیا ہوگیا یہ کیون اُس سے باتین کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ عادان
نے پھر باتون مین لیا حقیقت مین یہی ہوا کہ عادان نے باتین کرتے کرتے گھبرا کر کہا دیکھو شاہان
طلسم تکتے ہین وہ ابر گرجا وہ برق چمکی وہ صحرا سبزہ زار ہوا ممیز پلٹا مُنہ کا پھیرنا تھا کہ عادان
نے وہی گرز گران سنگ سر پر ممیز کے مارا کہ میان ممیز ساری تگدھریان بھولے سر کے
ہزار ٹکڑے ہوے اور عادان نے نعرہ کیا وہ مارا قزاقون نے بھی ہلڑ کیے کہ ہمارا افسر صاحب
فتح و نصرت ہی خوب مکار کو مارا اب جو قزاقون نے ہنگامہ برپا کیا اور کلاہین بھی اُچھالین
نیزے چمکائے گھوڑے اُڑائے عشاق سے آنکھ ملا کر کہا کہ ایسے مکارون کو یونہین مارنا چاہیے
عشاق نے جھلا کر زانون پر ہاتھ مار کہا یارو کیا ستم ہی کہ دشمن سے جا کر یون میل کر لیتے ہین
اور اپنی جان دیتے ہو جو صاحب جائین سمجھ جائین عادان سے بات بھی نہ کرین جاتے ہی
اپنے سحر مین پھنسالین یہ سنکر ایک جادوگر دیوانہ صحرا نشین کہ زنجیرین اسکی کمر مین بندھی ہوئین
ایک لنگر پانون مین اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہی دیکھکر کہا ای بادشاہ مین قسم کھا کر جتاتا ہون
آپ جانتے ہین کہ مین نے مدت سے سحر کو چھوڑ دیا کسی پہلوان کو دھوکا دیکے مارنے سے
کیا مطلب زور بازو مین کیا مین کسی سے کم ہون یہ کہکر جھومتا ہوا بڑھا زنجیرین ہلاتا ہوا غل
شور مچاتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی او عادان تو نے دو ساحر ہمارے
بادشاہ کو بڑا قلق ہی منم دیوانہ صحرا نشین یہ کہکر پیدل دوڑا چوبدست زبردست سے
عادان کے لگائی عادان نے اپنے کو بچایا مگر سر گینڈے کا پھٹ گیا عادان کودا چرخ
دیکر گرز مارا دیوانے نے خالی دیا اسقدر چوبدست چلی کہ چوبدست و گرز مین خم آگیا اُسی جوش مین
دیوانے نے چوبدست کو پھینکا دوڑ کر لپٹ پڑے دونون مین کشتی ہونے لگی مگر دیوانے نے عادان
کا جسم غربال کر دیا ناخون سے نوچتا ہی زرہ نوچکر عادان کی پھینکدی جسم سے عادان کے
خون جاری ہی مگر عادان نے ایسے گھونسے مارے کہ دیوانہ چیخین مارتا ہی عشاق کہ رہا ہی
کہ دیوانہ صحرا نشین پر کچھ صدمہ گذرا جب تو چیخین مارتا ہی لوگ کہ رہے ہین حضور عادان قزاق
بھی پہلوان ہی بڑے لطف سے لڑ رہا ہی حقیقت مین عادان بھی کمی نہین کرتا ایک مقام پر دیوانے
نے پنجہ مارا کہ عادان کے زخم شق ہوے بس عادان کو صدمہ جو پہونچا دونون مونڈھے
پکڑ کے دوڑا ہکا مارا دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بزمین ہوے دیوانے کو صدمہ جو پہونچا
ایک چپت ماری عادان نے چپت کھا کر ایک گھونسا مارا شقیقہ اسکا شق ہوا دیوانے کو
چرخ آیا زمین پر گرا عادان تو فکر ہی مین تھا ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکے

گیا مارا مع زرخرے گردن گھسیٹ لی اُستادان سخنو تحریر فرماتے ہین کہ پھر دن رہے دیوانہ مارا گیا عشاق نے چاہا کسی جادوگر کو بھیجون کہ سکندر نے حکم دیا طبل بازگشت بجے طبل بازگشت بجا سکندر پلٹے عشاق نے کہا یارو آج میرے تین رفیق مارے گئے شجر پرست سرسبز ہوے عادان کس زور و شور سے میدان مین لڑا سکندر نے طبل امان بجوا دیا اب یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ کل نکلکر مقابلہ کرے مگر مشہور کر دیا جائے کہ فلان ساحر کل میدان کارزار مین نکلیگا یہ سنکر اشفاق جادو وزیر اسکا صف سے جھلکر نکلا پکار کر آواز دی ای سکندر آج تو تمکو فتح نصیب ہوئی سنو اشفاق جادو چھپنے کے واسطے سوراخ مور و مار تلاش کروگے ایک زندہ نہ بچیگا رات کو تیاری کرونگا صبح کو آکر سب کا خاتمہ کرونگا جو کچھ تمسے ہو سکے دام مکر پھیلاؤ یہ کہکے پلٹا ملکہ سوسن نے کہا ای شہریار ہر چند کہ آج عادان غالب آیا مگر کیا خوشی کی بات ہی جس ساحر نے للکارا ہی جب یہ نکلکر لڑیگا سحر کریگا ای شہریار کون جواب دیگا عشاق بڑا ساحر نامی ہی جس ساحر نے آج دعوی کیا یہ بھی بلاے روزگار ہی رات بھر سحر تیار کریگا صبح کو میدان مین آئیگا کنیز آٹھ پہر یہ دعا کرتی ہی کہ خداوند شجر آپکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے ہماری تو عجب کیفیت ہی یہی کہا کرتے ہین **نظم**

ہم غریبون کو بھی لیجاتے ہین بہانۂ عشق
قہقہے کرتا ہی کچھ آج تو دیوانۂ عشق
آہ ہی رہتا ہی یہان کوئی نکوئی مشتاق
یہی کرتی ہی صدا پرورش خانۂ عشق
روح پرواز ہوئی کام نہ آئی زنجیر
دیکھو بے شمع کے جلجاتے ہین پروانۂ عشق
بند ہوجائیگا واعظ در توبہ لیکن
جو کہ بیہوش جہان ہی وہ ہی فرزانۂ عشق
کب تصور سے ہی خالی دل خستہ ای دوست
سینۂ عاشق افسردہ ہوا خانۂ عشق

یارب آباد رہے صحبت میخانۂ عشق
رات کم آئی ہی آرام سے پھر سو رہنا
کب بھلا رہتا ہی خالی کبھی کاشانۂ عشق
درخت اسکا ہی کوئی نہ کہین پھل اسکا
نہ رُکا قید بھی ہوکر ترا دیوانۂ عشق
سجدے ہوتے ہین ہزار ونکے دم مستی شوق
دار رہیگا یونہین ہر دم در میخانۂ عشق
جب نظر آئے تو کھلجائے کہ کیا عالم ہی
ہر دم آباد رہا کرتا ہی ویرانۂ عشق
ای نسیم اب نہ محبت کی تمنا کرنا

یاد کیا آیا ہی مژدہ کہ جو رونا بھولا
سُن لو کچھ عاشق بیتاب کا افسانۂ عشق
اور خال ایسی نہین جیسی لبشر کی ہی خال
طالب نخل وثمر سے ہی بری دانۂ عشق
حال کہتے نہین جاتے ہین عاشق مایوس
اب تو کعبے سے نہین کم در میخانۂ عشق
بیخودی عین خودی ہی جو سمجھ رکھتا ہی
صورتین اور ہی رکھتا ہی پریخانۂ عشق
کسکو تھی اسکے سوا منزل ویران کی خوب
ورنہ پھر لوگ کہینگے تمھین دیوانۂ عشق

شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ سوسن ان اذکار سے کلیجہ دکھتا ہی اب عیش و راحت مین فرق آیا ساحرون کے مقابلے سے دم گھبرایا ملکہ سوسن نے کہا ای شہریار آپ نہ گھبرائیے مین مقابلہ کرونگی دیکھون یہ کیا کرتے ہین یہ کہتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی صداے طبل جنگ لشکر عشاق سے آئی سکندر نے جواہر سے کہا بھائی دریافت کرو یہ نقارہ کیسا بجا عرض کی یقین ہی کہ طبل جنگی بجا ہوگا وہی جادو جسنے دعوی کیا ہی کہ کل مقابلہ کرونگا اُسی کے نام طبل جنگی بجا ہوگا مگر شاگرد غلام کے گئے ہوے ہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے سامنے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جاندراز دی شعر تا ہست جہان ترا بقا باد + کارت زجہان بمدعا باد + اشفاق جادو نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا میٹھا بلبلا رہا ہی یہ سنکر جواہر خنجر زن اُٹھا کہا مین جاکر اسکی تدبیر کرتا ہون جواہر صورت بدلکر نکلا ایک شاگرد کو ساتھ لے لیا جو منظور ہوا صورتین دو لڑن نے بنالین اشفاق بیرون بارگاہ ایک کرسی پر بیٹھا ہی لشکر والون کو

ترغیب دے رہا ہی کتنا ہی بار دگل کا مقابلہ ایسا ہو کہ شجر پرست ہل نہ پائین پامال ہو کے جائین ہم بھی سب آراستہ رہنا جب مین سحر کرون اور اُنکے ہاتھ پانون بیکار ہون تم لوگ جا پڑنا مال واسباب لوٹ لینا مگر خیال رہے کہ افسر اُنکا کسی جانب نکل نہ جاے جاتے ہی افسر کو گرفتار کر لینا اہالیان فوج نے کہا حضور ایسا ہی ہوگا ہم خود جلے ہوئے ہین یہ افسر جو مارے گئے ہمارے مہربان تھے اُنسے مطلب نکلتے تھے وہ خود شجر پرستون کے دشمن تھے مگر میدان مین جاکر دھوکا کھایا کتّے کی موت مارگئے ہم اُنکے خون کا بدلا لینگے شجر پرستون کو قلم کرینگے اشفاق سے لوگ یہ باتین کر رہے ہین کہ دیکھا ایک ضعیفہ ایک عورت کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک جانب جاتی ہی اُس عورت کے چہرے سے گوشۂ ردا ہٹ گیا معلوم ہوا کہ آفتاب عالمتاب پردۂ ابر سے نکلا اُس عورت نے مُنھ اپنا ڈھانک لیا اشفاق بیقرار ہوگیا ایک ساحر سے کہا کہ اس ضعیفہ کو سامنے بلا لے ساحر گیا جاکر ضعیفہ سے کہا چل تجکو ہمارے آقا طلب کرتے ہین ضعیفہ نے کہا صاحب کیا کام ہی ساحر نے کہا یہ جو عورت تیرے ساتھ ہی اس سے کچھ پوچھینگے بڑھیا نے کہا تم اسکو لیچلو مین بتاکو خبر لون تو آتی ہون یہ کہکر بڑھیا تو چلدی اُس عورت کو وہ ساحر لیکر سامنے اشفاق کے آیا اشفاق اُٹھ کھڑا ہوا اپنے خیمے مین آیا وہ عورت پیچھے چلی آتی ہی خیمے مین آکر مسند پر بیٹھ گیا عورت سے کہا نیکبخت تو کون ہی وہ عورت بلک بلک کے رونے لگی کہا حضور کیا عرض کرون جو مجھپر مصیبت پڑی اصل تو یہ کیفیت ہی نظم

راحت سے جو تکلیف کی تاثیر بدل جائے
غالب ہی جگر مین خلش تیر بدل جائے
جاتے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جائے

سرخی سے سواد جگر تیر بدل جائے
ای جان کوئی مہر کوئی ہو مہ کامل
دو عارضون مین صورت تنویر بدل جائے

گر مجکو رلایا تو ہنسا دے بھی کوئی دم
اب اور طرح پہلوے تقدیر بدل جائے

مین مہاراج بلور ام کی بیٹی ہون گلو گنج کی حاکم سلو کا نتے مین کامل چلوکی نواسی یہ ضعیفہ جاکر وہان رہی محل مین آنے جانے لگی مجکو دم دیکر بہکا لائی یہ کہکر اُس نازنین نے روتے روتے گوشۂ ردا مُنھ سے ہٹا دیا اشفاق نے دیکھا کہ بجلی چمکا کی چہرہ آفتاب بھولی بھولی صورت تنّم پہنے ہوئے ذوپٹہ آب روان کا ناریستان کا اُبھار کرتی آستینون دار گنگام کا لہنگا اُسمین گوٹہ ٹھا لگا ہوا اشفاق جادو مرگیا کہا مین تیرے گھر تجکو پہونچا دونگا تیرے مان باپ سے ملا دونگا یہ کہتا تھا کہ وہ عورت قدمون سے لپٹ گئی عرض کرتی تھی چاچا مین تیری لونڈی ہون موری مہتاری سے ملاے دیو دو بہنین میری روتی ہونگی اشفاق نے کہا تیرا نام کیا ہی کہا مجکو مہارانی کہتے ہین اشفاق نے گلابی کھینچی جام لبریز کیا کہا لو مہارانی ایک جام تو پیو اُسنے کہا کہ چاچا دارو تو ہمرے یہان کوئی نہین پیتا اس دارو سے پوجا کرتے ہین اس دن شراب پی جاتی ہی یا ٹھاکر کو چڑھاتے ہین پنچایت مین شراب دیجاتی ہی یہان نہ پنچایت ہی نہ مقام پوجے پاٹ کا پھر کیونکر پیین ٹھاکر جی خفا ہو جاینگے ایک دفعہ ہمارے چاچا نے بھی پی تھی وہ خداوند شیوا سے نکلکر بھاگ گئے آج تک اُنکا پتہ نہین لا اشفاق ہنسنے لگا کہا ہمارے یہان کا یہ دستور نہین ہم ہر وقت پیتے ہین ذرا سی چکھ لو یہ سنتے ہی اُس مہ جبین نے جام لیا مُنھ سے لگایا تھو تھو کرکے رکھدیا کہا صاحب تم پیو اشفاق خوشی خوشی پیگیا پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا ارے اس شراب مین کیا تھا کلیجے مین آگ لگ گئی اُس نازنین کی بھی آنکھین سُرخ ہوگئین محمودی کی چادر پہنا کئے تھی

چٹکیاں بجاکر گانے لگی نظم

گلو سے تا کمر گھٹ بڑھ ہی میری سیل گریہ کی
کہا سنے نیند آئی مردم دیدہ نگہبان ہی
ارادے ٹھکلے ہی رخصت طلب ہی طاقت و وحشت
اٹھا جلدی قدم وہ دیکھ آگے کوے جانان ہی
پڑی زنجیر پیرون طوق لپٹا آکے گردن سے
ہوا کے ساتھ گردون پر غبار تن پریشان ہی

بلا ہی کون جانبر ہو سکے آفت کا سامان ہی
کبھی طوق گریبان ہی کبھی زنجیر دامان ہی
دو رنگی سے نہین خالی تقاضاے تمنا بھی
کہان تک طی کرین ہم منزلون طول بیابان ہی
نظر پڑتی ہی جس شہر پر وہین اک شعلہ روشن ہی
جنون میرا اسیر آرزو سامان زندان ہی

لقا طافعی رہزن تری زلفون کی افشان ہی
خیال ہار کے بیٹھے ہین جو کہدار آنکھو نہین
کبھی آہو سونگی وحشت پر کبھی فصل گل ارمان ہی
ہزار دن گھس سے دلکو ہی کہ کیکے لائے ہین
تماشا دیکھلے عاشق ترا سرو چراغان ہی
دو دی نعت ہی دلوانگی تیرے بعد مردون کی

اشفاق جادو بات گیا گھبرا کر اُٹھا کہ اسکو گلے سے لگاؤن اُٹھتے ہی ڈگمگا کر گرا نعرہ ہوا منم جوا ہر خنجر زن عیار سکندر صف شکن آستین چڑھا کر خنجر کمر سے کھینچا وہ لباس سب پھاڑ کر اُسی مقام پر پھینکا خنجر مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے خیمہ جلنے لگا دروازے پر جو ملازم حاضر تھے وہ دوڑے کہ ارے یارو کیا ہوا سراپچہ چاک کرکے جواہر بھاگا ملازمون نے آکر دیکھا کہ لاشہ اشفاق جادو کا تڑپ رہا ہی پیر عمل مچا رہے ہین دم بھر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من اشفاق جادو بود ملازمون نے لاشہ اُٹھایا عشاق جادو تخت پر بیٹھا ہی ساحرون سے کہہ رہا ہی یارو اشفاق بلاے روزگار ہی صبح کو قیامت برپا کریگا رونے کی صدا آئی گھبرا کر کہا ارے یہ کیا ہوا مشیرون نے کہا کچھ ساحر آپ کے ملازم ایک لاشہ لیے ہوئے آتے ہین دریاے خون بہہ رہا ہے عشاق گھبرا گیا ساحرون نے لاکر لاشہ سامنے رکھا چادر ہٹائی دیکھا اشفاق جادو کا لاشہ تڑپ تڑپ کر سرد ہوا عشاق نے گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور ایک ضعیفہ ایک عورت کو لیکر آئی بس پھر مرنے کی آواز آئی نہین معلوم کیا سمجھ کے اندر لیگئے تھے ہم جو اندر گئے ہمنے اُس عورت کو نہ پایا نہین معلوم کیا سحر کہ تھا ہماری سمجھ مین نہین آیا عشاق بہت پریشان ہوا مشیرون نے کہا حضور کوئی عیار تھا وہ مار کر چلا گیا یہ کیونکر اُسکو پائے عشاق نے زانو پر ہاتھ مار کہا یہ تو بڑے غضب کی بات ہی کہ اتنا بڑا ساحر یون مارا جاے بڑے افسوس کی بات ہی عیاری کا ہیکو کرا بات ہی یہ سنتے ہی ایک ساحر موسوم بہ مرجان جادو زمرۂ وزراے اُٹھا کہا اے شہنشاہ جبل جنگی یہ ہیچکارہ اگر مقابلہ نہ ہوا سحر پرست جانینگے مجھے دبگئے اپنے دوست کے بدلے مین لڑونگا حضور تردد کرین غلام سب انتظام کریگا عشاق نے کہا کیا مضائقہ ہی مرجان جادو باہر نکلا انتظام کرکے مو مخانے مین آکر بیٹھا سحر تیار کرنے لگا جواہر خنجر زن ساحر کو مار کر خدمت سکندر مین آیا عرض کی اشفاق مین نے بڑی شفقت کی بھیا کو مارا یہ سنکر سکندر نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی بڑا کام کیا کہ ہر کارے آکر موجود ہوے عرض کی ای شہریار اب مرجان جادو نے وہی خدمت قبول کی ہی انتظام کر رہا ہی اب مو مخانے مین گیا ہی جواہر بیقرار ہو کر پھر چلا صورت بدلے ہوئے لشکر عشاق مین آیا پھرنے لگا پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ مرجان جادو کے پہونچا دیکھا خدمتگار دروازے پر حاضر ہین اندر بارگاہ کے شعلے بھڑک رہے ہین کبھی طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے نکلتے ہین قبہ بارگاہ پر بیٹھے ہین منقارین کھولین زمزمہ سرائی کی غائب ہو گئے جواہر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک چوبدار کی شکل گوٹے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چپکن پہنے ہوے مشروع کا پائجامہ بھاری جوتا عصا مرصع کا ہاتھ مین

دروازے پر آئے بلا تکلف اندر چلے خادمون نے کہا میان مردہے صاحب کہان جاتے ہو مردہے
نے کہا شہنشاہ نے بھیجا ہی کچھ عرض کرنا منظور ہی خادمون نے کہا ہم پوچھ لین یہ کہکے خادم اندر گئے
عرض کی ای شہریار مردہا بھیجا ہوا شہنشاہ کا آیا ہی دربارگاہ پر موجود ہی امیدوار باریابی ہی مرجان
نے کہا بلالو مردہا اندر آیا مرجان نے کہا کیا ہی کہا حضور کچھ سرکار نے فرمایا ہی آپ سب کو ہٹا دین
مین تنہائی مین عرض کرونگا شہنشاہ نے یہی فرمایا ہی کہ کسی کے سامنے نہ کہنا مرجان نے سب سے
کہا ہٹ جاؤ سب ہٹے مرجان تنہا رہگیا کہا مردہے صاحب کہیے مردہے نے کان سے منہ لگایا کہا
حضور شہنشاہ نے فرمایا ہی ہم تم ملکر سحر کرینگے آگ لگا دینگے یہ باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے شہنشاہ
کو چین نہ پڑا تشریف لاتے ہین مرجان پلٹا مردہے نے لپٹ کر خنجر مارا مرجان لڑکھڑا کر گرا مرجان
کا بھی سر کاٹ کے جواہر بھاگا خادم و خدمتگار دروازے پر جو حاضر تھے اندر آئے دیکھا لاشہ
مرجان کا پھڑک رہا ہی بیرون نے آواز دی کشتی مرا نام من مرجان جادو بود خادمون نے لاشہ
اٹھایا سامنے عشاق کے لائے عشاق نے تاج دے مارا کہا یار دیہ تو بڑا غضب ہوا ایسا رفیق
شفیق مارا گیا مگر گریبان سحر چاک ہو چکا ہی صدائے مرغ سحر بلند ہوئی اب تو عشاق یہ کہکر
سوار ہوا آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اس عیار نے مجکو بڑا صدمہ دیا ایسے ساحر مارے گئے
کہ جنکا مثل ممکن نہین ہی اب مین خود سحر کرونگا قیقاب جادو وزیران سلطنت سے ہی صف سے
تڑپکر نکلا کہا ای شہنشاہ حضور کیون تکلیف کرین غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین مین
سحر کرونگا آپکا نکلنا ہمپر شاق ہوگا عشاق جادو چپ ہو رہا قیقاب جادو انتظام کرتا ہوا
چلا ادھر سکندر ذیحشم کو اول ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ اُستاد نے مرجان کو بھی مارا مرجان
کا مرجانا ہی اچھا ہوا یہان کہ سکندر ذیحشم لشکر کو تیار کرکے ملکہ سوسن بھی ساتھ ہین میدان
کارزار مین آئے صفین جمنے لگین جب صفین آراستہ ہو چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے
قیقاب جادو نے اپنا اژدر بڑھایا سامنے عشاق کے آیا کہا حضور غیر ساحرون کو مار لینا یا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی عشاق نے کہا خوب سمجھ کر مقابلہ کرنا جہانتک ہوسکے پہلے افسر کو گرفتار
کرو قیقاب نے کہا ایسا ہی ہوگا قیقاب میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای سکندر ذیحشم
ثابت ہوا ہمکو کہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین مگر یہان ساحرون سے مقابلہ ہی ہمارا بادشاہ
عشاق جادو شہنشاہ خوشخو بندگان سامری و جمشید مین کوئی ایسا مقرب نہین ہی اس سلطنت
و لیاقت پر لٹیا برنجی ہاتھ مین لینا ننگے پیر شوالے مین جانا ٹھاکر جی کو اپنے ہاتھ سے نہلانا
بھوگ بھی اپنے ہاتھ سے لگاتے ہین کئی مرتبہ لات و منات خواب مین تشریف لائے ہین
فرمایا کہ ای عشاق تو مقبول بارگاہ ہمارا ہی قدرت کو بہت پیارا ہی شاہان نور افشان نے
اس ملک کی حکومت دی سو کوس تک ہمارے آقا کی عملداری ہی آکے اطاعت کرو ہم سُن چکے
کہ تم شہنشاہ طلسم کے بڑے خطاوار ہو قیدخانے سے بھاگے اُسپر یہ زور و شور اور جو اطاعت
مین کچھ تامل ہی تو کسی کو بھیجو سکندر نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا چاہا کہ گھوڑا اُڑا اُون کہ ملکہ سوسن
نے بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا کہا کیون شہریار کیا ارادہ ہی مین جاکر مقابلہ کرونگی وہ ساحر ہی

آپ کا جانا مناسب نہین ہی اگر خداوند سحر کی عنایت شریک حال ہوئی تو مشکین باندھکر لاتی ہون یا سر کو قدم اقدس پر نثار کر دونگی مردانی صورت بنی کھڑی تھی ادیان مشکین کو بڑھا یا قبقاب نے دیکھا ایک جوان کمسن خود زرین سر پر رکھے ہوئے جھولی بائین ہاتھ پر ادیان مشکین کو اُڑاے ہوئے آتا ہی قبقاب نے جھولی سے گولہ نکالا طرف ملکہ سوسن کے پھینکا ملکہ سوسن نے گولہ کاٹا جب تو قبقاب جھلایا ایک ترنج نکالا اُسپر خوب سحر کیا طرف ملکہ کے کھینچ مارا سب نے دیکھا کہ ہزارہا شعلہ ہاے آتش ملکہ سوسن پر گرے ملکہ یہ ثابت ہوتا تھا کہ ایک مکان آتش ہین مع مرکب ملکہ بند ہوگئین اُسوقت سکندر کی بیقراری زانو پر ہاتھ مار کر بیٹھے کہ جواہر خنجر زن سے کچھ نہین جواہر کو اپنے قریب نہ پایا چند شاگرد جواہر کے کھڑے تھے سکندر نے پوچھا آج تمھارے اُستاد کہان ہین سب نے کہا حضور ابھی تک تو اسی مقام پر تھے جب سے لڑائی سحر کی شروع ہوئی نہین معلوم اُستاد کہان گئے سکندر نے نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھا اپنے یار وفادار کو نہ پایا بنگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ شعلہ ہاے آتش مین ملکہ چھپ گئین قبقاب جادو سحر کرتا ہی چلا جاتا ہی چاہتا ہی جاکر اس جوان کو نکال لون مشکین باندھکر سامنے اپنے آقا کے لیجاؤن سکندر بحسرت دیکھ رہے ہین اندر آگ کے ملکہ تڑپ رہی ہین چاہتی ہین نکلون شعلہ ہاے آتش نکلنے نہین دیتے جدھر سے قصد نکلنے کا کرتی ہین شعلہ ہاے آتش روکتے ہین شاہزادہ بیقرار ہو جاتا ہی اور یہ کہتا ہی نظم

جبتک کہ تھا خیال رہا دل مین یار کا
جبتک کہ زرد ہے حجاب بدن مین تھا
جلتا رہا ہون رشک عدو سے تمام رات
دو دن کو آشیانۂ بلبل چمن مین تھا

لب بستگی سے لطف عروس سخن مین تھا
ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن مین تھا
ای اضطراب شوق تری عمر ہو دراز
مین مثل شمع شب کو تری انجمن مین تھا
کیا سرگذشت دہر کی مجکو خبر نسیم

مثل زبان کلام حجاب دہن مین تھا
مثل رقیب روح کو اُس سے خلش رہی
راحت سفر مین ہی نہ تحمل وطن مین تھا
کیون آتش غضب سے جلایا کہ باغبان
مین تو خیال دلبر گل پیرہن مین تھا

آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہر مرتبہ شاہزادہ چاہتا ہی کہ گھوڑے کو ڈالدون یکایک اُس آتش مین جنبش ہوئی ہواے سرد چلی طفلان غنچہ نے غون غان شروع کی دایۂ ابر بہاری نے شیر شبنم پہونچایا گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون اپنا رنگ دکھانے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولین سوسن صد زبان زبان درازی کرنے لگی سنبل پر پیچ وتاب نے زلف کا سایا دکھایا چنانان چمن اکڑنے لگے عروس چمن نے رنگ جمایا عندلیبان خوش الحان زمزمہ سرائی کرنے لگین بلبلین پہلوے گل مین پھولکر بیٹھین پکار رہی ہین ای مشتاقان صہباے محبت و ای مینوشان جام الفت نظم

طلسم عالم اسباب چند ساعت ہی
چٹک رہی ہی صراحی بنوش کی ہی پکار
تو ہک رہے ہین جو رخسار سرخ غنچون کے
سرور دیدے کیفی ہی نرگس بیمار
بلندیون پہ دماغ برہنہ پائی ہی
کہ جسطرح لبس پہ سبزہ رغبت بیمار

جو ہو سکے سو ابھی ہو اٹھا نرکھ زنہار
ہواے سرد سے بزم چمن ہوئی ہی گرم
برنگ مشعل روشن ہی عالم گلزار
زمین ہی سبزۂ خودرو سے فرش بوقلمون
طواف آبلہ کرتا ہی نشتر سر خار
حذر حذر کی صدا دے رہے ہین حنا جوش

چھلک رہے ہین جام مے ہبک رہے ہین مرغ
شگفتہ گل ہین لبیان دہن دم لگتا
شراب حسن سے لالے کا جام ہی لبریز
بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار
امید بادہ ہین تو یہ شکن ہین یارن عمر
گھڑی گھڑی ہی زیادہ ترقی دیدار

اُمنڈ اُمنڈ کے ٹپکتا ہی ابر ستی مین
چھپی حیا سے زمین زیر دامن کہسار
تڑپ تڑپ کے چمکتی ہین بجلیان ہر بار
ہوئی برہنہ تنون کو لباس کی حاجت

ہنگامہ بہار نے تمام صحرا کو سبزہ زار کر دیا جس طرف دیکھو بلبلون کی پکار ہی سحر سوسن سے جوش بہار ہی قبقاب بھی جھومنے لگا کبھی ہنستا ہی کبھی دستکین دیتا ہی کہ دہ آگ شق ہوئی اب جو دیکھا اندر سے اُس قصر آتش کے ایک شعلہ جوالہ خوشبو خوشرو دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن دہن غنچہ سوسن قد سرو لب جو قمریان کو کو کرنے لگین قبقاب دیکھکر گھبرا گیا جابجا جسم پر ملکہ کے آبلے پڑے ہوئے مگر تڑپ کے نکلی پکار کر آواز دی او قبقاب کہان جاتا ہی اب جو اسنے آنکھ اُٹھائی جمال جہان آرا دیکھکر بہوت ہوا اور یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز پڑھنے لگا چونکہ ابر بھی آسمان پر آیا ہے **نظم**

بے صنم بھاتا ہی کسکو دیکھنا برسات کا
جوش گریہ تا فلک پہونچا ہجوم رنج سے
قہر ہو آفت ہی سکو دیکھنا برسات کا
کسکا دل ایسا دکھایا ہی کسی بیدرد نے
فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا

فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہین
اشک تر ایسے بڑھے رتبہ گھٹا برسات کا
وہ نہ آئے کسقدر ہم راستہ دیکھا کیے
ہی جو اشک تر سے عالم جابجا برسات کا

سامنا ہونے نہ پائے ای خدا برسات کا
رہتا ہی بارہ مہینے سامنا برسات کا
بے صنم بھاتی ہی کبھی ای دل یہ فصل برشگال
اس طرح امین ہو گیا عالم ہوا برسات کا
کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس لیتا ہون نسیم

بہار کے سامان ظاہر ہین طائران خوش الحان یہی پکار رہے ہین **شعر** تند و پر شور و سیہ مست زکہسار آمد + میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد + قبقاب جادو بھی جھوم رہا ہی ملکہ نے اشارہ کیا کیون برادر کیا ارادہ ہی کچھ جوش طبیعت زیادہ ہی قبقاب نے کہا مین تو غلام ہون جان پر بنی ہی تیر نشانہ ہو جائین یہی دل پر ٹھنی ہی ملکہ نے کہا جو کہو صاف صاف بیان کرو کہ ہم بھی سمجھین کہ تمھارا مدعا کیا ہی یہی کہے جاتا ہی کہ میری جان جاتی ہی ملکہ نے سنکر کہا ادھر آؤ ہم تم سے کچھ کہینگے اب خاموش نہ رہینگے عشاق نے دیکھا کہ قبقاب ہاتھ باندھے ہوئے سر جھکائے ہوئے طرف ملکہ سوسن کے چلا عشاق نے منہ پیٹ لیا کہا لو یارو سوسن نے بڑی زبان درازی کی قبقاب پر جوتیان پڑا چاہتی ہین اُدھر ہی جاتا ہی بطور اطاعت کے سر جھکائے ہوے ہی آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے جب قریب جائیگا وہ اسکو قتل کر ڈالیگی وزرا نے کہا ہم جائین سحر سے سوسن کے قبقاب کو بچائین عشاق نے کہا تمھارے جانیکی کیا ضرورت ہی مین ابھی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر دستک دی ایک جوان سامنے سے پیدا ہوا آئینہ اُسکے ہاتھ مین تھا کہا یہ آئینہ جاکر قبقاب کو دکھلا دے سارے سحر کی قلعی کھلجائیگی آئینہ دیکھکر قلب کو صفائی ہوگی بقول شاعر **شعر** شکل ہستی و عدم آئینہ دکھلاتا ہی + اسطرف دیکھیے سب کچھ ہی اُدھر کچھ بھی نہین + وہ جوان دوڑا قبقاب قریب ملکہ سوسن پہونچنے نہ پایا تھا کہ اسنے آئینہ دکھلایا قبقاب آئینہ دیکھکر بدحواس ہو گیا جسنے آئینہ دکھایا تھا وہ تو غرق زمین ہو گیا قبقاب نے آہ کا نعرہ کیا زمین پر گر کے ایڑیان رگڑنے لگا بعد تھوڑی دیر کے اُٹھا اب جو نشہ اُترا اپنے ساتھ والون کی جانب دیکھا سب قہقہہ مار کے ہنسے کہا ای افسر کیا دھوکا کھایا بی سوسن نے تمکو مبہوت کر دیا تھا وہ تو ننگی بھائی صاحب کتنی ہی تم معشوق بناتے ہو ایسے گھبرا جاتے ہو یہ سنکر قبقاب جھلایا جھولی سے ایک گولہ نکالا پیشانی پر نشتر مارا پیشانی کے خون سے گولے کو رنگین کیا وہ گولہ ملکہ سوسن کے

پھنکار مار آواز دی کہ یا سامری و جمشید لینا یہ تو خاص سحر سامری ہی اس سحر کے رگ و ریشے
مین صنعت بھری ہی یہ نہ خالی جائیگا گولہ جا کر پھٹا ملکہ سوسن نے چاہا دفع کرون مگر کچھ نہ بن پڑا
گولے کے پھٹتے ہی چند طائر گوسے نکلے زمزمہ سرائی مین یہ غل مچاتے تھے اور یہ غزل گاتے تھے نظم

بگڑے وہ لاکھ طرح مگر غل نہو سکا
لیکن ادا ترانہ قلقل نہو سکا
اللہ رے جوش آپ کی بخشش کے بعد بھی
طعنون کا انکے مجھسے تحمل نہو سکا
مین اپنے صدقے یان بھی تامل نہو سکا
ممکن نہین مراد دل پژمردہ شاد ہو
شکوون سے میری ترک تسلسل نہو سکا
گو ہچکیان رہین مجھے مینا کی یاد مین
کھلا گیا جو غنچہ وہ پھر گل نہو سکا
بگڑا ہوا مزاج سنبھلتا نہین نسیم

ملکہ نے سر اٹھا کر ان طائرون کو دیکھا طائرون سے نگاہ ملاتے ہی
ہوش اڑ گئے اتنا تو کہا ہم تیرے سحر کا بڑا نام سنتے تھے مگر سب خلاف تھا یہ کہکر لڑکھڑا کر گری گرتے ہی
بیہوش ہو گئی لشکر دن مین غل ہوا قبقاب بہت شرمندہ ہی تیغہ کھینچکر چلا کہ ملکہ کو قتل کرون اسوقت
شاہزادے کی بیقراری لشکر کی اشکباری صاف ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ سحری زمین پر پڑا ہے
قبقاب بقہر و غضب تمام تیغہ پکڑ کر چلا اور زبان سے کلمات سخت و سست کہہ رہا ہی کہ او گیسو بریدہ
تو نے مجکو بڑا صدمہ دیا ملکہ بھی جو گری اول بیہوش ہو گئی اب ہوشیار ہی مگر اٹھ نہین سکتی آنکھین
پتھرائی ہوئین جب اٹھنے کا قصد کرتی ہی دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی ہونٹھ بند ہو گئے سحر فراموش ہوا
دریاے حیرت کا جوش ہوا چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہین کہ میرے ملازم کیون روتے ہین
عشاق نے کہا لو صاحبو دیکھو ہمارے ساحر نے کیا سحر کیا کہ سب نے دیکھا ہوا سے گرد اڑی ایک
ساحر سیہ فام نیک انجام کھاڑے کی تہمد باندھے ہوئے ایک ترسول ہاتھ مین اسی جانب آتا ہی
اتنے جلدی آیا کہ قبقاب قریب ملکہ سوسن کے پہونچ نہ چکا تھا کہ اسنے بڑھکر نعرہ کیا کہ
او قبقاب کیا کرتا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر شرم نہین آتی عورت کو قتل کرنے جاتا ہی اسنے اپنے
سحر مین پھنسایا تھا تم تو رخصت ہو چکے ہوتے تمہارے بادشاہ نے بچایا اپنے سحر پر یہ ناز و نیاز یہ
کہکے قریب قبقاب کے پہونچا ایک گولہ ہاتھ مین تھا اسکو چرخ دیتا ہوا آیا آنکھ ملا کر کہا او بیحیا
یہ وہ گولہ ہی کہ آسمان پر مارون تو پار گذر جاے طبقے زمین کے ہلا دون سامری و جمشید ہون تو
دیوانہ بنا دون لیکن مین سحر کامل تجھپر نہین کرتا تو ایک حقیر ساحر ہی علم سحر و ساحری سے خاک ہی
یہ کہکے وہ گولہ طرف قبقاب کے پھینکا قبقاب نے قصد کیا کہ اسکو یہان رد کرون کہ اسکے سینے
پر جا کر پڑے پشت کے پار گذرے جیسے ہی گولہ قریب آیا چٹکی ماردی گولے پر جو چٹکی پڑی گولہ
ٹوٹ گیا اس سے قطرات آب نکلے وہ منھ پر قبقاب کے پڑے قبقاب ارے کہکر چرخ کھاکے گرا
اس ساحر نے لپٹ کر خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ منم عیار پر فن جواہر خنجر زن صف شکن صفدر عیار
شاہزادہ سکندر و ملکہ سوسن کو ہوش آگیا شاہزادے نے بہت تعریف کی بعد عرصہ دراز کے
آواز آئی کشتی مرا نام من قبقاب جادو بود سکندر نے دوڑ کر جواہر کو گلے سے لگا لیا کہا بھائی
کیا کار نمایان کیا طبل شادمانی بجنے لگے جواہر نے کہا ای شہریار زیادہ خوشی نہ کیجیے فلک حیلہ جو
آنٹھ پہر مائل بیداد ہی صاحبان لیاقت پامال ہو گئے ہین غلام صبح سے آج فکر مین تھا جب ملکہ
سوسن نے اسکو اپنے سحر مین پھنسایا مین دیکھ رہا تھا عشاق نے بڑا کمال کیا ادھر عشاق نے

چاہا میدان میں نکلوں وزرا و امرا بولے کہ حضور تکلیف نہ کریں اگر بندگان عالی پر کوئی افتاد پڑی ہم لوگ
کدھر کے ہونگے ہمکو کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا حضور کی ذات سے یہ ملک آباد ہے شاہان طلسم توجہ بھی
نہ فرمائینگے ناظم بھی اس ملک پر نہ آئیگا رعایا بھاگ نکلجائیگی عشاق خاموش ہو رہا کہا تم لوگوں کی خوشی
با دولت نہ جانے دینگے تمھاری خوشی کرینگے مگر شجر پر ستون کی جڑ کھود کر کل پھینکدینگے نہ بے مکار و
حیلہ ساز ہیں ہر حیلے سے بچنے کی صورت نکل آتی ہے مگر کہاں جائینگے سحر تو بڑی چیز ہے ان کے واسطے
اشارے کافی ہیں یہ کہتا ہوا المبل بازگشت بجوا کر لیٹا مگر نہایت غصہ وزیروں کو حکم دیا لاشہ قبقاب کا
اٹھوا کر جلا دو جہنم میں اس ناری کو پہونچا دو یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا خادموں سے حکم دیا ہمارا
ہوا خانہ آراستہ کرو سب وزرا دیکھ رہے ہیں تھوڑے عرصے میں خادموں نے عرض کی ہوا خانہ
تیار ہے عشاق ایک کھاروے کی دھوتی باندھکر ہوا خانے میں آیا وزرا سے کہا سکندر سے کہلا بھیجو
کہ ہمنے تمکو تین دن کی مہلت دی خوب تیاری کر لو بی سوسن سے کہو سحر تیار کریں آپ اپنے فنون
سپہگری کو درست کریں چوتھے دن تمکو ہم گرفتار کر لینگے یہاں سے ایک ساحر یہ خبر دینے چلا وہاں
شاہزادہ سوسن کو ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر میں آکر پہونچا سب سردار مبارکباد دے رہے ہیں
سب سے زیادہ عادان کو خوشی ہے جواہر خنجر زن کی تعریفیں ہو رہی ہیں شاہزادے نے وسط لشکر
میں کرسی بچھوادی ملکہ سوسن اپنے خیمے میں چلی گئیں سب سردار گرد بیٹھے ہیں چرچے لشکر عشاق
کے ہو رہے ہیں کہ نقیب حاضر ہے نے عرض کی کہ ایک ساحر بطور ایلچی بھیجا ہوا عشاق کا آیا ہے
کہتا ہے کہ میں کچھ عرض کرونگا فرمایا بلا لو وہ ساحر سامنے آیا جھککر سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیکر
اشارہ کیا موافق اسکے مرتبے کے کرسی ملی وہ احمق آکر بیٹھا ساقی بچے نے جام دیا جب دماغ اسکا بادۂ
ناب سے گرم ہوا پکار کر آواز دی مجکو شہنشاہ عشاق نے بھیجا ہے اے شاہزادہ سکندر آپ کو
پیغام دیا ہے کہ ہمنے تمکو تین دن کی مہلت دی چوتھے دن تمھارا فیصلہ کرینگے آج قتل ہونا قبقاب کا
بہت ہمارے سرکار کو ناگوار ہوا خود تکلیف فرما رہے ہیں وہ سحر آپ پر بھیجا جائیگا جو تدبیریں پڑے
کر رکھیے اسواسطے آپ کو اطلاع کی گئی کہ آپ اپنا انتظام کر رکھیے سکندر نے جواب دیا کہ ہمارا
انتظام خداوند شجر کے سپرد ہے وہی انتظام کرینگے دیکھو میاں قبقاب نے مٹا دیا تھا مگر خداوند
شجر نے کیا وقت پر انتقام کر دیا یہ کہکے ایلچی کو رخصت کیا شاہزادہ طرف جواہر کے متوجہ ہوا
جواہر نے کہا حضور سحر بانے دیجیے وقت پر معلوم ہو جائیگا ایلچی تو اُس طرف گیا سکندر
سرداروں سے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں کہ کچھ لکھ ہاے ابر آسمان پر آے سکندر نے کہا ای عادان
دیکھا فلک نے انقلاب کیا ہے کہ کوئی وقت مہلت نہیں پاتے اب تو تین روز کی فرصت ہے ہم واسطے
شکار کے جائینگے عادان نے کہا حضور غلام بھی ہمراہ چلیگا سکندر نے کہا بہتر اسی وقت بلیوں
کو حکم ہوا اسباب شکار درست ہونے لگا چار پہر رات گذر کر چار گھڑی رات رہے شاہزادہ برآمد ہوا
اسباب شکار حاضر تھا شاہزادہ سوار ہوا بیگیے قراول میر شکار ہمراہ ہوے صبح ہوتے ہوتے صحرا میں پہونچے
طبل باز پر چوب پڑی اشعار

چو در نالیدن آمد طبل باز — درآمد مرغ صید افگن بپرواز
ہوا شد پر ہوا باز سبک پر — جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز بہری جرہ و جانوران ہوائی

چھوٹنے شکار ہونے لگا شاہزادہ بھی تیر اندازی کرتا پھرتا ہی پہر دن چڑھتے چڑھتے طائران ہوائی سے
صحرا کو خالی کر دیا جواہر سے پلنگر فرمایا ای برادر طائران پرند کا شکار تو بہت کیا مگر کوئی آہو دستیاب
نہین ہوا جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہین اس حوالی کی گنوار انعام کے مشتاق تلاش کرتے ہونگے
جسکو جہان آہو ملے وہ آکر عرض کریگا حضور محروم نہ رہینگے یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوئے
سامنے آئے عرض کی یہان سے تین کوس پر ایک دھانون کا کھیت ہی کہ اُسمین کئی سو آہو چر رہے ہین
شاہزادے نے دس بارہ سوار مع عادان ساتھ لیے اُس طرف کو چلے دور سے دیکھا ایک دھانون
کے کھیت مین کئی سو آہو چرا کر رہے ہین دس دس بارہ بارہ کے غول ہر غول مین ایک ایک نر باقی
مادہ ہائے آہو پھر رہے ہین نرمستیان کر رہے ہین شاہزادے نے چہار جانب سے کھیت کو گھیر کہا
ہان بھائیو اپنا اپنا شکار تاک لو ایک ایک آہو ہر ایک نے تاکا نیزے سیدھے کیے لٹو بغل مین
دابے گھوڑون کو مہمیز کیا اڑا کے کی سم مرکب کی جو صدا بلند ہوئی آہوان وحشی کر چھالین بھر کے
بھاگے ایک آہو کے پیچھے عادان نے بھی اپنا گھوڑا ڈالدیا تھوڑی دور جاکر سکندر نے آہو
کو صید کیا ایک آہو پر تیر جواہر نے بھی مارا ہر سوار نے اپنے اپنے شکار کو مارا لیکن عادان
نے جس آہو کے پیچھے گھوڑا اڈالا تھا وہ آہو نہایت تیز رو تھا عادان اُسکے تعقب مین گھوڑا اڑائے ہوے
وہ آہو جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی عادان نے پانچ کوس پر آکر دیکھا کہ وہ آہو چوکڑی بھولا عادان
نے تیر مارا گھوڑے سے کودکے اُسکو ذبح کیا شکار بند سے باندھ لیا چاہا کہ چلے دیکھا کہ ایک آہو
پٹھے پر تیر پڑا ہوا الجھیا تا ہوا آتا ہی عادان نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا عادان نے گھوڑے سے
کودکر اُسکو بھی ذبح کیا چاہتا ہی کہ پشت مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا کہ ایک نوجوان کو دیکھا
گینڈے پر سوار تیر وکمان ہاتھ مین اپنے شکار کی تلاش مین چوکتا چہار جانب دیکھتا ہوا
چلا آتا ہی اپنے شکار کو جو پڑا ہوا دیکھا اور عادان قزاق پر نگاہ پڑی وہین سے للکارا
کہ او اجل گرفتہ تو نے مابدولت کے شکار کو شکار کیا کچھ خوف نہ آیا جب اس طرح کے کلمات
کہتا ہوا قریب پہونچا عادان نے کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسب جہان اگر مین نے
آہو پر تیر مارا تو کیا خطا کی کیا صحرا مین کسی کا اجارہ ہی اُس جوان نے کہا ہان ہمارا اجارہ ہی
ہماری یہان عملداری ہی ہم یہان کے بادشاہ ہین کسکی مجال ہی کہ ہمارے صحرا مین شکار کھیلے
تنے یہی بے ادبی کی کہ اس صحرا مین آکر شکار کھیلا دوسری بات یہ کہ ہمارے شکار کو شکار کیا
عادان نے کہا آپ غصہ نہ فرمائین مین نے بھی ایک آہو شکار کیا ہی دونون کو آپ ہی لیجائین
مین اور تلاش کرلونگا جوان نے آواز دی کہ تیری قضا ہی دامنگیر ہی خبردار ہو جا عادان بھی
پشت مرکب عربی پر سوار ہوا اس عرصے مین دیکھا کہ اور سوار بھی چلے آتے ہین پچاس ساٹھ سوار
آکر ٹھہر گئے اُس جوان نے نعرہ کر کے عادان پر نیزہ مارا اور نعرے مین آواز دی کہ مین فریدکوہی
ادھر کا کوہستان سب مابدولت کے قبضے مین ہی بڑے بڑے سرکش یہان رہتے ہین مگر اُن سب کو
مارا ایک ایک کو للکارا اب باسانی خراج آتا ہی کوئی کان بھی نہین ہلاتا ایسے لاف وگزاف
کرتا جاتا ہی اور نیزہ چل رہا ہی جب دس بارہ طعنین چلین اور کلمات لاف وگزاف اُسکی زبان سے

بہت نکلے عادان نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا فرید کوہی نے قبضے پر ہاتھ ڈالا دو تین ہاتھ عادان پر مارے
عادان نے رد کیے ایک مقام پر جھکائی دیکے ہاتھ مارا فرید کوہی نے اپنے کو بچایا پہلو سر پہ
پڑا سر زخمی ہوا فرید نے دستانہ مارا قطرات خون چہرے پر گرے عادان نے سلائے مین تلوار کی
فرید کو لیا قصد ہوا کہ ہاتھ مارون سر اسکا اُڑ جائے سوار جو پچاس ساٹھ کھڑے ہین فرید نے آواز دی
ارے نامردو تم دیکھ رہے ہو یہ جوان ہمکو قتل کیا چاہتا ہی تم اسکو مار نہین لیتے ہو جلد قتل کرو
سوارون نے گھوڑے اُٹھا دیے چار جانب سے نیزے مارے گھوڑا عادان کا مارا گیا
کئی زخم بھی کھائے عادان گھوڑے سے گرا قصد ہوا کہ کسی سوار کو مار کر گھوڑا لون اُن سوارون
نے کمندین مارنا شروع کین چار طرف سے حلقہ ہائے کمند جو پڑے عادان زخمی بھی ہوا ہی کمند فن
مین پھنسکر گرا از روے بلوے کے سب لوگ ٹوٹ پڑے لیکن عادان نے گرتے گرتے کئی سوار مار
آخر ان سب نے حلقہ ہاے کمند مین عادان کو گرفتار کر لیا ہتھکڑیان پہنا دین دوہری بیڑیان
گلے مین طوق فرید کوہی جو سب کا افسر ہی وہ کہتا ہی بیلچو اگر لات و منات کو سجدہ کریگا تو خطا اسکی
معاف ہوگی ورنہ فوراً قتل کرونگا اسنے بڑی گستاخی کی ما بدولت کا سر زخمی کیا اُس مقام سے پانچ
کوس پر فرید کوہی کی بارگاہ استادہ تھی وہان لاکر دربار سجا کہا لات و منات کو سجدہ کر عادان
نے کہا لات و منات کون گدھے ہین مین تو خداوند سنجر کا بندہ ہون اور بندۂ جرأت سکندر
زرین پوش زرین علم ہون میرا خون بالا بالا نہ جائیگا یہ خون رنگ لائیگا جسوقت خبر میرے آقا کو
پہونچیگی خون کے دریا بہادیگا مین ہرگز تیرا مذہب قبول نہ کرونگا فرید نے کہا لیجا کر قید کرو کل صبح
کو دار پر کھینچینگے عادان تو یہان قید ہوا شاہزادہ سکندر شکار کے لیے چلے صحرا مین ایک
مقام پر بارگاہ استادہ تھی اُسمین تشریف لائے سر اُٹھا کر دیکھا فرمایا ہمارا دست صادق یار موافق
عادان قزاق کہان ہی جواہر نے کہا ای شہریار وہ ایک آہو پر گھوڑا ڈالکر گئے تھے پلٹکر
نہین آئے سکندر نے کہا بھائی جواہر اُسکی خبر لاؤ اگر اُسنے بخیر و عافیت آہو کو شکار کیا ہوتا
ابتک آجاتا شاید کوئی افتاد پڑی جواہر نے دو شاگردون کو حکم دیا کہ حال دریافت کرو
دونون یہ کہکر چلے کہ استاد ہم جاتے ہین ابھی خبر لیکر آتے ہین سکندر نے کہا جہانتک ہو سکے
خبر مفصل دریافت کرکے آنا ہرکارون نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا ہرکارے چلے دوپہر
ڈھل چلی ہی پانچ چار کوس نکلے سائے مین ایک نخل کے بیٹھ رہے اور رات اُسی مقام پر کاٹی
صبح کو پھر چلے نشان نقش ہاے مرکب سے کچھ پتہ ملتا ہی اُسی نشان پر دیکھتے ہوے چلے ایک مقام
پر آکے دیکھا پانچ سات لاشے پڑے ہین اور گھوڑا عادان کا مرا پڑا ہی اب تو ہرکارے
گھبرائے چار جانب دوڑے کاہ فروش جنگل مین گھانس چھیل رہے تھے اُنسے ہرکارون نے
پوچھا یہ سوار کسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ لاشے کیسے پڑے ہین کاہ فروشون نے کہا کہ ایک
جوان نہایت قوی تن قوی من یہانتک آیا ایک آہو کو اُسنے شکار کیا دوسرا ہرن اور آیا وہ
ہرن شکار کردہ فرید کوہی کا تھا فرید سے مقابلہ ہوا اُس جوان سے بڑی خطا ہوئی فرید کو
زخمی کیا اُسکے ساتھ والے ٹوٹ پڑے مگر وہ جوان نہایت زبردست تھا گرتے گرتے کئی سوار

مارے اب فرید نے اُسکو قید کیا ہی فرید تو یہان کا بادشاہ ہی مینون اسی صحرا مین رہتا ہی یہان سے
پانچ کوس پر اُترا ہی مینے کہا تھا میرا مذہب اختیار کرو مگر اس جوان نے کچھ ایسا کلام کیا کہ بادشاہ
کو ناگوار ہوا حکم دیا ہی میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی صبح کو قتل کرینگے یہ سنکر ہرکارے گھبرائے کہ
غضب ہوا اگر عادان قتل ہو گیا تو شاہزادہ ہمکو بھی سزا دیگا یہ سوچکر بھاگے رات ہو چکی ہے
شاہزادہ سکندر بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار حاضر ہین مگر شاہزادہ دمبدم فرماتا ہی کیون برادر
کچھ حال عادان دریافت نہ ہوا جواہر عرض کرتا ہی میرے شاگردان رشید گئے ہین خبر مفصل
لیکر آئینگے اسی جستجو مین گئے ہین سب سردار کہتے ہین خداوند شجر آپ کو سلامت رکھے اپنے
غلامون کا کسقدر خیال ہی بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہی سکندر نے کہا ہم کھانا کھائینگے
جب تک ہمارے سردار کا حال نہ معلوم ہوگا ابتو جواہر بھی گھبرا کر نکلا زلف لیلائے شب کمر سے
گذری ہی اور شاہزادہ اُسی طرح بے آب و دانہ بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ دونون ہرکارے آکر پہونچے
پہلے دعا دی بعد اُسکے تمام کیفیت عادان کی بیان کی شاہزادے نے فرمایا جواہر ہمارا گھوڑا
تیار کرو اُسی وقت مرکب تیار ہوا جب شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا اور تمام سردار کمیدان
رسالہ دار تیار ہو کر آئے سکندر نے کہا کوئی میرے ساتھ آنیکا ارادہ نہ کرے مگر جواہر نے رکاب
کو نہ چھوڑا کہا کہ غلام ضرور ساتھ رہیگا سکندر بقہر و غضب تمام اُسی جانب چلا دونون ہرکارے
بطور رہبری ساتھ ہین شاہزادہ بگشت گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتا ہی یہان فرید کا ارادہ تو ہی کہ
عادان کو قتل کرون جرات پر عادان کے مایل ہوا کہتا ہی اگر یہ سردار میری رفاقت کرے تو کل
فوج کا سپہ سالار کرون رات بھر کئی سردارون نے سمجھایا مگر عادان نے ہر ایک کو جواب سخت
و سست دیا اور کہا اُس لونڈے سے کہنا تجھ ایسے نامردون کی مین اطاعت کرونگا سپہ سالاری
کیا چیز ہی اگر کل سلطنت اپنی دیدے تو بھی مین قبول نہ کرون مین نے اُسکی اطاعت کی ہے کہ جو
شیر بیشۂ جرات یکہ تاز میدان جلالت مشہور ہی شاہزادہ سکندر سخن کن بحر و بر جری بہادر صف شکن
سخی فیاض صاحب لیاقت جرات و ہمت مین ایسے نامردون کی رفاقت نہین کرتا سردارون نے
آکر عرض کی کہ ای شہریار وہ جوان نہین مانتا آپ کو نامرد کہتا ہی اپنے سردار کی بڑی تعریفین
کرتا ہی فرید کو ہی نے کہا اُسکی قضا دامنگیر ہی دار استادہ ہو جلاد موجود رہین صبح ہوتے ہی قتل کا
حکم دونگا نہین معلوم وہ جوان کہان ہی مین ڈھونڈھکر اُس سے بھی مقابلہ کرونگا یہ کہہ کے
جھلاتا ہوا باہر نکلا دیکھا دار استادہ ہی جلادان خرس طینت میمون باد یہ ضلالت شلنگین نگاہ ہین
ہر ایک کا یہی قول ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را دانہ بلاشد طعنہ
بر صیاد چیست * فرید نے جو سامان میدان خونی کا دیکھا ایک کرسی پر آکر بیٹھا کہا اُس قیدی کو
لاؤ عادان کو تمام رات قید خانے مین گذری مگر بل کر رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل چاہتا ہی قید
توڑ ڈالون داروغۂ زندانخانہ آیا عادان کو کشان کشان لیچلا میدان خونی مین کہ عادان
پہونچا مثل شجر پر ستون کے سلام کیا فرید کی جانب دیکھکر تھوک دیا کہ مین ایسے نامرد سے
کلام نہین کرتا فرید نے کہا ای جوان تو کیون اسقدر غصہ کرتا ہی دیکھ مین تیرے قتل کی تدبیر کر رہا ہون

اگر تو اطاعت ہماری اختیار کرے وہ مرتبہ تیرا ہو کہ شاہان جہان رشک کرین تجکو اپنا قوت بازو
زینت پہلو قرار دون جو تو مانگے وہ فوراً دون عادان نے کہا یہ دولت مجھے خاک ہی مین نامرد کی
اطاعت نہ کرونگا فرید نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑکر عادان کو زیر تیغ بٹھایا گردن پر
کوئلے کا خط کھینچا پکارنا شروع کیا اے شہریار تیغہ باڑھ دار ہی بازو پُر قوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین
سر کو تن سے قلم کرتا ہون قتل کرتا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین ہی علم اول ہی سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے گا
فرید ہر مرتبہ رکجاتا ہی رفقا سے اشارہ کرتا ہی ایک سردار اسکا شدید بلند آوازنامے بنایت بدمزاج
آتشخو اسکی جانب فرید نے اشارہ کیا کہا اے شدید تم اس جوان کو سمجھاؤ اسکا قتل ہونا بہت
پر شاق ہی دل اسکی رفاقت کا مشتاق ہی ہزار بارہ کوس تک میری عملداری ہی ساٹھ ہزار جوانان جنگی
ہمراہ رکاب رہتے ہین کمیدان رسالہ دار پیدل بیشمار خود بھی ایسا بہادر ہون کہ جسکا کوئی ہمسر
نہین اسی کوہستان مین کیسے کیسے پہلوان مارے شیرون سے جنگل کو خالی کیا اب تو کوئی سرکش
باقی نرہا شدید جھومتا ہوا سامنے عادان کے آیا کہا اے جوان تو کیا سخن ناشنو ہی ہمارا
شاہزادہ رئیس اعلے بادشاہ کل کوہستان کا صاحب جلالت و لیاقت فرماتا ہی اور تو قبول نہین کرتا
لات و منات کو سجدہ کر خداوند شجر کیسے ابھی تبر سے کاٹکر پھینکدیا خداوند شجر کہان رہے
خداوند لات و منات ہین عادان نے کہا واہ کیا کہنا شجر کے پتلے آپ ہی انکو بنایا آپ ہی
انکو سجدہ کیا ایسے خداوندون پر لعنت کرتا ہون خداوند شجر کی رعنائی و زیبائی و سرسبزی یہ ہے
کیا پھل ملتا ہی غنچہ آرزو کھلتا ہی فصل بہار مین پھول رنگارنگ کے کھلتے ہین دیکھو ہوا سے کیا
شجر جھومنے لینے ہین جب میلا ہو گیا پھر لباس سبز پہنا نہ کہ یہ بت انکو خداوند بنایا سوائے لعنت
کے اور کیا کہون لات و منات کو جو عادان نے برا کہا شدید کانپنے لگا کہا اے جوان تو نے
غضب کیا خداوند لات و منات کو برا کہا ایک سونٹا مارون کہ تیرا سر پھٹ جائے تیرے دانت
توڑنا چاہئین اتنا بڑا کلمہ سخت براے لات و منات عادان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی دور بھی ہو
شدید تو خود ہی جاہل مزاج ہی ہاتھ مین اسکے سونٹا تھا عادان کے سر پر مارا عادان نے
سر کو تو بچایا مگر سونٹا شانے پر پڑا عادان نے غصے مین آکر ایک مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی گلے کا طوق
مروڑ کر نعرہ کیا نظم

سر بسر دار فنا خانۂ غوغاے من
شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من
گرمی بازار عشق از تف خون منست
بشکنم این بند را وقت جنون منست
باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

قید کو توڑ کر مثل تار ہاے عنکبوت کے پھینکدیا شدید کے سر پر زنجیر
پھر اکماری کہ شدید کا سر پھٹ گیا اسی کی تلوار اٹھائی نعرہ کرکے لڑنے لگا فرید نے آواز دی یارو
اسکو مار لو عادان سنبھلا ہوا لڑ رہا ہی پشت و پہلو سے ہوشیار کسی کو تلوار سے قتل کیا کسی پر قبضہ
مارا کسی سے لپٹ پڑا گھیر ماری ٹانگین چیر کر پھینکدیا مثل فیل مست جھوم رہا ہی فرید بھی گینڈے
پر سوار ہوا آوازین دے رہا ہی کہ اسکو مار لو چارجانب سے فوج کا ہجوم ہی قتل کرو اس جوان کو یہی
ہجوم ہی عادان چاہتا ہی کہ مین تا بہ فرید پہونچون لوہے کی دیوارین درست ہو گئی ہین جب عادان
حملہ کرکے بڑھتا ہی ملازمان فرید روکتے ہین جان دیتے ہین مگر تا بہ فرید عادان کو نہین جانے دیتے

عادان دریاے فوج مین غوطہ زن ہی صدہا جوان عادان نے مارے ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ او فرید
کیسا پہلوان ہی مقام امتحان ہی فرید منھ پر عادان کے نہین آتا دور سے غل مچا رہا ہی کہ ارے ارے مارلو
کمندون مین گرفتار کرو عیارو اسکا حیران تیز رفتار ایک جانب حیران و پریشان کہہ رہا ہی کہ یارو
ایسے شیر دل نگاہ سے نہین گذرے کہ فرید نے آکر کہا کہ ای یار وفادار اپنے عیارون کو جمع کرو کمندین
مار کر گرفتار کرین یہ سنتے ہی حیران نے اپنے پیک بچون کو آواز دی تین سو عیار جمع ہو کر سامنے آئے
سوفار کمانکش ایک رسالہ دار ہی حیران نے کہا ای سوفار خطا نکرنا رسالہ اپنا ساتھ لیکر سپاہ
کوکھا و نخلستان سے یہ جوان میدان مین آئے تو مین گرفتار کرون عادان نے بھی یہ سامان دیکھا کہ
تین سے عیار کمندین لیے ہوئے تیری فکر مین ہین جو نخل ملا اُسکو پشت پہ لیا کہتا بھی جاتا ہی کہ یا خداوند
تجھ آپ میری پشت پہ ہین ان مکارون سے مجھکو بچایئے گا سوفار نے بڑھکر للکارا کہ او جوان کہان
جاتا ہی گویا شیر کو ٹوکا عادان مثل شیر غضبناک اسپر جا پڑا سوفار نے نیزے کو جنبش دی عادان نے
نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا عادان نے کلائی پکڑ کر جھٹکا مارا تلوار سوفار کی چھین کر
پھینکدی گرز مین ہاتھ ڈیکر اٹھا لیا ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ ہوا ای قلم کیا دشمن
جرأت عادان کی تعریفین کر رہے ہین اب عادان لڑتے لڑتے سُست ہوا نیزون کے زخم بہت
کھائے زرہ جسم مین نہین اگر ہزار نیزے چلے اپنے کو عادان بچاتا ہی مگر دو چار پڑ جاتے ہین عقاب تیر
اڑ رہے ہین ترکشون کے دہن کُھلے ہوئے صاف ظاہر ہی کہ بانبی سے ماران سیاہ سر نکالے ہین
ایک بیحیا نے پشت پر آکر نیزہ مارا شانے کو توڑ کر پار گذرا عادان نے بڑا کاری زخم کھایا
سنان کو بازو سے کھینچا خون کا پرنالہ شانے سے بہنے لگا تمام جسم مثل غربال چھنا ہوا ہی ضرب ہاے
نیزے سے جسم عادان فوارہ بنا ہی خون جو جسم سے زیادہ بہ گیا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب
تھرایا دونون گھٹنے ٹیک دیے تلوار ہلائے جاتا ہی اب حیران عیار کمند اندازون کو لیکر چلا
عادان کمند اندازون کو دیکھکر گھبرایا بے اختیار پکار اٹھا کہ یا خداوند تجھ دشمنون سے مجھکو
بچائیے شاہزادہ سکندر گھوڑے کو رومین ڈالے چلا آتا ہی صحرا مین جو آکر پہونچا آواز گیرودار
بلند ہوئی فرمایا ای جواہر غضب ہوا آواز گیرودار آتی ہی صاف ثابت ہی کہ عادان مارا گیا
افسوس صد ہزار افسوس مین معاوضۂ خون عادان مین ہزارون کو قتل کرونگا جواہر نے عرض کی کہ
آقا آپ نے غضب کیا اتنے بڑے لشکر پر تنہا چلے آئے میرے نزدیک تو یہ صلاح ہی کہ آپ
ٹھہرین تو مین کل لشکر کو لاؤن سکندر نے کہا ای جواہر اب فوج کا کیا کام افسران فوج نے
جب خواہش کی تو ہمنے منع کیا اب اُنکو طلب کرنا ایک عجز پایا جاتا ہی آپسمین سردار کہینگے کہ اب شاہزادے
نے ہمکو طلب کیا جواہر عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار آپ کے فیض و جرأت و عدالت کی دھوم ہے
کہ ہر خرد و کلان آپکے نام پر جان دیتا ہی یقین تو ہی کہ وہ لوگ خود آئین اُنکو نہ مین پڑیگا اور
عادان کے بارہ ہزار قزاق وہ تو سب نہایت جنگ دیدہ کار آزمودہ ہین اپنے افسر کے
واسطے ضرور آئینگے سکندر نے کہا جواہر ذرا بڑھکر دریافت تو کرو یہ کیسا غلغلہ ہی جواہر جھپٹکر
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دور سے اسنے دیکھا کہ عادان زخمون سے چور چور کچھ زنجیرین اب بھی کمر مین

بستی ہین بسبب زخمداری کے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا برابر چلا جاتا ہی تین سے پیچھے عیار لیے ہوے آتا ہی جو اہر نے ایک چیخ ماری کہا شہریار غضب ہوا عادان تو لڑائی مین مصروف ہی چور چور ہو گر اب قید تو اُسنے توڑ ڈالی مگر انتہا کا زخمی ہی سکندر نے گھوڑے کو مہمیز کیا اسوقت آکر پہونچے کہ کمندین لیکر عیار چلے ہین چاہتے ہین کمندین مارین سکندر نے وہین نعرہ کیا یا شیدای لات و منات پرستان نظم

اگر تیغ بر سنگ خارا زنم — سکندر منم مالک تخت و تاج — ز ترک فلک میستانم باج
تزلزل فتد در میان مصاف — زگاو زمین تیغ و بن برکنم — اگر برکشم تیغ کین از غلاف

نعرہ کرکے شاہزادہ جا پڑا عیار تو پیچھے تھے حیران تیز رفتار آگے بڑھا ہوا چاہتا تھا حلقہ ہاے کمند ماردن کہ سکندر ذیحشم لڑتا بھڑتا برابر حیران کے پہونچا اُسنے وہی حلقہ ہاے کمند شاہزادے پر مار دیے شاہزادے نے مرکب مہمیز کرکے خالی دیے ادہر ہاتھ تلوار کا ماردیا حیران کا سر اُڑ گیا لاشہ اس خود سر کا زمین پر گرا تمام عیار بھاگے غلغلہ کرتے ہوئے کہ دیکھو یارو عادان کے واسطے اُسکا آقا خود آیا شاہزادہ لڑتا بھڑتا زخم کھاتا ہوا برابر عادان کے پہونچا عادان کی آنکھین بند دل دردمند آواز دی کہ عادان ہوشیار ہو جا وقت غفلت نہین عادان نے آنکھین کھولدین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ سکندر کو اپنے قریب پایا جسم مین طاقت آگئی اکڑتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا کہتا تھا ای شہریار آپ کے آنے سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی اب زخمون کا کسکو خیال ہی خداوند شجہ آپ کو سلامت رکھین اپنے غلامون پر یہ پرورش ہماری بچا نیکی یہ کوشش کیونکر نہ غلام جان و دل سے نثار ہو سکندر نے عادان کو اپنی پشت پر لیا شیر انہ و نہنگانہ دلیرانہ لڑنے لگا ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ بڑھکر قریب کو ماردن مگر صفین بندھی ہوئی ہین بلٹنین ہراے اپنے مجمع سے نکلنے نہین دیتے شاہزادہ بھی زخمی ہی ہا ہی کئی زخم کاری کھائے کہ امید زندگی نہین ہی یقین ہی کہ گھوڑے سے گر پڑون شاہزادہ مایوس ہوا سکندر نے طرف آسمان کے دیکھا ایرج انکو تعلیم کرگئے ہین کہ ای فرزند جب کوئی مشکل ہو طرف آسمان کے منہ کرکے یون دعا مانگنا کہ ای پیدا کرنے والے اس مصیبت کو دفع کر اسوقت جو سکندر کو خیال آگیا پکار اُٹھا ای پیدا کرنے والے اس مصیبت سے بچالے نظم

خاک پایت چشمۂ آب حیات — گرد راہت توتیاے چشم دل — اے شب گیسوے تو روز نجات
لفظ شیرین تو راح روح روح — ذات تو مقصود جملہ کائنات — عقدۂ زلف تو حل مشکلات
راحت دلخستگان رمز نکات — باد از قہر تو دائم بیقرار — شربت تشنہ دلان اقوال تو
ملجا بیچارگان خاک درت — ہر زمانے در حیات و در ممات — کوہ از حلم تو دائم با ثبات
اے شب گیسوے تو روز نجات — احمد دیوانہ را سوداے تست

کبھی پکارتا ہی ای خداے نادیدہ تو ہی میری مدد کر بات کرچکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا بارہ ہزار قزاق ملازمان عادان شمشیر در بیتاب گھوڑے ڈالے چلے آتے ہین اپنے سردارون کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا اس زور شور سے آکر گرے پرے درہم و برہم کردیے بارہ ہزار جوان آتے ہی قتل کیے سکندر نے

اتنی جو مہلت پائی نعرہ شیرانہ کرتے ہوئے برابر فرید کے پہونچے للکارا کہ او نامرد مین آپہونچا تو نے میرے سردار کے ساتھ مکر کیا شیران دشت نبرد کو دیکھا ایک جوان نے قیامت برپا کردی فرید نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا اسکندر نے تکوار کو تلوار پر رد کا معلوم ہوا بجلیان لپٹ گئین شاہزادے نے اُبھاردے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا فرید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا شب ہجر عاشقان برق شمشیر تڑپکر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر تلوار گری یا تو قیتہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے جاکر بوسہ دیا جواہر نے فرید کا سر کاٹکر نوک نیزے پر بلند کیا غل ہوا افسر مارا گیا تمام فوج مین چادر ہلنے لگی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی افسران فوج دست بستہ حاضر خدمت سکندر ہوئے عادان کو دیکھا کہ زیر سایۂ نخل بیہوش پڑا ہے شاہزادے نے آکر اسکو اُٹھایا فرید کی بارگاہ مین داخل ہوئے ملازمان فرید نے شجر پرستی اختیار کی شاہزادے نے بیٹھے بیٹھے فرمایا اے جواہر کچھ حال لشکر عشاق کا معلوم نہ ہوا ہمکو کئی دن گذر گئے ملکہ سوسن وہان کیہ تنہا ہین ایسا نہ ہو عشاق کوئی سحر کرے بہت بڑا ساحر زبردست ہے اپنے دل کی یہ کیفیت ہے دم بدم حیرت ہے نظم

کس ضبط پر شرار فشان ہے فغان شمع
پروانہ کیا مجال کرے امتحان شمع
اتنا ہے بیکسون پہ تو جلاد کو بھی رحم
ہین پہلے لوگ کرتے ہین قطع زبان شمع
داغ جدائی زردی دندان درد و سوز لعل
دیکھو نہ زندگی ہے سراپا زیان شمع
اک اور نرم دہ موسی شعلہ زبان غزل

اک برق تھی جو لال ہوتی زبان شمع
روشن ہے اہل بزم پہ شکوہ نسیم کا
رونق ہے شمع آپ سر کشتگان شمع
ہے تار گریہ تار نفس اہل سوز کو
ہے رشک شمع و شعلۂ شمع و دخان شمع
اُسکو بھی کوئی ہے وہ لگن ہی جلاے ہے
جلجائین جیسے رشک سے حاسد بجان شمع

دل گرمی فریب پہ بھی مین نثار ہون
اس بلبلتی زبان پہ دیکھو بیان شمع
ہم بیکسون کے قتل مین کیون سوچ دیکھے
بیٹھے رو دان شمع ہے اشک روان شمع
سب گرمی نفس کی ہین اعضا گداز جان
فانوس سے سنا ہے یہ راز نہان شمع

جواہر نے عرض کی غلام قبل جاتا ہے مگر بعد میرے جانیکے حضور بھی جلد تشریف لائین اب عرصہ مناسب نہین اُس ظالم نے یہی کہا تھا کہ تین دن کی مہلت دیتا ہون وہ تین دن گذر گئے شاہزادہ اُسی وقت سوار ہوا عادان نے لشکر کو آراستہ کیا یہان ملکہ سوسن بجاے سکندر بارگاہ مین آکر بیٹھی ہین یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادے نے لڑائی کو فتح کیا فرید مارا گیا ملکہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی بارگاہ مین بیٹھی ہین کہ ہرکارے نے خبر دی کہ عشاق نے ایک جادوگر بھیجا ہے ملکہ نے فرمایا بلالو وہ ساحر سامنے آیا کہا ہمارے شاہ نے پوچھا ہے کہ شاہزادہ کہان گیا ملکہ نے تمام کیفیت بیان کی ساحر نے کہا تو آپ کو ایک دن کی مہلت اور ملتی ہے اب طبل جنگی نہ بجیگا آپ لوگون سے بدلا لیا جائیگا یہ کہکر ساحر چلا گیا ادھر سوسن کو انتشار کبھی بارگاہ کے اندر کبھی باہر کبھی گھبرا کر فرماتی ہین کہ شاہزادہ سحر سے بالکل ماہر نہین ایسا نہ ہو کہ عشاق کوئی سحر کرے کچھ کنیزون کو روانہ کیا کہ جاکر دریافت کرو شاہزادہ کیا کر رہا ہے عرض کرنا کہ تشریف لائیے عشاق جادو آمادۂ حرب و پیکار ہے ایسا نہ ہو آپ کو راہ مین کوئی روکے کنیزون کو روانہ کیا خود باہر نکل آئین سب فوج جنگی تو چلی گئی چند شاگرد پیشہ جو اس مقام پر ہین وہ حاضر ہین اپنے اپنے مقدمات مین عرض کر رہے ہین ملکہ خاموش بیٹھی ہین آنکھون مین اُسکی تصویر شاہزادہ سکندر کی پھر رہی ہے کہ کنیز نے بڑھکر عرض کی شاہزادہ بعظم و شان تشریف لاتا ہے ملکہ کیفیت

سواری کی دیکھنے کو اُٹھ کھڑی ہو مین کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرین دیکھا گرد اُڑی سب کے آگے شاہزادہ سکندر رزم سایہ علم شیر پیکر عادان انتظام فوج کرتا ہوا فوجین جمی ہو مین نگاہ ملی ملکہ بھی کراہین شاہزادہ ہنسا ملکہ نے کہا شہریار شکر ہی کرا اپنے سپہ سالار کو آپ لیکر آئے لڑائی فتح ہوئی شاہزادہ گھوڑے سے کود ملکہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر تمام نقل گذشتہ بیان کرتا ہوا آتا ہو ملکہ سوسن خوش ہین فرمایا شہریار آپ کے جانے کے بعد عجب عجب صدمات اُٹھائے نظم

خدنگ آہ سے تیر قضا کا کام لیتا تھا
عبث الفت میں بھی شکوہ وہ کب سنتا تھا دم بھر
بتا رکھا تھا تیرا مین گردش ایام لیتا تھا
رقیبون پر ہوا کیا آج فرمائیے جو ہر کی
نہ مجکو چین دیتا تھا نہ آپ آرام لیتا تھا
مین کسکی بزم وو مین ہر پل کیونکر نہ مرجاتا
جو عہد دوستی وہ دشمن اسلام لیتا تھا
یہی حالت رہی آٹھون پہر تجھ بن کہ دم لیتے
یہ مجکو دیکھکر دشمن کلیجا تھام لیتا تھا
نکاتا تھا پر کوئی پیرانے جو مین بستر گل پر
کہ ہیرا عاشق خط زمرد فام لیتا تھا
نہ مانو تو نکا غنیمت پہ نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ تیر سامنے اس لب کے بوسے جام لیتا تھا
ہماری جان تجھ بن شب دل ناکام لیتا تھا
سحر تک شام سے دل صبح سے تا شام لیتا تھا
چھپا یا کیون ہرا وان امدن ہناس ہن
تجے بن کرونین شب ای من اقدام لیتا تھا
سحر تک ظلم سے تجھ بن یہی حالت کئی دل نے
کہ ہر ہر بات کہین نامہ تمھارا نام لیتا تھا
اگر مونس ہی ہم مومن ملے مین تو نہ مانونگا

شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم عجب طرح کے ساحر سے مقابلہ ہی حقیقت مین مشہور ہی کہ بہت بڑا کامل واکمل ہو دشمنی سے کوئی کہے کہ جاہل ہو زبانی ہرکارون کے خبر سنی کہ اسطرف بڑے بڑے ساحر تھے اسنے سب کو مار ملک اُنکے لوٹ لیے اپنے قبضے مین کیے اب کوئی بیان اسکا معصر نہین ہی شاہزادہ یہ باتین کرتا ہوا آتا ہو کل لشکر پشت پر ہو کہ لشکر مین غل ہوا کچھ لوگ آگے بڑھ آتے ہین کچھ سوار و پیدل ہٹے جاتے ہین کبھی صدائے واہ آتی ہو کسی طرف سے آہ کی صدا ہو عجب غل ہورہا ہو شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین حور پیکر مہ منبر رشک قمر حسن مین بے مثال بدر رشک ہلال نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے
تھی خرامان بڑی نزاکت سے
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
پاس آنکھون کے بینی پر ضو
جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
صاف اُس ماہ کی جو گردن تھی
غیرت ماہ نو کلائی تھی
آئنہ تھا طلب کا وہ سینہ
ناف تھی بحر حسن کا گرداب
جیسے جو آنکھ سے نہ آسکے نظر
دل پہ چلتا ہوا اپنے خنجر غمزہ
ہاتھ ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا
منہ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
لب تھے مسی ملے کہ وصل کی رات
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
واقعی تھا دہی یہ چاہ ذقن
طور سینا پہ شمع روشن تھی
ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
اب ہی لازم ہی کمر کا حال
وصف اسکا کرے بشر کیونکر
کیا خدا داد حسن پایا تھا
سرو شرمندہ اُسکے قامت سے
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
یون نمایان تھے ابرو خمدار
تھے مژہ تیر قلب مونس کو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار
یا نمایان تھا چشمہ ظلمات
تھا فصاحت کا گرچہ بحر وہان
جسمین یوسف نے کھینچے رنج دمن
حسن کی کیسی خودنمائی تھی
دیکھے لاکھون اگرچہ ماہ جبین
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
نہ بیان کر کہ ہو یہ بات محال
حسن پانون کا کسطرح ہو رقم
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

بیچ سے لشکر سکندر کے یہ مہ جبین عارتگر عاشقان چلی آتی ہو جسپر نگاہ ڈالی دیوانہ ہو گیا کسی نے گریبان چاک کیا کوئی سر پیٹنے لگا کوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا نظم

کہ ہر اپنے سے اجتناب ہمین
کیسی حیرت ہے ای سکندر حی
یاد ہے چشم نیمخواب ہمین
غیر سے ہو وہ گرم صحبت مو
سے بلا آج پیچ وتاب ہمین
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
ہی حرام آگ کا عذاب ہمین

لبسکہ پردہ نشین پہ مرتے ہین
دیکھے ہے دیدۂ حباب ہمین
وہ جفاکش ہین ای فلک کہ کیا
کیون نہ غیرت کرے کباب ہمین
غیر کے واسطے نہ ہو بیتاب
موت نے بھی دیا جواب ہمین

عشق نے یہ کیا خراب ہمین
موت سے آتے ہی حجاب ہمین
شب فرقت مین خاک جھپکے آنکھ
اُس ستمگر نے انتخاب ہمین
اسکی زلفون کی بو نسیم مین تھی
طعنہ دیتا ہی اضطراب ہمین
ای تپ ہجر دیکھ مومن ہین

کوئی تڑپ رہا ہی کوئی جان جہان سکے غل مچا رہا ہی کسی نے گریبان چاک کیا کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھائی یہ کیا کرتے ہو اُسنے جواب دیا مطلع مصنف تنگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا + دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا + سکندر نے کہا ملکہ سوسن یہ قتالۂ عالم کون ہو ملکہ نے بڑھکر آواز دی ای مہ جبین یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے آنکھ ملا کر جھککر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ زیادہ نہ چلیے شہنشاہ عشاق نے آپ کو بلایا ہو دربار مین آپ کی طلب ہے تشریف نہ لیجلنا غضب ہی آنکھ ملا کر جو اُس نازنین نے سوسن سے یہ کہا سوسن نے جواب دیا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر ملکہ سوسن نے پر پرواز پیدا کیے طرف بارگاہ عشاق کے چلین سکندر نے آواز دی ملکہ کہان جاتی ہو سوسن نے پلٹ کر آواز دی یادہ گوئی نہ کرو اپنے مقام پر مجبور ہے تمسے کیا کام ہم شاہان طلسم نور افشان کے ملازم ہین معرفت عشاق جادو کے جو جانینگے عزت و آبرو پاوینگے تمھارے پاس کیا ہی یہ سنکر شاہزادے نے گریبان پھاڑ ڈالا آواز دی ای ملکہ عالم تمھاری محبت سے یہ امید نہ تھی افسوس صد ہزار افسوس جو تقدیر مین تھا وہ ہوا نظم

ہمپہ جو کچھ ہوا اب آپ پہ کھل جائیگا
کسکو رحم آئیگا پھر کون انھین سمجھائیگا
فاتحہ پڑھیے کہ رہنے کا نہین تیر نگاہ
قتل کے بعد ایک مدت تک نہین شرمائیگا
پاک دامن قیض ابر تیغ کر سکتا نہین
ایسی جائے مختصر کوئی کہان سے پائیگا
تو تقاضائے اجل سے جان لب پر ہو مگر
اشک آکر آنکھ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا

بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا
تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان
آنکھ اُس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا
منہ پہ گلگونہ لہو کا میرے ملکر شرم سے
رنگ خون قاتل کے پیراہن سے کیونکر جائیگا
جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہین ہم
اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا
مجکو مرنے کے لیے جلاد بھی ترسائیگا
کیون نہ صدقے ہون مین اپنے جرم بے تقصیر کے
دیدۂ جوہر نیام تیغ مین چھپ جائیگا
صدقے اُس دشنام کے جو آپکے منہ مین رہے
آنکھ ازالو تو بھلا سینے پہ میرے آئیگا
تار تک رکھتے نہین دامن کہان ہی ای نسیم

آگے آگے ملکہ سوسن پیچھے پیچھے شاہزادہ جواہر نے دوڑکر شاہزادیکا دامن پکڑا شاہزادے نے پلٹ کر جواہر سے آنکھ ملائی جواہر بھی ساتھ ہو لیا ملکہ سوسن یا تو اڑکر چلی تھی یا اتر پڑی شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا آگے آگے سوسن اُنکے پیچھے شاہزادہ سکندر اُنکے پیچھے جواہر اُنکے پیچھے سارا لشکر اس طرح سے دربار عشاق مین چلے عشاق جادو ہوا جانے سے ہنستا ہوا نکلا سرداروں نے پوچھا ای شہنشاہ کیا طبل جنگی بجیگا عشاق ہنسنے لگا کہا مین طبل جنگی کسکے واسطے

بجائون وہ حریف سب آتے ہین سر کشتی ہو چکی کنارے پر جاکے لشکر کے دیکھو کس شان سے تشریف لاتے ہین
سردار دو طرفے ہوئے کنارے پر لشکر کے آئے عشاق جاکر تخت پر بیٹھا سرداران عشاق نے دیکھا
کہ آگے آگے ملکہ سوسن عقب مین سکندر گریبان دریدہ اُنکے عقب مین عیار ترفن جواہر خنجر زن و تمام
اہالیان لشکر مع عاو ان قزاق سر جھکائے ہوئے چلے آتے ہین سردار پہلے آکر عشاق سے
کیفیت کہی عشاق نے کہا وہ عیار صاحب بھی ساتھ ہین جنھون نے ہمارے ساحرون کو مارا اس
اختیار پر ہم دیکھا کیے جسوقت چاہتے گرفتار کر لیتے عشاق کے سامنے ملکہ سوسن و سکندر و جواہر
آکر حاضر ہوئے اہالیان لشکر عشاق نے فوج سکندر کو باہر ہی گرفتار کر لیا جب ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائین تب انکو ہوش آیا زنجیرین پہنکر غل مچانے لگے سکندر و سوسن و جواہر سامنے عشاق
کے پہونچے جھککر سلام کیا ہاتھ باندھکر سوسن نے کہا اے بادشاہ ہم حکم کو آپ کے بجا لائے فوراً
حاضر ہوئے عشاق نے کہا اے سوسن تجھسے کیا خطا سرزد ہوئی عرض کی غلام خاکسار مجکو مہمان لائی تھی
مین سکندر کو دیکھکر عاشق ہوئی قید خانے سے نکال لائی بادشاہ نے جادوگر بھیجے صدہا ساحر ہمارے
ہاتھ سے مارے گئے عشاق کے ہاتھ مین قلم ہے جو جو جادوگر مارے گئے اُنکے نام لکھ رہا ہے مقام سے
اب سکندر سے پوچھا سکندر نے تمام حالات اپنے بیان کیے عشاق نے انکا بھی اظہار لکھا
جواہر سے بھی سب حال پوچھا تینون کے اظہار لکھکر آہنگر بلا کے مسلسل و مطوق کیا جب مسلسل کر چکے
تب انکو بھی ہوش آیا سر پیٹنے لگے سوسن نے کہا اے شہریار دیکھیے سحر اسکا نام ہے سکندر نے کہا
بد نصیب ہین صاحب اقبال نہین ہین عشاق نے کہا اے سکندر تم لوگون کا گرفتار کرنا کیا بات ہے
جسطرح صیاد طائر کو دام مین پھنساتا ہے مگر قواعد مین لکھا ہے کہ طلسم کشائے اصلی محترم و محتشم
صاحب اسم اعظم ہوگا جری و بہادر او عیار وہ اُنکے ساتھ ہوگا کہ جنکے ہاتھ سے لاکھون جادوگر
مارے گئے ہین اور مارے جائینگے اور تم لوگون نے دعوی باطل کیا ہے سکندر نے شرماکر جھکا لیا
کچھ جواب نہ دیا مگر عشاق نے ان سب کو تختون پر سوار کیا چالیس جادوگر ہمراہ کیے کہا خدمت مین شاہان طلسم
کے لیجاؤ چالیسون جادوگر لیے ہوئے علامت طلسم نور افشان پر پہونچے دیکھا آگ روشن ہے
عشاق نے ساحران واقف کار بھیجے تھے نامہ اُسی آگ مین ڈالدیا آتش سے ایک سنہرا
پنجہ پیدا ہوا نامے کو اُٹھا کر لیگیا سحر العجائب و مصر الغرائب دربار مین بیٹھے تھے کہ ایک
طائر نے نامہ لاکر سامنے ڈالدیا سحر العجائب و مصر الغرائب نے اُسکو پڑھا قہقہہ مارکر ہنسے
ساحرون کو حکم دیا کہ علامت پر جاؤ چالیس ساحر قید سکندر و سوسن وغیرہ لائے ہین اُنکو جاکر
لے آؤ چند جادوگر گئے طاؤس جو بالائے قلعہ بیٹھا ہے اُسکو آواز دی اے طاؤس طلسمی ان قیدیون کو
خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچا دے طاؤس تڑپکر گرا سب کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی
سب نے اپنے کو دربار سحر العجائب و مصر الغرائب مین پایا اُن ساحرون نے سلام کیا
سکندر نے بھی مثل شجر بے ستون کے سلام کیا سوسن سر جھکائے کھڑی رہی سحر العجائب نے کہا کیون
سوسن یہ تونے کیا حرکت کی کہا جو مین نے ارادہ کیا آپ کا جو جی چاہے وہ ہمارے ساتھ کیجیے شاہون
نے غصے مین حکم دیا کہ جلد جلادون کو بلاؤ جیسے ہی جلاد خنجر بکف آئے ایک کنگرہ قصر کا گرا لوگون نے کہا

حضور غضب ہوا کنگرہ قصر گر پڑا دونون بھائیون نے کہا پاپوش سے آج زبان دراز کو ضرور قتل کرونگا
جلاد سے کہا سوسن کا سر کاٹ لے جیسے ہی جلاد نے سوسن کا ہاتھ پکڑا ویسے ہی آسمان پر برق
چمکی سب نے دیکھا کاہن طلسمی گھبرایا ہوا آتا ہے آتے ہی کہا ای شہریار آپ کیا کرتے ہین روح سامری
و جمشید کو صدمہ پہونچا یا غلام خبر لے گیا ابھی طلسم مین انقلاب پڑ جائیگا بغل مین جو کتاب لیے تھا وہ
سحر العجائب و مصر الغرائب کو دکھائی دونون نے مضمون پڑھا صاف صاف مرقوم تھا کہ
طلسم کشائے اصلی آپہونچا اندر اسی سال کے داخل طلسم ہوگا ای شاہان طلسم خبردار جسدن
کسی قیدی کو اندر میعاد تین سال کے قتل کروگے وہ انقلاب ہوگا کہ مٹنا مشکل پڑ جائیگا سب کو
باغ ویران مین قید کرو کاہن طلسم قیدیون کو لیکر طرف باغ ویران کے روانہ ہوگیا شاخسار
بیٹھی ہر قیدی اپنے اپنے قصر مین ہین شاپور نے عرض کی ای شہریار دیکھیے سکندر نکل گئے تھے
پھر گرفتار ہوئے ایرج سکندر کو دیکھکر بہت روئے ملکہ بران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا صاحب
میرا کلیجہ ملتا ہے خون عرق مین جوش مار رہا ہے جواہر کو دیکھکر شاپور بہت روئے کاہن نے شاخسار
کے سپرد کیا سکندر نے دور سے دیکھا کہ ملکہ نسیم و شاہین و گلشن بھی قید ہین تمام باغ ویران
قیدیون سے بھرا ہے ان سب کو اسی مقام پر چھوڑ گیے بدعین شاخسار جادو کی لکھنا مناسب نہین
سب قیدی نوبت بجان و کارد باستخوان ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان قہار فیلزور عاشق بران کے پھر نکلنا اسکا بمدد
جلیسہ آدمخوار ہمشیرۂ جنینہ گر مخوار و باقی واقعات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا مجھکو صہبائے عیش
لی بعد مدت کے پھر مائے عیش
ہوس ہے کہ دو چار ساغر پیون
ترے نام سے ساقیا مست ہون

یہی آرزو ہے یہی التجا
شراب صفا کا ساغر پلا
یہی رند مشرب کو بھی تاک ہے
کہ ساقی مرا چست چالاک ہے

مجھے جام صہبا سے کیا کام ہے
ترا میکشی مین عبث نام ہے
مجھے وصل ساقی کی ہے آرزو
یہی تاک ہے اور یہی جستجو

شراب محبت سے سرشار ہون
سمجھنا نہ مجھکو کہ بیکار ہون
نئے وصل کا پھر پلا مجھکو جام
کہ ساقی کی صحبت سے ہے مجھکو کام

کہ لطف سخن کا اٹھاؤن مزا
نئی داستانون کا دورہ ہوا
مرے ساقی حور وش مہ لقا
پلا پھر مجھے جام عشرت فزا

زمانے کا کچھ اور ہی رنگ ہے
کہ اس تنگ سے دل بہت تنگ ہے
کہین عیش و فرحت کہین غم کا نشو
کبھی انقلاب زمانے کا دور

قلم بحر مضمون رہے جوش پر
ملے نخل الفت سے آخر ثمر
ثمر باغ الفت سے ملتا نہین
گل آرزو آہ کھلتا نہین

یہی بلبل کلک کو فکر ہے
شراب محبت کا کیونکر کہے
اسی جام سے قیس مجنون ہوا
کہ فرہاد و وامق کا دل خون ہوا

اٹھائے جو پہلے سے رنج و تعب
ملا جنکو شیرین رنج الفت سے کب
زلیخا کا یہ حال مرقوم ہے
کہ الفت کی عشاق مین دھوم ہے

برادر جو یوسف کے دشمن ہوئے
جو تھے راہ مین خاص رہزن ہوئے
بس ای ساقی حور وش بیدرنگ
دکھا دے مجھے جلد سامان جنگ

لڑائی جھگڑائی کے سامان ہوئے
تو کیونکر مثل گیسو پریشان ہوئے
رہے عشق بازان شیرین سخن
ہدایت شعاران غنچہ دہن

نمک ریز دلہائے آوارگان
سخن سنج دیوانہ شیرین بیان
خبر عشق و الفت کی دینے لگے
یہ بیخزان نغمت کے لینے لگے

چہرہ رہائی یافتگان زندان مصیبت و رہروان راہ خارستان مصوبت داستان حیرت بیان قہار فیلزور
زیب قرطاس فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین بیان چنین مینگارند این داستان

لے بیان سے دل کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی صبح ہوتے رخصت ہو کر چلی خیال
ا خسار سے ملاقات کرتے چلیں یہ سوچتی ہوئی قریب باغ ویران کے پہونچی شاخسار اب
ہمین ایسا نہو کہ ہی قیدی پر کوئی افتاد پڑے باعث خرابی ہو لیس قصر پر بیٹھی ہی چہار جانب دیکھ
ے دیکھ کر اٹھی کہا اہا ہوا الگ الگ جاتی ہو بڑی بے مروت ہو ذرا ہمارے پاس تو آؤ جلیسہ آدم خ
ی دل سے اسی بات کی خواہشمند تھی تخت بڑھا کر لائی اور تخت سے اتری شاخسار نے ہاتھ ک
ضا سے کار انقلابات روزگار پہلے گذر اُس طرف سے ہوا جس قصر مین گل گلزار خلیل الرحمان
سرپرست مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران ابن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر
سرنگون مسلسل و مطوق بیٹھے تھے اول نورالدہر و ایرج ایک ہی مقام پر قید تھے جب ان
ین ہوئین اور اکثر آمادہ حرب و پیکار ہوئے تب شاخسار نے نورالدہر کو الگ مکان مین
سرنگون کلیجہ خون اشتیاق ملاقات ایرج مین چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھ رہے ہین جلی
گھبرا کے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کون شخص ہے اُسنے کہا یہ نبیرۂ صاحبقران ابن شاخسار
یہ دیکھا تو رنگ سدے جلیسہ متغیر ہوا اُسنے پوچھا کیون خیر تو ہے تمھارا مزاج کیسا ہے جلیسہ
شب کو صحبت ہمین خبیثہ کی رہی وہان شراب زیادہ پی اب بھی اُسی کا خمار ہے یا نشے
ر خاموش ہو رہی مگر جلدی آگے بڑھ گئی اب نگاہ پڑی کہ قہار فیلزور بیٹھا ہوا زنجیر مین ہلا
ہ درون تیرہ رو مگر قوی تن و قوی من اسکو دیکھ کر جلیسہ کی رال ٹپک پڑی ٹھہر کر پوچھ
یہ کون جوان ہے شاخسار خوب ہنسی اور کہا یہ وہی جوان ہے جسپر بلی خبیثہ عاشق تھی
سنے آفت برپا کی تھی آخر خبیثہ کے دام تزویر مین یہ پھنسا اور خود بھی اسیر عاشق ہو
بڑے زور مارے تھے چاہا تھا کہ اسکو رو ئین تن بناؤن جس سے یہ شاہان طلسم کو
کا چونکہ مرحلہ جات خبیثہ کے خراب و خستہ تھے شاہون نے اُسکی خطا معاف
جات پھر آباد کیلیے یہ بھی قید ہے ایک دن ایرج نوجوان نے پکڑا اسکو دے مارا چاہا
تھا کہ اُسکی گردن کھینچ لین یہ چیخنے لگا کر ارے یارو دوڑو مجھے ایرج مارے ڈالتا ہے
نے سحر کیا پھر ایرج کو گرفتار کیا ہوا دیکھنے مین تو یہ ایسا قوی تن و قوی من ہے لیکن
ن حمزہ صاحبان شوکت و قوت ہین وہ کسی سے کب دبتے ہین ایک سحر سے تو و
لے مذہب مین حرام ہے جلیسہ یہ سنکے خاموش ہو رہی مگر دل مین یہی خیال ہے کہ
زور کو یہان سے نکلون مگر حیران ہے اور تدبیر سوچ رہی ہے کہ شاخسار کیونکر غافل
کرون بظاہر خاموش مگر دل مین دریاے الفت کا جوش حیران و پریشان شاخسار
پنے مقام پر لائی اور کہا ہوا بیٹھو ذرا دم لو دو چار جام شراب کے سبو گانیون کو بلوائین عی

نقاب منہ سے اٹھائے اگر ہمارا چاند
خود اپنے چرخ سے آغوش میں اُتارا چاند
نہ دیکھے سو سے پھر کبھی نظر بھر کر
زمین پہ ہو تری پاپوش کا ستارا چاند
اٹھا نقاب کہ دل دیر سے تڑپتا ہے
ارے فراق کنار فلک گوارا چاند
ہلال بنکے فلک پر جو در بدر ہوتا ہے
ہزار چرخ سے گشت بنکے بازی ہارا چاند
نسیم ایسی غزل یہ بلند و روشن ہو

اُتار چرخ سے کرنے لگے نظارا چاند
دو نیم ہو تری تیغ نگاہ سے کٹ کر
دکھائی دست ہو تجھے اے فلک ہمارا چاند
یہ نور عکس رخ یار سے ہوا حاصل
دکھادے حسن جہانتاب کا خدا لیا چاند
بہار نور قدم سے ترے منہ پہ [illegible]
سمجھ گیا تری ابرو کا کچھ اشارا چاند
چمک کے تیغ تبسم سے روشنی ہوگی
سنے جو یار کے چرخ سے اُتارا چاند

فروغ رخ کے سما میں کنار فلک میں [illegible]
جو دیکھ پاسے ذرا آنکھ کا اشارا چاند
فروغ حسن نے ایسی تجلیاں بخشیں
کہ اپنے سینہ میں آئینے نے اتارا چاند
جو دیکھ لے کف پا یار کے قدم چومے
عجب نہیں جو بنے روئے سنگ خارا چاند
اٹھا ہے حسن سے پھر [illegible]
ہوا ہے سینہ میں دل کا ہر ایک پارا چاند
نیر [illegible] سے یہ غزل [illegible] دل [illegible]

گائی کہ سماں بندھ گیا کسی کو ضبط کا یارا نہ رہا جلیسہ تو چوٹ کھائے ہوئے ہی تڑپ گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے خوب روئی شاخسار نے گلے سے لگالیا کہا بوا میں تمکو بہت بیقرار پاتی ہوں آخر یہ ماجرا کیا ہے دل کا حال تو کچھ کہو منہ سے بولو جلیسہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا اور دل تھام کر یہ کہا بوا کچھ نہیں اسوقت دل بہت گھبرایا اپنی تنہائی پر رونا آیا اپنا چاہنے والا جب سے مرگیا پھر کوئی وفادار نہ ملا جس سے محبت کرتی ہوں وہ دشمن ہو جاتا ہے پایا ہوا گوہر مقصود ہاتھ سے کھو جاتا ہے اکثر قسمت آزمائی کی مگر نیکی کے بدلے بدی پائی اپنی قسمت سے ہمکو گلہ ہے تنہا زندگی بسر کرنا ہماری تقدیر میں بدا ہے کیا پاپڑ بیلے غنچۂ مراد نہ کھلا افسوس آج تک کوئی چاہنے والا نہ ملا میں اپنے عاشق بادشاہ بحیر کو ہر دم یاد کرتی ہوں اپنی جوانی اُسی کے عشق میں برباد کرتی ہوں آٹھ پہر دل کو غم ہے قلب پر ہجوم الم ہے شاخسار نے کہا بوا تمکو سامری و جمشید صحت سے رکھیں اب رنج و غم نہ کرو دل کو بہلاؤ اٹھتی جوانی میں دل کو روگ نہ لگاؤ ہر دم آنسو نہ بہاؤ مرنے والے کو اب دل سے بھلاؤ جلیسہ نے ایسی ہی باتوں میں لگایا شراب کی سرخی کی کنیزوں کو بھی شراب پلانے لگی اسقدر شراب نوشی ہوئی کہ شاخسار کی آنکھیں غلہ سی نکل آئیں غین غین کرکے بمشکل کہا بوا میرا حال نشہ سے ابتر ہے بس یہ کہکر بیہوش ہوئی کنیزیں بھی عالم بدمستی میں باہم لڑنے لگیں خوب جھونٹا جھونٹی ہوا تا کلکل ہوئی آخر سب بیہوش ہوگئیں جلیسہ اٹھی اور دبے پاؤں اُس قصر میں آئی جہاں نہار فیلزور بیٹھا تھا دیکھا کہ وہ اسوقت رو رہا ہے اور جو لوگ اُسکے قریب قید میں انکو بھی رورو کے جگایا جب دو چار بار جاگے انھوں نے پوچھا اے شاہزادۂ اقلیم سیاہ پوشان آپ کیوں اسقدر رکمدر ہیں نہار فیلزور نے کہا کہ اسوقت میں اپنی معشوقہ کو یاد کرتا ہوں جو مثل مادر مہربان میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر پھیر کے گرم کھانا کھلاتی تھی سرد پانی پلاتی تھی سوتے وقت ہاتھ پاؤں میرے دباتی تھی مادر مہربان کی کیفیت دکھاتی تھی وہ مجھ سے جدا ہوئی افسوس کبھی قیدخانہ میں بھی مجھکو دیکھنے نہ آئی یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک سامنے سے جلیسہ بھی دیکھا کہ نہار فیلزور اردون سے باتیں کر رہا ہے تجسس ہلا رہا ہے جلیسہ نے سحر کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے پھر سامنے نہار کے آئی اسنے ایک عورت کو دیکھا قد ہے کہ بڑا بانس

کہ دل کی پھانس کالی کلوٹی شیطان کی لنگوٹی ہتھیلیان جیسے جھانوان پیٹ کمہار کا آنوان جوڑ دونون
پہاڑ ٹانگین مثل تار گندہ دہن فیلبدن ناف مدور دریائے وحشت کا بھنور ساق سیاہ آبنوس کے
کندے زیور کی جگہ کانون مین پیاز کے بندے انگلیان ٹیڑھی ٹیڑھی چہرے پر خال ہین یا سیاہ توے پر
زاغ بیٹھے ہین پیشانی تختۂ سنگ سیاہ زلفین دو دو آنہ مانگ مین سیندور بھرا ہوا لنگا سنبھالتی ہوئی قہار کو
جھک کر سلام کیا مسکرائی دروازہ بدعت کا کھل گیا پوچھا کیون شاہزادہ اقلیم سیاہ پوشان آپکا مزاج
کیسا ہی شاہزادے کا لقب سنکر قہار ہنس پڑا کہا ملکۂ عالم مین تو غریب و فقیر ہون اس ملک مین نہایت
حقیر ہون آپکا نام نامی کیا ہی کہا صاحب مجکو جلیسۂ مردار خوار کہتے ہین جو لوگ مرجاتے ہین قبرون سے
انکے لاشے نکالتی ہون انکے گوشت کو بھون بھون کر کھاتی ہون بڑے بڑے مزے اٹھاتی ہون
اسی وجہ سے لوگ مجکو جلیسۂ مردار خوار کہتے ہین جبیثۂ کرم خوار میری ہمشیرہ ہین ارے او بیچارہ
تیرے واسطے تڑپا کرتی ہی تیرے فراق مین شب و روز رویا کرتی ہی ارے اسکو تو بغیر تیرے چین نہین
آتا ڈاڑھین مار مار کے روتی ہی ارے بیچا تیرے دل کو بھی کبھی خبر ہوئی ہی قہار نام جبیثہ کا سنکر رونے لگا
کہا وہ تو میری مادر مہربان ہین تمکو بھی اپنا مہربان جانونگا قید سے چھڑاؤ مجھے اس آفت سے بچاؤ
ایسا نہو کہ تڑپ تڑپ کر مر جاؤن اب دل بہت گھبراتا ہی جلیسہ نے کہا ایسا نہو کہ تو میرے ساتھ
بے وفائی کرے شاہان طلسم نور افشان سے دشمنی راہبرون سے رہزنی تمام طلسم دشمن میرا
ہو جائیگا جبیثہ بھی مجبور لشکر کسی کو نگی اسکے گانون ویران تھے وہ آباد ہوے گانون سے گنوار آسکی
گنوارون سے مقابلہ پڑیگا ایک ایک گنوار لڑیگا اگر تو نے مجھ سے دلی محبت کی سب بلائین جھیلونگی جان پر
کھیلونگی مین سحر مین جبیثہ سے زیادہ ہون اسکا سحر شعبدہ عجائب و غرائب ہی میرا سحر دشمن کے مٹانے
کا طالب ہی کبھی کسی سے ہلاک نہین ہوتی جبھی تیرے اشتیاق مین اسوقت آئی ہون قہار منتین کرنے لگا
کہا ای جان جہان مادر مہربان جبیثہ سے زیادہ تمکو جانونگا تیری اطاعت دل سے کرونگا جلیسہ
ہنس پڑی کہا اگر ایسا کریگا بہت آرام پائیگا راہ مین ایک طلسم پڑتا ہی کہ طلسم خنزیر اسے کہتے
ہین وہ بھی سد راہ طلسم نور افشان ہی اسکی لوح تجھے دلاؤنگی باز و کبوتر جنکے تیرے سر پر
ہونگے مرحلجات پر تیری مدد کرینگے جب صحرا العجائب و مصر الغرائب جڑھ کر آئینگے دیکھا جائیگا
لوح طلسم کی وجہ سے کوئی تیرا کچھ نہ کرسکیگا یہ کہتی ہوئی جلیسہ قریب آئی قہار قدمون سے لپٹ گیا
خوب رویا پانون کو اسکے اپنے آنسوون سے دھویا جلیسہ نے کہا ای قہار صاف تو یہ ہی کہ وہ جوان حسین
جو اس قصر مین قید ہی نبیرۂ صاحبقران موسوم بہ نور الدہر بن بدیع الزمان دل و جان سے اسپر عاشق
ہون مگر یہ بھی سنا ہی کہ مسلمان ساحرہ کو قبول نہین کرتے اسوجہ سے دل کو نفرت ہی نہین تو مین اسکو قید سے
چھڑاتی یہ لوگ صاحب اقبال بھی ہین انکا خدا ہے نادیدہ مدد کرتا ہی دشمن دوست ہوتے ہین مگر مین نے
تیرے واسطے معقول سامان تجویز کیا ہی دیکھ طلسم خنزیر تیرے ہاتھ سے کیونکر فتح کراتی ہون یہ کہکر
اشارہ کیا قید کٹ کر گر پڑی قہار تبل کرتا ہوا اٹھا جلیسہ نے اسکی کمر مین بچہ دبا لیکر بھاگی سرحد زندانخانہ
سے نکلی ایک کوہ پر آکے ٹھہری سبزہ زار کے قریب ایک چشمۂ آب تھا اسمین ہاتھ منہ دھوئے درختان میوہ دار
سے توڑے آپ بھی کھائے اور قہار کو بھی کھلائے جب آسودہ ہوئی تو قہار سے کہنے لگی ای جان جہان و

ای آرام دل مشتاقان اس قید شدید سے تیرا عجب حال ہی مجھکو اپنی طاقت جسم کا بھی خیال ہی چہرہ زرد ہی
ہاتھ پانون مین درد ہی اُٹھتا ہی تو اٹھا نہین جاتا ہی ہر ہر گام پر لڑکھڑاتا ہی کوئی چیز ایسی مقوی کھا کہ تجھکو قوت
دل حاصل ہو فنای طلسم اور مقابلہ مرحلہ جات کے قابل ہو قہار نے کہا کہ مین بجہر جان و دل سے قربان
ہون ہر طرح تیرا تابع فرمان ہون جو کچھ تو کھلائیگی کھا لونگا مطلق عذر نہ کرونگا جلیسہ اٹھلا کر اٹھی صحرا سے
ایک خوک صحرائی پکڑ لائی اُسکو گلا گھونٹ کر مارا چھری سے اُسکا پیٹ پھاڑا آنتین نکال کر آلائش اُنکی سونت کر
ایک ظرف مین رکھی پہلے ایک اُنگلی بھر کے آپ چکھی پھر قہار سے کہا پیٹ بھر کر اسکو کھالے کہ گئی ہوئی
طاقت عود کر آئیگی یہ آلائش تاثیر اکسیر دکھائیگی قہار نے کہا ای جان جہان یہ گوہ تو مجھسے کھایا نہ جائیگا
اُسکی سرمعانے کلیجہ منھ کو آئیگا مین ایسی طاقت سے درگذرا یہ غذاے مقوی و لطیف تو ہی کھا
جلیسہ نے سے پکڑ کے کئی طمانچے قہار کے منھ پر مارے دو دو ہتر پیٹھ پر لگائے اور کہا کہ واہ بیٹا
اسی پورے پر تنا بانی اسی منھ پر دعوے جہانبانی ابھی تو اس سے زیادہ مزے دار چیزین کھاؤ گے اچھا
کھاتا ہی تو کھا لو ورنہ پچھتاؤ گے جانی یہ طلسم خنزیرہ اسکے فتح کی پہلی یہی تدبیر ہی جب قہار نے نہ مانا
جلیسہ نے جھلا کر اسکو زمین پر پچھاڑا آپ سینہ پر چڑھ بیٹھی غذاے لطیف کے نوالے ٹھسانے لگی
قہار توتے کی طرح گولیان گوہ کی نگلنے لگے بڑے بڑے مین مین کیا کیے جب غذا تمام ہوئی پانی مانگا
جلیسہ نے الگ جا کر اُسی ظرف مین موتا پھر وہ ظرف لا کر قہار کو دیا اور کہا اس آب حیات کو پی جا
قہار نے منھ کھولا غٹ غٹ پی گیا آب حلق سے اُترتے ہی اسکو ایک جوش آیا ابرو تڑمی سنبھل کر
بیٹھا جلیسہ بھی خوش ہوئی کہا تونے تاثیر آب حیات دیکھی لیکن اب قیامت برپا ہوگی شاخسار
ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگی شاہان طلسم کو بھی خبر پہونچ جائیگی مقابلہ ہائے زوائد سے کیا فائدہ
ہوگا اگر دس جادوگر مارے بیکار ہی بیس پیدا ہونگے ہان طلسم کے ٹوٹنے سے فوج جاہ و حشم و مال
طلسمی دستیاب ہوگا قہار نے کہا آپکو اختیار ہی مین تو غلام ہون جو فرماؤگی بجالاؤنگا جلیسہ نے
ایک تخت سحر تیار کیا تخت کو اڑاتی ہوئی چلی گر آبادی کا راستہ چھوڑا جدھر ویرانہ ملتا ہی اُسی جانب
تخت لیے جاتی ہی یہان صبح کو جو شاخسار اُٹھی قہار کو دیکھا کہ قید خانے مین نہین ہی نقش پای خاک
اُٹھائی سحر کرکے پوچھا کان مین آواز آئی کہ جلیسہ مردار خوار قہار کو لے گئی یہ سنکر شاخسار بہت
گھبرائی روتی پیٹتی سامنے سحر العجائب و مصر الغرائب کے آئی سر زمین پر دے مارا کہا ای شاہان طلسم
مین نے بڑا دھوکا کھایا جلیسہ بہن حبیبتہ کی رات کو میرے یہان آئی مین نے دعوت کی اُسنے اسقدر
مجھکو شراب پلائی کہ مین بیہوش ہوگئی اُسنے سب کنیزون اور محافظون کو سحر سے بیہوش کر دیا اور قہار کو
قید خانہ سے نکال لے گئی حضور مجھکو مہلت دین ابھی تلاش کرکے لاتی ہون شاہون نے جواب دیا ای
شاخسار خود تجھسے خطا ہوئی خود دھوکا کھایا سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ شاخسار نگہبان زندان
طلسم ہے کبھی باہر نہ جائے پس تیرا جانا بہتر نہین ایک نامہ حبیبتہ کو لکھو کہ جا کر تلاش کرے اور کلمات
سخت لکھو کہ تیری فاحشہ بہن جلیسہ نے پر خطا کی قیدی کو قید خانے سے بھگا کر لے گئی شاخسار نے اسی
وقت نامہ لکھا ایک ساحر تیز رو کو دیا کہا یہ نامہ حبیبتہ کو دیکر چلا آ شاخسار زندان طلسم پر آکر قیدیون کی
نگہبانی کرنے لگی حبیبتہ کو جو یہ نامہ پہونچا آتش رشک و حسد سے جل گئی کنیزون سے کہتی تھی جلیسہ کی

شامت آئی ہی جو کہ وہ کوشش مین جینے کی ہی وہ کیا کہیگی ہاتھ سے ساحران طلسم کے ماری جائیگی کچھ کنیزون کو
حکم دیا کہ سب مل کر تلاش کرو اگر مجھے بیان کرو تو ہم اُسے گرفتار کر لائین سحر مین وہ بیشک مجھ سے زیادہ
جان دینے پر آمادہ ہی مگر شاہون طلسم کا اقبال رہیگا ہر مقام پر جلیسہ کو شکست ہوگی خبیثہ نے چند
کنیزون کو واسطے خبر کے روانہ کیا اور آپ بھی گوش بر آواز ہی لیکن جلیسہ جو قہار کو لیکر چلی مقام
طلسم خنزیر کی راہ دور و دراز ہی تین شبانہ روز اڑی ہوئی چلی گئی تیسرے دن دیکھکر کہا ای قہار تین دن
تین راتین بے آب و دانہ گذرے ابھی مقام طلسم دور ہی آؤ کسی مقام پر ٹھہر جائین جلیسہ نے قہار کو
زیر نخل سایہ دار ٹھہرایا کہا مین تیرے واسطے کچھ کھانے کی تدبیر کر لاؤن جلیسہ تو اُس طرف گئی قہار زیر نخل
ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان بلند بالا جیسے برگد کا ڈالا بدصورت خبیث سیرت
گینڈے پر سوار پشت پر چار ہزار جوان شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہی اُسکی نگاہ قہار پر پڑی دیکھا ایک جوان
قوی تن قوی سن ہتھیار لگائے ٹہل رہا ہی مسرور قطرہ زن عیار سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ جوان
کون ہی اسکی صورت سے معلوم ہوتا ہی کہ کہین سے بھاگ کے آیا ہی شاہان نور افشان کے ظلمے
ہم لوگون کو پہونچ چکے ہین کہ جہان کوئی غیر شخص ملے اُسکو گرفتار کرو مسرور سامنے قہار کے آیا صاحب
قوت دیکھکر گھبرایا برائے سلام جھکا قہار نے بہ کبر و نخوت تمام جواب دیا عیار چپکا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی
تیور سے معلوم ہوتا ہی کہ کچھ کہا چاہتا ہی مگر رعب مانع ہی قہار نے کہا ای سرہنگ یہ جوان کون ہی مسرور
نے کہا اسکو اکوان منارہ گردن کہتے ہین خراج گذار شاہان نور افشان ہی قہار پہلے تو کانپ
گیا پھر سوچا کہ یہ میرا کیا کریگا چلے تو اسکو اپنا رفیق بناؤن بیساختہ بول اٹھا مین قہار نیلزور بیٹا بہمن
سیاہ قبا کا ہون برائے فتح طلسم نور افشان نکلا ہون مسرور نے جاکر اکوان منارہ گردن سے کہا
اکوان گینڈا مہمیز کر کے سامنے آیا کہا او قہار تو تو باغ ویران مین قید تھا یہان کیونکر آیا قہار نے جواب
سخت دیا اکوان نے حکم دیا کہ ایک دوسرا گینڈا لاؤ اسکو دو یہ اُس پر سوار ہو کر مجھسے مقابلہ کرے ہم مشکین باندھ کر
خدمت مین شاہان نور افشان کے بھیجینگے اگر پیدل کو پکڑ کے روانہ کرینگے تو ہمارے واسطے ننگ
ہی ملازم نے گینڈا لا کر دیا قہار گینڈے پر سوار ہوا اکوان و قہار سے نیزہ چلنے لگا سولھوین سترھوین
طعن مین نیزہ اکوان کا قہار نے ہوائی کیا اُسنے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قہار بیخوف ہو کر لپٹ پڑا اسکے
اسکے کشتی ہونے لگی قہار نے اٹھا کر اُسے دے ٹپکا چھاتی پر چڑھ کر کہا کہو شناخت مین
لات و منات کی کیا کہتا ہی اکوان قدمون پر قہار کے گرا سامری و جمشید کو چھوڑ کر لات
و منات پرست ہوا اکوان نے اُسی صحرا مین بارگاہ استادہ کرائی قہار کو لاکر داخل بارگاہ کیا
کھانا پانی شراب و کباب پیش کیا جلیسہ جو تھوڑی دیر کے بعد آئی دیکھا اسنے کہ ایک عمدہ بارگاہ
استادہ ہی چار ہزار جوان فروکش ہین مرکب سوارون کے بندھے ہوئے ہین سائیس کاروبار مین
مصروف ہین جلیسہ کچھ پھل وغیرہ لیکر آئی تھی لشکر مین آکر پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہی سوارون نے
کہا یہ لشکر قہار نیلزور کا ہی ہمارے آقا اکوان منارہ گردن نے اطاعت قہار نیلزور کی
قبول کی جلیسہ بہت ہی خوش ہوگئی دل مین کہتی تھی کہ اب سب کام اسی طرح بن جائینگے قہار بڑا
صاحب اقبال ہی کیا جلد چار ہزار جوانون کا لشکر اس صحرا مین اسے دستیاب ہوا ہی غرض جلیسہ

اندر بارگاہ کے آئی قہار نے اپنے پہلو مین جگہ دی اکوان سے کہا یہ ہماری معشوقہ ہے اسکو قید خانہ سے
چھڑا کر لائی ہون اب طرف طلسم خنزیر کے جاتا ہون جب طلسم خنزیر شکست ہو جائیگا راستہ نور افشان
کا کھل جائیگا اکوان نے جلیسہ کی بھی خاطر کی شراب و کباب پیش کیا رات بھر عیش و عشرت
سے اُسی مقام پر رہے اب صبح کو قہار مع اکوان و جلیسہ طرف طلسم خنزیر کے روانہ ہوا
بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے ایک صحراے ویران مین پہونچے آواز بوم و کرگس
کی آرہی ہے جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین دھوپ تمتماتی ہوئی معلوم ہوتی ہے ببول کے پیڑ
شاخین جل گئین فقط ڈنڈے کے باقی ہین سایے کا نام نہین ایک مکان پختہ سامنے بنا ہے اُسکے گرد خندق
خون کی روان ہے اُس خندق مین خون تازہ جوش مار رہا ہے ہزارون زاغ و زغن گرد اُس مکان کے
چرخ مار رہے ہین جلیسہ نے کہا اے قہار یہی طلسم خنزیر ہے اسکے فتح کی یہ تدبیر ہے کہ سامنے
جو پیڑ ببول کا لگا ہے وہان جا کر اُس درخت کے تلے چت لیٹ جا تمام جسم بالو سے چھپا لے فقط
منھ کھلا رہے اُسکے بعد ایک سو چالیس مرتبہ یا ابلیس یا خنزیر بصدق دل اور اعتقاد کامل سے
پڑھ پھر حلق مین سُور کے تازہ گوشت کی ایک بوٹی رکھ لے اور منھ کھول دے مین یہان سے
بآواز بلند چیل چلھور چند مرتبہ کہونگی اور منتر پڑھونگی اب یہ تیرا کمال ہے کہ جب زغن جھپٹا مار کر گوشت
کی بوٹی لیجانے کا ارادہ کرے اُسوقت تو بوٹی کو نگل لینا اور چیل کے پنجہ کو دانتون سے مضبوط
پکڑ لینا جسوقت وہ چیل گرفتار ہو جائیگی بفصاحت و بلاغت داخلہ طلسم کی تدبیر بتائیگی مگر پہلے
علامت دیکھ لو اور امتحان کر لو اب جلیسہ نے کہا کہ ایک گنہگار کو حکم دو کہ دیوار مکان چھود کر
چلا آئے یا مکان کے اندر چلا جائے اور دیکھ آئے کہ وہان کیا ہے بعد اُسکے یہ اسم پڑھنا
قہار نے ہنسکے کہا اے جان جہان اے یار مہربان جسطرح تو مجکو ہدایت کرتی ہے مین اُسی طرح کرونگا
اور لات و منات کی مدد سے چیل ضرور پکڑ لونگا مگر اس ذلت سے چیل پکڑنے مین مین سب کے
سامنے شرماؤنگا جلیسہ نے کہا طریقۂ فتاحی طلسم مین کیا شرم جسطرح بانیان طلسم لکھ گئے ہین اُسکے
بموجب اگر عمل نہ کیا جائیگا طلسم کبھی شکست نہوگا قہار نے کہا اچھا پہلے گنہگار کو تو بھیجو الغرض ایک
گنہگار واجب القتل تجویز ہوا خندق پر پل بنا ہوا ہے کہا اے شخص تو جا اس مکان کو اندر سے دیکھکر
چلا آ بعد دریافت احوال ہم تجکو رہا کر دینگے وہ گنہگار چلا کوے چیلین آکر سدّ راہ ہوئین جلیسہ نے
پکار کر کہا ارے گنہگار خداوند ابلیس کا نام لے گنہگار نے ابلیس کا نام لیا سب زاغ و زغن
ہٹے یہ گنہگار قریب خندق کے پہونچا چاہتا تھا کہ پل کو طے کرے کہ زاغ و زغن نے غل مچایا او
آنے والے کیون اپنی جان دیتا ہے اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہے جیسے ہی اُس شخص نے پانون خندق
کے پل پر رکھا خون نے جوش مارا ایک حبشن کالی صورت گال پھولے پھولے قد تاڑ سا جسکی صفت مین
شاعر کہتا ہے کیا اچھی مثال دیتا ہے سب اُسکو سرو کہتے ہین تو اُسکو تاڑ باندھ بوسے کی گر ہوس ہے تو گرد اُسکے
پاڑ باندھ گلنار چہرہ اپنے ہوے صاف ظاہر تھا کہ سینے خون کے تھالے مین کوئلہ ڈال دیا ہے زرد دانت سیلے
نیلے مسوڑھے لگائے ہوئے ہنستی کھلکھلاتی چیختی چلاتی نکلی پل پر آکر اُس جوان کا ہاتھ پکڑ لیا اسکے بعد
دو کنیزین نکلین اُنھون نے دو کرسیان لا کر رکھدین اور خندق مین کود کر غائب ہو گئین اُس

زنگن نے گنہگار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کرسی پر بیٹھو شراب و کباب کا چرچا ہو دماغ گرم ہو کسی بات کی نہ شرم ہو یہ کہہ کے اُس جوان کو زنگن نے کرسی پر بٹھایا خالی بوتل ہاتھ مین تھی اُسی خندق سے شراب کو بوتل مین بھر لیا جام بھر کر اُس گنہگار کو دیا گنہگار نے کہا اسمین تو خون بھرا ہی زنگن نے کہا ارے گدھے جام تو ہاتھ مین سے یہ شراب طلسم خنزیر ہی اسکے پینے کی یہی تدبیر ہی وہ گنہگار پی گیا پیتے ہی مست ہو گیا آپے سے گذر گیا مبہوت ہو گیا دست درازی کا ارادہ کیا زنگن خندق مین کود پڑی گنہگار بھی ساتھ ہی اُسکے خندق مین پھاند پڑا زاغ و زغن چلّانے لگے غلغلہ کرنے لگے یہ اشعار پڑھنے لگے غزل

نهاده خانهٔ عمرم چو رو بویرانی
تمام صرف جهالت ز روے نادانی
فغان که دست مرا قدرت تحرک نیست
کشم بچشم حیا سرمهٔ صفاہانی
رسید کار بجاسے که سرزند بجود
ز بهر گریه کنم ساز و برگ پنهانی

دگرچه سود دلا ناله و پشیمانی
تباه کرده عمرم مرا بجاسے کفن
که جیب عمر کنم پاره از پشیمانی
غبار ظلم چنانم گرفت در آغوش
بسان ناله ز دل رازہاے پنهانی

دریغ رود که نقد حیات را کردم
بس ست جامهٔ حیرانی و پریشانی
کنون که چهرهٔ مقصود دیده ام شاید
که نیست در نظرم آفتاب نورانی
بروے آتش دل میکنم کباب جگر

اس طرح زاغ و زغن نے آوازین دین کہ زمین کانپ گئی مکان چرخ مین آیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک زنگی تیغہ ہاتھ مین کھینچے ہوے اُسی گنہگار کا ہاتھ پکڑے ہوے خندق کے اس پار آیا پکار کر آواز دی ای آیندو روندو ای دیکھنے والو اس حال عبرت مآل کے جو کوئی یہان آئیگا اسکا یہی حال ہوگا خبردار پلٹ جاؤ وہ گنہگار بہت چیخا چلّایا رویا پیٹا مگر زنگی نے نہ مانا گنہگار کا سر کاٹ کر لاشہ اُسکا خندق مین پھینکدیا آپ بھی اُسی مین پھاند پڑا دو گھڑی کامل ہنگامہ دار و گیر بلند رہا بعد دو گھڑی کے وہ مکان ساکن ہوا اُسی طرح وہ زاغ و زغن چہچہے مارنے لگے جہان تک نگاہ کام کرتی ہی سواے اُس مکان کے کوئی مکان اور نہین معلوم ہوتا زاغ و زغن کا غلغلہ کرنا صداے عبرت خیز دیتا وہی سناٹا وہی دشت و بیابان کا تماشا جلیسہ نے قہار سے کہا اب دریافت کرنا چاہیے کہ طلسم مین جانے کی اصلی صورت کیا ہی جو مین نے بتلایا ہی اُسی طرح زغن کو گرفتار کر تب حال معلوم ہوگا اے قہار خبردار شرم نہ کرنا قہار نے کہا یہ سب لوگ ہٹ جائین تو مین وہ کام کرون ورنہ سب لوگ مجھپر ہنسینگے جلیسہ نے کہا یہ سب دیکھینگے کہ تو نے اسطرح چیل کو گرفتار کیا تو کیا ہوگا اور تیرا جاہ و جلال سب پر ظاہر ہوگا انکا ہٹانا کچھ ضرور نہین ہی آپ لات و منات کا نام لیکر اور خداوند ابلیس سے دھیان لگا کر شوق سے طلسم مین جائین مین ان سب کی حفاظت کرونگی قہار ٹہلتا ہوا چلا اُسی نخل کے نیچے آیا چت ہو کر لیٹا تمام جسم بالو مین چھپا لیا فقط منھ کھلا رکھا جلیسہ نے گوشتِ خوک کی بوٹی ہاتھ مین دیدی آپ الگ ہو کر چیل جلوہ گر ہونے لگی ادھر قہار نے یا ابلیس یا خنزیر ایک سو چالیس مرتبہ کہکر وہ بوٹی منھ کے اندر رکھ لی اور منھ کھول دیا جلیسہ نے منتر پڑھا اور کہا دیکھ قہار چیل بوٹی لیکر نکل نہ جائے ورنہ سارا کھیل بنا بنایا بگڑ جائیگا پھر گوہر مراد ہاتھ نہ آئیگا بڑی چالاکی سے یہ کام کرنا کسی کی شرم سے گھبرا نہ جانا ان سب پر تیری لیاقت اور عظمت ظاہر ہوگی کہ افسر ہمارا ایسا کامل ہی کون کہیگا کہ جاہل ہی تیرے سحر کرنے کا یہان کام نہین ہی جب تو طلسم مین داخل کریگا مین بھی وقت پر آؤنگی تیرا بگڑا ہوا کام بنا دونگی قہار نا چار اُسی طرح پڑا رہا دل مین یا ابلیس پڑھنے لگا کہ ناگاہ ایک زاغ و زغن نے قہار کے

گرد آکر چرخ مارا ایک زغن جو بہت گستاخ تھی وہ تڑپ کر گری جرأت ہی اسنے بوئی پر پنجہ مارا فوراً قہار
نے بوئی کو نگل کر پنجہ کو دانتون سے پکڑ لیا چیل تو گھبرائی ادھر جلیسہ نے پکار کر کہا واہ بیٹا قہار
کیا کہنا اب ہاتھ سے پنجہ نے جرأت تو اپنی دکھا چکا قہار نے زغن کو گرفتار کیا جلیسہ نے بڑی تعریف
کی کہ بیٹا کسی کام مین کمی نہ کرنا یہ طلسم خنزیر یاد اسکے فتح کی یہی تدبیر ہی اسوقت زغن کھل کھلا کر مثل
انسان کے ہنسی کہا بیشک تو فاتح طلسم خنزیر یاد ہی قہار جس راستہ سے گنہگار گیا تھا اگر اس راہ سے
لاکھ آدمی جائینگے تو بھی یہی حال ہوگا تجھکو مناسب ہی کہ مجھکو چھوڑ دے مین اُڑ کر جاؤن جس
درخت پر بیٹھون تو نے قوت وجرأت جو حاصل کی ہی اُس سے اُس درخت کو اُکھیڑنا بلا خوف پہاند
پڑنا خاص حوالی طلسم مین پہونچیگا وہان جا کر ایک ضعیفہ تجھکو ملیگی خبردار اُسکے حکم سے انحراف نہ کرنا
جو وہ کہے بسر وچشم عمل مین لانا بعد اُسکے یہ لوح کا ملیگا لوح لیکر فتح طلسم مین مصروف ہونا قہار
نے زغن کو چھوڑا چیل نے اُڑتے اُڑتے اسکے منہ پر بیٹ مارا جلیسہ نے پکار کر کہا ارے او قہار
اس گوہ کو نعمت غیر مترقبہ جان میرے کہنے کو دل سے مان ذرا اُسکو پونچھ کے چاٹ لے دیکھ رتی بھر بھی
ضائع نہونے پائے سب تیرے پیٹ مین جائے قہار نے قہر درویش بر جان درویش جان کر سب گوہ
جا بجا سے پونچھ پونچھ کر چاٹ لیا جو کچھ جلیسہ نے کہا تھا وہی کیا اب وہ زغن ایک نخل پر جا کر بیٹھی ادھر
قہار کے تمام جسم مین اُس گوہ کے کھانے سے چوگنی قوت حاصل ہوئی تن کر بل کرتا ہوا اُٹھا جلیسہ
سے کہنے لگا ای آرام جان ای مادر مہربان اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون میرے واسطے اس طلسم
مین بڑی بڑی جفائین ہونگی دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہی یہ کہکر رونے لگا جلیسہ نے گلے سے لگایا بلائین
لین پشت پر دست شفقت پھیرا کہا تو جا مین بھی وقت پر آؤنگی تجھکو چھوڑ کر کہان جاؤنگی قہار سب سے
رخصت ہوا جس نخل پر زغن بیٹھی تھی وہان پہونچا بڑھ کر دہنے ہاتھ سے ہلہ مارا درخت چرچرایا
دوسرا ہلہ مارا درخت کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دیا جیسے ہی درخت گرا چیل نے آواز دی وہ مارا اب
جو قہار نے دیکھا ایک دہنہ نقب پختہ کا ہی جیسے ہی اسنے چاہا داخل نقب ہون ایک آواز ہولناک
کان مین آئی دیکھا ایک زنگی سیاہ رو ژولیدہ مو موٹا تازہ اکھاڑے کا پٹھا آبنوس کا کُندا یہ کہکر نقب
سے نکلا او قہار لیٹ جا اور منہ کھول دے زغن نے آواز دی ای طلسم کشا یہی وقت جرأت ہی
جو کچھ زنگی کہے اُسکی تعمیل کر ورنہ اصول طلسم کشائی پورے نہونگے آخر قہار منہ کھول کے لیٹ
گیا زنگی نے اسکے حلق مین موتنا شروع کیا اب قہار کلیان بھر بھر موت کی پھینکے جاتا ہی مگر موت کی دھار
کسی طرح کم نہین ہوتی یہان اُسکی جان عاری ہی اور وہان جیسے چشمہ کی سوت جاری ہی آخر قہار گھبرا کر
اُٹھ بیٹھا اُٹھنا تھا کہ موت مین نہا گیا زنگی نے لات ماری کہ لیٹ جا قہار کھڑا ہو گیا آستینین چڑھا کر آمادۂ
جنگ ہوا کشتی ہونے لگی زنگی نے قہار کو دے مارا سینہ پر چڑھ بیٹھا لوہے کی سلاخ سے اسکا منہ
کھول کر پھر موتنے لگا اور کہا کہ او حرامزادے اگر ایک قطرہ بول کا تو نے اِدھر اُدھر بہایا اور باچھون کی
راہ سے گرایا تو یہ سلاخ تیرے حلق کے پار کر دونگا تیری نافرمانی کا بدلہ اِسطرح لونگا اتنا بڑا جوان اور
یہ تن و توش گھڑے بھر پانی کی سمائی پیٹ مین نہین طلسم کشا کو صاحب ہمت ہونا چاہیے یہ کم ظرف
کیا فتح طلسم کریگا جلیسہ ہنس رہی ہی پکار پکار کر کہتی ہی او قہار جرأت کو کام فرما اس موت کو

شیر مادر جان کر بیجا ارے یہ طلسم خنزیر کا مدار المہام ہی شیدی بحر البول اسکا نام ہی یہ دھار
قیامت تک یون ہی رہیگی یہ ندی مُوت کی اسی طرح بہیگی ارے خداوند ابلیس کی دہائی دے کہ
اس مصیبت سے رہائی ملے اِدھر قہار نے ابلیس کا نام لیا اُدھر بحر البول یہ کہتا ہوا چلا او نکاتہ
جلیسہ آخر تو نے اپنے دھگڑے کو بچا دیا میرے پیچ کا توڑ اُسکو بتا دیا خیر سمجھا جائیگا قہار اپنے
کیے کی آگے چل کے سزا پائیگا جب قہار کو نجات ملی اکڑو بیٹھ کر قے کرنے لگا خلط صفرا یا بلدی کا
ڈہڈہا پانی یا گدھے کا زرد زرد مُوت پیٹ سے منھ کی راہ نکلنے لگا مُوت کی سڑھاند اور کھراند سے
تمام صحرا ہم بولس بنگیا تھا ہر ایک ناک بند کیے بھاگا جاتا تھا اسکے بعد قہار روتا پیٹتا نقب مین داخل
ہوا جلیسہ نے جب دیکھا کہ قہار داخل نقب ہو چکا پر پرواز پیدا کر کے ایک طرف یہ بھی روانہ ہوئی
سبھون سے کہہ گئی صاحبو مجکو اُسکی ہمدردی کرنا ہی مین طلسم کشا کی زوجہ ہون قواعد طلسم مین
لکھا ہی کہ زن و شوہر دونون لائق ہون رابط و ضابط ہون اکوان مسارہ گردون اُسی مقام پر اثر پڑا
مگر حرکات کو قہار کی دیکھ کر سب ہنستے ہین اکوان کہتا ہی ارے یارو ایسی طلسم کشائی مین
آگ لگے جسکے اول مین یہ یہ ذلتین پیش آئین دیکھیے آگے چل کے کیا گذرتی ہی جلیسہ چلتے چلتے
اِن سب سے کہہ گئی ہی کہ اگر تم سب کو ہم دونون میان بیوی کے حالات دیکھنا منظور ہین تو اس
خیمہ مین بیٹھ کر دیکھنا یا ابلیس پڑھنا جو بات ہمپر گذریگی وہ سب تمپر ظاہر ہوگی اکوان اور ساری
فوج اُسی خیمہ مین نگران ہین دیکھا ان سب نے کہ قہار نقب کو طی کر کے ایک صحرائے سبزہ زار
مین پہونچا وہان چارون طرف نگران تھا کہ ایک طرف سے رونے کی صدا آئی قہار طرف صدائے گریہ
کے متوجہ ہوا دیکھا کہ ایک ضعیفۂ صد سالہ نہ پیٹ مین آنت نہ مُنھ مین دانت تمام جسم پر اسطرح
جھرّیان پڑی تھین جیسے کپڑے کی گوٹ پر اُتو ہوتا ہی گاڑھے کی چدریا اوڑھے ہوئے سُوسی کا
لہنگا پہنے ہوئے اُسمین پیوند لگے ہوئے کان مین جست کی بالیان پلّہ چادر کا مُنھ پر رکھے ہوئے
نہایت بیقراری سے ہائے فرزند کہہ کر بے اختیار رو رہی ہی کس مایوسی سے
شدت غم و الم مین جان کھو رہی ہی قہار نے قریب جاکر پوچھا ای مادر مہربان تم ایسی بیتابی سے
کیون رو رہی ہو کہ دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی کیا مصیبت پڑی ہی اگر بیان کرو اور مجھسے ہو سکے تو حتی الامکان
مین تمھاری مدد کرون بڑھیا نے منھ کھولا قہار کی صورت دیکھکر دعائین دینے لگی بلائین
لینے لگی کہا لات و منات کے صدقے ہو جاؤن میرا بیٹا اسی صورت کا مر گیا ہی آج مین دن
سے مین آوارہ پھرتی ہون قربان ہو جاؤن سامری و جمشید کے کہ وہی صورت مجکو پھر دکھا دی
ای فرزند میرے پاس رہا کر جان و مال سب تجھپر نثار کرونگی دل سے تجکو پیار کرونگی قہار نے کہا ای
مادر مہربان اگر تمھارے پاس مال ہوتا تو تم اس خستہ حیثیت سے کیون بسر کرتین بڑھیا نے کہا ای فرزند
مین محتاج نہین ہون لات و منات نے سب کچھ دیا ہی مین نے غم فرزند مین یہ حال اپنا کیا ہی مین
دال روٹی پیٹ بھر کے کھاتی ہون سامنے ایک جھونپڑیا جو پڑی ہی وہی میرا عیش خانہ ہی جب سے
میرا فرزند مرا ہی اُسکی یاد مین اکثر یہان آکر بیٹھا کرتی ہون بیٹا اب تم چلو صحبت عیش آراستہ کرون
اپنے بچے کو شراب پلاؤن کباب کھلاؤن الغرض بڑھیا اُس منڈیا مین قہار کو اپنے ساتھ لیگئی کہا

نے دیکھا کہ بانس کے باندون سے ایک چارپائی بنی ہوئی اور دوائین مدار دیکھنے والا لیٹے تو وحشت سین
سے لگ جائے تمام مکان مین کوڑے کرکٹ کا ڈھیر بڑھیا نے قہار کو اسی کھری کھاٹ پر بٹھایا ایک
کوٹھے سے کچھ دوکے کچھ پیسے کچھ کوڑیان نکالین باہر منڈھی کے گئی تھوڑی دیر کے بعد کانپتی لڑکھڑاتی
ہوئی آئی مٹی کا ایک کورا لوٹا اسمین شراب ایک دونے مین کابلی مٹر لا کے سامنے رکھدیے کہا
لو بیٹا پیو کابلی مٹر کھاؤ مین سب طرح سے خدمتگزاری تیری کرونگی میرا بچہ کسی طرح کی تکلیف نہ اٹھائیگا
کوئی بات کرنا چار نہ رہیگا قہار نے کہا اے مادر مہربان یہ شراب مین کاہے مین انڈیل کے پیون بڑھیا
نے کہا اچھا آ لگا کر پی جنگل مین جام بے تشویش انجام کہان سے لے تو چلو لگا مین پلاتی ہون قہار نے ناچار
ہو کر چلو لگایا بڑھیا نے آدھی شراب حلق مین انڈیل دی آدھی آپ پی کابلی مٹر آپ بھی کھائے
اسکو بھی کھلائے قہار کو نشہ ہوا بڑھیا نے پوچھا کیون فرزند اب تو تیرا دماغ تر ہوا پیٹ بھرا قہار
نے سر ہلایا کہ ہان بڑھیا نے کہا بیٹا اب جا کر باپ کی خدمت کر کہ وہ تیرا منتظر ہی قہار نے کہا کہ باپ میرا
کون ہی اور کہان ہی بڑھیا نے کہا میرے ساتھ چل مین ملاقات کرا دون قہار ساتھ ہو لیا بڑھیا اسکو اسی
منڈھیا کے ایک گوشہ مین لیگئی وہان جا کر اسنے دیکھا کہ ایک بڈھا تخمینا دو سو برس کا سن سن سی
ڈاڑھی بھوین پلکین سب سفید سیاہ فام خشک اندام لاغر زار و نزار جیسے بانس کی پھچی یا کالے
کپڑے کی دھجی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیٹ پیٹھ سے لگا سر ہلتا مرض جذام مین مبتلا تمام جسم کے زخمون
سے پیپ لہو بہتا ایک پھٹی کملی اوڑھے کھری زمین پر لیٹا ہی بڑھیا نے بڈھے کے کان سے منھ لگا کر
چیخ کے کہا اے منگریا کے باپ ہوش مین آ ذرا اٹھ کے بیٹھ تمکو مبارک ہو لات و منات نے تمکو
ایک بیٹا عطا کیا ہی بڑا غریب ذی ہمت پہلوان وہ تمھاری خدمت کو آیا ہی بڈھا یہ سنکر بڑی خوشی سے
اٹھ بیٹھا زرد زرد دانت نکال کر نیلی نیلی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر جلی ہوئی لکڑی کی طرح سر ہلا کر کہنے لگا ارے
چڑیل کہان ہی کہان ہی قہار باوجود پہلوانی کے اس بڈھے سے خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹا بڑھیا نے
ڈھکیل کر بڈھے کے پاس بٹھا دیا اب تو بڈھے نے قہار کو گلے سے لگایا پیٹھ پر دست شفقت پھیرا
پیار کرنے لگا بڈھے کے منہ سے جو سڑے ہوئے سنڈاس کی طرح بدبو کا بھبکا نکلا قہار کا
جی متلایا اوا اوکرنے لگا بڑھیا نے پیٹھ پر دو ہتڑ مار کے کہا او ناخلف باپ کے منہ سے نفرت
کرتا ہی ارے تجکو عطر خنزیر کی قدر کرنا چاہیے بڑی رغبت سے سونگھنا چاہیے ارے اب دیر نکر
باپ کے زخمون کو زبان سے چاٹ کر صاف کر دے کہ اسکو گونہ آرام ملے قہار نے کہا اے مادر مہربان
یہ تو مجھے کبھی نہو سکیگا مین مرجاؤنگا بس مجکو جانے دے اب کبھی یہان نہ آؤنگا بڑھیا نے
کہا او حرامزادے سگ صحرائی زخمون کے چاٹنے سے انکار کرتا ہی میرے حکم کو نہین
مانتا ہی کام چور نواسے حاضر شراب پی کابلی مٹر کھانے بھڑوے تجکو شرم نہین آتی ہی ذرا سا کام
کرنے مین جان نکلی جاتی ہی قہار کو غصہ آیا اٹھ کھڑا ہوا چلنے پر تیار ہوا اب بڑھیا کو بھی غصہ آیا
جو کالی کلکتہ والی کی طرح لال لال آنکھین نکال کر قہار کے تیتے پکڑ کے ایک جھٹکا جو مارتی ہی قہار
اڑا اڑا او دھون زمین پر گرا پہلوانی کام نہ آئی قسمت نے زمین دکھائی بڑھیا نے دو چانٹے ایسے
رسید کیے کہ قہار کی آنکھون تلے اندھیرا چھا گیا اپنے انکار کی سزا پا گیا بڑھیا اسکا گلا پکڑ کے زمین پر

مثل سنگ مردہ کے گھسیٹتی ہوئی بڈھے کے پاس لائی اور ایک لات زور سے لگائی قہار تلملانے
لگا بڈھے نے اسکا گلا دبایا جب قہار کا کچھ بس نہ چلا مجبور ہوکر اُٹھ بیٹھا بڈھے کے زخم چاٹنے لگا بڑھیا سر پر
کھڑی ہی اس بات پر اڑی ہی کہ تمام زخمون کا پیپ لہو سب اسکے پیٹ مین جائے ایک قطرہ بھی زمین پر
گرنے نہ پائے جب سب زخم صاف ہو چکے بڑھیا نے مرہم کے پھاہے چڑھائے پٹیان باندھین بڈھے
کو شراب پلائی جب چار گھڑی دن باقی رہا بڑھیا نے قہار سے کہا بیٹا اپنے باپ کو کندھے پر چڑھا کے
جنگل کی سیر کرا لا تاکہ یہ وہان کی ہوا کھائے کچھ طبیعت بحال ہو جائے قہار انکار کرنے کا مزہ پا چکے تھے
اپنی طاقت کا امتحان بھی کر چکے تھے فوراً بڈھے کو کندھے پر چڑھا لیا ذرا انکار نہ کیا بڑھیا ساتھ ساتھ
چلی ایک لکڑی ہاتھ مین لے لی جب کہین قہار ٹھہر جاتا ہی ذرا سستاتا ہی بڑھیا لکڑی پاؤن مین زور
سے مار دیتی ہی ٹٹو کیطرح ہنکا دیتی ہی اوپر سے بڈھا دھولین مارتا ہی دونون پاؤن سے ایڑ لگاتا ہی شام
ہوئے گھر مین لائی دروازہ مین ٹٹی لگائی منڈوے کا آٹا پانی مین گھولا نمک ملایا قہار کو مثل ستو
کے پلایا کھری کھاٹ اسکو سونے کے لیے دی آپ بڈھے کے پاس چلی گئی قہار کھٹیا پر پڑا روتا ہی
دل سے کہتا ہی رات زیادہ آلے بڑھیا سو جائے تو چل دون ان دونون خبیثون کے گلے گھونٹ
کے بدلہ لون جب آدھی رات ہوئی قہار نے چاہا کہ اُٹھون ہاتھ پاؤن ہلاؤن ہر چند زور کیا ہلا نہ گیا
آنکھون سے بھی سو جائی نہ دیا بڑھیا نے وہین سے پکار کر کہا کیون بیٹا لکڑی لاؤن بھاگنے کا مزا
چکھاؤن قہار دم بخود ہو گیا مردے کی طرح سو گیا صبح کو پھر وہی معمولی کام کا سامنا پہلے بڈھے
کے زخمون کا پیپ لہو چاٹنا سہ پہر کو کندھے پر سوار کرکے ہوا کھلانا شام ہوتے بڑھیا کی نگرانی مین واپس
آنا جو کون مرنا بڑھیا قہار سے ایسے سخت کام لیتی ہی کھانے کو قدرے قلیل دیتی ہی جب یہ کہتا ہی تو کہتی
ہی او قہار تو کیسا شاہزادۂ اقلیم سیاہ پوشان ہی ارے تو کیسا طلسم کشا ہی کیونکر طلسم کشائی کریگا ابھی
تو ایسے ایسے معرکے تجکو بہت پیش آئینگے تجھ ایسے بزدل سے کیونکر جھیلے جائینگے کبھی دلاسا دیتی ہی
اور کہتی ہی بیٹا تمھین تابہ لوح دار جانا ہی ابھی بڑی بڑی جفائین اُٹھانا ہی کبھی پشت پر ہاتھ پھیرتی ہی
قہار روتا ہی تو بڑھیا آنسو پونچھتی ہی اور کہتی ہی بیٹا نہ رو ابھی سال کا ہی طلسم نے وعظ کہی تھی یہ بھی
کہا تھا کہ اس سال مین طلسم کشا آئیگا سارے طلسم کو شکست کرکے مال طلسمی اپنے قبضہ مین
لائیگا ای فرزند مین حیران تھی کہ کون ایسا رابط وضابط ہوگا مگر تجکو دیکھ کر مجکو اطمینان ہوا
لات ومنات کی طرف سے تیرے لیے سب سامان ہوا بیشک تو بڑا جوانمرد ہی جرأت وہمت
مین تو فرد ہی ایک روز بڑھیا نے قہار کو نہلا دھلا کے پلنگ پر بٹھایا یہ بہت رویا بڑھیا نے اسکی
پشت پر دست شفقت پھیرا بڑی تسلی دی اسنے کہا ای مادر مہربان میری زندگی کیونکر ہوگی اس
قید سے نجات کسطرح ملیگی بڑھیا نے کہا نہین بیٹا تم بڑے رابط وضابط ہو پہلوان صاحب لیاقت
ایسے ہی ہوتے ہین قہار اسکی محبت کو غنیمت جان رہا ہی جی مین کہتا ہی دیکھیے اب انجام
کیا ہو بڑھیا نے ایک کالی ہنڈیا نکالی اُسمین آتش کی کھچڑی چڑھا دی کچھ سوکھی پتیان
جنگل لائی جھونک جھونک کے کھچڑی پکائی ایک مٹی کی رکابی اُسمین بھی سوندھی لگی ہوئی کھچڑی
نکال کر قہار کے آگے رکھی کہا تو بیٹا کھاؤ مین تمہارے لیے شراب لاؤن اپنے بچہ کو پلاؤن قہار نے

کہا ای مادر مہربان اب مین شراب نہ پیونگا شراب پینے سے مجکو حد سے زیادہ تکلیف ہوتی ہی بڑھیا نے کہا
بیٹا عیش زندگی اسی پر موقوف ہی یہ کہکے پیٹ سہلا سہلا کے قہار کو کھچڑی کھلائی کہا شراب لاؤن
اسنے کہا ای مادر مہربان خوشی تمھاری بڑھیا دوڑی گئی کورے لوٹے مین شراب لائی جسمین کھچڑی
کھلائی تھی اسی مین شراب پلائی کہلے اب تو خوش ہوا تیرے واسطے ایک جام بھی جکھن کیا جب قہار
کو سرور ہوا بڑھیا نے کہا لو بیٹا اب کفران نعمت نہ کرنا اپنے باپ کے زخمون کو پیپ اور خون سے
صاف کرکے کندھے پر چڑھا کے خوشی خوشی ہوا کھلا لانا یہ کہکے قہار کا ہاتھ پکڑ کے کہا بیٹا چلو معمولی کام
زہے خوشی۔ جام دو غرضکہ قہار کو سات روز اسی مصیبت مین گذرے آٹھوین روز بڑھیا کسی کام کو باہر گئی
ہی قہار منڈیا مین تنہا بیٹھا ہی سر پر ہاتھ رکھے رو رہا ہی کہ ذرا غنودگی ہوئی خواب مین دیکھا جلیسہ سامنے
کھڑی ہی کہتی ہی کیون حرامزادے ہماری نصیحت بھول گیا اپنی نانی دادی کے فریب مین بھول گیا
لات و منات کا جب تک نام لیا کریگا اسی طرح مصیبت مین رہیگا اسے یا ابلیس ایک سو چالیس
مرتبہ صدق دل سے پڑھ اور منڈیا سے نکلکر راہ مین آج ہی بڑھیا کو مار ڈال تب لوح کا پتہ ملیگا تجکو خود
معلوم ہو جائیگا طائر طلسمی آئیگا سب حال تجکو بتا جائیگا اب ورنہ کر اس جھیڑیا کو تو نے مقام راحت
جانا مین تیرے پاس آئی تھی گڑھیا کے کنارے جہان جنجال زنگی رہتا ہی اسنے مجکو قید کر لیا تجھ تک
آنے نہ دیا تو سات دن سے یہان جفا اٹھاتا ہی مین وہان مبتلاے مصیبت ہون تو اپنے کو بہت جلد
میرے پاس پہونچا قہار کی آنکھ کھل گئی شیطان کا نام پڑھنے لگا تعداد ختم ہوتے ہی منڈیا سے
باہر نکلا دیکھا بڑھیا سامنے سے گالیان دیتی ہوئی آتی ہی کہ او بچپا نامرد سے یہ فعل تجکو کسنے بتایا یہ کہتی
ہوئی جیسے ہی اسکے قریب آئی قہار نے ابلیس کا نام لیکر ایک گھونسا سر پر مارا بڑھیا کا سر
پھٹ گیا آسمان سے آگ برسنے لگی آندھی سیاہ چلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین بڑا نجادو بود
بڑھیا کے مرتے ہی ایک زاغ سیاہ نخل پر آکے بیٹھا آواز دی او طلسم کشا ادھر ان کے سامنے روانہ
ہو تھوڑی دور راستہ طے کرکے نہر آب دیکھیگا اسمین غوطہ مارنا مقام پر جنجال زنگی کے پہونچے گا
تیری معشوقہ جلیسہ وہان قید سخت مین گرفتار ہی اسکو جا کے بچا یہ کہکے زاغ سیاہ نے منہ سے ایک
پرچہ کاغذ کا گرایا آواز دی جب تک لوح دستیاب ہو اس مکتوب کی ہدایت پر کام کرنا قہار نے وہ پرچہ
اٹھا لیا زاغ اڑ گیا مگر یہ کہتا ہوا گیا ای شاہزادہ اقلیم سیاہ پوشان تمامی طلسم خضر بچہ مبارک ہو بطریقے
معلوم ہوتا ہی کہ تو ضرور طلسم فتح کریگا زاغ تو یہ کہتا ہوا چلا گیا قہار نے وہ پرچہ اٹھا لیا اور چل نکلا تھوڑی
دور پر جا کر دیکھا ایک گڑھیا مین صدہا کتے مرے ہوئے پڑے ہین بلیون کے لاشے پڑے ہوئے ہین
وہ بوے بد آتی ہی کہ دماغ پھٹا جاتا ہی قہار نے کاغذ دیکھا لکھا تھا کہ جلد اسمین غوطہ مار غرق دریاے
لعنت ہو اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر دیر کریگا ایسی آفت مین پھنسے گا کہ تمام عمر رہائی نہ پاویگا ناچار ہو کر قہار
گڑھیا مین پھاند پڑا ایک کتے پر گرا اسکی پسلیان آنتین سب گلے مین لپٹین قہار نے نوچا ہو اچھلا
کبھی آنکھین بند کرتا ہی کبھی کھولتا ہی پانی سیاہ حال تباہ کئی غوطے کھائے تہ پر جو پانی کے پہونچا
دیکھا زمین سیاہ تمام دنیا کا ملغوبہ جمع ہی بمشکل ابھرتا ہی کبھی کتا سر پہ آگیا اسکو نوچ کر پھینکا کبھی بلی
کے پیٹ مین سر گھس گیا سات غوطے کھائے آٹھوین غوطہ کے بعد جو سر نکالا تو دیکھا جلیسہ قید سخت

مین گرفتار ہی نہایت نالان وبیقرار ہو نوبت بجان کارد با ستخوان قہار نے آتشین وغیرہ نوچ کر پھینکین
کاغذ دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم مردار وریم خوار ارناپاک وبدکردار جب تو مقام پر جنجال زنگی کے
پہونچے اور اپنی معشوقہ کو اس مصیبت مین دیکھے وہ تیری اصلی معشوقہ نہین ہی خبردار دھوکا نہ کھانا نام
ابلیس کا پڑھتا ہوا اُن سب پر جا پڑنا جب ایک دو کو قتل کریگا وہ زنگی کہینگے مکتوب ہمکو دیدے جلیسہ
تجکو دیکھتے ہی بیہوش ہو جائیگی تو اُسپر توجہ نہ کرنا کاغذ ہاتھ سے زمین پر ڈال دینا سب اس مکتوب کے لینے
کی خواہش مین لڑلڑکر اپنی جانین دینگے جنجال زنگی جو کل کا افسر ہی وہ باقی رہجائیگا اس سے مقابلہ کرنا چاہئے
اُسکو قتل کرنا بعد جیسا موقع ہوگا پھر کاغذ کو دیکھنا بغیر کاغذ کے دیکھے ہوے کوئی کام نہ کرنا ورنہ ہمیشہ دھوکے
کھائیگا آخر ذلیل ہوگا یہ دیکھکر قہار نے نعرہ کیا با شیدای زنگیان تیرہ و دغابازان ظلم وجفا منم کاذب القول
نہر بحر البول اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے اپنے کیے کی سزا پاؤگے یہ کہکے تلوار کھینچ کر جا پڑا
دو زنگی قتل کیے مکتوب زمین پر ڈال دیا زنگی آپس مین لڑکر مرے جنجال زنگی سے اور قہار سے مقابلہ ہوا قہار
نے بزور شمشیر اُسے بھی قتل کیا اندھیرا ہوگیا آگ اور پتھر آسمان سے برسنے لگے آندھیان سرخ وسیاہ چلین
بڑے عرصہ کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من جنجال جادو بود جلیسہ کو جاکر قہار نے اُٹھایا حکم مکتوب کو
بھولا مکتوب کو نہ دیکھا جلیسہ کا ہاتھ پکڑکر اٹھایا جلیسہ نے اپنا حال دکھایا کہا دیکھ تیرے واسطے مین نے
یہ یہ جفا اُٹھائی قہار نے رو رو کر اپنی مصیبتین بیان کین اور کہا ای مادر مہربان اُس عالم مین بھی مین
تمکو نہین بھولا تمھاری شفقتین یاد کرکے روتا تھا جلیسہ نے کہا چپ رہ گذشتہ باتین بیان ہو رہا لاؤ طلسم کشا
ہی تمام طلسم مین تیرے آنے کا ہنگامہ پڑا ہی اب تجکو لوح ملیگی مین سب تدبیرین بتاؤنگی ہر حال مین
تیرے کام آؤنگی جلیسہ قہار کا ہاتھ پکڑکے کنارے گڑھیا کے لائی ایک مٹکا پڑی تھی اُسمین لاکر بٹھایا
کہا ارے جو تیرا حال تھا وہ ہی میرے اوپر بھی گذرا قہار پھر رو رو کر اپنا حال بیان کرنے لگا جلیسہ نے
کہا او بجڑ وے پھر تو نے وہی باتین کین ارے بچا چپ رہ بدنام ہو جائیگا لوح طلسمی کیونکر پائیگا قہار
چپ ہو رہا جلیسہ نے کہا تو یہان تک کیونکر پہونچا کسنے ہدایت کی کیا لوح طلسم مل گئی قہار نے کہا ایک
زاغ سیاہ نے مجکو مکتوب دیا یہ بھی کہا کہ فتاحی طلسم خنزیر مبارک ہو بموجب حکم اس مکتوب کے مین نے
گڑھیا مین غوطہ مارا جنجال کو قتل کیا اُسی مکتوب مین سب احکام نکلے اب تو دیکھون کہ مکتوب مین کیا
لکھا ہی مجکو کیا کرنا چاہیے جلیسۂ نقلی نے تھرّا کر کہا کہ وہ مکتوب مجھے دے مین تو دیکھون کہ وہ کاغذ کیسا
ہی قہار نے کاغذ دے دیا کاغذ جو جلیسۂ نقلی نے پایا ایک چیخ ماری کہ ادھر آ مزا دے بچا تو نے
میرے حقیقی بھائی کو مارا مین آنکھون سے دیکھا کیا بوجہ مکتوب کے تیرا کچھ کر نہ سکا منم بھونچال جادو
اب اگر ہزار جان تو رکھتا ہی ایک بھی سلامت لیکر نہ جائیگا قیامت تک اپنے افعال کی سزا پائیگا یہ کہکے
ایک دو ہتڑ زمین پر مارا قہار کو معلوم ہوا ایک مکان مین جو مثل قبر تیرہ و تاریک ہی قید ہون ہاتھ مین
ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خار مار لٹو بانہون مین جوڑے فولاد کے رانون
مین بھی جوڑے فولاد کے مکان وہ اندھیرا ہی کہ لشکر غم والم نے گھیرا ہی کان مین آواز آئی ماندی تا دور
قیامت ہم اینجا ماندی قہار سر پر ہاتھ رکھکر رونے لگا اب خیال مین آیا کہ مکتوب نے یہ حکم دیا تھا کہ یہ
جلیسہ اصلی نہین ہی اسے مجکو خیال نہ رہا اب رہائی کی کون صورت ہی بیٹھا ہوا رو رہا ہی سر پٹک رہا ہی دن بھر

اسی مصیبت مین رہا ہر چند کہ وہ مقام ایسا ہی کہ دن و رات مین تمیز نہین مگر طریقہ سے معلوم ہوا کہ اب رات ہوئی اب بھوک کے مارے برا حال ہی کبھی تڑپتا ہی کبھی آہ آہ کرتا ہی کبھی کہتا ہی اے سامری و جمشید خطا میری معاف کرو ہاے مین کس عذاب مین پھنس گیا اب کون آکر بچائیگا کون قید سے چھڑائیگا اس حال پرملال مین قہار تھا کہ یاد نام ابلیس کی آئی فوراً نام ابلیس ایک سو چالیس مرتبہ پڑھا بعد ختم تعداد زمین شق ہوئی ایک نازنین کمسن حور پیکر غنچہ دہن رشک چمن آنکھین قتال عالم پیشانی لوح بلور عارض نور پرنور چہرہ ماہ تابان قد سرو لب جو خال ہندو چشم جادو خوش رو خوش خو سن پورس پندرہ کا سن جوانی کی راتین مرادونکے دن نظم

جمال جہانگیر ہے بے عدیل ｜ نہایت حسین اور نہایت جمیل
بلا ایسا تو اسکا کہان ہو بیان ｜ مگر آزماتا ہون طبع روان
کہ حاصل ہو مانند زلف صنم ｜ رسائی سخن کو ز سر تا قدم
عجب شکل اسکی دلاویز تھی ｜ حیا ساتھ اسکے بلاخیز تھی
قد ناز کا سرو طوبی غلام ｜ نسیم چمن پائمال خرام
وہ گیسوے مشکین وہ مشکین کمند ｜ وہ سر حسن کا آسمان بلند
ہوا مانگ پر عاشقونکو گمان ｜ کہون راہ ظلمات یا کہکشان
جبین بدر تھی ابرو ماہ ہلال ｜ [illegible] چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہاے برنا و پیر ｜ مژہ تیر تھے جو سیہ کمان تیر
دہن غنچ سا یاقوت دندان گہر ｜ زبان پارۂ لعل و کان درر
لب لعل حلواے قوت روان ｜ دم خندہ گلہاے رنگین فشان
ذقن اسکا سیب بہشت برین ｜ جبین ترنج وہی سے کہین
وہ چاہ ذقن سیب کے درمیان ｜ کسی حور کے دانت کا تھا نشان
وہ غبغب کہ تھی حوض کوثر کی لہر ｜ نہان اسکی کمان آب حیوان کی لہر
صدف گوش تھے در بناگوش تھے ｜ گلا اس گلو از سر حسن پر
وہ گردن کہ جو دستۂ نرگس تھی ｜ صراحی گردن سے بے پیچ تھی

سینہ تختۂ بلورین حباب حسن کا ابھار باغ خوبی پر بہار نکلی قہار کانپنے لگا اس نازنین نے لپکتے ہی قہار کا سر سینہ سے لگایا کہا کیون دادا جان کس مصیبت مین ہو دام مین بھونچال کے پھنسے تم تو سر پر ہاتھ رکھے ہوے رو رہے ہو طلسم کیونکر فتح کروگے اور اے قہار حقیقت مین تو اس طلسم کا فاتح ہی جو جفائین تونے اٹھائین کسی بہادر کا کام نہ تھا تونے بڑی جرأت کی بادشاہ طلسم جو ہی سنگال دارخوار مین اسکی بیٹی ہون جیفہ آدم خوار میرا نام ہی جب تیری خبر گذری باباجان نے تیری تصویر مکان سے نکالی تیری صورت کالی کالی دیکھکر مین عاشق ہوگئی مگر یہ بھی سنا ہی کہ تیری خالہ تیرے ساتھ ہی اگر تو دل سے میرا طالب ہی تو اب خبردار جلیسہ کا کبھی نام نہ لینا ورنہ تیرا منہ بھونک دونگی مکتوب تیرا مین چرا کر لائی ہون جب تو یہانسے رہائی پائیگا مین تیرے پاس آؤنگی اپنے باغ مین لیجاؤنگی وہین تدبیر کرکے تجکو لوح دلواؤنگی مگر راہ عشق مین ثابت قدم رہنا ایسا نہو تو فراموش کرے اور مجکو بھول جائے یہ بھی مجکو خبر گذری ہی کہ قہار سفلہ مزاج ہی جاہلون کے سر کا تاج ہی ایسا نہو جسوقت لوح ملے تو آپے سے باہر ہو جائے پھر میرا کچھ اختیار نہ رہیگا لیکن لوح تجہ سے چھنوا دونگی تو ہزار آفت مین پھنسے گا یہ کہکے مکتوب کمر سے نکالا بیٹے پکڑکے قہار کے دو طمانچے بھی مارے کہا مین جاتی ہون مکتوب آتے ہی قید قہار کی گر پڑی پھر جیفہ نے کہا خبردار نام ابلیس کا پڑھے جانا اسی نام کی سب برکت ہی کہ مجکو خداوند نے تیرے پاس بھیجا یا نہین تو نانا جان تم ترپ کر مرجاتے کبھی اس قید سے رہائی نہ پاتے صبح کو تیغہ کھینچکر قید خانے سے نکلنا بھونچال جادوگر کو قتل کرنا قدم بقدم مکتوب کو دیکھتے جانا جو دوست دشمن سامنے آئے بے مکتوب کے دیکھے اس سے بات نکرنا جب مین بھی آؤن تو مکتوب دیکھ لینا قہار اسکی باتون پر مرا جاتا ہی کبھی بلائین لیتا ہی کبھی صدقے قربان جاتا ہی جب چاہتا ہی کہ ہاتھ پکڑکے پاس اپنے بٹھاؤن جیفہ ہٹ جاتی ہی کہتی ہی دیکھو بدحواس

جب تک مین اپنی خوشی سے اجازت نہ دون تب تک مجکو ہاتھ نہ لگانا یہ کہکر اُسی طرح غرق زمین ہوکر جیفہ
غائب ہوئی بھونچال چیخ کوبل کرتا ہوا آیا ایک لات ماری کہ دروازہ کھلا آواز دی او قہار کیا کرتا ہی بھوک
کے مارے مرگیا تا جیتا ہی قہار تیغہ کھینچکر باہر نکلا بھونچال کو کچھ بن نہ پڑا حیران ہی کہ یہ کیا ہوکہ گذرا نیزہ
ہاتھ مین تھا قہار کو مارا قہار نام ابلیس پڑھ رہا ہی نیزے کو توڑکر پھینکدیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا قہار نے روکا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر بھونچال پر تیغہ کا ہاتھ مارا کہ بھونچال کے دو ٹکڑے ہوے زمین کانپی قصر گر پڑا
گرد بھی خشک ہوگئی آسمان نے آگ برسنے لگی تھوڑی دیر یہ آفت رہی پھر آواز آئی کشتی مارا نام مین بھونچال
جادو بد داب قہار نے تیغہ کو نیام مین کیا اکڑتا ہوا چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ پہلوے نخل سے جیفہ آدم خوار پیدا
ہوئی وہی صورت وہی سیرت قہار اسکی صورت زیبا دیکھکر بلبلا گیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان وای
ماہ تمثال وای خورشید جمال ای نیر آسمان کمال وای آفتاب فلک جلال میری تیرے جان جاتی ہی اُسنے بائین ہاتھ
اسکے سینے پکڑے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا اب سب مصیبتین تیری دور ہوئین مجہ بڑی قید سے
نجات پائی اب میرے ساتھ باغ مین چل دن عید رات شب برات ہوگی کوئی تکلیف سامنے نہ آئیگی یہ کہکے
اپنے ساتھ لیچلی جنگل مین دیکھا ایک قبر تازہ بنی ہی جیفہ نے قہار سے کہا مٹی اس قبر کی ہٹاؤ ہم چلکر شراب
پیینگے کباب کیواسطے گوشت توڑے چلین قہار نے کہا ای جان جہان مُردے کا گوشت کس کام کا کہا اے
بیچارو زسامری و جمشید مجکو اسی کے کباب ہونچاتے ہین مُردے کا گوشت نہایت عمدہ مزے دار خستہ بھرا
ہوتا ہی تو ایسی چیز کو برا کہتا ہی جلد مٹی ہٹا قہار نے تامل کیا اس نازنین نے دوپٹے کی گاتی باندھ کر مٹی قبر کی
ہٹائی بیڑے نکال کر بھاے اُسی پر مردہ نکال کر رکھا کہا ارے قریب تو آ دیکھ تو کہان کا گوشت لون
قہار نے کہا مین تو اسکے کباب نہ کھاونگا اسنے سینے پکڑکر ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا نامرد ازلی واہی کا ذلیل
ہینے تیرے واسطے یہ جفا اٹھائی باپ کے گھر سے مکتوب چرا کر لائی اب لوح مجکو دلوا دینگے تو ایسی نعمت
سے انکار کرتا ہی یہ کہکے جیفہ نے چند بوٹے گوشت کے کاٹ لیے مُردے کو پھر قبر مین رکھ کر بیڑے لگا دیے
دوپٹہ آب روان کا تھا اُسمین وہ ٹکڑے باندھ لیے اُس سڑے ہوے گوشت سے پانی ٹپکتا ہوا بوے بد
آرہی ہی کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہی قہار ساتھ ساتھ اُس آدم خوار کے چلا آتا ہی تھوڑی دور چلی تھی کہ چند
کنیزین سامنے سے پیدا ہوئین مبارک مبارک کرتی ہوئی سامنے آئین کہنے لگین بی بی معشوق تو مبارک ہو
آپکے اسکے خوب بنی ایسے شیر دلیر کس کو ممکن ہوتے ہین کیا معشوق پری پیکر ہی جیفہ نے کہا صاحب چپ ہو
یہ شعلہ مزاج ہی دیکھیے اس سے کیونکر بنے جو سامری و جمشید چاہینگے وہ کرینگے سب کنیزین گھیرے ہوے
جیفہ و قہار کو ساتھ لیے ہوے بناز و کرشمہ چلی آتی ہین چند قدم طے کرکے دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش
عاشق کھلا ہوا ہی ہواے سرد آرہی ہی جیسے ہی قدم اندر رکھا قہار نے خوش ہوکر بند قبا کھول دیے
کنیزین قہار کی صورت دیکھ کر ہنستی ہین آپس مین کہتی ہین دیکھو یہ بھڑوا جمال ظاہری دیکھکر کیسا لٹو
ہوگیا ہی کیا خوش خوش چلا آتا ہی جب صورت اصلی دیکھے گا گھبرایگا سر پیٹیگا ایک کہتی ہی بوا اب انکے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا انکے دام مین پھنس گیا اور پھر انکی صورت اصلی وہ کیونکر دیکھے گا کیا یہ ایسی
نادان ہین جو اپنی اصلی صورت دکھائینگی اسیطرح ہمیشہ اپنے کو بنائے رکھینگی قہار باغ کو دیکھکر شگفتہ ہوگیا ہی دیکھا
ہی چہار جانب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین جوش پر رہی ہین عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی

باغ کی رعنائی و زیبائی بہت جوش بہار طائرون کی بلبلین کے چہچہے جانورون کے قہقہے پھولون کی خوشبو کوئل کی کوکو

نظم فضا دلاویز و جنت نما
عجب کیون نہو چمن گردش آل
عجب آب نوشین مین اسکے ہو
قلم وصف مین اُسکے گر ہو روان

عجب دلنشین و عجب دلکشا
کرے مطلع شعرہائے کمال
بجا ہے کہین گر شراب طہور
بنے فیض سے اُسکے شیرین زبان

باین زیب و زینت ہے اسکی زمین
ہوا اُسکی مثل نسیم بہار
عجب کیا اگر ہو وہ آب حیات

کہ خم رشک سے جسکے چرخ برین
دلون کو کھلاتی ہے لیل و نہار
کرے آب جو اُسکی آب حیات

جیفہ نے کنیزون سے کہا ارے تمھارے یہان مہمان آیا ہوا ہے صحن باغ مین فرش بچھاؤ آگ تیار کرو گوشت لائی ہون کباب لگاؤ مہمان نوازی ضرور ہے آج باتین بڑی کیفیت ہے روز جشن و سرور ہے مگر دیکھو قہار ہمارے ساتھ بیمروتی نہ کرنا یہان اپنی خالہ جلیبہ کا نام نہ لینا مین نے اپنے بزرگون کے قتل پر کمر باندھی ہے لوحدار کو بھی بلایا ہے وہ بھی آج ہی آئیگی کنیزون نے اُسی وقت صحن باغ مین فرش بچھایا شراب کی بوتلین لاکر رکھین قہار کو لاکر محفل مین بٹھایا قہار اس معشوقۂ پری چہرہ کو دیکھ دیکھکر پھولا جاتا ہے جی مین کہتا ہے ای قہار کیا معشوقۂ طرحدار ملی کلی آرزو کی کھلی نہایت خوش بیٹھا ہے جیفہ اپنی بات پکی کیے جاتی ہے کہ ای قہار تو سلطنت مزاج ہے مین لوحدار کو بلوائی ہون وہ لوح لیکر آتی ہوگی تو چھین لینا مگر دیکھو میرے ساتھ بیمروتی نہ کرنا قہار کہتا ہے ای جان جہان مین تمام عمر خدمتگذاری کرونگا بعد فتح طلسم تیرے ساتھ شادی ہوگی جیفہ کہتی ہے میرا احسان ماننا اپنے قول پر قائم رہنا قہار قسمین کھاتا ہے کہ ای جان جہان تجھے خلاف وعدہ کرنا خداوند ابلیس کو دھوکا دینا ہے جس دن تمکو نہ دیکھونگا جان سے گذر جاؤنگا تاب فراق نہین ہے جیفہ ہنسے دیتی ہے چٹ چٹ اسکی بلائین لیتی ہے پھر گائن سے اشارہ کیا اُسنے جو قہار کو بہت بیتاب پایا ساز کو ملایا گنگنا کر بصد ناز و ادا یہ غزل گائی غزل

کیا ماجرا لکھون مین کہ تاب رقم نہین
یہ حادثہ نزول قیامت سے کم نہین
جا کر رہینگے عرش پہ ارباب لغزش یہ
ہم ناتوان وہ سلسلۂ ستم نہین
یہ زندگانی اہل ہوس کو نصیب ہو
کوئی نہین جہان مین جو پامال غم نہین
ازبسکہ ہے جان سے اُٹھ جانیکا خطر

مین نالہ ہائے صور ہے قلم نہین
ایسا گیا کہ یان تلک آنا محال ہے
اس جوش مین سمائے یہ ایسا الم نہین
پہونچا رہا ہے جو دیون سے قریب مرگ
مین ناتوان سزائے جفا و ستم نہین
اہل زمانہ دیدۂ بادام کی طرح
اب حضرت مسیح کے بھی دم مین دم نہین

اُٹھی ہے نقش خوش قد محشر خرام کی
کہتے ہین ہم کہ اسکی طبیعت مین رم نہین
وحشت مری لگا دے ہو کیون نہ چارہ گر
ای چارہ گر اب آپ مین آئے تو ہم نہین
بیداد کیہ تازی ترک فلک نہ پوچھ
وہ آنکھ پھوڑ ڈالتے ہین جنمین نم نہین

قہار کا دماغ نشۂ شراب سے تر پہلو مین معشوق پھر شراب چل رہی ہے جام کا یہ انجام ہے کہ بے پانون چل رہا ہے ہر بنائے خنجر رشک سے جل رہا ہے جیفہ کا پھول پھول کر بیٹھنا ہر مرتبہ یہی کہے جاتی ہے کہ دیکھو صاحب میرے ساتھ بے وفائی نہ کرنا مین نے لوحدار کو طلب کیا ہے اب تمکو لوح ملیگی ایسا نہو اپنے آپ سے باہر ہو جاؤ قہار لوح وغیرہ سب بھولا ہوا ہے جیفہ پر جان دے رہا ہے دل مین کہتا ہے ای قہار ابتک جفائین سہین ایسی معشوقہ پھر کے ملنے کی امید کہان تھی سنتے تھے کہ طلسم مین بڑی بڑی عمدہ اشیا ہوتی ہین ایسی معشوقۂ عاشق مزاج حسینان جہان کے سر کی تاج اس سے بڑھکر کوئی عمدہ شے نہوگی اب قہار نے کہا کہ مجھکو نشہ زیادہ ہے سو رہنے کو دل چاہتا ہے جیفہ نے کہا صاحب ابھی ٹھہر جاؤ لوحدار آلیوے لوح حاصل کر لو پھر تو تمھارا اختیار ہے ناحق دل بیقرار ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین نہایت حسین ایک کاٹھ کی صندوقچی

[illegible] قہر مین اُسکو گلے سے لگائے [illegible] داخل صحبت ہوئی جیفہ اُٹھ کھڑی ہوئی کہا بوالوحدار آؤ اُس
[illegible] حرہ نے اُنگلی دانت کے نیچے دبائی [illegible] ارکا ہے کو ہون میرا تو مبہوت جادو نام ہے محبت مین
لوگون نے بہت سے نام رکھے تھے اب [illegible] جیفہ نے کہا بوا خطا ہوئی پلٹ کے اُسنے قہار کو دیکھ
جیفہ سے پوچھا یہ کون صاحب ہین کہا یہ میرے [illegible] ہین مبہوت نے کہا حضور آپ کو کچھ خبر ہے طلسم کشا
طلسم مین آگیا اکثر لوگ مارے گئے وہ لوگ [illegible] نہ ڈال سکتا تھا جنجال زنگی کا مارا جانا نہر
رحمت افزا کا خشک ہوجانا یہ کیا تھوڑی [illegible] مزدور ہوگیا جنجال جادو وہ شخص تھا کہ جسنے دعوے
[illegible] کیا اُسکو حیران کرکے قتل کرڈالا آبرو [illegible] کرتا تھا آخر طلسم کشا پریشان ہوجاتا تھا لیکن وہ بھی قتل
طلسم کی کمر خم ہوگئی آپکے اباجان [illegible] آپکو عاشقی و معشوقی سوجھی ہے جیفہ نے گلے مین ہاتھ ڈال
[illegible] کہا بوا ہم جانتے ہین کہ دنیا تا پا [illegible] عیش سے گذر جائے اُسکو غنیمت جانو غم والم کا خیال بھی نہ
[illegible] میرے ہاتھ سے ایک دو جام [illegible] کہکے جیفہ نے جام بھر الوحدار کو پلایا جام پی کر لوحدار اپنے
[illegible] شراب کا ہوگا طبیعت بے لطف ہوجائیگی جیفہ نے دو چشم
[illegible] م کو اپنا ہی گھر جانو پھر بٹھایا ایک جام اور پلایا اب تو لوحدار نے
[illegible] ہون جیفہ نے پھر ہاتھ پکڑ لیا کہا مین نہ جانے دونگی قہار
نے چنگی لی اشارہ کیا کہ اب لوح چھین لے ورنہ چلی جائیگی میر ابھی کہنا نہ مانیگی قہار اُٹھا ہاتھ پکڑ لیا
ملکہ ابھی نہ جاؤ کیا جلدی ہے ہم تمہارے مشتاق تھے اس زور سے قہار نے ہاتھ پکڑا کہ لوحدار
نے کہا ارے کچھ دیوانہ ہوا ہے مجکو اپنا زور دکھاتا ہے دیکھو ملکہ اپنے دھگڑے کو منع کرو مین اُف کردونگی
[illegible] رہجائیگا قہار نے صندوقچی پر ہاتھ ڈالا لوحدار نے چیخ ماری کہ ارے اسے کیون چھوتا ہے اسمین
[illegible] پہننے کا زیور ہے قہار نے جھٹکا مارا صندوقچی چھین لی جیسے ہی صندوقچی چھین کر الگ ہوا ساحرہ دیکھ
[illegible] کر قہار کو جلادون قہار نے بتعجیل صندوقچی کھولی سنا کرتا تھا کہ لوح الماس کی ہوتی ہے حروف اُسپر
[illegible] ت احمر کے ہوتے ہین بیش قیمت و بے بہا ہوتی ہے اب جو صندوقچی کھولی دیکھا کہ ایک کاٹھ کا ٹکڑا اُسپر
[illegible] لے کالے حروف لکھے ہین قہار نے گھبرا کر اُسی تختی کو اُسکے سامنے کردیا اُسنے ہائے کہکر آواز دی او
[illegible] فہ تونے غضب کیا تمام اہالی طلسم تیرے دشمن ہوئے دھگڑے کے شوق مین مجکو گھر مین بلاکر تونے
[illegible] چھنوادی جاکر تیرے باپ سے کہونگی یہ کہکر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی قہار نے کہا کیون ملکہ عالم
[illegible] انون نے جو طلسم توڑے تختیان الماس کی حروف یاقوت احمر کے طلسمی شے نایاب ہوتی ہے یہ کیسی تختی
[illegible] ہے میری کمبختی ہے جیفہ نے کہا تم بڑے صاحب اقبال ہو کہ لوح بے زحمت مل گئی اس طلسم کی یہی لوح
[illegible] فائدے اسمین یہ ہین کہ کوئی تمہارے سامنے مکر نہ کرسکے گا کوئی تیر غالب نہو سکیگا قہار نے لوح کو گلے مین
[illegible] لیا جیفہ نے کہا صاحب اب بادشاہ طلسم کو خبر ہوجائیگی اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے یہانسے نکل چلو یہ جو
[illegible] ہے میرے باپ سے سب کیفیت بیان کریگی وہ فوج لیکر آئیگا بڑی آفت مچائیگا مگر جیفہ کا یہ حال ہے کہ تختی جو قہار
[illegible] ن مین لٹکی ہے وہ اُسکے سامنے سے اپنا منھ چھپائے لیتی ہے قہار نے خوشی مین جیفہ کو گلے سے لگالیا
[illegible] عکس لوح کا اُسپر پڑا اب جو قہار دیکھتا ہے ایک بڑھیا مکر و فریب مین لاثانی پیر فلک کی نانی جھریان چہرہ
[illegible] ی ہوئین کمر مین خم نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کالی جیسے اُلٹا توا صورت وہ ڈراونی کہ قہار

پیچ کے پیچھے ہٹ گیا جیفہ نے دوڑ کے پٹے پکڑے اور دو طمانچے زور سے مارے اور کہا او حرامزادے قہار
دیکھو ہم دمبدم اسی پے کیئے تھے تو نے قسمین کھائین اقرار وانق کیا ارے بیحیا تو سمجھا کہ نام تو اسکا جیفہ ہے یہ
خوبصورت کیونکر ہوگی تو صورت ظاہری پر شیفتہ تھا میری سیرت باطنی تو ابھی ہے ارے میری شرکت سے طلسم جلد
فتح ہوگا ورنہ برسون مارا مارا پھریگا یہ کہکر ایک لات ماری کہ قہار اوندھے منہ زمین پر گرا اب سنبھل کر اٹھا تو
ہے مگر چپ ہے دل سے کہتا ہے کہ مین کس مصیبت مین پھنسا اس طلسم بھر مین کوئی معشوقہ خوبصورت نہین ہے
اس حرامزادی نے بڑا دعوکا دیا جیفہ جو ناز و کرشمے کرتی ہے منہ پاس لاتی ہے قہار کا دماغ پھٹا جاتا
ہے ایسی بو سے بد آتی ہے منہ پھیر پھیر لیتا ہے جیفہ چٹکیان لیتی ہے کہتی ہے او بیحیا دل سے کیا باتین کرتا ہے جن باتون
کا مجکو خوف تھا وہ ہی باتین پیش ہوئین ہاے مردون کی ذات بیوفا ہے ارے او احسان فراموش
ایسی تو نے قول دیا ہے دم بھر مین طوطے کی طرح آنکھین پھیر لین جیسے ان تلون مین تیل ہی نہین یہ ذکر تھا کہ نوبت
نقارے کی صدا کان مین آئی دیکھا ایک ساحر سیہ فام تخت پر سوار درختون کے تنے سینگون سے جڑے
ہوئے یہ تاج سر پر رکھے ہوئے میلا لباس زیب جسم تخت کا نو کا پہرے اسکے ٹوٹے ہوئے گردش ہزار ساحر
پشت پر لئے دہن سے نعرہ کیا منم سمنکال جادو بادشاہ طلسم خنزیر او جیفہ تو نے کیا غضب کیا اپنے
شہر مین طلسم کشا کو بلایا او غدار کو دعوکا دیا جیفہ باپ کو دیکھکر گھبرا گئی قہار سے کہا صاحب لوح کو گردش
دو تیغ کھینچو کسی کا سحر تم پر تاثیر نہ کریگا سمنکال نے فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا کو تم سب مل کر مار لو مین اس
مردار خوار کو لیتا ہون اسی نے نہر فرحت افزا کو مٹایا جنجال زنگی کو قتل کرایا یہ کہکے تڑپ کے
گرا جیفہ نے چاہا بھاگون اسنے چلو مین پانی لیکر پھینکا کہ جیفہ ٹھہر گئی پانی برسنے لگا یہ پانی کو دفع کر رہی ہے
سمنکال تڑپ کر گرا اکر مین پنجہ دیکر جیفہ کو لے اڑا او دونون ٹانگین پکڑ کے چیر پھاڑ کے پھینکدیا اندھیرا
ہو گیا آواز آئی کشتی مارا نام من جیفہ مردار خوار بود مگر سمنکال جیفہ کو مار کر بہت رویا پکار کر
آواز دی او قہار نابکار دیکھ مین نے اپنی بیٹی کو مار ڈالا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا دس ہزار
ساحرون نے قہار کو گھیرا قہار ان سب سے لڑ رہا ہے جب لوح کو گردش دیتا ہے ساحر اندھے ہو جاتے
ہین اس لڑنے مین لوح پر نگاہ پڑ گئی نوشتہ پایا لوح کو سر پر رکھ لے سب کی نگاہون سے مخفی ہو جائیگا سب جگہ
تلاش کر کے چلے جائینگے تو قریب باغ نمرودیہ کے پہونچیگا پھر لوح دیکھنا قہار نے لوح کو سر پر رکھ لیا یکایک
غلغلہ ہوا اے بادشاہ طلسم کشا نہین ملتا ہمارے بیچ سے لڑتے لڑتے غائب ہو گیا سمنکال نے سارے باغ کو چھان
مارا جب کہین پتہ نہ ملا آواز دی یارو چلو طلسم کشا طرف باغ نمرودیہ کے گیا ہے وہان گرفتار ہو جائیگا ادھر قہار نے
اطمینان سے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا تیری جرات کے شہرے ہین دل کو اپنے حقیر نہ کرنا بہادر بنا رہ مصرعہ
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد + اس درخت چنار کو اکھیڑ دہنہ نقب خام کا پیدا ہوگا اُسین کو دوڑنا قریب
باغ نمرودیہ کے پہونچیگا قہار نے درخت اکھیڑا دہنہ نقب مین داخل ہوا ایک صحرا مین پہونچا تھوڑی
دور گیا تھا دیکھا صدہا نازنینان مہ جبین و حسینان مہ تمکین برائے استقبال قہار آئین ایک نازنین جو
سب کی افسر تھی اسنے آکر قہار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ہم سب آپکے تابعدار ہین اسواسطے آئے ہین کہ آپ کو باغ
گلزنگ مین لیچلین اور آپنے جو صدمے اٹھائے ہین اسکا بدلا عیش و عشرت سے کرین قہار اس نازنین
سے باتین اور کنایہ اشارہ کرتا ہوا چلا اس نازنین نے یہ بھی کہا کہ ہم وہ ظاہر نما نہین ہین ہماری صورت اصلی کی

نقلی نہین ہی جیسا ظاہر ویسا باطن تمکو جو سامنا جیسے مردار خوار سے پڑا ہو وہ یہان تصور نہ کرنا اب اُس نازنین
نے قہار کو باغ مین لاکر مسند پر بٹھایا شراب چلنے لگی قہار بھی خوش خوش بیٹھا ہی جیسے ہی اُس نازنین نے
جام بھر کے قہار کو دیا قہار نے چاہا پیون کہ ایک آواز کان مین آئی او گدھے یہ جیتا نہین اُٹھا مین مگر تجکو عبرت
نہوئی خبردار بے لوح دیکھے شراب نہ پینا قہار رک گیا اُس نازنین نے کہا کیون صاحب شراب مین کیا عیب
ہی جو آپ رک گئے قہار نے باتون مین اُسکو لگایا وزدیدہ نگاہ سے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای قہار خبردار شراب
نہ پینا ورنہ پانی ہوکر بہ جایگا فریب جادو اسکا نام ہی خاص اسی واسطے آئی ہی کہ لوح چھین لیجائے یہی
جام اُسپر پھینک مار قہار حیران ہی کہ یہ آواز مجکو کسنے دی نظر اُٹھا کر جو دیکھا قصر کے سامنے ایک نخل ہی
اُسپر ایک زاغ بیٹھا کہ رہا ہی خبردار شراب نہ پینا قہار نے وہی جام اُس نازنین پر پھینک مارا شراب کا گرنا
تھا کہ نازنین جلنے لگی کنیزون نے جھپٹ کر اُس زاغ پر سحر کیا زاغ زمین پر گرا دیکھا جلیس مردار خوار
گرتے گرتے اصلی صورت پر آئی پکار کر آواز دی او قہار مجکو بچا قہار دوڑا لوح کو گردش دی کئی سو کنیزین
اندھی ہوکر بھاگین تھوڑی دیر مین سناٹا ہوا جلیسہ اُٹھی کہتی ہوئی او گدھے تو نے اسقدر دیر لگائی بادشاہ
طلسم نے صدہا جادوگر تیری تلاش مین روانہ کیے ہین مین نے اپنے کو بمشکل یہان پہونچایا یہ موکر تھا کہ آسمان
پر سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگر یہ شعر پکارتا ہوا آتا ہی او جلیسہ حرامزادی تو نے غضب کیا اپنے باپ
کو نمرود سے بچایا صدہا کو قتل کرایا دیکھ تو کس طرح تیرے ساتھ پیش آتا ہون جلیسہ نے کہا ای قہار لینا قہار
بڑھا اُس ساحر نے سحر کیا قہار تو سحر دفع کرنے لگا وہ جلیسہ پر گرا جلیسہ لاکھ چیخی پیٹی مگر وہ ساحر پکڑ کر
لے چلا جلیسہ چیختی ہی ارے قہار مجکو بچا باغ مین ایک قصر بلند ہی اُسکے تیسرے درجہ پر لیجا کر جلیسہ کو ذبح
کرنے لگا قہار نے تاکا کلیجہ پھٹ گیا بحکم لوح اُسکو تیر سے مارا آواز آئی کشتی مرا نام من جابر جادو بود قہار
نے جاکر جلیسہ کو اُٹھایا بارہ دری مین لاکر بٹھایا جلیسہ نے کہا مین اسی باغ مین رہونگی تو جاکر طلسم کو
فتح کر مین نے یہ خبر سنی ہی کہ بادشاہ طلسم سامان لشکرکشی کر رہا ہی اگر تو دیر کریگا وہ چڑھ آئیگا مگر وہ یہان نہ
مارا جائیگا پس تجکو تا بہ دار الامارہ شاہی جانا ضرور ہی قہار نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا جلد باغ سے نکل ورنہ
بلا نازل ہوا چاہتی ہی پھر جان بچانا مشکل ہوگا قہار باغ سے نکلا ایک نخل کے سایہ مین بیٹھکر بحکم لوح نام ابلیس
سہ مرتبہ پڑھا کہ ایک زغن آسمان سے آئی اُسکی پشت پر قہار سوار ہوا زغن آسمان کی طرف چلی ایک مکان سیاہ
سامنے تھا وہان لاکر قہار کو اُتارا زغن یہ کہکر اُڑ گئی کہ ای طلسم کشا ہشیار رہنا قہار نے جھک کر دیکھا اُس
مکان مین ہزارہا بندگان خدا قید ہین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے غل مچا رہے ہین قہار کو رحم آیا قصر سے
اُترا کہ انکو جا کر رہا کرے دونون پہلو سے دو سوزنگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے قہار پر آ پڑے لوح نے خبر دی
کہ مرحلہ شیاطین جادو دار و نہ زندانخانہ از طرف بادشاہ طلسم مدت سے مقرر ہی قہار نے بھی تلوار کھینچی
بیچ مین اُنکے جا پڑا تلوار چلنے لگی شیاطین جادو جو سب کا افسر ہی وہ بڑھ بڑھ کے سحر کر رہا ہی سبب لوح کے
قہار پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ ساحر یہان سے بھاگے کہ چلکر بادشاہ سے اطلاع کرین چند ساحرون نے جا کر
سمنکال جادو کو خبر دی کہ طلسم کشا فریب و جابر کو قتل کرکے مقام پر شیاطین کے آپہونچا تلوار چل
رہی ہی کسی کا حربہ اُسپر اثر نہین کرتا سحر بیکار ہوتے ہین سرکار چلین تو کچھ بن پڑے اتنے مین ماہر آبدار
اُڑتا ہوا آسمان سے آیا کہا ای بادشاہ آپ کس خواب خرگوش مین مبتلا ہین طلسم کشا نے سب طلسم درہم و برہم

کر دیا شیاطین کے مقام پر لڑ رہا ہی جلد چلیے ورنہ نکل جائیگا یہ سنتے ہی سمنکال سوار ہوا ماہر آبیار کو حکم دیا
فوج و لشکر لیکر جا جسلح نے طلسم کشا کو قتل کر ماہر چلا سات ہزار ساحر قوی تن فوج مین ساتھ لیے اُسوقت
پہونچا کہ شیاطین مارا جا چکا تھا آوازین عجیب آرہی ہین سنگباری برف باری ہو رہی ہی بارہ ہزار قیدی
شاہزادے و وزیر زادے تاجر بچے اُفتادین اُٹھاکر طلسم مین سالہا سال سے قید تھے قمار نے جا کر سب کو
رہا کیا قیدخانہ سے نکلا ایک قیدی نے کہا آپ کیواسطے یہان مرکب بھی ہی قمار نے جا کر وہ مرکب کھولا زین
قصر سے نکالا گھوڑے کو تیار کیا اسپر سوار ہوا ان سب کو پشت پر اپنی لیکر باہر نکلا کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز
آئی او قمار کہان جاتا ہی غضب کیا تونے شیاطین کو قتل کر ڈالا ساتھ والون سے کہا اسکو گھیر لو ساٹھ ہزار
جوانون نے چہار جانب سے قمار کو گھیر لیا سحر کرتے ہین مگر اثر نہین کرتا سحر الٹ کر اُنھین کے سینون پر پڑتا ہی کئی
ہزار ساحر ہلاک ہوئے یہ قیدی جو نکلے ہین یہ بھی لڑ رہے ہین جہان سحر مین پھنسے قمار نے لوح چمکائی اُنھون نے
رہائی پائی قمار لڑتا بھڑتا تا بہ ماہر پہونچا یہی سب کا افسر ہی جب دیکھا ماہر نے کہ سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا چاہا
تڑپ کر نکلون جا کر بادشاہ سے عرض کرون قمار قریب پہونچ گیا اور تیغہ مارا ماہر نے سپر سحر اُٹھائی تیغہ
برق تاب تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ماہر مارا گیا اب قیدیون مین سے ایک نے کہا کہ آپ اپنے
کو تا بہ دار الامارۂ شاہی پہونچائین دیر نہ کرین ورنہ مشکل ہوگی قمار پشت پر سبھون بیٹھا اور بمشقت تمام سامنے
قلعہ طلسمی کے پہونچا ایک طرف الگوان منارہ گردن فروکش تھا وہ بھی قمار کو دیکھکر دوڑا قلعہ پر
قمار نے حملہ کیا قلعہ سے آگ برسنے لگی ساتھ والے گھبرا جاتے ہین قمار لوح چمکا کر اُنکو رہا کرتا ہی آخر سب کو
ٹھہرا کر آپ بڑھا برابر خندق کے پہونچا بحکم لوح گھوڑے کو خندق مین ڈال دیا اندر قلعہ کے نکلا سمنکال
تخت پر سوار سب انتظام کر رہا تھا گوشۂ قلعہ سے قمار کی صدا آئی گھبرا گیا دیکھا قمار لڑتا ہوا آتا ہی
سمنکال زمین پر گرا طائر بنکر چلا قمار نے بحکم لوح کمان کاندھے سے اتاری تاک کر تیر مارا سمنکال کے سینہ
سے پار گذرا بجائے خون جسم سے اسکے شعلہ ہائے آتش نکلے ہزارون ساحر جل گئے اندھیرا ہو گیا بعد
عرصہ دراز کے روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مارا نام من سمنکال جادو بادشاہ طلسم خنزیر بود تمام ساحر
چادر ہلانے لگے بڑے بڑے افسر ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے قمار نے سب کو امان دی دار الامارۂ شاہی
مین آیا آکر بیٹھا تھا مال طلسمی نکل رہا ہی سلاح بھی اسکو ملے بندر کے کھال کی زرہ بوم کی کھال کی ٹوپی
قمار نہ پہنتا تھا افسرون نے کہا یہ حضور کے واسطے بانیان طلسم نے بنایا ہی یہی آپ کی شوکت ہی آخر
قمار نے یہ سب سامان پہنا بندر بنکر بیٹھا کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا حضور مبارک ہو ملکہ جلیسہ
تشریف لاتی ہین اور فوج طلسمی اُنکے ساتھ ہی باہر آئیے تماشا دیکھیے بڑی دھوم سے تشریف لاتی ہین قمار
باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے جلیسہ منڈے تخت پر سوار پشت و پہلو پر دو ہزار ہیجڑے اور چار ہزار زنانے
ڈھولکین گلو مین پڑی ہوئین آپس مین لڑائیان ہو رہی ہین جلیسہ نے دیکھکر آواز دی کہ طلسم کشا سامنے
کھڑے ہین ڈھول بجا سب مل کر ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد گانے لگے اور ہیجڑے پکار رہے ہین واہ طلسم کشا
کیا تیری لیاقت ہی کس کس سے مقابلہ کیا ہم تو تمکو اپنا گرو جانتے ہین تم ہمارے مالک ہو سب تالیان
بجا رہے ہین خوشیان منا رہے ہین اب جلیسہ نے بڑھکر عرض کی ای طلسم کشا ابتر اعظم و شان بڑھا
فوجون کو لیکر نور افشان پر چل یہ فوجین جہان جا پڑینگی کیا ٹلینگی ہیجڑون نے کہا میان طلسم کشا ہم کرتیان

اُٹھا اُٹھا کر دعا کرینگے نگوڑے دشمن مرجاینگے ایک کہتا ہی نگوڑا لنگور ہی ایک کہتا ہی میری جٹھانی سنے خوب پھبتی کہی
میمون صحرائی چشم بد دور ہی قہار جھلایا مگر کچھ جواب نہ دیا چپ ہو رہا اتنا کہا کیا بیہودہ بکتے ہو خاموش رہو
ایک بیجڑے نے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بیٹا چپ رہو غصہ نہ کرو تمنے ایسا کام کیا کہ جس سے ہم سب گھبرا اُٹھے ہین
آپکی تعریفین کرتے ہین قہار کہتا ہی اُن باتون کا ذکر نہ کرو مجھے بُرا معلوم ہوتا ہی جلیسہ کہتی ہی بیٹا تمھاری جرأت
کا ذکر ہی اب یہان سے کوچ کرو قہار کہتا ہی اس فوج سے کیا ہوگا ایک بیجڑے نے بڑھکر کہا بھڑوے سکے بھڑوے
تو چل تو سہی سحر العجائب و مصر الغرائب کیا نگوڑے ہین تالیان بجا بجا کر بھگا دینگے آخر قہار سوار ہوا ایک
خوک صحرائی لشکر آیا اسپر میان قہار کو سوار ہونا پڑا بیس ہزار ساحران غدار بارہ ہزار زنانے و بیجڑے دو لشکر
چھکڑے مال و اسباب کے قہار خوک صحرائی پر سوار زرہ چرم میمون کی خود چرم بوم کا یہ قطع اپنی بناکر نوبت و
نقارے بجاتا ہوا چلا شام کو جس مقام پر اُترتا ہی بیجڑون زنانون مین وہ لڑائی ہوتی ہی کہ تمام قربانی و دیہاتی
دوڑ آتے ہین جب یہ لڑ لیتے ہین تب بیٹھکر کھانا پکاتے ہین قہار اندر بارگاہ کے عیش کے ساتھ بسر کرتا ہی اکثر
جلیسہ خوشی مین آکر قہار کے پیچھے پکڑکے دو تین طمانچے لگاتی ہی کہتی ہی کہ او گدھے میری جوتیون کے صدقے
مین تجکو یہ دن نصیب ہوئے ایسی فوج دریا موج کسکو ملتی ہی اب مقابلہ ساحران غدار سے قریب ہی الغرض لشکر
اسکا آکر قریب ایک دربند کے اُترا کہ وہان کا حاکم مظلوم کلنگ سوار تھا بارہ ہزار سوار لیکر وہ نکلا قہار
سے مقابلہ پڑا قہار نے اسکو زیر کیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر پاس سحر العجائب و مصر الغرائب
کے پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہا حضور قہار فوج ساحران لیکر بڑے زور و شور سے آیا ہی پہلوانون مین
الکوان منارہ گردن ساتھ ہی اُسکی بہی فوج ہی اتفاق سے اُسوقت شاخسار بہی سلام کو آئی ہی اُسنے
کہا حضور مین نے خبر پائی ہی کہ جلیسہ قہار کو طرف طلسم خنزیر کے لے گئی ہی آپ آگاہ ہین کہ جلیسہ مدت کی
واقف کار ہی طلسم کے حالات سے ماہر ہی سحر العجائب و مصر الغرائب ہنسنے لگے کہا اے شاخسار تمھین
معلوم ہی فتاح طلسم خنزیر کے واسطے کیا کیا طریقے چاہیین آدمی کا کام ہی کہ اُن جفاؤن کو اُٹھائے اگر غیر[illegible]
ہو تو حال سنکر مرجائے بلکہ ہمنے تجویز کیا تھا کہ جب طلسم کشا سے اصلی آئیگا انھین کو حکم دونگا کہ تم جاکر طلسم کشا
کو روکو جب راہ طلسم خنزیر پر آئیگا آپ رک جائیگا پہلی قید تو یہ ہی کہ ابلیس پرست ہو نماز و روزہ کبھی نہ
کیا ہو مسلمانون کے یہان جو لاحول پڑھا جاتا ہی وہ کبھی منھ سے نہ نکلے حمزہ ان قاعدون کو بھلا کاہیکو
قبول کرتا اگر یہ نہ کرتا تو اُنپر غالب نہ آتا حمزہ تڑپ تڑپ کے جان دیتا حمزہ و فرزندان حمزہ سب صاحب
غیرت ہین اُن سب صاحبون کو دیکھ چکا ہون صاحبان غیرت و ہمت حسین و جمیل صف شکن تیغ زن
ایک ایک اُنمین وحید عصر ہی دیکھو اس طلسم پر جو جو آئے کیا کیا قیامتین برپا کین ہم ہی ایسے تھے کہ اُنکو پکڑ لائے
میرا جی چاہتا ہی ایک شعبدہ گردن شیران سلطنت نے پوچھا کیا سحر العجائب نے کہا میرا جی چاہتا ہی ایسا سحر
کرون کہ قلب اُسکا الٹ جائے بران کا تو عاشق ہی یہ کہکر روانہ کردونگا کہ قہار یہان پر عاشق ہی تجھسے
لڑنے آتا ہی اُسکو جاکر مارو ایسا جاکر اُسکو مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا مزرا اسنے کہا ایک بات کا خوف
ہی کہ اگر کسی کا اُلٹنے سحر اُتار دیا تو ایسا ہوگا کہ گرفتار کرنا کیسا لڑائی پڑ جائیگی سحر العجائب کو سناٹا آگیا
آخر لیٹے کر آواز دی اے وفا شعار جادو اُس بیجا کو پکڑ لاؤ وفا شعار جادو بارہ ہزار سوار لیکر چلا
بادشاہ نے کہا فوج اور لے لو وفا شعار نے کہا حضور مین تنہا کافی ہون سحر العجائب نے کہا بے فوج

کا افسر کیسا ہمارا رفیق اور تنہا جائے بیس ہزار فوج ساتھ کی یہان قمار مفہوم کلنگ سوار کو زیر کرکے
اُسی قلعہ مین اُترا اسواسطے شکار کے صحرا مین گیا جنگل کی ہوا جو گھوڑے نے کھائی فوراً گر پڑا منہہ سے پانی
گرا مر گیا ملازمون سے کہا اگر کسی کا گھوڑا ممکن ہوتا تو ہم اُسپر سوار ہوکے چلے جاتے اُسکا گھوڑا اُسکو بھیج دیتے
ملازمون نے کہا یہان تو گھوڑا زمیندارون کے پاس نہین ہے اور ہے تو ایسی جگہ ہے کہ جہان سے ملنا ممکن نہین
قمار نے پوچھا وہ کون شخص ہے اُسنے کہا وہ دیوانہ ہے کہ اُسکو دیوانہ کوہی کہتے ہین اُسکے یہان اصطبل
آراستہ ہے کئی سو مرکب بندھے ہین قمار نے کہا ایک آدمی یہان سے جائے اُس سے کہے کہ ہمارا شاہزادہ
اس صحرا مین آیا تھا مرکب مر گیا یہ نہین معلوم مرکب گیا خواہش ہے ایک گھوڑا دو شکار کھیلین گے اور ایک گھوڑا
اور اسکے ساتھ اضافہ کرکے بھیجدو ہونگے اس حیلہ سے ہمارے تمھارے ملاقات ہو تم ہمارے لشکر مین آنا ہم تمھارے
صحرا مین آیا کرینگے ایسی ایسی باتین کہلا بھیجین ملازم نے جاکر اسیطرح دیوانہ کوہی سے کہا فرش چرمی بچھا ہے
بال قتیلہ قتیلہ چھوٹے ہوئے پانون مین زنجیر بندھی ہوئی کمر مین لنگر پڑا بیٹھا زنجیر ہلا رہا ہے ایک چوبدست
گران سنگ فولادی کئی سو من کی آگے رکھی ہے اُسکو بھی ہلا رہا ہے مرکب کئی سو سامنے بندھے ہین نوکر کنارے
چپکے سر جھکائے بیٹھے ہین کیا مجال ہے کہ جو کوئی بات کرے جس کسی کو منظور ہوا پکارا او گرگے یہ کام کردے
نوکر تھراتا ہوا وہ کام کرکے سامنے آیا اگر پسند آیا تو کچھ دیدیا ورنہ ایک چوبدست ماردی کہ پرانچا ہوگیا
لاشے سامنے تڑپ رہے ہین بیٹھا ہوا غل مچا رہا ہے فرستادۂ قمار جب پیام پہونچا چکا دیوانے نے سنکر
کہا وہ بے حیا کون ہے جو ہمسے گھوڑا مانگتا ہے اور مانگتا تھا تو خیر ہم دیدیتے کہتا ہے دو گھوڑے بھیجونگا کیا ہمکو
کوئی محتاج سمجھا ہے ہم اُس خردمندے کو سزا دینگے یہ کہکر چوبدست آہنی کاندھے پر رکھی نوکر کا ہاتھ
پکڑ لیا کہا او گرگے چل بتادے کہ جو اپنے کو امیر جانتا ہے وہ کہان ہے ہم ابھی اُسکو خوب سمجھا دینگے
نوکر بہت خوب کہتا تھر تھر کانپتا ہوا چلا جب قریے سے باہر نکلے ایک نائی آتا تھا اُسنے جو دیوانے
کو آتے ہوئے دیکھا نائی کی خوشامد یہی ہے کہ اُسنے کسوت سے آئینہ نکالا بڑی صفائی کی کہ آئینہ دیوانے کے
ہاتھ مین دیدیا دیوانے نے جو آئینہ دیکھا منہ بنایا عکس نے بھی منہ بنایا جو حرکت دیوانہ کرتا ہے وہی
کیفیت عکس سے بھی ظاہر ہوتی ہے جھلاکے نائی کو ایک چوبدست ماری اور اپنے کو بھی دے مارا
کہا ہائے میرا بھائی قید ہوگیا ملازم قمار نے جو اتنی مہلت پائی بھاگا دیوانہ چوبدست لیکر دوڑا پکارتا
ہوا او گرگے ٹھہر جا جرأت دکھا قمار ایک نخل کے سایے مین کھڑا نوکر کا انتظار کر رہا ہے چند بیلچہ دار
پاس کھڑے ہین دیکھا نوکر دوڑتا ہوا آتا ہے اور پکارتا ہے آقا مجکو بچائیے قمار نے کہا ارے کیا آفت
برپا ہوئی دیکھا ایک دیوانہ ژولیدہ مو کمر مین لنگر پڑا ہوا زنجیر مین بڑی بڑی پڑی ہوئین خانہ زنجیر مین غل
ہے گرد اُڑتی ہے قمار نے بڑھکر اپنے نوکر کو پشت پر لیا اور کہا او دیوانہ مفلوک ٹھہر جا اسنے کیا تیری خطا
کی ہے دیوانے نے کہا ارے خطاوار تو ہی ہے تونے ہمارے پاس کہلا بھیجا کہ ایک مرکب کے دو مرکب دینگے
تمام صحرا ہمارے قبضہ مین ہے شاہان طلسم نے یہ صحرا ہمکو بطور جاگیر دیا ہے بچے ہمارے پیدا ہوتے ہین ہم
اُنکو کھاتے ہین مزے اُڑاتے ہین تو کون ہے یہ کہکے ایک چوبدست ماری قمار نے پیترا بدل کے خالی دی
اب تو دیوانہ برس پڑا دم لینا مشکل کردیا قمار نے جب دیکھا یہ کسی طرح نہین مانتا آڑا کھڑا ہوکر
کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا کشاکش جو ہوئی دیوانے نے جھلا کر چوبدست کو چھوڑ دیا دوڑ کر ایک چنگل مارا

تمام لباس نوچ کر پھینکدیا قہار کے جسم سے خون جاری ہوا قہار بھی دوڑ کر لپٹ پڑا دونون مین جوتی پیزار
ہونے لگی مگر دیوانے نے تمام بدن اسکا ناخونون سے نوچ ڈالا شانے پر ایک چلکت ماری بوٹے کا بوٹا نوچ
لیگیا قہار تڑپ گیا ایک مقام پر دیوانے نے پھر ایک چلکت ماری قہار کی زبان سے آہ نکل گئی دیوانے
نے کوٹے پر لاد کے چہار ادھم سے لٹے کا لاش گرا دیوانہ کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا قضاے کار جلیسہ
مردار خوار جو صبح کو دربار مین آئی اسنے پوچھا شاہزادہ کہان گیا لوگون نے کہا واسطے شکار کے
تشریف لیگئے ہین جلیسہ نے کہا غضب ہوا اس صحرا مین دیوانہ کوہی رہتا ہی ایسا نہو اس سے
مقابلہ پڑجائے وہ مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا یہ کہکے اسوقت پہونچی کہ دیوانہ قہار کی چھاتی پر چڑھا
ہوا منہ ہی منہ گھونسے مار رہا ہی اور کہتا ہی کیون بے خرد مندے ہمکو تھوڑا دیگا ساتھ والے سب
بھاگ کر دور دور کھڑے ہوئے افسوس کر رہے ہین کوئی ڈر کے مارے قریب اسکے نہین آتا
جلیسہ نے جو یہ حال قہار کا دیکھا بلک گئی وہین سے ایک ماش کا دانہ پھینکا کر دیوانہ سینے سے قہار
کے اچھل کے گرا قہار اٹھکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا دیوانہ ہر چند ہاتھ پانون ہلاتا ہی نہ قلب مین قوت نہ آنکھون
مین بصارت نہ روح کو راحت عجب کیفیت ہی قہار دیوانہ کی مشکین باندھنے لگا جلیسہ سحر کرتی ہوئی
آسمان سے اترا آئی پکارتی ہوئی کہ ارے اسکی مشکین باندھ لے اس ظالم نے اس طرف کا راستہ بند
کر دیا ہی کوئی مسافر راستہ نہین چلتا قہار نے کمر سے توڑا زنجیر فولادی کا کھولا قصد کیا دیوانے کی
مشکین باندھون کہ صحراے گرد اڑی جلیسہ نے کہا او قہار جلد اٹھ یہان سے نکل چلین فوج سحر زون
اور زنانون کی آراستہ کرین کوئی طرف سے شاہان نور افشان کے آتا ہی دیکھا تو حقیقت مین علمدار
ظاہر ہوئے پھریرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوئے نشان کفر ظاہر وہ فاشعار کر گدن آتشین پر سوار
پشت پر بیس ہزار ساحران غدار چونکہ وہ نوچ قہار قید رہا ہی اور جلیسہ کو بھی سب پہچانتے ہین دیکھا
دیوانے کی مشکین قہار باندھ رہا ہی جلیسہ سحر کر رہی ہی وفاشعار نے بڑھکر آواز دی او ملعونہ
تجکو کچھ شاہان طلسم سے خوف نہ آیا اپنے باپ کو قیدخانہ سے نکلی وضع قہار کی دیکھکر سب ہنسنے
لگے ہر ایک کا قول تھا یہ مون صحرائی ہی بعض کہتے تھے چند ہی بعضے کہتے تھے دیکھو بھیا و نالائق خوب
تیار ہوا ہی وفاشعار نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانہ تڑپ کر نکلا وفاشعار نے آواز دی اے دیوانہ کوئی
خوف نہ کرنا مین آپہونچا دیوانے نے اٹھتے ہی ایک چنگل مارا زخمون پر قہار کے جو زخم پڑے بلک
گیا ایک چیخ ماری کہا او فاحشہ مجکو بچا جلیسہ نے سحر کیا وفاشعار نے روک لیا قہار سے اور
دیوانے سے کشتم کشتا ہونے لگی وفاشعار و جلیسہ سے سحر چلنے لگا جلیسہ سب کے سحر روک رہی
ہی اور بڑی جانبازی کر رہی ہی وفاشعار نے جب دیکھا کہ میرے سحر کو جلیسہ پاس قہار کے نہین
جانے دیتی اپنے سحر سے روک لیتی ہی بس اسنے دوڑ کر زمین پر ایک دو تھپڑ مارا ایک طائر قوی الجثہ اڑتا
ہوا آیا قہار کی کمر مین منقار دیکے لے اڑا جلیسہ نے دیکھا دیوانہ جھوم رہا ہی اور تالیان بجاتا ہی کہ وہ
بھاگا وہ بھاگا جلیسہ نے جو دیکھا کہ طائر لیکر قہار کو بلند ہوا ہی پر واہ پیدا کرکے بلند ہوئی برق گرائی
کہ طائر کے دو ٹکڑے ہوئے گرتے گرتے زمین پر نہ جانے دیا کمر مین قہار کے تخمہ دبائے
بھاگی اور پکار کر آواز دی او وفاشعار اب قلعہ مغموم پر آئیگا تو مزہ اٹھائیگا یہ کہکے نکل گئی

بیٹھے قراول جبی منتشر ہو چکے ہین وفا شعار نے آکر دیوانے کو گلے لگایا دیوانہ کہتا ہی آقا تمنے بڑا کام کیا ہاتھ پاؤن کا زور
ہی جاتا رہا تھا وفا شعار نے کہا وہ باعث سحر تھا اب اپنے خیمے مین جا کر آرام کرو دیوانے نے
کہا مین بھی ساتھ چلونگا اس گرگے کو ضرور مارونگا دیوانہ بھی ساتھ ہوا یہان جلیسہ قہار کو لیکر لشکر
مین آئی سب نے دیکھا عجب حال ہی تمام بدن پاش پاش ہی خون بہتا ہوا شانون کی بوٹیان کٹی ہوئین
سب نے حال پوچھا قہار آہ آہ کرتا ہی بات نہین کی جاتی جلیسہ نے بیان کیا سب افسوس کرنے
لگے پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین جلیسہ نے کہا ابھی تمھے اور دیوانہ سے پھر مقابلہ پڑیگا مجھے ہرکارون نے خبر
دی ہی کہ وہ بھی وفا شعار کے ساتھ آتا ہی قہار نے کہا اُسکے ناخونون سے سامری وجمشید بچائین ای بیوی
امان وہ تو کاٹ کھاتا ہی جلیسہ نے کہا کیا سچ ہی مین سحر کرونگی تجکو بچاؤنگی تا نکے بدن مین لگانے لگے پٹیان
مرہم کی بدلی جا رہی ہین سوچ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکر عرض کی لشکر وفا شعار مع دیوانہ آپہونچا
قہار نے کہا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دو پردہ اُٹھایا گیا دیکھا کہ دیوانہ آگے آگے شلنگین لگاتا ہوا چوبدست
ہلاتا ہوا جس نخل پر چوبدست ماردی اڑا اڑا کر گرا کبھی اپنی پرچھائین سے لڑتا ہی اسپر بھی چوبدستین مارتا ہی
جب سایہ مین آتا ہی کہتا ہی دشمن بھاگ گیا مگر بڑا سخت جان ہی کہ مرتا نہین ساتھ والے سمجھدار ہین جب
دھوپ آئی سایہ مین لے آئے اس طرح بہلاتے ہوئے لیے آتے ہین کرگدن مست پر وفا شعار کی پشت
پر مبتلا ہزار ساحر بجرنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہین قہار گھبرا گیا جلیسہ نے کہا ابا میان اسقدر
فوج کو دیکھکر گھبراتے ہو شاہان نور افشان کی اسقدر فوج ہی کہ اگر لڑائی پڑے اور لاکھ ساحر روز
قتل ہون تب بھی بیس برس تک لڑین یہ اُنکا ایک چاکر کمتر ہی قہار تھرتھرانے لگا جلیسہ نے دلاسا
دیا اب لشکر وفا شعار کا اُترا دیوانے نے کہا رات کو طلایہ مین دونگا ہر چند وفا شعار نے منع
کیا مگر دیوانہ کسکی مانتا ہی چار سو ساحر ساتھ لیکر طلایہ پھرنے لگا پہر دن رہے سے حاضر باش ناظر باش
پکارتا پھرتا ہی وفا شعار نے نکل کر کہا ای دیوانہ کو ہی ابھی سے کیون تکلیف کرتے ہو طلایہ کا انتظام
رات کو ہوتا ہی دیوانہ چوبدست لیکر دوڑا وفا شعار ہٹ آیا کہا اچھا بھائی تمکو اختیار ہی اب وفا شعار
آکر بارگاہ مین بیٹھا شرابخواری کرنے لگا جب دماغ گرم ہوا حکم دیا طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گڑگڑایا
ہرکارے قہار کی خبرین لیکر بھاگے قہار وجلیسہ سے عرض کی وفا شعار نے طبل جنگی بجوا دیا دیوانہ
طلایہ پھر رہا ہی آپ کے لشکر کو بنگاہ غضب دیکھ رہا ہی ہر مرتبہ یہی خوف ہوتا ہی کہ آہی پڑیگا جلیسہ نے بھی
نوازش طبل جنگی کو حکم دیا قہار نے ساتھ والون سے کہا صاحبو انتظام کرو ایسا نہو دیوانہ رات کو لشکر
پر شبخون مارے جلیسہ نے کہا تیرا جانا بہتر نہین ہی نہین تو مجکو بھی جانا پڑیگا مگر قہار نے نہ مانا وہی لباس
[illegible] پلنگ گینڈے پر سوار ہوا الوان منارہ گردن کو ساتھ لیا لشکر کا آکر انتظام کیا بازار
بزازان وبازار صرافان ومقام جواہر فروشان پر سوار مقرر کیے آپ لشکر کے کنارہ پر آکر ٹھہرا قہار اپنے
لشکر سے بڑھا ہوا کھڑا ہی کہ اُدھر سے دیوانہ آتا ہی قہار کو دیکھکر جل گیا کہا کیون بے گرگے میمون صحرائی یہ
کیسا لباس پہن کر آیا ہی قہار نے بھی نعرہ کیا منم قہار فیلزور کاذب القول نہر البول کسی مقام پر
جوانمرد ہو رہے آخر شیدی صاحب بھی سرپٹک کے بھاگ گئے دیوانے نے کہا واہ بے نامرد سے پیچ [illegible]
ہوئین مگر تجکو شرم نہ آئی جھپٹ کر دیوانے نے چوبدست ماری قہار نے اپنے کو بچایا مگر گینڈے کا سر پاش پاش

ہو گیا قہارہ کو دا سوچتا ہی کہ اگر الگ لڑتا ہون تو چوبدست سے نہ بچونگا اور اگر لپٹ کر لڑتا ہون تو یہ تمام بدن نوچ ڈالیگا ابتک پٹیان چڑھی ہوئی ہین تانکے ٹوٹ جائینگے مگر دیوانے نے دو چار چوبین لگائین جب دیکھا کہ یہ گالیان دے رہا ہی چوبدست پھینک کر لپٹ پڑا ایک چنگل جو مارا اور زخم جو عزبال ہوئے قہارہ چیخنے لگا کہتا جاتا ہی کہ ارے چھوڑ دے چھوڑ دے دیوانے نے دو تین چٹکیان بھی مارین بوٹیان کاٹ کر پھینکدین قہارہ رونے لگا دیوانے نے اٹھا کر دے مارا جلیبہ اپنے خیمے مین گھبرا رہی تھی اپنے ساتھ والون سے کہتی تھی صاحبو میری جان عجب مصیبت مین ہی جس بات کو منع کرتی ہون اُس بات کو نہین مانتا اپنی ہی کرتا ہی اب طلا یے پر گیا ہی نہین معلوم طلایہ پر اُس کمبخت پر کیا گذری کنیزین سمجھاتی ہین مگر جلیبہ اُسی رنج و ملال مین رونے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

بدل بے سبب کب ہی اجی یار رنگ رو میرا
خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا
نہین ممکن جو کچھ ممکن ہو مر جانے والون کو
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
جسے سمجھے تھے اپنا لو اُسی کو مدعی پایا
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
نہ دیکھین آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو
مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
نہ چھوٹیگا چھڑائے سے ہزارون عوض مین بدلے
نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا

کسی کی جستجو مین ہی دل پُر آرزو میرا
مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
ہوا ہون پاکدامن اس ستمگر کی محبت سے
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا
محبت کا تعلق عاشقونسے چھٹ نہین سکتا
کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
بہار دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا
نسیم اس پر ہے اب مجھے ثابت یہ ہونا ہے

پریشانی کے پہلو مین دل افگاری کی شکلین ہین
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
اُنھین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن
جدا ہونے مین مل جاتا ہی خنجر سے گلو میرا
اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کرنیکی
اُنھین یاد آئیگا برسون یہ طرز گفتگو میرا
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

کنیزون نے آنسو پاک کیے کہا ملکہ عالم اب اسی کے ساتھ بسر کرنا ہی جلیبہ نے کہا میرا جانا ضرور ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی اسوقت پہونچی کہ دیوانہ چھاتی پر چڑھا قہارہ کو گھونسے مار رہا ہی جلیبہ نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانہ گرا دیوانے کی مشکین باندھ لین لا کے اُسکو قید کیا ساتھ والون کو لڑکر بھگا دیا جلیبہ بھی پلٹی جلیبہ کا دامن پکڑ کر قہارہ چیخین مار کر رونے لگا کہا صاحب اسوقت تو دیوانے نے مجکو ہلاک کر ڈالا جلیبہ آکر اپنے مقام پر بیٹھی قہارہ کی زخم دوزی کی پٹیان اور نئی چڑھائین سب بیٹھے ہوئے ہین کہ جلسہ ثوابت و سیارگان برہم ہوا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فرد زیر تخت زد آبنوسی ✤ نہان شد کعبتین سندروسی ✤ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر میدان کارزار کو جانے لگے دیوانہ قید خانہ مین غل مچا رہا ہی چاہتا ہی زنجیرین توڑ ڈالون مگر ممکن نہین ہوتا جلیبہ نے قہارہ فیلزور کو گینڈے پر سوار کیا کہتا تھا میدان کارزار کو نہ جاؤنگا مجھ مین طاقت نہین ہی جلیبہ نے کہا کہ تو افسر فوج ہی بے تیرے چلے لطف نہ ہوگا یہ دونون ایک مقام پر کھسر پھسر کر رہے ہین قہارہ تو کہتا ہی مین نہ جاؤنگا جلیبہ کہتی ہی ارے بیحیا بے دولہا کے کہین برات ہوتی ہی تیری نامردی پر زمین روتی ہی ناچار و مجبور ہو کر قہارہ سوار ہوا کس مساتا ہوا رنگ رو اُڑا ہوا جیسے ہی بارگاہ سے نکلے ہین کہ زمین کانپی آسمان تھرایا جب و فا شعار بارگاہ سے نکلا لوگون نے حال دیوانے کا

بیان کیا کیا حضور رات کو وہ قہار پر جا پڑا تمام بدن اُسکا نوچ ڈالا وہ وہ چٹکیاں ماریں کہ قہار چیخنے
لگا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا منہ ہی منہ دو تین گھونسے مارے و کہتا تھا ارے سینہ یہ۔۔ بالوں ڈال
پشت فگار ہی ہے غریب مجبور و ناچار ہے زخموں کے ٹانکے ٹوٹے جاتے۔ قریں اُسی وقت جلیبہ پہونچی
اُسنے سحر کیا قہار نے مشکیں باندھ لیں ذبوا۔ ذکو بیمار کر قید کیا لشکر والے بھاگے یہ سنتے ہی
وفا شعار کانپنے لگا کہا اس فاحشہ نے میرا بھی کچھ خوف نہ کیا بالاعلان کہتا ہوں اور حکم دیتا ہوں
کہ لشکر دشمن کا نبچنے پائے تمام ساحر لینا لینا کرکے جا پڑے تمام لشکر میں ہنگامہ ہوا وفا شعار نے
وہ گولے مارے کہ آسمان سے آگ برسی زمین سے پانی اُبلنے لگا ہر نخل مثل شمع کافوری جلنے لگا
ہزاروں چیل کوے اودھر کے ساحروں پر آگرے ایک ہی حملہ میں کئی ہزار جوان مارے گئے
ہیجڑوں زنانوں نے جو یہ قیامت دیکھی ڈھول گلے میں ڈال ڈال کر نکلے کہا او وفا شعار گوری ہو گر گئی
نگوڑے کو مار لیا ہی جانے نہ پائیں کرتیاں اُٹھا اُٹھا کر پکار رہے ہیں اے لات و منات یا لوٹک لوٹا او
جھوٹک جھوٹا ای اُرل خُرل ان نگوڑوں کو غارت کردو نہ برسا دو ان نگوڑوں کے کلیجے پھٹ جائیں
اب نگوڑوں کو ہم زندہ نہ دیکھیں ہم کنواریوں کی دعائیں قبول کر لو بوا محمودن میں واروں تم آئیں کنوارے
تیرا ابھی تو کوڑا اینڈا ہوا ہے بوا اچھوتی خانم تم کہاں ہو دوڑو ان موؤں کی جمعیت میں پھوٹ لگا دو
ای بڑے پیر میں تمہاری کڑاہی کرونگی ہم اچھوتیوں کو رے پنڈے والیوں سدا سہاگنوں کے آگے
آؤ ان موؤں کو غارت کر جاؤ وفا شعار یا تو سحر کر رہا تھا ان ہیجڑوں کا یہ ہنگامہ دیکھ کر گھبرا گیا
اسلیے کہ یہ خاص طلسم خنزیرہ کی فوج ہے سحر میں طاق شہرۂ آفاق جس غول پر ڈھولکیں بجاتے یہ کلمات
کہتے جاتے ہیں بھگدڑ پڑ جاتی ہے جب کوئی انپر وار لگاتا ہے تو یہ منہ پھیر لیتے ہیں پشت پر حربہ
لیتے ہیں اور کہتے ہیں او بھیا ارنے والے گل نرگس کا تو نظارہ کر حربہ لگانے والا بیہوش ہو جاتا
ہے حربہ ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے انپر اثر نہیں کرتا اب جلیبہ نے کہا اے قہار یہاں پر تو جا دانجے پر میں جاتی ہوں
ایک طرف قہار چلا ایک طرف جلیبہ مگر وفا شعار قید خانے کو تاکے ہوئے ور زندانخانہ پر پہونچا جہاں دیوانہ قید
تھا نگہبانوں سے آکر لڑنے لگا ہزاروں نگہبان مارے دیوانہ زنجیریں ہلا رہا ہے پکار کر کہتا ہے اے وفا شعار
میں نے اس سے بھاری بھاری زنجیریں سیکڑوں توڑ ڈالی ہیں یہ ہلکی زنجیریں کیوں نہیں ٹوٹتی ہیں وفا شعار
نے پکار کر دیوانے سے کہا کہ قید توڑ ڈال اب جو دیوانے نے ہمکر مارا ہتھکڑی طوق زنجیر مثل تار عنکبوت
توڑ کر پھینکدی جس خیمہ میں قید تھا اُسی کا ستون ہلاتا ہوا نکلا جسکے سر پر پڑ گیا سر پاش پاش ہو گیا قہار
کو ہرکاروں نے خبر دی کہ دیوانہ چھوٹ گیا وہ سامنے سے لڑتا ہوا آتا ہے اُسکی چوبدست سے کوئی نہیں بچتا ہے
چوبدست ہے کہ قہر لات و منات ہے اُسکا زور و ضرب کرامات ہے قہار اسی طرف چلا دیوانہ پر دور سے
نگاہ پڑی دیکھا سیکڑوں درخت اُکھیڑ ڈالے ہیں خیمے کئی سو گرا دیے ہیں چیخیں مارتا ہوا کبھی اپنی پرچھائیں
سے لڑتا ہے بس اتنی دیر ملازمان قہار حلت پا جاتے ہیں جب دیوانہ پلٹتا ہے سو دو سو کو مار کر ڈال
دیتا ہے قہار نے للکارا او دیوانے کیا غریبوں کو مارتا ہے میرے سامنے نہیں آتا مشکیں باندھنا بھول گیا
یہ سننا تھا کہ دیوانہ جھلا کر مثل شعلہ جوالہ جا پڑا ہاتھ چوبدست کا مارا گینڈے کا سر پاش پاش ہوا قہار
سوچا کہ پیدل پاکر مجکو لپٹ پڑیگا جان بچاؤں بھاگ کر نکل جاؤں یہ سوچکر بھاگا دیوانہ پیچھے دوڑا

لشکر مین شور ہوا طلسم کشا بھاگے زنانون نے جو یہ معرکہ دیکھا یہی گانے لگے قمار کہتا ہی او نالایقو طلسم کشا جوان یکتا تو نہین ہون میری ذلت گاتے ہو وہ سب کہتے ہین ہم تو گانے والے ہین ہمارے گیت زمانے کہ ہین طلسم کشا ہوکر جان بھاگے ہمنے ابھی ابھی ٹھمری بنائی تمہارے سنانے کو گائی قمار گالیان دیتا ہی دیوانہ پیچھا نہین چھوڑتا ادھر سے جلیسہ سحر کرتی ہوئی آتی ہی کبھی آگ برساتی ہی کبھی پانی کو منع کرتی ہی وفا شعار سے سب طرح کی علامتین پیدا ہین آگ پانی خنجر ہوا مین سب کچھ برستا ہی مگر جلیسہ اسکو مٹاتی ہی سحر تازہ بناتی ہی بلا زمان وفا شعار کو جلاتی ہی کبھی جوش محبت قمار مین اشعار عبرت آثار پڑھتی ہی کبھی پکارتی ہی او قمار فیلسوف ورند امیری تو سن سے کہان جاتا ہی میری طرف تو دیکھ نظم

وہ جو زندگی مین نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق / یہ قلق ہی کیسا کہ ہر دم ستم کئی جان پر ہی کیا قلق
کسی کے خرام کی یاد مین تہ خاک بھی یہ رہا قلق / کہ زمین کو زلزلہ آ گیا ہی جو اٹھا ہے مجھکو ذرا قلق
ہی یہ کب سے حالت جانکنی عرض اتنی جان پر آ بنی / یہ عذاب مرگ ہی یا تپش یہ خدا کا قہر ہی یا قلق
یہ کہا کہ جی کو بلا لگی مری ہائے کیونکہ ہو زندگی / کوئی کیا جیے جو ہوا ایک سا شب و روز و صبح و مسا قلق
شب ہجر روز وصال کی تری شوخیان جو نظر مین ہین / کہون کیا تغیر حال دل کبھی تھا سکون کبھی تھا قلق
نہین چارہ میری اگر انہین نہین راہ دل مین تو کس لیے / مجھے روتے دیکھ کے رو دیا مر احال سنکے ہوا قلق
غم ہجر یار کے ہاتھ سے شب و روز ہو نہین عذاب مین / ہی ہمیشہ ایک نئی تپش ہی مدام ایک نیا قلق
شب وعدہ جذبۂ شوق سے ہوئی کشمکش یہ ستم ہوا / کہ وہ آتے آتے جو تھم گئے تو کسی طرح نہ تھا قلق
کہا جان بلب ہون جو آئیے تو مری زندگی ہو تو یون کہا / ترے جینے کی مجھے کیا خوشی ترے مر نہ کا مجھے کیا قلق
یہ شرارتون کی شکایتین یہ بھلا تاخیر کا دیکھیو / کہے مجھسے وہ ترے ہاتھ سے نہین چین مجھکو سوا قلق
نظر ابر پر جو کبھی پڑے تو خیال رونے کا آ بندھے / جو تپش کو برق کی دیکھون تو مجھے یاد آئے ترا قلق
یہی دین اگر ہی تو چھوڑ دو طرف اور صنم کے رخ اپنا کرو / جیسے مومن آپ کے واسطے ہی مثال قبلہ نما قلق

جب زنانون ہیجڑون نے طعن و تشنیع کے اشعار پڑھے پشت سے دیوانے نے بھی آواز دی او نامرد کہان جاتا ہی ابے گرگے تو نے طلسم کو کیونکر توڑا ہوگا قمار غیرت مین آ کر پلٹ پڑا دیوانے سے چوٹ چلنے لگی ادھر سے وفا شعار پہونچا ادھر سے جلیسہ لنگا سیر کا کر کھڑی ہو گئی سب لوگ ہنستے ہین مگر یہ کب شرماتی ہی جواب دیتی ہی کہ ای نگوڑو مین تمہاری کب سنتی ہون وہ تدبیر کرون کہ اپنے بچے کو بچاؤن دیوانے اور قمار سے چلت چلنے لگی ہر عضو بدن سے خون بہنے لگا قمار چیخین مارتا ہی کہتا ہی او جلیسہ مجکو بچائے میری جان پر بنی ہی گیندا مارا گیا مین اسیر ہے کو پڑا تمام زخم بعث لگے مگر قمار اور دیوانے سے لپٹے ہو رہی ہی بہن سارا اعزاز ہی قمار کا عجب حال ہی پرانے جادوگرون کو پکارتا ہی ارے تم تو رفیق قدیم ہو بھی کہتا ہی ابے اکوان منارہ گردن تو آ کر اس ظالم سے مقابلہ کر مین نکل جاؤن اکوان کہتا ہی معاف فرمائیے مین بھی تو لڑ رہا ہون جلیسہ نے سحر کیا وفا شعار مکار نے سحر کو اسکے روکا اس سحر کی تاثیر جو ہوئی قمار رونے لگا پکارتا تھا ای جان جہان مادر مہربان مین دیوانہ ہو گیا جب مجبور ہوتا ہی چیخین مار مار کر روتا ہی کبھی کہتا ہی اب کیا ہونا ہی مین تو مصیبت مین پھنس گیا اس دیوانے سے کیونکر میری جان بچے جب چنگل مارتا ہی زخم اسکے پاش پاش ہو جاتے ہین چاہتا ہی بھاگون دیوانے نے ہاتھ پکڑ لیا

دو تین ہکے بارے **قہار** بیٹھ گیا گھٹنون سے خون جاری ہوا دیوانے نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر زور اول مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے اونچا خود سر کو بلند کیا اور پھیر کر مارا **قہار** نے چاہا مونھ سے کی کھاکر سنبھلون حریف زبردست کب سنبھلنے دیتا ہی ادھر **وفا شعار** نے سحر کو **جلیسہ** کے روکا دیوانے نے بعد شوکت و شان **قہار** کی مشکین باندھ لین **جلیسہ** دیوانے پر گری کہ اسکو دو ٹکڑے کر ڈالون **وفا شعار** نے فوراً سپر سحر کو سد راہ کر دیا برق جہندہ نے سپر کو تو کاٹا مگر آگے کام نہ دے سکی سپر کو کاٹکر بلند ہو گئی **جلیسہ** ناچار ہو کر رہی مگر خاموش کھڑی ہی اتنا تو کہا ہاے میرا پیارا قید ہو گیا دیوانے نے **قہار** کو لیجاکر قید شدید مین ڈال دیا اب **جلیسہ** کڑک کڑک کے لشکر **وفا شعار** پر گرنے لگی میدان کو لاشہاے کشتہ سے بھرنے لگی **وفا شعار** نے دیکھا کہ سحر **جلیسہ** کا خالی نہین جاتا جب سحر کرتی ہی اور کڑک کر گرتی ہی دو دو سو کو مار لیتی ہی مہلت نہین دیتی جھولی سے ایک طائر نکالا اسکے بازو پر کچھ لکھا تھا طائر کو چھوڑ دیا اتنا چلتے چلتے کہا کہ سامنے شاہان طلسم کے جا اور فوراً پلٹ کر آ وہ تڑپتا ہوا روانہ ہوا اسوقت **سحر العجائب و مصر الغرائب** اپنے تخت پر بیٹھے تھے کہ طائر کو دیکھکر ہوش اڑ گئے طائر آکر شانے پر **سحر العجائب** کے بیٹھا وزیر نے کہا حضور یہ کیسا سحر ہی **سحر العجائب** نے کہا ثابت ہو جائیگا کیون پوچھتے ہو جلدی کیا ہی یہ ثابت ہو گیا کہ ہنگامۂ عظیم برپا ہو گیا آفت تازہ کا سامنا ہوا کچھ نہ کچھ فساد پڑ گیا مگر طائر زمزمہ سرائی کرکے چپ ہو رہا یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

منھ کو نہ سیا ناصح کی بخیہ گری اتنی
سائے سے مرے وحشت اے رشک پری اتنی
بے پردہ ہیں چلمن مین یکبار تم آ بیٹھے
پر مجھکو کہان غیرت اے بے اثری اتنی
یہ کون کہے اس سے کی ترک وفا مینے
یا خوش نگہی وہ کچھ یا بد نظری اتنی
سجدہ نہ کہین کرنا ہو مین قدم بت پر

لون مین بھی ابھی لے کیون پردہ دری اتنی
دل لیکے وفا کیسی پر قول تو دینا تھا
ہے تاب نظر کسکو کیون جلوہ گری اتنی
لو پھیرے ہے نکہت کو گلہاے شبینہ کی
کر تو بھی ذرا ناصح پیغام بری اتنی
کہتا ہے مرے آگے وہ مجھسے عدو عشق ہے
کعبے ہی مین ہوتی ہے بیہودہ سری اتنی

تم اٹھ گئے محفل سے ذکر آگئے ہی مجنون کا
اے ہمتن آفت ہے تو مفت بری اتنی
لازم تھا حذر مجھسے ناچیز کے نالون سے
اب تمسے بھی چل نکلی بار دگری اتنی
کیا ہو گئی خود بینی اب غیر سے چشمک ہے
ہے ہے مری الفت سے ہے بیخبری اتنی

اس طرح یہ اشعار پڑھنے کہ سب حاضرین دربار گوش بر آواز تھے اسکے بعد اس طائر نے آواز دی کہ اے شہنشاہ طلسم **نور افشان** وقت خرابی آگیا یہ سال آخر طلسم ہے اب کچھ بنائے نہ بنیگا جو کچھ ہونا ہی وہ ہو گا **سحر العجائب و مکر الغرائب** نے کہا اے بے ادب یہ تجھے کون پوچھتا ہی اصل مطلب بیان کر کہ تو فرستادہ کسکا ہی اور کس کام کے لیے آیا ہی طائر نے بزبان فصیح کہا کہ اے شہنشاہ مین فرستادۂ **وفا شعار** ہون حضور **جلیسہ** نے قیامت برپا کر رکھی ہی آگ برسا کے ہزارون کو جلا دیا ہزارون کو پانی مین غرق کر دیا **وفا شعار** سے برابر لڑ رہی ہی **وفا شعار** کا سحر غالب نہین آتا وہ عاجز و پریشان ہی بہت بڑا سامان ہی حضور سے مدد مانگی ہی یا تو سرکار خود تکلیف کرین یا اور جو مناسب وقت ہو تدبیر فرمائین صد ہا کوس کے راستہ کو غلام طے کرکے آیا ہی بڑی مشقت اٹھائی ہی سرکار جلد تدبیر کرین ورنہ **وفا شعار** آپکو زندہ نہ ملیگا **جلیسہ** کے ہاتھ سے کتے کی موت مارا جائیگا اتفاق سے **خجستہ کرم خوار** براے سلام آئی تھی سلام کرکے اٹھی کہا حضور یہ آگ لونڈی کی لگائی ہوئی ہی جیا میرے گھر پر بطور دعوت کے آئی تھی مجھسے حال پوچھا مین نے **قہار** کی قوت و طاقت کا ذکر کیا **قہار** کی رعنائی و زیبائی سنکر وہ جیا بھوت

ہوگئی جاکے یہ حرکت کرگذری **قہار** کو زندانخانۂ طلسمی سے نکال لیگئی مگر سنتی ہون کہ طلسم **خنزیر** فتح ہوگیا بڑی اُسنے
کوشش کی مگر لونڈی جاتے ہی مشکین باندھکر حرامزادی کو لاتی ہی کہیے زندہ لاؤن کہیے سر لاؤن وہ کیا سحر کرےگی
جو کچھ سیکھا ہی وہ ہمین سے سیکھا ہی **سحر العجائب و مصر الغرائب** نے کہا جاؤ خبیثہ کر **مخوار** چلی ایک دیونی
تھی کہ ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی تھی تمام دربار مین غلغلہ ہوا دیکھو خبیثہ وہ جاتی ہی **سحر العجائب** نے طائر کے
پر پر کچھ لکھدیا بعد جانے خبیثہ کے طائر بھی وہان سے اُڑا اور طرف **وفاشعار** کے آنے لگا اب اس طرف
کی جنگ کا حال سنیے کہ **وفاشعار** سحر کررہا ہی دریاے فوج مین ڈوبا ہوا لڑرہا ہی مگر **جلیسہ** لڑتی ہوئی سحر
کرتی ہوئی چلی جاتی ہی جسوقت سے کہ **قہار** پکڑا گیا ہی ایک خیمے مین لیجاکر دیوانے نے اُسکو قید کیا ہی **جلیسہ**
لڑتی بھڑتی تڑپ تڑپ کے گرتی ہی غول کے غول جلادیے ہزارون ساحر خاک مین ملادیے اب اُس
خیمے کے دروازہ پر پہونچی جہان **قہار** قید ہی دیکھا کہ **قہار** ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے زنجیر مین اپنی ہلا رہا
ہی انکو دیکھتے ہی **قہار** رونے لگا کہا اے یاور مہربان مجھکو قید سے چھڑاؤ مجھپر بڑی مصیبت ہی **جلیسہ** نے کہا اے
تیرے واسطے مین نے اپنی جان لڑا دی یہ کہکے نگہبانون پر جا پڑی نگہبان لاکھ لاکھ کوشش کرتے ہین سحر
بھی کررہے ہین **جلیسہ** انکے سحرون کو کب مانتی ہی کہتی جاتی ہی او نامردو ہٹ جاؤ میرے سامنے سے اپنے
کو بچاؤ سب کو قتل کرونگی میرا فرزند میرا معشوق قید ہی ارے وہ نگوڑا دیوانہ کوہی کہان ہی جسکی وجہ سے
یہ سب فساد برپا ہوئے نگہبان بھاگے جاتے ہین چند ساحرون نے جاکر **وفاشعار** سے اطلاع کی کہ
حضور **جلیسہ** لڑتی ہوئی تا بہ **قہار** پہونچی ہی رہا کیا چاہتی ہی **وفاشعار** پلٹا ساحرون زنانون نے تالیان بجا
کے آواز دی کہ تیری ہار ہوگئی ہی ارے او نگوڑا دم دبا کے بھاگا ہم نگھتون کنواریون سے لڑنے آیا تھا **وفاشعار**
نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت آکر پہونچا کہ **جلیسہ** نے نگہبانون کو مار کر بھگا دیا چاہتی ہی کہ خیمے مین داخل ہون **قہار**
کو چھڑا لون کہ پشت سے نعرہ ہوا انتم **وفاشعار** او **جلیسہ** خیمے مین نہ جانا **جلیسہ** لپٹ پڑی **وفاشعار** سے
سحر چلنے لگا مگر **جلیسہ** قیامت برپا کررہی ہی جو سحر **وفاشعار** نے کیا **جلیسہ** نے دفع کردیا جب **وفاشعار**
نے آگ برسائی **جلیسہ** نے زمین پر ایک ٹکر ماری اور ایک نعرہ کوہ شگاف کیا زمین تھرائی ایک برق سرپر
وفاشعار کے گری کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخم کھاکر لڑکھڑایا **جلیسہ** جھوم کر بڑھی کہ سر **وفاشعار** کا کاٹ لون
ہمراہیان **وفاشعار** بیچ مین آگئے چاہتے ہین کہ اُسکو بچاکر لیجائین مگر **جلیسہ** ہٹنے نہین دیتی کئی سو جادوگر اُسنے
روندکر مارے بڑے بڑے افسر مارے گئے خون کے دریا بہ رہے ہین **جلیسہ** لڑرہی ہی **وفاشعار** چیختا ہی
ہی کہتا ہی یارو سحر **سامری** تاثیر نہین کرتا کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سب دیکھنے
لگے وہ ابر آکر لشکر **وفاشعار** پر تھرایا ایک دناٹا ہوا سب نے دیکھا ایک دیونی ابر سے پیدا ہوئی للکار
کر آواز دی او فاحشہ بڑے مزے اُڑائے ہمارا بیان دل پر تاثیر کر گیا **قہار** نے جو **خبیثہ کر مخوار** کو دیکھا
پکار اُٹھا اے آرام دل عاشقان اے جان جہان مین وہی **قہار** ہون کہ جو تیرے ساتھ مصروف
عیش و عشرت ہوتا تھا **جلیسہ** نے بھی میرے واسطے بڑی مشقت اُٹھائی ہی بڑے بڑے ربط و ضبط کے
کام کیے ہین طلسم **خنزیر** فتح کرایا دیکھو مجھکو میرے سر کی قسم اسیر کوئی زوال نہ آنے پائے **خبیثہ** نے منہ پھیر
لیا **جلیسہ** پر کڑک کے گری **جلیسہ** نے جو **خبیثہ** کو دیکھا کانپنے لگی کہا بہن تمکو گوارا ہوگا کہ میرا بنا ہوا کام
بگاڑو **خبیثہ** نے کہا او مردار تو اتنی بڑی حرکت کرگذری شاہان طلسم **نور افشان** کے سترہ سو سردارن

نامی مطیع و منقاد ہین جنکو عجائب و غرائب سحر یاد ہین اگر مین نہ آئی تو کیا اور بہت سے جانباز موجود ہین
اگر تو نے طلسم خنزیرہ فتح کر الیا تو شاہان نور افشان کا کیا نقصان ہوا وفا شعار نے چاہا کہ اب
اسی ہنگامہ مین جلیسہ پر جا پڑون جلیسہ نے ایک نعرہ کیا اور برق چمکائی کہ وفا شعار کا زخم سے
چوپارہ ہو گیا دریاے خون جاری ہوا ساحرا اسکو اُٹھا کر لیگئے بس خبیثہ جلیسہ پر جا پڑی یہ معلوم ہوتا
تھا کہ دو دیونیان لڑ رہی ہین دونون کے قد بڑے بڑے بال کھلے ہوئے نیلی نیلی کرتیان آپسمین گتھو گتھم
گھاسا چل رہا ہی جھوم جھم بھاتا ہو رہا ہی کبھی کڑک کر آسمان پر جاتی ہین لپٹی ہوئی زمین پر آتی ہین جب
زمین پر گرتی ہین زمین تھرا جاتی ہی پھر ہاتھی بنکر ٹکرین جلیبن بوٹے کے بوٹے کٹ کر لپے دیکھنے والے
جلے جاتے ہین ایک مقام پر خبیثہ نے تڑپ کے جلیسہ کو ایک طمانچہ سحر مارا تڑاسے کی آواز بلند ہوئی
جلیسہ سست ہو کر الگ ہوئی مگر پھر لڑنے لگی دو زخم دونون نے برابر کھائے ہین کئی ہزار ساحر
وفا شعار کی طرف سے جلے جلیسہ و خبیثہ سے دوپہر کامل سحر چلا خبیثہ غالب نہ آئی عاجز ہو رہی ہی جو سحر کرتی
ہی اسکو جلیسہ دفع کر دیتی ہی صحرا مین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین آسمان پر لکہ ہاے ابر کڑک
رہے ہین آگ برسی ہزارون ساحر جل کر خاک ہوئے خبیثہ گھبرا رہی ہی کہ کیا کرون مشکلین ہر مرتبہ یہی ہی
کہ زاغ سامری آئے تو اسکی معرفت پیغام شاہان نور افشان کو بھیجون وہان سے مدد آئے وہ شاہان طلسم
ہین کوئی تدبیر کرین کہ مین غالب آؤن جب دستک دیتی ہی جلیسہ سر ہلا دیتی ہی کہ نہ آنا یہان آئے اور مارے
گئے زاغ صورت دیکھا کر پلٹ جاتا ہی خبیثہ کے ہوش اُڑتے ہین کبھی پکارتی ہی ارے تو اس سے کیون ڈرتا
ہی مین تجھے بچا لونگی ایک پیغام بھیجونگی زاغ نہین آتا ہی پہر دن پچھلا باقی ہی خبیثہ لڑ رہی ہی جلیسہ کہتی جاتی
ہی ارے تو میری بہن ہی ورنہ ابتک تجھکو جلا کر خاک کر دیتی اب خبیثہ اپنی جان سے عاجز ہی فقط اپنے بچاؤ
کے سحر کرتی ہی دل مین کہتی ہی جلیسہ بہت بڑی ساحرہ ہی طلسم خنزیرہ فتح کرنے سے اسکو بہت بڑا زور
پہونچا بیشک یہ شاہان نور افشان سے لڑتی ہی ہر چند کہ وہ شاہ ہین چرخ سلطنت کے ماہ ہین ہزارون
تدبیرین کر سکتے ہین عجائب و غرائب طلسم ایسے ہین کہ کوئی سر نہین اُٹھا سکتا وہ اسکو مار لیتے کہ اسنے
مین وہی طائر بھیجا ہوا وفا شعار کا آسمان پر دکھا خبیثہ نے آواز دی ارے اسکو لیتا نہین اپنی جان
سے عاجز ہو چکی ہون بس وہ طائر تڑپ کر سر پر جلیسہ کے بیٹھ گیا لاکھ لاکھ جلیسہ نے روکا لیکن وہ
طائر نہ رکا سر پر بیٹھ ہی گیا بیٹھتے ہی جلیسہ نے ایک چیخ ماری کہا ارے بڑی وغا کی اگر پہلے سے جان
جاتی تو اسکا بھی توڑ کرتی افسوس ہی کہ پھر میرا سامنا تم لوگون کا ہوگا یہ کہتے کہتے بیہوش ہو گئی خبیثہ
نے مشکلین باندھین زبان مین سوزن دی ایک تخت سحر پر ڈال لیا لیکر روانہ ہوئی وفا شعار کے
بارے مین علم دے گئی کہ اسکا علاج کر نا لشکر قہار سب تباہ ہو گیا کچھ بچا رہے بھاگ کر درہ ہاے
کوہ مین گئے کچھ دریات مین پوشیدہ ہوئے کوئی کہین گیا کوئی کہین گیا وفا شعار نے ہوشیار ہو کر اپنی مرہم دوزی
کرائی قہار کو مسلسل و مطوق کر کے آرابے پر لاد اقید کو لیکر چلے سحر العجائب و مصر الغرائب بیٹھے
ہین کہ اول لان اول خبیثہ آکر پہونچی جلیسہ کی مشکین باندھے ہوئے زبان مین سوزن مگر جلیسہ بل کر تی
ہوئی کچھ خوف نہین شاہان طلسم نے کہا کیون او مکارہ یہ تو نے کیا کیا تو نے کچھ ہمارا خوف نہ کیا سے
کہ آتش قہر و غضب مین جلا دین جلیسہ نے جواب دیا او تم لوگ کیا بیہودہ بکتے ہو جو سحر بنا لئے آسمان کو

نہ کرو امر تمھارے اختیار مین کیا ہی طلسم کشا اصلی آتا ہی اُسکا ساتھ دینگے دونون بہت جھلائے قتل کا ارادہ
کرتے ہین کاہن منع کرتا ہی کہ اب ظہور بڑا ہوا جاتا ہی رنگ بربادی سامنے آتا ہی پریشانی کا نقشہ اپنا رنگ
جماتا ہی پھر انھون نے جھلا کر کہا بھلا حرامزادی دیکھو تو سہی ہم تیرے ساتھ کیا کرتے ہین جلیبہ نے پھر غصے
سے کہا تم کچھ نہین کر سکتے ہو قید رہینگے جفا سہینگے طلسم کشاے اصلی کا ساتھ دینگے تمکو امون کو قتل کرینگے
سحر العجائب و مصر الغرائب جھلائے چاہا قتل کو حکم دین مشیرون نے منع کیا کہ اے شہریار قتل باعث
خرابی ہی یہی باعث ہی کہ وہ آنکھ ملا کر کلام کرتی ہی جانتی ہی کہ میرے قتل پر آپ قادر نہین ہین قید کیجیے ظلم و
بدعت بڑھا دیجیے اسقدر ان سب کو پراگندہ و پریشان کیجیے کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرین یہ ذکر تھا کہ قید
قمار فیلزور کی بھی آکر پہونچی قمار جو زنجیرین ہلاتا ہوا قریب شہنشاہون کے آیا سب نے دیکھا خوب
تیار ہوا ہی قسامی کا کتا بھولا ہوا ہی مثل ابلیس پرستون کے اسنے صاحب سلامت کی شاہان طلسم نے کہا
کیون او بھیا ایک مرتبہ جوتیان کھا چکا پھر دوبارہ تونے یہ حرکت کی ہی شرما کر تجکو جلادین جلیبہ نے لپٹ کر
قمار سے کہا اے قمار گھبرانا نہین مین تجکو پھر قید خانے سے نکالونگی راستہ طلسم نور افشان کا کھول چکی طلسم
خضر پر شکست ہوا اب طلسم کشا بلا تکلف آئیگا جفا ہماری تقدیر مین تھی طلسم کشاے اصلی کیواسطے چین ہی کہ
آکے سب کو مسلمان کریگا تمکو امون تک پہونچائیگا زندانخانہ توڑیگا ہم بھی چھوٹینگے جو جسکی تکلیف ہی وہ اٹھا لینگے
شاہان طلسم نے کہا چاہے ابھی طلسم برباد ہو جائے مگر ان دونون کو اسی وقت قتل کرینگے خبیثہ قدمون پر گر
پڑی اور کہا اے شاہان طلسم آپکو ہر بات کو ضبط بھی واجب و لازم ہی ضبط فرمائیے خبیثہ کو حکم ہوا ان دونون گنہگارون
کو شاخسار کے پاس لیجاؤ خبیثہ لیکر انکو شاخسار کے پاس پہونچی شاخسار نے جو جلیبہ کو دیکھا
دوڑ پڑی دانتون سے بوٹیان کاٹنے لگی جلیبہ فریاد کرتی تھی اور کہتی تھی او بھیا جو پھر چاہو بدعت کرو
انجام مین سب قتل ہونگے تمکو ام نہ بخشینگے جو ظلم تیرا جی چاہے کر لے قمار و جلیبہ بھی قید ہوئے شاخسار
نے ان دونون پر بدعت کو بڑھا دیا اب انکو اسی مقام پر چھوڑ دیجیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بیان ہوتے ہین کہ مغیلان کوہ پیکر سحر تیار کر رہا ہی خواجہ و برق و قران تلاش مین اسم اعظم کے نکلے ہین و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ خمسہ

دل کئے جاتے ہین میرے خامہ کی رفتار پر | آبداری ہی زبان کلک گوہر بار پر | کیون نہون اہل جہان کشتہ مرے اشعار پر
شعر کہتا ہون کسی کے ابرو خمدار پر | [illegible] میرے قلم پر بار ہو ہی تلوار پر
سنگ اسود کا ادب واجب ہی ہر دیندار پر | کیا قدم رکھتا مین سنگ آستان یار پر | ناتوانی کا ہی احسان اس ضعیف و زار پر
غش مجھے آیا جو مین پہونچا در دلدار پر | پاؤن کے بدلے رکھا سر سایۂ دیوار پر
میرے مرجانیکا صدمہ ہی دل دلدار پر | ہی ہجوم غم نہایت ساقی میخوار پر | صدقے میری روح اُسکی چشم گوہر بار پر
میرے غم مین اشک ہین مژگان چشم یار پر | دار بست تاک ہی گویا در خسار پر
کیا [illegible] اری کر یوسف کی ہی | قیمت ہی دل اسقدر بھاری کر یوسف کی ہی | نقد جان دینا خریداری کر یوسف کی ہی

کیا نرالی گرم بازاری مرے یوسف کی ہے
پڑ گئی جب آنکھ اک بجلی گری بازار پر

ہے ستم آنکھیں اٹھانا مصحف رو کی طرف
ہو گیا آشفتہ دل دیکھا جو گیسو کی طرف
کس کی طاقت ہے جو دیکھے چشم جلاد کی طرف
کچھ مژگان بڑھے جاتے ہیں ابرو کی طرف
ہاتھ کیا رکھتے ہیں ترک چشم اب تلوار پر

تنگ ہیں گردوں کے ہاتھوں سے ہوں میں سوختہ تن
میرے لائق یہ نہیں صحبت الم میں ہے حباب
سوز دل سے دل کباب اپنا ہے کیا کھاؤں کباب
کیا پیوں دور فلک میں ساقیا جام شراب
قطرۂ شبنم نہیں جچتا زبان خار پر

لاغری میں صورت مژگان ہے جسم خستہ حال
پلکیں تیری دیکھ کر سوکھا ہوں کانٹے کی مثال
ہے عجب اسکا اداے رشک چمن سب کو کمال
جب سے ہے مجھ ناتوان کو تیرے مژگان کا خیال
خلق کہتی ہے ہوا ہے خار عاشق خار پر

طبع نازک میں خدا نے دی ہے رنگینی ہزار
سینہ داغوں سے چمن تن دو ہے گلشن سے خار زار
ہے ابھی صورت میری ہے ابھی نہان و آشکار
تند خو ظاہر میں ہیں باطن میں ہوں باغ و بہار
جس طرح کانٹے لگے ہوں باغ کی دیوار پر

حسن یوسف سب کو بھولا کون اب کرتا ہے یاد
ہر دو عالم بیچ بہا لینے میں ہیں اسکے شاد
اُس صنم کی رخسار کو کیا باہر آنے سے مراد
گھر میں بیٹھے ہیں خریدار اسکے یوسف سے زیاد
خود فروشی کب بھلا موقوف ہے بازار پر

رو دیا لاکھ بار مجھ سا ز بجے تا بہ غرق
ایکدم میں بن گیا آسمان اشکوں میں غرق
اپنے ہاتھوں کے پردے میں آپ یہ لایا ہے فرق
دیدۂ گریان سے میں چھوٹی جو کی تو مثل برق
کیا ہنسی آئی ہے مجکو ابر دریا بار پر

لن ترانی کہکے ترساؤ نہ مجکو دمبدم
مجکو منہ اپنا دکھا دو تمکو خالق کی قسم
اب نقاب روے انور کا اٹھانا ہے ستم
مجھسے روپوشی کا شکوہ سنکے بولا وہ صنم
آ گئی ہے تجلی خدا کے طالب دیدار پر

حسن میں جھیل ہے میرا وہ رشک آفتاب
ہو گیا سکتہ نہ لایا دیکھنے کی کوئی تاب
چاند مہتابی بنا جسدم ہوا وہ بے حجاب
شب جو آلٹی اُسنے روے حیرت آگین سے نقاب
چاندنی مثل سفیدی رہ گئی دیوار پر

بیٹھے جی کب ہاتھ تیرے پاؤں تک پہونچا مرا
آنکھ کو تلووں کی حسرت ہی رہی میں مر گیا
آرزو ہے گور پر آ جا کبھی بہر خدا
لوح تربت کی جگہ شایان ہے تیرا نقش پا
مر گیا ہوں اے پری پیکر تری رفتار پر

کچھ نہ تنہا خار ہوں اک دیدۂ اغیار میں
ہے عداوت سب کو مجھسے کوچۂ دلدار میں
اک بنا ہے بغض و در چرخ کج رفتار میں
بیٹھنے کا قصد کرتا ہوں جو کوے یار میں
سایہ چڑھ جاتا ہے بارے تجل کے دیوار پر

مست ہے سارا جہان آباد کی گفتار کا
مانا آنے میں سب رندون کو ہوا انکار کا
شیخ مینا سے پتا ہے خمخانۂ خمار کا
جان لے عالم کہ گھر ہے ناسخ میخوار کا
چاہیے بوتل کے ٹکڑے ہوں مری دیوار پر

بیچہرہ نقش بندان عبارت عیاری و منکسران ہندسہ حساب اختر شماری داستان جلالت عنوان کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف راقمان فسانۂ اسے جلیس میگسار رند داستان جلیس سابق میں تحریر کیا تھا کہ جب کئی ساحران مغیلان کوہ پیکر مارے گئے اور سحر اُنکے مٹے مسرور اسکے وزیر نے حرز ہیکل سے لی تھی اُسکو قران نے مارا حرز ہیکل صاحبقران کو پہونچی مغیلان کوہ پیکر روتا پیٹتا کہتا یا خداوند آج ایسا ساحر مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا اب میں خود سحر تیار کرتا ہوں اگر سبب حرز ہیکل حمزہ بچ بھی جائے تو سارا لشکر تو اُسکا تباہ ہو جائیگا اول تو حمزہ پر وہ بلائیں نازل کروں کہ خود حمزہ گھبرا جائے پریشان ہو خود حرز ہیکل اُتار کر پھینکدے اگر بچ بھی گیا تو غم میں اپنے احباب کے سر ٹکرا ٹکرا کے مریگا یہ کہکے مغیلان داخل ہو مخانہ ہوا سحر تیار کرنے لگا پھر ابر سحر بنانے آسمان پر

بھیجدے یہ پانی برساکے غرق زمین کیا یہ تو ان باتون مین مصروف ہی خواجہ تلاش مین اسم اعظم کی
نکلے ہین کہ پرچہ کاغذ کا گود مین گرا طرف سے یاسمن کے تحریر ہی کہ خواجہ جلد میرے پاس آیئے خواجہ تو
ادہر چلے مگر مغیلان کا احوال سنیئے کہ تین دن جب اسکو بے آب و دانہ گذرے سحر تیار کر رہا ہی کہ
سالوس کا نامہ آیا اسمین مرقوم تھا ای مغیلان یہ بھی دریافت کرو کہ ہماری طرف سے کون ملا ہی کون
خبر پہونچاتا ہی کوئی خبر ہمارے گھر کی نہین چھپتی اُس اضطرار مین مغیلان نے ایک دو ہتھڑ زمین پہ مارا
آواز دی ای طائر طلسمی مجکو خبر دے قدرت کیا پوچھتے ہین زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا ہوا کاندھے پر
آکر مغیلان کے بیٹھا مغیلان نے پشت و پہلو پر طائر کے ہاتھ پھیرا پوچھا ای طائر سامری خداوند
کیا فرماتے ہین یہ کیا راز ہی ہم لوگون مین سے کون مسلمانون کا دمساز ہی طائر نے قہقہہ مارا کہا ای
مغیلان کیا پوچھتا ہی صاحبزادیون نے گھر کے گھر برباد کیے ابلیس خود پرست ایسا خداوند کہ
جسکے اعتقاد سے ملک کے ملک معمور تھے وہ کس ذلت و رسوائی سے مارا گیا سوائے حسرت و یاس
کے کیا ہاتھ آیا بی ناہید قمر طلعت یاسمن گلگون پوش دختر جیحون ان دونون نے سب
راز کھولے ایک عمرو پر عاشق ہوئی ایک حمزہ پر جان دیتی ہی سراسر حماقت ہی حمزہ کبھی ساحرہ
کو قبول نہ کریگا جب سحر سے تائب ہون موافق اُنکے مذہب کے کلمہ پڑھین تب وہ شاید قبول کرین
ورنہ وہان تک گذر کہان مگر تمھاری بربادی کی صورت درپیش ہی اُنکو گرفتار کرو تب راز چھپے مغیلان
یہ خبر وحشت اثر سنکر ایسا جھلا یا کہ باہر نکل آیا اُسی حال مین خون خوک سے نہا یا لختے خون کے
جسم پر جمے ہوئے صورت ہیبت ناک بھوک سے شکم و پشت ملا ہوا سالوس اُٹھکر ملا ہوا کہا ای
قوت بازو خیر تو ہی تم اسوقت اس حال سے کیون آئے ہو مغیلان نے کہا یا خداوند کیا غلام
سحر تیار کرے جو ہم ارادہ کرتے ہین پہلے مسلمانون کو خبر پہونچ جاتی ہی بی ناہید و یاسمن کو جلد
گرفتار کرایئے ایک صاحب عمرو پر عاشق ہین آپ کی صاحبزادی حمزہ پر جان دیتی ہین یہ سنکر
سالوس شرما گیا سنجاب جادوگر وزیر ان سلطنت سے ہی حکم دیا ای سنجاب جاؤ ان دونون کو
گرفتار کرکے لاؤ سنجاب بارہ ہزار فوج لیکر چلا یہ دونون شاہزادیان رو رہی ہین یاسمن
کہتی ہی کیون بُوا ناہید رہائی اسم اعظم کی کوئی صورت نہ ہوئی ناہید نے کہا بُوا وہان تک سالک
مشکل ہی مادر مہربان بڑی حفاظت کر رہی ہین وہان رسائی نہین ہوتی اب یہ سحر ایسا تیار ہوتا ہی کہ
اہل اسلام کا بچنا دشوار ہی خدا کرے خواجہ عمرو جلد آئین کہ اُنسے حال مغیلان کا بیان کیا جائے
اگر اُنسے ہوسکے تدبیر کرین ورنہ اس سحر مین سب کا خاتمہ ہی تڑپ تڑپکر مرینگے کیا لطف زندگی یاد کرینگے نظم

گو طوق پڑا ہو جیب مگر تن نہین رکھتا	کیا خوب گریبان ہی کہ دامن نہین رکھتا	مین فرق سوسن رشتہ و سوزن نہین رکھتا
یہ اشک وہ موتی ہی کہ روزن نہین رکھتا	وہ رنج اُٹھائے ہین کہ فرداے قیامت	جینے کی تمنا پس مردن نہین رکھتا
گلشن کیطرح داغ مین رکھتا ہون ہزارون	ہر سینے داغ ایک بھی گلشن نہین رکھتا	ہو جاتے ہین آنسو مری آغوش مین پیدا
دانے کی کمی کیا ہو وہ خرمن نہین رکھتا	بنکر کمر یار نہان ہون مین نظر سے	تکلیف کی امید بھی دشمن نہین رکھتا
اب کام پڑا اُس دل بیدرد سے ہمکو	چھوٹے سے بھی جو رغبت شیون نہین رکھتا	محبت کو آخر ہی یہ یقین ہیجیے کیونکر
خاصیت محبت ایک برہمن نہین رکھتا	ہر لحظہ ہی اک گردش نو مثل تصور	مین ایک جگہ صورت مسکن نہین رکھتا

لب سینہ سوزان مین بھڑکتے نہین تھمتے جز شمع کوئی قامت روشن نہین کہتا	کس روز مین کیفیت گلشن نہین کہتا گروشن بھی پہلنے کی نہین جا ہی نسیم آہ	ظلمت کدۂ دہر مین کیونکر نہو ممتاز مرکر بھی مین آسایش مدفن نہین کہتا

ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری ذرا کوٹھے پر چلکے دیکھیے چہار طرف سے آپ کا باغ گھرا ہوا ہی سب طرف سے فوج آتی جاتی ہی ارے کیسی فوج یہ کہکے ملکہ دوڑی کوٹھے پر سے آکر دیکھا سنجاب جادو نے سارا باغ گھیر لیا ہی کوئی گوشہ نکلنے کا باقی نہین ہی بس ملکہ رونے لگی اُسی حالت مین کوٹھے سے اُتری کہا لو بوا ہماری بغاوت کھلگئی فوج نے گھیر لیا اب کہو کیا ارادہ ہی چپکے چپکے چلین یا لڑین یاسمن نے کہا بوا دونون طرح خرابی ہی اگر لڑکر گئے نام رہیگا بو نہین جاتے نہین اور زیادہ خرابی ہی خاص شہر مین سے لڑائی ہونا لڑنے مین یہ بھی گمان ہی لڑ بھڑ کر نکلجائین تا بہ صاحبقران پہونچین تقدیر رسائی کرے مگر اپنے بخت واژون طالع نگون سے یہ امید نہین ہی کنیزین دیوارین کود کود کر بھاگنے لگین باہر جاکر گرفتار ہو جاتی ہین مگر بدحواسی ہی چالیس کنیزین ہین کہ جو ثابت قدم ہین سحر سے بھی محروم تھین ٹھہر گئین کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہین آپ جس سے لڑینگی ہم بھی اُس سے لڑینگے کہ ایک سوار نے دروازے سے پکارا کہ سنجاب جادو ارشاد فرماتے ہین ملکہ یاسمن وملکہ ناہید کو خداوند نے طلب فرمایا ہی اگر لڑنے کا ارادہ کیا تو ہمکو قتل کرنیکا حکم ہی عرض کرو کہ آپ نور چکیدۂ خالص قدرت ہین آپ سے ہمین بے ادبی کرنا جائز نہین ہی اب حکم خداوندی ہمکو صاف صاف ملا ہی سنجاب جادو وزیر صاحب حکم صاف صاف لیکر آئے ہین ہم لوگ تامل نہ کرینگے ملکہ نے کہا وزیر جھک مارتا ہی ایک کنیز نے بڑھکر اشارہ کیا اُس سوار کا سر کٹکر گر پڑا اب تو فوج نے ہلّہ کیا دونون نے کاتیان باندھین جو اندر آیا اُسکو مارا تیر سحر کے چلنے لگے نرگس شہلا نے آنکھین نکالین سنبل نے دام زلف مین پھنسایا چراغ لالہ روشن تھا شمع حیات عدو کو جلایا ہزارون مر کر گرے دونون تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین چالیس کنیزین ہین دو شاہزادیان اتنے بڑے بلوے کو روکے ہوئے ہین جو جس غول پہ گری مجمع کو درہم برہم کر دیا سنجاب جادو نے جو یہ دیکھا کہ چہارم لشکر تباہ ہو گیا کوئی ساحر منھ پر نہین چڑھتا دونون جھوم رہی ہین جسپر گرین اُسکے دو ٹکڑے کئے بجلیان ہین کہ کڑک رہی ہین اسنے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر خداوند سے عرض کرو کہ نور چکیدۂ قدرت کا گرفتار ہونا مشکل ہی پانچ ہزار آدمی قتل ہو چکے ہین ابھی غلامون نے سحر نہین کیا کیا حکم ہوتا ہی یا قدرت کچھ تدبیر کرے غلام بے ادبی کرے سوار پہونچا سالوس دربار مین ٹہل رہا ہی بیٹی کی محبت مین بیقرار ہی بعض سے کہتا ہی بار دمغیلان نے یہ بات تو بالا علان کہی مجکو اسنے ذلیل کیا اُس غصے مین حکم دیدیا مجکو اس بات کا یقین نہین آتا ہی اکثر شادی کے پیغام آئے اُسنے نامنظور کیا وہ تو مردون کے نام سے جلتی ہی روکے روٹی مانگتی ہی اتنی بڑی گستاخی اُس سے کیونکر سرزد ہوئی لیکن اگر بگڑ جائیگی تو سب ساحرون کو مشکل پڑیگی اُسکی مان نے اسکو بہت تعلیم کیا ہی یہ ذکر تھا کہ سوار سامنے آکر پہونچا گھبرایا ہوا اسکا بھائی مارا گیا ہی آنکھون سے آنسو ٹپکتے ہوئے سینہ کوٹتا ہوا پکارتا ہوا یا خداوند غضب ہو گیا ہر چند ملکہ کو ہم لوگون نے سمجھایا لیکن وہ نہین مانتی ہین

قربانی ہین مین لڑکر مرجاؤنگی مگر بذلت گرفتار نہ ہونگی پانچ ہزار آدمی مارے گئے چالیس کنیزون نے
ملکہ کا ساتھ دیا ہی مثل برق تڑپ رہی ہین مغیلان ہو محانے سے نکل آیا بکتا ہوا کلمات سخت
بمقدمہ ملکہ ناہید کہتا ہوا کہ ایسی بدکار کو بذلت سر دربار بلانا چاہیے جسنے ہمارے اور آپ کے
قتل پر کمر باندھی یہ اُسکو افسوس نہ آیا کہ اپنے باپ کو قتل کرانا چاہا تھا مین نے یہ بھی دریافت کرلیا
کہ ابھی میرے سحر کامل کی خبر افشا نہین ہونے پائی اگر یہ بچ جائیگی ضرور خبر پہونچائیگی مغیلان کی
سالوس خاطر بھی کرتا ہی دل تو بیقرار ہوگیا مگر خاموش ہی مغیلان سوار ہوا مغیلان کا چلنا
اور لشکر مین ہنگامہ ہوا سوار و پیدل تیار ہونے لگے ہر چند یہ کہتا ہی یارو تم سبھون کا کیا کام ہی
سوار و پیدل کہتے ہین اپنے افسر کو اکیلا نہ چھوڑینگے باغ کا مال لوٹینگے دختر خداوند کی حقیقت
مین خوب پسند ہی باغ مین بڑا روپیہ ہوگا لاکھ اُسنے روکا مگر ستر ہزار ساحر تیار ہوکر اسکی اشتہا
چلے مغیلان اژدر آتش فشان پر سوار ہوا لشکر لیکر چلا قضائے کار خواجہ عمرو جو طرف باغ ملکہ
کے چلے تھے خیال مین گذرا لشکر سالوس کو بھی دیکھ لین ایک فقیر کی شکل بنے ہوئے ہو حق کرتے جو
لشکر مین دیکھا عجب تہلکہ ہی سوار و پیدل چلے جاتے ہین خواجہ عمرو نے ایک سے پوچھا یا بابا یہ
لشکر کہان جاتا ہی ایک شخص نے کہا شاہ صاحب ایک غریب عورت پر چڑھائی ہی فوج کی بھیا
ہی عمرو نے پوچھا کون کہا دختر سالوس کا حال کھلگیا بس عمرو گھبرایا کنارے کنارے چلا مگر
سوچتا ہوا کہ کیا تدبیر کرون فوج تو نکلگئی یہان ملکہ اندر باغ کے لڑ رہی ہی یا الٰہی ان لشکر
سنجاب مبتاب و بیقرار مین دوڑے سحر کررہے ہین ملکہ جواب دیتی ہی کہ ہنگامہ ہوا بڑھکر
ایک سوار نے آواز دی ملکہ اب بہتر ہی کہ چلی چلو مغیلان کوہ پیکر آتا ہی آتے ہی کانٹے بچھا دیگا زمین
و آسمان ہلا دیگا کسی نے نقارہ بجا ملکہ نے بنگاہ یاس طرف یاسمن کے دیکھا کہا لو لوا مغیلان خود
آتا ہی اور زیادہ نام کی بات ہی اگر گرفتار بھی ہوئے تو نام تو رہجائیگا ہر شخص یہی کہیگا کہ ناہید
نے اپنی آبرو کا پاس کیا بقول شخصے اوکھلی مین سر دیا دھمکون سے کیا ڈرنا اور دو رنج و غم کو دل

مین جگہ ہر عیش و راحت سے دور ہوئے راحت و آرام سے مجبور ہوئے نظم

زخم کو ناخن سے چھیڑا اور دل جب کم ہوا
[illegible] دہ دار عشق محو غم ہوا
[illegible] حق [illegible] آنکھین بھی ہم ہوا
[illegible] دل زخم جگر کو اسنے ایذا تھی مگر
[illegible] جو شادی مرگ ہنس ہنس کر ماتم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین بہ غم

گو ہم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا
رگ رگ کھنچین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
رات بھر دیکھا تماشا ہجر برق وار کا
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا
پھر وہی سامان ہوا رہتا تھا جسکا ہمکو ڈر
کیا کہون کیونکر بسر کی کیا برا عالم ہوا

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجھکو غم ہوا
جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
جان لی یا دلب شیرین نے تیری اے صنم
آہ کے شعلو نے جب دو دو جگہ بیہم ہوا
زخم پر پھاہا لگے سینون پہ اہل بزم کے
پھر مزاج زلف جانان اندنون برہم ہوا

یاسمن نے کہا حضور مرنا ایک ن
ضرور تھا لڑ بھڑکے مرے مگر افسوس ہی کہ ہمارا ماتم نہین معلوم پاس شہنشاہ اوج عیاری کے پہونچا یا نہین
پہونچا لا زمان مغیلان جو باغ مین گھسے باغ پامال ہونے لگا بدعت باغبانان فوج دیکھکر نرگس نے آنکھین بند کین
سنبل نے بال کھولدیے چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے شمشاد و بانگل پیٹے کف افسوس ملتے ہین غنچہ مین
دست ہوس چھپائے سر سبز و شاداب پامال عندلیبان خوشنوا کو رنج و ملال قمریان صدائے آہ دیتی ہین

نخلہاے سرو جو گرے گویا نشان باغ متاعلم آہ بلند ہوا صیاد و گلچین کی بن پڑی عندلیبان خوشنوا کو
پھنسانے لگے گلچین نے جھولیان بھرلین صیاد دام بردوش بلبل خاموش ملکہ ناہید نے جو بدعت فوج
مغیلان دیکھی دس بارہ کنیزین بھی قتل ہوئین لاشے اُنکے چمنستان مین گرے ہر در و دیوار سے
رونیکی صدا آتی ہے صبا خاک اُڑاتی ہے ملکہ نے سحر تیار کیا کہا لو ہوا ان کانون مین یہ بجنے ہمارے
حال پر گلہاے خود رو ہنستے ہین مگر افسوس خواجہ نے ہماری خبر نہ لی کہ مغیلان کوہ پیکر سحر کرتا ہوا
اژدر آتش فشان اُڑا کر آیا پکار کر آواز دی ای ناہید و یاسمن سرکشی موقوف کرو خدمت مین
خداوند کے چلو یقین ہے خطا معاف ہو جائے تمھارے ہاتھ سے بہت سے لوگ قتل ہوئے جب سحر کرونگا
زمین ہلا دونگا تم دونون کا گرفتار ہونا دشوار نہین ہے ایک سحر مین سحر فراموش ہوگا دریاے
حیرت کا جوش ہوگا خود فریاد کروگی دوڑی ہوئی چلی چلوگی یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ آپ نور چکیدہ
قدرت ہین ہمکو بڑا پاس ہے ایسا نہ ہو کہ تمسے بے ادبی سرزد ہو ملکہ نے جواب دیا کہ ای مغیلان
ہم یہ خوب جانتے ہین کہ ساری تیری آتش افروزی ہے قدرت کی دلسوزی ہے اب یہ کیفیت ہے
کہ فوج مغیلان و سنجاب چہار جانب سے گھیرے ہوئے ہے مغیلان کوہ پیکر اور ملکہ سے
باتین ہو رہی ہین بیس کنیزین دونون شاہزادیان کاتیان باندھے ہوئے لٹکتے خون کے سینے پر
بچے ہوئے نیچے سے خون ٹپک رہا ہے کنیزین گرد حاضر ہین اشارے کی منتظر ہین مغیلان نے بہت
منت و خوشامد کی ملکہ نے کہا ای مغیلان کوہ پیکر ہمپر اسی تہمت ہے ہم امیر و عمرو کو نہین جانتے
مغیلان نے کہا یہ عذر آپ کا اب قابل سماعت نہین ہے مجکو طائر سامری نے خبر دی ہے
اب اسکو کون جھوٹ کہ سکتا ہے ہمنے جو دریافت کیا طائر سامری نے صاف صاف کہدیا
مگر ہان تمھارا توبہ کرنا پیشگاہ خداوند قبول ہوگا یہ بھی ہمکو طائر نے خبر دی کہ ان شاہزادیون
کے گوہر عصمت پر زوال نہین آیا ہے قدرت کی خطا معاف کرنے کو یہ نکتہ کافی ہے ملکہ نے کہا تم
بکے جاؤ ہم جواب دیتے ہین کہ جو تمسے ہو سکے وہ کرو ہم اصلاح کے خواہان نہین ہین جو تمسے ہو سکے
وہ کرو مغیلان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہتا ہے کہ ملکہ پر سحر کرے ملکہ بھی آمادہ ہوئین تمام فوج نے
بھی قصد کیا ہے کہ ملکہ پر جا پڑے ہین کہ ایک آواز ہیبتناک آئی قریب تھا کہ ساحرون کے کلیجے
پھٹ جائین نعرے مین آواز تھی ای کفاران بےحیا و ای نابکاران بے دغا منم خداوند سالوس
سر اُٹھا کر مغیلان کوہ پیکر نے دیکھا تخت پر خداوند سوار منھ مین کوئی شکر دبائے ہوئے اسطرح
کی آواز دیتے ہین کہ زمین تھراتی ہے ایک جامہ پہنے ہین کبھی سبز کبھی سرخ کبھی اودا اودا دمبدم
رنگ بدلتا ہے تاج یاقوتی سر پر یاسمین گوہر شب چراغ نصب چھوٹ پڑتی ہوئی آواز دی او مغیلان
کیا کرتا ہے خبردار نور چکیدۂ قدرت پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ انقلاب زمانہ کردونگا لاشون سے
میدان بھر دونگا مگر ملکہ ناہید قمر طلعت نے جو باپ کو آتے ہوئے دیکھا خوف سے تھر تھر
کانپنے لگی مغیلان سے تو سالوس نے یہ کہا اور ملکہ سے آنکھ ملا کے آواز دی کہ ای نور نگاہ
کیا سرکشی ہے خبردار اگر سحر کیا تو جلا کر خاک کر دونگا یاسمن تو گھبرا گئی ہونٹھ کاٹنے لگی سحر
فراموش بیتاب و بیقرار گھبرا کر کہا الہی غضب ہوا خود خداوند آ گئے ناہید بھی خاموش

تخت اُترتا ہوا قریب آیا قدرت تخت سے کود کے کہا اے ناہید اس وقت قدرت عرش معلے پر
جلوہ فرماتھے کہ فرشتگان مقرب نے خبر دی کہ آپ کی دختر پر جفائین ہین مغیلان کو وہ پکڑے جاتا ہی
ہمنے زمین پر ملاقات کی قدرت یون جلوہ دکھاتے ہین کہ عرش اعلےٰ پر بھی جاتے ہین زمین پر
گندے بندون سے ملاقات کرتے ہین قدرت ہر جگہ موجود رہتے ہین دیکھو یہ عطر بہشت سونگھو
اترانا نہین عرش اعلی کی سیر کرا دینگے یہان مغیلان وغیرہ مع اسکی فوج والے اس تماشے کو
دیکھ رہے ہین مغیلان کہتا ہی آمنا وصدقنا دیکھو یارو یہ خداوند ہین جسے زمین پر ملاقات کرتے ہین
آپ عرش اعلی پر رہتے ہین دیکھیے ابھی تشریف لائے ہین کبھی اس ہیئت سے خداوند کو نہین دیکھا تھا
جامہ اتنی دیر مین کتنے رنگ بدل چکا اس جامے کو دیکھکر یہ خیال آتا ہی کہ گرد فرشتون کے بھی
جگمگاہٹ ہین قدرت کا ہیکو گرگٹ ہین بعض کہتے ہین منہ مین جوتیان مارو ایسی بات نکہو قدرت
کو گرگٹ سے مثال دیتے ہو قدرت کی کیا بات ہی ہر فعل انکا کرامات ہی ایسا لباس کسی کو
نصیب ہی دیکھو سنانے کی آواز آتی ہی فرشتے اُتر رہے ہین وہان قدرت نے شیشی عطر کی نکال
دماغ سے ملکہ ناہید کے لگادی جیسے ہی بو اُسکے دماغ مین پہونچی سر پکڑکر بیٹھگئی وہی شیشی
دماغ سے یاسمن کے لگادی کہا لو جیجون کو قتل کرایا دریاے تکرنہایا یاسمن بھی سونگھتے ہی
بیٹھگئی آنکھین نکلسی نکل آئین کنیزون کے ہاتھ پر بھی قطرے ٹپکا دیے کہا لو تم بھی مقبول ہوئین
سب حورین بنجاؤگی بڑے مرتبے پاؤگی بہون نے خوشی خوشی عطر سونگھا اب قدرت نے جبکو اُٹھایا
کمر تک لائے وہ غائب ہوگئی مگر زبان سے فرماتے جاتے ہین اے فرشتو لیجاؤ تیس کنیزین دشمن [illegible]
جو کمر کے پاس آکر غائب ہوئین اعتقاد سالوس پرستان اور قوی ہوا سالوس جا کر تخت پر آیا
پکار کر آواز دی اے بندگان من سجدہ بروید قدرت جاتے ہین فرشتے تخت اُٹھاینگے جب کسی کی
نگاہ فرشتے پر پڑجائیگی جلجائیگا سب واسطے سجدے کے جھک پڑے قدرت جھپٹ کر گرسے
تاج سب کے سرون سے لیے ایک ایک لات بھی ماری اور آواز بھی دی ارے فرشتون سے
بچو آنکھ نہ کھولنا بڑی دیر کے بعد آواز دی آنکھین اپنی اپنی کھولدو قدرت گئے اب جو سبنے
آنکھین کھولین اپنے سر ننگے پاے کوئی کہتا ہی کرے روپے غائب ہوگئے کوئی کہتا ہی جیبو
مین انگوٹھی بندھی تھی کیا ہوگئی ایک ہنگامہ ہی مغیلان کہتا ہی یارو خیر ہوئی جو کچھ گذری گذری
چلو پلٹ چلو یہین تک خیر گذری اگر فرشتے اُٹھا کر لیجاتے تو کیا کرتے اگر جہنم مین ڈالدیتے تخت تو
غائب ہوگیا باغ کو لوٹا پامال کیا مغیلان وسنجاب پیٹے تھکتے ہوئے کہ یارو آج کرامت خداوندی
ہم پر ظاہر ہوئی وہان فرشتون کو کس شکل سے صورت دکھاتے ہین اور یہان کیونکر آتے ہین وجد
کرتے ہوئے چلے یہان سالوس مہدری سے پریشان ہی اور زیادہ باعث پریشانیکا یہ ہوا
کہ میان خوش نظر خواجہ سرا یہ حال دیکھکر روتے ہوئے اندر محل کے آئے ملکہ گلشن نیرنگ ساز
تشریف رکھتی ہین گرد انکے جلیسین جمع ہین کہ رہی ہین صاحبو آج میرا خود بخود دم گھبراتا ہی
دیکھون فلک شعبدہ گر کیا رنگ دکھاتا ہی دیکھا میان خوش نظر خواجہ سرا شملہ سر سے دے مارا ہی
گریبان چاک کیا ہی منہ پر خاک ملی ہی روتے ہوئے چلے آتے ہین گلشن نے گھبرا کر پوچھا کیون

خیر تو ہی عرض کی داری کیا عرض کرون وہ زبان کہان سے لاؤن جس سے عرض کرون کاشکے نابینا ہوتا
یہ ہنگامہ اپنی آنکھون سے نہ دیکھتا گلشن نے کہا میان صاحب بیان تو کرو تمھارے رونے سے
میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی کہا بی بی یہ ملعون مغیلان کوہ پیکر جو آیا ہی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے
کیسے کیسے ساحر اسکے مارے آج حرامزادے نے طارُس سامری کو بلایا نہین معلوم کہانکا جانور
ہی اُسنے یہ کہا کہ ملکہ ناہید حمزہ صاحبقران پر عاشق ہین اور یاسمن دختر چیون خواجہ عمرو
پر جان دیتی ہین اُسنے صاف صاف اگر قدرت سے کہدیا قدرت نے سنجاب جادوگر روانہ کیا
وہ تشنج نازک مزاج اپنے باغ مین تھی تقریب ملاقات مین یاسمن بھی آئی ہوئی تھین فوج سے
جو بلوہ کیا پانچ ہزار ساحر ملکہ نے مارے اب خود مغیلان گیا ہی سُنتے ہین کہ بڑا ساحر زبردست ہی
حضور کو یاد ہوگا مین نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا ہی میری بھولی بچی عشق و عاشقی کو کیا جانے
ناحق کی اُنپر تہمت لگائی ہی اگر وہ گرفتار ہو گئین اپنی جان دینگی اول تو وہین سے وہ زندہ نہ
آئینگی اگر مجبور کرکے پکڑا تو یہان آکر جان دینگی یہ خبر وحشت اثر سُنکر گلشن نیرنگ ساز
پیٹنے لگین کہ ہی ہی میری بچی پر یہ آفت وہ بھولی بھالی روکے روٹی مانگنے والی اسپر یہ جفا ارے
بھڑوے سالوس کو تو بلاؤ مین پیٹ کر گھر سے نکلجاؤنگی اپنی جان دیدونگی بازار مین بیٹھکر اس
بھڑوے کے منھ مین کالک لگاؤنگی اس بھڑوے نے کیونکر حکم دیا ناظر دوڑا ہوا سامنے سالوس
سے گیا کہا یا خداوند جلد گھر مین چلیے ملکہ نکلا چاہتی ہین سالوس نے کہا ارے کیا ہوا کہا حضور
مغیلان کوہ پیکر کے جانیکی خبر ملکہ کو پہونچ گئی وہ پیٹ رہی ہین سالوس یہ سُنکر دوڑا محل مین آیا
آکر ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ میرے پاس آنے دو مین فوراً اُسکی خطا معاف کردونگا تمھارے پاس
پہونچا دونگا ملکہ نے کہا صاحب مغیلان نے فقرہ بنایا ہی کیسا طارُس سامری ہم بھی طارُس سحر
بلاکر یہ کہوا دین کہ مغیلان مسلمانون سے ملگیا زمین آواز دے آسمان سے صدا آئے سالوس
نے کہا مین ابھی جاکر فوج کو بلائے لیتا ہون ملکہ نے کہا ہمارا محافہ لگاؤ ہم اپنی بیٹی کو آپ لے آئینگے
یہ مصیبتین اُٹھاکر سالوس باہر آیا ہی ملکہ گلشن نیرنگ ساز کا محافہ آراستہ ہو رہا ہی کنیزین
تیاریان کر رہی ہین سالوس سناٹے مین باہر نکلا خاموش کھڑا ٹہل رہا ہی کسی سے کلام نہین کرتا
جورو سے اپنی بہت ڈرتا ہی خوف ہی کہ وہ باہر نہ نکل آئے یہ بدصورت وہ حسین و جمیل کہ سامنے
سے دیکھا مغیلان کوہ پیکر اور کل فوج ایک جانب سنجاب جادو یہ سب غل مچاتے ہوئے کہ
یا خداوند تیرے صدقے قدرت کے نثار آج کیا کرامت دکھائی ہی ایک مسلمان نہین اگر لاکھ مسلمان
آئین تو کیا کر سکتے ہین جسدن آپ کا جی چاہیگا سب کو دیوانہ بنا دینگے سنگ سیاہ کر دینگے یہ سُنکر
سالوس حیران ہوا کہ یہ سب کیا کہتے ہین مغیلان و سنجاب دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے اور
کہتے تھے یا خداوند تیری کرامت کے صدقے کیا کیا کرامتین تیری ہین عرش اعلیٰ پر جا نا فرشتون
کو صورت دکھانا ہمارے سامنے اور شکل مین آنا سالوس نے کہا ارے کیا ہوا بچیاؤ میری
بیٹی کو کیا کیا اگر اُسکا ایک مو سے جسم میلا ہوا سب کو جلا کر خاک کردونگا صاف صاف
کہو یہ کیا بیہودہ بک رہے ہو مغیلان کوہ پیکر نے کہا یا خداوند مین پہونچا پہلے مین نے ملکہ کو

خوب سمجھا جب اُنھون نے : مانا تو مین نے قصد کیا سحر کرون آپ آسمان سے تخت اُڑاتے ہوئے
آئے ملکہ کو مع کنیزون آسمان پر لیگئے ہم سب کے تاج فرشتون نے لے لیے مگر محتاج : ہوئے دل
باغ باغ ہین سالوس حیران ہو گیا کہ یہ کیا کہتے ہین دل سے کہتا ہی مین عرش اعلیٰ پر کہان جاتا ہون
پہلے آسمان تک بھی مین نہین جا سکتا ساتون آسمانون کا طی کرنا کیسا تیز رفتار سے کہا ای تیز رفتار
ذرا کنارے آمین تجھسے کچھ کہونگا سب کے سامنے سر ہلا دیا کہ ہان سچ کہتے ہوا اپنے مقام پر
جاکر اُترو اب اس کرامت کو زیادہ مشہور نہ کرو ایسا نہ ہو مسلمان آگاہ ہو کر سالوس پرست
ہو جائین قدرت کو منظور ہی کہ انکو ترسا ترسا کر مار دین تیز رفتار جو کنارے آیا سالوس نے
کہا ای تیز رفتار ای شاطر نامدار جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا تو جانتا ہی کہ قدرت
یہان سے کہین نہین گئے فوجین بھیجکر دربارگاہ پر ٹہل رہا ہون عجب معرکہ یہ لوگ بیان کر رہے ہین
تیز رفتار نے منھ پیٹ لیا کہا یا خداوند آج عمرو غضب کی عیاری کر گیا مشہور ہی کہ اُسکے پاس تخت
زبرجدی ہی وہ تخت ساختۂ حکمایان اشراقین ہی اور یہ تو سب جانتے ہین کہ اُسکے پاس زنبیل ہی
وہی اُسکے مقدمات کی کفیل ہی تخت اُڑاتا ہوا آیا آپ کی شکل بنا تھا ملکہ کو مع کنیزون زنبیل مین ڈالکر
لیگیا دیکھیے غلام جاتا ہی خبر لیکر فوراً آتا ہی سالوس نے یہ خبر آکر گلشن سے کہی کہا صاحب زبانی
تیز رفتار کے معلوم ہوا کہ عمرو عیاری کر گیا ملکہ ناہید اُسی کے ساتھ گئین اب تم باغ مین
جا کر کیا کرو گی باغ پامال پڑا ہی باغ تو ملازمان مغیلان نے لوٹ لیا خود بھی حرامزادے لُٹے تاج و
کلاہ کسی کے سر پر نہین ہی سب روتے پیٹتے آئے ہین گلشن نے کہا میرے دل کو کیونکر تسکین ہو سالوس
نے کہا مین نے تیز رفتار کو بھیجا ہی مغیلان کا سحر تیار ہو گیا ہی کل وہ حرز ہیکل بھی لیگا اور تمام
لشکر کو ایک سحر مین مبتلاے بلا کریگا سب بیہوش ہو کر گرینگے تیز رفتار بھی مفصل خبر لیکر آئیگا اگر
وہان بھی ہوگی باعزاز بلوا لینگے جو کچھ ہوا وہ ہوا اُسکا ذکر بھی زبان پر نہ لائینگے صبح کو قیامت
برپا ہوگی ملکہ تو خاموش ہو مین سالوس آکر تخت پر بیٹھا مغیلان بلبلاتا پھرتا ہی کہ یارو تیار ہو
کل صبح کو مسلمانون کا مال لوٹو سب خزانے قبضے مین کرو بڑے خزانے ساتھ ہین ملک ابلیس سے [illegible]
لوٹ کر آئے ہین تمام فوج مین اسکے گہما گہمی ہو رہی ہی شام کو خدمت سالوس مین آیا کہا یا خداوند
طبل جنگی بجوائیے سالوس کو وہ حیرت ہی کچھ بات نہین کرتا مجبوری حکم دیا کہ طبل جنگی بجے یہان
حمزہ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آج لشکر سالوس
مین عجب طرح کا ہنگامہ ہی مغیلان کوہ پیکر دستخاب جادو فوج لیکر گئے ہین اُسکی بیٹی پر تہمت
بگڑی ہی کہ وہ بندگان عالی پر مائل ہی صاحبقران نے گھبرا کر فرمایا اگر اسکو مجھسے محبت ہوئی تو
مطیع اسلام بھی ہوئی ہوگی مین خود اُسکی مدد کو جاؤنگا یہ کہکر باہر نکلے مقبل سے کہا گھوڑا
لاؤ چاہتے ہین کہ سوار ہون کہ دیکھا تخت زبرجدی پر خواجہ عمرو سوار ہنستے ہوئے آسمان سے
چلے آتے ہین وہین سے پکارتے ہوئے او امیر منم خداوند سالوس آج دل مین آیا کہ قدرت نمائی کرون
صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا صاحبقران ہنس پڑے
بہرام نے کہا لو آقا ہم مین سالوس کے جنس ہوگئے یا تو غصہ کرتے تھے ہنسنے کا کیا باعث ہے

امیر نے کہا دہی مکار ہی عمرو زمین پر آیا تخت زمین پر رکھا کہا آقا مین لٹ گیا کسی کام کا نہ رہا دو
صندوقچے جواہرات کے میرے پاس تھے وہ جلدی مین رہگئے مین ڈر کے مارے اٹھا نہ سکا مین
یہی سوچا کہ میرا آقا مدد کریگا صاحبقران نے فرمایا مال بھی آپ نے لوٹا ہوگا وہ بھی لے لیجیے باقی
داخل خزانہ فرمائیے خواجہ عمرو نے اپنا منھ پیٹ لیا کہا حمزہ مین مرجاؤنگا تیری معشوقہ کو لایا ہون
تین کنیزین بھی سردارون کے ہاتھ بیچونگا اور ملکہ ناہید قمر طلعت کا مین نے بیعانہ بھی لے لیا ہی
ایک سوداگر لاکھ روپیے دیتا ہی کنیزون کو الگ بیچونگا اصل نقصان کا تو پورا ہونا دشوار ہے
جو دمڑی دھیلا بچ جائے وہی سہی صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ جائیے فروخت کیجیے مگر
سردارون نے کہا خواجہ ہم خدمتگزاری کو موجود ہین خواجہ عمرو نے چادر وہ بچھا دیا کہا خدا
تم سب کو سلامت رکھے میری مشکل کے حل کرنے والے جو جس سے ہو سکے دیدے جب خیمہ
جیب خیراب چادر سے پر پھینکا جن روپیہ گرنے لگا انگوٹھیان چھلے پیسا کوڑی سائیسون سے
خدمتگارون سے فرماتے ہین یارو دو دو چار چار آنے سے پیش آؤ اس وقت منھ نہ چھپاؤ
ورنہ صبح کو صاحبین مجھکو پکڑ لیجائینگے جلتی ہوئی اینٹون پر کھڑا کرینگے اوپر سے پانی چھڑکینگے ارے
چتی لال نے ایک دن غضب کیا شکنجہ گرم کرکے میری پشت پر رکھا یہی حال اب بھی ہوگا
اس ہنگامے مین تیز رفتار آکر پہونچا صاحبقران نے حکم دیا ای خواجہ شاہزادیون کو
خیمے مین داخل کرو عمرو نے کہا مین تو نہ دونگا چوک مین ایک کرہ لونگا ایک سال مین میرا روپیہ
وصول ہوجائیگا صاحبقران نے کہا کیا بیہودہ بکتے ہو ایک بارگاہ استادہ ہوئی لڑ لڑ کے
دس ہزار روپیہ عمرو نے صاحبقران سے بھی لیے صاحبقران نے مقبل سے فرمایا
بھئی لاکر اسکو دو یہ تو بازے کا فقیر بنگیا عمرو نے اشارہ کرکے کہا کیسی معشوق پریچہرہ
لایا ہون سب بیبیون کو بھول جاؤگے اسی کے گھر مین پانی بھرا کروگے اور تو سب بیبیان
بیچاریان خاموش رہینگی گردیہ بانو اور بدیع الزمان اگر تمھاری گردن لیگی تو کیا کروگے
یہ بکتے ہوئے خواجہ عمرو بارگاہ مین گئے ملکہ ناہید و یاسمن کو نکالا فرش معقول پر بٹھایا
کنیزین حاضر کردین اب سب کو فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھایا سب کو ہوش آیا ملکہ ناہید نے
گھبرا کر کہا خواجہ ہم کہان ہین عمرو نے کہا ملکہ وہ سالوس بنگ مین رہ گیا تھا اب تم لشکر
صاحبقران مین ہو عمرو بخوبی سمجھا کر اسباب عیش و نشاط مہیا کرکے باہر آیا ایک طرف دیکھا
تیز رفتار بشکل خدمتگار کھڑا ٹکٹکی بندھے رہا ہی عمرو اسکی پشت کی جانب چلا تیز رفتار بھی
سمجھ گیا کہ مجھکو عمرو نے پہچانا کترا کر بھاگا عمرو نے کہا لینا یہ شخص جانے نہ پائے تیز رفتار
بلا کا دوندہ ہی اور تو سب رہگئے عمرو نے پیچھا نہ چھوڑا جب لشکر سے باہر نکل آئے پلٹکر
تیز رفتار نے کہا او ساربان زادے کہان آتا ہی کیا مجھکو حلوہ سمجھا ہی آتا ہی تو آ مین تجھسے
کم نہین ہون یہان صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ تیز رفتار برائے خبر آیا تھا اسکا تعاقب
خواجہ نے کیا صاحبقران نے کہا بیٹا برق ذرا بڑھکر خبر تو لینا برق فرنگی تڑپکر چلا یہان
خواجہ و تیز رفتار سے کچھ چل رہا ہی تیز رفتار بھی جان دے رہا ہی کسی مقام پر چوکتا نہین

قضائے کار سہمان جادو ملازم مغیلان کوہ پیکر کہین جنگل مین سیر کو گیا تھا وہان سے پلٹتا ہوا آتا ہی
جھنائے کی صدا جو کان مین گئی سر اُٹھا کر دیکھا خواجہ عمرو و تیز رفتار لڑ رہے ہین اُسنے پہلے سحر
تیز رفتار پر کیا تیز رفتار لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ سمجھے تھلک
گرا ہی سہمان نے پھر ماش کے دانے پھینکے عمرو لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا سہمان آسمان سے
اُتر کر زمین پر آیا حیرت مین عمرو کو دیکھ رہا ہی کہ کیون سہمان یہ وہی عمرو ہی کہ جو خداوند سالوس
بنکر آیا تھا کیا غضب کا جعل پھیلایا تھا خیال مین آیا مغیلان کوہ پیکر کے پاس لیچلون وہ اسکو
قتل کریگا زر و گوہر سے عمرو کا دامن بھر دیگا کمر کے نیچے ہاتھ دیکر اُٹھایا کہ چادرہ بچھاؤن پشتارہ
باندھون لے نکلون کمر سے خواجہ کے ایک ڈبیا گری عقیق سرخ کی ہشت پہل صاف ظاہر ہی
کہ یاقوت احمر کی ہے اب پشتارہ اُٹھانا عمرو کا بھولا عمرو کو پھر زمین پر رکھدیا چادرہ بھی زمین
پر پڑا ہی دل سے کہتا ہی ایسی ڈبیا معقول خالی ڈبیا ہزار دو ہزار کی ہی اگر یاقوت احمر ہی
تو بیش قیمت ہی خداوند سالوس سے ایک ملک لونگا تب دونگا مگر اس ڈبیا مین کیا چیز ہے
بھاری معلوم ہوتی ہی یقین کامل ہی کہ کوئی الماس کی تختی ہی ہماری خوش بختی ہی خوشی خوشی ہاتھ
مین لیے پھولا جاتا ہی ڈبیا کو کھولنے لگا دیکھا ڈبیا مضبوط بند ہی دونون ہاتھون سے پکڑ کے
جھٹکا مارا کہ ڈبیا کھلی ڈبیا سے دھوان اُڑا تا بہ دماغ پہونچا دھم سے بیہوش ہو کر گرا اب اُس
صحرائے ہول خیز مین تیز رفتار بھی بیہوش ساحر مہ بیہوش خواجہ بھی آنکھین بند دل دردمند
سحر مین ساحر کے مبتلا نہ یہان کوئی یار ہی نہ مددگار ہی کون کسکو ہوشیار کرے قضائے کار برق
پھرتا پھراتا ادھر آنکلا دور سے دیکھا تین آدمی بیہوش پڑے ہین اور ہمارے اُستاد بھی بیہوش
پڑے ہین جی مین کہتا ہی اے برق یہ اُستاد ہی کا کام ہی کہ بیہوش ہونے پر بھی گرفتار کرین خدا
انکو سلامت رکھے یہ کہکے قریب اُستاد کے آیا دیکھا ڈبیا بیہوشی کی زمین پر پڑی ہی ڈبیا اُٹھا کر
برق فرنگی نے ریت مین چھپا دی سہمان کے ہاتھ مین چاندی کے کڑے تھے وہ بھی اُتار لیے
اب خنجر سے سہمان کا سر کاٹا اسکے مرتے ہی خواجہ نے آنکھ کھولی برق نے کہا اُستاد یہ کیا
معرکہ ہوا عمرو نے برق کے پٹے پکڑے اور کہا بچا یہ تو بتلاؤ کہ ڈبیا کہان ہی پلٹ کر دیکھ
ساحر کے ہاتھ مین کڑے نہین ہین اب تو عمرو نے ایک طمانچہ دیا کہا بچا اسکے ہاتھ کے کڑے کیا
ہوئے اس عرصے مین تیز رفتار بھی ہوشیار ہوا اسنے جو شاگرد و اُستاد کو لڑتے ہوئے دیکھا
اُٹھتے ہی بھاگا عمرو نے پکار کر کہا ابے ٹھہر جا کہان جاتا ہی بخدا مین برق کو منع کر دونگا وہ بالکل
دخل نہ دیگا مین اکیلا لڑونگا تیز رفتار نے جواب بھی نہ دیا بھاگ کے نکلگیا خواجہ عمرو برق
کو پکڑے ہوئے سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ برق کے
پٹے پکڑے ہوئے برق روتا ہوا کہتا ہی اُستاد اس قوم کے ساحر کڑے نہین پہنتے ہین ذرا
دریافت تو فرمایئے عمرو کہتا ہی ابے کڑون کو آگ لگے میری ڈبیا کہان گئی کئی ہزار روپئے کی تھی
کوہستان کی سیر مین ایک ٹکڑا عقیق کا پایا لکھنؤ بھیجکر دو ہزار روپیے بنوائی کے دیے برق
ہاتھ باندھکر کہتا ہی اُستاد وہ تیز رفتار کے ہاتھ مین تھی اُسنے اُٹھتے ہی اُٹھالی آپ کے

قدمون کی قسم مین جھوٹھ نہین بولتا ہون مین تو کبھی سچ بولتا ہی نہین عمرو کہتا ہی آقا آپ سنتے ہین
اسکی دیدہ دلیلی صاحبقران نے اپنے خزانے سے ڈبیا منگا کر دی کہ لڑکون کے بھی دس روپیے
امیر سے لیے اب کرسی ہدہد پر بیٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کہتے جاتے ہین آقا بڑا
نقصان ہوا ویسی ڈبیا اب کہان ملیگی صاحبقران فرماتے ہین تو لائیے میری والی ڈبیا پھیر دیجیے
عمرو نے کہا خیر جو ملا وہی سہی اب وہ کہان ہی مہاجنون کے پاس پہونچگئی یہ ذکر تھا کہ جواسیسان
لشکر اسلام حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے
بادشاہی بجالاے

قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

شہر یار کی عمر دراز ہو سالوس
کو تو آج بڑا قلق ہی مغیلان نے طبل جنگی بجوایا سحر اپنا تیار کر لیا لشکر بھی اسکا آگے بڑھا ہی کل
صبح کو اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو لبلبلا رہا ہی کہ کل حمزہ بھی صاحبقران کی
چھین لونگا کل لشکر کو شکست دونگا اپنے آپ سے باہر ہی تیز رفتار یہان براے خبر آیا ہے
امیر نے فرمایا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی بتائید ربانی طبل جنگی بجے
یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین ملکہ ناہید و یاسمن کو بھی خبر ہوئی دونون شاہزادیان
گھبرا گئین ملکہ ناہید قمر طلعت نے کہا بوا بلا کر خواجہ عمرو کو خبر کر دیا سمن نے ایک کنیز کو
حکم دیا کنیز چلی خواجہ بیرون بارگاہ آئے ہین سوارون کو جا بجا بھیج رہے ہین کہ ایک کنیز نے
آکر خبر دی چلیے آپ کو ملکہ یاسمن بلاتی ہین خواجہ آئے ملکہ یاسمن نے خواجہ کا دامن پکڑ لیا
کہا خواجہ آپ کے لشکر مین یہ مصیبت دیکھنے کو آئے تھے صبح کو لڑ بھڑ کے مرجاینگے مگر مغیلان
پر سحر ہمارا اثر نہ کریگا وہ بہت بڑا ساحر ہی خواجہ نے کہا ملکہ جانتا ہون مین اسی کی فکر مین
نکلا تھا کہ تمھارا مقدمہ پیش ہوا میرے دل نے نہ مانا اس طرح کی عیاریان اور ملکون مین کبھی نہین
ہوئین مگر خیال کر کے دیکھا کہ لاکھون جادوگر جمع ہین دن کا وقت ہی سواے کھلی ہوئی عیاری کے
اور کوئی بات نہ بن پڑیگی ملکہ رونے لگی کہا خواجہ ہم اسیران طرۂ گیسو و ذبیحان خنجر ابرو کو تم
کیون نکال لائے کفار کے ہاتھ سے مارے جاتے شرف بزرگی پاتے اب بھی لڑینگے بھڑینگے
مگر مغیلان کو وہ پیکر بھے زبردست ہی آپ جا کر فکر کرین عمرو نے کہا ملکہ مین جاتا تو ہون مگر میرے
دل کو یقین نہین کہ مغیلان پر ہاتھ پڑے اس عیاری سے آج سب ہوشیار ہوگئے خواجہ عمرو
بھاگ کر باہر نکلے یہ بھی دونون بیچاریان مصیبت کی ماریان سحر تیار کرنے لگین خواجہ ادھر سے
چلے ادھر تیز رفتار جو بیانی بھاگا خدمت مین سالوس کی آیا مغیلان بھی ابھی یہین بیٹھا ہی
دربار برخاست نہین ہوا ہی کہ تیز رفتار آکر پہونچا مغیلان نے کہا کیون مہتر صاحب کیا خبر لائے
تیز رفتار نے کہا خبر کو گیا تھا عمرو نے میرا پیچھا کیا جان بچا کر بھاگا سہمان جادو واجل گرفتہ
نہین معلوم کہان سے اڑتا ہوا آتا تھا اجل نے اسکا دامن پکڑا بچیا نے پہلے سحر کر کے مجکو بیہوش کیا
اسکے بعد عمرو کو بیہوش کیا پھر غلام کو نہین معلوم کیا ہوا خود بھی بیہوش ہو کر گرا پھر شاگرد
عمرو یعنے برق آیا باطمینان اسنے سہمان جادو کو قتل کیا شاگرد و استاد آپسمین لڑنے لگے

مین ہوشیار ہوکر بھاگا کہ اب یہ اُستاد و شاگرد مجکو مار لینگے مین اُٹھکر بھاگا جو مین نے عرض کیا تھا وہی
عیاری ہوئی عمرو تخت زبرجدی پر سوار ہوکر آیا ملکہ ناہید و یاسمن کو لیگیا اب وہان بڑی خاطر و
مدارات ہو وہ بھی سحر تیار کر رہی ہین صبح کو نکلکر لڑینگی مغیلان کوہ پیکر نے کہا یا خداوند بھلا وہ
چھوکریان تو کیا ہین اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھ آئین تو بھی میرے سحر سے مہلت نہ پائین
قدرت آپ ملاحظہ فرماینگے کہ سحر کا تار باندھ دونگا صاحبقران کو مہلت نہ ملیگی لشکر بھی میرا آمادہ
حرب و پیکار ہی سب تیار ہین کہ مال مسلمانان لوٹین مغیلان نے کہا اس عیاری سے ایک بات ہوئی
کہ اب اگر کسی مقام پر خداوند اصلی بھی آئینگے تو ہم سحر سے دریافت کر لینگے ہمارا دل کانپ گیا کہ
غیر ساحر کو یہ اختیار کہ تخت اُڑاتا ہوا آئے جہان چاہے بلند کرے جہان اُسکا جی چاہے مایل
بہ پستی ہو بصورت خداوند سالوس کیونکر نہ دھوکا کھائین مگر مین اب سمجھ گیا اب مجھپر عیاری
نہ ہو سکیگی سالوس نے کہا اے تیز رفتار تم بھی مغیلان کے ساتھ جاؤ رات کو انکی بارگاہ کا
انتظام کرو کوئی غیر نہ آنے پائے بلطف انتظام کرنا شاگرد بھی تمھارے موجود رہین ساحر بھی
ساتھ ہون جہان خواجہ عمرو کو دیکھو اشارہ کردو ساحر سحر کرکے پکڑ لے آج عمرو ضرور آئیگا
تیز رفتار بھی شاگردون کو ساتھ لیکر در دولت مغیلان پر آیا انتظام کرنے لگا خواجہ عمرو بشکل
خدمتگار لشکر مغیلان مین آئے ٹہلتے ٹہلتے سامنے بارگاہ کے پہونچے ایک خدمتگار جاتا تھا
عمرو نے اُسکو پکارا وہ آیا اُسکو کنارے لگا کر لائے باتین کرتے کرتے حباب مار دیا وہ بیہوش ہوا
خواجہ اُسی کی شکل بنکر مجمع خدمتگاران مین آکر ملے حقے بھر بھر کے سبھون کے پاس لاتے ہین
اور پوچھے جاتے ہین کیا مغیلان رات کو بھی سحر بناتے ہین ایک شاگرد نے جو سُنا جا کر تیز رفتار
سے کہا کہ بدلوا خدمتگار لوگون سے پوچھ رہا ہی کہ مغیلان کیا کرتے ہین سپاہی سے پوچھنے گیا ہی
کہ ہم اندر جائین تیز رفتار نے کہا وہ عمرو ہوگا یہ کہکے چلا آکے دیکھا تو حقیقت مین دو خدمتگار
سپاہی سے گھل ملکر باتین کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ہم اندر جائین کہ تیز رفتار نے پکارا ارے بدلوا
کیا کہتا ہی اندر جانیکا ابھی کیا کام ہی عمرو نے پکار کر کہا آپکو اندر جانیکا بڑا ڈر ہی اگر آپ کی
خوشی نہ ہوگی اندر نہ جاؤنگا ہم تو آپکی خوشی کے پابند ہین تیز رفتار ہنسا کہا میان بدلوا آپ
بڑے ظریف ہین خدمتگار نے کہا مین ظریف و شریف تو نہین جانتا آپ نے جو کہا مین نے اُس بات کا
جواب دیا تیز رفتار نے کہا ذرا میرے پاس آؤ خواجہ عمرو نے کہا اس وقت آپکے پاس آنے
سے کیا فائدہ نوکری کر رہے ہین آپ یہان کیون آئے تیز رفتار جست کرکے آیا خواجہ عمرو نے
خدمتگارون سے کہا ذرا ہٹ جاؤ تیز رفتار جیسے ہی برابر آیا خواجہ نے کہا جسکی تم تلاش
مین تھے وہ تمھارے پیچھے کھڑا ہی تیز رفتار جیسے ہی پلٹا خواجہ نے ایک دھول لگائی کلاہ
تیز رفتار کی لی جست کرکے بھاگے لینا لینا کہکے عیار دوڑے آپ بھی لینا لینا کہتے ہوئے نکلگئے
تیز رفتار نے خدمتگارون سے کہا او نالایقو تم اُسکے گرد سے ہٹ کیون گئے سب نے کہا
حضور آپنے کہا ہٹ جاؤ ہم سب ہٹ گئے کہا ارے مجھے شک ہوا تھا آخر میرا شک پورا ہوا دیکھو کلاہ
لیکر نکلگیا مگر اب ہوشیار رہنا خواجہ کترا کے دوسری طرف سے ایک چوبدار کی شکل بنکر آئے

پہرے کا سپاہی جہاں بیٹھا تھا اُسکے پاس آکر بیٹھے گھُل مِل کے باتین کرنے لگے پوچھا کیون میان
سپاہی تمھارے کے بیٹے ہین کہ بیٹیان ہین سپاہی بیان کر رہا ہی کہ پھرتا ہوا تیز رفتار آیا پائجامہ
شروع کا اُتارا جانگھیا پہنی للکارنا شروع کیا پکارا کہ ارے سپاہی کے پاس کون بیٹھا ہے
خواجہ تو کچھ نہ بولے مگر سپاہی نے جواب دیا کہ ہم جاگ رہے ہین سوئے نہین مرد ہا سرکاری جیسے
باتین کر رہا ہی تیز رفتار جھپٹا خواجہ عمرو تو بشکل چوبدار تھے تیز رفتار نے کہا تمھارا نام کیا ہی
عمرو نے کہا آپ جانتے نہین ناحق کو پوچھتے ہین تیز رفتار قریب آیا خواجہ سمجھ گئے کہ یہ بارادہ
فاسد آتا ہی پیچھے ہٹے کہ تیز رفتار قریب پہونچا خواجہ نے وہی عصا کمر پر تیز رفتار کے مارا
خواجہ پھر کودتے بھاگے کئی مرتبہ خواجہ اسی طرح آئے اور تیز رفتار نے پہچانا کسی طرح
اندر نہ جاسکے اسی ہیر اپھیری مین صبح ہوگئی اور مغیلان کوہ پیکر نے بھی یہ خبر سُنی کہ کئی مرتبہ
عمرو آیا صبح قریب ہی مغیلان باہر نکلا اسباب سحر سے معمور تیز رفتار پہلو مین باتین کرتا ہوا چلا
خواجہ نے جو دیکھا مغیلان باہر نکل آیا کسی تدبیر سے اسکو گرفتار کرون ایک ساحر کی شکل بنکر
دوڑتے ہوئے قریب آئے کہا ای شہنشاہ مغیلان قدرت برآمد ہوئے ہین آپ کو یاد فرماتے ہین
اس طرح گھبرا کے کہا کہ تیز رفتار نے خود کہا جائیے ہو آئیے شاید قدرت کچھ تقدیر کرین یہ سُنکر
مغیلان بڑھکر چلا تیز رفتار سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ساحرون کا انتظام کرو مین آتا ہون
مغیلان ساتھ ساتھ ساحر کے چلا خواجہ گھبرائے ہوئے ہین کہ مین نے رات بھر بڑے بڑے عیاری
سے بندوبست کیئے کہ ذرا بھی دھوکا کھائے تو مین اسکو مارون نہ ہوسکا اور یاسمن نے بتاکید کہدیا تھا
کہ اگر مغیلان میدان کارزار مین آیا پھر کسی کے روکے سے نہ رُکیگا خواجہ عمرو باتین بناتے ہوئے
مغیلان کو ساتھ لگا کر لیچلے جب ایک بیچے کی آڑ مین پہونچے خواجہ نے حلقہائے کمند مارے
مغیلان ارے کہکر پلٹا حلقہائے کمند چلکے خواجہ کے پانون زمین نے پکڑ لیے مغیلان کوہ پیکر
نے عمرو کو گرفتار کیا وہان سے یہ کہکے پلٹا کہ او مکار مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ قدرت مجھکو بُلاکر
کیا کرینگے مین قدرت سے سب راز و نیاز کر چکا تھا اب قدرت سے کیا کام ہی خواجہ کہتے ہین آپ
مالک ہین مجھے خود منظور تھا کہ مین اپنے کو گرفتار کراؤن کسی طرح آپ ایسے افسر کی خدمت مین
جاؤن کہ تیز رفتار بھی آکر پہونچا کہا ای مغیلان اسکی باتون پر نہ جانا تمھارے اقبال نے
یاوری طالع نے مددگاری کی عمرو ایسا مکار پکڑا گیا اب اسکو قتل کرو خواجہ کہتے ہین ای
تیز رفتار تو تو میرا ہم پیشہ ہی مینے تو چاہا تھا کہ مغیلان کا ساتھ دین اہل اسلام کو گرفتار کرین
تم نہین چاہتے میری بلا سے مجھے کوئی قتل نہین کرسکتا خواجہ عمرو کو سحر مین اپنے پھنسا کر سپرد
ساحرون کے کیا آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف میدان کارزار کے چلا تین لاکھ کا لشکر
اسکے ساتھ ہی سب ساحر نبلے ہوئے بجرنگ بجرنگ کرتے ہوئے یہان صاحبقران اپنے
مقام پر نماز پڑھکر مسلح ہوکر برآمد ہوئے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی کہ شہریار
غضب ہوگیا اُستاد صبح کو گرفتار ہوئے بارہ ہزار ساحرون کے بیچ مین بیٹھے ہین بارہ ہزار جادوگر
اسباب سحر لیے ٹہل رہے ہین صاحبقران نے فرمایا اب ہمین یقین کامل ہوا کہ وقت زوال ہی

اب لشکر کا بچنا محال ہی یہ فرماکر سوار ہوئے ایک جانب سے ملکہ ناہید قمر طلعت و یاسمن طاؤسان
زرین بال پر سوار صاحبقران انکو مانع ہوئے کہ تم لوگ تامل کرو ان سب نے عرض کی ای شہریار
پہلے ہم لوگ سینہ سپر کرینگے سب سے پہلے مرینگے ایک طرف یہ بھی چلین صاحبقران چالیس قدم آگے
بڑھے ہوئے ہر مرتبہ صاحبقرانی زیر سایۂ علم شیر پیکر آکر میدان کارزار مین ٹھہرے کہ دیکھا لشکر مغیلان
بڑے زور و شور سے آیا برق فرنگی نے غضب سنا کہ استاد قید ہو گئے تڑپتا پھرتا ہر صورتین بدلکر
کئی مرتبہ لشکر مغیلان مین آیا دیکھا کہ خواجہ عمرو بارہ ہزار جادوگرون کے بیچ مین بیٹھے ہین سرنگون
کلیجہ خون جادوگر ایسی ہوشیاری کر رہے ہین کہ ادھر کا راستہ بالکل بند کر دیا ہی کہ کسی کو قریب آنے
نہین دیتے جسکو دور سے دیکھا پکار دیا کہ ادھر نہ آنا یہان گنہگار سرکاری قید ہی برق لاچار ہو کر
پھر پلٹ جاتا ہی حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون یہ تو اس فکر مین ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا یہان لشکر آراستہ ہو
مغیلان کوہ پیکر نے ایک دستک دی صحرا سے ایک زنگی پہلوان پیدا ہوا آتے ہی صاحبقران
کو للکارا صاحبقران جب چلنے لگے یاسمن رو دی ہوئی قریب آئی عرض کی ای شہریار
یہ سحر مغیلان کوہ پیکر ہی فکر حرز ہیکل مین آیا ہی ذرا حضور ہوشیار رہین صاحبقران نعرہ
شیرانہ کر کے جا پڑے اُس زنگی سے نیزہ چلا صاحبقران نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے بار رد بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون وہ لپٹ پڑا لپٹے ہوئے زمین
پر آئے اُسنے چاہا ہیکل پر ہاتھ ڈالے صاحبقران نے تھپڑ مارا حرز ہیکل کو بھی جنبش ہوئی سر
اُس زنگی خودسر کا پھٹ گیا مغیلان نے کہا اس سے کیا ہوتا ہی ہان رے لینا یہ کہکر کچھ
بڑبڑانے لگا گینڈے کو مہمیز کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان ترکی پیدا ہوا صاحبقران
سے لڑنے لگا فرداً فرداً صاحبقران نے سات پہلوان مارے آٹھوان پہلوان جو آیا وہ بھی
لڑنے لگا بعد نیزہ و تلوار کے نوبت کشتی کی پہونچی اُس جوان نے لڑتے لڑتے حرز ہیکل پر ہاتھ
ڈالکر جھٹکا مارا حرز ہیکل اُسکے ہاتھ مین آئی صاحبقران نے چاہا جھپٹ کر چھین لون وہین سے
مغیلان نے اشارہ کیا امیر لڑکھڑا کے فرش خاک پر گرے بیہوش ہو گئے مغیلان نے چاہا
جا کر اُٹھا لون ملکہ یاسمن و ملکہ ناہید قمر طلعت کو تاب نہ باقی رہی سحر کرتی ہوئین جا پڑین
مغیلان نے کہا ارے تمکو کچھ خداوند کا خوف نہین یون بدی بدا نکل گئین بڑا تمھارا معین جو
عمرو ہی اُسکو پہلے ہی مین گرفتار کر چکا ہون کل فوج کو اُسنے اشارہ کر دیا ادھر سے بہرام لشکر
لیکر آ پڑا ساحر اور غیر ساحرون کا کیا مقابلہ اگر انکا نیزہ چلگیا ساحر مارا گیا اگر انکا سحر چلگیا
دس پانچ گر پڑے مرکب لیے ہوئے دوڑے دوڑے پھرتے ہین مجبوری لہنت ہاے مرکب
سے گرتے ہین ملکہ ناہید و یاسمن سے جسقدر سنبھالا جاتا ہی سنبھال رہی ہین صاحبقران
کو ساحرون نے اُٹھا لیا حرز ہیکل مغیلان کی جھولی مین ہی وہ جوان دیکر چلا گیا مغیلان کے
سامنے سے دونون ہٹجاتی ہین آگ برسا رہی ہین چاہتی ہین صاحبقران کو چھین لین بیقرار و
بیتاب ہین مغیلان چاہتا ہی میرے سامنے آئین تو مین گرفتار کرون سیکڑون سردار جابجا
بیہوش پڑے ہین مغیلان پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی جس طرف سے گذرا ہزار کو سحر کر کے گرا دیا

دو ہزار کو دیوانہ بنا دیا مال لشکر صاحبقران لٹ رہا ہے عجب لشکر میں تباہی تھی فقط یاسمن و ناہید
نے اختیار دکھا ہے کہ بالاعلان لوٹنے والے نہیں آسکتے اگر قریب بارگاہوں کے جاتے ہیں کنیزیں بھی سحر
کرتی پھرتی ہیں جہاں تک ہوسکتا ہے بچاتی ہیں ورنہ قتل ہوتی ہیں اپنی مصیبت پر روتی ہیں ہنگامہ
گیر و دار بلند مغیلان کے سحر نے آفت برپا کر دی ہے کانٹے برسا دیے ہیں جو جدھر گیا غربال ہو گیا
اہالیان لشکر کا عجب حال ہوا ایک گوشے سے مقبل تیراندازی کر رہا تھا ہزارہا ساحر خطا شعار اسنے
گرا دیے نخلستان کی آڑ پکڑ کے گھٹنے ٹیک دیے سینے کو جھنڈیوں سے لگا دیا جب بارہ ہزار تیر چلے
ہزار دو ہزار ساحر مر کے گرے مغیلان نے دیکھا کس گوشے سے تیر آتے ہیں زد کو تاک کے اسنے
ایک گولہ مارا مقبل نے دیکھا ایک وناتا بلند ہوا زمین کانپی سب ساتھ والوں کے تیر خطا کر نکلے
تیر خود سہم گئے جان بچاتے تھے میدان کارزار سے بھاگے جاتے تھے کمان میں تو بیشتر سے خم زاغ
کمان اڑتا پھرتا ہے جو تیر سے مارے گئے وہ خود یا سامری و جمشید کہکے اٹھ کھڑے ہوئے مغیلان
کو دعائیں دیتے ہوئے چلے مقبل نے دیکھا تیر انداز بیکار ہوئے تلوار کھینچ کے جا پڑا چاہا
مغیلان پر ہاتھ مارے مغیلان نے ایک اشارہ کیا مقبل لڑکھڑا کے گھوڑے سے
گرا ساحران مغیلان نے اسکو بھی پکڑ لیا ایک سمت بہرام عالیمقام لڑتا ہوا آتا تھا یہی
کہتا ہوا کہ یا تو ادھر کر جان دیں یا اپنے آقا کو ان دشمنوں سے چھڑائیں بارہ ہزار جوان اسکی پشت پر بعید
گرد فرا تا ہوا جاتا تھا مغیلان کو وہ پیکر کی جو نگاہ پڑی کہ داہنے سے صف لشکر اسلام سے
شور و غریو بلند ہے ہزارہا ساحر مر کر گر رہے ہیں پر پرداز پیدا کر کے بلندی پر آیا دیکھا
ایک جوان رستم خصال سہراب جلال گھوڑے پر سوار کس زور و شور سے شمشیر زنی کر رہا ہے
ہزارہا ساحروں کو مارا ایسی جلدی میں جا پڑتا ہے کہ ساحر نے سحر کا ارادہ کیا بہرام نے جلدی
سے بڑھکر حلق میں نیزہ مارا سحر کرنے کی ہوس دل میں رہگئی واصل جہنم ہوا اس طرح جو
قتل ہوئے لشکر کفار بھی کم ہوا مغیلان نے دہن سے ایک گولہ مارا بارہ ہزار بہرام کے
جوانان جنگی ساتھ کے کھیلے ہوئے بچپن سے جنکو لاکھوں روپیے کھلائے تھے اس گولے کے پھٹتے ہی
یہ تاثیر ہوئی کہ سب کے بھاگنے کی بلا وجہ تدبیر ہوئی کچھ بھاگ گئے کچھ گھوڑوں سے گرے بعض
کے سر اڑ گئے بہرام کے مرکب نے ایسی بدلگامی کی کہ بہرام کو لیے ہوئے دوڑا دوڑا پھرتا ہے
ہزار طرح بہرام نے ٹیری جانی چاہا کہ مرکب کو روکوں جب نہ رکا گلے میں ہاتھ ڈالدیا اسکو
اسی کے حال پر چھوڑ دیا گھوڑا انکو لیے ہوئے بھاگا بھاگا پھرتا ہے یاسمن و ناہید نے یہ تباہی
لشکر اسلام کی دیکھی اپنی غربت پر بہت روئیں کہا کیوں بوا تمنے دیکھا فلک نے کیا انقلاب دکھایا
ہمارے آتے ہی لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا جانتے تو ہم اپنی جان بچا کر آئے تھے کہ یہاں آرام
ملیگا یہاں اپنے ساتھ انکو بھی ستایا فلک نے یہ رنگ دکھایا کہ لشکر اسلام تباہ ہوا افسوس
صد ہزار افسوس کیوں بوا ناہید خواجہ عمرو جو معین و مددگار لشکر تھے سب سے پہلے
گرفتار ہو گئے اب کون کسکو بچائیگا یہ زوال دیکھنا ہماری تقدیر میں تھا ہماری تو یہ کیفیت ہے نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اسکے ارمان رہگیا	دن ہوا پر آفتاب آنکھوں سے پنہاں رہگیا

بندگی حق مین کبھی بھولا نہ مین یادِ صنم — تو بہ مین کی ولیکن داغ داماں رہ گیا
جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح — جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا
پاس الفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹ گئے — طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہ گیا
ای صبا جا دے چمن مین تو تو کہیو یار سے — باغ مین جا کر تو ای سروِ خرامان رہ گیا
دوستی بنتی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ — روح جنت مین گئی جسم گلی یان رہ گیا
سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو یقین — موت سے اب تیر کے چلنے کا میدان رہ گیا
پہلے ہی پُرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک — یار ثابت وقت پہ مین اک گریبان رہ گیا
حُسن مین بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہے — گُل کو پیراہن ملا تو شعلہ عُریان رہ گیا
بستیان ہی بستیان ہین گنبد افلاک مین — سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہ گیا
بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا مجھے — اُڑ گئے مرغ چمن خالی گلستان رہ گیا
حال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ — ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا
کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل — بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہ گیا
راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند — گر کے کب یوسف میانِ چاہ کنعان رہ گیا
جانِ شیرین ہو فراقِ یار سے کیونکر عزیز — مرگ صاحب خانہ ہے فاقہ جو مہمان رہ گیا
میری وحشت نے چراغِ راہ جو سمجھا اُسے — آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا
لاشہ اُٹھوا کر نہ کر اسکو بھی ای قاتل اُجاڑ — ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل — شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا
کیا بیان عالم زوالِ حُسن خوبان کا کرون — روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہ گیا
کاروانِ نکہت گُل کر گیا گلشن سے کوچ — صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا
شام ہجر صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل — سانپ کو کچلا پہ آتش گنج پنہان رہ گیا

ملکہ ناہید بھی روتی جاتی ہین پکارتی ہین ہان بوا سبز قدم تو ہم ہی ہین ہمارے آتے ہی یہ آفت بپا ہوئی اسی حسرت و یاس مین لڑتی ہوئی آتی ہین کہ مغیلان کا سامنا پڑا مغیلان نے للکارا کہ او چھوکریو مین تمھاری فکر مین تھا کب تک الگ الگ لڑو گی آؤ مجھسے تو مقابلہ کرو دونون شاہزادیان مجبور و لاچار ہو کر مغیلان پر جا پڑین سحر چلنے لگا دو چار سحر چلے آگ برسی پانی برسا شعلے اُٹھے خاک اُڑی جب مغیلان نے دیکھا یہ دونون نہین مانتی ہین غصے مین آ کر ایک چیخ ماری اری ان چھوکریون کو لینا آسمان سے پانی برسنے لگا بیچ پانی سے دو شعلہ ہاے آتش گرے دونون کے سر پر پہونچے دونون نے بیتاب ہو کر آہ کی لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین کنیزین پیٹتی ہوئی دوڑین گود مین دونون کو اُٹھا لیا چاہا لیکر نکلجائین اسنے ایک دو ہتھڑ مارا کہ سب کنیزون کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اپنے مقام سے ہل نہین سکتین دونون شاہزادیان کاندھے پہ لدی ہوئین پھر بھر کے عرصے مین مغیلان نے سارے لشکر کو بیکار کر دیا جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھیے بندگان خدا بیہوش پڑے ہین گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے ہین بارگاہین سرنگون خزانے لیے ہوئے افسران فوج

قتل ہو ہو کر گرے ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہی بیکس بے بس نہ معین نہ مددگار کون انکی لاش کو
اُٹھائے حسرت دیاس برس رہی ہی جدھر دیکھو دوکانین کھلی پڑی ہین دوکاندار ندار د باب بیع و
شری بند نہ دلال ہی نہ وہ بول چال ہی مغیلان نے چند افسر چن لیے صاحبقران و بہرام و فضل
وعبد الجبار وعبد القہار چالیس افسر اسنے اُٹھوا لیے کہا ان میں رہنے والون کو گرفتار کرکے کیا
کرونگا اگر اطاعت کرینگے فبہا شاداں و فرحاں دونون شاہزادیون کو بھی لے لیا ہی زبانون مین
سوزن دیے ہین مشکین باندھکر ایک آرابے پر ڈالکر مع کنیزان زرین پوش اس ذلت سے
ان دونون کو لیکر چلا کہ ساتھ والے افسوس کرتے ہین کہ ایک دختر خداوند سالوس ایک
دختر جیجون انکی یہ عزتین انکے واسطے یہ ذلتین دنیا عجب مقام ہی کل ان شاہزادیون کے
حکم سے آدمی گردن مارا جاتا تھا آج اسی گھر کے نوکر گرفتار کرکے لائے ہین کیا انقلاب زمانہ ہی
عبرت ہوتی ہی بہت سے کافر روتے ہوئے آرابے کے ساتھ چلے جاتے ہین قضاے کار ملکہ
گلشن نیرنگ ساز زوجہ خداوند سالوس محل مین بیٹھی ہی کہ اپنے کنیزون سے کہا کہ ذرا
خبر تو لاؤ کہ لڑائی مین کیا گذری اور کسی سے سبھے کیا کام میری بچی پر کیا ہوا کنیزون نے دست بستہ
ہوکر عرض کی واری سنتے ہین کہ ادھر والون کی فتح ہوئی عمرو عیار پکڑ لیا گیا کوئی معین لشکر امیر کا
نہ باقی رہا یہ بھی خبر پائی کہ صاحبقران بھی گرفتار ہوئے مغیلان نے حرز ہیکل چھین لی ہمارے
عرض کرنے پر کیا موقوف ہی کوٹھے پر چلئے دیکھیے سنتے ہین کہ قیدیون کو لیے ہوئے آتے ہین کہ
گلشن نیرنگ ساز یہ سنکر کوٹھے پر آئی سر اُٹھاکر دیکھا ایک آرابے پر ملکہ ناہید قمر طلعت
ہوئے مشکین پریشان اُلجھے ہوئے گرد و غبار پڑا ہوا ساق بلورین کھلی ہوئی طریقہ بے پردگی
دوپٹہ ندارد سینہ کھلا ہوا زبان مین سوزن گرد فوج دشمن آرابہ چلا آتا ہی ملازمان مغیلان
طعن و تشنیع کر رہے ہین ملکہ گلشن نیرنگ ساز نے آنکھین بند کرلین اسقدر روئی کہ جل تھل
بھر دیے کنیزین گھبرا گئین آنسو پونچھنے لگین کہتی تھین واری اسقدر کبھی آپ کو بیقرار و مضطر
نہین پایا گلشن نے کہا ارے صاحبو کیون نہ بیقرار ہون نو مہینے پیٹ مین رکھا درد کھائے جننے
مین مرنے کا مزہ اُٹھایا ہم ایسے غیر ہوگئے کہ وہ گرفتار ہین اور ہم چین سے بیٹھین ایسی زندگی
پر لعنت ہی ذرا اتنی تو خبر لاؤ کہ کل افسران فوج حمزہ صاحبقران پکڑ لیے گئے یا کچھ باقی ہین
لڑائی کا کچھ سلسلہ ہی یا قطع ہوگیا کنیزین دوڑی ہوئی گئین ہانپتی کانپتی ہوئی آئین عرض کی
واری یہ سنا کہ ایسی شکست کبھی لشکر اسلام پر نہین ہوئی خرد و کلان پیر و جوان اونیٰ و اعلیٰ سب دام
بلا مغیلان مین گرفتار ہوگئے کوئی افسر لشکر کا باقی نہین رہا مغیلان نے مال لٹوا لیا سب بارگاہین
خیمے اُٹھ رہے ہین پڑاو صاحبقران کا خالی ہوگیا اب مغیلان سر میدان کھڑا ہی وہین میدان
خون کی تیاری کر رہا ہی خداوند سالوس نے کہلا بھیجا تھا کہ ناہید کو سب سے الگ کرکے یہان
لے آؤ مگر مغیلان نے نہین قبول کیا دار مین استادہ ہو رہی ہین جلاد بلائے گئے ہین چہار جانب یہی
ہنگامہ ہی کہ ملکہ ناہید کو قتل کر و مغیلان کے دل مین ایسا کا نٹا چبھا کہ خداوند کا بھی کہنا نہین مانا
حضور یہی کہدو کا دن ہی ملکہ کے قتل کی کوشش ہی نگوڑا بے اولاد وہ جورو اسکی بانجھ بجوگی شیطان کی

لنگوٹی وہ کیا جانے اولاد کا کیا صدمہ گذرتا ہی حضور مشہور ہی کہ کلیجے مین ناسور ہوتا ہی اگر کسی کا فرزند آنکھون سے دور ہوتا ہی یہ خبر وحشت اثر سُنکر ملکہ گلشن شیر نگ ساز بہت روئین دل مین وحدانیت پرستی کا خیال ہوا اس مذہب سے ملال ہوا ملاقات حمزہ صاحبقران کا جوش ہوا اُس بیہوشی مین اس نظم کا ہوش ہوا نظم

شرم ہی وہ شرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین
عالم اک دکھلاتی ہی کالی گھٹا گلزار پر
کھینچتا ہی آپ کو دور اسقدر کیون آفتاب
چاہ مین اک پانون ہی اک پانون ہی دیوار پر
حُسن کے مُنھ کی نقاب اُٹھینگے بیماران عشق
طرہ ہی گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر
رنگ شب اُڑتا ہی گیسوے سیہ کو دیکھکر
داغ کا دھبا لگا ہی لالہ کی دستار پر
تیرے دانتون سا کوئی موتی سمندر مین نہین
رشک ہی دشمن کو میرے طالع بیدار پر
دام مین لا کر ہے صیاد بے پروا حلال
چور کب منصور بن سکتا ہی کھنچکر دار پر

دم نکلتا ہی نگاہ چشم مست یار پر
رات بھاری ہوگئی ہی مردم بیمار پر
چھپ سکتا ہی کوئی ابرو کو شانہ مثل لعل
سایہ کیا سورج مکھی کا ہی کسی رخسار پر
سرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سرکشو
مہر توڑینگے جو کی ہی شربت دیدار پر
رو دیا ہی عاشقون نے ابر بارا کی طرح
داغ ہی ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر
تو جو اے عیسیٰ نفس آیا عیادت کیلیے
لعل لب سا اک بدخشان کے ہنس کسار پر
یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا
بلبل بیتاب صدقے ہوچکی گلزار پر

تیشے کا ڈورا بلاے جان ہی اس تلوار پر
خوشنما ہی چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
ہاتھ پھر سکتا ہی تیغ تیز کی کب دھار پر
کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان
پھونکتا ہی دیکھی گرگی جسکہ بجلی خار پر
کیون نہ جانے عاشقون کے دل کا قاتل ہی
تیغے مارا ہی قدم جو برق کی تلوار پر
لپٹی پگڑی سے قاتل کی ہی کیا تشبیہ دون
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر
دوست کو لیکر بغل مین رات بھر سوتا ہون مین
پانی پھر جاویگا اس گھر کے در و دیوار پر
خود غلط ناحق ہون تقلید آتش سے ہلاک

قدیم کنیزین جنھون نے ملکہ ناہید قمر طلعت کو گود مین پالا ہے بیقرار ہوکر رونے لگین کہا بی بی شیر نگ ایک ایک کلمہ آپ کا تیر دلدوز ہی گیا کلام مین سوز ہی ملکہ سے آنسو بھر کر کہا صاحبو انصاف کرو آپ گیلے مین سوئی انکو سوکھے مین سلایا مہمان آنا جانا موقوف کیا اپنے کو آٹھ پہر انھین کی خدمتگذاری مین مصروف کیا تب تصدق سے خداے نادیدہ کے بارہ برس کا سن ہوا اب اس لایق ہوئین کہ دھوم سے شادی کرین چاندسی صورت کا دولھا بیاہ کر لائین بہار کا سہرہ سر پہ باندھین ارمان والیان ساتھ ہون ہاے ہمارا حوصلہ نہ نکلا ان بھڑوے جلادون نے اُس بھولی لڑکی پر یہ آفت ڈالی کیسی گھبراتی ہوگی صاحب یہ بات مشہور ہی کہ حبیب الشان پر تکلیف ہوتی ہی تو مان کو بکارتا ہی خواہ مرد ہو خواہ عورت اُس کمبخت و بدنصیب کے مُنھ سے تو ابھی دودھ ٹپکتا ہی صاحبو انصاف کرنا ابھی آٹھ دن کا ذکر ہی برس چھ مہینے کا نہین آٹھوان دن گذرا ہی باغ سے شام کو آئین مین جیسے خفا ہوکر کہا بی بی ہماری انتظار مین جان جاتی ہی کنوارا پنڈا دونون وقت ملتے ہوے نہ نکلا کرو ہزارون طرح کے معاملات ہین کیون صاحبو یہ کیا بات تھی جسپر وہ بلک کر رونے لگی ہچکیان لگ گئین گل سے عارض سرخ ہوگئے اسقدر روئین کہ مین اتنی سی بات کہکر جورنگی کہتی تھی ہان ہان بی بی مین نے کیا کہا کہ جو تم ایسی جزبین واری یہ تو مان کا کلیجہ ہی جب صاحب اولاد ہوگی تب ہمارے غم و الم کا مزہ ملیگا مشکل چپ ہوئی جسکا ایسا مزاج ہو اُسکا اس بلا مین پھنسنا کیون صاحبو بتلاؤ اُسپر کیا گذرتی ہوگی اب تم سب سے عرض یہ ہی کہ جسکو اپنی جان عزیز ہو گھر بھرا پڑا ہی جو چاہے لے اور چلی جاوے اور جو جان عزیز نہ رکھتی ہو میرا ساتھ دے سات سی کنیزین یہ سُنکر بولین کہ واری آپ کی بدولت سلطنت کی

جسدن سے صاحبزادی پیدا ہوئین ہزار ہزار روپے پالے ہر مہینے مین تقسیم ہوتی ہین کبھی نام خدا بسم اللہ ہوئی مولوی کو نہال
کر دیا سونے کی تختی سونے کا قلم سونے کی دوات آئے دن یہ آفتین آپ کیا کرتی تھین سوا سے جاسے کون لینے والا تھا ذرا سا
مولوی کو فقرہ دیا انہین نے دوات ہمکو واسطے کر دی ہنسے کہا کسی سے کہنا نہین وہ خوش نہین گرسنے لگے کہ لو کسی سے کہنا نہین
ہماری نواسی کی شادی ہونے کو ہے بلطف ہو جائیگی حضور بی بی کے صدقے مین سیکڑون کنیان بیاہ گئین جینے اُنکا
نام لیکر سوال کیا آپ نہال ہو گئین اسقدر دیا کہ اُسکے حوصلے سے باہر ہو گیا شیخ کلو جو پہلو مین رہتے ہین جنکے چولھے پر
توا نہین تھا جب اُنکی نواسی بالو بیاہی گئی ہے حضور کلیان بند ہو گئی تھین آج آپ کے ظاہر ہوئی عرض کرتے ہین
کہ آپ نے ظاہر مین دیا بی بی نے باطن مین اسقدر دیا کہ آج تک وہ روٹیان کھاتے ہین جسدن داماد آتا ہے ذرا کوٹھے
پر چڑھ کے دیکھیے پراٹھے پک رہے ہین بالائیان آرہی ہین مین نے اپنے کانون سے سنا کہ شیخ کلو کی بی بی جنگا
ہاتھ اٹھا اٹھا کے دعائین دیتی ہین کہ سامری و جمشید بی گلشن و ناہید کو سلامت رکھین کہ جنکے صدقے سے ہماری
مشکل آسان ہوئی دولہا سے کہتی ہین جبتک جیو ہے روز آیا کرو اب جسدن تم نہ آؤگے ہم تمہارا کھانا تمہارے گھر پر
بھیجدینگے سمدھی ہمارے دیوا ہتا پانچے ملا کر دو ڈھنگی میان بے تمہارے لڑکی کے منہ سے نوالا نہین اترتا ہر جب
بیٹھی رہتی ہے بیٹا تمہارے آنے سے شگفتہ ہو جاتی ہے کل کہتی تھی میان دولہا بہت بھولا ہے مجھکو بہت چاہتا ہے تو بیٹا تم
محبت مین خلل کیون ڈالو اب تو تمہاری بی بی کا پاؤن بھاری ہے خیر و عافیت سے زمانہ گذرے لوگ سنو انسا لگے
دن مین بچوا نسا کرونگی خداوند نے یہ دن دکھلائے کہ بیٹی اور بیٹی کے پیٹ مین بیٹا یہ تم سب بی بی ہوئی مٹی کی نشانی ہے
میری لعلی خانم اسکا یہ نام محلے والون نے رکھا تھا یاد آتی ہے وہ ہوتی تو تم دیکھتے آنکھین بچھاتی بیرون مکان
دوڑی جاتی یہی زبان پر جاری ہوتا رے میری بچی کا دولھا آتا ہے ہم لوگ شرما کے استقبال نہین کر سکتے منھ سے
بات نہین نکالتے تم اس زمانے کے دو دے بچا ایسا نہو تمھارے خلاف گذرے حضور سارے محلے والے آپکو
اور صاحبزادی کو دعائین دیتے ہین یہ باتین سنکر گلشن خوب بولی کہ حضور اُسی فیض مالی کو خدائے نادیدہ سلامت
رکھے پھر گھل مل کے ان مکانون مین بیٹھے کنیزین حاضر ہون وہی ناچ وہی گانا پھر ہو مین بخت اسکے سامنے ہون
اب صاحبو خدائے نادیدہ کو اختیار ہے کنیزون نے کہا واری یہ اعتقاد کیا گلشن نے کہا صاحبو جو مذہب میری
بیٹی نے قبول کیا وہی مذہب میرا ہے مین نے جھوٹے سالوس پر لعنت کی کیا خداوند ہے جب رات کو آتا ہے اصل
مطلب سے مطلب نہین رات بھر میری جان عذاب مین ڈالدیتا ہے اگر خداوند ہوتا تو اسکی شے اُسکے قبضے مین نہوتی
سر تک پنک الگ ہو جاتا ہے پھر تو میری سسکیان ہچکیان کیا بیان کرون مگر قہر درویش بجان درویش ایسے
کو خداوند کہون عمر بھر مین شاید ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا ہو جبین سے نکوڑا نامرد ہے اگر خدائے
نادیدہ سچا ہے تو اپنی بچی کو نکال لاؤنگی اور میان مغیلان پر غالب آؤنگی یہ اعتقاد مین کر چکی وہ جوان ہے
پڑھی لکھی اُسنے کتابون مین دیکھا ہوگا جب تو اُسنے مذہب خدائے نادیدہ اختیار کیا اور اس بھوسٹے کو
چھوڑا کنیزون نے کہا واری بڑی مشکل ہے کہ اسم اعظم صاحبقران نیند ہے حرز مکمل بھی مغیلان نے جیلی
شکل مردون کے بیہوش پڑے ہین جب تک اسم اعظم نہ کھلیگا ہوشیار نہونگے اشارہ کیا چپ رہو اسکا ذکر نہ کرو
خدائے نادیدہ چاہتا ہے تو شیشہ اسم اعظم کا اُنکے سر پر جا کے توڑتے ہین ہم تم تو سات سو مین یقین ہین سات
ہزار کو مارین اگر سات سو کو بھی مارا بازی جیت لیا سبھون نے کہا حضور اسم اعظم کسکے قبضے مین ہے گلشن نے کہا
اسے دیوار و در ہم گوش دارد منھ سے کچھ نہ کہو خدا سے رجوع کرو اُسکی قدرت کاملہ سے بعید نہین مسلمان کہتے ہین

جب ایک گھڑی گذری کہا تمام چیزین مہیا ہو گئین کنیزون کو سمجھا کر باہر بھیجا کہا اپنے اپنے سحر تیار کر دیہ کیلئے خوابگاہ مین گئی شیشہ اسم اعظم کھو دیکے لگا لایعنی کنیزون نے دیکھا ملکہ تشریف لائی ہین مگر خوش ہین یہان وہ وقت ادکہ سب سردار سحر مغیلان سے بیہوش ہین سالوس ایک تخت پر بیٹھا ہے مگر بیٹی کی خیال سے رنگ رو اڑا ہوا ہے وزیرون سے کہتا ہے کہ تم ناہید کو تو الگ کر لو جب مغیلان سے کہا اسنے جھڑک دیا کہا صاحب قدرت اب یہ چاہتے ہین کہ بیٹی کو بچاؤن ہر چند کہ باعلان لڑکی ہزارون جادوگر نامی گرامی قتل کرائے آج بھی محبت سے ساحر نخین کے سحر سے قتل ہوئے مسلمانون پر ایک اشارہ کافی تھا اس کمبو بیٹی کی وجہ سے مین بہت پریشان ہوا خداوند کا جی چاہتا ہے کہین اسکو ہوشیار کرون وہ نہین کہے آپ اسکو رہا کر دین کل پھر وہ ایک منچ لیکر موجود ہو سالوس یہ سنکر چپ ہو جاتا ہے کہتا ہے مین کیا کرون مجھکو کچھ نہین پڑتا خیال خاطر مغیلان بھی ضرور ہے دل سخت ناصبور ہے جسوقت اسکی مان نے کی جان دیدی مغیلان میرا کہنا نہین مانتا مین خود اٹھتا ہون خود پکار کر آوازدی اے مغیلان قتل ناہید مجھکو گوارا نہوگا ایسا نہو اج قدرت برہم ہو جائے جسوقت اسکا سر کٹنے کریگا مین لڑنے لگونگا مغیلان یہ سنکر تیغہ لیکر طرف ناہید کے دوڑا اور سب کو ہوشیار بھی کر دیا اب جو صاحبقران کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین دیکھا مغیلان نے اپنے ساتھ والون سے کہا جب خداوند میری طرف چلین تم سب لپٹ جانا ادھر مغیلان تیغہ کھینچکر چلا سالوس نے جیلہ بیچے کا تخت پر شکا منظور ہوا انھون مغیلان قریب ملکہ کے پہونچا اس نازنین کے جسم مین مار ان آتشین لپٹے ہوئے ہین زبانین نکال رہے ہین ایک اژدر کلان کو دم دہن مین لیے ہوئے ہے بینے ناہید کو اپنے دورے مین لیے ہے لب زبان نکال رہا ہے بس چمک تیغے کی دیکھکر آنکھین بند کر لین پکار اٹھی اے رحیم اے کریم وقت مدد ہے

نظم

نوشت کاتب قدرت بنامۂ اعجاز
ز سوز عشق بہر گوشش میرسد آواز
بہ بند بندگی حق نباشد آن بندہ
چہ او بر سند بہر کدام عزت و ناز
چرا نہ بندہ کند بر جبین عنایت ناز
جدید صورت و شکل جدید تازہ طراز
خبر ز وحدت حق بے خبر نمیدارد
کہ مبتلائے ہوا باشد و مقید آز
ہلاک ہند ازین نظم فارسی ہندی
کہ حق قبول کند نازِ جملہ اہل نیاز
ز نور حسن بہر دیدہ میرسد جلوہ
کہ ہست واقف این رمز نکتہ دان و راز
غریب و عاجز و مسکین و بندۂ خاکی
نمود تازہ سخن را چو بلبل شیراز

مغیلان نے چاہا کہ وار تیغہ مارے کہ آسمان پر سے بجلی تڑپی ہے با نام گلشن سحر طراز قسم ہے آسمان کے خدا کے نادیدہ کی اگر ایک مو جسم ناہید کم ہوا تو سب بھر کو تیری قتل کر ڈالونگی نام کاٹنے والون کا باغ میں پرکھونگی باغ میں کانٹا لیسا ہر وقت کھٹکتا ہے شیشہ اسم اعظم کو چھینک مارا آواز دی یا صاحبقران یہ کنیز آپ کی بھی شکر ہے کہ آپ کا مذہب مین نے دل و جان سے قبول کیا سالوس پر لعنت کی سالوس نے بھی غصے مین ایک گولہ مارا صاحبقران نے آواز دی اے نازنین بچنا اگر تیرا اعتقاد کامل ہے تو کیا کوئی کر سکتا ہے رہائی پا جائیگے میرے جسم مین قوت آئی مگر مغیلان نے دیکھا گولے نے سالوس کے اندھیرا ڈال دیا کسیکو اس گولے نے ہلاک نہین کیا مگر بجلیان چمکنے لگین اس ہنگامے مین مغیلان تڑپ کر ناہید کی کمر مین تیغہ دیا اس زور سے جلدی کہ ناہید کی آنکھین بند ہو گئین مگر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے اسم اعظم بآواز بلند پڑھا اور نعرہ شیرانہ کیا نعرہ صاحبقران امیر عرب ضیغم ربانی ہنگام بحکم خدا البستہ شمشیر چار یکی تیغ صمصام و قمقام نام ✦ ہے تیغ عقرب یکی نعرہ انجام ✦ بن کافران از جہان پاک کردہ سر کشان جملہ در خاک کردہ ✦ اہالیان لشکر نے دیکھا کہ قلب لشکر سے نعرۂ تکبیر کی آواز آئی زمین تھرائی وسط لشکر سے بھی

صدا آئی زور و شور سے صاحبقران گرجتے ہوئے چلے لیکن مغیلان جو ناہید کو لیکر بلند ہوا گلشن نے
دیکھا موے سر ناہید پریشان سانپ بلورین کھلی ہوئی منہ کو ڈھلا ہوا اس بیدردی سے مغیلان لیے جاتا ہے گلشن
کی جو نگاہ پڑی جلد ہوئی لپٹ کر تیغ سحر مارا شانے پر مغیلان کے پڑا تھا نہ اسکا نشانہ ہوا ناہید نیچے سے
چھوٹی مغیلان زمین پر گرا ناہید کو گلشن نے گود میں لیا ناہید کے حواس درست ہوئے گلشن نے
ماران سیاہ جسم سے ناہید کے نوچ کے پھینکے ناہید نے آنکھ کھول کر ماں کو دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گلشن
نے کہا بیٹا کیوں شرماتی ہو جو کچھ کیا خوب کیا جوہر شناس ایسے ہی ہوتے ہیں صاحبقران زمان والی قاف و
دنیا شوہر مہر نگار و آسمان مہر نگار دنیا کی شاہزادی ہفت اقلیم کے بادشاہ کی بیٹی ملکہ آسمان پری
بادشاہ پریزاد ان کی دختر اگر انکی شرکت کیجئے لاؤ کیسی شرم کی بات ہے یہ شاہزادیاں استقبال کرینگی جان کیونکر جلسہ
شادی ہوگا تمھاری بھی شراکت ہوگی کیوں شرماتی ہو میں نے مغیلان کو زخمی کیا دیکھو صاحبقران ہوشیار
ہوئے میں نے اسم اعظم کا شیشہ توڑا اب مغیلان کو معلوم ہوگا ناہید نے کہا ای مادر مہربان مجھکو
چھوڑ دو میرے وارث پر وقت تنگ ہے یہی ہنگام جنگ ہے گلشن نے چھوڑا ناہید تڑپ تڑپ کر گرنے لگی پہلے
ناہید نے جا کر یاسمن کو رہا کیا یاسمن چھوٹتے ہی لڑنے لگی مغیلان نے دیکھا کہ ایک طرف سرداران حمزہ ادہم میں
نعرہ بہرام کی صدا آئی ہے نعرہ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین * کہ از ہیبت من بلرزد زمین * ایک سمت سے
عبد الجبار و عبد القہار حلبی کے نعرے کی صدا آئی ہے ایک سمت شیر بیشہ وفا مقبل وفادار بارہ ہزار تیر اندازوں کو
لیے ہوئے لڑ رہا ہے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے یاسمن تڑپ کر خواجہ عمرو پر گری قریب آ کر کئی سحر کیے مگر سحر نہ اترا یاسمن نے
صاحبقران کو پکارا آقاے نامدار خواجہ عمرو سخت سحر میں مبتلا ہیں جوں جوں یاسمن دفعیہ سحر کرتی ہے عمرو کراہتا
ہے اور گھبرا کر کہتا ہے مجھکو نہ ستاؤ ورنہ دم تڑپ کر جسم سے نکل جائیگی یاسمن نے پھر گھبرا کر صاحبقران کو آواز دی
صاحبقران لڑتے ہوئے چلے نام بارہ وفادار کا لشکر بیقرار ہو گئے پکار کر آواز دی بھائی صاحب نگھبراؤ میں آپہونچا
صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے اسم اعظم بآواز بلند پڑھتے ہوئے جدھر سے گذرے ہوا زمین کانپ گئی پرے کے
پرے درہم و برہم کر دیے برابر خواجہ کے پہونچے گھوڑے سے کود پڑے بازو پکڑ کر اسم اعظم پڑھا منہ پر خواجہ
کے دم کیا خواجہ کے ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی جست کرکے الگ ہوئے گلشن نے زمین ہلا دی ہزاروں باغی
مارے سات سو کنیزیں پشت پر سالوس کنارے کھڑا دیکھ رہا ہے کہتا ہے مغیلان نے میرا گھر تباہ کیا بیٹی کو یوں
بے وجہ قید کیا اسی کی وجہ سے جورو نکل گئی دیکھو کس زور و شور سے لڑتی ہے ہزاروں جادوگر مارے سات سو
کنیزیں اسکی ہیں بالک جست و چالاک کس لطف سے لڑتی ہیں قدرت تو کچھ دخل نہ دینگے نہ کچھ تقدیر کرینگے
خفیف سی تقدیر کی کہ مغیلان مارا جائے باغ جاتا ہے باعث انقلاب ہوا ایسا بھولا کہ بیٹی جو کہلا بھیجا
اگر وہ کچھ فساد برپا ہوگا ناہید کو چھوڑ دے قدرت کے کہنے کو نہ مانا جواب سخت دیے ہمارا کہنا نہ مانا مجھے خیال تھا
کہ ماں اسکی جوش محبت میں نکل پڑیگی وہ یہ کہہ کے چلی تھی کہ میں اپنی جان دونگی بیٹی کو نہ قتل ہونے دونگی دیکھو نہ
کیا یہ بیجا اسکو چھوڑ دیتا ہم کبھی نہ وقت بیوقت سزا دیتے بلکہ اسی کے ہاتھ سے دو طمانچے دو گھونسا ان
دلواتے ماں کا کہنا بھی پر نہ تو گرتا ہے اس سزا نے اور برہم کیا ہائے میری جورو نکل گئی اب میرا گھر کیونکر
آباد ہوگا انتہا یہ کہ مجھکو بخیالی نہ ہوگی میں نے ہمیشہ منت و خوشامد سے بیدل رکھا تھا ہمیشہ اسی کے مزاج کی
خاطر کا خواہاں رہتا تھا جو اسنے کہا وہی میں نے کیا آج اسپر صدمہ عظیم گذرا اسکے کمالات دیکھو ما بدولت تو

خداوند مین جو طاقت ہین سب تو اچھے ہین اُسنے جستجو کرکے کسی ترکیب سے پیٹ رکھوا یا تمام ہوا تو مین چھوٹین نقارے بجے
اب کا ہیکو مجھسے راضی ہوگی وہ تو مسلمان ہو گئی خدائے نادیدہ کا نام لے رہی ہو طرف آسمان کے سر کرلی ہی
خدائے نادیدہ کو پکارتی ہو اب کہنا کا اسکو مانیگی وزرا امرا عرض کرتے ہین خداوند بجا ہو خدائی قدرت کی جو رد
سے روشن تھی حقیقت مین رشک گلشن تھی مغیلان بڑا پاجی ہو حرزہ کل لیکر پھول لیا جلوگون نے جو کہا اسکا
برعکس جواب دیا کہنا نہ مانا اب لڑنے دو قدرت نے تقدیر کردی اب نہ پلٹیا نگے وزرا بھی کہتے ہین حضور یہ انعام
ہو غازیان دیندار و مجاہدان شہور شعار دریائے لشکر کفار مین ڈوبے ہوئے ہین ننگا نہ ملیگا نہ لڑ رہے ہین ایک
ایک جوان لڑتا کشتی حیات کا ذران طوفانی صاحبقران مغیلان کو تلاش کر رہے ہین مغیلان کے بھی تین لاکھ
ساحر جمے ہوئے لڑ رہے ہین سحر کرتے ہین صاحبقران نے اسم اعظم کا ورد لیا ہو بہ آواز بلند پڑھ رہے ہین
عمرو نے لاکر ایک شیشہ پانی کا دیا اسپر اسم اعظم پڑھا سرداروں پر جو چھڑکا تو بتائید خدا انپر سحر تاثیر نہین کرتا وہ
بھی لڑ رہے ہین جس ساحر نے پڑھکر سحر کیا ذرا اثر نہ کیے بہادر وزر کت کیا بجرات چیر کر پھینکدیا اگر مجبور ہوئے
اپنے آقا کو آواز دی صاحبقران نے آکر اسم اعظم پڑھکر قتل کیا اسطرح ساحر قتل ہو رہے ہین خواجہ عمرو
ایک طرف آکر جمے اپنے بیک بچون کو آواز دی سات آٹھ سو بیک بچے پشت پر جمے حقہ ہائے آتشبازی چلنے لگے
ساحر اس آگ سے جلنے لگے جو ساحر گرا خواجہ نے پڑھکر شولی ہمیانی کاٹ لی برق بھی تڑپتا پھرتا
ہو گھسا ہی جاتا ہو خواجہ کی بھی برق پر نگاہ ہو جادوگرون کے کپڑے بھی نہین چھوڑتا خواجہ برق کی تیزی
پر ہنس پڑتے ہین پلک لنکھیون سے دیکھا کہ استاد ہنس رہے ہین گٹھر کپڑون کا لیے ہوئے سامنے آیا کہا
استاد یہ حاضر ہو کہا بیٹا مین دیکھتا تھا کنیز مغیلان جو مر کر گری تو نے جھمڑے اتار لیے وہ تو لاؤ برق نے
کہا استاد جسم ملک کی وہ عورت تھی اس ملک والیان پاؤن مین کچھ نہین پہنتین عمرو نے ایک طمانچہ مارا برق
بھاگا دوسرے غول مین گھس گیا حقہ آتشبازی کا مار دیا کئی جادوگر گرے انکی انگوٹھیان چھلے اتار لیے عمرو
نے کہا ای برق مین نے دیکھا برق نے کہا معاف فرمائیے خدمت مین حاضر کرونگا اسوقت دخل نہ دیجیے
آپ کا غلام درپئے جنگ ہو لڑائی کا یہی رنگ ہو اس گھمسان سے تلوار چل رہی ہو تیر پیغام قضا لاتے ہین
تیرے سرکشی دکھاتے ہین تلوارون کے جوہر کھل رہے ہین خنجر اپنی بیباکی و خونریزی پر تل رہے ہین ناگاہ مغیلان
ان کا ہوا آنا لڑنے بھی ہزارون بندگان خدا کو قتل کیا صفین درہم و برہم کردین شانہ زخمی گلشن پر جا پڑا کہا اسکا
سر کاٹ لونگا اس نے میرا شانہ زخمی کیا بیٹی کی محبت کا یہ جوش ہوا چراغ عقل خاموش ہوا اسنے جو للکارا
گلشن بھی پلٹ پڑی اُسپر سحر چلنے لگا جب دو چار سحر چلے مغیلان نے دیکھا کہ گلشن میرے سحر کو مین
ناتی لڑتی چلی آتی ہو کنیزون نے جو دیکھا کہ مغیلان سحر کر رہا ہو ملکہ آگ مین چھپ جاتی ہین آ کے لوٹ پڑین
سب نے جو ملکر سحر کیا مغیلان پر آگ برسی پانی برسا زمین سے دھوان نکلا درختون کے پھول گرنے
لگے غنچے مسکرائے جھونکے ہوائے گرم کے چلے ساحران مغیلان تھرتھرا کر گرنے لگے بعضے متغیر بعضے متحیر
بعضے دیوانہ وار چیخین مارتے تھے سات سو نازنینان زہرہ جبین پری وش ناز و کرشمے مین طاق شہرہ آفاق لباس
فاخرہ پہنے ہوئے مثل ستارہ سحری چمک رہی ہین جسپر نگاہ ڈالدی لگا ہون مین سحر بھرا ہوا ہو حریف سرنگرا نیلگو
ادھر سے ناہید نے دیکھا کہ جان پر آفت ہو مغیلان نے گھیر لیا سات سو کنیزون کو دس ہزار سے گھیرا
سب طرف سے سحر چل رہا ہو گلشن سب کو جواب دیتی ہو جب کنیزین گھبراتی ہین پشت پر آتی ہین تو فرماتی ہین

سحر کرو مینے پہلے ہی عہد کیا تھا کہ جسکو جان عزیز ہو ہمارا ساتھ نہ دے یہان وقت جانبازی ہی ہمارا پیدا کرے اولاً تو ہمے راضی ہو گئین پھر جنگ مین مصروف آدو ہین دو پہر اس کشاکش مین گذری صاحبقران نے علم فوج کو سرنگون کیا پہلو مین مغیلان کے گیلان جادو جانی اسکا بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہی جمال بیمثال ناہید پر نگاہ پڑی کہ زور بلی ہوئی سحر کر رہی ہی ہزارون جادوگر مارے لاشے گرد تڑپ رہے ہین بیچ مین یہ ماہ تابان سرگرم جنگ ہی دو پٹہ ڈھلکا ہوا پلے سنبھالے ہوے زلف آب روان کی مسلی ہوئی جسپر جا پڑی اسکو بچھاڑا دو ٹکڑے کیے اگر دو چار نے ملکر سحر کیا ابر برق چمکا لی چارون مر کر گرے گیلان نے جو یہ شوکت و شان دیکھی دل مین کہتا ہی ایسکی ذات کا سایا فساد ہی اگر اسکو لیلیا ابھی لڑائی مین فتور پڑ جاےگا لشکر حمزہ کے پانون اٹھ جائینگے یہ سوچکر بڑھا لکار کر آواز دی او جان جہان وارام دل مشتاقان میری جان تمپر جاتی ہی مغیلان کا بھائی ہون تمام لشکر کا مجھکو اختیار ہی اگر تمھاری خوشی ہو کل افسران فوج آکر قدمبوسی کرین دم غلامی کا بھرین کسی کی مجال نہین جو تمھارے حکم سے گردن تابی کرے ملکہ ناہید نے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام ایسی باتین خلاف کہتا ہوا چلا آتا ہی جو کبھی گوش خیال نے بھی نہین سنی تھین چلاکر آواز دی کہ او ملعون کیا بکتا ہی خبردار ایسے الفاظ زبان سے نہ نکال اگر مرتا ہی تو مرنا پڑیگا ہم دیکھین کیونکر مرتا ہی شاید فاقے سے مرتا ہوگا گیلان نے چاہا سحر کرون ملکہ نے نگاہ سحر آگین کو گردش دی ابروے خمدار کو جنبش ہوئی تیغ ادا چل گئی بجلی چلی ایک طائر اڑا اُسنے آواز دی او گیلان ملکہ ناہید فرماتی ہین ذرا گوش بر آواز ہو دیکھ یہ کیا کہتے ہین گیلان نے نگاہ اٹھائی طائر سے آنکھ ملی طائر نے چہکار ا مارا زمزمہ سرائی کی یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

مراد ابو العلی کا زیر شمشیر دو دم نکلا
نہ دل زلفون مین کم پایا نہ کچھ ابروے خم نکلا
پتا ملتا نہین یان بھی میان یار کیا کیجے
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا
ابھی تک ہو وہی سودا ترے اُنھی گیسو کا
جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا
ہوا ہی مشغلہ یاد خدا ہے عہد پیری مین
کمان آسمان پیر کا اتنک نہ خم نکلا
ابھی پردے مین ہو جسپہ جا مرگ ہے آکے تن
بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ایاب بہ کم نکلا

کئی زنجیر ہوا نکرے سینے سے دم نکلا
نہ چھوٹے تا بہ تقویم یاران ایذا دوست چھوٹین
یہی کہتا ہوا تیرا فدا سوے عدم نکلا
غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرم آزری
طبیعت کو نہین میری عجب مرغوب صنم نکلا
نہین بہتے ہین او سے آسمان سے یہ جیسے
لیا دل لیے تو لگا دھیان کعبے سے صنم نکلا
کچھ وہ خال لیے خرجال چھپا لگا نشان باقی
قیامت اور آئی اگر بالا بہ قامت صنم نکلا

نہین ساقی کو ہم کس جو چھلکے اپنے ملکے
گرا شاب دیدہ سے لخت جگر پر کو ہم نکلا
نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے
جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا
لگایا مجھکو ان اسکو ہوئی منظور ضد جس جا
مگر چرخ ستم پیشہ بھی پامال ستم نکلا
وہی زور جوانی مین ابھی کشتہ خمیدہ ہو
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا
زمانہ مسکو نے ایک نسیم آباد ہوا ابتو

گیلان جادو کو پھر ایاز بان سند دل دردمند پکار کر رو رو کہ مین غلام ہون لیا مجال جو نام عشق لون یہ ظاہر ہی بیشک کہ مرتا ہون ملکہ نے کہا تلوار کھینچکر کہو کہ مرتا ہون گیلان نے فوراً تلوار کھینچی گلے پر رکھکر حرکت دی مغیلان نے دور سے دیکھا آواز دی او نادان کیا کرتا ہی او ناہید اگر میرا بھائی مر گیا تو زندہ نہ چھوڑونگا ناہید نے ادا اشارہ کر دیا اُسنے خنجر پیٹ مین مار لیا لڑکھڑا کر گرا اندھیرا ہو گیا مغیلان نے منھ پیٹ لیا کہا ارے غضب ہوا میرے شیر جوان بھائی کو مارا ناہید جست کر کے غول سے باہر ہوئی مغیلان نے پیچھا کیا للکارا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی میرے گھر کا چراغ گل کر دیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکے ایک گرز مارا ناہید دیکھ کر گری چاہا کہ سرکاٹ لون گلشن نے دیکھا بیچ مین پھاند پڑی ایک گولہ مارا سینے پر مغیلان کے پڑا مغیلان نے اپنے شانے کا خون گوے پہ ڈالدیا گولہ زمین مین گرا مغیلان نے پھر خون شانے کا ظرف مین لیا

گلشن پر پھینک مارا قطرہ خون کا جو گلشن پر پڑا اثر کمر لے کے گری مگر جوش محبت مین سر مٹی لیے زانو پہ تھا وہ کانوہ بلند
دور سے صاحبقران نے دیکھا بیقرار ہوگئے وہین سے آواز دی او نامرد کیا کرتا ہے خبردار انکو قتل نہ کرنا ورنہ بعد اسکے ساحر کا
نام اس ملک مین نہ چھوڑونگا مغیلان نے کہا حمزہ تجھے مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا کوئی مسلمان نہ بچیگا صاحبقران
اشقر کو دوڑا کر چلے اسوقت ساحرونکا ہنگامہ جاتے سے نکلے صاحبقران کو روکین امیر نیمچہ سہراب یل کھینچے ہوئے
وہ تیغہ دیوکش جسپر چلگیا خواہ پیل پیکر خواہ گھاٹ سے آیا گھات کب کرتا ہو دو ہی پر کاٹے لیے اگر سوار تھا تو مع
گھوڑے چار ٹکڑے ہوئے پیدل تھا مرکنت نے گر گئی کسی افسر کو حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ منہ پر چڑھے یا آگے بڑھے
مغیلان نے پکار کر آواز دی یاروالیسے بدحواس نہو جاؤ دس حملہ کر کر دس ملکران دونون کا سر کاٹ لو دلگا نہ زندہ
رہنا مجھکو اور انمین حقیقت مین گو خداوند کا بیاہ ہوتا ہو لیے یہ زوجہ آفتاب جمال بنی خورشید جمال وہ پیکی بیگم
یہ مین برو ماہتاب یہ آفتاب یہ مبارک وہ جیست ویال اک یگل وہ غنچہ یہ شمع وہ چراغ نہ اسکا مثل نہ اسکا مثل
ایسی جوڑی کا جدا ہونا باعث تباہی و بربادی ہو خداوند کی بیقراری تباہ ہے اور دیکھ کلیجہ پکڑے بیٹھے ہین تقدیرین
الٹی کر رہے ہین اسوقت تقدیرین بھی بیٹھے ہین نہین ملتی جو دریر جو کوئی مصیبت ہوئی ہو تو منہ پھیر لیتے ہین نہین
دیکھ سکتے کیونکر دیکھ سکین مگر اب جو کچھ ہو سو ہو مین زندہ نہ چھوڑونگا میرا برادر کا جانی مارا گیا اسکی جوروکو کیا جواب
دونگا وہ دروازے پر کھڑی یاد کرتی ہوگی جیسی معقول عورت ہو محلے بھر مین اسکی ذات سے چہل پہل رہتی ہو
ہر وقت چار لڑکے لونڈی جوان بوڑھے جمع رہتے ہین مگر واری تیری چالاکی کہ سب کو راضی رکھنا شوہر کو
خوش رکھنا کہ اسکو خبر نہو دل میلا نہونے پائے سب کا عیب اسی کے منہ مین پڑچھتی تھی اب اسکے عیب کیونکر
چھپینگے مرنے والا مر گیا اسکو تنہا کر گیا اب مین انکو زندہ چھوڑونگا اسکے غلغلہ کرتے رہے ادہر یہان فوج دوڑ پڑے
خوب اس مقام پر تلوار چلی ساحر وغیرہ ساحر مارے گئے مگر صاحبقران یہان پہ آگئے گھوڑے سے کود سے سینہ پر
کر دیا ایک ہاتھ مین سپر گشتاسب ایک ہاتھ مین نیمچہ سہراب یل ناظرین کو یاد ہوگا سنو جب وہ قاف مین یہ تیغہ ملا ہے جو خنجر
سہراب پر پہونچے اور فاتحہ پڑھا تو غنودگی ہوئی سہراب نوجوان روتا ہوا سامنے امیر کے آیا امیر نے دیکھا ایک
جوان خوش رو گلے پر خنجر کا نشان سہراب نے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیکر فرمایا کیون اے سہراب یل کیا گذری
اسنے عرض کی یہ ملک عدم ہے یہان کا حال افشا ہونا خیر نہین جو گذری ہے بہت خوب گذری ہے آپ کو معلوم ہے
کہ عین شباب مین انتقال ہوا باپ کے ہاتھ سے قضا لکھی تھی دشمنون نے ایسی پردہ پوشی کی ہم لاکھ جویا ہوئے
مگر حال نہ ظاہر ہوا انھون نے بھی اپنے نام کو چھپایا مجھے بھی موت گھیرے ہوئے تھی مین نے بھی اپنا نام نہ بتلایا
مین غالب آیا مگر معرکہ ہائے دنیوی دیکھے نہ تھے چاہا سر کاٹ لون انھون نے یہ دھوکا دیا کہ طریقہ میں ہے
اسی وجہ سے پہلوانان نامی تمسے نہین لڑتے ہین اسنے زور بازو پر مجھکو ناز تھا مین سینے سے اتر کھڑا ہوا اور کہا اے
پہلوان جاؤ دوسرے دن جو رہ آئے تو تائید پروردگار انکے شریک تھی وہ غالب آئے چونکہ موت قریب تھی فورا خنجر
گلے پر پھیر دیا اے شہریار باپ پر دعوی کیا کرون مگر معلوم ہوا منجانب اللہ یہ ہوا آپ پر وہ قاف تشریف لیے جاتے
ہین مین اگر زندہ ہوتا تو ہمراہ رکاب رہتا شاید اس کشتی کے ہاتھ سے بھی کچھ بن پڑتا مگر مجبور ہون نیمچہ میرا انتی
میری قبر کے دفن ہو وہ لیجیے ہر وقت دیوکش کام آئیگا غلام کو بدعاے خیر یاد فرمایئے کا صاحبقران کی آنکھ
کھلی نیمچہ قبضے مین لیا وہ نیمچہ آج کھنچا ہوا ہے دست بزبردست صاحبقران نیمچہ سہراب یل فوج مین چار جانب
بجلی تا ہید گلشن نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ ہمارے گرد صاحبقران جسطرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے پھر رہے ہین

سرغاران ہتیار گر رہے ہین ہنگامہ یہ ہو رہا بلند ساحران ہتیار در دست سحر تاثیر نہین کرتا سپاہ گری مین صاحبقران کا کون
مقابل ہو جمع دیوزادان مین رہے عفریت وغیرہ وے کیا کیا مرکے پڑے ہین زار جنگ آہن شاخ کو مارا
زمین تھراتی تھی آسمان وزمین سے الامان کی صدا آتی تھی زخم کھا کر ارجنگ کو اٹھاتا اتنے بڑے دیو کو مثال
گوبارہ گون تک چرخ دیتے ہوئے چلا تو وہان جا کر اسکا سر پھینکا کمال یہ تھا کہ شاخ ارجنگ ہاتھ مین پیوست تھی
اسکو بھی اپنے ہی ہاتھ سے نکالا دریا خون کا جاری ہوا آسمان پری کا بلک بلک کر رونا تھی حال کا مضمون محجوب
ہونا اس معرکے کی کیا حقیقت ہے ہر روز دنیا مین لشکر لقا سے کیسا کیسا لڑے یہ تو جمع ساحران ناہنجار ہو کر کرنے مین
کسی نے گورنا دیا کسی نے ماش کے دانے پھینکے صاحبقران جس جا پہ سے جسے نکالا جو تڑپ کر بغل زمین پہ گرا
انیران ناہید و گلشن موجود ہین فوراً قتل کر ڈالتی ہین بجلیان چمک رہی ہین ناہید نے کہا اے مادر مہربان دیکھو میرا
وارث کس دھوم سے لڑ رہا ہے جواہر کا نگینہ ہین لیاقت ہے وہ کہ تمام عالم مین مثل آفتاب روشن خارستان دنیا اسکے
فیض وسخا سے رشک گلشن گلشن نے کہا بی بی مین نے تمھاری پیروی کی سالوں مکار پر لعنت کی جب بھی تمھا خیمو کی
تمھاری پیدایش کی صورت بیان کرنی ناحق یہ معجزہ میری بیٹی سیری مٹی کہتا ہو کہ دیکھنا مغیلان ریلے سحر
نمایاں ہوا سپر سحر تیغ سحر زرہ سحر لباس تک سحر کا ہو آنکھین لال لال ابلی ہوئی جھپٹتا ہوا آتا ہو مگر بلبلاتا ہوا کہ او حمزہ
اب مجھسے سامری وجمشیدی مقابلہ نہین کر سکتے لیکن پھر مجھکو گھیرے ہوئے ہین میرے حریف کی بوٹیان نوچکر
کھا جائینگے گلشن بھی اس حال پہ ملال مین پکار اٹھی وارثی اپنے کو اس مکار سے بچانے کا سحر فلان تیار کرکے
آیا اسکا تازیانہ نہین ہوا ماشاءاللہ آپ خود ہوشیار ہین پشت وپہلو پہ نگاہ رہے مغیلان نے قریب آکر تلوار
نکالی اور آواز دی اے فیلان کو قتل لینا میرا حریف ہو جانے نہ پائے کہ پہلو سے کوہ سے ایک فیل مست
مثل پہاڑ کے چارون بھنیان ٹپکتا ہوا سونڈ اٹھائے ہوئے جس مقام پہ سونڈ ماردی شعلہ ہائے آتش نکلے
اپنے بیگانے جو سامنے آئے جلکر رہگئے اپنے بیگانے کی پہچان نہین ہے لشکر مین غلغلہ ہوا اے شہنشاہ وہ جو ہاتھی
کی شکل بنی تھی آنکھون سے دیکھی اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا سب آپ ہی کے ملازم مرتے جاتے تڑپ
رہے ہین اسنے کہا بلا سے ہزار دو ہزار رہے دس ہزار ضایع ہو جائین مگر یہ حریف زبردست نہ بچے ملازم اور
ہو جائینگے مرنے والون کے خون کشتے ہین خدا اسکے ظالم کو غارت کرے تمام رہے جوان جوان بیٹے بھائی مارے
گئے اسکے نزدیک کیس ہو جب مالک نہ بچا ہیگا ہمہ تن خاک مین ملائیگا تو جینے کی کون صورت ہو الٹی بات کہتا
ہو حمزہ افسر لشکر ہو ایک ایک خدمتگار کو یون بچاتا ہو جیسے کوئی فرزند کو بچائے یہ نامنصف ہو یہ کہکر بھاگنے
لگے اب ہاتھی جھومتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا ایک دھڑکا مار کر آواز دی او حمزہ اب کہان
جائیگا منم فیل مست سحر مغیلان جادو جس معرکے مین گیا سہرا فتح نصیب ہوئی رنج دور راحت قریب ہوئی
عمرو نے بھی دور سے یہ معرکہ دیکھا کہ مغیلان الگ سحر کر رہا ہو وہ فیل قریب صاحبقران کے آیا اسیطرح
گلشن وناہید پھر رہے ہین کسی کو قریب نہین آنے دیتے اسم اعظم ورد زبان فصیحان عرب کی فصاحت
مشہور ہے کس قرات سے اسم اعظم الہی پڑھ رہے ہین طائرون نے منقارین کھولدین گوش برآواز ہین بعضے
چہکارنے مین بازرہ گئے مبہوت کر دیا دل کو فیض اسمائے الہی سے بھر دیا ابھی اسطرح اسم اعظم نہ سنا تھا خدا
آپ کو برکت دے ان مکارون پہ غالب کرے طاؤس رقصان ہین قدرت باغبان قضا وقدر کے سامان
ہین شاخین جھوم رہی ہین بلبلین عارض گل چوم رہی ہین پردونکو دست دعا بنایا ہے یہ اشعار حمد الٰہی زبان پہ

جاری ہین یہ اشعار متعلق بزبان صوفیان ہین جنھون نے وحدانیت مین خلل ڈالا الفاظ سے ناظرین پر کھلیگا انکا مطلب

تری قامت کے آگے ہین سہو موج مقرون زہر ہندسہ افزون گئے	نے دولت مخزون ہے مخزن مدفون گئے عاشق مفتون
گئے مصرع موزون گئے بندش مضمون گئے چہرہ گلگون	گئے لیلی و مجنون گئے شوہر و خاتون گئے خانۂ مسکون
گئے خاطر محزون گئے بند و ممنون گئے گوشت گئے خون	گئے نخجہ جیحون گئے جوشش ہامون گئے گردش گردون
گئے کم گئے افزون گئے آتش کانون گئے عاجز بدیون	گئے عاشق مطعون گئے حالت مطعون گئے نسخہ معجون
گئے گوہر مکنون گئے دولت قارون گئے عقل فلاطون	گئے حکمت لقمان گئے دیدۂ گریان گئے نالۂ مجنون

ایک بلبل بہ الحان یہ اشعار صفت پروردگار گا رہی ہی ہزارہا عندلیبان خوشنوا گردا سکے پھرتی ہین کوئی بوسہ لیتی ہی کوئی ترقی عمر و دولت کی دعائین دیتی ہی ایک ایک کو ان اشعار سے وجد ہی اگر لیلے ہوتی تو لگتی یہ دشت نجد ہی جیسے ہی وہ ہاتھی صاحبقران پر آیا اسقدر مست تھا سونڈ اٹھا کر مارا امیر نے نیمچہ سہراب یل کا ہاتھ لگایا اسکے سونڈ سے خون کے سوتے بلند ہوے مغیلان نے آواز دی وہ مارا گرد و غبار بھی اڑا تھا ناہید نے منھ پیٹ لیا گلشن نے ہاے فرزند کہکر گریبان چاک کیا آواز دی ای خالق بے نیاز میرے خویش کو اس آفت ارضی و سماوی سے بچانا کیا بلا کا سحر کیا ہی مگر جب غبار رفع ہوا دیکھا صاحبقران تیغہ کھینچے ہوے مثل برق اس گنبد غبار سے چلے اپنے نام کا نعرہ بھی کیا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بکف خنجر بستہ شمشیر جان	کی تیغ صمصام و مقام نام
کی تیغ عقرب کی ذوالحجاسہ بن کافران از جہان پاک کرے	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	نعرۂ صاحبقران سکے

زمین تھرائی الامان الامان کی ہر طرف سے صدا آئی تلوار جو سونڈے پر قبل سکے پڑی سرداروں مین جان آگئی ہر شخص اپنے مقام پر یہی کہتا تھا کہ ہمارے آقا کے نعرے کی آواز آئی مگر دیکھو صاحبو اسقدر خستہ و شکستہ ہین کہ آواز گھرا رہی ہی مگر ہے جرأت و شوکت اس پریشانی مین یہ جرأت و لیاقت وحید عصر ہین انشاء اللہ غالب آئینگے اس کافرنے کو بھی منا دینگے عمرو قریب آگیا پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار ای مولاے قدر شناس خدا آپ کو سلامت رکھے آپکے نعرے نے دل کو قوی کر دیا خانۂ دل نقد راحت و آرام سے بھر دیا مگر ہاتھ امیر کا سونڈے پر ہاتھی کے پڑا اس حال مین ماشاء اللہ یہ نعرہ کوہ شگاف جب کوہ پر سرکہ پڑا ہی اس حال کو عالم مین دیکھا کہ عفریت ایسے بچیا کو شکست دی اس رفعہ ہزارہا نرہاے دیو مارے گئے لشکر دیوان بھاگا کہان کہان کا ذکر دون امیر فرماتے ہین خواجہ جو گذرا وہ گذرا اب خدا اس کافرنے کے ہاتھ سے بچائے فیل کا جو سونڈا کٹ کر زمین پر گرا زمین تھرائی تیغۂ ہلالی کس زور و شور سے چمک رہا ہی نیمچہ پر قتاب لٹک رہا ہی ایک ساحر نے جو سحر کیا یکایک ہنگامہ ہوا زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہاتھی پر بجرأت جا پڑے سونڈے سے جو اسکے خون ٹپک رہا ہی وہی سونڈا پھر مارا مگر سونڈا کٹنے سے ایک بات حاصل ہوئی کہ ناہید و گلشن کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آگئی دونون مثل ستارۂ سحری چلین ناہید نے کہا کیون مادر مہربان اب کیا ہوگا خدا اس شیر کو اس بچیا کے ہاتھ سے بچائے امیر کے تمام لباس سے قطرات خون ٹپک رہے ہین امیر نے سونڈے پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکر مارا ہے زخم سے گردن کھینچ کر زمین پر پھینک دی اندھیرا ہوگیا ایک غل بلند ہوا ہر کافر خود پسند دردمند ہوا صدائین عجیب آئین لیکن جب غل مچانے لگے جب ہاتھی ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا مغیلان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا چہرہ اداس حاکم پاس دوست و دشمن امیر کی تعریفین کر رہے ہین محبت کا دم بھر رہے ہین افسران فوج کہتے ہین صاحبو ایسے دلبند دلیر کسی نگاہ سے نہین گذرے کس زور و شور سے لڑے کیا خوب سمر کے بڑے مغیلان ایسے ساحر کو ذلیل کیا

مغیلان نے جو یہ خلعت سنا غصے مین تیغے پر ہاتھ ڈالا چونکہ نام مغیلان ہو اسو جوسے تیغہ تول رہا ہی زور لگول رہا ہی للکارا او حمزہ میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا عمرو نے آوازدی آقا ہوشیار ہو جائیے کا نٹا آتا ہی اپنی جرأت دکھاتا ہی امیر نے فرمایا دیکھا جائیگا جو پروردگار کو منظور ہوگا وہی ہوگا اپنے نزدیک مغیلان بڑا بہادر ہی مگر موت اسکی دامنگیر ہی اتنے مین مغیلان نے بڑھکر ہاتھ تیغے کا مارا صاحبقران نے تیغے کو تیغے پر روکا مغیلان نے چاہا اب پلٹون امیر نے الجھا دے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بدن شمشیر جانپ کر گری مغیلان نے پایا نیچے ہٹون مگر تلوار کب امان دیتی ہی تڑپ کر خرمن حیات پر گری سر کو سراسر مغیلان کے کاٹ کر گردن مین درآئی گردن سے دو پرکالے کیے وہان سے سینہ پر کینہ پر وہان سے مثل برق تڑپ کر گری خرمن حیات مغیلان کو جلادیا مرنے سے اسکے اتنی بڑی آندھی اٹھی کہ صدہا ساحر تھرا کر مرے سالوس اٹھکر بھاگا کہ کتنا ہوا اچھا ہوا کہ کانٹا مٹا اسنے بڑا سر اٹھایا تھا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین اسنے غرور کیا اسنے اسکو مٹا دیا از جلیدہ و خالص قدرت ہی کی زوجہ سے بھی ہاتھ اٹھایا بھاگا کا ہوا قصر پر یزادان مین آیا دیکھا پریزادان مین ناچ رہی ہین اور گا رہی ہین کہ آج تو بڑا گلشن مٹا آسمان پر بھی سناٹا ہوا سالوس ایک طرف آکر بیٹھا ناچ مین سننے لگا دیکھا ڈھول بج رہا ہی سب گا رہی ہین نظم

ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا
ہوئے بیدار ہم جب وقت خواب واپسین آیا

اٹھے شعلے درون سینہ سے تعظیم فرقت مین
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

عجب کرامات کا لی بھی مگر افسوس وہ ظالم
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

وہ تھا محروم راحت مین وہ مقبول جفا تھا مین
کہ اندھونڈھنے کو جو کوئی آیا ہمین آیا

نہ پایا کوئی مجھ سا بے زبان شاید زمانے مین
کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا ہمین آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے یہان نے توبہ کی محبت سے
نہین عصمت کا دھیان آیا ہمین بھی پاس دین آیا

علا اعلی سے اعلی پست پستی سے ہوا باہم
فلک پر روح جا پہونچی بدن زیر زمین آیا

نہ ڈالی آنکھ مین نے اسقدر تیرا تصور تھا
فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کیا تنگ شکر ہوا صید افگن تیرے احسان کا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا اگلا را برا ہے سیم دل آتش پرستون کا
ہما یا اپنی دکھانے کون سا خلوت نشین آیا

نہین تن جائے آبادی یہ ویرانہ ہوا دعنا فل
ہوا اک روز رہا ہی اس مکان مین جب مکین آیا

خدا کی یاد غنیمت ہی جہان سے جانے والون کو
وہی کچھ لیگیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا

ادب او نارک گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا
ٹھہر آہ شرر زا بس اب عرش بریں آیا

خبر اپنی نہ رکھی اور کا کب حال بتلاتا
ہوف ہو گیا اس کوچے مین جب شانہ مین آیا

غرض کیا تشنہ دیدار کو ہی اس سے اے ساقی
اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست ہر چند لیکن دل بہلتا ہے
سبب کیا ہی ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا

پھر آئی فصل گل اٹکھیلیان کرتے ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودا اے زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی حیا سخن مین ہم نہین رکھتے
گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا

نسیم اک اور بھی رنگین غزل اس طرح مین پڑھیے
کہ اب تک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

سالوس سن رہا ہے جی مین کہتا ہے میرے مطلب کی کوئی بات نہین آتی کہ ایک نے کہا ہوا خداوند آئے دوسری نے کہا آگ لگے خداوند کو رات سے بیٹھے کہتا نہین کہا یاسفیان اِن نگوڑے نے اپنی جان دی ہمارے دلون کو صدمہ پہونچا اسے نگوڑے نے فیل طلسمی طلب کر لیا ایک نے کہا ہوا چلو گیا ایک نے کہا ہوا دیکھو معلوم ہو جائیگا کیا پڑھیگا اب قدرت کو چاہیے کہ بذات خود مقابلہ کرین مگر عمرو کے ہاتھ سے بچین لیکن ہوا مین نے ایک مرتبہ نام لیا اب نام نہ لینا شیطان درگاہ لقا نے جو بات مقرر کی ہے وہی ہوتی ہے اور کچھ باتین بھی کہین اور کہا کہ قدرت جہان بیٹھین ہوشیار رہین ایک مقام سے بہت خلاف ہے صبح کو قدرت کہارون مین گانجہ پینے جاتے ہین ایسا نہو وہان عمرو اپنی سواری کا مجھے انتظار لیکے خاموش ہو رہین سالوس اُٹھا دربار مین آیا سب ساحر شکست خوردہ حاضر ہین سالوس نے پکار کر کہا اے صاحبو سنو اب قدرت خود مقابلہ کرینگے کوئی صاحب غرور نہ کرین ہر وقت ہماری یاد مین مصروف رہین ورنہ دم بھر مین قدرت تقدیر کر کے غارت کر دینگے تیز رفتار خاموش بیٹھا ہے یہان تو یہ رنگ ہے ادھر صاحبقران زمان لڑائی فتح کر کے پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے سردارون کی زمزمہ زبان ہونے لگین اہالیان فوج حاضر ہوئے ہین ملکہ گلشن و ناہید و یاسمن بھی آئین مجرا گاہ سے مجرا کیا عمرو نے نذرین دلوائین صاحبقران نے کہا انشاء اللہ اس ملک کو فتح کر کے اے گلشن تمکو بادشاہ کرینگے گلشن نے کہا مین نے کنیزی اسواسطے اختیار کی ہے کہ ہمراہ رکاب رہون طلسم نور افشان تک ساتھ چلون امیر نے فرمایا یہ دستور نہین ہے ساحر ہمارے ساتھ نہین رہتے گلشن خاموش ہو رہی ایک بارگاہ زرنگی ملی آئین جا کر گلشن و ناہید و یاسمن مع اپنی کنیزون کے اترین صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ سالوس ہوم خانے مین داخل ہوا امیر بھی مصروف اہتمام ہوئے الکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان انجم گروہ رستم شکوہ فرشتہ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گردنکش شکن فرزند حمزہ تیغزن تحریر ہوتے ہین باقی حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ

حقیقت کیا کہون اُس بیوفا کی | شکایت ہے کی بخت نارسا کی | ہوئی تاثیر تک الٹی دعا کی
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی | تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

ہوائی صحن گلشن سے اڑا کی | بنی پروانہ کس کس بلا کی | اجل ہونا جو تھا قدرت خدا کی
نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی | بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی

شروع رسم دورہ مین خبر تھا عشق | ہوئین جب خلوتین کچھ بڑھا عشق | کنار و بوس نے چمکا دیا عشق
وصال یار سے دونا ہوا عشق | مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

فقط اسکی قدمبوسی کو جا کے | سنے تھے خاک مین ہستی مٹا کے | یہ دیکھین بعد بنفش بند آپ آکے
صبا نے اُسکے کوچے سے اڑا کے | خدا جانے ہماری خاک کیا کی

سبب یہ ہے جو دل بیچین سا ہے | کف افسوس عالم مل رہا ہے | شرر سا ذرہ ذرہ جلبلا ہے
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے | کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کٹی کیسی مزے مین شب کو اوقات | الٰہی خواب تھا یہ یا طلسمات | لکھون کیا ہائے کہنے کی نہین بات
وہ سوئے بیحجابانہ سر ہے رات | نگاہ شوق کام اپنا کیا کی

وہ کہتے ہائے کیونکر ان پہ ہیہات | بنی کرتی کی چرچے محرم کے کہ گات | جوانی کی بھی امیدون کی ہے کیا بات

وہ سوتے بچا بانہ رہے رات | نگاہ شوق کام اپنا کیا کی

ملا جب خدا نے اُس صنم کو | یہ سمجھے تھے بچا زاد بو صنم کو | کہین کیا چرخ گردان کے ستم کو

شب یار وصل مین کبھی ہین ہمسلو | گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی

شب فرقت مین کیون جینا رہا ہین | ہوا شرمندہ ناز قضا مین | حریف قسمت فرہاد تھا مین

شب وصل عدم کیا کیا جلا مین | حقیقت کھل گئی روز جزا کی

اگر کیا مہر کیا وہ سخت باطن | جفا مین پیسر ہے وہ شوخ کمسن | سہارا زندگی کا غیر ممکن

کہا اُس بت سے جب مرتا ہے مومن | کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

چہرہ سیاحان ممالک جنوب و شمال و شہریاران اقلیم جاہ و جلال اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ناظمان فسانہ الفت + واقفان ترانۂ الفت صاحبان کلام دردآمیز + لکھتے ہین داستان حیرت خیز + ذکر کیا جاتا ہے نورالدہر ایسا فرزند جب شیر کا قید ہوا ہوا اُسکے قلب پر کیونکر تاثیر نہو بادشاہ جہاد مقابلہ دودہ زنگی مین فرو کش ہین اکثر مقابلے بیان ہوے کہ جسکا ذکر صندلی نامہ مین ہوگا اُسکی تحریر کی یہان ضرورت نہین مگر شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین اپنی جلوہ فرما ہین بیٹھے بیٹھے گھبرائے امیہ بن عمرو کہ حاضر خدمت ہے دست بستہ عرض کی آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے خیر خواہان دولت کی طبیعت گھبراتی ہے آج مزاج اقدس کیسا ہے بدیع الزمان نے فرمایا اے امیہ ہمارا دل کیا آرام سے ہے تین پارہ جگر نور نظر راحت دل تسکین قلب نظرون سے غائب ہوے کچھ حال نہ کھلا کہ ان شیرون نے کیا کیا ایرج گئے قاسم گئے نورالدہر بھی گئے کیا یہ لوگ خالی رہے ہونگے کمسن نوجوان صاحب شوکت و شان ہوا سے ڈرین یہ خاموش ہوکر بیٹھنے والے مین آج بہت برا خیال ہے قلب پر خود بخود ہجوم غم و ملال ہے برائے رفع ملال شکار کا سامان کر دیا کیجئے ایک عرضی خدمت مین بادشاہ کے بھیجی بادشاہ نے دستخط فرمایا کہ عمر نامدار بسم اللہ مگر بروقت خاصہ واپس آئیے زیادہ دیر نہ لگائیے حضور آگاہ ہین کہ ایسے ظالم سے مقابلہ ہے شاید جلوہ کر دین یا اُن پائین کہ آپ لشکر مین نہین تشریف رکھتے اسکا خیال واجب و لازم آئندہ حضور کو اختیار ہے بدیع الزمان نے چوبدار کو انعام دیا اور کہا کہ عرض کر دینا کہ جیسا ارشاد ہوا اُسی طرح نیازمند کاربند ہوگا یہ فرما کر امیہ کو حکم دیا صبح کو اسباب شکار در دولت پر حاضر رہے امیہ نے چار گھڑی رات رہے سے پہلیے قراول میر شکار حاضر کیے بدیع الزمان برآمد ہوے سرداروں مین فضل بن گیاہو وقارن بلند کمان کو ساتھ لیا پشت مرکب گلگون باختری پر سوار ہوے صحرا مین آکر نماز پڑھی بعد فراغ نماز سحر شکار کیا ہر چند کہ پہر دن چڑھے تک ہرن و جانوران ہوائی شکار کیے مگر دل کی وحشت کم نہین ہوتی امیہ سے فرمایا ایک نخل کے سائے مین فرش بچھاؤ صحرا مین آکر اور وحشت بڑھ گئی امیہ نے فرش بچھایا شاہزادہ آکر بیٹھا فضل و قارن حاضر ہین شاہزادے کو بہلاتے ہین مگر ترود بڑھتا جاتا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک کاروان آکر پہونچا میر کاروان کو جو معلوم ہوا کہ فرزند صاحبقران جلوہ فرما ہین کچھ خود زرین کچھ قبضہ ہاے شمشیر لیکر حاضر ہوا بدیع الزمان نے فرمایا کہان آتے ہو کہا طلسم نورافشان سے آتا ہون بدیع الزمان کے کان کھڑے ہوے کہا ابھی وہان کا کیا رنگ ہے کہا حضور ہر چند کہ مقام صدر ہے مگر آجکل وہان بڑا ضرر ہے سحر العجائب و مصر الغرائب باغی ہوے کوکب لاچین کو قید کر لیا مین شاہزادے ہوشربا سے آئے ایک شاہزادہ مہران جوان بخت فرزند نورالدہر

دوسرا جعیم شیر شکار فرزند اسد تیسرے شاہزادہ سرو بھی فرزند بادشاہ اسلام ان تینوں شیروں نے بڑی بڑی
گرد وکاوش کی آخر میں قید ہوئے ایرج نوجوان پہونچے نورالدہر گئے قاسم کا داخلہ ہوا یہ تینوں شیر بھی خوب
لڑے مگر طلسم نور افشان تو ایسا طلسم وسیع ہے کہ دو چار ملک کے فتح ہونے سے کچھ اسکا ہرج نہیں ہوتا
آخر انکو بھی گرفتار کر لیا یہ سب قید میں صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے ہیں پہلے راہ میں خدائی ابلیس خود پرست
کی ملی اسکو مٹایا اب کوئی ساانوس ہے اسنے بھی دعوی خدائی کیا ہے اس سے لڑ رہے ہیں نور افشان تک
ابھی نہیں پہونچے نور افشان میں بڑی کھلبلی ہے کہ طلسم کشا ہے آئی تشریف لائیگا مگر سحر العجائب و سحر الغرائب
ایسے مغرور ہیں کہ گویا ہیں طلسم جو کچھ بیان کرتا ہے اسکو سنکر چپ ہو رہتے ہیں مگر وہ کوہ فلک شکوہ جسکو مقام بت خونریز
کہتے ہیں اس مقام سے انکو ایسا اطمینان ہے کہ وہ کہتے ہیں اگر دس ہزار طلسم کشا آئیں تو اس پہاڑ سے گذر سکیں
بلکہ خبر مشہور تھی کہ شاہوں نے قصد کیا ہے کہ ایرج و نورالدہر کو قتل کریں مگر قتل کرنا ممکن نہیں اور شاہ میں
انکو سب طرح کا اختیار بھی ہے ساحر بھی زبردست ہیں غلام یہ خبریں پا کر چلا آیا اندر طلسم کے ہمارا مال لے لیا
کئی مہینے حوالات پر پڑے رہے ناچار ہو کر چلے آئے یہ سنکر بدیع الزمان اور زیادہ پریشان ہوئے تاجر کا
مال تو لیا فرمایا اے فضل یہی باعث پریشانی بجا یہ شیر قید ہوں اور ہم آرام سے بیٹھیں یہ ممکن ہے فضل نے
عرض کی اے شہریار ارادے کی دیر ہے اگر طلسم وسیع ہے تو کیا خوف ہے ضرور فتح کرینگے میں شیروں کو جیلکر چھڑا لینگے یا اپنی
جانیں دینگے بدیع الزمان نے فرمایا اب پلٹ کر لشکر میں جانا مناسب نہیں اگر بادشاہ خبر پا جائینگے ضرور روکینگے
ہو سکتا ہے کہ ارشاد فیض بنیاد رد کریں اور حقیقت میں انکا بھی ارشاد فرمانا بجا ہوگا کہ دو دو کہ زنگی ایسے بادشاہ
سے مقابلہ اور ان ایسے پہلوانوں کا نکل جانا میں تو سب میں حقیر ہوں مگر ایرج و قاسم کا جانا البتہ باعث خرابی
ہے فضل نے کہا بہتر امیہ کو بلا کر فرمایا سب کو رخصت کر دو شب کو ہم تم چلینگے امیہ نے سب بیلے قراول سے کہا
کہ تم چلو شاہزادہ شام کو آئیگا سب روانہ ہو گئے بوقت شب یہ ماہ اوج صاحبقرانی مع فضل و قارن و
امیہ طرف طلسم نور افشان کے چل نکلے راستہ دریافت کرتے ہوئے صحراؤں کو چھانتے ہوئے چلے
جاتے ہیں صحراؤں میں اکثر معرکے درپیش آئے شیران صحرا جانوران درند حائل ہوئے ان شیروں نے
انکو مار ڈالا نکل گئے ایسے ایسے معرکے تو بہت درپیش آئے ایک دشت میں جا کر پہنچے میں شبانہ روز آب و دانہ
ممکن نہیں ہوا تیسرے دن اس وادی پر خار سے مہلت پائی ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا میں
پہونچے دیکھا نہایت سرسبز و شاداب گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن چراغ ہائے لالہ جا بجا روشن جھاڑ
گلستان کے جھاڑ گویا مشعل بہار بیچتے کنول میں سبزہ زار کا فرش ہے زمین رشک مخمل ہے تینوں سردار چو
عیار سیر صحرا میں مصروف ہیں وہاں کے تکلفات دیکھنے پر موقوف ہیں کہ صحرا سے گرد اڑتی دکھائی آئے
لگے سو عمدار ایک جوان گھوڑے پر سوار چہار آئینہ کمر سے حمائل خود زرین سر پر لاکھ سوار پشت پر سب جوانان نیزہ دار
جنکے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہیں آمادہ جنگ ہو کر جاتے ہیں اس افسر کی نگاہ جمال جہان آرائے شاہزادہ انجم گروہ
پر پڑی دیکھا میں شیر ایک ماہ تابان دو جوان قوی تن قوی میں مسلح و مکمل پشت پر مودب بیٹھے ہیں جس سے
ثابت ہوتا ہے کہ یہ ان دونوں کا افسر ہے بحیرت دیکھکر سر زیر پا عیار پہلو میں بٹھا کر دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں
اگر خواہان ملازمت ہوں تو ہم نوکر رکھیں عیار چلا جب سامنے آکر پہونچا جلال و شوکت دیکھکر دنگ ہو گیا برائے
تسلیم خم ہوا دست بستہ سامنے کھڑا ہے زبان سے کچھ نکلتا نہیں بدیع الزمان نے امیہ سے اشارہ کیا جو

کون ہو کیا مطلب ہے عیار نے دست بستہ عرض کی ہمارا سردار آشوب شیر سوار دریافت فرماتا ہو کہ آپ کا نام نامی
اسم گرامی کیا ہے اس صحراے پر ہول میں تشریف رکھنے کا کیا باعث ہے امیر نے کہا یہ فرزند رشید صاحبقران
یہ دونوں انکے سردار ہیں طرف طلسم نور افشان کے جاتے ہیں یہ سنکر عیار لوٹا سامنے اپنے سردار کے آیا
سب کیفیت بیان کی آشوب یہ سنکر ہنسنے لگا کہا مجھکو حکم شہنشاہ طلسم نور افشان کا آیا تھا کہ فی الحال گشت کرو سیر
کوہ و دشت کرو جو شخص دعوی طلسم کشائی رکھتا ہو اُسے گرفتار کرکے لاؤ مگر مجھکو خود بخود اس جوان سے محبت
پیدا ہوئی اگر یہ میری نوکری کرے گے تو میں خطا معاف کرا دون جاؤ جاکر کہو عیار نے کہا میری یہ مجال نہیں کہ
میں ایسے فقرات کہوں دو جوان اُسکے پہلو میں بیٹھے ہیں شیر کش و شیر گیر خوف معلوم ہوتا ہے اگر وہ کہیں اُنسے
اشارہ کر دے تو شیر کی ٹانگیں چیر ڈالیں آشوب نے کہا میں خود جاتا ہوں اور ای عیار یہ جوان حسین و خوبصورت
ہے جو کچھ ہیں یہی دونوں ہیں اسکو افسر بنا کر نکلے ہیں ہو سکتا ہے اس قد و قامت کے جوان کو یہ زیر کرے
کچھ ڈنڈ و مگدر لیے ہونگے اُسی کا خیال ہے یہ کہکے اسنے اپنے گینڈے کو بڑھایا خلق کے تو یہ بیٹھے ہیں جب
وہ قریب آیا اُٹھ کھڑے ہوئے فرمایا ای برادر آؤ فرد ۔ رواق منظر چشم من آشیانہ تست ❊ کرم نما و فرود آ کہ خانہ
خانہ تست ❊ عیار کو اسنے اشارہ کیا کہ دیکھا تو نے مابدولت کے آتے ہی ڈر گیا آکر بیٹھا بدیع الزمان تخلی
باتیں کرنے لگے آشوب نے کہا ای شہریار آپ کا حال خیریت مآل مابدولت نے سنا لہذا چاہتا ہوں کہ یہ بڑے
عظیم پر آپ نے قدم مارا ہے بڑے بڑے بہادر آپ ہی کے لشکر کے آئے اور بڑی بڑی کد و کاوش کی دو دو
چار چار ملک فتح بھی کیے انجام کیا ہوا گرفتار ہو گئے لہذا کد و کوشش بیکار ہے اب جو کچھ پیچ آتش اس گھر میں موجود
ہو اسے نوش فرمایے بقیہ عمر اپنا اسی مقام پر صرف کیجیے بدیع الزمان نے فرمایا آپ ایسے ہی جلیل ہیں مردان عالم
کے کفیل ہیں مگر ہمارا تو یہ مقصد ہے فرد ۔ تن رسد بجانان یا جان زتن بر آید ❊ دست از طلب ندارم تا کار
من بر آید ❊ آشوب اسپر بہت ہنسا کہا آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہیں مگر اب یہ خیال خام تصور ناتمام ہے
اسکو معطل فرمایے ایسا ممکن نہیں ہے بدیع الزمان نے فرمایا خواہ ہو خواہ نہو ہمارا ارادہ یہی ہے آئندہ پروردگار کی
اختیار ہے اور شاید یہ بھی تمنے سنا ہو کہ طلسم طہمورث دیو بند ہمنے فتح کیا بارہ بادشاہان جلیل نے ایک ایک
برج بنایا تھا ایک ایک برج پر ہزار ہزار جانگل تعین کرتے غدر رہتے مگر عنایت پروردگار اُس خارستان کو فتح
کرکے مال طلسمی نکالا جو ضرورت تھی وہ رفع ہوئی نشان اُسکا یہ تیغ و خود و زرہ و موزے و رانگے و سپر و خنجر اُسی
طلسم کے اشیا ہیں اب بھی اگر اُسکی مدد ہوگی یہ بلا بھی بآسانی رد ہو گی آشوب نے کہا ہمارا آپ کا ساتھ کیونکر ہو
بدیع الزمان نے کہا یہ صورت ہے کہ لات و منات پر لعنت کیجیے ہمارا ساتھ دیجیے یہ سنکر آشوب برہم ہو گیا
کہا ای جوان تو نے ہمارے مذہب کو برا کہا اب میں بے سزا دیے ہوے نہ مانونگا بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ
آئیے ہمارے آپ کے امتحان ہو جائے آشوب اُٹھا اپنے گینڈے پر سوار ہوا بدیع الزمان بھی گلگون باد خیز
پر سوار ہوے مرکب کو مہمیز کیا اب آشوب کو تعجب ہوا کہ یہ جوان خود میرے مقابلے میں آیا اسکو کچھ خوف نہ آیا
ہنسکر کہا ای جوان تو مجھسے مقابلہ کریگا بدیع الزمان نے فرمایا اب مضحکہ نہ کیجیے اب زبان نیزہ و شمشیر سے
سوال و جواب ہو آشوب نے کہا میں اس گستاخی کو بھی معاف کرتا ہوں مذہب میں بھی تمہارے دخل نہ دونگا
میرا ساتھ دو کل فوج کا افسر کر دونگا بدیع الزمان نے فرمایا اب یہ باتیں نہ کرو آشوب نے کہا خیر ایک کا ہم
سب حربے مجھپر کر لیجیے کہ حوصلہ باقی نہ رہے بدیع الزمان نے کہا یہ ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے سے

پروردگار بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے آشوب اور زیادہ حیران ہوا کہ اس جوان کو بھی جرأت پر بڑا دعوی ہے اب
اسنے اپنے گینڈے کو مہمیز کیا نیزہ ہلاتا ہوا آیا نیزہ مارا کہا ای جوان لے ایک ہی ضرب مین خاتمہ ہے بدیع الزمان
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آشوب حیران کہ ما بدولت کا وار روک لیا نیزہ چلنے لگا اکیسوین طعن مین
بدیع الزمان نے نیزہ اسکا نکال دیا اب تو آشوب نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
بدیع الزمان نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسنے گریبان پر ہاتھ رکھا آشوب کو اپنے زور و طاقت پر
ناز ہے بدیع الزمان کو حقیر سمجھتا ہے یہ نہین جانتا ہے کہ یہ فرزند صاحبقران کشتی گیر بارہ برس اسی کام کو کیا
ہمین بھی خوب نام ہوا یہی باعث ہے کہ قاسم کشتی گیر کہتا ہے آشوب نے ہنسکر کہا مجھسے کشتی لڑیگا بدیع الزمان
نے کہا خوشی تمھاری آرزو تو یہ ہے تو نہین کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لون آشوب ہنسا کہا آئیے بدیع الزمان
نے ہاتھ چھوڑ دیا آشوب خوشی خوشی کو داخم مارا جست و خیز کرنے لگا بدیع الزمان بھی مرتبے کودے انکو
آشوب کو بڑی خوشی ہے کہ اب زیر کر لینا اس جوان کا کیا بڑی بات ہے بدیع الزمان سامنے آگئے فرمایا بھی
اچھل کود کیا کرتے ہو یہ نٹ بازی ہمکو پسند نہین کچھ زور بازو دکھاؤ آشوب دوڑ پڑا بایان ہاتھ بائین ہاتھ
سے پکڑا داہنا ہاتھ گردن پر بدیع الزمان کی رکھا بدیع الزمان کو یہ معلوم ہوا کہ جیسے اور پہلوان ہوتے
ہین ویسے یہ بھی پہلوان ہے اپنا داہنا ہاتھ گردن پر آشوب کے رکھا آشوب کو یہ معلوم ہوا گردن پر میری
پہاڑ پھٹ پڑا ایک ٹکر لگائی بدیع الزمان نے ٹکر کو سر پر لیا دھڑاکے کی آواز ہوئی قطرے خون کے
ٹپک پڑے آشوب کو چکر آگیا دیر تک ٹھرا یا بدیع الزمان نے ہوشیار کیا کہا برادر ہوشیار ہو یہ وقت جنگ
و جدل ہے دیکھو جرأت مین خلل ہے آشوب کے جی چھوٹ گئے جی مین کہتا ہے کہ اس جوان مین تو زور کوٹ کوٹ کے
بھرا ہے یا لات و منات دیکھیے کیا ہوتا ہے لڑنے لگا شاہزادہ بدیع الزمان دیکھ بھال کے بسلامت لڑ رہے ہین
سرداران آشوب بھی آگئے افسران فوج آشوب کہ رہے ہین یہ جوان بہت زبردست معلوم ہوتا ہے ہمارے
آقا سے لڑ رہا ہے آشوب کے لشکر کا سپہ سالار قاموس فیلسوار سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے کشتی کو دیکھ
رہا ہے اور سب پہلوان اسکے قریب ہین کہتا جاتا ہے کہ آقا کمزور پڑ گئے پسر حمزہ بلائے روزگار ہے فنون سپاہگری
مین طاق شہرہ آفاق کیا کمال کر رہا ہے ایسے فیل پیکر کی اوجھڑ مین روک رہا ہے کیا توڑ کیے ہین یار و یہ فن دیکھنے کے
لایق ہین وقایع نگار نے لکھا ہے کہ پسران حمزہ کل فنون مین نہایت لایق و فایق ہین میرا جی چاہتا ہے پشت پر جا کر ایک
ہاتھ مارون سب نے کہا بہتر ہے قاموس فیلسوار چلا فضل کی نگاہ پڑی کہا او قارن دیکھتے ہو یہ قاموس
کسواسطے آتا ہے قارن نے کہا مین سمجھا تم ٹھہرو مین جا کر سمجھائے دیتا ہون فضل نے کہا تم ٹھہرے رہو یہ کہکر فضل گھوڑے
سے کود انگلستان کی آڑ لیتا ہوا چلا جب قریب ان دونون صاحبون کے پہونچا دیکھا کہ قاموس اٹھتا بیٹھتا چھپتا
چلا آتا ہے جانتا ہے مجھکو کسی نے نہین دیکھا دیکھ رہا ہے ایک مقام پر شاہزادہ بدیع الزمان ریلکر آشوب کو لیے دوڑے
قاموس جھپٹ کر دوڑ پڑا چاہا تلوار لگا ہاتھ مارون پہلو سے آواز آئی او نامرد خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا یہ سمجھا
کوئی آواز دیتا ہوگا جا ہی پڑا فضل نے جھپٹکر اپنے کو بیچ مین پہونچایا سینہ سپر کردیا وہ ہاتھ تلوار کا رہا کر چکا تھا
فضل نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پیدا شانے پر پڑا خون ٹپک رہا ہے مگر کچھ اسکا بھی تصور نہوا الٹ پڑا تلوار جھٹکے
جھٹکے کی کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا فضل و قاموس سے کشتی ہو رہی ہے بدیع الزمان
نے آواز دی ای برادر یہ کیا معرکہ ہوا عرض کی یہ نامرد چھپ کر آیا تھا کہ آپ پر ہاتھ تلوار کا لگائے جان نثار کیونکر دیکھے

مین ابھی اسکا فیصلہ کرتا ہون یہ کہکر تڑپ کر لڑنے لگا بدیع الزمان کو بھی جوش آیا آشوب کو لے دوڑے ادھر
فضل لے دوڑا پندرہ سولہ قدم پہ لا کر بدیع الزمان نے پکارا دونون گھٹنے آشوب کے آشنا زمین ہوے فضل نے
پندرھوین قدم پر دوڑا کر کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا چارون شانے چت کو دکر چھاتی پر چڑھا
یہ غصہ تھا کہ کچھ کلام نہ کیا چیر کر پھینکدیا بدیع الزمان نے بھی چرخ دیکر زمین پر مارا سینے پر چڑھے مگر فضل نے
جو قاموس کو چیر کر پھینکا آشوب کانپنے لگا جیسے ہی بدیع الزمان نے گندہ زانو دبایا ہاتھ جوڑنے لگا کہا
حضور مین غلام ہون آپ کا مذہب بھی اختیار کرون میرا ملک و مال بھی لے لیجیے جان چھوڑ دیجیے بدیع
نے فرمایا کیون اسقدر گھبراتا ہی ہم دشمن کے ساتھ دشمنی نہین کرتے اگر تو بصدق مسلمان ہوتا ہی سر تک
تیرے واسطے حاضر ہی ملک و مال ہم کسی کا نہین لیتے ہین آرزو سے دلی ہی خواہش رواج دین مبین محمدی ہی
آشوب نے کہا مجھے سب کچھ قبول ہی جو جو آپ سکھائینگے مین سب پڑھونگا اور دل مین کہتا ہی کہ اسکے سردار
نے قاموس کو بیدھڑک چیر کر پھینکدیا ذرا انکار کرونگا یہی میرا بھی حال ہوگا اب تو جان بچاؤ پھر سمجھا جائیگا یہ سوچ
جو بدیع الزمان نے پڑھایا وہ کلمہ پڑھا استقبال کر کے بدیع الزمان و فضل و قارن کو لیچلا امیہ نے
عرض کی آقا مجھکو یہ مکار معلوم ہوتا ہی بدیع الزمان نے کہا ای امیہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ قول ہی کہ غیب کا
حال سواے پروردگار کے کوئی نہین جانتا جو زبان سے کہتا ہی ہم اسپر کاربند ہوتے ہین جیسا کریگا اسکا
معاوضہ پائیگا مگر امیہ کو انتشار رہا حکم مین آقا کے دخل نہ دے سکا آشوب شاہزادے کو لیے ہوے بارگاہ
مین آیا مقام صدر پر بٹھایا آپ چلنے کے کسی کام کے باہر آیا افسران فوج کو جمع کیا کہا یارو مین اس جوان کو ایسا
نہ سمجھا تھا یہ تو آفت کا پرکالا ہی مگر مین اسکا مذہب نہین اختیار کرونگا صلاح وقت یہی تھی جو مین نے کیا مین
اب انکی فکر کرتا ہون عیار کو ہمارے بلاؤ رہرو تیز پا حاضر ہوا اسنے کہا کچھ شراب و کباب مین بیہوشی ملا رکھنا
جب ہم اشارہ کرین تو لانا عیار نے کہا بہت خوب یہ سامان کر کے آشوب اندر آیا خدمتگاری کرنے لگا
امیہ چوکنا ہو رہا ہی یہان تک کہ وقت خلاصے کا آیا امیہ کو گمان تھا کہ کھانے مین بیہوشی ملی ہی مگر کھانے کو
اسنے پاک و صاف پایا جب دور جام چلا ایک دور بھی اسنے سادہ دیا دوسرا دور جو آیا اسمین بیہوشی تھی پیتے ہی امیہ
نے کہا ای شہریار مکر ہوا میرا سر گردش کرتا ہی بدیع الزمان نے کہا حقیقت مین یہی میرا بھی حال ہی فضل و
قارن نے کہا آپ نہ گھبرائین ہم اسکی گردن لیتے ہین امیہ نے کہا اب کیا ہو سکیگا بیہوشی تاثیر کر چکی غرض یہ دونون
جوان جھوم کر اٹھے اٹھتے ہی بیہوشی نے اپنا کام کیا لڑکھڑا کر گرے بدیع الزمان جھلا کر اٹھے یہ بھی گر کر بیہوش
ہوے امیہ کو پکڑ لیا چارون کو مسلسل و مطوق کیا الغرض اپنے چارون کو ڈال لیا طرف اپنے شہر کے لیچلا تیسری
منزل پر ایک صحرا مین آکر لشکر اترا پہر دن پچھلا باقی ہی ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ ان قیدیان بلا کو خدمت
مین شاہان طلسم کے پہونچاؤنگا سرکار سے انعام آئیگا وہ جوان جو قید ہی جسکا نور الدہر نام ہی یہ اسکا باپ ہی
شاہ بہت خوش ہونگے یہ دے بارگاہ کے اندر بیٹھے ہوے ہین سب سردار جمع ہین کہہ رہے ہین حضور آپ نے بڑا کام
کیا سواے اسکے اور کوئی تدبیر نہ تھی یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جوان کرگدن مست پر سوار سلاح
ذات پر آراستہ پشت پر بارہ چودہ ہزار سوار و پیدل شکار کھیلتے ہوے چلے آتے ہین آشوب نے کہا بھائی صاحب
تشریف لاتے ہین یہ کہکے واسطے استقبال کے اٹھا اسنے جو آشوب کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑا ہاتھ تھام
لیا بہ خلق ملا پوچھا بھائی صاحب کہان سے آتے ہو یہ جوان جو ابھی آیا ہی اسکا گھراق نیزہ باز نام ہی جب اسنے

پوچھا بھائی صاحب کہان سے تشریف لائے ہو آشوب نے کہا مین برائے شکار آیا تھا عجب معرکہ ہوا پسر حمزہ
بدیع الزمان طرف طلسم نور افشان کے جاتا تھا دو سردار بھی اُسکے ساتھ تھے مفضل بن گیا ہو رخون ہمام
رونق دربار گنجاب دوسرا قارن بلند کمان سرداران باختر کہ جنکے نام پر طبل یکتائی بجتا ہی مین نے تینون کو ایک
ایک طمانچہ مارکر زیر کر لیا اب میرے میان قید مین ہین اب انکو لیے ہوے طرف طلسم نور افشان کے جاتا ہون
بڑا نام ہوگا گہراق نے گھبرا کر کہا بدیع الزمان فرزند حمزہ یہ تو اپنے ہمچشمون مین نہایت نامی و نامآور ہی جسنے
وقایع کوچک باختر مین دیکھا ہی کہ سات سو ملک سنجان اسی جوان کی کوشش سے فتح ہوے اور اسنے
جنگ ہفت صف کو فتح کیا کون کون سپہ سالار ایسے تھے کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا وہ اسکے ہاتھ سے زخمی
ہوے مارے گئے گنجاب شکست کھاکر بھاگا پھر باختر مین جاکر یہ شیر لڑا یہ سب وقایع نگار دروغگو ہین یہ تواریخین
بالکل غیر معتبر ہین تواریخ نویس کو قسم ہوتی ہی کہ وہ جھوٹ نہین لکھتا خواہ اپنے بھائی کا حال ہو جب لکھیگا اصل لکھیگا
مگر اسوقت تمھارے کہنے سے سب خلاف ہو گیا مین ذرا اُس جوان کو دیکھونگا یا تو یہ وہ بدیع الزمان نہین یا تو
تواریخ جھوٹ ہی آشوب نے کہا بھائی صاحب دیکھکر کیا کیجیے گا آپ جائیے مین بھیجا دونگا گہراق نے کہا مین
نہ مانونگا بارگاہ مین چلیے میرے سامنے بلوائیے مین پسر حمزہ کو پہچانتا ہون تصویر تو مین نے بڑی دیکھی ہی جب
اُنے ملک سنجان تسخیر کیا ہی تو مین نے دیکھا ہی مین بخوبی پہچانتا ہون دیکھون تو اُس جوان کو کیا ہو گیا آشوب
نے ہر چند کہا گہراق نے نہ مانا بارگاہ مین آشوب کی آیا کہا پسر حمزہ کو بلوائیے اب تو آشوب ناچار ہوا عیار
سے کہا سمجھا کر لانا کہ ای جوان مین تجھکو رہا کر دونگا گہراق کے سامنے یہی کہیو کہ مجھکو آشوب نے زیر کیا
ورنہ میری بات مین فرق آئیگا عیار نے جاکر بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان نے کہا بہتر ہم یہی کہدینگے
عیار تو چلا گیا داروغہ زندانخانہ زنجیر تھام کر بارگاہ مین لایا بدیع الزمان نے مثل اہل اسلام سلام
کیا گہراق نے پہچانا پہچانکر کہا ای فرزند رشید صاحبقران آپ کو ہمارے بھائی صاحب میان آشوب
نے زیر کیا بدیع الزمان نے کہا آپ کو یقین آیا گہراق نے کہا مجھے تو یقین نہین آتا بدیع الزمان نے
کہا نہوگا گہراق نے کہا ای آشوب دیکھو پسر حمزہ کیا کہتا ہی آشوب نے کہا بھائی صاحب اب زیادہ تکرار نہ کیجیے
قید خانے مین بھیجدیجیے گہراق نے کہا واہ مین اسکی تشخیص معقول کرونگا مجھکو بڑا تعجب ہی جس شخص کے اوصاف
مین کتابین بھری ہوئی ہین اسکا یون زیر ہونا آشوب نے جھلاکر کہا او پسر حمزہ جو میرے عیار نے کہا ہی
وہی کہ نہین تو ابھی قتل کرونگا بدیع الزمان نے کہا او نامرد مردان عالم قتل سے ڈرتے ہین مشہور
ہوجائیگا کہ ایک نامرد نے ایک پہلوان کو قتل کیا آشوب نے گھبرا کر کہا مین کچھ نہین ہون بدیع الزمان
نے کہا آپ اتنے بڑے پہلوان ہین کہ ہم آپ کے سامنے قید ہوگئے جب وقت رہائی آئیگا چھوٹ
جائینگے ای گہراق مفضل بن گیا ہو رخون آشام بھی موجود ہی قارن بلند کمان بھی قید ہی اُنسے بلاکے
پوچھلو مین نہ کہونگا اسکے خلاف گذریگا گہراق نے کہا ای آشوب مفضل و قارن کو بلاو آشوب نے کہا بھائی
تمھین ضد پڑگئی ہی جسطرح چاہا قید کر لیا گہراق نے کہا صاف صاف کہو خیر تو نے جو کچھ کیا وہ کیا مین سمجھ گیا
مگر ای شہریار ہم آپ سے مقابلہ کرینگے اور آپ کو بمردی زیر کرکے سامنے شاہان نور افشان کے لیجائینگے
کہ جس جرأت کے آپ بھی قائل ہون یہ ذکر تھا کہ داروغہ جیلخانہ مفضل و قارن کو بھی لایا انھون نے تو آتے آتے
آفت برپا کر دی طرف آشوب کے دیکھکر تھوک دیا کہا او نامرد تو نے خوب مکر کیا مسلمان ہوا کر سے کلمہ پڑھ

ہو تھی دیکر گرفتار کیا اگر رہائی پائینگے مجھے پھینسنگے گہراق نے کہا ای فضل کیا معرکہ ہوا کہا حضور یہ ہمارے آقا سے
لڑ چار پہر مین زیر ہوا مگر سے مسلمان ہو کر اسے گرفتار کر لیا اسپر آشوب بہت جھلایا کہا یہ چالین تو دیکھو
مین کیا کرتا ہون فضل نے کہا تو کیا کریگا تیرے کیے کیا ہو سکتا ہی تو ہمارے قتل پر قادر نہین ہو گہراق نے
کہا ای فضل اب زیادہ زبان نہ لڑاؤ ہم تمہارے آقا سے مقابلہ کرینگے اگر زیر ہوے بدل و جان غلامی [illegible]
کرینگے اگر غالب آئے اپنا سردار بنائینگے لگا ای فضل و قاران اگر ہم بدیع الزمان کو زیر کرین تم تو عذر کروگے
فضل نے کہا جس سے تمہارا جی چاہے لڑو ایک کو زیر کر دوگے سب اطاعت کرینگے یہ آشوب تو بالکل بودا
ہو گہراق نے کہا آہنگرون کو بلاؤ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین بدیع الزمان نے جھلا کر قید توڑ ڈالی گہراق
ہان ہان کہکر اُٹھا کہ ای شہریار جلدی کیا ہو آپ نے اپنے کو غربال کر ڈالا خار دار [illegible] کے پار ہو گئے
بدیع الزمان نے کہا جملہ امورات وقت پر موقوف ہین آشوب تو گھبرا گیا جی مین کہتا ہی مجھپر بڑی مشکل
پڑی بھائی صاحب کو بڑا غصہ ہی مین تو سر اسر چھوٹا شہزادہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مگر گہراق نے بدیع الزمان
کو لا کر برابر اپنے دنگل کے بٹھایا رومال سے خون پاک کرنے لگا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ بھائی صاحب کی
حماقت کو دیکھا مگر اب مجھسے مقابلہ کرینگے تو احوال معلوم ہوگا کہ پہلوان ایسے ہوتے ہین یہ کہکر اشارہ کیا کہ اکھاڑا
تیار ہو فضل و قاران بھی قیدین توڑ تاڑ کر آ بیٹھے میان آشوب تو مثل غیرون کے حیران بیٹھے ہین گہراق
انتظام کر رہا ہی جب خادم نے عرض کی اکھاڑا تیار ہی گہراق نے بصد سلاست عرض کی کہ ای شہریار میرے
نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ دو چار روز آسایش فرمائیے اسکے بعد میرے آپ کے امتحان ہو بدیع الزمان
نے کہا کچھ تساہل کی احتیاج نہین پہلے امتحان ہو جانے پھر دعوت و ضیافت کا سامان شروع کیجیے گا
مگر ایسا نہو کہ آپ بھی مثل آشوب میرے سامنے پیش آئین گہراق نے عرض کی کیا مجال یا غلام آقا
کر لیگا یا اپنے لشکر کا بادشاہ کریگا بدیع الزمان اسکی سلاست پر بہت خوش ہوے ہاتھ تھام کر طرف
اکھاڑے کے چلے جب قریب اکھاڑے کے پہونچے بدیع الزمان نے کہا ای گہراق آئیے گہراق
اکھاڑے مین پہونچا پکار کر آواز دی یارو خبردار اگر مجھکو یہ شاہزادہ زیر کرے کوئی دخل نہ دے مین زیر کرون
تو بھی کوئی نہ بولے مین عہد کرتا ہون کہ اگر مجھکو زیر کرینگے مین اطاعت کرونگا اگر یہ زیر ہونگے مین اپنے
لشکر کا بادشاہ کرونگا بدیع الزمان اکھاڑے مین آئے گہراق و بدیع الزمان سے کشتی ہونے لگی
آشوب حیران حیران دیکھ رہا ہی فضل و قاران مثل فیل مست جھوم رہے ہین کہ اگر کوئی ہمارے آقا پر لگا د
بند ڈالے تو اسپر جا پڑین آشوب سے کچھ بن نہین پڑتا کبھی سوچتا ہی بلوہ کر دون کبھی چاہتا ہی اکیلا بھاگ
جاؤن مگر دیکھتا ہی ان دونون جوانون کے سبب سے کچھ نہ بن پڑیگا وہ پھر گہراق شاہزادے سے لڑا
زوال آفتاب ہوتے ہی بدیع الزمان نے زیادہ تیزی کرنا شروع کی گہراق زورون کو روک رہا ہی ادھر
آشوب نے ساتھ والون سے کہا اب بھائی صاحب کے جی چھوٹے اسپر حمزہ نے دبا لیا دیکھیے کیا ہوتا ہی
میرے صید کو کھویا مین نے کسی تدبیر سے پکڑا تھا وہ ہمارے بھائی صاحب کو ناگوار ہوا اب جان پر
بنی ہوئی ہی دیکھون کیا کرتے ہین یہان شفق اسی طور سے ہو رہی ہی شام تک ایک طور سے کشتی ہوئی وہ
وقت آیا کہ آفتاب بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانہ مغرب مین جا کر چھپا اور آمد آمد شاہ زنگبار کی کمین
زنگبار سے شروع ہوئی اعلام نور ظہور بکھرنے لگے انجم شاہ و خادم چلا سمان پر ستے ✿ و مرکم بھی نکلے اندر سے ✿

بادو نے موتیوں کو رول کیا + اور بہبوت اسکا اپنے منھ پر ملا + مشعل نور ہاتھوں میں لیکر بہ گلستان میں ہوا جلوہ گر
کہراق بدیع الزمان کو دیکھکر کھڑا ہوا کہا ای جوان کیا کہنا تو خوب مجھسے لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور
شب واسطے عیش و آرام کے ہے اب چلکر آرام فرمایئے میں مصروف خدمتگزاری رہونگا صبح کو پھر امتحان ہو جائیگا
بدیع الزمان نے کہا یہ غیر ممکن برسوں ہمارے تمہارے یونہیں جھگڑا پڑا رہیگا اب فیصلہ کرکے پلٹینگے کہراق
نے کہا ای سہار فقط خیال یہ ہے کہ شب کو ہم آپ جانبازی کرینگے کون دیکھیگا بدیع الزمان نے فرمایا
یہ خیال خام ہے بادشاہوں کو رات کا دن کرتے کیا دیر ہوتی ہے روشنی کراو کہراق نے حکم دیا روشنی ہر طرف
کشتی ہونے لگی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی گسترد کیا ہر طائر آشیانوں میں چہکار اٹھتے ہیں دونوں
شیر ایک طور پر لڑ رہے ہیں رات بھر یونہیں گذری بوقت سحر پہلوان زرین پوش مشرق کے اکھاڑے سے
برآمد ہوا شاگردان ضیا و شعاع ہمراہ تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یہاں پہر دن چڑھے کہراق یہ کہکر ملے دوڑا
کہ ای شہریار آج دوسرا دن ہے کہ لشکر بخور و خواب ہیں تمام جوان مسلح موجود ہیں یہ زور آخر ہے یہ کہا اور لپٹا
ہوا الجھا بدیع الزمان دم کے بھروسے پر قدم بڑے شمار پر سٹے چلے آتے ہیں بارہ قدم تک لایا وہاں پر
لاکر ایک مارا بایاں گھٹنا آشنائے زمین ہوا بدیع الزمان نے لنگر قائم کیا کہراق اور پیار کرچھایا ایک زور اسطرح کا
کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا اکھیڑ لیتا مگر انکے لنگر کو حس و حرکت نہ ہوئی پہاڑ تھا کہ قائم ہو گیا اب جنبش کیسی تین زور
کہراق نے کیے تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہوں بدیع الزمان اٹھتے ہی
لے دوڑے چالیس قدم ریل کر لائے دشمن بھی صدائے آحسنت و آفرین دے رہے ہیں فضل و قارن
وجد کرتے ہیں کہہ رہے ہیں کہ آقا سبحان اللہ کس دیو پر داؤں ڈالا ہے چالیس قدم پہ لاکر بدیع الزمان
نے ایک مارا دونوں گھٹنے کہراق کے آشنائے زمین ہوئے بدیع الزمان نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا
پہلے ہی زور میں تا بہ گھٹنا دوسرے زور میں تا بسینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا اسنے چاہا بغلوں میں پیر اڑا کر
پکڑ دا کر پیچ کرے بدیع الزمان نے چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا اکھیڑ کر زمین پر مارا جب
چیت گرا جلدی انکے قدموں سے لپٹ گیا کہا ای شہریار میں نے غلامی اختیار کی یہی آرزو تھی جو مجھے زیر کریگا اطاعت
کرونگا آج تک کسی نے پشت زمین سے نہ لگائی تھی آشوب جلگیا اپنے ساتھ والوں سے کہا یارو ان سب کو
مار لو اسنے تو بڑا غضب کیا مسلمان ہو گیا چاروں طرف سے لینا لینا کہکر فوج آپڑی کہراق نے تلوار کھینچی
بدیع الزمان بھی لڑتے ہوئے ننگے قارن بلند کمان نے دو چار کو چیر ڈالا مثل فیل مست جھومتا ہوا
چلا فضل نے ایک ستون لیا اسکو جو گردش دی دو چار کے سر پھٹے مگر کہراق لڑتا ہوا آشوب پر جا پڑا اور
آواز دی او نامرد ایسے شیروں کو تو یوں ملعون بنام کرتا ہے آشوب نے ہاتھ مارا کہراق نے روک کر
قبضہ مار دیا کہ آشوب کا سر پھٹ گیا افسران فوج گھبرائے کہراق نے پکار کر آواز دی یارو تم کیوں تردد
کرتے ہو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو وہ چلے آئیں خطا معاف مقدمہ صاف جسکو نہ منظور ہو جہاں
چاہے چلا جائے کوئی روکنے والا نہیں کسیکو کیا غرض سب افسران فوج حاضر ہو کر دوڑ پڑے
قدموں پر جان نثار کرنے لگے بدیع الزمان نے سب کو امان دی کلمہ تعلیم کیا سب کلمہ پڑھکر بعد مسلمان
ہوے کہراق نے بدیع الزمان کو اسی مقام پر اتارا بارگاہ میں لایا تمام اسباب جگہ دی ناچ ہونیلگا
پری زادان حور وش آکر حاضر ہوئیں صحبت رقص و سرود کا رنگ جما ایک رقاصہ یہ اشعار گا رہی ہے ازنظم

طلب وصل کس انداز سے ہم کرتے ہیں
یار آتا ہے زمین بوس قدم کرتے ہیں
ای اجل کاش الٹ جائیں شب ہجر میں
جس سے لگ چلتے ہیں وہ آپ ہی سر کرتے ہیں
دیکھنا اس دہن تنگ کے بوسے کا مزا
اُدھر یون غیر پہ گر لطف و کرم کرتے ہیں
کیا ہی بیزار ہوں اس زیست سے جی ہاتھ سے تم
جنس میں تو ہم دل اور بیچ سلم کرتے ہیں
جاکے کعبے میں بھی مومن کی وہی ہے باتیں

شوق نامہ سے وصلی پہ رقم کرتے ہیں
نیم بسمل ہیں ہم چھیڑ ای طپش دل کہ ابھی
وہ دعائیں کہ تری جان کو ہم کرتے ہیں
محضر قتل ہے مکتوب گنہگاروں کا
کہ ہوسناک تمنائے عدم کرتے ہیں
تشنہ بار ہوں اس رشک سے مرتا ہے جان
قتل کرتے ہیں وہ اور ستم کرتے ہیں
آبرو بھی تیغ کی کر دو دے تو ہیں وہ
جانب لیک سامنے صنم کرتے ہیں

جب ترے کوچے کا بیتابی دل سے ہم یار
روئے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتا ہیں
دم میں مت آنسو ای غیر کہ مانند صبا
سر نامہ کو وہ فتوی سے قلم کرتے ہیں
ہائے قسمت کہ ہوئی مجھ پہ جفا اور فزون
وہ بھی کیا ہیں جو مری موت کا غم کرتے ہیں
اپنے سودے کی بہ چھوڑ کے خریدار سے ساتھ
رشک شادی ہی سے گو چشم نم کرتے ہیں

خوب جلسہ آراستہ ہے مگر شہزادہ گمدہ ہے امیہ سے فرمارہا ہے ای امیہ سب عیش خاک ہے تھا مجکو تو رالدہر سے زیادہ قاسم وایرج کا غم ہے نہیں معلوم قید خانہ کیسا ہے کیا رنگ ہے ان لوگون پر کیا گذرتی ہے ای امیہ کہراق سے کہد بس آمیش کرچکے کل کوچ ہوگا امیہ نے کہراق سے کہا اسنے کہا جسوقت حکم ہو غلام ہر وقت حاضر ہے یہ خدمتگار ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا چاہتا ہون کہ جب ای مجھے او قدم اقدس سے تو یہ باتیں تھین کہ فضل باہر نکلا بات کوئی ڈیڑھ پہر آئی ہے فضل بیرون بارگاہ آیا تھا کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا فضل کو اٹھا لیگیا ہنگامہ ہوا خادم روتے ہوے سامنے بدیع الزمان کے آئے عرض کی ای شہریار فضل کو ایک پنجہ اٹھا لیگیا خدا اسکی جان بچائے قارن ملند کمان گھبرا کر اٹھا باہر آیا چار جانب دیکھنے لگا کچھ نشان نہ پایا پلٹا کہ بارگاہ میں جاؤن کہ پھر آسمان سے ایک پنجہ کڑک کے گرا قارن کو بھی اٹھا لیگیا بدیع الزمان نے چاہا باہر نکلون امیہ مانع ہوا عرض کی ای شہریار معلوم ہوتا ہے کسی ساحر یا ساحرہ کا گذر ہوا وہ ان شیرون کو اٹھا لیگیا دافعے کی حضور کے خبر عام ہوئی حضور تامل کرین غلام جا کے خبر جاتا ہے رہرو تیز پا عیار کہراق نے کہا اُستاد میان سے میں کوس پہ ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ نامدار کہتے ہیں نامدار جادو وہان کا حاکم و ناظم ہے اگر حکم ہو تو غلام جاکر خبر لائے امیہ نے کہا ای رہرو یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے اسنے طریقے ہمارے قبلہ وکعبہ نے الگ رکھے ہیں ساحرون کے رگ و ریشے کو قبلہ وکعبہ سے پہچانا ہے مبت سمجھ بوجھ کر جانا میں تمہارے انتظار میں رہونگا رہرو ایک ساحر کی شکل بنکر چلا امیہ نے کہا ہان یہ صورت خبر لائیگی ہے رہرو راہ کو طے کرتا ہوا قلعے میں آیا اسی صورت پر دربار میں پہونچا دیکھا نامدار جادو تخت پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے ان مسلمانون نے ہمارے شہنشاہ پر بڑا سر اٹھایا ہے دو سردار تو میں نے گرفتار کر لیے اب پسر حمزہ کی فکر میں ہون اُسکو بھی لے آؤن تو خدمت میں شاہان طلسم کی روانہ کرون کہراق کو زیر کیا آشوب مارا فلک کے ملک تو آباد ہوتے جاتے ہیں تماشا لگا ہوا ہے یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے قید خانے پر سالار جادو موجود ہے اسکو شراب پہونچاؤ چوبدار پتلہ لیکر باہر نکلا رہرو نے فوراً صورت ایک مزدور کی بنائی سامنے سے مردے کے نکلا چوبدار نے کہا مزدور یہ پتلہ اٹھالے قید خانہ لال کوٹھی کے پاس ہے وہان چلکر پہونچا دے رہرو پتلہ اٹھا کر لیچلا ایک فتیلہ ہاتھ میں لیا تھوڑی دور جاکر مزدور گر پڑا فتیلہ بھی گل ہوا کہا میان مردے صاحب فتیلہ جلا لائیے وہ فتیلہ جلانے گیا رہرو نے پتلہ کھول کے اُسمین بیہوشی

ملال بطلن ہوا کہ مین نے سب کو مارا فرزند شاہ عمرو بہت خوش ہونگے یہ عیاریان انھین لوگون کا کام ہی
اگر وقت پڑے تو کیا ہم عاجز ہین در زندان خانے پر پہونچے سردار نے آواز دی کون آتا ہی مزدور نے
بڑھکر جواب دیا ہی سالار ہم ہین فرستادہ سرکار سرکار نے تمھارے واسطے شراب بھیجی ہی چالیس سردار وہان
ہین سب دوڑے کہتے ہوئے سامری کی جنبش یہ ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھین اپنے غلامون کا کیسا
خیال رکھتے ہین تیلہ اتروایا مزدور نے کہا حضور مجھے بھی تو دی آتی ہی کہین مین پڑ رہون رات کو حقہ بھر بھر کے
پلاؤ لگا مرد ہا تو چلا گیا سب شراب پینے لگے رہرو حقے بھر بھر کے پلاتا ہی ہر چلم مین بیہوشی جا بجا جادوگر بیہوش
ہونے لگے وہ میان گرے دو وہان گرے شراب مین بیہوشی حقے مین بیہوشی تاب نہ لا سکے حلق سے اترنے
کی دیر تھی سالار بیٹھا ہی مگر جھوم رہا ہی باتین بھی خلاف کرتا ہی مگر اپنے مقام سے نہین اٹھتا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آتا ہی رہرو سے کہتا ہی میان مزدور صاحب شراب کا بڑا نشہ ہوا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی سالار
گھبرا کے اٹھا دھم سے گرا کبھی ایسی عیاری رہرو نے کی نہ تھی پھول گیا چاہا کہ سبکو قتل کرون یہ پہلے ہی
دیکھ چکا کہ فضل و قارن اسی قید خانے مین قید ہین جیسے ہی اٹھا کہ پہلے افسر ہی کو مارون کہ نرسنگے کی آواز
کان مین آئی پلٹ کے دیکھا کوتوال شہر چالیس پچاس پیادے ساتھ حاضر باش و ناظر باش کرتا ہوا آتا ہی
رہرو بھاگ نکلا شبگرد نے آکر دیکھا سالار بیہوش پڑا ہی اسنے اسکو ہوشیار کیا پوچھا یہ کیا ہوا سالار نے کہا
ہمکو خبر نہین ایک مزدور آیا تھا شبگرد کوتوال نے کہا عیارون نے آنا شروع کیا مین ابھی لاتا ہون یہ کہکر سب کو
اسی مقام پر چھوڑ دیا آپ گھوڑا اڑا کے چلا مگر جب رہرو کو دیر ہوئی تو امیہ بیٹھے بیٹھے گھبرایا یہ بھی چل نکلا جب
آکر سامنے قلعے کے پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا دیکھا اسنے رہرو بھاگا ہوا آتا ہی مگر بدحواس ہی زانو بیٹھا
ہوا زبان سے کہتا ہوا ہائے کیا عیاری بن پڑی تھی بگڑ گیا لگا تڑپا اسی نخل کے سائے مین آکر رہرو بھی ٹھہرا
ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی آپ ہی آپ اپنے دل سے باتین کرتا ہی کہ ای رہرو بیچ چلون افسوس کہ قیدی بھی
نہ چھوٹے امیہ یہ سب باتین سن رہا ہی کہ دیکھا طرف سے قلعے کے صدائے سم مرکب بلند ہوئی شبگرد کوتوال
گھوڑے کو بگٹٹ ڈالے ہوئے آتا ہی رہرو نے چاہا تھا کون چاندنی پھیلی ہوئی ہی بوٹا پتہ سب معلوم ہوتا
ہی شبگرد نے آواز دی او عیار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر کمان دوش سے اتاری تیر تاک کر مارا رہرو نے
جست کی تیر ران پہ پڑا آہ کرکے رہرو بیٹھ گیا شبگرد گھوڑے سے کود تیغہ کھینچکر چلا پکار کر آواز دی
او مکار ہم ملازمان شاہی جانباز سرفروش ہین ہمسے بھاگ کر کہان جائیگا امیہ نے دیکھا رہرو قتل ہوتا ہی ساتھی
کی چال چلکر سائے سے اس درخت کے ہٹا ایک جھاڑی مین آیا تھیلی سے رنگ و روغن عیاری کا لگا کے
پیادے کی شکل بنکر تیار ہوا حلقہ ہائے کمند ہاتھون مین لیے لپکتا ہوا دوڑا کوتوال صاحب مین آپہونچا
ابھی قتل نہ کیجیے گا پہلے اس سے پوچھ لین کہ یہ کون ہی اور سب پیادے بھی آتے ہین اسنے کہا ارے
کونسا پیادہ ہی نام بتا امیہ نے کہا حضور نام تو میرا کتاب مین لکھا ہی آپ کا خیر خواہ ہون نام اس مکار سے
پوچھیے اب امیہ برابر آگیا کوتوال صورت دیکھ کے کھٹکا کہ ہمارے پیادون مین کا نہین معلوم ہوتا
شبگرد نے کہا نام کیون نہین بتاتا یہ فرزند خواجہ عمرو حاضر جواب کسی بات مین رکنے والے ہین
کہا لیجیے میرا احسان بھی آتا ہی دیکھی اب نام و نشان بتائیگا اب خود ہی نام نہ بتاؤ لگا کوتوال نے منہ پھیرا
کہ کون آتا ہی جیسے ہی کوتوال نے منہ پھیرا امیہ نے حلقہ ہائے کمند مارے ارے کہکر شبگرد پلٹا امیہ نے

حباب مار کر بیہوش کیا رہرو سے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا رہرو کا پاؤن زخمی تھا کہا استاد کیا کہون ایسی عیاری
کی کرتا یہ قید خانہ مین پہونچا سب کو بیہوش کیا یہ ملعون سد راہ ہوا اسکے خوف سے بھاگ نکلا یہان آکر اس
کے ہاتھ سے زخمی ہوا امیہ نے کہا تم تو طرف لشکر کے جاؤ اب مین انشاء اللہ اپنے سرداروں کو لیکر آتا ہون
کوتوال کے سر نحس کو جدا کیا مگر صورت بطور رنگی رنگ و روغن عیاری کا لگا کے شاگردوں کی شکل بنکر تیار ہوا
سر اسکا ایک عیار کی صورت کا بنایا اسی گھوڑے پر سوار ہوا طرف قلعے کے چلا دیکھا پیادے بیٹھے ہین
انتظار کر رہے ہین بعض کہتے ہین ہمارے کوتوال صاحب کے مزاج مین بڑا خبط ہے سر لیے عیار کا بیٹھے
یہ باتین تھین کہ ظاہر ہوا کوتوال صاحب آتے ہین سب پیادے دوڑے سالار بھی اُٹھا کہا کہو شاگرد کیا کیا
کہا بھائی اس خود سر کا سر لائے بڑا تیز رو عیار تھا مین کوس تک بھاگا مگر مین نے بھی پیچھا نہ چھوڑا
جب مین قریب پہونچگیا تو ظالم نے بھیچے مارنا شروع کیے مین نے سب وار خالی دیے گھوڑے سے
اُترکر ایک ہی ہاتھ مین سر کاٹ لیا سب خوش ہوگئے کہتے ہین ہمارا افسر بڑا منچلا ہی سالار نے سر لاکر
ڈالدیا سر پر عیار کے ٹھوکرین مار رہے ہین اس سر سے تو آگاہ نہین کہ بھید کیا ہی سر کسکا ہی شاگرد
نے پکار کر کہا بھائی سالار ایک جام شراب کا پلاؤ گے یا جامین سالار نے کہا شراب تو اب باقی
نہین رہی اسی مرنے والے عیار نے سب شراب خراب کی کوتوال نے دو روپئے نکال کر پیادے کو دیے
کہا جلد اچھی شراب لاؤ ہم بھی پئین اپنے بھائیون کو پلائین صبح ہوتے یہان سے جائینگے جب دربار مین
بادشاہ آئینگے پہلے ہم یہ سر لیکر نذر پیش کرینگے پیادہ گیا تھوڑی دیر مین گلابیان لایا امیہ نے شراب
کو الٹ پلٹ کرکے بیہوشی ملائی کہا بھائیو مین کسی طرح کا تمسے خواہان نہین شاہ سے انعام لونگا میری
جانبازی و چالاکی بیان کرنا سالار نے کہا بھائی ہم سب چلکر گواہیان دینگے صاف کہینگے
کہ اگر کوتوال صاحب نہوتے ہم سب مارے جاتے اب باتین خوشی کی ہو رہی ہین امیہ نے
پہلے دور سالار سے شروع کیا کہا یہ تو یارون کا پیسہ ہی اس مین سب شریک ہین ایک ایک جام
سب نے پیا دون نے کہا جب تنخواہ ملیگی ہم بھی دعوت شریک ہونگے تیرھوان مہینا چڑھ رہا ہی فاقے کر کرکے
یہ زمانہ کاٹا ہے نے راستہ چلنا مشکل کر دیا محلے والون سے الگ قرض لیا دوسرا جام پیے بیٹھا تھا
اُسنے کہا کیا مصیبت کی باتین بیان کرتے ہو چار کے سامنے ذلت ہوتی ہی ہم کوتوالی چھوڑ دے کے
پیادے مین ہزار طرح پیدا کرتے ہین آپہین جو تی بیزار ہونے لگی بیہوش ہونے لگے چار گھڑی کے
عرصے مین سب بیہوش ہوئے امیہ نے پکڑ کر اُٹھا ان سب کو قتل کیا قفل کاٹا فضل و قارن کو رہا کیا
گھوڑون پر دونون کو سوار کیا امیہ نے کہا جلد جلد نکل چلو باتین پھر ویرانہ ہی یہی جان بچانے کا مبانہ ہی
تم دونون کو مین صحرا مین مل جاؤ نگا دونون جوان چلے امیہ ایک طرف چلا جب قلعے سے کوس بھر
نکل آئے امیہ نے دیکھا اب تو کوئی خوف نہین ہی دیکھا رہرو بھی لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہی رہرو نے
کہا استاد کیا کیا امیہ نے کہا چھڑایا اب دونون سردار دونون عیار ساتھ جاتے ہین رہرو لنگڑاتا
ہوا جاتا ہی مگر شاہزادہ بدیع الزمان جسوقت سے کہ امیہ گیا ہی انکو کب چین پڑتا ہی شب بھر جاگے جب
شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست کھا کر قلعۂ مغرب مین محصور ہوا اور شہنشاہ نیر اعظم
بصد شوکت و حشم مع فوج نور لصبہ سرور تکلم رب غفور تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لیلی خسب

رو پوش مجنون روز اسعد جوش و خروش رخت تجرد عالم مین سیر کرنے لگا ہر چند کہ امیہ نے منع کیا تھا کہ ای شہریار
بارگاہ کے باہر نہ نکلیے گا یہ تو ظاہر ہو گیا کہ دشمن فکر مین ہی لیکن بدیع الزمان بیقرار ہو کر باہر بارگاہ کے
نکل آئے لیکن گہراق پشت پر تیغ لیے کھڑا ہی سردار سب گھیرے ہوے مین شاہزادہ فرماتا ہی نہین معلوم ہمارے
عیارون پر کیا گذری کیون ای گہراق یہ مخفی مخفی کسنے دشمنی کی اگر ساحر ہو یا غیر ساحر ہو ہمارے مقابلے مین آئے
یہ جو ہی کیسی کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی فضل و قارن گھوڑے پر سوار امیہ و رہبر و ساتھ ساتھ مین خوشی
خوشی چارون جوان چلے آتے ہین بدیع الزمان خوش ہو گئے پکار کر آواز دی ای یارو وفادار دلشاد کر دیا
تمہارے آنیکی اسوقت بڑی خوشی ہوئی کیا ماجرا تھا کون لیگیا تھا امیہ نے کہا قریب آؤن تو عرض کرون
آپ کو خدا نے صاحب اقبال کیا ہی آپ کے تصدق سے عیاری ہو گئی وہ بھی دونون افسر فضل قارن
گھوڑے پر سے کود پڑے چارون کے چارون چلے دونون گھوڑے کوتل پشت پر لشکر کوئی بیس قدم
باقی ہی چاہتے ہین کہ داخل ہون کہ ایک ہواے تند چلی عیار اڑ گئے جہان یہ جوان تھے وہان اندھیرا ہو گیا
بعد تھوڑی دیر کے دیکھا سردار و عیار و مرکب غائب ہو گئے بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا فرمایا ای
گہراق عیار نے ہمارے جاکر عیاری کی سردارون کو رہا کرلایا بڑے کوئی مکار لوگ ہین کہ سامنے مقابلے
مین نہین آتے مکر و حیلہ دکھاتے ہین بدیع الزمان یہ فرما رہے ہین کہ پہلے کوہ سے گرد اڑی گرد
از در و دشت کوہ اورنگ + گردے برخاست طوطیا رنگ + سب دیکھنے لگے ایک پہلوان خود زرین
سر پر زرہ عمدہ زیب جسم تیغہ چوڑا حمایل سپر فولادی پشت پر نیزہ طویل ہاتھ مین زبان نیزہ مثل زبان افعی
چلتی ہوئی گنبذے کو بڑھاتے ہوے دو سو سواران نیزہ دار پشت پر اسی جانب آتا ہی سامنے لشکر
بدیع الزمان کے نیزہ گاڑ دیا گنبذ لیے اترا پکار کر آواز دی ای فرزند رشید صاحبقران آپ شاہان
جلیل کو مکار و فیلسوف بتاتے ہین بس بابدولت کے نام حکم ہی شہنشاہ نامدار کا کہ پسر حمزہ کو مطیع کرکے ہمارے
پاس حاضر لاؤ مین آپکے مقابلے کے واسطے آیا ہون بدیع الزمان نے فرمایا بسم اللہ جسطرح مقابلہ کروگے
ہم موجود ہین باتون مین یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جوان کا کیوس فیل پیکر نام ہی جاکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا
اور دو سو سوار اتر پڑے بدیع الزمان بارگاہ مین تھے فرمایا ای گہراق تم اس پہلوان کو پہچانتے ہو عرض کی
مین نے کبھی اسکو نہین دیکھا بدیع الزمان نے فرمایا یہ تو جانتے ہو کہ یہ ساحر ہی یا غیر ساحر ہی علم نیرنج و شعبدہ
سے ماہر ہی عرض کی مین نے اسکو کبھی دیکھا ہی نہین مین نہین آگاہ کہ یہ کون ہی بدیع الزمان نے فرمایا
کہ اپنے زور بازو پر اسکو بڑا ناز ہی دو سو سوار لیکر ہمارے مقابلے مین آیا خیر معلوم ہو جائیگا دن گذرا شب نے
پردہ پوشی کی فرد شب آمد رازدار + شب آمد سازگار عشقبازان + کیوس نے حکم دیا طبل جنگی
بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر بدیع الزمان کو خبر دی شاہزادے نے بھی طبل جنگی بجوایا
چار پہر رات تیاری مین گذری شہنشاہ انجم سپاہ بصد پریشانی و حیرانی داخل نہانخانۂ مغرب ہوا شہنشاہ
زرین پوش تیغ و فیروزی چہرہ روشن تیغۂ مہر کو حمایل کرکے نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا توسن فلک پر
سوار ہو کر بعد کروفر میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہوا بقول شاعر قطعہ روز دیگر کین جہان پر عنبر در +
یافت از سر چشمۂ خورشید نور + ترک روز آخر بابین زرین سپر + ہندوی شب را بہ تیغ افگند دور +
شاہزادہ والا قدر آسمان جلالت کا برآمد ہوا گہراق پہلو مین آیا سردارون نے چہار جانب سے گھیر لیا

لاکھ سواران جرار تیار ہوے بدیع الزمان نے کہا جرأت کے خلاف ہی کہ دو سو سوارون پر لاکھ سوار چڑھکر
جائین سب مصاحب کمر کھول ڈالین دو سو سوار تیار ہو کر آئین زیادہ لشکر کی ضرورت نہین دو سو سوار تیار ہوے
انکو بدیع الزمان ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے دیکھا اُدھر سے گرد اُڑی کیوس فیل پیکر مونچھون پر
تاؤ پھیرتا ہوا گینڈا اُڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا مع دو سو سوارون کے آکر پہونچا اسنے اپنے شاطر سے پوچھا پسر حمزہ
سب فوج کیون نہین لایا عرض کی حضور جرأت و جلالت مین یکتا ہی چونکہ دیکھ لیا تھا کہ آپکے ساتھ فوج
کم ہی اسوجہ سے پسر حمزہ بھی دو سو سوار لیکر آیا یہ خبر سنے پائی تھی کیوس نے کہا پسر حمزہ کو جرأت کا بڑا
خیال ہی عیار نے عرض کی یہ وہ جوان ہی کہ جسنے سنجان و باختر مین مسلکہ ڈالدیا لقا ایسا بادشاہ جلیل اپنے
پرستارون کا کفیل انکے نام سے تھراتا ہی راتون کو نیند نہ آتی تھی اب بھاگتے بھاگتے تابہ غروبہ پہونچا
آج کل دودہ زنگی سے مقابلہ ہی اتنا بڑا زبردست کہ جسکے چار سو بیٹے پوتے دواماد و فوج بیحساب خود
جرأت مین لاجواب اسکو دنگ کر دیا ہی کیوس نے یہ سنکر اشارہ کیا صفین جمین نقیبون نے نقابت
کی کڑکیتون نے کڑکا کہا انکا سننا تھا کہ صفون پر سناٹا آیا کیوس نے گینڈا بڑھایا مست گینڈا زیر ران جہان
ٹاپ مارتا ہی لچکے کا طبقہ زمین کا اُڑ جاتا ہی نظم

پی بزرگ تن چون کوہ آہن — ز صرصر تیز در ہنگام رفتن
میان ابر و آتش بود پیشانی — بجنگ فیل بودی سخت گستاخ
اشارت گر بسنگ خارہ کردی — ہمان دم سنگ را صد پارہ کردی

میدان مین آکر سخت شوری دکھائی اسپ تازی چوگان بازی نیزہ و دنگ ہلایا گینڈے کو خوب دوڑایا
جب خوب عرق عرق ہوا دونون پہلوؤن سے یون پسینہ ٹپکا جیسے در کالی گھٹا مین برستی ہین روک کر گینڈے
کو کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلکر مقابلہ کرے
فرد کمان سپرگر بار سر بر نیست * حلقہ علاجش بدست نیست * مگر سواے پسر حمزہ کے اور کسی کو
نہین چاہتا گہراق نے قصد کیا تھا کہ نکلون مگر شاہزادے نے روکا فرمایا کہ ہمارے قانون کے
خلاف ہی بات سبت صاف صاف ہی جسکو پکارتا ہی وہی جاتا ہی سب کو روک کر گلگون باختری کو بڑھایا
گلگون باختری ایسا مرکب ایسا شہسوار اپ جو گھوڑے نے طرارہ بھرا آمین ٹھیکون مین قریب کیوس کے
آگے پہونچے انہین نگاورزن ہوے پانچ قدم گینڈا اور تین قدم مرکب بدیع الزمان کا ہٹا کیوس نے
سراپا شاہزادے کا دیکھا حیران جمال و محو دیدار تھا آخر اپنے غرور مین کہا ای شہریار حربہ کیجیے بدیع الزمان
نے کہا یہ ہمارا دستور نہین کہ پیش دستی کرین یا ابتدا کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے کیوس نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا داہنی بغل اور بائین بغل سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا
نام اپنے خداوند کا لیتا ہوا آیا نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ آپسمین
چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین سنان پر سنان ٹھبان پر ٹھبان پڑ رہی ہی بدیع الزمان نے ایک مقام پہ
نیزہ کا ٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے کیوس کے نکل گیا گہراق نے آواز دی ای شہریار سبحان اللہ آج نیزہ بازی
دیکھی نیزہ بازی اسی کا نام ہی کیوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان نے آسانی
بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ چلے گینڈا اور گھوڑا بیٹ سے بغل زمین پر ہو بیٹھ
گئے بہادرون نے آواز دی ای جوانو کسیا کشتا تمھارا گاو زمین سنبھالیگی گھوڑے و گینڈے سے اتر پڑو
ورنہ یہ بیزبان مر جائینگے کیوس نے کہا ای جوان کشتی لڑیگا بدیع الزمان نے کہا کیا مضایقہ ہی

دونون جوان کودے کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے دیکھا جب مین پیچ باندھتا ہون ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آتا ہی قلب تھرّاتا ہی حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی لڑتے لڑتے بمشکل دو پہر ڈھلی ادھر زوال آفتاب ہوا ادھر
زوال زور ماہ صاحبقرانی ہوا کیوس نے دوڑا چار پانچ قدم پر جاکر ٹکہ مارا دونون گھٹنے شاہزادے کے
آشنا زمین ہوے شاہزادے نے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست لنگ کب قایم ہونے دیتا ہی
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر جیسے کوئی پھول کو اُٹھا لیتا ہی اسطرح بدیع الزمان کو اُٹھا لیا شاہزادہ صدمے
سے بیہوش ہو گیا زمین پر مارا جیسے مردہ گرا عیار سے اشارہ کیا اسکا پشتارہ باندھو عیار نے اُسی بیہوشی
مین پشتارہ باندھ لیا نوبت نقارے بجاتا ہوا چلا گھراق سے پکار کر آواز دی ای گھراق تو اسی اقلیم کا
رہنے والا ہی کارخانہ شہنشاہی کو بھی دیکھا بھالا ہی مگر تو نے کچھ سحر العجائب و مصر الغرائب کا خوف نہ کیا
تمھارے بارے مین کچھ حکم قضا شیم صادر نہوا تھا اگر ارشاد ہوگا کل گرفتار کیے جاؤگے یا جیسا ارشاد
ہو مہتو یا ہند احکام شہنشاہی ہین تم لوگون کے واسطے باعث تباہی ہین یہ حکم تو صادر ہو چکا ہی کہ جو کوئی شخص
ارادہ طلسم کشائی کرے اُسکو گرفتار کر کے لاؤ مین حکم سرکاری بجا لایا یہ کہکے بدیع الزمان کو آڑا بے پیچ
ڈال لیا ایک عرضی قبل مین روانہ کی کہ بدیع الزمان کو لیکر آتا ہون جسوقت حکم ہو اُسوقت داخل ہو نامہ جادو
کے پاس جو عرضی کیوس کے پہونچی اُسنے یہ عرضی سر دربار پڑھی کہا لو صاحبو اسی طرح یہ لوگ دعوی طلسم کشائی
کرتے ہین پسر حمزہ آیا تھا پہلے مین نے اُسکے سردارون کو گرفتار کرایا اُسکے عیار نے آکر عیاری کی ہین نکلے
سامنے سے گرفتار کرا منگایا کیوس قبل پیکر کو روانہ کیا پسر حمزہ کو لیکر آتا ہی شہر آئینہ بند کرو دوکانین رنگی جائین
سارے شہر مین مشتہر کرو کہ قید پسر حمزہ آتی ہی اُسی وقت سرکارون نے صدہا اشتہار چسپان کیے ڈھنڈھورا
محلۂ نامدار مین پٹ گیا ہر ایک اشتہار کا یہی مضمون تھا کہ تیسرے پہر کو قید داخل ہوگی حکم کی دیر تھی
شہر آئینہ بند ہوا تمام خلقت بارگاہ مین جمع ہونے لگی نامدار کا شانہ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی
کہ جسکا نام نامی اسم گرامی ملکہ شمع گوہر پوش ہی سحر و ساحری کے نام سے نفرت وزیرزادی اسکی کہ نام
زعفران زعفران پوش ہی عرض کی کنیز کچھ عرض کرے فرمایا کہو کہا حضور آج مین نے خبر پائی ہی کہ شوہر
گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران کی قید آتی ہی آپ کے والد نے ایک مکار کو بھیجا تھا
کہ سحر و ساحری خوب جانتا ہی اہالیان دنیا کے سامنے اپنے کو مخفی کرتا ہی وہ جاکر سحر سے گرفتار کر لایا ہی
شہر تمام آئینہ بند ہو رہا ہی میرے نزدیک تو مناسب ہی کہ حضور بھی تشریف لے چلین چوک مین جو سرکاری
مکان ہی اُسکو خالی کرایا جائے وہین فرش ہو جائے سرکار بھی تشریف لے چلین ملکہ نے کہا ای زعفران
تجھے یاد ہوگا کوئی آٹھ دن گذرے ہین کہ مین نے جو الماری کھولی اُسمین سے کتاب نکلی نام کوچک بلخ
مرقوم تھا اُسمین حالات اسی شہریار کے لکھے تھے ملکہ زوجہ گنجاب لندھور پر عاشق ہوئی تھی یہ بھی
لکھا تھا ملکہ ہیچہ خاتون نے اُسی جوش محبت مین ملک سنجان تسخیر کرا دیا پھر کیا لکھون کہ کیا کیا مقابلے
بدیع الزمان نے اُسمین تحریر ہین بیٹا اُنکا شاہزادہ نور الدہر از بطن ملکہ گوہر ملک گوہر ملک نے
بڑے بڑے صدمے اُٹھائے زعفران نے کہا حضور وہی بدیع الزمان سر فتنہ ملک سنجان مشہور
ہین بڑے بڑے پہلوان گنجاب کے زیر کیے حضور جنگ ہفت صف کو دیکھینگی تو بہت پسند فرمائینگی
سحر کہ عظیم ہی گنجاب کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی یہ اور اُنکے بھتیجے قاسم وہان لڑے آخر گنجاب کو

ہنگامہ داری مشہور ہے کہ نہایت حسین و جمیل ہیں جرأت میں مردوں سے کمتر نہیں ہیں اب قید کیے جائینگے یہ سنکر
ملکہ شبنم گوہر پوش کو اشتیاق پیدا ہوا اُسکا مکان شہنشاہی میں سامان کرو ہم ضرور چلینگے زعفران نے
فرش وغیرہ روانہ کیا کنیزیں پہلے سے پہونچ گئیں دوپہر کو ملکہ سوار ہوئیں دیکھا گلی کوچہ بھرا ہوا ہے ملکہ
جا کر ایک کوٹھے پر جلوہ فرما ہوئیں چلمنیں پڑ گئیں کیوس نے بدیع الزمان کو آرابے پر سوار کیا
آپ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا دو سو سوار بدیع الزمان کو گھیرے ہوئے نیزے ہاتھ میں اسطرح لیکر
داخل شہر ہوئے بدیع الزمان نے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد بازار کھلے ہوئے دوکاندار بیع و شرا پر تلے
ہوئے کٹورہ کھنک رہا ہے گرم بازاریاں ہو رہی ہیں کمروں میں نازنینان مہ جبین کسبیاں اُنکے نیچے صرافہ
بزازہ جوہری بازار جنمیں لعل یشب لال وغیرہ سبز و سرخ و زرد و کپاسی پگڑیاں باندھے ہوئے اپنی اپنی دوکانوں
پر بیٹھے ہیں گاہک آرہے ہیں خرید و فروخت میں مصروف بیع جواہرات کی بولی ٹھولی پر دلالوں کی موقوف
جب ایسے مقام پر آکر پہونچے بدیع الزمان نے نیزہ داروں سے کہا ذرا میاں ٹھہر جاؤ ہم بھی تمہارے
شہر کا تماشا دیکھ لیں نیزہ دار خر دماغ اُنھوں نے بسختی جواب دیا کہ میاں آرابہ نہ ٹھہریگا بادشاہ
ہمارا انتظار کر رہا ہے بدیع الزمان نے کہا ہم ابھی نہ جائینگے ضرور ایسے مقام پر ٹھہرینگے یہ فرما کر دونوں
ہاتھ جما کر لنگر مارا کہ پہیے آرابے کے زمین میں دھنس گئے گاڑی بان ٹرا کے رسیوں سے مارے ہیں
کیا مجال کہ بیل ایک قدم بڑھ سکیں شور ہوا کہ قیدی بگڑ گیا زعفران نے ملکہ سے کہا کہ داری قیدی آ پہونچی
گوشہ چلمن ہٹا کر جو ملکہ نے دیکھا جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی ایک جوان جرأت میں لاثانی حسن و جمال میں
یوسف ثانی ہر چند کہ خود سر برہنہ پا ہے سر برہنہ ہوئے سہرا سر پریشان رعب و دبدبہ سطوت جلالت مثل
چاکران کمترین ہمراہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی چہرے سے ہویدا و ظاہر پیشانی پر لکھا عبادت کا مثل ستارہ
چمک رہا ہے عارض انور ماہ تابان سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری ہاتھ دونوں آرابے پر کھنچے ہوئے اور
بغلوں سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں نیزہ داروں نے نیزے سینے سے ملا دیے ہیں قطرات
خون اُبھر آتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تختہ بلور پر شنجرف کے نکتے دیے ہیں جوان رعنا غضب کا دن
بلند بالا تنومند درشت چنگال سراپا موزوں نگاہ پڑتے ہی برچھیاں تیں کہ جگر کے پار ہوئیں بیساختہ آہ نکلی نظم

خون بود دل کہ لذت دردِ نہان شناخت
در خواب ہم خیال ترا میتوان شناخت
رنگ گل و فروغ می وصل یار شد
کی تیر بی سراغ محبت نشان شناخت
پیداست از جبین عدم عشق بیدلی
سوزم ز اضطراب دل پاسبان شناخت
گردی کہ شبنم گل این سرزمین نشد
دیوانہ قدر لشکر ریگ روان شناخت
در خواب دیدہ آئینہ عکس مراد من

این غنچہ قطرہ بود کہ رنگ خزان شناخت
در پیش پای پرتو خورشید برنخاست
ہر کس کہ قدر خویش چو آب روان شناخت
از سیر باغ و بادیہ حاصل نمی برد
این بادہ را ز شیشہ خارا توان شناخت
روزی کتاب خاطر غفلت کشودہ دل
کی قرب مہر و منزلت آسمان شناخت
ہر دل کہ در ریاض وفا مست خواب شد
خود را اسیر محرم راز نہان شناخت

آئینہ زاست پرتو شمع مزار من
گردی کہ جای خویش در آن آستان شناخت
پروانہ ہرزہ راہ بمنزل نمی برد
ہر کس کہ گرد باد ز سرو روان شناخت
شب خوابش از فسانہ تکلم بودہ بود
تعبیر خواب الفت اہل جہان شناخت
خوابی کہ میبرد بہ شوق راحتست
کی لذت صبوحی این گلستان شناخت

از گھر اسکے گری بیہوش ہوگی
ہونٹھوں پر خشکی آنکھوں میں تری حواس میں ابتری آثار حضرت عشق چہرے سے ہویدا درد فراق

علامت سے پیدا کنیزون نے ہذر کرکے اٹھایا بدیع الزمان کی نگاہ اٹھ گئی جمال جہان آرائے ملکہ دیکھکر ایسے گھبرائے کہ اُسی پریشانی مین زبان سے نکل گیا نظم

دل و جان سیر گاہ دوست خواہ اینجا و خواہ آنجا ۔ من و بزمے کہ از خود میرود یاد نگاہ آنجا
طلسمے بستہ از ہر سایۂ مژگان ورا قلیمے ۔ کہ چون دیوانہ بازنجیر مے گردد نگاہ آنجا
زمین سبزۂ دشت محبت تازگی دارد ۔ بمژگان دست در آغوش میروید گیاہ آنجا
بنا ندوادی وحشت ببالد سبزۂ مجنون ۔ ندارد قطرہ جز چشم غزال ابر سیاہ آنجا
گل مرد راشکیہ بجز خطر دارد ۔ ز موج آرمیدن مے شود کشتی تباہ آنجا
نشر دم چون دل از رشک تماشا سر زمینی را ۔ کہ نقش پا چو نرگس مے دمد از خاک راہ آنجا
سواد دوستی رسمی ندارد غیر دلجوئے ۔ ز مہمان می خرد اسباب مجلس خواہ نخواہ آنجا
زبس فرش است چون آئینہ چشم در سر کویش ۔ چو نور از جبہ مینا بد غبار سجدہ گاہ آنجا
گل افشانی عرق رخساری از بجز گمان دیدم ۔ کہ خود انیافت دم تا کشیدم تیر آہ آنجا
اگر چاک گریبان در شب تاریک بنماے ۔ کتانی میکند پیراہنش از صد چاک ماہ آنجا
ودان مجلس کہ باشد ہر طرف گلبازی مژگان ۔ چکار آید نہ گردد گر دل ما دستگاہ آنجا
بزم خود نمائی حرف مجنون در لباس اولی ۔ بعریانی برد چون آب در گوہر پناہ آنجا
ز رنگین افسران عقل چون باغ ہوا خندید ۔ شکست از سایۂ خاری جنون طرف کلاہ آنجا
خوش آن میدان کہ باشد شان دل در جوش گنگ ۔ فزاید رتبہ در شان پریشانی سپاہ آنجا
اسیر گردش چشم کہ چون پرسد گناہ از من ۔ گواہی میدہد او ل زبان عذر خواہ آنجا

یہ اشعار پڑھکر بیہوش ہو گئے آرا بہ نکلگیا تھوڑی دور جاکر ہوش آیا اب جو پلٹ کر دیکھا وہان کیا معلوم ہوتا مگر یہان کنیزین ملکہ کو غش مین دیکھکر ایسا گھبرائین کہ فوراً سوار کرکے طرف ایک باغ کے لیجا گئین باغ مین جاکر گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا ہوائے سرد بھی چلی تب ملکہ کو ہوش آیا سر اُٹھاکر دیکھنے لگین جب اُس مقام پر اُس دلبر کو نہ پایا سر جھکا لیا کنیزون سے کہا باہر جاؤ سب کنیزین باہر چلی آئین ملکہ نے پردے بارہ دری کے چھوڑ دیے تنہائی مین تڑپنے لگین اُس بیقراری مین کبھی اُٹھین کبھی بیٹھین دل بھی بیٹھا جاتا ہے نئے نئے مزے اُٹھاتا ہے کبھی خواہش ہوتی ہے کہ گریبان چاک کرون تلوے کھجلاتے ہین کہ طرف صحرا کے چلین وحشت پاؤن پھیلاتی ہے ہوائے دشت نجد آتی ہے لیلی طبیعت جوش پر مجنون مزاج خواہان آوارگی دل پر ہیاکی ہاتھ کو آرزوے گریبان چاکی شورش تلب تیری پر منھ سے دھوئین نکلتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ اعضا سے سبھی جلتے ہین سلطان عشق کی فوج نے دل پر چڑھائی وحشت دل نے اپنی صورت دکھائی اُس پریشانی مین جو دل کو وحشت ناک پایا کلیجہ منھ کو آیا بے اختیار منھ سے یہ اشعار نکل گئے اشعار

حجاب ابر مانع ہے گذر کیونکر ہو گلشن تک ۔ وہ شبنم ہون پہونچ سکتا نہین پھولون کے دامن تک
بہاتا سیل گریہ کیا کہ جاتے یار بد ظن تک ۔ گلا گھونٹا گریبان نے جو اشک آنے بھی دامن تک
کمال ضعف سے گھبرائے آنسو بہے سکتے ہین ۔ مدد اے اضطراب شوق لیچل ہمکو دامن تک

وہ کہتے ہیں یہ ہے کس کے دل بیتاب کا شعلہ / کہ پھر جاتی ہے اک بجلی سی آکر میرے دامن تک
ہجوم جوش وحشت سے ہوئے ہیں بے ادب ایسے / گریباں سے الجھکر ہاتھ آجاتے ہیں دامن تک
ہوا بوسہ میں میں خاک ہو کر بھی پشیماں ہوں / ہوا آنے نہیں دیتی کسی کے مجھکو دامن تک
قدم چھونے نہیں دیتی صفائے عارض جاناں / پھسلتی ہے نظر ایسی کہ آجاتی ہے دامن تک
ترے چھپنے سے چھوڑا آنسوؤں نے ساتھ آنکھوں کا / گلے مل مل کے آنکھیں چلے آتے ہیں دامن تک
ندامت ہو گئی اے دست جنوں گر کچھ رہا باقی / غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتھ دامن تک
نگاہ قہر سے کیوں گھورتا ہے دمبدم ظالم / قسم لے لے جو میرا ہاتھ بھی پہونچا ہو دامن تک
خوشا قسمت قفس میں ہم قفس پر سیکڑوں پھڑکے / نظر بھی اب تو جا سکتی نہیں دیوار گلشن تک
خطا میری نہیں صیاد میری آرزو لے جا / عجب کیا کھینچ لائی یہی دیوار گلشن تک
کبھی گلچیں نے للکارا کبھی صیاد نے گھورا / نہ ٹھیرا ایکدم گلشن میں جب آیا نشیمن تک
بہار اصل گل آئی ہے میں کنج قفس میں ہوں / مبارکباد مجھکو ڈھونڈھ جاتی ہے نشیمن تک
نہ کر آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا / نظر سے دیکھ لوں لیچل مجھے اجڑے نشیمن تک
گلوں کے آتش رخسار سے شعلے بھڑکتے ہیں / لگی ہے آگ کوسوں کسطرح جاؤں نشیمن تک
قفس سے چھوٹ کر دام اجل کی تو اسیری ہے / نہیں ممکن کہ میری روح بھی جائے نشیمن تک
وہ بیتابی کہاں ممکن جو چھوڑے دام ہستی کو / وہ آزادی کہاں حاصل جو لیجائے نشیمن تک
ادائے رسم ماتم ہم صفیر اپنے کریں کیونکے / صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک
قفس رکھا ہے اتنی دور صیاد ستمگر نے / کہ میری آرزو بھی جا نہیں سکتی نشیمن تک
ترے عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہے سب کو / نہیں آتا گرد و مور بھی سوراخ مدفن تک
ہمیشہ ہر شگاف قبر سے کچھ دور رہتی ہے / صبا بھی ناز کرتی ہے اگر آتی ہے مدفن تک
تمہاری ہرزہ گردی کا خیال آتا ہے جب دل میں / ڈبو دیتا ہے سیلاب ندامت مجھکو گردن تک
ہجوم کیف مستی سے یہ عالم اب تو ہے ساقی / چلی آتی ہے ابلی ہوئی شیشے کی گردن تک
برستا ہے جو ابر تر تمنا میں ٹپکتی ہیں / ڈبو دے آب مے میں آج ساقی مجھکو گردن تک
غنیمت ہے نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو / چلینگے ہم صفیرو نئے سیر کو چمن گلشن تک

قضائے کار زعفران جو اپنی کوٹھری میں آکر جھینجی دیکھا سب خواصیں اپنی اپنی کوٹھری میں بیٹھی ہیں آواز دی ارے شغتلو یہ کیا سحر کہ ہر ایک اپنے ہوش سے باہر ہو رہی ہیں کہ مالک کی بالکل خبر نہیں کنیزوں نے کہا بی وزیر زادی صاحب خطا معاف ہو ملکہ عالم ہمکو کاٹنے کھاتی ہیں فرماتی ہیں باہر جاؤ ہمارے سامنے نہ آؤ ناچار چلے آئے زعفران زعفران کا ہوش گھبرا کر اٹھی کہا صاحبو خواہ خفا خواہ خوش ہوں ہمکو جانا ضرور ہے یہ کہکر زعفران نے پردہ اٹھایا اندر جو آئی تو ہچکیوں کی آواز کان میں آئی گھبرا کے دوڑی کہتی ہوئی کہ واری خیر تو ہے آکر جو دیکھا تو ملکہ کے چشمہ چشم سے قلزم محیط موجزن ہجوم رنج و محن آنکھیں سوجی ہوئیں بیقرار اشکبار زعفران کو جو آتے دیکھا اپنے کو پلنگ پر گرا دیا پکار کر کہا ابھی ہمارے پاس نہ آؤ زعفران نے کہا واہ اس وقت نہ آنا کیسا کس حال میں ہم ضرور آتے ہیں

یہ کہکے قریب آئی سر سے پاٹک بلائین لین سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کہا واری لونڈی سے تو مفصل حال کہیے
ایسے وقت پر خاموش نہ رہیے جس انتظام کو حکم ہو بجا لائین لونڈی کو تو عقل سے معلوم ہوتا ہی کہین طبیعت
آئی ہی مجسے مفصل حال کہیے ہم اُس معشوق کو لا کر پہلو مین بٹھائین برائے جستجو جائین اگر عنقا ہو تو ڈھونڈھکر
لائین اسوقت تم خیر خواہی دکھائین اس دل دہی سے زعفران نے کہا کہ ملکہ بلبلا کر روئین کہا ای
زعفران کیا کہون دوہا کا کہون کاسے کہون کہون سو کو بتیاے ۞ گونگے کا سا سپنا بھیو کہ سمجھ سمجھ
پچتاے ۞ یہ دوہا پڑھکر بہت روئین کہا ای زعفران میری زبان سے نہین نکلتا اگر کہتی ہون تو
راز ہاتھ سے جاتا ہی اور اگر نہین کہتی ہون کلیجہ منھ کو آتا ہی اب دامن ضبط دست استقلال سے چھوٹا
شیشہ دل سنگ محبت عشق سے ٹوٹا اب جان لبون پر ہی مرجانا ہی بہتر ہی زعفران قدمون سے
لپٹ گئی عرض کی واری ورگوری ایسا نہ فرمایئے اب مفصل حال کہ سنایئے نہین یہ لونڈی اپنے کو ہلاک
کریگی بے حال پوچھے پیچھا نہ چھوڑیگی ہی ہی یہ گل سا چہرہ مکھلا گیا آنکھون مین حلقے پڑگئے صورت دیکھی
نہین جاتی گلابیان سفید ہو گئین اگر اس حال سے آپکی والدہ دیکھین گی تو ہم لوگون کو کیا کہینگی ہم لوگ
کسدن کے واسطے خدمتگذاری مین حاضر ہین کس کام مین قاصر ہین اسوقت ملکہ شبنم گوہر پوش
نے کہا ای زعفران کہتی تو ہون اگر یہ کام تمھاری پیروی سے نہوا تو اپنی اور تمھاری جان ایک کرونگی
مفت مین خون پانی ایک ہوگا انجام نہ نیک ہوگا صاف تو یہ ہی کہ کل تم سب لوگ مجھکو لیگئے قیدی کا
تماشا دکھانے جب سے قیدی دیکھا ہوش درست نہین حقیقت مین گوہر ملک بڑی صاحب
نصیب ہی بلطف زندگی اُسکے واسطے قریب ہی دیکھا کہ اس دست نازمین ہتھکڑیان پاؤن مین
بیڑیان طوق گلوگیر سے گلا چھلا جاتا ہی مگر واہ ری جرات ذرا خیال نہین قلب پر ہجوم غم وملال نہین
ای زعفران مین نے اُس حال مین دیکھا تھا جب جھلا کر لنگر مارا آرا اب چلنے سے رُکا تھا کس شوکت
لنگر مارا کہ آرا بھی چلتے چلتے رک گیا بیل وبیل ہوتے چل نہ سکتے تھے اس حال نے مجھکو
پریشان کردیا کہ ایسے مقام پر قید ہوے کہ جہان نہ یار نہ مونس نہ ہمدم مین اور کچھ نہین چاہتی وہ
شخص قید سے چھوٹ جائے اپنے عزیز واقارب سے جا کر ملے اس مصیبت مین نہ رہے ایسے
شہزادون کے واسطے راحت وآرام ہی اگر گوہر ملک دیکھتی کیا حال ہوتا دیکھو زعفران اگر اور کچھ مجکو
خیال ہوتا نام سے گوہر ملک کے نفرت ہوتی مجھے دمبدم وہی یاد آتی ہین زعفران نے کہا واری
یہ تو آپ نے بڑا غضب کیا یہ لوگ دشمن جان تشنہ خون انپر مائل ہونا ایمان کھونا جان کو ضایع کرنا ہی اسکے
اس حصول کو ہٹایئے ورنہ غضب ہوگا اگر کہین آپکے والد کو خبر ہوگی اُنھون نے صحرائے سیاہ سے
کیوس کو بلایا ساحر پہلوان وضع مشہور ہی کہ سحر ثابت نہو سردارون کو خود گرفتار کرکے لائے سب تاجان
نور افشان کی یہ تاکید ہی کہ جہان یہ لوگ آئین انکو صدمات پہونچاؤ گرفتار کرو یہ دلائل سنکر ملکہ رونے
لگین کہا زعفران ہم جانتے تھے یہ وہ وقت ہی کہ ہاتھ پاؤن جدائی کرتے ہین فردن مجھ مین ہی نہ تاب ہی
یار دل میرا ۞ یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا ۞ یہ کہکے خوب روئین زعفران نے دیکھا ایسا نہو دم
نکلجاے جوش وخروش میرے سمجھانے سے کم نہوگا ملکہ نے کہا زعفران تم جاؤ ہمین ہمارے
حال پہ چھوڑ دو جو لذت ہی ہم گذر جاینگی تم خبر نہ لینا لیکن تمنے ہمارا نمک کھایا ہم ہمارے حقوق تمپر ہین اسکو

یون ادا کرنا آخر یہ راز افشا ہوگا باپ کو خبر پہونچیگی اس جرم مین گرفتار ہونگے اُس مغرور حسن وجمال سے
خبر کرنا کہ **نظم** خبر جو قتل کی میری ہوئی ہر شہر مین سو + ہجوم ہر طرح اک عالم یہان تماشے کو + جدھر سنو ہون
صدا یہی چلا رکھیو + خدا ہی جانے خبر اُسکو ہو دیا کہ نہو + کوئی ہماری زبانی تک اُس سے جا کے کہو +
بجرم عشق توام میکشند غوغائیست + تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست + اسطرح سے یہ اشعار
پڑھے کہ زعفران کا کلیجہ ہلگیا کہا واری نہ گھبرائیے مین ابھی آپ کو لیے چلتی ہون دیکھیے کہ آپ کو تسکین
ہو جائے وہان پیر نہ پھیلا دیجیے گا کہ مین یہان پر ہونگی یا انگوٹھی لاؤنگی لونڈی جان پر کھیل کر اس کام کو
کریگی ملکہ بلائین لینے لگین **زعفران** نے کہا مجھ اُجڑی کی بلائین نہ لیجیے صدقے قربان ہونا ہمارا کام ہے
زعفران اُٹھی چار پانچ کنیزون کو بلایا دس بارہ آدمیون کے موافق کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی طلائی سنکھیا چوڑیان
پیس کے جو جو طمع ممکن تھا سب ملا دیا برتنون مین نکلوایا ملکہ کو سفید چادر اُڑھا کر کنیزون کے سر پر وہ
خوان رکھوایا لیکر طرف قید خانے کے چلی یہان **سفاک بدباطن** نامے کوتوال زندان خانہ نے اسے
پکارا کون آتا ہے **زعفران** نے جواب دیا او نگوڑے ہم ہین تمھارے زہر مار کرنے کو یہ کھانا لائے ہین
مگر تھوڑا قیدی کو دینا پڑیگا **سفاک** نے کہا ہم رات کو قفل نہ کھولینگے **زعفران** نے کہا چپ رہو ہمارے
زبان سے اچھا کہو ہم کہدینگے ملکہ بیمار ہوگئی تھین **نذرات ومنات** دلوائی تھی اسکو کھالو رکھو نہین
سب نے کھانا لیکر کھایا سب کھاتے ہی بیہوش ہوئے **زعفران** نے سب کے سر کاٹ ڈالے سب کو
زیر و رو کیا ملکہ سے کہا اندر جائیے صورت دیکھ لیجیے بات کیجیے اور جلدی نکل چلیے ملکہ نے نیچے سے قفل
کاٹا اندر آئین **بدیع الزمان** کی نگاہ پڑی یا تو سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے تھے سر اُٹھا کر جو دیکھا ایک آفتاب
عالمتاب نظر آیا معلوم ہوتا ہے کہ شمع بےپردہ فانوس سے نکل آئی یا کلک قدرت کہون یا آہ دل عاشقان
یا شعلۂ رخسار معشوقان جو طلب کہون زیندہ ہے آنکھین نرگس شہلا دہن غنچہ حدیقۂ راحت افزا سب اعضا
موزون عارض گلگون **بدیع الزمان** کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے **فرد** گر برسر وچشم
من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + دیگر **مصنف** گر بسر چشم من بیائی + بر قلب نہم کہ کیمیائی ملکہ نے شرما کر
سر جھکا لیا فرش خاک پر بیٹھ گئین کہ اسکے خلاف نہو جاتی تھین پاؤن سے آنکھین ملون خانۂ زنجیر مین عین
بھی داخل ہو جاؤن غل نہو اے شبنم اب تامل نہو جب عرصہ ہوا تو **زعفران** قریب دروازے کے آئی
کہا واری اب چلیے ایسا نہو کہ صاحبان طلایہ آجائین **مسواک بدباطن** اسکا بھائی طلایہ دار ہے پہلوان بھی
زبردست ہے اُسکو اپنے زور بازو کا بڑا گھمنڈ ہے ملکہ نے پلٹ کر **زعفران** کے آگے ہاتھ باندھے کہا لو
زعفران تمنے بڑا احسان کیا مول لے لیا انکو بھی کسی طرح سے لیچلو یہان انکا رہنا بہتر نہین ایسا نہو کسی
طرح کا دشمنون کو صدمہ پہونچے یہ لوگ جو مارے گئے ہین انکی باز پرس ہوگی خون انھین کے ذمے رکھا
جائیگا یا تم سب چلی جاؤ مین اسی مقام پر رہونگی جو انپر گذریگی وہی جفائین بھی سہونگی **زعفران** نے کہا واری
دیکھیے جو مین کہتی تھی وہی ہوا آخر آپ نے پاؤن پھیلائے واری اب مین کیا کرون ملکہ نے
گھبرا کر کہا ہاے قید کو کیا کرون ہتھکڑیان کیونکر کٹین **بدیع الزمان** نے کہا ہم خود تمھارے ساتھ
چلتے ہین یہ کہکر مارا ہتھکڑی ٹوٹی گلے کا طوق مروڑ ڈالا بیڑیان بھی توڑ ڈالین جسم سے سرانے خون کے
بلند ہوئے ملکہ گھبرا گئین دو پٹے سے خون پاک کرنے لگین کہا ہان ہان صاحب یہ کیا کیا **بدیع الزمان** نے

کہا کچھ مقام تردد نہین سفاک کی تلوار اُٹھالی ملکہ کے ساتھ ساتھ چلے یہ تو گلی کوچہ طے کرتے ہوئے جاتے
ہین مسواک بدباطن ملکہ یہ دستے رہا ہر رات کم باقی تھی قریب زندانخانے کے آیا آواز دی بھائی صاحب
دو تین مرتبہ پکارا جب آواز نہ آئی اسنے گھوڑا دوڑایا آگے دیکھا خون کے دریا بہہ رہے ہین قیدخانے کا
دروازہ کھلا ہوا ہی ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی پڑی ہین قیدی ندارد اپنے بھائی کے واسطے روتا ہوا نکلا کہا لو
یارو غضب ہو گیا کوئی نگہبانون کو قتل کرکے قیدی کو لیگیا ایک طرف قطرات خون کے کچھ نشان معلوم
ہوتے ہین ساتھ والون سے کہا کہ یارو مین بڑھتا ہون قیدی اسی طرف گیا بعد تم بھی آجانا اور مین اکیلا
دس پر کافی ہون مجھے کچھ خوف نہین یہ کہکے گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا میان بدیع الزمان کو چوہاسے طویل
ملکہ کے ایک مقام پر پہونچے کہ وہان کسی قدر میدان ہر بارہ چودہ عورتین مع ملکہ پشت پہ بدیع الزمان
آگے آگے کہ سامنے سے آواز آئی او جوان کہان جاتا ہر مین آپہونچا بدیع الزمان نے عورتون کو گوشے
مین کیا کہ مسواک گھوڑا دوڑا کر آیا شاہزادے نے تلوار کے سامنے مین لیا ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
خالی دیا جھٹکے جو ہاتھ مارا چارون پائون گھوڑے کے اُتر گئے مسواک کو دکر الگ ہوا تلوار ٹیکے
بدیع الزمان کے سامنے آیا اب پیدل تلوار چلنے لگی اپنے زور پر مسواک کو بہت ناز ہر جیسے ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے ہاتھ مارا اسنے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بدیع الزمان نے گریبان مین ہاتھ ڈال کر
ایک جھٹکا مارا کہ سر زمین سے ملادیا ملکہ تھرتھر کانپ رہی ہین کہتی ہین ای زعفران ایکا خدا انکو اس قصائی کے
ہاتھ سے بچائے دیکھو کسقدر بھولا ہر زعفران نے کہا واری اُنھون نے تلوار بھی اُسکے ہاتھ سے
گرادی دیکھیے تو اُسکا کیا حال ہر اور یہ کس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہا زعفران منہ بھر کے یہ [illegible] کو ایسا
منہ نظر لگ جائے میان تو چھوکرا بھی نہین تمھارے پائون کی خاک چولھے مین ڈالدی جائے تو دیکھیے
مین خوف سے نگاہ بھر کے نہین دیکھتی میان بدیع الزمان کو اُسنے ٹکر ماری دھڑاکے کی جو آواز آئی
ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا کہا او کمبخت زعفران غضب کیا موئے نے کس زور سے ٹکر لگائی ہر میرا دل ہلگیا زعفران
نے کہا واری وہ خود پہلوان جہان دیدہ ہین انکو خبر بھی نہین ہوئی کہ کسکے ٹکر پڑی دیکھیے کس طرح سے
لڑ رہے ہین ملکہ نے دیکھا بدیع الزمان کو پچھاڑا ہر بدیع الزمان زمین پر یون قایم ہین کہ نقش جمے
ہوئے ہین مسواک پیچ پیچ کے مار رہا ہر بدیع الزمان ایک طور سے زمین کو پکڑے ہوئے ہین جب
یہ دو تین پیچ مار چکا اور کچھ نہوا ایک مقام پر پشت کے تکے مسواک کو دے دو تین [illegible] ملکہ بھی پکار اُٹھین کہ ای
شہریار اب یہ ملعون نہ بچنے پائے مسواک نے آواز دی کہ او گیسو بریدہ اب مین نے پہچانا دیکھ تو صبح کو
دربار مین کیا حال کرتا ہون بدیع الزمان نے اٹھا کر مارا چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہو گئے
فرمایا کلمۂ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہر اس ملعون نے جواب سخت دیا بدیع الزمان غصے مین اُٹھے
ایک پائون دونون پائون سے دبایا ایک پائون کو دونون ہاتھون سے تھام کر شل کر بانس کی طرح
چیر کر پھینکدیا ملکہ دوڑ کر لپٹ گئین کہا شہریار جلد محل چلیے دیکھیے جلاد فلک چہارم پر آمد ہوا چاہتا ہر
شعاع تیغ مہر ظاہر ہو رہی ہر بدیع الزمان ساتھ ساتھ ملکہ کے باغ دلکشا مین آئے دیکھا باغ بہشت
آئین گلہائے لالہ کے چراغ روشن جا بجا شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین جوش مین فوارے چھوٹ رہے
ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہر عندلیبان زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی ہواے عشرت

فرحت آگئی ملکہ خوشی خوشی بدیع الزمان کو ساتھ لیے ہوئے بارہ دری مین پہونچین مقام صدر پہ لاکر شاہزادے کو بٹھایا آپ ایک طرف بیٹھین زعفران مصروف اہتمام مگر اُسوقت سحر وہان نامدار جادو کو خبر پہونچی کہ زندانخانہ ٹوٹ گیا قیدی چھوٹ گیا سحور تیز پا عیار بیٹھا ہی کہا کیون اسیحور یہ کیا ہوا یہ تو کوئی گھر کا بھیدی تھا جس نے یہ حرکت کی کچھ خوف نہ کیا ذرا دریافت تو کرو یا ایک کام کرو یہان سے تین کوس پہ رازدار جادو مالک صورت سامری رہتا ہی وہ اُسی وقت دریافت کرکے بتاویگا یہ کہکے نامدار نے ایک فرمان تیار کرایا لکھا کہ ای رازدار قیدی ہمارے یہان سے غائب ہوا تمکو مناسب یہ ہی کہ صورت سامری سے پوچھ کے بھیجے کہا اسیحور عیار پاس رازدار کے پہونچا فرمان شاہی دیا رازدار نے کہا ای سحور تم جاؤ ہم نامہ لکھکر بھیجینگے باعث یہ ہی کہ کئی دن سے مین نے پوجاپاٹ نہین کیا ہی ٹھاکر کی تصویر بھی نہین نہلائی گئی کل روز منگل ہی ٹھاکر کی تصویر کو نہلاؤنگا صورت سامری سے حال پوچھ لونگا عیار چلا آیا رازدار نے دوسرے دن ٹھاکر کی تصویر کو نہلایا صورت سامری سے پوچھا کیون یا خداوند بدیع الزمان کو قید خانے سے کون لیگیا تصویر بنسی کہا شبنم گوہر پوش دختر نامدار قید خانے سے لیگئی اُسی کے باغ مین مصروف عیش و نشاط ہی رازدار بہت ہنسا کوٹھری سے یہ کہتا ہوا نکلا گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ان شاہزادون نے سلطنتین ویران کین ہر گھر مین ایسی ہی چنگاری سے آگ لگی اور ایک نامہ اس مضمون کا لکھا تمام کیفیت درج کی مہلیل جادو مصاحب قدیم کو دیا اور کہا کہ نامہ بادشاہ کے ہاتھ مین دینا کسی غیر کو اس راز سے آگاہ نہ کرنا بڑے شرم کی بات ہی کوئی اور آگاہ نہونے پائے مہلیل نامہ لیکر چلا مہلیل تو نامہ لیکر ادھر سے جاتا ہی ملکہ شبنم گوہر پوش بدیع الزمان کو ساتھ لیے ہوئے باغ مین مصروف عیش و نشاط مین دن عید رات شب برات ہی زعفران گھبرا گھبرا کے کہتی ہی کہ واری لونڈی نے خبر منگالی تھی تلاش ہو رہی ہی کوتوال نے مہترانیون سے اقرار نامے لیے ہین گھر گھر تلاش کرو یہان بھی لونڈی نے یہ انتظام کیا ہی کہ اپنے بیگانے کو آنے نہین دیتی ملکہ نے گھبرا کر کہا ای زعفران اُٹھ پہر مجھکو بھی انتشار ہی فرود و گونہ رنج و عذاب است جان مجنون را وصال صحبت لیلی و فرقت لیلی ❊ جب فراق تھا جان کو عذاب تھا اب یہ خیال ہی راز نہ کھلجائے ہاے

کیا کرون اب تو آٹھ پہر یہی خیال رہتا ہی

نظم

قلق سے دم لبون پر خواہش دیدار مین آیا | نہ آیا بھی تو چھپ کر پردہ اسرار مین آیا
رقیبون کو جلایا آئنے کی دیدبازی نے | دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا
سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے | صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا
برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے | وہ ملک حسن مین یہ عشق کی سرکار مین آیا
ہمارا بھی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اترا او | وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا
مجھے حیرت ہی حالت دیکھکے شیخ و برہمن کی | کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا
بہت مشکل ہی رہنا پاک دامن لوث دنیا سے | اُلجھکر رہگیا جو وادی پر خار مین آیا
برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو | نکلکر اس دوراہے سے مین کوے یار مین آیا
خط شبرنگ نے اگر مثالی حسن کی قیمت | خبر پہونچی کہ بال آئینہ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوارون کا — خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اسرار مین آیا
نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بد مشرب — سے کا محتسب کو صحبت میخوار مین آیا
کٹے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے — اگی کونسا سرو روان گلزار مین آیا

قلعۂ نامدار سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی سیران جادوو دایہ ملکہ کی اس قلعے مین رہتی ہی بادشاہ نے وہ قلعہ اسکے نام سے آباد کر دیا ہی قلعۂ سیرانیہ اسکا نام ہی ملکہ کی دایہ ہی دودھ پلا کر پالا ہی تمیسرے چوتھے ملنے آتی تھی اپنے قلعے مین بیٹھی تھی کہ ایک کنیز نے عرض کی واری کچھ آپ کو قلعۂ نامدار کا بھی حال معلوم ہی گھبرا کے سیران نے پوچھا کیون خیر تو ہی کہا حضور مین نے یہی سنا ہی کہ آپ کی پالی پر کسی نے لشکر کشی کی ہی مجھکو خبر ملی مین نے اس سے حال کو پوچھا سنا کہ بادشاہ نے اسکے دوسر دارون کو مکر کے قید کر لیا سیران نے پوچھا آخر افسر لشکر کون ہی کہا حضور مین نے یہ بھی دریافت کیا شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند صاحبقران نہین معلوم کہان سے لشکر کشی کر کے آئے بادشاہ نے کیونکر انکو بھی گرفتار کرا منگایا اور ایک خبر وحشت اثر مین نے پائی کہ وہ شخص جو اس قلعے مین قید ہوا قید خانے سے چوری گیا بعض لوگ مخفی مخفی ملکۂ عالم کا نام لیتے ہین مگر چونکہ ملکہ پاک دامن مشہور ہین کوئی انکو کہہ نہین سکتا مگر سنا ہی کہ انکے بھی گھر کی تلاشی ہو تو عجب نہین یہ سنکر سیران گھبرا گئی اسی وقت اٹھی کہتی ہوئی ہی ہی میری پالی کے نام یہ بدنامیان دیکھو مین ابھی جاتی ہون مین اپنا خون پانی ایک کرونگی میری پالی کا کوئی نام لے اسکو تنگ گور مین سلاؤن رو رو کے گھر اسکا تباہ کر دون ای بوا نافرمان سنتے کچھ اور سنا جہان مین گئی و مین بچون کی طرح بیٹھ گئی دائی امان سپیسے لائین مین نے اکثر سمجھایا کہ بی بی نام خدا اب تم جوان ہوئین تمھارے صندوقچے مین ہزار ہا روپے بھرے ہین مجھ نگوڑی کا پیسہ لیکر کیا کروگی تو اسکا ہمکو جواب ملا کہ دائی امان تمھارے پیسے کی چیز میٹھی ہوتی ہی ایک پیسہ دو ایک روپیہ لو نہین تمھاری انگوٹھی لیکر رہن رکھونگی ایسی ہی عشق و عاشقی کو کیا جانے کیون نافرمان تیری عقل مین کیا آتا ہی فرمان نے کہا دائی امان ایک دن مین نے سینے پر جو ہاتھ رکھا اور پوچھا کہ بی بی یہ کیا ہی تو کہا بوا نافرمان یہ ورم ہوتا چلا آتا ہی اب مین حکیمون سے کہکر علاج کرونگی مجھے ڈر ہی کہ پھوڑا نہو جائے تب مین نے باتون مین کہکر یہ سمجھایا کہ نابی بی اسکا علاج نہین کرتے یہ نشانی شباب کی ہی تو کھلکھلا کر ہنسین میرے سینے پر ہاتھ رکھکر کہتی ہین کہ خدا نہ کرے کہ ایسی ہو جائین بوا نافرمان مین تو نوچ کے پھینکدونگی مجھے یہ بوجھ نہ اٹھیگا ایسون کو کوئی عشق و محبت کا دھبا لگائے اسکا گھر دھوپ مین چھاؤن اوپر سے پانی برساؤن سیران نے کہا بوا نافرمان تم چپ رہو مین ابھی جاتی ہون مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتی میری بچی کو جو نگاہ بد سے دیکھیگا نگوڑے کی آنکھین پھوڑ ڈالونگی بکتی جھکتی سیران چلی اس قلعے مین بھی بارہ ہزار عورتین رہتی ہین وہ سب سیران کی رعایا ہین سیران پرپرواز پیدا کرکے اڑی راستہ بارہ کوس کا تھا دو گھڑی کا ل اڑی آخر بازوون مین درد ہونے لگا قلعے سے تین کوس پر ایک پہاڑ تھا اسپر آکر اتری ٹہلنے لگی رازدار کا فرستادہ عطلیل جو نامہ لیکر چلا تھا اسی پر وہ بھی آکر ٹھہرا لیٹ کر دایہ کو جو دیکھا تا تاجی کہکر سلام کیا اسکی بڑی آبرو ہی سب اسکا پاس

کر رہے ہیں دعا دیکر پوچھا بیٹا مہلیل کہاں سے آتے ہو مہلیل نے کہا تم اسوقت خوب ملے گئیں میں فکر میں تھا
کسی کی معرفت ملکہ سے کہلا بھیجوں مگر نامہ رازدار کا میں جا کر شاہ کو ضرور دونگا سیران نے پوچھا کیا
سبب ہو کہا نامدار جادو نے رازدار کو نامہ لکھا تھا کہ قیدی کو ہمارے قید خانے سے کون لیگیا صورت
سامری سے دریافت کرو صورت سامری نے عجب طرح کی بات کہی اب میں زبان سے کیا بیان کروں
تو نامہ پڑھ لو سیران نے جو نامہ پڑھا سر پیٹنے لگی کہا بیٹا مہلیل ہو سکتا ہو کہ یہ نامہ تم جا کر کے پھینک دو
اور نامدار کو نہ دو مہلیل نے کہا دائی اماں یہ تو نہو سکیگا ایسا ہی آپ کا پاس تھا کہ میں نے نامہ آپکو
دکھایا ورنہ یہ نامہ کسی کو نہ دکھاتا پس آپ یہ کیجیے کہ ملکہ کو اس باغ سے بھگا دیجیے اور اس جوان کو چھپا دیجیے
بادشاہ کے ظلم و غضب سے بچائیے پھر بادشاہ سے کہکر خطائیں معاف کرا لیجیے گا میں جاتا ہوں سیران
سوچ میں گیا اور قیامت برپا ہوگی یہ سوچکر ٹہل ٹہل کر باتیں کرنے لگی باتیں کرتے کرتے کہا مہلیل دیکھو
دو سامنے ایک ابر گلنار اٹھا ہو معلوم ہوتا ہو کوئی بڑا جادوگر آتا ہو ظاہر ہوتا ہو شاید تمہارے رازدار آتے
ہیں کہاں کہکر مہلیل بیٹا سیران نے ایک گولا مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا لاشہ اسکا گھسیٹ کر درہ کوہ میں ڈالدیا
نامہ اسکی بغل سے نکال لیا اب طرف باغ ملکہ شبنم گوہر پوش کے چلی میاں یہ حال ہو کہ آٹھ پہر دروازہ
بند رہتا ہو محلدار بیٹھی رہتی ہو سیران آ کر اتری محلدار نے کہا اناجی ذرا ٹھہر جاؤ سیران نے کہا تمنے
خون ہی واسطے پلایا ہو کہ ہماری روک ٹوک ہو کیوں صاحب محلدار نے کہا ایک ذرا دم بھر ٹھہر جائیے
ملکہ منہ دھو رہی ہیں میں جا کر آپ کی اطلاع کر دوں پھر آپ چلیں سیران ٹھہر گئی محلدار ہانپتی ہوئی کانپتی
ہوئی سامنے ملکہ کے آئی میاں وہ وقت ہو کہ ملکہ و بدیع الزمان مسند پر بیٹھے ہیں جام چل رہا ہو
نہ فکر دنیا نہ ذکر عقبےٰ آپس میں راز و نیاز ہو رہے ہیں نرگس نے آنکھیں بند کر لیں سوسن سر جھکائے کھڑی
ہو سنبل نے بال منہ پر ڈال لیے لالہ داغدار نے کلاہ دے ماری چراغ گل کر دیا کہ اندھیرا رہے
محلدار پہونچی کہا واری دائی اماں تشریف لائی ہیں روکنے سے وہ سخت خفا ہو میں کہتی ہیں بیٹے اسی
دن کے واسطے خون اپنا پلایا ملکہ گھبرا گئیں کہا ای شہریار دم بھر کے واسطے آپ کمرے میں چلے جائیے
میں دو باتیں کہکے دائی اماں کو رخصت کر دونگی کنیزوں سے کہا ارے اسباب سب اٹھا کر رات کے
جلسے جا بجا ہو گیا یک سب اسباب کیونکر اٹھے اگر دس چیزیں اٹھ گئیں تو دو اسی مقام پر رہ گئیں کچھ جام
ٹوٹے ہوئے پڑے ہیں گلابیاں سرنگوں ہیں گلنار کا کلیجہ خون بدیع الزمان پردے میں چلے گئے
ملکہ اپنے کو چھپا کر بیٹھیں محلدار جا کر سیران کو لائی ملکہ اٹھ کھڑی ہوئیں اب جو سیران کی نگاہ پڑی
دیکھا کہ لڑکی چپ پڑی ہو سینے پر ابھار پیدا ہوتی ہو کہیں پٹنا ہو کہیں باغ حسن پر بہار آنکھوں میں نشے کا
خمار سیران نے آکر بلائیں لیں کہا بی بی مزاج کیسا ہو ملکہ نے دیکھکر کہا آپ کو یاد کیا کرتی ہوں صحبت
کو دیکھکر سیران سوچی کہ معلوم ہوتا ہو اس جوان کو کہیں چھپا دیا ہو ہاتھ پکڑ لیا بارہ دری میں لیگئی
ایک گھونسا اپنی چھاتی پر مارا کہا کیوں بیٹا یہ دودھ پلانے والی نہ مرگئی ارے بدی بھی کرتے ہیں تو ساتھ
نیکی کے عیب کرنے کو ہنر چاہیے اپنے بیگانے سے خوف و خطر چاہیے تمنے سب کو احمق جانا ارے
نصیحت بتلا کہ وہ نوجوان کہاں ہو اسکی بوٹیاں کاٹ کھاؤں اپنی بچی پر سے نثار کروں میں جانتی ہوں
ان مستانی کنیزوں نے تجھکو آوارہ کیا ہو ملکہ رونے لگی کہا دائی اماں میں تو نہیں جانتی کہا ارے

آئینے مین اپنی صورت تو دیکھ مین دو مہینے سے جو نہین آئی تو بھیٹ پڑی ارے سب کو معلوم ہو گیا
کہ یہ نامہ تو پڑھ ملکہ نے نامہ جو پڑھا کانپنے لگی کہا دائی امان یہ نامہ کہان سے پایا دایہ نے اپنا منھ پیٹکر
کہا تیرے واسطے مہلیل جادو کو مار ڈالا خون اپنے سر کیا چاہے میری گردن کٹے تو تیری بات ہے بس اب یہی بہتر ہو
کہ اُس جوان کو مجھے بتا دے مین سرکار کے سامنے شاہ کے لیجاؤن ملکہ نے کہا دائی امان یہ تو
مجھکو گوارا نہوگا چاہے میرا سر کاٹو اچھا ذرا صورت تو دیکھ لو کچھ نہین اختیار ہے یہ کہکر پکار کے آواز دی
ای شہریار آئیے میری مادر مہربان آئی ہین آپ کو یاد فرمائی ہین بدیع الزمان تیغ بکف کمرے سے
نکلے لیٹ کر جو سیران نے دیکھا جوان رشک آفتاب سپہر شمشیر ہلال و ماہتاب سینہ چوڑا کر چست
ارادہ و درست شیر کہ جھومتا ہوا آتا ہے جی مین کہتی ہے لڑکی نے بڑی جوہر شناسی کی لاکھون جواہرات سے
ایک نگینہ چن لیا دوڑ کر بلائین لین تسلی عمر و دولت کی دعائین دین کہا کہان میرا گل تھا غنچہ سنبل کو دیکھا
کہان شمع تھی کہ اسکا پروانہ دیکھا شاہزادے نے سر جھکا لیا اب تو سیران نے دونون کو لا کر مسند
پر بٹھایا روح کو راحت جان کو چین مسند پہ قران السعدین سیران دیکھ دیکھکر سوچ رہی ہے کہ کیا کرون
ملکہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ امان جان اب تمھاری جو رائے ہو وہ کیا جائے سیران نے کہا بیٹا سوچ
سمجھنے کے اور کیا چارہ ہے جان و بچے زندگے مرینگے جیوے قلعہ مین جو برج سیاہ رنگ ہے اُس مین
اشخاص جادو رہتا ہے بیٹا وہ منہ ہے طلسم کلید کا جب طلسم کلید ٹوٹے تب طلسم نور افشان تک پہونچے
بیٹا لوح ہمین معلوم کہان ہے مگر لوح محفوظ پاس اشخاص جادو کے ہے کہ اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا یہ کتنی بڑی
بات ہے آئینہ خدا اسکی صورت پیدا کریگا مین جا کے اشخاص جادو کو مار کر لوح لاتی ہون فتح طلسم
کلید پر اپنا ننگ جانتی ہون بدیع الزمان نے کہا دائی امان اگر تم یہ طلسم نور افشان پہونچا جسقدر
ممالک فتح ہونگے سب پر آپ کا قبضہ ہوگا کل کا افسر کرینگے سیران جادو اُٹھی کہا بیٹا تم تو مجھو مین لوح
محفوظ طلسم کلید لاتی ہون اشخاص جادو گنبد مین بیٹھا ہے کہ اسنے دیکھا سامنے سے سیران جادو
آتی ہین معزز جادوگرنی ہے سب جادوگر میان کے جانتے مین اشخاص اُٹھ کھڑا ہوا کہا اناجی آئیے
سیران آکر بیٹھی کہا بیٹا تمکو کچھ انقلاب کی فکر ہے فکر بیٹھے ہو تمھین معلوم ہے کیا معرکہ درپیش ہوا اسنے
گھبرا کر کہا اناجی کیا ہوا کہا بیٹا تم جانتے ہو ہم نگہبان طلسم کلید مین یہ دغدغہ طلسم نور افشان مین بڑی
ہے کاہنان نور افشان نے بھی بآواز بلند دغدغہ کی کہ یہ سال آخر طلسم ہے طلسم کلید بھی فتح ہوگا فتح
ہونے کا ظہور بھی یہ ہوا کہ فرزند حمزہ جسکا یہان گمان بھی نہ تھا وہ آگئے بڑا معرکہ پڑا گھر اُن پر باطن نیر
ہو کر مطیع ہے اس اقلیم والون کا مسلمان ہونا بڑی بات ہے اسی ممالک کی سرحد مین سامری جمشید
پیدا ہوئے یہان والے انکی آنکھین دیکھے ہوئے کرامتین دیکھین انکے اہل و عیال بھی دیکھے
کھیلتے پھرتے تھے اب جابجا سناٹے پڑے ہین مگر وہ مقام اب بھی موجود ہین اتنا بڑا میلوان یون
زیر ہو جائے کیسے افسوس کی بات ہے اب تمسے کہنے آئی ہون کہ پسر حمزہ قید ہوا تھا قید سے
چھوٹ گیا کوئی قید خانے سے نکال لیگیا اور آج مین نے خبر پائی کہ لوگ تمکو متہم کرتے ہین دربار
شاہی مین آج خاص تمھارے نام کا ذکر آیا مین بول اٹھی کہ وہ صاحب لوح محفوظ ہے وہ اور قتل
ملکہ شلہ کی فکر کریگا طلسم کشا کو بچائیگا برا ہے سامری ایسا ذکر نہ کرو یہ سنکر اشخاص کانپنے لگا

کہا وائی امان چرانا کیسا چھپا لایا میں نے طلسم کشا کی صورت بھی نہیں دیکھی میں کیون چھپاتا وائی امان
یہ کون کہتا ہی سیران نے کہا بیٹا دربار میں تو چلو دیکھو کون کون کہتا ہی آخر یہ بتلاؤ کہ تمنے لوح کو کیا کیا
کہنے والے کہتے ہیں کہ لوح طلسم کشا کو ملی مجھسے بیان صاف بتلاؤ لوح طلسمی کہان ہی اسنے بایان پیر
بڑھایا کہا نانا جی صاحب دیکھیے میں نے اپنی ران چیر کر لوح محفوظ کو یہان رکھا ہی سیران نے کہا
بیٹا مجھکو یقین نہیں آتا ہی تمنے خالی یہ نشان زخم کا بنالیا ہی اگر نکالو اور میں دیکھلون تو مجھکو یقین آسکے
اشخاص نے غصے میں ران کو چاک کیا لوح طلسم محفوظ نکالکر سیران کو دکھائی مگر درد کے
سبب سے تڑپ رہا ہی کہا لاؤ بیٹا میں آمین ٹانکے دیدون لوح کو اب جھولی میں رکھو اب میں دربار میں
جاکر وہ جو لوگ کہ رہے تھے انکے منہ میں کالک لگاؤنگی اور کہونگی کہ یارون دوستونکو دشمن بناؤ گے
اسی طرح دوست دشمن راہبر راہزن ہوتے ہیں دیکھو تو اب میں جاکر کیسا اودھم مچاتی ہون بلکہ تم بھی میرے
ساتھ چلو پھر تمھارا جی چاہے کسی اعضا میں رکھ لینا اشخاص نے ران میں ٹانکے لگا لئے پٹی مرہم کی بھی
چڑھالی کہا نانا جی دربار میں شاد کے چلو لوح مجھے دو سیران نے کہا لوح میں اب نہ دونگی اب یہ
لوح طلسم کشا کے پاس پہونچیگی خواہ برا مانو خواہ بھلا مانو اشخاص نے کہا طلسم کشا کہان ہی کہا بیٹا طلسم کشا
میرے گھر میں بیٹھا ہی میں نے تمنے ملک چرایا ہی بیٹا میں کیا جانون طلسم کشا کہان ہی اُن دشمنون کا منہ کالا
کرنے کو سب کچھ کہونگی میرے بچے کو سر دربار کہا میں تو سب کو آڑے ہاتھون لونگی نامدار جب بادو بھی
فرماتے تھے میں کہونگی طلسم کشا کو چھپا آئے ہیں لوح لیکر آپ کے پاس آئے ہیں لوح لیجیے اپنے سر
مار یہ اشخاص نے شراب لاکر رکھی کہا وائی امان تمنے میری آبرو بچالی سیران اسنے کہا بیٹا دور
تیار ہو چکی تھی بادشاہ خود تشریف لاتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اشخاص پر سحر تاثیر نہ کریگا سنبل
شبنم گوہر پوش کے ٹھیکے تمنے بھی محبت ہی ہماری نانی نے تمھارے نانا کو دودھ پلایا تھا اسوجہ سے
مجکو محبت ہی گو میں تو لیکر اپنی جھولی میں رکھ لی شراب پلانا شروع کیا سارا اکثر پلا دیا کہتی جاتی ہی میرے بچے
کے درد ہی اب تو اشخاص گھبرا کر اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا کف منہ سے جاری سیران نے چھاتی
پر چڑھکے اشخاص حرامزادے کو حلال کیا اسباب سب اسکے مکان کا سحر کرکے چلا یا لوح لیکر سیران
نکلی مکان سے نکل ہی کہ بھائی اسکا خناس جادو ملاقات کو آیا تھا اپنے بھائی کے کان سے سیران
کو نکلتے دیکھا مگر اس حال سے کہ قطرے خون کے ہاتھ سے ٹپکتے ہوئے قطرات خون جب خناس
نے پکار کر کہا ارے تو کون میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا ہی کیا مار ڈالا سیران نے کہا او
بیحیا اسکو بھی مارا تجھکو بھی مارونگی خناس نے جھک کر دیکھا بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہی چیخین مار کے
رونے لگا کہ ہائے مارا سیران نے گولے کو دفع کیا ابھی ہی سحر ہونے لگا مگر خناس ساحر بدست ہو
تلوار کھینچے ہوئے سیران پر چلا آیا ہی زیر قصر اشخاص یہ دونون لڑ رہے ہیں انکا احوال سنیے اس
قید خانے کا جسمین امیر و رہبر و فضل و قارن قید ہیں ممنون جادو وہان کا نگہبان ہی امیر نے جو دیکھا
کہ اسوقت ممنون جادو تنہا بیٹھا ہی اشارے سے اندر بلایا کہا بھائی یہ بتلاؤ کہ ہمارے آقا پر کیا گذری
چھوٹ گئے ممنون نے کہا آخر تمہارا مطلب کیا ہی اتنا میں نے سنا کہ بدیع الزمان قید سے چھوٹ گئے
نہیں معلوم کہان ہیں لو کہنے اتنا بڑا کام کیا پتہ لگایا جاتا ہی امیر نے کہا بھائی جو بدیع الزمان نکل ہو گئے

تو یہ رہا ہو جائے لیکن مسنون نے کہا اے امیہ تم خاص عیار طلسم کشا ہو تم نہیں نکل سکتے کل ہی حکم ہوا تھا کہ ان
سب کو قتل کرو کاہن طلسی نے منع کیا آپ قتل کرنے پر انکے قادر نہیں ہیں اس حوالی میں چھ مہینے کی
میعاد ہے آپ بادشاہ ہو کر قانون فراموش کرتے ہیں امیہ نے کہا ہمارے پاس روپیہ بہت ہے ہم
اسکو دیدیں جو ہماری جان بچائے مسنون سوچا اسکی پرسش کون کریگا جو دے سو لے مسنون
نے کہا ہم تمکو چھپا کر قید سے رہا کر دینگے مگر مال کہاں ہے امیہ نے کہا یہاں ہمارا اگر نہیں ہے جنگل میں
ایک نخل کے نیچے گاڑ دیا ہے مسنون نے کہا کسقدر ہوگا امیہ نے کہا کیا سب لے لیجیے گا آدھا آپ
لیجیے نصف ہمکو چھوڑ دیجیے اسکے سہارے ہماری زندگی ہو جائیگی مسنون سوچتا ہے میں ساحر ہوں
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا قید کا سحر اتارا چادر سے منہ لپیٹ لیا اب امیہ کو لیکر
میاں مسنون چلے حد گلہ سے باہر نکلے امیہ کہتا چلا آتا ہے وہ درخت جو سامنے ہے اُس جگہ گاڑا تھا
نشان کیواسطے پاٹا نہ بھی پھیر دیا تھا اینٹ بھی رکھدی تھی اب اسوقت بھولا جاتا ہوں ایک طرف سے
واہ گے سناٹے کی آواز آئی امیہ نے کہا بھائی دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے اگر دیکھا میران جادو انا ملکہ
شمیم کی اور خناس بھائی اشخاص کا ہے انہیں بلا کے سحر ہو رہے ہیں خناس نے میران کو زخمی
کیا ہے کساے میں تلوار لیا ہے چاہتا ہے سر کاٹ لوں میران پیچھے ہٹتی چلی آئی ہے کچھ شعلے بھڑکا کر
اپنے کو بچاتی ہے امیہ نے کہا دریافت کرو یہ کون لوگ ہیں لڑائی کا کیا سبب ہے مسنون نے کہا
اناجی صاحب یہ کیا معرکہ ہے میران تو زخم دار ہے کچھ جواب نہ دے سکی مگر خناس نے پکار کر
آواز دی اے بھائی مسنون اسکو جلدی مار لو اسنے میرے بھائی اشخاص کو مارا لوح محفوظ اسکے
پاس ہے پشت پر آکے ایک گولہ مارو سر اسکا کاٹ کر بادشاہ کے سامنے لیچلو کھلی ہوئی بات ہے کہ طلسم کشا
سے ملگئی مسنون جھپٹا امیہ نے کہا ہاں بھائی گولہ مارو میں خنجر سے سر کاٹ لونگا اب میران گھبرائی
جی میں کہتی ہے ایک ہی کو جواب نہ دے سکتی تھی جب اس کا بھی حصہ ہو گا مجھے کیونکر زیگا طرف
آسمان کے سر کرکے پکار اٹھی اے آسمان کے خدا بے نادیدہ اسوقت ان ظالموں کے ہاتھ سے
بچانے میں نے بدون ہدایت تیری قدرت کا اعتقاد کیا ہے تیرے نزدیک سب آسان ہے یہ وقت
امتحان ہے فرشتوں کو واسطے مدد کے بھیج میں نحیف و نزار ایک عورت یہ ساحران زبردست ایک
تو میں دب رہی تھی دوسرا کہاں سے آیا بڑے تعجب کی بات ہے اے کریم کارساز اے بے نیاز نظم

ذرہ ناکارہ را حق شیرہ اکسیر کند — خاک را اکسیر سازد قطرہ را گوہر کند
سلطنت سلطان جسم و جان بہ بحر و بر کند — کار فرمائے شہ عالم بہ خشک و تر کند
روز روشن را بہ بخشد روشنی از آفتاب — ہر شب تیرہ منور از مہ انور کند
نیست کس را زہرہ چون و چرا در حکم او — خالق ارض و سما ہر چہ کند بہتر کند
حکم خلاق جہان جاری است اندر نیک و بد — حضرت حق ہر چہ میخواہد بخیر و شر کند
انتظام ظاہری و اہتمام باطنے — حق بہر ملک و بہر شہر و بہر کشور کند

ملکہ کی جو میران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا امیہ نے مسنون سے کہا کہ گولہ مار دو کہ اس
عورت مکار کا سر اڑ جائے مسنون نے گولے کو چھوڑ دیا امیہ قریب مسنون کے آیا جیسے مسنون

لہ مارے اسم خنجر کا جو عہد رہا ہو امیہ سے لپٹ کر گولہ پر خنجر مارا ممنون کا شکم چاک قصہ
اس نے کہا ابے او عیار یہ کیا کیا امیہ نے کہا ابے تو بھی اے ہو نکلے جو وہ حلقے لا
یخناس نے چاہا تڑپ کے نکلون اب قبضے سے ملک الموت کے کب نکل سکتا
ر لنگڑا اگرا خنجر مارا اسکا شکم بھی چاک ہوا دونون مر گرے سیران نے کہا او عیار
ر کر قدمون سے لپٹ گیا کہا اناجی یہ بتلاؤ میرا آقا کہان ہو کیون میری نظرون سے
کو آئے تجھے کیا کام ہوا مین شاہزادے کا عیار ہون امیہ بن عمرو میرا نام ہو
ام ہو امیہ نے سب حال جو بیان کیا سیران کے ہوش اڑ گئے کہا ای امیہ بڑا
ے سے خوب نکلے اب میرے ساتھ باغ مین ملکہ سغنم گوہر پوش کے چلو اسنے
نے کہا ایسا وقت پھر نہ ملیگا پہرو عیار فضل وقاران کو رہا کر الٰہی مین بشکل ممنون بند
بلتی چلو آقا بہت خوش ہونگے پہر اوت بیرون قلعہ پڑا ہو سیران خوش ہو گئی کہا ای
کی شکل کیونکر بنو گے وہ جوان تھا تم کمسن ہو امیہ نے کہا دائی امان گھڑی تو رہو
کے گوشے مین گیا ممنون کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر آواز دی او ضعیفہ غضب کہ
ہاتھ سے کہان جائیگی مین نے اپنی صورت کا ایک پتلہ قتل کرا دیا سیران گھبرا گئی منہ
مین چلا کہ ارے یہ کون امیہ نے آواز دی دائی امان نہ گھبراؤ مین امیہ بن عمرو سینہ
لے سے لگا لیا کہا ای امیہ کوئی دنیا مین تیرا سامنا نہین کر سکتا ہو امیہ نے کہا دائی ا
لمان دیکھی اب بصورت ممنون امیہ سیران کو ساتھ لیکر چلا در زندانخانے پر آ
، وہ سردار لشکر دوڑے امیہ آکر بیٹھا کہا یارو شراب لاؤ مین نے اس عیار کو راہ
ی کرتا تھا تم لوگ سب گواہ رہنا لاشہ جنگل مین پڑا ہو مین نے مسلمان جانکر لاشہ نہین
لنین انکو بھی لیتا آیا شراب مین شریک ہونگی چالیس نوکر تھے دوڑ کر شراب لائے
بھر کر پلا دی سب کو شراب پلائی سب بیہوش ہوئے سب حرامزادون کو امیہ نے جلا
ن کانپ رہی ہو کہتی ہو ای امیہ بلا سے رونا گاہو کسی مقام پر رہ گئے نہین سب کو مار ا
ر پہرو کو رہا کیا ان سب کو ساتھ لیکر طرف باغ کے روانہ ہوئے مگر سیران رسم درا
، آگاہ ہو شاہراہ پر راستہ نہین چلتی گلی و کوچہ طے کرتی ہوئی چلی آتی ہو اب باغ کو پلٹ کی
ہ کار عیار شاہ پھرتا پھرتا تلاش مین شاہزادہ بدیع الزمان کے دن بھر پھر اکسین نشا
لتا ہو او عیار اب سوائے مکان ملکہ کے کوئی مکان باقی نہین ہو اسپر تو ہمارا خیال
منشا کیچی بستان گسند خیال بھی نہین جاتی صاحب عفت و عصمت اسپر ایسا گمان کرنا
لک سیاہ ہو جاؤن یہ سوچتا ہوا ایک کوچے کے پہلو مین ٹھہرا ہو کہ کچھ آدمیون سے بو

ممنون کو بھی مارا اشخاص دخناس بھی قتل ہوے یہ باتین جو عیار نے سنین گھبرا گیا دل سے کہتا ہے یہ
کیا غضب ہوا سیران بھی شریک ہو گئی اب معرکہ عظیم پڑیگا طلسم کلید کی کنجی مل گئی آرزو کی کھلی اب دیکھیے
کیا ہوتا ہے یہ تو چلکر دیکھیں کہ یہ لوگ کہان جاتے ہین معلوم ہوتا ہے کوئی مقام رہنے کا مقرر ہوا جبھی تو خوشی
خوشی وہین جاتے ہین مگر اے عیار بڑا غضب ہوا دیکھیے انجام کار کیا ہو یہ کہکر پیچھے پیچھے ان سب کے چلا
در باغ ملکہ شبنم پہ پہونچا سب دروازے پر ٹھہرے سیران پہلے اندر گئی بدیع الزمان سے
سب کیفیت بیان کی اور لوح شاہزادے سے کہے ہین والدی عرض کی حضور کا عیار و سردار
دردولت پر حاضر ہین اور سب کیفیت بیان کی کہا حضور عیار تو آپ کا بلاے روزگار ہے بدیع الزمان
نے کہا اے سیران یہ فرزند خواجہ عمرو ہین فضل قارن کا حال سنکر کھڑے ہوگئے در باغ پر آئے
فضل قارن کو گلے سے لگا لیا اندر باغ کے لائے خوشی تھا یا مگر عیار یہ رنگ دیکھ رہا تھا آکر بادشاہ
سے سب کیفیت بیان کی بادشاہ خفا ہونے لگا کہتا تھا وہ لوگ تو ابھی قید مین عیار نے کہا اب وہ
قید خانے مین نہین ہین باغ مین ملکہ کے پہونچ گئے کہ نگہبان زندانخانہ جو قتل سے بچے تھے وہ روتے ہوے آئے
عرض کی زندانخانہ لوٹ گیا نامدار نے فرمایا کیون اے عیار یہ کیا ہوا عرض کی ملکہ شبنم کے باغ مین
سب گئے جلد فوج تیار کیجیے ابھی انکے ساتھ جمعیت نہین ہے پانچ چھ آدمی ہین مارے جائینگے نامدار
نے شاغل جادوگر کو وزیران سلطنت مین سے ہے دس ہزار فوج دیکر روانہ کیا کہا تم چلکر جنگ آغاز کرو
ہم بھی آتے ہین شاغل چلا یہان بدیع الزمان فضل قارن سے باتین کر رہے ہین رہبر و کو واسطے
خبر کے بھیجا ہے رہبر و باغ سے نکلا دیکھا گرد اڑ رہی ہین شاغل فوج لیے ہوے آتا ہے یہی غلغلہ ہے
کہ چلکر بار لوٹ کر اسنے خبر کی شاہزادہ سوار ہوا فضل قارن پہلو مین ملکہ نے کہا اے شہریار باغ
سے آگے نہ بڑھیے گا ورنہ مجھکو جلوہ کرکے گرفتار کر لینگے مین سحر بھی نہین جانتی کیونکر جانبری ہوگی
بدیع الزمان نے کہا ہم در باغ سے آگے نہ بڑھینگے یہ کہکر تینون جوان چلے شاغل چلا
آتا ہے نامدار نے عاقل کو بھی روانہ کیا اسکے ساتھ بھی دس بارہ ہزار جادوگر ہین افسر گھوڑا بڑھاکر
پہلے آگے پہونچا شاغل سے کہا ٹھہر جاؤ پہلے ہم جائینگے شاغل نے کہا ہم جاکر گرفتار کرینگے
ایسی تکرار بڑھی کہ دونون مین سحر چلنے لگا فوج بھی مصروف حرب و ضرب ہو گئی یہان تک سحر چلے
کہ دونون افسر مارے گئے اور فوجین بھی قتل ہوئین ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ آپکے
اقبال سے طلسم کشا کی دیکھی شاغل و عاقل لڑکر مرے فوجین بھی کشتہ ہوئین صرف اس بات
پر تکرار تھی کہ وہ کہتا تھا پہلے ہم جائین آخر لڑے کشتہ ہوے یہ سنکر نامدار خود اٹھا اسکا اٹھنا گویا فتنہ
اٹھا سب افسران فوج تیار ہوتے مین لاکھ ساحر و غیر ساحر تیار ہوے سامنے نامدار کے آئے
بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر چلے یہان بدیع الزمان نے سیران کو براے حفاظت ملکہ چھوڑا اور
کہا اے ماہ جبین یہان تم انکی حفاظت کرو ہم سمجھ لینگے کہ جب نامدار چلا شاہ ہو رنگی کا ساتھ لاکھ غیر ساحر و ساحر لیکر
افسر نہایت قوی تن تو ٹکڑی مین اپنے زور بازو پر نازہ ہے گویا اپنے نزدیک بڑا پہلوان سرفراز ہے اسنے بڑھکر عرض
کی کہ حضور جائینگے لوح محفوظ سے حاجت ہوگی غلام جاکر بدیع الزمان کی مشکین باندھے لیتا ہے لوح
محفوظ دستیاب ہوگی لڑائی فتح ہو جائیگی جب سیران سے مقابلہ پڑے تب حضور آجائیں اسکو گرفتار

زمین سب ... بیرون نے کہا بہت مناسب کہتا ہے آپ کے شہر میں آکر اسنے آبرو پائی اب اپنا نام چاہتا ہے
بادشاہ نے کہا اچھا جاؤ شاہور زنگی سامنے بدیع الزمان کے آیا للکار کر آواز دی او پسر حمزہ تو نے
بڑے ہنگامے ڈال دیے اب مجھسے آکر مقابلہ کر بدیع الزمان نے گھوڑا چمکایا لگاور زن ہوے بعد
لگاور کے نیزے چلے اتنے عرصے میں نامدار بھی آپہونچا دیکھا کہ شاہور زنگی بدیع الزمان سے لڑ رہا
ہے بدیع الزمان نے نیزہ شاہور کا لگا لا اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان نے کمر بتا کر سر پر ہاتھ
مارا کہ شاہور زنگی کے دو ٹکڑے ہوے بادشاہ کانپ گیا کل فوج ٹوٹ پڑی بدیع الزمان نے تلوار کھینچی
فضل و قارن بھی جا پڑے تلوار چلنے لگی جس گرمی جنگ میں شبرنگ جادو تڑپ کر گرا فضل کو اٹھا لیا لیکر
چلا بدیع الزمان نے تیر مارا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ نے دیکھا چالیس افسر اسی طرح مارے گئے
اور باغ کی دیوار سے سیران جادو سحر کر رہی ہے ملکہ جنگ کو ملاحظہ کر رہی ہیں ایک ساحر نے پشت سے
تاکا کہ ملکہ صحن باغ میں مصروف دعا ہیں سیران دیوار باغ سے سحر کر رہی ہے بدیع الزمان بیرون باغ
لڑ رہے ہیں امیہ ور بیرو بدیع الزمان کے ساتھ ہیں یہ چار ہزار سوار لیکر پشت باغ پر آیا آکر گولے مارے
کہ دیوار باغ گر گئی مقتول جادو اندر باغ کے گھس آیا کنیزوں نے تیر مارے مجھے پکڑ کر چھینیں مقتول نے
بڑھکر سحر کیا کہ کمانیں چھوٹ گئیں تیغے ہاتھ سے گر پڑے اسنے جھپٹ کر ملکہ کو لیا مگر لنگاہ جو جمال جہان آرا ہے
بڑی بیقرار ہو گیا لے بھاگا راہ میں آکر ساحروں سے کہا ایک محافہ لاؤ سب جانتے ہیں کہ بادشاہ کے
پاس لے چلیگا محافہ سرکاری آیا اسی میں ملکہ کو سوار کر لیا طرف صحرا کے لے بھاگا ساتھ والوں سے
کہا کسی اور سلطنت میں چلینگے وہاں جاکر نوکری کر لینگے یہاں اگر ہزار ہیں تو وہاں دو ہزار ہونگے وہاں
ہماری تمہاری بڑی قدر ہوگی سبھوں نے کہا چلیے ہم آپ کی صلاح پر کام کرینگے مقتول دل میں بہت
خوش ہے کہ ملکہ کو لے نکلا سمجھتا ہے کہ میں نے دولت دنیا پائی ایسی معشوقہ کسے ملتی ہے کرینگی کلی آرزو کی کھلتی ہے
مگر امیہ نے بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ اے شہریار مقتول جادو دیوار باغ توڑ کر ملکہ کو لیگیا بدیع الزمان
نے چاہا لڑائی جلد فتح کروں اور تعقب میں مقتول کے جاؤں یہ سوچکر تڑپ تڑپ کر لڑتے ہیں لوح محفوظ
کو گردش دے رہے ہیں جسپر چلس پڑا ساحر نابینا ہو گیا بدیع الزمان لڑتے بھڑتے تا بہ نامدار جادو
پہونچے نامدار نے بڑے بڑے سحر کیے بدیع الزمان پر تاثیر نہوئی آخر غیرت میں آکر تخت سے کود پڑا تلوار
کھینچکر برس پڑا پانچ سات ہاتھ تلوار کے مارے بدیع الزمان نے روکے آخر الجھاوے سے ہاتھ
لگا لگا کر بناکے سر پر ہاتھ مارا کہ نامدار کے دو ٹکڑے ہوے چادر جلنے لگی شبرنگ کہ کل کا افسر ہے وہ
رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت میں آیا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہو گیا مطیع اسلام ہوا بدیع الزمان
نے کل فوج کا افسر کیا فرمایا اے شبرنگ ہو سکتا ہے کہ مقتول کو ڈھونڈھکر لاؤ ملکہ کو لیگیا ہے داغ دیکھا شبرنگ
اسی وقت بیس ہزار ساحر لیکر تعقب میں مقتول کے چلا مگر مقتول کا حال سنیے کہ جب یہ ملکہ کو جبراً لیکر چلا
پانے پر جانے کے ہاتھ رکھے ہوے ملکہ روتی جاتی ہیں کہتی ہیں اے مقتول مجھکو قتل کر ڈال مجھے کہاں
لیے جاتا ہے یہ ہاتھ باندھکر عرض کرتا ہے عمر بھر غلامی کرونگا ملکہ فرماتی ہیں ارے کمبخت ماں باپ سے
چھڑایا باغ سے نکال لے آیا اب کہیں اور لیے جاتا ہے خدا تجھکو غارت کرے مقتول نہیں کرتا ہے مگر
قضائے کار کوئی پانچ کوس تک راستہ طے کیا تھا کہ یہاں ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ سہمانیہ کہتے ہیں

عالم وہان کا سہمان تاجدار جادوی سہمان تاجدار کے ساتھ پچاس ہزار ساحر ساتھ مین اپنا ملک ہو کے
برائے حراست نکلا ہو کہ سامنے سے گرو آتی مقتول جادو پاے کے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہو ے
پشت پر چار ہزار ساحر سپروی کرتا ہوا جاتا ہو اور محافے سے رونے کی آواز آتی ہو اب مقتول جو
ہا ہو اور کہتا ہو ملکہ چپ رہو مین قتل کر ڈالونگا اور رونا مجھکو ناگوار ہوتا ہو یہان تمھاری فریاد سننے والا کون ہو
سہمان نے کہا دریافت کرو یہ کون جاتا ہو اور عورت محافے مین کون روتی ہو ہرکارے ادھر سے
آئے اور سب حال دریافت کرکے آکر بیان کیا سہمان نے کہا ارژگرام محافہ یہان رکھدے اور چلا جا
اسی مین بہتر ہو ورنہ قیامتین برپا کردونگا ہرکارے نے آکر مقتول سے کہا مقتول نے کہا واہ واہ
مین نے اپنا گھر بار چھوڑا نوکری چھوڑی محافہ تو مین نہ دونگا سہمان نے پچاس ہزار فوج کو حکم دیا
کہ گھیر کر اسکو مار لو بڑے بڑے افسر سہمان کے ساتھ موجود مین طویل جادو وجیل جادو ماہیار آسمان پر
یہ سب سردار مقتول پر جا پڑے ملکہ محافے مین سے دیکھ رہی ہین ایک دم بھر مین اُن چار ہزار کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے گویا پیدا ہی نہ ہوا تھا اب سہمان ٹہلتا ہوا قریب محافے کے آیا
سہمان تاجدار نے بجبر پردہ اُلٹ کر روے زیبا کو جو دیکھا آنکھین سوجی ہوئی مین اشک حسرت اُن
آنکھون سے جاری نرگس شہلا سے دریا بہہ رہا ہو یا صدف کا منھ کھلا ہوا ہو گوہر آبدار رشک متصل جاری
ہین دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال پریشان برلے بدیع الزمان بیقرار قریب تھا کہ سہمان تاجدار بیہوش ہوکر
گرے بمشکل اپنے کو سنبھالا ہاتھ باندھکر عرض کی اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین بادشاہ
قلعہ سہمانیہ ہون تمھارے باپ سے مجھسے نامہ و پیام رہتا تھا اب چندے سے کچھ سوال و جواب
نہین ہوا اگر مین کہلا بھیجونگا کہ میں اُس ارژگرام کو مار کر تمھاری بیٹی کو قبضے مین کیا میرے ساتھ شادی کردو
بدل و جان قبول کریگا شادی ہو جائیگی بھونری پھولی گلشن حسن ہوگا ورنہ بقول قمر دشت ہو دامن
کشیدہ مجھ گریبان چاک سے یہ قیس ڈھونڈتا ہو مرے صحرا سے وحشت ناک سے اور اے ملکہ عالم
زیر قدم اقدس جان دونگا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا میرا گھر بار ملک مال سب آپ کے واسطے حاضر ہو جو کچھ
ملک مین رہے جسکو کہیے نکال دون خلاف آپکی رائے کے کوئی کام نہ کرونگا انھوں کی یہ کیفیت ہو موافق غزل نظم

اب مجھے نہ زلف سے جو پریشانیون مین ہم	کرتے ہین اسیر نازادا دانیون مین ہم
سرگرم رقص تازہ ہین بیتابیون مین ہم	سرمی سے کسکی آنے ہین جولانیون مین ہم
ثابت ہو جرم شکوہ نہ ظاہر کرنا و رشک	حیران ہین آپ اپنی پشیمانیون مین ہم
مارے خوشی کے مرگئے صبح شب فراق	کٹتے سک ہو رہے ہین گران جانیون مین ہم
آتا ہو خواب مین بھی تری زلف کا خیال	بے طور گھر گئے ہین پریشانیون مین ہم
دکھلا دو ہر کو تونے کس دم نکل گیا	آترے نظر سے اپنی نگہبانیون مین ہم
اب تیرے سے امید رہائی نہین رہی	ہمدرد پاسبان ہین زندانیون مین ہم
زر و زبان مین اسس لگے سر گین کے صف	تلوار کر رہے ہین صفا ہانیون مین ہم
[illegible]	ہین رشک شبنم بارشون خوانیون مین ہم
[illegible] اضطراب ہے	اُچھلے نہ آب تیغ کی طغیانیون مین ہم

ہوتا ہے بس قدر ہین ترے وحشیون سے دشت	گنتے ہین شہریون کو بیابانیون مین ہم
پیش نظر ہو کس کا رخ آئینہ گداز	روتے ہین اپنے حال پہ حیرانیون مین ہم
کھا کھا کے زخم سینۂ تنگ زار پر دریغ	کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانیون مین ہم
ہوتے ہین حسد سے کرتے ہین سامان جاد کا	ترسا صنم تو دیکھ کے نصرانیون مین ہم

اسکے رو رو کر یہ اشعار پڑھے ملکہ نے کہا اے سہمان تاجدار اب مین تیرے قبضے مین ہون چاہے تو لونڈیون مین درج کر خواہ قتل کر مگر ان باتون کا نام نہ لے مین کسی طرح اسکو قبول نہ کرونگی مشیرون نے چپکے سے کان مین کہا حضور آپ کیون منت کرتے ہین گھر مین پہلے راضی ہو جائیگی یہ منت یہ خوشامد بخوف قبول ہی کر لیگی اسی وقت اس سے گھر چھوٹا ہی ایک ظالم نکال لایا اسکو بھی اپنے قتل کیا نہین معلوم اس سے کسطرح تھی اسکو قبول کیا تھا یا نہین قبول کیا تھا سہمان نے کہا مین سن رہا تھا کہ اُسکے کلام کرنے پر صدق تھی اُس سے بھی راضی نہ تھی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شیر رنگ جادو مع بیس ہزار ساحرون کے آ پہونچا محاذ جو رکھے ہوے دیکھا ہے نعرہ کیا او ملعون خبردار ابھی مین تیری خبر لونگا ملکہ کو چھوڑ کر چلا جا سہمان سوار ہوا محافہ اپنے قبضے مین کیا سردارون کو آواز دی تم اسکو روکو مین محافہ لیکر نکل جاؤن یہ کہکے دو ہزار سوار ساتھ لیے قاموس زہر خوار جو کل کا افسر تھا سب افسرون کو اسکے ماتحت کیا کہا خبردار نافرمانی نہ کرنا جس طرح بنے ان لوگون کو مار لو بگڑ جانے نہ پائین مابدولت کا روکنا بہتر نہین ہے یہ کہکے بھاگا شیر رنگ نے چاہا اسیر جا پڑون مگر قاموس بیچ مین حایل ہوا سرہونے لگا قاموس کے ساتھ چار سو ساحران زبردست ہین سب نے ملکہ شیر رنگ کو زخمی کیا ساتھ والے سب مارے گئے دو ہزار جوانون نے جانبازی کرکے مجمع عام سے نکالے بھاگے قاموس نے دور تک تعقب کیا مگر وہ لوگ تیتر بتر ہوکے اپنے افسر کو نکال لے گئے قاموس لوٹ کر پلٹا یہان سہمان نے ملکہ کو لاکر ایک مکان مین اتارا کنیزان و وزیر و امیر سمجھاتے ہین ملکہ نے ایک خنجر اپنے پاس رکھ لیا ہی یہ ایک یہی جواب ہے کہ اگر سہمان مجھکو ہاتھ لگائیگا زندہ نہ پائیگا کہ قاموس پلٹ کر آیا کیفیت اپنے فتح کرنے کی بیان کی سہمان نے کہا اے قاموس فتح و شکست سب بیکار ہے معشوق سرکش سے سامنا ہے کچھ بن نہین پڑتا اے قاموس دیکھین یہ عشق ہمکو کیا دکھائے بقول شاعر نظم

چمن مین رہنے دے کون آشیانہ نہین معلوم	نہال کسکو کہے باغبان نہین معلوم	مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم
خدا کا نام سنا ہے نشان نہین معلوم	اخیر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے	سہا عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم
یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل	لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم	سنا جو ذکر اکی تو اس صنم نے کہا
عیان کو جلتے ہین ہم ضمان نہین معلوم	کیا ہے کسنے طریق سلوک سے آگاہ	مرید کسکا ہے پیر مغان نہین معلوم
مری طرح تو نہین اسکو عشق کا آزار	یہ زرد رنگ ہے کیون زعفران نہین معلوم	جہان دکار جہان ہے ہون بیخبر نسبت
زمین کدھر ہے کہان آسمان نہین معلوم	سپرد کسکے مرے بعد ہو امانت عشق	اٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم
مدہوش ایسا ہوا ہون مین گم دماغی سے	دہن مین ہے کہ نہین ہے زبان نہین معلوم	مری تمہاری محبت ہے شہرۂ آفاق
کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم	کس آئنے مین نہین جلوہ گر تری تمثال	تجھے سمجھتے ہین ہم اپنی وان نہین معلوم

ملا تھا خضر کو کس طرح چشمۂ حیوان
قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم
جو ہو تو شوق ہی ہو کوے یار کا ہادی
کمر کا بھید جو پوچھو سیان نہین معلوم
سنینگے واقعہ اسکا زبان سوسن سے
شکار ہو وے بلا ہی کہان نہین معلوم
عجب نہین ہے جو اہل سخن ہون گوشہ نشین
جنازہ ہوگا کب اپنا روان نہین معلوم

نہین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم
طریق عشق مین دیوانہ وار پھرتا ہون
کسی کو در پہ سبیل جنان نہین معلوم
نسیم صبح نے کیا یہ اسکو بھڑکایا
شہید کسکا ہے یہ ارغوان نہین معلوم
رسائی جسکی نہین اے صنم بدزد دل تک
کسی کو ان مین زبان کا مکان نہین معلوم

لگی ہے خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ
خبر گذشتے کی نہین ہے گلستان نہین معلوم
دہن مین آپکے البتہ ہمکو حجت ہے
ہنوز آتش گل کا دھوان نہین معلوم
کنار آب چلے دور جام بالب کشت
یقین ہے اسکو ترا آستان نہین معلوم
پھینکیگا رنگ یہ تنید ہے کسدن ای آتش

قاموس نے کہا حضور صبر کرین دو چار روز مین یہ آہوے وحشی رام ہوگا مان باپ سے جدا ہوئی ہے مشکل قیدیون کے آپ نے رکھا ہے باغ رہنے کو دیجیے کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کیجیے ظاہر مین تو وہ کنیزین خدمتگذار رہین باطن مین نگہبانی کرین سہمان تاجدار نے کہا یہ راے مناسب ہے باغ خالی کراؤ دو سو کنیزین رچو بدارنیان ترکنین حبشنین لیکر ملکہ کو باغ گلرنگ مین جائین باغ کی سیر کرین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہو اور یہ بھی کہدین کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ مین تمھارے سامنے نہ کبھی آؤنگا اب مطمئن ہو یہ باغ تمھین کو دیا ہنسو بولو کھیلو پھرو کنیزین واسطے خدمتگذاری کے حاضر ہین جس شی کی خواہش ہو جسے طلب کرو ہم بھیدین کنیزون نے ملکہ کو سوار کرایا لاکر باغ مین داخل کیا یہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ باغ سے کب فرحت ہوتی ہے اُترتے ہی نرگس نے آنکھین لگا لین سوسن صد زبان ہنسی مین اُڑانے لگی غنچہ خاموش گلون کو اپنے رنگ و بو کا جوش شاخین کھینچی ہوئی تلوار گل صد برگ شعلہ جوالہ ہر نخل دشمن جوانان چمن رہزن عندلیبان خوشنوا کی نغمہ سرائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمکو گالیان دیتی ہین قربان سر پھرائی ہین ہر گوشہ باغ سے رونے کی صدا آتی ہے زمین باغ گھبرائی ہے روتی ہوئی بارہ دری مین آئین کنیزین ہرچند شگفتہ کرتی ہین ملکہ ٹھنڈی سانسین بھرتی ہین لیکن شیر جنگ جادو جو شکست کھا کر بھاگا سامنے بدیع الزمان کے آیا تمام کیفیت بیان کی عرض کی سہمان تاجدار نے اس نمک حرام کو مارا ملکہ کا محافظہ لیگیا غلام زخمی ہوا جان بچا کر بھاگا یہ سنکر بدیع الزمان تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا انشاء اللہ اگر دربار مین گھسکر سہمان کو نہ مارا تو نام اپنا بدیع الزمان نہ پایا یہ کہکر سوار ہوے شیر جنگ نے کہا غلام بھی چلیگا بدیع الزمان نے کہا تم زخمدار ہوا تھا کے بیقرار ہو یہ عاشق جمال شاہزادۂ والاقدر ہے زخمدوزی کراکے ساتھ ہو افضل قارن تو روح روان ہین ہمراہ ہوے امید در پیرو رکاب سعادت اکتساب پر ہاتھ ڈالے ہوے ساتھ ہوے طرف قلعۂ سہمانیہ کے چلے سہمان تاجدار تخت پر بیٹھا ہے مگر تمام امورات مالی و ملکی معطل پڑے ہین کاروبار بند خاموش بیٹھا رہتا ہے وزرا امرا ہرچند سمجھاتے ہین جواب نہین دیتا کہتا ہے صاحبو مجھسے کلام نکرو میرا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے انجام سوچتا ہون کہ معشوقۂ طلسم کشا کیونکر میان رہ سکیگی وہ تو اُسکے نام کا دم بھرتی ہے کنیزون سے بڑی بڑی خاطرین کین مگر کسی سے آجتک بات نہین کی یہ ذکر تھا کہ پہرہ کا رہنے دوڑے ہوے آئے بدحواس کافرون نے کافر کو بد دعا دی عمر کوتاہ ہو حال تباہ ہو شیر جنگ زخمی ہوکر پھرا اب خود بدیع الزمان آئے ہین سہمان تاجدار گھبرا گیا

انتظام کرنے لگا ملکہ شبنم کو ہر پوش سو کر اٹھی اپنی آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے ہاتھ زندگی سے دھوے ہوے منھ پر پانی ڈالا ابرو ریزی ہوئی کنیزین سمجھاتی جاتی ہین واری آپکی پریشانی سے سب لوگ گھبراتے ہین اب تو بادشاہ آپکے پاس آنے کو نہین سکتے فرماتے ہین اپنے نفس کا ملکہ کو اختیار ہو صرف اس باغ مین ملکہ تشریف رکھین ملک پر حکومت کرین ہمارا اجزا کام انھین کو اختیار ہو مین کسی مقدمے مین دخل نہ دونگا ملکہ نے کہا صاحبو کیسا ملک کیسا مال اپنا تو یہ حال ہو **نظم**

ز چشم تر نمے آید تماشا کہ من دانم
نسیم از گرد گلچین ست در راہے کہ من بودم
جدائی باعث محرومی عاشق نے گردد
تغافل پیشہ چشمش با بیمار زے گوید
ز گفتن میرمد چہرے دل آشوبیکہ من دارم
بہار از خاک شبنم میخیزد گل ہائی دامن
دعا ئی می کنم آمین کو زتا تیرمے خواہم
اسیر از ساغرت بوی گل خورشیدی آید

تمنجد در دل اندیشہ سودائے کہ من دانم
بہار از خاک رنگین ست دریائیکہ من دانم
دلم آئینہ روے دلارائیکہ من دانم
بہ اظہار یکہ دل فہمد بایمائیکہ من دانم
ز دیدن مے گریہ چشم شہلائیکہ من دانم
ز راہ تسلیم نگاہی حسرت آرائیکہ من دانم
سرا پا دل شوم بہر تمنائیکہ من دانم
اگر یک قطرہ لرزیدی ز مینائیکہ من دانم

ان اشعارون کو پڑھکر اسقدر روئین کہ دامن و گریبان تر ہو گیا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ملکہ عالم قلعے مین گلی کوچہ تمام پر آشوب ہوا ہا لیان رعایا بھاگے جاتے ہین بادشاہ بدحواس ہین ملکہ نے پوچھا کیا باعث کہا حظور شبرنگ جو زخمی ہوکر پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان نے آگ تا مدار جادو کا قلعہ قبضے مین کیا یہ جو خبر پائی کہ سیمان تاجدار ملکہ کو لیگیا خود شاہزادہ سوار ہوا قلعے کی جانب آتا ہو یقین کا ہل ہو کر کل سامنے قلعے کے پہونچ جائین بادشاہ تیاری کرتا ہو اہالیان فوج گھبرا رہے ہین کئی افسر بھاگ گئے کہتے ہین ہم لشکر حمزہ سے نہ لڑ سکینگے اسکے پاس لوح بھی ہو سحر تاثیر نہین کرتا ہو شمشیر زنی مین اسکا کون مقابلہ کر سکتا ہو جو جوان لاکھون مین اکیلا لڑے اس سے کون لڑسکے کئی افسر بھاگ کر کل گئے مقتول جادو و اہل و عیال کو اپنے لیکر بھاگا اُسنے دو منزل آگے جاکر بدیع الزمان سے ملاقات کی سنتے ہین جاکر شریک ہو گیا بدیع الزمان نے اُسکی بڑی خاطر کی واقف کار ہی اُنکے پاس پہونچگیا کل سے جنگ شروع ہو جایگی بادشاہ بھی بہت گھبرایا ہوا ہو یہ سنکر ملکہ سجدے مین جھک گئین پکارتی تھین اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز مجکو بہ آبرو خدمت مین میرے وارث کی پہونچانا تو نے عجب خبر فرحت اثر سنائی یہ آواز میرے کانون آئی کہ شاہزادہ آتا ہو اب دیکھون بخت واژگون و طالع سرنگون کیا وقت دکھاتا ہو ظاہر ہوا کہ اقبال اوج پر ہو آفت سیمان کی فوج پر ہو کنیزون نے جو ملکہ کو شگفتہ پایا کئی دن سے یہ بھی کلفت مین تھین کبھی ہنستے نہ دیکھا تھا آج مسکرا اسلئے ایک ایک کو پکارا غنچہ دہن ذرا ہمارے پاس آکر اپنا کلام رنگین سناؤ نرگس آنکھین نہ چھپاؤ تمسے بڑی چشمک اشت ہو لالہ سوسن بات کرو دل بہلاؤ سنبل پریشان نہ کرو زلفین سنوارو دیکھو چوانان چمن دکھ رہے ہین نہرین بھی نہایت بیداری سے رواں ہین چشمان معشوق ہین کہ حباب مین فوارے چھٹ رہے ہین مروارید سے بھالٹ رہے ہین سب کنیزین گرد آگین

ہنس ہنس کے ملکہ سے باتین کرنے لگین ملکہ کو شگفتہ دیکھکر نرگس نے آنکھین کھولین سنبل نے
جوڑا باندھا سوسن کی زبان درازی ہوائی غماری صبا گوش گل مین آکر کہا کرتی ہی کہ پھول شگفتہ ہو جاتے
ہین غنچے چٹکتے جاتے ہین ملکہ بیچ مین کنیزون کے ہنسی ہین کنیزین بھی خوش مزاج اسوقت باغ پر
ایک عالم ہی کہ ایسا گلعذار مقیم ہی مگر فلک کج رفتار گردون غدار کجباز حیلہ ساز ہمیشہ ایسی فکر مین
رہتا ہی کہ کسکو مٹاؤن ہنستے ہوؤن کو رُلاؤن کسی کو خوش نہونے دون عاشقان ثابت قدم کو مصیبت
فراق مین مبتلا کرون یکایک ایک ہوا سرد چلی ملکہ کا سر اُٹھگیا دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت
زبرجدی پر سوار گرد چند نازنینان مہ جبین زہرہ جبینان مہر تمکین جمعدے ہاتھون مین مگس پرانی
کررہی ہین وہ بادشاہ ادھر متوجہ ہوا اسکی نگاہ جمال بمثال شبنم گوہر پوش پر پڑی اسنے کلیجے پر
ہاتھ رکھ لیا ہاتھ ہلا دیا تو روشنی تھی یا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی سب نے
دیکھا کہ ملکہ نہین ہین وہ ابر وغیرہ بھی غائب ہو گیا کنیزون سے سنتے ہی نگین بادشاہ کو خبر ہوئی کہ باغ محل
ماتم ہی نہین معلوم کیا ہوا جو ہجوم رنج و غم ہی بادشاہ نے کہا ارے دریافت تو کرو کیا ہوا خبر آئی
بدیع الزمان سے گھبرا رہا تھا اُس عالم مین یہ خبر پہونچی کنیزون نے آکر کہا حضور ملکہ غائب ہوگئین
پوچھا ارے کون لیگیا کہا حضور ہمنے لیجانے والے کو نہین دیکھا ایک اندھیرا ہوا اُسکے بعد
روشنی ہوئی دیکھا ملکہ نہین ہین سارا باغ چھان ڈالا اُس گل بوستان خوبی کا کہین پتہ نملا یہ سنکر
سہمان تاجدار دوڑا باغ مین آیا ایک ایک سے پوچھتا تھا مگر کچھ حال نہ سمجھ مین آیا کون دشمن سخت
لگا ہوا تھا کہ جو اسطرح آکر وقت پر لیگیا روتا ہوا باہر آیا دربار مین سب وزرا کو جمع کیا کیفیت بیان کی
کہا یارو اب مین پسر حمزہ کو کیا جواب دونگا مین یہ سوچا تھا کہ پسر حمزہ سے مقابلہ کرونگا اگر غالب آیا
تو مار لیا اگر مغلوب ہونگا اس عورت کو دیدونگا اب کیسی خرابی ہی دل کو بیتابی ہی یہ کون تھا کہ جو آکر
لیگیا کچھ سحر کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا کہ مین اُس سے دریافت کرتا نہین معلوم کیا سحر کہ ہی وزرا
امرا سب دنگ ہوگئے مگر سہمان کو مکرر خبر ملی کہ بدیع الزمان آپہونچے کل قریب قلعہ نزول اقبال
ورود اجلال فرمائینگے لاچار حکم دیا لشکر شہر سے باہر نکلے یہ بھی خبر ملی کہ شبرنگ جادو بہ عہدہ
سپہ سالاری ساتھ ہی ساتھ ہزار ساحر ساتھ ہزار غیر ساحر ساحرون کا افسر شبرنگ ہی غیر ساحر ہمراہ شاہزادہ
بدیع الزمان ہین اب یہ سب لشکر چلا آتا ہی سہمان کانپتا ہوا بیرون قلعہ آکر اُترا تین چار لاکھ ساحر
اسکے ساتھ ہین بارگاہ استادہ کرائی لشکر اُتر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کئی سو علمدار بعد
شوکت و وقار آگے بڑھے ہوے ہین اسکے بعد کئی ہزار مرکب تازی ترکی عراقی بالحرین موتیون کی
بڑی ہوئین دو دو سائیس ایک ایک مرکب کے ساتھ مگس پرانی کرتے ہوے اس شوکت و شان
سے لشکر ہویدا ہوا سب سامان تزک کے بعد دیکھا شاہزادہ وہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ عالم
باختہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن پشت مرکب گلگون باختری پر سوار امیہ بن
عمرو ہمراہ رکاب ایک جانب شبرنگ جادو آمادہ جانبازی پشت پر لشکر ساحران وغیر ساحران
اس کروفر سے آکر مقابلے مین سہمان تاجدار کے اُترے شاہزادہ بدیع الزمان نے لشکر دشمن
مقابلے مین دیکھا خیال مین نہین آیا فرمایا یہ لشکر کیا لڑیگا شبرنگ نے کہا اگر غلام کو حکم ہو تو

ابھی جا پڑون سماں تاجدار کی شکین باندھ کر لاؤن زیادہ جرأت کا یہ باعث ہی کہ مین ادہر طرف سے سماں کے پانچ پانچ ہزار فوج لیکر خود شریک ہوئے ہین وہ بھی عرض کر رہے ہین کہ کیا ارشاد ہوگا بدیع الزمان ملول و حزین فراق دیدہ رنج و ہجران کشیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے سب سردارون سے کہا باہر جاکے شہزادہ امیہ کو پاس بٹھا لیا ہی فرما رہے ہین کہ ابھی یار وفادار نہین معلوم اس آفت جان پر کیا گذری ابھی تو یہ کیفیت ہی

نظم

الجھا ہی دل بتون کے گیسوے پر شکن مین
لٹکینگے قتل ہوکر دل زلف کی رسن مین
شیرین زبان ہوئی ہی فرہاد کے دہن مین
عطر گلاب مل کر حلقے مین یار بیٹھا
ذکر فقیر آگے اس بت کے بھولتا ہو
حاصل کیا ہی تو نے صدقے سے اسقدر زر
آیا تھا بلبلون کی تدبیر بن گلون نے
اک تختہ سفت کشور دہلی کا ہی ہمارے
روز روز ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا
قاتل کا میرے منکر میدان مین آکے نکلے
میدان کیا گرا کر اشکون نے گھر ہمارا
چشم سیہ سے تیری پردے مین تو نیا کے
ترک فلک ہی پنہان ظاہر ہو ترک اپنا
چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین
بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
بعد فنا رہے گا علم اپنا اپنے ہمرہ
اسکو دکھا کے تو نے آئینہ تیر جوڑا
دنیا کی زیب و زینت کفار کو مبارک
سنبل سے بال اٹھنے جس روز سے منڈائے
آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہی
صحرا کو بھی نیا یا نبض وحشت سے خالی
کوئی نہین ہی سامعت ورنہ تو آتش

اگتی ہی جا بجا سبزہ کنگھی مرے چمن مین
دکھلائیگا پسینا پالی جبیں ز تمن مین
لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین
اب کی گرہ مین دو لگا زنار برہمن مین
سونے کے بت بنے ہین بازوے برہمن مین
ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین
تو آسمان مین اپنے اک برگ لوزتن مین
ہوئے شب عروسی مہمان ہی پیرہن مین
آواز الامان ہی اب تک بلند رن مین
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین
تعلیم ہونے آیا فتنہ فریب فن مین
مائل کچھ ہو تو کرے تمیز مرد و زن مین
بیچے مین کیا تکلف کیا شان ہی ہرن مین
کھونے لگے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین
مضمون مردہ ہکو ہاتھ آئیگا کفن مین
پھرون رہی لڑائی شب یار در کردن مین
سندو کے مربے لشین کمخواب و گلبدن مین
کنگھی رو کے خاطر لگنے لگی چمن مین
خال سیہ ہی طرار اس سارق کے فن مین
اترا ہوا ہی یوسف مہمان سرا سے تن مین
سا کھو جلا ہی کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین
دے رکھا جو رہ دست غزال کو رکن مین

اسیہ بن عمرو نے عرض کی اے شہریار حضور نہ گھبرائین غلام ابھی جاکر خبر لاتا ہی کہ کیا رنگ ہی یہ تو خبر مل چکی تھی کہ سماں تڑپتا ہی بیقرار ہوتا ہی مگر ملکہ نے سامنے نہین آنے دیا اب سنا ہی کہ کوئی باغ دینے کو دیا ہی ملکہ عالم باغ مین جاکر موجود ہوئین مگر شگفتگی حاصل نہوئی تسکین دل نہوئی یہ کمکریا نہاے

عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر سہمان کے چلا ساحر کی شکل بنا ہوا لشکر سہمان مین آیا پھرتا پھرتا بارگاہ مین پہونچا اُسوقت اندر بارگاہ کے پہونچا کہ سہمان تاجدار دربار ہی وفنداسے کہ رہا ہی نظم

سودا پرست طرهٔ آن سیمبر شوم
شربت شوم نبات شوم گلشکر شوم
نفع و ضرر بود گل رعنای باغ من
دریا شوم حباب شوم ابر تر شوم
از مہر گریہ مثل غیری نمی کشم
صرصر شوم غبار شوم رہگذر شوم

عنبر شوم عبیر شوم مشک تر شوم
نازان چشم و جان نگاہ و فرہ مہر جا خود
صندل شوم علاج شوم درد سر شوم
در دست انقلاب عنانم سپردہ اند
مژگان شوم سرشک شوم چشم تر شوم
از نغمہ قہد معانی حسینہ تمثیل

لعل لب تو بوسم و گلبرگ تر شوم
پیکان شوم خدنگ شوم نشتر شوم
خود را بخود نشانم و جوشم زخود نشین
زاری شوم فغان شوم آہ سحر شوم
بہر زمین کہ نقش سم اسپ او فتد
گستاخ شوم قلم شوم و ... شوم

یارو مین کیا پریشان ہون دیکھیے اسکا انجام کیا ہو جو دلپر گذری وہ کہ نہین سکتا یہ کون دشمن لگا ہوا تھا کہ جو اسطرح پر اگر لیگیا کہ جسکا ٹھکانا نہین اتنا یہ مضمون سنکر امیہ بہت گھبرایا خدمت شاہزادہ بدیع الزمان مین روتا ہوا آیا کہا مین دربار مین سہمان کے گیا تھا عجب خبر لائی کہ جسکو نہ عرض کر سکتا ہون نہ مین چھپا سکتا ہون ملکہ کو کوئی قبضے سے سہمان کے بھی لیگیا آج دربار مین وہ بیٹھا ہوا رو رہا تھا یہ کلمہ کہتا تھا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ اگر مین لڑائی مین بدیع الزمان پر غالب نہ آیا تو ملکہ کو حاضر کر دیتا اس تدبیر سے اصلاح ہو جاتی اب کیا منھ دکھاؤنگا بدیع الزمان نے زانو پر ہاتھ مارا کہا کیون ای اسیاب کیونکر ہتھ لگے گا امیہ نے کہا وہ مسبب الاسباب ہی شام تک بدیع الزمان نے انتظار کیا لشکر سہمان سے صدائے طبل جنگ نہ آئی امیہ سے پوچھا امیہ نے کہا وہ ابھی تیاری کر رہا ہی ابھی طبل جنگی دو چار روز نہ بجوائے گا بدیع الزمان نے فرمایا حکم دید وسامان صید شکار در دولت پر حاضر ہے صبح کو ہوائے صید شکار جائینگے عرض کی بہت خوب بوقت سحر چیلے قراول میرشکار در دولت پر حاضر ہوے بدیع الزمان گلگون باختری پر سوار ہوے دو ہزار جوان ساتھ لیے واسطے شکار کے چلے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ایک آہوے تیر خوردہ سامنے سے آیا بدیع الزمان نے اسکو شکار کیا عقب مین اُسکے ایک تاجدار پہونچا اُسنے کہا کیون جوان میرے آہو کو تو نے شکار کیا باتون مین تکرار بڑھی اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے بازو پکڑ کر کلائی پر ہاتھ ڈالا یا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا وہ بادشاہ پیر زمین گیر تھا فورا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بدیع الزمان نے اپنا نام و نسب بتایا اسکا نام پوچھا کاؤس تاجدار اُسنے اپنا نام بتایا کہا یہان سے قریب غلام کا قلعہ ہی تشریف لے چلیے رعایا بھی سایۂ دامن دولت ڈالیے یہ کہکر بدیع الزمان کو اپنے قلعے کاؤسیہ مین لایا عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے بدیع الزمان نے کہا تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک رہے ہین رواج دین کی خواہش ہی یہ فرما کر دل پر بیٹھے کاؤس تخت پر بیٹھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی شاہزادے کی خاطر بدل و جان کر رہا ہی عین گرمی صحبت مین دیکھا بدیع الزمان نے کہ کاؤس اسقدر روتا ہی کہ رومال پر رومال تر ہو رہا ہی بدیع الزمان نے کاؤس کو منع کیا فرمایا کیون ای کاؤس خیر تو ہی عرض کی کچھ نہین اس بات کو حضور دریافت نہ کرین غلام کو ایک خیال آگیا حضور ناچ دیکھین رنگ دیکھین اور جو خواہش ہو سامان حاضر ہو یہ نازنینان مہ جبین

سرکار کی خدمتگزار ہین تجلیے مین بھی حاضر رہونگی بدیع الزمان نے فرمایا عیش ونشاط کیا جبتک تمھارے
دل کا غم والم نہ دریافت کرونگا تب تک مجھپر آب ودانہ حرام ہر انشاء اللہ تم بیان تو کرو حل مشکل کی تدبیر
کرینگے کاوس اور زیادہ بیقرار ہو کے رو دیا کہا حضور کیا عرض کرون مجھے تو اپنے مشکل کے حل ہونیکی
امید نہین ہر بدیع الزمان نے کہا رحمت پروردگار سے منہ پھیرتے ہو تب کاوس نے عرض کی
آپکو بھی ملال حاصل ہوگا اصل کیفیت یہ ہر پروردگار نے مجکو ایک فرزند عطا کیا تھا جری وبہادر
صف شکن تیغزن اُسکی وجہ سے سلطنت کو بہت ترقی ہوئی یہان سے قریب ایک صحرا ہر کہ اُس جنگل
مین آہو بچہ مین سا سامنے درۂ کوہ ہر پہاڑ پر قلعہ ہر اُسمین سات سو برج بنے ہوے ہین ہر برج
مین ایک زنگی قرنا بدست کھڑا ہوا ہر برج کلان مین ایک نازنین نہایت حسین بیٹھی رہتی ہر جو کوئی
اس صحرا مین جاتا ہر اول آہوان صحرا اُسکو گھیر لیتے ہین دانتون سے دامن تھام کے روتے ہین
جب وہ جوان وہان سے آگے بڑھتا ہر وہ زنگی قرنا بجاتے ہین اندھیرا چھا جاتا ہر صحرا تھراتا ہر بعد
عرصۂ دراز روشنی ہوتی ہر سامنے درۂ کوہ کے سب دیکھتے ہین کہ ایک تخت زرین بچھا ہر وہی نازنین
تخت پر بیٹھی ہر دو کنیزین مگس پرانی کر رہی ہین وہ نازنین اُس جوان کو آواز دیتی ہر کہ مین تیری
مشتاق ہون یہ جوان دیوانہ وار اُسکے پاس جاتا ہر وہ نازنین اُسکو جام شراب پلاتی ہر شراب
پیکر وہ جوان مبہوت ہو جاتا ہر حرکتین لغو کرنے لگتا ہر چاہتا ہر ہاتھ گلے مین ڈالدون وہ نازنین
کنیزون سے کہتی ہر اس جوان کو ہمارے مکان تجلیے مین لیچلو وہ کنیزین ساتھ لیکر جاتی ہین وہ
جوان قلعے مین داخل ہو جاتا ہر وہ نازنین بھی غائب ہو جاتی ہر پھر اُس جوان کا پتہ نہین ملتا
میرا بھی بیٹا اسی اشتیاق مین گیا اسی طرح جا کر غائب ہو گیا سال بھر مجکو خاک اُڑاتے گذرا
حکیم طبیب عقیل فہیم پہلوان روپیہ دیکر مین نے بھیجے مگر کسی کا پتہ نہ ملا نہ کوئی پلٹ کر آیا اسی شہر
اس حال مین مجکو ایک سال گذرا اسوقت مجکو وہی ناشاد نامراد یا و آگیا حکما سے یہ سنتا ہون
کہ یہ مقام طلسم کلیدہ ہر بدیع الزمان نے فرمایا اے کاوس عالی وقار مین تو اس طلسم کا جویا تھا
ہر چند کہ جو حال ہر وہ لائق بیان نہین مگر توڑنا طلسم کلیدہ کا واجب ولازم ہر فراق محبوب مین
بر امین ہجر کی تڑپ ترپ سے کٹتی ہین دل کی یہ کیفیت رہتی ہر کہ لائق بیان نہین نظم

تصور ہے کسی کے منہ نے کی ہر گفتگو ہر سون — رہی ہر ایک تصویر خیالی روبرو ہر سون
ہوا مہمان آکر رات بھر وہ شمع رو ہر سون — رہا روشن مرے گھر کا چراغ آرزو ہر سون
چمن مین جا مے بھولے سے مین خستہ دل کر اُٹھا — کیا کی گل سے بلبل چھیڑ در وگلو ہر سون
برابر جان کے رکھا ہر اُسکو مرتے تک — ہماری قبر پہ رہا کرے گی آرزو ہر سون
تلاش مشک مین چین وختن کی خاک چھانی ہر — پھرے ہین زلف کے سودے مین ہم آشفتہ ہر سون
ملی ہر مجکو بھی خمخانۂ افلاک مین راحت — سر جانے ہاتھ رکھکر سینے مین زیر سبو ہر سون
لبد مو کا شکار ابر وہوا مین جا کے کھیلا ہر — کیا ہر غم غلط بیٹھے کنار آب جو ہر سون
شراب وصل سے اپنے چھکا اک جام ساقی — پیا ہر جو نگ جنگ بھرنے تیرے لہو ہر سون
بسر کی مدت العمر اپنی سیر باغ وبستان مین — سنگھائی گل نے اُس گل پیرہن کی مجکو بو ہر سون

یہ ہی حکم تب پیر مغان نے سجدہ خم کا
فنا ہو جائیگی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہو
بہار رنگ لی پر بھی نہ سودا جائیگا اپنا
نظر آیا نہ اک دن راہ مین وہ نور کا لکا
ملا ہو بارہا بھی کری ان لوگون سے سچ کہنا
یہی اب عزم ہے الجزم دل مین یار کو ڈھونڈین
اگر مین خاک بھی ہونگا تو آتش گرد باد آسا

کیا ہو جب شراب ناب سے بھیجے وضو برسون
دکھا کر دل مرا چھپائیگا وہ تند خو برسون
ہمارا پیرہن پھٹ پھٹ کے ہو لیگا رفو برسون
اڑائی جسکی خاطر خاک بھنے کو بکو برسون
خراب ہے دل سا ہر کشور خوبان مین تو برسون
تلاش اس شخص کی جب مین کرچکے ہم چار سو برسون
رکھیگی مجھکو سرگشتہ کسی کی جستجو برسون

اسطرح شہزادے نے یہ اشعار پڑھے کہ کاؤس خود رونے لگا کہا ای شہریار غلام تو یہ چاہتا ہے کہ جب
فرزند کے حضور کو چھوڑون تاج وتخت کا حضور کو اختیار ہے بدیع الزمان نے کہا ای کاؤس تم حال سے
ہمارے آگاہ نہین ہم عجب مصیبت مین مبتلا ہین ہمارے تین نور نظر راحت جان آرام قلب کیسے جدا
ہین اور طلسم نور افشان مین قید ہین انکی رہائی کے واسطے ہم نکلے ہین قلعۂ نامدار پر یہ خبر پائی تھی
کہ طلسم کلید سے راہ طلسم نور افشان ملحق ہے شکر ہے کہ آج اسکا نشان حصول ملا لوح محفوظ ہم پہلے ہی پا چکے
اب فتح طلسم کلید مین دو معاملے ہین رہائی تمھارے فرزند کی اور رہبری سمت طلسم نور افشان انشاءاللہ
تم بھی ساتھ ہوگے مگر امون سے مقابلہ کرنا تب تمکو حال معلوم ہوگا ہم کل جائینگے ای امیہ تم ہمارے
الیان لشکر کو اگر پہنچے تو بیابان سے آنا سہمان سے بچانا امیہ نے کہا غلام تو ساتھ چلیگا شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا یہ طلسم کا شیوا نہین جو مقامات شکست ہونگے وہان البتہ پہونچوگے کاؤس کا
منہ پیلا پڑگیا کہنا کہ آقا دو چار روز تو یہان آرام فرمائیے فرمایا ای کاؤس آرام کیا پڑے بھائی کے دو
فرزند با نور نظر گرفتار طلسم ہین نہین معلوم مگر امون نے انپر کیا بدعت کی ہو کیسے بچھڑ گئے ہونگے ہمارا فرزند چند
شب پیشتر ملک شمالیہ مین شاہزادہ خاور سیاہ ایسا ایسا اگر زمین ہلادی مگر سحر سے ناچار ہوا گرفتار ہو گیا انکی
فکر ہمکو اپنے فرزند سے سوا ہے شب اسی تذکرہ وحکایات مین گذری صبح کو شاہزادے نے نماز پڑھی کاؤس
سے کہا چلو ہمکو وہ مقام بتلا دو کاؤس نے چند کس ساتھ لیے امیہ بھی ساتھ ہے قلعے سے نکلا مین کوس
نکلے تھے کہ قلعہ کچھ معلوم ہونے لگا کاؤس نے عرض کی حضور یہی قلعہ طلسمی ہے زیر قلعہ دشت آہوان ہے
کاؤس باتین کرتا ہوا گلستان سے نکلا دیکھا ہزارہا آہوان خوش چشم چرا کرتے پھرتے مین طرف آسمان کے
دیکھ دیکھکر روتے ہین اشکون سے منہ دھوتے ہین سامنے پہاڑ ہے پہاڑ پر قلعہ تھا گے برجون مین لگی
قرنا درست قلعے کے پڑے برج ہین مین بیٹھے ہین بدیع الزمان نے کہا ایک گنہگار کو بھیجو علامت دیکھے
ایک گنہگار کو بھیجا کہ درہ کوہ کو چھوکر چلا آ تیری جان بخشی کرینگے وہ شخص چلا اب دیکھ رہے ہین کہ وہ گنہگار
صحرا مین پہونچا اب آہوون نے دانتون سے دامن تھام لیا اور اسطرح بلک بلک کر رونے لگے
کہ دل سنگ آب ہو کیسا ہی سخت قلب ہو مگر بیتاب ہو وہ شخص انسے دامن چھڑا کر چلا جب درہ کوہ
دس پانچ قدم رہگیا نقیبون نے قرنا بجائی تمام دشت مین اندھیرا چھاگیا ہوکی صدا بلند تھی بعد عرصۂ دراز
روشنی ہوئی دیکھا ایک تخت زر جری بچھا ہے اسپر وہی نازنین گنبد نشین بہ نازو کرشمہ غش بیٹھی کرہی ہے
دو کنیزین لباس فاخرہ پہنے ہوئے مگس پرانی کر رہی ہین اس جوان کو اس نازنین نے آواز دی ای جانیوالے

ہمارے پاس آ ہم تیرے مشتاق ہین دیکھو لوگ کہان سے کہان آئے وہ جوان قریب پہونچا نازنین نے اس جوان کو جام دیا جام پیتے ہی حرکات لغو کرنے لگا چاہتا تھا گلے مین ہاتھ ڈالدون اس نازنین نے اُس شخص سے کہا مین بھی تیری طالب ہون ان کنیزون کے ساتھ مقام تخلیے مین چل وہان میرا تیرا سامنا ہوگا مین مدت سے تیری مشتاق تھی میرا اب یہ حال ہی عجب طرح کا صدمہ و ملال ہی نظم

داغ بر دل مے گذارم روز و شب	نقد ہستی می شمارم روز و شب	دوستان از من نمی پرسد کسے
شکوہ از دست کہ دارم روز و شب	گریۂ در کار آہی مے کشیم	گل ببلبل می شمارم روز و شب
آبرو بسیار مے باید مرا	گوہر دل می فشارم روز و شب	نیستم چیزے کہ پندارم حبس
دل بطاقت می سپارم روز و شب	نقش بستم ہر دم برنگی جلوہ کرد	لوح غفلت می نگارم روز و شب
صبح و شامش گشتہ جای برق ہو	تخم امیدی می کارم روز و شب	جلبے نیت دل زیادم میرود
خوش نوازی می گذارم روز و شب	لالہ زار و سنبلستانست اسیر	زغش اشکی کہ کارم روز و شب

اس اشتیاق سے یہ اشعار پڑھے کہ وہ جوان مبہوت ہوگیا اُن دونون کنیزون کے ساتھ قلعے مین داخل ہوگیا وہ زن مکارہ بھی جاکر درہ کوہ مین غائب ہوگئی پھر قلعہ اسی طرح پر قایم ہوگیا کاوس نے عرض کی ای شہریار اسی طرح میرا فرزند غائب ہوا کئی سو آدمی مین نے بھیجے ای شہریار کوئی پلٹ کر نہ آیا نہین معلوم وہان جاکر کس بلا مین مبتلا ہوتے ہین بدیع الزمان نے امیہ سے کہا اب کیا کرنا چاہیے امیہ نے کہا جو آپ کے بزرگون کا طریقہ ہی عبادت خانہ برپا کیجیے شب بھر عبادت کیجیے مدد غیب سے طلب فرمایئے جسطورسے حکم ہو اُس طورسے جایئے ضرور حضور مظفر و منصور ہونگے بدیع الزمان نے عبادت خانہ مہیا کیا بخورات روشن ہوئے سجادہ بچھ گیا اجداد اسے غار واجب دو رکعت نماز حاجت پڑھی بعد اُسکے دعا کرنے لگے بلک بلک کے دعا کررہے ہین دل مثل آئینہ صاف و شفاف دست دعا بلند آنکھون سے آنسو جاری فتح طلسم کی خواہش رہائی کاوس تاجدار کی کاہش روتے روتے پہر رات رہے بیہوش ہوئے دیکھا ایک تخت پر ایک بزرگوار بصورت نورانی تشریف لائے بدیع الزمان نے خواب مین اُٹھکر سلام کیا بعد سلام کرنے کے بدیع الزمان نے خواہش فتح طلسم کلید عرض کی ان بزرگ نے ارشاد فرمایا ای نبیرۂ صاحبقران یہ پرچہ کاغذ بطور مکتوب دیتے ہین موافق اسکی ترقیم کے کام کرنا جب تک لوح نملے بجائے لوح کے اس کاغذ سے مطلب حاصل ہوگا بدیع الزمان نے چاہا کچھ اور پوچھون کہ آنکھ کھل گئی دیکھا تو وقت سحر ہی کاغذ ہاتھ مین تھا فوراً اُٹھکر نماز پڑھی باہر سب مشتاق تھے شاہزادہ باہر آیا فرمایا ای کاوس ہم جاتے ہین ہم کو غیب سے مکتوب ملا سرداروں مین شور گریہ وزاری بلند ہوا یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ فضل قارن وغیرہ فوج مقابلہ سہمان تاجدار مین فروکش ہین یہان شاہزادے پر یہ معرکہ گذرا ان لوگون کو اسکی خبر نہین بدیع الزمان بوقت سحر کاوس سے رخصت ہوکر طرف پہاڑ کے چلے سب دیکھ رہے ہین امیہ بشکل فقیر ایک طرف آگے بڑھا شاہزادہ بدیع الزمان جب دشت اہوان مین آئے بموجب اپنی عادت کے آہوون نے آگر دامن تھاما بدیع الزمان نے مکتوب دیکھا بر ایک آہو کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ای گرفتاران زندان مصیبت وای قیدیان دام حسرت

انشاء اللہ تمھاری رہائی کی تدبیرین جاتے ہین ہمارے واسطے دعا کرنا جسوقت تمھارے گمان کو مارینگے
تم سب صاحب رہائی پاؤگے یہ کلمہ سنکر وہ آہوان صحرائی بنگاہ حسرت طرف بدیع الزمان کے دیکھنے
لگے دامن چھوڑ دیا طرف آسمان کے منہ اُٹھا کر اشک حسرت بہاتے تھے اپنی کیفیت غریب اسیّے
بیداگر سے والے کو دکھاتے تھے بدیع الزمان اُس دشت سے گذرے آہو طرف صحرا کے چلے گئے
جا کے وہان چرنے لگے بدیع الزمان جب قریب درہ کوہ کے پہونچے زنگیون نے قرنا بجائی تلاطم برپا
ہوا اندھیرا ہو گیا سب دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا وہی زن مکارہ تخت پر بیٹھی ہوئی ہی اُسنے کچھ
اشعار اشتیاق پڑھکر بدیع الزمان کو بلایا باشتیاق جام دیا بدیع الزمان نے وہ جام لیکر اُسی کے سر پر
شراب اونڈیل دی وہ عورت جلنے لگی بدیع الزمان پیچھے ہٹے جلنے پر اس نازنین کے وہ زنگی سب
پیٹتے تھے قرنا ین ہاتھ سے رے مارین پکار کر آواز دیتے تھے او جوان او جلاد یہ فعل تجھکو کسنے تعلیم کیا
ایسی مہ جبین کو تو نے جلایا کچھ تجھکو افسوس نہ آیا اور سب زنگیون نے قصد کیا کہ ہم سب تلے سے کودکر
بدیع الزمان پر حملہ کرین بدیع الزمان نے اسم حاشیہ مکتوب پڑھا آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا زمین پر آکر
قایم ہوا بدیع الزمان اُسکی پشت پر سوار ہوے اور فرمایا کہ ای اجل جنی ہم تمھاری رہائی کے واسطے
آئے ہین ہمکو صحرا سے حسرت آباد مین پہونچا دو بیچ مین کہین نہ رُکنا طائر سر اڑاتا ہوا بدیع الزمان کو لے اُڑا
کاؤس چیخین مار کر رونے لگا امیہ نے کہا ای کاؤس سجدہ شکریہ پروردگار کرو اسی مقام پر ٹھہرو منتظر
شاہزادہ والا تبار رہو مین بھی تلاش مین اُس شیر کی جاتا ہون یہ کہکر امیہ بشکل فقیر ایک جانب روانہ
ہوا کاؤس اُسی مقام پر اُتر پڑا پانچ ہزار فوج بھی ساتھ ہی مگر سمان تاجدار نے جب یہ خبرین سنین
کہ سپہ حمزہ نے جا کر کاؤس کو زیر کیا اور ارادہ ہی کہ طلسم کلید مین جاؤن اپنے ہرکارے مقرر کر دیے
تھے کہ جو وہان گذرے ہمکو فصل خبر پہونچاتا ہرکارون نے جو یہ سب معرکہ آنکھون سے اپنی دیکھا
پلٹ کر خبر کیواسطے چلے کہ اسکا ذکر وقت پر ہوگا زبانی پہلے قزاقون کی فضل قارن کو بھی خبر سب
پہونچتی ہی کہ آقا طلسم کلید مین گئے امیہ نے بھی یہ سب خبر دیکر روانہ کر دیا مگر طائر جو شاہزادہ
بدیع الزمان کو لیکر چلا برابر کہکشان فلک کے بلند ہو گیا پھر مائل بہ پستی ہوا ایک صحرائے سبزہ زار
کے گوشے مین لا کر شاہزادہ بدیع الزمان کو اُتارا طائر تو چلا گیا بدیع الزمان خراماں خراماں ایک
جانب چلے مگر مکتوب ملاحظہ کر لیا ہی تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا اس دشت مین پھولون کے
درخت بہت ہین کئی سو جوان خوش رو خوش خو آوارہ مزاج غریب و محتاج زیر نخلستان گلچینی کر رہے ہین
کوئی زیور بناتا ہی کوئی بدھیان بنا رہا ہی کوئی طوق کوئی بجلیان بنا رہا ہی بدیع الزمان ایک گوشے
مین ٹھہر گئے پہر دن رہے اُن شخصون نے زیور گل تیار کیے ایک جانب چلے بدیع الزمان
کنارے کنارے چلے آتے ہین مگر اُنکی آنکھ کڑے ہوے یقین ہی حکم مکتوب بھی یہی ہوا ایک مقام پر
شاہزادہ ٹھہرا دیکھا ایک قصر کے سامنے آکر ٹھہر سے ہا ہو کرنے لگے مثل عاشقون کے اشعار عاشقانہ
پڑھتے تھے نعرے مار کر پکارتے تھے ای جان جہان و ای قدردان عاشقان صورت زیبا
دکھاؤ تحفہ جات حاضر ہین اُس قصر سے آواز آئی ارے دیوانو آج تم مین کوئی دراندازی بھی ہی سبھون نے
آواز دی کہ وہی غلامان قدیم مین دراندازی کیا مجال ہی کہ ہم مین آسکے آپ کے دشمن کی بوٹیان

کاٹ کر کھا مین لیا ایک قصر کا دروازہ کھلا ایک کنیز نے لا کر کرسی بچھائی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ اندر در
قصر کے برق جلی آنکھین سب کی خیرہ ہو گئین مگر بدیع الزمان بنگاہ غور دیکھ رہے ہین بسبب جذب کل
و بوجہ مکتوب کے آنکھ نہ جھپکی دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ مہ پر پری پیکر ابرو رشک ہلال آنکھین
چشم غزال پیشانی تختی نور صف مژگان تیر دلدوز کبک رفتار شیرین گفتار سرو قد خورشید خد غنچہ دہن
رنگ چمن نازنین در بے بہا حسن و جمال مین یکتا اس ناز و کرشمے سے باہر نکلی کہ عاشقون کے کلیجے
پر چھری پھر گئی عاشقون نے بڑھکر زیور گل پیش کیے اُس مغرور نے کسی شے کو ہاتھ نہ لگایا اور پھر
وہی جواب دیا کہ آج کیا ہو تم سب سے مجھے بو سے وحشت آتی ہو کوئی در انداز اس مجمع مین ضرور ہو
تو دیکھو دل ناصبور رہو مین اب جاتی ہون آج سے تمکو میرا نظارۂ جمال نصیب نہوگا سب رونے
لگے رقیب نے پکار کر آواز دی اگر ایک دن جمال بیمثال نہ دیکھینگے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے
تمہارے چاہنے والون مین نام اپنا کر جائینگے بقول شاعر نظم

گریبان کفن تک چاک پایا
ہوا جب شاہ تری صید الفت سے
لیا سر پہ سایۂ افلاک پایا
لب بوسہ تو فرمایا بگڑکر
کہ جب پایا مجھے بیباک پایا
نہ تھا کچھ زلف برہم اے جنون مین
دکھانے جلوۂ حلاک پایا
ٹھہرا ای حسرت دل اور تجھکو
قلم نے بھی جگر کو چاک پایا
محبت مین نسیم دہلوی کو
ملا کیا اور رونے سے نکلا اشک
کہ مرکر گوشۂ فتراک پایا
وہ خلقت جو ہستی پر نظر کی
نہایت آپ کو چالاک پایا
کہان خون ریز عالم اور ایسا
جو یون ہر تار دامن چاک پایا
وہ مستی ہنسا لالہ چمن کو
زمیں خاطر غمناک پایا
وہ گرمی تھی تب سوز نہان سے
غلام سرور لولاک پایا
بھلا کیا خاک زیر خاک پایا
حجاب دیدۂ نمناک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا
بشر کو ایک مشت خاک پایا
زمانے مین زبان یار حقا مین
غنیمت تجھکو او سفاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چھلکے
محبت تاکا نخل تاک پایا
اثر اتنا وہ حال وحشت دل
ہمانے استخوان کو خاک پایا

سب عاشق تن شعر پڑھنے لگے
طرح وہ نازنین ملکہ چوکنی چہار جانب دیکھ رہی ہو بدیع الزمان نے اتنے عرصے مین گلچینی کرکے
ایک گلدستہ تیار کیا اُسکو ہاتھ مین لیکر سیدھے سامنے اُس نازنین کے آئے پکار کر آواز دی ای
گل بوستان حسن و خوبی و ای غنچۂ نو دمیدہ باغ محبوبی یہ گلدستہ حاضر ہو تحفۂ حقیر قبول کر تا ہمارا بھی
کام ہو اس نازنین نے بنگاہ حیرت طرف بدیع الزمان کے دیکھا چاہا کرسی پر سے اُٹھکر بھاگون
بدیع الزمان نے دوڑکر وہ گلدستہ کھینچ مارا پہونچے سر سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے
اعضائے جسمی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک چیخ مارکر آواز دی ارے اس جوان کو مار لو وہ
سب عاشق تن چوب و چماق لیکر بدیع الزمان پر جا پڑے بدیع الزمان نے تلوار کھینچی تیغ
طلسم طہمورس کو جنبش دی نظم کیا خوب کہا فرد بدیع الزمان مہر برج خوبی شہ انجمن + بدیع الزمان گرد
لشکر شکن + بدیع الزمان کہ در روز کین + توام کشم آسمان بر زمین + ز تیغش ہے اک اسلام شد + کہ سر فتنہ
باختتام شد + جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر وہ نازنین مثل سرو چراغان جل رہی ہو تمام جسم سے
آگ نکل رہی ہو دو چار جوان جو اس مین سے مارے گئے اور کتب مین دیکھ چکے ہین کہ یہ بچارے بیگناہ

۹۲

مقیدان طلسم مین بچا بچا کے نہ ے منظور تھا کہ بھگا دون وہی چار جوان جو مارے گئے سب الامان الامان
کرتے ہوئے بھاگے بدیع الزمان نے پلنگ اُس نازنین کو دیکھا کہ جل کے خاک ہوئی ہاتھ مین اُسکے
کوئی شی مثل ستارے کے چمک رہی ہی مکتوب تو دیکھے تھے بسم اللہ کہکے ہاتھ ڈالا دیکھا لوح
طلسم کلید ملی الماس کی تختی اُسمین حرف یاقوت احمر کے سجدۂ شکریہ پروردگار کیا ایک کنارے
پہ آکر لوح کو دیکھا اسم حاشیۂ لوح پڑھا وہی طائر آکر موجود ہوا اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر لیکر چلا بدیع الزمان
نے فرمایا مجھکو مقام غزالو جادو پر پہونچا دے راہ مین طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا اے شہریار
یہ سخت مرحلہ ہی بہت ہوشیار رہیے گا لوح دمبدم قدم بقدم ملاحظہ فرمایے گا مجھے یہی یقین ہی کہ یہ
طلسم ٹوٹے گا یہ حقیر بھی چھوٹے گا ساری مشقت اس واسطے ہی یہ طائر سمجھاتا ہوا بدیع الزمان کو لیکر ایک
دشت ہولناک مین آیا عجب طرح کا صحراے وحشت تھا کہ دن کو خوف معلوم ہوتا تھا بگولے گرد کے
برائے تعظیم طلسم کشا اُٹھ رہے ہین کانٹے اُنگلیان اُٹھاتے ہین نشان طلسم بتاتے ہین کہتے ہین دیکھیے
آپ کی پاؤن کا کانٹا ہوے اپنے دامن کو ہمسے بچائیے ہم دامن سے نہ اُلجھینگے موجہ ریگ روان
خنجر بیان کی پھوڑے کی آواز آتی ہی اس مرز بوم و شوم مین چغد و بوم بھی عنقا ہین اگر کوئی طائر بھٹک کر
آگیا شدت تشنگی سے ہلاک ہوا تڑپ تڑپ کے مرا خارستان مغیلان بے شمار جسمین تپے کا پتہ نہین کانٹے
بنے بنے نمایان معلوم ہوتا ہی شدت تشنگی سے نخل سے زبانین نکال دین نخل وحشت سے تھراتا ہی
زبان کے کانٹے دکھاتا ہی اگر کوئی مسافر ادھر سے گذرا پاؤن مین آبلے پڑے کانٹے دامن سے اُلجھے مسافر
کہتا ہی ایسے مصائب بھی ہوتے ہین کہ میرے پاؤن کے آبلے میرے حال زار پہ پھوٹ پھوٹ کے
روتے ہین بیابان کی وحشت بکار ہی ہر نخل خاردار ہی بدیع الزمان نے اجل جنی بیٹھے طائر سے کہا اے
برادر اس صحرا مین کیونکر گذر ہوگا ایک قدم راہ چلنا دشوار ہی ہیول بیابان کہان کانٹون کی ہلداری
پیاسون کی دوڑ دھوپ کرکے بیقراری پانی کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہین چشمے تشنج دیتے ہین یہ بھوت مرتے
ہین اجل نے کہا اے شہریار آپ جرأت و جلالت مین یکتا ہین صاحب لوح طلسم کشا ہین یہ وحشت
اورون کے واسطے ہی آپ کے واسطے یہ وحشت فرحت ہی لوح مین ملاحظہ کیجیے بیابان کی کیا کیفیت ہی
بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے فتاح طلسم وادی سیار این عجائبات جب صحراے ہول خیز مین
گذر ہو وحشت سے نہ گھبرانا امین ہو جانا باغبان قضا و قدر کو یاد کرو اسم لوح پڑھو ہواے سرد آئیگی اس
ویرانے مین کیفیت باغ نظر آئیگی مگر دمبدم لوح کو دیکھنا بدیع الزمان نے اجل جنی سے کہا تم تو
ایک گوشے مین ٹھہرو مین بموجب ہدایت لوح جاتا ہون مٹا ہو تو غزالو جادو کا سر لاتا ہون اجل جنی تو
ایک گوشے مین ٹھہرا بدیع الزمان اسم لوح پڑھتے ہوے چلے حقیقت مین ہواے سرد چلی اس
ویرانے سے فرحت تازہ نے صورت دکھائی تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ صحراے گرداری ایک
دیو کو دیکھا کہ وہ شمشاد ہاتھ مین للکار کر شاہزادے پہ اپنا وار کا ہاتھ مارا اس سردار نے اپنے کو جست
کر کے بچایا جست کر کے تلوار کا مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے خود و شاہزادہ بدیع الزمان کا
اپنا گر پڑا تھا بدیع الزمان اُسکو مار کر تلوار کا خون پاک کرنے لگے کہ ایک دیو کے مرنے
سے دو دیو جنگ تیار ہوے حربے لیکر چلے پھر بدیع الزمان نے ایک کو مارا تھوڑی ہی دیر مین

گئی سر نیزہ مارے دیو ایک صورت اور ایک وضع کے بدیع الزمان پر آپڑے جون جون یہ قتل کرتے جاتے ہین اور بڑھتے جاتے ہین خون تک کا زمین پر نشان نہین اسوقت یاد آیا کہ لوح نہ دیکھی جست کر کے کنارے آئے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر عفریت جادو بصورت دیو سامنے آئے اُسے تلوار سے نہ قتل کرنا اگر تلوار سے قتل کیا تو یہ بڑھ جائیگا خیال کر کے دیکھو بیچ مین دیوزادون کے ایک دیو سبز پوش کھڑا ہے پیشانی پر اُسکے خال سیاہ ہے اگر کامل تیر انداز ہو اسی خال پہ تیر مارو دل جگر کا خون نہ بچے دو بچیا ٹھلا جائیگا اجل سے مہلت نہ پائیگا اسی کا عفریت جادو نام ہے اُسکے مرتے ہی سب بیکار ہونگے فورًا فی النار ہونگے بدیع الزمان نے اسی طرح عفریت کو مارا سب دیو جلکر خاک ہو گئے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو دربان طلسم کلید لوح بدیع الزمان وہان سے آگے بڑھے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا فضل بن کیا ہو رایک مرکب پہ سوار پشت پر پانچ چار سو جوان سامنے سے پیدا ہوا دور سے دیکھتے ہی پکارا آفتاب نامدار مولا اے قدر شناس شکر ہے کہ آپ کو پایا بدیع الزمان فضل کو دیکھکر خوش ہو گئے امیہ بھی ساتھ ہے فضل قریب آکے گھوڑے کو دو ہاتھون کو بوسہ دیا کہا آقا آپ تو شکار کو چلے آئے سہمان نے ہم پر شبخون مارا حضور شب تیرہ و تار کی پریشانی ساحرون کی سحر خوانی قارن زخمی ہو گئے بنگلیا مین اسطرف نکل بھاگا قریب ایک باغ کے آیا وہان سے ایک دیو نکلا اُسنے چاہا ہم سب کو کھائے مین نے فرار پر قرار کیا مگر وہ عفریت جادو تھا آپ سے کے ہاتھ سے مارا گیا تب یہ راستہ پایا آپ کی خدمت مین خدا نے بخیر پہونچایا بدیع الزمان حال تباہی لشکر پوچھتے ہوئے اپنے آنیکے سبب ظاہر کرتے ہوئے چلے کہ ہمارے آنے کا یہ باعث ہوا فضل نے جلد بارگاہ استادہ کرائی امیہ نے اہتمام کیا سپاہیون کو اُتارا بدیع الزمان اندر بارگاہ کے آئے آکر مقام صدر پہ بیٹھے فضل نے عرض کی آقا بڑی جفائین اُٹھائین امیہ کوئی گلابی ہو تو لاؤ آقا کو ایک جام پلاؤ امیہ نے گلابی حاضر کی فضل نے امیہ سے اشارہ کیا کہ ایک جام آقا کو پلاؤ امیہ نے جام لبریز کیا بہ الحان یہ اشعار پڑھنے لگا بقول شاعر شیرین کلام نظم

گر شمع بزم تو در پیرہن شرر دارد
زبان عشق کہ پروردہ شرنگ سست
بود کہ دامن نازش زخاک بردارد
اگر علاج غم عشق نیست جان دادن
کہ بیدار دو صد شعلہ در جگر دارد
کسیکہ وقت نگاہی بود چو شبنم زار
سری بسوختن از شام تا سحر دارد
ز جام ہمہ تجالہ جامی لفظ جلد
شہید خستہ بار تیغ دگر دارد

چو من ہمیشہ لب خشک و چشم تر دارد
زخون دیدہ گل از لخت دل ثمر دارد
بحال کشتہ لب تشنہ رحم کن کہ ہنوز
مجال نیست کہ پروانہ بال و پر دارد
چو منع سیر گلستان کنی بہ بلبل کن
کجا رود کہ نہ پا دارد و نہ سر دارد
ز بار سایہ مضمون زبیچ و تاب آید
اگر حدیث تب غم چنین اثر دارد

ز طرز سوختن من کمر خبر دارد
نگر بروی تو آئینہ ہم نظر دارد
دلم نشادہ بہ راہش زرنگ نقش قدم
بسوی آب دہم تیغ تو نظر دارد
دلم بہ بیکسی شمع طرفہ می سوزد
کہ آشیان نخورد از شاخ سرو بردارد
دلم سیاہ رخ و زلف آن پری چون شمع
ز رنگ خیال کہ بار سیکے کمر دارد
ہزار جان بہ تن مردہ میدہد قلمش

اس لطف سے اس غزل کو امیہ نے گایا شاہزادہ تو چوٹ کھائے ہوئے تھے تصویر ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھون مین پھر رہی ہے بے اختیار اشک حسرت آنکھون سے ٹپک پڑے تکیے پہ ہاتھ رکھ لیا فرمایا امیہ لب نیم بسمل کو کیون ذبح کرتے ہو ہمارے حال سے بیخبری اگا

چونکہ قید ہونا اپنے فرزندون کا نہایت شاق تھا ورنہ ہم اس لایق تھے کہ طلسم مین آتے دیکھیں اب
فلک بر رفتار کیا دکھائے کیا پیش آئے فلک بر سر آزار ہے ہر نخل ہمارے واسطے دار ہے نہین معلوم اُس
پروردہ مہد ناز و نعم پر کیا گذری گھر سے مہمان کے کون اٹھا لیگیا اے فضل کیے جاتا ہے حضور جام تو
نوش کیجیے بدیع الزمان فرماتے ہین اے فضل شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ٭ دل
بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ٭ کیا خاک شراب پیین مزاج برہم رنج زیادہ راحت کم شراب نہ پینگے
اب فضل و امیہ منت کرنے لگے کہ حضور ایک جام ضرور نوش کرین ہم لوگون نے بھی بڑے رنج و ملال
اُٹھائے ہین بمشقت یہان تک آئے ہین ہماری خوشی ہو جائے کہ غلامون کے ہاتھ سے جام پیا انجام
بخیر ہوا بدیع الزمان نے بخاطر فضل کہ فضل کو بہت چاہتے ہین امیہ بھی بچپن کا رفیق ہے جام کو اُٹھایا
چاہا نوش کرین کہ آواز آئی افسوس صد ہزار افسوس کیا نادانی ہے جسکے پاس اُستاد موجود ہو اور اُس سے
بے پوچھے کوئی کام کرے معلوم ہوا قضا قریب ہے طلسم کشا بدنصیب ہے بدیع الزمان نے سر اُٹھا کر دیکھا
ایک طائر پرون سے سر پیٹ رہا ہے آنکھون سے آنسو جاری مثل انسان کے بھی الفاظ ادا کرتا ہے جیسے
ہی بدیع الزمان سے آنکھ ملی طائر نے کہا منم اجل جنی برائے خدا لوح دیکھیے جام نہ پیجیے گا بدیع الزمان
نے لوح پر نگاہ ڈالی صاف صاف مرقوم تھا اے طلسم کشا یہ فضل تمہارا مددگار نہین ہے یہ بھی غربلو جادو ہے
دام تزویر مین پھنساتا ہے اگر شراب پی پانی ہو کر بہ جاؤگے لوح قبضے سے نکل جائیگی پھر کون رہا کریگا یہ دیکھ
بدیع الزمان نے جام ہاتھ مین لیا کہا اے فضل میرا دل نہین چاہتا تمہاری خوشی بھی دل و جان سے
منظور ہے آدھی ہم پیین آدھی تم پیو فضل بہت خوب کہکے بڑھا جیسے ہی قریب آیا بدیع الزمان نے
جام اُسکے سر پر اونڈیل دیا ایک آہ کی کہا او طلسم کشا یہ کیا ستم کیا جسم سے شعلے نکلے سب ساتھ والے
جلنے لگے تب بدیع الزمان نے لوح کو چہرے پر کھینچا لگاتے ہوئے وہ سب جلکر خاک تمام ہوگئے
آواز آئی کشتی مرا نام مین غربلو جادو بود گوشتہ صحرا سے ایک بونڈلا گرد کا پیدا ہوا اُس بونڈلے نے لاشہ
غربلو جادو کا اُٹھا لیا لیکر طرف آسمان کے چلا گیا کہ اجل جنی نخل سے اُتر آیا کہا اے شہریار کوئی ایسا
کرتا ہے یہ بڑا جادوگر مارا گیا اب خبر بادشاہ طلسم کو پہونچیگی اب ہزارہا جادوگر آپ کی فکر مین لگینگے بدیع الزمان
نے فرمایا تمنے بڑا احسان کیا عرض کی اپنی جان کا بھی تو خوف لگا ہے اب یہ بھی خبر مشہور ہو جائیگی کہ
اجل جنی شریک طلسم کشا ہو گیا لوگ میری بھی فکر کرینگے غلام تو مخفی ہوتا ہے حضور لوح ملاحظہ کرکے
برائے فتاحی طلسم جائیں اجل جنی تو مخفی ہوا بدیع الزمان بموجب ہدایت لوح ایک جانب چلے
اب دو حال لکھنا واجب و لازم ہین اول حال ملکہ شمیم گوہر پوش کا ظاہر کرتا ہون کہ محیط جادو بادشاہ
طلسم کلیمیا اس دن برائے سیر نکلا تماشا شمیم کو دیکھکر عاشق ہوا اُٹھا لایا طلسم مین پہونچایا ایک قصر مین
تاج پا کر زری بھاری لباس پہنکر ملکہ کا سامنا کیا ملکہ نے منہ پھیر لیا فرمایا ارے نامحرم کون ہے کہ جو تو
بلا تکلف ہمارے سامنے چلا آتا ہے ایک دشمن کے پہلو سے نکلی دوسرے جلاد کے پھندے مین
پھنسی اے مالک حکم دے ملک الموت کو میری قبض روح کرے کہ مین اس کشاکش سے نجات پاؤن
اس طرح ملکہ نے بیقراری کی اور خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا کہا اے شخص میرے سامنے سے ہٹ جا
ورنہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی صدہا لونڈیان ہان ہان کرکے دوڑین ارے عورت یہ کیا بے ادبی کرتی ہے

یہ بادشاہ طلسم کلید ہین شاہ محیط تاجدار نام سنا ہو حکومت طلسم تحکو ملیگی جس شہر کی خواہش کریگی مہیا ہوگی بڑی بڑی شاہزادیان آکر سلام کرینگی حکومت طلسم مبارک ہو ملکہ نے کہا اگر یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہو تو میرے نزدیک فقیر سے بدتر ہی سر میرا کاٹ لے اگر ہاتھ لگائیگا مہت پچھتائیگا مجکو زندہ نہ پائیگا اب تو محیط گھبرایا روتا ہوا باہر آیا دربار مین وزرا امرا کو جمع کیا سب سے رو رو کے اپنا حال بیان کیا کہ یارو میری تو یہ کیفیت ہی بقول آتش نظم

دلکو اپنے کردیا نازک مزاجی نے حباب
ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا
مرگیا سنتے ہی اسکے نالۂ مرغ سحر
خون ہی ہوتا رہا کوہکن شیرین ہوا
سوز اول سے دل بیتاب بیکل سا تھا ہی
شور دریا سے ہی بہتر مشت جبین ہوا
عطر ساز آئے جو اس گل پیرہن کو دیکھنے
کو دے ای ناز مین بھاری ترا تمکین ہوا
تاک بھی ملنے کا مرقد مین گل بیرفرش
دل کی بیتابی سے عاجز آتش مسکین ہوا
زرد رو ہے اسقدر کا سیدۂ نگین ہوا
کاہ کا سایہ بھی ہمیر کو وے سنگین ہوا
دم بھی اس بیمار کا آ جو ہون لیے نہ
وصل کی شب بحر حق مین سورۂ یسین ہوا
عاشقون سے مرغ دل کے خون نا حق
صورت سیماب بے پیدا ہی بے تسکین ہوا
نازک کیا کچھ کیے اس بادشاہ حسن نے
عنبر سارا وہ گیسوئے غال مشک چین ہوا
آسمان تک اسکے پہونچے سے ہمارا جیوا
خوش نہو گو آج بندہ صاحب قالین ہوا
جسم زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا
اپنے خون کی بو مین آتی ہر مجھے انجم
آئی بان تو سن عمر روان پر زین ہوا
بل بے بے تاثیر کردیتا ہے تیشہ کو بند
پنجۂ مژگان جانان پنجہ شاہین ہوا
خر دو نیک انسان عاقل ہو بزرگ بدخو
عاشقون کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا
تول دیکھا ہے میزان خرد مین بار ہا
کہکشان اک نصف کر نصف آئین
منھ دکھاتا ہے اسقدر سے تسکین ہوا

وزرا امرا سمجھا رہے ہین ای شہریار طلسم نہ گھبرائیے ابھی ایک آہوئے وحشی کو آپ نے سامنا لیا وہ ابھی پریشان ہو رہی ہو ماں باپ سے چھوٹی سہمان تاجدار کے یہان آئی اب وہان سے آپ اٹھالائے وہان بھی سنتے ہین یہ ناراض تھی آپ بیک بیک سامنے چلے گئے اور اسکا رنج و ملال بڑھگیا دو چار روز خاموش رہیے دو چار روز کے بعد کھانا کھائے پانی پیے سہلے سلے آپ کو قبول کریگی آپکے علم و شان سے آگاہ ہوکہ آپ بادشاہ ہین طلسم ایسا وسیع ہی آپ کا مرتبہ رفیع ہی ابھی نہ ستائیے نہ اسکے سامنے جائیے ضرور آپ کو قبول کریگی یہ باتین تھین کہ آسمان سے رونے کی آواز کان مین آئی محیط نے جو دیکھا عید جادو کا لاشہ بونٹے مین لپٹا ہوا آکر پہونچا لاشہ اسکا دیکھکر محیط گھبراگیا پوچھا ارے اسکو کسنے مارا پیرون نے آواز دی طلسم کشا پہونچا بڑے بڑے اسنے ملکیے مگر کچھ بھی کچھ نہ چلا اجل جنبی طلسم کشا کا شریک ہوگیا اسی نے آگاہ کیا تب طلسم کشا نے اسکو مارا وہان بھی مارا گیا لوح دار قتل ہوئی طلسم کشا لڑتا بھڑتا آتا ہو لوح اسکو ملگئی اور یہ بھی غلام آگاہ کرتے ہین کہ آپ جس عورت کو اٹھا کرلائے ہین یہ حسن و جمال مین یکتا معشوقۂ طلسم کشا ہی ابھی طلسم کشا کو یہ معلوم نہین ہوا جسوقت اسکو دریافت ہوگا اور فنا ہی طلسم مین جلدی کریگا یہ سب حالات سنکر محیط جادو غمگین ہوگیا کہا کیون یارو اب کیا کرون وزرا امرا سب گھبرا گئے سب نے کہا ای شہریار بڑی مشکل ہوئی لوح مل جانا بڑی آفت پڑی اگر لوح نہ ملی ہوتی جو ساحر جاتا بزار بند ہیرے پکڑلاتا اب جو قصد گرفتاری کریگا لوح راستہ بتائیگی محیط جادو نے کہا یارو دیکھو جسطرح سے بنے لوح طلسم کشا سے چھینلو اور گرفتار کرکے میرے سامنے لاؤ مین اسکا سر کاٹ کے سامنے معشوقہ کے پیش کرون جب اسکو یقین ہو میرا عاشق مارا گیا تب میری جانب توجہ کریگی کئی سو جادوگر دعوی کرکرکے چلے ہین وہ سر اعمال اب یہ ظاہر کرنا منظور ہی کہ جب بدیع الزمان نے طلسم مین

داخل کیا تو سہان تاجدار کے سرکار سے خبر لیکے گیا تھا کہ سہان بیٹھا ہوا ہی بوجہ جانے بدیع الزمان
کے متردد کم ہی کہ سرکار سے آکر سوپنچا کافرون نے کافر کو بد دعا دی عرض کی ای شہریار طلسم کشا بر آ
شکار گیا اور مین کاؤس تاجدار کو زیر کیا اسنے رو رو کر اپنے بیٹے کا حال بیان کیا کہ طلسم کلید مین
پھنس گیا ہی بدیع الزمان کے علامت طلسم دیکھی دوسرے دن پشت پر ایک طائر کی سوار ہو کر غائب
ہوئے نہین معلوم کہان گئے کاؤس دہنہ طلسم پر اترا ہوا ہی عیار نہین معلوم کہان گیا سہان اور
خوش ہوا کہا اب لشکر طلسم کشا کو تباہ کرو کوئی ساحر حاضر ہو غیر ساحرون کے تباہ کرنے کو بہت سے
آنکھ لڑتے ہوئے شجر جادو کہ کئی ہزار کا افسر ہی اسنے کہا حضور یہ معاملہ میرے سپرد ہو اگر حکم دیجیے گرفتار
کردون یا آگ برسا کر جلا دون یا پانی برسا کر غرق کر دون سہان نے حکم دیا جس طرح بنے گرفتار
کرکے حاضر کرو ایک انمین سے بچنے نہ پائے سب کو گرفتار کرکے لاؤ شجر جادو اسی وقت مع پانچ
ہزار ساحرون بیٹھے مع اپنی شاگردون ہی کے مقابل افضل مین آکر اترا افضل نے جو خبر پائی کہ یہ لوگ
ہمارے مقابلہ کو آیا ہی گھبرا گیا قارن سے صلاح کی قارن نے کہا ایک عرضی آقا کو لکھو ابھی دو پہر
چار پہر رات باقی ہی اگر آقا قصد کرینگے تو آجائینگے سب کافر انکے نام سے گھبرا جائینگے اسی دم
ایک عرضی لکھکر ایک سوار کو دی اور روانہ کیا یہان کاؤس تاجدار دہنہ طلسم پر انتظار مین اپنے آقا کے
فروکش ہی مگر نہایت مشوش ہی کہ سوار نے آکر عرضی افضل کی دی کاؤس سنکے گھبرایا کہا یارو مین اب
کیا کرون مین بھی کوچہ سحر و ساحری سے واقف نہین قضا سے کار رہبر تا پھرتا امیہ آگیا امیہ نے جو یہ
حال سنا کہ افضل نے بانکسار یہ لکھا ہی کہ ای آقا مین بہت مجبور و ناچار ہون ساحرون سے مقابلہ ہی مدد کا
امیدوار ہون آپ لگا یعنی فرمائیے جلد تشریف لائیے امیہ نے پشت پر جواب لکھا طرف سے شاہزادہ
بدیع الزمان کے کہ ای سردار خوشخوای زینت پہلو تم نہ گھبرانا ہم وقت پر پہونچینگے یہ جواب سوار کو
دیا سوار روانہ ہوگیا بعد جانے سوار کے امیہ نے ایک نامہ طرف سے کاؤس کے لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای شجر جادو ہمنے سنا کہ تم بحکم شہنشاہ سہان تاجدار مقابلہ مسلمانان مین فروکش ہو ہم پر بھی
سپہ حمزہ نے دباؤ ڈالا قوت مین انکے بکسر نہ شہر سے دو تو ہمارے فتح طلسم کلید گیا ہی نہین معلوم کہ گرے
یا وہان مارا جائے تم ان سب کو تباہ کرکے ایک گھڑی بھر کے واسطے یہان بھی مہربانی فرماؤ چند
کس ہمراہیان طلسم کشا یہان موجود ہین انکی آکے گردن لو گرفتار کرکے لیجاؤ ہمکو ان ظالمون کے ہاتھ
سے بچاؤ امیہ یہ نامہ لیکر اور ایک جوان کی شکل بنکر طرف لشکر شجر کے روانہ ہوا پھرتا پھرتا دیکھتا بھالتا
لوگون سے پوچھتا ہوا قریب بارگاہ شجر آیا دربان سے کہا عرض کرو کاؤس تاجدار کا نامہ دار در دولت
پر حاضر ہوا امیدوار باریابی ہی شجر نے سنتے ہی بلوا لیا امیہ نے آکر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیدیا شجر نے
نامہ پڑھا بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی کہ مسلمانون کے مقابلے مین آنے سے یہ مرتبہ ملا کہ اتنے بڑے
بادشاہ نے مجھسے مدد طلب کی کہا برادر تمہارا کیا نام ہی عرض کی سر فروش مجھکو کہتے ہین ہین چوتھی
پشت ہی کہ سرکار کاؤس مین ملازم ہین کچھ باتین رازکی مجھے عرض کرنا ہی امیدوار ہون کہ آپ خلوت مین
چلین تو مین کچھ عرض کرون شجر کے قتل ہونے کا وقت آگیا شجر اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ پکڑے ہوئے سر فروش
کو لیکر خلوت مین آیا سر فروش نے باتون مین لگا یا کہتا جاتا ہی حضور مسلمان بڑے سرکش ہین کیا کیا انکو گوشمالی

قات سے فساد اٹھتے ہین دختر نامدار ملکہ شبنم گوہر پوش سے عشق ہوا اسکے فساد بہم پہونچے اُسی بادشاہ کا سردار اس نازنین کو بے بھاگا راہ مین آپ نے چھینا اب میان سے بھی سنتے ہین کوئی اُٹھا لیگیا کیون حضور یہ کون دشمن سخت لگا ہوا تھا جو میان سے لیگیا جیسے آپ ایسے ملازم اور اُسکے گھر سے اگر اُسکی معشوقہ کو کوئی لیجانے کیسے افسوس کی بات ہے شجر کے منہ سے نکلگیا ای سرفروش تمکو نہین خبر ہے جلوگر انکو خبر ملی مگر کچھ کر نہین سکتے یعنے محیط جادو بادشاہ طلسم گلبدکا اسطرف سے گذر ہوا وہ ظالم اٹھا کر لیگیا یہ نہ سمجھا کہ کسکی بیٹی ہے کسکی معشوق اپنی حکومت دکھائی اگر مسلمانون سے بگڑی ابھی ملوک طلسم یہ چڑھ جاتے مگر یہ لشکر کشی ہوگی یہ مقدمہ ملتوی نہ رہیگا محیط جادو نے بڑی گستاخی کی امیہ نے یہی معاملہ سنا کہ بی شبنم گوہر پوش طلسم گلبد مین پہونچین وہان آفتابی گئے ہین انکو خود پتہ ملجائیگا خیر مجھکو تو معلوم ہوا یہ باتین کرتے اُڑنے ادھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے کوئی چوکنا ہوتا ہے شجر نے پوچھا کیون سرفروش تم تو زندہ دل لایق معلوم ہوتے ہو بادشاہون کی صحبت کے لایق ہو ادھر اُدھر کیا دیکھتے ہو کہا حضور شراب کہ جلوگر کی ختم ہوگئی ہے آج صبح سے گھر سے چلا تھا اسکی نوبت نہین آئی شجر نے میز پر سے گلابی اُٹھا کر دی کہا لو پیو امیہ نے جام لبریز کیا یہ اشعار پڑھتا ہوا اُٹھا

نظم

زین سحر تو با شب وصل چہ کردی آفتاب
در شب وصلم رسیدی حج گردی آفتاب
بسکہ زنگار غمم از خط تو برجانش نشست
عالمی از سر و مہر بہائے تو شد زمہریر
سیلے چوگان گردون می خورد مانند گوے
با فروغ صبح ہرگز احتیاج شمع نیست
کاسہ در کف خستہ تن عریان سر و آتش بجان
کاش سوئے مشرق خود باز گردی آفتاب
آتش افتد در چنین گردون نوردی آفتاب
بر سپہر نیلگون شد لاجوردی آفتاب
ہر سحر بر خویش می لرزد ز سردی آفتاب
دم زند گر پیش ترک من بمردی آفتاب
پیش روے تو شود مائل بزردی آفتاب
چون شہید زار دار در ہرزہ گردی آفتاب

اس لطف سے یہ اشعار پڑھے کہ شجر بیقرار ہوگیا کہا ای سرفروش کہین علم موسیقی مین بڑا دخل ہے کہا حضور مین بھی قدردان کا جویا تھا اب مین نے آپ کو پایا بے راضی کیے نجاؤنگا خوشی خوشی شجر جام پی گیا جام پیتے ہی گھبرایا گھبرا کر کہا ای سرفروش اس جام مین کیا تھا کہا حضور آپ کی گھروالی کی تلی مین کیا جانون کیسی تھی ذرا ٹھکر ٹھیلے شجر اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرا امیہ خنجر کھینچکر بخوف جا پڑا شجر کو قتل کیا ایک ہنگامہ ہوا ساحر دوڑے امیہ سراپچہ چاک کرکے نکلگیا میان فضل پریشان تھا ساحر سب دوڑے دوڑے پھرتے ہین اب فضل نے ہنگامہ جو سنا بارگاہ سے باہر نکل آیا چونکہ طبل جنگی بج چکا تھا بیچین ہو رہا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑا سوچ رہا تھا کہ صبح کو کیا ہوگا ناگاہ لشکر مین شجر کے ہنگامہ ہوا دیکھا ہزارون شجر کے نوکر مثل برگ خزان دیدہ مارے مارے پھرتے ہین اور ہائے ہائے آقا ہائے آقا کہتے ہین اور خیمے پر شجر کے آگ برس رہی ہے لیکا یک آواز آئی کشتی مرا نام من شجر جادو فضل حیران تھا کہ یہ کیا سحر ہے کہ دیکھا سامنے سے امیہ بھاگا ہوا آتا ہے فضل نے پکار کر آواز دی ای یار وفادار ای عیار نامور ہوا ای فرزند دلبند خواجہ عمرو یہ کیا سحر کہ ہے امیہ نے کہا شجر کو مارا شجر نے بغض و حسد قلم ہوا اُس بیچارے نے تیرے مقابلہ کا ارادہ کرکے یہ ثمر حاصل ہوا کہ فوراً جہنم واصل ہوا فضل نے گلے سے لگا لیا گلے لگا کر فرمایا فرزند

ای بلبل داستان خبر یار ما گو • احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو • تبلاؤ تو ہمارے آقائے نامدار کہان ہین
امیہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ آقائے نامدار طلسم کلید مین داخل ہو گئے مجھکو یقین کامل ہو کہ لوح طلسمی پائی
ہو اور طلسم فتح کر رہے ہون چند چیزین قلعۂ طلسمی مین ہم نے بگڑتے ہی دیکھین ایک تو زنگی جو قرنا لیے ہوئے
کھڑے رہتے تھے وہ غائب ہوئے دوسرے وہ آہو جو آیا کرتے تھے وہ غائب ہین مین اب رخصت ہوتا
ہون فلکون اپنے آقا کی جاؤنگا اگر میری تقدیر مین سعادت ہو تو اپنے کو خدمت مین آقا کے پہونچاؤنگا
مقبل نے کہا ای امیہ اب تو بگڑی الجھ گئی سردار اسکا مارا گیا اب وہ زیادہ فساد برپا کریگا امیہ نے
کہا انشاء اللہ جہانتک ہو سکیگا اپنے کو پھر پہونچاؤنگا خبر آپ کی لونگا اور اگر مہلت ہی نہ پائی تو تمکو
پروردگار کے سپرد کرتا ہون یہ کہکے امیہ تو چلا گیا یہان مقبل بہ اطمینان اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا وہان
لشکر کفار مین جو زیادہ ہنگامہ ہوا اور ساحرون نے لاشہ اپنے آقا کا دیکھا چیخین مار مار کر رونے لگے
سہمان جادو بارگاہ سے گھبرا کر نکل آیا پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہو ساحرون نے کہا حضور ایک
نامہ دار آیا وہ اندر گیا گھڑی بھر کے بعد خیمہ جلنے لگا جا کے دیکھا کہ لاشہ پڑا ہو سہمان گھبرا گیا شیحہ کا بیٹا
ثمر جادو روتا ہوا سامنے آیا کہا حضور باپ میرا مارا گیا یہ خوب جانتا ہون کہ مسلمانون کی طرف سے
کسی نے یہ کام کیا مشہور ہو کہ عیاران اسلام طاسے روزگار ہین دیکھیے طبل جنگی بجا صبح نہو سکی ہر چند کہ
سہمان نے منع کیا ای ثمر تیرا باپ مر گیا تو بدحواس ہو رہا ہو اور ہزارون ساحر موجود ہین مسلمانون کا خاتمہ
کر سکتے بلکہ چاہتا ہون مابدولت خود مقابلہ کرین ثمر جادو نے کہا غلام نہ مانیگا کل ہی صبح کو اگر قیامت
نہ برپا کی تو نام اپنا ثمر جادو نہ پایا سہمان نے اس بات پہ بمشکل راضی کیا کہ تین دن تامل کرو چوتھے روز
میدان مین نکلنا اسی عہدے کا خلعت ثمر کو ہوا شیحہ کے مرنے سے یہ ثمر ثمر کو ملا یہ خبر مشہور ہوئی مقبل و قارن
بارگاہ مین بیٹھے ہین مقبل قارن سے ذکر کر رہا ہو کہ امیہ نے رات کو کیا کارنمایان کیا مگر آقا طلسم کلید مین
گئے ہین خدا انکو وہان مظفر و منصور کرے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی شیحہ کا عہدہ ثمر کو ملا اپنے باپ کے
مقام پہ آکے بیٹھا پرسون طبل جنگی بجوائیگا کل کا دن بیچ مین ہو اب وہ ملعون انتظام لشکر کر رہا ہو مقبل
نے کہا خدا مالک ہو مگر محیط جادو بادشاہ طلسم کلید نے پچاس ہزار سوار روانہ کیے ہین وزرا نے
جو سمجھایا تو کسی قدر اطمینان ہوا ملکہ کو پیغام دینے لگا جب کسی نے جا کر پیغام دیا ملکہ نے جواب سخت
دیا محیط کیسا گھبراتا ہو ایک دن اسی فکر مین بیٹھا ہو ایک ساحرہ ہو کہ نام اسکا ملکہ رنگین جادو وہی
وزیر محیط کی بیٹی ہو یہ خبر شکست مرحلہ جات اڑی یہ بھی واسطے خبر کے آئی بادشاہ تخت پہ خاموش
بیٹھا ہو وزرا امرا کے آنے کا حکم نہین اکیلا بیٹھا رہتا ہو آنکھون سے آنسو جاری کلیجے پہ ہاتھ رکھے
ہوئے بیٹھا ہو رنگین نے جو یہ حال بادشاہ کا دیکھا اسکو تنخواہ سرکار سے ملتی ہو نوکری معاف ہو
رنگین نے جھک کر سلام کیا نہایت نازنین جبین قد موزون چہرہ گلگون انگشتیان قاتل عالم ہر دو
بمدار خنجر غمزہ آن بان عشوہ و ناز دست بستہ ہمراہ قدمون کو بوسہ دیا کر دوہری دست بستہ عرض کی
آج سرکار کے آئینہ رخسار پہ گرد ملال پائی جاتی ہو آج تو مین نے سرکار کو متغیر پایا کنیز راز دار جادو
کی دختر ہو سرکار کے نمک سے پرورش پائی ہون ایسا کچھ سرکار نے میرے باپ کو دیا کہ آجتک
وہی صرف و مصارف ہین وہی سب ملازم ایسے وقت مین وزرا امرا پاس نہین لونڈی سے تو فرمائیے

کام آتین سرکار کے جان لگا دونگی اگر آپ حکم دین تو آسمان سے تارے توڑ لا ؤن تا بہ تحت الثریٰ قطرہ آب بنکر جذب ہو جا ؤن سرکار کا مطلب حاصل کرون یقین ہی عنایت سامری و جمشید سے کہ یہ سعادت میری تقدیر مین ہو محیط تو بھرا ہوا بیٹھا تھا ایک آہ کی اور رونے لگا کہا اے فرزند کیا بیان کرون میری تو اب یہ کیفیت ہی

نظم

سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا
در و دیوار سے ہو صورت جانان پیدا
نسبت اُس سنگ نگارین سے نہین کچھ اسکو
آب انگور نے کی آتش پنہان پیدا
اب قدم سے ہی مرے خانۂ زنجیر آباد
کر چلے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا
نقش انکا کسی لعل سے لب پہ بیٹھا
گاہ خر ہونے لگی صورت انسان پیدا
بیجا ہو گا مگر شہر ہی اقلیم عدم
تونے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا
وحشت دل نے کیا ہر وہ بیابان پیدا
طلب کافری سے ہوتا ہی مسلمان پیدا
خار دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہی
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
باغ سنسان تھا انکو پکڑ کر صبا د
مجھکو وحشت نے کیا سلسلۂ جنبان پیدا
نعرہ زن کنج شہیدان مین ہو بلبل کیطرح
میرے منھ مین ہو تجھے کس لیے دندان پیدا
روح کیطرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہی
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہی وہ عریان پیدا
موجہ اکی ہی سیہ روزی ہماری آتش
سیکڑون لوس نہین صورت انسان پیدا
دیکھے آئینے مین ہو جوہر پنہان پیدا
خاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
نشۂ مے مین کھلی دشمنی دوست مجھے
بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا
روکے انکھون سے لگا لون مین بخار دلکو
آب آہن نے کیا ہی یہ گلستان پیدا
خون ناحق ہی مروت سے مجھے آتا ہی
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا
اک گل ایسا نہین ہی جو وہ خزان جسکی بہار
ہم نہوتے تو نہوتی شب ہجران پیدا

اس خضوع و خشوع سے یہ شعر محیط جادو نے پڑھے کہ رنگین رونے لگی کہا اے شہریار کیا کلام مین آپکے سوز و گداز ہی کہ سنا نہین جاتا قلب ٹھہرا آتا ہی بواسطہ سامری و جمشید کا مفصل فرمایئے محیط نے سب کیفیت بیان کی کہا اصل مین وہ معشوقہ طلسم کشا ہی اور وہ جوان طلسم کشائی کرتا ہوا آتا ہی یہ معشوق سرکش کسی طرح مجھکو نہین مانتی رنگین نے کہا اے شہنشاہ عورت کی عورت رازدان ہوتی ہی حقیقت مین اسکا نہ راضی ہونا اسوقت مین کہ وہ طلسم کشا پر مائل ہی کیونکر اور جانب توجہ کرے سرکار میرے سپرد کرین مین اپنے باغ مین لیجاؤن دو چار روز مین اُسکی خدمت مین راز و نیاز پیدا کرون اُسکے بعد اس امر پر راغب کرون یقین تو یہ ہی کہ مطلب دل حاصل ہو مین یہ کہکر لیجاؤنگی کہ شاہ نے آپکو میرے پاس عید کیا ہی اول تو یہ کہ وہ بھی شاہزادی ہی تن بدن سے خوش ہوگی میرے باغ مین چلکر تشریف رکھیے کہ ہواے باغ سے فرحت حاصل ہو محیط خوش ہوگیا کہا اے رنگین اگر تونے یہ کام کیا تو مجھکو مول لے لیا رنگین نے عرض کی کہ وعدہ کرتی ہون اسی ہفتے عشرے مین راضی کرکے خدمت مین لاؤنگی اور نہین تو ایسا ایک سحر کرونگی کہ قلب اسکا الٹ جائے شل آپکے وہ بھی بیتاب ہو سواے ملاحظۂ روے زیبا کے حضور کچھ بھلا نہ معلوم ہو محیط نے کہا اچھا لیجاؤ رنگین جادو خدمت مین ملکہ شبنم کے آئی دیکھا اُنکے جمال بیمثال سب اعضا موزون ملک ملک حسن جمال آفتاب آسمان کمال رنگین نے جھککے سلام کیا ملکہ نے سر اٹھا کر کہا اے حور پیکر اے حسن برمہ خاک نشینون کو سلام کرنے سے کیا فائدہ ملکہ جیل تو یہ ہم قمر وہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا * بلا انشاءاللہ افلاک جو فریاد کرینگے * رنگین نے کہا کہ آپکے والد نامدار سے اور ہمارے خاندان سے بہت رسم رہا ہمارے بزرگ سرفراز ہیں ہم لونڈی نے سنا کہ حضور کا اسوجہ سے آنا ہوا آپکو بہت ناجنس گوارا لیکن بادشاہ نے اب قصد کیا تھا کہ جبر کرون

اس جلسے مین لونڈی بھی شریک تھی مین نے شاہ سے وعدہ کرلیا کہ مین راضی کردونگی مگر مین نہین عرض
کرتی کہ حضور اسکو قبول کرین مگر برائے چندے میرے باغ پر فضا مین تشریف لے چلین کوئی آپ پر
جبر نہین کرسکتا اس محبت سے رنگین نے باتین کین کہ ملکہ شگفتہ ہوئین کہا اے رنگین احسان تو او چیز ہی
مین جانونگی کہ مجھکو خرید لیا اور جان بخشی کی رنگین نے کہا کنیز یہ شاہزادی کیا جان بخشی کریگی مگر البتہ
خدمتگزاری آنکھون سے کرونگی یہ کہکر شمیم کو اپنے تخت پر رنگین نے سوار کرلیا اپنے باغ پر فضا مین
آکر داخل کیا ملکہ کو لاکر اتارا مسند پر بٹھایا خدمتگزاری مین مصروف ہوئی دل دہی جو کرتی ہی تو ملکہ ہر وقت
بدیع الزمان کا ذکر کرتی ہین کہتی ہین اے رنگین فصاحت بلاغت جلالت ریاست جرأت سخاوت
حسن جمال سب کچھ پروردگار نے انکو عطا کیا ہی جب خیال آتا ہی کلیجہ تھرا جاتا ہی یا تو وہ دن تھا کہ کوئی
مجھسے بوجہ کلام نہ کرسکتا تھا یا ہر شخص دعوی عشق کرتا ہی مگر وہ شیر سب کی سرکوبی کرتا ہوا آتا ہی مین پاپیتھا
سہمان مجھکو لیگیا اسکے ملک پر چڑھ آئے خبر پائی کہ محیط بادشاہ طلسم کلید اٹھا لیگیا یکہ و تنہا طلسم مین
گھس آئے اقبال خدا نے یہ دیا ہی کہ لوح محفوظ پہلے ملی اب لوح طلسم کلید بھی حاصل کرچکے کئی مرتبے
بھی تو نے محیط حرامزادہ گھبرا رہا ہی یقین ہی کہ سب کو قتل کرین طلسم پر قبضہ ہو اگر زندگی ہی تو ہم بھی وہ روز نوروز
دیکھینگے ورنہ اس اشتیاق مین دنیا سے اٹھ جائینگے ملک عدم مین جاکر ملاقی ہونگے ایسی باتین کرکے کبھی
روتی ہین کبھی ہنستی ہین مگر اس لطف سے یہ جلسے بیان ہوے کہ رنگین کو بھی اشتیاق دیدار بدیع الزمان
ہوا ملکہ و رنگین مین تو یہ باتین رہتی ہین رنگین بھی آٹھ پہر یہی چاہتی ہی کہ وہ بات کرون کہ ملکہ کو شگفتگی
حاصل ہو اب حال شاہزادہ بدیع الزمان عرض کرتا ہون کہ شاہزادہ والا قدر غول جادو کو مار کر حسب
ہدایت لوح ایک جانب چلے دو کوس راستہ طے کرکے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قصر سیاہ وسط
صحرا مین تعمیر ہی چند ساحر بطور نگہبانی وہان بیٹھے ہین لوح نے خبر دی کہ یہ زندان طلسمی ہی تمام قیدی
اسی مکان مین ہین جاکر اسکو فتح کرو قیدی رہا ہون سلاح و لباس بھی یہان ملیگا بدیع الزمان یہ
مضمون دیکھکر سامنے اس مکان کے آئے چند جادوگر جو وہان بیٹھے تھے یہ لپکے دوڑے کہ طلسم کشا
آگیا اکیلا ہی گھیر کر مار لو اتفاق سے آہن پوش جادو جو یہان کا داروغہ ہی وہ آج واسطے شکار کے
گیا ہی سات جادوگر یہان چھوڑ گیا ہی بدیع الزمان تلوار کھینچکر انپر جا پڑے چشم زدن مین انکو مار لیا ایک
جادوگر زخمی ہوکر بھاگا کہ چلکر داروغہ صاحب سے خبر کرین بدیع الزمان انکو مار کر قفل در توڑ کے
اندر مکان کے آئے دیکھا ہزارون آہو جو سابق مین ملے تھے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح حسب عکس لوح ڈالا تڑپ کر انسان بنا تھوڑی دیر مین بارہ سو جوان
کچھ شاہزادے کچھ وزیر زادے کچھ تاجر بچے شکل انسان ہو اپنی اپنی مصیبتین بیان کرنے لگے کہ سالہا سال ہمکو اس
مصیبت مین گذرے آپ کے صدقے مین رہائی پائی سب کلمے پڑھ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوے
ایک جوان خوشرو موسوم بہ خسرو زرین پوش شاہزادے پر تصدق ہوا کہا اے شہریار یہ جو حجرہ مقفل ہی
اسمین مال طلسم ہی آپ کے واسطے سلاح لباس مرکب آپ کا الگ ہی بدیع الزمان نے کوٹھے کھولے
سلاح طلسمی پائے لباس زمردنگار دستیاب ہوا گھوڑا خوشخرام تیز رو واسطے سواری کے علاسب
جوانون کے واسطے مرکب ہاے عربی ملے اسباب چھکڑون پر بار کرایا بارہ سو جوان پشت پر مگر

خسرو کوب کا اقرار کیا اس جاہ و حشم سے اُس قصر سیاہ سے نکلے قصد ہر کوئی مقام مقتول و ملک فروش ہوں
گروہ ساحر جو زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا شکارگاہ میں پہنچا آہن پوش سے خبر کی کہ حضور غضب ہو گیا طلسم کشا
در زندانخانہ پر پہنچا ہمارے ساتھ کے لوگ مارے گئے یہ سنکر آہن پوش گھبرا گیا بارہ ہزار جادوگر
اسکے ساتھ میں ایک آواز دی صحرا میں سب شکار کھیل رہے تھے اپنے مالک کی آواز سنتے ہی آ کر جمع ہو گئے
آہن پوش یلغار کیے چلا بدیع الزمان ایک دشت میں آ کر ٹھہرے فرماتے ہیں کہ ای خسرو اسی مقام
پہ اتریں خسرو کشتا ہو آگے بڑھ چلے دو کوس پر مقام مقتول ملیگا بدیع الزمان آگے بڑھے تھوڑی دور چلے
تھے کہ صحرا سے گرد اڑی آہن پوش بارہ ہزار جادوگروں سے آ کر پہونچا دور سے آہن پوش نے دیکھا کہ وہی
قیدی ساتھ ہیں طلسم کشا اکیلا ہے یہ جوان کیا مقابلہ کر سکینگے ایک ایک ساحر دس دس کو مار لیگا طلسم کشا کو بلوہ
کر کے پکڑ لینگے یہ سوچکر وہیں سے نعرہ کیا باش او طلسم کشا غضب کیا قیدیان شاہی کو چھڑا لیا مگر اب بچکر کہاں
جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر امان پائیگا بدیع الزمان نے جب خسرو کو دیکھا فرمایا اے برادر مردانہ باش ساحر سے
مقابلہ ہے میرے قریب رہنا جو سحر میں پھنسے گا میں اسپر عکس لوح ڈالونگا سحر دفع ہو جائیگا مگر اول تیر چلیں یہ
خطاشعار کمینے مجھے ان بارہ ہزار سے کچھ ہراس نہیں ہے بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان
مہ بہت خوبی شہ انجمن ٭ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ٭ سب نے کمانیں کاندھوں سے اتاریں تیروں کی
بوچھار کر دی کئی سو ساحر مارے اب تلوار کھینچکر ساحروں پر بدیع الزمان جا پڑے بارہ سو جوان بھی
شیرانہ لڑتے ہوئے چلے ایسے ساحر گھبرائے کہ پاؤں نہ تھے اُکھڑ گئے بدیع الزمان لوح کو گردش دیتے
جاتے ہیں جس جوان پر کسی ساحر نے سحر کیا اسپر عکس لوح ڈالا اُسنے صحت پائی پھر لڑنے لگا اس طرح جوانوں کی
حفاظت کرتے ہوئے ساحروں کو قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں ساحر کبھی بھاگے کبھی رکے جب آہن پوش
غیرت دلاتا ہے کہ مارو غیرت کی بات ہے تم ساحر ہو غیر ساحروں سے بھاگے جاتے ہو ذرا ٹھہرو اور جاکر سحر کرو
سبکو مار لو لو کر کے طلسم کشا کو پکڑ لینگے لیکن بھاگے ہوئے کہیں رُکتے ہیں تھمے اور پھر بھاگے قصہ سنئے کا
ملکہ رنگین جادو ساتھ ملکہ شبنم گوہر پوش کے صحبت آرا ہے آج کوٹھے پر فرش بچھوایا ہے یہ بھی ملکہ کو
یقین ہو چکا کہ یہ ہماری خیر خواہ ہے بڑائی نہ کرینگی ملکہ بھی ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہیں کہ ناگہاں صدا کان میں
آئی رنگین نے جو سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ہنگامۂ عظیم بپا ہے ساحر بھاگے آتے ہیں اور غیر ساحر قتل کرتے ہوئے
آتے ہیں غیر ساحروں کے آگے ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار ماہ رخسار کاکلیں عارض انور پر لہرا رہی ہیں
غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری تیغ برق تاب دست زبردست میں لوح طلسمی مثل جرم قمر تڑپ
رہی ہے جسکے جسکے ہاتھ مارا ہے راکب و مرکب چار ٹکڑے کئے کسی ساحر کے سینۂ پر کینہ پر نیزہ مار دیا کھینچ کو
توڑ کر پار کیا زرا اٹھا کر زمین پر مارا استخوان اُسکے چور چور وہ بدبیر فی النار والسقر بھالا اٹھے تڑپ رہے ہیں ساحر
سحر بھول گئے لینا اپنا کے بدلے بھاگو بھاگو کہتے ہیں کبھی بے بکی تھے کبھی بھاگے آہن پوش خود سحر
کرتا ہے بدیع الزمان عکس لوح ڈال کے دفع کرتے ہیں رنگین نے گھبرا کر کہا واری ذرا ملاحظہ فرمایئے یہی
جوان بیتا طلسم کشا ہے شبنم گوہر پوش نے ایک چیخ ماری کہا بہ فردا میست کہ خون کردہ و دل بردہ لیکن
بسم اللہ آفتاب نظر بہت کسی راہ ٭ رنگین نے کلیجہ تھام لیا کہا واری آپ کا جو یہ حال ہو بجا ہے میں جاکے
شکایت کروں ایک سحر میں سب کو بھگا دوں یا مار ڈالوں ملکہ شبنم نے کہا تمھیں اختیار ہے ہم تو ہدایت دیا ہیں

رنگین جادو اٹھی آتے ہی ایک بغل کے سائے مین لمز سے ہوا ایک گولا مارا کہ دو سو جادوگرون کے کلیجے لو
برما کے ٹلگیا لاشے اُنکے دھڑ دھڑ گرے دوسرا سحر کیا برقین گرین کئی سو کے سر اڑ گئے تین چار سحر دن مین
کئی ہزار ساحر ملکہ رنگین نے مارے بدیع الزمان حیران تھے کہ یہ سحر کون کرتا ہی خسرو زرین پوش نے
جھک کر عرض کی وہ دیکھیے حضور ایک نازنین سحر کر رہی ہی بدیع الزمان نے پلٹ کر جو رنگین جادو کو دیکھا
نہایت پسند فرمایا ساحرون کے کٹنے سے ہلڑ مچی ملکہ رنگین نے بوچھار کر دی بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے قریب آہن پوش کے پہونچے آہن پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کے
قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا رنگین پکار اٹھی ماشاء اللہ کوٹھے
سے ملکہ شبنم گوہر پوش بھی دیکھ رہی ہین دعائین کر رہی ہین پروردگار میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ
سے بچانا بدیع الزمان نے آہن پوش کو ہاتھ پر تولکر طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے ہاتھ مارا
چورنگ ہوا کانا ساحر تو سب بھاگ نکلے بدیع الزمان بہ فتح و فیروزی سامنے ملکہ رنگین کے آئے
فرمایا ای شہنشاہ فلک خوبی و ای سرو خرامان باغ محبوبی تم اپنا نام نامی تو بتاؤ عرض کی مین سرکار کی خدمتگار
ہون ملکہ شبنم گوہر پوش کی پرستار ہون نام شبنم سنکر شاہزادہ مثل گل کے شگفتہ ہوگیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی
عرض کی اس کنیز کو ملکہ رنگین جادو کہتے ہین بادشاہ طلسم کلید کے وزیر کی بیٹی ہون ملکہ شبنم گوہر پوش
اس باغ مین ہین وہان تشریف لیجیے بدیع الزمان نے سایہ باغ مین بارگاہ استاد گرامی اور جانان
صف شکن کو اس بارگاہ مین چھوڑا آپ ساتھ رنگین کے باغ مین تشریف لائے دیکھا باغ بہشت آئین
نہایت آراستہ و پیراستہ جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس کی دیکھا بھالی سوسن کے ہونٹھون پر لالی طفلان
غنچہ کی دھوم نسیم عنبر بیز اٹکھیلیون سے چال چل رہی ہی سب شجر سبز پوش نہرون کو بحر الفت کا جوش
سوسن صد زبان خاموش رنگین سر جھکائے ہوے گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی ملکہ شبنم کو جو خبر پہونچی
رنگین جادو شاہزادے کو لاتی ہی اپنے کو سنبھال کر اٹھین براے استقبال کنارے پر آکر ٹھہرین کر دیکھا
شاہزادہ سامنے آکر پہونچا مگر بدیع الزمان تر بتر آئے ہین دریاے خون مین نہائے ہوے خانہ زاے
زدہ خون سے معمور تیغہ ہلالی کو رومال سے پاک کرتے ہوے سہرے کے ٹکڑے اڑے ہوے یہ حال دیکھکر
دل کو تاب نہ آئی مگر بسبب رنگین کے گستاخی کرتے حجاب آیا جھک کر سلام کیا عرض کی حضور سب طرح خیر و عافیت
ہی اسوقت بڑی جنگ سخت واقع ہوئی بدیع الزمان نے فرمایا کہ ملکہ ابھی مقابلہ اسے عظیم باقی ہین ملکہ نے
ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا شاہزادے کو بارہ دری مین لاکر پہونچایا رنگین نے کنیزون کو اشارہ کیا اسباب جشن و
نشاط مہیا ہوا ملکہ شبنم نے کہا ای شہریار ہماری محسن جان بخش تو ملکہ رنگین جادو ہین سمان جادو کے
ہین قبضے مین تھی یہان کے محیط جادو جو اس طلسم کا بادشاہ ہی اٹھا لایا اسنے بڑے بڑے ظلم کیے مگر خدا بی بی
رنگین کو سلامت رکھے کہ انھون نے آپ تک مجکو پہونچایا ورنہ اس ملعون کا ارادہ یہ تھا کہ جبر کرے سحر کرکے
مبہوت کرے مگر انھون نے نہایت تکلف سے مجکو نکالا سپہر جان بخشی کا احسان ہی رنگین دست بستہ
عرض کرتی ہی ملکہ عالم یہ نہ ارشاد فرمائیے مین شرمندہ ہوتی ہون میری مجال ہی کہ مین آپ پر احسان کرون
انسان کا کام انسان سے نکلتا ہی دشمن ہمیشہ کف افسوس ملتا ہی شکر ہی کہ شہریار آگئے اب کوئی کچھ نہین کر سکتا
ہی مگر حضور مرحلہ جات ابھی باقی ہین بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑیگا صحن باغ مین فرش بچھا ہی باتین ہو رہی ہین

کو آسمان پہ ستاتا ہوا بدیع الزمان نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر امیہ کو پنجے میں دبائے لیے جاتا ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے گھبرا کر فرمایا ای رنگین میرے یار وفادار کو ایک ساحر لیے جاتا ہی اتنا یہ فرمانا تھا بدیع الزمان
کا کہ رنگین تڑپ کر بلند ہوئی برق بن کر اُس ساحر پہ گری برق جہندہ سے کب بچ سکتا ہی اُس ساحر کے
دو ٹکڑے ہوے امیہ پنجے سے چھوٹا رنگین نے تڑپ کر اسکی کمر میں ہاتھ دیا شپیر دن میں سے اُتری امیہ
بیہوش تھا سامنے بدیع الزمان کے لا کر امیہ کو رنگین نے ڈالدیا کہا یہ حاضر ہی بدیع الزمان نے کنیزون کو
اشارہ کیا کنیزون نے گلاب و کیوڑہ چھڑکا امیہ ہوشیار ہوا اپنے آقا کو بیٹھے دیکھا اُٹھتے ہی قدمون سے
لپٹ گیا عرض کی مین نے حضور کو بخیر و عافیت دیکھا ہزار ہزار شکر ہی بدیع الزمان نے فرمایا ای امیہ
تم پر کیا گذری عرض کی ای شہریار حضور کے آنے کے بعد سیمان کو جو آپ کے داخلہ طلسم کی خبر ہوئی
اُس بیچارے سنجر جادو کو برائے اہتمام لشکر حضور مقرر کیا اُسنے طبل جنگی بجوایا فضل نے بنام حضور عرضی
طلسم میں اُس شب کو بھیجا سنجر کو قتل کیا میرے سامنے یہ معرکہ گذرا تھا کہ سنجر کا بیٹا ثمر ہی ثمر کو وعدہ باپ کا اُس
اُسنے بادشاہ سے وعدہ کیا تھا کہ مین تین دن میں مسلمانون کو گرفتار کر دونگا یہ غلام سنکر صحرائے طلسم میں آیا
علامت قلعہ کچھ نہ ملی وکیلی ودانہ تلخیے میں پھر رہا تھا کہ یہ ساحر مجھکو لیکر بھاگا شکر ہی کہ حضور نے مجھکو بچایا
مگر نہیں معلوم فضل پر کیا گذری آج مرے کا دن ہی ثمر نے طبل جنگی بجوایا ہوگا صبح کو میدان کارزار میں
آیا ہوگا فضل بیچارہ کیا کریگا یہی گھبرایا ہوا تھا بدیع الزمان نے گھبرا کر فرمایا ای امیہ پہونچ سکتے ہیں
عرض کی بُعد عظیم ہی بدیع الزمان گھبرا گئے شبنم نے کہا ای شہریار عیار نے کیا خبر کہی کہ آپ پریشان
ہوگئے بدیع الزمان نے فرمایا ملکہ کیا کہوں میرا لشکر مقابلہ سیمان میں فرو کش ہی لشکر سیمان بہت
کرا رنگا غیر ساحر ساحرون کا بار کیونکر اُٹھا سکینگے ملکہ شبنم رو نے لگیں کہا ای شہریار کنیز سے بار فراق اب
نا اُٹھ سکیگا اب یہ کیفیت ہی نظم

جانتی ہی جسکو عشق کا کل پر ختم نہیں
کیون سزاوار پرستش صورت آدم نہیں
نکہت گل تھی جاتی ہی زبان صبح کے
عکس بھی جاتا ہی ترا آئینے مین بیدم نہیں
رفت فلک کیا غارت دل ریاغ کے
وصل کی شب اور بدو فیض گو ہم نہیں
پھر ہو نزدیک تمارا آیا نظر ماہ و صیام
قامت خم گشتہ اپنا بھی کم از خاتم نہیں
کیون مقابل ہی یہ روز ہجر کا ہم بلا نصیب
یہ جبیل اس بعد کے نلخ کم از خاتم نہیں

صبح فرقت تیرگی مین شام سے کچھ کم نہیں
ہو نہ اٹھ کے فریب یار مین آدم نہیں
ہجر فرقت اس لیے زاہد کہون سے نگاہ
قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہیں
مر گیا مین سو گھر اُترا ہوا و باد بان
سامنے آئے طاؤس سا بھی کون آدم نہیں
جام کو کیا دیکھا حیران ہی ہما شراب
سنبل پکین آج کیون شیشے کی گردن خم نہیں
ساعت ہجرکے نگیوناتپ ہی حشم ستیا
ناتوان ہو مین مریض عشق ہو ستم کم نہیں

چاند نکلا ہی افق سے نیر اعظم نہیں
ابی صورت پہ کیا پیدا ہے اللہ نے
قامت محراب کچھ بہر تواضع خم نہیں
جان ہی جاتی ہی مین جسکے بنا ہو دل یہ
یہ غلط مین جانتا تھا جیلی ہی غم میں
شام کے ہوتے ہی کیون آنکھ آتا ہی صبح
الم ہوئی جب غفیرا ای دل فقط کیا ہم نہیں
گر سلیمان کو یہ ہی دیار جسن ہین
جام مین لبریز ہو شیشے کی گردن خم نہیں
عکس آنکی دیکھ ہوتا ہی استغنا مجھے

بدیع الزمان نے اشک ملکہ شبنم کے پاک کیے فرمایا ملکہ فراق نفرونہ
میرے سرداران نامی وپہلوانان گرامی پرانے رفیق میرے شفیق اُنپر جو کوئی جفا سہون اور مین تدارک نکرون
مین فوراً سوار ہو کر مرکب پہ جاؤنگا طلسم کے فتح کی صورت پروردگار پیدا کریگا پھر پلٹ کر آجاؤنگا مگر اُنکی مدد سے
روگردانی شیوۂ محبت سے بعید ہی امیہ مرکب تیار کرو جیسے ہی امیہ اُٹھا رنگین نے کہا ای امیہ ٹھہر جاؤ

کنیز آپ کی جاتی ہی ثمر کی کیا حقیقت ہی سر لاکے ابھی حاضر کرتی ہی جو کچھ افتاد گذری ہوگی اسکو رفع کرونگی بلکہ
اسکا تاشہ خیریت بھی لاؤنگی بدیع الزمان نے کہا ملکہ تمکو بڑی تکلیف ہوگی عرض کی ای شہریار مین نے جان
اسی واسطے دامن دولت کو تھاما ہی سامری وجمشید پر لعنت کی بدل وجان اطاعت دین اسلام اختیار کی خدا
جب حضور کو تا طلسم نور افشان پہونچائیگا اور ان تکرامون پر آپ غالب آئینگے تو کنیز کلمہ پڑھیگی تبھی سے
تائب ہوگی ہی جب سب نے کہا نگین نے کہا مین جو ثمر دل مین پہونچونگی کنیزون سے حکم دیا دیکھو خبردار کسی طرح کی
شہریار کو تکلیف نہ ہونے پائے جسطرح ملکہ شبنم فرمائین بسر وچشم بجالانا اسکے حکم کو میرے حکم کے بہتر جاننا شبنم نے
کہا بہو تمھارے احسانات کا ہم شکریہ ادا نہین کرسکتے نگین نے عرض کی یہ نہ فرمائیے کنیز کو حجاب ہوتا ہی
یہ کہکر فوراً دستک دی جھونکا ہوا کا چلا ایسی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ومعنبر ہوگیا نگین غائب ہوئی
بدیع الزمان نے ملکہ شبنم سے فرمایا نگین کے احسانات تو بڑھتے جاتے ہین کہا ای شہریار کیا عرض
کرون محیط جادو بادشاہ طلسم کے شکنجے سے اسنے مجھکو نکالا ورنہ مجھپر سحر ہوتا اور جو اس ملعون کے دل مین
آتا وہ کرتا مگر یہ اس لطف سے مجھکو نکال لائین جسروز سے انکے پاس آئی کسی طرح کی تکلیف نہین اٹھائی
ہر وقت میری خاطر کی جو بار ہین آپ کو ڈھونڈتے دیکھا جا پڑین کئی ہزار ساحر مارے اب دیکھیے سردارون کو
بچانے گئی ہین اب ثمر جادو کا ذکر کیا جاتا ہی کہ بعد تین دن کے یہ بوم خانے سے نکلا آگے سہمان تاجدار
سے عرض کی سرکار طبل جنگی کو حکم دین غلام نے سب سامان کرلیا کل دیکھیے کہ مسلمانون کا کیا حال ہوتا ہی
ایک سوار میدان مین نکلے سب کی شکلین بلند ہونگا عام فوج کی اور تدبیر ہو جانیگی سہمان نے حکم دیا طبل جنگی
بجا ناظرین کو یاد ہوگا کہ شہرنگ جادو ہاتھ سے قاموس کے زخمی ہوا آج غسل صحت کرکے دربار مین آیا اور فضل تعالی
بھی بارگاہ مین بیٹھے ہین اپنے آقا کے لیے دعا کر رہے ہین کہ پروردگارا آقا کو ہمارے طلسم کلید پر مظفر ومنصور کرنا جسدم
انھون نے سنا ہی کہ راستہ طلسم نور افشان کا طرف سے طلسم کلید کے ہر قاسم وایرج اگر اسمین قید ہوے
اسدن سے یہی بیقراری ہی کہ کیونکر طلسم کلید فتح کرون تا بہ نور افشان پہونچون شکر ہی کہ طلسم کلید مین داخل ہوا
یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا وثنا کے عرض کی ای شہریار ثمر جادو بومخانے سے برآمد ہوا
آج تو آپ سے باہر ہی کسی سے آنکھ نہین ملاتا یہی قول ہی کہ کل لشکر اسلام کا خاتمہ کردونگا لاشہ ہاے
مسلمانان سے میدان بھر دونگا طبل جنگی بجگیا فضل تعالی وشہرنگ متحیر تو ہوگئے مگر فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین
بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین ثمر جادو پھولا ہوا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ بار روز آج جو تھا ان ہی کہ مین نے عہدہ اپنے
باپ کا لیا کوئی عیار دکا میرے پاس نہین آیا ہم پر عیاری نہوئی بابا جان کو ناحق گھیر کر مار لیا ہمارے پاس
آتا تو ہم مزا چکھاتے اب صبح کو کیفیت معلوم ہوگی کہ کیا رنگ ہوتا ہی ساحر اسکے طبلہ رہے ہین انھین کو سب
ہین کہ یار وچہار طرف سے گھیر لینا مال اسباب نہ نکلنے پائے بڑا مال جمع کرکے آئے ہین ملکون کو لوٹا ابھی
سلطنت نامدار پر قبضہ کیا وہان کا خزانہ قبضے مین کیا وہ سب ہمارا حصہ ہی اب ناحق کا قصہ ہی ادھر اہل اسلام
متشر وپریشان ہر ایک کا قول ہی کہ دیکھین تقدیر کیا دکھائے ان ساحرونسے مقابلہ ہی جان بچانے والے
کھلے جاتے ہین … دہیات وثروات مین چھپتے ہین کوئی کہین کوئی کہین رسالہ دار … رسالون مین
کئی پلٹنون مین ہین بھی فضل قادر وشہرنگ … بیرون بارگاہ آئے دیکھا لشکر سے لوگ چلے جاتے ہین

دوکانداروں نے دوکانیں بند کردیں بازاروں میں چراغ گل جابجا غل کہیں سناٹا سارے لشکر میں اندھیرا چھایا
ہے وہ مقام کہ جہاں رات بھر کٹورہ کھنکتا تھا وہ مقام سنسان فضل و قارن شبرنگ نے جو یہ دیکھا نقیبوں سے
کہا ہماری جانب سے لشکر میں پکار دو کہ صاحبو حقیقت میں ہم پر تباہی ہے ساحروں سے مقابلہ ہے ہم بخوشی
حکم دیتے ہیں تم سب صاحب چلے جاؤ صبح کو لشکر میں پھر نہ دکھے ہم بھی جانتے ہیں کہ ساحر کا کیا کرینگے ساحر انکو
ہر کیا زور اگر رستم و اسفندیار ہوتے انسے بھی مقابلہ کیسے مارے جاتے تو بھی نام ہوتا اگر غالب آتے
کام ہوتا میاں سوائے شکست کے کوئی صورت فتح نہیں معلوم ہوتی آپ سب صاحب چلے جائیں اگر
فتح ہوگی چلے آنا تمھارا گھر ہے اور اگر شکست ہو تو کچھ ضرورت نہیں اور کہیں نوکری کرلینا ہماری خبر نہ لینا
تمام رسالہ دار کمیدان جمع ہو کر روتے ہوئے سامنے فضل کے آئے عرض کی اے شہریار آپ یہ کیا
ارشاد فرماتے ہیں غلامان جانباز سر کو قدم اقدس پہ نثار کرینگے یہ ہتک اپنے اوپر نہ گوارا ہوگی جب سب
سردار رونے لگے تو فضل نے سب کو گلے سے لگا لیا کہا بھائیو ہم تم سب ساتھ مرینگے مگر میرا یہ سوال
جانے والوں سے ہے جو صاحب نہ جائیں میرے سر پر ہیں آنکھوں پہ بیٹھیں آپ لوگ خلق سے آقائے
نامدار کے بخوبی ماہر ہیں میں بھی انہیں کا غلام ہوں آپ سب صاحبوں کی خدمتگزاری کو بدل و جان
موجود ہوں کبھی خطا نہو گی یہ کہکر فضل نے جاکر آرام کیا مگر نیند کسکو آتی ہے بصورت مرغ بسمل تڑپ رہا
ہے یہی خیال ہے کہ امیدیہ کسی کام میں جاکر پھنس گیا ہمارا خیال نہ رہا آقائے نامدار کو ہمارے خبر کون پہونچائیگا
کہاں طلسم کلید کہاں ہم یقین ہے اجل قریب ہے کفاران سے بچنا دشوار ہے تمر جادو کو زیادہ غصے کا
یہ باعث ہے کہ تجبر جادو باپ اسکا مارا جا چکا ہے اسکو تو پہلے ہی بغل ملا غنچہ آرزو نہ کھلا وہ ضرور تیار بیٹھا
کریگا کوئی بات نہ اٹھا رکھیگا مگر شبرنگ جادو بارگاہ سے اٹھکر باہر آیا انتظام کرنے لگا ہر مقام پر جاکر پہرا مقرر کرکے
پھرتا ہے کہ آسمان سے برق گری شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر میں غل ہوا فضل و قارن بھی اپنی بارگاہ سے
باہر آئے یہ معرکہ دیکھا بہت پریشان ہوئے لاشہ شبرنگ کو دفن کرکے اپنے مقام پر آئے آپس میں صلاحیں کر رہے ہیں
کہ کیونکر بچاؤ ہو ہم تم نہیں بچتے پہلے وہ بچیا ہیں کو پکاریگا اہالیان فوج کو کون بچائیگا بسنے والے باختر سنجان
اب غیب میں کہاں جائینگے ایک ساحر تھا وہ بھی مارا گیا اب سوائے جان دینے کے کیا چارہ ہے
یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ جو خانۂ مشرق سے ساحر سحر ساز زرین پوش بصد جوش و خروش برآمد ہوا قصہ
کنشان دنیا مغرب بنام گردان کرنوج ضیا و شجاع ہمراہ مصروف سحر خوانی ہو شاہ انجم سپاہ نہانخانۂ
مغرب میں جاکر چھپا منہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا فضل و قارن لرزان و ترسان برآمد ہوئے سوچتے
اپنی خوابگاہ سے نکل آئے کہ کوئی ہمارے خوف کا خیال نہ کرے ورنہ اہالیان فوج منتشر ہو جائینگے انکے
برآمد ہوتے ہی سب کمیدان رسالدار برآمد ہوئے مگر منہ پہ ہوائیاں اڑتی ہوئیں باپ بیٹے سے وصیت
کرتا ہے کہ اے فرزند جسکا نمک صاحبقران کھایا سالہا سال ہمراہ بدیع الزمان جانبازی کی آج وہ لشکر میں
نہیں ہیں یہ دونوں روح رواں شاہزادہ بدیع الزمان ہیں انکے ساتھ سے قدم نہ ہٹے جہاں جائیں
کہ فلاں نامدار کے فرزند نے نمک سرکاری ادا کر گئے اپنے آقا کے نام پر جان دی مر گئے نام
رہ جائیگا انشاء اللہ: بیٹا آقا ہے فتح و فیروزی پھر ملینگے ہمارے تمھارے نام پر فاتحہ خیر پڑھینگے فرمائینگے
ہمارے رفیق کے ساتھ جان دی ایک نشست میں چھری کی دن کی زندگی کہ جان بچائیں بدنام ہوکر دنیا سے جائیں

تلوار کے منھ مین سپاہیون مین نام کرین فضل نے یہ آوازین سنین کہا بھائیو مرحبا صد مرحبا خدا تمھاری
شجاعت و ہمت کو زیادہ کرے آقا ہوتے تو انکو اختیار تھا ہم تمسے چند ساعت پیشتر جان دینگے ہم تمھارے
افسر ہین یہ کہتے ہوے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا ثمر جادو پھولا ہوا اسباب سحر جھولی مین بھرا ہوا یہ
دو گھڑی رات رہے سے میدان مین موجود ہی فوج آئی جاتی ہی چہار سمت چھتے جاتے ہین قلعے کے
قریب سہمان تاجدار تخت پر سوار مین ہزار ساحر چہار جانب سے گھیرے ہوے مگر اداس کہتا ہی صاحبو
مین فتح کی کیا خوشی کرون وہ معشوق پھر میرے قبضے سے نکل گئی کہ تصویر دلپذیر میری آنکھون کے
سامنے پھر رہی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منھ پر ملون دشت نجد مین جاؤن استاد مجنون
کی قبر کو بوسہ دون عرض کرون کہ کیون استاد ایسے عاشقان ہجر دیدہ کیا کرین کیونکر زندگی بسر ہو وہ بادشاہ
طلسم مگر ہم دونون ایک ہی شاہ کے ملازم ہین دربار مین شاہ کے یہ مقدمہ پیش ہوگا عرض کرونگا کہ میری
معشوقہ کو میان محیط چھین لائے مین نے فساد کرنا مناسب نہ جانا ورنہ طلسم کو فتح کر لیتا مگر سرکار خفا
ہونے کہ تمنے ہمسے کیون نہ کہا طلسم فتح کر لیا ایک سحر مین مرحلہ جات کے دھوئین اڑا دیتا ساتھ والے
کہتے ہین نامہ لکھیے جس عورت کو آپ باغ سے لیگئے بھیجدیجیے ہماری جان جاتی ہی اگر اسکو بھیجدیا بہتر ہی
ورنہ چلیے چلیے طلسم کیا چیز ہی یہی سحر جادو ہوتا ہی طلسم فتح کرکے معشوقہ کو چھین لیجیے تب انکو احوال معلوم
ہوگا سہمان کہتا ہی آجکل مجھکو مناسب نہین ہی چہار طرف سے شاہان طلسم پر چڑھائی ہو گئی ہی ملک
فتح ہو گئے طلسم شوکت طلسم خونریز طلسم خنجر اس طرح کئی طلسم فتح ہو گئے بادشاہ کہینگے ایسے وقت
مین تمنے خلل ڈالا تمکو مناسب نتھا یہ باتین کرتا ہوا کر رہا ہی میان فوجین آراستہ ہوئین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کھڑکا ہوئے ثمر جادو فوج سے آگے بڑھا اپنے گینڈے کو خوب چمکایا صحرا کی
طرف دیکھکر آواز دی ای شہسوار جلد حاضر ہو تمھاری ضرورت ہی اپنا وعدہ وفا کرو سب نے
دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک سوار زرہ پوش سیاہ مرکب پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار مین آیا ثمر جادو
کو سلام کیا پوچھا کیا حکم ہی ثمر نے کہا فرقہ مسلمانان کو قتل کیجیے سوار نے گھوڑا چمکایا پکار کر آواز دی
ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو میرے سامنے آوے فضل نے یہ سوچکر مرکب نکالا کہ مین
افسر اعلی ہون رسالہ دار نے گھوڑا بڑھا دیا پکار کر آواز دی ای فضل ہم تمکو نہ جانے دینگے تم منظور
نظر آقائے نامدار ہو ہم پہلے نثار ہولین پھر تمھین اختیار ہی فضل نے کہا ای بھائی چند ساعت کا پس
و پیش ہی سب کو یہی راہ درپیش ہی رسالہ دار نے نہ مانا کہا تم نظر کرو ہم زندگان ہی ہو چکے ہمارا تماشا
دیکھو فضل نے کہا بسم اللہ خدا کے سپرد کیا وہ رسالہ دار جیسے ہی گھوڑا چمکا کر سامنے اس سوار
کے آیا سوار نے نیزے کو گردش دی کچھ ہونٹھ بھی ہلائے مرکب نے رسالہ دار کے طرارہ بھرا اسی
تھوڑی دور مین دوڑنے لگا چاہتا تھا اپنی پشت سے سوار کو گرا دون یہ سردار ہرچند کوڑے مارتا
ہی لیا راسن کو مسلا کر ایلیان گھوڑے کی کوکھ گئین مگر گھوڑا نہین تھمتا وہ سوار کھڑا ہوا ہنس رہا ہی
اور ساحر ثمر کی تعریفین کر رہے ہین کہ استاد کیا کہنا واہ واہ کیا تماشا بنایا ہی آخر مرکب الٹ گیا
سوار زمین پر گرا گھوڑا طرف جنگل کے بھاگا اب وہ سوار قصد کرتا ہی اٹھون مگر اٹھ نہین سکتا ہی زمین پر
لوٹ رہا ہی اس رسالہ دار کے بھائی نے جو اس کا یہ حال خراب دیکھا گھوڑا ڈالدیا کہ جاکے ایک نیزہ مارون

کہ سوار نمر کی پشت کو توڑ کر پار نکل گیا قریب تھا کہ اُس سوار کے نیزہ پہونچے پایا تھا کہ اُس سوار نے پھر نیزہ
ہلایا کچھ ہنوز بھی ہلائے وہی کیفیت اس بیچارے کی ہوئی کہ گھوڑا لیکر دوڑنے لگا ایک مقام پر
ٹھہرا پھر یہ جوان بھی زمین پر گر کے تڑپنے لگا چند کہ میدان چند رسالہ دار اسی طرح گھوڑے دوڑا کر
میدان میں گئے اسی بلا میں مبتلا ہوئے جب توفضل کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا
کہ او مردود یہ کیا کرتا ہے کمان کیانی دوش سے اُتاری جب تیر کمان سے رہا ہوا وہ سوار قہقہہ مار کر
ہنسا پکار کر آواز دی ای جوان واہ یہ کیا خطا کی جا کر گوشے میں بیٹھو مہنت نہ چلاؤ کسی خطا شعار کا سینہ
تاکو وہ تیر چلکر گر پڑا توفضل نے تین تیر مارے مگر کوئی تیر اُس تک نہ پہونچا جل جل کے گر پڑے نیزے
کو ہلا دیا وہی حال توفضل کا بھی ہوا کہ گھوڑا لیکر دوڑنے لگا قارن کا قلب الٹ گیا کہ توفضل ایسے بہادر
کا یہ حال کہ جو دریائے آتش میں نہ ڈرے وہ اس مفلوک کے مقابلے میں نہ جا سکے ہم کیا ستم ہے نہیں
معلوم کیوں قلب پر ہجوم غم والم ہے خدا جانے اسپر کیا گندلی ہے چلیے اس مفلوک کو نذر دوان یہ کہکے
گھوڑے کو بڑھایا نعرہ کیا او نامرد ازلی وابدی مردان عالم سے کیا تمسخر کرتا ہے نیزہ تیرے پاس ہم
نیزہ بازی خلال بازی تلوار نیام سے کھینچ یہ سنکر وہ سوار ہنسا کہا آپ تشریف لائیے آپ سے یونہیں
لڑونگا جب قارن نے گھوڑا بڑھایا وسط میدان میں پہونچا تھا جہان وہ سوار دور رہے ہیں وہ جبتک
قارن پہونچا ہے کہ اس سوار فرستادہ نمر نے نیزے کو گردش دی اور آواز دی کہان آتا ہے اسے بجائے
کے ساتھ سیر کر قارن کا بھی گھوڑا دوڑنے لگا اہالیان لشکر نے جو یہ معرکہ دیکھا شور گریہ وزاری کا بلند
ہوا پکارتے ہیں ای پروردگار اس بلائے ناگہانی سے نجات دے دس بارہ افسر زمین پر لوٹ رہے
ہیں دس بارہ کو گھوڑے لیے پھرتے ہیں توفضل وقارن بھی بدحواس عالم یاس بیقرار اشکبار وہ
سوار نیزہ ہلا رہا ہے کچھ بڑھا ہوا ہے اہالیان لشکر نے بلک بلک کر آواز دی یا اس خدا ای پروردگار علو کو لگا
بچائے اس آفت نجات دے نظم

از بسکہ درد و درد کشیدم ز بیخودی
ناکام شد ز خویش و بیجا در اوفتاد
شغل خرد ز قاعدۂ کار خود گذشت
سر زد بکوہ و دشت بصحرا در اوفتاد
بیزار شد ز عقل کہ مین محو شد
سوری ضعیف در تگ دریا در اوفتاد
چون رستمی نمود با فراسیاب کف
یک پنجہ سے کہ بیل ہا در اوفتاد
یہ صبر ندیدہ پردۂ افلاک سر بسر
راز دلکش بپردۂ اعلی در اوفتاد
القصہ چون جمال رخ یوسفی بدید
کہ در جہنیش نگاہ بیالا در اوفتاد

جانم ز سوز عشق بسودا در اوفتاد
یکدم ز جا برفت و صد بلا در اوفتاد
تخت دلم بلجۂ دریائے غم نہاد
عقل ضعیف اسے چو اہا دریا در اوفتاد
در تنگنائے دہر بسی ترک ناز کرد
راہ عدم گرفت بصحرا در اوفتاد
جولان نمود خنگ دلش در مضمار عشق
مردانہ در صف یدٔ تنہا در اوفتاد
عشق ضعیف ز رضا آمد بدای گل
اما چو دید راہ بجا نجا در اوفتاد
چندان نمود وکہ سرگشتہ با زماند
اندیلا ب چو میل زلیخا در اوفتاد
یارب درین طلب کہ تمنای احمد است

سرگشتہ و شکستہ بکوچہ در اوفتاد
اندر کمند درد و بلا شد اسیر عشق
کشتی غم بورطۂ دریا در اوفتاد
خوش وقت آنکسی کہ با صفا این حدیث
یک جا نمود و بیجا در اوفتاد
ترک خودی گرفت در آمد بیخودی
ہمچون تہمتنی کہ در سودا در اوفتاد
زد آتشے کہ شعلۂ و دو جہان گرفت
بیہوش شد ز پای چو خورشید در اوفتاد
رہبر اربے نہایت او گشت آشکار
وانگہ در آن نظر تمنا در اوفتاد
نے صبر و نے سکون نہ آرام نے قرار
مقصود دل بجانش چہ بیجا در اوفتاد

شور غل کا بلند ہوا سوار نے آگے بڑھکر نیزہ ہلانا شروع کیا سنان و بنان سے چنگاریان نکلکر لشکر پر
گرنے لگین خیمے جلنے لگے سوار پیدلون پر گرین اب تو زیادہ بیقرار ہوے سوار نیزہ ہلاتا ہوا بڑھتا جاتا ہی
جہان نیزہ ہلانے سے رکا ثمر بھی بڑھتا جاتا ہی جہان سوار کا نیزہ ہلانے مین فرق پڑا ثمر نے آواز دی
کیا فنون سپاہگری فراموش ہوے نیزہ ہلاو چوریان کھائیان نیزہ بازی کی ان سپاہیون کو دکھاو
نہ شرماو جب ثمر بڑھا تو فوج والے بھی چلے جاتے ہین کہ مال لوٹین خزانے پڑے ہوے ہین گھوڑے
ہزارہا کوتل ہنہناتے پھرتے ہین پیدل منہ کے بل گرتے ہین فضل وقارن بلبلا کر پکار اٹھے ای معبود
اب یہ کشاکش ہمسے نہین دیکھی جاتی حکم ہو ملک الموت کو کہ ہماری قبض روح کرے سرخرو پردۂ
دنیا سے اٹھ جائین ہائے اگر چہ دعائی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سوار چاہتا ہی کہ اہل اسلام پر جا پڑون
فوج مین جا کر نیزہ ہلاون کہ آسمان سے ایک برق کڑک کر گری سوار کے دو ٹکڑے ہوگئے ثمر چھپا
کیا یار دشمن سوار نے کیا کیا جو مسلمانون پر بجلی گرانا تھی وہ اپنے اوپر گرالی کیسا نادان بنا مین سے بڑی
کوشش سے یہ سحر تیار کیا تھا مگر اب سب مسلمانون کو سحر کرکے مارلو اس سوار کے مرتے ہی سب
گھوڑے بھی ساکت ہوے جو زمین پر پڑے تھے وہ بھی اٹھے اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوے
کفار پر جا پڑے ثمر نے اٹھا کر گولہ مارا یہ بلیٹ کے [illegible] کی فوج پر پھینکا دو ہزار جوان ہلاک
ہوے چاہا کہ دوسرا گولہ جھولی سے نکالون ایک برق کڑک کر گری کہ میان ثمر کے بھی دو ٹکڑے
ہوے فوج والے گھبرا گئے مگر سہمان دیکھ رہا ہی کہ آسمان سے برقین گر رہی ہین لشکر ساحران کی تباہی
ہزارہا ساحرون کے لاشے گر رہے ہین جب برق چمکی دس دس کے بیس بیس کے سر اڑ گئے اور جب سر کٹ
کے ثمر کا گرا الامنت [illegible] بلند ہو کر غائب ہوگیا سہمان لاکھ لاکھ ارادہ کرتا ہی کہ دیکھون مگر کچھ علامت نہین معلوم
ہوتی حیران ہی کہ یہ برق چمکانے والا کون ہی ثمر کا سر کسنے شمشیر تن سے قلم کیا زمین سے بلند ہو کر کہان غائب
ہوا ہر طرف نگاہ ڈالتا ہی کچھ علامت نہین معلوم ہوتی فضل وقارن تو رنج وملال اٹھائے ہوے تھے
ساٹھ ہزار فوج لیکر ثمر آیا تھا تلوارین پکڑ کے جوانیر گرے جھٹکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بڑی حیرت
کی بات یہ ہی کہ ساحرون کا سحر مسلمانون پر تاثیر نہین کرتا گولہ مارا پھٹ کے گر پڑا لاش کے دانے
بیکار رائی سرسون کے دانے مثل خاک چہرہ کلیان زمین مین اڑتے پھرتے ہین جتنے کھیا پیکان کا مارا
ساحرون پر تیر برسے ابر بلا کا برسایا برائے مسلمانان ابر رحمت بنگیا برائے ساحران قطرات آب
شعلہ ہائے آتش ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین ساٹھ ہزار کو گھیر کر مسلمانون نے مارا سہمان کے
تخت کے برابر برقین گرنے لگین اسوقت تو یہ بھی گھبرایا قلعے کے اندر چلا گیا اسکا جانا سب ساحر بھاگے
اہل اسلام نے آگے بڑھ لوٹ لیا خیمے بارگاہین کفار کی لعد الین خزانے خوب لوٹے نوبت نقارے بجا
ہوے پہلے افضل سے قارن کہتا ہی ای فضل مدد غیبی ابھی کا نام ہی اس سوار کو کسنے مارا ثمر کسنے قتل کیا
اور نئی بات یہ کہ سحر ساحران ہمپر تاثیر نہ کرتا تھا یہ کسنے مدد کی فضل کہتا ہی خدا نے ہماری مدد کی تکرار قارن
عقل مین یہ آتا ہی خدا ہمارے آقا کو سلامت رکھے طلسم کلید مین داخل ہی کوئی ساحر یا ساحرہ کامل شریک
ہوگئی ہی اور اسی کو آقا نے مدد کو بھیجا یہ تینے دیکھا ثمر بلند ہو کر غائب ہوگیا دکھانے والا ہمارے
آقا کو یہ نشان دکھا دیگا اس سے بخوبی آگاہ کریگا خدا انکو وہان مظفر و منصور کرے اگر کوئی ساحر [illegible]

حقیقت مین کامل واکمل اپنے کمال مین مصور تھا کس خوبصورتی سے کام کر گیا کوئی جان نہ سکا کہ یہ کون تھا
اور کیا سلوک سے نکل گیا اگر سہمان باہر ہوتا اُنکا بھی علاج ہو جاتا اُسکے تخت کے برابر تک کے لوگ
مارے گئے کیونکہ ساٹھ ہزار ساحر کا کھیت ہوا تھا اپنے سپاہ کا شمار کیا تو ایک سائیس بھی زخمی نہ ہوا
تھا ہمین کوس ہٹ کر اُترے خوب مال کفار آپس مین تقسیم ہوئے جب فضل بارگاہ مین آئے پہلو سے ایک
کمیدان اُٹھا کہا ای شہریار مجھے ضرورت ہی اخبار نویس پرچہ لکھیگا آج کی فتح و شکست کا اپنے ہاتھ سے حال
لکھیے فضل سمجھے کہ حقیقت مین اخبار نویس کو ضرورت پڑتی ہی کاغذ اُٹھایا حال لکھا کہ اسطرح شمر نے
ملی جنگ بچھایا اسطرح ہمارے سردار پریشان ہوئے اتنا مال فوج کفار کا لوٹا کب ثمر کا یہ لوٹا ساٹھ ہزار ساحر
قتل کیے عنایت خدا یہ تھی کہ سحر ساحرون کا ہمپر تاثیر نکرتا تھا مال کفاران بھی لوٹا فتح بھی نصیب ہوئی سنہ
تاریخ لکھکر کمیدان کو دیا کمیدان باہر نکلے اپنے خدمتگار کو دیا خدمتگار تھوڑی دور جا کر غائب ہو گیا جب
یہ جا چکا تب فضل نے پوچھا کمیدان صاحب اس کاغذ کی تمسے کسنے فرمایش کی کمیدان نے کہا میرے
خیال مین بھی نہین مین نے آپ سے کاغذ کب لیا خدمتگار کو بلایا خدمتگار نے کہا حضور مجھکو نہین معلوم
کیسا کاغذ سب کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا سحر ہوا لیکن بدیع الزمان ساتھ ملکہ شبنم گوہر پوش کے جنگل
مین تھوڑی دیر کے بعد ملکہ رنگین جادو حاضر ہوئی وہ کاغذ اور سر ثمر کا پیش کیا کہا حضور اگر تھوڑی دیر
کنیز اور نہ پہونچتی تو بیشک حضور کا تباہ ہو جاتا سر ثمر کا امیہ نے بھیجا تا کہ تب دیکھکر بدیع الزمان نے فرمایا
بیشک یہ لکھا ہوا ہاتھ کا فضل کے ہی کہا ملکہ تمنے بڑا احسان کیا ملکہ نے عرض کی ای شہریار یہ ساحر تو
حقیر تھا افسوس ہی کہ سہمان نے کوئی سحر نہ کیا اگر وہ سحر کرتا تو مرتا وہ بھاگ کر قلعے مین چلا گیا اب صحبت
عیش و نشاط آراستہ ہوئی قضاے کار افلاک جادو ملازم محیط اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا کہ اُسکے
کان مین طبلے کی آواز آئی جھک کر دیکھا حیران ہو گیا ایک پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش دوسرے پہلو مین
ملکہ رنگین گرد کنیزین ایک عیار دائرہ بجا کر گا رہا ہی طبلہ بھی بج رہا ہی صحبت عیش و نشاط گرم ہی یہ دیکھکر
افلاک جادو جلد بھاگا ہوا پاس محیط کے آیا محیط جادو خود پریشان تھا افلاک نے آکر
سلام کیا کہا ای شہریار بی رنگین تو بڑا رنگ لائین معشوقہ طلسم کشا کو یہان سے دم دیکر لیگئین اب
طلسم کشا و معشوقہ خود بی رنگین باغ مین بیٹھی ہین صحبت عیش آراستہ ہی ایک عیار دُبلا پتلا تاتنیا دائرہ
بجا بجا کر کیا کیا غزلین گا رہا ہی دل بیقرار ہو گیا جی چاہتا تھا ٹھہر جاؤن لطف صحبت اُٹھاؤن مگر صدمہ
عظیم ہوا کہ بی رنگین کیا رنگ لائین یہ سنکر محیط کانپنے لگا پکار کر آواز دی کہا ارے کوئی حاضر ہی جلد جا کر لیکر
جانے رنگین و شبنم کو گرفتار کر کے لائے ہو سکے تو طلسم کشا کا سر کاٹ لے ورنہ دونون معشوقین ضرور حاضر
ہون مضمار جادو وزیر اعظم اپنے مقام سے اُٹھا لاکھ سوار و پیدل سے لیکر تا ہوا چلا یہان بدیع الزمان صحبت
آرا مین دیکھا لکہ ہاے ابر سامنے سے نمایان ہوئے گرد بھی چند طرف سے باغ کے اُڑ مین بدیع الزمان
نے رنگین سے کہا ملکہ دیکھو کیا سحر ہی شاید کوئی ہماری تمھاری فکر مین آتا ہی رنگین بلند ہوئی دیکھا
مضمار جادو لاکھ سوار و پیدل سے باغ کو گھیرتا ہوا چلا آتا ہی بدیع الزمان سے آکر بیان کیا بدیع الزمان
تلوار کھینچ کر اُٹھے ملکہ رنگین نے گالی بانڈی مگر بدیع الزمان نے فرمایا ای رنگین تم ہماری فکر نہ کرو
ملکہ کا خیال رکھو رنگین نے کہا لونڈی دونون کی فکر کریگی آپ انتشار نہ کرین کیا مجال کوئی نگاہ بد سے

ملکہ کو دیکھ سکے نہیں معلوم حضور میرے حال سے بھی آگاہ ہوئے یا نہیں ہوئے بدیع الزمان نے فرمایا
اے محسن تمہارے احسانات کا ہم شکریہ ادا نہیں کرسکتے ملکہ کو نکال لانا ہمارے سرداروں کو بچانا بخدا ہم ہرگز
انشاء اللہ بعد فتح طلسم نور افشاں اسکا معاوضہ کرینگے ہرچند کہ ہمارے خاندان مین آجتک کسی نے ساحرہ
کو قبول نہیں کیا ہی مگر بعد تائب ہونے کے البتہ اس امر کا اتفاق ہوگا ہم احسان فراموش نہیں ہین اب
نور افشاں پر جو لڑائیاں پڑینگی انمین تمہاری بھی شراکت ہوگی عیار میرا صاحبقران سے عرض کرکے
اس امر کا ظہور کرائیگا دوسرے کلید عقل صاحبقران خواجہ عمرو مردطاع ہین لاکھ دو لاکھ دیکر انسے سفارش
کرائی جائیگی وہ ضرور اسمین مدد کرینگے بعد فتح طلسم ہوشربا ملکہ بہار کی شادی ساتھ بادشاہ ہمجاہ کے ہوئی
سحر سے تائب ہوئین مخمور کا بھی ایسا ہی رنگ ہوا اور سب مین بڑی شادی ملکہ براں شمشیر زن کی ساتھ
ایرج نوجوان کے ہوئی جنکی وجہ سے یہ سب سحر کے درپیش ہین دختر کوکب صاحب حسب و نسب
انشاء اللہ یہ امر بھی وقوع پذیر ہوگا ملکہ رنگین نے شرماکر سر جھکا لیا یہان تو یہ باتین ہین بدیع الزمان
مسلح ہو رہے ہین مرکب امیہ تیار کر رہا ہی محیط جادو مضمار کو بھیجکر تھر تھر کانپ رہا ہی وزیر الم اہمارے مین
کہ حضور غصہ نہ کرین ابھی طلسم کشا آتا ہی مضمار جادو نیا ساحر نہیں ہی لوہے کی دیوارین ہونگی تو انکو کھود کر پھینکیگا
محیط نے کہا یارو پسر حمزہ صاحب لوح ہی سحر تو اسپر تاثیر نہ کریگا وہ جوان جرات مین شمشیر زن صف شکن
کتا ہین جو چھپ کر آئی ہین بالا باختر کو دیکھا جائے تو جتنے ہین بدیع الزمان کی چھوٹو کلان پہ ظاہر ہین بڑا
جوان زبردست ہی اس فوج سے وہ نہ دبیگا مزہ ہوا ناظر بنگا نے یہ خبرین لیکر اسکے محل مین گئے لالہ رخسار
اسکی زوجہ جنکی ہی کنیز جادو کہ جسنے رنگین کو پالا ہمیشہ وزیر کے محل مین رہی آپ چند سے خدمت مین
لالہ رخسار کے ہو ناظر نے آکر لالہ رخسار سے خبر کہی کہ حضور آپ نے سنا ہی رنگین نے کیا رنگ پھیلایا
طلسم کشا کے ساتھ نیا رنگ جمایا تسنیم گوہر پوش کو یہان سے نکال لے گئین اپنے باغ مین بدیع الزمان
کو لیے کعبت آرا ہین بادشاہ نے خبر پائی مضمار جادو وزیر اعظم کو روانہ کیا تمام قلعہ طلسمی مین ہنگامہ برپا ہی
لالہ رخسار نے گھبرا کر کہا ای کنیز جا کر دریافت تو کرو اور تم اس مقدمے مین دخل دو جہانتک ہوسکے رنگین
کی ذلت نہونے پائے انسے بھی ہمارے گھر مین پرورش پائی ہی جب اسکا باپ مرا تو ہمارے سپرد کیا تھا
اگر یہ خطا ہوئی تو معاف کردینگے نوجوانون سے ایسے اتفاق ہو جاتے ہین کیا ہم ان افعال سے خالی
رہے رسالہ وار سے اب بھی لسر کا چلا جاتا ہی ہمارا شوہر محیط جادو جب کبھی سنتا ہی ٹال دیتا ہی علاوہ ازین
انصاف کیا جائے کہ ہرج کیا ہوتا ہی کہ جیسا ہے ہماری ہی کنیز نے کہا مین ابھی جاتی ہوں مین
جاکر شراکت کرونگی لونڈیا کو کان پکڑ کے لے آؤنگی اسکی مجال ہی کہ میرے سامنے سر اٹھائے اور وہ
نگوڑی نموہی سحر کرنا کیا جانے ہمین سے اس کو سیکھنے کا شوق ہی جب ہم لوگ سحر کرنے بیٹھتے تھے منتر
دوڑی جاتی تھی پیچھے زاغ و زغن کے ماش کے دانے رائی کے دانے مٹر کے دانے دونے
مردے کے پتے لالا کے رکھتی تھی مجھسے پوچھتی جاتی تھی وائی اماں ان پتون سے کیا مطلب ہی ماش کی
روٹیان سینکینگی یا دال پکائی جائیگی مین ہنس کر چپ ہو رہتی تھی یہ کہکر کنیز باہر نکلی بارہ سو کنیزون کی بھیڑ
ہمراہ منع کیا کہ تم کیا کروگی سب نے کہا ہم بھی ساتھ چلینگے کنیز سامنے محیط جادو کے آئی کہا واری
آپ نے کیا جھگڑا کیا مضمار کے جانے کا کیا کام تھا مین جاکر رنگین کو سمجھا دون طلسم کشا کو بھی لیتی آؤنگی

شمیم کو بھی لیجیے لڑائی فتح ہو جائیگی طلسم کشا اُسے دوست جانتا ہی وہ شراب پلا کر بیہوش کر لیگی یہ ہنگامہ یہ فساد
کسکے واسطے آپ جانتے ہین کہ مین نے رنگین کو اپنا خون پلا کر پرورش کیا ہی میرے سامنے سر اُٹھا سکتی
ہی کل تک تو روٹی روٹی مانگتی تھی آج عاشق و معشوق بنی بیٹھی ای صاحب مجھے ہنسی آتی ہی اگر وہ طلسم کشا
پر عاشق ہی مین کہونگی چل مین ابھی تیری شادی کسی اچھے جوان کے ساتھ کر دونگی بادشاہ نے کہا ہان
میرے وزیرون کے بیٹے ہین مصاحبون کے جوان جوان فرزند اور شہر مین بڑے بڑے جوان رہتے
ہین مین اُسکے واسطے گھر داماد لونگا لاکھون روپئے کا جہیز دونگا ای کنیز جاؤ ملکہ تم جہانتک ہوسکے مضمار
کو منع کرنا کہ بلوہ نہ کرے جو گذر دیے مرے اسکو زہر دینے کی کیا ضرورت ہی کنیز فوراً تخت پر سوار ہوئی
بارہ ہزار لونڈیان گرد نوبت نقارے بجتے ہوے اس جاہ و حشم سے کنیز چلی یہان مضمار باغ سے
تین کوس الگ ہی فوج کو بھیج رہا ہی کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لون تو بلوہ کرون کہ کنیز آکر پہونچی پکار کر
آواز دی میان مضمار یہ کیا ڈھکوسلے کر رہے ہو ہم مقابلے مین جائینگے سب کوتے آئینگے مضمار کو
یہ باتین سخت ناگوار ہوئین کہ ایک گھر کی لونڈی ہسے اسطرح باتین کرتی ہی اسنے جھلا کر جواب دیا ای کنیز تم
ہٹ جاؤ ہم بحکم شہنشاہ آئے ہین تجھے کیا دخل ہی سلطنت طلسم گنبد کی کبھی ہین تو ایک گھر کی کنیز ان امور
مین تجھکو کیا دخل ہی کنیز نے کہا ای مضمار تم کیا کہتے ہین ہو نہین جانتے کہ مین نے رنگین کو پرورش
کیا مین سبلاکے سے آئیگی مضمار نے کہا مین اُس حرامزادی کی ناک کاٹ لونگا یہ جو کہا کنیز جل گئی کہا ای
بھڑوے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ شاہزادیون کو ایسے کلمات کہتا ہی نہین جانتا کہ رنگین کا کیا مرتبہ ہی
اسکا باپ رازدار جادو تمام انتظام جسکے ذات سے تھا کبھی یہ نہ چل سکا اگر آج کو وہ ہوتا طلسم کشا پہلے ہی
حملے پر گرفتار ہو جاتا تجھ ایسا ذلیل اُسکی ناک کاٹنے کو کہے مضمار نے کہا چپ شاہ ستین تو نہین آئی ہین کنیز
کے ساتھ کی لونڈیان بھی چاؤن چاؤن کرنے لگین ساتھ والون مین مضمار کے کسی نے کچھ کلمہ سخت کہا
کنیز نے ہاتھ جھکا دیا برق کڑک کر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے کنیزون اور ساحرون مین سحر چلنے لگا ساحر تو عورتین
جانکر جا پڑے کہ گرفتار کرین بے بہا گین یہ تعلیم کردہ کنیز کسی نے ہاتھ ہلایا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا
کوئی جلکر خاک ہوا کسی نے ہاتھ ہلایا لگا ابر کا برسا کئی سو ساحر دریاے آتش جہنم مین گئے مضمار ہان ہان
کرتا ہی ہزار جادوگر مرگرے سو کنیزین بھی گرین لاشے جو اُنکے کنیز نے دیکھے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
آواز دی او بھڑوے اپنے حمایتیون کو منع نہین کرتا یہ کنیزین ستارے آسمان کے ٹوٹے ہین مضمار
نے کہا میرے جادوگر بھی تو مارے گئے کہا یہ بھڑوے لونڈی غلام بیچے مرے تو کیا نقصان ہوا
اور جیتے تھے تو کیا فائدہ تھا یہ شاہزادیان بیبیان رونق محل بی لالہ رخسار سے کوئی انکا حال پوچھے
تو کیا جانے مضمار نے کچھ کلمات سخت کہے کنیز نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری مضمار کا زخمی ہوا
اب تو مضمار بھی لڑنے لگا یہان بدیع الزمان تیکھے ہو رہے ہین کہ قنّاتے وسنّاتے کی آواز آئی کہا ملکہ
رنگین دیکھو تو کیا معرکہ ہی ملکہ رنگین کوٹھے پر گئین دیکھا خوب رنّاتے سے سحر چل رہا ہی کنیز نے ترپ
ترپ سے فوج کے ٹکڑے اُڑا دیے جب گرز مارا دو چار سر کے سینے کو برباد گویا نکلگیا کبھی آتشی تیغ گری
ہزارہا ہزار کے سر اُڑا دیے کبھی زمین پر وہ تیغ مارا اژدہا زمین سے پیدا ہوا ہزار ہزار کو نگلگیا
اسی عالم مین غائب ہو مضمار نے چار پانچ زخم کھائے کنیز کا رونگٹا بھی میلا نہین ہوا پانچسو کنیزین

بارہ سو مین قتل ہوئین مگر تنہا ہزار جادوگر مارے گئے الہ دیے ملکہ رنگین ہنستی ہوئی کہنے لگی تجھسے اترین حرص کی
ای شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین گوشت خر دندان سگ ہو رہا ہی کشیر و مضمار سے سحر چل گئے
نہین معلوم کس بات پر بگڑی مگر حضور کشیر میری استانی ہی یہ اشارے سے سحر جو حضور نے دیکھے یہ اسی
کے تعلیم کردہ ہین مضمار کی کیا حقیقت ہی محیط جادو کے دربار مین یہ اکیلی ساحرہ ہی مضمار کی کیا لیاقت
و حقیقت ہی حضور ذرا ادھر اگر رنگین ملکہ شبنم گوہر پوش شگفتہ ہو گئین یا تو قطرے پسینے کے پیشانی
تک رہے تھے یا تو خوش ہو کر کہا کیون بوا رنگین اب تو شاہزادے کو نہ جانا پڑیگا بدیع الزمان
نے کہا ملکہ اسکی کیا خوشی ابھی مرحلہ جات باقی ہین بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑیگا ان تماشے کی کیا
حقیقت تھی ملکہ ای رنگین اگر تمھارے نزدیک مناسب ہو تو چلکر کشیر کی مدد کرین رنگین نے کہا
حضور کو تو نہین عرض کر سکتی جو مناسب وقت ہو مگر مین ضرور جاؤنگی یہ بھی مین نے سنا کہ خاص میرے
نام پر فساد ہوا مضمار نے کچھ کلمات سخت کہے تھے اُنکے مجھکو دودھ پلایا ہی بادشاہ نے مثل اپنی بچون کے
پالا ہی ملکہ کشیر نے منع کیا اسی پر فساد ہو گیا مین جو جاؤنگی والی امان خوش ہو جائینگی یہ کہکر ملکہ رنگین
نے طاؤس زرین بال طلب کیا اُسپر سوار ہو کر چلین اسوقت یہ جنین کہ کشیر پر ساحرون کا انبوہ کثیر ہی
اس بیچاری کی قتل کی تدبیر ہی مگر بجلی تڑپ رہی ہی رنگین اگر اُسی غول پر گری اور پکار کر آواز دی
والی امان نہ گھبرانا مین آ پہونچی سنم ملکہ رنگین جادو و مضمار فوج کو اشارہ کرتا ہی خود نہین آتا مقابلے
مین آتو مزا لے دیکھون تو کیسا وزیر ہی تب تو جاتی ہون بے تدبیر ہی مضمار نے جو رنگین کو دیکھا
اک آفتاب طالع ہی یا ماہ شب چہاردہم طالع ہوا ابروون کو جنبش قتل عاشقان کی کوشش جب اشارہ
کیا کسی کو دیوانہ کر دیا کسی نے خود اپنا گلا کاٹ لیا باپ بیٹے پر جا پڑا بیٹے نے باپ کو مارا بھائی سے بھائی
لڑ رہا ہی دوست کی دوست کی کمر پکڑ رہا ہی کشیر نے جو رنگین کو اُس نگاہ خشم سے دیکھا دوڑ کے بلائین لین
کہا مین صدقے قربان بی بی یہ کیا کیا کہ تمام عالم کو اپنا دشمن بنا لیا سارے طلسم مین ہلڑ ہی رنگین نے کیا
رنگ دکھایا بادشاہ طلسم کو رُلایا رنگین نے پکار کر آواز دی والی امان جب اُس شیر کو ملاحظہ کرنا جو
مناسب ہو وہ کہنا ابھی خاموش رہنا ورنہ آپ کو اختیار ہی مین وہی آپ کی دودھ پلائی ہوئی ہون
آپ کے حکم سے کبھی گردن تابی نہ کرونگی لوح طلسمی اُس جوان نے حاصل کر لی کئی مرحلے بھی شکست
ہوئے ابھی کئی مرحلے باقی ہین بادشاہ طلسم کا مقابلہ راہ خدا مین مجادلہ آپ ملاحظہ کریگی وہ شیر لاکھ
مین اکیلا لڑتا ہی ملک باختر وزیر قسطول لقا اٹک کرور چوراسی لاکھ جوان فوج کش تھا اُسپر روز شبخون گ
چالیس روز شبخون مارے قاسم رات کو آتے تھے یہ ڈنکو جانتے تھے لقا اُنکے نام سے راتون کو راتا
تھا منہ اُنکی جاتی رہی تھی ایسے دلکے کہ باختر سے لیا اُٹھا رہ ہی ملک باختر پر اب انکا قبضہ ہی کشیر خاموش
ہو رہی کہا اچھا تماشا اب دیکھا جائیگا یہ کہکے لڑنے لگی اب دونون نے مہلکہ والدہ یا مضمار نے جو سحر کیا
ملکہ رنگین نے دفع کر دیا کبھی کشیر نے دفع کیا دونون نے ملکر زمین ہلا دی مضمار کا سحر جب نہین چلتا
گھبراتا پھرتا ہی ایک مقام پر آکر رنگین و کشیر نے مضمار جادو کو گھیر لیا کشیر نے گولہ مارا مضمار نے ہاتھ
اُٹھایا کہ دفع کرون دوسرے پہلو سے ترنج پڑا کہ تاثیر اُسکا طرح نشانہ ہوا پلٹ کے مضمار نے رنگین
کو دیکھا کہ اسپر جا پڑون کہ بڑھیا نے للکار لیا او بیوا ادھر آ ادھر کہان جاتا ہی خواہ کچھ حقیقت ہو یا نہو

وزارت تو پا گئے مندیل تو سنبھلی جا رہنے نام تو جان لیا لیاقت تو پیدا کرو علم سحر بڑی چیز ہی ہوا کو اپنا مطیع کرنا یہ ہمارا کام ہی مضمار بدحواس ہو رہا ہی اہالیان فوج پر نعرے مارتا ہی یار کوان دشمنوں کو مار لو کنیزون نے خون کے دریا بہا دیے ہر غول مین ایک لڑکی ہی جسنے جس غول پر سحر کیے خون کے دریا بہا دیے عورتین حسین لباس معقول پہنے ہوئے مثل ستارۂ سحری چاپ رہی ہین انکا صورت دکھا دینا یہی سحر کامل ہی جسکی نگاہ پڑی دیوانہ ہو گیا پتھرون سے سر ٹکرانے لگا رنگین نے جتنے سحر کیے سب سحرون کی مراد یہی تھی کوئی دیوانہ ہوا کسی نے گریبان چاک کیا لڑ گئے نہ بڑھتے تھے جاگے جاتے تھے نازنینان مہ جبین کے سحر سے گھبراتے تھے سب طرف آگ برس رہی ہی کہان بھاگ کے جائین کسطرف امان پائین روتے پھرتے ہین آسمان سے پتھر گرتے ہین کہین آگ برسی کہین پتھر گرے کہین اولے پڑ رہے ہین کہین بجلی بجلی اتر رہے ہین اور برسے اولے گرے دونون ٹھنڈے ہوئے جواب نہین دیسکتے کسی پر رنگین نے سحر کیا تھر تھر کانپا حسین آئی آمین گریبان چاک کیا غبار عاشقانہ پڑھتا ہوا بھاگا

نظم

ٹھہری ہی کہ شہر انکے زنجیر سے انکو
قوت سے علاج دل دیوانہ کرینگے
تشبیہ زلف دیتے ہین کہ سنبلستان کو
سیر چمن نرگس شہلانہ کرینگے
گو دار پہ کھینچین ہمین دلدار تصاویر
کیون آب دم تیغ سے ٹھنڈا نہ کرینگے
کہتے ہین یہ جا کے خاک میں ہی گو کیا
پر نہ سوئے کو یہ صنم آیا نہ کرینگے
لیکن جو ہون نیند ہی جلا آپ کی آنکھ

تو یہ ہی کہ ہم عشق بتون کا نہ کرینگے
پر بہی زلف کا سودا نہ کرینگے
گر آرزوئے وصل سے بیمار کیا تو
مر جائینگے پر منت عیسا نہ کرینگے
رکھ لیوینگے پتھر گران سنگدلون کو
پیتا زرعے زلف چلیپا نہ کرینگے
ہی عہد کہ پھر جا نہ پھرین کوچے بتان مین
پر ان بتون زمین بوس کلیسا نہ کرینگے
ای حضرت مومن مسلم جو ہی ارشاد
پھر آپ ہی فرمائین کہ کیا کیا نہ کرینگے

وہ دکھرے ہین اب جو نہ کیا عاقل نے
اندیشہ مژگان مین اگر خونچکان ہون
پرہیز کرینگے یہ مدارا نہ کرینگے
پھر جائینگے تا چشم صنم آنکھ کے آگے
حجاب سے لگا نکی تمنا نہ کرینگے
گر حسن گلوسوز نے پھر آگ لگائی
پھر جائین اب اس شمع ایسا کے
جون قبلہ نما گر چہ تڑپتے ہی کٹی عمر
بھولے سے بھی اب ذکر بتون کا نہ کرینگے
جتنے راہ مین رو کا اسکو مار دیا

ساحر سحر مین ملکہ رنگین سے جو چھپتا بھاگا ہوا جاتا تھا راہ مین اسکی زوجہ ملی اسنے پکارا کہ صاحب کہان جاتے ہو کیون اسقدر گھبراتے ہو لڑکے روتے ہین تم اہل وعیال دار ہو لڑائی سے نکل چلو اگر قتل ہوئے بال بچے تباہ ہو جائینگے جواب دیا کہ تو نے ہمکو کیون روکا ہم عاشق جمال ملکہ رنگین جادو ہین ہمسے بولو بال بچے کیسے کوئے محبوب مین جا کر بسر کرینگے دو گز زمین واسطے دفن کے مل جائیگی تو آرزو کی نکل جائیگی پھر رونے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہ صاحب تم ہوش مین نہین ہو کہان جاتے ہو گھر مین چلو بیٹے ہاتھ مار انو جو کے دو ٹکڑے ہوئے آگے بڑھے بیٹا ملا اسنے پوچھا بابا جان کہان جاتے ہو کہا اپنی مان کے پاس جاؤ گے اسنے کہا امان کہان ہین اسے پاس بلا کے ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے چار بیٹے ایک زوجہ کو قتل کیا جا کے پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا ملکہ رنگین کا نام لے لیکر پکارتا تھا جو سامنے آیا اسے قتل کیا پتھرون سے سر ٹکرا ٹکرا کے اپنی جان دی مضمار نے جو فوج کا یہ حال دیکھا پڑھا کہ سحر کو دفع کرون فوج والے میرے سر نہ کٹلائین چاہتا ہی سحر کرون کہ کنیز کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی کیا کرتا ہی چھوکری سے سحر کو برطرف کرتا ہی یہ کنکر کو نہ مار دیا مضمار نے پایا

سحر اتاروں کہ پشت پر سے آواز آئی ابا جان مجھے تو بچاؤ پلٹ کے دیکھا ایک لڑکی دس بارہ برس کی کمسن
حسن میں آفتاب چہرے پر بھولا پن حسن رشک چمن غنچہ سا دہن کھلا ہوا پکارتی ہوئی آتی ہے کہ ابا جان مجھکو
بچائیے مضمار جادو نے کہا ارے تو کون ہے کہا ابا جان مجھکو بھول گئے لشکر کے لوگوں نے آپ
کا گھر لوٹ لیا میں بمشکل نکلکر بھاگی مضمار حیران ہے کہ یہ کیا کہتی ہے میں اسکو پہچانتا بھی نہیں جب وہ
لڑکی دوڑی ہوئی قریب آئی گلے میں ہاتھ ڈالدیے بوسے لینے لگی غصے میں آکر مضمار نے ایک
طمانچہ مارا وہ لڑکی جلکر خاک ہوئی خاک جو اڑی کچھ مضمار پر بھی پڑی خاک پڑتے ہی خاک ہوش زائل
ہاتھ باندھکر سامنے رنگین کے آیا کہا ملکہ کیا کہتی ہو کیا ارشاد ہوتا ہے جو حکم ہو آنکھوں سے بجالاؤں
عمر بھر گردن تابی نہ کرونگا ملکہ رنگین نے کہا یہ فوج کسکی ہے جو ہمکو قتل کرنے کو آئی ہے کہا حضور محیط جادو
بادشاہ طلسم کلیدر نے بھیجی ہے کہا ان سب کو قتل کرو یہ سنتے ہی تلوار کھینچکر اپنی فوج پر جا پڑا جب گونہ
مارا دس دس کے سر اڑا دیے رنگین و کشیر کھڑی دیکھ رہی ہیں پہر بھر کے عرصے میں ہزاروں کو مار کے
گرا دیا آخر باقی ماندہ بھاگے کہتے ہوئے کہ ایسا افسر اپنی ہی فوج کو قتل کرتا ہے ایسے کا ساتھ دینا سراسر
حماقت ہے چلکر شاہ سے عرض کرینگے فوج والے تو یہ کہتے ہوئے بھاگے مگر مضمار دریاے خون میں
نہایا ہوا اسی طرح آنکھیں ابلی ہوئی سامنے ملکہ رنگین کے آیا مگر زخموں میں چور چور اپنے ہاتھ والوں سے
مجبور تلوار بغل میں دبائے ہوئے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا ملکہ عالم اب مجھکو کیا حکم ہوتا ہے ملکہ رنگین نے
کہا کیا کہنا خوب لڑے مگر لوگ زندہ بچکر بہت نکل گئے اسکا افسوس ہے اب آرزوے دل ظاہر کرو
حال دل تردد منزل سے باہر کرو مضمار نے سر جھکالیا کہا حضور میرے دل سے نہیں نکلتا میں عاشق جو ہو
گیا ہوں جان جاتی ہے ملکہ نے کہا جان دیکر دکھاؤ یا کافروں سے مرتے ہو مضمار نے تلوار بغل سے لیکر
گلے پر رکھ لی کہا حضور جان دیتا ہوں ملکہ نے کہا دیکھیں مضمار نے تلوار کھینچلی تسمہ لگا رکھا زمین پر لاشہ
گرا اندھیرا چھا گیا سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتہ مرا نام مضمار جادو بود
اب رنگین نے آکر کشیر کو سلام کیا کشیر نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا میرے ساتھ بخدمت محیط جادو میں چلو
ہم مقدمے کی صفائی کرا دونگی لڑائی کو طول نہونے دونگی کیا تعجب ہے کہ تمہارا مقدمہ بھی صاف ہو جائے
میں صفائی کرا دونگی قتل مضمار کا بھی ذکر نہ آنے پائیگا رنگین نے کہا اول باغ میں ہو لیجیے پہلے
طلسم کشا سے ملاقات کر لیجیے پھر جو فرمائیے گا وہ کرونگی کشیر رنگین کے ساتھ ہولی فوج بھی ساری
ساتھ ہے دریاے خون میں نہائی ہوئی در باغ پر آکر پہونچے دیکھا فوج بدیع الزمان فردکش ہے بارگاہ
زرنگی استاد و جوانان شیر دل شمل ہے یہیں کشیر نے سب کنیزوں کو باہر چھوڑا آپ رنگین کے ساتھ اندر آئی
کشیر و رنگین کے ساتھ اکثر اس باغ میں آئی ہے مگر آج کل باغ پر بہار ہے عندلیبان خوشنوا کی پکار ہے دیکھتا شاہ
دیکھتی ہوئی چلی جہاں بدیع الزمان ایک چبوترے پر بیٹھے ہوے ہیں پہلو میں ملکہ شبنم گوہر پوش
کنیزیں حاضر خدمت بدیع الزمان نے جو کشیر کو آتے ہوئے دیکھا بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے
کشیر کی جمال جہان آراے بدیع الزمان پر نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہو گئی جی میں کہتی تھی فرد
سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ÷ ایسا جمیل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا ÷ سراپا کو دیکھ رہی ہے چبوترے پر آکر
بلائیں لیں ترقی عمر و دولت کی دعائیں دیں کہا اے شہریار یہ کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے خدمت میں

حاضر کرتی ہون مین بھی اب چلکر باہر اُترتی ہون جو حضور کا دشمن وہ ہمارا دشمن محیط جادو سے سخت لڑائی ہوگی
گھتی ہوئی بیٹھو گئی بدیع الزمان کو سمجھانے لگی کیا مجال کسی کی کہ جو آپ سے مقابلہ کرے ماشاءاللہ لوح
طلسم و لوح محفوظ دونون ملکی ہو مین اب آپ کا کون سامنا کر سکتا ہی فوج بہت کم ہی اگر حکم ہو تو بھیج لی
جاری کرون بدیع الزمان نے کہا فوج ہماری عنایت رب اکبر ہی ہم یہان اکیلے ہی آئے تھے
اسقدر لوگ تو موجود مین جو آپ نے ملاحظ فرمائے آپ اپنی فوج کو اُتارین بارگاہ مین رہنے کو
لمین باقی دیکھا جائیگا کثیر جادو باہر آئی در باغ پر اپنی بارگاہین استاد کرائین کنیزون کو اُتارا آپ بھی
ایک بارگاہ مین اتری یہان ملکہ شبنم و رنگین و شاہزادہ بدیع الزمان و آمنہ صحبت مین بیٹھے ہین
باتین ہو رہی ہین مگر یہ لوگ جو بھاگے پاس محیط جادو کے آئے کہا حضور ملکہ کثیر شریک طلسم کشا
ہو گئین کوئی ایسا سردار جائے کہ اُنکی مشکین باندھکر لائے محیط جادو نے کہا مین خود تدبیر کرونگا
یہ کہکے اُٹھا سب نے دیکھا محیط جادو غائب ہو گیا ایک دو گھڑی کے بعد آیا پسینے پسینے کہا صاحبو
مین سد باب کر آیا فوج بھیجنا ہی سب انتظام کر لیا بدیع الزمان جو صبح کو سو کے اُٹھے کثیر نے آکر
خبر دی حضور محیط نے سحر کیا تنگ طلسم کلید دکھایا باہر نکلکر بدیع الزمان نے دیکھا ایک پہاڑ
اسطرح کا بنکر تیار ہوا ہی کہ جسمین ہزارہا آدمی زمین سر کوہ پر جا بجا نخلہائے معقول میوہ دار طائر زمزمہ
سرائی کر رہے ہین دم مست باغبان قضاء قدر کا بھر رہے ہین پہاڑ کا تو یہ رنگ ہی مگر بدیع الزمان
نے جو یہ معاملہ دیکھا بعد نماز سحر لوح کو ملاحظ کیا احکام کو دیکھکر لوح کو گلے مین ڈالا کہا لو ملکہ کثیر ہم
رخصت ہوتے ہین ملکہ شبنم تمھارے سپرد ہین کثیر نے کہا آنکھون پر سر پر ہم انکی حفاظت کرینگے
بدیع الزمان لوح کو ملاحظہ کر چکے تھے باغ سے نکلے آواز دی اے اجمل جنی آؤ سب نے دیکھا ایک
جوان خوشرو آکر موجود ہوا شاہزادے کو جھک کر سلام کیا کہا ہمکو معلوم ہے زنگار جادو کے پہونچا کثیر
نے کہا عجب مکار ہی کا آپ نے نام لیا خدا آپ کو اُسکے مکر سے بچائے وہ بلائے روزگار ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا ہمارا حافظ حقیقی ہمارے ساتھ ہی یہ فرما کر اجمل جنی کو کچھ اشارہ کیا اجمل جنی ایک
طائر کی شکل بنکر تیار ہوا بدیع الزمان اُسپر سوار ہوے طائر بدیع الزمان کو لیکر بلند ہوا اُسوقت ملکہ شبنم
کی بیقراری ترپ ترپ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھین نظم

مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر
آ گیا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع
گلبلے تیرے نظر آتے مین جیسے آب پر
خیمہ لیلی نظر آتا ہی او مجنون حباب
فوق ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر
زندہ شب اسقدر رہتے نہین ذوق تب
کیا شب فرقت مین مجکو شک ہی سحاب پر
عالم اسباب مین حیران ہون ناسخ مگر

مثل ماہ رات تنہا مجھے ہی مہتاب پر
آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر
چھونا پائی یار کا تھوڑا آیا دای طبیب
نجد کے وادی مین میرے اشک کے سیلاب پر
مین دریا مین بھی گردش نہین دم بھر
اے کسا رکھتا ہی غربت مثل گرداب پر
بنگیا نور اُمرا تار نگہ تار شعاع
ہی نظر میری مسبب پر نہین اسباب پر

کیا شب فرقت مین تنہا مجھ سے مل بیتاب پر
یہ خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر
گنبد گردون سے آنکھ اشکو نسے یون ہی لبعد
ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر
وہ جو قائم ہوئے رہا اسکا نام زر سنگ
سعی کرنا ختم ہی اے سالکو گرداب پر
کانمین محبوب کی آواز بھی آتی نہین
جا پڑی جب آنکھ اُس خورشید عالمتاب پر

ملکہ رنگین نے سمجھایا ای ملکہ عالم
اگر مرحلہ جات فتح نہ کرینگے تو فتحیابی اس طلسم کی دشوار ہوگی طلسم بدون فتح مرحلہ جات فتح نہین ہوتا

ابھی اس طلسم کے مرحلے باقی ہین جلسہ آراستہ کیجیے ناچ دیکھیے گانا سنیے بعد جانے بدیع الزمان کے
امیہ بھی ایک جانب نکلکر روانہ ہو گیا ملکہ شبنم تو بیقرار رہی نگین و کنیز ہر وقت حاضر خدمت رہتی ہین سمجھایا کرتی
ہین اجل جنی راہ مین بدیع الزمان سے باتین کرتا ہوا اڑتا ہوا جاتا ہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار آپ ایسے
مقام پر جاتے ہین کہ وہ بڑی مکارہ ہی ہر دم لوح دیکھیے گا اگر مین بھی خدمت مین آؤن تو لوح دیکھکر
ملاقات کیجیے گا شاید میری صورت کا کوئی دھوکا دے بدیع الزمان کو لیکر ایک دشت ویران
مین پہونچا بدیع الزمان کو اپنے پشت سے اتارا آپ تو رخصت ہوکر چلا گیا بدیع الزمان بموجب
حکم لوح ایک جانب چلے مگر نگار جادو کہ ایک پہاڑ مین اسکا مقام ہی بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہی کہ کیا
تدبیر کرون کہ کنیز نے آکر خبر دی طلسم کشا آتا ہی آپ کو تدبیر کرنا چاہیے نگار جادو سنبھل کر بیٹھی سحر کرنے لگی
کچا سوت کالا دانہ جلا گندے بنا بنا کر رکھتی جاتی ہی بدیع الزمان چلے آتے ہین کہ ایک طفل دوازدہ سالہ
نے آکر سلام کیا کہا میرے باغ مین چلیے اطفال جادو میرا نام ہی بزرگان دین نے خواب مین آکر مجھکو
مسلمان کیا میرے باغ مین آج محیط جادو آئیگا قتل کر لیجیے گا زیادہ مشقت آپ کو نہ پڑیگی یہ سنکر
بدیع الزمان خوش ہو گئے وہ سرو آگے بڑھا لاتے لاتے قریب ایک باغ کے پہونچا یا اندر باغ
کے لایا وسط باغ مین چبوترہ بلور کا اسپر فرش بچھا تھا لاکر بدیع الزمان کو بٹھایا ایک آواز دی ارے
کوئی حاضر ہی بارہ کنیزین باغ سے ظاہر ہوئین بدیع الزمان کے سامنے مجلس گانے لگین وہ طفل
شراب و کباب لایا جام بھر کے بدیع الزمان کو دیا جب بدیع الزمان نے جام ہاتھ مین لیا کلیجہ
و عشر کا لوح کا خیال آیا لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ غلام نگار کا مخمور جادو ہی اگر شراب پی لی غضب ہو جائیگا
دیکھا مخمور جادو اسی طرف دیکھ رہا ہی نگاہ نہین پھیرتا جیسے ہی بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اور
یہی نوشتہ پایا چاہا جام اسکے سر پر پھینک مارون مگر وہ اٹھکر بھاگا کنیزین قطرات آب تھین کہ اسی مقام پر
جذب ہو گئین بدیع الزمان لاحول پڑھکر چاہتے تھے کہ وہان سے روانہ ہون کہ کان مین رونے کی آواز آئی
گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا امیہ بن عمرو سامنے سے پیدا ہوا پکارتا ہوا ای شہریار غلام کی فریاد کو پہونچیے
بدیع الزمان امیہ کو دیکھکر گھبرا گئے فرمایا ای برادر نہ گھبرا مفصل حال کہو امیہ نے عرض کی آپ کے آنیکے
بعد عیار بادشاہ کا باغ مین پہونچا نقب پیدا کیا نگین و کنیز کو چرا لیگیا ہم لوگ پریشان ہو رہے تھے کہ
بادشاہ نے فوج بھیجی ملکہ شبنم نے اپنے خنجر مار لیا فوج شاہی نے باغ لوٹ لیا غلام نے اتنی مہلت پائی
کہ وہان سے نکل آیا شکر ہی کہ آپ کو پایا مین یہ نہ جانتا تھا کہ آپ اس مقام پر ہونگے جلد تشریف لے چلیے
یعنی باہر کہ طلسم کشا سے لوح طلسمی و لوح محفوظ چھینلو شبنم کا جان دینے کا حال سنکر بدیع الزمان بے
بیقرار ہو کے رونے لگے فرمایا امیہ بڑا غضب ہوا آج تک سحر کی بدعتین اٹھائین کیا کیا صورتین دکھائین
اب دیکھین فلک کیا دکھائے یہ فرماکر امیہ کے ساتھ ہوے تھوڑی دور چلے کہ امیہ نے گھبرا کر کہا ذرا
لوح طلسمی و لوح محفوظ تو مجھکو دیجیے مین دیکھون دی ہی یا بدل تو نہین گئی بدیع الزمان نے دونون لوحین
اتار کر امیہ کو دین ادھر لوحین ہاتھ مین اسکے آئین رومال مین لوحون کو چھپایا آواز دی او طلسم کشا اب کہان
جائیگا بدیع الزمان نے چاہا پلٹ کر ہاتھ مارون اسنے سحر کیا تلوار انکی ہاتھ سے چھوٹ گئی زمین نے
انکے پاؤن تھام لیے امیہ نقلی نے نعرہ کیا منم ملکہ نگار جادو پنجہ کمر مین دیا اور نگار بدیع الزمان کو لیچلی

اجل جنی گوشے سے یہ سب معاملے دیکھ رہا تھا بھاگا ہوا جاتا ہی اس فکر مین کہ جاکر امیہ کو خبر کردون یہ سوچتا ہوا جاتا ہی مگر امیہ بعد جانے شاہزادہ بدیع الزمان کے جو عقب مین چلا تھا فقیر بنا ہوا جاتا ہی قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ پہاڑ مثل دیوار کے آراستہ ہی ہرچند امیہ چاہتا ہی کہ اُس پار جاؤن مگر ممکن نہین ہوتا کوئی درہ کھلا نہین ہی امیہ حیران کہ کیونکر اُس پار جاؤن اس تردد مین فقیر بنا بیٹھا ہی مگر دل خونچکان گھبرایا ہوا کہ دیکھا اسی درہ کوہ سے اجل جنی چلا آتا ہی متردد و متوحش دور سے فقیر کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو قریب آکر پوچھا شاہ صاحب آپ کا کیا نام ہی امیہ اجل جنی کو پہچانتا تھا بدیع الزمان نے ملاقات کرائی تھی امیہ نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اجی اجل جنی مین ہون امیہ بن عمرو یہ جو اجل جنی نے سنا چیخین مار کر رونے لگا کہا ارے امیہ غضب ہوگیا شاہزادہ گرفتار ہوا لوٹ مچ گئی نگار جادو دونون لوحین اور شاہزادے کو لیگئی امیہ نے پوچھا لیکر کہان جائیگی کہا اُس پار اس پہاڑ کے اسکا باغ ہی وہین جاکر ٹھہریگی امیہ نے کہا مجھکو لے چلو درہ کوہ سے گذر کیونکر ہو اجل جنی نے کہا سوا میرے کوئی اور نہین جاسکتا یہ کہکر امیہ کی کمر مین ہاتھ دیا پہاڑ کو پھاند کر اُس پار پہونچا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ سامنے باغ نگار ہی میرا ساتھ رہنا اچھا نہین لیکن جو کوئی افتاد پڑیگی جہان تک ہوسکیگا آپ کو پہونچاؤنگا یہ کہکر اجل جنی تو چلا گیا امیہ کو جو صورت منظور ہوئی اس صورت پر چلا نگار جادو بدیع الزمان کو عالم غشی مین لیے ہوئے اپنی باغ مین آئی کنیزین چہار جانب سے دوڑین واری گیا ہوا نگار نے کہا طلسم کشا کو لائی ہم جاتے اور خالی آتے لیکن اب باغ سے لیکر جانا مناسب نہین مقدمہ طلسم کشا ہی مین بادشاہ کو یہین بلوائی ہون اسی مقام پر قتل کرونگی بدیع الزمان کو ایک طرف ڈالدیا لوحین دونون جھولی مین رکھین کنیزین سب آگئین نگار جادو نے ایک عرضی لکھی کہ اے شہنشاہ طلسم کلید طلسم کشا میرے مرحلے پر آیا مین نے گرفتار کرلیا لوحین چھینلین لیکن سنتی ہون طلسم کشا کے دوست بہت ہین اگر یا تھوڑا راہ مین کسی سے مقابلہ پڑے یہ بی بی سن چکی ہونگی کہ لیکر جادو شریک ہوگئی ہین بی بی رنگین نے اپنا رنگ جمایا ہین ان عورتون سے بچ رہی مین کنیز ہین ہون مگر فساد بڑھانا کیا ضرور سرکار تشریف لائین غریب خانے پر کنیز کے آکر طلسم کشا کو قتل کرین لوحین اپنے ہاتھ مین لین یہ چیز ایسی نہین ہی کہ کسی کی معرفت روانہ کرون دیوار و در ہمہ گوش دارد یہ نامہ لکھکر سہیل نامی کنیز کو دیا کہا خبردار راہ مین کسی سے بات نہ کرنا خاص بادشاہ کے ہاتھ مین یہ عرضی دینا کہنا میرے ساتھ تشریف لے چلیے اپنے ساتھ ہی لانا سہیل نامہ لیکر روانہ ہوئی امیہ بن عمرو ایک فقیر بنکر ایک مقام پر بیٹھا ہی دور سے دیکھا ایک عورت بھاگی ہوئی آتی ہی امیہ نے جھپٹ پٹ اور صورت تبدیل کی سہیل تھوڑی دور اور بڑھی تھی کہ کان مین آواز آئی کوئی دردمند مصیبت کی ماری بلک بلک کے یہ اشعار عبرت آثار درد آمیز گا رہی ہی نظم

نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
پر نہ ہو وحشی قاتل بے رحم کی منظور تھی
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا
دیکھنا اسکا بھی مشکل ہو گیا ممکن رہا
اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

بی نشان تیغ دیدہ کا نشان پیدا ہوا
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا
دوست کی آمد میں دشمن کا بھی مژدہ ساتھ ہی
شوق اپنے دل کا آنکھوں سے نہان پیدا ہوا
آشنا دوست کو یکتی بھی ہوتی ہی ضرور

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہون کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
خاکساران محبت کو نہین نعمت پسند
جب بہار آئی یہین خوف خزان پیدا ہوا
اہل قسمت اہل دنیا کا کب مژدہ پسند
دیکھ لو ہر آسمان زیر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پری عشق نہ مانند خیال
آنکھ جب اس سے لگا ہو نہیں دھوان پیدا ہوا

جب ہوا اپنی ہستی مجھے نقش مکان پیدا ہوا
منزل اک آفت ہی سر پہ لے کے شاید آئی نسیم

بس اکالی شام گیسو تیری نظر آئی نہ صاف
خاک سا پتلا ہے کہ امتحان پیدا ہوا

اس سوز و گداز سے یہ آواز سہیل کے کان مین آئی کہ گھبرا گئی ہٹ گئے دیکھا ایک نخل کے سائے مین پلنگ پوش اوڑھے ہوئے کوئی عورت بلک رہی ہے کبھی پکارتی ہے یا سامری و جمشید ملک الموت کو حکم دو کہ ہماری قبض روح کرے آج تین دن گذر رہے ہیں اس دشت ہولناک مین شیر بھیڑیے کا گذر ہوا کہ مجھکو کھا جاتا نہ کسی بندۂ خدا کا گذر ہوا کہ وہ کسی کنوین مین ڈھکیل دیتا سہیل جادو قریب آئی پلنگ پوش منہ سے ہٹا کر کہا کہ ای نیک بخت تو کون ہے تیری تو باتون نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے اپنا حال تو بیان کر اب جو پلنگ پوش چہرے سے ہٹا دیکھا ایک نازنین نہایت خوبصورت ماہ طلعت نازک اندام گیسوے عنبر پریشان عارض انور پر اڑے ہین حیرانی و پریشانی دونون ظاہر شکم پشت سے ملا ہوا ہے بات کرنے مین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آتا ہے بات بات مین قلب تھراتا ہے سہیل جادو کا دل بس گیا کہا ای نازنین جلد بیان کر تیرا حال نہین دیکھا جاتا اس نازنین نے ایک ٹھنڈی سانس بھری کہا کیا پوچھتی ہو ایک مصیبت ہو تو بیان کرون جسپر پہاڑ مصیبتون کا ٹوٹ پڑا ہو وہ کیا بیان کرے جان جانے سب جھگڑون سے چھوٹ جاؤن اب تو یہ کیفیت ہے **نظم**

لب ہلا نا مرے جلاد کو مشکل ہوگا
حشر کو گا غدر اعمال دکھائینگے بشر
نالہ کرنے مین بھی احسان جتا دل ہوگا
کہتے ہین قتل کرینگے وہ لحد پہ اگر
قتل قاتل کیلیے شوق بھی باطل ہوگا
آج عنچون نے صدا مین جو کہین دیکھ لیا
قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

ہاتھ پہونچاینگے لا کے جو دم حشر اپنا
میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا
بوسے عنبر جو لب یار کے لیتا تھا
فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا
ولولے مین نفس چھینکے نادم ستم
اچھا ہوا کو ادب خواب غنا دل ہوگا

حشر سنور اگر داد طلب دل ہوگا
جا کے زخمون کی طرح دامن قاتل ہوگا
کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے محمل
ساقیا جام نہوگا وہ کوئی دل ہوگا
ہو گئی وصل مین تاخیر تو یہ خوش کہان
کچھ بالون مین نہ یہ لیلی نہ وہ محمل ہوگا
قصہ کہنے کی نہین بات ہو گئی نسیم

سہیل نے تسلی کی کہا اپنی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان عالی سے ہو مگر صاف کہو کیا مصیبت گذری کہا ہوا کیا پوچھتی ہو میرا شوہر کمبخت نام و مجھکو بیاہ کر کے لیے جاتا تھا دیکھنے مین خاصہ جوان ہتھیار لگائے ہوئے مونچھین کھڑی خونخوار صورت قزاق آکر گرے وہ وہین سے ٹھوکر کھا کر بھاگ گیا تو سمجھو کہ یہ بھی نہ سمجھا کہ ہمارے ناموس پر کیا گذریگی قزاقون نے اگر چہ پیر اسکو پکڑ لیا تا اسکو کہا بتاؤ زمین سخت آسمان دور الغیب دینگے کہ اسے تلوار مارو سر کاٹ سے ان آخر ظالمون نے اپنا کام کیا زیور بھی سب اتار لیا اسی دشت ہولناک مین ڈالکر چلے گئے آج تین دن گذر رہے آب و دانہ کیا چیز ہے ہیں کبھی ہی اڑ کر منہ پر نہین گئی ہے بہت گھبرائی ہون تو خاک پھانک لیتی ہون وہ نامرد ہیٹ کے بھی نہ آیا اتنا نہ دیکھتا ہمارے ناموس پر کیا گذری بوا تم کون ہو کہان سے آئی ہو کہان جاتی ہو کیا نام ہے سہیل نے کہا مین نگار جادو کی دختر ہون انھون نے طلسم کشا کو گرفتار کر کے لوح کی تختیان چھین لین مین نام نیک خدمت مین شاہ طلسم کی جاتی ہون وہان سے بادشاہ کو لاؤنگی طلسم کشا کو قتل کر کے تختیان کہین چھپا دونگی ہم بھی جان بچے پھر اس نازنین نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا بوا ایک احسان کرو کہ مجھے دھکیل کر کسی کنوین مین گرا دو اب بھوک پیاس کی مصیبت مجھسے نہین اٹھتی

سوچو تو بوا مین شبانہ روز گذرے کہ ایک گھڑی اُنکی بیت مین نہین گذرتی دل پہ جو گذرتی ہی اُسکو کیا بیان کرین
آخر مردون نے جان سے گئے خنجر چھپہ ان ماری گوشت کا خنجر کلیجہ پہ چلا جسنے کلیجہ بالکل فگار کردیا اسوقت
تک درد ہی کس زبان سے کہون خون کے دریا بہ گئے جہان بیٹھی تھی وہان سے جو ذرا اٹھی سہیل نے
دیکھا خون کا تھالا بھرا ہوا ہی سہیل نے منھ پیٹ لیا کہا بیناک بوا بڑی مصیبت اُٹھائی شوہر تمھارا
بڑا نامرد تھا جسنے پلٹ کر خبر بھی نہ لی اگر آتا تھا کر تو لیجاتا نازنین نے کہا واہ اب مین اس نامرد کے
گھر جاؤنگی بازار مین جاکر بیٹھونگی یا گلا کاٹ کر مرجاؤنگی سہیل نے کہا بوا یہ تو مجھسے نہو سکیگا کہ تمکو کنوئین مین
ڈالدون نہ مالک کے باغ مین پلٹ کے جاسکتی ہون انھون نے بہت تعجیل کو حکم دیا تھا اگر وہ
سن پائینگی کہ مین اتنا ٹھہری انکو ناگوار ہوگا لیکن یہانسے قریب ایک گاؤن ہی وہان میری ایک منھ بولی
بہن رہتی ہی ایک زمیندار کی بیٹی ہی وہان تمکو پہونچا دون پھر جو مین پلٹ کے آؤنگی سب انتظام کرلونگی
دائی بلاؤنگی سپارہ دونگی لیپ لگاؤنگی سب طرح کے کام کرونگی تمکو مین نے بہن کہا نازنین نے کہا
مین وہان تک کیونکر جا سکونگی سہیل نے ہاتھ پکڑ کے اٹھایا دو قدم پہ جاکر وہ نازنین گر پڑی کہا بوا اب
جسم سوجا ہوا ہی قدم نہین اُٹھتا ہی تم کوئی حیلہ نکال کر مجھکو کنوئین مین ڈالدو یہ کہکے رونے لگی سہیل نے
کہا مین کیا کرون نازنین نے کہا اپنے کاندھے پر سوار کرلو سہیل جھک گئی نازنین سہیل کے کاندھے پر
سوار ہوئی سب کپڑے خون مین بھرے ہوئے دو قدم سہیل اُس نازنین کو لیکر چلی تھی کہ معلوم ہوا گلے
مین کسی نے پھانسی ڈالدی گھبرا کر سہیل نے کہا ارے یہ کیا لیا اُس نازنین نے نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو
کاندھے سے کود کر جھٹکا مارا سہیل غش ہوکے زمین پر گری امیہ نے سر اسکا کاٹ ڈالا لاش اُس کا
کھینچکر کنارے لایا جھولی سے اپنی نامہ نکالا اُسکے مضمون کو دیکھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی کی
شکل بنا اُسی نامے کی پشت پر طرف سے محیط جادو کے لکھا کہ ہمنے سہیل کو زبانی بھی سمجھا دیا ہی اور
ماہدولت بھی تشریف لائینگے اسلئے کہ بے پرکار بند ہونا یہ سب باتین لکھکر نامے کو ملفوف کیا طرف باغ
نگار جادو کے روانہ ہوا یہان نگار جادو باغ مین بیٹھی ہی چند کنیزان حور پیکر حاضر ہین اسباب عیش و نشاط
مہیا کر رہی ہی کہ شہنشاہ طلسم آوین تو طلسم کشا کو قتل کرون اتنے مین سپرد کردون مہلت پاؤن ابھی شراب و
کباب کا چرچا نہ کر دیہ ذکر تھا کہ کنیز دن کے عرض کی سہیل آگئی محلدار سے باتین کر رہی ہی نگار جادو
نے کہا جلد بلاؤ امیہ دروازے پہ آیا محلدار سے باتین کین اُنکی باتین پوچھ رہا ہی کہ کنیز نے آکر کہا بی
سہیل چلو چلو ملکہ بلا رہی ہین امیہ بلا تکلف اندر باغ کے آیا سیر باغ کی کرتا ہوا سامنے نگار
کے پہونچا نگار جادو نے پوچھا ای سہیل کیا گذری سہیل نے عرض کی کہ بہت کچھ فرمایا ہی اور آپکے
واسطے خلعت عمدہ وزارت آئیگا اور باقی باتین مرقوم ہین ملاحظہ فرمائیے اور زبانی بھی عرض کرونگی نگار
نے نامہ پڑھا بہت خوش ہوئی کہا ای سہیل زبانی کیا ارشاد فرمایا ہی کہا حضور بادشاہ نے راز کی
باتین مین چاہئے نہ کہونگی حضور خلوت مین چلین تو مین عرض کرون نگار جادو خوشی خوشی اٹھی امیہ
اسکو لیکر خلوت مین آیا بیٹھے تو سرا ہاکی ہی ما مین لین پھر کہا ای وزیر اعظم و دستور معظم ہم تو آج ہی سے
وزیر کہینگے حضور محیط جادو نے فرمایا ہی بہنچکل سلطنت کو نگار جادو کا انتظام کیا تمام ہورات کی مالی
کا نگار کو اختیار ہی کیون واری ہلکو کیا عمدہ ملیگا نگار جادو نے کہا مین اپنی وزارت مین ایک

ایک کنیز تو اپنی عہدہ داسے جلیل دونگی یہ جو مرحلے توڑتے ہین اپنی کنیزون کو حاکم کرونگی کہ شاہ طلسم
پر میرا دباؤ بھی رہیگا یہان تو یہ باتین ہین مگر کشمیر سے بیٹھے بیٹھے ملکہ رنگین سے کہا آقاے نامدار بڑے
مرحلے پر گئے ہین ای رنگین مین جاتی ہون ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا اے کشمیر اگر تم نے جاکر شاہزادے کی
خبر لی اور انکی خیر و عافیت ہمکو پہنچائی تو بڑا احسان ہوگا راتین مجھپر تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین اور اے
ملکہ کشمیر مین تمہارے خوف سے کہہ نہ سکی مین نے رات کو خواب پریشان دیکھا اور شاہزادے کو اس
حال مین دیکھا کہ کہہ نہین سکتی اسوجہ سے یہ کیفیت ہے

نظم

کٹتے ہین احباب سے تیر مجکو کیا کیا دیکھکر
ای اجل قربان تیرے مجھپہ کیا احسان کیا
تمکو رحم آتا نہین کچھ حال میرا دیکھکر
تیری آنکھوں کی ہین وہ مستیان یاد آگئین
مین نے سمجھا تم خفا ہو مجکو اچھا دیکھکر
ضبط خواہش گریہ کرتا یون نہ رتبے پایا
اور لہر آئی مجھے بھی موج دریا دیکھکر
وہ ابھی آتے نہین دم کے خدا کیواسطے
آنکھ اب کس پہ پہنچی حسن تیرا دیکھکر
دوست دشمن وہ خفا ہیں دور گرد آسمان
تھرلایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر

سب کہ کہتے تھے وہ بیرحم ہے بیدرد ہے
خوش ہوا وہ میرے مرنیکا تماشا دیکھکر
کیا کہون کیسی بلا آئی ہر میری جان پر
وقت بیہوشی صنم تاثیر صہبا دیکھکر
ساتھ تھا اک قافلہ طفلان اعدا دوستکا
کیا کہون کیا دل مین آیا تمکو تنہا دیکھکر
ایک کا ہی ایک شاکی ایک آزردہ ہے
ای اجل گھبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر
کیسے بیدردین یارب کہ ہنسے ہونگے
رحم آتا ہے ہمین اب حال اپنا دیکھکر
دوستون نے دیا جب شکل دیکھی ای نسیم

مین جو بیخود ہون نسکا روے زیبا دیکھکر
دل دیا اس بیمروت کو بھلا کیا دیکھکر
دوست کہتے ہین عزیز و اقربا بیہوش ہین
او بت کافر تری زلف چلیپا دیکھکر
لو مین بیمار ہوتا ہون کہین رنجش رہو
وہ بھی کچھ گھبرائے سیا جوش سودا دیکھکر
مین نے اک دریا بہایا آنکھ سے بیٹھے
حال اپنا ہر دگرگون حال دنیا دیکھکر
غیر ممکن ہے کہ خوش آئین چمن حور جنان
لوگ ہنستے ہین کسیکا مجکو شیدا دیکھکر
تشنہ تھے ہم وہ بہم جوش ہستی فلک
کیا کہون کیا حال تھا وہ حال تیرا دیکھکر

کشمیر نے گلے سے لگا لیا کہا حضور اسقدر نہ گھبرائین کنیز فوراً جاتی ہے مین نے بسبب متردد ہونے حضور سے
عرض نہین کیا میرا بھی دل خود بخود گھبراتا ہے جی چاہتا ہے نام لیکر شاہزادے کا چیخین مار کر روون رنگین نے
کہا میرا بھی دل گھبراتا ہے دائی امان مین بھی آؤنگی مجھے زیادہ انتشار ہے کشمیر اسی وقت روانہ ہوئی لیکن امیہ
نے باتین کرتے کرتے ذکر شراب کا کیا لنگار جادو نے کہا لو پیو امیہ نے گلابی اٹھائی جام لبریز کیا
کہا وزیر اعظم کے سامنے کیونکر پیون پہلے آپ نوش فرمائین تو مین پیون لنگار نے جام ہاتھ مین لیا
قصد کیا پیون کہ شراب شعلہ بنکر اڑ گئی لنگار نے کہا ارے تو کون امیہ سمجھا کہ راز کھل گیا خنجر پکڑ کر جا پڑا
لنگار جادو نے ایک دو ہتھڑ مارا امیہ زمین پر گرا لنگار نے ہاتھ ہلا دیا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا
لنگار نے ایک چیخ ماری کنیزین دوڑین دیکھا تو ایک عیار سامنے پڑا تڑپ رہا ہے اٹھ نہین سکتا جب اٹھا
اٹھکر آگے گرا ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی واری یہ کون ہے لنگار نے کہا عیار ساربان نامدے کا چیلا
مجکو مارنے آیا تھا مین نے انتظام کر رکھا تھا اگر انتظام نہ ہوتا مار لیا تھا نہین معلوم سہیل کے ساتھ اس
ظالم نے کیا کیا میرے نامے مین مضمون لکھ لایا ہو صرف مین نے نامہ روانہ کیا اسیر تو یہ اتفاق ہوئی اگر مین
بید روانہ کرتی تو کیا ہوتا اب مین دونون کو قتل کرتی ہون نہ یہ زندہ رہینگے نہ آفت ہوگی تو مین خود
ہیکڑ جاؤنگی طلسم کشا کے بعد کوئی کوشش کریگا انکا زندہ رہنا بہتر نہین سب کنیزون نے کہا حضور
یہی مناسب ہے آپ کو تخت سے کشان کشان لیکر چلی اور مسند پر بیٹھی بدیع الزمان و امیہ کو زیر تیغ بٹھایا

جلاد نے آکر دونون کی گردنون پر کوئلے کا خط دیا تیغہ پکڑ کر شلتکین لگانے لگا آواز دی فرد سلطنت سلطان
کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست * کسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا اسکا ساغر عمر لبریز
ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ بازی دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون
قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین حکم اول ہی ذرا سمجھ بوجھ کے فرمایے نگار نے کہا مین نے کرور حکم کا ایک
حکم دیا جلد سر کاٹ نے کو مین خدمت شہنشاہ مین روانہ کرون اسوقت کنیزین صورت زیبا بدیع الزمان
دیکھ کف افسوس ملتی تھین کہتی تھین یارو ایسا چاند کا ٹکڑا مٹتا ہی کیا ظالمہ ہی کہ ذرا اسکو رحم نہین کس زبان سے
حکم قتل دیتی ہی کوئی روتی ہی کوئی ہنستی ہی کوئی آوازے کستی ہی کوئی طعن و تشنیع کرتی ہی کہ بوا دیکھا تمنے صاحبقران
زادے اکیلے گرفتار ہو کر آئے اب انکا فوج و لشکر کہان ہی سنا تھا بڑی فوج ہی بڑا لشکر ہی کئی معشوقہ ہین
ایسے برے وقت مین کوئی شریک نہین ہوتا دوسری نے کہا بوا عاشق و معشوق کون ہین یہ پاشتہ ہم
انپر عاشق ہین کئی گھڑون مین ہوا مین کسی کو مانا نہین جہان گئین نذر ہی مجالی رہین مگر انپر جان دیتی ہین سنا کہ
اب فراق دیدہ وا ایک جگہ ہوئے تھے اب آج خاتمہ ہوتا ہی اب کیا کریگی جو وہان مر دوا ہو گا ای کو شوہر
بنائینگی یا نکل جائینگی عورت بے مرد کہین رہ سکتی ہی تنہائی کی جفا سہ سکتی ہی دوسری کہتی ہی بوا سچ ہی مگر سنا ہی کہ
بہت خوبصورت ہی ایک نے کہا بوا ہم دیکھا ایسے خوبصورت کہین دیکھے تھے نگ سلیم سے اچھے
بڑی مہا و صف شکن تیغ زن کیا کیا کارہائے نمایان کیے آج تک کس سے دبے جہان گئے اس
ملک کو فتح کیا اب دیکھو طلسم مین آئے لوح حاصل کرلی یہ حملے شکست کیے یہ کام انسان کا ہی رستم کی کیا
حقیقت ہی کہ جو انکے سامنے جرأت کا نام لے نگار نے پکار کر کہا او جلاد بس نخرے بگھار چکا سر کاٹ لے
اب دیر نہ کر ورنہ تیرے قتل کا حکم دونگی کیون دیر لگائی جلاد طرف بدیع الزمان گے جلا امیہ مثل برق کے
تڑپا پکار کر آواز دی او نامنصف ہم ملازم غلام سرکار کے نگوار عیار خنجر گزار پہلے مین قتل کر ہم اپنے
آقا کو خاک و خون مین غلطان نہ دیکھین جلاد فوراً پلٹا بدیع الزمان نے شیرانہ نعرہ کیا کہ او نامرد ہمارے
سامنے ہمارے نوکر کو قتل کرتا ہی پہلے ہمکو قتل کر جلاد دیوانہ ہو گیا نگار نے کہا دونون کے سر کاٹ لے
جلاد تیغہ پکڑ کے جلا امیہ نے فلک کر دعا کی کہ ای معبود جان ہماری بچا لے آقا قتل ہوتے ہین
اگر شاید مین بچ گیا تو کیا منہ دکھاؤنگا لوگ کہینگے کہ آقا کو قتل کرا کے آیا کیسا نوکر ہی نمک حرام آقا مارے گئے
یہ آپ زندہ بچا روسیاہ دکھانے آیا کیسا بے غیرت ہی اسطرح جو فلک کو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا
کڑک کر برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے نگار پر بجلی گرنے لگین نگار نے سر اٹھا کر ایک
ساحرہ کو دیکھا سحر کرتی ہی ہوا سے گرز مارا ملکہ کشمیر زمین پر آئی مین بدیع الزمان و امیہ کے گرد پھرنے لگین ملکہ
نگار جادو کا گھر ہی سب تحفہ جات تیار صندوقچہ موجود ہی نکال نکال کر سحر کرنے لگی جب کشمیر سحر کیا کشمیر تھرا گئی
ایسی ہی ساحرہ ہی جو اپنی جان بچا لیتی ہی قیامت کے سحر نگار کر رہی ہی جو سحر لیسے کہ بجلیان گرین دو زخم
کشمیر نے کہا اب یہ ملعونہ بچ کہ نکلی جاتی ہی اور کشمیر پیچھے ہٹی قصد رکھتی ہی کہ کشمیر رکے تو سر کاٹ لون کشمیر پیچھے
ہٹتی جاتی ہی منہ سے اف اف کرتی ہی شعلے آتش کے بھڑکتے ہین نگار جادو پر گر رہے ہین نگار رنگاہ
پھر دیکھتی ہی پانی کا قطرہ برستا ہی شعلے کو بجھا دیتا ہی بدیع الزمان و امیہ دیکھ رہے ہین کہ کشمیر قتل ہوا جاتی ہی
ہی فرماتے ہین یا ہم بدنصیبون کی مدد کوئی اسکو بھی فلک نے روز سیاہ دکھایا زخمی ہو چکی قتل ہوا جاہتی ہی

پروردگار ہم پر فضل کر یہ بیچاری ہے اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے یہ کہکر جو دعا کی رنگین جادو واگر ہیو بھی
رنگین نے آسمان سے بہ سر کر دیکھا کہ بدیع الزمان دامیہ مسلسل و مطوق بیٹھے ہیں کنیز خنجر دار کھینچے ہوئی چلی
آتی انگار جادو کے سحر نے آفت برپا کی ہے کنیز کو قتل کیا چاہتی ہے یہ سحر تیار کرکے کڑک کے جو گری انگار
کے دو ٹکڑے ہوئے ہوئیں اُٹھا کر بدیع الزمان کے گلے میں ڈالدیں تمام کنیزیں رونے لگیں میدو ہوئی
بدیع الزمان نے نعرہ کیا جب دس پانچ کنیزیں قتل ہوئیں کنیز و رنگین کا سحر کنیزیں کیا برداشت کر سکتی
ہیں فریاد کرنے لگیں پکاری ہمیں فریاد ہے طلسم کشائی اے طلسم کشا ہمکو امان ہے مسلمان ہوتے ہیں
اپنی بدبختی پر رونے میں بدیع الزمان نے ہاتھ روکا سب کنیزیں مسلمان ہوئیں کنیز قدموں سے لپٹ گئی
رنگین نثار ہوئی بدیع الزمان نے پوچھا اے کنیز تمہارا آنا کیونکر ہوا عرض کی ملکہ شبنم گوہر پوش نے خواب
پریشان دیکھا کنیز کا بھی عجب حال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا آخر ولکہ تاب نہ آئی یہی خیال ہوا کہ چل کر
قدمبوسی کریں اس خیال میں حاضر ہوئی سرکار کو اس کیفیت میں دیکھا شکر ہے کہ اس ملعونہ کو مارا مطلب دلی
حاصل ہوا بدیع الزمان نے فرمایا آپ سب صاحب رخصت ہوں میں مرحلہ ثانی پر جاؤنگا لوح خضری
ہے کہ آئندہ حشام جادو سے مقابلہ ہے رنگین نے گھبرا کر کہا پروردگار آپ کو اُسکے مکر سے بچائے بڑی
بلا ہے پروردگار ہے اس انگار کو اسی نے تعلیم کیا تھا اتنا مد نظر خیال رہے کہ جو کوئی سامنے آئے آپ بے لوح
دیکھے کوئی کام نہ کریں وہ پھر کسی کا مکر آپ پر نہ چل سکیگا آپ صاحب لوح ہیں جسوقت ہوشیار ہیں کوئی
کچھ نہیں کر سکتا اگر غفلت شعار ہیں تو سب چیزیں بیکار ہیں اگر حضور نے لوح کو دیکھ ملاحظہ کیا تو بہتر ورنہ
حشام بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑیگا بڑی سخت لڑائی ہوگی سب ساحر اسی پر آمادہ ہیں کہ ابھی جو مرحلہ پر
طلسم کشا کو زنجیروں میں رسیوں میں گرفتار کریں سب طرح کے سامان محیط نے ممکن کیے ہیں لونڈیاں
نہیں پہونچینگی مگر حشام سے خدا آپ کو بچائے بدیع الزمان نے سب کو رخصت کیا لوح کو دیکھا تو لکھا
تھا کہ اپنے کو مرحلہ حشام جادو پر پہونچاؤ مگر یکہ و تنہا جاؤ کسی کی اعانت نہ ہو اجل جنی اگر لیکر جائیگا گرفتار
ہو جاؤ گے بدیع الزمان جو یہ نشان نہ پانے کے پھر لوح کو دیکھا مرقوم تھا باغ سے نکلکر طرف دست
راست کے جاؤ مقام حشام جادو ملیگا بدیع الزمان باغ سے نکلکر اسی سمت روانہ ہوئے یہی قصد
ہے کہ مقام حشام سے پہونچیں کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا چند معشوقان
پریچہرہ چلی آتی ہیں تب بدیع الزمان کے پہونچیں جھک جھک کے سلام کیا ان سب نے دو دو
اشرفیاں ہاتھ پر رکھکر بدیع الزمان کو نذریں دیں کہا آپ کے صدقے میں رہائی پائی آپ نے انگار
کو قتل کیا ہمنے قید سے فراغت پائی ہم سات بہنیں ہیں سلطنت طلسم کلید ہمارے باپ کی تھی
اس محیط حرامزادے نے ہمارے باپ کو قتل کیا ہمیں قید کر لیا ہمیں نے سحر و ساحری سے
نابلد ہیں نہ مددگار سات برس کے بعد آج رہائی پائی سحر تک نہیں جانتے ہم آپ کی کیا مدد کرینگے
مگر راہ و مکان محیط بخوبی جانتے ہیں ایسے وقت پر پہونچا دیں کہ یکہ و تنہا ملے قتل کر دیجیے سب طلسم
قبضے میں آجائے بدیع الزمان نے اُنکی بھولی بھولی صورتیں دیکھیں ناخن بڑھے ہوئے بال
پریشان کپڑے میلے کچیلے بدن میں دل بیقرار ہو گیا فرمایا ہم تمہاری سلطنت تمکو دینگے انھوں نے
عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے ہماری یہی سلطنت ہے کہ ہم قید سے رہا ہیں کنیزان حضور ہیں

منسوب کیے جائین اب جسے انتظام سلطنت کیا ہوگا کنیزون مین سرکار کی رہینگے مگر آج حضور بغیچے کو
ضرور تسل کرین بدیع الزمان اُنکے ساتھ چلے ایک چھوٹے سے باغ مین لیگئین ساتون بدیع الزمان کو
اُسمین مگر باغ ویران روشین ٹوٹی ہوئین نخل گرے ہوئے عرض کی حضور یہ باغ ہمارے بزرگون نے
ہمارے کھیلنے کے واسطے بنایا تھا بدیع الزمان نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ پھر آباد کیا جائیگا وہ ساتون
اپنے حال بیان کرکرکے روتی ہین اور کہتی ہین حضور چلو بعد آٹھ پہر کے ایک انگور وہان کا اور دو دونیا
ملتی تھین بدیع الزمان فرماتے ہین نہ گھبراؤ تمھاری خدمت کو کنیزین مقرر کی جائینگی تمھارا ملک موروثی
تمکو ملیگا بارہ دری مین آکر بدیع الزمان بیٹھے اُن سات مین سے ایک نے کہا ابوالحسن طلسم کشا کی دعوت
کرو ایک نے کہا مین ابھی لاتی ایک اُنمین سے دوڑی ہوئی گئی ایک پھل توڑکر لائی ہاتھ مین بدیع الزمان
کے دیا کہا حضور یہ پھل اس باغ مین نایاب ہے اس پھل کو ثمر خوشگوار کہتے ہین اسکو نوش فرمایئے وہ پھل
بدیع الزمان نے ہاتھ مین لیکر دیکھا نہایت خوش وضع خوشبودار کبھی ایسا پھل نگاہ سے نہ گذرا تھا
بدیع الزمان اسی پھل کو ہاتھ مین لیکر دیکھنے لگے وہ ساتون یہ کہکر بھاگین کہ ہم اور پھل پھول آپکے
واسطے لاتین جب وہ ساتون نیچے اُتر گئین پھل خود بخود دو شق ہوا ایک میمون نے نکلکر چیخ ماری کہ ارے
طلسم کشا آگیا گوشہ ہائے باغ سے ہزارہا بندر بڑے بڑے قد منہ مثل تنور بلا کے کھولے ہوئے وہ
بندر بدیع الزمان پر آپڑے چاہتے تھے جسم نوچ ڈالین کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار سبحان اللہ کس
بلا مین اپنے کو پھنسایا ہے اب تو آنکھین کھولیے لوح کو ملاحظہ فرمائیے ورنہ یہ جانور ہلاک کر ڈالینگے شاہزادہ
بدیع الزمان جست کرکے الگ ہوئے اور پلٹ کے دیکھا اجل جنی پکار رہا ہے بدیع الزمان نے لوح
کو دیکھا لکھا تھا لوح اُنکے درمیان مین پھینکدو پھر تماشائے قدرت پروردگار دیکھو بدیع الزمان نے
لوح کو اُتار کر پھینکا آپسمین وہ لڑنے لگے تھوڑے عرصے مین سب لڑکر ہلاک ہوئے ایک میمون کلان
باقی رہا وہ بدیع الزمان پر حملہ آور ہوا بدیع الزمان نے لوح محفوظ اُسکو دکھا دی اُسنے ایک چیخ ماری
اُسکے منہ سے شعلۂ آتش نکلا جلکر خاک ہوا سارا باغ آتش بہار ہوگیا سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد
عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من میمون جادو بود کہ ایک طرف سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا
ایک پہلوان زبردست گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل وہین سے للکارتا ہوا
اے طلسم کشا غضب کیا میرے غلام کو مارا اپنے نزدیک بڑا بہادر ہے اگر دعوی جرأت ہے میرے سامنے آ
بدیع الزمان سامنے پہونچے وہ گینڈے سے کودا نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ سر اسکا زخمی ہوا اُسنے ہالیان فوج کو آواز دی کہ اس
جوان کو مارلو سات ہزار جوان بدیع الزمان پر آپڑے بدیع الزمان نے ایک سوار کو مارا مرکب اُسکا لیا
اُسپر سوار ہوئے فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے دو جوان زرہ دار
الگ کھڑے ایکدم ہار دے طلسم کشا اکیلا ہے یلغار کرکے گرفتار کرلو مگر بدیع الزمان ہمہ تن چشم بنے ہوئے
دیکھتے ہین بائین ہاتھ مین گرز وہ سپر کا دائین ہاتھ مین تیغہ ہے بدیع جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
چہار جانب سے سوار پیدل گھیرے ہوئے ہین اگر ایک مرا دس آگئے دس مارے گئے سو آئے پہلوان
پر پہلوان ٹوٹ رہا ہے کئی سو جوان اُسی مقام پر بدیع الزمان نے مارے مگر لپٹ کے جو دیکھا لاشہ کسی کا

معلوم نہین ہوتا اب تردد ہوا لڑتے لڑتے لوح کو دیکھا لکھا تھا وہ جوان زخمدار سرہنگ جادو وزیر اعظم
حشام جادو ہے جب تک وہ نہ قتل ہوگا یہ فوج کم نہوگی پہلوان کی وضع بتلایا ہے کہ طلسم کشا دھوکا کھاکے
آخر لڑتے لڑتے آپ تھک جاینگے اس حال مین وہ آپ کو گرفتار کرینگے بدیع الزمان تیرہ بلاتے
ہوے چلے جو بیچ مین آیا غربال ہوا کسی کو ہاتھ تلوار کا مارا کسی کو اچھر سپر کی ماردی سامنے جوان زخمدار کے
پہونچے للکارا کہ او نامرد اسی منھ پر دعوی پہلوانی زخمی ہوکر بھاگا اور پھر منھ دکھارہا ہے شرم نہین آتی اسنے
خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھادے سے ہاتھ لگاکر ہاتھ مارا کہ اس
کے دو ٹکڑے ہوے تمام اہالیان فوج گھبرا گئے فریاد کرتے تھے کہ ای جوان تونے کیا غضب کیا ہمارے
افسر کو مارا ہمین پناہ دے نہین اپنی جان دینگے یہ کہکر وہ سب بلوہ کرکے آپڑے بدیع الزمان نے
لوح کو گردش دینا شروع کیا سوار و پیدل جلنے لگے ایک گھڑی بھر مین سب جلکر خاک ہوے صدائین
ہیبتناک بلند ہوئین دیوارین باغ کی گر گئین سرو اس باغ کے ہاں گل نرگس کی آنکھین پھرا گئین سنبل نے
بال کھولدیے سوسن خاموش نہرون کو بحر الفت کا جوش باغ مین سناٹا ہوگیا بدیع الزمان نے دیکھا
کہ ایک لاشہ ساحر کا پڑا ہے سب غائب ہوگئے لاشہ کسکا معلوم نہین ہوتا مگر اجل جنی کو دیکھا کہ سامنے
سے چلا آتا ہے عرض کی ای شہریار بڑی تکلیف اُٹھائی برائے خدا لوح کو دیکھ لیا کیجیے یہ دونون سرداران
حشام تھے اب حشام ضرور آئیگی بڑی سرکشی دکھائیگی اجل جنی سمجھا رہا ہے کہ ای شہریار جو کوئی آئے بے
لوح دیکھے کلام نہ کیجیے آپ کو بالکل اسکا خیال نہین رہتا آپ نے مجھسے کیون کلام کیا لوح نہ ملاحظہ کی
ایک ایک گل و خار آپ کے نام کا دشمن ہے ذرا چوکیے گا غضب ہوجائیگا اگر اب کی مرتبہ لوح گئی پھر ملنا
نہایت دشوار ہوگا یہ کہکے عرض کی غلام رخصت ہوتا ہے میرا عرض کرنا خیال مین رہے فراموش نہو
یہ کہکے اجل جنی بدیع الزمان سے رخصت ہوا بدیع الزمان ایک جانب چلے اُس باغ ویران سے
نکلکر لوح کو دیکھا احکام کو ذہن مین کرکے سمت دست راست روانہ ہوے ہر مقام دیکھتے بھالتے چلے آتے
تھے تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے امیہ پیدا ہوا امیہ نے آگے بڑھکے سلام کیا بدیع الزمان
نے کہا امیہ کہان چلے امیہ نے عرض کی کہ ای شہریار غلام نے خبر پائی کہ حضور گھر گئے غلام چل نکلا شکر
ہے کہ وقت پر پہونچا کہیے کیا معرکہ پڑا بدیع الزمان نے دونون معرکون کے ذکر کیے کہ خدا نے اپنا فضل
کیا اجل جنی نے بڑا کام کیا کہ پھر بھگوا آگاہ کیا ابھی رخصت ہوگیا ہے مین حشام کی تلاش مین جاتا ہون
یقین ہے کہ اب اُسی سے مقابلہ پڑے امیہ نے عرض کی ای شہریار مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہے
کہ حضور کی لوحین بدل گئین ذرا مین دیکھون بدیع الزمان اچھا کہکے لوح اُتارنے لگے مگر دزدیدہ نگاہ لوح
پر بھی نوشتہ پایا کہ یہ مکار جادو حشام جادو کا غلام ہے خبردار لوح دینے کا قصد نہ کرنا بلکہ جسطرح بنے
اسکو قتل کرو یہ نوشتہ دیکھکر بدیع الزمان کو بڑا غصہ آیا کہا لو ای برادر لوح دیکھو شاید بدل گئی ہوگی
مگر تم پہچان لوگے جیسے ہی امیہ نے ہاتھ بڑھایا بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایک
طمانچہ مارا کہ سر امیہ نقلی کا اڑ گیا لاشہ تھرا کے زمین پر گرا آواز آئی کشتہ مرا نام مکار جادو غلام
حشام جادو ہے لاشہ بھی تڑپ تڑپ کے سرد ہوا اب تو شاہزادہ بدیع الزمان آستینین چڑھاکے
آگے بڑھے جی مین فرماتے ہین کہ اس مرحلے مین بڑے بڑے مکار و بڑے بڑے فطرتی آئے

کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی حسین مار مار کے رو رہا ہے اس رونے میں یہ اشعار منظوم پڑھ رہا ہے نظم

صدمے ہو چکے ہیں ہمارے بازوؤں پر سیکڑوں
گم ہوئے ہیں اپنے یوسف سے برادر سیکڑوں

بے نیازی سے کے ہوں کشتے ناز پرور سیکڑوں
سو گئیں شمشیر تغافل سے برابر سیکڑوں

عاشق مفلس تونگر حسن کی دولت کرے
سیر ہوں اس خوان نعمت سے قلندر سیکڑوں

چشم مستانہ کی گردش سے تہ و بالا ہوں دل
عشقبازوں کی صفیں الٹیں یہ ساغر سیکڑوں

یہ سعادت لکھی ہے قسمت میں کس کی دیکھیے
خون گرفتہ ایک میں ہوں اور خنجر سیکڑوں

جستجو اس شوخ کی بدلیگی رنگ آسمان
صبح سیارے سے پیدا ہو گئے اختر سیکڑوں

کون تھا بادشاہ وقت ہے آج اے صنم
کسکے کوچے میں فقیروں کے ہیں بستر سیکڑوں

کوچۂ جانان کی زمین ہموار ہوا ہے آسمان
پا برہنہ پھرتے ہیں یاں خاک بر سر سیکڑوں

دو رگ سودا ہوں میں فرقت جنوں کے درمیان
لوٹ کر رو رہے ہیں جس میں لشکر سیکڑوں

عید کی آمد ہے آرائش کی فکر اس بت کو ہے
ہر طرح کے ہوتے ہیں تیار زیور سیکڑوں

پھر گئے ہیں معرکوں میں مجھسے تلواروں کے منہ
سخت جانی نے مری توڑے ہیں خنجر سیکڑوں

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجے ناپسند
مال مفلس مول لیتے ہیں تونگر سیکڑوں

جلوہ گاہ حسن ہر جا عاشقوں کے واسطے
خوبصورت رکھتے ہیں یہ ہفت کشور سیکڑوں

صاف آئینہ نہیں سکتا ترے رخسار سا
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑوں

اس نشان سے قد کے ہو گئے مرد میدان شیفتہ
جان نثاری پہ کمر باندھینگے لشکر سیکڑوں

کھیلنا آسان نہیں ہے کھیتین عشق کا
نقش سے اسکے ہیں مثل مہر کشتہ سیکڑوں

بحر ہستی میں میں وہ کشتی ہوں جسنے جیتے تر
شوق میں گرداب کے توڑے ہیں لنگر سیکڑوں

دل دیا جاے تو آتش سی دلربا موجود ہیں
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑوں

اے گردون دون وای انقلاب بوقلمون یہ کیا رنگ ہمکو دکھایا کیفیت نورافشان اب سمجھے حکم دے ملک الموت کو کہ جلد قبض ارواح کرے دیکھیں تقدیر کیا دکھاے بڑا تو سنا ہے کہ کینا ہمکو واسطے شبنم گوہر پوش کے ہے اپنی جان کا ہمکو افسوس نہیں بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا ملکہ رنگین کو ایک سالکہ غش کیے ہوئے لیے جاتا ہے ملکہ رنگین روتی ہوئی یہ کلمات کہتی جاتی ہے کبھی آنسو پونچھکر یہ کہتی ہے نظم

اس سے ظاہر ہے اپنا قلق جان ہوگا
وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا
ہائے میلا ہوا یہ حال کہ تھا بیدرد
شکوہ اسکو نہ مجھے کوئی ارمان ہوگا
دم تو نکلا ابھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
ہم بھرے جتنے ہو گئے کہ زبان پر [illegible]
مجھکو اس چشمے سے مناسبت سا ہوگا

گر نہ دیکھیگا تجھے وہ تو پشیمان ہوگا
تو سلامت ہے تو عالم کو گریگا لبھا
خاص اسواسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا
الحمد للہ امین ہوس کہ تیرے سے زلف کے
یہ بھی شاید اس پر جنکا ارمان ہوگا
کیا سبب آپ نے مٹی نہیں کی مجھ پہ تیغ
اٹھو جو لگے گا ٹھوکر سے مرا ارمان ہوگا
میں تو رونا ہوں فقط حشر میں جینے کیلیے

گر یہی آپ کے انکار رہئیے تا صبح
ہائے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا
میں تو عاشق ہوں غلط آپ نے سمجھا
وہ آئینہ ہے تو دیکھ کے حیران ہوگا
کیوں ڈراتے ہیں یہ واعظ کہ خدا
آدمی میں بھی ہوں وہ بھی کوئی انسان ہوگا
قتل کر رحم کے بدلے کہیں مل ہو مشکل
گر مرے ہاتھ میں دامن آپکا ہوگا

رنگی کیون تہمت برخاست تمہارا ہوگا
سم بھی دیگا تو مرے حق مین وہ درمان ہوگا
رنگین کیا اسے گذر پیتا ہر خدا رحم کرے
اٹھو بنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا

جو یہان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا
بیٹھنے دیگی نہ کونے مین بھی وحشت مجکو
ہاے وہ اشک جو ہمسیر و داماں ہوگا

سخت جانون کیلیے موت کہان او ظالم
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
کثرت داغ جدائی جو یہی ہر تو نسیم

یہ حال پر ملال دیکھکر بدیع الزمان کا کلیجہ منہ کو آگیا آواز دی او نامرد ابن محبوب جانی یار جادو اپنی کو کہان لیے جاتا ہر چھوڑ دے ورنہ قیامت برپا کرونگا رنگین نے جو بدیع الزمان کو دیکھا عرض کی ای شہریار آپ کے آنے کے بعد محیط جادو باغ مین آگھس پڑا آپ کو گرفتار کر لیا مجھکو یہ ساحر یہان گرفتار کر لایا ایسا اس بے حیا نے سحر کر دیا کہ مین سب بھول گئی دیکھیے زبان مین سو نہین مگر کچھ یاد نہین ہین معلوم ملکہ شبنم کو کہان لے گئے خدا انکو آپ سے ملائے ہم تو اب رخصت ہوتے ہین کہ اس ساحر نے ملکہ رنگین کی آنکھ مین ہیلہ تلوار کا مارا کہ ملکہ رنگین کی آنکھ پھوٹ گئی ملکہ نے ایک چیخ ماری کہ داری غضب ہوا اور آنکھ سے جو خون جاری ہوا تمام جسم خون سے رنگین کا رنگین ہوگیا ایک بلک کے ملکہ رنگین نے رونا شروع کیا بدیع الزمان نے خیال کرکے دیکھا کہ مین ہر چند دوڑتا ہون مگر قریب نہین پہونچتا وہ ساحر کشان کشان ملکہ کو لیے جاتا ہر رنگین کے کلمات حسرت زبان پر کہ ای شہریار بیکس ملکہ شبنم کو ہر ہوش پر مجبور ہوگی بدیع الزمان نعرہ کرکے چپٹے اُس ساحر نے ہاتھ مارا کہ سر کٹ کے ملکہ رنگین کا زمین پر گرا لاشہ بھی وہ تڑپنے لگا ہم ہون ترا صاف ثابت تھا کہ ستا سحری چمک رہا ہر اور وہ ساحر ملکہ رنگین کو مار کر ایک جانب بھاگا بدیع الزمان نے چاہا پیچھا کرون کہ وہ گلستان مین جاکر غائب ہوا بدیع الزمان پلٹ کر لاشہ رنگین پر گرے پچھاڑین کھاتے تھے کبھی فرماتے تھے ای عاشق صادق صاحبان ظرف ایسے ہی ہوتے ہین جو تونے کیا ملکہ شبنم کو بہر کوشش کس لطف سے بچایا قبضے سے محیط کے نکالا ہاے عیش و آرام دنیوی تونے نہ دیکھا تمہارا داغ عمر بھر جی پر رہیگا کبھی فراغ نہوگا افسوس تمہارا غم ایسا نہین کہ جو فراموش ہو نظم

آغوش رشک حلقۂ اہل عزا ہر آج
چھٹتے ہے تو لال لہو سے منہ کیا
ہے کاٹنے مین کہان وہ مزا ہر آج
آواز ہاے ہاے کی آتی ہر متصل
اپنی خبر نہین مجھے کیا جانے کیا ہر آج
بیٹے مجھے جو روئے وہ کہتے تھے بار ہا
دل از زندگانی سے کتنا خفا ہر آج

برباد شور ہر عدم ہوا آب اشک پر
تغیر رنگ شرم و خجالت فزا ہر آج
مجکو نہ اپنے ساتھ عدم مین لیے گیا
گردون طلسم گنبد ماتم سرا ہر آج
ای دل خبر لے لو شادی کو کیا ہوا
کیا روئیے اسی کا ہمین بیٹنا ہر آج

تھا یارہ عیش کا مرا دل چھینتا ہر آج
گیسو او فور شیون و جوش و بکا ہر آج
پانی کے بدلے آنکھون مین بھر آئے ہر لہو
ہر دم شکایت نفس نارسا ہر آج
اتنے کہان حواس کہ تدبیر مرگ ہو
لب پر ہمارے نالۂ وا حسرتا ہر آج
اتر نہ گلے سے گھونٹ نہ آب حیات

یہ اشعار درد آمیز عبرت خیز حسرت آثار پڑھ کے بدیع الزمان چیخین مار مار کر رو رہے ہین کیا عجب ہر کہ اپنے کو ہلاک کرین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ خنجر اپنے شکم مین ماریں کہ پشت سے آواز آئی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے بدیع الزمان نے دیکھا وہی ساحر سیہ فام بد انجام جلاد صاحب بیدار جسنے رنگین کو قتل کیا تھا کنیز جادو کا ہاتھ پکڑے ہوے آتا ہر اور کنیز جادو کا چلانا غل مچانا کہ ای شہریار آپ کی محبت مین یہ حال ہوا کہ گئی موت مرتے مین اپنی جان کو آپ پر نثار کرتے مین نا مجھ غیرت ہلو زا موش نہ کیجیے گا اس ملعون نے میرے روح روان کو قتل کیا مجھکو قتل کرنے تو مین مہلت پاؤ

اپنی بیماری سے جاکر عدم میں ملوں آپ کو ہم ایسی خدمتگزاریں بہت ملینگی ہم یہ سمجھتے تھے کہ اجل ہماری
قریب ہے یہ لونڈی بدنصیب ہے کچھ خدمتگزاری نہ کرنے پائے تماشائی طلسم کلید بھی نہ دیکھی محیط نے اپنی حکومت
دکھائی کیا ستم کیا کہ ہم کو بھی فراموش کیا ہے محیط جادو اسکا اسم ہے سحر بھی اسکا محیط عالم ہے لونڈی قریب قبر
پہونچ چکی بعد رنگین ایسی بی بی نے ہم زندہ رہیں گی کہ جو ان کی ٹھوکریں کھائیں قتل ہو جائیں تو بہت
بہتر ہے مگر افسوس ہے کہ آپ تنہا ہوتے ہیں نہیں معلوم ملکہ شبنم کو سپہ پوش کو کیا اور کہاں لیگیا اس
پردہ صد ستاروں نے ہم پر کیا گذری ہم تو لونڈیاں ہیں ہمارا خیال بھی نہ کیجیے مگر اس شاہزادی والا قدر
اپنی عاشق شیدا کو تلاش کیجیے جو ان سے دشمنوں کے بچا لیجیے ہم تو نثار ہوتے ہیں اپنی بدنصیبی پر
روتے ہیں مگر آپ کو گواہ کرتے ہیں کہ مذہب قدیم پر لعنت کی مذہب وحدہ لاشریک اختیار کیا
کلمہ پڑھنے کی مہلت نہ پائی مگر دل و جان سے مطیع ہوئے ور بے ہمارے رنج ہوئے شاہزادہ
بدیع الزمان دوڑے اس ساحر نے کہا او پسر حمزہ کیوں لہو کا دوش کرتا ہے کیوں اسقدر کشش کرتا
ہے ہمارے بادشاہ کا حکم ہے کہ اسکو قتل کرو تم لاکھ جیو میو ہم نہ چھوڑینگے حکم قطعی ہو چکا ہے کہ انکا سر کاٹ اب
ہم کسکا حکم مانتے ہیں تمہارے رونے سے خوشی ہوتی ہے یہی حکم ہے کہ طلسم کشا کو اپنے صدمے پہونچاؤ
کہ تڑپ تڑپ کے مر جائے بدیع الزمان تیغ کھینچکر دوڑے اُٹھنے ہاتھ مارا کہ شیر جادو کے دو ٹکڑے
ہوئے اور پھر ساحر بھاگ کر غائب ہوگیا یہ کہتے بھاگا کہ تمہاری روح رواں کو لاتا ہوں بدیع الزمان
کبھی لاشہ شیر پر گرتے ہیں کبھی لاشہ رنگین سے لپٹتے ہیں پچھاڑیں کھاتے ہیں کہ پھر رونے کی آواز کان میں
بدیع الزمان کے آئی اب کی یہ صدا آتی کہ اے شہریار داغ حسرت لیکر پردہ دنیا سے جاتے ہیں
عدم میں بھی چین نہ ملیگا مگر برائے خدا گاہے گاہے مزار غریبان پر ضرور قدم رنجہ فرمائیے گا شعر
ہوا یہ بیمروت بعد مردن بر مزار ما + باستقبال تو ستانہ برخیزد غبار ما + بلکہ کیا عجب ہے کہ کشتہ حسرت کے
یاس کی تربت سے صدائے درد آمیز آئے شعر اے شہسوار گور غریبان بیا کہ کل + اینجا ہمی مشت خاک
ہو تیری رکاب میں + مگر افسوس یہ دن ہمکو نصیب نہوا کہ زبان پر جاری ہوتا باعث رفع بیقراری ہوتا فرد
روشن شد از وصال تو شبہائے تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما + اس ہستی ناپائدار میں یہ غم والم
لیتے آئے تھے اس گنہگار کو ایسا قلیل نہ سمجھے تھے بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی ساحر
سیہ رو بدخو ملکہ شبنم کو سپہ پوش کا ہاتھ پکڑے ہوئے کشاں کشاں لیے جاتا ہے ملکہ افشاں و خیزاں
گریاں و نالاں چہرہ زرد اس عالم میں اس ساحر منہ پر طمانچے مارتا ہوا آتا ہے بدیع الزمان اشک دوڑے مگر آتے
پاس تک پہونچتے ہیں اسنے زنجیل اگر ملکہ کے گلے میں پھانسی لگادی درخت میں لٹکا کے چھوڑ دیا آپ
بھاگا بدیع الزمان اے جان جہان کہکر دوڑے لاش سے لپٹتے تھے منہ پر منہ رکھتے تھے کبھی
جبین مار مار کر فرماتے تھے نظم

سر پیٹتا ہے شاہزادہ دونوں ہاتھ سے
اس دست نازک مہ مرجان کو کیا ہوا
دل میں خلش ہے زلف مسلسل کدھر گئی
کہہ زخم سینہ ہیں نمکدان کو کیا ہوا

دل کی طرح سے یہ بھی اپنی جان کو کیا ہوا
کیا جانے اسکی زلف پریشان کو کیا ہوا
شبنم کو چیرہ جانب خورشید التفات
برہم ہے حال کاکل پیچان کو کیا ہوا
روئے کتابے یوسف گل ہے نسیم میں

دم بھی نہیں سنا کہ دم مرجانان کو کیا ہوا
بیتاب ہے اپنا خون دل افسوس سے حنا
شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا
لذت فزا نہیں الم اس لب کی ہے
اسکے شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا

گردش پہ اپنی ناز ہے پھر روزگار کو
اس خوش نظر کی جنبش مژگان کو کیا ہوا
عیب و حجاب شوخ رخان جہان گیا

اس چشم رشک فتنۂ دوران کو کیا ہوا
کتان ہے سینہ چاک رخ ماہ دیکھ کر
وہ مہر آسمان نکوئی کہان گیا

دعوی ہے شوخیون کا غزالان دشت کو
اس رشک خیرت مہ تابان کو کیا ہوا

اسقدر تڑپے پھڑکے کہ طائران صحرا ابکے رونے پر رونے لگے شعر جانور کہتے تھے یہ آپسمین + دل منہ آہ غیر کے کسبین بھر رو کے قمری نے تب کیا نالہ + سرو گلشن کا بھر گیا تھالہ + بال سنبل نے اپنے کھولدیے + چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے + سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا نوک سبزہ پر قطرات شبنم نہ تھے سبزے کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے موجۂ آب رواں خنجر بران تھا ہر ذی حیات کے گلے پر خنجر چل رہا تھا زمین سے عوض خاک اڑانے کے دھوان نکل رہا تھا نخل شاخون سے سر پیٹتے تھے پتے کف افسوس ملتے تھے ہوا کے جھوکون سے جو تھرائی تھی درخت چاہتے تھے زمین پر گرین اس محبوب ماہ رخسار کا ماتم کرین ہر ذرہ بیتاب ہر بگولے کو گردش کے پیچ و تاب خاک اڑا رہے تھے ہر طرف سے صحرا مین رونے کی آواز آتی تھی کہ زمین کا جگر کباب مثل ماہی بیتاب آسمان سے معلوم ہوتا تھا خون برستا ہے بدیع الزمان کا بلکنا شہا ہر ایک پر ناگوار پہاڑ پتھرون سے سر ٹکراتے تھے دامن چاک کرنے کو ہاتھ بڑھاتے تھے ہوا جلتی تھی آتش مصیبت مین جلتی تھی طفلان غنچہ خاموش گلون کو بیقراری کا جوش طائران خوشنوا نالا بھولے اس محبوب کے غم مین ایسے بھولے ہوا کا سائین سائین چلنا طائران صحرا کا رنگ بدلنا ہر شجر سے رنج و مصیبت ظاہر عندلیب کو بیقراری گلون کی آہ و زاری صاف آواز آتی تھی کہ کس معشوق محبوب نے انتقال کیا فلک ایسے ہی نیرنگ دکھاتا ہے یہ ظالم کسیکو خوش نہین ہونے دیتا ہر مقام پر سنگ تفرقہ پھینکتا ہے دارا ایسے بادشاہ کو سکندر سے شکست دلوائی ضحاک ماردوش نے کیا مصیبت اٹھائی رستم کا جاہ و جلال سہراب کا باپ کے ہاتھ سے انتقال رستم کا شغاد کے ہاتھ سے مارے جانا زال کی کمین خم آنا ایسا شخص دنیا سے اٹھ گیا اصل تو یہ کیفیت ہے

نظم

نہ سکندر رہا نہ آئینۂ حیرت افزا
سیکڑون قافلے ایسی ہی جگہ اس رہ سے
سیکڑون گل کریں گنج جمشید و اماں ثمرنا
اس گلستان کا ہر ایک گل ہے نخل ماتم
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
کرسی سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
کسی اس بزم مین روشن نہ ہوئی شمع بقا
تشنہ ہی سالکین زہر سے چکھے پیالا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ راج انکے عنا
اے عزیزان عدم حال کہو کیا گذرا

شاہزادہ بدیع الزمان کا یہ احوال ہے کہ خود کہین زرہ کہین خنجر کہین سپر سے پشت ہائی زین کی تلوار کہین سری کمان مین غم آیا خنجر بیدم ہوا اگر لاشۂ شبنم گوہر ہوش دیکھ جو قلب بدیع الزمان گھبرایا دل سے کہتے ہین کہ اے بدیع الزمان بعد ایسی معشوقہ کے مرے ہوے زندہ رہنا بڑی بیحیائی ہے اسی حیلے سے اجل آئی ہے زندگی چند روزہ ہے آج کے جان دینے مین نام ہے عاشق ہمیشہ سے ناکام ہے انھین کے ساتھ عدم مین چلو منازل ملک عدم طے کرین چاہنے والون کے ساتھ مرین ایک دن موت ضرور آئیگی یہ نہ سمجھے تھے کہ محبت رنگ دکھائیگی گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھ کھڑے ہوے اپنے منہ طرف ہاتھ کرکے کہ اے علوی الی والدہ ماجدہ یہ غلام رخصت ہوتا ہے حق شیر بخش دیجئے گا غم دل مین راہ نہ دیجئے گا ہماری میت مین رہینہ

دیکھا دل کو بہلاتے کا کبھی پکارتے ہین بھائی علمشاہ تمھارے فرزند قاسم کو چھڑانے چلے تھے اجل نے دامن
چھوڑا شاہ مرگ نے گھیر لیا اب نوبت بجان دگر رسید خوان ہین اگر شاہ زمین در دکھو تو تصور فرمایئے گا کہ بھائی ہمارا
مر گیا کبھی بیٹے کا نام لیا کبھی زوجہ کو آواز دی مہ گوہر ملک تمنے ہمارے واسطے سلطنت سنجان چھوڑی
فرزند اپنے نور الدہر سے دل بہلانا بیوہ ہونے کا افسوس نکرنا وہی تمھاری آس مراد ہے یقین ہے جب قبلہ
کعبہ طلسم نور افشان فتح کرین تو وہ بھی رہائی پائین آپ کو جب ہمارے مرنے کی خبر پہونچے سجدہ شکر
پروردگار کیجیے گا چلا کے نہ رونا تمھاری آواز بیرون قلعہ نہ آئے ہماری روح شرمائیگی تمھارے فرزند کو بھی
غیرت آئیگی کیا خدا نے تمکو مرتبہ دیا کہ نور الدہر ایسا فرزند ملا پھر ملک کے آواز دی فرد شک آن روز
کہ بفرقت زدنیا می گفت + ای فلک یار مرا یار را خواہی کرد + یہ کہتے ہوئے جھانکے دیکھا خنجر سامنے پڑا ہے
حبیب کے خنجر کو اٹھایا فرمایا اس خنجر سے اب روے دلدار کا پتہ ملتا ہے کشاکش نفس کی نہوگی یہ کہکے خنجر کھینچ
چاہا تھا کہ اپنے پیٹ مین مار لین کہ کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کہ ای شہریار یہ کیا غضب ہے آپ نے آفت
برپا کی تھی کوئی ایسا ستم کرتا ہے حضور سے عرض کیا تھا کہ یہ مرحلہ حشام جادو ہے اسپر مکر حیلہ فساد ضرور ہی
ہوگا یہ نہ حضور کی سمجھ مین آیا لہذا ایسے لوگون کو یہ کہان ستے کے آیا جان دینے پر آمادہ ہوگئے پاس
لوح موجود ہے اسکو نہین ملاحظہ فرماتے اجل جنی کو بدیع الزمان نے دیکھا کہ بدحواس ہو رہا ہے اگر ایک
لمحہ بھر غلام نہ پہونچتا تو ستم ہو جاتا یہ نمود بے بود طلسم ہے ایسے جھگڑے بہت ہوتے ہین لوح تو ملاحظہ ہو
بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا صاف مرقوم تھا کہ ان تیلون پر لوح کا عکس ڈالو حال کھلجائیگا
بدیع الزمان نے لوح کا جو عکس ڈالا دیکھا ماش کے آٹے کے پتلے ہین ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے
فرمایا ای اجل جنی یہی جی چاہتا تھا کہ اپنی جان دون ایسی معشوقان پر یہ بہرو سامنے قتل ہوئین اجل نے
کہا آپ لوح مین احکام دیکھیے کہ کیا کرنا چاہیے بدیع الزمان نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا ای فاتح طلسم
دوم سیار این عجائبات کی بدا نے کو مقام پر حشام جادو کے پہونچا دو جب تیغ و خوش سامنے آئے بدون
ملاحظہ لوح قدم نہ اٹھانا بدیع الزمان نے فرمایا ای اجل جنی ہم تو رخصت ہوتے ہین تلاش حشام جادو
مین جاتے ہین تم اب ہمسے رخصت ہو انشاء اللہ بعد قتل حشام جادو تمسے ملاقات کرینگے بدیع الزمان
اجل جنی سے رخصت ہوے کہ ایک آواز آئی ای اجل جنی نمک حرام تو نے سالہا سال طلسم کلید مین نمک کھایا
تجکو خوف نہ آیا تو ہمیشہ طلسم توڑنے والون کو دھوکا دیتا تھا اس طلسم کشا نے تیرے کیا نہ کیا کیا
کہ جو نگہبان کر رہا ہے اور جان بچاتا ہے خبر سامنے شاہ طلسم کے تیری روبکاری ہوگی اجل جنی کانپنے لگا
کہا ای شہریار سنا آپ نے کیا آواز آئی بدیع الزمان نے کہا جو کوئی یہ کہتا ہے جھک مارتا ہے کیا مجال ہے
کہ تمکو کوئی سنگا و کج دیکھ سکے انشاء اللہ تمکو پروانہ قاف روانہ کرینگے اپنی والدہ کے نام نامہ لکھ دینگے
وہ تمھارا ملک موروثی تمکو پھیر دینگی وہی سلطنت قدیم حاصل ہوگی اجل نے کہا ای شہریار آپ کی
بدولت [illegible] دل گھبراتا ہے ایک دو دشت مین نہ آتا تو خاتمہ تھا آمین کدھر کا ہوتا کہان بھاگ کے جاتا الہی یان
طلسم میری جان چھوڑنے اب در پے آزار مین دیکھیے کیونکر یہ طلسم فتح ہوتا ہے بدیع الزمان نے کہا کہ
لو بس خدا حافظ اجل جنی نے کہا بسم اللہ حافظ حقیقی کے آپ کو سپرد کیا یہ فرما کر بدیع الزمان چلے اجل
کھڑا دیکھ رہا ہے کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا دھڑکا مارکے اجل جنی پر آیا اجل نے ایک چیخ ماری اور پکار کر

آواز دی اے شہریار غلام کو بچانا بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا کہ شیر نے اجل جنی کو اپنی پشت پر لاد لیا
ایک طرف صحرا کے بھاگا اجل جنی چیختا ہے کہ اے شہریار غلام کو بچانا جب تک بدیع الزمان دوڑنے کا
قصد کریں وہ شیر آنکھوں سے مخفی ہوا نخلستان میں جا کر غائب ہو گیا بدیع الزمان اجل جنی کے واسطے
بہت بیقرار ہوئے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا اپنے کام میں سرگرم ہو اجل جنی سے ملاقات ہو گی حشام جادو کا
ایک ملازم لعیں جادو اجل جنی کو اٹھا کر لے آیا حشام جادو اپنے قصر میں بیٹھا ہے سحر کر رہا ہے کہ طلسم برین
کھینچیں انھیں الٹ پلٹ کر رہا ہے کہ لعیں جادو آکر پہونچا کہا حضور اس نے طلسم کشا کو بچا لیا ورنہ جب اس کی
معشوق کو قتل کیا اور یہ شعبدہ اگر دکھایا تو وہ جان دینے کو آمادہ ہو گیا تھا خنجر کھینچ لیا چاہتا تھا کہ اپنی کوکھ میں
مارے کہ اس ظالم نے آکر ہاتھ تھام لیا طلسم کشا کو بچایا میں اسکو لیکر آیا حشام جادو نے کہا اے لعیں لیجا
بادشاہ طلسم اور کمیا وزیر اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ لیجا کے اپنے مقام پر رکھو اگر طلسم کشا کو جینے مارا تو سب
معاملے شک ہیں ورنہ اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ لعیں جادو اجل جنی کو لیکر اپنے مقام پر آیا ایک کوٹھری
اسکے بیٹھنے کی تھی اسمیں لا کر اجل کو قید کیا آپ صحرا میں بشکل شیر پھرنے لگا آنکھ اٹھا کر دیکھا طلسم کشا اکیلا
چلا آتا ہے بشکل شیر لعیں جا پڑا جیسے ہی اسنے دونوں پنجے مارے بدیع الزمان نے لوح دکھائی آپ
الگ ہوئے دیکھا ایک ساحر سیہ تمام بدانجام زمین میں پڑا لوٹ رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی
نام میں لعیں جادو بود وہ کوٹھری کہ ای شاہزادہ کو بدیع الزمان نے سجدۂ شکر پروردگار کیا دیکھا سامنے
ایک کوٹھری تھی وہ کوٹھری اسمیں سے اجل جنی نکلا آکے بدیع الزمان کو سلام کیا کہا اے شہریار سامنے
قصر حشام جادو کا ہے آپ کے ڈرانے ہلکان کرنے کو سحر کر رہا ہے بہت ہوشیار رہئے جا ئیگا بدیع الزمان
نے فرمایا خدا مالک ہے اجل جنی تو الگ ہوا کہ آسمان سے آواز آئی اور طلسم کشا تو نے بہت سر اٹھایا ہے اس
حال سے تجکو قتل کرینگے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئینگے مگر رحم نہ آئیگا بدیع الزمان
نے دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ یہ کہتا ہوا آتا ہے تڑپ کر زمین پر گرا سحر کرنے لگا بدیع الزمان پر آگ
برسی شعلہ ہائے آتش گرے تلواریں برسیں چھریاں گریں کٹاریں ہمیں تیروں کی بوچھار ہوئی مگر بسبب
لوح کے کسی حربے نے تاثیر نہ کی اس طائر نے چاہا پرواز کرکے اڑ جاؤں جکہ بازو پر دیگر کہ
بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ طیران جادو اگر نکل جائیگی تو فساد برپا کریگی بدیع الزمان نے
فوراً کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کھیال کا تیر چلہ کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا طائر کے سینے پر پڑا
توڑ کر پشت کو پار نکلا طائر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے کام تمام ہوا آواز آئی کشتی مرا نام میں طیران جادو بود
سامنے ایک مکان بنا ہوا اسمیں سے کراہنے کی آواز آئی بدیع الزمان صدا پر متوجہ ہوئے اندر مکان کے
آئے دیکھا ایک جوان تاجدار مجبور و ناچار زمین پر چت پڑا ہے چھاتی پر سل ایک پتھر رکھا ہے اسطرح آہ کرتا ہے
علیک علیک کر روتا ہے کہ دل سنگ آب ہوتا ہے بدیع الزمان بیقرار ہو گئے بڑھکر پتھر ہٹایا وہ جوان قدموں
میں آیا قدموں سے لپٹ گیا کہا اے طلسم کشا میں نام شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران
ہوں غلام نے عالم خواب میں دیکھا تھا کہ نہ گھبرا بہبودی کا آگیا طلسم کشا جری ہلیتا ساحروں کو قتل کرتا
ہوا آتا ہے تجھے رہا کریگا اب تو اپنے باپ سے ملیگا کیوں گھبراتا ہے کل رات سے غلام آپ کا انتظار کر رہا تھا
یہ طیران جادو مجھ پر عاشق تھی صدمات بیحد پہنچاتی تھی بدیع الزمان نے کہا کلمہ پڑھو عشق کی اسلام کو کلمہ

بزرگان دین نے پڑھا یا یہ کہکے طاؤس نے کلمہ بفصاحت وبلاغت پڑھا بدیع الزمان نے فرمایا ای
برادر مین مقام حشام جادو کے جاتا ہون ساتھ چلنا تو مناسب نہین تم کسی مقام پر ٹھہرو گے طاؤس نے
عرض کی مین ہمیشہ مثل ہمزاد کے ساتھ ہونگا مین بھی کنارے کنارے آتا ہون یہ کہکر بدیع الزمان آگے بڑھے
طاؤس بھی کنارے کنارے چلا مگر حشام جادو اپنے قصر مین بیٹھی سحر کر رہی تھی یہ خبر پاکر سخت گھبرائی کہ اجل
نے طلسم کشا کو بچا لیا اب سوچ رہی ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ لاشہ کبیس جادو کا آکے ہو چکا پیر ہونے پہنچتا ہے
اسکے بعد لاشہ طیران جادو کا پہنچا اب تو حشام جادو گھبرائی اپنے قصر سے باہر آئی بیس ہزار جادوگرونکی
مالک ہے ان سب کو بلایا کہا تم جو سنتے سنا رہیں کبیس جادو و طیران جادو قتل ہوے طاؤس تاجدار بھی
مارا گیا اب طلسم کشا طرف میرے قصر کے آتا ہے تم سبھون کی کیا صلاح ہے اگر جرات رکھتے ہو تو ایک
آدمی کا مار لینا کچھ بڑی بات نہین ہے بیس ہزار آدمی ہو ایک شخص کی کیا حقیقت دریافت ہے جسوقت چاہے
گرفتار کرلو جانبازی شرط ہے جبھون نے کہا شہزادہ کے حلقہ کی دیر ہے زنجیرین کمندین رسیان چار جانب سے
مارکر پکڑ لینگے اکیلا کس کس سے لڑیگا قتل کرتے کرتے تھک جائیگا حشام جادو نے جو سب کو مستعد
پایا فوراً تخت پر سوار ہوئی بیس ہزار ساحرون نے چار جانب سے گھیر لیا اب سب ساحرون کا یہی قصد ہے
جسوقت طلسم کشا آئے گرفتار کرلین گھیر کر مارین کبیس جادو و طیران جادو کا بھی لاشہ آچکا ہے طلسم کشا کا خوف بھی دل مین
ہے مکاری اب وہ لوگ مین اور سب سجے ہوے کھڑے ہین ایک کا ایک منھ دیکھ رہا ہے اشارے آپس مین ہو رہے
ہین کہ جانے نہ پائے تاکہ دیکھنا جسوقت طلسم کشا دکھائی دے چار جانب سے ٹوٹ پڑو حقیقت مین ایک شخص کا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے لیکن طلسم کشائی کرنا مسلمانون کی کرامات ہے انصاف تو کرو اکیلے غیر مذہب مین
گھس پڑنا اس جرات وشوکت سے اتالیسران حمزہ ہی کا کام ہے ایسی جرات مین ان سب کا نام ہے کن کن طلسمون
مین تنہا عقل آیا [illegible] نے کہا کام کیا گیا [illegible] جادوگر مارے گئے مالک بن زردہشت
ایسا عقیل ونعیم جو زبردست تھا انکے اقبال کے سامنے کچھ بھی نہ چل سکی موت مارا گیا زہرہ جادو نگار
ایسا ملک [illegible] کیا کار نمایان کئے طلسم سے لڑکا بنایا چاہ المداس [illegible] جاکر اسکو مارا زمرد شاہ
کی خدائی کو مٹایا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نعرہ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرہ بدیع الزمان مہ برج خوبی شہ
انجمن * بدیع الزمان گرد لشکر شکن * بدیع الزمانم که در روز کین * تو ام لشم آسمان بر زمین * تیغم بسی ملک
اسلام شد * که سرشتہ با تو نام شد * تلوار کھینچکر اس فوج ہزیمت موج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی بدیع الزمان لیے
گرد وپیش [illegible] رہے جس پر تلوار کا ہاتھ جسکو مارا اسکے دو ٹکڑے کئے لاشون کا انبار خون کے
دریا بہا دیے ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہے زنجیرین کمندین رسیان پڑ رہی ہین بدیع الزمان ان
زنجیرون کو جھیل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین ساحرون کو قتل کر رہے ہین تاپہ حشام [illegible] پہنچے
حشام کا تخت دور ہے مگر طاؤس تاجدار سامنے طلسم کے اترا تھا ایک دیکھا [illegible] اللہ بھی ہر لون
ہوا محیط طاؤس کے اپنے مقام پہنچا تھا یہ حالتین جو سنین اور یہ بھی خبر ہو گئی کہ طلسم کشا حشام جادو سے
مصروف جنگ ہے گھبرا گیا [illegible] اسنے دریافت کیا کہ طاؤس تاجدار [illegible] حمزہ کو لیکر آیا اگر اسکا بیٹا طاؤس تاجدار
بہ قید ہوتا تو طلسم کشا کے اصلی [illegible] لوگون نے قصد کیا قید ہو گئے یہ حقیقت مین طلسم کشا ہے جرات
وہمت مین یکتا ہے سلو نے سوچتے حکم دیا کہ فوج تیار کرو کاؤس کو گرفتار کرو اسی امید مین خوشی خوشی

فوج کش ہو کر اب بیٹھا رہیگا مین اسکو قید کرون بیٹے سے بل تکین ورنہ طلسم کشا لا کر اسکے بیٹے کو ملا بیگا ملکہ رنگین نے یہ صدمہ دیا کہ میری معشوقہ کس مکر سے نکال لیگئی طلسم کشا سے ملگئی اور کشیر بھی جا کر شریک ہوئی کس کس صدمے کو بیان کرون میری تو اب یہ کیفیت ہے بقول ناسخ مغفور نظم

بعد از ان گوہر فروغ رخ سے اختر ہو گیا
آسمان نے جب اٹھایا سنگ بیدادِ سپہر
بوسہ انکی ٹھوکرون سے کاسۂ سر ہو گیا
دیکھا عنبر کو یاد آئی جو وہ زلف سیاہ
نکہت گل کی روش جاتے سے باہر ہو گیا
کر ہارون شام سے مین انتظار اس ماہ کا
ایک قدم مین پیش قدم نکلے برابر ہو گیا
دیکھکر خورشید سا چہرہ جو غش مین گرے
پھر مرغ روح ہر گلبرگ شہپر ہو گیا
جیسے اس بت کا سنہرا رنگ ہے پیش نظر
آج اس ظلمت کدے مین مین سکندر ہو گیا
جل نہین جاتا جو وصف روئے آتشناک سے
اسقدر مین وادی غربت مین لاغر ہو گیا
دشت غربت مین ہون ہر گو خیمۂ حسن
نقش ہاران دامن باد صبا تر ہو گیا
تا بسطر جب بہا جسم لاغر گیا
آتش رنگ حنا سے صاف اخگر ہو گیا
مجھکو یون آئی لب گور فریدون سے صدا
وہ جو دریا نکلا نے گو اثر در ہو گیا
الغرض بنگئین جو تکمین روئے آتشناک سے
دیدۂ بیدار اک آج اختر ہو گیا
گرگئی ہو نازکی تنگ پیرہن شوخ کے جسم پر
سایہ پیا کوچۂ جانان مین بستر ہو گیا
تیغ قاتل نے جو کھوے سر پہ یان کے گلا
حلقہ اپنی چشم تر کا خاتم زر ہو گیا
اسقدر بفرقت میں ہے میرا سینہ جانِ سیب
کمار مضمون بھی گویا اب سمندر ہو گیا
گھر ملا ریب ایسا ہے کہ لیکے خط یار
جسم جان کیطرح خالی سراسر ہو گیا
بازوران دمیان و گردن محبوب کا
جیسے ہر قطرہ عرق کا صاف گوہر ہو گیا
کیا تماشا ہے کا غذ سطر سے بستر ہو گیا
کر دیا ایسا خمیدہ ناتوانی نے مجھے
کاسۂ سر بھی میرا مانند افسر ہو گیا
تجھکو جس گل پیرہن نے اک نظر دیکھا کبھی
جلگیا تار نظر ہر دیدہ واشگر ہو گیا
ہائے عجب او عدم بھی جو چلا اس راہ مین
پیش از ین جو لعل تھا اب سنگ مرمر ہو گیا
باغ مین یاد آگئی مجکو جو اس گل کی بہار
حسرت دل کے نکلنے کو عجب در ہو گیا
میکدے مین جا کے بیساقی زلال مین
شمع کے اٹھ جانے کو شعلہ شہپر ہو گیا
جانکر کاشانہ ساقی کے کہتے ہین قدم
جا نہ آیا تو وہ کالا کبوتر ہو گیا
فصل گل مین اسقدر خم سے ہوا جوش شراب
رشتہ ہیاکش ای ناسخ برابر ہو گیا

یہ اشعار اس سوز و گداز سے پڑھے کہ سب سرداران فوج دنگ ہو گئے کہا حضور آپ نہ گھبراین چلکر کاوس کو گرفتار کرین یہ سنکر محیط جادو نے حکم دیا فوج ساحران تیار ہوئی لاکھ فوج ساحران ساتھ لیکر سوار ہوا نکلے پر چوب پڑی کئی سو نقارہ بجا کہ زمین تھرا گئی مگر کاوس تاجدار جسدن سے اسنے دیکھا کہ پہاڑ بھی گرا قلعہ بھی منہدم ہوا سبزہ خوابیدہ جلگیا صحرا مین ایک رونق معلوم ہوئی اپنے ساتھ والون سے کہا کرتا ہے کہ یار طلسم کشا جا کر غالب آیا نہین معلوم بادشاہ طلسم قتل ہوا یا نہین ایک دن بیٹھے بیٹھے گھبرایا ہرکارون سے کہا جا کر خبر لاؤ وانگ الگ دریافت کرو کہ طلسم کلید شکست ہوا یا نہین بادشاہ طلسم پر کیا گذری ہرکارے اسی وقت روانہ ہوئے ہرہ کو وے لشکر آئندہ روندے ملاقات کی خبر دریافت کرتے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اٹھی مانند ابر سیاہ نمایان ہوئے ہرکارون نے دیکھا کہ ایک لشکر جلیل سب ساحر ترنج نارنج اچھالتے ہوئے چلے آتے ہین ہرکارون نے دریافت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ برائے گرفتاری کاوس تاجدار جاتے ہین ہرکارے بھاگے بیان کاوس تاجدار بیٹھا ہے پانچ ہزار سوار پیدل ساتھ ہین کہ ہرکارون نے آکر یہ خبر دی کاوس گھبرا گیا کہا یار غضب ہوا ساحرون کو کون جواب دیگا وزرا نے عرض کی اپنے قلعے پر چلیے لڑکے ذرا سا کرکے نے لڑینگے کاوس تاجدار جو اس ہوا تھا فوج کو قلعے کیطرف لیکر بھاگا کہ خیمے چھوڑے خزانہ چھوڑا محیط جادو یہان آکر پہنچا و خیمے وغیرہ ٹھہرنے مین سکے دریافت کیا کہ کاوس تاجدار کہان گیا ہرکارون نے

خبر دی کہ اپنے قلعے مین جا کر توپین وغیرہ درست کی ہین آمادہ حرب و پیکار بیٹھا ہی محیط جادو مست ہنستا کہا
خبردار سب تیار رہین لاکھ ساحر و غیر ساحر ساتھ ہین اجماع عالم انبوہ خلایق بھر لشکر کے محیط جادو چلا یہان
کاؤس تاجدار قلعے کو درست کرکے بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ محیط جادو آتا ہی کاؤس تاجدار
نے گولہ اندازون کو خلعت دیے اور کہا بھائیو وقت جانبازی ہی گولہ اندازون نے عرض کی آپ ناحق یہ
فرماتے ہین ہمارا بھی ناموس قلعے مین موجود ہی کیا ہم جانبازی مین کوئی بات اٹھا رکھینگے کہ سامنے سے نشان
لشکر محیط جادو نمایان ہوا خود تخت پر سوار لاکھ ساحر و غیر ساحر ساتھ کاؤس تاجدار نے اشارہ کیا
دو چار توپین چلین محیط جادو نے ایک گولہ مارا کہ توپین پھر بہیون سے گر پڑین گولہ انداز کانپنے لگے
محیط جادو نے اشارہ کیا فوج چلی آگے آپ تخت پر سوار فوج لیکر کے آئی ہی قلعے سے توپ گولہ و
تفنگ سب بند ہوگئے دو گولے محیط جادو نے پھینکے گولہ انداز برق انداز سنگ انداز تیر انداز سب ساکت
ہوگئے کسی کے ہاتھ پاؤن مین جنبش نہین سنگ اندازون نے پتھر پھینک دیے تیر اندازون نے تیر کمانین
ہاتھون سے چھوڑ دین بارود کی پیٹیون سے معلوم ہوتا ہی کہ پانی بہ رہا ہی کاؤس تاجدار پریشان مگر محیط
بے احتیاط آکر پل تختہ گرا لیا پھاٹک توڑ ڈالا قلعے مین گھس پڑا قتل عام شروع کیا یہان بدیع الزمان حشام جادو
سے لڑ رہے ہین اجل جنی و طاؤس تاجدار بھی آکر شریک ہوے ہر مرتبہ سحر مین پھنس جاتے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان عکس لوح ڈالکر بچ جاتے ہین تلوار چل رہی ہی حشام جادو نے سو سو تدبیرین کین کہ طلسم کشا
گرفتار ہو جب لوح دیکھتے ہین لوح اس مکر کی خبر دیتی ہی شاہزادہ بدیع الزمان اسم پڑھتے ہین وہ تدبیر حشام کی
ہٹ جاتی ہی جب اسنے دیکھا کہ پسر حمزہ کسی طرح گرفتار نہین ہوتا تخت سے اترکر سناٹ دی کچھ کوس طرف
جنگل کے بھاگے کہ بدیع الزمان کے کان مین آواز نعرۂ صاحبقران کی آئی نعرۂ صاحبقران امیر عرب
ضیغم روزگار * بحکم خدا بستہ شمشیر چار * یکی تیغ صمصام و قمقام نام * دگر تیغ عقرب کیے زود کام * برین کافران
از جہان پاک کردہ * سر سرکشان جملہ در خاک کردہ * بدیع الزمان کے کان کھڑے ہوے دیکھا قبلہ و کعبہ
لڑتے ہوے چلے آتے ہین مگر چار جانب سے تلوارین پڑ رہی ہین زخم بہت کھائے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان ہاے قبلہ و کعبہ کہکر دوڑے گھوڑا تو صاحبقران زمان کا مارا گیا اشقر دیوزاد نہ تھا اور
مرکب عربی پہ سوار تھے ایک سایۂ نخل مین کھڑے ہوے زخمون کو باندھ رہے ہین بدیع الزمان بھی
گھوڑے سے کود پڑے عرض کی یا قبلہ و کعبہ آپ یہان کہان صاحبقران نے فرمایا ای فرزند مین مقابلہ
سمالوس مین تھا اسم اعظم میرا بند ہوا نہایت پریشانی حاصل ہوئی اسنے رات کو آکر شبخون مارا جانتا تھا
اسم اعظم بند ہی کیا کرینگے مگر چونکہ حرز ہیکل میرے گلے مین تھی سحر مجھپر تاثیر نہ کرتا تھا رات بھر لڑا لشکر سب تباہ
ہوا ابلق گھوڑا خمداری مین صحرا مین نکال لایا زخم دوری کرکے اب چلا تھا تمکو جو لڑتے دیکھا دل بیقرار ہوگیا
آکے لڑائی مین شریک ہوا زخم کھائے اب زخم باندھ رہا ہون مگر بیٹا چونکہ اسم اعظم بند ہی زخمون مین
اسطرح کی سوزش ہی کہ قلب بیٹھا جاتا ہی کیا تمہارے پاس لوح طلسمی ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے
کہا حاضر ہی یہ کہکے لوح طلسمی گلے سے اتاری باپ کا کہنا کیونکر ٹالے لوح اتار کر چاہا کہ دیدون
کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای شہریار اسلام کو بچائیے گا بدیع الزمان نے پلٹکر دیکھا اجل جنی پر
کسی ساحر نے سحر کیا ہی اجل جنی منہ کے بل زمین پہ پڑا ہی پکار رہا ہی کہ ای آقاے نامدار لوح کو چمکائیے

اپنے کو مجھ تک پہونچا ہے کہا قبلہ وکعبہ مین لوح لاتا ہون یہ کہکے اجل جنی پر عکس ڈالا کہا اے اجل جنی جلد
اٹھو تمنے یہ بھی سنا ہمارے قبلہ وکعبہ آگئے اُنکے زخمون مین جلن ہی لوح مانگی ہی اجل جنی نے کہا اے داتا
نامدار برائے خدا یہ مجھے بوجھے لوح کسی کو نہ دیجیے گا بدیع الزمان نے کہا معاذ اللہ عجب بات
کہتے ہو باپ سے لوح کو عزیز کرون اجل جنی نے عرض کی حضور ایک کام کیجیے لوح کو ملاحظہ کر کے
دیجیے کون عرض کرتا ہی کہ عزیز کیجیے دیکھیے لوح کیا خبر دیتی ہی آپ کے ہاتھ مین موجود ہی بدیع الزمان
نے فوراً لوح کو ملاحظہ فرمایا مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا خبردار جو شکل صاحبقران آیا ہی وہ صاحبقران نہین
نہین ہین لوح جا کر اُس سے مس کر دو حال کھل جائیگا اُسکے ہاتھ مین لوح نہ دینا بدیع الزمان قریب صاحبقران
کے آئے صاحبقران نے کہا بابا کلیجہ پھنکا جاتا ہی لوح مجھکو دو بدیع الزمان نے جسم سے صاحبقران
کے لوح کو لگا دیا جس سے ایک آواز آئی یہ ثابت ہوتا تھا کہ تو دو ہاروت مین ایک چنگاری ڈالدی ایک
آہ کا نعرہ کیا سارا جسم جلنے لگا دیکھا بدیع الزمان نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ہر سر مو ہر بن مو سے
شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین تمام اعضا مثل شمع کافوری جل رہے ہین دم بھر مین وہ ساحر جلکر خاک
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سر جنگ جادو وزیر حشام جادو بد حشام جادو نے جو یہ دور سے دیکھا
ہوش اُنکے کہا صاحبو مین تو خدمت مین بادشاہ طلسم کی جاتی ہون تم میرے پیچھے چلے آؤ اب ہیر حمزہ
پہکولی مگر تاثیر نہ کریگا اُسکے ہوشیار کرنے والے موجود ہین یہ کہکے اڑی بدیع الزمان نے لوح کو جو
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا حشام جادو نکل جاتی ہی اگر یہ نکل گئی بڑے فساد برپا کریگی اسکی فکر فوراً چاہیے یہ
قندیل فلک ہو کر نکل گئی اور ساحر کچھ بھاگے کچھ نکل گئے اب اجل جنی وطاؤس تاجدار ہمراہ بدیع الزمان
موجود ہین رس بیس جو تا نہ مسلمان ہوئے ہین وہ بھی موجود ہین اجل جنی نے کہا جلد لوح ملاحظہ فرمائیے
بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جلد اُسکا تعاقب کرو ورنہ بڑے صدمے پہونچائیگی شاہزادہ
بدیع الزمان اُسی وقت پشت مرکب پر سوار ہوئے اجل جنی وطاؤس تاجدار کو ساتھ لیا بموجب
ہدایت لوح چلے مگر حشام جادو جو بھاگی دس ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین اول قلعہ طلسمی پر آئی خبر لائی
کہ بادشاہ برائے گرفتاری طاؤس تاجدار گئے ہین پر پرواز پیدا کر کے چلی قضائے کار اتفاقات روزگار
ملکہ شبنم گوہر پوش ورنگین جادو وکثیر جادو باغ مین پہنچی ہین لشکر در باغ پر فروکش ہی بیٹھے بیٹھے ملکہ شبنم
گھبرائین کہا کثیر آج دل سخت گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی رنگین وکثیر نے کہا رات کو خواب سے پریشان ہی دیکھے
یہ سنکر ملکہ شبنم نے ایک آہ کی اور کہا اے کثیر کیا کرون زبان سے نہین نکلتا ہی بات کہنے سے کلیجہ جلتا ہی
جی چاہتا ہی چیخین مار کر روؤن یا گریبان چاک کرون رات کی کیا مین کیفیت زبان سے بیان کرون نظم

کل شب آنکھون مین آیا جو رُخ یار کا
خاتمہ پیدا کیا دست فراق یار کا
ایک ساعت مین بدل جاتی ہی سو سو بار یہ
سایہ پا ڈھونڈھتا رہتا ہی سر دیوار کا
اور ابھی چند نے شعرا و صدمہ روز شب
جیتے جی ہمکو سفر اک منزل دشوار کا

ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا
اس تمنا پر فقط مرتے ہین اے جان جہان
خاتمہ قسمت مین ہی پہلوی دلدار کا
اسقدر لطف تلون دوستی ہر شے مین ہی
حوصلہ نکلا نہین ہی خاطر غمخوار کا
اس فریب کہنہ سے مشتاق ہم بھی ہو گئے

وائے قسمت اُسکے سوا پر نہین جب جیسے
حشر کو دیکھینگے ہم جلوہ ترے دیدار کا
دوست کی آئینہ و کن کبھی خالی نہین
تو چلے کٹ جاتا ہی سایہ بھی تیری دیوار کا
کس طرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا

آج سب سیلا مین وان جسقدر منع ہین امتحان کرتا ہی ہر چشمہ گوہر بار کا
آج کچھ عالم دگرگون ہی دل بیمار کا دیکھیے کس طور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم

القصہ ملکہ رنگین و کنیزون نے عالم خواب مین دیکھا کہ میرے شاہزادے کو ہزارون جادوگر گھیرے ہوئے ہین وہ شیر یکہ و تنہا ہزارون سے لڑ رہا ہی زخم بھی جسم پر کھائے ہین کوئی مونس ہی نہ ہمدم اکیلا وہ صاحب شوکت و حشم اس طرف پر ملکہ شبنم گوہر پوش سے انہے بیان کیا کہ ملکہ کنیز و رنگین بلک کہین کہا ای ملکہ عالم جی چاہتا ہی ابھی جا مین جا کر اپنے شاہزادے کو تلاش کرین رونے پر ان شاہزادیون کے کنیزین بھی چلا کے رونے لگین بیرون باغ لشکر بارہ ہزار کا فروکش ہی سب کا افسر خسرو زرین کلاہ اسنے جو کنیزون کے رونے کی آواز سنی در باغ پر روتا ہوا آیا محلدار سے پوچھا آج یہ کیا محشر ہی کنیزون کی آوازین سنکر ہمارا کلیجہ پھٹا جاتا ہی ذرا پردہ کرادو ہم اندر جائینگے اپنے مالک سے حال پوچھینگے محلدار نے آکے ملکہ سے کہکر چلمنین چھٹوا دین سب افسران فوج اندر آئے کرسیان بچھ گئین خسرو زرین کلاہ نے پکار کر پوچھا کیون خداوند نعمت آج اس پریشانی کا کیا باعث ہی غلامون سے ارشاد ہو ہم تو سب آزاد کردہ شاہزادہ بدیع الزمان ہین وہ اپنا سردار فرماتے ہین ہم غلامان جانباز ہین ہمکو کون قید سے چھڑاتا اور اس مرتبے کو پہونچاتا ملکہ شبنم گوہر پوش قریب چلمن کے آئیں فرمایا بھیا خسرو مین نے رات کو خواب پریشان دیکھا وہ خواب دیکھا کہ دل کرو دیا اس وقت اسکا ذکر ہوا ای بھیا دل لوٹ رہے ہوئے ہین سب رونے لگے مین بھی بدنصیب روتی ہین بدنصیب ہون شاہزادے سے دور رنج سے قریب ہون جسدن سے یہ مقدمہ واقع ہوا اسدن سے ہمنے آرام نہ پایا کیا کیا مصیبتین پڑین آب فراق ہی انکے دیدار کا اشتیاق ہی بھیا خسرو زرین کلاہ خیال تو کرو ایک جان چھٹکے لاکھون دشمن خدا انکو بچائے طلسم و سیع ساحر بھی بڑے بڑے زبردست رہتے ہین آٹھ پہر یہی دعا ہی کہ خدا انکو صحیح و سالم لائے ہم مشتاقون کو دیدار انکا دکھائے بھیا اگر ہوسکے تو خبر منگاؤ خسرو زرین کلاہ نے کہا غلام مفصل خبر منگائیگا ملکہ نے کہا بھیا ابھی تو اب یہ کیفیت ہی بقول نسیم نظم

کسقدر غربت مین چھوٹا ہی دل مہجور سے
ہم نہین جاتا کسی سے ابرو شمشیر کا
وائے قسمت حسن کی دولت کو ٹوٹین تیر ہین
خون بہتا ہی تقدیر مین شیر کا
بول اٹھا گو سالہ زر ایک ہی افسون کا
دون کو بجتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا
تھا وہ سوز استخوان چنگاریان او نگین
کوئی کچھ پوچھے گر جب ہی دہن تصویر کا

تم نہین وحشت مین کی رہبری تو قیر کا
ملک تک باقی نہین رکھا زبان تیر کا
ہی پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہیں
طرہ اے شمع رکھتا ہی دہن گلگیر کا
لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہیں
سامری نے سحر سیکھا تھا تری تقریر کا
پاک ہی ملک قدرت نے نہین مس بھی کیا
آتش افشان ہو گیا لوہا سنان تیر کا
رب کی حاجت حسینون کو نہین ہوتی نسیم

پاؤن میرا مرد ملک ہی دیدہ زنجیر کا
راستی ممکن نہین کج طینتو نکلے واسطے
خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا
عجلو طفلی مین بھی وقت کی غذا موجود تھی
آفتاب داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا
شبکو اٹھتے ہین دھوئین سینے سے آہ سرد کے
صاف ہی کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا
اسکو بھی تسلیم ہی شاید تمہاری شرم کی
پیرہن ہی بخیہ خورشید کی تنویر کا

خسرو زرین کلاہ رونے لگا کنیز و رنگین باہر نکل آئین کنیز نے خسرو سے اشارہ کیا بھیا ہر کارے ادھر ادھر بھیجو خبر ابھی ملکہ کو سنادو ہر کارے یقین کہ ہم اپنی آنکھون سے دیکھ آئے کہ شاہزادہ بخیر و خوبی ہی ورنہ یہ بیچاری دیدہ مر جائنگی اسوقت ہمکی لگی ہوئی ہی کنیز و رنگین بیچ مین گرد تمام سرداران لشکر فوج بھی اسکے اندر چلے آئے کنیزین بھی سب گھیرے ہوئے ہین خسرو زرین کلاہ چلمن کے پاس کھڑا ہو اگیا

سمجھا رہا ہو کہتا ہو حضور مین ابھی جاتا ہون اپنی آنکھون سے دیکھکر آتا ہون حضور کو خبر مفصل سناتا ہون خواب
و خیال مشہور ہو اسکا اعتبار نہ کیجیے قضائے کار حشام جادو جو ہاتھ سے بدیع الزمان کے شکست کھا کر
بھاگی تھی دس ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے راہ مین اور بھاگے ہوے ملتے جاتے تھے مین اب قریب تین ہزار
ساحرون کے ساتھ ہین ایک لوٹے ہوے تخت پر سوار طرف قلعہ کاؤسیہ کے جاتی تھی خبر پائی ہے کہ
محیط جادو بادشاہ طلسم اسی مقام پر ہین اپنے ساتھ والون سے کہتی ہوئی چلی آتی ہو کہ مین بادشاہ کو
یہ سمجھاؤنگی کہ آپ قلعہ کاؤسیہ پر کمان آنے اسکے مارنے اور قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا چلیے اب کہین
اور بھاگ کے نکل چلین اس سرحد مین جہان جائینگے طلسم کشا ہماری تلاش مین آئیگا کیونکر جان بچائین
کہ رونے پیٹنے کی صدا اسکے کان مین آئی دیکھا بی بی رنگین جادو و کثیر جادو و ہزار دو ہزار مرد سلح کچھ کنیزین
سب رو رہے ہین یہ دیکھتے ہی حشام جادو کی آنکھون مین اندھیرا آگیا پکار کر ساحرون سے آواز دی یارو
برباد کرنے والے طلسم کے یہ سب عیش و راحت سے موجود ہین کثیر نے تو بڑی بڑی آفتین برپا کین جھوٹے
کہا ملکہ سامری ابھی سب کو کیے لیتے ہین حشام جادو تو تخت پر سے کود ی ایک دیوی تھی کہ جھومتی ہوئی
چلی ایک گرز مارا سب غیر ساحرہ کنیزین بیہوش ہوگئین فقط کثیر و رنگین بچین ملکہ شبنم گوہر پوش پردہ
اٹھا کر نکل آئین کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی دیکھا ایک دیوی بال سر کے کھلے ہوے کمار و نے کی کرتی ہوئی
آب رواں کی جس سے تمام موے جسم شمار ہو سکتے ہین کبھی وہ بال اڑکے منھ پر آجاتے ہین معلوم ہوتا ہے
کہ ابر تیرہ آہن پر چھا گیا دھوتی جو ہوا سے اڑتی ہو دونون رانون کے بیچ مین کسی کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہو جھومتی
پھرتی ہو ملکہ و رنگین کہا کثیر یہ کون ہو اسکو سامنے سے ہٹاؤ حشام جادو نے آواز دی تمھاری ملک الموت
ہون مین ہنسو گی جان لیکر جاؤنگی یہ کہکے جھپٹی چاہا ملکہ شبنم پر ہاتھ ڈالے شبنم گوہر پوش نے چیخ مار کے
آنکھین بند کرلین اسی مقام پر بیٹھ گئین کثیر جھپٹ کے سیہ بال سر کے نوچ کے پھینک مارے سیکڑون
سانپ حشام سے لپٹ گئے حشام جادو نے مار ان سیاہ نوچ کے پھینکے جاتی ہو کثیر ساحرہ زبردست ہو
کارد سحر نکال کے اپنا سینہ کاٹا خون پھینک مارا کثیر پر جو خون پڑا آبلہ چھوٹے خون پانی ایک ہوگیا آہ کا
نعرہ کر کے گری سیکڑون آبلے بدن مین پڑ گئے ملکہ رنگین جادو چیخی ہٹ چھوکری کہنے لگے درد سینہ سے بیقرار
ہو رہی ہو مگر وہی خون رنگین پر بھی پھینک مارا یہ بھی اٹھکر اسکے گری بیہوش ہوئی بارہ ہزار جوان جو باہر
تھے ہنگامہ سنکر اندر گھس آئے ملکہ شبنم پر سینہ سپر کرنے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند تھا ہزارون نے اپنی جان
دی حشام جادو نے ان سب کو پکڑ لیا ایک تخت پر سب کو ڈال کے لے اڑی جسطرح بجلی اگر خرمن کو
جلا دیتی ہو اسطرح آئی تھوڑی دیر مین سب کو لیکر چلی گئی ملکہ کثیر و رنگین کی زبان مین سوزن دے لیا
ملکہ شبنم گوہر پوش چادر سے منھ لپیٹے ہوے اوندھی پڑی ہین آنکھون سے آنسو جاری دل مین
بیقراری زبان پر یہ اشعار نظم

ہاتھ مین گر نہ سر زلف گرہ گیر رہے
ہاتھ مین سلسلہ زلف گرہ گیر رہے
کوے قاتل کو کلیجاؤن نہ یہ دل سے کہین
کیون نہ مشہور زمانے مین دکھ پیر رہے

تا بہ کہ ہجر مین نامو کی یہ تحریر رہے
پاؤن مین تو ترے دروازے کی زنجیر رہے
نامہ یار کے مضمون ہین از بر مجھکو
بعد مردن بھی مرے پاؤن مین زنجیر رہے
ضعف سے ان صحرا کیلئے چپٹ لنگا

پھر وہ دن ہون کہ پھرا کو ملو تقریر رہے
مجنون ہار چھوں پاؤن مین زنجیر رہے
جسطرح یاد کوئی نسخہ اکسیر رہے
نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھے
ہمنشو وحشت مین گریبان سبب پیر رہے

بے شراب آہیں کیا کرتے ہیں ہم ابر ساقی
عرش سے اب نہ ادھر نالۂ شبگیر رہے
دیکھوں خواب میں محبوب کے لازم ہے لحاظ
ہاتھ میں زلف رہے پاؤں میں زنجیر رہے
ہاتھ میں نامۂ محبوب جو لے اے قاصد
تیری محفل میں نہ وہ کافر بے پیر رہے
تیرے ابرو نہیں محراب حرم میں قاتل
اب نہ عشاق میں صاحب تاثیر رہے

نعرہ زن جیسے کوئی کوہ کن کے پیر رہے
فصل گل میں نہ گل داغ جنوں بھی کھلے
پا بزنجیر مرا نالۂ زنجیر رہے
وہی عاشق ہے جو عالم کو مرقع سمجھے
دیدۂ بینا میں ترے رنگ نہ تصویر رہے
سنگ کیا اُسنے شرارت سے دیا گرم جگر
کیوں نہ ہم آٹھ پہر صورت شمشیر رہے
التجا ہے یہی اللہ سے برِ من ناسخ

خیر بیٹھا ہے دلا یار کے گھر ہی پہ آج
لب غنچہ سے ہم اس باغ میں دلگیر رہے
ہوں وہ دیوانہ کہ اے جان تمنا ہے مجھے
ہر طرف پیش نظر یار کی تصویر رہے
شعلہ دیتے ہیں جو کہا میں سیہ روز غریب
شمع کے پاس نہ کیوں بزم میں دلگیر رہے
ظلم کرکے وہ پیر جسم ہی کہتا ہے
جان کب تک کہ ہے ماتم شبیر رہے

ملکہ شبنم گوہر پوش کے رونے پر رنگین جادو کا ملنا کثیر جادو کا ترپنا ساتھ والوں کا دعائیں مانگنا

گشاہزادہ بدیع الزمان اجل جنی کو ساتھ لیے ہوئے مع طاؤس تاجدار روا روی کرتے ہوئے آتے ہیں سو دو سو ساحر بھی ساتھ ہیں کہ ساحروں نے عرض کی کیوں شہریار لوح نے کیا خبر دی کہاں تک چلنا ہوگا بدیع الزمان نے فرمایا لوح خبر دیتی ہے کہ بادشاہ طلسم کلید قلعہ کاؤس تاجدار پر ہیں وہاں ملاقات ہوگی ساحروں نے عرض کی راستہ بہت دور و دراز ہے تخت سحر تیار کریں آپ سرکار سوار ہوں بہت جلد پہونچ جائینگے اجل جنی وطاؤس تاجدار نے بھی اسکو قبول کیا شاہزادہ بدیع الزمان تخت پر سوار ہوئے اجل جنی وطاؤس تاجدار پہلو میں بیٹھے ساحروں نے تخت کو کاندھا دیا اب روا روی کرکے چلے باغ رنگین کی یہ کیفیت ہے کہ چند کنیزیں اور چند سپاہی جو گوشہ ہائے باغ میں چھپکر بچے تھے بعد جانے حشام جادو کے وہ سب گوشہ ہائے باغ سے نکلے چمن باغ میں کھڑے سب رو رہے ہیں اپنی حسرت پر رونا آتا ہے کہ یار و افسوس ہم کیسے بدنصیب تھے کہ مالک گرفتار ہو گیا اور مالک بھی کون کہ معشوقۂ طلسم کشا کاشکے نابینا پیدا ہوتے ان سحرلوں کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتے مگر ایسے بدنصیب ہیں کہ آقا کی معشوقہ پر یہ مصیبت پڑی ہم زندہ رہے آقا بھی وہ آقا کہ جسنے جان بخشی کی ورنہ قید طلسم سے تا قید حیات نہ چھوٹتے ساحر تڑپا تڑپا کے مارتے مگر ان آقا نے نامدار نے کس آسانی سے رہا کیا تھا وہ ہائے جلیل دیئے کیسے سرفراز ہوئے مگر ہمنے اچھا کام کیا پروردگار زمین کو حکم دے پھٹ جائے مہلت پائیں عجب حال کا تقلب ہے ہجوم غم و ملال ہے کاشکے ہم مر جائیں کہ دنیا میں منہ دکھائیں یہ بھی ناممکن ہوتا ہے افسوس ہم کیوں بھاگے کیا جانتے تھے کہ زندہ بچ جائینگے ایک قدم ہٹانے میں یہ جفا میں اٹھائینگے حقیقت میں خوف جان بری چیز ہے کیوں قدم ہٹایا تقدیر نے یہ رنگ دکھایا نظم

رنگ کیا کیا نہ سے چرخ جفا جو بدلا
ایک پہلو سے نہیں دوسرا پہلو بدلا
تیری کونسی منت جو نہیں کی لیکن
ڈھنگ وحشی کا تیرے کچھ نہ پری رو بدلا
ایک سا حال ہے خونناب دل کا میرے
آپ ناسخ کبھی غربت آلو بدلا

ہاں مگر اے دل بیتاب نہیں تو بدلا
لذت ذبح نہ پائے نہ کوئی ہر سو تک
نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا
وصف آب خلد سے نہیں ہوتا ہے شباب
آج تک دیدۂ تر کا نہیں آنسو بدلا

کنج مدفن میں یہ تنہا ہوں ہیں جیسے سو
سالہا سال نہ جلا دینے زانو بدلا
کیا بلا جوش جنوں کو ہے ترقی ہر روز
جب سے ہم پیر ہوئے رنگ سر ہر مو بدلا
الگ ہوا جوش جنوں کچھ نہ اٹھا بے تسلیم

بدیع الزمان نے سر جھکا کے دیکھا تو تابع عالم گیر نہیں معلوم ہوا شاہزادے کے

فرمایا تخت اُتار و تخت جو اُتارا کنیزون نے جو شاہزادے کو دیکھا چخین مار کر رونے لگین عرض کی واری ہم تو لٹ گئے کہا ارے کیا ہوا حال تو بیان کرو کنیزون نے عرض کی واری حشلم جادو مالک طلسم آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کے بھاگی تھی یہان ملکہ شبنم گوہر پوش آپ کے واسطے رو رہی تھین سب کمروارسب کنیزین جمع تھین اُسنے اُتر کر ایسا سحر کیا کہ شبنم ورنگین بیہوش ہوگئین سب کو اُس جلادنے گرفتار کر لیا ابھی لیکر گئی ہی بدیع الزمان کے ہوش اُڑ گئے کہا اژدل حبشی تم نے سنا فلک شعبدہ باز نیرنگ کیا رنگ دکھاتا ہی

نظم

حشر مین عاشق کی اپنی دیکھیے ہنگامہ آج
رشک فردوس معلا ہو مرا کاشانہ آج
فیصلہ ہو جائے یا ہم اب دھر ہوئینگے یا ادھر
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج
کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
لیجیے دیکھین کدھر کو لغزش مستانہ آج
کس کو ملگشت چمن مین غم ہو خوشی ہوا
ہی بھرا اشکون سے آنکھون کا مرے پیمانہ آج

بیخبر ہو انجمن بیہوش ہو جانانہ آج
ایکدم تو اور بھی پہلو سے ظالم جا نہ آج
جان جان ثابت ہوا شب نشہ بیداری کا
گفتگو کرتے ہین خود قائل ہے بیباکانہ آج
صورت بلبل بیان تھا مین فراق یار مین
لی ہی موج حیا بھی لغزش مستانہ آج
چشم ساغر دل ہو مینا شوق کو کیفی ہی جو
دست شاخ گل ہی ہو گل صورت پیمانہ آج
جوش مستی پاؤن تک کے نہ الیکا نسیم

توبہ چلو دے رہی ہی گردش پیمانہ آج
صحبت اک حور بہشتی سے جو حاصل ہے مجھے
ہم خراب شرم ہو کیون نرگس ستانہ آج
ہو گیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج
ہی ہجوم کیف مستی از کفر اسے ہی قدم
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج
ہجر جانان مین نہ دے ساقی مجھے تکلیف جام
گردش مین کیا کیا نہ دیکھی گردش پیمانہ آج

افسوس صد ہزار افسوس کیا فلک نے رنگ دکھایا یہ کیا سامنا ہوا خدا شبنم گوہر پوش کی جان بچائے شبنم کا کانٹون مین پھنسا اثیر تو اوس پڑ گئی رنگین جادو سحر مین طاق شہرۂ آفاق مگر جب وقت رنج و ملال آیا تو فلک نے یہ سامان دکھایا اب جلد چلو مرکب اسی مقام پر موجود تھا پشت گلگون باختری پر سوار ہوئے سلاح طلسمی ذات پر آراستہ کیے لوح طلسمی گلے مین اژدل حبشی و رطاوس تاجدار گھوڑون پر سوار سو ساحرین ہی غیر ساحر کنیزان رنگین طائران ہوائی پر سوار ہوئین شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑے کو رو مین ڈالا وہ گھوڑا کو ڑا کب کھاتا ہی خیال دل مرکب کے واسطے تازیانہ ہی کس روا روی سے وہ باد پا روانہ ہی کشد جاشل ماہ نو کے کیے ہوئے طرارے بھرتا ہوا چلا ساحر اُڑتے ہوئے غیر ساحر کمرین باندھے ہوئے تلوارین ہاتھ مین الفاظ جرأت بات بات مین اس زور و شور سے چلے مین شاہزادہ بدیع الزمان کو بہت جلدی ہی رکنا بھی ناگوار معلوم ہوتا ہی اس جوش و خروش مین جاتے ہین کہ صحرا سے ایک پہلوان موسوم بہ ملیقاے مردار خوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار بڑے زور و شور سے آکر مہو بجا حال بدیع الزمان دریافت کرکے گینڈے کو میدان مین نکالا پکار کر آواز دی اے شاہزادہ بدیع الزمان میرے مقابلے مین آؤ شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین ملیقاے مردار خوار کے آئے بدیع الزمان و ملیقاے نیزہ چلنے لگا دو گھڑی مین نیزہ ملیقا کا بدیع الزمان نے نکالا ملیقاے مردار خوار نے قہر و غضب تمام تیغہ نیام انتقام سے کھینچا کئی ہاتھ مارے بدیع الزمان کبھی خالی دیتے ہین کبھی تلوار پر کاٹتے ہین پھر پھر کر قائل اُسنے دم نہ لینے دیا جب بہت سے وار اُسنے کیے بدیع الزمان نے نعرہ کیا او ملعون یہ کیسی سپاہگری ہی مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر منم نبرد دشت و خانہ تاز میدان ہیجا نعرہ بدیع الزمان تصنیف مصنف منم قاتل کافران جہان

نہال گلستان صاحبقران
ہمہ ساحران الامان الامان
ہمہ گشتہ حیران چو آئینہ رنگ

بدیع الزمانم یل شیر دل
ز کنجاب گشتہ چو جنگ آزما
یل صف شکن نامور پہلوان

کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
فراری شدان کافر پر دغا
بدیع الزمان ابن صاحبقران

ز تیغم شود دو صف کافران
علم تیغ در باختہ شد بجنگ
بنعرۂ شیرانہ کیا خبردار خبردار

سنبھلے ہاتھ تلوار کا مارا ملیقا سے سردار خوار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ برقتاب جو تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر سر پہ گرا سر کلہ و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کر کے مع مرکب و مرکب چار ٹکڑے کیے اہالیان فوج نے جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا تلواریں پکڑ کے بدیع الزمان پر آ پڑے بدیع الزمان نے تلوار کھینچی لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی اسکے ساتھ والے بھی جنگ مین شریک ہوے ہر چند کہ کفار کا اکثر قتل ہوا مگر بجانبازی لڑ رہے ہین بدیع الزمان کو جلدی ہے کہ اس جنگ سے مہلت پاؤن معشوق کی تلاش کرون یہ جو خیال آیا دل تڑپ گیا اجل جنی برابر جگر کھڑا ہو فرمایا ای اجل جنی فلک نے تفرقہ پردازی کی ملکہ شبنم گوہر پوش کا گرفتار ہوا دل پر بہت شاق ہی دل ملاقات کا اس محبوب جانی یار جاودانی کا مشتاق ہی نہین معلوم اس معشوق پر کیا گذری اب تو یہ کیفیت ہی **نظم**

خیال آیا جو عشق زلف مین دل کی تباہی کا
نہ تھا فکر رسا سے ایک مضمون سیاہی کا

ہوا ہو بیشتر وصو کا دل پر داغ پہ میرے
شکار اکثر کیا ہی یار نے طاؤس ماہی کا

سمند چشم تر با دہنا لیت آہ و نالہ ہی
یقین ہی کوئی دم مین کشتی تن کی تباہی کا

شب ہجران مین جو دیکھا وہ گویا واہ ہین دم تھا
گمان تھا شام سے مجھ پر چراغ صبح گاہی کا

عدو پر یار آتا ہی مرے شرمندہ کرنے کو
نہ منھ دکھلانے کی جا ہی نہ موقع عذر خواہی کا

سراسر شست کا عالم مین اک موہن پاتا ہون
تری زلفون کو شانہ چاہیے دندان ماہی کا

کرون تحریر گر مین اپنے رنگ زرد کی حالت
عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جاوے کاہی کا

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہی
ارادہ کون سے در پر کرون مین دادخواہی کا

غنیمت جان ای دل جنبش ابروے قاتل کو
سر زری معراج ہی تلوار سے مرنا سپاہی کا

مسافر کو عدم کے روکنے والا نہین کوئی
نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

زیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھانا ہی
نہ ہونا خوف ہی ظل ہما سے بادشاہی کا

دم آخر بھی بالین پہ میرے ہمراہ یار آئے
رقیبون نے محل باقی نہ رکھا عذرخواہی کا

تری شمشیر ابرو سے مگر چالاک اسکو بھی
گلا روز ازل سے کیون کشا رہتا ہی ماہی کا

جنون کا لطف اٹھا صحرا کو چل زندان سے دیوانے
نہین کھلتا ہی یہ میدان کے جوہر سپاہی کا

فرشتون سے لحد مین گفتگو یان کون کرتا ہی
شہادت نامہ پڑھین چار مومن کی گواہی کا

مرکب ہی یہ سرتا پا خطا سے اور نسیان سے
خیال خام ہی انسان کو دعوی بیگناہی کا

تبان سنگدل کی صورت آتش کا سے کھاتی ہی
ارادہ کنج غربت مین ہی اب یاد الٰہی کا

یہ اشعار ملک کے جو بدیع الزمان نے پڑھے اجل جنی تڑپ گیا عرض کی ای آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس انشاء اللہ ملکہ شبنم گوہر پوش سے ملاقات ہوگی ہر چند غلام کے رہنے کا

کم اتفاق ہوا مگر از روے تواریخ کے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب معشوق یہ فرزندان صاحبقران عاشق ہوتے ہیں اسیر اور کوئی دست انداز نہیں ہو سکتا ضرور اُنسے ملاقات ہوگی جو زمانہ گردش کا ہے وہ گذر جائیگا پروردگار ظہور قدرت دکھائیگا سرداران شاہزادہ بدیع الزمان فوج نہزیمت موج میں لڑ رہے ہیں سخت معرکے پڑ رہے ہیں بدیع الزمان کو اجل جنی کے سمجھانے سے اور زیادہ جوش ہوا جوش جرات میں علمدار کو للکارا جا پڑے علم فوج قلم کیا صفون کو درہم و برہم کر دیا سرداروں کو ٹوک ٹوک کر مارا اگر کسی سپاہی نے روکا کسی کو قبضہ شمشیر کا مار دیا کسی کو سپر کا ادھر تار دی بارہ ہزار فوج میں ہلچل ڈالدیا فوج نے جب یہ حال دیکھا کہ افسر بھی مارا گیا اور علم فوج قلم ہوا اب کس نشان پہ لڑیں آخر فوج ملقا سے مردار خوار کے پاؤں اُٹھ گئے بدیع الزمان برابر بڑھے مال و اسباب سب لوٹ لیا فوج کفار کو شکست ہوئی فریاد فریاد کرتے ہوے بھاگے بدیع الزمان نے لڑائی کو فتح کیا ایک مقام پر آکے ٹھہرے اجل جنی و طاوس تاجدار بھی برابر آ گئے طاوس نے کہا اے شہریار ماشاء اللہ کیا خوب لڑے ہیں بدیع الزمان نے ایک آہ کی کہا یہ فتح نہیں شکست ہوئی نہیں معلوم اُس بیچاری پر گرفتار میں کیا گذرتی ہوگی دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا رنگ دکھائے میری تو اب یہ کیفیت ہے **نظم**

فلک سے میں نہیں خالی غم جانان میں کبھی
نکہت گل سے ہے جنبش ہر گلستان میں کبھی
عالم ہونے شرارون کا ہے ہر رونے کا
لہو اپنا لگے قاتل کے نہ دامان میں کبھی
راہ پائے ترے کوچے میں جو وہ آنکھ
اشنا اپنا رہے گور غریبان میں کبھی
دن جدائی کا شب وصل سے ہے سنا ہوا
گرم پہلو نہ ہوا فصل زمستان میں کبھی

کبھی زانو پہ مرا سر ہے گریبان میں کبھی
فائدہ کیا کہ جرس کی بھی صدا غربت سے
سطرح اڑتے ہیں جگنو شب باران میں کبھی
فائدہ قرب تو تنگر سے منہ ستون کو
نہ سرکے باد صبا پاؤن گلستان میں کبھی
پار آیا نہ نظر سون رہا میں گریان
وصل ہوتا نہیں خورشید کا میزان میں کبھی

ناتوان ایسے ہیں ہم سایہ گلو نہ پڑے
نہیں آتی ہے یہ بول بیابان میں کبھی
ہم ہیں وہ وحشی عریان کہ اگر قتل بھی ہوں
نظر آئے نہ گہر پنجہ مرجان میں کبھی
شوق قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال
برق چمکی نہ مرے سامنے باران میں کبھی
سرد مہری یہ رہی شعلہ خون کی تا صبح

یہ اشعار پڑھکر بدیع الزمان نے اجل جنی سے فرمایا جلد لشکر تیار کرو لشکر اسی وقت تیار ہوا پھر سواری آگے چلے واضح ہو کہ پہلوان بھی بحکم شاہان طلسم تلاش میں طلسم کشائی نکلا تھا ہاتھ سے بدیع الزمان کے مارا گیا مگر کاؤس تاجدار جان لڑاتے ہوے ساحرون سے لڑ رہا ہے محیط دروازہ توڑ کر قلعے میں گھس آیا ہے ہر گلی ہر کوچے میں تلوار چل رہی ہے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ملازمان کاؤس کوئی ساحر نہیں سب غیر ساحر ہیں اگر قریب ساحر کے پہونچگئے نیزہ مارا وہ ساحر مر گیا اگر گوشہ پا گئے تیر اندازی کی دو میں سر کو یون گرایا اسطرح ساحرون کو مار رہے ہیں محیط جس کوچے میں آتا ہے دیکھتا ہے دو سو غیر ساحر اور دو ہزار ساحرون کے لاشے پڑے ہیں ترنج پیٹ لیتا ہے کہ یارو یہ کیا ہوا کیسا بد اقبالی نے گھیرا ہے لیکے خود گولہ غیرہ مار دیتا ہے اسکے گولے و ترنج کو کون روکے سو دو سو کے سینون کو برباد کر گیا جس کوچے میں دیکھا راستہ تنگ و تاریک ہے سحر کرکے مکان گرا دیے جا بجا مکان گرے ہوے پڑے ہیں اینٹون کے انبار لگے ہوے ہیں مکان سرنگون ساکنان قصر کے کلیجے خون ہیں بیچارے آفت کے مارے عورتون کے ہاتھ پکڑے ہوے لڑکون کو گود میں لیا رونے پیٹنے گھر سے نکلے مراد یہ تھی کہ اس بلوے سے نکل جائیں کسی گاؤں یا قریے میں جا کر چھپ رہیں اس آفت ارضی و سماوی سے بچیں جب نکلے ساحرون نے گھیر لیا تو جبہ جبا ہو گئی

غل مچاتے پھرتے ہین کہ زوجہ چھوٹ گئی کوئی عورت پکارتی پھرتی ہی میرا بھائی مجھسے چھوٹا کوئی بیٹی کو پکارتی ہی
کوئی بھائی کا نام لیتا ہی کوئی فرزند فرزند پکارتا ہی کوئی چھپ کر چلا کسی گوشے مین گر پڑا کوئی بھاگ کر نکل گیا دیہات
کے دروازون پر زمیندار جمع ہوکر بیٹھے ہین اُنکے ڈنکے کی خبر سناتے ہین جسکو جاتے دیکھا لوٹ لیا جان بچا نکل
گئے ہین نکل کے گئے وہان ایسے لٹے کہ لباس بھی باقی نہ رہا ننگے لچے پلٹ کے آئے اب جھلاکے لڑائی مین
شریک ہوے ایسے بگڑے ہوے ہین کہ مرنے والے جان سے بیزار فراق دیدہ ہجران کشیدہ جاندار
جو گھر مین ہی وہ گھر مین رہی جو بیٹھے نکلے تھے وہ لٹ گئی گھاتے مین عورت چھوٹی لڑکے جدا ہوے آپ
آمادہ مرگ ہوے پھر مرنے والون سے کون لڑ سکتا ہی ایک ایک نے چار چار ساحر مارے بعض تلوار کھینچکر
نکلے ساحر نے سحر کیا کچھ ہاتھ سے چھوٹ کر گرا ہاتھ سے ساحر کے مارے گئے حسرت و یاس لیکر پردہ دیتے
آنکھے عورتین کوٹھون پر سے ساحرون کو ڈھیلے مار رہی ہین بعض اپنے اپنے محلے کے پھاٹک پر کھڑی ہین فریاد
کر رہی ہین سب عورتین جسری ہین بہادر ہین جان دینے پر آمادہ ہین مال لٹنے سے جرات و ہمت زیادہ ہی
لڑ رہی ہین ساحرون کو قتل کر رہی ہین عورتون نے غول کے غول بھگا دیے محیط نے جب جابجا لاشہاے
ساحران کے انبار دیکھے گھبرا گیا کہتا تھا کہ کیا معرکہ ہی کہ ساحر بہت مارے گئے غیر ساحر جان دینے پر آمادہ ہین
ساحرون سے اُنکے حوصلے زیادہ ہین اب دیکھیے تقدیر کیا دکھاے ای محیط مین سمجھا تھا ایک سحر مین سبکو
بیکار کر دونگا یہانکی لڑائی کا تو اور رنگ ہی مجمع ساحرونکا ڈھنگ ہی گو خود سحر کرتا پھرتا ہی اسکے سحر نے آفت برپا
کر دی زمین ہل رہی ہی صدہا مکان اپنے گرا دیے ہزارہا دب دب کے مرے ایک سمت کاؤس تاجدار غم خیال
بدیع الزمان مین ملول و محزون ساتھ والون سے کہتا ہی یارو یہ تو تم نے آنکھون سے دیکھا کہ پہاڑ گر گیا رنگ
قلعہ متغیر ہوا زنگی آسپر کے مٹے برج قلعے کے گر گئے بیشک طلسم کشا نے جاکے طلسم کشائی کی یہ ملعون وہین سے
بھاگ کے آیا ہی اُنکی وجہ سے عاجز آیا اسپر یہ بد حتین کر رہا ہی یارو اگر اُنے زور انگوار لیا طلسم کشا لینگے کیا
تعجب ہی تمھارا شاہزادہ طاؤس تاجدار اپنے شاہزادے کے ساتھ آئے دیکھیے کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہو خدا کرے جان
بچ جائے تو بڑی بات ہی طلسم کشا کی تائید غیبی ہوئی دیکھیے ہم بھی اُنسے مشرف ہوتے ہین یا نہ ہوتے ہین لیکن یارو اگر فتح
ہوئی تو غازیان و بندہ رو بکار ان حضور شعار کہلائینگے اگر مارے گئے تو شہید ہوے شکوہ کا دستہ مین تو یہ حال ہی لیکن شاہزادہ
بدیع الزمان جب باغ رنگین سے خبر حسرت و یاس لیکر چلے نہایت غصہ ہی کہ یہ کیا معرکہ عظیم برپا ہوا وہ جو ساحر تخت
اڑا کر لائے تھے انھون نے عرض کی پھر حضور تخت پر سوار ہون بدیع الزمان نے فرمایا کچھ ضرورت نہین تخت پر
گلگون باختری پر سوار ہوے اجمل جنی و طاؤس تاجدار ہمراہ رکاب بدیع الزمان روا روی کرتے ہوے
آتے ہین بڑا قلق ہی کہ رنگین و دلشیر و ملکہ شبنم گرفتار ہو گئین فرماتے ہین ای طاؤس جب حشام بھاگ کر نکلی ہی لوح
فوراً خبر دی تھی کہ یہ نکلکر جانے نہ پائے اگر نکل کے جائیگی تو فساد برپا کریگی وہ حکم لوح کرسی نشین ہوا کیسا صدمہ
عظیم ہوا ہر چند کہ وہ ملعونہ جہان جائیگی وہین اپنی کو پہنچا دونگا بھی اجمل سے فرماتے ہین ای اجمل جنی تمھارا
سب کہنا ظاہر ہوا حقیقت مین یہ حشام بڑی مکارہ ہی رنگین و دلشیر تو سحر جانتی ہین لڑ بھی ہوگی مگر اُسکے
شبنم کو ہر پرش کس حال مین ہوگی یارو کیا کہون کہ جو قلب پر سے گذر رہی ہی اب تو یہ حال ہی پہونچا ہی کلفت

نہین شکوہ جدا ہی گو کہ ہر بار و مرے دل کا	کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لعل قاتل کا
بلا کر لطف سے گردن تہ شمشیر رکھتا ہی	فریب آمیز دیکھا وقت مردن زخم قاتل کا

اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ منہ کھولو — کہا ہمت نے ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا
زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی — کہا دل نے یہ کیا کرتے ہو منھ دیکھا ہی قاتل کا
وہ پھر آیا ہون گھر مین وہ اجل کی بیقراری تھی — بمشکل جذب الفت کھینچ لایا تھا قاتل کا
یہ کیسے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل — کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا
ہجوم شوق کی بیتابیون نے اسقدر چھو سا — کہ دم رک رک گیا زخمون کے منھ مین تیغ قاتل کا
وہ لذت تھی دہان زخم مین میرے کہ خون بنکر — ٹپکتا ہی لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا
اٹھاتے ہین مگر کہتے نہین جو کچھ گذرتی ہی — دہان زخم مین بھی ضبط ہی شمشیر قاتل کا
وہ اشک گرم تھے ٹپکے جو وقت ذبح آنکھون سے — نہین جاتا ہی چھالا آجتک شمشیر قاتل کا
عجب اسکا نہین گر چشم گوہر کور ہو جائے — ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا
مجھے نہ یاد کرنی یا نہ کرتی دونون مشکل ہی — ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہی قاتل کا
اٹھائے اسقدر رگ نے زبان ذبح گردن کے — کہ چھالا اچھل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا
خوشی کرتا ہی کیسی لے کے خنجر دست نازک مین — الٰہی تو نگہبان ہو جیو بازوے قاتل کا
بدل کر قافیہ لکھو غزل اک نسیم ایسی — کہ مضمون و معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا

ان اشعار پر رفتار ہو رہے ہین کہتے ہین ای شہریار حذا اس غم و الم کو بر طرف کرے حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ تو حشام نے بڑا ستم کیا وہ باغیس اس باغ تک کیو نکر آئی کیو نکر ان لوگون کو پایا ایسے کچھ سحر کیے کہ رنگین اور کشیر سے کچھ نہو سکا رنگین و کشیر کے سحر نے عجب کچھ مزہ دکھایا ہوگا بدیع الزمان نے فرمایا وہ جلی ہوئی آئی تھی وہ سحر کیے کہ جسکو کوئی دفعیہ نہ کرسکا سب گرفتار ہوگئے ملکہ نسیم تو بیچاری غیر ساحرہ ہین انکو بھی گرفتار کرلیا اب چلیں انشاء اللہ دیکھین کیا ہوتا ہی بدیع الزمان گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے ہین اجل و طاؤس و چند ساحر اور ساتھ ہین ایک دشت مین پہونچے ہین بدیع الزمان نے اس پریشانی مین فرمایا کہ پانی کی خواہش ہی سامنے کنوان ہی پانی بھر لین یہ فرماکے بدیع الزمان نے مرکب رو کا سب ساتھ والے رک گئے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا اک پہلوان نہایت قوی تن قوی من سلاح جنگی سے آراستہ پشت پر بارہ ہزار سوار و پیدل خیمے بارگاہین لدی ہوئین گینڈے کو اپنے رو مین ڈالے ہوئے آتا ہی فوج بدیع الزمان کو دیکھکر رک گیا ہرکارے سے کہا دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے آئے عرض کی فرزند صاحبقران زمان شاہزادہ بدیع الزمان طلسم کلید فتح کرکے بادشاہ طلسم کی تلاش مین جاتے ہین یہان دشت مین ٹھہر گئے ہین نام شاہزادہ بدیع الزمان کا سنکر یہ جوان گینڈے سے اتر پڑا ایک سوار کو حکم دیا کہ پسر حمزہ سے کہو آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا اگر اپنی جان بچانیکی فکر چاہتے ہو بسہولت ہمارے پاس چلے آؤ نخیر جو گیا وہ کیا ہم خطا معاف کرادینگے نام بھی بادولت کا بتلا دینا کہ سہراب گرد لقب ہی اس طرف کے لوگ نام سے ہمارے تھراتے ہین ہمکو حکم ملا ہی کہ اکناف طلسم کی گشت کرو جو ارادہ جنگ وجدل مین ملے اسکو گرفتار کرلاؤ آپ کی بغاوت ظاہر ہی کہ طلسم کلید کو فتح کرلیا سوار نے جاکے بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان نے جواب دیا کچھ دیوانہ ہی کہنا طبل جنگی بجا اور ابھی میدان کارزار مین آ پھر ٹھہرنا بہت شاق ہی ہمارے ناموس کو گرفتار کرکے حشام جادو لیگئی ہی ہم اسکی تلاش مین جاتے ہین تم ایسے وقت مین ہمارے سد راہ ہوا اسیوقت میدان مین نکلو جو کچھ ہونا

ہوجائے سوار نے پشت کے سہراب گردسے کہا سہراب خوش ہو گیا کہا ہم بھی موجود ہین یہ کہکے اسنے گینڈے
کو میدان مین نکالا فنون سپہ گری دکھا کر آواز دی فاتح طلسم کلید کہان جاتا ہی میدان مین آئے تو سارا حال
معلوم ہو بدیع الزمان نے مرکب گلگون باختری کو بڑھایا گھوڑا اڑا رہ بھرکے چلا سہراب دیکھ رہا ہی ایک
جو بنگاہ غور دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید جلال ابروے خمدار شمشیر آبدار زلفین عنبرین تا بہ دوش [illegible]
شیر خشم سطوت وصولت دیکھکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ جوان تو اس لایق ہی کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرو
خود بھی سہراب صاحب لیاقت ہی کاٹھین دوش پر خود زرین بر سر لباس فاخرہ در بر کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا
دل سے کہتا ہی یہ کیا مجھسے لڑیگا مگر سمجھا ہی کہ پکارتے ہی مقابلے مین آگیا جب بدیع الزمان قریب پہونچے
پہلوان نگاہ وزن سنوا بلکہ بدیع الزمان کو سلام کیا کہا اے شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت آپکا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہی ہر کارون نے اسطرح خبرین کہین کہ دل بیقرار ہو گیا اب آپکو دیکھکر اور کچھ خیال آیا منظور
یہ ہی کہ میرے آپکے تلوار نہ چلے کیونکہ تلوار کا چلنا اچھا نہین کشتی مین امتحان ہو جائے مجھکو خوف ہی کہ آپ
میرے ہاتھ سے ضایع نہون بدیع الزمان نے فرمایا آپکی مہربانی اگر آپکو مجھسے محبت ہوئی تو لات و منات
پر لعنت کرو یہ سنکر سہراب کو غصہ آیا کہا آپ نے غضب کیا ایسا کلمہ کہا کہ سزاوار اسکا یہ ہی کہ زبان کاٹ ڈالون شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا یہی مزا ہو تو بہتر جب تو سہراب نے نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
نیزہ بازی ہونےلگی دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر گانٹھ کے بدیع الزمان نے تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے سہراب
کے نکل گیا او غصہ زیادہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اب مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا تلوار کھینچ تیغ پر آب آنکھ نکل کر
چمکتا چرا ہو جیسے اژدر غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کہا او پسر حمزہ دل یہ چاہتا ہی کہ تجھکو زیر کرون اپنے
لشکر کا بادشاہ بناؤن مگر تیری قضا ہی دامنگیر ہو تو مجبوری ہی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھا
چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالون وہان پر ہوش نخانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا گرداسپر کا ہٹا سر بچا
بدیع الزمان کے تلوار پڑی تا بہ ابرو تیغہ پہونچا بدیع الزمان نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا چادر خون کی
چہرے پر آئی مگر اس عالم زخمداری مین بدیع الزمان نے تیغۂ طلسم طہمورث دیو بند کھینچا خبردار خبردار کہکر اپنے
گھوڑے کو اشارہ کیا مرکب نے دونون ٹاپین گینڈے کی ستک پر رکھدین بدیع الزمان نے ایک ہاتھ مارا
سہراب نے سپر کو اٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے تلوار گری سر کو سہراب کے زخمی کیا سہراب
نے دستانہ مارا تیغہ تو نکل گیا لیکن کڑک کے جو گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی گینڈا و سہراب دونون تہ و بالا
اہلیان فوج نے جانا ہمارے افسر کو مار لیا لینا لینا کہکے آپڑے تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا ادھر سے
طاؤس تاجدار و اجل چند سوار و پیدل جو ساتھ تھے انکو لیکر جا پڑے دونون لشکر مل گئے مگر بدیع الزمان
نے اس حال مین دس پانچ سوار و پیدل مارے زخم سر زیادہ کھل گیا غش آنے لگا ہاتھ گردن مین مرکب کی حائل کیے
فرمایا اے مرکب مجھکو لے نکل گھوڑا بدیع الزمان کو ایک جانب لیکر نکل گیا یہان سہراب بھی بیہوش ہو گیا تھا
سوار و پیدل سہراب کے زیادہ تھے اجل نے دوپہر ڈھلے کے وقت دیکھا کہ طاؤس تاجدار بھی زخمی ہی ایسا نہو
فوج کے پانون اکھڑ جائین تو شکست فاش ہو فوج کو بھاگنے کی تلاش ہو طبل امان بجوایا لشکر پلٹے ہمراہیان سہراب
حاضر ہوے تھے سہراب کو لیکر پلٹے طاؤس تاجدار نے اپنے مقام پر آکے دیکھا کہ ہمارے لوگ کم ہین مزاج بھی نہ کے
برہم ہین آقاے نامدار کو مرکب نکال لے گیا خدا انکو ہمسے ملائے چلو انھین کو تلاش کرین یہ کہکے رات کو بارگاہین وغیرہ اپنی

لدد الحق تلاش مین شاہزادہ بدیع الزمان کی روانہ ہوے گرملا زم سہراب کو زخمداری مین لیے ہوے بارگاہ
مین اکر داخل ہوے سہراب کی زخم دوزی کی جب سہراب ہوشیار ہوا تو اُسنے پوچھا کہ اُس شیر پر کیا گذری
ساتھ والون نے کہا حضور آپکے ہاتھ کا زخم ایسا تھا کہ بچ سکتا ہی وہ جوان مارا گیا ساتھ والے اُسکے بھاگ گئے
سہراب نے یہ سنکر آہ کی کہا یارو اگر وہ جوان مارا گیا تو بڑا غضب ہوا اُسنے عجب طرح کا کلمہ مجھسے کہا تھا کہ میرے
دلپر چھریان چل رہی ہین اُسنے یہ کہا تھا کہ حشام ہمارے ناموس کو گرفتار کرکے لیگیا ہی مین اُسکے تعاقب مین
جاتا ہون ابھی مقابلہ کرو میرے مقابلے مین آؤ ابھی مقابلہ ہو جاے وہ جو میرا خیال تھا یارو انصاف یہ ہی
کہ وہ باطل ٹھہرا قوت وطاقت مین بھی بے نظیر ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی افسوس ایسا شخص میرے ہاتھ سے
مارا گیا ایک کام کرو بیڑا اور پر تو اُسکے جاؤ اگر کوئی شخص باقی ہو تو میرے پاس لاؤ سوار یہان سے گئے پڑاو پر
بدیع الزمان کے سناٹا پایا دیکھا کہ ایک بڈھا سپاہی کہ اُسکے پاؤن پر زخم تھا نہین جا سکا ایک نخل کے سایے مین
پڑا رہگیا اُسکا بھائی اُسکی حفاظت کو تھا سوار اُن دونون کو ملا کر سامنے سہراب کے لائے سہراب نے جو اُنکو
پریشان دیکھا کہا یارو نہ گھبراؤ مین نے تمکو بدنیتی نہین بلایا ہی مین بہادر کا دشمن نہین ہون مین تمھارے
آقا کا عاشق صادق ہون امتحان میرے اُسکے بخوبی ہو گیا ہی وہ زور وطاقت مین بھی مجھپر غالب آئے
اول تو جرات وجلالت ایسی کہ مجھ ایسے جوان سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے نیزہ اُنھون نے میرے ہاتھ سے
نکالا زخمی بھی کیا گینڈا بھی مارا گیا اب مین اُنکے ناموس کی خبر لونگا تم حال مفصل بیان کرو اُن دونون نے
کہا ای شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ جب آقا ہمارے آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے عرصہ دراز تک اُس زخمداری
مین لڑے چالیس پچاس آدمی مارے گئے کچھ زخمی ہوے زخم اُنکا بگڑ گیا غش آنے لگا گھوڑا اُنکو لیکر نکل گیا
خدا اُس تاجدار سے کہا یارو صاحب اقبال لشکر مین نہین ہی اب مقابلہ حریف مین ٹھہرنا بہتر نہین ہی چلو چلکر آقا کو
تلاش کرین سب فوج اسی فکر مین گئی ہی ہم ایسے زخمی تھے کہ نہ جا سکے سہراب نے کہا خیر اگر لات ومنات کو
منظور ہی تو ہمارا اُسکا ساتھ ہوگا کسی حال مین ہون مگر اپنے باپ کے لشکر مین تو جاینگے مین وہان جاکر اُنسے
فیصلہ کر لونگا ان دونون جوانون نے کہا حضور کو اختیار ہی سہراب نے کہا تم بھی ہمارے لشکر مین رہو جراحونکو
بلاکر حکم دیا اِنکی زخم دوزی کرو جو کچھ خواہش ہو خزانے سے لو اُنکو کوئی تکلیف نہ پہونچے یہ کہکے سہراب نے
حکم دیا لشکر ہمارا طرف قلعہ کاؤس کے چلے سہراب اُسیوقت روانہ ہو گیا مگر قدم بقدم ذکر بدیع الزمان
کرتا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کبھی کہتا ہی یارو اگر یہ جوان مارا گیا تو بڑا قلق ہوگا یہ تو ادھر سے جاتا ہی
مگر مجیطا نے لڑتے لڑتے ہزارون بندگان خدا کو بیہوش کیا صدہا قتل ہوے اس حال مین حشام جادو آکے
پہونچی مجیطا نے پوچھا ای حشام کہان چلین عرض کی ای شہنشاہ مرحلہ فتح ہوا مین نے بڑے بڑے سحر کیے مگر اجل نے
ہر مقام پر طلسم کشا کو بچایا مین نے اُسکے باپ تک کی شکل بناکے دکھائی جس مقام پر معشوقون کو اُسکے قتل کیا
خنجر اُسنے اُٹھایا تھا کہ خنجر چاک قصہ پاک کرے کہ یہ ظالم پہونچ گیا اور کہدیا کہ لوح دیکھے یون جان طلسم کشا کی
اُسنے بچائی کسی مقام پر اس ظالم کو حضور کا خیال نہ آیا مگر مین وہان سے یہ سوچ کر نکلی کہ اب طلسم کشا پر چپ کا
قابض ہونا دشوار ہی تین لاکھ ساحرون کی جمعیت تھی جب مین بھاگی تو یہ چار پانچ ہزار ساحر میرے ساتھ
ہو لیے اور جسکا جسطرف منھ اُٹھا وہ اُسطرف بھاگا کس کس کی شکایت کرون اس حال مین آئی تھی راہ مین باغ بی زمین
کا ملا اُن سبکو مین نے گرفتار کر لیا وہ دو سحر کیے کہ کسی سے کیے کچھ نہو سکا سب کو پکڑ لیا بی شبنم جو معشوقہ شاہزادہ

بدیع الزمان ہین انکی بھی گردن لی اب حضور قلعۂ طلسمی مین چلین طلسم کشا وہان نہ آئیگا یہان تو آیا ہی چاہتا ہی
محیط نے کہا ای حشام جادو وہ پھر مجھکو یہان لڑتے ہوے گذرے رعایا نے ساحرونکا ستہراؤ کر دیا مین نے
ہزار ہا سکان گرایا اس حسرت مین ان لوگون کو مارا کہ دم نہ لے سکے پھر محیط نے گھبرا کر کہا ای حشام اب
تو سحر کرین تو سحر کرتے کرتے گھبرا گیا حشام نے کہا مین ابھی سبکو گرفتار کیے لیتی ہون مگر اتنا عرض کرونگی کہ آپ
حضور چلکر قلعۂ طلسمی مین مقام کرین علامتین درست ہو جائین قلعے کو نظر سے مردم کی ناپدید کر دیجیے جھکو
چھین لیجیے کسیکو خبر بھی نہ ہوگی محیط اسپر راضی ہوا حشام گولہ لیکر بڑہی بڑھکر ایک دو گولے مارے اندھیرا
ہو گیا زبان کا خون کاٹ کر پھینکا ابر خونی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہوا دو گھڑی کے عرصے مین سب
بیہوش ہوگئے کہا ان تین روپے والون کو گرفتار کرکے کیا کیجیے گا چند وزرا امرا اور کاؤس کو
تخت پر اٹھاکے ڈال لیا نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے راہ مین حشام نے زبردستی جمال جہان آرا
ملکہ شبنم محیط کو دکھا دیا محیط مر گیا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا ای حشام تو نے مار ڈالا کس ظالم کی صورت
دکھائی مین تمام طلسم کا اسکو بادشاہ کرونگا خاتون محل بناؤنگا یہ جو کسی نے ملکہ شبنم سے کہا تخت آ رہے ہوے
قیدیان بلا کے جاتے ہین ملکہ شبنم نے رنگین سے کہا ای رنگین تو نے کچھ اور سنا محیط کا عشق پھر پیدا ہوا حشام سے
کیا کیا کہ رہا ہی مین کیا کرون اور کیونکر اپنی جان نہ دون میری تو مارے صدمے کے اب یہ کیفیت ہی نظم

ہمیشہ تلوے کھجلایا کیے شوق بیابان مین ۔ رہی نالان ہمارے پاؤن کی زنجیر زندان مین
عجب چشم سیہ کا ہی رخ رنگین جانان مین ۔ تماشا ہی عوض بلبل کے شاہین ہی گلستان مین
وہ چشم سرگین ہی فتنہ پردازی کے سامان مین ۔ کھنچی رہتی ہی تیغ ابرو کی صف بندی ہی مژگان مین
یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہی سنگ باران مین ۔ نگین ہون جبہ کو ہو لگا مین بازیگاہ طفلان مین
پری پیکر نہین اس دلربا سا قوم انسان مین ۔ فلاطون کو کرے دیوانہ جا نکلے جو یونان مین
جنون پردہ دری دکھلا رہا ہی داغ سینے کے ۔ تماشائے چمن ہی کوچۂ چاک گریبان مین
یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے ۔ وہ کیچڑ مین پھنسا ہی جو ہی آب و گل کے زندان مین
جب آیا سامنے غم نوش بے صرفہ کیا اسکو ۔ نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زیر دندان مین
گرفتاری مین آزادی کی کیفیت رہی حاصل ۔ رہا جامے سے باہر اپنے مین دیوانہ زندان مین
جہان کے کارخانے مین نہین مد نظر تجھسا ۔ گئے ہین پردہ ہائے چشم عاشق تیرے ایوان مین
اسیری مین نجار دل جو نالون سے نکالا ہی ۔ بہا ہی موم ہو کر آہن زنجیر زندان مین
جو ہوگا دسترس اپنا کبھی شانہ کی صورت سے ۔ لپٹینگے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشان مین
شب آؤ نہ چلیو اپنے کشتون کے مزارون پر ۔ چراغ قیس روشن کیجیے گنج شہیدان مین
گلو نکا حسن بلبل بے چھری کے ذبح کرتا ہی ۔ ہوا اس ترک کے کوچے کی چلتی ہی گلستان مین
ہوئی ہی روح ناطاقت نہایت سونگھکر دیکھو ۔ بسی ہی سیب کی بو ہنے اس گل کے زنخدان مین
بہار گل کی جو دیوانگی یاد آئی آنکھونکو ۔ بہت رویا مین منھ کو ڈال کر اپنے گریبان مین
جو روغان و صل لب کے مضمون لکھتے ہین آتش ۔ بھرا ہر خانہ ہائے بیت موزون اپنے دیوان مین

اور کہا ای رنگین مین بھی جان دینے پر آمادہ تھی جب وہ لیجا یہ سامنے آئیگا مین اپنی جان دیدونگی اور چاہے

کہ ہاتھ لگانے دون کیا ممکن ہی یہ جسم و جان سب واسطے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاور دوسرے پر حرام ہی
مگر یہان سوت لے چلی جو منظور رب ورد گار ہمارا کیا اختیار ہو وہ چاہیگا وہی ہوگا ظاہرا تو ثابت ہی کہ سوت
ہمکو یہ چلی لیکایک اُسکی عنایت شریک ہوئی بی رنگین کو بھی مہربان کیا اُنکو بھی فلک نے گردش دکھائی ہمارے
واسطے ہوا تم بھی گرفتار ہوئین یہ سب ہوا ہماری بدنصیبی کے سامان ہین گوشۂ عافیت مین بیٹھے تھے حشام
وہان پہونچ گئی اتنے بندگان خدا محبت مین شاہزادے کی قید ہوے نہین معلوم اُنپر کیا گذری طلسم فتح ہوا
یا نہین ہوا اتنا ضرور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم مین جا کر ملکہ ذوالدیا صاحب اقبال تو وہ ضرور رہی لوح بھی ملی
طلسم کا راستہ بھی دستیاب ہوا رنگین نے کہا واری ذکر تو سنیے یہ محیط جادو بادشاہ طلسم ہی ایسی مصیبت
پڑی جو طلسم سے نکلکر بھاگا یہ تو باعث مجبوری ہوا کہ ملازمان شاہزادے کو ڈھونڈھکر یہان آیا واری جاؤن
حشام جادو حاکم مرحلہ ہی ہین تو وہین کی رہنے والی ہون اسکا نام سنا کرتی تھی حشام جادو مین وہ دگا
طلسم کلید ہی وہی رنگ اُسنے دکھایا کہ مرتے مرتے ہزار دو ہزار کی جان لی اب بھی باز نہین آتی اُسی کی کوشش
سے یہ سب کام ہوے بادشاہ طلسم دوپہر رہے اُسنے آکے تھوڑی دیر مین کام کر لیا سب کو بیہوش کر دیا رنگین
نے کہا واری وہ ایسی کامل و اکمل ہی کہ میرا اور کیشر کا سحر نہ چلا کیا جھٹ پٹ گرفتار ہوے ہمکو بھی دعوی ہی کہ اگر
لڑائی پڑے اور سحر ہمارا چلے تو ہزار دو ہزار کیسے لاکھ دو لاکھ کو ستادین مگر اُسنے عاجز کر دیا کچھ نہ بن پڑا کیا
جلد گرفتار کر لیا میری تو حضور رگتے ہی زبان بند ہوگئی کیشر ایسی جادوگرنی کو بھی کچھ نہ بن پڑا دیکھا حضور نے
کہ گھبرا گئی یہ حیرت کی باتین کرتی ہوئی جاتی ہین مگر حشام ملعونہ نے سب قیدی تو محیط کے سپرد کیے ہین
آپ آگے بڑھ جاتی ہی چہار جانب دیکھتی ہوئی آتی ہی جب دس بیس کوس قلعہ کاوسیہ سے نکل کر آئی تو
محیط گھبرا جاتی ہی گئی ہی کہ اَی خیر خواہ دولت ما بدولت کا تشنگی سے عجب حال ہی یہان جنگل مین کسکا خوف ہی
قیدیوں لے تخت اُتار لو پانی وغیرہ پی کے اپنے کو آراستہ کر لین پھر چلین ای حشام سب ساحر بیقرار ہین
حشام نے بڑھکر کنوین سے پانی بھرا پکارنے لگی جل ٹھنڈا مصنف عرض کرتا ہی کیا خوب روزمرہ ہی پہلے جل
پھر ٹھنڈا دونون طرح صورت ہلاکت ہی ساتھ والے پانی پی رہے ہین کنوئین پر ایک دوکاندار بھی بیٹھا ہی
چنے گرم مُرے بتاسے بک رہے ہین سب خرید کے لے لے کے کھا رہے ہین بھیلیان گڑ کی رکھی ہین ایک بھیلی گڑ کی
محیط کے بھی ہاتھ مین ہی کھاتا جاتا ہی کہتا ہی اسمین خاک ملی بہت ہی حشام کہتی ہی واری جنگل کے یہی تحفے ہین
اگر ارشاد ہو شربت بنوا دون شربت جو اُن بھیلیون کا بنا ساحر بیٹھ گئے چلو لگا لگا کے پینے لگے محیط جادو
ہنس رہا ہی حشام کہہ رہی ہی کہ بھائیو پی لو اب کھانا پانی چلکر قلعے مین ملیگا شام تک قلعے مین پہونچینگے اب راہ
مین کوئی ایسا مقام نہوگا ملکہ رنگین و کیشر و ملکہ شبنم ایک تخت پر بیٹھے ہین سرنگون غمسے کلیجہ خون کیشر نے
کہا ارے کمبختو پانی ہمکو بھی پلا دو وہ بیچیا جواب نہین دیتے کہ حشام نے کہا ارے کمبختو انکو بھی پانی پلا دو
ملکہ شبنم نے کہا ہم یہ پانی نہ پینگے جان اپنی دیدینگے مگر کفار کے ہاتھ سے پانی کا پینا ناممکن ہی کیشر نے کہا ہم بھی
نہ پینگے رنگین نے کہا ہم بھی تڑپ تڑپ کے جان دینگے مگر پانی نہ پینگے حشام نے بڑھکے کلمات سخت و سست
کہے ملکہ شبنم رونے لگین محیط نے کہا اب قلعے مین چلکر سمجھا جائیگا حشام نے کہا حضور وہ صبر کر دون کہ آپ
زیادہ انکا حال ابتر ہوے یہ بھی کوئی بڑی بات ہی ایسی سو ہتیان اس لونڈی کو یاد ہین کہ حضور ملاحظہ کرینگی
انگور انگور وہی کیفیت ہو جاے محیط نے کہا ابھی کیا ضرورت ہی قلعے مین جا کے دیکھا جائیگا حشام نے کہا

حضور دیکھیے نخل پر یہ طائر بیٹھا ہے مین موہنی پڑھکر چھری کا زدون یہ طائر آ کے اپنا گلا کاٹ ڈالیگا محیط تماشا
دیکھنے لگا حشام نے اُسیوقت چھری پر موہنی پڑھی قریب آ کے ملکہ شبنم سے کہا ذرا اس شعبدہ کو ملاحظہ فرمایئے
منھ نہ چھپایئے یہی تماشا آپ پر بھی ہوگا ورنہ شہنشاہ محیط کو اپنا شوہر جانیے ملکہ نے کہا ای کنیز جسوقت قلعے مین
داخل ہوئی اُسی وقت مجھکو قتل کر ڈالا زندہ نہ رہون کہ یہ مصیبت دیکھون سب نے دیکھا کہ اُس طائر کی جانب
حشام نے اشارہ کیا طائر نے آکر چھری سے اپنا گلا کاٹ ڈالا لشکر ساحران مین اک غلغلہ بلند ہوا کہ اے
حشام کیا کہنا اور محیط تو مارے خوشی کے لوٹا جاتا ہے کہتا ہے ای حشام مین تو اک قصر عالی مین اس معشوقہ
کو لیکر رہونگا خوب خوب عیش کرونگا سلطنت طلسم اور انتظام اور بہتر بنانا مرحلہ جات کا یہ سب تمھین کو اختیار
ہوگا مین تو اس معشوق پریچہرہ کو لیکر بیٹھون جو تکلیفین اُٹھائی ہین سب بھول جاؤن ملکہ شبنم نے جو گلا کاٹے
طائر کو دیکھا ہوش اڑ گئے سر دے دے مارا کہتی تھین ای پروردگار مجھکو دنیا سے اُٹھا لے کیون کنیز جب مین
اپنے آپ مین ہونگی اس روسیاہ کے پہلو مین خوش ہو کر بیٹھونگی ای معبود مجھکو وہ وقت نہ دکھانا کنیز نے کہا
واری آپ ناحق گھبراتی ہین مین نے وہ وہ کتابین دیکھی ہین جسمین آپ کے والد کا حال مرقوم ہے ملکہ مہرنگار
پر کیا کیا افتادین پڑین نوشیروان نے خود شادی کردی مگر کوئی انکی عصمت کو ہاتھ نہ لگا سکا آخر صاحبقران
سے وصل ہوا جس معشوق پر یہ لوگ عاشق ہونگے مین نے بہت سے مقامات دیکھے کبھی کسی کی آبرو نہین گئی آپ
ہزار مقام پر جائین لیجانے والے لیجائین مگر کوئی عصمت کو ہاتھ نہ لگا سکیگا اپنے خدا سے دعا کیجیے اسطرح کنیز
نے کہا کہ ملکہ کے دل کو قرار آگیا تربین موقوف ہوئی محیط نے کہا یارو اب سوار ہو ساحر درست ہونے لگے
کہ صحرا سے گرد اُڑی محیط نے کہا سہراب گرد ہمارے شاہ کا ملازم ہے وہ آتا ہے سہراب نے جو محیط کو سامنے
دیکھا لشکر سے گھوڑا بڑھا کے قریب آیا محیط کو سلام کیا محیط نے کہا ای پہلوان دوران ای گرد با سب جہان
کہان سے آتے ہو سہراب نے کہا پہلے آپ تو اپنا حال بیان کیجیے بادشاہ طلسم کلید ہو کر اس صحرا مین آپکا گذر
کیونکر ہوا محیط نے کہا بھائی تمکو نہین معلوم پسر حمزہ نے آ کے طلسم توڑا سب مرحلے شکست ہوئے بیٹے اُس
غصے مین آکے ناموس طلسم کشا و مطیعان طلسم کشا کو گرفتار کیا قلعہ کاوسیہ سے بیٹھے ہین وہ دیکھو طاؤس
تخت پر قید بیٹھے ہین انھون نے بدیع الزمان کو طلسم مین بھیجا اپنے اپنے کمال دکھانے بیٹی کے اپنے سب
حال سُنائے بدیع الزمان نے جا کے زمین طلسم کی ہلادی سہراب نے کہا ای شہنشاہ مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون
اگر شاہان طلسم نورافشان بھی ہوتے تو اُنسے بھی عرض کرتا اور آپ کو میرا کہنا قبول کرنا ہوگا اگر قبول نہ کیا تو
غلام کو رنج ہوگا محیط نے کہا کہو کہا حضور طلسم کشا آپکی تلاش مین آتا تھا مین سدراہ ہوا مجھسے مقابلہ پڑا نہایت
صاحب لیاقت جوان ہے مین نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا بدولت کے ہاتھ کا زخم کھا کے اُسنے
ہاتھ مارا کہ سر میرا زخمی ہوا اور گھوڑا بھی مارا گیا مین تو بیہوش ہو گیا لیکن میرے آنکھ سے وعدہ ہوا ہے کہ مغلوب
غالب کی اطاعت کرے ایسے صف شکن تیغزن میری نگاہ سے نہین گذرے یہ تو آپ خوب آگاہ ہین کہ بدولت
کے ہاتھ کا زخم کھا کر کبھی کوئی جانبر نہین ہوا مگر بعد ہوشیار ہونے کے مین نے سنا کہ مرکب اُس جوان کو نکال کے لیگیا
فوج والے بھی اُسکے میرے سامنے سے چلے گئے لہذا آپ سے عرض یہ ہے کہ آپنے اُسکے ناموس کو گرفتار کیا ہے
اُسکو مجھے حوالے کر دیجیے مین باآبرو اُسکو اپنے ساتھ خیمے مین رکھون میرے ہاتھ کے زخم سے وہ جوان جانبر
نہ ہوگا گھوڑا اُڑا لاش کو لے بھاگا ہے آخر لاش ملیگی جسوقت لاش ملجائیگی اُسوقت اُسکے ناموس کو آپ کے سپرد کر دیگا

پھر آپکو اختیار ہی محیط یہ سنکر جل گیا کہا یہ تونے کیا بیہودہ بکا مین مدت سے اُس معشوقہ پر عاشق ہون مین اُسکو
اپنے قبضے مین کرونگا ہر چند کہ وہ مجھسے ناراض ہی مجھسے اُسکو بڑا اغماض ہی مگر میری حشتام جادو خیر خواہ
دولت ایسی سوہنی پڑھدی کہ وہ خود مجھپر عاشق ہوجائیگی پر رنگین لیکر بھاگ گئی تھین اب مین نے اسکو بلایا ہی
اب قلعے مین جاکے چین کرونگا اور تمھارے کہنے سے دلکو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کہ طلسم کشا مارا گیا
تمھارے ہاتھ کے زخم سے جانبر ہونا دشوار ہی مرکب لاشہ لیکر بھاگا ہی مین ابھی ہرکارے روانہ کرتا ہون
لاش تلاش کرواکے منگواؤنگا تسکین ہوجائیگی ایک بات مین تنے کہی کہ لوح گلے سے طلسم کشا کے اتارلی
مین اپنی معشوقہ تمکو نہ دونگا یہ تنے مجھسے کیا کہا تمھین ان باتون سے کیا کام سہراب کے تیورونپر بل پڑ گیا
کہا ای محیط جو کہتا ہون یہی ہوگا محیط کے منھ سے نکلا کہ ای سہراب تمھاری کیا مجال ہی مین اپنی معشوقہ کو ہرگز
نہ دونگا ہان تو بڑھ جاکے جو محیط نے کہا سہراب نے کلائی پکڑ کے محیط کے ایک طمانچہ مارا کہا اُس صفدر و بہادر
کے ناموس کو معشوق کہے جاتا ہی اگر طمانچہ پورا پڑ جاے تو سر اڑ جاے محیط کے منھ سے اُف نکل گئی عالم
سخت ہوگیا تھرتھرا کر گرا ساحر دوڑے حشتام نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ ملازمان سہراب بھی تھرا کے گرے
فوج والے کچھ بھاگ نکلے باقی سب پکڑ لیے گئے محیط نے کہا اس بچیا کی شامت ہی آئی تھی ان سب کو ایک تخت
سحر پر ڈال کر لیچلو سب کو قید کیا جائیگا طلسم کشا کی طرفداری کرتا ہی یہ تو بچیا اُسکے نام پر مرتا ہی مابدولت کو طمانچہ
مارا اگر مین ساحر نہوتا تو سر اڑ جاتا دانتون مین درد ہو رہا ہی یہ کہکے چالیس تخت تیار کیے پانچ ہزار آدمی ہمراہ لیے
سہراب ایک تخت پر سہراب کو سوار کیا ایک تخت پر ملکہ رنگین و کثیر و شبنم ایک تخت پر ہرائی چند کنیزین اسطرح
چالیس تختون پر کنیزونکو اور ہمراہیان سہراب کو ڈالکر طرف قلعہ طلسمی کے روانہ ہوے بعد قطع مراحل و
طی منازل قلعہ طلسمی پر آکر محیط پہونچا حشتام جادو کے تو بڑے مزے ہین ہر بات انھین سے پوچھی جاتی
ہی حشتام کی راے پر کاربندی ہی شبنم نے جو قلعے کو دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے رنگین سے
کہا لو بوا انتقام قلعہ کا آگیا رنگین نے کہا آپ نہ گھبرائیے آپکو پروردگار بچائیگا کبھی آپکی آبرو پر حرف نہ آئیگا
محیط نے حشتام سے کہا قلعے کا کیا انتظام ہوگا حشتام نے کہا ای شہنشاہ میرے نزدیک تو یہ مناسب
ہی کہ قلعے کے گرد آگ روشن کیجاے اور قلعے پر ایسا سحر ہو کہ قلعہ نظر مردم سے مخفی ہوجاے چندروز یون
کو سر کیجیے جب خبر مفصل ملے کہ طلسم کشا نے انتقال کیا لاش دیکھ لیجاے اُسوقت اور تدبیر کیجاے مین لشکر پر
حملہ جات درست کرونگی نئے طریقے سے طلسم بنانا پڑیگا مگر کچھ شہنشاہ کو تکلیف نہوگی کنیز سب کام کریگی
محیط بہت خوش ہوا پھولا ہوا ہی کہ اب حشتام سحر کریگی شبنم مجھپر عاشق ہوجائیگی مین مکان مین چھپکے مزے
کرونگا حشتام سب کاربندی کریگی قیدی اندر قلعے کے آئے حشتام بالاے قلعہ پہونچی کچھ پانی کے
قطرے خندق مین ڈالدیے شعلہ ہاے آتش بھڑک کر آسمان کو چلے گرد قلعے کے آتش بیشمار شعلہ ور ہی قلعہ
گردش کرنے لگا حشتام نے کچھ سحر کیا کہ قلعہ و آتش نظر مردم سے ناپدید ہوے اب حشتام خوشی خوشی پاس
محیط کے آئی کہا ایک ساحرہ مین نے مقرر کردیا ہی کہ وہ آتش اور قلعے کا منتظم ہی وہ سحر کیے جائیگا اب سب
دربار مین آکے بیٹھے سہراب و ہمراہیان سہراب کو قید خانے مین بھیجا محیط آکے تخت پر بیٹھا حشتام نے
کہا ملکہ شبنم و کثیر و رنگین کو ایک قصر مین ٹھہراؤ چند کنیزان سرکاری براے خدمتگذاری مقرر کردیجیے سہراب
کو بلاکے دربار بھیجیے اپنے زور بازو پر جو اُسکو ناز تھا وہ تو سنا اب اگر وہ راہ پر آئے اور طرفداری سے طلسم کشا کی

ہاتھ اٹھائے تو اسکو روا کیا جائے یہ بھی ایک حضور کی بدنامی ہی اگر وہ دشمن نہ تھا تو اُسنے طلسم کشا کو قتل
کیونکر کیا محیط نے حکم دیا سہراب کو قید خانے سے لاؤ داروغۂ جیل خانہ قید سہراب لینے کو قید خانے
مین جاتا ہی کہ ذکر اسکا کیا جائیگا اب حال شاہزادہ بدیع الزمان گردشکر شکن کا تحریر ہوتا ہی کہ سہراب
گرد کے ہاتھ سے زخمی ہو کر جو گھوڑا انکو لیکر چلا ہوا ہوے ویران کی صدا کان مین بھری ہوئی ہی مرکب انکا
شب بھر بھاگا ہوا گیا صبح ہوتے ہی ایک سبزہ زار مین پہونچا چونکہ شب بھر رہروی کی تھی انتہا کا پیاسا تھا
جھیل پر پانی پیا چند پتے گھانس کے کھائے جسم کو جنبش ہوئی آفتاب آسمان صاحبقرانی پشت زین سے
بروے زمین گرے گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیئے زبان سے زخم سر کو چاٹتا ہی مراد یہ ہی کہ آقا آپ
میری پشت پر سوار ہو جیے مگر شاہزادہ بیہوش ہاتھ پانون مین جنبش ہی نہین قبضۂ شمشیر ہاتھ مین جما ہوا
لختے خون کے تمام جسم پر خانہ ہاے زرہ قطرات خون سے معمور ستارہ بھری زرہ گل چمک رہا ہی وہ زمین
گل گلزار صاحبقرانی کے گرنے سے رشک گلشن ہی نخل پر گمان نخل وادی ایمن ہی شاہزادہ اس حال سے
پڑا ہوا ہی مرکب کبھی قریب آتا ہی کبھی چرتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہی میلاد صف شکن اس حوالی کا مالک ہی بہادر
صف شکن گیارہ ہزار قزاقونکا مالک ہی ایک کاروان کو لوٹ کر پلٹا ہو قدمے پر گھوڑے کو ڈالے ہوے
مال جو کاروان کا لوٹا ہی قزاقون کے پاس گھوڑ دوڑ لدا ہوا آتا ہی چونکہ تھک گیا تھا ساتھ والون سے کہا
اُتر پڑو دو گھڑی یہان آرام کرو پھر اپنے قلعے مین چلینگے یہ کہکے وہ قافلا اتر پڑا بارگاہ استادہ ہوئی
میلاد ٹہل رہا ہی قزاق اُترتے جاتے ہین ایک قزاق کی نگاہ مرکب پر شاہزادے کے پڑی زین ڈھلا ہوا
باگین کٹی ہوئین چرا مین مصروف ہی اُسنے کہا اے افسر دیکھیے گھوڑا چرا کر رہا ہی میلاد نے نگاہ اٹھا کے دیکھا
مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل آنکھین رشک غزال تھوتھنی غنچۂ گل پٹھا فیل کا چارون سم جیسے
گردے سپر کے نعل رشک ہلال میلاد بیقرار ہو گیا کہا یہ مرکب تو بے نظیر ہی ایک سوار نے کہا حضور اسکا سوار
بھی نخل کے سائے مین پڑا ہی کسی ظالم نے مار کے ڈالدیا جیسا مرکب ویسا ہی راکب ہی ملاحظہ فرمایئے آفتاب
جمال خورشید مثال صاحب سطوت و صولت ہی قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا ہی میلاد دوڑا جمال بے مثال شاہزادہ
والا قدر دیکھ کر مثل آئینہ حیران و مثل زلف پریشان پکارتا ہوا یارو یہ بڑے کمال کی بات ہی صاف ثابت ہی
کہ یہ جوان ہزارون سے لڑا ہی زخمہاے تیر و نیزے سے جسم چھنا ہی سر کا زخم کاری ہی نہین معلوم کس مقام پر گھرا مگر مال
اپنا نہین دیا موتیون کے مالے گلے یاقوت احمر کے گلے مین موجود ہین ہزارون سے لڑا مگر مال نہین دیا وہ
تعریفین کرتا ہوا قریب آیا بمحبت سینے پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پا کر خوش ہو گیا کہا یارو شکر کرتا ہون
لات و منات کا کہ یہ جوان زندہ ہی فقط زخمداری سے بیہوش پڑا ہی جلد چارپائی لاؤ بڑے افسوس کی
بات ہی کہ ہماری حوالی مین کوئی آکر کسی مسافر کے لوٹ لینے کا ارادہ کرے مگر کیا شیر دلیر ہی خوب خوب لڑا
معرکہ پڑا مگر مال نہین دیا چارپائی منگوا کر شاہزادے کو اٹھوایا اپنی بارگاہ مین لایا جراح کو بلایا کہا جلدی
اس جوان کا زخم دھو کے ٹانکے لگاؤ جراح نے اسیوقت زخم کو دھویا لختے خون کے علحدہ کیے زخمون مین
ٹانکے دیے کے میلاد سے عرض کی حضور نہ گھبرائین کوئی رگ پٹھا ایسا نہین کٹا جس سے ہلاکت کا خیال ہو
ہو یہ کہکے جراح نے ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین بدیع الزمان کی آنکھ کھلی میلاد قریب آیا کہا اے صف شکن کس
مقام پر قزاقون نے گھیرا مگر قبضہ تلوار پر تھا جب مین نے ہاتھ تو آپ کے سینکا تب قبضہ آپکے ہاتھ سے چھوٹا

بدیع الزمان ہنس پڑے فرمایا کہ ای جوان تو اپنا حسب و نسب بیان کر تو مین اپنی کل کیفیت بیان کرون میلاد نے کہا
ای شہریار میلاد قزاق میرا نام ہی یہ بارہ کوس کے گرد مین صحرا و کوہ حقیر ہی کے قبضے مین ہی آپ کو بیابان زخمدار دیکھا
مین بہادر کا عاشق ہون مجھکو ناگوار ہوا آپ کو اٹھا لایا زخم دوزی کرائی ہر طرح بجان و مال سے حاضر ہون گر
بدیع الزمان نے فرمایا ای میلاد تمھارا احسان ہوا تمنے ہماری جان بخشی کی شاید ذکر تمنے سنا ہو زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان امیر عالیشان حمزۂ صاحبقران فرزند جو انکو پروردگار نے عطا فرمائے ہین ان سب مین مین
ذلیل حقیر بدیع الزمان سرفتنہ ملک سنجان سر القب ہی ہاتھ سے سہراب کے زخمی ہوا قزاقون کی کیا مجال تھی
جو ہمکو گھیرتے تھوڑا اسطرف نکال لایا تمکو پروردگار نے مہربان کیا کہ ہمکو اٹھا لائے قلعۂ طلسمی پر جانا منظور ہی
طلسم کلید کو فتح کیا کنجی ہمارے پاس موجود ہی یہ لوح طلسمی گلے مین پڑی ہی میلاد خوش ہوگیا زہے نصیب
میرے کہ آپ ایسا جلیل مجھ ایسے ذلیل کو سرفراز کرے کیونکر نہ غلام اپنی تقدیر پر ناز کرے میرے گھر مین آپکے
قدوم میمنت لزوم ہون شاہزادہ مسند پر آکر بیٹھا میلاد بدل و جان خدمتگزاری مین مصروف کہ صحرا سے گرد اڑی
چند سوار و پیدل خستہ و شکستہ نمایان ہوے شاہزادے نے کہا انکو بلالو یہ کون ہین کہان جاتے ہین ان لوگون
نے جو شاہزادے کو دیکھا فریاد فریاد کرتے ہوے قدمون سے لپٹ گئے عرض کی غلامون کو حضور نے پہچانا ہم
ملازمان کاؤس تاجدار ہین محیط نے چلکے قلعہ لوٹ لیا بادشاہ گرفتار ہوا ہم بھاگ کر ادھر نکل آئے شاہزادے
کو بڑا ملال ہوا تھوڑی دیر کے بعد گرد اڑی کچھ عورتین کچھ کنیزین کچھ مرد بھاگے ہوے چلے آتے ہین انکو
بلوایا کہا باغ رنگین پر شکست کھائی رنگین و کشمیر و شبنم گرفتار ہوگئین ہم لوگ خوف سے بھاگ نکلے شاہزادہ
کو بڑا قلق ہوا انکو بھی ٹھیرایا کہ پھر گرد اڑی دیکھا چند سوار چند پیدل زخمدار چہرے جھلسے ہوے آبلے انکے
چہرہ پر پڑے ہوے چوکنا حیران و پریشان بھاگے ہوے چلے آتے ہین شاہزادے نے انکو بھی بلوایا
یہ سب سوار و پیدل شاہزادے کو دیکھکر خوب روئے عرض کی ہمارے آقاے نامدار سہراب گرد آپ کو
زخمی کرکے بہت پچھتائے رو رو کر فرماتے ہین کہ عجب نقشہ مین نے مٹادیا اسی فکر مین آپ کو تلاش کرنے
نکلے تھے راہ مین محیط سے ملاقات ہوئی آپ کے ناموس گرفتار ہوے انکی گرفتاری کا حال سنکر بہت بگڑے
محیط سے کہا انکا ناموس ہمارے حوالے کردو اگر ہم انتقال بدیع الزمان کی خبر سنینگے تمھارے حوالے کردینگے
اگر وہ شیر زندہ ہی تو ہم انکے ناموس کو تباہ ہونے نہ دینگے اسپر فساد ہوا سہراب یل نے محیط کو طمانچہ مارا
اسنے سحر سے سب کو گرفتار کرلیا اب نہین معلوم کہان گیا ہم لوگ ادھر بھاگ نکلے اپنے آقا کا ہمکو بڑا قلق ہی
اگر کسی غیر ساحر سے مقابلہ ہوتا لڑتے بھڑتے مرتے سحر سے کچھ زور نہ چلا اسنے ہونٹ ہلادیے ہزارون
بیہوش ہوگئے کیا زور چلتا ہی مگر آپکا آقا کو بڑا ملال ہی جسوقت آپ کو دیکھینگے بحال ہوجاینگے وہ ملعون
بحسرت گرفتار کرکے لیگیا ہی مگر آقا ہمارے آپ ہی کا دم بھرینگے اپنی ہی کہے جاینگے دیکھیے کیا ہوتا ہی ہمارے آقا
بات کے پابند ہین آپ کے واسطے بہت دردمند ہین ہر چند محیط نے سمجھایا کہ طلسم کشا و معشوق طلسم کشا کی طرفداری
نہ کرو مگر انھون نے نہ مانا فرماتے ہین ہم کو ناموس طلسم کشا کو دیدو ناموس طلسم کشا کا تمھاری قید مین رہنا
ہمکو گوارا نہین اسی بات پر فساد ہوا وہ ساحر تھے انھون نے سحر کرکے پکڑ لیا شاہزادے نے فرمایا بخدا
واسطے اس پہلوان دوران کے اگر زمین وہان کی نہ ہلادی اور اس محیط کو بحسرت نہ قتل کیا تو نام اپنا
بدیع الزمان نہ رکھا میلاد قزاق نے عرض کی غلام بھی چاہتا ہی ہمراہ رکاب رہے شاہزادے نے فرمایا اگر ایسے ہمکو

محبت ہی تو لات و مناۃ پر لعنت کرو مذہب ہمارا اختیار کرو اگر امتحان منظور ہو تو ہم موجود ہین میلاد نے
عرض کی کیا مجال ہی جو آپ سے امتحان کرون مین نام نامی سنکر مطیع ہوا بدیع الزمان نے کچھ کلمات حمد الٰہی و نعت
رسالت پناہی مین بیان کیے کچھ فقرے مذمت کفر مین ارشاد فرمائے کہ میلاد کے قلب کو سرور ہوا آئینۂ
قلب کو نور ہوا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا تمام لشکر کی میلاد کا صاحب ایمان ہوا شاہزادہ ان سب کو ساتھ
لیکر اسی زرنگاری مین بہشت مرکب پر سوار ہوا لوح کو دیکھا صاف صاف لکھا پایا کہ اپنے کو قلعۂ طلسمی پر پہونچاؤ
محیط و حشتام سے وہین پر ملاقات ہوگی شاہزادہ تو یہان سے بہ یلغر چلا مگر محیط نے سہراب کو طلب کیا دربار
مین سہراب زنجیرین ہلاتا ہوا آیا مگر بد مزاج ابرو پر بل پڑے ہوئے پکار کر آواز دی میرا سلام اسپر ہو جیسو
کہ جو دین بدیع الزمان کو برحق جانتا ہو محیط نے کہا ای سہراب تمکو کیا ہو گیا ہی شاید تیر کسی نے سحر
کیا ہی ارے مذہب سے کیا کیا اُسنے جواب دیا او نامرد اگر تو سحر نہ کرے اور ساری فوج تیری مجھکو گرفتار کر
دل و جان سے اطاعت کرون ورنہ مذہب لات و مناۃ پوچ اور لچر ہی تو نامرد و ننگا افسر ہی محیط نے کہا
اسکا سر کاٹ لو سامنے سے ہٹاؤ خداوند کو کلمۂ سخت کہتا ہی داروغہ نے سر زنجیر کو کھینچا سہراب کو جو غصہ آیا
زنجیر کو مارا ہتھکڑی کو توڑا ہتھکڑی داروغہ کو کھینچ ماری داروغہ کا سر پھٹ گیا کسیکو طمانچہ مارا کسیکو ٹھوکر ماری
کسی کو اٹھا کر دے مارا کسی کو پکڑ کر چیر ڈالا دو چار ساحر جو مارے اندھیرا ہوا سہراب نے ستون بارگاہ کھینچ لیا
گئی سو ساحر دب کے مرے یہ ستون ہلاتا ہوا باہر نکلا جسپر ستون پڑ گیا اُسکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا اشل فیل مست
جھومتا ہوا جاتا ہی محیط غصے مین کانپتا ہوا باہر آیا دیکھا سہراب گردن تا ہوا جاتا ہی ساحر منہ پر نہین چڑھتے
بھاگے جاتے ہین گھبراہٹ مین سحر بھولے ہین ڈھول والے بجانا بھول گئے طبل کے شکم پر ورم "تاشے بدم
یہ بھی مشہور رہی کہ ڈھول اندر اُسکے پول بجنے مین کیا مجال ہو جب پیٹ بالکل خالی ہو شہنا کی آواز مین جیتے
ہین ظاہر ہی کہ اسکے کلیجے مین چھید ہین سقون نے مشکین پھینکین آبرو پر بی چھینٹے پھرتے ہین ایسے بیکار ہو
کہ پناہ پانی دشوار ہوئی دل پانی پانی ہوا جاتا ہی ضرب سہراب گرد مصیبت جانی محیط نے جو رنگ بیرنگ پایا
پکار کر آواز دی کہ ارے سحر کیون نہین کرتے بچاؤ مین سحر کرتا ہون ایسا سحر کرونگا کہ جو فوج ہی تم سب شاہ
دب جاؤ برف برساتا ہون سہراب کی آبرو مٹاتا ہون سہراب محیط کو دیکھکر گھبرایا قصد بھاگتا بھرتا ہوا
نکل جاؤن مگر دیکھا اسنے کہ اب نکلنا دشوار ہی محیط کے پکارنے سے چہار جانب سے ساحرون نے
بلوا کیا گھبرا کر پکارا ای خداے نادیدہ آسمان کے مین نے تیری خدائی کا اعتقاد کیا ہی مجھکو ان ساحرون
سے بچالے ساحر چہار جانب سے بلوہ کرکے چلے ہین سہراب جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی مگر ساحرون کو مجمع
دل گھبراتا ہی کہ جب یہ چہار جانب سے بلوہ اور سحر کرینگے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جاینگے اور اگر ابکی گرفتار ہوا
تو یہ زندہ نہ چھوڑیگا مگر شاہزادۂ بدیع الزمان بقہر و غضب تمام قریب قلعہ پہونچے لوح کا عکس ڈالا
آگ سب بجھ گئی قلعہ ساکت ہوا چرخ مارنا موقوف ہوا بدیع الزمان نے گلگون باختری کو اشارہ کیا
اُسنے طرارہ بھرا خندق کے اُس پار آیا لوح کو شاہزادے نے پھاٹک سے لگا دیا پھاٹک گرا اور تو سب
رہ گئے مگر میلاد و قزاق ساتھ بدیع الزمان کے پہونچا بدیع الزمان نے پوچھا ای برادر اندر قلعے کے ہنگامہ
کوئی زور ہا ہی یہ کہکے گھوڑے کو چمکایا آواز دی کہ ای کفاران بیحیا و ای نابکاران بیروغا منم تیغ پیشۂ ایسے
عالیشان ثانی سلیمان یعنی پسر حمزۂ صاحبقران زمان شاہزادہ بدیع الزمان نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم که در روز کین + تو ام کشتم آسمان بر زمین + زتیغم بسے ملک اسلام شد + که سر فتنۂ باختر نام شد
زمین کانپی طائر آشیانون سے اُڑے محیط نے جو صدائے نعرۂ بدیع الزمان سنی گھبرا گیا چاہتا تھا کہ سہراب
پر سحر کرون کہا اسکی کیا حقیقت ہی مگر ملکہ حشام کو بلاؤ ملکہ حشام جو سامنے آئی کہا ای حشام غضب ہوا
پسر حمزہ آگیا یہ اُسی کے نعرے کی آواز ہی اور کسکی مجال ہی کہ اس دھوم سے نعرہ کرے حشام سامنے آئی
محیط نے کہا ای حشام تم تو کہتی تھین پسر حمزہ یہان نہ آئیگا مگر وہ یہان پہونچگیا حشام نے عرض کی ای
شہنشاہ اُسوقت ہمارے آپکے خیال مین نہ آیا یہ نہ خیال کیا کہ لوح طلسمی اُسکے پاس موجود ہی راستہ
بتائیگی لوح دیکھکے وہ آیا بدیع الزمان لڑتے بڑھتے قریب اُس قیدخانے کے پہونچے جہان ملکہ کثیر
و رنگین و شبنم گرفتار ہین رنگین نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گئی شاہزادے
نے جھٹکے ساحرونکو قتل کیا نگہبان بھاگے منہ سے نہ بھاگو نکلتا ہی نہ روکتے ہین یہی بلا ہی کہ طلسم کشا آگیا
شاہزادے نے رنگین کی زبان سے سوزن لیا اب جو رنگین نے سحر کیا ماران سیاہ جو بدن مین لپٹے تھے
وہ سب جلکے گرے رنگین نے کثیر کو رہا کیا بدیع الزمان نے کثیر سے کہا تم برائے حفاظت ملکہ شبنم رہو
کثیر تو اُسی جگہ سحر کرنے لگی رنگین سحر کرکے بلند ہوئی سہراب ستون لیے ہوے ڈٹا ہوا ہی کہ دیکھا آفتاب
عالمتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری سر فتنۂ ملک سنجان شاہزادہ بدیع الزمان تیغ و تنہا
لوح چمکاتے ہوے ساحرون کو بھگاتے ہوے تیغ خونریز ہاتھ مین جس غول مین گرے درہم و برہم
کر دیا اُنپر و انکو تاک تاک کے مارا ساحر بھاگے جاتے ہین بعضے غل مچاتے ہین بھائیو بھاگو طلسم کشا آگیا
اب کیونکر رہین کیونکر سحر کرین لوح کو تو دیکھکر اندھے ہوے جاتے ہین سہراب یل نے جو اس شوکت
و شان سے شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا وجد کرتا تھا آواز دی ای شہریار غلام آپکا اس مقام پر
حاضر ہی اس حال کو پہونچا شکر ہی کہ ان نامردون سے لڑ رہا ہون اسوقت تک محفوظ ہون مگر اب
ان ساحرون نے بلوہ کیا ہی بدیع الزمان نعرہ دلیرانہ شیرانہ کرکے اُس غول پر جا پڑے جن ساحرون
نے قصد کیا تھا کہ سہراب کو گھیر کے قتل کرین اُنپر بدیع الزمان جا پڑے نعرہ کیا او نامردو اب آگے
نہ بڑھنا لوح کو جو گردش دی ساحر اندھے ہونے لگے ہزارون نابینا ہوکے گرے برق شمشیر چمکی جسپر
مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے صدہا لاشے پھڑکنے لگے محیط نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا پسینا آگیا پکارا ہی
ملکہ حشام دوڑو جلد میرے پاس آؤ حشام جھپٹ کر آئی دیکھا تو محیط کانپ رہا ہی گھبرا کر کہا ملکہ مین کدھر
جاؤن اب کیا کرون مین تو سمجھا تھا مہلت پائی طلسم کشا مارا گیا مگر اسکی رسّی دراز تھی پھر زندہ آکر پہونچا
دیکھو سہراب کیا خوش ہی یہ کہکر محیط جادو نے سحر کیا مگر بدیع الزمان نے پڑھکر لوح کا عکس ڈالا سہراب
نے رہائی پائی لڑنے لگا عین گرمی جنگ مین سہراب نے میلاد قزاق کو دیکھا پکار کر آواز دی ای شیر بیشۂ
قزاقان تم یہان کہان میلاد نے کہا مین نے بھی اس شیر کی جرأت دیکھکر اطاعت کی پوچھا کیا تم زیر ہوے
میلاد نے کہا ای سہراب یہ تو بڑی ذلت کی بات ہی اتنا عقل سے سمجھ لیا کہ ہم سب پر غالب ہین شاہزادہ
ان باتون کو سن رہا ہی سہراب نے کہا ہم تو امتحان ضرور کرینگے میلاد نے کہا جرأت دیکھو
کس زور و شور سے یہ شیر لڑ رہا ہی سہراب کے منہ سے نکلا ہم کیا کسی سے کم ہین ہمارے پاس کوئی تحفہ
نہین ہی مگر قید تو توڑ ڈالی ساحرون سے لڑ رہے ہین شکر ہی کہ ابتک منہ نہین پھیرا اگر آقا لوح ہمکو دیدین

تو ہمارا مزہ دیکھیں اُسوقت بدیع الزمان نے سنکر ٹال دیا کہ اسکا بقیہ عرض کیا جائیگا بدیع الزمان اُسی زور و
شور سے لڑ رہے ہیں مجیط نے جب حشام سے کئی مرتبہ کہا کہ میں کیا کروں کہاں جاؤں اسنے کہا میں لڑائی
میں مصروف ہوتی ہوں تم پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤ مجیط جو پڑیگی جھیلونگی آخر میں بھی نکل آؤنگی مجیط نے کہا
اچھا تم پڑھو حشام نے پڑھکے سحر کیا آگ برسنے لگی کبھی پانی برسا کبھی آگ برسی اندھیرا بھی ہوگیا مجیط پر پرواز
پیدا کرکے اُڑا یہاں کسی نے سہراب پر سحر کیے بدیع الزمان نے لوح چمکا دی لوح کے چمکانے
میں نگاہ بدیع الزمان کی سر لوح پر پڑی صاف نوشتہ پایا مرقوم تھا ای فتاح این طلسم وستیار این عجائبا
بادشاہ طلسم نکلا جاتا ہی اگر نکل گیا فساد عظیم برپا کریگا یہ دیکھکر بدیع الزمان پلٹے دیکھا کہ مجیط جادو بلند ہو
پر مارتا ہوا جاتا ہی بس بدیع الزمان نے تجیل قربان سے کمان ترکش سے تیر بازدہ مشتی زرنگ خدنگ
سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر بجر کمان میں پیوست کرکے تاک کے مارا سیسر کمان کا کڑکا آواز بلند
ہوئی زہے قوت صاحبقرانی ماشاء اللہ کیا تیر لگایا ہی تو وہ سینہ پر جاکے خطا کار کے پڑا مہرہ پشت کو
توڑکے پار گذرا چرخ کھاکے لاشہ مجیط کا گرا اور بدیع الزمان نے لوح چمکاکے سحر حشام کا بھی مٹایا
لاشہ اُس بچیارا کا زمین پر گرا اسقدر شعلے جسم سے نکلے کہ کئی ہزار ساحر جلے آواز آئی کشتی مرا نام من مجیط جادو
بادشاہ طلسم گلنبد بود حشام نے جو یہ صدا سنی گھبراکے کہا ارے شہنشاہ کیونکر مارے گئے ساحروں
نے پڑھکے کہا ای ملکۂ عالم شہنشاہ بھاگے جاتے تھے پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوے طلسم کشا نے ایسا تیر مارا
کہ تو وہ پشت سے گذر گیا ہم سبھوں کی حفاظت تو نہ چاہی آپ جان بچاکے بھاگے تھے سامری وجمشید
کو ناگوار ہوا اُنھوں نے انصاف فرمایا آسمان پر جاکے قتل ہوے آسمان پر بھاگے تھے آفت آسمانی
آئی بھول سمجھے بالا بالا قتل ہوے حشام کے حواس پراگندہ ہوے کہ میں کیونکر نکلونگی میلاد و سہراب
نے قیامت برپا کردی جس غول پر گرے پے کے پے درہم و برہم کردیے گلی کوچے کا لاشوں سے بھر دیا
میلاد و قزاق لوٹ مار کر رہا ہی مکانوں میں آگ لگادی مکانوں میں ساحروں کے گھس پڑے مال و اسباب
لوٹ لوٹ کے گھوڑوں پر لادا حشام نے دو چار سحر پڑھ پڑھکے گیے جب اندھیرا ہوا پر پرواز پیدا کیے چاہا
اُڑ کر نکل جاؤں اُمید نے پڑھکے بدیع الزمان کو خبر دی ای شہریار حشام جاتی ہی بدیع الزمان نے
پلٹ کے دیکھا گرد سو دو کنیزوں بیچ میں خود ہی چرخ مارتی ہوئی جاتی ہی بدیع الزمان نے فرمایا اس تک
تیر نہ پہونچیگا مگر رنگین کی نگاہ پڑی کہ گرد کنیزوں بیچ میں حشام جادو قندیل فلک ہوچلی ہی رنگین کڑک
کے بلند ہوئی برق شرر اُس غول پر گری باز و پر حشام کے جو گری جابجا تھا تراش کے نکل جاؤں حشام
نے اپنے کو بچایا مگر الٹ گئی دھم سے زمین پر گری بدیع الزمان گھوڑے سے بھاند پڑے سن چکے ہیں کہ
سب فساد اسی کی ذات سے برپا ہوا ہی ملکہ شبنم کو بھی گرفتار کرکے لائی تھی تڑپ کے اُٹھی تھی کہ بدیع الزمان
شل اجل برابر اس کے پہونچے اسنے بچہ مارا بدیع الزمان کو اسقدر غصہ تھا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالدیا داہنے
ہاتھ سے طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑگیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من حشام جادو بود اسکے
مرنے سے سب ساحر گھبرا گئے چادر بچھنے لگی آواز الامان الامان بلند ہوئی ہر ایک ساحر یہی پکارتا تھا آپ کا
مذہب اختیار کرتے ہیں لات و منات پر لعنت کی سامری و جمشید کے نام سے ہاتھ اُٹھایا بدیع الزمان
نے ہاتھوں کا ساحر دست بستہ حاضر ہونے لگے بدیع الزمان نے وہ تکمہ ملکہ کیشر کو دیا محافہ میں سوار کرکے ملکہ

شبنم کو داخل قصر شاہی کیا خود مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی داخل دار الامارہ ہوے کنیز نے تخت پر بٹھلایا
کاؤس تاجدار و ملازمان سہراب گرد سب رہا ہو کر آئے کاؤس نے گھبرا کے پوچھا ای شہریار غلام کا فرزند
ملا یا ہلاک ہوا بدیع الزمان نے فرمایا عنایت سے پروردگار کی انکو لایا ملازمون نے بیان کیا کہ جب آپ
ہا تھ سے سہراب کے زخمی ہوے گھوڑا آپ کو لیگیا طاؤس و اجل فوج کو ساتھ لیکر نکل گئے حضور کی تلاش
مین گئے تھے یقین ہی صحرا مین ہون یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی اجل حبشی و طاؤس
مع دس ہزار فوج کے حضور کے نزول اجلال کی خبر سنکے آتے ہین بدیع الزمان نے کاؤس کو اشارہ کیا کہ تمھارا
فرزند آتا ہی کاؤس مشتاقانہ دوڑا اور قلعے پر بیٹے سے آ کے ملا شعر وہ رو رو کے دو بار ہم یون ملے ہ کہ جسطرح
ساون سے بھادون ملے ہ بیٹے کو اپنے ہمراہ لیا خدمت بدیع الزمان مین آیا بدیع الزمان انتظام کر رہے ہین
کہ چوبدار نے بڑھکے عرض کی کہ در دولت پر ایک شتر سوار حاضر ہی کہتا ہی نامہ لایا ہون بدیع الزمان نے کہا
بلا لو شتر سوار نے آتے ہی دیکھا تخت پر ایک نازنین تاج شہریاری بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر بدیع الزمان
ذلگل شوکت پر ایک طرف میلاد ایک طرف سہراب گرد شتر سوار نے نامہ پیش کیا طرف سے فضل و قارن کی لکھا ہی
غلامان جانباز کو جسطرح حضور چھوڑ گئے تھے اسی طرح غلامان جانباز مقابلہ سہمان مین پڑے ہین اب خود وہ
آمادہ ہوا ہی فقط کل کا دن بیچ مین ہی طبل جنگی بجیگا وہ خود سحر کرتا ہوا آئیگا غلاموں نے اڑتی اڑتی خبر پائی ہی
کہ حضور نے طلسم کلید فتح کیا قلعۂ کلید پر حضور جلوہ فرما ہین غلامان جانباز سحر سے نہایت لرزان و ترسان ہین اگر
مناسب وقت ہو تو اپنے کو حضور یہانتک پہونچائین غلام اس مصیبت سے نجات پائین اگر غلامون کی یہی چیلے
سے قضا ہی تو سرکار بھی مجبور و لاچار ہین اگر حضور آئے تو ملازمت ہولی ورنہ قدمبوسی ہماری روز قیامت پر گئی
والسلام والاکرام بدیع الزمان نامے کے پڑھتے ہی تلوار ٹیک کر اٹھے سہراب نے پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی
فرمایا ہمارے سرداران نامی و پہلوانان گرامی مقابلے مین ساحرون کے فروکش ہین اب ہمکو جانا واجب و لازم
ہی سہراب نے کہا مین ساتھ چلونگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ بہاسے امتحان عرض کرون مگر رعب بدیع الزمان مانع
ہی بدیع الزمان تیور کو اسکے دیکھتے ہین اور خاموش ہو جاتے ہین لیکن اسی فکر مین ہی کہ مین ان سے کیونکر
مقابلہ کرون میلاد و سہراب ان دو سردارونکو ساتھ لیا سب کو اسی مقام پر چھوڑا صرف دو ہزار سوار و پیدے
اپنے ہمراہ لیے رنگین و کیتیر نے بہت کہا مگر قبول نہین فرمایا کہا یہان ہمارا ناموس ہی انشاء اللہ ہم بہت جلد
آئینگے سب سے رخصت ہو کر مع امیہ براے مدد فضل و قارن چلے یہان سہمان نے طبل جنگی بجوا دیا خود آ کے
مقابلے مین اترا فضل نے بھی طبل جنگی بجوایا اہل اسلام کو بڑا انتشار ہی فضل کہ رہا ہی ای قارن ایک مرتبہ امیہ
نے آکے ساحر کو مارا ایک مرتبہ مدد غیب سے ہوئی اور مدد کا کرنے والا ثابت ہوا ابھی دیکھیے پروردگار نے کیا چاہا ہے
آقا کو بھی عرضی لکھی ہی مگر عرضی کی وہان کیا ساعت ہوگی جو خبر سنی ہی اگر اصل مین یہی ہی کہ طلسم کلید فتح فرمایا ال
تلسمی دنگل رہا ہوگا اسکے شمار ہونگے یہان آقا کیونکر آ سکینگے تونے تو آخر مین یہ بھی لکھدیا کہ دیدار ہمارا اور آپکا آ
آخرت پر گیا یہی زمین ہمارا مشہد و مقتل ہی کل سے طبیعت بہت بیکل ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے سہمان تاجدار
کے ساحران زبردست سحر تیار کر رہے ہین کہ وقت پر کمی نہ ہو ہمارے طریقے مین ہمی نہ ہو جا بجا خیمون سے
سحر تیار کرنیکی صدائین بلند ہین سب ساحر مغرور و خود پسند ہین بعضون نے رات ہی سے اپنا بستر جنگل مین
لا کے لگایا ہی جسوقت آقا سحر کرینگے اسوقت آگ برسیگی پانی برسیگا جا کے مال اور اسباب لوٹ لینگے ہمین

اڑنے کی کیا ضرورت ہو ایک سحر آقا کا دس ہزار پر کافی ہوگا سماں تاجدار بھی رات بھر جاگا ہو لکہ ایسے ابر بنائے
سحر بڑے بڑے تیار کیے کہ سحر کی بوچھار کرونگا لاشہاے مسلمانان سے جنگل بھر دونگا چار پہر رات گذر کر
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا یعنے سلطان انجم سپاہ باحال تباہ شکست کھا کر داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین کلاہ
بصد جوش وخروش مرکب کاہکشان پر سوار تیغۂ مہر حمائل نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ میں بڑے زور وشور سے
تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا وشعاع ہمراہ چہار جانب دیکھ رہا ہی تماشاے جنگ ساحران
مین مصروف چہار جانب بڑا ہوا لشکر اسلام میں صداے اذان بلند ہوئی نمازی نماز پڑھنے مین مصروف
ہیں جماعت ہو رہی ہے کہین فرداً فرداً پڑھ رہے ہیں وقت تنگ دیکھکر لوٹا لیکر ایک مقام پر بیٹھ گئے جلدی جلدی
وضو کر رہے ہیں ادھر بیجا بجا ہو رہا ہی ہر مقام پر ساحروں کا جماؤ ہی سماں گینڈے پر سوار ہوکے چلا
پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار ہاتھ مین ترسول وچنسول بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے میدان کارزار مین
پہونچے ادھر سے آمادۂ لشکر اسلام کی ہوئی فقفل وقارن نے کفن سر سے لپیٹا مشت خاک کو اٹھا کر گریبان مین
ڈالا یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ اگر ہماری جنگ کا خاتمہ ہی تو لاچار ہیں ورنہ فتح کرینگے ساحروں کو بچنے نہ دینگے
یہ کہتے ہوے میدان کارزار مین پہونچے یہی حال ساتھ والوں کا ہی زندگی سے یاس ہی یہی قیاس ہی کہ افسوس
بے لڑے بھڑے جان جاتی ہی افسوس حوصلہ دلکا نہ نکلا قارن کہتا ہی ہنسے تو کہا تھا اے فقفل عرضی کمان لکھتے
ہو ابھی شتر سوار ہمارا پہونچا ہوگا راہگیروں کی سنی ہوئی خبر اسکا کیا اعتبار فقفل نے کہا اے قارن بخدا دلکو
یہ تقویت ہی کہ اگر آقا ساتھ ہوں اور فرماویں تو دریاے آتش مین گھوڑے ڈالدیں اے قارن یہ بھی
اعتقاد کرو کہ اگر آقا نے ہمارے خبر پائی اگر آگ کے دریا مین ہونگے تو وہ اسکو جھیل کے اپنے
غلاموں کو بچا لینگے یہ کہتے ہوے میدان کارزار مین پہونچے بہت سے سوار وپیدل رات ہی کو نکل گئے
بہت سے اب آمادہ ہیں کہ نکل جائیں جسطرح ہو سکے اپنی جان بچائیں ساحران غدار سے مقابلہ ہی کچھ بن
نہیں پڑتا کہ کیا کریں قارن نے کہا ساتھ والوں کو حکم دیدو کہ لیس رہیں جب ساحر پھر بلوہ کریں ہم بھی
تیروں کی بوچھار کریں فقفل نے سب سوار وپیدل کو حکم دیدیا کہ سب تیار رہو ایک مرتبہ تو سب حملہ کردیجے
پھر تلواریں کھینچکر لڑینگے بچاؤ نہ چاہینگے جب ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائینگے پھر انکو اختیار ہی ہم مجبور ولاچار
ہیں بارہ ہزار کا لشکر تیر وکمان سے آراستہ انتظار کر رہے ہیں کبھی گھبرا کر کہتے ہیں اے خالق بے نیاز اس
آفت ومصیبت سے بچالے تیرے نزدیک کیا دور ہی تیرے نام سے قلب کو سرور ہی یقین تو تیری ذات
بابرکات سے یہی ہی کہ عنایت تیری ظاہر ہو ہر کافر تیری وحدانیت سے بخوبی ماہر ہو یہ کہتے یہ غزل نہ نظم

شود چہرۂ روشن ز ہر طرف دلدار
زہے شفیق زہے اشفق وزہی ستار
چسان ز دیدہ بود حسن صورتش پنہان
گہے ز سبزہ شود جلوہ گر گہے از خار
گہے وصال وگہے ہجر گاہ راحت ورنج
گہے بحکم خدا خفتہ میشود بیدار
نرفت بر در دیگر ز روے استغنا

گہے ز خانہ گہ از کوچہ گہ ز بازار
خداست عالم وعلام وواقف وستار
کہ نقش اوست نوشتہ بہر در ودیوار
گہے بجانب تسبیح ہر دو دست کشاد
گہے دوا وگہے چارہ گر گہے بیمار
گناہ بندہ خدا بار باری بخشد
نہاد ہر کہ سر عاجزی بزین دربار

زہے رحیم زہے راحم وزہے غفار
خداست ہمدم وہمراز ومحرم اسرار
گہے ز شاخ بروں آید وگہے از برگ
گہے بگبر دوں خود بست رشتۂ زنار
گہے بقدرت حق زندہ میشود مردہ
اگرچہ توبہ خود بندہ بشکند صد بار

ایک ہنگامہ پر لشکر فقفل وقارن کا

مین اپنی زندگی سے بیزار سب کھڑے ہین کہ سہمان تاجدار میدان کارزار مین آیا تاج پہنے ہوے بڑی شان و شوکت سے
اکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان و اے زبردستان ہر چند کہ دو ساحر ہمارے ایسے مارے گئے
کہ دربار بادولت کا خالی ہو گیا اگر دیسے رفیقان جانباز موجود ہوتے تو بادولت میدان کارزار مین کیون
تکلیف فرماتے اب بھی چلے آؤ اور اطاعت کرو خطا ئین معاف کر دونگا ورنہ کوئی بادولت کے ہاتھ سے
زندہ نہ بچیگا آسمان پر لکہ ہاے ابر لہرا رہے ہین سحر اپنی صورت دکھا رہے ہین بہت ذلت سے قتل کرونگا
دیکھو چلے آؤ اپنی جان بچاؤ سب کو عہدہ ہاے جلیل دونگا خطا معاف کر دونگا یہ سنتے آواز دی دین اور
بیجا کیا بکتا ہی اگر سحر نہ کر تو تجھکو شمشیر زنی کا مزہ دکھا ئین یہ سنتے ہی سہمان نے مقتاگز تیرہ دنار کو اشارہ کیا
اہلیان فوج سہمان بھی لینا لینا کہتے بڑھے ادھر سے فضل وقارن نے اشارہ کیا سب نے بیسر کمانی کھینچی
کڑاکے کی صدا بلند ہوئی بارہ ہزار تیر ایک مرتبہ چلے پانچ چار ہزار ساحر ایک مرتبہ مر کر گرے بعض نے سحر کیا
تیرونکو جلا دیا بعض بھاگ نکلے بعض الاماں کہتے ہوے بھاگے فضل نے تیر مار کے سینہ سپر لیکر
تلوار کھینچی ہر چند کہ سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی سحر نے ساحرون کے دورہ کیا ہی چہار طرف سے ساحر
آپڑے کھینچے بارگاہین لٹنے لگین مگر یہ سب خستہ و شکستہ مین کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی زمین سے دھوان
نکل رہا ہی ہر ایک نخل جل رہا ہی پتے شعلۂ جوالہ بنگئے شاخین شمع کافوری معلوم ہوتی ہین ایک طرف
برف برس رہی ہی آگ آسمان سے گر رہی ہی زمین و زمان متزلزل و متحرک ہر طرف ہنگامہ ہی ساحرونکی
بن آتین مگر یہ لوگ جو تلوار مین کھینچکر گرے جسپر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کاٹتی نہین بھلا کر پیٹ پڑے ساحر کو
اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے مگر سحر ایسا حادی تھا کہ ہاتھ نے دستگیری نہ کی پاؤنسے ثابت قدمی بھی
جدا ہو گئی خود ہی گر پڑے ساحر نے انکو گرفتار کر لیا فضل نے جو یہ دیکھا کہ ہمارے ساتھ کے دس بارہ ہزار
جوانون کو ساحرون نے گرفتار کر لیا مثل جانورون کے کشان کشان لیے جاتے ہین فضل کا کلیجہ پھٹ گیا
تلوار کھینچے ہوے ان ساحرون پر جا پڑا تلوار کاٹ نہین دکھاتی اپنے ہاتھ دانتون سے کاٹ لیتے ہین
بقول شخصے نجات کرتی ہی تلوار قبضے سے نکلی جاتی ہی زمین میدان کارزار کی تھراتی ہی ساحر بہت یہ لوگ کم
اسوقت تو فضل نے مجبور و لاچار ہو کر درگاہ بے نیاز مین ہاتھ اٹھا کے دعا کرنی شروع کی نظم

یکی است آن خداوند کون و مکان
ز ہر یک نشان است ظاہر نشان
گہے بیحجاب و گہے پردہ دار
گہے خار باشد گہے بوستان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی
گہے ناتوان گاہ اہل توان
گہے در زمین و گہے در فلک

یکی است آن شہنشاہ دور زمان
کہ ہر خانہ او خانہ داری کند
عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے رگ گہے پے بود گاہ پوست
گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے مرد محتاج و دریوزہ گر
گہے در سما و گہے در سمک

ز ہر نام نامش عیان میشود
بہر یک مکان است اہل مکان
گہے گل بود گاہ بلبل شود
گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے بانوا و گہے بے نوا
گہے شاہ اقلیم دور زمان

سب اہلیان لشکر پکارنے لگے
یا ربنا یا مستغیثا ہماری ذلت جائز نہ رکھ ہمکو کفار کے ہاتھ سے بچالے سہمان نے جو دیکھا کہ ہمارے
پانچ ہزار ساحر بھی مارے گئے اسنے پکار کر آواز دی یارو خوف نہ کرو مین بڑھکے سحر کرتا ہون کہ کسی کے
ہاتھ مین طاقت نہ رہے آگ تو برس ہی رہی ہی یہ کہتا ہوا ماش کے دانے لیکر پڑھا بدمعاش دانہ زدنے

بچا کہ سحر کرون جو فرش گندم نما نکو امان دیتا ہی نہ انکو پناہ ملتی ہی سر گشت کر نیکو بڑھا ہی اور اہل اسلام نے
بھی بلک کے دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل عزو بیدل از ہر دو گیا بان گرد بر خاست
شعر از دامن دشت کوہ اور تنگ ⁂ گردے بر خاست تو تیار تنگ ⁂ از دامن دشت آن غبارے بر خاست
نمو و شہریارے ⁂ دیکھا سب نے کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن شاہزادہ
بدیع الزمان گردن لشکر شکن دوڑتے جو اپنے سردار و نکو اس حال مین دیکھا کہ کچھ پکڑے گئے ہین کچھ سحر مین
گرفتار ہوے ہین بعض پر آگ برس رہی ہی ہنگامہ گیر و دار بلند ہی بدیع الزمان نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ

بہ برج خوبی مہ انجمن ⁂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ⁂ بدیع الزمانم لور روئین ⁂ تو آنم کشتم آسمان بر زمین
زرستم بسے ملک اسلام شد ⁂ کہ سر فتنۂ باختر نام شد

نعرۂ بدیع الزمان کی آواز سنکر اہل اسلام کے قلب
مین قوت روح کو راحت ہوئی جوش جونی سے پھیتے پھرتے تھے اب مثل فیل دمان نعرے کرکے نکلے ہر چند
کہ ہاتھ پانون بیکار ہین مجبور و لاچار ہین مگر کفار پر جا پڑے شاہزادہ بدیع الزمان بھی مع سہراب گرد اور
میلاد قزاق لوح محفوظ چمکاتے ہوئے آگرے سہراب دل جوش جرأت مین ہر مرتبہ آگے بڑھتا ہی کسی
ساحر کی کلائی توڑ ڈالی کسیکو مع گھوڑے اٹھایا اکھیڑ کر مارا استخوان چور چور ہوے نعرہ کرکے بدیع الزمان
سے آنکھ ملا دیتا ہی بدیع الزمان کو ناگوار تو ہوتا ہی مگر ٹال جاتے ہین کبھی ہنسکر فرماتے ہین ای سہراب کیا کہنا
ہماری اطاعت تمنے بجا کی ہی تمھاری قوت و طاقت بہت بڑھی ہوئی ہی حقیقت مین کس دیو کو مارا اور
سیماں کہین سحر ہو گیا چلانے لگے غل مچانے لگے آقا و زیبے غلام کو بچا لیجیے بدیع الزمان نے آکے لوح محفوظ
کا عکس ڈالا سہراب و میلاد دونون کو بچایا سیماں جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ سب سردار ونکو سحر مین
پھنسا لیتا ہون کیا سبب ہی کہ بدیع الزمان پر سحر تاثیر نہین کرتا ساتھ والون سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی یہ تو اول
طلسم کلید ہی عقل سے بہت بعید ہی کہ وہ ایک لوح یہان کچھ کرامت دکھاے کیا باعث ہی کہ پسر حمزہ پر سحر تاثیر
نہین کرتا سب نے جواب دیا ہماری عقل مین کچھ نہین آتا سیماں نے کہا ما بدولت ابھی دریافت کیے لیتے ہین
یہ کہکے طرف ابر کے اشارہ کیا آواز دی کہ ای طائر ساحری اس شکل کو جلد ظاہر کر دے کہ پسر حمزہ پر سحر کیون
تاثیر نہین کرتا ساتھ والون سے کہا وہ تو اور ونکو بھی بچا لیتا ہی جیسے وہ آیا ہی سب کے سحر مین کمی ہی مزاج مین بھی
برہمی ہی دیکھیے آپ کے ابر آتش فشان سے آگ نہین برستی یا تو شعلے بھڑک رہے تھے یا اب چنگاریان گرتی ہین
بدیع الزمان کے گرد پھرتی ہین اور ونکے جسم کو جلاتی ہین پسر حمزہ کے پاس نہین جاتی ہین گر سیماں نے
جو آواز دی ای طائر جمشید کی ابر آتش فشان شق ہوا ایک طائر پیدا ہوا اسنے مثل انسان کے آواز دی
ای سیماں بدیع الزمان پر سحر ہرگز ہرگز نہ تاثیر کریگا اسکے پاس لوح محفوظ موجود ہی اسیر عنایت معبود ہی
اگر ہو سکے کسی نقشے سے لوح محفوظ چھین لے پھر مثل اور ونکے یہ بھی بیکار ہو گا بلکہ گرفتار ہو جاے
تو عجب نہین یہ کہکے طائر تو غائب ہوا سیماں نے پلٹ کے اپنے عیار شہاب قطرہ زن سے کہا
کیون ای عیار نامدار ہو سکتا ہی کہ لوح چھین لے اسنے عرض کی ابھی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے شہاب قطرہ زن
دس پانچ بچے اپنے ہمراہ لیکے چلا اسطرف اسنے دیکھا کہ عید الکا اسیہ کھڑا ہی گرز ترا ہی کسی پر حساب مار دیا اور
کسی کو حلقہ ہاے کمند مار دیے اسطرح ساحرون کو مارتا پھرتا ہی مگر صورت ہر مرتبہ بدلتا پھرتا ہی کبھی سپاہی
کبھی خدمتگار کی صورت بنا پھر صورت تبدیل کرکے جوان بنا بھاپر کچھ نہ بن پڑا تو برلیسے اپنے پیچھے پیدا نکالی کسی کے گھوڑے کی

دم مین باندھ دی چھوں چھوں کرنی ہوئی چھچھوندر چلی گئی سب پامال ہوئے اسطرح ساحرونکو مٹاتا پھرتا ہی شہاب نے
دور سے دیکھا اب فکر مین آمیہ کی پھرنے لگا ایک مقام پر آمیہ کو دیکھا کہ کھڑا ہوا اپنی صورت بدل رہا ہی سہمان
بوس عیار ونکو لیکر آیا اسطرح حلقہ ہائے کمند مارے کہ آمیہ بیچ نسکا آمیہ کو بیہوش کرکے ایک درخت سے
باندھ دیا شاگردونکو رخصت کر دیا آپ اکیلا بشکل آمیہ طرف بدیع الزمان کے چلا بدیع الزمان بیچ فوج مین
لڑ رہے ہین کئی سو جوان مار کر ڈال دیے سہراب و میلاد الگ لڑ رہے ہین ساحرونکا سحر بھلا دیا شہاب
بشکل امیہ کانپتا ہوا سامنے بدیع الزمان کے آیا کہا ای شہریار جلد میرے پاس آئیے سہمان نے ایسا سحر کیا
کہ میرے کلیجے مین آگ لگی ہوئی ہی ذرا مین لوح محفوظ کلیجے سے لگالون بدیع الزمان گھوڑے سے کود پڑے
ایسا یار وفادار مونس و غمگسار اُسکو یون ملول و حزین دیکھا دل بیقرار ہو گیا فوراً لوح ہاتھ مین آمیہ نقلی
کے دیدی لوح کو سینے سے لگایا کہا حضور دیکھیے سہمان ابر بنا رہا ہی بدیع الزمان اُدھر دیکھنے لگے شہاب لوح محفوظ
لیکر بھاگا بدیع الزمان نے چاہا گھوڑے پر سوار ہو کر اسکا پیچھا کریں سہمان نے سحر کرکے ہزارونکو بیہوش
کر دیا سہراب و میلاد گرے بدیع الزمان گھوڑے پر نہ سوار ہو سکے شہاب قطرہ زن اب چلا کہ جاکے
لوح مالک کو دون وہان امیہ بن عمرو کو ایک سوار نے رہا کیا کمندون کے حلقے کاٹے پوچھا ای امیہ کیا
ہوا اُسنے جواب دیا مین تو بیہوش ہو گیا مجھکو عیار سہمان کا باندھ کر چلا گیا خدا خیر کرے ہمارے آقا کو اُسکے
مکر سے بچائے یقین ہی میری شکل بنکر گیا ہو یہ کہکر بھاگا یہان بدیع الزمان پشت مرکب سے الگ زمین پر
کھڑے ہوئے جرأت تلوار ہلا رہے ہین اپنے پاس کسیکو نہین آنے دیتے سہراب و میلاد غل مچا رہے ہین
کہ آقا جلد آئیے بدیع الزمان آواز دیتے ای بہادرو تم کیون مجھے پکارتے ہو بسند حکم

ای ہوس اب کیا کہون منہ مین زبان بیکار ہی	عندلیب گلشن حیرت لب اظہار ہی
بیچارہ جو مایوس ہی حاجت روا ناچار ہی	جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پہ زار ہی

مژدہ باد ای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہی

ای بھائیو لوح محفوظ اپنے قبضے سے نکل گئی مین کسکو بچاؤن مین خود بچ جاؤن تو بڑی بات ہی مگر آمیہ
جو چھوٹ کر چلا دور سے اسنے دیکھا کہ شہاب قطرہ زن میری شکل بنا ہوا آتا تھا مگر اب رنگ و روغن
پونچھتا ہوا لوح ہاتھ مین خوشی خوشی جاتا ہی کہ جاکر سہمان کو دیدون امیہ نے بتعجیل رنگ و روغن لگا کر
اپنی صورت سہمان تاجدار کی بنائی گوسلے بچہ ماش کے دانے ہاتھ مین سلیے اسطور سے چلا دیکھا
شہاب جاتا ہی پکار کر آواز دی ای یار وفادار ای عیار طرار کہو کیا کیا اسنے سہمان تاجدار کو دیکھا کہا
حضور دیکھیے لوح محفوظ چھین لایا امیہ نے کہا کیون دم دیتا ہی ابھی تک پسر حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا
مین ابھی سحر کرکے آتا ہون سہراب و میلاد کو تو اپنے سحر مین پھنسا دیا شہاب نے کہا ای شہنشاہ لوح
میرے پاس موجود ہی سہمان نقلی نے کہا مین دیکھون شہاب نے کہا آپ ہی کے دینے کو لایا ہون آپ
کیون گھبراتے ہین اس لوح محفوظ کو اپنے پاس رکھیے حسب ضرورت اسوقت عرض کیا جاتا ہی اب
ضرور پسر حمزہ پر سحر تاثیر کریگا آپ ناحق اپنے کو پریشان کرتے ہین سہمان جادو نے کہا کہ ای شہاب یہ
تو نے حقیقت مین بڑا کام کیا ورنہ سب لشکر پامال ہو جاتا پسر حمزہ بلا کا شمشیر زن ہی لاکھون مین اکیلا
لڑتا ہی پہلوان چن چن کر مارے بڑے بڑے پہلوان سرکش مارے گئے دیکھو لاشے پھڑک رہے ہین

شہاب نے قریب آکے لوح دی سہمان نقش نے لوح لیکر کمر سے دوشالہ کھولا شہاب کو اُڑھا دیا کہا ای شہاب
ایسا کچھ دونگا کہ دولت دنیا سے بے نیاز کر دونگا علاوہ اسکے جو کچھ میرے پاس ہی وہ ضرور دونگا تجھکو میں نے
منتظم کارخانۂ سلطنت کیا یہ کہکر لوح کو لپیٹا جھول مین رکھ لیا شہاب پیچھے ہٹا سہمان ایک جانب چلا
شہاب نے کہا اے شہنشاہ حرف بدیع الزمان کے جلئے دیکھیے ہاتھ بلا رہا ہی کسیکو اپنے پاس نہین آنے دیتا
آپ جا کر سحر کیجیے ہاتھ پانون اُسکے بیکار کر دیجیے پھر گرفتار کر لیجیے اُمیہ نے پکار کے آواز دی او نامرد دمردان
عالم کے پاپوش کی گرد تم امیہ بن عمرو دیکھو یون لوح لیتے ہین اب جو اُمیہ نے لوح پاس اپنے آقا کی پہونچائی
شاہزادہ گھوڑے پر سوار رہا سہراب و میلاد کو بچایا اب لوح کو گردش دینا شروع کی جسپر عکس پڑا اُسنے
رہائی پائی اگر ساحر پر عکس پڑا بیکل ہوا سحر بھولا بعض نابینا ہوگئے سہمان یہ سمجھکر قریب آیا تھا کہ لوح
محفوظ تو میرا اختیار لیگیا اب مین جا کے پسر حمزہ کو مار لون خاتمہ کر دون قریب بدیع الزمان کے جا کے ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا سہمان نے
دیکھا سحر مجھکو یاد نہین آتا آواز دی یارو دوڑو مجھکو اس شیر کے پنجے سے بچاؤ سحر مجھکو بالکل فراموش ہوا ایک
جادوگر دوڑے بدیع الزمان نے ہاتھ پر اُسکو تول کے طرف آسمان کے پھینکا اُلٹتا پلٹتا ہوا طرف زمین کے
آتا تھا لپک کے ہاتھ مار دیا جو رنگ ہوائی قلم کیا سہمان کا مرنا ابر جو آسمان پر چھایا تھا غائب ہوا لوح جو
بدیع الزمان نے چمکائی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سہمان
جادو بود تمام ساحر گھبرا گئے فریاد و الامان کی صدا بلند ہوئی بدیع الزمان نے ہاتھ روکا معرفت سہراب
کی وزرا اُمرا آنے لگے مگر سہراب کی وہی کیفیت ہی کہ شاہزادے سے ذکر کرتا ہی کہ کیون ای شہریار فلان
غول مین غلام کیسا لڑا اور فلان جوان کو کیونکر زیر کیا شاہزادہ دیکھتا ہی کہ اسکے تیور سے ٹپک رہا ہی کہ اب
کہا چاہتا ہی کہ ای شہریار مین آپسے امتحان کرونگا مگر رعب و داب دیکھکر خاموش ہو جاتا ہی سہراب نے میلاد
سے کہا کہ ای میلاد سطوت ظاہری تو آقا کو ہر ورد گار نے بہت دی ہی مگر زور و جرأت مین مجھسے زیادہ نہین
ہین مقابلہ پڑے تو شاید ہار رہین مجھکو اک لحاظ ہی اور عاشق جمال ہون اسوجہ سے شرماتا ہون ہر بات مین
رک جاتا ہون تم شاہزادہ سے کہو کہ سہراب مقابلہ کریگا امتحان ہو جانا ضرور ہی حضور کے بھی دل کا
خیال نکلجائیگا غلام مطمئن ہو جائیگا میلاد نے کہا ای سہراب میری مجال نہین کہ مین عرض کرون کوچک ناخبر
کہ شائع ہو چکا طبع بھی ہو چکا ذرا اُسکو لیکر ملاحظہ کیجیے اور جرأتین تو منظر ہین آنکی مگر گنجاب ہفت صف
کی لڑائی لڑے ہین سات صفون مین چوراسی لاکھ فوج تھی ہر صف پر دو دو پہلوان زبردست تھے
اُن صفون کو توڑ کر برسر گنجاب پہونچے ساتون صفون پر جو دہ پہلوان مارے آخر مین قاہر بن قہرمان
کہ علمدار لشکر گنجاب تھا جو دہ لاکھ فوج اسکے ہمراہ رکاب تھی ای سہراب اُس کل فوج سے لڑکے
علم فوج لیا اور قلم کیا قاہر زخمی ہوا کمر بند گنجاب مین ہاتھ دے کے اٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ گنجاب
کو اٹھالیا مگر موت اسکی اُس مقام پر نہ تھی کمر بند ٹوٹا لوگ اٹھا کر لیگئے ای سہراب جوان باتون کو دیکھکر مین
نابینا ہو جاتا اور رہنے کو اس لائق پاتا تو مقابلہ کرتا ہین تو اس لائق نہین ہون تمھارے مقدمے مین ہرگز
ہرگز جرأت کہنے کی نکرونگا ان اگر مل پاؤنگا تو کہونگا تمھارے مزاج مین آئے تم فوراً کہو سہراب نے کہا
مجھے حجاب آتا ہی اسی بات کا خیال آتا ہی کہ جب مقابلہ ہوگا مین اصلی زور کرتے ہوے شرماؤنگا اسی وجہ مین اگر

برابر رہجائین تو عجب نہین اسکا بڑا خیال ہی میرے دل کو محبت ہی مگر ای میلاد یہ مقدور جرأت ہی اتنا تو آقاجان
جانئین کہ یہ بہیر غالب ہی مگر ہماری اطاعت کرتا ہی میلاد نے کہا تمکو اختیار ہی ہم تو جانتے ہین کہ فضل و قارن
سے بھی مقابلہ نہین کرسکتے قارن بھی دیو ہی شباب مین اسکو زیر کیا باختر سے بہت بلبلاتا ہوا آیا تھا انکو بھی
گمان تھا کہ ہمارا بھی کوئی نظیر نہین ہی ای سہراب یہ فرزند صاحبقران ہین انکو خدا نے سب کچھ دیا ہی سہراب
بدمزاج ہوکر چپ ہو رہا وزرا امرا کو ساتھ لیکر شاہزادے سے ملا ہر شاہزادے نے عہدہاے جلیل سے
سب کو سرفراز کیا جا بجا مسجدین بنا ہوئین صداے صلوٰۃ بلند ہوئی بدیع الزمان داخل دار الامارت
ہوے بدیع الزمان کاوس تاجدار کو یہان کا بادشاہ بناکے آپ دنگل شوکت پر آکے بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا
احکام جدید جاری ہوگئے نہایت خوشی ہین ہین گرم صحبت مین شاہزادے نے سر اٹھاکر فرمایا صبح کو ہم
شکار کے جائینگے آئینہ نے سب کارخانے درست کیے چیلے قراول میر شکار در دولت پر آکے حاضر ہوے سہراب
نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا بدیع الزمان نے میلاد و سہراب کو ساتھ لیا واسطے شکار کے روانہ ہوے
سہراب ساتھ ہی انتظام سواری کرتا ہوا صحرا مین آکر پہونچا شاہزادے نے دیکھا وقت اول نماز ہی سب نے
نماز پڑھی شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ طبل باز پر چوب پڑے

نظم

چو در نالیدن آمد طبلک باز
درآمد مرغ صید افگن بپرواز
رہا شد بر ہوا از شست یک پر
جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز بحری جتنے یہ سب جانور جو آئے ہر طائر نے جاکے اپنے اپنے شکار کو شکار کیا سردار گھوڑے دوڑاتے
پھرتے ہین شکار کھیل رہے ہین ایک مقام پر چند آہو چار رہے تھے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا
جسکے سامنے آئے اسکو شکار کرے کسی کی قید نہین ہی سردارون نے گھوڑے ڈالے ایک آہو کے پیچھے
سہراب نے گھوڑا ڈالا ایک طرف بدیع الزمان چلے فضل کہین قارن کہین مگر میلاد نے سہراب کا ساتھ
نہین چھوڑا اسکا آہو بھی اسی طرف چلا ایک مقام پر آکے سہراب نے آہو کو شکار کیا بقربانی ہوچکا یا کھڑا ہوا
یہی ارادہ ہی کہ سینہ خشک ہولے تو سوار ہون کہ پھر گرد میلاد آکے پہونچا اپنے آہوے صیدکردہ کو
شکار بند سے باندھے ہوے سہراب کو دیکھکر کو بڑا سہراب نے پھر وہی تقاضا کیا کہ کیون میلاد یہان
شکار مین آقا کو تو کون میلاد نے کہا ای سہراب اب تمہاری شامتین آئی ہین اسطرح شاہزادہ تمکو لڑا دیگا
کہ جیسے شاگردون کو لڑا دیتے ہین اپنی آبرو رکھو اسکو غنیمت جانو تمہین کہنے کو ہوگا کہ ہم زیر نہین ہوے
اور اطاعت قبول کی بس اسقدر جملہ کافی ہی مقابلہ کروگے زیر ہوجاؤگے یہ بات بھی جاتی رہیگی خبردار یہ گمان
دل سے نکال ڈالو ای سہراب بہت ذلیل ہوگے امان نہ ملیگی یہ دونون چچا بھتیجے قاسم و بدیع الزمان
جہان لشکر اسلام کیساتھ آتے ہین انھون نے ملک بنجان فتح کیا وہ ثمالیہ مین پہونچے دربار سیف الملک مین
ہنگامہ ڈالدیا اس ملک والے جرأت مین وحید عصر تھے مگر کوئی قاسم پر غالب نہ آیا دربار بھر کو دبا لیا اسکے
بیٹی پر عاشق ہوے ماہ تاجدار کو نکال لائے کسی سے کچھ نہو سکا سر فتنہ ملک ثمالیہ کہلاتے مراد تو یہ بھی برابر
رہین یہ قاسم ہی کا جگر ہی کہ جو انسے برابر رہتا ہی اور کسکی مجال کسکی تاب ہی کہ جو انکا ہم نبرد ہو سہراب خفا
ہونے لگا کہ میلاد عجب طرح کے آدمی ہو ہم سے ذکر کرتے ہین تم انکے ہیرو باؤ تولتے ہو اب آج رات کو ہم
صحبت مین ضرور عرض کرینگے اور نہ کچھ ہوگا تو جگر و دل نکال و کمر سے کتابنکو کہونگا اور ای میلاد اگر تمکو کسی طرح خطا
ہوا ہو تو تم بھی موجود ہون میلاد نے کہا میری کیا مجال ہی مین تمھارا بھی تابعدار ہون اور وہ آقاے نامدار ہین

یہ دونون باہمین باتین کر رہے ہین چونکہ مصیبت ہین ہنس بھی رہے ہین مگر اربھی ہوجاتی ہو کبھی قبضہ پر تلوار کے
ہاتھ بڑھتے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک آہوے تیر خوردہ بھاگا ہوا آتا ہو کسی نے تیر مارا ہو پیچھے پر
تیر پڑا نا بہ سری جا کر غرق ہوا آہو ہانپتا ہوا آتا ہو سہراب نے کہا ایک شکار اور خدا نے بھیجا یہ کہکے تیر مارا
آہو بسمل ہو رہا تھا لہرا کے گرا سہراب نے کھینچا دیکھا تو تیر نہایت معقول زمرد کے نگینے جسپر جڑے ہوے ہین
کسی رئیس کا تیر معلوم ہوتا ہو سہراب نے اوس تیر کو پشت سے آہو کی نکالا چاہتا ہو کہ نام پڑھون بسبب
خون کے پڑھا نہین جاتا کہ کڑاکے کی سم مرکب کی صدا بلند ہوئی سہراب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک
نقابدار زرد پوش بصد جوش و خروش تیر و کمان ہاتھ مین چار جانب اپنے صید کو دیکھتا ہوا چلا
آتا ہو اپنے صید کو جو قریب سہراب کے پایا قہر و غضب مین قریب آیا آواز دی او نامرد تونے ہمارا شکار کیون
شکار کیا تو نہ سمجھا کہ مردان عالم کے ہاتھ کا تیر پڑا ہو سہراب ہنس پڑا کہا واہ سبحان اللہ کیا اچھا تیر آپنے مارا
کہ آہو کے جسم مین بھی غرق نہوا ہمنے اچھا کیا شکار کیا بلکہ تمکو بھی شکار کرینگے اب بچکر کیونکر جاؤگے تمنے
ہمکو نامرد کہا اپنی مرزی دیکھا او نقابدار نے کہا آسامنے زبان تیز و کلۂ عمود سے جواب دے خالی کیا باتین
کرتا ہو سہراب نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ توڑ ڈالا فرمایا ابھی گھٹنے ہوے نیزے پر بڑا گھمنڈ تھا اب تو تغیر
مین سہراب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او نقابدار تیری قضا ہی لیکر آئی ہو افسوس ہو کہ آقاے نامدار
سامنے نہ ہوے نقابدار نے کہا واہ آپکے آقا بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین سہراب نے کہا
خبردار ہو جا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سہراب نے گریبان
مین ہاتھ ڈالا کہا او نقابدار دیوانہ ہوا ہو کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہو دو دو جھٹکے چلے
گھوڑا و گینڈا زمین پر بیٹھ گیا میلاد نے آواز دی ای پہلوان تمھارا بار گاوزمین سنبھالیگی نقابدار نے کہا
کیا ارادہ ہو سہراب نے کہا کشتی مین مقابلہ ہو نقابدار کود پڑا سہراب غصے مین زمین پر آیا کشتی ہونے لگی
میلاد دیکھ رہا ہو نقابدار نے اترتے ہی انگرکھا و پیر رکھ لیا جمنا تھمنا مشکل کردیا میلاد بنگاہ غور دیکھ رہا ہو
جی مین کہتا ہو یہ جوان کون ہو اسنے اسکے جی چھڑوادیے آقا کو کہان سے تلاش کر کے لے آؤن مجھے نہین یقین
کہ سہراب غالب آئے نقابدار نے اترتے ہی مرکب سے قیامت برپا کردی یہان سہراب ہانپ رہے ہین مگر
نقابدار کو کچھ خبر نہین کہ مین کس سے لڑ رہا ہون پہر دن چڑھے کشتی شروع ہوئی تھی سب جلیے قراول
ڈھونڈتے ڈھونڈتے آئے میلاد بھی کھڑا ہو نقابدار سے کشتی ہو رہی ہو پانچ سو جوان صف باندھے
کھڑے ہوے ہین تماشا دیکھ رہے ہین سہراب کے واسطے دعائین مانگ رہے ہین بعض کہتے ہین کہ
یارو ہمین نقابدار سے کوئی واسطہ نہین اور سہراب ہمارے آقا کا سپہ سالار گرہم سب کے سب
نقابدار ہی کی فتح چاہتے ہین خطرہ ہو کہ نقابدار ہی غالب آئیگا باہمین شرطین ہونے لگین چپکے چپکے
بدر ہے ہین مگر نقابدار کی طرف سے بہت بدتے ہین لڑتے لڑتے شام ہوئی سہراب نے زک کھائی
نقابدار تو خوب لڑا بیشک فن سپہ گری کو خوب جانتا ہو اب جا اور جا کے آرام کر کل لشکر شاہزادہ بدیع الزمان
پر قلعہ سہانیہ مین آنا آقا بھی ہونگے بلکہ میرے آقا سے مقابلہ کرنا نقابدار نے کہا جیسے تم ہو ویسے تمھارے
آقا بھی ہونگے مین نہین جانے دونگا ایک طرح جانے دیتا ہون کہ یہ دونون آہو اپنی گردن پہ باندھو میرے
گھوڑے کے ساتھ دوڑتے ہوے چلو تو دیکھ کیا مضایقہ ہو صید زبون کو چھوڑ دین جب تو سہراب

بھلا یا کہا تو نے مجھکو کوئی فرد ور مقرر کیا ہی میری تو جان بھی جائگی تو یہ کام نہ کرونگا اور رات کو ہماری
تمھاری لڑائی کو کون دیکھیگا نقابدار نے کہا مین تو اکیلا پھرتا ہون اس دشت مین آکر روز شیر و نکا
شکار کرتا ہون تمھارے ساتھ ملازم موجود ہین جب زیر ہوتا ان بھون سے اشارے کر دینا نقابدار
کو پکڑ لو دیکھنا کیسا شکار رکھیلتا ہون میر القب ہی ہزبر شیر ور دو چار شیر روز شکار کرتا ہون اسمین تو
تنے ہرج ڈالا اب تمھین زیر کرکے لیچلو نگا رات بھر خدمت کراؤنگا صبح کو چھوڑ دونگا سہراب نے
پلٹ کے کہا ای میلاد روشنی کراؤ پانچ سو سوار و پیدل ساتھ ہین دیہات و قریات مین دوڑ گئے لیکن
سہراب نے میلاد سے کہا آقا کو بھی تلاش کر لو وہ البتہ اس نقابدار کو زیر و زبر کر دیتے ای میلاد
میرے تو تمام جسم مین درد ہوتا ہی دیکھیے کیا ہو میلاد بھی حیران ہی قضائے کار سوار و پیدل دیہات
و قریات جو گئے فضل و قارن بھی واسطے شکار کے آئے تھے بھٹکتے پھرتے تھے فضل نے پوچھا سپاہی
کہ نقابدار کی نقاب کا کیا رنگ ہی سپاہی نے کہا زمرد پوش سبز نقاب چہرے پر ڈالے ہی فضل نے
قارن سے کہا ای قارن تجھے قارن نے کہا خوب سمجھ گئے چلو چلکر تماشا دیکھین روشنی ہوئی کشتی ہو رہی
کہ فضل و قارن بھی آکے پیوستہ کشتی دیکھتے ہین اور ہنس رہے ہین کبھی پکار کر کہتے ہین نقابدار کیا کہنا
قارن نے کہا بعد سہراب کے مین بھی نقابدار سے لڑونگا فضل نے جھڑک دیا کہ ای قارن کیا کہتے ہو
سارا کو چک باختر تنے دیکھا جنگ ہفت صف تنے ملاحظہ کی کوئی کلمہ نادرست منھ سے نہ نکالنا ورنہ
ہم پر آفت آئیگی میلاد گھبرا گھبرا کے پوچھتا ہی کیا ای فضل تم اس نقابدار کو جانتے ہو فضل نے کہا ہم کیا جانین
اتنا جانتے ہین کہ بہادر بےنظیر ہی اور کس لطف سے لڑ رہا ہی دیکھو میان سہراب کا کیا حال ہی پسینے پسینے ہین
ہانپ رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ نقابدار سہراب کو لڑا رہا ہی جہان پر اسکا جی چاہے زیر کرلے
میلاد کہتا ہی سہراب ایسا نہین کہ یکایک زیر ہو جائے چار پہر رات اسی طرح گذری صبح کو فضل وغیرہ
نے دیکھا کہ نقابدار زیادتیان کرنے لگا جہان سہراب کو پکڑ لایا اسے دو تین سہرے مار دیے کہ اب
سہراب اپنی جان سے بیزار ہو گیا بشکل ہمت کر لکلا مگر رنگ رو زرد چہرہ پر گرد پریشان و بدحواس اپنی
زندگی سے یاس مگر رہے جاتا ہی پہر دن چڑھے سہراب نے کہا ای نقابدار تو پہر ہمارے تمھارے مقابلے
کو گذرے ایک زور آخر کرتا ہون نقابدار نے کہا بسم اللہ وہ زور کس گھڑی مین باندھ رکھے تھے
سہراب نے کہا ای نقابدار کیا باتین کرتا ہی وہ زور میرے جسم مین موجود ہی دیکھو تو اب حال کھلیگا مین
اگر پہاڑ پہ زور کرون اسکو اسکے مقام سے اکھیڑ لون نقابدار نے کہا غفلت نہ کیجیے زور آخر دکھائیے فضل و
قارن بھی آگے بڑھ آئے کہ سہراب نقابدار کو ریل کرلے دو تین آٹھ نو قدم تک ریل کر لایا سہراب نے
کہ مارا بایان گھٹنا نقابدار کا جھکا تب کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق ہوا اور آکر سہراب چھایا کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ حقیقت مین اگر پہاڑ پر زور کرتا اکھڑ آتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت
بھی نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا کے کہا ای نقابدار اب تیرے زور کا مشتاق ہون یہ سنکے نقابدار اپنے مقام
اٹھا دونون مونڈھے پکڑ کے سینے مین سر اڑا کے لے دوڑا اکیس قدم ریل کر لایا وہان پر آکے کہا دونون
گھٹنے میان سہراب کے آشنا بزمین ہوے سہراب نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤن مگر اب کب ممکن ہی نقابدار
نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال آواز دی ای سہراب ہوشیار رہنا یہ کہکے نعرۂ شیرانہ کیا شعر بیچ نعرہ زد میر منزل مصافت

کہ سیمرغ لرزیدہ در کوہ قاف وفضل نے الامان کی آواز دی قارن کانپ گیا میلاد کے ہوش و حواس مین خلل آیا کہتا ہے
آواز نے نقابدار کی دل بیقرار کر دیا کیا غضب کی آواز ہے خدا سہراب کو بچائے نقابدار نے ایک زور کیا پہلے
زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا پانون آگے بایان پانون
پیچھے پیترے سے کترے ہوئے چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا سر کا خود کہین ہاتھ کے دستانے
کہین جا کر گرے نقابدار نے دست ما را سہراب نے چاہا مونڈھے کی کھاکے سنبھلون نقابدار نے جھپٹ
کے ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت ہوا نقابدار نے چھاتی پر سوار ہوکے زانوون سے خوب مسلا
آواز دی کہ اب اطاعت مین کیا کہتا ہے آ ہو اپنی پشت پر لاد کر لیجلیگا سہراب رونے لگا کہا اے نوجوان آج
تو مرا بچسے پھنس گیا اور زیر بھی ہوا اطاعت تو جسکی کی آسکی کی اور یہ بھی یقین کامل جانیو کہ میرا آقائے نامدار
تجھکو ڈھونڈھکر زیر کریگا تو مجھکو قتل کر مین اطاعت نہ کرونگا بتا اپنا پتا دے کہ تو کہان رہتا ہے یقین ہے
کہ میرا آقائے نامدار و مولائے قدر شناس ضرور تجھکو تلاش کرنے جائیگا تب تجھکو احوال معلوم ہوگا کہ بہادر
ایسے ہوتے ہین نقابدار نے کہا جیسا تو ہے ویسا ہی تیرا آقا بھی ہوگا ہمنے امتحان کر لیا بلکہ طریقے سے معلوم
ہوتا ہے کہ جیسے تم زبردست ہو ویسے تمھارے آقا ہونگے سہراب نے کہا اے نقابدار ہرچند کہ مجھسے اور
آقاسے مقابلہ نہین ہوا ہے مگر عرض کرتا ہون کہ اُس شیر کا مثل نہین اے نقابدار جو میرے دل مین غرور تھا
وہ آج تو نے نکال دیا اب جانتا ہون کہ آقا تجھکو زیر کرینگے بس اب جلد مجھکو قتل کر فضل و قارن بھی قریب
آگئے کہ رہے ہین اے نقابدار ہم بھی تجھسے مقابلہ کرینگے جانے نہین دینگے ہمکو زیر کرنے تب تجھکو اختیار ہے
سہراب کو چھوڑ دے آمیمہ ہنس رہا ہے فضل نے جھلاکے کہا اے آمیمہ کیا ہنستے ہو ہمارا پہلوان زیر ہوا
ہم نقابدار کو جبتک زیر نہ کرینگے جانے نہ دینگے مسخرا ایسے وقت مین کرتے ہو ہم اپنی جان سے بیزار ہین
نقابدار نے کہا اے فضل تم کوئی مقابلہ مجسے نہ کروگے لو دیکھ تو لو یہ کہکے نقاب چہرۂ بینظیر سے الٹی اب سب نے
فرزند دلبند آفتاب عربستان شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھا سہراب اٹھکر قدمونسے لپٹ گیا کہ آقا آپنے
سر میدان کا ہمکو ذلیل کیا بدیع الزمان نے فرمایا افسر وہی جو اپنے سردار پر غالب آئے اگر تم پر غالب
نہ آتے اپنے کو ہلاک کرتے جس روز سے تمنے ہماری اطاعت کی ہم دیکھتے تھے کہ تمھارے تیور سے یہی
ٹپکتا ہے مگر شکر ہے کہ آرزوے دل تمھاری پوری ہوئی فضل وغیرہ نے قدمبوسی کی میلاد قزاق بہت
خوش ہوا شارے سے کہتا ہے یا آقا یہ احسان تو آپنے مجھپر کیا یہ بہت بلبلایا ہوا تھا ہر مرتبہ مجھسے یہی
کہتا تھا کہ آقا کو تو کون شاہزادے نے کہا اے برادر ہم خوب سمجھتے ہین انکے تیور دیکھا کرتے تھے شکر ہے
کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا کہ یہ زیر ہوے اُس روز بڑی خوشی ہوئی سب سرداروں نے جشن کیا
اس جشن مین تھے کہ خبر پہونچی ملکہ شبنم گوہر پوش و جملہ سرداران نامی مع ملکہ رنگین و کشمیر سب حاضر
ہوتے ہین مال طلسمی بھی ہمراہ ہے بدیع الزمان نے سردار واسطے استقبال کے بھیجے مال طلسمی بھی آیا
کئی سو آراستہ زمرد ریحانی کے جملہ جو شمار کیا لاکھ سوار و پیدل تھے اور غیر ساحر دو لاکھ ساحر لشکر افسر
ملکہ رنگین و کشمیر قرار پائی ہین غیر ساحر و نکا افسر سہراب گرد کو قرار دیا اس جاہ و حشم سے بشوکت تمام
یہ کیفیت مالا کلام طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا اب انکو راہ مین چھوڑو کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا
بلکہ ناظرین والا مقام و مشتاقان بلند احتشام خیال رنگین کہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان

ایسے وقت پہ بیان ہوگی کہ ناظرین بہت پسند فرمائینگے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کی ہمراہ عقاب ابر سوار کے طرف طلسم ہوشربا کے جاتی ہین اور چالاک بن اُنکے ہمراہ ہو جمال عدیم المثال ملکہ حیرت جادو دیکھ لیا کرتا ہے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہاں ہے وہ صہباے ساقی مرے لقا — خوشی آتی ہے میخوار کی یہ ادا
شگفتہ کرے غنچۂ خاطر دل پسند — گیا دور خزان کا ہے درد مند
برستا جو ابر سیہ فام ہے — تو سبزے کو کیا خواب آرام ہے
جو نیان گلشن نکھرنے لگے — کہ سینے گلون کے ابھرنے لگے
وہ نرگس کے پھولوں کی ہر جا چمن — وہ سوسن کے ہے نقش تیغ زن
صبا ہر چمن گلفشانی کرے — تو ابر گہربار پانی بھرے
بہار است ساقی جہان سے گئی — خطائی گئی و خطا بھی گئی
جو اک جام صہبا سے سرخوش کرے — تو اس بیخودی سے مجھے ہوش دے
تامل نہ کر دل بہت تنگ ہے — کہ یان عقل اور عشق مین جنگ ہے
نہ راحت ملی عاشق زار کو — نہ صحت ہوئی اسکے بیمار کو
جو بلبل ہے نالان تو گل شاد ہے — کوئی قیس ہے کوئی فرہاد ہے
یہ کہتا ہے عشق جلالت پسند — نہ ہونا مرے ظلم سے درد مند
سمجھئے کہ ظاہر مین بیداد ہے — اگر صاحب عشق آزاد ہے
کبھی عشق گل کا فسانا ہوا — کہ شبنم کو آنسو بہانا ہوا
مجازی سے عشق حقیقت ہوا — کہ یہ صاحب جاہ و حرمت ہوا
بیان محبت رقم ہو گیا — نہان خجالت سے قلم ہو گیا
گلابی یہ خالی دکھاتا ہے کیون — جلے دل کو ناحق جلاتا ہے کیون

سنا وصل دلبر کی جسکو خبر — نہال تمنا تو ہو بار ور
اُٹھا ابر رحمت بصد شد و مد — کرے مے پرستون کی ساقی مدد
جلائے گلون نے جو گھی کے چراغ — ہوے سرخرو سبزیان باغ
گلون مین عجب رنگ رعنائیان — کہ گلشن کی آباد گلیان ہوئین
ہوا مین جو فرحت کی آنے لگین — تو پھر بلبلین راگ گانے لگین
ہوئی طائرون نے یکایک یکا — مبارک کہ گلشن مین آئی بہار
نہ میخوار محروم بادہ رہے — کہ ہے فصل گل نشۂ مے مجھے
بس اب کوئی جام مے بھر کے لا — کہ رندونکو اب جوش ہے ساقیا
نہین ہے عقل فراست آب — کہ ہین عشق مین آفتین بیحساب
جو نو نکلا یہ حال ہے سر بسر — گریبان دریدہ خمیدہ کمر
جو تھی الفت کی خواہش ہوئی — تو تختی سے پھر جان شیرین گئی
ترا ظلم و بدعت صدا کام ہے — کہ آوارگی مین ترا نام ہے
تجھے حال الفت کا حاصل نہین — کوئی شی محبت سے خالی نہین
قمر شمع روغن کا بھی ذکر ہے — کہ جلنے کی پروانے کو فکر ہے
تجھے عشق و الفت مین کیا دخل ہے — کہ یان اہل دل کو بڑا دخل ہے
پلا ساقیا خون دل کی شراب — کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب
یہ منظور ہے اے قمر بید رنگ — کہ ہو سحر کی آج آغاز جنگ

پھر وہ معرکہ آرایان داستان حیرت و سر فروشان رنگین بیان حسرت و عبرت اس داستان سحر عنوان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین

قطعۂ مصنف

مضامین رنگین بہم ہو گئے — کہ حالات حیرت رقم ہو گئے
چل اے توسن کلک جادو نگار — دکھلا دے کی ہو چال وقت شکار

سابق مین تحریر کیا ہے کہ حیرت گلرنگ کو قتل کرکے طرف ہوشربا کے چلین مگر یہ بھی ظاہر ہوا کہ عشق چالاک کا نقش دل ہے دو دن سے حیرت ہر جگہ اکثر ذکر بھی کرتی ہے کہ چالاک نے بڑی جانبازی کی اگر کسی کنیز نے ذکر کیا کہ عمدہ شاطر ہے افرخ جادو کے پاس خدمتگارون مین ملازم ہے تو ملکہ جھلا کے جواب دیتی ہین کہ اری بہار تو کیا جانے وہ خدمتگار نہین ہے فرزند دلبند خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چالاک بن عمرو ہے تجھے کیا معلوم کس امید پر جانبازی کرتا ہے اسکی جانبازی اُسکا خدا مقبول کرے عقاب ابر سوار تو ابستہ بیتاب ہے دربار مین بھی رنجیدہ کبیدہ آتا ہے و

لباس بدلتا ہے اور کبھی بھاری بھاری کپڑے پہنتا ہے بلکہ عالم پر رنگ جما تا ہے جو نکہ زمانہ زیادہ گذرا حیرت نے بھی ایک دو مرتبہ دیدہ دلیری کرکے بات کی عقاب نہال ہوا بحال ہوگیا ایک دن بارگاہ حیرت مین چلا آیا حیرت کنیزون سے کہنے لگی کہ صاحب یہ بات مجھکو ناپسند ہے بے پوچھے ہمارے چلے آنا کیسا آج تو انھون نے بڑی بے اعتدالی کی آیندہ کیا کرینگے اب حوصلے بڑھ گئے کہ بے بلائے چلے آئے ایسا نہو کسی دن مجھپر دست اندازی کرین جان دیدہ و دانستہ اور کیا نفع ہوگا جو میرے اُنکے عہد ہے اُسکے خلاف نہ کرین کنیزون سے سمجھا کے کہدیا وقت یہ شہنشاہ کو سمجھا دینا آج تو مین اُٹھو بیٹھی اگر اور کسی دن ایسی حرکت کرینگے میرے اُنکے فساد ہوگا تم سب صاحبون کو بھی یاد ہوگا کہ یہی وعدہ کیا تھا کہ جب تک ہوشربا پر قبضہ نہو گا اور سر قاتل افراسیاب نہ آئیگا کوئی خطا مجھسے سرزد نہوگی اُنھون نے یہ زیادتی کی چالاک بشکل کنیز حاضر تھا یہ تو چاہتا ہی کہ عقاب سے فساد ہو حیرت کو لے بھاگون مدت سے اسکے ساتھ ہون چالاک نے جاکے عقاب سے کہا کہ حیرت بہت خفا ہوتی ہین آپ وہان کیون گئے تھے عقاب نے کہا ای نسترن کیا کہون جو مجھپر گذرتی ہے راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین جب غم بال بجھا ہے تیکھے پہر یان بڑی ہین ای کنیز اب تو میری یہ کیفیت ہے یہ نہ سمجھا تھا کہ ایسی ایسی جفاؤن سے اور مجھسے سامنا ہوجائیگا اُسکی کسکو خبر ہے کہ میرا حال ابتر ہے قطعہ

دل اک بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
فلک شکل مینا ہوا چاہتا ہے
دل پاک ایسا حرم ہے کہ حاجی
ارے تجھکو سودا ہوا چاہتا ہے
مین بیدم پڑا تھا جلایا ہے مجھکو
نہین میرا پیالہ ہوا چاہتا ہے
گذر اُس پری کا ہے اگر چمن مین
ہر اک نخل طوبیٰ ہوا چاہتا ہے
پڑا کان مین سرو بالا کے بالا

خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے
بلا مجکو پہونچانے کوئی یہ مژدہ
فدا اُسپہ کعبہ ہوا چاہتا ہے
جو چینٹے ہین پیشانی پر آب افشان
یہ قاصد مسیحا ہوا چاہتا ہے
فزون چشم جانان کی ہر دم ہے وحشت
درختون کو سایہ ہوا چاہتا ہے
جو زیر قدم غیر نے سرکو رکھا
جنون یان دو بالا ہوا چاہتا ہے

یہ جوش شراب اس برس ہے کہ ساقی
روان مے کا دریا ہوا چاہتا ہے
سویدا کی جا سنگ اسود کو چوما
یہ صفحہ مطلا ہوا چاہتا ہے
پیالہ مجھ آزاد کا بھر دے ساقی
یہ آہو چکارہ ہوا چاہتا ہے
بہشت آج گلزار ہے حور ہے تو
تو خسار رکف یا ہوا چاہتا ہے

چالاک نے کہا حضور بجا ہے مگر وصل حیرت کا بہت دور ہے کیا تعجب ہے آپ محروم رہین آپ کو یہ بھی خبر ہے کہ اُسکا عاشق صادق عیار بن عیار چالاک بن عمرو لشکر مین آپکے موجود ہے جسنے طلسم توڑا کس کس مصیبت مین شریک ہوا مشقت اُسکی بالا بالا نہ جائیگی اُسکی محبت ضرور رنگ لائیگی عقاب نے کہا ای کنیز صاحب کیا مجال ہے کہ کوئی حیرت کا نام لیوے زبان کاٹ لون میرا گھر بار چھوٹا غریب الوطن جنگلون مین مارا مارا پھرتا ہون مین بھلا اُنکو چھوڑ دونگا چالاک نے کہا ای عقاب جسدن ایسا ارادہ کروگے جسم پر سر نہوگا وہ تلوار چلیگی کہ تمکو بھی معلوم ہوگا دیکھو خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا عقاب نے کہا ای کنیز تو تو مدعی جگر آئی ہے کنیز نے خوب خوب فقرے کہے عقاب کو جلایا چلتے چلتے یہ کہدیا کہ دیکھو براہ خیر خواہی عرض کرتی ہون جو کام کرنا بہت سمجھکے کرنا ورنہ بہت پچھتاؤگے آیندہ تمکو اختیار ہے چالاک اُسی کنیز کی شکل پر سامنے ملکہ حیرت جادو کے آیا کہا واری میان عقاب اب سوار تو بڑی بلند پروازی کرتے ہین کہتے تھے بی حیرت جادو لاکھ نہین نہین کرین مین ایک دن رات کو چڑھ بیٹھونگا حیرت نے کہا اُنکی شامتین

آئی ہین بھلا اور تو باتین بڑی دور ہین وہ ہاتھ تو لگائین ہاتھ لشکر بیرون بارگاہ جا کر یگا وہ سحر کیا کرتے
ہین مگر خیر سمجھا جائیگا کہا حضور یہ راز و نیاز ہین ایسی باتین کہین کہ حیرت کو بھی خوب بھڑکا دو حیرت
کو بھی خوب غصہ آگیا ہی اب عقاب سے ہمسے جدائی ہوگی یہ نہ سمجھین کہ مین تنہا ہون سب کچھ ممکن ہوگا
ہر چند مقصد کرونگی لشکر جمع کر لونگی یہ کہکے شب کو آرام فرمایا چالاک دیر تک پانون دبایا کیا چالاک
کی جانبازیون کے حالات بہت بیان کیے اونہ حیرت نے کہا ارے مین کیا کرون یہ مجھکو خیال آتا ہی کہ وہ عیار جو
افسر ہوا لیان لشکر مجھکو کیا سمجھینگے اسوجہ سے میرا دل دکھ جاتا ہی ورنہ ہر مرتبہ اُسنے جان اپنی دیدینے
مین کچھ اُٹھا نہین رکھا مگر خدا اُسکا اُسکو بچاتا ہی سب میرے صفحۂ قلب پر مرقوم ہی اب تو اس بات کی ملعون
ملکون مین دھوم ہی کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہی خیر جو مرضی پیدا کرنیوالے کی بڑی رات گئے چالاک
تخت سے اُٹھا اپنے مقام پر جا کے سویا رات بھر رویا کیا دل سے کہتا تھا ای چالاک کیا کرون اب تو میری
حالت بیقراری نے بہت سر اُٹھایا ولولہ جنون کی ترقی ہی تلوے کھجلاتے ہین ہزار طرحکے وسوسے دل مین آتے ہین

عاشقون سے ہی کڑی بات اُس بت بے پیر کی
کاکل پیچان سے آتی ہی صدا زنجیر کی

کیون نہ خاموشی خوش آوے ہمین تصویر کی
لطف کیا میری طرح گر آہ بے تاثیر کی

جوے خون جاری کرے خواہش ہی یہ تقدیر کی
تو کہن کیون تونے جوے شیر کی تدبیر کی

پھر روا ری ہی عبث گردش جوان و پیر کی
کسنے عقل مین بھلا تدبیر کی تھی شیر کی

دم مین تیرے پنجۂ سیمین کو زرین کر دیا
اب حنا کے سامنے ہی خاک قدر اکسیر کی

تونے پائی زلف مشکین زلف نے پایا دہن
تجھکو ہی مقراض کی حاجت آسے گلگیر کی

پیشتر آنے سے باہر جاؤن مارے شوق کے
روز وعدہ اس لیے آنکھین کچھ تاخیر کی

اسقدر جوش جنون نے مجھکو لاغر کر دیا
ہتھکڑی کے بدلے کافی ہی کڑی زنجیر کی

کر دیا غم نے لہو ہی پی کے اسد رچہ سپید
سا دے کاغذ مین شباہت ہی مری تصویر کی

خواب اُس غفلت کدے مین اب جو تکتے ہین نظر
فکر کرتی ہی لحد مین ایک دن تعبیر کی

آج مارے جا پڑے تیر نگہ یا رے مراد
آرزو مدت سے ہی قوس قزح کو تیر کی

لگ چلے گلشن مین گر اُس سرو سیم اندام سے
ہو چک موج ہوا مین نقرئی زنجیر کی

خاک راہ یار چننے جی سے ممکن نہین
خاک مین مجھکو ملا دیگی ہوس اکسیر کی

گر چھڑانا ہی تجھے چھایا ہمارے داغ کا
پہلے کر لے فکر اے جراح آتشگیر کی

طاق ابروے صنم جسدم نظر آیا مجھے
ایک مسجد بس دہین راہ خدا تعمیر کی

اُس کمان ابرو کے اُٹھ جاتے ہی میری جان کو
شعلہ پیکان شمع تقدون مین مرے تھی تیر کی

جانت تیرے دیکھتے ہی ہو گیا ناسخ شہید
ہاے کیا ان سوتون مین آب ہی شمشیر کی

رات بھر چالاک رویا یہی بڑا خیال ہی کہ نہین معلوم لشکر مین کیا گذری دو دو زنگی سے مقابلہ سرہنگ
صبار فتار عیار اُسکا مکار و غدار ہی مگر جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار کد و کوشش کرتے ہونگے بگردو
عیار برا نا جہان دیدہ کار آزمودہ جسنے قبلہ و کعبہ کو دھوکے دیے مگر قبلہ و کعبہ نے بھی کیا کا ہمنا یان
فرلے موت مانگتا تھا اور موت نہ آتی تھی بڑا غضب ہی کہ صاحبقران بھی لشکر مین نہین خیر خدا مالک ہی

حالانکہ حقیقت بجا ئیگا اس فکر مین تھا کہ گریبان سحر چاک ہوا ایک خدمتگار کی شکل بنکر دربار حیرت مین آیا
گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگا ایسے ایسے فقرات کہے کہ حیرت کو عقاب سے ملال بڑھ گیا اتنے مین میان
عقاب بھی آکے دنگل پر بیٹھے آج سلام بھی نہ کیا حیرت خاموش بیٹھی ہی کہ ہوا سے تند چلی سب نے دیکھا
ایک ساحرہ مگر نہایت حسین ابر مروارید کا سایہ سر پر لاکھو جادو گرنیان پشت پر تخت یاقوتی پر اسی طرف
آتی ہے حیرت جادو کی جو نگاہ پڑی مسکرا کے فرمایا ملکہ نعمان مروارید پوش بعد جوش و خروش کے
ساحران ہوش ربا سے ہین نہین معلوم کہان سے آتی ہین ارے استقبال کر کے لاؤ ایسین چلیسین
لیکین مگر عقاب اپنے مقام سے نہ اٹھا نہ کچھ بولا ملکہ حیرت کو اور زیادہ ناگوار ہوا دل مین کہتی ہین
بھڑوا کیا سمجھا ہی کئی سو کنیزین بجو رسالہ دار کچھ میدان جاکے پہونچے تخت کو ملکہ نعمان کے گھیر لیا ملکہ
نعمان نے گھبرا کے کہا تم لوگ کون ہو کیونکر آنیکا اتفاق ہوا کنیزون نے عرض کی ہمکو ملکہ حیرت جادو
نے بھیجا ہی نعمان نام حیرت جادو کا سنکر خوش ہوگئی فوراً تخت سے اتر پڑی لشکر اُنھون ساحرون کا اسی مقام پر
اتارا آپ کنیزون کے ساتھ چلی آکر داخل بارگاہ ہوئی حیرت کو دیکھتے ہی قدمون سے لپٹ گئی کہا واری اپنی
لونڈی کو بھجانا حیرت نے کہا پہلے ہی دور سے دیکھکر پہچان لیا تھا کنیزون سے کہا کہ بی بی نعمان نہین ہی بہے کہا
برسون صحبت رہی ایک مقام پر صحبت شراب و کباب کی کیونکر نہ پہچانون حیرت بھی لپٹ لپٹ کے نعمان سے بہت
روئی میان عقاب اب سوار ہی بیٹھے دیکھ رہے ہین جب رونے دھونے سے فراغت ہوئی تو نعمان کو کرسی
ملی گھبرا کر نعمان نے پوچھا یہ دنگل پر جو تاج پہنے بیٹھے ہین یہ کون صاحب ہین حیرت نے اشارہ کیا کہ چپکے ہین
چلو کہد یجئے نعمان جادو حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی چالاک بھی شکل کنیز ساتھ ہی لیکن پردم پھر ساتھ نہین چھوڑتا
کبھی شکل ساقی بچہ کبھی مصاحبون کی شکل پر ساتھ ہی ہر رنگ مین موجود رہتا ہی اور ہر وقت عقاب کی برائیان
کیا کرتا ہی اسوقت بھی ساتھ موجود ہی حیرت کے ساتھ بارگاہ مین آیا نعمان نے کہا آخر یہ کون ہی ملکہ نے کہا
یہ قصہ طول و طویل ہی مین طلسم ہوشربا سے بھاگ کر خورشید نگار مین گئی مسلمانون نے جاکے اُسکو بھی فتح
کیا وہانسے جو بھاگی تو آوارہ ہولی کوئی مقام استقامت نہین ملتا تھا پھرتے پھرتے پردہ ظلمات مین پہونچی
وہ ملک سکونت ساحران ہی ہمکو یہ تجویز کیا کوتوال آیا چاہا کہ پکڑ کر لیجائے مین نے کنیزون سے اشارہ کردیا بی بی
غنچہ دہن اسوقت تک موجود تھین نعمان نے کہا گلعذار کی بیٹی کہا ہان. ہوا جسکو مین نے بعہدہ فرزندی پالا
ایسی لڑی کہ کوتوال کو مار ڈالا زوجہ بادشاہ کو قتل کیا اس بھڑوے نے آکر مجھکو پکڑ لیا ایسے نامرد کہ زوجہ کے قاتل پر
عاشق ہوے خیر بعد مدت بسیار میرا احوال ظاہر ہوا اس ارادے پر انکو لے نکلی کہ ہوشربا فتح کرکے مسلمانون کے
سر دو یہ راضی ہوگئے راہ مین بڑی بڑی افتادین پڑین یہ کہکے چپکے سے کان مین کہا کہ عمرو کا بیٹا چالاک
ابن عمرو ہر جگہ کام آیا اور رستے مجھکو چھڑایا طلسم توڑا اور جا بجا مصیبتین سہین مگر مین نے اسی موؤن کا پاس کیا اسی کے
ساتھ ہی وہ بیچارہ بھی کہین اسی لشکر مین پڑا ہوگا بڑے شخص کا بیٹا ہی صاحبقران اُسکو فرزند کہتے ہین میرے واسطے
وہ بھی آوارہ ہو رہا ہی مگر میان عقاب بہت جھلائے ہوے ہین آج کئی روز ہوے میری بارگاہ مین بے پوچھے
چلے آتے ہین خاموش ہو رہی اب یہ فرماتے ہین کہ ایک دن شب کو قبضہ کرونگا نعمان نے کہا حضور کیا مجال ہوشربا
پر قبضہ کرنا ہی مسلمان لوگے سر کی بھی خواہش ہی مین حضور سے وعدہ کرتی ہون کہ دونون امر مجھسے ممکن ہین مین فوراً
ہوشربا پر قبضہ کرادونگی اسیطرف سے آتی ہون ایک سردار غیر ساحر طرف تھا لاچین کی وہان مقرر ہی ساحر کا تو وہان

نہین کئی مرتبہ میرا ارادہ ہوا کہ جاپڑون سب کو قتل کر ڈالون مگر پھر سوچی کہ کوئی وارث حقیقی میرے ساتھ نہین
ہی شاہان قدیم اعتراض کرینگے اور جب آپ میرے ساتھ ہون تو پوچھنے کی دیر ہی طلسم پر قبضہ لیجیے بعد اسکے
غزوبیہ باختر پر چلیے وہان چیلا اسد کا سر کاٹ لین صاحبقران و عمرو آجکل نہین ہین نعمان کے کہنے سے ملکہ
حیرت راضی ہوئین اور کہا کہ ہان اس بات پر میرا بھی دل گواہی دیتا ہی کہ ساربان زادے کے نہونے سے
کچھ عجب نہین کہ فتح ہو جاے عمرو و حمزہ کے سامنے تو کسی کی مجال نہین ہی یہ کہکے اپنے منھ مین طمانچے مارکے
کہا کہ بوا خدا کے واسطے اب نام اُس نگوڑے کا نہ لینا سنا ہی کوئی احمق گدھا سالوس شعبدہ باز ہی
اُسنے دعوی خدائی کیا ہی اُس سے صاحبقران لڑ رہے ہین صدہا ساحر اُسکے ساربان زادے نے
مارے ایک بھائی اسکا ابلیس خود پرست مارا بھی گیا نعمان نے کہا واری نام تو مین نہ لونگی کہا ضرور اگر
بیٹھے بیٹھے اپنے کو کسی آفت مین پھنسانا لیکن یہ عرض کرتی ہون کہ مین وعدہ کرتی ہون کہ چلتے ہی حمزہ اور
اوسکے عیار کو گرفتار کرونگی حیرت نے کہا اسے پکڑا تو وہ ضرور جائیگا مگر اُسکا یہ شیوہ ہی کہ گرفتار ہوا اور
گرفتار کرنے والے کو مارا ہے نعمان کس منھ سے بیان کرون کہ افراسیاب جب عمرو کو پکڑ لایا لیکن
عمرو نے وہ کار ہاے نمایان کیے ابھی قید ہوا ابھی چھوٹا جسکے سپرد کیا اُسکو مار لیا ہزار ہا ساحر اُسکے
ہاتھ سے مارا گیا نعمان نے کہا واری وہ وقت غفلت کا تھا ہم ہوشیاری کرینگے اب زیادہ کد و کوشش
کرینگے آپ صرف تخت پر بیٹھی رہین حیرت جادو نے کہا خیر سمجھا جائیگا مگر اس بھیا سے تو چھٹکارا ہو یا اب
مجھپر زبردستی قبضہ کرنیکو کہتا ہی نعمان نے کہا کیا مجال چالیس پچاس لاکھ فوج دم بھر مین اُلٹ دونگی
لاکھ ساحر میرے ساتھ ہین یہ ایک لاکھ چالیس لاکھ پر بھاری ہین آپ دیکھین کہ کیا ہوتا ہی اور ادھر ہین
حیرت و نعمان سے رہین نعمان کو بڑے اعزاز و اکرام سے اُتارا گرد اپنی بارگاہ کے اُسی کے ملازمونکی
چوکی و پہرے کردیے نعمان ہر وقت حاضر خدمت رہتی ہی عقاب نے دیکھا جب حیرت بارگاہ مین آتی ہین
نعمان ہر وقت ہمراہ رہتی ہی ایک چار دن تامل کرکے ایک دن شب کو عقاب چلا یہ سوچکر کہ حیرت سے
وصل حاصل کرون خواہ جان جائے خواہ رہے یکہ و تنہا دوپہر رات گئے چلا قریب بارگاہ حیرت کے پہونچا
وقت وہ ہی کہ نعمان سوتی ہی چالاک بشکل کنیز پانون دبا رہا ہی حیرت جاگ رہی ہی چالاک نے قصہ
صاحبقران کا چھیڑ دیا ہی چالاک بشکل کنیز دم بدم قصے کو طول دیتا ہی حیرت سنتے سنتے کبھی اُٹھ بیٹھتی ہی
کبھی کہتی ہی بوالعجب طرح کا قصہ بیان کیا جی چاہتا ہی سنے جائیے چالاک کہتا ہی واری مین نے کتاب مین
دیکھا اسکی کتابین بڑی بڑی ہین جسکو اکثر لوگ منشی احمد حسین صاحب قمر سے بیان کراکے سنتے ہین
لکھنو مین بڑا چرچا ہی ہر چند منشی صاحب مذکور ایک بہت بڑے طباع اور نامی گرامی ہین مگر کیا بیان کرون
امیر حمزہ کے پاس تین آدمی کا مرکب ہی اور نادر تحفہ جات بھی اُنکے پاس ہین اگر لڑائی پڑے کوئی اُنپر
سیر نہین کر سکتا اسم اعظم الٰہی کے مالک ہین راہ زہد و اتقا کے سالک ہین جری بہادر صف شکن تیغ زن ایسے
ہزارون مین لڑے ہزارون کو نوک کر سر میدان مارا جب تک اُنکا دامن جرأت دراز ہی اہل بیان جرأت و
لیاقت کو اُنکی سطوت پر ناز ہی امیر دیکھیے یہ کیفیت ہی حیرت کہتی ہی ایک مرتبہ اور تو میرن ہونگی ہر وقت دیکھا
جائیگا کہ یکایک دروازے پر چڑھ ہوا خدمتگار نے دوڑکر دیکھا آکے حیرت سے کہا جسقدر نگہبان آئے تھے
تھے عقاب نے سب کو بیہوش کیا بارگاہ مین آتا ہی حیرت جادو نے گھبرا کے نعمان کو جگایا کہا بوا اٹھو غضب

ہوگیا عقاب ابر سوار آتا ہی نگہبانونکو پکارا ہے بیہوش کیا قریب دروازے کے پہونچ چکا ہی جلد جاکر روکو ورنہ اندر
گھس آئیگا مین بھی سحر کردونگی نعمان نے دوپٹے کی گاتی باندھی چالاک بشکل کنیز دیکھ رہا ہی کہ نعمان دروازے پر
پہونچی دیکھا ایک شخص سیاہرو تیرہ درون ساحرون کو بیہوش کرتا چلا آتا ہی نعمان نے سحر کیا للکار کے آواز دی
خبردار ادھر نہ آنا ملکۂ عالم آرام مین ہین اگر خلاف حکم کریگا سزا پائیگا پکار کر عقاب نے آواز دی ہم عقاب
ابر سوار ہین سامنے سے حیرت سوتی ہی سونے دے ہم جگا لینگے ہمارے لشکر کی بادشاہ ہی کچھ باتین کرنا ہین
نعمان نے کہا اسوقت کوئی ضرورت نہین عقاب نے گولہ مارا نعمان نے گولہ کاٹا باران سحر برسایا اپنے
نگہبانونکو ہوشیار کیا عقاب یہ کہتا ہوا جھپٹا کہ او نعمان تو جسدن سے آئی نہین معلوم کیا ملکہ کو سمجھا دیا
کہ وہ آٹھ پہر بدمزاج رہتی ہین میری بات کا جواب نہین دیتی ہین ایسا غرور رہی مین بھی سمجھ لونگا نعمان نے
کہا ای عقاب اصل کیفیت یہ ہی کہ مین نے مسلمانون کے طریقے دیکھے ہین کہ جہان لڑے فتح پائی ان پر
جانا اور فتح پانا دشوار ہی کیون تو نے اپنا ملک و مال چھوڑا اپنے ملک کو چلا جا کے اپنی جگہ کو آباد کر
رعایا پریشان ہوگی عقاب نے آواز دی او خیلا کیا بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ دونون
تکرار کر رہے ہین کہ غول کے غول غث ملازمان عقاب پیدا ہوے آتے ہی نگہبانون پر
جا پڑے عقاب نے منع کیا سحر چلنے لگا عقاب بھی شریک ہی اب تو نعمان بھی بڑھی حیرت جادو
نے اندر سے سنا کہ لڑائی پڑ گئی فوجین لڑنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی حیرت نے بھی گاتی باندھی پائچون
مین گرہ دے کے اسباب سحر جھولی مین ڈال لیا جھولی کو بائین ہاتھ پر آراستہ کیا پکار کر آواز دی ای
عقاب دیکھ کیون اپنی آبرو کھوتا ہی پلٹ جا لشکر کو اپنے پردہ ظلمات پہونچا مین تو ہمراہ نعمان سحر
ہوشربا کے جاؤنگی عقاب ابر سوار نے کہا ای ملکۂ عالم آج وہ سحر کرون کہ تم اور نعمان دونون
جانور بنجاؤ اُس قفس مین بند کرون کہ جسکو سامری و جمشید بھی نہ توڑ سکین یہ کہتا ہوا سحر کرتا ہوا
چلا آتا ہی ملازمان حیرت روکتے ہین ملازمون سے یہ کب رکتا ہی جہان سحر کیا ہزار دو ہزار کے سر کٹ
کے گرے اور آگے بڑھا ہر مرتبہ حیرت کو آواز دیکر پکارتا ہی کہ کیون ملکۂ عالم جنے ایک کرور روپیہ
تمہارے واسطے صرف کیا اپنا وطن چھوڑا اُس جانبازی کا یہی معاوضہ ہی کیا آج آپ ہمسے جدائی کرتی
ہین دیکھیے نعمان کو منع کیجیے میرے ساحر بہت سے مارے گئے اگر کل فوج کو حکم دونگا تو زمین
تھرا جائیگی ساٹھ لاکھ فوج لیکر نکلا تھا اب بھی بیس لاکھ فوج ہی دریاے قہار کی موج ہی ابھی طوفان
برپا ہوگا حیرت نے جواب دیا کہ ای عقاب یہ بھی حوصلہ نکال لے دیکھ تو آج کیا ہوتا ہی تو نے ہمارے
پاس تنہائی مین آنیکا کیون ارادہ کیا عہد کے سراسر خلاف ہوا ہم کیا کسی سے پایہ کم کا رکھتے ہین عقاب
نے کہا تو لیجیے یہ بھی یاد رکھنے کی لڑائی ہوگی یہ کہکے عقاب نے افسرون کو آواز دی صمصام ہزبر سوار
گمنام سرشار روشنا ہو رابر باد پا ہوا ر برق خیز ان تین سو افسرون کو آواز دی کہ ہان یارو کل فوج
کو تیار کرو بلوہ کرکے حیرت جادو و نعمان کو پکڑ لو اب یہ زندہ نہ بچین اب ملکۂ عالم پر سحر کرکے اپنا مطلب
حاصل کرونگا یہ جو عقاب ابر سوار نے آواز دی افسرون نے اشارہ کیا کمر بن باندھین کل فوج تیار
ہوگئی ہنگامہ گیر و دار بلند تھا حیرت نے طرف نعمان کے دیکھا اور کہا کیون بوا اب کیا ہونا چاہیے
نعمان نے کہا حضور یہ لاکھ سوار و پیدل ان بیس لاکھ سوارونکو بھون بھون کر کھا جائینگے زندہ نہ چھوڑینگے تم

ہواری لونڈی بھی آج کار نامے دکھائیگی برق جہندہ بنکر گریگی ایکطرف حضور سحر کرین ایکطرف لونڈی جاتی ہی یہ کہکے اُٹھکے طلب کیے اُنکو ساتھ لیا سحر کرتی ہوئی چلی جس غول پہ سحر کیا ہزار دو ہزار مر کر گرے حیرت جادو نے جو ہرنگ سحر کیا لب یاقوتی جو کھولے مسکرا کے سحر کیا غنچہ دہن وا ہوا نسیم عنبر شمیم چلی دس ہزار ساحر ناک پھلا پھلا کر خوشبو کو سونگھنے لگے حیرت نے زلفین عنبرین کو کھولا معلوم ہوا سحر لے گلشن مین آگئے خطاکار دن نے اسباب سحر ہاتھ سے پھینکے ماہور بدرفتار جو سب کے آگے تھا خوشبو آتے ہی دماغ الٹ گیا ساتھ والون سے کہا کیون یارو کیا معشوق پریچہرہ ہی زلفین عنبرین برائے طائر ہوش دام ہین ہزار ہا دل عاشقون کے ان حلقون مین پھنسے پھر نہ نکلے ہمارا بھی دل تردد ہے انھین حلقون مین ہوگا ہم تو اسکے ساتھ شادی کرینگے دس ہزار نے کہا حضور آپ کے ذہن مین جو آیا ہی بہت مناسب ہی ہم سب برات والے ہین ساتھ چلینگے بیاہ کے لڈو کھائینگے جو تھی چالے ہونگے جب سسرال کے دروازے پر جائیگا ہڑ بڑ ہوگا لڑکا آیا سالیان ساس کہتی ہوئی دوڑینگی پردے ڈالو پلنگ کو کسدو دیکھو صاحبو دلھن شرماتی ہی ساس کہینگی بی بی شوہر سے دل کھولکر باتین کرو کل بھی تجھے سنا کہ وہ بیچارہ رات بھر پانؤن دبایا کیا اور رتنے کروٹ بھی نہین لی خبردار آج شام ہی سے اصلی بات مان لینا جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ بالائی پراٹھے کھائیگا خوب مزے اوڑائیگا ماہور خوش ہوگیا کہا بھائیو سچ کہتے ہو مین جاکر ابھی عرض کرتا ہون دس ہزار جوانو تمکو ساتھ لیکر جھومتا ہوا چلا مگر قلب الٹا ہوا گریبان چاک چہرے پر خاک کبھی حالت بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکل جاتے ہین

نظم

حسرت جلوۂ دیدار لیے پھرتی ہی
پیش روزن پس دیوار لیے پھرتی ہی
دیکھنے دیتی نہین اسکو مجھے بیہوشی
کیون سیاہی یہ شب تار لیے پھرتی ہی
تو نکلتا نہین شمشیر بکف ای قاتل
گردش کافر و دیندار لیے پھرتی ہی
چال مین اسکی سراسر ہی کسی کی تقلید
پابرہنہ طلب خار لیے پھرتی ہی
کسی صورت سے نہین جاتا کو فراز ای آتش
اس شفقت سے مجھے خاک ہنوز کا حاصل
ساتھ کیا اپنے ہو دیوار لیے پھرتی ہی
اِل مفلس مجھے سمجھا ہی جنون نے شاید
موت میرے لیے تلوار لیے پھرتی ہی
رنج لکھا ہی نصیبون مین مرے راحت
کبک کو یار کی رفتار لیے پھرتی ہی
سایہ سان عشق کے ہمراہ ہی حسن کجی
بلبل چل مجھے لاچار لیے پھرتی ہی
جان عبث جسم کی بیگار لیے پھرتی ہی
کسی عاشق کے تو منہ کو نہ کریگی کالا
وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہی
کعبہ و دیر مین وہ خانہ برانداز کہان
خواب مین بھی ہوس یار لیے پھرتی ہی
سنبھلے ہین دیکھکے مجنون کو گل صحرائی
ساتھ یہ جنس خریدار لیے پھرتی ہی

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا چلا جاتا ہی ساتھ والے تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای افسر کیا کہنا کیا شعر پڑھے ہین اس قافیے کا اب رنگ دیکھا ماہور کہتا ہی مین اپنی معشوق کے سامنے جاتا ہون یقین تو ہی کہ معشوق پسند کرے یہی کہے کہ سب کے عاشقون مین سے بہتر ہمارا عاشق ہی یار نا موافق ہی یہ کہتا ہوا سامنے لشکر حیرت جادو کے پہونچا جھک کے سلام کیا ہاتھ باندھکر بین بین کرنے لگا حیرت نے کہا کیا ہی عرض کی حضور مرتے ہین حیرت نے کہا اگر ہمارے سامنے مرو تو ہم بھی نہ دیکھین ماہور نے تلوار کھینچی حیرت نے کہا مین یہ جان دینا اچھا نہین سمجھتی ہمارا دشمن عقاب ابر سوار جو ہی اسکا سر لاؤ ورنہ جھوٹے ہو اگر سر لاے تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرینگے تمھارے گھر بیٹھ جائینگے یہ سنتا تھا کہ ماہور بلائین لینے لگا حیرت نے کہا الگ رہو دشمن کا ہمارے سر لاؤ تب ہمسے بات کرو یہ سنکر ماہور سلام کرکے پلٹا تلوار کھینچے ہوے ہزار سوار و پیدل الغرض بہ جوش و خروش چلا راہ مین جس غول نے روکا اسکو پامال کرکے نکلا جاتا

سامنے عقاب کے پہونچا عقاب نے پکار کر آواز دی کیون ماہور مزاج کیسا ہی کہا عرض کرتا ہون قریب آلون جب
قریب پہونچا تلوار کو کھینچے ہوے تھا ایک ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے بمشکل اپنے کو بچایا پیلپا شانے پر پڑا
عقاب ایک نخل کے سائے مین جا کر ٹھہرا زخم اپنا باندھا دیکھا ماہور نے اتنے عرصے مین بہت لوگ مارے گر
اسیطرح ماہور بہوت ہو رہا افسر گالیان دے کر روکتے ہین مگر وہ کچھ سماعت نہین کرتا جس غول پر
ماہور جاپڑا فوج کو تہ و بالا کر دیا لاشون سے میدان کو بھر دیا عقاب نے دیکھا اگر پہر دو پہر یہ لڑیگا
تو تمام لشکر تباہ ہو جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہی سحر بھی حیرت کا متعلق بحیرت ہی
جب پہر دو پہر مشقت کرون تب سحر اتارون پھر اُسی کو کیون نہ مار ڈالون یہ سوچ کر گرز لیے ہوے بڑھا
ماہور کی اُسطرف پشت تھی اپنے پشت پر گرز مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا ساتھ والے ساحر گالیان دیتے
ہوے بڑھے کہ او عقاب یہ کیا غضب کرتا ہی یہ جو لوگ ہوش مین نہین ہین انکو قتل کرتا ہی ایسے بیگناہون
کے خون سے اپنے ہاتھونکو بھرتا ہی ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکے سب نے سحر کیے اور ہلہ کر کے
عقاب پر چلے عقاب نے پیچھے ہٹ کے دو چار گولے ایسے مارے کہ سب کے سر پھٹکے گرے گر جھک کر
پیٹتا جاتا ہی کہتا ہی ہاے میرے کیا کیا ساحر مارے جاتے ہین افسوس میرے جان نثارون کو یون شہ ویا
جب تک عقاب سفان ساحرون کو قتل کیا ملکہ نعمان نے فوج اپنی لیکر اسطور سے جنگ کی جم جم کے اس
طور سے سحر کیے خوب خوب لڑی ڈیڑھ لاکھ ساحر مارے عقاب نے جو پٹ کے اُنکی لاشین دیکھین چیخین
مار کر رونے لگا کہتا تھا یار و اس عورت نے میری جان لشکر کو مٹا دیا چراغ لشکر گل ہوا یہ کہکے حرف نعمان
کے چلا سحر چلنے لگے عقاب نے زبان کاٹ کر خون جو پھینکا وہ قطرے خون کے نعمان پر پڑے بدن مین آبلے
پڑ گئے زبان بند ہو گئی سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش ہوا اُس پریشانی مین اسکے منہ سے
نکلا کہ ملکۂ عالم کنیز کو بچایئے آپ کہان ہین اب وقت امتحان ہی لونڈی کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی عقاب نے
جو نعمان کا یہ حال دیکھا تیغ کھینچ کر چلا کہ نعمان کا سر اسی حال مین کاٹ لون نعمان تھراتی ہوئی پیچھے ہٹی جاتی
ہی اُس مقام پر صورت بھی تھے ایک کنیز تڑپکر غول سے نکل پکار کر آواز دی ای شہنشاہ کیا کہنا آپ کے
لشکر کے چار پانچ ہزار آدمی مارے جاچکے اسوقت بی حیرت غافل کھڑی ہین یہ تو بیکار ہوئی حیرت
کو لیجیے حقیقت مین دنیا عجب مقام ہی اسیوجہ سے عبرت سرانام ہی آپ نے اسقدر جانبازی کی روپیے
کرورون صرف کیے وطن اپنا چھوڑا محبت سے اہل و عیال کی منہ موڑا اس سرکش کو کچھ خیال نہین تجھ ایسا
چاہنے والا شوہر کہان پائیگی مگر افسوس صد ہزار افسوس نظم

جلا نے جان ہوئی سرخ و سفید تن کی
خدا کے واسطے ای آسمان حوالے کر
کریگا اینٹ کا گھر اپنا کوہکن کی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
اڑی غبار کبھی جانب وطن کی
ہواے تند سے رہتا ہی بیم بربادی
قبول سینے کے منہ پر ہزار سخن کی

قدم پڑے جو ترا اسپ ای گل رعنا
دھوے دھوے نہین ہو مرا کفن کی
جلا رقیب سیہ رو حسد سے مین سمجھا
نہین سمجھتے کہ ہی زیر پیرہن کی
قبول خاطر مردم ہو تو تیا کیطرح
تپ درون نے کیا ہی زبون تن کی
نظارہ بازیہ در پردہ کون ہی اسکا

جمال حور و پری پر ہی طعنہ زن کی
زمین شور کی ہو قابل چمن کی
یہی جو تیشہ زنی ہی تو ایک دن شستنا
ہوئی ہی گھر کے مردے سے شعلہ زن کی
زمانے مین کوئی غربت زدہ نہین سمجھا
عزیز تیری کرین شیخ و برہمن کی
ہوے قالب خالی غبار خاطر روح
دکھاتی ہی کسے چشم و لب و دہن کی

زمین سے ہوئیگا ایک آسمان نو پیدا
نہ دیکھا روح کو ہوتے تہ یک تن ہستی
آل کار کا اپنے نہیں خیال آتا
نہ ہوئیگی مگر آتش پہ ابخیس مٹی

پس از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن کی
گرے ہیں انہیں صباحت کے سیکڑون کشتے
ملا یا کرتے ہین مٹی مین گور کن مٹی

کسی کا یار برے وقت مین نہین کوئی
عجب نہین ہی جو صبے بہے پاس مین مٹی
کسی نے اُن بھی نہ کی شمع جلنے خاک کی

اسطرح سے کنیز نے یہ اشعار پڑہے کہ عقاب نے ہنسکے کہا تیرا کیا نام ہی کہا حضور میرا نام و نشان پوچھنے سے کیا فائدہ چلیے اس مغرور کو گرفتار کیجیے ساتھ والون کو آسکے شکست دیجیے دین و ایمان کا تو خاتمہ ہوا میرا نام ملکہ رنگین گلعذار ہی ہر سون شب کو آپنے میرے زانوون پر ہاتھ رکھدیا مین چپ ہوگئی اب جو راے مین آئے وہ دیجیے آج رات کو اپنے تخلیہ مین مجھکو بلائیے گا بی حیرت کو جلائیے گا اور چند چیزین میرے پاس ہین کیا اُنکا حال کہون آپ دیکھیے تو بہت خوش ہونگے مین سچ کہون مجھکو بہت ناگوار ہوا آپ ایسے جانباز سرفروش کو بی حیرت نہین قبول کرتی ہین سراسر جہالت ہی اُنکی مرتب قید کرکے اُنکو تو لونڈی بنائیے گا یہ کہکے پشت پر ایک دو ہتھڑ مارا کہا تو تو ابھی سے مجھکو لگا ہون مین کہائے جاتا ہی اسطرح نہ گھور و میرا خون بہت ہلکا ہی میرا چہرہ اُترا جاتا ہی لے اب آگے بڑہو جیسے ہی عقاب آگے بڑھا کنیز پیچھے پیچھے پھر یہ باتین بناتی جاتی ہی کبھی کہتی ہی آپکو گنگا کی قسم مجھ مین اور ملکہ حیرت جادو مین کیا فرق ہی ان کیون سنو صاحب وہ شاہزادی ہین مین اُنکی اک کنیز ہون مگر مین آپ کو بہت راضی کرونگی عقاب ہنستا جاتا ہی دل مین کہتا ہی کہ ایسی کنیز مین کسکو ملتی ہین حیرت سے جلا نیکو یہی بہتر ہی یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی ایک نخل کے سائے مین پہونچا کہ کنیز نے کمند کے حلقے مارے عقاب ابر سوار پلٹا اُسنے حباب مارا اور نعرہ کیا نعرۂ چالاک بیعیاری من آنم چست و چالاک بچشم دشمن اندازم کف خاک نہ اید باو گرد تیز گامسم خلیفہ اولم چالاک نام حباب مار اعقاب بیہوش ہوا مگر ہزارون ساحر دوڑے حیرت نے نعرۂ چالاک کی آواز سنی پلٹ کر سحر کیا دو چار سو کے سر اُڑگئے نعمان بھی بڑھی آئے اپنے اپنے کر لیے ایک گولہ مارا کئی سو ساحر گرے کہا حضور یہ نکلکر جانے نہ پاوے ہر چند ساحرون نے کد و کوشش کی مگر ساحران عقاب ٹوٹ پڑے چالاک نے گوتے ہین جاکے خیمے ہین آگ لگادی ساحر اور بھی گھبرا گئے تیس لاکھ فوج کے پاؤن اُکھڑے فریاد کرتے ہوے بھاگے حیرت جادو نے خوب خوب سحر کیے نعمان کا بھی سحر چل رہا ہی ہزارون کو جلا دیا ہزارون سر کاٹے بھاگے ہوے نہ ٹھہر سکے خیمے بارگاہین چھوڑین حیرت نے سب لوٹ لین تین کوس تک شکست کھاے ہوون کو مارا ہی ارادہ ہی بغیر قتل کیے نہ پلٹونگی کہتی ہین عقاب زندہ بچکر نہ جانے پاے لیکن نعمان نے باندھ پکڑ لیا کہا واری بس مجھکو روؤ نگا کہان تک پیچھا کیجیے گا حیرت جادو مع نعمان نے سب اپنا لشکر سمیٹا ایک کنیز نہایت حسین لباس معقول پہنے حیرت سے باتین کرتی ہوئی چلی آتی ہی کہتی ہوئی کہ واقعی آج کیا کیا سحر کیے ہین اور کس زور و شور سے بیچارا کو بھگایا ہی اب پیچھا کرنا کیا ضرور ہی مگر ایک بات کا حضور کو خیال رہے کہ چالاک نے اس سے لڑائی کو فتح کرایا دیکھیے کس وقت اُسکو بیہوش کیا ورنہ نعمان کو زندہ نہ چھوڑتا قتل کرنے پر آمادہ تھا خوب وقت پر پہونچا اُسنے کمال کیا آپکا غلام جان نثار ہی حیرت سمجھ گئی کہ یہی چالاک ہی کنیز بنکے آیا ہی فرماتی ہین کہ وہ تین روپیے کا پیادہ اُسکو یہ لیاقت کہ ہمارے پہلو مین بیٹھے بلکہ مین تلاش کرکے اُسکو قتل کرونگی کہ بدنامی میرے نام سے مٹے ہر شخص یہی ذکر کرتا ہی کہ چالاک حیرت بدعاشق ہی مجھکو شرم آتی ہی اُسکو مار ڈالنا ہی ہوجاے تو میری بدنامی مٹے چالاک کہتا ہی سبحان اللہ کیا حضور نے قدردانی فرمائی

ایسا جانباز سرفروش عاشق صادق الصفات سے خیال فرمایئے کہان کہان پہونچا ہر جگہ اپنی جان و پیر ٹھکس پڑا
پیٹے پیٹے تباہ ہو گر ہارے اگر اُسکا قدم درمیان مین نہو تا اب تک نہین معلوم حضور کے واسطے کیا ہو جاتا حیرت
نے کہا کیا ہو جاتا اُسنے کیا کمال کیا جو طلسم کو توڑا ہمارے اقبال نے یاوری کی طالع نے مددگاری کی ایسے ایسے
معاملے بہت پڑتے ہین ہمین کوئی قید نہین کر سکتا ہو یہ باتین کرتے ہوئے چالاک حیرت کے ہمراہ چلے آتے
ہین کہ ایک دناتا ہوا اس مین کا ہنی اندھیرا ہوگیا کئی کنیزین منہ کے بل گرین نعمان سر پکڑ کر بیٹھ گئی اب جو
اندھیرا دفع ہوا دیکھا حیرت جادو ندارد چشم پڑ گئی کنیزین رونے لگین نعمان یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ارے
یارو غل نہ مچاؤ حال بتاؤ کیا ہوا یہ کہتی ہوئی اُسی مقام پر آئی کنیزون نے کہا حضور ملکہ غائب ہوگئین آپنے دیکھا
یہ کیا ستم ہوا یکایک اندھیرا ہوگیا اُسکے بعد جو روشنی ہوئی ملکہ نہین معلوم ہوئین نعمان نے کہا لشکر اسی مقام
پر اُتار دو اور پکار کر آواز دی یارو ذرا دریافت کرو وہ عیار صاحب کہان ہین یہ ہمکو ثابت ہوا وہ خیر خواہ
دولت ہین ہم ذرا اُنسے صلاح کرین عقل سے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ عقاب ابر سوار کی یہ حرکتین ہین مگر یہ نقشا
اُسکے سحر کا نہین معلوم ہوتا اُسکے سحر کی اور صورت ہو یہ دناتا سنا تھا اور یہی کیفیت ہو یہ تو کسی نے بہت پاک و
پاکیزہ سحر کیا ہو بڑے لطف سے لے گیا ہو یہ کہکے نعمان بارگاہ مین آکر بیٹھی ہر مرتبہ یہی پکارتی ہو کہ میان عیار
صاحب کو لاؤ ہم اُنسے صلاح کرینگے ایسا نہو کوئی ایسی خرابی ہو کہ جسکا دفع ہونا مشکل ہو جائے کہ ایک
کنیز نے آکے سلام کیا عرض کی واری مین ابھی کھڑے کھڑے بازار مین پکارتی پھرتی تھی کہ میان چالاک صاحب
کہان ہین ملکہ نعمان بلاتی ہین کہ حضور ایک شخص مہاجن کی شکل کا میرے سامنے آیا اُسنے کہا بوا نرگس کیون
نگاہ بازی کرتی ہو ایک پر نگاہ ڈال رہی ہو چالاک بی نعمان کے سامنے نہ آئیگا مگر تلاش کرنے نکلیگا
یہ کہکے وہ شخص چلا گیا ای ملکہ عالم کیا اُسکے دل کو صبر آئیگا وہ عاشق صادق ہو جمال جہان آرا کا شائق ہر وقت
اُسکو یہی خیال ہو کہ ملکہ عالم کو کوئی صدمہ نہ پہونچے ابھی ابھی لیکے گیا ہو مین لشکر صاحبقران مین بھی دکان
رکھتی تھی اسوجہ سے وہ مجھکو پہچانتا ہو جب مین نے اُسکو تباہ و برباد دیکھا یہ کہا کہ جو ضرورت ہو مجھسے لیلو
قرضہ بھی ادا ہو جائیگا تین ہزار روپے لیچکا ہو ابھی ابھی مین نے خیال کرکے دیکھا کہ اُسنے بیجا صرف نہین کیا
ضرورت روزمرہ مین اسقدر روپیہ صرف کر چکا اُسکی جان پر دو طرح کے صدمے ہین کبھی ملکہ کو یاد کرتا ہے
ٹھنڈی سانسین بھرتا ہو کبھی اپنے لشکر کے لیے روتا ہو یہ خیال ہو کہ سرہنگ صبار رفتار عیار دو رنگی
بلاے روزگار ہو ایسا نہو کہ بادشاہ کو پکڑ لیجائے اُسکا کوئی کیا کر سکیگا وہ عیار بیباک موسوم بہ مہتر چالاک
پکے حضور فکر کرین ہرکارے بھیجین یا ساحرون کو حکم دین کہ تلاش کرکے خبر لائین اور چالاک تو یہ کہکے گیا
کہ مین فکر مین ملکہ عالم کی جاتا ہون مگر خبر آپکو ملتی رہیگی ملکہ نعمان نے کئی سو ساحران تیز رفتار بلاے روزگار
بلائے اُنپر تاکید کی کہ جسطرح بنے ملکہ کا پتہ لگاکے آؤ کئی سو ساحر جانور بنکے اُڑے اور براے تلاش ملکہ حیرت
چلے نعمان سر پٹکتی ہو کہ ہاے یہ سب کہنے سے ملکہ عقاب ابر سوار سے لڑین اُنکے حال پر ملال پر افسوس
آتا ہو نہین معلوم کس انتظام مین ہونگی انتقام کر رہی تھین ہاے اپنے دعوے دار سلطنت کو نیک
چلی تھی کہ جلتے ہی ہو شہر بابر قبضہ کرتی اب مین کیا منہ لیکر جاؤن مشہور ناسے ہو تر بابو چھینگے ملکہ حیرت
کو کیا کیا تو کیا جواب دونگی اب احوال حیرت جادو کا لکھا جاتا ہو ناظرین پر واضح ہو کہ کیا معرکہ گذرا افراسیاب
شکست و شکستہ بھاگا ہوا جاتا ہو ہرچند کہ تعاقب کرنے والے رک گئے مگر بھاگنے والو نکی وہی کیفیت ہو کہ پیچھے پھر کر

اور بندہ و سر کا اگر کوئی عمل چل گیا سمجھے حریف آپہونچا بھر بھاگے آگے سب کے عقاب ابر سوار ہی تاج ڈھلکا ہوا کچھ کیے چہرے پر پڑے ہوے جھولی سحر کی گر گئی ہی سحر کرنیکا اگر ارادہ ہوتا ہی تو سر پہ ہاتھ دھر روتا ہی کہین سے پتہ اُٹھا لیا کہین سے سنگریزے اُٹھا لیے پشت پر پھینک مارے اپنے ہی لشکر پر تیر برسے کچھ ذرّے چمکانے لگے تابش و حدت آفتاب برچھی اپنی ہی فوج مبتلاے بلا ہوئی ساتھ والون نے غل مچانا شروع کیا کہ حضور آپ یہ کیا کرتے ہین آپ کے ساتھ والے مرے جاتے ہین واسطہ سامری کا آپ سحر نہ کیجیے یہ سب لشکر آپ ہی کا پھیلا ہوا ہی عقاب گھبرا کے کہتا ہی یارو نہ گھبراؤ اب سحر نہ کرونگا مین سمجھا تھا کہ حریف آگئے اسوجہ سے سحر کیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ میرا لشکر ہی اس بدحواسی مین عقاب بھاگا جاتا ہی اگر لشکر والے کہتے ہین کہ حضور آپ ٹھہر جایئے حریف نکل گئے عقاب کہتا ہی کہ تھوڑی دور اور نکل آؤ ایسا نہو وہ لوگ پھر آجائین صحراے خارستان کو طی کر کے صحراے سبزہ زار مین پہونچا دیکھا پہاڑ مین اک قلعہ بنا ہی اُس قلعے پر ہزارہا ساحر کھڑے مضحکہ کر رہے ہین آپس مین کہتے ہین یہ کون لوگ ہین جو اسطرح بدحواس بھاگے جاتے ہین بعضے کہتے ہین بڑا لشکر ہی تمام جنگل مین پھیلا ہوا ہی آگے سب کے افسر ہی وہ اہالیان فوج سے زیادہ تر بدحواس ہی مگر تاجدار سیہ فام کنارے پر کوہ کے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی جب عقاب ابر سوار دامنِ قلعہ مین پہونچا تو اُس تاجدار نے آواز دی ارے میان بھاگنے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم آتے ہین ہم بھی تمھارا حال سننا چاہتے ہین اتنے بڑے لشکر کو کسنے ستایا کیا معرکہ درپیش ہوا کیون تمکو پس و پیش ہوا کون ایسا دشمن تھا جسنے اتنے بڑے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا لشکر اسقدر گھبرایا ہوا ہی آپ اسقدر پراگندہ خاطر ہین اب آپ ہمارے دامن پناہ مین آیئے نہ گھبرایئے واسطہ سامری و جمشید کا ذرا ٹھہر جایئے عقاب ٹھہرا وہ تاجدار پہاڑ سے اُترا عقاب نے صورت کو دیکھا کہ مجھسے زیادہ بدصورت ہی مگر غرض بری چیز ہی عقاب ٹھہر گیا اُس بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی بس ٹھہرو عقاب کہنے سے اسکے ٹھہرا اُس تاجدار نے اپنے ساتھ والونکو آواز دی کہ ایک بارگاہ استادہ کرو فوراً ملازمون نے بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ زرنگتی استادہ ہوئی ہاتھ پکڑے ہوے عقاب کا اندر بارگاہ کے لایا مقام معقول پر جگہ دی شراب پلائی پوچھا اے برادر تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی عقاب ابر سوار نے جو نام بتایا اور کہا کہ مین ساحر ششمش کا نواسہ ہون وہ تاجدار لپٹ گیا کہا بھائی تمنے نہین پہچانا مین اُنکا پوتا ہون میرا اب ارادہ ہوا تھا کہ لشکر تیار کر کے مسلمانو پر جا پڑون اپنے بزرگون کے خون کا دعوی کرون مسلمانون کو قتل کر کے پیٹون شیرون نے بھی صلاح نیک دی تھی کہ بہت اچھی بات ہی جلدی کیجیے رسد بھی بےحساب موجود ہی سب سامان ہو چکا کیا کہین تمنے مسلمانون سے مقابلہ پڑا عقاب نے اک آہ کی تمنے حالت اپنی تباہ کی چیخین مارکے رویا کہا بھائی کیا بیان کرون میرا حال کہنے کے قابل نہین ہی میری تو یہ کیفیت ہی بموجب نظم

کیا غرض غنچے سے جب یار سے کچھ کام نہین
خنجر ابرو سے خدا رسے کچھ کام نہین
گھر مین اب چین سے بیٹھون کہ وہ سودا زدہ
ہجر جانا کی شب تار سے کچھ کام نہین
چمن خلد مین اب چل کے کرون گل گشت

گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین
مرض عشق سے دی مجھکو شفا شافی نے
گردش کوچہ و بازار سے کچھ کام نہین
ساغر عمر لب بام نظر آتا ہی مجھے
بوسہ گل رخسار سے کچھ کام نہین

تیغ کافی ہی مجھے اپنا گلا کاٹنے کو
اب تری نرگس بیمار سے کچھ کام نہین
شب تاریک لحد کا ہی تصور مجھکو
ساقی و خانۂ خمار سے کچھ کام نہین
کیجیے سایۂ طوبیٰ مین بھی آرام

یار کے سایۂ دیوار سے کچھ کام نہین
نالہ و گریہ و داغ اپنے لیے کافی ہین
قد بالاے جفا کار سے کچھ کام نہین
ہوگیا خوف سے خود بال ہمارا تن زار
ایک سے کام ہے دو چار سے کچھ کام نہین

ہے چھوڑنا اسکو گوارا جو ہنوز قاتل کا
نشۂ بادہ و گلزار سے کچھ کام نہین
روش عمر روان کا مجھے اتنا ہی خیال
اب تو موے کمر یار سے کچھ کام نہین

مجھکو اپنے دل افگار سے کچھ کام نہین
روح جاتی ہے کھنچی عالم بالا کی طرف
یار کے جادۂ رفتار سے کچھ کام نہین
اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ

یہ بادشاہزادہ ان اشعارون کو سنکر رونے لگا کہا بھائی مفصل کہو پہلی
میرے ذہن مین نہین آئی اتنا تو مین سمجھ گیا کہ آپ کسی پر عاشق ہین مگر نام تو بتایئے اگر معشوق آپکا طبقۂ
ماہ تابان پر ہو تو وہان سے جاکر لادون ای بھائی مین نے کتبہاے پارینہ بزرگان سب ملاحظہ کین اور غار
افراسیاب مین تین مرتبہ جاکر امتحان دیا ساحران عالم دنگ تھے بیس برس کے سن کے اندر مین نے
سب کمالات ظاہری و باطنی حاصل کر لیے اگر شعبدۂ سحر دکھاؤن طبقات زمین کو آسمان پر پہونچاؤن اور
شعاع نیر اعظم کی جلا مین بناؤن حرارت دفع کرکے زمین پر کھینچ لون اس قلعہ کو ہر مفقود حرامی ساحر نامی
بڑا سحر مین کامل و اکمل بندگان خدا کو آزار پہونچاتا تھا قافلونکو لوٹ لیتا تھا غیر ساحرونکو شکست دیتا تھا
ملکون مین جاکے آگ لگاتا تھا مال وہانکا لوٹ لاتا تھا یہ اُس بیحیا کا کام تھا مین نے جب ہوش سنبھالا اس
میری ماں مجھکو لیکر بھاگی تھی کہ جس روز فرعون قتل ہوا اُسدن اکناف فرعونیہ مین قیامت برپا تھی ملکوں مین
نور الدہر وابرج کے ساتھ والے قیامت برپا کرتے تھے مین دو برس کا تھا تمش نے مجھکو بیٹا کیا تھا نام
میرا عقلاے بن تمش رکھا مین جب سحر مین کامل ہوکر یہان آیا یہ ایک قلعہ پسند آیا ان نے میری اُس حرامی
سے کہلا بھیجا کہ ہم غریب الوطن ہین حال رنج و محن ہین اگر تم حکم دو تو اسی صحرا مین مکان بنالین اُس ملعون
بیحیا نے کہا ہم اپنے صحرا مین کسی کا رہنا مناسب نہین جانتے میرے ساتھ دو سو کنیزین دو سو ساحر باقی تھے
مین نے جنگ آغاز کی جس سحر پر اسکے عاجز ہوتا تھا دوسرے دن دفعیہ اسکا لیکر آتا تھا تین برس کامل
اسکے میرے مقابلہ رہا ایکدن مغلوب ہوا مین وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا ساٹھ ہزار ساحر نے اطاعت کی قلعہ قبضے
مین آیا پھر مین نے بزور سحر ہاتھ پاؤن پھیلاے عملداری بڑھنے لگی اب بارہ سو کوس کے اندر میری عملداری
ہر صد ہا دیہات و قریات میرے آباد کیے ہوے موجود ہین مین آپکو صحرا سے لایا یہان آثار اب چاہتا ہون
آپکی مدد کرون اگر مسلمانون سے بگڑی اُلجھ گئی ہے مین جان و دل سے موجود ہون اُنکے مقابلیکا مدت سے
طالب تھا اسی حیلے سے مقابلہ پڑیگا اتنک مین فرزند تمش مشہور ہون اس ولدیت سے عقلاے عقاب سے
ہو یا مین لین عقاب نے بھی پر جھاڑے گدے تہنے لگا چہرے پر سرخی آگئی سب حال اپنا مفصل بیان کیا
حیرت کی مصیبتین اپنے ملک مین پہونچنا حیرت کا قید کرنا عمر لیکر چلنا عہدنامہ ہونا سب کیفیت بیان کی اب
بگڑنا نعمان جادو کا چالاک کا جز اعلی ہونا اپنا شکست کھانا سب کہ سنایا عقلاے ہنسنے لگا کہا بھائی صاحب
حیرت کیا چیز ہے اور نعمان کس جانور کا نام ہے آپکو بڑا افسوس یہ ہے کہ معشوقہ آپسے بیزار ہے فقط نگاہ آپکے
والدون آپ پر عاشق ہوجاے عمر بھر خدمتگزاری کرے آپ بھی تماشا دیکھیے یہ کہکے اُٹھا چند ملازمون سے
کہا کہ بھائی صاحب کی خدمت کرو لشکر کو آپکے آب و دانہ پہونچاؤ کسی بات کی کسی کو تکلیف ہونے پائے
والدہ ماجدہ سے جاکر عرض کرو کہ شہنشاہ عقاب ابر سوار نواسے باجان کے آئے ہین انکے لیے دعوت
کا سامان کیجیے یہ کہکے پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا وہ وقت تھا کہ حیرت بلقیع و فیروزی تسلی رہی تھی اور مہتر

چالاک نے شکل کنیز سوجھ دلعا باتین آپس مین ہو رہی ہین اسوقت عقلا پہونچا عقاب نے تقریر مین تصویر دکھادی
تھی اب جو نگاہ اس بدبخت کی جمال بیمثال حیرت پر پڑی دیکھا ایک آفت جان زلفین عارض پانور پر پریشان ہین
نظریان کالی کالی گردش کرتی ہوئین قد بالا موزون عارض گلگون گلوے نازک صراحی میکدۂ حسن وجمال
سینے پر کچے ابھار حسن کی بلبلاون مین پکار ہنس ہنس کے جو باتین کر رہی تھی گویا غنچہ دہن جہان وا ہوا گوہر دندان
چمکے برق گری کہ خرمن ہوش وحواس کو جلادیا تھرتھر کانپا جی مین کہتا ہی واے برحال عقاب ابر سوار
ایسی معشوقہ پر کیونکر نہ جان دے مرتا ہی تو مرنے دو اسکے ساتھ مین خود شادی کرونگا اسکو لیجا عقاب سے
بے اعتدالی کرینگے بولیگا تو ارکے ہٹا دینگے اس نازنین کے لشکر والے چند ساحر ہین انکو جب چاہونگا
ستادونگا اگر پھر انھون نے لشکر کشی کی تو ایک سحر مین ستادونگا میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائینگے یہ کہکے
اپنے سحر کیا آندھی چلی اندھیرا ہوگیا حیرت کو اٹھالیا اس زور وشور سے گرا کہ حیرت بیہوش ہوگئی سحر بھی
کچھ نہ کرسکی عقلا لے اُڑا راہ مین جمال دیکھتا ہوا دل کو تسکین دیتا ہوا چلا جاتا ہی یہان لشکر مین حیرت کے
قیامت برپا ہوئی چالاک تلاش کو نکلا نعمان نے ہرکارے بھیجے کئی سو ساحر ڈھونڈھنے کو نکلے
عقلا سوچا اگر دربار مین لیجاؤنگا میان عقاب قبضہ کرینگے لیے ہوے اپنے قلعے پر آیا ایک قفس آہنی مین
حیرت کو بند کیا وہ قفس ایسے بند وبست کا بنایا کہ قیدی تا قید حیات نکل نہین سکتا اب ملکہ حیرت
کو ہشیار کیا آنکھ جو حیرت کی کھلی دیکھا زندان مین سوزن سامنے ایک ساحر بدفن کہ رہا ہی کہ حضور مین
غلام ہون امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمائیے دولت دنیا میرے قبضے مین ہی ساتھ ہزار
لاکھون میرے پاس ہی عملداری دن بدن بڑھتی جاتی ہی حسب ونسب یہ رکھتا ہون کہ ساحر شمشش کا
بیٹا ہون اور سرحد پر بھی قبضہ کرونگا سب سلطنت آپ ہی کو دونگا کبھی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا مگر
حیرت حیران حیران دیکھتی ہی کہ مین کس مصیبت مین پڑی یہ بھڑوا سیاہ رو کون ہی کہ جو ایسی باتین کرتا ہی
مگر حجاب سے سر جھکالیا عقلا نے کہا ای ملکہ عالم کچھ آپنے جواب نہ دیا عقاب ابر سوار میری عملداری
مین فروکش ہی اب اسکو جواب دیدونگا ملکہ حیرت اپنے حال زار پر روئی جب وہ بہت کچھ بکا کہا ای
عقلا تونے بڑا غضب کیا میرے لشکر سے مجھکو لے آیا میرے ملازم فساد برپا کرینگے خبردار ایسی بیہودہ
باتین نہ کر مین کبھی ایسے امر کو قبول نہ کرونگی اگر مجھکو قتل کرتا ہی جلد قتل کر مین اپنی جان سے خود بیزار ہون
گھڑی بھر کامل دونون سے باتون مین رد وقدح رہی حیرت نے عقلا کو جواب سخت دیا قفس لٹکادیا
آپ وہان سے زیر قلعہ آیا عقاب کی دعوت ہو رہی ہی سب حاضر ہین ملازمون نے سب سامان حاضر کیا
عقاب پھولا ہوا بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ عقلا آکے پہونچا عقاب نے کہا کہو بھائی اُس معشوق سرکش کو
لانے جسکے واسطے مین مرتا ہون دیکھون میرا انجام کیا ہو میری جان پر بنی ہوئی ہی عقلا نے کہا گھبرائیے نہین
مین لشکر حیرت مین گیا تھا سارے لشکر کی سیر کی حیرت اسوقت اندر بارگاہ کے تھی باہر نکلے تو مین اسکو
نکالاؤن اگر اندر بارگاہ کے جاتا فساد برپا ہوجاتا تم قصر سامری مین رہو مین نے بنوایا ہی کئی سو بت
طلائی نقرئی اسمین موجود ہین گھنٹ نواز ناقوس نواز سب حاضر ہین سب آپکی خدمتگاری کرینگے جہان
مناسب ہو وہان ٹھیریے یا اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو یہان سے دو کوس ہٹ کے اپنے لشکر مین
فروکش رہیے جب ضرورت ہوگی مین آپکو بلوالونگا یہ باتین سنکر عقاب گھبرایا دل مین کہتا ہی کیا ہوگیا

یا تو یہ زور و شور تھا کہ آفتاب زمان پر تیغ زن تھی زمین الٹ دون یا یہ کیا ہو گیا کہیں ایسے حیرت جادو
کو تو نہین دیکھ لیا کہیں عاشق تو نہیں ہو گیا آخر عقاب اب مین کیا کرون دل مین سوچ کر کہا نہیں بھائی صاحب
مین اسی مقام پر رہونگا الگ کیونکر جا کے رہونگا عقلا نے کہا آپکو اختیار ہے مگر دعوت آپ کے لشکر کی
ہو چکی صبح سے انتظام کیجیے گا میرے ملازم ہلاک ہو گئے فوج میرے ساتھ بہت کم ہے مادر مہربان میری
ملکہ آئینہ دار بہت خفا ہو مین کہتی ہین جب ہم تباہ ہو رہے ہمارے [illegible] تو کوئی نہ آیا لڑکے نے میرے آبجکے
تین برس مین قلعہ لیا اب سنگوڑے دعوت کھانے دوڑے چلے آتے ہین یہ مقام کوہستان ہے غلہ یہان بہت
کم ہے یہ کہکے عقلا باہر نکلا ملازمون سے کہا بارگاہ ہماری خالی کرا دو انسے کہو اپنی بارگاہ استادہ کرائین
نخلستان مین جا کے اتریں زیر قلعہ یہ مشکل ہے کہ مادر مہربان کے ملازم اکثر برائے سیر نکل آتے ہین انکو تکلیف
ہوگی عقلا تو الگ بارگاہ مین بیٹھا ہے عقاب چپ بیٹھا تھا کہ ملازمون نے آکے کہا کہ بارگاہ خالی کر دیجیے
اپنی بارگاہ استادہ کرا کے نخلستان مین جا کر اتریے عقاب گھبرا گیا لاچار بارگاہ سے نکلا نخلستان مین جا کے
اترا مشیران سلطنت و وزیران باہمت کو جمع کیا کہا یارو یہ تو تم نے دیکھا اس ملعون عقلا نے اعزاز و اکرام
سے مجھکو اتارا اور عجب ذلت سے نکالا ذرا اور رعایت تو کرو یہ کیا معرکا ہے ہرکارے جائین اور مفصل خبر لیکر آئین
مجھے اسکے کہنے کا بڑا قلق ہے فلک دریے آزار ہے انسان کا سوچا ہوا کچھ نہ ہوگا ہم سمجھے تھے کہ گردش فلکی کا اب
خاتمہ ہوا جو خرابیان ہونی تھین ہو لین اب اپنے گھر چلے جائینگے اس ملعون نے روک کے اور
بیدعلم دیا اب دریافت کرنا واجب و لازم ہے یہ کہکے ہرکارے روانہ کیے ہرکارے بھی چلے لیکن
عقلا نے بعد نکال دینے عقاب کے اپنے وزیرون اور مشیرون کو جمع کیا انسے صلاح کر رہا ہے
صاحبو مین حیرت جادو کو لایا ہون گیا تو مین اسواسطے تھا کہ لا کے بھائی صاحب کو دون مگر وہ
معشوق پریچہرہ ہے کون گوارہ کریگا کہ دوسرے کے قبضے مین جائے مین کوچۂ عشق و عاشقی کو کھیل
سمجھا تھا اب اسی کوچے مین پھنسا یہ کیفیت ہے کہ آنکھیں جلتی ہین ہر استخوان بدن سے چنگاریان
نکلتی ہین عقل مین فتور ہے صحبت احباب دل سے دور ہے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے اپنے دوست
دشمن معلوم ہوتے ہین اور رونی ہنسی پر روتے ہین عشقہاے گذشتہ پہ طعنہ کرتا ہون قیس کا نام
مٹانے پر مرتا ہون رگین کھنچی ہین تلوے کھجلاتے ہین جی چاہتا ہے جنگل مین خاک اڑائین ساکنان صحرا مین
شور و غوغا برپا ہو **مطلع مصنف** خاک اڑاتا ہو ترا دیوانہ یہ پہنچا آیا — غل ہوا شہر مین جنگل سے بگولا آیا
کبھی دل کہتا ہے کہ کرسی اٹھائین اس پہاڑ کو جا کے دیکھین جو کوہکن نے کاٹا شیرین نے جان شیرین دی
دیکھین جا کے انجام کیا ہوا شیرین کو کیا ملا کوہکن کو کیا حاصل ہوا دونون ناشاد نامراد پردۂ دنیا سے
گئے مصاحبون نے جو دیکھا ولولۂ جنون اسپر طاری ہے عالم بیقراری ہے بات کرنے مین منھ سے دھوان نکلتا ہے
چونکتا چہار جانب دیکھتا ہے ہونٹ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری بات بات مین آہ کرتا ہے
حیران ہو گئے جو یہ کیفیت اسنے ملازمون سے کہی اور یہ بھی کہا کہ وہ مجھسے ابھی کسیطرح نہین ہوتی بڑی سرکش
معلوم ہوتی ہے لاکھ لاکھ سمجھایا وہ نہین مانتی تم سبھون سے صلاح کرنیکو چلا آیا اب تم لوگ کیا کہتے ہو
جبر کرون یا منت و خوشامد کرون جو کہو وہ کرون یارو میرے تو ہوش درست نہین ہین مین کیا کلام
کرون یہ تو یہ باتین کر رہا ہے ہرکارے روانہ کیے ہوے عقاب ابر سوار کے سن رہے ہین مشیرون نے

عرض کی جو مناسب وقت ہوگا عرض کرینگے حضور فرمائیں تو پوچھتے ہیں کیونکر عرض کریں اتنا تو ضرور گذارش
کرینگے کہ حضور عہد کے خلاف نہ کریں عقاب ہی کو سرفراز فرمائیں اسپر تو عقلا بہت گھبرایا اور بگڑ کے
کہا میری جان لینا چاہتے ہو ایسی معشوق خوشخو خوبرو آئینہ جمال حور خصال خوش چشم صاحب قہر وخشم
اتنے بڑے نامی کی زوجہ تمسے اس گدھے کے حوالے کردون یہ تو مجھسے کبھی نہوگا ذرا خوب سمجھکے صلاح کرکے
جواب دو فوراً جواب دیدینا سراسر تمھاری عقل سے خلاف ہے مقام انصاف ہے کہ جسکی جان جاتی ہو وہ
کیونکر گوارا کرے کہ اس معشوق کو غیر کے حوالے کردے یہ مجھسے نہ ہوگا سب وزرا امرا نے عرض کی
کہ غلامان جانباز انجمن مشاورت منعقد کرینگے شمع عقل روشن کرینگے فکر دفع رنج ومحن کرینگے جلسہ برخاست
ہوا ہر کارے پنے عقلا تو ایک چھپر کھٹ پر جاکے گرا سب کو پاس سے ہٹا دیا حکم ہوا کوئی ہمارے پاس نہ آئے
مقدمات مالی وملکی مین ہمسے نہ پوچھے کارگذاران قدیم کو جسطرح کا اختیار ہے جو چاہین کرین ہمسے کچھ نہ پوچھین
ہرکارون نے آکے عقاب سے سب خبر کہی کہ حضور عشق حیرت مین وہ بہت بیقرار ہے یہ صلاحین ابھی
ہو رہی ہین وزرا امرا نے یہی صلاح دی تھی کہ آپ کے عزیزین دامن پناہ مین لئے انکی خاطرداری ضروری ہے
ایک عورت کے واسطے فساد بہت ہوگا اسکا وہ جواب دیتا ہے کہ میری جان پر بنی ہے یہ سنکر عقاب بستر خواب
سے جھلا کے اٹھا کہا اس لونڈے کی شامت آئی ہے قلعہ وغیرہ مین آگ لگا دونگا پہاڑ کو سحر کے یون اڑا دونگا
جیسے روئی کے گالے اڑتے ہین کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچیگا کمبخت گویا جو دعوی خدائی رکھتا تھا اس سے تو
مین لڑ کے اسکی خدائی کو مٹایا یہ تو ابھی چھوکرا ہے بھاگتے راستہ اسے نہ ملیگا ہمارے میر منشی کو بلاؤ وزیر بند پیر چرخ
ہوا حکم ہوا ایک نامہ لکھو انجام ہر فقرے کا یہ ہو کہ ملکہ حیرت کو حوالے کردو خلاف کروگے تو بہت
پچھتاؤگے میر منشی نے نامہ لکھکر پیش کیا سرنامے پہ مہر کی شبرنگ سیاہ رو ایک ساحر زبردست
اسکو نامہ دیا کہا جاکر جواب باصواب لاؤ کسی وجہ مین دب کے کلام نہ کرنا میری جان لینے کا ارادہ ہے
میری جان خالی نہ جائیگی شبرنگ کو سمجھا کر نامہ دیا طرف عقلا کے شبرنگ سیاہرو روانہ ہوا آج دو دن
کے بعد عقلا دربار مین آکر بیٹھا ہے کنیزین خبر دے رہی ہین کہ حیرت جادو جان دینے پر آمادہ ہے ہمارا
کسی کا کہنا نہین مانتی ہین اور آپ کے نام پر تو ہزارون گالیان دیتی ہین قفس کے قریب کسی کو نہین آنے
دیتی ہین جو کنیز جاتی ہے وہ فرماتی ہین ہمارے پاس نہ آؤ ہمین یہ پیغام نہ سناؤ ورنہ ہم اپنی جان دیدینگے بھلا
کون اس سے بات کرے معشوق سرکش ہے اگر زبان مین سوزن نہوتا تو قیامت برپا کردیتی کوئی اسکو روک
نہ سکتا زوجہ افراسیاب حسن وسحر مین لاجواب ہے عقلا یہ خبرین سنکر مشتعل ہو رہا ہے پہلو بدلتا ہے کبھی گھبرا کے
اٹھتا ہے کہین اسپر دباؤ ڈالونگا دس بیس نہین ملکا اسکے بازو باندھین اور ہر فعل پہ مجبور کرین کہ چوبدار نے
خبر دی شبرنگ سیہ رو ایلچی عقاب ابر سوار کا در دولت پہ حاضر ہے چاہتا ہے حاضر خدمت ہون عقلا
نے جھلا کر کہا بلاؤ شبرنگ اندر آیا بموجب قاعدہ پایۂ تخت کو بوسہ دیا دلگل بلا اسپر آکر بیٹھا عقلا نے ساقی
کو اشارہ کیا خود تو شراب وکباب ترک کیے بیٹھا ہے شبرنگ سیہ رو نے جب جام پیا دماغ بادۂ ناب سے
گرم ہوا پکار کر آواز دی ستم نامہ دار وستم نامہ دار عقلا نے کہا کسکا نامہ لائے ہو شبرنگ نے کہا بادشاہ
پردۂ ظلمات عقاب ابر سوار کا نامہ ہے اسکو ملاحظہ فرمایئے بہتر اسی مین ہے کہ نفس حیرت مجھکو حوالے
کیجیے ورنہ نور اطبل جنگ بجیگا ہر چند کہ آپ فرزند ساحر مستمش ہین مگر وہ بھی بادشاہ پردۂ ظلمات شہنشاہ عقاب

کسی سے پایہ کی کاشین رکھتا عقلا نے نامہ پڑھا مصاحب بھی اسکے سب لگے جمع ہوے مصاحبون نے بھی یہی صلاح دی کہ ایک عورت کے واسطے فساد نہ بڑھیے تو بہتر ہی عقلا نے سب کی جانب سے منھ پھیر لیا کسی کو جواب نہ دیا اور نامے کو پھاڑ ڈالا کہا جاکے کہنا کہ تمھین ہمارے معقدمات مین دخل کیا ہی جو ہمارا جی چاہتا ہی وہ کرتے ہین ایک عورت کو سر بازار سے اٹھا لائے کسی کو اسمین دخل کیا ہی اگر تمھین دعوی ہی تو لقمان وغیرہ سے دعوی کرو وہ تمکو حیرت کو ذرہ بھی خبر دار اب ہمارے پاس کوئی پیغام نہ آئے ورنہ بادولت کے بہت خلاف ہوگا شبرنگ اٹھا بگڑ کے اسنے کہا اے شہنشاہ آپ نے جو جواب دیا بہت بہتر ہی مضائقہ ہی مگر نامہ کیون چاک کر ڈالا یہ تو بڑی بے ادبی کی اسکا جواب آپکو میدان کارزار مین دو نگا عقلا نے کہا تو زندہ کبھی جائیگا کہ جو میدان کارزار مین آئیگا مین ابھی تیرا علاج کرتا ہون ارے اسکو پکڑ لو سلطان عقلا اسکے شبرنگ نے تلوار کھینچی چہار جانب سے شبرنگ پر سحر چلنے لگے یہ سب کے سحر دفع کرکے چاہتا ہی کہ عقلا پر جا پڑون کئی ساحر مارے دو تین زخم بھی کھائے ایک مقام پر سب کے سحر دفع کیے تب کے عقلا پر جا پڑا عقلا نے اف کرکے ایک اشارہ کیا کڑک کے برق گری کہ نشانہ شبرنگ کا نشانہ شبرنگ نے دیکھا کہ اب گرفتار ہوجاؤ نگا شانے کو باندھا بمشکل لڑتا بھڑتا باہر نکلا عقلا نے بھی کہا اسے عیار کو نکل جانے دو اب نہ روکو سامنے اس نامرد کے ہیسطرح جائیگا شاید اسکو خوف پیدا ہو چلا جائے اسی مین بہتر ہی شبرنگ اس حال زار سے گرتا پڑتا لشکر مین عقاب کے پہونچا جس فوج کا یہ افسر ہی وہ لوگ دوڑے کہ ای افسر یہ کیا حال ہوا سب سے کیفیت بیان کرتا ہوا سامنے عقاب کے آیا عقاب نے جو یہ حال شبرنگ کا دیکھا غصہ کرنے لگا پوچھا ای افسر یہ کیا ہوا شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ حضور وہ مغرور آمادہ حرب دپیکار ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی غلام آپکا نامہ چاک کرنے پر بگڑا اسی پر فساد ہوا اگر عقلا نے اپنے سردارونکو حکم دیا کہ اسکو گرفتار کر لو آپکا غلام ایسا نہ تھا کہ بھاگ نکلتا لڑا بھڑا پانچ سات ساحر مارے اسی حال مین لڑتا بھڑتا نکل آیا شانہ زخمی ہونے پر یقین تھا کہ گرفتار ہو جاؤ نگا مگر آپ کے اقبال سے نکل آیا عقاب نے افسرونکو بلا کر حکم دیا کہ سامان لشکر کشی کرو آیندہ وقت تیس لاکھ فوج اک صحرائے سبزہ زار مین جمع ہوئی ہرکارون نے یہ خبر عقلا کو پہونچائی کہ سامان لشکر کشی ہی سب فوج سمٹ کر آگئی افسر نگہداشت فوج کی کررہے ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین عقلا نے حکم دیا کہ ہمارا بھی لشکر تیار ہو بادولت خود مقابلے مین آئینگے دیکھون تو میدان مین کون آتا ہی بوٹیان کٹا کھاجاؤ نگا نہین معلوم مجھپر دن کیونکر گذرتا ہی رات کیونکر کٹتے شب کو اندھیرا شب فرقت کا دیو سیاہ کا سامنا تھا شعلے ہائے شمع دود سیاہ پروانونکا حال تباہ لگن مین ہزارون جلے ہوے پڑے تھے اپنی بیتابی بیخوابی کس صورت کو بیان کرون عجب کیفیت ہوتی ہی قطعہ

بسکہ ہم کا فوریت سمجھے کیا فور کو
بولے موسی دیکھکر اس عارض پر نور کو
عکس روئے یار نے آویزۂ بلّور کو
خواہش دیدار مین تا رنگہ ہی جسم نزار
جانتے ہین ہم برابر نیکو اور مزد ور کو

لامین گر موسی ید بیضا مین شمع طور کو
کردیا روشن یہ اسی شعلے نے شمع طور کو
دیتی ہین تنویر تری رخ سے زیادہ مجھکو
ہو مین اک تسمے مین کر جاتا ہون اوہ دکو
راہ ہی کسقدر مشکل حسینون کا وصال

ہجر مین مر مر کے جب کاٹا شب دیجور کو
کرسکین روشن نہ فرقت کی شب دیجور کو
رنگ لے کٹتے ہین آویزہ کیا یاقوت کا
دن سے افزون رات بھاری ہوتی ہی رنجور کو
قصر ای منعم بناتا ہی تو اورون کے لیے
جیتے جی پلتے ہین حق کو جیدرون ہو کو

تاک کے ہیں پاؤں تیری راہ میں ہر آبلا	دیکھ اے بدمست چلکر خوشۂ انگور کو	رنج میں تخفیف کرتی ہے مری طبع رسا
ہیں جو دانشمند جاری رکھتے ہیں ناسور کو	ہوں میں وہ زخمی اڑی ہے تیغ نگاہ مست کی	توڑ دیتی ہے جو توڑوں زخم کے انگور کو
بت پرستی میں ہے ناسخ حق پرستی کا خیال	دیکھتے ہیں ہر صنم میں ہم خدا کے نور کو	رفقانے عرض کی حضور رنج نہ کرین

آپ یہان عقاب کا علاج کرین تب کہا جائیگا مین ایسا سحر کرونگا کہ خود بخود ملکہ آپ پر عاشق ہو جائیگی نہین تو قد موزون سرکاٹ کے ڈال دونگا یہ کہکے بارگاہ مین آگے بیٹھا ناچ رنگ کیا انگور خون سر نگون کیا حیرت مین دن گذرا رات کو صداے طبل جنگی کان مین آئی عقلا نے کہا دریافت تو کرو چالاک کیا افقادہ پیچ رہا ہے اتنے مین ہرکارون نے آکے خبردی کہ حضور عقاب کل صبح کو مقابلہ کرینگے یہ سنکے عقلا نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان ہوئین طلایہ پر فساد عظیم برپا ہوا بارہ بارہ ہزار ساحر مارے گئے رات بھر دونون لشکرون مین نہیں کا عذر رہا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقا سے ہمارے کون کرسکتا ہے اسطرح ادھر والے کہتے ہین ہمارا افسر عقلا شجاعت پسند ہے اور ادھر والو نکا قول ہے کہ ہمارا آقا عقاب صاحب جاہ و ثروتمند ہے اسی غدر مین چار پہر رات گذری جلاد تیز اعظم نظر آتا ہوا میدان چرخ زبرجدی پر آکے ٹھہرا ابھی شمشیرین لگاتا تھا سنان شعاع دکھاتا تھا ادھر سے لشکر عقلا ادھر سے فوج ظفر موج عقاب ابر سوار میدان کارزار مین آکر مثل بادشاہون کو تو رفقانے روکا رفقا وزرا امرا جانبین سے نکلنے لگے کبھی عقاب کا سردار قتل ہوا کبھی عقاب ابر سوار کے ملازم لے دو چار سردار مارے ہنگامہ گیرودار بلند ہے مرنیکی ساحرون کے آواز آرہی ہے کبھی سنگباری برفباری ہونے لگی وہ حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق اسیر حلقۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو یعنی عمرو عیار چالاک بن عمرو کئی دن سے چہار جانب ڈھونڈھتا ہے کہین نشان نہین ملتا شام کو بشکل کنیز جاکر نعمان سے ملاقات کرتا ہے کہ چالاک آج بھی ہیں کہہ گیا ہے کہ ملکہ نعمان سے کہنا ابھی پتہ نہین ملا نہین معلوم ملکہ عالم کو کون لے گیا آج رات بھر چالاک بھر او بیہات و قریات چھانے صبح کو ایک پہاڑ پر چڑھ گیا چار جانب دیکھنے لگا ایک طرف سے آوازہ تاج سنانے کی آئی کچھ ساحرون کے مرنے کی بھی آواز سنی صداے نشان پر چلا آتے آتے ایک غل کے سامنے میں پہونچا ایک ساحر کا ادھر گذر ہوا چالاک بھی صورت بدلے کھڑا ہے اس ساحر سے چالاک نے پوچھا یہ کس کس کی فوجین ہین جو اس جگہ پر لڑ رہی ہین باعث مناقشہ کیا ہے ساحر نے سب احوال بیان کیا کہ عقاب ابر سوار عقلا بن ممتش کا عزیز دل خستہ و شکستہ آیا فریاد کی عقلا حیرت کو لینے کے واسطے گئے وہ خود جاکے حیرت پر عاشق ہوے اب لائے ہین دیتے نہین عقلا و عقاب سے مقابلہ درپیش ہے ساحر ہزارون مر رہے ہین کئی دن سے اسی طرح یہ مقابلے ہوتے ہین شام کو پلٹ جاتے ہین چالاک یہ حال سنکر طرف لشکرون کے روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ دو دو چار چار جانبین کے قتل ہوئے ہین لاشے پڑے تڑپ رہے ہین چالاک نے دیکھا کہ عقلا کے مصاحب نے کئی سردار عقاب کے مارے عقاب نے جھلا کے اپنے گینڈے کو بڑھایا میدان مین آکر اس مصاحب کو مارا اور پکار کر آواز دی او عقلا سر گروہ جہلا روز صدہا بندگان سامری قتل ہوتے ہین تیرے کان پر جون نہین رینگتی تو خود میدان مین آ قفس حیرت تخت پر رکھا ہے معشوق کا سامنا غیرت جوائی تخت سے کود پڑا مسمار آتشبار ایک سردار کھڑا ہے قفس تو اسکو دیا ایک دستک دی ہزبر آتشین ڈکارتا ہوا سامنے آیا اسپر سوار ہوا تازیانہ مار آتشین کا قدم لیا مقابلے مین عقاب ابر سوار کے

ادیا آہسپین سحر چلنے لگے ہزارون ساحر جانبین کے جلنے لگے جب عقاب ابر سوار نے سحر کیا شعلۂ آتش بھڑکے عقلا کے سب
آتشین مین چھپ گیا ہزار اسکا مارا گیا اُسکے گیندے کو اسنے جلایا شعلہ ہاے آتش سے تڑپ کے نکلتے ہی عقاب
پر جا پڑا آہسپین تلوار چلنے لگی جب ہاتھ عقلا نے مارا عقاب نے سپر سحر پر روکا ہزارون شعلے بھڑکے ساتھ والے
ہزار دو ہزار جلے عقلا نے آگ برسادی دو پہر کال لڑے آخر جھلا کے زمین پر گرے اژدر بنکر پھنکارنے لگے قین قین کی
صدا بلند ہوئی اسقدر شعلے منہ سے نکلے کہ ہزارون ساحر جانبین کے جلے چند نخل بھی جل جلکر گرے آخر مین دو نون
مین ٹکرین چلنے لگین ہوئے کٹ کٹ کے گر رہے ہین دونون نے ٹکرین جو آہسپین لڑائین اُدھر تو عقلا
بیہوش ہوا اِدھر عقاب بیہوش ہوا ساحر جانبین کے دوڑے دونون لشکر ملنے خوب سحر چلے لاکھ آدمی عقاب
کے مارے گئے دس بارہ ہزار عقلا کے قتل ہوے دونون لشکر پلٹے طبل امان بجے چالاک اُس ہنگامے مین
ایک ساحر کی شکل بنکر مسمار کے ساحرون مین آملا شکل خدمتگارون کے کام کرتا ہوا چلا عقاب کو اُسکے مصاحب
بارگاہ مین لے گئے زخم دو زبان ہوئین مگر مسمار نقش حیرت لیے ہوے ایک خیمے کے قریب آیا اندر خیمے کے
قفس لٹکا دیا آپ پچاس ساحرون سے دروازے پر آ کے بیٹھا حفاظت کر رہا ہی گھبرا کے اسکے منہ سے نکلا کہ آج
شہنشاہ نے ہمارے واسطے شراب نہین منگائی چالاک تو بشکل خدمتگار حاضر تھا اسنے بڑھکر عرض کی آج
شہنشاہ زخمی ہوے اُنکے علاج مین سب مصروف ہین شراب کی کون خبر لیتا ہی اگر حکم ہو تو غلام جا کر خرید لائے
کل جمع و دیکھا جائیگی مسمار نے کہا تیرا یہ اعتبار ہی کہا حضور غلام روز نکے کا تقرر اپنا ہی کیا عجب ہی کہ مان جائے
ورنہ غلام جا ندی کے چھلے بیچے ہی یہ رکھ لے آئیگا مسمار نے کہا جا وہ چالاک دوڑا ایک پٹلہ اپنی پشت پر لادکے
لایا بیہوشی ملاکے بیٹھ کے سامنے مسمار کے گانے لگا ڈھولکی کو خوب تڑپ تڑپ کے بجایا مسمار نے کہا میان
خدمتگار تمھارا نام بھول گئے کہا حضور کی آنکھون مین چربی چھائی ہی اپنے پرانے سرفروش کو فراموش فرماتے ہین
آپ کے باپ کے وقت سے اسی عہدے پر رہے آپ کو گودیون مین کھلایا آج آپ فراموش فرماتے ہین نام ہمارا
جان نثار جادو ہی آپ کے پرانے رفیق ہین بلکہ آپ کے باپ کے شفیق ہین یہ کہکے خوب ڈھولکی بجائی گنگنا کے
یہ غزل جو گائی سب دنگ تھے گانے کے عجب رنگ تھے

نظم

پاپوش نے سیکھا ہی چلن کبک دری کا
کس مرتبہ مجھکو غم فرقت نے سکھایا
عیسی کو خبر کچھ نہوا بے پدری کا
ہر غنچۂ گل فرقت جاناں مین ہی پیکان
نخام مین نہ کیون تنگ ہو عشق سحری کا

طرفہ چمن حسن مین ہر نخل تر اقت
اشکون مین نہین منحل گہر نام تری کا
بو کیسی نسیم سحری لائے چمن مین
ہر شاخ مین عالم نظر آتا ہی سری کا
پیری مین کسے زیست کی امید ہی ناسخ

مہندی سے ہی شعلہ قدم اس رشک پری کا
کرتا ہی جو ای سرو روان مولسری کا
پاکان ازل کو نہین پروائے مربی
ہر گل مین ہوا رنگ چراغ سحری کا
ہی گلشن خوبی وہ پری رو یہ سلیمان
ناداں کوئی جھونکا ہی نسیم سحری کا

ایسا اس گانے نے رنگ جمایا مسمار نے کہا ای جان نثار تھین شراب بھی پلا وہ خم بھی بھرتا جاتا ہی جسے جس
جام کو پکارا تڑپ کر پہونچا سب ساحر تعریفین کر رہے ہین جان نثار بڑا مشتعی ہی آج اسی کی ذات سے
شراب پی ورنہ بات بھر پریشان رہتے میان مسمار بڑے صاحب نصیب ہو یہ نوکر ہی کہ تمھارا باپ ہی مہر دی کی
صرف کر رہا ہی ایک ایک کی خدمت کر رہا ہی گانے نے تو اسکے دل بیقرار کر دیا حیرت جادو اندر قفس کے خیمے مین یہ
آواز سن رہی ہی پہچان گئی کہ چالاک آپہونچا دل سے کہتی ہی اسکی جانبازی حد پر پہونچی اگر ای حیرت
آج بھی اسکو قبول کر لیا تو انتقام ادا نیان ہوشربا سے رہجائیگا نعمان لیسی ساحرہ ساتھ ہی یہان چالاک نے

شراب پلا کر سب کو بیہوش کیا ٹھرایا ہوا پردہ اٹھا کر اندر خیمے کے گیا حیرت سرنگون بیٹھی ہی کہ پانون کی آہٹ معلوم ہوئی
لکنت زبان مین بول نہین سکتی ہاتھ سے دستک دی مراد یہ تھی کہ کون آیا ہی چالاک نے آواز دی کہ آپکا
غلام قدیم جان نثار بیقرار و مضطر چالاک بن عمرو حیرت جادو نے ناز معشوقانہ کیا سر پھیر لیا بقول شاعر فرد
جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے بہ ہنسکے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا منھ پھیرنا حیرت جادو کا بہت
چالاک پر شاق گذرا اگرچہ جی مین کہتا ہی معشوقان سرکش کا یہی شیوہ ہی رومال سے ہاتھ باندھکے وہ ڈرا مگر دیکھا
کہ قفس وہان لٹکا ہی ہاتھ نہین جاسکتا ایک صندلی کھینچکر لایا ارادہ ہی کہ اسپر چڑھکے قفس اتارون حیرت جادو
روتی ہوئی کہتی ہی کہ تو مجھکو نہ چھڑا ناگہ قضائے کار عقلا بے بن ہمتش دو پہر رات گئے تک بیہوش تھا
آنکھ کھلی اپنے کو شفاخانے مین پایا جراحون سے پوچھا کچھ یہ بھی معلوم ہی کہ قفس حیرت کون لیگیا جراحون نے
کہا حضور مسمار آتشبار کے سپرد کیا تھا اسی نے حفاظت کی ہوگی پہر رات رہے گھبرا کر اٹھا ہر چند جراحون
نے کہا حضور باہر نہ جائین ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین اسنے کہا یارو جو دلپر زخم ہی اسکا علاج مین کیونکر کرون ذرا جاکر
اس مقام کو دیکھ لون تو قلب کو ذرا تسکین ہو جب سخت کلا سیان انکی سنتا ہون دلکو مزہ ملتا ہی انکے دیکھنے سے
دل میرا خوش ہو جاتا ہی قلب تسکین پاتا ہی ایسا نہو کوئی افتاد پڑے یہ کہتا ہوا طرف قید خانے کے جاتا ہی
دل مین یہی سوچ ہی کہ اگر حیرت رہا ہو جائیگی پھر میرے ہاتھ نہ آئیگی ساحرہ زبردست ہی کہ دفعۃً دور سے اپنے دیکھا کہ سب
ساحر بیہوش پڑے ہین وہین سے آواز دی ارے کسنے ان سب کو بیہوش کیا پردہ بارگاہ کا اٹھا یا دیکھا
کہ ایک شخص صندلی پر چڑھ کے قفس اتارا چاہتا ہی تلوار کھینچکر دوڑا نعرے کرتا ہوا خبردار اگر قفس کو ہاتھ
لگایا تو سر نہو گا چالاک یہ کہکے کو دا کہ ای ملکہ عالم ابھی آپکی رہائی مین دیر ہی ایسی جلدی تھی کہ جو ساحر بیہوش
کیے تھے انکو بھی نہ قتل کر سکا ایک غار مین پھاند پڑا عقلا بے بن ہمتش نے بار ان سحر برسا کر سب کو ہوشیار
کیا سبکی آنکھ کھلی یہی کہتا ہوا اٹھا ارے یہ کیا ہوا دیکھو قفس عیار ہی یا نہین دیکھا تو عقلا دوڑتا پھرتا ہی کہتا ہی
یار وچھلا وہ تھا میری آنکھون کے سامنے غائب ہو گیا جب چالاک نہ ملا تو اسنے آکے مسمار کو بھی ہشیار کیا
کہا ای مسمار بڑا غضب ہوا تھا تمنے کیسی حفاظت کی مسمار نے سر جھکا لیا عقلا نے سو ساحر برائے نگہبانی
اور دیے کہا اب تو ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی ای مسمار بخوبی ہوشیار رہنا یہ جان لو کہ اہالیان لشکر حیرت
کو خبر ہو گئی ہے کہ یون گھیرو کہ جیسے انگشتری کے بیچ مین نگ ہوتا ہی غیر کو اپنے پاس نہ آنے دو ساحر ونکے اسم
لکھو ہر وقت ایک ایک کو پوچھے جاؤ شراب و کباب کا چرچا کم ہو اگر اسوقت مین نہ آتا تو قفس اتارا ہی
چاہتا تھا اگر وہ سوزن زبان سے حیرت کی لے لیتا تو بڑی لڑائی پڑتی یہ خیال رہے کہ اگر حیرت کی زبان سے
سوزن نکلا تمھارے روکے سے نہ رکیگی تڑپ کے نکل جائیگی مین ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ وہان سے
اٹھا لایا سب کو بخوبی ہوشیار کرکے عقلا اپنے دربار مین آیا سب سردارون سے یہ حال بیان کیا سب نے
کہا حضور اب غضب کی لڑائی پڑیگی اب حفاظت بوجہ احسن چاہیے عقلا نے کہا مسمار کو ہشیار کر آیا اور افسرونکو
بھی حکم دیدیا کہ ادھر کا خیال رکھنا دل چاہتا ہی کہ قفس کو خیمے مین رکھ لون انکی سرکشی نے مجھکو بہت پریشان
کیا کسیوقت سیدھی کلام نہین کرتی کنیز ونکو یہ حکم ہی کہ ہمارے قفس کے پاس نہ آیا کرو کوئی کیونکر سمجھائے کہا دم
کرون مین تو عجب مصیبت مین ہون نظم

خدا اجرے دہد در کشتن یا قاتل ما را	باسینہ کسے نگذاشت بیداد دل ما را	
شد از عکس رخت آئینہ دیوان حیرانی	اگر در خواب بیند نازنین سوز دل ما را	الفت تجسالہ سوز دا گشت فنا گردد

چہ خواند بخوان یکبار ہم حال دل ما را
بود ہر موج این دریاے آتش نبض طوفانی
ندارد ہیچ کوشش اجر سعی حاصل ما را

گداز موم بخشند سنگ را نقش نگین دل
چہ خواہد شد اگر طاقت نہ دست دل ما را

بخاطر مگذران گاہے جنون کامل ما را
غبار طاقت مقصد بود دستی فضول اینجا

سرداروں نے سمجھانا شروع کیا کہ حضور اسقدر نہ گھبرائیں کیسے کیسے
جھگڑے فساد پڑے ہین عقاب بھی بلا کا ساحر ہی معرکۂ عظیم پڑیگا سرداران حیرت کو خبر پہونچ جائیگی مگر
عقلا سرداروں کے کہنے سے اور فوجین براے حفاظت بھیج رہا ہی کئی سردار بھی روانہ کیے کہ دیکھو کوئی دقیقہ
حفاظت مین باقی نرہے مگر چالاک جو نکلکر بھاگا تو لشکر مین آیا نعمان آنسو آنکھون مین بھرے ہوے در
بارگاہ پر ٹہل رہی ہی دیکھا ایک عیار چست و چالاک سخت پر خاک گریبان پھٹا ہوا دوڑا ہوا آتا ہی نعمان نے
لوگون سے پوچھا یہ کون شخص ہی جو دوڑا ہوا چلا آتا ہی کنیزون نے عرض کی حضور یہی چالاک بن عمرو ہی
معلوم ہوتا ہی کہین سے عیاری کر کے آتا ہی چالاک بن عمرو سامنے نعمان کے آیا جھک کے سلام کیا نعمان
نے کہا کون کہا حضور جان نثار سرفروش خدمتگار حضور نے سنا کہ ملکۂ عالم پر کیا معرکہ گذرا عقلا بن مشمش ایسے
کوہستان کا مالک عقاب اُسکے پاس پہونچا اُسنے اُسکو دامن پناہ دیا حال سنکر کہا مین تیری معشوقہ کو لاتا ہون
وہ یہان سے ملکہ کو لیگیا ہی خود آخر عاشق ہوا ہی اب عقاب اور عقلا سے معرکے پڑے ہین مین نے رات
کو عیاری کی اپنی جان مٹا دی پاس حیرت کے پہونچا چاہتا تھا کہ قفس اُتارلون کہ عقلا آگیا خدا نے جان
بچائی اب بڑی حفاظتین ہین کئی ہزار ساحر مقرر ہوا ہی کئی افسر بھی ہین اب گذر ہونا دشوار ہی مین کوشش سے
ہاتھ نہ اٹھاؤنگا مگر آپ کو بھی اطلاع کر دی جو مناسب ہو انتظام فرمایئے چالاک تو یہ خبر دیکر پھر بھاگا مگر
نعمان نے سب افسرونکو جمع کیا کہا کیون صاحبو کیا صلاح ہی سب نے عرض کی جو مناسب ہو نعمان نے
کہا ہم لشکر کشی کرتے ہین چلکے مقابلہ کرو عقاب و عقلا دونون ہمارے دشمن ہین دونون کو مٹا دینگے اپنے
مالک کو رہا کر کے لائینگے ایلیان لشکر کو چھوڑ زمین جاؤنگی آسمان پر جھپکونگی اگر میرا پنجہ قابض ہوا تو قفس بھی
لے نکلونگی پھر دیکھا جائیگا اگر ملکہ میرے قبضے مین آگئین تو پھر اچھے طور سے لڑائی پڑیگی ملکہ کی زبان سے سوزن
لونگی پھر کسکی مجال ہی کہ ہمکو روک سکے سب سردار اس راے پر آمادہ ہوے دو لاکھ ساحرونکا لشکر تیار کر کے
ملکہ نعمان جادو تخت پر سوار ہوئین دو لاکھ کا لشکر لیکر چلین یہان طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان رہین
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین جمین طرف سے عقاب ابر سوار کے منصور جادو میدان
مین آیا عجائب و غرائب اپنے دکھانے لگا چالاک فقیر بنا ہوا ایک گوشے سے یہ معاملہ دیکھ رہا ہی کہ منصور
نعرے مار رہا ہی کہ ای عقلا کسیکو بھیج عقلا نے طرف دست راست کے دیکھا میمون جادو اچکتا ہوا سامنے
آیا کہا ای شہنشاہ مین جاؤن اور جاکے منصور کو جواب دون کہا اچھا تمکو اختیار ہی میمون سامنے منصور کے
آیا آپسمین سحر ہونے لگے دونون لڑ رہے ہین کبھی الگ ہوتے ہین کبھی مل جاتے ہین کہ آسمان سے ایک
برق کڑک کر گری میمون و منصور دونون کے سر اُڑ گئے سب گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھنے لگے سب نے
دیکھا ایک ابر قرمزی نہایت چمک دمک سے ظاہر ہوا گرد طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر تڑپتا ہوا
پھٹا اُسمین سے ایک نازنین تاجدار طاؤس زرین بال پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کنیزین حسین و جمیل ذرہ
دو لاکھ جادوگر باز و بط و قرقرے پر سوار بڑی رونق سے نمایان ہوے وہ ساحرہ اپنے لشکر کو الگ لیکر
اُتری اب سب کو معلوم ہوا کہ اسی طاؤس سوار نے دونون کو مارا نعمان نے بڑھکر آواز دی ای عقلا

تمنے بڑا غضب کیا زوجۂ بادشاہ طلسم ہوشربا کو قید کیا ہی اب اسکے ساتھ زبردستی دعوی عشق کرتے ہو گے ہمنے خبر پائی ہی لشکر کشی کرکے آئے ہین بہتر یہ ہی کہ قفس ہمارے مالک کا ہمارے حوالے کرو عقاب سے ہم بچو نکلے ورنہ جیسا جی چاہے ہمسے مقابلہ کرے اور یہ بھی تمکو آگاہ کرتے ہین کہ ہوشیار رہنا دن رات صبح و شام جسوقت محل پائینگے اپنے مالک کو رہا کرکے لیجائینگے دشمنون مین نہ چھوڑینگے نعمان جادو نے جو اسطرح نعرے سنے عقلا نے اپنے سردارونکو آواز دی کہ یارو تم سن رہے ہو تم مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جا کر اس زبان دراز کو جواب دے مختوم جادو زینت پہلو عقلا کا صف سے اپنا اژدہا بڑھا کر نکلا کہا ای شہریار ابھی اس زبان دراز کی مشکین باندھ کے لاتا ہون عقلا نے اسکو اجازت دی مختوم جادو میدان مین آیا نعمان غصے مین کھڑی کلام کر رہی تھی کہ مختوم نے آکے گولہ مارا نعمان نے سکرا کے اشارہ کیا گولہ پلٹ کے طرف مختوم کے چلا مختوم تو ہٹ گیا گولہ جا کر فوج پر گرا پچاس جادوگر جلکر خاک ہوے عقلا نے آواز دی ای مختوم خیال نہین کرتا مختوم تیغہ کھینچکر نعمان پر جا پڑا اور آواز دی ادب بے ادب اپنے نزدیک بڑا کارنامہ کیا پچاس آدمی لشکر کے مارے گئے یہ کہکے تیغہ مارا نعمان نے ایک چیخ ماری سب نے دیکھا سامنے سے غائب ہو گئی مختوم چہار جانب دیکھنے لگا کہ بیخ نخل سے نعمان نے سر نکالا مختوم نے دوڑ کے تیغہ مارا نعمان نے سر آگے کر دیا جیسے ہی تیغہ سر پر پڑا سر کٹ کے گرا گلوے بریدہ سے اسقدر خون جاری ہوا کہ مختوم نہا گیا خون مین نہا کر مختوم جھومنے لگا کہ دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا نعمان جادو کیون مختوم اب مزاج کیسا ہی مختوم رقص کرنے لگا کہا ای نعمان مین تو تمھاری شمع جمال کا پروانہ ہون نیں صورت زیبا پہ دیوانہ ہون

نظم

مصروف تبسم ہین یہ شادی سے اجل کی
مسکن ہی کسی جا نہ کہین ہی وطن اپنا
ہم گریۂ خونرنگ سے یاد دل تر ہین
پایا نہ کسیکو بھی شریک محن اپنا
وہ اشک سے جو آنکھ سے ڈھلتے ہی ہوئی خشک
بیہودہ سناؤ نہ کسیکو سخن اپنا

پوشیدہ ہی جلتا ہون سے ہر اک تن اپنا
رکھتے ہین کھلا زخم جگر تنگ دہن اپنا
اللہ ری بیتابی دل بعد فنا بھی
صیاد دبا لینگے قفس مین چمن اپنا
ساقی وہ پلا کہ دو عالم ہون فراموش
دم بھر ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا

پامال خزان آپ کیا ہی چمن اپنا
ہین وہم فراموش پتہ کچھ نہین ملتا
سو جائے مشبک ہی مزار کہن اپنا
اک دل تھا سو وہ بھی نہ رہا پاس ہمارے
ہو جائے خدائی سے نرالا چمن اپنا
خاموش نسیم اب نہ کچھ چپ رہو بس بس

یہ اشعار جو مختوم نے سامنے نعمان کے پڑھے نعمان نے ہنس کر کہا کہ ای مختوم کیا مجھپر عاشق ہو اسنے شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور میری کیا مجال ہی جو آپ پر عاشق ہون مگر پروانۂ شمع جمال ہون جو حکم ہو بجا لاؤن نعمان نے کہا عقلا کا سر لاؤ اسنے ہماری بی بی کو قید کیا ہی حیرت جادو کو چھڑا لاؤ جب ہماری بی بی رہائی پائیگی وہی ہماری شادی تمھارے ساتھ کریگی یہ میری مجال نہین کہ بے انکے حکم کے کوئی کام کرسکون مختوم نے دست بستہ عرض کی کہ مین جاتا ہون جہان ملکہ حیرت قید ہین وہ سامنے خیمہ استادہ ہی مسمار جادو و شاہین جادو نگہبانی کر رہے ہین دونون کو مار کر قفس لاتا ہون نعمان نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا ای عاشق صادق ای یار موافق کیا کہنا اگر ملکہ کو تو چھڑا لایا مین ضرور تیرے ساتھ شادی کرونگی مختوم نے جھوم کر تیغہ کھینچا طرف لشکر مسمار و شاہین کے روانہ ہوا نعمان کھڑے ہو کر سحر کرنے لگی جون جون سحر کرتی ہی جوش مختوم کا بڑھتا جاتا ہی عقلا نے آواز دی مختوم اپنے ہوش مین نہین ہی قریب خیمۂ حیرت نہ جانے پاے راہ مین اسکو روکو ساحرون نے بڑھکے روکا مختوم نے

تلوار کھینچی ہزار دو ہزار ساحر نیزے بڑھا بڑھا کے بڑھے کہ اسکو روکین مگر یہ بلاتکلف ہاتھ مار دیتا ہی کبھی گولہ مار کبھی
آتش کے ونتے پھینک مارے عقاب ابر سوار یہ سب معرکے کھڑا دیکھ رہا ہی بیچ میدان مین نعمان کھڑی ہوئی
سحر کر رہی ہی عقاب ابر سوار ساتھ والون سے کہ رہا ہی دیکھو تو یہ عورت کیا سحر کر رہی ہی کہ قیامت برپا ہی مگر
اسطرف والے ارادہ کرتے ہین کہ مختوم کو روک لین ایسا نہو قتل ہو جاے اور وہ بیدھڑک لڑ رہا ہی کسی
مقام پر دباؤ نہین کھاتا بڑھتا ہوا طرف خیمے کے جاتا ہی اتفاق سے پردہ خیمے کا اٹھا ہی حیرت بھی دیکھتی ہی
عقاب ابر سوار بھی اک محل کے سلسلے سے دیکھ رہا ہی کہتا ہی یہ ظالم جسدن سے آئی حیرت کا مزاج بدل گیا
اب اسکو یہ گمان غالب ہی کہ ایسی ساحرہ میرے ساتھ موجود ہی اور کسی کی مجھے کیا احتیاج ہی سامری وجمشید
ایسا کرین کہ نعمان قتل ہو جائے عقلا پر تو ہوہ کر دونگا میری لڑائی کے بار کو تو کیا اٹھا سکتا ہی نام سے
میرے کانپتا ہی مگر یہ بلاے روزگار ہی یا سامری وجمشید میری دعا قبول کرو ہاے یارو مین کیسا برباد ہوا
زوجہ میری حسین وجمیل قتل ہوئی مین نے اس سرکش سے دل لگایا کچھ پھل نہ پایا اب تو بالکل مجھسے جدا ہو جانا چاہی
ہی دیکھو مختوم کیسا سوت لڑ رہا ہی اپنی جان کا اسکو پاس نہین نعمان نے اپنے ہم شبیہ کو قتل کرا کے
مسحور کیا یہ سحر بڑی مشکل سے اتریگا دمبدم مبہوت ہو ہو نا بڑھتا جاتا ہی دیکھو نعمان ونشک دے رہی ہی یہی فکر ہی
کہ مختوم ابھر کر تا بہ خیمہ پہونچے بیشک یہ قفس آتار لائیگا گر نعمان سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہی بیچ میدان مین
کھڑی ہوئی بالونکا جوڑا باندھا ہی گاتی باندھی کچھ پاس موجود ہی اسباب سحر بھی سب موجود ہی نعمان جادو
پڑھتی جاتی ہی مختوم اور زیادہ جھلاتا ہی لڑ رہا ہی چاہتا ہی اپنے کو قریب خیمۂ حیرت کے پہونچانے مگر آسمان پر اک
ابر آکے چھایا اس ابر سے برقین گرنے لگین جسپر برق گری اسکے دو ٹکڑے ہوے اس جوش مین مختوم جادو
چباتا ہی نعمان جادو وسحر کرنے مین مصروف ہی لکۂ ابر آسمان سے گرا نعمان تو بالکل لکۂ ابر مین چھپ گئی کہ دیکھا ایک
تھوڑی ہی دیر مین روشنی ہوئی لکۂ ابر بلند ہوا نعمان کو نہ پایا کنیزین غل مچانے لگین وہان کئی ہزار ساحر
مگر مختوم پر ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ مختوم کو پکڑ لیا گرفتار کرکے سامنے عقلا کے لائے مگر مختوم غل مچاتا ہی کہ
میری معشوقہ کیا ہوئی جب عقلا نے دیکھا کہ مختوم پر سے سحر نہین اترتا زبان مین سوزن دیا ہاتھون مین ہتھکڑیان
پاؤن مین بیڑیان پہنائین ایک خیمہ مین اسکو قید کیا ادھر کنیزان نعمان فریاد کرنے لگین کہ ہمارے مالک کو
کون لیگیا چالاک نے آکے سمجھایا کہا صاحبو لشکر ایکطرف اتارو آسمان پر لکۂ ابر آیا تھا یقین ہی کوئی ساحر اٹھا کر
لیگیا مین جاکر ابھی تلاش کرتا ہون مگر گھبراؤ نہین لشکر سے اپنے بہت ہوشیار رہنا مین تلاش کرکے لاتا ہون
یہ کہکے چالاک چلا جدھر ابر گیا تھا اسی جانب روانہ ہوا لیکن سحر کہ یہ گذرا کہ شہباز بلند پرواز ایک ساحر ہی یہان سے
قریب اسکے رہنے کا اک باغ ہی کچھ قریات پر قبضہ بھی ہی اسوقت ابر پر سوار ہو کر سیر کو نکلا تھا نعمان کو دیکھکر
عاشق ہوا ابر گراکے ملکہ کو لیگیا اپنے باغ مین آیا یہ تو جان چکا تھا کہ ساحرہ زبردست ہی زبان مین سوزن دیا
مسند پر بٹھایا شراب وکباب مہیا کیے گانیین بھی حاضر ہین سحر دفع کرکے ہوشیار کیا نعمان کی آنکھ کھلی زبان مین
سوزن ہاتھ پیرون مین ہتھکڑیان بیڑیان پائین دیکھا ایک ساحر ضیافت کر رہا ہی شہباز بلند پرواز رومال سے اپنے
ہاتھ باندھکر بیٹھا ہی نعمان سے کہا ای ملکۂ عالم شہباز بلند پرواز میرا نام ہی عاشق ہو کر تمکو لایا ہون یہ سب
حکومت تمھارے قدمون پر نثار کرونگا مجھکو بغلامی قبول کرو نعمان غصے مین تھرتھرانے لگی اور کہا او ظالم تونے بڑا ستم کیا
مجھکو میدان کارزار سے اٹھا لایا ایسے امر کا خواہان ہی خبردار یہ خیال نہ کرنا شہباز قدمو پر گرتا ہی کنیزون سے

اشارے کرتا ہی کہ ملکہ عالم کو سمجھاؤ کنیزین مصاحبین سب نے نعمان کو سمجھایا مگر وہ قبول نہین کرتی ہی کہتی ہی کہ شہباز
نے بڑا غضب کیا کبھی بیٹھی چیختی ہی کبھی آہ کا نعرہ مارتی ہی کبھی کہتی ہی ہائے نہین معلوم مین نے جسپر سحر کیا تھا اُسپر کیا گذری یقین ہی
پکڑ لیا گیا ہو لیکن گمان جاتا ہی سحر نہین اُتریگا جب مہلت پائیگا خیمہ حیرت پر جائیگا ضرور رہائی پڑیگی مسند پر بیٹھی ہوئی
یہ سوچ رہی ہی کہ ای نعمان اب اس ظالم کے پھندے سے کیونکر رہائی ہوگی۔ بری بلا مین پھنسے شہباز باغ مین ٹہل
رہا ہی کبھی دروازے تلک باغ کے آتا ہی کبھی صحن مین ٹہلتا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا بیرون
باغ ایک نخل کے سایے مین ایک عورت ضعیفہ بیٹھی ہوئی بلک بلک کے رو رہی ہی شہباز کا دل بیقرار ہوگیا۔ جھٹک
قریب نخل کے آیا یہ منھ سے ہٹا کر عرض کی ای مادر مہربان رونے کا کیا باعث ہی تمھارے رونے نے دل کو بیقرار
کر دیا اُس ضعیفہ نے آنکھین کھولین جمال بیمثال شہباز بلند پرواز کو دیکھا بلائین لین کہا بیٹا آج تین دن کے بعد
تمکو دیکھا دل بھر آیا ایک فرزند مجھکو لات و منات نے دیا تھا بالکل تمھاری صورت کا تھا آج تیسرا دن ہی کہ
اُسنے انتقال کیا جنگل جنگل ماری ماری پھرتی ہون کہین پتہ نہین لگتا آج اُسکی سی صورت دکھائی دی ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آگیا جی یہ چاہتا ہی کہ آنکھون کے پردون مین رکھ لون یہ کہکے خوب گلے لگایا پیشانی پر بوسے دیے شہباز نے
کہا باغ مین چلیے یہ سب زمین میری عملداری مین ہی خدمتگذاری سے تمکو رکھونگا بڑی بی ساتھ ساتھ شہباز کے
چلین کہا ای فرزند تم ملول کیون ہو کہا ای مادر مہربان کیا عرض کرون ایک زمانہ وہ تھا کہ عملداری بڑی جاتی تھی
مین عیش مین بسر کرتا تھا اس جوار مین جتنے ساحر ہین سب میرے مطیع ہین مجھکو خراج دیتے ہین کل صبح کو اُڑتا ہوا
مین جاتا تھا ایک نازنین کو سحر کرتے ہوے دیکھا لگا اور گرا اُسکو اُٹھا لایا آج صبح سے منتین خوشامدین کر رہا ہون
وہ نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہی ضعیفہ نے کہا مورکھ تو نے اپنی چاہ عورت پر ظاہر کر دی اب وہ نخرے کرتی
ناز و کرشمے دکھاتی ہی مین تو ذرا چلکر دیکھون دو باتون مین راضی کر لونگی میرے بھولے بچے کو رلاتی ہی شہباز
کہتا ہی ای مادر مہربان اگر وہ عورت مجھکو قبول کرے دولت کو مین خاک جانون نہایت خوبصورت ہی سحر مین طاق
شہرۂ آفاق ہی انھین باتون پر اُسکی مین مائل ہوا ہون حسن ظاہری کمال باطنی خیال کرکے دیکھا دل بیقرار ہوگیا
جب تو اُٹھا لایا ضعیفہ کہتی ہی بیٹا دو باتون مین راضی کر دونگی باغ مین آکر پہونچے سیر کرتے ہوے شہباز ضعیفہ
کو لیکر قریب نعمان کے آیا کہا ای مادر مہربان اسی ظالم نے مجھکو مارا ہی یہ کسیطرح نہین مانتی منتین بھی کین مگر یہ ظالم
نہین مانتی ضعیفہ نے کہا بیٹا تیری باتون نے خرابی ڈالی سب کو اسکے پاس سے ہٹا دو مین تنہائی مین اس سے
باتین کرونگی دیکھون تو اسکے دلمین اسکے کیا بات ہی شہباز نے حکم دیا سب کنیزین یہان سے ہٹ جائین کنیزین
وہان سے ہٹ گئین ضعیفہ ٹہلتی ہوئی قریب نعمان کے آئی کہا کیون بی بی میرے بچے مین کیا برائی ہی جو تم اسکو
قبول نہین کرتی ہو کوئی اپنے چاہنے والے کو یون جلاتا ہی خبردار پہلو مین بٹھاؤ شراب پیو عیش کرو چین کرو
رنج و ملال کیسا نعمان نے جھلا کر جواب دیا او بڈھی جا بیٹھ تو بھی کیسی باتین کرتی ہوا رہے اسنے غضب کیا میری
ملکہ قید ہوگئی ہی مین نے ایک آدمی کو دیوانہ کرکے یہ چاہا تھا کہ اپنی مالک کو رہا کرا لون اس بیحیا نے عین وقت
پر سحر کیا اگر مین تحت قوم پر متوجہ نہ ہوتی تو اسکی کیا مجال تھی کہ مجھکو لا سکتا ضعیفہ نے چپکے سے کہا ای ملکہ عالم
تم مہتر ہن مہتر چالاک بن عمرو ایک دم بھر کے واسطے کہدو کہ مین تجھسے راضی ہون مین ابھی رہا کر لونگا
اسکی اب موت قریب ہی جب تو اسکے منھ سے ایسے ایسے کلمات نکل رہے ہین نعمان نے کہا جو تمھاری خوشی مگر
ای چالاک یہ خیال رہے کہ مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے ورنہ مین اپنی جان دیدونگی مجھکو عصمت کا اپنی بڑا پاس ہی

چالاک نے کہا کیا مجال ہے یہ کہکے چالاک اُٹھا قریب شہباز کے آیا کہا بیٹا تیری کیسی عقل ہے وہ تو خود تجھپر مرتی ہو مگر تیری بدعت کرنے سے البتہ معشوق پر چہرہ جھلا گئی اب وہ کہتی ہے میری جان جاے مگر مین نہ قبول کرون گی ای فرزند اب مین نے تیری مشکل سے راضی کیا ہی بیٹھ کر شراب پیو کباب کھاؤ بڑھیا وہان جھکر کانٹے میری دعونگا دو دعا یا دونون آباد رہین دوست شاد رہین دشمن ناشاد رہین یہ کہکے ضعیفہ نے شراب اُلٹ پلٹ کی کنیزون سے کہا کیا تم کو دیکھتی ہو کیا میرے بچے کے شراب پینے مین نظر لگاؤ گی یہ کہکے قرابہ اُٹھا دیا کہا سب جا کر جو بیٹیا کوئی نوکر چاکر باقی نہ رہنے پائے سب کو ایک سرے سے شراب پلا جاؤ بڑھیا نے یہان دو تین گلابیان درست کرکے ایک جام بھر کے پیلے شہباز کو دیا ضعیفہ گنگنائی یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کر دی غزل

جی مین آتا ہے دکھا دین مستیان پیکر شراب
فرحت دلدار ہے ساقی پلا دین کیونکر شراب
آرزو کیا یہ جیتا ہے رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری اور کیا ہے پیکر شراب
پھر سنا ہے مژدہ آمد کسی مہوش کا
آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
محفل گیا ہر لطف دل ٹکڑے جگر کے مین کہان

جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
ابر ہے آیا ہوا گل ہو رہے ہین گلستین
یہ تمنا ہے کہ ہین قاتل یہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق کش بنا
دھو نہ دیتا ہے آج پھر ہمارا دل مضطر شراب
اسطرف بھی آج مائل مہربانی چاہیے
اگر مسیان کرتی ہے جیسے صورت دلبر شراب

دور ہر شیشہ نظر سے سرنگون ہر جام کی
آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ ای دلبر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہوکر اپنے گھر
غیر ممکن ہے رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ دیدار کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساقی تو غیرون کے تو ایجان بیچکے مگر شراب

شہباز بلند پرواز ضعیفہ کے گرد بھرنے لگا کہ ای مادر مہربان اس بڑھاپے مین یہ آواز آپ کے گانے مین یہ سوز و گداز اشارے سے کہا بیٹا ابھی تمنے کیا سنا ہی بہت راضی کرو گی جو مجھے مزے اُڑائے ہین کبھی تمنے خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے پیلا چہرہ دیکھکر دیوانے ہوگئے بیٹا ہماری راے پر چلو تو ایسی شفقتین تمھارے مکان کے گرد پھرا کرین اپنی چاہت عورت بہ نہین ظاہر کرتے ہین خیر بیٹا اب تو جسطرح بن پڑے نبا ہو آئندہ ہم تمکو طریقے تماشہ بینی کے تعلیم کرینگے بیٹا ایک پیسہ صرف نہ کرو اور جو چھپ دروازے پر کھڑی رہین شہباز بہت خوش ہے دل سے کہتا ہے سامری و جمشید نے بڑھیا سے ملایا معشوق بھی راضی ہے اب نشے مین شراب کے مدعاے دلی حاصل ہوگا دوسرا جام بھر کے بڑھیا نے اور دیا کہ بیٹا اور پی لو تمکو محنت پڑی شہباز بلند پرواز وہ جام بھی پی گیا یہان کنیزین جو بیدار دروازے پر پی پی کے جبلانے کوئی منھ کے بھل چمن مین گری کوئی برخست سے لپٹی ہوئی ہے ولے کر رہی ہے کسی نے نشے کے جوش مین پاجامہ اُتار کر پھینکدیا ہے ہوا کھاتی پھرتی ہے کوئی چٹکیان بجا بجا کر گا رہی ہے کوئی اینٹھ رہی ہے کوئی آرسی مین اپنی صورت دیکھکر اترتی ہے آپ ہی کہتی ہے مجھسے زیادہ کون حسین ہے وہ عمدہ میری صورت ہے مین نے اپنے جمال کی قدر نہ کی ورنہ سیکڑون چاہنے والے گرد مکان کے پھرتے اب بھی بعض بعض گھرے رہتے ہین مین خیال بھی نہین کرتی کوئی کہتی ہے بری نہین جاتی آپ ہی آپ بکتی پھرتی ہی جو بیدار ہین لڑ رہے ہین کہ سرکار سے شہباز کی انعام ملا تھا تمنے دوہرا حصہ کیون لے لیا اسنے کہا ہم تو معدار ہین اسنے اُسکی پگڑی اُچھال دی انمین جوتی پیزار لات کی ہو رہی جا بجا لوگ بیہوش ہوکر گرے بڑھیا نے کہا بیٹا تمھارے نوکر بڑے گستاخ ہین دیکھو آپسمین لڑ رہے ہین منع کر دو کہ غل نہ کرین شہباز نے آواز دی یارو غل نہ مچاؤ یہ کہکے تلوار نکالکر اُٹھا کہا مادر مہربان مین جاکر ان سب کو سزا دیتا ہون اُٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا دھکڑا کر گر پڑا چالاک نے نعرہ کیا فغان جادو دیکھ رہی ہے اور تحسین کرتی جاتی ہے کہ ای عیار

کیا کہنا چالاک نے ایک خنجر مارا شہباز کا سر اُڑ گیا اُسکے قتل کرنے سے باز نہ آیا کنیزون پر خنجر پکڑ کر جا پڑا سب کے سر
کاٹ ڈالے لاشے سب کے چمنستان مین تڑپ رہے ہین باغ بھی جل رہا ہی تل جل جل کے گر رہے ہین ہنگامہ گیرو
دار بلند ہی چالاک نے نعمان کی زبان سے سوزن لیا کہا ای ملکہ تم تو چلو مین بھی آتا ہون نعمان پرواز پیکار کے
دیوانہ ہوئی چالاک یہان سب کا خاتمہ کرکے صورت بدلے ہوے باغ سے نکلا جب یہان عقلا اپنا مختوم
کو قید کرکے ایک خیمے مین بھیجدیا حیرت کا قفس ایک خیمے مین ہی لشکر والے قتل ہوے مگر مختوم اپنے
خیمے سے سب کو گالیان دے رہا ہی عقلا کے نام پر توبہ چپار کر دی کہ اس بیحیا نے مجھکو کیون قید کیا مین کسکے
باوا کا نوکر ہون مین اپنی معشوقہ کے پاس جاؤنگا زنجیر مین ہلا رہا ہی نگہبان بھی پریشان ہین افسر بھی حیران ہین
عقلا کو جب خبر پہونچی ہی کہتا ہی یارو بیا بڑا افسر تباہی مین پڑا نہین معلوم اُس ظالم کو کون لیگیا کل صبح کو سحر
کرکے سب لشکر کو مٹا دونگا عقاب کی بلند پروازی دیکھلونگا پھر باطمینان بیٹھکر حیرت کو بہ منت راضی
کرونگا سردار اسکے جواب دیتے ہین کہ حضور آپ نے بڑی جلدی کی اُسیوقت پکڑکے لائے سوال وصل کرنے
پر مستعد ہو گئے دو چار دن گذرین آپ کی شان و شوکت سے آگاہ ہو آپ ایسے جوان ہین کہ عورت آپ کو
نہ پسند کرے عقلا ہنسنے لگتا ہی تاج سرکو کج کرتا ہی نہایت خفتہ ہی دمبدم مختوم کی خبر پوچھتی ہی کہتا ہی یارو اسکی خبر
مجھسے نکہو نہین معلوم نعمان پر کیا گذری کون اُٹھا کر لیگیا چراغ سامری روشن کرون شاید احوال روشن ہو
میرے دل پر چھریان چل رہی ہین کہ مختوم کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون اسکا سودا کیونکر اُترے مگر مسمارہ و شماہین
دونون سپہ سالار دربار گاہ حیرت پر بیٹھے ہین بارہ ہزار جادوگر وہان سوہان جادو دربارگاہ مختوم مین
بیٹھا ہی ساحرون سے کہ رہا ہی یارو چپ رہو تم لوگون کی باتین سنکر مختوم کی وحشت بڑھتی ہی جب تو وہ
خاموش نہین رہتا نعمان کا نام لے رہا ہی زنجیر مین ہلاتا ہی دمبدم غل مچاتا ہی کیا کیجئے اس ظالم کو سمجھائین کہ ایک
ساحر دوڑا ہوا آیا سوہان سے عرض کی حضور ہمارے بادشاہ کا سحر و ساحری مین مثل نہین ابھی چراغ سامری
روشن کرکے یہ گولی بنا کر دی ہی کہ مختوم کو کھلا دو سودا اُتر جائے گا نعمان کے نام کو فراموش کریگا یہی
اطاعت کا دم بھریگا سوہان نے کہا اُسکے سامنے کون جائے کون گولی کھلائے وہ تو لاکھون گالیان
دیتا ہی ایک ساحر نے کہا ہم جا کے دم دے کے کھلا دینگے سوہان نے کہا تم جاؤ ہم تو ندر جاتے خوف
کرتے ہین اگر زبان سے سوزن نکل جائے آفت برپا کرے ساحر نے کہا مین تو کھلا دونگا ٹھونس کے منہ مین
گولی دیدونگا گلے سے ایک گھڑا اُترا اور ہوشیار ہوا سوہان نے کہا تم جاؤ جسطرح بنے کھلا دو مین کیا تامل
ہی ساحر اندر گیا مختوم دیکھکر گالیان دینے لگا کہ ابے تو کون ہی جو یہان آیا ہی ساحر نے جھک کے سلام کیا
کہا حضور نے غلام کو نہین پہچانا مجھکو ملکہ نعمان نے بھیجا ہی باغ مین دلہن بنی بیٹھی ہین سب برات جمع ہی افسوس
یہ ہی کہ برات بے دولہا کی ہی مجھسے فرمایا کہ ای خیر خواہ جاکر میرے وارث کی خبر لے کیون تشریف نہ لائے
مختوم رونے لگا کہا ای خیر خواہ مجھے حرامزادون نے پکڑ لیا دس ہزار ساحر مجھپر ٹوٹ پڑے زبان مین میری
سوزن ہی ای خیر خواہ سچ کہ ملکہ دلہن بنی بیٹھی ہین خیر خواہ نے کہا آپ کے سر کی قسم اسوقت براتیون کے
سامنے رو رہی تھین اور فرماتی تھین میرا دولہا کیون نہین آیا مین اسی خبر کے واسطے ابتک آیا ہون آپ اب
کیا فرماتے ہین آج بھوری بھر جائے ایسی تاریخ پھر نہ ملیگی مختوم نے کہا زبان سے سوزن نکالو دیکھو تو ابھی
اُڑتا ہوا جا پہونچون خیمون مین آگ لگادون عقلا حرامزادے کی ناک کاٹ لون مین حیران ہون کہ کسنے مجھکو

مجھکو کیون قید کیا مجھے تو چھڑانا حیرت جادو کا منظور ہی ہماری معشوقہ اور حیرت سے بہنایا ہی غضب
کی بات ہی کہ ہمارے جیتے جی قید رہے ساحر یعنے چالاک نے زبان سے سوزن لیا کہا اب آئیے دلھن بھی آ گئی
اتنی ہوگی اُسکو دم بھر قرار نہین زبان سے سوزن مختوم کی جو نکالا اب ہو سکتا ہی قید ٹوٹ کر گری سوہان
دروازے پر بیٹھا ہی کہ دیکھا مختوم بھوستا ہوا نکلا پکار کر آواز دی او بیچا تو ہمارا نگہبان ہی سوہان بڑھا کر
روکون مختوم نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس خود سر کا اُڑ گیا نگہبان بھاگے بلڑ ہوا مختوم نے رہائی پائی مسمار و
شاہین یہ ہنگامہ دیکھکر کھڑے ہوگئے مختوم اسی جانب چلا آتا ہی گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے مختوم گولے
کھاتا جاتا ہی اکثر زخم بھی کھائے ہین مگر جس خیمے کے قریب پہونچا طناب پکڑ کر ہلکا مارا چند ساحر دوڑے
ہوئے پاس عقلا کے پہونچے کہا حضور مختوم نے رہائی پائی طرف خیمہ حیرت کے جاتا ہی روکنے والے روکتے
ہین وہ نہین رکتا ہی دس ہزار ساحر مار ڈالے کئی خیمے گرا دیے کئی ہزار ساحر دب کے مرے عقلا جھلایا ہوا نکلا
دوڑ کے دیکھا مختوم مسمار و شاہین کے ملازمون سے لڑ رہا ہی دس بارہ ہزار ساحر مار ڈالے حیرت
قفس سے دیکھ رہی ہی آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے ہوئے اپنے حال پر رو رہی ہی کبھی کہتی ہی اس خوبصورتی
کی بدولت کس بلا مین پھنسے جو ہی وہ اس فن کا خواہان ہی دیکھیے میری عصمت کیونکر بچتی ہی مگر چالاک کی
دل سے تعریفین کر رہی ہی عقلا نے یہان مختوم کو للکارا ملکہ نعمان آسمان پر آکے بجلی دکھاتے کہ جس عیار نے
مجھکو رہا کیا تھا اُسنے مختوم کو بھی قید خانے سے چھڑایا قریب ہی زندان لڑ رہا ہی نعمان نے اور سحر کیے
اور زیادہ مختوم کو جوش ہوا لڑنے لگا عقلا نے للکارا کہ او مختوم کہان جاتا ہی جیسے ہی للکارا مختوم پلٹا
آواز دی او ملعون تو نے یہ فساد برپا کیا میری معشوقہ سے مجھکو چھڑایا ورنہ ابتک شادی ہوجاتی مست ہاتھی
پر سوار ہوتا ہماری سہرا باندھا جاتا ایک مصاحب جلیل ہماری سہرے کو سنبھالتا اور بچے کنوین پر بھو زری
پھرتی تونکے تارے ہوتے سسرال مین زیادہ آبرو ہوتی لڑکا آیا کہکے پکارے جاتے افسوس آج تک محروم
رہے تیرا ہی باعث ہوا عقلا جھپٹ کر آیا تیغ آبدار کھینچے ہوئے مختوم بھی بھوت جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی
عقلا نے روکے ترو کے ایک مقام پر جھکائی دے کے ہاتھ مارا کہ سر مختوم کا اُڑ گیا مختوم کا سر اُڑتا اور آواز
آئی کہ کشتی مرا نام مین مختوم جادو بود سب ساحر تعریفین کرتے ہوئے دوڑے ای شہنشاہ کیا کمال کیا ہی
سرکش کو مار لگی افسر مارے بارہ ہزار سوار و پیدل قتل ہوئے ایسے سحر کبھی نہ اُترتا چالاک ساحر کی
شکل بنا ہوا ایک گوشے مین کھڑا ہی خیال کرتا ہی کہ نعمان ابھی تک نہین آئی اگر ایسے ہنگامے مین آ جاتین تو رہائی
ملکہ حیرت کی ہوجاتی بڑا ہی تامل کیا جیسے یہ سب ساحر تعریف کرتے ہوئے قریب عقلا کے آئے مسمار
و شاہین بھی چلے آتے ہین بس نعمان کڑک کر قفس حیرت پر گری اور نعرہ کیا باشید او ساحران غدار دیکھو یون
اپنے مالک کو رہا کرتے ہین عقلا دوڑا سردار جھپٹے مگر نعمان نے قفس کو توڑ کر حیرت کی زبان سے سوزن
نکالا کہا بی بی کیجیے اور اپنی فوج پر بھی نعرہ کیا کہ ہان صاحبو فوج عقلا کو گھیر لو دو لاکھ ساحر تلوارین
پکڑ کے آ پڑے لشکر عقلا کو قتل کرنے لگے گولے ترنج و نارنج مارے خیمے جلا دیے عقلا چاہتا ہی مین ان
سب کے بیچ سے لکھاؤن جا کر نعمان کو روکون مگر وہ بلوہ ہی کہ نکل نہین سکتا ابر سحر برس رہے ہین دھوئین
زمین سے اُٹھ رہے ہین حیرت نے جو اُنکا سحر کیے آگ برسا دی زمین کانپنے لگی ہر طرف دھوئین اُٹھے ہزارون
کے قلب الٹ رہے ہین حیرت جادو عجب عجب طرح کے سحر کر رہی ہی کبھی برق بنکر گری ہزارون کے سر اُڑا دیے

کبھی نت بلوری کٹوری بوے مشک و عنبر آئی سیکڑوں دیوانے ہوئے سر ٹکراتے پھرتے ہیں بعض نے اپنا گریبان چاک کیا
بعض تو ضبط جنون و جمال حیرت کی کر رہے ہیں عجب طرح کا اس میدان کارزار میں ہنگامہ ہے نعمان لاتی ہوئی حیرت
حیرت جادو کے آئی عرض کی عقاب بہت بڑا جادوگر ہے یا تو اسکو غفلت دیجیے نکل چلیے جب یہ پچھار کریگا تو
سمجھا جائیگا حیرت نے کہا یہ ضرور پچھار کریگا کیونکہ جو جو باتین کرتا ہے حقیقت مین یہ سحر مین بلاے روزگار
ہے سامری و جمشید اسکے سحر سے محفوظ رکھین حیرت جادو نے کہا اے نعمان تو مقابلہ تو کر مین آگے کی تدبیر
کرتی ہون کہ نعمان جادو نے بڑھکر للکارا او نامردین رو بے کے پیادون کو قتل کرتا ہے اگر مقابلہ کر تو کچھ
لطف ملے وہ بیچارے غریب تجھسے کیا مقابلہ کر سکتے ہین جیسے جانورونکو مارا ویسے ان بیچارون کو قتل کیا
یہ سنکر عقلا نے پکار آواز دی آ او بی نعمان مین تمہارا اشتیاق تھا ان دونون مین سحر چلنے لگے عقاب بھی تماشا
دیکھ رہا ہے ایک گوشے مین کھڑا ہے کہ عقلا و نعمان سے مقابلہ پڑا ایسے ایسے سحر ہوے کہ اژدہے نے شیران صحرا
ڈکار مارتے ہوے آئے آہوان صحرائی کے صحراے فرحت کا تماشا دکھایا نسیم سحری چلی باد سخت شمال کا بھی عمل ہے
کبھی بہار کبھی خزان کبھی جھونکے ہواے گرم کے چلے کہ پھول مرجھا گئے کبھی نسیم سحر چلی کہ جسکی وجہ سے مرجھائے ہوئے
پھول شگفتہ ہوے سبزہ شاخین لہرائین گلون نے آنکھین کھولین نرگس کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل کی
شعبدہ بازی عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی کبھی نالان و زار ہونا کبھی معلوم ہوتا تھا دشت ویران ہے
بگولے گرد کے اڑ رہے ہین ہواے گرم چل رہی ہے آواز جغد و بوم کی آتی ہے دیوانے غل مچا رہے ہین لڑکے
کلوخ بدست دیوانون کے پیچھے دوڑتے ہین دیوانے بھاگے جاتے ہین کبھی غل مچاتے ہین زنجیرین ہلاتے
ہین جب موسم بہار نے کیفیت دکھائی دیوانون کو ہوش آیا باغون مین آکر پھول چننے لگے چمن و صحراؤن کا
راستہ بند ہوا بلبلون نے آشیان لگایا طائرون نے مل کے مبارکباد گانا شروع کی اشعار

بہار در چمن انداز گلفشانی کرد
طلوع مہر و فروغ سحر مبارکباد
صداے عام تماشاے جشن جمشیدی
کم ست ساز طرب نغمہ مبارکباد

بشاخ گل تمنا ثمر مبارکباد
دگر بہ شہر تہنیت کشان موکب خاص
بعہد خسرو جمشید فر مبارکباد

زمانہ بزم طرب را ز انجم آئین بست
روند گل بہ سر رہگذر مبارکباد
بمن کہ از ستم چرخ تیز گردم را

بہار آگئی تو لطف موسم بہار ہے خزان کا رنگ دکھایا تو ویرانے کا
رنگ جمایا عقلا حیران ہے کہ جسطرح کا سحر کرتا ہون ویسا ہی جواب ملتا ہے کسی مقام پر یہ عورت کم نہین کچھ
حقیقت مین بلاے روزگار ہے بڑھکے اپنے سحر کیا کہ آسمان سے سر برسے ہاتھ کٹ کے گرے پانون کٹ کے
گرے دھڑ ادھر ادھر گرے نعمان نے بڑھکر آواز دی او نامرد ڈراتا ہے دیکھ شعبدہ اسکا نام ہے یہ کہکے جو نعمان
دستک دی اور آواز دی اے ہزبر بیشہ ساحری و اے ضیغم دشت افسون گری ان بیچارے عقلا کو لینا جنگل سے
چار شیر دھاڑ مارکے پیدا ہوئے اور عقلا کی جانب چلے عقلا شیرونکو دھاڑ کے مارتے دیکھکر سحر کرکے زمین
سے بلند ہوا شیر تو زمین پر آکے منہ پھیلانے لگے جست کرتے ہین مگر اس تک نہین پہونچتے نعمان نے کہا کچھ
یہ بھی سحر یاد رکھنے کا ہے دستک دی اور آواز دی کہ اے باز بلند پرواز اسکو لینا چار طائران بلند پرواز
قوی الجثہ آسمان سے اڑتے ہوے آئے انھون نے اپنے پر مارے کہ یہ زمین پر گرا شیر اسپر جھپٹے اس
بدحواسی مین اسنے گود مارا چارون شیرون کے سر جھپٹے اور چارون طائر اسپر چلے اسنے بھی آواز دی اے
طیران لینا اسکے بھی سحر سے چار طائر آئے ہوا پر مقابلہ ہین چلنے لگین آنکھون لڑکر گرے ان طائرون کے منہ سے

سات ہزار ساحر لشکر عقلا سے جلے ایک غریو بلند ہوا اہلیان فوج نے آواز دی ای بادشاہ ہم لوگ تمام ہوئے جاتے
ہین اپنی جان بچائیے تو ہمارا بھی خیال فرمائیے عقلا پریشان ہوا ایک ابر سحر بنا کر سر پر فوج کے پہونچا اب جو
سحر نعمان کا جاتا ہی وہ ابر اپنے اوپر روکتا ہی اسوقت ابر مین ایک مہلکہ ہوجاتا ہی اُس عالم اضطرار مین حیرت
چمک کے پشت پر آئی گولہ فولادی اپنے خون سے ترکیا پشت پر اُسکی پھینک مارا جب گولہ رہا ہو چکا تب
حیرت جادو نے آواز دی کہ او عاشق کاذب بچتا گھبرا کے بیٹھا کہ یہ کیا آفت نازل ہوئی گولہ سینے پر آکے پڑا
کر پشت کو توڑ کر پار گذرا عقلا کا گرنا صدا جو اسکے مرنیکی آئی لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحر ملازم اسکا موجود ہی چاہا کہ
بھاگین مگر خیال کرکے دیکھا حیرت و نعمان نے چار جانب سے گھیر لیا ہی آسمان پر ہوا ابر چھایا ہوا ہی اُس ابر
سے ہزارہا لاشہ گرا جسپر گرا اُسکو جلا کر خاک کیا بارہ ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے اسکے مرنے سے کئی پہاڑ گرے
کئی دریا خشک ہوئے ہزار دو ہزار نخل جلے مگر ایسے بدحواس تھے کہ سوائے صدائے الامان کے
اور آواز منہ سے نہ نکلتی تھی یہی صدا تھی کہ ای ملکہ عالم ہمکو امان دیجیے ہم اطاعت کرتے ہین گھاس منہ مین
دبا دبا کر سامنے نعمان و حیرت کے آئے حیرت جادو و نعمان نے سب کو نجات دی چالاک بصورت
مبدل ساتھ ہی راہ مین حیرت نے نعمان سے پوچھا تمکو کون اُٹھا لیگیا تھا تمنے کیونکر رہائی پائی عرض کی وہ
عیار چالاک وہ ضعیف بنکر وہان پہونچا مجھکو شہباز اُٹھا لیگیا تھا ایسا جھٹ پٹ اُسکو مار لیا کہ دیر نہ لگی
یہان آکے مختوم کو رہا کیا مین یہ انتظار کر رہی تھی کہ جب یہ مریگا تو سب اسکے دیکھنے کو دوڑینگے عقلا نے
جب اسے مارا تب مین آپ کے قفس پر جا پڑی اب حضور عیار کو بلا کر تسکین دیوین ہر جگہ جان اُسنے اپنی
دیدی یہی خیال رہا کہ وہ کام کرون کہ ملکہ حیرت کو رہا کرون اصل یہ ہی کہ اُسی کی کوشش سے رہائی پائی
حیرت جادو نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ ابرو پر بل پڑ گئے اور کہا کچھ اور ذکر کرو بس ہو چکا سنا ہی کہ تین روپے
کے چاہئے جو کام کرتے ہین وہ کام کیا اول تو وہ مکار ہی کہ اب تمکو ملیگا بھی نہین اگر مل جائے ہزار دو ہزار
روپیہ دیدینا مگر اب کہو کہ عقاب سے کیا گذری نعمان کے ہوش اُڑ گئے بسبب لحاظ کے کچھ کہہ نہ سکی مگر
خاموش ہو رہی عقاب کے بارے مین جواب یہ دیا کہ حضور اگر وہ مقابلہ کریگا لڑینگے اگر رنگ اول کا وہ
خواستگار ہوگا جواب سخت دینگے بلکہ اگر فرمائیے تو آج رات کو اُسکے لشکر پر آگ برسا دون کہ شکست
کھا کر چلا جائے حیرت جادو نے کہا ابھی تامل کرو نوبت نقارے بجاتے ہوئے بلفتح و فیروزی خیمے
بارگاہین سراپردے ساتھ ہین خزانے عقلا کے ہمراہ ہین قلعہ کوہ مین آکر داخل ہوئین حیرت جادو
تخت پر مین جلوس ہوا نذرین گذرین نعمان کو وزیر اعظم قرار دیا یہ سب خبرین عقاب کو پہونچین عقاب
نے منہ پیٹ لیا کہ ہائے مین کس بلا مین پھنسا ساٹھ لاکھ کا لشکر لیکر نکلا تھا جا بجا لڑتے بھڑتے دس ہزار
فوج رہگئی اب مین ظلمات مین جاکے کیا منہ دکھاؤنگا ظلمات والے کہینگے یہ سیاہ رو آیا ہی ہائے مین نے
کیا کیا حیرت کو کیون قید سے چھڑایا تمام عمر قید مین رکھکر مار ڈالتا اب تو میری یہ کیفیت ہی نظم

ہنسنا ہی خوش آتا ہی نہ رونا مرے دل کو
منظور نہ چاندی ہی نہ سونا مرے دل کو
بے وجہ رُلانا نہین دکھلا کے رُخ یار
رکھتا ہی بہت تنگ یہ کھونا مرے دل کو

میٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دل کو
تا صبح تجھے یاد کیا مجھکو جگا کے
آنکھون کو ہی ساتھ اپنے ڈبونا مرے دل کو
یوسف سے حسین ہوئے کوئی طفل ہی جانان

اکسیر سے بہتر ہی در یار کی مٹی
بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دل کو
بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو کو نکالے
کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دل کو

بازیچہ ہستی مین وہ مجنون پری ہون
اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دل کو

داغ اور ھنا ہی ولے چھونا مرے دل کو
نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا

نظارہ کیا کین وہ مین دیدار کو ترسا
دن رات رہا آنکھون کا رونا مرے دل کو

بارے مین ترے بھول پرونا مرے دل کو
خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہی

انکار ترے قد کی قیامت کا نہو گا
مومن ہون مین کافر نہین ہونا مرے دلکو

بے وصل کے منھ مین ہی بھگونا مرے دل کو
گل ہے جو تجبر قطرہ شبنم ہین مہکتے

کچھ خاک اڑانے سے نہین ملنے کا آتش
بیکار یہ تکی کا ہی ڈھونا مرے دل کو

پہلو مین نہین عجب ہے کہ وہ غیرت لالہ
رسوائی ہی اس شوخ کے کار ذمار دل کو
کانٹا سا کھٹک جاتا ہی جب یاد ہی آتا
اچھا نہین اس تخم کا بونا مرے دل کو
ترگ یہ شادی سے رہون گا یہ شب وصل
یاد آتا ہی منھ کا مرے ڈھونا مرے دل کو

یارون مین تو تباہ ہو گیا اتنا لشکر اب میرے جمع کیے سے بھلا جمع ہوگا۔ بلاؤ میر منشی کو میر منشی حاضر ہوا کہا ملکہ حیرت جادو کو ایک نامہ تحریر کر دینا انکا پیچھا نہ چھوڑونگا یا آرزوے وصل مین وصال ہوگا یا ہجوم غم و ملال ہوگا مین یہ خوب جانتا ہون کہ سحر مین اُنسے کم نہین ہون بی نعمان کے بھی عجائب و غرائب مین نے آج دیکھے اگلی جسدن سحر کرینگا طبقات زمین ہلا دونگا جب مقابلہ پڑا ہوش تحت مین مین نے سحر نہین کیا دبیر بدتدبیر نے نامہ لکھا گو عقاب ابرسوار نے نامے کو دیکھا حکم دیا کہ ایک ساحر معقول نامہ ہمارا لیکر جائے ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دے شہاب جادو و زمرہ وزراسے اٹھا عرض کی غلام نامہ لیکر جائیگا زبانی بھی بہت سمجھاؤنگا شہاب نامہ لیکر چلا بالاے کوہ پہونچا ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی تھین نعمان بعہدۂ وزارت وزرا امرا کوتوال شہر سب حاضر خدمت ہین جہانتک عملداری ہی سب ناظم حاضر ہوئے نذرین گذر رہی ہین ملکہ حیرت نے ہر عہدہ دار کو بحال رکھا ایک ساحر تفنگ جادو یہ جو آیا اور جمال جہان آراے ملکہ حیرت کو دیکھا جھک کے سلام کیا اور نذر دی ملکہ نے اُن پتلے پتلے ہاتھون سے نذر جو اٹھائی اور روزانہ ہاتھ سے ہاتھ مس ہوا تفنگ نشانۂ تیر محبت ہوا کانپتا ہوا کرسی پر بیٹھا چالاک بھی ایک کنیز کی شکل پر اس دربار مین حاضر ہیں نعمان نے کئی مرتبہ کہا کہ رعنائی اس دربار کی دیکھئے میان چالاک نہ تشریف لائے حیرت نے پھر منع کیا اور فرمایا کہ نعمان دخل امورات مالی و ملکی مین دو ناظم و چکلے دار حاضر ہین اسطرح کا انتظام کرو کہ رعایا کو تکلیف نہ پہونچے ایک دن وہ تھا کہ اتھارہ سو ملک پر سلطنت کرتے تھے آج ہمکو سلطنت کوہستان تلی شکر ہی سامری و جمشید کا نعمان نے کہا واری پھر وہی سلطنت ہوگی یہ ابتدا ہی آپنے جو بیان فرمایا آوارہ ہوکر بدرو ظلمات مین پہونچا اور کوتوال شہر کا دبالو خان تو اس حال سے لاکھ درجے یہ بہتر ہی یہ مقام سکونت ملا یہین سے لشکر کشی کرینگے ہوشربا پر گئے اور قبضہ کیا اب تو وہان ساحر بھی نہین شہنشاہ لاچین کی طرف سے کوئی حاکم ہی اُسکا مار کر ہٹا دینا کتنی بڑی بات ہی کہ ایک چوبدار نے جھکر عرض کی شہاب طرف سے عقاب کی بطور ایلچی آیا ہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی حیرت نے کہا بلالو نعمان نے اشارہ کیا ای ملکہ عالم دیکھیے عقاب ابرسوار نے پھر تحریک کی حیرت جادو نے کہا آنے دو ایلچی دربار مین آیا دربار کی کیفیت دیکھکر گھبرا گیا امرا وزرا ناظم چکلے دار سب حاضر ہین شہاب جادو نے آگے پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامہ پیش کر دیا ملکہ نے نعمان کو دیا نعمان نے اس نامے کو پڑھا مضمون یہی تھا کہ کسی طریقے سے ہمارے ساتھ چلو ہوشربا دلوا دینگے قاتل افراسیاب کا سر دینگے اپنے عہد پہ ہم قائم ہین آپ نے کیون عہد شکنی کی براہ عجز عرض کرتا ہون کہ تشریف لایئے تاج و تخت آپکے انتظار مین ہی اسوقت

تخت پر خاقیہ تجویز کیا ہی اگر ہمارا کہنا نہ مانا تو ہم آمادہ حرب و پیکار ہین آیندہ آپکو اختیار ہی ملکہ نے فرمایا پشت
پر جواب نامہ جنگ لکھدو شہاب جادو نے کہا حضور کو اختیار ہی مگر یہ بہتر نہ کیا شہنشاہ ہمارے بہت
بگڑے ہوے ہین فساد عظیم ہو گا لاکھون کی جان جائیگی تفنگ کو بہت ناگوار ہوا کہ مجکو بھی گلشن جال کی
گرز مارا تھا اپنے پٹ کے کہا کہ او بیحیا ہمارے بادشاہ سے کلام بے ادب کرتا ہی شہاب نے کہا تو
کون ہی کہ شاہون کی بات مین دخل دیتا ہی شہاب و تفنگ سے تکرار بڑھی شہاب جادو نے گولہ مارا
تفنگ جادو نے اٹھکر گولہ رفع کرکے سر کاٹ لیا اور سامنے ملکہ حیرت جادو کے لایا کہا حضور غلام
کو حکم ہو جاؤن عقاب ابر سوار کی بلند پروازی بھلادون اس سرحد سے بھگا دون نعمان جادو نے
پوچھا ای تفنگ تمکو کیا عہدہ ہی عرض کی حضور کی جانب سے ناظم ہون سب کوہستان کی تحصیل میری
معرفت آتی ہی تین لاکھ فوج ساتھ رکھتا ہون سالہا سال مجکو رہتے ہی لڑتے گذرتا ہی جسنے خراج دینے مین
تامل کیا جاکر لڑا جبرا خراج لیا اس بیحیا سے لڑنا کیا دشوار ہی نعمان جادو نے منع بھی کیا مگر تفنگ جادو
نے نہ مانا کہا حضور غلام یہی چاہتا ہی کہ سرفروشی غلام کی ظاہر ہو ہمراہ رکاب رہون نعمان جادو نے عہدہ
تو قائم رکھا تھا کسی کا عہدہ تبدیل نہین کیا تھا اسکو بھی خلعت ہوا تفنگ جادو پہاڑ سے اترا اپنے ساتھ
کے جو لوگ تھے انکو حکم دیا کہ لشکر ہمارا لاد لیے اسکو یہ منظور ہی کہ عقاب ابر سوار مکار غدار کو مار دون
ملک کے دلمین میری طرف سے جگہ ہو کسی طور سے قبضہ کرون اس حیلے سے خدمت مین تو حاضر رہونگا
شہاب جادو کا پھلکو ادا کیا ہرکارون نے آکر عقاب ابر سوار کو خبر دی کہ تفنگ جادو کہ سرحد
کوہستان کا ناظم ہی آپنے شہاب جادو کو مارا اب لیکر لشکر کو آپ کے مقابلے مین آتا ہی یہ سنکر عقاب
بہت گھبرایا کہا ایک ادنی ملازم کو یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے مقابلے مین آتا ہی یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
لشکر و بنا آراستہ کر رہا ہی بارگاہ آگے بڑھا کر استادہ کرائی پہر دن پچھلا باقی ہی کہ طرف سے پہاڑ کے گرد اڑی
تفنگ کرگدن مست پر سوار تین لاکھ ساحر بارگاہ خیمے لدے ہوے بڑے زور و شور سے آکے
مقابلے مین عقاب ابر سوار کے آترا مگر عقاب نے سر شام حکم دیا کہ طبل جنگی بجے تفنگ کو بھی خبر
ہو تھی تفنگ نے بھی اسیوقت طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ حیرت نے حکم دیا
کہ برسر کوہ ہمارا تخت آراستہ ہو ہم بھی تماشا جنگ کا دیکھینگے برسر کوہ ایک خیمہ استادہ ہوا پردے چہار جانب
سے اٹھگئے تخت ملکہ حیرت جادو کا بچھا تفنگ نے بھی خبر سنی کہ ملکہ میری جانبازی ملاحظہ فرمائیگی خوب
پھولا ہوا سمجھا ہی کہ مین نے بڑی جانبازی کی اب یقین ہی کہ ملکہ کے دل مین میری جگہ ہو اگر ملکہ حیرت جادو
نے مجکو قبول کیا سلطنت کونین حاصل ہوئی خود تیاری لشکر کی کرتا پھرتا ہی انتظام مین مصروف ہی مگر عقاب
خود واسطے ملاحظے کے رات کو پھر رہا ہی کہ رات گذر جائے کہ دیکھا تفنگ جادو ایک مرکب عربی پر سوار
بارہ چودہ ہزار ساحر اس غدار کے ساتھ ہین سب کو جگاتا پھرتا ہی چالاک کا حال سنیے کہ جس وقت سے اسنے تفنگ
کو دیکھا دل مین سمجھگیا کہ یہ ملکہ پر عاشق ہوا دیکھیے کیا رنگ ہو لشکر مین تفنگ جادو کے بشکل ساحر چالاک
یہی پھر رہا ہی مگر عقاب نے جو تفنگ جادو کو دیکھا جل گیا زرک کے بشکل عقاب ابر سوار بلند ہوا جہان
تفنگ جادو کھڑا تھا تڑپ کے گرا بجنگل مین دیکھ لے اٹھا تفنگ جادو نے چاہا کہ سحر کرون اپنے کو بچاؤن مگر
عقاب نے ایک پنجہ مارا کہ تفنگ بیہوش ہوگیا ساتھ والون مین غل ہوا کوئی ہمارے آقا کو لیے جاتا ہی چالاک

دوڑا جنگل مین ایک مقام پر آکر عقاب آتر ا چالاک بھی اسکے لشکر مین مدت سے رہتا ہی عقاب ابر سوار کے
سب سردارونکو خوب جانتا ہی شہاب چالاک کے سامنے مارا گیا جیسے ہی عقاب زمین پر آیا چالاک بشکل
شہاب بنکر تیار ہوا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ذرا غلام سے بھی ملاقات کریجیے دیکھیے غلام نے آپ کے
کیا کمال کیا جب مین دربارگاہ حیرت پر گیا میرا دل دھڑکا پیر نے میرے تدبیر بتائی کہ آپ پر کوئی آفت نازل
ہوگی مین نے ایک پیر کو اپنی شکل بناکر اندر بھیجا آپ الگ ہو رہا تھا غلام سوچا کہ جو سر دربار آؤنگا لوگ حیران
ہونگے آپ شمشیر کے نواسے ہین ایسے شعبدات سے بخوبی ماہر ہین عقاب نے جو شہاب کو دیکھا اور یہ حال
سنا خوش ہوگیا شہاب نے کہا ای شہنشاہ یہ کون ہی کہا ای رفیق قدیم ملکہ حیرت کے کوہستان کا ناظم میرے
مقابلے مین آیا ہی مین جاکر اُٹھالایا شہاب نے کہا آپ کی لیاقت سے دور ہی مجھے دیجیے مین ستارہ پانو مین لون
عقاب ابرسوار نے سوزن زبان مین دیدیا شہاب نقلی نے اُٹھا کر ستارہ پشت پر لگایا اب جو تفنگ
کی آنکھ کھلی دیکھا زبان مین سوزن ہی ہاتھ پاؤن ریشمی کمندون سے بندھے ہوئے ہین عقاب ساتھ ساتھ ہی ایک
مقام پر اسنے کہا ای شہنشاہ اسکا یہ ستارہ بھاری ہوا جاتا ہی آپ بڑھ چلیے مین لیکر آتا ہون عقاب ایک
دس قدم چلا تھا پلٹ کے دیکھا شہاب طرف صحرا کے جاتا ہی پکار کر آواز دی ای شہاب اُسطرف کہان
چالاک نے زبان سے تفنگ کی سوزن نکالا آواز دی ای تفنگ ہوشیار ہو جاؤ جیسے ہی زبان سے اسکی
سوزن نکلا ریشمی کمندین اپنے سحر سے جلادین تڑپ کر زمین پر گرا گولہ پکڑ کر سامنے عقاب ابرسوار کے کھڑا ہوا
آواز دی او مکار مجھے پکڑا تھا اب تو سامنے آ چالاک تو ایک غار مین چھپ گیا عقاب ابرسوار و تفنگ
سے سحر چلنے لگا صحرا مین آگ روشن ہوگئی گلستان پر یہ ظاہر و واضح ہوتا تھا کہ جھاڑ بلور کے روشن ہین سپتے
کنول جگنے ملازمان عقاب اس فکر مین تھے کہ آقا ہمارے آتے ہونگے جنگل سے جو تانے کی آواز آئی اور
بارہ ہزار ساحر آکر پہونچے ادھر سے ملازمان تفنگ بھی آکر موجود ہوئے بارہ بارہ ہزار آپسمین لپٹ گئے سحر
چلنے لگے مگر عقاب جو سحر کرتا ہی تفنگ اُسکو دفع کرتا ہی آپسمین سحر چل رہے ہین تفنگ جادو کا بھائی
سرچنگ خبر سنکر لشکر سے دوڑا اُسوقت آکر ہو بجا دیکھا عقاب نے سحر کیا شعلہ ہاے آتش گرے ہین اُس
آگ مین تفنگ چھپا ہوا سحر کر رہا ہی کہ باہر نکلون کہ سرچنگ نے لپک کر گولہ مارا عقاب نے وہ گولہ ہاتھ پر
تھام لیا ایک ہاتھ سے طرف تفنگ کے اشارہ کردیا کہ شعلہ ہاے آتش جمع ہوگئے دوسرے ہاتھ سے وہی
گولہ کچھ دم سحر کا پڑھکر سرچنگ جادو پر کھینچ مارا سرچنگ نے چاہا بچون لیکن وہ گولہ بلا کا تھا آب کیا کر
سینے پر اُسکے سرچنگ کے پڑا کر پشت کو توڑ کر پار گذرا تفنگ جادو شعلہ ہاے آتش کو بجھا کر نکلا بھائی کا لاشہ
دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا آواز دی او بے حیا تو نے غضب کیا میرے قوت بازو کو مارا عقاب
و تفنگ سے سحر چلنے لگے بڑے زور و شور سے دونون لڑ رہے ہین سحر کرتے کرتے دونون مست ہوگئے تلوارین
پکڑ کر جا پڑے اسقدر تلوار چلی کہ دندانے تلوارون مین پڑگئے دو زخم تفنگ نے کھائے ایک زخم کاری شانہ
پر عقاب کے آیا پٹتے پٹتے عقاب نے کہا جا اب تو پلٹ جا صبح کو اب پھر میدان کارزار مین بھجو لگا اُسکے
لوگ اُسکو لے گئے ملازمان تفنگ اسکو لیکر پلٹے چالاک بشکل خدمتگار ساتھ ہی تفنگ راہ مین جو بیدار ہوا
ایک خدمتگار کو اپنے ہوادار کے قریب پایا کہا او خدمتگار وہ عیار کہان گیا وہ آتا تو ہم اُسکو انعام دیتے
کل ایک بات ہمنے سنی ہی اُسکے بارے مین بھی سمجھاتے کہ خبردار یہ خیال خام ہی تصور ناتمام ہی اب دل مین یہ ارمان

خدمتگار نے کہا حضور وہ کیا بات ہی کہا کہ بھائی سنتا ہون کہ وہ حیرت جادو پر عاشق ہی اُسی نے فساد
ڈالکر عقاب ابرسوار سے الگ کرایا میری یہی مراد تھی کہ وہ عیار صاحب اگر مل جاتے تو مین سمجھا دیتا
کہ خبردار خبردار اب حیرت کی محبت کا خیال دل سے نکال ڈالو بادولت آپ پر عاشق ہوئے ہین جب تو
یہ بلاے ناگہانی مین نے اپنے اوپر لی ہی مین ناظم کوہستان سبجے ان لڑائی جھگڑون سے کیا کام مگر دل مین
ملکہ حیرت جادو سے گھر کرتا چاہتا ہون آج موقع نہ تھا اور نہ عقاب کو آج مین ار لیتا یہ سنکر خدمتگار نے
سر ہلایا کہا حضور یہ بات تو مشکل ہی جو جو کار ہاے نمایان آپنے کیے ہین بھلا کوئی کرسکتا ہی ہر مقام پر اپنی
جان لگا دی ہر چند کہ مجھے ان باتون سے کیا کام مین آپکا ملازم نمکخوار مگر آپنے مجھے جان کیا جان دونگا مگر ملکہ
حیرت جادو کو نہ دونگا تفنگ جادو نے کہا مین اسکو سمجھا دونگا اگر میرے سامنے ایسی بات کہیگا تو مین اُسے
قتل کرونگا عقاب ابرسوا نے بڑے دھوکے کھانے تلاش کرکے قتل نہ کر ڈالا مین زندہ نہ چھوڑونگا
خدمتگار نے سر جھکا لیا کہا حضور وہ آپکے سامنے کاہیکو آئیگا تفنگ نے کہا مین دم بھر مین تلاش کرلونگا
مین ویسا ساحر نہین ہون کہ ایک عیار کو ڈھونڈھون اور نہ پاؤن حیرت جادو اٹھارہ سو ملک کی مالک
وہ تین روپے کا پیادہ اپنی حقیقت کو نہین دیکھتا خدمتگار نے فرمایا یہ سچ ہی کہ نیکی کا بدلا بدی ہوتا ہی تفنگ
نے کہا اسیواسطے تو سمجھا نیکا ارادہ رکھتا ہون کہ اُسنے میری جان بچائی ہوشیار کرکے بھاگا اگر اسکا قدم درمیان
مین نہوتا تو میری جان بچنا دشوار تھی ایسی ایسی باتین چالاک و تفنگ سے ہوئین چالاک تو جی مین
چالاک دل سے کہتا ہی یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ مینے تو اس بچیا کی جان بچائی اور یہ ہمارے قتل کے درپے ہی
حیرت جادو تک پہونچنا تو ناممکن ہی یہ سوچتا ہوا کنارے ہو رہا تفنگ جادو بارگاہ مین آیا رات
ہی کو زخم دوزی ہوئی ساتھ والون سے کہ رہا ہی سویرے عقاب سے مقابلہ پڑیگا لشکر تیار رہے پہر رات
پچھلی باقی ہی کہ چھپر کھٹ پر جاکے لیٹا چالاک قریب بارگاہ پھر رہا ہی عقاب ابرسوار جو پلٹ کے اپنی بارگاہ
مین آیا زخم دوزی ہوئی تو ہوش مین آیا اُٹھکر بیٹھا ناہید سبک رو اپنے عیار کو بلایا ناہید سبک رو عیار
آیا کان مین کہا ای ناہید تفنگ جادو ساحر زبردست ہی مین نے چالاکی کرکے ایک زخم کھایا وہ زخم
اُسکے لگا مینے اپنے نزدیک بڑا کام کیا مگر اُنکو میدان کارزار مین مشکل پڑیگی اگر تجھسے ہوسکے تو پکڑ لا ناہید
نے عرض کی ارشاد کی دیر تھی مین گیا اور لایا یہ کہکے باہر آیا عیاری سے آراستہ ہوا ایک ساحر کی شکل بنکر چیلا
لشکر مین تفنگ کے آیا پشت بارگاہ پر پہونچا یہ تو خبر سن چکا ہی کہ جاکے پلنگ پر لیٹا ہی زخم دوزی بھی
ہوگئی پشت بارگاہ پر ایک مزبلہ تھا وہان سے نقب دینا شروع کی دو گھڑی رات پچھلی باقی ہی جاکے
اپنے دہنہ نقب کا توڑا ترپ کے نقب سے نکلا شمع اے موی دو کافوری روشن تھین اُنکو گل کیا بچھے مین بیہوشی
رکھکر قریب پلنگ کے آیا دماغ کے برابر بیہوشی لگا دی جب اُسنے اوپر کی سانس کھینچی کچھے کو اوپر پہونچا
تفنگ جادو بیہوش ہوا دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن باندھے دو حلقون
سے گلے اور کمر کو باندھا پشتارہ دوش پر لگا کر باہر نکلا چالاک ٹہل رہا تھا کہ اسکو کچھ آہٹ معلوم ہوئی دیکھا
پشت خیمے سے ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی چالاک نے پہچانا کیا وہ تو دبتا ہوا اُٹھتا ہوا جیتا ہوا
جاتا ہی چالاک جھپٹ کے اس سے آگے بڑھ گیا ایک مقام رہگذر کی جگہ اس طرح تھی کہ سڑک نہایت پختہ بنی
ہوئی دست راست و دست چپ کو جھاڑیان جھنڈیان درخت ہین ایک جھنڈی مین چالاک چھپکر بیٹھا

کمند کے حلقے سر راہ بچھائے چست و چالاک ہوکے بیٹھا انتظار مین تھا کہ دیکھا ناہید آتا ہی دل مین اپنے خوش ہوا
کہ اب شہنشاہ سے انعام لونگا یہ سوچتا ہوا قریب اُس مقام کے پہونچا دل دھڑکا آتے آتے رُک گیا پکار کر
آواز دی او عیار مکار مین نے تجھکو دیکھ لیا تیرا دھوکا میان عقاب پر چلا تھا مجھسے یہ مکر چلیگا چالاک نے
سمجھا کہ شاید اسنے دیکھ لیا پھر خیال مین آیا کہ شاید یہ تقدم بالحفظ کہتا ہو ذرا دیکھو تو لو ناہید نے دو تین آوازین
دین اسکے بعد ایک پتھر پھینکا قریب پاؤن کے چالاک کے پتھر گرا اب چالاک کو یقین کامل ہوا اگر
پتھر ماریگا تو سر اڑ جائیگا خیال مین آیا کہ نکلکر اس سے مقابلہ کرون مگر پھر تامل کیا دوسرا پتھر جو اسنے پھینکا
وہ دور جاکر گرا اب چالاک کو یقین ہوا کہ تقدم کرتا ہی دو تین آوازین بھی دین مگر چالاک چپکا بیٹھا رہا ناہید
سمجھا فقط اُسکے خیال سے دل دھڑکا تھا جست کرکے چلا بیچ مین حلقہ ہاے کمند کے آیا چالاک نے شیر کی آواز
دی بھچک کے رُکا چالاک نے جھٹکا مارا گھٹنوں کے بل گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا چاہا تڑپکر اٹھون مین
چالاک مثل برق جہندہ سر پر پہونچا لپک کر حباب مارا ناہید بیہوش ہوا چالاک سوچا تفنگ بھی
دشمن ہی انکی بھی گردن لو سب جانینگے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا تھین کوئی نہ کہیگا ناہید کے جانے کے بعد
عقاب نے دس بارہ ہزار ساحر خبر کے واسطے بھیجے تھے کہ ناہید بیچارے کا رد ہو جاتا ہی اسکا خیال رکھنا
چالاک نے چاہا ناہید کا سر کاٹون اور تفنگ کو بھی قتل کرون کہ دس بارہ ہزار جادوگرون نے دور سے
دیکھا کہ ہمارا اغیار بیہوش پڑا ہی ایک اور عیار اُسکا سر کاٹا چاہتا ہی وہین سے للکارا کہ خبردار کیا کرتا ہی گو
چالاک نے چاہا کہ بھاگے تو ممکن نہین لپک کے اسنے تفنگ کو حباب رفع بیہوشی مارا اور پکار کر آواز دی کہ
میان رقیب صاحب اُٹھیے آپ کو عیار لیے جاتا تھا مین نے بچایا جیسے ہی حباب مارا گھبرا کے تفنگ نے
آنکھ کھول دیکھا ایک عیار بیہوش پڑا ہی ایک عیار سرہانے کھڑا مجھکو ہوشیار کر رہا ہی کہ ای
شہریار اُٹھیے تفنگ سکتا ہوا اٹھا کمند مین کو مین بارہ چودہ ساحر جو دوڑے آنکھون نے گولے ترنج و
نارنج مارے چالاک کے تو پاؤن زمین نے پکڑ لیے پکار کر آواز دی ای تفنگ ان بچاؤن نے میرا حال
کیا پاؤن زمین نے پکڑ لیے تفنگ نے پلٹ کر ایک دو پتھر مارا چالاک کے پاؤن چھوٹے کودکر بھاگا تفنگ
کے خود نشانہ تیر بلا ہو رہا تھا ان بارہ چودہ ہزار ساحرون پر سحر کیا کئی کے سر کٹکر گرے کئی بیہوش ہوے
اب جو باقی رہے وہ سامنے سے بھاگے ناہید کی بھی آنکھ کھلی اٹھتے ہی بھاگا جاکر عقاب ابرسوار کو خبر کی
کہا ای شہنشاہ مین تفنگ کو چھپا لایا تھا مگر راہ مین دھوکا کھایا کچھ ہوشیاری کام نہ آئی اب تو جنگل مین آفت
برپا ہی آپ کے بہت سے جادوگر پہونچ گئے اُنسے سحر چل رہا ہی جلد اپنے کو پہونچایے عقاب ابرسوار گھبرا گیا
ناہید کہتا چلا آتا ہی کہ آپ جنگ آغاز کر دین مین لڑائی مین جاکر ابھی اُسکو مار لونگا عقاب ابرسوار ابھی
آکر پہونچا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا صداے مرغ سحر کان مین آرہی ہی سپیدۂ سحری ظاہر ہو رہا ہی طائر
اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر مصروف زمزمہ سرائی مین اپنے مالک کی تعریف و توصیف اپنی اپنی زبان مین
کر رہے ہین عقاب ابرسوار تفنگ جادو پر چڑھا لشکر تو مسلح تھا ہی یہ خبر سنکر آگیا دیکھا تفنگ و عقاب
لڑ رہے ہین فوجین مل گئین سحر چلنے لگے عین گرمی جنگ مین تفنگ جادو نے ایسے ایسے سحر کیے کہ عقاب
گھبرا رہا ہی چالاک پھرتا پھرتا پاس عقاب ابرسوار کے پہونچا بصورت اصلی ملاقات کی کہا ای شہریار آپ
تپ کر سحر کیجیے مین اس مغرور کو مارے لیتا ہون عقاب نے کہا ای چالاک تیرے تو بڑے بڑے احسان مین

ملکہ حیرت مجھکو عزیز رکھتی ہو گی چالاک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا حضور شامت ہمارے سر پر سوار ہی مین
بادشاہ لشکر اسلام کا عیار ہون ایک لاکھ چھبیس ہزار ایک بچے کا افسر ہون لگاو مدت سے طبیعت کو تھا چلا آتا
ہو جو کچھ کہ کار نمایان کیے وہ مثل آفتاب روشن ہین جسطرح آپ خرابی مین پڑے ہین ہم بھی مبتلاے مصیبت ہین نظم

ہر تصور بھی مجھے ہر دم تری یکتائی کا
دیکھو تابیل سے کیا حال کیا بھائی کا
عشق کامل جو ہوا ننگ کہان کون کا
جام کیا کاسۂ سر ہی کسی سودائی کا
قدم اغیار کا رکھتا ہو گوارا کیونکر
مساف سیکھا ہی چلنا ہو صحرائی کا
جسنے دیکھا مجھے اک بار ہوا دیوانہ
سبز رنگ اسلیے آتا ہی نظر کائی کا

مشغلہ آٹھ پہر ہی مری تنہائی کا
جام سائل کی طرح ہین مری آنکھین در در
دھیان پیوست کو رہتا نہین رسوائی کا
مری آنکھون نے تجھے دیکھے وہ کچھ دیکھا
تیرے ہی در پہ مجھے شغل جبین سائی کا
حجرہ مین چھپکے جو بیٹھے ہوئی آواز بلند
ہی تماشا ترے ہر ایک تماشائی کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہی
جیسے عاشق ہون کسی کا فر شیدائی کا
ہجر مین گردش بیہودہ جو ہو اے ساقی
کہ زبان قطرہ پر شکوہ ہی نیسان کا
مجھسے رہتا ہی رسیدہ وہ غزال شہری
صحن گلزار ہی میدان صف آرائی کا
سبز رنگون کی یہ ہی خاک مقرر تاریخ

یہ اشعار پڑھکر چالاک خوب رویا اور کہا ای شہریار میان تفنگ کو بھی
دعوی عشق ہی ہر مرتبہ میٹھے عیاری کرکے بچایا وہ ہمارے قتل کرنے کی فکر مین ہین عقاب نے کہا کیا مجال تم میرے
پاس رہا کرو چالاک نے کہا ای عقاب محبت نے مجھکو عاجز کر رکھا ہی کہین نہین رہ سکتا ہون جب تم نے
جلیل کو اسنے چھوڑا تو میری کیا حقیقت ہی اب تو بی نعمان کے بڑے زور و شور ہین جسدن ہمارے لشکر کے
مقابلے مین پہونچینگی عیاریون مین گھس پڑینگے جیسے چوہے شیطان ریٹے کرتی ہین ایک رات انکو جینا مشکل ہوگا اب تو
یہی خوشدلی ہی کہ ہوشربا پر قبضہ کرین تا قاتل افراسیاب کو قتل کرین اسکی کیا مجال ہی یہ کہکے پیچھے ہٹا عقاب
بموجب فرمائش چالاک بڑھا لشکر والونکو بھی اشارہ کیا خوب رن پڑا پھر سحر چلنے لگا تفنگ جادو بھی لڑ رہا ہی چاہتا تھا
کہ عقاب ابرسوار کو قتل کرین مگر ساحرونکا بلوہ ہی حیرت جادو جو سو کر اٹھین باہر آکر تخت پر بیٹھین دیکھا
لشکر مین تفنگ نے سنا ہی ساحر ایک جانب چلے جاتے ہین گھبرا کر کنیزون سے پوچھا یہ سب کہان جاتے ہین
میدان کارزار مین فوجین کیون نہین جمین کنیزون نے عرض کی کہ حضور رات قیامت کی تھی عقاب ابرسوار
طلایہ پر سے تفنگ کو پکڑنے گیا مگر چالاک نے کمال کیا کہ شہاب کی شکل بنکر تفنگ کو بچایا پھر پھر رات
رہے عیار عقاب کا آیا پکڑ کر میان تفنگ کو لیگیا راہ مین چالاک نے عیاری کی پھر چھڑایا اب آسی سحر امین
جنگ مغلوبہ ہر سنا ہی بڑی دھوم سے لڑائی ہو رہی ہی حیرت جادو سر کوہ پر آئین سر اٹھا کر دیکھا حقیقت مین وہ
دونون لشکر ملے ہوئے ہین سحر آپسمین چل رہے ہین عقاب بڑھتا ہوا طرف تفنگ کے آتا ہی تفنگ بھی اسی
فکر مین ہی کہ عقاب سے بڑھکر لڑون اگر اسکو مار لیا لڑائی فتح ہو جائیگی ورنہ لشکرون کو جان بچانا دشوار ہی ملکہ
حیرت جادو دیکھ رہی ہین مگر وہ دوست بہت دور ہی کچھ ساحر معلوم ہوتے ہین سحر چل رہا ہی چالاک
نے عین گرمی جنگ مین آکر تفنگ سے ملاقات کی جو عقاب سے کہا تھا وہی اس سے بھی بیان کیا کہ تم بڑھکر
لڑو مین عقاب ابرسوار کو پکڑ لونگا تفنگ بڑھتا ہوا بڑھا چمک کے سحر کرنے لگا ایسے دو چار گولے مارے
کہ لشکر عقاب ابرسوار تہ و بالا ہو گئی ہزار آدمی مارے گئے عقاب بڑھکر سامنے تفنگ کے آیا
پکار کر آواز دی اور چلہ کاندھے سے کمان اتارے تفنگ تو تمام ہی اسنے تیر مارا عقاب ابرسوار نے بیکار
گولہ مارا تفنگ نے گولے کو دفع کیا عقاب نے بڑھکر ایک دو ہتڑ مارا اور ایک ٹکر زمین پر ماری ایک برق

جھک کر تفنگ پر گری کہ سر زخمی ہوا عقاب ابرسوار تلوار پکڑ کر دوڑ پڑا تفنگ پیچھے ہٹا زبان پر اپنے ہاتھ
ڈالا کہ زبان کا تکہ سحر کرون چالاک جھپٹ کر پہلو پر آیا کہا دیکھو وہ گولہ مارا چاہتا ہی جیسے ہی تفنگ نے سر اٹھایا
چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے ارے کمند پلٹنا تھا کہ حباب مار کر خنجر پیٹ کے مارا شکم چاک قصہ پاک
اور نعرہ اپنے نام کا کیا نعرہ چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک	بعیاری منم آنکہ چست و چالاک	
چالاک تو بھاگا عقاب جو گولہ	خلیفہ اولم چالاک نامم	تہ آید باد گردید گا سر

پکڑ کر دوڑا مارے گولون کے لشکر کا ستھراؤ کر دیا فریاد فریاد کرتے ہوئے سب بھاگے حیرت جادو بیٹھا
ہوا بیٹھی ہی کہ لشکر تفنگ کا بھاگتے ہوئے دیکھا گھبرا کر حیرت نے کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزون نے عرض کی تفنگ
مارا گیا حیرت نے کہا نعمان سے کہو طبل بازگشت بجوا دین کل ہم بھی اسی لشکر مین داخل کر لیگے اب عقاب سے
مقابلہ پڑیگا نعمان نے پکار کر افسرون کو آواز دی طبل بازگشت بجوا دو کمیدان رسالہ دار نے طبل بازگشت بجوایا
عقاب ابرسوار نے حیرت جادو کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا ملکہ نے منھ اپنا پھیر لیا عقاب
جھلایا ہوا ایسا کہتا ہوا کہ اگر مین نے اس سب سلطنت کو خاک مین نہ ملا دیا تو کچھ کام نہ کیا سب ممالک کو بستان
بہار سیطرح کے خارستان ہو جا ئینگے نہین معلوم بی حیرت اپنے دل مین کیا سمجھتی ہین اور نعمان کو تو اس حال
زار سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا دم غارق ہوا اسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے یکبار جھک
اپنی بارگاہ مین آیا چپکے چپکے کہہ رہا ہی کہ چالاک کو بلا کر لاؤ اگر وہ میرے پاس آئے تو مین اسے پرورش کرون
اسنے آج بڑا احسان کیا کہ تفنگ کو مارا ورنہ بڑی مشکل سے مارا جاتا چالاک بلا تکلف پاس عقاب کے
آیا عقاب ابرسوار چالاک کو دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا کہا ای مسترو الا گہر اگر حیرت کو گرفتار کر دو تو جو مانگو وہ
دون دولت دنیا سے نہال کر دون مین نے بڑی تباہی اٹھائی تباہ ہوا لاکھو کا لشکر مٹتے مٹتے آٹھ سات لاکھ
جادوگر رہگئے افسر کیسے کیسے مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین چالاک نے کہا ای عقاب ابرسوار
یہ گستاخی کیونکر ہو سکے کہ ملکہ حیرت جادو کو اپنے ہاتھ سے گرفتار کرون اور تمھارے حوالے کر دون عقاب
نے کہا ای چالاک عہدہ وزارت دونگا چالاک ہان ہون کر کے خاموش ہو رہا عقاب ابرسوار سے
رخصت ہو کر چلا آیا یہان حیرت جادو نے نعمان کو حکم دیا نعمان نے فوج جنگی کو آراستہ کیا مقابلہ مین
آکر عقاب کے اتری عقاب کو خبر پہونچی کہ ملکہ حیرت و نعمان مقابلے مین میرے آئی مین اسنے طبل جنگی بجوا دیا
ملکہ حیرت جادو کو خبر پہونچی ملکہ حیرت نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چالاک لشکر مین ملکہ حیرت جادو کے موجود ہی دوپہر رات گئے جب حیرت نے دربار برخاست کیا
خوابگاہ کو چلین نعمان نے عرض کی کہ مین لشکر پر عقاب کے جا کر آگ برساتی ہون اگر وہ عیار مل جاتا تو مین
اس سے کہتی کہ جا کر عقاب کو بیہوش کر ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور وہ چھلاوہ ہی نہین معلوم کہان ہوگا
اسکو کون پا سکتا ہی ملکہ نے کہا کیا ضرورت ہی تم جا کر آگ برسا دو اگر کہو تو مین بھی آؤن نعمان نے کہا مین
آپکو تکلیف دینا نہین چاہتی یہ کہکے نعمان بلند ہوئی حیرت خوابگاہ مین آکر بیٹھی کنیزون کو حکم دیا ہمکو خبر
پہونچاتی جانا یہان عقاب تو پڑا سو رہا ہی ماہیار پنجا رطلایہ پر پھر رہا ہی یکایک اسنے دیکھا کہ ایک جھونکا
ہوائے گرم کا چلا کہ منھ سب کا جھلک گیا ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا ایک خیمہ مین آگ لگی دوسرا شعلہ گرا
دوسرے خیمے مین آگ لگی چار پانچ شعلے گرے خیمے لشکر عقاب ابرسوار کے جلنے لگے جادوگر بھاگ کر جسطرف

جاتے ہین دیوار آتش پاتے ہین پانی کھول کر چشمو نکا خشک ہوگیا نخل کو لٹ لگنے شاخین جل جلکر رہی ہین چونکا
پتہ نہین ہر طرف ہنگامہ ہی کہ لشکر مین آگ کسنے لگا دی ہر طرف دیوار آتش معلوم ہوتی ہی ماہیار گھبرایا ہوا
بارگاہ عقاب مین گیا پاؤن پکڑ کر چلا یا کہ ای شہریار اُٹھیے دیکھیے لشکر مین کیا قیامت برپا ہی سارے لشکر
مین ایک قیامت برپا ہی گرد لشکر کے دیوار آتش معلوم ہوتی ہی فوج اپنی بدنصیبی پر روتی ہی عقاب ابرسوار
آنکھین ملتا ہوا باہر آیا نگاہ اُٹھا کے دیکھا جہانتک پیک خیال جاتا ہی آگ ہی آگ معلوم ہوتی ہی اسنے بہ تعجیل جھولی
پر ہاتھ ڈالا ایک روئی کا گالا نکالا چند قطرے پانی کے اُسپر ڈالدیے اسم سحر پڑھا کہ لکۂ ابر بلند ہوا نعمان جادو
آسمان سے دیکھ رہی ہی دیکھا اسنے کہ اب یہ لکۂ ابر برسیگا آتش سحر کو بجھادیگا جیسے ہی لکۂ ابر بلند ہوا پہلو پر اپنے
اگر دو نون ہاتھ جھکائے ابر جو معلوم ہوتا تھا اُسپر بجلی کڑک کے گری عقاب ابرسوار نے دیکھا روئی کا گالا آتش
پنپتا چلا آتا ہی گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی سحر جواب دیتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی ای عقاب نعمان جادو کے سحر نے
یہ آفت بپا کی ہی پلٹ کے دیکھا کہنے والے کو نہ پایا سمجھا کسی بیر نے تدبیر بتائی دوسرا لکۂ ابر کا بنایا اور سحر کرتا جاتا ہی
ملکہ نعمان نے اس ابر پر بجلی گرائی مگر اُسپر بجلی نہ گری الگ کڑک کر گری کہ کئی ساحران عقاب کے سر اڑ گئے لکۂ ابر
گرج گرج کر کے برسنے لگا نعمان نے دوسرا سحر کیا عقاب دیکھتا ہی ایک طرف کی آگ برستی ہی ایک طرف سے شعلے
پیدا ہوتے ہین گھبرا کر اسنے کہا ارے سحر جس کسیکا ہی محیط ہو چکا ہی اتنی مین نے آگ بجھائی اسکے دونے
ساحر جلے حیران ہو رہا تھا کہ کیا تدبیر کرون جو اس آگ کو بجھاؤن ایکطرف نگاہ غور سے دیکھا نعمان ستارہ
بنی ہوئی سحر کر رہی ہی بس تاک کر اسنے گولہ مارا نعمان نے ہرچند روکا مگر نہ رکا یہ سحر جو عقاب نے کیا نعمان
کے ہوش اڑ گئے اسنے دو پتھر زمین پر مارا نعمان گری اپنے کو بہت سنبھالا مگر نہ سنبھل سکی زمین پر آکر قائم ہوئی اتنے
عرصے مین ابر اس زور و شور سے برسا کہ سب آگ کو بجھادیا اب نعمان و عقاب سے مقابلہ پڑا عقاب ابرسوار
نے لشکر والونکو اشارہ کیا سب سردار جو اسکے جادوگر تھے آئے نعمان پر سحر کرنے لگے عقاب گھبرا کے دیکھتا ہی
کہ حیرت تو نہین ہی سردارون سے کہتا ہی یارو دیکھے سحر کرنا اگر حیرت بھی ساتھ ہو تو مین جل جاتا خیمون کا
گوارا کرون سردارون نے کہا حضور اب اُنکا کیا پاس ہی عقاب بیقرار ہو کر رو دیا کہا یارو کسی کے دل کی کسی کو
کیا خبر ہی میرا تو اُسکے فراق مین حال بد تمہی مین کیا بیان کرون میری تو یہ کیفیت ہی بموجب نظم

نظم

بہاتا سیل گریہ کیا کہ جاتے یار وطن تک	گلا گھونٹا گریبان نے جو اشک آگے بڑھے اُن تک
حجاب ابر مانع ہی گذر کیونکر ہو گلشن تک	وہ شبنم ہون پہونچ سکتا نہین دیوار گلشن تک
کمال ضعف سے گھبرا کے آنسو میرے کہتے ہین	مدد ای اضطراب شوق لیچل ہمکو دامن تک
وہ کہتے ہین یہ ہی کسکے دل بیتاب کا شعلہ	کہ پھر جاتی ہی اک بجلی سی آکر میرے دامن تک
ہجوم جوش وحشت سے ہوے ہین بے ادب ایسے	گریبان سے اُلجھ کر ہاتھ آجاتے ہین دامن تک
ہوائے بوسہ مین بن خاک ہو کر بھی پشیمان ہون	ہوا آنے نہین دیتی کسی کو میرے دامن تک
قدم چھنے نہین دیتی صفائے عارض جانان	پھسلتی ہی نظر ایسی کہ آجاتی ہی دامن تک
ترے چھٹنے سے چھوٹا آنسوون نے ساتھ آنکھونکا	گلے مل مل کے آپسمین چلے جاتے ہین دامن تک
ندامت ہوگئی ای دست جنون گر کچھ رہا باقی	غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتھ دامن تک
نگاہ قہر سے کیون گھورتا ہی دمبدم ظالم	قسم لے لے جو میرا ہاتھ بھی پہونچا ہو دامن تک

خوشا قسمت قفس مین ہم قفس پر سیکڑون پر دا — نظر بھی اب تو جا سکتی نہین دیوار گلشن تک
خطا میری نہین صیاد میری آرزو لیجا — کہ مجھکو کھینچ لائی تھی یہی دیوار گلشن تک
کبھی گلچین نے للکارا کبھی صیاد نے گھورا — نہ ٹھہرا ایک دم گلشن مین جب آیا نشیمن تک
بہار فصل گل آئی ہے مین کنج قفس مین ہون — صبا کہیو مجھکو ڈھونڈھ جاتی ہے نشیمن تک
نہ کر آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا — نظر سے دیکھلون لیچل مجھے آخر نشیمن تک
گلون کے آتش رخسار سے شعلے بھڑکتے ہین — لگی ہے آگ کوسون کسطرح جاؤن نشیمن تک
قفس سے چھوٹ کر دام اجل کی تو اسیری ہے — نہین ممکن کہ میری روح بھی جائے نشیمن تک
وہ بیتابی کہان ممکن جو توڑے دام جیسی کہ — وہ آزادی کہان ممکن جو لیجائے نشیمن تک
ادائے رسم ماتم ہمصفیر آپس مین کرینگے — صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک
ترے عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہے سب کو — نہین آتا گر وہ سو ربھی دیوار مدفن تک
غنیمت ہے نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو — ملینگے ہمصفیرون سے پہونچکر صحن گلشن تک

یہ اشعار پڑھکر خوب رویا کہا یارو کیا کہتے ہو مین نے کیا کیا جفا اٹھائی میری مصیبت پر تو خیال کرو اُس ظالم کی آشنائی مین کیونکر گوارا کرون وہ مجھکو مشتاق ہین مین اُنکو آباد کرتا ہون دعائین دیتا ہون تصویر تصور کی بلائین لیتا ہون سب نے کہا حضور صرف نعمان ہے اب تو عقاب ابر سوار سحر کرتا ہوا بڑھا نعمان نے دیکھا سب ساحر بوہ کرکے آتے ہین نعمان نے ایک سحر کیا جھونکے ہوا کے چلے دو چار چکر انے لگے دو چار گھبرانے لگے دو چار غل مچاتے تھے دو چار بھاگے جاتے تھے عقاب ابر سوار پکارتا ہے یارو کہان جاتے ہو ارے سب ملکر سحر کرو اس ظالم کو پکڑ لو بچکر نہ جانے پائے اُسنے پچاس ہزار ساحر میرے پامال کیے خیمے بارگاہین جلین ہاے ظلمات نہین اُکس مزے سے سلطنت کرتا تھا مدتون تک کوئی میرا ہمسر نہین اب ایک ایک عورت میرا مقابلہ کرتی ہے اسوقت مین اب تم لوگ بھی میرا ساتھ چھوڑتے ہو وہ کہتے تھے ہم کیا کرین ہمارے قدم نہین جمتے ہم اپنے ہوش مین نہین ہین یہ کہکے بڑھا سروار منتشر ہو گئے دو چار مرے دو چار زخمی ہوے عقاب ابر سوار و نعمان جادو مین سحر چلنے لگا عقاب نے کارد سحر پھینکی ملکہ نعمان نے شانے کا خون ہتھیلی مین لیا پکار کر آو اژدہای کارد سحر بھوگ اپنا لے وہ اژدہا آکے گری خون پی گئی اب جو اُسی کارد کو نعمان نے تیار کرکے مارا عقاب ابر سوار نے لاچار ہوکے ہتھیلی سامنے کر دی ہتھیلی کو توڑکے کارد نکل گئی اور ایک ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری کئی ساحر اُس کارد سے مرے دو چار سحر ایسے ایسے عقاب و نعمان سے چلے ہتھیلی عقاب کی زخمی ہوئی مگر اُسی ہاتھ سے قبضے پر ہاتھ ڈال جا پڑا جیداری کرکے ہاتھ مارا نعمان جادو کا سر زخمی ہوا عقاب ابر سوار نے چاہا سر کاٹ لون نعمان پیچھے ہٹی اُف اُف کرتی جاتی ہے شعلہ ہاے آتش منہ سے بھڑکاتی ہے چاہا لپک کے ہاتھ مارون پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کرتے ہو اپنے ایک کمیدان کو دیکھا کہ تیغہ برہنہ ہاتھ مین کہتا ہوا آتا ہے کہ مین اسکو قتل کرونگا اس ظالم نے لاکھ جادوگر مار ڈالے کئی سو خیمے جلے بارگاہین برباد ہوئین وہ کمیدان جست کرکے قریب آیا کہا دیکھیے طرف سے کوہ کے ابر شمالی اٹھا ہے معلوم ہوتا ہے حیرت آتی ہین آپ اُس ابر کو روکیے مین اسے اُسے لیتا ہون عقاب ابر سوار طرف کوہ کے پلٹا منہ پھیرنا تھا کہ جلتے گندھک کے گولے مین

ڈالدی اور پکار کر آواز دی ہم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ارے کیکے عقاب ابر سوار پہنا چالاک نے جلد
بیہوشی مارا عقاب بیہوش ہوا چالاک نے آواز دی ای نعمان لینا ساحر چالاک پہ چلے چالاک پکڑوا مارا
نعمان نے گولے کو روکا چالاک تو بھاگ کر نکل گیا نعمان جھپٹ کر عقاب کو لے لوں سردار ٹوٹ پڑے
عقاب کو اٹھا لیا مگر پانوں سب کے اکھڑ گئے چالاک نے جاکر لشکر نعمان میں خبر دی کہ نعمان نے
لڑائی فتح کی کہا ہی کہ آکے مال لوٹو ملازمان نعمان بلوہ کر کے پہونچے مال لوٹنا شروع کیا عقاب کو
لیکر ملازم بھاگے نعمان نے تین کوس تک سحر کر کے مارا چاہا تھی عقاب کو چھین لوں مگر ممکن نہوا وہ
لوگ اکثر پلٹ کے لڑے بھی اور مالک کو لیکے نکال بھی لے گئے آخر نعمان بفتح و فیروزی پلٹی حیرت
پہاڑ سے اتر آئی نعمان نے آتے ہی سلام کیا عرض کی واری حقیقت میں حضور نے قدر نہیں کی عیار تو
بلائے روزگار ہی ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ عقاب کو بیہوش کیا جب تو میرا پنجہ قابض ہوا وہ لڑائی
اسطرح فتح نہوئی اسکو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی آپ اسکو بلا کر سرفراز کریں حیرت نے
مسکرا کے کہا چپکی رہو اس بات کا ذکر نہ کیا کرو نعمان خاموش ہو رہی حیرت جادو نے برسر قلعہ
کوہ اگر بڑی دھوم سے جلسہ آراستہ کیا ناظموں کو خلعت دیے چار لاکھ کا لشکر تیار کر کے خود تخت پر
سوار ہوئی نعمان جادو کو سپہ سالار کیا نقارے پر چوب پڑی طرف ہوشربا کے روانہ ہوئی لیکن اب
انکو راہ میں چھوڑو وقت پر حال لکھا جائیگا

دو کلمہ داستان نادر بیان امیر حمزہ صاحبقران زمان کہ مقابلہ سالوس میں فروکش ہیں بعد قتل مغیلان قیامتیں برپا کرنا سالوس کا اور عیاریاں عمرو کی باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

مخمس عوض ساقی نامہ موافق مضمون داستان

ربط دیکھے آشنائی دیکھ لی — کج ادائی بیوفائی دیکھ لی — عشق کی ساری رسائی دیکھ لی
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی — حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی

ای مصور کیا ترے نقش و نگار — مجھکو دکھلا کر نہ کر حیران کار — غیر سے مطلب نہیں ہی زینہار
دل کے آئینہ میں ہی تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

چشم تر پہ ہو رہی دریا کا شک — جوش گریہ سے وہ ہی ساحل ملک — کم ہوئی کب آتش غم کی بھڑک
نالہ کب پہونچا در تاثیر تک — لاکھ بار اسکی رسائی دیکھ لی

حشر کا خورشید صورت چاند سی — قامت موزوں قیامت ای پری — زندگانی کی نہیں صورت کوئی
دیکھ لی ترچھی نگاہ یار بھی — زلف کی بھی کج ادائی دیکھ لی

غیر تو کیا رنج وہ خاطر کے ہیں — آشنا بھی آشنا ظاہر کے ہیں — اہل پرستار اس بت جابر کے ہیں
سب طرفدار اسی کافر کے ہیں — بس خدا کی بھی خدائی دیکھ لی

عشوہ و ناز و ادا کچھ کم نہ تھے — اسپر انداز ستم نہ الگ ہوے — ہاتھ سے ایسے کے جی کیونکر بچے
اسلیے ہر دم ہی آئینہ سے — جب نئی کچھ کج بنائی دیکھ لی

عشق سے اسکے یہ تھی ہمکو مراد | وصل سے اکدن کرونگا دل کو شاد | ای اجل تو ہی ذرا دے اسکی داد
سخت جانی اس سے کیا ہوگی زیاد | اند شام جدائی دیکھ لی
نہ خیال روے نورائین رکھ | نہ ہوائے گیسوئے پرچین رکھ | نہ شال صدر دل غمگین رکھ
مثل آئینہ ہلال مین رکھ | سامنے جو صورت آئی دیکھ لی

چہرہ رحلہ پایان جنگ شوکت وجرات وطے کنندگان مراحل پر ہول و وحشت توسن کلک کو میدان توصیف جنگ صاحبقران زمان مین یون مہمیز کرتے ہین شعر مصنف منشیان کلام دروائیز ؎ نی نگار مرد داستان سنیز ؎ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ مغیلان کو وہ پیکر ساحر نامی و نامور ہر طرف سے سالوس مکار کے اسم اعظم تو صاحبقران کا مدت سے بند تھا سالوس نے حرز ہیکل بھی لے لی اب امیر با توقیر شل مردونکے پڑے ہوئے ہین جب بوقت سحر یہ بدسیر میدان مین آیا تو ناہید دختر سالوس کی کہ صاحبقران پر مائل تھی اور مغیلان نے اسکو قید کیا تھا ہر چند کہ سالوس نے بھی کہا کہ ناہید کو ہمارے پاس لاؤ قدرت سمجھا نیگے مغیلان نے نہ مانا گلشن سحر طراز زوجۂ سالوس بیٹی کا حال سنکر بہت گھبرائی کنیزون نے بھی خبر دی تھی کہ صبح کو ناہید قتل ہوگی لشکر صاحبقران کا اختتام ہے خوابگاہ سالوس مین شیشۂ اسم اعظم و فن تھا گلشن نے رات کو تھوڑا صبح کو عین وقت پر آکے شیشہ توڑا حمزہ کو بھی ہوش آیا دریاے جرات کو جوش ہوا تیغ و عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے گرے ناہید نے بھی رہائی پائی گلشن و ناہید نے خوب خوب سحر کیے لشکر سالوس کو خوب تباہ کیا مغیلان کو وہ پیکر مارا گیا سالوس مردار خوار قصر بہ مزا دان مین آیا انھون نے ہدایت کی کہ خود قدرت طبل جنگی بجوائین اور سحر اپنا تیار کرین کیا عجب ہے کہ فتح ہو سالوس نے آٹھ دن کی صاحبقران سے مہلت لی ہوم خانہ مین داخل ہوا سحر عجائب و غرائب تیار کیے آٹھوین دن ہوم خانے سے نکلا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا شیران سلطنت و وزیران آہستہ آکر جمع ہوئے سالوس نے کہا یارو اب قدرت نے تقدیرین مضبوط کین ایک ساحر موسوم بہ ہمنکال کہ بیٹہ قدرت مین قدرت نے اسکو پرورش کیا آیا چاہتا ہے اسی کے نام پر طبل جنگی بجیگا قدرت نے لوہے کی زنجیرونکی تقدیر کی ہے ٹوٹنے نہ پائے رشتۂ خام نہین ہے جو ٹوٹ جائے وہ بند و بست ہو کہ مسلمانون کو معقول شکست ہو سب سردار چپ بیٹھے ہین ہر شخص رنج و ملال مین کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا بیٹا قتل ہوا سب ملول و حزین ہو رہے ہین اپنی مصیبت پر رو رہے ہین سالوس کہ رہا ہے یارو تم لوگ جواب نہین دیتے شاید تمھارے دل کو یقین نہین آتا سب نے کہا یا خداوند کیا بولین جتنی تقدیرین قدرت نے کین سب الٹی ہوئین سالوس نے کہا کیا ہوا بند کان قدرت قسمتین ال گئے ہین تقدیر کو تدبیر سے پلٹ رہے ہین سرداردن نے کہا پھر وہ پلٹ دینگے سالوس نے کہا اسی وجہ سے قدرت نے لوہے کی زنجیرون مین تقدیرین کی ہین کہ ٹوٹ نہ جائین ہر چند سالوس چاہتا ہے کہ یہ لوگ شگفتہ ہون مگر کوئی جواب بھی نہین دیتا کہ آسمان پر اک ابر سیاہ پیدا ہوا بڑے زور شور سے ابر اٹھا دنکی رات ہوگئی سب دیکھا کیے وہ ابر بر سر لشکر سالوس آکر پہونچا بعد لمحہ بھر کے ایک ٹوٹتا ہوا ابر شق ہوا ایک ساحر سیہ فام بیٹھا ارنج کا قد و قامت دیو ہے کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہے بال کمر سے نیچے لٹکے ہوئے اسباب سحر تمام تخت پر چنا ہوا پشت پر لاکھو ساحر طائران پرند پر سوار بیٹھے

اژدہا نشین پر بیٹھے اژدر آتش فشان پر سر پر تاج پہنے ہی اسمین ایک تختی الماس کی اُسپر بخط جلی لکھا ہی
کہ سمنکال جادو پرورش یافتۂ جمشید قدرت بڑی دھوم سے آکر پہونچا لشکر دن مین تھرتھری پڑی
ملازمان سالوس اب شگفتہ ہوے ایک سے ایک کہتا تھا کہ یارو اب قدرت کو غصہ آیا اس ساحر کا
کبھی ہمنے نام بھی نہین سنا تھا کس زور و شور سے آیا ہی کہ دل کانپ رہا ہی سمنکال نے لشکر اپنا بار
اتارا ایک بڑی بارگاہ اسکے واسطے استادہ ہوئی پہلے سمنکال دربار مین آیا پایۂ تخت سالوس کو
بوسہ دیا کہا یا خداوند میرے حریف کہان ہین سالوس نے کہا سامنے جو لشکر مقابلے مین اُترا ہی وہی
سب دشمن ہین ای سمنکال قدرت نے ایک مرتبہ شب کو شراب پی اُس نشے مین کلک قدرت اُٹھ گیا
اور قدرت اسوقت سو بھی گئے اسوجہ سے تقدیر مین فرق پڑا اب وہ لوگ تقدیر کو تدبیر سے پلٹ
دیتے ہین لیکن ای سمنکال قدرت نے تمکو تکلیف دی ایک عیار مکار ہی اُس سے اپنے کو بچانا عجب
عجب صورتین بدل کے آتا ہی پہلے اُسکا انتقام کر لینا ورنہ وہ عیاری ضرور کریگا اور اتفاق سے
خواجہ عمرو بھی واسطے خبر کے تشریف لانے تھے ایک گوشے مین کھڑے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین صورت
سمنکال کی بحیرت دیکھ رہے ہین سمنکال نے کہا یا خداوند اُس عیار کا کیا نام ہی سالوس نے اپنا کان
پکڑ لیا کہا ای سمنکال نام نہ پوچھو اُسکے نام مین یہ تاثیر ہی کہ جہان بمرتبۂ اول اُسکا نام لیا مشرق مین ہو
یا مغرب مین ہو اُسکو خبر ہو جاتی ہی جہان دوبارہ نام لیا اُس محفل کی طرف متوجہ ہو کے چلتا ہی جہان تیسری
مرتبہ نام لیا اُس محفل مین آتا ہی پھر اُس کا آنا غضب خداوندی ہی کسی پر جوتیان پڑین کسیکا سر کٹا
محفل درہم و برہم ہو جاتی ہی مین تو نام نہ لونگا سمنکال نے کہا یا خداوند مین قصد کرونگا کہ جاکر اُسکو پکڑ لاؤن مگر
جب نام نہ معلوم ہوگا کیونکر گرفتار کرونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ تا قید حیات اُس زندان
مصیبت سے نہ چھوٹے تڑپ تڑپ کے مرے قدرت کو تو داغ بالاے داغ پہونچے ہین سردار
مارے گئے کہ جنکا مثل ممکن نہین نور چکیدۂ خالص قدرت دختر بداختر ملکہ ناہید نکل گئی مگر مغیلان
نے کیا کار نمایان کیا تھا اسم اعظم قدرت نے بند کیا حر زہیکل اُسنے چھینی ناہید کو گرفتار کیا مگر اسکو غرور
پیدا ہو گیا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین خود زوجۂ قدرت کو ہدایت کی وہ صحیفہ اسم اعظم کا لیگئی مین
گرمی جنگ مین صحیفہ توڑا صاحبقران ہوشیار ہوے مغیلان ایسا سردار مارا گیا سمنکال نے
کہا یہ جھگڑے نہ بیان کیجے نام اُس شخص کا ایکبار لیجیے مین عہد کرتا ہون کہ دوبارہ نام نہ لونگا اب
سالوس کھڑا ہو گیا کہا ای سمنکال نام اُس ظالم کا لیتا ہون ذرا ہوشیار ہو جاؤ سمنکال نے کہا
کیا قدرت قلعہ فتح کرتے ہین بالقاب سالوس نے نام لیا سمنکال نے کہا واہ خداوند آپ نے بھی
کسکا نام لیا ہم دس مرتبہ نام لیتے ہین عمرو عمرو عمرو عمرو سالوس نے کہا اب وہ ضرور ہی آئیگا
سمنکال نے کہا اگر آئیگا تو زندہ واپس نہ جائیگا سمنکال نے کہا آیا نہین مین نے دس مرتبہ نام لیا
تیز رفتار عیار بھی بیٹھا ہی اسکے منہ سے نکلا کہ یا خداوند کچھ رونمائی تو چاہیے سمنکال نے کہا کہ ایک
توڑا اشرفیونکا رکھدو توڑا اشرفیونکا رکھکر سالوس نے آواز دی کہ یا خواجہ صاحب تشریف لائیے
یہ آپکی رونمائی رکھی ہی زرد زرد جو اشرفیان خواجہ نے دیکھین منہ مین پانی بھر آیا جی مین کہتا ہی اگر یہ
مال نہ لیا تو کچھ کام نہ کیا سمنکال بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ زمرۂ خدمتگاران سے ایک خدمتگار لوٹے دار گیری

سر پر چنی ہوئی اچکن پہنے ہوئے بنی پاک کمر سے لگا ہوا بلبل چشم کا جوتا بھاری زردوزی کا
سالوس و سمنکال کو بڑھکر سلام کیا اشرفیونکا توڑہ اٹھاکر شکل سے کمر تک لایا نذر زمین کر دیا
سالوس نے کہا ای سمنکال دیکھا اسنے کہا یا خداوند مین اسکی تصویر دیکھ چکا ہون سالوس نے
کہا ای سمنکال خواجہ رونمائی تو اپنی لے چکے صورت اصلی بھی دکھائینگے عمرو نے جست کی چپین قدم
بلند ہوکر آواز دی دادا آدم درویش از کل عالم پیش بود میری صورت مرحمت ہو اب جو عمرو زمین
پر آیا سمنکال کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص عجیب الخلقت ناریل سا سر کلچھے سے گال موتی مردار یدسے
دانت تاگا سی گردن چھ گز کا دھڑ تلے کا اور تین گز کا دھڑ اوپر کا نو گز کا پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہی
جو شاہ کو گھس کے مارے سمنکال نے چاہا سحر کرون عمرو نے دیکھا سمنکال کے تیور پر بل پڑ گئے
پیرو مرشد قیافہ شناس جہان کسی کی پیشانی پر بل پڑا سطر بنا کر مطلب دل حاصل کر لیا جیسے ہی سمنکال نے
ہاتھ طرف جھولی کے بڑھایا عمرو نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ سمنکال جسوقت سے تم آئے
ملکہ ناہید و گلشن کو اسقدر دست آئے کہ غش مروے کے پڑی ہین آقا میرا حمزہ کانپ رہا ہی
مجھکو بھیجا ہی کہ شہنشاہ سمنکال سے میرا مصالحہ کرادو اب سحر کا ارادہ نہ کرین یا تو سمنکال کا ارادہ
تھا کہ سحر کرون زمین پاؤن تھام لے یا یہ خوشامد سنکر بھول گیا عمرو نے کہا دیکھیے آپ کے پہلو مین
میان مطیر جادو جو بیٹھے ہین یہ میرے پاس آئین مین مفصل حال کہہ دون سمنکال نے کہا ای مطیر
پاس عمرو کے جاؤ دیکھو خواجہ کیا فرماتے ہین جیسے ہی مطیر قریب عمرو کے آیا عمرو نے چلاکے کہا
ای مطیر وہ دیکھو صاحبقران ہاتھ رومال سے باندھے آتے ہین جیسے ہی مطیر اسطرف پلٹا عمرو نے
خنجر مار اکلاوہ اسکے سر سے گری سمنکال نے چلا کر آواز دی او ساربان زادے یہ تونے کیا کیا عمرو
نے کہا ہمارے آنے کی تو نشانی چاہیے عمرو نے جست کی گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا لینا لینا کہکے
ساحر دوڑے سمنکال گھبرا گیا مطیر کا بھائی باران روتا ہوا اٹھا کھڑا ہوکر گالیان دینے لگا
کہ عجب ساربان زادہ پاجی ہی مین تو اسکی بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا ایک چوبدار بڑھا
کہا ای باران جادو عیار بھی قوم کے اشراف ہین کلمات سخت نہ کہو باران نے کہا او چوبدار
مجھکو کیا چوبدار نے کہا دیکھیے آپ کے افسر صاحب بھی منع کرتے ہین جیسے ہی باران نے منھ اپنا
پھیرا عمرو نے ایک عصا مارا کہ باران کا بھی سر پھٹا جست کرکے گلیم اوڑھکے غائب ہوا تیز رفتار
عیار جہاندیدہ کار آزمودہ موجود ہی یہی کہہ رہا ہی کہ یارو اب چپ رہو اور نہ دو چار کی جان جائیگی
دیکھو چھلاوہ ہی کسطرح جلدی غائب ہو جاتا ہی سمنکال نے کہا یا خداوند آج اگر مین نے اسکو نہ
گرفتار کیا تو اپنا سمنکال نام نہ پایا ابھی جاکے لاتا ہون سالوس نے چپکے سے کہا کہ ای سمنکال
چلاکے نہ کہو اسوقت زیادہ کوشش کرنا بہتر نہین ہی خاموش ہو رہو سمنکال نے تامل کیا کہا خیر
سمجھا جائیگا غصے مین بھرا ہوا ہی سالوس سے کہا آپ جلد جنگی تو بجوائیے بس صبح کو خاتمہ کر دونگا
سالوس نے کہا ای سمنکال اسم اعظم حمزہ کا کھلا ہی حرز سیل اسکے پاس ہی قیامت برپا ہو جائیگی
صبح کو حمزہ خود میدان مین نکلیگا کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کر سکیگا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا پہلے اسم اعظم
بند کرو حرز سیل چھین لو سحر مین ناہید و گلشن مقابلہ کرینگی سمنکال ہنس پڑا کہا حضور تو انکو کیا

دونون کو گرفتار کراؤنگا اسم اعظم بھی تدبیر کرکے بند کردونگا یہ کہکے دن ہی سے طبل جنگی بجوادیا عمرو لشکر کفار سے
نکلکر لشکر ظفر اثر حمزہ صاحبقران نامور مین آیا امیر کشور گیر اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین ناہید و گلشن
بھی حاضر ہین سمنکال کے آنے کی خبر ہرکارون نے بیان کی یہ بھی ذکر کردیا کہ اُستاد نے ہزار اشرفیان لین دو ساحر
مارے گئے کہ عمرو بھی آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور اشرفیون کے مقدمے مین یہ جواب دیا کہ حضور ساحر
گرفتار ہوتے ہین وہ اشرفیان مَیل کی تھین بیرون لشکر گھورے پر مین نے سب ڈالدین اور طبل جنگی کی بھی خبر
دی اور یہ بھی کہا کہ حضور اسم اعظم سے بہت ہوشیار رہین وہ ملعون فکر مین ہے امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قدرت نے ترقیم کیا ہے وہی پیش آئیگی
اس بات کا تردد و انتشار کیا جو پڑیگی جھیلینگے جان پر کھیلینگے انشاءاللہ صبح کو حال کھلجائیگا تمام لشکر مین تیاریا
ہونے لگین مگر خواجہ عمرو کو کب چین پڑتا ہے پھر گھبرا کے بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر ظفر اثر کے کھڑے
ہوئے تجویز کر رہے ہین کہ کس صورت سے جاؤن ناگاہ جنگل سے چھم چھم کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا ایک
بہلی ناگوری بیلون کی سینگو پر خول چاندی کے گلے مین گھنگرو پڑے ہوئے ایک پری جبین اُس پر سوار رنگ
گلنار پوش جوان کمسن اُٹھتے جوبنے کے دن حسین جمیل ماہ رخسار قمر پیکر سمن بر بھولی بھولی صورت ذرا ناک مین
پڑا ہوا دریائے جواہر مین غوطہ زن بہلی اُڑتی ہوئی چلی آتی ہے عمرو نے ایک چوبدار کی شکل بنکر بڑھکر پوچھا
میان گاڑی بان ذرا ٹھہر جاؤ گاڑی بان نے گاڑی ٹھہرائی عمرو نے کہا یہ بہلی کہان سے آتی ہے اُسنے
جوابدیا بائی جی چندو مجرائی شہنشاہ سمنکال کی لشکر سویرے سے چلا ہمکو گاڑی کسنے مین دیر ہوئی اسوجہ
سے پیچھے رہگئے لشکر سمنکال مین جاتے ہین تعین ہے بائی جی کی تلاش ہو رہی ہو بے انکے مجرے کے میان
سمنکال کو چین نہین پڑتا دو ہزار روپیہ ماہواری دیتے ہین تم کہان کے مردوے ہو عمرو نے کہا ہمین اسی
لیے ٹھہرایا ہے ہم داروغہ کے چوبدار ہین اس بات پر تعینات ہین کہ سب کو قاعدے بتلاتے ہین دل مین
یہ کہ بائی چندو ہی کی چندیا گنجی کردون ذرا بائی اُترآؤ پیچھے آؤ ہم تمکو سمجھا دین قدرت کے سامنے کیونکر جاؤگی
سلام کیونکر کروگی اگر قدرت کے خلاف گذرا فوراً سنگ سیاہ کردیگے لشکر سمنکال کے دو سو آدمی پتھر
ہوگئے ہمارے پاس نہ آئے قاعدہ نہ پوچھا جاکے سلام کیا قدرت تو بے پروا ہین تمام عالم کی خبر ملتی ہے
اسوقت پریزاد بن آئی ہوئی تھین دیو زاد آئے تھے جنات فریادین کر رہے تھے کسی نے کسی کا ملک چھین لیا
کوئی جن کسی کے سر پر سوار ہوا اسوقت ملازمان سمنکال مثل انسانون کے سلام کرنے لگے قدرت نے
کہا سنگ شو سب پتھر کے ہوگئے انکے عزیز و اقارب رو رہے ہین قدرت کے کان پر جون بھی نہین رینگتی ہے
فرماتے ہین اب یہ پتھر ہی کے رہینگے سمنکال کے کئی مصاحب بھی اُسمین ہین کئی افسر بھی ہین مطیر و باران بھی
پتھر کے ہوگئے ہین بائی جی نے کہا ہان صاحب ہم اُنکو جانتے ہین مردوے نے کہا نہین معلوم اُنسے کیا خطا ہوئی
مین تو باہر تھا اُنکو بھی کہدیا کہ سنگ شو اسواسطے مین نے تمکو ٹھہرایا کہ قاعدے سب تعلیم کردون تمھارے
سن و سال پر رحم آتا ہے تمھین یہان آنے کی کیا ضرورت تھی وہ لڑینگے بھڑینگے مارے جائینگے کیا پھر وطن کو
جائینگے بائی نے گھبرا کے کہا مردوے صاحب یہ تمنے کیا کہا کہ مارے جائینگے مردوے نے کہا کہ یہان آکر کوئی بھی
بچتا ہے قدرت کو تو روز ہی کھیل ہے ہزار پیدا کیے دو ہزار مار ڈالے بندون پر جو گذرتی ہے وہ گذرتی ہے اور آجکل
مزاج قدرت کا ٹھیک نہین ہے مسلمانون سے وہ رنج و ملال اُٹھائے ہین کہ تقدیرین بھول گئے عرش اعلیٰ پر چین جا ہے

نیچے رہتے ہین بائی کو باتین کرتے ہوے ایک درخت کے نیچے لائے کہا دیکھو بی اسطرح قدرت کے سامنے جھکنا
لیٹ جانا پاجامہ کھول ڈالنا قدرت کے منھ مین رگڑ دینا قدرت بہت خوش ہوتے ہین نازمین حیران ہو کر کہا
میان مردے کیا تعلیم کرتے ہین رنڈی کہتی ہی کیون مردے صاحب یہ سب باتین سرِ دربار ہون کہا ان صاحب
قدرت کو دربار و غیر دربار کیسا قدرت تو پیدا کرنے والے ہین رنڈی کہتی ہی میان مردے سرِ دربار تو مجھے
شرمانا ہوجائیگا مردے نے کہا تمکو اختیار ہی پھر کیا ہوجاؤ گی ٹھوکرین کھاؤ گی یہ کہتے کہتے کہا دیکھو کون آرہی ہی
رنڈی اُدھر دیکھی خواجہ عمرو نے حلقے کمند کے گردن مین ڈالے حباب مارکے بیہوش کیا رنڈی ذرا کالی دیکھی اُٹھا کر
زنبیل مین رکھ لیا کہا لشکر مین بڑے بڑے شوقین ہین کسی کے ہاتھ بیچ لینگے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اپنی
بائی کی شکل بنکر بہلی پر سوار گاڑی بان سے کہا تم بڑے چل آج ہمکو بڑی بڑی مصیبتین اُٹھانا ہین قدرت
کے منھ مین رگڑنا پڑیگی مردے نے بڑا احسان کیا گاڑی بان نے پوچھا مردا کہان گیا رنڈی نے کہا ارے یہ
دیکھنے مین آدمی ہین یہ سب فرشتے ہین بشکل انسان کام کرتے ہین اُنکو تو کیا دیکھ سکتا ہی گاڑی بان سے یہ باتین
کرتی ہوئی لشکر مین آئی یہان چوبدار پوچھتا پھرتا ہی کہ بی چندو بائی آئین جیسے ہی بہلی دکھائی دی چوبدار نے
بڑھکر کہا بائی جی آئیے میان سمنکال یاد فرما رہے ہین اُترتے کے ساتھ ہی چوبدار کے ساتھ چلی ایک
ایک مکان کو پوچھتی ہوئی یہ لشکر کسکا اُترا ہی یہ بازار کون ہی کیون صاحب قدرت کا کب سامنا ہوگا لوگ
کہتے ہین قدرت تو نے تکلف ہین دن کو یہان لشکر مین پھرا کرتے ہین دربار گاہ پر کھڑے رہتے ہین اگر میان
سمنکال کا جی چاہے ابھی بلوا بھیجین صحبت عیش مین چلے آئینگے دل تو خواجہ کا کانپ رہا ہی کہ ایک جھڑپ
اس ملعون سے ہو چکی ہی خدا محفوظ رکھے دل سے یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ سمنکال مین آئے دیکھا جلسہ
سردار جمع ہین سمنکال تخت پر بیٹھا ہی بائی جی کو دیکھکر شگفتہ ہوگیا پوچھا کیون بائی جی گاڑی کہان رہ
گئی تھی کہا صاحب تم جیسے بات نکرو جنگل مین شیر بھیڑیے پھرتے تھے اور ہماری گاڑی چلی آتی تھی
سب جگہ خداوند سالوس نے بچایا یہان سے تین کوس پر ایک جنگل مین ایک شیر ہماری گاڑی دیکھکر
دوڑا بیل چلتے چلتے رُک گئے مین نے گاڑی بان سے کہتی ہون ارے گاڑی بھگا اُسنے ڈوریان ہاتھون
سے چھوڑ دین بیل بھی خوف سے شیر کے سر جھکا کے بیٹھ گئے میرے منھ سے نکلا کہ یا خداوند سالوس
و لیوس ہمکو اسی واسطے بلایا تھا کہ شیر کھاجاے جیسے ہی مین نے خداوند کا نام لیا دیکھا ایک شخص زرد زرد رو
ہو کوتہ گردن تنگ پیشانی حرامزادے کی نشانی آنکھین زرد زرد گربہ چشم کوڑا ہاتھ مین آکر کھڑا ہوگیا
شیر کو للکارا دور ہو یہ ہماری بندی خاص الخاص سمنکال کی معشوقہ ہی تو اسکو کھانے آیا ہی یہان سے
چلا جا نہین تجھکو سنگ سیاہ کردونگا اتنا کہتے ہی وہ شیر پتھر کا ہوگیا ٹہلتے ہوے وہ بزرگ میرے پاس آئے
مین اُنکے صدقے ہوجاؤن سینے پر ہاتھ رکھا مین نے کہا کیا دودھ پیجیے گا مردود بہت ہنسا وہین سے کھڑے
کھڑے غائب ہوگیا کیون اے سمنکال مین نے تو ابھی دیکھا بھی نہین جو صورت مین نے بیان کی ہی یہی کیا
صورت ہی کہ نہین سمنکال دنگ ہوگیا کہا بائی جی آج تو دم معرکہ گذرا ہمارا اتنا سن آیا کبھی ایسی کرامت
نہین دیکھی مین قدرت کو بلواتا ہون ہرچند اُسنے منع کیا مگر سمنکال نے ایک مصاحب سے کہا جاؤ ذرا
قدرت سے عرض کرو کہ آپ کی بندی خاص الخاص آئی ہی جسکی مدد کو آپ خود جنگل مین گئے شیر کو پتھر کر آئے
ذرا آکے اُس بندی سے ملاقات تو کیجیے جا کے مصاحب نے کہا سالوس اُٹھا ہنستا ہوا کہتا ہوا قدرت

نہین معلوم کہان جاتے ہین جانورون کے ہاتھ سے اپنے بندونکو بچاتے ہین اس ہندی نے ہمکو دل سے پکارا ہم پہونچ گئے اسطرح کی باتین کرتا ہوا دربار سمنکال مین آیا رنڈی نے جو دیکھا پکار اُٹھی یہی خداوند مین جنھون نے بچایا شیر کو پتھر کا بنایا یہ بڑے حرامزادے ہین ہمارے ساتھ مسخراپن کرتے تھے سالوس پھولا پھول کر ایک ایک سے کہتا ہی قدرت کی یہی عادت ہی یہان بھی سب کے پاس بیٹھے رہے وہان بھی پہونچ گئے قدرت عرش اعلی پر جاتے ہین بڑے بڑے تماشے دیکھتے ہین بڑے بڑے فرشتے سناتے ہین کھڑے رہتے ہین بعضے بیٹھے رہتے ہین اُٹھنا نہین جانتے ہین اور کیا کیا بتاؤن گرامی سمنکال گا نا سنواؤ کہو اگر قدرت نہ جاتے تو کیونکر زندہ آتی شیر کے پیٹ مین ہوتی قدرت خاطر سے تمھاری زندہ کرتے پیٹ سے شیر کے نکالتے ٹکڑون کو جمع کرتے پھر پتلہ بناتے روح کو پھونک دیتے ہمارا سردار تمھارے نہ آنے سے بیقرار ہوتا یہ کہتا ہوا تخت پر آکے بیٹھا پہلو مین سمنکال اور سب سردار جابجا بیٹھے ہین دربار بھرا ہوا ہی سمنکال نے کہا بائی جی شکر خداوند کا ادا کرو کسی بندے کے بیاتھ ایسی مدد نہین کی جتنے قدرت کو بڑی محبت ہی بائی جی نے منھ پھیر لیا کہا تم نہ جیسے بولو مین قدرت کی خاطر کرونگی تمھاری نوکری چھوڑ دونگی سمنکال نے کہا بائی جی ایسا نہ کہو تمکو نہ دیکھونگا تو زندہ نہ رہونگا رنڈی نے کہا مین قدرت کو راضی کرونگی اُنکی خاطر سے تم بھی سُن لینا یہ کہکے پیشواز پہنی صندوقچہ زیور کا کھولا سب اسباب جسم پر آراستہ کیا گت بجنے لگی سارنگی مین لہرا بج رہا ہی طبلے والا کمر سے باندھنے لگا بائی نے گت شروع کی اس لطف سے گت شروع کی گورے گورے ہاتھونکو اُٹھانا سینے کا سسکنا توڑے لینا نظم

اوہی گت اسطرح وہ ماہ لقا جسکی جانب بتا کے سسکی لی	وجد کرنے لگا قدر واد ا جان اُسنے سسک سسک کر دی
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل دو گھڑی گت ناچی سالوس	آہ و تاب ان یہ چھا گیا بادل تعریفین کرتا جاتا ہی سمنکال

توفیج ہو رہا ہی بعد گت ناچنے کے یہ غزل شروع کی غزل

تھا شام سے وعدہ سحر کا آنسو پونچھینگے کب تک احباب کیون زلف دراز کھولتے ہو تنہا نہین گوشۂ قفس ہی کیا کیا ہمنے نہ خاک اُڑائی رخصت رخصت جو کہہ رہے ہو آنکھون مین خیال اور ہی ہی پہونچے مرے ہاتھ تک تو فصاد نشتر وہ لا شہ اُٹھے تو جانا	دھڑکا ہی لگا رہا جگر کا ٹپکا نہ رکیگا چشم تر کا کیا خوف نہین تمھین سکر کا جھگڑا ہی ساتھ بال و پر کا پایا نہ غبار تیرے گھر کا اے جان خیال ہی کدھر کا جلوہ کیا دیکھیے نظر کا تیور لال کرونگا نشتر کا جھگڑا ہی اور دوپہر کا
منظور رہا ہی ناپنا کمر کا سینے مین سے کچھ آئی آواز دل ہی تو ہی کیا عجب ہل جائے کچھ بے ادبی ہوئی مقرر رہتے نہین ایکدم کسی جا یاقوت کہان مرے دہن مین جب تک ہی فنا حیات باقی آرام کہان نصیب ہمکو دوڑے لینے قدم اجل کے کیون آئے منعم پسند ہمکو	ہمیانہ بنائیے نظر کا پھوٹا کوئی آبلہ جگر کا کچھ ذکر کرو ادھر ادھر کا سینہ یہ دعا گیا گھر کا بتلا مین نشان خاک گھر کا ٹکڑا ہوگا کوئی جگر کا رستہ دیکھینگے نامہ بر کا کھٹکا در پیش ہی سفر کا دھوکا ہوا یار کی خبر کا سر رکھ کے زمین پہ یار سر کا

تمام محفل مین سناٹا آگیا سالوس خوش بیٹھا ہی کہتا ہی کیون ہندی قدرت جو ہم تمکو شیر سے نہ بچاتے تو اسوقت محفل مین کون گانے آتا ہرچند پیٹ سے شیر کے بھی نکال کے ہم زندہ کر سکتے ہین مگر چالیس دن کا عرصہ تمھارے زندہ ہونے مین ہوتا مگر ہمنے اپنے سردار کا خیال کیا اسواسطے قدرت پہونچے بائی جی نے عرض کی ایک بات مجھے اور یاد آئی جب آپ تقاضاے بیغرتی سے قریب بہلی کے آئے تو میرے منھ سے نکلا کہ خداوند سے ملاقات ہوئی شیر سے بچا لیا شیر کو پتھر کر دیا مجھے کچھ کمال مرحمت فرمایئے آپ کو یاد ہی آپنے

میرے گلے پر ہاتھ پھیر دیا فرمایا علم موسیقی تجکو مرحمت فرمایا اسکی برکت یہ ہے کہ آنکھوں سے دیکھتی ہون کہ راگ راگنیان سامنے کھڑی ہین دیکھیے پہلو کھڑا ہوا اپنی جور وسے اختلاط کر رہا ہے کہتا ہے میری جنیر گا دو دو سرے یہ فرمایا تھا کہ تجکو ساقی گری عطا فرمائی مین نے عرض کیا ساقی گری شراب اندیل کے پلانا اسی کو ساقی گری کہتے ہین آپنے فرمایا نہین یہ کمال ہے کہ قاتل ساحران باج ستانندۂ ریش کافران خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری کو دیا ہے کہ پانون سے ناچے ہاتھ سے بتائے زبان سے گائے سر سے لا کر شراب پلائے بس آپنے میرے سر پر چند بار ہاتھ پھیرا تھا اور کچھ پڑھکے پھونک دیا تھا بس آپ غائب ہوگئے مین اب امتحان کرون کہ جسطرح گانا آیا اسیطرح ساقی گری بھی آئی کہ نہین آئی کنجی میخانے کی مجھکو دیجیے سمنکال نے خوش ہو کر کنجی میخانے کی پھینکی خواجہ عمرو میخانے مین گھسے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی جب ہم ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے جسقدر جسکو خواہش ہو لیجاے سب دوڑے مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے کوئی مٹکا اٹھا لیگیا کسی نے قرابہ اٹھایا کوئی گلابی لے گیا تمام لشکر مین شراب تقسیم ہونے لگی باہر والے تو پینے لگے ہنگامہ بلند ہوا کوئی اوندھے منھ گرتا ہے کوئی اوکتا ہے کوئی گھبرایا ہوا بھاگا جاتا ہے کسی نے بیٹھے بیٹھے سر اپنا جھکا لیا دوسرے نے پوچھا کیون بھائی سر کیون جھکایا کہا بھائی آسمان کی ٹکر نہ لگ جائے بعضے چپ چلے جاتے ہین نشے کا تو جوش ہے مگر ضبط کرنے کا ہوش ہے ایک علت یہ ہے کہ جب راہ مین چلتے ہین تو ٹھمریان غزلین ضرور گاتے ہوے جاتے ہین گنگنا کے ٹھمری کو شروع کیا گاتے گاتے خیال مین آیا کہ اس ٹھمری مین گٹکری بہت لمبی ہے یہ سوچکر گٹکری جو لی تان جو پڑی پیچ جو ہوا دھم سے گر پڑے ہاے کیا ہوا لگے بیہوش ہونے کھیتون مین غریب تماشے ہین جو خرچی نہ دے سکتے تھے بھاگے خوب مطلب کر رہے ہین جب اصل مطلب کرکے گرے بیہوش ہوگئے ایک طرف رنڈی برہنہ پڑی ہے ایک طرف تماشہ بین صاحب ایک ہنگامہ لشکر مین ہو رہا ہے حلوائی اپنی دوکانون مین بیٹھے ہوے تھے ایک اُن مین سے گھبرایا گولی مین آگ جل رہی ہے جورو سے کہا دیکھ گولی مین خداوند بیٹھے ہین مین ملاقات کو جاؤنگا یہ کہکے دھم سے پھاند پڑا جورو نے کہا مین بھی آئی تم خداوند سے ملاقات کرو مین خدائی سے ملاقات کرونگی یہ کہکے جورو بھی پھاند پڑی بیٹے نے کہا مہتاری مین بھی آیا یہ بھی پھاند ا اب کیفیت یہ ہے کہ دوبارہ سب مشتاق ہین کہ بائی جی اب شراب پلا مین شاید کوئی جام ہمکو بھی پہونچے بائی جی تو اب تبرک ہوگئین قدرت نے شیر سے بچایا کیا مرتبہ پایا لیکن بائی جی نے پیشواز پہن کے چوراسی گھنگرو باندھکے گت جو شروع کی کبھی ایک گھنگرو بجا کبھی پانچ بجے کبھی سب بجے کبھی کوئی نہ بجا عجب عجب کمال ظاہر ہوے سمنکال وجد مین ہے کہتا ہے یا خداوند کیا کہنا اپنے تیری کیا بات ہے جملہ افعال تیرے کرامات ہین تجھ ایسا خداوند نہ دیکھا نہ سُنا یہان صحبت مین بھی بیٹھا ہے اور عرش اعلی پر بھی جاتا ہے بندونکو مصیبت سے بچاتا ہے یہ تیرا ہی کام ہے انھین حرکات مین تیرا نام ہے وہ نابینا ہین جو تیرا اعتقاد نہین رکھتے تو بڑا صاحب کمال ہے **اشعار**

ترے جلوے نے بجھایا ہے چراغ آفتاب	مثل شب دن کو نہین ملتا سراغ آفتاب
دانۂ انجم چھپا لیتا ہے ہر صبح آسمان	گرم رہتا ہے عبث دن بھر ایاغ آفتاب
کوئی دم سوزش مین ہو جاتی ہے کچھ تخفیف سی	ابر کے ٹکڑے ہین پھائے بہر داغ آفتاب
جادۂ عشرت بھلا بیٹھے گردون مین کہان	آتش حل کردہ سے پر ہے ایاغ آفتاب
سا گیا ور ا د ہین منکر ترے اعجاز کے	کر شب تاریک ہین روشن چراغ آفتاب

ایک دم مین ہی بہار اور ایک دم مین ہی خزان	سب شفق کہتے ہین جسکو ہی وہ باغ آفتاب
سوزش اپنے داغ حسرت کی ہی دیکھو انھون پر	ای فلک دن بھر فقط جلتا ہی داغ آفتاب
مجھکو پیری مین ملا اُس جان عالم کا نشان	صبحدم جسطرح ملتا ہی سراغ آفتاب
تا سنخ اُسکے عارض تابان سے جو تشبیہ دی	چڑھ گیا چرخ چہارم پر دماغ آفتاب

اس رنگ مین اس غزل کو گایا کہ تمام محفل کو دنگ کر دیا سالوس پھولا ہوا بیٹھا ہی آنکھون سے اشارہ
کرتا ہی کہ جام مجھکو لا کے دو بائی صاحب کے گانے کی تمام اہالیان محفل تعریف کر رہے ہین اور سے
لیے جا رہے ہین کیا مجال جو ایک قطرہ جام سے زمین پر گرے بھرا ہوا جام خرابی جسکا انجام سامنے خداوند
کے آکر خم ہوئی کہ ایسے خداوند کو سرے شراب پلانا چاہیے سالوس تو بے اندیشۂ انجام جام پی گیا
دوسرا جام بھر کے طرف سمنکال کے چلی مگر دل دھڑک رہا ہی تمام دربار ساحران زبردست سے معمور
ایک ایک سامری عہد جمشید زمان اپنے اپنے کمال مین طاق شہرۂ آفاق دل مین عمرو کہہ رہا ہی کہ اب
سمنکال کو بھی پلاؤن تو دل کو تقویت ہو اب اسنے دوسرا جام لبریز کیا خنجر کو تیز کیا سر پر رکھکے
گاتے بجاتے ہوے چلے سمنکال بیقرار ہی اشارے کرتا ہی بائی جی جلد لاؤ شراب کے واسطے بیقرار ہون
جلد پلاؤ بائی جی کا دل تو نہین چاہتا لیکن بے پلائے چارہ نہین سب ساحر مشتاق ہین ہر ایک کا یہی قول
ہی میان یہ تعلیم کردۂ خداوند ہی اسکے نشے مین بھی اور لذت ہوگی ہفت آسمان کی سیر کرینگے قدرت نے
ایسا کمال کیا ایک زن بازاری کو ایسے کمال تعلیم کر دیے قدرت ہی کے واسطے ہی کسکی مجال ہی کہ سامنے
قدرت کے زبان کھولے ایک کسبی کو یہ کمال دے دیا انھین کا دل گردہ ہی ایسی عورت فاحشہ کو ایسا
کمال دے دیا بائی جام لیے ہوے قریب سمنکال کے آئی سمنکال نے موتیون کا مالا بائی کے گلے مین
ڈالا اُس مالے سے ایک موتی ٹوٹا جام شراب مین گرا جام سے شراب شعلہ بنکر اُڑی جام کے ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے دوسرا موتی کھنچ کر عمرو پر گرا گھڑی وغیرہ جلنے لگی عمرو چیختا ہی کہ اے شہنشاہ یہ کیا ستم کیا ارے مجھے
بچائے سمنکال نے کہا کیون مری جاتی ہی مکار دیکھو کیا خوبصورت سحر ہی رنگ و روغن جلائیگا تجھکو
خاک مین ملائیگا دم بھر کے بعد لباس و رنگ و روغن جل گیا صورت اصلی پیر دم ستی نکل آئی
محفل مین پھبتیان ہونے لگین کوئی کہتا ہی بدمانس ہی کسیکا قول ہی کہ چل مانس ہی اب خواجہ فرماتے ہین
کہ مین خاصہ بھلا مانس ہون مگر سمنکال نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی سالوس گھبرا کر جوش مین
اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا گرتے گرتے اتنا پکارا یارو مجھکو بچاؤ سمنکال نے جھپٹ کے سر زانو پر
رکھ لیا گرد و غبار چہرے کا اس نجس کے پاک کیا پانی کے چھینٹے دیے جب سالوس کو ہوش آیا
عمرو کو دیکھکر ایک چیخ ماری ارے میری بندی خاص کہان گئی سمنکال تلوار کھینچ کر چھاتی پر عمرو کی چڑھا
کہا او ساربان زادے بتلا میری معشوقہ کو کیا کیا عمرو نے جواب دیا مین بھوکا تھا کھا گیا میرے بدن مین
اُتری ہوئی ہی اگر آپ مجھکو ذبح کرینگے اسکے گلے پر بھی خنجر ہو ویگا آیندہ آپکو اختیار ہی سمنکال نے خنجر
ہٹا لیا ہاتھ جوڑنے لگا کہ اے عمرو واسطے خدا کے میری معشوقہ کو مجھے دے دے مین تجھکو چھوڑ دونگا
اگر تو مجھپر عیاری نہ کرے تو مین بھی تجھپر دست انداز نہ ہون ورنہ اے عمرو تجھے ایسے مقام پر قید
کرونگا کہ تا قید حیات رہائی نہ پاؤگے موت مانگوگے موت نہ آئیگی عمرو نے کہا مجھکو یقین نہین کہ آپ مجھکو

تکلیف پہونچائے جو تکلیفین مجھکو پہونچینگی وہی تمھاری معشوقہ پر بھی مصیبت ہوگی سمنکال نے کہا مجھے حوالے
کردے عمرو نے کہا اب تو میرے جسم مین اُتری ہوئی ہو نکلنا تو آسان تھا اُگلنا مشکل ہو سمنکال نے کہا خواجہ
تڑپا تڑپا کے مارونگا عمرو نے کہا آپ ایسا نہ فرمایئے آپ ایسا مہربان میرے ساتھ ایسی حرکت کریگا اسوقت
تو غصہ ہو اُس غصہ مین آپ ایسا فرماتے ہین جو کچھ فرمایئے سمجھ کے فرمایئے مین بھی آپ سے صاف صاف کہدون
مین نے جنگل مین بیہوش کیا ہو وہان درہ کوہ مین چھپا دیا ہو مجھے رہا کیجیے جانے دیجیے مین جاکے اُنکو لے آؤن
سمنکال نے کہا بھلا پلٹ کے آئیگا کہا ہم ایسے آقاے قدردان کو چھوڑ کر کہان جائینگے سمنکال نے
کہا خواجہ تم باتین بناتے ہو خیر جان تو میری گئی لطف زندگی تو گیا مگر تمھارا بھی وہ حال کرون کہ سامری
و جمشید نامہ سب غلط ہو جائے کیسے جھوٹے تھے قلم ہاتھو مین لیا جو چاہا لکھدیا ہمارے خداوند سالوں
پیچھے خداوند ہین وہ جھوٹے تھے دروغ گو دروغ نویس کانپے تھرتھرا کے سائیس رفیقون نے چپکے سے
کان مین کہا خداوندان گذشتہ کو ایسے کلمات نہ کہیے کہا یارو کیونکر نہ کہین ناری لکھ گئے کہ ساربان زادہ
کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو اب تم بتلاؤ کہ مین نے گرفتار کیا ہو اسکو بے مارے چھوڑونگا پہلے
پہلے تو کہا جلاد کو بلاؤ جلاد کا نام لیا تھا کہ ڈاکیے نے خط دیا اُس خط کو کھولکر پڑھا کہا لو صاحبو اجلال جادو
باپ اُس شخص کے تحریر فرماتے ہین کہ اور مقدمات کا تمکو اختیار ہو لیکن اگر عمرو کو گرفتار کیا تو کوہ لالہ زار
بہ روانہ کرنا ہم مجمع عام کرکے اُسکو یہان قتل کرینگے سر تمھارے پاس روانہ کردینگے اہالیان کوہ مذکور
و دیکھینگے ساربان زادے کے مشتاق ہین کیون یارو کون ساربان زادے کی قید لیکر جائیگا لیکن سمجھلو
کہ اگر یہ چھوٹ گیا تو قبیلہ بھر کو قتل کرونگا سب جادوگر کانپنے لگے کہا حضور ہم ڈرتے ہین کہ یہ مکار
مکر کرے اور چھوٹ جائے تو ہم کیا کرین حضور اور کسی طور سے بھجوائین تو روانہ کرین ہم نہ لیجائینگے
اسوقت اسکی عیاری دیکھکر ہمارے ہوش اُڑ گئے کہ اتنے بڑے دربار مین خداوند کو چیت پٹ کردیا
کچھ خوف نہ آیا سمنکال نے خوب انتظام کر رکھا تھا کہا یارو جب مین چلا ہون تو باپ نے میرے مجھکو سمجھایا
تھا اُنھون نے نوشیروان نامہ کوچک باختر بالا باختر ایرج نامہ لال نامہ صندلی نامہ ساتون
دفتر ہوشربا کے سب ملاحظہ فرمائے ہین اسی کی مکاریون سے بھرے ہین فرمادیا تھا کہ ای نور نظر حمزہ وغیرہ سے
تو جو گذرے گی جھیلو گے جان پر کھیلو گے لیکن عمرو عیار سے اپنے کو بچانا تو مین نے اپنے اعضا اعضا
مین سحر کر رکھا ہو دیکھتے ہی باباجان قتل کرینگے اُنپر اسکا کر نہ چلیگا بہت پچھتائینگے اُنکو دیکھکر خواجہ
فرمائینگے کہ آج مین نے جادوگر دیکھا خواجہ بول اُٹھے کہ اُنکی بھی قضا آئی ہو وقت بربادی کوہ لالہ زار
آگیا ہو ہمارا قدم جائے اور وہ ملک برباد ہو سمنکال نے کہا بھلا ساربان زادے دیکھو تو کیا حال
ہوتا ہو باباجان خوب تمھارے فریبون سے آگاہ ہین عمرو نے کہا ضرور اُنکی بھی گردن لونگا اس تدبیر سے
مارونگا کہ کسی کو خبر نہو آپ خاطر جمع رکھین اور وہان سے آکے آپکی بھی گردن لونگا سمنکال نے کئی
سردارون سے کہا سب سردارون نے انکار ہی کیا یہی کہے گئے کہ حضور ہم نہ لیجائینگے ایسا نہو کہ
دھوکہ پڑے تو قبیلہ بھر برباد ہو حضور بادشاہ عالیجاہ ہین جسطرح چاہین روانہ فرمائین سمنکال نے
کہا تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ مین کسی کام مین عاجز ہون اس طور سے قید روانہ کرون کہ کسی کو خبر نہو یہ کہکے اپنے
قفس آہنی منگوایا زمین پر قفس رکھا نامہ لکھکر عمرو کے گلے مین باندھدیا سحر کیا گرد قفس کے شعلہاے آتش

زمین سے دھوان نکلا اُسنے قفس کو اٹھا لیا اسطرح قفس چرخ مارتا ہوا طرف کوہ لالہ زار کے چلا خواجہ
نے پکار کر آواز دی او بچا ہمکو مرتبہ سلیمانی حاصل ہوا تمام عالم کی سیر کرتے ہوسے جاتے ہین
سمنکال جھلا کر رہگیا ذکر کیا جاتا ہے دربار اجلال جادو کا کوہ لالہ زار پر بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہوا تھا
وزرا امرا سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین وہ لطف کی سلطنت ہے کہ کوئی کانٹا نہین رعایا غریب
جسطرح چاہا روپیہ تحصیل کرلیا ایک کو ذرا سزا دی سب گھبرا گئے اسطرح روپیہ تحصیلا جاتا ہے دربار مین
خوش بیٹھا ہے کہ رہا ہے یار دمفصل کچھ حال نہ کھلا کہ فرزندنے میرے جاکے کیا کیا یہ تو مین خوب جانتا ہون کہ
فرزند میرا طاق شہرہ آفاق کسی سے سحر مین نہین دبے گا عجائب و غرائب مین بھی بے مثل ہے کون اسسے
لڑسکیگا لیکن عمرو عیار وہان بلاے روزگار ہے علاوہ ازین یار و خداوند سالوس کا مذہب تواب
اختیار کیا دس ہی بیس برس گذرے پانچ سو برس سے مذہب سامری و جمشید ہے وہ لکھ گئے ہین
کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے اگر لڑائی فتح ہوگی تو اُسیوقت ہین کہ جب ساربان زادہ گرفتار
کرکے مار ڈالا جائے اور اگر ساربان زادہ نہ دستیاب ہوا تو مشکل پڑیگی مجھکو بھی جانا پڑیگا سب بجا اور
درست کہ رہے ہین کہ یکایک آسمان پر برق چمکی اجلال کی نگاہ پڑی کہ ایک شعلہ جوالہ بھڑکتا ہوا آتا ہے
اُسنے کہا کسی نے کسی پر موٹھ پھینکی ہے کوئی کہتا ہے قندیل فلک ہے کوئی کہتا تھا ستارہ سحری روشن ہوا ابتک
لیکن وہ شعلہ بھڑکتا ہوا اسی بارگاہ کی جانب آتا ہے اجلال جادو نے کہا دیکھو حال کھلا جاتا ہے ایک
دم بھر مین وہ شعلہ زمین پر آکے گرا اب سب بنگاہ حیرت دیکھا کیے کوئی ہنسا کوئی مسخراپن کرنے لگا
سمنکال کے باپ نے کہا یہ کاغذ اسکے گلے سے کھول لاؤ کاغذ کھول کے سامنے اجلال کے لے گئے اب جو
اجلال نے نامہ پڑھا بہت ہنسا بہت خوش ہوا کہا جیسا جو میرے فرزندنے وہ کام کیا کہ جسکا مین خواہان
تھا ارے یارو یہ وہی ساربان زادہ ہے قاتل دمامہ و ششمش تمام ساحر تھرانے لگے کہا حضور ہم جانتے تھے
کہ جو اُنکا قاتل ہوگا وہ ایسا حقیر دبلا پتلا تو نہ ہوگا اسکو تو ایک پھونک مارین تو مر جائے تھوک دین
تو ڈوب جائے اپنے ششمش و دمامہ کو کیونکر مارا ہوگا خداوند ساحران جنکے سحر سے زمین و آسمان بھی
تھراتے تھے بڑے بڑے ساحر انکے مقابلے مین نہ آتے تھے جتنے دنیا مین ساحران زبردست تھے سب
اُنھین کے شاگرد تھے یہ کمال اُنکے خاندان سے پایا یا اُنھنے پایا وہ ایسے کے ہاتھ سے مارے گئے اجلال نے
کہا اس شخص کو بنگاہ حقارت نہ دیکھو فرزندنے میرے لکھا ہے کہ جب مین نے اسکو گرفتار کیا کیسے کیسے
ساحر میرے فرزند کے شاگرد وہین سب نے انکار کیا کہ ہم اسکو لیکر نہ جائینگے راہ مین کوئی اُفتاد پڑے
تو ہم مفت کیون بدنام ہون کسی ساحر نے اقبال نہ کیا کہ اسکی قید کو یہان لائے تب لاچار ہوکر میرے
فرزندنے اسطرح قید کو روانہ کیا کیا اظہار کمال کیا اور کیا جما ہوا سحر تھا کہ اسی مقام پر آکے اُترا راہ مین
کوئی روک نہ سکا یہین آکر قفس اُترا سب ساحران زبردست سمنکال کی تعریفین کرنے لگے اسنے کہا یارو
اب دن بہت قلیل باقی ہے چاہتا یہ ہون کہ ڈھنڈھورا پٹے اشتہار چسپان ہون تمام اہالیان شہر
و اہالیان قریہ آکر جمع ہون حکم سامری مین خلل ڈالتا ہون سامری نامے مین اُٹھا کر دیکھو جا بجا یہی
لکھا ہے کہ ساربان زادے کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے ایسے شخص کو بالفعل اخفاص کرنا دل
نہین قبول کرتا اس پہر بھر مین ڈھنڈھورا بھی پٹے اشتہار بھی چسپان ہون لوگ آجائین یہ نہین ہوسکتا کہ رات کو

قید کیا جائے رات کو اشتہار ہو ڈھنڈورا بجی پڑے بوقت سحر اس قاتل بزرگان دین کو قتل کرین سب ساحرون
نے بوقت اس تقریر کے ہاتھ باندھے کہا حضور ہم اس مکار کو رات کو نہ قید کرینگے میان تمکال کے ساتھ کیسے
کیسے ساحر تھے کیا کیا دعوے تھے پھر اسکی قید کو لیکر نہ آئے ہم نہ قید کرینگے اجلال ہنسنے لگا کہا بھائی ہاتھ
پاؤن باندھ کے کوٹھری مین ڈالدو رات کو خبر کو بھی نہ جاؤ چار پہر گذرنا کیتی بڑی بات ہی باہر در زندانخانے
پر بیٹھے رہو رات بھر جاگ کے کاٹ دو سب نے یہی کہا کہ حضور ہم جاکر جا بیٹھینگے خیال سے دل تھراتا ہی
تصور سے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آتا ہی حضور جب تصور کرتے ہین کہ ایسے مستمش ایسے ساحر کو کیونکر مارا
دمامہ ایسی دیونی کو کیونکر قتل کیا ہوش اڑ جاتے ہین بیٹھے بیٹھے مفت مین اپنے سر بلا لین کیا ضرور ہی خود بخود
قلب ناصبور رہی ہی دل کہتا ہی کہ یہ ظالم چھوٹ جائیگا قتل نہ ہوگا بلاے روزگار ہی دیکھیے کیا کر کر دکھاتا ہی
عمرو نے پکار کر کہا اے شہنشاہ اجلال مین بیچارہ مستمش و دمامہ کو کیا مارتا اگر وہ اُف کر دیتے تو مین جل کے
خاک ہو جاتا یہ سارے فعل حمزہ کے ہین نام پر میرے مشہور کر دیے اخبارون مین چھپوا دیا حمزہ موٹا تازہ
بھی ہی بیٹے پوتے سب پہلوان ہین جو کوئی ایک پہلوان آتا ہی چار چار پانچ پانچ مل کے لپٹ جاتے ہین یون
ہی آبرو بڑھاتے ہین آپ انصاف کرین اگر مین چاہتا کہ خنجر سے اُنکا سر کاٹون ایک مکھی بھی میرے ہاتھ سے
نہین قتل ہوتی پھر مین کیونکر مارتا بی دمامہ جنت آرامگاہ دیونی ہین بارہ تھان کا لہنگا پہنتی تھین ایک
گوشہ لہنگے کا مجھپر رکھدیتین تو مین پس کے سرمہ ہو جاتا حمزہ و پسران حمزہ سردار حمزہ کا لندھور کہ جو اختیار
مین کا گرز باندھتا ہی ان سبھون نے مل کے کلاد باد یا لندھور نے گرز مار دیا خیر اب تو آپ مجھکو بُرا ہی جانتے
ہین نہین تو مین سب کے حالات بیان کرتا مگر کیا ضرور ہی اتنا جان لیجیے کہ خداوند لقا جو جاگتی جوت کے
خداوند ہین یہی مشہور ہی کہ خود پسند ہین اُنکا پیارا بندہ ہون جہان جی چاہے قید کرو یقین تو یہی ہی کہ
وہ آکر مجھکو بچا لینگے اجلال نے کہا او ساربان زادے وہ بچیا جا ہون کا خدا ہی ہملوگ سامری جمشید
ناے کے حافظ ہین اپنے مذہب کے محافظ ہین ہم لقا کو کیا جانتے ہین ابھی کہو تو ہمین سے سحر کر دین
لقا چھپتا ہوا چلا آئے لیکن ہمین کیا ضرور ہی کہ کسی کی شان و شوکت مٹائین اب وہ عوو ہیہ باختر مسلمانو
سے لڑ رہا ہی کیسے کیسے پہلوان جمع ہین صاف صاف خبرین ہمارے پاس آتی ہین عمرو نے کہا خیر اب
آپ کو اختیار ہی پھر اجلال نے سردارون سے کہا سب نے کان پکڑے کہ حضور ہم نہ قید کرینگے اجلال
نے جھلا کر کہا یارو کیا ہم تمھارے بھروسے پر سلطنت کرتے ہین اتنا بڑا ملک بارہ منزل تک ہماری عملداری
ہی عدالت کا حال ہماری جانتے ہو کیا مجال جو کوئی ظالم کسی مظلوم پر بدعت کرے شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین ہر مہینے مین ہمکو گشت کرنا واجب ہی کھیت ہمارے تاخونو بیر لکھا ہی اُس قیدخانے
مین قید کرین کہ جہان سے چھوٹ کے بھی نہ جاسکے یہ کہکے خود اٹھا قفس کو کھولا ہاتھون مین ہتھکڑیان اور
پاؤن مین بیڑیان پہنائین سر زنجیر کو تھام کے خود لیچلا سردار ساتھ ہوے کہا میرے ساتھ کوئی نہ آئے
سب ٹھہر گئے خواجہ کو لیے ہوے پہاڑ سے اُترا گھاٹیون کو طے کر کے ایک درے مین گھس گیا خواجہ
دیکھتے ہین اسقدر تاریکی ہی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو خود نہین معلوم ہوتا تھا عمرو گھبرا گیا اُسی درے مین دیکھا ایک
دروازہ مقفل اپنی جیب سے کنجی نکالکر اُس قفل کو کھولا اُسکے اندر عمرو کو ڈھکیل دیا دروازہ بند کر کے قفل
لگا دیا اندر عمرو نے دیکھا کہ تاریکی قبر کی بھی مات ہی وہ اندھیرا ہی کہ فخر ظلمات ہی خال چہرۂ شب کہون اُٹھے تو سے

شال و دون اپنی حسرت پر عمرو چیخین مار کے رونے لگا پکارتا تھا او اجلال رے ملعون ویحیا مجھکو یہان سے
نکال ورنہ تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا ارے او سامری و جمشید تم دوڑو اگر مجھکو بچاؤ کبھی لات ومنات
کو کبھی سامری و جمشید پونے دو سو خداؤن کے نام لیے اسطرح چیخا یہ نہین ثابت ہوتا کہ رات ہی یا دن ہی جب
عمرو چیخ چیخ کے رویا اور پونے دو سو خداوندو نکا واسطہ دیا تو پاؤن کی آواز کان مین آئی اب رونے
پیٹنے کسیقدر رنگا وہین قائم ہوئی ہی پہلو سے ایک زنگن سیاہ رو بال سفید جھریان پڑی ہوئین ساری کھاروے
کی باندھے ہوئے نیلی چدریا سر پر جھولی بائین ہاتھ مین پڑی ہوئی آتے ہی ساربان زادے پر دو ہتڑ مارا
کہ ارے نگوڑے موے مونڈی کاٹے تو کون ہی منہ ہماری حرام کردی سنتے سنتے دل پک گیا آخر ضیا کے
مین آیا کہ چلکر دیکھون یہ کون مصیبت زدہ ہی عمرو نے کہا ای شہنشاہ نسیان ای تاجدار معشوقان یہ صورت
موزون یہ عارض گلگون یہ قد یہ چھوٹی چھوٹی آنکھین عقل سے سوچتا ہون کہ شاید آپ نابینا پیدا ہوئی ہین
دایہ بڑی عقلمند تھی جو ہرن سے نشان کردیے مگر واہ سپیدی اور سیاہی لیل ونہار کو آنکھ دکھاتی ہی نرگس
شہلا ان آنکھون کو دیکھکر شرماتی ہی زنگن نے کہا ارے تو کون ہی جو اس قیدخانے مین آکر قید ہوا ہی اور
تعریف جو عمرو نے کی تو زنگن شرما بھی گئی آنکھین جھکالین کہا تو بڑا قدر شناس ہی جوہری ہی تو نے دنیا کے
نشیب و فراز بہت دیکھے ہین آخر تیری کیا قوم ہی تجھسے کیا خطا ہوئی جو اس قیدخانے مین قید ہوا اس مین
وہ شخص قید ہی کہ جسکا سحر مین حسن مین مغرب و مشرق و جنوب و شمال مین ثانی نہین ہی عمرو نے کہا نام تو
بتائیے زنگن نے کہا توبہ توبہ نام نہ بتاؤنگی خواجہ سرا سنگے مین ہاتھ ڈالدیے سینے پر بھی ہاتھ پھیرا کہا جاتی
ہون تو مر گیا ذرا ساری ہٹا دو وہ چھوٹی بی کیسی ہونگی زنگن نے ساربان زادے کا ہاتھ جھٹک کر کہا ارے
کیا مجھے تجھسے انکار ہی ذرا ٹھہر جا عمرو نے ذرا پشت و پہلو جو سہلائے سسکیان لینے لگی کہا ارے نام تو
اپنا بتا عمرو نے کہا مین آپکا بھتیجا ہون گویا گرگانے والون مین نامی گرامی تان سین کا پوتا ہون تان نورخان کا
نواسا ہون اور کس کس کا نام لون نانی کی ذات سے اب بھی گلی مین آبادی ہی تھے انکا سن زیادہ ہی کچھ سے
بدلکر جو بکری ہوتی ہین پیسے کی ریوڑیان ایک پیسے کی گوزیان ہاتھ مین لے لین آؤ بیٹا آؤ بیٹا کہکے پکارنا
شروع کیا لڑکے دوڑ کے آجاتے ہین ایسا فیض کیا کہ لونڈون بھیری مشہور ہوگئین بڑھیا والی گلی مشہور ہی
حضور مجھکو رات بھر گوایا دن بھر گوایا شام کو ایک انگنی دی مین جل گیا کہ میرا بھیرے والا بھی اتنا نہ لیگا ای
تمام محفل کی رنڈیان شاگرد ہوگئین کومتون نے کان پکڑے خود بھی بہت خوش ہوے لیکن دینے کے بڑے
کرتے ہین مگر کیون ای ملکہ عالم یہ تھے نہ بتلایا کہ یہان کون قید ہی زنگن نے کہا خبردار یہ نہ پوچھنا مجھے تیرے
رونے پر ایسا ہی رحم آیا یہ زندانخانہ مجھی سے متعلق ہی نو برس ہوے مجھکو حفاظت کرتے تیرے واسطے بھی دو
روٹیان لاؤن شام کو جلدی مین ماش کی دال پکالی ہی وہ بھی پیالے مین رکھی ہی دال روٹی اٹھا لاؤن
عمرو نے کہا مین عرض کرونگا اچھا قیدی کا نام تو آپ نہین بتلاتی ہین مگر ایک بات بتلائیے ہمکو قتل کون کریگا
کہا مقتر جلاد عمرو نے کہا جو ہمارے پاس پیسہ کوڑی ہوتا وہ بھی وہی لے لیگا زنگن نے کہا وہ اسی کا حق
ہی کیا تیرے پاس دو چار روپے ہین عمرو نے کہا میرے پاس بہت کچھ ہی روز سو دو سو پیدا کرتا ہون جو روز
کے اٹھاتے روز مقرر کردیے آپ باہر مزے اڑاتے ہین پر اسکے پکوا کے کھاتے ہین بالائی لاتے ہین قند کا گھی
نہین ملاتے ہین جو روز تڑپا ہی کرتی ہی ہم جہان نظر پڑے آنکھون نے پوچھا صاحب کچھ کھایا مین نے جواب

دیدیا کہ سینے پہ مین تیغ ہای وہ پہلو مین آئی مین نے منھ پھیر لیا پر پھیلا کے جبین سے سویا اب تو مین تمھاری شمع جمال
کا پروانہ ہون دام گیسو دیکھکے دیوانہ ہون زنگن نے کہا ارے مین بادشاہ سے کہکے تجھے چھڑوا دونگی مگر مال اپنا میرے
پاس رکھدے شاید بادشاہ ہین وقت پر نہ مانین عمرو نے کہا ایک ہاتھ کی ہتھکڑی نکال دیجیے مین کہان بھاگونگا
زنگن نے دونون ہاتھونکی ہتھکڑیان نکال دین عمرو نے کمر مین ہاتھ ڈال کے ایک پوٹلا روپیونکا نکالا زنگن نے
جو دیکھا منھ مین پانی بھر آیا گنے تو نو سو روپیے تھے کہا ارے لنگوٹے بس یہی بڑا مال ہی عمرو نے کہا اور نہین
ہین تو اپنی جان تک تمھارے سپرد کرونگا یہ کہکے اشرفیان نکالین زنگن نے گنین دل مین خوش ہی کہ سامری
و جمشید نے کیا عنایت فرمائی کونے مین چدریا کے باندھتی جاتی ہی پوچھا کچھ اور بھی ہی عمرو نے کہا ابھی کنگلے چیز
بہت ہین یہ کہکے ایک پڑیا نکالی زنگن نے جو کھولا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا الماس و یاقوت کے نگینے
ہین کہ بجلی تڑپ رہی ہی کہا کیون میان گوئیے کیا چنتی لال کو دکھاتے تھے وہ تو ایک لاکھ سولہ ہزار کہتا تھا
مین دو لاکھ سے کم نہین دیتا تھا یہ مجھکو ایک بادشاہ نے دیے تھے زنگن نے کہا بس اب نہین ہی عمرو نے
کہا ملکہ ایک چیز اور رہی انجام کا خیال کیونکر نہ کرین ایسی شی پاس رکھی ہی کہ قبر مین فرشتے بھی راضی ہوجائین دست
بدعت نہ اٹھائین اگر خداوند کو بھی دیدون تو خدائی اپنی دیدین کلیجے مین رکھکر جنگل کو نکل جائین زنگن نے
کہا میان وہ کیا چیز ہی عمرو نے کہا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی ہی بہت بیش قیمت زنگن نے کہا لاؤ کہا اچھا یہ
کہکے ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل ڈبیا ہر چند کہ عقیق ہی مگر یاقوت احمر معلوم ہوتا ہی چھوٹ
پڑ رہی ہی زنگن بلک گئی کہا میان اسمین کیا ہی عمرو نے کہا اسمین سنکھیا ہی زہر ہی اسکو نہ دیکھو اگر ہم بچین
او قتل ہوجائین تو ہمارا کلیجہ چاک کرنا پیٹ مین رکھدینا جب نکیرین آکر دباو ڈالین گے تو دکھا دونگا کہ مین
تمھارے واسطے لایا ہون پر دونگا نہین یہ خاص خداوند خدائی کو دونگا کہ لو اسکا جھومر بنواؤ بجلیان اور
بالیون مین نصب کرو زنگن نے کہا کیا بڑے بڑے نگینے ہین عمرو نے کہا ہم بتلائینگے نہین زنگن نے کہا ہم کھولکر
دیکھینگے یہ کہکر عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے خود پیار کرنے لگی عمرو بھی خوب خوب لپٹا سینے پر ہاتھ
رکھدیا بہت راضی کر رہا ہی اور یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ پیاری ڈبیہ نہ کھولو زنگن کب مانتی ہی دونون ہاتھون
سے جو زور کرتی ہی اب جو ڈبیا کھولی بھق سے بیہوشی اڑی دھم سے بیہوش ہوکے زنگن گری عمرو نے
ڈبیا اپنی جیب مین رکھی روپیہ اشرفیان نذر زنبیل کین ہتھکڑیان بیڑیان اپنی نکال ڈالین سحر مین کسی کے مبتلا
نہین ہی یہ تو زنگن سے سن ہی چکے ہین کہ قیدخانہ سے اسکے تعلق ہی سمجھے کہ اسکے مرتے ہی دروازہ قیدخانیکا بھی
کھل جائیگا مین نکل جاؤنگا کچھ انجام کا خیال نہ کیا خنجر نکال کر زنگن کا سر کاٹ ڈالا زنگن کا سر کٹنا کہ آفت
برپا ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے جادو بود دستور ہی جہان ساحر کے مرنے کی آواز آئی
روشنی ہوجاتی ہی عمرو دیکھتا ہی کہ برقین گر رہی ہین دھوان نکل رہا ہی شعلے بھڑک رہے ہین دھجیان جل کے
گرتی ہین شعلے انکے گرد پھر رہے ہین عمرو نے دیکھا کہ قیامت برپا ہی یکایک آئی اندھیرے مین تھرتھر
عمرو کانپ رہا ہی زمین شق ہوئی اور عمرو تھرا کر زمین پر گرا کبھی سر نیچے پاؤن اوپر ہے اور کبھی سر اوپر پاؤن
نیچے وہ تماشا ستا نہین موقوف ہوتا معلوم ہوتا ہی ہزارون آدمی ہاے سیہ رو ہاے سیہ رو کہکے
رو رہے ہین عمرو حیران کہ یہ رونیکی کہان سے آواز آتی ہی دو گھڑی کامل عمرو الٹتا پلٹتا گیا بعد دو گھڑی
کامل کے پاؤن زمین سے آشنا ہوئے اب رونے کی آواز بھی نہین آتی شعلے دھوان سب موقوف ہوگئے

اب جو عمرو نے دیکھا کہ وہ مکان تنگ و تاریک ہے نہ وہ مقام ہے ایک باغ مین کھڑا ہون مگر گلہاے بوقلمون
و شگوفہاے رنگا رنگ باغ پر جوش پر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار طائران زمزمہ سرا جوانان سبز
رنگ و سبز پوش پودے گلستان کے شاخین دست تمنا باردار پھولون سے نخل لدے ہوے طائر
پھولون کو دیکھکر پھولون نہین سماتے باغبان قضا و قدر کی مدح و ثنا بیان کرتے ہین نہرون کا پانی صاف
شفاف حباب نظیر چشم معشوقان موجہ تیغہ بران لب گردان صاف و شفاف چمن پھولون سے بھرے
ہوے گلچین و باغبان سے مدہوش صیاد و دام بر دوش مگر پریشان دام بے دام کا آخر کس کام کا کیا مجال
ہے کہ جو طائرون پر خیال بھی کر سکین ہر طرف جوش بہار ہے عندلیبان خوشنوا کی پکار ہے طائر پھول پھول کے
پہلوے گل مین بیٹھے ہوے ہین غنچے مسکراتے ہین سرو لب جو بر سر جستجو انگلی سے آمد بہار کا نشان
بتاتے ہین باغبان کی جھولی پھولون سے بھری ہوئی ہے زیور رنگون کے جا بجا بن رہے ہین مالنین
حسین پھر رہی ہین کسی کو کسی کی فکر نہین جوش بہار مین خزان کا ذکر نہین نرگس شہلا آنکھون سے سیر چمن
دیکھ رہی ہے سوسن صد زبان براے صفت باغبان قضا و قدر زبان کھولے ہے بیلا البیلا جوہی کی وہ
بھینی بھینی خوشبو نسیم بصد آبرو اٹکھیلیون سے چال چلتی ہے ہواے اعتدال سے عجب لطف ہے جوشش
بہار کا عجب ہنگامہ ہے عمرو نے جو یہ حال باغ کا دیکھا مبہوت ہو گیا گلیم سر سے اوڑھ لی کہ کوئی مجھکو دیکھ
نہ لے ایک طرف کو روانہ ہوا روش پٹری کو طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے ہر چمن پھولون سے لدا ہوا ہے یہی
خیال ہے کہ اب دوسرا چمن ایسا نہ ملیگا دوسرا اس سے بہتر ملا ایک چمن کو ایک چمن پر فوق ہے قمری
کے گلے مین محبت کا طوق ہے عمرو دیکھتا بھالتا ہوا چمنستان مین چلا آتا ہے دیکھا کہ وسط باغ مین ایک
بارہ دری مثل طبع عالی ہمتان بلند و مرتفع پردے زربفت پڑے ہوے ہین شیشہ آلات سے آراستہ
تخت یاقوت نگار وسط بارہ دری مین چار طاؤس الماس کے [illegible] ہوے چارون کونون مین نصب
ہین اسطور پر گردش کرتے ہین کہ سر پر بیٹھنے والے کے سایہ کرین میز و مخمل کرسیان ایک
گوشے مین ایک چھپر کھٹ بچھا ہے اوسپر ایک نازنین مثل مردے کے پڑی ہے دلائی سے تمام جسم چھپا ہوا
ہے صرف ایک ہاتھ کھلا ہے ثابت ہوتا ہے ستارہ سحری چمک رہا ہے مگر چار شیر چارون کونون پر چارپائی
کے بیٹھے ہوے ڈکارین لے رہے ہین وسط باغ مین ایک چبوترہ مدور بلور کا بنا ہوا ہے عمرو گلیم اوڑھے
ہوے ایک گوشے مین بیٹھا منظور ہوا کہ یہان کے شب و روز کا حال دیکھون اور مین یہان کیونکر
پہونچا اُس قیدخانے مین وہ مکان تنگ و تاریک اُس زگن کا ابرنا ستم ہو گیا بموجب مضمون شعر
چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا ؎ زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہون مین ؎ کہان وہ مکان تنگ و تاریک
کہان باغ روح افزا خواجہ یہان کے حالات ضرور دیکھونگا دن کا تو یہ طریقہ ہے رات کو کیا ہوتا ہے اس
فکر مین خواجہ دن بھر چمنستان مین پھر کر جب بارہ دری مین قریب آتے ہین شیر چوکنے ہو جاتے ہین چارون
طرف آنکھ اٹھاکے دیکھتے ہین ڈکارین لیتے ہین پنجون سے خاک اڑاتے ہین اسی انتشار مین عمرو نے سارا
دن بسر کیا قیدی زندان مغرب رہگیر شعاع مین جکڑا ہوا داخل زندان مغرب ہوا شہنشاہ ماہ تابان
با فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا عمرو نے دیکھا کہ خود بخود اُس چبوترے
پر بچھونا بچھ گیا ایک شامیانہ اسلک ہاے مروارید استادے الماس نگار خود بخود قائم ہوا اندرون

سر آشیانون مین کھینچے کوئی پہر رات گذری ہوگی کہ آسمان پر ابر گلنار پیدا ہوا کمال زینت سے کچھ جانور زمزمہ
سرائی کرتے ہوئے ابر سے پھول برستے ہوئے مشک و نافے کھلتے ہوئے بوے خوش سے دماغ جان
معطر و معنبر ہوتا ہی وہ ابر آکر سر باغ پر ٹھہرا ایسے ابر لوٹ کر زمین پر گرا سارے باغ مین وہ ابر لوٹا عمرو
گلیم اوڑھے ہوئے ہر گوشے مین چھپتا پھرتا ہی ابر جب سارے باغ مین لوٹا کسیکو نہ پایا تب کڑک کر بلند
ہوا آسمان پر جاکر شق ہوا اب عمرو نے دیکھا کہ ایک تخت زبرجدی پر اجلال جادو کمال زیب و زینت
سے تاج یاقوت سر پر قباے اطلس زرین جسم پر اور ربت سے عجائب و غرائب طلسم جسم پر آراستہ ہین
جیب مین ایک مار سیاہ منھ نکالے ہوئے زبانین نکال رہا ہی چند کنیزان زرین پوش پشت پر اجلال جادو
کی کھڑی ہوئی مگس پرانی کر رہی ہین ابر اسی طرح سے سر پر چھایا ہوا ہی برقین اسی طرح سے اسیر گر رہی ہین
باغ بھر مین دوڑتی پھرتی ہین اجلال جادو تخت سے اتر مسند پر آکے بیٹھا پکار کر آواز دی ای سحر النورد
ای ہنرمند پیشہ سحر و ساحری ای ضیغم شکارگاہ افسونگری جلد حاضر ہو کہتے ہی ایک جھونکا ہوا کا چلا پردے
خود بخود بارہ دری کے بند کھلے وہ چار دن شیر لوٹ مار کر ساحرون کی شکل بنے اس چھپرکھٹ کو کاندھے
پر اٹھایا حاضر کیا حاضر کرتے ہوئے چھپرکھٹ کو لیکر آئے لا کے چھپرکھٹ کو سامنے اجلال کے رکھا اجلال جادو
مسند سے اٹھا دست تجسس سے گوشہ دلائی کا چہرۂ منظر سے اس محبوب کے اٹھایا دلائی جو چہرے سے
ہٹی ایک بجلی چمک گئی بعد تھوڑی دیر کے نگاہ قائم ہوئی دیکھا عمرو نے ایک شعلۂ جوالہ کبھی ایسی صورت
نگاہ سے نہین گذری آنکھین ملتی ہوئی اٹھ بیٹھی گھبرائی ہوئی اٹھی آواز دی او ظالم کیون مردون کو ستاتا
ہی کیون سرکشی دکھاتا ہی ارے تجھے اپنے سامری کی قسم ایک ہاتھ تلوار کا مار دے کہ ہم کشاکش سے مہلت
پائین مردود نکو ناحق ستاتا ہی اجلال تحسین کرتا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ای گل گلزار
حسن و جمال ای ماہ آسمان کمال رحم کو کام فرماؤ ذرا تصور کرو فرد شب آمد ساز کار عشق بازان ہو شب آمد
راز دار عشق بازان ہو شب تو مین نے اپنے واسطے عیش و راحت کے رکھی ہی پہلو مین اپنے طالب کے بیٹھو
میری دشمنی کا خیال نہ کرو مین غلام و تابعدار ہون دل و جان سے تجھ پر نثار ہون وہ مہ جبین چھپرکھٹ سے
تھراتی ہوئی اتری جسطرح شمع سحری لرزتی ہو مسند پر آکے بیٹھی اجلال نے چاہا قریب بیٹھون کہا ارے
او ناانصف قاتل بزرگان ہٹ مجھے تیرے جسم سے بوے خون مادر و پدر آتی ہی جب تو نے سارے
قبیلے کو قتل کیا تو اس مبتلاے زندان حسرت و یاس کو کیون زندہ رکھا ایک ہاتھ مار دے یہ بار
سر سے اتر جاے اجلال سامنے دست بستہ آکر بیٹھا کہا ملکۂ عالم بڑا ستم ہوا تمھارا شاہزادہ سمنکال جادو
جنگ امیر حمزہ پر گیا ہی عمرو عیار کو اسنے گرفتار کرکے یہان روانہ کیا ہی ایسا عیار مکار تھا کہ کسی سردار
نے اسکا مجھ تک لانا گوارا کیا آخر وہ تو آپ کے باپکا تعلیم کردہ ہی اسنے قید کو اپنے سحر سے روانہ کیا کیا
سحر جابجا کے کیا تھا کہ قفس میری بارگاہ مین آکر آتا مین نے اپنے سردارون سے کہا کہ اسکو قید کرو کسی سردار
نے قبول نہ کیا تب مین لاچار ہوا سوچا کہ ایسا نہو کہ سردار خیال کرین کہ ہمارے بھروسے پر سلطنت
کرتے ہین تب مین نے زندان سیہ رو مین اسکو قید کیا اس ظالم نے جاکر وہان دام مکاری پھیلایا اور
سیہ رو کو مارا مین حیران ہون کہ سیہ رو کو مار کر کہان گیا آج دن بھر مجھکو اسی انتشار مین گذرا یقین تھا
کہ اس باغ مین پہونچا ہوگا جب آیا تو ٹہلتے ہی ابر سیاہ کو حکم دیا سارے باغ کو ابر نے چھان ڈالا پتا پتا بوٹا بوٹا چھا

چھانا باغ بھر مین کہین پتہ نہ ملا اگر اس باغ مین ہوتا جلکر خاک ہو جاتا وہی دل کو پریشانی ہو یہ سنکر وہ نازنین
مسکرائی اور ہنسکر کہا خواجہ عمرو تشریف لایئے مین حیران تھی کہ انکا یہان کیونکر آنا ہوا کہان سنا ہلہ کہ سالوس
لیجا کوہ لالہ زار گر واہ واہ کیا اچھی ترکیب ہو اجلال نے ہنسکر کہا کیا شاید آپکو گمان ہو کہ وہ آپ کو مار کر گیا
ملکہ انجم اختر پیشانی نے ہنسکر کہا او ظالم بیٹے امید رہائی کی ہماری رہا اب اسدن ہوگی کہ جسدن روح
تن پیکر قالب خاکی سے نکلے مگر او ظالم اظلم او قاتل بزرگان اتنا احسان کرنا کہ ہماری لاش کو جلانا مٹی
زمین کھود کر دفن کر دینا اجلال نے کہا ملکہ یہ اعتقاد کیسا ملکہ نے کہا بیٹے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ جلا دینے
سے دفن ہو جانا بہت بہتر ہو مردے کا پردہ رہتا ہو کوئی اعتقاد نہین ہو مگر او ظالم ون کو ہمکو اتنی مہلت
دے کہ ہم آنکھ منھ ہاتھ دھو لین کوئی لحہ دو لحہ باغ مین ٹہلین پھر مثل مردون کے آگے پڑ رہینگے اجلال ہاتھ جوڑ
ہاتھ باندھنے لگا کہا ملکہ مجھکو کچھ تردد نہ تھا مین دن سے بھی اٹھنے کا حکم دیتا مگر آجکل یہ معرکہ ساربان زادہ
کا ایسا گذرا ہو ملکہ انجم اختر پیشانی نے ہنسکر کہا او ظالم تو نے کتابون مین دیکھا کہ ساربان زادے نے
شمشش ایسے ساحر کو مارا دمامہ کو قتل کیا بڑے بڑے ساحر مارے آگی روحونکو چھوڑ دیتا بس ان
دونون کو اسنے قبضے مین کر لیا جہان کوئی مشکل سخت پڑی وہان وہ اسکو طلب کرتا ہوگا اگر دریاے
آتش ہو یا قلعۂ آہن ہو عقل سے سوچ تو کہ دمامہ و شمشش رک سکتے ہین جس مقام پر بلاتا ہوگا وہ فوراً
پہونچتے ہونگے اس زور و شور سے آنے کہ بی سیہ رو کو مارا عمرو کو اٹھا کے لے گئے جلد ایک نامہ سمنکال
کو روانہ کر اور یہ لکھ بھیج کہ ساربان زادہ چھوٹ گیا ہو تا وہ اپنا انتظام کرے ورنہ ساربان زادہ غفلت مین
پہونچ جائیگا اور عیاری کریگا ہر چند کہ تو ہمارا بدخواہ ہو مگر ساربان زادے کو اس حوالی مین کہان
ڈھونڈھتا ہو شمشش نے لیجا کر اسکو سرحد کوہ لالہ زار کے آگے چھوڑا ہوگا ساربان زادہ پہونچ گیا ہوگا
رات ہی کو نامہ روانہ کر ہر چند کہ ہماری جان پر بنی ہو مگر او ملعون تیری مٹنے کے خواہان نہین اگر آگاہ
ہو جائیگا سمنکال انتظام کریگا اگر غفلت مین رہیگا عمرو کی عیاری ہو جائیگی وہ تو جانتا ہوگا کہ عمرو
قتل ہو گیا اور یہان اسنے رہائی پائی یہ سنتے ہی اجلال نے پلٹ کے ایک کنیز سے کہا راہبر جادو کو تو
بلا لو اور قلم دوات لاؤ ملکہ نے یہ کیا خوب بات کہی ہو اسیوقت اسنے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای
سمنکال ای فرزند عمرو زندانخانۂ سیہ رو سے چھوٹ گیا اور سیہ رو قتل ہوئی مین یہ نہ سمجھا تھا ورنہ
اسکا انتظام کرتا سیہ رو کے قتل ہونے سے صاف ظاہر ہو کہ خود شمشش آیا سیہ رو کو مار کر ڈالدیا عمرو
کو اٹھا کر لے گیا یہ مضمون لکھ چکا تھا کہ کنیز راہبر کو لیکر آئی ایک کنیز مکار عیار بلاے روزگار سحر و ساحری
مین طاق شہرۂ آفاق آکے اجلال کو سلام کیا اجلال نے نامہ دیا کہا جلد اسکو پاس ہمارے فرزند کے
پہونچا دو عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ کسی کنیز کی شکل بنکر صحبت مین جاؤن جب قصد کرتا ہو دل دھڑکتا ہو یہان
اجلال و ملکہ انجم اختر پیشانی سے یہی صحبت ہو ملکہ کی طرف سے حکایت و شکایت قتل بزرگان کا ذکر
اجلال کا سر جھکانا شرمانا ہاتھ باندھکر عرض کرنا کہ سب برائیان مجھسے سرزد ہوئین مگر آپکا تو خیر خواہ
ہون آخر پھر خدمتگذاری چاہتا ہون ذکرہاے گذشتہ نہ کیجیے مین محجوب ہوتا ہون ملکہ فرماتی ہین کہ او
بیحیا اگر یہ حرکات سرزد نہوتے پھر تیرے کیونکر ملتے بادشاہ بن بیٹھے سلطنت بیکار کرتے ہو کوئی تھا سو ابھی
نہین انھین باتون مین ساری رات گذری اجلال ستارۂ سحری کو دیکھکر رونے لگا ملکہ انجم اختر پیشانی

سے کہا ای ملکۂ عالم آج کی شب بھی آپ نے چیلے حوالے مین گذرانی ملکہ نے کہا او ملعون یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے
توجائیگا یہ کہکے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکا اُن گورے گورے ہاتھون سے دامن پکڑلیا کہا کیون او جلاد او
بانی ظلم و بیداد نہ کھانا مانگتے ہین نہ پانی تجھسے طلب کرتے ہین جو گذریگی ہمپر گذرجائیگی طبیعت ہماری کیونکر تسکین
پائیگی ایک گھنٹے کی مہلت تجھسے دن کی مانگتے ہین کہ اٹھکر مُنھ دھوئین باغ مین تھوڑی دیر کے لیے ٹہلین ہم مثل
مُردون کے پڑے رہونگی وہ بھی تجھکو گوارا نہین نازسے جو دامن تھام کے ملکہ نے کہا اجلال اٹھکر دیر سے لگا کہ
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کس حسرت مین میری راتین کٹتی ہین کیسا مایوس ہوکے پلٹ جاتا ہون
نخل مراد سے پھل نہین پاتا آج آپ نے یہ فرمایش کی گر اتنا آج مجھکو یقین ہوا کہ آپکو میرے خاندان کا ستانا گوارا نہین
آپ ہی کی رائے ہے مین نے اپنے فرزند کو نامہ لکھا چارون ساحرون کی جانب دیکھا جو چھپر کھٹ اُٹھاکے لائے تھے
کہا خبردار دن کو ملکہ کے ہمراہ رہنا ایک گھنٹہ بھر کے واسطے حوض پر بیٹھکے مُنھ دھوئین اور پھر آکر پلنگ پر اپنے
لیٹ رہین تم مثل ہمزاد کے ساتھ سے انکے جدا نہو تا چارون نے عرض کی بہت خوب یہ کہکے اجلال جادو تخت
تخت پر سوار ہوا وہ چارون ساحر چھپر کھٹ کو کاندھے پر اُٹھا کر بارگاہ مین بارہ دری کے اندر لے گئے اسی طرح
پردے پڑ گئے خواجہ عمرو پشت پر یہ معرکہ دیکھا کیے کئی مرتبہ قصد کیا کہ ایک کنیز بنکر یا ساقی بچہ بنکر صحبت مین
جاؤن اپنا رنگ جماؤن مگر دل نے گواہی نہ دی اجلال تو اسطرف چلا گیا مگر چلتے چلتے وہی فعل پھر کیا کہ ابر
سیاہ کو اشارہ کیا ابر سارے باغ مین لوٹتا پھرا خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے تھے انکو کیونکر پاتا چہار جانب
تلاش کرکے ابر بلند ہوا اجلال اُس مین چھپ کر روانہ ہوا باغ کے نخل نخل سے آوازین آنے لگین ای شہنشاہ
سامری و جمشید نگہبان رہین عمرو تو اس باغ مین یہ سن چکے کہ انکو واسطے چند ساعت کے مُنھ دھونے کی
نکلے گی مگر ساحر ساتھ رہینگے اگر ایسی جدائی ہوگی کہ اُس سے کچھ باتین کرین تو کیا عجب ہے کہ کچھ مطلب نکلے
خواجہ تو اسی فکر مین گوشۂ باغ مین بیٹھے ہین دو تین دو چار پھل توڑ لیتے ہین اُنھین کو کھا یا نہر سے پانی پی لیا
اسطرح اپنی اوقات بسر کررہے ہین مگر نامہ دار جو نامہ لیکر چلا لشکر ظفر اثر کا ذکر کیا جاتا ہے کہ صاحبقران
بارگاہ مین بیٹھے ہین برق و قران کلبا و کلبا دو مہتر ابوالفتح اصفہانی و بہرام وغیرہ جملہ عیار و سردار
سب حاضر دربار ہین امیر کشورگیر فرما رہے ہین کہ یہ سمنکال جو آیا ہے اسنے طبل جنگی نہین بجوایا کیا مقابلہ کریگا
برق نے تڑپ کے کہا خداوند نعمت شب سے ہمارے اُستاد گئے ہوئے ہین پلٹ کے نہین آئے ہین مین
تڑپتا پھرتا ہون یہ ذکر تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کمی و ابو طاہر خونریز
پریشان پریشان آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای شہریار بڑا غضب ہوا غلامون نے تمام حال
اپنی آنکھون سے دیکھا کہ خواجہ جبرائی سمنکال کی شکل بنکر پہونچے راہ مین اُسے کسی فقرے سے پکڑ لیا وہ رنگ
جمایا کہ خاتمہ کردیا تھا مگر سمنکال بدانجام نے انتظام کر رکھا تھا سوتیون کا مالا گلے مین آستاد کے ڈالا انھین سوتیون
نے آبرو دی ایک نے رنگ و روغن جلایا ایک نے گرفتار کرایا غلامون نے اپنی آنکھون سے دیکھا کوئی
کوہ لالہ زار ہے وہان روانہ کردیا نہین معلوم وہان اُنپر کیا گذری صاحبقران نے گھبرا کے فرمایا برق
خبر تو لو برق تڑپ کر اُٹھا شب کا وقت ہے گھبرایا ہوا جی مین کہتا ہے ہاے برق اُستاد نے ہمارا کہنا نہ مانا ورنہ
مین اگر عیاری کرتا تو اُستاد تو بچ جاتے دیکھون اب فلک کیا دکھاتا ہے جنگل مین کھڑے کھڑے برق کو بات
گذر گئی ایک چشمۂ آب پر ٹہل رہا ہے حیران ہے لیکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ انجم سپاہ با حال تباہ

شکست خوردہ افتان و خیزان حیران و پریشان قلعہ مغرب میں جاکر محصور رہا کہ برق نے دیکھا اچھی طرح روشنی
نہین ہونے پائی ہی کہ ایک ساحر آسمان سے اُترا ہوا آتا ہی برق نے ایک نخل کی آڑ پکڑی طریقے سے معلوم ہوتا تھا
وہ ساحر پیاسا تھا چشمۂ آب دیکھکر جھکا جوش مین پیاس کے موج آئی کہ پانی پیوں برق نے ایک ساحر کی
شکل بنکر آواز دی ای شخص پانی نہ پینا آب نایاب ہی مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی اس پانی کے پینے مین
بڑا بھید ہی پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو نہ بچیگی نہ بچے گا تو ہمیشہ موج مین رہیگا دنیا مین بڑا انقلاب ہی مثال اسکی
حباب ہی پلٹ کے ساحر نے دیکھا چلو مین پانی لیکر چھوڑ دیا جب قریب آیا برق نے ایک تھپڑ مارا کہا او نالائق
ہم منع کرتے تھے تو نے پانی مین ہاتھ ڈالدیا ابھی کچھ انقلاب ہو تو ہم بدنام ہون سامری و جمشید پوچھین کہ
کیسا نگہبان تھا تو نے ہمارے کہنے کو نہ مانا اسطرح تباہ ہونے دیا ساحر نے کہا بھائی زبان سنبھالو برق نے
کہا مین جوتا سنبھالونگا زبان سنبھالنا کیسا وہ کسی احمق کا کام ہی مین تجھکو بہت ٹھیک کرتا مگر تیری غربت پر
رحم گیا تو ہی کون کہان سے آیا ہی کہان جاتا ہی پانی تجھکو مین پلاؤنگا بلکہ کھانا کھلاؤنگا شراب پلاؤنگا ساحر نے
گھبرا کے کہا مین رہنے والا کوہ لالہ زار کا ہون ملازم اجلال جادو اجلال نے سمندکال کو کچھ لکھا ہی اتنے
خبر مین نے اُڑتی اُڑتی سُنی کہ کوئی شخص عمرو عیار قید ہوکر آیا تھا وہ زندان سیہ روسے غائب ہوا اُسکی اطلاع
دی ہی کہا تھا کہ رات ہی کو پہونچنا راہ دور و دراز تھی مجھکو دیر ہوگئی پانی کے واسطے اسوقت بیقرار تھا سو
سے اترا تھا پانی پینے کا ارادہ کیا آپ اس پانی کا حال بیان کیجیے کیون منع کیا برق نے کہا اجی اگرچہ یہان
سامری و جمشید سیر کو آتے ہین اژدہون پر سوار ہوکے میان بی بی بیٹھتے ہین آپ تو بی بی کا ہاتھ پکڑ کر اس
درخت مین غائب ہو جاتے ہین اژدہے دونون اسی نہر سے پانی پیتے ہین پانی کا پینا بالکل بیکار ہی سراسر زہر
مار ہی بلکہ کف اژدر خونخوار ہی مین تیرے واسطے پانی لاتا ہون ہمین یہان سامری نے واسطے حفاظت کے
چھوڑا کہ سرراہ کا مقام ہی کوئی ہمارا بندہ اسمین ہلاک نہونے پائے تم پانی پانی ہوکے بہ جاتے ہمکو بڑی
ہوتی سزا پاتے کئی آدمی پانی ہوکے بہ گئے ہمپر غصہ ہوا ہم جانتے ہین کہ دنیا نقش بر آب ہی اکثر ادھر اُدھر کو
واسطے ٹہلنے کے بھی چلے جاتے ہین پانی ہمسے لو پیو ٹھنڈے ہو راضی ہوکے جاؤ جلدی منزل پر پہونچو یہ کہکے
درہ کوہ مین گھس گیا جام بلور مین پانی بھر انمک سرکاری ملایا لاکر سامنے پیش کیا نام پوچھ لیا نام اُسنے بتایا
کہ نام میرا راہبر جادو ہی قاصدی میرے متعلق ہی وہ پانی پلاکر کہا جاؤ اب یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ یہان
ساحرہ آئی ہون ایک طرف کُتیا ہے چار پانچ بچون کے جاتی تھی کہا ابے اندھے دیکھ وہ ساحرہ ہے پانچ بچون
کے جاتی ہین آنکھین بند کرکے بھاگ اگر تیری نگاہ پڑی تو غضب ہوا یہ بچے سب تیرے لپٹ جلینگے اور
گوشت پوست سب نوچ کر کھا جاینگے اسی لیے جنگل مین پھرا کرتے ہین ہمکو مشکل پڑی ساحر آنکھ کے چلا بیہوشی
نے تاثیر کی دو قدم جا کے گرا برق نے اسکی جھولی سے نامہ نکال لیا سر کاٹ ڈالا اب بیٹھکے سوچنے لگا کہ کیا تدبیر
کرون جہان اُستاد ہین وہان اپنے کو پہونچاؤن اُستاد بہت خوش ہونگے یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری
کا لگایا راہبر کی شکل بنکر تیار ہوا طرف کوہ لالہ زار کے چلا اب حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ گلیم اوڑھے ہوئے
باغ مین پھر رہے ہین اجلال جادو جو حکم دے گیا ہی سوا پہر دن چڑھے فلک کی چھپر کھٹ پر انکو نظر پڑی گھبرا کے
انہین دیکھا چار شیر بیٹھے ہین وہ چارون لوٹ کر بشکل انسان بنے فلک کو اٹھایا فلک اگر کنارے پر حوض کے
ٹھہری منھ دھویا اپنی زندگی سے ہاتھ دھوتے ہین حال اپنا مفصل نہین کہہ سکتی چارون ساحر پاس موجود ہین

چارون کو حکم دیا چلکر بارہ دری مین ٹھہرو ہم بھی آتے ہین چارون ساحرہ تو بارہ دری مین گئے ملکہ بصداے نحیف و ضعیف پکارین خواجہ عمرو صاحب مین جانتی ہون کہ آپ یہان موجود ہین اس کنیز بے تمیز سے ملاقات کیجیے چند ساعت کی مہلت باقی ہی خواجہ عمرو نے آواز سنی سوچے کہ ظاہرا دوست معلوم ہوتی ہی دل نے بھی گواہی دی کہ اسکی ذات سے کوئی رنج و ملال نہ پہونچیگا خواجہ عمرو بلا تکلف گلیم اتار کے سامنے آئے پکارکر آواز دی ای شمع انجمن حسن و جمال ای ماہ آسمان کمال تمھارا گمان صحیح نکلا خوب تمنے اجلال کو جھٹکایا مگر بلا کا ساحر زبردست ہی اُسنے سب اپنا انتظام کر رکھا ہی میرا حوصلہ نہ پڑا کہ کسی کی صورت بنکر آؤن جب قصد کیا دل دھڑکا نہ قصد کیا ملکہ نے کہا مجھکو بشارت ہوچکی ہی آپ کے بزرگون نے سب حالات بیان کیے فرمایا وہ آکر تجھکو رہا کرینگے شہنشاہ جلیل فیروزہ پوش اس ملک کا بادشاہ تھا خبیر سالوس قائم ہوا ہی مین اُسکی دختر بلند اختر ہون یہ اجلال ستمگار تھا رکذار تھے چھپ چھپ کے مگر اُسکا کانا سوتے مین اُسکو گرفتار کر لیا گھر بار پر قبضہ کیا مان باپ کو مارا یہ ملعون مجھپر عاشق ہوا مین کسن اسکے دھوکے مین آگئی جب دعوی عشق و عاشقی کیا تب مین بگڑی مجھکو دھوکا دیکے پکڑ لیا نو برس کا زمانہ گذرا کہ مین اس ملعون کی قید مین ہون دن بھر مثل مردون کے پڑی رہتی ہون شب کے وقت آکے منت خوشامد کرتا ہی مجھے آپ کے بزرگون نے مطیع اسلام کیا آپ کے آنے کی خبر دی مین نے اُسکے سامنے بھی اُس سے کہا تھا کہ خواجہ عمرو تشریف لائیے جوش مین منھ سے نکل گیا یہان سے آپ نکل جائین پانچ کوس پر باغ دلکشا ہی اُسکا بھائی محلال خود سر بیری وزیرزادی مہر طلعت آہو چشم پر عاشق ہی اسکو وہان قید کیا ہی محلال کو قتل کیجیے میری وزیرزادی کو رہا کیجیے وہ آکر میری رہائی کی تدبیر بتا بلکہ آپ یہان نہ ٹھہریے گا یہ کہکے ملکہ خواجہ سے رخصت ہوکے گرتی پڑتی طرف بارہ دری کے چلی خواجہ اُسی وقت باغ سے نکل گئے تلاش مین باغ دلکشا کی چلے مگر برق کا اب حال سنیے کہ راہبر جادو کی شکل بنا ہوا نامے کو خوبصورتی سے کھولا نکال کے پڑھا پشت پر طرف سے ستمگار کی لکھا کہ غلام آگاہ ہوا نامے کو جھولی مین رکھ لیا اور دوڑتا ہوا آتا ہی راہ مین کوہ لالہ زار کا پتہ پوچھتا ہوا ایک مقام پر آکے پہونچا وہان پر دورا تھا یہ بھٹک کے بائین پر نکلا تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے ایک باغ دیکھا در باغ پر ایک تاجدار تاج شہریاری بر سر قبہ شاہنشاہی زیب جسم خودسر سیہ فام خال چہرہ شب بے ادب چند ساحر گرد بیٹھا ہوا اُنسے باتین کر رہا ہی راہبر کو جاتے ہوے جو دیکھا پکار کر آواز دی ای راہبر کہان جاتے ہو برق پلٹا جھک کر سلام کیا شاہ نے کہا کیون ای راہبر تم حیران حیران ہمکو دیکھتے ہو کیا نہین پہچانا کیا دیکھتے ہو یہ سنتے ہی برق فرنگی ہانپنے لگا گنگنا کے زور سے ایک تان ماری اور یہ اشعار پربہار عاشقانہ گانے لگا

اشعار

پھر رہا ہی وہ صنم آٹھ پہر آنکھون مین
عارض نور ہی یان مثل قمر آنکھون مین
نشے سے لال ہوئی ہین جو چشمان سیاہ
دیکھیے لیجے ہین چیا ہونا اگر آنکھون مین
نگہ گرم سے ہو رنج نہ اُس نازک کو
بہر تسکین ہی یان لخت جگر آنکھون مین
اسقدر سرمہ ہوا اُسکو نزاکت سے گران

یان سفر دشت مین ہی اُسکو بسر آنکھون مین
کس سے منظور ہین قاتل کو نرالی آنکھین
آپ کی ہی شفق شام و سحر آنکھون مین
اُسکو بیٹھے ہین انھین دیکھتے ہی ہو ا ہین مست
ہی یہان تار نظر اسلیے تر آنکھون مین
اسقدر کھپ گئی ہی تیری سنہری رنگت
کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھون مین

اور بھوجائینگے ہم منھ نہ چھپا ای خورشید
ہی سیاہی نگہ تیغ و سپر آنکھون مین
ظلم اگر دل مین نہو وے کہین تیر چبھے
کے پلکون سے زیادہ ہی اثر آنکھون مین
ہی جدا جب سے کہ وہ پارۂ دل آنکھون سے
ای پری اب تو سماتا نہین گھر آنکھون مین
ہمکو پیری مین بھی ہی شوق نظر بازی کا

گئی شب کا ہی اترتا یہ سحر آنکھوں میں
اک نگہ کرتی ہی قتل ایک نگہ دیتی ہی جان
سچ تو ہی خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھوں میں
کوٹ کر موتی بھرے ہیں تری آنکھوں نے
کہ مری مردم دیدہ کا ہی گھر آنکھوں میں

جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
آپ رکھتے ہیں قضا اور قدر آنکھوں میں
پھنس گیا گیسوؤں کے دام میں جاکر ایسا
قطرۂ اشک یہاں بھی ہی گہر آنکھوں میں
ہو جہاں یار وہیں اڑکے یہ دیکھا کرتے ہیں

صدقے ہو جائیگے وہیں شمس و قمر آنکھوں میں
رات دن دھوم مچاتی ہیں جو مژگان کی شرنگ
پھر ہوا مرغ نظر کا نہ گذر آنکھوں میں
نازنین ہی وہ پری خانۂ دل میں بھی رہی
مری نگہیں ہوتی ہیں پروانہ کو پرا آنکھوں میں

اس دھن میں یہ غزل گائی کہ بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا کہا ای راہبر جادو یہ کمال کہاں سے لایا ہی کہا حضور رستے میں نامہ لیکر جاتا تھا ایک جھیل پہ پانی پینے کو ٹھہرا ایک ساحر نے آواز دی خبردار پانی نہ پینا میں ٹھہر گیا تب اسنے مجھسے کہا کہ اسمین کف اژدہای سامری جمشید یہاں آتے ہیں میں نے نہ مانا پانی پی لیا ایک درخت سے کھڑکھڑاہٹ ہوئی ایک موٹا سا بندر پیدا ہوا بندر نے لوٹ ماری دیکھا میں نے ایک آفتاب عالمتاب ماہ درخشان زمین سے برآمد ہوا ادھر منھ پھیر دیا مرد بھی حسین عورت بھی جمیل ادھر انگ کا سوانگ تھا اس آدمی نے مجھکو اشارے سے کہا سامرن ہو پلٹ جا یا قدموں سے لپٹ جا جو مانگنا ہو مانگ لے میں بلا تکلف قدموں سے لپٹ گیا ان ان ہی کہے جاتے تھے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہی میں قدموں سے لپٹا ہوا تھا جھانکتا جو ہوں بھولی سامرن پر نظر پڑی بس سامرن نے ایک دھول ماردی اور کہا کیوں موے مردے موذی کا تونے کیا شی دیکھی اندھا ہوگیا جا تجھکو علم موسیقی کا عطا کیا اور کئی باتیں فرمائی ہیں مگر گانے کا تو میں نے یہاں لگے امتحان کیا مجھکو گردن پکڑ کر پھینک دیا اس راہ پر لاکے گرا پہیس کوس تک اڑتا ہوا آیا اور دنیا کے عجائب و غرائب دیکھے کہ اسکو بیان نہیں کرسکتا کہیں دیو بستے ہیں کہیں جنات کہیں پریزاد اس بادشاہ نے کہا تیرا قاف میں گذر ہوا یہ پردہ قاف کی باتیں ہیں دنیا میں یہاں دیو جن پریزاد نہیں ہوتے ہیں ای راہبر جادو بڑا مرتبہ تمھارے واسطے ہوا کہا حضور دنیا والوں کو بھول گیا اب آپ کو نہیں جانتا آپ کون ہیں کہا بھائی محلال جادو ہمارا اجلال ادھر کے حوالی کی سلطنت مجھکو دیدی ہی میں یہیں رہتا ہوں یہ جگہ مجھکو بہت پسند ہی برق بہت خوش ہوگیا قدموں سے لپٹ گیا کہا اچھے قدردان کے پاس پہونچا یہ کہکے پھر ناچنے لگا غزلیں گاتا ٹھمریاں گاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کبھی کہتا ہی دیکھیے یہ ہنڈول راگ ہی اسکو بردا کہتے ہیں ہر ایک راگ کی چھتیس راگنیاں ہیں جسطرح ایک مرغ کے سات مرغیاں ہوتی ہیں اسطرح پھرا کرتے ہیں کبھی آسپر جا پڑے کبھی اسپر جا پڑے یہی لفظ کہا کیے دیر تک گایا کیا کہ میں گویا ہوگیا ہوگیا ابے او بھیروں کیا لگتا ہی ای لو بھیروں کو لے بھاگا دونوں منھ کے بل گرے ابے تیری جورو ہی گھبراہٹ کیا ضرور حضور راگ بڑے مزے آ رہے ہیں محلال نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای راہبر اندر باغ کے چلو اب ہم تمکو دو چار روز مہمان اپنا کرینگے نامے کا کیا جواب ملا کہا جھول میں ہی دیکھ لیجیے مجھکو یاد نہیں میں تو دنیا کے سب حال بھول گیا نہیں معلوم میرا گھر کہاں ہی جورو کہاں ہی لڑکے ہیں یا نہیں جورو کس کام میں رہتی ہی گھر میں کیا پیشہ ہوتا ہی محلال نے کہا بھائی یہ سب ہم تمکو بتا دینگے کہا ہاں بھائی میری جورو کو پہونچوا دینا مجھسے جو حرکتیں خلاف سرزد ہوں تو کوئی برا نہ مانے آپ بادشاہ ہیں مگر میرا دل چاہتا ہی کہ میاں کہوں کوئی لڑیگا نکل جائیگا خفا نہو نا محلال جادو نے خط لے کے دیکھا کہا میں ابھی پاس محلال جادو کے روانہ کیے دیتا ہوں اور یہ بھی لکھے بھیجتا ہوں کہ راہبر کو میں نے آٹھ دن کے واسطے مہمان کیا برق نے کہا آٹھ دن نہ کہیے میں آج ہی رات کو آپکو راضی کرکے نکل جاؤنگا آپ نے

بھائی صاحب بھی بہت مانتے ہیں جب سنینگے کہ نذر کردہ سامری جمشید ہوا بہت خوش ہونگے محلال جادو نے کہا ہم تمھین ابھی دس بارہ دن نہین جانے دینگے تمھارے کمال دیکھینگے تمھاری آنکھون کو چومئیے کہ تمنے چھوٹی سامری کو دیکھا ہی برق نے کہا کیا خوب ایک جلوہ تھا سامری بڑے خوش نصیب ہین کیا عورت پائی ہی بس کرامات ہی اسکے حسن و جمال کی کیا بات محلال سے باتین کرتے ہوے اندر باغ کے آئے دن قلیل باقی تھا صحن باغ مین فرش بچھوایا شامیانہ استادہ ہوا محلال مسند پر آکے بیٹھا ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا برق نے کہا کیون بیٹا محلال کیون ٹھنڈی سانسین کھینچتے ہو مجھسے کہو آچک کر آسمان کے تارے توڑ لاؤن چاند کو تمھاری کلاہ بناؤن سب کچھ میرے قبضے مین ہی اتنا جو دل دہی کرکے برق نے کہا محلال بلک کر رونے لگا کہا بھائی برق کیا کہون یہ کیفیت ہی بموجب مضمون غزل

شوق نے جیب دیا دشت نے دامان مجھکو
گر نزاکت کرے آگاہ اگر حال سے ہو
یاد آئیگا ترا چہرۂ تابان مجھکو
ہائے اس کاکل پیچان کی محبت کے عوض
کردیا بابلی تصویر نے پیچان مجھکو
دولت وصل کی خواہش مین ہوا تھا عاشق
بخیہ شیر ہوے بخیۂ مژگان مجھکو
واعظا ہی ہی ناسخ کی دعا صبح و مسا

دیدۂ شیر ہے نرگس ہی زیادہ پہول
شرم آتی ہی جو کہتے ہین سلیمان مجھکو
بعد مرنے کے جہان روح پری کی بھی تھی
کاش تا کاش کوئی آتی پیچان مجھکو
گور مین آنکھین کیں روشن ہوگئین
ہاتھ آیا نہ بجز گنج شہیدان مجھکو
باغ مین آگ لگی آئی نظر تیرے بغیر
جاے فردوس ملے کوچۂ جانان مجھکو

نہ جنون مین بھی کیا بخت نے عریان مجھکو
ہجر مین دشت بلا ہی چمنستان مجھکو
شرق خورشید قیامت سے فزون کی لیکن
ای جنون تونے دکھایا نہ بیابان مجھکو
اسکا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
آگئے یاد ہجوم شب ہجران مجھکو
صاف آنکھون کو سمجھتا تھا مین آئینے
سرو دکھلائی دیے سرو چراغان مجھکو

برق نے کہا کیون ای محلال معلوم ہوتا ہی کسی پر عاشق ہو تم اپنے گھر کے بھی راز دان ہو عیب و ہنر ہمارا سب کھلا ہی جب شہنشاہ فیروزہ پوش کی سلطنت کو مٹایا اور سالوس نے خدائی کو روشن کیا تو اپنے گھر کو ایسا مٹایا کہ جوان بوڑھے بچے اس گھر کے سب قتل کیے ایک سگی بہن ملکہ انجم اختر پیشانی اور ایک انجم کی وزیرزادی ملکہ مہر طلعت اجلال جادو شاہزادی پر عاشق ہوے مین وزیرزادی پر مائل ہوا انھون نے شاہزادی کو قید کیا ہی کئی برس ہو چکے بدبختین کرتے ہین اس وزیرزادی کو اس باغ مین مین نے قید کیا ہی دن بھر مارا مارا پھرتا ہون شام کے انتظار مین شام کو اسکو بلا کر پہلو مین بٹھاتا ہون یہی سلطنت دو جہان ہی گردہ سرکش سوائے بگڑنے کے کسی طرح میرے وصل پر راضی نہین ہوتی منت خوشامد کرتے کرتے ہاتھ منہ گھس گیا گر اس پتھر پر تاثیر نہین ہوتی بت سخن ناشنو بموجب مضمون اس شعر کے فرد آنکھین بتون کی ہوتین تو ہرگز نہ دیکھتے ٭ انکو خدا نے دیکھ کے پتھر بنادیا ٭ ای برادر کیا کہون کہنے مین مصاحبین سمجھاتی ہین مگر وہ خود سر نہین مانتی برق نے کہا تو میان اجلال بھی اسی بلا مین مبتلا ہین مین تو سب کچھ بھول گیا ہون محلال نے کہا بھائی کچھ نہ پوچھو ہم دونون بھائی اس آفت مین مبتلا ہین کہ لطف سلطنت گیا کار گزار تھے مزے اڑاتے تھے دن بھر کام کرتے تھے دو سو پیدا کیے پانچ سو پیدا کیے کہین سے ہزار کا پیغام ہی کہین سے دو ہزار کا پیغام روز یہی گفتگو مین رہا کرتی تھین شہنشاہ فیروزہ پوش ہم دونون بھائیون کو اپنا قوت بازو زینت پہلو جانتے تھے بس ایسے انتظام تھے کہ ایک دن مین سلطنت کو مٹادیا سالوس کو خداوند بنایا رعایا کو یہ فقرہ دیا کہ سامری و جمشید خواب مین کہ گئے کہ ہمارا بھائی ہی سب اسکو سجدہ کرو پہلے ہم دونون بھائیون نے سجدہ کیا ہم سب کے افسر

ہمکو دیکھکے سب نے سجدہ کیا کوئی عذر نہ کرسکا خدائی اُسکی روشن ہوگئی ہملوگ یا کارندے تھے یا بادشاہ بن بیٹھے
اگر ای بھائی جسدن سے کہ بادشاہ ہوے لطف زندگی گیا آٹھ پہر یہی فکر ہے یہی ذکر ہے ان ظالمون کو جو
قید مین زمانہ گذرتا ہے سرکشی بڑھتی جاتی ہے رات کو جو مین نے وزیرزادی کی بہت منت خوشامد کی جھلاکر
جواب دیا کہ الگ رہو مجھکو ہاتھ نہ لگانا اب میری رہائی کا زمانہ قریب آیا جب تم لوگون نے ہمارے گھربار
کو تباہ کیا ویسا ہی تم بھی تباہ ہوگے ہمارے بزرگون کے لاشے تو رعایا نے اُٹھائے تمھارے لاشے
پڑے پڑے سڑینگے کوے کتے بھی نہ کھائینگے مین نے گھبراکے اس باب مین تکرار کی ہنس کے کہا ارے
دل کے بخار نکالتے ہین ہاے ہمین کون چھڑائیگا کون ہماری مدد کو آئیگا اب تمھارے قبضے مین ہین بات
اگرچہ شاق تو ہوئی مگر معشوق کا کیا کرسکتا تھا جب مین نے تکرار کی تو رونے لگی کہا ارے بھیا ہم خیالی
پلاؤ پکاتے ہین تجھسے کلام کرنے مین شرماتے ہین یہ سُنکر راہبر نقلی نے کہا میری زبان مین تاثیر بخشی گئی ہے کہ
اگر ابھی راضی نہ کیا تو اپنا نام نذر کردہ سامری نہ پایا محلال بلائین لینے لگا کہا ای راہبر سب سلطنت لے لو
ملک ومال پر حکومت کرو مجھکو گری کا رہا چاہیئے لو دو گر یہ معشوق پہلو مین ہو برق نے کہا وہ ظالم کہان ہے
کہا اس بارہ دری مین شل مردون کے پڑی ہے برق نے کہا اُس سے بات کیونکر کرون محلال نے انگشتری
ہاتھ سے اُتار کر دی کہا یہ انگوٹھی اُسکے جسم سے مس کردینا وہ اُٹھ بیٹھیگی جو کلام چاہنا کر لینا اگر اُسنے اقرار کیا
تو ای راہبر وہ جشن کرونگا کہ روح سامری نثار ہو تمام ملک ومال نثار و نگار رعایا کو جوڑے بانٹونگا اور
مسافرخانے جاری کردونگا اس باغ کو کوئی پہچان نہ سکیگا کئی برس ہمکو مصیبت جھیلتے ہوے گذرے مین
اب کوئی ہوس باقی نہین فقط یہ معشوق پرچہرہ ہو آٹھ پہر یہ جمال عدیم المثال دیکھا کرون سرپر مکان بناؤن
اُس مکان مین اُسکو بٹھاؤن برق نے دیکھا کہ انتہا کا جوش وخروش ہے نام وصل سنکر بحال ہوگیا برق نے
انگوٹھی لیکر قصد چلنے کا کیا محلال نے کہا چار شیر وہان بیٹھے ہوے ہین پہلے عکس اس انگوٹھی کا اُنپر ڈالنا وہ جلکر
خاک ہوجائینگے تب قریب پلنگ کے جانا ورنہ شیر سرکشی دکھائینگے برق بسم اللہ کہکے اُٹھا جیسے ہی قریب
بارہ دری کے آیا چارون شیر غرانے لگے برق نے پکار کر کہا کہ ہمکو محلال نے بھیجا ہے اور عکس انگوٹھی کا
ڈالا چارون شیرون کے سر سے آگ پیدا ہوئی جل جل کے خاک ہوے آواز آئی او ظالم پہلی بنا
خرابی کی یہی ہے کہ خیرخواہون کو مارا اب یہ گھر نہ بچیگا برق ٹہلتا ہوا قریب پلنگ کے آیا چہرے سے
دولائی جو اُٹھائی حقیقت مین ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا آنکھ کھولتے ہی آواز دی کیا میان برق جہان
لگے بے اختیار بول اُٹھا غلام حاضر ہے اُس نازنین نے آنکھ کھولی کہا فرمائیے کچھ حکم دیجیے آپکے بزرگان
دین خدا اُن سبکے مرتبے اعلیٰ کرے دولت کو ہین دے گئے نشان تمھاری آمد کا بتلایا تھا کہو کیا
کہتے ہو برق نے کہا آج گھڑی بھر کے واسطے کلام اصلاح کیجیے مہرطلعت نے کہا ای برق یہ خیال خام
تصور ناتمام دل سے نکال ڈالو جو شی کھلاؤ پلاؤگے یہ سارا باغ سحر سے مملو ہے ہر ایک پتہ پھول غنچہ مکار ہے
پہلے ایک کام کرو بائین پر جو چمن نرگس ہے ایک نخل انار کے بیچ کو کھودو وہان ایک شیشہ پانی کا نکلیگا
اُس پانی کو لیکر سب درختون پر چھڑکو اور شیشہ مثل دل کے پہلو مین رہے جسوقت تم شراب پلاؤگے
ہرچند کہ پانی چھڑک چکے پھول لیکر چشم پوشی کرینگے غنچے بھی زبان نہ کھولینگے زمین باغ آواز دے تو عجب نہین
جسوقت زمین سے آواز آئے وہ کہیگا اے تو کون ہے تو خبردار منھ سے پورا کلمہ نہ نکلنے پاے وہی خالی

شیشہ اُسکی پیشانی پر کھینچ مارنا جسمین سے اسکے شعلہ ہاے آتش پیدا ہونگے جل کے تمام ہوگا اور تمکو اطلاع دیتی
ہون تمھارے اُستاد والا نژاد کے آنے کی خبر سُنی ہی اُنھون نے زندان سیہ رو کو توڑا باغ اجلال مین
پہونچے ہماری بی بی سے باتین بھی کین بی بی نے فرمایا پہلے باغ دلکشا مین جاؤ وہ ہماری وزیرزادی جب آئیگی
تو ہماری رہائی کی تدبیر بتائیگی وہ بھی اسی طرف آتے ہین مگر باغ کا راستہ اُنکو نہین معلوم اور مین آج اُنسے
اصلاح کلام کرونگی بس جاؤ اب زیادہ یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کوئی آفت آ پڑ جاے دوسری جانب سے
انگشتر کو جسم سے اُس نازنین کے مس کیا ڈلائی سے چہرہ ڈھانک دیا تڑپتا ہوا باہر آیا محلال منتظر بیٹھا تھا
مگر برق کے باہر آتے ہی وہان چارون شیر موجود ہوگئے ڈکار رہے ہین مگر شست ہین چہرون پر مردنی
بھری ہوئی ہی محلال نے جو برق کو آتے دیکھا دوڑ پڑا آنکھون کو چومنے لگا کہتا ہی اے راہبر ان آنکھون نے
کیا کیا دیکھا اسوقت میرے محبوب کے جمال کو دیکھا اور پھیر پوچھا اے برق کہو اُس سرکش نے کیا کہا کہا
اُسنے تو وہی باتین سرکشی کی کین مگر مین نے چھوٹی سا من کو یاد کرکے تموے سنائے بس گھبرا کر اُٹھ بیٹھی
کہا اے راہبر افسوس کی بات ہی کہ محلال جیسے دعوی عشق بھی کرتا ہی اور اس مصیبت مین قید بھی کیا ہی
ہماری تو اُسپر خود جان جاتی ہی مگر اُسنے جو ظلم کیا تو ہمپر بھی گران گذرا تم ہماری اُسکی صفائی کرا دو مین نے
کہا ملکہ صفائی یہ کہ وہ ہاتھ جوڑے قدمون پر سر رکھے در محبوب پہ جبہہ سائی کرے نہ کہ محبوب کے قدمون پر
آنکھین ملنا اُسنے کہا جب وہ آنکھین ملیگا ہم اُسکو سینے سے لگا لینگے صفائی ہوجائیگی اے راہبر ہماری بات
رہے بات مین فرق نہ آنے پائے اے شہنشاہ اب تیاری کرو سارے باغ کو مین اپنے ہاتھ سے آراستہ کرونگا
روشنی بھی مین ہی کرون چھڑکاؤ بھی مین دون ہر نخل کو نخل بندی مین بناؤن ان باتون کا مجھی کو خیال ہی
محلال نے کہا اے راہبر تمکو تکلیف بہت ہوگی مین نے اپنی سلطنت تمکو دی برق نے کہا ہم تو خدمتگار
ہی بنے رہینگے سب کام اپنے ہاتھ سے کرینگے محلال نے کہا اختیار ہی اے راہبر مین تو اب توشک خانے
جاتا ہون آج تو لباس بھاری پہنون برق نے کہا کلاہ زر مین لباس زر لفتی ہاتھون مین مہندی انگلیون
سر سفید ڈاڑھی مونچھ مین خضاب خوب بن ٹھن کے آئیے گا اور جو کسی بات مین کمی ہوئی تو آپکی ڈاڑھی
نوچ ڈالونگا یہ کہکے میان راہبر نے جھاڑو اُٹھائے اُنکو صاف کرنے لگے محلال توسن تیرے کے اوپر جا کر
توشک خانے مین داخل ہوا پہلے تو جلدی سے ہاتھون مین مہندی لگائی خدمتگارون کو پکارتا ہی کہ ارے وسمہ لاؤ
خدمتگارون نے کہا وسمہ لگانے سے کالے بال ہو جائینگے موے ریش و بروت سیہ روئی دکھائینگے خضاب
ہی کیا کچھ رنگ بدلا نہ بدلا دھو ڈالا آئینہ اُٹھا کے دیکھا بال بھی سیاہ منھ بھی سیاہ سیہ رو سیہ بخت بد خو بد شکل
خال ہندو بھی کیا کچھ پہلے گھبراتا ہی خدمتگارون سے کہتا ہی ارے ابھی تو عطر نہین لگایا قرابہ لاؤ وہ کنٹر بھی
لیتے آؤ پورا قرابہ لیکر سر پر ڈال لیا سب کپڑون پر بہا خدمتگارون نے کہا حضور یہ کیا کیا کہا یارو کیا جانو بہت
عطر کیونکر لگاؤن دس ہزار روپے کا اسمین عطر تھا لگا لیا کل کیا پروا ہی آج معشوق کا سامنا ہی یہی سر عطر بھرا
ہوا سینے سے لگائیگی چھوٹی مہر طلعت کو چوم چوم لونگا آنکھین ملونگا ارے راہبر تیرے صدقے جاتے
اجی راہبر راہبر رٹ رہا ہی سفید کپڑے پہنے پھر اُتار کے پھینکدیے کہ یہ بڑی بدشگونی ہی وہ تو طالع رنگین
خدا جانے لال رنگا ہوا انگرکھا پہنا ٹوپی بھی لال پہنی ایک کنٹر اُسپر بھی انڈیل لیا عجب عجب حرکتین
اور کیا کیا لکھون داستان کو طول ہو ایسا نہو کہ دل ناظرین کا ملول ہو مگر برق کا حال سنیے کہ وہ

درختون مین جھاڑ کنول لٹکاتا ہوا چمن نرگس مین پہونچا سب کارگزارو نکو اپنے پاس سے ہٹا دیا کہ تم
اس چمن سے ہٹ جاؤ جا کر جھاڑ لٹکاؤ کنول درست کرو پھول پھل سڑے گلے سب نکال ڈالو خبردار کوئی
خلاف شرع نہ ہو جب لوگ ہٹ گئے تب برق نے بیچ نخل نرگس کو کھود ڈالا دیکھا ایک شیشہ مملو از آب سرخ
نکلا برق نے شیشہ نکال لیا سب درختو پھر پھر کہتا پھرا اپنے خیال مین کوئی درخت پھول کا یا پھل کا باقی
نہین رکھا شیشہ خالی بغل مین رکھا مگر ہاتھ پانون مین رعشہ کہ ای برق خدا خیر کرے انتقام بہت سخت
ہے زمین آسمان سحر بند ہے بڑا ساحر خود پسند ہے خدا اسپر غالب کرے یہ انتقام کرکے برق بصورت راہبر
ایک انگوچھا سر پر لپیٹے ہوئے بیٹھے ہین گرلوانی بوتی بھڑک رہی کنیزین گرد بیٹھی ہین اُنسے مسخرا پن
کر رہے ہین وہ دیکھو بھیرون آئی لو بھیرون دوڑا ادھر سے کلیان آتا تھا کلیان کا وقت تھا بھیرون کا
وقت نہ تھا کلیان نے اُٹھا کر بھیرون کو دے مارا اُسکا سر پھٹ گیا بی بھیرون رو رہی ہین راہ مین دو
لڑائی ہو رہی ہے سب راگنیان بھی آگئین خوب دانتا کلکل ہو رہی ہے راگنیون نے تو بھٹیاریون کی لڑائی
کا مزہ دکھا دیا کیا لطف ہو رہا ہے ای لو اب بی کالی نکلین اونکے ہاتھ مین کونڈا ہے اُنھون نے پکار کر
کہا اے بی چپ رہو اب کل لڑائی ہوگی مین کونڈے کے تلے دھانکے دیتی ہون سب اپنے اپنے
گھر گئے اب میرے گانے پر کہو تو آئینگے کچھ تو مزہ دکھائینگے کنیزین ہنس رہی ہین برق نے بھی
کسی کے چہرے پر ہاتھ ڈال دیا کسی کا منھ چوم لیا کسی سے لپٹ گئے کنیزین بھی گلے مین ہاتھ
ڈال کے کہتی ہین ای قدر کردہ سامری اُتنے کسی کو انکار نہین جسکو چاہو آغوش مین لو جیسے چاہے
نگاہ ڈالو ہر ایک تمسے راضی ہے آمین کیا دخل قاضی ہے کہ دیکھا جامہ خانے سے میان محلال دولھا بنے ہوئے
سہرا بھی اپنے ہاتھ سے باندھ لیا برق نے ہنس کر کہا سبحان اللہ کیا قدرت سامری ہے ٹیسو آئے دھوم سے
نکا نکا لو سوم سے سب کنیزون سے کہا یہی مصرع پڑھے جاؤ سب کنیزین مصاحبین یہی مصرعہ پڑھنے
لگین محلال شرمندہ ہو گیا کہا میان راہبر یہ کیا بکتے ہو جواب دیا کہ میری بات کا برا نہ مانیے گا میری جو
بات ہے سامری و جمشید کی کرامات ہے سامری جمشید کو گالیان دو اُس حرامزادے کو برا کہو اب تو میرے
قبضے سے نکل گئی ایسی تیسی تو تکڑے اُڑا دو لگا راہبر نے پکار کے کہا آئیے آئیے کنیزون نے بھی یہی کہا
محلال نے کہا ای راہبر تم تو مجھکو مسخرا بناتے ہو برق نے کہا حضور اس مین کیا فرق ہے کچھ بنیے مگر معشوق
ملے ہم آج کرامات ساحرن کو دیکھتے ہین نگاہ دیکھتے ہی اُنکے مزاج کا رنگ بدل گیا اُٹھتے ہی کہا ای نذرگر
ساحرن جو تو کہے وہی بجا لاؤن مین نے آپکی مصیبت کا حال کہا کیا کہون کہ جو جواب ملا محلال نے کہا
ای راہبر تمھین ہمارے سر کی قسم یہ کہا کہ مین وصل پر راضی ہون برق نے کہا اُسنے تو یہ جواب دیا کہ
مین مرتی ہون میری جان اُس کا لیے پر جاتی ہے مگر اُسنے ایسا ستایا کہ دل مین محبت کا مزہ نہ رہا اب
سامنا ہوتے ہی حکایتین شکایتین شروع ہو جائینگی آپکو عذر ہی مناسب ہوگا محلال بہت خوشی خوشی
مسند پر آکے بیٹھے کہا میان راہبر اب تمھین جاؤ اور اُس سرکش کو لاؤ برق نے کہا انگوٹھی دیجیے محلال
نے بلا تکلف انگوٹھی اُتار کر دیدی برق وہ انگوٹھی پہن کے آیا بارہ دری کا پردہ اُٹھایا عکس انگوٹھی کا
شیرون پر ڈالا شیر جلے ایک نے جلتے جلتے آواز دی افسوس وقت تباہی آگیا ہائے ظالم نے خیرخواہ
و بدخواہ کو نہ پہچانا آخر نیکی کا درجہ نیکی بدی کا درجہ بدی کس ظالم کے ہاتھ سے جلے حسرت لیکر دنیا سے چلے

برق نے اسپر تھوک دیا اور جھلا کر کہا چھپا چھپا کیا راز کھول دونگا پھر اسی خاک سے آواز آئی کہ راز کھلیگا رانا
کھلیگا میاں خوب رنگ جمایا برق کانپنے لگا گھبرا گیا کہ یہ کون آواز دیتا ہو جلا کے گھر ہیں جب تو نسالوس
نے مغرور ہو کر دعوی خدائی کیے ایسے ایسے سحر شیار ہیں ان بیبا دونگا گھمنڈ ٹوٹ جاتے ہیں برق نے
اگر انگوٹھی جسم سے مس کی آنکھ کھلتے ہی مہ جبین نے کہا خدا خیر کرے برق نے کہا ای ملکہ عالم عجب طرح کا
سحر کہ ہوا اب تو کام ہیں کر چکا شیشہ نکالا پانی سب ور ختو نپر چھڑک دیا شیشہ خالی بغل میں موجود ہوا اگر
خدا چاہیگا تو ہاں کرتے ہی پیشانی پر مار دونگا وزیرزادی نے کہا ہاں تم ایسے ہی ہو اور کتنے بڑے
بڑے کام کیا اور بڑا نام کیا مگر خدا انجام بخیر کرے ہر چند کہ مہ جبین سالوس و اجلال و محلال کی ہیبت
خیال میں آتی ہیں اور شہنشاہ فیروزہ پوش ہمارے آقا کا مارا جانا سالوس کا تخت خدائی پر بیٹھنا اور
ہمارے متعلقین کا گرفتار ہونا اجلال و ممنکال و محلال جمع تھے ہمارا استاد کی یہ بجا ہی کہتے جاتے تھے
کہ اسکو دار پر کھینچو اسکو زیر خنجر بٹھاؤ سر شہزادوں کے ٹھوکریں کھاتے تھے ہم اور ہماری شہزادی کنیزوں کی
مجمع میں منھ چھپائے ہوئے بزرگوں کے لاشے دیکھتے تھے اور ظلم ظالم اظلم سے پیچ کے رو نسکتے تھے
بدعت کا معاوضہ تو سرکار حافظ حقیقی سے ہوتا جاتا ہو لیکن تمنے جس وقت ہمکو جگایا دل پر ایک صدمہ
عظیم ہوا جا کہ اسکو زبان سے بیان نہیں کر سکتی خدا تمھاری مشقت کو رائگان نکرے تمنے بڑے لطف
کے ساتھ عیاری کی تمھاری جانبازی کا معاوضہ ہم تو نہیں کر سکتے لیکن یہ نہیں معلوم استاد کہاں ہیں
وزیرزادی نے کہا ہیں تمکو خبر دیتی ہوں کہ استاد تمھارے ہماری شاہزادی سے ملاقات کر چکے ہیں اب
حوالی باغ میں آگئے مگر نہیں معلوم کیا سبب ہو کہ اندر نہیں پہونچے یا تشریف لانیکی فکر میں ہونگے یہ کہکے
آواز دی ارے کوئی پلنگ نہ اٹھا سیکگا انھیں تھیروں کی خاک سے چار جوان پیدا ہوئے برق بھی
پٹی پر ہاتھ رکھے ہوئے پلنگ کے ساتھ ہیں ملکہ اپنی پیشانی کو دو نمن کرتی ہیں اور کہتی جاتی ہیں ای برق
کیا کہوں میں چاہتی ہوں کہ آج شگفتہ ہوکے کلام کروں دام سخن میں اسکو پھنساؤں تمھارا مطلب پورا
ہو مگر نہیں بن پڑتا دل ہاتھ سے نکلا جاتا ہو کلیجہ تھرتا ہو جب خیال آتا ہو کہ ہمارے بزرگوں کا قاتل
دل ہی کہتا ہو کہ سخت کلامی کریں برق اشارے کرتا ہو کہ ملکہ خاموش ہو رہو یہاں محلال رنگین کپڑے
پہنے ہوئے کنیزوں کو بھی لیے ہوئے پھر رہے ہیں تمام باغ میں روشنی ہو رہی ہو دن سے بہتر معلوم
ہوتا ہو جھاڑ روشن ہیں کنول جل رہے ہیں مگر لگن کے دل کا کنول بجھا ہوا ہو اس محفل میں اسقدر روشنی
کی ہو شمعہائے مومی ور کافوری روشن ہیں چشم نرگس مشعل آئینہ حیران چراغ لالہ روشن ہو سنبل نے زلفین
عنبرین کو کھول دیا ہوا اٹکھیلیاں کرنے کو گوش گل میں بہن معلوم کیا کہتی ہو کہ ہر کلی شگفتہ ہو جاتی ہو
محلال پھولا ہوا بیٹھا ہو کنیزوں سے کہ رہا ہو کہ ہاں ہر بیشک مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوا اب
میں انکو اپنی صحبت میں رکھونگا بڑے لطف حاصل ہوئے ہیں خوب خوب غزلیں گاتا ہو حقیقت میں
راگوں کی صورت دکھاتا ہو حقیقت میں سامری و جمشید نے اسپر بڑا کرم کیا ہمارے مذہب کے بڑے
مرتبے ہیں مگر ہم لوگوں نے بڑی بدعت کی سالوس کی خدائی کو روشن کیا نام سامری و جمشید اب کوئی بھی
نہیں لیتا اب میں بھائی صاحب کے پاس جاؤں اور کہوں کہ مذہب قدیم کو نہ چھوڑیے سامری و جمشید
کی تصویریں رکھیے انھیں کے نام کے جشن لگنے پائیں مذہب سامری و جمشید کو رونق ہو سالوس کا

نام یون لیا جاے کہ پوچھے بات مین نام لے لیا کیا خاک جاگتی جوت کے خداوند ہین اپنے مقدور سے مین آپ درگذر
ہین ایسے کو خداوند کہین کہ جو اپنے مقدرات ضروری مین حیران رہے سلیمانیون نے ناک مین دم کر دیا
جی چھڑا دیے سیکڑون سردار مارے گئے اب بھی جان کو آرام نہین ہر جگہ ہی ہنگامے ہین ایسا ستم
کہین سنا ہی کہ زبان سپرو کو توڑ کر عمرو نکل گیا بیشک تمثیل وردا ماہ انکے ساتھ ہین جب اسیر کوئی زرگر
مصیبت پڑتی ہی اُسکی مدد کرتے ہین یہ سب برکتین سامری و جمشید کی ہین ایسے سحر بنائے گئے کہ ایک
ایک خداوند روے زمین ہوا غار افراسیابی مین کیسے کیسے ساحر آتے ہین ایک ایک اپنے کو وحید عصر
اور یکتاے زمانہ جانتا ہی مگر اُنھین کی کتابون سے فیض پاتے ہین اُنکی بھی کوئی بات مشہور ہی اُنھون نے
بھی کوئی سحر ایسا ایجاد کیا کوئی شعبدہ بنایا میرے واسطے تو یہ روز عید ہی وقت سعید ہی کیون آج
باتین کیسی کرتی ہی یہ ذکر تھا کہ میان راہبر ہنستے ہوے آئے گنگناتے ہوے بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی آنکھین
ہر وقت اڑاتے ہین محلال نے کہا ہمارے دوست صادق آئیے پوچھے کہو برادر سرکش کا کیا قول ہی کہا
حضور وہی باتین اپنی محبت کی شکایتین کہ معشوق غنچہ دہن بڑا بے درد ہے کم سخن ہو آپ جانتے ہین اِن ناز
بازاریون کے وہ شگفتہ ہو جاے یہ تو کبھی نہ ہوگا تنگ گلشن رشک چمن گیسو دام دلہاے عاشقان ابرو خونریز
پر خنجر بران کلام مین دانائی باتون مین مسیحائی مگر آپ دونون بھائی بڑے صاحب نصیب ہین کہ ایسے
معشوقان پریچہرہ ملین آپ سے کہکے صفائی کرا دون تو جانے انجم کی خدمتگذاری کرون اپنے بادشاہ کو
ملول ہوتے دونون محلال پھولا ہوا اپنے جی مین کہتا ہی آج مطلب حاصل ہوگا ملکہ کو کسیقدر شگفتہ
بھی پایا کچھ سمجھا کہ آج راضی ہو جائیگی مین بھی خوشامد کرونگا چارون ساحرون نے پلنگ لا کے قریب رکھا
محلال اپنے مقام سے اٹھا کہا ملکہ عالم تشریف لائیے ملکہ نے منھ بنا کر کہا صاحب تشریف وہ لاے کہ جو
بادشاہت کرے ہم تو شاہان معزول کے رشتہ دار ہین تشریف آپ رکھین ہم حاضر ہوتے ہین اس گفتگو
محلال خوش ہو گیا کہا آپ کی محبت و عنایت یہ فرما کر پلنگ سے اتری مسند پر آکے بیٹھی برق کیطرف
دیکھکر کہا کیون میان راہبر تم نذر کردہ بزرگان ہو بھی چاہتے ہین کہ صاحبان لیاقت کو بلا مین پھنسا کر
تمھاری آنکھون سے پردہ ہاے حجاب اٹھ گئے ہین ہمکو خداوند دکھائی نہین دیتے مگر جب بلا کر اُنسے
عرض کرتے ہین ہماری بات کا فورًا جواب ملتا ہی ہم قدرت سے تمھاری فریاد کرینگے کہ آپکے نذر کردہ
نے ہمین رنج و ملال دیا ہماری قدر نہ ہوئی اب کدھر جائین کیونکر جان بچائین یہ سنکر محلال اٹھ کھڑا ہوا
کہا ملکہ مین تو غلام و تابعدار ہون جو حکم ہو آنکھون سے بجا لاؤن کہا او ظالم جلاد صاحب جفا و بیداد تو
ہمارا کہنا کیا بجا لائیگا تجھسے بس یہی ہوگا کہ ہمکو دار پہ کھینچ دیگا ہم اپنے دل مین سمجھ چکے کہ قہر درویش بر
جان درویش دل سے مجبور و لاچار ہین سراسر بیکار ہین بلکہ اگر تو ہمارا سر کاٹ لے تو بار ہمارا اتر جاے ہمکو
سے بزرگون کے معمول ہونا اپنی اوقات کا کھونا ہی مگر دل سے لاچاری ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو قطعہ

محبت سے بنا لیتے ہین اپنا دوست دشمن کو — جھکائی ہی ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو
بیان کچھ تو کرے آگے ہمارے حال گلشن کو — خدا نے دس زبانین اک دہن مین دی ہین سوسن کو
دل بیتاب بسمل کیطرح سے رقص کرتا ہے — چھری سے ایک گرتی ہو گئی ہی لاگ گردن کو
نقاب اس آفتاب حسن کا اندھیر کرتا ہی — رخ روشن چھپا کر شب کیا ہی روز روشن کو

گنوائے دولت دنیا کو ہیں ہم عشق بازی میں
طلائی رنگ پر صدقے کیا کرتے ہیں کندن کو

ملاحت کا تمھاری دور دورا فسانہ پہونچا ہی
چمن سے باغبان نے کھود کر پھینکا ہی سوسن کو

یہی سودا ہا شمشیر قاتل کی تمنا میں
پیا پانی بجھا یا لال کر کے جبکہ آہن کو

قبائے سرخ وہ اندام نازک دوست رکھتا ہی
ملا تا خاک میں عاشق کا ہی شفق اُنکے دامن کو

مجھے ملوا کے مستی باغ ای محبوب لے چلتے
گھڑی بھر کو جو ملتی چشم نرگس روئے سوسن کو

کوئی شمشیر جوہر میں جو نظر آتی ہی سیلے میں
کیا ہی یاد ہمنے اپنے قاتل کے زکہین کو

نہایت زخم کے سینے میں کرتی ہی یہ بیدردی
کسی مژگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو سوزن کو

تصور لالہ وگل کار ہا کرتا ہی آنکھوں میں
قفس میں بھی سلام شوق کر لیتے ہیں گلشن کو

سوار اس تیغ زن کو دیکھتا ہی جو وہ کہتا ہی
ہمارا خون حاضر ہی اگر رنگواؤ توسن کو

کمی ہوگی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل میں
قیامت تک رہیگا زلزلہ سا میرے مدفن کو

قدم مردانگی کے ساتھ مارا دوستداری میں
کیا ہشیار غافل پاکے اکثر ہمنے دشمن کو

دگرگون رنگ رہتا ہی مرا شوق شہادت میں
گران ہی دوش کو گردن تو بھاری سر ہی گردن کو

تبسم میں نظر آتا ترے دندان کا آفت ہے
چمکنے سے لگاتی ہی یہ بجلی آگ خرمن کو

حقیقت ہمسے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہی تصویر گلی کے رنگ و روغن کو

یہ قنبر یار کو پیغام دینا ای صبا میرا
لگا ہیں ڈھونڈتی ہیں تیرے دیوار و نکے روزن کو

پڑے ہو غش میں کیا مر دے سے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اس بت نے بھیجا ہی برہمن کو

اس غزل کو سنکر محلال بیقرار ہو گیا کہا صاحب مجھکو شرمندہ کرتے ہو میں تمھارا غلام تا بعدار ہوں سلطنت وغیرہ آپ کے قدم پر نثار ہی مجھے کیا عذر ہی آپ نے اس رنگ میں مطلب دل سمجھایا کہ کلیجہ منہ کو آیا قلب تھرایا یہ باتیں مجھکو کرنا چاہیے تمکو زیبندہ نہیں ہیں ملکہ نے کہا میاں راہبر تمھاری باتوں نے ہمارے دل کو تسکین دی پھر اب تم کیوں چپکے بیٹھے ہو یہ سنا تھا کہ میاں راہبر آگے بڑھے کہا ای شہنشاہ حکایتیں شکایتیں آپکے اسکے عمر بھر کی ہیں مگر سنکر سامری و جمشید یہ ہی کہ جسطرح ملکہ طالب ہیں ویسے ہی آپ بھی عاشق ہیں ملکہ کو بڑی شکایت یہ ہی کہ تمنے ہمارے بزرگو نکو بڑی رسوائی سے قتل کیا ہر چند تیر مائل ہیں تمھاری تیغ ابرو کی گھائل اب ان ذکروں کو بالائے طاق رکھیے یہ کہکے میاں راہبر نے طبلہ کھینچا ٹھیکا جھیڑنے لگے عاشق و معشوق کا دل رغبت کرانے کے واسطے یہ غزل گائی اور کہا کہ دونوں صاحب اب میری جانب بدل متوجہ ہوجائیں اور تعریف کریں نظم

ہوئے نہ عشق میں جب تک وہ مہربان نہوا
ہزار شکر کہ اس دم وہ بدگمان نہوا
وہ آئے بہر عیادت تو میں تھا شادی مرگ
تمھارے سامنے یہ ماجرا بیان نہوا
ہی خوف بسکہ عنایت میں گو نگو نہ ستم
تو بیمزہ تھا کہ حسرت کش بتان نہوا

بلائے جان ہی وہ دل جو بلائے جان نہوا
ہنسے نہ غیر مجھے بزم سے اٹھانے پر
کسی سے چارۂ بیداد آسمان نہوا
دم حساب رہا روز حشر بھی یہی فکر
کبھی محبت دشمن کا امتحان نہوا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع میں احباب
سبک ہی وہ کہ تری طبع پر گران نہوا
وہ حال زار ہی میرا کہ گاہ غیر سے بھی
ہمارے عشق کا چرچا کہاں کہاں نہوا
امید وعدۂ دیدار حشر پر مومن

اس نغمے سے اس غزل کو برق سے گایا کہ محلال کی آنکھوں سے

آنسو ٹپکنے لگے کبھی جھک جاتا ہی قدمون سے لپٹ جاتا ہی تلوؤن سے آنکھین ملتا ہی کبھی لپٹ کے پیر چھاتی ہین کہ
صاحب اسکے شعر سنے وہ تمھاری بیتابی ہماری بیتابی کو بڑھاتی ہی بعض باتون کے خیال سے شرم
آتی ہی برق نے جام بھر بھر کیا اور گھات لی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہ ہاتھ پاؤن مین برق کے رعشہ ہی
ملکہ کا بھی اشارہ ہی کہ بہت ہوشیاری سے جام جو محلال کو دیا محلال اسی جوش مین ہی کہ اب وقت
وصل آیا چاہتا ہی کہ یکے یک پھول جیسے زمین سے دھوان اٹھا اور آواز آئی کہ او محلال ہوشیار
ہو جا سارا باغ لاچار و مجبور رہا تو نے اپنے قتل کی صورتین آپ بتلادین او ظالم کوئی ایسا راز کھولتا ہی
بس یہ صدا آنا برق نے چاہا کہ بغل پر ہاتھ ڈالون شیشہ نکالون برق کو محلال نے جو نگاہ قہر دیکھا تو ہاتھ
ہاتھ کا پیا شیشہ زمین پر گرا محلال نے وہی جام برق پر دے مارا وہ شراب جو وہ برق پر پڑی آگ
سے ایک آواز ہوئی ملکہ کا چہرہ فق سے ہو گیا جسم برق کا جلنے لگا جلتیان ہین کہ برق کو لپیٹ لیتین کپڑے
روغن و لباس سب جل گیا لباس اصلی جسم پر پہنے پتلون رہ گیا ایک سیاہ بوٹ پیر مین تھا گنہگار
کے سامنے کھڑا ہی ملکہ کا چہرہ زرد ہاتھ پاؤن سرد اتنا تو کہا کہ کیون نکھ ٹرے تو کون ہی میرے وارث
کے قتل کرنے کو آیا تھا محلال تیغ کھینچکر اٹھا کہا دیکھو ملکہ ابھی اسکی سرکشی نکالے دیتا ہون ہاتھ پاؤن تمام برق کے
زمین پر تھامے ہوئے تھی جنبش غیر ممکن آگ جو بدن مین لگی کچھ آبلے بھی پڑ گئے آہ آہ کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین
بھر رہا ہی محلال نے اٹھکر برق کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا او بتا تو کون ہی برق کی آنکھون سے آنسو
بہنے لگے کہا حضور میرا برق فرنگی نام ہی عمرو نے مجھکو سمجھا کے بھیجا تھا اگر آپ میرا کہنا مانین تو مین اسکو
پکڑ لاؤن میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا وہ سار بان زادہ قیامت برپا کریگا آپ کو زندہ نہ چھوڑیگا
اور مین تو مبتلائے مصیبت ہون میرے بادشاہ کو مسلمانون نے مارا مین بے والی و بے وارث
ہو گیا مرزوق شاہ فرنگی بادشاہ فرنگستان کا عیار تھا سار بان زادے نے مجھکو پکڑا بادشاہ کو میرے
حمزہ کے بیٹے نے مارا مجبور ہوکے سوچا اب کہان جاؤن کون میری قدر کریگا ولایت کا جانا چھوٹا
یہین صاحب میری مجھسے چھوٹ مین سار بان زادہ جہان بھیج دیتا ہی چلا جاتا ہون جب اسطرح رو کر
برق نے باتین کین تو محلال کسیقدر نرم ہوا کہا سار بان زادہ کہان ہی کہا حضور اپنے لشکر مین ہی
اسیر اور رجھلایا کہا او راجی ہمنکال نے گرفتار کرکے یہان بھیجا زندان سیہ رو سے غائب ہوا کہا حضور
زمین سے بھاگ کر لشکر مین گیا ہی اپنے آقا سے اسنے کہدیا کہ مین اب ہمنکال کے سامنے عیاری کرکے
نہ جاؤنگا مجھکو وہان پھینک مارا کہا جاکر محلال کو مارو راہ مین مین نے راہبر کو فقیر بنکر پکڑ لیا اسکو قید ایک
گوشے مین ڈالدیا اسکی شکل بنکر آپ کے پاس چلا آیا محلال نے کہا مین ایک بات مین بہت حیران ہون کہ
اس باغ کے غنچہ و گل ثمر شاخین جو کچھ مین ہی سحر سے تیار کیا ہی کیا سبب تھا کہ ان سبھون نے آواز نہ دی
اور زمین سے دھوان نکلا برق نے کہا یہ حضور جانین مجھکو اسمین دخل نہین ایک کنیز نے کہا حضور
یہ ایک شیشہ بھی تو پڑا ہی آپ جو پلٹ کے اسنے دیکھا مثل بید کے کانپنے لگا طرف ملکہ کے پلٹا کہا او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ یہ سارے فساد تیری ذات کے ہین اب سچ بتلا کہ شیشہ تو نے کیونکر پایا کہا حضور یہ شیشہ تو
مدت سے میرے پاس تھا ملکہ سے دیکھکر کہا کہ او ظالم سرکش ایک ایک تجھکو مارونگا اور پھر ایک
ہاتھ اس برق فرنگی کو اور وہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لونگا بلکہ ایک کام کرتا ہون کیہ [illegible] سے کہا تین [illegible]

بہت لاؤ تین چوٹے بناؤ انمین تیل ڈالدو حکم کی دیر تھی کہ بڑے بڑے تکڑ لگادیے تیل کھولنے لگا برق تو اسیطرح بیحس وحرکت زمین پر پڑا ہو مثل برق تڑپ رہا ہو کبھی گھبراکے کہتا ہو آپکی خواصون نے مجھکو حکم دیا ہو کہ محلال کو مار ڈالو تب مین نے یہ حرکت کی خواصین قسمین کہاتی ہین محلال نے کہا کیون ملکۂ عالم تمکو ہمارے ستانے پر کچھ افسوس نہ آیا یہ شیشے کا راز تمنے بتایا مین حیران تھا کہ سارا باغ کیونکر خاموش ہو معلوم ہوا کہ اسکا بند وبست پہلے ہی کیا گیا خیر ملکۂ عالم ہم حسرت ویاس لیکر پردۂ دنیا سے جاتے ہین کسی عاشق نے معشوق کو آجتک قتل نہ کیا ہوگا بعد تمھارے مٹنے کے زندگی تو بیکار ہو لطف زندگی تو جاتا رہیگا مزہ اٹھگیا ملکہ سر جھکائے ہوے کچھ جواب نہین دیتین مگر یہ کہتا جاتا ہو کہ اس کڑھاؤ مین تمکو ڈالونگا اس پہلو کے کڑھاؤ مین برق کو بیچ کے کڑھاؤ مین مین پھاندونگا مگر حسرت وصل مین عجیب حال ہے نظم

کہین عمر جلے تیرے لب خندان سے
لگی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے
روز مولود سے ہو اصل حقیقت کا خیال
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض
کب مسافر کو ملا چین دہ ویران سے
صحبت یار و رقیب آنکھوں مین پھر جاتی ہو
صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ
جسطرح سے حرکت گوشے کو ہو چوگان سے
عشق آنکھوں کو ترا زو کے بنا کے دیکھے
ہون وہ افتادہ زمین جو نہ اٹھی دہقان سے
سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا خوب کیا
دل منور ہو اگر روشنی ایمان سے
بخت خفتہ کو جگا کر اسے نوکر رکھون
رطب و یابس کوئی باہر نہین ہو قرآن سے

برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
الحذر گردش چشم سیہ جانان سے
بوے خون آتی تھی دایہ کے مجھے پستان سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہو
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
زمہریر اور جہنم ہو مجھے بے محبوب
داغ ہوتا ہو مجھے لالۂ نافرمان سے
پست فطرت کو منورتبۂ اعلیٰ حاصل
ہاتھ آتا ہو کفن دزد کو کیا عریان سے
خط نورس نے جگہ کی رخ رنگین گل پہ
حسن انصاف طلب ہوے اگر میزان سے
رنج دنیا مین زیادہ ہو تو راحت کم ہو
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہو انسان سے
نالہ کش جب سے ترے حسن کو مطلوب ہو
خواب کا روکنا ممکن ہو اگر دربان سے
شہر ہم اور خیستان ہو جسپر ای آتش

زلف سے چھٹکے کہ الجھی رخ جانان سے
دہر ہم اک حلق ہو برہم زدن مژگان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
سر کٹے پر نہ چھٹے پاؤن مرا میدان سے
وحشت آباد جہان مین نہ کر آرام طلب
استراحت ہو زمستان سے نہ تابستان سے
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی
ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
تیغ قاتل سے اڑا یون سر شوریدہ مرا
آشنا سبزۂ بیگانہ ہوا بستان سے
آسمان سے ہو توقع کسے سرسبزی کی
وصل کا روز ہو کوتاہ شب ہجران سے
شمع کافوری کی حاجت نہین ہو مرقد پہ
عشق گل ترک ہوا بلبل ہندستان سے
کونسا لطف ترے روے کتابی مین نہین
سلسلہ فقر کا اپنے ہو شہ مردان سے

برق فرنگی نے کہا ای شہنشاہ مین تو گنہگار ہون میرا تو قتل واجب ولازم ہو مگر مجھکو یقین ہو کہ آپ قتل نہ کریے خطا ہوتی ہو معاف فرما دیجئے مگر ایسی معشوق خوبرو خوشخو سلیقہ دار عقلمند ہرچند کہ ہم لندن کے رہنے والے ہین وہ وہ بتان فرنگ جنکو دیکھے بھوک پیاس جاتی رہے زاہد صد سالہ کی رال ٹپک پڑے دیکھنے والے کے ہوش درست نہ رہین مگر قسم ہو خدا وند لقیا ے زرین تن کی کہ یہ صورت زیبا آج تک نگاہ سے نہین گذری ایسی محبوبہ مطلوبہ کو قتل کرنا اور تیل مین جلانا آپکا دل کیونکر گوارا کریگا محلال جادو نے کہا ای برق فرنگی اسیواسطے یہ قبول کیا ہو کہ گود مین لیکر اس ظالم سرکش کو پھیکون اور آپ بھی پھاند پڑون گھک کر رہجاؤن آرزوے وصل مین وصال ہو برق نے

کہ سامری نامہ مین لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی اگر کسی نے کوشش کرکے قتل کیا تو اسنے
ہمپر احسان کیا حکم آن مکارون کا باطل ہوا آپ کو سعادت حاصل ہو مین سرخرو ہون ابھی تو آپ مجھکو اپنا سمجھ
جانتے ہین پھر نہ دوست جانیے گا کہ ایسے مکار کو یہ پکڑ لایا اور بہر ا دھوکا وہ فوراً اٹھا جائیگا مین جا کے
سب کیفیت بیان کرونگا کہونگا ایک عیاری جما آیا ہون اب جا کر قتل کرونگا اس دھوکے مین
لگا کر اسکو زیر دیوار باغ لاؤنگا آپ پکڑ لیجیے گا فوراً گڑھاؤ مین ڈال دیجیے گا مگر عنایت یہ ہی کہ پس
و پیش نہ فرمایئے گا اگر قید کیجیے گا تو وہ قید سے نکل جائیگا آپ ہی ذکر کرتے ہین کہ وہ زندان سے رو
نکل گیا مگر مین اسکو لشکر ہی مین چھوڑ کر آیا تھا ابھی بلا لاؤنگا محلال نے کہا او مکار کیون باتین بناتا ہی
برق نے کہا مین تو صاف دل سے عرض کرتا ہون آپ مجھکو مکار کہتے ہین محلال جادو نے کہا تیری
نیت کا حال سنواؤن ای گلہاے باغ دلکشا صاف صاف بتلاؤ کہ یہ مجھسے صاف صاف باتین
کہتا ہی یا دام مکر پھیلاتا ہی یہ کہنا تھا کہ پھولون نے آواز دی کہ ای شہنشاہ یہ وہ شخص ہی کہ اگر اسکو
قتل کرکے خون اسکا اور کافر کا ایک طشت مین رکھیے تو خون بھی اسکا رنگ ہو جائیگا اور اسکے
مکر کو کیا پوچھتا ہی اتنے عرصے مین تیل بھی کھولنے لگا ملکہ کا چہرہ سرخ و سفید متغیر ہوا صاف ثابت تھا
کہ جو بوقت سحر کیفیت ماہ تابان ہوتی ہی یا ستارۂ سحری جھلملاتا ہی یا شمع مومی لہرا رہی ہی آستین رومال
کرکے محلال جادو نے کہا کیون مکار تونے سنا برق نے کہا آپ ساحر ہین جو جس سے چاہیے کہوا لیجیے
خیر قتل کرکے تو پچھتایئے گا کیا آپ کے ہاتھ آئیگا مین آجتک اپنے خدا و ند لقیا کا معتقد ہون مگر کلیجہ برق
کا دھڑک رہا ہی آستین رومال کرکے برق کو گود مین اٹھایا اور برق کا تڑپنا پکارنا ای ملکۂ عالم خدا حافظ و
ناصر مگر انشاء اللہ استاد والا نژاد خلیفہ ہمارے مہتر قران ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی مونس
شش جہتیون کے گھر مین گھس پڑینگے اس بھیا کو زندہ نہ چھوڑینگے ہڈیان بھی اکی نہ پہچنگی پہاننے تا بہ ملک
سالوس صاف کر دینگے بھائی میرا ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و مہتر بزرگ خطائی وغیرہ یہ ایسے ہین
کہ کسی مقام پر رک جائین کیون اپنے اوپر زندگی تنگ کرتا ہی مجھے کا ہیکو تنگ کرتا ہی خطا معاف کے لائق
ہی محلال جادو نے کہا او مکار مین نے تیری مکاری کے گواہ گذران دیے دیکھا تونے ابھی گلہاے
باغ نے کیا شہادت دی برق فرنگی نے عرض کی حضور یہ آپکا سحر ہی اب تو ملکہ کو بھی تاب نہ آئی بول اٹھی
کہ او جلاد بانی ظلم و بیداد ارے کیا کرتا ہی خبر دار اسکو تیل مین نہ ڈالنا محلال جادو نے پلٹ کے آواز دی
او گیسو بریدہ تو اسی کے واسطے تڑپتی ہی ابھی تو پہلے خبر سنا بموجب مضمون شعر شعر ای دوست
بر جنازۂ دشمن چو بگذری شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ٭ یہ دوسرا کڑھاؤ جو گرم ہو رہا ہی یہ
آپ کے واسطے تیار ہی تیسرا کڑھاؤ میرا حصہ ہی اب اسمین کیا قصہ ہی ہم تم یہ تینون کباب ہو گئے
سمجھا مین محلال جادو چاہتا ہی کہ دو تو نے برق فرنگی کو اب یہ کڑھاؤ مین ڈالے کہ ایک آواز
مہیب آئی زمین باغ تھرائی صدا یہ تھی کہ او محلال بد مآل کیا کرتا ہی خبر دار ای بندۂ خوابی کو ہمارے
آگ مین ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا اگر یہ جل گیا تو اسی تیل مین ساری دنیا کو جلا دینگے کنیزین کانپ گئین
اور بعضی اچھل پڑین گودے سے محلال بد خصال کی برق فرنگی چھوٹ کے زمین پر گرا محلال جادو گھبرا کے
طرف آسمان کے دیکھنے لگا دیکھا کہ خداوند سالوس دیو پر تخت پر سوار تخت اڑا ہوا آتا ہی پھولون سے

آوازین آنے لگین مبارک مبارک مبارک ابھی آگئے لو ابھی آگئے محلال جادو ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا
تخت اُترکر زمین پر آیا محلال جادو چیخین مارکے رونے لگا کہا یا خداوند فریاد ہے فریاد ہے وقت امداد
ہے سالوس ٹہلتا ہوا چبوترے پر آیا کنیزین دوڑ دوڑکے سجدہ کرنے لگین محلال نے طرف اُس
نازنین مہ جبین مہر تمکین حور خصال پری تمثال کے دیکھا اور کہا ارے یہ تین کرتاؤ کیسے بنا نے کہا کہ یا
خداوند کیا عرض کیا جاے ایک شرم کی بات ہے گر آپ نے پیدا کیا ہے آپ سے کیا پردہ ہے پانچ برس
گذرے مجھکو اسپر عاشق ہوئے کوئی منت اور خوشامد نہین اُٹھا رکھی مگر اس ظالم نے نہین مانا یہ
برق فرنگی نہین معلوم کیونکر آیا دیکھیے خداوند یہ شیشہ رکھا ہے اسمین آب دمیدہ سحر تھا وہ اسنے بتلا دیا ہے
برق فرنگی نے شیشہ نکالا پانی سب باغ پر چھڑکا سحر میرا بند ہوا اگر یہ شیشہ مجھپر پھینک مارتا تو مین
جل بھن کر خاک سیہ ہو جاتا اسکا ہاتھ کانپا شیشہ اسکے ہاتھ سے گرا زمین سے دھوان نکلا تب مین نے
اسکو گرفتار کیا اس معشوق سرکش کو یہ خیال نہ آیا کہ ہمارا عاشق ہے جاننے والا بنا ہے اس سے کیونکر راز کہا گیا
سالوس نے کہا آج قدرت سب فیصلہ کرکے جائینگے جسنے پیدا کیا ہے دل کا قفل کھول دیگے تیرے
پہلو مین لپٹ کے سوئے جسطرح تم عاشق ہو یہ عاشق ہو جائیگے یہ سنکر قدمونپے سالوس کے محلال
لپٹ گیا آنکھون سے لگانے لگا کہا یا خداوند فرد تو نے ایسی خبر سنائی ہے ٭ تن بیجان مین جان
آئی ہے ٭ جان و دل سے ہوا مین تجھپہ نثار ٭ ایک بہانہ مین ترے منھ کے نثار ٭ کیا خداوند نے بات کہی
دل کو قوت روح کو راحت ہوئی سالوس نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا مین بالکل فیصلہ کردونگا شیشے کو
ہاتھ مین اٹھا لیا کہا اسکی تو نے کیا کیفیت رکھی تھی محلال جادو نے کہا یا خداوند یہ میری جان و روح ہے
اگر میری پیشانی پر پڑ جائے تو مین جلنے لگون مگر ایسا سحر میرا کامل تھا کہ اسنے سب درختون پر پانی
چھڑکا مگر زمین باغ نے آگاہ کردیا دھوان نکلا اس سے آواز آگئی اگر اسوقت بھی شیشہ مار دیتا تو میرا
کام تمام تھا اب اگر کوئی مار دے تو مین جل جاؤن سالوس نے کہا ہم تیری پیشانی پر مارینگے یہ لیکے
ہاتھ مین توڑنے جاتے ہین محلال جادو کہتا ہے خداوند ہمارے پیدا کرنیوالے ہین اسوقت قدرت کو کیونکر
خبر ہوئی کہا او بیحیا احمق ہم تیرے بھروسے پر خدائی کرتے ہین یہان تیرے پاس کھڑے ہین پردہ
غافل کی خبر لے رہے ہین آج چالیس ہزار دیوزاد و پریزاد پیدا ہوئے محلال جادو نے عرض کی یا خداوند
مین اس دھوکے مین پھنسا کہ اس ظالم نے کہا کہ مین لشکر کو ساحری و جمشید ہون سامری کی صورت
کے پتے دیئے کہا آپ پہلو مین معشوقہ کے بیٹھ تو ہم شیشہ تیری پیشانی پر مارین ارے بیحیا مین عمر
پریزادان مین بیٹھا تھا پریزادون نے آگاہ کیا کہ محلال جادو یہ حرکت کرتا ہے برق فرنگی کو قتل مین
ڈالتا ہے خود بھی جل جائیگا مین سمجھا اگر اور کسی کو روانہ کرونگا تو اسکا کہنا نہ مانیگا خود ہی چلون آج تو نے
یہ بھی دیکھ لیا کہ اسی تخت پر سوار ہو کر ہم عرش اعلی پر جاتے ہین فرشتون سے ملاقات کرتے ہین
اس تخت کو تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا سالوس شیشہ ہاتھ مین لیے ہوئے ٹہل رہا ہے محلال جادو
نے عرض کی یا خداوند بیٹھ جایئے برق فرنگی کے مقدمے مین کیا تقدیر ہوتی ہے سالوس نے کہا ہم
اسکو زندہ جہنم مین ڈالینگے برق فرنگی حیران ہے کہ سالوس یہان کیونکر آیا عین وقت پر پہونچا اصل تو
یہ ہے کہ اسی نے مجھکو بچا لیا سالوس نے کہا پہلو مین معشوق کے بیٹھ جا مین قفل اسکے دل کا کھول دون

بخوبی تاثیر ہے کہ نہیں محلال جادو نے عرض کی یا خداوند خوب تاثیر ہے تو ہے تنے ڈرتے ڈرتے پہلوے معشوق مین
بیٹھا سالوس نے ہاں ہاتھ بڑھا کر قلب پر نازنین کے رکھا اور پکار کر کہا او سرکش آج سے ہماری جان
خاص کو آزردہ نہ کرنا اسکے حکم کی تعمیل کرنا یہ کہکے پلٹے کہا دیکھ مجھے انکو ما قفل دل کا اس سمن بر کے کھولدیا
دیکھ کن نگاہوں سے تجھکو دیکھتی ہے جیسے ہی محلال جادو نے سر اٹھایا سالوس نے کہا او مکار دغاباز
دیکھوں تو باغ سحر بند کیا کرتا ہے نمود

تراشندۂ ریش گفتار ہوں
صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد جستار ہوں

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار غدار ہوں
اُڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش تو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

مرے کرے کا پیتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
یہ کہکے شیشہ جو پھینکر مارا زمین سے

بھی دھواں نکلا گلوں نے بھی آنکھیں کھولیں تختے بھی چٹخنے لگے مگر شیشہ جو پیشانی پر اس مردود کی پڑا
ایک دنانا ہوا اتنے شعلے سر سے نکلے کہ جا کے گلستان پر گرے درخت جلنے لگے زمین سے شعلے
نکلنے لگے آوازیں ہیبت ناک آئیں ہر طرف یہی صدا تھی کہ تباہ ہوئے برباد ہوئے ہائے افسوس
باغ میں ہواے خزان چلی ڈالر جلکر گرے زمین کے طبقے اُڑے ملکہ مہر طلعت نے اُٹھکے خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کی بلائیں لے لیں برق تڑپ کر اُٹھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے تو مال لوٹنے لگے
جو گھر سے جنگیر عطردان پاندان سب اُٹھا لیے برق نے کنیزوں کی انگوٹھیاں چھلے کچھ کمر میں چھپائیں
زمین کھود میں ڈال گیا کچھ وہیں ریت میں چھپا دیے خواجہ عمرو نے دیکھا کہا کیوں بے انگوٹھیان
چھلے ان کنیزوں کے کیا ہوئے برق نے کہا اُستاد یہ لوگ انگوٹھی چھلے نہیں پہنتے پہننا انگوٹھی چھلے کا
عیب جانتے ہیں عمرو نے برق فرنگی کا منھ پھولا ہوا دیکھا ایک طمانچہ مارا چار انگوٹھیاں منھ سے نکل پڑیں
خواجہ نے اُٹھا کر زنبیل میں ڈال لیں برق فرنگی نے کہا اُستاد یہ تو میں نے روپیہ دیکر چار انگوٹھیاں
بنوائی تھیں میں نے بڑی مشقت کی اپنی جان لگا دی شیشہ مارنے کے وقت البتہ ہاتھ پاؤں کانپ گئے
بس نگاہ قہر و غضب سے اس بیچارے دیکھا اور زمین سے دھواں نکلا کہ مجھسے کچھ نہو سکا قضا تو ٹل گئی
آپکے ہاتھ سے تھی مگر آپ خوب وقت پر آئے ملکہ مہر طلعت خوب روئی کہا خواجہ عمرو خدا تمکو سلامت
رکھے آج آپنے عجب مژدہ سنایا آپکے دم کی برکت سے مجھکو بھی بشارت ہوئی جب برق فرنگی
نے مجھکو بیدار کیا تب بھی میں نے کہا تھا کہ یہاں برق فرنگی آگئے آپکے بزرگ مجھکو آگاہ کر گئے تھے
مگر یہ بھی فرمایا تھا کہ برق آئیگا مگر بیکار رہیگا خواجہ میں کانپتی تھی کہ اگر اسکا رنگ بگڑیگا تو اسوقت کیا ہوگا
اب دیکھیے اس ملعون نے یقین کر رکھا تو تیل کے گرم کیے تھے برق فرنگی کو تو وہ مکار پھینکنے چلا تھا ایک
کڑھاؤ میں یہ ظالم مجھکو ڈالتا ایک میں آپ اپنے تئیں گرا دیتا معلوم نہیں معلوم گرتا بھی یا نہ گرتا مگر اب آپ
طرف باغ اجلال جادو کے تشریف لے چلیں کنیز بے تمیز بھی سامان کر کے حاضر خدمت فیضدرجت
ہوتی ہے خواجہ یہ اجلال کا چھوٹا بھائی تھا کہ جسنے باغ سحر بند کر رکھا تھا برق فرنگی نے کیا کار نمایاں کیا
مگر پھر میں نے اسکو آواز دی مگر اجلال ملعون نے زمین آسمان سحر بند کر رکھا ہے اسکا قتل بہت دشوار ہے
لیکن آپکا کمال یہ ہے کہ ملکہ کو بیدار کر دیں جب میں اور وہ مل کر زور دیں گی تب شاید اجلال جادو پر غالب
آئیں زمین و آسمان اُسنے سحر بند کر رکھا ہے کوئی کھانے پینے کی چیز اُسکو نہ دیجیے گا مگر ملکہ کو بیدار کر دیجیے گا

عمرو نے کہا ملکہ کے بیدار ہونے مین تو بڑی ہی مصیبت اور جھگڑے پڑینگے ملکہ مہر طلعت وزیرزادی
نے کہا مین ابھی لاتی ہون یہ کہکے طرف اُسی باغ ویران کے دیکھا سب جلا ہوا پڑا ہی قصر تمام گرے
پڑے ہین ایک دالان چھوٹا سا باقی ہی ایک نخل کہ ابھی سرسبز و شاداب ہی وزیرزادی نے اُسطرف
اشارہ کیا کہ لا انگشتر سامری قسم ہی تجھکو سامری و جمشید کی نخل اُکھڑ کر گرا بیچ سے اُسکی ایک ڈبیا نکلی
مہر طلعت نے ڈبیا کھولی ڈبیا سے ایک انگوٹھی مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی نکلی وہ انگوٹھی مہر طلعت
نے خواجہ عمرو کو دی اور کہا خواجہ صاحب جہانتک آپ سے ہوسکے اس انگشتر کو جسم سے ملکۂ عالم کے
مس کیجیے گا ملکہ کو ہوش آئیگا سحر بھولا ہوا یاد آجائیگا اور دوسری انگشتر حاضر کرتی ہون اپنے ہاتھ کی
جسوقت ملکہ کو ہوشیار کرنا منظور ہو تو ہان روشن کرکے اس انگشتر کو آمین ڈالدیجیے گا ایک شعلہ
بھڑک کے نکل جائیگا وہ شعلہ ہمکو خبر پہونچائیگا ہم جس حقیقت سے آئینگے آپ ملاحظہ فرمائیگے
اس اجلال جادو کی ذات سے فساد پھیلے ہمارے بادشاہ جم جاہ جنت آرامگاہ کو پکڑ لیا گرفتار کرکے
ہی قتل کرڈالا برکت سے آپ کے مذہب کی ہم بھی اسپر غالب آئین تب دل ٹھنڈا ہو اُسیطرح
اسکے خاندان کو مٹائین تب روح کو راحت ہو مگر مدد سے آپکے خدائے نادیدہ کی سب کچھ ہوگا
بزرگان دین نے آپ کے اس قید مین ہمکو اور ہماری ملکہ کو بشارت دی کہ خواجہ عمرو آکے سب
مشکل آسان کرینگے یہ بھی فرمایا کہ انجام بخیر ہی سب امورات بخوبی سمجھا دیے کان مین بھی کچھ کہدیا اور
کہا بسم اللہ آپ تشریف لے جائین اس حوالی مین جہان جہان پر ہمارے کارگذار قید ہین اُن سبکو
چھڑا کے رہا کیجیے اب ہم سامان آپ کی خدمت مین آنیکا کرینگے خواجہ عمرو بخوبی ملکہ سے عہد واثق کرکے
باغ سے باہر نکلے برق فرنگی ساتھ ساتھ ہی برق فرنگی نے کہا اُستاد انگوٹھی مجھکو دیجیے مین جاتے ہی
ملکہ کے جسم سے مس کردون عمرو نے جواب دیا ابے گدھے مین آٹھ پہر باغ اجلال مین رہا گلیم اوڑھے
رہا گلیم نہین اُتاری تو جاکے کیا کریگا برق فرنگی نے کہا بہت اچھا ساتھ نہ لیجائیے مگر مین اُونگا عمرو نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا ابے جاتے ہی پھنس جائیگا برق نے کہا آپ چھڑا لینگے عمرو نے کہا وہان مین بھی مجبور
و لاچار ہون میرا کچھ زور نہین چلتا باغ اُسکا سحر و ساحری سے آراستہ ہی سنا تو نے کہ ملکہ نے کیا کہا
برق فرنگی نے کہا اجی واہ اُستاد ڈراتے ہو اُنکی بات کا کیا اعتبار عمرو نے کہا تو لشکر مین جا اور جاکے
دیکھ کہ سمنکال بدمآل نے کیا کیا برق نے عرض کی اُستاد وہان تو مین نہین جاؤنگا یہ ہنگامے یہان کے
مین نہ دیکھون عمرو نے کہا تو میرے ساتھ سے تو جائیے برق نے کہا ادھر کے صحرائے خارستان [illegible]
کچھ کھانے کو نہین ملتا عمرو نے کہا ابے کیا مین نان بائی ہون میرے پاس کیا رکھا ہی برق فرنگی نے
عرض کی اُستاد مین منزلون تین مرجاؤنگا جب برق بہت تڑپا تب خواجہ نے ایک سوکھی خمیری
روٹی اور سوکھے دو کباب نہین معلوم کس زمانے کے پڑے ہوئے دیے برق نے کہا
اُستاد یہ تو ایک وقت کا بھی نہین کہا بیٹا بس جاؤ تمکو زیادہ ضد کرنا نہین چاہیے برق فرنگی روتا ہوا
روانہ ہوا دل سے کہتا ہوا کہ اے برق باغ مین اجلال جادو کے گھس جاؤن اور جاتے ہی عیاری کرون
یہ سب نخرے یونہین رہجائین باغ سحر سے معمور ہی تو ہو کیا ہوا اُستاد ظاہر مین تو یہ کہینگے دل مین تو
فرمائینگے کہ ایسی عیاریان نہین ہوسکتی این دل مین تو ضرور سمجھتے ہونگے جوہر شناس فلک اساس مین

خوب سمجھتے ہونگے راہ مین دریافت کرتا ہوا جاتا ہی کہ باغ شہنشاہ اجلال جادو کا کہان ہی سب لوگ نشان بتلا دیتے ہین آتے آتے راستہ طی کرتا ہوا سامنے باغ دلکشا کے پہونچا در باغ پر ایک سڑک کی سڑک نکلا ہے شہتوت کی ہی ایک فقیر کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہا در باغ کو دیکھ رہا ہی تھوڑی دیر مین ایک کنیز کو دیکھا باغ سے نکلی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ سودا لینے طرف بازار کے جاتی ہی برق فرنگی نے جھٹ پٹ کنارے پر آکے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک جوان معقول کی صورت بنکے تیار ہوا کھڑی کھڑی سوچھین کتری کتری داڑھی گورے گورے عارض انگرکھا چست پہنے ہوے پاجامہ مشروع کا بھاری جوتا ایکطرف کترا کے آواز دی بی جانے والی ذرا ادھر بھی دیکھنا کنیز نے پلٹ کے ایک جوان خوبصورت کو دیکھا بے اختیار ہنس پڑی کہا کیون میان کیا کہتے ہو کہا بی بی آٹھ دن سے دن دن بھر یہان کھڑے رہتے ہین بڑی بڑی جفائین سہتے ہین تمھین دیکھکر دل کو تسکین آتی ہی ورنہ خود بخود طبیعت گھبراتی ہی یہ کہکے آنچل دوپٹے کا پکڑ لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے رو رو کے یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا اور عرض کی کہ اب تو میری یہ حالت ہی نظم

ناحق ہی پردہ ہی دیدار کے لیے
آنکھیں مری کلیم ہین دیدار کے لیے
قول اپنا ہی یہ سبحہ و زنار کے لیے
کیفیت شراب ہی میخوار کے لیے
آتی ہی ہی نمود مرے یار کے لیے
بیداغ لالہ و گل چنار کے لیے
دو آنکھین چہرے پہ نہین تیرے فقیر کے
اکسیر یہ سفوف ہی بیمار کے لیے
بے یار سر پٹکنے سے ہٹتا ہی گھر مرا
سایہ پری کا ہی تری دیوار کے لیے
ای شاہ حسن زلف و رخ و گوش و چشم و لب
طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لیے
حاجت نہین بناؤ کی ای نازنین تجھے
کیا چاشنی ہی شربت دیدار کے لیے
سودا سے زلف یار مین کافر ہوا ہون مین
سودا ہی اس پری کے خریدار کے لیے
معشوق کی زبان سے ہی دشنام دلپذیر
مہتاب ہی لحد کی شب تار کے لیے
خلوت سے انجمن کا کہان یار کو دماغ
کیا کیا شگوفے چھوٹتے ہین یار کے لیے

ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لیے
غذیے بہت اس ابروے خمدار کے لیے
دو پھندے ہین یہ کافر دیندار کے لیے
سیری ہوگی تشنۂ دیدار کے لیے
شہرہ ہی جسقدر مرے اشعار کے لیے
شمشاد اپنے طرّے کو کیجے تو لیجیے
دو گھیرے ہین بھیک کے دیدار کے لیے
حلقے مین زلف یار کے موتی پرو دیجیے
رہتا ہی زلزلہ در و دیوار کے لیے
بلبل ہی کو بہار کے جانیکا غم نہین
کیا کیا علاقے ہین تری سرکار کے لیے
آیا جو دیکھنے ترے حسن و جمال کو
زیور ہی سادگی ترے رخسار کے لیے
اس بادشاہ حسن کی منزل مین چاہیے
سنبل کا تار چاہیے زنار کے لیے
جو ناپنگے بعد فنا اپنے استخوان
شیرینی زہر ہی تری گفتار کے لیے
وہ مست خواب چشم ہی کوئی بلا سے بلا
وہ جنس بے بہا نہین بازار کے لیے
جھگڑا ہوے ہین سوچ کے راہ وفا مین پانو

جلوہ تجلی ہی ترے رخسار کے لیے
جو رنگ کی کمی نہین تلوار کے لیے
لطف چمن ہی بلبل گلزار کے لیے
پانی نہین چہ ذقن یار کے لیے
وحشت عدم سے آتے ہین باغ جہان کو
اس لالہ رو کی کیتی و دستار کے لیے
سرمہ لگا لیجیے آنکھون مین مہربان
دندان ضرور ہین دہن مار کے لیے
بیٹھا جو اسکے سامنے مین دیوانہ ہوگیا
ہر برگ ہاتھ ملتا ہی گلزار کے لیے
رجال ابر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر
پکڑا گیا وہ عشق کی بیگار کے لیے
بیمار تندرست ہو دیکھے جو روے یار
بال ہما کی پرچھتی دیوار کے لیے
زنجیر و طوق جو کہ ہی بازار و بدن
دولت سراے یار کی دیوار کے لیے
جان سے عزیز تر ہی مرے دل کو داغ عشق
کیا مرتبہ ہی فتنۂ بیدار کے لیے
پہنا ہی جب سے تو نے شب ماہ مین
پیچے لگا ہے انھین رفتار کے لیے

جو شتری ہی بندہ ہی اُس خوش جمال کا
مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لیے
اندھیری ہی جو دم کی فنا ہوسکے ہو روشنی
کچھ انتہا نہیں کرم یار کے لیے

یوسف بنے غلام خریدار کے لیے
گھاے زخم سے ہون شہادت طلب بجا
یوسف مرا چراغ ہی بازار کے لیے

سو تیکھے پتے ہو وین ہر اک گل کے کان تک
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لیے
احسان جو ابتدا سے ہی آتش وہی ہی آج

کنیز ہنسنے لگی کہا تم تو بڑے شاعر معلوم ہوتے ہو جوان نے کہا مین ہمیشہ شاعرون ہی مین رہا کرتا ہون میرا تخلص میان جلبلی ہی ولدلا و بالی ہی کنیز خوب ہنسی کہا میان بڑے ظریف تم ہو جوان نے کہا ظریف تو نہین شریف ہون لیق ہون تمھارا طالب تمپر غالب کنیز سے خوب مسخرے پن کیے کنیز بھی پھیل جاتی ہی کبھی شرماتی ہی کبھی ہنستی ہی کبھی آوادے کستی ہی کبھی بلاتی ہی کبھی ٹالتی ہی برق ہنسی ہنسی مین لگاکر اک محل کی آڑ مین لایا آنکھ سے آنکھ ملا کر ایک حباب مار دیا کنیز بیہوش ہو کر گری برق فرنگی ٹانگ پکڑ کر کنارے لایا کپڑے اُسکے اُتار کے آپ پہنے اور اُسی کنیز کی شکل بنے ہنستے ہوے طرف باغ کے چلے یہ نہ یاد رہا کہ لینے کو کیا آئی تھی جیسے در وازے پہ پہونچے مخلدار نے کہا اری سکہ چین میری ڈلیان لائی چھو چھو بازن کے لیے کہہ رہی ہی برق فرنگی نے کہا وہ سب پیسے مہری مین گر پڑے جب سے ۔ ننگوڑے بہنے لگے ہین مہریان خراب ہوگئین جا بجا کھدی ہوئی ہین زور نہین چلتا مخلدار نے کہا اگر پیسے گر گئے تھے تو پلٹ کیون آئی ہیرالال تنبولی سے میرا نام لیکر لے لیے ہوتے کہا بوا مخلدار ایک اور معرکہ گذرا پیسے تو مہری مین گر مہری سے ایک بدمہری شکل مجکو دیکھکر ہنسی مین نے کہا بی بدمہری کیا ہنستی ہو بدمہری نے کہا مین بہن ہین آکی ہون سامری کی آشنا ہون وہ بھی رات کو یہین آتے ہین روتے ہوے جاتے ہین مگر بڑے مزے اڑاتے ہین جا تجھکو ثواب ہوا پیسے نہ اٹھا ہمارے یہان رات کو تیل جلانے کو نہ تھا اُسکی جمع آگئی مین وہان سے گھبرا کے بھاگی میری آنکھون کے پردے آنکھیں پونے دو سو خدا وندون کی صورتین معلوم ہوتی ہین سب ایک تخت پر بیٹھے ہین مجکو بلاتے ہین اب تو سکہ چین نذر کردہ سامری جمشید ہوئی یہ سوچتے ہی سب نے اِسکو گھیر لیا کوئی کہتی ہی بوا مین ماندی تھی اچھی ہو جاؤنگی سکہ چین کہتی ہی اب آج مرجاؤنگی کسی نے کہا میرے لڑکا ہوگا پیٹ پر ہاتھ رکھدیا کہا کل ہی لڑکا ہوگا کہا دیکھو پیٹ مین درد رہا ہی ایسی ایسی باتین کرتے ہوے مراد مندون نے گھیر لیا کسی نے ہار پہنایا کسی نے عطر لگایا یہ جو سب کے بیچ مین باتین بناتے ہوے اس صورت سے باغ مین آئے اجلال جادو فرش پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھا ہی رات بھر کی مصیبت اُٹھائے ہوے کلمات معشوق سخت و سُست سُنے ہوے وصل سے مایوس وصال کا طالب رفیقون سے شکایت معشوق کر رہا ہی کبھی کہتا ہی کیون صاحب میرا نامہ بر گیا تھا پلٹ کے نہ آیا نہین معلوم راہبر پر کیا گذری رفقا کہتے ہین نہین معلوم افتاد ا سپر کیا پڑی جب تو پلٹ کے نہین آیا اجلال کہتا ہی تعجب کیا ہی جو اسپر کوئی آفت نازل ہوئی ہو راہبر کا حال سنیے کہ برق فرنگی نے بیہوش کرکے درہ کوہ مین ڈال دیا تھا کاہ فروشون نے ہوشیار کیا نامہ اپنی جھولی مین نہ پایا اٹھ کے بھاگا دل سے کہتا ہی یہ مجکو کیا ہوگیا مین نے اپنے شہنشاہ کے نامے کو کیا کیا خراب بہت ہی بری چیز ہی نشے مین یہ کیفیت ہوئی کہتا جھکتا ہوا حیران پریشان در باغ پر آیا مخلدار نے کہا میان راہبر جاؤ تمھین اجلال جادو یاد کر رہے ہین یہ بلا تکلف اندر باغ کے آیا راہبر کو دیکھتے ہی غنچے چٹکے پھول ہنسے بلبلون نے غل مچایا درخت وجد مین آئے سارا باغ شگفتہ ہوگیا ہر سمت سے صدائین آتی تھین کہ میان راہبر آئیے رسم و راہ سے آگاہ نہ تھے خوب بیچ یہان

سنگ چین کی خاطر مدارات ہو رہی ہے کہ پھر یہ راہبر آتا ہے اجلال جادو نے کہا جلد لاؤ یہ سنکر برق فرنگی کے
ہوش اڑ گئے کہ راہبر سامنے آیا اجلال جادو نے راہبر کو اپنے پاس بلا کے دریافت کیا اے راہبر جادو
تجھکو کہان دیر لگی اُسنے عرض کی کہ خداوند کیا بیان کرون عجب معرکہ گذرا مین جاتا تھا ایک چشمے پہ پہونچا
ایک ساحر نے مجھکو منع کیا کہ خبردار پانی نہ پینا برق فرنگی تو کنیزون کے پیچھے ہٹا اور نکلکر بھاگا اجلال نے
کہا ارے سنگ چین کہان گئی ابھی تو ہار پھول پہنے کھڑی تھی کنیزین دوڑین کہ ابھی تو نکلکر گئی ہے اجلال
نے کہا بلا لاؤ باہر نہ جانے پائے برق فرنگی راہ بر مخلدار کے پاس پہونچا ہے مخلدار نے کہا سنگ چین کہان جاتی ہے
برق نے گھبرا کے کہا وہ سامنے خداوند بلاتے ہین یہ کہکے نکلکر بھاگا خواصین جو دوڑی ہوئی آئین مخلدار نے
پوچھا کیا ہے کہا سنگ چین کو اجلال جادو بلاتے ہین برق فرنگی بھاگ کے ایک غار مین جاکے چھپا مگر تھر تھر
کانپ رہا ہے جی مین کہتا ہے اے برق یہ رنگ مٹا وہان راہبر نے یہ سب حال اپنا اجلال جادو سے بیان
کیا اور کہا حضور خدا کسی نے جھول سے نکال لیا مجھے ہیزم فروشون اور کاوکشون نے ہوشیار کیا دماغ پر
یتی بیہوشی چڑھی تھی بھوک کے مارے مر رہا ہون مین نہین سمجھا کہ وہ کون شخص تھے اجلال نے کہا بڑا
غضب ہوا اجلال جادو نے پکار کر آواز دی اے باغ جمشیدی یہ کیا سحر تھا سنگ چین کیونکر بھاگ کے
چلی گئی اس بد دولت کو مفصل ظاہر ہو یہ جو پکارے کہا گل بوٹے ہنسنے لگے شاخین جھومین درخت وجد مین
آئے نرگس نے آنکھ کھولی پکار کر کہا کیون بوا سوسن یہ کیا معرکہ ہے صد زبان ہو کیون حیران و پریشان ہو
سوسن نے جواب دیا کہ بوا باعث انقلاب یہ ہے کہ برق فرنگی شاگرد عمرو نے بیان راہبر کو بیہوش کرکے
ڈال دیا تھا نگوڑا سنگ چین بنکر آیا تھا تو نے دیکھا نہین بھاگ گیا ہمارے شاہ تو بیہوش ہین آنکھ پھر اسی ٹکر مین
ہنستے ہین کہ معشوق کا مزاج کیسا ہے اے بوا نرگس آنکھ پھر دیکھتے ہین جلتے ہین منہ سے نہین بولتے ہین کیا ہین
کس سے کہین اجلال تو اچھلنے لگا کودنے لگا کہا ارے اس عیار کا کلیجہ دیکھو میرے باغ مین یون گھس آیا
اور پھر یون نکل گیا تم سب نے کیون جانے دیا کنیزون نے کہا واری ہم کیا جانتے تھے کہا جاؤ باغ کے قریب دیکھو
کنیزین تو تلاش کرنے چلین برق فرنگی غار سے نکلا ہے ایک جھنڈی کی آڑ مین بیٹھا ہے کہ دیکھا اپنے بارہ چودہ
کنیزین نکلین سمجھ گیا کہ میری تلاش مین نکلین ہین اور زیادہ چھپ گیا کنیزین ڈھونڈھنے لگین شعلہ نامے
کنیز ڈھونڈھتی ہوئی اُس طرف آئی برق فرنگی نے نکلکر حلقہ ہائے کمند مارے گرتے ہی بیہوش کیا اسی کی شکل
بنکر گنتا ہوا دوڑا ای بوا وہ نگوڑا کہین نہین ملتا چلو پلٹ چلین ایسا نہو کوئی شیر نکل آئے کوئی جانور درندہ
ستائے سب خواصین گنتی ہوئی پلٹین بوا شعلہ گھبرائی کیون ہو کہا بوا مین نے نیولے اور سانپ کو لڑتے
ہوئے دیکھا آخر نیولے نے سانپ کو مار ڈالا اُسوقت سے میرا دل کانپ گیا اسطرح کی باتین کرتا ہوا چلا
بلا تکلف باغ مین چلا آیا اجلال غصہ مین بیٹھا ہے کنیزون سے پوچھا ارے کہین پتہ ملا برق نے سب سے
آگے بڑھکے عرض کی حضور وہ تو کہین نہین ملتا سارا باغ جنگل چھان ڈالا کہین پتہ نہین ملتا نہین معلوم نگوڑا
کہان بھاگ گیا یہ کہکے پاس بیٹھ گیا پیر دابنے لگا اجلال نے کہا شعلہ آج تجھکو کیا ہو گیا کیا کہتی ہے کہا حضور مین نے
رات کو ایک خواب دیکھا آپ سے کہنے کو تھی مگر موقع نہ پایا تھی اسوقت جو آپ کو شگفتہ دیکھا مین بھی یہ قصہ
لے بیٹھی مین نے خواب مین دیکھا کہ آپ اور ملکہ بیٹھی ہین آپ ہاتھ جوڑتے ہین ملکہ سرکشی کر رہی ہین ایک طرف سے
ایک آواز ہیبتناک آئی مین نے گھبرا کے اُس طرف دیکھا ایک شخص سیہ فام بہت بڑا قد چہرہ طاؤس کا

ایک سونہ لگتی ہوں مجھسے کہنے لگا کہ میٹھی ہو اور اس معشوق سرکش کو نہین سمجھاتی ہو تیرے سمجھانے سے یہ ضرور
ضرور مان جائیگی تیرے کہنے کے ہرگز خلاف نہ کرینگی صورت دیکھکر کانپ گئی تھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ تھا
بول نہ سکتی تھی بس پھر جو مین نے پلٹ کر دیکھا وہ غائب ہوگئے جب مین کچھ نہ بولی اور آپ نے جلسہ برخاست
فرمایا ایک ہاتھ میرے گلے پر قائم ہوگیا اور آواز آئی کہ ہمنے علم موسیقی بھی عطا کیا آج دنکو جلسہ جمائین
اور ملکہ کو بلائین گانے مین بھی میرا امتحان کرین دیکھیے کچھ تاثیر ہوتی یا نہین ہوتی اجلال جادو نے کہا تو نے
سارا نقشہ صورت سامری کا بتلایا یہ وضع اور صورت زیبا تو خداوندگی کی ہو ہرچند کہ ہم مطیع مذہب خداوند
سامری کے ہوے مگر دل سے بزرگی مذہب سامری کی نہین گئی مین ابھی جلسہ جماتا ہون پہلے گانے کا تو امتحان کر
تجھے کبھی اول بھی گانے کا شوق تھا کہا حضور آواز میری بری تھی جب کبھی گانا ہوتا تھا مین کنارے جا بیٹھتی تھی
دیکھیے سینے مین ابھی سُناتی ہون باجا ہاتھ مین کھینچ کر ٹھیک کر بجانے لگی کہا حضور دیکھیے یہ بھی نئی بات ہو اس کیطرف تو
ٹھیک ہون خیال تو یہی ہو کہ گانا بھی آگیا ہو راگ راگنیان تو دکھائی دیتی ہین سبکے نام بتاؤن راگنیون
کے ذکر کرون اجلال نے کہا کچھ گا تو تیری باتون مین سوز و گداز ہو یقین ہو کہ خوش آواز ہو برق فرنگی کو تو جلدی
ہو تڑپ رہا ہو کہ اُستاد نہ آلے باتین مین اپنا کام کر گذرون کہ اُستاد آکر کہین کہ برق نے یہ کام کیا یہ سوچ کے
یہ اشعار عبرت آثار شرر انگیز عشق آمیز میان نسیم کے گانا شروع کر دیے اور رعب ہوا باندھی اشعار

دیرسے گھٹتی ہو تیرا عارض پر نور شمع
دیکھو تو کیا دیکھتی ہو او بت مغرور شمع

پارسائی کے ہین دعوے کیون نہو مغرور شمع
پردہ فانوس مین ہو شاہد مستور شمع

جلوۂ عارض سے تیرے کیون نہ بھاگے دور شمع
سامنے خورشید کے رکھتی نہین ہو نور شمع

کون سے وقت اُسکو اے دل سوز پروانہ نہین
کب بھلا رکھتی ہو ٹھنڈا سینۂ محرور شمع

شعلہ کاسے کو ہو سر پر ہو یہ جوتی نور کی
جب یہ جلوے ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع

خود بہا دیتی ہو جب ناسور کو پھر دیکھیے
جانتی ہو تنگ اپنے زخم پر انگور شمع

عکس تیرے عارض شفاف کا جو پڑ گیا
کسقدر رنگین ہو گویا ہوگئی بلور شمع

جم گیا ہو جا بجا وہ جسکے پروانے سکا
اشک رنگین رکھتی ہو ہر ہر دیدۂ ناسور شمع

کس قدر انداز کے تیر نظر کا خوف تھا
کیون ہوئی تھی پردۂ فانوس مین مستور شمع

آنکھ بھی پائی ہو قسمت سے تو وہ ناسور کی
کسکو دکھلاے یہ اپنا دیدۂ بے نور شمع

پھر ہوا شعلہ رو کو کوچہ گردی عیب ہو
ہو دو سر سے پاسے ہوئی ہو اسلیے معذور شمع

لن ترانی کر رہا ہو تاج شعلہ فرق پر
آج تو دکھلا رہی ہو کچھ فروغ طور شمع

ہٹ گیا منھ سے ذرا جو روشنی عارض نے دی
آفتاب حسن چمکا ہوگئی بے نور شمع

قصد میرا دیکھکر کہتی ہو سو سو ناز سے
کچھ حیا کر دیکھ تو وہ دیکھتی ہو دور شمع

صدقے مین اُس تیرگی کے حسین تم ہو بے حجاب
جلد آ تمکو گل کر دیا جان نہین منظور شمع

یاد آئی ہو جو اُسکو صحبت پروانہ ہاے
رو رہی ہو ہمکو تمکو دیکھکر مسرور شمع

منھ سے اتنا بھی نہ نکلا کیون جلاتے ہو مجھے
ہوگئی ایسی تمھارے سامنے مجبور شمع

سر پہ بار شعلہ دامن مین گل اشکون کا ہجوم
کے محفل مین تمھاری بن گئی مزدور شمع

سوز میرا سا تمھارے حسن کی سی روشنی — دونون باتین کی ہین پیدا کیون ہو مغرور شمع
یہ بھی سیکھی ناز معشوقی تمھاری شرم سے — پردۂ فانوس مین رہنے لگی مستور شمع
زخم ملتا ہی حسینون کو بھی جو رپرچرخ سے — رکھتی ہی سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع
شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا — بعد مردن بھی ہی اپنی پاسبان گور شمع
واہ ری قسمت حصول دید غیرون کیلیے — آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع
اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلہ رات دن — کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تن محرور شمع
آپ دھو لیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے — احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع
صورت موسے عشق ہی صاحبان بزم کو — مانگ لائی ہی کہان سے جلوہ ہاے طور شمع
والے قسمت بے بضاعت سے حذر کرتے ہین — بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع
ان سے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے — رکھتی ہی سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع
مجھسے وہ روتی ہی مین روتا ہون تیرے خوف سے — اسطرف مجبور مین ہون اسطرف مجبور شمع
کب ہین محتاج عصاے غیر عاشق اے نسیم — داغ تن تابندہ ہین دکھلائیگی کیا نور شمع

اس رنگ مین یہ غزل برق فرنگی نے گائی کہ اجلال کا قصد ہوا گلے سے لگا لے کہا او شعلہ تیز ارو یاسے ہمارا قصہ تھا بیشک خداوند شریف لائے کمال بھی تجھکو دے گئے یقین ہی کہ ہمارا بھی خوش ہونیکا دن آیا ہم ابھی جلسہ جماتے ہین جلاؤ صاحب بیداد کو بلاتے ہین یہ کہکے کنیزون کو حکم دیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو کنیزون نے فوراً پنجۂ مژگان سے جاروب کشی کی فرش شجر بچھایا شراب و کباب لاکر موجود کیا کشتیان کباب کی گلابیان شراب کی گلدستہ ہاے گل چنگیر ہو گھڑے عطردان پاندان جب یہ سامان مہیا ہوا برق بنگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ اجلال نے ایک دستک دی چار عقاب بلند پرواز آسمان سے پیدا ہوے بارہ دری مین گئے پلنگ کو ملکہ انجم اختر پیشانی کے اٹھا کر باہر لاے برق فرنگی کے ہوش اڑ گئے کہ یہ کیا معرکہ ہی دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حور پیکر سمن برشل مردے کے پلنگ پر پڑی ہی چارون عقاب تو پلنگ کو رکھکر غائب ہو گئے پھر اس نے دستک دی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر گر ہفت رنگ یاقوت منقار نہایت طرار و فرار زمزمہ سرائی کرتا ہوا یا شہنشاہ یا شہنشاہ کی صدا زبان پر آگے سر بلند لا کر مثل کنیزان ملکیس کے گرد پھرا قدمون کو بوسہ دیا پنکھا پرون سے جھلا کہا جا نازنین بیدار ہو باغ دلنواز کر جلا گیا برق نے دیکھکر کہا اے شہنشاہ صرف ملکہ کے بیدار ہونے مین یہ سامان ہوتے ہین اجلال جادو نے کہا اے شعلہ کوئی میرے باغ مین غیر نہین آسکتا مگر اس عقدے مین کچھ دل کو شک گذرا چار ساحر بد صورت شریر قریب پلنگ کے گئے تھے مین نے انکو موقوف کیا بلکہ ان ساحرون کو بھی جلا دیا وہ بہت کچھ تڑپے پھڑکے کہ ہم بیرانے ملازم ہین ہمنے کیا خطا کی مگر مجھکو شک گذر چکا تھا شعلہ مین نے قہر و غضب مین انکو جلا دیا اب یہ مقرر کیا کہ چار عقاب آسمان سے آئین وہ پلنگ اٹھا کر لائین اور پانچوان یہ طائر عجائب و غرائب جب آکے آنکھین قدمون سے ملکہ کے ملے تب یہ بیدار ہون ہر وقت اسی انتظام مین رہتا ہون سب اسورات کی دماغی چھوٹے آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون کہ انکو راضی کرون ایک بڑی خطاے فاحش سرزد ہوئی اگر وہ نہ کرتا تو یہ سلطنت کہان سے ملتی انکا باپ میرے ہاتھ سے مارا گیا

سب وزیرزادون اور شاہزادون کو گرفتار کرکے سامنے خداوند سالوس کے لایا وہ اِس بدعت پر راضی نہ تھا مگر مین نے کہا بقول سعدی والی کہ چہ گفت زال بارستم گرد ہ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد پکارگزارون تک کو ہن نے قتل کیا کہ یہ کارمے اپنے شاہ کو یاد کرینگے اُس سلطنت کو خدائی بنایا اب خدائی پر خداوند سالوس کے بھی زوال آیا بیٹے کو سے جلا ہی وہ مقابلہ مسلمانان مین آتا ہوا ہی اُسنے ساربان زادے کو گرفتار کرکے بھیجا تھا یہان سے اُسنے رہائی پائی آجتک پتہ نہین ملتا کہ کہان گیا ملکہ عالم کو مجھسے بھی ملال ہی کہتی ہین اپنے بزرگون کے قاتل کو پہلو مین نہ بٹھاؤنگی تڑپ تڑپ کے جان دونگی ای شعلہ رخسار اگر آج تیرے کہنے سے اس سرکش نے مان لیا جانو تکا دونت کو مین حاصل ہوئی امتحان تیرے ہیچ پڑتے ہین علم موسیقی مین ایسا دخل ہوا اس رنگ مین تونے غزل گائی کہ دل پر چوٹ لگی ملکہ نے جیسے ہی آنکھ کھولی دن کو دیکھکر کہا کیون صاحب آج کیا ہی کہ جو مردون کو زندہ کیا ہم تو رات کو زندہ ہوتے تھے اجلال نے کہا ملکۂ عالم دل گھبراتا ہی دل چاہا کہ لمحہ بھر حضور تمھین دیکھیے ہماری کنیز شعلہ رخسار کیا خوب گاتی ہی ملکہ نے اُسکی طرف دیکھا کچھ کہ نہ سکی ٹھنڈی سانس بھر کے اتنا کہا کہ یہ بیچاری گانا کیا جانے برق نے کہا ایسا نہ فرمایئے سنیے تو ملکہ اگر سنئے تمھین برق نے فوراً یہ غزل شروع کر دی غزل

کب چھوٹتے ہین پاس ستم ایجاد کے قدم
جمتے نہین ہین لشکر بیداد کے قدم
پابوس یار کرتے ہوئے کھینچ دیوے تو
اُٹھتا نہین ہی کوچۂ صیاد سے قدم
سر پر یہ کوہ غم نہ اُٹھاتا تو بوجھ سے

سر ہی ہمارا اور ہین جلاد کے قدم
اب تنگ گیا نہ باغ مین تو بہر انتظار
تصویر میری چوم لے بہزاد کے قدم
تلوار لیکے گھر سے جو نکلا وہ جنگ جو
دھنس جاتے بیستون مین فرہاد کے قدم

کیا ٹھہرے فوج غم کے مقابل فغان و آہ
تن ہوگئے اکھڑ گئے تمنا کے قدم
ای ہمدمان باغ رہا ہون یہ کیا کرون
آتا نہین لیے مرے فریاد کے قدم

اسطرح سے یہ غزل برق نے تڑپ تڑپ کے گائی اجلال نے تو اپنا دامن و گریبان چاک کر دیا ہر مرتبہ یہی کہتا ہی کہ اب واسطے وصل کے ملکہ سے کہو بہت بیقرار ہون سلطنت و ملک و مال سب لے لے مگر اسکو میرے پہلو مین سلادے جان جاؤن کہ دولت کو مین پائی شہنشاہ فیروزہ پوش کو منایا سلطنت کا مزہ نہ پایا برق اشارے سے کہتا ہی تامل فرمایئے ابھی صحبت بے نمک ہی وقت گردش فلک ہی ایک جام شراب بھیجیے آپ پر کیا موقوف سب کنیزین بھی پیئین یہ بھی واضح رہے کہ برق کی جب آنکھ ملکہ سے مل جاتی ہی تو ملکہ آنکھ سے نہین کا اشارہ کرتی ہی برق نہین ان کو کب مانتا ہی پھر بھی جام شراب بھر کر پیش ہی کر دیا اور اشارے سے کہا شراب محفل مین چلے یہ معشوق دیکھکر ست ہو خواہان وصل ہو لطف یہ ہی کہ معشوق کو عاشق سے کیفیت ملے تاثیر زبان ظاہر ہو آخر سامری کے سرفراز کرینگے یا نغ یہ کہکر جام شراب بھر کے جیسے ہی ہاتھ مین اجلال کے دیا ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی بے اختیار منہ سے نکل گیا افسوس اپنی مشقت ضایع کی برق نے اُسکے جواب مین اجلال سے کہا دیکھیے رضامندی شروع ہوگئی ملکہ نے برق سے ہاتھ ملا کر ہاتھ زمین پر دے مارا اور کہا او بدنصیب کچھ نہوگا یہ کہکے اپنا ماتھا کوٹ لیا جیسے ہی اجلال کے ہاتھ مین جام شراب آیا اور برق نے اشعار پڑھنا شروع کیے کس کس طرح کی تامین بارین کہ اجلال کا قلب اُلٹ گیا گھبرا گھبرا کے کہتا تھا ای شعلہ رخسار تونے تو مجھ جلا دیا حقیقت مین ضرور سامری و جمشید نے تجھکو کمال دیا برق اپنی ہی کہے جاتا ہی کہ خوب راضی کرونگا جب ملکہ نے بغور دیکھا کہ یہ میری کسی بات پر توجہ نہین کرتا اور جام ہاتھ مین اجلال لیے ہوے ہی تو گھبرا کر کہا ای شعلہ رخسار مجھکو تو شراب نہ پلاؤگی اگر مجھکو پہلے جام دیتین انجام بخیر ہوتا برق فرنگی نے اشارہ کیا کہ لو

شہنشاہ قفل دل کا کھلنے لگا سختی دفع ہوئی جلد پی جاؤ آمادہ بیٹھا ہی کہ یہ شراب پیے اور مین خنجر مارون
اجلال نے جیسے ہی منھ جھکایا ایک دناٹا آسمان پر ہوا طفلان غنچہ ہنسے گلون کے رنگ متغیر ہوئے
عندلیبان خوشنوا پرون سے سر پیٹنے لگے درخت تھرائے اجلال نے ہاتھ روک لیا برق حیران
حیران اس معاملے کو دیکھ رہا ہی کہ جاتا ہی ای شہنشاہ پیجیے دیر نہ کیجیے دیکھیے وقت جاتا ہی اس
دنائے کے بعد وہی طایر جسنے ملکہ کو جگایا تھا یا تو آسمان سے آیا تھا یا زمین سے پیدا ہوا پہلو مین اجلال
کے ظاہر ہوا اور مثل انسانون کے آواز دی ای شہنشاہ کیا کرتے ہو جام نہ پینا انجام برا ہی بہروپ
سے یہ عیار بیٹھا ہی آپ نہین پہچانتے ملکہ نے کہا لو سب بات بنگئی اجلال نے وہی جام برق پر پھینکا
برق تڑپا خنجر کھینچکر چاہی بڑا اسرار سے باغ سے نہین نہین کی آواز آرہی ہی طفلان غنچے کی بھی یہی آواز
ہی شراب نہ پینا اشک شبنم ٹپک رہے ہین طایر مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین برق نے خنجر کھینچکر
نعرہ کیا او بھیا نعرۂ برق منم برق رفتار و خنجر گذار + منم یکہ لیکن گران بر ہزار + بھلا اجلال خنجر کب
کھاتا ہی طایر نے پر اپنا آگے کردیا چند قطرے شراب کے جسم پر برق کے پڑے رنگ و روغن عیاری
چھٹنے لگا اب سبنے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی پانون زمین تھامے ہوئے ہی اجلال اُٹھکر کہا
کہ کیون او مکار تو نے مجھکو کوئی بازاری سمجھا تھا بڑا دھوکا مین نے کھایا کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو جو
مجھکو شک ہوا تھا آٹھ دن پیشتر اُسکا ظہور ہوا مین حیران تھا کہ میری طبیعت کیون گھبراتی ہی عقاب
بھی آسمان سے ملول و غمگین آتے تھے طایر کی زمزمہ سرائی مین فرق تھا طایر نے مثل انسان کے
آواز دی ای شہنشاہ آپ نے دن کو ہمکو طلب کیا ہم جب ہی سمجھ گئے کہ کچھ انقلاب ہی نہ آتے تو حکم مین
فرق پڑتا اجلال نے پشت پر طایر کے ہاتھ پھیرا کہا تم حافظ جان ہو اول تو اب ایسا موقع نہ ہوگا کہ
مین کسی کا دھوکا کھاؤن اور اگر شاید ایسا اتفاق ہو اور مین تمکو خلاف وقت طلب کرون ہرگز نہ آنا مین
سمجھ جاؤنگا ملکہ سے کہا آرام فرمائیے ملکہ روتی ہوئی پلنگ پر جا لیٹی طایر نے پانون سے آنکھین ملین
اُسی طرح بیہوش ہوگئی اب طایر کی طرف متوجہ ہوا کہ چارون عقاب آوین یہ طایر نعرہ اجار دیتا
عقاب تڑپ کر آئے پلنگ اٹھاکر ملکہ کا لے گئے قلب سے ملکہ کے آہ آہ کی آواز آتی تھی چھپر کھٹ تو
بارہ دری مین داخل ہوگیا برق سامنے دست بستہ کھڑا ہی کہا کیون او بھیا مکار یہ نہ سمجھا کہ ہمارے
باغ مین کوئی ہمکو قتل کرسکتا ہی یہ بتلا کہ تو یہان کیونکر پہونچا عرض کی سرکار قدر دانی فرمائین کہ مین نے
کیا کار نمایان کیا کچھ مجھکو خوف جان نہ ہوا اگر حضور مجھکو اپنا ملازم کرین تو خداوند سالوس کو صدق
دل سے سجدہ کرون عمرو کو ڈھونڈھ کے پکڑلاؤن ساری بدعتین عمرو کی ہین اجلال نے کہا یہ تو بتا
کہ عمرو کہان ہی برق رونے لگا کہا ای شہنشاہ وہ تو پیلتنے جھوٹ کے خدمت مین اپنی آقا کے
پہونچا مجھے کہا جاکر باغ اجلال مین عیاری کر مین پہلے شکلہ چین بنکر آیا مین ہی نے راہبر کو بھی
بیہوش کیا تھا اُسکو دیکھا گھبرا کے بھاگا شعلہ رخسار کو بیہوش کیا جنگل مین بیچاری پڑی ہی اُسکو
اُٹھوا لیجیے کنیزین گئین شعلہ رخسار کو اُٹھا لائین برق نے جو میٹھی میٹھی باتین کین دل اجلال کا
نرم ہوا اسکی محبت پر سرگرم ہوا کہا ای برق اگر تو ساتھ عمرو کا چھوڑدے اور میری نوکری کرے
تو بہتر ہوگا تاتیرا مجکو بہت پسند ہی وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے برق نے کہا ای شہنشاہ

عمرو کو پکڑ لاؤن صاحبقران کا سر لاؤن وہ تماشا آپ کو دکھاؤن علاوہ اس فن عیاری کے بہت سے
کام جانتا ہون وہ وہ کمال دکھاؤن کہ آپ کو راضی کرون بدون رضا مندی کے آپ کا ران نہ چھوڑون
عمدہ کھانا پکاتا ہون شمعین ڈھالتا ہون آتشبازی بناتا ہون عمرو سے مجھکو ذلیل کیا مین بادشاہ
فرنگستان کا عیار تھا اس ظالم نے مجھکو گرفتار کرکے اس بلا مین پھنسایا آج تک اعتقاد خداوند
لقیاے زرین تن دل سے نہین گیا مین خداے نادیدہ کی نہین پرستش کرتا آپ مجھکو چھوڑ دیجیے
مین ابھی عمرو کو پکڑ لاؤن جا کر سمنکال کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن مجھکو اسنے یہان بھیجا وہ
سمنکال کی فکر کر رہا ہوگا تمام ممالک حمزہ پر آپ کی عملداری کرا دونگا ناموس مین حمزہ کے کیا
کیا شاہزادیان ہین نور بانو و طوربانو و مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان عالیوقار و ملکہ
گردیہ بانو و ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز دختران لقا
یہ سب ایسی خوبصورت ہین انکی تصویرین لاکر آپ کو دکھاؤن جسکو پسند کیجیے اُسکو پکڑ لاؤن
ایسا اجلال کو باتون مین برق نے راضی کیا کہ اجلال نے قصد کیا برق کو رہا کرون آسمان پر
تڑاقا ہوا وہی طائر روتا ہوا آیا اور سر پر اجلال کے آکر آواز دی او بیوقوف اس مکار کی باتون
پر نہ جانا صاف صاف تو کہتا ہے کہ تجھکو راضی کرکے جاؤنگا مراد یہ ہے کہ تجھکو قتل کرونگا تو نہین سمجھتا
ارے یہ وقت انقلاب ہے جہانتک ہو سکے احتیاط کر اپنے سایے کو بھی اپنا دشمن جان یہ شاگرد عمرو
ہے اب یہ دام پھیلاتا ہے تجھکو دام کلام مین پھنساتا ہے زندہ نہ چھوڑیگا مگر اندر دو ہفتے کے تو اسکو
قتل نہ کرنا اس طرح طائر چیخا پیٹا برق کا مکر ظاہر کیا یہ کہکے طائر تو غائب ہوا اب اجلال نے منہ
پھیر لیا کہا او برق بس اب نہ کلام کر مجھکو تیری مکاری کھلگئی مین اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے
کنیزون سے اشارہ کیا فلان نخل مین اسکو باندھ دو کنیزون نے برق کو درخت سے باندھ دیا اور
ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین مار سیاہ اسکے بدن مین لپٹا دیے برق تو اس حال پر ملال مین ہے بعد
تھوڑی دیر کے برق تابان زرین پوش یہ حال پر ملال دیکھکر لرزان و ترسان با رنگ زرد آشیانۂ
مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ انجم سپاہ بصد شوکت و جاہ برآمد ہوا ہر طرف صداے مبارکباد
بلند ہوئی اجلال جادو صحبت آراستہ کرکے مسند پر بیٹھا اُسی طرح ملکہ کو طلب کیا اُسی طائر نے
آکر ملکہ کو بیدار کر دیا ملکہ جو اٹھی برق کو جو نخل سے بندھے دیکھا بہت بیقرار ہوئین مگر مجبور و لاچار
کچھ زور نہین اختیار نہین رفع حاجت کے حیلے سے چمن مین گئین برق کے قریب سے ہوکر نکلین کہا
او ظالم ہمنے تو اشارے کیے کیسا عیار ہے کچھ نہ سمجھا ارے تو کہان بیچ مین چاند پڑا یہ تو بتا کہ تیرے
اُستاد کہان ہین برق رونے لگا کہا حضور مین آپ کی بات کو نہین سمجھا ملکہ نے کہا مین نے اُنکو طرف
باغ دلکشا کے بھیجا تھا تجھکو کچھ خبر ہے کہ وہان کیا گذری برق نے کہا اُس باغ مین مین نے
اپنا رنگ جمایا وہان بھی پکڑا گیا تھا یہان بھی یہ حال ہوا اب استاد دیکھیے آکر کیا کرین ملکہ نے
کہا اتنی بات اور کہدے کہ تو مطلعت رہا ہوئی برق نے کہا سب کچھ ہو گیا اتنے عرصے مین
کنیزین آگئین ملکہ تھراتی ہوئی پلٹ گئین یہان رات اُسی خرابی سے گذری اجلال کی نشتین و
خوشامدین ملکہ کا غصہ کرنا اور کہنا کہ تو قاتل ہمارے بزرگون کا ہے خدا تیرے پہلو مین مجکو جگہ ندے

بوقت سحر بصد حسرت پلنگ کو روانہ کیا اجلال سر جھکا کر بیٹھا برق اُسی طرح درخت سے بندھا ہوا ہے
کہ خواجہ عمرو راہ کو طی کرکے گلیم اوڑھے ہوئے باغ مین آئے دیکھا میان برق بندھے ہوئے ہین
کنیزین جابجا کُھسر پُھسر کر رہی ہین برق کی عیاری کے ذکر ہین جی مین کہتا ہی ای عمرو اس ظالم نے میرا
کہنا نہ مانا ایک کنیز کی شکل بنکر محلدار سے پوچھا محلدار نے تمام کیفیت آمد برق کی بیان کی اور گرفتار
ہونیکا بھی ذکر کر دیا عمرو نے سب حال سُنا اب حیران ہو کہ کیا تدبیر کردن باہر آکر ایک نخل کے سایہ مین
بیٹھے سوچ رہے ہین کہ خواجہ ہمنے اس ناہنجار کو کیسا کیسا منع کیا اس ظالم نے ہمارا کہنا نہ مانا اجلال کو
ہوشیار کر دیا اب کیا تدبیر کردن سوچ رہے تھے یاد آیا کہ خواجہ ملکہ مہر طلعت کو طلب کرو
گوشہ صحرا مین آکر اُس انگشتر کو لوبان دیا آسمان پر بجلی چمکی دیکھا کہ مہر طلعت فوراً آکر پہونچی کہا کیون
خواجہ کیا حکم ہی مین نے اپنا سب سامان تیار کر لیا آپکے حکم کی دیر ہی اس ملعون سے لڑینگے جنید
کہ ہم بخوبی جانتے ہین سب کمالون مین یہ بچیا ہمسے زیادہ ہی تمھاری ملکہ کی آبرو دینے پر آمادہ ہی مگر
جان لگا دینگے زمین کے طبقے ہلا دینگے صرف آپ کا اتنا کام ہی کہ وہی انگشتر سامری جسم سے ملکہ کے
مس کرو کہ باعث قوت جسم ملکہ عالم ہونگے جو سے یہ بچیا بیدم ہو بیکے مہر طلعت رخصت ہوئی
خواجہ نے کمر ہمت کو مضبوط باندھا ہاتھ کو دیکھا ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مگر تازہ دم دست بستہ
سامنے آئے غواص عقل بحر بے پایان عقل مین غوطہ زن ہی دل پر ہجوم رنج دشمن ہی جال الیاسی
کاندھے پر ڈالا قصد ہوا ہی کہ باغ مین چلون جس درخت کے نیچے کھڑے تھے موجہ ریگ بلند ہوا
یقین ہوا کہ یہ دریاے ریگ ڈبو دیگا عمرو نے جست کی چاہا الگ جاکے گردن کہ ایک ریگ ماہی
تڑپ کے نکلی عمرو کی کمر مین لپٹ گئی لاکھ عمرو نے زور کیا مگر اُسکے پنجے سے نہ چھوٹا اور ریگ ماہی
کہ ماہیت سے بھی باہر ہو گئی کماہی حال نہ کھلا عمرو کو لیکر غرق زمین ہوئی عمرو کو کسی قدر غنودگی بھی
حاصل ہوئی اب آنکھ کھولکر دیکھا ایک چھوٹا سا کمرہ ہی اُسمین ایک عورت سیہ فام اور مین اُسکے
سامنے کھڑا ہون وہ ریگ ماہی تڑپ کے انسان بنی عورت کی شکل پر ہی کہہ رہی ہی کہ اے ملکہ
عمان موجہ پوش نہین معلوم یہ کون شخص ہی زیر نخل ساختہ حضور کسی سے باتین کرتا تھا اتنی لونڈی
کو دیر ہوئی کہ اسکو تو نہین دیکھا کہ وہ باتین کرنیوالا کون تھا جب پہونچی تو اسکو تنہا پایا عمان جادو
نے کہا ای شخص تو کون ہی عمرو بلک کر رونے لگا کہا ای شہنشاہ ساحران و ای والی غریبان و اے
وادرس بیکسان مین ایک مرد مسافر ہون ملکون پھرا کہین نوکری نہ ہوئی اپنے دل سے
شکایت کر رہا تھا دوسرا کوئی میرے پاس بات کرنیوالا نہ تھا کہ یہ بی ریگ ماہی صاحب جا کر
لپٹ گئین مجکو کھینچکے آپکے سامنے لائین یہ تو البتہ خطا ہوئی کہ مین اس نخل کے سایے مین ٹھہرا اب
کبھی ایسا اتفاق نہ ہوگا عمان نے کہا ای ریگ ماہی جو تم سمجھی ہو وہ وقت ابھی نہین ہی عرصہ کی
دوری مین شراب ابل رہی تھی اُس شراب نے یکایک جوش مارا اور گلابی سے آواز آئی کہ دشمن آگیا
درخت کے نیچے کھڑا ہی حضور مین جا پڑی کا حکم نے اسی کو پایا مین کیونکر چھوڑتی پکڑ لائی اب آپ سحر مین
دریاے زخار نہین عمان موجہ پوش نے کہا ای ریگ ماہی میرا کوئی کیا کر سکتا ہی کاہن صاحب
کے پاس اسکو لیچلو کل وہ صاف صاف کہہ چکی تھی وقت قتل اجلال آگیا عمرو اس حوالی مین پہونچا

عمرو نے کہا حضور مین تو اس امر سے بالکل آگاہ نہین مین تو آپ کے گھر کا فقیر ہون سُن لیجیے مگر پانون کو تو حکم دیجیے کہ میرے قابو مین ہو جائین عمان نے ریگ ماہی سے کہا کہ دروازے کمرے کے بند کر دو ریگ ماہی نے دروازے سب بند کر دیے عمان نے پانون عمرو کے کھولے عمرو بیٹھ گیا کہا ملکہ سُنیے ریگ ماہی سامنے عمان کے بیٹھی ہی کمرہ سب طرف سے بند ہی عمرو نے گنگنا کے یہ چند اشعار گانا شروع کیے **نظم**

تا اندکے بسوے تو تر شد دماغ ما
خیز و شمیم عنبر سار از دماغ ما
از دود سینہ نکہت زلفِ تو سر کشد
دریاے عشق جوش زدہ است از ایاغ ما
فکر سخن کجا و شہید حزین کجا

یک صبا نیافت چو شبنم سراغ ما
لختِ جگر چو برگ گُل تازہ می برند
اخگر بجاے پنبہ نہی گر بداغ ما
ہر شب چراغ خانہ چشم عدم شود
حاصل نشد ز تنگدلی با فراغ ما

زلف تو کرد بسکہ معنبر دماغ ما
بیمین بر آن روضۂ رضوان ز باغ ما
تا قطرۂ ز معرفت تو چشیدہ ایم
اشک ست گویا گہر شب چراغ ما

عمان نے کہا ارے واہ بیٹے تو تو خوب گاتا ہی عمرو نے کہا دو چار نظم یان دو چار غزلین دل لگا کے سُنیے تو آپ کو مزہ ملے اس کمال پر چھ مہینے سے کہین نوکری نہ ہوئی اب پلٹ کے گھر چلا جوان عورت خوبصورت گھر مین چھوڑ آیا ہون مزاج مین اُسکے بڑا فیض ہی کسی سے انکار نہین وہ کہا کرتی ہی کہ جو جیسا دیگا ویسا پاویگا ہمارا فیض ہمارے کام آویگا عمان نے کہا میان گویے صاحب تم جانتے ہو کہ اُسکے پاس اور مرد آتے ہین عمرو نے کہا حضور میرا کیا ہرج ہی اگر کوئی نہین آتا ہی تو مین آپ بلا لاتا ہون کہہ دیتا ہون کہ یہ میری جورو ہی جو یہ کام کرے وہ کرو مسخرے پن کی جو عمرو نے باتین کرنا شروع کین عمان جادو ہنستی جاتی ہی کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ تجھکو پاس کا ہن کے بھیجون مگر مجھکو معلوم ہوا کہ تو گویا ہی پہلو مین ایک شمع روشن ہی عمرو نے کہا حضور شراب منگائین گھنگرو اور پیشواز ہو تو دیکھیے کس مزے کی شراب پلاتا ہون عمان نے کہا ای ریگ ماہی جو جو گویا کہے وہ وہ چیزین مہیا کرو آج انھین کا تماشا دیکھین کہا نتک کتابین دیکھا کرین شہنشاہ نے سلطنت فیروزہ پوش ہتیائی اُنکی بیٹی کی آبرو لینا چاہتے ہین جب اُنکے ملک پر آفت آئیگی ہم نکل جائینگے یہ کہکے عمان نے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا کہا لو میان گویے یہ دو ہزار کی قیمت کا ہی دو چار مہینے اپنے گھر مین بیٹھ کے کھانا عمرو نے جھککر جو موتیون کا مالا لیا جیسے ہی عکس عمرو کا اُس شمع پر پڑا لو لہرائی عمان نے پلٹ کے دیکھا صاف ظاہر ہی کہ شمع کی آنکھ مین چربی چھائی گُل ہو گئی عمرو کے بھی کان کھڑے ہوئے بعد شمع گُل ہونے کے قلیل سا دھوان نکلتا ہی اُس دھوئین سے آواز آئی ای عمان ہوشیار ہو جا گیا گانا سنتی ہی یہ اسکا سحر ہی عمان کے مُنھ سے اتنا نکلا کہ او سار بان زادے مین نے پہچانا عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالکر دو ترنج سبز نکالے مگر تعجیل جیسے بجلی چمکتی ہی ایک ریگ ماہی پر پھینکا ایک جوش مین عمان پر پھینک مارا یا سامری کہکر آواز دی دونون نے ترنجون پر ہاتھ مارے وہ کبھی نقین کہ ترنج سحر کے ہین جیسے ہاتھ مارے وہ ترنج پھٹے پانی کے قطرے مُنھ پر عمان و ریگ ماہی کے پڑے دونون بیہوش ہو گرین عمرو نے ایک ضرب خنجر سے عمان کو اور ایک ضرب سے ریگ ماہی کا سر کاٹا گیر و دار کی آواز ہونے لگی عمرو نے کمرے کا مال لوٹا نقش بوریا بھی نہ چھوٹا چاہا دروازہ کھولکر نکلون کہ زمین شق ہوئی ایک غار سا ہو گیا ہر چند عمرو نے سنبھالا مگر سنبھلا اُس غار مین گرا دیر تک افتان و خیزان رہا بعد عرصہ دراز پانون زمین پر قایم ہوئے اب جو دیکھا تو ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہی عمرو حیران ہی کہ مین کس مصیبت مین آکر پھنسا نہین معلوم یہ

کون مقام ہے اور وہ دونون کون تھین جنکو مارا یہ سوچ رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ خواجہ مین
آ پہونچی گھبرانا نہین عمرو نے پلٹ کر دیکھا ایک عورت سیہ فام ہنستی ہوئی چلی آتی ہے کہتی ہوئی کہ ای
خواجہ کیا کمال کیا عمان و ریگ ماہی کو کس کیفیت سے مارا یہ کہکے قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے
آپ کو کاہنہ نے بلایا ہے عمرو نے کہا مین آپ کے ساتھ چلتا ہون آپ نے ہاتھ کیون پکڑا کیا مین
کوئی چور ہون اُچکا ہون تب تو اُس عورت نے ہاتھ اُٹھایا کہا ایک طمانچہ مارون کہ تیرا سر اُڑ جائے
باتین بناتا ہے عمان و ریگ ماہی کو مارا اور مال اُنکے گھر کا لوٹ لیا مین نہ آتی تو آپ کہانسے کہان پہونچتے
پھر مین کہان کہان ڈھونڈھتی پھرتی عمرو نے کہا مجھ پہ بھی تہمت ہے مین نے نہ کسی کو مارا نہ کسی کا گھر لوٹا
زبردستی آپ یہ باتین بناتی ہین پھر عمرو نے کہا اب مجھکو کہان لیچلوگی اُسنے کہا زلف آرا میرا نام ہے
کاہنہ طلسم کی کنیز ہون مجھے فرمایا کہ عمرو کو بلا لاؤ اور بتاکید یہ فقرہ کہا کہ وہ نکل کے جانے نہ پائے لہذا مین لینے
آپ کو آئی ہون چلیے عمرو نے کہا دیکھیے وہ خود آتی ہین جیسے ہی وہ پلٹی عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
جھٹکا مارا وہ زمین پر گری عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا قتل کرون مگر دل کانپا دماغ پر تپی بیہوشی کی
چڑھا دی کپڑے اُتار کر لیکے آپ پہنے اپنے کپڑے اسکو پہنائے اُسکی صورت آپ نے اپنی صورت اسکو
بنایا پاؤن مین رسی باندھکر کھینچتے ہوئے لیچلے جنگل کو طی کیا تھا دیکھا سامنے ایک عمارت بنی ہے اُسکے دروازے
پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین کوٹھے پر کمرے مین ایک عورت کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے اُسکو دیکھ رہی ہے
جس وقت زلف آرا کو یہان عمرو نے پکڑا تو اُسنے منہ پیٹ لیا اور کھڑی ہوگئی کہا لو صاحب زلف آرا
پکڑی گئی بشکل زلف آرا عمرو زلف آرا کو لیے ہوئے آتا ہے خبردار دم نہ مارنا تماشا دیکھنا آنے دو
عمرو اپنے دل مین سمجھے کہ مین بشکل زلف آرا ہون اب پریشانی مین کون پہچانیگا سب مجھکو زلف آرا
سمجھینگے کیا بال بال گنہگار ہے پریشانی مین یہ حال ہے جیسے ہی کنیزون نے دیکھا دور سے آواز دی ای
زلف آرا اچھا کام کیا قاتل عمان کو پکڑ لیا عمرو نے ویسی ہی آواز بناکر کہا وہان زیر نخل کھڑا تھا جاتے ہی
مین نے پکڑ لیا بہت اُچھلا کودا آخر مین نے یہ کیا کہ رسی انکی ٹانگ مین باندھی کھینچتی ہوئی لائی ہون کنیزون
نے کہا لاؤ جیسے ہی خواجہ سامنے آکر پہونچے کاہنہ نے آواز دی ارے لینا عمرو نہ جانے پائے عمرو
نے زلف آرا پر تو خنجر مارا سمجھ گئے کہ مین پہچانا گیا زلف آرا کا سر کاٹنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے
مین عمرو نے حقہ آتشبازی مارا کنیزون کے منہ جلے کاہنہ کوٹھے سے کودی ایک کنیز جھپٹ کر قریب
عمرو کے آئی جیسے ہی اُسنے ہاتھ پکڑا عمرو نے کوکھ پر اُسکے خنجر مارا وہ مر کر گری کاہنہ نے ایک دوہتڑ مارا
عمرو نے چاہا تھا کلیم ادہر ادہر لون مگر نہ اودھم سکا لڑکھڑا کے گرا کاہنہ کی کنیزین ٹوٹ پڑین عمرو کو ہاتھون
ہاتھ پکڑ لیا کاہنہ عمرو کو لیکر اندر قصر کے آئی دیکھا تو وہ مکان مثل قلعے کے ہے بارہ ہزار عورتین جسمین
جادوگرنیان بھری ہوئی ہین کاہنہ نے کہا فیروز جمعدار کو بلاؤ ایک جوان مسلح آیا کہا فیروز اسکو
لیجاؤ ہم نامہ خدمت مین شہنشاہ اجلال کے روانہ کرین اور شکایت لکھین کہ آپ کی صاحبزادی نے
عمرو کی قید بیان بھیجکر یہ جھگڑا ڈالا کہ اس اقلیم مین بھی فساد برپا عمان جادو کے مقدمے مین یقین کامل تھا
کہ جب یہ ہوگی تو دریا بہادیگی مگر کچھ بھی نہ ہوا اگر مین کتاب نہ دیکھتی ہوتی تو مجھکو بھی خبر نہ ہوتی اب عمرو
کو پکڑا ہے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن ایک کنیز نے کہا واری یہ بہت خوب بات ہے مجھکو بہت پسند آئی یہ بات

دل سے بھائی مگر نامہ آخر وقت روانہ کیجیے کاہنہ چپ ہو رہی لیکن فیروز جمعدار نے اندر کوٹھری سے عمرو کو ڈھکیل دیا دروازہ بند کر لیا جمعدار صاحب دروازے پر بیٹھ گئے یا یان بجانے لگی کہ عمرو نے پکار کر کہا جمعدار صاحب لا یے ٹھیکہ مین چھیڑون آپ بجن گا یئے جمعدار نے کہا قیدی کیا تو بھی جانتا ہے عمرو نے کہا ہان گسیان دوستون مین اکثر اتفاق ہوا ہے جمعدار نے دروازہ کھولدیا قریب آکر بیٹھا کہا ہان میان کچھ گاؤ عمرو نے کہا جمعدار صاحب کونسا موقع ہے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان آپ بجایئے مین زبان سے بول بتاتا جاؤن جمعدار کو رحم آیا سوچا کہ دبلا آدمی کہان جائیگا ہتھکڑیان ہاتھ سے نکال لین کہا لے بجاؤ اور ایک چیز گاؤ عمرو نے کہا ہان کچھ آتین بائین شائین بچپن مین کھیلتے کودتے مین یہ بھی اختیار کیا تھا یہ کہکے بائین کو بجا کے اپنا کمال خوب دکھایا جمعدار لوٹے جاتے ہین اور یہی کہے جاتے ہین کہ میان کچھ منھ سے تو کہو خواجہ عمرو نے گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے **نظم**

منظور نظر جیسی ہی اب ہمین کیا ہے
گر رو کے بھر جائے طبیعت تو مزا ہے
بس بس نکرو بات کہ یاد آتی ہے سب کو
نظرون مین مروت ہے نہ آنکھون مین حیا ہے
یارب کوئی معشوق نہ دلبر نہ ملے اب
یہ بھی کہین دل دیکے گنہگار رہا ہے
پرہیز سے اسکے گئی بیماری دل آہ
معلوم ہے یارو سبب جو رنگ مرا ہے
مین ترک وفا سے بھی وفادار ہون شہود
وہ بت ہے جو اورون کا تو اپنا بھی خدا ہے

بیداد تری آنکھ سے دل پہلے بھرا ہے
جب گھر مین نہو تم تو رہین کیسے مین ہم کہان
ناصح سے جو کچھ ہجو دیون مین بھی سنا ہے
اب شوق سے تم محفل اغیار مین بیٹھو
جو مانگی دعا رہی اپنی بھی دعا ہے
آزردہ ہے حرمان ملاقات سے کیا
بیگانگیون مین بھی عجب ربط رہا ہے
چاہا کیے دل لاکھ نہ بولونگا جو ہمدم
کہین تجھسے جو ہم دشمن ارباب وفا ہے

کھائی ہے قسم جینے کی پرہیز کرینگے
شکوہ جو تمھارا تو ہمارا بھی بجا ہے
کس طرح نہ اس شوخ کے رونے پہ ہنسون مین
یان گوشہ خلوت مین عجب لطف اٹھا ہے
تو بہ گنہ عشق سے فرمائی ہے واعظ
لینے کہ نہ ملنا ہے نہ ملنے کی سزا ہے
تھا محو رخ یار مین کیا آئنہ دیکھون
وہ میرے منانے کو رقیبون سے خفا ہے
ہو مین نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرینگے

جمعدار بہت خوش ہوا کہا بھائی خوب گاتے ہو حقیقت مین دل لبھاتے ہو گانجہ پیو تو بھرون عمرو نے کہا بھائی یہ بالزادی وہان کاہنہ کو ملیگی ہم بھی جانتے ہین جسنے نہ پی گانجے کی کلی اس جینے سے بیٹی بھلی بھائی ہمیشہ کھارون سے صحبت رہتی ہے دن بھر مین دس دس چلمین اڑتی ہین ایک ٹرا تم بھرو ایک ٹرا ہم بھی پلائین جب دم لگاؤ گے تو حال معلوم ہوگا جمعدار نے گانجہ بھرا اُپلے کی آگ رکھی جمعدار نے کڑکڑا کے دم لگایا دو بالشت کی لو اٹھی عمرو نے اسی مین اپنا بھی ٹرا ملا دیا کہا بھائی ایک دم اور لگاؤ اب جو جمعدار نے دم لگایا گر کر بیہوش ہوا عمرو نے اتنے عرصے مین بہ تعجیل تمام جمعدار کو اپنی صورت بنایا اور آپ اسکی صورت بنکر باہر نکلے گلے مین اسکے گنڈ عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے ٹہلتے ہوئے باہر نکلے لوگون نے کہا کیون جمعدار صاحب مزاج کیسا ہے خواجہ سب سے صاحب سلامت کرتے ہوئے کاہنہ کا پتہ پوچھتے ہوئے اسکے دربار مین پہونچے کاہنہ بیٹھی ہے سب سردار جمع ہین اسکا ارادہ ہے کہ نامہ روانہ کرون جمعدار آکر پہونچے جھککر سلام کیا کہا گسیان بڑا فسادی قیدی آپ نے ہمکو دیا ہے بڑا غل مچا رہا تھا گسیان آئین تو مین کچھ عرض کرون کاہنہ نے کہا ہم تمھاری کوئی بات نہین سنینگے جو ہم کہین اسکا جواب دو جمعدار نے کہا فرمایئے کہا ہمنے قیدی تمھارے سپرد کیا تم یہان کیون آئے نہین جانتے کہ قیدی کون شخص ہے جسنے کشمش ودمامہ کو مارا تمام شہر مین

مشہور ہو گیا کہ شمشش ایسے ساحر کو دریاے قلزم مین گھس کے مارا اب ہمین تپر شناک ہوتا ہو جانا
نہین حاضر حاضر کہنا خواجہ بھاگے کاہنہ نے کہا جانے دو کہان جائیگا لڑکھڑا کر یہین گر پڑیگا جیسے ہی
چوکھٹ سے جست کی دہم سے لڑکھڑا کے گرے جادوگرون نے دوڑ کر پکڑ لیا کشان کشان سامنے کاہنہ
کے لائے عمرو نے کہا ملکہ دہائی ہے مین وہی پرانا ملازم ہون جسکو آپ نے عمدہ جمعداری دیا فقط
آپ کے فرمانے سے مجکو ڈر پیدا ہوا بھاگا کہا او ظالم مین جانتی تھی کہ افتاد پڑیگی آج دربار سے مین اٹھی
نہین دربار برخاست نہین کیا بیٹھی رہی جانتی تھی کہ عمرو آئیگا یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اڑ گیا
صورت اصلی نکل آئی کاہنہ نے کہا کیون صاحبو ہمارا قول کرسی نشین ہوا مین کہہ رہی تھی کہ عمرو آتا ہوگا
سبھون نے تعریفین کین کہ آپ کا مثل نہین کہا صاحبو مین ایک ہفتے سے کہہ رہی تھی کہ عمرو یہان بھی
ضرور آئیگا اور بڑے بڑے فتور ہونگے اب سامری انجام بخیر کرین مجکو اسکی ذات سے بڑا ڈر ہے مگر اسکو
ابھی قتل کرونگی اب زندہ نہ چھوڑونگی جمعدار کو قید خانے سے بلایا کمند اسکے گلے سے نکالا وہ فریاد
کرتا ہوا آیا ملکہ اسنے باتون باتون مین مجکو بیہوش کیا کاہنہ نے کہا یہان آیا تو پھر کیا کیا دھرا گیا
مین اسکے آنے کے قبل کہہ رہی تھی عمرو آتا ہے میرے ساتھ کیا رنگ لائیگا مین چھ مہینے پیشتر کی بات
بتا سکتی ہون مگر ہان زمانہ انقلاب ہے دونون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہے ہمارے شہنشاہ اجلال
کی بدعت حد کو پہونچی جسکے عزیز و اقارب قتل کیے اسی پر عاشق ہین وہ کیونکر قبول کرے جب وہ خیال
کرتی ہوگی کہ یہ میرے بزرگون کا قاتل ہے بیبا اسکا دل تڑپتا ہوگا کیونکر اسکے پہلو مین بیٹھے بڑی مشکل
یہ ہے کہ وہ درپے آزار ہے اور ملکہ انجم اختر پیشانی اپنے باپ کے اشیاے نادرہ کی حاکم ہے جسوقت
مقابلہ پڑیگا شاہزادی اور وزیر زادی ملکر زمین ہلا دینگی پناہ نہ ملیگی جب لڑائی طول کھینچیگی رئیس
شریف کہ جو آج تک اجلال سے مکدر ہین اسکی سلطنت و حکومت سے آزردہ ہین یہی چاہتے ہین کہ
بیٹی کو سلطنت ہو جائے بڑی لڑائی ہوگی میان اجلال کس کس کو قتل کرینگے وہ بات تو آج مین
سنا دون کہ جو دو سو برس سے کتابون مین درج ہے اسکا سب کو حوصلہ ہے سب نے کہا ملکہ وہ کیا
بات ہے کہا صاحبو اسی عمرو کے مقدمے مین لکھا ہے کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین دیکھو ابھی مٹتا ہے
مگر ہم لوگون کا بھی ساغر عمر لبریز ہوا جب کتاب دیکھتی ہون یہی نکلتا ہے کہ دشمنون کی عملداری ہو جائیگی
ساحرون کا وقت اختتام ہے عمرو نے ہرچند فریاد کی مگر کاہنہ نے نہ سنا دار استادہ کرائی جلادون کو
طلب کیا بلوہ ہوا سب شہر والے جمع ہونے لگے کاہنہ نے پکار کر آواز دی دیکھو صاحبو یہ وہ شخص
قتل ہوتا ہے جسنے شمشش و دمامہ کو مارا ملک کے ملک ویران کر دیے میری ہی بیدار مغزی تھی
کہ جو مین نے اسکو گرفتار کیا عمرو گنگنایا کئی شعر بھی پڑھے الحان بھی اپنا سنایا مگر کاہنہ منہ پھیرے
کھڑی رہی متوجہ بھی نہ ہوئی یہی کہگئی کہ دشمن کے کمال کا کیا سننا جو ابھی جان دے وہ اسکا گانا
سنے ہمین کیا ضرورت جو اسکا گانا سنین او ساربان زادے اب دام کلام پھیلا تو مجھے اجانے والی
تو نے نہ دیکھی ہوگی عمرو جب تعریفین کرتا ہے تو یہ منہ پھیر لیتی ہے کوئی فقرہ خواجہ کا نہ چلا کاہنہ نے
اشارہ کیا کہ اسکے پاؤن مین زنجیر باندھ کے دار پر کھینچ دو جلادون نے زنجیر باندھ کے کھینچ دیا پشت
پر ستر اسی ساحر ہزار کنیزین اسکی تیر و کمان لیکر قریب آئین کاہنہ نے بھی ہاتھ مین تیر و کمان لیا

جب اسنے تیر جوڑا ہزار کمانین کڑکین گرغم مین خواجہ سے کمان مین غم زاغ کمان بید مد تیر کھے ہوئے ترکش سے نہین نکلنے ہی چاہتے ہین اور طرف بھاگ جائین گر انکے پاس نہ جائین عمرو کے جسم کو غربال کرین اسوقت عمرو کی بیقراری کہ ای معبود میرے تیرے کوہ سرا ندیپ پر وعدہ ہوا مین نے تو بڑی چیز کا خیال بھی نہین کیا اسوقت تو ملک الموت کا سامنا ہے مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر ای معبود حقیقی و ای بے حقیقی تیری ذات سب سے بری نظم

بکار خویش مدبر چو اکند تدبیر
خدا بدست عنایت چو بکساید زنجیر
ز دوام رنج و مصیبت شود خلاص اسیر

کہ منہدم بدو یکمشۃ گردد این تعمیر
کہ ہست قفل مرادش بہ پنجہ تقدیر
چو سرا بلند بر بام قصر دولتمند

بگو بگوش کسی ای دوست راز پوشیدہ
نماند فر فریدون نہ طاقت رستم
نماند خنجر و گرز و نہ نیزہ و شمشیر

رقم بدفتر تقدیر ہر چہ کرد دبیر
کمن بہ پیش دگر آشکار حال ضمیر
قلم بصفحہ ایجاد حرف حرف نوشت

کاہنہ نے اس بلانے پر بھی خیال نہ کیا بارہ ہزار تیر جوڑے گئے کمان کے سیر کرکے عمرو نے آنکھین بند کرلین عتاب تیر پر تھو لگر طرف سینہ بے کینہ عمرو کے چلے قریب سینے کے پہونچتے کہ تیر دعاے عمرو ہدف اجابت پر پہونچا ایک برق کڑک کر گری کہ تیر قلم ہوئے اور پیکان مثل برق تڑپتے ہوئے سینون پر کنیزون کے پڑے کہ توڑ کر پشت کو پار گذرے بارہ سے کنیزین ایک مرتبہ گرین کاہنہ نے اپنے کو بمشکل بچایا کہتی تھی یہ کیا آفت ہے کہ دوسری بجلی کڑک کر گری نے زنجیر دار کو کاٹا جتنی چیزین عمرو کے جسم مین لگی تھین سب اس برق نے جلادین خواجہ عمرو نعرہ شیرانہ کرکے اٹھے نعرۂ خواجہ عمرو

بباغ دین زنکرش اب باری
ازان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم

عمروان شاہ عیاران عیار
جہان سر سنگ در خنجر گذاری
بہر کشور بلاے جان کفار

نعرہ کرکے اٹھا کہ جست کرکے نکلون کاہنہ نے کہا کہان جاتا ہے پہلے تجکو مثالون تو اس برق گرانے والے کا علاج کرون یہ کہکے دو ہتھڑ مارا عمرو بھر منہ کے بل گرا جلاد سے کہا سر کاٹ لے کاہنہ نے ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا تلوارین برسین ایک گولہ طرف آسمان کے پھر مارا ایک لکہ ابر سیاہ جو حائل تھا وہ پھٹا تب تو سب نے بنگاہ غور دیکھا کہ مہر طلعت وزیر زادی ملک انجم اختر پیشانی کو دیکھا کہ بارہ ہزار کنیزان زرین پوش پشت طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہے مہر طلعت کو دیکھکر کاہنہ گھبرا گئی اتنا تو منہ سے نکلا کہ اس ظالمہ نے کیونکر رہائی پائی ہاے محلال پر کیا گذری وہ ملک ویران ہوئے دیکھیے تقدیر کیا دکھلاے صاحبو جگر لرزو مہر طلعت سحر کرتی ہوئی زمین پر آئی جو جلاد عمرو کو قتل کرنے چلا تھا اس جلاد کو مارا عمرو تو اٹھتے ہی کنارے ہوا نخل کی آڑ پکڑ کے تماشا دیکھنے لگا پکار کر مہر طلعت نے آواز دی ای ساکنان شہر مربع حصار محلال واصل جہنم ہوا تم آگاہ ہو یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے سلطنت قدیم کو ہماری مٹایا عزیز و اقارب کو دار پر کھینچا بازار کو مزبلہ قصابان بنایا ہم لوگ طفل و پیر سے حال پر رحم نہ آیا اب تم لوگ کیون انکے شریک ہوئے ہین اب اجلال کے قتل کو جاتی ہون یہ حرامزادی تمکو اور مجھسے کیا مقابلہ کرے گی یہ کہکر جیبٹی ہا لیان رعایا کلام حسرت انجام مہر طلعت سنکر ہر گروہ کے صاحبان اولاد نے کلیجون پر ہاتھ رکھ لیے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس بدعت کا اب انتقام ہوا جیسے ہی کاہنہ کا سامنا ہوا رمیان شہر سے مہر طلعت نے کہا اس حرامزادی سے کچھ نہ پکڑ کے میرے سامنے لاؤ مین اسکو جو تباہ مارون رعایا دوڑے طرف کاہنہ کے چلے ملکہ نے صرف آنکھ سے

اشارہ کیا ایک برق کڑک کر گری اُس برق سے خنجر نکلا صد باسحر کرکے کا ہندے زد کا مگر خنجر نذر کا سر پر
پڑا کہ سر اسکا زخمی ہوا اب رعایا نے بلوہ کیا کہ اسکو پکڑ لین پلٹ کے دیکھا کہ زمین و آسمان دشمن مہر طلعت
خرامان خراماں آتی ہی صاف ثابت ہو کہ ستارہ سحری کو اپنے مقام پر جنبش ہو یا اول وقت شب ہے
ستارۂ زہرہ اپنے مسکن سے نکلا ہی قلعہ مربع حصار مین ہلکہ برپا ہی جسنے سُنا کہ ملکہ مہر طلعت
محلال کو قتل کرکے آئین مشتاق دیدار ہو کر اپنے اپنے گھر ون سے چلے کا ہنہ کو کچھ نہ بن پڑا دکیا کہ اگر
بلند ہوکے جاؤنگی تو مہر طلعت نہ جانے دیگی سوچی کہ مین اپنے کو پاس اجلال کے پہونچاؤن دونون پاؤن
زمین پر مارے غرق زمین ہوئی مہر طلعت نے کہا کہان جاتی ہو زمین نے اسکو اُچھالا تین مرتبہ گر گر
کے نکل نکل کے زمین پر گری قریب ایک اندازہ تھا اُسین پھاند پڑی کل سب شہر والے دست بستہ کھڑے تھے
کہا ای وزیر زادی ہم لایق مقابلۂ سالوس نہ تھے بیشک تمھارے شاہ کو قتل ہوتے دیکھا آنکھین ہماری
نہ پھوٹ گئین مجبور و لاچار رہے مہر طلعت نے کہا آپ لوگ اپنے اپنے گھرون مین جاکر آباد ہون دیکھو
اس حرامزادی کے کچھ مصاحب ہین خبر گذری کہ دو چلے ہی سب بھاگ گئے اُن ظالمون مین سے کوئی باقی
نہین رہا ورنہ ہم گرفتار کرکے لاتے کہ اتنے عرصے مین خواجہ بھی سامنے مہر طلعت کے آئے مہر طلعت
نے کہا خواجہ ماشاء اللہ اس غفلت مین کیا کیا کار نمایان کئے ہین کسی مقام پر نہین رہے اپنی عیاری کے
زور دکھائے لیکن اب وقت کلام نہین ہو آپ اپنے کو جلد ہماری ملکہ کی بارہ دری مین پہونچایئے
اُسی انگشتر سے ملکہ کو بیدار کیجیے کان مین کہنے آپ سے اسی در بند کی باتین کین تھین عمرو نے کہا خدا
نے فضل کیا مگر مین پاس ملکہ کے کیونکر پہونچون ملکہ نے کہا یہ تخت جو قصر مین بچھا ہی اسکو آپ اپنے
دست حق پرست سے ہٹایئے مہرہ نقب کا ظاہر ہوگا زیر پلنگ ملکہ پہونچیے گا جو عجائب و غرائب
گذرین گھبرایئے گا نہین انگشتر کو بہت جلد مس کیجیے گا کاہنہ پہونچگی اجلال سے ہمارا آپ کا حال
بیان کر رہی ہو ایسا نہ ہو ملکہ کے ساتھ کوئی حرکت کر گذرے سوتے مین مار ڈالے تو سب مشقت
خاک ہوگی عمرو نے آستینین رومال کین تخت ہٹایا مہرہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا عمرو نے کہا لو اے
مہر طلعت ہم جاتے ہین کہا بسم اللہ مجکو اپنے ہمراہ جانیئے اب مین سایہ سان ساتھ ہون
مربع حصار مین بھی عمل ہوا کچھ تخفے بیانسے بھی پائے بتعجیل مہر طلعت نے کسی کو یہان کا حاکم کیا
کہ انتظام مین خلل نہ پڑے اور آپ بھی ایک عقاب پر سوار ہو کر کنیزین انسین جلیسین کچھ رئیسان
شہر سب ملا کر ساٹھ ہزار جادوگر جادوگرنیان پشت پر ایک پنجہ سنہرا علم زنگاری کی چھڑ کو لیے ہوئے
چار سو نقارہ خود بخود بجتا ہوا اس تزک و احتشام سے مہر طلعت بھی چلی مگر اول حال اجلال
عرض کرنا ضرور ہو کہ شب بھر تو ملکہ سے حکایت و شکایت مین رہتا ہو یہ بھی کہا کہ ای ملکہ عالم آپ نے
برق کے بخوبی آگاہ تھین ملکہ نے کہا پھر کیا کرتے تو نے مجکو کسی کام کا رکھا ہو کہ مین اسکو گرفتار کرتی
یا قتل کرتی اب تو نے اسکو نخل سے باندھا ہو کہا میرے سحر نے خبر دی کہ دو ہفتے اسکو قتل کرنا چاہیے
ملکہ نے کہا شاید اُسکی قضا ہی نہ ہو یا ہو ہمین کیا دخل ہو تم کامل و اکمل رازدار سالوس پر انا
دیوس تو سب کچھ جانتا ہی اجلال آج شب کو صحبت مین بہت ملول رہا بوقت سحر ملکہ بارہ دری مین پہنچ
کرسی پر بیٹھا صاحب کنیزین آفتابہ لیکر آئین جیسے ہی اپنے منھ پر پانی ڈالا چمن سوسن سے قہقہے کی

آواز آئی ایک پھول نے آواز دی میان اجلال صاحب رنگ گل بے ثبات ہو آپکے حکم کی کیا بات ہے
منہ دھوتے ہوا ایسا نہ ہو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے آج ہمین بڑا افسوس ہو ہر چند کہ راز نہان ہو مگر آمد فصل
خزان ہو پہلوے گل مین عندلیب ہو مگر کیا بد نصیب ہو وصل گل سے محروم رہی کیا کیا جفا سہی اجلال
نے کچھ جواب نہ دیا آنکھین دھونے لگا شاخ نرگس کو جنبش ہوئی پھولون نے آنکھین کھولین ایک پھول نے
بنگاہ قہر طرف اجلال کے دیکھا کہا ای اجلال ہمکو ہنسی نہین آتی اپنے انجام پر روتا ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو
فرد نرگس کی آنکھ پھر گئی بلبل جدا پھری + چلیے اس چمن سے کہ یان کی ہوا پھر گئی + ای شہنشاہ ہمین آپکے
اب کیا چشم داشت ہو ذرا آنکھ تو ملاؤ چار باتین آخر کی سن لو موسم بہار مین پھولے رہے یاد بھی نہ تھا
کہ کبھی خزان آئیگی اب جب جھونکے ہواے گرم چلے تب آنکھ کھلی اب آنکھ کھولنا بیکار ہوا اس ہواے
گرم سے کیونکر بچین مردم چشم دشمن پلکین رہزن پردہ پوشی بیکار غافل ہوشیار اجلال نے اُدھر سے
بھی منھ پھیرا کنگھی ہاتھ مین لی تھی کہ سنبل نے آواز دی ای شہنشاہ آداب و تسلیمات مبارک ہو شانہ پھر کر
ہم تو جانتے ہین نشانہ ہوا اب کا کلین نہ بنائیے بار مصیبت سر پر اُٹھائیے سراسر ظلم کیا بہار مین مزے
اڑائیے خزان کا خیال بھی نہ کیا دیکھیے کاکلون پر آج غبار پڑ رہا ہو حلقہ حلقہ حلقۂ ماتم ہو پریشان بالون
کی نشان ہجوم غم و الم ہو اب کدھر جائین کہان چھپین روز بدعت یہ خیال نہوا کہ کوئی حاکم حقیقی مالک تحقیقی
کہ جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا وہ خدا ہو ظالم سے انتقام ضرور ہوگا اجلال نے منھ پھلا کر کہا کہ تمھین صاحب کیا
کام ہو کہ سر سروسے قمری نے کوکو کی آواز دی سرو نے سر ہلایا انگلی اُٹھائی کہا او غافل کو کو کیون کرتی ہے
ہواے گرم کا سامنا ہو گیا اب کدھر جائین کہان چھپین کسکو مدد کو بلائین بہار مین اکڑنے کا خیال رہا یہ
نہ تصور ہوا کہ ایک دن باد خزان چلیگی دیکھو ہواے گرم نے قد کو خم کر دیا اجلال نے پکار کر آواز دی کیا
بیہودہ بکتا ہو اتنے مین عندلیبان خوشنوا نے زبانین کھولین آپسمین بحث ہونے لگی ایک نے کہا کیون بوا
آج کیون چپ ہو دوسری نے کہا بوا مجھے یاد آتا ہو کہ جمشید جم کی سلطنت نے اسقدر زور پکڑا کہ سب
طرح کی چیزین ایجاد کین تاج و تخت حاجب دربان چوبدار نیزہ دار خنجر دار سب ایجاد کیے سامان سلطنت
بنایا جب بہت عظم و شان ہوا تو ایک دن بلبلا کے بول اُٹھے کہ مین خداوند روے زمین ہون مین نے
حیوانون کو جامۂ انسانیت پہنایا مثل جانورون کے جھٹون مین رہتے تھے جنگل کے پھل خوراک تھے پتے خلعت
کے پوشاک تھے مین نے علم سوزن نکالا اردی کو ساتھ خوبروئی کے پیدا کیا عقلا نے کہا اسکا وقت زوال قریب
آگیا جلا سکتے تھے اسکا کون ہمعصر ہو کون اسکا زوال دولت کریگا مگر حاکم حقیقی نے ضحاک ماران کو جمشید
پر غالب کیا ضحاک نے گرفتار کراکے جمشید کو آرے مین چیر ڈالا ایک سال کم ضحاک نے ہزار
سال سلطنت کی ظلم و بدعت سے دنیا معمور رہی اسکو بھی حاکم حقیقی نے مٹایا فریدون فرخ کا زمانہ آیا مگر ای

طائران زمزمہ سنج قطعہ

فریدون فرخ فرشتہ نبود
ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود
کہ مشہور شد او باین نیک دین
تو داد و دہش کن فریدون توئی

دیکھو جھونکا ہواے گرم کا چلا
ہم کدھر جائین آشیان سے نکلنے لگے اور کہین جا بسینگے یہ چمن رہنے کے لایق نہ رہا لشکر خزان کی
آمد ہو دیکھو سبز پوشان چمن کس حال مین ہین پریشانی نے سب کو گھیرا ہو اجلال گھبرا گیا نہر کے قریب آکر
دیکھا نہر کو جوش حسرت حبابون کی آنکھین سوجی ہوئین موجۂ آب دم شمشیر سے تیز گرداب پر مصیبت

کنارہ کنار عدم اُسمین سے ایک مچھلی تڑپ کے نکل کہا او اجلال ہوشیار ہو جا اب وقت امتحان ہی
آمد فصل خزان ہی دیکھ سارے باغ مین گرم ہوائین چلنے لگین شاخہاے سرسبز و شاداب جلنے لگین اجلال
نے سر اُٹھاکے دیکھا حقیقت مین تمام باغ نمونۂ مصیبت ہر کنج سے صدا رونے کی آتی ہی نخل شاخون سے
سر پیٹ رہے ہین یہی آواز ہی کہ ظلم و بدعت نے جہاز ڈبویا ارے کیسا ستم ہی جسکے باپ کو اس ظلم و
بدعت نے مارا اُسکی بیٹی کی آبرو لینے کا ارادہ ہی اگر وہ صاحب عصمت اپنی آبرو بچائی تو اُسپر غصہ ہوا
اجلال نے کنیزون سے کہا ارے دیکھو یہ کون روتا ہی کنیزون نے کہا حضور سارا باغ چھان ڈالا
رونیوالا معلوم نہین ہوتا صدا کان مین ہمارے بھی آتی ہی تب تو اجلال پریشان ہوا ٹہل رہا ہی کبھی
کہتا ہی ہر سال فصل خزان آتی تھی ابکی سال کچھ رنگ اور ہی فصل خزان کا بڑا دور ہی خزان آتے ہی
ابکی کچھ رنگ اور ہی ہواے خزان کا دور دورہ ہی اس پریشانی مین گلون کو دیکھ رہا ہی دیکھتا ہی طفلان
غنچہ نے منھ کھولدیے غون غان بھولے رونے کے اشارے کر رہے ہین نرگس کی آنکھ مین آشوب
گل سوسن خاموش سنبل کا کلیجہ چاک بالون پر خاک جدھر نگاہ اُٹھاتا ہی سامان تباہی نظر آتا ہی بلبلون نے
غل مچایا ہی باغ کو سر پر اُٹھایا ہی گلچین و صیاد خوش خوش پھر رہے ہین پھول درختون سے
گر رہے ہین ہر نخل کے پاس پھولون کے انبار ہین خشک سوکھے ہوئے بالکل بیکار ہین کبھی بیقرار ہو کر
کہتا ہی کہ کیون یارو مین کیا کرون اب تو میرا دم گھبراتا ہی آج سارے باغ کا رنگ دگرگون نظر آتا ہے
گلون کا کلیجہ خون ہی ارے باغبانون کو بلاؤ تھالون مین درختون کے پانی بھرین برگہاے درخت گرد و
غبار سے پاک کرین باغبان دوڑے دوڑے پھرتے ہین پانی جو تھالون مین ڈالا سن کی آواز ہوئی
پانی زمین مین غائب ہو گیا نخل سرسبز و شاداب نہ ہوا اجلال اور زیادہ گھبرایا کہ کنج باغ سے زیادہ
رونے کی آواز آئی گھبراکے پلٹا دیکھا کاہنہ کا سر زخمی کپڑے پھٹے ہوئے جھولی جلگئی ہاتھ پاؤن مین رعشہ
اجلال نے گھبرا کر پوچھا ای کاہنہ یہ کیا حال ہی رو کر کہا ای شہنشاہ خوب عیش کیجئے ہاے یہ نہ سمجھے کہ
کوئی منتقم حقیقی انتقام کریگا آپ کو تو ایک فکر ہی جسدن سے آپنے سلطنت لی کبھی تخت پر بھی بیٹھنا
نصیب ہوا اجلال نے کہا حرامزادی تجھے ان باتون سے کیا کام کیا معرکہ ہوا مین آپ گھبرا رہا ہون
سارے باغ پر بلا نازل ہی سب طرف سے رونے کی آواز آتی ہی تو اور طرہ لیکر آئی کاہنہ نے چھلا کر کہا
مہر طلعت نے رہائی پائی محلال مارے گئے عثمان جادو کو یون مارا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی اُسی کے ساتھ
ریگ ماہی بھی قتل ہوئی مین نے کیا کیا کوشش قتل عمرو مین کی مگر کچھ بھی نہ ہوا آپ اپنا انتظام کیجیے
مہر طلعت کی تو آبرو بچگئی اُسی کے اشارے کا یہ زخم ہی اب تدبیر کیجیے وہ آیا چاہتی ہی اجلال نے
گھبرا کر کہا ای کاہنہ افسوس ہی کہ مین وصل انجم اختر پیشانی سے محروم رہا بیہوشی مین خراب کر ڈالون
کاہنہ نے کہا یہی بہتر ہی تمام کنیزین غلام دروازے پر کے چوبدار حاجب دربان خزانون کے نگہبان
یہ خبرین سنکر گھبرا گئے کوئی طرف صحرا کے بھاگا جاتا ہی کوئی کہتا ہی یارو ایک دن وہ وقت انقلاب
تھا جسدن شہنشاہ فیروزہ پوش کو پکڑا آج اُس دن کا جواب ہی چلو یارو بھاگ چلو کوئی طرف
دریا کے بھاگا جاتا ہی دربان اُتار کر پھینکین اشیاے عمدہ جابجا پڑے ہین عمدے ٹھوکرون مین
مارے مارے پھرتے ہین چنگیر و چوگھڑے عطر دان پاندان جابجا زمین مین پڑے ہین بعضے دیوارین کود کود کر

بھاگے جاتے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کہ مہر طلعت آتی ہے لیکن اجلال نابکار اس بات پر آمادہ ہوا
کہ غفلت مین ملکہ کی آبرو لون جب آبرو لیچکون تب ہوشیار کرون اور کہدون کہ لو اس گوہر ناسفتہ کو
سفتہ کیا اس غنچۂ ناشگفتہ کو شگفتہ کر دیا خیر یہ تو مشہور رہیگا کہ وصل سے محروم نہین رہے ہاے ای
کاہنہ آج مجکو یہ خیال آیا پہلے سے یہ کام مین نے کیون نہ کیا جب آبرو بگڑجاتی خوشی سے مانتی کیسی
لاچار ہوتی مگر اب بھی خیر ہے یہ کہکے اسنے پردہ اٹھایا یکایک پایۂ پلنگ کے برابر زمین شق ہوئی بجرات
و شوکت آواز آئی خبردار او مردود آگے نہ بڑھنا صاحبان عصمت کی عفت پر کمین حرف آتا ہے
شہنشاہ فیروزہ پوش کا خون رنگ لایا محلال نگرام واصل جہنم ہوا اجلال نے دیکھا عمرو نے زمین
سے سر نکالا اجلال نے کہا ای کاہنہ غضب ہوا عمرو آگیا اسنے ہاتھ مین گولہ لیا کہ عمرو پر ماردون عمرو
نے انگشتر جبسی سے ملکہ کے مس کردی ملکہ یہ کہکر اٹھین کہ خواجہ کیا کہنا منم ملکہ انجم اختر پیشانی آسمان
سے نعرہ ہوا منم ملکہ مہر طلعت اجلال نیچے بارہ دری سے اترا ملکہ مہر طلعت پر سحر کیا خواجہ تو کلیم
اور جھک کنارے ہوے ملکہ نے انگشتہ زخشتہ گانی باندھی مہر طلعت نے اتر کر ایک جام پلایا پیتے ہی
طاقت آئی سحر رفتہ یاد ہوا سحر چلنے لگے اجلال نے دیکھا کہ وزیرزادی و شاہزادی ایک مقام پر ہین
کاہنے جال مین تڑپ کے نکلیا ون ملکہ نے جھپٹ کر کلائی تھامی کہ ہوا کہان جاتی ہو خوب سلطنتین کین
اور دونون ٹانگین پکڑکے چیر ڈالا اسوقت اجلال نے آواز دی ای طیران شعبدہ گر کہان گیا
جلد آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر اڑتا ہوا آیا اس طائر پر کچھ اشارہ کیا طائر جلا غبار بلند ہوا غبار
سے گنبد سیاہ پیدا ہوا دو گنبد تھے ایک گنبد سیاہ ملکہ مہر طلعت پر گرا ایک گنبد ملکہ انجم اختر پیشانی
پر دونون گنبدون کے گرد آگ روشن تھی اندر گنبد کے دونون مہ جبینین تڑپ رہی تھین ہزارون
جادوگر بھاگتے ہوے مارے اجلال نے چاہا ابکی سحر کرون کنیزون کو بھی بیکار کردون لیکن ملکہ انجم
اسی حال مین تین مرتبہ اندر گنبد کے تڑپین جھٹکے مارے نہ نکل سکین جب دیکھا زور نہین چلتا
گانی باندھے ہوے ہو نثر سو کیے ہوے سحر کی اتگ حدت قید رہنے کی حرارت مگر جام آب نایاب
پیا کسیقدر قلب کو تسکین ہے مگر اندر ہی گنبد کے تڑپ کر ایک ٹکر ماری کہ گنبد کے ٹکڑے اڑ گئے
گنبد سے نکلتے ہی آواز دی کہ او زغن صحرائی کیا مر گئی اس نگرام کو لینا یہ جانے نہ پاے اور دوسری
ٹکر جھپٹ کر دوسرے گنبد پر لگائی کہا او مہر طلعت نکل مہر طلعت خود بشکل نیر اعظم تڑپ رہی تھی
شعاعون کی جو ضیا پڑی گنبد پرزے پرزے ہوا ایک سناٹا ہوا کہ باغ ہلگیا زمین کانپی ملکہ نے
زغن صحرائی کہکے جو آواز دی ایک چیل اڑتی ہوئی آئی اسنے آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال
وای ماہ حسن و کمال کیا حکم ہے زمین ہلادون نگرام کو خاک مین ملادون پر مار کر جلادون یا منقار سے
بھبھوکا لون یا یہان سے اٹھالیجاؤن زغن تڑپ کے اجلال پر گری اجلال نے آواز دی اے
شہباز اوج شعبدہ بازی و ای بلند پرواز سحر طرازی اس زغن حقیر کو لینا ایک باز اڑتا ہوا آیا
کلندے باندھکر زغن پر گرا زغن نے پرون کا طمانچہ مارا باز الٹ گیا مگر منہ سے شعلہ چھوڑا زغن
کے پر جلنے لگے اجلال نے جو اتنی مہلت پائی کہ زغن و باز لڑنے لگے ایک گولہ طرف صحرا کے مار دیا
آواز دی ای ہزبر صحرا اے سحر طرازی و ای شیر بیشۂ دغا بازی ان سب کنیزون کو آکے کھاے

کئی ہزار شیر صحرا سے پیدا ہوئے ملکہ نے جو شیرون کو آتے ہوئے دیکھا آواز دی او مردود آہو کہ شیر کا
شکار ہو وہ آگے انکو مارے تو امہر طلعت شیران بیشۂ وغا بازی آتے ہین آہوان چراگاہ نمک حلالی کو طلب کرو
مہر طلعت نے یہی لفظ کہکے آواز دی کہ ای نمک خواران شاہی دوسری جانب سے اسی قدر آہو
پیدا ہوئے جس شیر نے آہو پر حملہ کیا آہو نے سینگ مارا کہ شیر کا شکم چاک ہوا زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے
جان دی آہوون نے اس زور و شور سے شیر دشت سے مقابلہ کیا کہ دیکھنے والے دنگ ہوگئے کہتے تھے کہ ای نمک
نا ہو شہنشاہ فیروزہ پوش کی دختر بلند اختر ہی اجلال نمک حرام بد انجام ہی اس آغاز ظلم کا یہ انجام ہی
اجلال ہر مرتبہ چونکتا ہوتا ہی کہ ارے بخت کے نکلیا دن بلا سے ملک و مال چھوٹے خادم و خدمتگار ساتھ
نہ رہین یکہ و تنہا جنگل مین بسر کرونگا وہ دہ سحر ہو رہے ہین کہ زمین تھرا رہی ہی نمک حرام ہزار دن جلے
جو غول سمٹ کے براے طرفداری اجلال آتا ہی اور مہر طلعت نے یہ کہکر ڈانٹا او نمک حرامو کہان
جاتے ہو کیون اپنی آبرو مٹاتے ہو اس غول والون نے پناہ طلب کی کہ دہائی ہی ملکہ انجم کی ہم لوگ ظلم
اسکے شریک تھے اب بدل و جان آپ کے شریک ہین ہمسے کسی طرح کا ملال سرکار کو نہ پہونچے
یہ کہا اور فوج اجلال کو قتل کرنا شروع کیا قبیلے کے قبیلے غول کے غول غٹ کے غٹ اسی جانب
شریک ہوتے جاتے ہین فریاد و غل مچاتے ہین ایک ایک کو یہی آرزو ہی کہ اپنی بادشاہ زادی
کے شریک ہون اور اس لڑائی مین جبکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑ گئی حیران جمال و محو دیدار
ہوا اجلال کا چھوٹا بھائی اشمال جادو تین ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے نوجوان رعنا
تلوار کھینچے ہوئے کہتا ہوا نکلا کہ بھائی صاحب گھبرائیے گا نہین جیسے ہی اسنے چمک کے قصد کیا کہ
فوج ملکہ پر جا پڑون اور اسنے کئی مرتبہ للکارا کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا میرے رفقا وہ ہین کہ
زمین تھمجائیگی وہ نہ ہٹینگے ثابت قدمی مین پہاڑ ہین جسوقت یہ مقابلہ کرینگے آپ دیکھینگے کہ ان عورتون کو
بھاگنے راستہ نہ ملیگا مہر طلعت نے پکار کر کہا واری اجلال کا بھائی اشمال جادو ساحر بہ خوبی
زور و شور سے آیا ہی سنیے کیا پکار رہا ہی نمک حرامون کا سرتاج ہی یہ سنا تھا کہ ملکہ نے پکارا بھیا
اشمال کہان جاتے ہو یہ کنیزان ماہر حسین و خوش خو نوجوان کمسن ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار
خوش کردار تمھارے واسطے لائی ہون اپنے رفقا کو بانٹ دو ذرا اس طرف بنگاہ غور دیکھو پھر
تمھین اختیار ہی یہ جستجو سراسر بیکار ہی ملکہ نے جو بصد سوز و گداز پکارا اشمال نے سر اٹھا کر
جمال جہان آرا کو دیکھا چہرہ خوشی سے گلنار صاف معلوم ہوتا ہی کہ ابھی ابھی غنچۂ گل شگفتہ ہوا
دہن غنچۂ گل مژگان مین سر تیزی کا تسلسل زنگیون کی فوج صف آرا ہی مردم دیدہ افسر پیشانی انور اختر
آسمان خوبی قد موزون سرو باغ محبوبی سینے پر ابھار گانی بندھی ہوئی صاف ثابت ہی دو ستارین
دل کے پار ہوئی ہین کمر نازک جست ارادہ درست پتلے پتلے ہاتھ گوری گوری انگلیان انمین حنا
سحر گر اشیاے سو معقول کہہ پھول کہ ستارے چمکتے ہوئے کبھی ثابت ہوتا ہی کہ نیر اعظم گرد پھر رہا ہی
کبھی کہتا ہی کہ ماہتاب ان نثار ہو رہا ہی نازک اندام شیرین کلام حسن مین بینظیر عارض رشک ماہ منیر
ایک ایک اعضا مین سو سو خوبیان ادا مین دلربائی محبوبیان نگاہ جو اشمال کی پڑی اور کنیزان
ملکہ نے ابھر کے اپنے جمال کو دکھایا تنی ہوئی سامنے آئین ہنستی ہوئی نکل گئین اس ہنسی سے

تلوارین چل گئین اشمال نے ایک آہ کی یہ اشعار بیقرار و مضطر ہو کے پڑھنے لگا غزل آتش

تیری یاد مین دلخواہ بھولا
اُف اُف کیا جو آہ آہ بھولا
زنار ڈالا تسبیح شیخ کی
جو ذرہ تیری درگاہ بھولا
دیکھے سے تیرا روئے منور
اپنے گدا کو جاہ بھولا
شرط وفا کی کس بیوفا سے
باللہ بھولا واللہ بھولا
کج رکھ نہ جا دل سے غافل
عشق صنم مین اللہ بھولا
زلف رسا کو سمجھا جو افعی
ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا
بتخانہ چھوڑا باز آئے بت سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا
فرقت کی شب مین جانسوز دل نے
پھیر اُسنے کھایا جو راہ بھولا
خورشید نے گرایا اُسکو نظر سے
جو کاوہ قبضہ کو تاہ بھولا
محروم رکھا ساقی نے ہمکو
وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

ملکہ نے پکار کر پوچھا کیون خیرخواہ مزاج کیسا ہے کہا ای ملکہ عالم وای شہنشاہ اقلیم حسن وجمال وای بادشاہ ممالک جاہ وجلال مین اجلال حرامزادے سے پوچھونگا کہ لے تو ولینعمت پر عاشق ہوا تو نے بے ادبی کا ارادہ کیا سزا دون ملکہ نے کہا بھیا انصاف کرو اس ملعون نے ہمکو بڑے بڑے صدمے دیے رات بھر ہمکو ستاتا تھا ہنسی بھی نہ رونا آتا تھا جبھی تو کہا تھا کہ ہم بھیا اشمال سے فریاد کرینگے تمھارے پاس فریادی آئے ہین تمھارے مزاج مین انصاف ہے ذرا سی توجہ مین مقدمہ صاف ہے یہ کہتا تھا کہ اشمال اپنے ساتھ والون کی طرف پلٹا کہا صاحبو سُنتے ہو اس اجلال بھیا نے کیا بے ادبی کی ولینعمت سے یہ گستاخیان کین سب نے کہا ہم آپ کے شریک ہین آپ کے خیالات بہت ٹھیک ہین تین ہزار جوانون کو لیکر اشمال چلا اجلال لڑ رہا ہے سحر کائنات سے کر رہا ہے تحفہ جات نکالے ہین طائر سحر کے بنائے ہین اُنکو اُڑاتا ہے فوج ملکہ پر گنبد ہاے آتشین گراتا ہے کہ پہلو سے نعرہ ہوا او نا انصاف ہم تو بادشاہ زادی کے تابعدار ہین تجھسے ہم پوچھتے ہین تو نے کیون بدعت کی ہائی تو یہ کیفیت نظم

بحر خورشید گشتم با خسان گم ساختم
بے تو گل بر روے من خندید و من شبنم صفت
در خورم سود و نشاط دہر با غم ساختم
رنج و راحت ہر دو بی درد سر منت نبود
جلوہ در ہر رنگ دیدم گرد ای خم ساختم
نیست مقصودم اثر در دوست عشق گر ز شرا
دل گہ از دیدار و گہ از بوسہ خرم ساختم
نیست صہبائی چو جام جم نصیبم گو مباد
مردم و در چشم مردم عالمی تاریک شد
گریہ کردم آنقدر کش شور ماتم ساختم
راز دل دیدم چو بوے غنچہ در عالم فگند
بی نمک بر دم بر زخم دلی مرہم ساختم
جرم عشقم را جز اشند جلاد دمن از گیر دو دست
داغ بر دل سوختم با دیدہ نم ساختم
انچہ گرمی بود یارب انچہ نم کاخر از و
می ز خون دل کشیدم خویش را جم ساختم
ہر چہ غیر از خویش را فارغ ز عالم ساختم
من اگر شمع حریم بزم برہم ساختم
عیش عالم نیست باب من در ماتم زدم
با صبا راہ غلط رفتم کہ یکدم ساختم
کفر در کیشم سپاس نعمت دیدار اوست
داغ بر دل بردم و خلد برین جہنم ساختم
شب بعدہم آنکہ دارم در کنارت از زخت
سینہ آتش خانہ کردم دیدہ را نم ساختم

اجلال نے کہا کہ ارے تجھکو کیا ہو گیا اشمال نے جواب دیا کہ ابے تو دیوانہ ہو گیا مین براہ انصاف تجھسے پوچھتا ہون کہ تو نے ملکہ عالم کو بڑے بڑے صدمے دیے عاشق بنکے بیٹھا تھا ہے شرط کہ جوتیان ماردن سر میدان تجھکو ذلیل کرون تجھکو گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرونگا او بے پیر دست درازون کے دستگیر او شریر پھر آنکھ چار کر کے بات کرتا ہے تجھکو شرم نہین آتی او دربھیے تو ملکہ عالم نے اقرار کیا ہے اشارون مین بات پختہ ہو گئی تجھ کمبخت کے ساتھ شادی کرینگی یا تجھ جیسے دیوث کے ساتھ تجھے شرم نہین آتی اجلال نے ایک گولہ مارا اشمال نے

اُس گوسے کو کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا اشمال بھوت ہو رہا ہی ہر طرف سے ملکہ کی طرف تن تن کے دیکھتا ہی
کبھی کہتا ہی حضور دیکھیے مین جانبازی کر رہا ہون تین ہزار جوان میرے ساتھ والے آمادۂ حرب و پیکار مین
یہ سب مستعد خدمتگزاری ہین ملکہ نے کہا بچیا کیون گھبراتے ہو ایک ایک کنیز یہ بھی لین سب صاحب
زدہ چہ بن بن کے بیٹھین تمھارے کہنے سے کسی کو انکار نہ ہوگا ان باتون کو سنکر اور زیادہ جوش و خروش
مین ہو چمک چمک کے لڑ رہا ہی ہزارون ملازمان اجلال کو مارا اجلال کہتا ہی او مردود میرا لشکر تباہ
ہوا جاتا ہی اشمال کہتا ہی تیرے تباہ کرنیکو تو مین آیا ہون اے مردود کیا تیرے قتل سے منھ موڑونگا یہ
کہتا ہوا جا پڑا اسقدر قریب ہوئے کہ بجائے مین تلوار چلنے لگی اسقدر شعلے بھڑکے کہ ابر کے کرے کے
ہزارون جادوگر اجلال کے ملازم جل جل کے مرے فریاد کرتے تھے کہ ای بادشاہ جو تو نے ظلم کیے
اُسکا بدلا ہمسے ہوتا ہی تیری بدنصیبی پر ہر خرد و کلان روتا ہی مگر اجلال دو چار وار کرکے جھوما اور ایک
چیخ ماری چیخ مارتے ہی اسکے صحرا سے ارنا بھینسا پیدا ہوا برابر فیل مست کے پھنکارے مارتا ہوا
وہین سے اجلال نے پکارا ای لائق سواری سامری و جمشید اشمال کو لینا یہ بچنے نہ پاوے وہ ارنا بھینسا
طرف اشمال کے چلا اشمال نے ہاتھ ہلا کر سپر پر تین گرائین تلوارین چمکائین خنجر گرائے مگر وہ نہین رُکتا
چلا ہی آتا ہی اسکے ساتھ والون کو پامال کرتا ہوا جسکو سینگون پہ اُٹھایا زمین پر مارا استخوان چور چور
جھنجوڑ کر پامال کیا ہڈیان تک سرمہ کردین اسطرح مٹاتا ہوا فوج اشمال کو آتا ہی جب دیکھا اشمال نے
کہ یہ میرے روکے نہین رُکتا ہی تب اسنے آواز دی ای زررنگ و خدنگ یہ بلا بھیر آئی ہی اسکو آکر
روکو سر میدان کودے دو جوانان زنگی بدصورت بیرنگی موٹے موٹے ہونٹھ گھونگر والے بال سینے چوڑے
لباس کالے پہنے ہوئے تلوارین ہاتھ مین آکر اس ارنے بھینسے پہ تلوارین مارنا شروع کین اجلال
اس حرکت کو دیکھکر خوب ہنسا پکار کر آواز دی او ناہنجار یہ سحر تو نے اس مقام کے لیے سکھایا تھا تیری
قضا ہی دامنگیر ہو تیرے قتل کی یہی تدبیر ہی جیسی تو نے بغاوت کی ویسی سزا پائی اس ہوس کے
عشق مین صدہا مر گئے اور صدہا اب مر جائینگے اسکے نخل قد سے ثمرہ پائینگے تیری بھی جان اسنے
لی اسی کے سحر کا باعث ہی دیکھ اب بھی سنبھل سحر کو پھیر دون اشمال نے کہا تجھسے عوض کردون آنکھ ملا کر تجھسے
بات نہ کرون اپنی معشوقہ خوبرو و خوشخو سے عذر کرونگا شکایت و حکایت کے دفتر کھلینگے اعمال ہمارے
تمھارے کانٹے مین تلینگے ان دونون زنگیون نے اس ارنے بھینسے پر تلوارین مارنا شروع کین جب
تلوار مارتے ہین تلوار جس سے اُچٹ جاتی ہی خط تک نہین پڑتا ارنے بھینسے کا جوش و خروش بڑھتا
جاتا ہی یا تو غل پہلوانون کے تلوارین مار رہے تھے ذرا ارنے بھینسے نے دونون کو سینگ پر اُٹھایا
اُٹھاکر زمین پر مارا جھنجوڑ کر پامال کیا ہڈیان تک توڑ ڈالین اب اشمال پر جا پڑا اشمال نے کئی گولے
مارے بھینسے نے گولے منھ مین لے لیے نگلگیا جو سحر اشمال نے کیا بھینسے نے کھالیا آخر اشمال لاچار ہو
جا پڑا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سینگ مارا تلوار ٹوٹی سینگون پر اُٹھاکر اشمال کو مارا ادھم سے زمین پر
گرا چاہا لوٹ مار کر بھاگون بھینسا کب جانے دیتا ہی رگڑ کر ہڈیان سرمہ کر ڈالین اسکا مرنا اور ساتھ دہنے
ہمسے پکار کر آواز دی او بے اجلال نمک حرام شہنشاہ فیروزہ پوش کو قتل کیا تجھکو شرم نہ آئی آج برائی
کے بجائی کر مارا تجھکو افسوس نہ آیا تجھکو خدا غارت کرے یہ سنکے چمک سے لڑنے لگے کئی ہزار جوان مارے

اجلال نے کہا ارے ان بدنصیبون نے فوج کو مٹا دیا ایک طائر کو اشارہ کیا وہ طائر چمک کر چلا آسمان کو گیا ایک چیخ ماری ایک گنبد سیاہ آسمان سے گرا تمام اہالیان لشکر اشمال گنبد مین بند ہو گئے تڑپتے تھے مگر نکل نہ سکتے تھے اندر اسی گنبد کے جل جل کے خاک ہوئے تین ہزار جادوگرون کے مرنیکا ایک مرتبہ ہنگامہ ہوا آوازین مرنے کی ساحرون کے بلند ہوئین سب نے کہا یارو اجلال بڑا زبردست ساحر ہے ہمراہیان اشمال کو کس ذلت سے قتل کیا اُسکو رحم نہ آیا اور کسی کو وہ کیا چھوڑیگا جسکو پائیگا فوراً مار ڈالیگا ملکہ نے جو یہ معرکہ دیکھا مسکرا کر آواز دی کیون اجلال کچھ مزا ملا آخر اشمال کیا ہوا اجلال نے منہ پیٹ لیا کہا او دشمن جان تیرے عشق نے خاک چھنوائی نمکحرامی کی سلطنت کا مزا نہ ملا اب تو نے یہ بدعت کی تیر داغ دل پر پھینکےگی دل سے کہتا ہون کیون محبت کی مگر مجبور رہا اصل مین اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

تیغ بے آب ہے ابرو سے قاتل کمزور
نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے
کوئی اکسیر غنی دل نہیں رکھتے ایسی
عمل حب کی بہت مجنے بھی دعوت دی ہے
وقت ادبار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
حسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے
لطف دلبستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
زلف خوبان کی رسا مجکو طبیعت دی ہے
ای صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
پھر گرانجانی ہے کچھ سو تجھے زحمت دی ہے
سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب روز آتین
خاکساری نہین دی ہے تجھے دولت دی ہے
جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچا دیگا
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے
گوش پیدا کیے سننے کو ترا ذکر جمال
دو جہان سے اس اسیر کو فراغت دی ہے
اسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے
اسقدر کسلیے یہ جنگ وجدل ای گردون
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہے
آہ کا اپنے فتیلہ نہین کس رات جلا
روح کو جسنے فلک سیر کی طاقت دی ہے
یاد محبوب فراموش نہو دے ای دل
دیکھنے کو ترے آنکھون نہین بصارت دی ہے
کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش

ملکہ نے منہ پھیر لیا کہا او بیحیا ابھی ہوس باقی ہے شیشہ ہے نہ ساقی ہے اب عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا دنیا کا حوصلہ بیکار ہوگا اجلال نے کہا ای جان جہان اگر چند ساعت تجھ و دیر کرتا مین تو اور ہی کچھ سوچا تھا مہر طلعت نے بڑھکر ترنج مارا کہا او بیحیا ہمارے مالک سے زبان لڑاتا ہے ترنج جو پھٹا ایک چادر سیاہ اجلال پر گری کہ اُس چادر نے اجلال کو چھپا لیا چار جانب ہاہو ہوا مہر طلعت نے اجلال کو بیکار کیا اسکے رفیق وشفیق گھبرائے مگر ایک چشم زدن مین اجلال تڑپ کر چادر سے نکلا چادر کو جلا دیا یہ سب لڑائیان ہوا پر ہو رہی ہین مہر طلعت کبھی عقاب بنکر جا پڑی کبھی باز بنکر لڑی ہر سمت ہنگامہ گیر ودار ہے اجلال سراسر بیکار ہے قضائے کار ایک حملہ اور عرض کرتا ہے سمنکال نے جب قید عمرو کو روانہ کیا سالوس قصر پر پرزادان مین گیا دیکھا شاہزادہ اُٹھی بیٹھی ہین ڈھول بج رہا ہے غزلین اُڑ رہی ہین ایک ناچ رہی ہے جیسے ہی سالوس اندر آیا ایک نے کہا لو خداوند آئے ایک نے کہا خداوند کو آگ لگے ایک نے کہا نگوڑا بھاڑ مین پڑے نگوڑا روتی صورت کا روتا ہوا آتا ہے اپنی خبر نہین رکھتا میان سمنکال نے بڑا کام کیا عمرو کو قید کرکے کوہ لالہ زار مین بھیجا اور دل پر داغ پڑا کیا نفع ہوا وہان جاکر اُسنے زندان سیہ رو کو توڑا مجلال کو مارا عمان جادو دریا دل اسکے کی موت مارا اُس اقلیم مین بڑا فساد ہو رہا ہے ایک نے کہا لو صاف صاف کہو ملکہ انجم اختر پیشانی نے قید سے رہائی پائی شاہزادی وزیرزادی نے قیامت برپا کر دی اجلال گھبرایا ہوا مارا مارا پھرتا ہے عمرو اپنے طور سے لڑ رہا ہے اگر خبر نہ لی ابھی تو میان سمنکال اپنے باپ کو

زندہ نہ پائیگی بہت پچتائیگی سالوس گھبرایا ہوا بارگاہ سمنکال مین آیا سمنکال کھڑا ہو گیا کہا کیون خداوند
اب آپ نہ گھبرائیے سر عمرو کا آتا ہوگا مین نے سحر تیار کر لیا ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا آپ کی
خدائی قایم کر کے چلا جاؤنگا سالوس نے کہا ای سمنکال ذرا کنارے آؤ کنارے لیجا کر کہا ای سمنکال جادو
بد مآل تجکو کچھ خبر ہی کہ وہان کیا گذری زندان سیہ رو کیا چیز تھا وہ عمرو نے جا کر مٹا یا فرشتگان زمین نے
مجکو ابھی خبر پہونچائی ہی چچا صاحب تمھارے مارے گئے انجم اختر میشانی و مہر طلعت وزیرزادی نے
رہائی پائی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی لڑائی ہو رہی ہی جد اشمال مارا گیا اور نئی بات یہ ہی کہ اجلال نے قتل کیا
لڑائی ہو رہی ہی شاہزادی کے سحر نے زمین کو ہلا دیا تو جلد اپنے کو وہان پہونچا یہ سُنکر سمنکال گھبرا گیا
کہا یا خداوند جاتا ہون ابھی پلٹ کے چلا آؤنگا ایک بات کا تردد ہی زندان سیہ رو کا ٹوٹنا محلال کا
مارا جانا یہ بہت مشکل ہی گم رہا ہے باباجان نے اپنے کو محبت مین تباہ کیا ایک دن چین سے تخت پر نہ بیٹھے
دن بھر باغ مین رہتے تھے رات کو منت و خوشامد مین بسر کرتے تھے آپ نے فرمایا مگر مجکو یقین نہین آیا یہ سُنکر
سالوس نے کہا ایک حرف بھی اسمین جھوٹ نہین ہی سمنکال نے کہا یا خداوند محلال بڑا ساحر زبردست
ہی اُسنے بڑے سامان کر رکھے ہین سالوس نے کہا اب کدھے یہین سے باتین بناتا ہی وہان جا کے سب
معرکہ دیکھ لے مجکو یہ سب خبرین فرشتگان زمین نے پہونچائی ہین پیر غل مچاتے پھرتے ہین تجکو کیا فکر ہی
جا کے باپ کی شراکت کر سمنکال گھبرا کے نکلا ایک چیخ ماری کہ یارو جلد لشکر تیار کرو عجب طرح کا جملہ
خداوند نے فرمایا ہی جو ناممکن باتین تھین وہ ہو گئین کیونکر یقین مانون گر حکم خداوند سے گردن تابی نہین کر سکتا
جلد تیار ہو جاؤ ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوے ہرکارون نے بڑھکر صاحبقران کو خبر دی کہ لشکر سمنکال تیار
ہو رہا ہی سب افسر تیار ہوئے ساٹھ ہزار سوار آراستہ ہوے تخت پر سوار ہو کر سمنکال چلا سالوس
پیٹ پکڑے پکڑے بارگاہ مین پھر رہا ہی سردار پوچھتے ہین کیون خداوند مزاج کیسا ہی آپ کو بہت مکدر
پاتے ہین خیر خواہان دولت گھبراتے ہین سالوس نے کہا یارو اقلیم اجلال مین بڑا فساد ہو رہا ہے
عمرو نے جا کر قیامت برپا کر دی محلال کو مارا انجم اختر میشانی و مہر طلعت وزیرزادی ان دونون کو
دونون بھائیون نے پسند کیا تھا معشوق بنا کر لیکر بیٹھے تھے اب انھون نے رہائی پائی جن ساحرون نے اُنکے
سحر کو بند کیا تھا وہ مارے گئے اب انجم کے سحر کا کون جواب دے سکیگا میان سمنکال گئے ہین بعضے سردار
کہتے ہین ہم جاتے ہین یہ کہتا ہی کہ یارو یہان بھی تو مقام خوف ہی ایسا نہو حمزہ تیار ہو کر یہان آ پڑے
تم لوگ آمادہ رہو لشکر حمزہ بڑھنے نہ پائے سالوس نے تو یہ انتظام کیا مگر اجلال قریب ہی کہ شکست
کھا کے بھاگے کہ آسمان سے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا ملکہ انجم نے مہر طلعت سے کہا ای مہر طلعت لو
غضب ہوا سمنکال آ پہونچا مہر طلعت نے دیکھا کہا حضور نہ گھبرائین تھوڑے ہی عرصے مین فتح کرتے ہین
اب تو خود بین زمین پر رکھئین سحر چل رہا ہی کہ سمنکال کا نعرہ ہوا مہر طلعت نے کہا نمکحرام کامل آ گیا
سمنکال آ پہونچا ملکہ عالم ہوشیار ہو جائیے یہ ذکر تھا کہ سمنکال آکر پہونچا باپ سے آنکھ ملا کر پوچھا اے
والد نامدار خیر تو ہی عم نامدار پر کیا گذری نام بھائی کا سُنکر اجلال نے منھ پیٹ لیا کہا ای فرزند
کیا کہون قضا و قدر نے عجب معاملہ دکھایا دل کی دل ہی مین رہی نکو نامی کر کے مزہ نہ ملا افسوس
شہنشاہ کا قول رنگ لایا عمان جادو کہ جسکی دریادلی مشہور خاص و عام وہ یون قتل ہوے کتنے کی

موت مارے گئے عمرو نے آکر ملکہ ڈالدیا تمنے قید بھیجکر آفت برپا کی وہین قتل کیا ہوتا یہان کیون بھیجا
زندان سیہ روشکست ہوا اپنا بندوبست ہوا انھین کیونکر خبر ہوئی سمنکال نے کہا خداوند نے خبر دی
فرشتگان زمین نے خبر پہونچائی اجلال نے کہا وہ مردود جھوٹا ہی ہمنے اسکو خداوند بناکر اپنا اعتقاد
مٹایا سامری و جمشید کی قدرت کے آپ ہی ظہور ہوتے ہین خاک قبر کام آتی ہی انگشتری نے انکے عمرو
کی دستگیری کی اتنی مدد لیکر پہونچا کہ عقاب آتے آتے جلگئے طائر راز دار نہ پہونچ سکا طائر وہم خیال
کے پر جلے ای فرزند ہم اکیلے رہگئے اب تمکو سامری و جمشید آباد کرین ان سب پر عملداری کرو جنگ کو
موقوف رکھو اوتے بھڑ نے نکلجاؤ ہم اس گیسو بریدہ سے سمجھ لینگے یہ سنتے ہی سمنکال نے چاہا پیچھے ہٹون
زمین پر آکے کھڑا ہوا تھا ملکہ مہر طلعت نے آواز دی او نمکحرام اصلی تو کہان جاتا ہی یہ کہکے ترنج مارا سحر
آپسمین چلنے لگا مگر سمنکال تو بلاے روزگار ہی اسنے ایک سحر کیا کہ ایک دھوان زمین سے نکلا اُس
دھوئین نے چہار جانب سے ملکہ مہر طلعت کو گھیرا ملکہ برق بنکر دھوئین سے نکل گئین ایک برق اُٹھ
سرپر گری کہ سر زخمی ہوا دوسرے ملکہ انجم اختر مینائی نے دیکھا کہ وزیرزادی ہاتھ سے سمنکال کے
زخمی ہوئی وہین سے آواز دی کہ او نمکحرام برا انجام خوف پیدا کرنیوالے کا اب بھی دل سے دور ہی اسقدر
مغرور ہی دیکھ مین آپہونچی یہ کہکے کڑک کر گرین ایک طرف سے اجلال نے سحر کیا سمنکال نے سحر کا کوڑا
زمین پر مارا اس مردود کے سحر سے پھر دھوان نکلا مہر طلعت نے آواز دی ملکہ وہی سحر ہی اپنے کو جلد
بچائیے ملکہ نے چاہا چمک کر نکلون کہ پھول پھینکے ہنس پڑین موتی برسنے لگے اجلال اب بھی ایک
ایک ادا پر نثار ہورہا ہی کبھی نثار ہوتا ہی کبھی بلائین لیتا ہی کبھی ترقی حسن و جمال کی دعائین دیتا ہی کبھی
آواز دیتا ہی ای ملکہ عالم مین تو وہی تابعدار ہون مگر دو طرف کے سحر نے ملکہ انجم کو پریشان کیا چمک سے
نہ نکل سکین ایک لوہے کا چکر شانے پر پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا آہ کی صدا نکلی ساتھ آہ کے ایک طائر
پیدا ہوا اُس طائر نے پر اپنا زخم پر مس کیا زخم کو اندمال ہوا یہ چلین تھین کہ سمنکال بڑھا اجلال نے پھر
آواز دی ای فرزند نکل جا زمانۂ انقلاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی تو نہ ٹھہر ارے میرا نام تو باقی رہجائے
ای فرزند جب محل پا نالشکرکشی کرنا مین ناکامیاب ہوا تو اس سے وصل حاصل کرنا میری روح کو راحت ہوگی
جہنم مین روح کی پہونچی جائیگی طبیعت آرام پائیگی ملکہ چلین مگر اُداس چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین کہ پہلو
سے آواز آئی فرزند گھبرانا نہین مین بھی آپہونچا اب تجھکو تکلیف نہ ہوگی پلٹ گئے مہلال اپنے چچا کو دیکھا کہا
عمر نامدار یہان تو مشہور ہی کہ آپ قتل ہوئے اسنے کہا ای فرزند تیرا باپ دیوانہ ہی مجھے کون مار سکتا ہی
مین نے ایک پتلا ماہرخ کے آنے کا قتل کرا ڈالا اور تیری مدد کو آیا دیکھ عثمان جادو بھی آپہونچی جیسے ہی
سمنکال پلٹا کوکھ پر خنجر مارا اور نعرہ کیا او ملعون دیکھ یون قتل کرتے ہین ایسے نامردون کے خون
سے یون ہاتھ بھرتے ہین سمنکال کا شکم چاک قصہ پاک ایک ابر سیاہ اُٹھا آگ برسنے لگی عمرو پکار کر
بھاگا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اجلال نے
جو پلٹ کے دیکھا کہ سمنکال مارا گیا گریبان پھاڑ ڈالا ملکہ انجم اختر مینائی نے آواز دی ای مہر طلعت
تو نے دیکھا خواجہ نے کس زور و شور سے سمنکال کو مارا تاج لے لیا مگر سٹولی انگوٹھی چھلے اُتار لیے دیکھا
مہر طلعت نے کہ ایک ساحر دبلا پتلا مردون کو ٹٹولتا پھرتا ہی جسکی کمر مین کچھ پایا نکال لیا جسکی کمر مین

پھر نہ ملا ایک لات ماردی کہا او دنی ہمارے حصے کا کچھ نہ رکھا ملکہ نے گھبرا کر کہا مہر طلعت یہ کون شخص ہے
کہا حضور یہی شہنشاہ اوج عیاری ہین مگر طمع انکی مشہور خاص و عام مین ہے کسی مقام پر نہین رُکتے
عمان کا گھر یون لوٹا کہ نقش بوریا تک نہ چھوڑا ملکہ ہنس پڑی موتی برسنے لگے جسپر مروارید گرا اسکو
توڑ کر نکلگیا اجلال نے کہا اب اس گیسو بریدہ کے سحر سے بچنا بہت محال ہے اسے جو مین نے کہا تھا
وہ میرا کہنا فرزند نے نہ مانا نکل جاتا ہمیشہ کا کانٹا بنکر کھٹکا کرتا جب اسباب شوکت نصیب ہوتا اسوقت
لشکر کشی کرتا عورتون کی سلطنت مٹاتا کتنی بڑی بات تھی اس طرح بھاگتین کہ نشان نہ ملتا افسوس
وہ بھی مارا گیا مین تیا متین برپا کرونگا یہ کہکے طرف ملکہ کے چلا مگر چوکنا چہار جانب دیکھتا ہوا ایکایک
ملکہ نے سحر کیا اجلال کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا دل بھی کسی قدر گھبرایا جب اسکا دل پریشان ہوا اور ہاتھ
پاؤن کانپنے لگے گھبرا کر بھاگا وہان پر آیا جس مقام پر سمنکال مارا گیا تھا اسکے گرد کی خاک اُٹھائی اُسکو
سونگھ کر آواز دی اے فرزند تم زندہ تھے تو ہمکو سب تدبیرین بتلاتے تھے اب بھی تم مر کر شیطان ہوئے
سامری و جمشید سے ملوگے ذرا جواب تو دو کہ مین کیا کرون اب اُس ظالم گیسو بریدہ کا سحر مجھپر تاثیر
کرنے لگا ابھی جو اُسنے ہنس کر سحر کیا اور موتی برسائے اُسوقت سے میرا دل گھبرانے لگا دل چاہتا ہے کہ
رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے چلا جاؤن اگر ایسا کیا تو بڑی ذلت ہوگی اس ذلت سے قتل ہونگا تمھاری
بھی روح تڑپیگی خاک سے جو اجلال نے یہ باتین کین تو اُسی خاک سے ایک بیضہ سفید پیدا ہوا اُس
بیضے کو اجلال نے اُچھالا وہ بیضہ پھٹا سفیدی اور چھلکا زمین پر گرا زردی سے ایک طائر پیدا ہوا
طائر نے آواز دی اے اجلال سمنکال کی روح کو اب تک آرام نہین ملا بھٹکتی پھرتی ہے ابھی تو مجمع زاغ و
زغن مین شرکت ہے آیندہ دیکھیے کیا ہو مگر انجام بُرا ہے آپ کو مناسب یہ ہے کہ مہران مہر صورت کو
بلایے آپ کا ملک برباد ہوا اور وہ آباد رہے بڑے افسوس کی بات ہے اول تو یقین ہے کہ مہران مہر صورت
کو دیکھتے ہی یہ سب مبہوت ہونگی اُسکا سحر حکم سامری و جمشید ہے شعبدہ باز نیرنگ ساز صورت ہے
اُسکی صورت مین کیا کم تاثیر ہے ایک ہی بے پیر ہے یہ کہکے وہ طائر نکلگیا بس اجلال پیچھے ہٹا فوج کو اشارہ کیا
کہ ارے ان سب کو مار لو فوج والے کنیزون سے لڑنے لگے مگر ملکہ انجم و مہر طلعت اسے ڈھونڈھتی
پھرتی ہین خواجہ عمرو کبھی اپنے کو ظاہر کرتے ہین کبھی چھپ جاتے ہین اس ہیر پھیر مین ہین مگر اجلال نے
ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا سامنے آیا کاؤن کاؤن کرنے لگا اجلال نے قلم سحر نکالا
کاغذ پر خط سنسکرت لکھا زاغ کو دیدیا زاغ چلا مہر طلعت کی نگاہ پڑی کہا اے ملکہ عالم غضب ہوا زاغ
پیغام لیکر جاتا ہے معلوم ہوتا ہے مہران مہر صورت کو اسنے بلایا ہے اب کوئی اور معین باقی نہین ہے
ملکہ نے کہا اے مہر طلعت یہ زاغ جانے نہ پائے مہر طلعت نے ایک دستک دی باز پیدا ہوا وہ باز
طرف زاغ کے چلا زاغ نے کاؤن کاؤن کرکے ایک چیخ ماری اجلال نے دیکھا اور ایک ٹکڑا زمین پر مارکے
آواز دی او باز سیاہ ایک باز سیاہ پیدا ہوا باز سیاہ اور باز سفید لڑنے لگے زاغ نکلگیا ملکہ نے کہا لو
مہر طلعت باز مفت مین لڑ رہے ہین باز نہین آتے مگر زاغ نکلگیا مہر طلعت نے کہا مین راستہ روکتی ہون
یہ کہکر ایک گوشے مین آئی سحر کیا کہ پانی برسنے لگا ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی اُسپر اسقدر پانی برسا اور
پہاڑی بلند ہوگئی سد راہ ہوئی اب پھر سحر چلنے لگا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا وہی زاغ سیاہ بلند

آسمان پر کاؤن کاؤن کرنے لگا مراد اُسکے کلام کی یہ ہر کہ مہران مہر صورت آپہونچا راستہ نہین ملتا
اجلال نے بڑھکر پہاڑی پر گولہ مارا پہاڑی بیچ مین سے شق ہوئی زاغ نے اپنے کو اُس شگاف مین گرا دیا
جلکر خاک ہوا ایک درہ بنکر تیار ہوا اندر درے کے روشنی ہوئی ملکہ انجم اختر پیشانی نے دیکھا کہ میدان
کارزار مین حرارت بڑھنے لگی نیر اعظم نے حدت دکھائی شعاع چمک کر زمین پر گری اُس درۂ کوہ مین یا تو
روشنی ہوئی تھی یا ہزارہا زاغ سیاہ پرے پر ملائے ہوئے کاؤن کاؤن کرتے ہوئے پیدا ہوئے اور
لشکر ملکہ انجم اختر پیشانی پر چلے کنیزون نے بڑھکر گولے ترنج و نارنج مارے بعض تو جلکر خاک تمام
ہوئے بعض اُسی حالت پر کاؤن کاؤن کرتے پھرتے تھے اُنکی کاؤن کاؤن سے کنیزین کر و گنگ ہونے لگین
ملکہ سے بڑھ بڑھ کے اشارے کرتی ہین کہ ہم بول نہین سکتے کسی کی بات ہمکو سنائی نہین دیتی ملکہ بھی
زاغان سیاہ پر سحر کرنے لگین جب ہاتھ ہلا دیا برق تڑپ کر گری دو چار کے سر اُڑ گئے کہ درۂ کوہ سے
ایک جھونکا ہوائے گرم کا چلا ملازمان ملکہ کے مُنھ پھُنک گئے ملکہ نے کہا لو غضب ہوا ارے
مہر طلعت یہ جھونکا ہوائے گرم کا دیکھا مہر طلعت نے کہا واری مین تو اپنی موافق حقیقت سے کے
زور کر چلی آتا ہی تو آنے دیجیے اُس نمکحرام سے بھی سمجھا جائیگا پریشانی مین منھ سے نکلگیا دیکھا جائیگا
یا تو ہوائے گرم چلی تھی کنیزین اُف اُف کرنے لگین ملکہ نے مینھ برسایا بوندیان آگ کی چنگاریان معلوم
ہوتی تھین کچھ پانی نے ہوائے گرم پر تاثیر نہ کی اب جو دیکھا درۂ کوہ سے ایک شخص بلند بالا ہاتھ پاؤن درخت
کے ٹہنے سینہ چوڑا سیاہ لباس پہنے ہوئے مگر چہرہ بصورت نیر اعظم شعاعین بلند منھ سے دھوان چھوڑتا ہوا
وہی ہوائے گرم ہر کہ ملازمان ملکہ کو بیتاب کرتی ہر آتے ہی ایک نعرہ کیا ارے یارو شہنشاہ اجلال
کہان ہین ذرا ہمارے تو سامنے آئین یہ جوانے للکار کر کہا زمین کانپ گئی اکڑتا ہوا طرف ملکہ انجم
کے چلا انجم نے آواز دی مہر طلعت لینا مہر طلعت نے بڑھکر گولہ مارا گولہ پھٹکر زمین پر گرا ملکہ انھین کی
کنیزون کے سر پر گرا کہ سر اُسکا پھٹ گیا چند کنیزین دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتی طرف صحرا کے نکلگئین اُسی
درے مین غائب ہوگئین مہر طلعت نے پکار کر کہا واری سحر جواب دیتا ہر اُلٹی تاثیر دکھائی مہر طلعت
سامنے گری للکار کر آواز دی او نمک حرام بد انجام قتل شہنشاہ کا تو نے انجام دیکھا اب بہتر یہ ہر کہ اپنا
انجام سنبھال اپنے ولینعمت کو مار کر کیا مزا پایا آج تمھاری قضا اس میدان مین لائی ہر یہ کہنا تھا کہ وہ جوان
مثل ابر کے گڑگڑایا زور سے چیخا کہ زمین کانپی اور چہرے پر اپنے ہاتھ ڈالا معلوم ہوتا ہر کہ مثل نقاب
کے کوئی شی چہرے پر تھی چرچراہٹ کی آواز آئی یہ معلوم ہوا کہ نیر اعظم زمین پر آگیا وہ روشنی تھی کہ درخت
جلنے لگے ذرے چمکے خورشید خاوری چرخ مارتا تھا وہ جوان مہر طلعت کا نام لیکر للکارتا تھا جیسے ہی اُسکے
روئے نحس پر نگاہ پڑی مہر طلعت لہرائی خاموش ہوئی دوپٹہ سر سے سرکا موے مشکین پریشان ہوئے
آئینہ رخسار پر حیرانی زلفون سے ظاہر پریشان پکار کر آواز دی ملکہ عالم لونڈی کا خاتمہ ہوا سحر نے
جواب دیا سب سحر فراموش ہوگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہر قلب کانپ رہا ہر ملکہ انجم بیچین ہوئین مگر منھ سے
یہ نکلا کہ اگر مہر طلعت کو سحر فراموش ہوا تو مین کیا کر سکونگی اس مہران مہر صورت کی صورت مین
وہ سحر ہر کہ جسکی نگاہ پڑیگی مبہوت ہوگا کیا مجال ہر اور کیا تاب و طاقت ہر کہ سحر کر سکے مگر افسوس
نہین معلوم اسوقت شہنشاہ اوج عیاری کہان ہین ایک راز دل تھا وہ اُنسے بیان کر دیتی کہ

ایک کنیز برابر کھڑی تھی اُسنے کہا واری مجھسے کہیے مین خواجہ سے کہدونگی کہا تو گلاب تجھسے کیا کہون مگر صاف ظاہر کرتی ہون کہ جب مجکو اور وزیرزادی کو خواب مین ہدایت ہوئی اور بشارت ہوئی کہ وقت رہائی تمھارا قریب آیا اُسی حال مین بزرگان دین نے جمال باکمال صاحبقران بھی ہمکو دکھایا ہم دونون مشتاق دیدار فرحت آثار صاحبقران زمان ہوے قید خانے مین اکثر بیقرار رہے راتون کو تڑپتے تھے پھر کہتے تھے یہی خیال تھا کہ دیکھین کب رہا ہون مگر اب تو ضبط کو کام کیا راتون کو بیقرار ہوتے تھے اپنی بدنصیبی پر روتے تھے راتون کی نیند اُڑ گئی ہم نہین جانتے کہ آرام کسے کہتے ہین یہ کہکر دلکو سمجھاتے تھے نظم

نگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو ۔ صفاے قلب نے حاصل کیا ہر پاکبازی کو
ہماری خاک کو ای شہسوار وعرش دکھلایا ۔ خدا ہمت زیادہ دے تمھارے ترکتازی کو
مآل کار ہے دعوی باطل کا پشیمانی ۔ خدا سے ای بتو سیکھو طریق کارسازی کو
جلا کرتی ہی گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری ۔ یہ کس گورے بدن کی اُسنے دیکھا ہی گدازی کو
نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونے کا ۔ شہادت بھی بمنزل فتح کے ہی مرغ غازی کو
عزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو کی ۔ جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی بے نمازی کو
بتون نے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اُسکا ۔ خدا بھی کام فرماتا ہی مجھسے بے نیازی کو
خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آنے دے ۔ مکان تنگ مین کودنا غضب ہی اسپ تازی کو
دلادین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے ۔ بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو
کفن خلعت ہی مین دولھا جنازہ تخت دامادی ۔ براق نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو
زبان کو بند کر آتش بس اب اس ہرزہ گوئی سے ۔ گوارہ کیجیے تا کی تری بے امتیازی کو

اتنا ہمارا خیال رکھین کہ بعد ہمارے انتقال کے اگر ہوسکے تو ہمارے مزار پر تشریف لائین فاتحہ خیر تو پڑھ دین کیا عجب ہی کہ روح مجروح تڑپکر آواز دے مطلع روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما + افسوس اس نمکحرام نے ایسے مردود کو بُلایا کہ جسکا دفعیہ ہمارے پاس نہین والد نامدار فرمایا کرتے تھے کہ جسکو مہران مہ صورت صورت دکھائیگا کیسی ہی ساحرہ ہو مگر اپنے آپ سے باہر ہوجائیگی ای گلاب دیکھ رہی ہی کہ مہر طلعت ایسی ساحرہ کس طرح اپنے کو بیہوش ہونے سے بچا رہی ہی لیکن مثل شمع سحری لہرا رہی ہی اب مین بھی اُس مردود کے سامنے جاتی ہون مگر گلاب فراموش نہ کرنا ہمارا پیام ضرور پہونچانا گلاب نے کہا واری خدا نہ کرے کہ آپکے دشمن قتل ہون اور ہم زندہ رہین ہم بھی اپنی جان دینگے زندہ رہکے کہان بسر کرینگے کون ایسی ہماری قدردانی کریگا حضور نے قدر افزائی کی آبرو بڑھائی مگر بی بی جاؤ جو ہوا سحر کردانشاءاللہ اگر اسے بھی مارتا ہون ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا خواجہ ہو عمرو نے کہا کھڑی کھڑی یہ نہ کہو ایسا نہ ہو کوئی ہرکارہ چھپا ہو ان باتون کو سُنکر بادشاہ سے کہے خبر مشہور ہوجائے دیوار و در ہم گوش دارد یہ سنکے ملکہ مہ جبین کنیز ایک جانب غائب ہوئی کھڑی ہوئی مہر طلعت جھوم رہی ہی گرا چاہتی تھی ملکہ نے بڑھکر ایک چھینٹا پانی کا منھ پر مارا ذرا حواس درست ہوے آنکھین کھولدین آنسو بھر کر کہا واری خدا حافظ و ناصر کنیز رخصت ہوتی ہی قوت نے جواب دیا روح کو راحت نہین سحر فراموش ہوا دیکھیے وہ

بھیجا پھر آتا ہی جلکو قتل ہونے دیجیے اب جسطرح ہو نکلجایئے اپنے کو تا بہ صاحبقران پہونچایئے ملکہ نے
تمام صاحبقران کا سنکر آہ کی کہا ای وزیرزادی ہم تم دونون بدنصیب تھے وہان کیا پہونچ سکتے راہ
مین موت آئی **نظم**

تا زناب زدای دل تا صیقل عشق است
چندان کہ کنی خرد تو دستِ طلب ما
چندانکہ زدم تیشہ چو فرہاد درین کوہ
بیہودہ مکن ننگ ز اصل و نسب ما

تا لب نگذارد لب ساغر بہ لب ما
خورشید برد نور ز مہتاب شب ما
تا صبح بود نشئہ مستی بودش یاد
شیرین نشد از شربت مقصود لب ما

افسردہ شود شیشہ بزم طرب ما
از دامن امید تو کوتاہ نگردد
ہر کس کہ کشد جرعہ ما را بلب ما
ما زادہ خاکیم چو خاکی شدہ مخفی

مہرطلعت بھی رونے لگی کہا داری بدنصیب وصل سے دور فراق
کے قریب آپ کو یاد ہوگا بزرگون نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لشکرکشی کر کے طلسم نور افشان مین جانا
فلک نے کہان مہلت دی یہ ذکر تھا کہ ڈہر دکی آواز آئی دیکھا مہران مہرصورت فوج کو پامال کرتا ہوا
آتا ہی پکارا ای انجم ٹھہر جاؤ اجلال نے اپنے کو آپ کی محبت مین برباد کیا کیا اچھا چل پا ملکہ انجم نے کہا
او نمک حرام کیا بیہودہ باتین کرتا ہی ہمارے بزرگون کا خون ایسا مفت تھا کہ بزرگون کو قتل کرے ہمکو
معشوق بنائے مہران مہرصورت نے کہا اب خاتمہ ہی اجلال پکارا ای مہران تسخیر کر دے دل ان
دونون کا میری محبت سے بھر دے یہ دونون مجھپر مائل ہوجائین یہ بھی تو تیرا کمال ہی سامری و جمشید تجکو
سب کچھ بتلا گئے مہران مہرصورت نے آواز دی ای اجلال بس یاوہ گوئی نہ کر یہ دہ شوخ دیدہ
گیسو بریدہ ہی اگر تو تمام عمر جبہہ سائی کریگا تجھ سے کیا آواز آئیگی ہمیشہ ذلیل رہیگا اجلال نے کہا ای
بھائی مہران مہرصورت سلطنت کے واسطے اپنے کو نمک حرام بنایا تمام دنیا مین برائی مشہور ہوئی
سمنکال آنکھون کے سامنے مارا گیا کیا صدمہ عظیم اٹھایا مگر کوئی مطلب حاصل نہین ہوا ایک دن تخت
پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا اسی ظالم کی خدمت مین مصروف رہے وہی باغ مسکن ہوا نے ایک دن محبت کی
بات نہ کی مہران نے کہا پھر تسخیر کو کہتا ہی ملکہ مسکرا رہی ہین سحر تیار ہوتا جاتا ہی مگر صورت اس نامرد کی
دیکھکر قلب ٹھہر جاتا ہی وزیرزادی کی صورت دیکھکر رونا چلا آتا ہی ہر مرتبہ ملکہ فرماتی ہین کیون مہرطلعت
کیسا مزاج ہی لبی کچھ جواب دو ہم ابھی اُس سے سامنا کرتے ہین تمھارے واسطے مرتے ہین افسوس ہم تم
دونون دنیا سے محروم چلے خدا خواجہ کو سلامت رکھے کہ وہ بخیر یہانسے نکلجائین ایسا نہ ہو کہ وہ بھی
پھنس جائین مہران مہرصورت نے کہا ای انجم لو ملکہ بڑھکر مسکرائین گوہر دندان چمکے درج دہن کھلا
موتی برسے مہران پر گرے مگر اُسکا چہرہ مثل آفتاب کے ہی جو موتی گرا مثل قطرۂ شبنم تھا گویا توے پر
پانی کی بوند پڑی چھن چھن کی آواز آئی قطرے جمکر رہگئے کئی مرتبہ پھول برسائے پھول لگکر رہگئے دستک دی
بلبلین پیدا ہوئین بلبلون نے سر پیٹا منقارے زمزمہ سرائی کی غزلین بہاریہ گائین مگر کسی شے نے
تاثیر نہ کی لاچار ہوکر چکرا گئین سحر کرنا موقوف کیا زانو پر ہاتھ مارا کہا لو مہرطلعت خاتمہ ہوتا ہے
مہران مہرصورت نے نقاب چہرے سے اُلٹی چہرۂ نحس پر جو اسکے نگاہ ملکہ کی پڑی تھرتھرا کانپی
اور ایک چیخ ماری زمین تھرا گئی مثل وزیرزادی کے ملکہ انجم بھی لہرانے لگین صاف ثابت تھا کہ دو
ستارۂ سحری مائل بہ سفیدی ضوندار دتھرا رہے ہین یا دو شمع سحری بھڑک کر لہرا رہی ہین گل
ہوا چاہتی ہین مہران مہرصورت ہر مرتبہ آواز دیتا ہی ای نازنینان مہجبین برمن نگر

جون جون نگاہ اسکے چہرے پر انکی پڑتی ہی مبہوت ہوتی جاتی ہین ہونٹھ جو مثل یاقوت احمر ہین اُنمین جنبش نہین
سحر کرنیکی کوشش نہین کنیزون مین شور وغل بلند ہی رنگین ڈوپٹہ منھ پر رکھکے روتی ہین پکارتی ہین ای
ملکہ عالم ذرا تو بولیے ہم آپسے کلام کرنا چاہتے ہین آپ ہماری قافلہ سالار ہین ہمکو بھی ساتھ لیجیے
آپ کے ساتھ ہمارا رہنا بہتر ہی آپکے بعد ہمارے واسطے سامان ذلت ہی نہین معلوم یہ کافر
ہمارے ساتھ کیونکر پیش آئین آپ جانتی ہین یہ سب ہمارے دشمن و رہزن ہین دس یہ کلام کہتی ہین
دس چیخین مارکر روتی ہین اور کہتی ہین صاحبو کاشکے قید رہتے قید سے چھوٹ کر دوسری بلا مین پھنسے
اس وقت لشکر مین ملکہ انجم کے غل بلند ہی سرداران نامی جو جو سحر مین زبردست ہین وہ مہران مہر صورت
پر پڑھ پڑھ کے سحر کر رہے ہین جسنے آکر سحر کیا اسنے صورت دکھا دی اُسنے گریبان چاک کیا کچھ بیہودہ
بکتا ہوا اسی درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا سیکڑون سردار اسی طرح دیوانہ وار وحشی مثال جا جاکر
غائب ہوئے مگر نہین رکتے خیرخواہ جانباز سرفروش اپنی شاہزادی وزیرزادی کو دیکھا کہ چپ
کھڑی ہین اجلال نے جو یہ معرکہ دیکھا گولہ پکڑکر فوج پر جا پڑا کوئی رکتا نہین چند کنیزین کہ محرم راز
ہین شاہزادی کی دمساز ہین اُسی باغ مین یہ بھی قید تھین جب ملکہ چھوٹین یہ بھی چھوٹین انھون نے
جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا سر کھولدیے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارتی ہین ای خالق بے نیاز
وای رب کارساز تیرا اعتقاد کیا ہی اپنی قدرت کا واسطہ رحم اپنا شریک کر ہماری بی بی کو بچالے
اس ملعون کی صورت کسی کو نہ دکھا نہین معلوم یہ بچہ کیا صورت عجب دکھاتا ہی کہ ہر شخص دیوانہ وار
وحشی مثال جاکر درۂ کوہ مین گرا اور غائب ہو گیا درۂ کوہ کان نمک ہی کہ جو گیا وہ غائب ہو گیا
پلٹکے نہ آیا کیسے کیسے ساحر لڑے کسیکا زور نہین چلا ہم بیچاریان کیا کر سکینگے ملکہ کی ہمراز ہین کیا ہم
شعبدہ باز ہین خدا انکو سلامت رکھے جنکی ذات سے ہماری آبرو و عزت ہی شاہان اولوالعزم آکر
سلام کرتے اور در دولت پہ ہمارا چوکی پہرا ہوتا کہ شہنشاہ فیروزہ پوش قتل ہوئے تھے انکی
صاحبزادی نے اپنی سلطنت ملک آباد ہوا تو یہ سب سامان دکھا دے اس ظالم کے ہاتھ سے
ہمارے مالک کو بچالے اجلال فوج کو قتل کر رہا ہی ہزارون کو اس ناری نے جلا پھونک دیا
جس غول پر گرا آگ لگادی زمین و آسمان آتشبار فریاد فریاد کی پکار مہران مہر صورت بڑھا
کر دونون کی گردن کھینچکر پھینکدون اُسوقت کنیزون نے گولے ترنج و نارنج مارے مہران مہر صورت
ادھر لپٹ پڑا اسنے دو سو کو دیوانہ کیا برسن نگر برسن نگر کہتا ہوا چند قدم بڑھا کہ ایک آواز ہیبتناک
آئی زمین تھرائی آواز یہ تھی کہ او مہران مہر صورت کیا ہمارے حکم سے خلاف ہوا تو سمجھا کہ آج
انھون نے اجلال و محلال کو کیون نہین قبول کیا یہ معشوقان قدرت ہین قدرت نور قدرت
ان دونون کے پیٹ مین اُتارینگے وہ شخص پیدا ہو گا کہ تاثیر خدائی تمام عالم مین پہونچے یہ سنکر
اجلال تو کانپ کر گوشہ گیر ہوا مہران مہر صورت نے سر اُٹھایا دیکھا خداوند سالوس
بصد قہر و غضب تخت کو اُڑائے ہوئے آتے ہین ایک جامہ پہنے ہین کبھی سرخ کبھی زرد کبھی اُودا
کبھی کبود وہ جامہ رنگ بدلتا ہی تاج یاقوتی سر پر مروارید بے بہا کے گچھے ایک ایک مروارید
برابر بیضۂ عقاب کے تختیان الماس کی خوشبو آتی ہی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہی مہران سے

جو دیکھا جی مین کہتا ہی ساربان زادہ آپہونچا کس رنگ سے آیا ہی چلتے وقت میرے پیر نے کہا تھا کہ عمرو
کسی نہ کسی صورت پر ضرور آئیگا ایسے کی شکل پر آیا کہ جب کا سب لحاظ کرین آیا اور مین نے گردن لی مگر
تخت پر ایک چھتری سی لگی ہوئی ہی چار ستون تخت پر قایم ہین اُس چھتری کا قدرت پر سایہ ہی تخت آگ
زمین پر قایم ہوا مہران مہر صورت نے کہا یا خداوند آپئے مین تو آپ کا دیر سے مشتاق تھا اب جو
خواجہ دیکھتے ہین مہران کے ابرؤن پر بل ہی خواجہ حیران ہین کہ یہ تو مجکو پہچان گیا پیشانی پر جو اُسکے
شکن پڑی خواجہ نے اُسی کو سطر بنایا مطلب دل حاصل کر لیا سمجھ گئے کہ اسنے مجکو پہچانا مہران ٹہلتا ہوا
چلا کہ یا خداوند قدمبوسی تو کر دون آپ نے بھی ہاتھ پھیلا دیے آواز دی کہ آ قدرت کے گلے سے
لگ جا جو تم سمجھے ہو وہ قدرت سے بھی ذہن مین ہی مہران حیران ہی کہ ساربان زادہ کیا کہتا ہے
جب قدمبوسی کو گردنگا ٹانگ پکڑ کر کھینچ لونگا خواجہ فرما رہے ہین کہ بندۂ خاص الخاص آؤ ہم تمہارے
بہت مشتاق ہین مگر افسوس کہ دل تمہارا صاف نہین ہی کیا سمجھتے ہو مہران کہتا ہوا چلا آپ ہمارے
خداوند ہین ہماری خطا پر خیال نہ کیجیے ہمارے دلون مین ہزار طرح کے خیال آتے ہین چار عنصر سے
آپ نے بنایا کبھی آگ غالب ہوئی کبھی پانی ہماری حماقت کو خیال نہ فرمایے سجدہ کر دون تو دل
کو خوشی ہو خواجہ بھی کہہ رہے ہین ای فرزند آ ای قوت بازوے قدرت تمہاری باتون سے دل
خوش ہوتا ہی کیا پاک طینت ہو بڑے خوبصورت ہو اب آنے مین کیفیت یہ ہی کہ ادھر تو خواجہ نے
پہچانا کہ بیشک اسنے مجکو پہچان لیا اُدھر مہران مہر صورت بھی یہی جانتا ہی مگر اتنا سمجھے ہوئے ہے
کہ میرے حال دل کو ساربان زادہ کیا سمجھ سکتا ہی ٹانگ پکڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا کلام نہ کرنے دونگا
سر کھینچکر پھینکدونگا یہ سوچتا ہوا قریب تخت پہونچا اور دل مین بڑا خوش ہی کہ آج یہ تخت مین پاؤنگا یہ
وہ تخت ہی کہ ملکہ دمامہ جادو نے حکماے اشراقین کو جمع کر کے یہ تخت واسطے زبرجد شاہ کے
تیار کرایا تھا وہ تخت عمرو نے پایا جہان چاہتا ہی اسی پر سوار ہو کر جاتا ہی کیونکر دیکھنے والا کرامات نہ سمجھے
سحر کی اسکے آگے کیا حقیقت ہی جہان چاہے وہان چلا جائے کوئی روک نہین سکتا جب تخت کے برابر آیا
تو کہا یا خداوند اب مین قدمبوسی کر دون عمرو نے پاؤن پھیلائے ہاتھ کھینچے جیسے ہی اسنے ستون پر ہاتھ
رکھا وہ ستون بارگاہ دانیالی کا تھا جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ بھی ہمیشہ سے نشان دیے ہین اس حقیر نے
خواہ محرران ہفت دفاتر آگاہ ہون یا نہ ہون مگر حقیر نے ہوشربا مین بھی پتہ دیا ہی کہ بارگاہ دانیالی
وہ چیز ہی کہ اکثر اسکی عیاری ہوشربا مین بھی حقیر نے کرائی ہی جسقدر چاہین بلند کر دین جسقدر چاہین
پست کر دین یہ سب خواجہ کے اختیار مین ہی جیسے ہی مہران مہر صورت نے ستون پر ہاتھ رکھا
کسی نے جوڑ دون مین ہاتھ دیکر دم سے دے مارا پیر طناب مین بندھ گئے سر نیچے پیر اوپر عمرو نے
زنبیل سے رگے کو نکالا چندیا کے اُسکے بال اُڑے ہوئے سیہ فام کدھیانے کا بچھونجہ ایک
عرق میلی باندھے ہوئے دن بھر ٹوکری ڈھوتا مار پڑتی ہی تین پیسے روز سرکار خواجہ سے ملتے ہین
اسمین اچھی طرح بسر نہین ہوتی شکم و پشت ملا ہوا حاضر حاضر کہکر باہر آیا مہران تڑپ رہا ہی جون جون
تڑپتا ہی اور زیادہ پیر بندھے جاتے ہین عمرو نے پکار کر کہا اے کمارے دریافت کرو کہ یہ کیا ہنگام
ہی کارخانے مین میاں ہی یا نہین رگے نے عرض کی بہت قلیل باقی رہگئی ہی دس مین ساحر اور اسکی محبت مین

دوڑ پڑے ہین وہ بھی لٹکے ہوئے مین گرگے کا سونٹا چارجانب چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ہی
یہ لطف ہی کہ عمرو نے مہران مہر صورت کو پکڑ لیا گرگے نے ساحرون کے دماغ مین سوئے سے چھید کر دیا ایک
انگیٹھی مین آگ روشن کی ایک چینی کا پیالہ رکھدیا بھیجا ٹپک ٹپک کر گرنے لگا اس طرح موسیائی بنتی ہی
گرگون نے عرض کی حضور اصل موسیائی یہی ہی سواے حضور کے کارخانے کے اور کہین اسکا ذکر بھی نہین ہی بلکہ
کوئی جانتا بھی نہین خواجہ خوش ہوتے جاتے ہین گرگون کا سونٹا چل رہا ہی بعضے گھبرائے ہوئے آتے ہین
عرض کرتے ہین حضور ساحرون کا بڑا اجماع ہی چلے ہی آتے ہین سند باب کی تدبیر کیجیے حکم ہوا اچھا آنے دو
دم بھر مین تدبیر ہو جائیگی جیسے ہی ساحرون نے قدم رکھا گرگون کا سونٹا چلا دس بیس مرے جو عقلمند تھے
وہ تو رک گئے اور جو جوش محبت مین گرے پڑتے ہین انپر سونٹا پڑ رہا ہی ایک مرا اور دوسرا دلاور
نے جوش مین آ گھوڑے اٹھائے سامنے تخت کے پہونچے گھوڑون سے کود چاہا ٹانگ پکڑ کر
عمرو کی کھینچ لین جیسے ہی ستون مین ہاتھ لگایا کسی نے جو تڑون مین ہاتھ دیکر دے مارا الٹے لٹک گئے
گرگے نے سونٹا مارا سر بھٹ گیا مرنے کی ساحرون کے صدا بلند ہوئی گرگون نے کئی سوئے مہران
کو مارے تڑپ گیا پکارتا ہی اے عمرو دوہائی ہی دونون شاہزادی و وزیرزادی یہ معاملہ دیکھکر ہنس رہی ہین
مگر اختیار مین نہین ہین دم بدم گھبرائی ہین اشارے کر رہی ہین خواجہ سے کہ خواجہ ہمکو تو رہا کرو بس عمرو
اپنے مقام سے اٹھا گرگے سے کہا اس ملعون کا سر کاٹ لے اس وقت اسکی بیقراری اجلال جو گوشے
مین چھپا تھا یہ تو سمجھا تھا کہ خداوند سالوس آئے یہان دوسری صورت ٹھہری اب جو اسنے گوشے سے سنا کہ
ساحرون کے مرنیکی آواز آرہی ہی سمجھا کہ کچھ قدرت نے آشوب کیا کچھ تقدیر کی اب ساحر کیون مرتے ہین
اپنے کو ناحق مطعون و بدنام کرتے ہین نکلکر گوشے سے جو دیکھا مہران مہر صورت کی چھاتی پر عمرو
چڑھا بیٹھا ہی ہزارون لاشے گرد پڑے ہین ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ملکہ انجم نے نگاہ یاس
طرف خواجہ کے دیکھا کہا خواجہ کنیزین بہت بیتاب ہین عمرو نے اپنا خنجر نکالا اجلال نے جو خنجر دیکھا
زمین سے آواز دی میرے رفیق کو قتل نہ کرنا عمرو نے ادھر سے منہ پھیر لیا اٹھاکر خنجر مارا کہ مہران کے
دو ٹکڑے ہوئے ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت کو ہوش آیا اپنے مقام سے تڑپین اب جو جھپٹ کے
بچے نے اجلال گھبرایا بھاگا بھاگا پھرتا ہی عمرو اسکو مار کر اسی طرح تخت پر سوار ہزارہا ساحر خواجہ عمرو
کو گھیرے ہین عمرو اسی طرح تخت اڑاتا ہوا ایک جانب نکل گیا ساحر تھک کر بیٹھے یہی غل و شور تھا
کہ یارو سارباں زادہ بے زخم کھائے نکل گیا اتنے بڑے ساحر کو مار گیا جسکا تمام عالم مین عدیل و
نظیر نہ تھا ہر طرف سے صدا رونے کی آتی ہی بڑی دیر تک سنگباری برفباری رہی بعد عرصۂ دراز
کے آواز آئی کشتی مرا نام من مہران مہر صورت جادو بود جادوگرون کے جی چھوٹ گئے آپس مین
کہتے ہین یارو ایسا ستم کبھی کہین سنا ہی کس قہر و غضب سے خواجہ عمرو نے آکر مہران مہر صورت کو
مارا سارباں زادہ غضب کر گیا ساحرون کا گھر بے چراغ ہوا یہ بہت بڑا داغ ہوا اجلال نے جب اپنے
بیدست و پا پایا غصے مین کمر باندھ کر جا بجا سحر کرنے لگا کبھی ملکہ کو ٹوکا کبھی وزیرزادی پر جا پڑا کبھی
کسی کنیز سے الجھ گیا جہان اسکا سحر چلا زمین ہلنے لگی ہر طرف یہی بلا ہی کہ اس ظالم سے خدا بچائے ہزارون
بندگان خدا کو پامال کرتا پھرتا ہی یارو یہ وہ بھیا ہی کہ جسنے شہنشاہ کو دار پر کھینچا اسکو رحم نہ آیا اب

آج چاہتا ہی انکی نشانی کو بھی مٹا دے اس جلاد سے خدا بچائے کسی کا اسکو خوف نہین مگر اجلال جادو
لڑتا بھڑتا جاتا ہی ملکہ نے کہا ای مہر طلعت اب کیون ڈرتی ہو ارے بیخوف لڑو جسپر ہم غالب نہ آسکینگے
اُسکو خواجہ عمرو مارینگے خدا اُنکو سلامت رکھے یہ تو ایسا کارنمایان کیا کہ آنکھون کے سنیچے نقشہ پھر رہا ہی
کیون مہر طلعت یہ تخت کیا چیز ہی یہ جامے نے رنگ کیونکر بدلا کہا ملی بی یہ تحفہ جات بزرگان دین ہین
حضرت آدم نے دیو جامہ دیا اُس جامے کی تاثیر ہی کہ اُسمین جتنے پیوند ہین اُتنے ہی رنگ بدلتا ہی
اگر اسکو پہنکر آگ مین پھاند پڑین جسم نہ جلنے پائے جسم پر آنچ بھی آئے ملکہ انجم اختر پیشانی کے
ہوش اُڑ گئے وزیر زادی نے یہ بھی بتلا دیا کہ یہ تخت زبرجدی زبرجد شاہ کو مار کر لیا تھا اُسکے
قصر معلق پر پہونچے وہان جاکر اُسکی گردن لی اُسی تخت پر سوار ہوکر زیر قیطول آئے صاحبقران کو
بہت ڈرایا بھلا وہ شیر کب ڈرنے والے تھے آخر حال کھلا کہ خواجہ ہین حضور اس طرح سے تحفے
پائے ان چیزون کا کون سامنا کر سکتا ہی ملکہ انجم اختر پیشانی کے ہوش اُڑ گئے کہا جسکو خدا نے
یہ طاقت دی ہو اور یہ تحفے ہم ہون اُس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی کہا نہین واری یہ نہین یہ صرف
جان بچانے کی چیزین ہین کبھی کبھی ان چیزون سے عیاری کرتے ہین مگر اجلال نے باران سحر برسایا
سپاہیون کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا ملکہ انجم اختر پیشانی نے یہ حال دیکھا اور بہت جھلا مین
اجلال پر جا پڑین خوب آپسمین سحر چلے باز و عقاب پیدا ہوئے شیران صبح اُلٹر لے نکلا لئے آگ خوب
برسی ملکہ انجم آگ مین چھپ گئین آگ کو بجھا کر نکلین سب آگ پانی ہو گئی اجلال گھبرایا دوسرے
پہلو سے ملکہ مہر طلعت نے پڑھکر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اُسمین سے ایک چادر سرخ
ظاہر ہوئی جدا ہوکر اجلال پر گری اجلال نے اُس چادر کو توڑا تو اُڑ کر چلا تھا کہ مہر طلعت نے
آواز دی اسکو لینا ایک ببر آتشین پیدا ہوا اُس شیر نے اجلال پر حملہ کیا اجلال نے طمانچہ مارا
شیر اجلال کو لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے شیر سے اور اجلال سے کشتی ہونے لگی
آخر اجلال نے شیر کو چیر ڈالا دوسرے پہلو سے اژدہا پیدا ہوا اُس اژدہے نے آکر اجلال پر
پھونک ماری اجلال نے چاہا اژدر کے گلے چیر ڈالون مہر طلعت نے ایک کوڑا مارا آتشین کا پشت
اژدر پہ مارا اژدر نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی دم کھینچا اجلال کو اپنے منہ مین لے لیا رینگتا ہوا
پشت پر ملکہ انجم اختر پیشانی کے آیا ملکہ انجم نے کہا ای مہر طلعت تم نے خوب اجلال کو قید کیا
اب اسکے پیٹ مین بیہوش پڑا ہی اہالیان فوج نے جو یہ ماجرا دیکھا اور ملکہ نے سحر کرنا شروع کیا
عجب کیفیت ہوئی بعضے عشق کا دم بھرتے ہین بعضے کہتے ہین ہم بے موت مرتے ہین ملکہ نے آواز دی
ای ساحران غدار ہر چند کہ تم لائق سزا ہو مگر ملک کا مٹا دینا منظور نہین اس سلطنت دو روزہ پر
غرور نہین تصدق سے خواجہ عمرو کے لڑائی فتح ہوئی یا اطاعت ہماری کر دیا ہمارے ملک سے
نکلجا دیا رو یہ بھی جانتے ہو کہ یہ صاحبزادی شہنشاہ فیروزہ پوش کی ہی حاکم و وارث یہ سنتے ہی
تمام ساحران غدار رومال سے ہاتھ باندھ کے سامنے ملکہ کے حاضر ہوئے عرض کی ہم غلامان
ہیں از زمین اور قتل شہنشاہ سے مجبور تھے ایسے ایسے سامان آپکے ساتھ نہ ہوتے تو اس
پر کیونکر غلبہ ہوتا کیا کیا بلائین لیکر آیا تھا حیران مہر صورت یہ گمان تھا کہ کوئی غالب ہوگا

خواجہ عمرو نے کس صورت سے اسکو مارا یہ سب سامان جب خدا نے آپ کو دیے تب آپ نے اسکو مارا
خدا نے یہ دن دکھایا کہ آپ کی سلطنت کو استحکام ہوا اب ساحر ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت کے
پیچھے پیچھے نوبت نقارے بجاتے ہوئے طرف دار الامارۂ شاہی کے چلے جب طرف تختگاہ کے آئے
خواجہ کا انتظار ہی خواجہ ابھی واپس نہین آئے ہین ملکہ انجم اختر پیشانی تخت پر بیٹھین اور کرسی جواہر نگار
پر ملکہ مہر طلعت سلام کر کے بیٹھین ملکہ نے فرمایا اژدہے کو لاؤ ایک ساحر کان پکڑے ہوئے اژدہے کو
سامنے ملکہ کے لایا اژدہا سامنے آکر بیٹھا ملکہ نے فرمایا کہ کیون اجلال اپنا انجام دیکھا تمکو ابھی کیا کیا
سزا ہوتی ہی تمھاری تقدیر تمھارے حال پر روتی ہی اژدہے نے آنکھین نکالین مراد یہ تھی کہ مین ہرگز
اطاعت نہ کرونگا کہ آسمان پر ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا آواز آئی او ادا نجم غضب کیا تو نے میرے
دوست صادق کو پکڑ لیا وہ ساربان زادہ کہان ہی جسنے مہران مہر صورت کو مارا دیکھ تو تجکو
کس ذلت سے مارتا ہون منم مسطور جزیرہ نشین دیکھون تو تو تخت پر کیونکر بیٹھتی ہی سب سامان
خاک مین ملا دون ہائے اجلال و محلال و سمنکال و عمان و مہران مہر صورت یہ ایک خیال ہون
ہیسے نہ دیکھا جائیگا کہ تجکو تخت پر دیکھین سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگے کہ تجھ ایسی عورت کو
پھر سلطنت دی انکو افسوس نہ آیا جب تک ملکہ سر اٹھائین مہر طلعت اپنے مقام سے اٹھین ایک
برق کڑک کر گری کہ اژدر کے دو ٹکڑے ہوئے شکم سے اسکے اجلال نکلا دھڑ دکا مارتا ہوا مثل
شیر غضبناک جست و چالاک و بیباک لڑنے لگا مسطور جزیرہ نشین بھی بارگاہ مین گرا سب نے
دیکھا ایک ساحر بڑے قد و قامت کا کئی ہزار رفقا ساتھ لاکھ ساحر پشت پر حربہاے سحر ہاتھ مین
گرتے ہی انکے سحر چلنے لگا ملکہ انجم کی کنیزین بھی سبھون سے لڑ رہی ہین ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین ان
ساحرون کے سحر اٹھائین اب جو مسطور جزیرہ نشین کے دناتے اور ستاتے چلے مسطور نے اجلال
کو بیچ مین لے لیا رفقا سے کہا اسکو بچاؤ یہ دعویٰ دار ریاست ہی اسکو لیکر بخدمت خداوند
سامری چلینگے تمام ساحر کانپ رہے ہین ایک ایک کا یہی قول ہی اب لڑائی بگڑی مگر ملکہ انجم
نے ہنس ہنس کے وہ وہ سحر کیے کہ سیکڑون نابکار دیوانے ہوئے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے
بیٹے کو لٹکا را جب مار چکا تو ہوش آیا کہ ہائے میرے ہاتھ سے بیٹا مارا گیا منھ پیٹ رہے تھے مہر طلعت
تو غول مین ساحرون کے گھسی ہوئی لڑ رہی ہی دو دستی تیغ چل رہا ہی کئی مرتبہ مسطور نے اجلال سے
کہا نکلو ہاتھ سے ان نازنینان مہ جبین کے بچنا دشوار ہی سب تحفے بزرگون کے ملینگے اب کون
اپنے آنکھ لائے کسکی مجال ہی کہ ان تحفون کو رد کرے پھر سمجھ کے لشکر کشی کرینگے اجلال نے کہا
بھائی مین نے تو یہی سمنکال سے کہا تھا مگر قضا اسکا دامن پکڑے تھی مہران مہر صورت آکر
لڑا اسکو عمرو نے مارا گئے کی موت مارا گیا مگر ملکہ انجم جو لڑتے لڑتے تھک گئین وہ نازنین مہ جبین
فردوہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال + اگر نہ بوسے کا گذرے خیال + سالہا سال سے قید مین
صبح سے لڑتے لڑتے بھر دن ڈھلا باقی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہاتھ سیاہ ہو گئے ایک گوشے
مین منھ کو ڈھانپنے لگین مہر طلعت بھی لڑتی ہوئی آئی پوچھا کیون واری خیر تو ہی کہا اے مہر طلعت
تو جان تیر کام جانے ہیسے اب اسوقت سحر نہین ہو سکتا بڑی دل کر پریشانی ہی دیکھین تقدیر

کیا دکھاتی ہو مہر طلعت نے کہا واری پریشان نہ ہو جیے مسطور جزیرہ نشین کا خیال نہ تھا
اجلال کا یہ بڑا دست ہو خراج بھی اس سے لیتا تھا اس اقلیم کی سلطنت سے اسکو بڑا نفع تھا یہ
اپنی جان لگا دیگا نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری ایک کنیز نے کہا مین خواجہ کو بلا لاؤن مگر خواجہ
اسکا کیا کرینگے ملکہ نے کہا کوئی موت اسکے واسطے تجویز ہوگی کنیز نے کہا بہت خوب یہ کہکر پیچھے ہٹی
اب ملکہ انجم اختر پیشانی نے دیکھا کہ کنیز نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہٹو ہٹو کرتی ہوئی چلی سامنے
مسطور کے پہونچی آواز دی ارے شاہزادی و وزیرزادی سحر کرتے کرتے تھک گئی ہین اس وقت
گھیر کر مار لو میرے ساتھ آدمین گرفتار کرا دون لیکن اگر یہ دونون قتل ہو جائین اور سلطنت سے
تو عہدہ وزارت ہمکو دینا ہم اسی کے خواہان ہین اسمین فرق نہ آئے اجلال نے کہا تمھارا نام کیا ہے
کہا حضور نے فراموش کیا سرکوب ساحران میرا لقب ہی ہمیشہ آپ کے دربار مین حاضر رہا آج حضور
بھولتے ہین ابھی ابھی خاتمہ کر دون لاشون سے میدان بھر دون مین دونون کو گرفتار کرا دون
آپ میرے ساتھ آئیے مسطور بڑھا راہ مین کئی کنیزون کو ساحر نے مارا جسنے سحر کرنیکا ارادہ کیا
ساحر نے تیر تاک کر مارا حلق مین پڑا گدی کو توڑ کے پار گذر رہا یہ تیز دستی جو مسطور نے دیکھی
کہا بھائی سرکوب ساحران کیا کہنا تمہے ساحر زبردست ہو کہا حضور اسی طرح ملکہ انجم کو
مارونگا اتنا فرق ہے کہ میرا سحر کمزور ہے آپ سحر کو اپنے مضبوط کرین لڑتے بھڑتے بلوون کو جھیلتے
ہوئے چلے سرکوب ساحران جنکا لقب ہے کبھی بیٹھ گئے کبھی لیٹ گئے غلطک مار کر نکلے ہاتھ ہلا دیا
دو چار کے پیر اڑ گئے مسطور جزیرہ نشین نے کہا بجا ئیصاحب آپ نے اپنے ساتھ والون کو
مارا ذرا پہچان کے قتل کیجیے کہا بھائی اسکا خیال نہ کرو جب تلوار کھینچی اپنا بیگانہ کچھ نہین سوجھتا
اسکا خیال نہ فرمائیے میرا اعتراض نہ کیجیے مسطور نے کہا مین تو ضرور رکھونگا ساحر نے جواب دیا
آپ خاموش رہیے چلے چلے آئیے انجم کا ستارہ گردش مین ہے اُسکا سر مجھسے لیجیے ساحر
خوش ہو گئے سمجھے کہ اب لڑائی فتح ہوئی سرکوب ساحران نے میدان مین آکر کہا دیکھو بھائی
وہ انجم تھکی ہوئی کھڑی ہے ہر چند وزیرزادی تھکی ہوئی ہے مگر لڑ رہی ہے پہلے اسکو لو پھر شاہزادی
کو مین جال مین گرفتار کر دونگا یہ سوچکر تو ساحر صاحب لائے تھے ساحر آگے بڑھا پکار کر آواز دی
او مہر طلعت ادھر آ ذرا ہمسے آنکھ چار کر جیسے ہی مہر طلعت بلٹی سمجھ گئی کہ یہ تو خواجہ عمرو
بشکل ساحر ساتھ ہین مسکرا کر گولہ پھینکا مگر خواجہ کو بچا کر کہ ایسا نہ ہو خواجہ کے پڑ جائے خواجہ
بھی سمجھ گئے کہ مہر طلعت نے مجھکو پہچانا ایک ترنج پھینکا مہر طلعت نے اُسکو دفع کیا ساحر نے
پلٹ کر کہا اے مسطور دیکھتے ہو کہ کیسا زمر سحر مہر طلعت کا آیا بڑھکر گولہ مارو کہ سر پھٹ جائے
مین بڑھکر جال مین پھانس لونگا مسطور نے جیسے ہی بڑھکر گولہ مارا وہ گولہ پھٹا ملکہ مہر طلعت
نے اُسی گولے پر سحر کیا کہ وہ گولہ پلٹ کر زمین پر گرا مسطور نے بڑھکر دوسرا ترنج پھینکا ترنج
پھینکنے سے سرکوب ساحران نے پلٹ کر کہا بھائی خوب سحر کیا دیکھو مہر طلعت خاموش ہوئی
تم بڑھکے اُسکا سر کاٹو مین تمھارا سر کاٹون مسطور جزیرہ نشین نے کہا بھائی یہ کیا کہا کہا بھائی بات
برابر ہے میرے مزاج مین دل لگی ہے بُرا نہ ماننا مسطور چھپٹا مہر طلعت کو دیکھا ابھی تھا کہ سُست

کھڑی ہی جیسے ہی تیغ کھینچکر جھپٹا سرکوب ساحران پیچھے ہٹے کہا ہان بھائی ایسی تیزی سے چلو جیسے ہی
مسطور دو قدم آگے بڑھا سرکوب نقلی نے حلقہاے کمند گلے مین مسطور کے ڈالدیے یہ ارے کھینچ لینا
عمرو نے لپٹ کر خنجر مارا نعرہ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہون
حسبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکرے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پا گے مری گرد پا پوش کو

سب نے نعرہ عمرو کی آواز سنی
ملکہ نے پکار کر آواز دی سبحان اللہ خواجہ بڑے سرکش کو مارا ایسا اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے
کو خود نہ سوجھتا تھا آواز آئی کشتی مرا نام مین مسطور جادو بود ہرا ہیان مسطور گھبرا گئے غل ہوا کہ
یار وغضب ہوا افسر ہمارا مارا گیا اجلال نے تاج سر سے دے مارا اجلال سر پیٹتا ہر پھرا ہیان
مسطور کہتے ہین ای اجلال نہ گھبرا ہم اڑ بھڑ کر زمین ہلا دینگے انکو چین نہ لینے دینگے لڑائی تو خوب
لڑلو اجلال نے کہا ہمارا سحر جواب دیچکا ہی ساحرون نے کہا آپ نہ گھبرائین ہم لڑلینگے یہ سنکے
بلو کرکے بڑھے ملکہ انجم اختر پیشانی چپ کھڑی تھین پکار کر آواز دی خواجہ براے خدا میرے
پاس آؤ تمھارے چہرے کی بلائین لون خواجہ بصورت اصلی بڑھے ملکہ انجم چاہتی ہر کہ دوڑ کر ہاتھ
خواجہ کا پکڑلون تڑپ کر ایک پنجہ گرا خواجہ کو اٹھا کر لیگیا ملکہ انجم نے پکار کر کہا ای مہر طلعت
غضب ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا خواجہ کو اٹھا کر لیگیا نہین معلوم یہ کون ظالم تھا مار آستین ہر کہ
بغل اپنا کام کر گیا مہر طلعت نے کہا آپ اب ہوشیار ہو کر لڑین مین تعقب مین جاتی ہون ملکہ نے
کہا ای مہر طلعت زیادہ کد و کاوش کا وقت نہین ہر اجلال ابھی زندہ ہر اگر اُسنے جہالت کی اور ہم
گرفتار ہوگئے خواجہ کو خدا کے سپرد کرو لڑائی کو سنبھالو مہر طلعت نے کہا واری افسوس کا مقام ہر
کہ عمرو نے کس کس طور سے ہماری جان بچائی ملکہ انجم اختر پیشانی نے کہا سچ ہر مگر خدا اُنکا مالک ہی
وہی انکو بچائیگا یہ کہکے دونون سحر کرنے لگین مگر خواجہ کا احوال سنئیے متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے
اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ آفت جان جنبش ابرو خنجر سر تیز لب نازک موجۂ آب
تبسم دلربائی عارض انور ماہ آسمان مسیحائی لباس معقول زیب جسم تاج سر پر رکھا ہوا یاقوت احمر کا جسکی
چھوٹ پڑ رہی ہر معلوم ہوتا ہر شفق نے گرد تخت اپنا مسکن کیا ہر آب لطافت سے سارا مکان بھرا ہی
اُس مہ جبین نے مسکرا کر کہا کیون خواجہ آپ کو کیا فائدہ ہوا کہ اقلیم کی اقلیم کو بیچراغ کر دیا عمرو نے
پیچھے پھر کر دیکھا کہا آپ کس سے فرماتی ہین اور دل مین عمرو حیران ہر کہ یہ کیا مقام ہر آپ نے کس
امر کا ذکر کیا مین بالکل نہین سمجھا اُس وقت خواجہ ایک ساحر کی صورت بنے ہوئے تھے جب پنجہ اٹھا لایا
مین بیچارہ دردر مانگنے والا آپ کے در دولت کا بھیک کچھ آیا ہون با مین شاہ مین گا نا کچھ سارنگی بجا نا
دو چار پیسے پیسون سے مانگ کر لیجانا یہ تو آپ نے وہ مسئلہ بیان کیا کہ کوئی مولوی بیضہ وغیرہ
کھاچکا ہو اور ہضم بھی ہو گیا ہو اُس نازنین نے ہنس کر کہا تو کون ہر عمرو نے گنگنا کے ہمیشہ دلبر
بجان مبارک باشد اس رنگ مین اس لفظ کو کہا کہ اُس نازنین نے کہا کیون تم ارجاد و ان غریب
کو کیون اٹھا لائی ارے تجکو پتہ بتلایا تھا کہ جو تخت کے سامنے کھڑا ہر اُسکو اٹھا لا کہا واری تخت کے

سامنے بھی تھا یہ نازنین کہ نام اسکا سنجاب ابر بار ہی کہا ای قمار سنو ہمکو محلال و ممنکال وغیرہ کا
مارا جانا بہت ناگوار ہوا افسوس ہی کہ ہمکو اُس وقت خبر پہونچی کہ جب خاتمہ ہو گیا خبردار دن نے
لمی کی علاوہ ازین ہمکو اپنے امورات سے فرصت کہان وزیرزادیان جو گرد مجھی ہین انھون نے
عرض کی واری حقیقت مین جب سے سحر العجائب و مصر الغرائب نے سلطنت نور افشان پر
قبضہ کیا اسقدر انتظام آپ کے سپرد ہوا کہ آٹھ پہر گشت ہی کرتے گذرتا ہی سنجاب جادو نے کہا
اس ہفتے کے اندر جو فرمان آیا اُسکی بھی خبر ہی کاہن نے آکر اسمین حکم لگایا ہی کہ آج تک جو لوگ
خروج کرکے آئے اُنمین کوئی طلسم کشا نہین ہی طلسم کشا اس سال مین ضرور آئیگا تو میرے نام حکم
آیا ہی کہ طلسم کشا کو اجی طرح تلاش کرو اور تلاش کرکے گرفتار کرو اور ہمارے پاس روانہ کرو ہمکو
تلاش کرتے ایک ہفتہ گذرا مگر طلسم کشاے اصلی کا پتہ نہین لگتا مگر آخر کہان جائیگا اب جس شخص
نے سالوس پر دباو ڈالا ہی اُسکی خدائی ہمکو بھی ناگوار ہی لیکن ہماری اقلیم سے ڈانڈا ملا ہی بعد
بربادی اقلیم سالوس اس ملک کی جانب بھی ضرور آئیگا مگر میان گویے صاحب تمکو بھی قمار جادو
دھوکے سے اُٹھالا مین ہمکو بہت شاق ہوا مگر تم کہان رہتے ہو عمرو نے کہا حضور جہان کی سلطنت
بی انجم اختر پیشانی لی ہی اُنھین کی عملداری مین ایک گاؤن ہی کہ اُسکو ویران آباد کہتے ہین وہان
یہ غریب رہتا ہی خبر جو پائی کہ نئی نئی سلطنت ہوئی شہنشاہ فیروزہ پوش کے قائل قتل ہوے
اپنا ساز لیکر دوڑا اب ارادہ کیا تھا کہ مین یہان آگیا بس آج گھر مین فاقہ ہوگا روز کنوان کھودنا
اور پانی پینا سنجاب نے کہا نہین عمرو تم نہ جاوگے کچھ گاؤ ہم بھی تمھارا گانا سنین کہا حضور میرے
ساتھ والے سب وہان رہگئے سازندون کو حکم ہو ملکہ سنجاب نے اشارہ کیا دو سارنگی والیان
ایک طبلہ بجانے والی ایک مجیرے لیکر حاضر ہوئی ساز ملائے آپسمین اشارے کرتی ہین کہ یہ
نگوڑا کیا گائیگا کچھ اُچھلے کودیگا مسخرا پن کریگا سب نے ساز ملائے خواجہ عمرو سامنے بیٹھکر بیتکلف

تمام یہ غزل شروع کی نظم
وفا سکھلا رہیگا دل ہمارا
اُٹھاؤن کیونکر اس بار گران کو
پسینے کی جگہ آنے لگا خون
نہ پایا محرم اپنے راز دان کو
نہین آتا وہ لیلی وش سکھا دے
نہ کھولے طرۂ عنبر فشان کو
دلِ مضطر کی بیتابی نے مارا
نہ کسنا کفر ہی عشق بتان کو

یہ قدرت ضعف مین بھی ہی فغان کو
تمھاری خاطر نامہربان کو
کہان ہی تاب تا زبرق ای کاش
چھپاؤن کسطرح زخم نہان کو
عدو کے گھر مین ہی تصویر شیرین
کوئی مجنون کا قصہ ساربان کو
دیا اُس بدگمان کو طعنہ غیر
کہانسے لاؤن اُس آرام جان کو

کردے جھکے زمین پر آسمان کو
پڑی ہی اُس گلی مین لاش دشمن
جلادے آتش گل آشیان کو
سمجھتا کیونکہ دیوانے کی باتین
دکھاؤن کسطرح اُس بدگمان کو
ہمارا عشق تو کیا مرجائین تو بھی
غضب ہی کیا کہون اپنی زبان کو
سُن ای مومن یہ ایمان ہی ہمارا

سنجاب کا یہ حال ہوا کہ آنکھون سے آنسوون کا تار بندھ گیا
کہا بڑے میان کیا کہنا واہ وا، واہ گانا نہین قدم چومنے لگین کوئی کان پکڑتی ہی کوئی گردھرتی ہی
کوئی اُستاد کہتی ہی کوئی کہتی ہی اُستاد اس غزل کے بتانے مین کیا خوب تکلف کیا اور آخر تک
اُسے کیا نبا ہا عمرو نے کہا حضور ابھی آپ نے کیا سنا زمانے مین شہنشاہ فیروزہ پوش کے جب ہم

تو پا انداز بچھائے جاتے تھے وزرا ہمارے استقبال کو جاتے تھے اور ہمارے چار پیسے ملنا تو گھرانے سے
ساحرون کے ہو مسلمان ٹکا نہین دیتے سب گھر ساحرون کے مٹ گئے میان شمشیر لاتے تھے تو تخت
ہماری سواری کو آتا تھا ساحر لینے کو آتے تھے وہی لگڑ چین باقی ہو کہ جس سے اب تک بسر کرتے ہین میان
سالوس سے لڑ رہے ہین وہ صاحبقران کہلاتے ہین ایک دن اُنکے دربار مین گئے تو حکم سوال
کچھ گاؤ نہین تو ہماری نماز کا وقت ہو ہمارے یہان عنایت دراز نا ہو خدمتگار کو حکم ہوا اُسنے پانچ ٹکے
پیسے ہمکو دیدیے اُن پیسون کو دیکھا اور آسمان کو دیکھا روتے ہوئے گھر چلے گئے گھر مین جو گئے جورو
نے پوچھا کہ کیون میان آج تو بہت روپے ملے ہونگے دربار صاحبقران مین گئے تھے مین نے
حال بیان کیا کہ صاحب وہان تو نمازی لوگ ہین مین نے چلتے پر تھاپ دی کہ خادم و خدمتگار دوڑے
کہا چپ رہو رسالدار وداروغہ نماز پڑھ رہے ہین بی بی خوب روئی ہم بھی اُس دن رات بھر رویا کیے
کہ ان نمازیون کی عملداری مین ہماری کیونکر بسر ہوگی ای ملکہ عالم ان لوگون کے عجب طریقے ہین سال
مین ایک مہینا ہو اُسکا نام رمضان رکھا ہو دن بھر بھوکے پیاسے شام کو پانی پر گرتے ہین
کسی نے دو گھڑے پیے کسی نے چار گھڑے رات بھر کھایا کرتے ہین دن کو حقہ تک نہین پیتے
چلار بھی نہین کرتے کہتے ہین عطر کی خوشبو بھی دماغ مین نہ جائے اب غلام چاہتا ہو کہ ایک اور کمال
اپنا ظاہر کرے جسپر شمشیر نے کئی مرتبہ لاکھ لاکھ روپے دیے محفل بھر کو راضی کرتا تھا چاہتا ہون
کہ وہی کمال آپ کے سامنے بھی ظاہر کرون ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن سر
سے شراب پلاؤن سنجاب نے کہا بڑے میان یہ تو بہت مشکل ہو کہا حضور دیکھیے یہی خیال مین
خواجہ کے ہو کہ مارو بیٹو یہانسے چلو ملکہ انجم کیسی گھبراتی ہونگی سنجاب نے کنجی میخانے کی عمرو کے
آگے پھینکی یہ بھی پوچھ لیا کہ یہان کتنے لوگ ہین ملکہ سنجاب نے کہا کہ یہان تو مین جریدہ آئی ہون
بارہ ہزار ساحر یہان رہتے ہین کچھ چوبدار ہین در باغ پر کچھ نیاول کچھ حاجب ہین میرے رہنے کا
مقام اور ہر رات کا جلسہ وہین ہوگا اب ہم آپ کو دو چار دن نہ جانے دینگے بر وقت روانگی
چھلاوے تمھارے ساتھ کرینگے عمرو نے میخانے مین آکر مغبچون سے کہا تم جاکے باہر پکار دو جب
ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہین رہتا آکر شراب لیجائین چیلے کنیزین گلابیان پہنچنے لگین خواجہ
بھی کسیر حبشی کے ساتھ تقسیم کر رہے ہین ہر فرقے کے افسر آتے ہین اپنا اپنا نام بتاتے ہین
پیتے کنتر لے جاتے ہین تھوڑے عرصے مین سب کو تقسیم کرکے جلسے کو نگاہ مین تول لیا کہ پچاس ساٹھ
کنیزین ہین خود ملکہ دس گلابیان تکلف سے آراستہ کرلین نئے ارغوانی سے بھر لین ایک کشتی مین
لگایا بیہوشی خوب ملائی دل مین خوش ہین کہ ابھی جلکر اس محفل کو مٹائے دیتا ہون دل سے یہ باتین
کرتے ہوئے محفل مین آئے ملکہ سنجاب نے مُسکرا کر کنیزون سے کہا دیکھو مرد کار وان ہو بزرگون
کی صحبتین دیکھے ہوئے ہو دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہو اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے
خواہش کرے کہ ہم بھی شراب پینگے ساتھ والیان بھی تعریفین کرنے لگین کہ واری حقیقت مین
بڑا سلیقہ دار ہو بزرگان دین کی صحبت مین اسکی بڑی قدر ہوتی ہوگی عمرو کو تو جلدی ہو آتے ہی
صحبت مین رنگ پھیلا دیا کچھ گاتے بھی ہین کچھ بتاتے بھی جاتے ہین کچھ اشعار شراب لانے کے

پڑھتے جاتے ہین پیشواز اطلس کی پہنے ہو اسی گھنگرو پانون مین باندھے بھاری دوپٹہ ملکہ نے اپنا اُتار کے دیا خواجہ عمرو نے وہ دوپٹہ اوڑھا لہرا ہنسے لگا عمرو نے گانا شروع کیا گانے کا لطف مطلع معنیٰ پڑھا مطلع ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور توڑا یہ مطلع پڑھکے جھکے جام ابلو تین سر بلو بڑے بڑے ساحرون سے اٹھتے بھڑتے خواجہ عمرو چلے آتے ہین مگر یہ خیال نہوا کہ پرائے گھر مین آئے ہین ابھی بخوبی حال بھی نہین معلوم ہوا جام ابریز لے کے سامنے سنجاب کے جھکے کہا ایسی شاہزادیون کو سرسے شراب پلانا چاہیے سنجاب نے جام ہاتھ مین لیا خواجہ نے آنکھ ادی سنجاب کو دیکھ دیکھکر یہ غزل گاتے ہین اور اشارہ کرتے ہیں کہ شراب پیو

نظم

دامن زین پھوا ہی جو اس شہسوار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
پیری مین داغ عشق کہو گرگر پڑا
آنکھون کو روگ دیگئے ہو انتظار کا
فصل بہار آئے کہین قطع ہوچکے
اُن ابروون مین معجزہ ہی ذوالفقار کا
چلتی رہی چھری تری ای ترک سیدپر
ڈانڈا ملا دیا ہی حلب سے تتار کا
بازآوینگے نہ مر کے بھی صورت کے عشق سے
دیتا ہی صدمہ روح کو لبتہ نگار کا
پیکر شراب موسم گل مین ہوا مین مست
ہر روز اک چراغ ہی اپنے غبار کا
باغ طلسم چہرہ رنگین ہے یار کا
ہی عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
اس بادشاہ حسن کے در کا فقیر ہون
بے فصل کا ثمر ہی یہ گل بے بہار کا
آتی ہی مجکو شہر خموشان سے یہ صدا
دامن سے سلسلہ ہے گریبان کے تار کا
بعد فنا ہی کوچہ گیسو کی جستجو
فوارہ چھوٹتا رہے خون نگار کا
پیچھے نہ پانون معرکہ عشق سے ہٹے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا
بے یار داغ ہوتا ہی لالہ کو دیکھکر
حاصل کیا پیادے نے رتبہ سوار کا
آتش نہ پوچھ ہجر مین اک نونہال کے
رہتا ہی چار فصل مین موسم بہار کا
سودا ہوا ہی مرغ جنون کے شکار کا
ظل ہما سواد ہے نیزے کے دار کا
وعدہ خلاف یار سے گیسو یار بھی
تاریکی لحد ہی سواد اس دیار کا
دست علی کی ضرب کا جنبش مین ہی اثر
سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا
گیسو نے قرب آئینہ رخ یار سے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا
پھندے مین زلف یار کے جب پھنس گیا
آتا ہی خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا
اُس ثمر کی بعد فنا بھی ہی جستجو
سوز درون سے حال ہی کہنہ چنار کا

خواجہ تو چاہتے ہین کہ شراب پیجائے کہ سنجاب جام ہاتھ مین لیکر سر سے پانون تلک خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہی گلے مین بہت سونے چاندی کے جو پڑے ہین اُنپر ہاتھ پھیرتی جاتی ہی اور کہتی جاتی ہے کیون صاحب مین شراب پی لون خواجہ کہتے ہین پیجیے بس اپنے موتیون کا مالا گلے سے اتار ہنسکر کہا یہ تو ہین لیجیے عمرو جو خیال کرتا ہی تو سنجاب کے تیور پر بل پڑے ہوئے ہین مگر اب کیا کرین ہو رہا جاتا ہین یہ خواجہ سمجھ گئے کہ راز کھلا لاچار سر جھکا دیا موتیون کا مالا اُسنے گلے مین ڈالدیا خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہ طوق آہن گلے مین پڑ گیا اسقدر گرانی ہوئی کہ بیٹھ گئے ملکہ سنجاب نے کہا کیون اب نہین گایا جاتا او پاجی ساربان زادے تین روپئے کے پیادے ہمین بڑا تعجب تھا کہ تمہارے دھوکا کھائے او پاجی تو نے سب کو دیوانہ بنادیا اور پھر ہمکو شراب پلاتا ہی تجکو شرم نہین آتی کہے جاتا ہی کہ بیو عمرو نے پلٹ کر پیچھے دیکھا کہا حضور کس سے کہ رہی ہین جب تو سنجاب نے گلے سے ایک پتلا سنہرا اُتار کہا او تصویر سامری جو میرے کان مین کہا وہ پکار کے کہو اگر یہ نگوڑا مونڈی کاٹا شرمندہ تو ہو یہ تو ظاہر ہی کہ یہانسے زندہ بچ کے نہین جائیگا پتلی نے

پکار کر کہا خواجہ یہ بندہ ساحری ہین سب انکے تابعدار ہین انکو کون دھوکا دیسکتا ہی مجھے سب
حال اس سے کہدیا بتلا دیا کہ دھوکا نہ کھائیے گا شراب نہ پیجیے گا شراب مین بیہوشی ملی ہی جو شراب کو
پیے گا تڑپ کر مر جائیگا ملکہ ذرا اسکے مُنھ پر ہاتھ پھیر دیجیے اسکی صورت ابھی بدلجائے ایک کنیز
نے خواجہ عمرو کے مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُتر گیا سامنے آئینہ لگا تھا خواجہ نے
دیکھا کہ مین بصورت اصلی سامنے بیٹھا ہون اور بارے اُس مالے کے اُٹھ نہین سکتا صورت
اصلی ہوتے ہی خواجہ کی محفل مین بلڑ ہو گیا کنیزین بھاگ گئین کوئی لاٹھی ہاتھ مین لیے ہُش ہُش
کرتی ہی کوئی کہتی ہی بن مانس آیا ہی کوئی کہتی ہی چل مانس کا گذر ہی کوئی کہتی ہی کسی جزیرے کا
جانور ہی مگر دیکھو تو مادہ ہی یا نر ہی سنجاب نے کہا خواجہ تمنے بڑے بڑے کام کیے بڑے بڑے
ساحرون کو مارا ملکون مین آپ کے نام کے شہرے ہین مگر یہان آپ کو قضا لائی تھی یہ حرکت
تمھاری سب پر شاق ہوئی یہ گستاخی جھٹ پٹ بیہوشی لیکر دوڑ ہی پڑے کچھ خوف نہ کیا اور ابھی
بھی یہی تاکید تھی کہ شراب پلیو آپ نے ہمارے کمال دیکھے جام کو تو سنجاب نے پھینکدیا وہ
شراب سب پھنکوا دی گئی بیرون باغ سے خبر آئی کہ جو شراب لے گئے تھے اور پی رہے تھے
اُنمین جوتی چل رہی ہی سنجاب نے کہا ای قمار باہر جاؤ اُن سب کی بیہوشی اُتار دو دس پانچ
آدمی مرجائینگے اس ساربان زادے نے زہر سنکھیا ملا دیا قمار باہر گئی جا کر سب کی بیہوشی اُتاری
اتنے عرصے مین دس چوبدار مر گئے جا کے درختون پر لٹکا دی قمار نے آکر عرض کی کہ دس
چوبدار سرکار پر نثار ہو گئے سنجاب نے کہا کیون خواجہ اب زیادہ طول کیون ہوا ابر قمار
ڈھنڈورہ پٹوا دے کہ صبح کو عمرو عیار قتل ہو گا جسکو دیکھنا ہو آکر دیکھے یہ تماشا قابل دید ہے
کل ساحری پرستون کو عید ہی جو سامری و جمشید لکھ گئے اُسکے خلاف ہوتا ہی قمار اُٹھی خواجہ
سرنگون بیٹھے ہین کچھ مُنھ سے نہین بولتے اُس موتیون کے مالے نے ہڈیان توڑ دین تمام اعضا
پر بار ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ استخوان جسم شکست ہو گئے سنجاب جادو دامن جھاڑ کر اُٹھی اور
کنیزون سے کہا مین مکان پر جاتی ہون اسکو کسی صحنچی مین قید کر دو مگر اسکے مکر سے محفوظ رہنا
خبردار اسکے پاس نہ جانا جو اسکے پاس جائیگا مبتلائے بلا ہو گا مین غافل نہ رہونگی مگر تم لوگون
کو بھی ہوشیار رہنا واجب و لازم ہی دیکھو اتنے ہی عرصے مین دس آدمی مر گئے جو کوئی اسکے
قریب جائیگا ایسی ہی جفا اُٹھائیگا بخوبی سب کو سمجھا کر سنجاب تو چلی گئی کنیزون نے اُسی طرح
عمرو کو رہنے دیا ہتھکڑیان بیڑیان تن مین پہنائین ہاتھ پکڑ کر کشان کشان لیچلین جب عمرو راستہ چلا جھنجھنانے
کی آواز آئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہون مگر ثابت نہین ہوتا حیران ہے
کہ ای عمرو یہ کیا سحر کہ ہی عجب عجب مقام تماشے ہین ایک کنیز عمرو کو لیکر گئی اور ایک صحنچی مین
بٹھا دیا عمرو نے منت کر کے کہا بُوا ذرا بیٹھ جاؤ مین کچھ حال دل کہونگا کنیز نے کہا دیکھیا تو نے
وہ حرکت کی ہی کہ ملکہ کو تیرے نام سے نفرت ہی فرما گئی ہین کہ اس سے کوئی بات نہ کرے ہمکو
خوف معلوم ہوتا ہی کہ کسی بلا مین نہ پھنس جائین عمرو نے کہا بُوا مین تو ساحر بھی نہین ہون صرف
تمسے بات کرونگا دو باتین سُن لو کنیز نے کہا فرمائیے عمرو نے کہا یہ مالا ذرا میرے گلے سے اُتار لو

میری ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین جو کہو گی تمکو دونگا اُسنے کہا کیا دیگا خواجہ عمرو نے کہا روپے اشرفی جواہر
سب کچھ میرے پاس موجود ہی مین کیا محتاج ہون ہزارون ساحرون کے گھر لوٹے وہ سب مال میرے
پاس بھرا ہی اُسی مین سے تمکو بھی دونگا اب موت کا وقت قریب ہی اپنے پاس رکھکر کیا کرونگا یہ کہکر
عمرو نے ایک پوٹلی جیب سے نکالی کہا اسقدر تو لیجیے اور بھی حاضر کرونگا اُسنے مالے کو عمرو کے گلے
سے اُتار لیا عمرو کو معلوم ہوا کہ جان آگئی ایک پوٹلی اور بڑی سی نکالی کنیز نے اُسکو بھی کھولا دیکھا کچھ
کشمش پستے بادام چھوارے برفی کی ڈلیان موتی چور کے لڈو کنیز نے پوچھا خواجہ یہ کیا ہی عمرو نے
رونے لگا کہا بی بی کیا کہون صبح کو جب شرفا تشریف لاتے ہین تو دس پانچ لڑکے بھی سرفراز
کرتے ہین کسی کو برفی کی ڈلی دیدی کسی کو لڈو دیدیا آج صبح کے بانٹنے کی سب چیزین یہین رکھی
رہ گئین ایک لڈو چکھو شیخ کولی کے یہان کی مٹھائی ہی کنیز نے ایک لڈو کھایا مُنہ مین رکھتے ہی
کھلگیا جیسے ہی شیرہ حلق سے اُترا لڑکھڑا کے گری عمرو نے ٹانگ پکڑ کے کھینچا بجلیان بالیان
اُتار لین اسکو اپنی صورت بنا کے وہی موتیون کا مالا پہنا دیا آپ بشکل کنیز صحنچی سے نکلے اب جو
باغ مین آئے باغ کا دروازہ نہین ملتا چہار طرف ڈھونڈھتے پھرتے ہین دروازہ نہین ملتا
رات ہوگئی دروازہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے کمند مار کر دیوار پر چڑھے جیسے ہی چاہا کود دون کہ
آسمان سے نعرہ ہوا انم ملکہ سنجاب جادو مجکو غافل سمجھا تھا عمرو نے چاہا بھاگون دیوار نے
پاؤن تھام لیے کمند کے پھندے گلے مین پڑ گئے سنجاب نے اُتر کر خواجہ عمرو کو پکڑا کشان کشان
اُسی صحنچی مین لائی کنیزین خبر سُنکر دوڑین ہلڑ ہوا ملکہ آئین کنیزون نے دیکھا کہ عمرو کو پکڑے
طرف صحنچی کے لائین ملکہ نے پکار کر کہا دیکھو صاحبو ہمنے منع کیا تھا گلبدن نے نہ مانا مجھے
مکان پر بھی جا کر خیال رہا اگر مین غافل ہوتی یہ ساربان زادہ نکلجاتا کنیز کے گلے سے موتیون کا
مالا اُتارا عمرو کو پہنایا گلبدن کو ہوشیار کیا کہا کیون گلبدن ہمنے منع کیا تھا ہمارا کہنا
نہ مانا دیکھا انجام کیا ہوا گلبدن رونے لگی کہا واری میری بجلیان بالیان تو دلوا دیجیے لاکھ
لاکھ کہا عمرو نے کہا مین نہین جانتا سنجاب نے کہا رہنے دو کل جب قتل ہوگا تو سب چیزین
ملجائینگی اب تم عمرو کو اُسی صحنچی مین ڈالدیا اور سب کنیزین اپنے اپنے مقام پر بھاگ گئین
اگر کوئی رفع حاجت کو نکلتی ہی خواجہ اُسکو پکارتے ہین کہ بُوا ایک بات سُن لو وہ ڈر کے مارے کھسک
چلی جاتی ہی خواجہ پر تو اس طور سے رات کٹ رہی ہی اب حال دربار دُربار ملکہ انجم اختر پیشانی
تحریر ہوتا ہی کہ جب عمرو کو پنجہ اُٹھا لیگیا برق فرنگی بھی رہا ہو کر آیا مہر طلعت رونے لگی کہا
صاحبو انصاف یہ ہی کہ عمرو کی ذات سے لڑائی فتح ہوئی ہم لوگ لڑتے کرتے مر جاتے مگر یہ
ساحر نہ مارے جاتے خواجہ نے کیا کیا کار نمایان کیے مگر نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا کہ
خواجہ کو لے گیا ملکہ انجم نے کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو تم لوگون نے دیوانہ بنا دیا مرآة الغیب
اُٹھا کر لاؤ یہ سامنے والا کوٹھا کھولو ابھی سب حال آئینہ ہو جائیگا اول تو ہم سمجھ گئے ہین کہ خواجہ
کو جو لیگیا بتلا سکتے ہین مگر مرآة الغیب مین مفصل حال معلوم ہو جائیگا مہر طلعت نے وہ
کوٹھا کھولا دیکھا ایک تخت یاقوت احمر بچھا ہی اُسپر ایک آئینہ قد آدم اُسپر گرد پوش پڑا ہی اسے

مہر طلعت نے عرض کی واری یہ مقام حاضر ہے ملکہ تخت سے اُٹھین منہ ہاتھ دھویا سر برہنہ پا برہنہ
سامنے آئینے کے آئین گردپوش ہٹایا دیکھا ایک شخص سیہ فام اُسمین بیٹھا ہے اپنا عکس اپنے کو
نہین معلوم ہوتا ہے ملکہ نے کہا اے شبیہ سامری سچ بتا دے کہ عمرو کو کون لیگیا اور اس وقت
عمرو کس حال مین ہے ایک تڑاقا ہوا اُس جوان نے بھی اندر سے اُف اُف کی آخر کو چیخ مار کر آواز دی
اے ورثہ دار ملک اعظم و اے محترم و محتشم یہ کیا پردہ ہے اب جو ملکہ انجم اختر پیشانی نے دیکھا کہ
پہلو مین آئینے کے ایک باغ ہے نہایت آراستہ اور ایک صحنچی مین خواجہ بیٹھے چیخ رہے ہین
کوئی خواجہ کے پاس نہین آتا ملکہ نے پکار کر آواز دی کیون خواجہ تمکو کسنے قید کیا عمرو نے کہا
سنجاب جادو نے ملکہ نے آئینے پر گردپوش ڈالدیا باہر نکلین کہا مہر طلعت تمنے سُنا
سنجاب جادو حرامزادی کی شامتین آئی ہین اُسنے خواجہ کو قید کیا ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ آگے
قدمون پر لوٹتی تھی چند قبیلے والد نے دیے تھے کہ اسکا اہتمام کرو جب یہ اہتمام معقول ہوگا
تو ہم تمکو ملک کا مالک کرینگے اب یہان نور افشان نے کچھ اسکو زمین دی ہے اُسپر بڑی مغرور ہے
بتصدق پروردگار برلے اعانت صاحبقران جس وقت نور افشان مین داخلہ ہوگا
تو سب کو دیکھ لینگے ایک ایک کا حال کھلجائیگا مگر اب کانٹے ہمارے دامن سے اُلجھتے ہین اگر
بی سنجاب سے منہ موڑین اور ظالمون کو بھی حوصلہ پڑیگا بی سنجاب کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے
کنیزون کی زبانی معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے جاتے ہی عیاری کی مگر یہ ذہن مین اُنکے نہین آیا
کہ پرایا گھر ہے اسنے باغ مین بڑا انتظام کیا ہے مگر سب حال کھلجائیگا خدا چاہیگا تو امان نہ ملیگی
مہر طلعت نے عرض کی واری حضور تکلیف نہ کرین کنیز جاتی ہے کہا نہین لو اتم انتظام کرو مین
لیکر خواجہ کو آتی ہون مین بھی ذرا سنجاب کا سحر دیکھون اُنکو بڑا اپنے سحر پر ناز ہے دیکھ لیا جائیگا
جو کچھ ہوگا یہ کہکے ملکہ اُسی وقت اسباب سحر آراستہ کرکے طرف باغ سنجاب کے روانہ ہوئین
یہان چار پہر رات گذر کر سنجاب ضیا بار مغرب آبباران رحمت برساتا ہوا چرخ زبرجدی پر برآمد
ہوا ضیا باری نور کی کرنے لگا تاریکی شب مع فوج ظلمت کو شکست حاصل ہوئی لشکر نور وضیا نے
اپنا عمل کیا شعاع مہر تابان کا جھنڈا گڑا تاج کہکشان سر پر رکھکر گرجتا ہوا برستا ہوا بارش نور
از زمین تا چرخ برین اس دھوم سے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا رعد نے نوبت بجائی
برق نے چشمک زنی کی ابر رحمت گہر بار عالم نے تمام عالم کو سرسبز و شاداب کیا نقیبان رعد نے
آواز دی سیاہی شب دفع ہوئی مصرع ع سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت	عنادل لحن دلکش برکشیدند
لحاف غنچہ از رو برکشیدند	سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

باغ مین غلغلہ ہوا نرگس نے آنکھین کھولین غنچے مسکرائے حسینان گل نے منہ آب شبنم سے دھوئے
جام گلاب گردش مین آیا شراب شبنم نے کیفیت دکھائی عندلیب نے صداے واویلا کی بلند کی
سنبل نے بال اپنے کھولدیے ہر نخل ماتم دار ہر برگ و بار بیقرار پھل درختون سے گرنے لگے
پھول مرجھائے غنچون نے صدا نہ دی تمام کنیزین جگہ جگہ کھڑی ہین مگر کوئی ڈر کے مارے قریب

عمرو کے نہین جاتی کہ ایک ابر برستا ہوا آسمان سے ظاہر ہوا رعد کی گرج برق کی چمک باغ پر
آ گے خوب برسا اس برسنے نے سنبل کی پریشانی کو بڑھا دیا پھول سرسبز و شاداب نہ ہونے
غنچے نہ چٹکے عندلیبان خوشنوا کی بیقراری گلون کی اشکباری تخت سنجاب کا اُس ابر سیاہ
سے برآمد ہوا نقارۂ رعد بجا برق سے چشمک زنی کی سنجاب نے آواز دی اسباب سیاست
جمع کرو ہر سمت ہر ہوا جلاد کو بلاؤ جلادان خرس طینت میمون خصلت خر سہارے بادیۂ ضلالت
خنجرہاے برہنہ ہاتھ مین شلگین لگاتے ہوے غلغلہ کرتے ہوے شعر سلطنت سلطان کند
فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + ایک جانب کنیزون سے
وارین استادگین ایک جانب آزردکش تسمہ کش چشم کن سب جمع تھے باغ مین ہنگامہ ہو سنجاب
نے اشارہ کیا ساربان زادے کو لاؤ ایک جلشن گئی خواجہ عمرو کو کشان کشان لائی عمرو رات
بھر مین کا تنا ہو گیا اُس ہنگامے کو دیکھکر گھبرا گیا سنجاب جادو ایک کرسی پر آکے بیٹھی کنیزین سب
دست بستہ کھڑی ہین جلاد غلغلہ کر رہے ہین وارین استادہ ہین سب اسباب سیاست موجود ہی
ہر طرف سے یہی غلغلہ ہی کہ عمرو کو قتل کرو اب یہ ساربان زادہ نہ بچے یہان بھی آکے عیاری کی
کنیزین کہ رہی ہین کہ واری اب جلدی کیجیے عمرو کو قتل کرا کے جی کا ناہو سنجاب جادو نے
ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو یہ بلاے روزگار ہی اگر رات کو کوئی تم مین سے اسکے قریب
ہوجاتا آفتین بپا ہوتین گلبدن کہتی ہی واری مجھپر کیا آفت نازل کی مگر آپ نے کیا کار نمایان کیا
اگر ذرا بھی آپ غفلت کرتین تو یہ ظالم نکلجاتا دیوار تک تو پہونچ ہی چکا تھا سنجاب نے کہا
مین رات بھر اسی خیال مین رہی کہ ایسا نہ ہو میری کسی کنیز کو پھانس لے آخر جو مجھکو خیال تھا
وہی ہوا اگر جلاد کو بلاؤ ایک جلاد صاحب ظلم و بیداد خنجر برہنہ ہاتھ مین کھینچے ہوئے تڑپ کر
مجمع جلادان سے نکلا پکار کر آواز دی جسے حکم دیجیے اُسکو قتل کرون سنجاب نے کہا عمرو کو
قتل کر اور کسکو قتل کریگا کہا حضور مین سمجھا شاید کوئی اور بھی گنہگار ہو سکے ہاتھ وہ بھی قتل ہو جا
اشارہ کیا جا قتل کر جلاد نے ہاتھ پکڑ کے عمرو کو کھینچا عمرو نے کہا اے جلاد یہ جو موتیون کا
مالا میرے گلے مین پڑا ہی اسنے ہڈیان توڑ ڈالین اگر تجھسے ہو سکے پہلے اسکو گلے سے نکال لے
میرا قلب تسکین پائے جلاد نے پکار کے آواز دی اے ملکۂ عالم اب اس شخص کا وقت قتل
قریب ہی حکم ہو تو اسکے کپڑے اُتار لون یہ سب میرا حق ہی سنجاب نے اشارہ کیا جلاد نے
موتیون کا مالا گلے سے اُتارا جب مالا اُتار کر ہاتھ مین لیا معلوم ہوتا تھا کہ کلائیان
ٹوٹ جائینگی جلاد نے وہ مالا زمین مین ڈالدیا چپکے سے کہا آپ سر جھکا کر بیٹھیے ایک جادوگر
مین مارون ایک کو آپ اُٹھکر قتل کیجیے خواجہ نے کہا بیٹا بڑا کمال کیا ہماری خبر ملکہ انجم کو
بھی معلوم ہوئی برق نے تمام کیفیت چپکے چپکے بیان کی اور کہا ملکہ انجم اختر پیشانی بھی
تشریف لائی ہین سنجاب جادو نے پکار کر آواز دی او جلاد یہ کیا باتین کرتا ہی جلد قتل کر
برق نے اشارہ کیا کہ استاد اب مطلب خراب ہوتا ہی عمرو نے ایک ساحر کو خنجر مارا ایک
کو برق نے قتل کیا ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین دونون بجائے خواجہ

در باغ سے نکلے برق کمند مار کر کودا سنجاب نے ابر کو اشارہ کیا خواجہ عمرو چاہتے ہین جست و خیز
کر کے نکلون ابر سے چند قطرے پانی کے گرے دونون عیار شہر کے بھل زمین پر آ رہے کنیزون نے
آکر دونون کو گرفتار کر لیا کشان کشان لیکر سامنے ملکہ سنجاب کے آئین سنجاب جادو نے کہا
کیون او ساربان زادے ہمارے اختیارات کو دیکھا ہمارا قیدی کہین بھاگ کے جا سکتا ہے
ارے بلاؤ جلاد کو دونون کو قتل کرے بلکہ ان دونون کو دار پر لٹکا دو جلادون نے پکڑ کر برق
عمرو کو دار پر لٹکا دیا سنجاب نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ تیر و کمان لاؤ چار سو کنیزان خاص
جو اسکی پشت پر کھڑی ہین تیر و کمان لیکر سب لیس ہوئین آمادہ ہین کہ ہماری ملکہ کا تیر چلے
تو چار سو تیر چلین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی ہر چند کہ
برق کہہ رہا ہے کہ استاد گھبرائیے نہین ملکہ انجم آیا چاہتی ہین خواجہ نے کہا یہان ملک الموت
کا سامنا ہے تو ملکہ کیسے جاتا ہے کیا ہمارا لاشہ آکر دیکھینگی اب فقط تیر مارنے کی دیر ہے
مگر وہ کارساز بچالے تو اُسکے نزدیک سب کچھ آسان ہے خواجہ عمرو بلبلا بلبلا کے دعائین
مانگ رہے ہین بیتاب و بیقرار ہین دونون اُستاد و شاگرد اشکبار ہین خواجہ عمرو
پکار رہے ہین اے معبود حقیقی داور برحق اس آفت سے نجات دے آج تو کوئی صورت
زندگی کی معلوم نہین ہوتی برق خوب وقت پر پہونچا تھا مگر نکل نہ سکے ہر طرف ہنگامہ ہے
ایک ایک کا یہی قول ہے کہ آج خواجہ عمرو و برق نہین بچتے معلوم ہوتے سنجاب نے
کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین کمانین لیکر برابر آئین چلے کھینچنے لگین تیر تین تین بھال کے چلا
چاہتے ہین سنجاب نے تیر چھوڑا چار سو طلان تیر پکھو لگ کر چلے اُس وقت خواجہ عمرو و برق
تہ دل سے بلک کر دعا کر رہے ہین تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قریب دار کے پہونچے تھے کہ
تیر لیے کنیزون کے سینون پر پڑے مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذر گئے سنجاب جادو نے تو
تیر کو قلم کیا آسمان سے برق تڑک کر گری زنجیر دار قلم ہوئی خواجہ عمرو چھوٹ کر ایک جانب
گرے برق تڑپ کر بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا خواجہ عمرو نے گلیم اوڑھ لی آسمان سے
نعرہ ہوا منم ملکہ انجم اختر پیشانی ساتھ سو کنیزان زرین پوش پشت پر سحر کرتی ہوئی غلغلہ ہے
کہ سنجاب جادو ہوشیار ہو جا ملکہ انجم نے جو خواجہ عمرو و برق کو زیر دار نہ پایا بیقرار و
بیتاب ہو گئین سمجھین کہ خدا نخواستہ عمرو و برق مارے گئے چہار جانب بیقرار ہو کر آواز دی کہ
ارے خواجہ برائے خدا آواز دو اگر قتل ہو گئے تو یہان کی زمین تک اُڑا دونگی ہائے ایسا
محسن ایسا جان بخش ہمارا معین و مددگار کہان ہے کسی طرف سے آواز نہین آتی ملکہ اڑتی پھرتی
ہوئی زمین پر آئین وہ وہ سحر کیے کہ زمین کے طبقے ہلا دیے سنجاب جادو بھاگتی پھرتی ہے
ملکہ انجم نے لڑتے لڑتے کنیزون سے کہا برائے خدا خواجہ کو دریافت کرو کہ کدھر
تشریف لیگئے میرے قلب پر چھریان چل رہی ہین اس حرامزادی نے شاید کہین خواجہ عمرو
کو چھپا نہ دیا ہو مین نے جب تک زنجیر دار کو کاٹا جب تک تو وہ لٹکے ہوئے تھے ہائے اگر
مین بدنصیب ہجران قریب خدمت مین صاحبقران کے گئی پوچھینگے کہ میرے عیار وفادار کو

کہا کیا مین کیا جواب دونگی قید خانے مین جمال باکمال کو دیکھا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے
کاٹین کہا کرتی تھی وہ دن بھی ہوگا کہ ہم خدمت صاحبقران مین پہونچین کیا معقول سلسلہ
ملا غنچۂ آرزو کھلا مگر فلک درپے آزار ہی یہ کیا سامان دکھایا ہمارا کلیجہ منھ کو آیا قلب بھر آیا
راتین طولانی ہو مین انکا کٹنا دشوار جدائی مین خواجہ کے یہ کیفیت ہی نظم

موسم گل ہی جنون ہی شور و شر پر اندنون — چین چڑھا رہتا ہی دیوانون کے سر پر اندنون
روے روشن یار کا پیش نظر ہے روز و شب — آنکھ کسکی پڑتی ہی شمس و قمر پر اندنون
بوسۂ لبہاے شیرین کا ہی دل کو اشتیاق — رال ٹپکی پڑتی ہی شہد و شکر پر اندنون
پہلوؤن مین درد رہتا ہی فراق یار سے — گاہ دل پر ہاتھ ہی گاہے جگر پر اندنون
بادشاہ وقت ہی حسن جوانی نے کیا — لال پر وہ ہی لٹکتا اُسکے در پر اندنون
دیکھتے ہین ہنس کے دانتون کی چمک وہ آنکھ — کوندتی بجلی نہین کس کس کے گھر پر اندنون
رخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہین گیسوے یار — شام کا قصہ نہین رہتا سحر پر اندنون
بانس لگواتا ہی اکثر جاکے وہ بالا بلند — سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر اندنون
سرخ کندن سے ہی رکھتا نشۂ مے رنگ یار — زر طلب مرجاتے ہین اس سیمبر پر اندنون
عشق دندان نے نہایت کردیا ہی ناتوان — دوڑتی نیت ہی ہیجون گہر پر اندنون
کوٹ کرہی زور سودا ہی پری نے بھر دیا — دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر اندنون
متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوے عدم — ہاتھ رکھے پھرتے ہین وہ بھی کمر پر اندنون
کون اُس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق — مار رہتی ہی خطون کی نامہ بر پر اندنون
موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین — آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر اندنون
کون فصل گل مین ای آتش نہین پیتا شراب — بھیڑ سی ہی بھیڑ میخانے کے در پر اندنون

جب ملکہ نے بیقرار ہوکر یہ کلام کئے تو ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ واری آپ کیون اسقدر
گھبراتی ہین مین عمرو کو دیکھ آئی خواجہ عمرو اسی مجمع مین ہین آپ نہ گھبرائین یہ کہکے ملکہ انجم
کو بائین آنکھ کا تل دکھا دیا یا تو رنگ روے ملکہ انجم اختر پیشانی متغیر تھا یا غنچۂ گل شگفتہ ہوا
چمک چمک کے اڑنے لگین سنجاب جادو نے سحر کرکے ابر سیاہ گرایا ابر سے ہزارہا تلوار گری
ملکہ کی کئی سو کنیزین قتل ہوئین لاشے زمین پر گرے صاف ثابت تھا کہ ستارہاے سحری
چمک رہے ہین پلٹ کے جو ملکہ انجم نے یہ دیکھا پنجہ کھینچکر بقہر و غضب سنجاب جادو پر جھپٹین
اُسنے بھی پنجہ کھینچا دونون مین پنجہ چلنے لگا ہر مرتبہ بجلیان لپٹ جاتی ہین سپرون کی سیاہی
اُڑ رہی تھی پھول سپرون کے مرجھاگئے سپرون نے دامن سے پھول گرادیے ملکہ انجم نے
دو چار وار کرکے کہا او سنجاب دیکھ یہ کیا آتا ہی سنجاب نے سر اُٹھایا دیکھا شاخ نخل پر
ایک طائر زمزمہ سرائی کررہا ہی جیسے ہی نگاہ سنجاب کی طائر سے ملی طائر نے آواز دی او
سنجاب تجکو شرم نہین آتی شہنشاہ فیروزہ پوش کی دختر سے مقابلہ کرتی ہی شہنشاہ فیروزہ پوش
اپنے بادشاہ عالیجاہ تھے ایک خوف سا دل مین سنجاب جادو کے آیا اتنا رکنا کہ ملکہ نے

نیمچہ مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا سنجاب جادو بدحواس ہو گئی پیچھے ہٹی ملکہ انجم نے سایے کمین اسکو
تلوار کے لیا ہر مقام پر جا پہنچتی ہین کہ نیمچہ ماردون کہ سر کہ سکا تن سے اُڑ جائے سنجاب جادو
کبھی بیٹھ جاتی ہی کبھی اُٹھ کھڑی ہوتی ہی کبھی لوٹ مار کر نکل جاتی ہی مگر ملکہ انجم پیچھا نہین چھوڑتین ہر مرتبہ
یہی قصد ہی کہ نیمچہ ماردون اسکے دو ٹکڑے ہون ایسا موقع پھر نہ ملیگا سنجاب اسنے بیقرار ہو کر
ایک چیخ ماری کہا سب خیرخواہ مر گئے مثل ابر کے سنجاب گڑگڑائی پہلو سے آواز آئی کہ بیٹا نہ
گھبرانا مین آپہونچا اب سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بال سر کے بڑھے ہوئے بالون کو
چہرے سے ہٹاتا ہوا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی آواز دی او انجم خبردار کیا کرتی ہی منہم
سکان جادو اگر سنجاب قتل ہو گئی ان قلعہ جات کو بادِ فنا اُڑا دیگا ملکہ انجم اختر پیشانی
طرف سکان کے پلٹین دیکھا کہ ایک ساحر بڑے قد کا کف افسوس ملتا ہوا جھپٹ کے بیچ مین
آپڑا سنجاب کے سر سے خون بہہ رہا ہی کئی ہزار کنیزین قتل ہوئین ملکہ انجم نے زمین ہلا دی
رفقا اسکے سب بھاگے پھر رہے ہین بعضے دیوانے ہو گئے گریبان پھاڑے ہوئے ہائے
ملکہ انجم ہائے ملکہ انجم کرتے پھرتے ہین سکان جادو جو مقابلے مین ملکہ انجم کے آیا پہلے اسنے
کئی گولے مارے ملکہ جب مسکرائین گولا چھٹ گیا اُلٹا پلٹ کے اُسی کی فوج پر گرا بیس ہزار
ساحر بھی اسکے ساتھ آئے ہین جب گولا چھٹ کر پلٹا دو ہزار کے کلیجے پھٹ گئے آدھے
ساحر سکان کے بھی مارے گئے سکان نے دیکھا میرا سحر کا مضر ہوتا ہی میری فوج تباہ
ہو گئی لڑتے لڑتے سامنے سے بھاگا ملکہ انجم نے کئی مرتبہ للکارا پلٹ کر اُسنے جواب بھی نہ
دیا سنجاب گھبرا گئی کہ بابا جان بھاگے جاتے ہین کنیزون سے کہا مجکو بڑی قوت ہوئی تھی کہ
بابا جان اسکو مار لینگے کنیزون نے کہا واری حقیقت مین ملکہ انجم کا سحر بڑے قیامت کا ہی
شہنشاہ فیروزہ پوش ہر ہفتے مین امتحان لیتے تھے انجم سب پر غالب آتی تھی سکان نے
ایسے سحر کبھی دیکھے نہین سنجاب جادو نے کہا بابا جان کے عجائب وغرائب سے تم لوگ
آگاہ نہین ہو تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ سکان جادو غل مچاتا ہوا پیدا ہوا اور للکارا کہ
او انجم کہان جاتی ہو یہ سنکر انجم پلٹ پڑی سکان کو دیکھکر مسکرائی مسکراتے ہی پھول
برسے کئی ہزار ساحر اسکے پھر جل گئے سکان جادو جھپٹ کے قریب آیا جیسے ہی ملکہ نے
تیغ کھینچا قصد ہوا کہ اسکا سر کاٹ لون سکان نے ایک چیخ ماری ملکہ انجم کو اسکی آواز
سے ایک سکتہ سا ہوا اسنے منہ کے سامنے ملکہ کے جو کہ ڈبیا ہاتھ مین لیے تھا کھولکر خاک
قبر سامری کو اُڑا دیا غبار اُڑا وہ زرد خاک جو منہ پر ملکہ انجم کے پڑی رنگ رو متغیر ہوا لہرا کے
لگین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین اب جو سکان فوج پر گرا سنجاب سے اشارہ کیا انجم کو
گرفتار کر لے مگر خبردار زبان مین سوزن نہ دینا میرا سحر میری زندگی مین باطل نہین ہو سکتا
جب تک کوئی مجکو نہ قتل کریگا اسکے حواس درست نہ ہونگے سب دیکھنے والے دیکھ لین کہ مین
اتنے عرصے مین قبر سامری پر گیا غبار قبر سامری جاروب کشی کر کے لایا اُسی سے مین نے
اسکو بیہوش کیا سنجاب نے آتے ہی ملکہ انجم اختر پیشانی کو مسلسل کیا ہاتھ مین ہتھکڑیان

پاؤن مین بیڑیان چند اسباب جہالت زیور آہن جسم پر ملکہ انجم کے آراستہ کردیا ملکہ انجم کی جو
آنکھ کھلی حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہین کوئی سحر یاد نہ آتا تھا رہ رہ کے دل گھبراتا تھا
کنیزین بھاگ کے درہ ہائے کوہ مین مخفی ہوئین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جسنے ملکہ کو بیہوش کرلیا
ہم اُس سے کیا مقابلہ کرسکتے ہین کس بلا کی خاک لایا کہ جس سے ملکہ کو بیہوش کرلیا سنجاب
نے گلنار کنیز سے کہا کہ تو قید کو لیے رہ جیسا والد فرمائینگے ویسا کرنا میرے زخم مین زیادہ
درد ہی مین مرہم جمشیدی لگا دون گلنار کنیز قید ملکہ انجم لیے ہوئے الگ کھڑی ہے جیسے ہی
شفاخانے کے دروازے پر سنجاب جادو پہونچی دیکھا ایک بڈھا جراح ہاتھ پاؤن مین رعشہ
عینک لگائے ہوئے چپکا کھڑا ہے سنجاب کو دیکھکر سلام کیا کہا حضور کے سر پر یہ زخم کہان سے
آیا سنجاب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا بڑے میان صاحب کہیا کون انجم کے ہاتھ سے
زخمی ہوئی ایسا خنجر بدعت سر پر لگا کہ ابھی تک زخم مین سوزش ہو رہی ہے بڈھے نے کہا
لائیے مین ٹانکے لگادون میرے پاس مرہم جمشیدی ہے اوس مرہم کی یہ تاثیر ہے کہ پٹی
چڑھائی اور صحت حاصل ہوئی اُستادی یہی ہے کہ پٹی چڑھائی مرہم لگے آپ اچھی ہوگئین
آپ بادشاہزادی ہین آپ کی زندگی سے خلقت کو آرام پہونچتا ہے ہم قبر مین پیر لٹکائے
بیٹھے ہین سر پاؤن پر نثار ہو جائینگے مرہم جمشیدی کی پٹی حضور کے سر پر ضرور چڑھائینگے درد
ابھی جاتا رہیگا خنکی حاصل ہو ٹھنڈک پڑجائے مگر ذرا تنہائی مین تشریف لے چلیے
پہلو مین ایک خیمہ استادہ تھا سنجاب بڑے میان کو ساتھ لیکر اندر چلین اور یہ کہتی ہوئین
کہ بڑے میان صاحب جو تمنے کہا ہے اگر یہی ہوا دولت دنیا سے تمکو نہال کردونگی عمر بھر
کسی کے محتاج نہ رہوگے بڑے میان نے کہا کہ حضور ایسی خدمت کرون کہ آپ بہت
راضی ہون سنجاب جادو خوشی خوشی خیمے مین گئی چند کنیزین ساتھ تھین بڑے میان
نے کہا تم سب یہین ٹھہرو یہ علاج مرے کے ہین تل کی اوٹ پہاڑ ہے ابھی ابھی خنکی
حاصل ہوگی کیا مجال جو زخم مین درد ہو ایک ایک ٹانکے پر آپ کو معلوم ہوگا کہ
برف کی ڈلیان سر پر رکھدین سنجاب جادو خیمے مین آئی بڑے میان نے سر کے
زخم کو دیکھا بیٹھ کر ٹانکے لگانے لگے سنجاب نے سسکی بھری بڑے میان نے اپنے ڈبے
سے ایک پڑیا نکالی کہا اس سفید دوائی کو سونگھ لیجیے پھر ٹانکے لگانے سے درد نہ ہوگا
سنجاب جادو جب سے زخمی ہوئی ہے ہوش وحواس اسکے پراگندہ ہین بلکہ اسکو
خیال تھا کہ یہ زخم میری جان لیگا بڈھے نے جو تسکین کی باتین کین وہ پڑیا اسنے ہاتھ مین
لی بڈھے نے کہا ملکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ پڑیا بیہوشی کی ہے چند ساعت کے واسطے
آپ بیہوش ہوجائینگی جس طرح میرا جی چاہیگا ٹانکے لگاؤنگا مجکو بڑا خیال یہ ہے کہ یہ
جو پتلے سونے کے آپ کے گلے مین پڑے ہین یہ ضرور آپ کو منع کرینگے آپ کے دل کو
شک ہوگا اس واسطے مین نے آپ سے صاف صاف کہدیا کہ مجکو بیہوش کرنا منظور ہے
برائے چند ساعت ان پتلون کو گلے سے اُتار ڈالیے سنجاب کو زخم اچھے ہونے کی

ایسی خوشی ہی کہ اسنے گلے کے پتلے اور بازو کے پتلے سب اُتار کر رکھ دیے پتلے نہین نہین کرکے
سر ہلاتے جاتے ہین سنجاب جادو نے کہا ارے کمبختو تم کیون گھبراتے ہو اُس بیچارے نے
تو صاف صاف کہدیا مجھ بھر مین میرا کیا ہرج ہوگا پُرانا نوکر سرکار کی برسون سے ہمارے
گھر کا نمک کھاتا ہے اس سے ہمین کیا خوف ہے پتلے ساکت ہوگئے ایک پتلہ زیادہ سر ہلاتا ہے
سنجاب جادو نے ایک دھول ماری کہا نگوڑے اس وقت بھی نہین نہین کرتا ہے جب
انجم نے مجھے مارا اب سر اپنا نہ آگے کر دیا ہمین پوجا کرتے کرتے عمرین گذرین جو کھایا وہ کھلایا
روز شراب پلائی اس وقت سر ہلاتا ہے وہ پتلہ سر ڈال کر ساکت ہوا اب بڈھے نے پڑیا بیہوشی
کی سنگھائی سنجاب نے اوپر کی جو سانس کھینچی قاتل بیہوشی دماغ مین پہونچی چھینک مارکے
بیہوش ہوئی بڈھے نے بسہولیت تمام دماغ تر اسکے پی بیہوشی کی چڑھائی زخمون مین بھی اسکے
ٹانکے لگا دیے گود مین اُٹھا کر نذر زنبیل کیا رنگ و روغن عیاری کا پاس سے نکالا سنجاب
کی شکل بنکر تیار ہوے۔ بی لباس وہی زیور جسم پر آراستہ کیا ایک پٹی مرہم کی سر پر چڑھائی
ہنستے ہوئے خیمے سے نکلے کنیزون نے کہا واری بڈھا جراح کہان گیا کہا حرامزادہ چپ رہو
اُسنے سر مین میرے ٹانکے لگائے ننگا کھلا مجھے دیکھا مین نے اُسکو غرق زمین کر دیا اپنے اپنے
کام کو جاؤ مین جا کر بی انجم کو قتل کرون یہان سکان لڑائی فتح کرکے پلٹا دیکھا گلنار قید ملکہ
انجم اختر پیشانی لیے کھڑی ہے سکان جادو نے کہا ارے سنجاب کہان گئی کہا حضور شفاخانے
مین تشریف لے گئی ہین سر کے زخم نے اُنکو بہت پریشان کیا تھا کہا جلاد کو بلاؤ انجم کو قتل کرے
مین جاکر عمرو کو تلاش کرون جب تک عمرو نہ مارا جائیگا معرکہ صاف نہ ہوگا وہ بھاگ کر میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا جہان جائیگا وہان سے پکڑ لاؤنگا جب تک مجکو چین نہ پڑیگا اور
پکار کر آواز دی کہ سنجاب جادو کو بلاؤ وہ دارین استاد کرائے قتل مین انجم کے دیر کرے
کنیزین دوڑین سنجاب نقلی خیمے سے نکلی ہین کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی کہ آپکے
والد نامدار یاد فرماتے ہین سنجاب نقلی نے کہا صاحبو آج باجان نے بڑا کام کیا کیا
جلد اسکو گرفتار کر لیا جو لوگ زخمی ہوے بھاگے اُنکی زبان پر یہی تھا کہ انجم کے سامنے سے
سکان بھاگے جاتے ہین صاحبو صاف تو یہ ہے کہ مین بھی نہین سمجھی کہ بھاگنے مین کیا راز ہے
مگر کیا جلد قبر سامری پر گئے اور غبار لیکر آئے کیا خاک اڑائی اس ظالم کو اپنے سحر پر
ناز ہے مگر وہ شے لائے کہ جسکا توڑ ہی ممکن نہین کیا جلد گرفتار کر لیا انجم نے اپنے نزدیک اپنے
بزرگون کا بدلا لیا اجلال و محلال بھڑوے جاہل و اجہل مارے گئے ہماری سلطنت کو کون
مٹا سکتا ہے دیکھئے کس زور و شور سے سلطنت کی عملداری قایم کی کہ چند ساحر بھی دوڑے
ہوئے آئے پکار کر آواز دی ملکہ اب دیر نہ کیجیے آپ کے والد یاد فرما رہے ہین چلکر ملکہ
انجم کو قتل کیجیے ملکہ سنجاب نقلی چلین کنیزین سب ساتھ ساتھ سکان جادو لڑائی فتح کرکے
پلٹا ہے کیسا بھولا ہے بیٹی کو جو آتے ہوئے دیکھا کہا بی بی میدان خونی کی جلد تیاری کرو اسکے
قتل مین دیر نہ ہو بی بی اگر خیال کرو تو اسنے بڑی اقلیم کو مٹا یا کیا جھٹ پٹ ان سب کا

خاتمہ ہوا ایسی ساحرۂ نامی وگرامی ایسی جلد قتل ہوئے کہ زور نہ چلا ملکہ انجم اختر پیشانی
سرنگون چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد آنکھون سے اشک حسرت جاری سحر فراموش دریاے
حیرت کا جوش حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین خواجہ عمرو کہان
گئے افسوس اس وقت مین اُنھون نے بھی ساتھ چھوڑا ہماری خبر نہ لی کہ سنجاب نقلی نے آکر
سر زنجیر کو ہلایا ہنسکر کہا کہو بی بی کیا گذری عاشقون کو قتل کرا آئین یہان تو تمھارا کوئی عاشق
نہین ہر سحر کا خاتمہ ہوا کچھ خوف نہ آیا دیکھو اب ساربان زادے کو بھی گرفتار کرکے لاتے ہین
اب کیا وہ ساربان زادہ بچیگا نگوڑا چھوٹ گیا ملکہ انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر
جھکا لیا کلیجہ دھڑکنے لگا کنیزون سے کہا جلادون کو بلا لاؤ جلاد حاضر ہونے لگے اب سنجاب
نقلی کو یہ بڑا خیال ہو کہ ملکہ انجم سے دریافت کرون کہ مرتے ہی سکان جادو کے آپ کو سحر
یاد آجائیگا کنیزون نے جھٹ پٹ دارین استادکین جو ساحر کہ سکان کے ساتھ آئے ہین
وہ اکڑوتے پھرتے ہین مال لوٹتے ہین کمرین اشرفیون سے بھری ہین ملکہ کی کنیزون کو تاک
رہے ہین کوئی کہتا ہے اسکو ہم لینگے کنیزین اپنی جان سے بیزار ہین دعائین مانگ رہی ہین
کہ خداوندا ہماری آبرو کو بچانا ہم ان نامردون کے قبضے مین ہین یہ بیحیا بنگاہ بد دیکھتے ہین
خدا ہماری عصمت کو انکے ہاتھ سے بچائے جس طرح تو نے ہماری ملکہ کو ہاتھ سے اجلال کے
بچایا اسی طرح ہمپر بھی رحم کیجیے دھڑک رہے ہین قلب پھڑک رہے ہین اب تو یہ کیفیت ہے نظم

روز ازل کہ گشت غمت آشنائے دل — دل مبتلائے غم شد و غم مبتلائے دل
طوفان گریہ در گرو یک بہانہ است — از من مپرس حال کسے ماجرائے دل
دل پارہ پارہ کردہ بزاغان صلاہے — گر قدر دل بہ پیش تو نیست وائے دل
ترسم کہ تاب پرسش فردا نیاوری — امروز یک دو بوسہ بدہ خونبہائے دل
ہمچون کسے پسند پیش تو اے مختصر پسند — ور نالہ تمام کنم مدعائے دل
بیرون روی زخانۂ آئینہ بید باغ — خوش کردہ برائے چہ کلفت سرائے دل
می نالم از برائے دل و میکنم دعا — یارب کسے مباد اسیر بلائے دل
زانسان کہ طفل در پئے دیوانہ می فتد — اشکم برہنہ پائے دوید از قفائے دل
او ہم سلیم کجا نشیند کہ از غم در — پیکان او دمے نہ نشیند بجائے دل
جانان بیا ببین کہ چسان میدہم آب — از گریہ لختہائے جگر پارہ ہائے دل
واقف مپرس حاصل سودائے زلف ما — یعنی خریدہ ایم بلائے برائے دل

اس طرح کنیزین بلک رہی ہین کہ سننے والون کے کلیجے پھٹتے ہین پکار پکار کے کہتی ہین
او بیحیاؤ ہمکو نظر ذلت سے نہ دیکھو تین برس اجلال کے دام تزویر مین گرفتار رہے
انکے ملازمون نے کیسے کیسے دباؤ ڈالے لیکن اللہ نے ہماری آبرو کو بچایا کبھی کسی
سے ملوث نہین ہوئے جب دارین استادہ ہو چکین جلاد حاضر ہوئے سکان جادو
نے پکار کر کہا ای فرزند قتل انجم کا حکم دو سنجاب نقلی نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے

ملکہ کو لاکر سامنے بٹھایا جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا سکان بے ایمان نے پکار کر آواز دی اد جلاد اس عورت کو قتل کر اُس جلاد نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ یہ دختر شہنشاہ فیروز ہی ہر چند کہ اُن ساحرون کو قتل کیا کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا اجلال و محلال و منکال وربان کہ جنکا مثل ممکن نہ تھا اپنے زمانے کے سامری و جمشید تھے اُنکو اس ظالم نے یون قتل کیا کس حسرت و یاس سے بیچارے مارے گئے اجلال کو اپنے سحر کا کیا دعوی تھا اتسلیم کی اقلیم بیچراغ پڑی ہی علم اول ہی سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہین سکان نے کہا لاکھ حکمون کا ایک حکم دیا تو کیون ڈرتا ہے کون شہنشاہ فیروز کون لی اُس بادشاہ کا اب نام بھی نہین لیتا مقام افسوس ہی کہ ایسی مہ جبین کے قتل کا یون حکم ہوتا ہی سکان نے کہا بھیا تیرا کلیجہ کیون دکھتا ہی ملکہ سنجاب جادو دوڑکر باپ کے پاس آئی شانے پر ہاتھ رکھدیا سینے سے سینہ ملادیا سکان جادو نے سسکی لی سنجاب نے کہا بابا جان جس بات کو جی چاہے مین حاضر ہون جی مین کہتا ہی ای سکان کیا غضب کی بات ہی کہ پال پوس کے غیر کو حوالے کردین اب کیا ہم اس بات مین عاجز ہین کہا بیٹا دل بہت خوش ہوا اس فتح کی مبارکباد مین کچھ ہمکو نذر دو گی چھوٹی سنجاب کا سامنا ہوگا اُس وقت انکار نہ کرنا سنجاب نے مُسکراکے کہا مین تو مدت سے آرزو رکھتی ہون آپ کچھ ایسی بیوفائی فرماتے ہین کہ اب تک مطلب نہ نکلا سکان نے کہا بی بی آج شب کو جشن ہوگا انجم کے قتل کی بڑی خوشی کرو اُسی خوشی مین یہ مطلب بھی ہوجائیگا سنجاب نے اور زیادہ لگاوٹ کی سکان مر گیا دل سے کہتا ہی یہ مسئلہ ہمارے علماء دستخط کر چکے ہین کہ جو کوئی تخم بوئے اور وہ نخل بار لائے تو پہلے آپ ہی کھائے صاف صاف تو لکھا ہی کھالو بی بی ذرا حکم دو کہ جلاد اُسے قتل کرے سنجاب نے ٹھٹک کر کہا دیکھیے بڑے زور و شور سے ابر سیاہ اُٹھا اسکی وزیرزادی آتی ہی جیسے ہی سکان پلٹا کہا کہ ارے کون آتا ہی سنجاب نقلی نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے چاہا اسنے کہ تڑپ کر نکلون حباب مارا بیہوش ہوا عمرو نے خنجر کھینچکر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سکان جادو بود ہر سمت سے صداے احسنت و آفرین بلند ہی کنیزان ملکہ کو سحر یاد آیا ملکہ انجم اختر میشانی نے جلاد کو طمانچہ مارا سر اُسکا اُڑگیا تین لاکھ جادوگر کھڑے تھے وہ ملکہ انجم پر آپڑے ملکہ انجم اختر پیشانی آمد فوج دیکھکر ہنسی انکا ہنسنا اُنکا رونا دس ہزار جادوگر پکار اُٹھے نظم

ہماری آہ وہ شنکر جو واہ کرتے ہین	غزل سرا ہوئے ہین ہم کہ آہ کرتے ہین
سزا ملیگی جو انسان چاہ کرتے ہین	بیان فرشتون کو محبوس چاہ کرتے ہین
کبھی جو ہم شب فرقت مین آہ کرتے ہین	دھوین سے اور جہان کو سیاہ کرتے ہین
جو عشق زلف صنم کا گناہ کرتے ہین	عذاب گور مین مار سیاہ کرتے ہین
ہر اپنے رونے سے فرقت مین بزم طوفان خیز	ہم آج کشتی عمر کو تباہ کرتے ہین

گدائے میکدہ کس چین سے ہین خاک نشین — یہ عیش تخت پہ کب بادشاہ کرتے ہین
خبر نہین جنھین کچھ انقلاب گردون کی — غرور بیر اقبال و جاہ کرتے ہین
نہ لیجیے گور غریبان کو شہر خاموشان — کہ داد و داد شرمی دادخواہ کرتے ہین
ہم اُس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد — خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہین
غنیم موت ہو اُس سے بھلا لڑیگا کون — عبث جناب فراہم سپاہ کرتے ہین
یہ ہمکو سوجھے ہین زلف سیاہ کے مضمون — کہ آج دستے پہ دستہ سیاہ کرتے ہین
کسی کے دل مین رہے تا نہ حسرت شاہی — فقیر اسلیے نام اپنا شاہ کرتے ہین
بشر تری کچھ نہین کاہیدہ اُسکے قامت پر — وہ دم مین سرو کو بھی برگ کاہ کرتے ہین
سیاہ کار جو ہم مست ہین تو کیون ساقی — سفید ریش کو زاہد سیاہ کرتے ہین
فراق مین مرے اشعار ایسے ہین پُر درد — کہ سامعین عوض واہ آہ کرتے ہین
ہم اپنے باغ سے خط بیش ازین تھے عاشق رخ — جو گل نہین ہو تو سیر گیاہ کرتے ہین
دلا نہین ہو د ذات اگر ہو دعوی عشق — کہ محکمے مین طلب دو گواہ کرتے ہین
بھلا تکبر و غیبت سے زاہد و حاصل — یہ رند کیا ہی مزے کے گناہ کرتے ہین
ترے جمال کو دیکھین زمین پر آکر — فلک کی سیر عبث مہر و ماہ کرتے ہین
جو ناامید ہین اہل ورع ہین اے ناسخ — امیدوار شفاعت گناہ کرتے ہین

سر ٹکرانے لگے کسی نے تلوار سے اپنا گلا کاٹا خواجہ عمرو نیچے پکڑ کر گرے ملکہ انجم حیران ہین کہ خواجہ نے سنجاب کی شکل بنکر سکان جادو کو مارا سنجاب کیا ہوئی خواجہ جو لڑکتے ہوئے قریب آئے ملکہ انجم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ سنجاب کو کیا کیا عمرو نے کہا حال کھل جایگا دو مین سحر ملکہ انجم نے ایسا کیے کہ ڈیڑھ لاکھ جادوگردن نے اپنی جان دی سر ٹکراتے تھے شور و غل مچاتے تھے تلوار چل رہی تھی جب ڈیڑھ لاکھ جادوگر داصل جہنم ہوئے افسران فوج نے آنسیہ جہاں جادوگر کی کہ بار دستکے بھروسے پر لڑ رہے ہو سکان قتل ہوا ملکہ سنجاب کا پتہ نہین ملتا علم فوج تمام ہوا آخر سکے بھروسے پر لڑین سب نے عرض کی آپ لوگون کو اختیار ہم سب تابعدار ہین جسکی آپ اطاعت کرینگے ہم بھی اُسی کے شریک ہونگے افسران فوج نے بڑھکر ملکہ انجم سے عذر کیا کہ ہم آپ کی تابعداری کرتے ہین جنگ سے عاجز آئے جو آپ نے کہا تھا وہی ہوا سب ساحر آکر قدمون پہ گرے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین سب کو مطیع اسلام کیا بارگاہ سنجاب کی استاد تھی اُسی مین آکر داخلہ کیا تخت پر آکر ملکہ انجم جلوہ فرما ہوئین سنجاب کو خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالا ستون سے باندھ دیا زبان ہین سوزن لگا اب ہوشیار کیا سنجاب کی آنکھ کھلی دیکھا ملکہ انجم اختر پیشانی تخت پہ بیٹھی ہین تمام سردار حاضر ہین خواجہ عمرو کرسی پہ بیٹھے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی اے ملکہ سنجاب جادو تمنے قدرت خدا کو دیکھا کہ اجلال و محلال سب واصل جہنم ہوئے جبکا حق خدا کی طرف سے تھا اُسکو پہونچا یہ کل اقلیم ملکہ انجم اختر پیشانی کے قبضے مین آئی اے سنجاب دیکھا سکان کو کیسے نکر مارا

تمھاری شکل بنکر اُسکو بھی ستایا کیا بد باطن تھا عشق سے وصل پر راضی ہو گیا ای سنجاب جادو تمکو
مناسب یہ ہی کہ ملکہ انجم اختر پیشانی کی اطاعت کرو اب سالوس پر سامان لشکر کشی ہوگا انشاء اللہ
چلکر اُسکی خدائی کو مٹائینگے مغرور کو اپنی خدائی پر بڑا ناز ہی انشاء اللہ اب وقت مرگ اُسکا
بھی قریب آیا زوجہ و دختر اُسکی شریک اہل اسلام ہین ان سب سے معرکے پڑ چکے کیا
تم لوگون کا مذہب ہی یا تو سامری و جمشید کو مانتے تھے یا اب سالوس کو مانتے ہو سالوس
مین کون شان خدائی کی ہی بھڑوے کو اپنی پشت کی خبر نہین مگر تملوگون نے اُسکی خدائی کو
مشہور کیا پروردگار وہ ہی کہ جسنے زمین کو پانی پر بچھایا آسمان کو بے ستون بلند کیا اس طرح
ثوابت و سیارگان ماہ و خورشید کو کیا مرتبہ بخشا اس طرح خواجہ عمرو نے مذمت کفر و صفت
رب اکبر بیان کی کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے سنجاب کے دور ہوا قالب کو سرور ہوا بصدق
دل مطیع اسلام ہوئی خواجہ نے زبان سے سوزن نکال لیا چھوٹتے ہی قدمون پر ملکہ انجم
کے گری کرسی سرکار سے مرحمت ہوئی یہ کرسی پر آکے بیٹھی خواجہ عمرو نے فرمایا مہر طلعت
گھبراتی ہوگی اب چلنے کی تدبیر کرو اُسی وقت ملکہ انجم نے حکم دیا کہ لشکر تمام آراستہ و پیراستہ
ہوا نیا اور پرانا لشکر سب ملاکر ساٹھ ستر ہزار فوج ہوئی ان سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا
سنجاب جادو منتظم لشکر ہی مہر طلعت کو خبر ہوئی کہ لشکر آتا ہی دریافت کیا کہ کون منتظم ہے
ہرکارون نے کہا ملکہ سنجاب جادو مہر طلعت گھبرا گئین کہ سنجاب جادو کیونکر مطیع ہوئی
اور لشکر کا تماشا دیکھنے لگین دیکھا کس سج دھج سے لشکر ساحرون کا آکر پہونچا آگے آگے
ملکہ سنجاب جادو انتظام کرتی ہوئی ملکہ انجم اختر پیشانی تخت پر چار طاؤسان زرین بال کسے
ہوئے حیران جمال و محو دیدار ہو گئی سب دیکھنے والے بنگاہ حسرت انجم کو دیکھ رہے ہین
کہتے ہین حسن مین اسکا کوئی مثل نہین جملہ اعضا درست سحر مین چالاک و چست تاج سر پر
رکھا ہوا جھوٹ جسکی پڑ رہی ہی مہر طلعت قصر سے اُتر آئی جھک کے سلام کیا پایۂ تخت
کو بوسہ دیا ملکہ انجم تخت سے کود پڑی مہر طلعت کو گلے سے لگا لیا کہا ای مہر طلعت بلا
کی لڑائی پڑی مگر خواجہ عمرو کو خدا سلامت رکھے کیا کیا کار نمایان کیے کہ لایق بیان کے
نہین آخر مین سکان جادو باپ اسکا آکر پہونچا جب سحر مین عاجز آیا خاک قبر سامری
لایا اُس سے مجکو بیہوش کیا خواجہ نے کس زور و شور سے اُسکو مارا ای مہر طلعت سچ
یہ ہی کہ خواجہ اپنا مثل نہین رکھتے کس دھوم دھڑکے کا کام کیا یہ کہکر فرمایا ارے دیکھو تو
خواجہ عمرو کہان ہین ایک کنیز برابر کھڑی تھی وہ بول اُٹھی کہ کوئی خواجہ کے پیچھے پیچھے
پھرتا ہی ملکہ نے کہا اری خرّاتی کیون ہی معلوم ہو تو بتلا دے نہ معلوم ہو تو دور ہو کنیز نے
تیور بدلکر کہا تم خود دور ہو ذرا زبان درازی نہ کیجیے گا مجھے رنڈی نے کوئی ذات نہین بیچی ہے
ہاتھ بیچا ہی جو چاہا کہہ بیٹھین مہر طلعت یہ کہتی ہوئی دوڑین اری گل اندام تجکو کیا ہوگیا
گل اندام نے کہا آپ نہ بولیے ملکہ کو حسن پر بہت غرور ہو گیا اس بات پر تو ملکہ انجم بہت
بگڑین کہا تو کنے حسن و جمال کا کیون نام لیا اس کی ناک کاٹ ڈالو گی گل اندام نے کہا

جیسی کہیے گا ویسی سُنیے گا آپ کی بھی ناک کاٹی جائیگی ملکہ مارے ہنسنے بڑھی تھین کہ مہر طلعت بیچ
مین آگئین ہان ہان کرکے گل اندام کو ہٹایا جب کنیزون نے گل اندام کو ہٹایا تو ملکہ نے چاہا
سحر کرون اسکو جلا دون جب تو گل اندام نے ہا مین آنکھ کا تل دکھایا تب تو ملکہ انجم دوڑ کر
لپٹ گئین کہا خواجہ غضب کرتے ہو میری زبان خراب کرتے ہو دوڑ کر خواجہ بھی لپٹ گئے
لوگ حیران ہین کہ یا تو گل اندام پر یہ غصہ تھا یا خود دوڑ کر لپٹ گئین خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کے
بارگاہ مین لیگئین تمام شب جلسہ بڑے تکلف سے آراستہ ہوا عمرو نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل گائی نظم

دل سے اب وحشت کو رخصت سوچا ہون کیجیے — داغ سودا کو چراغ گور مجنون کیجیے
عشق ابرو مین روان اشک جگرگون کیجیے — چشمۂ خنجر سے جاری قلزم خون کیجیے
دل کو ہجر یار مین اشک جگرگون کیجیے — گوہر نایاب کو اک قطرۂ خون کیجیے
فرقت محبوب مین کرتے ہین شب بیداریان — بادہ خواری ہو چکی اب شغل افیون کیجیے
بند گر کیجیے کسی حکمت سے خم مین مثل بو — جی مین آتا ہے کہ [illegible] کو فلاطون کیجیے
لیجلے تحت الثری سے کو ہمت اگر — اپنے قبضے مین ابھی اب گنج قارون کیجیے
چپکے چپکے رویئے تا کھل نہ جائے راز عشق — ہر شرار آہ کو بھی قطرۂ خون کیجیے
اژدہاے کاکل پیچان کے مضمون باندھیے — آج پیدا نظم مین تاثیر افسون کیجیے
کیا سیہ ہے ہجر مین تار شعاع آفتاب — کیون نہ اب دن بھر خیال زلف شبگون کیجیے
ہو اگر ساقی خرابات جہان مین دسترس — بادۂ گلگون سے پُر مینائے گردون کیجیے
ہجر ساقی مین دکھاتا ہے فلک ہلکر شفق — رو رویئے ایسا کہ اس شیشے کو پُرخون کیجیے
بھاگی جاتی ہے شب وصل اشک خون برساگئے — آج اس شبدیز کو جی مین ہے گلگون کیجیے
خانۂ دل کا ذہن دروازہ ہے سو بند ہے — اور کیا تدبیر اے دزد ان مضمون کیجیے
اڑ کے پہونچین طائر مضمون مثال فاختہ — سرو قامت پر اگر اشعار موزون کیجیے
دل سے لب تک شعر اے ناسخ نہ آنے دیجیے — گوہر مضمون کو مثل در مکنون کیجیے

چونکہ ملکہ انجم اور مہر طلعت چوٹ کھائے ہوئے ہین جمال جہان آرا پر صاحبقران کے عاشق
ہین دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ایک ایک شعر دو دو مرتبہ پڑھوایا عمرو نے
بھی انکو کشتۂ تیغ الفت جانکر کس کس لطف سے ان اشعار کو گایا تمام اہل محفل دنگ ہو گئے
صدائے آہ و واہ بلند کوئی آواز نہ تھی بعد گانا موقوف کرنے کے دو گھڑی محفل مین
سناٹا رہا رات بھر تو یہ جلسہ آراستہ رہا صبح کو خواجہ عمرو نے کہا ملکہ جلد چلو اب آقا
بہت بیقرار ہونگے ملکہ انجم اختر پیشانی کو بڑی خوشی ہے کہ بڑے لطف سے صاحبقران
سے ملاقات ہوگی چلتے ہی سالوس پر ٹوٹ پڑینگے اپنے کمال ابھی دکھائینگے سالوس کو
بے مارے پیچھا نہ چھوڑینگے وہ بھڑوا سحر کرنا کیا جانے ان سبھون نے خداوند بناکر بٹھایا تھا
ہماری آمد ہی دیکھکر بھاگ نکلیگا جان بچاکر کہان جائیگا مہر طلعت کہتی ہین ہم آپ
ملک گھیر لینگے لشکر کی تیاری کا حکم ہوا اور دن اول ہی پہر دن چڑھے لشکر تیار ہوا ملکہ سوار ہوئین

خواجہ عمرو نے کہا آؤ تخت پر سوار ہو لو لشکر چلا قصر کے پاس سے لشکر چلا ہی دن بھر لشکر
نے رہروی کی شام کو اُسی مقام پر آکے اُترے ملکہ انجم گھبرائین کہا کیون صاحبو یہ کیا
معرکہ ہوا دن بھر رہروی کی لشکر چلا دلیل لشکر کو بلایا ملکہ نے فرمایا مقدمۃ الجیش یہ کیا
معرکہ ہوا عرض کی غلام کے خیال مین یہ آتا ہی کہ اس طرف سے راستہ پلٹ کر اسی طرف آیا
دن بھر چلے پھر اسی مقام پر آکر پہونچے کل مین شمار رکھونگا پھر رات رہے سے لشکر تیار ہوا
کوچ کے نقارے پر چوب پڑی مقدمۃ الجیش بتلاتا ہوا جاتا ہی کہ دیکھیے یہ جنگل ملا نشان
بتلاتا جاتا ہی جب دن قلیل رہا مقدمۃ الجیش بتانا بھولا اب جو دیکھا اُسی قصر کے پاس اکر
پھر اُترے مقدمۃ الجیش روتا ہوا خدمت مین ملکہ کی آیا عرض کی حضور یہ کسی نے شعبدہ
کیا ہی اسکو سمجھے کہ آج دو دن ہوگئے دن بھر رہروی کرتے ہین اور شام کو پھر اُسی مقام
پر پہونچتے ہین معلوم ہوتا ہی کسی نے مخفی آپ پر سحر کیا اُسی کا یہ باعث ہی کہ غلام دن بھر تو
ہوشیار رہا جنگل و صحرا بتاتا تھا کتنے جنگل ملے آخر وقت غلام غافل ہوگیا پھر جو دیکھا تو اُسی
مقام کو پایا بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ پریشان پریشان بارگاہ مین آئین سنجاب جادو و مہر طلعت
و خواجہ عمرو تمام وزرا و امرا دربار مین آئے ملکہ انجم نے کہا صاحبو ماشاء اللہ سب صاحب
ہوشیار ہین ہم تو تین برس قید رہکر بالکل انسانیت کے خارج ہوگئے دن بھر مثل مردون کے
پڑے رہتے تھے رات کو جفائے صحبت ناجنس سہتے تھے اجلال کی باتین جب یاد آتی ہین تو
دل پر چھریان چلتی ہین آپ سب صاحب اس مقدمۂ خاص مین صلاح کرین سنجاب جادو نے
کہا داری مین جاتی ہون تلاش کرکے خبر مفصل لاتی ہون بوقت سحر اسباب سحر جسم پر آراستہ کرکے
ملکہ گئین دن بھر انتظار کیا پلٹ کے نہ آئین شام کو جب سب جمع ہوئے معلوم ہوا کہ سنجاب
واپس نہین آئی ملکہ انجم نے کہا لو صاحبو غضب ہوا سنجاب جادو پلٹ کے نہ آئین معلوم ہوتا ہی
کہ جاتے ہی کسی بلا مین پھنس گئی چار دن مین چار افسر فرداً فرداً گئے کوئی واپس نہ آیا
علوم جادو و نجوم جادو و قاقم جادو و راقم جادو یہ چار دن گئے واپس نہ آئے پانچ چھ
دن گذر گئے اسی مقام پر لشکر اُترا ہوا ہی ملکہ نے خواجہ سے کہا عمرو نے کہا ملکہ مین تو دن بھر
گلیم اوڑھے رہتا ہون کہ مجھکو کوئی اُٹھا نہ لیجائے دن بھر بارگاہ مین آپ کی حاضر رہتا ہون
بخوف جان باہر نہین نکلتا آپ فرماتی ہین فکر کرو مین اسکی کیا فکر کرون ملکہ انجم نے کہا
مین خود جاتی ہون افسر سب رونے لگے کہ حضور اگر آپ کے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی
تو ہم لوگ کدھر کے ہونگے ملکہ انجم اختر پیشانی نے کہا یقین تو یہ ہی کہ دست اندازی نکرسکے
مین نہایت ہوشیاری سے جاؤنگی مہر طلعت نے کہا داری مین کس دن کے واسطے
ہون اُسی وقت اسباب سحر جسم پر آراستہ کرکے روانہ ہوئین مہر طلعت جنگل مین
ٹہلتی ہوئی آتی ہی چار جانب خیال کر دیکھا درہ کوہ سے ایک اژدہا پیدا ہوا ملکہ نے
کیلنے کی اژدہے کے عبارت پڑھی سامنے اژدہے کے آکے دستک دی اژدہے نے
ایک چیخ ماری دم زمین پر دے ماری ایک غبار بلند ہوا غبار نے مہر طلعت کو گھیر لیا

اب اژدہے نے دم کھینچا مہر طلعت زمین پر گری گرتے گرتے بیہوش ہوئی اژدہے نے دم کھینچا
مہر طلعت کو نگلگیا چند کنیزین پشت پر تھین اژدہا درۂ کوہ مین جاکر غائب ہو گیا کنیزین روتی
پیٹتی سامنے ملکہ انجم کے آئین کہا واری اس طرح پر ملکہ مہر طلعت کو اژدہا نگل گیا ملکہ انجم یہ سنکر
روتی پیٹتی اٹھین کہا ارے جلکر مجکو بتاؤ وہ اژدہا کس مقام پر ہے یہ کہکر ملکہ نے خنجر کمر سے لگایا
اسباب حرب لے لیا کنیزون سے کہا وہ مقام جلکر مجکو بتاؤ کنیزون نے صحرا مین جاکر
عرض کی اس مقام پر اژدہا آیا تھا ملکہ انجم اختر مپشانی نے کنیزون سے کہا تم یہانسے دور جاکر
کھڑی ہو دیکھو مجھپر کیا گذرتی ہے قریب درۂ کوہ کے آکر آواز دی او اژدر مہیب اب نہین آتا
دیکھا اندر سے درے کے آواز آئی اور وہی اژدہا شعلہ ہائے آتشین منہ سے چھوڑتا ہوا درے
کے باہر آیا جیسے ہی چاہا ملکہ پر حملہ کرے ملکہ نے گولہ مارا اژدہے نے گولہ منہ مین لے لیا
تب تو ملکہ نے غصے مین آکر پیشانی پر نشتر مارا قلیل سا خون لیکر اور گولے پر چھڑک کر پھر
گولہ مارا ابکی جو گولہ پھٹا اژدر کے سر پر پڑا اژدر کے ہزار ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا
نام من ماران جادو بود ملکہ جھپٹ گئے درۂ کوہ مین آئین دیکھا اس طرف جانے کا راستہ
نہین ہے دن بھر اسی جنگل مین پھرین اور کسی کو نہ پایا سامنے دیکھا ایک فقیر آتا ہے ہو حق کرتا ہے
یا سامری و جمشید و لات و منات کا نام لیتا ہے ایسی ایسی باتین کرتا ہوا چلا آتا ہے
قریب ملکہ کے آکر کہا لات و منات تیرا بھلا کرین فقیر تین دن کے فاقے سے ہے کچھ فقیر کو
دلواؤ اس طرح فقیر نے کہا کہ ملکہ کا دل دکھ گیا کمر سے نکالکے دو روپئے فقیر کو دیے فقیر
روپیہ دیکھکر جلگیا کلمات ناشایستہ کہنے لگا ملکہ انجم نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالا کہا او
خر دمنڈے اپنی ہی کہے جاتا ہے دوسرے کا بھی حال معلوم ہے نہین معلوم ہم کس تردد
مین ہین شاہ صاحب اب تو یہ لے جاؤ اپنی ضرورت رفع کرو یہانسے تین کوس پر
ہمارا لشکر اترا ہے وہان آنا بہت کچھ ملجائیگا ہر شخص اپنی اپنی اوقات کے موافق دیگا
فقیر نے روپئے اٹھاکر پھینکے اور کہا کہ روپئے اپنے لیجا جیسے ہی وہ روپئے ملکہ انجم
پر آکر گرے آسمان سے ایک دناٹا ہوا فقیر نے کچھ خاک بھی اڑائی ملکہ انجم بیہوش ہوکر
گرین ساحر نے بڑھکر ملکہ کو اٹھا لیا لیکر بھاگا درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا خواجہ عمرو نے
تین دن ملکہ کا انتظار کیا جب تین دن ملکہ انجم اختر مپشانی نہ آئین اب خواجہ عمرو بہت گھبرائے
سب رفقا و امرا جمع ہوئے سب نے خواجہ سے یہی کہا کہ خواجہ بڑا غضب ہے ملکہ گئین پلٹ کے
نہ آئین مہر طلعت بھی گئین پلٹ کے نہ آئین خواجہ عمرو نے کہا بھائیو کیا کہون مین بھی بہت
گھبراتا ہون مجکو سمنکال نے قید کرکے یہان بھیجا آقائے نامدار نے جو یہ خبر سنی ہوگی کیا
گھبراتے ہونگے برق فرنگی نے کہا استاد مین جاؤن خواجہ عمرو نے برق کو ایک تھپڑ مارا
کہا ابے نالائق تو ہر بات مین بول اٹھتا ہے چاہے ہوسکے چاہے نہ ہوسکے بڑے بڑے
گئے انکا پتہ نہ لگا تو جائیگا برق اپنا کلہ سہلاکے چپ ہو رہا خواجہ عمرو نے سب سے
وعدہ کیا کہ مین صبح کو انشاء اللہ ضرور جاؤنگا برق سوچا کہ مین رات ہی کو تدبیر کرون

صبح نہ ہونے پائے جو کوئی ہو اُسکو مار پیٹ کر سب کو تجھڑ الاذن یہ سوچ کے چلا یہ تو خبر مفصل
پا چکا تھا کہ فلان مقام سے اژدہا نکلا تھا پھر وہین فقیر آیا ملکہ انجم کو لیگیا یہ خبرین سُن چکا تھا ایک
گڈریے کے لڑکے کی شکل بنکر چونکہ شب ماہ تھی اُسی جنگل مین بیٹھکر گانا شروع کیا ایک دو
چیزین گائی تھین کہ دیکھا درّہ کوہ مین روشنی ہوئی ایک جادوگر چلا آتا ہے آگے آگے ایک خدمتگار
لالٹین لیے ہوئے برق نے اپنا منھ اُدھر سے پھیر لیا سر جھکائے ہوئے جنگلہ گا رہا ہے
تانین لگا رہا ہے جادوگر کھڑا ہو سنا کیا جب برق نے تھوڑی دیر کے بعد گانا موقوف کیا
اور انگڑائی لیکر اُٹھا اور حسرت مین یہ کہتا ہوا کہ افسوس ملک ساحرون کے مسلمانون نے
لے لیے کہ جو کسی کو ایک پیسہ نہین دیتے نانا نے مجھکو سمجھا دیا تھا کہ بیٹا جب کبھی پریشان
ومفلس ہونا تو ویران جنگل مین جانا پرانا ڈیہہ دیکھکر وہان بیٹھکر گانا ماران سیاہ پیدا ہونگے
ہر سانپ کے منھ مین ایک ایک روپیہ دبا ہوگا تیرے آگے ڈالکر چلے جائینگے جب ہم
بہت مفلس ہوتے ہین تو یہ ہماری برت ہے آج کیا بری ساعت سے نکلے تھے کہ برت دھکے
بھی نہ آسکے کوئی سخی داتا نہ آیا مسلمانون کے یہان جائینگے یا ایک روٹی یا ایک پیسہ دو
دے دینگے وہ لوگ دیتا لینا کیا جانین جہانتک بنتا ہے وہ لوگ لے لیتے ہین دینا ہرگز
نہین جانتے یہ کہتا ہوا چلا اُس جادوگر نے لالٹین خدمتگار سے لیکر جنبش دی برق کو یہ
معلوم ہوا کہ کسی نے پتا نہ پکڑا ارے کہکر چاہا کہ غل مچاؤن آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ
برق کی کھلی دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین نہایت عمدہ سجا ہوا لالٹینین مثل ستارہا سے
نور لٹک رہی ہین وہی ساحر مسند پر بیٹھا ہے چند مصاحب گرد بیٹھے ہین گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی رکھی ہین وہ جادوگر مصاحبون سے کہہ رہا ہے کہ کیا آج ملکہ عالم تشریف
نہ لائینگی برق فرنگی نے اُٹھکر سلام کیا اور گھبراکر کہا مین تو جنگل مین تھا یہان کیونکر
آگیا یا خواب دیکھ رہا ہون اُس ساحر نے کہا کیون گھبراتا ہے جنگل مین تو اپنی غربت
پر روتا تھا ہمین تیرے حال پر رحم آیا ایسا کچھ تجھکو دینگے کہ نہال ہوجائیگا تیرا مکان
کہان ہے کہا حضور جہان ببول کے پیڑ بہت ہین جھینین بندھتی ہین ساحر سمجھا
کہ بہت بیوقوف ہے کہا لوگون کا نام تو نہین بتاتا جھینین بندھتی ہین ببول کے پیڑ
ہین یہ کیا پتہ ساحر ہنسنے لگا کہا تمھارا نام کیا ہے کہا حضور ابھی نام کیا چھوٹے میان
چھوٹے میان سب کہتے ہین اگر پتہ نشان آپ پوچھا چاہتے ہین تو چھوٹی نانی صاحبہ
فرمایا کرتی ہین ابھی ذرا نمک اُنکے چہرے پر باقی ہے ہمارے نانا کا نام تان رس خان
بتلاتی ہین اور میرا نام حضور تان دراز خان بھی ہے تانین بہت لمبی لیتا ہون تین گز
کی چار گز کی ساحر ہنسنے لگا مصاحبون سے کہتا تھا یہ تو بالکل نادان ہے بیوقوف ہے
کوئی بات سمجھتا نہین کہا حضور مجھکو محتاج نہ جانیے گا چھوٹی نانی اب بھی دو چار روپیے
پیسے لیتی ہین بڑے بڑے صاحب آتے ہین روپیے اشرفیان دیجاتے ہین چینی لال
تو جان دیتا ہے کئی نگینے جواہر کے ڈبے مین سے دو دو آنے چار چار آنے بیچے ساحر

ہنسنے لگا مصاحبون سے کہا کہ یہ بیوقوف ہے جواہر کے نگینے دو دو چار چار آنے بکتے ہین کہین
ہنسنے کے ہو گئے یہ کہکر کہا میان تان دراز خان صاحب آپکی وہ حسرت کی باتین ہین جو
سنین حقیقت مین نانا تمھارے جنگل مین گانے جاتے ہو گئے برق نے کہا حضور چھوٹی نانی میری
بیان کرتی ہین کہ جب نانا تمھارے پریشان ہوتے تھے تو جنگل مین جاکر گاتے تھے سانپ
آکر ایک روپیہ دیجاتے تھے بلکہ وہان ایک دن سانپ نکلا تو چھوٹی نانی نے کہا
ارے اسکے سامنے گاؤ وہ مار سیاہ بلبلا کے ایک بل مین گھس گیا تھوڑی دیر مین ایک
اشرفی لیکر آیا میرے آگے رکھکر چلا گیا حضور اسکو مین نے بھنا کے انگرکھا پائجامہ بنایا
جورو کو بہت اچھے کپڑے بنا دیتا ہون وہ دروازے پر کھڑی رہتی ہے آج تک
آپنے کسی کا دل نہین دکھایا مین نے بھی اُس سے کہدیا کہ رات کو میرے پاس سو دن کا
بے اختیار ہی مین بھی حضور خالی ہاتھ گھر مین نہین جاتا کہین نہ کہین سے دو چار پیسے مانگ
لاتا ہون سب لوگ مجھے بخوبی پہچان گئے ہین جدھر سے نکلا لوگون نے کہا تان دراز خان صاحب
جاتے ہین جہان کسی نے ٹوکا مین رُک گیا اور حضور سے تو آج بہت کچھ لونگا کہا میان
نہ گھبراؤ مین تمکو سب کچھ دونگا ایک صاحب کا انتظار کر رہا ہون بعد اُنکے تشریف لانے
صحبت مین سناتا رہیگا تھوڑی دیر اور تکلیف کرو برق نے کہا مین حاضر رہونگا کیون
بے راضی کیے نہ جاؤنگا آپ خاطر جمع رکھین اور رنگ جادو اس ساحر کا نام ہے یہ باتین
ہو ہی رہی تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا تخت پر ایک ساحرہ سوار دو چار مصاحبین
پانچ چار کنیزین بڑے سج دھج سے آکر پہونچی اور رنگ کھڑا ہو گیا کہا اے ملکہ عالم آپنے
آج وہ تحفہ آپ کے واسطے لایا ہون کہ آپ خوش ہو جائینگی میان تان رس خان کے
نواسے میان تان دراز خان انکا نام ہے خوب گاتے ہین اُسنے کان پکڑ کر کہا او رنگ
تو نے چھپ کر یہ کام کیا ہے کیسے نامی گرامی گرفتار ہوئے غیر شخص کو تو اپنے گھر مین
لے آیا تو نے نہین سُنا کہ وہ مکار بھی اس حیلے کے ساتھ ہے کہ جسکا نام لینا
مناسب نہین خبردار جو کام کرنا سمجھ بوجھ کے کرنا مین اسی واسطے دیر کرکے آئی کہ اب
کل چلکر لشکر کا انتظام کرینگے لشکر کا تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ امید تھی کہ یہ کام
اس طرح بن پڑیگا سامری و جمشید نے مدد کی دیکھ غیر شخص کے ہاتھ سے شراب وغیرہ
نہ پینا اور رنگ جادو نے کہا یہ لڑکا تو بالکل بیوقوف ہے اس سے خوف کرنا کیا ضرور یہ
بات نہین سمجھتا یہ بیچارہ مکر و حیلہ کیا جانے آپ بیٹھیے اسکا گانا سُنیے کیا خوب گاتا ہے
صبح کو ہم آپ دونون ملکر لشکر کو چلکر تباہ و برباد کر دینگے قبضے سے ساحرون کے
یہ اقلیم جانے نہ پائے شبرنگ مسند پر آکے بیٹھی اور رنگ جادو پھولا نہین سماتا ہے
گلا بیان کی اُٹھا اُٹھا کے اپنے ہاتھ سے رکھ رہا ہے کبھی کہتا ہے میان تان دراز خان
وہی غزل گانا جو تم گا رہے تھے میرے دل پر وہ اشعار لکھ گئے برق تو اشارے کا
امیدوار تھا سازندون سے اشارہ کیا کہ ہان صاحبو ساز درست کرو سازینے آپ

ساز کیا برق نے بیچ مین بیٹھکر ایک معشوق پریچہرہ بنا ہوا ہے گنگنا کے یہ غزل گانے لگا

نظم

غضب ہے سرو باندھا اس پری کے قد گلگون کو
یہ کس شاعر نے ناموزون کیا مصراع موزون کو

ذرا دیکھے کوئی ابرو تو سمجھے قدر شاعر کی
لکھا ہے مصحف رخ پر خدا نے بیت موزون کو

نہ کوئی مال دنیا کا اُٹھا لیجائیگا سر پر
زمانے مین نصیب ایسے ملے بس ایک قارون کو

یقین ہو اک جہان کو مشک اس کاغذ مین کھا ہے
کرون تحریر مین جسپر تری زلفون کے مضمون کو

کسی کے گوشہ دل پر تصور سخت مشکل ہے
یہ ممکن ہے مسخر کوئی کرلے ربع مسکون کو

ہوا دل مشرق خورشید معنی اہل فہم موسے
کیا ہے جسنے حاصل بحر اشراق فلاطون کو

جدا ہو گیسوئن وہ شرم سے آنکھین چراتے مین
کیا ہے مین نے جو موزون تری آنکھونکے مضمون کو

ہوئے ہین شاعرونکے پست کیون طالع مین حیران ہون
کہ ہے باغ جہان مین سربلندی سرو موزون کو

معلق ساتھ ہے ہمراہ جلجانے کی دہشت سے
کیا ہے گرم میری گرم رفتاری نے ہامون کو

جو شیرین بے ستون پر جائیگی تو جوش مین آکر
کریگا گرد خون کوہکن خسرو کے گلگون کو

یقین ہوتا ہے عالم کو گلو سے شیشہ مے کا
لگاتا ہے گلو سے تو سے جب وہ لعل میگون کو

ہوا ہے تو کبھی اے ماہ رو پرتو فگن شاید
کہ عکس آفتاب اندرون داغ دل ہے جیحون کو

اگر ایسی ہے ان اہل دول کی پستی ہمت
یقین ہے رفتہ رفتہ لینگے سر پر گنج قارون کو

کوئی بیدرد گل ایسا نہ ہوگا باغ عالم مین
سمجھتا ہے گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو

زمین شعر کو جو تھا فلک مین نے بنایا ہے
لکھا ہے آفتاب روئے جانان کے جو مضمون کو

ہوا اس مہرشید رو کے عشق مین ہاتھ آئے ای ناسخ
تو ذرون کی طرح دم مین اُڑا دون گنج قارون کو

اس لطف سے برق نے اس غزل کو گایا کہ وہ نازنین بیچین ہو گئی گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای اورنگ حقیقت مین کیا غضب تلاش کرکے لائے ہو اسکا گانا دل بیقرار کرتا ہے برق سوچا کہ میدان مار لیا کہا حضور ابھی آپنے کیا سنا صحبت بے نمک ہے دو دو جام شراب کے پیجیے لیکن میرا حال تو آپ نے پوچھ لیا مگر اپنا حال تو بتلا دیے کہ آپ دونون صاحب کون ہین مفصل حال کہیے ورنہ اب نہ گاؤنگا چھوٹی نانی نے یہ بھی سمجھا دیا ہے کہ جہان کہین جانا پہلے اُنکا نام و نشان دریافت کر لینا تب گانا اورنگ جادو نے کہا تم تو بیوقوف ہو تمھین ہمارے حال سے کیا کام ہے برق نے کہا واہ آپ نے میرا نام و نشان کیون پوچھا آپ بھی اپنا نام و نشان بتایے ورنہ مین اپنی جان دونگا یہ کہکے چیخین مار کر رونے لگا ٹوپی سر سے دے ماری انگرکھا بھی چرسے پھاڑ ڈالا یہ باتین جو لڑکے نے کین اورنگ گھبرا گیا شبرنگ جادو بھی ہان ہان کرتی ہوکر ارے نانصاحب یہ کیا ضد ہے لڑکا نہین مانتا یہی کہکے روتا ہے کہ جو میری چھوٹی نانی نے کہا تھا اُسکے خلاف ہوا اب مین نانی کو کیا منھ دکھاؤنگا میری بی بی مجکو دودھ نہ پلائیگی مین کیونکر جیونگا میری جورو بڑی بدمزاج ہے رات کو پلنگ پر سے لات ماردیگی ہاے مین نیچے گر پڑونگا میرے ہاتھ پاؤن ٹوٹ جاینگے شبرنگ نے چاہا سر اُٹھا کے زانوئون پر رکھے لڑکے نے شبرنگ کا پائجامہ پھاڑ ڈالا شبرنگ جادو نے کہا کہ ارے لڑکے یہ کیا کیا

شبرنگ کی رانون مین منھ ڈالے دیتا ہی اور چیخین مار مار کر روتا ہی جب دیکھا لڑکا اپنی جان
دیے دیتا ہی قریب آکر کہا میان تان دراز خان صاحب چپ رہو مین ابھی اپنا حال
مفصل بیان کیے دیتا ہون آج تک مین نے اپنے ملازمون کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہین
کیا مگر تمھارے رونے سے گھبرا گیا برق کہتا ہی اجی مین تو تباہ ہو گیا اسی مین بہتر ہے
کہ حال اپنا سُنا دیجیے اور نگ کہتا ہی ایک آدھ چیز گاؤ تو گانے کے نام سے وہ منھ بناتا
کہتا ہی گانا بجانا کیسا میرا تو گھر تباہ ہوتا ہی جورو میری مجھسے چھوٹتی ہی آپ نے پہلے
مجھے گوا لیا اگر کہین جورو سُن لیگی تو گھر مین نہ آنے دیگی تب مین کہان جاؤنگا سب طرح
پر مجبور ہون آپ کو ذری سی بات کہنا مشکل ہی مین نے تو اپنا کمال سُنا دیا اور ابھی مجکو
آپ نے کیا سُنا بہت راضی کرونگا اور میان اور نگ صاحب ایک کام آپ کو اور
کرنا ہوگا بی شبرنگ آپ کی جورو ہین اگر جورو ہین تو انکا پائجامہ اُتار لیے وہ مطلب کیجیے
مین بغور دیکھون جورو نے کہا تھا بیٹا اب باتین باہر سے سیکھ آؤ آپ سے زیادہ مجکو
کون مہربان ملیگا سب باتین مجھے سکھایے نہین تو جورو کے ابی جان دونگا اور جو کوئی
سامنے آئیگا اُسکی بھی جان لونگا چھوٹی نانی نے جو کچھ سکھایا پڑھایا ہی اُسکے خلاف
نہ کرونگا شبرنگ ہنسے دیتی ہی کہ واہ میان نانی والے نانی آپ کی کوئی بڑی معزز و مکرم
ہین سب کچھ تمکو سمجھا دیا میان تان دراز خان اب ہمارا حال سُنو انکا نام ہی اور نگ جادو
میرا نام ہی ملکہ شبرنگ جادو یہ اقلیم جو تباہ ہوئی یہ اُسکے وزیر اعظم ہین مین دوسرے
وزیر کی بیٹی ہون ہمسے دونون سے آپس مین آشنائی ہی اب دونون میان بی بی ساتھ
رہتے ہین ہم دونون نے ملکر سحر کیا کہ لشکر انجم کا آگے نہ بڑھ سکے ساحران معقول ساتھ
تھے بی انجم و طلعت و سنجاب گرفتار ہو کر آگئین اب لشکر کا تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہے
ایک سحر مین تباہ کر دینگے جو بڑے ساحر تھے اُنکو تو پکڑ لیا بس اب آپ راضی ہوئے یا
ابھی اور کچھ چاہیے برق نے کہا بس اب مجھے کچھ ضرورت نہین اب گانا سُنیے گلابی کھینچکر
جام لبریز کیا اور آپ ہی اُسکو پی بھی گئے کہا اب ہم کسی کو شراب نہ دینگے ہمین بہت
ہلاک کیا روتے روتے ہماری آواز پڑ گئی اب ہمارا دل نہین لگتا شبرنگ جادو نے
موتیون کا مالا اُتار کر گلے مین ڈالدیا کہا اجی یہ دمڑی کی چیز لیکر مین کیا کرونگا میری
چھوٹی بہن رحیمن گڑیان کھیلتی ہی روز صبح کو شیشے موتی والا آتا ہی دن بھر سب سے کھیلتی ہے
شام کو انھین پاخانے مین پھینک آتی ہی رات بھر جن سے کھیلتی ہی صبح کو لڑکیون مین
لٹا دیتی ہی حضور کیسی بلا کی حرامزادی نکلی ہی دیکھ دیکھ کے سسکیان لیتا ہون ایک دن
کونے مین لیگیا اور گلے سے لگایا وہ بھی حرامزادی بھیا کہکے لپٹ گئی مین نے چاہا چھوڑدون
چھوٹی نانی پائجامہ ہلاتی ہوئی آگئین وہ چلائین کہ ارے نگوڑے یہ کیا کرتا ہے اسکی ذات
سے ابھی پانچ سو روپیہ نقد اور ایک جوڑا لیتا ہی جب تو حضور مین جھلا کے چھوٹی نانی کے
جا پڑا اور نگ و شبرنگ ان باتون پر ہنس رہے ہین کہا مگر حضور نے ایک بات نہین سُنی

چھوٹی نانی بہت خوش ہوئین کہتی تھین لونڈے تو تو بڑے کام کا ہو گیا خوب بیٹھتا ہے دل کو مزہ ملتا ہو اب برق اشتیاق دلا رہا ہی شبرنگ کہتی ہو میان تان دراز خان صاحب بس اب شراب پلایئے بہت باتین نہ بنایئے ایک اور غزل گایئے برق دل مین سوچ رہا ہے کہ میرے دام مکر مین گرفتار ہو چکے اب انکا مار لینا کتنی بڑی بات ہی اور زیادہ مسخرا پن کرنے لگا جب شبرنگ نے بہت کہا تو اشتیاق دلانے کو یہ غزل گنگنا کے گانے لگے نظم

آنکھیں عاشق کو نہ تو ای گل رعنا دکھلا ‏ ‏ پتلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا
یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تونے ‏ ‏ گردش چشم بھی ای نرگس شہلا دکھلا
آسمان اور زمین کا ہی تفاوت ہر چند ‏ ‏ ای صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا
ای جنون تجھسے مری آنکھ جھپکنے کی نہین ‏ ‏ قید خانہ تو دکھایا مجھے صحرا دکھلا
قلزم عشق مین کب تک رہون ای حسن تباہ ‏ ‏ لب دریا جو نہین تو تہ دریا دکھلا
چوٹی اُس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ چلنے لگی ‏ ‏ صبح محشر بھی بھلا اب ای شب یلدا دکھلا
باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی ‏ ‏ ایک تو مجکو قد یار کا بوٹا دکھلا
ایک مدت سے ہون آفت طلب ای گردش چرخ ‏ ‏ کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا
کالے کوسون نظر آتی ہو دلا منزل گور ‏ ‏ آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا
عاشقون سے ترے کرتا ہی نہایت گرمی ‏ ‏ روے خورشید قیامت کو کف پا دکھلا
دھیان آتا ہی جو چوٹی کا کسی کافر کے ‏ ‏ کہتی ہی فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا
چرخ نیلا ہی بہت اپنے شفق پر نازان ‏ ‏ لب بام آن کے تو بھی لعلیں پا دکھلا
بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے ‏ ‏ یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

اورنگ جادو و شبرنگ جادو دونون بیقرار ہو گئے کہا میان تان دراز خان جی چاہتا ہی کہ تم چپ نہ ہو لیکن جام ہمکو پلاؤ اب برق نے ارادہ کیا ہی کہ مین شراب مین بیہوشی ملا دون کہ آسمان پر برق چمکی ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے اور اورنگ نے جو اُس ابر سیاہ کو دیکھا کہا بڑے بھائی صاحب آتے ہین سر باغ پر آکے وہ لکہ ابر چھٹا برق نے دیکھا کہ ایک جادوگر سیہ فام بہت بڑا قد تاج پہنے ہوئے گرد بارہ چودہ مصاحب چند خدمتگار پشت پر اورنگ کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی بھائی صاحب اس وقت کہان تشریف لیے جاتے ہو مرچنگ جادو اسکا نام ہی اور اورنگ کا بڑا بھائی ہی اُس ساحر نے پکار کر آواز دی بھائی صاحب مین نے سُنا ہی کہ آپ کو آجکل بڑی مہم درپیش ہی مین گھبرا گیا جانتا تھا کہ اس وقت آپ باغ مین ہونگے اور اورنگ نے کہا بھائی مرچنگ ایک ہفتے سے مین نے اسی باغ کو مکان سکونت قرار دیا ہی دن رات یہین رہتا ہون بھابھی صاحبہ نے تمھاری منع کیا کہ اُس مکان ویران مین رہنا کیا ضرور کہین جانے نہین دیتین مرچنگ نے کہا بھابھی صاحبہ ہی اپنی جنکا مدت سے ذکر سُنا کرتے تھے آج ہم بھی قدمبوسی کرین اور اورنگ جادو نے کہا حضور وہ خود آپ کی مشتاق تھین اکثر کہا کرتی تھین کہ اپنے بھائی صاحب کو بلواؤ انکا تو یہ قول تھا

کہ اپنے بھائی کو اس مہم مین شریک کر لو اب اُس ساحر کا تخت زمین پر آیا اور رنگ جادو نے
ہاتھ پکڑ لیا باتین کرتا ہوا چلا مرجنگ نے پوچھا بھائی ان ایسے ظالمون کو کیونکر گرفتار کیا
مین نے خبر سُنی ہی کہ ملکہ انجم اختر پیشانی سحر مین بڑی طاق شہرۂ آفاق جسنے اجلال و
محلال کو مارا اورنگ نے کہا بھائی اسمین بہت سی باتین ہین وہ عیار اُسکے ساتھ ہے
کہ جسنے رکن اعظم مذہب گرا دیے بڑے بڑے جادوگرون کو اُسنے مارا مین ملنے تو بھائی گے
یہ کیا کہ راستہ اُنپر روکا اُسی تدبیر مین فکر کر لی باران جادو اژدر بنکر جاتا تھا وہ
مارا گیا ملکہ کو دوسری صورت مین گرفتار کیا بھائی مین نے سحر بھی کیے علم شعبدہ بھی صرف ہو
تب جا کے ان لوگون کو گرفتار کیا آپ کا بھی آنا اس وقت بہت مناسب ہوا آج رات
کو عیش کیجیے شراب پیجیے صبح کو اُن سب کو قتل کیا جائے آپ بھی قتل مین شراکت کرین
عجب لطف ہوگا یہ اقلیم اب آپ کے اور ہمارے قبضے مین آئی اجلال و محلال والی
بڑی سلطنت ہی اب تو سب ملک ویران پڑے ہین کچھ کچھ لوگ بستے جاتے ہین اب ہمکو
اور آپ کو بڑی مشقت پڑیگی رعایا بسانیگے کارگذارون کو شہر بشہر روانہ کرینگے وہان سے
آدمی بلوائینگے رعایا کے لوگ عمدہ عمدہ بسائینگے مرجنگ جادو نے کہا بھابھی صاحب
کہان ہین آج ہم بھی اُنکی صورت دیکھ لین اورنگ نے پکار کر آواز دی ملکہ عالم
بھائی صاحب آپ کو یاد فرماتے ہین تمھارے جیٹھ ہین شبرنگ جا کر چھپ گئی تھین اور
کہتی تھین بڑے بھائی صاحب کے سامنے نہ جاؤنگی مجھے پردہ کرنا مناسب ہی جیٹھ کے
سامنے جانا کچھ اچھی بات ہی اورنگ نے مرجنگ کو لا کر مسند پر بٹھایا برق سر جھکائے
بیٹھے ہین کہ یہ اور نیا جملہ در پیش ہوا اب انکو تسخیر کرون مگر دیکھو تو کیا ہوتا ہی جب کئی مرتبہ
اورنگ نے پکار کر کہا ملکہ آؤ بھائی صاحب بہت مشتاق ہین شبرنگ یا تو کمرے
مین جا کر چھپ گئی تھی یا اپنے کو درست کر کے دوپٹے سے مُنھ چھپائے ہوئے گرد کنیزین
کمرے سے نکلی اورنگ نے کہا دیکھیے آپ کی بھابھی صاحب تشریف لاتی ہین دیکھیے
تو کیا معشوق ہی جب سے مین نے اس سے آشنائی کی سب جگہ جانا آنا چھوٹ گیا
آٹھ پہر اسی کے پاس رہتا ہون معشوق عاشق خصال مجکو بہت چاہتی ہی بھائی صاحب
اس معشوقہ سے امی جان کا مزہ ملتا ہی بڑی خدمتگزار کہنا ماننے والی جس وقت کہا
اُسی وقت موجود ذرا اشارہ کیا پائجامہ اُتار ڈالا بھائی صاحب کیا کہون جو اس
معشوق سے مزے ملتے ہین مرجنگ ہنستا جاتا ہی کہ شبرنگ قریب آ کر پہونچی مرجنگ
کو دیکھکر دوپٹہ چہرے سے ہٹا یا برائے سلام خم ہوئی مرجنگ کی جو نگاہ پڑی جوان
عورت چھوٹے چھوٹے گال انگیا کے بند خوب کسے شلوکا چست پہنے ہوئے پائچے
جو ہوا سے اُڑنے رانین کھل گئین مرجنگ یہ وضع دیکھکر مر گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا
قلب تھرایا پیشانی پر پسینہ آیا اُٹھ کھڑا ہو اکہا بھابھی صاحب آپنے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا
ہاتھ مین چٹکیان لینے لگا کبھی دوپٹہ سنبھال لیتا ہی کبھی ہاتھ تھام لیتا ہی کبھی چپکے سے

کہتا ہی مین تو غلام ہون بھابھی صاحبہ تمھارے دیکھنے کو آیا تھا ورنہ میرا ایسا کیا کام تھا شبرنگ اور شرمائی جاتی ہی مسکراکر بھائی صاحب بھائی صاحب کہے جاتی ہی کبھی کہتی ہے تشریف رکھیے برق حیران حیران دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی ای برق باغ مین نیا گل پھولا ہے نئی بہار ہی شبرنگ نے جو بڑے قد کا آدمی دیکھا دل مین کہتی ہی اس سے نئے طور کا مزہ ملیگا دیکھون اب کیا ہوتا ہی اگر اورنگ جادو مان لے تو اسکا کیا نقصان ہے پہلو سے پہلو ملا کے مرجنگ کے بیٹھ گئی ران پر ہاتھ رکھکر کہا بھائی مرجنگ صاحب روز خبر سُنتے تھے کہ بڑے بھائی صاحب بڑے شوقین ہین اور نئی نئی رنڈیان ملاتے ہین اُنکے ساتھ خوب مزے اُڑاتے ہین ہم حیران تھے کیا بات ہی روز نئی عورت کو بُلانا ایک بھی ایسی نہین آئی کہ تمکو راضی کرے تمسے سابقہ پڑے تو پھر دوسرے کی خواہش نہ ہو یہ سُنکر مرجنگ گھبرا گیا دل مین کہتا ہی بڑی کاردان عورت ہی اس بات مین بھی اُستاد ہوگی بڑا مزہ ملیگا اورنگ جادو یہ رنگ دیکھ دیکھ کے گھبرا رہا ہی دل سے کہتا ہی مین نے اسکا ہی کو بُلایا یہ بھیا نہ آتا تو یہ آفت کیون برپا ہوتی یہ تو دونون گھل مل گئے آپسمین اشارے کنائے بھی ہونے لگے برق سر جھکائے بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ اب کیا کرون اسکو بھی تسخیر کرنا پڑیگا جما ہوا رنگ مٹا اب کیا کرون اورنگ چُپکا بیٹھا ہی اپنی معشوقہ کے حرکات دیکھ دیکھ کے جل رہا ہی کہ مرجنگ نے کہا بھائی صاحب آپ کیون خاموش بیٹھے ہین مین کچھ آپ سے عرض کیا چاہتا ہون آپ میرے چھوٹے بھائی ہین بجاے فرزند کے ہین معشوقہ آپ کی بجاے دختر بلند اختر ہی افسوس جب کیجیے کہ جب ہم ہمیشہ کا ارادہ کرین کچھ آپکا ہرج نہ ہوگا اورنگ نے کہا فرمایے کہا مین چاہتا ہون کہ بارہ دری مین چھپر کھٹ بچھ جائے ایک دو گھڑی کے واسطے بی شبرنگ کو لیکر بادولت اندر جا بیٹھینگے اور بہت جلد چلے آئینگے بعد اُسکے آپ کو آپ کی معشوقہ مبارک ہو اور بھائی اگر اسکے خلاف کروگے تو بادولت کو بڑا رنج ہوگا اورنگ یہ سُنکر جل گیا بڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا بعد عرصہ دراز کے سر اُٹھایا کہا بھائی صاحب آپ یہ کیا فرماتے ہین یہ تو آپ کی بات مجکو نہ بھائی اب ایسی بات مُنھ سے نہ نکالیے گا ورنہ مجکو بڑا ملال ہوگا میرے ملال سے آپ کو رنج پہونچیگا آپ بڑے بیغیرت معلوم ہوتے ہین یہ کہکے شبرنگ سے کہا کہ ملکہ ادھر آکے بیٹھو ورنہ مجکو ملال ہوگا تم کہان اس بھیا کے پاس گھس کے بیٹھین مین نے اسی خیال سے آج تک اس بھیا کا سامنا نہ کرایا تھا کئی مرتبہ اس مردود کا ذکر آیا کہ جنسے ملاقات ہو مگر مین ٹال گیا آج سامنا ہوتے ہی یہ آفت برپا ہوئی شبرنگ نے کہا مین اُٹھ کر کہان آؤن مرجنگ کے پاس بیٹھی ہون وہ تو اپنی بیٹی بناتے ہین دل تمھارا ناحق جلگیا مگر ناحق گھبرائے ہو تمھارے بڑے بھائی بجاے تمھارے باپ کے ہین اُنکو ذراسی بات کے لیے آزردہ کرتے ہو مین گھڑی بھر مین چلی آؤنگی تمھارا کیا نقصان ہوگا آیندہ خوشی تمھاری یہ سُنکر اورنگ جل گیا کہا ادگیسو بریدہ تو بھی یہ باتین کرتی ہے

دگڑے کو دیکھکر راضی ہوگئی یہ کہکے اُٹھا کہا بھائی صاحب جائیے میرے گھر پر نہ ٹھہریے
مرجنگ نے کہا بھائی صاحب انسانیت کو کام فرمایئے اپنے آپ سے نہ گذریے اورنگ
نے ہاتھ پکڑکر شبرنگ کا کھینچا کہ ادھر میرے پاس آؤ اس بھیا کے پاس نہ بیٹھو تمھاری ران
پر ہاتھ رکھتا ہے مجھے حیران کرتا ہے اب اُدھر دیکھیگی تو آنکھ پھوڑ ڈالونگا مرجنگ نے کہا
او بھیا اپنا زور دکھاتا ہے تیری شامتیں آئی ہیں چند ساحرون کو جو مکر سے پکڑ لیا تو
اپنے آپ سے باہر ہے یہ جو تو نے لڑکون کا گھروندا بنایا ہے ابھی بگاڑ دونگا شبرنگ
اُٹھو ہمارے باغ میں چلو کل تو نے دیکھکر چلی آ آج جی چاہے وہیں رہنا اب اس مردود
مکار کے پاس رہکے کیا کروگی شبرنگ اُٹھ کھڑی ہوئی برق نے دیکھا دونون بھائیون
میں بگڑی ہے تو اس کرے کو تاک رہا ہے باتون میں یہ بھی اسنے اورنگ سے پوچھ لیا تھا
کہ سب کی زبان میں سوزن ہیں اورنگ نے جواب دیا تھا کہ سوزن کی کیا ضرورت ہے
جب تک کوئی مجھکو قتل نہ کریگا وہ لوگ ہوش میں نہیں آسکتے سب بیہوش پڑے ہیں جب
اورنگ قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ او کمبخت بیہودہ تیری ناک کاٹ لونگا اور
ادھر مرجنگ تبر اُٹھاکے وہ حال کرونگا کہ اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو میں اجلال جادو کا شاگرد
رشید ہون جنھون نے اجلال کو مارا اُنسے تو میں بچھا نہیں ہوا تیری کیا حقیقت ولیاقت ہے
مرجنگ بھی یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ تیری قضا ہی مجھکو لائی ہے اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا
وہ لوگ غافل تھے اس وجہ سے تیرے ہاتھ سے پکڑے گئے ورنہ تیری کیا حقیقت ہے
بھائیون میں گولہ چلنے لگا شبرنگ کھڑی دیکھ رہی ہے حیران ہے کہ کیا ہوگا مگر مرجنگ
نے وہ وہ ہوکے کہ اورنگ گھبرا گیا چاہا پرواز پیدا کرکے نکلجاؤن مگر غیرت نے
تقاضا نہ کیا برابر لڑے جاتا ہے مرجنگ نے جھلا کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا ایک برق
لڑک کر گری کہ سر اورنگ کا زخمی ہوا اب گھبرا گیا مرجنگ تیغہ پکڑ کے جا پڑا تلوارین
مارتا ہے مگر اورنگ تلوار پر روک رہا ہے باغ میں ہنگامہ ہو گیا نرگس نے پامالی باغ
دیکھکر آنکھیں بند کرلیں سنبل نے بال کھولدیئے چشم نرگس سے آنسو بہنے لگے قمریان
سر پیٹتی تھیں سرو پا بگل ہر پھول منفعل ہوا ایمن خلاف چلیں رنگ پھولونکا متغیر نرگس نے
عصائے آہ ہاتھ میں لیکر جا باغ سے نکلجاؤن بلبلون کو بیقراری پھولون کی اشکباری
جوانان سبزپوش مدہوش نہرون کی آبرو وحشی موجون کے کلیجون پر خنجر چلے حباب چشم
حیرت سے نگران ہر گرداب حیران و پریشان طائرون کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی
لیکن یہ دونون لڑرہے ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک کر گرے کہ نخل جلنے لگے زمین سے
شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے ہر سمت حیرانی و پریشانی چمن پامال ہو رہے ہیں اورنگ
زخم کھاکر مثل شعلۂ آتش بھڑکا تیغے پر اپنا خون ڈالکر جھپٹ کے جا پڑا کچھ منھ سے بھی
بڑبڑاتا جاتا ہے یا سامری و جمشید کہکے تیغہ مارا مرجنگ نے سپر سحر کو اُٹھایا لیکن سپر
کٹی پھول دامن سے سپر کے گرے سیاہی پر اندھیرا چھایا سپر کو کاٹ کے تیغہ گرا سر

اس غو دوسرا کا زخمی ہوا اب تو شبرنگ گھبرائی سوچی کہ اگر اسنے مرجنگ کو مار لیا تو نہین معلوم
مجھپر کیا بدعت کریگا اور اب یہ بھڑوا ڈھیلا بھی ہو چکا ہی مطلب بھی اس سے نہین نکلتا ہے
یہ جوان ذرا بڑے قد و قامت کا ہی ناک بھی بڑی ہی یہ سوچکر ایک گولہ جھولی سے نکالا اور
اُسپر اپنا خون ڈالا خوب سحر کیا سحر کرکے پیچھے ہٹی سینہ اور رنگ کا تاکا اسم سحر کا پڑھکر
پھینک مارا وہ گولہ سینہ پر گینڈے پر اور رنگ کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا اور رنگ کا گرنا
پلٹ کے مرجنگ نے کہا جان جہان کیا کہنا کیا ملعون کو مارا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
بوسہ بازی کرنے لگا شبرنگ نے ہاتھ جھٹک دیا کہ بیہودہ اب تجھے کیا جلدی ہے
اب تو تو ہی تو ہی دس برس سے آشنا کو مین نے تیری محبت مین مار ڈالا کچھ مین نے اسکا پاس
نہ کیا کہ دس برس سے آشنا تھا یہ کہنا تھا کہ مرجنگ نے کہا کیون ای جان جہان میرا بھائی
سن مین چھوٹا تھا مار دینے والا بھی مجھسے زیادہ تمھارے تجکو کچھ پاس نہ آیا شبرنگ نے
بیٹے پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا بھڑوے مجنے تو بڑی ناک دیکھ کے یہ کام کیا اسکا ملعون و
تشنیع کرتا ہی او بھڑوے اسکا ذکر کیا حقیقت مین جب تو ڈھیلا ہو جائیگا ہم گھر سے تیرے
نکلجائینگے کیا تیرے ساتھ مرینگے بھرینگے ہم تیری بھی جان لینے کو آئے ہین دیکھ ایک
بات کا خیال رکھنا دو مرتبہ دن کو سامنا ہوا اور تین مرتبہ شب کو اور جس دن اسمین
فرق پڑیگا اُس دن ہم تیرا منہ کالا کرکے چلے جائینگے مرجنگ خوب ہنستا ہی کہتا ہے
جان جہان تمنے بڑا کمال کیا ایسے سرکش کو مار لیا مگر برق کا حال سنیے کہ زبانی اور رنگ
کے سن چکا تھا کہ میرے مرنے پر اُن سب کو ہوش آجائیگا اُس کمرے مین دوڑا ہوا پہونچا
جاکے دیکھا کہ ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت وزیرزادی و سنجاب جادو یا تو بیہوش
پڑی تھین یا اُٹھکے بیٹھی ہین مگر حیران کئی دن سے بے آب و دانہ ہین اور چار پانچ
ساحر جو بیہوش تھے وہ بھی کروٹین لے رہے ہین برق نے پکارکر آواز دی کہ منم مہتر
برق فرنگی آپ کا گرفتار کرنے والا مارا گیا جلد اُٹھیے یہ سننا تھا کہ ملکہ انجم نے کہا
کہ ای مہر طلعت ہوشیار ہو جاؤ یہ سنتے ہی مہر طلعت اُٹھی پانچ چھ سردار وہ بھی اُٹھے
پہلے کمرے سے ملکہ انجم نے سر نکالا دیکھا دونون آپسمین مسخراپن کر رہے ہین مرجنگ نے
شبرنگ کے سینے پر ہاتھ رکھا ہی وہ کہتی ہی انکو کیون چھوتا ہی کیا تجھکو کاہی دودھ پینے کا
کر نعرہ ہوا منم ملکہ انجم اختر پیشانی او ملعون اُس نمکحرام کا ل نے تو سزا پائی تمھاری
دونون کی فکر باقی ہی پلٹ کے جو مرجنگ نے ملکہ انجم اختر پیشانی کو آتے ہوئے دیکھا کہا لو
جان جہان ہوشیار ہو جاؤ شبرنگ تڑپی اور جا ہانکلجاؤن ان لوگون سے مین کیا مقابلہ
کرونگی مہر طلعت نے للکارا او فاحشہ کہان جائیگی شبرنگ نے گولا مارا ادھر مہر طلعت
نے اُس سحر کو دفع کیا پانچون چھون مصاحب سحر کرکے جا پڑے ہنگامہ گرم ہوا سنجاب نے آگ
لگادی کنیزون تک کو نہ نکلنے دیا جسپر جا پڑی اُسکو ٹوک کر مارا بڑے زور و شور سے لڑائی ہے
مرجنگ کمر باندھے ہوئے لڑائی مین مصروف ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کسی طرح سے ملکہ انجم کو

قتل کرون جہان یہ سامنے آیا ملکہ نے اونکو ام لکہر للکارا کہ تو سامنے سے بھاگتا ہی ادھر سے
ملکہ سنجاب نے گھیرا ادھر سے مہر طلعت جا پڑین سب سے سحر ہو رہے ہین شبرنگ نے
چاہا کنج باغ مین جاؤن اور دیوار توڑ کر نکلون ملکہ مہر طلعت کی نگاہ پڑ گئی للکارا کہ او فاحشہ
کہان جاتی ہی کیا سحر کرنے سے عاجز ہوئی اُس دھگڑے کا لاشہ دیکھا اس دھگڑے کا
لاشہ نہ دیکھیگی یہ سنکر شبرنگ پلٹ پڑی ملکہ مہر طلعت پر سحر کرنے لگی ملکہ مہر طلعت
دفع کرتی جاتی ہین جب پانچ چار سحر شبرنگ نے کیے ملکہ مہر طلعت نے دفع کیے جب
دیکھا کہ یہ نہین مانتی گرجتی ہی برستی ہی جھولی سے کارد نکالی اُسپر سحر کرکے کھینچ ماری
شبرنگ نے چاہا بچون خاص سینے پر آکے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری مر کر شبرنگ
گری اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نامم شبرنگ جادو بود
مرلیکی جو اُسکے آواز آئی مرجنگ نے پلٹ کر دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی ای
جان جہان وای آرام دل مشتاقان افسوس کا مقام ہی کہ تمھارے وصل سے شادکام
نہوا یہ حسرت رہگئی ملکہ انجم نے للکارا تجھے بھی اُسکے پاس پہونچائے دیتے ہین سحر
ہونے لگے ایک کر مرجنگ نے آواز دی کہ یا خداوند سامری و جمشید اس وقت
تو اپنی قدرت دکھا دیجیے اپنے بندگان خاص کو نہ ترسائیے یہ کہکر جو اسنے چیخ ماری
اور ایک گولہ زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا مہر طلعت نے آواز دی ای ملکہ عالم
ہوشیار ہو جائیے اُسنے سحر سامری کیا ملکہ انجم اختر پیشانی نے چاہا پرواز
پیدا کرکے بلند ہو جاؤن مگر دھوین نے مہلت نہ دی اُس مردود نے سحر سے
دھوین کو بلند کیا دھوان جو آنکھون مین لگا ملکہ انجم لڑکھڑا کر گرین اسنے کنیزون کو
اشارہ کیا کنیزون نے ملکہ کی زبان مین سوزن دیا مہر طلعت نے چاہا تڑپ کر نکلون
کہ دھوین سے ایک شعلۂ آتش نکلا وہ شعلہ آنکھون کے سامنے چمکا یہ معلوم ہوا کہ آنکھون
مین کسی نے تیر مارا آہ کرکے یہ بھی گرین کنیزین جھپٹین کہ زبان مین سوزن دین سنجاب جادو
نے سینہ سپر کر دیا تڑک کر گری کئی گولے مرجنگ کو مارے مگر جس وقت سے یہ دھوان
نکلا ہی اور تمام لشکر مین پیچیدہ ہو رہا ہی جو کوئی سحر اسپر کرتا ہی دھوین سے شعلہ نکلکر
اُس سحر کو جلا دیتا ہی جو گولے سنجاب جادو نے مارے یہی ہوا کہ گولے کو شعلے نے
جلا دیا مرجنگ تک نہ پہونچے کہ جسم پر تاثیر کرتے گولون کو رد کرکے اسنے پھر سر ہلایا
زبان کا خون کاٹ کے گولے پر پھینکا دھوین نے ترقی کی شعلہ بھڑک کر سنجاب پر گرا
یہ بھی لڑکھڑا کر گری اور سردارون نے بلوہ کیا وہ تو گرے اور بیہوش ہوئے اُس وقت
کا ہنگامہ کہ سردار پر سردار گر رہا ہی مگر جو گرا دھوین مین مردود کے پھنسا شعلے دھوین
سے نکل رہے ہین نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدا بلند ہی برق فرنگی
ایک گوشے مین چھپا تڑپ رہا ہی جس وقت ملکہ انجم اختر پیشانی گرین برق بیقرار ہو گیا
جی مین کہتا ہی کہ ای برق فرنگی کیا غضب ہوا ملکہ انجم سی ساحرہ یون گرفتار ہو جائے

سب ساحرون پر آفت ہو رہی ہی کیا تدبیر کرون جو رنگ مین سے جایا تھا اُسکے بھی
سراسر خلاف ہوا اگر اس ملعون نے ان سب کو گرفتار کر لیا ایک لمحہ بھر کسی کو زندہ نہ
چھوڑیگا شب رنگ کے قتل ہونیکا اسکو بڑا ملال ہی اُسی غصے مین آفت برپا کریگا
کیا تدبیر کرون ابھی تو چند سردار لڑ رہے ہین جاکر اُستاد سے اطلاع کرون شاید
وہ آکر کچھ تدبیر کرین روتا ہوا برق باغ کے باہر نکلا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا
روتا ہوا باہر نکلا جی مین کہتا ہی برق جب تک مین خدمت مین اُستاد کی پہونچونگا
اتنے عرصے مین یہان خاتمہ ہو جائیگا افسوس باغ پُر بہار کیا خزان آگئی کیا رنگ
جما تھا فلک کجرفتار نے یون مٹایا ایک تھوڑی ہی دیر مرچنگ نہ آتا مین خاتمہ
کر چکا تھا اس ملعون نے تو آکر قیامت برپا کر دی روتا ہوا تھوڑی دور نکلا ہی کہ صحرا سے
گرد اُڑی ایک مقام پر اُستاد کو دیکھا کہ ایک مسافر کو مارا ہی اُسکے کپڑے وغیرہ
اُتار رہے ہین برق دوڑا جھک کر سلام کیا کہا استاد مین شریک ہو جاؤن عمرو
نے کہا آپ الگ رہیے برق کب مانتا ہی چادر کمر سے کھولکر اُستاد کو دی کہ اُستاد
بیچے یہ چادر نئی ہی پاؤن کے چھلے اُتار لیے عمرو نے کہا ابے چھلے تو لا برق فرنگی نے
ریت مین دبا دیے کہا اُستاد اسکے پاؤن مین چھلے نہ تھے عمرو نے ایک تھپڑ دیا کہا
کہ ابے پاؤن مین نشان تو چھلون کے بنے ہین اور کہتا ہی کہ یہ نہین پہنے تھا برق نے
کہا اُستاد غضب ہو گیا عمرو نے پوچھا کیا ہوا برق نے تمام کیفیت بیان کی کہا استاد
مین نے سب کو رہا کر لیا تھا مگر مرچنگ نے غضب کیا کچھ دھوان پیدا ہوا اُس دھوین نے
آگ لگا دی ملکہ انجم اختر پیشانی بیہوش ہوئین جب ملکہ انجم کو گرفتار کر چکا ہی اور چند سردار
لڑ رہے ہین میرے سامنے تک پانچ سردار باقی تھے جانبازی کر رہے تھے مین گھبرا کر آپ کی
تلاش مین نکلا کہا ابے چھلے تو دیدے برق نے کہا اُستاد اب ان واہیات باتون کا ذکر
نہ کیجیے خواجہ نے کہا بچا بڑے حرامزادے ہو برق عمرو کو ساتھ لیکر چلا راہ مین سب
حال خواجہ عمرو پوچھتے جاتے ہین برق اپنی عیاری کا حال بیان کرتا ہی خواجہ کہتے ہین
ابے یہ تجھے کون پوچھتا ہی تو نے بڑی عیاری کی اسکو تو الگ کیجیے جہان سے شکست
ہوئی ہی وہ حال کہیے برق نے مرچنگ کا آنا اور رنگ سے مقابلہ پڑنا سب بیان کیا
خواجہ عمرو سرہلاتے جاتے ہین جب باغ قریب رہا کہا ابے اب آپ تو جائیے مین آتا ہون
برق تو الگ ہوا پھر باغ مین پہونچا اب تین سردار لڑتے لڑتے باقی رہگئے ہین مرچنگ
اُسی طرح سرلار با ہی سردار لڑ رہے ہین ایک طرف سے آواز ہیبتناک آئی
کہ او بندۂ خاص الخاص ای باج گذار با اخلاص ان سب کے سر کاٹ لے تیرے
واسطے وہ نعمت لایا ہون کہ جس حسرت مین سامری و جمشید مر گئے وہ کام آج ہوا پینگ
مرچنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند سالوس عمرو کی ٹانگ مین رسی باندھے ہوئے گھسیٹتا
لیے آتے ہین منھ پر ہاتھ رکھکر آواز دیتے ہین کہ زمین تھرا جاتی ہی مرچنگ جادو

نہال ہوگیا پکار کر آواز دی یا خداوند تصدق ہوجاؤن کہا اے تو نے انجم کو زندہ کیون
چھوڑا ان لوگون نے میری بندی خاص کو مارا شبرنگ تیرے وصل کی حسرت لیکر دنیا سے
گئی قدرت کو اسکا بڑا افسوس ہی اسکے پیٹ مین قدرت نے بھی اپنا نور اُتارا تھا ابھی
قدرت اسکو زندہ کرینگے مرچنگ نے کہا یا خداوند اگر شبرنگ کو آپ نے زندہ کیا
تو غلام پر بڑا احسان ہوگا کہا اے گدھے تجھپر کیا احسان ہوگا قدرت بھی نور قدرت اسکے پیٹ مین
اُتارینگے فرزند قدرت اسی کے پیٹ سے پیدا ہوگا تمام دنیا مین خدائی کریگا
مرچنگ جادو نے کہا قدرت کو اختیار ہی یہ کہتا ہوا قریب مرچنگ کے پہونچا
کہا اے اپنے سحر کو روک لے میرا بدن جلا جاتا ہی کیون حرامزادے ایسے ایسے سحر سیکھ
رکھے ہین کہ جو قدرت پر تاثیر کرتے ہین ہی شرط کہ تجھکو سنگ سیاہ کردون پاس شبرنگ
کے جائیگا جاکے دیکھ تو وہ کیا کر رہی ہی کس کس سے آنکھین لڑاتی ہی اُنکے نام نہ لونگا شرم
آتی ہی شبرنگ کے بڑے مرتبے ہوئے مرتے دم بھی اُسنے قدرت ہی کو یاد کیا مرچنگ
نے سحر کو روکا دھوان کسی قدر کم ہوا خداوند قریب پہونچے کہا او مرچنگ شبرنگ کے
پاس جانے سے کیون انکار کرتا ہی یہ تو دیکھ لے کہ وہ کس مکان مین بیٹھی ہی بائین پر دیکھ اور
نام ہمارا پڑھتا جا یہ کہتا تھا کہ مرچنگ جادو بائین طرف پھرا جیسے ہی مرچنگ نے بائین
پر سر اٹھایا بنگاہ غور دیکھنے لگا خواجہ عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے کہا دیکھ
اسی باغ مین بیٹھی ہی تجھکو بلاتی ہی یہہ جان لے نعرہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بباغ دین زگرمی آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

ازان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

جھٹکا مارا منہ کے بھل زمین
پر گرا گرتے گرتے خنجر مار شکم چاک کیا قصہ پاک ملکہ انجم اختر پیشانی و ملکہ مہر طلعت وزیرزادی
و ملکہ سنجاب جادو نے دیکھا کہ یکایک اندھیرا ہوا ہوائین خلاف چلنے لگین آواز آئی
کشتی مرا نام من مرچنگ جادو بود ملکہ انجم بھی اُٹھین وزیرزادی نے بھی اُٹھتے ہی
نعرہ کیا سنجاب جادو بھی کڑک کر ابر کے ٹکڑے گرانے لگی جسپر لکہ ابر کا گرا جلکر خاک ہوا
ملازمان اورنگ و شبرنگ و مرچنگ ایک طرف کھڑے ان لوگون سے لڑ رہے ہین
سحر اپنی حقیقت کے موافق کر رہے ہین خرچنگ نامے سب مین نامی سردار ہی اُسنے
سب کو اپنی پشت پر لیا اور لڑ رہا ہی بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی ملکہ مہر طلعت نے جو دیکھا
کہ کئی سردار ہمارے زخمی ہوئے خیال کیا کہ خرچنگ بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی اُسکے
سحر کا جو خنجر گرا کسی کو زخمی کیا کسی کا ہاتھ پاؤن کاٹ کے نکلگیا کئی سردار قتل ہو چکے ہین
مہر طلعت نے کہا واری تماشا دیکھیے یہ کہکے مہر طلعت آگے بڑھی للکارا کہ او خرچنگ
کہان جاتا ہی اب جو پلٹا نگاہ جمال بیمثال پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی اور لوگ تو سب سحر
کر رہے ہین آگ برس رہی ہی ملکہ مہر طلعت نے جو ہنس کے سحر کیا ایک طائر نے آکر آواز دی
ای خرچنگ ذرا اس محبوب جانی و یار جادو دانی کو دیکھ کیون غافل ہی نہ ہنستا ہے

نہ رونا ہو دنیا مقام ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی سامری و جمشید نے بھی چولہ تبدیل کیا ہمیشہ دنیا مین مقام نہ فرمایا بڑے بڑے رستم وش سکندر نژاد حاتم مراد ضحاک طینت فریدون خصلت خاک مین ملگئے نام کو بھی اُنکا نشان نہین صاحب فوج و علم تھے کیا کیا جاہ و حشم تھے قبرون کے نشان نہین ملتے کوئی نہین جانتا کہ کہان گئے ابالیان دنیا کو دنیا سے کیا محبت ہوتی ہی اہل و عیال پر جان دیتے ہین بعد مرنیکے کہان جاتے ہین ایک کے بعد ایک تانتا لگا ہوا ہی کوئی پلٹ کے نہ آیا کہ سالک ملک عدم سناتا وہان کی کیفیت بیان کرتا وہان جاکر کسی شغل مین پھنس جاتے ہین اہل و عیال بھی نہین یاد آتے اگر تکلیف مین ہین تو کوئی کام نہین جب پیوند خاک ہوے پھر محبت کہان یہ جو طائر نے آواز دی خرچنگ جھوما اتنا تو جواب دیا کہ او طائر بس دل کو غم و الم سے بھر دیا تیری آواز نے تو پریشان کر دیا طائر تو غائب ہوا اب اُسنے جمال جہان آرائے ملکہ مہر طلعت کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھا اے شہنشاہ اقلیم خوبی و اے گوہر بے بہائے بحر محبوبی **نظم**

نکلتی کس طرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ — ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ
نسیم نوبہاری کی طرح آتے ہو گلشن مین — تماشاے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ
جدھر جاتے ہو ہر گھر مین سے یہ آواز آتی ہی — مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ
قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب — ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ
ملین وہ راہ مین اکی تو کہتا ہون جو ہو سو ہو — دکھاؤ گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ
خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی — کبھی اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین — خدا کے واسطے پھر پھر دیکھتے جاؤ
کوئی اُسنے کیے منھ پھیر کے جو قتل کرتے ہو — تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ
نگاہ لطف کا شائق ہی تحت و فوق کا عالم — کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ
کبھی الجھاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہی مژگان کو — دکھاتے ہو ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ
نقاب اکدن اُلٹ کر تنے پہ منھ سے نہ زیبا — جمال آفتاب ذرہ پر در دیکھتے جاؤ
نہ پھیرو اُس سے منھ آتش جو کچھ درپیش آ جاوے — دکھاتا ہی جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

اس طرح بلک بلک کر یہ اشعار پڑھے کہ ساتھ والون نے اسکے دست بستہ عرض کی کیون اے شہریار مزاج کیسا ہی یہ شعر کسکے پڑھے کہا یار دکیا کہون مہر طلعت نے مارا سنتا ہون جلال اسپر تین سال عاشق رہا مگر اس سرکش نے اُسکو مار کر چھوڑا مین تو جاکر اسکے قدمون پہ گرتا ہون تصدق ہوکر دپھرتا ہون اگر مانا تو مانا نہین تو سر کاٹ کے قدمون پہ رکھدونگا آنکھین صدقہ چشم سے نکالکر بطور نذر پیش کردونگا جو کچھ کیا آنکھون نے کیا دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منھ پہ ملون قبر مجنون پہ جاؤن فقیر بنکے مجنون قبر لیلی کا طواف کرون اپنی حقیقت عاشقان سابق پہ ظاہر کردون مدد کرین یا نہ کرین مجنون نے کہا بہت مناسب ہی چلیے معشوق سے

نذر کیجیے ہاتھ جوڑ لیے کہا مین کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھونگا ملکہ مہر طلعت نے اُدھر سے منھ پھیر لیا
فوج ساحران نے چہار جانب سے گھیر لیا قریب آکر خرچنگ پکارا اے معشوق مغرور
ذرا ایک دفع ادھر چہرہ پھیر دو ہمکو سب مشکل ہی یہ کہکے چلا چلا کر پکارا حضور ذرا ادھر دیکھیے
مہر طلعت نے مسکرا کر کہا اے عاشق جانباز معشوق کی عزت و آبرو بڑھانے والے
سب سے منھ پھیرا اب تمپر توجہ ہی جہان کہو تمھارے ساتھ چلین مگر یہ کہو عاشق صادق ہو
یا خالی باتین بناتے ہو کہا حضور کے قدمون کی قسم جان تک بطور نذر حاضر ہی فرمایا ذرا
تلوار تو کھینچو ہمارا امتحان خرچنگ۔ کہہ رہے ہین کہ خرچنگ نے تلوار کھینچی مہر طلعت
نے کہا گلے پر رکھو شرمانا نہین گھبرانا نہین مردانہ وار جان دو کہا حضور ثابت قدم کہین
رکتے ہین تلوار کو گلے پر رکھا کہا غلام رخصت ہوتا ہی مہر طلعت نے کہا اچھا جاؤ
جہنم واصل ہو یہ سنتے ہی اسنے تلوار کو کھینچا سر کٹ گیا تمہ لگا رہا لاشہ زمین پر گرا اسکے
ساتھ والون نے گریبان پھاڑ ڈالے اور کہا ہاے آقاے نامدار ہم تو آپ کو بجاے مرجناب
کے جانتے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ یون جان دیجیے گا ان معشوقان پرپہرہ نے ملک
کے ملک ویران کر دیے جو انپر عاشق ہوگا حسرت و یاس لیکر یون دنیا سے جائیگا
اپنے حال پر افسوس کریگا بے وجہ مریگا ملکہ انجم اختر میناپائی نے بڑھکر مسکرا کے
فرمایا تم لوگ کس فکر مین ہو یہ کہکے نگاہ سحر آگین ڈالی دس بارہ جادوگر کہ افسر کلان تھے
تڑپنے لگے بیقرار ہوا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے آگے نہ بڑھتے تھے ایک ہی مقام پر
جلتے روتے لوٹتے غش کر گئے سب کا ایک ہی طریقہ تھا ہر سمت سے یہی آواز آتی تھی نظم

تری ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہی
کفن زردون مین قبر اہل دولت کا فسانہ ہی
جو دیوانہ ہی صحرا مین وہ بھاگے میرے سایے سے
گریبان پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیون پہنی
کبھی کچھ ہی تلون سے کبھی کچھ ہی تلون سے
کہا مجنون نے دنیا سے گذرنا سکے لیلی کا
نظر آتی نہین آنکھون کو باریکی کے باعث سے
صفا کا اُس رُخ زیبا کی ہی حیران آئینہ
سمند حسن کو وہ ترک اُڑا دے جسقدر چاہے
پھراتا ہی عبث واعظ سر اپنا بات کے رندون سے
یا ہی دور کر دل کی تو پیدا نور عرفان ہو
بلند اختر بلند اقبال قصر یار کو سمجھے
چمن کی سیر مین لطف شکار آنکھون کو ملتا ہی
مین اپنے باہین شست سے ڈال سکتے ہو

کسی استاد شاعر کی بیت عاشقانہ ہی
تماشا کی ہی چادر بادلے کا شامیانہ ہی
سوار شیر ہین مجنون ہون افعی تازیانہ ہی
کرے کیا عقل دخل اسمین جنون کا کارخانہ ہی
مزاج یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہی
کوئی آگے روانہ ہی کوئی پیچھے روانہ ہی
کرے یاری کی ہمکو محبت غائبانہ ہی
فلک پر گیسوون کی میناداشت اپنے شانہ ہی
مژدہ مہمیز ہی گیسوے مشکین تازیانہ ہی
تکلف برطرف یان لا ابالی کارخانہ ہی
سراغ اسکو کہان جسنے مال اُسکا خزانہ ہی
ہوا سے پاؤن رکھتا ہی وہ عالی آستانہ ہی
ترے تیر نگہ کا بلبل اے گل نشانہ ہی
کرم ڈھونڈھے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہی

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرمن سے غرض اکش		سمجھ لے اپنے منھ مین نور جو قسمت کا دانہ ہے

یہ اشعار پڑھ کے بارہ چودہ جوان دست بستہ سامنے انجم کے کھڑے ہوئے کہا جان نثارون
کو کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا جس پہاڑ پر کوہکن نے اپنی جان دی جان شیرین اپنی کھو دی وہان کی
خبر مفصل لاؤ پہاڑ کتنا کاٹا تیشہ کس مقام پر مار لیا تصویر کھینچکر لانا بارہ سردار سر پیٹتے خاک اڑاتے
اشعار عاشقانہ پڑھتے کبھی پکارتے تھے فرد فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ میگفت
باندیشہ سنگ آمد و سخت آمد یہان میدان پاک ہوگیا کوئی دشمن باقی نہ رہا خواجہ عمرو نے
سارا باغ لوٹ لیا بارہ دری مین ملکہ انجم اختر پیشانی آکے ٹھہرین دیکھا فرش و فروش
کیسا نقش بوریا بھی نہین کہا خواجہ عمرو یہان فرش وغیرہ نہ تھا خواجہ نے کہا ملکہ نہ ہوگا
ہمکو اس ذکر سے کیا کام جادوگر تو نالایق تھے ملکہ مہر طلعت نے منع کیا کہ حضور یہ ذکر نہ کیجیے
خواجہ عمرو کے خلاف ہوگا وہ اسی طرح مکان کو لوٹتے ہین مردے تک تو برہنہ پڑے
ہین چونکہ شام ہو چکی تھی شب کو اسی باغ مین مقام کیا ناظرون کو یہان کے بلوایا سب نے
دست بستہ عرض کی اور جو ارشاد ہوا انھین حاکمون کو مقرر کیا شب بھر یہی انتظام رہا
کچھ زمیندار کچھ تعلقہ دار ساتھ ہوئے نوبت و نقارے بجاتے ہوئے بفتح و فیروزی چھکڑون
پر مال و اسباب لدا ہوا خواجہ عمرو و برق شلنگین لگاتے ہوئے ملکہ انجم کو لیکر
تختگاہ اجلال پر چلے یہان سب لشکر فروکش تھا سب کو انتشار ہے کہ کوئی بلا کے
نہین آیا ہرکارون نے آکر خبر فتح و ظفر سنائی تمام سردار واسطے استقبال کے چلے
راہ مین آکر دیکھا کہ ملکہ انجم اختر پیشانی تخت پر سوار ہین پہلو مین مہر طلعت وزیر زادی
ملکہ سنجاب جادو کا لکۂ ابر نیلا کی پشت پر تمام ساحران نمدار خواجہ عمرو و برق فرنگی آگے
آگے نقیب آوازین لگاتے ہوئے سب افسرون نے بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا بڑے
دھوم سے ملکہ انجم کو لاکر داخل تختگاہ اجلال جادو کیا بڑے دھوم سے ملکہ انجم
جشن کیا دوپہر رات گئے خواجہ عمرو نے جاکر آرام کیا صبح کو ملکہ انجم تخت پر بیٹھین
تمام سردارون سے دربار بھرا ہوا کہ دیکھا خواجہ عمرو تشریف لائے مگر حال یہ کہ
پریشان چہرہ اداس گریبان پھٹا ہوا آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری برق بھی
گھبراتا ہوا پس پشت چلا آتا ہے ملکہ انجم اختر پیشانی یہ حالت دیکھکر گھبرا گئین تخت سے
اٹھکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا کیون اے شہنشاہ عیاران خیر تو ہے ہم آپ کو عجب
حال مین پاتے ہین آپ کا حال زار دیکھکے گھبراتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ملکہ کیا کہین
جی چاہتا ہے پرواز پیدا کرون اور خدمت مین اپنے آقا کی پہونچون رات کو جب مین
جاکر سویا دیدۂ ظاہری بند تھے دیدۂ باطنی وا ہوئے عین خواب مین یہ دیکھا کہ گرد
تو ک کے اندھیرا ہے صاحبقران ایک پلنگ پر پڑے ہین آہ آہ کی صدا قلب سے
آتی ہے سردار سب رو رہے ہین مین اسی حال پر ملال مین روتا ہوا قریب پہونچا
عرض کی آقا کو کس حال مین پاتا ہون آنکھین میری کور ہون مگر اس حال مین آپ کو

نہ دیکھون مقبل نے کہا آپ کسے پکارتے ہین سالوس نے بڑے سامان کیے ہین ابنی بیٹی
اور زوجہ کو پکڑ لیا پھر ناہید کی شکل بنکر آیا فقرہ دیکر حرز ہیکل لی اسم اعظم بند کیا آج
تیسرا دن ہی کہ صاحبقران بات کرنیکے لایق نہین گرد لشکر کے ایک دیوار دھوین کی چھائی
ہوئی ہی سب لشکر والے بیہوش پڑے ہین ہم چند کس صاحبقران کو لیکر بارگاہ سلیمانی
مین چلے آئے اس وجہ سے سحر سے محفوظ ہین آب و دانہ ہم سب پر بند ہے جو باہر
بارگاہ سلیمانی کے نکلا مبتلاے بلا ہوا جب سے بیدار ہوا روتے روتے مجکو یہ وقت
گذرا براے خدا مجکو جانے دو ملکہ انجم اختر پیشانی رونے لگین کہ خواجہ خواب اسقدر
سچا نہ جانو خواب کبھی اسقدر ٹھیک ٹھیک نہین ہوتا یقین ہی کہ صاحبقران کو آپ
بفتح وفیروزی پائینگے جس حال سے خواب مین دیکھا یہ رنگ نہ دیکھینگے عمرو نے کہا ای
ملکہ عالم میرے قلب کو آرام نہین صاحبقران کا خون اور میرا خون ایک ہی اتنا خوب
جانتا ہون کہ جو کچھ مین نے خواب مین دیکھا یہ سب معاملہ درپیش ہوگا سالوس منکر
مین تھا کوئی فکر ہو گئی ہوگی ملکہ گلشن و ناہید کا گرفتار ہونا گلشن زوجہ سالوس ہے
ناہید اسکی دختر بلند اختر ناہید صاحبقران عالیشان پر عاشق ہوئی بیٹی کی محبت مین
گلشن نے کار نمایان کیا وہ اسیی بصدق دل مطیع اسلام ہوئی ہین کہ سالوس
سے کلام سخت کرینگی جان دینے سے وہ نہ ڈرینگی ایسا نہ ہو خدا نخواستہ انکو قتل
کر ڈالے تو مین کیا منھ دکھاؤنگا ملکہ انجم اختر پیشانی نے کہا خواجہ عمرو ہمنے اس دن
کے واسطے تمھارا ساتھ نہین دیا ہی کہ دامن دولت ہمارے ہاتھ سے چھوٹے ہمکو اپنے
ساتھ لیچلیے خواجہ عمرو نے کہا اب مین ایک لمحہ نہ رکونگا وہ کیفیت دیکھی ہی کہ دل کو ایک
دم آرام نہین ایک ایک دم مجپر زیر دم شمشیر گذرتا ہی آپ کے چلنے کے سامان مین
ضرور دو چار روز گذر جائینگے مین جاتے ہی کچھ فکر کرونگا اگر خدا نے فضل کیا تو جاتے ہی
ناہید و گلشن کو قید سے چھڑاؤنگا یہ میرے قلب کو گوارا ہوگا کہ خدا نخواستہ
وہ قید رہین صاحبقران کے دشمن یہ جفا سہین اور مین آرام سے بیٹھون مگر آپ
لشکر تیار کرکے بسامان معقول قریب قلعۂ سالوس تشریف لائیے انشاء اللہ تعالیٰ
صاحبقران کو بخیر و عافیت آگر دیکھا تو آپ سے ملاقات بہت اچھی طرح سے ہوگی
آپ اس سے خاطر جمع رکھیے مین سب آپ کی فکر رکھونگا صاحبقران کو بھی معلوم ہو
کہ ان کوئی آیا اگر خدا نخواستہ جو مین نے خواب مین دیکھا ہی اور وہی سامان ہے
تو آپ بھی آکر جنگ مین مصروف ہوجیے ہر چند ملکہ انجم اختر پیشانی نے خواجہ کو
روکا مگر خواجہ عمرو نے قبول نہ کیا ملکہ نے مال بہت سا پیشکش کیا برق کو بھی بھاری
خلعت دیا خواجہ اسی وقت باسامان عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہوکر مع مہتر
برق فرنگی آپ ایک گوییے کی صورت بنے برق ایک لڑکے کی شکل بنکر ڈفلی ہاتھ
مین اسطرح گانے بجاتے ہوئے طرف قلعۂ سالوس کے خواجہ روانہ ہوئے کہ ذرا

انکا وقت پر کیا جائیگا بعد جانے خواجہ کے ملکہ انجم اختر پیشانی نے ڈیڑھ لاکھ ساحر و غیر ساحر کا لشکر بڑے تکلف سے آراستہ کیا کہ آراستگی اُس لشکر کی وقت پر پہونچنے کے بیان کیجائیگی ملکہ مہر طلعت و ملکہ سنجاب منتظم لشکر ہین ابر ہاسے ضیا بار لشکر پر سایہ فگن اس تکلف سے ملکہ انجم اختر پیشانی بھی برائے ملاقات صاحبقران چلتی ہین کہ ذکر انکا بھی وقت پر تحریر ہوگا انکو اسی حال پر ملال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت نشان شاہزادۂ خاور سیاہ کے سرکشی اُنکی قید خانے مین شاخسار کا ارادۂ قتل قاسم و سمک عیار کرنا راہ مین عیاری سمک کی اور مار نا گرجان کو جسے شاخسار نے برائے قتل ہمراہ کر دیا تھا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
لگا دے جو ہی ساقی خوش بیان
جو ساقی بیان شکن دور ہے
یہ ہر میکدہ یاک ماتم کدہ
شہنشاہ جمشید فیروز بخت
فلک رات دن سے چنا تک
اگر شاہ جمشید دیوانہ وار
گئے سامنے لیکے ضحاک کے
نہ رستم ہی باقی نہ سہراب ہے
جو طاقت مین ہے رستم نامور
جوان پیر طفلان بازی پسند
ہیں عقل حیران ہے اس رنگ کے
اگر دفع جس وقت کلفت ہوئی
یہ تیر اجل کا نشانہ ہوا
رہے صنعت خالق بے نیاز
غنیمت سمجھ صحبت دوستان
قفس میں گئے جب کہ کنج قفس

کہ رندوں کو منظور ہے امتحان
کہ ہر بر سر جنگ پیر مغان
تو کیا دختر رز بھی مغرور ہے
لیں اہل حیران اسے شکوہ
نکالا اسی نے یہ سب تاج و تخت
ارے اہل دل اس سے دلتنگ ہے
زمانے کی گردش سے تھا خوار و زار
کہ جمشید آرے سے چیرے گئے
یہ دنیا دون جسم اب ہے خواب ہے
سخاوت مین ہے حاتم نامور
ہوئے ہاتھ سے موت کے دردمند
ہیں شاہ و گدا ایک ہی رنگ مین
اسی حال مین اسکو صحت ہوئی
جہان سے بحسرت روانہ ہوا
کہ ہر دم ہے ظاہر نشیب و فراز
کہ گل بیخ در دست در بوستان
غنیمت ہے راحت یک نفس

گلابی اٹھا ساقی سیمبر
جو محفل مین اسوقت کا ہنس رہی
جو پیر مغان ہے حماقت پسند
یہ سامان راحت نظر آئیگا
یہ ہے گردش چرخ بیداد گر
وہ ضحاک کی بدعتین بیحساب
فلک کی گردش کا سامان ہوا
سکندر نے دارا کا پایا نشان
عدالت کا ذکر آگیا درمیان
عدالت سخاوت مین بیباک تھے
نہ پائی کسی نے بھی اتنی خبر
گدا ہے جو بیمار ہی خوش نصیب
علالت ہوئی شاہ کو جب نصیب
گدا کو جو صحت ہوئی بے دوا
مرے دلربا سے لقا ساقیا
نہین رنگ گلشن کا کچھ اعتبار

کہ ہے میکدے مین بڑا شور و شر
تو کیا دختر رز کو خواہش ہوئی
تو ہین مے مشرب بھی راحت پسند
کہ رندوں کو دور اپنا دکھلائیگا
کہ ضحاک اُس شے پہ پا سے لطف
رعیت کو تھا دم بدم پیچ و تاب
گرفتار وہ شاہ شاہان ہوا
ہوا گردش چرخ کا امتحان
تو یاد آگیا شاہ نوشیروان
مگر موت آئی تو سب خاک تھے
کہ ہے کونسے وقت اپنا سفر
تھی بید مکن نہ آیا طبیب
ہوئے جمع سب حکیم و طبیب
وہ اکسیر کھا کھا کے کشتہ ہوا
اٹھا لا ایک جام لاکر پلا
خزان کی ہے آمد سے دل ہے نزار

چہرہ جلالت شعاران شیرین مقال و شور نگاران میدان فرخ فال اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر جلالت شعاران فرخندہ بیان کی رہ صعب کرتے ہین طے گزارش کر چکا ہون کہ شاہزادہ ملک قاسم و ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان باغ ویران مین قید ہین ایک دن برائے رفع حاجت ایرج بھی نکلے ہین اُدھر سے نور الدہر آتے تھے ایک طرف سے قاسم بھی آتے تھے نگہبان ساحر

سب کے ساتھ ہین کہ قاسم نے پکار کر آواز دی ای فرزند ابکی مرتبہ جو خدا رہائی عطا کرے تو زنگل رستم پر قبضہ کرنا ایرج نے کہا قبلہ و کعبہ زنگل رستم پر قبضہ ہی جو کوئی نام لے اسکا سر توڑ ڈالون نور الدہر نے کہا چھوٹے قبلہ و کعبہ میری کیا مجال جو آپ کی بات کا جواب دون لیکن کوئی منیا بقال کر پاس فروشش بازاری اگر زنگل رستم کا نام لے تو منھ بگاڑ دون پہنکر ایرج نے کہا او گستاخ زیادہ نہ بڑھ تیری شامت آئی ہی جو قبلہ و کعبہ سے زبان لڑاتا ہے نور الدہر نے کہا یہ تو مین پہلے ہی کہ چکا کہ وہ چھوٹے قبلہ و کعبہ ہین جو چاہین فرمائین تمہارا سر توڑنے کو موجود ہون اور اگر انصاف کرو تو جناب ہفت صفت مین کیا گذری قاسم نے کہا او نالایق مجہپر طعن کرتا ہی مارے گھونسون کے پسلیان توڑ ڈالونگا نور الدہر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا حضور ایسا نہ فرمائین ورنہ پھر صاحبقران کو دیکھ لونگا یہ کہنا تھا کہ قاسم نے کہا او ایرج تو سن رہا ہی اسکا سر نہین توڑ ڈالتا یہ کہنا تھا کہ ایرج نے قید توڑ ڈالی نور الدہر نے کہا او دیوانے دونون باپ بیٹے ملکر آؤ تو مزہ چکھاؤن قاسم نے بھی قید توڑ ڈالی اب تو نور الدہر نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا **نظم**

گرمی بازار عشق از عشق خوان منست	خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق
بر سر دار فنا خانۂ خونخوار من	بشکنم این بند را وقت جنون منست
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	باک ندارم ز دار چوب ستون منست

قید کو مثل تارہاے عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا جو ساحر ایرج نوجوان پر نگہبان تھے ہان ہان کہکے بڑھے جو ساحر جنا ایرج نے کسی پر ٹھوکر ماری اسکا سر پھٹ گیا اندھیرے مین کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالین پچیس ساحر ایرج نے مارے نور الدہر نے بھی چھبیس ساحر مارے قاسم نے ستائیس ساحر مارے کچھ کم سو ساحر مارے گئے ایک ساحر معقول جادو کہ سب کا افسر تھا قاسم سے لپٹ پڑا قاسم نے اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کے گردن دبائی منظور ہوا کہ اسکے گھونسا مارون اسکا سر پھٹ جائے ہاتھ شاخسار جادو دوڑی ہوئی آئی دیکھا قاسم معقول کی چھاتی پر چڑھے ہوئے اسکا گلا گھونٹ رہے ہین زبان نہین ہلسکتی کہ سحر کرے ایرج و نور الدہر کو دریاے خون مین نہائے ہوئے شاخسار نے دیکھا قاسم پر سحر کیا کہ قاسم گر پڑے اُسنے سب کو سحر مین گرفتار کیا ایرج نور الدہر و قاسم تینون کو پکڑ لیا خود جھلائی ہوئی پاس سحر العجائب و مصر الغرائب کے آئی سرگشتی قاسم کی بیان کی شاہزادون نے کہا ہم مجبور ہین جب قتل کا ارادہ کرتے ہین کاہن طلسم آکر منع کرتا ہی شاخسار نے کہا اگر آپ کا حکم ہو قاسم و سمک اُسکے عیار کو حد سے الگ لیجا کر قتل کرون سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا اے شاخسار بہت اچھی بات ہی تو قاسم و سمک کو پہلے لیجا بعدہ ایرج و نور الدہر کو لیجانا شاخسار نے کہا مین تو نہ جاؤنگی برگ جادو اپنی بہن کو بھیجتی ہون وہ دونون کو قتل کر کے چلی آئیگی پارہ کوہ پر کوہ مقناطیس ہی وہ سرحد طلسم سے باہر ہی اُسی پر لیجا کر قتل کر کے چلی آئیگی سحر العجائب و مصر الغرائب نے اس بات کو منظور کیا شاخسار

قیدخانے مین آئی ابھی مین برگ جادو کو بُلایا کہا قاسم وسمک کو لیجا کر وہ مقناطیس پر
جاکے قتل کرنا مگر اتنا خیال رہے کہ اسکی خبر کسی کو نہ ہونے پائے ذکر اسکا کسی سے نہ کرنا
ان ظالمون کو بڑے احتیاط سے لیجانا راہ مین حفاظت کرنا عیار جو اسکے ساتھ ہے یہ
اُسکا بیٹا ہے جسکے مقدمے مین سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ اُسکی قضا کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہین ہی برگ جادو قیدخانے مین آئی قاسم وسمک کو تخت پر سوار کیا
ایرج نوجوان نے جو دور سے دیکھا بلک کر پکارا قبلہ وکعبہ یہ مکارہ آپ کو کہان
لیے جاتی ہی اُس وقت قیدخانے مین ایک غُل ہوا نورالدہر بھی بیقرار ہو کر رونے لگے
پکار کر آواز دی چھوٹے قبلہ وکعبہ کچھ اس غلام کو تو جواب دیجیے اگر بڑے قبلہ مجھسے پوچھینگے
کہ میرے فرزند کو کیا کیا تو غلام کیا جواب دیگا غلام کی وہ صورت نہ دیکھینگے فرمایا کرتے ہین
کہ اگر ہزار فرزند ہون تو اپنے بھائی کے فرزند پر نثار کردون غلام مغضوب درگاہ بزرگان
ہوگا یہ دونون شمر و چلا کے رونے کوکب و بتران کو بھی خبر ہوگئی کہ برگ جادو قاسم کو
قیدخانے سے لیے جاتی ہی نہین معلوم کیا حکم ہوا ہی بتران بلک کر رونے لگین کہا ای والد نامدار
ہماری تقدیر پھوٹی ہی ادل مین کیا کیا صدمے اُٹھائے اب مطمئن ہو کر بیٹھے اولاد یون
ضایع ہوئی شوہر مصیبت مین گرفتار قبلہ وکعبہ قیدخانے سے بھی جدا ہوگئے ہین کیا بیکسی و بیکسی ہی نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

نہین تیرے کرم سے جام مثل برق ای ساقی
مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشے مین اُتری کیسے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہی میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

حنا دیکھی تو ہین چشم تیرے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیان مے کی بتان ہند کو ہووین
جہاز و نہین فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ گھبرا چار دن کیواسطے ای روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا

نہایت تشنۂ دیدار ہین خوب اُسکو چوسینگے
اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا

یہ جنس دل مقرر آگ نظر اسکو دکھا دینگے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے
بھم زیر زمین اسکو جو بالائے زمین آیا

سگ کوے شکار اُسکا بتان خوش نگہ کرتے
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوے چین آیا

مری آنکھ نے اُس آئینے کی صورت نہ دیکھیگا
کھلیگی حسن کی قلعی جو کوئی قبح مین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون پر رہا اسکا
بغل سے ہمکے دامن تک جو چاک آستین آیا

تصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوے مشکین دنبال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہی
گیا خرم جب اس درگاہ مین اندوہگین آیا

لہذا ای والد نامدار کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ تقدیر پر سوائے غم و الم کچھ تحریر

نہین فرمایا دہی پیشانی ہر ایرج نے حال اپنا بہت ابتر کیا ہی سر زنجیر سے ٹکرا رہا ہے
نور الدہر انتہا کے بیقرار یہ خبر کسی نے سکندر سے کہی سکندر قیدخانے مین بیٹھا ہی
کہ یکایک خبر ملی کہ آج برگ جادو قاسم و سماک کو قیدخانے سے لیگئی بکا کر دیا باپ
سے کہا ای والدنامدار حقیقت مین وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت و ہمت مین لاثانی ہے
افسوس کا مقام ہی ہر چند کہ سب مبتلائے جفا ہین لیکن خیر ایک مقام پر تو تھے مرنا جینا
ایک طور پر تھا وہ بھی فلک نے نہ چاہا ہر چند کہ ایرج نوجوان جرأت و جلالت مین بیمثل
ہین اپنا مثل نہین رکھتے مگر قاسم کی صولت و سطوت آنکھون کے نیچے پھرتی ہر کس کی سلامت
کی لڑائی جمی ہوئی تھی ہوئی جب لوٹ کا تب افسر ہی کو لوٹ کا ہر کس و ناکس پر ہاتھ نہین اٹھاتے
باپ سے لپٹ لپٹ کے خوب رویا اس وقت بھی سکندر نے یہ کلمہ کہا کہ کیون ای
والدنامدار ایرج نوجوان نے جو کچھ کہا تھا حقیقت مین صورت تو میری ایرج نوجوان
سے بہت ملتی ہی مین اسکا اعتبار نہین کرتا مگر آپ نے اس بارے مین مفصل نہ فرمایا
سلطان زرین پوش نے کہا ای فرزند ایرج نوجوان وغیرہ تمکو بہکاتے ہین ایسی
ایسی باتین سناتے ہین تم اسکا کچھ خیال نہ کرو تم تو میرے نور نظر پارۂ جگر ہو زور و طاقت
مین خداوند شجر کی عنایت کہ تمکو یہ قوت و طاقت مرحمت فرمائی کسی کا کیا اجارہ ہے
وہ لوگ تمکو بہکاتے ہین مثال مین اپنے حال سناتے ہین سکندر نے کہا قاسم کے
واسطے میرا دل روتا ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون جستجو مین اُس شیر کی نکلون اور
اُنکا ساتھ دون اُنھون نے افسوس مجھسے کبھی ملاقات نہ کی اول مین بروقت ندقات وہ
پرورش فرمائی کہ مہر پدری کا مزہ ملتا تھا غنچہ دہن کی گلریزی سے غنچۂ آرزو کھلتا تھا
یہ کہکے تھرتھریون سے سر ٹکرانے لگا باپ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای فرزند بس صبر کرو اپنے
حال کو دیکھو کس بلا مین قید ہین دیکھیے قید حیات مین اس زندان مصیبت سے نکلین یا
نہ نکلین یا قضا لیکر آئی ہی گل قیدخانے مین یہی چرچا ہی کہ قاسم کو برگ جادو لیگئی
نہین معلوم کیا حکم صادر ہوا صبح کے فساد نے یہ آفت برپا کی پچاس جادوگر بھی مارے گئے
اُنکا کچھ معاوضہ ہوا شاہان طلسم نے کچھ حکم دیا مگر اب احوال برگ جادو کا عرض کیا جاتا ہی
کہ برگ جادو نے قاسم و سماک کو تخت سحر پر ڈال لیا یہ دونون جوان مسلسل و مطوق
زنجیرین ہلاتے ہوئے ہر مرتبہ سماک عرض کرتا ہی ای شہریار سمجھ مین نہین آتا کہ کیا
معرکہ ہی مین تو ایک جھگڑا پھیلاتا ہون اگر بن پڑا تو برگ جادو کی گردن لیتا ہون
قاسم نے کہا بھئی تمکو اختیار ہی سماک نے چیخنا شروع کیا ادھر امزادی ٹھہرجا
ارے تخت کو اس پہاڑ پر اُتار میرا پاخانہ نکلا جاتا ہی اگر آقا اس تخت پر نہ ہوتے
بہلت کر لیتا لیکن آقا کے سامنے ایسی بے ادبی نہین چاہیے برگ جادو نے جب
یہ گالیان سنین تخت اُتارا کہا کیون رے تو ہمکو گالیان دیتا ہی ایک طمانچہ مارون
کہ سر اُڑ جائے لیکن ضبط کر کے تخت کو پہاڑ پر اُتارا تخت کو رکھکے کہا کیون او عیار

کیا کہتا ہی تو نے تو تنگ کر ڈالا یہی جی چاہتا تھا کہ تخت کو چھوڑ دون کبھی جی چاہتا ہی کہ ایک
گولہ باش کا مار دون کہ سر تیرا اچھٹ جائے لیکن حکم مالک کا خیال رہا ہمشیرہ نے کہدیا تھا کہ
ان لوگون کا خیال رکھنا یہ لوگ خاندان عالی سے ہین اس وجہ سے تامل کیا سماک نے کہا
ملکہ یہ ایسا کڑا پیادہ ہی کہ اس سے زور نہین چلتا اس زور سے پائخانہ لگا ہی کہ کچھ نہین بن پڑتا
جب تو بیچارا میٹا ضبط جب کیا جاتا ہی کہ انسان سے ہو سکے ہمسے نہین ضبط ہو سکا اب احسان
کرکے کیون شراتی ہو کنارے جاؤ مین پائخانہ پھرونگا تم ہٹ جاؤ مین پائخانہ پھرون
ہم کہتے ہین تم ہٹتی نہین ہم یہین پائخانہ پھرنا شروع کر دینگے مگر تو تو بڑی بیحیا معلوم ہوتی ہی
یہ کہکے سماک نے پائجامہ کھولا برگ جادو گھبرائی کہا ارے ذرا ٹھہر جا سماک نے کہا
ارے پھر کیا کرین تم ہٹتی نہین بغیرت ہو ہوشیار دیکھو گی دیکھو تو کیا اچھا ہی تمھارے جسم
پر چھینٹ اُتریگا یہ جو سماک نے کہا برگ جادو بہت جھلائی جھلا کے سماک کو ایک طمانچہ
مارا وہ طمانچہ مارنا تو قیامت ہو گیا سماک تھر تھر کانپتا تھرا کے زمین پر گرا منھ سے نیلا نیلا
پانی نکلنے لگا کان کی لوین پھر گئین ناک کا بانسا پلٹ گیا آنکھون مین سیاہی غائب سفیدی
ظاہر زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا قاسم یہ حال دیکھکر بیقرار ہو کر رونے لگے اب تو
برگ جادو بھی گھبرائی کف افسوس ملنے لگی ایک دم بھر کے بعد منکا ڈھلگیا طائر
ارواح قفس جسم خاکی سے نکلگیا قاسم چیخین مار کر رونے لگے برگ جادو حیران
ہو گئی کہ یہ کیا ستم ہو گیا برگ جادو بھی سر پیٹنے لگی قاسم نے کہا او ظالم کیون سر پیٹتی ہی
میرے عیار کو تو نے مار ڈالا میرا بازو توڑا اور پھر روتی ہی تجھکو کچھ خوف خدا نہ آیا یہ سنکر
برگ جادو گھبرا گئی اور کہا ای شہریار مین نے تو آہستہ سے طمانچہ مارا یہ نہ سمجھی تھی کہ
اسکا دم نکل جائیگا قاسم نے کہا کہ دبلا پتلا قید خانے کی جفا اُٹھائے ہوئے تو نے
بیدردی سے طمانچہ مار دیا برداشت اُسکو نہ ہوئی برگ جادو نے کہا ای شہریار اب
کیا کیا جائے مجھکو یہی تردد ہی کہ اب کوہ مقناطیس پہاڑ سے دور ہی قلب خود بخود ناصبور ہی
ابھی لونڈی کو وہان چلنا ہی آپ چلکر وہان کی سیر کیجیے قاسم نے کہا ہمکو وہین جاکر
چھوڑ دو گی برگ جادو نے کہا مین مفصل حال آپ سے وہین کہونگی جب آپ باطمینان
تمام بیٹھین گے تو کہونگی اس وقت حال ظاہر کرنیکا مجکو حکم نہین ہی قاسم بہت بیقرار
ہین سماک کے منھ پر منھ رکھے ہوے رو رہے ہین کبھی پکارتے ہین ای یار وفادار و ای
مونس غمگسار اس وقت مین تم نے ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا کچھ یہ بھی
خیال نہ کیا کہ ہم کس حال مین ہین ایکا ایکی ہمسے آنکھین پھیر لین یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہمارے
آقا قید مین ہین اب قید مین کون ہماری خبر لیگا برگ جادو بھی کھڑی ہی اور کانپ رہی ہی
آخر اُسنے قاسم سے کہا کہ ای شہریار موت سے سب مجبور و لاچار ہین آپ تامل کیجیے
سیر کیجیے آپ کی اگر قضا آتی تو آپ کیا کرتے نہین معلوم کسکی کس وقت قضا ہے اس
راز سے بھی کوئی آج تک آگاہ نہ ہوا جس وقت تک انسان کا دم نکلنے کو ہوتا ہے

یہی چاہتا ہی کہ کوئی ایسی دوا ملجائے کہ طبیعت ٹھہرے اسی واسطے حکیم کہتے ہین کہ بیمار
کے منھ پر کسی شی کا ذکر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ اُسکا قلب اُلٹ جائے برگ جادو نے قاسم سے
کچھ اشارہ کیا قاسم نے بھی کچھ باتین کین کہا ای برگ بڑے افسوس کی بات ہے کہ
ہمارے یہان دفن کرنے کا دستور ہی صندوق شاہیانہ ہوتا غربت مین انکو دفن کر دیتے
اب یونہین لاشہ چھوڑکے چلے جائین غیرت وہمت تقاضا نہین کرتی کہ ہم انکو یونہین
چھوڑ جائین کوئی تدبیر دفن کرنے کی واجب ولازم ہی یہ کہکے قاسم نے چاہا کہ جوڑ کے
بٹورکے دفن کی تدبیر کرین مگر تقدیر نہین چاہتی خیر چلیے لپٹ کے لاش سے خوب روئے
کہا لو بھائی خدا حافظ ہم جاتے ہین تمھین خدا کے سپرد کیا اور فرمایا ای برادر یہ راہ
سخت وصعب سب کو درپیش ہی کوئی آگے کوئی پیچھے اس راہ سے کسی کو انکار نہین بڑے
بڑے شاہان جلیل حکیم و ندیم جب انتقال کا وقت آیا کچھ نہ بن پڑا سر جھکائے چلے گئے
نہ حکیم نے روکا نہ کچھ طبیب کر سکا ای شاہزادہ خاور سیاہ صبر کیجیے اگر نہ صبر کیجیے گا
تو اور زیادہ طبیعت بیتاب ہوگی قاسم ہرچند چاہتے ہین مین نہ روؤن مگر نہین ممکن
دل بھر آتا ہی باغ مین پہونچتے ہی یہ فساد ہوا کہ اس وقت تک خیال ہی برگ جادو
نے بتعجیل سحر کیا قاسم کو بیہوش کرکے تخت پر ڈالا سوچی کہ طرف کوہ مقناطیس کے چلون
تخت کو ہاتھ پر اُٹھا لیا لیکر قاسم کو کوہ مقناطیس پر چلی اسکے جانے کے بعد سمک
اُٹھا یہ بھی اُسی سمت چلا یہ خیال ہی کہ اس سے قبل پہونچون کوئی ایسی عیاری ہو کہ برگ
بھی مان جائے اور مطلب بھی نکل آئے کسی طرح اسکو قتل کرون اور اپنے آقا کو رہا کرون
سمک بلداقی یہ سوچتا ہوا جاتا ہی برابر کوہ مقناطیس کے پہونچا سمک تو اس فکر
مین ہی برگ جادو نے قاسم کو لاکر اُتارا جمال بیمثال دیکھکر گھبراتی ہی یہی خیال ہی
کہ اس ماہتابان کو کیونکر مٹادون پتھر کا کلیجہ ہو تو اسکو قتل کرون کاشکے جلاد ہوتا
کہ جنکا یہ پیشہ ہی وہ قتل کرتا مین کیا تدبیر کرون کسی وجہ مین اس ظالم سے تکرار ہو
اُس تکرار مین تلوار کا ہاتھ مارون کبھی کوئی باعث ایسا نکلے کہ اس وجہ مین تکرار بڑھے
برگ جادو ٹہل رہی ہی کہ کسی صورت مین تکرار کرکے قتل کرے قاسم پوچھتے ہین
کہ کیون ای برگ جادو ہمین یہان کس واسطے لائی ہی برگ جادو نے کچھ جواب نہ دیا
جب قاسم نے بہت کہا تو اسنے جواب دیا کہ ایک ضرورت ہی مین عرض کرونگی قاسم
بھی حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی سمک بلداقی کا تو ضرور خیال ہی کہ عیاری کرکے نکلگیا
یقین ہی کہ آئیگا مگر یہ کس واسطے مجکو یہان لائی ہی کیا چھوڑکے چلی جائیگی شاید ایسا ہی ہو
ناحق کو مجسے خطا بھی ہوئی اس سوچ مین بیٹھے ہین برگ جادو ٹہل رہی ہی یہی سوچ
رہی ہی کہ اس ماہتابان کو کیونکر مٹاؤن کیا حیلہ کرون کہ ایک طرف سے آواز آئی
ارے ہمارے پہاڑ پر کون ٹہل رہا ہی یہ مقام تو کسی کے آنیکا نہین یہ مقام گذرگاہ
بزرگان دین ہی خداوند سامری وجمشید اس مقام پر آتے ہین اور کلمات سخت

کہے کہ ارے یہ تو کوئی عورت معلوم ہوتی ہی اسکے واسطے ببول کی بے چھلی لاؤن گستاخ
کو خاک مین ملاؤن ای پہاڑ تو نے کیون جگہ دی شیر بنکے کھالے اسکو برگ جادو
نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک ساحر کالی کالی صورت مار سیاہ تڑپتا ہوا ہاتھ مین
اسکو چرخ دیتا ہوا زبان پر کلمات ناشایستہ او پہاڑ اس حرامزادی کو نگل جا
سر سے آگ لگے سراپا مثل ہیزم خشک جلے او پہاڑ آج تجھپر بھی آفت نازل ہوگی
برگ جادو نے کہا میان ساحر صاحب اسقدر کیون خفا ہوتے ہو ذرا تامل فرمایئے
ہم لمحہ بھر کو ٹھہر گئے چلے جائینگے آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین آخر یہ کیا مقام ہی
جو یہان کوئی نہین آتا ساحر نے کہا تمھارے باپ سامری و جمشید یہان آتے ہین
اس پہاڑ پر کسی کو آنے کی اجازت نہین ہی میان بی بی دونون آئے ہین تجھے سوجھتا نہین
وہ دیکھو سامنے ٹہل رہی ہین ایک سور اور چند بچے ٹہل رہے ہین برگ جادو اُدھر
پلٹی ساحر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ارے کہکر برگ جادو پلٹی سمک نے حباب
مارا بیہوش کرکے فوراً سر کاٹ ڈالا مرنا برگ جادو کا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتے م
نام من برگ جادو بود قاسم و سمک پہاڑ سے اُترے ایک نخل کے سایے مین آ
کھڑے ہوئے فرماتے ہین کہ ای سمک یلداقی شکر ہی کہ سرحد طلسم سے نکل آئے مگر ہم پھر
سرحد مین جلینگے کچھ سامان ممکن ہی کیون ای سمک کیا تدبیر کرین سمک کہتا ہی حضور
یہان تشریف رکھیں مین کہین سے مرکب تلاش کرکے لاؤن اُسپر سوار ہوکے چلیے
اور سامان بھی موجود ہوجائیگا سب پروردگار لشکر وغیرہ ممکن کر دیگا قاسم علیہ نے کہا
اچھا جاؤ مگر بھی کیا بے سامانی ہی ہتھیار بھی پاس نہین اور یہ جو سامنے قریہ معلوم ہوتا ہی
جاکر زمیندار پر دست انداز ہو سمک چاہتا ہی کہ قاسم سے رخصت ہوکر طرف
قریے کے جائے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا اُٹھے آگے پچاس علم نشان پچاس ہزار
سوار کا علم کے پھریرون پر تعریف لات و منات مرقوم آمد فوج کی دھوم قاسم
فقط ایک کرتہ جسم مین پہنے ہین کھڑے دیکھ رہے ہین کہ علمدار سامنے سے گذرے
بعد علمدارون کے دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار پشت پر پچاس ہزار سوار
و پیدل گھوڑے کو مہمیز کیے ہوئے آتا ہی نیزے سبھون کے ہاتھ مین معلوم ہوتا ہی
کہ کسی جنگ پر جاتے ہین اُس بادشاہ کی نگاہ جو جمال بیمثال قاسم پر پڑی دیکھا
زیر نخل ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال سر برہنہ پریشان کھڑا ہی تماشا فوج کا
دیکھ رہا ہی حیران ہوکر اُس جوان نے شاطر سے کہا دیکھ تو زیر نخل یہ کون جوان کھڑا ہی
جلد اسکا نام دریافت کر عیار اسکا محیل حیلہ ساز لباس عیاری سے آراستہ
قریب قاسم کے آیا جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہوگیا منھ سے بات نہ نکلتی تھی
قاسم نے پوچھا کہ ای عیار کیا تیرا مطلب ہی عیار نے کہا ہمارے آقا شکوہ زرین قبا
جرأت و شوکت مین یکتا شاہان طلسم کا اسکے نام نامہ آیا پسر حمزہ بدیع الزمان سے نے

کچھ ملک فتح کر لیے ہین حکم ہوا ہی ہمارے آقا کے نام کہ پسر حمزہ کی مشکین باندھکے روانہ کرو
اُسی جنگ پر جاتے ہین قاسم کو یہ سُنکر غیرت آئی کہ یہ مقابلے مین اُس کُشتی گیر کے
جاتا ہی نام کا چھپانا شیوۂ جرأت سے بعید ہی اگر سُنے گا تو طعن وتشنیع کریگا یہ سوچکر
فرمایا کہ شکوہ سے کہدو کہ شاہزادۂ خاور سیاہ اتفاق سے یہان آگئے ہین
زیر نخل کھڑے ہین عیار نے جاکر جو شکوہ سے کہا شکوہ زرین قبا خوب ہنسا کہا
لو بچشم بدیع الزمان کا یہان بلا پہلے انکو تو گرفتار کر لو پھر اُس سے بھی جلکر مقابلہ
کرینگے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ جاکر نیزے پر اُٹھا لے وہ سوار گھوڑے کو کُدا کے
قریب قاسم کے آیا کہا ای جوان مجکو تیرے حال پر رحم آتا ہی آقا بلاتے ہین چلا چل
وہ خود بہادر ہین کچھ نہ کہینگے کیا عجب ہی کہ آزاد کر دین قاسم نے کہا کیا جھک مارتا ہی
سوار نے گھوڑا بڑھایا نیزہ مارا قاسم نے سنان نیزہ بچاکر گلو پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا مار
نیزہ چھین لیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے اپنے کو بچایا قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا
تلوار چھین لی ٹانگ پکڑ کے اُسکو زمین پر کھینچ لیا آپ جست کر کے پشت مرکب پر آکے پشت
مرکب پر سوار ہو کر نعرہ کیا نعرہ قاسم | ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ | زنم تیغ بر ابر و نیزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شمشیر زمین | ہمہ باخس ... شد بر پر نگین | تلوار لیکر فوج شکوہ زرین قبا
پر جا پڑا پانچ سات افسر مار ڈالے سمک بھی لڑائی مین مصروف ہی حقہ ہاے
آتشبازی مار رہا ہی کسی پر کمند مار دی کسی کو حباب مارا البشت پر اپنے آقا کے کسی کو
آنے نہین دیتا شکوہ نے جو یہ رنگ دیکھا پکار کر آواز دی یارو ہٹ جاؤ مین
آکر اس جوان کو مارے لیتا ہون یہ کہکے جا پڑا سوار و پیدل الگ ہو گئے شکوہ
خبردار خبردار کہتا ہوا سامنے آیا قاسم نے بسبب زرہ نہ ہونے کے کئی زخم بھی
کھائے ہین اسنے نیزہ مارا قاسم نے چند طعن مین نیزہ ہوائی کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا
مارا قاسم نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے الگ پھینکدی کمر بند
مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے شکوہ زرین قبا کو اُٹھا لیا اسنے آواز دی الامان
عیار نے بھی اسکے اشارہ کیا کہ اس وقت کچھ عذر نکیجیے شکوہ نے کہا کہ اے
شہریار مین مسلمان ہوتا ہون قاسم نے ہاتھ سے رکھدیا کر کے کلمہ پڑھکے بیکر
مسلمان ہوا فوج والون کو بھی اشارہ کردیا سب افسر آکر قدمون پر گرے قاسم
و سمک کو باعزاز طرف اپنی بارگاہ کے لیچلے سمک نے قاسم سے عرض کی اے
شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہی عیار سے کچھ اشارے ہوتے تھے قاسم نے فرمایا جو مکر و فریب
کریگا ویسا بدلا پائیگا شکوہ زرین قبا قاسم کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا خدمتگذاری
کر رہا ہی جب جلسہ جم چکا تو جام شربت لیکر سامنے آیا عرض کی ہمارے خاندان کا دستور
ہی کہ ہمارے ہاتھ سے شربت نوش فرمائیے تب ہم جانین کہ حضور نے ہماری خطا معاف فرمائی
قاسم نے وہ جام پیا اُس شربت مین بیہوشی ملی ہوئی تھی پیتے ہی دماغ گردش کرنے لگا ادھر

سماک کو اسکے لوگون نے گرفتار کر لیا یہان ہاتھون ہاتھ قاسم کو بھی پکڑ لیا گرفتار
کرکے مسلسل و مطوق کیا شکوہ زرین قبا نے کہا اس جوان نے غضب ہی کیا تھا حقیقت
مین جو سُنتے سنتے کہ پسران حمزہ بلاے روزگار ہین آج آنکھون سے دیکھا کیون صاحبو یہ
اُس جوان کا بھتیجا ہی جسپر مین لشکر کشی کرکے چلا ہون وہ اس سے زیادہ زبردست ہوگا
واقف کارون نے کہا ای شہنشاہ پسران حمزہ سب صاحبان طاقت و قوت ہین اسنے
کہا تو ایک عرضی مین خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کرتا ہون مضمون اُسکا یہ ہو کہ ای
شہنشاہ طلسم غلام نے راہ مین قاسم و سماک کو گرفتار کیا چار پہر کشتی لڑا مجکو یقین
تھا کہ غالب نہ آؤنگا مگر آپ کا اقبال شریک ہوا کہ قاسم کو گرفتار کیا اور بجراُت
زیر کیا لیکر خدمت مین حاضر ہوتا ہون بدیع الزمان کے واسطے جو حکم ہو اب خیال مین
آتا ہی کہ وہ اسکا چچا ہی اس سے زیادہ زبردست ہوگا اگر مناسب وقت ہو تو ایک
ساحر کو کہ سحر مین کامل و اکمل ہو میرے پاس روانہ کر دیجیے کہ مین اُسکو اپنے ساتھ
لیکر سر بدیع الزمان جاؤن وہ ساحر میرا زور بڑھائے اُنکا زور گھٹائے
مین زیر کر لونگا سب کو لیکر خدمت مین آؤن یہ عرضی لکھکر ایک واقف کار کو دیکر روانہ
کیا دربار سحر العجائب و مصر الغرائب کا ذکر کیا جاتا ہی کہ شاخسار جادو ردوی ہوئی
سامنے دونون کے آئی عرض کی کہ ای شاہان طلسم فریاد ہی عجب معرکہ گذرا مین نے برگ جادو
کو ساتھ قاسم کے روانہ کیا تھا اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا گلدستہ ابھی جلگیا معلوم ہوتا ہی
کسی نے بہن کو میری مارا سحر العجائب و مصر الغرائب حیران ہین کہ دونون قید مین
تھے سحر مین برگ جادو کے مبتلا تھے نہین معلوم برگ جادو کیونکر قتل ہوئی یہ سوچ
رہے ہین کہ وزیر و امیر سب بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حضور سمجھ مین نہین آتا کہ کیا
معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ نامہ دار شکوہ زرین قبا
در دولت پر حاضر ہی امیدوار ہی کہ دستگیری فرمائی جاوے ساحر کو جلد روانہ کیجیے
سحر العجائب نے کہا لو اب احوال معلوم ہوا مگر برگ جادو کے قتل کا پتہ نہ لگا خیر کسی
طور قتل ہوئی پکار کر آواز دی تم مین سے ایک ساحر واسطے مدد شکوہ زرین قبا کے
جاوے صمصام جادو ایک جادوگر مصاحبان سحر العجائب سے اُٹھا عرض کی غلام
بہت خوبصورتی سے شکوہ کو لڑوا دیگا حضور کسی کو ثابت نہ ہونے پائے کہ ساحر
بھی ساتھ ہی یا نہین اس لطف سے سحر کرونگا اُسی وقت پانچ ہزار ساحر اسنے اپنے ساتھ لیے
صمصام تخت پر سوار ہو کر چلا مگر شکوہ کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ قاسم کو گرفتار کرکے
ساحر کے انتظار مین اُسی مقام پر فروکش ہی نہایت قاسم کے گرفتار کرنے سے خوش
ہوا لاشہ اسکو پہاڑ پر برگ جادو کا بھی معلوم ہوا کہ برگ کو یہ مار کر نکل چلے تھے
خوب مین وقت پر پہونچا ساتھ والے بھی تعریف کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اُسکو
شکوہ دیکھنے لگا دیکھا ایک جوان نہایت قوی تن قوی من کرگدن پر سوار پشت پر

بارہ ہزار سوار و پیدل رواروی کرتا ہوا آتا ہی شکوہ نے کہا بھائی صاحب آتے ہین
مقبول زرین قبا شاید براے شکار آئے ہین حقیقت مین مقبول کے ساتھ پہلے
قراول میر شکار ہین اسکو بھی خبر ملی کہ بھائی صاحب کا لشکر بیابان فروکش ہی شکوہ
زرین قبا واسطے استقبال کے نکلا مقبول زرین قبا بھی گھوڑے سے کود پڑا شکوہ
بھائی کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر جگہ دی مونچھون پر تاؤ دینے لگا کہا
بھائی صاحب آپ نے سنا براے مقابلہ بدیع الزمان چلا تھا نبیرہ حمزہ ملگیا
میرے اسکے مقابلہ پڑا جب نوبت کشتی کی آئی تو مین نے ایک طمانچہ مارا چرخ کھا کے
گرا مین نے مشکین باندھ لین اب مین نے شاہان طلسم کو عرضی لکھی ہی دیکھون وہان سے
کیا جواب آتا ہی مقبول زرین قبا ہنسنے لگا کہا بھائی قاسم نام ہی کہا حضور ہان
سر فتنہ ملک سنجان و باختر نہین معلوم وہان کے پہلوان کیسے تھے جو اسکے
ہاتھ سے زیر ہو گئے مین نے تو ایک طمانچے مین زیر کیا مقبول نے کہا ذرا بلواؤ تو مین
بھی اُس سے ذرا باتین کرونگا شکوہ نے کہا مین خود جا کر لاتا ہون قید مین قاسم
بیٹھے تھے کہا اے جوان سن میرا ارادہ تھا کہ خدمت مین شہنشاہ طلسم کے لیجاؤن مگر اب
قید سے رہا کر دونگا مین نے بھائی صاحب سے کہا ہی کہ مین نے ایک طمانچے مین زیر کیا
وہ جو پوچھین تو اقبال کرنا وہ چلے جائینگے تو مین تمکو قید سے چھوڑ دونگا تمھاری جان بخشی
کر دونگا قاسم نے کہا بہت خوب شکوہ نے داروغہ سے کہا قاسم کو لیکر دربار
مین آؤ جیسے ہی دربار مین شکوہ زرین قبا کے آئے مثل اہل اسلام کے قاسم
نے صاحب سلامت کی مقبول نے کہا اے قاسم کیا بل کرتے ہو میرے بھائی نے
تمکو ایک طمانچے مین زیر کیا قاسم نے مسکرا کے کہا ایسا ہی ہوگا مقبول نے کہا
مجھکو یقین نہین آتا آپ کی جرأت مین کتابین دیکھین ملک سنجان پر شبخون کیسے
کیسے مارے ہر روز ایک پہلوان نامی کو قتل کر کے نکلجاتے تھے مین کیونکر یقین مانون
قاسم نے کہا نہ ہوگا شکوہ نے کہا او جوان اب کیون مکرتا ہی صاف صاف
کہدے مقبول نے کہا آپکو قسم ہی صحیفۂ ابراہیمی کی سچ سچ کہیے کہ آپ کس طرح
گرفتار ہوئے قاسم نے کہا اے مقبول مجھکو برگ جادو اس پہاڑ پر قتل کرنے کو
لائی تھی میرے عیار نے عیاری کر کے اسکو مارا مین پہاڑ سے اترا اسقدر بے سامان
تھا کہ کلاہ تک سر پر نہ تھی اسنے ایک سوار کو اشارہ کیا مین نے سوار کو مار کر
سلاح در بر کیا سوا افسر اسکے لشکر کے میرے ہاتھ سے مارے گئے انکی بھی
مین نے گردن لی یہ مکر سے مسلمان ہوئے بیہوشی دیکر مجھکو پکڑا ہی اسپر ناز کرتے ہین
صاف صاف تو یہ ہی مقبول نے کہا کیون شکوہ یہ یاوہ گوئی کیسی آہنگرون کو
بلواؤ انکی قید کاٹین ہم مقابلہ کرکے زیر کرینگے شکوہ تو جھلانے لگا کہا بھائی صاحب
یہ سراسر جھوٹ کہتا ہی مقبول نے کہا اب آپ خفا نہ ہو جیسے ہم انکو زیر کر کے تمھارے

ہوا لے کرینگے یہ کہکے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ قاسم نے کہا ای مقبول اگر وقت رہائی ہمارا
آگیا تو آہنگرون کی کیا ضرورت ہی یہ کہکے قاسم نے قید کو توڑ ڈالا جسم سے خون بہنے لگا
مقبول ہان ہان کرتا ہوا اُٹھا کہا ای شہر یار یہ جلدی کیون کی اب آپ دس پانچ روز آرام کیجیے
جب آپ بصحت و عافیت ہو نگے تو سب حال عرض کیا جائیگا قاسم نے فرمایا کہ اے
مقبول زرین قبا کچھ اسکی ضرورت نہین جو طاقت پروردگار نے مرحمت فرمائی ہی وہ جسم
مین اسوقت موجود ہی ہم بھی سر راہ ہین چاہتے ہین ہمارے تمھارے جلد فیصلہ ہو جائے
مقبول زرین قبا نے عرض کی کہ میرا تو یہ اعتقاد ہی کہ شاید اگر حضور پر غالب آؤن اپنے
لشکر کا بادشاہ بناؤن اگر حضور غالب آئین خواہ قتل کرین خواہ بخشین جو رائے اقدس
مین آئے اُسی وقت مقبول زرین قبا نے اکھاڑا تیار کرایا مگر شکوہ زرین قبا غصے
مین کانپ رہا ہی اپنے ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ مین بھائی صاحب کی بھی گردن لونگا
کیا انکو چھوڑ دونگا خوب اس وقت باتین بنا رہے ہین بڑے پہلوان بنکر بیٹھے ہین اکھاڑا
تیار ہوا مقبول زرین قبا نے عرض کی اکھاڑا تیار ہی قاسم اُٹھ کھڑے ہوئے
مقبول کو ساتھ لیکر اکھاڑے پر آئے اب تو مقبول زرین قبا نے چٹ لنگوٹ کسا
اکھاڑے مین اُترا گیارہ ڈنڈ پیلے کہا ای شہر یار آئیے قاسم وہی گردہ شبخوابی کا
پہنے ہوئے اکھاڑے مین پھاندے کہا ای برادر آؤ ہمارے تمھارے امتحان ہو جائے
مقبول زرین قبا سامنے آیا بایان ہاتھ بڑھا کر بایان ہاتھ پکڑ لیا دہنا ہاتھ گردن پر
رکھا قاسم کو معلوم ہوا کہ پہلوان زبردست ہی اکثر ایسو نسے مقابلہ پڑا ہی جب قاسم
نے ہاتھ گردن پر مقبول زرین قبا کے رکھا بولے کبر جو کاسۂ دماغ مین بھری تھی نکلگئی
جی مین کہتا ہی دیکھیے کیا ہو حقیقت مین یہ لوگ شیران دشت نبرد ہین انپر غالب آنا
بہت مشکل ہی کشتی ہونے لگی شام تک اُلجھا اُلجھی قاسم سے لڑا ادھر رنگ آفتاب
زرد ہوا زوال زور مقبول ہونے لگا کہا ای شہر یار ایک زور آخر کرتا ہون قاسم
نے فرمایا بسم اللہ مقبول قاسم کو ریل کے پچھلا پانچ سات قدم پر لا کے ہکہ مارا بایان
گھٹنہ قاسم کا جھکا قاسم نے لنگر یا الغیاث یا تمک غرق ہوئے اوپر آکر مقبول چھایا
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے کیسے کیسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو زمین سے اکھیڑ تا مگر
لنگر مین اس کوہ وقار کے حس وحرکت نہ پائی تھک کے ہاتھ اُٹھا لیا کہا اے
شہر یار اب آپ کے زور کا مشتاق ہون قاسم ریل کے لے دوڑے بیس قدم
تک یون ریل کے لائے جیسے پتہ باد تند سے اُڑتا ہی بیس قدم پر لا کے ہکہ مارا دونون
گھٹنے مقبول زرین قبا کے آشنا زمین ہوئے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست
لنگر کب جمنے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اللہ اکبر کی صدا
کہی پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا
شکوہ زرین قبا تھر تھر کانپ رہا ہی مقبول نے پکار کر آواز دی ای شہر یار جسکو سر سے

بلند کرتے ہین اُسکو زمین ذلت پر نہین گراتے ہین قاسم نے بسہولیت زمین پر رکھدیا مقبول
گرد پھرا قاسم نے کلمہ تبلایا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا پلٹ کر بھائی سے کہا کہ بھائی صاحب
آپ بھی مشرف باسلام ہوجیے کیا چپکے دیکھ رہے ہین اگر کچھ دعوی ہو تو آقا کا مرتبہ تو بہت ہے
اس غلام سے امتحان ہوجاے تمھارا دل تردد مین نہ رہے اب اگر مکر کروگے تو سزا سے
کامل پاؤگے شکوہ نے کہا نہین بھائی صاحب مین تو دل وجان سے غلام ہون جس کے
آپ زیر ہوئے اُس سے مین کیا لڑسکتا ہون شکوہ نے پھر کلمہ مکر سے پڑھا شب کو
صحبت مین لیکر آیا دوڑ دوڑ کے خدمت کرنے لگا پکار رہا ہی شراب وکباب لاؤ گلابیان
لاکر سامنے چن دین کشتیان کباب کی سامنے رکھین اول جام بھر کے سامنے اپنے بھائی
کے لایا کہ بھائی صاحب آج مجکو بڑی خوشی ہی مین اپنے ہاتھ سے سب کو شراب پلاؤن
عیار اسکا محیل حیلہ ساز میخانے مین ہی بیہوشی ملا ملاکر شراب بھیج رہا ہی مقبول نے
جام پیا قاسم سے کہتا جاتا ہی بھائی صاحب کی خطا کا خیال نہ کیجیے گا قاسم کہتے جاتے ہین
ہمارا یہ دستور نہین جو کیا وہ کیا مگر اب کوئی مکر نہ ہو شکوہ زرین قبا کہتا ہی آقا اب تو
مین اپنے بھائی کی پیروی مین ہون دونون ملعونون پر چلکر قبضہ کیجیے شکر ہی کہ آپ ایسا
آقا ہمکو ملا غنچۂ سربستۂ آرزو کھلا دل کو خوشی ہی جان و دل سے نثار ہون عجب ہنگامہ
ہی سردار بھی اسکے مصروف بہ حیلہ بازی ہو آمادۂ شعبدہ بازی ایک دم بھر مین
اس ملعون نے سب کو شراب پلائی سمک نہ پیتا تھا اسکے دل کو کھٹکا تھا شکوہ نے
قاسم سے شکایت کی کہ دیکھیے آپ کے عیار صاحب مجکو نہین سرفراز فرماتے
قاسم نے جھڑک کر کہا کہ بھئی شراب پیو اگر نہین بھی جی چاہتا تو اُسکی خوشی ہی ہم اپنے
احبابون کی دلشکنی نہین چاہتے لاچار سمک نے بھی شراب پی باہر ملازمان مقبول
کو بھی ملازمان شکوہ نے شراب پلائی مگر چند کس کہ طریقے سے سمجھ گئے تھے پیشاب کے حیلے
سے نکل گئے ایک جانب آوارہ ہوکر بھاگے یہان دو ہی گھڑی مین رنگ محفل دگرگون ہوا
سب سے پہلے مقبول زرین قبا تلملا کے اُٹھا کہتا ہوا کہ ای شہریار کوئی مجکو آسمان پر
لیے جاتا ہی سمک بھی کانپ رہا تھا اتنا پکار کر کہا کہ آپکے بھائی صاحب نے پھیر دی
مکر کیا مقبول بگڑ کے اُٹھا کہ او باغی کہان جائیگا اُٹھتے اُٹھتے گرا قاسم اُٹھے یہ بھی
گرے اب تو کمیدان ورسالہ دار جو اُٹھا وہ گرا شکوہ زرین قبا نے پکار کر آواز دی
ہان یارو سب کو گرفتار کرلو ایک دم بھر مین آہنگرون نے آکر سب کو مسلسل ومطوق کیا
باہر اہلیان فوج گرفتار ہوئے کچھ کم پانچ ہزار آدمیون کو مسلسل و مطوق کیا اُسی وقت
سب کو ارابے پر سوار کیا ساتھ والون سے کہا کہ اب مین جواب عرضی کا بھی انتظار
نہین کرتا مین نے نمک شاہی کا پاس کیا بھائی کا بھی خیال نہ کیا جو شاہ کا دشمن ہے
وہ ہمارا رہزن ہی شاہ کے سامنے میان مقبول زرین قبا کو قتل کرونگا جلادی کا
کام میرے متعلق ہی سب کہتے ہین آپ نے بڑا کام کیا میان مقبول نے تو بڑا غضب کیا تھا

رہا بھی کر دیا مقابلے کو بھی موجود ہوئے زیر ہوتے ہی مسلمان ہو گئے یہ نہ خیال آیا کہ ہمنے شاہ
کا نمک کھایا ہی شاہ بھی وہ شاہ کہ جنھون نے سلطنت بھر لی کس تکلف کا انتظام ہی تمام
طلسم مین یہی ہنگامہ ہی کہ ایسا سلطنت کا انتظام کبھی نہ ہوا تھا خود وہ سمجھے کہ میان
کوکب روشن ضمیر نے کبھی خواب مین نہ دیکھے تھے ایسون کی سلطنت سے انکار کرتا ایک
غلام اگر اُنکا آجائے ان ایسے دس ہزار کو گرفتار کرلے راتی راتا شکوہ زرین قبا نے
کوچ کیا منظور ہی دو منزلہ سہ منزلہ کرکے ملجاؤن اب حال شاہزادہ بدیع الزمان کا
لکھا جاتا ہی کہ قلعہ سہانیہ سے کوچ کرکے تین منزلین برابر طی کین چوتھے دن صحراے
سبزہ زار مین پہونچے بدیع الزمان نے فرمایا ہر چند کہ دن زیادہ باقی ہے مگر
آج بعد کئی دن کے یہ صحراے پر فضا ملا اسی مقام پر اُترپڑو دو دن لشکر کو آرام ملے
سب ساتھ والے پریشان ہو رہے ہین اگر راہ کی خستگی غالب رہیگی طبیعت بھاری
تازہ رہیگی مقابلے مین شاہان طلسم کے یہ خستہ و شکستہ کیا کرسکین گے سب خوش
ہو گئے پندرہ بیس سردار گرد شاہزادے کے سب ملے ہوئے بارگاہ کا انتظام
کر رہے ہین بارگاہ استادہ ہو رہی ہی شاہزادہ بدیع الزمان کنارے پر ٹہل رہے ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑی چند سوار باحال پریشان چلے آتے ہین مگر حیران حیران پریشان
پریشان ہر طرف دیکھتے ہین صورت سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ کہین سے بھاگے ہوئے
ہین اس لشکر کو دیکھکر سامنے سے ہٹ گئے اور گھبرائے اور چاہا کہ بھاگین بدیع الزمان
نے سوارون سے اپنے یہ کہا کہ یہ لوگ جو آتے ہین انکو بلا لو پکار کے کہو کہ پلٹ کے
نہ جاؤ دس بیس سوار بھاگنے دوڑے اُن سوارون کو گھیر لائے وہ بیچارے لرزان
و ترسان حیران و پریشان شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر گڑ گڑانے لگے کہتے
گھبرا رہے آقاے نامدار سے بہت صورت ملتی ہی حضور کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی ہم مصیبت زدون کو کیون طلب کیا ہی بدیع الزمان نے فرمایا گھبراؤ نہین
بیان کرو کوئی تمھارا دشمن نہین ہی تمکو محبت بلایا ہی تم لوگ کون ہو کہان سے آتے ہو
سبھون نے عرض کی اے شہریار ہم لوگ مقبول زرین قبا کے ملازم ہین جو بادشاہ
قلعہ گلشن آباد کا ہی اپنے مالک کے ساتھ واسطے شکار کے نکلے اُنکے ایک
بھائی صاحب شکوہ زرین قبا مالک قلعہ چمن زار پہلے ہی سے اُس صحرا مین موجود تھے
نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ خاور سپاہ کسی وجہ سے قید خانہ طلسم سے نکل آئے
تھے شکوہ نے انکو مکر سے گرفتار کیا اور بھیجا کہتا تھا کہ مین نے بزور پکڑا ہی ہمارے
آقا نے اُس شیر سے مقابلہ کیا بجرأت زیر ہو کر بصدق دل مسلمان ہوئے اُس
مکار نے شراب مین بیہوشی ملا کر سب کو گرفتار کر لیا اب یقین ہی خدمت مین شاہان
طلسم کے لیکر جائیگا وہ دونون نمک حرام بد انجام جنھون نے اپنے مالک کو قید کر لیا
کچھ خوف پیدا کرنے والے کا نہ ہوا نہین معلوم وہ اُنکے ساتھ کس طرح پیش آوین

ہم لوگ کچھ سمجھ سکے اُس جلسے سے بھاگ نکلے آپ کو دیکھکر وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی یاد آیا
جی چاہتا ہی آپ کے تصدق ہون قدمون سے لپٹین بالکل وہی صورت سن مین البتہ
کچھ فرق پایا جاتا ہی بدیع الزمان بے اختیار ہو کر رونے لگے فرمایا بھائیو وہ میرے
کلیجے کا ٹکڑا ہی یہانسے کتنی دور ہی عرض کی پہر دو پہر کا راستہ ہی یہ سنتے ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے فضل و قارن کو طلب کیا شاہزادہ سوار ہوا فضل و قارن عزیزہ
بشت ہاے مرکب پر سوار ہوے یہ خبر لشکر ساحران مین پہونچی کہ شاہزادہ کہین لڑائی
کو جاتا ہی سب تیار ہونے لگے کشیر و رنگین دوڑی ہوئی خدمت مین آئین عرض کی
ای شہریار کہان جانیکا قصد ہی کنیزین ضرور ساتھ چلینگی اُس مقام پر آپ کا گذر
ہی کہ جہان کا بوٹا بوٹا سحر و ساحری سے مملو ہی ایسا نہو راہ مین کوئی ساحر ملجاے
سرکار کو آزار پہونچاے کنیزین الگ الگ ساتھ رہینگی بدیع الزمان نے فرمایا
تمھارا کام نہین میرا فرزند ایک مقام پر قید ہوگیا ہی مین اُسکی رہائی کے واسطے جاتا ہون
ایک ایک لمحہ مجھے شاق ہی ہر چند کہ وہ آتش خو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج
تجکو دیکھکے بہت بگڑیگا مجکو اُسکا غصہ بھی گوارہ ہی آپ لوگ لشکر مین رہین خدا چاہتا ہی
تو مین بہت جلد واپس آتا ہون ہر چند کہ کشیر و رنگین نے عجز و انکسار کیا شاہزادے
نے بجز دو ہزار سوار کے اور کسی کو ساتھ نہین لیا چار دن سرداران نامی خود پشت مرکب
پر سوار ہوے اُن سوارون کو واسطے نشان بتانے کے ساتھ لیا مرکب کو پھیر گیا وہ
مرکب کہ جو کبھی عکس تازیانے سے بھی آگاہ نہ تھا اُسپر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہے
ساتھ والے بگٹٹ گھوڑون کو ڈالے ہوے عقب مین چلے آتے ہین دن قلیل باقی تھا
پانچ کوس پر جاکے شام ہوگئی سوارون نے عرض کی صحرا کا واسطہ ہی شب کو راستہ
فراموش ہوگا بدیع الزمان نے کہا کہ تم آگے بڑھو پیش رو لشکر ہو مگر رکنے کا
قصد نہ کرو ایسا نہو کہ وہ قید کو لیکر نکل جائین اگر بھائی رستم سنینگے فرمائینگے
ہمارا فرزند قید تھا تمنے دن رات کا خیال کیا مین اُنکو کیا جواب دونگا وہ سوار
آگے بڑھے شاہزادے سے ہر مرتبہ عرض کرتے ہین درخت نشان کے جو خیال
مین رکھے تھے وہ اس وقت نہین ملتے معلوم ہوتا ہی راہ ہمنے فراموش کی بدیع الزمان
گھبراتے ہین مگر رکتے نہین چار پہر رات ایک طرح گھوڑون کو ڈالے ہوئے چلے آئے
سحر ایک دشت ہولناک مین ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان واسطے نماز کے اُترے
ایک چشمہ پر آکے سب نے وضو کیا نماز ادا کرکے پھر کمر باندھی چاہتے ہین کہ گھوڑون کو
پھیر کرین لیکن سوار عرض کر رہے ہین حضور جلدی مین راستہ فراموش ہوا بر وقت
آنے کے ہمنے یہ صحراے بلاخیز نہ دیکھا تھا سارے دشت مین ایک چشمۂ آب اُسمین بھی
پانی اسقدر قلیل تھا کہ سب ملازمان حضور وضو نہ کر سکے کیچڑ نکل آئی اب ذرا آپ
یہان پر ٹھہر جائیے غلام آگے بڑھ کے دریافت کرین کہ کس طرف جائین کیونکہ منزل

حصول مطلب سے دور ہوتے جاتے ہین بدیع الزمان ٹھہر گئے گھبرا رہے ہین فرمایا
تم لوگ کہتے تھے کہ دو پہر کا راستہ ہی چار پہر برابر ہوئے ایک رنگ مین آئے ابھی تک
منزل مقصد پر نہ پہونچے دیکھیے تقدیر نے کیا چاہا ہی دیکھین وہان تک کیونکر پہونچنا ہوتا ہی
سوارون نے شاہزادے کو ٹھہرایا آپ اُس دشت ہولناک مین دوڑتے پھرتے ہین
نشان نہین ملتا پھر پلٹ آتے ہین کہ اتنے عرصے مین بائین پر سے گرد عظیم بلند ہوئی
ایک لکہ ابر سیاہ گرجتا ہوا ظاہر ہوا اقتضاے کار صمصام جادو فرستادہ شاہان طلسم
جو براے مدد شکوہ زرین قبا چلا تھا نمایان ہوا صمصام جادو کی نگاہ جو شکر
بدیع الزمان پر پڑی اسنے ایک ساحر کو حکم دیا کہ دریافت کر یہ لوگ کون ہین اور
کہانسے آتے ہین اور کہان کو جاتے ہین ساحر نے آکر ایک سوار سے پوچھا سوار نے
مفصل حال کہدیا اُس ساحر نے جاکر صمصام جادو سے سب حال بیان کیا اور
یہ بھی کہا کہ پسر صاحبقران براے رہائی شاہزادہ قاسم جاتا ہی اور شکوہ
زرین قبا کی فکر مین ہین یہ سُنتے ہی صمصام جادو نے کہا ہم تو انکی فکر مین لو
یارو خوب شکار ملا یہ کہکے ساحرون سے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کرلو یہ سب
جانے نہ پائین گولے لیکر ساحر گرے ان شیرون نے بھی تلوارین کھینچین دس پانچ
ساحر بدیع الزمان نے مارے اگر قارن نے کسی ساحر کو پکڑ لیا مثل کرپاس
کہنہ اسکو چیر کر پھینک دیا اپنے نزدیک بڑے دھوم سے لڑتا ہوا آتا ہے
بدیع الزمان نے بھی لاش پر لاش گرادی امیہ ایک غار مین جاکر چھپا
دیکھ رہا ہی کہ صمصام جادو نے بڑھکر جو خیال کیا معلوم ہوا کہ ہزار ساحر
قتل ہوئے اپنے ہاتھ سے سحر کرنے لگا جب گولہ مارا دو چار کے سر پھٹ گئے شاہزادہ
بدیع الزمان کی فکر مین جاتا ہی شاہزادے نے سیکڑون ساحر مار کر گرادیے
اندھیرا ہو رہا ہی ہنگامہ گیر ودار ہر طرف بلند ہی بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب
تخت کے [illegible] پہنچے صمصام جادو نے دیکھا کہ یہ شیر بیشہ صاحبقرانی شیرانہ و رستمانہ
لڑتا ہوا آتا ہی کسی ساحر کے سینے پر برچھا مارا توڑ کر پشت کو پار گذرا اکھیڑ کر مارا استخوان
چور چور ہوئے کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا دیکھا کہ یہ ساحر سحر پڑھتا ہوا آتا ہے
بدیع الزمان نے تیر مارا تیر نے خطا نہ کی حلق پر پڑا توڑ کے گدی کو پار گذرا یہ سرکشی
بدیع الزمان کی صمصام جادو نے دیکھی گھبرا گیا گولہ جھولی سے نکالا اسپر
کچھ کلمہ بھیرون پڑھکر گولہ طرف بدیع الزمان کے پھینکا بدیع الزمان نے سینہ
سپر کردیا سینے پر تو گولہ نہین پڑا زمین پر آکر پھٹا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا پٹری
جماتے ہین زان نہین لڑتی لاچار ہوجاتے ہین صمصام جادو نے کچھ ماش کے دانے
پھینکے اب تو شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے سے گر گئے صمصام نے اشارہ کیا
کہ گرفتار کرلو چہار طرف سے ساحر ٹوٹ پڑے بدیع الزمان کو گرفتار کرنے چلے

فضل وقارن نے جو دور سے دیکھا قلب ٹھہر گیا فضل وقارن وہان پر خوب لڑ کے
آخر صمصام جادو نے سحر کیا یہ بھی دونون گرے سہراب و میلاد بھی زمین پر گرے
صمصام نے آواز دی یارو پسر حمزہ زمین پر گرا ہی اسکو جلد گرفتار کرلو انجام جادو
بھائی صمصام جادو کا اڑتا ہوا قریب آیا بقدرت پروردگار لوح محفوظ شاہزادے
کے گلے مین ہی لوح زیر لباس تھی اس وجہ سے گھوڑے سے گرے اب لوح کو جو
جنبش ہوئی عکس جو اسمائے الٰہی کا پڑا شاہزادہ اُٹھ بیٹھا جیسے ہی انجام جادو نے
چاہا کہ ہاتھ پکڑے بدیع الزمان نے اسکے ہاتھ کو جھٹک کے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک
طمانچہ مارا کہ سر انجام جادو کا اڑ گیا مر کر انجام گرا انجام کے مرنے کی آواز کان
مین صمصام کے آئی پلٹ کر دیکھا اپنے بھائی کا لاشہ تڑپتا ہوا پایا جیسے ہی قریب گیا لوح محفوظ
چمکی آنکھون مین اسکے خیرگی آنے لگی پیچھے ہٹا بدیع الزمان لوح محفوظ چمکا کے کھڑے ہوگئے
اُسنے تیغہ سحر کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو آگے کر دیا جھنانے کی آواز بلند ہوئی
معلوم ہوا کہ دو بجلیان لپٹ گئین اور سب ساحر دوڑے مگر بدیع الزمان نے ہاتھ
تلوار کا مارا کہ سر صمصام جادو کا زخمی ہوا صمصام چیخ مار کر بھاگا سرداران بدیع الزمان
بھی اُٹھے شمشیر زنی کرتے ہوئے چلے ہنگامہ گیرودار بلند ہوا جو ساحر سامنے
بدیع الزمان کے آیا طعمۂ شمشیر ہوا لوح محفوظ چمک رہی ہی بجلی شمشیر کی تڑک رہی ہے
کس فکر مین نکلے تھے کس سے مقابلہ پڑا صمصام جادو جو زخمی ہوکر ہٹا بھائی کے بھی مرنے کا
قلق ہوا مصاحب جمع ہوئے سب تھے اسنے کہا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ میرا بھائی
بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا گیا وہ ایسا نہ تھا کہ کسی مقام پر بھاگتا یارو اسکا
سبب دریافت کرو مصاحبون نے عرض کی آپ خود ہمہ دان ہمہ گیر ہین دربار مین
شاہان طلسم نور افشان کے صاحب توقیر ہین اپنے سحر سے دریافت کیجیے کہ کیا
سبب ہی جو بدیع الزمان پر سحر تاثیر نہین کرتا فوراً ظاہر ہو جائیگا یہ سنکر صمصام جادو
پیچھے ہٹا مصاحبون سے کہا تم سحر کرو مین دریافت کرتا ہون وہ بیر بلاؤن کہ جو کسی
کام پر نہین رکتا حب و بغض و جنگ و جدل حفاظت میری اسی پر موقوف ہی یہ ایک
ساحر صحرائی تھا میرے ہاتھ سے مارا گیا مین نے اسکو اپنا بیر بنایا ہی یہ کہکے
آواز دی اے قلتبان فیل پیکر اے شیطان مجسم ایک بوتل شراب کی روز تجھکو
دیتا ہون ایک پوری ایک کچوری یہ بھی رکھدیتا ہون جو تجھکو گل کی پسند آئی ہی
جلد حاضر ہو کچھ بادولت کو ضرورت ہی یہ چنگھاڑ کر صمصام جادو نے کہا سب نے
سنا جنگل سے ایک غرانے کی آواز آئی جیسے کوئی گنوار کہتا ہی بڑ بڑ دھڑ دھڑ
یہ آواز سنکر سب مصاحب گھبرا گئے عرض کی کہ حضور یہ بائی کسنے چھوڑی اور
آخر مین کیا سریلی آواز آئی ہی جوں چوں پوں پوں غون غون سب حیران تھے
کہ یہ کیا معرکہ ہی صمصام جادو نے کہا چپ رہو میرا دوست اسی طرح آتا ہے

کیا تحفہ دکھاتا ہی اب سب نے دیکھا کہ ایک لڑکا سیہ فام ناک بہتی ہوئی کان ٹوٹے ہوئے
منھ جھلسا ہوا بدن پر بڑے بڑے آبلے ایک لنگوٹی باندھے ہوئے کہ جس سے موے زہار
باہر نکلے ہوئے ٹانگین گوہ مین بھری ہوئین لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہی صمصام جادو نے گھبرا کر
کہا ارے بدن پر یہ آبلے کیسے پڑ گئے ہین وہ لونڈا رونے لگا کہا رات کو ایک شخص
سیہ فام آتا ہی چنگاریان میرے بدن پر رکھ جاتا ہی رات بھر اُس آگ سے جلا کرتا ہون
نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون مسلمان جو صبح کو اذان دیتے ہین جب وہ آواز کان مین میرے
آتی ہی تو طبیعت کسی قدر تسکین پاتی ہی اس وقت ان آبلون کو پانی سے ٹھنڈا
کر رہا تھا آپ کی آواز جو گونجی مین نے مارے خوف کے ہگ دیا پھر بھڑبھڑاہٹ کی
آواز آپ نے سنی تھی آخر مین آواز نرسلی ہوتی ہی وہ باعث میری تسکین کا ہوتا ہے
پیٹ خالی ہو گیا کچھ کھلوا دیجئے صمصام جادو نے جلدی سے اپنی اُنگلی پر نشتر مارا اور
ایک قطرہ خون کا اُس لڑکے کے منھ مین دیا اُسنے ڈکار لی منھ سے دھوان نکلا معلوم
ہوتا تھا کہ مست ہو گیا خون پی کے بڑا زبردست ہو گیا کہا پوچھیے کیا پوچھتے ہین حکم ہو
تو ہفت طبقات زمین کا حال بتلا دون مشرق و مغرب کا ذکر کر دون جنوب و شمال کو
ایک مقام پر کر دون صمصام جادو نے کہا یہ بتلاؤ کہ میرا بھائی بدیع الزمان کے
ہاتھ سے جو مارا گیا کیا سبب ہوا وہ لڑکا قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای صمصام جادو
مین آٹھ پہر دعا کرتا ہون کہ مرنے کے بعد تجکو بھی کوئی ساحر قبضے مین کرے شیطان
کا ہم پہلو ہو بدیع الزمان نے جب طلسم کلید فتح کرنیکا ارادہ کیا تو اول اُنکو
لوح محفوظ ملگئی جب تک وہ لوح اُنکے پاس ہی تب تک اُنپر سحر کسی کا تاثیر نہین کریگا
بہت سمجھ بوجھ کے لڑنا دھوکا نہ کھانا منھ پر نہ جا پڑنا لے بس اب مین جاتا ہون اب
دن کو کبھی نہ بلانا ورنہ تمھاری بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا یہ کہکے وہ لڑکا جنگل مین
جا کر غائب ہوا صمصام جادو نے مصاحبون سے کہا کہ یارو پسر حمزہ سے
بچنا سحر سمجھ کے کرو اور سردارون کو اُنکے مار لو سردار اسکے سحر کرتے ہوئے
بڑھے فضل لڑتا ہوا آتا تھا صمصام نے سحر کیا فضل گھوڑے سے گرا صمصام
نے چاہا جا کر قتل کر دون کہ فضل نے آواز دی ای شہریار غلام بیکار ہوا سحر مین
صمصام بد انجام کے مبتلا ہون ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی تلوار میرے قبضے سے
نکلی جاتی ہی پیر شتی پانی نہین کرتی ہی کمان مین خم خنجر بیدم تیر ترچھے ہوئے ترکش
سے نہین نکلتے بدیع الزمان یہ آواز سنکر جھپٹے آواز اپنے رفیق کی سنکر
بیقرار ہو کر دوڑے گھوڑے سے کودے قارن نے پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی
فرمایا ای قارن غضب ہوا فضل بن گیا ہی وہ شیر دلیر ہی کہ اگر آرے
اُسکے سر پر چل جائین منھ سے اُف نہ کرے اُسنے بیقرار ہو کر آواز دی کہ غلام
بالکل بیکار ہوا اس بیقراری مین جاتا ہون قارن جنگ مین مصروف ہی جس ساحر نے

سحر کیا لپٹ کر اُٹھا کے دے مارا تا گین ہڑ کے چیر ڈالا گئی ساحر قارن نے مارے
بدیع الزمان اُس وقت پہونچے کہ صمصام جادو چھاتی پر فضل کی چڑھا تھا اور
خنجر گردن پر رکھے تھا بدیع الزمان نے اُسکی پریشانی مین جھپٹ کر ایک لات زور سے
ماری کہ صمصام چھاتی سے فضل کی زمین پر گرا شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح چمکائی
فضل نعرہ کرکے اُٹھا بدیع الزمان پیچھے صمصام جادو کے چلے صمصام بھاگا ہوا جاتا ہی
ہر مرتبہ بدیع الزمان یہی چاہتے ہین کہ مین اسکے قریب پہونچون یہ جست و خیز کرتا ہوا
نکلا جاتا ہی جب دیکھا صمصام جادو نے کہ بدیع الزمان میرا پیچھا نہین چھوڑتے گھبرا کر
آواز دی ای پرند سحر مجکو بچل دو نون شانون پر اسکے پر پیدا ہوئے غلطک مار کر اڑا
بدیع الزمان نے دیکھا کہ جاتا ہی بتعجیل تمام قربان سے کمان ترکش سے تیر بازدہ مشتی
زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر بچر کمان مین پیوست کرکے سینہ پر کینے کو
صمصام جادو کے تاکا تیر بارادہ تیر سینے پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا صمصام
زمین پر گرا لاشہ اسکا جلنے لگا اسکے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی ساحر اسکے ساتھ والے
گھبرا گئے بدیع الزمان نے گھیر گھیر کے اُنکو مارا چند ساحر طلسم نیرنگ کے مارے دم
تڑپ تڑپ کے گرے لاشہ صمصام جادو کا بمشکل اُٹھا یا طرف طلسم نور افشان کے
بھاگے سرداران شاہزادہ بدیع الزمان انکے تعقب مین چلے تین کوس تک پیچھا کیا
جب اُنکو نہ پایا ٹھہر گئے سب سردار دریاے خون مین نہائے ہوئے پلٹے بدیع الزمان
ایک ایک سردار کو اپنے دیکھتے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سیماب مشت زن
ایک پہلوان کرگدن مست پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ شاہزادہ
بدیع الزمان کو دیکھکر گینڈے کو رد کا شاطر سے اشارہ کیا دریافت تو کرو کہ یہ کون
جوان ہی شاہزادہ بدیع الزمان فوج کو دیکھکر فرما رہے ہین ای فضل وغیرہ بڑے
افسوس کی بات ہی کہ ہم براے رہائی قاسم چلے تھے راہ مین یہ معرکہ پڑا اب
کیا تدبیر کرین اور پہلوان مقابلے کو آگیا شاطر نے اُسکے جاکر خبر دی کہ پسر حمزہ
صمصام جادو کو مار کر پلٹا ہی سیماب مشت زن گینڈے سے کود پڑا کہا پسر
حمزہ نے بڑا غدر ڈال دیا ہی صمصام ایسے جادوگر کو مارا عیار سے کہا جاکے پسر حمزہ
سے کہو کہ ہمارے تمھارے مقابلہ ہو اور جو اپنی جان بخشی چاہتے ہو تو رو مال سے ہاتھ باندھکر
چلے آو خطا تمھاری معاف کرا دونگا ورنہ مشکین باندھ کر لیجاؤنگا عیار نے آکر شاہزادہ
بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان لاچار ہو کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور اُسی مقام
پر اُترپڑے قاسم کے واسطے انتہا کے بیقرار ہین دن بھر تو اس انتظام مین گذرا شام
کو سیماب نے طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان کو ہرکاردن نے خبر دی بدیع الزمان
نے ٹھنڈی سانس کھینچ فرمایا کیون ای فضل و قارن افسوس ہی کہ تا بہ قاسم
نہ پہونچے وہ شیر کیا کہیگا کیسا گھبراتا ہوگا آتشو شعلہ مزاج قید مین کیسا پریشان ہوگا افسوس ہی

کہ ہمکو خبر پہونچے اور ہم نہ جائین اپنے نور نظر کو آفت سے نہ بچائین خدا نے اپنا فضل کیا کہ
زندان طلسم سے نکلے مگر پھر بلا مین پھنسے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ سیماب نے
طبل جنگی بجوایا ہی بدیع الزمان نے کہا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ
رزمی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا شاہزادہ بدیع الزمان کے ساتھ صرف دو ہزار
سوار ہین اُسکا ساٹھ ہزار کا لشکر دریا موج مار رہا ہی دشمنون نے جو بدیع الزمان کا
لشکر کم دیکھا ہی بلبلا رہے ہین کہتے ہین مسلمانون کی کیا حقیقت ہی صبح ہوتے ہی ان
سب کو مار لینگے ایک اُنمین سے زندہ نہ بچیگا چند کس ہین ایسون کا مار لینا کتنی
بڑی بات ہی لشکر بدیع الزمان مین یہ انتشار ہی کہ دو ہزار سوار ساتھ تھے لیکن
آگے کچھ ساحرون کے ہاتھ سے مارے گئے کچھ زخمدار بالکل بیکار صرف
ہزار جوان لڑنے کے لایق ہین سہراب گردسہون سے کہہ رہا ہی انشاء اللہ کل ان سب کو
دم نہ لینے دینگے ایک ایک شیر ہمارا سو سو کو شکار کریگا آقا اگر حکم دین سیماب کیا
لڑیگا گرمی دیکھ کے بھاگ جائیگا یا کشتہ ہوگا اگر کشتہ ہوا تو اکسیر ہی ہی اُسکے قتل کی
تدبیر ہی فضل بھی تیاری کر رہے ہین قارن رات سے دستیان کر رہا ہے
سہراب گردو میلاد قزاق کہہ رہے ہین کہ یہ بھلا کیا لڑسکینگے خدا اچھا ہیگا تو یہ سب
لوگ دم ہو کر بھاگین گے خدا کرے کہ آقا کو نام لیکر نہ پکار رہے تو مین جاکر سیماب
کو سمجھاؤن اگر آقا کا نام لیکر پکارا تو مجبور و لاچار ہین فضل نے کہا ہماری نوبت آئیگی
تو ہی اسکو دو تین گھسے ایسے مارینگے کہ جی چھوڑ دیگا مگر ظاہر مین بڑا تن و توش ہے
تھوڑی ہی دیر لڑیگا سانس بھول جائیگی بدیع الزمان نے دربار سویرے سے
برخاست کیا فرمایا سب صاحب آرام فرمائین اب صبح کو میدان مین ملاقات ہوگی
سردار سب اپنی اپنی خوابگاہ کو روانہ ہوئے بدیع الزمان اپنے مقام پر آئے
امیہ بن عمرو ساتھ ہی شاہزادے نے آکر خاصہ نوش فرمایا خاصہ نوش کرکے
خوابگاہ مین آئے جب لیٹے تو محبت ملکہ شبنم گوہر پوش کی یاد آئی فرمایا کہ امیہ
ملکہ شبنم کیسی گھبرائی ہوگی آج کی شب اُنکو آرام کہان خوابگاہ مین تڑپ رہی ہوگی
یہان تو یہ رنگ ہی مگر سیماب مشت زن کا حال سُنیے کہ طبل جنگی بجوا کے جو بیٹھا سب
سردار باتین کرنے لگے ایک واقف کار بول اُٹھا کہ یہ جوان فرزند صاحبقران
ہی گنجاب سے کیا کیا لڑا ہی گنجاب کا بیٹا فرید خان بن گنجاب کہ بڑے قد و قامت کا
جوان ہی بیٹون مین گنجاب کے وحید عصر کہلاتا تھا مگر اس جوان نے اُسکو بھی زیر کیا
اور بہت سے پہلوان مارے گیا ہور خون آشام کہ پہلوان وحید عصر تھا کہ جسکا
بیٹا فضل موجود ہی کہ آج اُسکا مثل و نظیر نہین ہی اسکو بھی سر میدان زیر کیا
اُسکو دعوی یکتائی نہ تھا جس دن یہ چشمک آیا ہی زمین کانپتی تھی مگر پسر صاحبقران
کو کچھ خوف نہین ہوا نکلکر اس سے لڑا باپ نے جب اسکے خبر سُنی کہ بیٹا مسلمان ہوگیا

بہت زور شور سے چڑھ گیا کہتا تھا قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا کچھ بھی نہ ہوا آخر
یہ بھی جاکر مارا گیا دیکھیے ہمارے آقاے نامدار سے کیا گذرے یہ ذکر جو اسکے دربار مین
ہوے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا گھبراہٹ مین کھانا بھی نہ کھایا طرف خوابگاہ کے چلا
عیار نے چاہا رخصت ہو سیماب نے ہاتھ پکڑ لیا کہا مجھے کچھ کہنا ہی خوابگاہ مین آیا
کہا ای نسیم تیز رو تو نے سُنا سب سردار اسکا ذکر کرتے تھے کہ پسر حمزہ کا زور و قوت
مین مثل و نظیر نہین ہی عیار کے مُنہ سے نکلا کہ ای شہریار اتنا تو مین بھی جانتا ہون کہ
شاہزادہ عجم قاہر بن قہرمان عجمی کہ جسکا مشرق و مغرب مین کوئی مثل نہ تھا اسکو تو مین نے
دیکھا تھا کہ اسی شیر کے ہاتھ سے زخمی ہوکر آیا تھا شرم کے مارے سر پٹکتا تھا کہتا تھا
ہاے کیا غضب ہوا کہ میرا بس حمزہ پر زور نہ چلا اسی غم مین بیمار ہو گیا اور کئی پہلوانون کو
مین نے دیکھا کہ جو انکے مقابلے مین گیا وہ زندہ پلٹ کے نہ آیا یا تو مارا گیا یا مسلمان ہوا
سیماب مشت زن نے کہا ای نسیم اب مجھسے مقابلہ ہی کیون ای نسیم تیز رو اب
کیا ہوگا نسیم نے کہا حضور اگر ہم جانتے کہ اس نوجوان سے آپ سے مقابلہ پڑیگا تو آپ کو
گھر سے نہ آنے دیتے بڑی مشکل پڑیگی پسر حمزہ کا زیر ہونا مشکل ہی کبھی ہمنے سُنا ہی نہین
کہ یہ لوگ کسی سے زیر ہون سواے حمزہ صاحبقران کے اور انکو کوئی زیر نہین کر سکتا
یہ قید مقرری مین سابق مین پسر گنجاب کا نوکر تھا اور ملک بربر پر بہت دن رہا وہان
بھی دیکھا کہ جو پہلوان آیا انکے ہاتھ سے مارا گیا اگر زخمی ہوے دوسری مرتبہ انپر
غالب آئے یہ کبھی نہین سُنا کہ انکو کسی نے قتل کیا ہو یا زیر کرکے بجرأت لیگیا ہو
کوحاب باختر کی کتاب جو ہی ساری کتاب کو ملاحظہ فرمایئے کہین کسی مقام پر یہ مرقوم
نہ ہوگا کہ حمزہ کا بیٹا کبھی کہین کسی سے زیر ہوا ہو یہ باتین سُنکر سیماب کانپنے لگا
کہا ای نسیم پھر کیا ہوگا میرا تو اب دل گھبراتا ہی طبل جنگی بجوا چکا ہون اگر نہ مقابلہ کرون
تو بڑی بدنامی ہی اگر پہلے سے مجکو معلوم ہوتا تو کچھ حیلہ کرکے چلا جاتا اقبال تو انکا دیکھو
سحر نہین جانتے اور ساحر کو مار ان نسیم نے کہا حضور ان لوگون نے بڑے بڑے کار ہاے
نمایان کیے آپ اسپر غالب نہین آسکینگے یہ کہنا تھا کہ سیماب مشت زن نسیم کے قدمون پر
گر پڑا کہا ای نسیم کوئی تدبیر کر رات ہی کو مین کہین چلا جاؤن شاہان طلسم کے مجکو
بڑی خفت ہوگی سمجھا جائیگا یہ سُنکر نسیم نے کہا آپ نہ گھبرایئے آرام فرمایئے مین جاکر
پکڑے لاتا ہون لیکن اگر پکڑ لاؤن فوراً قتل کر ڈالیے گا دیر نہ کیجیے گا انکی مدد غیب سے
پیدا ہوتی ہی ہر طرح رہا ہو جاتے ہین مین نے ملک بربر پر بڑے بڑے سامان
دیکھے ہین وہ سب آنکھون کے نیچے پھرتے ہین دس برس شاہ بربر کا ملازم رہا روز
یہی طور دیکھا کیا بادشاہ بربر سے کچھ بھی نہ بن پڑا اتنا بڑا بادشاہ تھا کہ اسکے بیٹے
جب آکے دربار مین بیٹھتے تے دربار معمور ہو جاتا تھا ایک ایک اپنے وقت کا رستم
و اسفندیار تھا مگر جب ان لوگون سے مقابلہ پڑا بالکل بیکار تھا یا مسلمان ہوا یا مارا گیا

مگر آپ نے اسکا مجھسے ذکر کیا بہت مناسب ہوا ابھی سرحد طلسم مین نہین پہونچے ہین فوراً گرفتار
کرکے قتل کرڈالیے مین جاتا ہون یہ کہکے بانہاے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیے شب
تیرہ و تار مین ایک فقیر کی شکل بنکر مانگتا ہوا چلا قریب بارگاہ بدیع الزمان پہونچا عیارون
نے وہین سے ٹوکا کہ او بڈھے اس طرف نہ آنا وہانسے نسیم چلا پھرتے پھرتے پشت
بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ وہان کوڑا بہت سا پڑا ہی وہین سے بیٹھکے نقب دینا شروع کی
تھوڑی دیر مین نقب کنج بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان مین توڑی سر نکالکر دیکھا
کہ شاہزادہ سورہا ہی تڑپ کے نکلا شمع ہاے مومی و کافوری کو گل کیا صرف ایک
شمع روشن رہی کہ پانون کسی ظرف پر نہ پڑے کہ کمظرفی ثابت ہووے قریب پلنگ
شاہزادے کے پہونچکے مین بیہوشی رکھکے برابر دماغ کے لگادیا دماغ مین جو بیہوشی
پہونچی بدیع الزمان بیہوش ہوگئے بس اسنے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب سے
لے نکلا مگر گھبرایا ہوا امیہ بن عمرو اپنے مقام پر پڑا ہوا سورہا تھا عالم خواب مین
دیکھا کہ ایک سگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہی خواب پریشان دیکھکر آنکھ امیہ کی کھلگئی
بدحواس ہوکر قریب بارگاہ آیا عیارون نے آواز دی امیہ نے قریب آکے کہا
یارو خیریت تو ہی سب نے کہا حضور خیریت ہی امیہ نے کہا یارو تمکو بھی حال نہین
معلوم امیہ دروازے پر پوچھ رہا تھا کہ سہراب گرد بھی یہ خواب پریشان دیکھکے
آیا امیہ بن عمرو سے کہا اندر بارگاہ کے جاؤ امیہ اندر جو گیا دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی
مہرہ نقب کا بھی دیکھا پہنیرہ عیار کا پایا کہا یارو غضب ہوا آقا نہین ہین عیار آکے
اپنا کام کرگیا اے سہراب گرد تم لشکر کا خیال رکھو مین آتا ہون سہراب نے کہا
مین بھی چلونگا امیہ نے کہا اب بھی فوج کلان کفار کے یہان جمع ہی تم چلکر کیا کروگے
ابھی تامل کرو سہراب گرد نے کہا اچھا جاؤ مگر سہراب عاشق جمال بیمثال شاہزادہ
بدیع الزمان ہی فوراً گھوڑے پر سوار ہوا عقب مین امیہ کے چلا فضل بن
گیا ہور خون آشام نے بھی یہی خواب دیکھا یہ بھی گھبراکے نکلا دروازے پر آکے
خبر سُنی کہ امیہ بن عمرو بھی گیا اور سہراب گرد بھی عقب مین گیا فضل بھی چلا مگر
اب رات جو قلیل باقی ہی انکو عادت ہی کہ جاگکر اتنی رات کو بسر کرتے ہین
قارن اُٹھا باہر آیا یہ غلغلہ سُنا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو کوئی چُرا لیگیا یہ تو بالکل
شاہزادے کے نام پر جان دیتا ہی گھوڑے پر سوار ہوکر چلا عقب مین میلاد قزاق
بھی چلا فرداً فرداً یہ سب سردار جاتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا سیماب کو
ایسا خوف پیدا ہو کہ رات کو اسکو نیند نہ آئی دو گھڑی رات رہے سے بارگاہ مین
آبیٹھا سردارون نے جو خبر سُنی کمیدان رسالدار بھی آبیٹھے شمع ہاے مومی و کافوری
روشن ہین گھبراگئے یہ کہتا ہی کہ نسیم ایک کام کو گیا تھا ابھی تک پلٹ کے
نہین آیا ارے کوئی بڑھکے دیکھو کہ زنگ کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا

کر نسیم تیز رو شتارہ بدوش کہتا ہوا آتا ہی کہ آقاے نامدار مین نے تو کام کیا مگر
اب آپ جلدی کیجیے اول تو آہنگرون کو بلوائیے کہ انکو مسلسل و مطوق کرین اس شیر
کو کمندون مین باندھ کے لایا ہون بیدار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا آہنگر آئے
بدیع الزمان کو عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا کہا اب انکو بیدار کیجیے جلاد بلا کر کھڑے
کر دیجیے شاہزادے کو بیدار کیا آنکھ جو کھلی دیکھا کہ سیماب مشت زن تخت پر بیٹھا ہی
بنخوت کہہ رہا ہی کیون پسر حمزہ یہ دن یاد نہ آیا بدیع الزمان نے جواب دیا او نامرد
تو نے عیار کو بھیجکر گرفتار کرا لیا اسیر پہ ناز کرتا ہی اسنے جلاد سے کہا کہ جلد اسکو
قتل کر عیار بھی اشارے کر رہا ہی کہ دیر نہ کیجیے جلاد ریگ کا چبوترہ بنانے لگا کہ
در بارگاہ پر بلڑ ہوا سب نے دیکھا ایک جوان دیو خصال جلو خانے مین کھڑا ہوا
لڑ رہا ہی چاہتا ہی کہ اندر بارگاہ کے گھس جاؤن چوبدار سیادل روک رہے ہین
دس بیس آدمی اسنے مار ڈال دیے قرق زنجیر کو قلم کیا پردہ زنبوری توڑ ڈالا
بارگاہ مین گھس آیا اندر آکے اپنے آقا کو مسلسل دیکھا نعرہ کیا کہ منم سہراب گرد اور
کہا ای آقاے نامدار اُٹھیے شاہزادہ بدیع الزمان نے مقصد کیا کہ اُٹھین سیماب
نے جلاد سے کہا کہ ارے سر کاٹ لے جلاد چلا بدیع الزمان نے ہتھکڑی ماردی جلاد
کا سر پھٹ گیا بدیع الزمان نے قید توڑ ڈالی ایک شخص کو مار کر تلوار لی لڑائی میں آپ
مصروف ہوے کہ فضل آکر پہونچا یہ بھی شریک جنگ ہوا زمین تھرائی تلوار چلنے لگی دم بھر
مین لاش پر لاش گرا دی یہی چاہتے ہین کہ سیماب پر جا پڑین لوگ بیچ مین آ جاتے ہین
کہ اوچھا سا زخم سر پر بدیع الزمان کے آیا فضل قریب آ گیا کہا آقا زخم باندھ لیجیے
ایسا نہ ہو دشمن لڑتے لڑتے گر پڑین بدیع الزمان نے کہا تم نہ گھبراؤ مین تخت
سیماب اُلٹتا ہون جیسا پھر مناسب ہو تامل نہ کرنا قارن و فضل جان و دل سے
کوشش کر رہے ہین ہر مرتبہ یہی چاہتے ہین کہ کفار کا نام مٹے ترقی دین اسلام ہو ہر مرتبہ
بیچ پڑتا ہی چارون سردار جان دیے ہوئے لڑ رہے ہین کئی سو سردار مارے بارگاہ مین
دریاے خون بہہ رہا ہی بدیع الزمان فرماتے ہین ای قارن و فضل کیا کہنا کفار کے جی
چھٹوا دیے غرض کی آقا اب لڑتے ہوئے نکلے شاہزادہ بدیع الزمان لڑتے ہوئے طرف
در بارگاہ کے چلے ساتھ والے بھی خوب لطف سے لڑ رہے ہین بدیع الزمان نے چوب
بارگاہ پکڑ کر جنبش جو دی بارگاہ لہرائی سیماب کود کر بھاگا بدیع الزمان نے بارگاہ کو
چھوڑ دیا کئی ہزار آدمی بارگاہ مین دبے بدیع الزمان لڑتے ہوئے باہر بارگاہ کے آئے
ہر طرف سے یہی غلغلہ ہی کہ پسر حمزہ کو مار لو جانے نہ پائے فوجون نے بلوہ کیا اب تو شاہزادہ
بدیع الزمان پریشان ہوئے سردارون کو دیکھا گھر گئے سیماب مشت زن نے جو
خیال کیا تو اتنے ہی عرصے مین ہزار دو ہزار جوان مارے گئے ہر مرتبہ سیماب مشت زن
غلغلہ کرتا ہی کہ ای یارو تم پچاس ہزار آدمی ہو ایک مرتبہ ملکر بلوہ کر دو یہ تو چند کس ہین جب وہ

آجائینگے تو اُنکو کون سنبھالیگا سردار اسکے بڑھ بڑھ کے لڑ رہے ہین کہ کسی کو اپنی پشت پر
نہین آنے دیتے سیماب حیران ہے کہ کیا لطف کی جنگ ہے کہ ہر ایک لڑنے والا تنگ ہے
یہان تو لڑائی کا یہ رنگ ہے کہ سیماب ہر چند چاہتا ہے کہ بدیع الزمان کو گرفتار کرے
ممکن نہین ہوتا امیہ بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا لڑائی سے نکلکر بھاگا پڑاؤ پر آیا بارہ سو جوان
صحیح و سالم تین سو زخمدار یہ سب پرے جماکر آگے کھڑے ہوئے ہین انتظار ہے کہ آقا ہمارے
کہان گئے کہ امیہ نے آکر اُن سب سے کہا بھائیو جلد چلو آقا تمھارے کو عیار پکڑ لیگیا تھا
لیکن رہائی پائی اب شاہزادہ والا قدر لڑائی مین مصروف ہین کیا مجال کہ کوئی اُنپر
ہاتھ ڈال سکے ان سب شیرون نے تنگ مرکبون کے چست کیے اور سنبھل سنبھل کے
بیٹھے کمانین کاندھون سے اُتارین اس طرح مسلح ہوکر بارہ سو جوان بھی چلے یہان شاہزادہ
بدیع الزمان لڑ رہے ہین نظم

تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل ذرہ بانے
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

ملک کر جو دعائی تیر دعا ہدف مراد

پر پہونچا پندرہ سو جوان اگر پہونچے آتے ہی اُنھون نے تیر دن کا وار کیا پندرہ سو تیر جو
ایک بار چڑے پندرہ سو جوان واصل جہنم ہوئے اب ملازمان سیماب بھی سنبھلے چاہا شاہزادہ
بدیع الزمان کو پکڑ لین بدیع الزمان جھٹ کے لڑنے لگے جس غول پر جا پڑے درہم و برہم کر دیا
اس طور سے جنگ ہو رہی ہے جب سب فوج والے آپڑے اُس وقت سے لڑائی کا ایک طور ہے
جم جم کے وار ہو رہے ہین جو لوگ مارے گئے اُنکی حسرت پر رو رہے ہین کہتے ہین یار و
کل شادی ہوئی آج مارے گئے افسوس کوئی لاش پر بھی رونے نہ آیا شاہزادہ بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے قریب سیماب کے پہونچے سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا چاہا
زمین پر مارین خائف و ترسان تو یہ رات ہی سے ہو رہا ہے گھبرا کے پکار اُٹھا الامان الامان
بدیع الزمان نے فرمایا امان بایمان عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی
نہ کرونگا بدیع الزمان نے ہاتھ سے رکھدیا کلمہ فرمایا مکر سے کلمہ پڑھ کے دل مین کینہ
رکھے یون مسلمان ہوا فوج والون کو بھی آواز دی یارو خبردار اب کوئی نہ لڑے مین نے
غلامی شہریار کی اختیار کی سب رک گئے سیماب شاہزادے کو استقبال کرتا ہوا
چوب و چماق ہاتھ مین زر و جواہر نثار کرتا ہوا اس عظم و شان سے شاہزادے کو لیکر
بارگاہ مین آیا کہا حضور تخت پر قدم رنجہ فرمایئے بدیع الزمان نے فرمایا یہ ہمارا دستور
نہین سیماب کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکے
جلوہ فگن ہوئے سیماب نے جلد تجمل تمام عیار سے اشارہ کیا کہ ناچ گانے کا سامان کرو
ایک حسین مہ جبین غارت گر دین بھاری لباس پہنے ہوئے دریائے جواہر مین غرق
سامنے آکے بدیع الزمان کے کھڑی ہوئی جمال جہان آرا دیکھکر آئینہ رخسار کو حیرت سے
دیکھ رہی ہے ضبط کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی غزل

دکھا کر آنکھ بیہوشوں کو وہ ہشیار کرتے ہیں — ترش روئی سے انکی نشے مستوں کے اترتے ہیں
گرفتاروں نے تیرے لطف اسیری میں اٹھایا ہے — چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہیں
سوہی گاہ گاہے اشک اپنے دیدۂ تر میں — کبھی پانی کبھی اس طشت میں ہم رنگ بھرتے ہیں
خیال آیا ہے شانے کا انھیں آئینہ دیکھا ہے — بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنورتے ہیں
حسینوں کا تکلف انکی آرایش نہیں گھٹتی — نظر آتی ہے میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہیں
تمھارے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا — عجب رغبت سے آہو سبزۂ صحرا کو چرتے ہیں
لب جان بخش کا بوسہ نہیں دیتے ہیں عاشق کو — مسیحا ہیں مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہیں
گلے سو جاتے ہیں گہ سنسناتے گاہ تھراتے — ترے کوچے میں پارے رہروان کیا کیا بکھرتے ہیں
بل انکی زلف پیچان کی طرح کیا کھائیگا سنبل — وہ ایسے بد بلا بچھنے کی چوٹی کو کترتے ہیں
حیا و شرم آنکھیں سامنے کرنے نہیں دیتیں — لڑکپن ہے ابھی وہ صورت عاشق سے ڈرتے ہیں
خوش آبی ہو زیادہ تیری تیغ تیز میں قاتل — سر حباب کیا کٹتے ہیں اس سے بوجھ اترتے ہیں
ہمیشہ منھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہے — نہیں زندہ نہیں ہم جس دن سے تجھ پہ مرتے ہیں
تصور سے ترے مہ جبین رہا کرتی ہیں لہریں — ہوا بھر کرتے سر میں حباب بحر ابھرتے ہیں
لگا کر عیب دو دن میں اسے تم پھیر بھیجوگے — جو خط کش لو تو ہم قیمت کا دل کے نام دھرتے ہیں
کہاں تک پردہ اے آتش کہو اس لا ابالی سے — محبت کا تری ہم بھی دم ای محبوب بھرتے ہیں

اس رنگ سے غزل گاتی ہے ہرچند کہ بدیع الزمان محظوظ ہو رہے ہیں تصویر قاسم کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے ہر مرتبہ یہی فرماتے ہیں کہ نہیں معلوم ہمارے فرزند پر کیا گذری اسکی یاد میں دل کے ٹکڑے ہوتے ہیں دیکھیے وہاں تک کیونکر پہونچیں ای سیماب ہم آج کی شب تو تمھارے مہمان ہیں مگر کل سویرے سے ہمکو رخصت کرو ہم بہت بے لطف ہو رہے ہیں سرداروں سے فرما رہے ہیں دیکھو بھائیو راستہ اس واسطے بھولے تھے کہ صمصام کی ہمارے ہاتھ سے موت تھی انکو مشرف بدین اسلام ہونا تھا مگر انشاء اللہ کل تک ہم پاس اپنے شیر کے پہونچ جائینگے اگر اسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا واللہ مجھپر زندگی حرام ہوگی سیماب اُسپر جواب دیتا ہے ای آقاے نامدار غلام ساتھ رہیگا آپ مین دامن دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا دو پہر رات گئے جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مع سرداران شاہزادہ والا قدر و امیہ بن عمرو ناچ کے دیکھنے میں دل و جان سے مصروف ہیں نسیم کی توبکر میں ہوا بندھی ہوئی ہے اشارہ کیا کہ دسترخوان بچھاؤ نگران سب کے واسطے کھانے میں بیہوشی ملا کر لاؤ نسیم پہلے ہی تدبیر کرچکا تھا کھانا آغشتہ بہ بیہوشی آیا دسترخوان بچھا شاہزادہ تو یاد میں قاسم کی مبہوت ہو رہا ہے کچھ خیال بھی نہ کیا خاصہ نوش فرمایا باہر ملازموں نے نوکروں کا انتظام کر لیا سب بیہوش ہوگئے شاہزادہ بدیع الزمان کھانا کھاتے اُٹھے یہ بھی بیہوش ہوکے گرے سیماب نے سب کو مسلسل مطوق کیا کہتا جاتا ہے ای نسیم بڑا غضب ہوا تھا یہ شیر نر میرے قبضے سے نکل ہی چلا تھا

نسیم کہتا ہے آقا آپ نے بڑا کام کیا رات کو ایک خیمے مین سب کو قید کیا مایوس کر گدن بیدار اسکا سردار ہے اُسکو بطور نگہبانی مقرر کیا صبح کو شاہزادہ بدیع الزمان کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین پر ملال مین پایا امیہ بن عمرو نے کہا آقا مجکو اس ملعون سے کھٹکا تھا مگر آپ کے مزاج کے خیال سے کچھ کہہ نسکا سیماب نے سفر کی تیاری کی آرا بے تیار ہوئے شاہزادے کو مع سردارونکے آرابے پر سوار کیا آپ مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا گینڈے پر سوار جسوقت کہ بدیع الزمان کو آرابے پر سوار کیا شاہزادے نے جو سیماب سے آنکھ ملاکر فرمایا کہ او مکار اگر خدا نے فضل کیا اور ہم چھٹے ۔ ہائی پائی تو تجھے سمجھا جائیگا گر یہ مسکین بنکر تو نے یہ کام کیا اسنے کہا او پسر حمزہ اب مین تجکو زندہ بھی چھوڑونگا اب لیے چلتا ہون خدمت مین شاہان نور افشان کے کہ جہان کا قیدی تا قید حیات نہین چھوٹتا چھوٹنا دشوار ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا او بھیا اگر ہماری حیات مستعار باقی ہے تو کیا کر سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ جس کام کو چلے تھے وہ کام نہ ہوا بدیع الزمان کو سیماب نے آرابے پر سوار کیا ساتھ والون کو بھی انکے ایک ایک آرابے پر پچاس پچاس کو ساٹھ ساٹھ کو سوار کیا چاہتا ہے کہ لیکر چلے بدیع الزمان کو بڑا قلق ہے کہ افسوس برائے رہائی شاہزادہ خاور سپاہ نہ جا سکے نہین معلوم اُس شیر پر کیا گذری اگر وہ شیر خبر پائیگا کہ ہم بھی قید ہوگئے تو نفین تسکین ہوگی اور اگر خبر نہ پائی تو شکایت رہی سیماب مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا آگے بڑھا لشکر اسکا تیار ہوچکا ہے چاہتا ہے کہ چلے صحرا سے گرد اُڑی سیماب ٹھہر گیا اپنے عیار سے کہا دیکھین یہ کون آتا ہے نسیم تیزرو نے کہا کہ مین بڑھ کے دریافت کرون یہ کہکے نسیم بڑھا ہوا چل جھپٹ کے نکل گیا دیکھا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے ایک مرکب پر شکوہ زرین قبا پھولا ہوا خوشی مین اپنے کو بھولا ہوا ایک آرابے پر قاسم اور ایک آرابے پر اسکا بھائی مقبول زرین قبا اور چند آرابون پر اسکے ملازم سیماب نے جو شکوہ زرین قبا کو دیکھا گینڈا دوڑا کر بڑھا نسیم نے بھی پلٹ کے خبر دی کہ شکوہ زرین قبا لیے ہوئے قاسم کو آتا ہے حضور شکوہ نے کیا کار نمایان کیا اسکا بھائی قاسم سے زیر ہو کر مسلمان ہوا اُسنے بھائی کو مکر کرکے پکڑ لیا اُن سب کو لیے ہوئے آتا ہے سیماب آگے بڑھا شکوہ اُدھر سے آیا دونون مکار آپسمین بغلگیر ہوئے ذکر ہونے لگے شکوہ زرین قبا اپنی جراءت بیان کرتا ہے کہ مین نے بھائی کو اور قاسم کو دونون کو دھوکا دیا سیماب کہتا ہے میرے عیار نے بڑا کام کیا اب تنہا بادشاہ طلسم کے پاس چلو ہمارا اور تمھارا ساتھ رہیگا بھائی ساتھ چلنے مین بڑا مزہ ہوگا بقول شخصے شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را ٭ سیماب کہتا ہے ہمنے عرضی لکھی تھی وہان سے ساحر آیا وہ بھی ہاتھ سے بدیع الزمان کے مارا گیا اسے شکوہ یہ لوگ بڑے بہادر ہین ساحر نہین ہین مگر ساحر کشی کرتے ہین نگاہ شاہزادہ بدیع الزمان کی جو شاہزادہ خاور سپاہ پر پڑی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوگئے

قاسم قہقہا کر ہنسے اور پکار کر آواز دی او کشتی گیر اپنے کو کس حال مین پاتا ہی خبردار اب
کبھی دنگل رستم کا نام نہ لینا یا تو حالت قاسم دیکھکر بدیع الزمان رو رہے تھے یا اس
جہالت کی باتون پر بے اختیار ہنس پڑے فرمایا او ترک تنگ چشم اپنی جان کی تو خیر منا
اُن ظالمون کے سامنے قید جاتی ہو کہ جان جان بچنا مشکل ہی قاسم نے کہا جان تم
ایسون کی لیگا ہم اُسکی بھی چھاتی پر چڑھ بیٹھین گے بدیع الزمان نے کہا اپنے ہوش درست کر
آپ سے باہر نہ ہو مین تیری رہائی کو چلا تھا کہ اس مکار کے ہاتھ سے قید ہوا قاسم نے کہا
خدا نہ کرے کہ تم ایسے ہو اگر مین خود تمکو اس قید سے چھڑا دُنگا شکوہ زرین قبا نے
پلٹ کر زنجیر دار سے کہا اس قیدی کو چپ کر کیا بیہودہ بکتا ہی زنجیر دار نے سر زنجیر کو
جھٹکا دیا اور سونٹا اُٹھایا کہا او قیدی چپ نہین رہتا دیکھ مالک خفا ہوتے ہین سونٹا
جو اُس زنجیر دار نے اُٹھایا شعلہ غضب کا نون سینے مین مشتعل ہوا زنجیر دونون ہاتھون
سے پکڑ کے جھٹکا مارا کہ زنجیر دار منھ کے بھل زمین پر آیا قاسم نے ہتھکڑی ماردی
کہ سر اُسکا پھٹ گیا بدیع الزمان نے دیکھا کہ قاسم قید توڑا چاہتا ہی یہ بھی بگڑے
زنجیر دار کو جھٹکا زنجیر دار نے غصہ کیا چاہا سونٹا مارون شاہزادہ بدیع الزمان
نے قید توڑ ڈالی قاسم نے دیکھا کہ کشتی گیر نے قید توڑی قاسم نے بھی نعرہ کیا
شعر خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت + بہ نعرہ اولین این قید بشکست + قید کو توڑ کر مانند
تار عنکبوت کے پھینکدیا بدیع الزمان لشکر سیماب سے لڑنے لگے قاسم لڑتے بھڑتے
برابر مقبول زرین قبا کے پہونچے کہا ای برادر اُٹھو وقت رہائی آگیا مقبول نے بھی
جھٹکا مار کر قید کو توڑا قاسم نے اور سردارون کو رہا کیا کسی نے اُٹھکر درخت اُکھیڑ لیا
کسی نے کسی کو مار کر تلوار لی ہنگامہ گیر و دار بلند شکوہ گھبرایا ہوا پاس سیماب
کے آیا کہا ای پہلوان دوران اب کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتا سیماب نے کہا
تم نہ گھبراؤ فوج ہماری بہت ہی گھیر کر سب کو مار لو یہ کہکے آواز دی ہان یارو یہ قیدی
بچنے نہ پائین فوج شکوہ زرین قبا و سیماب نے بلوہ کیا ایک طرف شاہزادہ
بدیع الزمان لڑ رہے ہین ایک طرف قاسم نے لاش پر لاش گرادی مگر فوج دونون
کی بحساب ہی فوج شکوہ و فوج سیماب نے گھیرا ہی ایک ایک سردار پر پانچ پانچ سو
جوان نیزے اور تیر مار رہے ہین دم لینے کی مہلت نہین خود سر پر ندارد زرہ
جسم مین نہین تیر خطا شعارون نے چہار جانب سے مارے تمام جسم مشبک ہو گیا
ہر ایک زخم سے صدائے الامان آتی ہی قاسم نے جب مقبول زرین قبا کو رہا کر لیا
اور اسکے ساتھ والے بھی چھوٹے تو مقبول نے عرض کی ای شہریار ہمارے نزدیک
تو یہ بہتر و مناسب ہی کہ فوج دشمنون کی بہت ہی ایسا نہ ہو گرفتار ہو جائین قاسم
نے کہا ای برادر گرفتار تو کیا کریگا اگر موت اسی سرزمین پر لیکر آئی ہی تو مجبور و لاچار ہین
ورنہ ہمنے یہ قصد کیا تھا کہ لڑ بھڑ کر تا بہ تختگاہ شاہان نور افشان پہونچین یہان یہ

افتاد پڑی کہ گرفتار ہوئے مگر ای برادر جنگ سے مجکو نکلجانا باعث ہتک ہی کشتی گیر
اڑے اور مین چلا جاؤن بہت بلبلائے گا میرے یہ بجائے قبلہ و کعبہ کے ہین مگر مقدمہ
جرأت و شوکت مین کوئی دخل نہین دیسکتا ایسا نہ ہو کہ یہ سوچے کہ کیون قاسم سے نکلگئے
مقبول زرین قبا نے کہا ای شہریار یہ مقام جنگ مغلوبہ ہو ایک جانب رُخ کیجیے
دو ہزار سوار و پیدل ساتھ ہین کوئی منھ پر نہ آئیگا قاسم نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا
بھی لیا ہی اُسپر سوار ہوکر لڑ رہے ہین مقبول نے جو قاسم سے یہ کہا قاسم کے
بھی ذہن مین آیا کہ خیر خواہ دولت ہی زخم بھی کھا چلے ہین تلوار کھینچکر ایک جانب بڑھے
مقبول داہنے پر آیا دو ہزار سوار سمٹ کر اپنے آقا کے سامنے ہولیے قاسم نعرۂ
شیرانہ کرتے ہوئے جاتے تھے کہ شکوہ نے بڑھکر روکا زخمون مین جو چور چور دیکھا
خیال مین آیا کہ اس حال مین مار لونگا پشت پر زخم ہی تمام جسم پر تیر پڑے ہین سارے
خون کے بلند اس بھردے پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ قاسم کی آنکھین بند
ہوئی جاتی ہین مگر ضبط کرکے تلوار کو شکوہ کی روکا اور خبردار کہہ کے
تیغہ برقتاب کا ہاتھ مارا شکوہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ جوہر دار سپر کے
دو ٹکڑے کئے خود دو ولبلۂ عرق جبین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر تلوار سر پہ گری کہ سراسر
سر اس خودسر کا زخمی ہوا چنگھار کر آواز دی یارو دوڑو یہ جوان مجکو مارے ڈالتا ہی
سوار و پیدل ٹوٹ پڑے شکوہ زرین قبا الگ ہٹا دو تین سو جوان اس
مقام پر مارے گئے دریاے خون جاری ہوا شکوہ نے کہا یارو جاتا ہی تو اسے
نکلجانے دو اب روکنے سے کیا فائدہ ساتھ والے رُکے قاسم لڑتے بھڑتے
ایک جانب نکلگئے مقبول زرین قبا انکے ساتھ ہی دو ہزار جوان زخم کھائے ہوئے
مگر لڑتے بھڑتے چلے جاتے ہین ادھر بدیع الزمان نے دیکھا کہ قاسم نے مہلکہ
ڈالدیا اور لڑتا بھڑتا نکلگیا شاہزادہ بدیع الزمان پشت مرکب پر بیٹھی جما کے
بیٹھے لڑتے ہوئے چلے سیماب نے ہر چند چاہا کہ روکون سامنے مقابلے پر نہین جاتا
دور سے لیٹا لینا کر رہا ہی بدیع الزمان لڑتے بھڑتے ایک جانب چلے جب سیماب
دیکھا کرتا ہی یہ پلٹے پڑتے ہین سو دو سو کو مارا پھر آگے بڑھے جب ہزار دو ہزار جوان اسطرح
مارے گئے یا تو سیماب کے للکارنے سے سپاہی جا پڑتے تھے اب جو غلغلہ کرتا ہے
کوئی نہین بڑھتا بعض کہتے ہین آپ بڑے پہلوان ہین تو آپ خود بڑھ کے مقابلہ کیجیے
ایک شیر گرسنہ ہی کہ لڑتا ہوا جاتا ہی اُسکو کون روکے سیماب نے سر پیٹ لیا کہا
یارو سب ملکر بلوہ کرو تیر برساؤ برق شمشیر چمکاؤ گھیر کر اس جوان کو مار لو تعقب مین چلے
نقیبون نے بھی اشعار عبرت آثار پڑھ کے عبرت دلائی شاہزادہ بدیع الزمان ایک جانب
فضل ایک طرف قارن ایک جانب سہراب گرد پشت پر میلاد قزاق بھی پشت پر پانچون
شیر اوبچی بنے ہوئے جسم سے خون جاری جہان پر جگئے سو دو سو کو مار کر گرا دیا چاہا چلکر

دامنہ کوہ مین ٹھہر کر آسودہ ہون کہ پہلو سے گرد اُڑی بدیع الزمان سمجھے وہی قزاق آتے ہین
تلوارین پکڑ پکڑ کے سنبھل گئے قضاے کار مختار حیلہ گر قریب یہان سے قریہ ہی اُسکا حاکم
تھا پاسی کچھ گانون والے اُسکے ساتھ ہین نگہبانی زراعت کو نکلا ہی اپنا علاقہ دیکھتا پھرتا ہی
مختار حیلہ گر کی نگاہ پڑی پانچ چھ جوان دامنہ کوہ مین پشت پا سے مرکب پر اپنے زخم
باندھ رہے ہین ایک پاسی سے اُسنے کہا دریافت تو کر کہ یہ کون لوگ ہین شاید انکو قزاقون
نے زخمی کیا ہی سیماب بھی تعقب کیے ہوئے آتا ہی مگر دو تین کوس پر ہی پاسی نے جو
آکے پوچھا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہدو کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران
ہین قزاق کیا شیر ہین ہنگے سیماب کی فوج کو شکست دیکر آئے ہین یہ مقام فرح افزا دیکھا
ٹھہر گئے پاسی نے جاکر جو مختار سے کہا اُسنے کہا یارو فرزند صاحبقران تو کئی آچکے ہین ہمارے
شاہون کے دشمن ہین بلوہ کرکے انکو پکڑ لو علاقہ ہمکو بطور معافی ملیگا چہار طرف سے
پاسی تیر کمٹھے لیکر بڑھے بدیع الزمان نے کہا ای فضل ان گنوارون نے بھی ہمسے
لڑنے کا قصد کیا ای برادر سنبھل جاؤ فضل نے کہا حضور نے نام اصلی کیون بتایا
آپ کا نام نامی مثل آفتاب کے تمام عالم مین روشن ہی سب آپ لوگون کی فکر مین ہین
کہ مختار آپڑا اُنھون نے تیر مارنا شروع کیے شاہزادہ بدیع الزمان نے کھڑے ہوکر
تیر قلم کیے دو چار پاسی جو مارے گئے سب رام رام کرتے ہوئے بھاگے کہتے ہوئے
تھا کہ صاحب آپ کو بڑا پہلوانی کا دعوی ہی آپ مقابلے مین جائیے نیزہ بازی بھی تو آپنے
سیکھی ہی برچھی آپ کے ہاتھ مین ہی اسی کی نوک پر اُٹھا لیجیے یہ کہنا تھا کہ مختار حیلہ گر کو
غصہ آیا کہا ابے حرامزادو مین نے تو بنوٹ سیکھا ہی اور کسی کی چوٹ نہ کھاؤن ابھی
چوٹ ماردون یہ کہکے کانے ٹٹو کو بڑھایا ڈانٹ کر آواز دی او پسر حمزہ ہم
مختار حیلہ گر اس دس بیس گانون مین میرا کوئی ہمسر نہین ہی کئی پاسیون کو زیر کیا ہی
کوئی اکھاڑہ اس دس بیس گانون کے اندر کھدنے نہین دیا شاہزادہ بدیع الزمان
نیزہ ہلا کر سامنے آئے مختار نے کس سے برچھے کا ہاتھ مارا بدیع الزمان نے سنان
نیزے سے سنان کو برچھے کی اُڑا دیا اُسنے ڈانڈ کو ہلایا بدیع الزمان نے جو دیکھا
کہ ڈانڈا میندی پڑی بس جلدی سے ڈانڈ ماردی کہ ڈانڈ برچھے کی ٹوٹی اب تو
میان مختار حیلہ گر گھبرائے تگ کھانڈا کھینچا کہا ای جوان اسکے وار سے کبھی کوئی نہین
بچا کئی راجپوت اسی کھانڈے سے مارے برہمن دیوتا کا خون بہایا یہ کہکے ہاتھ مارا شاہزادہ
بدیع الزمان نے ایک ادھ سیر کی ماردی کھانڈا قبضے سے نکلگیا بدیع الزمان
نے ہاتھ مارا بڑی سی سپر اُسنے چہرے کی پناہ کی مگر تیغ برق تاب دست زبردست شاہزادہ
بدیع الزمان سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر کا کٹنا کہ مختار ٹٹو سے کود کے بھاگا کہتا ہوا
کہ جائیو یہ بھی بنوٹ جانتا ہی کسی بڑے اُستاد کا سکھایا ہوا ہی پاسی بھی بھاگے دس بیس
پاسی فضل نے مارے اسی قدر قارن نے قتل کیے سہراب گردنے کئی کو

چرچر کے پھینکد یا میلاد قزاق بڑے زور و شور سے لڑا اب یہ سب بھاگے اگر سر کھیت
سامنے تھا کچھ تو کھیت مین گھس گئے کچھ درختون پر چڑھ گئے باقی بھاگے جاتے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان اُنکو بھگائے ہوئے جاتے ہین کہ فضل نے بڑھکر کہا کہ آقا بس اب ٹھہریے
زخمون نے بہت بیقرار کیا ہی ہر دہان زخم منھ کھول کے رہجاتا ہی کسی گوشے مین چلکے
ٹھہرین تو زخم درزی ہو بدیع الزمان نے اُنکا تعقب چھوڑا تیرون کے زخم سب کے
جسم پر ہین جسم فوارے بنے ہوئے ہین خانہائے زرہ چھنے ہوئے پانچون جوان یہ
پلٹے ہین مرکب ہائے بادرفتار پر جھومتے ہوئے آتے ہین چاہتے ہین کہ کوئی مقام
استراحت ملے تو وہان ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی شکوہ زرین قبا و سیماب
اسّی ہزار فوج کی جمعیت سے ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہین دور سے انھون نے جو
دیکھا کہ پانچون جوان جاتے ہین شکوہ نے کہا ای سیماب اب یہ وقت کارگزاری
ہی کہ پانچون جوان انتہا کے زخمی ہین اگر اب ابھی نہ گرفتار کرو تو بڑے افسوس کی بات
ہی ہماری تمھاری فوج ملاکر اسّی ہزار جوان ہین پانچ جوان زخمیون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای فضل اب مشکل ہوئی کل فوج سے دونون
بھیا آ پہونچے فضل کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہریار حقیقت مین اب
ان نامردون سے بچنا دشوار ہی مگر بسم اللہ شاید پروردگار فتح نصیب کرے شکوہ
و سیماب نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ ان جوانون کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
اسّی ہزار جوان ان پانچ زخمیون پر چلے ان شیرون نے مرنے پر چست کمر باندھی
پانچون جوان تلوارین کھینچکر فوج پر شکوہ و سیماب کے جا پڑے شکوہ زرین قبا
نے سیماب سے کہا کہ نسیم عیار سے کہو کمند اندازون کو لیکر جا پڑے نسیم سے جو کہا
نسیم نے اپنے تین سو پیچے جمع کیے کمندین رسنین زنجیرین لیکر نخلستان مین آکر چھپے
شکوہ نے دور سے للکارا بدیع الزمان گھوڑا چمکا کے جا پڑے شکوہ زرین قبا
تو بھاگ کے نکل گیا نخلستان کی آڑ سے کمند اندازون نے نکلکر کمندین رسنین وغیرہ
پھینکین نیزے تیر بھی چلے آخرش پانچون جوان کمندون مین پھنسکر زمین پر گرے
گرتے گرتے کئی سو جوان مارے آخر کشاکش سے کمندون کی بیہوش ہوگئے ازروے
بلوے کے پانچون شیرون کو پکڑ لیا امیہ بن عمرو نکل بھاگا انھین کے لشکر والون کی
صورت بنکر ساتھ ہو لیا شکوہ نے بڑھکر سیماب سے کہا لشکر سب تیار ہے
جلادون کو بلا لیجیے ان سب کو قتل کیجیے حقیقت مین انکی مدد غیب سے پیدا ہوئی ہی
لہذا انکا زندہ رکھنا اور قید کرنا مناسب نہین ہی سیماب نے کہا بھائی تمکو
اختیار ہی ان بھیاؤن نے اُسی وقت جلادون کو طلب کیا کہا ان پانچون جوانون
کو قتل کرو جلادون نے فوراً پانچ چبوترے ریت کے تیار کیے ان پانچون
جوانون کو ان چبوترون پر بٹھایا امیہ بن عمرو حیران ہی کہ مین کیا کرون اگر

رات ہوں تو کوئی عیاری کرتا دن کو کیا کروں جلاد شلنگیں لگانے لگے آوازیں
دیتے تھے فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد
طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہو گیا
کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے تیغہ بارھ دار بازو پر قوت رکھتے ہیں ایک ہاتھ میں
سر کو تن سے قلم کرتے ہیں قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہیں حکم اول سے
سمجھ بوجھ سے کیجیے گا یہ لوگ وہ ہیں کہ جنکے ہزاروں دعوی دار خون کے ہیں
سنکو وہ کہا ادھیاؤ کیا بکتے ہو ہم انکو قتل کرکے اپنے ملک کو جائینگے
کسکی مجال ہے کہ ہمارے ملک پر آسکے ہمارے ممالک سے طلسم نور افشاں بہت
قریب ہے اگر زبان ہلا دیں ہزاروں ساحران غدار وہ آئیں کہ جو طبقات زمین کو بالائے
آسمان پہونچائیں ہمسے کون بول سکتا ہے ان مقاموں سے ہم نکلجائیں پھر کوئی ہمارا کیا
کرسکتا ہے جلد قتل کر خبردار یہ باتیں نہ بنا واب تو جلاد دلیر ہوئے پانچوں کی گردن
پر کونے کے خط کھینچے اُس وقت امیہ کی بیقراری گھبرا کے لشکر سے نکلا اس تلاش میں
کہ اگر قاسم ملجائیں تو انھیں سے کہوں بلا سے احسان ہو گا مگر جان تو بچ جائیگی
خیال کرتا ہے کہ وہ تو بہت دور نکلگئے ہونگے شاید کہیں ٹھہرے ہوں ملجائیں روتا ہوا
ہچکی لگی ہوئی دل بھی بیان سے جانیکو نہیں چاہتا خیال یہ تھا کہ جب شاہزادے کو
قتل کرینگا میں بیچ میں کھینچے جا پڑونگا کہ پہلے مجکو قتل کر بعد کا اختیار ہے اسے یہ شرف بھی
جاتا ہے زندہ دیکھنے والے کہتے کہ غلام اپنے آقا پر نثار ہو گیا کوس بھر آکے ایک
نخل کے سائے میں ٹھہرا حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے کہ ای امیہ اب میں کیا
تدبیر کروں وقت بہت قلیل باقی ہے اگر دور بڑھ جاؤں اور پھر ملیں تو آقا کو زندہ
نہ پاؤں سب کد و کاوش بیکار رہے کہیں سامنے لشکر قاسم ہوتا ہر چند کہ آقا کے
خلاف گذرتا ارشاد فرماتے کہ مرنے سے بدتر ہے سر دربار طعن و تشنیع کرتے ہے
اس فکر میں کھڑا تھا کہ صحرا سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا نقاب دار زرین پوش مرکب
حبشی پر سوار عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر کچھ پیچھے قراول بیر شکار
اول درجہ کوئی پانچ سو جوان ہونگے امیہ بن عمرو کے جان میں جان آگئی دوڑ کے
قریب آیا جھک کے سلام کیا نقاب دار نے اپنے عیار سے پوچھا کہ یہ کون ہے عیار
نے عرض کی امیہ بن عمرو شاہزادہ بدیع الزمان کا عیار فرمایا ہمسے کیا ضرورت
ہے امیہ چیخیں مار کر رونے لگا کہا ای شہریار ہمیشہ سے آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ
خیر خواہ دولت صاحبقران ہیں شاہزادہ بدیع الزمان کو مکر سے پکڑ لیا ہے
قتل کیا چاہتے ہیں یہ سنکر نقاب دار کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے انا تو گھبرا کے
پوچھا کتنی دور امیہ نے عرض کی سامنے وہ نخلستان جو معلوم ہوتے ہیں اسی مقام
اُسکا لشکر ہے یہ سنتے ہی نقاب دار زرین پوش نے پشت مرکب پر بڑی چالاکی عبا سے

عرض کی آپ کا شکر نہین ہی یہ جو ہمراہ ہین چند چیلے قراول میر شکار انکو جنگ و جدل مین کیا
دخل ہی نقابدار نے فرمایا ای عیار بخدا اگر مین جانون کہ میری جان جائیگی تو کبھی تساہل کرون
ایسے شیر کا بلا مین مبتلا ہونا لشکر مین صاحبقران کے بدیع الزمان ایک جوان ہے
کیا اپنا مثل رکھتا ہی اور افتاد پڑ جانا یہ اتفاق کی بات ہی امیہ بن عمرو نے سب حال
بیان کیا کہ اس طرح لڑائی پڑی اور اس طرح گرفتار ہوئے آخر مین اسنے کمندانداز ون
کو حکم دیا گرفتار ہو گئے ای نقابدار بہادر مقام خوف ہی کہ وہ اسی ہزار جوان ہین نقابدار
نے کہا اگر اسی لاکھ ہوتے تو مین جاتا اور اس شیر کو چھڑاتا مجھے اپنی جان دینا منظور ہی
یہ کہکے نقابدار زرین پوش غمگیہ و تنہا گھوڑا بڑھایا نخلستان سے نکلکر دیکھا کہ جلاد سرون
پر پانچون جوانون کے کھڑے ہین نقابدار نے پوچھا یہ پانچون جوان کون ہین امیہ نے
سب کے نام بتلائے نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کو کمان مین پیوست کیا
جو جلاد کہ سر پر بدیع الزمان کے تھا اسکو تاک کے تیر مارا تو وہ سینے پر پڑا مہرہ پشت
کو توڑ کر پار گذرا دوسرا تیر دوسرے جلاد پر پانچ تیر مین پانچون جلادون کو مارا وہان
دیکھنے والے حیران ہین کہ یہ تیر کہان سے آتا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا یا شیدای کفاران
پر دغا و ای نابکاران بیحیا غضب کیا تمنے کہ فرزند رشید صاحبقران کو قتل کرنے کا
ارادہ کیا او نامردو دیکھو تو کیا سزا دیتا ہون امیہ و عیار نقابدار نے بھی
تیغ کھینچے نقابدار کے ساتھ یہ دونون بھی جا پڑے شاہزادہ بدیع الزمان نے جو
نعرہ نقابدار کی صدا سنی حجاب آیا خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا بدیع الزمان کا
اٹھنا کہ فضل بھی قید توڑ کے اٹھا قاران نے بھی قید کو توڑا بدیع الزمان لڑتے
بھڑتے طرف سیماب کے چلے باز سفید سر پر نقابدار کے سایہ فگن ہی جسپر عکس
ڈالدیتا ہی وہ جلجاتا ہی کسی کو پر مار دیا کسی کو منقار سے زخمی کیا نقابدار اس مجمع
عام مین لڑتا ہوا سامنے سیماب کے پہونچا بدیع الزمان نے دیکھا کہ نقابدار قریب
سیماب کے پہونچگیا ہرچند کہ زخمدار تھے شیرانہ جنگ کرتے ہوئے برابر شکوہ
زرین قبا کے پہونچے سیماب نے نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے ہاتھ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بدیع الزمان بھی جان دیکر شکوہ سے لپٹ پڑے دونون جوان
گھوڑون سے کود ے نقابدار نے اکھیڑ کر سیماب کو مارا بدیع الزمان شکوہ کی
چھاتی پر چڑھ بیٹھے نقابدار نے گردن کھینچکر پھینکدی بدیع الزمان نے نقابدار سے
آنکھ ملا کر شکوہ زرین قبا کو چیر کر پھینکدیا چارون سردارون نے چار افسران کلان
کو مارا ان دونون کے قتل ہوتے ہی لشکر مین تہلکہ پڑگیا یہ بھی اہالیان فوج نے
دیکھا کہ سیماب و شکوہ کے علاوہ افسران اعلے مارے گئے کوئی لڑنے والا
باقی نہ رہا فوج نے پیر اٹھے نقابدار تعاقب نہین چھوڑتا کہ صحرا سے گرد اڑی بارہ ہزار
سرداران نقابدار اثالہ بارگاہ زربفتی کا آرابون پر لدا ہوا آگے جو پہونچے اپنے

آقا کو لوٹے دیکھا یہ بارہ ہزار بھی جا پڑے انھین آٹھ سات جوانون سے وہ بھاگے بھاگے پھرتے تھے بارہ ہزار جوان اس کر و فر سے آگر کر حملہ جو شمشیر زنی کی سب کے پیر اٹھ گئے دو کوس تک انکو بھگا یا نقابدار زرین پوش نے بدیع الزمان سے کہا بس ٹھہر جائیے اب بھاگے ہوون کا پیچھا نہ کیجیے بدیع الزمان رُکے نقابدار بھی ٹھہر گیا وہ سب گئے سب شکست خوردہ دامن صحرا کو مثل دامن مادر کے جانکر منتشر ہو کر بھاگے کچھ جا کر نالاون مین گرے کچھ جھیلون مین ڈوبے تلوار کے گھاٹ نہ ٹھہر سکے نقابدار نے پلٹ کے اپنے ملازمون سے اشارہ کیا بارگاہ جلد استادہ کرو ملازمون نے جھٹ پٹ بارگاہ استادہ کی بدیع الزمان نے خیال کرکے دیکھا شمسہ بارگاہ کا مثل بارگاہ سلیمانی اُسپر کار جواہر کیا ہوا بڑے تکلف سے بارگاہ استادہ ہوئی صاف ظاہر تھا کہ یہ بارگاہ جو ڑ کے ہے بارگاہ سلیمانی کی نقابدار بدیع الزمان کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا بیچ مین دنگل زرنگار بچھا تھا بدیع الزمان کو نقابدار نے اشارہ کیا بدیع الزمان نے کہا نہین یہ مقام آپ کا ہی دست راست پر دوسرا دنگل بچھا تھا بدیع الزمان اُسپر بیٹھ گئے فضل و قارن و سہراب و میلاد بھی آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے نقابدار نے اشارہ کیا رشتہ و سوزن آیا اپنے ہاتھ سے سب کے زخمون مین ٹانکے لگائے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین اب رقاصہ کو اشارہ کیا ایک نازنین شوخ و شنگ غنچہ دہن گلبدن قریب سامنے آکر کھڑی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ گا کی نظم

غبار راہ ہین کو آج ہم ان کے سوار دمین — سمند عمر منزل طے کریگا دو طرار دمین
گئے بتخانہ پوجا کو کیا طوف حرم ہمنے — اُڑائی تیرے خاطر خاک کن کن رہگزار دمین
ازل ہی سے مری قسمت مین تھی سرگشتگی لکھی — کیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنار دمین
اجل آور شد اب یہ رشک مجھکو قتل کرتا ہو — عزیزان بالکون کے پھیلائے سوتے ہین مزار دمین
ہوا سے کوئے قاتل کا کبھی عالم نہین پایا — چمن کو بارہا دیکھا ہی جا جا کر بہار دمین
نہ دو آنسو گرے یاد الٰہی مین ان آنکھون سے — اُڑائی خاک ہی سیرے چمن کے آبشار دمین
امانت روح کی چھوڑ کے عزرائیل سے تو نے — ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتبار دمین
نہایت عید کی نوروز سے اُس گل کو شادی ہی — لڑائے جائینگے کیا بیضۂ بلبل قطار دمین
ہوا ہی قحط کیون عالم مین موسی و تجلی کا — وہی پتھر نظر آتے ہین اب تک کوہسار دمین
مین وہ غم دوست ہون جب کوئی تازہ غم ہویدا — نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدوار دمین
نہ کر شبدیز و گلگون پر غرور اتنا الٰہی خسرو — پیادے رو دینگے کل آج ہو تو شہسوار دمین
جو آنا ہو تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہو — جگہ جب منہ دکھانیکی رہی مجھکو نہ یار دمین
بہانہ درد سر کا آپ کو کیا ہمسے کرنا تھا — شب غم نے ہماری جان کھو دی اضطرار دمین
رہا مثل خس و شعلہ مجھے ربط اہل عالم سے — وہی دشمن ہوا جسکے بنا مین دوستدار دمین
ہراسان ہوتے ہین ہم دیکھ ناز کثرت سے — کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزار دمین

سمجھتا اہل عالم میں ہاں کوئی تو میری بھی کبھی کچھ کام بھی تو آئے تیری ہمت عالی	خدا یا کاش میں پیدا ہوا ہوتا گوار دشمن مگر جیحہ وہی لکھوایا ہے ای آتش سوار دشمن

شاہزادہ بدیع الزمان نے کلیجہ تھام لیا سب اہالیان محفل خوش ہو گئے تعریفین کرنے لگے
بدیع الزمان نے مشت بھر اشرفیان دین اب تو بتانے پر ابل پڑی ایک ایک چیز کو
چار چار طرح چھ چھ طرح بتا رہی ہے آخر بدیع الزمان نے اس ہنگامے مین نقابدار سے
متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ نے بڑی عنایت فرمائی عین وقت پر سرفراز کیا ماشاء اللہ
سامان شوکت پروردگار نے خوب عطا فرمایا مگر آمد و رفت پر دہ قاف زیادہ رہتی ہے
نقابدار نے کہا ہان وہان تو مسکن داماد ہے اکثر جب مین نہین ہوتا تو کریت بن قہقہہ
چڑھ آتا ہے ملازم نے میرے مجکو لکھا کہ کریت چڑھ آیا ہے دیہات و قریات پامال کیے
اب قلعہ لینے کا ارادہ ہے اتنے بڑے قد و قامت کا دیو ہے کہ اہالیان پردہ قاف
کہتے ہین کہ عفریت اسکی ایک ٹانگ تھا خدا کی عنایت سے کئی مرتبہ اسکو شکست دی
جب اس سے مقابلہ پڑا اسکو زخمی کیا کبھی صحیح و سالم پلٹ کے نہین گیا شاہزادہ
بدیع الزمان سر جھکائے ہوئے ہان ہان کر رہے ہین فرماتے ہین ای نقابدار کیا
کہنا تمھاری جرأت و لیاقت کے سب بہادر معتقد ہین نقابدار نے عیار کو اشارہ کیا
کہ وہ کشتی لاؤ چند دیوزاد ایک کشتی لیکر آئے جب وہ کشتی لاکر نقابدار زرین پوش
نے تورے پوش ہٹایا دیکھا ایک کمان کیانی نہایت تکلف سے رکھی ہے نقابدار نے
بدیع الزمان سے کہا اس کمان کو لیتے جائیے جب لشکر مین پہونچیے گا اور صاحبقران
سے ملاقات ہو تو میری جانب سے اُنسے عرض کیجیے گا کہ اس کمان کو کھینچے جب کبھی ہم ہان
آئینگے آپ سے دریافت کرینگے بدیع الزمان نے ہر چند انکار کیا کہ آپ اپنے ساتھ
لائیے گا نقابدار نے نہ مانا شام تک اُسی مقام پر رہا شب کو بدیع الزمان نے چاہا کہ
رخصت ہون نقابدار نے کہا آج شب کو اسی مقام پر رہجائیے زخم ذرا اچھا ہو لے تب
تشریف لیجانیکا اختیار ہے بدیع الزمان نے کہا مین آپ کے خروج کا سب صاحبقران
سے ذکر کرونگا نقابدار زرین پوش نے کہا کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ مین خدمت مین
حاضر ہوا تھا اصل تو یہ ہے کہ اس ضعیفی مین وہ وہ کارہاے نمایان اُنسے سرزد ہوتے ہین
کہ جوانون سے بھی وہ کام ممکن نہین ایک بات البتہ خیال مین رہے کہ اب جو یہان سے
آپ کا جانا ہو آپ اُنکے فرزند دلبند ہین کیفیت سمجھائیے کہ نقابدار زرین پوش خیر خواہ
دولت ہے اس سے حضور مقابلہ نہ کرین کسی امتحان پر قرار پا جائے کوئی طلسم یا قہقہہ حبشی
کہ لڑ رہا ہے اسکے قتل پر عہد کر لیجیے جو اسکو قتل کرے وہ بانہاے صاحبقرانی سے یہ سنکر
بدیع الزمان نے کہا یہ میری مجال نہین کہ مین صاحبقران سے ایسے امور بات
عرض کر سکون کمان ہی کا پیش کرنا میرے نزدیک شاق ہے مجکو حکم ہو تو مین زور کر دون
مین یون بھی خدمتگزاری کو حاضر ہون نقابدار زرین پوش نے کہا کہ مین کسی سے

مقابلہ نہین کرونگا مین تو صاحبقران زمان کا جویا ہون مگر اسمین شرط یہ ہی کہ چاہتا ہون
سر میدان مقابلہ نہ ہو وہ بزرگان دین خوش آئین فراش راہ دین اسلام یعنے اوج
دینے والے دین اسلام کے اُنکی ذات سے کہان کہان فیض نہین پہونچا ایسے بزرگ
سے ایسا دعویٰ کرنا مجکو حجاب آتا ہی چاہتا ہون الگ الگ امتحان ہو جائے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا یہ تو کبھی نہ ہوگا صاحبقران بے مقابلہ کیے بانے نہ دینگے نقابدار
نے کہا ای شہریار اگر آپ نہ بھینگے تو ہم اور طرح کہلا بھیجینگے کسی طور سے صفائی ہو ہی
جائیگی کئی سال سے مین آتا ہون یہ مقدمہ صاف نہین ہوتا آخر کوئی تو صورت ایسی
نکل آئیگی کہ صفائی ہو جائیگی بدیع الزمان نے کہا کہ چاہتے تو ہم بھی تھے رات بھر
یہی جلسہ رہا چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا کہ اب مین رخصت ہونگا نقابدار نے کہا بسم اللہ واسطے ان سب کے مرکب
منگائے پانچون جوان سوار ہوئے امیہ بن عمرو کو خنجر اور کمندین دین بدیع الزمان
کو رخصت کیا نقابدار زرین پوش اُسی طرح تخت پر سوار ہوا دیوزادون نے سائبان
زربفتی سر پر کھینچا بیرقین ہاتھ مین نوبت نقارہ بجتا ہوا اس شوکت و شان سے
طرف پردۂ قاف کے روانہ ہو گیا مگر شاہزادۂ خاور سپاہ اُن سوارون کو ساتھ
لیکر نکل گیا صحراے سبزہ زار مین جا کر بارہ کوس پر مقام کیا بارگاہین استادہ ہین قاسم
آکر بارگاہ مین داخل ہوئے ناچ ہو رہا ہی بیٹھے ہین کہ خبر پہونچی مفتاح زرین کمر اس
حوالی کا ناظم خود پہلوان زبردست چار سو پہلوان ہمراہ ہین آ پہونچا قاسم یہ سنکر
باہر نکل آئے اب جو دیکھا تمام صحرا فوج سے بھرا ہوا ہی چار لاکھ فوج کی آمد چار سو
سردار نامی و گرامی ساتھ ہین بارگاہون کے اٹالے لدے ہوئے آگے آگے سب کے
مفتاح زرین کمر بڑے کرگدن مست پر سوار خود زرین سر پر فوج قاسم کو بہ حقارت
دیکھتا ہوا ایا ان فقط دو ہزار جوان ایک مقام پر اُترے ہوئے ہین مقبول زرین قبا منتظم
قاسم تو دیکھا کیے مگر مقبول زرین قبا تھرا گیا عرض کی ای شہریار اتنا بڑا بادشاہ
صاحب فوج و لشکر اس حوالی مین کم نہین ہی اور خود بھی پہلوان زبردست ہے
قاسم نے کہا آیا ہی تو آنے دو جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا قاسم نے پوچھا اسکی سلطنت
کا ملک کہان ہی مقبول نے عرض کی یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی قلعۂ نہنگان لقب
ہی یقین ہی کہ ہیران خیل پیکر اپنے بھائی کو وہان کا حاکم کرکے آیا ہی معلوم ہوتا ہی حضور
کی خبر مشتہر ہو گئی شاہان طلسم نور افشان کا نامہ اسکے پاس پہونچا اتنا ضرور غلام
عرض کریگا کہ اسکی فکر واجب و لازم ہی آیندہ جیسا مناسب ہو قاسم نے کہا
کوئی فکر نہین صبح کو مقابلہ کیا جائیگا ای برادر جب مرنے پر آئے تو ایک اور دو کردر
سب برابر ہین تم کچھ تردد نہ کرو اگر کثرت فوج دیکھکر دل گھبراتا ہی تو چلے جاؤ اگر ہم
فتح پائینگے چلے آنا شکست کی خبر سننا نہ آنا مقبول زرین قبا نے دست بستہ عرض کی

یہ تو ہمارا کام نہین براے خیر خواہی عرض کرتے ہین ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی دو پہرے آمد
لشکر مفتاح کی شروع ہوئی تھی شام تک آیا کیا تمام صحراے کے نخلستان فوج سے معمور ہوگئے
سرداروں کی بارگاہین جابجا استادہ ہین ہر سردار اپنے زمانے کا رستم و اسفندیار
آمادۂ حرب و پیکار مفتاح سے کہہ رہے ہین اے پہلوان دوران وای گرتا سب جہان
شاہان طلسم نے کیا سمجھ کے آپ کو نامہ لکھا کہ قاسم سے مقابلہ کرو اُس بیچارے کے
ساتھ تو چند مفلوک ہین ہرگز جادو پر عیاری چلگئی اُسے مار لیا چند کس ممکن ہوگئے اپنی
جان بچائے ہوئے پڑا ہی آپ بارگاہ مین عیش کیجیے صبح کو غلامان جانباز میدان کارزار
مین جائینگے اور مشکین باندھکر اُسکو لے آئینگے جوان حسین و جمیل ہی اُسکے قتل کا قصد
نہ ہو چلئے خطا معاف کرا دیجیے گا اپنی جان بچانیکی سب تدبیر کرتے ہین مفتاح زرین کمر
نے کہا یارو اس جوان کو بنگاہ حقارت نہ دیکھو یہ نبیرۂ صاحبقران سر فتنۂ ملک سنجان
و باختر ہی اسکا ایک چچا ہی شاہزادہ بدیع الزمان انھین دونون نے ملکر زوال
دولت لقاے باختری کیا شمالیہ باختر کہ بہا دروں سے وہ ملک بھرا ہوا تھا و قایع میں شمالیہ باختر
کے مرقوم ہی کہ یہ جوان یکہ و تنہا دربار مین صیف الملک صف شکن تیغزن شمالی کے گھس گیا اُسکی بیٹی کو
طلب کیا ایسے ایسے معرکے اُس سرحد مین پڑے کسکی مجال تھی کہ اُن بلووں کو روکتا
اسی جوان نے تمام شمالیہ باختر کو تسخیر کیا اس جوان کے نام کے وہان ڈنکے بجتے ہین یہ
ذکر لشکر مفتاح مین ہو رہے ہین دن بھر انھین باتون مین گذرا شام کو مفتاح زرین کمر نے
حکم دیا کہ طبل جنگ بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر قاسم کے جو حاضر تھے
خبرین لیکر بھاگے سامنے حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے اشعار
آستانت طالبان را قبلۂ مقصود باد ✤ اختر فضل تو ہمچون فال تو مسعود باد ✤ دائما
گردون مطیع و دہر معمور تو باد ✤ دشمن دین دائما مغلوب و مقہور تو باد ✤ شہریار
عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مفتاح زرین کمر نے طبل جنگی بجوا دیا کل
اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دیکھ بالا کرے
یہ سنکر قاسم نے فرمایا اے سمک کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا مگر ہمراہیان قاسم جادو اُسکے لشکر کو
دیکھکر پریشان ہوگئے یہی جابجا ذکر ہی کہ یا رو کل خدا ہمارے آقا کی آبرو رکھے چار لاکھ
کا لشکر ہم دو اڑھائی ہزار جوان اگر مغلوبہ ہوئی تو کیسی مشکل ہوگی اُدھر والے
بلبلا رہے ہین آپسمین یہی ذکر ہی کہ کل مسلمانون کو لوٹ لینگے مقبول زرین قبا
بڑا خزانہ لیکر شریک ہوا ہی کل وہ سب لوٹینگے اسی چرچے مین رات تمام ہوئی شہنشاہ
اقلیم چہارم فوج شہنشاہ ثوابت و سیارگان کو شکست دیکر مع فوج ضیا و شعاع
تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا ادھر مفتاح زرین کمر بڑے دھوم سے سوار
ہوا چار لاکھ فوج دریاے قہار کی فوج گینڈے کو بڑھاتے ہوئے میدان کارزار مین

اگر پہونچا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہی ادھر خاور سپاہ نماز صبح سے فراغت
حاصل کرکے برآمد ہوئے مقبول اُس قلیل فوج کو ساتھ لیے ہوئے در دولت پر حاضر ہوا جھککر سلام کیا
قاسم نے مقبول کو گلے سے لگایا فرمایا مین کل سے تمکو انتشار مین پاتا ہون یہ سب جانوران
شکاری ہین تمھارے دو ہزار انپر بھاری ہین مقبول نے عرض کی ای شہریار فوج بیحساب
جسقدر حضور کے ہمراہ ہین چرخ جلالت سپہ گری کے ماہ ہین ایک ایک کو جوش جرأت ہی
ہر ایک کو یہی حسرت ہی کہ اس فوج سے مقابلہ کرین سب کمیدان و رسالدار آمادۂ حرب پیکار
ہین قاسم نے کہا ای مقبول انشاء اللہ مغلوبہ کی نوبت آنے پائیگی اگر مفتاح ہمارے
مقابلے مین آیا سر میدان اُسکو زیر کرینگے فوج اپنے مقام سے بڑھنے بھی نہ پائیگی تم دیکھو تو
کیا انتظام کرتے ہین یہ فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوئے مقبول بھی گینڈے پر سوار ہوا مع دو ہزار
سوارونکے میدان کارزار مین آئے دیکھا تمام جنگل فوج مفتاح سے بھرا ہوا ہی مفتاح
گینڈے کو بڑھائے ہوئے آمد فوج قاسم دیکھ رہا ہی ساتھ والوسے کہتا ہی یارو ہمراہیان
قاسم بڑے جری و بہادر ہین دیکھو کسطرح جمکر آئے ہین سینے سپر کیے کھڑے ہین کہ تلوار چلے
شمع حیات دشمن بجھے سماک نے قاعدے سے فوج کو آراستہ کیا مفتاح نے جب
دیکھا کہ فوجین جم چکین قاسم چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین گینڈے کو اپنے
بڑھاکر میدان کارزار مین آیا فنون سپہ گری دکھاکر گینڈے کو روکا لشکر قاسم کو دیکھا کہا
کہ کیا ثابت قدمان میدان جرأت ہین کیا صاحبان لیاقت ہین میرے لشکر کی آن دیکھے
حریف بھاگ جاتا ہی دشمن کا دل کانپ جاتا ہی مگر یہ سب مقابلے مین کھڑے ہین دیکھکے لشکر
قاسم کو آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے
مین آئے مین نے ہزارون ملک بے چراغ کر دیے لاشہاے دشمن سے جنگل بھر دیے مقبول
نے چاہا کہ مین نکلون قاسم نے اپنا مرکب بڑھایا فرمایا کہ تم حفاظت فوج مین رہو انشاء اللہ
مین اسکو باندھ کے لاتا ہون یہ کہکے مرکب کو اُڑایا مرکب بادرفتار قاسم ایسا سوار دہانہ چباتا
ہوا دم سے چنور کرتا ہوا کلائیان مارتا ہوا تین ٹھیکو مین میدان مین آکر پہونچا مفتاح سے
نگاہ دوچار ہوئی سات قدم گینڈا مفتاح کا اور چار قدم مرکب قاسم کا ہٹا مفتاح اس جرأت پر
عش عش کر رہا ہی کہ یہ جوان میرے مقابلے مین آیا کثرت فوج کا کبھی خیال نہ کیا دیکھکر آواز دی
ای جوان مین تیری جیداری پر ناز کرتا ہون شاہان طلسم نے مجکو مامور کیا ہی کہ کوئی طلسم
مین نہ آنے پائے تمسے خطا بھی سرزد ہوئی کہ برگ جادو کو مارا نہین معلوم شاہ کسطرح تمھارے
ساتھ پیش آئین مین وعدہ کرتا ہون کہ شاہ سے خطا معاف کرا دونگا اور اگر آپ نے مذہب
سامری پرستی اختیار کیا دونون بھائی بڑے قدردان ہین نہایت عزت کرینگے اور اگر
آپ نے سرکشی کو کام فرمایا انجام اسکا بہتر نہین بڑی بڑی خرابیان پڑینگی آپ کو مناسب
ہی کہ میرا کہنا قبول کیجیے اپنی جان بچائیے کسی جانب نکل جائیے قاسم نے کہا ای مفتاح ہم سنتے تھے
کہ دونون شاہزادے نہایت جلیل ہین ساحران طلسم نور افشان کے بدل و جان کفیل ہین

انسون سے دشمنی پیدا کرنا عقل کے سراسر خلاف ہی دل کر لیجیے میرے ہاتھ سے کبھی کوئی پہلوان بچا نہیں جس
جسم پر گیا خم کر کے آیا یہ نیزہ دل کوہ مین در آتا ہی اگر تلوار کھینچون زمین کانپے دشمن امان نہ پائے میرا قلعہ افلاک
متعلق ہر کوہستان دور بڑے بڑے کو قتل کیے پہلوانون کے نام مٹا دیے قاسم نے کہا اے مفتاح بس
یاوہ گوئی ہو چکی یہ میدان کارزار ہی یا وہ گوئی بیکار ہی زبان تیر و تلوار سے کام لو کچھ فن جرأت ظاہر ہون ہم بھی
آپ کی لیاقت سے ماہر ہون زبان تیغ کی روانی تو دیکھیں مفتاح نے کہا اے جوان مجھکو افسوس آتا ہی کہ تجھ ایسا
شیر میرے ہاتھ سے قتل ہو یہ کہکر مفتاح نے نیزہ قاسم پر مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی قاسم دیکھ رہے ہین کہ بڑے لطف سے نیزہ بازی کر رہا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا
تین سو ساٹھ ملعین نیزہ بازی کی رد و بدل ہو رہین چو گھمسان ہو رہی ہین ایک مقام پر قاسم نے نیزہ
گانٹھا سینے پر مارا نیزہ ہاتھ سے مفتاح کے نکلیا مفتاح کا یہ احوال ہوا کہ مشکل ہر کے گر گرا یا جھکے پر ہو آیا
اژدر نے فلین ثابت ہوتا تھا کہ نیزہ اسکے سینے سے نکل گیا للکار کر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا دو دو ہاتھ
لشکر موج مار رہے ہین ان سب کے سامنے تو نے نیزہ میرا ہوا کی کیا یہ کہکر تیغہ بید ریغ کھینچا دو سو سوا دو سو
من کا تیغہ چمکا آنکھ کا چہرہ چمک کا ہوا للکار کر آواز دی او نبیرہ حمزہ یہ وہ تلوار ہی کہ اگر پہاڑ پر لگاؤن تا بیخ
کاٹون یہ تلوار کبھی خالی نہین گئی ہی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ارادہ تھا
کلائی پر ہاتھ ڈالدون مگر اس جلدی مین مفتاح نے ہاتھ مارا کہ گوشہ سپر کاٹکر تلوار نے خود کو کاٹ
گری وہ اگلی سر مین در آئی قاسم نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکے نکلا چادر خون چہرے پر آئی قاسم نے
بھی تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچا خبردار کہکے گھوڑے کو رانون مین دبایا دونون ہاتھ کب کیے
سر پر گینڈے کے رکھدین نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ تلوار کا مارا مفتاح نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ جوہر کر
گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹکر تلوار گری خود و دو بغلہ دعوق چین و نیزہ کو کاٹ کر تا دہ ابرو تیغہ پہونچا
اگر جلدی دستانہ نہ مارے تو مع گینڈے چار ٹکڑے ہون مفتاح نے بہ تعجیل دستانہ مارا کان ابھی پہنچی
آ غش آنے لگا تیغہ سر سے نکلا گینڈے کی گردن پہ پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی مفتاح گینڈے سے
گرا ہا لیان فوج نے جانا ہمارا آقا مارا گیا چار لاکھ سوار پیدل لینا لینا کہکے دوڑ پڑے قاسم نے جو دیکھا
گھٹا فوج کی آتی ہی زیری جمالی شیر شمشیر ہاتھ مین لیکر نعرہ کیا نعرہ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری مقبول سنے جو یہ معرکہ	ز تیغم شود الامان الامان	اسم تو زعینین صاحبقران	شہسوار آل پوش خاوری

دیکھا کہ چار لاکھ فوج نے قاسم پر حملہ کیا گینڈے کو گھر چھایا مگر یہ جوان ہر گیا ہا لیان فوج کو آواز دی
یارو شاہزادے کو بچاؤ دو ہزار جوان تلوارین کھینچکر جا پڑے جاتے ہی گھر گئے جہان اسکے دس ہزار
جوان ہین دس جوان اس غول مین لڑ رہے ہین اہل اسلام نے داد مردمی دی ہر دریا خون کے بہا دئے
طبقے زمین کے ہلا دیے شاہزادہ ملک قاسم تیغہ برق مثال ہاتھ مین رسالے پر جا کر گرے رسالدار
کو مار ا گر بلٹن پر پہونچے کپتان کو ٹوک کے مارا تین روپیہ کے سپاہی پر ہاتھ نہین اٹھاتے کسی سر افسر کو
ٹوک ٹوک کے مارا ٹھیک دو پہر کا وقت ہی نیر اعظم کی حرارت دھوپ کی شدت دوڑنے سے گرد
خاک اڑ رہی اگر کوئی ذرہ بدن پر پڑتا ہی چھالا پڑجاتا ہی قاسم نے جو اس زخمداری مین بڑھ بڑھ کر
وار کیے مع کفاران بھیجا مین آگے فوج کے پیر اکھاڑ دیے کر چار لاکھ جوان انکا بھاگنا اور ثابت نہین ہوتا

جاتے ہین بھاگین نقیب جب آواز لگاتے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فردا روز جنگ است جنگ
باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * کہان ہی رستم کہان ہی برزو کہان ہی بیژن ان پہلوانون کے نام صفحۂ ہستی سے
مٹا دو اپنے بزرگون کے نام روشن کرو پھر بھاگے ہوے پلٹ پڑتے ہین چونکہ مفتاح بیہوش ہو انکی بہت
مارے گئے کوئی لڑوانے والا فوج کا نہین آپ ہی بھاگتے ہین آپ ہی پلٹ پڑتے ہین خود بخود لڑتے ہین
یہ رنگ عیار نے دیکھا مقبول کی رکاب پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہریار فوج دشمن کے جی چھوٹ گئے ہین آپ کے
لشکر کے بھی دو چار سو جوان مارے گئے اگر جا کر گھڑی دو گھڑی آپ لڑیے فوج دشمن کا اب کوئی سرپرست
نہین ہر شکست فاش کھا کر بھاگینگے مقبول نے گھبرا کر کہا ذرا خبر تو لے کہ آقاے نامدار کسطرف ہین فوج نے
ہماری گھیر لیا ہی بڑے مزے سے لڑ رہے ہین یہ ذکر تھا کہ دیکھا سماک سامنے سے نمایان ہوا مقبول نے
گھبرا کر پوچھا ای مشتر والا گہر تمہارے آقاے نامور کہان ہین سماک نے بھی گھبرا کر کہا مین نے آقا کو نہین دیکھا
مقبول نے کہا تلاش کرو لشکر مین کفار کے طبل بازگشت بجا چاہتا ہی سماک نے کہا مین تلاش کرتا ہون
یہ کہکے سماک چلا قاسم نے چند سردار قتل کیے زخم سر کا کھلگیا خون بھی بہت جاری ہوا آنکھون کے نیچے اندھیرا
آیا قلب شاہزادے کا تھرایا جھک کر کہا ای مرکب اصیل ہو سکے تو مجھکو لے نکل اب مجھ مین طاقت جنگ و جدل نہین
ای مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیان مارتا ہوا چلا اگر کوئی قریب آگیا اسکو پشتک ماردی اسطرح
بھاگتا ہوا قاسم کو لے نکلا ہر چند کفار نے چاہا کہ اس گھوڑے کو نہ جانے دین مگر گھوڑا نہ رکا لیکر قاسم کو طرف
صحرا کے لگگیا اگر اسکا ذکر کیا جائیگا دو پہر برابر گھوڑا اڑتا ہوا آیا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر پہونچا کچھ پتے کھاکر
کے کھائے جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت زین سے زمین پر گرا قضاے کار یہ جو
شہر افلاکیہ ہی مفتاح جوان کا حاکم ہی اسکا بھائی بہران فیل پیکر طرف سے مفتاح کے سلطنت کرتا ہی صبح کا
وقت ہی واسطے شکار کھیلنے کے نکلا ہی دیکھتا بھالتا چلا آتا ہی ایک سوار کی نگاہ گھوڑے پر پڑی باگین
کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا لتھڑے خون کے جمے ہوے دوسرے سوار نے آواز دی شہریار اسکا سوار بھی زمین
پر پڑا ہی بہران نہایت سپاہی دوست ہی گھوڑے سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب شاہزادہ خاور سپاہ کے آیا دیکھا
تمام جواہرات جسم پر شاہزادے کے آراستہ ہین قبضہ ہاتھ مین جما ہوا حیران جمال محمود دیدار ہو گیا ساتھ والون سے
کہا یارو یہ تمنے کبھی سنا یا دیکھا ہی کہ تمام اسباب بچایا ہزارون سے لڑا زخم کتنے کھائے بھائی صاحب اگر شہر مین
نہین لاؤنگا مین بدنام ہو جاؤنگا اس جوان کو اٹھا کر لے چلو مین حال اس سے دریافت کرونگا قزاقون کو سزا
دونگا جن لوگون نے ایسے جری کو یون زخمی کیا مگر واہ رے دلیر کہ سب کو جواب دیا مال کی اپنے حفاظت
کی یہان آکے گھوڑے سے گر پڑا گھوڑے نے دیکھا کہ میرے آقا کے پاس لوگ جاتے ہین گھوڑا
جھپٹکر قریب اپنے آقا کے آیا شیہہ کرنے لگا دوڑ دوڑ کے مارتا تھا بہران نے نزدیک آکر کہا ای مرکب
اصیل ہم تیرے آقا کے دشمن نہین ہین واسطے علاج کے لیے چلتے ہین گھوڑا ساتھ ہوا اگر بہران کبھی سینے پر
ہاتھ رکھتا ہی کبھی اوندھ نقش کی دیکھتا ہی کبھی کہتا ہی شکر ہی لات و منات کا کہ ابھی تک تو یہ جوان زندہ ہی
وہان سے قلعۂ افلاکیہ مین لایا قصر شاہی مین آکر پہونچا ایک قصر مین پلنگ بچھوایا خود رومال ہاتھ مین لیکر
بیٹھ گیا مگس رانی کر رہا ہی کہتا ہی یارو جراح کو بلاؤ مین اسکی زخم دوزی کراؤن جراح حاضر ہوا جراح سے
بخوشامد کہا ای برادر اس زخمی کے ٹانکے لگاؤ اگر تمہارے ہاتھ سے اسنے صحت پائی تو دولت دنیا

نہال کر دونگا جراح نے بہ تعجیل زخمون کو دھوکر ٹانکے لگانے آمد و شد نفس کو دیکھا کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہی
کبھی کہتا ہی یا رب خداوند سامری مجتبیا سکو بچالین بہت کچھ مال پاؤنگا مالک سے بھی عرض کرتا ہو حضور
نہ گھبرائین بہت جلد صحت دونگا کوئی رگ پٹھا کٹنے نہین پایا جان کا نقصان نہوگا مین نے رنگ جما لیا سب
طرح پر اپنا قابو کر لیا بعد دوپہر کے بہران مبتلا نکس رائی کر رہا ہو کہ قاسم کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مقام
معقول پر پایا ایک تاجدار مبتلا نکس رائی کر رہا ہو اُٹھنے لگے بہران نے کہا ای شیر بیشہ جرأت ابھی آپ
اپنے مقام سے نہ اُٹھین ایسا نہو ٹانکے ٹوٹ جائین قاسم نے نہ مانا اُٹھ بیٹھے بہران نے گھبرا کر کہا
ای جوان کن بھیاؤن نے تمکو گھیرا اور اسقدر زخمی کیا مگر سبحان اللہ آپ نے کیا کار نمایان کیا کہ مال اپنا
بچا یا کس مقام پر لڑائی ہوئی قاسم نے ہنسکر کہا ای بہران کیسی لڑائی اور کیسے قزاق قزاقون کی یہ مجال تھی
کہ ہمکو گھیرتے مگر یہان طلسم نورافشان کے کسی وجہ مین چھوٹا صحرا مین بڑے بڑے سر کے پڑے کہ مفتاح
نہین معلوم کہان سے پھرتا پھرتا ہماری طرف آنکلا ہماری فوج قلیل دیکھکر اُسنے طبل جنگی بجوایا مین اُسی کے
ہاتھ سے زخمی ہوا مگر میرا زخم اچھا ہی اُسکا زخم بہت کاری ہی یقین ہی بعد دیر کے صحت پائے انشاء اللہ
یہان سے جاکے بھیجیگے اُسکو بھی ہمسے مقابلے کی بڑی ہوس ہی انشاء اللہ پھر لڑائی پڑیگی سیف الملک
کرنجا پہلوان زبردست تھا وہ بھی آکر ہمارے ہاتھ سے زیر ہوا انشاء اللہ یہ مہم بھی سر ہوگی بہران کو
سناٹا ہوگیا کہ یہ کیا غضب ہوا بھائی میرا اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اگر کچھ برائی کرون مردان عالم مین بد نام
ہو جاؤنگا مگر اب مناسب یہی ہی کہ اسکا علاج کرون خدمتگاری مین اسکی نام ہی اگر کچھ آزار پہونچا یا مردان عالم
مین بدنام ہو گئے اپنے جی سے عرض کی کہ ای شہریار اس ملک کا بادشاہ مفتاح زرین کمر ہی شاہان طلسم
نورافشان کا خطاب پایا کہ ان اطراف طلسم کی گشت کرکے عزیزداران حمزہ یا فرزندان حمزہ جس مقام پر ملین انکو گرفتار
کرکے لاؤ مین کل لشکر کا سپہ سالار ہون مجھکو نائب کرکے تشریف لے گئے ایسا نہو یہ لوگ سن پائین اب
اسکا ذکر نہ کیجیے گا قاسم نے کہا ای بہران اس ذکر مین کوئی بڑی نامآوری نہین ہی زخمی ہونا زخمی کرنا مرد
کے واسطے ہوا ہی کرتا ہی مگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا ہم نہ بیان کرینگے بہران نے کہا حضور نام بدل کر تا مین
اپنا لڑنا بھڑنا کچھ قزاقون کا نام لیدین قاسم نے کہا اب تو کہیے بات کا بدلنا شیوہ جرأت سے بعید
ہی بہران خاموش ہوگیا یہ سمجھ گیا کہ یہ جوان بالکل جاہل ہی ایک بات کی دل مین بہران کے بڑی خوشی تھی
کہ اگر لات و منات کو منظور ہوا اور یہ صحت پاکر اپنے لشکر مین جائے اس لشکر مین ہفت اقلیم کے پہلوان موجود
مین تیرا بھی نوکر ضرور آئیگا کہنے والے کہینگے بھائی کے دشمن کو صحت دی کوئی برائی نہ کی یقین ہی کہ مین اپنا
نام کرونگا ایسی ایسی باتین سوچکر اچھی طرح شاہزادے کی خدمت کرنے لگا روز تاکید ہی کہ جلد اس
جوان کو صحت دو جراح بھی اپنی جان لگا رہے ہین تیسرے دن جو جراح نے پٹیان اُتارین سب زخمونکو
خشک پایا بعضے زخم سرخ ہو رہے تھے بعضے خشک تھے کہ جراح نے کہا ای شہریار ملاحظہ فرمائیے کہ
تین دن مین کیا ظہور ہوا جو سرخ ہین وہ مائل بصحت ہین اور جو خشک ہوگئے وہ اچھے بھی ہوگئے لہذا
غلامون نے بڑی محنت کی بہران خوش ہوگیا کچھ انعام جراحون کو دیا قاسم نے جو زخمون کو ایسا خشک
پایا فرمایا کہ ای بہران دل بیٹھے بیٹھے زیادہ گھبراتا ہی اگر تمھاری خوشی ہو تو ذرا شکار کھیل آیا کرین بہران
نہین چاہتا ہی کہ قاسم کہین جائین یہی چاہتا ہی کہ صحت پائین اور اپنے گھر جائین عرض کی اودھر کے جنگلون مین شکار

بہت کم ہی جب دن بھر ڈھونڈھیے گا تو ایک دو جانور ملینگے اکثر یہاں کے شاہ و شہریار زادے جاتے ہیں وہ دو دن تباہ رہتے ہیں اور حوالی میں جیسا شکار آپ نے دیکھا ہے کہ فوراً طائر آہو ہوجاتے ہیں وہ کیفیت یہاں نہیں ہے پیر دن شہر غلام کا باغ ہے اُسمیں مین نے دس بیس آہو چھڑوا دیے ہیں سو پچاس جانور بھی چھڑوا دیے ہیں اُس باغ میں شکار کھیلیے ایک دو آہو بھی ملجائینگے دو چار جانور ہوائی بھی ہاتھ آ جائینگے قاسم نے کہا بہتر دوسرے دن سویرے قاسم اُٹھ بیٹھے کہا کبھی کوئی آدمی ساتھ کر دو کہ ہمیں اس باغ کا نشان بتا دے دو خدمتگار ہمراہ کیے کہا کہ آپ کو لیجاکر باغ پر پہونچا دو پھر چلتے وقت عرض کی کہ اتنا قصور ہے کہ مین نے شکارگاہ بنوائی ہے جانور چھڑوا دیے ہیں بہت احتیاط سے شکار کھیلیے گا قاسم نے کہا بہت احتیاط سے کھیلینگے قاسم خدمتگاروں سے باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ خدمتگاروں نے رونا شروع کیا کہا حضور آپ کے تشریف رکھنے میں ہمکو بڑا عیش ہوتا تھا دو سہ پیر روز ملتے تھے قاسم نے فرمایا اگر تم بے لطف ہو ہمارے ساتھ چلے چلو کہا حضور یہ ہمارا وطن ہے اہل و عیال ہیں انکو ترک کرکے نہیں جاسکتے آپ سے ایک محبت ہوگئی ہے اسی شہر میں اسی باغ کے پہلو میں ایک اور باغ ہے اُسمیں شکار بھی بہت ہے مگر اُس باغ میں حضور کوئی جا نہیں سکتا قاسم نے کہا کیا وجہ کہا حضور مفتاح کی بیٹی شیرین ادا نہایت حسین و جمیل کہ جسکے حسن کا تمام عالم میں شہرا ہے بڑے بڑے بادشاہوں کے خط بھی آتے ہیں مگر مفتاح ایسا حرامزادہ ہے کہ بیٹی کی شادی نہیں کرتا چار جانب سے خط پر خط چلے آتے ہیں اُسکے باغ میں ایک محل تیار ہے اُس محل میں ایک قفس لٹک رہا ہے اُس قفس میں ایک طوطی زرین بال بند ہے آٹھ پہر قفس میں چرخ مارا کرتی ہے پیشانی پر اسکی ایک خال سیاہ ہے ملکہ شیرین ادا نے شرط کی ہے کہ کوئی ایسا تیرانداز ہو کہ اُس طوطی کی پیشانی پر تیر مارے اُسی خال سیاہ پر پڑے اگر اور مقام پر تیر لگا تو گنہگار ہو کر قتل کیا جائیگا ہمارے سامنے تو کئی شہزادے کئی شاہزادے آئے جو شب کو آواز پر تیر لگاتے تھے گشت سے جانور کی حیران رہے تیر نشانے پر نہ پہنچا آخر قتل کیے گئے اُسکے باغ کے دروازے پر حضور اشتہار لگا ہے جو کوئی شخص تیر لگانے کا ارادہ کرتا ہے تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں انصاف کرتے ہیں مگر آخر ہر شخص عاجز رہتا ہے جیتے جی کوئی کسی کو فیضیاب ہوتے نہیں دیکھا قاسم سنکر خاموش ہو رہے مگر بیان نے اُنکے دل کو گداز کیا مشتاق جمال شیرین ادا ہوے دل ہی دل میں باتیں کرتے ہیں کہ اُس ظالم بیباک کو کیونکر دیکھیں اب قاسم جو جو اُنسے پوچھتے ہیں وہ احوال بیان کرتے جاتے ہیں قاسم کبھی کھود کھود کے پوچھ رہے ہیں دروازے پر باغ کے آئے خدمتگاروں نے قفل کھلوا دیکھا چار جانب گملے رنگا رنگ شگوفہ ہا پھولوں حوض بنا ہے تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہے فوارے ہزارے چھوٹتے ہیں ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جوش بہار کی باغ میں دھوم ہے قمریاں غزلیں گا رہی ہیں یہ اشعار عاشقانہ زبان قمریوں کی جاری ہیں

اشعار

حضور آج تو تھے دو چار ہم بھی آئے ہیں
تمہارے تیر نظر کے شکار ہم بھی ہیں

[illegible] بھی ہو شمل قریب وصل کے [illegible]
تری جدائی میں بے درد گار ہم بھی ہیں

جو ذرہ خاک در بوتراب کا ہو [illegible]
تو مرقدے کی گلی کے غبار ہم بھی ہیں

سمند ناز کو اسقدر نہ گرم عنان کرو	تری رکاب میں اے شہسوار ہم بھی ہیں
صفات چشم میں جادو نگاریاں کی ہیں	جو سحر ہے وہ نظر سحر کار ہم بھی ہیں
چمن میں آمد فصل بہار ہے لیکن	صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہیں
تمہارے گیسوے مشکین در دو سے روشن ہے	نثار صورت لیل و نہار ہم بھی ہیں
وصال ہجر میں رعنا کا ہو گیا آخر	لبوں پہ جان ہے اور بے قرار ہم بھی ہیں

ہر طرف جوش بہار پھولوں پر نسیم کا چلنا بھی بار ہے ہر طرف صیاد گلچین بھاگے بھاگے پھرتے ہیں باغبانان حسین و جمیل بھاری لنگے پہنے ہوئے چندریاں اوڑھے ہوئے بیلچے ہاتھ میں انتظام کرتی پھرتی ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ حوران بے قصور باغ رضوان میں ٹہل رہی ہیں قاسم تماشا دیکھتے ہوئے طائر کی تلاش میں مصروف ہوئے عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سے ہوش اڑے جاتے ہیں بڑا خیال ہے کہ انپر تیر نہ جائے اس خیال سے تیر نہیں لگاتے جس گوشے میں جاتے ہیں نرگس آنکھ لڑاتی ہے سنبل اپنی زلفوں کا پیچ و تاب دکھاتی ہے اگر کوئی طائر لایق شکار بعد جستجوے بسیار سامنے آیا تو باحتیاط تیر لگایا طائر تیر کھا کے گرا جھپٹکر اسکو بقربانی پہونچایا اس طرح دو چار طائر دستیاب ہوے مگر انکو شکار کرکے قاسم کو بہت افسوس ہوا اب آہو کی تلاش میں مصروف ہوے پھرتے پھرتے ایک مقام پر دیکھا ایک آہو نہایت خوشنما جھول زربفت کی پشت پر چمنستان میں ٹہل رہا ہے قاسم نے اسکو دیکھکر پکڑنے کا ارادہ کیا اسکی طرف چلا قاسم نے حلقہ ہاے کمند نکالے جیسے ہی کمند لگائی اسنے جست کی دو تین درخت نذر کر میدان پکڑا یا تو گھوڑا قاسم کا کوتل تھا یا بخت مرکب پر سوار ہوے تعقب میں آہو کے چلے جس چمن میں یہ جاتا ہے قاسم درختوں کو پامال کرتے ہوے وہیں پہونچتے ہیں صدہا درخت پامال ہو گئے شرماتے ہیں کہ عندلیبان چمن پر انکے لئے گل کا پامال ہونا بار ہوگا باحتیاط گھوڑا دوڑاتے ہیں آہو پھرتے پھرتے قریب دیوار کے پہونچا گھوڑا کے ٹاپ کی آواز سنکر آہو نے جست کی دیوار کو اسپار کیا یہ خود آتشخو شعلہ مزاج ہیں گھوڑے کو جوش کے کوڑا مارا چاروں پتلیاں جھاڑکر گھوڑا بھی اسپار گیا اب جو دیکھا تو ایک باغ بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلموں سرو چمن اپنی قد کی رعنائی پر اکڑ رہے ہیں سبز پوشان چمن جھوکوں سے ہوا کے لڑ رہے ہیں ہمہ تن طائران بے زبان بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان میں مصروف ہیں باغبان قضا و قدر کی صفت کر رہے ہیں بلبلوں کا ہجوم اشعار خوانی کی دھوم آہو چمنستان کی بولیتا ہوا ٹہل رہا ہے قاسم نے دیکھا سم مرکب کی آواز سے یہ بھاگتا ہے گھوڑے سے کود پڑے تعقب میں آہو کے چلے قضارا کار ملکہ شیرین ادا اس باغ میں چبوترہ ہے اسپر آکر بیٹھی ہیں چند کنیزیں گرد چمن کی نظارہ بازی میں مصروف ہیں نرگس سے نگاہیں لڑی ہیں سوسن کی زبان درازی منادی سنبل کی زلف شکن کو پیچ و تاب ہے کہ ملکہ کی نگاہ پڑی آہو ہمارا گھبرایا ہوا چلا آتا ہے مگر جو کنا لپٹ کے بھی دیکھتا ہے ملکہ نے کہا ارے کنیزو ہمارے آہو کو ستایا دیکھو ہانپتا ہوا آیا ہے یہ کہکے پنجہ نگارین سے اشارہ کیا آہو اشارے پر جان دیتا ہے قریب آنے لگا کے چلا قاسم نے نخل کی آڑ سے دیکھا آہو خرامان جاتا ہے تیر و کمان تو ہاتھ میں تھا جو سے اسکی تلاش میں تھے تاک کے جو تیر مارا اس پٹھے پر پڑا اس پٹھے کو توڑ کر پار گیا ملکہ نے کہا ارے

یہ کیا ہوا کسی غزال شعار نے میرے سامنے آ ہو کو تیر مارا قاسم نے حیران ہو کر تڑپتے دیکھا چپکے کہ ایسا نہو ہرن ہلاک ہے
ملکہ نے کڑکن کمان کا سنا تھا اسی جانب دیکھ رہی ہین دیکھا چمن مین روشنی ہوئی حیرت مین فرما رہی
ہین اسے کسنے تیر مارا ان ہاتھون کو قلم کرون میرا پالو ہرن یون مارا گیا جسم سے اسکے سراپا خون کا
بلند ہے کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئی ترپ رہا ہے فقرہ یہی اشارہ ہے ان کالی کالی آنکھون کا
شکار شیر نکیلین تیر سم غزال نہین ہے شکار ہوچکا مگر اب بھی شکار کرتا ہے تڑپتا اسکا دل کو شکار کرتا ہے قاسم
جو گلستان سے نکلے کمان خالی ہاتھ مین ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے یہ کون قاسم کی نگاہ ادھر سے پھری
جمال جہان آرا سے شیرین ادا پہ پڑی دیکھا رشک سرو قد خورشید خد قد موزون آنکھین جام خون
گردش کر رہی ہین نرگس شہلا پہ ستم نہ طعن ہے کہ اسکی رعنائی بیکار ہے نرگس شہلا نہین یہ نرگس بیمار ہے نظم

نرگس کی بھی ہے میری نظر سے لڑی آنکھ
پھر جاتی ہے آنکھون تری ناز بھری آنکھ
ناوک ہے نگہ ترک کی اور تیغ ادا ہے
دیکھا ہے کہ کرتی ہے مست و نظری آنکھ
خوبان کے کیا کرتا ہون دل بھر کے نظارا
دیتی ہے مجھے جام سے مخمور بھری آنکھ
ہے حسن تو آنکھون کا مگر دیکھیے رعنا

ہے صاد کے قابل تری اے رشک پری آنکھ
نقشہ ہے جو جھاکون تو پتے دین مین خبر
دنبالہ ہے سرمے کا جو کھنچا تو بھری آنکھ
نظرون مین سمایا ہے مری وہ رخ روشن
کرتی ہے جب بند نسیم سحری آنکھ
ہے موت کا یہ نیند سحر کو نہ سو نہ
الفت مین گرفتار ہے دل اور بری آنکھ

آئی ہے نظر باغ مین جب نرگس شہلا
پردے سے جو دیکھون تو کرے پردہ دری آنکھ
آنکھین نہ لڑا یا کرو ہو سے مری جان
بجلی طور کے شعلے سے جیسکی نظری آنکھ
کیا اس بت خوش چشم کی الفت مین نے
دیتی ہے ہمیشہ خبر بے خبری آنکھ

سینے پر انبار نار پستان میوہ باغ
رضوان سراپا خوب معشوق محبوب ہر دل کو مرغوب ادھر سے ملکہ کی نگاہ جمال باکمال قاسم نوجوان پر
پڑی دیکھا ایک جوان لاثانی حسن مین یوسف ثانی نہایت حسین حسین ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار لب
نازک کو برگ گل کہون چاہ ذقن کو کس سے مثال دون آئینہ رخسار کو دیکھکر حیران ہون زلفین طلیلی دوش
اقدس پر لہرا رہی ہین پتہ پریشانی کا بتا رہی ہین ادھر تو قاسم نے آہ کی ملکہ نے واہ کی قاسم رعب حسن و
جمال سے اس محبوب یکتا کے بیہوش ہو گئے زمین پر گرے آنکھین بند دل دردمند ملکہ تو یہ کیفیت نہین کی
اسے اس جوان کو کیا ہوا غش کر جو گئی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئین کنیزون مین بلوا ہوا کسی نے سر
زانو پر رکھ لیا کوئی تلوے سہلانے لگی کوئی بیقرار ہو کے چلانے لگی کوئی تصدق ہو رہی تھی کوئی بیقرار
ہو کر رو رہی تھی ایک نے دوڑ کر شیشہ گلاب کا اٹھایا چہرہ انور پر گلاب چھڑکا ملکہ کی آنکھ کھلی پہلے اسی
جانب دیکھا اس غمزدہ یکتا زمین کو دیکھا زمین پر پڑا بزبان رگ رگ ہے عارض غبار آلود آنکھین بند
گھبرا کر کہا اری کمبختو مان کی سیلے نہ پلتے ہین مین کیا مر گئی تھی تمہاری یہ حرکت مجھکو سخت ناگوار ہوئی
یہ کہکر اپنے مقام سے لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی قدم نہین اٹھتا دل بیٹھا جاتا ہے قریب قاسم کے پہونچکر فرش
خاک پر بیٹھ گئی سر قاسم کا اٹھا کر زانو پر رکھلیا انتشار مین آنکھون سے آنسو جو ٹپکے عارض انور پر
نثار ہو گئے وہ اشک پڑے کام گلاب کا کیا بوے زلفین عنبرین دماغ مین پہونچی اس نے
کام لخلخے کا کیا قاسم نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا
چاہا آنکھین بند کرون تھوڑی دیر تو اسی طرح لیٹا رہون ملکہ نے شرما کے زانون کو ہٹا لیا جب
زمین پر سر قاسم کا گرا غش مار کر اٹھ بیٹھے ملکہ دامن جھاڑ کر اٹھین جب یہ مغرور حسن و جمال پشت پھیر کر چلین

کچوری چولی گندھی ہوئی آب رواں کا مرغ دوپنہ صاف ظاہر ہی کہ ماران سیاہ زبانین نکال کر تھے گئے
ہین جیسا شیخ ناسخ صاحب فرماتے ہین مطلع چولی نہین ہی پشت پر اس نونہال کے ؛ دو مار گٹھ گئے ہین
زبانین نکال کے قاسم بیقرار ہو کر اٹھے بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی
جسکو شکار کرتے ہین اسکا علاج بھی واجب ولازم ہی مجکو تیر نگہ نے شکار کیا فدوی دیدہ لگا ہون نے کلیجہ فگار
کیا منھ سے بول نہین سکتے او صاف تیر مژگان مین زبان کھول نہین سکتے نگاہ مہر و محبت سے ادھر دیکھے
چاہنے والون سے یہ رکھائی مناسب نہین ہاتھ تو جوش محبت مین بڑھا دیا لیکن زبان سے یہ فرمایا واہ
صاحب یہ الٹی شکایت میرا یا لو آہو کس بیدردی سے اسکو تیر مارا بدلا تو اسکا یہ تھا کہ تیر مارنے والے
کے ہاتھ قلم ہوتے پھر نہ کبھی ایسی خطا ہوتی الٹی شکایت نہ فرمایئے قاسم نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ بھی کچھ
گھبرائی ہوئی ہاتھ قاسم کا تھامے ہوئے بارہ دری مین لیکر آئین اب مسند پر نہین کہا صاحب بیٹھ جاؤ
قاسم زانو سے زانو ملا کر بیٹھے ملکہ شیرین ادا پسینے پسینے قطرے پسینے کے پیشانی سے ٹپک رہے ہین
آنکھین نظارہ جمال سے محبوب کے نہین پھرتین دل تپان دونون سر جھکائے بیٹھے ہین گل اندام وزیرزادی
نہایت طرار و فرار ہی اسنے جام و گلابی کھینچ سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا واری مہمان کی خاطر کیجیے ایک دو
جام دیجیے کیفیت حاصل ہو یہ وہ شرم و حجاب کاہے کسی مسافر کا اسطرح آجانا غنیمت جانیے مین کیفیت
مزاج اقدس سمجھ گئی ہون ملکہ نے جھلا کے جواب دیا بی گل اندام صاحب آوانے ہمیں نہ چھیڑیے آپکے
طعن و تشنیع سے دل گھبراتا ہی اگر مہمان ہین تو ہمارے خواہان نہین مجھ بدنصیب کے واسطے وہ شرط
مقرر ہی کہ ہر قادر انداز مضطر ہی قاسم نے کہا پھر اسکی کیا ضرورت ہی ہم شرط پوری کرینگے گل اندام صاحب جس بات
کا ذکر کیا مفصل فرمایئے وہ شرط کیا شرط ہی ملکہ نے کہا صاحب ان باتون کو نہ پوچھیے بی گل اندام کو تو
بیٹھے بیٹھے ایک چہچہا سوجھتا ہی نگوڑی شرط کا بیان کیا ذکر ہی ایسی باتون کے بیان کرنے سے
کیا فائدہ قاسم نے کہا نہین صاحب ہم ضرور سنینگے ہم بھی تو آگاہ ہون وہ کیا شرط ہی ملکہ نے ہرچند
نہین نہین کی قاسم نے کہا بی گل اندام صاحب وہ اشتہار ہمکو بھی دکھایئے گل اندام نے ایک کنیز
سے اشارہ کیا دیکھو الماری مین بت سے رکھے ہین ایک اشتہار اٹھا لے کنیز اشتہار اٹھا کر لائی قاسم
نے چاہا پڑھون ملکہ نے کئی مرتبہ ہاتھ سے چھینلیا کہا صاحب اسکے دیکھنے سے کیا فائدہ کسی نے
چھپوا کے رکھدیے بی گل اندام کو بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک کھیل تھا شرط کو بیان کس بات مین میل تھا
قاسم نے زبردستی اشتہار کو پڑھا آگاہ تو پہلے ہی ہو چکے تھے وہی مضمون لفظاً لفظاً لکھا پایا پڑھکر اشتہار
کو ڈالدیا زبان سے فرمایا انشاء اللہ کل ہی اس شرط کو پورا کرینگے ملکہ نے کہا صاحب خدا کیواسطے
کسی نے کسی کو لکھا ہوگا آپ کو ان باتون سے کیا واسطہ ہی قاسم نے کہا جو شرط مقرر ہی انشاء اللہ
اسکو پورا کرینگے جسمین کوئی جھگڑا باقی نہ رہے ملکہ نے اس ذکر کے ٹہلانے کو جام شراب لبریز کیا
کہا آپ اس جام کو نوش فرمایئے قاسم نے مسکرا کے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ شیرین ادا نے کہا
کیون صاحب کیا ہمارے ہاتھ سے شراب پینے مین انکار ہی قاسم نے کہا مذہب مین ہمارے تمھارے
فرق ہی لات و منات کیا چیز ہین پتھر کے پتلے بالکل ناچیز ہین او ہمارا خدا وحدہٗ لاشریک ہی
بس یہی اعتقاد ٹھیک ہی چند اوصاف پروردگار کے زبان معجز بیان سے بیان کیے ملکہ شیرین ادا نے

مسکرا کے کہا آپ کیون کتابین کی کتابین پھانکے جاتے ہین جو کہیے وہ آپ کی خوشی کرین قاسم
نے کلمہ فرمایا ملکہ نے شتلا شتلا کے کلمہ پڑھا اب جام گردش مین آیا خیال خیر و شر بیچ سے دفع ہوا
جو جو ملکہ محبت باتین کرتی ہین گل اندام پریشان ہو کر اشارے کرتی ہی قاسم نے کہا ای ملکہ عالم
اس شرط کے ادا کرنے مین کیا صورت ہوگی ملکہ شیرین ادا نے کہا آپ کو ان باتون سے کیا کام ہی
اس شرط پر دست انداز ہونا مناسب نہین ہی جب قاسم نے تب کہا تو گل اندام نے کہا ای شہریار اصل
کیفیت یہ ہی کہ مفتاح زرین کمر نہایت بدمزاج پہلوان ہی جو بیٹیان پیدا ہوتین انکو مار ڈالا بچی کو جینے
نہ دیتا تھا ہماری بی بی جب پیدا ہوئین اور قصد اُسنے کیا کہ جلکے ہلاک کرون عقلا نے کہا ای شہریار
کیون آپ خون معصوم کا اپنی گردن پر لیتے ہین ابہی مدت کے بعد لایق اسکے ہوگی کہ کوئی پیغام
دے آپ اسقدر کیون پریشان ہوتے ہین جب آٹھ نو برس کا سن ہوا پیغام آنے لگے شہرہ حسن و
جمال کا عالم مین ہوا جا بجا سے نامے آنے لگے تب پھر اُسنے قصد کیا کہ قتل کرون اور شیرین پر
بہت خفا ہوا اور کہا ابھی جا کے قتل کرتا ہون تب شیرین نے عرض کی کہ کوئی ایسی شرط مقرر کیجیے
کہ جو کسی سے وہ شرط نہو سکے ایک ساحر کو بلوایا کئی لاکھ روپیہ اسکو دیے اُسنے یہ طائر و قفس بنا دیا کہ
طائر ہمیشہ رہا کرتا ہی قفس مین قائم نہین ہوتا کہ کوئی تیر مار دے دروازے پر ایک نقارہ رکھوا دیا
ہی کہ صاحب شرط نقارہ بجا کے چلا جائے دوسرے دن تمام اہالیان شہر جمع ہون دس ہزار
سوار متعلق جہیز کے کیے اگر وہ شخص تیر لگائے اور خال سیاہ پر پڑے طائر مرے تو دس ہزار آدمی جو متعلق
جہیز ہین وہ دولہا کے ساتھ ہو جاینگے جہیز کا اسباب جمع ہی وہ سب دولہا کے ساتھ کر دیا جائے
اور اگر تیر نشانے پر نہ بہے تو اُسی وقت اُس جوان کو قتل کیا جائے کئی سو جوان قتل ہوے
جس مقام پر اُن لوگون کی قبرین ہین اُس مقام کا نام مزار عاشقان رکھا ہی سال مین ملکہ ایک دن
لباس وزیور پہنکر وہان جاتی ہین جمال رعنا اُن ہجران دیدہ کی سوختون کو دکھاتی ہین کیا عرض
کرون جو قبرون سے صدائین آتی ہین کیسے کشتۂ عاشقان صادق تھے ملکہ نے اگر قبر سے
پھول توڑ کے کسی قبر پر پھینکے تو یہ آواز آئی فرد آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما ۔ بس نازک است شیشۂ
دل در کنار ما ۔ دوسری قبر والی تختے جلنے لگے قبر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آواز آئی مطلع روشن
شد از وصال تو شبہاے تار ما ۔ صبح قیامت است چراغ مزار ما ۔ اور ملکہ آگے بڑھین کسی ناشاد نے
تربت سے آواز دی نظم

ہماری خاک پہ گھنتی تھی گل یہ بلبل زار
عدم کے خواب سے مجنون ہو کہین بیدار
غم فراق کی سوزش سے تھی ہوے ویلین

یاس نے آواز دی نظم

تمھر تمھر کے اک آشنا کی تربت پر
تو سرنگون ہی جلا کس لیے بخاک مزار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین

پڑھون غزل وہ جنون خیز جھکے
اٹھو اٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
جو میرے پست مرین چاہیے کہ پیر مغان
کفن مین قبر سے میری ہو دھوان آتش اٹھا
بقول شاعر شیرین کلام ہی اک نقل
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار
تب اُسنے بہ تبسم جواب مجھکو دیا
سوا اسکا گورغریبان مین انکھیے ہو لنگار

سے نہ امک گریبان عاشقان مین
پڑھون مین قصہ لیلی کو کیا یہ بانگ بلند
بنا کے تاک کے سائے تلے بچھونا

ایک قبر تھر ائی کشتہ حسرت نے

ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
غریب قبر پہ تجھے نرگس نہ جانیو زنہار
مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی

زیر خاک بھی ابتک ہے حسرت دیدار | حضور عجب ہنگامہ گرم ہوتا ہے کہ دیکھنے والون کے کلیجے پھٹتے ہین
ایسے عاشقان صادق تھے مرنے کے بعد بھی یہ جوش و خروش ہے کہ قبرون سے آوازین آتی
ہین وہین طائر سنکر جوش و خروش دکھاتی ہین یہ حال سنکر قاسم نے فرمایا ہم ابھی جاکر نقارہ بجاتے
ہین شب کو تامل کرینگے صبح کو مجمع عام مین اگر تیر لگا مینگے انشاء اللہ تمکو بیاہ کے لے چلینگے ملکہ
رونے لگی کہا صاحب خدا کے واسطے اس سودے کو سر سے نکال ڈالو کئی سو جوان شاہزادے
وزیر زادے تاجران جلیل آکر کشتۂ تیغ حسرت و یاس ہوے پلٹ کر گھر نہ گئے آپ کا اس ملک
مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا قاسم نے کہا مین طلسم نور افشان مین قید تھا رنگ جادو بلے
قتل مجھکو اور میرے عیار کو لیکر کوہ مقناطیس ہائی میرے عیار نے عیاری کرکے اسکو مارا پھر
کئی ہنگامے ہوے شکوہ نے قید کیا مقبول انکے بھائی نے آکر رہا کیا اب سب مصیبتین جھیل کر مع
دو ہزار جوانون کے صحرا مین فروکش تھے ارادہ تھا بر سر طلسم نور افشان جا مین اپنے عزیزون کو
قید سے چھڑا مین کہ تمھارے والد نامدار پہونچے مین انکے ہاتھ سے زخمی ہوا انکو بھی زخمی کیا مگر کب
مجھکو اس طرف نکال لایا تمھارے چچا جان بہران نے علاج کیا براے شکار میان آیا آہو کی تنگ
مین تمھارے سامنے پہونچا اب اسیر طرۂ گیسو و ذبح خنجر ابرو ہوا شرط نہ پوری کرنا کیا معنے ملکہ بت
سرو مین کہا گل اندام یہ تو سراسر جاہل ہین حال سنکر اور زیادہ آمادہ ہوے الٹا جواب دیتے ہین
قاسم خاموش ہو رہے ملکہ جبین سب خرابیان سن چکے اب کارہ ہونگے نقارے کے پاس
نہ جاینگے بقول شخصے نقار خانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے اب باتین ہونے لگین چند ساعت
کے بعد قاسم نے کہا اب ہم جاتے ہین انشاء اللہ کل اچھی طرح ملاقات ہوگی ملکہ جبین اسی طرح اپنے
قاسم اپنے ملک ساتھ ہوتین پشیمان و دیدہ ودلکا ہوا لیکے ہاتھ سے چھوٹنے ہوے دسید قدم قدم اندم
دونون بیٹی ہین فراق مین اے شہریار یہ شب فراق کیونکر کٹیگی ہمارا تو دل قابو مین نہین ہے کلیجہ دھڑکتا
ہے یہ شب تنہائی بیقرار ہو کر رات کو انکو پکارونگی بقول شاعر نظم

زندگی بھر آہ رہی وصل کی حسرت مجھکو
یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہون
ہر شب ہجر بلوہ گر شعلے سے ہے وحشت مجھکو
دل لپیٹا زلف مین یاد رخ پر نور کہان
وصل اغیار سے آتی ہے ندامت مجھکو
چھوڑ کر ملک عدم آپ سے کب آیا ہون
دیکھکر جو سے روان آتی ہے رقت مجھکو
دیکھ عارض گلرو کی جو یاد آئی ہے شکل
عمر گذری ہے کہ ہے صدمۂ فرقت مجھکو

حسن وحدت مین نظر مین مری دو تو ملیا
رخ جانان کے تصور مین ہے حیرت مجھکو
غیر کا دخل ہے اب مرا جینا معلوم
لیلی زلف حلب مری قسمت مجھکو
شب فرقت مین عجب کیا جو نکل جاے جان
تیغ لائی ہے میان بھی تری الفت مجھکو
خاکساری ہے مرے حق مین مفرح اکسیر
لپٹے غنچۂ دل سے ہے محبت مجھکو

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو
قصہ ہے دار و مدار انکے مروت مجھکو
حسن کے رنگ سے اوسان اڑ جاتے ہین
کوے جانان سے نظر آتی ہے جنت مجھکو
سر جھکانے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
ہوش اڑ جاتے ہین غالب ہے یہ وحشت مجھکو
کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہے خیال
ہاتھ آئی ہے مقدر سے یہ دولت مجھکو
قطع امید ہوئی یار سے یہ ای رعنا

قاسم نے کہا انشاء اللہ اس رات کے سوا پھر ہجر کی رات نہ آئیگی
یا وصل ہوگا یا وصال ہوگا دور دل کا رنج و ملال ہوگا ملکہ اسکو بھی نہ سمجھین خیال مین آیا کہ ابھی آنے کا وعدہ
کرتے ہین شاہزادہ باہر نکلا ملکہ کے باغ سے وہ تالاب حباب نقارہ رکھا ہے وہین دس ہزار جوان

فرودکش ہین مکانات مین اسباب جہیز رکھا ہی کارندے سب وہان موجود ہین قاسم نے جاتے ہی نقارہ بجادیا
لوگ ہان ہان کرتے رہے کہ ای جوان کیا کرتا ہی یہ نقارہ شرطیہ ہی اسکو نہ بجا اسکا انجام جان دینا ہی مگر
قاسم نے کچھ جواب نہ دیا چوب لگا دی کمیدان رسالہ دار دوڑے صورت زیبا کو دیکھ حیران ہو گئے
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکتاز میدان جلالت یہ آپ نے نقارہ کیون بجایا یہ
نقارہ شرطی ہی وہ شرط پوری کرنا ہوگی اس وقت تک خیر ہی کہ آپ فرار برقرار کیجیے اگر خیال کیجیے تو
ایک نکتے کا فرق ہی ہر خرد و کلان یہی کہتا ہی کہ ہمارے مکان مین چلکر مخفی ہو جیے ہم آپ کو چھپا لینگے
اگر یہ ذکر تا بہ بہمن شیل پیکر پہونچیگا تو وہ وعدہ الیفا کی تکمیل کی کوشش کریگا قاسم نے فرمایا ہم خود بہران
کے مہمان ہین سب لوگ غل مچاتے رہے مگر قاسم گھوڑا اڑا کر چلے گئے راہ مین دونون خدمتگار ملے
پوچھا کہ کیون شہریار شکار کھیلا قاسم نے کہا خوب سیر ہوئی شکار کیا شکار ہوسے خدمتگار اس بات کو
کیا سمجھتے ایک نے رکاب پر منہ رکھکر پوچھا حضور دوسرا باغ جو اس باغ سے ملحق تھا اُسمین تو جانے کا
اتفاق نہین ہوا قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اگر فرمایا تو یہ فرمایا کہ ابھی کچھ یاد نہین یہان قاسم کے جانے
سے قبل شہر مین خبر ہو گئی کہ کسی شخص نے نقارہ بجایا ہی کل صبح کو شرط پوری کریگا شرط نہ پوری کریگا
جان دیگا مگر ابھی یہ عاشق بعد مدت کے آیا اب سنئے لوگون کو یقین ہو گیا کہ وہ شرط پوری نہین ہو سکتی
اسوجہ سے کوئی نہین آتا عاشق تو بہت ہین مگر خوف جان سے نہین آسکتے کئی تو صحرا مین دیوانہ وار
بیٹھے ہین کئی رو رہا کرتے ہین کوئی تلوار کھینچے بیٹھا ہی کوئی سنکھیا کھاتا ہی کوئی بلبلاتا ہی جو ائی کوسے
محبوب مین آخر بہر الغیاث کی صدا ہی یہ عاشق تن جمع رہتے ہین شرط ادا کرنے پر قدم نہین مارسکتے
شہر مین تمام جانب یہ خبر ہو گئی کہ آج ایک عاشق آیا ہی اُسنے نقارہ بجایا ہی تمام خلقت کو آرزو ہی کہ کل چلکر
تماشا دیکھیے بہران دروازے پر کھڑا ہوا شاہزادے کا انتظار کر رہا ہی کہ ابھی تک شاہزادہ نہین پہونچا
خدمتگارون سے کہ رہا ہی ذرا بڑھکر دریافت تو کرو کہ شاہزادہ کیون نہین آیا میرا مہمان خیر و عافیت سے
اپنے مکان چلا جائے تو مین جانو کہ بڑی بات ہوئی مین نے بڑی خدمتگزاری کی خاص مراد یہ ہی
کہ جب وہ اپنے لشکر مین جاوینگے تو ہمارا بھی ذکر ضرور کرینگے صفت تسلیم کے وہان آدمی جمع ہین اُنمین
ہمارا بھی ذکر خیر ہو جائیگا اس اثنا مین تو دیکھا کہ شکار کو آج گیا ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا شاہزادہ خاور سیاح
گھوڑا اڑائے ہوئے چلے آتے ہین مگر رنگ گیا ہی کہ عطر سہاگ بدن مین ملا ہوا لالکھا گلورون کا چاہرا
چولی مسکی ہوئی خاموش سرنگون تصور خیالی محبوب آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی بہران نے
بڑھکے سلام کیا عرض کی کہیے شہریار شکار کھیلا قاسم نے کہا شکار کیا بھی اور شکار بھی
ہوئے یہ کہکے رک گئے بہران نے کہا غلام اس مطلب کو نہین سمجھا کیا کہین حضور نے شہر سے
قاسم نے کہا وہان کہان شہر سے دو طائر شکل شکار کیے یہی شکار ہوتا ہی کہ جسقدر انکو پایا اب کسی اور
صحرا کا نشان بتاؤ کہ وہان جاکر شکار کھیلین بہران نے کہا کل شکار کو کہان جائیے گا کل آپ کو ایک
نیا تماشا دکھائینگے کوئی عاشق صاحب آئینگے نقارہ بجا گئے ہین ابھی مین نے خبر پائی ہی کہ کوئی شاہزادہ
آفت مین مبتلا ہوا معلوم ہوتا ہی مفصل حال سے آگاہ نہین قاسم نے کہا کیا تماشا ہوگا کہا ای شہریار
ایک قفس مین ایک طائر بند ہی یہ کوئی نہین جانتا کہ وہ ساحر کا بنایا ہوا ہی ایک مقام پر ڈال دینگے

بھی نشانے پر تیر کیونکر پڑے بڑے بڑے تیر انداز تیر اندازی سیکھ کر آتے ہین شب تار مین یا تو تیر مور کے تیر لگاتے ہین مگر میان اگر خطا وار ہوتے ہین سہم جاتے ہین گوشہ گیر ہوتے ہین کشاکش مین پڑ جاتے ہین اسی طرح یہ جوان بھی سیکھ کے آیا ہوگا لیکن کچھ نہ ہو سکیگا وہ بھی جوان بے اربان قتل ہوگا کل یہ تماشا حضور ملاحظہ فرمائیے قاسم نے کہا کیون بہران ہم بھی تیر لگائین بہران نے کہا ای شہریار ایسی خطا نہ کیجیے گا غلام چاہتا ہی خیر و عافیت سے آپ اپنے گھر کو جائین میان سے مین آپ کو طرف آپ کے لشکر ظفر پیکر روانہ کرونگا حضور کئی لاکھ روپیے دیکر یہ طائر بنوایا چالیس دن وہ جادوگر میان رہا مفتاح بے بہا ہم ممکن سمجھ لیا ہی اور حقیقت مین ناممکن ہی کبھی تیر نشانے پر نہ پڑیگا مین آپکو اپنے ساتھ لیجاؤنگا الگ کھڑے ہو کر تماشا دیکھیے گا نہین معلوم وہ جوان کون ہی میرا دل بیقرار ہوتا ہی مین تو حضور سپاہی دوست ہون کسی سے مجھے بغض نہین ہر شخص کا خیر خواہ ہون قاسم بہران کے ساتھ قصر مین آئے کہا ای برادر آج ہماری عبادت کا دن ہی ایک مکان مین بخورات رکھوا دو سجادہ بچھا دو بہران نے جادہ بچھوا دیا سب انتظام کر دیا قاسم خاصہ کھا کر اس مکان مین داخل ہوے ملک ملک کے دعائین کرنے لگے ہر مرتبہ عرض کرتے تھے کہ ای کارساز تیر میرا نشانے پر خطا نہ کرے مجمع عام مین ذلیل نہون تری کارسازی بے نیازی ہی ہمیشہ تونے عزت و آبرو عطا کی اس مجمع عالم مین بھی سرخرو کرنا روتے روتے قریب سحر بیہوش ہو گئے دیدہ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی کو اٹھے دیکھا ایک بزرگ تشریف لائے محبت فرماتے ہین کیون فرزند کیا بات در پیش ہی کیا اندیشہ ہی عرض کی چاہتا ہون اس قفس کے طائر کو تیر مارون تیر میرا خطا نہ کرے نشانے پر پڑے فرمایا یہ اسم تمکو بتلاتے ہین اس اسم کو پڑھکر تیر مارنا تیر خطا نہ کریگا قاسم کی آنکھ وا ہو گئی دیکھا رات کسی قدر باقی اسم یاد ہی بہت خوش ہو کے آرام فرمایا میان ملکہ کو کنیزون نے خبر دی کہ وہ تو نقارہ بجا کے چلے آگئے یہ سنا تھا کہ ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو ہاے جو کہا تھا وہی کیا مین جانتی تھی حال سنکر رکجائینگے ہاے میرا کہنا نہ مانا مجکو یہ فکر کھا جائیگی یہ شب کیونکر کٹیگی اصل مین یہ کیفیت میری ہی

نظم

دن کی امید نہین ہوتی جو شب ہوتی ہی
ہجر محبوب مین تکلیف غضب ہوتی ہی

آشنا لب سے انگشت عجب ہوتی ہی
بیخودی لذت وصلت کا سبب ہوتی ہی

چشم عاشق مین نہ کیونکر ہو زمانہ اندھیر
الفت گیسو سے شب تنگ غضب ہوتی ہی

گالیان دیتے ہین مین لیتا ہون بوسے جھکے
سخت گوئی سبب ترک ادب ہوتی ہی

والفت تا دم مردن نہین جاتا دل سے
وصل کی شب بھی عجب لطف کی شب ہوتی ہی

دن نکل آتا ہی رخ سے جو اٹھاتے ہین نقاب
زلف عارض پہ جو آجاتی ہی شب ہوتی ہی

خوف عشاق کے نالون سے نہین لازم ہی
آہ مظلوم کی واللہ غضب ہوتی ہی

آبلہ دل کا تپکتا ہی خدا خیر کرے
ٹیس اس پھوڑے مین رہ رہ کے غضب ہوتی ہی

خاک کانے سے کٹے نور شب تار فراق
غیرت عمر خضر ہجر کی شب ہوتی ہی

کنیزین سمجھانے لگین بعض عرض کرتی ہین واری ایک اور بات ان لوگون کی بیتے بڑے بڑے ملک ساحرون کے فتح کیے ہین یہ لوگ صاحب اقبال ہین آخر سوچیے تو کیا بات ہوتی ہی

جو ساحا لے ہاتھ سے مارے جاتے ہین غضب کیا ڈالا ایسا ملک جہان سترہ ہزار جادوگر رہتے تھے صاحبقران نے ان سب کو فتح کیا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے انھون نے کچھ سمجھ کے دعوی کیا ہوگا کہا صاحبو یہ خود پہلوان زبردست ہین لیکن مزاجون جہالت ہی اول تو یہ کیا بات ہی کہ مفتاح سے تو مقابلہ پڑا اور بہران کے گھر مین سکونت پذیر ہوے ملکہ نے کہا صاحبو بہران عم نامدار بڑے عمدہ سپاہی ہین کیسے کیسے پہلوانون سے اس ملک مین خطائین ہوئین بابا جان نے انکو نکالدیا انھون نے سب کی خطائین معاف کرائین انکے مزاج مین سپاہگری بڑے لطف کی ہی دیکھو اب صبح کو حال کھلجائیگا اتنا ہم تم لوگون کو آگاہ کرتے ہین کہ جسوقت انھون نے تیر لگایا اور تیر نے خطا کی بہران انکے قتل کا قصد کریگا علاوہ بہران کے یہ دس ہزار جو ملازم ہین انکو سب طرح کا اختیار ہی یہ نہین زندہ چھوڑنے فوراً آمادۂ قتل ہوتے ہین یہ بھی خواہش کرینگے کہ فوراً قتل کروا سوقت مین اپنے کو تجھ سے گرادونگی اول تو گرتے ہی گرتے کام تمام ہوگا اور اگر بچ گئی تو مین خود خواہش کرونگی کہ مجھکو قتل کرو بعد ایسے جوان صاحب شوکت و لیاقت کے زندہ رہنا بڑی بیحیائی ہی اگر شاید زندہ رہے تو چین نہ ملیگا تم لوگ اتنا کرنا کہ میرے مقدمے مین کسی طرح دخل نہ دینا جو میرا جی چاہے وہ مین کرون اب مین اپنے اختیار مین نہین ہون نظم

ز عشق مرتبۂ حسن دلنشین پیداست	ز شیشہ چو ہران اب آتشین پیداست	ز غمت نہان ز کہ دارم کہ ہچو قبلہ نما
طپیدن دل از آئینۂ جبین پیداست	نہفتہ در لب خاموش حرص طول امل	نشان جادۂ رہواری زمین پیداست
نشان بہار خیالات صبوحی زدہ اند	ز چہرۂ گل دیباءی یاسمین پیداست	مخور فریب ز شیرین لبان کہ زیر نقاب
نشان ابرو ولی ز انگبین پیداست	دلی نہ باختہ باشی بہ آشنائی خویش	ز چہرہ بندی آئینہ انچنین پیداست
فگندہ شور تنفس بہم کسی منقلب ربا	اسیر تو بہ شکن بود انچنین پیداست	کند چو شوخیت انگشتری ز حلقۂ لعل
فروغ دست تو چون آب در نگین پیداست	برای دعوی چہ ہر جہ احتیاج گناہ	چو تیغ دستی اگر دست آستین پیداست
برای حسرت مین بادہ خوردہ پیدا نیست	دلم گداختہ زان روی آتشین پیداست	دل تو زندہ رہنا کیسا لیلی و شیرین

کا ذکر نہ کرو یہ چھوکری عورتین تھین شیرین تو بالکل نا منصف تھی کہ اپنے عاشق کی دلدہی نہ کی اپنی جان ناحق کھودی لیلی عمر بھر گرفتار زندان ہجران رہی کیا کیا جفا سہی جان نہ دیدی کمبخت کو خیال نہ آیا مجنون کیون تباہ کیا اپنا لطف زندگی کھویا ہم ابکے آہ مین اپنی جان دینگے بقول جناب میرحسن بند

کہا تھا انسنے مجھے کل کہ آؤنگا مین کل	ملا جو آج تو گل کا وہی پھر آیا خلل
جو پوچھا مین کہ تری کل کبھی نہین بھی کل	تو ہنس کے کہنے لگا عبث نہ کر کل کل
جو کل کا وعدہ کیا تھا سو کل کو کہتا ہون کل	غرض کہ اسکا یہی مطلب کہ کرکے لیت و لعل
دہم فریبم و بنساز دامید وارمرا	کرتا بہ حشر نشاند در انتظار مرا

دیکھون صبح کو کیا ہوتا ہی کون ہنستا ہی کون روتا ہی تقدیر ہماری اتنے نوجوان آئے کسی پر توجہ قلبی ہوئی اس کی دلگوری کی صحبت نے دل و جگر کو پامال کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا اب مین لاکھ سنبھالتی ہون لیکن نہین سنبھلتا دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ملکہ نے تڑپ تڑپ کے رات کاٹی مضمون نیر اعظم قلعۂ مغرب سے بعد شوکت و حشمت برآمد ہوا فرہاد ماہ تابان سر ٹکراتا ہوا فوج

اُن سے وداع ہو کر کہسار مغرب میں جا کر چھپا ملکہ روتی ہوئی اٹھیں کنیزیں دوڑیں کوئی منھ دھلانیکو
پانی لاتی ہی کوئی تلووں سے آنکھیں ملتی ہی ملکہ کسی کو کچھ جواب نہیں دیتی ہیں سر جھکائے بیٹھی ہیں
پھاٹک پر جو بنگلہ بنا ہی اُسمیں آکر جلوہ فرما ہوئیں تمام کنیزیں گرد اُسمیں جلیسیں ہر چند شگفتہ کرتی ہیں
مگر غنچہ خاطر شگفتہ نہیں ہوتا طبیعت رنگ پر نہیں آتی جب ٹھنڈی سانسیں کھینچتی ہیں منھ سے
دھواں نکلتا ہی معلوم ہوتا ہی کلیجہ جلتا ہی فرد پڑھ رہی ہی کہ از دل برکشیدی ✽ کسان بوی کباب دل
شنیدی ✽ یہان شاہزادہ خاور سیاہ بعد شوکت و جاہ نماز سحر سے فارغ ہو کے ہتھیار جسم انور پر
لگانے مسلح ہو کر ٹہلنے لگے کہ بہران محل سے برآمد ہوا آکر شاہزادے کو سلام کیا تمام خلقت شہر
کی طرف ملکہ کے باغ کے چلی جاتی ہی ہر گلی کوچے میں یہی ہلڑ ہی کہ آج کوئی عاشق صادق نیا آیا ہی
بعضے کہتے ہیں اب چلکر دیکھ لینگے سپاہیوں کی زبانی سنا کہ وہ جوان نہایت خوبصورت صاحب شوکت
و لیاقت ہی بعضے کہتے ہیں حال کھل جائیگا یہان بہران نے شاہزادے کو سلام کیا کہا حضور آج آپ
سویرے اُٹھے آپ کو تماشے کا بہت اشتیاق رہا بسم اللہ سوار ہو جیے آپ تو اسطرح ساتھ ہیں
جیسے کوئی لڑائی پر جاتا ہی کمان کیانی دوش پر ہزار تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس کے بائیں ہاتھ
پر لٹکتا ہوا ترکش تیروں سے بھرا ہوا کمان کیانی نہایت عمدہ بہران بقرار ہوا جاتا ہی قاسم کو جو
مسلح دیکھا گرد پھرنے لگا کہا ای شہریار صاف ظاہر ہی کہ یہ زیور آہن آپ کی ذات کے واسطے خدا نے
بنایا ہی ماشاء اللہ کیا غریب پرور ہی قاسم نے سر جھکا لیا بہران نے کہا جلدی چلیے مجھکو انتظام و دیگر
امور متعلق ہیں وہ کرنا ضرور ہو گئے قاسم بہران کے ساتھ ہوے اب جو باہر نکلے فوجوں اُنے
بہران کو گھیر لیا کمیدان رسالہ داروں نے بڑھ بڑھ کے کہنا شروع کیا کہا ای شہریار آپ نے کچھ
خبر اپنے بھائی صاحب کی بھی منگائی سنا ہی کہ بڑا زخم کاری کھایا علاج ہو رہا ہی زخم کو ابھی صحت
نہیں ہوئی سنتے ہیں نبیرہ حمزہ سے مقابلہ پڑا زخمی ہو گئے اُسنے ہاتھ مارا اُسپر یہ تاثیر ہوئی کہ آجتک
زخم نہیں اچھا ہوا بڑے بڑے جراح علاج کر رہے ہیں کل ایک مسافر کی زبانی یہ حال سنا تھا
آپ بلکچھ ہرکارے روانہ کیجیے سرکار کے ہاتھ کا لکھا ہوا آئے تو زیادہ دل کو تسکین ہو بہران
اتنا کہہ دیتا ہی کہ مجھکو سب حال معلوم ہی مگر ٹال جاتا ہی جب وہ لوگ بہت کہتے ہیں تو جواب دیتا ہی کہ
لڑائی میں یہی ہوتا ہی زخم کھانا جوہر جرات ہی کہ سردار نے کہا حضور سنا ہی کہ وہ جوان زخمی ہو کے نکل گیا
اور گھوڑا اسی طرف کہیں لیکر آیا ہی اسپر بہران بہت منفعل ہوتا ہی ڈرتا ہی کہ کوئی کہہ نہ بیٹھے کہ آپکے
ساتھ جوان کون ہی یا کوئی پہچان لے تو بڑا غضب ہو اس سوچ میں چپکا چلا آتا ہی جب مجمع میں پہونچا
دس ہزار جوان قریب قصر جو اُترے ہوے تھے مسلح ہو کر سامنے بہران کے آئے یہ نہیں سمجھتے
کہ آپ حریف کو اپنے ساتھ لیکر آئے ہیں حیران حیران وہ سب دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہی
کہ جو جوان کل نقارہ بجا کے گیا تھا وہ تو ہمارے بادشاہ کے ساتھ ہی مگر جیب میں لحاظ سے
کوئی کچھ کہتا نہیں آپسمیں اشارے ہو رہے ہیں کہ یہ کیا کیفیت ہی پہلوان دوران گرشاسب
جہان حریف کو اپنے ساتھ لیکر آئے ہیں بڑے افسوس کی بات ہی کیا اس جوان کو سزا نہ ملیگی
جو چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ جوان تو انھیں کا مہمان ہی کئی دن سے انھیں کی یہان خاطر داشت

لیتے ہین جراح جو علاج کرتا ہی وہ بھی ساتھ تھا اُسنے کہا رسالہ دار صاحب مین ہی نے تو علاج
کیا ایسا زخم بید صب تھا اسقدر میان بہران کو پاس ہی کئی ہزار روپئے تو مجھکو دیدیے اب زخم خشک
ہوگیا جو یہی باتین کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان اجماع عالم انبوہ خلائق تھا قاسم کو
دیکھکر بہ ہزار رسالہ دار کمیدان نے کہنا شروع کیا کہ وہ جوان صاحب شرط بہران فیل پیکر کے
ہمراہ ہی یارو یہ کیا معرکہ ہو یقین ہو کہ اس جوان کو سزا نہو اہالیان فوج نے کہا یہ بہران کی تو
مجال نہین ہو کہ سزا سے کسی کو بچالے ہم دس ہزار کو مقتاح زرین کمر کا حکم ناطق صادر ہو وہ سزا
سے کسی کو بچا نہین سکتے اگر وہ سزا نہ دینگے تو ہم سزا دینگے اور اگر وہ تامل کرینگے تو ہم جلاد کو طلب
کرکے فوراً انکو قتل کرا سکتے ہین اگر شاہد شرط ابوری کرے تو ہم اس جوان کے ساتھ ہو جائینگے
اور فوراً ملکہ شیرین ادا کو سوار کردینگے پھر کسی کے روکے ملکہ کی سواری رک نہین سکتی یہ تو آجتک
دیکھا نہین تین سو شاہزادے قتل ہوتے دیکھے وہی فکر کر رہے ہین لیکایک ایک رسالہ دار بڈھا
اُسنے مثل نقیبون کے آواز دی وہ کون جوان دلیر ہی بیشہ تیر اندازی کا شیر ہی کہ جسنے کل نقارہ
بجایا تمام شہر جمع ہو اب اسوقت سامنے آئے کہ ہم اُسکو دولھا بنا مین اسباب جہیز ساتھ کرین
پھر تیر لگانے اگر تیر اُسکا نشانے پر پہونچے طائر شکار ہو تو ملکہ عالم کو سوار کرادین یہ آواز دینا تھا
کہ قاسم نے مرکب مہمیز کیا بہران نے گھبرا کر کہا آپ کہان جاسکتے ہین قاسم نے بہران کو تو
کچھ جواب نہ دیا اس رسالہ دار سے آواز دی کہ ای بہادر ہم موجود ہین تمام رسالہ دارون نے
اور کمیدانون نے گھیر لیا اپنے ساتھ لیکر طرف حمام کے چلے بہران بیقرار ہوگیا دوڑ کے
قاسم کا دامن پکڑا کہا ای شہریار آئیے آپ ان لوگون کے سامنے کہان جاتے ہین حقیقت
مین یہ دولھا بنائینگے اس ہنسنے کا انجام رونا ہی عروس مرگ سے ہمکنار ہونا ہی افسرون سے
کہا یارو یہ میرا مہمان عزیز ہی آپ لوگ معاف کرین سب نے کہا ای شہریار کل جب انھون نے
نقارہ بجایا تھا انکو منع کیا انھون نے ہمارا کہنا نہ مانا ہر چند کہ طبل تقریر ہو لیکن ملجان بچنے کی
یہ تدبیر ہو کہ یہ مرکب کو بھگا کر ایک طرف نکل جائین ہم لینا لینا کا غل کرینگے مگر انکے پیچھے دوڑ کر
نجائینگے مشہور کردینگے کہ ایک جوان دیوانہ آیا تھا وقت پر بھاگ گیا اس زمانے مین بادشاہ
یہان کا شہر مین نہین ہو آپ بھی ہم لوگون کے قول سے موافقت کیجیے کا جب ہم دس ہزار
ایک قول ہونگے تو پھر کون اعتراض کرسکتا ہو ہمکو بھی اس جوان کا حسن و جمال دیکھ سکتا ہو
بہران نے کہا ای شہریار خدا حافظ آپ گھوڑے کو ڈالکر نکلجائیے مین اگر جانتا کہ آپ باغ
مین شکار کھیلنے آئینگے اور یہ گل کھلائینگے تو مین براے شکار نہ آنے دیتا مگر خراب گھوڑا ڈالکر
نکل جائیے پانچ کوس پر یہان سے کوہ رنگین ہو وہان شہر جائیے گا مین لوگ بھیجدونگا
وہ آپ کو بحفاظت تا بہ غور یہ باخبر ہو نجا دینگے قاسم نے کہا ای بہران تم آمین دخل
نہ دو کھڑے ہوکر تماشا تو دیکھو کہ کسطرح نشانہ اُڑتا ہی بہران نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا ای
شہریار وہ طائر سحر کا بنا ہوا ہی وہ سامنے منہ پھیرکے دیکھیے قرار نہین لیتا قفس مین چرخ
مار رہا ہی اور نزاکت یہ ہی کہ تیر پیشانی کے خال سیاہ پر پہونچے تل بھر کا فرق نہو دے

قاسم نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ہم تمہارا کہنا نہ مانینگے یہ کہکر کسیدالوزن سے کہا چلو چلکر ہمین دولہا بناؤ تم لوگ تکرار نہ کرو تمہ عہد سے پرتشور ہوا اُس کام کو بجا لاؤ اُس مقام پر بازار یوسفی ہوگیا ہر شخص اس یوسف مصر شجاعت کا خواہان تھا یہی کہتا تھا کو میرے مکان مین چلیے مین چھپا رکھونگا بڑے بڑے مہاجن کھڑے ہوے کہ رہے ہین کہ ہماری کوٹھی مین چھپ رہیے گا برسون پتہ نہ ملیگا ملکہ نے بالاے قصر سے دیکھا کہ ایک مقام پر ہجوم عالم انبوہ خلایق ہے بیچ مین قاسم کھڑے ہین کچھ تکرار کر رہے ہین کنیزون سے کہا ہے ہے خدا ذرا خبر تو لاؤ کہ باتین کیا ہو رہی ہین میرا دل گھبراتا ہے ایک کنیز نے جلد عرض کی واری مین گئی تھی سب کسیدان رسالہ دار سمجھا رہے ہین کہ آپ چپکے کو ادھر نکل جایئے وہ ضد کر رہے ہین کہ ہمکو دولہا بناؤ آپ کے عشق مین مبہوت ہین ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین اسی باغ کی جانب بحسرت دیکھ رہے ہین ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا صاحب مجھ بدنصیب کی قسمت مین یہی رنج و ملال اُٹھانا تھا اس شرط مقرر کرنے والے کو خدا غارت کرے کہ جسکا ہونا غیر ممکن کنیزین دوڑ دوڑ کے جاتی ہین خبر لیکر آتی ہین کہ واری بہران سے کچھ ایسا بگڑ کے کہا کہ بہران نے کہا بسم اللہ جایئے دولہا تو بنیے ہوس تو نہ رہجائے مشہور ہو کہ یہی شہرون ادا کے شوقین ہین کہکر بہران کمبخت رو دیا افسرون نے قاسم کو گھیر لیا حمام مین لیکر آئے قاسم نے لباس اُتار اکیسہ وغیرہ ہونے لگا غلامان حمام خدمت مین مصروف ہین نہلا کے جامہ خانہ سے لائے شاہانہ لباس پہنایا زرتار کا جاری سہرا لٹکا کے چہرے پر آراستہ کیا گانین جو حاضر تھین انھون نے بہ الحان یہ سہرا گانا شروع کیا نظم

براثری نور کی ہو نور کا سارا سہرا
پھر ادھر کہتی ہو دولہا سے پیاری محفل
آسمان نے ہے زد انجم کا اتارا سہرا

سے جلا مین رخ نوشاہ کی آمد تے ہو
دیکھ لین سہرے کے مشتاق دوبارا سہرا
اندر تو اللہ کی قدرت کا تماشا ہے جلال

وار نے سلک گہر جسپہ وہ پیارا سہرا
حسن خوبان سے ہو کرتا ہے اشارا سہرا
دیکھ رہے ہو تون کا سہرا رخ تابان پہ
جیسا دولہا ہے حسین ویسا ہی پیارا سہرا

بہران پھر آکر بیہوش ہوا کہا اے شہریار اب تو دولہا بنے کی ہوس نکل گئی خوب غلام کو آپ نے ذلیل کیا آپ کے دربار مین آپ کے سردار یہ ذکر کرینگے کہ بہران بڑا مکار پہلوان تھا اپنے گھر مین اُتار مہمان کو مکر سے قتل کرایا قاسم فرماتے ہین اے برادر تم تماشا تو دیکھو انشاء اللہ قشا نے پر تیر ہے لگیگا بہران منہ پیٹ لیتا ہے اور کہتا ہے اے شہریار بطالہ قیام نہین کرتا کیونکر تیر نہ خطا کر لگیا ہارے مین بدنام ہوا قاسم نے نہ مانا گھوڑے پر سوار ہو کے نقیب و چیدار آگے بڑھے آوازین لگاتے ہوے یہ اشعار پڑھتے تو نظم

تمام بزم ہے گل پیرہن مبارک ہو
نبی کو دیتی ہے مژدہ گھڑی یہ شادی کی
تجھے بھی وصل عروس چمن مبارک ہو
ترانہ سنج ہے خود مطرب طرب سب کو
پکارتے ہین یہی مرد و زن مبارک ہو

چٹک کے کہتی ہین باغ مراد کی کلیان
کہ سازگار ہو سہرا دولہن مبارک ہو
بنا ہے کون یہ نوشہ کہ خوش ہے ایک جہان
اک آن تنگ کی یہ انجمن مبارک ہو

کھلا ہے جشن سے طرفہ چمن مبارک ہو
وصال شاہد غنچہ دہن مبارک ہو
کھلے ہین پھول کسی شکل گل کے اے بلبل
پکارتا ہے سپہر کہن مبارک ہو
بلند چار طرف شور تہنیت ہے جلال

یہ اشعار سن سنکے بہران چیخین مار مار کے روتا ہے ہر جرجہ قریب آکر کہتا ہے برا ہے خدا اب بھی نکل کر چلے جایئے جسوقت آپ نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا

پھر نہ کوئی روک سکیگا تمھر فاقہ نا پڑیگی قاسم نے کہا تم کیون ہنستے ہو تماشا تو دیکھو اور اگر اسی حیلے سے
موت ہی تو لطف زندگی فوت ہی ہیران پیچھے پیچھے مرکب کے روتا ہوا چلا آتا ہی سب افسر بھی
یہی کہتے ہوے چلے آتے ہین کہ کیا جوان جاہل احمق ہی اسکی بیوقوفی پر دل دکھا ہی بعضے یہ
کہتے ہین پھر تو پھر وسہ ہی کہنے والے لاکھ کہتے ہین وہ نہین مانتا اور لوگون کو کسی نے آگاہ نہ کیا
تھا کہ یہ طائر سحر کا ہی اپر تو یہ بھی ظاہر کر دیا مگر نہین معلوم کیا باعث ہی دیکھو تو پر ہیراس نہین کسطرح
پڑی جاتے ہوے گھوڑے پر بیٹھے ہین ایک داروغہ نے بڑھکر عرض کی امیدوار ہون کہ اسباب
جہیز ملاحظہ فرمائیے پلنگ چھپرکھٹ مسہری سب چیزین موجود ہین قاسم فرماتے ہین دیکھینگے
ابھی تمھارے سپرد ہی جب ہمارا قبضہ ہوگا شمار کر لینگے کسی کو ہمنے عہدے سے معذور نہین کیا
جو جس عہدے پر ہی قائم رہے کوئی کارگزار فرد دیتا ہی ہمارے صندوق ملاحظہ فرمائیے جو رنگ
گن سیئے جائین قاسم سب کو یہی جواب دیتے ہین کہ آپ اپنے قبضے مین رکھین اب ملکہ کو
کنیزون نے خبر دی کہ برات لیکر آتے ہین جھپٹ کے ملکہ چلین کہ اپنے کو کوٹھے سے گرا دون
کنیزین سب لپٹ گئین ملکہ نے کہا صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہی جی چاہتا ہی
کہ چیخین مار کے رووَن

نظم

تا کجا از شام جدائی ماجرا خواہد گذشت
خود نمیدانی کہ بر وزم چہا خواہد گذشت

لبسکہ می ورزم تغافل در سینہ ای تحریک عشق
کار من از پرسش روز جزا خواہد گذشت

دیدہ ام خوابے پریشانی چہ تعبیرش کنم
بگذرد در خاطرش گر یاد ما خواہد گذشت

از غبار ما صبا حیرت بگلشن سے برد
در میان قمری و بلبل چہا خواہد گذشت

کار ہا دارد جنون با میر بانیہا سے من
نالۂ زنجیر از عرشش دعا خواہد گذشت

در طلسم اشک عالم گرد دارم وحشتے
نیست بیرون از دل من ہر کجا خواہد گذشت

شبنم گل را خیال گرد کلفت سے کند
بگذرد از خاطرش یادم کجا خواہد گذشت

از خدا برگشتہ دل تکلیف ساحل می کند
کشتی صبرم زخون نا خدا خواہد گذشت

تا م الفت شد نفس تقریر صیادی کجاست
تا کی از خاطر کسے دیر آشنا خواہد گذشت

گر چنین خواہد گذشتن عمر بیتابی اسیر
کار فار غبالی از چون چرا خواہد گذشت

صاحبو مجھے نہ روکو میرا پہلے مرجانا بہتر ہی مجھسے نہ دیکھا جائیگا کہ جلاد اس شیر کو قتل کرے کاتب
تا بینا پیدا ہوئی یا بدصورت ہوئی کہ مجھکو دیکھکے نفرت ہوئی نہین معلوم اس شخص کے دلپر کیا گذر رہی ہی ہاے
اگر کسی وجہ سے ایک بار پھر سامنا ہوتا تو کہدیتی کہ اے جوان جو ہوس ہو وہ نکال لے سب طرح
تیری خوشی کی خواہان ہون ارے کیا میرے لال تو ڈلیتا ہاے نہین معلوم اس جوان کے دلپر
کیا گذر رہی ہی کیونکر دریافت کرون آج ہماری ملاقات کو آنے کو تھے کہ گئے تھے کہ کل ضرور
آؤنگا یون تشریف لائے جان دینا منظور ہوا ایک مرتبہ کی ملاقات سے یون قلب ناصبور
ہوا قصر پر ہنگامہ ہی بیان پر ملکہ کے کنیزین بھی رو رہی ہین بعض گھبرا کر کہتی ہین کہ حقیقت مین
ایسے خوبصورت نگاہ سے نہ گذرے تھے کبھی ملکہ فرماتی ہین دیکھو سامنے دولہا بنے کھڑے ہین

کیسے خوش ہو رہے ہین افسوس صد ہزار افسوس ہوا اسوقت کیسے لطف سے چل رہی ہے شاید یہ حقیقت ہے بقول شاعر نظم

کوچہ گیسوی محبوب سے کیا آتی ہے	تجھ مین جو مشک کی بو باد صبا آتی ہے
بڑھ کے جب تا بہ قدم زلف رسا آتی ہے	تب زمین پر سر گردون سے بلا آتی ہے
منھ چھپا لیتے ہین نہوڑا کے وہ سبزہ خط پر	نام سے عاشق بیدل کے حیا آتی ہے
لب نازک پہ جمی ہے ترے مسی کی دھڑی	چشمہ مہر پہ بھی کالی گھٹا آتی ہے
جی مین آتا ہے طبیبون سے مین اک دن پوچھون	تمکو درد دل عاشق کی دوا آتی ہے
لام الف کو جو ملا کر کبھی لکھتا ہون مین	یاد اُس بت کی مجھے زلف دوتا آتی ہے
اسطرح بکھری ہوئی ہین ترے منھ پر زلفین	جسطرح چاند پہ اے ماہ گھٹا آتی ہے
تارے افشان کے تصور مین گنا کرتا ہون	نیند شب کو نہین اے ماہ لقا آتی ہے
آج کیا میرے گل اندام نے کھولے مین بال	نگہت مشک جو اے باد صبا آتی ہے
چاند کو دیکھتا ہون جب مین شب وقت مین	یاد صورت تری اے ماہ لقا آتی ہے
نور اغیار سے کرتا نہین وہ آنکھین چار	شکر کی جا ہے کہ غیرون سے حیا آتی ہے

ملکہ کی ان باتون پر ہنگامہ گرم ہے کنیزین بھی حال تباہ کر رہی ہین میان شاہزادہ خاور سپاہ نے بہاری سہرا سر پہ لپیٹا اُس وقت بھی بہران کہتا ہے اے شہریار رہا سے خدا کمان نہ کاندھے سے اُتاریے تیر نشانے پر نہ پڑیگا مفت حضور پچتاینگے قاسم نے بہران سے کہا تماشا دیکھو انشاء اللہ تیر نشانے پہ پڑیگا اگر قضا ہے تو مجبور ہین یہ کہکر قربان سے کمان لی دیکھنے والے کہتے ہین قربان اسکی جرأت پر کیا صاحب حوصلہ ہے قاسم نے تیر بہت باریک سا نکالا کہ تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر تھا کمان مین پیوست کرکے اب نشانے کو شاہزادے نے تاکا بہران فیل پیکر کا قلب تھرایا چلا اُٹھا کہ اے شہریار اب بھی خیر ہے اگر آپ ایک طرف گھوڑا ڈال کے نکل جائیے مین سنبھال لونگا اپنی جان دونگا آپ کو خطا سے بچاؤنگا آپ بدنام ہونے پائینگے قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اُس اسم کو پڑھنا شروع کیا تاک کر تیر مارا طائر تیر پھول کے چلا جاکر قفس کی تیلی پر پڑا تیلی قفس کی ٹوٹی طائر نے خود اپنا چہرہ سامنے کر دیا اُسی خال سیاہ پر تیر جا کر پڑا طائر نے ایک چیخ ماری کہ سب کے ہوش اُڑ گئے غلغلہ ہوا وہ تیر نے طائر کو مارا غلغلہ جو ہوا ملکہ سمجھین تیر نشانے پہ نہ پہونچا شاید قتل کرنے لیے جاتے ہین چاہا اپنے کو کوٹھے سے گرا دون ایک نے کہا واری ذرا ملاحظہ تو فرمائیے دس ہزار سوار و پیدل خوشیان کر رہے ہین سب اُسکی پشت پر آگئے طائر دیکھیے مرا پڑا ہے قفس شکست ہوا کبھی ایسا طائر کو دیکھا تھا طائر کو مردہ دیکھا سب کے ہوش اُڑ گئے ہین قادر انداز ایسے ہوتے ہین جو کہا تھا وہی کیا اب تو ملکہ خوشی خوشی کوٹھے سے اُتریں کہا بوالنسیم تم بھی چلو گی ایک بڑھیا کہتی ہوئی دوڑی واری اپنی چھوچھو کو نہ چھوڑیے گا ایک بڑھیا پکاری ہے واری مین اپنی ہن کٹی تو لے لون ایک کہتی ہے میری گٹھری رہی جاتی ہے باغ مین ایک ہلڑ ہو گیا بہران کو سناٹا آگیا

چپ سر جھکائے ایک جانب کھڑا ہی کمیدان رسالہ دار دس ہزار سوار و پیدل کے افسر پشت پر آ گئے
سوش کرتے ہیں حضور نے شرط پوری کی دو سو نقارے پر چوب پڑی ہر ایک کا یہی قول تھا
فرزند صاحبقران ہیں جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں طائر خود نشانہ بن گیا کیا تیر پڑا طائر سہم گیا سر اُسنے
آگے کر دیا محافۂ زرین آگے اسباب جہیز ہمراہ روپیہ لٹتا ہوا سائلوں کی آوازیں بلند تارے
پھینک ارے پھینک قاسم نے مٹھے اشرفیوں کے پھینکنا شروع کیے ملکہ دروازے پر باغ
کے کھڑی دیکھ رہی ہیں کبھی پلک کے فرماتی ہیں نسروش ہمارے گننے کا صندوقچہ تو لے لو
اری سنگار دان اُٹھا لو کوئی آئینہ اُٹھا کر حیران ہوئی کوئی بال بنا کر پریشان ہوئی کوئی کہتی ہی
سبحان اللہ کیا کار نمایان کیا مگر نوبت نقارے بجتے ہوے برات کو ساتھ لیے ہوے قاسم
در باغ ملکۂ عالم پر آ کے پہنچے محافۂ زرین دروازے پر لگا دیا قاسم نے دامن گردانے کہ اندر
باغ کے جائیں دولہن کو گود میں لیکر سوار کریں اُسوقت ہیران فیل پیکر محجوب و مضطر تلوار کھینچکر جھپٹ
پر باغ کے کھڑا ہو گیا عرض کی میں یہ گذارش کرونگا اگر غلام کی خدمت کچھ قبول ہوئی ہو تو اُسکا
بدلا چاہتا ہوں قاسم نے فرمایا بھئی تم ہمارے محسن ہو تم ہمارے جان بخش ہو جو کہو قبول کریں
جان تک تمھارے واسطے حاضر ہی عرض کی ای شہریار اصل تو یہ ہی کہ بیشک آپ نے شرط کو
پورا کیا ان دس ہزار سوار و پیدلوں کو بھی حکم ناطق مل چکا ہی کہ جو طائر کو مارے تم اُسی کے نوکر
حقیقت میں آپ نے طائر کو مارا اب کس کی مجال ہی کہ نہیں کر سکے ملکہ آپ کا مال ہو ہیں مگر اتنا
امیدوار ہوں کہ مالک شہر میں نہیں ہیں میں اُسکی طرف سے مالک ہوں حضور ملکہ کو نہ دیکھیں اور
اندر نہ جائیں یہیں باغ میں ملکہ کو رہنے دیجیے میں ایک عرضی لکھکر جواب اسکا منگالوں کہ
فرزند صاحبقران نے شرط کو پورا کیا دس ہزار سوار و پیدل اُنکے مطیع ہوے سارا شہر
انصاف کر رہا ہی اب کوئی جائے کلام نہیں ہی مگر ذرا اشارہ مالک کا کافی ہی ملکہ شیرین ادا
نے جو یہ سنا بیٹھنے لگیں کہا صاحب یہ نگوڑا اب کیوں دخل دیتا ہی میں سی شاہزادے مار ڈالے
اُس وقت تلوار کھینچکر نکلے پر ملکی اب آج مرحبا ابن دکھاتے ہیں غنچہ دہن تم جاؤ جا کے
شاہزادے سے کہو کہ آپ کسی کا کہنا نہ مانیے گا آپ نہ آئیے میں سوار ہوتی ہوں ارے
جوڑا میرا بھاری نکال لے ہاں ملکہ بیٹی افروز دختر لقا سے ملاقات ہوگی بڑی سوت میری
دبی ہیں اُنکے یہاں بڑی آبرو سے جانا چاہیے ارے میرے کپڑے بھی نکال لے زیور سب
عمدہ نکالو مگر اس نگوڑے کے جھگڑے سے تو فیصلہ ہو جو اپنا گلا کاٹنے ڈالتا ہی اور وہ تو سیدھے
سادے ہیں جو وہ کہیگا اچھا اچھا کیے جائینگے جھڑک دیں میں اندر آنے نہ دونگی کیا مجال جو میرے
باغ میں قدم رکھے اب مجھے ان کا ڈر دن سے کیا کام میں کیوں انکا لحاظ کروں اُس شیر نے
اپنی جان کو مٹا کر شرط کو پورا کیا سارا شہر اقبال کر رہا ہی اسکو کچھ نخرہ ہی یہ کیوں بولتے ہیں مگر میں
حیران ہوں کہ وہ اسکی بات کیوں مانتے ہیں جھڑک دیں کہ صاحب ہٹ جاؤ تمھیں ہمارے
معاملے میں کیا دخل ہی شرط پوری کی اب ہمکو اختیار ہی کنیزیں بھی ہیران کو کوس رہی ہیں
خوب نگوڑے نے نخرہ نکالا اپنا گلا کاٹتے ہیں کاٹنے دیجیے دیکھیں تو گلا کیونکر کٹتا ہی جب

تین سو جوانون کو قتل کیا تب نہ گلا کاٹا اب گلا کاٹتے ہین شرط پوری ہو گئی اب کسی کو اختیار نہین
بہران نے جب قاسم سے یہ کہا تو قاسم نے یہ فرمایا اے بہران جو تم کہو ہم قبول کرنے کو
موجود ہین ہمین تمھارے کہنے سے عذر نہین مگر ہم ملکہ کو میان نہ چھوڑینگے اب یہ ہمارا ناموس ہے
اور ہم بھی تو اُسی مقام پر جاتے ہین جہان میان مفتاح فروکش ہین وہین سامنا ہو جائیگا
اب تو وہ ہمارے بزرگ ہوے اب ہم اُنسے کیا لڑینگے آیندہ اُنکو سب طرح کا اختیار ہے
ہم عذر ضرور کرینگے عرض کر دینگے کہ شرط ہمنے پوری کی آیندہ اب آپ کی جیسی مرضی ہو ملکہ کو ہم
سوار کراتے ہین تم عرضی روانہ کر دو اور یہ لکھ بھیجو کہ برات لیے ہوے آتے ہین جیسی آپ کی مرضی ہو
وہ کیا جائے وہ تو ایک شرط عام کر چکے اب انکو کیا دخل ہے سوارون و پیدلون نے بھی یہی کہا
کہ بہت مناسب ہے ملکہ کو سوار کیجیے بہران نے کہا ایک تو میرا کہنا مانیے آپ ملکہ کو دیکھیے نہین اس
بات کو قاسم نے کہا مین نے قبول کیا ملکۂ عالم سوار ہو جیسے ملکہ فورًا محافے مین سوار ہوئین مگر
بہران نے چند فقرے عرضی کے لکھے عرضی ہاتھ مین شتر سوار کے دی اور کہا کہ ہاتھ مین مفتاح
کے دینا شتر سوار تو قبل مین روانہ ہوا اب بڑی دھوم سے برات لیکر قاسم چلے مگر اب حال
مفتاح و لشکر قاسم کا عرض کرنا ضرور ہے قاسم تو زخمی ہو کر اس طرف نکل آئے مگر مقبول زرین قبا
لشکر کو لیکر ملنا جب داخل بارگاہ ہوے تو سماک ایلداق نے خبر دی شاہزادہ ہمارا زخمی ہوا گھوڑا
کہین نکال لیگیا دو پہر تک مین نے اُس شیر کو اٹھتے دیکھا مین فکر ترتیب جنگ مین مصروف ہوا
پلٹکے جو آیا شاہزادے کو نہ پایا اب زبانی ہرکارون کی ثابت ہوا کہ گھوڑا شاہزادے کو لے نکلا
یہ سنکر مقبول زرین قبا نے کہا اے سماک اب یہ کہو کہ جنگ کا انتظام کیا ہوگا جسوقت اُس
ملعون نے صحت پائی ہر چند کہ مین مقابلہ کرونگا مگر وہ ملعون آقا سے وہ اور مقابلہ برابر کا پڑا آقا نے
زخمی ہو کے اسکو زخمی کیا سماک تجھے جناب شاہزادہ خاور سپاہ کو ملاحظہ نہین کیا سماک ہنس پڑا
کہا اے شیر بیشۂ جرأت اس شیر نے سات برس کے سن سے خروج کیا وہ وہ میدان زیر کیے کہ
جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا اگر زرداری کا جھگڑا نہ نکلتا تو اسکو چار پہر مین چھ پہر مین دس پہر مین زیر
ضرور کرتے مگر خوش نصیب تھا کہ بچ گیا اے شہریارین تو شاہزادے کی تلاش مین جاتا ہون اگر وہ
طبل جنگی بجوائے تو اے برادر مقابلہ کرنا مین ڈھونڈکر اس شیر کو لاتا ہون وہ جہان جائینگے خالی
نہ بیٹھے رہینگے ایک دیو کو زیر کرکے لائینگے خالی نہ آئینگے اکیلے گئے ہین دس بیس ہزار فوج لیکر
آئینگے کچھ فساد ضرور کرینگے خالی نہین بیٹھے رہینگے یہ کہکر سماک ایلداق برائے تلاش قاسم
عالیشان چلا یہان مقبول کو بڑا انتشار ہے مگر یہ خبر مفتاح زرین کمر کو ہرکارون نے پہونچائی
کہ قاسم زخمی ہو کر کہین نکل گیا یا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا مسلمان سب بیقرار ہین تلاش مین اُنکا
عیار گیا ہے مفتاح نے کہا میرے ہاتھ کا زخم کھایا ہوا اب کیا بچ سکتا ہے گھوڑا مردے کو لیگیا
ہوگا میرے ہاتھ کے زخم سے کوئی بچتا نہین ذرا میرے اس زخم کو صحت ہو تو ان سنیون کی گردن
لون یہ کہکر زخمون مین انکے ٹانکے دلوائے دوسرے دن اسکو مفصل خبر پہونچی کہ مقبول زرین قبا
لشکر کو لیے اُترا ہے قاسم کی تلاش ہو رہی ہے مفتاح نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارے جو

بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے مقبول سے آکر عرض کی ای شہریار مفتاح نے جنگ کی فکر
کی طبل جنگی بجوادیا ہرچند کہ مقبول زرین قبا گھبراگیا مگر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و
بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا مقبول کو بڑا انتشار ہی بیرون بارگاہ آیا
سب افسرون کو بلایا افسران فوج حاضر ہوے مقبول نے کہا یارو آپ لوگون کو معلوم ہی کہ رستم
کا نام کیون مشہور ہوا اکیلا ہزارون مین جاکے لڑا اب جرأت و شوکت یہ ہی کہ تم لوگ بہت کم ہو دشمن
خود بھی پہلوان زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی مقابلہ تو اُس سے مین کرونگا اگر شاید مغلوب ہو
تو گھبرانا نہین انشاء اللہ اس لڑائی کو فتح کرینگے اور آقا بھی آیا چاہتے ہین سمک کہ گیا ہی کہ وہ خالی بیٹھے
ہونگے فساد ضرور برپا کیا ہوگا سب حال کھل جائیگا سب نے کہا ای شہریار جان ہماری آقا کے نام پر قربان
ہی کسی مقام پر غلامی کمی نہ کرینگے سب افسرون کو جب ثابت قدم پایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ چرخ چہارم بصد شوکت و جلالت تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ
فرما ہوا فوجین میدان کارزار مین آکر جمنے لگین مفتاح چار لاکھ فوج سے سوار ہوا کہتا چلا آتا ہی کہ آج ایک
مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا میان مقبول سے کہونگا کہ قاسم کو حاضر کرو اسی جرم پر قتل کرونگا یہ کہتا ہوا
میدان کارزار مین آیا ادھر سے مقبول دو ہزار جوان آمادۂ حرب و پیکار تلوارین سپرین لیے ہوے جان
دینے پر آمادہ جرأت مین ایک سے ایک زیادہ جھومتے ہوے قبضۂ شمشیر چومتے ہوے آنکے
پہونچے مفتاح کھڑا ہوا ہنس رہا ہی کہتا ہی ان سب کو قضا گھیر لائی ہی آج میرے ہاتھ سے سب مارے
جاینگے اور میان مقبول کو دیکھیے بھائی کو قتل کرا کے بڑے بہادر بنے ہین شکوہ کے خون کا بدلا لونگا
جب لشکر جم چکے صفین آراستہ ہو چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کا کھکر ہٹے مفتاح نے گھوڑا
صف سے بڑھایا اڑا کر گھوڑے کو میدان مین آیا سراپا دکھا کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان وای زبردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے افسران کلان مین میان مقبول بڑے جانباز ہین وہی نکلین تو
کیفیت دریافت ہو بھائی کو قتل کرا کے بہت پھولے ہین اپنی جرأت پر بہت بھولے ہین یہ سنتے
ہی مقبول نے افسرون سے آواز دی کہ یارو خدا حافظ افسران فوج کی بیتابی ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ یہ کلیجہ آقا سے نامدار کا تھا کہ جو اس مردود سے مقابلہ کیا دیکھیے مقبول پر کیا گذرے لیکن اگر
ہمارے افسر پر کوئی چشم زخم پہونچا اور تو کچھ نہ کرسکینگے ہم دو ہزار دس ہزار کو مار کر مرینگے علم فوج
قلم کرینگے مقبول نے کہا یارو اتنا کرنا کہ جمکے ایک ہی نظام پر لڑنا تم لوگ کم ہو اگر منتشر ہوکے
لڑے گم جاؤگے بلوے سے ان بھیاؤن سے مہلت نہ پاؤگے اگر مجمع بندھا رہا تو دو ہزار سے
لاکھ کا بے دست انداز ہونا مشکل ہوگا سب افسرون کو سمجھا کے مقبول زرین قبا نے گھوڑا بڑھایا مقابلے
مین مفتاح زرین کمر کے آیا لنگا ور ذرا زن ہوے مقبول کا گھوڑا زیادہ ہٹا مفتاح نے کہا ای مقبول
تو نے بھائی کو قتل کرایا کچھ افسوس نہ آیا اب مین شکوہ کے بھی خون کا طالب ہون ورنہ قاسم کو حاضر
کرو یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ قاسم کہان ہین مقبول نے کہا جہان کہین ہونگے تمھاری سرکوبی کو آتے
ہونگے تمھارا بھیا نہ چھوڑینگے نا تمھارے قتل سے منہ موڑینگے ہنگامہ ڈالدینگے مفتاح نے کہا او
مقبول یہ خیال خام و تصور محال تمام ہی بادولت کے ہاتھ کا زخم کھایا تڑپ تڑپ کے جان دیگا گھوڑا

مرتے کو لیکر بھاگ گیا ہین نے بھی بہ کار سے بھیجے ہین جنازہ انکا تمکو دکھا دونگا مقبول نے کہا خاک
تیرے دہن مین دیکھو حال کھلجائیگا مفتاح نے کہا اب تم برابر سے مقابلہ آئے ہو اگر اصلاح کے طالب
ہو تو اصلاح نہین ہوگی مقبول نے کہا اصلاح کیسی مین تیری جان کا ملک الموت ہون جب تو
مفتاح نے غصے مین نیزہ اُٹھایا مفتاح و مقبول سے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ کس
زور و شور سے مقبول لڑرہا ہے سنان و سنان جو لڑرہی ہین چنگاریان اڑرہی ہین گھوڑے و گینڈے نے
زمین کو روندکر غبار بلند کردیا برج خاکی بنکر تیار ہوا دونون جوان اُسی گرد مین چھپے ہوے ہین مفتاح
نے دیکھا گرد کا اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین اسنے ایک نیزہ شانے پر مقبول کے مارا شانہ
اس بہادر کا نشانہ ہوا زخم کی طرف مقبول متوجہ ہوا تھا کہ اسنے گانٹھا مقبول کا نیزہ ہوائی کیا
مقبول نے اُسی زخمی ہاتھ سے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا مفتاح نے سپر پہ لگا کے روک لیا
اپنا تیغہ چوڑا کھینچا تیغہ لنگردار جوہردار جوان پر قوت خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا مقبول کی سپر کٹی سر بھی
اچھی طرح زخمی ہوا مقبول کا سر جھک گیا مفتاح نے چاہا سر کاٹ لون منصور نامی ایک
رسالدار اُسکی جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا گھوڑے کو بڑھا دیا اس جلدی مین آیا کہ اپنے افسر کو بچایا
سینہ سپر کرکے سامنا کیا مقبول کو سردار صف پر لائے زخم باندھا مقبول ہوشیار ہوا دیکھا اُسے
کہ منصور سے مقابلہ ہے کہا یارو فلک نے گردش دکھائی تلوار نے کمی کی مزاج نے برہمی کی
تلوار ہماری خالی گئی اُسکا وار پورا پڑا سر زخمی ہوا مگر انشاء اللہ اگر غلبہ ہوئی تو مردہ بھی ہمارا اس
بھاری پڑیگا مفتاح نے ایک ہاتھ تلوار کا منصور کو بھی ماردیا یہ بھی زخمی ہوا کیدان جا پڑا منصور کو
زخمداری مین ہٹالایا کیدان سے دو چار وار رد و قدح ہوے تھے کہ مفتاح نے سر کو بتا کر
ہاتھ مارا کیدان کے دو ٹکڑے ہوے لکھا ہے کہ سات سردار اسی طرح فرداً فرداً ہاتھ سے مفتاح
کے سپار گلشن جہان ہوے ٹھیک دوپہر کا وقت ہے کہ ہرا مقبول کا بند ہوا اب کوئی مقابلے
مین مفتاح کے نہین جاتا ہرچند مقبول آوازین دیتا ہے کہ ہاے روبڑی ہتک کی بات ہے کہ حریف
پکارے اور کوئی مقابلے مین نہ جائے یار و مقابلے مین جاکر دور سے تیراندازی کرو نیزہ بازی
کرکے اپنی جان بھی بچاؤ جسطرح بن پڑے اتنا دن کاٹ دو کل مین پھر مقابلہ کردونگا کوئی مگر
جواب نہین دیتا مفتاح گینڈے کو مہمیز کرکے پکار رہا ہے اور جسکی موت ہو میرے مقابلے مین
آئے سات لاشے میدان مین پڑے تڑپ رہے ہین قضائے کار شاہزادہ بدیع الزمان
فرزند صاحبقران صرف چار سردار ساتھ ہین فضل و قارن و سہراب و میلاد طرف اپنے لشکر کے
جاتے ہین صحرا مین پانی نہ ملا پیاس کے جوش مین فضل سے فرمایا اس پہاڑ پر چڑھکر دیکھو نگاہ کو
دوڑاؤ جسطرف پانی ہو اُسطرف چلین فضل پہاڑ پر آیا ہے یک نگاہ کو دوڑایا ایک طرف نگاہ پڑی کہ ایک
لشکر جیسا بے جا ہوا ہے کچھ آواز فریاد آرہی ہے فضل پہاڑ سے جلدی اُترا عرض کی اے شہریار بیابان سے
کوئی کوس بھر پر ایک لشکر گران جما ہوا ہے کچھ صدا فریاد کی بلند ہے چلکر دیکھیے یہ کسکا لشکر ہے بدیع الزمان
مع چارون سردارون کے اُسی طرف روانہ ہوے یہان مفتاح مبارز طلبی کررہا ہے مقبول کا پیا
بند ہے ہرچند یہ پکارتا ہے کوئی مقابلے مین نہین آتا مگر وہ لوگ بار بار اُستغنا کررہے ہین فضل نے کہا

حضور شکست اہل اسلام کی ہو چکی فضل نے گھوڑا بڑھا دیا بدیع الزمان ہان ہان کرتے ہیں اور
فرماتے ہیں بھئی یہ تو دریافت کر لو کہ یہ اہل اسلام کون ہیں اور کسکے ملازم ہیں اور یہ لشکر گران کسکا ہی
میدان میں پہلوان ہی فضل نے کچھ جواب نہ دیا اور مقابلے میں مفتاح آ کے جا پڑا للکار کر آواز دی
او بچیا وہ لوگ کم ہیں تو اپنی دباؤ ڈالتا ہی مگر بدیع الزمان جب صف پہ آئے مقبول جمال جہان آرا
دیکھکر حیران ہو گیا اسکو گمان تھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ ہی خال میں خط میں وضع میں طرح میں
کسی میں فرق نہیں فقط سن و سال میں البتہ فرق ہی مقبول نے سلام کر کے پوچھا آپ کا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہی بدیع الزمان نے فرمایا انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گردن کش شکن نام نامی سنکر مقبول نے ہاتھوں کو بوسہ دیا عرض کی حضور یہ آپ کے فرزند کا
لشکر ہی شاہزادہ خاور سپاہ زخمی ہو کر نکل گئے ہم لوگوں پہ یہ دباؤ ڈالتا ہی نہیں معلوم ہمارے آقا پر
کیا گذری یہاں تو سب بدیع الزمان کی زیارت کر رہے ہیں وہاں مفتاح و فضل سے مقابلہ
پڑا فضل بھی پستی طالع سے زخمی ہوا قارن جا پڑا فضل کو بچایا آپ سینہ سپر کر دیا قارن کا بھی شانہ
نشانہ ہوا مرب گرد جا کر لڑا اسکا بھی سر زخمی ہوا میلاد قزاق کا شانہ ٹوٹا اب تو مفتاح زرین کمر
پھر دن رہے بلبلایا پکار کر آواز دی وہ جوان حسین ہم شبیہ قاسم میدان میں کیوں نہیں آتا جو اسنے
لشکر کو پکارا شاہزادہ بدیع الزمان نے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا طرارہ بھر کے مقابلے میں مفتاح کے
آیا فرمایا او ملعون وہی شیر آ گئے تیری گوشمالی کریگا میرا فرزند اجنبیہ کہیں جا نیگا مگر اسی مقام پر
آئیگا مفتاح نے نیزہ مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے
لگا بدیع الزمان نے چند طعنوں میں اسکا نیزہ چھڑا لیا غصے میں آ کر اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر مرکب کو مہمیز کرنے چاہا کہ زیر بغل جا کے
لپیٹ پڑیں مگر وہاں پر موشگافی نہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ سپر کا ہٹا خود سر سے گرا سر برہنہ
پر تلوار پڑی تا دو ابرو تیغہ پہونچا بدیع الزمان نے دستانہ مارا تیغہ چھپنا کے نکلگیا مگر چادر خون کی
چہرے پر آئی اتنا بڑا زخم کاری کھا کر خون کو رومال سے پونچھا ہاتھ تیغہ طلسم طہمورس دیو بند کا
کھینچکر مارا سر اس خود سر کا زخمی ہوا اور گنبد ابھی مارا گیا اسکے چند ملازم دوڑ پڑے ادھر سے
فضل و قارن بھی زخم باندھ کے پہونچے دس پانچ سواروں نے قصد کیا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان کو گھیریں فضل و قارن نے بیس پچیس سوار اسی مقام پہ مارے اپنے آقا پر کسی کو
دست انداز ہونے دیا اپنے آقا کو پھیر لائے فوج مفتاح کا حوصلہ نہ پڑا مفتاح زخمی ہو چکا
تھا منتظر ہو کر بیچ میں اپنے آقا کو لیکر پلٹ گئے ادھر مقبول نے شاہزادے کو بیچ میں لیا
رنجیدہ کبیدہ پہنچے اگرچہ شاہزادہ بدیع الزمان کی زخمدوزی کی چاروں سرداروں کے تو
زخم اوچھے تھے مگر بدیع الزمان کا زخم کاری ہی بمشکل زخمدوزی کی علاج کرنے لگے مگر
مفتاح جو پلٹ کر اپنی بارگاہ میں آیا جب زخمدوزی ہو لی تو ہوشیار ہوا کہا یارو فرزندان حمزہ
سب فنون سپاہگری میں طاق شہرۂ آفاق ہیں اس جوان نے زخم کاری لگا کے مجھکو زخمی
کیا اگر میں زخمی نہوتا تو اسکی وار میں اسکا کام تمام تھا مگر بلا کے سپاہی ہیں فنون سپاہگری کو خوب جانتے ہیں

ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ کہ اُس جوان کا کیا حال ہے اگر وہ صحیح و سالم ہو تو ابھی طبل جنگی نہ بجواؤن
اور تو مین سب کو مار لونگا مگر اس جوان سے البتہ مقام خوف ہے یہ تو قاسم سے بھی زیادہ صاحب
طاقت معلوم ہوتا ہے یہان تو ہرکارے واسطے خبر لے چلے مفتاح کی زخمداری ہوئی ہے
بدیع الزمان کے بھی زخم کا علاج ہو رہا ہے مگر اب احوال سمک عیار کا عرض کیا جاتا ہے کہ وہ
تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا دن بھر جنگلون مین پھرا کچھ نشان نہ ملا آخر خوف سے جانورون کے
ایک پہاڑ پر شام کو چڑھ گیا رہا سویرے اُٹھا چشمے مین سے وضو کیا نماز پڑھ کے کھڑا ہوا چہار
جانب یکایک نگاہ کو دوڑانے لگا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سمک نگاہ غور دیکھنے لگا
وہ معاملہ دیکھا کہ باغ باغ ہو گیا دیکھا کہ ایک محافہ زرین آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال اُس
محافے کا پایہ پکڑے ہوئے بارہ ہزار فوج پشت پر ایک طرف عقب مین محافے کے شاہزادہ غاور سیاہ
دولھا بنے ہوئے سہرا کلغی پر لپٹا ہوا بارہ ہزار جوانان جنگی انکی پشت پر سمک یہ معرکہ دیکھکر دوڑا
دوڑا ہوا قریب قاسم کے آیا جھک کے سلام کیا کہا آقا نے تو شادی کی غلام کا بھی حصہ ہے
یہ کہکر محافے کے پاس دوڑا ہوا آیا محافے کے پردے مین سر ڈالدیا کہا حضور مین آقا کا عیار ہون
وزیرزادی کو دیکھکر ہاتھ پکڑنے لگا کہا تم میرا حصہ ہو گل اندام نے ہاتھ جھٹک دیا کہا دور ہے تو
وحشی صحرائی کا بچہ معلوم ہوتا ہے سمک نے کہا کچھ ہو مگر آپ میرے حصے مین آئینگی ملکہ نے شرما کے
سر جھکا لیا کہ بہران نے بڑھکر کہا میان عیار صاحب گستاخی نہ کیجیے ہمنے ابھی عرضی روانہ کی ہے
سمک قریب قاسم کے آیا قاسم نے کہا بھئی بہران سے گفتگو نہ کرو یہ ہمارے جان نثار مین اور
سمک سے سب حال بیان کیا کہا کہ ابھی عرضی اسکی گئی ہے جواب آنے کو ہے لشکر کا حال کہو سمک
نے کہا میرے سامنے تو خیر و عافیت تھی لیکن مفتاح آمادہ ہے لشکر مین آپ کے کوئی لایق مقابلہ
نہین قاسم نے بڑھکر بہران سے کہا بھئی جلد چلو ایسا نہو وہ ہمارے لشکر کو تباہ کرے تو نہایت مشکل
ہوگی اب لشکر بڑھتا ہوا چلا یہان مفتاح نے ہرکارے روانہ کیے تھے کہ خبر لشکر بدیع الزمان لے
ہرکارے آنے پائے تھے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک نامہ دار حاضر ہے بہران کا بھیجا ہوا امیدوار
باریابی ہے مفتاح نے کہا بلالو شتر سوار اندر آیا مگر گھبرایا ہوا نامہ مفتاح کے ہاتھ مین دیا مفتاح نے
جو نامے کو پڑھا چہرہ سرخ ہونے لگا کبھی تو قبضے پر ہاتھ ڈالتا ہے کبھی خنجر پر کبھی کہتا ہے واہ مین نے
اپنے مذہب والون کے واسطے یہ شرط مقرر کی تھی مسلمان کا دہان لیا نوکر تھا میرے شہر مین جا کر
دیوانہ بن گیا کیا کبھی اس شرط کو نہ مانیگا غیرون کے واسطے یہ شرط نہین ہے سردار مفتاح کے سب
حیران ہین کہ یہ کیا بک رہا ہے کیا نامے مین لکھا ہے کہ دیوانہ ہو گیا مفتاح نے نامہ پڑھکر ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالا شتر سوار سے کہا جاؤ ما بدولت خود آتے ہین یہ کہکر مثل فیل مست جھومتا ہوا نکلا
کہا گینڈا ما بدولت کا لاؤ پشت کرگدن پر سوار ہوا سردارون نے کہا آقا نے کچھ حکم نہین دیا یہ بھی
تیار ہو کے پیچھے پیچھے چلے اہالیان لشکر نے جو دیکھا کہ ہمارے سب افسر گئے یہ بھی چل نکلے چار لاکھ
لشکر پشت پر بلا تغیر کھنچے ہوئے چلا کوس بجتے آگے اپنا گینڈا اڑائے ہوئے مفتاح زرین کمر جا بجا
گینڈے کو کوڑے مارتے مارتے دیوانہ کر دیا یہان بہران قاسم سے کہہ رہا ہے کہ ای شہزادے

مین تو تابعدار ہون مین نے تو ہمراہی حضور کی قبول کی مقابلہ تک مفتاح کے البتہ اُنکی سی کہونگا
مجھے آپ کا مذہب بھی پسند آیا جرأت یہ بھی آپ کی ہزار آفرین کہ دوڑتے ہوے طائر پر تیر مارا اور
تیر نے خطا نہ کی قاسم سر ہلاتے ہوے چلے آتے ہین یہان ہرکارون نے بدیع الزمان اور
مقبول کو خبر دی کہ ایک نامہ دار ابھی آیا اُس نامے کو پڑھکر مفتاح مست چلا یا مع فوج طرف
صحرا کے گیا ہے بدیع الزمان نے کہا اے مقبول لشکر جلد تیار کرو شاید قاسم کے آنے کی اُسنے
خبر پائی مقبول نے بھی دو ہزار سوار تیار کیے بدیع الزمان کے سر پر چتر مرصع کی چڑھی ہوئی پشت
مرکب پر سوار ہوے سب سردار و سوار انکے ساتھ چلے یہان شاہزادہ خاور رسالہ و برات لیے ہوے
آتے ہین سب سوار و پیدل انکے ساتھ ہین انھین کی محبت کا دم بھرتے ہین ایک گلستان سے
نکلے ہین کہ دیکھا گرد عظیم بلند ہوئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا مفتاح زرین کمر
گینڈے پر سوار گینڈے کو مارتا ہوا چلا آتا ہے جیسے ہی قاسم کو اس جلوہ و خشم سے دیکھا پکار کے
آواز دی او نبیرہ حمزہ تو نے میرے شہر مین جا کر ایسی بدوضعی کی اور پھر یہ سوانگ بنا کر کے چلا ہے
ٹھہر جا او ویران مجھے بھونکیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا میدان مین میرے سامنے آ تو
حال معلوم ہو یہ کہکر گینڈے کو چمکانے لگا نیزہ ہلانے لگا قاسم ایسا آتشخو شعلہ مزاج اسکا پکارنا تھا
کہ قاسم نے گھوڑے کو بڑھایا مفتاح کے سامنے آکر جھک کے سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی
مجھ سے کیا ایسی خطا سرزد ہوئی کہ جو آپ قتل کرنے کو فرماتے ہین کیا آپ نے کسی سے سنا کہ مین نے
ان کو نفقہ نہین دیا یا کوئی اور خطا سرزد ہوئی کچھ ملکۂ عالم نے شکایت فرمائی ہے آپ کے غصے کا کیا
باعث ہوا مفتاح اور زیادہ بگڑا کہا کیون او پسر حمزہ میرے ساتھ مسخرگی کرتا ہے قاسم نے کہا
آپ جو مجھکو قتل کرنے کو کہتے ہین ہمارے مذہب مین تو نہین درست ہے کہ بزرگ کے ساتھ خورد
بے اعتدالی کرین ہم تو بزرگ پر ہاتھ نہ اٹھائینگے مفتاح تو بگڑتا ہے مگر قاسم ہاتھ جوڑے کھڑے
ہین کہ صحرا سے پھر گرد عظیم بلند ہوئی لشکر مفتاح کا کیدان رسالہ دار سب ظاہر ہوے قاسم نے کہا
لیجیے آپ کے حامی بھی سب آگئے اسپر مفتاح بہت بگڑا اپنے لشکر کے کہنے لگا کہ تم لوگ یہان
کیون چلے آئے کیا مین اکیلا کسی سے کم ہون یہ باتین تھین کہ دوسری طرف سے گرد اڑی دیکھا
شاہزادہ بدیع الزمان مع چارون سردارون کے اور دو ہزار سوار مقبول زرین قبا وغیرہ سب
ہمراہ ہین مقبول زرین قبا گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا جھک کے سلام کیا قاسم نے منھ پھیر لیا اور
کہا کیون صاحب کشتی گیر کہان سے آیا کہا اے شہریار غریب مفتاح نے دباؤ ڈالا تھا اسوقت
یہ ہماری مدد کو آئے مگر ہاتھ سے مفتاح کے زخمی ہوے قاسم نے کہا یہ کشتی گیر ہمیشہ سے
شکست نصیب ہے یہان کیون آیا مقبول نے عرض کی جب لشکر چلا وہ بھی ہمراہ چلے آئے
شاید آپ کا ذکر کسی سے سن لیا ہوگا قاسم نے کہا ہم کسی کی مدد کے طالب نہین ہین اپنے
پروردگار کی مدد کا خواہان ہون کہا جاؤ صف پر جا کے کھڑے ہو مقبول تو ہٹ گیا مفتاح نے
پھر قاسم سے تقاضا کیا کہ تلوار اٹھائیے قاسم نے کہا کہ میرا ہاتھ تو آپ پر نہ اٹھیگا مگر قتل
کرکے پچتائیگا بقول شاعر ع تو و سر ما کاٹ کے پچتائیگا ÷ جھوٹی پھر کسکی قسم کھائیگا ÷ ملک خسرو کرتے

دریافت کریگی کہ کیون میرے شوہر کو قتل کیا آپ کو جواب دینا ہوگا جب اسنے بہت دباؤ ڈالا جب تو
قاسم نے گھوڑے کو جھکایا کہا اب مین ناچار ہون مین عذر کر چکا آپ نہین مانتے مین حاضر ہون
مفتاح بدیع الزمان کو صف پر دیکھ رہا ہی کہ وہ بھی آمادہ کھڑے ہین جب قاسم نے گھوڑا
جھکایا تب مفتاح گھبرایا دل مین سوچا کہ عالم عالم یہان جمع ہی اول تو اس جوان پر غالب آنا مشکل ہی
اور اگر شاید غالب آیا تو پسر حمزہ بھیا نہ چھوڑیگا وہ اس سے زیادہ زبردست ہی اگر زیر ہوا تو ہنسائی
ہوگی سب فوج والے دیکھینگے اسنے کہا ای شاہزادہ خاور سیاہ خیر جو تجسے حرکت ہوئی اسکی سزا تو
دونگا مگر اب وقت مقابلہ باقی نہین ملکہ کا محافہ میرے قبضے مین کر دیجیے شب کو طبل جنگی بجے اور
صبح کو مقابلہ ہو سب ہمکو تمکو دیکھینگے قاسم نے کہا یہ تو آپ کو اختیار ہی مگر ملکہ کا محافہ تمھارے
قبضے مین نہین آئیگا اگر تم شب کو قتل کر ڈالو تو تمھارا کون ہاتھ تھامنے والا ہی اس بارے مین
اگر تمکو کلام کرنا ہو تو عم نامدار ہمارے بزرگ موجود ہین انسے عہد و پیمان کر لو وہ تمکو جواب باصواب
دینگے یہ کہکے آواز دی ای عم نامدار ذرا یہان تشریف لائیے دیکھیے میان مفتاح کیا ارشاد فرماتے
ہین بدیع الزمان گھوڑے کو جھکا کے قریب آئے قاسم نے کہا حضور یہ کہتے ہین کہ ملکہ کا
محافہ ہمارے قبضے مین دیجیے غلام رخصت ہوتا ہی اب آپ کلام کر لیجیے یہ کہکر قاسم صف پر
آئے بدیع الزمان نے فرمایا ای پہلوان دوران علاوہ قاسم کے ہم بھی مقابلے کیو اسطے
موجود ہین خواہ ہمسے مقابلہ کرو خواہ قاسم سے لڑو کوئی تجسے باہر نہین انشاء اللہ تمنے عام دیا اسمین
خصوصیت نہین شرط ادا ہوئی آپ کے بارہ ہزار سوار گواہ موجود ہین جنبر واسطے قاسم کے
شریک ہوے کیونکر ہو سکتا ہی کہ محافہ آپ کے قبضے مین دیا جائے بقول قاسم اگر آپ قتل کر ڈالین
تو کوئی کیا کرے ایک تصفیہ ہم کرتے ہین کہ جب تک تجسے فیصل نہوگا قاسم ملکہ کے خیمے
مین نہ جائینگے مفتاح نے کہا بہتر مین کل مقابلہ کرونگا خواہ آپ سے خواہ انسے یہ کہکر مفتاح
پلٹا مگر سنانے مین ہی کہ کیا کرون یہان بدیع الزمان نے آکر ایک بارگاہ استادہ کرائی اسمین
ملکہ کو اتروایا پھر ان سے کہا تم یہان پہرا دو مگر بڑے لطف سے حفاظت کیجیے کہ مفتاح
رنجیدہ ہو کے گیا ہی ایسا نہو کچھ فساد برپا کرے فضل کو بھی اسی مقام پر مقرر کیا اب بدیع الزمان
قاسم کو ساتھ لیکر پلٹے قاسم نے بدیع الزمان کی بڑی خاطر کی ناچ راگ رنگ ہوا مگر مفتاح
جو پلٹ کے آیا بارگاہ مین گیا اکیلا سرنگون بیٹھا سلیم بکر و عیار اسکا جب اسنے خبر پائی کہ آقا اکیلے
بیٹھے ہین کسی کے جانے کا حکم نہین سلیم دروازے پر بارگاہ کے آیا سپاہی نے روکا اسنے کہا جاکے
عرض کرو کہ سلیم در بارگاہ پر حاضر ہی کچھ عرض کیا چاہتا ہی مفتاح نے کہا بلا لو سلیم اندر آیا جھک کے
سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھرنے لگا کہا ہزار جان ہماری آپ پر تصدق ہو سرکار کو بہت متفکر
پاتا ہون آپ کے انتشار سے بہت گھبراتا ہون یہ کہنا تھا کہ مفتاح بیقرار ہو گیا کہا ای سلیم کیا کہون
جو کچھ قلق ہی پسر حمزہ نے میرے شہر مین جاکر یہ فساد برپا کیا اسوقت تجکو پرچہ اخبار گذرا ہوگا تمام
پیران کے یہ آفت برپا ہوئی کہ پیران زخمی لوانے گھر مین لیگیا وہین سے اس آگ کا شعلہ بھڑکا
یہ بھی مین نے سنا کہ پسر حمزہ ملکہ شیرین ادا کے پاس ہو آیا اسلیے اسکے محبت ہی بروز شرط وہ بھی

جان دینے پر آمادہ تھی مین یہ چاہتا ہون کہ یہ گیسو بریدہ میرے قبضے مین آجائے مین اسکو قتل کر کے خدمت مین شاہان نور افشان کی چلا جاؤن وہ وہان سے ایسے کسی ساحر کو بھیجینگے وہ اُسکو پکڑ لیجائیگا سلیم نے کہا ملکہ کو مین پکڑ لاؤنگا آپ کیون گھبراتے ہین مگر ان لوگون کے مقابلے کی کیا تدبیر ہوگی مفتاح نے کہا مین شبخون مار کے نکل جاؤنگا سلیم یہ سنکر اُسی وقت باندھ ہائے عیاری سے آراستہ ہوا طرف لشکر شاہزادہ خاور سپاہ کے چلا ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا اول بارگاہ قاسم مین آیا دیکھا قاسم نے بدیع الزمان کے واسطے کس دھوم سے سامان دعوت مکمل کیا ہے ایک رقاصہ پریچہرہ سامنے کھڑی ہوئی بصد ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے غزل

اٹھے اُٹھنے کے بھروسے پہ جو شادان دل ہوا
زندگی جو تلخ ہو کر اب مرنا مجھے مشکل ہوا

راحت مرگ محبت اُس سے پوچھا چاہیے
جو کہ مجھ سے اپنے جی مین مین بھی اس قابل ہوا

موت بھی قسمت نے کھولی کیا بری تھی یہ امید
جب جھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

مہربانی مجھ پہ کیون کی تھی کبوتر نے کہ ہائے
مین رہا زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا

ملیے ظالم جو نہ پوچھے یہ بھی تیرے ناز سے
کسطرف کوئی موا کس جا کوئی بسمل ہوا

نوجوانی کا برا ہو اُسکو ہر جا لی گیا
جی بہا جاتا ہے جب وہ پیار کے قابل ہوا

قدر مینا غرت جام و سبو جاتی رہی
جو تمھاری بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا

بے مروت تند خو نا آشنا بے رحم مزاج
رو دیے اُس بخت پر جو تجھ سے کچھ سائل ہوا

گھیر بیٹھے ہین عزیز و اقربا اُٹھے نہین
اے نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا

سلیم کھڑا دیکھا کیا دو تین ایک بیٹھے مین دیکھے شوکت ان جوانون کی دل مین کہتا ہے کہ خوف ہمارے آقا کا جاتا ہے حقیقت مین جوانان بے نظیر ہین ہمارے آقا پر غالب آسکتے ہین قاسم سامان دعوت مہیا کر کے باہر نکلے ایک خدمتگار سے کہا کہ بہران و فضل جیسے پر ملکہ کے نگہبان ہین یہ خوان کھانے کے وہان بھجوا دو خدمتگار پیچھے ہٹا سلیم نے اُسکا پیچھا کیا چونکہ خود بھی خدمتگار بنا ہوا تھا پکار کر آواز دی بھائی صاحب کیا ضرورت ہے اُسنے کہا دو مزدور چاہیے ہین سلیم نے کہا آپ یہان تشریف لائیے مین دو مزدور بلا دون خیمے کی آڑ مین لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر چوبدار سے کہا دو مزدور بلا دو چوبدار جا کے دو مزدور لایا خاصے کے خوان اٹھوا کر سلیم ساتھ چلا راہ مین اُسنے مزدورون سے کہا خوان اس مقام پر رکھدو ادھر بڑھکے دیکھو تو کوئی چوبدار تو نہین آتا ہے مزدور اُسطرف گئے اُسنے خوان کھول کر سب کھانے مین بیہوشی ملا دی مزدور جب پلٹ کے آئے کہا خوان اُٹھاؤ اب لیکر یہ چلا یہان فضل و بہران بیٹھے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین بہران کہ رہا ہے کہ اے فضل مین تو مسلمان ہوا تمکو دیکھے اسوقت طبیعت بہت خوش ہوئی فضل نے کہا اے برادر مین نے اطاعت شاہزادہ بدیع الزمان کی کی باپ میرا گیا ہور خون آشام کر لیاقت و شوکت مین دربار کنجاب مین وحید عصر تھا اُسنے اگر مجھکو زخمی کیا سات بھائی میرے ہین وہ سب لڑے زخمی ہوے آخر قلعہ بند ہو گیا ہور خون آشام نے یورش کیا اور مشکل یہ تھی کہ اسی باغ مین ملکہ گوہر ملک موجود تھین خوف یہ تھا کہ اگر خدا نخواستہ قلعہ فتح ہو گیا ہم تو مر دہین اگر ہم

لڑے بھڑے مارے گئے کوئی ہرج نہین ہی مگر وہ شاہزادی والا قدر نقاب چہرہ بے نظیر بے
مثل بدیع الزمان کے انتظام کرتی پھرتی تھین اور ایک ایک سے یہی کہتی تھین کہ یارو نہ گھبرانا
یہ نہ سمجھنا کہ مجھکو گیا ہور گرفتار کریگا اور اگر خدانخواستہ پھاٹک ٹوٹا اور وہ اندر آیا تو مین تم سب کے
ساتھ لڑ بھڑکر مرجاؤنگی کنیزان بدیع الزمان قید نہونگی مین صاحبقران کی بہو ہون خدانخواست
مجھکو نامحرم دیکھین آپ لوگ یہ گمان نہ کیجیے گا مین خود گیا ہور خون آشام سے مقابلہ کرونگی
مگر جب گوگون کو طے کر کے گیا ہور قریب خندق پہونچا کہ اسوقت آقا ہمارے آ پہونچے یہ یک ضرب
شمشیر گیا ہور خون آشام کے دو ٹکڑے کیے ای بیران ان شیرون کی لڑائی عجب تماشے کی ہی حقیقت
مین یہ فراش راہ دین اسلام ہین ہر ملک مین انکے نام ہین یہ باتین تھین کہ سامنے سے دیکھا ایک
خدمتگار دو خوان سر پہ لیے آتا ہی فضل نے پکارکر پوچھا کون آتا ہی اُسنے بر عکس کہا دو خوان کھانے کے
آقاے نامدار نے واسطے ملکۂ عالم کے بھیجے ہین فضل نے اتروا لیے سلیم ایک جانب کھڑا ہوا ہور اب
سوچ مین ہی کہ یہ کھانا ملکہ کھائینگی ضرور بیہوش ہونگی مگر مین کیونکر اندر جاؤن او دیکھتا ہی کہ فضل و بیران
بڑے لطف سے نگہبانی کر رہے ہین جب اُسنے دیکھا کہ اندر جانیکی کوئی صورت معلوم نہین ہوئی تب
فضل سے یہ کہکر ہٹا کہ مین تو رخصت ہوتا ہون آپ خوان اندر بھجوا دیجیے یہ کہکے ہٹا کر دبارگاہ
کے پیچھے لگا پھرتے پھرتے ایک مقام پر دیکھا کوڑا بہت سا پڑا ہی اُسی مقام پہ یہ بیٹھ گیا کوڑے کی
آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا وہان خوان کھانے کے اندر پہونچے ملکہ نے کھانا کھایا اُسی کھانے کا
بقیہ خواصون کو ملا سب کھا کھا کے بیہوش ہوئین سلیم نے پہر رات رہے نقب لگا کر گوشۂ خیمے
مین سرہ نقب کا توڑا سر اٹھاکر دیکھا شمعہاے موی و کافوری روشن ہین عطر کی شیشیون کے منھ
کھلے ہین ملکہ چھپر کھٹ پر بیہوش پڑی ہین کنیزین جابجا بیہوش پڑی ہین سناٹا پڑا ہی سلیم نے اطمینان
نکلا دوپٹہ جو چہرے سے ملکہ کے ہٹا دیا کلیجہ پکڑ لیا جی مین کہتا ہی کہ سلیم ایسے جمال کو دیکھکر تین ہی
جوانون نے جانین دین کہ مزار عشاقان بنگیا اب کھڑا ہوکر سوچنے لگا کہ اگر اس محبوب پریرو کو
پاس اُس نامرد کے لے جائیگا وہ فوراً اسکو قتل کرڈالیگا کیا ملک و مال کیسی نوکری بقول شاعر
فرو زن پاک و خوش سیرت و پارسا * کند مرد درویش را پادشا * کسی اور کی نوکری کرینگے وہان
اسکو زوجہ بناکر رکھینگے یہ سوچ کر بند نقاب چہرے کے درست کیے ایک ایک اعضا پر تصدق
ہوا چادر مین اپنی پشتارہ باندھا پشتارہ باندھکر لیے نکلا اُسی نقب مین کود کر نکلا خیمون کی آڑ لیتا ہوا
لشکر سے باہر آیا جابجا لوگ طلایہ پھر رہے تھے صدا حاضر باش و ناظر باش بلند تھی خیمے
بچتا ہوا بیرون لشکر آیا صحرا کا راستہ لیا بیان امیہ کے پھرتے پھرتے خیال مین آیا چلکر بارگاہ ملکہ کو
بھی دیکھ لینا واجب و لازم ہی یہ سوچتا ہوا آتا ہی کہ راہ مین سمک سے ملاقات ہوئی سمک
نے پکارکر کہا کون آتا ہی امیہ اپنا نام بتاکر قریب آیا امیہ نے کہا ای سمک دو سردار خیمۂ ملکہ
پر ہین تمنے بھی کچھ فکر کی سمک نے کہا مین ایک دوکان مین پڑا سو رہا تھا ابھی میرا خود بخود دل
گھبرایا اب طرف خیمے ملکہ کے چلا تھا چلیے مین بھی چلون امیہ و سمک دونون دیکھتے بھالتے
قریب نقب کے پہونچے سمک نے کہا لو برادر غضب ہوا کسی نے نقب دیکھو لگا لی ہی امیہ دوڑکر

برابر نقب کے آیا تیر اعیار کا پایا امیہ نے کہا تم اندر نقب کے جاؤ مین یہان کھڑا ہون نہین کہو تو مین
جاؤن سمک نے کہا مین عیار شاہزادہ خاور سپاہ ہون مین شیر سے بھی نہین ڈرتا امیہ نے
کہا جاؤ اپنا کام کرو تمہارے آقا کو کہین فتح بھی نصیب ہوئی سمک نے کہا ایک تھپڑ مارونگا کہ آپ کا
سر اڑ جائیگا ہر مقام پہ آقاے نامدار فتحیاب رہے بفخر یہ آپ لوگ ذکر جنگ صفت صف کا
کرتے ہین کوئی غیرت دار ہوتا تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرتا بدیع الزمان فوج لیکر لڑے قائم
یکہ و تنہا شمشیر زنی کر رہے تھے صفین درہم و برہم کردین بڑی بات ہو اٹھا لینا کنجاب کا قاسم نا
بھی جا کر ہاتھ مارا ان دونون نے چلا چلا کے جو باتین کین فضل نے آواز سنکر اٹھا ٹہلتا ہوا
اس مقام پر آیا دونون مین تیغے کھنچا چاہتے ہین فضل نے امیہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے کمبخت
غضب ہو گیا برا ہے خدا تجھے کی تو خبر لو یہ کون وقت تکرار کا ہے امیہ نقب مین کود اندر خیمے
کے پہونچا دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین اور پلنگ خالی ہے امیہ روتا ہوا باہر نکلا اب یہ آن
بھی یہین آ گیا چند سپاہی دوڑے ہوئے آئے اب تو غل ہوا امیہ نے کہا اے سمک مین لشکر
مفتاح مین جاتا ہون اپنی جان دونگا مگر ملکہ کو لیکر آؤنگا یہ کہکے امیہ بھاگا جب امیہ جا چکا
تو سمک نے مشعلچی کو بلایا نشان پیرے کا دیکھتا ہوا چلا باہر لشکر کے آکر دیکھا نشان طرف صحرا
کے گیا ہے فضل وغیرہ بھی ساتھ ہین کہا اے فضل وہ عیار لشکر مین اپنے نہین گیا شاید جمال
جہان آرا دیکھکر وہ خود دیوانہ ہوا اور کہین لیگیا یہ کہکے سمک تعقب مین بھاگا رات تو بہت قلیل
باقی تھی سلیم کو دو کوس پہ صبح ہوئی پشتارے کو چھپائے ہوئے بھاگا ہوا جاتا ہے یہان امیہ
لشکر کفار مین گیا خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مفتاح مین پہونچا دیکھا مفتاح چپ بیٹھا ہے اکثر
مصاحب بھی آگئے ہین وہ کہہ رہے ہین حضور کو بڑا تردد ہے مفتاح کے منھ سے نکلگیا کہ سلیم کو واسطے
ایک کار ضروری کے بھیجا ہے اسی کا انتظار کر رہا ہون بس امیہ سمجھ گیا کہ وہ یہان نہین آیا گھبرا کے
باہر نکلا لشکر مین اپنے آیا دیکھا فضل وغیرہ حیران کھڑے ہین امیہ نے پوچھا فضل نے بیان کیا
ہے امیہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیار مذکور طرف صحرا لے گیا ہے سمک صورت بدلتا ہوا اسی جانب
گیا ہے امیہ بھی اودھر ہی بھاگا مگر صورت بدلتا ہوا چلا سلیم کا حال سنیے چار کوس اسنے راستہ طے
کیا تھا کہ آفتاب نکل آیا قضاے کار اس حوالی مین ایک قلعہ ہے سلطان بیر لوش یہان کا حاکم
ہے اسوقت بالاے قلعہ بیٹھا ہے صحرا کی سیر کر رہا ہے ملازم و مصاحب پشت پہ حاضر ہین کہ سلطان بیر لوش
نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش مگر چوکنا گھبرایا ہوا قلعے کو دیکھکر اسی جانب
آتا ہے سلطان بیر لوش نے ایک خدمتگار سے کہا ذرا بڑھکر دریافت تو کرو یہ شخص کون ہے پشتارہ کسکا
باندھے ہے قلعے مین ہمارے آتا ہے اسنے کو نہ روکنا باتون مین دریافت کر لینا سلیم سہکر و در قلعہ پہ
پہونچا کھڑکی کھلی تھی اندر قلعے کے آیا خدمتگار نے بڑھکر پوچھا کیون صاحب تم کون ہو یہ پشتارہ
کسکا ہے سلیم تو عیار ہے اسنے حواس اپنے جمع کرکے کہا کہ حضور یہان سے بارہ کوس پہ ایک
قلعہ ہے اسکو قلعہ آبگینہ کہتے ہین بعد سال بھر کے وہان خوب برف پڑتی ہے اب کی مرتبہ اسقدر
برف پڑی کہ ہزارون بندگان لات و منات دب کے مر گئے ہین اپنی زوجہ کا پشتارہ باندھکر

نے بجا کاکل سے یونہین آوارہ پھر رہا ہون آج یہ قلعہ دیکھا خیال مین آیا کوئی مکان کرایہ کا لیکر
یہین رہونگا ایک مکان کرایہ کا چاہتا ہون خدمتگار نے کہا شہر مین جاؤ مکان کرایہ کے
بہت ملینگے ہمارا شاہ بڑا قدردان ہی تمہین نوکر بھی رکھلیگا سلیم طرف شہر کے گیا خدمتگار پلٹ کے
بخدمت سلطان بہروش آیا تمام کیفیت جو سنی تھی وہ بیان کی سلطان کا عیار جو نام اسکا
وہیم سکر وہی وہیم نے کہا حضور یہ تو کچھ بات بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہی اس بات مین کچھ فکر ضرور
ہی یہ کہکر وہیم چلا سلیم نے شہر مین آکر ایک مکان پر کرایہ لیا اُسی وقت کھڑے لے کے ایک
چاندنی ایک دری لیکر مکان مین بچھائی ملکہ کا پشتارہ رکھا وہیم پشت مکان پر کمند مار کر چڑھ گیا
غور دیکھ رہا ہی کہ عیار نے پشتارہ کھولا پشتارے سے ایک آفتاب طالع ہوا اب جو نگاہ غور
دیکھا ایک حور پیکر سمن بر غنچہ دہن رشک گلشن کو اس پشتارے مین سے اسنے نکالا فرش پر اسکو
بٹھایا فتیلۂ رفع بیہوشی دیا ملکہ کو ہوش آیا عیار ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنا خیمہ
نہ پایا ایک خالی عیار دست بستہ سامنے کھڑا ہی ملکہ نے چادر سے منھ چھپا لیا کہا ارے تو
کون ہی قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مین مفتاح زرین کمر کا عیار ہون سلیم بکر و میرا نام ہی
آپ کو لینے چھانے کیواسطے بھیجا تھا مین جو آیا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہوا اگر اس سفاک کے
پاس لے جاتا وہ فوراً قتل کروالتا مین آپ کو قلعۂ ہیراثیہ مین لے آیا یہ مکان مین نے کرایہ کو
لیا ہی مجھکو اپنا غلام جانو کبھی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا مین نے جان حضور کی بچائی ورنہ
وہ بیچا فوراً قتل کرڈالتا مین عیار ہون یہان کے شاہ کی نوکری کرونگا سب سامان مہیا ہو جائیگا
ملکہ نے یہ سنکر کہا او مردود یہ تو نے کیا حجاب مارا خبردار اگر ایسا کبھی خیال کریگا تو بہت پچھتائیگا اب
پاؤن کی جوتی سر کو آنے لگی تو بھی اس لایق ہوا کہ ہم تجھکو شوہری قبول کرین ہرچند سلیم نے منتین
کین خوشامدین کین مگر ملکہ نے جواب سخت دیے کہا مین ہرگز نہ کچھ کہا فرمائی نہ کچھ ہوگی تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دونگی عیار یہ سمجھا ابھی تازہ تازہ قایم سے چھوٹی ہی یہ کہکر نکلا کہ مین اب کیواسطے
سامان ضروری کا فکر کرون ملکہ نے اُٹھکر زنجیر دروازے کی بند کر لی بیٹھکر رونے لگین کہتی ہین اے
فلک تو نے یہ کیا سامان کیا کسکے قبضے مین پھنسایا ایک گھر کا پیادہ اگر شاہزادے ہمارے
قریب ہوتے دامن تھامکے عرض کرتے

نظم

ولا ہرچند ساحر منھ کو اکثر بند کرتے ہین	ہزارون جیلا دیکھون تو کیونکر بند کرتے ہین
نہین پروا اگر وہ روزن در بند کرتے ہین	تصور کے لیے ہم دیدۂ تر بند کرتے ہین
اسیری کا جو وقت آیا کہا رو رو کے یوسف نے	مجھے اب کنج زندان مین برادر بند کرتے ہین
درازی عمر کی ہی ہر کسی کی خاکساری سے	نہین مجھے جو خاک سے انگر بند کرتے ہین
تجھے ای ماہ دیکھا خاک پھر خورشید کو دیکھین	ہمیشہ صبح دم آنکھ اپنی اختر بند کرتے ہین
سنا ہی کربلا کا حال رندون مین غضب واعظ	مے گلگون نہ کیا پانی ہی کافر بند کرتے ہین
نہ کر پرواز بھی ای طائر جان ایک دم رہجا	وہ باہر آنے دیتے ہین اب کبوتر بند کرتے ہین
یہان صیاد ایسا رشتۂ نازک خیالی سے	ہزارون طائر مضمون کو ہم پر بند کرتے ہین

وہ رشک حور جب رخسار تاباں کھول دیتا ہو — ملائک اپنی آنکھیں چوندھیا کر بند کرتے ہیں
مرے چاک گریباں سے جنوں جو تنگ آئے ہیں — دوکانیں چوک کی سارے رفوگر بند کرتے ہیں
اسی صندوق میں کل اُنکی لاشیں بند ہوتی ہیں — یہ حیراں ہوں کہ غافل کس لیے زر بند کرتے ہیں
تعجب کیا کوئی ادنیٰ اگر غالب ہوا اعلےٰ پر — پیادے بھی شہ شطرنج کا گھر بند کرتے ہیں
نہ دم مارو اگر غواص دریائے محبت ہو — کہ غواصی میں دم اپنا شناور بند کرتے ہیں
بہت گر گر کے گرمی غیر سے وہ سوخت دیتا ہو — جبھی واسوخت کے مضمون ہم اکثر بند کرتے ہیں
اڑا لیجائیگا شوق چمن تکیے کے تکیے کو — عبث صیاد تکیے میں مرے پر بند کرتے ہیں
ترے قاتل بھنووں پر جھوٹی میں کیا مری نظریں — کہ خنجر غش میں اگر چشم جوہر بند کرتے ہیں

اسطرح بلک بلک کے ملکہ رو رہی ہیں کبھی کہتی ہیں ای فلک یہ تو نے کیا کیا مگر دہیم یہ معرکہ دیکھکر بھاگا خدمت میں سلطان ببر پوش کی آیا کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی یہ شخص عیار ہی ایک شاہزادی غنچہ دہن یکتا حسن میں بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر میری تو آنکھیں چوندھیا گئیں اسکے جمال جہان آرا پر نگاہ نہ پڑی آنکھوں کو خیرگی حاصل ہوئی لیکن اس عیار سے آزردہ ہی اسی کے گھر کا نوکر ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی نمکحرامی کی لے بھاگا ہی مگر وہ شاہزادی بات نہیں کرتی ہی یہ سنکر سلطان ببر پوش گھبرا گیا کہا اس عیار کو بلا لاؤ اسکو قید کریں اس محبوب مرغوب پر ہمارا قبضہ ہو دہیم نے کہا لائق تو وہ حضور ہی کے ہی یہ بیجا دعوی کرتا ہی کہا ڈھونڈھکے ہمارے پاس اسکو لاؤ دہیم چلا بازار میں آیا دیکھا سلیم کھڑا ہوا اشیاے ضروری خرید رہا ہی دہیم نے کہا ای برادر چلو تمکو ہمارے شاہ بلاتے ہیں سلیم نے کہا میں گھر کا انتظام کرلوں دہیم نے کہا تم چلو تو وہ شاہ ہیں کل سامان تمکو اپنے گھر سے دینگے فرش و پلنگ وغیرہ سب ممکن ہو جائیگا سلیم ناچار دہیم کے ساتھ ہوا مگر پریشان یہ بھی سوچتا ہی کہ اگر نجومی نجاؤن غیر ملک میں آئے ہو وہ گرفتار کرکے لیجائے تو کیا ہو اول تو ناراضی ملکہ کا بہت خیال ہی پریشان پریشان دہیم کے ساتھ سامنے سلطان ببر پوش کے آیا سلطان نے دیکھتے ہی کہا کیوں او بردہ فروش تو کس شاہزادی کو چرا کے لایا سچ بتا ورنہ ابھی تجھے قتل کرونگا سلیم کانپنے لگا سر جھکا کے اتنا بولا کہ حضور شاہزادی کیسی میں اپنی زوجہ کو لایا ہوں بادشاہ نے کہا اسکو لے جاکے قید کرو مابدولت دریافت کرلینگے ہرچند سلیم چلایا پناہ دہائی کون سنتا ہی سلیم کو لیجا کر قید خانے میں قید کیا بادشاہ نے لباس فاخرہ زیب جسم کیا کہا ای دہیم مجھکو لے چل مجھے اسکو دکھا دے دہیم سلطان ببر پوش کو لیکر چلا یہاں ملکہ نے دروازہ بند کرلیا ہی اپنے حال مصیبت مآل پر رو رہی ہیں کہ بادشاہ دروازے پر پہونچا مصاحب و رفقا سب ساتھ ہیں ڈنکے پر چوب پڑی ملکہ گھبرا گئیں سمجھیں کچھ گل پھولا دہیم نے دروازے پر آکے آواز دی ای ملکۂ عالم آپ کے لینے کو بادشاہ تشریف لائے ہیں اس دزد کو قید کیا آپ سلطنت کے گھر میں چلیے خود شاہ تشریف لائے ہیں آپ دروازے کی درار سے ملاحظہ فرما لیجیے سعد حضور کیوں بیقرار ہیں اگر حکم دیجیے کنیزیں وغیرہ بھیجی جائیں یہ مکان آپ کے رہنے کے لائق نہیں ہی محافۂ زریں حاضر ہی ملکہ نے درار سے دیکھا ایک بادشاہ تاج پہنے

کہا ای ملکہ نے کہا ای شخص بادشاہ نے کیون تکلیف فرمائی ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار
ہم ایسے مصیبت زدون کو منھ لگانا لیاقت سے شاہ کی سراسر خلاف ہی اگر عنایت فرماتے ہین تو
پوری مہربانی فرمائین اگر اُس ناہنجار کو قید کیا مجھکو لشکر شاہزادہ خاور سیاہ مین پہونچوا دیجیے وہ لوگ
آپ کے ممنون ہونگے اس فصاحت سے ملکہ نے یہ باتین کین کہ سلطان بیہوش مرگیا کہا ای
وہیمیم اسکی فصاحت نے تو مجھکو حلال کر ڈالا میرے کلیجے پر چھریان چل گئین تونے ذکر کرکے تو
بتایا کہ کیا تھا اب تو مجھپر خنجر کلام چل گیا یہ تو مسلمان کا نام لیتی ہی خاور سیاہ وغیرہ حمزہ کا لقب ہی
ارے یہ تو پوچھ کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی یہ وہ قتال عالم تو نہین ہی جسکے واسطے فراعشاق
لنگیاتین سو شیر نوجوان مارے گئے اب جو وہیمیم نے کلام کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کہا مین ہرگز زنجیر
نکھولونگی بادشاہ تمہین خوشامد مین کرتا ہی کہ آپ اکیلے مکان مین ہین کچھ کنیزین بھیجدی جائین ملکہ
نے کہا کنیزین میرے پاس آکے کیا کرینگی کسی سے خدمت لینے کی خواہش نہین جان بچانے کی
کاہش نہین جو شاہ کے مزاج مین آئے وہ کرین مگر یہ امید دل سے نکال ڈالیے کہ مین آپکے
قبضے مین آؤن میرے اوپر سوائے ایک شخص کے تمام دنیا کے مرد حرام ہین وہیمیم نے پوچھا
وہ کون صاحب ہین کہ جو آپ پر حلال ہین ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکے کہا فرد آفتاب باشرق
دین پروری ✤ شہسوار لال پوش خاوری ✤ یہ سنکر بادشاہ اور زیادہ جھلایا ناچار ہوکے پلٹ گیا
تخت پر آکے بیٹھا حکم دیا شہر مین ڈھنڈھورا پٹ جائے اشتہار چسپان ہون کہ جو کوئی عورت
یا مرد اس عورت کو مجھسے راضی کردے جو مانگے وہ دون اگر سلطنت کہے تو انکار نہ کرون ملکہ نے
منھ پیٹ کے کہا او شخص کیا بیہودہ بکتا ہی خبردار اب کوئی کلام مہمل زبان پر نہ لانا جو تجھسے ہوسکے
وہ کر ہمارے جو باطن مین تھا وہ تجھپر ظاہر کردیا یہان شہر مین ڈھنڈھورا پٹا کچھ عورتین کٹنیان
چلین اتفاقات قضا و قدر میان محمود نامے خواجہ سرا جسنے ملکہ کو گودیون مین پالا چند سے سے
کچھ مفتاح کی تنگی ہوگئی لگلیا کچھ تجارت کرنے لگا یہ بھی سرا مین اترا تھا غلامون نے خبر دی
میان صاحب آپ نے سنا کوئی شاہزادی اسطرح شاہی مکان مین بند ہی وہ اپنے تک
کسی کو آنے نہین دیتی بادشاہ سے ناراض ہی اپنے حسن و جمال پر بڑا اغماض ہی بات کا جواب
تک نہین دیتی یہ سنکر میان محمود چلے کہتے ہوئے کہ ہم تو شاہزادیون کے رازدار ہین بادشاہ
سے اسی وقت جاکر سلطنت لیتے ہین یہ باتین سوچکر محمود خواجہ سرا پاس بادشاہ کے آیا پوچھا
حضور وہ بیزار عورت کہان ہی ہم لوگ ہمیشہ شاہزادیون کے ہمراز رہتے ہین آنکھ ملتے ہی راضی کرینگے
آدمی کو ساتھ کردیجیے مکان ہمکو دکھادے ہماری بات کوئی نہ سنے ہم اپنے طریقے مین اُسکو
سمجھا لینگے بادشاہ نے وہیمیم کو حکم دیا کہ مکان دکھا کے چلے آؤ وہیمیم عیار ساتھ آیا اُسنے
آکے مکان دکھا دیا کہا سامنے دیکھو وہ مکان ہی دروازہ اُسنے بند کرلیا ہی کوئی کھلوائے وہ دروازہ نہین
کھولتی محمود چلا قریب دروازے کے آیا دراز سے جو جھانک کے دیکھا کہ ملکہ شیرین ادا صحنخانہ
مین بال کھولے پریشان بلک رہی ہی پکار کے آواز دی ارے او ظالم دروازہ کھولدے مین ہون
محمود خواجہ سرا تیری آہ و زاری نے مجھکو یہان تک پہونچایا ملکہ نے جو آواز آشنا پائی اُٹھ کر

قریب دروازے کے آئی فرمایا محمود تمھارے ساتھ تو کوئی نہین ہی کہا ارے ظالم میرے
ساتھ کون ہوگا مین اکیلا یہان آیا ہون تو میان کہان مجھے جب سے تیرے باپ نے
نکالدیا ملک بملک تجارت کرتا پھرتا ہون یہان بھی سرا مین اترا تھا بادشاہ نے ڈھنڈھورا
پٹوایا مین بھی خبر سنکر آیا جب ملکہ کو اطمینان کامل ہوا کہ محمود اکیلا ہر طرح سمجھ لیا کہ تیرا کیا کر سکتا ہی
دروازہ کھولا محمود اندر آیا ملکہ کو اسنے برسون گودیون مین کھلایا ہی لپٹ کر ملکہ خوب روئین خواجہ
نے کہا ارے یہان تک تیرا آنا کیونکر ہوا ملکہ نے قاسم کا آنا شرط پوری کرنا راہ مین مفتاح
کار و کنا سلیم عیار کا چرانا اس ملک مین آنا سلیم کا قید ہونا سب لفظاً لفظاً بیان کردیا محمود کے
ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ بادشاہ تو میرا دشمن ہی وہان کا ہے کو لیجاؤن جس بادشاہ کو نذر
دیدونگا یہ تو ایک لال بے بہا ہی لاکھون روپئے ملینگے جو دیکھیگا بحال ہو جائیگا حسن کا اسکے
تمام عالم مین شہرہ ہی تمام عالم مین مشہور ہی کہ اسکے واسطے تین سو شاہزادون نے جان دی
ہزار عشاق کی بنا ہوا ہی تمام عالم مین مشہور ہو جو سن پائیگا کہ یہ وہی شیرین ادا ہی یہ وہی معشوق یکتا ہی
دولت دنیا سے نہال کردیگا دامن خواہش تیرا زر و جواہر سے بھر دیگا دل مین تو اس ظالم نے یہ سوچا
ظاہر مین کہا ای ملکۂ عالم مین تو آپ کے باپ کا نمک خوار ہون قاسم کے پاس تو نہ لے چلونگا آپ کے باپ
کے پاس پہونچا دونگا یہ ذمہ کرتا ہون کہ ہاتھ نہ لگا سکینگے پہلے سب حال بیان کرلونگا تب آپ کو ظاہر کرونگا
ملکہ نے کہا خیر تمکو اختیار ہی اسنے کہا کہ آج دن کو مین بادشاہ سے کہونگا کہ مین نے تھوڑا تھوڑا راضی کیا
ہی آج رات کو بالکل راضی کرلونگا دوسرے دن مین آپ کے پہلو مین بٹھا دونگا مین رات کو آؤنگا تم کو
نکال لے چلونگا ملکہ سے بخوبی وعدہ کرکے دل رکھنے کو یہ بھی کہدیا کہ نہ گھبراؤ مین تمکو قاسم کے
پاس پہونچا دونگا ملکہ نے کہا ای محمود اگر ایسا کیا تو دولت دنیا سے تمکو بے نیاز کرادونگی خوب
باتین کرکے محمود چلا گیا پاس سلطان پریوش کے آیا عرض کی ای شہریار ہم لوگ تو شاہزادیونکے
رازدان ہین آپ کے کہنے مین فرق پڑا تھا جوان عورت مرد کے نام کی بھوکی ذرا راہ پر آئی ہی مین
کل تک لاکے آپکے پہلو مین بٹھا دونگا بادشاہ بہت خوش ہوا محمود کو خلعت دیا اسنے کہا
کہ یہ حکم ہو جانے کہ مین جسوقت جی چاہے جاؤن راہ گلی مین مجھکو کوئی روکے ٹوکے نہین بادشاہ
نے یہ بھی حکم دیدیا کہ محمود جسوقت چاہے جائے خبردار کوئی روکے ٹوکے نہین محمود آکے
سرا مین بیٹھا مال و اسباب تو اپنا لدوا کے غلامون کو سوار کرا کے روانہ کردیا صرف دو مرکب
رہنے دیے جب دن گذر چکا معشوق ماہ تابان نے انجمن انجم آراستہ کی اور زہرہ رقص کرنے لگی
صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی دو پہر رات گئے محمود خواجہ سرا دو مرکب باد رفتار لیے ہوئے لیکر
دروازے پر ملکہ کے آیا ملکہ بھی منتظر تھین دیکھتے ہی دروازہ کھولدیا محمود نے کہا کیسے سوار
ہو جیے ملکہ پشت مرکب پر سوار ہوئین ایک گھوڑے پر محمود سوار ہوا نقاب ملکہ نے اپنے
چہرے پر ڈال لی ساتھ محمود خواجہ سرا کے قلعے سے نکلکر طرف صحرا کے روانہ ہوئین سلطان
رات بھر انتظار مین رہا نیند نہین آئی کبھی گھبرا کے اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی چیخین مار مار کر روتا ہی نظم

کسی طرح گل رخسار یار دکھلا دے	ترس رہی ہین یہ آنکھین بہار دکھلا دے	بلا دکھے صورت گوارہ آسمان کو

آتر تو آ و دل مضطر اور دکھلا دے
نظارۂ رخ روشن ہو زیست کی تیری
وہ گل جو حسن کی اپنے بہار دکھلا دے
نشانہ تیر ادا کا ہوا ہوں اے صحرا
تجلی رخ انور جو یار دکھلا دے

پڑا ہوں ترے در پہ بہ رنگ نقش قدم
پھر اپنی شکل مجھے ایک بار دکھلا دے
گروں میں خاک پہ غش کھا کے میں کلیم
وہ اپنی آنکھیں جو وقت شکار دکھلا دے

ذرا مکان اگر کوئی یار دکھلا دے
تڑپ کے بھر نفس تن میں میرا بلبل دل
جو شکل پردۂ انور سے یار دکھلا دے
غش آئے صورت موسی ابھی مجھے اے نور

یہ اشعار اس طرح سلطان نے بلک کر پڑھے کہ دیکھیے ہر ہر زہرہ پھٹا جاتا ہی گرا ہی
شہر یار آپ کیوں اسقدر گھبرائے ہیں آہوئے وحشی کو رام کر رہا ہو کا تب گریبان صحرا اسکے
غم میں چاک ہوا گھبرا کے کہا ای دمیم اب تو میرا دم لبوں پر آیا ہی جا کے دیکھو تو کیا سبب کہ ہر دمیم
جو پہنچا جا کے دیکھا دروازہ مکان کا کھلا پڑا ہی گرد جو لوگ رہتے تھے اُنسے جو پوچھا انھوں
نے کہا کہ کچھ رات باقی تھی کہ وہ خواجہ سرا دو گھوڑے لیکر آیا ملکہ کو سوار کر کے لیگیا یہ خبر وحشت
اثر اگر عیار نے بادشاہ سے کہی یہ سنکر سلطان بیہوش گھبرا گیا کہا جلد ہمارا لشکر تیار ہو وہ نازنین
تو ہماری جان سے گئی سینے میں دل نہیں روح کو راحت نہیں قلب میں قرت نہیں بارہ ہزار
فوج کو تیار کر کے سلطان چلا شہر بھر میں ہنگامہ ہے سلیم قید خانے میں قید ہے مگر سماک بلیدانی
آوارۂ دشت ادبار زندان مصیبت میں گرفتار پھرتا پھرتا قریب قلعۂ بیرانیہ پہونچا خفیہ بنا ہے شہر
میں آیا دیکھا جابجا دوکاندار بازاری کچھ چرچے کر رہے ہیں سماک نے ایک شخص سے پوچھا
معلوم ہوا ایک عورت کو ایک عیار لایا اب اُسکو ایک خواجہ سرا نکالکر لیگیا بادشاہ اُسکی تلاش میں
گئے ہیں سماک چھپتا اور سوچا کہ یہ اُسی ظالم کا ذکر ہی مگر محمود خواجہ سرا جو ملکہ کو لیکر چلا تین کوس
جا کے صبح ہوئی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیوں میاں اب مجھکو کہاں لیے چلتے ہو خواجہ سرا نے
کہا ای ملکۂ عالم قاسم بیچارہ کیا ہی اور مفتاح کی کیا حقیقت ہے تمہارے حسن عالم سوز کا چرچا اور
شہرہ ہفت اقلیم میں پہونچ چکا ہی جس بادشاہ کے یہاں لیجاؤنگا مجھکو بھی نہال کر دیگا اور تمھیں
عہدۂ سلطنت ملیگا ملکہ کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا کہ یہ بیمار مجھکو کسی کے ہاتھ فروخت کریگا اسنے تو
عجب بات سوچی ہی اگر مجھکو یہ منظور ہوتا تو سلطان بھی سلطنت دیتا تھا میں تو عاشق جمال
شاہزادہ خاور سیاہ ہوں انھیں کی جستجو میں تباہ ہوں دیکھوں تقدیر کیا دکھاتی ہے دل سے
یہ باتیں کر کے خاموش ہو رہیں محمود کو کچھ جواب نہ دیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے ضبط کر کے
رہ گئیں ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگیں کبھی فلک کو دیکھتی تھیں انتظار میں شاہزادہ خاور سیاہ
کے یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

ہو وحشت وحشت میں یہ میری چشم تر پوشاک ہی
خواہش نظارہ کو ضعف بصر کا باک ہی
خوار ہو نکلا جو کوئی صحبت ناجنس سے
فاش اخفا میں ہوا جاتا ہی اسرار عشق
سیکڑوں زنجیر آتے ہیں جلو میں خود بخود
کھینچتا ہوں جوش گریہ میں اگر میں آہ سرد

داغ سر پر پاؤں میں چھالا ہو بدن پر خاک ہی
راتدن آنکھوں کے آگے روئے آتشناک ہی
جیب غلط دریا سے قطرۂ مشتعل زرناک ہی
زخم ہے جو تیر سے ہنستا دل اگر غمناک ہی
ای شکار افگن تجھے کیا حاجت فتراک ہی
بنکے کتا ہی ہر ابر ساعت کی تمناک ہی

خصم ہی شیرین دہانی تجھسے ای شیرین دہن | نیشکر سے بھی فزون شیرین تری مسواک ہی
بھاگتے ہین پاؤن مین چبھ چبھ کے یہ قسمت کے خار بھی | کیا مرا صحرا معاذ اللہ وحشت ناک ہی
پیرہن کی نوجوانی مین اڑی تھین دھجیان | جسم گل مین یہ مری اتری ہوئی پوشاک ہی
ہر عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین | سو جھکے کیا زاہد تجھسے انکھونکے آگے ناک ہی
دربا ہر اک جہان تیر اشکاری شہسوار | صید کیا صیاد بھی یان بستۂ فتراک ہی
عشق اسکی جامہ زیبی کا ہر کچھ سودا نہین | شکل گل یان جیب بیدست جنون صد چاک ہی
آگے افتادون کے عالی منزلت ہوتے ہین خاک | دیکھو ہر پانی کے نیچے گنبد افلاک ہی
عالم بالا سے ہم دست پاتے ہین جو رزق | اپنے آگے آسمان اک دار بستہ تاک ہی
تیر سے آگے رنگ گلشن ہوگیا ایسا سفید | جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہی
موے مژگان ہوگئے پانی مین رہنے سے سفید | انتہا رونے کی کچھ اے دیدۂ نمناک ہی
گو بظاہر خاک کے پتلے ہین سب یکسان مگر | کوئی ہی اکسیر ان مین اور کوئی خاک ہی
رہ گئی حسرت کہ پہونچون اسکے کوچہ یار مین | بعد مردن خاک مین بھی مجھکو راحت خاک ہی
ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین | صید مضمون جو ہی ناسخ بستۂ فتراک ہی

اس رنج و غم مین ساتھ محمود کے چلی جاتی ہین کہ پشت سے گرد اڑی محمود نے گھبرا کے کہا ملکہ معلوم ہوتا ہی سلطان لشکر کو لیکر آ پہونچا اب دونون کا ساتھ رہنا مناسب نہین آپ داہنے ہاتھ جائیے مین بائین ہاتھ جاتا ہون ملکہ یہ سنتے ہی جس جانب اسنے نشان بتلایا تھا اسی جانب روانہ ہوگئین ایک مقام پر چند نخل تھے ملکہ گھوڑے سے اتریں گھوڑے کی لجام اتار کے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ نخلستان مین چھپکر بیٹھین محمود جو بھاگا تو ایک درخت پر چڑھ گیا گھبراہٹ مین گھوڑا زیر نخل ہی رہگیا ملازمان سلطان بہ کوشش ڈھونڈھتے ہوئے آئے گھوڑے کو دیکھکر بالاے نخل دیکھا پوچھا بتا تو نے ملکہ کو کیا کیا یہ کچھ الٹی پلٹی باتین کرنے لگا ملازمان سلطان نے اسکو قتل کیا لاش مین ڈالکے چلے گئے ملکہ گھڑی دو گھڑی کے بعد جو وہان سے نکلین اسی مرکب پر سوار ہوکر ایک جانب چل نکلین دن بھر اسی دشت مین پھرتے ہوئے گذرا شب کو ایک نخل کے سایے مین ٹھہرین خیال مین گذرا ایسا نہو کہ شب کو کوئی شیر بھیڑیا آوے خدانخواستہ ہلاک کرے مرکب کو زیر نخل چھوڑا آپ نخل پر چڑھ گئین شب کو شیر آیا اس مرکب کو شکار کیا ملکہ دیکھا کین ڈر ہوا کہ مین گر نہ پڑون کمر مین کمندین باندھ لین بوقت سحر لرزان و ترسان پیدل جی بکل ایک جانب روانہ ہوئین پیدل چلنے کا کبھی اتفاق نہین ہوا خار صحرا پابوسی کرنے لگے آبلے پھوٹ کے روتے تھے کہ ہمارے مالک پر کیا جفا گذری کبھی ملکہ بیقرار ہو کر آہ کرتی ہین

نظم

ہوگیا آبلہ دشت مژہ ہر آنسو
جسم سے روح نکلتی ہی یہ بنکر آنسو
ایک اک قطرہ مین ہی عکس تصور سے ترے

یاد قد مین جو گرین ہی برابر آنسو
دست بیضا کا دکھانے لگا جوہر آنسو
آنکھونسے شوق رخ یار مین نکلے ہمرنگ
نکلے بحر طلسمات کے گوہر آنسو

کردین پیدا ابھی ہنگامۂ محشر آنسو
باعث ضعف ہی فرقت مین اگر آنسو
ہوگئے بری طرح جامے سے باہر آنسو
ہوگئے شیشے مین جو ساقی کی رکاوٹ دیکھی

گر پڑے آنکھوں سے میری کئی ساغر آنسو
دل سے آنکھوں میں گئے آنکھوں سے دامن میں گرے
مردم چشم کی صورت ہو مرا گوہر آنسو
رو رو لگا نوح حسینی کے جو ماتم میں فقیر

یہی آفت ہے قیامت میں بلا میں جا
اوج پر آ کے ابھی کھا گئے ٹھوکر آنسو
یہی رونا ہے تو نکلیگا لہو رگ رگ کا
ایک اک رتبہ نکلینگے بہتر آنسو

کیا ہین کچھ نوح کے طوفان سے کمتر آنسو
فرقت اک ذرہ کی ہے خون رلاتی مجھکو
چند روزون مین کرینگے مجھے لاغر آنسو

روتے روتے ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئیں چونکہ صحرا مین سناٹا ہے ہوا بند تھی گرمی کے جوش مین چادر سر سے ڈھلکی ہوئی پانی کی خواہش دل پر ہزار طرح کی کاہش سر جو اٹھا کر دیکھا دور سے بڑے بڑے درخت معلوم ہوئے ملکہ اٹھکر گرتی پڑتی اسی جانب چلین جب قریب پہونچین تو دیکھا تکیہ ہے لڑکھڑاتی ہوئی تکیے کے اوپر حجرہ ہے اُمین دیکھا ایک فقیر نہایت کبیرسن یاد خدا مین سر جھکائے بیٹھا ہے ملکہ نے اُس فقیر کو جا کر سلام کیا فقیر صورت زیبا دیکھکر دنگ ہو گیا ملکہ نے کہا بابا جی مین پیاسی ہون درویش نے کہا بیٹا آؤ بیٹھو کیا معرکہ ہے ملکہ نے کہا شاہ صاحب میری مان مر گئی باپ نے اور نکاح کیا وہ عورت میرے ساتھ بغض و حسد کرنے لگی مین پریشان ہو کر نکل آئی کئی روز سے تباہ ہون فقیر نے بیٹی کہکر اپنے پاس بٹھا لیا ملکہ تو اس فقیر کے پاس رہنے لگین بہت لطف سے پیش آتا ہے سماک ملیداق پھرتے پھرتے اُسی شہر کے دروازے پر پہنچا ہوا آ کے بیٹھا سلطان پریوش چوتھے دن ڈھونڈھکر پلٹ آیا سماک نے دریافت کیا سماک کو معلوم ہوا کہ خواجہ سرا مارا گیا ملکہ کا پتہ نہین ملا سماک روتا پیٹتا ملتا کہ اب جا کر آقا کی تو کیفیت دیکھون کہ اُنپر کیا گذری میان قاسم یہ گذری کہ جب قاسم نے سنا کہ ملکہ کو کوئی لیگیا قاسم گھبرا کر بارگاہ سے نکلے کہا مرکب میرا لاؤ ابھی جا کر اُسکی بارگاہ کی دریا سے خون بہا دونگا بدیع الزمان نے جو یہ سنا اور آ کر دیکھا قاسم آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کھڑا ہے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ہے کل سردار آ کر جمع ہو گئے فضل سے یہ فرما رہے ہین کہ بھئی تمنے خوب حفاظت کی پیران تکی ہاتھ باندھے کھڑا ہے بدیع الزمان نے آ کر گلے سے لگا لیا فرمایا کہ بابا دریافت تو کرو اگر وہ پاس مفتاح زرین کمر کے پہونچی تو ابھی چلکر ذلت برباد کردین کیا مجال کہ وہ ملکہ کو دیکھ سکے کہ امیر بن عمرو اُسی وقت ٹوٹ کے آ لیں اِن کیا اے شہریار وہان جانا سراسر بیکار ہے وہ خود عیار کے انتظار مین ہے عیار اُسکا ملکہ کو لیکر وہان نہین گیا مین خوب خبرین دریافت کین ملکہ کا نشان وہان نہین ملتا بدیع الزمان نے قاسم کو روکا کہا مفتاح مجھے بھی مقابلہ کرنے کو تھا مین اُسکو جا کر تو کون فرمایا کہ بھئی وہ میدان مین آئیگا سنا تو تمنے میرے عیار کی زبانی کہ وہ اپنے عیار کے انتظار مین بیٹھا ہے دو دن قاسم کو اسی طرح حیلے حوالون مین روکا مگر قاسم کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے راتون کو جب تنہا بیٹھتے ہین فرماتے ہین ہائے سماک پر کیا گذری ہائے سماک ابھی تک پلٹ کے نہ آیا اپنی تو اب یہ کیفیت ہے نظم

ایسے بیرحم پہ کیا خاک دل اپنا آئے
سخت گوئی پہ تری کیون نہ اچنبا آئے
دیدۂ یعقوب مین جو سوا تیرے کسیکو لکھون
شرم کی بات ہے کسطرح نہ غصا آئے

مر بھی جائین تو اُٹھا نیکو نہ لاشا آئے
صورت غنچہ شگفتہ ہو دل نشگفتہ
لال ہو جائینگے پان لب پہ جو شکوا آئے
درد دل کہتا ہون اُنسے تو وہ ہنس جاتے ہین

اُن تلک کان نہین کا لیو نکے سننے کے
سیر گلشن کو اگر وہ گل رعنا آئے
وصل کے نام سے ہو رہی بگڑ جاتی ہے
اپنی قسمت پہ نہ کیونکر مجھے رونا آئے

لٹ لون اور بہار گل بیجار کا لطف
جان نہ کیونکر جائے گر یار کا نام آئے
گور کی شکل سے تا بیت شب فرقت ہے
کوئی چیونٹی بھی اگر زیر کف پا آئے
مرض عشق نہیں ہے مرض الموت ہے
نبض اٹھانے کے لیے جانب دنیا آئے

کیا تکلف ہو جو عارض پہ نہ سبزا آئے
رگ بسمل کا جو غل کانوں میں پہنچا آئے
چاندنی چھٹکے جو وہ چاند کا ٹکڑا آئے
بعد مرنے کے بھی احسان کیا یار نے
کیوں مداوے کو مرے حضرت عیسیٰ آئے
لو یہ بعد فنا حق سے دعا ہے میری

اشتیاق خط دلبر ہے جو مرغ ... آئے
آپ چشم میں وہ خود بہ تماشا آئے
ہم وہ ضعف ہیں کہ خود قطع کریں ... آئے
میری میت کے اٹھانے کو احبا آئے
ہم جو تھے ملک عدم میں تو بڑی حسرت تھی
قبر میں مجھکو نظر یار کا جلوا آئے

میرے دن صبح کر رو کے قاسم اٹھے ہیں فرما رہے ہیں کہ عم نامدار منع کرتے ہیں ورنہ اب تک میں نے اس بہیا سے فیصلہ کر لیا ہوتا سردار گرد جمع ہیں سب سمجھا رہے ہیں کہ اے شہریار آپ کے بزرگ ہیں انکے خلاف کرنا مناسب نہیں قاسم فرماتے ہیں میں اب نہ مانونگا اُسنے عیاری کو بھی چھپا رکھا جب میرے اُسکے مقابلہ پڑیگا سب حال کھل جائیگا قارن سے جھڑک کر فرمایا ہمارا مرکب لاؤ قارن گھبرا گیا مرکب تیار کرکے لایا چاہتے ہیں قاسم کہ سوار ہوں کہ بدیع الزمان نے آکے ہاتھ پکڑ لیا فرمایا اے فرزند دربار میں مفتاح کے الاذکر بھی نہیں اُس سے مقابلہ پڑیگا تم تامل کرو ہم ابھی جاتے ہیں یا اُسکا سر لاتے یا اپنی جان دیتے ہیں قاسم نے تیور پر بل ڈالکر کہا آپ نکلے پھر نا ممکن کی کی آپ کنارے بیٹھے رہینگے بدیع الزمان نے فرمایا ہم تمکو اکیلا نہ جانے دینگے قاسم کہتے ہیں میں کسی کی نہ مانونگا یہ ذکر تھا قاسم چاہتے ہیں کہ گھوڑے پہ سوار ہوں اور میان مفتاح کی گردن لون کہ صحرا سے گرد اڑی سب اسطرف دیکھنے لگے سماک ہلالی سامنے سے پیدا ہوا مگر چہرہ اترا ہوا اداس پریشان بدیع الزمان نے کہا لو سماک بھی آگیا قاسم نے پکار کر آواز دی فرزد اے پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستانسرا بگو +
سماک روتا ہوا قریب آیا عرض کی اے شہریار سب بیتے غلام نے لگائے مگر ملکہ عالم کا پتہ نہیں ملا تمام عالم چھان ڈالا وہ عیار ملکہ کو لیکر اپنے آقا کے پاس نہ گیا طرف صحرا کے روانہ ہوا قلعہ بیرانیہ میں جاکر قید ہوا ملکہ کو ایک خواجہ سرا لیکر نکل گیا بادشاہ وہاں کا تلاش میں گیا نئی بات ہوئی اُس خواجہ سرا کو مار ڈالا مگر ملکہ کو نہ پایا یہ سب دریافت کرکے غلام آپ کا واپس ہوا حضور تامل فرمائیں غلام کو رخصت کریں خدا چاہیگا تو اس ہمارے ادج حسن و جمال کو لیکر آؤنگا قاسم نے کہا اب تم کہاں جاؤگے جو اونکی تقدیر میں ہے وہ ضرور ہوگی مگر قلعہ بیرانیہ میں بھی با مشکل آبرو بچی کہا اے شہریار ملکہ ثابت قدم کوسے محبت ہیں صاحب محبت و لیاقت ہیں سوا ہے حضور کے وہ اور کسی کو قبول نہ کرینگی قاسم نے چٹکی لی اور چلکے سے کہا وہ کفتی گیر گمراہ سنیگا تو مضحکہ کریگا شب کو تم سے باتیں کرینگے ہرکارے مفتاح زرین کمر کے جو چار جاسوس حاضر تھے اُنھوں نے بھی یہ خبر مفصل دریافت کی طرف مفتاح کے چلے مفتاح زرین کمر بھی نہایت پریشان ہے اپنے رازداروں سے کہتا ہے یارو مجھکو بڑی مشکل ہے نہ روے رفتن نہ راہ ماندن کیا دل کی کیفیت کہوں اگر مقابلہ کروں سمجھ گیا ہوں کہ وہ جوان زبردست ہے نہ مقابلہ کروں تو منہ نہیں مصاحبوں سے یہ باتیں کر رہا تھا کہ ہرکارے آکر پہنچے

ہرکارون نے سب کیفیت بیان کی کہ ای شہریار یہ کیا معرکہ گذرا آپ کے عیار نے بڑی مکاری کی
خود عاشق ہو کر ملکہ کو لے بھاگا اب قلعہ بحرانیہ مین قید ہی مفتاح نے کہا اگر مجھسے موافق ہوتا
تو سلطان پیر پوش کی کیا حقیقت تھی کہ میرے عیار کو قید کر سکتے مگر وہ ملعون اسی لایق تھا
شب کو اسنے ایک صحبت جمع کی وزیران سلطنت و مشیران اصابت جمع ہوے چراغ عقل
سب کے روشن ہوے مفتاح نے کہا یارو اگر تم سب کی خوشی ہو تو لشکر میرا اصابت ہی اور
دشمن کا لشکر بہت کم ہی ہر چند کہ پیران بھی شریک ہو گیا ہی مگر وہ کیا کر سکتا ہی بدیع الزمان و
قاسم نہ ہون مین سب کو جواب دے سکتا ہون اگر تم سب صاحبون کی صلاح ہو تو آج رات کو
شبخون مارون تاریکی شب مین سب کو مار لونگا جان بچانا سب کو دشوار ہوگا سب نے کہا حضور
بات تو بہت اچھی ہی مبادا فوج آپ کی غالب آئیگی اگر آپ کے لوگ دلدہی کرکے غل ہی
مچائین تو مسلمانون کے کلیجے پھٹ جائین جنگی خاک ڈالین تو سب مسلمان دب جائین
مفتاح نے کہا سب افسرون کو حکم دیدو کہ فوج تیار رہے جالب تو سب مشتاق رہے ہین
دو دو سو چار چار سو طرف صحرا اسلئے چلے جائین جب ہمکو ضرورت ہوگی اپنے ساتھ لے لینگے
اسی وقت سے لشکر مین کھلبلی پڑگئی لشکر اسکا فرادا فرادا طرف صحرا کے جانے لگا خود بھی جاگ رہا
قاسم کو ہرکارون نے خبر دی کہ آج لشکر کفار مین کچھ سرگوشی ہو رہی ہی حیلے سے لشکر کے سوار و
پیدل طرف صحرا کے چلے جاتے ہین امیہ نے کہا حضور ہم سمجھ گئے وہ شبخون آئینگے قاسم نے
کہا آج ہم خود طلایہ دینگے ہر چند کہ ہم جانتے ہین کہ وہ شبخون آئینگے تو روکا جائیگا ابتدا ہی سے
تلوار چلیگی لشکر مین نہ آنے پائینگے فضل و قارن نے عرض کی غلامان جانباز واسطے کس روز کے
کے موجود ہین آپ کیون تکلیف فرمائین بدیع الزمان نے بھی کہا ای فرزند تم کیون تکلف
کرو حقیقت مین فضل و قارن جوانمرد کار آزمودہ ہین بہت لطف سے طلایہ دینگے امیہ
بیرون لشکر انتظام کریگا اندر لشکر کا انتظام فضل و قارن کرینگے آخر قاسم نے قبول کیا
فضل و قارن و سہراب و میلاد و پیران کے یہ پانچون سردار مسلح ہو کر پشت ہاے مرکب پر
سوار ہوے بدیع الزمان نے فضل سے کہدیا کہ جسوقت وہ ملعون شبخون لیکر آئے ہمکو
خبر دو جگا لینا فضل و قارن نے عرض کی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا سماک و امیہ نے آکے
بازار بزازان و بازار صرافان بند کرایا تاجرون کی دوکانون کا انتظام کرلیا کہا آپ لوگ
آج سویرے سے دوکانین بڑھاوین دوکاندار دوکانین بڑھا بڑھا کے چلے گئے امیہ و
سماک پھر رہے ہین مگر مفتاح زرین کمر دو پہر رات گئے سوار ہوا چار لاکھ فوج از مشرق تا بہ
مغرب از جنوب تا بہ شمال آدمی ہی آدمی معلوم ہوتے تھے مفتاح نے چار غول کیے ایک
غول پر خود دوسرے غول پر عیوق تیسرے غول پر مہرزاد زنگی چوتھے غول کا سردار
صنوبر صف شکن تین غول تین طرف روانہ کیے اپنا غول لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا یہان
قاسم و سہم اپنے ساتھ والون سے کہتے ہین معلوم ہوتا ہی مفتاح شبخون نہ لائیگا راستے بھائی صاحب
کی غلطی پر ہے مگر یہان امیہ نے دیکھا کہ صحرا سے روشنی پیدا ہوئی بڑھ کے فضل کو خبر دی

فضل و قارن و سہراب و میلاد و بہران گھوڑون کو چمکا چمکا کے آگے بڑھے دیکھا خود مفتاح گینڈے پر سوار لاکھ سوار و پیدل پشت پر ان پانچون جوانون نے نعرے کیے کون ہو جو اسطرف آتا ہی مفتاح نے نعرہ کر کے گینڈا بڑھا دیا یہ پانچون جوان بھی جا پڑے مفتاح نے پہلوانون کو و فوج کو اشارہ کیا یہ جوان دل فوج مین در گئے لڑائی ہونے لگی ابھی اس غول کو نہ ہٹا سکے تھے کہ دوسرا غول آ گھیرا پانچون سردار زخمی ہوے چو طرفہ تیغ زن مشعلین روشن ہو گئین امیہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا بھاگا بارگاہ بدیع الزمان مین آیا قدمون پر ہاتھ رکھکر جگایا بدیع الزمان نے آنکھ کھولی پوچھا خیر تو ہے امیہ نے عرض کی حضور مفتاح زرین کمر شبخون آگیا فضل وغیرہ زخمی ہوے ملاعنون نے نہ روکا فوج بیحساب ہے بدیع الزمان گھبرا کر اٹھے فرمایا انشاء اللہ ابھی چلکر روکتے ہین یہ کہکر اٹھے گھوڑے پر سوار ہو کے نکلے گھوڑے کو دوڑا کر سامنے فوج مفتاح کے پہونچے نعرہ کیا

نعرہ بدیع الزمان	بدیع الزمانم کہ در روئے زمین	تو انم کشتم آسمان بر زمین	زتیغم کسی ملک اسلام شد

کہ ہر فتنہ با اختر نام شد نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے سماک نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان جا پڑے دریاے فوج مین غوطہ مارا یہ بھی بھاگا کہ جا کر شاہزادہ قاسم کو کو پیدا کرون یہان قاسم خود بیقرار ہین تصویر ملکہ شیرین ادا آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی دل سے باتین کر رہے ہین ای قاسم افسوس نہین معلوم اس حور طلعت پر کیا گذری وہ کس حال مین ہو گی راتین ہجر کی میسر کا ہے کو تھین عشق مین ازل ہی سے نظم

وہ ذائقہ نہ کبھی وصل یار مین دیکھا
تو مشل ہی نہین رکھتا ہے باغ عالم مین
اثر نہ خاک بھی صوت ہزار مین دیکھا
گمان تھا غنچۂ خورشید کا زمانے کو
یہ داغ تازہ عروج بہار مین دیکھا
ٹپ گئے مرے نالے وہ ہجر مین سنگ
کوئی گہر نہ در شاہوار مین دیکھا
خزان نے دم مین کھلا چمن کو گویا
اٹا ہوا اسے سیر و غبار مین دیکھا
زہے کرم نہ خدا نے حساب تک پوچھا
یہ لطف صنعت پروردگار مین دیکھا
سفید بال ہوے موسم جوانی مین
جمال مہر امامت مزار مین دیکھا

کسی مین نام کو بوے وفا نہین باقی
ترا نظیر نہ ای گل ہزار مین دیکھا
شگفتہ ہو گئے گل صورت دل زنشان
فروغ رنگ حنا دست یار مین دیکھا
جھکا کے سر کو وہ بیٹھے رہے تاسف سے
اثر یہ آہ دل بیقرار مین دیکھا
نہ زلف یار کی بو باس ایک تن پائی
نسیم صبح کا عالم بہار مین دیکھا
صفاے حسن جو چکا چوندھ کا ہوا باعث
جو مضطرب مجھے روز شمار مین دیکھا
براے فاتحہ آیا جو وہ حسین شب کو
خزان کا رنگ شروع بہار مین دیکھا

مزا جو ہم نے شب انتظار مین دیکھا
ہر ایک گل چمن روزگار مین دیکھا
کبھی نہ سیجا نہ نالون پہ دل کسی گل کا
یہ لطف ہم نے عروس بہار مین دیکھا
نہ آیا سیر چمن کو وہ غیرت لالہ
مجھے جو کشمکش احتضار مین دیکھا
تمہارے گھر سے مرے ہر زندان آئے حسین رشک
ہر ایک سو کھڑے نافۂ تتار مین دیکھا
ہوا نہ شیشۂ دل صاف گرد کلفت سے
جو منھ کو آئینۂ روے یار مین دیکھا
مین رنگ تک کے باغ جہان مین گل بوتے
فروغ مہر چراغ مزار مین دیکھا
نصیب بعد فنا نور ہو گئے یاور

سماک نے بڑھکر عرض کی ای شہریار مفتاح زرین کمر شبخون کیا اور کل فوج لیکر آیا ہی شاہزادہ بدیع الزمان جا پڑے فضل و قارن و سہراب و میلاد و بہران زخمی ہوے مگر آپ کے ملازم بھی جانبازی کر رہے ہین آپ کے آنکھ ایک

ملازم نے وہی دس کا فرمارے قاسم گھبرا گئے مگر آنسو پونچھتے ہوئے سمک نے کہا ای
شہریار آپ اسقدر بیقرار ہون غلام تلاش کر کے ملکۂ عالم کو لائیگا قاسم باہر نکلے دیکھا تو چارون
غولون نے آکر چارون طرف سے لشکر کو گھیر لیا اہل اسلام بھی جمع ہوئے تو رہے ہین ایک
ایک جانباز سرفروش بادۂ جرأت کا جوش دو ہزار آدمی فضل و قارن و سہراب و میلاد و دبیران
کو گھیرے ہوئے ہین ایک ایک جوان نے چار چار زخم کھائے ہین لڑنے پر آمادہ ہین چاہتے ہین
قدم نہ ہٹائین ڈٹ کر مرجائین ایک غول مین بدیع الزمان مصروف جنگ ہین لاش پر لاش گرا دی
جب مار اڈک کر افسر جس کو مارا اگر پیادہ یا سوار سامنے آگیا منھ پھیر لیا اگرا نے تیر یا نیزہ مارا زخم کھایا
مگر جواب نہ دیا قاسم نے کہا ای سمک آج تو کشتی گیر بڑی جرأت دکھارہا ہے یہ کہکر نیزہ ہلایا نعرہ

شاہزادہ قاسم ملک قاسم ان شاہ خاور | زخم تیغ برابر و نیزہ بجا | ز آب دم تیغ شستم زمین
ہمہ با تجر شد نیزہ نگین

نعرہ کر کے جا پڑے لاکھ سوار و پیدل پر قاسم حملے کرتے جسکا افسر
مہزاد زنگی ہے مہزاد نے چاہا کہ حملہ روکون قاسم نے آواز دی ہٹ وہ قوی تن قوی من کب
مانتا ہے تبر ہاتھ مین تھا مہ قاسم کے مارا قاسم نے تلوار سے تبر کو کاٹا تبر کاٹ کے خبردار
کسکا تھا مہزاد نے پھر چہرے کی پناہ کیا تیغ برق تاب اوپر سے کب رکتا ہے اوپر کے ٹکڑے
اڑا دیے اور سپر کو پرا گندہ کر کے تیغ برق تاب نے زمین کو بوسہ دیا مہزاد زنگی کے دو ٹکڑے
ہوے اس غول والون کے رنگ کٹ گئے قاسم مہزاد کو مار کر آفتاب مثال ابر فوج مین در آئے
برق شمشیر چلی الامان الامان کی صدائین بلند ہوئین مگر قاسم کے ہوش درست نہین تصویر ملکہ
شیرین ادا کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے لاکھ سوار و پیدل سے جنگ ہے مگر تیور پریشان ہے
نہین جس طرف پر جا کر گرے ڈک کر کیسان کو مارا رسالے پر پہونچے رسالہ دار کو مارا فوج کا شیرازہ
کر دیا ایک سمت فضل بن کیا ہو خون آشام و قارن بلند کمان و سہراب گرد و میلاد و قزاق
دبیران فیل پیکر یہ چھیون شیر جانبازی کر رہے ہین انتہا کے زخمدار ہین مگر آمادۂ حرب و پیکار ہین
پلک نہین جھپکتی جسنے لڑکا اسی پر جا پڑے مگر قاسم لڑتے ہوے جاتے ہین ادھر بدیع الزمان
نے نعرہ قاسم جو سنا پلٹ کر دیکھا پشت و پہلوے ہوشیار سب کو جواب دیتا ہوا چلا آتا ہے خوش
ہو گئے فضل جو لڑتا ہوا قریب آیا فرمایا دیکھو ای فضل فضل خدا شریک ہے کس رنگ سے قاسم
جنگ کر رہا ہے فضل نے کہا حضور ایسا ہی شیر ہے مگر بدیع الزمان جرأت قاسم دیکھکر پشت مرکب
پر سنبھلے تیغ خونچکان کو چمکایا علمدار فوج کو تاک کر لڑتے بڑھتے طرف علمدار کے چلے اوہین
جسنے ڈکا اسکو مارا قاسم کی جو نگاہ پڑی کہ بدیع الزمان طرف علمدار کے جاتے ہین بیقرار ہو گئے
جی مین کہتا ہے کہ ای قاسم اس کشتی گیر نے آج کی بڑی للکار کر آواز دی او کشتی گیر طرف علمدار کے
نہ جانا ورنہ آج تیری قلعی کھل جائیگی بدیع الزمان کب سنتے ہین اتنا تو پلٹ کے جواب دیا
کہ او خاوری تو ہمیشہ پیروی کریگا مگر کبھی کچھ نہو سکیگا دیکھو شیر یون جاتے ہین یہ کہکے مرکب کو
اڑایا گھوڑا بادر فتار پالیا شہسوار گھوڑا اڑائے پھرنے لگا صفین کی صفین پامال کر دین ہر مقام
پر افسرون کی لاشین گرا دین جسنے ڈکا اسکی اجل آئی قاسم نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان

قلب فوج میں جا کر شمشیر زنی کرنے لگے چاہتے ہیں جان پر کھیل کر علم فوج قلہ کردوں علمدار علم کو جلوہ دیتا
ہوا آتا ہو کہ نعرۂ شیر کی صدا کانوں میں آئی خبردار او ملعون کتا ن جاتا ہو نشان کو گردش نہ دینا یہی نشان
جنگ ہو علمدار نے ہاتھی بڑھایا پانچ سو سوار گرد شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے قاسم تلاش کرتے
ہوے جاتے تھے کہ قریب مفتاح کے پہونچوں کہ لیٹ کے دیکھا بدیع الزمان پر فوج کا
یورش ہو دل بیقرار ہو گیا وہیں سے نعرہ کیا کہ عمر نامدار نہ گھبرایئے گا میں آ پہونچا طرف سے
مفتاح کے منہ پھیرا بدیع الزمان پر پانچ سو پہلوانوں کا ہجوم ہو اس جوان کو پکڑ لو یہی دھوم
ہو قاسم بھی اسی غول پر جا کے گرے پہلوان طرف قاسم کے متوجہ ہوے بدیع الزمان
نے صفوں کو درہم و برہم کر کے صف علمدار لشکر پہ جا پڑے اکثر جوان اس مقام پر مارے
گئے سرداران بدیع الزمان بھی آ کر اس مقام پر خوب لڑے بدیع الزمان نے جو ذرا سی مہلت
پائی قریب علمدار کے پہونچے کئی پہلوانوں کو مار کے علمدار پر جا پڑے علمدار کے ہاتھ تلوار کا مارا
بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ جو تلوار کا اٹھایا برق شمشیر جو چمکی الامان الامان کا کفار میں غل
ہوا چراغ عقل سیہ بختان گل ہوا قاسم نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان جا کر علمدار سے بھڑ پڑے
بیقرار ہو گئے سمجھے کہ اگر اس کشتی گیر نے علمدار کو مارا یا علم فوج قائم کیا ناز کریگا کہ ہمنے لڑائی کو فتح کیا
گھوڑے کو کوڑا مارا کہ گھوڑا طرارہ بھر کے چلا کئی زخم بھی کھائے مگر کسی کے روکے سے نہ رکے
بدیع الزمان کا جو ہاتھ پڑا علم و علمدار کے دو ٹکڑے ہونے کو تھے تا بہ جلو گاہ تلوار کاٹ چلی تھی
کہ قاسم نے آ کر کمرگاہ پہ ہاتھ مار دیا بدیع الزمان نے پلٹ کے کہا کہ مرد و کشتی تمہاری نہ گئی
قاسم نے کہا میں نے تمہاری جان بچائی ورنہ اسنے خنجر نکالا تھا کوکھ پہ مارتا شکم چاک قصہ پاک
ہوتا میں نے آ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے چچا جان آپ بڑے احسان فراموش
ہیں ہمنے تو جان بچائی تمنے کیا خوب انعام دیا ہر چند کہ بدیع الزمان غصے میں تھے مگر ہنس پڑے
فرمایا بڑے مکار ہو ہر وقت یہی فکر رہتی ہو قاسم نے کہا بس زبان روکئے ورنہ ایک ہاتھ مارونگا
کہ دو ٹکڑے ہو جئے سہراب گرد تو اس راز سے آگاہ نہیں ہو قریب آ کر اسنے کہا اے شہریار بس زیادہ
بزرگوں سے زبان نہ لڑایئے مفتاح نے جو اتنی مہلت پائی اپنے کو مردہ سمجھے ہوے تھا کہ
ان لوگوں کے ہاتھوں سے کیونکر زندہ بچونگا ایک طرف گھوڑا ڈالا یا بھاگ نکلا علم فوج گر چکا
کل فوج بھاگی دن ہو چکا تھا جب سہراب نے قاسم کو یہ کہا کہ زبان نہ لڑایئے قاسم نے ایک
ہاتھ مارا شانہ سہراب کا جھول پڑا چاہا سر کاٹ لوں بدیع الزمان کو بہت غصہ آیا قبضے پہ ہاتھ ڈالا
کہا او قاسم تیری شوخی نہیں جاتی قاسم نے ہاتھ تلوار کا بدیع الزمان پر بھی مارا بدیع الزمان
اگر نہ روکیں تو دو ٹکڑے ہوں قاسم و بدیع الزمان سے تلوار چل رہی ہو اس زور و شور سے تلوار چل رہی ہو
کہ سب کو یقین ہو کہ دونوں میں سے ایک قتل ہو جائیگے جب تلوار بدیع الزمان کی چلی
معلوم ہوا سر قاسم کا اڑ گیا مگر دیکھا کہ قاسم نے بے تکلف وار کو رد کیا جب قاسم نے وار کیا
تو بدیع الزمان نے وار کو گانٹھا نہیں بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہو بڑے بڑے سردار
گھبرے ہیں کہ بار و [illegible] کسی کا قدم نہیں رکتا لاکھوں سردار غل مچاتے ہیں بھاگنے والے بھاگے جاتے ہیں

ادھر صدمہ ہوا مفتاح بہت دور لنگایا پھر سوار و پیدل اسکے ساتھ مین بھی پہونچے کچھ اب بھاگے
جاتے ہین مگر بہ غور سب نے دیکھا کہ فوج مفتاح کی دور نکل گئی ہزاران شیر دن کے انہین نہ
نے انکو مہلت دی کہ وہ چل نکلے اور یہان لڑتے لڑتے ایک مقام پر بدیع الزمان نے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قاسم نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی
ہونے لگی اب فضل وقارن کو بڑا تردد ہی کہ ان دونون کو کون جدا کرے کسی مقام پر کوئی
کمی نہین کرتا وہ شیر بیشۂ صاحبقران یہ ماہ آسمان رستم نوجوان ہنگامہ گرم ہی دیکھنے والے
کانپ رہے ہین خراش ناخن دونون کے جسم پر بنے ہوئے زرہین ٹکڑے ٹکڑے عجب نوبت
باہم پہونچی. داستان دان سخنور نے بیان کیا ہی کہ تمام دن اسی ہنگامے مین گذرا جب دن قلیل
باقی رہا بدیع الزمان نے ایک دو زیادتیان کین قاسم نے جھلا کر خنجر پر ہاتھ ڈالا کہا بے
خبر کہ مارون خنجر آہنین تیری ڈھیر ہو جائین بدیع الزمان نے بھی قرولی کھینچی یہ جو سردارون نے
دیکھا چیخنے لگے کہ جسکا وار چلجائیگا زندہ کیونکر بچیگا یہ کس کی مجال ہی کہ بیچ مین آسکے الگ سے
جو کچھ عرض کرتے ہین کون سنتا ہی یہی قول ہر بار کیا کرتے ہو اے شاہزادگان والا قدر
ہم لوگون پر رحم کرو اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ تم لوگ جاؤ ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو
اب جہالت کی سی باتین ہونے لگین قاسم نے کہا چھوکرے کو منع کر دینا کبھی ونگل رستم
کا نام زبان پہ نہ لائے بدیع الزمان نے کہا اُس کرپاس فروش بازاری سے کہنا کہ اگر کبھی
نام ونگل رستم زبان سے لیا تو زبان کاٹ ڈالونگا قاسم نے کہا کہ وہ حق زبان پہ جاری ہی
نام اسکا ونگل رستم ہی وہ میرے قبلہ وکعبہ کا لقب ہی بدیع الزمان نے کہا کچھ خاوروالون کا
نام لو رستم تو میرے بھائی کا نام ہی کوئی اپنے خاوروالون کا نام لو کبھی کا ایسا لقب ہوا
کہ اسکا نام لیا جاتا رستم نام تو ہمارے برادر جان برابر کا ہی فتنۂ ملک فرنگستان علمشاہ نوجوان
ہم فخر کرین تم کون ہو فنا کرنے والے اب سردار دعائین مانگ رہے ہین آپسین خنجری خنجر
چلا چاہتا ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے قاسم نے چاہا کہ خنجر کھینچکر جا پڑون بدیع الزمان بھی
قرولی لیے کھڑے ہین کہ اگر یہ خنجر مارے تو قرولی چلے کہ صحرا سے کڑاکے کی سم مرکب کے
صدا آئی سب نے دیکھا نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش اس جلدی مین اُنکے بیچ مین
کود پڑے بائین ہاتھ سے قاسم کا ہاتھ پکڑا داہنا ہاتھ سینہ پر بدیع الزمان کے اور کہا اے
شیران دشت نبرد و غازیان فرد تمہارا ہمسر دنیا مین کون ہی آپسین اتنا کینا اس زور سے
کلائی پر قاسم کے ہاتھ نقابدار کا پڑا کہ قاسم حیران ہو بحال نقابدار دیکھنے لگے کہ حقیقت
مین یہ پنجۂ فولادی ہی بدیع الزمان نے بھی چاہا کہ بل کر کے اس ہاتھ نقابدار کا خم نہوا سرا سے
نقابدار کو بحیرت دیکھنے لگے جی مین کہتے تھے کہ یہ تو شوکت قبلہ وکعبہ مین دیکھی تھی کہ جب کبھی ہم
لوگون کے بیچ مین آ گئے ایسا ہی اتفاق ہوا فرمایا اے شاہزادہ بدیع الزمان تم قاسم سے کچھا
ہو تمھین اسقدر جہالت لازم نہین بدیع الزمان نے کہا اسکو دریافت کیجیے کہ مین ہنظلہ طرح
دیتا ہون قاسم نے زور کیا کہ ہاتھ چھڑالون جب ہاتھ نہ چھوٹا تو آنکھون سے آنسو نکلنے لگے کہا اے

نقابدار سیاہ در علم فوج مین سنے قلم کیا یہ مردہ کشی کرتے ہین نقابدار قاسم کا ہاتھ پکڑے رہے
بدیع الزمان سے کہا کہ اپنے سرداروں کو تو ساتھ لیجیے آپ کے اہالیان لشکر آپ کو یاد کر رہے
ہین ساحر و غیر ساحر سب فریاد کر رہے ہین آپ اپنے کو جلد پہونچائیے اور قاسم سے ہنس ہنس کر
باتین کرنا شروع کین کہا اے شیر بیشۂ رستم تمہارا زور و طاقت مین کون عدیل و نظیر ہے جس غم مین
پریشان ہو اب اسکی فکر کرو ان زوائدات کا خیال تھو جب بدیع الزمان و دونون کوس نکل گئے
تب نقابدار نے کہا یہ مال و خزانہ جو کافرون کا موجود ہے اسکو قبضے مین کیجیے سپاہی جو لڑے
ہین حقیقت مین انھون نے کیا کار نمایان کیے ہین مفتاح کا بھی تعقب کرنا یہ کہکر پشت مرکب پر
نقابدار سوار ہوا طرف صحرا کے چلا گیا قاسم بنگاہ غضب دیکھا کیے بہران سے فرمانے لگے
آج کشتی گیر کو مار ڈالتا زندہ نہ چھوڑتا اس نقابدار مغلوک نے آکر بچا لیا مگر طریقے سے معلوم ہوتا
ہے کہ ہمارے خاندان کا خیر خواہ ہے زور و طاقت مین اپنا مثل نہین رکھتا ہم دونون جوانون کو کس حیلے
سے روکا بہران نے دست بستہ عرض کی یہ فتح خدا نے عطا فرمائی مگر آپ کو بہت اداس پاتا
ہون قاسم نے فرمایا اے بہران کیا کہون میرے تو دل کی عجب کیفیت ہے بقول شاعر نظم

جہان میں کی نفس پیری سے مفر ظالم نے کیا پایا	کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہو تو مکین ہوتے ہین از خود غیب سے پیدا	کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا	کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے	مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی رات اور دن کے تسلسل مین	بشکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے	اسے بالائے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی	مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا ستم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے	ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
ہزارون منتین کین برخلاف اسکے نہین دیکھا	تمہاری بت کو بھی اے جان جان ہمنے قسم پایا
جہان سینے مین دل ہے آرزو بھی ساتھ ہے رکھے	ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا
جھکا دیتی ہے حاجت بیشتر عالی مزاجون کو	سدا اپنے سر مضمون کو پابوس رقم پایا
نکل جائینگے دل مین حوصلے جو جو کہ آئینگے	کہ گردش کھا کے مضمون نے میدان قلم پایا
تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے	کہ جب مین نے اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل	ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
تصدق جانیے سو سو طرح تقدیر عاشق کے	ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا
نسیم اب شکر کی جا ہے لحاظ انکار کا ٹوٹا	ملی ہمکو اجازت لطف پہلوئے صنم پایا

بہران نے عرض کی آقا حقیقت مین ملکہ کا غائب ہو جانا بڑا ستم ہوا سماک یلدائی نے عرض
کی کہ مجھے مفتاح کے فساد کا بڑا خیال تھا اس وجہ سے غلام بہت جلد پلٹ آیا اب اگر حضور
فرمائین تو مین برائے تلاش جاؤن اگر خدا چاہے تو تلاش کر کے لاؤن قاسم نے کہا بسم اللہ جاؤ

اگر کہین تمکو نشان معلوم ہو تو فوراً ہمکو خبر کرنا قاسم تو لشکر کو لیکر اس مقام پہ اُترے ہین سمک جستجو مین
ملکہ کی چلا گیا ملکہ کو ایک ہفتہ اُس فقیر کے بیابان گذرا آٹھ پہر درویش خاطرداری مین ملکہ کی مصروف
رہتا ہی کسی غیر کو اپنے تکیے پر آنے نہین دیتا ملکہ بھی باپ کہتی ہین فقیر کسی کام مین انکو ہاتھ نہین
لگانے دیتا اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کے کھلاتا ہی ایک دن صبح کو فقیر بیٹھکر کھانا پکانے لگا فقیر کے
منھ سے نکلا آج مین نے پانی نہین بھرا ملکہ نے کہا کنوان تو قریب ہی اگر حکم ہو تو مین پانی بھر لاؤن
فقیر نے کہا بابا تمھارا پانی بھرنا مجھکو گوارا نہین تم بیٹھو مین بھر لاؤنگا تم اس حجرے سے باہر نہ نکلا
کرو مجھکو ہر وقت خوف آتا ہی کہ یہ مقام شاہراہ ہی ایسا نہو کہ کوئی آ نکلے اور تمکو دیکھ لے حسن تمکو
خدا نے ایسا دیا ہی کہ جو دیکھیگا وہ ضرور مائل ہوگا ای فرزند یہ جو کنوان زیر تکیہ ہی اسی سے بھر لو اور
کنوین پہ نہ جانا ملکہ ڈول رسی لیے ہوے تکیے سے اُترین جو کنوان قریب تھا دیکھا وہ سایے
مین نخل کے ہی پتے اُس مین پڑے ہین سو جین پانی مین بو آتی ہی کہ صحرا مین جو کنوان خام ہی
اُسپر سایہ کسی نخل کا نہین ہی وہان سے پانی بھر لائین رسی و ڈول لیے ہوے پا برہنہ
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے صحرا کو دیکھکر فرماتی ہین حضرت عشق نے اس انجام کو پہونچایا
مگر شکر ہی کسی ظالم کے قبضے مین تو نہین ہین اس فقیر کو خدا سلامت رکھے نہایت محبت
سے پیش آتا ہی کھانے مین بھی ہاتھ نہین لگانے دیتا ہمین غیرت آتی ہی کہ مفت مین بیٹھے
بیٹھے اُسکا کھانا کھاتے ہین دل سے باتین کرتی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی دور سے
کنوین پر آکے پہونچین ڈول کنوین مین ڈالا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی اس حوالی کا جو بادشاہ ہی
جمشید ترسا آتش پرست ایک آہو کے تعقب مین آتا ہی آہو بھاگا ہوا قریب اُسی کنوین کے
آیا ادھر آہو فرار کا تھا کہ جمشید نے تیر مارا آہو گرا یہ گھوڑے سے کود افرولی سے آکے شکم
آہو کا چاک کیا ملکہ چھپ کر ایک نخل کی آڑ مین کھڑی ہوئین جمشید ترسا نے جو دیکھا کہ کوئی
عورت نخل کی آڑ مین گئی ہی جھپٹ کر اُس طرف آیا ملکہ کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھین دوپٹہ سر سے
ڈھلکا ہوا نگاہ جو جمشید کی جمال جہان آراے ملکہ شیرین ادا پر پڑی قلب پر ہجوم غم و الم ہوا
آہ کرکے جو گرا بیہوش ہو گیا ملکہ تو ڈول کو ہاتھ مین لیکر طرف تکیے کے بھاگین ملازمان جمشید نے
جو اپنے آقا کو پڑا ہوا پایا دیکھا کہ بہار زار قازمین پر پریشان پڑا رہا ہی تلوے سہلانے لگے کسی نے
گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا جمشید ترسا نے گھبرا کر آنکھ کھولی دیوانے پن کی حرکتین کرنے لگا
کبھی گریبان پہ ہاتھ ڈالا کبھی اشعار عاشقانہ پڑھے کبھی روتا ہی کبھی چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھتا
ہی ملازمون نے عرض کی ای شہریار کیون آپ اسقدر بیقرار ہین حال دل تو فرمایئے کہ آپ کا
علاج کرین جمشید نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے نظم

چھپ چھپ کے وہ پردے سے نظارا نہین ہوتا — مدت ہوئی ای جان اشارا نہین ہوتا
کب جاتے ہین ہم دولت دشنام سے خالی — کس روز یہ احسان تمہارا نہین ہوتا
دربان گھر گئے ہین خفا ہوتے ہین اغیار — کس کس کا تیرے در پہ اجارا نہین ہوتا
فرماتے ہین اغیار سے کیونکر نہ ملین ہم — آتے ہین جدا تو گزارا نہین ہوتا

وتا تو کمو حشر مین دکھلائینگے صورت
رکھتے نہین دم بھر بھی اُسے سینۂ عشاق
دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان
کیون کھینچ کے شمشیر لگاتے نہین اک ہاتھ
برسون سے سسکتے ہین کہان صورت آرام
آتے نہین نسیم آپ سے وہ گھر ہے ہمارا

مرجاتا ہے انسان جو سہارا نہین ہوتا
وہ دل جو ترے سر سے اُتارا نہین ہوتا
لیکن تری محفل مین گزارا نہین ہوتا
مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا
مدفن مین بھی ایسا تو اُتارا نہین ہوتا
گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا

ساتھ والون نے عرض کی مفصل فرمایئے کہا اس کنوئین پر ابھی ایک نازنین مہ جبین پانی بھر رہی تھی مین اسکو دیکھکر بیہوش ہو گیا وہ بھاگ کے تکیے پر چلی گئی ساتھ والون نے کہا حضور شاہ صاحب سے دریافت کرین کہ وہ نازنین کون ہے اگر شاہ صاحب کی عزیزدار ہے بیٹی یا پوتی اُنکو تدبر کرنا چاہیے یا اگر کوئی اور ہے تو آپ سے کسی کو انکار نہین جمشید ترسا لڑکھڑاتا ہوا تکیے پر چلا ملکہ گھبرائی ہوئی آئین پانی ایک طرف رکھدیا سر جھکا کے بیٹھین مگر تھر تھر کانپ رہی ہین فقیر نے کہا کیون بیٹا کیا ہوا مجھسے تو حال بیان کر ملکہ نے گھبرا کر کہا مین پانی بھرنے گئی بادشاہ شکار کھیلتا ہوا آیا مجھکو دیکھکر بیہوش ہو گیا جب اسکے ملازم آئے تو مین بھاگ کے یہان چلی آئی یقین ہے میری جستجو ہو مجھکو یہ بڑا خوف ہے ایسا نہو ڈھونڈھتا ہوا یہان آئے بابا جان میری آبرو بچایئے گا سر کاٹ کر لیجائے تو بہت بہتر ہے یہ ذکر تھا کہ آواز آئی شاہ صاحب یہان آیئے شاہ صاحب گھبرا کے باہر نکلے دیکھا جمشید ترسا بادشاہ اس حوالی کا کھڑا ہے شاہ صاحب نے دعا دی جمشید نے کہا ہماری جان بچایئے ابھی کنوئین پر پانی بھرنے کون عورت گئی تھی ہم بہت بیقرار ہین دل کو ہمارے تاب و توانائی نہین اگر آپ کی صاحبزادی ہون تو ہمکو فرزندی قبول فرمایئے سلطنت کی حکومت لیجیے جو کہیے لکھدین سب کچھ ہمکو گوارا ہے شاہ صاحب نے سر جھکا لیا روتے ہوے اندر حجرے کے آئے کہا بی بی جمشید ترسا یہان کا بادشاہ ہے شاید آپ کو دیکھکر عاشق ہوا ہے کہتا ہے مجھکو فرزندی قبول کیجیے یہ بھی کہتا ہے کہ مقدمۂ سلطنت مین جو کچھ کہیے لکھدون بی بی کیا نقصان ہے پچاس کوس کے گردے مین اُسکی عملداری ہے عدم قبول مین جبر بھی کرسکتا ہے ملکہ شیرین ادا نے منہ پیٹ لیا کہا بابا جان انھین آفتون کی وجہ سے مین نے سلطنت اپنی گوشہ تنہائی مین اختیار کی تھی نہین معلوم مین کون ہون اور کیونکر آوارہ ہو کر یہان تک آئی بدنصیب ہون مجھسے قریب موت سے دور بھاگتے ہیں مجھ کمبخت کو موت آجائے کہ اس کشاکش سے چھوٹون مفتاح زرین کمر بادشاہ جلیل ہے انکی مین دختر بلند اختر ہون عاشق جمال شاہزادہ ملک قاسم نبیرۂ صاحبقران ہون آپ مجھے کیا سمجھاتے ہین میری تو یہ کیفیت ہے آپ کچھ نہ سمجھایئے نظم

جہان تک چاہے تو تب سے کھولو لگا زبان ناصح
نہ مجنون نے کیا بیجا نہ تھا فرہاد آوارہ
بڑھی ہے بحث باتون مین ہوئی پین ملیے تو کیکی
مرا سر کھا گیا اک روز مجھکو مار ڈالے گا

خموشی میری ہوگی خود نزا فصل زبان ناصح
نکالا کر لحد سے مردون کی تو ہذیان ناصح
الٰہی خیر ہو مین ناتوان ہون پہلوان ناصح
نہو جائے کہین تو آخر آخر نوحہ خوان ناصح

مجھے تحقیق کی عادت بیان قصہ طلب اسکا
شب غم خوب گذریگی ملا ہی قصہ خوان ناصح
مئے جان بخش کی اتنی مذمت تجھکو سودا ہی
یہ وہ شی ہی جو رکھے پیر کو ہر دم جوان ناصح
نہین معلوم تجھکو مطلب سعدی وگر باشد
پڑھی تو نے نہین شاید گلستان بوستان ناصح
صفیر ایسی زمین مین ایسی باتین ای جزاک اللہ
کہان الفت کی تقریرین کہان ہم تم کہان ناصح

اس طرح بیقرار ہو کر ملکہ نے یہ اشعار پڑھے فقیر رونے لگا کہا بی بی مین بے اختیار ہون مگر چالاک کہتا ہون اسقدر وہ بیقرار ہی کہ کوئی بات نہ مانیگا روتا ہوا فقیر باہر آیا کہا ای شہنشاہ گردون پناہ یہ تصور نہ فرمائیے وہ گھر مین فقیر کے مہمان ہی دختر مفتاح زرین کمر معشوقۂ قاسم نامور نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ گھر مین فقیر کے آکر چھپی مراد یہ ہی کہ وہ حضور کو قبول نہین کرتی جمشید ترسا تو بدحواس ہو رہا تھا گھوڑے سے کود پڑا دو کوڑے فقیر کو ایسے مارے کہ فقیر بیچارہ دہائی دینے لگا جمشید ترسا فقیر کو مار کر حجرے مین گھسا ملازمون سے کہا محافۂ زرین لاؤ ملکہ تو منہ چھپا کر بیٹھ گئین آنکھون سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری کوئی فریاد کا سننے والا نہین دشمن عصمت لینے پر کمر باندھے یہ کہ رہا ہی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین گوشہ گیر ہون سلطنت کا تمکو اختیار ہوگا یہ عاشق صادق تمہارا کسی بات مین دخل نہ دیگا مگر ملکہ کچھ جواب نہین دیتین ملازمان جمشید محافۂ زرین لیکر آئے دروازے پر حجرے کے لگا دیا جمشید ترسا نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان جلد سوار ہو ورنہ گود مین لیکر سوار کرونگا ملکہ ڈری کہ ایسا نہو جسم مین ہاتھ لگا دے تمام تکیہ فوج سے بھرا ہوا ہی سوار و پیدل چلے آتے ہین ہنگامہ برپا ہی ملکہ ناچار محافے مین سوار ہوئین مگر اشک حسرت آنکھونسے جاری عالم بیقراری کبھی روتی ہین کبھی حیران کبھی پریشان عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

رویا کرینگے آپ بھی پہرون اسی طرح
اٹکا کہین جو آپ کا دل بھی مری طرح
آتا ہی نہین ہی وہ تو کسی ڈھب سے داؤ مین
بنتی نہین ہی ملنے کی اُسکے کوئی طرح
تشبیہ کس سے دون کہ طرحدار کی مری
سب سے نرالی وضع ہی سب سے نئی طرح
مر چک کہین کہ تو غم ہجران سے چھوٹ جائے
کہتے تو ہین بھلے کی و لیکن بری طرح
نا تاب ہجر مین ہی نہ آرام وصل مین
کمبخت دل کو چین نہین ہی کسی طرح
لگتی ہین گالیان بھی ترے منہ سے کیا بھلی
قربان تیرے پھر مجھے کہلے اسی طرح
پامال ہم نہوتے فقط جور چرخ سے
آئی ہماری جان پہ آفت کئی طرح
نہ جائے وان بنے ہی نہ بن جائے چین ہی
کیا کیجیے ہمین تو ہی مشکل سبھی طرح
معشوق اور بھی ہین بتا دو جہان مین
کرتا ہی کون ظلم کسی پر کسی طرح
ہون جان بلب بتان ستمگر کے ہاتھ سے
کیا سب جہان مین جیتے ہین مومن اسی طرح

جمشید پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوئے عرض کرتا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم آپ کیون گھبرائی ہین سلطنت کا اختیار دون مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون قاسم اگر آئینگے تو میرا کیا کرینگے باپ تمہارے اگر نہین مین خود بادشاہ طلسم کو لکھ بھیجون کہ انھون نے ہاتھ سے نبیرۂ حمزہ کے شکست کھائی اگر مجھکو ہمارے مدد بلاتے مین لڑائی فتح کرا دیتا ملکہ کچھ جواب نہین دیتین قضائے کار مہتر سمک پیلدار جو تلاش مین نکلا تھا پہلے تو اس مقام پر آیا جہان محمود و خواجہ سرا مارا گیا تھا اس مقام کو دیکھا آگے بڑھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سمک نے بڑھکر دیکھا ایک تاجدار مضطر و بیقرار گرد محافے کے پھرتا ہوا پشت پر سوار و پیدل نوبت نقارے بجاتے ہوئے

روشن چوکی بجانے والے مبارکباد بجاتے ہوے چلے آتے ہیں سمک حیران ہوا کہ یہ بادشاہ
کون ہے مخالف سے رونے کی آواز بھی سنی مخالف سامنے سے گذر گیا سمک کچھ دریافت نہیں کر سکا
اسی سوچ میں آگے بڑھا قضاے کار قریب تکیے کے پہونچا ایک درویش جگر ریش کو دیکھا کہ چیخیں
مار مار کے رو رہا ہے پیٹھ پر کوڑوں کے نشان سمک نے قریب آکر پوچھا خیر تو ہے میں آپ کو بہت
پریشان پاتا ہوں آپ کی بیقراری پر گھبراتا ہوں فقیر کا دل بھرا ہوا تھا سمک نے جو دلدہی کر کے
پوچھا فقیر نے کہا بابا ایک شاہزادی چاند کا ٹکڑا حور پیکر قمر منظر آوارہ ہو کر میرے پاس آئی میں نے
جو مینی کہا وہ خوش ہو گئی آج جمشید ترسا زبردستی مجھسے چھینکر لیگیا میں اپنے معبود سے فریاد کرتا ہوں
سمک نے سب نشان پوچھا سمجھ گیا کہ ہماری ملکہ کا ذکر ہے فقیر نے یہ بھی کہا کہ بابا وہ ایسی صاحب
عصمت ہے کہ جان دیگی اور اسکو قبول نہ کریگی مگر افسوس اس بی بی کی جان مفت میں گئی سمک
یہ خبر مفصل دریافت کر کے بھاگا یہاں قاسم بیقرار و بیچین بیٹھے ہیں بہران سے فرماتے ہیں
نہیں معلوم ہمارے یار وفادار مونس و غمگسار سمک بلیغائی فرزند خواجہ عمرو نامدار پر کیا گذری
انکو احوال مفصل نہ معلوم ہوا کئی دن ہوے اسکو گئے ہوے لیکن وہ خبر لے ہی کے آئیگا یہاں تو
یہ ذکر ہے سمک خبر لیے ہوے آتا ہے مراد اسکی یہی ہے کہ جا کر آقا سے عرض کروں وہ لشکر کشی کر کے
انہیں معشوقہ کو اپنی چھین لیں اور جمشید ترسا اپنے سرداروں سے کہتا ہوا کہ یارو صورت تو وہ ہے کہ
کبھی نگاہ سے نہیں گذری خواب میں بھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی مگر آہوے وحشی ہے لاکھ لاکھ میں نے
سمجھایا یہاں تک کہدیا کہ عہدہ سلطنت میں جو کچھ کہو لکھدوں فقیر کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ نبیرہ حمزہ
پر جان دیتی ہے آخر حال کھلیگا یہ کہتا ہوا جاتا ہے کہ صحراے گرداڑی اپنے بھائی ناہید ترسا کو دیکھا
تاج سر پر پہلے قراول ساتھ لشکار کھیلنے جاتا ہے پانچ کوس کے فاصلے سے دو قلعے ہیں ایک کا
حاکم جمشید ایک کی سلطنت کرتا ہے ایک قلعہ کا نام گل دوسرے قلعے کا نام بلبل قلعہ بلبل پر
ناہید حاکم تھا ناہید نے جو بڑے بھائی کو جاتے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا سلام کرتا ہوا قریب آیا
پوچھا بھائی صاحب آپ کہاں سے آتے ہیں جمشید تو مکدر ہو رہا تھا ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا
برائے سیر گیا تھا شکار ہوا ناہید نے کہا بھائی خیر تو ہے کسکی مجال جو آپ کو ستائے نہایت اسوقت
آپ پریشان ہیں مجھسے تو کہیے یہ کہکر گلے میں ہاتھ ڈالدیے منہ پر منہ رکھکر محبت کہا بھائی خداوند آتش کی
قسم ہے میرا جان و مال جو کچھ تمہارے کام آئے وہ سب حاضر ہے میں آپ کو اپنا باپ جانتا ہوں مجھسے
حال رنج و ملال نہ چھپایئے میں ابھی تدبیر کرونگا اسطرح دلدہی کر کے ناہید نے پوچھا کہ جمشید
رونے لگا کہا اے بھائی کیا کہوں عیش و راحت میں خلل پڑگیا جنگل میں شکار کے واسطے گیا تھا
مفتاح زرین کمر کی بیٹی ملکہ شیریں ادا کسی وجہ سے آوارہ ہو کر جنگل میں ایک فقیر کے چھپر میں سکونت
اختیار کی تھی میں دیکھکر عاشق ہوا فقیر کو دو کوڑے مار کر چھین لایا وہ کسی طرح میرا وصل نہیں قبول
کرتی یہ اعلان کہتی ہے کہ اپنی جان دیگی مجھکو ہاتھ نہ لگانا یہ بھی معلوم ہوا کہ نبیرہ حمزہ قاسم نوجوان
پر عاشق ہے اسی کی وجہ میں بھاگ نکلی اس صحراے ویران تک پہونچی اب سوچتا ہوں
کہ بیٹھے بیٹھے کس مصیبت میں پھنسا لاکھ لاکھ خوشامد کرتا ہوں وہ اپنی ہی کہے جاتی ہے اسس

خیال میں نہایت پریشان ہون ناہید نے کہا بھائی صاحب عورت کی کیا حقیقت ہے ایک جھڑکی
مین ڈر جائیگی فوراً قبول کریگی آپ مجھے دکھا دیجیے مین ابھی راضی کر دونگا خنجر برہنہ چمکاؤنگا قدمون پر
گر پڑیگی آپ کیون پریشان ہوتے ہین یہ باتین کرتے ہوے قریب قلعۂ گل پہونچے جمشید تو
صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھ چکا ہے مبہوت ہو رہا تھا کہا بھائی صاحب اچھا شیش محل مین
اُترواییے پہلے آپ ہی جاییے جسطرح بنے راضی کر دیجیے مین عمر بھر غلام رہونگا بلکہ کہیے تو
قلعۂ گل کا بیعنامہ لکھ دون ناہید نے کہا یہ کوئی ضرورت نہین یہ کہکر قریب شیش محل کے آئے
محافہ رکھوا کر کہا ملکۂ عالم اُتریے ملکہ روتی ہوئی ہچکی لگی ہوئی مجبور و ناچار اس مکان مین اُتر پڑین
ناہید تلوار کھینچے ہوے اندر آیا گوشۂ ردا جو ملکہ کے چہرے سے ہٹ گیا صاف ثابت تھا ماہ تابان
یا مہر درخشان پردۂ ابر سے نکل آیا ناہید نے کلیجہ پکڑ لیا یا خداوند ظلم آتش کہتا ہوا بیٹھ گیا تلوار ہاتھ سے
چھوٹی سرکشی بھولا قدمون پر ملکہ کے گر پڑا کہا اے شہنشاہ حسن و خوبی و اے سرو باغ محبوبی اگر آپ
بھائی صاحب کو نہین قبول فرماتین مین غلام راسخ الاعتقاد ہون قلعۂ بلبل نہایت سر سبز
و آباد ہے ایک باغ وہان کا رشک روضۂ رضوان ملک زرریز زمین حسن خیز آب و ہوا اسکی
رہنے والے وہان کے عاقل و کامل عدالت کا میری وہان شہرہ ہے شیر و بکری وہان ایک
گھاٹ پانی پیتے ہین وہان چلکر حکومت کیجیے اس قلعے پر بھی قبضہ کر لونگا بھائی صاحب کو سرکشی کی
سزا دونگا ملکہ نے جواب نہ دیا بلکہ جو اسکے ہاتھ مین تلوار برہنہ تھی وہ جو زمین پر گر پڑی ملکہ نے اُٹھا لی
جب ناہید نے بہت کہا تو ملکہ نے جواب دیا او ناہید کیون اپنے کو مبتلاے بلا کرتا ہے خدا
شاہزادہ خاور سیاہ کو سلامت رکھے مجپر کوئی قبضہ نہین کر سکتا اگر تجھکو جبر منظور ہے ابھی سر کاٹ کر
دیے دیتی ہون وہی تلوار برہنہ ملکہ نے گلے پر رکھ لی ہان ہان کرکے ناہید قدمون پر لوٹنے لگا
کہا اے ملکۂ عالم واسطہ خداوند آتش کا ایسا نہ کیجیے مین ابھی جاتا ہون یہان جمشید مبہوت بیٹھا تھا
اس امید مین کہ بھائی صاحب میرے واسطے سمجھانے گئے ہین کہ دیکھا ناہید گھبرایا ہوا آیا کہا بھائی جان
آپکے نام سے تو وہ جلتی ہے مجپر البتہ توجہ کرتی ہے مین سوار کرا کے قلعۂ بلبل مین لیے جاتا ہون
وہان کے باغات وغیرہ دکھا کر خوش کر کے آپکو بلواؤنگا یا خود آؤنگا اب تو اس عورت کو
میرے ساتھ کر دیجیے یہ سنکر جمشید تو بہت بگڑا اور کہا مین آپکو اسکا سمجھکر جواب دونگا اب تو
سوار ہو جاییے پہلے قلعے مین جا کر ٹھہریے ناہید نے کہا مین اکیلا نہ جاؤنگا میرے کلیجے مین
آگ بھڑک رہی ہے مجھکو وہان چین آئیگا جمشید نے کہا واہ بھائی صاحب یا تو آپ میرے واسطے
راضی کرنے گئے تھے یا خود مبہوت ہوے بس اب شرافت سے چلے جاییے اسی مین خیر ہے
ناہید نے کہا کیا دیوانہ ہوا ہے مین تو کس تھا علاقہ کو رشتہ مین ہو گیا ہے جسکے مین عشق مین
تڑپ تڑپ کے اُسکے سامنے جان دونگا جمشید نے کہا واہی ہو گیا ہے ناہید نے تیغہ کھینچا
چاہا ہان سر کاٹ لون جمشید نے بھی تلوار کھینچی رفقا دونون کے ہان ہان کرکے دوڑے مگر
دونون مین تلوار چل گئی جمشید بڑا بھائی زبردست بھی تھا ایک ہاتھ جو مار دیا ناہید کا سر اُڑ گیا
رفقا اسکے چیخین مار مار کے رونے لگے جمشید نے کہا لاشہ اسکا اٹھالو یہان سے چلے جاؤ

بچا وہان سے باتین بناتا ہوا آیا قضا اُسکو گھیرے ہوے تھی رفقاے شہ ناہید لیکر بھاگے جمشید وہی تیغہ خون آلود لیے ہوے اُس مکان مین چلا جہان ملکہ شیرین ادا بیٹھی رو رہی تھین آکر اُسنے کہا کہ ای جان جہان تمھارے محبت کے جوش مین مین نے بھائی کو مار ڈالا ملکہ نے سر جھکا دیا کہا یہ سر حاضر ہی کاٹ لے یہ تیرا بڑا احسان ہوگا جمشید نے کہا ای ملکہ عالم اب مجھسے انکار نہ بن پڑیگا میرے سر پر خون سوار ہی اب مجھسے انکار بیکار ہی سلطنت روپیہ پیسہ جو طلب کرو وہ حاضر ہی ملکہ نے کہا ای جمشید یہ تو ناممکن ہی تو جو تیغہ خون آلود دکھا کر مجھکو دھمکاتا ہی میری بیماری کا یہی علاج ہی تیرا احسان ہوگا یہ کہکر ملکہ کے رو مین جمشید کانپنے لگا حبشیون کو بلا کر حکم دیا کہ تمکو اپنے تعینات کرتا ہون آج دن بھر مین انکو راضی کرو شب کو ہمارے پہلو مین سونے کا اقرار کرین اگر اسکے خلاف ہوا تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکر باہر آیا وزیر وامیر کانپتے ہوے حاضر ہوے کہا صاحبو جسکو اپنی جان بچانا ہی وہ جا کر ملکہ کو راضی کرے اگر یہ دن گذر گیا سب کو قتل کرونگا آج شب کو اُسنے اگر میرا کہنا نہ قبول کیا تو سب کو قتل کرونگا اور اپنی بھی جان دونگا جب خود نہ رہا تو کسی کا جینا مرنا برابر ہی رفقا سب خاموش ہو رہے کچھ جواب نہ دے سکے اب ملکہ شیرین ادا کے پاس اجماع عالم ہی وہ خلایق ہی رفقا کی عورتین سوار ہو ہو کر آتی رہی ہین قدمون پر سر رکھتی ہین کہ واری ہماری جان بچائیے وہ ظالم جلاد کو جب اپنے بھائی کے قتل کرنے پر رحم نہ آیا نہین معلوم ہمارے ساتھ کیا کریگا اُسکے تو تیور سے معلوم ہوتا ہی کہ جو کہا ہی وہی کریگا ملکہ شیرین ادا چپ خاموش کسی کی بات کا جواب نہین دیتین سر جھکائے رو رہی ہین جب لوگون نے بہت کہا تو ایک ٹھنڈی سانس کھینچکر یہ جواب دیا

نظم

ماہ بے مہر بانم نیست
درد دل ہر گہ گویم ای یاران
صبر ازندی خوب نتوان کرد
دوستان کار من ز حد بگذشت
جان من از فراق شد بیرون
چون من آشفتہ و سراسیمہ
احمد از درد خویش نالی چند

چکنم بخت ہمعنانم نیست
درد مندی چو در جہانم نیست
طاقت صبر در روانم نیست
از تماشا شگفتہ بجانم نیست
ہیچ رحمی ز دوستانم نیست
در زمین و در آسمانم نیست
ز دو سش چون اثر فغانم نیست

خواستم درد خود بشرح دہم
خلق گویند صبر کن دو سہ روز
کشتی صبر غرق گشتہ ہنوز
در جہان ہیچگہ نبود وفا
خلق گویند یار بے وفا است
عیش و راحت نصیب ما نبود

شرح غم قابل بیانم نیست
چون توانکرد چون توانم نیست
قلزم شوق را کرانم نیست
یار کہ بود دست دشمنم نیست
ہرگز از بخت این گمانم نیست
چونکہ از جنگ غم امانم نیست

وزیرزادیان شاہزادیان قدمون پہ گر کر کہتی ہین کہ بی بی وہ ظالم سب کو مار ڈالیگا برابر کے بھائی کو قتل کیا کچھ اُسکو خوف نہ آیا ہم لوگ تو غیر ہین ہمارے قتل کرنے مین اُسکو کیا خوف ہوگا ہم سبھون کی جان بچائیے ظالم در پئے آزار ہی اور انکار کا کیا باعث وہ بھی تو بادشاہ جلیل ہی جمشید جو نام ہی اُسکا یہ باعث ہی کہ یہ سب نسل مین جمشید کی چلے آتے ہین سلطنت کو ہمیشہ ان لوگون کی زور رہا دونون بھائی ملکر سلطنت کرتے تھے اب اکیلا بادشاہ ہوا اور زیادہ اُسکو غرور ہوگا نشہ شراب غفلت سے چور ہوگا ملکہ کہتی ہین صاحبو میری آبرو کا خدا نگہبان ہی تم سب ملکر مجھکو قتل کر ڈالو زندہ دفن کرو جسطرح چاہو میری جان لے لو مین تو اپنی آبرو دینا گوارا نہ کرونگی اس قصہ مین ایک ہنگامہ برپا تھا جمشید بیٹھا تھا

مبتلا رہا ہی ایک ایک کو ہی سنا رہا ہی کیون صاحبو ابھی کیا بسبب خوف کے لوگ کہہ دیتے ہین حضور بیٹے اپنی عورتون کو اندر بھیجا ہی مان بہنین ہماری بیچاری ہین سب زنان پاک طینت خورشید طلعت جا کر اُسکے پاس بیٹھی ہین میان تو یہ رنگ ہی مگر ملازمان ناہید ناہید کا لاشہ لیے ہوے جنگل مین بھاگے جاتے ہین قریب ایک تالاب کے پہونچے وہان لاشہ رکھدیا سبھون نے منہ ہاتھ دھویا ایک رفیق نے کہا یارو اسوقت جاتے ہو قلعے سے تو بخوف جان نکل آئے آخر کہانتک جاؤ گے کسی کے عزیز کو تجویز کر دیکھ تو سوچ لو اب سب کے کان کھڑے ہوے کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی قضا سے کارشاہزادہ ملک قاسم اپنے لشکر مین بیٹھے ہین بہران سے باتین کر رہے ہین کہ سماک آکر پہونچا سب حال مفصل بیان کیا قاسم نے اُسی وقت مرکب طلب کیا سوار ہو کر طرف قلعہ نکل کے روانہ ہوے سماک ہمراہ رکاب ہوا لشکر بھی پشت پر ہی بقہر و غضب تمام روا روی کرتے ہوے چلے جاتے گھوڑے لو کے اُڑاتے ہوے جاتے ہین جب سماک عرض کرتا ہی کہ اے شہریار بہت جلدی نہ کیجیے فوج کو قریب آنے قاسم کہتے ہین فوج کی کیا احتیاج ہی ہم اکیلے جان دینگے دیکھین تو وہ جمشید کون ہی جسنے پرائے معشوق کو اپنے قبضے مین کیا یہ کہکے قاسم نے مرکب کو بڑھا گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا تڑپتا ہوا چلا عیار سے کہتے ہوے اے سماک جلد پہونچا میرا دل بیقرار ہی یہ کہتے ہوے قریب اُس تالاب کے پہونچے کیا ایک لاشہ رکھا ہی سو پچاس آدمی حیران و پریشان گرد تالاب کے پھر رہے ہین لاشہ چارپائی پر رکھا ہی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین اُن سب نے جمال جہانآرا قاسم کو جو دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگے قاسم نے کہا تم کون لوگ ہو کیون پریشان بیابان کھڑے ہو یہ لاش کسکی ہی اُن سبھون کے دل بھرے ہوے تھے بیتاب ہو کر رونے لگے کہا اے شہریار کیا بیان کرین فلک ہمپر ٹوٹ پڑا اخیال مین ملک کے لاشہ مالک کا لیکر نکل آئے اب کچھ نہین سوجھتا کہان جائین ایک عورت کے واسطے یہ سارا فساد ہوا بھائی نے بھائی کو مارا اب نہین معلوم وہان کیا معرکہ گذرا وہ عورت بھی قبضے مین آئی یا نہین آئی یہ حال پر ملال جو قاسم نوجوان نے سنا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا فرمایا کہ قلعہ یہان سے کتنی دور ہی عرض کی دو کوس پر قلعہ ہی قاسم نے کہا اے سماک سنا تو نے کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ سوار و پیدل بھی قاسم کے آ لیے قاسم کو دو کیا غصہ اور رنج ہو گیا تھر تھر کانپ رہے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہو سکے یہ اشعار زبان پر جاری تھے بیقراری نظم

درد تپ فراق کے حاصل بیان سے کیا　　کیا جانیے کہ رنج مین نکلے زبان سے کیا
منہ سے مرے نکلتے ہین شعلے جو آہ کے　　دل جل رہا ہی آتش ہجر بتان سے کیا
دل کے بوجھ بھار سے اعلیٰ کو واسطہ　　بار زمین اُٹھیگا بھلا آسمان سے کیا
مین زندگی مین نذر سگ یار کر چکا　　زاغ و زغن کو کام مرے استخوان سے کیا
اتکار پھر وہی ہی وہی پھر رکھا ئیان　　کچھ یاد ہی تمھین کہ کہا تھا زبان سے کیا
کہتے ہین سنکے قصۂ درد فراق کو　　کچھ ذکر اور کیجیے اس داستان سے کیا
زیبا نہین ہین اتنی تلون مزاجیان　　کل کیا کہا تھا آج ہو کہتے زبان سے کیا

صیاد و عندلیب کو آنے دے باغ مین — لیجائیگی بہار چمن بوستان سے کیا
جب تک ہے حسن اوج پہ بگڑا ہوا ہے دم — مطلب بہار سے ہے غرض ہے خزان سے کیا
جو دل مین تھا وہ آپ کے منہ سے نکل گیا — ثابت ہے اب حضور سے طرز بیان سے کیا
دل ہی مزے اٹھاتا ہے درد فراق کے — صدمہ ہے جسم و روح پہ لیجیے زبان سے کیا
ظاہر ہے جو کہ حال ہے میرا فراق مین — حاصل طبیب کی جگر کے بیان سے کیا
شادی و غم قفس کے اسیرون کو ایک ہے — صیاد و بلبلون کو بہار و خزان سے کیا
موے کمر کو تار شعاعی سے دے مثال — پیدا کیا ہے ذہن نے مضمون کہان سے کیا
شب بھر فراق یار مین گھڑیان گنا کیا — وحشت ہوئی ہے رات کو خالی مکان سے کیا
پھرتے ہین آسیا کی طرح فکر رزق مین — اسکی نہین خبر کہ ملیگا کہان سے کیا
دنیا ہے ترک کی تو کہان کی نزاکتین — دریا دلون کو شبنم و آب روان سے کیا
اے دل مثبت جرس کی صدا درد ناک ہے — یوسف بچھڑ گیا ہے کوئی کاروان سے کیا
غم خوریان سکوت تحمل فروتنی — جو پیر سے ہوا ہے وہ ہوگا جوان سے کیا
لگتی ہے دن کو آنکھ نہ سوتا ہون رات کو — دیکھون جواب لاتا ہے قاصد وہان سے کیا
گردون سے کیا مین شکوۂ جور رقم کرون — جز داغ کے ملیگا بھلا آسمان سے کیا
کافی ہے نور بخت داغ فراق یار — لیجائین سوے ملک عدم اور یہان سے کیا

ان اشعار پڑھنے پر قاسم کے سماک نے عرض کی اے شہریار آپ اپنے کو جلد قلعے پر پہونچائیے
ملکہ اب آپنے ملکہ پر عجت کی ہوگی قاسم نے مرکب مہمیز کیا ہمراہیان لاشہ سے اتنا
کہا کہ تم لوگ اپنے کو آوارہ نہ کرو ملت کے قلعے مین آؤ تمھین مقام سکونت ملیگا لاشہ اس ناری کا
جلا دیا جائیگا بعد جانے قاسم کے وہ سب لاش لیکر چلے یہان جمشید ترسا تخت پر بیٹھا ہے
رئیسان شہر خدمت مین حاضر ہین اور عورتین اُن سب کی پاس ملکہ شیرین ادا کے منت
خوشامد کر رہی ہین ملکہ کہتی ہین صاحبو تمھارا سمجھانا سراسر بیکار ہے مین اپنی عصمت ضایع نکرونگی
یہ جسکا حصہ ہے اُسی کا ہے جسنے طائر کو مارا شرط ادا کی اگر موت آئی ہے تو قتل کر دو جمشید کے دربار مین
ہجوم عالم انبوہ خلایق ہے مگر قاسم نے قریب قلعے کے آکر ایک نعرہ کوہ شگاف کیا او جمشید چہیا
قلعے سے نکل ورنہ مین وہین آتا ہون ہرکارون نے بڑھکر جمشید کو خبر دی کہ عاشق ملکہ شیرین ادا
جرأت و شوکت مین یکتا کسی نے پتہ بتلا دیا وہ جوان سامنے قلعے کے کھڑا ہوا نعرہ کوہ شگاف
کر رہا ہے جمشید اٹھا کہا اس جوان کی شامت آئی ہے جب مین نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو اور
کسی کی کیا حقیقت ہے اس جوان کو ابھی جا کر قتل کرتا ہون ہرکارون سے پوچھا اُسکے ساتھ
کسقدر لوگ ہین کہا حضور ابھی تو دو ہزار آدمی ہین ایک پلٹن ایک رسالہ لیکن ایک ایک دو دو
کرکے چلے آتے ہین تار بندھا ہوا ہے جمشید نے حکم دیا سب فوج تیار ہو ساٹھ ہزار جوان
مسلح و مکمل ہوے اُن سب کے آگے آگے جمشید ترسا گھوڑے کو اڑاتا ہوا قلعے سے نکلا
قاسم کو دیکھا ایک شیر دلیر نیزہ ہلا رہا ہے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ قلعے پر جا پڑون جمشید نے

جو صورت زیبا دیکھی کہا یارو یہ تو معشوق سے زیادہ خوبصورت ہی یہ جو میرے پاس رہیگا بھائی کا
غم بھول جاؤنگا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا لنگا در زن ہوے سات قدم اسکا مرکب تین قدم مرکب
قاسم کا پیچھے ہٹا جمشید نے سراپا قاسم کا دیکھ کہا ای جوان کیا مطلب ہی قاسم نے کہا بہتر یہی
اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو ملکہ شیرین ادا کو سوار کر کے ہمارے حوالے کر دے ورنہ قلعے مین ایک
دیہات کو زندہ نہ چھوڑونگا جمشید نیزہ پکڑ کے قاسم کے سامنے آیا کہتا ہوا ای جوان مجھسے خوف کر
اپنے حقیقی بھائی کو مین نے مار ڈالا قاسم نے کہا وہ بھی ایسا ہی نامرد ہوگا کہ جو تیرے ہاتھ سے
مارا گیا جمشید نے کہا تجھکو بھی قتل کرونگا یہ کہکر نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
نیزہ چلنے لگا ساتوین حملے مین قاسم نے نیزہ امارا نیزہ ہاتھ سے جمشید کے نکلکر دور جا کے گرا جمشید
نے غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بآسانی کلائی پہ ہاتھ ڈالا
تلوار چھینا پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا فرمایا ہی شرط کہ زمین پر اتارون کہ استخوان چور چور
ہو جائین جمشید کانپنے لگا سوچا کہ اگر اس جوان نے زمین پر ماردیا استخوان چور چور ہو جاینگے
کہا ای شہریار الامان ابھی ملکہ کو سوار کر کے حاضر کرتا ہون میری جان بخشی فرمایئے قاسم نے
ہاتھ سے رکھدیا کلمہ فرمایا پہ بجیا طوطے کی طرح دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا عرض کی حضور قلعے
مین چلین ملکہ آپ کے جمال کی مشتاق ہین قاسم تو عشق مین شیرین ادا کے مبہوت ہو رہے
تھے فوج کو بیرون قلعہ چھوڑا صرف سماک کو ساتھ لے لیا سماک نے کئی مرتبہ عرض کی کہ ای
شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہی قاسم نے کہا کوئی کسی کے دل کے حال سے ماہر نہین جو جیسا کریگا
ویسا صدمہ اٹھائیگا یہ کہتے ہوے ساتھ اسکے قلعے مین آئے فوج کو بیرون قلعہ چھوڑا آپ مع سماک
اندر قلعے کے آئے جمشید مکار انتظام کرتا ہوا آتا ہی سارے شہر مین یہ خبر ہوئی نبیرۂ صاحبقران نے
جمشید کو زیر کیا وہ لیے ہوے قاسم کو آتا ہی سب مشتاق تماشا دیکھنے کو بازار مین آئے جمشید
کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی ملکہ نسیم گلگون پوش حسن مین بیمثال شہنشاہ اقلیم حسن و
جمال عارض بدر کمال ابرو رشک ہلال کنیزون نے اسکو آکر خبر دی کہ واری وہ عورت جو جنگل سے
آئی تھی اور چچا صاحب آپ کے باپ کے ہاتھ سے مارے گئے اس عورت کا آشنا نبیرہ
صاحبقران قریب قلعے کے آگیا بلکہ حقیقت مین حضور بہت خوبصورت ہی اُس عورت کا
تڑپنا بیجا نہ تھا اب آپ کے باپ اسکو لیے ہوے قلعے مین آتے ہین نسیم تعریف و
توصیف حسن وجمال قاسم سنکر سوار ہوئی ایک مکان مین آکر کھڑی جلین پڑگئین اپنے باپ کو دیکھا
تنل چاکران کثیرین اہتمام سواری قاسم کرتا ہوا دو کانون مین خلقت کا اجماع کثیر کی جو نگاہ جمال بیمثال
قاسم پر پڑی رعب حسن وجمال سے بیہوش ہو گئی کنیزین روتی ہوئی لیکر چلین باغ مین لاکر ملکہ کے
سمجھایا وہان ملکہ کو ہوش آیا خاموش سر جھکائے ہوے بیٹھین تصویر قاسم صفحۂ دل پر ثبت ہی تصویر
مین کھینچی گلشن جمال کی کر رہی ہین کنیزون نے بہت بہت پوچھا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کہا تو یہ کہا
صاحبو تم الگ جا کے ٹھہرو تنہائی مین دل سے باتین کر رہی ہو ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی وہان
قاسم دربار مین جمشید کے پہونچے ظاہر مین اسنے بڑی دعوت و مدارات کی ہر مرتبہ قاسم

قصد کرتے ہیں کہ ملکہ شیرین ادا کے پاس جاؤں یہ منت کرکے ٹھہراتا ہوا آخر تہ آب میں بیہوشی پلا کے
قاسم وسماک کو بیہوش کیا قاسم وسماک کو قید خانے میں بھیجا آپ اُس قصر میں پہونچا جہان ملکہ کو
قید میں بٹھا رہی ہیں کہا ای ملکہ عالم میں نے قاسم کو پکڑ لیا میں صبح کو قتل کر دونگا اب تو مجھکو قبول کرو
اب کس بھروسے پر یہ غرّے ہیں ملکہ نے یہ سنکر منھ پیٹ لیا کہا او مکار مجھے بھی اُسی قید خانے میں
بھیج دے جان دے نے وقعت لینے کا ارادہ نہ کر اگر تو انھین قتل کریگا مجھے بھی قتل کر میں کیا اب
زندہ ہونگی میں اپنے عاشق صادق کے ساتھ جان دونگی یہ کہکر ایک خنجر اُٹھا لیا چاہا اپنے گلے پر
پھیرلون جمشید نے کہا ملکہ اپنے کو ہلاک نہ کرو میں جاتا ہون یہ کہکر روتا ہوا باہر آیا رفقا سے کہا یارو
مین نے سب کچھ انتظام کیا مگر وہ آہو سے وحشی مجھے نہین قبول کرتی سب نے کہا حضور جب قاسم
قتل ہو جائیگا آپ ہی قبول کریگی جمشید ترسا سرنگون بیٹھا اسی سوچ میں ہے کہ اب کیا ہوگا وزرا امرا کہتے
ہیں حضور جب قاسم قتل ہو جائیگا مایوس ہو کر ضرور آپ کو قبول کریگی واضح رہے ناظرین والا مقام پر کہ
بہران قاسم کے ساتھ نہین آیا تھا دوپہر رات گئے بہران بھی آگیا پہونچا دیکھا بارگاہیں استادہ ہیں
فوجیں اُتری ہوئی ہیں مگر آقا نہیں ہیں سرداروں نے تمام کیفیت بیان کی کہ قلعے میں جاکر قید ہوگئے
یہ سنکر بہران جھلایا حکم دیا طبل برق بجے میری زندگی میں میرے آقا کو قید کرے جاتے ہی [illegible]
قلعے کا توڑ دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طبل رزق پر چوب پڑی جمشید کو ہرکاروں نے جاکر
خبر دی سردار قاسم کا بہران فیل پیکر دیو ہیکل قالب انسان میں سمایا ہوا ہی آنے طبل رزق
بجوایا ہی خبردار قاسم کو قتل نہ کیجیے گا وہ صبح کو یلغار کرکے آئیگا جمشید نے بھی طبل جنگ بجوایا قلعے کو
آراستہ کیا توپیں لگائیں گولہ انداز برق انداز مقرر کیے آپ بھی پہر رات رہے سے انتظام میں مصروف
ہوا بہران رات بھر مثل ماہی بے آب تڑپا پہر دو گھڑی رات رہے نماز سے فراغت حاصل
کرکے سلاح جنگی ذات پر آراستہ کیے فوج کو لیکر میدان میں آیا دیکھا قلعے کو جمشید نے خوب
آراستہ کیا ہی گولہ انداز متل رہے ہیں بہران نے طرف فوج کے دیکھا پچاس ہزار فوج پشت
پر آراستہ سب نے کہا حضور چلیے آج چٹکی چٹکی بھر خاک ڈالدینگے تو کھائی پٹ جائیگی بہران
نے جو فوج کو آمادہ پایا کہا یارو لینا پچاس ہزار سواروں نے باگیں اُٹھا دیں لینا لینا کہتے
ہوئے چلے جمشید ترسا نے مورشک پران کیفے ہوائی کو داغا گولہ اندازوں نے توپوں کو
جھکا کے توپیں جو فیر کیں زمین کانپ گئی پانچ ہزار سوار لشکر بہران کے اُڑ گئے توپ پر
توپ پڑی ہی شکست کھا کر پیچھے غلغلہ کرتے ہوئے کہا ای افسر ہم مجبور و ناچار ہیں گوشت و مٹی کی
لڑائی ہو انکا جرم ہم تک آتا ہی ہمارا حرج ان تک نہیں پہونچا بہران نے کہا یارو میں تمہارے
بھروسے پر نہین آیا ہون یہ کہکر گرز گران سنگ ہاتھ میں لیا سپر ڈالدی چہرے پر کھینچی گینڈے کو
مہمیز کیا پکار کر آواز دی او جمشید ملعون دروازہ کھولدے جمشید کب مانتا ہی کہا اس جوان کو بھی
گولے مارو توپ پڑنے لگی بہران کا یہ حال ہی کہ گینڈے کو کاوے دے ایڑ پر ڈالے ہوئے
گولوں سے بچتا ہوا میدان کو طے کرتا ہوا برابر خندق کے پہونچا نعرہ کیا او بیحیا ناحق کیون خراب
کرتے ہو منھ بہران قتل کیا اب جو بہا تھوڑی کا دھوان ہر طرف ہوا دیکھا بہران لڑتا ہوا جھوم رہا ہی

جمشید گھبرا گیا فوج بہران بھی وہان سے چلی یہ جو جمشید نے دیکھا مشیرون سے کہا یارو کیا کرون کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ سمجھاتا تھا ایک مشیر بول اٹھا حضور قاسم کو بلا کر زیر تیغ بٹھا دیجیے اور کہیے اگر قلعے مین آؤ گے تو ہم تمھارے آقا کو قتل کروا دینگے یقین ہی کہ بہران گھبرا جائے اس صلاح پر جمشید راضی ہوا وہی مشیر دوڑا تیغہ ہاتھ مین کھینچا گردن پر قاسم کے رکھدیا کہا اوبہران دیکھ ہم تیرے آقا کو قتل کرتے ہین بہران نے جو سر اٹھا کر دیکھا کہ قاسم سرنگون بیٹھے ہین ایک جلاد صاحب بیداد تیغہ برہنہ لیے کھڑا ہی قتل کیا چاہتا ہی قاسم فرماتے ہین ای بہران تم میرے قتل کا خیال نہ کرو اپنی مشقت کو دیکھو جب اسقدر رسیدہ گان خدا قتل ہو گئے تب تم یہان تک پہونچے اگر ہماری موت آئی ہی اسی نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو کیا چارہ ہی بہران نے گرز رکاب دیا کہا ای شہریار میرا قدم نہین اٹھتا جمشید نے پکار کر آواز دی ای بہران پلٹ جاؤ ورنہ تمھارے آقا کا سر کاٹ کر پھینکدونگا بہران کلمات سخت کہنے لگا اور کہا باہر تو نکل مگر تو نامرد ہی یہ کہکر روتا ہوا پلٹا جمشید قید قاسم لیکر قلعے مین آیا پریشان ہو رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کیون یارو اب کیا ایک قاسم کو قتل بھی نہین کر سکتا کیا تدبیر کرون ایک مشیر نے کہا یہان سے بارہ کوس پر ایک دشت ہلاک ہی نام بھی اسکا دشت ویران رکھا ہی وہان پہلوان رہتا ہی کہ نام اسکا سنجاب جرم پوش ہی اسنے سیکڑون قلعے لوٹ لیے اسکی عملداری مین کچھ زراعت نہین ہوتی اکثر لڑائیان بھی جھگڑے کرتا ہی اسکو نامہ لکھیے کہ ہم تمھارے صحرا مین زراعت کرا دینگے دس پانچ لاکھ روپیہ نقد بھی ملیگا سردار امیر حمزہ کا ہمکو گھیرے ہوئے ہی تم اپنی فوج لیکر آؤ بہران کو گرفتار کر دو یا قتل کرو ہم امیر حمزہ کو قتل کرینگے ہمیشہ تمھاری رعایت ہوگی وہ روپیہ کا لالچی ہی فورًا دوڑ پڑیگا بہران کی کیا حقیقت ہی جب وہ بہران کو مارے اسی ہاتھ سے امیر حمزہ کو قتل کرائیے جمشید کو یہ رائے بہت پسند آئی فورًا نامہ لکھنے کو حکم دیا سہیل تیز رو عیار کو نامہ دیا کھڑکی کھول کر قلعے کی سہیل نکلا اب دو کلمے اس نو گرفتار کے بیان کیے جاتے ہین ملکہ نسیم گلگون پوش دختر جمشید جو قاسم پہ عاشق ہو گئے آئی ہین شبانہ روز بیتاب و دیوانہ گذر رہے انہین جلیسین و مصدم سمجھاتی ہین دلداری کچھ اپنے مزاج کا حال کہیے ہم لوگ بہت گھبراتے ہین تین تین شبانہ روز گذر گئے آپ نے کچھ نوش نہین فرمایا ناچ و گانا بھی نہین سنا یہ سب بیتاب و دیوانہ حرام ہی آج تو کچھ ضرور نوش فرمائیے ہم لوگ بھی کھائین ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو مین کیا کسی کو منع کرتی ہون تم لوگ کھانا کھاؤ پانی پیو مین کیا بیان کرون میری تو کیفیت ہی

نظم

شب غم فرقت مین کیا کیا مزے دکھلائے تھا	دم رکے تھا سینے مین کمبخت جی گھبرائے تھا
یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکائے تھا	تھے غلط پیغام سارے کون یان تک آئے تھا
ملتجی عیاری عدو کے آگے وہ پیمان شکن	وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرمائے تھا
سنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا	کیا برا لگتا تھا جب دم سامنے آجائے تھا
ہاں سو دو من راہ مین کل دیکھنا کیونکر ملے	وہ ادھر کو جائے تھا اور یہ ادھر کو آئے تھا
بات شب کو اس سے منع بیقراری پر بڑھی	ہم تو سمجھائے رکھے وہ اور کچھ سمجھائے تھا

کوئی دن تو اسپہ کیا تصویر کا عالم رہا
ہر کوئی حیرت کا پتلا دیکھکر حیا سے تھا

سوے صحرا لیچلے اُس کو سے میری نعش ہاے
تھا یہی ورانون تلوا مرا کھجلاے تھا

ناز شوخی دیکھنا وقت نظم دستہ ہم
مجھسے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجلاے تھا

ہوگئی وہ روز کی الفت مین کیا حالت ابھی
مومن وحشی کو دیکھا اسطرف سے جاے تھا

صاحبو لیا کھانا لیا پینا نہین معلوم مجھپر کیا گذری ہی شمشاد نلمے وزیرزادی کچھ مطلب اصلی کو سمجھی سب کنیزون کو ہٹا دیا قدمون پر گر پڑی کہا واری کچھ تو میرے ذہن مین آیا ہی گستاخی نہین کرسکتی اس لونڈی سے مفصل فرمایئے مین آپکی شراکت کرونگی جان اپنی لڑا دونگی یہ تو سمجھ گئی کہ آپ کسی پر عاشق ہین جہانتک ہوسکیگا معشوق سے ملانے مین کوشش کرینگے آپ اپنے کو کیون گھلاتی ہین شاہزادیون کو اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کوئی اپنی جان کھوتا ہی اسطرح دلدہی کرکے جو وزیرزادی نے کہا نسیم کا دل بیقرار ہوگیا کہا اے شمشاد کیا کہون جفاے تازہ فلک نے دکھائی نظم

خیال دام و قفس انتظار آزاد است
که دام حلقۂ از چشمہ سار آزاد است
قفس کشید نفس از کار صیر و بیرون
که صیدگاہ محبت حصار آزاد است
ہوس گداختہ گردش بیاد ہم نرود
تسلی دل خجلت شعار آزاد است

بخون خویش طپیدن شکار آزاد است
طپیدن دل دیا دبہار و شوق سفر
غبار دشت ہوس شہسوار آزاد است
چگونہ وحشی دام ترا شکار کند
کسی کہ خار وفا کشت خار آزاد است
اسیر الفت دیرینہ گرفتاری

شکار تشنہ لبم جان فدا صیاد است
ہزار عقدہ باطل بکار آزاد است
زباغ حسن نخیدی گلی ہمیدا نہ
بدام خویش فتادن زکار آزاد است
تبسم گل بعد از بہار شوخ ترست
ز دام کہ گریزد عیار آزاد است

اے شمشاد جس روز مین سنگئی کہ نبیرۂ حمزہ کو والد لائے ہین اور میری نگاہ اُس قتال عالم پر پڑی ناوک مژگان نے دلدوزی کی ہوش مین نہ رہی تم لوگ مجھکو اُٹھاکر باغ مین لے آئے اب جسوقت سے مین نے یہ سنا ہی کہ والد مکرے سے مسلمان ہوے اُس جوان کو قید کرلیا میرے ہوش درست نہین ہین شمشاد نے کہا آج کا ہی آپ نے معرکہ سنا اسکا سردار ہی ہیران فیل پیکر وہ قلعے پر چڑھ آیا مکارون نے قاسم کو زیر تیغ بٹھایا ہیران سے کہا پلٹ جاؤ ورنہ تمھارے آقا کو قتل کرینگے وہ بیچارہ روتا پیٹتا پلٹ گیا اب آپ کے والد نے سحاب جسم لپوش کو بلایا ہی سہیل جیا نامہ لیکے گیا ہی آج ہمارے والد محل مین بیان کرتے تھے مین نے بھی یہ حال سنا آج رات کو چلیے اُنکو قید سے چھڑا لین آپ یہین باغ مین رہیے ہم اپنی جان پر کھیلینگے یقین ہی کہ اُسکو خیر کو لیکر آئینگے یا اپنی جان دینگے کسی طرح آپ کا معشوق آپ سے ملائینگے ملکہ بلائین لینے لگین کہا اے شمشاد یہ کام اگر تجھسے بن پڑے تو مین تیری لونڈی ہون شمشاد نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے ہم آخر کسدن کے واسطے ہین کہ کوئی مشکل پڑے تو کام آئین یہ کہکر شمشاد اُٹھی کھانا تیار کرایا اُس کھانے مین بیہوشی دسنکھیا وغیرہ ملا کر پکایا نکلوا کر خوانون مین رکھا خود ڈولی مین سوار ہوئی طرف قید خانے کے چلی یہان دروازے پر قید خانے کے سرشار آتش پرست تعبد کھسائی بیٹھا ہی چالیس آدمی اور ساتھ ہین سرشار نے جو ڈولی کو آتے ہوے دیکھا پکارا کہ ارے کون آتا ہی وزیرزادی نے اک کنیز سے اشارہ کیا اُسنے بڑھکر سرشار سے کہا وزیرزادی ملکہ کی

کھانا لیکر آئی ہین سرشار کھڑا ہو گیا وزیرزادی نے ڈولی رکھوا دی کہا میان سرشار ملکہ کی طبیعت
علیل ہو گئی تھی یہ کھانا نذر سامری و جمشید کا ہی ارشاد ہوا کہ قیدیون کو تقسیم ہو جائے خیر بائی کردو
قیدی میان ہی ہین دروازہ کھلوا دو سرشار نے کہا یہ قیدی ایسے نہین ہین یہ وہ قیدی ہین
کہ خود بادشاہ برائے حفاظت آئے ہین یہ دروازہ نہین کھل سکتا نہ اسوقت قیدی کو کھانا کھلا سکتے
وزیرزادی نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا قیدی تم لوگ بانٹ لو ہم ملکہ سے کہدینگے لیکن یہ کھانا پھینکنے کا
نہین ہی کہ کل سب کو تقسیم کرنا شروع کیا کھڑے کھڑے سب کھا رہے ہین لیکن سہیل عیار جو نامہ
لیکر چلا تھا کہ جا کر سنجاب چرم پوش کو لائے یہ تو ادھر سے نامہ لیکر نکلا بہران کا عیار کفیل شتاب
تیز رو ہی جب قلعے پر سے بہران نکلا ہتھیار کھول کے رونے لگا کہا یارو دیکھو اپنی جان ستانی اس
مکار نے یہ غضب کیا کہ آقا کو زیر تیغ بٹھایا خدا انکو سلامت رکھے وہ یہی فرماتے تھے کہ ای بہران
تم چلے آؤ اپنی مشقت کا خیال کرو مگر ہمارا قدم کب اٹھتا تھا اے کفیل کچھ غالب آؤ کسی طرح قلعے
اندر قلعے کے پہونچا دو تو مین زہر کرا نبیسے آقا کو چھڑا لونگا کفیل فکر مین نکلا چار جانب قلعے کے
پھرا کچھ مطلب حاصل نہوا تھک کر ایک جنگل کے سایے مین آ گئے شہر الکم اور روتا ہی کہ ای
کریم کارساز ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر تیرا بندہ خاص نبیرہ صاحبقران کہ تیری راہ مین جہاد
کرتا ہی کوئی بات ایسی ہو کہ انکو رہا کرین مکارون کو شکست دین کہ دیکھا ایک عیار پشت قلعے سے
نکلا طرف صحرا کے چلا کفیل نے صورت اپنی تبدیل کی ایک زمیندار کی صورت بنکر آگے بڑھا اور
شاطرہ پر آگے شہراب سہیل سامنے آیا کفیل نے پکارا میان جانے والے ذرا ہمارے پاس آؤ آجکل
جابجا غدر ہی راستے کا انتظام ہمارے سپرد ہی سہیل قریب آیا کہا کہ صاحب مین جمشید ترسا کا عیار
ہون فرمان شاہنشاہی لیے ہوے طرف دشت ویران کے جاتا ہون زمیندار نے کہا دشت ویران
مین کیا ہی سہیل نے کہا سنجاب چرم پوش پہلوان کو وہان سے لاؤنگا وہ بہران کو قتل کریگا بادشاہ
قلعے سے نکل آئینگے بعد قتل بہران کے قتل قاسم کا آسان ہوگا زمیندار نے کہا مین سمجھ گیا حقہ تیار ہی دو
گھونٹ پیلو کفیل نے جھٹ پٹ حقہ بھرا جیسے ہی سہیل نے دم لگایا بیہوش ہو کے گرا کفیل نے نامہ
توڑے سے نکال لیا سہیل کو ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا وہ نامہ لیکر خدمت مین بہران کی آیا
کہا ای بہران جلد تیار ہو مین تمکو قلعے مین لیچلون بہران ہتھیار لگا کر تیار ہوا کفیل نے صورت سہیل
کی بنائی فرمان ہاتھ مین لیکر بہران کو لیچلا در قلعہ پر آکر آواز دی ارے دروازہ کھولو نگہبانون نے
پوچھا تم کون ہو کہا مین ہون سہیل سنجاب چرم پوش کو ساتھ لیکر آیا ہون وہ کہتا ہی بادشاہ سے
مین خود کلام کرون سب لڑائی میرے سپرد دیکھیے مین کیا کرونگا نگہبانون نے سہیل کو پہچان کے
دروازہ قلعے کا کھولدیا بہران و کفیل چلے جب بہران اندر قلعے کے آیا کہا ای برادر معبود مدد خدا کی
پچھلی مین اپنے آقا کو ابھی زہر کر چھڑا لونگا اسی طرف بہران کو لیکر کفیل چلا میان وزیرزادی
سب کو کھانا کھلا کے بیہوش کیا پھر یکلخت سب کو قتل کر ڈالا اب وزیرزادی نے آکر قفل کاٹا
دیکھا شاہزادہ خاور سیاہ پوش زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین وزیرزادی نے جھک کر سلام کیا عرض
کی ای شہریار مین شفقت مشتاق کہتے آئی ہون ہماری ملکہ عالم نے آپ کو یاد کیا یہ کہکے ہتھکڑی کاٹی

قاسم نے قید توڑ ڈالی ساتھ وزیرزادی کے قید خانے سے نکلے قضائے کار آشام شنگرد کوتوال
شہر دو ہزار جوانون سے طلایہ دے رہا تھا اسطرف بھی آیا پکار کر آواز دی اے ہوشیار جاگتے ہو وزیرزادی
نے چپکے سے آواز دی اے شہریار غضب ہوا کوتوال شہر آگیا قاسم نے کہا تم نہ گھبراؤ وزیرزادی کو
پشت پر لیا خود خنجر لیکر آگے بڑھے جواب مین آواز دی او بیحیا ہوشیار او اصل جہنم مین قاسم شاہزادہ ملک
قاسم نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ﷺ شہسوار لاپوش خاوری ﷺ ایک سوار نے آشام
سے کہا کہ نگہبانون کے لاشے پڑے ہین قیدی باہر کھڑا ہوا نعرہ کر رہا ہے آشام نے کہا یارو غضب
ہوا گھیر کر اسکو پکڑ لو چارون جانب سے سوار و پیدل آپڑے وزیرزادی کنیزون کو ساتھ لیکر ایک گوشے
سے تیراندازی کرنے لگی قاسم جو گھوڑے پر سوار ہوکر صف دشمنان پر گرے نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ
آشام نے اشارہ کیا خطار شعار تیر مارنے لگے اگرچہ تیر قاسم نے قلم کیے چار ضرور جسم پر پڑے مگر
قاسم گھس گئے جو گھس کے شمشیر زنی کی آشام نے ایک سوار سے کہا اس جوان کا گرفتار ہونا دشوار ہے
نہایت مرد جبار ہے بادشاہ سے جاکر اطلاع کر سوار در دولت شہنشاہی پر پہونچا جمشید کو اطلاع ہوئی
آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا سوار نے سب کیفیت بیان کی جمشید سوار ہوا بارہ ہزار فوج لیکر چلا قاسم کو زیادہ
مشکل یہ پڑی سمک بیداق عیار پشت پر مثل اپنی حقیقت کے پشتی بانی کر رہا ہے قاسم عورتون کو بھی
بچا رہے ہین قاسم کو بڑا یہ خیال ہے عورتین نہ گرفتار ہو جائین اسوجہ سے زیادہ زخمی ہو رہے ہین کہ نقارہ
بچوب پڑی جمشید ترسا بارہ ہزار فوج لیکر پہونچا فوج والون سے کہا یارو قاسم کو جسطرح ہو سکے
گرفتار کر لو کچھ سوار پیدل طرف عورتون کے چلے قاسم بے جگر سینہ سپر ہوئے سب سے زیادہ یہ فکر ہے
کہ ان عورتون کو بچائے قضائے کار بہران جو اپنے عیار کو لیے ہوئے آتا تھا نقارے کی آواز
کان مین آئی عیار سے کہا نقارہ بج رہا ہے کہین لڑائی ہو رہی ہے عیار آگے بڑھ گیا مثل پیک نگاہ ملیکر
آیا عرض کی قاسم کو کسی نے رہا کیا تمام فوج کا انپر یورش ہے دیکھیے کیا نتیجہ ہو جلد چلیے بہران اُس
وقت آکر پہونچا انکے دیکھا قاسم پر تمام فوج کا یورش ہے مگر وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہے
ہجوم عام مین شیرانہ مستانہ پلنگانہ لڑ رہا ہے زخمون مین چور چور جسطرف رخ کرتا ہے فوجین بھاگتی ہین
ہین ایک گوشے سے کچھ عورتین تیر مار رہی ہین بہران بھی نعرہ کرکے آپڑا قاسم نے جو نعرۂ بہران
کی صدا سنی ہر چند کہ زخمون مین چور چور تھے قلب کو تقویت ہوئی فوج والے چاہتے ہین کہ قاسم کو گرفتار کرلین
سب سپہ سالار جمشید کے یہی کہہ کر رہے ہین کہ قاسم کو پکڑ لین کسی طرف سے کمندین پڑتی ہین
نیزے تیر چل رہے ہین بہران لڑتا بھڑتا قریب قاسم کے پہونچا آواز دی آقا غلام آگیا قاسم
نے ہنسکر فرمایا اے یار وفادار خوب وقت پر پہونچے لیکن زخمون سے حال ہمارا ابتر ہے اور
بڑی مشکل یہ ہے کہ ان عورات نے ہمکو رہا کیا یہ بیچاریان نہ گرفتار ہو جائین بڑا مقام تردد ہے
بہران نے عرض کی غلام انکی حفاظت کرے فرمایا یہی جو ہو سکے وہ کرو مین تو جمشید کی
فکر مین ہون اگر اسیر قتل ہو جائے تو لڑائی فتح ہو اس لڑائی کا فتح ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے اب
ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن کو ثابت قدمی نہین انتہا کے زخم کھائے بہران طرف
مستورات کے چلا کچھ افسران فوج نے زنجیرین اور رسیان جو گلے مین بہران گرفتار ہوگئے گرا

لیکن مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے جو کوئی قریب آیا اُسکو مارا کسی کو گھونسا مار دیا کسی کو پکڑ کر چیر ڈالا اُس
بیقراری مین آواز دی اے آقا بے نامدار غلام بیکار ہوا قاسم نے پلٹ کے دیکھا ہیران ہزار ہا آدمی
توڑے ہوئے ہے مین قاسم چلنے لگا کہ جاکر ہیران کو بچاؤن کہ ایک طرف سے لینا لینا کی آواز
آئی قاسم نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تین سو جوانان نیزہ دار پشت پر نیزے ہلاتے
ہوے چلے آتے ہین آگے آگے سب کے نقابدار بادلہ پوش شمشیر زنی کرتا ہوا اول تو نقابدار
نے آکر عورتون کو اپنے ساتھ لیا قاسم کو بڑی خوشی حاصل ہوئی نقابدار بادلہ پوش نے پکار کر
آواز دی اے شہریار نہ گھبرایئے گا جان نثار آپہونچا عورتون کو قبضے مین کرکے نقابدار اُس غول
پر آکے گرا کہ جہان ہیران گرفتار ہوا چاہتا تھا وہان پہونچکر شمشیر زنی کی کہ وہ لوگ بھاگ گئے
ہیران اُٹھکر گینڈے پر سوار ہوا نقابدار نے تین سو جوانون سے فوج جمشید ترسا کو درہم و
برہم کردیا ہے کبھی شمشیر زنی کرتا ہے کبھی گوشے مین آکر تیر اندازی کی ہزار دو ہزار جوان تیرون سے
گرائے دور سے تیر مارے پھر الگ ہوگیا قاسم دیکھ رہے ہین کہ کس لطف سے نقابدار
لڑ رہا ہے غول مین دھنسکر نہین لڑتا قاسم نے جو آتی مہلت پائی دریا خون کا جسم سے جاری ہے
مگر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب جمشید پہونچے ملازمان جمشید نے چار جانب سے
قاسم کو گھیر لیا چاہتے تھے کہ اپنے آقا تک نہ جانے دین نقابدار بھی اُسی مقام پہ پہنچا تیر اندازی
جو کی سرداران کا مجمع متفرق ہوا قاسم قریب جمشید کے پہونچ گئے جمشید نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار
پھلانہ وار گرد قاسم کے پھر رہا ہے قاسم نے بڑھکر کلائی جمشید کی ہاتھ ڈالدیا اُس زخم داری مین
ایک جھٹکا مارا کہ تلوار اُسکی مٹھے سے نکل گئی تلوار کو پھینک کر کمر زنجیر مین جمشید کی ہاتھ ڈال کر نعرہ
شیرانہ کر کے جمشید کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر ماریں جمشید نے آواز دی اے شہریار الامان قاسم نے
کہا امان بہ ایمان جمشید نے جواب دیا جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا
قاسم نے کلمہ فرمایا کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا نقابدار بادلہ پوش نے جو دیکھا کہ جمشید
مسلمان ہوا افسرون کو لاکر قدمون پر گرا رہا ہے شمشاد وزیرزادی کو ساتھ لیکر جدھر سے آیا تھا
اُدھر ہی چلا گیا کوئی نہ سمجھ سکا کہ یہ نقابدار کون تھا کہان سے آیا اُڑ جھڑ کر نکلگیا اب جمشید قاسم
کو لیکر طرف بارگاہ کے چلا ہیران بھی ساتھ ساتھ ہے تمامی ملداقی عیار و کفیل عیار بھی ہمراہ ہین
جمشید ہیران سے پوچھتا ہوا کہ تمھارا قلعے مین کیونکر آنا ہوا ہیران نے سب کیفیت بیان کی جمشید
کہتا چلا آتا ہے کہ اے شہریار حقیقت مین آپ کا خدا آپکی مدد کرتا ہے کس ترکیب سے پہونچے مگر یہ نقابدار
کون تھا قاسم نے کہا مجھکو احوال نہین معلوم ہوا مگر بڑی جرأت سے لڑا یہ کہتے ہوے دارالامارہ مین
تشریف لائے جمشید کو قاسم نے تخت پر بٹھایا گھبرا کر حال ملکہ شیرین ادا کا پوچھا جمشید نے
دست بستہ عرض کی حقیقت یہ ہے کہ ایسے عاشقان صادق ہماری نگاہ سے نہین گذرے جو زبان سے
کہا وہی کیا جان کا خوف نہ آیا قاسم کی زخم وری ہوئی جس قصر مین ملکہ شیرین ادا تھین کنیزون نے
جاکر خبر دی کہ واری مبارک ہو قاسم نے شہر تسخیر کرلیا جمشید بصدق مسلمان ہوا ملکہ واسطے
سجدے کے جھک گئین کہ اے کارساز تو نے اپنا رحم شریک کیا میری عصمت بچالی کہ قاسم آکر پہنچے

ملکہ کو بڑی خوشی ہوئی حکایتیں شگفتہ ہوئیں ملکہ شیرین ادا نے سب حقیقتیں اپنی بیان کیں اور
قاسم افسوس کرتے جاتے ہیں جمشید کو وزرا نے خبر دی آپ سمجھے کہ لقا بھی اپنا دلہ پوش کون
تھا آپ کی صاحبزادی ملکہ نسیم گلگون پوش انہوں نے بیان کی یہی ترکیب کی آخر اسقدر بیقرار
ہوئیں کہ لقا بہار جنگ آئیں تو بھر کر گل گئیں جمشید نے کہا مقام شکر ہے جمشید آخر باغ میں ملکہ نسیم
کے آیا کہا اے نور نظر مجھکو زبانی وزرا کی معلوم ہوا اب میں تصویر تمہاری اور غرض اپنی سامنے آقا
کے پیش کرتا ہوں ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا جمشید نے آکر وزرا سے کہا سب نے یہی صلاح دی کہ
بہت مناسب ہے تصویر ملکہ نسیم اپنی غرض پیشگاہ قاسم کی قاسم نے پسند فرمایا قاسم نے اول
ملکہ شیرین ادا سے عقد کیا بعد ملکہ نسیم سے سنجاب جرم پوش نے یہ خبر سنی کہ قاسم نے آکر قلعہ
جمشید کو تسخیر کر لیا یہ بھی شاہان طلسم نور افشان کی جاگیر تھا یہ سنتے ہی قہر و غضب میں آ بارہ
ہزار فوج سے مقابلہ قاسم میں آیا قاسم نے بھی حال سنا بہران و جمشید کو ساتھ لیکر بیرون قلعہ آئے
سنجاب نے طبل جنگ بجایا صبح کو قاسم کے مقابلہ ہوا بعد نیزہ و تلوار کے آخر نوبت کشتی کی پہونچی دو دن
میں قاسم نے سنجاب کو زیر کیا سنجاب بصدق مسلمان ہوا اب سنجاب و بہران و جمشید مع بارہ لاکھ
فوج قاسم کے ساتھ ہوئی سمک سے فرمایا تیاری کرو ہم طلسم نور افشان پر جائینگے سمک نے کہا
اے شہریار ابھی ساماں لشکر آپ کا ٹھیک نہیں ہے وہاں کا خالہ سحر و ساحری ہے قاسم نے فرمایا اے سمک
دیوانے ہو وہ کشتی گیر تو جانے اور سامان لشکر کشی کرے اور میں نہ بیچوں اے جالی جب تلوار بھی
کوئی بھوت پلید سامنے نہیں آتا ہر چند سمک و جمشید نے منع کیا مگر قاسم نے بہران و سنجاب و
مقبول کو سپہ سالار کیا جمشید کو تخت پر سوار کیا آپ بعدہ صاحبقران قلب لشکر میں طرف طلسم نور افشان
کے کوچ کیا ایک صحرا میں جا کر فروکش ہوئے حکم دیا ہے کہ بوقت سحر کوچ کرینگے مگر مفتاح جو ہاتھ سے قاسم
کے شکست کھا کر بھاگا تھا اسی صحرا میں عقب کوہ اترا ہوا تھا خبر آمد لشکر قاسم سنکر گھبرایا وزرا امرا نے صلاح
دی کہ آج شب کو شبخون مارئیے صبح ہوتے ہوتے نکل چلیے اسکو یہ رائے پسند آئی شب کو اہتمام کرکے مع فوج
لشکر قاسم پر جا پڑا اور سب جگہ تلوار چلی ہر چہار قاسم اپنے خیمے سے اٹھے دریافت کیا معلوم ہوا کہ کوئی شبخون لایا
فوراً پشت مرکب پر سوار ہو کے لڑائی میں مصروف ہوئے ایک مقام پر مفتاح و قاسم سے تلوار چلی قاسم نے
روکتے روکتے ایک ہی مقام پر سر کو بنا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ مفتاح کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر
بھاگے بعد کئی روز کے قاسم نے طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا ادھر [illegible] بدیع الزمان اپنے لشکر
میں پہونچے لشکر ساحران زنجیر ساحران ساتھ لیکر طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا ان دونوں شیروں کا
حال وقت پر تحریر کیا جائیگا

وہ گلزار داستان شہر بنگالہ کہ بادشاہ وہاں کا مغرور سامری پرست ہے اسکا کوچ کرکے نکلنا
اور جا بجا مقابلے پڑنا و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا مخمس عوض معانی نامہ موافق مضمون مقام

دور ایام و گردش ... و حجابی دارد　　فلک اندا بر رخسار نقابے دارد　　بخت سیراب نگاہان سرخوابی دارد
... از سنبل او غالیہ تابی دارد　　بار با دل شدگان نازو عتابی دارد

گرچہ ہر پوست سے ہم کرتے ہیں سو جانثار | ہے سخن میں زندگی تازہ سے ہی بیمار | جان لیجاوے اجل تو بھی ہو مردہ شو
آب حیوان اگر اینست کہ دارد لب یار | روشن است این کہ خضر بہرہ سرابی دارد

جستجو میں تری ہر سو ہے رواں سیل سرشک | دیکھتی ہے ترے پا کے نشاں سیل سرشک | تو جہاں جا ہے وہیں بہہ کے ہے رواں سیل سرشک
چشم من کرد بہر گوشہ رواں سیل سرشک | تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی ہے بہر غنچہ جدائی میں اشد | شاد ہوتا ہوں جب احوال کہو آکر کے | ہوں تو بیمار پہ تعذیب سے خوش ہوں ہجر
غمزہ شوخ تو خونم بخطا می ریزد | فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہے آہ سے جلتے ہیں تمام | اس تب و تاب میں آتا ہے دل افسردہ نظر | اب تلک اس خام کو ہے حاجت داغ جگر
چشم خونریز تو دارد بدلم قصد جگر | ترک مست است مگر میل کبابے دارد

لب ہلانیکا بھی باقی نہ رہا طاقت حال | کیا کہوں کہ سینے میں کیسا ہے بھرا شوق وصال | دل کی دل ہی میں ہی عرض تمنا حال
جان بیمار مرا نیست رہ عرض سوال | اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابی دارد

ایک دشمن ہے ہر سخن کو خدا مدح گرا | سخت بے جوا عزیزاں ہیں جلدی | اسے لستان کو خاموش ہو یا کہ مجھ سے
کے کند سوی دل خستہ حافظ نظرے | چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابی دارد

چہرہ ساحران عجائب نگار و نیرنگ بازان غرائب آثار داستان شوکت بیان شاہ بنگالہ کو بعد نیرنگ سازی یوں تحریر فرماتے ہیں محرر مصنف رقمان فسانہ شوکت + می نگارند چون بعد حیرت بہ مصنف بخدمت ناظرین والا تمکین عرض کرتا ہے ہرچند کہ یہ مقام داستان سے خارج ہے مگر حقیقت میں داخل ہونا اس داستان حیرت بیان کا ناظرین کو ملاحظے میں لطف دکھائیگا پڑھنے والا مزا اٹھائیگا ملک بنگالہ کہ نام سحر و ساحری سے مملو ایک ایک شیطان خصلت سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق ہر کس اپنے کو سامری و جمشید جانتا ہے لات و منات کو کن بخدائی مانتا ہے کہتے ہیں لات و منات سے زیادہ ہم قدرت رکھتے ہیں بادشاہ وہاں کا مغرور نیرنگ باز شعبدہ ساز سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق بجز اسکی سلطنت ہے کسی نے آج تک کبھی ساحران بنگالہ سے جنگ کا ارادہ نہیں کیا مغرور کو یہ بھی خبریں پہونچیں کہ تمش و دمامہ مارے گئے غیر ساحران ایسے ساحروں کو مارا ملک ویران ہو گئے علمداران مسلمانوں کی ہوئیں مغرور نے جواب دیا اگر تمش ایسا نا چار تھا تو اُسنے ماہ دولت سے مدد طلب کی ہوتی ایک ساحر کو ماہ دولت بھیج دیتے وہ جا کر سب کو مار ڈالتا جب اُسنے ہم سے مدد نہ مانگی تو ہمیں کیا غرض ہے ہمیں کیا فرض ہے کہ ہم اُسکے خون کا دعوی کریں اگر وہ مسلمان ہمارے کسی قریے کی جانب رخ کریں تو ہم فنا تیغ میں ایک گنوار ہمارا انکی کل فوج پر کافی ہے ایسے ایسے غرور کیا کرتا ہے بڑے بڑے ساحر طلسم رنج و شعبدے کے ماہر دربار میں حاضر رہتے ہیں کہ نام اُن پہلوانوں کے وقت پر عرض کرونگا ایک دن تخت پر بیٹھا ہے کہ ہر کارے نے عرض کی اے شہنشاہ بنگالہ اور مسلمانوں کا حال سنئے مسلمانوں نے طلسم ہوشربا کو بھی فتح کر لیا افراسیاب مارا گیا خورشید کا بھی برباد ہوا خورشید روشن تن کا حال سنکر مغرور بہت ہنسا کہا اس بیچارہ کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا چند چلے بصورت خداوندان سابق بنا کر اپنے صحبت میں بٹھائے تھے اُنسے اپنی خدائی کے

اظہار کرتا تھا مسلمانون نے خوب گردن لی پھر یہ خبر اخبار گذرا کہ حیرت جادو زوجۂ افراسیاب
آوارہ ہو کر پردۂ ظلمات مین پہونچی عقاب ابر سوار کو ساتھ لیکر اپنا ملک لینے جاتی ہے یہ سنکر مغرور
نے کہا اگر حیرت جادو مابدولت سے رجوع کرتی ملک بھی دلا دیتے قاتل افراسیاب کا سر
کٹوا کے منگا دیتے پھر خبر گذری کہ عقاب ابر سوار سے حیرت جدا ہوئی راہ مین بڑے
بڑے مصائب اٹھائے نعمان جادو کہ ساحران ہوشربا سے ہے وہ حیرت کو اپنے ساتھ لیکر ایران
دلانے ملک وہان کے چلی ہے یہ خبر سنکر مغرور نے کہا واہ قدرت سامری جن لوگون نے افراسیاب
کو مارا انکے قتل کرنے کو بی نعمان جاتی ہین کیا کر سکینگی مسلمان بڑے بڑے زبردست ہین ساحرون
نے کہا حضور علاوہ زبردستی کے ایک عیار مسلمانون کے ساتھ ایسا ہے کہ قاتل ساحران لقب پایا
مغرور و سرداران مغرور سنکر ہنسنے لگے کہا ساحر آج تک انھون نے دیکھا نہین غیر ساحر کی یہ مجال ہے کہ
ساحر کو قتل کرے مابدولت کا بھی یہی دل چاہتا ہے کہ لشکر کشی کرین حیرت کو سلطنت دلا دین
اسکے ساتھ شادی کرکے اسکو بنگالے مین لائین ساحرون کی صورت دکھائین کہ دیکھو ملکۂ عالم
ساحران انکا نام ہے اور یہ بھی سنتے ہین کہ حیرت کا حسن مین مثل نہین ہے ایک وزیر نے کہا حضور ایک
سوداگر تصویر حیرت کی میرے ہاتھ فروخت کر گیا تھا اگر حکم ہو تو لاؤن مغرور نے کہا مابدولت
ضرور ملاحظہ کرینگے وزیر نے لاکر حیرت کی تصویر دکھائی مغرور نے دیکھا ایک نازنین سہی قد
خورشید خد حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر الفطر یان قتال عالم ابرو خنجر محکم عارض چاند کے
ٹکڑے ہونٹھون مین مسیحائی باتون مین دلربائی کسی ایسے مصور نے تصویر کھینچی ہے کہ ہر مرتبہ ثابت
ہوتا ہے کہ تصویر کلام کیا چاہتی ہے بقول جناب شیخ ناسخ مرحوم و مغفور فرد نقشہ بنا کے مانی نے مانگی
جو اپنی داد + تصویر بول اٹھی مرے حاضر جواب کی + مغرور کا یہ حال ہوا کہ سارا غرور و تکبر بھولا
آہ کر کے کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا کہتا تھا یارو یہ تصویر قتال عالم کی ہے وزیر اعظم و ستون معظم
مہران کہ کشتان سوار کو بلا کر حکم دیا کہ تھوڑا سا لشکر مابدولت کا تیار کرو ہرکارون کو روانہ کردو
راہ مین ہمکو خبر دین کہ ملکہ حیرت کس طرف سے آتی ہین ہرکارے اسی وقت روانہ ہوگئے مہران
نے جلدی مین چار لاکھ ساحرون کا لشکر تیار کرکے عرض کی جو ساحر کہ حاضر در دولت تھے
صرف انکو ہمراہ لے لیا لشکر تیار ہے مغرور جادو سوار ہوا عیار اسکا منک سحر نگاہ ہم ساحر و ہم
عیار مکار و غدار بلا سے روزگار ہمراہ سو رفقا و وزرا امرا ایک ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و
نخوت سے مست لنگھا سے آتشین واژدر تن پہ سوار ہوئے تخت شہنشاہ کو گھیرے ہوئے
عجائب و غرائب دکھاتے ہوئے شعلہ ہائے آتش اڑاتے ہوئے لکہ ہائے ابر سرخ و سفید
سرون پر سایہ فگن جادو نگاہ ہم فن اس دھوم سے مغرور چلا بڑے زور و شور سے لشکر جاتا
ہے سو کوس کی منزل لگی ڈیڑھ سو کوس پر جا کے اترے چوتھی منزل تھی کہ ہرکارے سامنے
آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہنشاہ بنگالہ ملکہ حیرت جادو بڑے
زور و شور سے کوچ کیے ہوئے طرف ہوشربا کے جاتی ہین ملکہ نعمان جادو سپہ سالار
میدان سے بارہ کوس پر صحرائے ہول خیز ادھر ان اتری ہین ترتیب لشکر ہو رہی ہے اور

ایک ہفتے کا مقام مقرر کیا ہر بعد ہفتے کے وہان سے کوچ کرینگی پس ملکہ مغرور نے حکم دیا کہ اسی جانب لشکر ... چلے مہران کو حکم ہوا مہران نے اُسی وقت اٹھالا بارگاہ زرلفتی کا لدوایا مغرور نے کوچ کر کے طرف ملک حیرت جادو کے چلا ملکہ حیرت جادو اس صحرائے خارستان مین فروکش ہین ایک دن جو سیر کو نکلین ویرانی صحرا کی دیکھکر افسوس ہوا کہا کیون نعمان اس صحرا کو آراستہ کر دو یہ بھی ذکر ہوچکا کہ ملکہ حیرت کا اس طرف گذر ہوا اور صحرا ویران رہا نعمان نے گلشن کنیز کو حکم دیا گلشن نے جا بجا چمن بندی کی درختون پر پانی برسایا چشمے جاری کیے لدہاے ابر سحر سے بنا نے کہ ہر وقت ابر برسا کرے چار پانچ دن کے عرصے مین تمام صحرا سبزہ زار ہوگیا طائر جابجا سے آ کے بسیرا لینے لگے چشمے موج مارتے ہین ملکہ حیرت نے حکم دیا بارگاہ لگے آگے سائبان زرلفتی کھنچا تخت یاقوت احمر آ کے بچھا گلدستے چنے گئے گائنین خوش گلو حاضر ہین ناچ ہونے لگا ناچ دیکھ رہی ہین جب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا ایک نازنین گلنارپوش تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھی پہلے گت ملہی کدہا لیان تخل کی بُری گت ہوئی سننے والے پریشان تعریفین کر رہے ہین گت کو تمام کرکے اب اُس نازنین نے کھڑے ہوکے ملکہ حیرت سے آنکھ ملائی یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا
ہوئے خشک آنکھوں مین آنسو لیا احسان دامن کا

ارے مستی کے بوسون مین بھی کار بخیہ کرتے ہین
گلا ز خود لب سے لپٹا ہوا ہر چاک دامن کا

بیابان تک لاغری دیوانگی نے مجھکو بخشی ہر
اتر کر پاؤن کی بیڑی بنا ہر طوق گردن کا

ارے بیتابی فریاد کے جب زور کرتے ہین
کلیجہ منہ تک آجاتا ہر ناقوس برہمن کا

مدد سے غیر کی فریاد کر لیتے ہین جیسے بھی
کہ روح قالب ناقوس پایا دیر برہمن کا

مجھے حیرت ہر کیون قسمت سپہر دام کرلی ہر
کہ آنکھین بند ہین منہ تک نہین دیکھا ہر گلشن کا

وہ دو در شت ساقی مین یہ زنجیر دیکھے حلقے ہین
ہمارے پاؤن کا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدادی سینہ بلبل مین دل نے ٹوٹ جائیگی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی
گلاتا ہر ہمین ہنستا شرارہ سنگ مدفن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو جاتا جو اہر کافر سلمانون کی گردن کا

نہایت ناتوان ہون زیر خنجر اپل سکون کیونکر
مرے بار گراں گردن پہ جو ہر دیوار آہن کا

نہ گھبرا اے دل نالان بڑی مدت مین ہم سوئے
بلا لیتے ہین اب آنکھون ارادہ ہو کے دشمن کا

جھکی جاتی تھی گردن نیند کے جھونکون سے مختار ہین
تعلق تھا جو کچھ آنکھوں مین باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہر
چھری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا

زبان سے حسرت پیری کی باتین کیون سناتے ہو
ابھی تو نوجوانی ہر دکھاؤ دل نہ جوبن کا

نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہر
اثر کل مہر کا نور مضمون طبع پر فن کا

اس وضع سے یہ غزل گائی سامنے صحراے سبزہ زار طائرون کی اچھل کود مہر بن موج مار رہی ہین اسطرح کے اشعار جو اس نازنین گلنارپوش نے گائے حیرت کا بھی دل بھر آیا آنکھون سے آنسو

جاری ہوئے اُس نازنین نے جو اپنی جانب متوجہ پایا دوپٹہ چنگی سے تھام کے بیٹھ گئی گانی جالی
مطلع بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین + چاہیے منقار چنگل سے دل صیاد مین + اس شعر کو جو بتانا
شروع کیا اثر پیدا کرو فریاد مین اس لفظ کو جو پکڑ لیا کبھی چہرہ اُداس ہوا کبھی غصہ آیا کبھی ابرو سے
خدار ہلے تلوارین کھنچین بند دمین بھری تنین ایک اشک کی لفظ کو پکڑ لیا خوب خوب بتایا حیرت نے
موتیون کا مالا گلے سے اتار کر نازنین کو دیا سب اہل محفل گانے پر رجوع ہین نازنین گلنار پوش نے
قیامتین برپا کر دین اُسوقت صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ چار سو علم نشان چار لاکھ فوج
کاہی علمہاے زنگاری کے پھریرون پر تریپ سامری و جمشید لکھی ہوئی بعد علمدارون کے
ساحران غدار ہزار ہا سے آتشین پر سوار بعد انکے گذرنے کے دیکھا مغرور جادو بادشاہ بنگالہ
بڑے دھوم سے ظاہر ہوا اُدھر عیارون نے مغرور کے پاؤن پر ہاتھ رکھکر اشارہ کیا کہ دیکھیے ملکہ عالم
زیر سائبان زرنگاری جلوہ فرما ہین اسوقت گانا ہو رہا ہی مغرور نے یا تو تصویر دیکھی تھی اب جو
جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی بے اختیار چھاتی پر ہاتھ مارا کلیجہ تھام لیا اگرچہ بہت سنبھالا مگر
نہ رک سکا آہ کرکے بیہوش ہو گیا سب ساحر دوڑے قریب آکر گلاب و کیوڑہ و بید مشک سے چہرا تب
مغرور کو ہوش آیا رفقا نے عرض کی حضور کو ہم بہت بیقرار پاتے ہین کہا ہماری جانب سے ایک
نامہ محبت شمامہ ملکہ حیرت جادو کو لکھو مضمون یہ ہو کہ آپ نے بڑے رنج و ملال اٹھائے یہ عاشق
صادق چاہتا ہی کہ سلطنت اقلیم بنگالہ قدم اقدس پر نثار کرون خدمت مین مثل چاکران کمترین حاضر
رہون فوراً نامہ تیار ہوا آخر مین یہ بھی لکھا کہ جو حضور کی خواہش ہی قبضہ طلسم ہوشربا اور سرفا کل
افراسیاب حاضر خدمت کرونگا نصیب ہے یہ کہ جو طلسم مثل طلسم عجائب و غرائب اُسی طرح تیار
کر دیکھے کبھی خدمتگزاری سے گردن تابی نہ کرونگا دونون اقلیمون کی سلطنت کنیزان شاہی کو سپار
ہو جب یہ نامہ تیار ہوا بڑے اہتمام سے اسکو چوکی پر رکھا پکار کر آواز دی ایک نگوار زہار اس
نامے کو لیکر جائے۔ زبرجد سیاہ پوش اپنے مقام سے اٹھا عرض کی یہ نامہ غلام لیجائیگا
زبرجد نے نامہ دوپٹے سے باندھا ساٹھ ہزار ساحرون کو ہمراہ لیکر چلا زبرجد تخت پر سوار ہوکر
چلا ساٹھ ہزار ساحر اسکے ساتھ اس جوش و خروش سے زبرجد چلا ملکہ حیرت ناچ دیکھ رہی ہین
زبرجد نے لشکر اپنا بیرون لشکر حیرت چھوڑا آپ اکیلا بل کھاتا ہوا اُسی جلسہ عیش و نشاط مین آیا
چوبدار نے جاکر ملکہ حیرت سے عرض کی ملکہ حیرت نے نامہ دار کو اندر بلوا لیا کرسی حیرت نے
دی زبرجد اُس پر بیٹھا بیٹھتے ہی اسنے نامہ پیش کیا ملکہ حیرت نے ہاتھ مین وہ نامہ ملکہ لقمان کے
دیا لقمان نے وہ نامہ پڑھکر ملکہ حیرت کو سنایا ملکہ حیرت نے وہ نامہ ہاتھ سے لقمان
کے لیکر چاک کر ڈالا اور کہا اے ساحر پلٹ جا جاکر اس مغرور و متکبر سے کہنا کہ ہمین کچھ نہین چاہیے
ہمارا پیدا کرنے والا جو ہمارے واسطے مناسب جانیگا وہ کریگا ہمین تمہاری مدد نہین منظور
زبرجد نے جو دیکھا کہ نامہ پھاڑ ڈالا اور ایک عورت ایسے ایسے کلمات مغرور کو کہتی ہی یہ
بگڑنے لگا ملکہ حیرت نے ہنسکر کہا جاؤ تم جاکر اپنے مالک سے کہدینا تمہین کیا دخل ہی جیسا
انکا حکم ہوگا ویسا کرنا زبرجد جھلا کر اٹھا ایک طرف سے آواز آئی کہ میان جانے دو تمہین

غصے کی کیا ضرورت تمھارا کوئی برابر کا ہوتا تو البتہ جائے کلام تھا عورت سے کیا کلام کرو گے اپنی
حقیقت تو دیکھو یہ سن جوز برجد پلٹا دیکھا ایک نازنین گمان شعلہ جوالہ مجھکو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی ہے جوانی
کی بلا تکلف وضع دوپٹہ سینے سے سرکا ہوا بال جوڑے کے کھلے ہوئے آنکھون مین لال ڈورے
نشہ وحشت کے کچھ ہنستی جاتی ہے کبھی ماتھا کوٹ لیا کبھی کہتی واہ واہ بی حیرت کو اتنی سرکشی نہین
مناسب مرد کا مزاج ہے جو بگڑ جائے تو کیا ہو دیکھو بلا ترس مرد کے غصے سے خدا بچائے جب تک
نہین آتا تب تک نہین آتا یہ عورتون کا غصہ نہین ہے کہ کلکلا مین چلا مین چپ ہو رہین مرد کے غصوں سے
خون کے دریا بہ جاتے ہین ہمارے مالک نے بے سمجھے بات کہدی جیسے ہی زبرجد نے ملکہ کو
دیکھا مسکرا کر کہا صاحب جاؤ عورت کے منہ نہ لگو بکتی ہے کہنے دو زبرجد ان باتون پر مرگیا جھپٹ کر
نازنین نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب چلو عورت سے کلام نہ کرو خل تمنے سنی ہے یا نہین کہ عورت کی ناک
منہ تو کیا ارے تحسین کیا غرض ہے جواب انکی سرکار سے ملیگا زبرجد کا ہاتھ پکڑے ہوئے کبھی ٹھنڈی
سانسین بھرتی ہے کبھی حیرت پر جھلاتی ہے کہ واہ اچھا بی بی کو سلطنت کا دعویٰ ہے جو منہ مین آیا وہ کہدیا
بات کو سمجھا نہ بوجھا مرد کو غصہ آجائے دریا خون کے بہین لبسہولت جواب دیتین اسطرح کی باتین
سن سن کے زبرجد کا رنگ رو متغیر دزدیدہ نگاہون سے سراپا کو دیکھ رہا ہے ایسی مہ جبین کبھی نگاہ
سے نگذری تھی شوخ میاک چست و چالاک بولی بولی پھڑکتی ہے گنگناتی جاتی ہے شعر بھی استادان
سخنور کے زبان پر ساتھ ساتھ اس نازنین کے چلا ملکہ حیرت کا بھی گانے مین دل لگا ہوا تھا
پلٹ کر فرمایا ارے یہ گانے والی کہان کی کنیزون نے عرض کی میان زبرجد سے باتین کرتی ہوئی
جاتی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے شاید جان پہچان ہوگی ملکہ حیرت تو نعمان سے باتین کرنے
لگین نعمان نے عرض کی واری اب فساد ہوگا اس مغرور کے سحر کے بڑے شہید سے مین کبھی
بھاگنے واسطے اپنے ملک سے نکلے تھے اسکو یہ سودا سوار ہوا کہ ہزارون کوس سے کوچ
کرکے آیا نہین معلوم دماغ مین کیا سمائی ملکہ حیرت نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا کہ فساد
تو ہماری تقدیر مین لکھا ہے عمرین گذری ہین جھگڑے فساد دیکھتے ہوئے جسدن سے اہل اسلام سے
بگڑی ہے کبھی پھر چین نہ ملا اپنے ملک کی تباہی دیکھی خورشید روشن تن کی خدائی کے زور و شور
تھے جو کہتا تھا وہی ہوتا تھا ایسے معرکے پڑے کہ وہ قتل ہوگیا ہم چپ [illegible] بھاگے کہان کہان
مارے مارے پھرے فساد نے دامن نہ چھوڑا چند سے میان عقاب کے ساتھ رہے انکے
ساتھ بھی جا بجا فساد برپا ہوئے تمنے آکے یہ صلاح دی کہ اپنا لشکر فوج ہوتے غیر کا کیون
احسان اٹھائیے وہ قبول کیا اب فلک نے یہ سامان دکھایا اچھا پھر فساد ہوگا تو ہو وہ
نازنین جوز برجد کو لیکر چلی ملکہ حیرت کا لشکر ہے صدہا خیمے بارگاہین استادہ ہین ایک تنہائی کے
خیمے مین زبرجد کو لیکے گئی کہتی ہوئی صاحب ادھر آؤ ہمارے تمھارے تنہائی مین باتین ہون
تمھاری نگاہون نے تو دل کو شکار کر دیا ہنستے ہو تو بجلی گرتی ہے یہ گھونگرے بال کیا اچھے معلوم
ہوتے ہین وضع تو خوب بنائی رنڈیون کے ذبح کرنے کو اب ہماری بات کا جواب نہین دیتے
زبرجد کہتا ہے مین تو غلام ہون تمھارے حکم سے کیا باہر ہون تخلیے کے خیمے مین لیجا کے

کہا صاحب میاں دم بھر ٹھیو زبرجد نے کہا میرے ساتھ سات ہزار جادوگر آئے ہیں پیرون لشکر حیرت
شہر سے ہیں وہ انتظار کرتے ہونگے اُس نازنین نے بیٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مار کہا اچھا تو زرے
سے چلے جانا چھری تلے دم تو لے کیا کوئی تم کو لتا ہو کہ میاں مر رہا گرمی میں آئے ملک سے باتیں سخت
ہوتی ہیں دم بھر ٹھیو ذرا طبیعت کو فرحت ہو تو چلے جانا یہ کہکے جام بھر کہا لو ایک جام تو پیلو زبرجد نے
وہ تامل کیا اُنسے پکڑ کے پھر ایک طمانچہ مار دیا ایک دو تھپڑ اپنے منہ پر لگایا کہا کیون اسنے تو نے مجھکو کیا کردیا
میں ایسی بے لحاظ ہوگئی تو جی چاہے پیو جی چاہے نہ پیو بس اب جائیے چلتے پھرتے نظر آئیے زبرجد
حیران ہو کہ یہ نازنین کون ہو اسنے تو محبت کے انبار لگا دیے بیشک مجھپر عاشق ہوئی یہ سوچکر جام
ہاتھ سے لیا پی گئے پیتے ہی دل گھبرایا بدن سے چنگاریاں نکلنے لگیں گھبرا کر کہا کیون صاحب
یہ شراب کیسی تھی نازنین نے کہا شراب تو اچھی تھی مگر تم گرمی میں تھکے ماندے آئے ہو ذرا ٹھیرو غرض
زبرجد اٹھا ارادہ ہوا کہ ملعون دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گرا یا تو وہ نازنین
تھا یا نچہ چلا و نکلا کمر سے خنجر کھینچکر نعرہ کیا نعرہ چالاک

منم چالاک	به عیاری منم آفت چالاک
بچشم دشمن اندازم کفن خاک | نباید باد گردد سبز کامم	خلیفه اولم چالاک نامم

نعرہ کرکے خنجر مارا لشکم چاک قصہ پاک زبرجد کا مرنا کہ وہ خیمہ جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و
برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من زبرجد سیاہ پوش بود چالاک نے شاناک پکڑ کے کھینچا خیمے
کے باہر ڈالدیا اسکے لشکر کے چار پانچ جادوگر آئے تاکہ مرنے کی آواز سنکر دوڑے آنکے دیکھا لاشہ
پڑا ہو اُٹھا کے لیگئے روتے پیٹتے طرف اپنے لشکر کے چلے وہ نازنین ہنستی ہوئی پھر سامنے حیرت
کے آئی حیرت نے کہا اسے زبرجد کو کس نے مارا نازنین ہنس پڑی کہا حضور صاف تو یہ ہو کہ گھبرا گئے
ہوسنے سے مجھے بڑی ہنسی لگا ہوں سے دیکھتے تھے بھلا مجھے کیا کام تھا جو اُنسے بات کرتی اُنکے
ساتھ تھوڑی دور چلی گئی مجھسے کہنے لگے میں مرتا ہوں ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ اپنے خنجر
مار لیا حیرت کو بڑی حیرت ہوئی چالاک نے جو ہنس ہنس کے باتیں کیں حیرت سمجھ گئی اتنا تو
مسکرا کر کہا کہ آپ نے خوب مارا کیا زیر سائبان زرنفتی سے اُٹھکر خیمے میں حیرت چلی گئیں چالاک
وہاں سے چلا آیا مغرور اپنے تخت پر بیٹھا ہو کہ رہا ہو زبرجد خالی نہ آئیگا اُسکو ہماری بیقراری بہت
ناگوار ہو ساحر بدمزاج ہو جاتے ہی اُلجھ پڑیگا کہ رونے کی صدا آئی مغرور نے گھبرا کر پوچھا ارے
خیر تو ہو یہ کیا شور ہو ملازموں نے لاکر لاشہ زبرجد کا سامنے رکھا کہا حضور ہم سب کو بیرون لشکر
چھوڑ گئے تھے یکایک ہمارے کان میں آواز اُنکے مرنے کی آئی جاکے دیکھا لاشہ پڑا ہو یہ نہ
ثابت ہوا کسنے مارا مغرور طرف مہنگ سحر نگاہ کے متوجہ ہوا کہ کیون اے شاطر کچھ تیری عقل میں آیا
مہنگ نے کہا حضور یہ بات تو مشہور ہو چالاک بیٹا عمرو کا لشکر حیرت میں موجود ہو اُسکے کسی
شعبدے سے زبرجد کو اُسنے مار لیا مغرور نے کہا دیکھو نامہ کیا ہوا کمر سے زبرجد کی پھٹے ہوئے
پڑے تھے مہنگ نے کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حیرت نے نامہ چاک کیا جواب صاف ملا
چالاک نے انکو دم دیکر مار لیا حضور اسے مقام پر بیٹھے ہیں ہرچند مغرور نے کہا کہ اے مہنگ
کیا ضرورت ہو مگر یہ تجھ لوگ کل ہی بی حیرت قبضے میں آجاینگی مہنگ نے نہ مانا بانہ ہاسے جیا دیئے

آراستہ ہوکر چالاک کی تلاش میں چلا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا صندلی رومال ہاتھ میں کوڑی کوڑا مانگتا
ہوا چلا چالاک ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا آتا ہے اسکو بھی خیال ہے کہ زبرجد کسی نے بھیجا ہے اسنے سنا
ہوگا ادھر سے مہنگ آتا تھا خدمتگار کو دعا دی داتا بھلا ہو مقرب شاہی ہو چالاک نے سر اٹھا
دیکھا اتنا تو سمجھا کہ یہ فقیر نہیں ہے پوچھا باباجی کہاں سے آنے کا اتفاق ہوا مہنگ نے کہا
داتا جہاں سے سب آئے ہیں وہین سے فقیر بھی آیا ہے چالاک نے کہا آخر تکیہ کہاں ہے کہا بابا
تکیہ پیدا کرنے والے پر اپنا تکیہ توکل ہے فرد فقیروں کا ماوا و مسکن کہاں ہ جہاں تھک کے بیٹھے وہ
گھر ہوچکا ہ یہاں ظہور قدرت معبود کا دیکھا چلے آئے کہ دیکھیں کسکا لشکر ہے مگر کیوں بابا ابھی
تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ زبرجد جادو بطور ایلچیوں کے آیا نہیں معلوم کسنے اسکو مار ڈالا شاہ بنگالہ
کو بڑا غم ہے چالاک نے کہا میرے ساتھ چلیے میں قاتل کو بتا دوں مہنگ سمجھ گیا کہ بیشک
یہی عیار ہے کہا بابا میں قاتل کو کیا کرونگا یونہیں آمد سخن میں پوچھا چالاک نے کہا دیکھیے وہ قاتل
آتا ہے جیسے ہی مہنگ پلٹا چالاک نے حلقے کمند کے گلے میں ڈال دیے یہ چالاک نہ جانتا
تھا کہ یہ ساحر بھی ہے اسنے سحر کیا حلقے کمند کے جل گئے ایک ماش کا دانہ پھینک مارا چالاک
گرا مہنگ نے پشتارہ باندھ لیا ایک بھاگا جب لشکر سے حیرت کے نکلا اسکا شاگرد مسرور تیز پا
اپنے استاد کی تلاش میں نکلا تھا استاد کو دیکھا پشتارہ بدوش آتے ہیں کہا استاد کسکو لائے مہنگ
نے کہا چالاک کو لینے گیا تھا یہ آیا بلا کا عیار ہے ای مسرور تیز پا تم اسکو لیکر خدمت میں شاہ
کے لے چلو میں حیرت کو بھی لیکر آتا ہوں آج ہی فیصلہ کردوں شاگرد کو پشتارہ چالاک کا دیا آپ
پھر ایک ضعیفہ کی شکل بنکر چلا راہ میں ہوا جو لگی چالاک کو ہوش آیا دیکھا ایک شخص میرا پشتارہ لیے
جاتا ہے بسہولت پوچھا بھائی تمنے ہماری کیوں مشکیں باندھی ہیں مسرور نے کہا تمنے زبرجد کو
مارا ہمارے استاد مہنگ سحر نگاہ تمکو پکڑ لائے اب حیرت کو گرفتار کرنے گئے ہیں میں تمکو خدمت
شاہ میں لیے چلتا ہوں وہاں تمہاری سزا ہو جائیگی چالاک رونے لگا کہا مجھ غریب کو ناحق
گرفتار کیا ہے میں تو ملکہ حیرت کے مصاحب کا نوکر ہوں انکی تحویل میرے پاس رہتی ہے اب وہ
گھبراتی ہونگی مسرور نے پوچھا تحویل میں تمہارے پاس کیا ہے چالاک نے کہا وہ میاں مصاحب
دو ہزار روپیہ ماہوار کے نوکر ہیں سب کچھ میرے ہی پاس رہتا ہے اب وہ ایک ایک پیسے کو
حیران ہونگے مسرور نے کہا اب اسوقت کیا موجود ہے چالاک نے کہا بھائی اشرفیاں ہیں
روپے ہیں پیسے ہیں تم دیکھوگے میرے ہاتھ پاؤں ذرا کھولدو تمہیں سب چیزیں دکھادوں
مسرور سوچا یہ دبلا پتلا کہاں جائیگا ایک ہاتھ کمند سے کھولدیا پشتارہ زمین پر رکھا کہا لاؤ
نکالو دیکھیں کیا مال ہے چالاک نے کچھ اشرفیاں نکال کر دیں ہاتھ سے جھک جھک کے
حلقے کھولتا جاتا ہے مسرور خوش ہوگیا کہا بھائی اور بھی کچھ ہے چالاک نے کہا یہ اشرفیاں ایک
رشوت کی ہیں یہ خاص میرا مال ہے انکا مال اب نکالتا ہوں یہ کہکر اور اشرفیاں نکالیں وہ اشرفیاں
گننے لگا چالاک نے کہا دیکھو تمہارے لشکر سے کوئی آتا ہے وہ پلٹا چالاک نے حلقے کمند
کے گلے میں ڈالدیے پلٹا جناب مار دیا مسرور کو بیہوش کر کے آپ اُٹھا مسرور کا سر کاٹ

اسی درخت مین لٹکا دیا لاشہ زیر نخل ڈالدیا آپ بصورت مہمل بنا گا یہی خیال تھا کہ ای چالاک نہین
حیرت کو گرفتار نہ کرلے یہ سوچتا ہوا بھاگا میان تہمنگ سحر نگاہ دربارگاہ پر آیا ایک کنیز کو اشارے
سے بلایا الگ بلا کر اسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکے اندر آیا ملکہ حیرت سے کہا واری مین نے سنا ہی
تہمنگ سحر نگاہ عیار مغرور کا آپ کے لشکر سے چالاک کو پکڑ لیگیا ملکہ حیرت گھبرا گئین فرمان سے
فرمایا یہ چالاک تھا جسنے زبرجد کو مارا جھٹ پٹ عیاری کرنا دشمن کا جاکے لے لینا یہ اسی کا کام ہی نام چالاک
کا لیکے مسکرائین تہمنگ سحر نگاہ باتین کر رہا ہی چاہتا ہی کنارے لیجاؤن یا کہ بیہوش کرون اور
لے نکلون کہ چالاک جو مسرور کو مار کے پلٹا اسکو بھی تردد تھا کہ ایسا نہو تہمنگ جاکے ملکہ
حیرت پہ ہاتھ ڈالے تو بڑا غضب ہوگا مگر صورت بدل کر چلا مسرور کا سر درخت مین لٹکا دیا ہی
لاشہ اسکا صحرا مین پڑا ہی در دولت پر آکے پہونچا ایک خدمتگار سے پوچھا ملکۂ عالم کیا کر رہی ہین کہا
کنیز جو ہی سوسن اُس سے کچھ چپکے چپکے باتین کر رہی ہین چالاک سمجھا کہ تہمنگ پہونچا ادھر ادھر
ڈھونڈھنے لگا دیکھا پشت خیمہ پر سوسن کنیز بیہوش پڑی ہی اب تو چالاک کو یقین کامل ہوا اور
سوسن کنیز کو ہوشیار کیا آپ اور کنیز کی صورت بنکر چلا اندر آکے دیکھا کہ تہمنگ نے اپنا رنگ جمایا ہی
کہ ملکہ سے سرگوشی کر رہا ہی چپکے کہہ رہا ہی کہ حضور مغرور آپ پر عاشق ہی چاہتا ہی مجھے بدلے
مین چالاک ہوشربا فتح کرا دون قاتل افراسیاب کا سر دون بنگالہ وہ ہوشربا پر قبضہ آپ کا ہو ملکہ ہنستی
جاتی ہین فرماتی ہین دیوانہ ہی ہوشربا پر قبضہ ہونا تو آسان ہی مگر قاتل افراسیاب کا سر ملنا بہت مشکل
ہی ایسا ایک شخص لشکر مسلمانان مین ہی کہ اُسکے نام سے تصور کے پر جلتے ہین اُسکی مکاریان جو
جو خیال مین آتی ہین تو دل سے شعلے نکلتے ہین کہ چالاک پشت پر پہونچا سنتا ہوا مسکراتا ہوا اچھالی
کی چال کسی کے ٹھوکر ماردی کسی کو دھکا دیدیا کسی کے چٹکی لے لی پشت پر تہمنگ کے پہونچکر حلقہ
کمند کا مارا آواز دی او مکار کہان جاتا ہی تہمنگ پلٹا حلقہ ہاے کمند گردن و کمر مین آ گئے تھے کہ
تہمنگ نے سحر کیا حلقہ ہاے کمند جلکر گرے چاہا پلٹکر چالاک پر ہاتھ مارے چالاک نے
پلٹکر آواز دی ای ملکۂ عالم یہ ملعون ساحر بھی ہی حیرت نے چاہا ہاتھ ہلائے تہمنگ نے جست کی اور
سراپچے کو واکر بھاگا کہ چالاک بھی چلا جب وہ لشکر سے نکلا اور راستہ سے چلا چالاک نے اور
راستہ لیا تہمنگ چلا آتا ہی راہ مین اسکا شاگرد صیقل تیز رو نے پکارا کہ صیقل کہان سے
آتا ہی کہا حضور مسرور کو آپ نے قتل کرایا تہمنگ سنکر گھبرا گیا کہا کیا ہوا کہا لشکر کے قریب جو نخل ہی
اسپر سر مسرور کا رکھا ہوا ہی تہمنگ نے کہا مین خود حیران تھا کہ مین نے جو چالاک کو روانہ کیا
راہ مین چالاک نے اسکو دھوکا دیکر مار لیا ای صیقل مین نے سمجھا دیا تھا کہ ہوشیار نہ کرنا اُسنے
ہوشیار کیا فرزند رشید خواجہ عمرو ہی اسکو عمرو نے سب کا خلیفہ کیا ہی اشارے مین عیاری کرتا ہی
مجھکو پکڑ لیا مین ہی ایسا ہی طرار تھا کہ سحر کر کے نکلا ای صیقل اگر مین ساحر نہوتا تو اُسنے گرفتار ہی
کر لیا تھا نہین معلوم مسرور کو کیونکر مارا اگر تو خبر لیکر آتا کہ اب وہان کیا چرچا ہو رہا ہی صیقل کو
طرف لشکر حیرت کے روانہ کیا آپ سوچتا ہوا چلا ایک طرف سے آواز آئی کہ لات و منات
بھلا کرین تہمنگ نے پلٹکر دیکھا کہ ایک بیمار عارضہ سل مین مبتلا ایک گٹھری اوڑھے ہوئے

رستے مین پڑا لوٹ رہا ہی پکار کر کہتا ہی کہ بھائی آج مجھے سیر افاقہ ہی لات و منات کے نام پر کچھ دو
منہنگ کو بڑا رحم آیا فقیر نے قریب پہونچا کہا اے بندۂ لات و منات یہ کیا حال ہی بیمار بلک کر رونے
لگا کہا بابا کیا پوچھتے ہو مین ایک سوداگر جلیل تھا حیف ہے یہ عارضہ ہوا لاکھون روپے صرف
کیے اب یہ نوبت ہوئی کہ مثل فقیرون کے پڑا ہون اگر کسی سخی داتا نے کچھ دیدیا سامنے کا لون ہی
کسی کے دروازے پہ پڑ رہتا ہون اپنا پیسا کوڑی جو ملا صاحب خانہ کو دیا اگر اسکو رحم آیا کھانا پکا دیا
دو دو دو دن کھانا ممکن نہین ہوتا آج تیسرا دن ہی کہ کھانا دانا ممکن نہین ہوا تم سخی داتا کو دیکھا سوال کیا
منہنگ نے دو روپے پاس سے نکالے کہا لو میان بیمار نے کہا ذرا ملاحظہ تو کیجیے مین کیونکر لون
منہنگ نے دیکھا انگلیان ہاتھ کی گر گئی ہین تمام جسم سے پیپ بہ رہا ہی حال اپنا دکھا کے
فقیر رونے لگا منہنگ نے کہا پھر روپے کیا کرون آج کہین تمہارا ذکر شاہ سے کرونگا وہان سے
جو کچھ ملیگا وہ بھی لاکر تمھین کو دونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا جھولی بیمار کی بغل کے نیچے لگی ہوئی تھی ہاتھ
اٹھا کر کہا داتا اسمین روپے ڈالدیجیے منہنگ جھکا جیسے ہی اسنے روپے جھولی مین ڈالے
جھولی ہاتھ مین لپٹ گئی اسنے دوسرا ہاتھ لگایا دوسرا ہاتھ بھی پھنسا جھلا کر منہنگ نے کہا ارے
فقیر کیا اس جھولی مین گوند لگا ہی ہاتھ پھنسے جاتے ہین فقیر نے پیر سمیٹے حلقہ ہاے کمند پاؤن مین
لگے ہوئے تھے پاؤن سمیٹ کر حلقے مارے ہاتھ تو منہنگ کے پھنسے تھے گردن مین حلقے جا
پڑے چاہا سحر کرون فقیر نے منہ سے حباب مارا دماغ پر منہنگ کے پڑا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا
چالاک نے نعرہ کیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو عیار نامور خلیفۂ عیاران حمزہ ملا ورنگی
وغیرہ چھینٹ اُتار رنگ و روغن جسم کا دور کیا پشتارہ منہنگ کا باندھنے لگا اب چالاک کی صورت
اصلی ہی پشتارہ منہنگ کا باندھ رہا ہی صیقل لشکر حیرت مین گیا کچھ خبر معقول نہ پائی وہان سے
پلٹا ہوا آتا ہی راستے مین دور سے دیکھا کہ چالاک استاد کا پشتارہ باندھ رہا ہی وہین سے اسنے
للکارا کہ او چالاک کیا کرتا ہی ارے استاد کو ہمارے کیونکر بیہوش کیا ہمارے استاد عیار
بھی ہین اور ساحر بھی ہین چالاک نے کہا جا دور ہو کیون شامتین آئی ہین تمکو بھی باندھ کر
لیجاؤنگا صیقل نے خنجر مارا چالاک نے جست کرکے خالی دیا صیقل نے غل مچایا کہ یارو
دوڑو چالاک استاد کو لیے جاتا ہی پانچ چار شاگرد منہنگ کے کنارے پر لشکر مغرور کے
پھر رہے تھے انھون نے جو آواز صیقل کی سنی دوڑ پڑے کے چالاک کو چھ عیارون نے
گھیرا چالاک کو پشتارہ اٹھانا مشکل پڑا عیارون سے لڑتا بھی جاتا ہی پشتارے کو بھی بچا رہا
ہی دہیم جادو ملازم مغرور ریاست کو طلایہ پر تھا کنارے پر لشکر کے آگے کھڑا ہوا ایک ساحر
کہا ہی اسکو ابھی خبر آئی ہی کہ جنگل مین عیارون سے مقابلہ ہی دہیم چلا اُسوقت آکے پہونچا
کہ چالاک نے تین عیار مار کر ڈالدیے تین کو روک رہا ہی ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ پشتارہ اٹھا لون
وہ تینون عیار اٹھانے نہین دیتے تیر مار رہے ہین کمندین چل رہی ہین کبھی تمنچہ بازی کرتے ہین
چالاک نے پیچھے ہٹکر ایک کو تیر مارا ایک کا سر اڑ گیا دو بچے چالاک نے جھپٹ کر چاہا کہ پشتارہ
اٹھا لون کہ دہیم جادو کا نعرہ ہوا خبردار او عیار کیا کرتا ہی پشتارہ منہنگ کا نہ اٹھانا چالاک نے

ہو وہیم کو دیکھا گھبرا گیا چاہا بھاگ کر نکل جاؤن وہیم نے ایک دو تیغہ مارا چالاک گھبرا کر زمین پر گرا وہیم نے آواز دی ارے اسکی مشکین باندھ لو دو ڈن عیار چلے کہ چالاک کا پشتارہ باندھین اور وہیم الگ کھڑا ہو عیارون کو ترغیب دے رہا ہو میان ملکہ حیرت نے کہا ارے نعمان ذرا خبر تو لے چالاک پیچھے پیچھے منگ کے گیا تھا نہین معلوم کیا سانحہ گذرا نعمان نے کہا مین ابھی خبر لاتی ہون یہ کہکے تپٹ کر صنوبر نامے خواص سے کہا ذرا جھپٹ کے خبر تو لا صنوبر تنتی ہوئی چلی دس بیس کنیزین بھی ساتھ ہین میان وہیم جو آیا اسلئے بھی دیر ہوئی جادوگر اُسکے کو رہے ہین کہ صنوبر اس عیار سے گھبرون زیر جد جادو ہی یہ خون بالا بالانہ جائیگا شاگردون نے بڑھکر پہلے اپنے استاد کو ہوشیار کیا چالاک تو زمین پر پڑا تڑپ رہا ہو پانون زمین پکڑے ہو ہاتھ بیکار آنکھون مین ابھی بارت نہین روح کو راحت نہین اُٹھ نہین سکتا وہیم عیارون کو پکار رہا ہو کہ جلد اسکا پشتارہ باندھو منگ جو ہوشیار ہوا اسنے کہا ای وہیم بڑا کمال کیا کہ تم نے اُسکے مقابلے پہ چالاک لیا ورنہ اب تک یہ باندھ لے جاتا مین اسکا سر کاٹ لیتا ہون اسکا سر دیکھکر آقا بھی خوش ہونگے اسنے اپنے کو عاشق حیرت مشہور کیا ہو صنوبر تلاش مین چالاک کے دیکھتی بھالتی آتی ہو حیرت جب صنوبر کو روانہ کر چکین کہا ای نعمان عنایت سے سامری و جمشید کے کسی بات کی تکلیف نہین کسی شی کی کمی نہین مگر کچھ خود بخود دل گھبراتا ہو آج صبح کو منہ دھونے بیٹھی دل مین خار الم کھٹکتا تھا خود بخود سکتا تھا ای نعمان

یہ کیفیت ہی آئینہ مزاج دہر و بر ہم ہر وقت یہی خیال ہو نظم

اُٹھ نہ آتے کیون نہ اپنے پانون بھاگے دور سے
صبح ڈراتی ہو بہت میری کا شب دیجور سے

طالب دیدار جسکا ہو دلا وہ تجھ مین ہے
جلوۂ برق تجلی تھا شرار طور سے

خلق کے اعمال بد کرتے ہین ایسا انقلاب
جا رہے آتش جوش پالی کا ہوا تنور سے

منعم موذی کے گھر کو اہل حاجت لوٹ لین
مانگتا ہو کب کوئی جا کر عسل زنبور سے

وعدۂ دیدار اُسنے حشر پر رکھا تو ہو
طالع خفتہ بھی ہون بیدار لیکن صور سے

باعث الفت ہو جنسیت گزراتی ہو کیون
نرگس بیمار کو میرے دل رنجور سے

ہو گیا ہو مجھکو سودا اک تجلی دیکھکر
کھیلو لڑکون سے بھرے دامن وہ منگ طور سے

بعد مردن بھی ہو ایسا خوف قاتل کا مجھے
بات کر سکتا نہین جنت مین اگر حور سے

کیون نہین آتی صدا سے نالۂ مرغ سحر
کیا وہ ہلکر مرگئے میری شب دیجور سے

جسم خاکی کا مکان باقی ہو ساکن ہو خدا
اپنے رہنے کا بنا ہو گھر خزدور سے

خون کے ٹیکے کی سرخی کچھ نظر آتی نہین
رنگ پیشانی صنم کا ملگیا سیندور سے

بانٹ لے کوئی کسی کا درد یہ ممکن نہین
بار غم دنیا مین اُٹھواتے نہین مزدور سے

قتل مر ظاہر ہو پشت دست سے رنگ حنا
کم نہین اُسکی ہتھیلی ساغر بلور سے

خون ہو ہم میکشون کا اُنکے سر پر داغ سا
جائے مے سرکہ بناتے ہین جو لوگ انگور سے

دیکھتا ہون جب کلام اُسکو بہت آتا ہو یاد
اُنس تھا مجھکو نہایت ناسخ مغفور سے

نعمان نے کہا واری ملک چھوٹا مال چھوٹا آوارگی حاصل ہوئی کون پوچھنے والا ہو حیرت نے کہا

ہو نعمان خود بڑھکر دیکھو رنگیا گذری مجھکو جانبازی چالاک کا بڑا خیال ہو حقیقت مین ایسے ایسے
مقام پر پہونچا اُسنے جان دینے مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی انتہا یہ ہو کہ اپنے کو طلسم مین ڈالدیا
سارا طلسم فتح کیا اگر اُسنے جھک پڑے زور و شور سے بجایا میان عقاب ابر سوار پیچھے مین آنکے
دیوانہ ہو گیا جب شاہ طلسم کو چالاک نے مارا تب دیوار گری نعمان نے کہا لونڈی ابھی خبر لائی ہو
نعمان کو تو خود اس بات کی خواہش ہو کہ چالاک سے شادی اگر ہو وعدہ اُس سے پختہ کر لین
نعمان چلی یہان صنوبر نے دمیہم سے سحر چلنے لگا دمیہم نے ایک گولہ اُٹھاکر مارا صنوبر کا سر پھٹ گیا
نہنگ نے کہا ای دمیہم کیا کام کیا کنیزین بیچاری بھاگین دمیہم تعقب مین کنیزون کے
چلا تھا نہنگ نے منع کیا کہ آپ کنیزون کے تعقب مین کیون جاتے ہین مطلب تو اس ظالم
سے ہو اسکا سر پیچھے مین زندہ سامنے شہنشاہ کے لیجاؤنگا سر پہونچاؤنگا چالاک نے دیکھا
کہ نہنگ آمادہ قتل آتا ہو پکار کر آواز دی ای نہنگ تمکو عیاری کا دعوی ہو اُسمین ایک لطف
اُٹھتا ہو اگر تمکو بیہوش کیا تھا اگر قتل کر ڈالتا کون روکنے والا تھا ہمکو قید کرو دیکھو ہم قید خانے سے
کیونکر نکلتے ہین لعنت عیاریون کے دیکھو کہ ہمنے کیا کیا اور تمنے کیا کیا مجھ ایسے ہزارون غلام لشکر
مین ملکہ حیرت کے پڑے ہین ایک مین نہونگا تو کیا ہوگا نہنگ نے کہا تیرے نمونے کے
یہ لفظ ہوگا کہ ہم حیرت کو پکڑ لیجاتے چالاک نے کہا ای نہنگ وہ ساحرہ زبردست ہو سحر سامری
اُسکے پشت پناہ ہو دختر افراسیاب عالیجناب سعادت انتساب نور العین حیات جادو
ہمشیرہ ہیرنگ وگیرنگ جسنے سوسن زبان دراز کا دودھ پیا ہو کیسکی مجال نہین کہ اُسپر دست انداز
ہو نہنگ نے کہا تمکو قتل کرونگا ابھی جاکر پکڑ لاؤنگا ہرچند چالاک نے باتون مین فقرے دیے
نہنگ نے نہ مانا کہ نعمان آسمان پر آکر جھکی دیکھا نیچے کہ دمیہم کھڑا ہو ایک جانب لاشہ صنوبر
کا پڑا ہو وہین سے اپنے ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری نہنگ نے چاہا الگ ہو جاؤن برق سحر
گری سر اُسکا [illegible] زخمی ہوا نہنگ تو بھاگا نعمان نے چاہا چالاک کو اٹھالون دمیہم نے
گولہ مارا نعمان نے [illegible] گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اُسکے ہاتھ ہلایا دمیہم کے دو ٹکڑے ہوئے
دمیہم کا مرنا کہ چالاک کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی چالاک تو کود کر بھاگا نعمان نے [illegible]
[illegible] قتل کیا چالاک تو بھاگ گیا نعمان نے پکار کہا بھی کہ ای چالاک ٹھہر جاؤ چالاک
بھلا کب ٹھہرتے ہین نعمان بت کے خدمت مین حیرت کے آئی سب حال بیان کیا حیرت خوش
ہوئین کہا ای نعمان اب مغرور ملعون سے پڑی الجھ گئی دو ساحر اسکے نامی و گرامی مارے گئے
ضرر فساد برپا کریگا چالاک کنیز کی شکل بنکر دربار مین آیا ملکہ حیرت سے باتین کرنے لگا کون اسکو
پہچان سکتا ہو [illegible] کے کہ رہا ہو کہ ای ملکہ عالم مغرور کو اپنی سحر و ساحری پہ بڑا ناز ہو نہنگ عیار
اگر ساحر نہ ہوتا اب تک مار لیا ہوتا وہ سحر کرکے نکل جاتا تھا حضور چالاک بلا کا عیار ہو حیرت بھی
تعریفین کرتی [illegible] حقیقت مین چالاک کا مثل نہین وہان لاشہ دمیہم ساحر لیکر سامنے مغرور
کے پہونچے نہنگ بھی آیا اب کیفیت بیان کی مغرور نے غصے مین کہا ای نہنگ اب تم
تماشا دیکھو [illegible] ایک ہی دن مین لشکر حیرت کو شکست دینگے نہنگ نے کہا ای شہریار

حیرت بھی کسی بات مین بند مین ہی سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرہ آفاق ہر وقت سحر و ساحری کا دم بھری
ہو گیا کوئی بات اُٹھا رکھیگی اسوجہ سے چاہتا ہون کہ سرکار کو تکلیف نہو مین حیرت کو عیاری سے
پکڑ لاؤن جسوقت آپ سوال وصل کرینگے شاد ہو جائیگی اُسکو یقین ہو گا کہ افراسیاب زندہ ہو گیا وہ ساتھ
عرض کی حضور حیرت پر بڑی بڑی اُفتادین پڑین صنم کو یاکہ دعوی خدائی رکھتا تھا کیسی کیسی جو شامل
کی قید بھی کیا حیرت نے نہین مانا یقین ہی کہ آپ کے سے بھی انکار ہو وزرا تقریین کرنے لگے
کہ وہ بدصورت تھا آپ کے جمال باکمال کو دیکھکر عاشق ہو جائیگی مغرور انھین خبرون پر خوش ہوتا ہی
نسناک سے کہا کہ تم کنارے بیٹھو حلہ و طبل جنگی بجے لشکر مین مغرور شاہ بنگالہ کے طبل جنگی بجا
ہرکارے جو لشکر حیرت کے لگے ہوئے تھے خبرین لیکر بھاگے چالاک ہنس ہنس کے باتین
کر رہا ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ لشکر مین مغرور کے طبل جنگی بج گیا کل
اسکا ارادہ ہی کہ لشکر معرکہ آرا ہے بندہ ہو حیرت نے کہا ای نعمان تلاش کرو کہ چالاک سے کہو کہ
جاکر خبر لائے کہ کل میدان مین کون لڑیگا چالاک نے زانو پر ہاتھ رکھدیا کہا حضور بی نعمان کو کہان
چالاک ملیگا مین تلاش کرکے کہو نگی یہ کہکر سامنے سے ہٹ گیا برائے خبر چلا حیرت سمجھ گئی کہ یہی
چالاک تھا نعمان ہو مخانہ آراستہ کرو تم بھی سحر تیار کرو ہم بھی آتے ہین بنگالے والون کو بڑا غرور
ہمارے ہوشربا سے بڑھکر کہین رنگ سحر کا نہین ہی میدان مین کمال کھلیگا یہان جب مغرور طبل جنگی کو بجا
کر دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی کوئی ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے روتا ہی مغرور نے کہا
دیکھو یہ کون ہی سب نے دیکھا دربارگاہ سے ایک ساحرہ بڑے قد کی عورت کالی کالی صورت
آکر پایہ تخت مغرور کو بوسہ دیا قدمون پر سر کو رکھکر رونے لگی کہا حضور میرا جوان بھائی مارا گیا اُسکے
خون کا معاوضہ ہونا چاہیے کل میدان کارزار مین لونڈی لڑیگی حیرت کو گرفتار کرکے آپ کو دونگی
نعمان کو مین قتل کرونگی مغرور نے مصاحبون سے پوچھا یہ کبھی مابدولت کے سامنے نہین آئی
اسکا کیا نام ہی مصاحبون نے عرض کی حضور معکوس جادو اسکا نام ہی ہمیشہ غار افراسیاب مین رہی
وہان کے بڑے بڑے ساحر اسکے شاگرد ہین امتحان مین وہان کے ساحران نامی نے یہ لکھا ہی کہ
نام سحر سامری اسکے نام سے روشن ہی بڑی ساحرہ پرفن ہی مغرور نے کہا کیا مضائقہ ہی اے معکوس
کل تمھاری جانبازی دیکھینگے بیس ہزار ساحر معکوس کو ملے مغرور نے اسکو خلعت ماتم پرسی کا دیا
مغرور نے جو ہنس ہنس کر معکوس سے باتین کین معکوس کہتی چلی آئی ہی کہ شہنشاہ جسکے عشق مین شہر
بنگالہ سے نکلے اور اُسے بھول گئے مین اُنکو نہین مانونگی چالاک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا لشکر
مین پھر رہا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک ساحرہ نے کنارے سے لشکر کے بارگاہ استاد کرائی پکار کر کہہ رہی ہی
ارے ایک خیمہ استاد کرو اسباب سحر ہمارا وہان رکھدو صبح کیواسطے سحر تیار کرینگے پہلے بی نعمان
کو للکارونگی پھر بی حیرت کو پکارونگی چالاک نے دیکھا ایک بارگاہ استاد ہوئی ایک جانب ایک
خیمہ استاد ہوا اُسمین اسباب سحر رکھا جانے لگا چالاک اُن جادوگرون کے ساتھ ملکر اسباب سحر
رکھنے لگا ماش کے دانے رکھے سرسون کے دانے مٹر کے دانے پھر جانور پر بند رکھدیے گئے
جب اسباب سب رکھدیا گیا تو چالاک چوکی کے نیچے چھپ کر بیٹھ رہا معکوس جادو آئی اُچک کے

چوکی پر بھی روئی کے گالے جھولی سے نکالے تھوڑا پانی اُسپر ڈالا چھوٹی چھوٹی چھریان و کٹاریان
روئی کے اندر رکھین اب اسنے ارادہ کیا کہ سحر کرے دن چالاک نے بسہولیت چھریان کٹاریان نکال لین
بجاے موم کے ٹکڑے رکھدیے اب جو معکوس نے سحر کیا وہ روئی کے گالے اڑتے ہوے چلے
بجاے ماش کے دانے اُٹھائے زمین پر رکھے جوش مین اپنے سمجھے لپکا اُٹھی چپ فولاد کے
ہو ہے بنکر لشکر حیرت پر گرین چالاک نے ان دانون مین مٹی کے ڈھیلے رکھدیے ماش کے
اُڑ گئے معکوس آنکھین بند کیے بیٹھی چالاک نے چوکی کے نیچے بیٹھے بیٹھے اپنی صورت بدلی
شکل مہیب بنکر تیار ہوا جب معکوس نے آنکھ کھولی چالاک چوکی کے نیچے سے تڑپ کے نکلا
آواز دی منم نیرنگ شعبدہ ساز ملازم سامری و جمشید معکوس نے نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا ایک ساحر
تاج سر پر پہنے ہوے پیشانی پر ایک تختی الماس کی لگی ہے اُسپر بخط جلی لکھا ہے کہ یہ نازنین نظر کردہ
سامری و جمشید ہے اسی کو شعبدہ سامری بھی کہتے ہین معکوس کھڑی ہو گئی کہا اے شعبدہ سامری
اسوقت کنیز کو کیونکر سرفراز فرمایا سامری و جمشید کو اپنے بندون پر رحم آیا شعبدہ سامری نے کہا
او نالایق یہ جو تو نے ابر بنایا ہے یہ ابر کیسا ہے معکوس نے کہا اسمین تلوارین بھری ہین ابھی
شعبدہ سامری نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہا او اندھی تلوارون کا تو ابر مین نام نہین یہ سنکر معکوس
گھبرا گئی اب ابر کو جو گرایا اُس سے موم کے ڈھیلے برسنے لگے ماش کے دانون پر جو خیال کیا
زمین ہی کے ڈھیلے بھرے ہوے ہین شعبدہ سامری نے کہا کیون اے معکوس دیکھا تو نے
اسوقت سامری نے بیٹھے بیٹھے یہ راز بتلایا فرمایا ہماری بندی خاص سحر بھول گئی سحر نے اسکے
نام کی تاثیر دکھلائی جاکے اُسکو تمام کرو اور ایک غضب ہوا کہ جمشید و سامری سے بڑی کشتم کشتا
ہوئی جمشید کہتے ہین حیرت ہماری لونڈی خاص ہے سامری نے کہا معکوس ہماری خدمتگار با اختصاص
ہے جمشید نے ملک الموت سے کہا کہ معکوس کی روح قبض کرلو سامری نے اپنا القاب تعلیم کیا
کہ اسکو پڑھکر جام معکوس کو پلا دو عمر اُسکی بڑھ جائے ملک الموت کچھ نہ کر سکے معکوس کچھ نہ کہہ سکی کہ
مین سامری کے صدقے جمشید بھڑوا بڑا ظالم ہے سامری نے میری جان بچائی جمشید بھڑوے
نے کیا لیا تھا جو میری جان لیتا تھا نگوڑے کے نام پر کبھی دمڑی نہ چڑھاؤنگی پوجا پاٹ
سامری کا کرونگی جمشید کے نام پر جوتیان نگوڑا بڑا مغرور ہو گیا ہے سامری سے اسکی مجال
نہین کہ رد و قدح کرسکے مذہب سامری پرستان کہلاتا ہے جمشید کا کون نام لیتا ہے ان حرکتون پر
جو لوگ تھوڑا بہت نام لیتے ہین وہ بھی موقوف ہو جائیگا چالاک نے کہا شراب منگاؤ دونو کے
معکوس نے آواز دی ارے گلابی لاؤ ہم سحر تیار کرینگے کنیزون نے گلابی شراب کی دی شعبدہ
سامری ٹہل رہی ہین چار جانب دیکھ بھی لیا کہ نکل جائیگا کون سا راستہ ہے شاید کوئی افتاد پڑے
معکوس نے گلابی دی چالاک نے کمائی سے پڑیا بیہوشی کی نکالی جام مین ملا کر کہا ملکہ پیو
ایک سانس مین پیا معکوس بہت خوش ہے پوچھتی ہے کیون شعبدہ سامری کتنے دنون کی
عمر بڑھیگی چالاک نے کہا ہر جام مین سو برس تمکو کئی جام پلاؤنگی حکم ہے سامری کا کہ ہزار
برس عمر بڑھا دو یہ کہکے جام ہاتھ مین دیا نگاہ ملا کر ایک تان مارتی معاً بس نے کہا اے

شعبدۂ سامری کہا کتنا دل تمنے خوش کر دیا خدا سے سبھی کو تکلفات سے بچا دیا یہ کہکر چاہا کہ جام لو
پہلوں ایک تناقے کی آواز ہوئی جام ٹوٹا شراب زمین پر گری معکوس نے للکارا ارے تو کون ہی
چالاک نے نعرہ کرکے خنجر مارا معکوس ہنس پڑی کہا او نگوڑے مین جب ہی سمجھ گئی تھی سحر میرے
کیونکر بگڑے ارے تم لوگ عیار عیاری بھی کرتے ہو سحر بھی جانتے ہو چالاک کے پانون
زمین نے تھام لیے رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس مکار کو لے جاؤ
پانچ سات کنیزین اندر آئین دیکھا ایک عیار کے پانون زمین تھامے ہوئے ہے جبرائی معکوس بیٹھی
ہنس رہی ہے کنیزون نے پوچھا واری یہ کون ہے میان کہان سے آیا کہا صاحبو کیا کہون اس نگوڑے
مونڈی کاٹے نے میرے سحر لگاڑے سے شعبدۂ سامری بنکر سامنے آیا کیا کیا باتین سنائین
مین پہلے ہی پہچان گئی تھی یہ سحر تو مین نے پہلے ہی کر لیا تھا کہ جو کوئی مجھکو کھلائے پلائے
حال پہلے ہی کھلجائے معکوس نے کہا تم اسکو لیجا کر قید کرو مگر خبردار اسکے دام مکر مین نہ پھنسنا اب
کنیزین چالاک کو لیکر چلین سمینہ جادو سب کی افسرہ ہے ایک خیمے مین لاکر چالاک کو قید
کیا سمینہ خود دروازے پر بیٹھی ایک دو گھڑی کے بعد سمینہ کے کان مین آواز رونے کی آئی
اسنے پردہ اٹھاکر دیکھا چالاک رو رہا ہے سمینہ نے کہا میان چالاک کیون روتے ہو تمکو کچھ خوف
نہ آیا تھی بڑی ساحرہ پہچان لیا یہ نہ سمجھے کہ یہ مقابلہ لشکر حیرت مین آئی ہے کچھ تو سمجھ لیا ہے چالاک
نے کہا بی سمینہ بیٹھ جاؤ تو مین اپنے دل کا حال کہون سمینہ بیٹھ گئی چالاک نے کہا ہمکو تو مہر
ملکہ نے گروا دیے سچ ہی ہم حیرت کو پکڑ لا دینگے اگر خان و حیرت کو پکڑ لیا سارا لشکر بیکار ہے
سب گھبرا کر بھاگ جائینگے کوئی آمین اس لائق نہین ہے کہ آپ کے لشکر سے مقابلہ کرے سمینہ
نے کہا اے چالاک اگر تو ایسا کرے تو بادشاہ بھی تجھسے راضی ہونگے بادشاہ کی حیرت پر جان
جاتی ہے آٹھ پہر رویا کرتے ہین فرماتے ہین صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا آٹھ پہر یہی جی
چاہتا ہے کہ چیخین مار مار کے روؤن یا کسی جنگل مین نکل جاؤن کیونکر حیرت کو سمجھاؤن اس سرکش
کو ہمارا کیونکر خیال ہو دم رنج و ملال ہے ہر وقت ایک کیفیت ہے کس شے کو دیکھکر دل بہلاؤن یا قیس
مجنون پر جاکر پوچھون اسسے دریافت کرون کہ کوچۂ عشق کی کیا راہین ہین یا خود اس ظالم سے
دامن پکڑکر پوچھونگا کہ ہمارا بالکل خیال نہین اپنی تو اصل مین یہ کیفیت ہے کیا کہین کیا حالت ہے

تمنے ہی تیرے زخم سے سب اٹھکر ہم — وہ یار رہ گئے کہ جو تھے غش پڑے ہوئے
نالون سے میرے ہلگئے رنگین ادا سے ہم — بلبل کو سنکے کان گلون کے کھڑے ہوئے
مے نشۂ شراب محبت نہ جائینگے — ساقی کے در پہ تو ہین ہم بھی اڑے ہوئے
شکیت لی تن پہ اپنے قبا سے برہنگی — باقی لباس چھیڑے ہوئے یار سے ہم ہوئے
جو بیچ گئے ہین جنبش مژگان یار سے — اڑ سکے نیچے حشر مین ہو سکے گڑے ہوئے
دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون — سونے کی بیڑیون مین ہین ہیرے جڑے ہوئے
بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا — چھوٹے نہ تھے جو دلمین پھپھولے پڑے ہوئے
کشتون کی طرح زیست مین تیرے نیازمند — شمشیر ناز سے مرے بیدم پڑے ہوئے

اُس غنچے نے کیا ہی جو صورت سے آشنا — گردن مین اُنکی ہاتھ ہین اُنکے پڑے ہوے
باتون مین اُنکی ہو گئے عاشق غریب قتل — تلوار کیطرح جو وہ منھ کے کڑے ہوے
روز وصال آنکھون کو اپنی دکھا ئیگا — روز شب فراق کے لچھن چڑھے ہوے
ساقی کی سنجیدگی نے کیا خاتمہ بخیر — خم کے تلے ہین میکدے مین ہم پڑے ہوے
اب پاؤن رنگکے وہ نہین چلتے زمین پر — اک اک کڑے کے ساتھ ہین زور دو چڑھے ہوے
بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا — اس تل کا تیل پیلے ہو چلنے لگے ہوے
نہ فکر شعر ہی نہ وہ مضمون تلاش ہیان — آتش سے تو نہین ہین خواجہ اٹھے ہوے

بادشاہ کو یہ بیقراری رہتی ہی اگر تو حیرت کو گرفتار کرلاویگا تو شہنشاہ بہت خوش ہونگے دولت دنیا
سے نہال کر دینگے چالاک نے باتین کرتے کرتے حباب ہاتھ مین رکھا جب یہ باتون مین خوب
مصروف ہوئی چالاک نے حباب ماردیا بیہوش ہوئی چالاک نے ہتھکڑیان نکالین ہاتھ مین ہمیشہ
کے پہنائین رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اسکو اپنی شکل بنایا آپ اصلی صورت بنکر تیار ہوا گلے
مین کمند عیاری کا ٹھونس دیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلا کنیزون نے پوچھا حضور کیا تھا کہا منت
کرتا تھا کہ مین قید سے رہا کر دو بھلا مین ایسی باتون کو کب مانتی ہون یہ کہکے چالاک اپنے
مقام پر بیٹھا کبھی کنیزون سے کہا تم مشغول رہو ذرا لشکر کی خبر لے آئین اور سب طرف پھرا پھرا جانب
دیکھا تیاریان ہو رہی ہین صبح کے سب اشتیاق مین ہین لشکر حیرت سے حاضر باش و ناظر باش کی
صدا آئی نقیبان طلایہ پھر رہی ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ صبح کو مقابلہ ہی دیکھین یارو کیا گذرے
فلک تفرقہ پرواز گردون کجباز کسکو شکست دے کسکو فتح نصیب ہو یقین ہی حیرت بھی خوب لڑیگی
معرکہ عظیم پڑیگا ہمارا بادشاہ مغرور سحر مین طاق شہرہ آفاق اگر زبان ہلادیگا طبقات زمین آسمان پر
پہونچا دیگا غرض یہی مرتبہ چالاک نے ارادہ کیا کہ مین بارگاہ مغرور مین جاؤن مگر لوگون کی زبانی سنا
کہ شب کو اُنکی ملاقات کو کوئی نہین جاتا دربار برخاست ہو گیا اسی سوچ مین چالاک تھا کہ ستارہ
سحری آسمان پر چمکا مرغ سحر کی آواز آئی تمام ساحر پوجا پاٹ کو شوالون مین جانے لگے لعنت
ناقوس کی صدا آئی لشکر طرف میدان کے روانہ ہونے لگے چالاک نے آکر کنیزون سے کہا تم
لوگ قیدخانے کے دروازے سے کہین نہ جانا مین ایک انتظام کرلون تو آتی ہون سب نے کہا
آپ مالک ہین چالاک ایک طرف کو روانہ ہوا ایسے مقام پر آکے ٹھہرا کہ میدان کارزار کا احوال
معلوم ہو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی دونون لشکر میدان کارزار مین آگئے صفین جمین نقیب نقابت کرکے
ہٹے ملکوس نے اپنا طاؤس بڑھایا قریب تخت مغرور آئی عرض کی اجازت میدان مغرور
نے کہا اے ملکوس اور ساحر پڑے ہین میدان مین جائینگے تم نہ جاؤ ملکوس نے عرض کی
اے شہنشاہ بجالی کی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی رات کو عیار نے کام تمام کر دیا
ہوتا مین نے انتظام اپنا کر رکھا تھا جامہ ٹوٹ گیا اب میدان سے پلٹکر اسکو قتل کرونگی مغرور نے
کہا مین دیکھ رہا ہون تم جاؤ اگر حیرت میدان مین آئے خبردار مقابلہ نہ کرنا ملکوس نے کہا
ایسا ہی ہوگا بہت اجازت لیکر میدان مین آئی سراپا میدان کا دکھایا عجائب و غرائب سحر

اپنے ایجاد کردہ دکھائے پکار کر آواز دی ای ملازمان ملکہ حیرت جسکو تمنا مرگ کی ہو ہمارے
مقابلے مین آئے اور ہمارے سحر کا جواب دے ملکہ حیرت جادو نے طرف لقمان کے دیکھا ملکہ
لقمان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا تیز رو اسکا نام ہے تیز رو چمک کر درمیان سے کنیزون کے نکلی جواب
دیا کہ او مغرور رجیم آ پہونچے ملکہ حیرت کے ملازمان کامل کو کیا ضرورت ہے کہ تجھ ایسی فاحشہ کے
مقابلہ مین آئین ہمکو ایک کنیز ادنی ہون تیری سرکوبی کو کافی ہون یہ کہتی ہوئی سامنے معکوس
کے پہونچی آپس مین سحر ہونے لگے معکوس نے جب دیکھا کہ کنیز نے دو چار سحر دفع کیے اور یہی
چاہتی تھی کہ معکوس کو زخمی کرون کئی مرتبہ برق چمکائی تلوارین گرائین معکوس نے اشارون مین منع
کرون ایک مقام پر چھپا کر بڑھتی تھی کہ کنیز نے سحر کیا کہ طاؤس اسکا مارا گیا طاؤس کے مرتے ہی معکوس
کو غصہ آیا اُسی طاؤس کا سر پھینک مارا سینے پر کنیز کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا غصے مین معکوس نے
ایک دو ہتڑ مارا شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا لاشہ کنیز کا جلکر خاک ہوا لقمان کو بہت ناگوار گذرا چاہا
کہ جا پڑون حیرت نے منع کیا کہا ای لقمان یہ ساحرہ زبردست ہے مین خود اس سے مقابلہ کرونگی
سلسلہ جادو ایک کنیز پہلے سے ملکہ حیرت کے نکلکر سامنے آئی ملکہ حیرت سے دست بستہ عرض
کی یہ لونڈی آپ کی جاکر مقابلہ کریگی حیرت نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای سلسلہ جادو اگر یہی
سلسلہ ہے تو ہم مجبور و ناچار ہین اس بادشاہ کے مقابلے کو ہمارے شہنشاہ ہوتے ابھی زمین و آسمان
متزلزل و متحرک ہو جاتے مغرور کو مزا ملتا کہ سحر اسکا نام ہے مگر بہت سمجھکر مقابلہ کرنا یہ ساحرہ بلاے
روزگار ہے مین چند ساعتین دیکھ رہی ہون ہمارے شہنشاہ نے یہ بھی ایک امر قرار دیا تھا کہ جب
دشمن سے مقابلہ کرو ساعت نیک و بد دیکھ لو از روے ستارہ شناسی کے مجھکو ثابت ہوا کہ بعد اس ساعت
کے جواب شروع ہوگی ستارہ معکوس کا گردش مین آئیگا تو اُسنے مرنیکا ارادہ نہ کرنا دو گھڑی ٹال دے
سلسلہ نے عرض کی واری میرا سلسلہ جادو نام ہے اگر زنجیر میری پڑ گئی پھر کیا نکل سکیگی ہتھکڑیان
ہاتھون مین بیڑیان پاؤن مین مثل قیدیان مصیبت کے اسی جنگل مین دوڑتی پھرے یہ شخص یہ کہے
کہ یہ سر نگر اُسکے مر جائیگی ملکہ حیرت نے کہا اُسکے سامنے یہ عجائب و غرائب نہ چلینگے اُسکے
سامنے سحر کرنا مشکل ہوگا کیسا ہی ساحر جائیگا پاگل ہوگا کچھ بات مین سلسلہ جادو کو سمجھا دین سلسلہ
مقابلہ معکوس مین آئی جیسے ہی معکوس نے سحر کیا سلسلہ جادو نے سلسلہ اپنے سحر کا شروع
کیا یعنے ایک بال اپنے سر کا توڑ کا جھٹکا دیا زنجیر آہنی بنی وہ زنجیر پھینک ماری وہ زنجیر کمر پر معکوس
کے پڑی مغرور نے وہان ہاتھ ہلایا برق گری زنجیر کٹی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی وہی موے سر تھا
کہ میدان مین اُڑتا پھرتا تھا حیرت نے لقمان سے کہا اور مزہ دیکھیے معکوس خود زبردست ہے
مغرور بھی مدد کر رہا ہے اُسی نے زنجیر کو سلسلہ کی جلایا لقمان نے بڑھکر آواز دی ای شہنشاہ کیا
کسنا بادشاہ بنگالہ ہو کنیز پر کیا خوب سحر کیا زنجیر کو بڑے لطف سے جلایا مغرور نے پکار کر آواز دی
ای معکوس ہوشیار رہنا لقمان طعن کرتی ہے بدوکت اب دخل نہ دینگے وقت پر سمجھ لینگے آج
بی حیرت کہان ہما لطف سحر وہ ہے کہ قفس آہنی نے اُس قفس مین بی حیرت جانبین معکوس
نے کہا مین بہت ہوشیار ہون حضور دخل نہ دین کنیز کی سرفروشی ملاحظہ فرمائین سلسلہ نے

دوسرا سوے سر ٹوٹا ہر چند جھٹکے دیے زنجیر آہنی نہ ٹوٹی معکوس نے ہنسکر کہا بی سلسلہ تمہارے سحر کا
سلسلہ ٹوٹا ہر چند سلسلہ نے چاہا زنجیر سحر بناؤن زنجیر نہ بنی معکوس نے جھک کر سحر کیا ایک تلوار گری
سلسلہ کے دو ٹکڑے ہوے اور لاشہ بھی جلا دیا حیرت کو بڑا قلق ہوا تخت سے اترنے لگین قصد
کیا کہ مین مقابلے مین جاؤن نعمان نے کہا واری مین نہ جانے دونگی پہلے مین جا کر مقابلہ کرون
جب مجھسے کچھ نہو سکے تب حضور کو اختیار ہی حیرت نے کہا اے نعمان یہ میرے گئے کچھ نہوگا پہلو
مین تخت کے ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے قدمون پر سر رکھدیا کہا واری واسطے سامری و جمشید کا آپ
اپنے کو مخفی کرین مین آپ کی شکل بنکے جاؤن بلی معکوس کو اتنا سحر دکھاؤن اگر جاتے جی نہ
مارلون تو تلوار نہ لیجیے گا اس طرح منت کرکے اُس کنیز نے کہا حیرت نے طرف نعمان کے
دیکھا نعمان نے کہا یہ بھی تماشا دیکھ لیجیے آخر مین دیکھا جائیگا اسکے بعد لونڈی ٹرگی حیرت نے
ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈالی ہر چند کہ ملکہ حیرت تخت پر بیٹھی رہین مگر نظر مردم سے غائب
ہوگئین اُس کنیز نے اتنے عرصے مین آڑ مین کھڑے ہو کر اپنی صورت ملکہ حیرت کی بنائی اور پکارکر
آواز دی او معکوس کیون بلبلاتی ہی مین ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا
معکوس نے جو حیرت کو آتے ہوے دیکھا قہقہہ مارکر ہنسی کہا ملکہ عالم یہ وقت ہی کہ آپ خود میدان مین
پیدل آئی ہین ایک طاؤس لو منگا لیجیے حیرت نقلی نے جواب دیا تجھ ایسی فاحشہ کے سامنے سوار
ہونے کی کیا ضرورت ہی یہ کہکر کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا مغرور بھی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی
کہ حیرت نے کہا اے معکوس اس ترنج کو روک یہ وہ سحر ہی کہ ہماری لونڈیان کرتی ہین ذرا سنبھلکر
روکنا تمہارے بادشاہ بھی شریک ہوجائین یہ کہکر وہ ترنج سبز پھینکا معکوس نے ثبت سے
سحر پڑھے سمجھی کہ یہ ترنج سحر حیرت جادو ہر اسمین سے بڑی بڑی چیزین نکلینگی جیسے ہی ترنج قریب
سینہ کے آیا ہاتھ مارا ہاتھ مارنا تھا کہ ترنج سے پانی کی چھینٹین اُڑین وہ چھینٹین منہ پر پڑین معکوس
چرخ کھاکر گری اُب حیرت نقلی نے نعرہ کیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو مثل برق کے
تڑپا اس جلدی مین خنجر مارا گویا بجلی چمکی خنجر شکم پر لگا شکم چاک قصہ پاک اتنی بڑی ساحرہ کا مرنا
اندھیرا چھا گیا مغرور نے کہا ارے یہ کیا ہوا چالاک تو قید خانے مین ہی اُسی اندھیرے مین
چالاک غائب ہوا حیرت تو تخت پر اُچھل گئی کہا کیون نعمان چالاکی اس کمبخت کی دیکھی ساحر
کی کیا حقیقت ہی کیونکر قید سے چھوٹا اسکی عیاری کی کیا بات ہی عیاری ہی کہ کرامات ہی کیا
کار نمایان کیا نعمان نے کہا واری حقیقت یہ ہی کہ آپ کے نام پر جان دیتا ہی حقیقت مین
قید سے کیونکر چھوٹا میان کیونکر آیا جب اُسنے کہا تھا کہ آپ مخفی ہوجایے مین سمجھ گئی تھی کہ یہ
چالاک ہی یہ بھی آگاہ تھی کہ بلا کا بیباک ہی جو کہتا ہی وہی کریگا پھر تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام من معکوس جادو وراب جو روشنی ہوئی مغرور نے دیکھا لاشہ معکوس تڑپ تڑپکر
ٹھنڈا ہوگیا میدان مین کسی کا نام نہین حیرت اپنے تخت پر ہنس رہی ہین مغرور نے
غصے مین حکم دیا ہان یارو لینا چار لاکھ ساحر کا لشکر لینا لینا کہکر بڑھا حیرت نے کہا اے
نعمان غضب ہوا لشکر نے بلوہ کیا نعمان بڑھی اُدھر کے ساحرون نے ترنج نارنج مارے

لگا ہے برگرانے لشکر حیرت کے سمت لوگ مارے گئے حیرت کرک کر تخت سے اُٹھی نعمان بھی
بڑھی حیرت لشکر مغرور پر گری برق چند ہزار کے سر اُڑا دیے لاشے سب کے چلے
ایک برق ہی کہ تڑپ رہی ہے جس غول پر گری وہیں کو کاٹ کر بلند ہوئی چار سو کے سر اُڑا دیے
کفیل جادو ایک ساحر زبردست ہے اُسنے جو یہ لشکر دیکھا کہ بارہ چودہ ہزار ساحرون کے سر کٹ گئے
اُسنے گولہ مارا برق کو کہ گری تھی گولہ جو پڑا برق کے کئی ٹکڑے ہوئے برق کے بیچ سے
ماہ آسمان حسن و جمال بدر رنگ و بوئے گل حدیقہ کمال گوہر دریائے عصمت و عفت صاحب شوکت
و لیاقت ملکہ حیرت بصد رعنائی ظاہر ہوئین کفیل نے آواز دی اے ملکہ عالم آپ کا سحر دیکھا بھالا
آپ معشوقہ شہنشاہ بنگالہ ہم آپ کا پاس کرتے ہین کیسے دیوانہ بنا دون ملکہ حیرت کسی قدر اُسکے
سحر سے گھبرائی ہین مگر زمین پر گرین اب جو کفیل کی نگاہ پڑی ایک محبوب پری پیکر آنکھین پائے
جان غنچہ دہن گلبدن رشک لیلی دیکھنے والا مجنون ہو جنگل مین سر ٹکرائے اُسکا عاشق آفت سے
نجات نہ پائے کفیل سراپا کو دیکھنے لگا ملکہ نے اول ہاتھ سے ایک طائر چھوڑا وہ طائر گرد سر کفیل
پھرا خوب زمزمہ سرائی کی اب کفیل کے ہوش اُڑے طائر کو دیکھ رہا ہے مغرور صفون پر گرا ہوا ہے
اُسکو خبر نہین کہ کیا ہو رہا ہے کفیل کے طائر کو دیکھا ہوش اُڑے اُسی کی طرف متوجہ ہے دل سے
اُسکی زمزمہ سرائی کو سن رہا ہے جب حیرت نے دیکھا کہ طائر پر یہ متوجہ ہو چکا اپنے موتیون کے
مالے سے ایک گوہر بے بہا نکالا طرف کفیل کے پھینکا کفیل کانپنے لگا ہونٹون پر خشکی آنکھون مین
تری حواس مین ابتری آہ سرد دل پر درد سے نکلی ایک آہ کر کے لپکا سامنا ہے شہنشاہ حسن خوبی
دائی رنگ و بوئے گل حدیقہ محبوبی یہ عاشق صادق مرتا ہے اپنے کو مطعون و بدنام کرتا ہے مدتین
گذرین کہ جمال باکمال کو دیکھکر شیدا ہوا دل زدہ منزل مین شوق وصل پیدا ہوا یہ کہکر جھوبا جبلی
اُتار کر پھینکدی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

آ لگے ترے مسیح کے منہ مین جو بات نہین
بیمار تو نکو جلا سکے کھا کر سنگ و ہما
موجود ہے گسندا گر نرعبان نہین
آنچی نگاہ اُنکی ہے صیاد کی کمین
سنگ رعان سے کم مری عمر رعان نہین
طاق بلند پہ سے لگتا ہے آسمان
گرچہ ترا حسین ہے مگر از غوان نہین
زانو وہ آئینے مین ہین جسمین جا رنگ
کب بیل تھر جوب کے اوپر نشان نہین
کس وشت مین کیا قضا نے مرا لہد
کسکا بلند بام سے یان آستان نہین
آتش ہی بہر و تند نہین منہ سے

اُس غیرت پری کا فسانہ کہان نہین
شمعین ہین سوز تجھسے استخوان تن
کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار لو
ٹٹی شکار کی ہے حجاب بتان نہین
بوسہ عزیز ہے کرے تو ناز حیف
کلغی و تاج یار ہے کہکشان نہین
بعد فنا کھلیگی تجھے قدر زندگی
ساقین تری وہ شمعین ہین جسمین دھواں
اے دل نہ بیقرار ہو توقف وقت ہے
گرد و غبار ہے اثر کا روان نہین
رکھا ہے جب سے تری راہ مین قدم
اس خوان پہ وہ کون ہے جو مہمان نہین

مجھسا کوئی زمانے مین معجز بیان نہین
وہ بزم کونسی ہے کہ یہ داستان نہین
عاشق کو وہ رعان ندا ہے ماہ پشت بام
ہرگز وہان یار سے باہر بیان نہین
معلوم کچھ نہین کہ چلے جائے مین کہان
کہتے ہے تیرے پہلو غیر استخوان نہین
دو چار زخمیون کا کبھی ہونا ضرور ہے
کوزی کے مول بکنے کے یہ استخوان نہین
تخت بلند رکھتے مین گردن بلند لوگ
لعل یمن مین قیمت یوسف گران نہین
ہر حسین کا عرش کے اوپر دماغ ہے
ان لعبتون کو رتبہ سنگ نشان نہین
یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کر

جیسے اچھے عاشقان صادق مبہوت ہوتے ہین اسطرح تھرایا پیشانی پر پسینا بھی آیا گلچین گلشن جمال کی
کُرتا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جمال جہان آرا کو جو دیکھتا ہی سودا بڑھتا جاتا ہی ملکہ حیرت نے
ہنسکر پوچھا کیون بھیا مزاج کیسا ہی کفیل نے ہنسکر جواب دیا مین غلام تابعدار ہون حیرت نے کہا ای
کفیل افسوس کا مقام ہی تم ایسا چاہنے والا ملے اور غنچہ آرزو نہ کھلے مغرور جادو بادشاہ بنگال
ہمارے قتل پر آمادہ ہو کر آیا ہی اگر ہمین چاہتے ہو تو اُس بھیا کا سر لاؤ ورنہ وہ ہمکو قتل کریگا ہمارے
خون سے ہاتھ بھر لیگا تجھے دیکھا جائیگا کہ ہمارا لاشہ خاک و خون مین غلطان ہی کفیل نے کہا کیا مجال
مغرور کی کیا حقیقت ہی ملکہ حیرت نے کہا وہ حقیقت مین مغرور ہی عقل و فراست سے بہت دور ہی جلد
اُسکا سر لاؤ پھر ہمارے ساتھ شادی کرو کفیل غصے مین پلٹا کہ اُس نے حیرت کی بڑھکر گلے مین اُسکے
موتیون کا مالا ڈالدیا فخر کرتا ہوا چلا کہتا تھا میری آبرو بڑھی موتیون کا مالا معشوق نے دیا مغرور رکھڑا
ہوا لڑ رہا ہی ہزارون کو جلا کر خاک کیا جو سحر کرتا ہی ہیرے کے بہے بیکار ہوتے ہین سوار ابھی
نوبت پر روتے ہین کہ دیکھا اُسنے کفیل تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی تلوار کو
جنبش دیتا ہوا دل پر ہاتھ رکھے ہوے دور ہی سے پکارا کہ کیون بے مغرور بھیا تو ہمارے بدخواہ
کیون دشمن ہوا یہ کہکر تیغہ کھینچکر جا پڑا کئی ہزار جادوگر مارے مغرور ہان ہان کر تا ہی کہتا ہوا ارے
کچھ دیوانہ ہوا ہی کیون اپنے آپ سے باہر ہی دیکھ مارا جائیگا اپنے حواس درست کر کفیل تیغہ پکڑکے
جا پڑا ہاتھ تلوار کا مغرور پر مارا مغرور نے کئی وار روکے جب دیکھا یہ نہین مانتا سحر کرکے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی ایک طمانچہ ماردیا اس زور سے طمانچہ پڑا کہ کفیل چرخ کھا کے گرا
بیہوش ہوا مغرور نے چاہا سر کاٹ لے اور ساحرا اُسکے مصاحب وغیرہ چلانے ہان ہان ٹھہرو
آپ کیا کرتے ہین کفیل کی کفالت کیجیے بیہوشی مین اسکو قتل کیجیے وہ اپنے ہوش مین نہین ہی
اسپر ملکہ حیرت نے سحر کیا ہی پہلے اسکو ہوشیار کیجیے دیکھیے کیا باتین کرتا ہی یہ سنکر مغرور نے کفیل کو
ہوشیار کیا آنکھ جو کفیل کی کھلی آنکھ کھولتے ہی ایک چیخ ماری اور بیقراری مین پکار اُٹھا کہ

تا عشق درد دل قرار گرفت
دل یار از ما کنار گرفت
دل بہ یک رنگ خویشتن پر نازم
چشم آئینہ ہا غبار گرفت
جوش بیگانگی چنین افروخت
کہ توان خوے روزگار گرفت

برگ گل شعلہ در کنار گرفت
سرو رفتار غنچہ گفتار
خویش را تنگ در کنار گرفت
بوفاے سرشک خود نازم
کفتہ دلبستگی عیار گرفت
تاشدم خاک راہ یار اسیر

خویش آتش ز گل نسیدانست
چہ قدر از تو اعتبار گرفت
میتوو دیگر چہ مے توان گفتن
زگلاب از گل مزار گرفت
الغرض الحذر ز ساختگی
اعتبار من اعتبار گرفت

نام حیرت کا لیکر رونے لگا پکارتا تھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تم دشمن کی بیٹھی
ہوگی مین یہان گرفتار دام مصیبت ہوا مغرور گھبرا گیا سمجھانے لگا بھائی کون حیرت حیرت جادو
میری معشوق ہی تم نام لو بڑی بدنامی کی بات ہی ایسا نہو یہ رفتہ رفتہ خبر اُڑے دشمن اُڑ
سن پائین تمام دنیا مین مشہور کرین کہ جس آقا عاشق ہین اُسی پر نوکر بھی عاشق ہوا لوگ بدنام
کرینگے کفیل گالیان دینے لگا کہتا تھا کیون بے اپنا سر کاٹ کر مجھکو نہین دیتا اُٹھی سیدی

بآئین بناتا ہوا تھا کہ مغرور کو مارون اگر مغرور ہاتھ نہ پکڑ لے تو طمانچہ مارا تھا کہ مغرور کا سر اڑ جاتا مغرور
نے پھر سحر کرکے بیہوش کیا چاہا گلے سے موتیون کا مالا اتارون رشتہ نہین ٹوٹتا ڈر ہے کہ رشتۂ عمر شکستہ
ہو مغرور کھسیا جاتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے یارو مین کیا کرون لیجا کر اسکو قید کرو یہ کہکر ہتھکڑیان و
بیڑیان پہنا مین ساحر کشان کشان کفیل کو لیکر طرف قیدخانے کے چلے زنجیرین پہنے ہوے غل مچایا
تھا مغرور کو اسقدر گالیان دیتا تھا کہ سننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے تھے کہتے تھے اے کفیل بس
شاہ کے حال پر رحم کر دو ایسے کلمات نہ کہو سب لوگ برا کہتے ہین عجب رنگ کا سحر حیرت نے
کیا خوب شہنشاہ ذلیل ہوے میان کفیل خوب کفیل ہوے جب قیدخانے مین کفیل کو پہونچایا
زبان مین سوزن دیا گیا ہے بول نہین سکتا سر دیے دیے مارتا ہے لیکن مغرور یہ حال مصیبت مآل دیکھ
غصے مین جلا بھنا ہوا بی حیرت نے بڑا شعبدہ دکھایا دیکھو تو کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکر صفون کو
توڑتا ہوا غل مچاتا ہوا حیرت کو پکارتا ہوا کہ اے ملکہ عالم یہ سحر مجھپر کیجیے تو مناسب ہے کفیل بیچارے
کی کیون جان لی آپ کو مجھسے مقابلہ کرنا چاہیے مین حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر
طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون راتین ہجر کی بہ مشکل کٹتی ہین عجب صورت ہے اب یہ کیفیت ہے نظم

کی ندائی تا قیامت راز ما
بر زمین پر مے گشتہ پرواز ما
ما امانت دار نقد و حذیم
سینہ صافی ترک تیر انداز ما

نقش بر لوح دل انداز ما
در تغافل صید دلہا مے کند
در دل عالم نہ گنجد راز ما

بے حجاب تراز نگاہ چشم ما
شیوہ ہا دارد شکار انداز ما
بستہ ایم از بے نیازی صف ایمر

ادھر سے بی حیرت لڑتی ہوئی آتی ہین ہزارون کو دیوانہ کرکے
مار ساحرون کو للکار لیا ہزارون کو ایک اشارے مین مار لیا کہ مغرور نے ایک گولہ مارا آسمان سے
ہزارون طائر نغمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے نغمہ سرائی کرنے لگے کہ اشعار عبرت پڑھتے
تھے کبھی عشرت کا ذکر کبھی مذمت دنیا کی غرض ایک جھونکا بھی ہوا کا چلا حیرت کو ایک سناٹا سا آیا
تھا کہ حیرت نے دستک دی ایک مرغ سفید آسمان سے پیدا ہوا طائرون نے جو اس مرغ کو دیکھا چاہین
وہ مرغ مثل بلاے مبرم ان طائرون پر گرا جسکو پکڑ لیا اسکو چیر پھینکا وہ طائر جس جگہ گرا صدہا ملازم
مغرور کے جلگئے جب دس پانچ طائرون کو مرغ نے چیر کر پھینکا ہزار دو ہزار ملازم مغرور کے جلے
تو اسنے اپنے سحر کو آپ ہی دفع کیا طائر غائب ہوے مرغ بھی اڑتا ہوا چلا گیا مغرور نے جھلا کر
کہا معشوق سرکش سے مقابلہ ہے دیکھون تقدیر کیا دکھائے یہ ظالم کیونکر ہاتھ آئے کون سا وقت
بد تھا کہ جو اسپر طبیعت آئی تقدیر نے یہ پریشانی دکھائی گھر بار چھوٹا عشق خانہ خراب نے مجھکو
یون لوٹا یہ کہکر کچھ انگلیون پر شمار کرنے لگا حیرت نے اتنے عرصے مین نصف لشکر پامال
کر ڈالا ہزارہا ملازمان مغرور دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی منھ کے بل
گرتے ہین کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے کوئی اپنی حد سے گذر کے نہین بڑھتا ہے مغرور انپر سے سحر
اتارتا ہے جو زیادہ بے اعتدالی کرتے ہین انپر گولے مارتا ہے ہزار دو ہزار کے سر پھٹے کچھ
بھاگے بعضے اسی پر غصے مین جا پڑتے ہین چاہتے ہین اسکو گھیر کر مارین مغرور رانگی چوٹ
کھاتا ہے سامنے سے ہٹ جاتا ہے پھر طرف ملکہ حیرت کے جھپٹا ایک گولہ طرف حیرت کے پھینکا

آسمان سے ایک نازنین زمین پر آئی حیرت نے چاہا منہ پھیر دن مگر نہوسکا وہ نازنین سامنے ملکہ حیرت کے آکے ناچنے لگی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

خدا بخشے صنم یہ کسلئے مجھکو یاد کرتے ہین	دعا سے مغفرت میرے لیے جلاد کرتے ہین
بہار رنگ گل بر آگ غزالی یاد کرتے ہین	جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہین
نوازش مجرمان عشق کی جلاد کرتے ہین	خدا جرا انکو دے اسکا اسیر آزاد کرتے ہین
بلائے جان ہین پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین	پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین
خدا محفوظ رکھے دل کو ان زلفونکے سودے سے	گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہین
قفس مین جسم کے مرغ دل اپنا سر پٹکتا ہی	کسی پازیب کے دانے کہین فریاد کرتے ہین
قد موزون رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر	قیامت سرو گلہاے چمن بیداد کرتے ہین
عجب کیا ہی جو پوچھے تو نہین مشاطہ محبوب کے	توجہ کسقدر شاگرد پر استاد کرتے ہین
خدا جانے یہ آرایش کریگی قتل کس کس کو	طلب ہوتا ہی شانہ آئینے کو یاد کرتے ہین
یہ شاعر ہین الہی یا مصور پیشہ ہین کوئی	نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین
بتون کے عشق نے آخر دکھایا دل کو انکے بھی	برہمن پردہ ناقوس مین فریاد کرتے ہین
نبرد عشق مین اللہ حامی ہی غریبون کا	پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین
قدم رہتا ہی ثابت جسکا اس سختی دوران مین	بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین
زبان سے اپنی دیوانہ کہہ ای ماہرو مجھکو	وہی ہوتا ہی جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین
کوئی ذرہ تو اسکا تا بدامن اڑکے پہونچیگا	یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین
عجب نعمت عطائی ہی خدا نے اہل غیرت کو	عجب یہ لوگ ہین غم کھاکے دل کو شاد کرتے ہین
بھبھکتے ہی کفن میلا ہوا جاتا ہوائے آتش	[illegible] ویران کو اسے آباد کرتے ہین

یہ اشعار اس نازنین نے اس دھن مین گائے کہ ملکہ حیرت جھومنے لگین حیرت کا مبہوت ہونا کہ منہ ورنے دوسرا گولہ طرف آسمان کے پھینکا دیکھا ایک حبشن لباس عمدہ پہنے ہوے ایک قفس آہنی ہاتھ مین رقص کرتی ہوئی چلی آتی ہی اور جواب دیتی ہوئی کہ حاضر ہوئی شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین یہ کہکر حبشن زمین پر اتری اس نازنین اول نے اور اشعار عاشقانہ کہے انسان کی موت کا ذکر کیا ناپایداری دنیا کی فکر کیا ایک لکار اٹھی بند مخمس

جسنے دیکھا ہو تواریخ مین ازل الطلر	ہاتھ رکھے ہے سکندر کفن سے باہر	وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کہتے ہین
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا	زاد رہ ہیچ نداریم چو تدبیر کنیم	سفر دور و دراز است و پا بیچیم ہم

حیرت کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے نازنین نے گانے مین اور ترقی کی پکار اٹھی کہ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین فرد ہر کہ آمد عمارت نو ساخت + رفت و منزل بدیگری پرداخت دیکھیے کیا انقلاب ہوا بیان سے جلے قلب ٹوٹتا ہی ذکر سے کلیجہ منہ کو آتا ہی افراسیاب ایسا بادشاہ جلیل ہاتھ سے غیر ساحرون کے مارا گیا اب تک اسکے خون کا بدلا نہوا یہ جو نازنین نے بیان کیا حیرت جادو شوہر کا نام سنکے چیخین مارکر رو دی اس شدت گریہ مین اس حبشن نے قفس آہنی

سامنے کیا حیرت کا ہتی ہوئی آنسو پونچھتی ہوئی بے اختیار قفس مین داخل ہوئین اُس حبشن نے
کھڑکی بند کی پکار کر آواز دی اے شہنشاہ یہ قفس حاضر ہے کنیز زیادہ ٹھہرنے سے قاصر ہے مغرور
نے جو قفس اپنی ہاتھ مین حبشن کے دیکھا بیتاب ہو گئے دوڑا کہتا ہوا اے سیہ بخت ای راندۂ
پردۂ ظلمات کیا کار نمایان کیا ہے تیرے نام سے پردۂ ظلمات مین اندھیرا ہو جائیگا وہان کی
علمداری تیرے سپرد کی تیرا مرتبہ بڑھایا حبشن دعائین دیتی ہوئی آسمان پر غائب ہوئی وہ قفس
ترکان ابر سوار وزیر اعظم کے سپرد کیا کہا دیکھو وہ عیار چھوٹا ہوا ہے مین بی نعمان کی بھی گرفتار
ہون تب دل کو آرام آئے نعمان نے جو یہ معرکہ دیکھا بلک گئی سحر کے ساتھ ستر ہزار جادوگر
مارے پڑے کے پڑے درہم و برہم کر دیے کسی مقام پہ نہ رکتی تھی مغرور کو ڈھونڈھتی ہوئی
جاتی تھی کہ دور سے آواز دی اے مغرور کہان جاتا ہے مین بالک کو لیجانے دونگی جان
اپنی مٹا دونگی یہ کہکر نعمان نے ایک سحر کیا ترکان ابر سوار جو قفس لیے ہوئے جاتا تھا
جھونکا ہوا کا چلا زمین کانپی ترکان ابر سوار کے کان مین آواز آئی صاحب کہان جاتے ہو
دیکھو تو پھر کیا مصیبت ہے اس سیہ رو کے ہاتھ سے مجھکو بچاؤ ترکان نے پلٹکر دیکھا اسکی زوجہ
نام ہے تحرہ شعبدہ باز بلا کی ساحرہ ہے دیکھا کہ تحرہ کو ایک ساحر پکڑے ہوئے بوسہ بازی کر رہا
ہے بوسہ لیکے ازار بند پر ہاتھ ڈالتا ہے تب یہ مچل مچاتی ہے ترکان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
پکارتا ہوا دوڑا او سیہ رو بد خو خبردار اسکے دامن عصمت کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتائیگا قبیلے مین
تیرے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ جھپٹ کے چلا تھا کہ مغرور کی نگاہ پڑی کہا اے ترکان
کیا کرتا ہے خبردار اسکے پاس نہ جانا ارے عقل سے سوچ تیری زوجہ کہان یہ ساحر کہان وہ گھر مین
بیٹھی ہے یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک آئینہ چھوٹا سا نکالا اُس ساحر کو دکھا دیا آئینہ دیکھتے ہی
اُس ساحر پر برق گری ساحر و عورت دونون جلکر خاک ہوئے ترکان نے سر پیٹ لیا
کہا اے شہریار یہ آپ نے کیا غضب کیا میری زوجہ کو بھی مار ڈالا مین اپنی جان دونگا مغرور
نے بڑھکر ترکان کو آئینہ دکھایا آئینے مین اسکو یہ آئینہ ہوا اپنے مکان کا نقشہ دیکھا گھر مین
اسکی زوجہ بیٹھی ہے کنیزین گرد بیٹھی ہین کنیزون سے کہ رہی ہے صاحب نہین معلوم سفر مین ہمارے
وارث پر کیا گذری مغرور نے کہا کیون حال اپنی زوجہ کا دیکھا یہ آئینہ سامری کہلاتا ہے
تمام عالم کا حال اسی مین دکھا دون کسکی مجال ہے کہ تیری زوجہ کو گرفتار کرے وہ نعمان
کا سحر تھا ترکان کو تسکین ہوئی مغرور نے کہا قفس لیچل نعمان نے طبقے زمین کے ہلا دیے
برج کے افسر جن کے مارے گر چالاک نے جو یہ معرکہ دیکھا جہان کفیل قید تھا اُس
طرف چلا سو دو اژدر بڑے نگہبانی بیٹھے تھے کفیل کی زبان مین سوزن ٹھکی ہے ہاتھ پاؤن مین بیڑیان
پہنے بیٹھا زنجیرین ہلا رہا ہے منہ سے تو بول نہین سکتا مگر اشارون سے یہ ثابت ہے کہ حسرت کا
دم بھر رہا ہے چاہتا ہے قید توڑ ڈالون زبان سے سوزن نکلے تو مغرور کا غرور نکالون چالاک
ساحر بنا ہوا پاس اُن ساحرون کے آیا کہا کیسا ظالم ہے زنجیرین ہلا رہا ہے مین دو باتین اسکو
سمجھا دون اسکی بیقراری موقوف ہو جائے ساحرون نے کہا بھائی ہم بھی جانتے ہین

کہ ہماری گالیان دیتا ہی حیرت کا دم بھر رہا ہی یہ سید جانبو کا بیشک قتل کیا جائیگا ساحر نے کہا دیکھو ایک شعبدہ شہنشاہ نے مجھکو بتلایا ہی اُس سحر کا امتحان بھی ہو جائیگا اسکا بھی قلب تسکین پائے ساحر ونکو حقیر کے بلایا ایک ساحر نے کہا بھائی خوشامد نکرو ہم جانتے ہین تم ہمارے واسطے کہتے ہو بہکو ورنہ یہ زنجیرون سے سر ٹکرا کے جان اپنی دیدیگا ہمارے آقا نے حیرت کو پکڑ لیا ساحر نے کہا دیکھو ابھی چپ ہو جائیگا باتون مین سب کو متغیر بھی کر چکا جھپٹ کے اندر پہونچا کفیل کو جھک کر سلام کیا چپکے سے کہا ای شہنشاہ ساحران مجھکو آپکی معشوقہ حیرت جادو نے بھیجا ہی اپنے فریاد کی ہی کہ مجھکو مغرور نے قید کر لیا کفیل رونے لگا اشارہ کیا کہ زبان سے میری سوزن نکالدے چالاک نے ساحرون کی طرف متوجہ ہو کر کہا دیکھو ہمارے شہنشاہ کس دھوم سے اثر کرتے ہین وہ لوگ ادھر متوجہ ہوے چالاک نے یہ کہکر زبان سے کفیل کی سوزن لیا کہ بھائی مجھکو حیرت نے بھیجا ہی فرمایا ہی ہمارے عاشق صادق کو رہا کرو کہ ہمکو آگ بجھانے تمھارا ہی نام لیکر دوری مین سوزن جو زبان سے کفیل کے نکلا سحر جو کرتا ہی قید سے ٹوٹ گئے زمین پر گری وہی زنجیرین ہلاتا ہوا نکلا جس ساحر پر زنجیر ماری کسی کا سر پھٹا کوئی دیوانہ ہوا کوئی کھنچا ہوا بھاگا کہ ای شہنشاہ دوڑیے بڑا غضب ہوا کفیل رہا ہو گیا مغرور یا تو نعمان پر چلا تھا ترکان کو تو بارہ ہزار ساحر گھیرے ہوے کھڑے ہین قفس حیرت لیے کھڑا ہی حیرت اُس قفس آہنی مین پھڑک رہی ہی زبان مین سوزن گڑ رہی ہی تڑپتی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ اشعار مصیبت خیز حسرت آمیز پڑھ رہی ہی

اشعار

بلا گیا اور رونے سے مرا الم
کہ مر کر گوشۂ فتراک پایا
دم خلقت جو ہستی پر نظر کی
بہ نالکیت آپ کو چالاک پایا
کہاں خون ریز عالم اور ایسا
جو یون ہر تار دامن چاک پایا
دم مستی ہنالان چمن کو
زمین حسن طربناک پایا
وہ گرمی تھی تب سوز نہان سے
غلام سرور لولاک پایا
بھلا کیا خاک زیر خاک پایا
سحاب دیدۂ نمناک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا
بشر کو ایک مشت خاک پایا
زمانے مین زبان یار تھا مین
غنیمت تھا کہ او سفاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چھلکے
محبت کا تو نخل تاک پایا
اثر زا تھا وہ حال وحشت دل
ہما نے استخوان کو خاک پایا
گریبان کفن تک چاک پایا
عزہ بخشا تری صید افگنی نے
کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر
کہ جب پایا مجھے بیباک پایا
تھا کچھ زلف برہم انکھیون مین
کہ اسنے جلوہ کا چاک پایا
ٹھہرا کے حسرت دل اور تجھکو
قلم کے بھی جگر کو چاک پایا
محبت مین نسیم دہلوی کو

دیکھنے والون کے کلیجے پھٹتے ہین ایسی شاہزادی کا اس طرح سنبل ہو کر قید ہونا ہر ایک کو ناگوار ہی ہر ایک دیکھنے والا اشکبار ہی مگر کفیل جو قید خانے سے نکلا قتل کرنا شروع کیا پکار پکار کے آواز دیتا ہی ارے مغرور ملعون کہان ہی اُسنے میری معشوقہ منظور نظر کو قید کیا تم کو اُسکی قتل کرونگا اب نام و مقابلے مین نہین آتا اُسنے تو دوستی کرن مغرور نے جو یہ آواز سنی ادھر پلٹ کر دیکھا کفیل نے قیامت برپا کر دی کسی کے روکے نہین رکتا جہان ترکان کھڑا ہی اسی جانب جاتا ہی ترکان کو پکار رہا ہی او وزیر بد تدبیر میرے

مقابلے مین آتفس کو لیے کھڑا ہی جواب نہین دیتا میری معشوقہ کو چھوڑ دے کیون شامت آئی ہی
ترکان قصد کرتا ہی کہ مین جا پڑون ساحر جو گرد ہین وہ روک رہے ہین کہتے ہین ای وزیر اعظم
دیوانے کی بات کا برا نہ مانیے وہ دیوانہ ہی اُسکی بات کا خیال نہ فرمائیے شہنشاہ کو گالیان
دیتا ہی ترکان نے جس ساحر کو اشارہ کیا وہ ساحر گیا کفیل نے اُسکی کفالت کی سنگریزے
اوٹھا کر مار دیے وہ ساحر جلکر خاک ہوا ملازمان ترکان بھی مصروف جنگ ہین گولے پھینکتا جاتا
ہی ایک طرف سے نعمان نے قیامت برپا کی ہی کفیل بھی زمین ہلا رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ حیرت
کو جا کر پچھاڑون مغرور نے بڑھکر غصے مین زبان اپنی کاٹ ڈالی خون لیکر نعمان پر پھینک مارا
نعمان بیہوش ہو کر گری نعمان کو بھی پکڑ لیا چاہا کفیل کو بھی پکڑ لون لیکن کفیل بلاے روزگار ہی
جدھر مغرور جاتا ہی کفیل ادھر سے ہٹ جاتا ہی غولون پر گر رہا ہی جس افسر کو تاکا اُسی کو مارا مگر
ترکان ہٹ جاتا ہی بڑا اسکو انتشار ہی کفیل یہی چاہتا ہی کہ ترکان کو مارون حیرت کو پچھاڑون
مغرور بیچ مین آیا پکار کر آواز دی او کفیل کیون شامت آئی ہی اُسوقت کفیل نے کمر سے
خنجر نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون ہاتھ پر خنجر کی لگایا سامری کہکر خنجر پھینک مارا وہ خنجر چپک کر
گیا سر مغرور کا زخمی ہوا چہرہ تمام رنگین ہو گیا کفیل جھپٹا اُس زخمداری مین بھی مغرور ڈٹ گیا
کفیل سے تلوار چلنے لگی جب دو چار حربے رد و قدح ہوے تو مغرور نے پکار کر آواز دی ای
نمکحرامان بد دولت کیا سب مر گئے دیکھا پہلو سے آواز آئی غلام حاضر ہی ایک جوان نوخاستہ
تلوار برہنہ ہاتھ مین پکارتا ہوا اس کفیل کی کیا حقیقت ہی مین ابھی اسکو گرفتار کرائے دیتا ہون
اسکی کیا حقیقت ہی کہ سرکار سے لڑسکے عمر بھر سرکار نے مجھکو موہن بھوگ کھلایا اس رتبے کو
پہونچایا کہ روح سامری کہلاتا ہون مغرور نے آواز دی ای روح سامری لینا اسکو یہ جانے
نہ پائے وہ جوان جست کر کے سامنے کفیل کے آیا جو ہاتھ مین تھا اُسکا وار کیا کفیل نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا اُس جوان نے سر آگے کر دیا تیغہ پڑا سر کو کاٹا جلگاہ پر آ کے
تیغہ سر کا صندوق سینہ کھلا ایک طائر صندوق سینہ سے نکلا اُس نے آواز دی یا سامری مدد کیجیے
یہ کہکر جلگیا وہ خاک جو سر پر کفیل کے پڑی چیخ مار کے زمین پر گرا بیہوش ہو گیا چالاک
مغرور بچا پڑا اُسی غشی مین اسکا سر کاٹ لیا سردار ہان ہان کرتے رہے کہ غشی مین سر کاٹنا
اچھا نہین مغرور نے نہ مانا سر کاٹ لیا سر کفیل کا کٹتا کہ آندھی سیاہ اُٹھی پر فباری و سنگباری
ہوئی بڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام کفیل جادو بود کفیل کا لاشہ دیکھکر مغرور بہت
رویا کہا یارو یہ تو دریافت کرو وہ جو چالاک عیار ہی وہ کون ہی معکوس کو کسنے مارا اُسی وقت
سمینہ کو طلب کیا کنیزون نے کہا وہ تو کہین گئی ہین کہا قیدی کو لاؤ چالاک کو لوگ لیکر
سامنے لائے گلے مین اُسکے گنبد عیاری کا لٹکتا ہوا ہی غین غین کر رہی ہی بول نہین سکتی
کچھ اشارے کر رہی ہی مغرور نے کہا دیکھو یارو یہ اشارے کیا کرتا ہی کسی نے کہا گلا کون
کھولا ہی سمینہ نے منہ کھول دیا اب جو منہ کھولا اور گنبد عیاری کا جو منہ سے نکلا سمینہ
رونے لگی کہا ای شہنشاہ لونڈی ہی چالاک مجھکو بیہوش کر کے اپنی شکل بنا گیا رات سے

پڑی رو رہی ہوں وہ تو سر شام ہی نکلگیا مجھکو غفلت نے دم دیا باتین کرنے کے لیے بلایا نہین
معلوم کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہوگئی پھر مجھکو نہین معلوم کہان چلا گیا منھ اپنا مغرور نے پیٹ لیا کہا یارو
معکوس غفلت مین قتل ہوئی مین عیار کی طرف سے بالکل بیخبر تھا جانتا تھا کہ وہ تو قید ہی مگر ابھی
بلواتا ہون جھلاتا ہوا پلٹا بارگاہ مین آیا قفس حیرت ولغمان ترکان لیکر آیا کہا حضور کفیل نے
کیا بلوے کیے یہی چاہتا تھا قفس سے لون مگر غلام الگ ہی الگ رہا کفیل کا جو نام آیا کہا صاحبو
اسی مکار نے قتل کرا یا اگر وہ قید سے نہ ہاکتا تو یہ آفت کاہیکو ہوتی مجھے بالکل خیال نہ رہا مگر ابھی
بلواتا ہون جو میرا مطلب تھا مین نے حیرت کو تو قید کر لیا ترکان بڑا ناز کر رہا ہو کہ حضور مین نے
قید کو خوب بجا یا جب کفیل کا ذکر آتا ہو مغرور چھینیں مار مار کے روتا ہو کہتا ہو میرا قوت بازو و
زینت پہلو تھا ہاے بخیطا میرے ہاتھو سے مارا گیا یارو مین کیا کرون عاجز ہو چکا تھا یہ کہکے
جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک مکان لوہے کا بنا ہوا نکالا تین طرف مین دیوارین ایک طرف راستہ
کھلا ہوا کہا جہان کہین چالاک ہوگا اسی راہ پر چلا آئیگا خود بخود زبان بزبان بیٹھیگا یہ کہکے
اس مکان کو آسمان پر اڑا دیا ایک دستک دی وہ مکان آسمان پر جاکر غائب ہوا سب انتظار
کر رہے ہین حیرت قفس مین سے دیکھ رہی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے زبانین سوزن
ماران سیاہ جسم مین لپیٹے ہوے مگر جب لشکر حیرت کو شکست ہوئی ساحرون نے چاہا بھاگ
نکل جائین ایک افسر مینوش جادو چالاک نے دیکھا کہ بعد گرفتاری لغمان و حیرت جادو
مینوش انتظام کرتا پھرتا ہو علم فوج کو بڑھاتا تھا اشعار غیرت آمیز پڑھتا فوج کو روکتا تھا
اور وہ یہی چاہتا تھا کہ حیرت کو چھین لین چالاک نے مینوش کو الگ بلا کر بیہوش کیا
آپ مینوش کی شکل بنکر مصروف جنگ ہوا آخر پکار کر آواز دی یارو بھاگو نہین طبل بازگشت
بجوا کر پلٹ چلو مقابلے مین آئینگے شاید کسی وجہ مین ہمارے مالک کی رہائی ہو اگر مغرور
لڑیگا تو مقابلہ کرینگے فرداً فرداً اپنی جان دینگے اگر تم سب صاحبو کی صلاح ہو گی تو رات کو شبخون
مارینگے لغمان و ملکہ حیرت کو رہا کرینگے اسطرح کے بندوبست کرکے چالاک نے طبل [illegible]
بجوایا گوشے مین آکر مینوش کو بھی ہوشیار کیا کہا تم اور صورت بناؤ مین تمھاری شکل پر انتظام کر رہا
ہون مینوش نے سحر سے اور صورت بنائی بشکل مینوش چالاک آگے آگے لشکر کے افسران
فوج کو سمجھاتا ہوا دل سب کے بڑھاتا ہوا یہی سب سے صلاح ہی کہ اسی رنگ مین تمھاری فلاح
ہو اگر کوئی تدبیر بن پڑے تو آج ہی رات کو ملکہ حیرت کو رہا کر دونگا اگر تقدیر مین اسکی رہائی نہین ہی
تو کل شبخون مارینگے افسر کہ رہے ہین کہ اے مینوش ہم تمھارے ساتھ ہین جسطور سے کہو گے وہی
کرینگے لڑینگے مرینگے حقیقت مین بھاگنا اچھا نہین چار لاکھ کا لشکر لیکر مغرور آیا تھا حیرت ولغمان
نے دو لاکھ کو دیوانہ کرکے مارا یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے چالاک نے چاہا
کرسی پر بیٹھون سب نے کہا میان مینوش آپ تخت پر بیٹھیے سب نے ملکہ چالاک کو تخت پر
بٹھایا اب افسران فوج جمع ہین ہرکارون کو روانہ کیا کہ خبر لاؤ کہ حیرت اور مغرور مین کیا گفتگو
ہوئی ایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے کہا حضور ابھی مغرور نے تخلیہ کیا تھا قفس حیرت

تخلیے کے بیٹھے مین گیا تھا حیرت سے سوال وصل کیا اور یہ بھی کہا کہ ملک ہوشربا دلا دونگا قاتل
افراسیاب کا سر دونگا ایک مسلمان علاج کو زندہ نہ چھوڑونگا سب طرح پر آپ کی خوشی کر دونگا ملک
بنگالہ و ہوشربا مین آپ ہی کی سلطنت ہوگی مگر یہ بھی سنا کر حیرت بہت خفے مین آئین
جواب ہائے سخت دیے قبول نہین کیا یہی فرمایا کہ چاہو قتل کرو یا قید رکھو تمکو اختیار ہے ترکان
کو قید ہے وہی چالاک نے کہا اب کل شبخون مارینگے یا ترکان کو مارا یا اپنی جان دی اگر
ترکان کو مار لیا تو بلکہ حیرت کو چھڑا لیا چالاک تخت پر بیٹھا ہوا بشکل مینوش یہ باتین کر رہا تھا
کہ آسمان پھوٹتا ہوا ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا پیدا ہوا ایک مکان چرخ مارتا ہوا آسمان پر
پیدا ہوا سب نے آنکھوں سے دیکھا کہ آسمان پر ایک مکان لوہے کا بنا ہوا ٹھہر رہا ہے دیوارون سے
آواز آئی ہوا ای مہترین مہتر چالاک بن عمرو تمکو بادشاہ بنگالہ نے یاد فرمایا ہے دیر نہ کرو جلد ہی چلو
تمھاری بڑی آبرو کرینگے سب نے اس آواز کو سنا چالاک تخت سے اٹھا کہ مین کہین جا کے
مخفی ہون افسرون نے کہا آپ کہان جاتے ہین آپ کی وجہ سے دل کو تسکین ہوتی ہے جس
مینوش کی شکل چالاک بنے ہین وہ بھی دنگل پر بیٹھا ہے مگر اور ساحر کی شکل پر ہے اسنے چپکے
سے کہا ای چالاک تم اسوقت بیٹھے بیٹھے کیون گھبرا اٹھے چالاک نے کہا صاف ظاہر ہے
کہ مغرور نے کوئی سحر کیا یہ مکان جو لوہے کا ابھی دکھائی دیا تھا اسکے در و دیوار سے آواز آئی
اسوقت سے میرا دل گھبرا رہا ہے کوئی کان مین میرے کہ رہا ہے کہ جلد چلو شہنشاہ بنگالہ نے بلایا ہے
مینوش نے کہا سامری و جمشید خیر کرین یہ علامت سحر کی معلوم ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ پھر آسمان پر
سناتا ہوا وہی مکان ظاہر ہوا پھر آواز آئی کہ ای چالاک جلد چلو کیا تفتیش کر رہے ہو شتابی
ہو مجھے ہین بس چالاک اٹھا مینوش اصلی نے کہا مہتر صاحب نہ جاؤ چالاک نے کہا مین
شاہ بنگالہ کے پاس جاتا ہون مہمان رہنا مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا ہر چند سردارون نے
روکا چالاک تخت سے کود کر چلا مینوش اصلی نے اپنی صورت اصلی بنالی ہاتھ باندھتا ہے کہ ای
چالاک نہ جاؤ جب چالاک تخت سے کودا بیرون بارگاہ آیا ایک برق چمکی سنگ و [illegible] عیار کا
اڑ گیا ایک جوش ہے چالاک کو کہ چلا جاؤن اسنے اطوار کو اپنی زبان سے کہتا ہوا کہ یارون نے
خطا کی کہ معکوس جادو کو مارا دوسری خطا یہ ہوئی کہ کفیل کو ساحر نکر رہا لشکر کا شہنشاہ بنگالہ
کے بڑا نقصان ہوا اب مین خدمت مین جاتا ہون مالک ہے سب طرح کا اختیار ہے خواہ قتل
کرے خواہ بخشے مین حاضر ہونا ضرور چاہیے چشم پوشی کرنا اچھا نہین یہ کہتا ہوا چلا جاتا ہے
اور چالاک کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین طرف میرے دیوارین ہین سامنے کا راستہ کھلا ہے ساحر
لشکرون مین پڑا ہوا کہ صاحبو جسکا بڑا بھروسا تھا وہ سحر مین مغرور کے مبتلا ہوکے جاتا ہے ترکان
نے قید حیرت و لقمان کی ایک حجرے مین رکھی ہے ترکان نے صبح کو نفس حیرت اٹھایا
سمجھا رہا ہے کہ ای ملکۂ عالم ہمارے شہنشاہ آپ پر مائل ہین اپنے ملک سے خاص آپ کے
واسطے نکلے ہفت اقلیم مین کوئی اتنا بڑا بادشاہ نہین ہے سحر و ساحری مین اپنا مثل نہین رکھتے
ایسے بادشاہ کو نہ قبول کرنا سراسر آپ کی عقل کے خلاف ہے کوئی عیب ہمارے بادشاہ کا

بیان کیجیے آپ کس وجہ سے نہیں قبول کرتیں حیرت نے کچھ جواب نہیں دیا کہ ہرکارے دوڑتے
ہوئے سامنے ترکان کے آئے عرض کی ای افسر میان چالاک صاحب بادشاہ بنے ہوئے
تخت پر بیٹھے تھے ہمارے شہنشاہ نے سحر کیا اب مبہوت ہو کر آتے ہیں اُنکے خیر خواہ سمجھاتے
ہیں کہ نہ جاؤ چالاک اپنے ہوش میں نہیں نعمان نے پریشان ہو کر طرف حیرت کے دیکھا اشارے سے
حیرت نے کہا چالاک کے چھوٹے رہنے سے بڑی قوت تھی اب یقین کامل ہوا کہ موت لیکر یہاں
آئی ہے اب جان بچنا مشکل ہے بیقراری میں اپنا تو یہ حال ہے

نظم

سوز دل کے ہاتھ سے ڈھونڈھوں جو مامن میں
ہو وے ہر ہر قطرہ داغ افزا گلخن آب میں

گر وہ ہو دست حنائی عکس افگن آب میں
ہو وے مرجان جوں چنار آتش تن آب میں

بیکسو دیکھو ڈوبا اشک غیرت سے ہوا
بعد مردن جوں غریق اپنا بھی مدفن آب میں

ہے دل سوزان کو تشبیہ سمندر میں سے اب
چھوڑ کر آتشکدہ ڈھونڈھے ہے مسکن آب میں

بیجا باندھ یہ رویا کون مجلس میں کہ ہے
غرق جوں آئینہ وہ شوخ حیا فن آب میں

دوست مرتا ہوں اس روے عرق آلودہ پر
لاش کیا میری بہانا بعد مردن آب میں

یاد چشم یار میں دریا بہ رویا ہوں کہ ہیں
مردم آبی کی پلکیں شمع روشن آب میں

کیوں ڈوبا اشک آ کر غرق دریا سے الم
کیوں سدا شور تموج سے ہے شیون آب میں

تشنہ کام آب تیغ یار ہوں گرمی تو دیکھ
بہر تسکیں تیرتا ہوں تا بگردن آب میں

اشک چشم و گریہ زخم دل اب میں کیا کروں
ہو گئی سب آستین تر خوں میں دامن آب میں

کشتہ غیرت ترے پانی جو آنے سے ہے غیر
مرتے مرتا ہوں ذوق خون دشمن آب میں

ڈوب مرئیے کیوں نہ غیرت سے حباب موج تا
غیر کے ہمراہ وہ غسل بہمن آب میں

نعمان نے کہا واری صبر کیجیے معلوم ہوا ہمارا ستارہ زوال میں آیا نقص ہمارے کمال میں آیا حقیقت
میں اگر چالاک چھوٹا رہتا تو امید رہائی تھی اُسکا گرفتار ہونا بڑی خرابی ہے حیرت نے کہا تقدیر
اسکی حقیقت میں بڑی جانبازی کر رہا ہے یہ ذکر تھا کہ خود حیرت نے دیکھا کہ چالاک مبہوت چہرہ
سرخ گھبرایا ہوا دوڑتا چلا آتا ہے طرف بارگاہ مغرور کے جاتا ہے حیرت کو دیکھا بھی نہ رکا اُسی طرح
چلا گیا حیرت نے کہا وہ سحر میں مبتلا ہے حقیقت میں مغرور کا گمان بیجا نہیں ہے کس ستم کا سحر کیا ہے کہ
چالاک دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے نعمان نے کہا اے ترکان یہ تو خبر منگاؤ کہ یہ جا کر کیا کریگا ترکان نے
ہرکاروں کو اشارہ کیا کہ دیکھو بارگاہ میں یہ جا کر کیا کرتا ہے مغرور تخت پر بیٹھا ہے تمام افسران فوج
جمع ہیں خبر مل چکی کہ چالاک آتا ہے مغرور انتظار کر رہا ہے کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا چالاک سامنے
آیا مغرور کو جھک کر سلام کیا مغرور نے کہا اپنا حال بیان کرو کہ تجھ سے کیا کیا خطائیں ہوئیں اول
چالاک نے زیر جد کے مرنے سے حال شروع کیا تمام خطائیں اپنی بیان کر گیا مغرور نے
کہا اے چالاک تجکو خوف نہ آیا چالاک نے کہا میں جانتا تھا کہ حضور معاف فرمائینگے اب غلام
حاضر ہوا جس سزا کے لایق ہوں وہ تجویز ہو یہ سنکر مغرور نے آہنگروں کو حکم دیا آہنگروں نے
ہتھکڑیاں بیڑیاں سامنے چالاک کے رکھدیں چالاک نے ہتھکڑیاں بیڑیاں خود پہنلیں

مغرور نے کہا اسکے منہ پر ذرا ہاتھ پھیر دو ایک ساحر نے بڑھکر منہ پر ہاتھ پھیرا چالاک کو ہوش آیا
فریاد کرنے لگا کہ ای شہنشاہ مجھے قید سے رہا کیجیے مین نے کوئی خطا نہین کی اب مغرور کب مانتا
ہی حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کر دو لیکن ای چالاک تمھارے واسطے وہی قیدخانہ تجویز ہوتا ہی جہان
ملکہ حیرت قید مین مگر بہتر یہ ہی کہ ملکہ حیرت کو سمجھانا کہ ہمکو قبول کرین چالاک نے کہا مین بھلا
کیا دخل ہی وہ شاہزادی ملکت بادشاہ طلسم ہوشربا میرا کہنا کاہیکو مانیگی میرا کیا اختیار ایک ساحر
بولا اسمجھا حضور یہ نہ سمجھا سکینگے یہ خود ملکہ حیرت پر عاشق ہین یہ خود حیرت کے عشق کا دم بھرتے
ہین مدت سے بی حیرت پر مرتے ہین چالاک نے کہا میری کیا حقیقت ہی ذرہ کہین آفتاب سے
آنکھ لا سکتا ہی مغرور نے کہا اسکا قتل کرنا مجھپر واجب و لازم ہی آج تو لیجا کر قید کرو لشکر مین مشہور ہو
جو عندمشہور اپنے اشتہار سے پیان ہو جاین کل صبح کو اسکو قتل کرونگا دیکھون اس عشق کا کیا مال ہی
یہ شعر کسی شاعر کا میرے حسب حال ہی شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی ✤ نصیب اسکو الٰہی وصال
یار نہو ✤ حکم دیا چالاک کو قیدخانے مین لیجاؤ پاس ملکہ حیرت کے قید کرو انکو بھی صدمہ ہو کہ ہمارا
عاشق قتل ہوگا ملکہ حیرت تو انتظار مین چشم بر در ترکان بیٹھی ہی کہ قید چالاک کی آکر پہونچی جہان
حیرت کا قفس لٹکا تھا وہین لا کر قفس چالاک بھی لٹکا دیا حیرت نے چالاک کو دیکھا سر جھکا لیا
چالاک نے آنکھون مین آنسو بھر کر بیقراری مین غزل بیحد سوز و گداز پڑھی

غزل

تسلی دم واپسین ہو چکی
امید اجل آفرین ہو چکی
زبان دم نہین شوق سے قتل کر
کہانتک ستم پیشہ کین ہو چکی
وہ ہمدوش ہوگا تو بھی غیر سے
نزاکت بس ای نازنین ہو چکی
ثوابت ہین سیار مثل شرر
کہ اک جوش ہی مین زمین ہو چکی

ہمین ہر چلے جب نہین ہو چکی
بلا اس سیہ روز کو بزم مین
مری خون سے تر آستین ہو چکی
کہو مرگ سے ہان نوازش کرے
مری قسمت ای شانہ بین ہو چکی
خیال اجل سے تسلی کرون
مری آہ کرسی نشین ہو چکی
کہین ہین ہر مومن وہ کافر صنم

قلق کشتہ سخت جانی ہی کب
شب عیش ای مہ جبین ہو چکی
مری تعزیت مین نہ لا غیر کو
کہ اس سے زیادہ نہین ہو چکی
اب اغیار سے ہاتھا پائی ہی کب
وہ طاقت بھی جان حزین ہو چکی
جنون مین بھلا کوئی کیا خاک اڑائے
بس اب پاسبانی دین ہو چکی

حیرت نے کچھ جواب نہ دیا چالاک نے کہا ای ملکہ عالم آپ پر نثار ہوتے ہین اپنی غربت پر روتے ہین
کہ آپکا حال مصیبت مآل سنتے ہی دوڑے آئے شکر ہی جو ارادہ کیا وہ پورا ہوا یہ نہ سمجھتے
تھے کہ موت دامنگیر ہی قبلہ و کعبہ ساتھ صاحبقران کے ہین اُنھون نے بھی وہان قیام نہین
پاکہین کاش کے انکے پاس چلے جاتے سعادت دارین پاتے مگر بقول شاعر فرد بچے چاہ کے
ہمتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ✤ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے
ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ✤ اب دیکھین کیا تقدیر دکھاتی ہی حیرت کی آنکھون سے آنسو
ٹپ ٹپ گرنے لگے اشارے سے اتنا فرمایا ای چالاک تمھارا خدا سے نادیدہ تمھاری مدد کرے
اس بلا کو تمھارے سر سے رد کرے چالاک و حیرت مین عجب حسرت کی باتین ہو رہی ہین
مغرور نے سردارون سے کہا حیرت پر قید مین وہ جفا کرونگا کہ تڑپ تڑپ کے مرجائے

رقیب کو ذلیل قتل کردونگا کارگذاروں کو حکم دیا لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا اشتہار چسپان ہوے کہ کل صبح کو چالاک قتل کیا جائیگا سب آکے تماشا دیکھین تمام لشکر مین مشہور ہوا پہر رات رہے سے میدان خونی کی تیاری ہوئی اور کشتی تسمہ کش جلادان خرس طینت میمون خصلت جمع ہوے کل اسباب سیاست موجود ہی کہ ترکان کے نام حکم آیا قفس چالاک لیکر میدان خونی مین جاؤ اسکا سر کاٹ کر نخل مین لٹکا دو لاشہ صحرا مین پھنکوا دو ترکان نے قفس چالاک لیا خود مغرور شنین سوار ہوا ترکان قفس چالاک لیے ہوے میدان خونی مین آیا قفس سے چالاک کو نکالا جلاد نے چالاک کا شانہ پکڑا چبوترہ ریت کا بنایا اسپر چالاک کو بٹھایا گردن پر کوے کا خط کھینچا ترکان نشل رہا ہی اسوقت چالاک کی بیقراری اشکباری ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دے دل کو اپنے بخشوع وخضوع رجوع کیا دعائین مانگ رہا ہی کہ اے رب بے نیاز اے کریم کارساز اس بلا سے ہمے بچا اماں دے نظم

اے بنام تو قدم بان جسم ما وجان ما — ذی بذات تو اقصد دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت بہر گل بستان ما — روشن از شمع جمالت کلبۂ احسان ما
باوجود قرب ما ہستیم از بساط وصل دور — حیف بر مہجوری ما وا ے بر حرمان ما
پس توی در دین و دنیا اے خبرگیر جہان — مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز وانکسار وعذر تقصیر وجود — غوث ما حرمت ما عظمت ما شان ما
از زبان خاصہ عرض حال داغ دل کنیم — چون ندارد جوش خون کلک گہرافشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا مولے مگر — صرف احوال کمالت ہست اطمینان ما

بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہی ترکان سے اشارہ ہی کہ حکم دیجیے جلاد اسی فکر مین کھڑا ہی کہ حکم ملے اور قتل کرون ترکان نے ہرکارے مقرر کیے ہین جاکر مغرور سے پوچھا مغرور نے کہا قتل کرو دیر نہو بھلا ایسے شخص کو مین زندہ چھوڑونگا کہ جو ہماری معشوقہ سے دعوی عشق کرے اسکا زندہ رہنا بہتر نہین چوبدار نے آکر ترکان سے کہا حکم اول شہنشاہ نے دیا جلاد تیرے حکم کا مشتاق ہی ترکان حکم دے رہا ہی چالاک کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی ترکان چاہتا ہی جو بات فیصلہ کرون پلٹ کے خدمت مین شاہ کی جاؤن سابق مین گزارش کیا تھا کہ ملکہ فیروزہ جادو دختر عقاب شعبدہ باز صاحبقران پہ عاشق ہی چالاک سے وعدہ پختہ کرکے طرف طلسم نورافشان کے جاتی ہی چالیس کنیزین پس پشت ابر فیروزی کرکتا ہوا جاتی ہی کہ صدا غل کی کان مین آئی جھک کے دیکھا چالاک بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہی چالاک کو بخوبی دیکھ چکی تھی چالاک کو پہچانا کنیزون سے کہا اور غضب ہوا دیکھو چالاک بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہی لشکر ساحران جمع ہی اسی کی معرفت ملاقات ٹھہری تھی اگر یہ قتل ہو گیا غضب ہوگا سب کنیزون کو ابر فیروزی مین مخفی کیا آپ طاؤس کو اڑا کر الگ ہوئی ناگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ چالاک زیر تیغ بیٹھا ہی میان اگر چوبدار نے حکم پہنچایا ترکان نے کہا اے جلاد سر کاٹ لے جلاد تیغہ کھینچکر بڑھا کہ سر چالاک کا کاٹ لون ملکہ فیروزہ تڑپ گئی دہن سے ہاتھ ہلا یا

برق کڑک کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے دوسری برق گری کہ ترکان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے
ہی اسنے گولہ مارا آسمان پر جاکے گولہ پھٹا حجاب جو سامنے تھا وہ دفع ہوا سب نے دیکھا ایک
نازنین مہ جبین جوڑا بھاری پہنے ہوئے دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے طاؤس پر
سوار ہاتھ ہلا رہی ہے ترکان نے یہ جو دیکھا دوسرا گولہ مارا ملکہ فیروزہ نے نگاہ قہر کرکے گولے کو
دیکھا وہ گولہ فوج پر ترکان کے گرا کئی سو آدمی ہلاک ہوئے ہنگامہ بلند ہوا ترکان نے دوسرا
سحر کیا کہ اس نازنین کو زمین پر اتارلوں ملکہ فیروزہ نے موئے سر توڑ کر لٹکایا چالاک کی
کمر میں زنجیر پڑی کشان کشان اپنے تخت پر کھینچلیا چالاک اس کشاکش میں بیہوش ہوگیا ملکہ
نے تخت پر ڈال لیا چاہا کہ نکل جاؤں ترکان نے سحر کرکے روکا ایسا ایک ترنج مارا کہ ملکہ کے
سینے کو تاکا تھا ملکہ نے اپنے کو بچایا طاؤس کو سامنے کردیا طاؤس جو مرکے گرا ایک ہنگامہ برپا
ہوگیا کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوگئے ملکہ زمین پر آئیں ترکان سے سحر چلنے لگا ترکان نے
ایک کابر دھپنیک ماری کہ فیروزہ کا سر زخمی ہوا سر کا زخمی ہونا بہت ناگوار ہوا غصے میں وہی سر کا
خون لیکے ترکان پر پھینک مارا برق چمک کر گری کہ ترکان کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر پر برقیں
گرنے لگیں جسپر برق گرتی دو ٹکڑے ہوئے دس ہزار جادوگر مارے گئے غبار بلند ہوا آندھی سیاہ
اٹھی ہوا تند چلی ملکہ فیروزہ ترکان کو مار کر سمجھیں اپنے ذہن میں کہ یہی بادشاہ لشکر تھا اسکو میں نے
قتل کیا وہاں سے دو کوس ایک پہاڑ تھا وہاں آکر ٹھہریں چالاک کو ہوشیار کیا تمید کالی جب
چالاک کو ہوش آیا فیروزہ کو دیکھکر قدموں سے لپٹ گیا کہا ملکہ حال آپ کا کیونکر گذرا ملکہ
رونے لگیں کہا اے چالاک تمسے وعدہ کیا تھا آخر دل خانہ خراب نے نہ مانا آوارۂ دشت ادبار
کیا تقدیر نے اس مقام پر پہونچایا نظم

ز بس در عشق شد صرف خموشی روزگار من	نفس در خاک میگردید اندرون غبار من
بخاطر نگذرانم هرگز آن صیاد وحشی را	بدام اضطراب خویش می افتد شکار من
بدام آسمان گم کرده ام سر رشتهٔ خود را	سراز هر جا برآرم صد گره افتد بکار من
بدل از رشک غیرم نیست دیگر حیرتی باقی	که از باطن شکست آئینه رشک مزار من
ادب در عشق میگوید خضر را امید است این	نیابد دور گرد نیامین یکره بکار من
غبارم بعد مردن با انیسی هم نیامیزد	پریشان اختلاطی در جمعیت نیست کار من
هوای ابر و گلگشت چمن ارزانی مستان	ز فیض گریه چشم تر بود باغ و بهار من
چه خواهم گفت با این بی نیاز بیا اسیر آخر	گذشته صد ره آن بیرحم شد تنها ده چار من

اپنی کل سب کیفیت سامنے چالاک کے بیان کی کہا اے چالاک یہ بتلاؤ کہ تم کہاں قید تھے
چالاک نے سر زمین پر دے مارا کہا اے ملکہ عالم جس بلا میں آپ نے مبتلا دیکھا تھا اسی
ظالم سے سامنا ہوا جسکو آپ نے قتل کیا بادشاہ بنگالہ کا سردار تھا تمام کیفیت چالاک نے
بیان کی ملکہ کو سنا ناگوار ہوا کہ بادشاہ بنگالہ کہاں آیا چالاک نے کہا بلا سے روزگار ہو بیچ
قید ہونے کی کیفیت ملکہ حیرت کا گرفتار ہونا سب لفظاً لفظاً بیان کردیا اور کہا جب سے

آج تک لشکر جانے کی نوبت نہین آئی ایسی ساعت سے نکلے کہ آج تک جانا نصیب نہین ہوا
عیاران بادشاہ والا جاہ انتظار کر رہے ہونگے فیروزہ نے پوچھا کہ ای چالاک اب یہ بتاؤ کہ
صاحبقران کہان ہین مین چاہتی ہون ایسے وقت پہونچون کہ طلسم نورافشان مین صاحبقران
کا داخلہ ہو مین بھی کچھ جانبازی کرون ساحران طلسم نورافشان سے لڑون چالاک نے
کہا ای ملکہ ابھی تک صاحبقران تا بطلسم نورافشان نہین پہونچے سالوس شعبدہ باز
سے لڑ رہے ہین برادر ابلیس خودپرست کہ اُس ملعون نے بھی دعوی خدائی کیا ہو وقایع مین
دیکھا تھا کہ وہان بڑی لڑائیان پڑین صاحبقران اب تک مصروف جنگ ہین اور فرزندان
صاحبقران کی خبر نہین کہ اُن سب صاحبون نے لشکر ہاے گران پیدا کیے ہین قاسم و
بدیع الزمان بھی لڑ رہے ہین ہر ایک کا یہی ارادہ ہو کہ طلسم نورافشان پر جائین خواہ جیین
خواہ مرین مگر کوکب کو رہا کرین کوکب کے صاحبقران پر بڑے بڑے احسانات ہین اُسکا
گرفتار ہونا سب پر شاق ہوا اہل اسلام اُسکی رہائی کے مشتاق ہین عرصہ دراز تک ملکہ فیروزہ و چالاک
سے باتین رہین ملکہ نے بہت کہا کہ ای چالاک ہمارے ساتھ چلو چالاک نے کہا ملکہ مین کیونکر
جا سکتا ہون ملکہ حیرت قید مین کب دل گوارا کرتا ہو کہ وہ اس بلا مین مبتلا ہون اور مین خبر نہ لون اگر
خدا کو منظور ہو تو انکو رہا کرونگا یا جان دونگا اب آپ کی منزل کھوٹی ہوتی ہو مگر آپ اگر صاحبقران
زمان کی ملاقات کی مشتاق ہین تو ابھی نورافشان پر نہ جائیے ہر چند کہ مرجع سب کا وہی مقام
ہو مگر سالوس سے مہلت پا کے وہین جائینگے ملکہ نے چالاک کو رخصت کیا چالاک تو
طرف لشکر حیرت کے چلا ملکہ فیروزہ نے اُسی طرح ابر فیروزی تیار کیا تلاش مین صاحبقران
زمان کی چلین کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا چالاک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا لشکر حیرت مین
آیا مینوش جادو جو منتظم لشکر ملکہ حیرت ہو مقابلے مین لشکر مغرور کے اترا ہوا ہو سب کیفیتین
اسکو دریافت ہوئین چالاک نے مینوش سے ملاقات کی مینوش نے حال پوچھا کہ ای
چالاک کیونکر رہائی پائی چالاک نے سب کیفیت ملکہ فیروزہ کی بیان کی چالاک نے کہا اب
مقدمے مین ملکہ حیرت کے کیا ہوگا مینوش نے کہا ای چالاک کیا کرون یہ تو ظاہر ہو کہ اُسکا
لشکر بھی زیادہ ہو ساحر بھی بڑے بڑے جمع ہین اب مین نے خبر پائی کہ نریمان ابر بار نگہبان
ملکہ حیرت ہوا بعد قتل ہونے ترکان کے یہ خدمت نریمان کو سپرد ہوئی اگر بن پڑا تو مین انکو
عیاری کرونگا تم شبخون مارو اگر بن پڑا تو ملکہ حیرت کو رہا کر لینگے اگر عیاری چلگئی اور نریمان کو
مارا تو ملکہ حیرت کو رہا کر لیا ہم جان دی اس رائے پر مینوش بھی راضی ہوا چالاک بخوبی مینوش
سے وعدہ کر کے رخصت ہو کر روانہ ہوا مینوش نے لشکر تیار کیا نریمان ابر بار و زندانخانے
پر بیٹھا ہو مغرور نے کئی مرتبہ کہلا بھیجا کہ ملکہ حیرت کو راضی کرو جسنے حیرت سے کہا حیرت نے
جواب سخت دیا نریمان نے کئی مرتبہ بخوشامد ملکہ حیرت کو سمجھایا مگر ملکہ حیرت نے قبول نہین کیا
جب اسنے کہا جواب سخت ملا زلف لیلاے شب کمر سے گذر چلی ہو نریمان بیٹھا ہو سو ساحران
زبردست گرد خیمے کے پہرہ رہے ہین کہ دیکھا ایک گنوار ایک گھڑا شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے

دھوتی آدھی کھلی ہوئی آدھی باندھے ہوئے ایک آستین شلوکے کی پہنے ہوئے ایک لٹکتی ہوئی ایک جوتا پاؤن مین ایک ہاتھ مین پگڑی سر کی لٹکتی ہوئی گھڑا شراب کا کاندھے پر بیہودے گاتا ہوا ہاتھ جھکاتا ہوا چلا آتا ہی نرجان نے ساتھ والون سے کہا یارو یہ کس نشے مین شراب کے ہی گھڑا شراب کا لے لو ایک جادوگر نے بڑھکر کہا آج کہان سے آتے ہو ذرا ٹھہر جاؤ گنوار نے گھڑا رکھ دیا کھڑے ہوکر بیہودے گانے لگا کنکری جولی دھم سے گرا بیہوش ہوگیا سپاہیون نے وہ گھڑا شراب کا اٹھا لیا شراب آپسمین تقسیم ہونے لگی کولی کہتا ہی ہمین دو سرا حصہ دو کسی نے کہا تین آبخورے ہیے نرجان نے اپنے برتنون سے بڑا سا پیالہ نکالا کہا مین افسر کلان ہون اس جام مین تین ہی لنگا پیالے مین شراب بھری خوب خوش ہوکر لبون سے لگا کر پی گیا وہ گنوار زمین مین پڑا لوٹ رہا ہی اپنی پرچھائین سے لپٹا ہوا ہی مار لیا مار لیا کر رہا ہی میان شراب پیتے تھی آپسمین جوتی پیزار چلنے لگی نرجان تیغ پکڑ کر اٹھا کہ یارو کیا غل مچایا ہی کیا تمنے ہمارے جلسے کو بازار سمجھا ہی اٹھتے ہی یہ بھی جہان سے اٹھا اب وہ گنوار شور کر گئے احقانہم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو مینوش فوج کو لیکر آپڑا چالاک نے بڑھکر نرجان کا سر کاٹا مغرور پڑا ہوا سو رہا ہی مینوش تو فوج کو لیکر آپڑا اتنا تو چالاک نے پکار کر آواز دی کہ یارو تمنے جلدی کی مین حیرت کو چھڑا لیتا ہی شبخون آتے چالاک ساحرونکو قتل کرتا ہوا طرف قفس ملکہ حیرت کے چلا پردہ خیمے کا الٹ دیا ملکہ حیرت کو آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی یہ گنہگار حاضر ہی جان تمھارے نام پر نثار کی اب تو میری یہ کیفیت ہی

نظم

باان آمیزش ادا الفت مرحست دگنا	نہ ہمی می رمدان تو گل خندان ازمن	می کشد خار زمین بادیہ دامان ازمن
تا بکی سرکشی ای سرو خرامان ازمن	روز و شب با من پیوستہ گریزان ازمن	قمری رسختیہ بالم بہ پناہ کہ رومن
نیست پر بنیرمن ازبد کہ خاکم بہ سر	بہ تکلم بہ خموشی نہ تبسم بہ نگاہ	میتوان برد مہر شیوہ دل آسان ازمن
کہ بہ چشم بود ار ملک سلیمان ازمن	تر سم آلودہ شود دامن عصیان ازمن	گرچہ محرومم ولی آن حوصلہ با خود دارم
	رشک بیہودہ مر نیز انہیہ از دیدہ کلیم	گر دو غم یا نہران شست لبطا ازمن

حیرت سنکر یہ ہی ہرچند کہ زبان مین سوزن ہی بول نہین سکتین طرف سے چالاک کے منھ پھیر لیا لنگان اشارے کر رہی ہی ای چالاک جلد آمینوش نے میان مہلکہ ڈالدیا ہنگامہ گیرودار بلند ہی جب کئی لاکھ آدمی مارے گئے تو منہنگ سحر نگاہ دوڑا ہوا خوابگاہ مغرور مین آیا ہی سحام کہکر آواز دی ای شہنشاہ اٹھیے ملازمان حیرت شبخون آئے ہین لاکھون آدمی آپکے لشکر کے مارے گئے قریب ہی شکست فاش ہو بھاگنے کی لشکر کو تلاش ہوا اندھیری رات کے شبخون نے سب کو پریشان کردیا وہ لوگ ہوشیار آئے ہین یہ سب سوتے سوتے اٹھتے ہین خیمے ملازمان حیرت نے پھونک دیے ہزارون ملازم آپ کے مارے گئے مغرور گھبرا کر اٹھا سامنے میز پر گلدستے رکھے تھے ایک گلدستے کو دیکھا اسنے کہ جلگیا سر پیٹ کے کہا ای منہنگ بڑا غضب ہوا نرجان محافظ ملکہ حیرت مارا گیا یہ کہکر کہا منہنگ بھی چلا چالاک قریب پردے کے پہونچا ہی چاہتا ہی قفس حیرت اتارے کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی ادھر کار گیا کرتا ہی بہلو سے منہنگ پیدا ہوا آسمان سے مغرور ظاہر ہوا چالاک نے چاہا حسبت کردن منہنگ سے

حلقۂ کمند کے مارے مغرور نے سحر کیا چالاک ڈگمگا کے گرا حلقۂ گردن و کمر مین پڑے مغرور کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ زمین نے یاؤن تھام لیے مغرور آسمان سے اترا ایک قفس آہنی بنا چالاک کو بھی اسمین بند کر کے لٹکا دیا چالاک اپنی غربت پر بلک بلک کر روتا تھا کہتا تھا اے ملکۂ عالم غلام نے جانبازی کی انجام بخیر نہوا مغرور آگیا اب مینوش کیا کر سکیگا اپنی تو یہ صورت ہے بقول شاعر نظم

ایسے سے کیا درستی پیمان شکستہ ہو — جو قول دے تو رنگ حنا کا شکستہ ہو
وہ ہی الٹ گیا جو سنا ہو ترا مریض — کیا حضرت مسیح سے درمان خستہ ہو
پروانہ وار گرم تپش ہیں قلق سے ہم — تم شعلہ خویون سے شعلہ سیماب خستہ ہو
مضمون جوش گریہ شادی ہون چشم تر — صبح شب وصال کا گر بند رستہ ہو
لب جان دے ہے بسمل ابروئے تیغ تک — خنجر کا تیرے شاخ غزالان کا دستہ ہو
تنہا پڑی ہے وہ میکش بدست منھ لگائے — خاک اپنی کاش قدرت تم نشستہ ہو
مومن نہ توڑ رشتۂ زنار برہمن — مت کر وہ بات جس سے کوئی دل شکستہ ہو

نعمان نے ہنسکر کہا اے چالاک گھبراؤ نہین زندگی شرط ہے تمھاری جانبازی کا ملکہ کو خیال رہیگا مگر اب دیکھیے جوان ظالمون سے جان بچے ہزارون جھگڑے درپیش ہین یہ نیا معاملہ سامنے آیا کہ جب تک بنگالہ کجا یہ جاسیان تو یہ عاشق و معشوق اپنی مصیبت بھر رہے ہین مغرور چالاک کو قید کر کے جو باہر نکلا سر اٹھا کر دیکھا کہ مینوش نے مسلکہ ڈالدیا ہے ہزارون جادوگر قتل ہوے لاکھون لاشے تڑپ رہے ہین ساحران مغرور بھاگتے پھرتے ہین لشکر مینوش بڑے تکلف سے لڑرہا ہے پرے جماجما کے لڑ رہے ہین مغرور مینوش پر جا پڑا مینوش نے گولا مارا مغرور نے یا سامری کہکے اوسی گولے پر تھپکی ماردی وہ گولا سر پر مینوش کے جھکا شق ہوا اسمین سے ایک خنجر نکلکر سر پر مینوش کے گرا سر مینوش سراسر زخمی ہوا مینوش کو چرخ آیا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قریب تھا کہ بیہوش ہو ساتھ والے مینوش کے ٹوٹ پڑے سر جانین اپنی دیکھے ڈرے خوب اوس مقام پر تلوار چلی سحر بھی بڑے بڑے ہوے لیکن مینوش کو اوٹھا کر ہوادار پر ڈال لیا مغرور کے سحر نے آگ برسائی جدھر جاتے ہین پریشان پلٹتے ہین کبھی پیچھے ہٹنے کبھی بڑھکر دو چار سحر بھی کر دیے کبھی تلوار چلی تو دولی کی نوبت آگئی مگر مغرور کے سحر نے پیر اٹھا دیے لشکر حیرت کو شکست فاش ہوئی مینوش نے بھی اوس عالم زخمداری مین ہوشیار ہو کے کہا یارو غضب ہوا اب بھاگ چلو مغرور کا سحر نہین رکتا بھاگ کر سب پڑاو پر آئے مغرور نے پیچھا نہ چھوڑا پڑاو پر آپڑا مینوش مارا گیا مینوش کے مرتے ہی فوج بیدل ہوئی متفرق ہو کے بھاگے کوئی کہین کوئی کہین دس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر ابلق سنہنگ سوار طرف صحرا کے بھاگا مغرور لڑتا بھڑتا لڑائی کو فتح کر کے پڑاو پر آئے بارگاہین خیمے لٹوا لیے خزانہ قبضے مین کیا نقش و دفتر وزیر اوٹھا کر اپنے مقام پر آتا لہا یارو یہ زمین بڑی نحس ہے میری فوج کا انتظام مثالا کھون ساحر مارے گئے اب یہان رہنا بہتر نہین فتانہ فتنہ ساز کو بلا کر حکم دیا کہ آج پھر رات رہے سے کوچ ہے فتانہ کو حکم ہوا قید حیرت و نعمان و چالاک اپنے پاس رکھو فتانہ فتنہ ساز نے ایک خیمے مین حیرت و چالاک نعمان کو

رکھا پھر رات بسر لشکر نے ہوا کوچ کر کے طرف ہوشربا کے چلے لیکن املق نہنگ سوار جو
دس ہزار جادوگرون کو لیکر بھاگا تھا صحرا مین آکر اترا یہی آپس مین گفتگو ہوئی کہ بھئی کہان جائین ہر ایک کا
یہی قول ہے کہ کیا کرین ظاہر تو کہین ٹھکانا نہین کسی کے ملک پر ٹوٹ پڑین کسی سے لڑین شہر تسخیر
کرین مگر یہ بھی مشکل ہے اس فکر مین تھے کہ ایک ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا قریب آکر وہ ابر شق ہوا اور نکلا
ایک ساحرہ نہایت خوبصورت تخت پر سوار گرد لاکھ ساحر طائران پرند پر سوار اس شوکت و شان سے
وہ لشکر آیا اس ساحرہ نے ان لوگون کو دیکھکر اپنے ایک ساحر کو حکم دیا کہ انمین جو کوئی افسر ہو اسکو
ہمارے پاس بلا لاؤ ہم دریافت کرین کہ یہ کون لوگ ہین کس مراد سے جنگل مین اترے ہین لوگون نے
آکر کہا املق نہنگ سوار بارگاہ مین آیا جاہ و جلال دیکھکر سلام کیا اس ساحرہ نے بیٹھنے کا حکم دیا
احوال پوچھا کہ تم کون ہو یہان صحرا مین اترنے کا کیا باعث ہے املق نے بیان کیا کہ ہم ملازمان
ملکہ حیرت سے ہین راہ مین بادشاہ بنگالہ نے ملکہ حیرت و لقمان و چالاک کو پکڑ لیا ہم آوارہ
ہو کر یہان آئے ہین والی و وارث اترے ہین ہمارا کوئی سرپرست نہین نام ملکہ حیرت کا سنکر وہ
ساحرہ تخت نشین بہت روئی کہا اے برادر ہم بھی ملازمان ملکہ حیرت سے ہین رہنے والے طلسم
ہوشربا کے جس روز شہنشاہ قتل ہوئے اسی ہنگامے مین آوارہ ہو کر لگے آج تک تو آرام نہین ملا
اب اپنے نوکرون سے یہ صلاح کی کہ کسی ملک مین چلکر دعوی خدائی کرین غنی ہو کر رہین تم لوگ
سب اگر عہد و کرنا شاید نام تمنے سنا ہوگا ملکہ حیران آئینہ دار ہر چند کہ ملازم شہنشاہ کے رہے مگر
ہماری ذات کا واسطہ ملکہ عالم سے رہا انہین کے ساتھ ہمیشہ خدمتگاری مین مصروف رہے
بادشاہ بنگالہ کی کیا حقیقت ہے اور کیا لیاقت ہے کہ ہمارے مالک کو قید کرے تم لوگ ہمارے
ساتھ واپس چلو فقط مقام ہمکو بتلا دو ہم ڈھونڈ کر ملکہ کو رہا کرینگے اب سب طرح کا سامان ہمکو بن پڑیگا
کہ مالک تخت و تاج دستیاب ہون ہوشربا پر قبضہ کرینگے یہ کہکر ملکہ حیران آئینہ دار نے املق کو
مع دس ہزار سوار کے اپنے لشکر مین بلا لیا خیمے بارگاہین مرحمت ہوئین دوسرے دن ملکہ حیران
نے قصد کیا کہ کوچ کرین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ بادشاہ بنگالہ اسی طرف آتا ہے کل اس مقام
پہ آکر فروکش ہوگا ملکہ حیران آئینہ دار نے لشکر آراستہ و پیراستہ کیا صبح سے آمد لشکر کا انتظار تھا
کچھ تھوڑا دن باقی تھا کہ آمد لشکر ظاہر ہوئی مغرور بادشاہ بنگالہ تخت پر سوار فتانہ فتنہ ساز ایک
تخت پر تینون قفس رکھے ہوئے بڑے جاہ و جلال سے پیدا ہوا اسنے بھی ہرکارون کو بھیجا
احوال دریافت کرکے اتر پڑا آپس مین نامہ و پیام ہوئے نامہ و پیام سے کچھ مطلب نہ نکلا آخر
مغرور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر ملکہ حیران آئینہ دار کو پہنچائی کہ مغرور کو اپنی
سحر و ساحری پر بڑا غرور ہے اسنے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہے کہ نکلکر مقابلہ کرے ملکہ حیران
نے شگفتہ ہو کر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت سامری طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین ملکہ حیران آئینہ دار نے املق سے پوچھا چالاک کون شخص ہے وہ سب ہم تمنے
اسی کا ذکر کیا املق نے کہا سامری و جمشید کی قدرت ہے ایسے عیار کسی کے نگاہ سے
نگاہ نہین گذرے ہونگے سحر نہین جانتے مگر ساحر کش ہین ساحر سے آنکھ ملی اور اسکو مارا گیا

عیار یہان کی ہین فرزند خواجہ عمرو ہین مگر اسکے دل مین محبت ملکہ حیرت کی ایسی پڑ گئی ہو کہ ہر تمام ہو
جانبازی کی ابھی بھی سنا کر چکا تھا مغرور پہونچ گیا وہ بیچارہ ناچار ہوا بھاگ نہ سکا پکڑ لیا گیا وہ کچھ
نہ کچھ فتور کریگا کیا قید مین میخار رہیگا قید ہونا تو انکے واسطے بڑا شرف ہی قید ہوے اور حریف کو مارا
ہلوگ اسی وجہ سے اتر رہے کہ شاید بلوہ ہو تو ہم بھی جا پڑین مگر کوئی افسر کلان باقی نہ رہا ملکہ
حیران سب حال دریافت کرکے بوحنانے مین داخل ہوئین سحر تیار ہونے لگے دونون لشکرون مین
کو گل جل رہا ہو بتون سے شعلے بھڑک رہے ہین مرچون کے جلنے کی بو آ رہی ہو ہنگامہ گیرو دار
بلند ہو چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تھا خسرو زرین پوش ہو محانۂ مغرب سے برآمد ہو کر تخت
چرخ زبرجدی پر جھولی ضیا کی ڈال کر فوج شعاع ہمراہ اس کروفر سے تماشا دیکھنے میدان کا وجہان مین
جلوہ فرما ہوا ادھر سے لشکر حیران آئینہ دار ادھر سے لشکر مغرور جو بالائی ہو اُبلے ہوے گرد سیاہ
آتشین پر سوار ساتھ ساتھ تخت مغرور کے چلے آتے ہین ملکہ حیران نے بھی آکر صفین باندھین بڑے
بڑے ساحر سکندر صولت ہمراہ رکاب ہین میدان مین آکر جو نگاہ آشنائی دیکھا ایک تراجے پر ملکہ
حیرت ولقمان وچالاک قفس مین بند ہین فتانۂ فتنہ ساز بطور نگہبانی کئی ہزار ساحرون کو ساتھ
لیے ہوے یہ خبر ملکہ حیرت کو سنائی گئی کہ آپ کے خیر خواہان دولت آپ کے واسطے لڑنے
آئے ہین بی حیران آئینہ دار بڑی ساحرہ زبردست ہو شہنشاہ بنگالہ سے ارادہ مقابلے کا کیا ہو
ایک سحر مین بھاگتی پھرینگی حیرت نے فتانہ کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر لقمان سے اشارے مین کہا کہ
حیران کسی بات مین کم نہین ہو یہ کہکر آنسو ٹپک پڑے منہ سے یہ نکلا کہ دربند ہاے طلسم باطن پر
یہی جانتی تھی اسی وجہ سے حیران آئینہ دار نام ہوا ایک ملک تھا کہ اسکو آئینہ سکندری کہتے تھے
وہان کی جو حکومت بی ملکہ حیران آئینہ دار لقب ہوا تحفہ جات طلسمی سے اکثر اشیا اُسکے پاس ہین
خواہ بھاگنے مین رکھنے ہون اگر اس گھر اسپ مین وہ تحفہ جات چھوٹنے تو مجبوری ہو نہین تو
میان مغرور کا سارا غرور سر سے نکلجائیگا ایک سحر مین آفت برپا کریگی خیال سلطنت ہوشربا مین
خوب وہین لقمان بھولنے لگی کہا اے لقمان یہ خیال عمر بھر دل سے نہ جائیگا جب کسی کی سلطنت
کا جاہ وجلال دیکھینگے شوکت وجلالت ہوشربا ضرور یاد آئیگی یہ خیال کیونکر بھولے میان لشکر
آراستہ ہوے نقیبون نے میدان کارزار مین آکے اشعار عبرت آثار پڑھے اشعار

چہ حاجت سرکشی مغرور این تودۂ خاک
کجا است رستم و کیخسرو و کجا ضحاک
بدو بال مست چو عاشق ہیولی
بہر بہ بہ کند لطف جامۂ پوشاک
میان سینہ نظر جلوۂ خدا آید
چراغ چمک سنا کارہ سکینی امساک
نگون بہ سجدۂ اخلاص کن سر تسلیم
کہ ہست حضرت ہول محافظ تن ما

بجز اراست جابر و بیرحم و سنگدل سفاک
نہ ملک ماند نہ مالک نہ شاہ ماند نہ تخت
بہ بیم لطف رسد از سمک تا اوج سماک
خدا ز ظلمت شب میکند منور روز
کند چو صبح اگر اہل دل گریبان چاک
چو فوج پاک عنایت خدا بتو کردہ
کہ سر منہ بپای نیاز تو افلاک

کجا سکندر و دارا کجا ست افریدون
نہ فوج ماند نہ لشکر سوار ماند نہ شاک
خلاصت آنکہ بہر گرسنہ دہ روزی
عیان ز نطفۂ ناپاک کرد صورت پاک
چو حق خزانۂ دولت بتو عنایت کرد
چرا کنی ز خیانت تو پاک اے ناپاک
ز نفس شر بیت چہ باک ای ہندی

جب یہ اشعار پڑھکر نقیب ہٹے ساحرون کی آنکھون مین نشہ آگیا

بادشاہ بنگالہ نے طرف دست راست کے دیکھا افہام چوب گردان ایک ساحر زبردست اژدر جبہ کو
اپنے بڑھا کر نکلا سامنے تخت شہنشاہی کے آکر کودا دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ ساحران اجازت
میدان مغرور نے افہام چوب گردان کو اجازت دی افہام اژدر آتش نشان پر سوار ہوا بڑے
کروفر سے میدان میں آیا پکار کر آواز دی اے ملازمان ملکہ حیرت جسکو تمنا مرگ کی ہو میدان میں آکر
مجھسے مقابلہ کرے ملکہ حیرت آئینہ دار نے طرف اپنی کنیزوں کے دیکھا دست چپ سے ایک کنیز موسوم
نیرنگ سحر ساز پیسے سے بڑھی ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے مسکرا کر کہا اے نیرنگ یہ بڑا موذی بڑی شوکت
دکھا رہا ہے اپنے نشے رنگ میں اسکو لینا سر ٹکراتا پھرے کہا واری یقین تو یہی ہے کہ قدموں پر گرے
رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت میں حضور کی آئے یا اجل اسکے سر پر سوار ہے عدم کا راستہ لے
حیرت آئینہ دار سے اجازت لیکر میدان میں آئی افہام چوب گردان نے گولہ پھینکا نیرنگ نے
مسکرا کر آواز دی او افہام چوب گردان یہ تیرا دل گردہ ہوا کہ ہمپر گولہ پھینکتا ہے یہ گولہ تو مٹی کا ہے
نیرنگ کے یہ کہتے ہی وہ گولہ زمین پر گرا حقیقت میں مٹی کا تھا خاک میں ملگیا نقاب چہرے
پر نیرنگ کے پڑی ہے میدان میں خاموش کھڑی ہے جھولی سے کچھ اشیاے سحر نہیں نکالے
افہام چوب گردان نے ترنج پھینکا مسکرا کر نیرنگ نے کہا اس ترنج سے تجھکو کیا ثمر ملیگا یہ تو
پھل سڑا ہوا ہے یہ کہتے ہی وہ پھل زمین پر گرا حقیقت میں بیکار تھا اسی طرح کے پانچ چار سحر جب
رد و قدح ہوئے نیرنگ نے آواز دی او افہام تجھے تیرے حربے رد کے ذرا ہمسے تو آنکھ ملا
یہ کہکر جو نقاب چہرے سے اُلٹی افہام چوب گردان نے جو چہرۂ زیباے نیرنگ کو دیکھا
صاف ثابت تھا کہ آفتاب طالع ہے تمام صحرا نمونۂ باغ بے نظیر تھا طائروں کی آنکھیں کو ڈھونڈھیں
مرغان آبی کی آبروداری حبابوں کا دریا سے ظاہر ہونا آنکھیں دریائی تھیں نگاہ غور دیکھ تو
معلوم ہوا آب رواں کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے کپڑے عمدہ زیب جسم زیور جواہرات کا پہنے ہوئے
نقاب اُلٹکر مسکرائی بجلی چمکی آنکھیں افہام چوب گردان کی جھپک گئیں اب جو آنکھیں کھولکر
دیکھا وہی نازنین مہ جبین سمن رنگ قہر ماہر دو خنجر ہاتھ اٹھائے کہ رہی ہے اری عاشق صادق
میں مدت سے تیری مشتاق تھی یہ جو نیرنگ نے مسکرا کر کہا افہام چوب گردان بیقرار
ہو گیا دل پر قابو باقی نہ رہا گریبان جبر سے پھاڑ ڈالا تلوار کمر سے کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ
نیرنگ نے مسکرا کے کہا واہ صاحب تمنے غضب کیا تھا اگر ہمارا سحر بیچ میں حائل نہوتا
تو تمنے ہمکو زخمی کیا تھا یہ تمہارے دل نے کیونکر گوارا کیا اس تلوار کو اپنے گلے پر رکھو
ہمیں تمہاری خبر کہنا منظور ہے ملکہ حیرت آئینہ دار مشتاق ہیں تمہارے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے
افہام چوب گردان نے وہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لی ملازمان مغرور نے آواز دی اے افہام
کیا کرتا ہے تلوار کو گلے سے ہٹا ہرچند سب چیخے چلائے مگر اسنے خیال بھی نہ کیا نیرنگ نے مسکرا کر
کہا صاحب تلوار کھینچلو وہ لوگ بیہودہ بکتے ہیں افہام نے تلوار کھینچلی سر کٹکر دھڑ سے زمین
پر گرا ہاے شہنشاہ نکلا اور لوگ چیخیں مار کر رونے لشکر میں مغرور کے غل بلند ہو گیا
نیرنگ نے پکار کر آواز دی او بیحیا اسکے حال پر کیا روتے ہو اپنے حال پر رو بقول شاعر

فردا کی دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری ٭ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ٭ اور کسی اجل گرفتہ کو بھیج
مجھسے آگے مقابلہ کرے مالک کا تو حکم یہ ہے کہ تمھاری گردن لین مگر پہلے تماشا ہماری نیرنگ سازی کا
دیکھو تو مغرور بائین جانب پلٹا سکان نیل سوار آ پہنچے ہاتھی کو چھیڑ کر سامنے آیا مست ہاتھی زیر پا
سر کو بلند کیے ہوے دانت بڑے بڑے مستی مین چارون جھنیان ٹپکاتا ہوا طرف نیرنگ کے
چلا نیرنگ نے نقاب چہرے سے ڈال لی سکان نے مار کر سر پہ ہاتھی کے لٹک ماری ہاتھی چنگھاڑے
ہاتھی کے ایک شعلہ چڑھا ملکہ نیرنگ پر گرا نیرنگ نے ایک ترنگ دی مسکرا کر کچھ کہا وہ شعلہ اٹھا
پلٹا فیل کے سر پہ گرا فیل نے بیقرار ہو کر ایک زنجیل ماری جسم سے شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے
فیل آتش بازی بنگیا سکان کو دیڑا لاکھ لاکھ تدبیرین کین سامری و جمشید کو للکارا مگر بجھ گیا آگ کا
مو تو نہ ہوا دم بدم آگ کو ترقی تھی جب ہاتھی جلکر خاک ہوا سکان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور لی
کا گا لا نکال کے طرف نیرنگ کے پھینکا نیرنگ پر برف برسنے لگی نیرنگ نے تو شعلہ فرج نے منہ سے
آگ جو کی شعلہ ہاے آتش نکلے خود برف کو ٹھنڈھا کیا ایک سل کلان لوراتی ہوئی آسمان سے
آئی تھی نیرنگ نے اس سل کو کچھ اشارہ کیا وہ سل پلٹکر سر پہ سکان کے گری کہ سر کے اسکے
ہزار ٹکڑے ہوے اسکے مرنے کی بھی آواز آئی شام تک نو ساحران زبردست نکلے ہاتھ سے ملکہ
نیرنگ کے واصل جہنم ہوے شام کو مغرور نے آواز دی اچھا نیرنگ اب تو صحیح و سالم پلٹ جاؤ
صبح کو تمھاری خدمت کرونگا یہ شعبدے تمھارے نادانون کے واسطے تھے نیرنگ نے کہا
دیکھنا تیرا کیا حال کرتے ہین ابھی اسی مین خیر ہے کہ قید ہمارے مالک کی ہمارے حوالے کر دے مغرور
نے کہا قید تو میری جان کے ساتھ ہے جب لشکر پلٹے فتانہ تھر تھر کانپتی ہوئی قید ملکہ حیرت کی
لیے ہوے پلٹی قید خیمے مین بھیجدی آپ بطور نگہبانی بیٹھی مغرور نے آتے ہی طبل جنگی بجوایا اور
آپ ہو بخانے مین داخل ہوا سحر تیار کر رہا ہے کہ لگا ہاے ابر بنا کے بڑے بڑے سحر تیار کیے یہان
لشکر مین ملکہ حیران آئینہ دار کے طبل جنگی تو بجا نیرنگ نے ملکہ حیران سے صلاح کی کہ وارث کل
میدان مین خود مغرور نکلیگا آج تو آپ کے اقبال سے غالب آئے مغرور سے بڑی محنت پڑیگی
اگر ارشاد ہو تو مین جا کر رہائی ملکہ حیرت کی تدبیر کرون حیران نے کہا اب تو ہم سحر تیار کر چکے کل ہم
میدان مین اس سے مقابلہ کرینگے فتانہ فتنہ ساز در خیمہ پہ بیٹھی نگہبانی کر رہی ہے کہ اسنے دیکھا
ایک نازنین نہایت خوبصورت زیور پہنے ہوے سامنے سے چلی آتی ہے مگر مکدر آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے دوپٹہ بھی کئی جگہ سے پھٹا ہوا کرتی آب رواں کی مسکی ہوئی زیور بھی اکثر ندارد قریب
آکر قدمون پر فتانہ کے گر پڑی کہا اے ملکہ عالم فریاد کرنے آئی ہون آپ کے لشکر مین فلان مقام
رہتی ہون فلان رسالہ دار بیٹے سرکش مین مجھکو لمبرے کے نام سے بلا بھیجا قصد کچھ اور کیا میرے
آگے ہاتھا پائی ہوئی مین نے نہین قبول کیا میرا اتنا زیور اتار لیا امیدوار ہون فریاد کو پہنچون
بلکہ یہ بھی خوب آگاہ ہون کہ آپ وزیر شہنشاہ بنگالہ ہین اگر آپ مدد کرینگی تو رسالہ دار صاحب
مجھپر زبردستی پھر کرینگے اگر آپ کا حکم ہو تو ساتی رہا لشکر سے نکلجاؤن ان ظالمون کی وجہ سے
ہلاک خرابی کیونکر رہ سکینگے ہمکو نہین منظور کہ ہم انکا کہنا مانین فتانہ فتنہ ساز نے کہا اسکی کیا مجال

ہمارے شہنشاہ کی یہ عادت ہی کہ شہر کی ایک [illegible] خطرناک کے ہاتھ باندھے جاتے
ہین تاکہ ظلم کرنے کی سزا پاتے ہین [illegible] کام کرتے ہین نازنین نے کہا
ہم آپ کو پردہ کر [illegible] منظور ہی تو آپ چلی [illegible] رسالہ دار صاحب نے اپنے رسالے مین تو کرانی ہی ویسا
نہو کہ جیسا [illegible] مکان [illegible] سم کے مر جاتی ایسے ظالم کے ہاتھ سے کیونکر
امان پاتی فتانہ [illegible] ہوئی کہا [illegible] کے ساتھ چلتی ہون فتانہ اُٹھی کہتی ہوئی
کہ دیکھون تو وہ [illegible] سوار کیا کرتے ہین [illegible] آنسو پونچھ ڈالو نازنین کی آنکھ لگی ہوئی ہے اُسکے
رونے پر فتانہ کا دل [illegible] ہوا جاتا ہے جب فتانہ ساتھ ہوئی اُس نازنین نے ایک خیمے کی
آڑ مین آکر کہا دو سلسلے [illegible] رسالہ تیار ہو گیا ہمارا گھر لوٹنے جاتے ہین جیسے ہی فتانہ بھی اُسی
نازنین نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالے سحر بھی کیا کمند کو بھی جھٹکا مارا فتانہ زمین پر گری تڑپ
تڑپ کر بیہوش ہوئی نیرنگ نے اسکی زبان مین سوزن دیا ایک درخت سے اسکو باندھ کر سحر کرکے اسی کی
شکل بنی ٹہلتی ہوئی قریب خیمہ کے آئی کنیزون نے پوچھا سواری کہان ہے رسالہ دار کو کہکر
جھڑک دیا فتانہ نقلی نے کہا وہ نگوڑا کیا جوان سکتا تھا یہ خود لگا بڑی فاحشہ ہے وہان جا کے حال
معلوم ہوا کہ رسالہ دار سے خرچی لی اب وقت پر انکار کرتی ہین اُس بچارے کے روپیہ دیا
مین نے فیصلہ کر دیا یہ کہکر کرسی پر بیٹھی دم بھر کے بعد کہا کہ صاحب شہنشاہ کا حکم آیا تھا کہ ملکہ حیرت کو
راضی کرو ہر چند بہت سمجھایا نہ سمجھا نا سب برابر ہے مگر حکم شہنشاہ تو بجا لاؤن یہ کہتی ہوئی نیرنگ
اندر آئی ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا قفس مین ملکہ کو دیکھکر بولنے لگی کہا واری تقدیر سے
اس حال سے آپکو دیکھا نعمان نے اشارہ کیا زبان سے ملکہ کے سوزن نکال چاہتی ہے بڑھکے
سوزن زبان سے ملکہ حیرت کے نکالے چالاک پھڑک رہا ہے کہ مین پہلے چھوٹون اس جادو
نے تو کام عیارون کا کیا مگر قضا سے کار نہنگ سحر نگاہ عیار طلایہ پھرتا ہوا اُس طرف بھی
آیا کہ جہان فتانہ فتنہ ساز درخت سے بندھی تھی عیار چھپ کر قریب آیا دیکھا فتانہ بندھی ہے
نہنگ نے اسکی زبان سے سوزن نکالا دیکھا سحر مین مبتلا ہے بہ تعجیل ہوشیار کیا پوچھا اے ملکہ عالم
یہ کیا ماجرا ہے فتانہ فتنہ ساز نے کہا عجب ماجرا گذرا ایک نازنین میرے پاس آئی مجھے کچھ ایسے
فریب کیے کہ مجھے لگا کر گوشے مین لائی عیار بھی قید ہی مین جا کر دیکھون یہ کیا ماجرا گذرا غبار الگ
ہوا فتانہ سحر کرکے بلند ہوئی دیکھا اسنے میری کنیزین دروازے پر بیٹھی ہین پردہ خیمے کا چھوٹا ہوا ہے
فتانہ تڑپ کے زمین پر آئی کنیزین فتانہ کو دیکھکر گھبرا گئین کہا حضور یہ کیا معاملہ ہے آپ تو ابھی
اندر تشریف لے گئی تھین فتانہ نے پردہ اُٹھایا دیکھا اُسی نازنین نے قفس حیرت اُتارا زبان سے
سوزن نکالا ملکہ حیرت کہہ رہی ہین کہ اے نیرنگ تو نے بڑا کام کیا کہ فتانہ کا نعرہ ہوا آواز دی خبردار
ملکہ حیرت جادو نے جھپٹ کر سحر کیا فتانہ پر بین کرنے لگین اسنے کنیزون کو پکارا صاحبو جلد
ہوشیار ہو جاؤ اس عورت نے حیرت کو آگے چھڑا لیا جلد گرفتار کرو سو جادوگرنیان
بلوہ کرکے اندر آئین دیکھا کہ حیرت قفس توڑ کے نکلی ہے فتانہ فتنہ ساز پہ برتین گر رہی ہین
قصد ہے کہ نعمان اور چالاک کو رہا کرون مگر فتانہ بھی بلا سے رونگا رہی ہے سحر کرکے حیرت کی

نفس کے پاس سے ساقی ہوا حیرت نے ہاتھ اٹھایا جو کر گر [illegible] نفس چالاک کے
ٹکڑے اڑا دیے چالاک جو زمین [illegible] کے اٹھتے ہی نعمان کی زبان سے [illegible] لیا نعمان
سحر گر کے نفس کو توڑ کے نکلی کنیزان پر جا پڑی تینون ترنجے [illegible] کو جدا کیا ہر تکین سو
کنیزان فتانہ فتنہ ساز چہار جانب سے حیرت و نعمان و نیرنگ کو گھیرتی ہیں ان تینون نے
آفت برپا کر دی نیرنگ سحر نگار نہایت جو دورے اگر یہ معرکہ دیکھا سب [illegible] رہا
ہو سے فتانہ کی کنیزیں قتل ہو رہی ہیں جا کر جا کے شہنشاہ سے اطلاع کرون بیان حیرت
سے نعمان کو رہی ہو واری یہ قصد تھیہ کہ فتانہ کو قتل کریں تاکہ بھر پور نکل چلے ایسا نہ
ہو مغرور آجائے حیرت و نعمان و نیرنگ نے جب سحر کیا دس کنیزوں کے سر کٹے فتانہ
پر یقین کرین فتانۂ فتنہ ساز غرق زمین ہو جاتی ہے اس طرح اسکے گو بچالی ہے نصف لشکران
تینون نے طے کیا فتانہ گھبرائی لشکر بھی اب جمع ہو گیا ہے ہر طرف سے ساحر چلے آتے ہین
جو آیا فتانۂ فتنہ ساز نے آواز دی حیرت جاتی ہے جانے نہ پاتے گولے ترنج و نارنج حیرت پر
پڑ رہے ہیں انکے سحر کو حیرت کب مانتی ہے جشم کو گرد بش دی وہ سحر الٹے پیٹھے سحر کرنے والوں کے
سینے پر پڑے پشت کو توڑ کے پار گئے ہر سحر میں سو دو سو قتل ہوتے ہیں فتانہ کو بڑا قلق ہے کہ
اگر حیرت زیر سحر کر قتل کی گئی شہنشاہ میرے دامن گیر ہو نگے جو مجھ پر گذری اسکا کسی کو حال معلوم نہیں
کہ حیرت باندھکر بھیجی ہاتھ میں ہلاتی ہوئی بڑھی نیرنگ نے بڑھکر سحر کیا تھا کچھ سوار و پیدل
سے گولے پھینکے جسپر گولہ پڑا سر اسکا پھٹ گیا فتانہ نے بڑھکر ہاتھ جھکاتے ایک خنجر
آسمان سے گرا سر نیرنگ کا بخوبی زخمی ہوا خون سر کا بہ کر پردہ چشم ہوا فتانۂ فتنہ ساز نے
جو نیرنگ کو نیم بسمل دیکھا تیغ کھینچکر جھپٹی کہ نیرنگ کا سر کاٹ لون سحر افسون نے فوج کو طرف
حیرت و نعمان کے اشارہ کیا فوج نے ادھر منہ پھیرا فتانہ فتنہ ساز نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون
پہلو سے آواز آئی کہ ملکۂ عالم او خیر خواہ دولت سمجھ کے سحر کرنا پلٹ کے اسنے مغرور کو دیکھا
کہ تیغ برہنہ کھینچے ہوئے آہو نما کستا ہوا آتا ہے کہ اے فتانۂ فتنہ ساز تیرا ہی کام ہے حیرت کے
سحر کو کوئی روک نہیں سکتا اب تو ہٹ جا مین سمجھ لونگا بد دولت کے سامنے کیا مجال ہے
کہ جو زبان کھول سکے فتانۂ فتنہ ساز کی مغرور قریب فتانہ کے آیا قریب آ کے کہا دیکھو
کل فوج بلوہ کر کے آئی ہے جیسے ہی فتانہ ہٹی مغرور نقلی نے لپٹ کے خنجر مارا فتانہ کا شکم
چاک قصہ پاک حیرت نے بڑھکر سحر کیا کئی سو ساحر گرے فتانۂ فتنہ ساز جب قتل ہوئی تو
خنجر بھی اپنے نام کا کر دیا منم بہترین مہتر چالاک بن عمرو عیار با شوکت غلام ملکہ حیرت
نعمان نے کہا واری آپ نے دیکھا چالاک نے کیا کار نمایان کیا کس لطف سے آکر
فتانۂ فتنہ ساز کو مارا حیرت جادو نے کچھ جواب نہ دیا لیکن ہر کارے جو حیران آئینہ دار
کے یہان موجود تھے یہ ہنگامہ دیکھکر جا کے حیران آئینہ دار کو خبر پہنچائی کہ ملکہ حیرت جادو
ڈر رہا ہو مین نیرنگ سحر ساز نے جا کر بڑا کار نمایان کیا حیران آئینہ دار گھبرا کے اٹھی سر اٹھا کر
دیکھا لشکر مغرور میں ہنگامہ گرم ہے حیران آئینہ دار نے آواز دی یارو جلد تیار ہو اسی وقت

ڈالا ادھر ادن پر چوب پڑی کل لشکر کو لیکر حیران آئینہ دار چلی یہان جب فتانہ فتنہ ساز مری قریب تھا
کہ نیرنگ در دو زخم سے گرے حیرت نے آگے سنبھالا کہا اے نیرنگ ہوشیار رہو غافل نہو
نیرنگ نے دوپٹہ پھاڑ کے زخم سر باندھا ساتھ ملکہ حیرت کے لڑنے لگی نعمان نے قیامت
برپا کر دی ہزارہا غول پر گری دو چار سو کو قتل کیا بہر آسمان پر چلی کنارے تک لشکر کے لڑتی
ہوئی ملکہ حیرت جادو آئین یہی پلٹ گئے دیکھا کہ ہمارا لشکر آتا ہی حیران آئینہ دار سب کے آگے
اپنے طاؤس کو بڑھاتے ہوئے پکارتی ہوئی آتی ہے کہ صاحبو نہ گھبرانا مین آپہونچی قریب ہی
حیران آئینہ دار حیرت جادو سے جا کے ملے کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا شعلہ ہائے آتش بھڑکے
لکہ ہائے ابر گرنے قہر و غضب تمام آواز آئی باشندائے مقیدان زندان بلا بس آنگے نہ بڑھنا بھا پوت
کو تکلیف کرنا پڑی دیکھا مغرور جادو بڑے زور و شور سے سحر کرتا ہوا آتا ہے ساحر جو بھاگ
رہے تھے انکو للکارا کہ کہان جاتے ہو خبردار اگر اب کسی نے قدم ہٹایا تو آتش قہر و غضب مین
جلادونگا بھاگتے ساحر رُکے حیرت جادو کنارے پر لشکر کے پہونچ چلی تھین مغرور بھی
جھپٹ کے پہونچا حیرت نے بھی سامنا کیا مغرور و حیرت سے سحر چلنے لگا نعمان و نیرنگ
بھی مغرور پر سحر کر رہی ہین مگر مغرور کیسے سحر کو نہین مانتا اشارون مین سب کے سحر دفع کرتا ہے
پلک نہین جھپکا تا آخر حیرت پر اسنے تلوارین برسا ئین ایک تلوار سر پر حیرت کے گری سر ملکہ
حیرت کا زخمی ہوا نعمان نے سینہ سپر کر دیا حیرت نے زخم سر کو باندھا ہوش درست نہ رہے
مغرور جادو نے چاہا جھپٹ کر حیرت کو گرفتار کرے ان حیران آئینہ دار آ پڑی مغرور جادو پر
سحر کیا ذرا جو مغرور کی پلک جھپکی حیران آئینہ دار نے ملکہ حیرت جادو کو ہوادار پر سوار کر لیا
گریبان سحر جس غم مین ان کشتو کے چاک ہو چکا تھا مغرور جادو نے دیکھا کہ حیران ظالم آئینہ دار
حیرت جادو کو لے گئی لشکر پر آن لوگون نے ایسے سحر کیے تھے کہ ہالیان لشکر کا حوصلہ نہین
کہ آگے بڑھین حیران آئینہ دار نے طبل بازگشت بجوا دیا لاچار مغرور جادو پلٹا کہتا ہوا کہ
یہ مکارہ بڑا کام کر گئی کل صبح کو گرفتار کرونگا دیکھو لگا وہ عیار مکار کہان جائیگا اس جادوگرنی
نے کام عیار کا کیا اپنے عیار سے غصے مین کہا وہ لے اونامرد تجھ مین وہ کمال ہی نہین ہو سکتا
کہ چالاک کو پکڑلا آج دس بارہ ہزار جادوگر بھی مارے گئے فتانہ فتنہ ساز ایسی ساحرہ
ماری گئی کہ لشکر مین اسکا کوئی مثل نہ تھا یہ کہتا ہوا پلٹا حیران آئینہ دار حیرت جادو کو لیکر لشکر
مین آئی نعمان و نیرنگ ساتھ ہین حیرت آکے تخت پر بیٹھین حیران نے قدمبوسی کی قدمون سے
لپٹ کے بہت روئی حیرت نے کہا تو کیون روتی ہو تم نے ابھی ہمارا حال نہین سنا کہان کہان
تیار رہے کیا کیا ظلم سے ہین نا کس بیشہ عشق کا دعویٰ کرتا ہے اب یہ میان جنگل کے
بادشاہ عاشق ہو گئے آتے ہین جان دینے پر آمادہ ہین حیران آئینہ دار نے عرض کی کیا مجال
اُس ملعون کی کہ کنیزان شہنشاہی پر نگاہ ڈالے نیرنگ نے وہ کار نمایان کیا کہ دل میرا شاد کر دیا
بڑا بھاری خلعت نیرنگ سحر ساز کو ملا ملکہ حیرت جادو کی زخم درستی ہوئی نعمان عرض کرتی
ہے کہ حضور کار نمایان تو چالاک نے کیا کیا جلد فتانہ فتنہ ساز کو مار منہ پھیر کے ہی قیامت برپا ہو گئی

ملکہ حیرت جادو کچھ جواب نہیں دینے پائی کہ ایک کنیز نے بڑھ کر کہا واری یہ تو ایک جادوگرنی تھی آپکے
اقبال سے چالاک مغرور جادو کو قتل کریگا حیرت نے چاہا کہ یہ خود چالاک ہے مسکرا کر منہ پھیر لیا
کہا اس گستاخ کو باہر نکال دو چالاک نفیست پا کے کھڑا ہوا ذرا دروازے کی آڑ بگڑی صورت
بدل گئی پھر ہنستا ہوا کہتا ہوا آیا کہ حضور اسے نکال دیا نعمان نے پوچھا ملکہ عالم اس کنیز کو کیوں
نکلوا دیا کہا یہی چالاک تھا چالاک شانے پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑا ہو کہ ہاں کہ حضور
بڑا گستاخ ہے یہاں تو یہ ہنسی دل لگی ہو رہی ہے مغرور جو رنجیدہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا رنگ ر
متغیر مصاحبوں سے کہا مجھے بار فراق نہیں اٹھتا میری تو اب یہ کیفیت ہے بقول شاعر نظم

گل کو جب دیکھا وہ گلگوں پیرہن یاد آگیا — یاسمن کو دیکھا اسکا بدن یاد آگیا
آج مجھکو دشت وحشت میں وطن یاد آگیا — بوئے گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا
گھر بناؤں خاک اس وحشت کدہ میں آ کے — آئے جب مزدور مجھکو گورکن یاد آگیا
کیوں وہ وحشی زیست سے بیزار ہا یونہ اسکو — جب کفن پہنا تو مجھکو پیرہن یاد آگیا
سر سے پا تک اپنے شعلے کیطرح تھرا گئی — شمع کو جس شب مرا بیت الحزن یاد آگیا
تنگ جب مجھ پر ہوا ایام فرقت میں جہان — اک پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا
وادی غربت میں جسدم آ ہو گیا جوش جنون — ہائے کیا مجھکو وہ قفل بر چمن یاد آگیا
توڑ ڈالا میں نے جو پیالہ مے میکشو — بیکسی میں ساقی پیمان شکن یاد آگیا
ای عزیزو آج میرا جی نہ ڈوبا جائے کیوں — اپنے یوسف کا مجھے چاہ ذقن یاد آگیا
ہوگیا جوش جنون چلنے لگی باد بہار — لالہ کو دیکھکر داغ کہن یاد آگیا
اپنے سر کو دیکھکر اب جان تن میں کیوں رہ — بیستوں پر مجھکو تاج کوہکن یاد آگیا

یہ اشعار پڑھکر خوب رو دیا کہا اب سحر کا تماشا دیکھو سحر اسکا نام ہے اگر سامری بھی ہوتے حلقہ غلامی
کان میں ڈالتے یہ سحر ہمارے خاندان کے ایجاد کردہ ہیں سب ساحر گرد ہیں مغرور نے جھولی
سے ایک کاغذ نکالا اسکے دو طاؤس کاٹے انپر سحر کیا کہا خبردار چالاک و نیرنگ کو اپنے
اوپر سوار کرکے لاؤ اگر کوئی روکے نہ رکنا دونوں طاؤس اڑتے ہوئے چلے یہاں بارگاہ میں حیرت
تخت پر نعمان پہلو میں نیرنگ سامنے کھڑی کہہ رہی ہے حضور اگر چالاک ملے تو میں اسکو اپنے ساتھ
لیجاؤں مغرور پر عیاری کروں کہ در بارگاہ پر ہوا سب نے دیکھا دو طاؤس ٹہلتے ہوئے چلے
آتے ہیں مثل انسان باتیں کرتے ہیں ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ بی نیرنگ و میاں
چالاک کہاں ہیں شہنشاہ نے بلایا ہے چالاک نے جو یہ آواز سنی کود کر بھاگا ایک غار میں جا کر چھپا
نیرنگ بیٹھکر دیکھنے لگی کہ طاؤس تڑپکر بارگاہ میں آیا کہا اے نیرنگ شہنشاہ نے بلایا ہے تمکو یاد فرمایا ہے
نیرنگ نے گھبرا کر حیرت سے کہا اب میرا رکنا مناسب نہیں ناحق مجھسے بادشاہ عالیجاہ نے بلایا ہے دیکھوں
کیا فرماتے ہیں حیرت نے کہا تم نہ جاؤ کہا واری بڑے افسوس کی بات ہے سرگروہ ساحران طلب کرے
اور میں نہ جاؤں حیرت و نعمان و حیران ہاں ہاں کرتی رہیں نیرنگ جھپٹکر طاؤس پر سوار ہوئی طاؤس سناٹا بھر کر
اڑا حیرت و نعمان و حیران نے سحر کیے کوئی سحر قریب طاؤس کے نہ پہنچا جب حیرت سحر کرتی ہیں تو

طاؤس مثل انسان کے ہنستا ہی آواز سے کہتا ہی کہ ملکہ آپ تکلیف نہ فرمائیں یہ ہوشربا نہین ہی اس صحرا کا
نام صحرائے نرگستان تھا ہمارے شہنشاہ کے ملازمون نے ویران کیا تمام علمداری شہنشاہ ہی وہ
شہنشاہ چرخ سحر و ساحری کا ماہ ہی یہ کہتا ہوا طاؤس نیرنگ کو لیکر نکلگیا دوسرا طاؤس سر اُٹھا اُٹھا کر
بارگاہ مین دیکھنے لگا حیرت سے آنکھ ملا کر پوچھا وہ کنیز جو آپ کی پشت پر کھڑی تھی وہ کہان گئی
وہی چالاک تھا مگر کہان جائیگا مین ابھی ڈھونڈھکر لاتا ہون چالاک ایک غار مین چھپا ہی جو وہ
حلقے کمند کے انگلیون پر لگے ہوئے سو انگلیون مین دس حباب دبے ہوئے تھے اور خاک
اپنے اوپر ڈال لی ایک آنکھ سے فقط دیکھ رہا ہی جب طاؤس بارگاہ حیرت سے نکلگیا نعمان سے
حیرت نے کہا بڑے غضب کا سحر تھا میرے بھی دل مین یہی خیال تھا کہ چالاک کو ڈھونڈھکر حوالے
کرون پیر کارون کو روانہ کرو خبر لائین نیرنگ تو گئی چالاک بھی ملا یا نہین ملا یہ کہکر حیرت کوئی
ہو گئین دیکھا جنگل مین طاؤس دوڑا دوڑا پھر رہا ہی چار جانب پھر کر اُسی غار پر پہونچا سر جھکایا منھ کھولا ہی
کہ آواز دون چالاک نے حلقے کمند کے مارے گردن مین طاؤس کی چودہ حلقے پڑے حیرت نے
دیکھا کہ طاؤس منھ کے بل گرا چالاک نے دسون حباب مارے ہر چند کہ طاؤس نے منھ پھیر لیا آٹھ حباب
خالی گئے دو حباب منھ پر طاؤس کے پڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا چالاک نے نکلکر خنجر مارا شکم چاک کیا قصہ پاک آندھی
سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مین طاؤس جادو بود طاؤس کو مارا چالاک بھاگا حیرت نے نعمان سے
کہا دیکھو کیا کار نمایان کیا کہ طاؤس کو چالاک نے مارا ظلمات کی آڑ لیتا ہوا بھاگا اُسکا خدا اُسکو بچائے
یہان بارگاہ مغرور مین یہ عرصہ گذرا کہ طاؤس نے نیرنگ کو لا کر اُتارا نیرنگ نے جھک کر مغرور کو سلام
کیا مغرور نے کہا بی نیرنگ مزاج اچھا ہی نیرنگ چاہتی ہی کچھ جواب دے کہ وہ طاؤس پھڑک کر زمین
پر گرا جلکر رہگیا مغرور نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ہای غضب ہوا حیرت نے طاؤس جادو کو مارا کہان
جائیگا یہ کہکر ایک دستک دی دو ہتھڑ زمین پر مارا پکار کے آواز دی چالاک نہ جانے پائے
ای سحر موہوم جلد چالاک کو لا سب ساحرون نے دیکھا ایک پرچھائین انسان کی بہت خوب
کیا غائب ہوئی چالاک تین کوس نکل گئے تھے کیا دیکھتے ہین کہ دس بیس کوس بھاگ کے
نکل جاؤن کہ سر اُٹھا کے دیکھا ایک پہاڑ سامنے ظاہر ہوا اور سے اُس پہاڑ کے سب بند ہین
چالاک گھبرا گئے مین بھٹک کے کسطرف نکل آیا یہان تو راستہ بند ہی بائین پر پلٹا دیکھا اُدھر تو
لوہے کی دیوار کھنچی ہوئی ہی ادھر سے گھبرا کر دہنے پلٹا دیکھا چار پانچ اژدہے منھ پھیلائے
ہوئے کھڑے ہین قلابہ آتشین منھ سے چھوڑ رہے ہین اس طرح منھ پھیلائے بیٹھے ہین
کہ ہمارے قریب آئے تو نگل جائین چالاک پھر پیچھے پلٹا اُدھر کا راستہ کھلا ہوا ہی چالاک اُدھر ہی
بھاگا جدھر جانے کا ارادہ کرتا ہی دیوار آہن پہاڑ اژدہے شیر معلوم ہوتے ہین پشت پر
راستہ کھلا ہی خیال جو کیا معلوم ہوا کہ یہ راستہ لشکر مغرور جادو کا ہی مگر مجبور و ناچار اسی
جانب دوڑا ہوا جاتا ہی تھوڑی دور نکلا تھا کہ دیکھا دور سے لشکر مغرور جادو معلوم
ہوتا ہی ساحر انتظار مین کھڑے ہوئے ہین کہ چالاک سامنے سے نمایان ہوا لشکر مین
مغرور جادو کے غل ہوا کہ چالاک آتا ہی چالاک سرنگون کلیجہ خون مجبور و ناچار لشکر مین داخل ہوا

بارگاہ مغرور جادو کی معلوم ہوئی مغرور کہ رہا ہی ارے چالاک آیا ساحرون نے بزعکر عرض کی حاضر ہی بیرنگ
بھی دست بستہ کھڑی ہی کہ چالاک سامنے آیا مغرور نے کہا کیون او نکار تو نے غضب کیا کہ طاؤس جادو
کو مارا خیر کہان جائیگا آہنگرون سے کہو ان دونون کے واسطے زیور لائین آہنگرون نے ہتھکڑیان بیڑیان
لاکر رکھدین بیرنگ نے خود اپنی زبان مین سوزن دیا ہتھکڑیان بیڑیان دونون نے اپنے ہاتھ سے پہنین
مغرور نے کہا کیون بی بیرنگ سحر ما بدولت کا دیکھا اگر قصد کرون آسمان و زمین کو ایک کردون یہ جو مغرور
نے کہا اب بیرنگ کو ہوش آیا چالاک یہی سمجھا کہ مین قید ہو گیا شبرنگ جادو سامنے کھڑا ہی کہا ان دونون کو
لیجاؤ لیکن ہوش مین رہین کہ اپنے حال زار کو دیکھین اور افسوس کرین اس عذاب عظیم سے ان دونون کو قتل کرنا
کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکی حالت پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے چالاک نے دل کو
مضبوط کرکے جواب دیا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور کیون اسقدر غرور کرتا ہی موت و زیست پروردگار
کے اختیار مین ہی مغرور نے کہا خیر آنکھون سے دیکھنا دیکھین اب تمھارا خدا لے نادیدہ کیا کرتا ہی شبرنگ نے
قفس اٹھایا سو جادوگر بڑے نگہبانی اسکو ملے خیمے مین لا کے اپنے قفس لٹکائے چالاک نے ٹھنڈی سانس
بھر کے کہا کیون بھائی شبرنگ ہم کچھ عرض کیا چاہتے ہین شبرنگ نے کہا ای چالاک تمنے بڑا غضب کیا
طاؤس کو مارا چالاک نے کہا خیر جو گذرا سو گذرا ہم یہ عرض کرتے ہین کوئی صورت بھی ایسی ہی کہ ہم قید سے
نجات پائین شہنشاہ ہماری خطا معاف کرین شبرنگ نے کہا بہت دشوار ہی چالاک نے کہا آپکی عقل مین نہین آتا
مین حیرت و نعمان و حیران کو گرفتار کرکے اون بی بی حیرت کو وصل شہنشاہ کے لیے راضی کرون شبرنگ
نے کہا اگر حیرت راضی ہو جائین تو کیا عجب ہی کہ مغرور خطا معاف کرین شبرنگ نے کہا ای چالاک وہ کیا صورت
ہی چالاک نے کہا حضور تنہائی مین فرمائی تھین کہ مین نے انکار کیا اسی وجہ سے مقابلہ ہو رہا ہی مگر اس سے بہتر
کوئی فرد نہ لیگا بادشاہ ملک بنگالہ ہی ہزار روپے والا ہی جسکے آج دس بارہ لاکھ آدمی ملازم ہین ایسے بادشاہ کا
کیا کہنا دل سے وہ راضی ہین مگر زبان سے چونکہ انکار کیا اسی کی پیروی کر رہی ہین مین اس طور سے سمجھاؤنگا
کہ اسیوقت راضی ہو جائینگی شبرنگ نے کہا ای چالاک اگر یہ کام تمھارے ہاتھ سے نکلا تو کیا عجب
ہی کہ شہنشاہ خطا معاف کرین چالاک نے کہا مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ کو راضی کردونگا ای شبرنگ مجھے جلد
قفس سے نکالو تو میری پاس ایک رقعہ ہی ملکہ حیرت کا جب شہنشاہ اول مین تشریف لائے تو ملکہ نے یہ
رقعہ ایک کنیز کو دیا تھا نعمان نے منع کر دیا کہ تو رقعہ لیکر نہ جانا وہ رقعہ مین نے چھین لیا اسمین کچھ مضمون
لکھا ہی ملکہ کے ہاتھ کا ہی اور کنیز سے یہی فرمایا تھا کہ تنہائی مین شہنشاہ کے ہاتھ مین دینا اور کوئی اس حال سے
آگاہ نہونے پائے اتنا تو مین ضرور کہونگا کہ فساد سارا ذات سے نعمان کی برپا ہوا جب ملکہ نے فرمایا کہ لین
نعمان مصالحہ بہتر کہ جنگ اس حرامزادی نے یہی کہا کہ جنگ کیجیے ملکہ حیرت کے مزاج مین اصلاح ہی جبتک
نعمان قتل نہوگی انتظام معقول نہوگا اتنا آپ ضرور شہنشاہ سے کہدیجیے کہ جسطرح آپنے مجھکو اور شبرنگ کو
گرفتار کیا اسیطرح نعمان کو گرفتار کرا سکتا ہے نعمان قید ہوئی اور فیصلہ ہوا آج ہی ملکہ نے یہ فرمایا تھا کہ
جلانے والے ممکن نہین ہوتے ناحق کو لوگ جلانے والے سے لڑواتے ہین نعمان نے پھر بیچ مین شاخ نکالی
اور یہ کہا کہ حضور اگر اصلاح ہوگی وہ ملک بنگالہ لیجائیگا بنگالہ بہت خوش شہر ہی شبرنگ نے کہا شہنشاہ فرماتے
ہین کہ ہم ملک ہوش ربا پر قبضہ کرکے ملکہ کو بادشاہ کرینگے یہ ہمیشہ ہوشربا مین رہین چالاک نے کہا ہاتھ بڑھا

ہاتھ پر ہاتھ مارے بس فیصلہ ہو گیا اب ملکہ سے ملاقات ہونا کتنی بڑی بات ہے ملکہ کو اسی بات مین تردد تھا کہ مین شہر
بنگالہ نہ جاؤن جب یہان رکھنا منظور ہوگا تو ملکہ کو بھی دل و جان سے منظور ہوگا شبرنگ نے چالاک کا
قفس اتار چالاک کو قفس سے نکالا چالاک نے کہا مین کاغذ نکالون شبرنگ نے کہا ہان بھائی نکالو
چالاک نے کہا ایک ہتھکڑی تو نکالو اب تو ہمارے تمھارے فیصلہ ہو گیا مگر اتنا عرض کرتا ہون کہ شہنشاہ
میری آبرو کرین مجھکو ضرور زمرۂ خدمتگاران مین رکھین شبرنگ نے کہا بھائی جو شاطر کا عہدہ ہے وہ تمکو ہم
دلوا دینگے تمھاری آبرو بڑھا دینگے ہم تمھاری سفارش کرینگے چالاک نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور ایک
کاغذ نکالا کاغذ نکال کے شبرنگ کو دیا شبرنگ نے کاغذ کو دیکھا لفافے پر لکھا تھا مرسلۂ ملکہ حیرت بخدمت
شہنشاہ بنگالہ لفافہ جوڑا نہین یونہین بند کر دیا ہے شبرنگ نے ارادہ کیا کھولون چالاک نے کہا بھائی ادھر سے
پڑھ کر کھینچ لو شبرنگ نے جیسے ہی کاغذ کھینچا کاغذ سے دھوان نکلا شبرنگ بیہوش ہو کر گرا نیرنگ نے کہا
ای چالاک مین نے دیکھا مجھکو بھی نہ چھوڑنا چالاک نے نیرنگ کو بھی نکالا شبرنگ کو تو اپنی صورت بنا کر
قفس مین بند کیا گلے مین گیند ٹھونس دیا ایک اور جادوگر کو بلا کر بیہوش کیا اسکو بصورت نیرنگ بنایا
اسکو بھی قفس مین بند کر دیا چالاک بصورت شبرنگ باہر آیا ساتھ والون نے پوچھا حضور کیا صلاح
ہو رہی تھی کہا چالاک کے لیے فکر کرتے ہین نیرنگ سے چالاک نے وعدہ کر لیا کہ ہم کنارے پر آتے
ہین تم سحر سے اڑ کر اسی مقام پر آؤ وہان ہمارے تمھارے صلاح ہوگی چالاک کنارے پر آیا نیرنگ
بھی اڑتی ہوئی آئی ایک نخل کے سایے مین دونون بیٹھے چالاک نے کہا ای نیرنگ تم دل کڑا کرو تو تمکو
مغرور کو پکڑین نیرنگ نے کہا مجھکو ہمیشہ سے عیاری کا شوق ہے مین نے ہزار ہا روپے خرچ کر کے یہ کام
سیکھے چالاک نے کہا مین تمکو بصورت حیرت بناتا ہون اور مین ساحر بنکر پاس مغرور کے جاتا ہون اسکو
لاکے لاؤنگا اگر خدا نے چاہا ہم تم دونون ملکر پکڑ لینگے نیرنگ نے کہا بہتر مگر ای چالاک حفظ آبرو مین
فرق نہ آنے پائے چالاک نے کہا کیا مجال کہ ہاتھ لگا سکے خوب اسمین صلاح کر کے نیرنگ کو شکل حیرت
بنایا اور باتین تعلیم کر دین کہ یہ کہنا کہ نعمان وحیران سے مجھسے فساد ہو گیا اب مین سحر آزردہ ہوئی ہون کلام
خوب سمجھ کے کرنا نیرنگ نے کہا مین سمجھ لونگی مین اسکے ساتھ جانے مین بہت ڈھیل لاؤنگی پھر رات پچھلی باقی
ہو کر چالاک نے ملکہ نیرنگ کو بصورت حیرت بنایا آپ ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قضائے کار ادھر سے
پیک مسخر نگار آتا تھا یہ بھی اس فکر مین لگا ہے کہ جا کر حیرت پہ عیاری کرون چالاک پیک کو دیکھکر خوش
ہو گیا پکار کر آواز دی میان جانے والے کہان جاتے ہو میان شاطر صاحب ذرا ٹھہر جاؤ مجھے کچھ عرض
کرنا ہے عیار نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہے پیک ٹھہر گیا چالاک قریب آیا کہا شاطر صاحب مین
اسوقت لشکر حیرت سے آتا ہون بی نعمان وحیران وحیرت سے فساد ہوا اور جو معاملہ درپیش ہوا
اسکو ابھی نہ کہونگا سامنے شہنشاہ کے سن لیجیے گا یہ کہکے باتین کرتا ہوا ساتھ پیک کے چلا پیک مسخر نگار
نے کہا مین تمھاری ابھی ملاقات کروا دونگا چالاک کہتا ہوا چلا میان پیک صاحب شہنشاہ خوش ہونگے
ہمکو تمکو انعام ملیگا انعام مین ہم تم شریک رہے مژدۂ ملاقات شہنشاہ و حیرت ہے شہنشاہ کا اقبال و شوکت ہے
پیک کہتا ہے ای برادر مجھسے تو کہو چالاک ہنسے دیتا ہے کہتا ہے بھائی ابھی نہ سنو سامنے شہنشاہ کے چلکر
سن لینا بہت خوش ہو گے حقیقت مین شہنشاہ بنگالہ کے بڑے صاحب اقبال ہین بی نعمان وحیران

نے قصد کیا تھا کہ بی حیرت کو گرفتار کرین مگر خیال سے اُنکے سحر کے اُنپر ہاتھ نہین ڈال سکین حیرت ایسی نہین تھی
کہ ایسی جادوگرنیان اُسپر دست انداز ہون حیرت نے اور کچھ سامان کیا ہی جب تھوڑی دور چلے اک عقل کے
پاس آکے چالاک بہت ہنسا کہا لو میان شاطر صاحب تم میری بات کو خلاف جانتے تھے دیکھو نعمان آتی ہی اور
ہیرمال سے ہاتھ باندھے ہی کچھ اسباب سحر بھی ساتھ ہی دوسری کنیزین چلی آتی ہین خدمت مین شاہ بنگالہ کی جاتی ہین
پیک سحر نگاہ پیتا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے جھٹکے جواب مارا پیک سحر نگاہ بیہوش
ہوا چالاک نے اُسکی مشکین باندھ لین قتل کرنے کے خیال سے دل کانپا کہ ایسا نہ ہو مین اسکو قتل کرون اور
مغرور کو خبر ہو جاے پشتارہ باندھ کے ایک درہ کوہ مین ڈال دیا پتھرون سے چھپا دیا اب پیک سحر نگاہ
کی صورت بنکر چالاک چلا کنارے پر لشکر کے پہونچا جسنے دیکھا مہتر صاحب کہکر سلام کیا مگر یہ چھپتا ہوا بارگاہ
مغرور مین آیا دروازے پر خادم و خدمتگار حاضر ہین سب نے پوچھا کیون مہتر صاحب خیر تو ہی اسوقت کہان
آئے کہا ایک کار ضروری ہی یہ کہکے اندر گیا مغرور کے قدمون پر ہاتھ رکھا مغرور نے آنکھین کھول دین پوچھا کیون
ای شاطر کیا ہی عرض کی تکلیف تو ہوگی مگر حضور اُٹھین تو مین کچھ عرض کرون مغرور اُٹھ بیٹھا پیک نقلی نے دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ مبارک ہو آپکا اقبال یاور ہی طالع مددگار ہین آج شام سے بی نعمان و حیران حیرت جادو کو
دباؤ ڈال رہی ہین کہ ظاہر مین طبل جنگی بجے مغرور مطمئن ہوگا یہان سے نکل چلیے حیرت نہین معلوم کیا کچھ تھین
گرائی مجھکو خبر ملی کہ فراق تھین مجھکو کیا خوف ہی مغرور میرا چاہنے والا ہی اگر مجھکو گرفتار کریگا تو کیا مضایقہ ہی
وہان بھی میرے واسطے سامان سلطنت ہی مین کیون بھاگون مجھپر کیا مصیبت ہی طول کلام عرض کرنا کیا ضرور ہی
آخر باتون مین تکرار بڑھی حیرت جادو لشکر سے نکلین یہ کہکر کہ مین اب صحرا نوردی کرونگی تمھارے ساتھ نہ رہونگی
ہرچند نعمان و حیران نے سمجھایا مگر حیرت جادو نے کہا مجھکو یقین ہوگیا کہ تم لوگ میرے درپئے آزار ہو میرے
چاہنے والے سے مجھکو لڑواتے ہو مین اُسکے ساتھ چلی جاؤنگی جو کہونگی وہی کریگا جسنے میرے واسطے ملک و مال
چھوڑا سلطنت کو ترک کیا وہ میری راے کے خلاف کریگا تم لوگ بیچ مین ناحق کو درانداز ہو مجھکو کیون اُسکے ملنے سے
منع کرتے ہو مین نے اسکا دلی ارادے امتحان بھی کر لیا کہ وہ میرا ملک و مال دلوادیگا قاتل افراسیاب کا سر بھی لیگا
پھر مین کیون اور کسی کے ساتھ جاؤن یہ کہکے نکلین صحرا مین پھنگی رہی ہین کہ ظالمون نے مجھکو شرمندہ کیا میرے
چاہنے والے سے مجھے لڑوا دیا اب مین کیا منھ لے کے جاؤن مین بارگاہ مین انکی موجود تھا سب حال دریافت
کر لیا تھا مین صحرا مین آکر قدمون پر گرا اور مین نے کہا براے خدا آپ صحرا نورد نہون شہنشاہ بخوشی
آپکو لیجائینگے جو جو آپ کے خیال مین باتین ہین وہ کچھ نہونگی آپ شہر بنگالہ نہ جائیے ہمیشہ ملک ہوشربا
مین رہیے دونون ملکون کی سلطنت آپ کے نام ہوگی سب جگہ کا باج و خراج آپ کے نام سے آئیگا عرض
دراز مین مین نے انکو سمجھایا آخر مین یہ فرمایا کہ مین آپ سے لشکر مغرور مین نہ جاؤنگی وہ مجھکو دشمن جاننے لگے
ہاے ای پیک سحر نگاہ کیا کیا مہر کے پیٹ کی بات مین نے اُسکے قتل کرنے مین اُٹھا نہین رکھی کوئی معشوق
اپنے عاشق کا دشمن نہین ہوتا ہی مین نے کہا حضور چند ساعت یہان ٹھہرین سب غم و ملال دفع ہوجائیگے
بمشکل ٹھہری ہین آپ جلد چلیے حضور رحم جو کچھ کہین سو اپ. بہت خوب سے اور کچھ نہ فرمائیے گا حقیقت
مین بہت مکدر ہو رہی ہین اور حضور اصل یہ ہی کہ اُنکا مکدر ہونا چاہیے ہی گھر چھوٹا ملک ترک ہوا
جا بجا ماری ماری پھرین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین جا بجا قید رہین عورت حسین حسن مین بے نظیر صاحب جاہ و دولت

جب خیال آتا ہوگا قلب ٹھہرا آتا ہوگا اب دلشکنی نہ کیجیے گا مغرور پھول گیا کہا ای پیک سحر نگاہ تو نے
اسوقت مجھکو مول لے لیا ہان ہان کرتا کیسا مین تو قدمونپر سر رکھدونگا جو فرمائیگی وہ قبول کرونگا
اور سُن ای پیک سحر نگاہ ہوشربا کا جھگڑے جھگڑے فیصلہ کرا دونگا اول تو وہان کوئی ساحر نہین ہی سب
غیر ساحر ہین اور اگر ہوتے بھی تو کیا تھا ایک سحر مین خاتمہ کرتا اب تو لاچین بھی قید ہوگئے ساحرون نے
سحر سے تو بہ کی چند ساحر برائے نام باقی ہیں وہ کچھ کاروبار کرتے ہین انکی یہ لیاقت ہی کہ ہم دولت سے
مقابلہ کرین ایک غلام ہمارا چلا جائیگا انتظام کرکے چلا آئیگا یہ کہکے مغرور اٹھا خوشی خوشی ہمراہ پیک سحر نگاہ
کے چلا لشکر سے نکلکر دور سے دیکھا ملکہ حیرت جادو لباس جابجا سے پھٹا ہوا ایک نخل کے نیچے سر جھکائے
ہوئے رو رہی ہین مغرور کا کلیجہ پھٹ گیا کہا ای پیک سحر نگاہ حیرت جادو رو رہی ہی کہا حضور آج انکو
بہت بڑا صدمہ پہونچا نعمان نے انکو کلمات سخت کہے ال حیران نے قصد کیا کہ گرفتار کرلین مگر حیرت جادو
پہ ہاتھ نہ ڈال سکین حیرت نکل آئین کچھ کنیزین ساتھ چلی تھین انکو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے
تم لوگ تو نعمان کے ملازم ہو میرے ساتھ کیا ضرورت ہی مین تنہا طرف صحرا کے جاؤنگی مغرور بیقرار ہوگیا
ملکۂ عالم ملکۂ عالم کہتا ہوا دوڑا مدت کا ہجران دیدہ آفت کشیدہ دوڑ کر قدمونپر گرپڑا حیرت نقلی ہان ہان
کرتی ہی ای شہنشاہ یہ کیا بات کرتے ہو قدمونپر گرنا کیسا مین صاحب خود تمھارے قدمونپر گردن ناحق تمکو
آزار پہونچا لشکر کسقدر آپکا قتل ہوا مین خود شرمندہ ہون بمشکل قدمونپر سے مغرور اٹھا ہاتھ باندھ کے
سامنے بیٹھا کہا ای ملکۂ عالم بارگاہ مین تشریف لے چلیے صحرا مین آپکا بیٹھنا بہت خلاف ہی ملکہ حیرت
نے کہا صاحب کیا ضرورت ہی اب ہمارا صحرا النورد ہونا بہتر ہی مغرور نے کہا مین نہ مانونگا آپکو صحرا مین نہ جانے
دونگا آپکی سلطنت آپکے نام پر نثار ہی ابھی چلکر ہوشربا پر قبضہ کیجیے کس شخص کی مجال ہی کہ آپ سے تکرار
کرسکے ایک سحر مین زمین ہلا دونگا یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا عیارہ نے کہا ای ملکۂ عالم آپس کی خطا اور بیجا کیا جو ہو
سو ہوا گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط جب مغرور نے بہت منتین کین تب ملکہ حیرت نقلی اپنی مقام سے
اٹھین یہ کہکے کہ خیر صاحب جو کچھ کیا اسکا بدلا پایا اب آیندہ ہمارے تمھارے فلک تفرقہ نہ ڈالے مغرور
پھولا جاتا ہی کہ آج معشوق دستیاب ہوا کبھی جمال جہان آرا دیکھتا ہی کبھی آنکھونپر نگاہ پڑتی ہی کل اعضا
چالاک وچپت ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ جو ڈالدیا معلوم ہوا دولت کونین ہاتھ مین آئی راہ مین عیارہ
بھی بکنگی کرتی ہوا کہ ای شہنشاہ ملکہ کی مراد یہ ہی کہ اب آیندہ ہمارے آپکے فساد نہو جو گذرا وہ گذرا دراندازون
کو دخل نہ ملے کسی کی بات نہ سنی جائے مغرور کہتا ہی بھلا ای ملکۂ عالم آپکے مقدمے مین بھلا مین کسی کی بات
سنونگا کسی دراندازی کی کیا مجال ہی جو آپکے مقدمے مین زبان ہلائے بڑا آپکو خیال یہ ہی کہ ملک بنگال
جس مقام ہی مدت سے ساحرونکا قبضہ ہی آپ ہمیشہ ہوشربا مین رہین مین خود دوسرے تیسرے
مہینے امورات سلطنت سے مہلت کرکے حاضر ہوا کرونگا چھ مہینے یہان رہونگا چھ مہینے سلطنت بنگال
کو سنبھالونگا غلام سب طرح بہر راضی ہی حیرت نقلی سر جھکائے ہوئے چالاک ہر مقام پر قصد کرتا ہی کہ
حلقۂ کمند ماروں لیکن حوصلہ نہین پڑتا ہر مرتبہ یہی خیال آتا ہی کہ ایسا نہو مین حلقۂ کمند
ماروں کچھ افتاد پڑ جائے معاملہ بگڑ جائے تو باعث خرابی ہی رنگ نیرنگ بھی متغیر ہی ہر مرتبہ
چالاک سے اشارہ ہی کہ ہم تم دو ہین یہ اکیلا ہی مین سحر کرون تم حلقۂ کمند مارو مگر ہمارے سحر کو یہ کیا

انکا بھنگ ترپ کے نکلا لیگا چالاک خاموش ہو رہتا ہی چالاک نے اشارے مین کہا خیمے مین چل کے اسکو شراب پلاکر بیہوش کر و نیر نگ نے سر جھکا لیا رات بہت کم باقی ہی ساحرون نے جو سنا کہ شہنشاہ بیرون لشکر گئے ہین کئی سردار کنارے پر لشکر کے ملے غرض حضور ملکہ حیرت شہنشاہ تک کیونکر آئین مغرور کو دیکھا کہ خوشی کے مارے پھول گیا ہی بند قبا ٹوٹ گئے اپنی بارگاہ کے قریب آکے پہونچا خادمون نے برابر آکے سلام کیا مغرور ہاتھ پکڑے ہوئے حیرت جادو کا اندر بارگاہ کے لایا مسند پر بھی بحق کہا بیٹھیے آپ سامنے آکے بیٹھا پیک نقلی نے بتعجیل تمام میز سے گلابی لی کہا ملکۂ عالم شام سے آپنے بڑا رنج و ملال اٹھایا ہی ایک دو جام پیجیے کہ فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو مغرور کو بھی اشارہ کیا کہ شراب پلائیے جام سادہ ہاتھ مین مغرور کے دیا مغرور نے سامنے ملکہ کے پیش کیا چالاک نے اشارہ کیا کہ پیجاؤ یہ تکرار ملکہ نے نوش کیا دوسرے جام مین بیہوشی ملا کر ملکہ کے ہاتھ مین دیا دو چار اشعار عشق آمیز سامنے مغرور کے پڑھے مغرور جھوم رہا ہی چالاک نے دھن مین یہ اشعار سامنے مغرور کے گانا شروع کیے غزل

روز ہوتا ہی بیان غیر کا اپنا اخلاص
یاربے اب تک تو نہین تجھسے مرا سا اخلاص
ہم یہان سورہ کا اخلاص کا پڑھتے ہین عمل
دشمنی اپنی تری اور وہ پہلا اخلاص
اس ستمگر نے بناوٹ کی لگاوٹ بھی کی
ظالم آخر تجھے مجھسے کبھی بھی تھا اخلاص
اب انھین لکھتے ہین ہم خط مین سراسر دشمن
سچ تو یہ ہی کہ برے وقت مین کیسا اخلاص
چشم بد دور حسین ہے بھی ہی کیا اخلاص
غیر سے لطف کی باتین ہین مرے چھیڑ سکو
اور بڑھتا ہی وہان غیر سے اسکا اخلاص
جنبش لب کی ترے پوچھئے کو کیفیت
ہائے قسمت مرے کچھ کام نہ آیا اخلاص
چاہتا ہی کہ دل اس شنگ قبا سے یہی
جنکو لکھتے تھے سدا یار سراپا اخلاص
غیر کرتا ہی بیان مجھسے تو مین کہتا ہون
دشمنی کہتے ہین جسکو وہ تمہارا اخلاص
مجھسے مل ورنہ رقیبون سے ملین کیونکر
تیرے بیمار سے کرتا ہی مسیحا اخلاص
بس قیل آمری خاطر سے ٹھہر جاتا ہون
میرے ناصح کا ہی دنیا سے نرالا اخلاص
موت بھی آ نہ تیری پاس ہمارے شب ہجر

مغرور جھومنے لگا کہا ای پیک سحر نگاہ یہ تونے نیا کمال حاصل کیا کہا حضور مدت سے اسے جانتا ہون سرکار کے سامنے کبھی ظاہر نہین کیا آج ایسی خوشی ہی کہ اسکو ظاہر نہین کرسکتا اب کل سب در باندار جنکے فساد کرانے والے ذلیل و رسوا ہونگے تخت طاؤس تیار ہوا اسپر ملکہ عالم جلوس فرمائینگے مغرور نے کہا مین نے تو تاج سے تاج و تخت ترک کیا ملکہ عالم کو اختیار ہی مین کل تخت زبرجدی تیار کراؤنگا شہر بنگال مین لکھ بھیجونگا کہ گر و سکہ نام پر ملکہ عالم کے جاری ہو نیر نگ تھر تھر کانپ رہی ہی چالاک تنا ہوا بیٹھا کہ مجھے خوف نہین اشارہ ہی کہ ملکہ نہ ٹھہراو جام دیکھیے اب انجام خرابی ہوگا ہاتھ مین لیے ہوئے جام کو جھوم رہا ہے کہ چالاک نے کہا حضور پیجیے آپ بیکر ملکہ عالم کو عنایت فرمایئے مین بھی اب باہر جاؤن عاشق و معشوق کے تخلیے مین تیسرے کو کیا دخل ہی مغرور اچھا اچھا کہتا جاتا ہی کہ نیر نگ نے زانو پر ہاتھ رکھکے کہا کہ حضور جام پیجیے ایکجام پیک سحر نگاہ کو بھی دیجیے آپکا ملازم قدیم ہی مغرور نے جام اٹھایا چاہا لبون سے لگاؤن کہ جہان یہ سوتا ہی وہان چند تصویرین لگی تھین ایک تصویر نے آواز دی ای شہنشاہ کیا کرتے ہو خبردار جام نہ پینا انجام بخیر نہوگا تصویر نے جو یہ کہا چالاک تو گھبرا گیا ہاتھ پیرون مین رعشہ آیا مغرور نے پلٹ کے طرف نیر نگ کے دیکھا کہ ارے تو کون ارے میرے عیار کو کیا ہو گیا چالاک نے دیکھا کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ معاملہ بگڑ گیا یہ تو فرزندان عمرو ہین کسی مقام پر خوف و خطر نہین انکے برابر کوئی نڈر نہین نعرہ کھینچا او ملعون نمک حرام مین چالاک بن عمرو مغرور نے ایک دوہتڑ مارا چالاک تو زمین پر گرا ایک شعلہ بھڑک کر

نیرنگ پر آیا سحر سے تو صورت بدلی تھی وہ دفع ہو گئی نیرنگ کو دیکھکر تھر تھر کانپنے لگا وہان کسی عیار نے پیک سحر اُسکا عیار کو بھی ٹھکانے لگا دیا یہ دوڑا ہوا اُسوقت آیا کہ مغرور نیرنگ و چالاک کی مشکین باندھنے لگا تھا اور یہ چھوڑ رہا تھا کہ تو کیونکر یہانتک آیا کہ پیک نے سب کیفیت بیان کی کہ اس ظالم نے مجھکو گرفتار کیا میری شکل بنکر آپ آیا نیرنگ کو حیرت جادو کی صورت بنایا قید خانے سے یہ ظالم کیونکر نکلے اُسیوقت پیک گیا دونون قفس لایا شبرنگ کو شکل چالاک پایا اور کسی عورت کو نیرنگ بنا دیا تھا انکو قید سے رہا کر کے مغرور نے کہا ای شبرنگ تم ان دونون کی قید رکھو مین ابھی جا کر حیرت کو پکڑ کے لاتا ہون اب میرے دل کو یقین کامل ہوا کہ حیرت میری جان کی دشمن ہی کبھی راہ پر نہ آئیگی گر مین بھی قید مین تڑپا تڑپا کے مار ڈالونگا یہ کہکے شہنشاہ شہپال نجم سوار کو بلایا کہ یہ وزیر اعظم ہی کہا جلد لشکر تیار ہو ماہ دولت ابھی جا کے حیرت کو پکڑ لائیگے حیرت سے البتہ مقدمات طلسم ہوشربا دیکھے ہین اسکی نگاہ بہت وسیع ہی سحر مین وہی صورتین پیدا ہوتی ہین گر ماہ دولت کے سامنے کیا کر سکتی ہی یہ کہکے جب تک لشکر تیار ہونے لگا اتنے عرصے مین مغرور نے جھولی سے کاغذ نکالا دو تصویرین کاٹین ایک پر نام حیران آئینہ دار لکھا دوسری کی پیشانی پر نعمان جادو لکھا ان تصویرون سے کہا اپنی ہم شبیہ کو جلد لاؤ ماہ دولت لشکر لیکر نہ پہنچنے پائین کہ تم پہلے آکر راہ مین ملاقات کرو اگر اسمین فرق ہوگا تو ہمارے کوزون سے کھال گرا دونگا دونون تصویرون سے بہت خوب کی آواز آئی اڑتی ہوئی طرف آسمان کے روانہ ہوئین جس خیمہ مین حیران آئینہ دار سو رہی تھی قبۂ بر اُس بارگاہ کے وہ تصویر جا کر ٹھہری آواز دی ای حیران آئینہ دار جلد بیدار ہو تجھین شاہ بنگالہ نے طلب فرمایا ہی تمکو خزینۂ سکندری ملا ای حیران حیران سنو تا حیران آئینہ دار نے آنکھ کھولی تصویر نے پھر یہی آواز دی کان مین جب یہ آواز پہونچی مبہوت ہو گئی گھبرا کے اُٹھی لباس نکالکر پہنا اپنے کو آراستہ کیا باہر نکل گئی کنیزون نے جھک کے سلام کیا پوچھا کیون واری کہان جائیے گا کہا مجھکو شہنشاہ بنگالہ نے طلب فرمایا ہی وہ بادشاہ چرخ سحر و ساحری کا ماہ ہی نہین معلوم کسو اسطے طلب فرمایا ای کنیزون نے کہا ہم بھی ہمراہ چلین کہا کسی کی احتیاج نہین مین تمھارے ساتھ ہونے کی محتاج نہین ہون جا کے کلام کرونگی دیکھون کیا سرفرازی ہوتی ہی کہ دیکھا ایک کاغذ اوڑتا ہوا چلا آتا ہی وہ کاغذ قبۂ بارگاہ نعمان پر آکے قائم ہوا مثل انسان کے آواز دی ای نعمان جلد بیدار ہو تمکو شہنشاہ بنگالہ نے طلب فرمایا ہی بی حیران کو مرتبۂ سکندری ملا تمکو بھی عہدۂ جلیل عطا ہوگا نعمان کا بھی وہی حال ہوا کہ آواز سنتے ہی مبہوت ہو گئی تھرّاتی ہوئی اپنے مقام سے اُٹھی لباس پہنا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا بارگاہ سے باہر نکلی دیکھا بی بی حیران کھڑی ٹہل رہی ہین جیسے ہی نعمان کو دیکھا آواز دی بوا چلو شہنشاہ نے طلب فرمایا ہی چلنا ضرور ہی نعمان نے کہا مین آپ سے پہلے جاؤنگی دونون کی مصاحبین کنیزین جمع ہو کر آئین نعمان و حیران نے کہا ہمارے ساتھ کسی کی ضرورت نہین گر ملکہ حیرت سے بھی اطلاع کرلین تھوڑے دونون اُنکا بھی نمک کھایا ہی شہنشاہ بنگالہ سے ابد ہم ہوتا ہی گر ہمارے بزرگ سب شہنشاہ بنگالہ کے ملازم رہے دونون ہاتھ پکڑے ہوئے در بارگاہ ملکہ حیرت پر آئین دروازے پر نگہبان حاضر تھے اُنھون نے روکا نعمان و حیران نے کہا ہمین ملکہ عالم سے کچھ باتین کرنا ہی تمھارا روکنا بیکار ہی ہم سطرح بارگاہ مین جا سکتے ہین گر لیاقت کے خلاف ہی سپاہیون کے روکنے سے رکنا چاہیے یہ حکم خاص ملکہ عالم کا ہی جو کوئی اسکے خلاف کریگا وہ سزا پائیگا نگہبان تھے دونون اندر بارگاہ ملکہ حیرت کے گئین حیرت جادو آرام فرما رہی ہین کہ نعمان نے قدمون پر

حیرت جادو کے ہاتھ رکھا حیرت نے آنکھین کھول کے نعمان و حیران کو سامنے پایا گرچہ سے گلنار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم سحر سے تمام جسم لدا ہوا آمادہ حرب و پیکار تیور سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر کوئی بولیگا یا جانیکو منع کریگا تو یہ فوراً لڑنے پر آمادہ ہو جائینگی ملکہ حیرت نے گھبرا کے پوچھا ای نعمان و حیران رات بہت تھوڑی باقی ہی اسوقت کہان جاؤگی لباس بھی عمدہ پہنا ہی اسباب سحر بھی تیار ہی کیا کہین لڑائی کا سامنا ہی دونون نے دست بستہ عرض کی ہمکو شہنشاہ بنگالہ نے طلب فرمایا ہی آپ سے رخصت ہونے کو آئے ہین حیرت نے دیکھا دونون بہوت ہو رہی ہین حیرت جادو تو ہمہ دان اور ہمہ گیر تھی سمجھ گئی کہ یہ سحر مین مبتلا ہین اسوقت انکو روکنا باعث خرابی ہی دو مالے موتیون کے گلے سے اتار کے کہا اچھا ہوا ہمکو تنہا چھوڑتی ہو نشانی تو لیتی جاؤ ایک ایک مالا دونون کے گلے مین پہنایا موتیون کے مالے دونون نے گلے مین پہنے ایک صدائے مہیب کان مین آئی کہ ای نعمان و حیران یہ تمنے کیا غضب کیا موتیون کے مالے پہنے اپنی آبرو کھوئی کوئی ایسی حرکت کرتا ہی خیر جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا دیکھا دو تصویرین کاغذی آوازین دیتی ہوئی جاتی ہین نعمان و حیران ملکہ حیرت جادو سے کہہ رہی ہین واری ہمارا عجب حال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا جی چاہتا تھا سامنے جا کر شاہ بنگالہ کے حاضر ہون جو حکم دے بجا لائین جسوقت سے آپ نے موتیو نکا مالا ہمارے گلے مین ڈالا ہی اسوقت سے ہمکو ہوش آیا ہی حیرت نے کہا دیکھو وہ سامنے تصویرین کاغذی جاتی ہین تم پہ سحر تھا مگر لشکر تیار کرو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ آیا چاہتا ہی یہ کہکے ملکہ حیرت جادو نے ایک دستک دی اک طائر آسمان سے اڑتا ہوا آیا اشعار عاشقانہ بزبان خوش بیانی پڑھنے لگا نظم

ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ سکون
وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا
بتا جو آئی عاشق کدھر گئی ای دل
کچھ اور دل ہون اگر دستیاب دیتا جا
لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے
عدو سے مل کے ہمین پیچ و تاب دیتا جا

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا
وہ آنکھ تو ہمین ای حجاب دیتا جا
پکار کہکے مرے جان نثار چلتے وقت
لٹے ہو جنکو نشان شباب دیتا جا
اٹھا کے زمین سے کہتی ہی اسکی چین جبین
بغل مین جھلکے اسکا حساب دیتا جا
کیے ہین تو نے جو عشق بتان [illegible]

تسلیان بھی تو ای اضطراب دیتا جا
رہے جو یار کی تصویر سامنے ای دل
کوئی تو ہمکو نمود کی خطاب دیتا جا
[illegible] انکی ادائین [illegible]
ملا ہو لطف تو داد عتاب دیتا جا
بتون مین رشتۂ الفت خدا کرے گھٹ نے
جلال شیخ کو اسکا ثواب دیتا جا

ملکہ حیرت نے یا مران کھولا کٹوری لگا کے کھائی چہرہ سرخ ہوا اسکو اٹھا کر پوچھا ارے خبر ہین سنتا ہمارا خدمتگاریون کو بھولا طائر کا بھی رنگ سرخ ہوگیا دیکھنے والون کے ہوش آئے جھکارے مارنے لگا ای ملکہ عالم مین آپ سے حقوق کیا ادا کر سکتا ہون جان تک آپ کے نام نامی پر نثار ہی آپ کے شہنشاہ نے وہ وہ نعمتین کھلائی ہین کہ آجتک زبان پر لذت ہی جو ارشاد ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا کیا سبب ہی کہ آج بادشاہ بنگالہ پر لشکر کشی کرکے آتا ہی طائر نے بہ فصاحت جواب دیا ای شہنشاہ حسن و خوبی وای سرو باغ محبوبی چالاک نے عیاری کی شیرنگ کو پکڑ لیا نیرنگ کو بھی رہا کیا جا کے مغرور جادو پر پھر عیاری کی وہ تو ہوشیار تھا دونون کو پکڑ کے قید کیا ہی اسوجہ سے مغرور جادو نے حکم دیا ہی لشکر تیار ہو چکا ہی آیا چاہتا ہی نعمان و حیران پر سحر بھیجا تھا حضور نے روک لیا اب اسکو خبر ہو جائیگی بڑے غصے مین آئیگا یہ کہکے طائر چل گیا نعمان و حیران نے کہا واری حقیقت یہ ہی کہ آپکا سحر مین کوئی مثل نہین حیرت رونے لگی

کہا ای نعمان وحیران کیا پوچھتے ہو شہنشاہ نے وہ وہ سحر ایجاد کیے ہین کہ اگر سامری وجمشید ہوتے تو
دنگ ہوجاتے حلقے غلامی کے کان مین ڈالتے وہ سحر سب مٹے اب نہ وہ زور ہی نہ وہ شور ہی اصل تو یہ ہی
کہ تماش گو ہی یہ ہمکو یقین کامل ہی کہ اس مغرور کے ہاتھ سے موت ہماری مقرر ہوئی ہنگامے کے سحر ہمارے
ہو تر بار ہے خلاف ہین خیر دیکھا جائیگا نعمان وحیران نے قرنا کرائی سب لشکر تیار ہوا تمام ساحران غدار
اژدران آتش فشان پر سوار بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے قریب ملکہ حیرت جادو کے آکے جمے مغرور
گینڈے پر سوار ہوکے چلا ہی تمام فوج ظفر موج پشت پر شہپال تجبر سوار اگ نخل کی شاخ پر سوار چلا
آتا ہی کاوس اژدر سوار اژدر آتش فشان پر سوار قلعہ آتشین چھوڑتا ہوا چلا آتا ہی بڑے بڑے ساحران
غدار چار طرف سے مغرور کو گھیرے ہوے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم لشکر حیرت مین آگ لگا دینگے
دشمنون نے بڑا سر اٹھایا ہی آج سرکشی نکل جائیگی اقلیم شبگرد یہ سردار مغرور کا ہی اسنے پتھر کے پتھر
اٹھا کے اپنے سر پر قائم کیے ہین کہتا ہی یہ سب لشکر حیرت پر گرا دونگا ہر طرف سے ساحران مغرور بھولے
ہوے اپنی حقیقت کو بھولے ہوے بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین اور ایک عجیب بات ہی
کہ ساحران ہنگامہ سامری وجمشید کو نہین مانتے ہین جیپال گرد اور کوئی گلزاری ہین انکی جے بولتے چلے
آتے ہین مغرور کہتا ہی وہ کیا سحر تھے ہمارے نام کی جے بولو ساحر پکارنے لگے شہنشاہ ہنگامہ کی جے چار طرف
لشکر مین ہنگامہ ہی مغرور آگے بڑھا ہوا چلا آتا ہی کہ دونون تصویرین کاغذ کی اڑتی ہوئی سامنے آئین اور
پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ہٹنے جاکے نعمان وحیران کو بہوت کیا مگر انکو بی حیرت نے روک لیا اور وہ
ملکہ حیرت جادو کے ساتھ لڑنے آئی ہین یہ سنکر مغرور بہت ہنسا کہا آخر بھی جوگی جیپال کی عنایت ہی
سامری وجمشید کا نام لینا قیامت ہی مجھکو بڑا زور کرنا پڑیگا آج بہرام تنبیہ لونگا یہ کہکے ایک دستک
دی دھوئین نے مغرور کو گھیر لیا تھوڑی دیر کے بعد دھوان دفع ہوا سب نے دیکھا مغرور تاج سر پر
رکھے ہوے آکر میدان مین پہونچا کہ سامنے سے لشکر حیرت بھی آ پہونچا مغرور جادو نے اشارہ کیا ادھر
حیرت جادو نے حکم دیا فرد دو لشکر زلشکر درآمیختہ ۰ قیامت زہیبت شد انگیختہ ۰ سحر چلنے لگے لکہ ہے
ابر زمین پر گرے حیرت جادو نے بھی آج آگ لگا دی جب تڑپ کر گری سو دو سو کو پامال کرکے
آسمان پر چلی ظاہر اکے اقلیم شبگرد نے بڑھکر دستک دی ہزارون سلین پتھر کی ملکہ حیرت جادو پر برسین
نعمان وحیران بھی جانبازی کر رہی ہین سپر جاڑین جلا کے تمام کردیا حیران آئینہ دار نے بڑا نام کیا
حیران لڑتی بھڑتی سامنے مغرور کے پہونچی مغرور نے چاہا حیران پر جا پڑون کہ اقلیم نہایت بدمعاش تھا
اس سنگدل نے بڑھکر اک سل پتھر کی حیران پر گرائی حیران نے دیکھا اگر یہ سل گری تو عارضہ سل ہوجائیگا
دل گھبرائیگا ایک دستک دی کہ اٹھا کے مارا سل ٹکڑے ٹکڑے ہوکے زمین پر گری ساحر اقلیم کے
مارے اقلیم نے بھی سحر کیے حیران نے بآسانی وہ سحر دفع کیے تیغ کھینچکر اقلیم بڑھا حیران نے پلٹ کر جھولی
پر ہاتھ ڈالا آئینہ جیب سے نکالا وہ آئینہ اقلیم کو دکھایا آئینے پر نگاہ پڑتے ہی اسکے سحر کی قلعی کھلی سر پیٹنے لگا
جسقدر اسباب سحر پاس تھا اسیوقت پھینک دیا گریبان چاک کیا چہرے پر خاک ملی دیوانہ وار یہ اشعار پڑھنے لگا

آب حیوان نہ اگر ورنہ چاہ ذقن است	طرۂ زلف چرا برلب آن چہ رسن است
ہمنشینم چون بخیالت نشود مردم چشم	پرتو شمع رخت روشنی چشم من است

از سر تا بقدم گشته ہمہ جوہر تیغ | بسکہ پیکان خدنگ تو نہان در بدن ست
بعد مرگم بلحد خجلت عریانی نیست | کشتۂ عشق ترا جامۂ خونین کفن ست
بعد ازین وصف رخ و زلف بتان خواہد کرد | مخفیا بر سر مویم کہ باعضاے تن ست

دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے بھاگا پتھرون سے سر ٹکرانے لگا حیران نے پکار کر کہا
ارے مراد تیری کیا ہی اسنے کہا کہ آپ کا تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن تب اسنے
پکار کر کہا کہ بادشاہ بنگالہ ہمارا دشمن ہی ہمارے تمھارے رسم و مراسم ہین بہتر یہ ہی اسکا
سر لاؤ یہ مارا جائے تو بیچ کا جھگڑا مٹے اس ملعون کا سر جلد لاؤ یہ سنتا تھا کہ مثل شعلہ جوالہ
طرف مغرور کے چلا مغرور مجمع عام مین لڑ رہا ہی کہ پشت سے نعرہ ہوا او ملعون و بیدین
تجکو بادشاہ کسنے بنایا ہی ملکہ حیران جادو تیرا سر طلب کرتی ہین مغرور نے پلٹ کے دیکھا کہ
یہ تو اپنے آپ سے باہر ہی کیا کیا کلمات خلاف شان کہہ رہا ہی پلٹ کر آواز دی اے
اقلیم سنگ آتش تمھارا کیا حال ہی کہا او بیحیا ہمارے اور ملکہ کے درمیان مین سنگ
تفرقہ پھینکا ہی اُسپر باتین بناتا ہی یہ کہکے مغرور پر جا پڑا اُسکی ہاتھ تلوار کے مارے جب
مغرور نے دیکھا کہ یہ نہین مانتا ہاتھ چلے ہی جاتا ہی مغرور نے سحر کرکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
ایک طمانچہ مارا کہ اقلیم بیہوش ہو گیا اسنے زبان کھینچکے سوزن دیا ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن
مین بیڑیان پہنائین مسلسل و مطوق کرکے آواز دی شبرنگ لڑتا ہوا سامنے آیا کہا اے
شبرنگ اسکو بھی لیجا کر قید کرو اقلیم کو جب کشان کشان لیچلا راہ مین جب یہ ہوشیار ہوا
مغرور کو گالیان دیتا تھا یہی قول تھا کہ یارو مجکو قید سے رہا کرو مجھے اس ظالم نے زبردستی
قید کیا ہی ملکہ حیران جادو کے قلب پر صدمہ پہونچا رہا ہی کون جواب دیتا ہے سب
خاموش ہر ایک کا یہی قول ہی اقلیم کو کیا ہو گیا اپنے آقا کو برا کہتا ہی کون جواب دے
مغرور کو یہ مقدمہ بہت ناگوار ہوا اقلیم کو قید کرکے ملکہ حیران آئینہ دار پر جا پڑا حیران
نے آئینہ دکھلایا مغرور نے اُٹھا کر آئینے پر گولہ مارا آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا آئینے کے
ٹوٹتے ہی حیران گھبرا گئی مغرور نے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری کہ حیران آئینہ دار
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مرنا تھا کہ اقلیم کو ہوش آگیا غل مچانے لگا کہ یارو مجکو کیون
قید کیا ہی مین اپنے شاہ کا خیرخواہ ہون مغرور کو خبر پہونچی مغرور نے کہا اب رہا کردو
اقلیم کو رہا کیا اُسی طرح یہ پتھر برسانے لگا ملکہ حیرت نے جو پلٹ کے دیکھا کہ حیران
قتل ہوگی کہا اے نعمان غضب ہوا حیران آئینہ دار کو اُس ملعون نے مار ڈالا نعمان نے
کہا واری ہم سب نے ہتھیلی پر سر رکھا ہی موت کا مزا چکھا ہی حقیقت مین بنگالے کا سحر ہمارے
ہوشربا کے سحرون سے بالکل الگ ہی اور ہمارے سحرون سے اچھا ہی یہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اُن لوگون
پر سلطنت کیونکر کرتا حقیقت مین حیران کا قتل ہونا بڑا باعث خرابی ہی مگر واری اب مین اُس سے
مقابلہ کرتی ہون حیرت نے کہا اے نعمان تو ایسا قصد نہ کرنا مجھے اُس سے مقابلہ پڑیگا تو خیر
یاد رکھیگا کسی سے سحر ہوا یہ ذکر تھا کہ دیکھا مغرور سامنے لڑتا ہوا چلا آتا ہی جیسے ہی سامنے

ملکہ حیرت کے آیا ملکہ نے چند دانے موتیون کے پھینک مارے اور آواز دی کہ گلشن فصاحت نشان اس باغی کو لینا یہ جو پکار کے ملکہ حیرت نے کہا مغرور پلٹ کے دیکھنے لگا دیکھا چالیس پچاس نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ایک ایک حسین و جمیل کوئی غنچہ دہن کوئی رشک چمن کوئی قمر عذار کوئی کبک رفتار شیرین گفتار کوئی ماہوش مہر تمکین تاج سرون پر لباس فاخرہ زیب جسم دف و دائرے بجاتے ہوئے اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہین نازو انداز معشوقانہ دکھاتی ہوئی کبھی شرماتی کبھی دوڑ کے چلین کبھی ٹھہر گئین نظم

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آکر رہ گیا — کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہ گیا
باغ مین مین بلبلون کو جو اُڑا کر رہ گیا — خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہ گیا
ہو چلی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار — خواب سے سر فتنۂ محشر اُٹھا کر رہ گیا
کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود مین — مین بگولے کی طرح سے خاک اُڑا کر رہ گیا
پڑ چکے تھے دست گستاخ اُس کمر کے درمیان — شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہ گیا
سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اُف نہ کی — صورت تبخالہ دل ہونٹھون پر آکر رہ گیا
کر چلی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب — خون جتنا تھا بدن مین جوش کھا کر رہ گیا
جو کسی لیلی شمائل کا سُنا کانون سے ذکر — بید مجنون کی طرح مین تھرتھرا کر رہ گیا
ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو میرے باغ مین — دل پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہ گیا
شہر خوبان مین رہا کرتا ہون مین خانہ بدوش — شب ہوئی جس کوچے مین بستر لگا کر رہ گیا
جب نہ رہنا تھا دلا فکر دہان یار مین — کون اُٹھتا تھا حلقۂ صحبت کی پا کر رہ گیا
ٹھوکرون سے راہ کی ازبسکہ حالت غیر تھی — پانون اپنا یار کے کوچے مین جا کر رہ گیا
سامنا شوق شہادت نے کیا چھوٹا جو تیر — جب کھنچی شمشیر مین گردن جھکا کر رہ گیا
تو نے منھ پھیرا سوال بوسے پر مجھے جو یار — ہونٹھ اپنا کیا اپنے دانتون سے چبا کر رہ گیا
شمعسان اظہار کا یارانہ آتش کو ہوا — سرگذشت اپنی زبان تک اپنی لا کر رہ گیا

جو سب کی افسر اور تاج مکلل بجواہر سب اسکی پشت پر مثل کنیزان کمترین پری دش غنچہ دہن حور میان نازبستان خنجر ابرو خال ہندو دام گیسو زبان نہین کہ ذکر عارض انور کرون ان گالون کو جاندے کیونکر بہتر کہون دہن غنچہ گلزار طولئے کمر کو عدم کہون یا خاموش رہون جس سے صاف ثابت ہے کہ آئینۂ شکم مین بال آگیا مغرور کو جھککر سلام کیا مسکرا کر فرمایا ہم دور سے تمھارے مشتاق ہو کر آئے ہین تم مصروف جنگ ہو مغرور اُس طرف چلا مگر جھومتا ہوا آنکھین سُرخ چہرہ اُداس افسران فوج نے جو بادشاہ کا یہ حال دیکھا پکارتے ہوئے دوڑے کہ اے شہنشاہ آپ کہان جاتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہے یہ سحر ملکہ حیرت ہے ملکہ حیرت کے گورے گورے ہاتھ اُسمین مہندی لگی ہوئی اُن ہاتھون سے دستک دیتی جاتی ہین آواز دی کہ اے گلشن دام گیسو مین پھنسا لے خون حیران کا معاوضہ ہو یہ کہکے مثل آئینہ حیران رہی یاد زلف عنبرین پریشان رہی وہ نازنین مسکرا کر مغرور کو بلا رہی ہے کبھی بافسوس مغرور سے کہتی ہے کیون صاحب تمکو ہمارا

خیال مین مغرور پڑھتا جاتا ہے جب چند قدم چل چکا تو بنگاہ محبت اُسکو دیکھ رہا ہے کہ اقلیم نے بڑھکر ایک طائر چھوڑا ایک بیضہ جھولی سے نکالکر سامنے کیا وہ بیضہ دندان فیل تھا جیسے ہی وہ بیضہ ہاتھ مین مغرور کے آیا ہر چند کہ مبہوت لب پر مہر سکوت بنگاہ محبت طرف اُس نازنین کے دیکھ رہا ہے کبھی بلائین لین کبھی ترقی حسن و جمال کی دعائین دین اُس بیضے کو کارد سے کاٹ پھینکدیا اُس بیضے سے زردی نکل بلند ہو کر ایک گنبد کلان ظاہر ہوا وہ گنبد اُن نازنینان مہجبین پر گرا وہ سب نازنینان مہجبین اُس گنبد مین بند ہو گئین حیرت نے کئی گولے اُس گنبد پر مارے مگر گنبد کو خبر نہ ہوئی جاہیے تھا کہ گولون سے ملکہ حیرت کے شق ہوتا تھرا اتھرا کے رہگیا ملکہ نے مسکرا کے ایک گولہ پھینکا گنبد ٹوٹا ایک برق جہندہ گری کہ سب نازنینون کے سر اُڑ گئے حیرت نے تو آہ کا نعرہ کیا اُن نازنینون کے سر کٹتے ہی مغرور کو ہوش آگیا غصے مین طرف حیرت کے پلٹا جا بجا جسم پر نشتر مارے ہر مقام کا خون لیکر ملکہ حیرت پر پھینک مارا ایک گنبد یاقوت احمر ملکہ حیرت پر گرا حیرت اُس گنبد مین بند ہو گئی سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ بعد تھوڑی دیر کے ایک برق چمکی برق نے گنبد کے ٹکڑے اُڑا دیے تڑپ کر حیرت جادو نکلین مگر پسینے پسینے انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوئے پیشانی عرق آلود وہ دونون ہاتھ جو غصے مین ہلائے برق گری مغرور نے سر سامنے کیا سب نے دیکھا کہ مغرور کے دو ٹکڑے ہوئے حیرت نے کہا وہ مارا آندھی سیاہ چلی ملکہ حیرت تو آندھی کو دیکھنے لگین پہلو پر حیرت کے ایک نخل تھا اُسکے بیچ سے مغرور نے سر نکالا دام جمشیدی حیرت پر مار اُرے کہکر حیرت جادو لیٹین پڑا خاک کی مغرور کے ہاتھ مین تھی وہ خاک اُڑا دی حیرت بیہوش ہو کر گرین مغرور نے نعرہ کیا کہا کیون صاحبو تمنے دیکھا مین نے اپنے ہم شبیہ کو قتل کرایا اپنے کو بچایا نعمان نے جو دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو گرفتار ہوئین فوج بیدل ہو رہی ہے اُسی وقت اسنے لشکر کو الگ کیا کہا صاحبو جلدی نکلیو مالک ہمارا گرفتار ہوا لڑائی بگڑ گئی کیا کیا تدبیرین کین مگر کسیطرح مغرور نے نہ بچانہ چھوڑا طبل امان بجوا کر نعمان لشکر کو ساتھ لیے ہوئے طرف صحرا کے فرار پر قرار کیا مغرور جادو بادشاہ بنگالہ بفتح و فیروزی پلٹا ملکہ حیرت جادو کو بھی ایک قفس مین زبان مین سوزن دیکر بند کیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ حیرت و چالاک دنیز تک پاس مغرور جادو کے قید ہین دو روز مین لشکر کو آراستہ کیا شکست کو درست کرکے مشیرون اور وزیرون سے صلاح کی سب نے یہی صلاح دی کہ چلکر ہوشربا پر قبضہ کیجیے قاتل افراسیاب کا سر لیکر حیرت جادو کے سامنے لائیے یقین ہے سر قاتل افراسیاب دیکھکر آپ کی اطاعت کریگی سرکار کے ساتھ دھوم سے شادی ہوگی بڑے لطف سے خانہ آبادی ہوگی اس رائے کو مغرور جادو نے پسند کیا اور بہت خوش ہوا اُسی وقت لشکر تیار کرکے یہ بھی طرف ہوشربا کے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا اب انکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ مقابلہ سالوس مین فردکش ہین خواجہ عمرو اجلال و محلال وغیرہ کا خاتمہ کرکے چلے ہین ملکہ انجم اختر پیشانی دختر ملک فیروز بادشاہ سابق اُس ملک کا جسپر سالوس خدائی کرتا ہے و وزیرزادی مہر طلعت و سنجاب جادو حقیقت مین بڑی عمدہ جادوگرنی ہے لشکر گران تیار کرکے یہ سب برائے امداد صاحبقران چلی ہین سب کا ذکر اس داستان مین کیا جائیگا ساقی نامہ مصنف

کہ پھر ہو مرے ساقی خوش ادا ❊ مجھے جام صہبائے عشرت پلا
پلادے مجھے جام صہبائے عشق ❊ مرے دل مین آکر جگہ پائے عشق
نگاہین لڑی ہین گلابی کھلے ❊ کہ پھر حال دل کا نشانی کھلے
قسم تجکو جام صبوحی کی ہے ❊ کہ یہ منزل سخت کر جلد طے
قسم گیسوئے مشکبو کی تجھے ❊ دکھا سیر دشت جنون کی مجھے
پئے تیر دلدوز مژگان یار ❊ پئے خنجر ابروے دلفگار
پئے بیقراری آشفتگان ❊ پئے مار زلف جلالت نشان
سلامت رہے ساقی عشوہ گر ❊ پلا تازہ جام شراب اے خضر
چلے جام صہبائے فرقت نشان ❊ کہ لکھنا ہے پھر لطف کی داستان
نہال مضامین ہوئے سبز پوش ❊ ہوا فکر کو پھر الفت کا جوش
جو قمری کی کوکو سے سر پھر گیا ❊ تو سرو چمن تکمہ سے گر گیا
بہار مضامین کی آمد ہوئی ❊ تو اس باغ کے سیر کی کد ہوئی
ہوا جوش پر ان بحر طبع روان ❊ لکھون صفت خواجہ کی عیاران
فدا تجھپہ یہ جان و ایمان ہے ❊ سراسر ترا سر پہ احسان ہے
لکھون راز سربستۂ عاشقان ❊ گلابی اٹھا جلد ای مہربان
مرے حال سے تو آگاہ ہے ❊ قسم ساقی مہروش ماہ ہے
تجھے یار پیر مغان کی قسم ❊ کہ لے جام صہبائے لطف و کرم
تجھے غمزہ و ناز کی دون قسم ❊ دکھا دے مجھے آج سیر ارم
پئے آہ جانکاہ الفت پسند ❊ پئے زخم خندان محنت پسند
نہ ہو سکے مین کبھی شور و شر ❊ سنا نامہ عاشق کے غم کی خبر
شراب مضامین کا ذکر آگیا ❊ کہ مضمون نو کلک نے لکھدیا
خبر لے مرے ساقی مہربان ❊ کہ آئی ہے پھر رنگ پر داستان
کھلی چشم نرگس کی پھر خواب سے ❊ دھوان پھر اٹھا جان بیتاب سے
ہوئی نغمۂ عندلیبان کی دھوم ❊ کہ جاری ہوئے رنگ گل کے رسوم
مضامین نو کی ہوئی دھوم جا ❊ کیا کلک نے غنچۂ گل کا کام
قلم طبع روشن بھی چالاک ہے ❊ تو یہ توسن کلک بیباک ہے

چہرہ رستم دلان میدان یکہ تازی و سہراب وشان معرکہ جانبازی اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر فرماتے ہین شعر مصنف راقمان فسانہ ہاے عجیب ❊ مینگارند داستان غریب ❊ سابق مین گزارش کرچکا ہون کہ صاحبقران زمان مقابلہ سالوس شعبدہ باز مین فردکش ہین سمنکال نے آکر قید خواجہ کی طرف کوہ لالہ زار کے روانہ کی تھی وہان جاکے خواجہ سے قیامتین برپا کین ملکہ انجم اختر پیشانی کو رہا کیا کہ یہ دختر بلند اختر ملک فیروز شاہ ہے ملک فیروز بادشاہ اس حوالی کا تھا اُسکو گرفتار کرکے ان کارگذارون نے مارا سالوس کو خداوند بنایا آپ بڑی بڑی سلطنتین لیکر بیٹھے خواجہ کے ہاتھ سے یہ سب ظلم مارے گئے تحریر کرچکا ہون کہ اس داستان مین معرکہ ہاے عظیم پرے خواجہ کی عیاریان یادگار رہینگی ناظرین دیکھکر بہت پسند فرماوینگے خواجہ نے بمقدمہ صاحبقران خواب پریشان دیکھکر برق کو ساتھ لیکر خود تو ودہانہ چلے ہین

ملکہ انجم سے کہا کہ تم بعد ہمارے آنا بعد جانے خواجہ کے ملکہ انجم تخت پر بیٹھین مہر طلعت بعہدۂ
وزارت سنجاب جادو سپہ سالار لشکر تین لاکھ جادوگرنیان و ساحران نامی ہمراہ اس کر و فر
سے لشکر کو لیکر چلین مگر سالوس شعبدہ باز جب اسکو یہ خبر ملی کہ سمنکال وغیرہ قتل ہوئے
حیران و پریشان قصر پریزادان مین آیا دیکھا سب پریزادین خاموش بیٹھی ہین سالوس ایک
گوشے مین آ کر بیٹھا چاہتا ہی کہ کچھ بات کرے میرا مطلب نکلے مگر پریزادین خود خاموش ہین
کہ پریزادان ور در گوش و مرصع پوش بیٹھے بیٹھے ہنسین ایک نے کہا ہوا خداوند آئے ہین
دوسری نے کہا کہ وہ تو قابو پرست ہین تیسری نے کہا بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین چوتھی
نے کہا ہوا کچھ اور باتین کرو پانچوین نے کہا میرا دل گھبراتا ہی چھٹی نے کہا چاہو گھبراؤ خواہ
خاموش رہو ہوگا وہی جو ہونا ہی ناحق کا رونا ہی ساتوین نے کہا ہوا اب خداوند سے کہو
کہ جا کر خود طبل جنگی بجوائین ہم بھی شراکت کرینگے اس جنگ مین یا خاتمہ مسلمانان یا خداوند
کو چولہ تبدیل کرنا پڑیگا افسوس ہی کہ مذہب قدیم کو بھلا یا نئے مذہب کی پیروی کی اسی کی
یہ سب خرابی ہی ہمکو ناحق کی بیتابی ہی یہ کہکر سب خاموش ہوئین سالوس رنجیدہ اٹھا دربار
مین آیا مشیر و وزیر جمع ہوئے کہا صاحبو تمنے سنا پرچۂ اخبار سے معلوم ہوا کہ خواجہ نے
جا کر اجلال جادو کو مارا محلال کو قتل کیا نازنینان مہ جبین نے رہائی پائی ایک
اخبار سے معلوم ہوتا ہی ان سبھون نے اپنی جان کا بچنا غنیمت جانا کسی طرف
نکل گئین ایک خبر سے یہ معلوم ہوا کہ یہان آتی ہین اگر اس طرف آئین تو معرکہ عظیم
پڑیگا اور اگر کسی طرف نکل گئین تو خس کم و جہان پاک بقول شاعر شعر بلبل بر داشت
آشیان را + گل گفت کہ خس کم و جہان پاک + مین طبل جنگی بجواتا ہون پریزادان
ور در گوش و مرصع پوش نے وعدہ کیا ہی کہ ہم بھی شراکت کرینگے لیکن یہان تیز رفتار
کو تو بلاؤ تیز رفتار سامنے آیا سالوس نے کہا کیون اے تیز رفتار تو نے خبر سنی کہ
مہتر زود رفت قتل ہوا بھائی صاحب ہرچند کہ دریغ گو تھے مگر خدائی نے انکی کیا
زور پکڑا تھا انکو مسلمانون نے قتل کیا یہان بھی عمرو نے کیا کیا آفتین برپا کین تھے
کوئی عیاری ایسی نکی اس زمانے مین عمرو بھی یہان نہین ہی اگر ہو سکے تو آج حمزہ کو
پکڑ لاؤ اے تیز رفتار سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہی مین نے سب تدبیرین کین آج پریزادان
ور در گوش نے کہا کہ ہم بھی شراکت کرینگے تھے صرف اتنے طلبگار ہین کہ حمزہ ناک
اسم اعظم محترم و محتشم ہی انبرہ تاخیر نہین کرتا اگر انکو تو گرفتار کر سکے لا تو کل مین ایک
کو زندہ نہ چھوڑون کل ہی سب کا خاتمہ کر دون تیز رفتار نے کہا یا خداوند جاہ و جلال
قدرت کی قسم کھاتا ہون کہ آج اپنی جان لگا دونگا جس طرح سے بنے گا حمزہ کو
گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکے بانہاسے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کرکے دن ہی کو چلا
لشکر اسلام مین آ کے داخل ہوا ایک بڑھیا کی شکل بنکر پھرنے لگا قریب بارگاہ امیر
کے آیا صاحبقران بارگاہ مین جلوہ فرما ہین ابو الفتح وغیرہ حاضر ہین صاحبقران

فرما رہے ہین کہ یارو تم لوگون نے ہمارے یار وفادار کا حال دریافت نہ کیا نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری ابو الفتح کہتا ہی کہ اتنا تو غلام کو معلوم ہوا کچھ ایسی خبر وحشت اثر آئی تھی کہ شمنکال گھبرا کے چلا گیا آج دربار سالوس مین جاکر دریافت کرونگا تیز رفتار کھڑا ہوا سنا کیا کبھی باہر آتا ہی کبھی اندر جاتا ہی عیارون کو لیجاتا خادم و خدمتگارون سے آشنا ہوا شام کو سالوس نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے پریزادین بھی تو وعدہ کرچکی ہین کہ ہم اپنی جان لگا دینگے ایسا وقت ہی کنیزان سامری نے اقرار کیا وہ بھی شراکت کرینگی طبل جنگی بجا تیز رفتار دربار مین صاحبقران کے حاضر تھا کہ سرکارے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعا دی قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ بچشم دشمنانت خار بادا
شہریار کی عمر دراز رہے

دشمن کو سوز و گداز رہے سالوس نے طبل جنگی بجوایا ہی اور یہ بھی غلامون نے خبر پائی ہے کہ تیز رفتار عیار آج حضور کی فکر مین آیا ہی سرکار ہوشیار رہین اور یہ بھی خبر لی کہ استاد نے اس اقلیم کو جاکر تہ تیغ کیا نہین معلوم کیا سبب ہی کہ تشریف لانے مین عرصہ ہوا دربار سالوس مین ذکر تھا کہ کنیزان سامری نے بھی آج عہد کیا ہی کہ ہم مصروف جنگ ہونگے کسی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے صاحبقران نے فرمایا خداے ما بزرگ است کیا مقام خوف ہی جو وہ معبود چاہیگا وہی ہوگا اپنے یار وفادار کے نہ آنیکا بڑا قلق ہی اگر ہمارا وقت انتقال ہی قریب آگیا ہو تو خواجہ عمرو کا ہونا ضرور ہی وہ ہمارے جنازے کو بلطف اٹھواتے آج کے دن وہ بھی جانبازی کرتے ابو الفتح وغیرہ نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان اس عیار بدکار کی کیا حقیقت ہی کہ قریب بارگاہ شہنشاہی آئے یہان بھی طبل جنگی پرچوب پڑی تیز رفتار یہ باتین سنکر باہر نکل آیا فقیر کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا مقامات بارگاہ صاحبقران دیکھ رہا ہی پشت و پہلو تاک لیا اتنا سمجھ گیا کہ پشت بارگاہ کے مزبلہ ہی کہ اسی مقام سے نقب لگاؤنگا اپنے کو بارگاہ صاحبقران مین پہونچاؤنگا اگر کچھ قابض ہوا تو لے نکلا ابو الفتح اصفہانی و گلباد عراقی باتین کرتے ہوئے باہر نکلے آپسمین کہتے ہوئے یارو آج حفاظت مین صاحبقران کے کوئی دقیقہ نہ رہجائے اگر ذرا بھی غفلت ہوئی تو عیار تدبیر کریگا اپنے کو پہونچائیگا گلباد نے ابو الفتح سے کہا یہ بڑھیا جو زیر نخل بیٹھی ہی ای برادر کئی مرتبہ آج اسکو بازار مین بھی دیکھا اس وقت یہان بیٹھی ہوئی بارگاہ صاحبقران کو دیکھ رہی ہی گلباد نے کہا میری عقل مین بھی یہی آتا ہی کہ یہ کوئی جاسوس ہی ابو الفتح نے کہا مین دریافت کرتا ہون ابو الفتح بڑھیا سے دریافت کرلے چلا وہان سالوس نے بعد طبل جنگی بجوانے کے جو قصر پریزادان مین جاکر دیکھا ایک پریزاد مغموم ہی سرنگون غم سے کلیجہ خون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے رو رہی ہے سالوس نے کہا تمھاری سب بہنین کہان گئین اسنے کہا تمھاری حفاظت کو سب نکل ہین وہ بیبیان شاہزادیان کہ جنھون نے سواے عیش و جیش کے کبھی نام رنج و غم

نہین سُنا وہ آج پریشان ہوکر نکلی ہین دیکھیے اُنپر کیا گذرے ابوالفتح قریب اُس بڑھیا
کے آیا اتفاق سے صاحبقران بھی باہر نکل آئے ہین مقبل کے ہاتھ سے کمان کیانی لیکر
تیر بحر کمان مین پیوست کر رہے ہین کہ ابوالفتح نے قریب بڑھیا کے جاکے پوچھا بڑی بی صاحب
کس فکر مین بیٹھی ہو دوپہر کو تمکو بازار بزازان مین دیکھا تھا تیز رفتار نے کہا بیٹا ایسی بدنصیب
ہون کہ یہ لشکر زرریز زمین حسن خیز دن بھر پھری اور کچھ نہ ملا لو اسی گھر مین روتی ہوگی بیٹی
دروازے پر انتظار کر رہی ہوگی جب خالی ہاتھ جاؤنگی بیچاری روئیگی کلیجہ پھٹتا ہے جوان بیٹی
بیوہ شوہر اُسکا سوار دن مین نوکر تھا تین روپیے مہینا گھر مین آتا تھا گھر مین آبادی
رہتی تھی اب یہ بڑھیا بیدست و پا جو کچھ مانگ جانچ کر لے جاتی ہے اُسمین بسر اوقات ہوتی ہے
بیٹا اسی تصور مین بیٹھی ہون ابوالفتح نے کہا بڑی بی صاحب ہمارا لشکر ایسا نہین ہے کہ
کوئی سائل آکر خالی پلٹ جائے سب دوکاندار پیسہ دو دو پیسے دیتے ہین بڑھیا نے
گڑگڑا کر کہا بیٹا مجکو تو کچھ نہین ملا ابوالفتح نے کہا چلو تمکو صاحبقران سے کچھ دلوا دین بڑھیا
اُٹھی ابوالفتح ساتھ لیکر چلا مگر تیز رفتار چوکنا ہو رہا ہے جب بڑھیا سامنے صاحبقران کے
پہونچی ابوالفتح نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا او مکار مین نے پہچانا کہ تو
بیشک کوئی عیار ہے جھٹکا مارکے ابوالفتح نے حباب مارا حباب تو اُسنے ہاتھ پر روکا یہ حرکت
دیکھکر ابوالفتح نے کہا اب یقین کامل ہوا حباب میرا روکا بڑھیا گری ابوالفتح نے چاہا
چھاتی پر چڑھ بیٹھون تیز رفتار تڑپا ابوالفتح جست کرکے چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہ آسمان پر
برق چمکی ایک پریزاد تڑپ کر گری ایک پنجہ کمر مین ابوالفتح کے ایک پنجہ کمر مین تیز رفتار کے
دیکر لے اُڑی ابوالفتح نے آواز دی اے شہریار غلام کو پریزاد لیے جاتی ہے صاحبقران کے
ہاتھ مین تیر و کمان تھا الیس کھڑے تھے سینۂ پرکینہ اُسکا تاک کر تیر مارا سینے پر پریزاد کے تیر
پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ابوالفتح پنجے سے پریزاد کے چھوٹا صاحبقران طرف ابوالفتح کے
چلے تیز رفتار زمین پر گرا ایک طرف لاشہ پریزاد کا گرا تیز رفتار نے چاہا اُٹھ کے بھاگون
دوسری پریزاد تڑپ کر گری تیز رفتار کو اُسنے اُٹھا لیا صاحبقران نے چاہا دوسرا تیر مارد
وہ قندیل فلک ہوئی لاشہ جو پریزاد کا زمین مین گرا تھا یا تو بصورت پریزاد تھی یا دیکھا
ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام نیلی تہمد بندھی ہوئی تڑپ تڑپ کے جان دی صاحبقران
نے فرمایا ابوالفتح وہ نکلگیا ہرکارون نے جو خبر دی تھی کہ آج پریزادین قصر پریزادان
سے نکلی ہین اُسکا یہی ظہور ہوا یہ کہکر صاحبقران اندر بارگاہ کے آئے ابوالفتح و گلباد
و چند عیار برائے حفاظت آکر بیٹھے ایک عیار کو طرف مزبلے کے بٹھا دیا سوار و پیدل
جابجا مقرر کیے پریزاد لیکر تیز رفتار کو صحرا مین آئی ایک پہاڑ پر اُتارا کہا اے تیز رفتار
یہ کیا معرکہ تھا ہم تو اتفاق سے وہان گئے ورنہ ہمارے جانیکی وہان کیا ضرورت تھی ایک
بہن قتل ہوئی حمزہ صاحب اسم اعظم ہے اُسکے تیر نے خطا نکی سینے پر پریزاد کے پڑا ہم سب
بہنین اُنھین کی فکر دن مین نکلے ہین تیز رفتار نے کہا مین آج اپنی جان دونگا یا صاحبقران کو

گرفتار کرکے لاؤنگا پریزاد نے ایک موے سر توڑ کے دیدیا کہ جب کسی بات مین لاچار ہونا
اس موے سر کو آگ دکھانا کوئی ہین تمھارے پاس آجائیگی تیز رفتار نے موے سر پریزاد
اپنے پاس رکھا ایک مرد ضعیف کی شکل بنکر چلا لشکر مین صاحبقران کے آیا دیکھا اپنے سب
جگہ طلایہ دار مگر سب ہوشیار کچھ بیٹھے ہین کچھ پھر رہے ہین حاضر باش ناظر باش کی صدا بلند ہے
تیز رفتار دیکھتا ہوا سامنے بارگاہ کے آیا دیکھا ابو الفتح اصفہانی وغیرہ پانچ ساتھ عیار
بانہاے عیاری سے آراستہ قریب در بارگاہ پھر رہے ہین تیز رفتار پھرتا ہوا پشت بارگاہ
پر پہونچا دیکھا قریب مزبلے کے بھی ایک عیار بیٹھا ہے اب تیز رفتار مایوس ہوا بیرون لشکر آیا
کھڑا ہوکر سوچنے لگا کہ دربارگاہ پشت و پہلو سب عیاروں نے روک لیے اب مین کدھر سے
جاؤن کیا تدبیر کرون اب اسکو یاد آیا کہ پریزاد نے موے سر اپنا دیا ہے اُن پریزادونکا
سحر قیامت کا ہے یہ سوچ کے گوشے مین آیا موے سر پریزاد کو آگ دکھائی ایک پریزاد
فوراً آکر حاضر ہوئی پوچھا کیون تیز رفتار ہمکو کیون طلب کیا تیز رفتار نے تمام کیفیت
بیان کی کہ آج دن کو یون پہچانا گیا عیارون نے انتظام کر لیا پشت و پہلو بارگاہ کا روک لیا
اب کیا صورت کرون کہ مین اندر بارگاہ صاحبقران مین پہونچون پریزاد نے کہا اے
تیز رفتار اب تو بگڑی اُلجھ گئی ایک ہین بھی ہماری نقل ہوئی ہم تمکو ابھی بارگاہ حمزہ
مین پہونچاتے ہین مین آسمان سے جاکر سحر کرتی ہون جب یہ سب سو جائین تم پشت سے
سراپچہ چاک کرکے اندر چلے جانا جو تمسے بن پڑے وہ کرنا یہ سنکر تیز رفتار چلا پریزاد بھی
بلند ہوئی سحر کرنے شروع کیے ابو الفتح وغیرہ یا تو پھر رہے تھے جھونکا ہواے سرد کا جو
چلا جس مقام پر جو کھڑا تھا وہین بیٹھ گیا بیٹھتے ہی آنکھ بند ہوئی اس طرح کی ہواے سرد جو
چلی سب خادم و خدمتگار عیار سوار و پیدل غافل ہوگئے تیز رفتار بڑھا پردے کے
قریب آکر دیکھا چار خدمتگار رہے پر ہین پروانے بیہوشی کے پھینکے پروانے شمع پر گرے
جلے دھوان اُنکا بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوگئے تیز رفتار جھپٹ کے قریب
پلنگ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیباے صاحبقران سے ہٹایا دیکھا ایک شیر ببر عالم خواب مین
ہے پیچھے ہٹا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا بیہوشی کے گلچے مین رکھی برابر دماغ کے لگا دی جب
اوپر کا دم صاحبقران نے کھینچا بیہوشی دماغ مین پہونچی صاحبقران زمان چھینک مارکر
بیہوش ہوگئے ہاتھ پاؤن مین تیز رفتار کے رعشہ ہے دل مضبوط کرکے دو حلقون سے
دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن ساتوین حلقے سے گولا لاٹھی کرکے پشتارہ چار
عیاری مین باندھا سراپچہ چاک کرکے لے نکلا جب یہ نکلگیا تب یہان سب کو ہوش آیا
ابو الفتح نے دیکھا ہمنے تو حفاظت کی لیکن سوار و پیدل سب سو گئے تھے اب اُٹھتے جاتے ہین
ابو الفتح نے کہا یارو خدا خیر کرے یہ کیا سبب ہوا کہ یکایک سب سو گئے اب بیدار ہوئے
جا بجا عیار بھی اُٹھتے جاتے ہین وہ جو عیار مزبلے کے پاس تھا وہ بھی دوڑا ہوا پاس
ابو الفتح کے آیا کہا مہتر صاحب مین ابھی سو گیا تھا اب آنکھ کھلی ابو الفتح نے کہا کوئی باعث خرابی کا ہے

گھبرا کے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین صاحبقران زمان پلنگ پر ندارد
ابو الفتح نے نکلکر ایک چیخ ماری کہا یارو غضب ہوا کوئی صاحبقران کو چرا کر لیگیا لشکر مین
ہلڑ ہوا بہرام وغیرہ سردار سب آگئے ابو الفتح نے سب کو روکا سب کا یہ ارادہ تھا کہ
لشکر پر سالوس کے جا پڑین ابو الفتح نے کہا ہرکارے مقرر کرو دمبدم اُنکی خبر ملے
مین تدبیر مین صاحبقران کی جاتا ہون جب تک مین پلٹ کے نہ آؤن بلوہ کرنیکا ارادہ
نہ کرنا سردارون کو روک کر ابو الفتح ایک جانب چلا تیز رفتار کو بھی گمان غالب ہوا
کہ جب یہ عیار ہوشیار ہونگے میرا پیچھا کرینگے تین کوس چڑھ گیا صحرا کو طی کرتا ہوا آتا ہی
شاہراہ کو ترک کیا دیہات و قریات کو طی کرتا ہوا خلاف راہ سے چلا آتا ہی جب
کئی کوس راستہ طی کرچکا صبح ہو چکی قریب ایک جھیل کے پہونچا خیال مین آیا پانی پی لون
اپنے تئین آراستہ بھی کرلون اگلی چلونگا تو لشکر مین پہونچ جاؤنگا پشتارہ کنارے رکھدیا
پانی پیا ہاتھ منھ دھویا تیز رفتار ٹہل رہا ہی لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
جو ملک انجم اختر پیشانی سے رخصت ہو کر چلے تھے برق تو کسی مقام پر ٹھہر گیا خواجہ عمرو لگے
بڑھ آگے دور سے دیکھا ایک عیار ٹہل رہا ہی اور کنارے پر جھیل کے پشتارہ رکھا ہی خواجہ نے
جو خواب پریشان دیکھا تھا کلیجہ دھڑک رہا تھا یقین کامل تھا کہ کوئی افتاد آقا پر پڑی خیال کرکے
جو دیکھا چادر چہرے سے صاحبقران کے ہٹ گیا ہی خواجہ عمرو نے پہچانا کہ یہ پشتارہ ہمارے
آقاے نامدار کا ہی قلب تھرا گیا جی مین کہتا ہی ای عمرو وہ جو خواب پریشان دیکھا تھا
اُسکا ظہور ہوا ایسا بدحواس ہوا کہ نعرہ کرکے جا پڑا آواز دی او مکار و غدار خبردار
کہان جاتا ہی تیز رفتار نے پلٹ کر جو عمرو کو دیکھا روح نکل گئی مگر پلٹ پڑا عمرو نے
پتھر مارا تیز رفتار نے خالی دیا قریب پشتارے کے آکھڑا ہوا ایک پریزاد آسمان پر
اُڑی ہوجاتی تھی نیچے دونون مین چلنے لگا چھنانے کی آواز پریزاد نے سُنی جھک کے
دیکھا کہ ایک عیار تیز رفتار پر پتھر مار رہا ہی وہ روک رہا ہی سمجھ گئی کہ عمرو عیار ہی دونون مین سے
اسنے نعرہ کیا ای تیز رفتار نہ گھبرا منم پریزاد قدرت یہ ساربان زادہ جانے نہ پائے
عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا ایک پریزاد کندے باندھے ہوئے آتی ہی قصد ہی کہ خواجہ
پر گرون اور اٹھا کرلے جاؤن عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک ترنج بیہوشی نکالا اور
آواز دی او حرامزادی کیا مین صرف عیار ہون سحر بھی کرتا ہون بھلا اس ترنج کو تو روک
یہ کہکے پھینک مارا جیسے وہ جھکی ہوئی آتی تھی اسنے ترنج پر طمانچہ مارا ترنج پھٹا قطرے
پانی کے منھ پر پڑے دم سے لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے لپک کر خنجر مارا شکم چاک
قصہ پاک تیز رفتار کے تو ہوش اُڑ گئے ایک چیخ ماری کہ ارے شاگردون کیا کرتے
عمرو نے مجھکو گھیرا ہی چالیس شاگرد اسکے جنگل مین چھپے بیٹھے تھے پریزاد کے مرنے کی جو
آواز آئی اپنے اُستاد کی آواز سُنی سب جنگل سے نکل آئے دیکھا اُستاد کو عمرو نے گھیرا ہی
چالیسون دوڑ پڑے تیر عمرو پر مارے کئی تیر عمرو نے کھائے مثل شیر غضبناک انپر جا پڑا

کئی پیچھون کو مارا اب ان سب کے بیچ مین عمرو گھرا ہوا ہی تیز رفتار چاہتا ہی کہ مین پشتارہ
لیکر نکلجاؤن جب تیز رفتار قریب پشتارے کے جاتا ہی عمرو نیمچہ لیکر برابر پہونچتا ہی عیار حلقہ ہائے کمند
مار رہے ہین عمرو کو ہر مرتبہ للکار رہے ہین مگر عمرو مجبور ہی پشتارہ صاحبقران کا دستیاب نہین ہوتا
ایک مقام پر عمرو نے پتھر مارا تیز رفتار ذرا ہٹا عمرو نے کئی نیزے کئی تیر کھائے مگر پشتارہ
صاحبقران کا اٹھا کر نذر زنبیل کیا یا تو تیز رفتار کا یہ ارادہ تھا کہ پشتارہ صاحبقران کا
لیکر نکلجاؤن اب جو پشتارہ عمرو نے غائب کیا کئی نیزے کھائے تلوار کے زخم اُٹھائے
لیکن پشتارہ صاحبقران کا نذر زنبیل کرلیا تیز رفتار نے کہا یارو ساربان زادے
نے حمزہ کا پشتارہ لیا اب یہ نہ جانے پائے بڑی بات ہی کہ آقا اور عیار ایک جگہ ہوگئے
چند پیچھے ہارگئے مگر پیچھا عمرو کا نہین چھوڑتے حلقہ ہائے کمند خواجہ عمرو پر پڑ رہے ہین
حلقہ ہائے کمند سے عمرو سُبک ہو کر نکلتا ہی قصد ہی ذرا بھی الگ ہون تو نکلجاؤن مگر عیار
پیچھا نہین چھوڑتے قضائے کار برق فرنگی اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کان مین اسکے آواز گیر و دار
کی آئی بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ اُستاد کو پیچھے تیز رفتار کے گھیرے ہوئے ہین بیقرار ہوگیا
نیمچہ پکڑ کے آپڑا آواز دی اُستاد مین آپہونچا عمرو نے کہا ای فرزند پشتارہ تو مین نے آقا کا
لیا لیکن یہ لوگ مجکو نکلنے نہین دیتے برق خنجر نیمچہ لیکر گرا تیز رفتار نے اسکو بھی زخمی کیا
ہنگامۂ عظیم گرم ہی پریزاد کے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی سو پریزادین قصر پریزادان
سے نکل ہین جابجا اُڑتی پھرتی ہین بہن کے مرنے کی آواز جو کان مین آئی اسی طرف
پلٹی یہان برق و عمرو انتہا کے زخمی ہوئے ہین سر پر جو زخم کھائے برق تھرایا آنکھون کے
نیچے آندھیرا آیا گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے بیٹھ بیٹھ کے پالٹ کے ہاتھ مار رہے ہین
تیز رفتار کہتا ہی یارو اب تو انتہا کے دونون زخمی ہین کمندین مار کر پکڑ لو جانے نہ پائین
چہار جانب سے حلقہ ہائے کمند پڑتے ہین عمرو و برق حلقہ ہائے کمند کاٹ کر اپنے کو بچاتے ہین
لڑے جاتے ہین تیز رفتار حیران ہی کہ مین کیا کرون دو تین پتھر بھی عمرو نے مارے مگر یہ
پیچھا پیچھا نہین چھوڑتے کہ پریزاد آگے آسمان پر چمکی سر جھکا کر اسنے دیکھا کہ ایک بہن کا لاشہ
پڑا ہی وہ بھی نیلی تہمد باندھے کالی صورت بال سر کے وبال جان دو عیار بیچ مین گرد عیار
تیز رفتار کے گھیرے ہوئے حلقہ ہائے کمند مار رہے ہین خواجہ عمرو و برق فرنگی اپنے کو
بچانے مین وہین سے اسنے نعرہ کیا ای تیز رفتار یہ کیا معرکہ ہی اس ساربان زادے
کو کیون گھیرا ہی یہ تو گرفتار ہوگے کوہ لالہ زار پر گیا تھا تیز رفتار نے کہا مین کیا جانون
عین وقت پر آگیا اُس پریزاد نے چاہا کہ مین زمین پر آؤن تیز رفتار نے کہا یہان
آنیکا ارادہ نہ کیجیے گا وہین سے سحر کیجیے یہان آنے پر آپ کی ایک بہن قتل ہو چکی ہین
پریزاد نے وہین سے سحر کیا عمرو و برق زخمی تو ہو ہی چکے تھے بیہوش ہو کر گرے پریزاد
تو سحر کرکے چلی تیز رفتار نے اشارہ کیا عیاران تیز رفتار نے عمرو و برق کی مشکین
باندھ لین سحر سے پریزاد کے دونون بیہوش ہوگئے ہین اُسی عالم مین عیارون نے گرفتار کرلیا

لیکر روانہ ہوئے یہان سالوس لشکر کو تیار کرگئے ہوئے بیرون بارگاہ آچکا ہی پریزادین
بھی سب آمادہ ہین کہ سالوس نے دیکھا پریزادین رونے لگین سالوس نے پوچھا ارے
کیا ہوا سب نے کہا ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ دو بہنین ہماری قتل ہوئین سالوس نے وزیرا
دام اسے کہا ارے دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ ذکر تھا کہ دیکھا تیز رفتار آکر پہونچا کئی
زخم اسنے بھی کھائے ہین عمرو و برق کا پشتارہ اسکے شاگرد باندھے ہوئے سالوس نے خوش ہوکر
تیز رفتار سے پوچھا ان دونون کو کیونکر پایا تیز رفتار نے کہا یا خداوند آپ کی خدائی کو
ابھی عرصے تک قیام رہیگا مین حمزہ کو گرفتار کرکے لایا عمرو وہی کے پاس صاحبقران
بھی ہین سالوس نے کہا ان دونون کو لیجا کر قید کرو مین جا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کرون
خوش ہوکر طرف پریزادون کے متوجہ ہوا کہا دیکھو قدرت نے کیا تقدیر کی عمرو و حمزہ
دونون گرفتار ہوئے عمرو کے پاس حمزہ موجود ہی جب اسپر دباؤ ڈالینگے صاحبقران
کو دیدیگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اژدہون نے تخت اٹھایا پریزادین سالوس کو
گھیرے ہوئے ناز و کرشمے دکھاتی ہوئین سامنے سالوس کے انگلیان چمکاتی ہوئین
ایک کہتی ہی واہ قدرت بڑا کمال کیا ایک کہتی ہی میرا دل گھبراتا ہی ایک کہتی ہی مجھکو
سامری و جمشید نظر آتے ہین ایک کہتی ہی بوا مجکو معلوم ہوتا ہی کہ سامری و جمشید
ایک قصر مین کوٹھے ٹہل رہے ہین اُس مکان مین آگ بھری ہی فریاد کر رہے ہین
سوزش آتش سے مر رہے ہین ہمارے نزدیک تو آج رنگ دگرگون ہی سہام خطا کار
پہلو پر سالوس کے حاضر ہی سالوس نے کہا لشکر آراستہ کرو سہام نے بڑھکر تیر اندازون
کو آراستہ کیا بہرام بن آسمان فیل سوار سے اشارہ ہوا کہ لشکر کو بڑھا دا ابوالفتح
اصفہانی عیار لاثانی لشکر کفار مین برائے خبر آیا تھا اپنی آنکھون سے قید ہونا خواجہ عمرو
کا دیکھا یہان بہرام جملہ سردارون کو ساتھ لیے ہوئے پریشان ٹہل رہا ہی کہ ابوالفتح آکر
پہونچا کہا ای بہرام غضب ہوا ماموں جان کوہ لالہ زار سے پلٹے ہوئے آتے تھے راہ مین
عیارون سے لڑے گرفتار ہوگئے برق و ماموں جان گرفتار ہوئے سالوس نے قید کیا
سالوس لشکر ساحران لیکر آتا ہی پریزادین ہمراہ ہین آج بلا کی لڑائی پڑیگی بہرام نے
حکم دیا کہ لشکر آراستہ ہو میدان مین نہ جانا بھی بڑی حقارت ہی بہرام کل لشکر کو لیکر
میدان مین آکر ٹھہرا سالوس نے جو آکر دیکھا کہ بہرام لشکر کو لیے کھڑا ہی سہام سے
اشارہ کیا کہ مسلمانون کو روک لے سہام خطا کار اژدر کو اُڑا کر میدان مین آیا آواز دی
اوہو خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جیسی ہی سہام نے یہ نعرہ کیا ملکہ گلشن زوجہ
سالوس صف سے تڑپ کر نکلی پکار کر آواز دی او ہیجا تیری قضا لیکر آئی ہی یہ کہکے گولہ
مارا سہام کے ہاتھ مین تازیانہ نار آتشین کا تھا اسنے سر پر اژدر کے مارا اژدر نے ایک
چیخ ماری منہ کھول کے گولہ دہن مین لیا منہ سے قلابہ آتشین چھوڑے ملکہ گلشن نے
اپنے کو بچایا اژدر نے دم کھینچا ملکہ گلشن زمین پر گرین جیسے تنکا اُڑتا ہوا جاتا ہے

اُس طرح اژدر نے ملکہ گلشن کو منھ مین لے لیا ناہید نے جو مان کا یہ حال دیکھا تاب نہ آئی
بہرام سے اجازت بھی نہ لی بہرام ہان ہان کرتا ہی کہ صاحبو تم لوگ دخل نہ دو ہم اِس بلا کو
جھیلینگے جان پر کھیلنے ناہید نے کہا اے بہرام مقدمہ سحر و ساحری ہی تم لوگ غیر ساحر
کیا کر سکوگے یہ کہکر ناہید کڑک کر تڑپکر سہام پر گری سہام نے وہی حرکت کی کہ کوڑا مار آتشین
کا سر پر اژدر کے مارا اژدر نے ایک چیخ ماری منھ سے قلابہ آتشین چھوڑے ناہید نے
اپنے کو بچایا تین مرتبہ سہام نے تازیانہ مارا کئی شعلے چمکے ناہید نے دفع کیے چوتھی مرتبہ
جو کڑک کر گری اژدر کے دو ٹکڑے کیے پیٹ سے اژدر کے ملکہ گلشن نکلین لیکن بیہوش
سہام چاہتا ہی کہ مین اُٹھا لون ناہید چاہتی ہی کہ مین اپنی مان کو بچاؤن گلشن کے جسم
مین حس و حرکت نہین بیہوش پڑی ہی سالوس نے جو دیکھا کہ ناہید نے قیامت برپا کی
سہام پر دو چار سحر ایسے کیے کہ سہام گھبرا گیا سالوس نے ایک پریزاد سے کہا ارے
اس شوخ دیدہ و گیسو بریدہ کو لینا سنے تو سہام جادو کے جی چھڑوا دیے اے پریزاد جا کر ناہید کو
پکڑ لے وہ سہام کے قتل پر مستعد ہی چاہتی ہی سہام خطاکار کو مارون یہ ظالم بچنے نہ پائے
پریزاد کہنے سے سالوس کے اُڑی آسمان پر آ کے اُسنے سحر کرنا شروع کیے یا تو ناہید
زور و شور سے لڑ رہی تھی یا لہرانے لگی کڑک کر پریزاد گری ناہید کی پلک جھپکی پریزاد بجبر
کمر مین دیکر اُٹھا لیگئی گلشن کو سہام نے اُٹھا لیا دونون کی زبان مین سوزن دیا ملکہ یاسمن
عاشق خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر بیقرار ہو گئی سہام للکارنے لگا یاسمن اس زور شور سے
سہام پر گری کہ خطا نہ کی سہام کے دو ٹکڑے ہوئے سالوس نے جو دیکھا کہ سہام
مارا گیا آواز آئی کشتی مرا نام من سہام جادو بود سالوس نے جھلا کر ابرام فیل سوار
سے اشارہ کیا ابرام جا پڑا یاسمن سے سحر چلنے لگا پریزاد دوسرا دیکر اسیر بھی گری ان
تینون نازنینان مہ جبین کا گرفتار ہونا ابرام نے لشکر اسلام پر گولے مارنا شروع کیے
چار گولے چار طرف مارے دھوان بلند ہوا دھوئین نے لشکر اسلام کو گھیر لیا جتنی
چھینکتے گئے مین سالوس نے خود اشارہ کیا کہ آسمان سے پانی برسا جسپر قطرہ گرا بیہوش ہو کر
گر پڑا لشکر اسلام پر آفت برپا ہوئی اہل اسلام عصدائے یا ربا یا مستغیثا بلند ہی کوئی پکارتا ہی
اے کریم کارساز اے بندہ نواز رحم اپنا شریک کر نظم

فقیر تابع فرمان تو شہان محتاج — ضعیف سایل درگاہ تو جوانان محتاج
تو شاہ دور زمانے زمانہ محکومت — توئی خدائے جہان و جہانیان محتاج
تو بے سوال دہی گنج و مال سایل را — چہ حاجت است کشاید بدان زبان محتاج
گدا بلطف تو سلطان ملک و مال شود — غنی شود بعطائے تو ناتوان محتاج
تو بحر فیضی و مخلوق تشنہ و تو آب — تو خوان نعمتی و خلق بہر نان محتاج
نمودہ صورت گردون سر نیاز نگون — پے حصول مقاصد بر آستان محتاج
ہمیشہ صاحب حاجت کشادہ دست دعا — نہادہ گردن تسلیم بر زبان محتاج

سران دور زمان بندگان حلقہ بگوش	بخاک بوسی در بار سروران محتاج
مدار بار خدایا غریب ہندی را	بفضل و رحمت خویش در جہان محتاج

ہر شخص کو یقین ہی کہ اب نہ بچین گے عیاران اسلام جو لشکر سے نکلکر بھاگ گئے ہین دعائین مانگ رہے ہین سالوس تو جلا ہوا تھا بڑے بڑے صدمے اُٹھا چکا ہی ماش کے دانے پھینکنے لگا جسپر ماش کا دانہ پڑا کوئی جلگیا کوئی مُنھ کے بھل گرا کسی پر برق گری دو ٹکڑے ہوئے کسی پر تلوار چلی ہنس ہنس کر کہتا جاتا ہی بندگان من دیدی قدرت کیا تقدیر پر جستہ کرتے ہین اس تقدیر کو کوئی پلٹ نہین سکتا لوہے کی زنجیرون مین تقدیر کو باندھ دیا کون توڑ سکتا ہی دیکھو میرے سحر سے روح سامری کو بھی سکتا ہی قیامتین برپا کر دونگا مسلمانون کو جلا دونگا ان لوگون نے بڑے صدمے پہونچائے اژدرون کو اشارہ کیا تخت سالوس بڑھا جوش مین آکر تخت سے کودا تلوار ہاتھ مین کھینچے ہوئے بڑھا سب اہل اسلام مثل تصویر تصور کے خاموش دریائے حیرت کا جوش تلوارین قبضے سے نکلگئین سپرین پشتی بان نہین کرتین کمانون مین خم خنجر بیدم تیر بجے ہوئے ترکشون مین گویا مار مردہ سوراخ سے مُنھ نکالے ہین سالوس قتل کرتا ہوا جاتا ہی جس پر بزاد نے عمرو و برق پر سحر کیا تھا اُسنے کہا کیون تیز رفتار عمرو و برق ہوشیار بھی ہوئے تیز رفتار نے کہا آپ کا سحر ہی ہوشیار کیونکر ہوتے اُسی حال سے قید خانے مین پڑے ہین کچھ عیار سوار و پیدل حفاظت کر رہے ہین اُس پر بزاد نے کہا مین اُنکو ہوشیار کیے دیتی ہون کہ اس مصیبت کو دیکھین سمجھین کہ ہم قید ہوئے مسلمانون کے رونے کی صدا سنین یہ بھی اُنکو ظاہر ہو کہ لشکر پر آفت آگئی تیز رفتار نے کہا بہتر ہے قید خانے سے وہ نکل نہین سکتے سو سوار و ساحر چالیس پیچھے وہان موجود ہین اگر عمرو سر بھی ہلائے تو وہ قتل کر ڈالین پر بزاد نے ایک ماش کا دانہ جھولی سے نکالکر زمین پر پھینکدیا وہان عمرو و برق کو ہوش آیا عمرو نے برق کو دیکھا کہ رہا ہی استاد یہ کیا معرکہ ہوا ہم اور آپ کیونکر گرفتار ہوئے عمرو نے کہا ہمپر سحر ہوا اسی وجہ سے بیہوش ہوگئے سپاہی سامنے بیٹھے ہین ایک جانب چند ساحر ہین ایک جانب چند عیار کہ رونے پیٹنے کی آواز کان مین آئی عمرو نے گھبرا کر عیارون سے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا اُنھون نے کہا لشکر اسلام کے قتل کی تیاری ہی خداوند نے جاکر پھونک دیا اور تمام کیفیت بیان کی کہ تینون جادوگرنیون کو قدرت نے گرفتار کر لیا اب غیر ساحرون کو بجبر قتل کر رہے ہین وہ لوگ فریاد کر رہے ہین اب قدرت جابڑے ہزارہا بندگان خدا کو پامال کر ڈالا یہ سُنکر عمرو کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا پوچھا وہ تینون جادوگرنیان کیونکر گرفتار ہوئین کسی نے کہا قدرت نے ملکر سحر کیا پر بزادین جاپڑین جب وہ گرفتار ہوئین ورنہ اُنکا گرفتار ہونا دشوار تھا ملکہ گلشن و سوسن و ماہ جبین خوب لڑین جب پر بزادون نے جاکر سحر کیا ہی تب گرفتار ہوئین عمرو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے نہایت بیقرار ہوا اور ساحر پلٹ پلٹ کے چلے آتے ہین نگہبانون سے اگر ذکر کرتے ہین آج قدرت نے صفت جلادی دکھائی رحم بالکل دل مین نہین اپنے

بندون کو قتل کر رہے ہین کس کس ظلم و ستم سے قتل کیا ہزار ہا ساحر مار ڈالے گئے اب قدرت پامال
کرتے ہوے جاتے ہین اہل اسلام مین شور گریہ و زاری بلند ہی کوئی توبہ توبہ کر رہا ہی
کوئی دعا مانگتا ہی ہنگامہ گرم ہی اُس وقت عمرو کی بیقراری کہا کیا کہون ای برق اب مین
کیا کرون ساحرون نے دروازہ بھیڑ لیا عمرو کہہ رہا ہی کیون برق برق نے کہا استاد
بہت آسان تدبیر ہی جو ہو سکے حمزہ صاحبقران آپ کے پاس قید ہین اُنکو نکالکر
ہوشیار کیجیے اسم اعظم اُنکا کھلا ہوا ہی یقین ہی ساحرون پر جا پڑین اُنکی تیغ کو بھلا کون
روک سکیگا یہ سُنکر عمرو کو جیسے ہوش آگیا کہا بیٹا برق اصل تو یہ ہی کہ میرے ہوش
درست نہین حقیقت اہل اسلام کی سُنکر ہوش پراگندہ ہو گئے یہان سالوس
لڑتا ہوا قلب فوج مین پہونچا ہی آفت برپا کر دی گولے ترنج و نارنج اپنے ہاتھ سے
پھینک رہا ہی صفین کی صفین پامال کر ڈالین جدھر گولہ پھینک دیا ہزار دو ہزار جلکر
رہ گئے بعضے سردار جا پڑتے ہین بڑھکر نیزہ مارا اُسنے سنان نیزے کو توڑ ڈالا اژدہا پر
سحر کیا کہ مار سیاہ بنکر گلے مین اُس سردار کے پڑگئی اُسکی بیکسی بے لبسی مار سیاہ کا کاٹنا
سردار کا بلکنا دوسرا سحر نہین کرتا کہ خاتمہ ہوا ایسے ایسے سختی کے سحر کر رہا ہی جملہ سردار
اُسکے قتل مین مصروف ہین ان ظالمون کے دل مین رحم کہان جسکو جس طرح پایا اُسکو
قتل کر ڈالا عیاران لشکر اسلام جو پہاڑون پر کھڑے ہین اُنھون نے بیقرار ہو کے
دعا کی ای معبود رحم اپنا شریک کر بندے تیرے ہلاک ہوتے ہین یہ کہ رہے تھے
کہ نوبت دلفگار رے کی آواز آسمان سے آئی سر اُٹھا کر عیارون نے دیکھا ایک ابر
دھوندھکار رعد کی گرج برق کی چمک آسمان سے نمایان ہوا قریب لشکر اسلام کے
آکر پھٹا دیکھا ایک شاہزادی حور خصال زہرہ جبین مہر تمکین تخت پر سوار پہلو مین
وزیرزادی ماہ رخسار لکہ ہاے ابر گلنار سرون پر سایہ فگن پشت پر کنیزان رشک چمن
اُنکے بعد ساحران غدار علمہاے سُرخ و سفید ہاتھ مین بڑے زور و شور سے
اُس تخت نشین نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ایک کنیز سے کہا دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کون
قتل کر رہا ہی غیر ساحرون پر یہ بدعت کنیز گئی روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی حضور
صاحبقران زمان قید ہو گئے سالوس لشکر کو پامال کر رہا ہی وہ دیکھیے قلب مین
کھڑا ہی یہ سُنکر ملکہ انجم اختر پیشانی طرف وزیرزادی کے پلٹین کہا بُوا سُنا تمنے
اس بے پیر نے قیامت برپا کی غیر ساحرون پر سحر کرتا ہی اپنا کمال دکھانے پر مرتا ہی
کون روکے وہ سحر جانتے ہین اور مزہ دیکھیے کنیزان سامری بھی شریک ہین ان سب
حرامزادیون کو کیا سوجھی یہ بھی جا پڑین مہر طلعت انکی فکر کرنا مہر طلعت نے کہا دائی
اب تو دشمنون سے سامنا ہی اپنے نزدیک تو سالوس نے بڑا کام کیا سلطنت لیکر
بہت بھولا اپنی حقیقت کو بھولا مہر طلعت و انجم اختر پیشانی نے طاؤسان زرین بال
طلب کیے اُسکی پشت پر سوار ہوئین سنجاب سے کہا بُوا شکار نہ کھیلوگی سنجاب نے کہا

حاضر سنجاب نے اپنا لکہ ابر سیاہ طلب کیا ملکہ انجم اختر پیشانی نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کیون تو اے سنجاب تمکو روز بربادی بھی یاد ہے جس شب کو والد گرفتار ہوئے ان نامردون نے کیا قیامتین برپا کین والد کو دار پر کھینچا گیسے شاہزادے قتل ہوئے اشفاق گلگون پوش ہمارے چچا کا بیٹا کہ اُس سے ہمارے والد نے ہمکو منسوب کیا تھا اُسکا فوج لیکر نکلنا مصاحبون نے اُسکے اُسیکو گرفتار کر لیا زبان تک نہ ہلا سکا بیکسی و بے بسی اُسکی مستورات مین اُس ملعون کا گھسنا دست ظلم کی درازی ساحران نمکحرام کی شعبدہ بازی سنجاب اس بیان پر ملکہ کے رونے لگی کہا کاری وہ دن حقیقت مین خدا کسی کو نہ دکھائے ظلم کی حد ہوگئی احلال و محلال آپ کو اور مہر طلعت کو قفسہا آہنی مین گرفتار کر کے لیگئے کنیزون کا گرفتار ہونا خیر خواہان دولت کا بلک بلک کے رونا ہر طرف سے یہی فریاد تھی کہ ارے سلطنت تول لی آبرو تو نہ لے ان بیحیاؤن نا الفون نے نہ مانا آپ لوگون کو قید کیا آج لونڈیان کیا کوئی بات اُٹھا رکھین گی سنجاب نے اپنا لکہ ابر سیاہ الگ کیا ملکہ انجم کے ابر مین ستارے چمک رہے ہین مہر طلعت کا ابر گلگون ساٹھ ہزار کنیزین گولے ترنج و نارنج لیکر بڑھین یہان خواجہ عمرو نے قید خانے مین صاحبقران کو زنبیل سے نکالا حباب دافع دار دے بیہوشی مار کر ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید خانے مین پایا عمرو و برق کو مسلسل و مطوق دیکھا فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے کہا مین سب حال عرض کرونگا لشکر آپ کا قتل ہو رہا ہے جلد باہر نکلیے صاحبقران نکر کے باہر نکلے نعرہ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

لیکے تیغ صمصام و ضمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

میر عرب ضیغم روزگار
لیکے تیغ عقرب لیکے ذو الحجام

عمرو کی قید برق نے کالی
برق کو عمرو نے رہا کیا یہ بھی دونون جست و خیز کرتے نکلے صاحبقران نے نگہبانون کی تلوار لی اور نگہبانون سے لڑائی پڑی عمرو نے نکلکر حقہ آتشبازی مارا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور سوار و پیدلون نے روکا امیر نے ایک سوار کو مار کے گھوڑا لیا شمشیر زنی کرنے لگے وہان انجم نے جو اشارہ کیا ساٹھ ہزار کنیزون سے سحر چلے سنجاب نے ابر سیاہ گرایا مہر طلعت کا ابر گلگون ملکہ انجم کے ابر سے ستارے جو گرے جسپر تارہ پڑا وہ جلکر خاک ہوا چشم زدن مین تہلکہ پڑ گیا سالوکش نے کہا دیکھیے اُلٹی تقدیر ہوگئی مین نے تقدیر کی تھی مضبوطی اُسکی مسلمانون نے مٹالی تقدیر مین بھول گیا مگر یاروان عورتون کو مار لو اُنھون نے بڑی قیامتین برپا کین ساحر سحر کرتے ہوئے چلے جس پر زاد نے گلشن و سوسن و ناہید پر سحر کیا تھا وہ پر زاد طرف انجم کے بڑھی جھپٹ کے للکارا او دختر فیروز شاہ بعد کئی برس کے کروٹ لی اب آنکھ کھلی یہ کہکے ایسے گولہ مارا ملکہ انجم نے ایک ستارہ کو اشارہ کیا وہ ستارہ ٹوٹکر اُسی پر پر زاد پر گرا مثل ہیزم جلنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین واز آئی کشتی مرا نام من پر پر زاد قدرت بود اسکا مرنا گلشن و ناہید و سوسن کو ہوش آیا یہ جو تینون

تڑپ کر اٹھیں ایک غول پر جا پڑیں ملکہ انجم اختر پیشانی نے جوان تینون جادوگرنیون کو دوڑتے ہوئے
دیکھا کہا صاحبو یہ کیا باعث کہ زوجہ سالوس و دختر سالوس دیوث دسوسن دختر جیجون دشمنون
کو قتل کر رہی ہین چند جادوگرنیون نے بڑھکر عرض کی حضور ان تینون نے بڑے کار نمان
کیے ہین انجم نے کہا یہ دریافت کرو کہ صاحبقران کہان قید ہین کہ ایک طرف ہلڑ ہوا ملکہ انجم
کی نگاہ پڑی کہ صاحبقران زمان ہر چند کہ خود سر برہنہ ہین مگر وہی سر ریاست رعب و دبدبہ
سطوت و صولت مثل جاگران کمترین ہمراہ رکاب سعادت انتساب عمرو و برق لڑتے ہوئے
ہمراہ ہین ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا مہر طلعت نے کہا شہنشاہ اوج عیاری بھی لڑ رہے ہین
سنجاب نے جو آفتاب عالمتاب عربستان کو دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہو گئی دل مین
اپنے انصاف کیا کہ ملکہ انجم کی بیقراری بجا ہے تھی دل پر قلق جان دینے پر آمادہ سالوس
کا بلوہ گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین کنیزون نے بھی جان لڑا دی ساحرون کو گھیر گھیر
مار اسب ساحر لڑ رہے ہین صاحبقران شیرانہ نہنگانہ لڑتے ہوئے چلے آتے ہین خواجہ
نے حلقہ ہاے کمند سے سیکڑون کو مارا برق کی گرز چل رہی ہی مگر ملکہ انجم اختر پیشانی
چاہتی ہین کہ سالوس پر جا پڑون سپہ سالاران سالوس بڑھ بڑھ کے سینے سپر کرتے ہین
جب ملکہ انجم پر سحر کیا انجم نے دستک دی ستارہ ٹوٹکر اُسی ساحر پر گرا وہ جلکر خاک ہوا صدہا
سردار سالوس کے مارے گئے کنیزان سامری بڑھ بڑھ کے سحر کرتی ہین ملکہ انجم کے سامنے
جب جاتی ہین ستارہ گردش مین آتا ہی قلب تھراتا ہی اُلٹی بھاگتی ہین یا ستارہ ٹوٹکر آگ سے
جلایا ابر سنجاب سے برف گر رہی ہی وہ برف ٹھنڈا کرتی ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے
آتے ہین بہرام وغیرہ کے جو ہاتھ پانون قابو مین آئے تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحرون سے
لپٹ پڑے اگر انکا سحر چلگیا سردار گھوڑے سے گرا اُسنے چاہا قتل کرون نعرہ صاحبقران
کی آواز آئی اسم اعظم الٰہی پکار کر پڑھا اُس ساحر کو بڑھکر مارا سردار کے ہاتھ پانون مین طاقت
آئی سالوس نے جو یہ قیامت دیکھی کہ صاحبقران نے بھی رہائی پائی خواجہ عمرو نے
قریب صاحبقران کے پہونچکر آگاہ کیا کہ ای شہریار ملکہ انجم اختر پیشانی دختر ملک فیروز
کہ ان ملکون کا حاکم تھا مگر اِنھون نے اُسکو مارکر اُسکے ملک پر قبضہ کیا بارے وہ سب
مارے گئے یہان جو ہمراہ سالوس موجود ہین وہ جانبازی کر رہے ہین سالوس کا قصد ہوا
اڑ بھڑ کر نکلجاؤن ہر مرتبہ قصد کرتا ہی حیران ہی کہ کدھر جاؤن سنجاب نے قیامتین برپا کرین
کوئی ساحر نکلکر جانے نہین پاتا ہی سالوس نے پچاس کنیزون کو اپنے قریب بلاکر کہا کیون
اب تمھارا کیا ارادہ ہی یا بدولت یہ چاہتے ہین کہ ادھر بڑکر نکلجائین فتح ہوتے معلوم نہین
ہوتی تم سب ملکر سحر کرو مین بھی سحر کرتا ہون اگر لوگ ہٹجائین تو لڑ بھڑ کر نکل چلین ایک پریزاد
نے بڑھکر کہا یا خداوند جان دینے مین عذر نہین لیکن آپ کی خدائی کا خاتمہ جنگل خدائی
آپ نے مٹا دی وہی آپ کو یاد کر رہے ہین دیکھیے آگ مین سر نکالے بیٹھے ہین سالوس
نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا کئی گولے آہنی نکالے کنیزین پشت و پہلو پر آئین سحر ہونے لگا

دو چار گولے سالوس نے ایسے لگائے ملکہ انجم نے پلٹ کر دیکھا کئی سو کنیزین قتل ہوئین اب جو
بڑھکر کنیزان سامری نے سحر کیا تو کنیزان ملکہ انجم اختر پیشانی بھی بڑھین کئی سو کنیزان ملکہ
انجم ہاتھ سے پریزادان قدرت کے قتل ہوئین سالوس انجام کے سحر کر رہا ہی تخت کو ترک کیا
زمین پر کھڑا لڑ رہا ہی اور سب پریزادان در در گوش مرصع پوش بھی گولے مارتی ہوئی بڑھین
ملکہ انجم نے وہ ابر کہ جو سر پر سایہ فگن تھا اُستاد بیچ مین حایل کیا جو سحر کنیزان سامری کا آتا ہی
ستارے اُسکو روک لیتے ہین انکا سحر اُنپر پڑتا ہی اُنکا سحر اُنکے پاس نہین آتا سالوس نے جو
یہ ہنگامہ دیکھا سر پیٹ لیا کہا ارے کمبختو سحر تو پاس انجم کے پہونچا دیکھ کے لڑو کنیزون نے
جھلا کے کہا اتنے دنون خدائی کی یہ بھی سلیقہ نہ آیا یہ وقت ایسا ہی کہ ہم کوئی بات بھلا
اُٹھا رکھین گے کتنی بہنین ہماری قتل ہوئین ہمارا سحر ہمکو جواب دیتا ہی ہم کیا کرین کیسے
کیسے سحر کیے ابر انجم نے ہمارے سحر باطل کر دیے ایک کنیز نے بڑھکر کہا بوا مین اسکا علاج
کرتی ہون تم سب کے واسطے مرتی ہون اگر ابر نہ مٹایا تو میرا نام کنیز سامری نہ رکھنا
یہ کہکر وہ پریزاد آگے بڑھی خنجر کمر سے کھینچا ملکہ انجم اختر پیشانی نے جو اُسکے تیور بُرے دیکھے
پلٹ کے کہا ای مہر طلعت اسکو روکو ابر مٹانے آتی ہی مہر طلعت بڑھی اُس کنیز نے
خنجر سے اپنا گلا کاٹا لاش کو اپنی ابر پر گرا دیا ابر ستارہ پوش جلنے لگا ابر کے جلتے ہی اُن
پریزادون نے ملکہ انجم پر بلوہ کیا چار طرف سے گولہ ترنج نارنج پڑنے لگا ملکہ انجم و مہر طلعت
تڑپ رہی ہین کسی کا سحر دفع کیا کسی پریزاد کے قریب پہونچین کلائی پکڑ کے طمانچہ مار دیا
کسی کا سر اُڑ گیا کسی کو سحر سے جلایا مگر ملکہ انجم زخمی ہونے لگین مہر طلعت نے سینہ سپر کیا
ہر مرتبہ سر آگے کر دیتی ہین اپنے مالک کو بچاتی ہین جب دو چار زخم مہر طلعت نے بھی کھائے
گھبرا گئی یقین ہوا کہ اب ملکہ انجم لڑتے لڑتے گر پڑینگی مجبور ہو کر مہر طلعت نے آواز دی
ای شہریار یا صاحبقران نامدار آپکی کنیزین قتل ہوتی ہین صاحبقران نے دیکھا حقیقت
مین انجم و مہر طلعت پر بڑا بلوہ ہی اشقر لالہ مقبل نے پہونچایا ٹھکرا کر جا پڑے للکارا او
سالوس دیوث اپنے دشمنت پر دست اندازی کرتا ہی اب بھی نمکحرامی پر مرتا ہے
سالوس نے پلٹ کر صاحبقران کو دیکھا تیغہ خون آلودہ ہاتھ مین سکتے خون کے جسم پر
جمے ہوئے لڑتے چلے آتے ہین سالوس نے سحر کرنے شروع کیے گولے صاحبقران پر
پھینکے پریزادون کو اشارہ کیا پریزادین صاحبقران پر ٹوٹ پڑین چاہتی ہین مرکب سے
اُتار لین صاحبقران کلائی پر ہاتھ ڈالکے طمانچہ مار دیتے ہین اُسکا سر اُڑ جاتا ہی کسی کو
پکڑ کے چیر ڈالا سالوس نے دیکھا کہ صاحبقران پر سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا تیغہ سحر نیام
سے نکالا پھر خوب سحر کیے اژدر کو ٹھکرا کے آواز دی یا صاحبقران یہ سحر وہ ہی کہ جو زمین
و آسمان کو ہلا دے اب آپ نہ بچینگے اپنا خون بھی کاٹ کے دم شمشیر پر لگایا سحر بھی زبان سے
پڑھے قریب آ کر خبردار خبردار کہکے تیغہ مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب اٹھا دیا اسم اعظم
باواز بلند پڑھا جھنانے کی آواز ہوئی ہزارہا شعلے ہزارہا تلوارین ہزارہا خنجر امیر گر کے

لیکن صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی اُسی اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر صاحبقران زمان نے
سالوس پر مارا سالوس نے سپر سحر کو اُٹھا دیا سمجھا تھا کہ یہ سپر نہ کٹیگی ببرکت اسم اعظم
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تڑپ کر تیغۂ عقرب سر پر گرایا تو قبۂ سپر پر تلوار چلی تھی یا زمین کو جاکر
بوسہ دیا سالوس کے مع اژدر چار ٹکڑے ہوئے مرنا سالوس کا ایک آندھی سیاہ
اُٹھی پتھر برسنے لگے آگ برسی ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت و سنجاب نے پریزادون کو
گھبرا مرتے ہی سالوس کے پریزادون پر شعلہ ہاے آتش گرے یہ بھی سب جلنے لگیں
جل جلکر خاک ہوئیں کوئی جلکی کسی پر خنجر گرا کسی نے آپ اپنا گلا کاٹ لیا کسی نے سر زمین پر
دے مارا وہ قصر پریزادان بھی گرا انھیں سبھون کے سحر سے بنا ہوا تھا جو کچھ وہاں تھیں
زیر قصر دبین عرصے تک ہنگامہ برپا رہا وہ اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ آپ ملوم ہوتا تھا بعد
عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من خداوند سالوس بود افسوس مردیم و جان زدادیم و مطلب خود
نرسیدیم ہزار ہا زاغ و زغن اسکی خاک سے پیدا ہوئے سر پیٹ پیٹ کے چلے گئے بعضے جلے
ساحران غدار جو باقی رہے اُنھون نے جو دیکھا کہ سالوس مرا ملکہ انجم اختر پیشانی سحر
کرتی ہوئی چلی آتی ہین انکے سحر کو کون روک سکتا ہے ان نمک حرامون پر غصہ تھا ہزارون کو
جلا دیا یہی منظور تھا ان سب کو مٹا دیجیے نئی رعایا ملک مین بسے وہ سب چادرین ہلانے لگے
ہر طرف سے صداے الامان الامان بلند ہوئی ملکہ انجم نے تخت سے اُترکر صاحبقران کو
سلام کیا عرض کی ای شہریار یہ سب نمک حرام ہین ان سب کا مٹا دینا ہی بہتر ہی امیر نے
فرمایا کہ ہمارے مذہب کے سراسر خلاف ہی اگر محل ہوتا تو مفصل بیان کرتا مگر خلاصہ یہ ہے کہ ایک
شخص موسوم بہ فرامرز بن قارن عدی اُسنے مجکو نو مہینے پنجرے مین قید کیا بدعتین کین
وہ لایق بیان کے نہین پوست بزگاو تازہ جسم پر چڑھا دیا جب وقت آیا اور وہ گرفتار ہوا
مین نے اُسکی خطا معاف کی ان لوگون نے ایسی بدعت تمھارے ساتھ نہ کی ہوگی ہماری خاطر
سے خطا انکی معاف کرو ملکہ نے شرما کے سر جھکایا مہر طلعت نے بھی سفارش کی افسران
فوج حاضر خدمت ہوئے صاحبقران ملکہ انجم اختر پیشانی کو ساتھ لیکر نوبت و نقارے
بجاتے ہوئے داخل دار الامارۂ شاہی ہوئے ملکہ انجم کو تخت پر بٹھایا پہلے خود نذر دی ملکہ
انجم کھڑی ہوگئیں عرض کی ای شہریار بے ادبی ہے حضور کے تصدق سے یہ سب ملک و مال ملا
حضور تشریف رکھیں مین نذر دون صاحبقران نے فرمایا مین دعوی سپہگری رکھتا ہون
کبھی تخت پر نہین بیٹھا یہ تاج و تخت تمھاری وراثت ہے خدا تمکو مبارک کرے امیر کی
نذر دینے سے سب نے نذرین دین خواجہ عمرو دامن پھیلا کر کھڑے ہوگئے کہ مین بادشاہ کا
خدمتگار ہون نذرین لین اور زنبیل مین رکھتے جاتے ہین ملکہ انجم کو بھی خواجہ عمرو سے حجاب ہے
مہر طلعت منع کرتی ہین کہ خواجہ یہ کیا حرکت ہے خواجہ جواب بھی نہین دیتے افسران فوج
کو عہدے مل رہے ہین جو افسر موافق رہے تھے خوف سے سالوس کے سالوس پرست ہوئے تھے
اُنھون نے کھلکر اپنے حقوق ظاہر کیے مطیع اسلام ہوئے ملکہ کی طرف سے پیغام ہوا کہ بزرگان دین نے

مجکو مژدہ دیا تھا کہ صاحبقران کی وجہ سے تمھارا ملک و مال ملیگا مین چاہتی ہون کنیزان سرکاری
مین منسوب ہون امیر نے خواجہ عمرو کی معرفت جواب دیا کہ ای ملکہ عالم مجکو وہ مہم درپیش ہے
کہ جسکے خیال سے دل کو پس و پیش ہی شہنشاہ کوکب روشنضمیر طلسم نور افشان مین قید ہی
چند عزیز دار بھی میرے جا کر پھنسے ہین مجکو جانا واجب و لازم ہی شکر ہی کہ حق بحقدار رسید یہ ملک
تمھارا تمکو ملا آپ سب صاحب اسی ملک پر حکومت کیجیے اگر حیات مستعار باقی ہی تو وہان سے
واپس ہو کر حکم تمھارا بجا لاؤنگا مجھے بھی انتہا کی توجہ ہی ملکہ انجم نے پیغام سُنکر سر محفل عرض کی
ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان اس سالوس وغیرہ کی وجہ سے ہمکو بڑے صدمات
پہونچے آپ کے قدم کی برکت سے رہائی پائی سلطنت ملی لیکن ہماری آرزو یہ ہی کہ اس مہم مین
ہم بھی آپ کے ساتھ رہین لینے طلسم نور افشان کا سحر دیکھین صاحبقران نے فرمایا یہ امر
تو میرے خلاف ہی مین کبھی ساحر کو اپنے ساتھ نہین رکھتا میں انکیہ عنایت پروردگار پر ہی
مین اپنے ساتھ کسی کو نہ لیجاؤنگا یہی جو لشکر میرا ہی یہ میرے ساتھ رہیگا مین کبھی اسکو گوارا
نہ کرونگا کہ تم میرے ساتھ رہو اس بات مین جب صاحبقران سے تکرار پڑی ملکہ گلشن نے
کان مین ملکہ انجم کے کہا حضور کیون تکرار کرتی ہین انکو جانے دیجیے دوسرے دن ہم آپ سب
لشکر ان لیکر چل نکلین گے جس وقت اس شہریار کا داخلہ طلسم نور افشان مین ہو ہم لوگ
حوالی طلسم مین جا کے یہن زندانخانے پر چلین جو جو ہو سکے اُسمین تامل نہ ہو ملکہ انجم نے کہا ای
شہریار جو جواب کے مناسب ہو وہ کیجیے ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت وزیرزادی و ملکہ
سنجاب جادو و ملکہ گلشن و یاسمن و ناہید ان سب مین اشارے اور صلاح ہو گئی کہ امیر
کو جانے دیجیے ہم آپ لوگ انکے بعد خروج کر کے چلینگے پیکار جنگ طلسم نور افشان مین شریک
ہونگے صاحبقران نے سب نے یہی عرض کی کہ جو حضور کی راے اقدس مین ہی وہی سب کو
منظور ہی صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو بہرام نے اپنے غیر ساحر الگ کر کے
لشکر آراستہ کر دیا چوتھے دن صاحبقران بشوکت جمشیدی و بفر فریدونی مع خواجہ عمرو طرف
طلسم نور افشان کے کوچ کیا جب امیر جا چکے ملکہ انجم آکر تخت پر جلوہ فرما ہوئین ملکہ ناہید کو
جو پریشان دیکھا پوچھا کیون ملکہ ناہید مزاج کیسا ہی ناہید نے کہا ای ملکہ عالم کیا اپنے مزاج کا
حال کہین ہم سمجھے تھے اس لڑائی کی فتح کے بعد صاحبقران یہان تشریف فرما رہینگے
لیکن بعد قتل سالوس فلک نے یہ سامان دکھایا فراق نصیب ہوا ملکہ ناہید نے جو روکے
یہ کہا اشک حسرت آنکھ سے ملکہ انجم اختر پیشانی کے ٹپک پڑے کہا بُوا ہجر کی راتین بسر ہونا
دشوار ہین اب ابھی تو یہ کیفیت ہی نظم

حُسن سے دنیا مین زلِ کو رنج پیدا ہو گیا
آکے اس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا

بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو
جسکو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا

موسم گُل کی ہوا کرنے لگی نا زبری
سکہ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا

ہوش اُڑ جائے صورت آبادجہان کی دیکھنے
تپلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا ای بحر حسن / بند جذب عشق سے کوزے مین دریا ہوگیا
جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین / تو نے جس جامے کو پہنا تجکو زیبا ہوگیا
سچ ہی جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہی پیش / عشق کو بدنام کرکے حسن رسوا ہوگیا
اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو / کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہوگیا
تو جو آنکلا چمن کی سیر کو ای رشک حور / گل ہوئے گلہاے جنت سرو طوبا ہوگیا
گوش زد کی اُس صنم کی داستان شرح شوق / دل مرا نالون سے ناقوس کلیسا ہوگیا
عشق کرتے ہی ہوئے خواہان جان سوز و گداز / قرض خواہان محبت کا تقاضا ہوگیا
تو نے لٹکایا جو جھمکا سو تیون کا کان مین / آسمان حسن پر طالع ثریا ہوگیا
ہوسکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار / مرغ مضمون دہن یار عنقا ہوگیا

اس وقت عاشقان صادق جمع ہین ملکہ یاسمن نے کہا صاحب عمرو کمال کرتا ہی حقیقت مین ایک سر ہزار سودے اگر اُسکا قدم درمیان مین نہ ہوتا تو یہ لڑائی فتح نہ ہوتی ملکہ انجم نے کہا ایسی ترقی نہ فرمایے اگر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحب اسم اعظم نہ ہوتے سالوس وہ مکار و غدار تھا کہ اُسنے قصر پریزان کو خالی کردیا کنیزان سامری کو لیکر نکلا صاحبقران کے اسم اعظم نے یہ شرف دکھایا کسی کی لیاقت تھی کہ جو سالوس کو قتل کرسکتا کنیزون نے بھی اپنی جان لگادی ایک جملہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ جب سالوس قتل ہوا تیز رفتار تین سو پیکچون کو ساتھ لیے ہوئے مصروف جنگ تھا جب اسنے یہ معرکہ دیکھا تین سو پیکچون کو ساتھ لیکر معرکۂ جنگ سے باہر نکلگیا یہ جملہ مقام معقول پر تحریر ہوگا ان شاہزادیون نے بعد ایک ہفتے کے سامان لشکر کشی ممکن کیا مگر ساحر چھانٹ چھانٹ کے لیے تین لاکھ ساحران غدار ہزبرہاے آتشین پر سوار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے چلے جس مقام پر لشکر اُترتا ہی شہر آباد کی کیفیت ہوتی ہی انشاء اللہ پہونچنا انکا طلسم نور افشان پر تحریر ہوگا انکو بھی راہ مین چھوڑیے اب دو کلمے داستان بطور مجمل عقاب ابر سوار کے گزارش ہوتے ہین کہ جب عقاب ابر سوار نے شکست کھائی لشکر شکست خوردہ ہمراہ ایک صحراے وحشت خیز مین آکر اُترا مشیر و وزیر سب ہمراہ ہین جب بارگاہ استادہ ہوئی تخت پر نہ بیٹھتا تھا وزیرون نے دست بستہ عرض کی سامری و جمشید آپکے ملک کو آباد رکھین اتنی بڑی سلطنت ہی کہ بادشاہان عالم رشک کرتے ہین اگر حضور جنگ سے عاجز آگئے اپنے ملک کو چلیے چلکر عیش کیجیے آپکے واسطے وہ شاہزادیان ممکن کرینگے کہ حیرت سے ہزار درجہ بہتر ہون عقاب بے اختیار رونے لگا کہا یارو دل میرا عشق حیرت سے بھرتے ہوے مین کیا کرون میرا دل پر قابو نہین ہر چند دل کو سمجھاتا ہون دل تردد منزل نہین مانتا یہ دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منہ پر ملون جنگل مین نکلجاؤن قبر پر اُستاد مجنون کے پہونچون جاکر پوچھون کہ فراق لیلی مین کیونکر عمر بسر کی کیا کھاتے تھے کیا پیتے تھے آخر فراق محبوب لیلی مین کیونکر جیتے تھے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

عشق مژگان کا مزہ بھی کوئی دم بھر ملتا | کاٹتے اپنا گلا ہمکو جو خنجر ملتا
تیرے مستانون کو جنت مین کہین گر ملتا | ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا
دہن یار نہ آنکھون کو دکھائی دیگا | زندگی مین ہی کسے چشمۂ کوثر ملتا
فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو | مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا
واہ ری پست و بلندرہ الفت اکمین | کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا
خلعت بال ہما دیکے روانہ کرتے | نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا
سامنا آنکھ اٹھاکر نہین نرگس کرتی | جھک کے اس سرو رواں سے ہی صنوبر ملتا
دل بہت سینے مین بیتاب ہی اسپر کہتے | صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا
ابر نیسان کا کرم رہتا ہی ہر سال اسپر | تیرے دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا
کیا سمجھکر اسے اخوان نے کنوین مین پھینکا | خوبصورت نہین یوسف سا برادر ملتا
دھجیان خوب ہی لیتا مین بہار گل مین | مجکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا

وزرا و امرا سمجھا رہے ہین دل بہلانے کو عقاب کے پردے اٹھا دیے سیر صحرا دکھلا رہے ہیں صحرا کو دیکھکے اور وحشت بڑھتی ہی کہ ایک طرف سے دنائے اور سناٹے کی آواز آئی چھٹے آتشبازی داغ رہے ہیں عقاب بہ نگاہ غور دیکھنے لگا دیکھا سنے کہ ایک عیار طرار خنجر گذار پشت پہ تین سی پیچھے حلقہ باندھے آپسمین چلتے ہوئے جست و خیز مین مصروف پرے جما ہوئے چلے آتے ہین عقاب نے شاہور اژدرسوار سے کہا اس عیار کو ہمارے سامنے لاؤ یہ سنکر شاہور گیا جاکر عیار سے ملاقات کی پیغام دیا شہنشاہ عقاب ابرسوار بادشاہ پردۂ ظلام عزیز دار ملکہ دماسہ بلاے روزگار ہین محفوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو یہ تیز رفتار کمند انداز تین سو چیلون کو ساتھ لیا بعد قتل سالوس نکلا تھا کہ اور کسی بادشاہ کی جاکر ملازمت کرون نام عقاب ابرسوار سنتے ہی خوش ہو گیا عیارون کے پرے کنارے پر لشکر کے جما دیے اور آپ بہ قواعد تمام سامنے عقاب ابرسوار کے آیا جھککر سلام کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ اٹھاکر دعا دی کہ سلطنت و جاہ و جلال کو ترقی ہو جو دل مین آرزو ہو وہ پوری ہو یہ لفظ تیز رفتار نے کہی عقاب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے تیز رفتار نے کہا کیون ای شہنشاہ سرکار اسقدر بیقدر کیون ہین غلام نے کیا ایسی بات کہی کہ سرکار گریان ہوئے عقاب اسقدر بیقرار تھا کہ ہچکی لگگئی کلام کرنے کی طاقت نہ تھی جب تیز رفتار نے بہت عاجزی سے کہا کہ ای شہنشاہ کچھ تو فرمائیے عقاب ابرسوار نے ضبط کرکے یہ جواب دیا نظم

در دل گداختیم تمنای خویش را
شاید که ناله گرم کند جای خویش را | فرصت شمرده باز ار مختنم | امروز میخورم غم فردای خویش را
زان پیشتر که گریه شود در دشناس را | شستیم سرگذشت مداوای خویش را | آخر دو چار گوی تو شد گردش تم
دیدیم بہار آبلۂ پای خویش را | از قدی که زبسکه بدل داشتم اسیر | ابداختم چو شمع سراپای خویش را

تیز رفتار نے عرض کی کسی قدر تو غلام سمجھا مگر زبان پر نہین لاسکتا اتنا ثابت ہوا کہ حضور کسی پر عاشق ہین امیدوار ہون کہ اسکے نام نامی سے آگاہی ہو غلام تدبیر کرے اگر معشوق حضور کا آسمان پر بھی

ستارۂ سحری بنکر چمکون اگر تحت الثری مین ہو قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤن حضور کے معشوق کو لاؤن
تیز رفتار نے جو یہ کہا عقاب اور بیقرار ہو گیا کہا ای عیار نامدار ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب
تباہ برباد ہو کر میرے ملک مین پہونچین انتہا کی لڑائی پڑی زوجہ میری اُسکے ہاتھ سے قتل ہوئی
مین اُسپر مائل ہوا مین نے عہد کیا کہ ملک ہوشربا کی سلطنت دلا دونگا قاتل افراسیاب کا سر
لا دونگا یہ عہد کر کے بادشاہ اپنے لشکر کو کیا راہ مین جو مصائب اُٹھائے اگر اُنکو بیان کرون
تو ایک کتاب طولانی ہو ہر ہر نوع ہر جگہ مین نے اپنی جان لگا دی ہر جگہ سے بچا یا نعمان سحر کا
ایک ساحرہ ہوشربا کی آکر شریک ہوئی نہین معلوم اُسنے کیا سمجھا دیا مجھسے بگڑ کر الگ ہو گئین
نہین معلوم اب کہان ہین میری آنکھون سے نہان ہین مجھپر راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین
آپ دیوانہ ترک ہوا ایک عیار بھی اُنکے شریک ہے اُسی کی مکاری سے مین نے شکست کھائی
ای عیار طرار اس بلا مین مبتلا ہون تیز رفتار نے کہا حضور غم نہ کرین لشکر درست کر کے
چلین روز اول ہی گرفتار کر لاؤنگا جب دباؤ پڑیگا تو کسی عیار کا زور میرے سامنے نہ چلیگا
مین نے عمرو سے برابر مقابلے کیے مگر کیا کہون خداوند سالوس قتل ہونے مین بھاگ کر
اس طرف نکل آیا تیز رفتار کمند انداز میرا نام ہے اب حضور ہی کے ساتھ عمر اپنی بسر کرونگا
عقاب ابر سوار خوش ہو گیا کہا ای تیز رفتار اگر یہ کام تو نے کیا اور ملکہ حیرت مجھے راضی
ہو گئی دولت دنیا سے نہال کر دونگا وہ مرتبہ تیرا کرون کہ شاہان عالم رشک کرین ای
تیز رفتار حقیقت مین یہ بڑی ضرورت ہے اگر یہ کام کر لائے تو مجھپر بڑا احسان ہوگا اور سلطنت مین تجھکو
شریک کرون وزیر اعظم بناؤن پردۂ ظلمات مین اپنی بڑی سلطنت ہے کہ شاہان عالم کو حیرت ہے
ای تیز رفتار جب پردۂ ظلمات چلوگے تو وہان کی رعنائی و زیبائی دیکھنا کہ مین نے کیا کیا وہان
انتظام کیے ہین باغات متعدد و کارگزار عمدہ اُس ظالم کی محبت نے مجھکو آوارہ کیا غریب الوطن ہوا
اپنے ملک و مال کو چھوڑ کر یہان آیا اب واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے اہالیان ظلمات کہینگے
کہ ایک عورت کے واسطے یہ شاہ آوارہ و دیوانہ ہو کر واپس آیا مجھکو کیسی شرم آئیگی اس وجہ سے
اس صحرا مین پڑا ہون جس طرح بنے معشوق کو لیکر جاؤن ای تیز رفتار اس کام پر دل و جان سے
کمر باندھے ہون کہ مال مٹے جان پر زوال آئے مگر معشوقہ کو پاؤن تیز رفتار نے عرض کی کہ
سرکار نہ گھبرائین ایک دن مین سب انتظام کر دونگا عمرو ایسے عیار سے مجھے مقابلہ رہا کسی مقام
پر پلک نہین جھپکی اور کسکی مجال ہے کہ جو مجھسے مقابلہ کرے قدرت کا قتل ہونا میرے واسطے باعث
خرابی ہوا کہ مجبور و لاچار ہو کر بھاگ نکلا یہ بھی قدرت نے تقدیر کی کہ آپ ایسے قدردان کو پایا
لڑائی بھی درپیش ہے ایسے ہی مقام پر جان نثارون کا حال کھلتا ہے عقاب نے خلعت سرفراز
کیا تیز رفتار رہنے لگا عیار بھی اسکے آکر شریک ہوئے عقاب کا ارادہ ہے کہ لشکر تیار کر کے
مقابلے مین ملکہ حیرت کے جاؤن تیز رفتار نے عرض کی حضور ہرکارون کو روانہ کرین جب
ہرکارے آ کر خبر دین کہ ملکہ فلان مقام پر فروکش ہین شاید اُسی مقام پر ہون یا ہوشربا کا
قصد کیا ہو ہرکارے مفصل عرض کرین تب سرکار کوچ کرین کہ یہ حقیر جائے یا نہ جائے میری خبر

مشہور نہ ہونے پائے چلتے ہی اپنا کام کرون عقاب نے اس رائے کو پسند کیا ہرکارے روانہ ہوئے
تیسرے دن ہرکارے واپس آئے آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ اٹھاکر دعا دی عرض کی
ای شہنشاہ گیتی ستان عجب مقابلہ درپیش ہوا بادشاہ بنگالہ ملکہ حیرت جادو کی تصویر دیکھکر عاشق ہوا
اپنے ملک سے لشکر لیکر چلا بڑے بڑے مقابلے پڑے اُسکے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہو آخر کے
مقابلے مین ملکہ حیرت وچالاک عیار کو گرفتار کرلیا یہ بات اصل ہو کہ ملکہ حیرت سے خواہان وصل
ہو ملکہ حیرت کی وہی باتین ہین کہ اُس بادشاہ جلیل سے بھی انکار کرتی ہین وہ کہتا ہو کہ قید مین
مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا کیا میرے ہاتھ سے بچینگی اب اُسنے طرف ہوشربا کے قصد کیا ہو
کل اسی طرف سے لشکر آئیگا اسی صحرا مین آکر اُتریگا سرکار ملاحظہ فرمائینگے یہ سُنکر عقاب بیقرار
ہوگیا کہا ای تیز رفتار تمنے سُنا کیا افسوس کی بات ہو کہ وہ معشوقہ پریچہرہ ایسی ہی حسین وجمیل
ہو کہ جو جمال جہان آرا کو دیکھیگا جان ودل سے آمادۂ خدمتگزاری ہوگا میرے ملک مین تو وہ
عجب طور سے پہونچی تھین اُس روز عجب ایک قیامت برپا ہوئی زوجہ بھی میری خفا ہوئی لیکن جان
پر میرے بنگئی ای تیز رفتار یہ کالی راتین ہجر کی مجھکو کھاجائینگی آٹھ پہر تڑپتا ہون جب صورت زیبا
یاد آتی ہو مجھے پریچہری پھر جاتی ہو نظم

محو کر دیتا ہو سرتاپا اسے یار
عشق بخود حسن بے پروا ہے یار
مصلحت ہو واسطے اپنے وہی
عاشق دل دادہ و شیدائے یار
آئنے سے یہ ہمین روشن ہوا
کیجیے پیدا تو ناپید اے یار

بیت ہین ابروے زیبائے یار
کیا مناسب تن کے ہین اعضائے یار
آجکل سے کچھ مین دیوانہ نہین
جور رضائے یار ہو جور لے یار
ساقی دے شیشہ و ساغر ہین لب
محو حیرت رہتے ہین بینائے یار
خود کمی ہو جو آتش کی نہین

مصرعہ برجستہ ہو بالائے یار
دو لبون ہین اپنے لیے ایذا دہند
سر نہ تھا جب سے کہ ہو سودائے یار
شہر خوبان مین ہین دو میرے خطا
خال ہو یا دش بخیر اک جائے یار
با غرض مضمون تو مضمون دہن
یہ بھی ہو میری طرح جویائے یار

تیز رفتار نے بہت تسکین دی کہا سرکار مطمئن رہین غلام چلتے ہی انتظام کردیگا بادشاہ بنگالے
کا گرفتار کرلینا کتنی بڑی بات ہو تیز رفتار نے باتون مین بڑی تسکین دی تیسرے دن عقاب
بیرون بارگاہ آیا سائبان زربفتی کھنچ گیا تخت زرجدی بچھا اسپر آکر بیٹھا وزیران سلطنت وسفیران
بہت اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے تیز رفتار پشت پر حاضر ہو کہ نوبت دنقارے کی آواز کان
مین آئی عقاب دیکھنے لگا تیز رفتار بھی پشت پر حاضر ہو دیکھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی ابر سیاہ
چرخ مارتا ہوا برقین چمکتی ہوئین وہ ابر آکر شق ہوا گرد پھٹی دیکھا تین سو علم سیہ رنگ نشان آمد
لشکر کفار نظاہر ہوا وہ علمدار سامنے سے گزر گئے اُسکے بعد دیکھا سامان ماہی ومراتب سامنے
سے گزر گیا کئی ہزار مرکب تازی کچھی یمنی اعراقی موتیون کی پاکھرین پڑی ہوئین دو دو سائیس نفیس
مگس پرانی کرتے ہوئے اُنکے بعد ایک بادشاہ عالیجاہ تخت یاقوتی پر سوار ایک تخت پر قفس ملکہ
حیرت وچالاک وملکہ گلرنگ ونعمان جادو رکھے ہوئے بارہ ہزار ساحر اُس تخت کو گھیرے ہوئے
سامری وجمشید کا نام لیتے ہوئے مگر لشکر کو اُترنے کی فکر ہو اُس بادشاہ نے اشارہ کیا لشکر
اُترنے لگا وہ بادشاہ تخت سے اُترا بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی وزرا وامرا نے آکر گھیر لیا

ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری بارگاہ مین داخل ہوا
وزرا و امرا گرد آکر بیٹھے کیہان حیلہ ساز کو حکم ہوا ایک خیمے مین قید گنہگارون کی رکھو کیہان نے
قفس اُٹھا لیے ایک خیمہ بڑا استادہ ہوا چارون قفس اُسمین لٹکا دیے مغرور نے اُترتے ہی پوچھا
کیون ای وزیران سلطنت یہ کسکا لشکر ہے جو سامنے اُترا ہوا ہے وزرا نے عرض کی غلامون نے پہلے ہی
خبر پائی حضور سے عرض نہین کیا عقاب ابر سوار ہے ملکہ حیرت جادو کو ساتھ لیکر چلا تھا کہ سلطنت
ہوشربا دلا دونگا ملکہ حیرت کے ہاتھ سے شکست کھا کے یہان فروکش ہے اب گرفتاری حیرت
کی خبر سنی بندگان عالی سے آمادہ حرب و پیکار ہے بہت اُسپر شاق ہوا کہ ملکہ حیرت کو کیون گرفتار کیا
یہ سنکر مغرور غصے مین کانپنے لگا کہا الہ اندھیر ہے کہ بادشاہ ظلمات بھی مجھسے مقابلہ کرے یہ ذکر تھا
کہ عقاب ابر سوار نے ایک ساحر کو بطور ایلچی روانہ کیا چوبدار نے بڑھکر عرض کی ایلچی عقاب
کا در دولت پر حاضر ہے مغرور نے حکم دیا کہ بلالو سہمناک جادو ایک ساحر سامنے مغرور کے آیا
کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی کو حکم ہوا ساقی نے جام دیا جام پیکر سہمناک نے آواز دی منم نامہ دار
مغرور نے کہا کسکا نامہ لائے ہو کہا نامہ شہنشاہ ظلمات نوازے ملک و نامہ جادو کا لیکر حاضر ہوا ہون
یہ کہکے نامہ پیش کیا مغرور نے وہ نامہ میر منشی کو دیا میر منشی نے نامہ پڑھا بعد تعریف سامری
و جمشید مرقوم تھا کہ ای مغرور عقل و فراست سے دور با بدولت نے سنا کہ تونے ملکہ حیرت کو
قید کر لیا بہتر یہ ہے کہ انکی قید ہمارے حوالے کرو ورنہ ہزار ہا بندگان سامری و جمشید قتل ہونگے
مغرور نے نامہ لیکر پھاڑ ڈالا سہمناک کو جواب دیا کہ عقاب سے کہنا کہ جنکے ہاتھ سے تونے
شکست کھائی وہ ہمارے پاس قفس مین قید ہے با بدولت سے کیا مقابلہ کروگے ای سہمناک اپنے
بادشاہ سے کہدینا بہتر اسی مین ہے کہ اپنے ملک کو چلے جاؤ اپنی سلطنت کو غنیمت جانو ورنہ ایسی
خرابی ہوگی کہ بہت پریشان ہوگے تا بہ ظلمات جانا مشکل پڑیگا ایک ایک ساحر ہمارا طبقے
زمین کے اُلٹ دیگا سہمناک کو خلعت دیکر رخصت کیا سہمناک نے آکر عقاب سے کہا
عقاب نے کہا اُسکی شامتین آئی ہین تیز رفتار نے بھی وعدہ پختہ کیا کہ آج ہی رات کو مغرور
کو گرفتار کر لاؤنگا یا ملکہ حیرت کا قفس آپ کی خدمت مین پہونچاؤنگا عقاب نے طبل جنگی
بجوا دیا ہرکارون نے خبر مغرور کو پہونچائی مغرور بہت اُچھلا کودا کہا عقاب کی شامتین
آئی ہین با بدولت کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان تو طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین
تیز رفتار پہر رات گئے صورت بدل کے لشکر مغرور مین آیا پھرتے پھرتے پشت بارگاہ
پر پہونچا ایک زرد خیمہ شاہنشاہان کا دیکھکر جھاڑی مین چھپا چوڑی خنجر کی نکال نقب دینے لگا دوپہر
بجتے بجتے نہرہ نقب کا بارگاہ مغرور مین تو ڈالا دیکھا کہ مغرور پڑا سوتا ہے چار خدمتگار بیٹھے
ہین پروانے بیہوشی کے اپنے شمع پر پھینکے خدمتگار بیہوش ہوئے تیز رفتار تڑپ کر قریب پلنگ
کے آیا داروے بیہوشی کھلے مین رکھکے برابر دماغ کے لگائی قریب تھا کہ مغرور بیہوش ہو دیکھا ایک
چیل سنہری ٹہلتی ہوئی چلی آتی ہے قریب تیز رفتار کے آکر ہاتھ پر تیز رفتار کے ٹھیکی ماری
تیز رفتار کو ڈھکیل دیا چپکے سے کہا ادبیا شہنشاہ آرام فرماتے ہین تو چاہتا ہے نیند مین خلل پڑے

خبردار جلد جا تیز رفتار لوٹ مار کر بھاگا وہ پتلی پاس پلنگ کے ٹہلا کی قضائے کار نہنگ سحر نگاہ طلا
پھرتا ہوا قریب اُس زر رشتے کے آیا مٹی وہان دیکھکر مہرہ نقب کا دیکھا خیال مین آیا کہ نقب مین کود کر
دیکھا ایک عیار گھبرایا ہوا بارگاہ شاہی سے نکلا نہنگ سحر نگاہ تڑپ کر ایک صحنچی کی آڑ مین آیا
تیز رفتار نے چاہا کہ بڑھون نہنگ سحر نگاہ نے پہلو پر اسکے حلقہائے کمند مارے اور نعرہ کیا او
مکار ستمگر نہنگ سحر نگاہ بارگاہ شاہی مین کہان گیا تھا تیز رفتار نے چاہا جست کرکے نکلون
نہنگ نے حباب مارا سحر بھی کیا تیز رفتار لڑکھڑا کے گرا نہنگ سحر نگاہ نے تیز رفتار کی مشکین
باندھین پشتارہ دوش پر لگاکے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا بادشاہ باطمینان سورہے ہین ایک
سنہری پتلی سرہانے ٹہل رہی ہے جیسے ہی نہنگ سحر نگاہ سامنے آیا پتلی نے کہا واہ میان نہنگ
اس طرح عیاری کرتے ہین اپنے شاہ سے ایسے غافل ہوئے ایک نگوڑا مکار و غدار شاہ کو
سوتے مین ستاتا تھا مین نے اُسے مار کر نکالدیا مین جانتی تھی کہ شاطر شہنشاہ اسکی گردن لیگا اب سحر
قریب ہے شہنشاہ کو بیدار کرو اس نگوڑے بے ادب نے بڑی بے ادبی کی بھلا پوچھو تو کہ تو کون ہے
یہان کیون آیا تھا نہنگ نے قدمون پر شاہ کے ہاتھ رکھا مغرور نے آنکھ کھولی پتلی نے جھککر سلام کیا
کہا اے شہنشاہ یہ نگوڑا مکار یہان آیا آپ کو بیہوش کرتا تھا مین نے مار کر نکالدیا مگر شاہ نے اسکو گرفتار کیا
اب اس سے پوچھیے کہ تو کون ہے یہان کیون آیا نہنگ نے تمام کیفیت عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ پتلی
کے ہاتھ سے بھاگ کر چلا تھا مین نے اسکو گرفتار کرلیا حکم ہوا ہوشیار کرو نہنگ نے اپنا سحر اُتار
چھینٹا پانی کا دیا تیز رفتار نے آنکھ کھولی مغرور نے پوچھا ارے تو کون ہے تیز رفتار کانپنے لگا اب
ہلڑ ہوا چوبدار و یساول اندر آنے لگے شاگردان تیز رفتار بصورت مبدل جو دروازے پر حاضر تھے
چوبدارون کے ساتھ اندر آئے دیکھا کہ اُستاد کی مشکین بندھی ہین مغرور و نہنگ پوچھ رہے ہین کہ تو
کون ہے کیون آیا شاہ کے ساتھ کیون بے ادبی کرتا تھا یہ سمجھا کہ شاہ بنگالہ ہے نیند و بیداری انکی یکسان
ہے جب نہنگ بہت خفا ہوا تب اسنے کہا کہ مین خداوند سالوس کا عیار ہون اب عقاب پر سوار
کا ملازم ہوا اُسنے مجھے حکم فرمایا کہ جا کر شہنشاہ بنگالہ کو گرفتار کر لاؤ مین حاضر ہوا بے ادبی سرزد ہوئی اب اگر
حضور مجبور کردین تو کبھی ایسا قصد نہ کرونگا مغرور بہت ہنسا کہا کیون صاحب یہ دمامہ و مشمش والے
ایسے سحر مین جاہل ہین یہ اُسکے ذہن مین نہ آیا کہ اتنا بڑا بادشاہ عالیجاہ غافل سوتا ہوگا بس یہ کہنا ثابت
ہوگیا کہ دمامہ و مشمش والے بالکل جاہل و اجہل ہین جب مین نے ہوشربا کی شاہزادی کو گرفتار کرلیا
انکی کیا حقیقت ہے آج میدان کارزار مین تماشا دکھاؤنگا حکم کیا قفس آہنی لاؤ اس عیار کو اسمین بند کرو
جہان حیرت و چالاک و نعمان قید ہین اُسی خیمے مین اسے بھی قید کرو تیز رفتار ہر چند چیخا چلایا کہ
مجھے چھوڑ دیجیے مین تو ایک غیر شخص ہون آپ ہی کی ملازمت کرونگا اگر حضور حکم دیجیے تو عقاب کو
پکڑ لاؤنگا انکا گرفتار کرنا کچھ بات نہین ہے سوتے مین سوائے حضور کے ہمنے کہین ایسا انتظام نہین دیکھا
خداوند سالوس شعبدہ باز دعوی خدائی کرچکے تھے اور سحر بھی اُنکے بہت عمدہ عمدہ تھے لیکن خواب کا
کوئی انتظام نہ تھا حضور کا انتظام نیا دیکھا ہر چند تیز رفتار نے میٹھی میٹھی باتین کہین مگر مغرور نے
کچھ نہ مانا قفس آہنی آیا اُسمین تیز رفتار بند ہوا سحر نگاہ قفس لیکر قید خانے مین آیا چالاک نے جو

عیار کو دیکھا پوچھا مہتر صاحب تم کون ہو کیون گرفتار ہوئے تیز رفتار رونے لگا کہا مہتر صاحب کیا کہون
ہاتھ سے ساربان زادے کے ایسے صدمے اُٹھائے کہ دل چاہتا ہو کہ عیاری سے توبہ کرون یہان
آکر ملازم ہوا عقاب ابر سوار نے حکم دیا کہ شہنشاہ بنگالہ کو پکڑ لاؤ یہان آکر گرفتار ہوا عقاب
برائے ملکہ حیرت بہت بیقرار ہی آٹھ پہر رویا کرتا ہی جس وقت سے اُسنے یہ خبر سُنی کہ ملکہ حیرت
قید ہوگئین آب و دانہ ترک کیا بمقابلہ شہنشاہ بنگالہ اُترا ہوا ہی کہتا ہی یا جان دونگا یا ملکہ کو
رہا کرونگا چالاک نے کہا اُسکی کیا لیاقت ہو کہ شہنشاہ بنگالہ کو شکست دے اور ملکہ عالم کو رہا کرے
اگر خدا کو منظور ہی تو ہم رہا کرینگے کہ سحر نگاہ یہان آنے لگا آج یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مغرور
خواب مین بھی بیدار رہتا ہو اُسکے نگہبان موجود ہین تیز رفتار کو جو معلوم ہوا کہ یہ عمرو کا فرزند ہی
جا بجا بڑی بڑی عیاریان کین جان بلا مین پھنسگیا ہاتھ جوڑتا ہی منتین کرتا ہو کہ ای چالاک مین تمھارا شاگرد
ہونگا جب رہا ہونا تو مجکو بھی رہا کرنا چالاک کے ہنسنے پر حیران ہی کہتا ہی آپ اس
قید شدید مین بھی ہنستے ہین چالاک نے کہا ای بھائی قید ہونا ہمارا کام ہو ہمارے قبلہ و کعبہ کو خدا
سلامت رکھے قید ہوئے اور حریف کو مارا اس طرح ہمین یقین ہو کہ ہمین کوئی قتل نہین کرسکتا اگر کسی نے
ایسی گستاخی بیجا کرنیکا ارادہ کیا تو بہت پچتائیگا اپنے خدا کے احکام کے معتقد ہین اس لئے
یہ ہمارا اعتقاد ہی یہ مجوب یاد ہی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ٭ وہ سب کا
حاکم ہی کسکی مجال ہو کہ اُسکے حکم کے خلاف کرے جب وقت آئیگا چھوٹ جائینگے تیز رفتار کو بھی اعتقاد
ہوا کہا ای چالاک مین عہد کرتا ہون کہ اگر قید سے رہائی پاؤن بصدق مسلمان ہو جاؤن
تمھاری خدمتگزاری کرون اس وقت تمھاری باتون سے دل کو قوت ہوئی یہان تو قید خانہ
مین یہ باتین ہین مغرور تخت پر سوار ہوا رفیقون کو ساتھ لیکر مع فوج میدان مین آیا وہان عقاب
نے رات بھر تیز رفتار کا انتظار کیا صبح کو وزرا نے خبر دی کہ لشکر میدان کارزار مین ہو چکیا اب
حضور بھی سوار ہون عقاب نے کہا مین انتظار تیز رفتار کر رہا ہون یہ ذکر تھا کہ شاگردان
تیز رفتار روتے ہوئے آئے عرض کیا کہ اُستاد قید ہو گئے یہ سُنکے عقاب کے ہوش اُڑ گئے کہا
یار ہی غضب ہوا مجھے تیز رفتار کا بڑا بھروسا تھا ایسا عیار قید ہو گیا جسنے عمرو سے عیاریان کین
وزرا نے کہا حضور عمرو کا نام نہ لیجیے سُنتے ہین کہ عمرو کے نام مین تاثیر ہی جہان تین مرتبہ نام اُسکا
لیا گیا وہ اُس محفل مین آجاتا ہو آج آپ نے ذکر کیا ہمین خوف پیدا ہوا عقاب مجبوری تخت
پر سوار ہوا تمام فوج کو ساتھ لیا میدان کارزار مین آیا دیکھا لشکر مغرور نہایت تکلف سے آراستہ ہی
مغرور کے تخت کے برابر ایک اژدہا قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہو خود آمادہ ہو کہ اگر عقاب میدان مین نکلے
تو مین خود میدان مین جاؤن خاندان دمامہ کے سحر دیکھون نقیبون نے نقابت کی اشعار عبرت کے
کہے عقاب نے طرف وزیرون کے دیکھا صیقل خود پسند ایک ساحر زبردست ٹھکرا کر اپنے
گینڈے کو سامنے عقاب کے آیا کہا حضور کیون تردد کرتے ہین مین ابھی جاکر میدان مین قیامت برپا
کرتا ہون دیکھون تو بنگالے کے سحر کیسے ہین عقاب نے اجازت دی صیقل سحر کرتا ہوا میدان مین آیا
پکار کر آواز دی ای ساحران بنگالہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے منم وزیر اعظم شہنشاہ عقاب ابر سوار

بادشاہ پردہ ظلمات نہیں کہ دمامہ یہ سنکر مغرور نے کہا اردیبے واسطے باعث ہتک ہی کہ مقابلے
میں ایک ملازم کے جاؤن اگر خود عقاب نکلتا تو میں جاکر بلند پروازی بھلاتا کوئی اور جاکر اس سے
مقابلہ کرے مسکن فیل جنگ کہ شیران سلطنت سے تھا اپنے فیل مست کو بڑھاکر نکلا سامنے مغرور کے
آکر عرض کی ای شہنشاہ جاکر صیقل کا سر لاؤن مغرور نے کہا ذرا ہوشیار رہنا اُسکا وزیر اعظم ہی مسکن
نے کہا سمجھا جائیگا یہ کہکے فیل کو مہمیز ماری فیل میدان میں آیا صیقل نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا مسکن نے ہنسکر
کہا ارے بیوقوف یہ کیسا سحر کیا یہ کیا چیز ہی یہ کہکے مسکن نے ایک چیخ ماری گولہ اُلٹا پلٹا سر پر اژدر
کے پڑا صیقل نے ہر چند ردّ کا گو دور الگ ہوگیا اژدر کا سر بیٹا پیدل ہوکر برق چمکائی کہ فیل کا سر
اڑگیا مسکن نے گرتے گرتے آواز دی ای فیل شہر بنگالہ تیرا لاشہ یہان گرا کہلا ہی خدمت میں
سامری و جمشید کے جائیگا شکر جاکہ ہوا ایک تیلی رقص کرتی ہوئی نکلی یہ اشعار عاشقانہ اُسکی زبان پر تھے

پھر بہار آئی چمن میں زخمِ دل آلے ہوئے | پھر مرے داغِ جنون آتش سے پرکالے ہوئے
ہوگئی کیا آتشِ گلرو دہ بے ساقی شراب | تاک میں بھی دانۂ انگور تبخالے ہوئے
کسطرح چھوڑون بلا کیسی تیری زلفون کا خیال | ایک مدت کے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے
واہ کیا تاثیر ہی رخسار آتشناک کی | شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے
کسقدر میں نے چڑھایا اُس بت خونریز کو | پیش ازین جو تیر مژگان تھے سو اب بھالے ہوئے
ہوگیا ہون انتظار آمد ساقی میں کور | شیشے کے ڈورے کی جا آنکھون میں اب جالے ہوئے
میرے خرمن پر اگر بجلی گرانے کو ہوا | سب ستارے بہر گشت آسمان ژالے ہوئے
تجھسی ای رشکِ چمن نرگس اگر بیمار ہی | باغ میں لالے کو اپنی زیست کے لالے ہوئے
جابجا اُس ماہِ تابان کا جو پرتو پڑ گیا | جتنے تھے گرداب دریا میں وہ سب ہالے ہوئے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہی اکثر فخر سے | ای ناسخ ہم تمہارے چاہنے والے ہوئے

اپنی دھن میں اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ صیقل جھومنے لگا نازنین نے کہا ای صیقل کیا چاہتا ہی صیقل
کہا میں تو مرتا ہون میری جان جاتی ہی ای جان جہان دوا ہی آرام دل مشتاقان جی چاہتا ہی کہ گرد
پھرون تصدق ہون نثار ہون نازنین نے کہا مجھے فیلان فیل جنگ نے تیرے واسطے مقرر کیا
اُسکے شکم سے پیدا ہوئی میں خود تیرے نام پر شیدا ہوئی لیکن ایک مشکل درپیش ہی اسکا ایک دشمن
ہی کہ عقاب پر سوار ہمارے مقابلے کو آیا ہی ہمارے شاہ سے مقابلہ کرتا ہی اُسکا سر لاؤ یہ سنکر صیقل
بلبلا جھومتا ہوا چلا عقاب نے جو دیکھا کہ صیقل آتا ہی وزرا سے عرض کی حضور صیقل ہوش میں نہین
ہوا اسکے شر سے اپنے تئین بچائیے عقاب زمین پر گر کر ثابت الشکل عقاب بنکر سر پر صیقل کے سایہ کیا
صیقل پلٹ پڑا پکارتا ہوا کہ او فاحشہ تو نے غضب کیا میرے شاہ سے مجکو شرمندہ کرایا ہاتھ
یہ کہکے ہاتھ چمکایا نازنین نے چاہا بھاگے مگر برق چمکی نازنین کے دو ٹکڑے ہوگئے پرتی اُسکی
اژدر ہوا چھا گیا آواز آئی کشتی مرا نام من دختر فیلان فیل جنگ بود مسکن نے جو دیکھا کہ میری
کنیز کو صیقل نے قتل کیا مغرور نے بھی آواز دی کہ او مسکن سنبھلکر ہو کر مسکن وزیر پہنچا جب ہی
پاس صیقل کے آیا صیقل نے ہاتھ تلوار کا مارا مسکن نے سر آگے کردیا مسکن کے دو ٹکڑے ہوگئے

مرتے ہی مسکن کے فوارہ خون کا نکلا صیقل خون مین نہا گیا اب چیخ ماری رقص کرنے لگا یہ اشعار گاتا تھا نظم

کس طرح پاؤن خبر مین کوے جانان دور ہی — نکہت گل آ نہین سکتی گلستان دور سے
ناتوان ہی پہونچ سکتا نہین ہاتھ ای جنون — دامن صحرا سے بھی اپنا گریبان دور ہی
روبرو تو ہی مگر خورشید تابان کی طرح — میری نظرون سے تمھارا روے تابان دور ہی
کسطرح سیراب ہون مین تشنۂ دیدار یار — چاہِ زمزم کی طرح چاہِ زنخدان دور ہی
بوسۂ لب کیا ابھی زلفون ہی مین الجھا ہو دل — ہو گیا تا بت ختن سے بھی بدخشان دور ہی
وہ کتابی رو دلا بے جستجو ملتا نہین — پاس ہی مثل اوراق پریشان دور ہی
زندگی کی اب مجھے صورت نظر آتی نہین — مثل عیسی وہ طبیب دردِ ہجران دور ہی
آپ کو مردہ نہ سمجھون کیون فراق یار مین — دور وہ مجھسے نہین ہی جسم سے جان دور ہی
راتدن ناسخ ہی میری چشم باطن کے حضور — گر بظاہر روضۂ شاہِ شہیدان دور ہی

اس غزل کو گاتا ہوا لپٹا عقاب نے جو دیکھا کہ صیقل کی بحر قلعی کھولی اسکی انتہا کا بھوت ہی رقص کرتا ہوا آتا ہی ایکطرف سے نعرے کی آواز آئی کہ منم مسکن حیلہ ساز صیقل کو اور زیادہ جوش ہوا عقاب نے ماش کے دانے مارے کئی سحر کیے لیکن صیقل نہ لپٹا عقاب کو گالیان دیتا ہوا قریب تخت آیا چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون عقاب نے جھولی سے نکالکر گولہ مارا سینے پر صیقل کے پڑا توڑکر پشت کے پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من صیقل جادو بود عقاب صیقل کو مارکر بہت رویا کہتا تھا یار دین نے غضب کیا صیقل ہوش مین نہ تھا بے گناہ کو مارا اسی غصے مین مسکن پر جا پڑا مسکن نے چند دانے ماش کے مارے شعلہ ہاے آتش چمکے عقاب نے اُن شعلون کو بجھا کار دیکر جھولی سے نکالی مسکن پر پھینک ماری مسکن نے چاہا جون غرق زمین ہو جاؤن ممکن نہ ہوا کاردسینے پر پڑی توڑکر پشت کو پار گذری مغرور کا جو رفیق مارا گیا تخت سے کود کر اژدر پر سوار ہوا تازیانہ مار آتشین کہ ہاتھ مین تھا اژدرکے مارا اژدر دم کھینچا عقاب زمین پر گرا شل تنکے کے اُڑتا ہوا قریب دہن اژدر پہونچا مغرور تو کود کر الگ ہو گیا عقاب نے دونون کلے اژدر کے پکڑے چیر کر پھینکدیا مغرور تیغہ کھینچکر عقاب پر جا پڑا آپسمین تلوار چلی بڑے بڑے عجایب دغرایب ہونے لگے ہزار عقاب کے ملازم جلے اسی طرح کئی ہزار مغرور کے بھی ملازم جلے مگر آخر مین عقاب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغے نے سپر کو کاٹا سر عقاب زخمی ہوا ہالیان فوج نے دیکھا کہ ہمارا آقا زخمی ہوا لینا لینا کہکر جا پڑے دونون لشکر ملگئے عقاب کو غش آنے لگا وزرا نے ہوادار پر ڈال لیا مغرور نے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے لڑتا ہوا جاتا ہی افسرون کے روکے سے کب رُکتا ہی جس افسر نے بڑھکر مقابلہ کیا اسی تیغے سے مغرور نے قتل کر ڈالا کئی سو افسر عقاب کے مارے گیے عقاب ہوادار پر سوار ہی زخم کے باعث سے آنکھون مین اندھیرا ہی فوج مصیبت نے گھیرا ہی چند افسر اسکے ہوادار کے پاس آکے کہا ای شہنشاہ آپ تو بیکار ہوے زخمی ہوکر مجبور و لاچار ہوے مغرور کا سحر ہمسے نہین رُکتا اگر حکم ہو تو طبل امان بجوا دین جب حضور صحت پائینگے تب مقابلہ ہوگا عقاب نے لاچار ہوکر طبل امان بجوا دیا مغرور پلٹا مگر کہ گیا کہ او عقاب اب میدان مین پھر آنا ابکی مرتبہ پھونک دونگا عقاب نے بلکر جواب دیا کہ او ہجیا اتفاق سے سر میرا زخمی ہو گیا ورنہ

کیا مین تمکو زندہ چھوڑتا مغرور اپنے رفقا سے کہتا ہوا پلٹا ماہ دولت نے کوئی سحر نہین کیا ایک مرتبہ
قیامتین برپا کر دینگا رفقا کہتے ہوئے حضور سے وہ کیا مقابلہ کر سکتا ہی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر
ہو پہنچے عقاب کی زخمداری ہوئی مغرور نے اپنے مقام پر بیٹھکر کہا دو روز کی عقاب کو مہلت دیتا ہون
اگر اس زمانے مین آکر قدمون پر گرا تو بہتر ہی خطا معاف کر دونگا ورنہ ایک مرتبہ ماہ دولت خود میدان مین
نکلینگے ایک رفیق میرا قتل ہوا آجتک صدمہ ہی دس ہزار فوج بھی قتل ہوئی اب ایسا اتفاق نہین ہوگا
مین خود میدان مین نکلونگا یہ خبر ہرکارون نے عقاب کو پہونچائی کہ مغرور نے آپکو دو روز کی
مہلت دی ہی عقاب نے کہا وہ کیا مہلت دیگا میرے ہاتھ سے شکست کھائیگا سر میدان مارا جائیگا
تیاریان سحر کی ہونے لگین عقاب روز ہر مخانے مین جاتا ہی سحر نئے تیار کرتا ہی لیکن نہنگ سحر نگار عیار
ایک دن ٹہلتا ہوا در زندانخانے پر آیا شاہور سحر سوار کہ نگہبان قید خانے کا ہی پوچھا مہتر صاحب
آج کہان چلے نہنگ نے کہا واسطے سمجھانے ملکہ حیرت کے آیا ہون ہمارے شاہ بہت بیقرار ہین یہ
حکم ہوا ہی کہ حیرت کو سمجھاؤ شاہور نے کہا ظاہر مین وہ معشوق بیہوش ہی ظالم قتال عالم نہایت سرکش
ہی وہ نہ مانیگی نہنگ نے کہا وہ قبول کر لیگی یہ کہکے نہنگ اندر آیا حیرت نے نہنگ کو دیکھکر منھ
پھیر لیا چالاک نے جھککر سلام کیا کہا مہتر صاحب آئیے بڑے بڑے عیار دیکھے مگر آپ ایسا عیار
طرار غنچہ گذار ہوشیار مکار آنکھ سے نہین گذرا آرزو ہی کہ بقیہ عمر اپنی زیر سایہ دامن دولت بسر کرون
آپ کا شاگرد ہون اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ سحر سیکھنا بھی ضرور ہی نہنگ خوش ہو گیا دل مین کہتا ہی
عمرو کا بیٹا جو شہنشاہ عیاران ہی اسکا بیٹا میرا شاگرد ہو کیسے فخر کی بات ہی قریب آکر کہا مہتر صاحب
تمھارا کیا کہنا تم فرزند شہنشاہ عیاران ہو مذہب سامری و جمشید قبول کرو ہم وعدہ کرتے ہین
کہ خطا تمھاری شہنشاہ سے معاف کرا دینگے چالاک نے کہا بھائی صاحبقران کے خوف سے منھ
ہی سے نہین نکالسکتے ورنہ کیا ہم نادان ہین عقل سے نہین سمجھتے کہ پوجنے دو سے زیادہ یا ایک زیادہ
لیکن کیا کرین صاحبقران کے سامنے کسکی مجال ہی کہ نام مذہب لات پرستی لے دل مین سمجھکے
خاموش ہو رہتے ہین آپ کے فرمانے سے اور زیادہ اعتقاد ہوا چالاک نے کہا اب ہمین قفس
سے نکال لیجیے تو مفصل دل کا حال آپ سے کہین کچھ مال ہمارے پاس ہی وہ بھی آپکے سپرد کرین
ہمسری کا مزہ آپ سے ملا کچھ آرزو کھلا نہنگ نے قفس چالاک اتارا مال کا نام سنکر خوش ہو گیا
چالاک کو قفس سے نکالا چالاک نے کچھ روپے کمر سے نکالے نہنگ کو دیے نہنگ خوش ہو گیا
چالاک نے ایک برفی کی ڈلی نکال کر کہا دیکھیے استاد ایسی ڈلیان بیہوشی کی بناؤنگا چکھیے تو اسکا مزا
کیسا ہی نہنگ نے آدھی ڈلی چکھی چکھتے ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا کہا ای چالاک یہ برفی کیسی
تھی مجھکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی چالاک نے کہا بیہوشی آپ کو کھلا دی نہنگ اڑے کھٹے اٹھا
ڈھلکا گرا بیہوش ہوا چالاک نے اسکی زبان مین سوزن دیا اسکو اپنی صورت بنا یا قفس مین
بند کر دیا آپ بشکل نہنگ باہر نکلا شاہور نے پوچھا ملکہ کیا فرماتی ہین نہنگ نقلی نے کہا ابھی
عقاب کا حال سنکر کہتی ہین یہ کہتا ہوا بارگاہ مین مغرور کے آیا دیکھا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

غیرت ہی آنکھ وہ دکھا دیکھین | زہر چشم دکھلائین پھر ذرا مزا دیکھین | لب تلک جین یارب پھر تحریر مین

صبح اٹھکے منھ کب تک آفتاب کا دیکھین
غیر کو دکھاتا ہون چاک دل تماشا ہی
یار کو ان آنکھون سے غیر پر خفا دیکھین
کسنے اور کو دیکھا کسکی آنکھ جھپکی ہی
صحن بتکدے مین ہم خاک پر پڑا دیکھین

ناصح انکو گر مری عقل سے تنفر ہے
گر وہ روزن در سے آنکر ذرا دیکھین
ٹکٹکی لگائی ہی اب تو گو ہو رسوائی
دیکھتا ادھر آؤ پھر نظر ملا دیکھین

تو بھی کم نگاہی کیون جانب وفا دیکھین
دیکھیے خدا کب تک یہ وہ دن دکھائیگا
تا وہ گر ادھر دیکھین تجکو دیکھتا دیکھین
نکلے آرزو اپنی مومن آہ جب تجکو

آنکھون سے آنسو جاری کبھی رفقا سے کہتا ہی یارو مین نے غضب کیا
بنگالے کی سرحد مین بڑے شادہین جوگی جیپال کا بیٹا شعبدہ باز سحر ساز بلاے روزگار اُسکے گئی
قبیلے ہماری عملداری مین دبگئے تھے مابدولت کے خیال سے سر نہ اُٹھا سکا اب جو سُن پائیگا شہنشاہ
چلے گئے یقین ہی کہ ضرور لشکر کشی کریگا ملازم ہمارے کیا سنبھال سکینگے جبکے عشق مین آوارہ ہوکر نکلا
اُسکو بالکل خیال نہین کہ نہنگ نقلی نے آکر سلام کیا کہا ای شہنشاہ آج غلام نے اس سرکش کو شیشے مین
اتارا حضور کنارے چلین تو عرض کرون مغرور اُٹھا چالاک ایک گوشے مین لیگیا پھر اُ مغرور
نے پوچھا ای شاطر کہو کیا ہوا نہنگ نقلی نے کہا ای شہنشاہ وہ عقاب سے بھی راضی نہین
اگرچہ ہزارون باتین سناتی ہی لیکن آپ کے نام پر اتنا کہا کہ شہنشاہ بنگالہ اقرار کرین ملک
ہوشربا مجکو دلادین اور قاتل افراسیاب مجکو ملے بربادی مسلمانان آنکھون سے دیکھون
تو مین شاہ بنگالہ کو قبول کرون اُسنے مجھپر جبر بہت کیا اس وجہ سے خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو
سبیل کرکے کوئی مکر کرین یہ چالاک کو بخوبی یقین ہی کہ کھلانا پلانا اسکو ناممکن ہی خواب مین بھی نہی
پتلی نگہبان رہتی ہی چالاک نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے کوئی آتا ہی جیسے ہی مغرور پلٹا چالاک
نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور کھینچے مغرور پلٹا چالاک نے حباب مارا مغرور بیہوش ہوا
چالاک نے زبان مین سوزن دیا مشکین باندھنے لگا منظور یہ ہی کہ مشکین باندھلون تو اسکی صورت
بنکر تدبیر کرون قضاے کار پلنگ شعلہ رخسار ایک جادوگرنی کہ مغرور کی آشنا ہی رات سے مغرور
محل مین نہین گیا یہ گھبرائی ہوئی بارگاہ مین آئی مشیرون سے پوچھا کہ شہنشاہ کہان ہین لوگون نے کہا
تخلیے مین گئے ہین یہ پردہ اُٹھاکر اندر آئی دیکھا نہنگ شہنشاہ کی مشکین باندھ رہا ہی پلنگ نے
للکارا کہ او ناعیار کیا کرتا ہی چالاک بیچارہ کچھ کلام نہ کرسکا پلنگ نے ایک دوہتڑ مارا چالاک
لڑکھڑا کر گرا پلنگ شعلہ رخسار قہقہہ مار کر ہنسی ہنسنے مین اسکے منھ سے شعلہ نکلا وہ شعلہ چالاک
پر گرا رنگ و روغن عیاری کا جلگیا پلنگ نے ایک عیار دیکھا دبلا پتلا نا تنیا پوچھا ارے تو کون
چالاک نے کچھ نہ بتایا پلنگ نے غل مچایا اور سردار دوڑ پڑے چالاک کو دیکھکر پہچانا کہا
یہ تو وہی فرزند عمرو ہی یہ تو قید خانے مین قید تھا مغرور کی زبان سے سوزن نکالا ہوشیار کیا
مغرور نے اُٹھتے ہی پلنگ کو جھڑکا کہ محل مین جاو پلنگ قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا ای
شہنشاہ اس وقت کنیز کا آنا باعث خیریت ہوا ورنہ یہ عیار حضور کو گرفتار کرچکا تھا مغرور نے کہا
یہ مجھ تک کیونکر پہونچا نگہبان جائین وہان جاکر دیکھین نگہبان گئے جاکر قفس لائے دیکھا چالاک
اسمین بیٹھا ہی پوچھا ارے تو کون ہی نہنگ سحر نگاہ غین غین کرنے لگا منھ سے بولا نہین جاتا
آخر اسکے منھ سے گیند عیاری کا نکالا تب اسنے عرض کی ای شہنشاہ مین ہون غلام آپ کا نہنگ

چالاک نے مجکو پکڑ کے قفس مین بند کر دیا مین نے بڑا دھوکا کھایا چالاک کو اُسی قفس مین بند کیا انشنگ
کو نکالا مغرور شرمایا ہوا بارگاہ مین آیا حکم دیا طبل جنگی بجے کل عقاب کا خاتمہ کرون بعد اسکے چالاک
وغیرہ کو قتل کرکے صرف قفس حیرت لیکر وطن کو جاؤن مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو فرزند جنگی جیسا
میرے ملک کا ارادہ کرے تو بڑی مشکل پڑے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے روتے ہوئے
سامنے عقاب کے آئے عرض کی اے شہنشاہ بڑا غضب ہوا آج چالاک عیاری کرکے نکلا مغرور کو
پکڑ لیا تھا ملنگ شعلہ رخسار اُسکی معشوقہ اتفاق سے آگئی ورنہ حیرت کو چھڑا لیتا حیرت سے گ
رہا ہونے پر قیامت برپا ہوتی لشکر اُسکا تباہ ہو جاتا اب اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے کہتا ہے عقاب
کا خاتمہ کرکے چالاک و تیز رفتار و نیرنگ و نعمان کو قتل کرونگا صرف قفس حیرت لیکر طرف وطن
کے جاؤنگا طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہو رہی ہین کل اُسکا ارادہ ہے کہ مقابلہ کرے عقاب یہ خبر سنکے
گھبرا گیا لاچار ہو کر حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین
لشکر مغرور مین ٹھہری ہے کہ کل لشکر حریف لوٹ لینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے بادشاہ پرو ظلمات
ہے خزانہ اسکے ہمراہ بہت ہے خوب لوٹینگے ہر ایک ساحر تیاری کر رہا ہے لشکر عقاب مین ہنگامہ ہے
دوکاندار بھاگے جاتے ہین تاجرون کی دوکانین بند ہو رہی ہین بعض سپاہی حیلہ کر رہے ہین اپنے
افسرون کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہین ایک خط بھی تیار کر لائے ہین دکھلا رہے ہین یہان سے
قریب دو کوس پر ایک قریہ ہے وہان سسرال مین ساس بانذی ہے جورو بھی وہین آگئی تھی اُسکو درد زہ
لگے ہین لڑکا ہوا چاہتا ہے غلام اگر نہ جائیگا تو دونون عورتین تڑپ تڑپ کے مرجاینگی علاج کرنیوالا اونکا
کوئی نہین ہے افسر نے کہا صبح کو مقابلہ ہے حریف زبردست کا سامنا ہے کل جانبازی کرنا ہوگی غرض کہ
ہم لاچار ہین اگر مہلت نہ لے استعفا قبول ہو ایسے ایسے حیلون سے اہالیان لشکر بھاگے جاتے ہین
یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ لشکر مین ہلکہ ہے ساحر بھاگے جاتے ہین ہرکارہ کچھ تدبیر کرین عقاب گھبرا کے
باہر آیا دیکھا پلٹنین رسالے خالی ہوگئے ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہے افسرون سے کہا ارے انکو روکو
افسرون نے بہت تدبیرین کین مگر نہین رُکتے بھاگے جاتے ہین نامردی دکھاتے ہین رات بھر مین
بارہ ہزار ساحران غدار لشکر عقاب نابکار سے نکلے جبکہ عقاب با ہتامان مع فوج ثوابت گ
سیارگان ہاتھ سے سلطان زرین پوش کے شکست کھا کے قلعہ مغرب مین داخل ہوا سلطان
زرین پوش بصد جوش وخروش مع فوج صفیا تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا مغرور نے رات بھر
سحر تیار کیا افسر بھی اسکے ہر مکانے مین رہے صبح کو ہر مکانے سے نکلا غصے مین کانپتا ہوا افسرون سے
اشارہ کیا لشکر جلد تیار کرو نابدولت لباس وغیرہ پہنکے آتے ہین افسرون نے فوراً لشکر تیار کیا
طرف میدان کارزار کے چلے وہان عقاب حیران و پریشان اپنی بارگاہ سے نکلا افسرون کو دیکھا
متردد کھڑے ہین آپسمین صلاح کر رہے ہین کیا کرین دیکھتا افسر ہین پیچھے سے بھی نہ نکلے کیونکر گھماتے
پلٹنین رسالے خالی ہوئے نام سے مغرور کے ساحر کانپتے ہین بخوف جان بھاگے جاتے ہین کہ
عقاب نے حکم دیا لشکر تیار ہو تخت سواری کا آیا خاموش ہو اُسی تخت پر سوار ہوا افسرون نے
آکر تخت کو گھیر لیا بصد زور و شور سے میدان کارزار کو چلا ساحر لرزان و ترسان ہین میدان مین آگے دیکھا

مغرور بھی بڑے زور و شور سے میدان مین آیا ہی قلب فوج مین قیام ہی سرداروں کو اپنے ترغیب
دے رہا ہی جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت
کرا کا کمکرہٹے مغرور نے طرف دست راست کے دیکھا میلاد دراز دندان ساحر زبردست بادۂ کبر و
نخوت سے مست مرکب پرند اڑاکر سامنے تخت شاہی کے آیا کہا ای شہنشاہ غلام نے ایسے سحر تیار کیے مین
آج اہالیان ظلمات کے اوپر اندھیرا آجائیگا غلام کے سحر سے قلب تھرا جائیگا مغرور نے اجازت
دی میلاد غربد کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا عجائب و غرائب سحر کے اپنے دکھائے پکار کر آواز دی
ای اہالیان ظلمات بہتر اسی مین ہی کہ آکر اطاعت کرو ہمارا شاہ آج کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا جب کچھ
جواب نہ ملا تو پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عقاب نے پلٹکر طرف ساحرون کے دیکھا
اشفاق مار گیر جھکاکر اپنے مرکب کو نکلا عرض کی ای شہنشاہ اجازت میدان اس ملعون کا سر کاٹ لاؤن
عقاب نے حکم دیا کہ ای اشفاق سمجھکر مقابلہ کرنا مین بھی خیال رکھونگا اشفاق نے کہا حضور تردد
نہ فرمائین ان ایسون کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکے طرف میدان کارزار کے چلا میلاد نے جو
اشفاق کو آتے دیکھا مرکب پرند کو اڑایا کچھ ماش کے دانے مارے شعلۂ آتش بھڑککر اشفاق پر گرے
اشفاق نے ہاتھ ہلایا قطرے پانی کے گرے شعلے بجھے ایسے ایسے دو چار سحر آپس مین ہوئے گرا کر
تلوارین کھینچکر جا پڑے تلوار چلی اشفاق نے کئی ہاتھ مارے میلاد نے زرد کے شعلے پھینکے جا کر
لشکرون پر گرتے ہین جانبین کے کئی سو ساحر جلے کچھ برقین گرین میلاد نے پیشانی پر اپنے ایک خنجر
خون دم شمشیر لگایا اس تلوار کا جو ہاتھ مارا سپر اشفاق کی کٹی یا تو وہ قبہ سپر پر گری تھی یا زبر تیغ
تلوار نے بوسہ دیا اشفاق کے مرنیکی علامت بلند ہوئی میلاد نے پکار کر آواز دی ای اہالیان
ظلمات اور کسی مرنیوالے کو بھیجو مین اکیلا سب پر کافی ہون ایک ادنی ملازم شہنشاہ بنگالے کا ہون
اگر خود شہنشاہ قصد کرین زمین کے طبقے ہلا دین آج تمہے کوئی امان نہ پائیگا میدان کارزار میں جائیگا
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ مغرور نے حکم دیا ہی ای شاہور پردے اس خیمے کے اٹھا دو
کہ ملکہ حیرت بھی اپنے عاشق کی شکست کو دیکھین کہ کیا گذر رہی ہی اپنے نزدیک میان عقاب
بڑے بلند پرواز ہین اب حال کھلیگا دیکھو تو آج کیا کیفیت کرتا ہون شاہور نے پردے خیمۂ قیدخانۂ
حیرت کے اٹھا دیے ہین مہتر چالاک و حیرت جادو و ملکہ نیرنگ و ملکہ نعمان یہ سب قیدخانے
سے تماشا دیکھ رہے ہین جسوقت اشفاق جادو مارا گیا تو حیرت نے آنکھون مین آنسو بھر کے
کہا دیکھو غضب ہوا ساحر طرف کا عقاب کے مارا گیا بنگالے کے ساحر بڑے بڑے زبردست
ہین ہمین تو امید تھی کہ عقاب کی فتح ہوگی چالاک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیے
پروردگار مدد کریگا حیرت نے کہا ای چالاک تمنے کیا کوئی بات اٹھا رکھی لیکن مغرور بڑا ہوشیار
ہی تمھین گرفتار ہوئے تیز رفتار نے بھی بڑا زور مارا تیز رفتار نے کہا حضور مین تو سمجھا تھا
کہ سوتے مین بڑے بڑے بادشاہون کو گرفتار کیا مین جس کام پر گیا کبھی خالی نہین پلٹا خداوند
سالوس کی خدائی کا انتظام میری ذات پر تھا عمرو سے بڑے بڑے مہر کے پڑے اب ہر طرح
طبیعت کو نا امیدی ہی اگر اس لڑائی کو اسنے فتح کر لیا تو پھر بڑی جفا کریگا میرے تو قتل کو کہتا ہی

تمام سردار آمادہ ہین یہ سنکر ملکہ حیرت نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو سارا جھگڑا میری ذات کا ہی
مجکو قتل کرے مین مہلت پاؤن اُس حرامزدے کے دل مین کیا چڑھی ہی مجکو کیون نا قتل نہین کر ڈالتا
جھگڑا پاک ہو بعدا فراسیاب اپنی یہ کیفیت ہی نظم

آبلے پاؤن کے کیا تونے ہمارے توڑے
خار صحرا سے جنون عرش کے تارے توڑے

ذقن ورخ مین نہ جا بوسون سے باقی رکھی
ثمر وگل چمن حسن کے سارے توڑے

سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا
ہنسی پازیب اُنھون نے جو اُتارے توڑے

مست سمجھا بھی کوئی نشے کا ہوگا نہ حریص
پی کے مے جام کے دانتون نے کنارے توڑے

شربت وصل ہی تنقیہ کے خاطر موجود
تپ ہجر آکے بدن کو نہ ہمارے توڑے

آگیا وہ شجر حسن نظر جب ہمکو
بوسے لیکر لب شیرین کے چھوارے توڑے

عشق بیدرد سے کرنیکو کہا تھا کسنے
سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے

کنج عزلت مین بٹھایا ہی خدا نے آتش
اب جو تم پانسے لیے پاؤن تمھارے توڑے

چالاک ان باتون پر حیرت کی رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم اسقدر نہ گھبرایے دل کو پیدا کرنیوالے سے
رجوع کیجیے خدا سے دعا مانگیے پیدا کرنیوالا مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا
ملکہ حیرت چالاک کی بات کا جواب نہین دیتی میلاد میدان کارزار مین بلبلا رہا ہی پکار رہا ہی کہ ای
عقاب کسی کو بھیج عقاب نے پھر دست راست کی طرف دیکھا سہیل ابر سوار اپنے ابر کو چھیڑ کر سامنے
تخت کے آیا عقاب سے اجازت لی میدان کارزار مین سامنے میلاد کے آیا میلاد نے دیکھتے ہی
گولہ مارا آواز دی کہ اب ملازمان عقاب کو نہ جیتے رہنے دونگا ایک ایک کو قتل کرونگا وہ گولہ سہیل نے کاٹ دیا
دو چار سحر آپسمین چلے میلاد تلوار کھینچکے جا پڑا خوب آپسمین تلوار چلی ایک مقام پر میلاد نے ایک
طائر مٹھی سے چھوڑا اُس طائر نے سر پر سہیل کے چونچ مارا چونچ مارتے ہی سہیل سحر کرنے سے
رُکا اور سے میلاد نے ہاتھ مارا سہیل کے بھی دو ٹکڑے ہوئے لکھا ہی چار سردار عقاب کے میلاد کے
ہاتھ سے فردا فردا مارے گئے اب تو پر اعقاب کا بند ہوا ہرچند میلاد للکارتا ہی کوئی مقابلے مین آگے
نہین آتا جب عقاب نے دیکھا کہ کوئی سردار نہین جاتا سب سر جھکائے کھڑے ہین عقاب نے
کئی مرتبہ آواز دی کہ ارے جاکر اس زباندراز کو جواب دو اسکو قتل کر دو کوئی سردار صف سے نہین
نکلتا جب تو عقاب تخت سے کود ا دل اسکا بھی نہین چاہتا حیران ہی کہ شکست ہوئی جاتی ہی
بڑا خیال ہی پکار کر آواز دی کہ مابدولت کا گھوڑا لاؤ اب لشکر مین عقاب کے ہلڑ ہوا کہ شہنشاہ
ظلمات مقابلے مین میلاد کے جاتے ہین سب سرداروں نے آکر گھیر لیا عرض کر رہے ہین ای شہنشاہ
آپ قصد نہ کرین ہم جاکر اسکا سر لاتے ہین عقاب نے کہا یار و اب تمھاری کچھ ضرورت نہین ہی
اسکی کیا حقیقت ہی اسکو مارکر مغرور کو للکارونگا یہ بیچارا اپنے دل مین کیا سمجھا ہی ایک ملازم کو بھیجکر
مخفی مخفی مدد کرتا ہی ظاہر مین مقابلہ پڑیگا تو احوال کھلیگا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا چاہا مرکب کو
بڑھاوے کہ سمناک فیل پیکر نے آکر رکاب پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہنشاہ آپ تامل کرین مین جاکر
میلاد کا سر لاتا ہون عقاب نے کہا اب تامل کرنا بہتر نہین وہ بہت بلبلا رہا ہی جب اسکا سر کاٹونگا

تو میان مغرور نگلینے سہمناک نہین مانتا حیرت نے جو قفس مین یہ معاملہ دیکھا پریشان ہوئین کہا
تو صاحب عقاب خود میدان مین آتا ہی سردار اسکے روک رہے ہین چالاک نے بلک کر دعا کی
کہ اے کارساز عقاب کی مدد کر اگر عقاب مارا گیا یہ ملعون مجکو قتل کریگا ہمارا بچنا دشوار ہی
قفس سے رونیکی آواز آنے لگی چالاک نے جو بلک کر دعا کی اور بیچارگی پکار اٹھا قطعہ

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک | بر آستانِ تو دارند میل ربانے
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن | کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لعنایت پروردگار صحرا سے
گرد اڑی نوبت دنقارے کی آواز آئی سب اسکی جانب دیکھنے لگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا سنے
دیکھا تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا علمہاے زنگاری کے پھریرو نپر تعریف آلہی نعت رسالت پناہی مرقوم
علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے سامنے سے گذرے اسباب ماہی و مراتب کئی ہزار مرکب تازی
کچھی دمینی وعراقی عمدہ باکرین موتیون کی مرکبون پر پڑی ہوئی ہین دو دو سائیس کس پرانی کرتے
سامنے سے گذرے مغرور بھی بحیرت دیکھ رہا ہی رفقا سے کہتا ہی کس رئیس کی سواری آتی ہی
کیا عمدہ لشکر ہی نہین معلوم کون افسر ہی جب یہ سب اسباب تزک سامنے سے گذر گیا سنے دیکھا مرکب
سہ چشمی کی پشت پر آفتاب آسمان عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان
پشت پر بہرام گردین خاقان چین خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر تین لاکھ کا
لشکر بفر فریدونی وحشمت جمشیدی غبار راہ چہرے پر پڑا ہوا تشریف لاتے ہین امیر کی نگاہ پڑی
کہ دو لشکر آمادۂ حرب وپیکار کھڑے ہین ایک ساحر میدان کارزار مین مبارزطلبی کر رہا ہی کئی لاشین
میدان مین تڑپ رہی ہین صاحبقران نے بلیکر خواجہ سے فرمایا دریافت تو کرو یہ کون لوگ
مصروف جنگ وجدل ہین عمرو نے ہرکارون کو اشارہ کیا ہرکارے گئے خبرین لیکر آئے دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار بادشاہ بنگالہ ملکہ حیرت کو قید کیے ہوئے لیے جاتا ہی عقاب ابر سوار نے
اسکو روکا ہی عقاب بادشاہ پردۂ ظلمات ہی لیکن عجب بات ہی عقاب کے لشکر پر شکست واقع
ہی یہ میدان مین ساحر مغرور کا مبارزطلبی کر رہا ہی سب حال ملازمون نے دریافت کر لیا کئی ساحر
عقاب کے جو مار لیے ہین طرف سے عقاب کے کوئی نہین نکلتا سنتا ہی کہ بمجبوری عقاب میدان مین
آیا چاہتا ہی لیکن ساحران بنگالہ بہت زبردست ہین اور چالاک بھی قید ہی ملکہ حیرت کا اگر شریک حال
عمرو نے کہا اچھا ہوا ابھی قید ہو گیا بمیا عشق مین حیرت کے مرتا ہی مین کہلا بھیجونگا کہ اسکو قتل کر ڈالو
ہرکارون نے عرض کی کہ استاد راہ مین بڑے بڑے معرکے چالاک نے بڑے کام کیے طلسم توڑا
حیرت کو چھڑایا اب پھنسگیا عمرو نے کہا وہ کیون آیا امیر نے فرمایا خواجہ چپ رہو فرزند کے بارہ مین
ایسی باتین کہتے ہو مجکو بہت ناگوار ہوا الحسن بیچارے نے چالاک کو کیون قید کیا یہ کہکر اشقر کو ٹھکرایا
سب سردار قدمو نسے لپٹ گئے عرض کی آقا غلامون کے ہوتے آپکا جانا بہتر نہین امیر نے فرمایا مقدمہ سحر و
ساحری مین تم لوگ جاکر کیا کروگے عمرو منع کرتا ہی آقا آپ اس مقدمے مین دخل نہ دین اپنی منزل کو
تشریف لے چلیے ٹھٹا نہ کرین امیر نے فرمایا غیر ممکن ہی حیرت کا خیال مجکو بوجہ ملکہ بہار ہی کل دامن پکڑیگی کہ حضور
نے سنا ہماری بہن قید سہی اور دخل نہ دیا وہ بھی تو سرکاری کنیز ہی کیا جواب دونگا سردار خاموش ہو

صاحبقران نے گھوڑے کو ٹھہرایا عمرو کہے جاتا ہے کہ آقا بڑا جھگڑا پڑ یگا امیر نے کہا خواجہ جو کچھ ہو مین نہین چاہتا کہ چالاک و حیرت قید رہین اور مین چلا جاؤن یہ فرما کر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ صاحبقران سے زمین تھرائی طائر درختون سے اڑ گئے مغرور نے نہنگ سے کہا دریافت تو کرو یہ کون جوان ہے نہنگ گیا دریافت کر کے آیا عرض کی ای شہنشاہ یہ جوان قاتل ذمامہ و ساحر شمشش ہے اس جوان نے نام ساحرون کا پردۂ دنیا سے مٹا دیا حمزہ اسی جوان کا نام ہے مغرور قہقہہ مار کر ہنسا کہا لو اور مزہ دیکھیے کیا خداوند جوگی جیپال کی قدرت ہے کہ اس جوان کا دامن پنجۂ اجل مین پھنسا ہوا تنگ کشان کشان آیا اب کیونکر زندہ بچیگا میلاد کے سامنے جو صاحبقران پہونچے میلاد نے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ باطل ہو کر زمین پر گرا چالاک تو قفس مین خوشیان کر رہا ہے کہتا ہے کیون ملکہ عالم آپ نے قدرت پروردگار کو دیکھا صاحبقران آگئے اب میان مغرور کی قضا آئی قبلہ و کعبہ بھی ساتھ ہین اب میان نہنگ کی گردن لینگے اگر مین رہا ہوتا تو قبلہ و کعبہ سے حالات اپنی عیاری کے بیان کرتا کہ آپ نے طلسم نہین توڑا مین نے طلسم شکست کیا حیرت جواب نہین دیتی امیر سحر میلاد کا دفع کرتے ہوئے نیزہ ہلاتے ہوئے سامنے پہونچے میلاد تلوار کھینچ کر جا پڑا الٹی ہاتھ تیغۂ سحر کے مارے امیر روک رہے ہین اسم اعظم الٰہی ورد زبان ہے جب کئی وار اسکے رد کے للکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا تیغۂ عقرب کو نیام انتقام سے کھینچا آنکھین میلاد کی جھپک گئین برق جہندہ چمکی خبردار کہکر ہاتھ مارا اُسنے اپنے سحر کے زور مین سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ عقرب ایسی تلوار دست زبردست صاحبقران عالیوقار سپر کے دو ٹکڑے ہو گئے چاہا میلاد نے اپنے کو بچاؤن تڑپکر نکل جاؤن تیغۂ عقرب سلیمانی کاٹ مین لاثانی یا تو تیغۂ سحر چلی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا امیر نے نعرہ کیا آواز دی او مغرور اور کسی کو بھیج مغرور نے اشارہ کیا شبدیز تبریز و شیران سلطنت سے ہے اژدر آتش فشان اُڑکر سامنے امیر کے آیا دہن سے گولہ مارا آتش کے ولنے پھینکے شعلہ ہائے آتش بھڑکے تلوارین حمزہ پر گرین بسبب اسم اعظم کسی سحر نے تاثیر نہ کی امیر نے نیزے کو گردش دی تاکر سینۂ پر کینۂ شبدیز کا نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑکر نیزہ پار گذرا یہ بھی مصنف کو خوف رہتا ہے کہ ناظرین کا دل نہ اُٹھے متوجہ عبارت پر رہین چالیس ساحر فرداً فرداً مقابلے مین صاحبقران کے آئے ہاتھ سے امیر کے واصل جہنم ہوئے شام کو امیر نے مرکب پھیر لیا آواز دی او مغرور اب تو پردۂ شب حائل ہوا تیرا پردہ رہ گیا آج کی رات اور چین کر لے مغرور رنجیدہ و کبیدہ پلٹا عقاب نے اپنے مشیرون سے صلاح کی مین جاکر صاحبقران کا شریک ہو جاؤن جا کر دامن تھام لون عرض کرون کہ ای شہریار آپ نے میری مدد کی تھی آپ کے ساتھ جانبازی کو موجود ہون مشیرون نے کہا آپ دخل نہ دین امیر سمجھ لینگے عقاب اپنی جانب پلٹا لیکن کف افسوس ملتا ہے کہ چالاک حیرت پر عاشق ہے اگر امیر حیرت کو رہا کر لینگے دا اپنے عیار کر دینگے مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا ہے دل کی بھویان چل رہی ہین نظم

وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے　　تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گور غریبان پر　　ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے　　سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا　　وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا	وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
جنون کی گرمجوشی ہے وہی دیوانوں نے اپنے	وہی داغوں کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش	وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

افسران فوج نے عرض کی کہ آپ ٹھہرے امیر مغرور کو شکست دینگے جنگ مغلوبہ ہوگی حیرت پر آپ
قبضہ کیجیے گا عقاب خاموش ہو گیا لیکن مغرور جو ملیگر اپنی بارگاہ مین آیا اسنے کہا یار دیہ کیا باعث ہے
کہ ایسے ایسے ساحر ہاتھ سے امیر کے مارے گئے کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی مجکو بڑی حیرت ہے مصاحبون نے
عرض کی معلوم ہوتا ہے مسلمان بھی کچھ سحر جانتے ہین ایک رفیق نے کہا سرکار دریافت کرین آپکو معلوم ہو جائیگا
یہ سنکر مغرور نے جھولی سے ایک سنہری پتلی نکالی اور کہا کہ اے ہمشبیہ جوگی جیپال مفصل بتلا کیا
سبب ہے جو حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا اے مغرور تو نے اپنی جان پر یہ کیا آفت لی
حمزہ عرب سے مقابلہ شروع کیا حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم قاتل ساحران سرکوب کافران اگر تم بھی
نکالکر سحر کروگے تو تاثیر نہ کریگا کب مجال ہے جو حمزہ سے کوئی مقابلہ کر سکے چالیس جادوگر کیا چالیس ہزار
جائین تو حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہون کوئی سحر ایسا نہین کہ خدے تا دیدہ کے نام پر غالب آئے البتہ
بعض ساحران نامی اسم اعظم حمزہ بند کرتے ہین وہ تدبیر یہ ہے کہ زبان پر قبضہ کرتے ہین جب زبان مین
لکنت ہوگی حرف پورا نہ نکلیگا کبھی تاثیر نہ ہوگی اسکو اسم اعظم کا بند کرنا کہتے ہین اگر تجسے ہو سکے
اسم اعظم حمزہ کو بند کر و بلکہ اے مغرور بہتر تو یہ ہے کہ اپنے ملک کو چلا جا یہ وہ شیر دلیر ہے کہ اسنے ماہرد
شمشیر کو مار ا لگم کے گھر ساحرونکے ویران کر دیے مغرور نے سر جھکایا سوچنے لگا کہ ہنگ سحر نگاہ اپنی
کرسی سے اٹھا اور کہا کیسا اسم اعظم مین ابھی قید کرلاتا ہون آپ قتل کیجیے قید مین مار ڈالیے عمرو کے بھی چونا
لگاؤنگا کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا ہر چند مغرور نے کہا کہ اے ہنگ خداوند کچھ سمجھکر جاتے ہین
نکلنا ہی بہتر ہے مسلمانون سے پڑ رہی نہ الجھاؤ ہنگ نے کہا حضور دیکھیے مین کیا کرتا ہون یہ کہکر بانہا
عیاری جسم پر آراستہ کیے اسباب سحر جھولی مین ڈال لیا کہا حضور عمرو کس فن مین مجسے مقابلہ کریگا وہ
عیاری کریگا مین سحر کر دونگا سحر سے گرفتار کرلونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا مین نے جوگی جیپال کو
خواب مین دیکھا تھا خواب مین یہی فرمایا کہ تو عمرو کا قاتل ہے عمرو نے تمام دنیا کے عیار مارے تیرے ہاتھ
سے مارا جائیگا اس حکم سے دل میرا مضبوط ہے قدرت فرما چکے ہین سرکار ابلیس خود پرست مین مہتر
زود رفت کہ میرا بھانجا تھا اگر عمرو کو جان بچانا مشکل پڑ گیا کہ ایک افسر بول اٹھا مہتر صاحب یہ حال تو
آپ نے نہین سنا کہ مہتر زود رفت کو عمرو نے شہر بدر کر دیا گدھے پر سوار کر کے سارے شہر مین پھرایا عمرو
سے سمجھکر مقابلہ کیجیے گا ہنگ نے کہا آپ لوگ اسمین دخل نہ دین یہ کہکر تلاش مین عمرو کی نکلا خیال مین تھا
کہ لشکر امیر مین چلون عمرو کی فکر مین تھا دیکر اٹھالاؤن راہ مین صحرا سے سبزہ زار ملا ایک نخل کے سایے مین
ٹھہر افراش ماہتاب نے فرش چاندنی صحرا مین بچھایا پرند جانور آشیانون مین چہک اٹھے مین جانتے مین
صبح ہو گئی آسمان سے بارش شبنم ہو رہی ہے گلون نے آب شبنم سے منہ دھویا سنبل نے زلفین عنبرین کو
درست کیا نرگس شہلا نے آنکھین کھولین سوسن صد زبان سوز بانون سے تعریف باغبان قضا و قدر
کر رہی ہے ہر نخل یا جنگل سرو چمن کا اکڑ رہا ہے پیپے کا پی پی کرنا آواز دیتا پی کہان اس آواز سے

دل دھکتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے قلب ٹھہراتا ہے خود بخود جی گھبراتا ہے نہنگ تماشا دیکھ رہا ہے اور دل میں یہی خیال ہے کہ عمرو کو گرفتار کرلاؤں غیر ساحر کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے اس سوچ میں کھڑا تھا کہ کان میں آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد ناز یہ شعر گا رہا ہے نظم

قوی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا
قفس میں بھی ہے وہی چہچہا گلستان کا
پھرا ہے جیسے رخ اُس بادشاہ خوبان کا
کچھ اعتماد نہیں ہے مزاج سلطان کا
اُن ابروؤں سے اشارہ بھی ہے مژگان کا
کمان ہے تو کرے قصد تیر باران کا
ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی
لبوں کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندان کا
جگہ ہے دل میں ترے داغ عشق کی خالی
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا
وہ اپنی زلفوں میں گھڑیوں ہی کرے میں کنگھی
خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا
نقاب اُٹھکے دکھایا رچہرہ رنگین
کبھی تو کھولدے دروازہ اس گلستان کا
جنون کے جوش میں روتا جو ہوں میں لوگ
ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا
سنا ہے اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے
اشارہ رہتا ہے لڑکوں کو سنگباران کا
چمٹ کے رُخ پُرنور پر ترے اے ماہ
ستارہ بنگیا ہر ایک ذرہ افشان کا

نہنگ نے جو یہ آواز سوز و گداز سنی بیقرار ہوگیا اُس آواز پر چلا سامنے آکر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کمسن مگر عاشقوں کی صورت زیر نخل بیٹھی ہوئی جنگلا گا رہی ہے تانیں اُڑا رہی ہے کبھی ہاتھ میں ایک کاغذ ہے اُسکے بوسے لیتی ہے کبھی کلیجے پر رکھتی ہے کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا حرکات عاشقانہ نہنگ دیکھکر اُس نازنین کو مرگیا کلیجہ پکڑ لیا لڑکھڑاتا ہوا لہراتا ہوا مست مئے محبت حیران و ششدر بیقرار و مضطر قریب پہونچا چاندنی نے جو کھیت کیا ہے عارض انور مثل ماہ فلک چمک رہے ہیں نہنگ جاکر سامنے کھڑا ہوا ہاتھ باندھکر عرض کی اے شہنشاہ خوبی و اے رنگ و بوئے گل حدیقۂ محبوبی تیرا کیا نام ہے یا تو وہ نازنین طرف ماہتاب کے دیکھ رہی تھی نہنگ کے بولنے سے چونکی ایک آہ کی چیخ مارکر کہا نظم

بجرے تو گلزار سازم ہوا را
رہ بال پروازمن خار خس را
ز داغش چہ آئین کہ در دل نہ بستم
ندانستہ ام کم ز خود ہیچکس را

چو آئینہ در دل گدازم نفس را
بیاد تو گلدستہ بندم نفس را
دو چارم نشد نالہ و گریہ گاہے
چراغان کنم تا گلستان قفس را

شکستن مباد اطلسم قفس را
نہ بلبل نہ پروانہ این جذبہ دارد
کہ سازم پریشان دماغ جرس را
اسیر محبت مرا میشناسد

یہ اشعار عبرت آثار پڑھ کے ایک چیخ ماری زمین پر گرکر بیہوش ہوگئی کاغذ ہاتھ سے چھوٹکر زمین پر گرا نہنگ نے جو کاغذ اُٹھاکر دیکھا اپنی تصویر کھنچی ہوئی پائی حیران ہوگیا زمین پر بیٹھا سر اُسکا اُٹھاکر اپنے زانوؤں پر رکھ لیا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اپنی صورت کو دیکھ رہا ہے کلاہ کو درست کرتا جاتا ہے اُس نازنین نے آنکھ کھول صورت کو دیکھکر ہاتھ بڑھایا نہنگ کے پٹے پکڑے ایک طمانچہ گورے گورے ہاتھوں سے مارا کہا کیوں ظالم یہ خواب ہے کہ بیداری میں زندہ ہوں کہ مردہ میرا سر تکیۂ زانوے محبوب میرا دماغ عرش اعلے پر پہونچا لیکن دل کو یقین کامل نہیں ہوتا کہ یہ امر حقیقت میں واقع ہوا یا خواب دیکھ رہی ہوں ارے کمبخت

جواب تو دے کلیجے کی دھڑکن موقوف ہو جی چاہتا ہی اُٹھکر گرد پھرون لیکن تجھ ایسے جلاد کے گرد پھرنا
سراسر حماقت ہی یہ لات ومنات کی قدرت ہی کہ ایسا امر ہوا ایسا نہ ہو کہ یہ صورت زیبا آنکھون
سے چھپ جائے ارے ظالم جواب تو دے نہنگ نے کہا مین غلام ہون کہا غلام تو اپنی جورو کا ہوگا میرے
دل کو تسکین دے کہ مین نے تجکو دیکھا خواب تو نہین ہی عین بیداری ہی یا ترقی پر بیقراری ہی نہنگ
نے کہا ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین سامنے بیٹھا ہون تمھارا تابعدار ہون ہر طرح پر براے خدمتگاری
حاضر ہون مگر کیون ای جان جہان وآرام دل مشتاقان میری تصویر تمنے کیونکر پائی کہا یہان سے
راہ دور ودراز پر شہر مہرانیہ ہی وہان میرا باپ تاجر جلیل بندگان سامری کا کفیل شہنشاہ تاجران
مشہور ہی خواجہ رشید لقب صاحب زر کثیر اپنے گھر کا امیر لاکھ دو لاکھ روپیے کی تجارت ہوتی ہی
نہین معلوم وہ صندوقچہ باپ کے پاس کیونکر آیا مجکو یہ کہکر دیا کہ اس صندوقچے مین کھلونے ہین مینے
لے لیا اُسے کھولا کھلونون سے بھرا ہوا تھا ایک دن کھیلتے کھیلتے ایک خانہ جو اُسکا کھولا یہ تصویر نکلی
میرے ہوش اُڑا دیے دل پر تیر الم پڑا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند ضبط کیا نہ
ہوسکا آخر خیال گذرا کہ چلکے خود تلاش کرون ماں باپ کو چھوڑا گھر بار برباد ہوا اندھیری رات مین
اس تصویر کو لیکر آئی جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون کیون صاحب یون ملاقات بدی تھی اپنا
گھر ہوتا یا تمھارے مکان پر پہونچتے اب یہ بتلادو کہ ایسا فراق نہ ہوگا اُس ساعت کو نہین بھولی کہ
اس تصویر کو دیکھا دمبدم ولولۂ جنون بڑھتا تھا یہان تک کھینچ لایا مگر دل نے کیا رہبری کی منزل
مقصد پر پہونچایا تجھ ایسے بیوفا سے ملایا نہنگ خوشی سے پھولگیا ہی جی مین کہتا ہی کیا معشوق پری چہرہ
ملی کلی آرزو کی کھلی کس عیش سے بسر ہوگی معشوق عاشق ہو یہ قدرت سامری وجمشید ہی مین
بھلا ابھی تو تھا کہ دشمنان خداوند کو قتل کرون اُسکا پھل ملا غنچۂ آرزو کھلا اُس نازنین نے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے کہا کیون او بیمروت دل مین کیا سوچتا ہی مین تجکو نہین پسند آئی مجھے کسی شی کی ہوس نہین
فقط ایک نظر دیکھ لیا کرون جہان چاہو رہو افسوس ہی کہ اس وقت کوئی کنیز وغلام بھی نہین ایک گلابی
ہوتی ہزارہا روپے دیکر گانا بھی سیکھا سامنے اپنے بیمروت کے کچھ گاتی جلاد کا دل لبھاتی صاحب ایک
بات کا خیال اور رکھو کوئی اگر خلاف لفظ نکلے برا نہ ماننا مین اپنے ہوش مین نہین ہون نہنگ نے کہا
مین ہر طرح تمھاری خوشی کا خواہان ہون عمر بھر گردن تابی نہ کرونگا مین ابھی گلابی شراب کی لاتا ہون
میرے بھی دل مین ہوس وصل ہی مین خود تمھارے جمال جہان آرا کو دیکھکر مبہوت ہوگیا ہون دل
سے باتین کرتا ہون یہ کہکر بھاگا میخانہ قریب تھا وہان سے ایک گلابی لیکر لے گزک کباب بھی لیتا آیا
لاکر سامنے رکھدیے کہا صاحب یہ تو حاضر ہی ایک جام خود پیو اور ایک جام مجکو پلاؤ نازنین نے بتعجیل جام بھر
کہا کہ کیون صاحب تم پیوگے کہ ہم پیین نہنگ نے کہا کہ مین تمھارے ہاتھ سے طالب ہون نازنین نے
وہ جام لبون سے نہنگ کے لگادیا نہنگ خوشی خوشی اُس جام کو پی گیا دو جام پلائے نہنگ نے
کہا صاحب مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی نازنین نے کہا صاحب اُٹھکر ٹہلو
نہنگ اُٹھا بیہوش ہوکے طمانچہ مارا دم سے گرا نازنین نے نعرہ کیا نعرہ عمرو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار وعیار ہون
عمرو ہون بن عیار صاحبقران
ہوا تیز رفتار ہر یک قدم

صبا ٹھوکرین کھاکے ہو قدم پر | اڑا دون صبا کے بھی ہوش کو | نہ پائے مری گرد پا پوش کو | روندہ جہان گرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

زبان مین اسکی سوزن دیا پشتارہ باندھکر نے بھاگا اپنے لشکر مین خواجہ آئے
چند عیارون سے کہا اسکو مخفی قید کرو سمجھا جائیگا ایک مکان مین خواجہ نے لا کر قید کیا چند عیار وہان
مقرر کیے اب سوچے کہ اسی کی شکل بنکر سامنے مغرور کے چلون بن پڑے تو اسکو پکڑ لاؤن خواجہ عمرو بصد
شنگ سحر نگاہ برائے گرفتاری مغرور چلے لشکر مین جو آکر پہونچے جابجا شاگردون سے ملاقات
ہوئی استاد استاد کہکے ایک ایک نے پوچھا کہ برائے گرفتاری خواجہ گئے تھے کچھ نشان نہ پایا
خواجہ ایک ایک کو جواب دیتے ہوئے کہ مین نے اب پتہ لگایا ہے یہ اقبال شہنشاہی ہے ابکی مرتبہ
جاکر گرفتار کر لاؤنگا میرے ہاتھ سے ساربان زادہ بچ نہین سکتا نسیم نامے ایک شاگرد اسکا
باتین کرتا ہوا ساتھ چلا کہتا ہوا کہ استاد آج مین برائے ملاقات شاہور گیا تھا حیرت وغیرہ کا وہ
نگہبان ہے چالاک ملک کر رہا تھا تیز رفتار سے کہتا تھا کہ یہ ہماری بدنصیبی کہ قبلہ و کعبہ
تشریف لائے ہین اگر ہم قید سے رہا ہوتے انکا ساتھ دیتے کوئی عیاری کرتے ہمکو بدنصیبی نے
گھیرا ہے تیز رفتار نے کہا کہ مہتر صاحب ہم تک انکا آنا بہت دشوار ہے اے چالاک ہماری
رہائی مشکل ہے بلکہ یہ خوف آتا ہے کہ شاید نہنگ مغرور کو ترغیب دے کہ چالاک وغیرہ کو قتل کرادے
مغرور آمادہ ہو جائے تو عجب نہین اسکو بھی یہ خوف ہے کہ اگر چالاک چھوٹیگا باپ بیٹے ایک مقام
ہونگے قیامت برپا کرینگے یہ حال سنکر عمرو گھبرا گیا خیال مین آیا کہ چلکر چالاک کو رہا کر دین نسیم کو رخصت
کر دیا کہا جاکے لشکر کی حفاظت کرو ہر وقت بازارون مین پھرا کرو ایسا نہ ہو ساربان زادہ آکر کوئی
عیاری کرے بازار صرافان کی زیادہ خبر رکھنا عمرو کا لالچ مشہور ہے نسیم بہت خوب کہکر ادھر گیا عمرو طرف
دروازہ زندانخانہ آیا شاہور نے اٹھکر پکارا مہتر صاحب کہان جاتے ہو ہمنے سنا تھا کہ عمرو کو گرفتار کرنے
گئے تھے عمرو ٹھہر گیا قریب شاہور کے آیا فرمایا دیکھو بھائی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا ورنہ بدنام ہونگے
آج مین نے کئی مرتبہ دیکھا کہ عمرو عیار بصورت مبدل ہمارے لشکر مین پھر رہا ہے ہمکو تردد ہے
کہ ایسا نہ ہو کوئی عیاری کر بیٹھے جانتے ہو کہ عمرو کی عیاری کے شہرے ہین کہا مہتر صاحب کیا مجال ہے
کہ ساربان زادہ اس طرف سے نکلے مین آٹھ پہر ہوشیار رہتا ہون عمرو نے کہا بھائی تم کیا
پہچان سکتے ہو تمھین کچھ معلوم ہے کہ اسوقت عمرو کہان ہے ابھی مین نے مار کر بھگایا بازار صرافان
مین انگھوری بنا ہوا پیسہ دوکان مانگتا پھرتا تھا فتح ہیم ہے شاہور نے کہا یہان نہین آسکتا اسطرح
کی باتین خواجہ نے شاہور سے شروع کین باتین کرتے کرتے کہا آج سارا دن مجکو عمرو کی فکر مین
گذرا رات کو بھی اسی تردد مین رہا اگر ممکن ہو تو ایک جام شراب پلاؤ پان بھی تو رکھا ہے تم بڑے
زندہ دل ہو بڑے لطف سے اوقات بسر کرتے ہو یہ کہکے پان چینی گنگناکے یہ غزل گانا شروع کی نظم

مری آنکھون کے آگے آئیگا کیا جوش مین دریا | ہمیشہ صورت ساحل ہے یان آغوش مین دریا
وہ صد کم ظرف ہین جو ایک ساغر مین بہکتے ہین | نہین قطرہ بھی یان ہنگام نوشانوش مین دریا
نکالا جائے اے غواص تو جلد اب نکال اسکو | خدا جانے کہ کیا ہونگے صدف کے گوش مین دریا
خموشی اور گویائی مری اک سے بہتر ہو | سکوت مین یہ قطرہ ہے گہر تو جوش مین دریا

سر کجا دے جور دے چشم تر سے گوشہ دامن کا	نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا
کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوزے مین	کبھی دل کھولکر رویا تو آیا جوش مین دریا
اگر موتی نہ بنتے قطرہ ہاے ابر نیسان سے	تو حلقہ ڈالتا آتش صدف کے گوش مین دریا

شاہور بیقرار ہو گیا کہا مہتر صاحب تمنے دل بیقرار کر دیا خواجہ نے کہا اے شاہور ابھی تمنے کیا سنا ہے آج تمکو بہت راضی کرینگے شاہور نے خادمون سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سامنے رکھین انتظام کرنے لگا چالاک نے وہان تیز رفتار سے کہا اے برادر یہ اشعار جا سوخت نہنگ نے گائے طریقہ گانیکا قبلہ و کعبہ کا آنکھون کے سامنے پھر گیا انتظام شراب ہو رہا ہے خادم مرد خدمتگار دوڑ دوڑ کر جو گھڑے چنگیرین عطر دان پاندان وغیرہ لا کر رکھ رہے ہین کیا عجب ہے کہ قبلہ و کعبہ آ گئے ہون اے مہتر والا گہر دل کو نہین گوارا کہ قبلہ و کعبہ آکر رہا کرین ہاے کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتا کیونکر قفس سے نکلجاؤن تم اس وقت شاہور کو بلاؤ شاید میرا دام اسیر پڑ جائے تو قفس سے نکلجاؤن تمکو بھی رہا کر دونگا تیز رفتار نے شاہور کو آواز دی میان افسر صاحب ذرا یہان تشریف لایے مجھے کچھ عرض کرنا ہے شاہور نے کہا او نہنگ مین ابھی حاضر ہوتا ہون دیکھون قیدی کیا کہتا ہے عمرو نے کہا قیدیون کے بات کی سماعت نہ کرو کہا مہتر صاحب حقیقت مین قیدیون کی بات کا لقول آپکے جواب کیا بڑا خیال مجکو حیرت کا رہتا ہے کہ شاید دباؤ پڑے اور راضی ہو جائے بادشاہ اسکے واسطے بہت بیقرار ہین انتہا یہ کہ اسکی خواہش مین ملک و مال چھوڑتا بیکار کے جنگلون مین آکر پھنسے ہمارا ملک بنگالہ وہ مقام ہے کبھی کسی نے آج تک لشکر کشی نہین کی جہان کہین قصد کیا ہمارے آقا نے کسی ساحر کو بھیجدیا یون ملک تسخیر ہو گئے یہ ایسی بلا نازل ہوئی کہ اپنا ملک چھوڑا شاید کسی وجہ سے حیرت راضی ہو جائے عمرو نے کہا اچھا جاکر سن آؤ خواجہ بھی اپنے دل مین سمجھ گئے ہین کہ چالاک بیقرار ہوگا شاید اسکا کوئی فقرہ بن پڑے شاہور اندر آیا چالاک نے کہا میان افسر صاحب مجھے کچھ آپ سے عرض کرنا ہے مطلب کی بات ہے شاید ہماری بھی رہائی ہو شاہور قریب آیا چالاک نے کہا میرا قفس اُتار لیجیے مجھے گوشے مین لیچلیے ایک بات عرض کرونگا لیکے اشارہ طرف ملکہ حیرت کے کر دیا شاہور خوش ہو گیا قفس اُتارا ایک گوشے مین لایا چالاک نے کہا آج تین مرتبہ حیرت نے یہی کہا کہ قید مین مجھپر بڑا صدمہ گذرتا ہے اب مجھسے صدمہ قید کا نہین اُٹھتا ہے تو مین نے کہا جو شہنشاہ کہتے ہین قبول کیجیے اُسنے یہ جواب دیا کہ اب تو وہ نہین کہتا ہے مین اپنی طرف سے کیونکر کہون غیرت آتی ہے پھر مین نے رو رہیر کو پوچھا کہ ملکہ عالم مین تقریب کردن معشوقانہ طور سے جواب دیا کہ تمھین اختیار ہے ذرا مجکو باہر نکالیے تو مین مفصل حال کہون آج مجھسے خوب کھل ملکے باتین ہوئین مین نے بھی اُنکے مزاج کے موافق ہان ہان کر دی شاہور نے چالاک کو قفس سے نکالا کہا اے چالاک اصل تو یہ ہے کہ سب کا قول یہ ہے کہ چالاک کو قتل کر دو لیکن اگر تمھاری معرفت یہ معاملہ ہو تو مین وعدہ کرتا ہون کہ تمھاری خطا معاف کرا دونگا لیکن تم عمرو کے شریک نہ ہونا چالاک نے کہا بھلا مجھے عمرو سے کیا کام ہے غرض یہ باخبر چلا جاتا تھا اتفاق سے ادھر آیا بلا مین پھنسا چالاک قفس کے باہر تو نکل ہی چکا تھا کہا افسر صاحب ایک مونہہ تو نکالا

مجکو حیرت نے دیا ہی اسکو آپ اپنے پاس رہنے دیجیے شاہور نے کہا مین دیکھون چالاک نے موتیون کا
مالا گرسے نکالا کہا دیکھیے کئی لاکھ روپے کا ہی اسکو احتیاط سے رکھیے بلکہ بن پڑے تو یہ مالا شہنشاہ
کو دکھایے گا معشوق کا زیور وہ دیکھکر خوش ہو جائینگے شاہور نے مالا ہاتھ مین لیا موتیون کی آب
و تاب دیکھنے لگا تعریف کرتا جاتا ہی کہ ان موتیون کا کیا کہنا گرمی جو ہاتھ کی پہونچی ہوئی تڑاق سے
ٹوٹے اُن موتیون سے دھوان نکلا کچھ بالی وغیرہ بھی شریک تھا شاہور بیہوش ہو کر گرا چالاک
نے قید اپنی اُتاری شاہور کی زبان مین سوزن دیا گنبد عیاری کا گلے مین ٹھونسا اپنی صورت
بنا کر شاہور کو قفس مین بند کیا آپ شاہور کی شکل بنکر لباس جسم پر آراستہ کرنے لگا یہان
خواجہ پکار رہے ہین ای برادر شاہور کیا کرتے ہو ہمکو فرصت نہین تمنے بڑی دیر لگائی ہم بھی
دربار شاہی مین جاتے کو ہین ہمین شاہ سے کچھ عرض کرنا ہی چالاک وہانسے حاضر حاضر کہتا جاتا ہی
جب شاہور کو قفس مین بند کر چکا اُسکی صورت بنچکا قفس لٹکا دیا تیز رفتار بھی تھا کہ عیاری ہو گئی چالاک
ٹہلتا ہوا باہر آیا عمرو کو ایک گھنٹہ تو گذرا لیکن خیال نہین کیا چالاک نے بیٹھتے ہی جام سادہ لبریز
کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی خواجہ کو جام دیا خواجہ اس خیال سے پینے لگے کہ جام سادہ ہی
اگر مین نہ پیونگا تو اسکو کیونکر پلاؤنگا پیتے ہی جام کے کلیجے مین آگ لگی عمرو حیران تو بہت ہوا مگر
سوچا کہ جیسی گلابی مین بیہوشی ملائی تھی شاید وہ جام جیسے مین آگیا جیب مین ہاتھ ڈالکر ایک سوکھا سا
کباب نکالا کہا ای شاہور ہم عیار ہین جا بجا پھرتے ہین ایک آدھ کباب جیب مین پڑا رہتا ہی اُس
کباب نے بیہوشی دفع کی اب تو عمرو نے جام لبریز کیا کہا میان شاہور یہ جام تم پیو مبہوت کرنے کو
دو چار اشعار بھی گاے چالاک نے جام لیا فوراً پھینکا جیب مین سے چار پانچ الائچیان نکالین
اُسکے دانے چھیلکر نوش کیے عمرو نگاہ ڈالتے ہین آنکھون پر سُرخی نہین معلوم ہوتی حیران ہے ای عمرو
یہ کیا معرکہ ہوا کیا بیہوشی نہین پڑی دوسری پڑیا نکالکر گلابی مین ڈالی گنگنا کر یہ اشعار بھی گاے نظم

لب پر اک پردہ نشین کا شکوہ بیداد ہی ۔ میرے نالے ہین اچھوتے پارسا فریاد ہی
ہو چکی رسم اسیری دل بنایت شاد ہی ۔ حلقۂ زنجیر آغوش مبارکباد ہی
بھولتی ہین کب نگاہین چشم جادو خیز کی ۔ ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہی
گھر کہان دیر آشیان بستی ہین ہر بار ہین ۔ اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہی
دی صدائے کوس رحلت ضربت شمشیر نے ۔ خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہی
صورت گل جلوہ گر ہین داغہائے دوستی ۔ کعبۂ دل مین بہار گلشن شداد ہی
لفظ لب سے پاک ہوتی ہی حدیث عاشقی ۔ اپنا افسانہ تو قید ختم سے آزاد ہی
خاکساری مین بھی ہو نہین اسقدر عالی نسب ۔ ہم گریبان ہلال اب دامن فریاد ہی
پوچھ لے گر پوچھتا ہی خون عاشق کے مزے ۔ چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہی
غم نہین گر جیب دہان زخم ہین وہ خندہ زن ۔ مین ہون آزردہ بلا سے میرا قاتل شاد ہی
دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفائی جتنین ۔ مین اسیر تو ہون ناواقف مرا صیاد ہی
سبزہ رنگان جہان کو روز و شب دیکھو نسیم ۔ دیدہ کے قابل بہار گلشن ایجاد ہی

چالاک مسکراتا جاتا ہی عمرو حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ بیہوشی تاثیر نہین کرتی عمرو نے اگلی مرتبہ جام مین بیہوشی ملائی کہا میان شاہ ہو رہے جام نوش کرو چالاک نے کہا لائیے ہمتو میان نہنگ آنے سے تمھارے بہت خوش ہوئے یہ سنکے جام پیگیا آنکھ بچا کر پھول سونگھے آنکھین صاف تھین ابتو عمرو نے جھلا کر ہاتھ پکڑ لیا کہا سچ بتا تو کون ہی چالاک نے ہنسکر کہا پہلے اپنا نام بتائیے تو مین بھی بتاؤن عمرو نے چپکے سے کہا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری یعنے عمرو نامدار قاتل کفار چالاک نے کہا حیرت کو رہا کیجیے عمرو نے جھڑکی دیکر کہا مین حیرت کو رہا نہ کرونگا بلکہ قید کرکے خدمت مین حمزہ کی لیجاؤنگا چالاک نے کہا کیا وجہ عمرو نے کہا مین تجکو چھڑانے آیا تھا بس اب خادمون کو مارکر نکلو ہمین قیدیون سے کیا کام چالاک نے کہا مجھے خوف خدا ہی اُسکا جاہ و جلال یاد آتا ہے افراسیاب کے زمانے مین کوئی حیرت کو سلام نہ کرنے پاتا تھا نام سے انکے قلب تھراتا تھا وہ آج مصیبت مین ہی کہ ہر کس و ناکس دعوی عشق کرے خواجہ نے کہا مین تو جاتا ہون جاکے شاہ کی گردن مارونگا تم جاؤ اور یہ خدمتگار وغیرہ چالاک نے منھ پھلا کر کہا بسم اللہ جائیے مجھے کیا ضرورت ہی خواجہ عمرو تو چلے گئے طرف دربار مغرور کے یہ بھی خیال ہی کہ اگر مغرور کو پکڑ لیا تو لڑائی کا خاتمہ ہی چالاک نے یہان سب خدمتگارون کو شراب پلائی بیہوش کرکے سب کے سر کاٹے اندر قید خانے کے آیا پہلے زبان سے حیرت کی سوزن لیا ہاتھ باندھکر عرض کی اپنے جانباز کی جانبازی خیال مین رہے حیرت نے مسکرا کر منھ پھیر لیا جواب بھی نہ دیا چالاک نے ٹھہر کر نیرنگ کی زبان سے سوزن لیا یہ بھی قفس توڑ کر نکلی نعمان جادو کو بھی رہا کیا تیز رفتار کو بھی نکالا تیز رفتار بصدق مسلمان ہوا کہا مہتر صاحب اب ساتھ تمھارے رہونگا یہان تو چالاک سب کو رہا کر رہا ہی خواجہ گھبرائے ہوئے بارگاہ مین پہونچے مغرور بیقرار اشکبار سر جھکائے بیٹھا ہی وزرا امرا سمجھا رہے ہین کہ ای شہنشاہ نہ گھبرائیے مغرور کہتا ہی یارو مین کیا کرون میرا دل کسی طرح نہین مانتا مثال مرغ بسمل تپان ہی ہر چند چاہتا ہون ضبط کرون نہین ہوسکتا ابتو یہ کیفیت ہی نظم

کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا
بیخود تھے غش تھے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا
شاید کہ دست غیر رہا رات شانہ کش
جوش قلق نے اُسکو بھی دیوانہ کر دیا
کیون جور متصل سے ترے غیر کھنچ گئے
مین مرگیا وہ چشم جو یاد آئی اور یار ر
چھوڑا نہ دل مین کچھ بھی تپ ہجر نے کہ رات
دربان کو آنے دیجیے پر میرے نہ کیجے قتل
مومن چلا گیا تو چلا جائے اے بتو

وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین دم نہ تھا
جیتا وصال مین بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
اُس زلف تابدار مین کچھ آج خم نہ تھا
پہلے تو ورنہ طبع تحمل مین رم نہ تھا
ہین کیا حریف کشمکش دمبدم نہ تھا
حیران ہین کہ مے تھی پیالے مین سم نہ تھا
روتے تھے زار زار اور آنکھو نمین نم نہ تھا
ورنہ کہینگے سب کہ یہ کوچہ حرم نہ تھا
آخر قدیم خادم بیت الصنم نہ تھا

آنکھون سے آنسو مغرور کے بہ رہے ہین ہچکی لگی ہوئی کہ اک نہنگ نے سلام کیا مغرور نے پوچھا کہ ای نہنگ کہا سنے آتے ہو عمرو نے کہا کہ حضور ایک مژدہ لیکر آیا ہون دیکھیے انجام بخیر ہی

آہوے دشتی کو رام کیا مغرور اُٹھکر ڈرا ہوا خواجہ اُسکو ساتھ لیے ہوئے تنہائی مین لے گیا کہا حضور ملکہ
حیرت راضی ہوئی ہین اقرار نامہ مانگتی ہین کہ ہوش ربا پر قبضہ ہو اور سر قاتل افراسیاب ملے
مغرور نے کہا ای نہنگ مین جان و دل سے اس اقرار پر قائم ہون اب جا کر نقش میرے سامنے
لاؤ مین ابھی اقرار نامہ لکھدون عمرو نے باتین کرتے کرتے گلابی کھینچلی کہا حضور چہرے پر کسی قدر
اُداسی ہی ایک جام نوش کیجیے کہ طبیعت بحال ہو یہ کہکر جام مین بیہوشی ملائی جام مغرور کو دیا جام
مغرور نے ہاتھ مین لیا چاہا کہ پیون پہلو سے آواز آئی ای شہنشاہ جام نہ پینا یہ عمرو عیار ہی
جانے نہ پائے مغرور طرف تیلی کے پلٹا عمرو نے تاج مغرور کا لیا جست کرکے گلیم اوڑھی مغرور
نے دیکھا سنہری تیلی چلی آتی ہی کہتی ہوئی ای شہنشاہ آپ نے ساربان زادے کو نہ روکا مغرور
نے کہا وہ تو برق جہندہ ہی تیلی نے کہا قید خانے کی خبر لیجیے وہان بھی کچھ انقلاب ہوا میرے کان مین
آواز آئی تھی یہ بھی عرض کرتی ہون کہ حیرت رہا ہو گئی یہ سُنکر مغرور دوڑا غل مچاتا ہوا یار ولینا میرے
نہنگ عیار پر کچھ افتاد پڑی عمرو اُسکی شکل پر مجکو بیہوش کرنے آیا تھا اور دج جوگی جیپال یخ مردگی
مگر ساربان زادہ نکل گیا نہین معلوم نہنگ کہان ہی افسران فوج یہ آواز سُنکر دوڑے جب قریب
قیدخانے کے مغرور آیا چالاک سب کو قید خانے سے لیکر نکلا ہی حیرت سے کہہ رہا ہی کہ آپکا لشکر تو پراگندہ ہو
اب لشکر امیر مین چلیے امیر بسبب پیار کے آپکی بڑی خاطر کرینگے قبلہ و کعبہ مغرور کو پکڑنے گئے ہین
حیرت کہتی ہی مین لشکر امیر مین نہ جاؤنگی مجھے امیر سے حجاب ہوگا ایک دن وہ تھا کہ امیر نے مجھے سمجھایا
میرے ذہن مین نہ آیا اب مین آپ سے جاؤن کیسا امر خلاف ہی چالاک کہتا ہی امیر کو برائے استقبال
لاؤنگا کہ مغرور کا نعرہ ہوا خبردار ای قیدیان بلا کہان جاتے ہو چالاک اور تیز رفتار کود کود
کر جا گے حیرت و نیرنگ وغیرہ سحر کرنے لگین لشکر مغرور نے چہار جانب گھیرا سحر چلنے لگا صبح کا وقت
ہی امیر بارگاہ سے نکلے ہین کہ دیکھا عمرو بھاگا ہوا آیا کہا ای شہریار جلد سوار ہو جیے آپ
جانتے ہین کہ چالاک بڑا متقی ہی حیرت کو رہا کیا مغرور کو خبر ہوگئی دیکھیے وہ سحر چل رہا ہی دیکھیے
نہنگ کو مین نے قید کیا امیر تو پشت مرکب پر سوار ہو کر طرف لشکر مغرور کے چلے برکادین سنگ
بہرام کو خبر دی بہرام فوج لیکر پہونچا امیر اُسوقت پہونچے کہ حیرت مجمع ساحران مین گھری ہی لیکن
مثل برق چمک رہی ہی نیرنگ و لقمان بھی بلا کے سحر کر رہی ہین دونون طرف حیرت کے حاضر
ہین یہ سب کا قول ہی کہ واری نکل چلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی حیرت نے بھی ارادہ کیا کہ
کہ زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی پلٹکر حیرت نے دیکھا آفتاب عالمتاب آسمان عزوجاہ
بصد شوکت و شان لڑتے ہوئے آتے ہین حیرت نے جھککر سلام کیا صاحبقران نے بخلق فرمایا
کہ ای ملکہ عالم مین نے خاص تمھارے ہی واسطے کوشش کی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا امیر شمشیر زنی
کرنے لگے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین جہان زیادہ بلوہ ہوتا ہی اُسی جانب کا قصد ہی لیکن حیرت
نے جو دیکھا کہ اب لشکرون نے یہ ارادہ کیا کہ صاحبقران کو گھیر کر پکڑ لین حیرت بیس ہزار
ساحرون کو ساتھ لیکر الگ ہوئی صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے مغرور کے پہونچے مغرور نے سحر کرنا
شروع کیا کبھی کوسے مارے آگ برسائی زمین تھرائی تلوارین برسائین خنجر گرائے صاحبقران پر

تماشہ نہ ہوئی ملکہ لشکر مغرور کا تباہ ہوا کئی ہزار ساحر جلکر رہگئے کچھ تلوار سے مارے گئے مغرور نہایت شرمندہ ہوا غصے مین تلوار کھینچکر صاحبقران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار کیکے ہاتھ تلوار کا مارا مغرور نے سپر سحر کو سامنے کیا سحر کیون نہ کٹے کیا شب فراق عاشقان تھی تیغہ عقرب تا دو ابرو مغرور کے پہونچا مغرور نے اپنے کو گینڈے سے گرا دیا گینڈا ابھی مغرور کا مارا گیا اہالیان فوج دوڑ پڑے مغرور کو اُٹھاکر سوادار پر ڈالا افسران فوج کھڑے سحر کر رہے ہین لڑائی مین مصروف ہنگامہ گیرودار بلند ہے حیرت نے اُس جنگ مین بیس ہزار ساحرون کو اپنے ساتھ لیا کچھ بارگاہین بھی لدوا کر اپنے ساتھ لین ملازمان مغرور نے دیکھا کہ افسر ہمارا بیہوش ہوا صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا مجبور ہوکر طبل بازگشت بجوا دیا صاحبقران اپنے لشکر ملکہ مین آئے حیرت بیس ہزار ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر ایکطرف صحرا مین آکر اُتری نعمان نے بارگاہ آراستہ کرائی نیرنگ مصروف اہتمام عقاب اژدر سوار یہ ہنگامہ دیکھکر ایکطرف یہ بھی اُترا ہوا ہے اس معرکہ مین شریک نہین ہوا حیرت کے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا جب حیرت صحرا مین آکر اُتری اسنے دور سے سلام کیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اور یہ پکار کر عرض کی مین وہی غلام قدیم ہون ہرچند کہ دردمند ہون مگر آپ کی محبت کا پابند ہون **نظم**

قابو مین نہین ہے دل کم حوصلہ اپنا
پھر شیخ و برہمن مین ہے کیون غلغلہ اپنا
اُلجھانے ہی اخبار نکل آتے ہین باہر
سو آپ ہی پامال کیا قافلہ اپنا
زندہ نہ ہوا ہائے دل مردہ اگرچہ
حیران ہین کہ یہ چرخ ہے یا آبلہ اپنا

اس جور پہ چپ کرتے ہین تجھسے گلہ اپنا
تھا روز نخستین غم شبہائے دراز آہ
زنجیر در یار ہے یا سلسلہ اپنا
اس حال کو پہونچے ترے قصے سے کہ ایام
تھا شور قیامت سے فزون ولولہ اپنا
انصاف کے خواہان ہین نہین طالب رحم

لبیک حرم ہم ہین نہ ناقوس کلیسا
طفل سے ہے اختر شمری مشغلہ اپنا
تھے دشت مین ہمراہ مرے آبلہ چند
راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا
صورت وہی ظلمت وہی گردش ہے کیسی
تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا

حیرت نے کچھ جواب بھی نہ دیا عقاب نے ٹھہر ٹھہر کر کئی مرتبہ عرض کی کہ مین تباہ و برباد ہوا وطن چھوٹا ان جفاؤن مین پھنسا اُن وعدون پر قایم ہون ہوشربا پر لڑ بھڑ کر جان دونگا مگر آپ کا قبضہ کرا دونگا قاتلان افراسیاب کو چین نہین لینے دونگا حیرت نے نعمان سے اشارہ کیا اسکو جواب دو کہ تو قاتلان افراسیاب کو کیا قتل کریگا قاتل افراسیاب کے بزرگون نے میری مدد کی ابتک مغرور نے ہمکو ستا دیا تھا کنیزون نے بڑھکر جواب دیا ملکہ داخل بارگاہ ہوئین عقاب اپنی بارگاہ مین آیا یہ بھی اسنے خبر سُنی کہ تیز رفتار نے رہائی پائی حیران ہے کہ ہمارے پاس آیا یہان چالاک و تیز رفتار بصورت سنبل داخل لشکر ملکہ حیرت ہین چالاک ملاقات صاحبقران کو نہ گیا لشکر مین حیرت کے آکر اُترا لیکن مغرور کو جو لیکر ساحر اسکے اپنے بارگاہ مین آکر زخم دوزی کی جب اسکو ہوش آیا افسرون سے کہا مجھکو کیون نکالا مین حمزہ کو جلا کر خاک تمام کرتا افسرون نے کہا حضور حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سرکار اُنکے ہاتھ سے زخمی ہوئے گینڈا مارا گیا اگر ہم لوگ نہ پہونچتے نہین معلوم سرکار کا کیا حال ہوتا مغرور نے کہا یارو میرے شرف سے آگاہ نہین ہو روح خداوند جمشید کی جیپال ہر وقت میری مددگار رہا در ہر حال مین کفیل ہے کیا کسی کی جرأت و لیاقت ہے کہ مجھ ایسے ساحر زبردست کو قتل کر سکے وہی سنہری تپلی آکر جان

ساربان زادے نے غضب کیا سحر نگاہ کو گرفتار کر لیا مین ابھی عمرو کو بلاتا ہون دیکھو یاد رہے یہ حملہ
یادگار رہجائیگا کہ عمرو خود ہی آوے اور سحر نگاہ کو ساتھ لادے مغرور کے سر پر ہم کی بنی جو جھی
بجلی ہر فراق حیرت مین مغرور است پر محبت جھومتا ہوا ایک خیمے مین آیا بچہ خوک ذبح کیا اُسکا خون
لیا چہرے پر ملا ہی خون سے پچہ کا دیا وہ بچہ خوک سامنے پڑا ہی چوکے مین تھک منتر جنتر پڑھنے لگا
ہر مرتبہ آواز دیتا ہو یا خداوند جو تی جھپال میری مدد کیجیے ساربان زادہ آئے سحر نگاہ کو ساتھ لائے
کیا تا یہ وہ بچہ خوک جو سامنے پڑا تھا سر اُسکا جسم سے علاحدہ ہو کر اُٹھا سامنے مغرور کے ٹہلنے لگا مثل
انسان کے آواز دی اے شہنشاہ کیا حکم ہی کہا جلد جا و عمرو کو لا تو مگر مع سحر نگاہ آنا یہ کہکر اپنی انگلی
کو چاک کیا قطرہ خون کا منھ مین بچہ خوک کے دیا بچہ خوک ایک طائر بنکر اُڑ گیا میان خواجہ عمرو دربار
مین صاحبقران کے بیٹھے ہین باتین کر رہے ہین صاحبقران فرمارہے ہین خواجہ تمنے سحر نگاہ
کو قید کیا ہی اُسکو بلا کر دو بار سمجھو شاید سلمان ہو خواجہ کہرہے ہین کہ بلاتا ہون کہ سامنے بارگاہ
کے ایک طائر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اشعار

تو نے شہباز نگہ کو جو اُدھر چھوڑ دیا	ہم نے بھی طائر دل باندھ کے پر چھوڑ دیا	اس نگر کو یہانتک تو مرے ساتھ ہی صید
یہ نے گھر ڈھونڈھ نکالا تو وہ گھر چھوڑ دیا	قفس تن مین رہیگا نہ مرا طائر روح	دام کاکل سے مجھے تو نے اگر چھوڑ دیا
کیا کچھ بھی زبان پر اثر زہر فراق	غم نے چلتے ہی مرا خون جگر چھوڑ دیا	سایہ سان اسپ پہ لیوار گرو لگا جا کر
مین نے کو کلید دہان سے یہ زر چھوڑ دیا	اثر زہد و قناعت نے بنایا اخگر	ہاتھ مین لیتے ہی لب چین تو زر چھوڑ دیا
پیچ کر ڈالو لگا کر دل تو بولا شب وصل	مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا	خط نکلتے ہی ہوا اور بھبھوکا چہرہ
حسن نے دو کو شعلے یہ مگر چھوڑ دیا	تو نے جس روز سے قاتل مرے لیجے کا	بوالہوس نے ترے کوچے کا گذر چھوڑ دیا
قتل کرنا ہر اغیار کو قاتل نا سچ	نہ کوئی ہاتھ سر رہ گا ادھر چھوڑ دیا	

یہ آواز جو کان مین عمرو کے
پہونچی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا اپنے مقام سے چپکے اُٹھے صاحبقران نے فرمایا
خواجہ کہان جاتے ہو عرض کی حاضر ہوتا ہون یہ کہکر عمرو باہر نکلا جس خیمے مین سحر نگاہ قید تھا بارہ
عیار بطور نگہبانی بیٹھے تھے عمرو کو دیکھکر سب نے سلام کیا عمرو نے کہا ذرا بازار بزازان کی خبر لو
ایسا نہو کچھ عیار آئے ہون مین یہان بیٹھا ہون وہ عیار اُس طرف بازار بزازان کے گئے جب وہ
جا چکے تو عمرو اندر خیمے کے آیا سحر نگاہ سر زنجیر پہ سر خم کیے بیٹھا تھا عمرو نے کہا منتر صاحب چلو
تمکو شہنشاہ نے بلایا ہی سحر نگاہ نے دیکھا کہ چہرہ عمرو کا سرخ ہو رہا ہی سمجھ گیا کہ ہمارے شہنشاہ نے
سحر سے دیوانہ کیا ہی اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو عمرو نے زبان سے سحر نگاہ کے سوزن نکالا
سحر نگاہ نے قید اپنے جسم کی دور کی عمرو نے سحر نگاہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا برادر مین تم سے بہت شرمندہ ہون
مین نے تمکو ناحق قید کیا تم شہنشاہ کے عیار ہو معاف کرنا سحر نگاہ تو خود عیار ہی کہا خواجہ جو گذرا
وہ گذرا اب چلو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہی عمرو سحر نگاہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھل مل کر باتین کرتا ہوا
لشکر سے نکلا کوئی پاؤ کوس راستہ طے کیا تھا کہ اُدھر سے پلٹتا ہوا برق فرنگی آتا تھا لیکن بھوت
اصلی تھا دیکھا اُستاد سحر نگاہ سے باتین کرتے ہوئے جاتے ہین جی مین کہتا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی شاید
سحر نگاہ مطیع اسلام ہو گیا اُستاد کا شاگرد ہوا ایسے ایسے خیال کر کے سامنے آیا جھک کر سلام کیا

کہا استاد کہاں تشریف لیچلے عمرو نے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بیٹا برق حمزہ کی دوستی میں کیا نفع ہے مگر
مغرور بادشاہ بنگالہ ساحر بدوست ہے ہم تو اُسکے پاس جاتے ہیں رات کو حمزہ کو پکڑ لیجائینگے حیرت کو
بھی گرفتار کر لیجائینگے وہ ہم سے راضی رہا تو امیر کریگا برق یہ باتیں سنکر گھبرایا یہ تو سمجھ گیا کہ استاد سحر میں
مبتلا ہیں سحر نگاہ کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہیں سوچا کہ اگر خلاف کہونگا اور زیادہ خرابی ہوگی کہا استاد
بجا ارشاد فرماتے ہیں حضور نے مجھکو انگریزے مسلمان کیا مرزوق شاہ فرنگی سے چھڑایا لذت دین
اسلام سے آگاہ ہوا اب حضور بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ حمزہ کی رفاقت میں کوئی مزا نہیں اگر آپ وہاں
جاتے ہیں مجھکو بھی ساتھ لیچلیے میں لشکر میں حمزہ کے رہکر کیا کرونگا حضور کے ساتھ چلونگا عمرو نے
کہا بیٹا چلو برق نے کہا استاد اس درہ کوہ میں میرا اسباب رکھا ہے وہ تو اُٹھا لوں بلکہ آپ اُسکو لیکر زنبیل
میں رکھ لیجیے سحر نگاہ سے کہا مہتر صاحب ہمکو بھی ساتھ لیچلیے ہمارا توسل استاد سے ہے جہاں استاد
رہینگے وہاں ہم بھی رہینگے کل جاکر چالاک کا سر کاٹ لائینگے حیرت کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے اب تو
سحر نگاہ بہت خوش ہے جی میں کہتا ہے کہ شہنشاہ نے ہمارے کیا سحر کیا عمرو ایسا گرگ باران دیدہ کیسا
مبہوت ہے برق اسطرح کی باتیں کرکے درے میں کوہ کے دونوں کو لایا کچھ مال اُٹھا کے عمرو کے سامنے
رکھا کہا اسکو استاد زنبیل میں رکھ لیجیے خواجہ عمرو خوشی خوشی زنبیل میں رکھتے جاتے ہیں برق نے شتیل تھوڑا
شربت تیار کیا ایک پیالہ سامنے سحر نگاہ کے پیش کیا کہا مہتر صاحب دھوپ میں چلے آئے ہو یہ
شربت تو پیو سحر نگاہ شربت پیگیا دوسرا جام برق نے خواجہ کو دیا کہا استاد آپ بھی نوش فرمائیے
عمرو نے بھی جام پیا دونوں کا جام پینا کہ دونوں گھبرا کر اُٹھے اُٹھتے ہی بیہوش ہوے برق نے
سحر نگاہ کی زبان میں سوزن دیا خواجہ کے دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھائی دونوں کو چھپا کر درہ کوہ
سے نکلا اب برق وہاں سے ایک ساحر کی شکل بنکر شتاتا ہوا لشکر مغرور میں آیا دیکھا بارگاہ اسکی استاد
ہے ساحرانہ جاتے ہیں برق بارگاہ میں آیا مغرور تخت پر بیٹھا ہے کہ دیکھا آسمان پر فراتا ہوا وہ طائر طلسم
آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا مغرور نے کہا او پیارے زمزمہ سرائی کیا کرتا ہے عمرو و سحر نگاہ کہاں ہیں عرض کی
حضور دونوں حاضر ہوتے ہیں برق سن رہا ہے طائر پھر زمزمہ سرائی کرنے لگا سامنے مغرور کے
بیٹھا ہے مغرور کہتا ہے ارے کیوں دیر ہوئی طائر عرض کرتا ہے لشکر سے چل چکے ہیں حاضر خدمت ہوا
جاتے ہیں برق گھبرا کر نکلا صحرا میں آیا دو گنوار جاتے تھے برق نے جھپٹکر دونوں کو بیہوش کیا ایک
کو بصورت عمرو بنایا ایک کو بصورت سحر نگاہ بنا کر تیار کیا اب دونوں گنواروں کو ہوشیار کیا آپ
بصورت ملک الموت بنا دونوں کے سامنے آیا دونوں گنوار کانپنے لگے کہا ارے کمبختو کیوں
کانپتے ہو سامری و جمشید نے تمکو بڑے مرتبے دیے ایک کو عمرو بنایا ایک کو سحر نگاہ عیار شہنشاہ
بنگالہ قرار دیا یہ کہکر دونوں کو آئینہ دکھایا ایک نے اپنے کو بصورت عمرو پایا ایک نے اپنے کو
بصورت سحر نگاہ و لباس بھی برق نے عمدہ پہنا دیے تھے کسی خال و خط میں فرق نہیں رکھا
دونوں گنوار قہقہہ مار کر ہنسے کہا کیسا ان تمنے ہمکو بڑا مرتبہ دیا برق نے کہا تم خوشی خوشی بارگاہ
مغرور میں جاؤ جو بصورت سحر نگاہ ہے بہشت پہ مغرور نے کس پرانی کرے لاکھوں روپیے ملینگے
بادشاہ وزیر بنا کر لیگا جسکو عمرو بنایا تھا اُس سے کہا دو جاتے ہی نعرہ کرنا منم مہر سپہر عیاری

مین وہ عمرو ہون کہ ساحرون کو جوتیان مارتا ہون لقا کی ریش تراشتی کی سامری و جمشید کے چونا
لگایا جب مغرور خفا ہوا اسکی خفگی سے نہ ڈرنا وہ تمکو دار پر کھینچے یا جلاد کو حکم دے کہ قتل کرو سر جھکا دینا
جسوقت جلاد ہاتھ ماریگا یا دار پر کھینچے جاؤگے اسوقت سامری و جمشید آئینگے تمکو بادشاہ
بنائینگے اُسکے سر پہ تلوار پڑیگی تم کوچ کر کے شہر بنگالہ چلے جانا عمر بھر کی سلطنت ہے اب تمہارے
واسطے سامان شوکت و لیاقت ہے اُسکے مردانہ وار کلام کرنا کسی بات سے خائف نہونا مین غائب
موجود رہونگا فورًا تمکو تخت پر بٹھاؤنگا لیکن اے سحر نگاہ تم پشت پر بادشاہ کے حاضر رہنا شاید
اگر موقع آئے اور وہ بچا پوچھے کہ تم کون ہو یہ کہے جانا مین سحر نگاہ جب عمرو بادشاہ بنگالہ ہوگا
تمکو سلطنت کا نوروز دیس ملیگی دونون بھائی بھلی کر سلطنت کرنا محلات مین جانا بیبیان شاہ کی
آئینگی تمکو اپنے پاس سُلائینگی راتون کو مزے اُڑانا دن کو سلطنت رات کو یہ راحت ہم بھی ملاقات کو
کبھی آئینگے ہمکو نہ بھولنا دونون گنوار جھومنے لگے برق نے کہا جلد جاؤ اب دیر نہ کرو وہ دونون
گنوار پھولے ہوئے دوڑتے ہوئے چلے برق بصورت مبل کنارے ہوگیا جیسے یہ دونون
لشکر مین داخل ہوئے غل ہوا عمرو و سحر نگاہ آتے ہین ہرکارون نے بڑھکر مغرور کو خبر دی کہ حضور
دونون آ پہونچے کس جوش و خروش مین آتے ہین طائر نے زمزمہ سرائی کرکے آواز دی کہ اے شہنشاہ اپنے
غلام کی جانبازی کو ملاحظہ کیا جب عمرو بارگاہ حمزہ سے نکل چکا سحر نگاہ کو رہا کیا تب غلام یہان آیا
سب اپنے شعبدے تمام کیے یہ ذکر تھا کہ عمرو و سحر نگاہ نقلی اندر آئے گنوار نے اُنکے سامنے مغرور
کے نعرہ کیا اے مغرور بچہ ناشنو عمرو عیار قاتل کفار ریش تراشندہ لقا ہے مکار تو کیا جیا ہے سحر نگاہ تو
پشت پر آکے رومال ہلانے لگا مغرور نے کہا اے عمرو اب تو بتا کیا حال کرون عمرو نقلی نے کہا کہ تیری
کیا مجال ہے مین سلطنت بنگالہ کرونگا تیری جورو کے پاس سوؤنگا تیری بہن کو بھی پھانس لونگا تو جہنم
مین جائیگا میرے واسطے تاج و تخت ہے مغرور سمجھا کہ عمرو سحر مین مبہوت ہو رہا ہے ایسی واہیات
باتین کرتا ہے آواز دی کہ جلد جلاد کو بلاؤ برق ایک گوشے مین کھڑا دیکھ رہا ہے جلاد کا جو مغرور نے
نام لیا عمرو نقلی نے کہا اے جلاد کو بلا تیرا سر کٹے مین سلطنت کرون مغرور ہنس رہا ہے سحر نگاہ
نقلی کو مضمون پڑھاؤ پھیر رہے ہین کہ جلاد آیا عمرو نقلی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا عمرو نے جلاد سے کہا اپنے
ہاتھ کیون تھامتا ہے تلوار سر پر لگا دیکھنا کسکا کٹیگا سامری و جمشید کے صدقے ہو جاؤن مغرور
نے کہا قدرت خداوند جو کی جیپال دیکھو یارو عمرو کا کیا حال ہے طائر کو چمکار رہا ہے کہتا جاتا ہے کہ اے
شعبدہ مین خوب مبہوت کیا عمرو اپنے ہوش مین نہین ہے جلاد نے گوٹے کا خط بھی گردن پر کھینچا
شلنگ لگا کے ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹکر عمرو کا گرا طائر نے ایک چیخ ماری زمزمہ سرائی بھولا
منہ سے شعلہ ہاے آتش نکلے جلکر خاک ہوا مغرور نے کہا سر والا شہ عمرو کا جنگل مین پھنکوا دو
کوے سگ اسکی لاش کو کھائین بڑے بڑے ساحرون کے خون اسکی گردن پر تھے آج
زمانہ پاک ہوا سحر نگاہ نقلی نے دیکھا عمرو مارا گیا مین ابھی تک تخت نشین نہین ہوا رومال ہلاتے
ہلاتے مغرور سے کہا اے تخت پر سے اُتر میان ملک الموت ہی کہ گئے تھے مغرور نے
کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے سحر نگاہ نقلی نے کہا تو دیوانہ تیرا باپ دیوانہ کا نوروز دیس تو بڑی دور ہے

معلوم ہوتا ہی بجائی صاحب کا نور ودلیس لگئے وہ تو وہان تخت پر بیٹھے ہم اسی سلطنت کو لینگے زیادہ
ہوگا تو بہت پچھتائیگا مغرور نے کہا اے وزیران سلطنت مین نے عمرو پکڑ لیا تھا میرے عیار کو کیا
ہوگیا یہ کیا بیہودہ بکتا ہی وزیرون نے کہا میان مہنگ کسطرح کے کلمہ کرتے ہو بادشاہ نے تمہارے
واسطے یہ جفا اٹھائی ایسا سحر کیا کہ عمرو میان تمکو لیکر خود دوڑا ہوا آیا ورنہ تمکو رہائی ممکن نہو لی الٰہی بلا مین
مبتلا تھے مہنگ نے کہا کیا بیہودہ بکتے ہو مجھکو حکم سامری و جمشید کا پہنچا ہی سلطنت کا نور ودلیس
ملیگی وہان تو میرا بجائی گیا مین یہان تخت پر بیٹھون تم لوگ تکرار کیون کرتے ہو اور مغرور زیادہ غرور نہ کرے
جب تو مغرور نے حکم کیا اس عیار کو جوتیان مارو یہ دولت کی برابری کرتا ہی تخت پر بیٹھنے کو مرتا ہی
مصاحبون نے پکڑا میان مہنگ پر مار پڑنے لگی پکارتا ہی میان ملک الموت دوڑو آپ کے حکم
کے بر عکس خلاف ہوتا ہی یہ گنہگار آپ کا تابع کر رہتا ہی آپ نے بادشاہت دی یہ سلطنت مین دیتے
بجائی تو میرا چین کر رہا ہی مین یہان مصیبت مین پڑا ہون جب مصاحبون نے کہا اے مہنگ کیا بیہودہ
بکتا ہی کیسی سلطنت بادشاہ کی بات کا جواب دیتا ہی پھر ایک نے قبضہ مارا ایک نے تلوار گلے پر رکھی
تھرانے لگا کہا گستاخان ٹھہر جاؤ مین اپنا حال بتلاتا ہون مین تمہارا نہین جو سمجھے والا ہون محل نور کا
رہنے والا ہون ملک الموت نے جو سمجھا دیا تھا وہ کہتا ہون یہ نہ جانتا تھا کہ شاہ کے سامنے جوتیان
پڑینگی اب تو جادوگرون نے گرم پانی منگایا منہ دھولایا ایک گنوار کو دیکھا سامنے کھڑا ہی حال اس سے
پوچھا نہ بتلاتا تھا جب بہت سمجھایا منت خوشامد کی تب اس نے حال بتلایا کہ اسطرح راہ مین مجھکو ملک الموت ملے
انہین نے مجھے عمرو و مہنگ بنایا یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ تم بادشاہ بنگالہ ہوگے وہی ہمکو ہوس رہی یہ نہ
سمجھے کہ بدلے سلطنت کے جوتیان پڑینگی وہ بجائی ہمارا مفت مارا گیا جب تو مغرور بہت جھلایا
کہا یارو تم نے سنا کیا غضب ہوا میرا سحر مٹایا مین میدان مین سمجھ لونگا آخر یہ حیرت وغیرہ میرے مقابلے
مین نکلینگی بڑی بادولت کو تکلیف پہونچی یہان تو اسنے طبل جنگی بجوایا برق نے خواجہ عمرو کو آکر
ہوشیار کیا سارا حال بیان کیا عمرو نے برق کو گلے سے لگایا کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ عیاری نہین کرامات
ہو بڑے لطف سے ہمکو بچایا مگر بیٹا مہنگ کو کیا کیا برق نے کہا وہ بھی جانکر ہی عمرو نے مہنگ
کو اسی طرح گرفتار کرکے قید خانے مین قید کیا یہ خبر اگر صاحبقران سے کہی صاحبقران کو بھی بڑا
تعجب ہوا فرمایا حقیقت مین یہ ساحران بنگالہ بڑے ساحران زبردست ہین برق کو بڑا بھاری
خلعت ملا کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا وثنا کے عرض کی کہ مغرور نے جھلا کر طبل جنگی بجوایا
ہی حیرت و عقاب کو بھی یہ خبر ہرکارون نے پہونچائی ہی خبر سنتے ہی سب نے طبل جنگی بجوا دیے
چارون لشکرون سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی مگر صاحبقران فرماتے ہین کیون خواجہ ان
ساحرون کو تو ایسین دعویٰ ہی حیرت پہ عاشق ہین میان عقاب حیرت سے دعوی عشق کرتے
ہین مغرور بھی اسی فکر مین ہی حیرت نے رہائی پائی مجھے اب کیا ضرورت ہی کہ مین دخل دون
عمرو نے کہا آپ کو یہ غرض ہی کہ بیٹے شراکت کی جائیں اختیار ہے میدان مین چلکر تماشا دیکھیے
اگر کوئی آپ پر نمرود کرے یا طلب کرنے کو ہو یا کوئی آپ کا نام لیکر پکارے ضرور میدان مین
جائیے ورنہ ملاحظہ کیجیے کہ گوشت خر دندان سگ ہوتا ہی آپ بھی تماشا دیکھیے صاحبقران نے

اس بات کو قبول کیا الغرض چارون لشکرون مین تیاریان رہین صبح کو مغرور بڑے زور و شور سے میدان
کارزار مین آیا ایک طرف سے لشکر عقاب آکر صف آرا ہوا عقاب بھی بصد پیچ و تاب میدان کارزار
مین پہونچا ایک طرف سے حیرت جادو تخت پر سوار لغمان و نیرنگ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے
چالاک و تیز رفتار صورت ساحرون کی بنائے ہوے ایک محل کے سایے مین آکر ٹھہرے حیرت کا
لشکر صف آرا ہونے لگا مغرور نے بھی صف بندی کا حکم دیا صاحبقران بھی سرداران نامی کو ہمراہ لیے
ہوے میدان کارزار مین آکے ٹھہرے خواجہ عمر و کلیم عیار کی اوڑھے ہوے پہلو سے اشقر مین کھڑے
تھین برق و ابوالفتح وغیرہ ایک سمت صف باندھے ہوے ہین مہناک سحر نگاہ ایک خیمے مین قید ہے سواے
صاحبقران کا وہان پہرا ہے جب صف بندیان ہو چکین تب مغرور نے آواز دی تم مین سے کوئی میدان
مین نکلیگا یا بدولت خود نکلین مسلمانون سے مجھے کیا کام اگر وہ دخل دینگے جواب دیا جائیگا مطلب
تو حیرت و عقاب سے ہے عقاب کو سزا دیجائے کہ نام ہماری معشوقہ کا زبان پر نہ لائے حیرت کا
گرفتار کرنا واجب ولازم ہے سریین اسرار جادو صف دست راست سے اژدہا پر چڑھا کر نکلا سامنے مغرور
کے آیا دست بستہ عرض کی غلام نہ گوارا کریگا کہ ہمارے ہوتے سرکار میدان مین جائین اجازت
مرحمت فرمائیے مغرور نے کہا اے سریین اسرار تیرے بزرگ بڑے بڑے ساحر تھے آج تو
بھی اپنے بزرگون کے سحر کا دکھا دے میدان کارزار کو ہلا دے سریین اسرار نے کہا سرکار ملاحظہ
کرینگے بادشاہ نے اجازت دی یہ ملعون تمنا ہوا میدان مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھائے
پکار کر آواز دی مردان عالم کا یہ کام نہین کہ لشکر حیرت کے بادشاہ ہین اے عقاب تو کسیکو بھیج یا ہمارے
مقابلے مین آ عقاب نے اپنے ملازمون کو فوراً اشارہ کیا شداد بن ارشد گینڈے پر سوار رنج
و نارنج جھولی مین بھرے ہوے بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے مین سریین اسرار کے
آیا آپس مین سحر چلنے لگے شداد نے بڑے بڑے سحر کیے لیکن سریین نے اٹھا کر ایک سنگریزہ مارا
شداد کا سر پھٹ گیا چار ساحر طرف سے عقاب کے نکلے ہاتھ سے سریین اسرار کے مارے گئے
بلبلا کر آواز دی او عقاب تو خود نہین نکلتا کہ مزہ سحر کرنے کا ملے کیون ان غریبون کو قتل کراتا
ہے عقاب کو غصہ آیا تخت سے کود مرکب پر نہ طلب کیا مرکب پر سوار ہو کر سامنے سریین اسرار
کے آیا سریین اسرار نے آگ برسائی عقاب نے سحر کیا کہ ابر سیاہ سر پر قائم ہو گیا پانی برسنے
لگا تلوارین گرائین عقاب نے ہر ایک سحر کو دفع کیا تلوار کھینچ کر جا پڑا یا سامری کہکر ہاتھ مارا سر
کے دو ٹکڑے ہوے دو پہر ڈھل چکی تھی کئی ساحر جو مارے گئے مغرور تخت سے کودا مقابلے
عقاب مین آیا ان دونون مین سحر کانات کے ہونے لگے برج ہاے آتشین آسمان سے
گرنے ابر سیاہ برسے گینڈا و طاوس دونون کے مارے گئے پیدل دونون لڑنے لگے منہ سے
اسقدر آگ چھوڑی برج ہاے آتشین سے دونون چھپے مغرور نے ایک دستک دی بعد چند
دن ناگاہ ایک ساحر اڑتا ہوا میدان مین آیا پکارتا ہوا نمبر وار شہنشاہ بنگالہ بیچ مین کودا عقاب نے
ہاتھ تلوار کا مارا اس نے سر اپنا آگے کر دیا تلوار عقاب کی اچٹ گئی اپنے سر پر پڑی کہ زخمی
ہوا وہ ساحر تو غرق زمین ہو کے غائب ہوا مغرور تیغہ کھینچ کر چلا کہ عقاب کا سر کاٹ لون ہم لیان

عقاب کو تاب نہ باقی رہی ازدرا آکر میدان مین آگئے کئی ہزار ساحرون نے اس مقام پر جان دی
عقاب کو اٹھا کر ہوادار پر ڈال لیا مغرور نے وہ وہ سحر کیے کہ ہزارون جلے آخر قریب شام لشکر عقاب
کے شکست کھائی مغرور نے پیچھا نہ چھوڑا وہ سب بھاگ کر پڑاؤ پر آئے یہ سب وہان بھی جا پڑے
پڑاؤ پر خوب جھکڑ تلوار چلی ہزارہا ساحر مارا گیا ملازمان عقاب لشکر بے سردار تھا نہ جدار بیقرار ہو کر طرف صحرا
کے بھاگ گئے دو کوس تک مغرور نے پیچھا کیا وہ لوگ لڑتے بھڑتے نکل گئے طرف صحرا کے روانہ ہوئے
مغرور نے آکر پڑاؤ لوٹ لیا بفتح و فیروزی نوبت نقارے بجاتا ہوا پلٹا حیرت کی طرف دیکھ کے
آواز دی اے ملکہ عالم آپ کے عاشق قدیم کا تو خاتمہ کیا عقاب اس زخم سے جانبر نہوگا اسکے ملازم
لیکر بھاگ گئے اب آپ اپنی فکر کیجیے حیرت نے غصے مین چاہا کہ جا پڑون لقمان نے منع کیا کہا
حضور اب دن باقی نہین ہے کل سمجھا جائیگا حیرت نے لشکر پلٹایا صاحبقران پلٹکر اپنے مقام پر آئے
مغرور اپنی بارگاہ مین جا کے یا عشق مین حیرت کے بیقرار ہے چین نہین پڑتا آکر بیٹھا آہ آہ کر رہا ہے یہ اشعار
عاشقانہ زبان پر جاری

نظم

روے جانان کا تصور مین جو نظارا ہوا
دل مین تھا جو داغ حسرت عرش کا تارا ہوا

وہ مہ خانہ نشین گلیون مین آوارا ہوا
اے منجم دیکھنا ثابت مین سیارا ہوا

کس ادا سے تو نے شانا اپنے بالون مین کیا
سر پہ محبوب کے خط مانگ کا آرا ہوا

گرم ہے کیا عکس تیرے روے آتشناک کا
آئنے کی پشت کا معدوم سب پارا ہوا

رات غائب ہو گئی ظاہر ہوے آثار صبح
وصل مین خورشید گویا شام کا تارا ہوا

چشم بد دور آج آتے ہین نظر کیا گال صاف
سبزۂ خط کیا غزال چشم کا چارا ہوا

ابر کو نسبت بھلا کیا چشم دریا بار سے
دیکھیو روئے لنا سے یہ جو ہم دھارا ہوا

شب ہوا سے ہلگئی جو اسکی زلف عنبرین
دم مین موم شمع بہار عنبر سارا ہوا

اسقدر ہے تیز ظاہر آتش رنگ حنا
سنگ پا لگتے ہی بس تلوون سے انگارا ہوا

جوش وحشت تیری آنکھون پر یہ خوش چشمو کو ہے
مثل آہو دشت مین ہر ایک آوارا ہوا

ہو گئی ہر شمع تیرے سامنے خجلت سے آب
شمعدان گویا تری محفل مین فوارا ہوا

چین سے سویا نہ دنیا مین کبھی جز خواب مرگ
بعد مرنے کے جنازہ مجھکو گہوارا ہوا

زاہدا ہم جانتے ہین عشقبازی ہے گناہ
کھو دیا ہے جو وحشت مین وہ کفارا ہوا

ہو رہا ہے کب یہ ہستی کا یہ دنیا مین عذاب
مجھکو ہر داغ جنون دوزخ کا انگارا ہوا

ہیچ ہے میرے بد کہنے سے زاہد یہ بلا
پیٹھ پر یار کے سم سے جو پٹنا را ہوا

نور چھپکا سا قبا لیتے ہی تیرے ہجر مین
ہاتھ مین جام مے گلرنگ انگارا ہوا

ہجر ساقی مین نہین ہے میکشو آواز رعد
موج غم مین بہر خونریزی یہ نقارا ہوا

حب منانے کو ہوا عریان وہ شعلہ لوک کا
حوض مین روشن رنگ شمع فوارا ہوا

دوستو جلدی خبر لینا کہین ناسخ نہو
قتل آج اسکی گلی مین گر کوئی بیچارا ہوا

مصاحبان مغرور سمجھاتے ہین کہ اے شہنشاہ صبر کیجیے اب حیرت کہان جائیگی مغرور کہتا ہے یارو

میرے دل کو آرام نہیں ہے ابھی بلواتا ہوں دیکھوں اہالیان ہوشربا کیسے ساحر ہیں یہ کہکر اپنے مقام سے
اٹھا تنہائی کے خیمے میں آیا جھولی سے اسباب سحر نکالا اسم سحر پڑھکے آتش کے دانے چہار جانب پھینکے
جوگی جیپال کا نام لیکر پکارا کیا تھوڑی دیر کے بعد شعلہ ہوا نکلا کہا یارو کیا کہوں نہنگ سحر نگاہ کا گزرتا
ہونا مجھے سبب شاق ہوا کوئی جاکر خبر تو لائے کہ وہ شہنشاہ جسے خوبی سیر و باغ مجبولی کس شغل میں ہے شاگردان
نہنگ کھڑے ہیں وزرا نے عرض کی یہ سب تعلیم کردہ نہنگ سحر نگاہ ہیں فوراً خبر لائینگے چند شاگردان نہنگ
برائے خبر چلے صورت بدلکر بارگاہ حیرت میں آئے دیکھا ملکہ حیرت تخت پر بیٹھی ہیں نعمان و نیرنگ معہ دو
مصاحبت چالاک و تیز رفتار خدمتگاروں میں ملے ہوئے کھڑے ہیں کہ ایک تجبو لگا ہوا ہے سحر کا جلا
نیرنگ نے کہا کیوں ملکۂ عالم اب مغرور سے کیا لڑینگی ہماری تو یہ صلاح ہے کہ مغرور سے مصالحہ کیجیے
ورنہ بڑا جھگڑا پڑیگا حیرت نے پلنگ کہا اے نیرنگ یہ تمنے کیا کہا خبردار اب ایسی بات نہ کہنا جو جس سے
ہو سکے وہ کرے میں کسی بات میں پایہ کمی کا نہیں رکھتی چند طائر اڑتے ہوئے بارگاہ میں آئے سناٹا بھرکے
نکل گئے نعمان نے کہا ملکۂ عالم آپ نے نیرنگ کی بات پر کیوں اعتراض کیا جاسے کہتی ہے کہ مغرور
بڑا ساحر زبردست ہے اگر یہ مشورہ قبول کیجیے تو کیا عیب کی بات ہے اقلیم بنگالہ کا بادشاہ ہے جسیخ سحر و
ساحری کا مادہ ہے دولت ثروت لیاقت حقیقت اسکی کسی سے کم نہیں ملول ہو کر حیرت نے کہا اے نعمان
تم تو ایسی بات نہ کہو تمھاری وجہ سے عقاب سے جدا ہوئی وہ بھی بادشاہ پردۂ ظلمات تعلیم کردہ و مامہ اسقدر
لشکر لیکر نکلا تھا کہ گاوزمین بار نہیں سنبھال سکتی تھی جابجا لڑا یہاں پر بیں ساحر اسکے قتل ہوئے وہ ابھی
کسی سے کم نہیں ہے زخمی ہو گیا بڑے بڑے بادشاہ زخمی ہوتے ہیں تمنے اسوقت ایسی بات کہی کہ دل کو
ناگوار ہوا نعمان نے کہا واری بڑے صدمے ہوتے ہیں نیرنگ و نعمان دونوں ایک زبان ہیں
اور کنیزیں پس پشت حاضر ہیں وہ نیرنگ و نعمان کی باتوں پر ویسے جواب دینے لگیں و مدعا ایک ایک کا
یہی بیان ہے کہ حضور مغرور سے ملجائیے حیرت نے گھبرا کر کہا جا جو اسوقت کیا سوجھ کہ ہے کہ سب ایک زبان
ہو گئیں میری بات کو سب ملکہ رد کرتی ہیں میں تو لڑ کر جان دونگی مغرور کے ساتھ نہ جاؤنگی جسکو اپنی
جان کا خوف ہو میں بخوشی کہتی ہوں وہ نکل جائے نیرنگ و نعمان اپنی کرسی سے اٹھیں کہا حضور
ہم تو جاتے ہیں اسکی مقابلہ ہے قیامت برپا ہو گی ہم تو نکل جائیں کسی طرح اپنی جان بچائیں حیرت نے
کہا بیبیو نکل جاؤ نیرنگ و نعمان یہ چالیس کنیزیں یہ کہتی ہوئی اٹھیں کہ حضور ہم جاتے ہیں حیرت
نے کہا بہتر ہے شوق سے نکل جاؤ مجھے اپنی جان کا خوف نہیں ہے نعمان نے بڑھکر کہا حضور
کیا ہم اکیلے جائینگے آپ کو بھی چلنا ہو گا حیرت نے کہا کیا مجال یہ ذکر تھا کہ ایک طائر قنات پر
آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا حیرت نے کہا میں سمجھی یہ کہکر اپنا پاندان سونے کا کھولا کاغذ نکال کر
ایک مرغ کاٹا پکار کر آواز دی اے مرغ زرین سامری اس طائر کو لینا نعمان و نیرنگ کھڑی ہیں
کہا حضور بے ادبی مناسب نہیں جواب سمجھی ہیں وہی بات ہے یہ طائر شہنشاہ نے بھیجا ہے ہم کو بلانے
آیا ہے حیرت نے اشارہ کیا وہ مرغ کاغذ کا اڑتا ہوا قریب اس طائر کے پہنچا طائر نے چاہا کہ زبان
کھولوں مرغ زرین اسطرح تڑپکر گرا جیسے باز عصفور پر یا شیر آہو پر منقار سے اسکا سر پکڑا دونوں پنجوں سے پانوں
تھاما اس جانور کو چیر ڈالا طائر زمین پر گرکے تڑپا ٹکڑے خون کے اڑے نعمان و نیرنگ یہ

ایک ایک قطرہ خون کا ٹپکا کر کانپین حیرت کے سامنے ہاتھ باندھے لگین کہا ملکۂ عالم معاف فرمائیے
آپ نے بڑا احسان کیا ہم سحر مین اُس شعبدہ باز کے پھنس گئے تھے یہی جی چاہتا تھا آپ کو پکڑ کے
پاس مغرور کے لیجائین سرکارون نے سب معاملہ آنکھون سے دیکھا دفعۃً بھاگے سامنے مغرور کے
آئے تمام کیفیت دربار حیرت کی بیان کی کہ ملکہ حیرت نے آپکے طائر کو مارا نعمان وزیر بات باقی
تھین مغرور نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا یارو مین عشق مین بدنصیب ہون **بیت دلسوخت**

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید — قصۂ بے سر و سامانی من گوش کنید
گفتگوے من و حیرانی من گوش کنید — داستان غم پنہانی من گوش کنید
شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے
روزگاری من و دل ساکن کوئے بودیم — تابع خوی بت عربدہ جوئے بودیم
عقل و دین باختہ دیوانۂ روئے بودیم — بستۂ سلسلۂ سلسلہ موئے بودیم
کس دران سلسلہ غیر از من دلبستہ نبود
یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود

یارو اس آگ کو کیونکر بجھاؤن کیونکر صبر کرون دل پر کسطرح جبر کرون ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین
الہی دن دیو شب غم کھا جائیگا دل کو آرام نہ آئیگا کس سے اپنا حال دل کہون اب تو یہ نوبت ہے کہ دامن
صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا سب نے عرض کی حضور بہت
جلد وصل ہوگا مغرور کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا یارو مین تو یہ جانتا ہون **غزل**

اجل ہی آئے کہین جلد یار کے بدلے
زبان نکلی ہے گلشن کی خار کے بدلے
درست ہون مری ٹھوکرین لگے جو آئی
عطا کیے مجھے بادام انار کے بدلے
مریض ہوتے ہی کیون مرگئے نہ ہم فرقت

ہوا احتضار مجھے انتظار کے بدلے
شہید تیغ جفا ہین ہماری تربت پر
شراب سنگ سے نکلے غبار کے بدلے
جو ہو سعادت دو کریم این کریم
رقیب آئے عیادت کو یار کے بدلے

برائے صبح گل تر جو یار گلشن مین
لہو کی چھینٹین ہون نقش و نگار کے بدلے
دکھا مین یار نے انہین چھپکے چھپا کے
بلند ابر کرم ہو غبار کے بدلے

سب خاموش ہین کوئی سر نہین
اُٹھاتا مغرور نے کہا یارو سب سے زیادہ یہ حیرانی ہے اگر جنگ مین حیرت ہو دبا پڑا صاحبقران
ضرور دخل دینگے اب سحر تاثیر نہین کرتا ممتاز سرباز مشیران سلطنت سے مغرور کے ہے کرسی سے اُٹھا
کہا اے شہنشاہ اگر یہ معرکہ غلام کے سپرد ہو مین سرکار سے وعدہ کرتا ہون کہ تین دن کے اندر لشکر سلطان
کا اگر خاتمہ نہ کر دون ممتاز سرباز نہ کہیے گا جب دمامہ سے فساد ہوا اور صاحبقران چاہ الماس
مین داخل ہوئے جا بجا مقابلے پڑے جب مقابلہ دمامہ مین پہونچے اور ملکہ دمامہ نے اسم اعظم
صاحبقران بند کیا اُس جلسے مین غلام بھی شریک تھا وہ سحر مجھکو بخوبی یاد ہے مین مشقت کر کے ایکدن
مین اسم اعظم بند کر دونگا دوسرے دن سب کے سر کاٹ لاؤنگا مغرور نے ممتاز کو گلے سے لگا لیا کہا
اے ممتاز اگر تو نے یہ کیا تو بزرگان دین کے خون کا معاوضہ لیا مین بہت خوش ہونگا ممتاز نے عرض کی
پچاس ہزار ساحر مجھکو ملین مین جا کر تدبیر کرون کنارے پر لشکر کے ایک بارگاہ استادہ ہوئی پچاس ہزار

ساحران غدار اسی مقام پر اُتر رہے ہیں ہوا کہ ممتاز جادو برائے قتل مسلمانان بادشاہ بنگالہ سے حکم
لیکر آیا ہے کل کوئی جوان زندہ نہ بچیگا یہ سنتے ہی طبل جنگی بجوایا صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا بارگاہ حیرت
مین سب بیٹھے ہین اور مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ایک کنیز کی شکل بنے ہوے ملکہ حیرت سے باتین
کر رہے ہین کہتے ہین ای شہنشاہ طلسم ہوشربا ای ساحرہ یہ تا مغرور کی کیا حقیقت ہے آپ سے سحر کا کون جواب
دیسکتا ہے حیرت کہ رہی ہین ساحران بنگالہ کا سحر سامری پرستون سے علیحدہ ہے اسطرف کے ملک والے
سامری و جمشید کے سحر بنائے ہوے کرتے ہین اور بنگالے مین کوئی شخص جوگی جیپال گذرا ہے اتنا
بڑا ساحر تھا کہ اپنے کو خداوند کہوایا نئے نئے سحر بنائے اور سحر ایسے بنائے کہ سامری و جمشید سے الگ
مگر حقیقت مین برق نے بڑا کمال کیا کہ اسی کے ہاتھ سے اسکا سحر مٹوایا ورنہ خواجہ عمرو جا کر دم شمشیر
گلا رکھتے وہ اسوقت عمرو کو قتل کر ڈالتا اپنے تئین بیک اُسنے عمرو کو قتل کیا تب اپنے سحر کو مٹایا تب خواجہ
بچے اب میدان کارزار مین وہ نئے طور کے سحر کریگا جسکا توڑ ہمارے مہیان نہین ہے ہم اسکا کیا جواب
دینگے چالاک کہ رہا ہے حضور آپ کا اقبال شیر نیک حال ہے وہ سحر ہی نہ کرنے پائینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے دعا دیکر عرض کی ممتاز جادو وزیر شہنشاہ پچاس ہزار ساحر لیکر الگ ہوا ہے اُسنے
طبل جنگی بجوایا اپنے شاہ سے وعدہ کیا ہے کہ دو دن مین سب کو مٹا دونگا یہ سنتے ہی چالاک اپنے مقام
سے اُٹھا کہا واری مین جا کر لشکر کو تیار کراؤن اور جھینگر کاندھے پر ہاتھ رکھدیا کان مین جھک کے
کہا واری مین جا کر چالاک کو تلاش کرون وہ نگوڑے کی گردن لیگا حیرت نے بہ ناز معشوقانہ ہاتھ
جھٹک دیا کہا اچھا صاحب جاؤ جو تمسے بن پڑے وہ کرو چالاک باہر نکلا ایک اور کنیز پیچھے پیچھے چلی وہ
تیز رفتار ہے تیز رفتار سے کہا بھائی تمنے سنا طبل جنگی بجگیا اسکی فکر چاہیے اگر صبح کو میدان مین آئیگا
قتنین برپا کریگا مین ایک نازنین کی شکل بنتا ہون مجھکو جلکر بیچ آؤ مین سمجھ لونگا تیز رفتار نے کہا استاد
ایسا نہو تم گرفتار ہو جاؤ تو مین کیا کر سکونگا مین عورت بنون آپ مجھکو بیچ آئیے چالاک نے کہا تمسے
نہ بن پڑیگا مین اُسے مار لونگا تیز رفتار نے کہا استاد آپ کو اختیار ہے چالاک اُسی وقت تیز رفتار کو
ساتھ لیکر کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک نازنین چہاردہ سالہ کی شکل بنکر تیار ہوا تیز رفتار
سے کہا تم ایک عرب کی شکل بنو تیز رفتار رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک عرب کی شکل بنا بڑا سا
عمامہ سر پر باندھا پہنے ہوے ایک لکڑی ہاتھ مین نازنین کا ہاتھ پکڑے ہوے طرف لشکر کفار کے چلا یہ
تو ادھر سے جاتے ہین اب حال خواجہ کا سنیئے کہ جسوقت خبر سنی کہ طبل جنگ بجا خواجہ عمرو باہر نکلے
بشکل خدمتگار بارگاہ مغرور مین آئے دیکھا مغرور بیٹھا ہوا کہ رہا ہے اب ممتاز قیامتین برپا کریگا اسکا
باپ جوگی جیپال گرو کی خدمت مین برسون حاضر رہا سحر بنانے مین شرکت کرتا تھا اسنے وراثت
مین سحر پائے ہونگے سابق مین بادشاہ کالو رودیس کے ایک ظالم نے تیسے سے سر اٹھانا اٹھا
دیا تھا مین نے اسی کو بھیجا تھا اسنے جا کر کالو رودیس والون کو جا کر بھگا دیا کوئی اسکے سحر کا جواب
نہ دیسکیگا مسلمانون پر بھی آفت برپا کریگا بہر رات تک دربار مین بیٹھا چونکہ فراق مین حیرت سے بیزار
رہتا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اُٹھا وزیرون نے عرض کی سرکار نے خاصہ بھی نوش نہین فرمایا
بہت جلد دربار برخاست کیا کہا میری کیا ضرورت ہے ممتاز نے سب معاملہ اپنے ذمے لے لیا

مجھے اب دخل دینے کی کیا ضرورت ہے میرا دل گھبراتا ہے کہ کچھ منہ کو آتا ہے میری تو یہ کیفیت ہے نظم

کھنچتا ہون سر کو بوجھ مین ناکام دوش پر — زلف تا کمر جب سے پیچ گل اندام دوش پر
جالی کی آستین نہین اے نازنین تری — عاشق کے مرغ دل کو ہے یہ دام دوش پر
تو وہ حسین ہے دیکھ لے گر طفل بھی تجھے — گودی مین چین سے ہو نہ آرام دوش پر
کیا منہ سے بات وہ بدمین نکالون کہ رات دن — اغیار کو لیے رہتے ہین ارقام دوش پر
اے میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا — لاتے ہین رنگ کے مثل سبو جام دوش پر
پاس حرم نہ چاہیے اے شحنۂ جنون — بار گران ہے جامۂ احرام دوش پر
تسبیح پر جو مرتے ہین نا فہم ہین مگر — لیجا سکیگے اُٹھا کے در و بام دوش پر
بالون کا کچھ اثر نغل یار مین نہین — پڑتا ہے عکس زلف سیہ فام دوش پر
ڈورا مرے صنم کی جو گردن کا دیکھ لین — زنار رکھین صاحب اسلام دوش پر
یہ التجا ہے پیر مغان کی جناب مین — رکھون مین ساقی گلفام دوش پر
شیرین کوئی نہین ہے مگر کوہکن کیطرح — تیشہ لیے کھڑا ہون مین ناکام دوش پر
بس ہے اُسی کا نقش قدم مجھکو سجدہ گاہ — ناسخ ہی کے جسنے رکھا گام دوش پر

سب نے سر جھکا لیا کہا حضور ممتاز جادو گل حیرت کو بلا لیگا ایک مرتبہ وہ آئی اور قبول کیا اکثر پیغام آتے ہین جب عمرو نے دیکھا خوابگاہ مین مغرور داخل ہو گیا اور یہ بھی کہہ گیا ہے کوئی ہمارے پاس نہ آئے تب خواجہ بیٹھے اب یقین ہو گیا کہ مغرور نکلیگا تنہائی مین بیٹھکر حکایت و شکایت اپنے دل سے کرتا رہیگا خواجہ نے تو کنارے آگے تدبیر کی کہ جا کر ممتاز کی گردن لون خواجہ تو اپنی تدبیر کرکے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا مگر تیز رفتار چالاک کو لیکر چلا اور دروازے پر ممتاز کے پہونچا چوبدار پیادے وغیرہ بیٹھے تھے تیز رفتار نے ایک عرضی مردے کو دی کہ یہ عرضی ہماری ممتاز جادو کو پہونچا دو چوبدار نے جاکر ممتاز کو عرضی دی کہا حضور ایک عرب دروازے پر آیا ہے ایک عورت چادر لپیٹے ہمراہ ساتھ ہے ممتاز نے کہا بلا لو وہ عرب اندر آیا عجمی زبان مین باتین کرنا شروع کین بڑے سلیقے سے باتین کر رہا ہے کہتا ہے اے شہنشاہ من تاجر جلیل بودم جہاز من غرق شد یک دختر حقیر جانبر شدہ این دختر را می فروشم حضور بخانہ فرمایند ممتاز نے سب کو ہٹا دیا عرب نے بلا تکلف نقاب چہرہ زیبا سے نازنین سے اُٹھائی ممتاز کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین ماہ رخسار گلعذار غنچہ دہن ابروے خمدار ہونٹون مین مسیحائی طریقے مین دلربائی سرو قد خورشید خد نار پستان دریائے قمار زنخدان سلک گوہر دندان چہرہ ماہ تابان مسکرا کر سلام کیا پھر نقاب مین چہرہ چھپا لیا ممتاز صورت زیبا دیکھکر مر گیا کہا میان تاجر صاحب جو ارشاد ہو بجا لاؤ اس مہ جبین پر جان و مال نثار ہے یہ تو پرکالہ آفت ہے عرب رونے لگا کہا اے شہنشاہ ساحران این دختر دکانات من است جان خود صرف نمودہ این را پرورش کردم جان خود را می فروشم میدانم بخدمت حضور بہ راحت آرام خواہد ماند در سال یک مرتبہ آمدہ جمال جہان آرا را خواہم دید ممتاز نے کہا تاجر صاحب مین خانہ چشم مین اسکو جگہ دونگا خاتون محل قرار دیا اگر شہنشاہ مغرور جادو بھی طلب کرین تو نہ دون

میں اُنکی سرکار میں وزیر اعظم دستور المعظم ہوں وہ مہم میرے سپرد ہوئی ہی کہ چار سو سردار حاضر دربار تھے
کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ اس مہم کو قبول کرتا ایک عورت پر سرکار عاشق ہیں وہ معشوق مہوش نہایت سرکش ہی
سرکار کو نہیں قبول کرتی دوسرے لشکر مسلمانان یعنے صاحبقران نامدار آمادہ حرب پیکار ہیں ان دونوں لشکروں کو
تباہ کروں حیرت کو گرفتار کرکے حاضر خدمت کروں صاحبقران زمان کو گرفتار کروں اسم اعظم بند ہو ہم
سلیمان دردمند ہو میرا بھائی لوہن سحر بند وہ اگر یہاں اسم اعظم حمزہ بند کریگا تو ہن اُسکا نام ہی وہ
منہ زوری کرے بلند ہر یان دکھانے طرارے بھرے مسلمانوں کو دنگ کردیگا یہ سب کارہاے
عظیم میں نے اپنی ذات پر قبول کیے ہیں بادشاہ میری خاطر نہ کرینگے اور حقیقت میں جس عورت پر شاہ
عاشق ہوے ہیں اُسکا بھی اقلیم ہوشربا میں مثل نہیں ہی سحر میں طاق حسن میں شہرہ آفاق ایسی معشوقہ پر
کیوں نہ جان دے عرب نے کہا بابا این ہمہ را نمیدانم جان خود را می فروشم ممتاز تڑپا جاتا ہی کہتا ہی ای
سوداگر صاحب جو کچھ فرمائیے بجالاؤں آپ کو جہاز خرید دوں جیسی تجارت آپ کی تھی وہ سب سامان
درست کردوں آپ پھر تجارت کریں یہ آپ کا گھر ہی جب آپ تشریف لائینگے خدمت سے روگردانی نکرونگا
عرب نے کہا ای وزیر اعظم در خانۂ دختر آمدن ننگ میدانم گاہے ماہے بہ اشتیاق دیدن کنیز حضور
خواہم آمد عرب و ممتاز سے قیمت میں تکرار ہو رہی ہی عرب کہتا ہی قیمت دیجیے عقد میرے سامنے
کر لیجیے اگر عقد میں تامل ہو در دولت پر کنواں بنا ہی کہکے بند میں ہو جاؤ اُسے جوہری پھر سے مرطرح
میری تسکین ہو جائے ایسا نہو میرے بعد اس کنیز سے بے لطفی ہو بڑے ناز سے اسنے پرورش پائی
ممتاز کہتا ہی میں زیر پا اسکے آنکھیں فرش کرونگا اسکا خیال نہ فرمائیے اور میں جوہری کو بھی موجود
ہوں یہ ذکر تھا دروازے پر حاجب دربان حاضر ہیں کہ سب نے دیکھا تخت اُترتا ہوا آسمان سے
پیدا ہوا اُسپر مغرور سوار ہوا دروازے پر آکر تخت اُترا تخت کو اُٹھایا کمر تک تخت آکر غائب ہو گیا سب
جھک جھک کر سلام کرنے لگے مغرور نے پوچھا ممتاز کیا کرتا ہی کہا حضور ہم جاکر عرض کریں کہ سرکار
آئے ہیں مغرور نے کہا ہم آپ جا کر دیکھ لینگے کیا ہے کسی بات کا پردہ نہیں معلوم ہی کوئی سوداگر آیا ہی
اُس سے باتیں کر رہے ہیں ماہدولت جاکر سب رنگ دیکھینگے یہ کہکر مغرور اندر گیا اسکی کیا مجال تھی جو اسکو
روکتا خادم تو دروازے پر رہگئے مغرور اندر پہونچا ممتاز نے جو دیکھا کہ شہنشاہ آتے ہیں بہ تعظیم اُٹھا
جھک کر سلام کیا تاجر سے کہا صاحب یہ ہو نازنین کا چہرہ چھپا لو تاجر تو سر جھکا کے بیٹھا نازنین تھر تھر
کانپنے لگی مغرور نے بنگاہ غضب تاجر کو دیکھا کہا ارے تو کون ہی جو تو میرے وزیر کے پاس آیا
ممتاز نے کہا حضور آپ کا جہاز تباہ ہو گیا میرے پاس واسطے صلاح کے آئے ہیں حضور اسمین
دخل نہ دیں بے وقت حضور نے کیوں سرفراز فرمایا کہا مجھسے کیا کہتا ہی دیکھ حال معلوم ہو جائیگا یہ کہکر
مغرور بیٹھا ممتاز سے اشارہ کیا سحر تیار کر مہتاب قسم کھا چکے کہ حیرت کے سامنے سحر کرینگے وہ
سحر کروں کہ بی حیرت خود دوڑی ہوئی چلی آئیں میں نے سحر تیار کر لیا ممتاز درست کرتا جاتا ہی
چاہتا ہی جلد جا کر میں تو میں معشوق سے باتیں کروں مغرور نے کہا کیوں تاجر صاحب آپ کا اسم شریف
کیا ہی برق رفتار نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا مارا کاؤس بن طاؤس تر کالی می گویند مغرور نے
پوچھا یہ جو منہ لپیٹے بیٹھی ہیں یہ کون ہیں چالاک نے گوشۂ نقاب چہرے سے اُٹھایا مغرور کو

اپنا جمال جہان آرا دکھایا مغرور نے تاجر سے کہا دیکھیے ہمارے ملازم سب آپ کے مشتاق ہو کے
آئے ہین جیسے ہی تیز رفتار ریلنا مغرور نے حلقے کمند کے اسطور سے مارے کہ ایک حلقہ گلے مین تاجر
کے اور ایک حلقہ گلے مین نازنین کے پڑا دونون نے چاہا کہ جست کر کے نکلین مغرور نے جھٹکا دیا کہ دونون
گرے ممتاز ہان ہان کہتا ہوا اٹھا کہ شہنشاہ آپ یہ کیا کرتے ہین تاجر صاحب میرے مہمان ہین آپ
میرے مہمان کو نہ ستائیے مغرور نے کہا ارے گدھے تو کیا جانے یہ دونون عیار ہین سحر کرنے کی
مین تو قسم کھا چکا ہون ایک شعبدہ گرا دے کہ دونون کے چہرون سے رنگ و روغن عیاری کا اڑ جائے
یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہو گرم پانی لاؤ چوبدار گرم پانی لیکر آیا تیز رفتار و چالاک نے ہر چند
فریاد کی مغرور کب مانتا ہی دونون کا منہ دھلا دیا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا اب تو ممتاز نے بھی
دیکھا کہ جو نازنین بنا ہوا تھا وہ چالاک بن عمرو ہی اور جو تاجر صاحب بنکر آئے تھے وہ تیز رفتار
عیار ہی اب تو تلوار پکڑ کر اٹھا کہ دونون کے سر کاٹ لون مغرور نے ہاتھ پکڑ لیا ممتاز قدمون پر گرا کہ
ای شہنشاہ آپ نے میری جان بچا لی ورنہ مین ایسا مبہوت ہو رہا تھا کہ جو یہ کہتی وہی کرتا مغرور
نے کہا کیا مین تمھارے بھروسے پر سلطنت کرتا ہون مجھکو اختیار ہی کہ مین دعوی خدائی کرون کئی
مرتبہ جوگی جیپال میرے خواب مین آئے یہ محبت فرما گئے کہ میرے عہدے کا تو عالم ہی لیکن مین
قبول نہین کیا آج مجھکو ثابت ہوا کہ مین خداوند ہون اپنی خوابگاہ مین تھا کہ فرشتے نے آ کر کہا ممتاز کو تیز رفتار
و چالاک قتل کیا چاہتے ہین جب تو ما بدولت نے تکلیف کی مجھکو آنا پڑا ممتاز نے کہا حضور بڑی
خیر ہوئی دونون کو ستون سے باندھا ممتاز کا قدم بوسی کرنا گرد اپنے شاہ کے پھرنا ہر مرتبہ یہ کہنا
کہ حضور نے جان بچا لی اس ظالم نے حال ظاہری دکھا کر ایسا مجھکو سرشار کیا تھا کہ مین کہہ رہا تھا لاکھ
دو لاکھ روپیہ لو اگر تھوڑی دیر حضور نہ آتے روپیہ دیتا اس نازنین کو خلوت مین لیجاتا نہین معلوم مجھپر
کیا گذرتی آپ نے بچا لیا مغرور کہہ رہا ہی ای ممتاز میرے ساتھ کیا کوئی عیاری کر سکتا ہی یہ لوگ
جو اپنے لشکر مین باتین کرتے ہین میرے نگہبان مجھکو خبر پہونچا دیتے ہین کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا
سنہرے پتلے کہ میرے نگہبان ہین اُنہون نے آکر مجھکو بچا لیا ما بدولت نے ابھی خاصہ کھایا پلنگ پر
جا کر لیٹتے ہی یہ خبر ملی کہ تمھارا خاتمہ ہوا چاہتا ہی جام شراب کا ہاتھ مین تھا اسکو نہین پھینکا دوڑ
پڑا گلابی شراب کی جلد لاؤ ما بدولت شراب پئینگے ممتاز دوڑ کے گلابی لایا لا کر سامنے مغرور
کے رکھدی چالاک کی مشکین بندھی ہوئی ہین تیز رفتار سے کہتا ہی ای تیز رفتار نہ گھبراؤ
اب دم بھر مین رہا ہو جائینگے ہمارا بنا بنایا کام قبلہ و کعبہ نے بگاڑا مگر اب قبلہ و کعبہ نے گردن اسکی
لی میرا جی چاہتا ہی کہ رنگ قبلہ و کعبہ کا مٹا دون پکارا تھون کہ شراب نہ پینا قبلہ و کعبہ کا بھی رنگ ہے
پھر بھی ایسی تیزی نہ کرین جیسے دروازے پر آئے تھے اور سنا کہ سوداگر باتین کر رہا ہی چلے جاتے
کیون اندر گھس آئے تیز رفتار نہین نہین کر رہا ہی چالاک آنکھین ملائے ہوئے دیکھ رہا ہی مغرور
نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ ادسکار کہا دیکھتا ہی چالاک چپ ہو رہا طمانچہ پڑنا بہت ناگوار ہوا عمرو نے
نے جام بھر کے کہا ممتاز لو پیو ممتاز نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ چالاک پکارا اٹھا ای ممتاز خبردار کہ
یہ مغرور تمھارا بادشاہ نہین ہی عمرو عیار ہی ممتاز نے یہ سنتے ہی وہ جام شراب مغرور کی طرف پھینک مارا

عمرو نے چاہا تھا کہ جست کرکے نکلجاؤن قطرے شراب کے چہرے پر پڑے رنگ و روغن عیاری کا
اڑگیا زمین نے پاؤن خواجہ کے تھام لیے ٹھوکر کھاکر زمین پر گرے چالاک کو یہ نگاہ غضب دیکھا کہا
کیون بھیا یہ کیا تو نے حرکت کی چالاک نے کہا آپ کی بات کا جواب تھا ممتاز نے جو عمرو کو دیکھا
جلکیا کہا او ساربان زادے تو نے غضب کیا مار لیا ہوتا چالاک نے کہا حضور مین آپ کی نوکری
کرنا چاہتا ہون سب کی شکلین باندھکر یہ آؤن مین نے آپ کو کیسا پہچانا مگر اس ساربان زادے کو
ابھی قتل کیجیے ورنہ یہ نکلجائیگا دام مکر پھیلائیگا ممتاز نے کہا تم سب میرے دشمن ہو خوب جانتا ہون
جو تم مین سے بچیگا میری جان لیگا میں سبھون کو قتل کرتا ہون ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تیغ کھینچا
طرف عمرو کے چلا خواجہ کہتے ہین اے وزیر اعظم اے دستور معظم یہ چالاک بدکار ہر چند چاہتا ہے میرا رنگ
مٹانے اپنا رنگ جمائے پہلے اسکو قتل کیجیے ایک چوبدار گوسفند پگڑی باندھے ہوئے عصا ہاتھ مین
ستون کے پاس کھڑا یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہے ممتاز تیغ بکف طرف عمرو کے چلا خواجہ ہان ہان کرتے
ہین کہ او ظالم کیا کرتا ہے اپنے خیر خواہ کے قتل کرنے پر مرتا ہے پہلے اس منافق کو قتل کر میرے خون سے
ہاتھ نہ بھر میرے خون کے بہت دعویدار ہین صاحبقران میرے خون کا دعوی کرینگے فرزندان
حمزہ صف شیر پیکار رکھ دینگے ممتاز نے کچھ نہ سنا یہی کہتا ہے کسکی مجال ہے جو اب میرے پاس آئے
یا عیاری کرے مین سمجھ گیا تم سب مکار و غدار ہو دشمنان کفار ہو یہی چاہتے ہو کہ ساحرون کو مٹا ئین
اپنا رنگ جمائین آج حکم سامری مین رخنہ ڈالتا ہون جا بجا سامری لکھ گئے ہین کہ عمرو کی قضا
کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے دیکھو ساحر یون قتل کرتے ہین عمرو کے خون سے ہاتھ بھرتے مین
چاہا کہ دوڑکر ہاتھ مارے چوبدار دوڑا کہ اے وزیر اعظم یہ کیا کرتے ہو مین نے اپنے کانون سے سنا
کہ شہنشاہ مغرور نے فرمایا عمرو کو گرفتار کرکے بنگالے روانہ کرونگا قتل نہ کرنا شہنشاہ خفا ہونگے
آپ کے مراتب مین فرق آئیگا ممتاز نے دیکھا چوبدار جست کرکے برابر آگیا دیکھیے شہنشاہ خود آتے
ہین جیسے ہی ممتاز نے سر اٹھایا چوبدار نے نعرہ کیا نعرہ مہتر قران نامدار | | سریع السیر چون باد صبا ہی
جہان پر سنگ زخمہ گذاری | | ہمیان از دود آتش فشانم | منم مہتر قران شیر گیرانم | | یہ کہکر نعرہ مارا ممتاز کا
سر پھٹ گیا چالاک و تیز رفتار رہا ہوئے عمرو ایک جانب بھاگا مہتر قران کو دیکر ایک جانب نکلگئے
فوجداران ممتاز دوڑے ہوئے آئے علامت ممتاز کے مرنے کی بلند ہوئی بارگاہ جلنے لگی خواجہ
نے جو گھوڑے چنگیز وغیرہ چال مار کر یہ چالاک تو نقد جان لیکر نکلگیا سرداران ممتاز دوڑکر بارگاہ
مین آئے دیکھا لاشہ افسر کا پھڑک رہا ہے بارگاہ جل رہی ہے آواز آرہی ہے ہائے کشتی مرا نام من ممتاز جادو بود
سرداروں نے لاشہ ممتاز کا اٹھا یا روتے پیٹتے طرف بارگاہ مغرور کے چلے میان مغرور نے ہنگامہ
جو سنا یا تو فلق حیرت مین پڑا رہا تھا گھبرا کے بارگاہ سے نکل آیا ایک ایک سے پوچھتا ہے کہو یہ کیا
ہو رہا ہے کیسا ہنگامہ ہے ابے خبر تو لو دیکھو تو ممتاز جادو پر کیا گذری ساحرون نے ابھی پلٹکر نہ آئے
تھے کہ رونے کی صدا آئی دیکھا ملازمان ممتاز جادو لاشہ ممتاز جادو کا لیے ہوئے روتے
پیٹتے آتے ہین مغرور نے گھبرا کے پوچھا ارے کسنے میرے وزیر کو مار ڈالا اے شہنشاہ کچھ سمجھ مین
نہین آتا پہلے تو چالاک و تیز رفتار رسوا کر رہا زمین سے نکل آئے حضور پہنچے پھر حضور بھی پکڑے گئے

پھر نہیں معلوم کیا ہوا بارگاہ جلنے لگی شعلہ ہاے آتش آسمان سے گرے پہرون نے آواز دی ہم لوگ
گھبرا کر اندر گئے جا کے دیکھا کہ لاشہ پڑا ہی آخر اٹھا کر لائے مغرور یہ سنکر گھبرا گیا کہا یارو بڑا غضب ہو گیا
ایسا وزیر مارا گیا حقیقت مین سب معاملہ اپنے سر لیا تھا بیشک وہ دو دن مین سب کا خاتمہ کر دیتا اور
سب سردار روئے یہ جو خبر پائی کہ شہنشاہ تشریف لائے ہین توسن سحر بند بھائی ممتاز جادو کا
روتا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ میرے بھائی کو کسنے مارا مغرور نے کہا اگر روح جوگی جیپال کو تکلیف
دون تو مفصل دریافت کرون کیا ضرور ہی عیارون نے جمع ہو کر مارا یہ مجھکو ثابت ہوا توسن نے کہا یا
خداوند یہ خدمت غلام کے سپرد ہو دیکھیے تو کیا قیامت برپا کرتا ہون سب کا خاتمہ کرونگا جو جو میرے
بھائی نے اقرار کیا تھا مین سب اقرار پورے کرونگا مغرور نے کہا اب تم کیون تکلیف کرو صبح کو میدان کیا
ہی مین سمجھ لونگا توسن قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ غلام کے ہوتے سرکار کو تکلیف نہو ہم میدان مین
سمجھ لینگے میری فوج میرے لشکر ہی بارگاہ غلام کو ملے مین سب انتظام کر لونگا ہر چند مغرور نے منع کیا توسن
نے نہ مانا ادہر لشکر اسکے سپرد کیا سلطان زرین پوش ہو مخانہ مغرب سے برآمد ہو کر جھولی ضیا کی دست
ہاتھ پر ڈالے ہوے فوج شجاع ساحران ہمراہ چرخ زبرجدی پر آکر قائم ہوا میدان کارزار مین کوئی
نہین آیا میان صاحبقران سوار ہونے کو تھے ہرکارون نے خبر دی کہ عیارون نے ممتاز جادو
کو مارا اسکے مقام پر توسن سحر بند آیا ہی اسکا ارادہ ہی کہ اسم اعظم حمزہ بند کرون ملکہ حیرت کو گرفتار کرون
کوئی ابھی تک میدان کارزار مین نہین آیا صاحبقران خوش بیٹھے ہین کہ خواجہ عمرو منہ پھلائے
ہوے آئے امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی عرض کی حضور سے اطلاع کرتا ہون کہ یہ لونڈا چالاک
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا آپ شکایت نکیجیے گا صاحبقران نے فرمایا چالاک نے کیا کیا
عمرو نے سب کیفیت بیان کی امیر نے کہا خواجہ میان چالاک صاحب عشق معشوق مین ایسے
مبہوت ہو رہے ہین کہ ہمارے سلام کو بھی نہ آئے مگر خواجہ جو تمنے کیا اسکا اُسنے جواب دیا عمرو نے
کہا مین نے تو رنگ جمانے کو انکو گرفتار کرا یا برق کھڑا تھا بول اٹھا کہ حضور چالاک نے اپنا
رنگ جمایا سب اپنا اپنا نام چاہتے ہین عمرو نے برق کو ایک طمانچہ مارا کہا اے پاجی تو کیون بولتا
ہی یہ میان چالاک کے ہوا خواہ ہین ہین آپ کی کچھ حقیقت نہین جانتا یہ ذکر تھا کہ چالاک بھی
آگیا پہنچا صاحبقران کو سلام کیا قدمون سے لپٹکر رونے لگا عرض کی حضور قبلہ و کعبہ ناحق کو خفا ہین
مین نے چاہا تھا اپنا رنگ جماؤن اس ملعون کو قتل کرون اُسنے نہ مارا خلیفہ صاحب بھیجنے لگے
بندہ چلا شکر ہی آپ نے بھی رہائی پائی مین بھی قید بلا سے چھوٹا اب خفگی کیا ہی عمرو نے کہا مین
مار ڈالونگا چالاک نے توڑے سے ایک تاج نکالا ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا سر [illegible]
مگر یہ تاج تو حاضر ہی مغرور کے سر سے لیا تھا خواجہ نے جو تاج کو دیکھا نگینے یاقوت و الماس
الغضب ان گنی ہزار موتی بے بہا قیمت خوش ہو گئے چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند خفگی
ظاہر کی تھی تو سب میرے فرزندون کا افسر ہی زنبیل وغیرہ بھی کو ملیگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے
ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی توسن سحر بند نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہی کہ سرکار
سے مقابلہ کرے یہ بھی معرکہ اسکو دریافت ہو گیا کہ صاحبقران نے ممتاز جادو کو مارا اسوجہ سے

اُسنے گرد بارگاہ کے آگ روشن کردی وہ انتظام کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آسکے یہ سنکر صاحبقران
نے فرمایا کہ خواجہ تمنے سنا کہ اس بیچارے نے کیا انتظام کیا خواجہ نے کہا کہ اگر آپ کا اقبال یاور ہی اور
طالع مددگار ہی تو آگ مین گھسکر مارینگے یا بیرون بارگاہ موت ہوا امیر نے چالاک و عمرو کو بلایا
کہا خبردار یہ حرکت نہو ایک کی ایک برائی نہ کرے آپسمین ملکر کام کرنا چالاک سلام کرکے روانہ ہوا
برق بھی اُٹھا عمرو نے کہا آپ کہان جاتے ہین برق نے کہا مین کہان جاؤنگا انتظام لشکر دیکھنے
جاتا ہون عمرو نے کہا آپ میان بیٹھیے مجھے ڈر ہی کہ آپ جائینگے تو چالاک کے شریک ہونگے
عیاری کی خرابی ہوگی برق نے کہا مین نہین جاؤنگا یہ کہکر باہر نکلا چالاک انتظار مین کھڑا تھا
چالاک نے کہا بھائی برق چلو ہم تم دونون ملکر چلین چالاک و برق صورتین بدلکر لشکرِ مغرور مین
آئے دیکھا توسن کی بارگاہ ایک طرف استادہ ہی ساٹھ ہزار ساحر جا بجا اُترے ہوے ہین دونون نے
اگر دیکھا کہ گرد بارگاہ توسن کے خندق کندہ ہی اُسمین آگ روشن ہی چار یار ترسے بھی بیٹھے ہین
منھ سے قلابہ آتشین چھوڑ رہے ہین اب چالاک و برق حیران ہوے کہ کیا تدبیر کرین برق نے
کہا ابھی مین پہونچتا ہون چالاک نے کہا کیونکر جاؤگے کہا آپ دیکھیے بعد میرے آپ بھی
چلے آیے گا مین بلوا لونگا چالاک نے کہا ای برق ایسا نہ کرنا ہمین ضرور بلانا ہم تم ملکر کام کرینگے
قبلہ وکعبہ کہت افسوس ملینگے برق نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر برق کنارے آیا رنگ و روغن
عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنا ایک نامہ مغرور کا ہاتھ مین لیا قریب آگ کے آیا اژدہون نے
منھ پھیلایا برق نے پکار کر آواز دی میان توسن صاحب یہ نامہ شہنشاہ کا لیکر آئے ہین ہمین اندر
بلائیے جواب نامے کا مرحمت فرمائیے توسن نے آواز سنی ٹہلتا ہوا در بارگاہ پر آیا دیکھا ساحر کھڑا
ہی پکار کر آواز دی ارے کیا ہی اُس ساحر نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کو کچھ خبر ملی آپ کیواسطے
نامہ لکھا ہی اسکو ملاحظہ فرمائیے توسن نے سحر کیا اژدہا ہٹا شعلہ ہاے آتش ہٹگئے راستہ پیدا ہوا
چالاک دیکھ رہا ہی کہ برق کو توسن نے اندر بلا لیا برق نے جاکر سلام کیا توسن برق کو ساتھ لیکر
اندر بارگاہ کے گیا چالاک کو بڑا افسوس ہوا برق نے جاکر نامہ دیا توسن نے نامہ پڑھا طرف سے
مغرور کے لکھا تھا ای قوت بازوے زینت پہلو عیارون نے تمھارے پاس آنے کا ارادہ کیا ہی ذرا
ہوشیار رہنا اسی بارے مین غفلت نہ کرنا مین ہر وقت تمھارے حال کو دیکھا کرتا ہون ایسا نہو
عیار تمھارے پاس پہونچ جامین توسن نے نامہ پڑھکر کہا میری جانب سے عرض کرنا کہ حضور
خاطر جمع رکھین عیارون کی کیا مجال جو مجھ تک وہ آسکین برق نے کہا مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون
ابھی لشکر مین آکر آپ کے یہ معرکہ دیکھا اگر آپ کی معرفت یہ معاملہ ہو تو شہنشاہ بہت خوش ہونگے
ملکہ حیرت نے اپنی کنیز کو بھیجا ہی کہ توسن کی معرفت ہمارا معاملہ کرو آپ کے نام سے بہت ڈرتی
ہین مسلمان بھی بھاگے جاتے ہین حیرت کے لشکر مین یہ انتشار ہی کہ لقمان و نیرنگ اٹک ہوگئین
کہہ رہی ہین کہ ہم خدمت مین شہنشاہ نہنگاد کی جاتے ہین تب حیرت نے ناچار ہو کر کنیز کو بھیجا کنیز مین
آئی آگ دیکھکر ڈر گئی ایک ایک سے پوچھتی پھرتی ہی کہ میان توسن سحر بند تک ہم کیونکر جائین
مین جو ملا مین نے اسکو ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا دیا کہ مین تمکو بلواتا ہون وہ وہان کھڑی ہی

اگر حکم ہو تو بلالون توسن نے کہا جاؤ راہ مین تسکین دینا ہماری جانب سے کہنا کہ ہم نے لطف
ملاقات کرا دینگے برق نے کہا ایسا نہو آگ مجھکو جلا دے یا اژدہا کھا جائے توسن نے ایک انگشتری
برق کو دیکر کہا کوئی صدمہ نہ پہونچائیگا یہ انگوٹھی دستگیری کریگی برق ٹہیکر باہر نکلا پاس چالاک
کے آیا کہا ای چالاک مین نے یہ تدبیر کی ہے یہ سنتے ہی چالاک ایک نازنین کی صورت بنکر تیار
ہوا مگر نہایت حسین محمودی کی چادر سے چہرہ لپیٹا برق کے ساتھ اٹھلاتا ہوا چلا توسن خوش ہوا
ہی خلوت بھی کر لیا حکم بھی دیدیا کہ اسوقت کوئی نہ آوے برق و چالاک اندر آئے برق نے
جھک کر کہا حضور یہ حاضر ہے آپ انسے باتین کرلین توسن نے کہا کیون صاحب ملکہ حیرت نے
کیا کہا ہے اس نازنین نے نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹائی توسن نے دیکھا ایک پری نژاد خوشخو پری رو
غنچہ دہن چشم جادو خال ہندو کبک رفتار شیرین گفتار ماہ پیشانی حسن مین لاثانی سینے ہین دو حقے
نور کے یا گنبد بلور کے یا حباب دریاے حسن کہون درج مرجان بھی ہے مثال دون یا انار باغ
رضوان کہون توسن کو پسینا آگیا کہا صاحب مجھکو کیا پیغام لائی ہو ملکۂ عالم نے کیا فرمایا ہے نازنین
نے سر جھکا کر کہا جسوقت سے خبر پہونچی کہ تمنے طبل جنگی بجوایا اسوقت سے لعمان و نیرنگ ستی
کہ رہی ہین کہ ہم توسن سحر بند سے نہین لڑسکتے ہم جاکر توسن سے ملے جاتے ہین جب وہ دونون
اٹھکر چلی گئین تب ملکہ نے فرمایا کہ مین آخر کسے بھیجون یا خود دوڑی جاؤن کیونکہ یہ مہم ہے تو مین نے
عرض کی لونڈی جائیگی میان جو آئی یہ معرکہ دیکھا یہ بھی ملکہ حیرت نے کہا تھا کہ توسن کی معرفت
گفتگو کرنا مین نے یہان آکر آپ دیکھی سامری و جمشید ان میان کو سلامت رکھین کہ آپ تک
پہونچا یا اگر آپ ارشاد فرمائین تو ملکہ حیرت کو بلا لاؤن توسن نے کہا اگر ملکۂ عالم مجھکو سرفراز کرین
مین بہت لطف سے ملاقات کراؤنگا ملکہ کی بات مین فرق نہ آنے پائیگا شہنشاہ کو مغرور سرکو
مہمان بلاؤن بہ اعزاز و اکرام ملکہ کو لیجاؤن کنیز نے کہا بہت خوب اب آبرو ہماری ملکہ کی آپکے
ہاتھ ہے توسن کہتا ہے صاحب نہ گھبراؤ برق سے اشارہ کیا اس کنیز کو میرے واسطے راضی کر دو
جو کہے وہی دونگا برق نے کچھ کان مین کنیز کے کہا توسن نے دیکھا کہ کنیز نے منھ پھلا لیا کہا واہ
صاحب مین ملکہ کے پیغام کو آئی ہون کہ اپنا پیغام لائی ہون میان توسن صاحب کچھ دیوانے ہین
ایسا خیال نہ کرین توسن نے کہا مین وزیر شہنشاہ بنگالہ ہون میرے نام حکم ہے کہ عمرو کو گرفتار
کرکے طرف شہر بنگالہ کے روانہ کرو اسم اعظم حمزہ کا بند ہو ملکہ حیرت کے واسطے بھی ایسا ہی
حکم تھا شکر ہے خداوند جوگی جیپال کا کہ یہ مقدمہ آسان ہوا تمکو خاتون محل قرار دونگا اس نازنین
نے آنکھ ملا کر یہ جھکا لیا کچھ اشارہ کیا اسی اشارے مین توسن مر گیا مراد اس اشارے سے
یہ تھی کہ اس ساحر کے سامنے مجھسے بات نہ کرو تخلیے مین چلو جو کہوگے اسکا جواب دونگی توسن
اٹھا برق سے کہا تم ٹھیرو مین اس سے دو باتین کرلون برق نے کہا بہت خوب اب چالاک
توسن کے ساتھ تنہائی کے حجرے مین آیا چادر اتار کر پھینکدی توسن نے دیکھا آب روان کا
دوپٹہ کاندھے پر ڈھلکا ہوا کرتی چست ازار درست مسکرا کر کہا کیون صاحب کیا کہتے تھے
انکو بیان کرو توسن نے کہا مین تابعدار ہون دل بیقرار ہے محبوب عالم ہو دل پر ہجوم غم و الم ہے

اسوقت دل کی جو کیفیت ہی کیا بیان کرون دل نہین مانتا جب سے روے زیبا دیکھا ہی دل مثل سیماب تڑپ رہا ہے

نظم

ہو گیا ہی تیری فرقت مین جہاں ایسا سیاہ
چین مین گویا کرہ ہو نظر آیا مجھے
زعم مین اپنے لیکر یار سے سویا رات
ساغر اپنی عمر کا ملو نظر آیا مجھے
شمع ہو فانوس مین یا جو مین عکس شاخ گل
پیرہن اکدن بھی بہ رنگ بو نظر آیا مجھے
جسکو سمجھا تھا سویدا ہی وہ خال عنبرین
یار کا آئینہ زانو نظر آیا مجھے
بعد مرگ ایسا ترے مو کمر کا ہی خیال
اُس پہ رکھا کاسہ زانو نظر آیا مجھے
سب طرف سے دیدۂ باطن کو جب یکسو کیا
وہ صنم طفلی مین چار ابرو نظر آیا مجھے

کم ہوا مین جبسے تیرا رو نظر آیا مجھے
ماہ نو بھی صورت ابرو نظر آیا مجھے
جب روپہلا چوٹی مین موباف ڈالا یار نے
دن برا تو تلیہ پہلو نظر آیا مجھے
رشک قد یار سے جو سرو گلشن مین جلا
آتشین سے یا ترا بازو نظر آیا مجھے
نشے کے ڈورے جو وہ چشم یار کے یاد آگئے
جا بدل پہلو مین وہ مہرو نظر آیا مجھے
فکر مین سوجھے یہ مضمون [illegible]
جامہ کوثر بھی جو دیکھا مو نظر آیا مجھے
یہ تصور ہی کیا جسدم گریبان تار تار
جسکی خواہش تھی وہی ہر سو نظر آیا مجھے
شاید اُسکے وہ خوش قد انشاں کا نخل گل

[illegible] جب سیج دیکھا تو نظر آیا مجھے
حلقۂ گیسو سے آنکھ اُسکی نظر آتی ہی
سنبلستان مین گل شبو نظر آیا مجھے
کس ادا سے آپ نے خالی کیا جام
بیضۂ قمری و مین کو کو نظر آیا مجھے
گو اُسی گل سے گلستان جہان مملو ہی
دام مین جسدم کوئی آہو نظر آیا مجھے
میری خود بینی کیجا مجمع عشاق ہی
آتش آئینہ زانو نظر آیا مجھے
ساغر مے کی رہی اب کسکو حاجت ساقیا
ہاتھ مین محبوب کا گیسو نظر آیا مجھے
عکس ہر سو جو دونون ابرو دکھا
سرو باغ اکثر کنارے جو نظر آیا مجھے

نازنین یہ اشعار سنکر کہنے لگی کہا صاحب تمکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین مین نہین سمجھی کہ اشعار سے مراد کیا ہی یہ باتین میری عقل مین نہین آتین توسن قدمون پر گر پڑا کہا ای جان جہان جسوقت سے تمکو دیکھا ہی دل قابو مین نہین چاہتا ہون مجھکو قبول کرو نازنین نے کہا میرا حال بھی معلوم ہی کہ مین کون ہون تم وزیر شہنشاہ ہو مین کنیز ملکہ حیرت کی ہون میرے تمہارے کیا نسبت کیونکر نبہیگی جب تمکو خیال آئیگا کہ مین وزیر اعظم ہون یہ ملکہ حیرت کی کنیز تمکو غرور ہوگا علاوہ ازین ملکۂ عالم کا مقدمہ ہو جائے اُنسے کہکر مجھکو مانگ بھیجے گا باقی مین سب طرح حاضر ہون مین چوری کیسے آیا کرونگی یہ سنتے ہی توسن خوش ہو گیا کہا بہتر یہ کہکر گلابی کھینچی کہا لو جان جہان آرام دل مشتاقان شراب پیو چالاک نے گلابی کو کھینچا کہا ای سے پڑیا بیہوشی کی ملائی میہان برق پردے کے پاس سے دیکھ رہا ہی چالاک نے کہا صاحب پہلے تم پیو دوپٹہ سینے سے کھسکا دیا شکم صاف وشفاف تختۂ الماس سینے پہ اُبھار بقول مصنف دو نار پستان کی کیا لکھوں تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + توسن اور زیادہ بیقرار ہو گیا کبھی روے زیبا کو دیکھتا ہی کبھی شکم صاف وشفاف پر نگاہ پڑتی ہی نہایت بیحواس ہی چالاک نے ناز و کرشمے کی باتین کین توسن نے چاہا جام پیون زمین سے دھوان نکلا آواز آئی خبردار شراب ہاتھ سے گر پڑی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا توسن نے کہا ارے تو کون چالاک بھی بگڑ کر جا پڑا برق نے پردہ اُٹھا کر دیکھا توسن نے اپنے کو بچایا زمین پر ایک دو شہپر مارا چالاک زخم کھا کے گرا توسن نے چاہا سر کاٹ لون برق نے دیکھا غضب ہوا خلیفہ صاحب قتل ہوتے ہین اور چالاک کی بیقراری جب ارادہ اُٹھنے کا کیا زمین پر گرا زمین پاؤن نہین چھوڑتی توسن سحر بند

تیغہ کھینچے ہوئے جاتا ہی برق نے سر سے گوپھن کھولا سنگ گران کلہ گوپھن مین دیا چرخ دیکر آواز دی او ملعون خبردار کیا کرتا ہی سنا تھا جو ہوا توسن ادھر ملتفت ہوا پیشانی پر پتھر پڑا کہ سر توسن کے ہزار ٹکڑے ہو چالاک کے پاؤن زمین نے چھوڑ دیے آندھی سیاہ اُٹھی آوازین مہیب آنے لگین ستارۂ سحری چمک چکا تھا جسوقت یہ ہنگامہ ہوا مغرور کو اُٹھا ہی آنکھین ملتا ہوا باہر آیا ساحرون سے پوچھا ہائے کیا ہوا کچھ معلوم ہوا توسن نے کیا کیا مین بہت پریشان ہوں یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مین توسن سحر بند بود مغرور نے گھبرا کر کہا یارو یہ کیسی آواز آئی ساحر دوڑے کہ جا کر خبر لائین برق و چالاک تو مار پیٹ کر نکل گئے اژدہے پانی ہو کر بہ گئے آگ بجھ گئی ساحران توسن دوڑے اندر آکر دیکھا لاشہ توسن کا پڑا ہی سب نے منہ پیٹ لیا ناچار مجبور لاشہ اُٹھایا مگر خواجہ رات بھر گرد اس بارگاہ کے پھرے کسی صورت سے رسائی نہوئی کہ دیکھا ساحر لاشہ توسن کا لیے ہوئے جاتے ہین خواجہ نے بصورت مبدل بڑھکر ساحرون سے پوچھا تمہارے آقا کیونکر مارے گئے ساحرون نے کہا حضور ہم نہین جانتے اتنا آگاہ ہوئے کہ ایک نامہ دار آیا تھا پھر کوئی عورت منہ لپیٹے ہوئے آئی اب صبح کو یہ افتاد پڑی خواجہ سمجھ گئے برق و چالاک نے ملکر اسکو مارا چلکر دیکھین اب مغرور کیا کرتا ہی ان ملعونون کے ساتھ روتے پیٹتے چلے یہان مغرور دربار گاہ پر کرسی بچھا کے بیٹھا ہی سب مصاحب اکٹھے آگئے کہ رہا ہی یارو یہ کیا بات ہی عیاری ہی کہ کرامات ہی توسن سحر بند پرانا ساحر تھا جا بجا لڑا کا لور و دیس والون سے معرکہ پڑا اسنے کیونکر دھوکا کھایا مین بہت حیران ہون مصاحب کہ رہے ہین کہ حضور ہمارے ذہن مین نہین آتا مینڈھا لون کی جان ہی رہی اب و دانہ ترک ہوا اپنے سانئے کو عیار جانتے ہین یہ ذکر تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی دیکھا لاشہ توسن کا ساحر لیکر آئے مغرور کو بہت ملال ہوا کہا یارو جو ساحر قصد کرتا ہی عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی زندہ پلٹکر نہین آتا ہی اب مین کسی کو حکم نہین دیتا کل اگر میدان کارزار مین لاشون کے انبار نہ کر دیے تو اپنا نام نہ رکھا یہ کہکر حکم دیا کہ لاشہ توسن کا جلاؤ ارتھی بنا کر ساحر لیگئے مغرور بقہر و غضب تمام تخت پر آکر بیٹھا سب رفقا حاضر ہین مغرور غصہ کر رہا ہی کہ آسمان پر چھلک ہائے ابر آئے ابر کو دیکھ کر مغرور تڑپ گیا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

١٨٨

ابر فرقت ہر جدائی میں گھٹا برسات کی	اپنی ٹھنڈی سانس گویا ہی ہوا برسات کی
قبل بارش روتے روتے کو رہو جاؤن کہین	ہجر مین صورت نہ دیکھون ای خدا برسات کی
اہل مجلس کہتے ہین روتا یہ مجھکو دیکھکر	خانہ ویرانی کو کیا کم تھی بلا برسات کی
رعد قلقل موج ہی بجلی کف مے ہی سحاب	میکشون کو کب ہی حاجت ساقیا برسات کی
باغ و مے ابر و غنا مہتاب و نہر و وصل دوست	ایک دل ہی اور حسرت ہی بلا برسات کی
تیرے آگے ابر مین بچہ چھپا لے آفتاب	ای پری کیا رنگ دیتی ہی ہوا برسات کی

ان اشعار کو پڑھکر خوب رویا وزرا امرا سمجھانے لگے مغرور نے کہا یارو تم کیا جانو جو کچھ میرے دل پر گذرتی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منہ پر ملون طرف صحرا کے جاؤن وزرا نے عرض کی حضور زمانہ ہجر کا کٹ جائیگا ملکہ حیرت کو سنتے ہین کہ حضور کا اکثر ذکر کرتی ہی معشوق پھر

اپنی ابرو پر مرتی ہی حضور ایسا اوج انکو کہان ملیگا انکو بڑا ناز ہی کہ افراسیاب وحید عصر تھا اپنے
سامنے اسکے سحر کی کیا حقیقت ہی حضور جب سحر کرتے ہین تو تھراتی ہی آسمان سے الامان کی
آواز آتی ہی خواجہ عمرو بصورت مبدل دربار مین کھڑے ہوے یہ سب باتین سن رہے
ہین مغرور کے منھ سے یہ بھی نکلا کہ یارو مہنگ سحر نگاہ کا گرفتار ہونا مجھے بڑا شاق ہوا
وہ ہوتا اتنک حمزہ کو پکڑ لاتا مغرور نے جھلا کر کہا طبل جنگی بجے خواجہ تو یہ بات دیکھا کئے ہرکارہ
نے صاحبقران کو خبر دی کہ مغرور نے طبل جنگی بجوایا حیرت کو بھی خبر مل گئی تھی کہ توسن کو
جاکر چالاک نے مارا تعریفین کر رہی ہین کہتی ہین کیا عیار جانباز ہی کیا جلد پہنچا ہی کیا اور
اپنا کام کیا کہ ہرکارے نے خبر دی مغرور نے طبل جنگی بجوایا ہی کل خود میدان مین نکلیگا ملکہ
حیرت نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا مگر بعد جانے عمرو کے مغرور نے کہا یارو تم مین کوئی
ایسا ہی کہ میرے عیار کو چھڑا لائے مہنگ سحر نگاہ رہا ہو تو حمزہ کو پکڑ لائے ایکدن مین لڑائی
کا خاتمہ ہی سفاک جادو مصاحبان مغرور سے ہی اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شہنشاہ غلام
جاکر ہار لگا مغرور نے کہا کیا تدبیر کروگے کہا حضور قریب قید خانے کے جاکر نگہبانون پر
سحر کرون جب وہ بیہوش ہو جائین قید خانے سے نکال لے آؤن یہ کتنی بڑی بات ہی مغرور نے
کہا ای سفاک اگر یہ تو نے کام کیا دولت دنیا سے نہال کر دونگا دامن مدعا زر و جواہر سے
بھر دونگا سفاک یہ سنکر چلا جب دو پہر رات گذر چلی پر پرواز پیدا کر کے لشکر صاحبقران مین آیا
چہار جانب دیکھنے لگا پھرتے پھرتے اس مقام پہ آیا کہ جہان مہنگ سحر نگاہ قید ہی کچھ سولہ
کچھ پیادے کچھ عیار بہادر سے نگہبانی دروازے پہ حاضر ہین پیادون نے رات کے جاگنے کے
لیے ایک گھڑا اوندھا کے رکھا اسپر چراغ رکھدیا سولہ کھیل رہے ہین کوئی پکارتا ہی چھ آئے
ایک کہتا ہی گیارہ ہین یہ داؤن سات کا ہی کوئی کہتا ہی تین آئے ایک پرانا کھلاڑی کہ رہا ہی
یارو رنگ کھیل رہی ہی جی چاہتا ہی جان تک بد دون یارو اگر دو مرتبہ رنگ کھلا سلطنت کو
جیت لین ہم کہین ننگے والے ہین جو ہمارے ساتھ برائی کرتا ہی گھر کا مال و اسباب ہار چکے
بازار کے قرضدار ہین جان بازی بدتے ہین ہم سے کوئی کیا کھیل سکتا ہی سفاک ملعون نے
بشکل عقاب ایک شاخ نخل پر بیٹھکر سحر کرنا شروع کیا ایک گھڑی بھر کے عرصے مین جو جہان پہ
بیٹھا تھا سو گیا کوئی کہین لیٹ گیا کسی نے ہاتھ سر کے نیچے رکھا اسی مقام پر سو گیا ایک تھوڑی
ہی عرصے مین سب غافل ہوے سفاک نخل سے اترا بلا تکلف اندر قید خانے کے گیا دیکھا
مہنگ سحر نگاہ کی زبان مین سوزن مسلسل ہی ملعون آہ آہ کر رہا ہی سفاک نے کہا ای
مہنگ مین آپہونچا خاص تمھارے لینے کو آیا ہون بادشاہ کو تمھارے قید ہونے کا بڑا قلق ہی
عشق نے انکو مبہوت کیا ہی تمھارا ذکر جب آتا ہی تو فرماتے ہین کہ ہمارا شاطر قید ہو گیا افسوس کہ
ابتک ہمسے کچھ نہوا جبتک مین نے عرض کی کہ مین رہا کر لاؤن بادشاہ خوش ہو گئے سفاک نے
زبان سے مہنگ کی سوزن نکالا مہنگ نے اسم سحر پڑھا کہ قید آہن ٹوٹ کر گر گئی اب مہنگ
و سفاک ہاتھ پکڑے ہوے باتین کرتے ہوے باہر نکلے چلے لشکر مین جہان طلایہ وغیرہ

دیکھا کترا کے نکلے سفاک کہتا ہی کیون ہٹتے ہو مین ابھی سحر کرونگا سب دیوانے ہو جائینگے بلکہ
ہمکو اور تمکو تا بہ لشکر پہنچا دون مہنگ کہتا ہی بھائی مین ڈرتا ہون کہین سارا بان زادہ نہ ہمکو اور تمکو
دیکھ لے تو قیامت برپا کریگا کسی نہ کسی فطرت سے ہمکو پکڑ لیگا ای سفاک ایسا طرار فرار عیار ہماری
نگاہ سے نہین گذرا کس فطرت سے مجھکو گرفتار کیا میرا کچھ زور نہ چلا آخر گرفتار ہو گیا یہ باتین کرتے ہوے
لشکر سے نکلے اب تو میدان پڑا شب ماہ ہی ذرے صحرا کے چمکتے ہین. ماہ تابان سے آنکھ ملاتے
ہین صحرا مین سناٹا کیفیت بہار دیکھتے ہوے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے یہی باتین
کر رہے ہین کہ ای سفاک تمنے بڑا کام کیا سفاک کہتا ہی ای مہنگ تم ہمارے ہی خیمے مین
رہنا عمرو ذو ہاتنک نہ پہونچیگا مین پہلے امیر و عمرو کو گرفتار کرونگا قضا ہے کار خواجہ عمرو فکر مین
سفاک کی لشکر کفار مین آئے بشکل خدمتگار بارگاہ مغرور مین پہونچے دیکھا مغرور تخت پر بیٹھا
ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی کہتا ہی آج ہمارا عیار رہا ہو گے آئیگا سردار جو پوچھتے ہین کہ ای
شہریار کون سی صورت رہائی مہنگ کی ہی مغرور نے کہا ہمارا سردار نامی سفاک جادو
بہلا کے رہائی مہنگ گیا مغرور نے کہا یارو ہمارے عیش و راحت مین خلل آ گیا کئی دن ہوے
آب و دانہ بھی چھوٹا ہی تو یہ کیفیت ہی نظم

آج کیا انداز بسمل اضطراب دل مین ہی — قبضۂ شمشیر بنا ہی پنجۂ قاتل مین ہی
کیا اثر ہی ای پری رو تیرے گل رخسار کا — سب تلون مین تیل ہی پر عطر اُسکے تل مین ہی
تجھسے کیا نسبت بھلا شیرین کو ای شیرین ادا — تو دلون مین ہی منقش نقش شیرین سل مین ہی
کیا فقط طالع بشر کے عشق کر دیتا ہی پست — چرخ سے مسکن فرشتون کا چہ بابل مین ہی
فصل گل کا دیتی ہی مژدہ صبا واقف نہین — کیا برنگ غنچۂ لالہ ہمارے دل مین ہی
کم نہین دریا سے نظر کین ہمارا سیل اشک — اپنے دامن مین بھی ہی جو دامن ساحل مین ہی
کی ہوایان عدم کو حال دل کی اطلاع — نامہ اپنا شاہ بال طائر بسمل مین ہے
خیر جاری ختم ہی اب نم میکشو خمار پر — موج خون دریا سے محو ہر کشتی سائل مین ہی
ای پری تونے تو لیلی کو بھی مجنون کر دیا — نغمۂ ساز جرس اب پردۂ محمل مین ہی
کچھ ہی تجھ مین ای پری رو کچھ ہی مجھ دیوانے مین — یان بھی ہی صبح ازل سے جو مہ کامل مین ہی
ہو چکا آخر سفر جب آپ سے باہر ہوے — وصل اُس جان جہان کا پہلی ہی منزل مین ہی
کوئی جز معشوق عاشق کے تصور مین نہین — ہو اگر مجنون تو پھر لیلی ہی ہر محمل مین ہی
خال جانان کے تصور مین غضب سوجھا ہمین — جا ہے بدظن کیا سمند چشم تر کے تل مین ہی
تل کے بدلے میری آنکھون مین پڑا خالو نکے — آپ کی چشم سیہ جاے سویدا دل مین ہی

ان اشعار عاشقانہ کو پڑھکر مغرور اور زیادہ غمگین ہوا رفقا سمجھاتے ہین مغرور کچھ جواب نہین دیتا
بڑا خیال تو اپنے ملک کا ہی جو مین ساحر کو چھوڑ کر آیا ہون ایسا نہو کوئی حریف چڑھ آئے کون اُسکو
جواب دیگا ناظم ہمارا قوت سحر نہین رکھتا ہی مصاحب عرض کر رہے ہین اس اطراف والے آپکے
نام سے ڈرتے ہین کوئی نہ قصد کریگا مغرور نے مصاحبون کو اشارہ کیا ذرا دریافت تو کرو کہ مغرور

سفاک جادو ابھی تک کیون نہین آیا وزیر باہر نکلے ایک ایک سے پوچھتے ہین کچھ حال نہین کھلتا
یہان سفاک و ہمنگ سامنے ہین محل کے کھڑے تھے خواجہ وہان سے چلے یہ بھی سن لیا کہ
سفاک برائے رہائی ہمنگ گیا ہی یہی خیال کرتے ہوئے صحرا مین پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا
کہ دو شخص ایک مقام پر کھڑے ہوئے باتین کر رہے ہین خواجہ نخلستان کی آڑ لیے ہوئے بغل اتنے
قریب پہونچے کہ انکی باتون کی آواز کان مین آنے لگی سفاک نے جو یہ کام کیا یہی دمبدم کہتا ہی
کہ اگر ہم نہ پہونچتے تم قید خانے مین تڑپ تڑپ کے مرجاتے ہمنگ کہتا ہی حقیقت مین بھائی تمنے
بڑا کام کیا مین شاہ کے سامنے تمھاری تعریف کرونگا بہت کچھ انعام و اکرام ملیگا سفاک بہت خوش
ہی کہ ہمنگ مجھے دیا خواجہ یہ حال دیکھ کر ٹھٹکے اب کیا مہر لیکر لشکر مین جائین یہ سوچکر ایک جانب چلے
یہ تو خوب جانتے ہین کہ اگر یون مقابلہ کرونگا وہ سحر کرکے پکڑ لینگے خواجہ دل سے یہ باتین کرتے
ہوئے ایک جانب چلے گئے ہمنگ و سفاک چل نکلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک نازنین
حور پیکر قمر منظر چہرہ خورشید خاور جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتی پھرتی ہی کبھی کسی درخت پر چڑھ جاتی
ہی زیر سے گودی ریت کا میدان ہی پھر لوٹ لوٹ کر اٹھتی آہ کرتی ہی ذرہ معلوم ہوتا ہی کہ صحرانہ چلنے لگے
سفاک و ہمنگ دونون صورت زیبا دیکھکر حیران ہو گئے قلب کانپ رہے ہین سفاک و ہمنگ
آگے بڑھے سفاک نے کہا ای ہمنگ مین نے تمپر وہ احسان کیا کہ مجھسے کبھی گردن تابی نہ کرو مطلب
یہ ہی کہ اس نازنین کو ہم لینگے ہمنگ نے کہا تم بڑے شعلہ مزاج ہو سو مرتبہ یہی ذکر کر چکے اب مجھکو ناگوار
ہوتا ہی ہم تم دونون ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین ای سفاک یہ کبھی نہو گا اس نازنین کو مین لونگا
وہ نازنین دونون سے آنکھ ملاتی ہی گنگناتے یہ اشعار درد آمیز گاتی ہے

نظم

مرا کہ بیقرارم پائے درد امان نگہدارد — عنان خویش را گر گوہر غلطان نگہدارد
ہمہ رشک آن بیمار ہمیم کہ از غیرت — تپ شوق ترا نا سنجوان تنہا نگہدارد
ندرودت راحتی دارم کہ در گلشن نمی آید — خدا این درد را از آفت درمان نگہدارد
چسان ہم ابر شد با من لطف در شکبار ہیا — اگر عشق آبروے دیدہ گریان نگہدارد
الٰہی آتش افتد در نقابش تا بکے بینم — چراغ ننگ و رادر تہ دامان نگہدارد
سیاہی کردہ باشد کو غنیم حظ کہ چشم او — سواد ناز را با لشکر مژگان نگہدارد
بجانم دشمنی دارد گر آن شیطان لبی بنشست — گذشتم من ز جان و واقف خدا یا آن نگہدارد

اس زمین مین نا یہ اشعار پڑھے کہ ہمنگ و سفاک بھی رونے لگے ہمنگ نے کہا کہ ای سفاک
کسی ملک کی شاہزادی ہی سن ہو کر نکل آئی اب مین بڑھکے سحر کرون اسکو گرفتار کرون وہان ہم
علاج کرینگے سفاک نے کہا ای ہمنگ پھر تمنے وہی بات کی خبردار اسطرف نہ دیکھیو مین سحر کرکے
گرفتار کر لونگا علاج وغیرہ کا مجھے اختیار ہی ہمنگ نے کہا بھائی تمھاری خاطر مین آئی ہین
یہ نہ سمجھنا کہ مین مصاحب شاہ ہون خوشی کرو تمھاری بھاوج ہوئی کسی اور خیال سے نگاہ
نہ ڈالو تم ساحر ہو مین ساحر بھی ہون اور عیار بھی ہون میرے ہاتھ سے جان بچانا دشوار ہوگی
تمکو قتل کرونگا یہ سننا تھا کہ سفاک جھلا گیا قصد کیا تھا کہ جھولی پہ ہاتھ ڈالون ہمنگ نے کہا

ابے دیوانہ ہوا ہی جبتک سفاک اٹھا ے سحر نکالے مہنگ نے حلقے کمند کے مارے گردن
مین سفاک کی پڑے چاہا تڑپ کے نکلون بھلا مہنگ کب مہلت دیتا ہی اسنے جھٹکا مارا ہنوز
بھی اڑا دی سفاک بیہوش ہو کے گرا مہنگ جھلایا ہوا تھا خنجر سے اسکا سر کاٹ ڈالا اب طرف
نازنین کے پلٹا کہا ای جان جہان دیکھو تمھارے لیے مین نے اسکو مار ڈالا یقین ہی بادشاہ دستگیر
ہون خوشی خوشی میرے ساتھ چلو مین شہنشاہ بنگالہ کا مقرب ہون وہ مرتبہ دونگا کہ شاہزادیان
تمھارے رتبے پر رشک کرین نازنین قہقہہ مار کر ہنسی کہا او جھوٹے عاشق کیون دیوانہ ہوا ہی
مین آوارہ وحشت ادبار مصیبت مین گرفتار جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون مجھے اب گوشے مین
نہ بیٹھا جائیگا مہنگ نے ہاتھ باندھے کہا ای گل باغ وفا حسن وجمال مین یکتا چلتے ہی وہ علاج
تیرا کرون کہ سب وحشت دفع ہو جائے بڑے بڑے ملا سیانے ہمارے لشکر مین رہتے ہین پری
خوجن سنکر دوڑ پڑینگے سب جانتے ہین کہ یہ مقرب شاہی ہی مین لشکر مسلمانان مین قید ہو گیا تھا
اس بھیا کو مین نے مار ڈالا کہ تجھپر نگاہ بد ڈالتا تھا مجھکو بہت ناگوار ہوا آخر مین نے اُسے
قتل کیا نازنین نے منھ پھیر لیا کہا ارے جلاد تجھے تو ڈرنا چاہیے اپنے محسن جان بخش کا خیال
نہ کیا میرے ساتھ تو کیا وفا کریگا تیسرے دن نکالدیگا مین ماری ماری پھرونگی کہان بیٹھونگی
اور میرے علاج کی کچھ ضرورت نہین مین بیکار خود ہوشیار ہون تیری خدمتگاری بدل وجان کرونگی
یہ کہکر مہنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کمبخت تیری آنکھ مین خوبی ہی تیری زلفین دیکھکر سودا
سر کا اتر گیا مجھکو تو ہوش آگیا مہنگ پھول گیا نازنین نے کہا شاہراہ سے ہٹ چلو تنہائی مین
چلکر بیٹھین مہنگ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہاتھ پکڑ لیا ایک رخنے مین آکر بیٹھے نازنین
رونے لگی کہا ای عاشق صادق مقام افسوس ہی ہمارے مکان پہ ہوتے یا تم بھی مقرب شاہ ہو
تمھارے خیمے مین یہ جلسہ ہوتا کنیزین ساقی بنکے ضرور حاضر ہوتے افسوس ہی کہ ایک گلابی شراب
کی بھی میسر نہین مہنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتا ہون نازنین نے کہا تمھارا جانا تو مجھپر شاق ہی
دل وصل کا مشتاق ہی مہنگ نے کہا مین بہت جلد حاضر ہونگا یہ کہکر بھاگا کلبخانے مین آکر شراب
خریدی ایک دو سیخ کباب لیے دوڑا ہوا آیا کہا ملکہ عالم مین گلابی شراب کی لایا ملکہ نے کہا
صاحب بیٹھ جاؤ مہنگ نے کہا مین اور ترکاریان لے آؤن یہ کہکر مہنگ پھر بھاگا وہ
نازنین اسی صورت پر نخل کے سائے مین بیٹھی ہی قضا سے کار عقیل جادو اڑتا ہوا آسمان پر
جاتا تھا اُسکی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین دریاے جوانی مین غوطہ مارے ہوے گلابی
شراب کی آگے رکھی ہی صورت زیبا دیکھکر مر گیا تڑپ کے گرا پنجہ کمر مین دیکر لے بھاگا مہنگ جو
بعد تھوڑی دیر کے آیا دیکھا گلابی اسی طرح رکھی ہی یہ حال دیکھکر رونے لگا کہ ہاے ملکہ کدھر گئین
منھ ور گو بھی بھولا گریبان چاک کیا خاک منھ پر ملی اسی جنگل مین دیوانہ وار دوڑتا پھرتا ہی کبھی رک گیا
کبھی پھر آگے بڑھا دل سے کہتا ہی ہاے مہنگ ایسی معشوقہ یون چھوٹی پھر جو لوٹے نے
ترقی کی گھبرایا ہوا اسی مقام پر آیا دیکھا گلابی رکھی ہی ایک طرف دو چار دانے ماش کے بھی پڑے
ہین سمجھ گیا کوئی جادوگر لے گیا تڑپنے لگا چیخین مار مار کر رونے لگا اُس بیقراری مین یہ اشعار زبانپر جاری کیے

طمع نہین مجھے ہرگز کہ سیم و زر ملجائے ٭ کسی طرح سے الٰہی وہ سیمبر ملجائے
مری نظر سے جو تیری کبھی نظر ملجائے ٭ تو جان جائیے دل دل سے بیخبر ملجائے
نکل چلا ہون کہ اُسکی کہین خبر ملجائے ٭ خدا کرے مجھے رستے مین نامہ بر ملجائے
بلائے جان ہی نظر سے اگر نظر ملجائے ٭ مگر ہی لطف بڑا دل سے دل اگر ملجائے
دل اپنا ہوا ابھی دریا جو وہ گہر ملجائے ٭ دماغ پہونچے فلک پر جو وہ قمر ملجائے
یہ جی مین آتا ہی اس بحر مین ہون پھر غواص ٭ کہ شاید اب کوئی مضمون کا گہر ملجائے
ملے وہ مجھسے یہ امکان کیا کہ ہو نہ ملال ٭ یہ مشت خاک مری خاک مین اگر ملجائے
ہزارون چاک گریبان چاک دل تو دیے ٭ فلک مجھے کوئی اب اُسکا چاک در ملجائے
مری طرح پھرے کبتک خراب دشت بدشت ٭ کہین الٰہی مری آہ کو اثر ملجائے
جسے کہ تیغ جدائی ہون ہاتھ مین باندھون ٭ مجھے کوئی کسی سرخاب کا جو پر ملجائے
ہم ایسے گم شدہ دشت بے نشانی ہین ٭ کہ مغتنم ہی اگر یار کی خبر ملجائے
مین راز دل کہین لکھتا کبھو اپنے نامے مین ٭ یہ خوف ہی نہ رقیبون مین نامہ بر ملجائے
دکھاؤن عشق کی دولت کلیم کا اعجاز ٭ ابھی جو سنگ مین خوناب چشم تر ملجائے
تصور اس گل تر کا یہ ہی کہ فرق نہو ٭ اگر گلون مین مرا پارہ جگر ملجائے
منیٔو ابھی پاؤن مین تیغ سے نجات ٭ تمھاری طرح جو دوڑی مجھے سپر ملجائے
شب فراق مین ہو چاک پیرہن ایسا ٭ کہ تیرے چاک گریبان سے ای سحر ملجائے
جو مجھے دشت مین ناسخ وہ صاحب عصمت ٭ برائے پردہ شجر سے نہ کیون شجر ملجائے

فلک رہا ہی حیران ہی کہ کہان جاؤن کدھر تلاش کرون ہیرے گوہر بے بہا کو کون لے گیا اس پریشانی مین دوڑتا پھرتا ہی قضائے کار کہین سے پھرتے پھراتے میان برق آتے تھے دور سے دیکھا ششنگ سحر نگاہ عیار جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی یہ خبر تو لشکر صاحبقران کی سن چکے تھے کہ ششنگ کو بھی ساحر پکڑ کر لیگیا بہت تردد ہوا تھا بلکہ اسی فکر مین نکلا تھا کہ دریافت کرے ششنگ سحر نگاہ کو کون پکڑ کر لیگیا اسی فکر مین پھرتا ہوا صحرا مین آگیا بہ نگاہ غور جو دیکھا ایک شخص دوڑتا پھرتا ہی اور حال بھی تباہ ہی بخوبی پہچانا ششنگ سحر نگاہ ہی چیخین کہتا ہی کہ ای برق یہ کیون اسقدر بیقرار ہی اسپر کیا سانحہ گذرا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنا پکارتا ہوا قریب آیا متوجہ ذرا ٹھہر جائیے آپ کو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہی ششنگ نے دیکھا ہمارے لشکر کا کوئی ساحر ہی برق نے بہ ادب سلام بھی کیا کہا ای شاطر شہنشاہ اس شعر کا مضمون ہمارے لشکر مین ہی فرو ریخت چنین شہریاری چنان ٭ جہان چون نہ گیرد قرارے جہان ٭ ششنگ نے کہا ای بھائی کیا کرون اس مصیبت مین مبتلا ہون کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا اگر کہون تو یہ مثل صادق آتی نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ مجھپر تو غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہاے کیا کہون ای برادر سفاک جادو مجھکو پکڑ کے لایا عمرو کے عیارون کے چونہ لگا یا ہم اور وہ ساتھ آتے تھے میان جنگل مین پہونچے ایک نازنین حسن مین لاثانی لیکن ظاہر مین دیوانی دیکھتے ہی اُسپر عاشق ہوا اسیان

سفاک بول اُٹھے اس نازنین کو میں لونگا تجھکو قید سے چھڑا کر لائے تجھے بڑا غرور تھا میں نے
سمجھایا بھی کہ بھائی تم فقط جادوگر ہو ہم ساحر بھی ہیں عیار بھی ہیں اُنسے جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا
کہ سحر کردن میں نے حلقہ ہاے کمند مار کے خنجر مار دیا جب اُس نازنین کے پاس پہونچا وہ خود
مجھپر عاشق ہو گئی گوشے میں لیجا کر بٹھایا اُس نازنین کے منھ سے بحسرت نکلا کہ افسوس شراب
نہیں میں بیقرار ہو کر دوڑا گیا شراب و کباب لایا پھر مجھکو خیال آیا کہ اُس نازنین نے بحسرت
ترکاری کو کہا میں ترکاری لینے کو گیا پھر وہاں سے جو پلٹکر آیا نازنین کو نہ پایا نہیں معلوم کون
جلا دلگا ہوا تھا کہ اُس نازنین کو اُٹھا لیگیا اب میں انتہا کا بیقرار ہوں میری عجب کیفیت ہی

نظم

گیا اثر میری سیہ بختی نے آگے نور کا ۔ ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا
مر گیا ہوں دیکھکر جلوہ رخ پر نور کا ۔ میری لوح قبر کو دینا ہی تختہ طور کا
پاس ہوں یاروں کے جبتک مجھکو گنتے ہیں عجیب ۔ خیرہ آتا ہی نظر انسان کو انسان دور کا
اُس پری کے چہرے کو تشبیہ کس سے دیجئے ۔ جیسکا ہی نقش قدم دکھلاے نقشہ حور کا
ترک لذت کر دیا پہونچے نہ تا تجھکو گزند ۔ نوش تو تجھے ہی جیسے نیش ہی زنبور کا
شب جو دھیان اُس ماہ کا آیا دم فکر سخن ۔ صبح تک مضمون نہ ہاتھ آیا شب دیجور کا
مجھے اول خانہ زندان میں تھا مجنون تو کیا ۔ ہر محل میں میلے ہوتا ہی گذر مزدور کا
ہجر میں ساغر سے آئی مجھکو ساقی بوے خون ۔ بادہ کھنچوایا ہی شاید زخم کے انگور کا
دل ہمارا اسقدر سوزش طلب پروانہ ہی ۔ شمع سے بھاگے جو اُس محفل میں ہو کافور کا
تیرہ بختی موذیوں پر کرتی ہی نازل بلا ۔ شہد لٹتا ہی شب تاریک میں زنبور کا
ہی بجا نزدیک والے مجھسے گر واقف نہیں ۔ میرے شہرے نے کیا ہی اب ارادہ دور کا
دعوی باطل سے ہو جاتے ہیں اکثر نامور ۔ شہرہ کیا بانگ انا الحق نے کیا منصور کا
میں ترا عاشق ہوں اے عیسی نفس ہی جی تنگ ۔ گور لیتی ہی بغل میں لاشہ رنجور کا
اسقدر مشرب میں وسعت رکھتے ہیں ہم می پرست ۔ اپنے گلشن میں فلک اک خوشہ ہی انگور کا
ہیں جو صاحب درد انسے دور ہو سامان عیش ۔ بادہ کھینچا ہی کسی نے زخم کے انگور کا
میرے سینے پر تری سرد مہری کا ہی داغ ۔ مشک سے بہتر ہی پھایا ہی ہما کافور کا
کوے قاتل میں پہونچکر سر ہوا مجھکو وبال ۔ بوجھ اُترنے جگہ دم جب تھکا مزدور کا
کب ہماری فکر سے ہوتا ہی سودا کا جواب ۔ ہاں تتبع کرتے ہیں ناسخ ہم اُس مغفور کا

اسطرح رو رو کے منہاک سحر نگار نے یہ اشعار پڑھے کہ برق تڑپ گیا کہا میاں منہاک
صبر کرو آخر معشوقہ ملیگی کہاں جائیگی ہم بھی تلاش کرینگے یہ کہکر منہاک کے ساتھ برق بھی باتیں
کرتا ہوا چلا مگر راہ میں یہ پوچھتا ہوا کہ یہ آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ جادوگر لیگیا منہاک نے کہا
جہاں وہ نازنین بیٹھی تھی وہاں چند دانے ماش کے ملے ثابت ہوا کہ سحر کرکے ساحر اٹھا لیگیا
برق نے باتیں کرتے کہا وہ سامنے دیکھو ایک عورت دوڑی ہوئی چلی آتی ہی ساحر بھی
اُسکے ساتھ ہی منہاک پلٹا برق نے حلقہ ہاے کمند گلے میں ڈالدیے منہاک نے چاہا کہ

تیز پکڑ لو کون برق نے جواب بیہوشی مارا پشتارہ باندھا لیکر بھاگا میان ابوالفتح وغیرہ کنارے پر
لشکر کے حیران و پریشان پھر رہے ہین برق کو جو دیکھا کہ پشتارہ بدوش آتا ہے سب دوڑے
گئے ہوے میان برق کیا لائے برق نے کہا میان فہنگ لاڈلے کو لایا مگر ابوالفتح طریقے سے
معلوم ہوا کہ استاد نے ہمارے ننن سودائی بنکر ان ساحرون کا سامنا کیا سفاک کو تو اسی بچے ہاتھ سے
قتل کرایا اب اسکی فکر مین تھے اسی سے شراب پلائی نازنین تو بیہوش ہورہے تھے کسی ساحرہ کا گند ہوا
وہ عاشق ہو کر لے بھاگا ابوالفتح نے کہا اسکی موت کا حیلہ ہے ہمارے ماموجان جانتے ہی قتل کرینگے
برق نے کہا تلاش کرنا واجب و لازم ہے مین ضرور جاؤنگا فہنگ کو لاکر اسی قید خانے مین قید کیا
نگہبان مقرر ہوئے صاحبقران نے جو سنا کہ فہنگ پھر پکڑا آیا لاکر قید خانے مین قید کیا فرمایا کہ
ذرا برق کو میان بلالو برق خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا امیر نے پوچھا فہنگ کو کہان
پایا برق نے سب کیفیت بیان کی اور عمرو کا بھی ذکر کیا اور کہا اب ہم انکی تلاش مین جاتے ہین
امیر نے فرمایا کہ اگر کوئی افتاد پڑے تو خبر کرنا مین خود اپنے یار وفادار کے واسطے جاؤنگا حقیقت
مین جو طریقہ تمنے بیان کیا صاف ثابت ہے کہ خواجہ عمرو تھے جاتے ہی اسکی گردن لینگے کیا زندہ
چھوڑینگے برق آداب عرض کرکے پیچھے ہٹا بیرون بارگاہ آیا تلاش مین خواجہ کی چلا مگر اب خواجہ عمرو
کا حال عرض کیا جاتا ہے کہ عقیل جادو جو خواجہ کو اٹھا کے لیگیا ہے تخت پر اپنے ڈال لیا ہے جو نہی
تھیا دیکھکر پلک کیا آنکھون کے نیچے اندھیرا فوج غم و الم نے گھیرا سراپا کو دیکھتا ہے کہتا ہے کیا معشوق
پریچہرہ ملی یہ عنایت سامری و جمشید ہے نہ عیش سے بسر ہوگی یہ دل مین سوچتا ہوا اپنے
باغ مین آیا بارہ دری مین مسند بچھائی اسباب عیش و عشرت چن دیا چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان
گلابیان شراب کی مہیا کین اس نازنین کو ہوشیار نہین کیا دوسرے کمرے مین آکر اپنے کو آراستہ کیا
سبت بھاری تاج سر پر رکھا قبائے مکلل کارچوبی مشروع کا پاجامہ پہنا خوشی مین سارا قرابہ عطر کا
سر پر اپنے انڈیل لیا دریائے عطر مین نہاکر تا ہوا باغ مین آیا جب یہ بارہ دری مین پہونچا مسند پر
آکر بیٹھا ایک طرف نازنین جلیسین غلامان ترکی و رومی دست بستہ حاضر ہین عقیل نے اب اس
کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی جھک کر سلام کیا آپ ہی کہا کیون صاحب سلام کا جواب بھی نہین ملتا
سامری و جمشید فرما گئے ہین ساحرون کے بڑے شریف ہین مگر کیون بھیا کہان بھاگ گئے
تھے ہمین تو قزاقون نے گھیر لیا تھا تم بڑے کو بڑھا کر بھاگ گئے کیون بھیا ابا جان پر کیا گذری
امی جان کے تو کان نوچ لیے تھے انکے کان نہوے کرنے لگین ایک قزاق انکو بھی پکڑ لیگیا
مگر تم خوب بچے بڑی دور بھاگ کر نکلنے تھے ننھے نڑاکال کیا عقیل نے گھبرا کر کہا او جان جہان و
ای آرام دل مشتاقان آپ نے مجھکو نہین پہچانا مین آپ کا بھائی نہین ہون نہایت بیقرار مضطر
پروانہ شمع جمال ہوئے انور ہون نازنین نے کہا مجھکو دھوکا نہ دو بھیا تم کیون مکرتے ہو
کیا بھائی نہین ایک ساتھ کھیلکر بڑے ہوئے ایک پیٹ مین پاؤن پھیلائے عقیل بھیا کر
مجھکو اپنا بھائی سمجھتی ہے کیا حرج ہے کہا ہان مین فرماتا ہون نازنین نے اٹھکر چہرے کی بلائین
لین کہا بھیا مری ممی کی نشانی ہو ماں باپ کہان پیدا ہو گئے جو پھر بھائی ملیگا عقیل بھی

مین بین کرنے لگا نازنین نے کہا بھیا ہم تم ایک ہی پلنگ پر سونگے تنہائی مین پلنگ بچھاؤ شراب و
کباب منگاؤ جب ہم تمھارے ساتھ کوٹھے پر جاتے تھے امی جان خفا ہوتی تھین کہ بہن بھائی اوپر کیا
کرتے ہین اب تو وہ خفا ہونے والی نہین عقیل جادو خوشی خوشی دوڑا گیا کنیزون سے کہا
چھپر کھٹ آراستہ کر دو کنیزین اُدھر گئین عقیل گلابی شراب کی لایا لا کر رکھی کہا تم پیو نازنین نے جام
لیکے کہا بھیا تمکو مشقت پڑیگی تم پہلے پیو مین صاف صاف بات کہتی ہون عقیل نے کہا کیا غضب ہے
سامری و جمشید کی اپنی بہن کے ہاتھ سے جام شراب پیون عمرو نگاہ سے نگاہ ملائے ہے عقیل جام
پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ہمشیرہ صاحبہ میرا سر گھومتا ہے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے کہا بھیا اٹھکر ٹہلو
شراب تیز تند تھی اسنے گرمی زیادہ کی عقیل گھبراکے اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا
دھم سے گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن
امیہ ضمری یا تو تجھ نگارین تھا یا تجھ جلاد بنگیا خنجر کھینچکر جا پڑے جیسے ہی عقیل کا سر کٹا سنگباری و
برفباری ہونے لگی چمن جلنے لگی مکان گرنے جو جو چیزین متعلق سحر تھین وہ سب مٹین بعد عرصۂ دراز
آواز آئی کشتی مرا نامم عقیل جادو بو داب جو روشنی ہوئی عمرو نے دیکھا سارا مکان اسباب سے
بھرا ہے عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا ہر چیز اٹھانے لگے جس مکان مین گھسے جال الیاسی مار النقش بوریا
تک نہ چھوڑا دوسرے مکان مین گھس گئے اسکو لوٹا بارہ دری کے جھاڑ کنول تک اتار لیے اب
بارہ دری سے باہر نکلے دیکھا اور بھی قصر سجے ہین ان مکانون کی طرف چلے کہ انکو بھی لوٹ لین
کہ ایک طرف سے آواز رونے کی آئی صدا بلند تھی کہ او ظالم تو نے چراغ ہمارے گھر کا بجھا دیا ہے
ساحر زبردست کو مٹایا یہ صدا ہیبت ناک سنکر عمرو نے چاہا بھاگون کہ گوشہ باغ سے ایک
اژدہا نکلا قلابے آتشین چھوڑتا ہوا اسپر ایک ساحرہ سیہ رو سوار چیخین مارتی ہوئی چلی آتی ہے ہائے بھیا
عقیل تمہین کسنے مار ڈالا مین تو بزور علم نجوم آگاہ ہوئی تھی کہ بھائی صاحب عمرو کو لائے ہین
جسکو نازنین مہ جبین سمجھتے ہین فورًا کوہ لاجورد سے چل نکلی راہ مین تھی کہ بیرون نے آواز دی میان
عقیل مارے گئے ہائے بھائی مجھے راہ مین دیر لگی عمرو نے قصد کیا کہ جست کرون پاؤن زمین
نے تھام لیے وہ ساحرہ قریب آئی اژدہے سے کود پڑی چپکے لاشہ عقیل پر گئی خوب بین کرکے روئی
آخر لاشہ عقیل کا اُٹھا کر اژدہے پر ڈالا قریب عمرو کے آئی کہا او ساربان زادے تو تو اکیلا ہی ہے
کروڑون روپیہ کا اسباب کون لیگیا عمرو نے کہا حضور مین نے چھوا بھی نہین لالہ غدار جادو نے
کہا تیرے بڑے ساحر زبردست نے دھوکا کیونکر کھایا عمرو نے کہا مین صاف صاف عرض کرون
مین عورت بنا ہوا جنگل مین بیٹھا تھا مجھے زبردستی اٹھا لائے مجھے اس بات کو کہتے تھے مین نے
ہاتھ باندھکر کہا کہ مین اس قابل نہین ہون تلوار کھینچکر اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالا تب مین
سوچا کہ نکل جاؤن اے ملکۂ عالم مین سراسر بیخطا ہون جیسا ارشاد فرمایئے مین سامری و جمشید کو
سجدہ کرون لالہ غدار نے کہا او ساربان زادے شاہ بنگالہ جو عشق مین حیرت کے مبہوت مین
مین بھی انکی خراجگذار ہون تجھکو انھین کے پاس پہونچاؤنگی خود تیری قید لیکر جاؤنگی وہ تجھکو قتل کرینگے
تیرے مکر کی تمام عالم مین دھوم ہے شعلی آباد کو مٹایا دمامہ ایسی ساحرہ کو مارا تجھکو کچھ خوف نہ آیا

اب ان سب کے خون کا بدلہ لیا جائیگا یہ کہکر عمرو کا ہاتھ پکڑا اُٹھا کر عمرو کو اسی اژدر پر ڈال لیا اژدہا
اڑاتی ہوئی چلی عمرو منت کرتے جاتے ہین کبھی فرماتے ہین اے ملکہ عالم اگر آپ مجھکو نوکر رکھ لیجیے سب
ساحرون کو مارکر تمکو بادشاہ کرون ہفت اقلیم مین تمھارے نام کا گز و سکہ جاری ہو کوئی تمسے مقابلہ نکر سکے
لالہ عذار کے دل مین مزہ تو آجاتا ہے لیکن خائف ہے کہ ایسا نہو یہ ساربان زادہ کچھ فتور کرے دوستی کے
پردے مین بھی اسنے سیکڑون کو مارا دمامہ ایسی ساحرہ کامل و اکمل تھی نہین معلوم کیونکر مارا ایسے
ایسے ملک اس ظالم نے تباہ کیے ششمش ایسا ساحر نامی کہ دریاے قلزم مین رہتا تھا اسکو جا کے
دریاے قلزم مین مارا غرض خواجہ عمرو خاموش ہین کہ دور سے کوہ لاجورد معلوم ہوا اس پہاڑ پر بڑا شہر آباد ہے
ہزارون ساحر جابجا پھر رہے ہین کنیزان زرین پوش ایک قصر عالی پر ٹہل رہی ہین لالہ عذار کا تخت جو قریب
ہوے دیکھا صف باندھکر کھڑی ہوئین لالہ عذار آکر پہونچی کنیزون نے دیکھا اژدر پر لاشہ عقیل جادو
کا پڑا ہے ایک شخص دبلا پتلا عجب مسخا ہے مشکین بندھی ہین کنیزین چپکے چپکے کہتی ہین کوئی کہتی ہے یہ بد مانس کہانسے
آیا کوئی کہتی ہے چل مانس ہے کوئی کہتی ہے بوا مرچیا جن ہے خواجہ کہتے ہین صاحبو مین تو خاصہ بھلا مانس
ہون مجھکو کیسے چھڑا دو سامری و جمشید تمھارا بھلا کرین آخر کنیزون نے پوچھا اے ملکہ عالم کیا
معرکہ ہوا ہمارے شاہزادے صاحب کو کسنے مارا یہ نگوڑا موا موئی کا ناکون ہے لالہ عذار نے سر پیٹ لیا
کہا صاحبو مین کیا کرون نہین معلوم یہ ساربان زادہ کہان سے آیا کیونکر وہان پہونچا مین میان بیٹھے
بیٹھے گھبرائی موتیون کا مالا گلے مین تھا گوہر کلان ٹوٹا مین سمجھ گئی میرے بھائی کو کسی نے مارا
ہے مین جلد روانہ ہوئی اسوقت پہونچی کہ یہ ظالم انکا گھر لوٹ رہا تھا مجھکو دیکھکر چاہا بھاگ جاؤن
ہرچند کہ بھائی صاحب مارے گئے گو وہ لالہ زار کا چراغ گل ہوا گو وہ زبہ جدی ویران ہوا کیسے صاحب
حوصلہ تھے جس ملک کو سنا کہ بادشاہ غافل ہے اس ملک پر چڑھ گئے اپنی عملداری کا گز و سکہ محمد بدنصیب
کے نام کا جاری کرتے تھے مین نے اکثر کہا کہ بھائی صاحب فتح آپ کرین اپنے نام کا گز و سکہ جاری کیجیے
خراج کا انتظام مین کرونگی شاید انکو خبر تھی کہ ہم پہلے خدمت سامری و جمشید مین جا بیٹھینگے محمد بدنصیب
کو تنہا چھوڑینگے مین اسکو اب پکڑ لائی سامری نامے مین مرقوم ہے سب ساحرون مین یہی دھوم ہے
کہ عمرو قاتل ساحران ہے عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے شہر کوہ لاجورد مین سب جگہ
خبر بھیجی جائے اہالیان قریات و قصبات آگاہ ہون کل سب آکر جمع ہو جائین سب کے سامنے
سامری نامہ کھولون اور سب سے پکار کے کہون کہ دیکھو علم سامری مٹتا ہے انکی تو یہی تحریر ہے
صاف صاف تقریر ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے ہر چند کہ ہم سحر کو نہین جانتے
نام تو کتاب ساحران مین مرقوم ہے ساحران نامی ہماری آبرو کرتے ہین سب دیکھ لینگے کہ ملکہ
لالہ عذار نے بھائی کے قاتل کو قتل کیا دشمن ساحران کو مارا صاحبو اب دن بہت کم باقی ہوتے
عرصے مین سب جگہ خبر نہین ہو سکتی رات کو اسکو کوئی لیکر قید رکھے صبح کو میدان خونی مین لیکر آئے
اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ دیکھنے والے عبرت کرین کنیزون نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ واری
جسنے آپکے بھائی ایسے ساحر کو دم دیکر مار لیا ہماری قید سے نکل جائے بلا دام ملکہ بھلا ایسے
ہم اسکو اپنے ذمے نہ قبول کرینگے یہ انتظام کیے دیتے ہین کہ اشتہار چھپان ہوئی ڈھنڈورا

ہرکس وناکس یہ مژدہ پائے کہ کل عمرو قتل ہوگا جا سپر ایک حربہ کریگا سیدھا جہنم مین جائیگا سامری
خوش ہونگے جب سب کنیزون نے قید عمرو سے انکار کیا لالہ عذار نے کہا کیا مین سلطنت تمہارے
بھروسے پر کرتی ہون جلد جاؤ ملکہ مکار ابلیس پرست کو بلا لاؤ وہ اس نگوڑے کو شب بھر قید
رکھینگی کنیزون نے کہا حضور خوب تجویز کیا چند کنیزین گئین عمرو چپکا بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ بڑھیا ملکہ مکار ابلیس پرست
آتی ہین عمرو نے دیکھا ایک ضعیفہ کبر و نخوت مین لاثانی پیر فلک کی نانی سر پر ایک بال نہین جھریان
پڑی ہوئین لالہ عذار اُٹھ کھڑی ہوئی کہا نانی امان آئیے آپ نے کچھ سنا بھائی عقیل جادو کو
سامری و جمشید نے اپنے پاس بلا لیا لیکن اس شخص کو گرفتار کرکے لائی ہون کہ جسنے ہزارون
جادوگر مارے ملک کے ملک بے چراغ کردیے یعنے عمرو عیار کو مکار ابلیس پرست نے کہا اے
لالہ عذار تو نے بڑا کام کیا آج تیسرا دن ہے کہ مین کتاب سامری دیکھ رہی تھی یہی لکھا ہوا تھا کہ کوئی چور
پر وہ ہنگامہ ہوگا کہ کسی ساحر کو چین نہ ملیگا گھر گھر آفت برپا ہوگی مین حیران تھی کہ کیا اس ملک پر کوئی لشکر کشی
کریگا آج سبب معلوم ہوا اے لالہ عذار بہتر تو یہ ہے کہ اس ساربان زادے کو رہا کر دے اسکا رہنا بہتر
نہین اسکا قتل ہونا دشوار ہے لالہ عذار نے کہا نانی امان ایسی باتین نہ کیجیے مین اسکو قتل ضرور کرونگی
مکار نے کہا مین ایک شرط سے لیے جاتی ہون رات کو مین اسکی قید اپنے گھر مین رکھون اگر کوئی بھی
شب کو مانگیگی تو مین قید نہ دونگی لالہ عذار نے کہا نانی امان آپکو اختیار ہے رات کو کوئی قید لیکر
کیا کریگا مکار ابلیس پرست نے کہا بیٹا اس ظالم کے مقدمے مین زمین سے سامان پیدا ہوتا ہے
دوست دشمن ہوجاتے ہین اسکی عیاری چل جاتی ہے مین شب بھر جاگونگی تب رات کٹیگی لالہ عذار
نے کہا آپ لیجائیے کوئی دخل نہ دیگا جسطرح چاہیے حفاظت کیجیے بوقت سحر میدان خونی مین دیجیے گا
قید اسکی بیتی آپنے گا شب کو کوئی دخل نہ دیگا مکار نے خوب عہد لیا قفس اپنی منگوا کر عمرو کو اسمین
بند کیا قفس لیکر اپنے مکان پر آئی دیکھا عمرو نے کہ مکان جابجا جالے سڑے ہوے دو پلنگ ٹوٹا
پڑا ہوا چولھے پر کالی ہانڈیان رکھی ہین کچھ بیتے کھگے چولھے کے پاس رکھے ہوے عجب ہیبتناک
مکان معلوم ہوتا ہے اس ضعیفہ نے قفس عمرو کا صحن مین لٹکا دیا آپ چولھے کے پاس گئی ناگن کی
کھچڑی ہنڈیا مین پکائی کونڈے مین انڈیلی دو سیر کھچڑی اکیلی کھاگئی ڈکار لی منہ سے دھوان
نکلنے لگا چدریا سے اُتار کر پھینکدی صحن خانہ مین ایک مٹی کا چبوترہ بنا ہوا ہے اُسپر ٹاٹ بچھا ہوا
ایک چدریا مین پیال لپیٹ کے تکیہ بنایا مسند آراستہ کی چھپر مین سے جالا لگا کالی بوتل اُٹھا کر
لائی ایک تنبورہ بھی لا کر رکھا مٹی کے پیالے مین شراب انڈیلی لال مرچین بڑی بڑی کنکریان نمک کی
بجاے گزک رکھین پیالے مین شراب انڈیل کر پی مرچین چبانے لگی خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین
دل سے کہتے ہین خواجہ دیکھیے اس ملعونہ کی قید سے رہائی ہو یا نہ ہو موت لیکر آئی ہے ضعیفہ جب
ساری بوتل پی چلی بوتل ڈھلکا دی پیالہ اوندھا کر اب تنبورہ اُٹھایا موٹے موٹے تار بجے
تار اسمین لگے تھے اپنے طور پر اُسے درست کیا بجانے لگی بد قطع آواز پیدا ہوئی مکار نے
اپنی آواز تنبورے سے ملائی اب اترانے لگی کبھی تارا کبھی بڑائی خواجہ عمرو کی جان مصیبت مین
کبھی آپ ہی وجد کرتی ہے کبھی صحن مین دوڑتی ہے کبھی پھر چبوترے پر بیٹھکر جشن سامری و جمشید کے

گاتی ہو اپنا نشہ میلاتی ہو جب خوب گانے مین مصروف ہوئی عمرو نے گنگنا کر ایک تان لگائی مکار
چپ ہوئی دل پر نشتر سا لگا چار جانب دیکھنے لگی جب کوئی نہ معلوم ہوا پھر گانے لگی عمرو نے پھر تان لگائی
اب کی بڑھیا نے دیکھ لیا کہا کیون رے قیدی تو گانا بھی جانتا ہو عمرو نے کہا مین گانا کیا جانون کہا
یہ آواز تو نے لگائی تھی عمرو نے نہین نہین کی بڑھیا نے قفس اتارا پنجہ آہن کا گرم کر کے بدن پر
عمرو کے رکھ دیا کہا ہم فرمائش کرتے ہین تو نہین نہین کیے جاتا ہو عمرو ناچار ہوا دل سے کہتا ہو کمال
باعث زوال ہوا اپنی بیکسی پر بہت روئے مکار ابلیس پرست کہے جاتی ہو ارے عمرو گا مجھے
اسوقت بہت نشہ ہو یہ تو خوب سمجھ لے کہ میرے ہاتھ سے بچ نہین سکتا عمرو نے ناچار لگنا کے مجبوری
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

ہوا ہی عشق ہمکو اُسکے حسن پاک سے پیدا
کیا ہی نور کے پتلون کو جسنے خاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اسکو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہی جوہر ادراک سے پیدا

ہمارے حلق مین وزرت ذکر ذات اقدس ہی
قضا نے کی ہی یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا

ہر اک جانب سے اُس محبوب کو خط لکھتے ہین عاشق
عریضے ہوتے ہین چارون طرف کی ڈاک سے پیدا

اسیر آمادہ ہون ای جان جان تیری محبت سے
دماغ دلکشی ہووے الف سی ناک سے پیدا

نمکینون سے موافق ہو طبیعت کیون نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہی ہر محبہ کو امساک سے پیدا

غم اپنے قتل ہو نیکا نہین غم ہی تو یہ غم ہی
نہو گا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

غنیمت ہی سمجھیے حلقۂ احباب گرد اپنے
یہ دور اپھر نہو گا گردش افلاک سے پیدا

صدا یہ صید گاہ عشق مین آتی ہی ہر سو سے
نشانہ تیر کا ہو راہ کر فتراک سے پیدا

دل صد پارہ کے ہر پارے سے نقش محبت ہی
کہان ہو سکتے ہین ایسے نگین حکاک سے پیدا

ترے اُس گیسو سونگھ کے کہتے ہین افعی
کیفیت نہوئی نشہ تریاک سے پیدا

پیام مرگ سے ہوتی ہی غمگین روح کس خاطر
ملیگا خاک مین وہ جو ہوا ہی خاک سے پیدا

مرے خورشید رو کا ایک عالم ہو گا دیوانہ
ہزارون ہو وینگے صبح گریبان چاک سے پیدا

مسیحا سے ہمارے عیسی مریم کو کیا نسبت
شفا ہوتی ہی جسکے آستان کی خاک سے پیدا

قدم سے تیرے دیوانون کے آبادی کا باعث ہی
ہوا ہی شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا

ہنر سے نیاریون کے حال یہ ظاہر ہوا ہمکو
مقدر مین جو دولت ہو تو ہو خاک سے پیدا

غرض از جان نہ رکھین داغ عشق زلف و خط کیونکر
یہ گل ہنتے ہین بس خس و خاشاک سے پیدا

کنارہ بحر ہستی سے نہین بے جان سے گذرے
کنارہ گور ہی اسکا جو ہو تیراک سے پیدا

دعا ہے آتش خستہ کی ہی روز محشر کو
بہشت خاک ہو وے کربلا کی خاک سے پیدا

اسطرح عمرو نے یہ غزل گائی دل تو بھرا ہوا تھا خود بھی روتے جاتے ہین اونکا بسے ہین آواز بلند ہی
قضائے کار ملکہ ماہ رخسار چمن لالہ عذار کی اپنے باغ سے واسطے سیر کے نکلی تھی سیر چاندنی
کی مرتعتی ہوئی جاتی ہی اس کوچے مین گذر ہوا آواز گانے کی کان مین پہونچی علم موسیقی مین بڑا
سواد رکھتی ہی شہر کی کنیزون سے کہا ارے یہ کون ظالم گا رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہی نشتر دل پار

ہوتے ہین پکا گانا ہی غزل مین ٹپے کا مزہ آتا ہی کیا خیال ہی کس دھن مین ہی اس گانے کو گت نہین سنتے
کانون پہ ہاتھ رکھتے نہین معلوم کون کامل ہی کہ جسکے آواز آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی ارے واسطہ ساری
جمشید کا تلاش تو کرو کنیزون نے کہا تلاش کی کیا احتیاج ہی آپکی نانی امان کے مکان سے آواز آتی
ہی ماہ رخسار کے ساتھ پچاس کنیزین ہین ماہ رخسار دروازے پہ آئی پکاری نانی امان دروازہ کھولو
مکار نے کہا ارے رات کو کون آیا ہی کنیزون نے آواز دی آپکی صاحبزادی ملکہ ماہ رخسار تشریف
لائی ہین مکار نے قفس تو لٹکا دیا آپ اٹھکر دروازہ کھولا ماہ رخسار اندر آئی دیکھا مکار اکیلی بیٹھی ہی
جھک کر سلام کیا مکار نے اٹھکر بلائین لین کہا ارے چھوکری رات کو کہان ماری ماری پھرتی ہی
ماہ رخسار نے کہا نانی امان باغ مین بیٹھی تھی چاندنی دیکھنے کو دل چاہا طبیعت الجھی چلی آئی یہ
آپکے گھر مین کون گاتا تھا مکار نے کہا بیٹا مین ہی گا رہی تھی ماہ رخسار نے کہا مجھکو دھوکا نہ دیجیے
آپکی خوش آوازی کا سارے شہر مین شہرہ ہی اسوقت اس غزل نے کلیجے مین چھید کر دیے غزل مین
ٹپے خیال کا مزہ تھا کان اسی آواز کے مشتاق ہین کہا بی بی یہان سوائے میرے کوئی نہین ماہ رخسار
حیران ہی عمرو نے جو حسن روزافزون اس معشوق پریچہرہ کا دیکھا سمجھ گئے کہ تمھارے گانے کی مشتاق
ہو کر آئی ہی اپنی آواز اسکو سناؤ عمرو نے گنگنا کے اسی وقت کی دھن مین بہ الحان یہ مطلع پڑھا مطلع
بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین * چاہیے منقار چبھ کر دل صیاد مین * ماہ رخسار نے سر اٹھا کر
دیکھا کہا اے شخص یہ تو گاتا تھا عمرو نے کہا گانا کیا ہاتھ پاؤن بندھے ہوے اپنی زندگی سے بیزار
ہون اپنا دل بہلا رہا تھا ماہ رخسار نے پوچھا نانی امان یہ کون شخص ہی قفس ذرا مجھے دیجیے کیون
اسکو قید کیا مکار نے کہا ہاے جو مین سوچتی تھی وہ ظہور ہوا ارے کمبخت یہ عمرو عیار ہی عقیل جادو
اسی کے ہاتھ سے مارا گیا کوہ زبرجدی مین ہنگامہ پڑا ہی تمھاری بہن اسکو گرفتار کرکے لائین ایسا
ظالم ہی کسی نے رات کو قید کا رکھنا گوارا نہ کیا اب تمھاری ہمشیرہ نے مجھکو بلا کے قید سپرد کی مین
صبح کو اسے میدان خونی مین لیجاؤنگی تمکو قفس نہ دونگی ماہ رخسار نے کہا نانی امان مین کیا بہن
کی دشمن ہون اسکو اپنے باغ مین لیجاؤنگی جو غزل گا رہا تھا اسے لکھ لونگی غزل جی کو لگی ہی صبح کو میدان
خونی مین پہونچا دونگی مکار ابلیس پرست نے کہا بی بی بس جاؤ میری زبان سے کچھ برا بھلا
سنوگی ماہ رخسار نے کہا نانی امان تمھین کیا ہو گیا ہی کہ مجھسے ایسی باتین کرتی ہو کیا عقیل جادو
میرا بھائی نہ تھا کوہ زبرجدی مین میرا حصہ نہین ہی مکار ابلیس پرست نے کہا مین تو عمرو کا
پنجرہ نہ دونگی لالہ عذار کا رقعہ لاؤ ماہ رخسار نے کہا واہ مین کیا بی بی لالہ عذار کی نوکر ہون کہ انسے
رقعہ لکھواتے جاؤن مین قفس لیکر جاؤنگی اتنے مین مکار سنبھلی کہا ماہ رخسار کیا تیری شامتین آئی ہین
مکار نے جو یہ بگڑ کے کہا ماہ رخسار نے کنیزون سے کہا ارے تم سنتی ہو یہ ستفتل کیا کیا باتین کہتی
ہی اسکو جوتیان مارو مکار نے چاہا تڑپ کر آسمان پہ جاؤن سب لونڈیان لپٹ گئین ماہ رخسار
نے پنجہ کھینچا اٹھی اسطرح منہ دبایا مکار ابلیس پرست کا کہ زبان نہ ہلا سکی ماہ رخسار نے پنجہ مارا
سر پہ مکار کے پڑا سر زخمی ہوا کنیزون نے مشکین باندھین زبان پکڑ کے کھینچی کہ زبان نہ ہلا سکی
دوسرا پنجہ ماہ رخسار نے مارا سر اُس خود سر کا اڑ گیا آندھی سیاہ چلی تاریکی چھاگئی بعد عرصہ دراز کے

سینے سے مثل چمن میں نے لگایا جو اُسے / داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا
موم دونوں کو کیا نالۂ آتش خو نے / سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا
ہو گئی یار کے ہاتھوں میں جو مہندی کالی / انگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا
سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا / بے رخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا
محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے / گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا
کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش / مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

خواجہ نے اس زور و شور سے اس غزل کو گایا کہ ملکہ ماہ رخسار بیقرار ہو گئین آشیانون سے طائر پھڑک
پھڑک کے گرنے لگے باز کے پہلو مین عصفور کیا مجال جو شکار کرے تمام کنیزین رو رہی ہین ملکہ ماہ رخسار
نے فرمایا کہ خواجہ آج تک جتنے ایسا گانا نہین سنا خواجہ نے کہا ملکۂ عالم اسوقت کیا گانا خوف جان
لالہ عذار بادشاہ شہر سے دشمنی دیکھین تقدیر کیا دکھائے آپ کہا کہ بیگی دلگیر میری جانب سے
اسقدر ملال ہی کہ راہ مین چاہتی تھی کہ قتل کرے ماہ رخسار نے کہا خواجہ آپ گھر مین مکار ابلیس سیرت
کے قید تھے صرف میری کنیزین ہمراہ تھین جو کوئی اس مکان مین آئیگا اُسکا لاشہ دیکھیگا تمکو نہ پائیگا
میرے باغ مین کوئی درانداز نہین میری کنیزین سب مجھسے موافق ہین اُسکو خبر کون پہونچائیگا مثل
بوے گل عمر بھر اس باغ مین رہیے جب چاہیے گا نکل جائیے گا مین خود آپ کو کوہ زبرجدی سے باہر
کردونگی وہ دن خدا نہ کرے کہ میرے آپ کے جدائی ہو مگر میرے ساتھ کوئی دغا نہ کیجیے گا بلکہ مین
تو اب میدان خوبی مین جاتی ہون دیکھون اب کیا ہوتا ہے آپ یہان رہیے کنیزین یہ آپ خدمتگار
حاضر ہین مین خبر لیکر حاضر ہوتی ہون جس روز آپ کہیے گا حد کوہ زبرجدی سے باہر کردونگی اس
سرحد سے باہر نکلنا بھی دشوار ہے یہ کہکر ماہ رخسار نے خواجہ کو باغ مین چھوڑا کنیزون پر تاکید کردی
کہ خدمتگاری مین خواجہ کی فرق نہو طاؤس زرین بال پر سوار ہوکے روانہ ہوئی یہ بھی واضح رہے
کہ لالہ عذار بڑی بہن ہے ماہ رخسار چھوٹی ہے لالہ عذار سلطنت کرتی ہے صبح کو لالہ عذار سوار ہوئی
میدان کوہ زبرجدی مین آئی دیکھا تمام لوگ جمع ہین و میانی قربانی خبر قتل عمرو سنکر آئے ہین
میدان خوبی آراستہ دارین استادہ مین جلاد لوح و شکنجین لگائے پھرتے ہین لالہ عذار کو سب نے
سلام کیا کہا حضور ابھی تک ملکہ مکار نہین آئین لالہ عذار نے کہا آتی ہونگی کہ آسمان پر برق چمکی
ماہ آسمان سحر و ساحری یکہ تاز میدان افسونگری نامی و نامدار ملکہ ماہ رخسار بھی آ پہونچین پایۂ تخت
لالہ عذار کو بوسہ دیا جھک کر سلام کیا پوچھا بہن عمرو قتل ہو گیا لالہ عذار نے کہا ابھی نانی امان
تشریف لیکر نہین آئین انھین کے پاس قید عمرو کی ہے ماہ رخسار نے کہا کسی ساحر کو بھیجو سب اسی
انتظار مین کھڑے ہین کہ عمرو دار پر کھینچا جائے یہ لوگ بھی فراغت پائین اپنے اپنے گھر جائین
پریشان ہو رہے ہین لالہ عذار نے چند ساحرون کو حکم دیا مکان پر مکار ابلیس پرست کے جاؤ
کہنا کہ قفس عمرو کا لیکر آؤ ساحر خوش خوش گئے بعد دیر کے روتے پیٹتے آئے لالہ عذار
گھبرا گئی پوچھا ارے یہ کیا ہوا ساحرون نے عرض کی حضور کسی سے دریافت کرین آپ کی
نانی امان کا لاشہ مکان مین پڑا ہے قفس عمرو کا کہان کوئی کنیز بھی وہان نہین کہ جس سے پوچھین

یہ خبر وحشت اثر سنکر لالہ عذار گھبرا گئی اتنا کہا اگر اسکا کوئی دوست میان تھا اور اسنے نالی امان مارا عمرو کو نکال کر لیگیا حد کوہ زبرجدی سے باہر نہ جا سکیگا گرفتار ہو کر آئیگا یہ کہتی ہوئی مکان پر سکارہ کے آئی مکان پر سناٹا پایا لاشہ سکارہ کا بڑا ہی کنیزون کو حکم دیا نالی امان کا لاشہ ارتھی بنا کر جلاؤ کئی ہزار ساحرون کو بہانہ تلاش عمرو بھیجا کہ جہان تک بن پڑے عمرو کو تلاش کرو ساحر بہت خوب کہکر چلے گئے ماہ رخسار اپنے باغ میں آئی دیکھا کنیزین رو رہی ہین ملکہ نے پوچھا ارے کیا ہوا سب نے عرض کی بعد حضور کے جانے کے خواجہ عمرو بھی غائب ہو گئے ہم نے سارا باغ چھان ڈالا کہین پتہ نہ ملا ماہ رخسار رونے لگی کہا دیکھو صاحب میں نے تو عمرو ہی کیواسطے سب سے فساد پیدا کیا وہ مجھکو دغا دیگئے میرے دل پر قلق ہو اگر جانا ہی منظور تھا مجھسے کہکر جاتے افسوس انھون نے ہمارا خیال نہ کیا ہم گرفتار زندان رنج و الم ہوئے پہلو سے آواز آئی ملکہ ماہ رخسار عمرو ایسا نہین ہی کہ تمکو چھوڑکر چلا جائے ملکہ نے گھبرا کے دیکھا خواجہ ایک کمر سے چلے آتے ہین ماہ رخسار دوڑکر لپٹ گئی کہا خواجہ تمھین ہمارے سر کی قسم ہے میرے کیے نہ جانا کئی ہزار ساحر تمھاری تلاش مین لگے ہین گلی گلی ڈھونڈھتے پھرتے ہین یہ ملکت بھر کو آیا ہوا اسی وجہ سے میان سے جانا دشوار ہی عمرو نے کہا اے ملکہ عالم مین بغیر اطلاع نہ جاؤنگا ملکہ نے اسی وقت جلسہ آراستہ کیا خواجہ نے بیٹھکر بڑے زور و شور سے ایجاد کی تمام اہالیان محفل بیقرار ہو گئے ملکہ ماہ رخسار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے تمام اہالیان محفل واہ اور واہ کر رہے تھے خواجہ تو یہان جلسے مین مصروف رہتے ہین ایک دن شب بھر جلسہ رہا صبح تک ماہ رخسار کہتی ہی خواجہ آج دل میں قبول کرتا ایک غزل ادا کرو ستارہ سحری چمک چلا پھر دن کے شروع مین گلے ملے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

چاندنی میں جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا — رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا
قامت موزون تصور میں قیامت ہو گیا — چشم کی گردش نے کار فتنہ دوران کیا
پھر گئی آنکھوں میں وہ مژگان برگشتہ تو پھر — ذکر آرہ تھا جو وہ نالہ و افغان کیا
شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر پھانسی کیلیے — صبح تک میں نے خیال گیسوے پیچان کیا
سلک دندان سے دل بیتاب پر بجلی گری — تلخ حسرت نے لب شیرین کی کام جان کیا
یاد ابرو و ذقن میں اُڑ گئی آنکھوں سے نیند — کہ کنوان جھانکا کبھی تلوار کو عریان کیا
چہرے کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے — گوش و بینی پر گمان اخگر سوزان کیا
دھیان میں ساقون کی شمعون کے جلا پروانہ وار — زانوون کے تم آنسون نے رات بھر حیران کیا
کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے — ناخن نے جام شراب تند سے طوفان کیا
دست و بازو کے تصور میں ہوا آتش میں نعل — پاے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

اسوقت ملکہ ماہ رخسار مع جملہ کنیزین اشتیاق میں خواجہ کے گانے کے مبہوت لب پر مہر سکوت ادا اور واہ کر رہی ہین ایک جادوگر ملکہ لالہ عذار کا موسوم بہ افلاک جادو کہیں سے اڑا ہوا چلا آتا تھا اسکے کان میں جو آواز پہونچی ٹھہر گیا جھک کر دیکھا خواجہ عمرو بیٹھے ہوئے سامنے ماہ رخسار کے

گا رہے ہین ملکہ ماہ رخسار سن رہی ہین سب کنیزین تعریف مین مصروف جلسہ عیش و نشاط زورون پر ہی یہ کہتے ہی جلگیا جی مین کہتا ہی اس ظالم نے بڑا غضب کیا بھائی کے قاتل کو گھر مین جگہ دی اسی نے سرکار کو بھی مارا اب چلکر لالہ عذار سے عرض کرون لالہ عذار بارگاہ مین بیٹھی ہی ساحرون پر تاکید ہی کہ یار و غضب کی بات ہی کہ نامی امان قتل ہون قاتل انکا نہ ملے جلد تلاش کرو ورنہ اس جرم مین سب کو قتل کرونگی سب ساحر تھرا رہے ہین کہ افلاک جیباک آکر پہونچا پایۂ تخت کو بوسہ دیا دست بستہ سامنے کھڑا ہوا لالہ عذار نے پوچھا کیون ای خیرخواہ جو خواہش ہو عرض کر عرض کی غلام اُڑا ہوا آتا تھا سارا باغ باغ مین ملکہ ماہ رخسار کے شادیانے بجا رہی ہین ماہ رخسار رو رہی ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی نہ حجاب ہی نہ شرم ہی لالہ عذار نے کہا ای افلاک تو نے کسی سے یہ خبر سنی یا اپنی آنکھون سے دیکھا افلاک نے عرض کی اگر خلاف نکلے گردن از مو باریک تر ہی سرکار کو اختیار ہی یہ سنکر لالہ عذار نے ایکطرف دست راست کے دیکھا کہا صاحبو مین کیا جاؤن مجھے شرم دامنگیر ہی کوئی افسر جائے سب کا سر کاٹ لائے سہراب اژدر سوار کہ وزیران سلطنت سے ہی تیک کر تلوار کو اُٹھا کہا غلام جائیگا سب کے سر لائیگا اگر ایک زندہ بچے غلام کو سہراب نہ فرمائیے گا لالہ عذار نے سہراب کو خلعت جنگی دیا ساٹھ ہزار ساحر ہمراہ کیے سہراب اژدر آتش فشان پر سوار ہوا سمت باغ ملکہ ماہ رخسار چلا یہان تمام شب جلسہ رہا جب جلسہ برخاست ہوا ملکہ نے آرام فرمایا خواجہ بھی رات کے جاگے ہوئے تھے بارہ دری مین جاکر سو رہے ایک کنیز کسی کام کو بازار گئی تھی اسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا ایک سے پوچھا یہ فوج کہان جاتی ہی ساحر نے کہا باغ ملکہ ماہ رخسار مین عمرو کا بیٹا ملا ہی سہراب وہین جاتا ہی یہ سنکر کنیز کے ہوش اُڑ گئے ہوشیار ہو کر بھاگی دوسری راہ سے باغ مین آئی آتے ہی اُسنے پہلے خواجہ کو جگایا کہا خواجہ ہوشیار ہو جاؤ فوج لیکر سہراب آ پہونچا باغ چار جانب سے گھر گیا عمرو نے کہا آتے ہین تو آنے دو جبکی موت آئیگی وہ آئیگا عمرو نے تو منع کیا مگر کنیز نے جاکر ملکہ ماہ رخسار کو بھی جگا دیا کہا واری اُٹھیے فوج شاہی آ پہونچی ماہ رخسار گھبرائی ہوئی پاس خواجہ کے آئی کہا خواجہ آپ نے سنا عمرو نے کہا آپ جاکر آرام کیجیے مین سمجھ لونگا ماہ رخسار نے کہا خواجہ ساٹھ ہزار ساحر لیکر سہراب آیا ہی میرے یہان جملہ سات ہزار کنیزین ہین کیا کیفیت ہوگی خواجہ نے اسی وقت اپنا لباس عیاری جسم پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہ ہاے کمند آصفی سے باصفا بازو پر حقہ ہاے آتشبازی ہاتھ مین لیے ملکہ بھی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین سات ہزار کنیزین اسباب سحر سے آراستہ پشت پر تیغ و ناوک سب نے ہاتھ مین لیے خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے میدان باغ آئے سو قدم باغ سے آگے بڑھکر انتظار سہراب کرنے لگے سہراب جب قریب باغ کے پہونچا ایک ساحر سے کہا بڑھکر دیکھو تو ایسا نہو نکلکر بھاگ جائین وہ ساحر چلا آگے دیکھا بیرون باغ سو قدم آگے بڑھے ہوئے خواجہ کھڑے ہین قریب در باغ ملکہ طاؤس پر سوار پشت پر تمام کنیزین کھڑی ہین اور ملکہ لکار رہی ہین خواجہ ہٹ آؤ ساحرون سے مقابلہ ہی اگر کوئی ساحر سحر کردیگا تو ہاتھ پانون بیکار ہو جائینگے عمرو نے کہا ہم بھی سحر کرینگے ہم ساحر سے بے سحر مقابلہ کرتے ہین غیر ساحر پر عیاری کرتے ہین اُس ساحر نے جو یہ معاملہ دیکھا سہراب سے آکر کہا حضور عمرو تو باغ سے

سو قدم آگے بڑھا ہوا کھڑا ہو ہر چند ملکہ منع کرتی ہین عمرو نہین مانتا یہ سنکر سہراب ٹھہر گیا کہا یار عمرو تو بڑا
دعویٰ ہے یہ کہکر آگے بڑھا یا مبین ہزار ساحر اسکی پشت پر پرا باندھے ہوے یا سامری و جمشید کی صدا
بلند سہراب نے دیکھا عمرو آمادہ کھڑا ہے ماہ رخسار بلاتی ہین عمرو کہتا ہے ملکہ تم جا کر خیمے مین میان
سہراب کا سر لیکر آتا ہون ساتھ ہزار ساحرون کی کیا حقیقت ہے ایک سحر کرکے سب کو شاد و نگا سہراب
نے کہا کیون ملکہ ماہ رخسار تمنے مکار کو مار عمرو کو چرا لے گئے آئین کچھ خوف ملکہ لالہ عذار کا
نہ کیا عمرو نے کہا او بیحیا عورت پر کیا دباو ڈالتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر کوئی بچہ ہے تو مجھ پر بھی
سحر کرین سہراب کے پہلو مین محراب جادو کھڑا ہو کہا جا کر عمرو کا سر کاٹ لے یہ سحر کیا جانے زور
کرتا ہے محراب بڑھا پکار کر آواز دی او عمرو سنبھل جا عمرو نے جھولی سے گولہ نکالا کہا سنبھلے ہمارا گو
سحر روک محراب جب تک سحر پڑھے عمرو نے گولہ پھینکا جب گولہ قریب آیا محراب نے گولے کو تھپکی
دی اسمین سے پانی کی چھینٹین اڑین دو قطرے منہ پر محراب جادو کے پڑے لڑکھڑا کے زمین پر گرا
عمرو نے جھپٹ کر خنجر مارا محراب کا شکم چاک قصہ پاک سہراب نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے مین کانپنے لگا
ساحرون سے کہا یارو کیا دیکھتے ہو سب ملکر عمرو کو پکڑ لو تمام ساحر بلوہ کیے چلے پشت و پہلو پر سہراب
کے جو ساحر کھڑے تھے انھون نے بھی گولے باغ پر پھینکے ملکہ ماہ رخسار انکے سحر کا جواب دینے لگین
مگر عمرو نے جیسے ہی دیکھا کہ ساحرون نے بلوہ کیا حقہ آتشبازی کا نکر مارا حقہ جو پھٹا کئی سو ساحر جلکر
گرے سہراب بھی سحر کرتا ہوا بڑھا عمرو نے اسقدر حقہ ہاے آتشبازی داغے کہ کئی ہزار ساحر جلکر گرے
بھی سب کی نظرون سے پنہان ہو گئے گلیم عیاری اوڑھ لی ساحر غل مچاتے ہین کہ یارو عمرو کہان گیا
جہان کوئی افسر اعلیٰ کھڑا تھا وہان پر جا کر عمرو نے گلیم اتاری کہ کہو پاس کے خنجر مارا وہ مر کر گرا عمرو
نے لباس اتار لیا اس زور و شور سے خواجہ لڑ رہے ہین یہ جو بڑے ساحران زبردست ہین انکے بھی
حوصلے پست ہین سہراب نے لشکر دیکھا ہزارون لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین ملکہ ماہ رخسار
کا بھی سحر چل رہا ہے غصے مین پیچ و تاب زبان اپنی کاٹی اور اپنے خون چلو مین لیا جس غول مین ماہ رخسار
لڑ رہی ہین خبردار خبردار کرکے اسی طرف پہونچا خون پھینک مارا ماہ رخسار نے دیکھا ایک ابر کلنار
بچھ گیا اس ابر سے قطرہ خون کا گرا ماہ رخسار نے جھولی شانے سے اتار کر پھینک دی ایک چیخ
ماری کہ زمین ہلتی کنیزین آواز دردناک ملکہ کی سنکر دوڑین جو قریب پہونچی اسپر قطرہ خون کا گرا
سحر مین پھنسی سب کنیزین اسی طرح خاموش ہو گئین سہراب نے پکار کر آواز دی مین نے ماہ رخسار
کو مع کنیزون کے گرفتار سحر کیا ارے نامرد اب تو کل کر اب وہ سحر کرنے کے لائق نہین ہین عمرو
گلیم اوڑھے ایک درخت کے سائے مین کھڑا تھا دیکھا ملکہ ماہ رخسار جھولی پھینک کر خاموش کھڑی
ہین کنیزین بھی بیکار ہو گئین سہراب تیغ خون آلود لیے ہوے طرف ماہ رخسار کے جاتا ہے ارادہ
یہ ہے کہ ماہ رخسار کو گرفتار کرلون یا تلوار سے سر کاٹ لون عمرو بیقرار ہو کے جھپٹا صورت بدل
کر لی چند حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو ساحر جلے سہراب نے چند قدم بڑھے تھے کہ غیب سے
آواز آئی اے سہراب کیا کرتا ہے سحر کامل کیا آب بی ماہ رخسار کیونکر پھینکی یا کیا کر کیفیت
ہمارا سارا بان زادہ کدھر گیا سہراب نے پھر کر دیکھا ملکہ لالہ عذار تاج سر پہ رکھے چلی آتی ہین

سہراب نے جھک کر سلام کیا کہا حضور ہزاروں ساحر مارے گئے سیار بان زادے کا پتہ نہیں ملتا
ہر طرف تلاش کیا وہ تو چھلاوا ہے بے حد کوہ زبرجدی سے کہاں جائیگا لالہ عذار جھپٹ کر قریب
آئی کہا دیکھو عمرو وہ چھپا بیٹھا ہے ایک گولہ مار کہ سیار بان زادے کا کچھ پتہ جائے سہراب نے
پلٹ کر کہا کہاں لالہ عذار نقلی نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالدیے سہراب ارے کہکر ملتا عمرو
نے حباب مارا سہراب چیخ کھا کے گرا عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی سہراب کے
آندھی سیاہ اٹھی ابر گلنار جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام میرا سہراب جادو بعد ماہ رخسار کو ہوش
آیا کنیزیں ٹوٹ کر ساحروں پر جا پڑیں ماہ رخسار نے دو چار گولے ایسے مارے کہ ساحر گھبرا گئے
آخر منتشر ہو لاشہ سہراب کا اٹھا یا روتے پیٹتے طرف لالہ عذار کے چلے ماہ رخسار نے پڑاؤ لوٹ لیا
خیمے بارگاہیں قبضے میں کیں چھکڑے خزانے کے لدے ہوے ساتھ تھے عمرو نے اپنے قبضہ لیا
ماہ رخسار بفتح و ظفر وزیروں میں بیٹھیں خواجہ کو ساتھ لیے ہوے دمبدم فرماتی ہیں خواجہ بڑا کمال کیا
خواجہ کہتے ہیں ملکہ یہ تمنے کیا کہا سہراب کا مارنا کیا مشکل تھا خدا نے مدد کی تو ہی لالہ عذار کو
گرفتار کر کے لاؤنگا تخت پر تمکو بٹھاؤنگا ماہ رخسار کہتی ہے خواجہ مجھے ہوس تاج و تخت نہیں ہے
مجھے تو آپ کی سلامتی سے کام ہے خواجہ فرماتے ہیں ملکہ انشاء اللہ صاحبقران سے ملاقات
ہوگی جسم خاکی یہان ہے میری روح وہان ہے تمہیں معلوم مغرور نے آقا کے ساتھ کیا کیا لیکن
وہاں مصروف جنگ ہیں ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب عقاب ابر سوار بادشاہ چند طلسم
و مغرور بادشاہ بنگالہ مجھے ساحر اسطرف لے آیا ملکہ ماہ رخسار نے دریا غ بے بارگاہ استاد
کرائی ملکہ ماہ رخسار و خواجہ عمرو نامدار داخل بارگاہ ہوے کنیزیں گرد اتریں لیکن لالہ عذار
سہراب کو بھیجکر اپنی بارگاہ میں منتظر تھی انتظار کر رہی ہے ساحروں سے کہتی ہے سہراب خالی نہ پلٹیگا
ابی ماہ رخسار کو گرفتار کر کے لائیگا ہی ماہ رخسار کو کچھ ہمارا خوف آیا یا نہیں خیر دیکھو کیا جلال
کرتی ہوں اگر دعوی وراثت سلطنت کوہ لاجورد سے ایک جیتا نہ ملیگا قید کر کے ہلاک کر دی
یہ ذکر تھا رونے کی آواز کان میں آئی گھبرا کر کہا ارے خبر لو یہ کون روتا ہے کہ ساحر لاشہ
سہراب لیے سامنے حاضر ہوئے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور سہراب نے جا کر
قیامتیں برپا کر دیں ملکہ ماہ رخسار کو دام سحر میں پھنسایا ابر گلنار بنایا اتنی خبر سنی کہ حضور
آگئیں بلکہ باپ مرنے کی سہراب کے آواز آئی پھر تو ہی ماہ رخسار بس پڑیں ہم لوگ کیا جواب
دیکھتے جھیے شکست کھا کر بھاگے لاشہ سہراب لے آئے یہی بڑی بات ہوئی لالہ عذار نے
جھلا کر حکم دیا کل لشکر تیار ہو ہم خود جا کر مہ شمشیر و صاحبہ کالا نکلے دیکھیں تو سیار بان زادہ
کیا کرتا ہے ہمارے سامنے کیا طیاری کریگا احوال کھلجائیگا ساٹھ ہزار ساحر تیار ہو کر سامنے آئے
لالہ عذار تخت پر سوار ہوئی کئی ہزار نقارے بجے کئی سو علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے اس زور و شور سے لشکر لیکر چلی یہاں ملکہ ماہ رخسار بارگاہ میں بیٹھی ہیں اس فتح کی بڑی خوشی
ہوئی گانے پر خواجہ کے جان دیتی ہے کہا خواجہ خدا نے بڑا فضل کیا سہراب ایسا ساحر مارا گیا
اسوقت تو کوئی چیز گانے جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہے خواجہ نے کہا کیا مجھکو تو یا مقرر کیا ہے تمھاری

خوشی سے ایک آدھ غزل گا دیتا ہون جب ملکہ نے بہت کہا تو خواجہ نے یہ غزل گائی غزل

دل چھوٹ کے جان سے گور کی منزل مین رہگیا | کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہگیا
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے | مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہگیا
ناقص ہی دوستداری مین کامل نہین ہی تو | دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہگیا
قاتل سنبھل کے تیغ لگا جاے شرم ہی | تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہگیا
آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہی | دل مرغ روح کا قفس گل مین رہگیا
سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا | ای خضر پیچھے مرگ کی منزل مین رہگیا
مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے | لیلی کا پردہ پردۂ محمل مین رہگیا
پار اترا جو کہ غرق ہوا بحر عشق مین | وہ داغ ہی جو دامن ساحل مین رہگیا
کافر ہی منکر اُسکی کریمی کی شان کا | خالی پیالۂ کف سائل مین رہگیا
آتش کو دست و تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم | بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہگیا

اس رنگ مین خواجہ نے اس غزل کو گایا کہ ملکہ ماہ رخسار بیقرار ہوگئین تمام اہل محفل تڑپنے لگے پردے بارگاہ کے اٹھے ہین رنگ محفل مین جما ہی باہر والے سردار اندر چلے آتے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اٹھی قرنا کی آواز آئی لکہ ہاے ابر سبز و سرخ ظاہر ہوے ماہ رخسار نے اشارہ کیا کہ دیکھو یہ کون آتا ہی کنیزین واسطے خبر کے دوڑین کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا لالہ عذار تخت پر سوار پشت پہ ساحران غدار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے لکہ ہاے ابر اپنی شان دکھاتے مین بڑے زور و شور سے لالہ عذار آکر پہونچی سامنے بارگاہ ماہ رخسار کے آکر بارگاہ استادہ کرائی لشکر اترا لالہ عذار نے اترتے ہی ایک نامہ واسطے ماہ رخسار کے لکھا مضمون یہ تھا کہ ہمشیرہ یہ کیسا فساد ہی بھائی کے قاتل کو گھر مین جگہ دی بڑے افسوس کی بات ہی اب مین نے خود تکلیف کی بہتر اسی مین ہی کہ عمرو کی مشکین باندھکر لاؤ تم ہاتھ باندھکر چلی آؤ خطا معاف کر دونگی اگر اسکے خلاف کیا تو صبح کو قیامت برپا کرونگی ساربان زادے کے واسطے مین نے تدبیر کردی ہی اگر وہ چاہے کہ بھاگ کر نکلجاے سرحد کوہ زبرجدی سے نہ نکل سکیگا تھک تھک کے اسی سرحد مین رہیگا تم اپنے کو تباہ نہ کرو نصف سلطنت تمھاری ہی اگر فساد کروگی ایک حبہ نہ دونگی یہ نامہ لکھا پشت پر پھینکدیا ایک طائر زمین سے پیدا ہوا کاندھے پر ماہ رخسار کے آبیٹھا زمزمہ کرنے لگا ماہ رخسار نے دیکھا اسکے گلے مین ایک نامہ بندھا ہوا ہی ماہ رخسار نے وہ نامہ کھولکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہو مین خواجہ سے کہا خواجہ نے فرمایا کیا بیہودہ بکتی ہی جواب لکھدو جسطرح سہراب کو مینے مارا اسی طرح تمکو بھی مارینگے ماہ رخسار نے وہی جواب لکھدیا طائر اڑگیا یہ معاملہ دیکھکر سبکے ہوش اڑے خواجہ اپنے مقام سے اٹھے ماہ رخسار نے کہا خواجہ کہان چلے عمرو نے کہا تدبیر لالہ عذار کی ضرور ہی قلب ناصبور ہی ماہ رخسار نے کہا خواجہ لالہ عذار بہت ہوشیار ساحرہ ہی کسی عیاری کا ارادہ نہ کیجیے گا ایسا نہو آپ کے دشمن پھنس جائین ہرچند خواجہ نے قصد کیا ماہ رخسار نے نہ جانے دیا میان لالہ عذار کو جب جواب نامے کا پہونچا غصے مین کانپنے لگی

علم دیا طبل جنگی بجے صبح کو بی بی ماہ رخسار کی گردن توڑونگی طبل جنگی بجا ہرکارون نے آکر ماہ رخسار کو
خبر دی ماہ رخسار نے طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین ماہ رخسار خواجہ کا ہاتھ پکڑ کے اُٹھی
خواجہ کو باغ مین لیکر آئی کہا خواجہ باعث میرے انتشار کا یہ ہی اُسنے اپنی حفاظت کر رکھی ہی
کسی بات سے غافل نہین صبح کو میدان کارزار مین سمجھا جائیگا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہے ہین
ساحر سحر تیار کر رہے ہین ماہ رخسار باغ مین خواجہ کا گانا سن رہی ہین مگر خواجہ کو بڑی بیقراری ہی کہ
جلد مہلت پاؤن خدمت مین اپنے آقا کی جاؤن دیکھون وہان کیا معرکہ ہوگا گانے بجانے مین شب
بسر ہوئی لشکرون مین گجر بجا سحر ہوئی تو سحر ہوئی لشکر شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی شہنشاہ
زرین پوش بصد جوش وخروش فتح و فیروزی فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر تخت زبرجدی فلک پہ جلوہ فرما
ہوا ملکہ ماہ رخسار تخت پہ سوار ہوئین آٹھ نو ہزار کنیزین چار جانب سے تخت کو گھیرے ہوئے
اس شوکت و شان سے میدان کارزار مین پہونچین خواجہ عمرو بصورت مبدل ہمراہ لشکر ہین اُدھر سے
آمد آمد لشکر لالہ عذار آگے آگے لالہ عذار پشت پہ ساٹھ ہزار ساحران غدار نہایت غصے مین میدان
کارزار مین آکر ٹھہرین جانبین مین صفین جمین نقیب نقابت کرکے ہٹے لالہ عذار نے سمت دست راست
کے دیکھا ایک ساحر موسوم بہ سیہ تاب اژدر کو اپنے چھپر کر صف سے نکلا دست بستہ عرض کی ای
ملکۂ عالم غلام میدان کارزار مین جاتا ہی ابھی جا کر سب کو سمجھا دونگا دشمنون کا سر لاؤنگا لالہ عذار
نے اجازت دی سیہ تاب چلا میدان کارزار مین آیا عجائب وغرائب سحر کے دکھانے لگا آواز دی
جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ماہ رخسار نے طرف فوج کے دیکھا یاسمن آہو چشم طاؤس کو چمکا کر نکلی
اجازت لیکر سامنے سیہ تاب کے آئی سیہ تاب نے گرز مارا یاسمن نے گرز کے کو دفع کیا دو حملے سحر جب
آپسمین چلے سیہ تاب تلوار کھینچکر چلا پیر ہاتھ یاسمن پہ مارا یاسمن نے سپر سحر کو اُٹھایا سپر کٹی سر
یاسمن کا زخمی ہوا یاسمن نے سر کا خون لیکر سیہ تاب پہ پھینک مارا سیہ تاب مثل شمع خشک
جلنے لگا یاسمن آہو چشم نے نعرہ آواز دی وہ مارا اور لالہ عذار اور کسی کو بھیج لالہ عذار کو تمنا یاسمن
کا سخت برا معلوم ہوا فوج کے کو دوڑی للکارا او کنیز بدتمیز کیا زمانے کا انقلاب ہی کہ
پاؤن کی جوتی سر پہ آتی ہی اس زور و شور سے بجلی گرائی کہ یاسمن کے دو ٹکڑے ہوے
سوسن زبان دراز جا پڑی پانچ چار گرے لالہ عذار پہ مارے لالہ عذار ان سحرون کو کب مانتی
ہی اشارون مین دفع کر دیتی ہی لالہ عذار نے جھپٹ کر تیغہ مارا اس ساحرہ کے بھی دو ٹکڑے
ہوے صنوبر خوش رفتار جا پڑی کئی ہاتھ تلوار کے مارے لالہ عذار روکتی جاتی ہی اُلجھا دے
سے ہاتھ نکال کر وار کیا بیچاری صنوبر کے بھی دو ٹکڑے ہوے مصنف عرض کرتا ہی کہ لالہ عذار
کے ہاتھ سے شام تک چالیس کنیزین قتل ہوئین شام کو لالہ عذار نے آواز دی بی ماہ رخسار
یہ تیل ماش بیچے خود نہ نکلین کل کہان جاؤگی اب تو پردہ شب حائل ہوا تھا ابھی پردہ رکھ لیا
کل صف پہ آ پڑونگی جس تخت پہ سوار ہو کے آئی ہو اسکو تختۂ تابوت بناؤنگی وہ فساد برپا کرنیوالا
کہان ہی اسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو دونگی خوب اُسنے کا بجا کے دام مکر مین پھنسایا کہ بات
سخت و سست کہکر پلٹی ملکہ ماہ رخسار رنجیدہ و کبیدہ پلٹین کنیزون کے لاشے دفن کرائے

اپ اپنی بارگاہ مین آئین خواجہ عمرو جو سامنے آئے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے دیکھا آج
یہ ملعونہ کیسی لڑی کل مجھکو للکاری ہی مین جاکر مقابلہ کرونگی عمرو نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے ملکۂ عالم
آج حقیقت مین بڑا قلق ہوا اپنی بیقراری کو کیا ظاہر کرون آپ زنانہ ترک ہوا نیند اڑ گئی تصویر خیالی
آقائے نامدار کی آنکھون کے نیچے پھرتی ہے ساحرون سے مقابلہ ہر طرح رنج و ملال نے گھیر لیا ہے نظم

در قفس نہ گل نہ گلشن یاد مے آید مرا　　گاہ گاہی از نشیمن یاد می آید مرا
آنقدر ترسیدہ چشم من ازین مردم کہ من　　دوست می بینم ز دشمن یاد مے آید مرا
زخم تیغت بہ شد و از یاد رفت اما ہنوز　　آنچہ با من کرد سوزن یاد مے آید مرا
نالہ خیزد از رگ جانم بسان تار ساز　　ہرگہ آن ناخن بدل زن یاد مے آید مرا
بس کہ ناسازست با من عیش بے آن دلنواز　　بشنوم گر نغمہ شیون یاد می آید مرا
میشود واقف جہان بیت الحزن اگر لیم　　ہر کہ آنکہ گفتہ من یاد مے آید مرا

ملکہ ماہ رخسار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کل ہمارا خاتمہ کرا کے چلے جائیے گا عمرو کی آنکھون سے
آنسو ٹپک پڑے کہا اے ملکۂ عالم ایسی حسرت کی باتین نہ کہو ماہ رخسار نے کہا کیونکر مین کہون کہ اسکے
ہاتھ سے بچونگی ساحرہ زبردست وہان فوج زیادہ میان کم مزاج برہم کون اسکے سحر کا جواب دیگا یہ ذکر
تھا کہ لشکر لالہ عذار سے صدائے طبل جنگ آئی ہرکارون نے آکر عرض کی لالہ عذار بڑے غصے
مین گئی عرصے تک سرنگون بیٹھی رہی خواجہ نے کہا مین ذرا لشکر کو دیکھ آؤن عمرو کو بیقراری ماہ رخسار
کی نسبت شاق گذری عمرو نے کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا جو منظور تھا وہ صورت
بنکر تیار ہوئے تخت زبرجدی نکالا اسپر سوار ہوئے طرف لشکر لالہ عذار کے چلے لالہ عذار تخت
پر بیٹھی ہے کبھی طرف آسمان کے دیکھتی ہے کہ دیکھا ماہ رخسار تخت پر سوار یکہ و تنہا آتی ہے لالہ عذار
نے کہا آنے دو ماہ رخسار دربارگاہ پر آکر اتری ساحرون نے کہا حضور اندر جائیے آپ کی
ہمشیرہ صاحبہ آپ کو یاد کرتی تھین ماہ رخسار رونے لگی کہا صاحبو مین نے جیسا کیا ویسا پایا
یہ کہکر رومال سے ہاتھ باندھے اندر آئی کہا ہمشیرہ صاحبہ خطا معاف کرو عمرو نے مجھکو بہکایا
تھا سامری و جمشید نے بچالیا عمرو میرے پاس قید ہے اگر حکم ہو سر لاؤن یا زندہ حاضر کرون
نہین بہتر یہ ہے کہ سر میرا کاٹ کر جہان مناسب ہو بھیجدیجیے اب مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی لالہ عذار
نے ماہ رخسار کے ہاتھ کھولے گلے سے لگا لیا کہا بہن جو ہوا سو ہوا خطا کیا چیز ہے عمرو کو کل
قتل کرو تمام مالیان کوہ زبرجدی دیکھین کہ بھائی کے خون کا بدلہ لیا ماہ رخسار نے کہا جو
آپ کے نزدیک مناسب ہو وہ کیجیے ذرا الگ چلیے کچھ راز کی باتین عرض کرونگی لالہ عذار
اٹھ کھڑی ہوئی ماہ رخسار لالہ عذار کو ساتھ لیکر ایک خیمے مین آئی ادھر ادھر کی باتین کرکے
کہا بہن نے کل سے بسبب ہجوم غم و الم شراب نہین پی لالہ عذار نے گلابی منگائی ماہ رخسار نے
جام لبریز کیا کہا بہن پہلے تم پیو لالہ عذار نے بہت عذر کیا ماہ رخسار نے نہ مانا لالہ عذار نے
جام پیا پیتے ہی گھبرائی کہا بہن میرا دل پریشان ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کوئی مجھکو آسمان پہ لیے جاتا ہے
کہا بہن شاید ہوا لگے مزاج کو فرحت ہو لالہ عذار اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری

عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا لالہ عذار کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا الغرض لالہ عذار بیرون بارگاہ آ کے
تخت پر بیٹھے مشیران سلطنت و وزیران امت کو جمع کیا سب سامنے آ کر حاضر ہوئے کہا صاحبو مین تمسے
ایک صلاح پوچھتی ہون حقیقت مین ماہ رخسار سے بڑی خطا ہوئی مگر وہ بھی وارث سلطنت ہے
مکار کو قتل کیا اسکے حکم سے خلاف کیا ہوگا شاہزادی تھی اسکو ناگوار ہوا قتل کر ڈالا کل مین نے
بڑے صدمے پہونچائے چالیس جادوگرنیان اسکی مین نے قتل کین کیا صدمہ پہونچا ہوگا مین
اُس سے اصلاح کرلون جو اُسنے کیا بہتر کیا جواب مناسب ہوگا وہ کرگئی مین اُسکو آزردہ نہونے
دونگی چھوٹی بہن بجاے فرزند کے ہے علاوہ ازین جنگ دوسرا دار داگر مقابلہ ہوا سحر اُسکا بھی
چلگیا اور مین نے شکست کھائی تو کیسی بدنامی ہوگی بات بنائے سے پھر نہ بن پڑیگی مین اُس سے
صلح کرلون جھک کے ملنے سے میری ہتک نہین ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ عمرو ایسا عیار اُسکے ساتھ
ہے ہزار شرارتین کریگا اگر اُسکی کوئی عیاری مجھ پر چلگئی تو بھی باعث ذلت ہے اب بہتر یہی ہے کہ مین
اسکے پاس چلی جاؤن کہدون لو اتمکو اختیار ہے چلکے تخت پر بیٹھو سلطنت کا انتظام کرو یقین ہے
کہ وہ بھی یہی کہے کہ عمرو کو گرفتار کرلو دین سامری پرستی مین خلل نہو منادین سب طرح برائی
ہے سب نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا کہا تخت لاؤ سحر کی تو مین نے قسم کھائی ہے تمھین لوگ سحر لیے
ہوئے چلو یہ کہکر تخت پر لالہ عذار نقلی سوار ہوئی چار سو ساحران نامی کو ساتھ لیا لشکر سے نکل
چلے ماہ رخسار کو ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کی ہمشیرہ بہ ارادہ اصلاح آتی ہین ماہ رخسار
واسطے استقبال کے نکلی کنیزون سے کہتی ہے خواجہ عمرو کہان ہین مین اُنسے صلاح کرلون
اگر انکا حکم ہو ملون نہ حکم ہو تو نہ ملون کنیزون نے کہا عرصہ دراز سے انکا پتہ نہین اب ماہ رخسار
چند مصاحبون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری حیران ہے کہ یہ کیا سحر ہے لالہ عذار غالب
بھی آئی اسپر براے اصلاح آتی ہے خدا نخواستہ کوئی مکر ہو خواجہ فرمائین کہ تم کیون ملین مگر انکا
نشان نہین تخت سامنے لالہ عذار کا آکے پہونچا ماہ رخسار نے جھک کر سلام کیا لالہ عذار
تخت سے کود پڑی کہا بہن میری سرکشی کو معاف کرو دشمنون نے بہکایا شکر ہے کہ میرا تمھارا
مقابلہ نہین ہوا دونون مین سے ایک کی خرابی تھی اب تمھین اختیار ہے جو مناسب ہو وہ کرو
لو یہ زبر جد ہی کی سلطنت جسکو چاہو دو یہ باتین کرتے کرتے ماہ رخسار کو بائین آنکھ کا
تل بھی دکھایا ماہ رخسار نہال ہوگئی کنیزون سے پلٹ کر کہا لو صاحبو مبارک ہو خواجہ عمرو نے
شاید ہمشیرہ صاحبہ کو بلا لیا لالہ عذار بنکر تشریف لائے ہین ہمراہ لیکر لالہ عذار نقلی کو بارگاہ مین
آئین تخت پر بٹھایا لالہ عذار نقلی نے سب افسرون کو ماہ رخسار کے قدمون پر گرایا للکار کر
کہدیا کہ جو ماہ رخسار کے حکم سے گردن تابی کریگا اُسکو سزا ملیگی سب نے عرض کی حضور
ہماری کیا مجال ہے ہمارے نزدیک جیسے آپ ویسے ملکہ ماہ رخسار ہمیشہ خدمتگزاری کرتے
تھے اب بھی حاضر خدمت رہینگے جو حکم ہوگا بجا لائینگے تمام لشکر مین جا کر منادی نے ندا کی
ملکہ لالہ عذار نے ماہ رخسار کی اطاعت کی سلطنت ماہ رخسار کو ملی سب ساحر خوش ہوگئے
دن تو اسطرح گذرا شب کو خواجہ ماہ رخسار کو لیکر تخلیے مین آئے ماہ رخسار کو کرسی پر بٹھایا

لالہ عذار کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھکر ہوشیار کیا لالہ عذار کی آنکھ کھلی ماہ رخسار کرسی پر
خواجہ عمرو کو دیکھا کوڑا لیے کھڑے ہین اپنی زبان مین سوزن مشکین بندھی ہوئین خواجہ عمرو نے
آواز دی ای لالہ عذار قدرت پروردگار کو دیکھا اگر چاہتا قتل کر ڈالتا کون میرا ہاتھ تھامنے والا
تھا اب بہتر یہ ہی کہ سامری و جمشید پر لعنت کرو ماہ رخسار کی اطاعت پر کمر باندھو اگر اسکے خلاف
کروگی قتل کر ڈالونگا چند کلمے صفت وحدانیت پروردگار مین چند مذمت کفر مین بیان کیے زنگ کفر
آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا مین اطاعت کو حاضر ہون ماہ رخسار نے منع بھی
کیا کہ خواجہ ابھی اسے رہا نہ کرو عمرو نے کہا اسکی پیشانی روشن ہی دل سے مطیع ہوئی زبان سے
سوزن نکال لیا لالہ عذار قدمون پر خواجہ عمرو کے گری ماہ رخسار سے بمحبت ملی اب خواجہ
کے ساتھ دونون بہنین بارگاہ مین آئین آکر تخت پر بیٹھین حکم واحکام کوہ زبرجدی کا جاری ہوا
عمرو نے کہا ای ملکہ ماہ رخسار ہم اب رخصت ہوتے ہین نہین معلوم ہاکس آقا پر کیا گذری ایک
سفاک کے قتل کرنے پر یہ بلا مین نازل ہوئین ماہ رخسار ولالہ عذار نے عرض کی ای شہنشاہ
اوج عیاری اسواسطے ہمنے اطاعت نہین کی ہی کہ آپ کا دامن دولت ہمارے ہاتھ سے چھوٹے
صاحبقران کی بھی زیارت سے مشرف ہون مغرور مقہور سے مقابلہ کرین ثواب جہاد مین شریک
ہون ہمارا بھی انجام بخیر ہو عمرو نے کہا مین آگے بڑھتا ہون اگر تمھارا جی چاہتا ہی کہ صاحبقران کی
زیارت سے مشرف ہو لشکر لیکر آنا دونون شاہزادیون نے کہا ہم آپ کے ساتھ چلینگے خواجہ عمرو
نہ قبول کرتے تھے کہ ماہ رخسار رونے لگی کہا خواجہ اس کنیز کو خدمت سے جدا نہ کرو یہ بھی حکم ثابت
ہوا تمھارے کلام سے کہ صاحبقران تا طلسم نور افشان جائینگے ہم وہان بھی چلکر شریک
ہونگے نور افشان والون سے مقابلہ کرینگے کہ سعادت دارین حصول ہو آخر یہ صلاح ہوئی کہ عمرو کو
تخت پر بیٹھا کیا ماہ رخسار ولالہ عذار بھی اسی تخت پر سوار ہوئین چار سو ساحران زبردست گرد تخت
کے ستر ہزار ساحران غدار پشت پر نوبت نقارے بجتے ہوے اس عظم وشان سے طرف لشکر
صاحبقران کے چلے انکو تو راہ مین چھوڑو اب حال صاحبقران تحریر ہوتا ہی کچھ ساحر جو گئے
ہوے جنگل مین پہونچے لاشۂ سفاک صحرا مین پایا اٹھا کر لاشۂ سفاک کا سامنے مغرور کے
لائے کہا حضور یہ نہین معلوم کہ کسنے انکو قتل کر ڈالا اب یہ بھی خبر ملی کہ نہنگ سحر لنگا و مہر قید ہو گیا
مغرور بہت جھلایا کہا صاحبو یہ معاملے سمجھ مین نہین آتے ماید وقت خود تکلیف کرینگے یہ کہکر حکم
دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر مین مغرور کے تیاریان ہونے لگین جاسوس خبرین لیکر بھاگے امیر کو خبر دی
برق تڑپتا ہوا آیا کہا حضور استاد کا پتہ نہین ملتا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا امیر نے فرمایا خدا
انکا نگہبان ہی عقاب ابر سوار و ملکہ حیرت نے بھی سنکر طبل جنگ بجوایا تینون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا قطعہ

فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے یک بار
تیغ خاور سے سپہر زرد ہوا
سر انجم سپاہ پر وقف از
علم آفتاب نکلا جب
روئی تخت لاجورد ہوا

تینون لشکر بقاعدہ قدیم آکے میدان کارزار مین ٹھہرے جب صفین جم چکین نقیب و کرگیت جنے مغرور نے مرکب باد رفتار اپنا بڑھا

میدان میں آئے نعرہ کیا یا صاحبقران زمان آپ کے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے
آج میدان کارزار میں آئیے تو معلوم ہو امیر نے اشقر کو صف سے نکالا سردار چاہتے تھے کہ ہم
جائیں امیر نے سب کو بآسانی روکا ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ ساحر زبردست ہے مقابلہ ہو آپ
لوگ تماشا دیکھیں کہ کیا گذرتی ہے آج مغرور بڑے غیظ و غضب سے آیا ہے اتفاق کی بات
کہ خواجہ عمرو بھی لشکر میں نہیں ہیں اگر وہ میدان کارزار میں ہوتے ضرور کوئی عیاری کرتے اب
پروردگار سے دعا کرو کہ مظفر و منصور ہوں رنج و الم دل سے دور ہوں سب کو سمجھا کر صاحبقران
مقابلہ مغرور میں آئے مغرور نے جب دیکھا کہ صاحبقران قریب پہونچے ایک دستک دی
زمین سے دھوان نکلا اُس دھوئیں میں مع مرکب چھپ گیا تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دھوان
غائب ہوا مغرور نے مرکب کو مہمیز کیا سامنے صاحبقران کے پہونچا تلوار کھینچے ہوئے منہ سے
شعلہ ہائے آتش چھوڑتا ہوا صاحبقران کے مقابل ہوا کئی ہاتھ تلوار کے لگائے امیر نے
تلوار کو تلوار پر روکا اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے ہیں جب کئی ہاتھ مغرور نے لگائے صاحبقران
نے نعرہ تیز کیا تلوار کا ہاتھ بر سر مغرور لگایا مغرور نے گرد سپر کا نہ اُٹھایا سر آگے کر دیا
تلوار نے سراسر کو کاٹا صراحی گردن سے گذر کر صندوق سینہ تک پہونچی صندوق سینہ کھلا ایک
طائر ہفت رنگ سینے سے نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا مغرور نقلی تو زمین پر گرا ادھر
پہاڑ سے نعرہ ہوا منم مغرور جادو صاحبقران خاموش ہو گئے زبان میں لکنت آ گئی اسم اعظم
فراموش مغرور نے جھپٹ کر دست بستہ عرض کی امیدوار ہوں کہ برائے چند ساعت حرز ہیکل مجھکو
دیں میں ابھی واپس دونگا اس پریشانی میں صاحبقران کو یہ ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو مجھسے ہیکل
مانگ رہے ہیں گلے سے اُتار کر دیدی ہیکل کے جاتے ہی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا امیر آ
گرے پشت اشقر سے گرے بہرام وغیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا جس طرح بن پڑا جان اپنی دیکے
صاحبقران کو اُٹھا لیا لشکر پر مغرور جا پڑا بارگاہ تک سب کو نہ جانے دیا جار گوشے جیا ہست
لشکر کے پیچھے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار نے لشکر صاحبقران کو گھیر لیا لشکر صاحبقران کا
یہ حال کر کے طرف لشکر عقاب ابر سوار کے پلٹا پکار کر آواز دی ای بادشاہ ظلمات عشق
حیرت سے ہاتھ اُٹھائیے ورنہ میرے مقابلے میں آئیے عقاب بھی جوش عشق حیرت میں
پریشان کھڑا تھا نہ ہونٹوں سے کہہ رہا تھا دیکھا تمنے فلک نے کیا گردش دکھائی صاحبقران
گرفتار ہو گئے سارا لشکر اُنکا سحر مغرور میں پھنسا اب چھوٹنا دشوار ہے میری تو اب یہ کیفیت ہے نظم

فرش ہو ای یار خاک دوست و دشمن زیر پا	ہم گریبان پھاڑ کے نکلے آیا جو دامن زیر پا
منکر روز قیامت ہیں محبت بے اعتقاد	لا کھلی ای سرو قامت اپنا مدفن زیر پا
رنگ گل سے خون ہمارے آبلون کا رخ ہی	نقش پا سے پھولتا جاتا ہے گلشن زیر پا
خار کا کھٹکا نہیں رکھتے ہیں ہم آتش قدم	موم ہو جاوے اگر آ جائے آہن زیر پا
انگلیاں کانون میں دیتا ہو دم رفتار یار	ترستم ہے یہ آتی ہے آواز شیون زیر پا
بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو ہم	سنگ رہ کو بھی نہ لاتے ای برہمن زیر پا

شاہراہ ہستی موہوم مین وہ چال چل
سرکشی زیبا ہی ہم دیوانگان عشق کو
رہگذر مین دفن کر نا ری عزیزان تم مجھے
پابرہنہ ہی رہے ہم خاکسارئ کے لیے
شعلہ تو نا گوارا ہی کرۂ این خلق کو
سر فرو یان تک تو آتش خاکسار ہی کیا

اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست و دشمن زیبا
خم اوبی ہی سیکڑون کا خون کی گردن زیبا
شاید آجائے کسی کے میر مدفن زیبا
گوش زد ہووے ہمارے تا نہ دشمن زیبا
نقش سے رکھتے مین مردم نعل آہن زیبا
صورت نقش قدم ہی اپنا مدفن زیبا

اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہی کبھی گلچینی گلشن جمال حیرت کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کہ مغرور نے آواز دی او عقاب آ مجھ سے مقابلہ کر ورنہ نام حیرت کبھی زبان پر نہ لانا عقاب جا پڑا مغرور سے سحر چلنے لگا دو چار سحر آپس مین چلے مغرور تیغ کھینچ عقاب پر جا پڑا عقاب نے ہاتھ مارا مغرور نے روک کے جواب مین ہاتھ مارا سر عقاب کا زخمی ہوا گینڈا بھی مار لیا عقاب زمین پر گرا ہالیان فوج عقاب دوڑ پڑے کئی ہزار نے اپنی جان دی عقاب کو اٹھا کر ہوا دار پر ڈالا مغرور پہ گولے مارنے لگے مغرور سب کے سحر دفع کرتا جاتا ہی مغرور کی فوج والے بھی آ پڑے ہزارون جادوگر مغرور نے عقاب کے لشکر کے مارے غول کے غول تباہ کر دیے شام تک ملازمان عقاب بکار لڑے چونکہ افسر زخمی ہو چکا تھا آخر قدم اکھڑے جا بجا جاکر پڑاؤ پر شہرین مغرور نے بھی پانچ چھوڑا پڑاؤ لوٹ لیا خیمون مین آگ لگا دی آخر ملازمان عقاب نے بڑی جانبازی کی کبھی سحر کیا کبھی تلوار سے لڑے عقاب کو بچاتے رہے جب مغرور نے دیکھا کہ نیر اعظم بارنگ زرد لرزان و ترسان قلعہ مغرب مین جا کر چھپا آمد آمد شاہ انجم سپاہ کی شروع ہوئی فوج ثوابت و سیارگان میدان چرخ زبرجدی مین جمی ناچار ہو کر مغرور نے بھی نقارہ چھوڑا ساتھ والون سے کہا پلٹ چلو حمزہ کا بھی خاتمہ کیا میان عقاب کو بلند پر واز ی نجات کی یقین ہی اسکے ملازم اسکا لاشہ اٹھا کر لیگئے عقاب جانبر ہوگا یہ کہتا ہوا بالفتح و فیروزی پلٹا ملکہ حیرت جادو نے لشکر مین تخت پر سوار یہ زور و شور مغرور کا دیکھ کر نعمان جادو سے کہا تمنے دیکھا آج تو مغرور نے قیامت برپا کر دی حقیقت مین سحر ملک بنگالہ کے نئے اور کیے ہین صاحبقران اپنے لشکر مین بیہوش پڑے ہین سارا لشکر مبتلا مصیبت و محنت مین ہے سحر کے مردود نے بھیجا تھا عقاب کو شکست دی شام ہو چکی ہی اب دیکھیے ہے کیا گذرے نعمان نے کہا واری حقیقت مین بڑا ساحر زبردست ہی نیرنگ اسکی منتشر ہو رہی ہی سب اہالیان لشکر حیرت گھبرا رہے ہین کہ دیکھا مغرور تاج پہنے ہوے دریاے سحر مین غرق تخت مرکب پر سوار مع لشکر میدان مین آ کر پکار پکار کر آواز دی اری ملکۂ عالم ایک تمھارے واسطے دونون لشکرون کو مٹایا آپ کی محبت اسی طرح دل مین ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہے صلح و رسائی جی ہے جو حکم ہو آنکھون سے بجا لاؤن سلطنت ہو خیر بالفعل مسلمانان کا مین نے خاتمہ کر دیا انکو تباہ و برباد کرنے افسوس آتا ہی یہ جو لشکر آپ کے ساتھ ہی ایک سحر مین بھاگتا پھریگا یہ سے کچھ جوش چلیگی خوب سمجھ لیجیے ہزارون ہزار کا خون ہو گا جنگ و جدل موقوف رکھو دیر تک مغرور نے پکار پکار کر سمجھایا نعمان نے جھنجھلا کر جواب دیا او دیوانہ کیا غرور کرتا ہی ہم سب جان دینے پر

پڑا مادہ ہین اٹھ پھر کر مر جائینگے اطاعت تیری نہ کرینگے مغرور نے منھ پیٹ لیا کہا ہاے کیا کرون دل نہین مانتا آٹھ پہر اسی ظالم کا خیال رہتا ہی آمین سحر کی کالی جان لینے والی ہین تڑپ تڑپ کے کاٹتا ہون نظم

رات ایسا انتظار یار مین بیتاب تھا — بستر گل پہ نہ تھا مین آگ پر سیماب تھا
میرے اشکون کا فلک پر موجزن سیلاب تھا — ہالہ مہ کی جگہ شب حلقہ گرداب تھا
نرم دل محبوب جیسے تھے ہوے ہین سخت دل — سنگ میری جان کو ہر خشت ازین جواب تھا
رات مجھکو تیرے آنے سے جو مایوسی ہوئی — انتظار مرگ تھا یا اشتیاق خواب تھا
شب چمن مین کہین کف پا سے یہ نورافشان — جو ترا نقش قدم تھا سو گل مہتاب تھا
تیری محفل مین جو پاس رازپوشی تھا مجھے — مثل رنگ گل رواں آنکھون سے یان خونناب تھا
کچھ سمجھکر ناتوانی نے دیا ہی ختم اُسے — قصر تن میرا بنا ہی جب سے بے محراب تھا
جلوہ فرما بام پر جو عارض جانان ہوا — چاند اُسکے سامنے اک کرمک شب تاب تھا
تیرے روئے آتشین کو دیکھتے ہی اُڑ گیا — اضطراب دل جسے سمجھے تھے وہ سیماب تھا
ہو گئی بالکل ہماری عمر غفلت مین بسر — عرصہ اپنی زندگانی کا مگر اک خواب تھا
گل کہین دیکھا نہ مین نے داغ حسرت کے سوا — میرے اشکون سے مگر باغ جہان شاداب تھا
کی سیہ کارون نے میرے نور عرفان کی قدر — شہرہ سے خلق مین خورشید عالمتاب تھا
کس لیے ہر شب یہ ہوتا ہی گرفتار فراق — ہجر مین کیا اپنا مرغ نامہ بر سرخاب تھا
رات دن فرقت مین رہتا ہی مجھے رونے کا کام — یاد آتا ہی کہ اک آنسو در نایاب تھا
ذبح کرنے مین مرے ناسخ ہوا قاتل کو رنج — پنجہ نازک مین اُسکے خنجر بے آب تھا

دل سے بہت ناچار ہون مگر اب دل کو پتھر بناؤنگا بس آج کی شب مہلت ہی کل کسی کی تمنا نہ کرونگا افسوس یہ ہی کہ دل نازک پر صدمہ پہونچیگا آپ کو اختیار ہی ملکہ حیرت کے ملازمون نے جواب سخت دیے مغرور جھلاتا ہوا طبل بازگشت بجاتا ہوا اپنا لشکر صاحبقران کو اس حال مین چھوڑا برق بھاگ کر درہ کوہ مین چھپا تھا جب شام کو سناٹا ہوا تو برق ٹہلتا ہوا لشکر حیرت مین آیا چالاک سے ملاقات کی چالاک کو منتشر پایا برق نے کہا خلیفہ صاحب آپ نے دیکھا مغرور نے کیا آفت برپا کی استاد کا کہین پتہ نہین معلوم کون اٹھا کر لیگیا پہر جنگل مین شہنگ سحر نگاہ کو پکڑ لایا استاد نے عورت بنکر عیاری کی تھی پھر نہ پتہ ملا کہ انپر کیا گذری مگر چالاک نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بھائی برق کیا کہون دل پر میرے تو چھریان چل رہی ہین نظم

دین و دل بردند و قصد جان کنند — درد ما را نیست درمان الغیاث
الغیاث از جور خوبان الغیاث — ہجر ما را نیست پایان الغیاث
ای مسلمانان چہ درمان الغیاث — خون ما خوردند این کافردلان
ہر زمانم درد دیگر می رسد — داد مسکینان بدہ ای روز وصل
از شب یلدای ہجران الغیاث — زین حریفان بردل و جان الغیاث
گشتہ ام سوزان و گریان الغیاث — ہمچو حافظ روز و شب بیخویشتن

برق نے کہا خلیفہ صاحب اب وقت صبر و جبر ہی اسقدر بیقرار نہو جیے

کچھ تدبیر زمانے کی مغرور لشکر حیرت پر سحر کریگا اسم اعظم صاحقران نہ ہوگا حرز ہیکل بازون مین لے لی
تمام لشکر کو بیکار کر دیا چالاک نے کہا اے برق اتنا تو دریافت کرو کہ شیشہ اسم اعظم و حرز ہیکل کسکے پاس
ہے جلد کچھ عیاری کرین بار سحر مغرور لشکر حیرت نہ اٹھا سکیگا اگر صاحقران آرہا ہے شاید مغرور
پر کوئی آفت آئے قبلہ و کعبہ کسی اور اقلیم مین گئے برق نے کہا بھائی وہ جہان جائینگے مال لوٹینگے
انشاء اللہ کسی وقت بن جائینگے اب آج تو میان قیامت ہے برق نے کہا مین جاکر دریافت کرتا ہون
برق تڑپ کر چلا چالاک صحرا مین ٹھہرا اب سوچ رہا ہے کہ کیا تدبیر کرون میان مغرور جو پلٹ کر آیا
آتے ہی طبل جنگی بجوا دیا شیشہ اسم اعظم اپنے وزیر سرشار کے سپرد کیا کہا اے سرشار عمرو کا اب تک
پتہ نہین مین نے سحر سے دریافت کیا اس صحرا مین عمرو چھپا ہے کسی جانب تنگ ہوکر نکلیگا سرداروں نے
کہا اے شہریار اسے کیا ہوا ہے جہان جائیگا اسکی قدر ہوگی طبل جنگی جو لشکر مغرور مین بجا حیرت کو بھی خبر ہوئی
حیرت نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا مین خیمے ہونے لگے آراستہ ہوئے ایک مین حیرت داخل
ہے مین سحر اپنے تیار کرنے لگین ایک خیمے مین نعمان کئی سحر تیار کر رہی ہے ایک مین نیرنگ جھکے لگے
کر رہی ہے برق فرنگی ایک خدمتگار بنا ہوا بارگاہ مغرور مین حاضر تھا سرشار جادو شیشہ اسم اعظم
و حرز ہیکل لیکر نکلا برق سوچا مین پڑے تو شیشہ تو حرز ہیکل اس سے یہ چالاک سے کون اطلاع
کرے وہ جھگڑا پیدا کرینگے یہ سوچکر برق سرشار کے خدمتگارون مین ملکر چلا چالاک نے جب دیکھا
کہ عرصہ ہوا برق پلٹکر نہ آیا سوچا کہ برق بھلا کاہیکو پلٹ کر آئیگا یہ کہکر چالاک بھی چلا لشکر مین مغرور
کے جا دیکھا ایک نئی بارگاہ استادہ ہو رہی ہے دس بیس ہزار ساحر خیمے استادہ کر رہے ہین چالاک نے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ سرشار جادو وزیر مغرور شیشہ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر آیا ہے یہ اسی کا لشکر
اتر رہا ہے ایک جانب دیکھا میان برق خدمتگار بنے ہوئے چلے جاتے ہین چالاک سمجھا کہ برق فکر مین
عیاری کی ہے تم اپنی فکر کرو اسکے مقدمے مین دخل نہ دو ایک جانب ایک نخل دیکھا اسکی آڑ کرکے
پہنچا بارگاہ کو تاک کر نقب کھودنے لگا میان سرشار جادو بارگاہ استادہ کرا کے اندر بارگاہ
کے آیا سامنے میز پہ گلدستے چنے ہین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین اسی میز پر
اسنے شیشہ اسم اعظم رکھدیا حرز ہیکل شیشے کے گلے مین لپیٹ دی آپ مسند پر آکر بیٹھا سب سے
کہا باہر ٹھہرو کوئی غیر قریب بارگاہ نہ آنے پائے طبل جنگی بج چکا ہمارے شہنشاہ سحر تیار کر رہے
ہین کل بی بی حیرت گرفتار ہو جائیگی سب آگئے ہمارے ساحر ہونگے خوب مال لوٹینگے برق در بارگاہ
پہ تڑپ رہا ہے کہ سرشار اکیلا اندر بیٹھا ہے اے برق کس حیلے سے جاؤن زلف لیلائے شب کمر سے
گذر چلی ہے یہ سوچکر پیچھے ہٹا ایک طرف دیکھا ایک چوبدار پکارتا پھرتا ہے ارے کوئی مزدور ہے برق
مزدور بنکر سامنے آیا پوچھا مزدور ہے صاحب کیا ہے مزدور نے کہا بھائی یہ کشتی اٹھانا ہے ہمارے
سرکار نے میوہ واسطے سرشار کے بھیجا ہے برق نے کشتی اٹھائی قبلہ بھی اپنے ہاتھ مین لے لیا
مزدور سے باتین کرتا ہوا چلا کہتا جاتا ہے میان مزدور ہے صاحب ہارے ہارے جی چھوٹ سکے
ہوا ہمارے ساتھ یاری نہین کرتا آج بھی کئی روپیہ ہار رہے ہم تو حضور رنگ بازی مین جو ہمارے
رنگ کا داؤن ہو جان تک بدین ایسے ایسے رنگ سے دن کا رات ہو گیا رات کا دن ہوا

مردے صاحب ہنستے جاتے ہیں برق نے ایک مقام پر ٹھوکر کھائی منہ کے بل زمین پر گرا فتیلہ گل ہوا مردے
نے ہاتھ پکڑ کر سنبھالا برق نے کہا حضور سب طرح خیر ہے کہا فتیلہ روشن کرا لیجیے تو پھر میں چلوں
میرے پاؤں میں چوٹ لگی دیکھیے انگوٹھے سے خون جاری ہے مردے صاحب جھکے فتیلہ
لیکر روشن کرنے گئے برق نے کشتی کھولکر میوے میں بیہوشی ملائی کہ مردے صاحب فتیلہ روشن
کرکے آئے برق نے کشتی سر پر رکھی باتیں بناتے ہوئے چلے جب قریب بارگاہ سرشار آئے
ساحروں نے آواز دی کون آتا ہے مردے نے بڑھکر اپنا نام بتایا کہا شاہ نے میوہ بھیجا ہے سرشار
نے اندر طلب کیا مردہا اندر گیا برق باہر ٹھہرے ساحروں سے کہا مجھکو رتوندھی آتی ہے رات بھر
آپ لوگوں کو حقے پلاؤنگا وہاں سرشار نے کشتی رکھوائی مردے کو انعام دیکر رخصت کیا یہاں برق
نے حقے پلانا شروع کیے پہر رات رہے سب بیہوش ہوے برق ایک خدمتگار بنکر اندر گیا
دیکھا سرشار پلنگ پر کتاب دیکھ رہا ہے برق نے دست بستہ عرض کی اے وزیر اعظم میوہ جو شاہ نے بھیجا
تھا مردے نے یہ کہا یہ میوہ وہ ہے کہ جو کھائیگا صحیح و سالم رہیگا کبھی کوئی آپپر عیاری نہ کر سکیگا
سرشار نے کہا ارے کشتی اٹھا لا برق نے کشتی سامنے رکھی خوشہ انگور اپنے ہاتھ سے اٹھاکر
سرشار کو دیا سرشار نے انگور دیکھے کہا حقیقت میں ایسے انگور نگاہ سے نہ گذرے تھے قصد کیا
خوشے سے دانہ توڑ کر کھاؤں برق باتیں بنا رہا ہے کہ پہلو سے آواز آئی اے وزیر اعظم انگور نہ نوش
فرمائیے گا یہ خدمتگار نہ جانے پائے سرشار نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر گوشہ بارگاہ سے آتا ہے
پکارتا ہوا منم فرستادہ شہنشاہ اے سرشار ہوشیار ہو جاؤ برق گھبرا گیا کہ یہ کیا غضب ہو گیا برق
پہ نگاہ پھر ڈالی کہا ارے تو کون ہے برق نے کہا حضور بیت کے واسطے چلا آیا سرشار نے منہ سے
شعلۂ آتش چھوڑا وہ شعلہ منہ پر برق کے گرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی سرشار نے
دیکھی ایک سر انگریزی پتلون جاکٹ پہنے کھڑا ہے تیغہ لیکر سرشار اٹھا وہ ساحر قریب آیا کہا حضور
ٹھہر جائیے اسکو قتل نہ کیجیے خیر خواہ جادو میرا نام ہے جنگل میرا مقام ہے صحرائے خارستان میں بیٹھا
تھا کہ حکم شہنشاہی معرفت ایک طائر کے پہونچا کہ شہنشاہ طلب فرماتے ہیں بہت جلد حاضر ہو
سو کوس کا راستہ چھ پہر دن میں طے کیا یہ نامہ مرحمت ہوا کہ برق فرنگی پاس ہمارے وزیر کے پہونچ چکا
ہے جلد جاکر اسے آگاہ کرو یہ کہکر نامہ ہاتھ میں دیا سرشار نے نامہ کھولا اسمیں سے ایک دھواں
نکلا سرشار لہرایا ساحر نے لپٹ کے خنجر مارا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

چشم دشمن اندازم کف خاک ‌ | ‌ بد باد گرد ... کا ہم
منم عیاری من آمد حسب و چالاک ‌ | ‌ خلیفہ اول چالاک نامم

شنکر حسب ناک قصہ پاک چالاک گرد کر رہا تھا ششدر پہ ایک پتھر مارا چلتے چلتے چالاک نے
حنہ سنگل لی دوسری طرف سے لشکر کھاتے ہمہ جلا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی
شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران اس دھوئیں کے اندر بیہوش پڑے تھے ہوش آیا اسم اعظم
بآواز بلند پڑھتے ہوئے اٹھے جب پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا سحر باطل ہونے لگا امیر نے پکارکے
جو اسم اعظم پڑھا جسکے کان میں آواز پہونچی کلمہ پڑھکر اٹھا ایک مقام پر اشقر دیو زاد سر کو رہا تھا
امیر نے جو آواز دی اشقر بیزار ہوکر دوڑا ہنہناتا ہوا چلا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے تیغ

سہرا امیر و لشکر واسے ہرا جون جون امیر اسم اعظم پڑھتے ہیں دھوان غائب ہوتا جاتا ہے روشنی ہوتی جاتی ہے امیر لشکر لیکر چلے مغرور منصور پڑا ہوا سوکھ رہا تھا ہر جو ہوا گھبرا کر آنکھیں ملتا ہوا اُٹھا کان میں آواز آئی کہ قتل ہوا نام میں سحر شار جادو بود کہا یارو غضب ہوا امیر اور یہ اعظم مارا گیا پریشان باہر آیا اور ساحرون نے بھی بڑھکر عرض کی حضور خیمہ سحر شار جل رہا ہے زمین سے شعلۂ آتش نکل رہا ہے کہا تم بڑھکر خبر تو لو یہ کیا معرکہ ہے گندا ہر کا سے دوڑے میان ملکہ حیرت سحر تیار کرکے ٹہل رہی ہیں نعمان اپنے خیمے سے نکلی نیرنگ بھی آئی ملکہ حیرت نے فرمایا کیون نعمان سحر تیار کیا عرض کی واری لگ جائے اب تیار ہین ملکہ حیرت نے کہا اے نعمان اصل تو یہ ہے کہ بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ صاحبقران زمان بھی مبتلا ہے بلا ہین افسوس صد ہزار افسوس قطعہ

اے آرزوے قتل ذرا دل کو تھامنا
ہے کام اُنسے شوخ شمائل کو تھامنا
مضطر ہوں کس کا طرز سخن سے سمجھ گیا
مشکل ہوا ہے بیہودہ محمل کو تھامنا
یہ زلف خم بخم نہو کیا تاب غیر کی
گرتا ہے دیکھ جام ہلاہل کو تھامنا

مشکل پڑا مرے تمائل کو تھامنا
دیکھی ہے چاندنی وہ زمین پر جھک پڑے
راب ذکر کیا ہے سامع قائل کو تھامنا
سیکھے ہیں کیا تجھسے نالہ نہ آسمان گن
زنجیر جنون زور کی سلاسل کا تھامنا
مت مانگیو امان تو نے کہ ہے حرام

تاثیر بیقراری نا کام آ گئی ہے
اے چرخ اپنے تو مہ کامل کو تھامنا
ہر صرصر فنا سے نہ کیونکر وہ مضطرب
صیاد اب قفس میں عنادل کو تھامنا
اے ہمدم آہ تلخی ہجران سے دم نہیں
تو ہے زبان بیہودہ سائل کو تھامنا

نعمان نے عرض کی حضور وہ لڑائی پڑی کہ مغرور کو بھی مشکل ہوگی کنیزون نے بھی سحر تیار کیے نیرنگ نے عرض کی لونڈی نے آپ کی جو سحر تیار کیے ہیں مغرور کیا ہے وہ جونگے ہم تو اسی سے زیر کئے جاتے ہین دیو بیاباں شہر بنگالہ کو بے چراغ کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی حضور چالاک دبرق نے ملکہ سحر شار کو مارا اسم اعظم صاحبقران کھلا لشکر صاحبقران رہا ہوا امیر لشکر مغرور پر آ پڑے مغرور بھی سوار ہوا یہ سنتے ہی ملکہ حیرت نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اے نعمان حقیقت میں اس وقت اگر چہ مغرور کو مار لیا یا صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوا تو جانتی ہے ہر ورنہ وہ قیامتین برپا کریگا چار رجعیانہ چھوڑیگا کہان بھاگ کر جاسکینگے ابھی تو مغرور پر بھی قبضہ نہیں ایک سحر مین سب بھاگ جائینگے لشکر تیار ہوکر سامنے آیا حیرت و نعمان و نیرنگ سوار ہوئین لشکر لیکر چلین میان صاحبقران مع لشکر ظفر پیکر لشکر مغرور پر آ پہنچے نعرۂ صاحبقران کی جو مغرور نے آواز سنی اژدر آتش نشان پر سوار ہوا لڑتا ہوا چلا دیکھا سامنے سے آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان تیغ عقرب سلیمانی کھینچا ہوا جنگ رستانہ کرتے ہوئے آتے ہین ساحر بھاگ رہے ہین مغرور نے نعرہ کیا اے ساحرو کہان بھاگے جاتے ہو اے کمبختو فقط صاحبقران پر سحر تاثیر نہیں کرتا لشکر کو تو مارو یہ سنکر ساحر سحر کرنے لگے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا سہرا امیر گردون خاقان چین یا تو آپ مع فوج کے لڑتا ہوا آتا تھا ساحرون نے سحر کیا مثل تصویر تصور خاموش ہو کر رہگیا تمام فوج بھی حیران ہوکے رہگئی حربہ کسی کا نہیں چلتا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے جیسے کان مین آواز گئی ہوشیار ہوا پھر لڑنے لگے ساحرون کے ہاتھ سے بے کھٹکے مارے جاتے ہین جب سحر چلگیا سپاہی گھوڑے سے گرا ساحر نے بڑھکر دانہ بادل کا مارا

وہ بیچارہ جلکر رہگیا اسطرح ہزارہا بندگان خدا ہاتھ سے ساحرون کے مارے گئے اکیلے صاحبقران
کدھر کدھر جاتے کس کسکو بچاتے مغرور نے دس ہزار ساحرون کو حکم دیا ہے کہ حمزہ پر حملہ کر کے نیزہ و تلوار سے
لڑو دس ہزار ساحر نیزہ و تیر و تفنگ سے صاحبقران سے جنگ کر رہے ہیں اس آمد و رفت
مین صاحبقران بھی زخمی ہوے مگر اپنے سردارون کو صاحبقران بچاتے ہیں لیکن نہایت پریشان ہیں تیرہ
ہر کہ اس آمد و رفت مین جانبری غیر ممکن بیقرار ہو کر اپنے پروردگار سے عرض کر رہے ہیں اے خالق
بے نیاز و اے رب کارساز وقت مدد ہے اکیلا کس کس سے جنگ کرون بندے تیرے بے کس و
بیبس ہو کے قتل ہوتے ہیں بعض اپنی بیکسی بیبسی پر روتے ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند ہے صاحبقران
نے جو بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز مبدل آسمان پر
لکہ ہاے ابر سرخ و سبز نمایان ہوے کفار دیکھنے لگے وہ ابر آکر ہٹا سب نے دیکھا خواجہ عمرو
تخت پر سوار و ناز نینان مہ جبین حور مثال پری جمال پشت پر ساٹھ ہزار جادوگرنیان باز و بط و کرگ
پر سوار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے خواجہ عمرو نے جو اپنے آقاے نامدار کو
دیکھا کہ بارہ ہزار ساحرون مین گھرے ہوے ہیں لالہ عذار و ماہ رخسار سے کہا مجھکو جلد تخت سے
اتارو لشکر کفار نے آقا کو گھیرا ہے ملکہ نے تخت کو اتارا عمرو تخت سے کودا نعرہ کر کے حقہ ہاے آتشبازی
مارنے لگا ماہ رخسار و لالہ عذار نے اترتے اترتے سحر کیا کہ زمین تھرائی ہزارہا ساحر مر کے گرا
آوازین ساحرون کے مرنے کی آنے لگین ایک طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ حیرت جادو جلکے
جو گولہ مارا ہزار ساحرون کے سینون کو برما کے گزر گیا دو چار سحر جو ملکر پیے مثل برق نکلے کہ بس
بیس پچیس ہزار ساحر لشکر مغرور کے داخل جہنم ہوے حیرت نے زمین ہلا دی عمرو جو نعرہ کر کے
گرا عیارون نے جو استاد کی آواز سنی ہر طرف غل ہوا کہ استاد آگئے جانتے ہیں کہ اگر ہمکو کوئی حیران
کریگا یا اگر ہمکو کسی نے سحر مین پھنسایا استاد فوراً بدلہ لینگے دل کو قوت دیگر گئی ہے ساحرون کو مار لتین چلا
آتشبازی چلا کسی کو کمند سے مارا کسی پر حباب مار دیا ماہ رخسار و لالہ عذار بھی کائنات کے سحر
کر رہی ہیں صاحبقران نے جو ہوئے سے ساحرون کے مہلت پائی گھوڑے کو نکالا کر طرف مغرور
کے چلے ایک بات حقیر نے فراموش کی تھی اب اسکو عرض کرتا ہون کہ جب مغرور نے صاحبقران
کو سحر مین پھنسایا تھا لشکر کو دھوئین مین بند کیا تھا سنگ سحر نگاہ کو قید سے رہا کر گیا تھا سنگ نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ مغرور بیحیا ہر جانب ہے ہنگامہ ہر کسی طرف سے حیرت نے سحر کیا مغرور ادھر
تہا دوسری جانب سے لالہ عذار و ماہ رخسار نے دبا ڈالا حیرت نے جو ماہ رخسار و لالہ عذار
کو دیکھا کہا اے نعمان اقبال صاحبقران پر رشک ہوتا ہے نہیں معلوم کس ملک کی شاہزادیان ہیں جو
مسخر کر کے لایا ہے کس جانبازی سے جنگ کر رہی ہیں صورت مین بیمثال سحر بھی شستہ و رفتہ
کس لطف سے لڑ رہی ہیں مغرور جادو چاہتا ہے کہ لالہ عذار و ماہ رخسار پر جا پڑون کبھی لکارتا ہے
اے شہنشاہ و ملک خوبی و اے سرو خرامان باغ محبوبی حیرت تو آہوے وحشی ہے تم مجھکو قبول
کرو شہر بنگالہ کا بادشاہ ہون کل ملک بنگالہ کا اختیار دونگا ماہ رخسار نے آواز دی او بیحیا
کیا بیہودہ بکتا ہے اپنی صورت تو دیکھ تو اس لائق ہے کہ کوئی تجھکو اپنے پہلو میں بٹھائے عمرو نے

پیک بچون کو لیے ساحرون سے لڑ رہا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم مہنگ سحر نگاہ باش او ساربان نژاد
مین تیری فکر مین تھا کئی دن سے کہان بھاگ گیا تھا عمرو نے کہا کہین تجھے تمھاری گردن دبانے کو
موجود ہون مہنگ نے چاہا سحر کرون عمرو نے کہا اے مہنگ عیاری سے لڑ ادھر کرنے کو
[illegible] ہی ساحر موجود ہین لالہ غدار نے آواز دی خواجہ مین حاضر ہون اس مکار سے مقابلہ کرون
خواجہ نے کہا تمھاری کچھ ضرورت نہین مہنگ نے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیکر خواجہ
کو مارا خواجہ نے بھی پتھر مارا دونون پتھر لڑ کے زمین پر گرے مہنگ اس چالاکی پر اچھل پڑا ساتھ
والون سے کہتا تھا یارو عمرو کا مثل نہین ہر دیکھا تمنے کیا کارنمایان کیا اگر یہ میرا شاگرد ہو تو اسکو سحر
سکھاؤن بعد پتھر کے تیر چلے جو اسنے تیر مارا خواجہ نے بھی تیر پھینکا تیر آپسمین یون لڑے کہ ایک کا
پیکان ایک کا سوفار طائر تیر کی بلند پروازی کسی کا تیر خطا نہ کرتا تھا دیکھنے والے سہمے ہوئے لوٹ
تھے بعض قربان ہوتے تھے بعض گوشہ گیر جب ہا تیر آپسمین چلے کسی کا تیر نہ لگا پس پیش امہنگ سحر نگاہ
تیغ کھینچکر عمرو پر جا پڑا عمرو بھی تیغ کھینچکر لڑنے لگا تمام اہیان مہنگ بھی لڑنے لگے لڑائی عمرو کی
دیکھکر عش عش کر رہے ہین کہتے ہین یہ عمرو فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق ہی لڑتے لڑتے
عمرو نے دیکھا کسی مقام پر دھوکا نہین کھاتا تالی شاگرد عمرو نے مارے لات تیغ پھینک رہے
ہین مہنگ نے بڑھکر تیغ مارا عمرو نے خالی دیا عمرو نے کہا اسکا سر کاٹ لے مہنگ سمجھا
میری پشت پر شاید کوئی شاگرد عمرو کا آیا مہنگ پلٹا عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے حلقے
گردن مین پڑے مہنگ نے چاہا جست کرکے نکلون عمرو نے حباب مارا مہنگ بیہوش ہوکے
گرا عمرو نے چاہا مہنگ کو اٹھا لون شاگردان مہنگ عمرو پر ٹوٹ پڑے ادھر سے برق و چالاک
پہونچے خوب وہان پر تلوار چلی شاگرد مہنگ کو لے بھاگے ابھی جا رہین دین استاد کو اپنے نہ چھوڑ
عمرو نے آواز دی وہ بھگا یا شاگردون سے کہا او نامردو تم کدھر بھاگے کہان جاتے ہو مگر وہ
نہ ٹھہرے مہنگ کو لیکر فرار برقرار کیا عمرو نے سمجھ لیا چونکہ مہنگ بیہوش تھا یہی خیال تھا
کہ اسکو چیلون شاگردون نے غل مچایا مغرور کے بیان کا سپہ سالار ہی سرمست شراب خوار سرمست
نے جو دیکھا کہ ہمارے لشکر کے عیار بھاگے جاتے ہین عیاران اسلام قتل کرتے ہوے چلے
آتے ہین کئی سو پیک بچے مارے گئے اسنے جیب [illegible] سحر کیا چالیس پیک بچے عمرو کے آگے
بھٹکتے ہوئے تھے وہ منہ کے بل زمین پر گرے اسنے پکار کر آواز دی ارے انکو تمام لہو دو رستے
ملکہ لالہ غدار نے دیکھا کہ عیاران عمرو قتل ہوا چاہتے ہین طاؤس کو بڑھا کر مقابلے مین سرمست کے
آئین سرمست نے خنجر کھینچکر مارا اسی ملکہ کا زخمی ہوا جیسے شیر زخمی ہوکر پھرتا ہے لالہ غدار نے زخمی
ہوتے ہی جھولی سے کچھ پھول نکالے سفید پھول تھے انکو اپنے خون سے رنگین کیا رنگین بڑے
پھینک مارے پتلے ہاتھ ونے دستک دی برقین چمکین ایک ابر چرخ مار کر آسمان پر بادہ
ابر قلیل جابرسا کچھ بوندیان پڑین جس گل پر بوندی پڑی زرد پتے سبز ہوئے پھولون نے آنکھین
کھولین غنچے مسکرانے چٹکنے لگے ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار سے عجب
سرور درختون پر طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار عاشقانہ گاتے تھے نظم

گل کو جب دیکھا تری تصویر کا دھوکا ہوا ‌ بولی جب بلبل تری تقریر کا دھوکا ہوا
دھیان اُسکو کہتے ہین آیا نظر جو طفل اشک ‌ دیدہ تر کو اُسی بے پیر کا دھوکا ہوا
ہون وہ مجنون خون سے جب ہو گئی زنجیر لال ‌ خاک صحرا پر مجھے اکسیر کا دھوکا ہوا
ہم جو بے قاتل گئے گلگشت گلشن کو گئے ‌ شاخ گل پر خون بھری شمشیر کا دھوکا ہوا
بھاگے ہم زاہد تری مسجد کو زندان جانکر ‌ دلکو عکس تسبیح کو زنجیر کا دھوکا ہوا
بڑھ گیا وہ نوجوان مین پیر پیچھے رہگیا ‌ راہ گیرون کو کمان و تیر کا دھوکا ہوا
رنگ اُڑا ایسا لب میگون ساقی کے حضور ‌ جام مے پر مجھکو جام شیر کا دھوکا ہوا
ہجر مین آلودہ خون گل ہین مثل کوہکن ‌ اب جو پر مجھکو جوے شیر کا دھوکا ہوا
صاف دیکھی تیری صورت اپنی صورت دیکھکر ‌ آئینے پر صفحہ تصویر کا دھوکا ہوا
رات دن سمجھے ترا رخسار جانان چاند کو ‌ چاندنی دیکھی تری تنویر کا دھوکا ہوا
ہم نے دیکھی رات بدلی مین جو بجلی کی چمک ‌ دود آہ و نالہ شبگیر کا دھوکا ہوا
جابجا دیکھین جو نہرین اشک ناسخ کی روان ‌ کوچہ محبوب پر کشمیر کا دھوکا ہوا

یہ جب اشعار طائر بے زبان نے زمزمہ سرائی مین گائے سرمست جھومنے لگا کلاہ اُتار کر پھینکدی گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان کی دھجیان اڑائین ہر چند ساتھ والون نے کہا اُسنے بیقرار ہو کر جواب دیا مطلع مصنف تنگ جامہ دری ز پاس عزیزان کیا + دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیا + یہ شعر پڑھکر تین سو ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا پکار کر آواز دی اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان میری جان جاتی ہی میرے دل کی یہ کیفیت ہی نظم

محفل فروز تھی تب و تاب نہان شمع
کیا کیا جلا ہی صبح تلک جی لسان شمع
صحبت مین ایک بات کی کیا محو ہو گئی
ہر چند موم جسم ہی اور شعلہ جان شمع
حیرت فزا ہی حسن محبت کیا عجب اگر
کھلجائے سوز رشک سے تا استخوان شمع
لائین نہ تاب حرف بتان کا فوران عشق
پروانہ جلگیا کہ نہین رازدان شمع
ای سوز گریہ آ سکے تری آب و تاب کے
اس بزم مین سحر کو نہ پایا نشان شمع
ہون داغ بدگمانی دل بسکہ یار پر
سمجھائے تیری بزم مین اشک روان شمع
اثبات سوز دل ہی کہ میرے مزار پر
پروانے کو جمیع ہی چون زبان شمع
تھا شب چراغ خانہ دشمن وہ شعلہ رو
پانی بھرے ہی جلوہ آتش فشان شمع
پہونچے تری نزاکت و گرمی کو کیا مجال
پروانہ کیون ہو سادہ دلی سے گمان شمع
گر دیکھ لے رخ عرق آلودہ کو ترے
مائل ہوا زمین کی جانب دھان شمع

ملکہ نے مسکرا کر منھ پھیر لیا کنیزون نے بڑھکر آواز دی کیا بکتا ہی سرمست نے سب کے آگے ہاتھ جوڑے کہا میری جان جاتی ہی ملکہ جو فرمائین آنکھون سے بجا لاؤن جی چاہتا ہی زیر قدم اقدس پنجۂ مژگان سے جاروب کش ہون ملکہ نے پلٹ کر کہا اگر ایسے دعوی عشق ہی دیکھ رہا ہی کہ مغرور ہمارے قتل کا ارادہ کرتا ہی نہین ہو سکتا کہ اسکا سر کاٹ لے جھوم گیا کہا اب زبان معجز بیان سے ارشاد ہوا ابھی اس خودسر کا سر لاتا ہون یہ کہکر تین سو ساحرون کو ساتھ لیکر طرف مغرور کے چلا مغرور ایک مقام پر کھڑا ہوا اثر دیکھ رہا ہی کبھی حیرت پہ سحر کیا کبھی ماہ رخسار کے جادوگرون پر جا پڑا کبھی صاحبقران کے اسم اعظم کی تعمیر کرتا ہی چہار جانب سحر چل رہا ہی کبھی آگ برسائی کہین برف گرائی ملکہ کے سحر کر رہا ہی کہ دیکھا سرمست

کہ چہرہ گلنار گریبان پھٹا ہوا سر کھلا ہوا تین سو ساحر ہمراہ لئے ہوئے بقرار و مضطر چلا آتا ہوا آیا ہے مغرور نے پکار کر
آواز دی اے سر مست کیا کہنا خوب لڑے ماہ رخسار نے سحر لور دو کو تین لشکر حیرت کا خاتمہ کردون
یا اسم اعظم حمزہ بند کردون سر مست نے کہا حاضر ہوا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب پہنچا تلوار کا ہاتھ
ساحرون نے سحر کئے گئی سو ساحر مغرور کے مرگرے مغرور نے سر جنبش روکا مگر سرمست
کا ساحر ہی سر مغرور کا زخمی ہوا اور ساحر جو مرکر گرے دل تمام لیا سرکا خون لیکے تھے مین سرمست
پر پھینک مارا وہ خون جو سرمست پر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگا تن کہ ساحرون کو لوٹے مارا مار
کے گرایا جب لاشہ سرمست کا دیکھا مبہت رویا کہتا تھا غضب ہوا یہ بیچارہ اپنے ہوش مین نتھا
معنت مین میرے ہاتھ سے مارا گیا جو جو ساحر مرے اب انکا مثل ممکن نہو گا دل پر قلق ہے غم مین
ان دوستون کے کلیجہ شق ہے کیا کرون صدمہ عظیم ہے یہ کہتا ہوا طرف ملکہ لالہ عذار کے چلا ماہ رخسار
نے بزحکر لالہ عذار کو خبر کی کہ تمشیرہ ہوشیار رہنا مغرور نے سرمست کو مارکر کف منہ مین بھرا ہوا
کانپتا ہوا جاتا ہے کہ اُدھر سے لڑتی ہوئی ملکہ حیرت آئی تحسین جاکل مہمان آیا نے حیرت پر جو نگاہ
پڑی عجب پیچ دیچ سے لڑتی ہوئی آتی ہے جو ہر یشہ دھلکا ہوا ایک دوپٹے کی گاتی بندھی ہوئی
زلف عنبرین کو پیچ و تاب صاف ثابت ہوتا تھا کہ چشمہ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین یا ناگنیان
بل کر رہی ہین بقول مصنف نظم

موے خوش رنگ پیچ کھائے ہوئے
لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
قاتل خلق دیکا فتنہ ہے فن

ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ دار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن

مغرور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھوا گیا پیشانی سے پسینا ٹپکنے لگا دل قابو مین نہ رہا نظم

چون بوی گل افسانہ نیست
تنہا مل ساقی میخانہ کیست
شہیدانم مرا از ساغر گل از جام
دل ویرانہ نکہت خانہ کیست
زجوش صورت و معنی خرابے
نشستم چراغ خانہ کیست
نسیانم جبا بیگانگی ہاست

محبت لرزش پیمانہ کیست
سرشکم دیدہ امشب خواب سیلاب
بہار جلوہ مستانہ کیست
مئی نظارہ در دل سلیم صاف
چہ پیدا نی مئی منجانہ کیست
باستغنای تو مہدی بنازم
اسیر بینوا دیوانہ کیست

نگہ روشنگر آئینہ ہاست
خرابی خوش نشین خانہ کیست
پریشان کرد اوراق محبت
زشرم نرگس مستانہ کیست
شنیدم خاطر آسودہ ہست
نمی گویم جہان دیوانہ کیست

یہ اشعار جو مغرور نے چلا کے
پڑھے بار حیرت لڑائی بھول جاتی تھی باملیٹ پڑی مغرور نے ہاتھ باندھکر کہا اے شہنشاہ ملک
خوبی اے اورنگ نشین تخت محبوبی مجھے تیر سحر کرتے شرم آتی ہے خداوند جو کی جیپال کا صدقہ
میری عرض قبول ہو مین اپنے ہوش مین نہین ہون پاؤن کو ترپتا ہون آب و دانہ ترک
ہوا کوئی صحبت اچھی نہین معلوم ہوتی دوستون سے نفرت تنہائی سے رغبت اسیر کمان نہ کرنا
کہ صاحبقران چھوٹے مدد کو آئی یہ دو جادوگرنیان آئین ایک سحر مین سب کا خاتمہ کردونگا
لاشون سے دشمنون کے میدان کارزار بھر دونگا ملکہ حیرت نے گولہ مارا مغرور پر آگ برسنے لگی
مغرور شعلہ ہاے آتش کو بجھا رہا ہے وہ صدم پکارتا ہے دیکھو ملکہ سرکشی نہ کرو مین نہین چاہتا آپ کو

صدمہ پہونچے سلطنت ملک بنگالہ ہوشربا کی بھی سلطنت ہوا بھی حمزہ کا سر حاضر کرتا ہون آپ نے
آنکھون سے دیکھا کہ لشکر عقاب پر کیسا شکار کھیل جاتے انکو راستہ نہ ملتا تھا یہ کہتا ہوا بڑھا
ملکہ حیرت نے ابروے خدار ہلائے مغرور پر تلوارین گرنے لگین مغرور نے سر آگے کر دیا ایک
تلوار تڑپ کر گری مغرور کا سر کٹ کے الگ ہوا لاشہ زمین پر تڑپا حیرت نے جھوم کے اٹھلا کر
وہ مارا کنیزون نے عرض کی حضور اسکا سر لیکر نوک نیزہ پر رکھا جائے سب لشکر والے دیکھین ابھی
بھگدر پڑ جائے لغمان و نیرنگ دوڑین پکارتی ہوئین کہ ملکہ کیا سحر کیا حیرت طاؤس سے کودکے
جیسے ہی قریب لاش کے پہونچین لاشہ تڑپ رہا تھا قطرے خون کے اڑے جسم پر ملکہ حیرت کے
پڑے ہر چند چاہا اپنے کو بچاؤن ممکن نہوا قطرات خون کے جسم پر ملکہ حیرت کے پڑے آنکھونکے
نیچے اندھیرا آیا لاکھ چاہا اپنے کو روکون نہو سکا چرخ کھا کر بیہوش ہو گئین سامنے ایک نخل تھا
اُسکی بیخ سے مغرور پیدا ہوا آواز دی منم مغرور جادو شہنشاہ بنگالہ یہ کہتا ہوا طرف ملکہ حیرت
کے چلا منظور تھا کہ ملکہ کو اٹھا لون لغمان و نیرنگ نے بڑھکر گینڈے مارے کئی سحر کنیزون نے جانین
دین لغمان و نیرنگ نے حیرت کو اٹھا لیا ہوا دار پر ڈالا لیکر بھاگین مغرور نے نعرہ کیا یارو
یہ جانے نہ پائے مین نے بڑے ہیر کو قتل کرایا حیرت پر وہ سحر کیا کہ انکو تکلیف نہو میرے
قبضے مین آجائے ساحرون نے بلوہ کیا ادھر سے صاحبقران لڑتے ہوئے آتے تھے دیکھا
حیرت بیہوش ہے لغمان و نیرنگ لیے بھاگی جاتی ہین ساحر چاہتے ہین چھین لین مغرور بھی سحر کرتا
ہوا آتا ہے ہزار ہا کنیزین قتل ہوئین سب نے پکار کر کہدیا کہ یارو نکل چلو جب ملکہ حیرت پہ اسکا سحر
غالب آیا تو ہماری کیا حقیقت ہے صاحبقران تلوار پکڑ کے آپڑے چالاک ایک گوشے سے
یہ معرکہ دیکھ رہا تھا کلیجہ منہ کو آ گیا ایک ساحر کی صورت بنکر لشکر حیرت کے ساتھ ہوا مغرور جادو
چاہتا تھا انکو نہ جانے دین صاحبقران نے جو حملہ شمشیر زنی کی ساحر گھبرا گئے تعقب حیرت
چھوڑا صاحبقران پر جا پڑے لغمان و نیرنگ ہوا دار حیرت کا لیکر نکل گئین دس بارہ ہزار
ساتھ تھے باقی مارے گئے پڑاؤ پر آکر خیمے و بارگاہین لیکن پڑاؤ پر پڑنا مناسب نہ جانا
یہی خیال تھا کہ مغرور پیچھا نہ چھوڑیگا دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر نکل گئین مغرور نے دیکھا
حیرت کا تعقب اگر کرتا ہون حمزہ سے جان بچانا دشوار ہوگی آخر پلٹ پڑا دیکھا سرداران
حمزہ نے ہزارون ساحرون کو مارا مغرور ناچار مجبور سحر کرتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا
خواجہ عمرو صورت بدلے ہوئے ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے یہ سب معاملہ دیکھ رہے
تھے حیرت کا معاملہ دیکھا یہ بھی دیکھا کہ مغرور نے تعقب نہ کیا ملازمان حیرت نے پڑاؤ
چھوڑا بارگاہین الگ دا کرلے گئے مغرور اسم اعظم صاحبقران سے خائف ہے الگ ایک
سحر کر رہا ہے ایک ساحر سپہ سالاران مغرور سے موسوم حیلہ ساز جنگ کر رہا تھا مغرور نے
اسکو بلا کر کہا اے موسوم حیلہ ساز حیرت کو تو لغمان وغیرہ نکال لے گئین فکر کرونگا ضرور تلاش کرونگا
کیا کہون جو کچھ دل پر گذری ہے افسوس صد ہزار افسوس نظم

بس بوچھین کا کل پیچان براے من		ضعف من وگرانی زنجیر واے من	

چشمے دہ بہر مو خونبہائے من — تیغ نگاہ و قاتل رحم آزمائے من
خوش راحتی بجانۂ زنجیر می رود — جوش صدافسون گران خواب پائے من
ہوش بصور منتظران زانکہ میدہد — صبح قیامت از نفس جانگزائے من
شامم بہ گذشت بصد خواب غفلتم — شد نیستی افاقت ازین خوابہائے من
گشتم سر من از چہ زگردن برید است — سر برکشید و گفت ز تیغ جفائے من
بادہ کہ سر دگرمی سوز درون نہ رفت — چون صبح باد میشود اخگر بہائے من
تا شبنمی زباغ وفائیم گو مباد — جز غار دشت سایۂ بال ہمائے من
صہبا بیا بیا دگر رفتے ز خود مگر — بیگانۂ خودی ز ستم آشنائے من

موہوم حیلہ ساز نے عرض کی بہت بجا ارشاد ہوا یہ وقت جنگ وجدل ہے حضور کے ہوش وحواس
مین خلل پڑا اپنے کو سنبھالیے ایسا نہو حمزہ سے مقابلہ پڑے وہ اسم اعظم پڑھکر ہاتھ مارد ے
کچھ زور نہ چلیگا شکست واقع ہوگی غلام سے جو ارشاد فرمائیے وہ بجالاؤن مغرور نے کہا حمزہ
کے پاس جا جس ترکیب سے تجھکو بن پڑے حرز ہیکل مانگ لے مین اسم اعظم بند کرونگا موہوم
چلا صاحبقران لڑ رہے ہین عمرو کی بھی نگاہ صاحبقران پہ پڑ رہی ہے صاحبقران لڑتے ہوئے
جاتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی یا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان آپ کو خدا سلامت رکھے
مین کچھ عرض کرونگا صاحبقران پلٹے ایک فقیر تھا کہ وہ سامنے صاحبقران کے کہتا ہوا آتا ہے
کہ اے شہریار میرے جوان فرزند کو ایک پریزاد اُٹھا کے لیگئی تھی اب گھر مین ڈال گئی وہ دیوانہ
ہوگیا ہے مین ناچار ہون علما نے مجھسے کہا کہ صاحبقران بڑے فیاض ہین راہ خدا مین
سر دینے مین اُنھین عذر نہین تو اُنسے جا کر حرز ہیکل مانگ لا راہ دور و دراز طے کرکے حاضر ہوا
ہون راہ خدا پہ مجھکو حرز ہیکل دیجیے کل واپس دونگا امیر نے جو یہ سنا کانپ گئے حرز ہیکل گلے سے
اُتاری کہا اے برادر یہ حاضر ہے جس دن مین تمھارا مطلب نکلے اپنا کام کر لینا تب لا کے دینا
جیسے ہی صاحبقران نے اُسکے ہاتھ مین حرز ہیکل دی فقیر نے قہقہہ مارا آواز دی باش اے
حمزہ منم موہوم حیلہ ساز دیکھو یون لیجاتے ہین صاحبقران تلوار پکڑ کے چلے موہوم نے
کہا حمزہ اب مجھے کہان پائیگا یہ کہکر اپنے کو زمین پر گرایا پر پرواز پیدا ہوے اڑکر چلا امیر نے
پکار کر فرمایا یارو یہ حیلہ ساز حرز ہیکل لیے جاتا ہے جس ساحر نے قصد لیا موہوم نے آفت کی
وہ جلکر رہا عمرو نے جو دیکھا یہ بھیا حرز ہیکل لیے جاتا ہے تک کر نیمچہ جست کی بلیس گز بلند ہو کر
خنجر مارا موہوم کا شکم چاک قصہ پاک عمرو نے مردے کے کپڑے اُتار لیے حرز ہیکل لا کے
صاحبقران کو دی کہا اے آقاے نامدار ساحران مکار سے مقابلہ ہے سمجھکر لڑیے کوئی یون
غافل ہوتا ہے امیر حرز ہیکل پہنکر پھر مصروف جنگ ہوے مغرور نے دور سے یہ معرکہ دیکھا
گھبرایا ساتھ والون سے کہا یارو دیکھا تمنے موہوم ایسا ہوشیار مارا گیا مین نے حرز ہیکل
لینے کو بھیجا تھا وہ یون مارا گیا عمرو نے بلیس گز بلند ہو کے خنجر مارا ساحرون کے
ہوش اُڑتے ہین مایوس جادو نے کہا مین جا کر ہیکل لاتا ہون اس طریقے سے مایوس چلا

سامنے صاحبقران کے آکر پہونچا فریاد کرتا ہوا آیا صاحبقران فریاد رس ہین ملکہ حیرت کا ملازم
ہون وہ تو لشکر لیکر نکل گئین مغرور نے مجھپر سحر کیا میرے کلیجے مین آگ جل رہی ہی خدا حنظل
مجھے دیجیے میری مشکل آسان ہو عمرو نے جو دور سے دیکھا امیر نے پکارا ارے ساحر میرے
پاس آ مین حنظل تیرے جسم سے مس کردون پھر کوئی تکلیف نہوگی مایوس بڑھا عمرو نے
دور سے دیکھا حمزہ پھر دھوکا کھاتا ہی سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ
سوا پانچ سیر کا چرخ دیکر کھینچ مارا مایوس کی پیشانی پر وہ پتھر پڑا سر پاش پاش ہوا زمین پر
گرا آواز آئی کشتی مرا نام مین مایوس جادو بود امیر کو غصہ کرکے آواز دی او حمزہ کیون دیوانہ
ہوا ہی دوست و دشمن کو نہین دیکھتا یہ بھی دشمن تھا حنظل لینے آیا تھا خدا نے فضل
کیا امیر نے فرمایا خواجہ خدا نے بچایا مغرور نے جو یہ معرکہ دیکھا پریشان ہوگیا سحر کرتا ہوا
چلا فوج کو بھی آواز دی ارے یارو کیسے نامرد ہو ایک شخص کو نہین مار سکتے تم سب ملکہ حمزہ کو تیر و
تفنگ سے مار لو سب لشکر کو حمزہ کے ایک سحر مین بیکار کردو لاکھون ہزار ساحر نیزہ و تیر و تفنگ تلوارین
لیکر چلے سرداران صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ آقا پر ساحرون نے بلوہ کیا بہرام گرد بن
خاقان چین نے اپنے چینیون کو آواز دی یارو ہوشیار ہو جاؤ آقا پر ساحرون کا بلوہ ہی اک ایک
طرف عبد القہار و عبد الجبار حلبی لڑ رہے تھے انپر آمینہ ہوا کہ آقا ے نامدار کو ساحرون نے
چہار جانب سے گھیرا ہی شاید ناظرین کو یاد ہو یہ دونون سردار عاشقان قدیم مین امیر کے بچپن
سے فتریک ہین جا بجا لڑے ہر مقام پر سر کے بڑے سفید داڑھیان جسم پر جھریان لیکن شیرانہ
لڑ رہے تھے یہ جو ہنگامہ دیکھا کہ آقا گھر گئے ساحر تلوارین بکر جا پڑے دونون بھائی تلوارین
کھینچے ہوئے فوج حلب لیکر پہونچے ساحرون کے چھکے چھڑا دیے چینیون نے حملہ شمشیر زنی
کی بہرام نے صف شکنی کی خواجہ عمرو بھی اس بلوے مین لڑ رہے ہین حقہ ہاے آتشبازی
مار رہے ہین کسی پر کمند کا حلقہ مار دیا کسی پر حباب مارا انبر یا جادوگر مارتے ساحر مر کے گرا عمرو اسکی
لوٹنے لگے سیلی و تکو برہنہ کر دیا برق نے کہا استاد کافر کی لاش کو چھوا سردی کا زمانہ ہی غسل
کرنا پڑیگا عمرو نے کہا ابے دیوانے غسل کرینگے کئی جادوگرون کی کمر مین سے نکل آئے
آقا کے حمام مین نہا لینگے دمڑی بھی کچھ نہ لینگے جب برق نے زیادہ کہا ایک طمانچہ مار دیا کہا ابے
تو کیون دخل دیتا ہی کیا تیرا اجارہ ہی برق گال سہلاتا ہوا بھاگا ایسی جگہ تلوار چلی ساحرون سے
غیر ساحر لڑ رہے ہین جب اسنے سحر کو منھ کھولا اتنی جلدی جھپٹ کر نیزہ مارا وہ سحر نہ کرنے پایا نیزہ
جاکر حلق مین پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا بعض پہلوان تنہا ساحرون کو لپٹ پڑے آنکھ ماری چیر کر
پھینکدیا اگر ساحر کا سحر چلگیا تلوار ہاتھ سے چھوٹی پشت مرکب سے گرے ساحر نے چاہا کہ
آتش کا دانہ مار کے جلادون جو سپاہی لڑتا ہوا بہکگیا یہ سمجھلیا ہی کہ کس کے سحر سے ہارا بھاگا
بیہوش ہوا ہی ڈھونڈھلا اسی ساحر کو مارا جو گرا تھا اسے بھی ہوش آیا پھر اٹھ کے لڑنے لگا
غیر ساحرون نے وہ جی داری کی کہ جگر لڑے نقیبان کفار پکار رہے ہین اے مردان
بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید قدم بڑھا کر و بزرگون کا نام روشن کرو اگر پشت پر تلوار کھائی

بدنام ہوے سینے پر زخم پڑین کھیت مین جلے درود بھیجنے والے دیکھین کہ یہ جوان سور مین دشمن
کے دل مین ناسور مین حریف کو نوکو قاتلون کو رد کو دنیا ناپائدار ہی اسکا عیش و طیش بے اعتبار
ہی سکندر سا بادشاہ جلیل نہ رہا آب حیات کی فکر مین تھا چشمے تک پہونچکر پیاسا رہا جانورون کو
دیکھا انکے بال و پر گر گئے ہین زمین پر بے آب و دانہ تڑپتے ہین انھون نے پکار کے
کہا کہ ای سکندر پانی نہ پینا اُس مالک نے موت مقرر کی ہی وہی بہتر ہی دیکھو ہاتھ پاؤن مین
طاقت نہین ہی آنکھون مین بصارت نہین ہی خواہان ہین کہ موت آئے مگر موت نہین آتی افسوس
کر رہے ہین کہ کیون پانی پیا آبرو کھوئی قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکائے تو کیا ہوتا ہی یا زندگی
کی ہوس تھی یا موت مانگتے ہین سکندر نے لاحول پڑھا اور پکار کر کہا یہ پانی سم ہی مین نے جو
ملک فتح کیے ملک و مال لے لیے اگر مین اس حال کو پہونچا اولاد اور لشکر کشی کریگی اور جب
آنکھون مین بصارت نہوگی ہاتھ پاؤن مین طاقت نہوگی کون انتظام کریگا وہ گرفتار کر کے
لیجائینگے کیسا ذلیل کرینگے بھرا ہوا شیشہ توڑ ڈالا آب حیات نہ پیا یاد رہے جان دنیا بڑی ہمت
ہی جور و ستم سے خلاف ہوا بیٹے جوان بیٹے کا قاتل ناشناد کے ہاتھ سے بحسرت مارا گیا ہر چندکہ
شناد کو بھی مارا تڑپ تڑپ کے جان دی میدان کارزار مین جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو بعد تمہارے
نیکی نام رہے ہر شخص ذکر کرے کہ کیا جری و بہادر تھے ہر چند نقیب غل مچاتے ہین ملازم
بھاگے جاتے ہین کہتے ہین یارو ہم کیا کرین روح سامری و جمشید مین تاثیر نہ رہی جس ساحر و
نے سحر کیا بحسرت مارا گیا اپنے ہاتھ سے بھی اپنے عزیزون کو مار عیاران عمرو کیا بیباک ہین سب
چست و چالاک ہین لڑائی مین کیسے بیباک ہین حقہ ہاے آتشبازی چل رہے ہین زمین سے
شعلے نکل رہے ہین کہ سنگ سحر نگاہ بڑے غیظ و غضب سے آیا عیارون کو ساتھ لیکر اگر خواجہ عمرو
نے ذلیل بجا لائے سبھی شاگرد گرد جمع ہوے مہنگ کا قصد ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کرون
دولت دنیا سے تو نہال ہو جاؤن اگر مغرور نے صاحبقران کو پایا تو بہت خوش ہوگا لیکن عمرو
نعرہ کر کے جا پڑا عیاران مہنگ کو روکا عیارون سے تلوار چلنے لگی عمرو لڑتا ہوا قریب مہنگ کے
پہونچا کہا واہ بے بھلوڑے پھر بڑے سیاہ لیکر آیا ایک مرتبہ جوتیان کھا کر بھاگا ابھی بھی ویسا
ہی ہوگا مہنگ نے حلقہ ہاے کمند عمرو پر مارے حلقہ ہاے کمند گلے مین پڑے عمرو نے
سبک ہو کر جست کی حلقہ ہاے کمند سے یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا ہوائی گنج سے یا
صنیک سے نگاہ یا دل عاشق سے آہ مہنگ کے ہوش اڑ گئے مہنگ کے شاگرد
نے عمرو کو نیمچہ مارا عمرو نے خالی دیکر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے مہنگ نے
کلیجہ پکڑ لیا کئی وار عمرو پر کیے برق فرنگی ایک نخل کے سایے مین کھڑا تھا دیکھا اُستاد
پر مہنگ نیمچے مار رہا ہی خواجہ ہٹتے ہین چاہتے ہین کہ کنارے لشکر کے نکل آئے تو اسکو
مارون برق نے تڑپ کے حلقہ ہاے کمند مار دیے اور نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی عیار
یک رنگی مہنگ نے دیکھا مین حلقہ ہاے کمند مین پھنسا سحر کر کے نکلا ایک جا کے گرا
برق نے کہا ہان دیکھیو کہ اسکو مار لو الہوا لغفع و کلبا دو کلبا دو چار طرف سے اسیر جھپٹے

شننگ نے سحر کرکے سب کو گرا دیا چاہا کہ ابو الفتح کا سر کاٹ لون عمرو کا کلیجہ منہ کو آگیا کہ میرا بیٹا
مارا جاتا ہی جھپٹ پڑے سینہ سپر کردیا شننگ کا ہاتھ شانے پر عمرو کے پڑا شانہ نشانہ ہوا
اب تو عمرو کھس پڑا جیسے شیر زخم کھا کے پھرتا ہی پرا یہ پھیر کر شننگ کو آواز دی کہ او قران
اسکا سر کاٹ لے شننگ سمجھا میرے پیچھے قران آگیا نام قران سنکر پلٹا عمرو نے خنجر
مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے شننگ مر گیا ساحر بھی تھا آندھی سیاہ آئی بیرن
غل مچا یا کشتی مرا نام من شننگ سحر نگاہ بود مغرور کا اور دوسرا بڑھا بیقرار ہوا پہرا سوتن
کھا ورپا مت تو کرو یہ کون مارا گیا یہ کا سر سے دو ٹے حشر زدن میں واپس آنے عرض کی
حضور شننگ سحر نگاہ ہاتھ سے عمرو کے مارا گیا بڑا قلق ہوا آگ برساتا ہوا چلا ادھر سے ملکہ
ماہ رخسار و لالہ عذار لڑتی ہوئی آتی تھیں مغرور نے للکارا کہ ارے کمبختو تمنے بڑے برے
وقت میں آکر مسلمانون کی مدد کی ورنہ خاتمہ کردیتا لاشون سے میدان کارزار بھر دیتا مغرور
پر دونون نے سحر کیا آگ برسائی مغرور ان سحرون کو کب مانتا ہی اشارون میں دفع کردیے
کنیزین بھی ان دونون کی آگئیں سب طرف سے جو گولے اسپر پڑے جھلا کر ایک چیخ ماری
یا گرو جوگی جیپال تمہارا بندہ ایسا حقیر ہوا کہ ان دونون چھوکریون نے مجھپر سحر کیا لونڈیان
مجھسے مقابلہ کرتی ہین یہ جو اسنے کہا سب نے دیکھا آسمان سے دو گنبد سنگ چرخ کھاتے ہوئے
آتے ہین ماہ رخسار و لالہ عذار نے ان گنبدون پر سحر کیے گولے مارے پر تین چکائین ان
گنبدون پر تاثیر نہوئی ایک گنبد لالہ عذار پر گرا دوسرا ماہ رخسار پر گرا دونون کو گنبدون مین
بند کے طرف کنیزون کے پلٹا صرف آتی آواز دی ارے لونڈیان مجھسے لڑتی ہین سب کے
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا جھولیان پھینک کر گرد گنبدون کے چرخ مارنے لگین ایک ایک
ایک شئین پیجاتی غل مچا رہی ہین اے ملکہ عالم اس سنگدل نے سحر کیا آپ کو گنبد سحر مین
بند کیا آپ کو کون رو نیگا نز بھر کر نکل چلے اندر سے گنبد کے آواز آتی ہی ہم بڑی کدو کاوش
کر رہے ہین جان پر صدمے گذر رہے روح مین قفس جسم خاکی مین پھڑکتی ہین یہ گنبد نہین ٹوٹتے
سب کنیزین سحر کر رہی ہین گنبدون پر ہزارون گولے مارے پر وہ گنبد تھرانے سے تھے
یا کنیزون نے سحر جو کیے سب نے آنکھون سے دیکھا گنبد مثل شیشے کے چمک رہے ہین صاف
ثابت ہوتا ہو کہ گنبد شیشے کے بنے ہوئے ہین دونون شاہزادیان اندر اسکے بیہوش پڑی
ہین ہلڑ جو ہوا عمرو نے بھی بڑھکر دیکھا کہ دونون شاہزادیان گنبد سحر مین چھپ گئین عمرو
بھاگا ہوا قریب صاحبقران کے آیا رکاب کو بوسہ دیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ خیر تو ہی
عمرو نے کہا آقا غضب ہوگیا لالہ عذار و ماہ رخسار سحر مین مغرور کے پھنس گئین جلد چلیے
حلقہ اسم اعظم پڑھیے کہ گنبد ٹوٹین وہ بیچاریان اس قید بلا سے چھوٹین صاحبقران عمرو
کے ساتھ فتنے اٹھ کھڑے چلے ہر مقام پر ساحرون کے جادو مین سحر سے آگ برس رہی ہی
امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے جاتے ہین اگر کسی ساحر نے سو کا امیر نے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے
ہوئے چند ساحر جو مارے گئے غلغلہ کرتے ہوے بھاگے ہر ایک کی زبان پر یہی فقرہ تھا

سامری و جمشید کی بات مین فرق آتا ہے حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا تیغ زنی مین بے نظیر کون مقابلہ کر
اپنے شہر کو ون رو کے پرے سے پرے درہم و برہم کردیے ہزارون جادوگر مارے گئے علاوہ
اس ملک کے زبرجد نگار مین کیسا زبردست دمانہ ایسی جادوگری کو مارا شمشیر ایسا ساحر قتل ہوا
ہے آقا کو جمشید جیپال بچائین یہان مغرور کھڑا سحر کر رہا ہے ان گنبدون پر آتش کے دانے
پھینکتا ہے جون جون سحر اسپر پڑتا ہے گنبدون سے شعلے نکلتے ہین ملازمان لالہ عذار و ماہ رخسار
جیسا گوارا کرتے ہین چاہتے ہین گنبدون کو توڑین ہزار طرح کے سحر کنین مین کر رہی ہین لیکن گنبدون پہ
تاثیر نہین ہوتا مغرور کھڑا ہوا ہنس رہا ہے کہتا ہے یا وہ ہم سحر خداوند جمشید جیپال کے بنائے ہوئے ہین
اس سحر پر کیون کد و کاوش کرتے ہو کیون مٹانے کی کوشش کرتے ہو عمرو نے صاحبقران
کو اس مضمون کی خبر دی کہ دو گنبد سنگین مغرور نے ماہ رخسار و لالہ عذار پر گرا دیے آپ چلکر اسم اعظم
پڑھین امیر لڑتے ہوئے آتے ہین مغرور نے جو دیکھا کہ صاحبقران صفون کو درہم و برہم کرتے
ہوئے آتے ہین یہ آتے ہی اسم اعظم پڑھینگے بیشک گنبد ٹوٹ جائینگے شتر سوار سامنے کھڑا تھا
ایک پرچہ لکھکر دیا کہا اسی صحرا کے پہلو مین ایک بیشہ ہے وہان پہلوان ہمارا محیط فیلدر اکھاڑے مین
کشتی لڑ رہا ہوگا یہ نامہ اسے دینا وہ فورًا سوار ہو کے آئیگا حمزہ کی مشکین باندھکر لیجائیگا اسم اعظم
کی زور مین کیا تاثیر ہوگی شتر سوار نامہ لیکر چلا پاس محیط فیلدر کے پہونچا نامہ مغرور کا دیا محیط فیلدر
نہایت قوی تن و قوی من ہے نامہ مغرور کا پڑھکر بہت ہنسا کہا سالہا سال سے نمک سرکار کا
کھاتا ہون اے شتر سوار تو چلکر خبر دے مین ابھی آتا ہون اگر دیر ہوگا تو اسکو بھی باندھکر لے آؤنگا
آج تک کوئی پہلوان مابدولت سے سر بر نہین ہوا کیسا ہی زبردست ہوگا مین زیر کرلونگا یہ کہکر
شتر سوار کو رخصت کیا اپنے تھوین آ کے سلاح جسم پر آراستہ کیے اپنے پٹھون کو ساتھ لیکر
گینڈے پر سوار ہوا میان صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے گنبدون کے پہونچے جاتے ہین
جا کر گنبدون پہ اسم اعظم پڑھون سب لشکر جانبین کے لڑتے بھڑتے آ کے جمع ہوگئے ہین تماشا
گنبدون کا دیکھ رہے ہین کہ ناگاہ اسے گرد اڑی سب نے دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار
پشت پر دو ہزار جوان سواری مین آتے ہین وہ جوان سب کے آگے ہے خود آہنی سر پر
زرہ موتی کڑیون کی پہنے ہوئے چار آئینہ حائل نیزہ ہلاتا ہوا سامنے پہونچا مغرور کو سلام
کیا مغرور نے پکار کے کہا اے محیط فیلدر آج مین نے تجکو تکلیف دی حمزہ کو زک دے
یہ کہنا تھا کہ محیط فیلدر گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گینڈے کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی
یا صاحبقران زمان میرے مقابلے مین آئیے تو احوال معلوم ہو منم محیط فیلدر صاحبقران
نے اشقر بڑھایا عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا صاحبقران مرکب اڑا کر مقابلے مین محیط
کے آنے لگا ور ان ہوئے پانچ قدم گینڈا محیط کا تین قدم اشقر بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا محیط
سامنے آیا مثل ابر کے گرجا آواز دی یا صاحبقران سنتا ہون کہ آپ نے بڑے بڑے
پہلوان زیر کیے جو فن آپ نے عمر بھر مین حاصل کیے ہین وہ سب مجھپر صرف کیجیے مابدولت
کا حربہ غضب ہے خداوند جمشید جیپال کا کبھی ایسا نہین ہوا کہ میرا حربہ خالی جائے آپ کے

دل مین ہوس رہجائیگی امیر نے فرمایا او مغرور اتنا غرور نہ کر جب تو حربہ کر لیگا تب مین حربہ کرونگا ہم قومی
ہمارے مذہب مین جائز نہین ہی اگر تقدم ہمارے مذہب مین جائز ہوتا تیغ کفر کو اکھیڑ کر پھینکدیتے
تو شوق سے نیزہ دیگا یہ سنکر محیط بہت ہنسا کہا یا صاحبقران لیجیے نیزے کو ہلاتا ہوا ساتھ
آیا نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دیکھنے والے اچھل پڑتے کہتے
تھے یا صاحبقران سبحان اللہ ایسے پہلوان کا وار روکنا آپ ہی کا کام تھا اب نیزہ صاحبقران
سے اور محیط فیلمرد سے چلنے لگا جان دیے ہوئے محیط نیزہ بازی کرتا ہی تین سو ساٹھ
طعنین جب رد و بدل ہوئین اب چوریان کھائین ہونے لگین صاحبقران نے فرمایا ای محیط
ہوشیار ہو جا منت تیری سمت ہی محیط خوب ہنسا کہا بدولت کی منت کی ہستی کو کون دیکھتا
ہی امیر نے جھٹک نیزہ دیگا تھا کا شکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے محیط کے نکلگیا زمین پر گرا غل بلند ہوا
سب پہلوان تعریفین کرنے لگے محیط نے غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ پر تاب کھینچا
محیط کو اپنی جرات پر بڑا غرور ہی مغرور ہی پکار رہا ہی ای محیط مردانہ باش تامل بکن تا حمزہ
کی مشکین باندھ لینا زندہ نہ بچنے پائے محیط نے خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے گردا
سپر کا اٹھا دیا اشقر کو بڑھایا جب تلوار قریب سر کے آئی داستانہ مارا تیغ چھٹ پڑا امیر نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا محیط کے ہوش اڑ گئے گریبان مین امیر کے ہاتھ ڈالدیا کشاکش ہیکے زور ہونے لگے
امیر چاہتے ہین تلوار چھینلون محیط کہتا ہی یا صاحبقران مردان عالم کے قبضے سے تلوار نہین
نکلی کیا ارادہ ہی امیر نے فرمایا کہ ای محیط مجھے افسوس آتا ہی ایسا نہو تجھ ایسا پہلوان میرے
ہاتھ سے مارا جائے میرے تیرے کشتی مین مقابلہ ہو تجھکو زیر کرکے مسلمان کرون یہ سنکر محیط فیلمرد
بہت ہنسا کہا او حمزہ کشتی مین آج تک کوئی مجھپر غالب نہین آیا اگر آپ کو ہوس ہی آئیے یہ کہکر
گینڈے سے کودا امیر بھی پشت اشقر سے اترے محیط نے بایان ہاتھ تھامکے داہنا
ہاتھ گردن پر صاحبقران کے رکھا امیر کو معلوم ہوا ایک پہاڑ گردن پر پھٹ پڑا امیر نے بھی
داہنا ہاتھ گردن پر محیط کے رکھا بوے کبر و نخوت جو کاسہ دماغ مین تھی نکل گئی معلوم ہوا آسمان
گردن پر پھٹ پڑا زمین و آسمان کا فرق تھا محیط نے ٹکر ماری صاحبقران نے سر سامنے کردیا
پوست ماتھوں کے اڑ گئے کشتی ہونے لگی دونون لشکرون سے تعریفین ہونے لگین محیط چاہتا ہی
صاحبقران کو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا جب پیچ باندھتا ہی صاحبقران توڑ کرتے ہین محیط
کے ہوش اڑ جاتے ہین کہتا ہی اس پیچ کا توڑ خلق ہوا تھا آپ نے کہان سے توڑ پیدا کیا
صاحبقران فرماتے ہین ای محیط یہ پیچ اور توڑ پردہ قاف مین دیوزادون پہ صرف ہو
تو اپنے زور و جرات پر کیا مغرور کرتا ہی اس عبد ذلیل نے کبھی کسی سے منھ نہین پھیرا
محیط جال باکمال دیکھکر دنگ ہوگیا ہی کہتا ہی یا صاحبقران آپ ایسا پہلوان میری نگاہ سے
نہین گذرا مین نے کئی ہزار پہلوان زیر کیے مگر آپ ایسا سپاہی بے نظیر نگاہ سے نہ گذرا تھا
ثابت ہوتا ہی کہ مین کچھ نہین جانتا آپ نے دنگ کردیا آپ سے وعدہ کرتا ہون اگر زیر کروگے
اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا تجھ ایسا بادشاہ مجھ ایسا پہلوان تمام عالم کو تسخیر کرلونگا

امیر نے فرمایا اے برادر شاید ہم غالب ہوے محیط نے کہا مین اطاعت کرونگا مہر اِم کو دیکھکر
پوچھتا ہے یہ پہلوان جو سامنے کھڑے ہین یہ آپ کے زیر کردہ ہین صاحبقران فرماتے ہین مہر اِم میرا
بچپن کا رفیق ہے دربار نوشیروان مین اسکو زیر کیا تھا اسکا شباب ہے بچپن محیط کہتا ہے شاگرد کمال
کیا جو ایسے پہلوان کو زیر کیا تڑپ تڑپ کے لڑ رہا ہے سب پہلوان تحسین کر رہے ہین شاگردان
محیط کہتے ہین استاد پر کبھی ایسی مصیبت نہین پڑی آج استاد گھبرائے ہوے ہین کس زور و شور سے
صاحبقران لڑ رہے ہین تمام شاگردان محیط رطب اللسان تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول
ہے کہ آج استاد بڑے پہلوان سے پھنسے ہین دیکھیے کیونکر جان بچے یہ معلوم ہوتا ہے کہ استاد فن کشتی کو
بالکل نہین جانتے کیا الجھ الجھ کر لڑ رہے ہین مصنف عرض کرتا ہے کہ محیط جان دیکر لڑ رہا ہے امیر
بھی آج اسطور سے لڑے ہین جسطرح دیو زادون سے جنگ کرتے تھے پسینے پسینے چہرہ سرخ
ہے علیق پیچ و تاب کھا رہے ہین ابروے خمدار کو جنبش قتل دشمن کی کوشش چاہتے ہین بہت جلد
اسکو زیر کرون محیط بھی بڑے لطف سے لڑ رہا ہے جب دوپہر ڈھلی ادھر زوال آفتاب ہوا ادھر
زوال رنگ محیط ہوا ہانپ رہا ہے کانپ رہا ہے جب صاحبقران گڑگڑاتے ہین دو دو گھڑی رگڑتے ہین
بڑی مشکل مین الجھ الجھ کے نکلتا ہے جب صاحبقران کو محیط تڑپاتا ہے صاحبقران مثل برق کے
تڑپ کے نکل جاتے ہین محیط حیران ہوتا ہے کہ کیونکر روکون حمزہ فنون سپاہگری مین طاق شہرہ
آفاق ہے بیشک یہ جان کشندہ دیوان قاف ہے یہ تقریر صاف صاف ہے کہ اسنے ہمشدون [illegible]
کو مارا اور خنگ آہن شاخ کو للکارا صاحبقران ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ زیر کرون پھر دن پچھلا ہی
تھا کہ محیط نے آواز دی یا صاحبقران میرے آپکے جنگ مین تین پہر گذر رہے دونون لشکر
دیکھ رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون اسکو روکیے امیر نے فرمایا بسم اللہ زور آخر کما حقہ آئے
تھے محیط نے کہا میرے جسم مین ہر دقت پر موقوف ہے مجھے زیر کرنے کا وقوف ہے یہ کہکر دونون
مونڈھے پکڑے سر سینے مین اڑا یا ریل کرے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے پر قدم کے شمار
پہ ہٹتے چلے آتے ہین سات قدم ریل کر لایا وہان بڑھ کے بکہ مارا بایان گھٹنا صاحبقران کا جھکا
تپک کر سنگ مار پشت پلنگ غرق ہوے محیط اوپر آ کے چھایا ایک زور ایک ایک ریلا اسطرح کا کیا
اگر پہاڑ پر کرتا تو اسے بھی اکھیڑ لیتا مگر اسکو وقار کے لنگر میں حس و حرکت نہ پایا تھک کے
ہاتھ اٹھا لیا کہا یا صاحبقران اب آپ کے زور کا مشتاق ہون امیر تڑپ کر اٹھے دونون مونڈھے
تھام کرکے دوڑے پندرہ قدم تک ریل کر لائے وہان آ کے بکہ مارا دونون گھٹنے محیط کے
آشنائے زمین ہوے صاحبقران نے دست حق پرست بڑھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا تو کو کھگاف
لیا کر زمین تھوڑی میلے ہی زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
پس خود سر کو بلند کیا محیط نے چاہا بغلون مین ہاتھون اڑا کر کچھ داؤن پیچ کرون امیر نے ایک
قدم آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے رکھا پتھر نے کھڑے ہو کر چرخ دینا شروع کیا مثل
طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا اکھیڑ کر مارا چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون امیر نے ایک ٹھوکر
ماری گرد برد چارون شانے چت گرا صاحبقران کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندہ زانو سے دبا

فرمایا ای محیط شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی محیط نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے
گردن تابی نہ کرونگا امیر نے کلمہ طیبہ فرمایا محیط کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اپنے ساتھ والون سے
آواز دی یارو مین مسلمان ہوا جسکو میرا ساتھ دینا ہو مسلمان ہو اگر مذہب قبول نہو میرے لشکر سے
نکلجائے سب نے پکار کر آواز دی ہم آپ کے غلام ہین محیط اپنے لشکر کو لیکر پشت پر امیر
کے کھڑا ہوا کہا ای شہریار شکر کرتا ہون آج مین نے دولت کونین پائی صاحبقران بھی بہت
خوش ہوے مگر مغرور نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین کانپنے لگا رفیقون سے اپنے کہتا تھا یارو
محیط کی نمکحرامی دیکھو عمر بھر میرا نمک کھایا کبھی مین نے کوئی کام نہین لیا آج آتے ہی لڑا کیا جلد
مسلمان ہوگیا اگر نہ مسلمان ہوتا حمزہ قبضہ کرتا مین چھڑالاتا محیط نے صاحبقران سے کہا ارشاد
ہو تو مین جاکے مغرور کا کان پکڑکر خدمت حضور مین لاؤن امیر نے فرمایا وہ ساحر ہی اسیر
نہو جلیگا عرض کی ای شہریار جب مردان عالم کی تلوار کھینچی کوئی بھوت پلید سامنے نہین آتا چند
امیر نے منع کیا محیط نے نہ مانا جھومتا ہوا طرف مغرور کے چلا مغرور ایک مقام پر کھڑا ہی محیط
جھومتا ہوا آیا کہا ای مغرور اب تکبر و غرور کو دور کر خدمت مین آقا کی چلکر حاضر ہو مغرور نے کہا کیون
شامت تیری آئی ہی سامنے سے ہٹ جا ورنہ ابھی دیوانہ بنادونگا محیط نے کہا تمہاری گردن پکڑکر
لیچلونگا مغرور نے کئی مرتبہ کہا محیط کب مانتا ہی چاہا گردن پکڑ لون جب تو مغرور کو غصہ آیا اف جو کرتا ہی
ایک شعلہ بھڑک کے منہ سے نکلا سر پر محیط کے گر اشل ہیزم جلنے لگا پکار کر آواز دی ای آقا نامدار
مجھکو بچائیے صاحبقران اشقر کو بڑھاکر دوڑ پڑے مغرور نے بھی لشکر کو اشارہ کیا چار جانب سے
ساحر دوڑے ادھر سے سرداران امیر آئے دونون لشکر آپسمین ملگئے سحر چلنے لگے مگر صاحبقران
لڑتے ہوے قریب محیط کے پہونچے حرز ہیکل گلے مین ڈالدی جیسے ہی حرز ہیکل محیط کے گلے
مین پڑی ایک شعلہ بھڑک کے سر سے نکلگیا محیط کو صحت حاصل ہوئی بڑا بھاری ایک جادوگر کھڑا
تھا اسکو لپٹ کر دیمارا آنکھین چیر کر پھینکدین ہنگامہ بلند ہوا ساحر و غیر ساحر ملگئے تلوار چلنے لگی
محیط بھی لڑتا ہوا جاتا ہی جسکو پکڑلیا مروڑکے پھینکدیا مغرور کہتا ہی دیکھو حمزہ کی طرف کیا خوشی
خوشی لڑرہا ہی سردارون کو اشارہ کیا محیط کو مارلو جو سردار یا ساحر محیط کے قریب آتا ہی محیط
نے پکڑا اور چیر ڈالا کسی کو تیغہ مارا دو ٹکڑے کیے کسی کو زمین پر پٹکا چیر کر پھینک دیا ہنگامہ ڈالدیا چار
جانب ساحر سحر سے آگ لگا رہے ہین مگر محیط حرز ہیکل پہنے ہوے ہی بخوف آگ مین گھس جاتا ہی
جس ساحر نے سحر کیا اسی کو ڈک کر مارا ہنگامہ ڈالدیا مغرور کہتا ہی مین تو اسکو بلاکر پچھتایا حمزہ
کا بڑا دوست بنا ہی کس زور و شور سے لڑرہا ہی بڑے بڑے سحر مغرور نے کیے محیط پر
کوئی سحر تاثیر نہین کرتا حرز ہیکل گلے مین جہان ساحرون نے بلوہ کیا صاحبقران خود جا پڑتے
ہین محیط کو بچاتے ہین محیط جہات صاحبقران پہ عاشق ہی کہتا ہی ای آقاے نامدار کیا پرورش
فرمائی ہی اپنے غلام کو آپ بچاتے ہین مغرور یہی چاہتا ہی کہ کسی طرح محیط مارا جائے صاحبقران
کو محیط کا بڑا خیال ہی ہر مقام پر جاکے بچاتے ہین مگر صاحبقران کو یہ بڑا خیال ہی کہ لالہ عذار
دو ماہ رخسار گنبد ہاے سنگین مین پھنسی ہین گنبدون پر چاریان سحر کرتی ہین کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا

آگ برسانی تاثیر [illegible] کسی شے نے تاثیر نہ کی صاحبقران لڑتے بھڑتے کئی ہزار ساحرون کو مار کر
برابر گنبدون کے پہونچے مغرور نے فوج کو آواز دی یارو بڑھکر روکو حمزہ قریب گنبدون کے نہ جانے
پائے ہزارون جادوگر سحر کرتے ہوے دوڑے سرداران صاحبقران نے بھی جان لڑا دی مگر
صاحبقران کو لڑ بھڑ کر برابر گنبدون کے پہونچایا خوب اُس مقام پر تلوار چلی ہزارون آدمی
[illegible] نے ساحر بھی ہزارون مرے بہرام نے کئی زخم کھائے محیط بھی خوب لڑا آخر برابر
گنبدون کے صاحبقران پہونچ گئے لالہ عذار نے گنبد سے آواز دی کنیز کو بچائیے میرے بدن سے
چنگاریان نکل رہی ہین قریب ہے کنیز ہلاک ہو صاحبقران نے اُسی گنبد پر ہاتھ رکھا جیسے ہی
اسم اعظم پڑھا ایک دناتا ہوا گنبد کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے ساحر جو مغرور کے قریب کھڑے
تھے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی دناتے کی آواز سنکر سہمکر زمین پر گرا لالہ عذار جو اندر سے
شعلہ جوالہ بنی ہوئی تھی عرض کی حضور اب یہ مغرور مقہور نہ بچنے پائے ہین زندگی کی امید نہ تھی
خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کی وجہ سے زندہ نکلے امیر نے کہا ماہ رخسار کو بھی چھڑا لون
لالہ عذار بیقرار ہو کہتا ہی اے آقاے نامدار ماہ رخسار کو بچائیے دیکھیے تڑپ رہی ہین اسکی
حالت دیکھنا دشوار ہی دیکھیے چہرہ اُداس زندگی سے یاس حیران حیران آپ کی جانب دیکھ رہی ہین
امیدوار مددگاری ہین ایسا نہو تڑپ کے دشمنون کا دم نکل جائے لالہ عذار نے نکلتے ہی مغرور
پر آگ برسادی مغرور دفع کر رہا ہی کنیزون نے بھی جھک کر سحر کیے لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے برسنے
لگے سلیں برف کی گر رہی ہین مغرور نے قصد کیا جس گنبد مین ماہ رخسار ہی وہ گنبد نظرون سے
صاحبقران کی مخفی کر دون مگر سحر لالہ عذار سے مہلت نہین پاتا اسقدر برف گری کہ پہاڑ
بنگئے سحر گر کے شعلے آتش کے بھڑکائے پہاڑ برف کے گرائے صاحبقران برابر گنبد کے پہونچے
اسوقت مغرور نے دو ہتھڑ زمین پر مارے جوگی جیپال کا نام لیکر پکارتا ہی یا خداوند آئیے
اپنے سحر کو روکیے لاکھ چیخا پیٹا صاحبقران نے قریب آکر جیسے ہی گنبد پر ہاتھ رکھا ایک
دناتا ہوا معلوم ہوا کسی نے کئی سو توپین ایک مرتبہ فیر کر دین ساحرون کے دل کانپے بیہوش
ہو ہو کے گرے مغرور نے کانون مین انگلیان دے لین رہ رہ کے پکارتا تھا یا خداوند
الامان نام خداے نادیدہ مین بڑی تاثیر ہی اس سحر کو کوئی دفع کرتا کبھی نہ دفع ہوتا مگر یہ سحر
اسم اعظم نے مٹا دیا ایسے شخص سے کیونکر مقابلہ ہو محیط کو دیکھا مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا آتا
ہی جو ساحر قریب آگیا پکڑا اور چیر ڈالا مغرور کو بڑا ملال ہی کہتا ہی محیط کے ہاتھ سے ہزارون
ساحر مارے گئے حمزہ کو کیا محبت ہی اپنی ہیکل پہنادی ورنہ محیط کو یہ دن نہ نصیب ہوتا جو
ساحر قصد کرتا ہی مارا جاتا ہی پہلو مین ہنگام جادو کھڑا ہی نہایت زبردست ساحر ہی ہاتھ
پاؤن بڑے بڑے مغرور نے کہا ہنگام تو دیکھتا ہی کہ محیط نے کیا نمک حرامی کی تیرے
ہاتھ پاؤن بڑے بڑے مین محیط کی گردن کھینچلے سحر بھی کامل کرنا ہنگام نے کہا مین تو
حکم کا منتظر تھا محیط ایسے دس کو چیر کے پھینکدون مجھکو اسکی حرکت بہت ناگوار ہوئی حمزہ
[illegible]

حمزہ کی صورت وزور دیکھکر عاشق ہو گئے تھے جب تو زیر ہوتے ہی مسلمان ہو گئے غرض یہ کہتا ہوا
چلا سامنے آکر للکارا او محیط خبردار کہاں جاتا ہے منم ہنگام جادو محیط نے جو ہنگام کو آتے
ہوئے دیکھا کہا آئیے آپ کی بھی قضا آئی ہے ہنگام نے چاہا کلائی پکڑلون محیط نے ایک طمانچہ
مارا تڑاقے کی آواز ہوئی ہنگام کے عارض پر عارضہ ہوا [illegible] گیا ہنگام نے چاہا لپٹ پڑے
محیط نے مع انگشتری [illegible] سحر کے اٹھا کر اور جست کرکے چھاتی پر سوار ہوا کہا اب مسلمان
ہونے میں کیا دیر ہے ہنگام نے کہا لاکھ جان میری خداوند جو کی جیپال پر نثار ہے ایسا جاگتی
کا خداوند کہ جسنے چولا تبدیل کیا کراماتین اب تک باقی ہیں ایسے خداوند کو چھوڑوں محیط جھلا
اٹھا ایک پاؤنکو دونوں پاؤن سے دبا یا ایک پاؤن کو پکڑ کے چر ڈالا مارا طرف مغرور کے
پھینکدیا اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نامم من ہنگام جادو لوہ
مغرور سبت جھلا یا گئی کوہ کے محیط پر مارے محیط نے آواز دی او ملعون یہ جو تیرے حمایتی زندہ
ہیں انکو ہمارا مقابلے میں مردان عالم کے آئیں ابھی یہی حال کرون مغرور جھومتا ہوا چلا ماہ رخسار
ولالہ عذار نے سحر کی بوچھار کردی مغرور کو روکنا دشوار ہو گیا مغرور نے جھلا کر ایک دستک دی
پکارا اٹھا یا خداوند جو کی جیپال مشہور سنجہ کش کو بھیجے محیط نے بڑا صدمہ پہونچا یا پہلو سے
آواز آئی حاضر کیا ارشاد ہوتا ہے شب نے دیکھا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون قوی تن قوی سن
بدصورت تیغہ ہاتھ میں لیے ہوئے مغرور نے اشارہ کیا محیط کو مار کے وہ زنگی محیط پر جا پڑا
آپسمین تلوار چلنے لگی ہر مرتبہ محیط چاہتا ہے کلائی پہ ہاتھ ڈالدون ممکن نہیں ہوتا محیط نے
زنگی کی گردن پر ہاتھ ڈالا جھک کر زنگی نے حزہیکل پر جھٹکا مارا ریشمی ڈورا توڑ لیا محیط کو
چھوڑ کر بھاگا مغرور جادو نے بگیر کی آواز دی دونون ہاتھوں سے لالہ عذار وماہ رخسار
کے سحر دفع کرتا ہے محیط کے پاؤن زمین نے تھام لیے محیط نے بیقرار ہو کر آواز دی ای
آقائے نامدار غلام کو بچائیے پاؤن میرے زمین نے تھام لیے حزہیکل یہ سیہ رو لیے جاتا
ہے صاحبقران ساحرون سے لڑ رہے تھے آواز جو محیط کی کان میں پہونچی بیقرار ہو گئے
پلٹ کر دیکھا محیط ایک مقام پر گھرا ہے ساحرون کے نیزے پڑ رہے ہیں تمام جسم فوارہ بنا ہے
زنگی حزہیکل لیے جاتا ہے وہیں سے نعرہ کیا او سیاہ رو تیرہ درون تیغہ پکڑ کر [illegible]
برابر زنگی کے تو پہونچ گئے تھے اسم اعظم جو بآواز بلند پڑھا زنگی کے بدن میں آگ لگ گئی
مثل ہیزم خشک جلنے لگا امیر نے بڑھکر حزہیکل لی قریب محیط کے آئے حزہیکل گلے میں
پہنا دی محیط کے پاؤن زمین سے چھوٹے صاحبقران پر ساحرون نے بلوہ کیا ماہ رخسار
ولالہ عذار نے اپنے دوپٹے پھاڑ کر مغرور پر پھینکے لکہ ہائے ابر اسپر گرے چاہتا تھا
ٹکڑیوں لکہ ہائے ابر کو توڑون کہ محیط برابر پہونچا جو ساحر بیچ میں آیا اسکو مارا مغرور
نے جو دیکھا محیط میرے قریب آگیا ماہ رخسار ولالہ عذار کے سحر نے بھی ترقی کی مینگے
[illegible] کے سر پر لہرا رہے ہیں تیر برستے ہیں ہزارون ساحر برف سے ٹھنڈے ہو گئے
ان تک آگ برسی کہ مثل [illegible] جلنے لگے محیط پر مغرور نے ہاتھ تلوار کا مارا محیط نے

تلوار کو تلوار پر روکا اُٹھا دوسرے ہاتھ نکال کے وار کیا مغرور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا محیط
کی تلوار تڑپ کے گری جنبش کی پھر سپر کو بھی جنبش ہوئی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار جو گری تاج تا تا و واہ
سینہ تک پہونچا مغرور نے ایک چیخ ماری اپنے کو زمین پر گرا دیا لالہ عذار و ماہ رخسار طیش کہ اسکو
پکڑیں مغرور مرعود دھواں بنکر بلند ہوا امیر نے تیر مارا اس خطا کار کا پاؤں بھی زخمی ہوا استاد
ننگر آواز دی یارو بہت اوقت شکست ہی بھاگنے کا بندوبست ہی لاکھوں ساحر طائران ہوائی بنکر
اسکے پیچھے چلے مغرور یہ کہتا ہوا اڑگیا یہ آواز دی کہ او حمزہ ہوشیار رہنا حیرت پہ بیری جان
جاتی ہی ضرور تیرے معشوق کو لونگا ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا جب ساحروں نے دیکھا
کہ شہنشاہ بنگال بھاگ گئے ماہ رخسار نے بڑھکر آواز دی اے تم لوگ کیوں اپنی جان دیتے
ہو صاحبقران زمان کی اطاعت کرو ہزاروں جادوگر جادو رین ہلانے لگے الامان الامان کی
آواز دیتے تھے بعضوں نے گھانس منہ میں دبائی آواز دیتے تھے کہ آپ کی گئو ہیں صاحبقران
نے ہاتھ روکا ملکہ ماہ رخسار سب ساحروں کو لیکر آئیں ساٹھ ستر ہزار ساحر مطیع ہوئے تسی مخبرا
ساشوب میں لشکر بارگاہ استادہ ہوئی خواجہ نے اگرچہ نذر مع دکھائی امیر نے ہاتھ بڑھایا کہ نذر لیں عمرو
نے ہاتھ ہٹا لیا اما میں زبان سے قبول کیجیے یہ غریبوں کی رقم ہے ہاتھ نہ لگائیے ماہ رخسار
لالہ عذار نے بھی نذریں دیں صاحبقران نے بہ خلعت سرفراز کیا خواجہ عمرو نے ان دونوں
شاہزادیوں کا حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا ساٹھ ستر ہزار ساحر جو مطیع ہوئے ہیں
یہ بھی خدمت میں ملکہ ماہ رخسار و ملکہ لالہ عذار کی حاضر رہیں دونوں شاہزادیوں نے
شکریہ صاحبقران ادا کیا امیر سب کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ آسمان جاہ میں آئے جلسہ
عیش و نشاط آراستہ ہوئی صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمہارے گانے کی ملکہ ماہ رخسار
بہت مشتاق ہیں ہوگا لیے جب صاحبقران نے بہت فرمایا خواجہ عمرو نے زنبیل سے نے
نکالی سامنے صاحبقران کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ۔ نظم

سرو عاشق ہو گیا اُس غیرت شمشاد کا — گل بچایا قمریوں نے بھی مبارکباد کا
دیکھتا ہوں اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار — خنجر قاتل مجھے آئینہ ہی فولاد کا
تو الفت ابرو میں کھینچا ہی یہ ماتھے پر الف — ڈھیر بھی ہو سرو کے سائے میں مجھ آزاد کا
دیکھ کر موج ہوا کو کہتے ہیں غربت میں ہم — بوریا اڑتا ہی اپنے خانۂ برباد کا
جائے قاصد وہی بھیجے اگر پیک صبا — لوٹتا لجا کے میرے خانۂ برباد کا
عشق دل میں ہی نہ دل سینے میں داغ سینے کا — داغ جدا خون سے نشان ہی خانہ آباد کا
کوئی غنچہ ہی کوئی گل ہی کوئی پژمردہ ہی — دیکھتے ہیں ہم تماشا گلشن ایجاد کا
کھینچتا ہی جو ترے رخسار تاباں کی شبیہ — شمع روشن بنگیا ہی موقلم بہزاد کا
قید ہوتے ہی ہوا خار رخ میں غنچۂ زلست سینے — کام نکلا ہی جنوں جدا ہی سے حداد کا
محو عشق ایسا ہوں کر تیغ ہیں اگر اعدا بھی قلم — شبہ ہوتا ہی مجھے محبوب کی بیداد کا
کوے جاناں سے نکل جائیں کہیں وحشت میں ہم — بیڑیاں ڈالیں بڑا احسان ہی حداد کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عندلیب خامہ شکین ترنم
ہمکو بیخود نغمۂ سنا دیا

حمد خالق میں کیے ہر نرخم
ہر کرامت مجمع جود و سخا

خالق یکتا وحید بے نیاز
خاتم پیغمبران محبوب رب

حاکم دنیا و دین بندہ نواز
سید عالی نسب الاحسب

شکر کر ای بندہ خاکی اس پروردگار کا کہ جسنے ایک کلمہ کن میں ان عجائب غرائب کو ہویدا کیا تمام عالم
کس تکلف سے پیدا کیا حقیقت میں زمین و آسمان ثوابت و سیارگان شجر و حجر جن و انس حور و مار غزلان و بہار
شب و روز بہشت و دوزخ چاند سورج وغیرہ کو کس لطف سے ظاہر کر دیا اپنی صنعت باطنی سے ماہر کر دیا ہر روز کے ملاحظے
سے معلوم ہوا کہ گل ماہتابان غنچہ ہاے سیارگان کس حسن و خوبی سے باغ آسمان میں اپنی بہار دکھاتے ہیں دن
کو ذرہ ہاے زمین بصد ترنج از کریلی جہان فروزی بعکس مہتابان جلوۂ آفتاب دکھاتے ہیں ستاروں کی رونق
پاتے ہیں انسان ضعیف البنیان کی یہ مجال نہیں ہے کہ ایک نکتہ بھی صفت رب اکبر میں تحریر کر سکے ہر وقت عذر کا
سر عجز جھکانا واجب و لازم ہے حقیقت میں ای رحیم و ای کریم و ای سمیع و علیم تیری یکتائی پر باغ میں گل جنگل میں کانٹے
انگلیاں اٹھاتے ہیں پھول نرگس کے تماشاے یکتائی کا لطف دکھاتے ہیں موافق نظم

کون امکان بود شناسایت
جانب خود راہ نمائی ہمہ
محو کن آنرا کہ ہمہ باطل است
در غم خود یک سر اسمو کن

جستی پاینہ ز تراست زوش
از کرمت عقدۂ من کشا
نقش ہوا را ز دلم بند کن
آمدہ ام بر در تو عذر خواہ

تحقیق ذات تو نہایت ہوس
سوی خودم راہ دہ ای رہنما
تا شود این آئینہ ام حق نما
با دل پر بیم و بروی سیاہ

اے دو جہان شاہد یکتائیت
ای کرم عقدہ کشائی ہمہ
ہر چہ بجز یاد تو ام در دل است
ہر غم و رنج از دل من دور کن
بر درت افتادہ شدم بیچارہ

سایۂ لطف از سر من بر مدار
یارب کرم بمن رخ من باز کن
از کرم خویش سرافراز کن

نعت جناب سرور کائنات

اللھم صل علی محمد و آل محمد درود کاملہ براے جناب اشرف انبیا حبیب کبریا مشرف بخطاب طٰہٰ و یٰس
او ادنیٰ جو کوئی ایک مرتبہ درود پڑھے بحکم خالق انس و جان فرشتگان آسمان دس مرتبہ اسکو درود سے سرفراز کریں
مرتبے پر ایسے پیغمبر کے کیوں نہ ناز کریں دیکھا کر بنا نے حبیب کو معراج عطا فرمائی سبحان اللہ جب عرش اعلی پر پہونچے

نعلین پای اقدس سے دور کی آواز آئی ای سراج انبیا نعلین کو کیون پای اقدس سے دور کیا عرض کی ای رب بے نیاز وادی مقدس مین حضرت کلیم اللہ کو فاخلع نعلیک یا موسی حکم ہوا یہ عرش اعلے ہی کیون کر بے ادب کرون آواز آئی ای حبیب سُن ماجرای عجیب و غریب جب ہمنے عرش اعلیٰ کو خلق کیا متزلزل و متحرک تھا دریافت کیا کہ باعث بیقراری کا کیا ہی عرش اعظم نے عرض کی ای سمیع و علیم تو نے جس شی کو خلق فرمایا زیور بھی عطا کیا اسی وجہ سے بیقرار ہون ہر شی زینت کا امیدوار ہون ہمنے عرش اعظم سے وعدہ کیا کہ اپنے حبیب کو یہان بلائینگے وہ اسکی شب معراج ہوگی نقش نعلین اُسکا تیرا سرتاج ہوگا دونون نواسے اُنکے رونق زنان زمین جوانان بہشت برین زینت کونین حسن حسین ہونگے فیوض ناحق نا ہی گوشوارۂ عرش الٰہی ہین پس میرے وعدہ کو وفا کر مع نعلین قدم رکھدے عرش پر جب حضوری سے فیضیاب ہوئے کیا کیا کلمات راز و نیاز ہوئے ادہر سے درود کا ورود ادہر سے عجز و بندگی و سجود عرض کی ای رب جلیل تو نے جبریل کو ستر ہزار بال و پر عطا فرمائے کہ بُعد زمین و آسمان کو چشم زدن مین طی کیا اسکا بدلا مجکو کیا دیا آواز آئی ای سید نیک خو شرف اُسکے ستر ہزار بال و پر کا تیرا ایک سر مو عرض کی تحمل ملائک نے حضرت آدم کو سجدہ کیا اسکا عوض مجکو کیا دیا آواز آئی تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اس وجہ سے اُسکا عز و وقار تھا اس سے ترک اولیٰ ہوا بہشت سے اُسکو باہر کیا تیری اُمت کو باوجود گناہ فردوس برین عطا کرینگے انکا جشن گاہ کل پیغمبران ماسلف کا اس مقام پر سوال و جواب ہی جس سے ثابت ہو کہ فخر انبیا ان کل مراتب مین یکتا ہین حدیث طولانی تھی مختصر کیونکہ طول ہوتا شاید سامع ملول ہوتا کیا اُنکے مراتب کو ہم بیان کرین یہی بات بہتر ہی کہ پیغمبر ہمارا

حبیب رب اکبر ہی نظم	آن مرکز دو جہت بہ دل	گرداب شکن موج اول	چابک قدم بساط افلاک
والا گہر محیط لولاک	تفسیر دو کون رایت او	تفسیر دو حرف آیت او	از آیت کبریا موسم
سرلشکر کبریا محمد	مصباح سپہر گوہر او	معراج نشانہ بر در او	خاکی و براوج عرش منزل
امی و کتابخانہ در دل	ہم مطلع اول رباعی	ہم مصرع آخر رباعی	از طلعت او ہنوز بینش
افروختہ شمع آفرینش	نہ خان خلیل در میان	گلگشت عالم قدس میہمان	یعقوب نہ کرد چشم خود کم
کو بود فروغ بخش انجم	یوسف نہ فتادہ بود در	کو داشت حشم نہ تارک ماہ	نگرفت بہ حوت یونس آرام
کو بود نہنگ بحر آشام	نورش چو بر آسمان علم زد	روزش بہزار صبح دم زد	صبحش چو سپید عالم افروز
دیدش بعد آفتاب شد روز	زان جنبش کہ یافتہ برین شاخ	ہم بود بگاہوارۂ عرش	چون طلعتش بہ عالم افتاد

عالم ہمہ بر سر ہم افتاد	افروخت چو شمع بر قبیلہ	گردید دو عالم از فتیلہ

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار کنندۂ در خیبر زور بازوے پیغمبر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق و بیسا وصی مطلق مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہی شعر مثنوی مولانا روم

او خیو انداخت بر روی علی ✦ افتخار ہر نبی و ہر ولی ✦ یعنے جتنے نبی و ولی گذرے ہمارے امام عالیمقام سب کے فخر ہین صاحب معجزہ کرامات فاتح خیبر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشہ ہو اور زوج زہرای اطہر پاکیزہ و شبر اگر ذات بابرکات جناب حیدر صفدر پردۂ دنیا مین ظہور نہ پاتی کفو جناب فاطمۂ زہرا کوئی دنیا مین نہ تھا اُنکے فضائل اور مراتب کون لکھ سکتا ہی اُنکے مرتبے کو خدا خوب جانتا ہی نظم

بر سر ہر جامی عارف امیر	انجمن آرای امامت علی ست	شافع فردای قیامت علی	او ست بفحوای حدیث غدیر
جان و دلم باد بقربان او	ہمچو رسول از ہمہ اولی علی	باش نفیر دعوی سے علی	شان رسول عربی شان او
			چیکن ای ساقی روشن ضمیر

جام من لبریز بادہ تسنیم غدیر
یاد علی مونس جان من ست

نشہ حب علیم در سر ماست
طالع من فرخ از اقبال وست

مستیم از میکدہ دیگر است
مطلب من با علی آل اوست

نادعلی ورد زبان من است
جان و دلم سوی علی دل ست

غیر علی را نہ بخت قاسم کہ کیست

خلاصہ جلد ہذا اب اس تیسری جلد میں داخلہ صاحبقران کا طلسم نور افشان میں بطرز جدید ہوگا لشکر کشیان قمر سے سحر العجائب و مصر الغرائب سے عیاریان خواجہ کی بطرز نو آمد مربیع الزمان قاسم جانباز جنکا ذکر کیا ہی ان سب کے لشکر آئینگے لوح کا ملنا صاحبقران کو بطرز جدید ذکر کیا ہون کہ کوہ ہفت رنگ پر جانا کا حالت خونخواری اور سامری پرستون نے اپنے کو زندہ دفن کرادیا ہی انکا بطرز جدید زمین سے نکلنا اور بلائین نازل ہونا لشکر صاحبقران پر اور عیاریان خواجہ عمرو کی اور وہ کرقتل ان ساحرونکا اسطور سے ہوگا کہ ناظرین طلسم ہفت پیکر کے مشتاق ہون کہ قید ہونا قاسم کا ہفت پیکر میں بوجہ سحر العجائب و مصر الغرائب بہ لاد و فتاحی طلسم صاحبقران کا جانا و داخلہ رستم و شوکت ایرج و جرأت فور الدہر بوجہ احسن تحریر ہونگے کہ ناظرین پسند فرمائینگے اور تحسین و آفرین سے دریغ نفرمائینگے و فتاحی طلسم نور افشان از صاحبقران بطرز نو اسقدر نشان دیا کہ بر وقت مطالعہ زیادہ لطف حاصل ہو ایک مضمون زیادہ لطف کا لوح کا نشان کہ ہفت رنگ سے ملیگا اور چاروں شاہزادون کا قید سے چھوٹ کو لشکر صاحبقران میں کہ وکاوش کر نادعلی نقابدار زرین پوش بھی تحریر ہونگے کہ جسکے اکثر ناظرین مشتاق ہیں و آمد تہور دیو پرور کہ فرزند صاحبقران ہی مگر اپنی ملاقات باسعادت سے آگاہ نہیں ہی اور بہادر زدران صاحبقران کی بھی داستانین بیان ہونگی و انجام ملکہ حیرت جادو شادی ہونا ساحر چالاک کے بعد حیرت کے بلا حیرت پر آفتین نازل ہونا جاپنے والے جمع ہوتے ہیں حیرت کا سب سے انکار عاشقان کا ذبح سے اور چالاک کا حیرت کو ان بلاؤن سے نکالنا اور حیرت کا انصاف کرنا کہ بیشک ہمارا چالاک عاشق صادق ہی کسی مقام پر اپنی جان کا خوف نکیا دشمنون میں سینہ سپر رہا عیاریان اسکی بطرز نو بیان ہونگی اسی ضمن میں عیاریان خواجہ عمرو کی اور جرأتین فرزندان صاحبقران کی عیارون کی بھی دلچسپ ہیں

دوکلا داستان شوکت بیان صاحبقران کا پہونچنا قلعہ اورنگ آباد پر کہ حوالی طلسم نور افشان ہی اور نہنگ بیشہ نشین پہلوان کا عرضی لکھنا سحر العجائب و مصر الغرائب کو اور آنا فوجون کا وہان سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ہمہ موافق مقام ہذا

عشق گل سے کسی گلشن میں بھی تھے برباد ہم
تنگ دل تھا خار غم سے صورت ناشاد ہم
اب جبین پر گرنہ نہین اب سائل فریاد ہم

کیا اسیری میں کرین شکوہ ترا صیاد ہم
وان بھی کچھ دام رگ گل سے نہ تھے آزاد ہم

صانع قدرت نے قسمت میں نہیں لکھی خوشی
کیا نہیں زیست ہماری کیا دم میں کٹ گئی
لو بھر آئی قاتل ہمارے طالع بد کی بدی

خندہ دل کو تھا نہیں یا دہان زخم بھی
کوئی دنیا میں نہوگا جیسے ہیں ناشاد ہم

عشق گیسو میں پریشان ہو رہا ہی دل گرفتار
اپنے نالون سے کچھ بن بن کہتے ہیں نالان ہزار
آج بادصبح کہدو سے ہم ہیں بیقرار

جب سے دیکھی ہی رگ گل رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہین صورت برگ خزان برباد ہم

کیا غضب اے مہر بزم ہو شان پھر گیا
ہو گیا روشن یہ ہم پر سب جہان پھر گیا
دل لگا بین خاک ہم جو بیان پھر گیا

پھر زمین پر ہو فنا آسمان سب سے پھر گیا
ہی مین اب ہی اک نیا عالم کرین ایجاد ہم

جان دیتے ہم ہی الفت میں ترے جان جہان
پھر جیون کو زندہ جو رہے ہمنشین
یون رخ و مقیمان اپنی ہم مثال کوہکن

محیط ہاسنے دو دخل مشہور رہیگا ابھی راز دارے نیست اس سے نہ بولو صاحبقران نے فرمایا ای الوس
اٹھو کوئی اب دخل نہ دیگا یہ سنتے ہی الوس جھاڑ پونچھ کر اٹھا جلدی نکل کے بھاگا باہر آکر گینڈے پر
سوار ہوا اورنگ منتظر بیٹھا تھا کہ الوس آکر پہونچا اورنگ نے پوچھا کیون الوس کیا ہوا
تم تو کچھ گھبرائے ہوئے ہو کہا حضور مسلمان بڑے فقرے باز ہین دو سو آدمی بھگو بیٹھ گئے
مین جان بچا کر بھاگا مگر میدان مین سمجھونگا وہ لوگ کہتے ہین ہم لشکر نہ اٹھائینگے اورنگ نے کہا
طبل جنگی بجے کل میدان مین سمجھونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وزیرون نے عرض کی اگر مناسب ہو
ایک عرضی شاہان طلسم کو لکھیے وہان سے مدد آجاے اورنگ کو یہ بات پسند آئی اسیوقت طبل جنگی
بھی بجوایا عرضی دیکر شترسوار کو روانہ کیا کہ جاکر شاہون کے ہاتھ مین اس عرضی کو دینا شترسوار
چلا علامت پر آکر پہونچا دیکھا آگ روشن ہے طاؤس بالاے قلعہ بیٹھا ہے منہ سے چنگاریان چھوڑ رہا ہے پکار کر
آواز دی ای طاؤس طلسمی ہم مالک طلسم کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتے ہین بشیر اورنگ سے نامہ
لیکر آئے ہین طاؤس نے کچھ اشارہ کیا آگ مین رستہ پیدا ہوا شترسوار اونٹ سے اتر کر راستہ ہوکر
بارگاہ سحر العجائب مین پہونچا دیکھا دربار جمع ہوا ہے تمام ساحران خرس طینت میمون خصلت خرس ہاے
بادیۂ ضلالت دنگلون پر بیٹھے ہین شترسوار نے نامہ ہاتھ مین سحر العجائب کے دیا سحر العجائب کے پہلو مین
مقتول رنگین ادا بیٹھی ہے اسکے ہاتھ مین نامہ دیا مقتول نے پکار کر پڑھا شاہان طلسم دنگ ہو گئے
نام صاحبقران کا جو ذکر ہوا چھینک آئی تاج سر سے سحر العجائب کے گرا سباح جہان گرد وزیر نے تاج
سر پر رکھا مگر آپس مین چہ میگوئیان ہونے لگین کہ الٰہی یارو حمزہ کون شخص ہے کہ اورنگ ایسے پہلوان کا
کہنا نہین مانتا اپنے کو کیا سمجھا ہے یہ تو کرشمہ تھا کہ آسمان پر برق چمکی کاہن طلسمی گھبرایا ہوا کتاب بغل مین لیے
اترا کہا ای شاہان طلسم غضب ہوا یہی جوان فتاح اصلی ہے اسی کا نام بانیان طلسم لکھ گئے ہین علاوہ ازین
صاحب اسم اعظم محترم و محتشم سحر اسپر تاثیر نہین کرتا ساحر اسکا کیا کرینگے مقتول رنگین ادا نے عرض کی ای
کاہن دیوانہ ہوا ہے یہ طلسم نور افشان ہے پرسون رستہ نہ لیگا ای شہنشاہ اگر حکم ہو تو کنیز جائے زندہ
گرفتار کر لائے یا حکم ہو جاکر دیوانہ کر دون یا سر کاٹ لاؤن ہزار ہا بیرین بین حکم دیا سحر العجائب نے اے دلربا مقتول
اگر تمنے جا کر اس جوان کو گرفتار کیا یا قتل کر ڈالا نصف سلطنت نور افشان دونگا مقتول نے کہا ابھی جاتی ہون
بارہ ہزار کنیزین لیکر تخت پر بیٹھی سحر کرتی ہوئی چلی جب چلنے مقتول کے مشیرون نے عرض کی ایک پہلوان
بھی زبردست جائے کشتی لڑے کیا تعجب ہے گرفتار کرے سحر العجائب نے کہا وہان سے میدان دلفریب قریب
ہے جاروق رعد آواز پہلوان ہے کہ آج تک اسکی پشت زمین سے کسی نے نہین لگائی بڑے بڑے
پہلوانون سے اڑتالیس کوس اسکی عملداری ہے اورنگ سے اس سے محبت بھی ہے وہ جاکر اسکی مدد
کریگا فرمان بنام جاروق روانہ ہوا جاروق دیکھتے ہی فرمان کے بلبلا گیا بارہ ہزار پہلوان
لیکر راہی ہوا اورنگ دولتمند پہلوان اورنگ نے جو طبل جنگی بجوایا تھا صبح کو میدان مین آیا ادھر سے
صاحبقران لشکر کو لیکے ہوئے صفین آراستہ ہوئین الوس بن الوند گینڈے کو چھوڑ کر سامنے اورنگ کے
آیا کہا ای پہلوان دوران مسلمانون نے مجکو بہت ذلیل کیا تھا اسوقت سمجھونگا تیرے سر کاٹ لاؤنگا آج ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا اورنگ نے اجازت دی الوس میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان سے جسے تمنا

مرگ کی ہو میدان مین نکلے اُس پہلوان کا خواہان ہون جسنے مجکو ذلیل کیا یہ سنتے ہی محیط نے گنبد انکا سامنے
صاحبقران سے اُسکی اجازت لی اور طرف میدان کے چلا آکر الوس سے نگاہ ورزن ہوا آپسمین نیزہ چلا محیط
نے الوس کو دنگ کر دیا ہوگا تھکر نیزہ و شمشیر الما نیزہ ہاتھ سے الوس کے نکل گیا الوس نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ الما محیط نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا الوس نے گریبان پر ہاتھ ڈالدیا گنبدون
سے کودے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھتے ہین الوس چاہتا ہے زیر کرون مگر محیط نے وہ پیچ باندھا ہے
کہ الوس کو تنگ کر دیا ہے پھر ایکبار اُچھال کر ادھر ادھر ڈھلتے ڈھلتے محیط نے کمر مین ہاتھ ڈالکر الوس کو اٹھا لیا زمین پر دے مارا
چارون شانے چت گرا محیط نے کود کر چھاتی پر الوس کی گھٹنا رکھا کہ مسلمان ہو الوس نے کہا یہ تو غیر ممکن ہے
مین کبھی مسلمان نہونگا محیط نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر جھٹکا مارا گردن سر سے اُکھڑ
کھینچکر پھینک دی اورنگ پر بہت شاق ہوا گھوڑے کو جھپٹا تھا کہ چار چوٹون کہ صحرا سے گرد
اڑی سب دیکھنے لگے جاروق رعد آواز چار ہزار پہلوانون سے پیدا ہوا آسکے اورنگ سے
ملاقات کی رخصت مانگی کہا مین ابھی اسکا سر لاتا ہون ہر چند اورنگ نے روکا جاروق نے نہ مانا میدان
مین آکر محیط سے مقابلہ کیا نیزہ بازی سے مطلب نہ نکلا تلوارین کھینچین جاروق نے دھوکا دیکر ہاتھ مارا
سر محیط کا زخمی ہوا محیط نے زخم کھا کر ہاتھ مارا جاروق لپٹ پڑا زد خوردی مین محیط سے کشتی ہونے لگی محیط
کا کود آخر آیا ہر چند سردارون نے آواز دی جاروق نے نہ مانا مشکین باندھ لین دن کم باقی تھا میدان
سے پلٹ گیا صاحبقران کو ملال ہوا جاروق جو محیط کو لیکر آیا کوٹھکایا زخم دوزی کرائی حکم دیا
رات کو اسکو کھانا پانی دینا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہونے پائے صبح کو دربار جمع ہوگا اگر لات و منات کو
سجدہ نہ کریگا قتل کرونگا یہ سنکے قید خانہ مین بھیجدیا یہ خبر صاحبقران کو ہرکارون سے پہونچائی جاروق کا
یہ ارادہ ہے کہ صبح کو محیط کو قتل کرے صاحبقران نے حکم دیا ہمکو دم بدم کی خبر پہونچے ہرکارے جاکر موجود ہوئے صبح کو
جاروق آکر بارگاہ مین بیٹھا کہا اس جوان کو لاؤ محیط کو سنسل کرکے لائے محیط نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے
سلام کیا کہا یہ بہت نامردون کی ہے جو سرداری مین میرا کود آیا تیرے نزدیک بڑا کام کیا کہ مجھکو پکڑ لایا
جاروق نے پکارکر آواز دی اے محیط اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا محیط نے کہا مین آنکا غلام ہون جنکا
لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بقاف سر فراز ہے جو تجھسے ہو سکے تصور نہ کر جاروق نے غصے مین حکم
دیا اس جوان کو لیجا کر قتل کر دو سر لاکر اہل دولت کو دکھاؤ زنجیر دار نے سر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا محیط نے کہا وہان
جانے کی کیا ضرورت ہے یہین جلاد کو حکم دے کہ سامنے تیرے قتل کرے زنجیر دار نے سونٹا اُٹھایا کہ او گنہگار
سرکشی کرتا ہے سونٹا جو زنجیر دار نے اُٹھایا محیط کو غصہ آیا زنجیر کو جھٹکے جھٹکا دیا سر پر زنجیر دار کے ایک بیڑی
ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا خانہ زور مین آکر قید توڑ ڈالی طرف جاروق کے چلا اور پہلوانون نے روکا ایک
کی تلوار چھین لی کئی پہلوان مارے چار جانب سے پہلوانون نے گھیرا ہے محیط شیر لڑ رہا ہے ہرکارون نے خبر
صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران بیقرار ہوگئے فوراً پشت اشقر پر سوار ہوکے مرکب اڑا کر چلے عقب
مین سب لعل عمو امیر سے فرمایا خواجہ ٹھہر کر خبر تو دو یہ خبر ہرکارون نے جاروق کو پہونچائی کہ صاحبقران آئے
ہین جاروق اٹھا سپاہیون سے کہا اس جوان کو نہ روکو نکل جانے دو مین ابھی آقا کی مشکین باندھکر لاتا ہون
یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا فوج کو لیکر کی دے پر لشکر کے محیط آ ملا ہوا آتا ہے صد ہا پہلوان مار کر ڈالدیئے

بچاؤں سے کب رکتا ہے جاروق نے دیکھا کہ صاحبقران گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے ہیں جاروق نے
گنبد اڑا جاتا پکار کر آواز دی صاحبقران بس اب آگے نہ بڑھنا میں نے محیط کو مہلت دیدی تو نے بڑی
بے ادبی کی قید مردان عالم کو جسم سے دور کیا خیال میں گذرا کہ اسکو گل جانے دو وہ دیکھیے لڑتا ہوا آتا ہے
مجھے تو آپ سے مطلب ہے صاحبقران نے جاروق کا مقابلہ کیا اُسنے وہیں ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران
روک کر لپٹ پڑے چاہا کمر اچھین لون جاروق نے گریبان میں ہاتھ ڈالا گھوڑوں سے کود کے کشتی
ہونے لگی فوجیں دیکھ رہی ہیں محیط بھی لشکر صاحبقران میں آگرا ٹھہرا جاروق کب مقابلے میں صاحبقران
کے ٹھہر سکتا ہے تیسرے پیچ پر صاحبقران نے پکارا کولا جاروق کا اتر گیا جاروق کو غش آیا صاحبقران
نے پکار کر آواز دی ای اورنگ اس صیدزبون کو بچاؤ اُسکا کولا اتر گیا اورنگ نے آکر جاروق
کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہوادار پر ڈالکر لیگئے صاحبقران محیط کو ساتھ لیکر داخل لشکر ہوئے اورنگ نے
آکر جاروق کا علاج کیا جب یہ ہوشیار ہوا کہتا تھا کہ حمزہ مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہے ای اورنگ طبل جنگی
بجوا دو کل سر میدان حمزہ کو زیر کرونگا دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے صبح کو جاروق جوشان و خروشان میدان
میں آیا پکارنا شروع کیا یا صاحبقران میرے مقابلے میں آیئے صاحبقران نے چاہا کہ مقابلے میں جاؤں
سرداروں کو رخصت کر رہے ہیں محیط فیلسوار دامن کو پکڑے ہوئے کھڑا ہے کہتا ہے حضور کو اسکے مقابلے
میں نہ جانے دونگا میں ابھی مشکیں باندھکر لاؤنگا صاحبقران فرماتے ہیں ای محیط ہمارے قاعدے کے خلاف ہے کسی
بہادر کو میں کمتر نہیں جانتا میرا دم میں دم رہا ہے محیط کہتا ہے میں تو نہ مانونگا اگر حضور جائینگے گلا کاٹ کر مر جاؤنگا
صاحبقران نہایت تنگ ہوتے ہیں فرماتے ہیں ای محیط میرے قاعدے کے خلاف ہے ہمارے واسطے
دعا کرو کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے جاروق نے آواز دی آپ نہیں آتے تو میں ہی آتا ہوں کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا سب نے ایک جوان کمسن پشت بر فوج گران قاسم نے جو دیکھا ایک پہلوان میدان
کارزار میں دادا جان کو پکار رہا ہے وہیں سے نعرہ کرکے جا پڑے فوج کو اشارہ کیا صاحبقران کو جاکر
سلام کرو میں ابھی جاتا ہوں اُس دیو خصال کی مشکیں باندھکر لاتا ہوں قاسم آگیا دو رزن ہوکے تلوار
چلنے لگی جب ہاتھ قاسم کا چلتا ہے جاروق کو یقین ہوتا ہے کہ اب تلوار نہ روکے گی گالیاں دیتا ہے جب اُسکو یقین
ہوا کہ اس جوان کی تلوار سے نہ بچونگا پکار اٹھا کہ ای نوجوان یہ کیا حرکت ہے تیرے ساتھ پہلوان اور آیا
مجکو تیرا ارا جاتا ہے قاسم نے غصے میں منہ پھیرا جاروق نے ادہر سے ہاتھ مار دیا سر قاسم کا زخمی ہوا
قاسم کو بہت ناگوار ہوا لیکن ہاتھ سے زخم تھام کر ہاتھ تلوار کا مارا جاروق نے گیند اچھال لیا ہاتھ جو خالی گیا
قاسم کو غش آیا جاروق نے چاہا سر کاٹ لوں کہ پہلو سے گرد اڑی سب نے دیکھا اختر گردہ رستم شکوہ
ملک باختر پہلوان بحقیقی بدیع الزمان گرد لشکر شکن ظاہر ہوکے فوج ظفر موج پشت پر دیکھا ایک پہلوان قاسم
کا سر کاٹا جاتا ہے گھوڑے کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا وہیں سے مرکب کو جولان کیا نعرہ تھا کہ اور گرج تھا کہ ای عالم
غضب میں شیر بیشہ رستم پر ہاتھ ڈالتا ہے یہ کہتے گھوڑے کو پھیر کیا اتنی جلدی پہنچ آگئے کہ جاروق کا ہاتھ اٹھا
تھا وار نہ کرنے پایا تھا بدیع نے قاسم کو ہٹایا سینہ سپر کرکے سامنے آگئے جاروق نے ہاتھ مارا بدیع الزمان
نے خالی دیکر تیغ بےنیام کھینچکر ہاتھ مارا اُسنے سر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سر کو کاٹا تلوار جو آکر گری پھر کر
زخمی کرکے طرف جلوگاہ کے چلی جاروق نے سر کو کھینچا گنبد کی گردن پر خنجر پڑا گنبدے کی گردن قلم ہوگئی فوج اورنگ

جا بجا رے افسر کو مار لیا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے بدیع الزمان تلوار پکڑ کے جا پڑے فوج بدیع الزمان
بھی آگئی اورنگ نے بھی فوج کو اشارہ کیا دونوں لشکر ملگئے صاحبقران بھی آپڑے فوجوں میں تہلکہ پڑگیا
بدیع الزمان نے فوج کو تہ و بالا کیا اورنگ نے دیکھا فوج ولد ہی نہیں کرتی جاروق بدیع الزمان
کے ہاتھ سے زخمی ہوا لائق لڑنے کے نہ رہا طبل بازگشت بجوادیا لشکروں کو لیکر ہٹا پھر ایک طرف سے
طلسم نور افشان کے ابر گلنار اس زور و شور سے اٹھا کہ سب حیران ہوگئے بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دیکھا بیچ
ایک ساحرہ نہایت حسین تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ساحران غدار بڑے زور و شور سے
آکر پہونچی اورنگ نے ملاقات کی احوال بیان کیا کہ نامرد ہو تمھارا گیا تھا شاہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہی اگر
تمنے طبل بازگشت نہ بجوایا ہوتا ابھی میں حمزہ کی تدبیر کر لیتی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاسکینگے اورنگ نے
کہا ابھی طبل جنگی بجواتا ہوں مقتول رنگین ادا نے کہا کل ہی کل کا خاتمہ ہو اورنگ نے طبل
جنگی بجوادیا صاحبقران بارگاہ میں آکر بیٹھے تھے قاسم کی زخم وزی کرائی ان دونوں شیروں نے
سب حال اپنے بیان کیے صاحبقران بہت خوش ہوئے کہ ہرکاروں نے آکر خبر سنائی کہ اورنگ نے
پھر طبل جنگی بجوادیا ساحرہ نے وعدہ کیا ہی کہ میں تمام مسلمانان کردونگی صاحبقران نے فرمایا ہمارے یہاں بھی
طبل جنگی بجے خواجہ اپنے مقام سے اٹھے واسطے خبر کے طرف لشکر کفار کے چلے یہاں مقتول رنگین ادا
بارگاہ اورنگ سے اٹھی کنیز اسکی شعلہ رخسار نے کہا واری آپ تکلیف نہ کریں اسم اعظم بند کرنے کا
سحر مجکو بھی آتا ہی میں فوراً اسم اعظم بند کرلونگی ایک بارگاہ کنیز کہنے ہزار دو ہزار ساحر بہت ہیں
بیٹھے انکمیں شاہان طلسم نور افشان کی دیکھی ہیں یہاں کو کب کا زمانہ بھی دیکھا یہ کہکے شعلہ رخسار الگ
ہوئی ایک خیمہ استادہ کر لیا اسمیں آکر ٹھہری گرد ساحر اترے ہوئے ہیں ٹھیک باتیں کر رہی ہی کہ ایک کنیز
نے خبر دی در دولت پر ایک نامہ دار حاضر ہی عرض کرتا ہی مجھے شاہان نور افشان نے بھیجا ہی شعلہ رخسار نے
کہا بلا لو نامہ دار سامنے آیا جھک کر سلام کیا نامہ ہاتھ میں دیا شعلہ رخسار نے نامہ پڑھا مرقوم تھا کہ
اے شعلہ رخسار بادولت کو معلوم ہوا کہ تمنے قتل مسلمانان پر کمر باندھی ہی لہذا یہ ساحر جاروب کش قبر سامری
کو روانہ کیا ہی یہ وہ شخص ہی کہ سامری جمشید اسکے سامنے [illegible] کمال علم موسیقی اسکو عطا ہوا
ہی شب کو تمہارا دل بہلانے کا صبح کو میدان کارزار میں ٹھہریگا جس مقام پر یہ ہوگا وہاں گنبد
سامری بھی ضرور ہوویگا کل ہی سب مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائیگا شعلہ رخسار نامہ پڑھکر بہت خوش ہوئی
کہا میاں ساحر تمہارا نام کیا ہی ساحر نے کہا مجکو عجائب سامری کہتے ہیں میں نے بیس برس برابر قبر سامری
پر جاروب کشی کی تصویر سامری عطا ہوئی اب جہاں چاہوں رہوں سامری سرفراز فرماتے ہیں میری
ملاقات کو آتے ہیں شعلہ رخسار نے پوچھا تصویر سامری کہاں ہی ساحر نے جواب دیا تصویر دکھاؤنگا
پہلے گانا تو سنیے شعلہ رخسار نے اشارہ کیا کنیزیں ساز لائیں سازندوں نے ساز درست کیے عجائب سامری
سامنے شعلہ رخسار کے آکر بیٹھے گنگنا کر یہ غزل گائی

غزل

کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
نشہ کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہیں سکتا
تری آنکھوں کو اس نے سدا ابر کرم پایا

مکان جو تو مکین ہوتے ہیں خوب
کبھی تیکھا دل مسکن کبھی ابر کرم پایا
نہیں ممکن ہی رات اور دن کے

جہاں میں نقص پری سے مفر عالم نے کم پایا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
کبھی ٹھیرے نہ ہرگز اشک پیری کی ترقی سے
تشکل عاشق و معشوق دونوں کو بہم پایا

شعلہ رخسار بیقرار ہو گئی جام کو پی گئی اُدھر عجائب ساحری نے دورہ باندھا قضائے کار باہر ہو گئی
حاجب و دربان نے بھی شراب پی آپس میں جوتی پیزار چلنے لگی سنجاب شب گرد کو زوال لشکر طلایہ پھرتا
ہوا اس طرف انکلا تو اسکو خبر ہوئی کہ ملکہ شعلہ رخسار نے گرفتاری صاحبقران کی اپنے ذمے لی ہو دروازے
پر دیکھا خادم خدمتگار آپس میں لڑ رہے ہیں کوئی ننگا دوڑا جاتا ہو کوئی تانین اڑاتا ہو عجب رنگ
ہو سنجاب گھوڑے سے اُتر ایکار کر آواز دی یارو یہ کیا ہو رہا ہو کسی نے جواب بھی نہ دیا کوئی بکتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا وہ وقت ہو شعلہ رخسار مع کنیزوں کے بیہوش ہوئی خواجہ نے سب کے کپڑے اُتارے اور
اسباب سب کا لوٹتے پھرتے تھے سنجاب نے جو پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص کنیزوں کو برہنہ
کر رہا ہو شعلہ رخسار بیہوش پڑی ہو للکار کر آواز دی ارے تو کون ہو خواجہ کود کر بھاگے سنجاب
اندر آیا پہلے شعلہ رخسار کو ہوشیار کیا اور کہا ملکہ اُٹھو دیکھو تو بارگاہ کا کیا رنگ ہو سب کنیزیں برہنہ
پڑی ہیں شعلہ رخسار آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی اور بیقرار ہو کر پکاری میاں عجائب ساحری کہاں ہو
سنجاب نے کہا ملکہ ہوشیار ہو تماشا عجائب کا دیکھو کہ صحبت کا کیا حال ہو شعلہ رخسار نے جو اچھی
طرح آنکھیں ملکر دیکھا سب کنیزیں بیہوش پڑی ہیں جو گھوڑے جگہ ہیں نذارد شعلہ رخسار نے کہا
اے سنجاب یہ کیا ہوا سنجاب نے کہا ایک شخص آپ کی کنیزوں کو برہنہ کر رہا تھا دروازے کے
حاجب و دربان لڑ رہے ہیں کسی کی بات کا جواب نہیں دیتے یہی ہنگامہ دیکھکر میں اندر آیا دیکھا
کہ ایک شخص بارگاہ لوٹ رہا ہو مجھکو دیکھتے ہی بھاگ گیا مجھکو طریقے سے معلوم ہوتا ہو وہ حمزہ کا
عیار تھا مجھکو دیکھکر بھاگ گیا شعلہ رخسار جلاتی ہوئی باہر آئی دیکھا تمام ملازم جوتی پیزار لڑ رہے
ہیں کچھ ننگے دوڑتے پھرتے ہیں بعض منہ کے بل زمین پر گرتے ہیں شعلہ رخسار نے سب کو
ہوشیار کرایا ستارۂ سحری چمک چکا ہو کنیزیں بھی شرمائی ہوئی اُٹھیں عرض کی والی لشکر میدان کارزار
میں جاتے ہیں ملکہ مقتول رنگین ادا سوار ہو چکیں مقتول جب سوار ہوئی کنیزوں نے اُسکو
خبر دی کہ ملکہ شعلہ رخسار پر عیاری ہوئی لیکن سنجاب شب گرد نے جا کر بچایا نہیں معلوم کون
عیار تھا مقتول رنگین ادا نے طاؤس اسی جانب پھیر دیا در خیمہ پر شعلہ رخسار کے آئیں
شعلہ رخسار شرمندہ ہو کے خیمے سے نکلی جھک کر سلام کیا مقتول رنگین ادا نے پوچھا کیا
ہوا میں نے سنا کوئی عیار آیا تھا سنجاب نے آکر بچایا شعلہ رخسار نے کہا واری کیا عرض
کروں سامری جمشید کی عنایت ہوئی سامری جمشید نے جان بچائی سنجاب عین وقت
پر آگیا آپ طرف میدان کارزار کے چلیے لونڈی جاتی ہو از روے نجوم کے مجھکو معلوم ہوا کہ
عمرو عیار نے یہ حرکت کی میں لشکر سے اُسکو گرفتار کر کے لاتی ہوں ہر چند مقتول نے منع کیا
کہ نہ جاؤ میدان جنگ میں جلد سمجھ لینگے شعلہ رخسار کو اپنے سحر پر ایسا گھمنڈ ہو کہا جب تک آپ
میدان کارزار میں پہونچیں میں اتنے عرصے میں عیار کو لیکر آتی ہوں از روے ستارہ شناسی کے
دریافت کر لیا ہو کہ عمرو لشکر میں موجود ہو یہ کہکے عقاب سحر پر چلی خواجہ خدمت میں صاحبقران کے
حاضر ہوئے امیر نے حال پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا کہا کہ لو زوال آگیا میں اُسکو دیکھکر بھاگا
شعلہ رخسار بچ گئی امیر نے فرمایا میدان کارزار میں سمجھا جائیگا امیر طرف میدان کارزار کے چلے

خواجہ عمرو بھی جست و خیز کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کہ شعلہ رخسار آسمان پر نظر آئی عمرو کو جو جاتے دیکھا تو
کہا اسی ظالم نے مجھکو بدنام کیا ڑک سے گری عمرو کی کمر میں پنجہ دیا لے اُڑی عمرو نے چیخ ماری آنکھ کو یہ بچنے
ساحرہ لیے جاتی ہے امیر نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحرہ دریائے سحر میں غوطہ مارتے ہوئے عمرو کو لیے جاتی
ہے امیر نے بعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا امیر کے
ہاتھ کا تیر کب خطا کرتا ہے بحکم قضا و قدر تیر سے مقام پر جا کے پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا عمرو نیچے سے
شعلہ رخسار کے چھوٹا تمام سردار لینا لینا کہکر دوڑے بہرام نے عمرو کو گود میں لیا لاشہ شعلہ رخسار کا
ایک طرف گرا امیر نے حکم دیا لاشہ کنارے پر لشکر کے پھینکدو ملازموں نے پاؤں میں رسن باندھی کھینچکر
بیرون لشکر ڈالدیا مقتول کو یہ خبر پہونچی کہ شعلہ رخسار قتل ہوئی بڑا ملال ہوا جھلا کر کہا آج ایک مسلمان
کو زندہ نہ چھوڑوں گی شعلہ رخسار کا خون بالا بالا نہ جائیگا ایک طرف سے اپنا لشکر لیے ہوئے جاروق
آکر پہونچا اورنگ بیشہ نشین پیل مست پر سوار بڑے زور و شور سے میدان میں آکر پہونچا مقتول
سے کہلا بھیجا آج تامل کرو ماہدولت آج میدان میں نکلیں گے کل فرزند حمزہ نے جاروق کو زخمی کیا ہے
بڑا خیال ہے آج کیفیت جرأت نکلے گی مقتول نے کہلا بھیجا آپ نہ تکلیف فرمائیں میں معاوضۂ خون
شعلہ رخسار لوں گی مقتول کا بھی قصد ہے کہ میں میدان میں نکلوں اورنگ کا قصد ہے کہ میدان
کارزار میں میں جاؤں لشکر اکر میدان کارزار میں پہونچا امیر چالیس قدم آگے بڑھتے ہوئے
ایک جانب شاہزادہ بدیع الزمان ایک جانب شاہزادہ خاور سیاہ ایک جانب محیط فیلد دونوں
لشکر میدان کارزار میں آکر پہونچے صفیں درست ہوئے نکلیں نقیب نقابت کر رہے ہیں کہ صحرا سے
گرد اُڑی سب نے دیکھا ایک پہلوان سحر کی جھولی بائیں ہاتھ پر پڑی ہوئی اژدر آتش فشان پر
سوار پشت پر چالیس ہزار سوار و پیدل بچھے ہیں اس پہلوان کو سب نے آتے دیکھا اورنگ نے پکار
کے آواز دی شاہباز شیر شکار پہلو نشین سحر العجائب و سحر الغرائب آپہونچا یہ وہ جوان ہے کہ جس سحر کے
پر گیا پامال کر کے آیا کبھی کوئی اس سے سر نہوا شاہباز نے دور سے اورنگ کو سلام کیا پکار کے آواز
دی اے پہلوان دوران و گرشاسب جہان ماہدولت بخشۂ ترک میں مصروف جنگ تھے ترک کو
شنشہ اکیا بہت برف برسی ماہدولت پر اثر بھی نہوا میں گرمی جنگ میں فرمان شاہنشاہی پہونچا کہ قلعہ
اورنگ پر مسلمان مصروف جنگ ہیں جلد اسکو پہونچاؤ سب کی مشکیں باندھکر لاؤ بس
اب میں میدان میں جاتا ہوں یہ کہکر اژدہ بڑھا کر میدان میں آیا فوج اسکی صف باندھکر ایک طرف ٹھہری
شاہباز شیر شکار نے پکار کر آواز دی اے فرزندہ پرستان واے زیردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو آکر
مجھے مقابلہ کرے مجھے ہی اسنے پکارا محیط فیلدر نے گھینڈا اڑھایا صاحبقران سے اجازت طلب ہوا امیر نے
فرمایا اے محیط اس دیو خصال کے مقابلے میں میں جاؤں محیط نے عرض کی اب تو غلام قصد کر چکا غلام کو اجازت
دیجیے امیر نے مجبور ہوکر اجازت دی محیط میدان میں آیا شاہباز سے مقابلہ پڑا نیزے اور تلوار سے کام آیا
نوبت کشتی کی پہونچی تیسرے پیچ پر اُٹھا کر مارا محیط کی مشکیں باندھکر اورنگ کے لشکر میں بھیجدیا شاہباز
نے مبارز طلبی کی شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش گھوڑا بڑھا کر مقابلے میں شاہباز کے آئے بعد
نیزہ و شمشیر کشتی معمولی سب جانتے ہیں کہ شاہزادہ بدیع الزمان شہنشاہ کشتی گیر ہیں مگر سے کیم تھے

ہین کہ الجھ الجھ کر مقابلہ کر رہے ہین کوئی پیچ لطف سے خالی نہین ہوتا صاحبقران فرما رہے ہین یہ کیا معرکہ ہے
بدیع الزمان کی کشتی کا عجب رنگ ہے الجھ الجھ کر لڑ رہا ہے قاسم نے ہنس کر کہا یہ کشتی گیر بے دولت
کبھی بھی کسی معرکے مین بلطف لڑا ہو ہے مین کھڑا ہون اور زیادہ گھبرا رہا ہے بد دولت جا کر اسکی
گردن لینگے یہان چار گھڑی کی کشتی مین شاہباز نے بدیع الزمان کو زیر کیا اتنا سب نے دیکھا
کہ بدیع الزمان بیہوش ہوگئے شاہباز نے مشکین باندھ کر بدیع الزمان کو بھی بھیجدیا پھر مبارز طلبی
کی شاہزادہ خاور سیاہ نے مرکب اڑایا صاحبقران سے پوچھا جوش جرأت مین جا پہونچے
شاہباز نے نیزہ مارا قاسم نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا یا نیزے کو توڑ کر پھینکا شاہباز
نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم کو جلدی ہی جان دیکر کلائی پہ ہاتھ ڈالا با قصد تھا تلوار چھین لون کہ زین سے
ڈال کے اٹھا لون اس بیجا نے گریبان مین ہاتھ ڈالا یا کشاکش کے زور ہونے لگے شاہباز نے
کہا اے جوان کیا قصد ہے قاسم نے کہا ارادہ ہے کہ کشتی مین تیری مشکین باندھون شاہباز قہقہہ مار کر ہنسا
کہا اے جوان آجتک سامری جمشید نے کسی کو زیر فلک ایسا نہین پیدا کیا کہ مجکو زیر کرے قاسم نے
کہا او بیجا پھر بھی مین تیری مشکین باندھونگا آجتک کسی بہادر سے تیرا سامنا نہین ہوا آج حال کھل جائیگا
شاہباز کود ادھر سے قاسم بھی سامنے آئے کشتی شروع ہوئی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ قاسم
بھی الجھ الجھ کے لڑنے لگے صاحبقران فرماتے ہین اے بہرام معلوم ہوتا ہے شاہباز ساحر ہے دیکھو قاسم بھی
الجھ الجھ کر لڑ رہے ہین ہر مقام پر کمی کرتے ہین خدا اسکی آبرو بچائے بدیع الزمان کا زیر ہونا دل کہتا
ہے کہ یہ دیو خصال ساحر ہے طلسمچہ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہے یہان قاسم جان دیے ہوئے شاہباز سے
لڑ رہے ہین جس پیچ کو باندھتے ہین نہین بندھتا دو پہر ڈھلتے ڈھلتے قاسم کو بھی شاہباز نے زیر کیا
قاسم بیہوش ہوگئے امیر کے منہ سے دھوان نکلنے لگا شاہباز نے پھر آواز دی جسکو دعوی جرأت ہو
میرے مقابلے مین آئے آج ہی سب کا خاتمہ کر دونگا افراسیاب کون صاحب ہین با دولت کے مقابلے
مین نہین آتے یہ کہنا تھا کہ صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا بہرام وغیرہ قدمون سے لپٹ گئے عرض
کی آقاے نامدار آپ مقابلے مین نہ جائیں غلامان جانباز مقابلہ کرین گے خواہ جئین گے خواہ مر جائینگے
صاحبقران نے فرمایا کسی کا کام نہین مین سمجھ گیا کہ یہ ملعون ساحر غدار ہے بدیع و قاسم کا زیر ہونا ایسی بات
تھی کہ اتنے عرصہ مین زیر ہو جاتے یہ وہ شیر ہین کہ مجنون سے زمین بانٹ لیا ہو کنجاب اسیسے کو شکست دی
انکا اسقدر جلدی زیر ہونا مقام تعجب ہے یہ کہکر صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا شاہباز مبلبلا رہا ہے کہ کچھ
ابھی غرور ہے آج ہی با دولت لپٹ جائینگے شام تک سب کا خاتمہ کر دونگا لاشون سے میدان کارزار
بھر دونگا کہ صاحبقران سامنے پہونچے آواز دی او زبان دراز کیا بیہودہ بکتا ہے ہماری جرأت و ہمت
سے رستم و اسفندیار کو سکتا ہے یہ کہکر برابر پہونچے شاہباز نے نیزہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھ جانے کے
نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بانس ہونے لگی گیا پھر کرتب مین تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شاہباز کے نکل گیا
شاہباز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا اسنے
گریبان پر ہاتھ رکھا امیر نے کچھ مارا کہ اژدر نے اسکے ایک چیخ ماری شاہباز اژدر سے کودا امیر بھی
زمین پر آئے کشتی ہونے لگی امیر نے خیال کیا کہ اگر اسم اعظم نہین پڑھتا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا

دل گھبراتا ہی جب اسم اعظم پڑھتے ہیں بہ لطف مقابلہ کرتے ہین شاہباز دنگ ہی اپنی زندگی سے
تنگ ہو جی مین کہتا ہی کہ بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن
کبھی حیران نہوا تھا کیا سبب ہی کہ سحر میرا تاثیر نہین کرتا کلوا جیرون مارسنگ کو یاد کرتا ہی کبھی سامری جمشید
کو پکارتا ہی کوئی نہین آتا شام کے قریب صاحبقران کو ریل کر لے دوڑا ساتون قدم پر پہونچا پایان جنگ
صاحبقران کا چمکا اور آگے شاہباز چھپایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر کیسے کیسے زور کیے لنگر مین صاحبقران
کے حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا صاحبقران اب آپ کے زور کا مشتاق ہون امیر
تڑپ کر اپنے مقام پر سے آگئے دونون مونڈھے شاہباز کے تھامے سر سینے مین اڑا ریل کر لے دوڑے
چالیس قدم ریل کے لائے ہر چند شاہباز چاہتا ہی رکون ممکن نہین چالیس قدم پر آ کے صاحبقران
نے کچھ مارا دونون گھٹنے شاہباز کے آشنا بہ زمین ہوئے شاہباز نے جانا لنگر مارون حریف زبردست
وہ جرات سے مست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی دونون پاؤن تھون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ شیرانہ کیا فرد
یکے نعرہ زد میر منزل مصاف ۔ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ۔ پہلے ہی زور مین زمین چھڑائی دوسرے زور مین
تا بہ گھٹنا تیسرے زور مین اس خود سر کو سر سے بلند کیا کچھ فرق نہوا اسنے قصد کیا بغلون مین پاؤن
اڑا کر دھڑ اڑاؤن امیر نے داہنا پاؤن آگے بڑھایا پایان تیغ شاہا پتے سے کھڑے ہو کر چرخ دیا
کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا ہاتھ کے دستانے کہین پاپوش
کے موزے کہین زمین پر مارا چاہا سنبھلون امیر نے ٹھوکر ماری چارون شانے چت کر کے زانو
سینہ پر رکھکر فرمایا جالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی شاہباز ہونٹون کو ہلاتا ہی اپنے پیرون کو
بلاتا ہی حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے پڑی ہی اسکا عکس پڑ رہا ہی اسم اعظم ورد زبان کوئی
تدبیر نہین چلتی سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش گھبرا کر بول اٹھا مین سامری و جمشید کو برا نہ کہونگا
امیر کو تو انتہا کا غصہ تھا بغیظ و غضب تمام اٹھے ایک پاؤن دونون پاؤن کے نیچے دبایا ایک
کو دونون ہاتھون مین تھام کے جھٹکا مارا پہلے جھٹکے مین گردا سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے
مین مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہو کے نعرہ کیا اورنگ
اور کسی کو ہیچ تین پہلوان فرد اگر فرد آنکلے دست زبردست صاحبقران سے واصل جہنم ہوئے
اورنگ نے مجبور ہو کر طبل بازگشت بجوایا رنجیدہ کبیدہ پلٹا سردارون نے صاحبقران کو بیچ مین
لیا زر نثار کرتے ہوئے پہلے صاحبقران ملول و حزین فرماتے ہین ای بہرام بدیع الزمان و قاسم
و محیط لشکر کنار مین گرفتار ہین اتنا بڑا پہلوان مارا گیا ایسا نہو اسکے بدلے مین وہ انکو قتل کرین
بہرام نے عرض کی دم بدم کی خبر منگائیے گا صاحبقران خاموش ہو رہے گو انکا ملال بیحد ہی یہان
اورنگ جو پلٹ کے آیا کہا یارو آج وہ پہلوان مارا گیا کہ شاہان طلسم کو بڑا ملال ہوگا یہ وہ شخص
تھا کہ جو بادشاہ خراج نہ دیتا تھا یہ جاکر قلعہ فتح کرتا تھا اگر ہمنے ارادہ قتل کیا صاحبقران آ پہنچینگے مگر انکو
کہ اپنے مورچے اگر چھڑا لیجائینگے کچھ بس نہ چلیگا مقتول رنگین ادا نے کہا ایک سحر تیار کرتی ہون
اپنے کنارہ لشکر سے تا بہ صحرا ایک دریا سحر بنا دون کہ انسان دیکھا اگر سامری جمشید قصد کرین
تو اسکو پار نہ ہو سکین اورنگ نے کہا ای ملکہ مقتول رنگین ادا اگر ایسا کرو او دیہ تینون قتل

ہو جائیں تو حمزہ کے قلب پر صدمہ پہونچے یہ تینون شیر جان لشکر اسلام ہین مقتول اسی وقت
اٹھی کنارے پر لشکر کے آئی تین چار کوس تک ایک تکبیر طلسمی سحر کرنے لگی پانی آسمان سے برسا تھوڑے ہی
عرصہ مین ایک دریاے قہار مواج لطمہ سنج آفت زا بن سکے تیار ہوا ہزارہا مچھلیان نہنگان خون آشام
شناوری کر رہے ہین موجہ غراںُ کے ساتھ تر رہا ہے مقتول نے آکر اورنگ سے اطلاع کی کہ ذرا
دریا کو ملاحظہ فرمائیے اورنگ نے آکر دیکھا کہا او مقتول حقیقت مین کیا دریا بنا یا کس کی مجال ہے
کہ اس پار آسکے اب صبح کو تینون کو قتل کرونگے یہان صاحبقران نے عمرو سے فرمایا تو آج دم بدم
کی خبر ہمکو پہونچاتا ہے عمرو نے عرض کی ایسا ہی ہوگا شاگردون سے کہا بھیا تمنے سنا صاحبقران نے کیا
فرمایا ہرکارون نے کہا استاد لمحہ لمحہ کی خبر پہونچے گی یہ کہکے چارون ہرکارے چلے جب اپنے لشکر سے
باہر آئے دیکھا ایک دریا جوش مار رہا ہے لشکر اورنگ دریا کے اس پار ہے چارجانب چرخ مارنے
لگے کہ شاید کسی جانب راستہ ملے رات بھر پھرے کسی طرف راستہ نہ پایا ایک درخت پر چڑھکر دیکھا
کہ لشکر اورنگ مین داریں استادہ ہو رہی ہین جلاد ٹکٹکیں لگا رہے ہین ہرکارے روتے ہوئے
بھاگے صاحبقران نماز پڑھکے دربار مین تشریف لائے ہین سردار آنے جاتے ہین کہ دربار گا
پر بلا ہوا دیکھا تو چارون ہرکارے روتے ہوئے حاضر ہوئے دست بستہ عرض کی آج تو اورنگ
نے عجب سامان کیا ایک دریاے سحر بیچ مین حائل کیا ہے یہ بھی غلامون نے دیکھا کہ اس پار میدان
خونی کی تیاری ہو رہی ہے داریں استادہ ہین جلاد پھر رہے ہین یہ سنکر صاحبقران اٹھے فرمایا
اس مکار کو کیا سوجھی اگر خدا نخواستہ بدیع الزمان و قاسم قتل ہوے تو مین کیتی افروز گوہر بلگ
کو کیا منہ دکھاؤنگا تمام سردار پشت پر صاحبقران بارگاہ سے نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئے
عمرو از حد پریشان ہوا کہ یہ کیا غضب ہوا اگر خدا نخواستہ مرے جسم بدیع الزمان و قاسم
کم ہوا حمزہ اپنی جان دیگا لاچار ہو کر چلے آتے ہین جب صاحبقران بہ بلغار قریب دریا پہونچے ارادہ
کیا کہ دریا مین اپنے کو گرا دون سردار آمادہ ہین کہ دریا کو جھیل کر اس پار پہونچین جیسے ہی امیر نے
قصد کیا کہ اسم اعظم پڑھکر دریا مین گھوڑے کو ڈال دون ہزارہا مچھلیان دریا سے نکلین امیر
کو گھیر لیا امیر نے تلوار کھینچی نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر کار

نکلے تیغ صمصام انتقام
اٹھے تیغ عقرب بلی دو الجی

ز کفار ان از جہان پاک کرد
سر سرکشان جلد در خاک کرد

مچھلیون سے امیر جنگ کرنے لگے گروہ مچھلیان سینے سینے پر پڑتین تو ٹکڑے ٹکڑے کر پشت کو پار گذر جاتی
کئی ہزار آدمی مرکر گرے ہرچند صاحبقران قصد کرتے ہین مچھلیان بڑھنے نہین دیتین
کئی نہنگان خون آشام بھی نکلے امیر نے انکو بھی قتل کیا یہان تو صاحبقران مچھلیون سے
لڑ رہے ہین وہان اورنگ نے میدان خونی کی تیاری کی مقتول رنگین ادا اپنی کنیزون
کو لیے ہوے کنارے دریا کے سحر کر رہی ہے جب سحر کرتی ہے دریا مین شور پیدا ہوتا ہے مچھلیون کی
ترقی ہو جاتی ہے اورنگ و جادوگر سب صف باندھے کھڑے ہین حکم دیا ہے کہ بدیع
و قاسم و محیط کو لاؤ داروغۂ جیلخانہ لیکر چلا تینون شیر بل کرتے ہوئے آتے ہین خانۂ زنجیر
مین غل ہو رہا ہے دیکھنے والے کہتے تھے یارو ان شیرون کو خدا بچائے کیا جوان ہین ساتھ

اور ملک سے ہوسکے اور رنگ سے اشارہ کیا لیجا کر ان کو دار پر کھینچ دو جلاد کشان کشان
لیچلے جلاد جلد کے مشتاق ہین کہ جو حاکم حکم دے وہ کرین یہان صاحبقران ہرچند قصد کرتے
ہین کہ دریا مین جاؤن مچھلیان نہین جانے دیتین ہزارون مچھلیان امیر پر گر رہی ہین امیر تیرانداز
نشانہ لڑ رہے ہین ادھر سے مقتول رنگین ادا کا سحر کہ جب ماش کے دانے دریا مین پھینکے
ہزارہا مچھلیان جوش مار کر صاحبقران پر آپڑتی ہین امیر تو اپنے کو بچاتے ہین اسم اعظم پڑھتے ہین
لیکن ملازمان صاحبقران قتل ہوتے ہین جب مچھلیان قریب تر آئین جھپٹکے سینہ کو پیٹ پشت
کو توڑ کر پار گذرین کئی ہزار جوان مر مر کر کنارے دریا کے گرے ہین جہان تک نگاہ جاتی ہے لاشین
ہی لاشین معلوم ہوتی تھین مگر صاحبقران نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے
زیر شکم مرکب چھپے ہین جب مچھلیون کی زیادہ بوچھار دیکھی گھبرا کر عمرو ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھا
بدیع و قاسم و محیط سر برہنہ مسلسل و مطوق جلاد گھیرے ہوئے طرف دار کے لیے جاتے ہین عمرو
نے زبان عربی مین آواز دی ای آقائے نامدار مولائے قدرشناس غضب ہوا بدیع الزمان
و قاسم و محیط کو دار پر چڑھانے لیے جاتے ہین صاحبقران یہ سنکر گھبرا گئے بیقرار ہو کر پکار
اٹھے ای خالق بے نیاز ای رب کارساز ان شیرون کو اس آفت سے بچا لے کیونکہ اس بلا
مین ہون بہت مجبور و لاچار ہون رباعی تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو
دارند میل دربانی + چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + بلکہ
جو صاحبقران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل ایک ابر تیرہ و
تار آسمان پر ظاہر ہوا جون جون ابر قریب آیا ہے رعنائی ابر کی بڑھتی جاتی ہے کبھی سبز ہوا کبھی
گلنار ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہوئے زیر ابر چلے آتے ہین یکایک ابر قریب
آکر پھٹا عمرو نے دیکھا ملکہ لالہ عذار و ماہ رخسار دونون شاہزادیان تخت یاقوت نگار پر سوار
پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار بڑے زور و شور سے لشکر آتا ہے مگر ماہ رخسار کی نگاہ جمال
جہان آرائے صاحبقران پر پڑی دیکھا خود ہود سر پر زرہ داودی زیب جسم آنکھین گردش
کرتی ہین صف مژگان خونریزی پر لیس عارض انور رشک ماہ تابان ہونٹون مین مسیحائی جرأت
و شوکت مین دلربائی سرو قد خورشید خد پیشانی خورشید منور مرکب ستہ چشمی پر سوار تیغ عقرب سلیمانی ہاتھ مین
بات بات مین اسقدر مچھلیان قتل کین کہ قریب لشکر اسلامیان دریا کا جادو ہی کئی خشک مرے پڑے ہین ماہ رخسار
کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا عمرو نے اپنے کو ظاہر کر کے آواز دی ای ملکہ لالہ عذار یہ دریائے سحر جادوگرنی نے قائم
کیا ہے صاحبقران زبان مچھلیان گر رہی ہین اس پار نہین جا سکتے یہ سنتے ہی ماہ رخسار نے آواز دی
دریا کو سکھاؤ صاحبقران عالیشان کو اس پار ہو بچاؤ لالہ عذار نے کہا لو یہ دریا کیا ہے ابھی سکھاتی ہون یہ
کہکر دونون شاہزادیان تخت سے جدا ہوئین کنیزون کو بھی اشارہ کیا کنیزون نے جھولیون مین ہاتھ ڈالا
اسباب سحر نکالا بارہ ہزار کنیزان خاص ہمدم بااخلاص ہین ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے
دانے ہاتھون مین لیکر کنیزین پڑھین مگر ماہ رخسار کا حال یہ ہے کہ گل چینی گلشن جمال صاحبقران کی کر رہی ہے غصہ بھی
سانسین بھر رہی ہے لالہ عذار نے بھی دیکھا کہ رنگ روئے ماہ رخسار متغیر ہو گیا ہونٹون پر خشکی آنکھون

دار چوب ستون شست ٭ خانہ تاریک و تنگ بستہ زنجیر عشق ٭ بشکر این بندر از وقت جنون شست ٭
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا قاسم نے تو دیکھا بدیع الزمان نے قید توڑی قاسم کو غصہ
آیا چہرہ سرخ ہو گیا قید کو توڑ ڈالا جلاد کو تھپڑ مار اتلوار اسکی چھین لی اسی تلوار سے لڑنے لگے محیط نے جو دیکھا
کہ دونوں شیروں نے قید توڑی آواز دی ای شہریار غلام کی ہتھکڑی ٹوٹے تو قید کو توڑ کر پھینکوں بدیع
نے بڑھکر ایک ہاتھ مار دیا ہتھکڑی کٹ گئی ہتھکڑی کا کٹنا کہ محیط نے بھی جان دیکے قید کو توڑا تینوں شیر صرف
جنگ ہوئے محیط نے لکڑ اوار کا اٹھا لیا جب اسکو گردش دیتا ہی دس پانچ کے سر سینے میں بیٹھے جاتے ہیں
[illegible] ہوئے اورنگ نے دیکھا تینوں جوان رہا ہوئے صاحبقران بھی لڑتے ہوئے آئے اورنگ نے
فوج کو اشارہ کیا ان تینوں جوانوں کو مار لو لالہ عذار و ماہ رخسار نے لشکر مقتول زرین ادا کو پامال کیا
ماہ رخسار و مقتول سے جو مقابلہ پڑا قیامت سے کم نہ تھا طبقے زمین کے ہلے ہزار ہا ساحر دونوں جانب کا مارا گیا
مقتول نے کارد سحر جیب سے نکالی اپنے خون میں رنگین کر کے ماہ رخسار پر پھینکی ماہ رخسار نے ہر چند [illegible]
[illegible] کارد نہ کی شانے پر آکے پڑی شانہ نشانہ ہوا خون بہنے لگا ماہ رخسار نے غصے میں اسی کارد کو اٹھا لیا
اپنے خون سے رنگین کیا غصے میں طرف مقتول کے پھینکا مقتول نے دستکیں دیں پیچھے ہٹی مگر کارد نے [illegible]
[illegible] مقتول کے پڑی اور سر کو زخمی کیا ادھر سے لالہ عذار نے برق چمکائی برق نے زخم سر مقتول جو پایا
کیا [illegible] زخم کاری جو مقتول نے کھایا تھا گھبرا کر پیچھے ہٹی وہاں صاحبقران لڑتے ہوئے اس مجمع میں پہنچے
جہاں بدیع و محیط و قاسم لڑ رہے ہیں فوج کفار نے چار جانب سے گھیرا ہی خود و زرہ نہیں زخمی ہو رہے ہیں
بدیع الزمان کا سر تو ارہ بنا ہوا ہی قاسم نے بہت زخم کھائے اک نخل کے سایہ میں کھڑے [illegible]
محیط کا بھی [illegible] زخمی مگر آگے قاسم کا شانہ پکڑا کہا ای شیر بیشہ رستم ہوشیار رہیے کفار آمادہ حرب ہو چکا ہے
ایسا نہ ہو گرفتار کریں غلام نے اپنے کو بمشکل اب تک بچایا آپ کے دادا جان بھی لڑتے ہوئے
آگئے قاسم نے جو آواز محیط کی سنی آنکھوں کو کھول دیا فرمایا ای پہلوان دوران ای عاشق جمال صاحبقران
بسبب خود و زرہ نہ ہونے کے زخم ہائے کاری جسم پر کھائے فرط خونداری سے غش چلا آتا ہی قلب ٹھہرتا ہی
ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں میں ثابت قدمی نہیں لڑتے لڑتے تھک گئے محیط نے بڑھکر ایک
سوار کو مارا گھوڑا لیکر خدمت میں قاسم کے آیا کہا حضور سوار ہوں قاسم نے کہا غیرت تقاضا نہیں کرتی
کہ تم پیدل رہو ہم سوار ہوں کہ بدیع الزمان لڑتے ہوئے وہاں پہونچے اپنے مرکب سے کودے قاسم
کا شانہ تھپکا فرمایا ای فرزند سوار ہو محیط نے جو مرکب حاصل کیا تھا اسپر بدیع الزمان سوار ہوئے محیط بھی
ایک گبر کو مار کر گھوڑا لایا اسپر خود سوار ہوا اڑتا پھرتا چلا گرد قاسم و بدیع الزمان مثل پروانہ کے پھرتا ہی جس
گبر نے ارادہ کیا کہ قاسم پہ وار کرے بڑھ کر سینہ سپر کر دیا خود زخم کھایا مگر شاہزادوں کو بچایا اسقدر زخمی ہوا
کہ تمام جسم غربال ہوا بیقرار ہو کر آواز دی [illegible] یا صاحبقران عالی وقار غلام رخصت
ہوتا ہی اب زندگی غلام میں طاقت نہیں آنکھوں میں بصارت نہیں صاحبقران کے کانوں میں
آواز محیط کی آئی پلٹ کے دیکھا لالہ عذار و ماہ رخسار نے فوج مقتول کو پراگندہ کر دیا مقتول بھاگی اس کے
ساحروں کے بھی پاؤں اٹھ گئے مقتول ہر چند غل مچاتی ہی ارے ان دونوں کو گھیر کر مار لو کوئی نہیں سنتا ہی
فوج عنبر ساحر [illegible] بدیع و قاسم و محیط پر حملہ ہی اورنگ و جادو [illegible] بڑھتے ہوئے آگئے میں فوج کو بھی [illegible]

دے رہے ہین کر اسنے یہ تینون جوان انتہا کے زخمی ہین انکو مار و ہیرجکر سے کاٹو صاحبقران یہ ہنگامہ دیکھکے
بیقرار ہو گئے وہین سے نعرہ کیا یا شیدای کفاران دیجیا واسے نابکاران پروغا نعرہ صاحبقران سم سمکن
لشکر کافران + بچشم نگون شد سر کافران + ہم اختر برج غرو جلال + مشعلہ آفتاب سپہر کمال + سنوون کی
بیشتر فراری شدہ + ہم عفریت از تیغ ملی شدہ + ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف + سلیمان کو حیک لقب
شد بقاف + ہمہ شہر آباد و اسلام شد + کہ صاحبقران در جہان نام شد + نعرہ شیر افگن سنکے اورنگ پر جا پہنچے
اورنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار پر تلوار کو روکا الجھے سے ہاتھ کو نکالا ایک تلوار کا مارا اورنگ
نے سپر فولادی کو جو پہلی پناہ کیا مگر تیغ برق تاب و جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹا سر خود سر کا
زخمی ہوا جاروق نے جو دیکھا کہ اورنگ زخمی ہوا گینڈے کو مہمیز کرکے جا پڑا آواز دی کہ او حمزہ مردان عالم
سے مقابلہ کر اورنگ پر ہاتھ نہ اٹھانا امیر اورنگ کو زخمی دیکھکر خود ہی رک گئے تھے جاروق پر جا پڑے
تلوار چلی امیر نے جاروق کو بھی زخمی کیا اسکے رفیق آگئے اپنے مالکونکو بچایا یعنی جاروق و اورنگ کو ہوادار
پر ڈال اٹھتے ہوئے بھاگے ادھر جادوگر بھی بھاگے جاتے ہین غیر ساحرون کو بھی شکست ہوئی کفار کو
شکست فاش ہے بھاگنے کی تلاش ہے دریا سحر جو شناشگان بحر جرأت لشکر صاحبقران سرداران ذیشان سب
اس پار آگئے کشتون کے پشتے لگا دیے لاشون کے انبار ہو گئے لشکر کفار کو گھیر لیا سحر سے لاچار تھا جب
جو مہلت پائی سردارون نے ساکا کیا اورنگ و جاروق کو یقین ہوا اب مسلمانون سے جان نہ بچیگی جو ہم
سے جو سردار آتا ہے شکار نہنگانہ خیانہ ہوتا ہے تلوارین ہاتھ مین لیے سپر کیے ہوئے بجرأت سے شناور دریاے
ہمت کے بے بہا صاحب جاہ و حشم داس زور و شور سے ڈرتے ہین لشکر کفار مین ملک ڈالر یا بدیع و قاسم
زخمون مین چور چور ہین مگر اس جوش و خروش سے لڑ رہے ہین کہ پرے کے پرے پامال کر دیے جنگل لاشہ ہاے
کفار سے بھر دیے کسی مقام پر کمی نہین کرتے اگر قاسم نے بڑھکر کیدان کو مارا تو بدیع الزمان نے رسالہ
کو تو کا پلٹنین رسالے بے سردار کر دیے محیط پہلو سے بدیع الزمان مین بجانبازی جنگ کر رہا ہے نوجون مین
دھنستا جاتا ہے اورنگ جاروق سے کہ رہا ہے جاروق اب کیا ہوگا فتح کی شکست ہوئی دریاے سحر بنانا
ہمارے واسطے تو زہر ہو گیا جاروق کہتا ہے دیکھیے کیا ہو اگر حمزہ ایسا نہوتا تو ملک کے ملک کیونکر فتح ہوتے
ہمنے سنا ہے وہ مقام ابلیس خود پرست رہا جمعہ جانفشانی کرتے تھے حمزہ نے لڑکر مٹایا بڑے بڑے
نام کے آخر کو شکستین حاصل ہوئین سنا ہے کتنے کی موت مارے گئے ان ملکون پر قبضہ کر لیا القائی خدائی
وہ سامان اسکو ممکن ہوا تھا کہ سات درجے قیطول کے بنائے مشہور ہے کہ ایک کروڑ بیس لاکھ فوج ایلو
جادوی زیر قیطول فروکش تھی یہی بدیع و قاسم پہنچے شبخون و روز خون مارے نکال اپنی جان سے بیزار
ہو گیا ان شیرون کے نام لیکر یا تون کو ترانا تھا زیر قیطول سنانا تھا چند سال بھر کے ایک جلسہ ہوتا تھا
کہ اسکو جشن قرار دیا تھا زیر قیطول آنکر اپنے بندون کو روے بخش دکھاتا تھا اس مغرور کو حمزہ نے دربدر
خاک بسر کر دیا ملک ملک مارا مارا پھرتا ہے اب بھاگ کر غور و پیر پہنچا ہے اور دو عزلی کوئی بادشاہ ہے اسنے
اوسنے پناہ دیا ہے مگر صاحبقران نے پیچھا نہین چھوڑا وہان بھی جا کے گھیرا ہے لڑائیان پڑ رہی ہین دو عزلی کے کئی
بیٹے مارے گئے وہان بھی مسلمانون کی فتح ہوئی ہے یارو کدھر بھاگ کر جائین کیونکر جان بچائین کہ آسمان پر لکا ابر
سیاہ پیدا ہوا سب اس ٹکڑا ابر کو دیکھنے لگے کس زور و شور سے ابر اٹھا ہے وہ ابر آکر قلعہ اورنگ پر منتشر ہوا

ملکہ ابر پیشانی اورنگ نے دیکھا ایک نازنین چاردہ سالہ نہایت حسین و جمیل لباس گوہر نگار پہنے ہوئے
تاج بر سر ساتھ ہزار کنیزین وزیر زر در گوش مرصع پوش پشت پر صفین جمائے ہوئے پھولون کی پنکھیان جھلتی
ہوئی وہ نازنین حدت آفتاب سے گھبرائی ہوئی پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکتے ہوئے گھبرا گھبرا کر
کہتی ہے آج کی گرمی نے ہلاک کر ڈالا کہین سایہ مین بارگاہ استادہ کرو خسخانہ درست ہو ابھی روح
قالب سے نکلا چاہتی ہو کنیزین کو وہین زمین پر آئین فراشی جمع ہوئے ایک بارگاہ زرنگار استادہ کر دی
ایک جانب خسخانہ درست کیا سقے آبپاشی کرنے لگے سب لوگ تو اس سامان کو دیکھ کر حیران ہین
مگر مقتول رنگین ادا نے چاہا بڑھکر اورنگ سے کہا ملکہ غیسان کہ یار از وزیران سلطنت نور افشان
ہو یہین چلکر ملاقات کرو سب کیفیت ان سے کہو کہ لشکر ہمارا مسلمانون نے تباہ کر دیا ہو وقت ہو کہ سحر
لشکر سے مسلمانون کے ہمین بچا لیجیے مین بھی عرض کرون گی اگر اس نے مان لیا اور سحر کیا تو زمین تحرا جائیگی
مسلمانون کو بھاگنے راہ نہ ملیگی یہ صلاح کر کے دونون چلے غیسان تخت سے اتری گرمی مین اف اف کرتی چلی
جاتی ہو کنیزین دونون طرف سے پھولون کی پنکھیان جھلتی ہوئی قریب بارگاہ کے پہنچی تھی کہ مقتول اورنگ
نے سلام کیا حیران ہو کر پوچھا یہ کون لوگ ہین مقتول نے بڑھکر عرض کی اورنگ بیٹھ نشین قلعہ اورنگ آباد
کے شاہ مجھے حضور نے نہین پہچانا مقتول رنگین ادا آپ کی خدمتگزار ہر لیے مدد اورنگ آئی تھی آدم
کے ساحرون کے ہاتھ سے زخمی ہوئی میان اورنگ بھی زخمدار ہین لشکرون کو شکست حاصل ہوئی اب
کیونکر اتفاق ہوا کہا اے مقتول مجھے بھی واسطے مدد اورنگ کے بھیجا ہے مین اسی واسطے آئی ہون کہ ملک
اورنگ سے مسلمانون کو بشاہون رامسب کو گرفتار کر کے خدمت مین شہنشاہ اورنگ کے بھیجدون لیکن
آج کے دن وہ ہوا اے گرم چلی کہ راستہ چلنا مشکل ہوا پردہ ابر مین چھپکر آئی پسینے پسینے ہو رہی ہون آج
مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا مقتول نے عرض کی اے ملکہ عالم اے محترم محتشم اگر آپ دخل نہ دینگی اورنگ اس سرحد
مین نہ ٹھہر سکیگا صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم ہین ان پر سحر کارگر نہین کرتا وہ جادو گریبان کا کل روا کل
آئی ہین انھون نے کل قیامت برپا کر دی ہو آپ ضرور مدد کرین غیسان نے کہا ہوا کا ہم کرنیکی طاقت نہین
سحر کون کرے کل البتہ جب شب ہو مین مزاج درست ہوگا سحر کیا جائیگا ایک امر البتہ ہو سکتا ہو کہ لشکر الگ
کر دون اور کچھ نہین ہو سکتا مقتول نے کہا جو حضور کے نزدیک مناسب ہو وہی کر دیجیے جان تو سب کی بچ
جائے یہ سنکر غیسان مسکرائی جیب سے کچھ دانے ماش کے نکالکر ہاتھ مین مقتول کے دیے کہا ہمارا نام لیکر
یہ ماش کے دانے بیچ مین لشکر کے پھینک دو کہنا ملکہ غیسان منع کرتی ہین کہ آپس مین لڑائی بہتر نہین مقتول
نے کہا حضور ہی تکلیف کرین یہ سنکر غیسان اٹھی پائچون کو سنبھالتی ہوئی رنگ ور حنیا ہاتھ ہلا دیے کا کل
مشک بو کو جنبش دی ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ دونون لشکرون مین تلاطم پڑ گیا ہزار ہا درخت گرے دونون
لشکرون مین اندھیرا ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا صاحبقران زمان بہ تیغ دقاسم و خیط کو ساتھ لیکر
پیچھے ہٹے اور سردارون نے فرمایا یہ تینون بشر بہت زخمی ہین اکیلا نہ ہو کسی مقام پر گر پڑین سرداران
نے ان تینون شیرون کو جوادارون پر ڈالیا پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین انتہا کا اندھیرا ہی فوج ضلالت سے
لشکر صاحبقران کو گھیر لیا ہو فرماتے ہین کہ خواجہ اس اندھیرے نے نہایت پریشان کیا ہو ہوا سے تند چل رہی
ہو زمین کانپتی ہو کس زور سے آندھی اٹھی ہو علمدارون کے ہاتھ سے علم چھوٹے جاتے ہین بندگان خدا

اکبر سے میں دیکھیے کیا انجام ہو عمرو کہتا ہے اتنے میں ادا سے اسم اعظم پکار کر پڑھیے وہ جو ساحرہ آئی ہے یہ آپ کے سحر
کی تاثیر دو لشکروں کے ہٹا دینے کی کیونکہ صاحبقران بیچ میں بیٹھے تھے بیچ میں لشکروں کے ہوا سے
انہوں نے اپنا دور باندھا ہے دیکھیں کیا ہو جب امیر یہ آواز بلند اسم اعظم پڑھتے ہیں تب نور اور روشنی ہوئی اور
ورنگ یہی آفت برپا رہی بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران لے گئے دیکھا دونوں لشکر الگ ہو گئے بیچ
میں لشکروں کے ایک دریا ہے قہار موج مار رہا ہے گھاٹ جا بجا بنے ہیں ہر گھاٹ پہ شور اُٹھے غولوں میں
گھنٹہ ناقوس نواز بج رہیں اپنے لشکر کو صاحبقران نے اپنی سرحد پایا حیران تھے کہ یہ کیا تماشا
کس نے پہونچایا عمرو نے کہا یا امیر یہ ساحرہ جو ابھی آئی ہے بڑی مغرور معلوم ہوتی ہے ہرکاروں نے مجھکو خبر دی
کہ اورنگ و جادو کی و مقتول رنگین ادا یہ سب رہنے پہنچے اسکے سامنے گئے تھے یہی سب کا طالب
تھا کہ سحر کرو آپ نے عذر کیا کہ گرمی کی وجہ سے میں پریشان ہوں اسوقت سحر نہیں ہو سکتا مگر سب کے کہنے
سے انہنے یہ کیا لشکروں کو علیحدہ کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ جب سحر کریگی تو قیامت برپا ہوگی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ خدا بزرگ است صاحبقران سرداران زخمی کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے گلشن نیسان
ہونے لگیں ایک بارگاہ الگ برائے لالہ عذار و ماہ رخسار آراستہ ہوئی یہ بھی آکر اپنی بارگاہ میں آ گئیں
خواجہ بارگاہ صاحبقران سے گئے بارگاہ لالہ عذار و ماہ رخسار میں آئے دونوں شاہزادیوں نے
استقبال کیا ماہ رخسار نے کہا خواجہ یہ بڑی جادوگرنی آئی ہے خواجہ نے کہا دیکھا جائیگا ماہ رخسار نے کہا
کہ خواجہ تمہارے گانے کے مشتاق ہیں عمرو نے کہا اسوقت خطا یہ مغرور ہے میں پھر حاضر ہونگا خواجہ برائے
انتظام لشکر میں آئے جب سے یہ ساحرہ آئی ہے برق حیرت میں تھا پاس ماہ رخسار کے آیا کہا ملکہ عالم
ہو سکتا ہے کہ آپ مجھکو اس پار پہونچا دیں اگر دریا پڑے تو میں نیسان گہر بار کو پکڑ لاؤں ماہ رخسار نے کہا
اے برق یہ ساحرہ بڑی ہوشیار ہے اسپر قابو پانا دشوار ہے برق نے کہا آپ پار پہونچا دیں پھر تماشا
دیکھیں لالہ عذار آگئیں کہا برق چلو میں تمکو پار پہونچا دوں ایک مقام پر موجود رہونگی جب تم کسی کو لیکر
آؤ گے بے تکلف اٹھا لاؤنگی برق نے قبول کیا برق کو لیکر ملکہ لالہ عذار چلیں ادھر اورنگ جادو و مقتول
رنگین ادا شکست خوردہ جو اپنی بارگاہ میں پہونچے بعد زخم دوزی سلامت ہونے لگیں اورنگ نے
کہا نیسان گہربار بڑی مغرور ہے اپنے مزاج پر کام کریگی یا کما حقہ نا دیکھیں کل آج کس قدر کہا اُس نے شیطان
ہی کہنا کیا مقتول نے کہا لشکر حمزہ کی کیا حقیقت ہے ہر چند ماہ رخسار کے ہاتھ سے میں زخمی ہوئی مگر تمہارے
حوصلے کم نہیں ہوں اکیلے حمزہ و لشکر میں ہوں تمام لشکر کو دیوانہ بنا دوں اورنگ کا عیار سحاب قطار زن
اُٹھ کھڑا ہوا کہا ملکہ عالم مجھکو پار پہونچا دیجیے میں حمزہ کو پکڑ لاؤں اورنگ نے کہا اے سحاب اگر تو نے یہ کام کیا
دولت دنیا سے نہال کرونگی انشاء اللہ شاہ طلسم بھی خوش ہونگے سحاب نے کہا غلام گیا اور لایا یہ کہکر سحاب
باندازے عیاری سے آراستہ ہوا مقتول اپنے ساتھ لیکر سحاب کو چلی لالہ عذار چلے برق کو ساتھ لیکر چلی تھی
دور سے دیکھا بارگاہ نیسان آراستہ ہے جب قریب پہونچی تو بارگاہ نظروں سے مخفی ہو گئی برق نے انہیں
کہا کہ یہ عجب کہ لالہ عذار بارگاہ نیسان نہیں معلوم ہوتی لالہ عذار نے کہا جنگل صحرا میں آ گئے جب پیچھے ہٹے
پھر بارگاہ معلوم ہوئی لالہ عذار نے کہا اے برق اسکے سحر کی تاثیر ہے شاید اُسنے یہی سحر کر دیا کہ جو قریب جائے بارگاہ
نہ دکھلائی دے جب قریب پہونچے نگاہوں سے مخفی ہو بارگاہ میں اسکی کون جا سکیگا برق نے کہا خیر

پیشتر تھا تو اچھا نہیں مین چلکر مقتول کو چرالون برق و لالہ عذار تا لاش بارگاہ مقتول مین چلے مقتول
سحاب کو ہاتھ پر اسنے لیکر دریا مین کودی مچھلیون نے قصد کیا گھیرین مقتول نے آواز دی ای ماہیان
سحر نیسان ہم آن کے دوست ہین کار سرکاری کو جاتے ہین یہ کہتی ہوئی پار اتری آپ تو اسی مقام پر ٹھہری
سحاب سے کہا تم جاؤ سحاب صورت بدل کر چلا لشکر کو دیکھتا بھالتا قریب بارگاہ بدیع الزمان پہونچا دیکھا
طلایہ دار طلایہ دیے رہے ہین امیہ بن عمرو کرسی پر بیٹھا سب کو جگا رہا ہے پشت بارگاہ پر سحاب آیا ایک نخل
کے نیچے بیٹھکر نقب کھودنا شروع کی بارگاہ بدیع الزمان مین آکر مہرہ توڑا دیکھا شعلہ سے ہوا دکا فوری شمع
مین تڑپ کے نقب سے نکلا شعلہ سے ہوا دکا فوری گل مین قریب چھپر کھٹ کے آیا دو شاہزادہ سے
بیٹا یا چہرہ بے نظیر دیکھکر سمجھا یہی حمزہ ہین کنجے مین دارو بے ہوشی رکھکر برابر دماغ کے لگایا بدیع الزمان نے
اوپر کا دم کھینچا چھینک مار کر بیہوش ہوئے سحاب نے پشتارہ باندھا نقب مین کود کر چلا اٹھتا بیٹھتا لشکر
سے نکل گیا امیہ پھرتا ہوا جو پشت بارگاہ پر آیا دیکھا ایک مقام پر مٹی کا انبار ہے گھبرا گیا قریب نقب کے آیا
نقب مین کودا اندر بارگاہ بدیع الزمان کے آیا دیکھا پلنگ خالی پڑا ہے پیر اعتبار کا معلوم ہوا روتا ہوا باہر نکلا ایک
چیخ ماری کہ یارو کوئی آقا کو چرا لیگیا تمام سردار دوڑے امیہ سب کے آگے چلا سحاب آتے آتے قریب
دریا پہونچا مقتول نے آواز دی اے مقتول مین حمزہ کو لایا مقتول نے نیچے کمر مین دیا دریا مین کود کر چلی وہان برق
فرنگی اور لالہ عذار کو الگ ٹھہرایا آپ خدمتگار بنکے دربارگاہ اورنگ پر پہونچا چوبدار یساول جو موجود تھے انسے کہا
جادوں سے یہ پیغام بھیجا ہے اسوقت عرض کرنے کی ضرورت ہے سب کو برق دم دیکر اندر پہونچا اورنگ کو بیہوش
کیا پشت سے سراچہ چاک کرکے نکلا جست و خیز کرتا ہوا اس مقام پر آیا جہان پر ملکہ لالہ عذار ٹھہری تھی کہا او ملکہ
مین اورنگ کو لایا لالہ عذار برق کے ساتھ چلی کنارے دریا کے آکر برق کی کمر مین نیچہ دیا دریا مین پھاند کر چلی
[illegible] دریا [illegible] آیا تھا کہ برق نے کہا او ملکہ غضب ہوا ایک ساحرہ عیار کو لیے ہوئے پیچھے مین آتی ہے عیار کی پشت پر پشتارہ
ہے کسی سردار کو چرا لایا لالہ عذار نے سر اٹھا کر دیکھا مقتول رنگین ادا ایک عیار کو لیے ہوئے آتی ہے لالہ عذار نے کہا اے برق
غضب ہوا اور تو دریا مین مچھلیان گھیرتی ہین بیشک کوئی عیار کسی سردار کو چرا لایا دریائے سحر نیسان مین کیا تدبیر کرون برق نے
کہا پٹھو مین کنارے پر اسکی گردن لونگا لالہ عذار نے کہا اے برق مین تو گری ہوں جو کچھ ہو لیکن تمکو کیونکر بچاؤن ادھر سے مقتول
نے بھی دیکھا ساحرہ آتی ہے عیار پیچھے مین دبا ہوا [illegible] کہا او سحاب دو برق فرنگی عیار کو لیے ہوئے لالہ عذار آتی ہے اسکی پشت پر تلوار
پر سحاب نے کہا اسے اورنگ کو لیے جاتا ہے [illegible] مقتول نے کہا ہان مقتول و لالہ عذار [illegible] آہستہ [illegible] کنارے
اگر پہونچا تمے دیکھا لالہ عذار و مقتول لڑتی ہین مقتول نے لالہ عذار پر وار کیا [illegible] لالہ عذار کا زخمی ہو چکا ہے باعث خرابی
ہے کہ مچھلیان بھی لالہ عذار کو گھیرتی ہین مچھلیون سے جب [illegible] بچاتی ہے مقتول کا سر جاتا ہے [illegible] برق [illegible]
یہ سیر دیکھکر سمجھا کا خیال مین آیا کہ صاحبقران زمان کو لاون [illegible] چلکر دریا سے [illegible] نشان مین سے [illegible]
لشکر مین آیا وہان لاتا ہے اورنگ نے جو دیکھا کہ خدمتگار نذر گیا تھا پلٹ کر آتا ہے [illegible] اٹھا کر دیکھا اورنگ کو پلنگ پر [illegible]
غل مچاتے ہوئے [illegible] ساحران مقتول نے جو آواز سنی کہ اورنگ کو کوئی چرا لیگیا سب ساحر دوڑ پڑے ادھر آہستہ سے بالا
ساحران کو جگایا تمام کیفیت عرض کی صاحبقران اٹھے سرداران بھی سب جمع ہوئے ہین پشت مرکب پر سوار ہوکر چلے [illegible]
جو ہوا ماہ نیسان کو بھی خبر ہوئی لالہ عذار دریا مین کسی سے لڑتی ہے گھبرا کر اتری [illegible] کو ساتھ لیکر [illegible] ماہ نیسان
نے آکر کھوئی کنیزون سے بدمزاج ہوکے پوچھا ارے [illegible] رات کو سونا بھی نہین ملتا کنیزون نے [illegible] کہا

سحر کرتی ہوتی جاتی تھی ملک اخضر جست کرکے برابر پہونچا للکارا او فاحشہ تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ
اہل اسلام پر سحر کرتی ہی مقتول نے گرز مارا اخضر سپر زمین گیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ اشیائے طلسمی جسم
پر آراستہ تھے گرز لے پر ہاتھ ڈالدیا وہی گرز مقتول پر کھینچ مارا سب کو معلوم ہوا توپ سے گولہ نکلا گولی
شخص کے سینے کو توڑتا ہوا سر مقتول پر پڑا اب حقیقت مین مقتول ہوئی آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی
مرا نام مین مقتول جادو بود اورنگ کو دیکھا آواز دی تو غم ساحرہ سحر کرنے کو تجھ دل نہین چاہتا فوج کو
لیکر ہٹ جا بدعت کا اختتام ہوا اس ظلم مین تیرا برا انجام ہوا کہ جنکے ہاتھ پاؤن بیکار تھے انکو قتل کیا
یہ کہکے ایک وہ پتھر مارا زمین کانپی آندھی سیاہ اٹھی طائرون نے غل مچایا صاف ظاہر تھا کہ زلزلہ آیا لشکر
اورنگ دور ہٹ گیا نیسان نے جو یہ بدعت اخضر کی دیکھی ایک چیخ ماری ارے عفریت جادو جلد
حاضر ہو ایک طرف سے سب نے دیکھا ایک دیو سیہ فام دوڑا ہوا چلا آتا ہی جب وہ دیو قریب نیسان
کے آیا نیسان نے شیشہ اسم اعظم کا جیب سے نکالا حرز ہیکل کا اسی شیشے پر بندھی ہی اس دیو کو شیشہ
نیسان نے دیا کہا اسکو پاس شاہان طلسم کے لیجا دیو شیشہ لیکر بھاگا ملک اخضر نے جو دیکھا کہ
شیشہ اسم اعظم دیو لیے جاتا ہی ایک دستک دی اور پکار کے کہا اے سیلان کشتی گیر اس دیو کو لینا یہ
جانے نہ پائے دیکھا سب نے کہ طرف مشرق کے ایک جوان حسین خود و زرہ پہنے ہوے تیغ ہلالی
ہاتھ مین گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی پکارتا ہوا اے شہنشاہ مینوسواد کیا ارشاد ہی یہ خیرخواہ دولت حاضر
ہوا کیا حکم ہوتا ہی اخضر نے کہا یہ دیو نہ جانے پائے یہ سنتے ہی وہ جوان پشت سے جدا ہوا بازوؤن پر
پر پیدا ہوگئے اوڑتا ہوا طرف دیو کے چلا نیسان نے آواز دی ارے اپنے کو بچا مگر یہ جوان حسین
مثل بلائے ناگہانی پاس اس دیو کے پہونچا جھپٹ کے لپٹ گیا جسم سے آتش کے شعلے آتش پیدا
ہونے دیو تو جلنے لگا اس جوان نے ہاتھ مروڑ کے شیشہ چھینا دیو تو جلکر خاک ہوا وہ جوان شیشہ
لیکر پاس اخضر کے آیا اخضر نے شیشہ اسم اعظم توڑا ہیکل عمرو کو دی کہ صاحبقران کو پہنا دو عمرو نے
ہیکل لاکر صاحبقران کو پہنائی شیشہ جو ٹوٹا صاحبقران کو ہوش آیا لشکر کی تباہی دیکھی پشت اسپ پر
سوار ہوئے نعرہ کیا لشکر کفار پر جا پڑے ملک اخضر اوڑتا ہوا بڑھا نیسان کو للکارا او چھوکری کہان
جاتی ہی نیسان نے لکہ ابر تاریکی اخضر پر گرایا اخضر نے اپنے ابر سبز کو اشارہ کیا دونون ابر دونون
ایسے جیسے فیلان مست ٹکراتے ہین ابر تاریکی ٹکر سے ٹکڑے ہوا ملک اخضر کے ابر سے ہزارہا
پتھر گرے کنیزان نیسان مر گئین نیسان جلا جلا کے سحر کرتی ہی ابر نہین قائم ہوتا ابر پر ابر چڑھا ہوا
اخضر نے آواز دی او چھوکری انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی خدا آقائے نامدار کو سلامت رکھے
سحر العجائب دم صور الغرائب سے ہم جواب بادشاہ بنکر بیٹھے ہین ان پر یہ سحر ہون گے ہر چند کہ آن ہی یادین
کے بچے مرتے ہین جو عجائب و غرائب انکے قبضہ مین آئے کسیکو ممکن ہوتے ہین یہ نمک خوار
صاحبقران بھی اپنا سلف دکھائیگا سامنے سے بھاگ جانی جان بچا او صورت تو نے دھکرون سے کہ کھا
کر بنائی ہی اسکا خیال آتا ہی ملعون ہو جائیگی تیرے چاہنے والے تجھسے بیزار ہون گے کہین گے یہ بڑھیا
سال دیدہ کہان سے آئی نیسان کب مانتی ہی دوسری دستک دی لکہ ابر مرواریدی پیدا ہوا اس
ابر سے موتی برسنے لگے جس پر موتی گرا سر پھٹ گیا کئی ہزار ملازمان اخضر مر کر گرے ساحرون کے

۱۸

مرنے کی صدا بلند ہوئی ابر کی گھر باری دیکھکر جست کرکے بلند ہوا برابر ابر کے پہونچا ایک گولہ مارا
دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر بیٹھی ہوئی موتی برساتی ہے اپنی آبرو بڑھاتی ہے اخضر کو دیکھکر شمامہ سحر کر موتی
پھینک مارے اخضر پر ہزار ہا تلواریں صد ہا خنجر گرے اخضر نے تلواروں کو توڑا خنجروں کو بیدم کیا
کرتا ہوا برابر اس ساحرہ کے پہونچا اُسنے اٹھکر طمانچہ مارا اخضر نے بلا تکلف ہاتھ بڑھا دیا کلائی اسکی پکڑی
داہنے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اوڑ گیا اس جادوگرنی کو مار کے اخضر نے ابر مرواریدی کو تخت
تختہ کیا اُس ابر کے ٹکڑوں کو لشکر نیسان پر گرایا کئی ہزار کنیزیں جلیں ایک ٹکڑا بارگاہ زرنگاری پر جا کر
گرا بارگاہ جلنے لگی خیمہ جلکر خاک ہوا نیسان نے جو یہ جرات اخضر کی دیکھی چاہا چمک کر نکل
جاؤں اخضر نے کہا اب کہاں جاتی ہو میں نے بڑی مشقت کی لگہ ابر مرواریدی سے بڑی تکلیف
پہونچی نیسان نے اخضر پر آگ برسائی جب شعلہ ہائے آتش گرے اخضر ان شعلہ ہائے آتش سے
مثل برق چمک کر نکلا کئی ہزار شعلوں کو بجھایا ہاتھوں میں آبلے پڑے ہوئے قریب نیسان کے
پہونچا نیسان نے ابروں کو جنبش دی ہزار ہا خنجر برہنہ اخضر پر گرے دو پتلے پیدا ہوئے جو خنجر گرا
اپنے سر پر لیا پکارتے ہیں ای شہنشاہ ہم جانباز و سر فروش ہیں جان کے نثار کرنے کو پتلے جاتے
ہیں سب خنجر ان پتلوں نے دفع کیے نیسان قہقہہ مار کر ہنسی لگہ ابر سیاہ اخضر پر برسنے لگا دو پریزادیں
پیدا ہوئیں ان پریزادوں نے اپنے پروں کا سر ملک اخضر پر سایہ کیا انکو ملک اخضر لڑ رہا ہی
کنیزان نیسان کو ڈھونڈھکے قتل کرتے ہیں نیسان کیسی کیسی گرجی کیسی کیسی برسی پر پریزادیں اخضر کو
بچاتی ہیں نیسان نے اسقدر موتی برسائے کہ موتیوں کے پہاڑ بن گئے پریزادوں نے جب اپنا
عکس ان پہاڑوں پر ڈالا پانی کے قطرے تھے موتیوں کی آبرو نہ تھی ملک اخضر ان سب حربوں کو دفع کرتا چلا
خیمہ نیسان کا جلگیا کنیزیں قتل ہوئیں صاحبقران بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں اسم اعظم باواز بلند
پڑھ رہے ہیں جو جو سردار ساکت ہوگئے تھے سب کے ہوش درست ہوگئے لشکر میں چالاک چست
ہوگئے ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں کہ لشکر اورنگ پر جا پڑیں پریزادیں بیچ میں حائل ہوتی ہیں منع کرتی ہیں
کہ جھگڑوں پر نہ جائیے صاحبقران لڑتے ہوئے قریب نیسان کے پہونچے اخضر نے دیکھا صاحبقران
نیسان سے مقابلہ کیا چاہتے ہیں پریزادوں کو اشارہ کرکے آواز دی نیسان کی آبرو تو شاد و اپنے
اپنا جمال ظاہری دکھاکے سیکڑوں بندگان خدا کو دام زلف میں پھنسایا پریزادوں نے بڑھکر پر بلکا سر
نیسان کے سایہ کیا ایک شعلہ چمک کر گرا نیسان ہمہ تن شعلہ آتش بن گئی جب صاحبقران قریب
پہونچے اسم اعظم جو پکار کر پڑھا وہ شعلہ آتش دفع ہوا اندر سے شعلہ آتش کے ایک ضعیفہ سر بلا کی بوڑھی
موٹی سوٹی رنگین نکلی ہوئی بقول شخصے نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت ایک نیلی چادر سر پر نہ وہ رعنائی
نہ وہ زیبائی اخضر نے اشارہ کیا پریزادیں غائب ہوئیں ایک زنگی سیاہ رو آئینہ لیے پیدا ہوا نیسان
کو آئینہ دکھایا نیسان سر پیٹنے لگی کہا او اخضر تیرا علاج ہوگا شاہان طلسم نور افشاں عاجز نہیں ہیں یہ
کہکر ایک چیخ ماری ای شاہان طلسم نور افشاں وقت فریاد ہے اس جلاد کا سامنا ہوا مجھے بچائیے ایک دہن
کھولکر اس جوان زنگی پر گری کہ وہ دو ٹکڑے ہوئے آئینہ کی قلعی کھل گئی ٹکڑے ٹکڑے ہوا انتہا ہے ذکر العجائب
وصال افراسیاب تخت طلسم نور افشاں پر بیٹھے میں بڑے بڑے ساحر جمع ہیں ذکر آمد صاحبقران ہونا

سحر العجائب کہتا ہے یہ ایسا طلسم نہیں ہے جسکو کوئی فتح کرے کہ آسمان پہ برق چلی سب نے دیکھا کہ ابن طلسمی
گوہر یار ستارہ شناس آگر پھر گیا کہ اب بغل میں جلی ہوئی رنگ رو متغیر دونوں شاہوں کو آکر سلام کیا
کہا اے شہنشاہ کچھ آپکو خبر ہے کہ قلعہ اور رنگ پر کیا گذری طلسم کشائے اصلی آگیا نیسان جادو نے
اسم اعظم پڑھ کیا حرز ہیکل چھین لی لالہ عذار و ماہ رخسار کو ایسا بیکار کیا کہ انکو سحر فراموش ہوا ہے میں نے قلعہ
پر ملک اخضر سبز پوش مالک طلسم مینو سواد نے آکر اسم اعظم پڑھکر لیا حرز ہیکل چھین لی اب نیسان قتل
ہوا چاہتی ہے فقط اتنا کم ہے کہ بدیع الزمان قید ہوکر لشکر نیسان میں آئے تھے ان کو رہا کر دیا ہے نیسان
کی آبرو بھی صورت اصلی اسکی ظاہر ہوئی سر پیٹ رہی ہے اب اخضر انکا بھی علاج کیا چاہتا ہے کچھ تدبیر
کیجیے سحر العجائب نے زانوؤں پر ہاتھ مارا دیکھا سب نے ایک جوان قفس آہنی لیے ہوئے
سامنے آیا غرض کی کیا حکم ہوتا ہے کہا ملک اخضر کو لینا نیسان کو بچائے لاؤ ہم بھی اسکو آراستہ
کر دیں گے وہ جوان قفس آہنی لیکر چلا یہاں ملک اخضر نے بدیع الزمان کو لا کے گھوڑے
پر سوار کرکے کہا حضور طرف اپنے لشکر کے جائیں بدیع الزمان طرف اپنے لشکر کے چلے
اب اخضر طرف نیسان کے چلا ایک طرف سے صاحبقران پہونچے ایک طرف سے ملک
اخضر آتا ہے نیسان گھبرائی کبھی صاحبقران پر سحر کرتی ہے کبھی ملک اخضر پر اخضر کب رکتا ہے صاحبقران
بھی نعرے کرتے ہوئے طرف نیسان کے آتے ہیں نیسان گھبرائی کئی مرتبہ چیخی غل مچا رہی ہے کہ کان
میں آواز آئی کیوں گھبرائی ہے تیرا مددگار آتا ہے صاحبقران چاہتے ہیں نیسان پہ جا پہونچیں کہ ایک
پنجہ آسمان سے گرا نیسان کو اٹھا لیگیا اخضر نے کئی سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی پنجہ دستگیر ہوکر
نیسان کو اٹھا لیگیا اخضر حیران کھڑا تھا حیران چہرہ ان دیکھ رہا ہے کہ ایک جوان سیہ فام پیدا ہوا آواز
دی او اخضر بڑی بدتمیزی کیں تجکو شہنشاہ نور افشان نے یاد فرمایا ہے اخضر نے سحر کیا مگر وہ جوان
کب مانتا ہے اکڑتا ہوا طرف اخضر کے چلا آتا ہے اسوقت اخضر نے بیقرار ہوکر آواز دی اے غمخوار
ہے صاحبقران نامدار غلام کو بچائیے یہ جوان مجھکو گرفتار کرنے آیا ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے
اس جوان سیہ فام پر جا پڑے آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا تلوار کو تلوار پر روکا
غرض میں ہاتھ مارا آنکھ کے دو ٹکڑے ہوئے صاحبقران نعرہ کرکے ٹھیکے اخضر نے آواز دی اس حق
دست زبردست حضور کے نثار ہو جاؤں ایک ادنیٰ پاسبان طلسم نور افشان کا یہ شعبدہ تھا
خدا آپ کی مدد کرے یہ کہکے اخضر نے قصد کیا کہ لشکر اور رنگ پر جا پڑے کہ ان کا بھی خاتمہ کردوں کہ پیچھے
سے آواز آئی او اخضر بے ادبی ہو چکی ہوشیار ہو جا میں فرستادہ شہنشاہ نور افشان تجھ سے
اگر ہزار حمزہ کے مددگار ہوں گے تو کیا کر سکتے ہیں دیکھ ہزاروں کسے مرد بھیجے خود نہیں تکلیف فرمائی اگر
خود تشریف لاتے تم غرق زمین ہو جاتے اخضر نے پلٹ کے دیکھا اسی صورت کا جوان قفس آہنی ہاتھ میں
اخضر کے پیچھا ایک سے آواز دی یارو لینا وہی دو پتلے جو کام کر گئے تھے پھر پیدا ہوئے آتے ہی چاہا
سر اخضر پہ سایہ کریں کہ اس جوان نے للکارا اور تالو تو آنے نہ پڑھنا تمہارا طلسم شکست ہو چکا پتلیوں نے
خنجر کھینچے مارے اس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے دونوں ٹکڑوں سے دو پتلے پیدا ہوئے دونوں
پتلے جلکر خاک ہوگئے اخضر نے مایوس ہوکر کہا اب غلام کا بچنا دشوار ہے میرے نگہبان مارے گئے دیکھا

سینے دیکھا تیسرا جوان قفس آہنی لیے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کیون اخضر دو بھائی ہمارے مارے گئے مجکو خوف
نہین آیا مین آتا ہون اخضر نے پھر ایک چیخ ماری وہی دونون پریزادین پیدا ہوئین اُس جوان پر سایہ ڈالا
آپ بھی جلین اُسکو بھی جلایا اخضر نے پھر چیخ ماری اور پکار کر کہا اے شہریار دیکھیے شاہان نور افشان نے
جوانون کا مار باندھ دیا حقیقت مین اس جوان کے جلتے ہی چوتھا جوان قفس لیے پیدا ہوا خوشنما چہرہ خوشنما
ابروون پر بل پڑے ہوئے آنکھون سے آنسو جاری پکارتا ہوا آؤ اخضر شاہان طلسم نور افشان سبھے
بیزار ہوئے مجکو یاد فرماتے ہین ملک اخضر نے چاہا جست کر کے نکل جاؤن اُس جوان نے بڑھکر کچھ اسم سحر
پڑھا قفس کی کھڑکی کھولدی ملک اخضر سر جھکا کر قفس مین داخل ہوا لالہ عذار و ماہ رخسار یہ معرکہ دیکھکر
بھاگین دور جا کر چیخین کہہ رہی ہین یہ ہم شہنشاہ نور افشان کا ہے اس سے کون بچ سکتا ہے یہان اخضر
قفس مین داخل ہوا صاحبقران نے چاہا نعرہ کر کے جا پڑون ملک اخضر کو چھڑاؤن وہ جوان قفس کو
لیکر بلند ہوا ایک چیخ ماری اُسکے چیخ مارتے ہی آندھی سیاہ اٹھی تمام دنیا مین اندھیرا ہو گیا صاحبقران
اسم اعظم پڑھ رہے ہین ہر ایک کے بدن مین رعشہ کانپ رہے ہین بعد تھوڑے عرصے کے وہ آندھی
برطرف ہوئی کسب نے دیکھا قلعہ اور رنگ بھی غائب ہو گیا اور زنگ وجاروق مع فوج غائب ہوئے
صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہر طرف ویرانہ درخت بڑے بڑے
ہوا اخلاف چل رہی ہے بونڈے گرد کے براے تعظیم صاحبقران اُٹھتے مین چیخ مارتے ہوئے غائب ہوجاتے
ہین زاغ و زغن کی آوازہ لکو پریشان کرتی ہے صاحبقران اس صحرا کو دیکھکر گھبرا گئے فرمایا خواجہ شاہان
نور افشان نے اپنے خیرخواہ کو بچا لیا اب لشکر کی تیاری کرو یہ مقام حوالی طلسم تھا یہان تو یہ شعبدے
دکھلائے اصل طلسم مین کیا آفت برپا ہوگی عمرو کے ہوش اُڑ گئے صاحبقران نے شب کو اسی مقام پر
مقام کیا صبح کو لشکر لیکر چلے بدیع و قاسم بھی ساتھ مین قاسم نے اپنے سرداروں سے صلاح کی کہ یارو ہماری
رائے یہ ہے کہ دادا جان کے ساتھ جانا مناسب نہین کشتی گیر ساتھ رہے اُس سے کیا ہوتا ہے مین اپنے کو
طلسم نور افشان مین پہونچاؤن اپنے فرزند ایرج کو چھڑاؤن سب نے عرض کی بہت مناسب ہم
الگ ہوکر کارہاے نمایان کیجیے جب رات کو صاحبقران منزل پر اُترے قاسم نے لشکر کو اشارہ
کر دیا تھا دو پہر رات سے تیار ہو گئے ٹمک نے قاسم کو جگایا قاسم اوٹھے اسی اندھیری رات مین سوار
ہوئے لشکر کو لیکر نکل گئے صبح کو جب صاحبقران سوار ہوئے قاسم کو پوچھا میر طلایہ نے خبر دی حضور
دو پہر رات گئے وہ سوار ہو کر چلے گئے امیر تو خاموش مگر بدیع الزمان نے خیال کیا کہ ای بدیع یہ ترک
خاوری ضرور جا کر کارہاے نمایان کریگا بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہوگا اب اس لشکر مین رہنا مناسب نہین
فضل وغیرہ سے صلاح کی سب نے یہی عرض کی کہ الگ ہی چلنا بہتر ہے دوسرے دن بدیع الزمان
بھی رات کو اپنے لشکر کو لیکر نکل گئے صبح کو صاحبقران کو خبر ہوئی نہایت پریشان ہوئے فرمایا دونون
جوانون کی جہالت نے بہت حیران کیا ہے یہ فرما کر سر منزل چلے تیسری منزل مین دونون شہزادون کا سراغ ملا جب
کوئی ذکر کوکب کرتا ہے صاحبقران فرماتے ہین کوکب کہتا ہوگا صاحبقران نے ہماری مدد نہ کی ہم کو
قید سے چھڑانے نہ آئے ہم جسد نے اپنے لشکر سے جدا ہوئے ایک دن آرام نہ پایا مصروف جنگ
رہے ابلیس خود پرست نے اسقدر روکا کہ امید فتح نہ تھی خدا نے اپنا فضل کیا کہ وہ جہنم واصل ہوا مسلمانون نے

کیا کوئی بات اختیار کی اب حوالی مین پہونچے تو یہ آفتین درپیش مین انتہا سے کہ لیں درپیش ہین صاحبقران کو لالہ عذار و ماہ رخسار رہبری کرتی ہوئی لیے جاتی ہین عجب عجب صحراے ہولناک ملتے ہین کہ آب و آذوقہ بہ مشکل ممکن ہوتا ہے ہزارہا ملازم ان منزلون مین ہلاک ہوئے گھوڑے بھی شل ہو جاتے ہین لیکن سحر العجائب نے یہ نمونہ سحر اپنا براے گرفتاری اخضر روانہ کیا اخضر قید ہو کر سامنے پہونچا قفس لا کر اس جوان نے سامنے رکھدیا کہا اے شہریار کئی بھائی ہمارے قتل ہو گئے غلام نے جا کر بشکل اخضر گرفتار کیا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ پچھے نے لالہ خیسان کو بھی پہونچایا سب اہالیان دربار نے دیکھا ایک ضعیفہ ہاتھ پانؤن مین رسیان اکھوٹنے کچھ بہتا ہوا اٹھایا ہاتھ مین قدمون سے شاہ ہونکے لپٹ گئی کہا اے شہریار اخضر نے میرا یہ حال کیا سحر العجائب نے حکم دیا شاہ خنسار جادو کو بادشاہ خنسار فوراً حاضر ہوئی حکم ہوا اخضر کو لیجا کر قید کر دو اخضر کو جب لیکر شاہ خنسار قید خانے مین آئی کوکب نے اپنے قمر سے نکل کر پوچھا اے بادشاہ تو کون ہے اخضر رو دیا کہا اے شہنشاہ مجکو نہین پہچانا تمھارا بادشاہ طلسم ہفتم سواد ہون کوکب غازی نے میرے طلسم کو فتح کیا مین مدد کو صاحبقران کی آیا قلعۂ اورنگ پر گرفتار ہوا کہا اے کوکب مبارک ہو صاحبقران زمان آ پہونچے ماشاء اللہ بڑے زور و شور سے آتے ہین ہم بھی تمھارے ساتھ قید سے رہائی پائینگے شاہ خنسار نے جا کر قفس اخضر کا ایک قصر مین لٹکا دیا کوکب جو بیٹھے ہوئے مکان مین آئے بیران سے پوچھا کیون قبلہ و کعبہ آج کیا خوشی کا باعث ہے کوکب نے کہا بی بی مبارک ہو صاحبقران زمان حوالی مین پہونچے بیران نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے والد نامدار بقول شیخ سعدی **فرد** امید بستہ بر آید ولیکن چہ فائدہ زانکہ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید ۔ لونڈی تو اب یہ کیفیت ہے ہر وقت جوش حسرت ہے **نظم**

گر نہ جان سوز غم گیسوے جانان ہوتا
نہ کبھی جان و دم اختر شرر افشان ہوتا

زندگی کا کوئی دم مجکو مزہ ملتا
میرے زخمون پہ جو قاتل نمک افشان ہوتا

تو وہ بت ہے کہ اگر دیر مین جاتا اکدم
مثل ناقوس ہر اک بت ہمہ تن نالان ہوتا

ہے بلا سلسلہ گیسوے بتان کا یکدل
یہ جہان کیون نہ مسلمانون کو زندان ہوتا

نہ کبھی مرگ سے یوسف کو پہونچتا آسیب
پاس اسکے جو ترا سیب زنخدان ہوتا

ہو گیا دامن تر نور حقیقت کو حجاب
کسطرح ابر مین خورشید نہ پنہان ہوتا

سانپ ہر گنج پہ ہوتا ہے کبھی او قاتل
سایۂ زلف سر گنج شہیدان ہوتا

دل سخت اس بت کافر کا ہے کوہ جودی
ورنہ گر خاک مرے اشک کا طوفان ہوتا

نخل ماتم کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا ہرگز
میرے اشکون سے جو سرسبز گلستان ہوتا

خط شہر تا نہین منہ پہ تری آنکھونکے سبب
سبزہ کیونکر نہ ہرا داغ غزالان ہوتا

ہنسنے لگتا ہے وہ گل میرے رلانے کے لیے
لطف تھا سیر گلستان مین جو باران ہوتا

بیکسی مین ہین ہوا تیغ محبت کا شہید
کون بجز زخم مری لاش پہ گریان ہوتا

پشت خارا سے کف رنگین مین جو چھپتا کاکل
کیا تعجب ہے اگر تحفۂ مرجان ہوتا

در دیا قوت سے مین ورنج و ہن سہہ دیتا
خوب تا تیغ سے خود صفت دندان ہوتا

اسوقت قیدخانے مین ایک ہنگامہ ہو گیا ایرج و نورالدہر نے بھی سنا کہ صاحبقران زمان حوالی طلسم

ہیں آپہونچے منگریان بیڑیان ہلانے لگے سب نے آوازین دین او شاخسار اب ہم قید سے چھوٹینگے
شاخسار نے کہا او ظالمو اس قید سے تا قید حیات رہائی نہ پاؤ گے قید خانے مین تو یہ ذکر ہو
صاحبقران زمان قلعۂ اورنگ سے کوچ کرکے تین منزلین چلے وہ دو صحرا ویران سے کہ ایک
شب آب و آزوقہ ممکن نہین ہوا چوتھے دن صاحبقران کو سبزہ زار ملا دیکھا صحرا مشغول نخل سرسبز و شاداب
گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہاے بو قلمون طائران صحرائی اچھل کود چشمے پانی کے جابجا بھرے ہوے
موجود بہار قدرت معبود قمریان نخل سرو پر سرو بجو جوش مین اشعار پڑھ رہی ہین باغ پر جوش بہار ہی لطف نظم

بازای ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم
بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم
صیم مکن بزہدی وہد نمای ای فقیہ
این موہبت رسید ز ابوان قسمتم
در ابروے تو تیر نظر تا بگوش ہوش
در عشق دیدن تو ہوا خواہ غرتم
در دم بصورت از در دولت سرای عشق
در این خیال اگر برود بر سلامتم

مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
ہر چند غرق بحر گناہم ز شش جہت
کاین بود سر نوشت ز دیوان قسمتم
گردم ز نی نعرہ و مشکین آن نگار
آورده و کشیده و موقوف فرصتم
در یاد کوہ و در رہ دوس خستہ ضعیف
لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

از انجا کہ فیض جام سعادت فروغ تست
تا آشنای عشق شدم ز اہل رحمتم
می خور کہ عاشقی نہ بکسب است و اختیار
شکری کن ای صبا ز مکافات غیرتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش
ای خضر پے خجستہ مدد کن بہمتم
حافظ بہ پیش چشم تو خواہد سپرد جان

صاحبقران زمان نے جو بعد کئی دن کے صحراے سبزہ زار دیکھا شگفتہ
ہو کر فرمایا خواجہ آج بعد کئی دن کے یہ صحرا سے پر فضا لا غنچۂ آرزو کھلا کئی دن یہان مقام ہو کہ لشکر کو آرام ملے
عمرو نے عرض کی ایسا ہی ہو کہ شب کو امیر نے آرام کیا صبح کو جو اٹھے دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہے اہالیان لشکر
غل مچا رہے ہین صاحبقران باہر نکل دیکھا ہوا سے گرم چل رہی ہے درخت جلے ہوے کھڑے ہین صد حیف
افسوس پتون سے مل رہی ہین ہر ایک نخل سے چنگاریان نکل رہی ہین چارپایے جانور لشکر
کی شدت گرمی سے آب و دانے پر منہ نہین ڈالتے صدہا سوار و پیدل ہلاک ہوے بیتاب ہو کر غل مچا رہے
ہین کہا صاحبقران زمان ہماری مدد کیجیے شدت گرمی سے ہلاک ہوا چاہتے ہین دیکھیے تو کیا قیامت
برپا ہے آسمان سے آگ برس رہی ہے ہم مظلومون نے آپ کے کیا کیا جفا سہی ہے امیر نے عمرو کو بلا کر کہا
خواجہ دیکھا تم نے رنگ صحرا ایسا تبدیل ہو گیا عمرو نے عرض کی اے شہریار یہ کچھ تو کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے
کہ ایک رنگ صحرا تبدیل ہوا کل وہ رعنائی آج یہ خرابی اہالیان لشکر کی بیتابی اسم اعظم پڑھیے کہ گرد لشکر حصار
کیجیے صاحبقران نے فوراً مقبل کو طلب کیا دو قرابے پانی کے منگوائے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا مقبل
سے حکم ہوا اس پانی کا گرد لشکر حصار کرو امیر و عمرو کل اہالیان لشکر دیکھ رہے ہین مقبل اس پانی کو
لیکر چلا گرد لشکر چھڑک آیا جب مقبل حصار کر چکا ایک وقت تماشا ہوا وہ درخت جو صورت ویرانی کی دکھاتے
تھے وہ جلا کر سے سبز نخل ظاہر ہوے طائران صحرا اور شاخون پر زمزمہ سرائی کرنے لگے چشم نرگس کے اشارے
سوسن کی زبان درازی سنبل پر پیچ و تاب کی غمازی اہالیان لشکر جو گھبرا رہے تھے اور گرمی سے بیقرار تھے
وہ گرمی موقوف ہوئی رعایا عیش و عشرت مین معروف ہو گئی مگر خیال کرکے عمرو نے دیکھا ایک جانب ایک
کوہ فلک شکوہ ہے امیر و صنوان اکثر رہا ہے امیر نے فرمایا دیکھو خواجہ اس پہاڑ پر کوئی سحر کر رہا ہے برق نے
کہا مین ابھی جاتا ہون سر اسکا لاتا ہون عمرو نے کہا تجھے کون کہتا ہے ابو الفتح نے کہا مین جاؤن عمرو نے

کہا کوئی صاحب تکلیف نہ کریں یا صاحبقران ہیں جا کے عیاری کرونگا مگر آپ میرے حال سے
آگاہ ہیں مدد خرچ تو آپ ضرور کر دیجئے مفلسی میں کچھ بن نہیں پڑتا قرضدار گھیر لینگے مجکو جانے نہ دینگے آپ
تمہارا دین کل لشکر سے چندہ ہو جائے ان سب سے کہیے کہ تم لوگ ہلاک ہو جاتے عمرو تدبیر کرنے جاتا ہی
بھلا قرضہ تو کیا ادا کرینگے سود کی تو نکاسی ہو امیر نے کہا خواجہ تمکو کوئی بات کہی اور تمنے پاؤں پھیلائے میں
ایسی مہمل بات کو اپنے ملازموں سے کہوں شرم کی بات ہی عمرو نے کہا آپکی جلالت مشہور ہی خزانے بھرے پڑے
ہیں حسبکو دیدیجے امیر نے فرمایا وہ حق و مال غازیوں کا ہی عمرو نے کہا غازی تھان پر تمہارے میں لاکھ روپے
کم ہوتے عمرو نے کہا خیر میں کچھ اپنے پاس سے ملا دونگا جاتا ہوں آپکے حکم کا ٹالنا مناسب نہیں یہ کہکے جو
بیٹھے دیکھا برق نہیں ہی کہا تیجے آقا غضب ہوا یہ مجبور ہا گیا عیاری تو کیا کریگا اسکو ہوشیار کر دونگا یہ کہکے
جھلاتے ہوئے چلے مگر برق کا احوال سنیئے کہ یہاں سے بھاگا قریب اُس پہاڑ کے پہونچا دل سے باتیں کرتا
ہوا کہ ای برق اُستاد نہ پہونچے پائیں میں جا کر اُس ساحرہ کو مار لوں ایک درخت پر چڑھا دیکھا ایک
ساحرہ پہاڑ پر ٹہل رہی ہی ایک طرف مشعل آتش جلی ہو اُسپر ماش کے دانے مارتی جاتی ہی برق نے صورت
بدلی ایک مسافر کی شکل بن کے طرف پہاڑ کے چلا راہ میں کنداں ملا اُسپر بیٹھا سوچ رہا ہی کہ ای برق کس
صورت سے سامنے اس ساحرہ کے جاؤں اور جاتے ہی کام کروں یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھا ایک مہاجن چار
مزدور ساتھ میں ہر ایک مزدور کے کاندھے پر ایک ایک توڑا روپے کا لدا ہوا سونے کی زنجیر مہاجن پہنے
ہوئے انگوٹھیاں سونے کی ہاتھ میں برق تڑپ گیا جی میں کہتا ہی یہ فردی نہ جانے پائے یہ سوچکر ایک برہمن
کی شکل بنا جنیو گلے میں ایک ڈول پانی کا بھر کے پکارنے لگا جل ٹھنڈا ہی مہاجن کے جو کان میں آواز گئی
آئے ٹھہرا مزدوروں نے توڑے رکھدیے برق نے سب کو پانی پلا کے بیہوش کیا برق تو انکو لوٹنے لگا
مگر اس ساحرہ کا حال تحریر کرتا ہوں کہ جب سحر العجائب اخضر کو قید کو چلے تو مشیران سلطنت سے کہا
کوئی ایسا ہی کہ صاحبقران کے لشکر کو تباہ کرے میمون جادو صف سے اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ ای شہنشاہ
طلسم نور افشان میں جا کر سب کو تباہ کروں گی وہ اسنے آئی پہلے اُن ملکوں پر گئی جو صاحبقران نے فتح
کیے تھے وہاں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک ملک عیاروں نے فتح کیے یہ بھی جادوگروں نے سنا کر عیار ڈھونڈ ھکر
مار ڈالتے ہیں اسوجہ سے پہاڑ پر آکر ٹھہری صحراے سبزہ زار کو ویران بنا یا ٹہل رہی ہی کہ اُسنے پہاڑ پر سے
دیکھا مہاجن آکر کنوئیں پر ٹھہرا برہمن نے پانی پلا کر بیہوش کیا توڑے رومیوں کے درہ کوہ میں چھپا آیا اب آکے
سب کے کپڑے آتار نے لگا میمون نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھی کہ یہ برہمن کوئی عیار ہی یہ بھی سن چکی تھی کہ عیار
مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں جب برق نے مہاجن کا توڑا لیا کپڑے اُتارنے لگا میمون کو یقین کامل ہوا کہ
بیشک کوئی عیار ہی برق نے خنجر پکڑ کے مہاجن مزدوروں کو قتل کیا جب تو میمون نے سحر کیا اور پکارکر آواز دی
او نا عیار کہاں جاتا ہی مسافروں کو تو نے مارا قزاقی کرتا ہی برق کے پاؤں زمین نے تھام لیے دیکھا وہی
ساحرہ جو پہاڑ پر تھی وہی اُترتی ہوئی چلی آتی ہی آکے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او نگوڑے تو عمرو کا شاگرد ہی سچ بتا
تیرا نام کیا ہی برق نے کہا میں تو گاؤں کا زمیندار ہوں یہ مہاجن میرا لین دار تھا میں نے تمہارا کیا میں عیار
تو نہیں جانتا آپکو کیا مطلب آپ مجھے کیوں پکڑتی ہیں آپکا اسم مبارک کیا ہی ساحرہ نے کہا میرا نام میمون جادو
نام ہی طرف سے شاہان نور افشان کے آئی ہوں ارادہ ہی کہ لشکر مسلمانوں کو تباہ کروں تجھ سے کیا ہی اسی ہی

سکے اندر لشکر مسلمانان شدت گرمی سے تڑپ تڑپ کر مر جائیگا سحر کر چکی ہون مگر سب جادوگر دنکے بھی سنا
کہ عیارون سے ہزارون جادوگر مارے مین عیارونکی تلاش مین ہون برق نے کہا میرا کوئی یار دوست
نہین آپ مجکو ناحق ستاتی ہین بڑی خرابی ہوگی میمون نے کہا مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سحر کر چکی ہون برق
لاکھ منت کرتا ہی یہ نہین مانتی کھینچتی ہوئی برق کو طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی کہ ایک طرف سے رونیکی
آواز آئی میمون نے دیکھا ایک بڑھیا سفید الماس کا پاجامہ پہنے ہوے نہایت ضعیف لٹھیا ہاتھ مین
پکارتی چلی آتی ہی اور چلا کر کہتی ہی تو کون ہی میرے بچے کو کیون پکڑا اسنے کیا خطا کی بیشک بیچاری دہقان کا
ہی میرا مال لیتا ہی اور کسی کو تکلیف نہین دیتا بیدردی سے میرے بچے کا ہاتھ کیون پکڑا ایک دو ٹکہ کا
میرے بچے کا کم ہو جائیگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگی اگر تیرا کچھ نقصان کیا ہو مجھسے لے میرے بچے کو چھوڑ دے
میمون حیران حیران کہ یہ بڑھیا کیا کہتی ہی بڑھیا گرتی پڑتی قریب آئی ایک دو ہتڑ برق کو مار اکہا بڑھے
کمبخت گھر کا مال تباہ کر چکا کھیت سب بیچ ڈالے مین تیری محبت مین باہر نکل پڑی اب بھی مجکو آرام نہین
چھوڑ دے بیوی میرے بچے کا ہاتھ میمون نے کہا بڑی بی ٹھہرو تو اسقدر بدمزاجی ہو کر دیتا سا لڑکا بڑا نالائق
ہی ابھی مہاجن کو مار ڈالا چارون توڑے روپیے لے کیا گئے مین بھی تھی کھلی عیا ہی توڑے بتلا دے
مین اسکو چھوڑ دون بڑھیا نے کہا ارے نگوڑے کمبخت مال حوالے کر اسے جو لینا ہو مجھسے لے برق
حیران ہی کہ یہ بڑھیا کون ہی بڑھیا اسقدر بدحواس ہی کبھی لاٹھی میمون پر اٹھاتی ہی برق کو تو اتنی لاٹھیان
ماری ہین کہ برق تڑپ تڑپ جاتا ہی بڑھیا منہ پھلا کر دوڑتی ہی کبھی کہتی ہی ارے او جادوگرنی مین تیرے سامنے
کہہ کا دون میرے بچے کو چھوڑ دے اسکا ہاتھ نیلا ہو گیا باپ نے اسکو بڑے ناز و نعم سے پالا کبھی
کہتی ہی ارے روپیہ بتا دے کبھی سامنے ساحرہ کے ناچتی ہی کبھی یہ اشعار عبرت آثار گا کر جادوگرنی کو سناتی ہی
کبھی رو رو کے کہتی ہی کہ یا ملکہ ان لڑکون مین یہ ایک لڑکا ہی اکثر کہا کہ ایسے نالائقون کا مال نہ چھو القصہ

ہم مین فلک کی بھی طاقت نہ چھوڑ دیکھ — دست حنا سے پنجۂ خورشید مروڑ دیکھ
ای جامہ زیب مین ہوان وہ مجنون قیس کا — پھٹ جائے سینہ مہر سے گر یا نچوڑ دیکھ
دور خمار کا بھی ہی کچھ دھیان یا نہین — ای دست حسن شیشۂ دل کو نہ توڑ دیکھ
کرنا زکی سے بار ہی دشنہ نوک نگاہ — ہم نیم بسملون کو تڑپتا نہ چھوڑ دیکھ
اغوائے غیر سے نجکا خفتہ فتنہ کو — مین عکس بھی نہین ہون تلاش ہی مت چھوڑ دیکھ
آئینہ خانہ مین کیا دل توڑنا نہ تھا — بیٹھے اب ایسے جلوہ نما مین کروڑ دیکھ
طوفان مین آب ہی گھر اشک مین نہان — ای باد دست دامن مژگان نچوڑ دیکھ
میرا قلق بھی قبلہ نما سے نہین ہی کم — باور نہین تجھے تو ذرا منہ کو موڑ دیکھ
کیا رحم دیکھنے کی بھی بندی ہو جائے — ای چشم مست کے سامنے تو ہاتھ جوڑ دیکھ
جلنا عزا جون مین بھی تاثیر کی طرف — مردم لعین نہین ہی تو پتھر کو پھوڑ دیکھ

اسی طرح سے اس بڑھیا نے یہ شعر پڑھے میمون نے کہا بڑی بی تمھین گانا خوب آتا ہی بڑھیا نے کہا
بی بی میرے گھر چلو طبلے بھی رکھے ہین ڈھول بھی موجود ہی تمھین گانا سناؤن ٹکے کا گھر الائے بلاؤن
ارے نگوڑے روپے بتا دے برق نے حیران ہو کے کہا سامنے غار مین مین نے روپے رکھ دیے

بیچے بتادون جادوگرنی بڑھیا کو لیکر چلی بڑھیا تین برق سے کرتی ہے برق کو افسوس آتا ہے کہ یہ بڑھیا
حرامزادی کہاں سے آئی چار توڑے کیونکر بتادون بھٹکاتا پھرتا ہے جادوگرنی خفا ہوتی ہے کیون بڑی بی صاحب
تمہارا بیٹا بڑا پکا چور ہے ٹھیک ٹھیک نہیں بتاتا بھٹکاتا پھرتا ہے بڑھیا نے ایک لاٹھی برق کو ماری کہا توڑے
صاف صاف بتادے یہ رویا صنم شوخ نکلے اس نے دیکھ لیا مین تجھے گھر پہ چلکے بہت رو پڑو دو گی میرے توڑے
چھپا رکھے ہیں بچہ اتنا جو مانگے گا دوگی جادوگرنی سے جان بچا لیکے بڑھیا بہت ناچی کہا میں سمجھ گئی جہان
تو نے میرا پاندان چھپا رکھا تھا وہیں توڑے بھی رکھے ہونگے یہ کہتی ہوئی ایک غار کے پاس آئی جلد
کے دیکھا کہا وہ توڑے رکھے ہیں میرے بچے کا ہاتھ چھوڑ توڑے اٹھا لے جادوگرنی نے جھک کر دیکھا
کہا بڑی بی اس غار میں تو کچھ بھی نہیں ہے بڑھیا نے کہا جھک کر دیکھ آنکھو نکلے آگے ناک سو جھے کیا خاک اچھی
طرح دیکھو تو سوجھے ویسے ہی جادوگرنی جھکی بڑھیا نے حلقے کمند کے گلے میں ساحرہ کے ڈالدیے اور نعرہ
کیا نعرہ خواجہ عمر

تراشندہ ریش کفار ہون
سب اٹھو کرین کہا سر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو ہون میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و عیار ہون
اڑادون صبا سے بھی میں ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو کر قدم
زمانے کے مری کرو پاپوش کو

لپٹ کے خنجر مارا سکر چاک
قصہ پاک برق سنا چاہا بھاگون خواجہ نے گریبان پکڑا کہا کیون بے بنے تجھکو منع کیا تھا مگر تو کچھ
کیا وہ کیا چارون توڑے کہاں رکھے ہیں بتادے مجھے بھی کچھ دونگا برق نے لاکر بیچ حوالے کیے خواجہ
کب مانتے ہیں برق نے کہا استاد میں نے بہت مشقت کی ہے دو مین لون دو آپ لیجیے عمرو نے کہا بیٹا
چارون تھیلیاں تو مین حفاظت سے رکھونگا جب تمہارے بیٹے کی شادی ہوگی دیدونگا تمہارے
پاس رہینگے چار دشمن پیدا ہونگے ناچار برق نے توڑے بتا سے برق کو ساتھ لیکر لشکر میں آئے
امیر نے برق کو بھی خلعت دیا عمرو نے باہر نکل کر کہا شاہ خلعت اتارو بادشاہ سے ملی دی ہوئی چیز کھری کھری
نہیں پہنتے ناچار برق نے خلعت بھی اوتار دیا یہان سحر العجائب و مصر الغرائب بارگاہ میں بیٹھے
بیان کر رہے ہیں کہ میمون نے جا کر سحر کیا لشکر اسلام گرمی سے ہلاک ہو رہا ہے بیچر کہا حمزہ نے اسم اعظم
پڑھا لشکر کی بیقراری موقوف ہوئی یکایک بیٹھے بیٹھے اوچھل پڑی ساحرون نے پوچھا حضور کیا ہوا
کہا عمرو نے میمون کو بڑھیا بنکے مارا کہا غضب کیا عجب عیاری کی دل بیقرار کر دیا او یارو حمزہ چل نکلا
اب برابر علامت کے آجائیگا ملکہ حسرت جادو لپٹنے دنگل ہے اسکی عرض کی اے شہنشاہ لونڈی جا کر
روکتی ہے دیکھون وہ حمزہ کیونکر آتا ہے اگر جاتے ہی میں کل لشکر کا خاتمہ نہ کر دیا تو نام اپنا حسرت جادو نہ
رکھا بڑے افسوس کی بات ہے کہ غیر ساحر ساحرہ کو مارے اور میں خاموش ہو رہون ماہان نور افشان
نے کہا اے حسرت حمزہ تا بہ علامت نہ آنے پاوے اگر آج زرہ کا قول برابر علامت کے آجا بیٹھے
ہرچند کہ علامت کے سلسلے آگ اور دریا ہو گھیر دیں گے آگ سے سر ٹکرا بیٹھے طاؤس آتش بار
ایسا ساحر نہیں ہے کہ جسکے سحر سے امان پائیں حسرت نے کہا میں وہیں جا کے روکتی ہون لشکر بارہ
ہزار جادوگر ساتھ لیے قلعہ طلسمی سے نکل کر چلی جسوقت علامت سے نکل چکی پانچ کوس راستہ طے
کیا تھا دیکھا ایک لشکر ساتھ حد نظر غیر ساحر وکا اترا ہوا ہے مگر وضع انکی مثل لات پرستون کے ہے

حسرت بلا تکلف لشکر میں آئی حال پوچھکر کچھ اطمینان ہوا بارگاہ میں پہونچی اورنگ وجاروق
مقام صدر پر تھے گرد اور مصاحب بھی تھے حسرت نے گھبرا کر پوچھا تم سب کون ہو وہ جو افسر تھا اُسنے
کہا اورنگ بیشہ نشین میرا نام ہے مسلمانوں سے مقابلہ ہے انہیں ماں جادو نے قیامت برپا کی اسم اعظم
بند کیا حرز ہیکل چھین لی شاہان طلسم سے مدد پہونچی ہم لوگوں کو ملک سے آوارہ کیا میں دن صحرا میں پھرا
کیے آج اس مقام پر آکر اترے ہیں بہت جستجو کی کہ اپنے ملک میں پہونچیں مگر نہ ممکن ہوا وہ وہ صحرا ملے
کہ انکی وحشت دیکھکر ہوش اڑتے تھے خدا نہ کرے کہ انسان کا اُن مقامات پر گذر ہو مگر آپ کون ہیں
کہاں سے آئی ہیں کہاں جائینگی حسرت نے سب حال اپنا بیان کیا کہا میمون جادو تھی تھی
عیار حمزہ نے اُسے مار لیا اب شاہان نورافشان نے مجھے بھیجا ہے جا کر مسلمانوں کو روکوں ایک
قدم آگے بڑھنے نہ دوں اورنگ وجاروق نے کہا ملکہ ہم کو بھی ساتھ لیجیے حسرت کو اورنگ نے
مقام صدر پر جگہ دی کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی اورنگ سے کہا تم میرے ساتھ چل کے کیا کروگے تم
جاکر شاہان نورافشان سے ملاقات کرو تمھارے ملک پر تمکو پہونچا دینگے راہ راست دکھا دینگے
بھٹکتے نہ پھروگے اپنے ملک میں پہونچ جاؤگے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ طبل سکندری کی آواز کانوں میں آئی
اورنگ نے گھبرا کر کہا حمزہ آ پہونچا انہیں کے ساتھ نقارہ ہے کہ جس کی آواز بارہ کوس تک جاتی ہے یا یہ
اس آواز سے صحت گھبراتی ہے سب آمد لشکر صاحبقران کا تماشا دیکھنے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرے کہ یکایک
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا جنے پہلوان عادی اندر بارگاہ کشائی کا لیے ہوئے اپنے طریقہ قدیم سے
آکر پہونچے بارگاہ کشائی کو استادہ کیا ایکطرف خود فروکش ہوئے چالیس بھائی اپنے اپنے مقام پر اترے
چالیس ہزار قزاق صحرا میں پھرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے پھر گرد بلند ہوئی محیط فیل پیکر بڑے زور شور سے
آکر پہونچا عادی کو سلام کرکے اپنے مقام پر شہراب گردن ازو نے لعین عجیب الحجاب عبد القہار شہزادہ
حلب کے بیس ہزار فوج سے آکر پہونچے شام تک آمد ہی شام کو جس مقام پر تھا رک گیا اورنگ
و حسرت اٹھ گئے دوسرے دن پھر سویرے سے آکر بیٹھے آج گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے خاقان
ابن الخاقان بہرام گردن خاقان چین اسی ہزار جوانان چینی سے آکر پہونچا ساتوین دن اکتارے کی
آواز کان میں آئی سب پر نگاہ حیرت دیکھنے لگے شفق عیاری پر خواجہ عمرو کو دیکھا سترہ سو پیک بچہ
با لباس عیاری سے آراستہ قمریاں چلتی ہوئی جست و خیز کرتے ہوئے آکر خواجہ پہونچے دسوین
گیارھوین دن صاحبقران زمان آکر پہونچے پھر دو نگہبان زرین ساتھ اپنے اپنے مقام پر اترنے
لگے صاحبقران خراسان بارگاہ میں آئے سب سردار لعبت سے ہوئے لشکر کو دیکھ کے عمرو سے
پوچھا خواجہ یہ لشکر کس کا ہے عمرو نے عرض کی اورنگ بیشہ نشین قلعہ اورنگ آباد سے آوارہ
آیا ہے حسرت جادو بھیجی ہوئی شاہان طلسم کی آکر شریک ہوئی وہی لشکر فروکش میں ان سب
لشکروں کے بعد لالہ عذار و ماہ رخسار بھی آکر پہونچیں حسرت جادو کا نام سنکر قمر انگیز نے کہا
خواجہ برائے خدا لشکر حسرت میں جانیکا ارادہ مت کرنا بڑے غضب کی ساحرہ ہے اُسکو اپنے سحر
پر بڑا ناز ہے شاہان نورافشان نے کچھ سمجھکر بھیجا ہے عمرو نے کہا خدا مالک ہے ہمیں جانا ضرور ہے نام
ساحرہ کا سنکر قلب نا صبور ہے جاکر دیکھینگے کہ لالہ عذار و ماہ رخسار بھی ایک مقام پر آکر اتریں

مگر لشکر صاحبقران سے انکا لشکر الگ ہے صاحبقران نے فرمایا تھا کہ ہمارا قانون نہین ہے کہ ساحر لشکر
کے ہمراہ رہے مگر لشکر مجرد بیٹھا ہے حسرت جادو نے اورنگ سے کہا مین جا کر ایک سحر تو کرون
یہ کہکے بارگاہ سے نکلی لشکر سے باہر اک پہاڑ تھا اُس پر آکر ٹھہری یہان صاحبقران بارگاہ دین مین
خواجہ عرض کرتے ہین غلام واسطے خبر کے جائے امیر فرما رہے ہین اور ہر کارون کو بھیجو اگر وہ طبل
جنگی بجوائیگا مقابلہ پڑیگا تم ابھی نہ جاؤ امیر باتین کر رہے تھے کہ اک ابر آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین لشکر
مین تلاطم ہوا خیمے بہنے لگے جانور کھل گئے صاحبقران گھبرا کر نکلے عمرو نے کہا آقائے نامدار اسم اعظم
پڑھیے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ساحرہ نے سحر کیا آپ اسم اعظم پڑھین برف برسنا موقوف ہو تو مین جا کر خبر
لاؤن برق اسی مینہ برستے مین نکلا صورت بدلے ہوئے لشکر اورنگ مین آیا ایک جادوگرنی جاتی
تھی اُس سے پوچھا بی حسرت جادو کہان ہین اُس ساحرہ نے کہا سامنے پہاڑ پر سے سحر کر رہی ہین
مین اسباب سحر لینے آئی ہون برق نے باتین کرتے کرتے اُس ساحرہ کو حباب مارا بیہوش کر کے کنارے
ڈالدیا اُسکی شکل بن کے چلا زیر کوہ آیا دیکھا پہاڑ پر سے لکہ ہائے ابر اُٹھتے ہین جا کر آسمانی ابر مین ملتے
ہین برف کا زور ہو جاتا ہے ہوا سے تند چل رہی ہے برق جب زیر کوہ پہونچا حسرت نے اُوپر سے آواز
دی ای گلعذار تو نے آنے مین بڑی دیر کی یون ہی پلٹ جا دو چار گھڑا یہان لا رات کٹنا دشوار ہوگی
برق پلٹا تھوڑی دور چلا تھا کہ پہاڑ سے حسرت جادو نے سرہنگ جادو کو بھیجا گلعذار کو بلا کے
شراب ہمارے واسطے نہ لائے ہم پھیں سحر تیار کر لیتے سرہنگ نے صحرا مین آکر برق کو پکارا ای
گلعذار ٹھہر جاؤ ملکہ نے پھر فرمایا ہے برق تھما سرہنگ برابر آیا کہا ای گلعذار نہین معلوم ملکہ کو کیا کھٹکا
گذرا مجھسے فرمایا کہ گلعذار کو منع کرو ہمارے پاس بلا لاؤ برق سوچا شاید اسکو سحر نے خبر دی سرہنگ
سے کہا دیکھو خود ملکہ آتی ہین جیسے ہی سرہنگ پلٹی برق نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے گرتے
کرتے حباب مارا یہ بیہوش ہوئی برق خنجر کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون یہان حسرت کو شک تو ہوا تھا
دیر جو ہوئی خود چلی دور سے دیکھا سرہنگ بیہوش پڑی گلعذار خنجر کھینچکر چلی حسرت بیقرار ہوگئی یہین
سے آواز دی خبردار او ناعیار کیا کرتا ہے برق خنجر نہ مار سکا کود کر بھاگا حسرت نے پیچھا کیا یہان صاحبقران
نے اسم اعظم جو پڑھا برف برسنا موقوف ہوئی صاحبقران خواجہ سے باتین کر رہے ہین کہ دیکھا
برق گھبرایا ہوا آتا ہے عمرو نے پکار کر پوچھا ارے بھوت سے خیر تو ہے برق نے پکار کر کہا استاد میرے تعقب
مین ساحرہ آتی ہے مین نے عیاری کی تھی نہ بن پڑی وہ آگاہ ہوگئی برق چاہتا ہے کہ تڑپ کر قریب صاحبقران
کے پہونچا حسرت آسمان پر آکر بجلی دی مین سے نعرہ کیا او ناعیار وہ اور ساحر تھے جن پر تم لوگون نے عیاری
کی ملکہ حسرت جادو تڑپ کر گری برق نے چاہا بھاگون حسرت نے کمر مین پنجہ ڈالا ... امیر نے
چاہا تیر مارین وہ قندیل فلک ہوئی امیر حیران ہو کر رہ گئے عمرو نے کہا غضب ہوا برق کو لیگئی جانے
ہی قتل کریگی نہین معلوم کیا عیاری کر کے آیا تھا حسرت اُسے لے گئی یہ کہکے عمرو چلا لشکر مین
بلوہ ہوا ابوالفتح اصفہانی وغیرہ چلے لیکن حسرت جادو برق کو لیے ہوئے پہاڑ پر آئی منہ پر
ہاتھ پھیرا بصورت اصلی ہوا حسرت نے کہا ارے میری کنیز کو کیا کیا برق نے کہا مار ڈالا حسرت
جھلا کر ابھی کہ برق کو قتل کرے ہمرف ہاتھ جوڑنے لگا کہا ای ملکہ مین نے آپکی کنیز کو قتل نہین کیا ملکہ

مقام پر بیہوش پڑی ہی حسرت تڑپ گئی گلعذار کو اُسی مقام پہ برہنہ پایا ہوشیار کر کے پلٹی برق کو
ہمرہ مین مبتلا کر آئی ہی کہ ایک طرف سے صحرا کے دیکھا ایک لڑکا گوری گوری صورت نیلا لباس پہنے ہوے
گنگناتا مثل ستارۂ سحری چمکتا ہوا ڈفلی ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین سر ہلاتا یہ غزل گاتا ہوا جاتا ہی نظم

سیکڑون آہین کرون پر ذکر کیا آواز کا — تیر جو آواز دے ہر نقص تیر انداز کا
ہمزبانون سے کرون کیا ربط مین نازک مزاج — بوجھ اُٹھ سکتا نہین مجھسے کسیکے ناز کا
رشک سے جلتا ہی ایسا روے جانان دیکھکر — طور ہی بیتاب مین مہتاب آتشباز کا
یار سے کرتا ہون مین باتین جلے جاتے ہین غیر — صاعقہ انکو ہوا شعلہ مری آواز کا
آگے مجھ کامل کے ناقص ہی کمال مدعی — درمیان ہی فرق استدراج اور اعجاز کا
جال اے صیاد اپنی زلف کا تو رد کر دے — ہو ارادہ میرے مرغ روح کو پرواز کا
ہو ایسا چاہیے عاشق خیال دوست مین — غیر اگر بولے یقین ہو یار کی آواز کا
جسقدر جلتا ہی ہوتا ہی سیہ داغ جنون — ہو چراغ اپنا دل روشن مرکب ساز کا
گر کوئی پڑھنے لگے بزم غنا مین میری نظم — کان کا پردہ وہین بجا ہے پردہ ساز کا
ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجھکو گران — آسمان بنجائے گا طاؤس آتشباز کا
میری نظرون سے جو تو پنہان ہوا رسوا ہوا — بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا
کی ہی باران شدت سے رشکال اشک نے — کیون نہ وان آجاے موسم سبزۂ آغاز کا
جلکے ناسخ گلشن شیراز کو آیا دکن — آشیان ویران پڑا ہی بلبل شیراز کا

حسرت جادو سنتے ہی بیقرار ہو گئی پکارکر آواز دی میان گانے والے ذرا ادھر آؤ ہمین بھی اپنا
گانا سناؤ لڑکے نے ٹھیر کر کہا یہ وقت ہمارے چار پیسے پیدا کرنیکا ہی ہم بھی پرجاتے ہین حسرت جادو
کو بڑا افسوس ہوا کہ کیا کمال کی بربادی کا وقت آیا کہ ایسا گانے والا کامل واکمل ہزار دو ہزار مین ایک ہی اسکو
یہ تباہی افسوس کر کے کہا میان جو تمکو ملے گا کیا وہ تمھارے پیٹ کی فکر نہ کرے گا لڑکے نے
کہا ہم حاضر ہین حسرت باتین کرتی ہوئی اپنے ساتھ طرف پہاڑ کے لیچلی جب دامن کوہ مین پہونچی لڑکا
ٹھٹھک گیا کہا کیون ملکۂ عالم آپ ہمکو جنگل مین کہان لیے جاتی ہین حسرت نے کہا بابا اسی پہاڑ پر مسکن
ہی عمرو کا شاگرد جو بہت مشہور ہی وہ بھی عیاری کرنے آیا تھا اسکو مین نے گرفتار کر لیا اسکو قتل کر دونگی
تو بھی ایک خنجر مارنا سامری جمشید تحریر کر گئے ہین کہ برق کی قضا میرے ہاتھ سے ہی جو مسلمان پر ایک
خنجر لگائے گا قدرت کا پھل نشین کہلائیگا لڑکے نے کہا میرے سامنے کسی کی فصد کھلتی ہی تو مین
بیہوش ہو جاتا ہون کسی کے مرنے جینے کا حال سنکر گھبراتا ہون حسرت جادو اُسکی بھولی بھولی
باتون پہ ریجھی جاتی ہی دل مین کہتی ہی یہ تو اس لایق ہی کہ تعویذ بازو بنا کر رکھین یا تو لڑکا دوڑا ہوا ساتھ
جاتا تھا یا پہاڑ کو دیکھکر ٹھٹکا کہا ملکہ ایک تماشا دیکھیے سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی سانپ نے کئی مرتبہ نیولے
کو کاٹا نیولا ایک درخت کی پتی کھانے چلا آتا ہی اسقدر لڑا کہ اب سانپ کو سست کر دیا حسرت جادو
یہ کیفیت دیکھنے لگی کہا ارے کہان اسی لڑکے نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ سامنے لڑ رہے ہین حسرت جادو اس
طرف دیکھنے لگی لڑکے نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالے نعرہ کیا منم عیار ابو الفتح اصفہانی حسرت جادو

تڑپی اُف منہ سے نکل گئی شعلہ جو منہ سے بھڑکا کند جلی ابوالفتح گرا حسرت جادو نے وہ خنجر زمین پر مارا ابوالفتح کے پانون زمین نے پکڑ لیے حسرت نے منہ پر ہاتھ پھیرا خنجر لیکر چلی کہ قتل کرے ابوالفتح نے کہا ذرا میری سن لیجیے اے ملکہ عالم مین آپکے قتل کرنے کو نہ آیا تھا منظور یہ تھا کہ آپ سے ملاقات کرون دیکھون کیسی ساحرہ آئی ہو سیکڑون جادوگرنیان مین نے مار ڈالین مگر آپ ایسی چست و چالاک ہمہ مین ساحرہ میری نگاہ سے نہ گذری تھی مین اسی فکر مین تھا کہ کوئی ساحرہ عمدہ ملے تو مین اسکی نوکری کرون حسرت نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہو شاہان نور افشان نے مجھکو سمجھا دیا ہو کہ جو عیار ملے اسکو فوراً قتل کرنا مین نہ مانونگی خنجر برہنہ لیکر چلی کہ صحرا سے آواز آئی او حسرت کیا کرتی ہو تو بھی حسرت و یاس لیکر یہ دار دنیا سے اُٹھیگی دیکھ شاہ کیا ارشاد فرماتے مین حسرت نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر شیر صحرائی پر سوار ایک کاغذ بڑا سا ہاتھ مین شیر کو اڑاتے ہوئے آتا ہو چشم زدن مین برابر حسرت کے پہونچا حسرت نے کہا میان ساحر صاحب زبان سنبھال کے کلام کرو ساحر نے کہا شاہ ہمارے حکم دیچکے ہین کہ جاکر حسرت کی ناک کاٹ لو تو نے ابھی سحر کیون کیا مالک کا حکم نہین اس کاغذ مین سب کچھ لکھا ہو پڑھ لے حسرت نے کاغذ ہاتھ سے لیا مہر شاہان نور افشان کی لفافے پر پائی جیسے ہی کاغذ کھینچا اسمین سے بیہوشی اڑی اور حسرت لگے چلا اٹھون ساحر نے نعرہ کر کے بعد وہ ما یا نعرہ و فغان

سریع السیر جون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدہ آتش فشانم
منم مہتر قران شیر زبانم

بعد وہ الناپڑا سر حسرت کے ہزار ٹکڑے ہوئے ابوالفتح چھوٹ کر بھاگا لشکر ساحران جو گرد کش ہوا ان بھونگے کانین آواز آئی کشتی مرا نام من حسرت جادو بود پھر کیا چھوڑ کر بھاگے اورنگ گھبرا کر بارگاہ سے نکلا دیکھا لشکر ساحران بھاگا جاتا ہو گھبرا کر پوچھا ارے کیا ہوا سب نے کہا ہمارے مالک کے مرنے کی آواز آئی ہم اپنے شاہون کی خدمت مین جاتے ہین اورنگ نے آکر لاشہ حسرت کا زیر کوہ پایا ایک عیار کپڑے اتار رہا ہو اورنگ نے للکارا برق اسکا زیر جامہ لیکر بھاگا اورنگ نے لاشہ حسرت کا اٹھوایا لاش کو اسی صحرا مین جلوایا اکر صلاح کرنے لگا اے جاروق آج شب کو ارادہ ہو کہ یہان سے کوچ کر جاؤن شاہون سے جاکر عرض کرون کہ کوئی تدبیر کیجیے سحاب قطرہ زن عیار نے عرض کی آپ کیون گھبراتے مین آج شب کو حمزہ کو پکڑ لاؤنگا ساتھ آبرو کے نور افشان چلیے گا شاہ بھی خوش ہون سحاب کے کہنے سے اورنگ رکا سحاب دل مین بانہا سے عیاری جسم پر آراستہ کر کے چلا لشکر صاحبقران مین آکر دیکھا خوشیان ہو رہی ہین صاحبقران بارگاہ مین ہین سردار سب بیٹھے جاتے ہین عمرو کو دیکھا عیار اونکو ساتھ لیے پہرے طلایہ مقرر کرنے جاتا ہو جب اسنے دیکھا کہ عمرو طرف بازار بزازان کے گیا رات ہو چکی ہو بہ تعجیل اُسنے صورت بدلی عمرو کی صورت بنکے بارگاہ مین گیا صاحبقران سے عرض کی مجھے بلکہ عرض کرنا ہو صاحبقران اُٹھے سحاب قطرہ زن صاحبقران سے کہتا ہوا چلا اے شہریار اورنگ و جاروق نے ارادہ کیا ہو کہ لشکر حضور پر شبخون مارین حضور آمادہ رہین مین وقت پر اطلاع کرونگا اسطرح کی باتین کرتا ہوا صاحبقران کو جنگل مین لایا اور کہا کہ ایسا نہ ہو عمرو آجاے مگر صاحبقران کو تنہا پاکر دل کو مضبوط کیا کہا دیکھیے کچھ سوار سیل آتے ہین صاحبقران نے منہ پھیرا سحاب قطرہ زن نے حلقے کمند کے ڈالے بیہوشی پھینکی

اوڑائی امیر بیہوش ہوکے گرے اُسنے فوراً پشتارہ باندھا لیکے بھاگا عمرو جو پلٹ کر بازار سے آیا
ایک خدمتگار نے خبر دی کہ آپ تو ابھی صاحبقران سے باتین کر رہے تھے عمرو یہ خبر وحشت اثر سنکے
گھبرایا قریب بارگاہ کے آیا دیکھا خادم خدمتگار کہہ رہے ہین کہ صاحبقران کہان گئے عمرو پشت پر خیمے
کے آیا دیکھا وہان خنجر صاحبقران کا پڑا ہی پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہی پریشان ہوا ہوا
بڑا ہو گیا صاحبقران کو کوئی چرالیگیا ایک طرف سے بہرام دوڑا ہوا آیا کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا مین جاتا ہون انشاءاللہ لیکر آؤنگا تم لشکر تیار رکھو
بہرام نے لشکر تیار کیا محیط فیلدرجہ آیا دیکھا لشکر تیار ہو رہا ہی گھبرا کے پوچھا سب نے حال بیان
کیا اُسنے بھی لشکر آراستہ کیا مگر عمرو جو بھاگا لشکر کفار مین آیا دیکھا جا بجا یہی ذکر ہی کہ سحاب قطرہ زن نے
صاحبقران کو چرالایا عمرو خدمتگار بن کے اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا صاحبقران کو سلسل
کر رہے ہین اور اورنگ کہہ رہا ہی جسطرح سے رات ہی رات کل چلو جارودق کہتا ہی اب کیا خوف ہی
صاحبقران ہمارے قبضے مین ہین اور سردارون سے کیا ہم کم ہین ہم کیا کسی سے پایا کم رکھتے ہین
عمرو کھڑا سنا کیا جب صاحبقران کو سلسل کر چکے امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی ہاتھ
ہلایا خانہ زنجیر مین غل ہوا امیر کو معلوم ہوا کہ مین گرفتار ہوا آیا اکڑ کر اُنھے مثل اہل اسلام کے پکار کر
سلام کیا اورنگ نے پکار کر کہا یا صاحبقران اس دن کی خبر نہین تھی امیر نے فرمایا او نامرد
عیار کے ہاتھون گرفتار کرایا اسپر ناز کرتا ہی جو تجھسے ہو سکے ضرور کر تا ہی ذکر جارودق نے کہا اے
اورنگ ہم قید حمزہ کی لیکر جانے نہ پائینگے سردار انکے روکین گے لڑائی پڑیگی بہتر یہ ہی کہ جلاد کو بلاؤ
ابھی حمزہ کو قتل کر ڈالو اورنگ کو بھی یہ بات پسند آئی حکم دیا جلاد کو بلاؤ عمرو جلاد کی صورت
بنکر سامنے اورنگ کے آیا کہا حمزہ کا سر کاٹون اورنگ نے اشارہ کیا زلف لیلاے شب
کمر سے گذر چکی ہی جسوقت کا یہ ہنگامہ ہی اورنگ نے حکم دیا عمرو جھپٹ کر قریب صاحبقران کے
آیا چپکے سے عرض کی صاحبقران ہوشیار ہو جائیے پہلے ہی حکم مین عمرو نے تیغہ مارا امیر نے ہاتھ
اٹھا دیا ہتکڑی کٹی خانہ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک کافر کو مار کر تلوار لی نعرہ کر کے لڑنے لگے
بہرام وغیرہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران رہا ہوئے سوار ہو کر چلے مقبل نے لا کر گھوڑا
پہونچایا امیر اشقر پر سوار ہوئے بہرام و محیط و عبدالجبار و عبدالقہار تلوارین پکڑ کے
آ پڑے گھمسان سے تلوار چلنے لگی لالہ عذار و ماہ رخسار نے قصد کیا کہ ہم بھی جنگ کرین
صاحبقران نے پلٹ کر خواجہ سے فرمایا بر معسکر لالہ عذار و ماہ رخسار سے منع کر دو کہ لشکر
غیر ساحران سے جنگ ہی کوئی ساحر آنے کا ارادہ نہ کرے لشکر اورنگ و جارودق نے بھی
ہوگیا قضاے کار ساونت اژدرگیر پہلوان پایتخت سحر العجائب و مصر الغرائب ایک قلعہ
لیئے جاتا تھا یہان پہاڑ کے پیچھے اترا ہوا تھا جیسے ہی لشکر صاحبقران لشکر اورنگ پر گرا
اورنگ و جارودق گھبرائے ہوئے تھے بے ڈر سے بھاگے لازمان صاحبقران
مارتے ہوے چلے ساونت پڑا ہوا سو رہا تھا آواز گیر و دار سے بیدار ہوا خادم جو حبی پر
تھے ان سے پوچھا یہ کیسا ہنگامہ ہی خادمون نے عرض کی اورنگ و جارودق نے ہاتھ سے

صاحبقران کے شکست کھائی بھاگے ہوئے آتے ہین لشکر مسلمانان تعقب مین آتا ہے اورنگ
وجاروق بھاگ کر آپ کے لشکر کے قریب آگئے مسلمان اپنی سرکشی نہین موقوف کرتے لڑتے
بھڑتے چلے آتے ہین یہ سنکر ساونت کو غصہ آیا کہا ارے وہ بھاگ کر بادولت کے لشکر مین آئے
مسلمانون نے نام ہمارا نہین سنا سات لاکھ فوج سمندر کی موج فوج کش ہے بادولت نے بڑے بڑے
قلعے برباد کیے حوالی طلسم نور افشان مین مشہور ہے جس پہلوان نے خراج نہ دیا اسپر شاہیون سے
حملہ بھیجا جاتے ہی اسکو پامال کیا سرکار کا خراج لیا مسلمانون نے ہمارا نام نہین سنا گینڈا لاؤ کشتی
سلاح کی حاضر ہوئی آواز ساونت سنکر چند کیدان رسالدار حاضر ہوے عرض کی حضور جلد چلین
لشکر پامال ہو رہا ہے مسلمان گھس آئے حمزہ کی تیغ بیدریغ چمک رہی ہے ہزارہا ملازم سرکار کے
مارے گئے ابھی فوج سرکاری تیار نہین ہوئی حکم سرکار کا انتظار ہے ساونت یہ سنتے ہی سوار ہوا مسلح و
مکمل ہو کر گینڈے پر سوار ہو نکلتے ہی نعرہ کیا اے ملازمان بادولت مسلمانون کو گھیر کر مار لو زندہ ملین تو
گرفتار کرو یہ بے ادبی بادولت کے لشکر مین گھس آئے کچھ خوف نہ کیا ساونت نے جو نعرہ کیا سات
لاکھ فوج مین قہر ناموس فوج تیار ہو بلی سنکر صاحبقران سے جدا لشکر ساونت مین آچکا تھا چہار
جانب سے فوج ساونت نے حملہ کیا اورنگ وجاروق بھی روتے پیٹتے سامنے ساونت
کے آئے عرض کی اے رستم زمان مسلمانون نے بہت تنگ کیا ہے آپ کی پناہ مین آئے مگر مسلمانون نے
پیچھا نہ چھوڑا ساونت نے حکم دیا اپنی فوج کو آراستہ کرو مسلمانون کو گھیر لو جانے نہ پائین اورنگ
وجاروق نے بڑھکر نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے بڑھکر آوازین لگائین اے ملازمان اورنگ
وجاروق نہ گھبراو ساونت اژدر گیر نے مدد کی تمام لشکر تیار ہو حملہ کیا ہے لشکر مسلمانان کو گھیر لیا ہے
یا تو ملازمان اورنگ وجاروق بھاگے جاتے تھے یا اب لڑائی پڑی لشکر ساونت نے چہار
جانب سے لشکر صاحبقران کو گھیر لیا اب جو صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ہمارے سب
جوان گھر گئے جہان ہمارا ساکروڑ آدمی ہے جوانون نے آکر گھیر لیا ملازم لڑ رہے ہین جانبازی مین مصروف
ہین صاحبقران جھپٹ کے جاتے ہین اپنے ملازمون کو بچاتے ہین مگر غول سے نکالتے نکالتے
دو چار قتل ہو جاتے ہین صاحبقران بھی زخم کھاتے ہین محیط سے اور ساونت سے مقابلہ پڑا
ساونت نے ہاتھ مارا سر محیط کا زخمی ہوا چاہا کہ ساونت نے سر کاٹ لون بہرام آپڑا الٹی ہاتھ
تلوار کے مارے ساونت نے روک کر ہاتھ مارا سر بہرام کا بھی زخمی ہوا جو سردار سامنے ساونت
کے گیا زخمی ہوا صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ محیط و بہرام و عبد القہار و عبد الجبار
زخمون مین چور چور لڑائی سے عاجز ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے زخم سر باندھ رہے ہین
کفار کا بلوہ ہے ساونت کا ہاتھ بے پناہ پڑ رہا ہے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے جس سردار کو
جہان دیکھا لوٹ کر جا پڑا ضرب اسکا خطا نہین کرتا قیامت کرتا پھرتا ہے صدہا بندگان خدا
اسکے ہاتھ سے مارے گئے دیو ہے جسپر جھوم کر جا پڑا اسکو زخمی کیا ہزارہا لاشہ لوٹ رہا ہے صاحبقران
یہ دہشت ساونت دیکھکر بڑھے اول تو اکثر بہرام وغیرہ کو بچایا جو زخمدار تھا اسکے واسطے سینہ
سپر کیا کئی سردار ساونت کے مارے ساونت کا بھائی احسنت غیر سوار لڑ رہا تھا محیط کو

لیے ہوئے کافر بلوہ کر کے سامنے آتے ہیں طائران تیر اڑ رہے ہیں امیر نے ہزار ہا تیر کھا کر پیچ و تاب کھائے گرد اشقر دیوزادوں کے ہزار ہا تیر لگے ہوئے پڑے ہیں اب یقین کامل ہوا کہ کوئی زندہ نہ بچیگا سب ہا پایان فوج گھیر کر لیے ہوئے ہیں لاشے گھوڑوں کے گر رہے ہیں پیدل بہ اوصاف جانبازی سوار و زخمی ہو کر کتا رہی اس وقت صاحبقران نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھے ای معبود حقیقی تو نے بچپن سے میری نابرداری کی ہر مقام پر مظفر و منصور کیا اس وقت بھی سر سے بچا کے دشمنوں کے ہاتھ سے نجات دے ای خالق لیل و نہار ای میرے پروردگار ای ساتر العیوب ای غافر الذنوب تجکو سب طرح کا اختیار ہے بندہ مجبور و لاچار ہے اس بیکسی بے بسی میں کون سعین و مددگار ہے نظم

دعا سے کند من آئم مستجاب	چو عاجز زبانندہ دانم ترا	تو کو سے بیران کس کا در رنج و تاب
		درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای ستار العیوب ای دافع البلیات تیری صنعت کے قربان تجکو ماہ تابان فوج بستی ثوابت و سیارگان دنکو مہر درخشان فوج اسکی ذرہ ہاے ریگ بیابان نخل ہاے صحرا فوج بالغ ہاے ہا سے تیری وحدانیت پر گواہی دیتے ہیں ہم بھی تیرا نام باعزاز و اکرام لیتے ہیں تمام عالم کو اپنی صنعت سے معمور کیا صفت و صنعت رزاق مطلق غیر ممکن نظم

ای کہ شد ذات تو در دیر و حرم مسجود ما ۔ مطلب و مقصود ما و شاہد و مشہود ما

شکل دل ہستی بہ پہلوے دل و جانم نہان ۔ عشق جان پوشیدہ کاندر وجود بود ما

سوز غم داریم از چشم نہان و در دل نہان ۔ ہست اندر سینہ مخفی آتش بیدود ما

سر نگون پیش بتان سنگدل ما کے کنیم ۔ در وجود بت نباشی تا تو خود مسجود ما

رہبری کن رہبری ای رہنماے گمرہان ۔ مینماید دور زین جا منزل مقصود ما

در شمار و حد خود ہستند بیحد و شمار ۔ عفو نا محدود تو عصیان نا معدود ما

سر نگون در سجدہ کے گردد بجز اماد تو ۔ نفس شیطان و شریر و کافر و مردود ما

زابتدا سرشت کمر بستیم بہ بندگی ۔ شد شہود روز الست این وعدہ موعود ما

حمد حق گوئیم ہندی در زبان پارسی ۔ ہست گرچہ کشور ہندوستان مولود ما

امیر نے بلک کر جو دعا کی تمام سرداروں نے آمین کی عمرو بھی بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہا ہے امیر جو زیادہ زخمی ہوئے عمرو دیکھکر بیقرار ہوا بلک بلک کے پکارا ہای ای معبود میرے آقا کو بچالے ایسا میں نے کبھی زخمی نہیں دیکھا تھا جیسا آج زخمی ہوئے ہیں تو رحم اپنا شریک کر سبھوں نے جو بیقرار ہو کر دعا مانگی باب اجابت وا تھا ہر دعا ہدف مراد پر ہونچا سب نے دیکھا آسمان سے نوبت نقارہ کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ نقابدار زرین پوش تخت زبرجدی پر سوار تمام دیوزاد پریزاد قرین ہاتھ میں لیے ہوئے سرداران نامی کا منصوبہ دیوزادوں نے ہتیار لگائے ہوئے خود ہاے زرین سر و نیزہ گھوڑے دیوزادوں کی بغلوں میں دبے ہوئے کئی ہزار نقارہ بجتا ہوا عیار نقابدار کی نگاہ پڑی کہ صاحبقران انتہا کے زخمدار بیچ میں کفار کے ہجوم رہے ہیں عیار نے غل مچا کر آواز دی ای شہریار غضب ہوا صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہیں لاکھوں میں اکیلے لڑ رہے ہیں انتہا کے زخمدار ہیں یہ سنتے ہی نقابدار نے جو حال صاحبقران دیکھا خون عروقوں میں جوش

مارنے لگا مرکب سے چشمی طلب کیا پشت مرکب پر سوار ہوا دیو نزادوں سے اشارہ کیا تم سب
صاحب ہٹ جاؤ دیو نزاد طرف صحرا کے سدھارے گئے نقابدار نے بین ہوش بصد جوش و خروش بارہ ہزار جوان
شیر دل کو ساتھ لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران پر اتنا کا ملہ دیکھا کمان کیانی دوش سے
اوتاری بارہ ہزار کمانیں کاندھوں سے اتریں سب جوان لیس ہوئے گوشوں سے آگے لگا کفار و خدا کا بارہ
ہزار تیر چلے عقاب ہائے تیر پیغام قضا لیکر راہی کفار و نگاہ پہونچے کسی تیر نے خطا نہ کی بارہ ہزار جوان
لشکر کفار کے جہنم میں پہونچے سہم کر گھوڑوں سے گرے خطا سرزد ہوئی گوشہ پناہ نہ ملا تیر بعا کر
چلاتے تھے نقابدار نے کمان پھینکی نیزہ ہاتھ میں لیا بارہ ہزار جوانوں نے نیزے اٹھائے جس
طرح تیر چلے تھے اسی طرح نیزوں کے وار کیے بارہ ہزار سوار نیزہ زدہ ہو کر گرے اب نقابدار تلوار کھینچکر
جا پڑا بارہ ہزار جوان تلوار سے مارے تین حملوں میں چھتیس ہزار جوان مارا گیا لشکر کفار میں تہلکہ
پڑا ساونت نے پلٹ کے دیکھا کہ نقابدار نے قیامت برپا کی ہوش و حواس پراگندہ ہوئے
لڑتا ہوا طرف نقابدار کے چلا نقابدار خود افسر اعلیٰ کا متلاشی تھا صاحبقران نے جو نقابدار کی
یہ زبردستیاں دیکھیں فرمایا خواجہ زبردستیاں نقابدار کی دیکھتے ہو کس دھوم سے آیا بارہ ہزار
جوانوں سے اتنے بڑے لشکر کو پراگندہ کیا کبھی کسی نقابدار کو یہ دن نصیب نہیں ہوا حقیقت میں
دعوی صاحبقرانی کرنا بیجا نہیں ہے خوب سامان شوکت مہیا ہوا کمال یہ کیا کہ لشکر دیوان کو ہٹا دیا
دیو نزاد شریک جنگ نہیں ہوئے سب قانون ہمارا اختیار کیا ہے حقیقت میں نہایت صاحب
شوکت و لیاقت ہے عمرو بھی تعریفیں کر رہا ہے نقابدار نے صفوں میں ہلہلہ ڈالدیا افسروں کو تاک
تاک کے مارا جدھر جا پڑا ابر سے کے پرے درہم و برہم کر دیے ساونت تلاش میں نقابدار کی تھا
صاحبقران چاہتے ہیں میں جا کر ساونت سے مقابلہ کروں نقابدار میرے حریف کو نہ
قتل کرے لڑتے بھڑتے جاتے ہیں جیسے غول پر صاحبقران جا پڑے افسر کو مارا فوج کو بے سروا
کر دیا چاہتے ہیں کہ ساونت سے جا کر مقابلہ کروں علم فوج کو بڑھا کر صاحبقران نے سرنگوں کیا
پلٹ کر نقابدار نے دیکھا صاحبقران نے علم فوج کو سرنگوں کیا عیار سے کہا اے عیار طرار حقیقت
یہ ہے کہ صاحبقران اعظم کا کوئی عدیل و نظیر نہیں ہے جو کچھ کہ صاحبقران نے کیا آج تک کسی کے
ہاتھ سے نہوا ہے نہو گا پردۂ قاف میں جو کیا کیا ازدہے صاحبقران اعظم کے ملے پردے میں عفریت
ایسے دیو کو مارا اسمندون نیزہ دست کو للکارا رجنگ آہن شاخ کو تو ایسا مارا کہ آجتک
ذکر ہوتے ہیں بلا آسمان پری صاحبقران زمان پر عاشق تھیں امیر لحاظ کرتے تھے کہ ایسا
نہو کوئی اس عشق و عاشقی سے آگاہ ہو دستور پردۂ قاف کا یہ تھا کہ انسان کو سنگ یاد کرتے تھے
انسان ضعیف البنیان تھے صاحبقران سمجھے کہ اظہار عشق پر منتج ہوں گے کہنے والے یہ کہینگے کہ جنکی
دو کو آسے اسکی بیٹی پر عاشق ہوئے انسان تو برے ہوتے ہیں اسوجہ سے صاحبقران اپنے کو
بچاتے تھے آسمان پری سے آنکھ نہ ملاتے تھے ایک دن آسمان پری نے صاحبقران کو
یہاں ایک مقام ہے کہ اسکو چشمہ ماہیاں کہتے ہیں مقام فرح افزا جگہ دلکشا ہے اسے سیر کیجیے
صاحبقران شہبال سے صلاح کر کے برائے سیر گئے حقیقت میں عجب مقام معقول دیکھا چشمے میں

آسمان پر پری چاندنی یا برج آبی مین آفتاب آیا پھولون کو جمال جہان آرا دیکھکر حجاب آیا صاحبقران
بھی چشمے مین کودے نہانے لگے دیو عفریت کو خبر پہونچی کہ آدم زاد چشمہ ماہیان پر گیا عفریت
کانپ گیا ارجنگ آہن شاخ نہایت گستاخ اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ مین اپنی شاخ مین آدم زاد کو
چھید لاؤن یہان لاکے کباب لگاؤن بجوش و خروش قریب چشمہ ماہیان پہونچا [illegible] ارجنگ
کو دیکھکر بھاگین غرض یہ ہوا کہ ارجنگ پامال کرتا ہوا آیا ہر صاحبقران بیٹھے تھے ارجنگ نے
سر جھکایا شاخ لگائی بائین شانے کو توڑ کر صاحبقران کے شاخ پار گذری اسنے چاہا اٹھا اوٹھنے
سے بچاؤن صاحبقران نے ہکہ مارا شاخ ٹوٹ کر شانے مین رہی ایک شاخ کو توڑ ڈالا پھر
کمر مین ہاتھ ڈالکر ارجنگ کو اٹھا لیا چرخ دیتے ہوئے چلے بلند ہوا شہپال فوج لیکر چلا کہ دیکھا
صاحبقران ارجنگ کو چرخ دیتے ہوئے آتے ہین شہپال کو دیکھکر امیر نے ارجنگ کو
زمین پر مارا کھوپڑی پھوٹ گئی سر کھینچ لیا تمام دیوزاد احسنت و آفرین کہتے تھے اب امیر بارگاہ سلیمانی
مین آئے شہپال دیکھکر گھبرا گیا کہ بائین ہاتھ مین شاخ پیوست ہے زخم زبردست ہے امیر نے فرمایا یارو
تم مین کوئی ایسا ہے کہ شاخ میرے ہاتھ سے نکالے کسی دیو کا حوصلہ نہ پڑا دستگیری نہ کر سکا پھر
صاحبقران نے اپنے دست حق پرست سے اس شاخ کو نکال لیا فوارہ خون کا نکلا امیر بیہوش
ہو کر گرے اسیوجہ سے شفاخانہ سلیمانی مین جانا ہوا آجتک پردہ قاف مین ذکر ہوتا ہے ملکہ آسمان پری
نے کیا کیا جتن کین مگر صاحبقران نے اپنی بات کو رکھا کہ یہ مدد پروردگار دنیا مین آسنے ارکان
دین سے مدد کی دوا نہین کھایا ہر مقام پر یہی خیال رہا کہ کوئی ہمسر بالا نہ ڈالے پر کیسے رہا ساونت
کو ڈھونڈھتا ہوا چلا یہی قصد ہے کہ ساونت کو ڈھونڈھکر مارون ادہر سے صاحبقران بھی آتے
ہین اس مقام پر للکارا کہ او نامرد تو نے پشت پر سے آکر زخمی کیا اب مقابلہ مین نہین آتا ہے سامنے
لقا بدار نے للکارا او ساونت تیری جرات سے ہم مشتاق ہین ساونت نے جو دیکھا کہ دو
شیر ببر للکارتے ہوئے آتے ہین طرف صاحبقران زمان کے چلا لقا بد اطوار بیقرار ہوا کہ ایسا
نہو صاحبقران ساونت کے مقابلے مین پہونچ جائین ہم غرق جنگ نہ ہو ملعون عیار نے
بھی عرض کی کہ حضور اس جنگ مین صاحبقران کمال کو پہونچے ہین زخم داری مین بھی دم جرات کا بھرتے
ہین کیسے کیسے سرداروں کو مارا ہے صف پر جاکر سرداروں کو للکارا علم فوج قلم کیا کسی مقام پر جرات
کو نہ کم کیا صاحبقران منیر کے مرکب کو جاتے تھے کہ جارودق کی جو شامت آئی بیچ مین گینڈے کو
ڈالدیا آواز دی کہ صاحبقران مین ایسے مشتاق جنگ ہون ہم دوچار جرات کا تشنگ ہون
یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر کو نہ پہونچا ساونت تک بہت مشتاق ہے دل جنگ افسر کلان کا
مشتاق ہے جیسے ہی جارودق نے ہاتھ مارا نتیجہ سہراب یل کو آگے کر دیا یہ تلعبو بکش دست
زبردست صاحبقران ہے تلوار گینڈے پر روکا غصہ فوارہ تھا نتیجہ سہراب یل کا ہاتھ مار دیا ثابت ہوتا
تھا کہ پہاڑ پر برق گری جارودق نے چاہا اپنے کو بچاؤن سپر فولادی کٹی تلوار سر پر گری بجلی کسب
رکتی ہے زمین پر آکر تلوار نے بوسہ دیا جارودق کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے ہمراہیان لقا بد
ضرب دست زبردست صاحبقران پر اچھل پڑے نعرے تعظیم کو آئے زبان تیر و کلاہ عمود

سے صداے احسنت و آفرین آنے لگی قہرۂ صاحبقران سے زمین تھرانے لگی اورنگ
کا رنگ اڑ گیا ساتھ والوں سے کہتا تھا یارو اس کمسنی میں حمزہ جوانوں سے بہتر ہے جب تو لقب
صاحبقران اکبر ہے چاروق ایسے پہلوان کو کس آسانی سے مارا ساونت بھی بیتا
معلوم نہیں ہوتا ساونت نے قصد کیا کہ لقابدار پر جا پڑوں اپنی جرأت دکھاؤں لقابدار
بھی چلا صاحبقران نے اشقر کی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب باد رفتار یہ وقت تیز رفتاری کا
حریف کی طرف لقابدار جاتا ہے مرکب نے یہ سنتے ہی طرارہ بھرا سامنا ساونت کا ہوا گینڈے کے منہ پر
اور چھپر کی ماری کہ گینڈا ساونت کا پیچھے ہٹا ساونت نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا ایچہ سہراب یل کو سامنے کر دیا جھنانے کی صدا بلند ہوئی صاحبقران نے الجھاؤ
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا لقابدار بھی جرأت صاحبقران کو دیکھ رہا تھا عیار سے
کہتا ہے ہم تک حریف نہ پہونچے صاحبقران نے ساونت سے مقابلہ کیا وہ دیکھو دارو گیر پاس خداوند این
لا خوتنے میدان کو بھر دیا یہاں تلوار صاحبقران کی چلی یا بجلی تڑپ کے گری ساونت
نے سپر فولادی کو اٹھایا سپر کٹی گویا شب وصل غریبان کٹی چشم زدن میں کٹ گئی اگرچہ شب ہجر سے
مثال بھی نہ کٹتی سپر اگر کٹی خود اسکا تور معکوس تھا خود کو بھی تلوار نے کاٹا دو بلغہ کٹ عرق چین کا
کاٹ کر سر اس کے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مثل سیماب
شرم گاہ سے بچا ملک کو ویران کر کے زین کو کاٹا نمد زین کو دو کیا خوگیر کو کاٹا گینڈے کی پشت
پر گری اگرچہ پشت گینڈے کی درشت تھی با آسانی کاٹا زمین پر آکر بوسہ دیا جیسا زمین میں اتر گیا
ساونت کا مارا جانا کفار کا کہرام اٹھا غل ہوا بڑے پہلوان کو امیر نے مارا الافرو کے رنگ لٹ گئے
علم سرو قد تعظیم کو اٹھے لاشہ کر تپنے لگا لقابدار نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے افسر کو مار لیا
فوج کفار پر گرا سرداروں سے آواز دی یارو صاحبقران اعظم نے ساونت کو مارا اعلم فوج کو
علم کیا فتح انکے ہاتھ رہی تمھاری کیا بات رہی اب فوج کفار کو شکست دو بھاؤں پر جا پڑو بڑھو
بڑھے نذر و ملازمان لقابدار سرداران جنگ جو تلواریں پکڑ پکڑ کے جا پڑے گھمسان سے
تلوار چلنے لگی پلٹنوں رسالوں کو بھگا دیا میدان و رسالداروں کو بڑھکر مارا فوج بھیڑ ہو
کے قدم اکھڑ گئے اورنگ تو چاروق کے مرتے ہی نکل بھاگا ساتھ والوں سے کہتا تھا یارو
بڑا پہلوان مارا گیا سحاب قطرہ زن بھاگا جاتا تھا عمرو کی نگاہ پڑی پکارا اونا عیار
کہاں جاتا ہے سحاب پلٹ پڑا عمرو سے تیغ چلا عمرو نے سپر کو بڑھا کر پر ہاتھ مارا القول تیغے
سحاب کی بدلی ہوئی بہت گرجتا برستا تھا غبار ہوکر نے جو لاشہ استاد کا دیکھا کمندیں
پھینک کر بھاگے بعض بڑھکر خدمت میں خواجہ کی آئے کئی ہی پلک جھپکے مسلمان ہوے
قدمبوس خواجہ کے کرے کہتے تھے اے شہنشاہ آج عیاری بڑے ملحد کو آپنے مارا اسکو
اپنی جرأت و عیاری کا بڑا دعوے تھا کہتا تھا میرا کوئی نظیر نہیں آپنے ایک ہاتھ میں مار لیا
عمرو نے سر جھکایا کہا بھائیو تمھاری قدر دانی آج آقا نے کام کیا اس زخمداری میں کہ سر سے
خون جاری ہے ساونت ایسے بدخصال کو مارا اب بھی لڑ رہے ہیں لقابدار سے پڑا دو

ساونت کا لوٹ لیا فوج کو شکست دی جب صاحبقران لشکر کفار کو بھگا کر پلٹے لقابدار نے
آکر سلام کیا صاحبقران بمحبت بغل گیر ہوئے فرمایا اے لقابدار ماشاء اللہ کیا اسباب شوکت
ولیاقت پیدا کیے جو سامان ہیں بیعدیل و بے نظیر مرکب سہ حشتی کیونکر ممکن ہوا لقابدار نے
عرض کی آپ کے اقبال سے یہ چیزیں پائیں ورنہ یہ اشیا کسی کو ممکن ہوتے ہیں آپ نے
اشقر بے دو جگہ ماویان بحری سے وصل کیا کرہ بن اشقر ایرج نوجوان نے پایا اُسکا
لقب شبدیز بن اشقر ہے غلام کو دستیاب ہوا یہ کہکر لقابدار نے اشارہ کیا بارگاہ زرین
لقابدار کی استادہ ہوئی لقابدار صاحبقران کو لیکر بارگاہ میں آیا صاحبقران نے دیکھا
سامان بارگاہ بے مثل و بے نظیر ہر کہیں ستون مکلل بہ جواہر ہیں تمام سامان عیش مہیا ہے
صاحبقران کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی سرداران صاحبقران کی زخمدونی ہوئی پشیان حرم
سامانی کی چڑھائیں دل سے خدمتگزاری کر رہا ہے ساقی کچون کو اشارہ کیا جام کے ارغوانی لیکر
حاضر ہوئے صاحبقران کو جام دیا لقابدار سامنے آکر کھڑا ہوا عرض کی حضور جام نوش فرمائیں
صاحبقران نے جام نوش فرمایا اپنے ہی ہاتھ سے جام لقابدار کو دیا لقابدار نے
بھی جام نوش کیا اُٹھ اُٹھ کے سلام کرتا ہے صاحبقران اس ادب و قاعدے پر عش عش کرتے
ہیں جب دو دو جام چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے لقابدار ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا عرض
کی اے یاور غریبان اے دادرس بیکسان حقیقت میں آپ صاحبقران زمان ہیں کوئی آپ کا
عدیل و نظیر نہیں فراش زادہ دین اسلام لقب ہے آپکی جرأت کا نہ ماننے والا بڑا بے ادب ہے
میری کیا مجال جو بے ادبی کر سکوں بعجز عرض کرتا ہوں کہ بانے صاحبقرانی نے مجکو دیجیے
صاحبقران نے فرمایا بانہائے صاحبقرانی تلوار کی باڑھ پر ہیں جو کوئی مجکو زیر کرے وہ
بانے لے یون باتوں کا ملنا دشوار ہے میں نے ساٹھ برس میں شمشیرزنی کرکے یہ اشیاے
نادرہ حاصل کیے ہو سکتا ہے کہ ان اشیا کو یون حوالے کر دوں جبتک مجھے مقابلہ نہ کرو گے
تبتک یہ بانے نہ ملیں گے اصل میں ان باتوں کے مستحق ایرج و نورالدہر ہیں کہ تمام
دست راستی و دست حسی اسکے مطیع و منقاد ہیں حقیقت میں آج جرأت و شوکت میں انکا مثل نہیں
لقابدار نے دست بستہ عرض کی اگر حضور کو یہ ناز ہے کہ ایرج و نورالدہر زور و طاقت میں
بے نظیر ہیں ان دونوں کو مجھسے لڑوا دیجیے اگر وہ دونوں ایک طرف ہوں یہ نیازمند اکیلا تنہا
دونوں کو زیر کرے تب مجکو بانہائے صاحبقرانی ملیں صاحبقران نے فرمایا یہ مقدمہ
خاص میری ذات پر ہے میں کسی پر گمان نہیں کرتا اگر آپ مجکو زیر کریں بانہائے صاحبقرانی
لیں لقابدار نے سر جھکا لیا عرض کی یہ بے ادبی مجھسے ہرگز نہیں ہو سکتی ہاں اتنا چاہتا ہوں کہ کسی
جرأت میں میرا امتحان لیجیے اگر امتحان میں ثابت آؤں یہ اشیاے نادرہ ملیں اگر ثابت
نہ آؤں پھر کبھی نام نہ لوں حضور مجھسے مقابلہ نہ کریں صاحبقران نے کہا یہ غیر ممکن لقابدار نے
سر جھکا لیا کہا میں رخصت ہوتا ہوں خیر جو تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوگا لقابدار اسی وقت
سوار ہوا بارگاہ کا زمین پر دیو زادوں نے لدی اسی شوکت سے لقابدار روانہ ہوا دن بھر

گذرا شام کو صاحبقران مع سرداران نامی و عیاران گرامی بارگاہ جشاہی سے باہر نکلے سر اُٹھا کر دیکھا ایک جانب روشنی معلوم ہوئی صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان اپنے مقام سے نکل رہا ہے اسوقت سب ملازم حاضر خدمت تھے امیر نے فرمایا خواجہ یہ کیسی روشنی ہے خواجہ نے تو سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر شاگردان سحاب نے بڑھکر عرض کی ای شہریار عالم اختر نارہ پیان لیکر گئے ہین اسوجہ سے مفصل حال معلوم ہے یہان سے دو کوس پر قلعہ طلسمی ہے علامت پر جو آگ روشن ہے یہ اسی کی روشنی معلوم ہوتی ہے حضور ان پہلوانون سے لڑتے ہوے بارہ چودہ کوس آئے قریب علامت طلسم پہونچے کل انشاءاللہ جب یہان سے حضور کوچ کرین گے خاص علامت پر پہنچ جائینگے امیر نے فرمایا یاروں کو یہ بھی معلوم ہے کہ اندر جانے کا راستہ کسطرف سے ہے عیارون نے عرض کی جو کوئی جانے کا قصد کریگا جلد جل جائیگا آگ شعلہ زن برسر قلعہ طاؤس ہے دن جب سیمات کی آواز دیتا ہے شعلہ سے چنگاریان نکلتی ہین صاحبقران نے فرمایا ہم اگر قلعے مین جانے کا ارادہ کرین تو کیونکر جائین عیارون نے کہا غلامون کے نزدیک راستہ بند ہے بدون حکم شاہان طلسم نہ کوئی باہر سے اندر جاتا ہے نہ کوئی اندر سے باہر آتا ہے زمانہ علاداری شہنشاہ کوکب روشن ضمیر میں یہ انتظام نہ تھا جو خواہش کرتا تھا اندر قلعۂ طلسمی کے پہونچ جاتا تھا ان نمک حرامون نے جب سے اپنے بادشاہ کو قید کیا یہ مشہور ہوا کہ اب باج و خراج کسی کو نہ دین گے اور کوکب بھی جا کر قید ہوے اس دن سے یہ انتظام مقرر ہوا کہ بدون حکم نمک حرامون کے کوئی نہ جا سکے صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ داخل کرینگے ہمارے واسطے راستہ کھل جائیگا ایک ہفتے کی سب سردارون کو مہلت ملی کہ اپنے امورات ضروری سے فرصت کرین انشاءاللہ نوین دن اس راہ سے قلعہ مین داخل ہونگے سب سردارون نے تیاری کرنا شروع کی لشکر مین مشہور ہوا کہ آج سے نوین دن صاحبقران فتح طلسم کا قصد کرینگے داخلہ صاحبقران با سرداران ذیشان تحریر کرونگا امیر کو اس حال مین چھوڑ دینے محفوظ رہے کہ لالہ عذار و ماہ رخسار ساتھ مین

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ و بدیع الزمان کہ صاحبقران سے جدا ہو کر پہونچنا قلعہ عرش پرواز پر کہ جہان کا حاکم افلاک جیغ زن ہے

باقی حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ

غمے کب لخت جگر مان چشم تر مائین ہو | شغل بلبل کب بجا مشغول افغان ہین | گل تو کیا تو دیکھنا کاٹے بھی دامن گیر نہین
باغبان مشغول ہے بلبل گستاخ ہے | جز دل صد چاک گل اپنے گریبان مین نہین
بے ثبات اس رنگ گل ہر چند کو اکرام | جا ہے فصل بہار مین خزان کا یہ دم | باغبان کیا پھر چلے اک سیر سے محروم
دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھیگا قدم | آج جا تکی اجازت ہے گلستان مین
آج ہی رستہ نظر مین یار کا ہے سما | ہر قدم ہوتی ہے رنجے مین محبت بدنما | رشک وہی جس نے رقیب کی حقیقت کیا بھلا

می نگار رقم ہین خیال محال وہ تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ ملک قاسم روز اول صاحبقران سے جدا ہوے دوسرے دن بدیع الزمان بھی اسی خیال سے نکل گئے قاسم اپنے نزدیک روا روی کرتے ہوے جاتے ہین مطلب یہ کہ اپنے کو طلسم نور افشان مین پہونچا دون بدیع الزمان کا حال تو تحریر کرونگا شاہزادہ خاور سیاہ بصد شوکت و جاہ لشکر لیے ہوے جاتے ہین تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی ہمراہ تیسری منزل ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار الشتیپ چالیس ہزار جوان نیزے ہاتھ مین مسلح و مکمل آتے ہی آواز دی او نبیرۂ حمزہ ہم خفتان جوشن پوش آگے وہ بڑھنا حکم شہنشاہ طلسم نور افشان ہے کہ شاہزادہ خاور سیاہ کی مشکین باندھکر لا دیو کہکر خفتان اتر پڑا اب قاسم کیونکر آگے بڑھین حریف سامنے موجود ہے رات کو لشکر خفتان مین طبل جنگی بجا ہرکارون نے قاسم کو خبر دی قاسم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہر بہادر اپنے اپنے مقام پر ہتیار درست کر رہا ہے کسی نے تیر نکالکر رکھے انگو زہر سے آبداری دی کسی نے سنان نیزہ درست کی کسی نے زرہ اُتاری گرم پانی مین ڈالکر اسکو آراستہ کیا کسی نے چار آئینون کو صیقل و مصیقل کیا اب سے ایک کہ رہا ہے کل لشکر مین نبیرۂ حمزہ سے مقابلہ ہے سب کچھ مال جمع کیا ہے خوب لوٹیگے ہمارا پہلوان صاحب شوکت و شان آجتک کسی سے نہین دبا جس مقام پر گیا فتح نصیب ہوئی الغرض صبح قریب ہوئی لشکر قاسم مین جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن غازی مجاہد معرکہ ہائے جلیل بچے ہوے جان پر کھیلے ہوے آمادۂ حرب و پیکار ہین رستم خفتان سہراب جلال اسفندیار توان پروردگار انکا نگہبان یہی ذکر ہین کہ حریف کو مارین دشمن کو للکارین دیکھنا تو کس زور شور سے تلوار چلتی ہے خفتان کی کیا مجال کہ ہمارے آقا سے لڑے سر میدان وہ ہنگامہ پڑے کہ بھاگتا نظر آئے غل کوئی مہلت نہ پائے اسی ذکر مین شب بسر ہوئی عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا سر بسجود مغرب ہوا انہ امد زرین پوش مسجد عبادت سے نکلا گویا ضیا کا پیشانی پر نشان ستارۂ سحری چمکتا ہوا نماز گزاران سحر پشت پر تکیہ مسکتے ہوے سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا غل ہوا سحر ہوئی الغرض قطعہ

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان جب	شہ خاور سپہر گرد ہوا	دق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار	مہ انجم سپاہ رو بفرار		

غازی اپنے اپنے مقام پر سے آئے شاہزادہ خاور سیاہ مسجد کرباس مین آئے بخضوع و خشوع نماز ادا کی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات اٹھا کر پکارتے تھے ای خالق لیل و نہار فتح نصیب کرنا تجکو سب طرح کا اختیار ہے بندہ مجبور ہے تو چارہ ساز ہے نظم

زیر فرمان تو دور مہر و ماہ	گردش روز و شب و شام و پگاہ	ذرہ را خورشید تابان میکنی
گر کنی از مہر جانش نگاہ	گر بجوشش آید سحاب رحمت	شستہ گردد نامۂ نامہ سیاہ
ہر غنی محتاج ذات پاک تو	پرورت دریوزہ گر ہر بادشاہ	اہل حکم و اہل دولت اہل زور
جملہ میجوید از قدرت پناہ	ہر کرا خواہی عنایت میکنی	گنج و دولت حکم ملک و مال و جاہ
آدم ہر بارگاہ عالیست	از گناہ و خویشش یارب عذر خواہ	سر بخاک آستان بنہادہ ام
مہربانی کن بحال ما یا اللہ	اعمال و افعال قبیح	باوجود این خطا و این گناہ
ہست این ناچیز عاجز خاک	حسن تو امید وار	ہتیار لگا کر باہر آئے تمام

سرداروں نے سلام کیا قاسم مرکب پر سوار ہوئے کل لشکر کو لیکر طرف میدان کارزار کے چلے ادھر سے خفقتان جوشن پوش لبعہ جوش و خروش مع اپنی فوج بزیبت مہیج کے میدان مین آیا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے بہادر جھومنے لگے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دشمن پر جا پڑین ہرین بھڑین دشمن کو بھگائین خلعت تحسین و آفرین پائین کہ خفقتان بلبلاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان ای علامان نبیرۂ حمزہ جسکو تمنائے مرگ ہو وہ نکلے سوائے قاسم کے اور کسی کو نہین چاہتا یہ آواز سنتے ہی قاسم نے مرکب بادرفتار بڑھایا سامنے خفقتان کے ہوئے تگاورزن ہوئے چہ قدم اسکا گیند امین قدم مرکب قاسم کا پیچھے ہٹا اب خفقتان کی نگاہ جمال قاسم پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا ہنس کر کہا ای شہریار تمہارا قید بہت سخت ملا مگر آپ میری اطاعت کیجیے خطا معاف کرا دونگا شہنشاہ طلسم تمکو بہت مانتے ہین وحید بہادر جانتے ہین قاسم نے کہا اپنے ہوش مین آ بیہودہ زیادہ نہ بلبلا یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے کلام کر دیہ سنکر خفقتان نے نیزہ مارا اولین افسوس ہے یہ جوان مارا جائیگا میرے ہاتھ سے کاش کو زندہ بچیگا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ دو شیر آپس مین بگڑ رہے ہین ہنر بہادری کے دکھا رہے ہین پہر بہر کاٹل نیزہ چلا قاسم نے ایک مقام پر کاٹ کر شمشیر امارا نیزہ ہاتھ سے خفقتان کے نکل گیا خفقتان کے ہتھے پر ہاتھ کو ڈالا چوڑا تیغہ کھینچا لنگر دار جوہر دار خنجر دار جھکے ہاتھ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو بجلیان آپس مین لپٹ گئین گھوڑے اشارے پر کام کر رہے ہین مرکب کا قاسم کبھی اپنے پر جا پڑا کبھی پاؤن پر جا پڑا ایک مقام پر قاسم نے نعرۂ شیرانہ کیا یلا رک افراسیابی برہنی خفقتان کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا سپر کو جبر کی پناہ کیا لیکن وہ لین کیتا ہی نام اسکا سر ہے اگر ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا وار رہ رہ گیا مگر قاسم نے بقوت ہاتھ بلند برق شمشیر تڑپکر گری خفقتان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا تلوارین کھینچکر آ پڑے قاسم نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم تصنیف مصنف

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیرودار

منم شیر میدان جنگ و جدال
تن جنگ مین غیرت سامری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم نکہت گلستان جنگ و جدال
زمینگ آلملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

بڑھکر علم تیغ قلم کیا کچھ مسلمان ہوئے کچھ بھاگے مال اسباب لوٹ لیا بہت کچھ ہاتھ لگا نوبت نقارے بجاتے لکھو سے پلٹے شب بھر اسی مقام پر جشن کیا بوقت سحر بعد کرو فر مع جملہ لشکر رہرو منزل ہوئے ایک مقام پر جا کر لشکر اترا نقارے دا منے سے بجے ایک قلعہ یہان سے قریب ہو کہ اس قلعے کا نام عرش پرواز تھا حاکم وہانکا افلاک چرخ زن اپنے قلعے مین بیٹھا ہی خراج گذار طلسم نور افشان زور و طاقت مین یکتا اسوقت قلعے پر ٹہل رہا تھا یہ آواز جو کان مین آئی بیت کر ہرکارے سے کہا دیکھ تو ہمارا مین نوبت نقارے کیسے بج رہے ہین فرمان شاہ ان طلسم ہم آباد دولت آیا کہ پسران حمزہ جا بجا بدعت کر رہے پھرتے ہین جو کوئی تمہاری طرف آجائے اسکو گرفتار کر لینا آگے نہ بڑھنے دینا دریافت تو کر کہ انہیں لوگون مین سے تو کسی کا گذر نہین ہوا پہر کارہ گیا چند ساعت

مین خبر لیکر آیا عرض کی ای پہلوان دوران نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ خاور سیاہ دادا سے
الگ ہو کر بیابان اکبر اترا ہو ارادہ ہو کہ طرف طلسم نور افشان کے جائے فوج جنگی ساتھ ہو جا بجا سے
فتح کرتے ہوئے آئے ہین یہ سنتے ہی افلاک آتشین جڑھا نے لگا کہا یہ لوگ کیا سمجھے مین میری عملداری
سے جاتے مین کیا نام ماہ دولت کا نہ سنا ہوگا لشکر جلد تیار کرو ایسا نہو کہ رات ہی رات بھاگ کر
چلے جائین اسیوقت لشکر تیار کیا دو لاکھ جوانون کو ساتھ لیکر گینڈے پر سوار ہوا ابل کرتا ہوا جہان
قاسم کا لشکر اترا ہوا ہی قاسم اپنے سردارون سے باتین کر رہے مین کنارے پر لشکر کے ٹہل
رہے ہین کہ سامنے سے گرد اڑی قاسم دیکھنے لگے جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان قوی
تن قوی من عیار اسکا سہراب تیز بار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر کئی سو پہلوان دو لاکھ سوار
جنگی اثنا لیے بارگاہ کا اترا ہوا اگر سامنے قاسم کے اترا ایک سوار کی معرفت کہلا بھیجا کہ نبیرۂ حمزہ سے
کہنا کہ اگر اپنی جانبری منظور ہو ہمارے پاس چلے آؤ مین کہتا ہون سے خطا معاف کرا دینگے اگر اسکے
خلاف کیا سمجھ لو قیامت برپا کر دونگا افلاک چرخ زن میرا نام ہی یقین ہو کہ ذکر سنا ہو سوار نے جو
جاکر قاسم سے کہا یہ آتش خو شعلہ مزاج فرمایا سوار کی گردن مین ہاتھ دو اس مغرور سے کہنا
انشاء اللہ صبح کو یہ قلعہ ہمارے قبضے مین ہوگا سوار نے جو جاکر افلاک سے کہا غصے مین کانپنے لگا اور
اسیوقت طبل جنگی بجوا دیا سمک نے قاسم کو اطلاع دی انہون نے بھی [illegible]
بندی [illegible] گزرا یا راست [illegible]
قیلاب چرخ زن [illegible] بھائی [illegible] مغرور گینڈے کو بڑھا کر سامنے آیا کہا ای برادر آپ اپنے
زمانے کے رستم ہین ہر کس و ناکس کے مقابلہ مین جانا مناسب نہین ہو آپ کا کیسا نام ہو مین میدان
مین جاتا ہون اگر لشکر کی مشکین باندھے لاتا ہون لڑائی کا فیصلہ ہو افلاک نے قبول کیا
قیلاب گینڈے کو تیز کر کے میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جو تم مین
زبردست ہو وہ میرے مقابلے مین آوے ہر کس و ناکس نہ قصد کرے یہ جو قیلاب نے کہا
قاسم غصے مین کانپنے لگے مرکب پری پیکر کو بڑھا کر چلے ہر چند پہلوانون نے کہا کہ غلامان جانباز
جائین کہا یہ ملعون سب سے زبردست کو بلاتا ہی میرا ہی جانا مناسب ہی اصل مین ہمارا طالب ہی
یہ کہکر میدان مین آئے نگاہ دوزن ہوئے چھ قدم گینڈا اسکا تین قدم مرکب قاسم کا پیچھے ہٹا جمال
جہان فروز قاسم دیکھکر دنگ ہو گیا بہ سلاست سلام کیا پوچھا ای شیر بیشۂ جوانمردی یکتاز میدان
جلالت آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی قاسم نے نعرہ کیا فرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری
مشعلال پوش خاوری + نبیرۂ صاحبقران فرزند علمشاہ نوجوان سر فتنہ ملک باختر و ستجان ہم
قیلاب نے کہا ای جوان مجھے تجھسے مقابلہ کرتے حجاب آتا ہی تو معشوق ہی میرا دل یہی چاہتا ہی کہ تجھکو
ہر دو چشم مین پنہان کردون سر پر بٹھاؤن شعر گر بر سر و چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی
ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے تجکو ضرر پہونچے قاسم نے کہا زیادہ نہ غرور کر قیلاب نے کہا میرا یہ
مطلب ہی کہ اگر مین آپ کو زیر کردون میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا تجھ ایسا
بادشاہ مجھ ایسا پہلوان اگر تیری مرضی ہوگی طلسم نور افشان پر چڑھ چلونگا قاسم نے [illegible] بڑھا دیا

از عہد واثق کرو شاید ہم غالب آئین تمکو رونق بارگاہ بنائین قیلاب خوش ہو گیا ہاتھ پر ہاتھ مارا کہا
آپ حربے نو کر لیجیے نیزہ و تلوار کوئی حربہ باقی نہ رہے میرا تو جو حربہ ہے بازوے غضب لات و منات
ہے قاسم نے کہا اب تو ہمارے تمہارے اقرار مقابلہ کا ہوگا نیزے تلوار سے جان کا ڈر ہے تمکو یا
ہمکو چشم زخم ہو پہ کشتی مین امتحان ہو جاے گے یہ سنکر قیلاب خوش ہو گیا کہا حضور ارادہ تو میرا
بھی یہی تھا دل مین کہتا تھا کہ شاید آپ قبول نہ کرین قاسم نے کہا بسم اللہ گینڈے سے اتر پڑے
قیلاب خوشی خوشی گینڈے سے اترا دل مین کہتا ہے یہ جوان بازی کہا بدا نیزے تلوار مین تو شاید
برابر رہتا زور مین کیا کریگا چٹکی سے زمین پر لٹادونگا پورا زور نہ کرونگا قاسم بھی گھوڑے سے کود
قیلاب نے لنگر تہہ بہا… دے کر اسکو صدمہ نہ پہونچے قاسم دامن گردان کر سامنے آئے داہنا
ہاتھ قیلاب نے گردن پر رکھا قاسم کو معلوم ہوا ایسے پہلوانون سے اکثر مقابلہ پڑا ہے جب
قاسم نے داہنا ہاتھ گردن پر رکھا معلوم ہوا کہ پہاڑ گردن پر ہے بٹ بڑا جی مین کہتا ہے یہ تو فولاد کا پتلا ہے
دیکھے لات و منات کو کیا منظور ہوا اساتذہ کے دونون پیچ ہونے لگے جوانے پیچ باندھا قاسم نے
توڑ کیا حیران ہو رہا ہے الجھ الجھ کے لڑ رہا ہے جہان قاسم پکڑ لاے دو دو گھڑی نہ نکلنے دیا جہان
قاسم کو پکڑ لاتا ہے مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین قیلاب چاہتا ہے رو کون پہ کب رکھتے ہین از شش
ہر … ڈھلی زوال آفتاب ہوا زوال زور قیلاب ہوا ریل پیل سے زور ہو رہے ہین چار گھڑی
دن رہے قیلاب نے دونون مونڈھے قاسم کے پکڑے سینے مین سر اڑا یا ریل کرے دو قدم
قدم کے ہو دو ہے یہ قدم سے شمار پر نو قدم ہٹ کر آگے قیلاب نے پکڑ مارا بایان کہنہ قاسم کا جھکا
تڑپ کر لنگر مارا ایکبارگی بالکل غرق ہوا قیلاب نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر مین حرکت بھی نہ ہوئی ایسے
زور کیے کہ ہانپنے لگا کہا حضور اب آپکے زور کا مشتاق ہون قاسم تڑپ کے آگے ریل کر قیلاب
کولے دوڑے تیس قدم تک قیلاب کو ریل کر لاے وہان اڑ کر پکڑ مارا قیلاب کے دونون گھٹنے
اکھڑ کے زمین ہو گئے چاہا تڑپ کر لنگر ماردن قاسم نے دونون ہاتھ سکون کیے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر زور
کیا پہلے ہی زور مین تا بہ کمر دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ذرا فرق
نہ ہوا چاہا زمین پر مارون قیلاب نے آواز دی اے شہریار مروت شعار ہے جسکو سر سے بلند کیا اسکو
زمین ذلت پر گرانا نہ چاہیے مین تابعدار غلام ہون قاسم نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا قیلاب
قدمونپر لپٹ گیا قاسم نے سر سینے سے لگایا زبان معجز بیان سے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا قیلاب
کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اگر دہر تا تھا یہی عرض تھی کہ آج مجکو دولت کونین حاصل ہوئی ایسا
مذہب دستیاب ہوا آقا ایسا ملا جسکا مشرق و مغرب مین مثل نہین صورت زیبا طلعت جہان آرا
جرأت شوکت قوت پروردگار نے یہ مرحمت فرمائی کہ تمام عالم مین شہرہ ہے قاسم بھی مسلمان
ہونے سے قیلاب کے بہت خوش ہین مجلس سرداران سمتن نے آکر گھیر لیا ایک ایک سے بغلگیر ہوا
اہالیان فوج زر نثار کرتے ہوئے لیچلے سرداران نامی کو دیکھ دیکھکر باغ باغ ہوتا ہے
ایک ایک شیر بادۂ جرأت سے مست سلاح جسم پر آراستہ ساتھ ساتھ اپنے آقا کے چلے آئے
مین بھی ہو کر یہی فکر کر کل اس قلعہ سے نجات پائین تو آقاے نامدار چلکر نور افشان کو فتح کرین لیکن

افلاک چرخ زن نے جو سر میدان قیلاب کا مسلمان ہونا دیکھا ظلمت مین کانپتا ہوا ایلچا کہتا ہوا کل
سکو قتل کر ڈالتا سپاہ مصاحب کو کیا ہو گیا کہ فوراً مسلمان ہو گئے ایسا جان کا خوف ہوا بعض نے کہا
حضور یہ مسلمان ساحر بھی غضب کے ہین آنکھ ملتے ہی ہر شخص انکا دوست بنجاتا ہے نہین معلوم جادو
کیا گذرتی ہے افلاک خاموش ہے کچھ جواب نہین دیتا ہارکا وہین اگر خاموش بیٹھا اثناے کار زوجہ اسکی
مینخوار گلپوش فنون سپاہ گری کا بڑا شوق ہے تیر چلانا یا نیمچہ لگانا اور تیار ہو کشتی لڑنا جسقدر کو تعلیم کیا ہے
کیتہین فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین تمام سرزمین مشہور ہے کہ زوجہ افلاک نہایت جری و سلاح
ہے اُسنے بھی ہرکارے مقرر کیے ہے کہ نبیرۂ حمزہ سے جو معرکہ لڑرہے ہین ہمکو بھی خبر دینا ہرکارونے آکے
عرض کی حضرت میدان قیلاب نبیرۂ حمزہ سے لڑنے زیرہ سے ہی مسلمان ہو گئے شاہ کو بڑا ملال ہے
کف چپ بیٹھے ہین کسی سے کلام نہین کرتے مینخوار کو اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہے ناظرے کہا جا کر
انکو یہان بلا لاؤ کسنا ملکہ عالم آپکو بلاتی ہین اگر قیلاب مسلمان ہو گیا اسکا رنج کیا مین نقاب ڈالکر میدان
مین جاؤنگی نبیرۂ حمزہ کو مع قیلاب گرفتار کر کے لاؤنگی دختر اسکی ملکہ آفاق حسن آرا آفتاب جمال
پہلو مین بیٹھی ہے ہنسکر کہا اماں جان آپ کیون غصہ کرتی ہین چچا صاحب اگر مسلمان ہو گئے
تو کیا کر بیٹھے آپ نے مجھکو ایسا تعلیم کیا ہے کہ نبیرۂ حمزہ کو لوٹ لونگی چچا صاحب کی خطا معاف کر دیجیے
ناظر نے جا کر افلاک سے کہا ملکہ عالم آپکو طلب فرماتی ہین افلاک زوجہ کو بہت چاہتا تھا اٹھکر ہمراہ
محل مین آیا دیکھا کہ قیلاب ہی کا ذکر ہو رہا ہے مینخوار نے استقبال کیا افلاک اگر بیٹھا مینخوار نے
پوچھا کیون صاحب یہ قیلاب کا کیا معرکہ گذرا افلاک نے [illegible]
یکایک جوش ہوا کہ نبیرۂ حمزہ سے لڑے نبیرۂ حمزہ کے حسن و جمال کی [illegible]
آفتاب جمال خورشید مثال محترم و محتشم جرأت مین ثانی رستم میرے نزدیک تو یہ بات ہے کہ بھائی
صاحب ہمیشہ سے حسن پرست تھے نبیرۂ حمزہ کو دیکھکر عاشق ہو گئے جلدی سے نبی کی ہو گئے
کلمہ پڑھنے لگے اب آج مین نے سنا ہے کہ نبیرۂ حمزہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی ہے ساقی ہے
صبح مین کل سر میدان مشکین باندھکر لاؤنگا مینخوار نے کہا صاحب تم کیون تکلیف کرو
مین جا کر نبیرۂ حمزہ سے لڑونگی دختر بھی ذکر قاسم شکر پیغمبر سنتے ہو گئی دل مشتاق جمال قاسم
چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین [illegible] ظاہر ہے بدل رہی ہے کبھی کنیزونکی
جانب دیکھتی ہے حیران پریشان مینخوار نے [illegible]
[illegible] کہا صاحب تم قاسم کی اسقدر تعریف کرتے ہو کہ گویا نبیرۂ حمزہ [illegible]
[illegible] ہوئی کہ اسکا جمال جہان آرا دیکھون کیا صورت مین ہے اچھا ہے جرأت و طاقت مین
مجھسے زیادہ ہے افلاک نے کہا صاحب کیا پوچھتی ہو حسن و جمال جاہ و جلال فرزندان حمزہ
کے گھر کے ملازم ہین جب تو تمام عالم مین شہرہ ہے دختر زم و شاہ باختری کہ اپنے ملک کا بادشاہ
جانا کہتی تھی افروز تصویر اسی جوان کی دیکھکر عاشق ہوئی سامان خدائی کو چھوڑ دیا اُسکے ساتھ
نکل آئی ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب کہ وہ پیغمبر تھا سات ہر ملک کا مالک اسکی بیٹی گوہر ملک
اسکے چچا پر عاشق ہوئی وہ سامان جاہ و جلال چھوڑ کر نکل آئی باپ سے لڑی ملک سنجان پر قبضہ

کیا ای صاحب اور ستم دیکھو کہ ملکہ ہیچہ خاتون زوجہ گنجاب صاحبقران کے جانشین لندھور بن
سعدان پر عاشق ہوئی جب ملکہ گوہر ملک نے ملک سنجان پر قبضہ کیا گنجاب براے استقبال عمرو
و فرامرز فرزندان تو تبیر دان طرف دریا کے لشکر لیکر گیا تھا یہان شہر سنجان مین ملکہ ہیچہ خاتون
موجود تھین ملکہ گوہر ملک محل مین آئین چاہا کہ مان کو قتل کرین ہیچہ خاتون بیٹی کے ڈر سے کانپنے
لگین بغل مین تصویر لندھور تھی زمین پر گری ملکہ گوہر ملک نے کہا ای مادر مہربان یہ تصویر تو ہمارے
چچا جان لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران کی ہے شاہزادہ بدیع الزمان کے طرفدار رہی
ہین ہیچہ خاتون نے شرما کر سر جھکایا کہا بیٹی مین تو مدت سے اس تصویر دلپذیر کو مثل جان کے
پہلو مین رکھتی ہون مزہ ہجر کا چکھتی ہون نشہ محبت سے اس جوان کے سرشار ہون لیکن مجبور و ناچار
ہون ملکہ گوہر ملک ہنس پڑین کہا ای مادر مہربان اب میرے دل کو تسکین ہوئی آپ کو کیون قتل کرون
آپ میری مادر مہربان رشتہ جدید سے ہین امان دیکھو صاحب غضب کی بات ہے کہ جورو بیٹی دونون
گنجاب کی دشمن ہو گئین اسی وجہ سے زوال دولت گنجاب ہوا لقا نے بھی شکست کھائی ملکہ
گیتی افروز ہی جوان کے ساتھ نکل آئین لقا ہاتھ ملتے رہ گیا اسی کے بطن سے عمیر جوان ایسا عالیشان
پیدا ہوا کہ جو لقا کے نام کا دشمن ہے ہر مقام پر لقا کو ذلیل کیا ہر چند کہ لقا کا نواسا ہے اسی کے خون کا
پیاسا ہے صاحب مجھے بڑا تردد ہے کہ دیکھیے مقابلے مین کیا گذرے بالفعل جو افلاک نے ذکر عشق
گیتی افروز کیا آفاق کے کلیجے پر چھری پھر گئی تھراتی ہوئی اس محفل سے اٹھی اپنے کمرے مین آئی
منہ لپیٹ کے پڑ رہی غمخوار نے پوچھا کیون صاحب رفیق اس جوان کے سینے مین افلاک نے
کہا صاحب مامون اس جوان کا شیر بیشہ تھا وہ کہ میر بخشی لشکر خان اعظم تھا اسی کی بہن پر اس کے
باپ رستم جا کر عاشق ہوئے ایک قماس خان تھا رفیق بڑا بہادر بڑا جری عاشق جمال قاسم
اگر کوئی رہتا تھا قاسم پر ٹوٹے قماس خان اپنی جان دیدے قماس خان کا ذکر جو افلاک نے کیا
غمخوار تھرا گئی عشق لندھور کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا تو شوہر کو بلایا تھا کہ خود مقابلے کا دعویٰ
کرونگی باز کی تیغ ذکر قماس خان ہوئی نہایت پریشان ہوئی جب شوہر اٹھ کر گیا اسنے یہ بھی
نہ پوچھا کہ کہان جاتے ہو سر جھکا کر کہا جیسا مناسب ہو وہ کرنا افلاک تو چلا گیا کنیزون نے
جا کر ملکہ آفاق حسن آرا کو دیکھا کہ منہ لپیٹے پڑی ہین کنیزون نے پوچھا واری کیسا مزاج ہے ملکہ نے
ٹھنڈی سانس بھری کہا جیسا تصور لیا پوچھتی ہو کیا بیان کرون نظم

بیچارہ شہر چھپا کے نفس سے نکل گیا
یکتا نگاہ چشمہ حیوان مین [illegible]
آتش وہ اگی بار تو فرقت سے نکل گیا

مرغان باغ آتش دل سے جلا گئے
بچکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا

بیمار عشق پنجۂ دشمن سے نکل گیا
صیاد ہاتھ مل کے چمن سے نکل گیا
پھر طفل جیسے [illegible] کا بہانہ نہ [illegible]

کنیزون نے عرض کی واری یہ جملہ تو ہمارے ذہن مین نہین آیا
ملکہ نے کہا تم سارے سمجھنے کی کوئی ضرورت نہین کنیزین خاموش ہو رہین ادھر غمخوار زوجۂ افلاک
واسطے قماس خان کے بیقرار مصاحبون نے جو آکر پوچھا کیسا مزاج ہے مزاج حضور نے خاصہ نوش
نہین فرمایا غمخوار نے آہ کی فرمایا کیا پوچھتی ہو اصل تو یہ ہے نظم

کی قسمت دل ز دیدہ گریبان مارا
گفت در سہ [illegible] عزیزان مارا
تا گرفتہ است غم عشق گریبان مارا
کو فراموش شود کلبۂ احزان مارا

ان کو قتل کرے سماک سے کہا میں لوٹ کر خبر پہونچاؤنگا شاگردوں کو اشارہ کیا ہمکو دمبدم کی خبر پہونچاؤ شاگرد ان سماک
داخل لشکر افلاک میں دمبدم کی خبریں پہونچا رہے ہیں مگر ملکہ آفاق حسن آرا دختر افلاک کو خبر
پہونچی کہ غضب ہوا آپکے چچا جان آپ کے والد کو سمجھانے آئے سب نے از رو بد بلو کیکے گرفتار کر لیا مجھکو
انکے قتل کا حکم ہے آفاق یا تو منہ لپیٹے پڑی تھیں یا اٹھ بیٹھیں کنیزوں نے کہا یہ خبر کیونکر ملی عرض کی واری
انکھوں سے دیکھا فلان مکان میں انکو قید کیا میدان خونی کی تیاری ہو چکی صبح کو ضرور قتل کریں گے انکھوں سے
آنسو جاری ہوئے کہا صاحبو شاہزادہ محمد درسیاہ کو صدمہ عظیم پہونچیگا کنیزوں نے کہا واری یہ بھی خبر ہے کہ
ہم انھوں نے بھی اپنے عیار کو حکم دیا ہے کہ دمبدم کی خبر ہمکو پہونچے ہم اپنے رفیق کو چھڑانے جائینگے یہ سنکر ملکہ تامل
ہوگئیں کہا صاحبو مگر وہ اس مشکل میں آئے سب نامرد بوہ کر کے انکھوں پر پٹی باندھیں کنیزیں کہتی ہیں واری جو حکم ہو
بجا لائیں کہا ہمارے کو منظور تیز رفتار کو تو بلاؤ منظور کو کنیزیں بلا کر لائیں منظور نے ملکہ کو عجب حال میں
دیکھا آنکھیں سوجی ہوئیں چہرہ اداس گریبان پھٹا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا منظور قدموں سے لپٹ گیا کہا
حضور کو کس حال میں پاتا ہوں ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا ایک کنیز نے کہا بھیا منظور اصل کیفیت یہ ہے کہ قیلاب
آپکے چچا ہیں وہ جا کر مسلمان ہوگئے ملکہ عالم کے والد نے انکو قید کیا حضور ہماری چاہتی ہیں کہ قیلاب
قتل نہوں اپنے والد سے کہنا مناسب نہ جانا مگر تجھ سے ہو سکے قیلاب کو چھڑا لاؤ منظور نے بدل و جان منظور کیا
کہا میں ابھی لاتا ہوں یہ کہکے کچھ کھانا پکوایا اسمیں بیہوشی ملائی چند مزدور بلا کے انکے سر پر وہ خوان رکھوائے
قید خانے کے چلا یہاں ریحان تحب گرد کوتوال تھا ہر منظور کو جو آتے دیکھا پکارا کون آتا ہے منظور
نے کہا یہ آپکا نیاز مند ہے یہ کہتا ہوا قریب آیا کوتوال نے پوچھا میاں منظور اس وقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا
منظور نے کہا ملکہ عالم کی طبیعت علیل تھی یہ کھانا نذر لات و منات کا بلوا کر حکم ہوا کہ قیدیوں کو کھلا دو
سنا کہ یہاں بھی کوئی قیدی ہے دروازہ کھلواؤ کوتوال نے عمارت کو پایا کا دروازہ نہ کھلیگا منظور نے کہا میاں
دیوانے ہو سب حسب صاحب تقسیم کے کھا ہو جے کھانا کھاتے ہی بیہوش ہوئے منظور نے سب کے سر کاٹ ڈالے
اس خیال سے کہ اگر ایک بھی زندہ رہیگا افلاک سے حال کہیگا سب کو قتل کر کے قفل کاٹا دیکھا قیلاب
سر زانو پہ سر خم کیے بیٹھا ہے منظور نے اسکو بھی بیہوشی سنگھایا بیہوش کر کے پشتارہ باندھا بھاگا پاس
ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا نوران کمرے میں قیلاب کو رکھو یہاں صبح کو میدان خونی کی تیاری ہوئی افلاک
گینڈے پر سوار ہو کر میدان خونی میں آیا کہا یہاں قیلاب کو لاؤ لوگ گئے جا کے دیکھا نگہبان مرے پڑے
ہیں قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا نگہبان پگڑی میں رو رو پیٹتے سامنے افلاک کے کہنے لگے حضور کوئی قیلاب
کو قید خانے سے لے گیا افلاک بہت جھلایا کہتا تھا تلاش کرو ہرکارے جو سے سمک نے قاسم سے تمام کیفیت
عرض کی قاسم نے کہا اے سمک معاف کرو سمک برائے تلاش چلا مگر افلاک جھلایا ہوا بارگاہ میں آیا
سہام تیز گام کو ایک ادنیٰ حاضر ہوا اسے تاکید کی کہ میں طبل جنگی بجواؤنگا جب تک قیلاب کا پتہ نہ ملیگا سہام واسطے
تلاش کے نکلا جب افلاک محل میں آیا تعجب سے ذکر کیا نیچوار نے بھی کہا کہ جو مرا کوئی قیلاب کو چرا لے گیا اسکی جانب
نیچوار نے جا افلاک کی ہوا سے شکار کے نکلی فوجیں سپاہ و کرکا خوف ہے پہلے قزاول ساتھ یہاں جب طبل جنگی نہ بجا تو تھا س
قاسم سے اجازت لیکر شکار کے صحرا میں آئے ایک آہو کے تعقب میں [illegible] نیچوار شکار [illegible]
کو دیکھا ایک آہو بھاگا وہ اچھلا آتا ہے نیچوار نے اسکو تیر مارا آہو گرا کنیزوں نے کہا اٹھا لو صحرا سے گرد [illegible]

مخفیا در چمن از گریہ بلبل تر سیم	جائے گل بسیر بر شاخ گل امروز من	ملکہ نے یہ اشعار سنکر سر جھکا لیا

کنیزون سے اشارہ ہی کہ ساتھ لیکر اور کنیزین قیماس خان کو گھیرے ہوئے باتین کرتی ہوئین لیے چلی
آتی ہین تھوڑی دور چلکر دروازہ باغ کا ملا ملکہ قیماس خان کو لیکر باغ مین آئین باغ بہشت
آئین چہار جانب پھولون کا انبار نہرین آبدار باغ پر بہار عندلیبان خوش نوا مصروف نغمہ سرائی
پھولون کی رعنائی باغ کی دیبائی سبزۂ نوخیز زمین عنبر بیز قیماس خان نے بڑھکر ہاتھ ملکہ کا تھام لیا
ملکہ خاموش ہو رہی بارہ دری مین آکر بیٹھین قیماس خان نے کنیزون سے پوچھا ملکہ عالم کا کیا نام ہی کنیزون نے
بیان کیا کہ افلاک چرخ زن کی زوجہ ہین ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب و کباب لاکر حاضر کی ملکہ نے
جام بھر کر دیا قیماس خان نے شرما کر ہاتھ رکھا ملکہ نے جھلا کر کہا کیون صاحب کیا کسی نے منع کیا ہی
کہ کسی کے ہاتھ کی شراب نہ پینا قیماس خان نے کہا ای ملکہ یہ بات نہین ہی ہمارے تمہارے مذہب
مین فرق ہی اسوجہ سے ہم شراب نہین پی سکتے بعد تکرار بسیار میوہ ارسے (?) نے کلمہ پڑھا جام مے ارغوانی گردش
مین آیا صد اسے ہوشیا ہوکر دونو شانوش طلبہ ہوئی (?) لازمان قیماس خان جنگل مین ڈھونڈھکر سیدھے
لشکر مین آئے قاسم نے گھبرا کر پوچھا ہمون جان کہان ہین سب نے عرض کی ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
ڈالکر گئے پھر پتا نہ ملا قاسم نے کہا ای سمک بڑی حیرت ہی معلوم ہوتا ہی ہمون جان کو کوئی چرا لیگیا
یا طلسمات کا غائب ہونا قید خانہ [illegible] سے آج ہمون جان کا شکارگاہ سے بڑی حیرت کی بات ہی کہ یہ کیا ہوگیا
[illegible] ہمون جان [illegible] گذری سمک نے کہا غلام جاتا ہی [illegible] واسطے تلاش
[illegible] قیماس خان [illegible] نے کا تردد ہی خود بھی واسطے تلاش کے چلے یہان
قضا سے کار افلاک چرخ زن [illegible] نامہ لکھا سرباز صحرائی ایک پہلوان زبردست ہی
کہ اُسکے ساتھ اپنی بیٹی آفاق حسن [illegible] منسوب کیا ہی مضمون نامے کا یہ تھا کہ ای پہلوان دوران
ای رستم زمان فی الحال مسلمانون سے [illegible] ہی تم آکر اپنی معشوقہ کو لیجاؤ سرباز خود بھی
عاشق تھا یہ مژدہ جو پہونچا نہال ہوگیا ستر اسی ہزار فوج لیکر چلا چھکڑے اسباب کے لدے ہوئے قریب باغ ملکہ
آفاق آیا آفاق حسن آرا یاد مین قاسم کے بہت تلملا رہی تھی سرباز نے جو کہلا بھیجا ملکہ نے سنکر کہا
اُس بیجا سے کہدو ہماری طبیعت علیل ہی اور کبھی آنا سرباز رنجیدہ پلٹا جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگا اُدھر
سے قاسم شکار کھیلتے ہوئے آ نکلے دس پانچ قراول چند سوار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے سرباز
کی جو نگاہ پڑی ایک سوار سے کہا دریافت کر یہ کون جوان ہی یہان کیون ٹھہرا ہی سوار نے آکر قاسم سے پوچھا
قاسم نے تو کچھ جواب نہ دیا ایک سوار نے کہا مثل آفتاب عالمتاب آقائے نامدار کا نام روشن ہی
ذکر تمنے سنا ہوگا نبیرہ صاحبقران قاسم عالیشان فرزند رستم نوجوان یہ سنکر سوار بھاگا سرباز سے
اس جوان سے آپکے خسر صاحب سے مقابلہ ہی سرباز نے کہا خداوند ذات و صفات کی عنایت ہی اسی خیال
سے ملکہ عالم نے مجکو نہین بلایا باپ سے لڑائی پڑی ہی بیٹی کو ملال ہوا اسکا سر کاٹ کے سامنے ملکہ عالم کے
لیجاؤن قدمون پر ڈالدون عرض کرون کہ دشمن کا سر حاضر ہی آپ کیون تردد فرماتی ہین میری اشتیاق محبت
کیفیت یہی تھی جا سنا ہی کہ دامن [illegible] ہون رو رو کر عرض کردن (?)

[illegible] کرتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر	ناخن فکر سے بھی حل نہین سکتی گرہ	غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین ای یار سحر ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

عجب عبادتی ہی جسکو جان دیدیگی عاشق و معشوق دونون تباہ کسی کو چین نہین قصۂ لیلی مجنون کا حال مشہور ہی شیرین فرہاد پر کیا گذری کسی عاشق کا بھی حال سنا کہ وصل معشوق بہ لطف ہوا آرام سے گذری کوئی دب کر مرا کسی نے سنکھیا کھائی کوئی تڑپ تڑپ کے مرا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا صاحبو مین خوب سمجھتی ہون لیکن نظم

چہ احتیاج بہ یاران داستانا ما
کشیدہ تیغ و تغافل گرفتہ دامانش
کدام وعدہ چہ دل دیدہ کجا یارا
بجان بوجہ سر منکشی کہ بیداری
کہ چہ رنگ بر آورد گرد غا یارا

اگر شویم نہان پر غبار ساحلی
کجا شناختہ آن ترک میرزا مارا
کسے نہ خفت کہ سررشتہ را نگہدارد
جریدہ است جنون سر بر سینہ یارا
اگر اسیر دیار فرنگ ہم گردم

جنون نمی کشد از خویشتن جدا ما را
سراغ میدہد از رنگ ما حیا یارا
اگرچہ سادہ خیالیم سادہ لوح نہ ایم
گرا بہ گرد زد دیوانگی و فا مارا
خجل ز مہر ہی مستی و خمار شدیم
نی خرد کسی از دولت حیا مارا

کنیزین کستی ہین واری سحر قریب ہی دیکھیے ستارہ سحری آسمان پر چمکا مدا اسے مرغ سحر آئی موذن نے اذان بھی دی ملکہ گھبرا کر اٹھی ٹہلتی ہوئی اسی پریشانی مین کوٹھے پر آئی دیکھا ایک مرکب خون سے بھرا ہوا باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا چلا کرتا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا اری نرگس دیکھ تو ایک گھوڑا خون مین بھرا کھڑا ہی نرگس نے جھک کر دیکھا کہا واری سوار بھی تو زیر محل پڑا ہی یا ستارہ سحری چمک رہا ہی تقاضاے جرات دیکھیے اس حال مین بھی قبضہ ہاتھ سے نہین چھوٹا سلو [illegible] کلام فرمایا [illegible]
صاحب لیاقت [illegible] قوت [illegible] کے تسمے تھے مین پڑے بیا ہو سے دان ابھی جان کو رو رہے ہونگے کف افسوس ملتے ہونگے ملکہ نے کہا یہ جوان بیہوش پڑا ہی چلیے قریب سے دیکھین یہ کہکے ملکہ کوٹھے سے اتری پیچھے چالیس کنیزین آگے آگے ملکہ کھڑکی کھول کر باہر نکلین ملکہ آگے بڑھی کنیزین کستی ہین واری زخمی کے قریب نہ جایئے ملکہ نے کہا خوف کیا ہی آدمی کا زخمی ہو جانا کیا بری بات ہی ملکہ قریب آئین نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی آنکھین بند دل دردمند زرہ ٹکڑے ٹکڑے جسم شکن سے تار تار اٹھے ہوئے خود سر سے گر گیا زلفین ضربین چہرہ زیبا پر لپٹی ہوئین صاف ثابت ہی کہ ناگنیان چشمۂ خورشید مین لہرا رہی ہین کاکلین اپنا تکلف دکھا رہی ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا ملکہ جال شاہزادہ والا تبار دیکھکر شل ہوگئی چونکہ ایسے شاہزادہ صورت زیبا دیکھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہر چند چاہا ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا دل پر قابو نہ رہا بیساختہ منھ سے آہ نکل گئی تیر نظر کا ہی بکا ساگئی نظم

ہمچو شمع از خلق پنہان کردہ ام آزار خویش
سرگذشت عالمم نا گشتہ بخت و دلم گو ن
عشق میسوزد سینہ را گری بازار خویش

فیض دست آموز دارد ناخن صبح سرشک
گرکنم آزار دشمن سلیم آزار خویش
باغبان گلشن انصاف تا نازم اسیر

تا بہ کس روشن نہ سازم نقد ایمان خویش
ہر گرہ کز دل کشایم میزنم در کار خویش
گر نگاہ گرم او دارد خریدار نیاز
گر بہ تجمیل کند خود دار دلدار خویش

لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی کنیزین دوڑین سر اٹھا کر زانو پر رکھا تلوے سہلائے ملکہ نے آنکھ کھولی کہا ارے خدا تمکو غارت کرے کیا مین مرگئی تھی وہ شہریار زخمی پڑا ہی اسکی خبر نہ لی تمہے بھی تم لوگون سے قصد ہوگئی یہ کہکر سر اسنے قاسم کے بیہوش سر اٹھا کر زانو پر رکھلیا خون چہرے کا دوپٹے سے پاک کیا

وہان زخم جو لگے تھے اسکو دیکھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوسے کھینچے پر گھونسہ مار کر کہا ارے صاحب
یہ کیا ہی یہ کون جلاد صاحب بیداد تھے اس بیرحمی سے زخمی کیا ارے چارپائی لاؤ باغ مین اٹھاکر
لیچلو کنیزین دوڑ کر پلنگ لائین ملکہ نے سر کے نیچے ہاتھ رکھا سب کنیزین لپٹ گئین قاسم کو اٹھاکر
چارپائی پر ڈالا ملکہ اس بیحواسی مین خود کاندھا دینے لگین کنیزون نے کہا حضور ہمین ہم لیے
چلتے ہین ملکہ نے کہا سنو صاحبو مجھے اور کوئی مطلب نہین میرے والد نامدار نے اس ملک سے
قزاقون کا نام مٹا دیا ہزارون کے سر کٹوا کر نخلستان مین لٹکوا دیے اگر شہریار کو ہوش آئے
تو مین دریافت کرون کہ آپ کہان گھیرے گئے کیونکر معرکہ پڑا جان بچ گئی یہی بڑی بات ہوئی نہین
معلوم کسقدر قزاق تھے کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور بڑی جرأت کی کیونکر جان بچائی اللہ نے بچا لی نہین
دیا چارپائی لاکر باغ مین پہونچائی حکم دیا جراح کو لاؤ کنیز جراح کو لائی ملکہ نے کئی ہزار روپے اسکے
سامنے رکھدیے کہا اس زخمی کا علاج کرو اگر تنے غسل صحت کرا دیا دولت دنیا سے نہال کر دونگی
جو اس مدعا جواہرات سے بھر دونگی جراح نے دیکھکر عرض کی کوئی رگ پٹھا نہین کٹنے پایا بہت
جلد صحت ہوگی یہ کہکے جراح نے زخم دھوئے ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین جب قاسم کو
آرام ہوا چار پہر دن رہے آنکھ کھلی دیکھا ایک شاہزادی آفتاب جمال ماہ تمثال سرہانے بیٹھی ہی
رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی آفتاب جمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ رشک چشم غزال
سینے پہ تھا حسن پر بہار نظم

سرمین کی مو بہ لطافت
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ کاکل وہ نور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بھنی کے قریب تھے ابرو

گویا تھا وہ نور کا سراپا
نشے مین شراب کے بھری تھین
شہباز نے وا کیے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
دنیا ایک نہین ہے کا تھا
سراپا خوب محبوب مرغوب

سیمتن غنچہ دہن خم ابرو خال سیہ وچشم جادو فرد بر خندہ گر لب برا فگنے ٭ نمک بر دل خستگان بیخبر
شہزادے کو سینہ آگیا بے اختیار پکار اٹھے فرد شیر نگاہ مست تو دانستے کچا شستہ
بر دل گشتہ خوب نشستہ بیجا نشست ٭ گھبرا کر اٹھ بیٹھے چند زخمون کے ٹانکے ٹوٹ گئے ملکہ نے کہا
صاحب کیون اٹھتے ہو ایسا نہو کوئی زخم بگڑ جائے قاسم نے نہ مانا اٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کے
سر جھکا لیا ایک کنیز نے بڑھکر پوچھا ہماری ملکۂ عالم پوچھتی ہین کہ آپ کہان زخمی ہوئے کیا قزاقون نے
گھیرا تھا آپ جیسے مال کے واسطے جان دی تھی مگر خدا نے بچا لیا قاسم نے کہا قزاق ہمکو کیا گھیرتے ہم
واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے سرباز نامی پہلوان ساٹھ ستر ہزار فوج سے صحرا مین تھا
اسنے نام پوچھا ہمنے مفصل بتا دیا کہ قاسم نوجوان فرزند رستم عالیشان نبیرۂ صاحبقران اُس
بیحیا کو ناگوار ہوا کل فوج کو حکم دیا سب سے تلوار چلی آخر مین زخمی ہوئے گرا چاہتے اور وسیلے کے
جاتا تھا لیکن خدا نے بچا لیا گھوڑا اسطرف نکال لایا آپ نے جان بخشی کی خدا آپکو جزاے خیر دے
ملکہ نے کہا صاحب آپکا ذکر والد نے کیا تھا شکر ہی کہ مرکب اس طرف سے آیا بڑا فضل شریک حال ہوا
آپکا ذکر جرأت اپنے والد سے سنا تھا اشتیاق تھا کہ آپ کو دیکھون لات و منات نے دکھا دیا قاسم
نے کہا اگر ہمکو اپنے گھر مین بلایا ہی اور مہربانی فرمائی تو لات و منات کا نام نہ لیجیے ہمین ناگوار
ہوتا ہی بعد تکرار بسیار ملکہ نے کلمہ پڑھا کنیزون سے مسلمان ہوئین اب قاسم و ملکہ ایک مسند پر آکر بیٹھے

مری تھیں جس کسی کے عشق کا ذکر سنا حیرت کی نبیرۂ حمزہ سرباز کے ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب اسکو زخمدار
مین قریب باغ لایا اسپر ملکہ بیقرار رہیں اشعار عاشقانہ پڑھتے صبح کو جاکے قاسم کو دیکھا تھیں معلوم
کیا سبب تھا پہلے سے عاشق تھیں انشاء اللہ یہ مسلمان بھی ہوئیں قیلاب چرخ زن آپ کے چچا صاحب
جو قلعے سے غائب ہوئے تھے انکو بھی ملکہ نے چرا منگایا صنوبر وزیر زادی پردہ بھی عاشق ہیں
ایک کمرے مین صنوبر کو لیے بیٹھے ہین قاسم ملکہ کے پہلو مین حکایت شکایت ہو رہی ہے سب نے جو
سمجھایا ہمین مار کے نکالدیا یہ سنکر سوفار کانپ گیا کہا ابھی جاکر نبیرۂ حمزہ کا سر لاتا ہون والد کو
کیون اطلاع کرون یہ کہکے ملتا سوفار غصے مین جاتا ہے کنیز آگ لگائی ہوئی ساتھ ہے کہ صحرا سے گرد اٹھی
دیکھا سرباز خستہ و شکستہ ساتھ والے زخمدار سوفار سے بڑھکر صاحب سلامت کی سوفار
نے کہا آپ نے کیون دیر کی والد نے آپ کو حکم بھیجا تھا کہ اپنی صنوبر کو لیجائیے آپ نے تامل کیا
سرباز نے کہا اے برادر مین جو در دولت ملکہ پر گیا مجھکو ملکہ نے یہ کہکر ٹالدیا کہ طبیعت علیل ہے مین
جاکر نبیرۂ حمزہ کو قریب تھا کہ قتل کرون اسکا ایک سردار آیا سو ایک نقابدار بادلہ پوش چارسو جوان
سے پہونچا نبیرۂ حمزہ زخمی ہوکر نکل گیا اس سردار کو نقابدار نے کیا مین بھی زخمی ہوا نالاش مین نبیرۂ حمزہ
کے نکلا ہون سوفار نے کہا آپ میرے ساتھ آئیے نبیرۂ حمزہ نے بڑا فتور کیا سب حال کنیز نے بیان
[illegible] ساتھ کر دستے مین نبیرۂ حمزہ کا سر کاٹ لونگا
[illegible]
[illegible]
سوفار کے ساتھ ہوا فوج بھی ہمراہ ہے یہان قاسم باغ مین بیٹھے ہین شب بھر جلسہ رہا بوقت سحر
خمار شکنی کے لیے دور جام ہے ہین گلعذار ڈومنی بیرون کی چیزون گا رہی ہے کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی
آئی عرض کی اے شہریار جس کنیز کو آپنے مارکر نکالدیا تھا اسنے جاکر بڑی آتش افروزی کی سوفار
و سرباز باپ کی فکر مین آتے ہین باغ چار جانب سے گھر گیا ملکہ تو بھائی کا نام سنکر رونے لگی کہا
صاحب وہ بڑا زبردست ہے اسنے بڑے بڑے پہلوان مارے ہین کسی طرح نہین چاہتی کہ آپ
اس سے مقابلہ کرین ابھی آدہ فوج مین دیر ہے آپ نکل جائیے قاسم نے کہا مین بڑھکر اسنے
مقابلہ کرونگا مرکب تیار کرو کنیزون نے تامل کیا قاسم خود اٹھے مرکب اپنا تیار کیا ملکہ جو ملک کی
رونق قیلاب بھی اپنے کمرے سے چل آیا پوچھا شہریار خیر تو ہے قاسم نے سب حال کہا قیلاب
نے کہا حضور بیٹھیں مین سمجھ لونگا اپنی زندگی مین کسی کو قریب باغ کے نہ آنے دونگا قاسم نہ مانا
تکا کے پشت مرکب پر سوار ہوئے قیلاب ساتھ ملکہ روتی ہوئی پشت پر کہتی ہوئی کہ دشمن
مجھکو قتل کیجیے تو باہر جائیے ان بھائیون کے ساتھ لشکر بہت ہے سرباز آپ سے جلا ہے
مین گیا اسکے دل کو کیا اثر میرے تو دل کی عجب کیفیت ہے نظم

لشکر کو کیونکر نہ ہو سوزبان بالا سے
خوف کیونکر خانہ دل کی بہت بلند
بیکل ہالا شکوہ مرے رو جان [illegible]

ترک تیرہ سری ہے گردن پہ ہے پیکان تیر
خاک زیر پا ہے وہ آسمان بالا سے سر
رحمت کو تو حق کہ ہاتھ کی ہما حاصل کرے

زخم تیغ یاس نے کشادہ ہان بالا سے سر
ایکنے بان سب نگہ ہے انکے بائی [illegible]
عاشق اسکا ہون کہ ہنگام فراق [illegible]
مل کو سے کیہ کر [illegible] جان [illegible]

شادی کرتے تو لیکر نکل جاتے اس مقام پہنچے مقابلہ کر دیکھا اگر تیرا لشکر بھی ہو برابر کا مقابلہ رہے
اس وقت غنیمت ہی قاسم نے کہا تمہاری مہربانی بس اب نیزہ اُٹھائیے وار کیجیے میں انشاء اللہ
ملک کو فتح کر کے پلٹونگا جب تو سوفار جھلایا قاسم کو نیزہ مارا نیزہ آپس میں چلنے لگا ہمراہیان سرباز
مشتاق کھڑے ہیں کہ ہمارے آقا کو اس جوان نے مارا اگر سوفار حکم دے تو ابھی جاپڑیں قاسم
تھوڑے ہی عرصے میں نیزہ سوفار کا نکالا سوفار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے اوپر خنجر کی لگائی
تلوار سوفار کی ٹوٹی اوپر سے قاسم نے ہاتھ مارا سپر کٹی گینڈا مارا گیا سوفار گینڈے سے زمین پر
گرا قاسم نے پیادے میں تلوار سے لیا چاہا ہاتھ مارین سر اسکا اُڑ جائے سوفار نے گھبرا کر دونوں
ہاتھ اُٹھا دیے منھ پر ہوائیاں اُڑنے لگین قاسم نے ہاتھ روک لیا کہا ای سوفار اٹھ اور تلوار لا گینڈے
پر سوار ہو حریف کو حقیر کر کے مارنا ہمارا کام نہیں ہی یہ سنکر سوفار اُٹھا قدموں سے قاسم کے لپٹ گیا کہا
ای شہریار نہین وہ ہاتھ جو آپ پر اُٹھاؤں آنکھیں پھوٹیں جو نگاہ بد سے دیکھوں تا بہ جان بخشی کی
تابعدار ہوں فوج والوں کو پکار کر آواز دی یار و میں نے اس شیر کی اطاعت کی جسکو حاضر ہونا ہو
اگر حاضر ہو ورنہ اختیار ہی اسکے ہمراہی آکر شریک ہوئے ساتھ والے ہمراہ رہے کے روتے پیٹتے گئے
افلاک چرخ زن لشکر قاسم سے جنگ کر رہا ہی چار دن میں تمام سرداروں کو زخمی کیا میدان افلاک
لڑکا رہا ہی ہر مرتبہ بھی قول ہی کہ نبیرہ حمزہ کہاں گیا فوج کے ٹکڑے اڑا دونگا الیاں پشر کھڑے کہتے ہیں
ہمارے آقا برابر شکار کے ہیں پلٹ کر نہیں آتے آپ کے پیچھے گھوڑا اڑا کر نکل گئے
جس وقت تشریف لائیں گے تم سے مقابلہ ہوگا افلاک نہیں مانتا کہ ایک طرف سے روتے پیٹتے
کی آواز آئی افلاک نے دیکھا چالیس پچاس ہزار سوار پیادل روتے پیٹتے چلے آتے ہیں افلاک
نے کہا ارے تم کو کیا ہوا سب نے کہا حضور ہم ہمراہیان سرباز ہیں بہ تیغ آفاق حسن آرا پر قاسم
کے ہاتھ سے وہ مارے گئے آپ کے صاحبزادے مسلمان ہوئے یہ سنکر افلاک جل گیا گینڈے
کو پھیرا سامنے سے ایک ڈولی آتی ہی اسمین ایک بڑھیا کنیز ہی پکارتی ہوئی ای شہنشاہ مجھے
کچھ عرض کرنا ہی افلاک گینڈا بڑھا کر قریب ڈولی کے آیا کنیز کو پہچانا میخوار کی کھلائی ہی پوچھا
کیوں کھلائی خیر تو ہی کہا ای غضب ہو گیا آپ کی جورو قماس خان سردار قاسم کو لگا کر لائین
آٹھ دن سے چین کر رہی ہیں میں نے جو سمجھایا کہا کھلائی کو نکال دو یہ سنکر افلاک آگ سے باہر ہوگیا
پلٹ کر آواز دی ای سوہان ببر سوار تم بارہ ہزار فوج ساتھ لو جاکر سر قماس خان لاؤ میں جا کر
میان سوفار کو بچاؤں بچا کو شرم نہ آئی بہن کے عاشق پر غالب نہ آیا اسکا مطیع ہو کر بیٹھا جا کر سرکاٹ
لونگا قاسم کو باندھ کر لاؤنگا باغ کو تالاب بنا دونگا یہ کہتا ہوا طرف باغ کے چلا سوہان ببر سوار طرف
قماس کے چلا قماس پہلو میں میخوار کے بیٹھے ہیں کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ آپ کے آقا نے نامرد
پر لشکر کشی کی ہی افلاک چرخ زن لشکر لیے جاتا ہی در باغ پر معرکہ پڑا ہی سنتے ہیں کہ بیٹا افلاک کا
مسلمان ہوا مگر اب فوجیں جا رہی ہیں یہ سنکر قماس خان اٹھے زرہ پہنی میخوار رونے لگی کہا صاحب خدا
کے واسطے تم جانے کا ارادہ نہ کرو ایسا نہ ہو دشمن گھر جائیں قماس خان نے کہا ممکن ہی کہ تا
نامرد کا حال سنوں اور میں نہ جاؤں سامنے یاران ہمدم کے بدنام ہو جاؤں گا یہ کہکر ہتھیار لگاکے

گھوڑے پر سوار ہو کے بیٹھنے کا ارادہ کیا ملکہ نے دامن پکڑ لیا عرض کی ای شہریار دل نہین مانتا

قلب جل رہا ہے کوئی [illegible]
جس طرح شکر کرون کہ یہ انداز نیا تھا
راضی ہوئے بوسے پہ خدا جانے یہ کیا تھا
اب آپ کے تو آئے وہ تمنا نہین باقی
جس لفظ کو پڑھتے تھے تمہارا ہی گلا تھا
شکوہ بھی وہ کرنا جو تجھے یاد نہین ہے
تا صبح مین اسطرح فراق رفقا تھا
بیتاب ہوا یار تو سو بار بلایا
آنکھون مین نہان تھا کوئی دل مین چھپا تھا
کیا قوت اعدو ہے زبس ہمت قاتل
وہ نالہ جو تا عرش فراموش بنا تھا
سنکے یہ نسیم آئے ترے قرب ستم آمیز

ہر حرف سے پیدا اثر جوش بلا تھا
ایسا نہوا تھا کبھی ایسا نہوا تھا
کیون جی وہی پھر بیہودہ خیالی کی سمائی
آتے شب ہجران مین تو احسان قضا تھا
گر ہی وہ دکھائی نفس سرد نے مجھکو
کہتا ہون مجھے رنج مین کیا تنے کیا تھا
افسوس کے ٹکنے سے ہو کیون مجھے ماتم
تکلیف کا باعث مجھے احسان ہوا تھا
اب وہ جگر ہو کے نکلتا ہے دہن سے
دکھلا تو کئی کر س گروہ شہدا تھا
بیوجہ تو خود رفتہ نہین ہوتے ہین [illegible]
ہر زخم رلانے کے لیے ہیے ہنستا تھا

نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا
عادت سے ہین واقف تھا مگر چوک گئے ہم
کچھ یاد نہین کیا ابھی اقرار ہوا تھا
دیکھا جو گیا روز جزا نامۂ اعمال
ادبے کیطرح آنکھ مین ہر اشک بچا تھا
نالون کی اجازت تھی کبھی آہ کی رخصت
ہستی مین لاا ہے ہوا آنکھ نہین ملا تھا
اقتضا ہے محبت کا جو تھا خوف تو ہر شکل
وہ برچھیان برسون مرے سینے مین [illegible]
تھا دم قسمت مجھے قسام ازل نے
یہ بھی ہے کسی فسون یہ جو تھا دم یہ ہوا تھا

قماس خان نے کہا ملکہ عالم اسوقت میرے ہوش ٹھکانے درست ہین مین نے ابنے آقا سے نامدار کا حال سنا مین ضرور جاؤنگا یہ کہتے ہوئے [illegible] آ کر دا [illegible] سوار بارہ ہزار فوج [illegible] آواز دی اے مسلمانو تم نے ناموس شاہنشاہ [illegible] کی جانب کہان ہے [illegible] قماس خان بھی گھوڑا بڑھا کر لشکر سوہان پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ نے جو اندر سے باغ کے یہ معاملہ دیکھا کنیزون سے کہا صاحب غضب ہوا وہ اکیلے بارہ ہزار فوج پر جا پڑے ان بھاؤن نے گھیر لیا مجھے کیونکر دیکھا جائے مادیان تیار کرو مادیان مشکی آراستہ ہو کر آئی ہتھیار لگائے کنیزین بھی ساتھ ہوئین ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی اسوقت آکر لشکر سوہان پر کہ کر سوہان نے قصد کیا ہے کہ خود قماس خان سے مقابلہ کرون کہ نقابدار آکر گرا تیر و خنجر سے بارہ سو جوان مارے جنہین ترکنین لڑتی ہوئی چلی آتی ہین بعض گوشے سے تیر اندازی کر رہی ہین بعض کے ہاتھ مین نیزے بعض کے ہاتھون مین تلوارین کھینچے لڑ رہی ہین کہ سوہان نے للکارا کہ او نقابدار مین نے پہچانا اب کہان جائیگا قماس خان نے گھوڑا بیچ مین ڈالدیا کہا او ملعون ادھر کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر ہم بردار کر سوہان پلٹ پڑا قماس خان سے تلوار چلنے لگی قماس خان نے کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا سپر کٹی سوہان کے مع کنیزون چار ٹکڑے ہوئے تمام اہل ایمان لشکر کے رنگ کٹ سے گئے یا نون سب کے اٹھے قماس خان و نقابدار مارتے ہوئے چلے لشکر بھاگا ہوا جاتا ہے یہ مارتے ہوئے جاتے ہین یہان قاسم کو جب خبر ہوئی کہ لشکر افلاک آگیا فوراً باغ سے نکل آئے سوار بھی ساتھ ہوا فوج تیار ہوئی افلاک نے حکم دیا پھر تو لشکر کفار نے گھیرا ایک جانب قباب بھی لڑنے لگا ملکہ کو تھے جسے

سایہ فگن رہتا ہو اسنے بھی تلوار کھینچ کر ہاتھ جو تلوار تو ہوا شوکت لقا بدار دیکھ کر حیران کہ شیرانہ لڑتا ہوا
آیا اسنے بھی علم فوج کو قلم کیا طرف افلاک نے جادو قاسم پر چلایا وہ کاوش کرتے ہیں برابر لقا بدار رستم
ہفت عین ہو رہے تھے لقا بدار تب فوج میں اثر رہا کہ جا بتا پر جا کر افلاک نے وار دن قاسم پا سنبھلے دن میں افلاک کے
بیدون تمام لقا بدار اسوقت بھرتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا سرداران قاسم کو بچاتا جب تک قاسم کو جو زخمی کیا
بہت گھبراتا ہوا آخر لقا بدار برابر افلاک کے ہوا جب افلاک چرخ زن سے کئی ہاتھ تلوار نے مارے
لقا بدار نے سپر پر کاٹے تھے تیغ ہلال نیام انتقام سے علم کیا آواز دی او بیجا خبردار جعلساز خبردار لشکر یا لڑکا
جنگ کو تلوار کری صاف ثابت ہوا بہادر برق آلی سمر دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر تا توقیہ سپر
جنگ جیتی یا زیر تنگ آکر بوسہ دیا ایک نعرہ بلند ہوا جا بجا اٹھا ای شہریار سبحان اللہ نقل

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے حاسد کہتے ہیں بر کتی بیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار	وار چلنے کی تو نوبت کبھی ہوا ہو وار ہواہ رہے کاٹ کہ جو رنگ ظاہر کیا	برق تیغ کی کوئی تعریف نہیں جو بیجا ہی ایک اک جز کے برابر سے جو کیسے جاتا

علم سر و قد نقطیم کو کستے زبان تیز رو کا جھو سے صدا اے احسنت و افرین آل افلاک کا مارا جانا فوج
نے شکست کھائی سوفار نے پکار کر آواز دی یارو کیوں جان دیتے ہو آقا کی اطاعت کرو میں تمہارا
افسر ہوں تمام افسران فوج ہاتھ باندھ کر سامنے قاسم کے آگئے قاسم نے سب کو امان دی لقا بدار
نے اپنی فوج کو الگ کیا خود گوشہ کمر کا قریب قاسم کے آیا کہا ای روح روان صاحبقران تم
دادامان کو سمجھا دینگا کہ مجھ سے مقابلہ نہ کریں یا ہمارے صاحبقرانی جلو مرحمت فرمائیں میں مقابلہ کفار کا
کرونگا ای شاہزادہ والا قدر کفار نے ایک جانب سے بلوا کیا ہو چاہتے ہیں مسلمانوں کو برباد کرین ملک
میں زبرجد شاہ زبرجد نگار کی قلمرو میں آتا ہو اخفر جادو شہ سلطنت ہو اس جانب بدرج زلازل
ہیرا من جادو کے ہمراہ سیدھا طرف سبحان کے جاتا ہو بلکہ میں نے تو یہ سنا تھا کہ کامل جان
میں کنجاب پر لیا کیا رشید و قشیر فرزندان زرو بین کامرانی حوالی کابل سے چلے ہیں جیسا لقا کا
ملک باقوت شاہ فوج گران جمع کرکے طرف باختر کے چلا ہو ہر طرف سے ملک مسلمانان پر چڑھائی
ہو فوج ملک میں بھی انقلاب ہو گیا ہو مرزوق تجے خون کے خواہاں ہیں یہ تو آپ پر بھی ظاہر ہو
کہ یہ سب دعوے داران سلطنت ہیں اگر خبر نہ لیجائیگی تو ملک ہاتھ سے جاتے رہینگے لقا کا بیٹا
وہ ملک خلل جنید برگ سے نکل آیا اسکی مدد الٰہی کے سامان درست ہو رہے ہیں اکثر ان حملہ
پہلوان تیاری کر رہا ہو ان سب کی فرداً فرداً خبر لیجائے یہ سب بیجا اگلا اسکو اپنے شکست سے فرصت کر کے
قتل آئے کہ زہرہ روکنا مشکل ہوگا قاسم نے کہا ای لقا بدار برادران کے بزرگوں کو مارا انکو بھی
دیکھ بھال لینگے یہ خیر جراے امتحان حاضر ہو جس طرح آپ کے مزاج میں آئے میں حاضر ہوں
نیزہ تلوار کشتی کسی فن میں انکار نہ کرونگا لقا بدار ہنس پڑا کہا ای بہادر میں کسی اور سے مقابلہ
نہ کرونگا صاحبقران سے ہوس ہو کرنا چاہتا ہوں سر میدان مقابلہ ہو کسی امتحان پر فیصلہ ہو جائے
قاسم نے کہا بہتر ممکن ہی لقا بدار تو اپنی فوج لیکر چلا گیا مینوار کو محل میں بھیجا آفاق حسن آرا
ایک مقام پر ہیں لیکن آفاق کو بھی معلوم ہوا کہ نامدار ہرمان سردار قاسم پر عاشق ہو لیکن مگر وہ
دارالامارہ افلاک میں آئے سوفار کو تخت پر بٹھایا صحبت آراستہ ہوئی سب سردار اسے

شادی ہوجائیگی اُسنے بیقراری مین مجکو نامہ لکھا تھا اُس نامے نے مجکو بہت بیقرار کیا مین بےغیرت ہوکر
باپ سے کہا کہ حضور اشجار کو بھی عذر ہی کہ مین سامان مہیا کرلون تو شادی کردون کچھ روپیہ سرکار
بھیجدین باپ نے بھی کہا حضور باجے کی تیاری تھی مروارید اپنے کوٹھے پر اپنی انیسون کے
ساتھ مصروف عیش و نشاط تھی طاؤس بلند پرواز اپنے تخت پر سوار جادوگر زبردست سے
اُڑا ہوا جاتا تھا اسکی نگاہ جو ملکۂ عالم پر پڑی بیتاب ہوگیا سحر کیا سب بیہوش ہوگئے ملکہ مروارید
کو اُٹھا کر لیگیا یہانسے بارہ کوس پر اُسکا قلعہ ہی یہ خبر مین نے بھی پائی کہ ملکہ نے اسکو قبول
نہین کیا مین غصّے مین یہان سے چڑھ گیا ملکہ کو تو اسنے قید کیا ہی ہمارا لشکر فروکش تھا اسنے
قلعے پر سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا ہزارون کے سر کٹ گئے گھوڑے چھوٹے سوار و پیدل پامال ہوگئے
آخر ہم لوگ سب بھاگے جب اُس سحر روش کا خیال آتا ہی قلب تھراتا ہی وہان کسیکا زور نہین چلتا
اس وقت بھی وہی خیال ہی اسنے بیقرار کردیا یہ مشکل حل ہونا دشوار ہی قاسم نے کہا ای برادر انشاء اللہ
چلکر اُسے قتل کرینگے مروارید کے ساتھ شادی ہوگی ایک ساحر کی مشکل بیان کرتے ہو اُن ملکون
کو تباہ کیا جہان لاکھون جادوگر تھے کل پہلے انشاء اللہ قلعۂ طاؤس پر چلینگے دیکھا کیا ہوتا ہی
سوفار قدمون پر گر پڑا کہا حضور اسکے شعبدے غضب کے ہین سمک بھی دربار مین حاضر ہی کہا
ای سوفار گھبراؤ تمھارے معشوق کو تمسے ملائینگے رات انھین باتون مین گذری صبح کو قاسم
نے کمر باندھی سوفار کو تخت پر سوار کیا تین لاکھ فوج و سرداران ہمتن کو ساتھ لیکر
طرف قلعۂ طاؤس کے کوچ کیا سوفار قدم بقدم ہر مقام پر یہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار اب
بھی پلٹ چلیے ایسا نہ ہو واسطے سرکار کے باعث خرابی ہو قاسم پانچ کوس بڑھکر ایک صحرائے
سبزہ زار مین آکر اُترے سمک نے کہا ای سوفار مجکو تو نشان محل بتاؤ اگر جانتا ہی تو مین
تمھاری معشوقہ کو لاتا ہون سوفار نے سب پتہ نشان بتایا سمک لیداقی بلباس عیار کا
سے آراستہ ہوکر طرف قلعۂ طاؤس کے چلا یہان طاؤس جادو جس دن سے اس معشوق
کو لایا ایک باغ نہایت لطف سے آراستہ ہی دن کو تو ملکہ کو ایک قفس مین بند کرتا ہے
رات کو جلسہ آراستہ کرکے مغنین خوشامد ... کرتا ہی مروارید نہین مانتی کنیزین رات بھر
سمجھاتی ہین سمک قلعۂ طاؤسیہ مین پہونچا قلعہ آباد رعایا دلشاد دوکانین آراستہ سمک
دریافت کرتا ہوا قریب باغ پہونچا پشت باغ سے کمند لگا کر باغ مین آیا ایک گوشے سے جھانک
دیکھا طاؤس تاج پہنے ہوئے مسند پر بیٹھا ہی بیقراری سے کہ رہا ہی ارے اُس قتال عالم کو لاؤ
ارے صاحبو سمجھاؤ اب تو میرا یہ حال ہی کہ صبر کرنا محال ہی نظم

جذبۂ دل سے کمال ہمرہا ہوجائیگا — سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہوجائیگا
جو قناعت کے مزے سے آشنا ہوجائیگا — جھک کا کاسہ اُسے دست دعا ہوجائیگا
تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہوجائیگا — زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہوجائیگا
حالت اسکی اور میرے استخوان کی ایک ہی — شمع کافوری کا پروانہ ہما ہوجائیگا
پیس ڈالا دل کو خال عنبرین یار نے — کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہوجائیگا

کیمیا ہی مہربانی صاحب تاثیر کی
جسم غم سے یار آتا ہی نہیں کشتی مری
خون مسلمانوں سے کرتے ہو بہت ملا سے
سرکشی سے یار کے کیونکر نہ ہو دل کو سرور
عیب عریانی چھپا کر کیا قیامت ہے کیے
ضد دلاتا ہی عبث آنکھیں چھپا کر مجکو یار
اسقدر نازاں نہ ہو اے شیخ اپنے زہد پر
یار نے وعدہ فراموشی جو ہمسے کی تو کی

مس کیا یار نے جب آہن طلا ہو جائیگا
بادبان تو لب ساقی ناخدا ہو جائیگا
دل سے کافر کے جو رنگ حنا ہو جائیگا
نشے میں اسکے ہمارا مدعا ہو جائیگا
اطلس ہفت آسمان صرف قبا ہو جائیگا
سوز دل سے جسم خاکی توتیا ہو جائیگا
سنگدلی کرنے سے بت نا ... تو خدا ہو جائیگا
مرت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہو جائیگا

اس طرح بیقرار ہو کر اسنے کنیزوں سے کہا کنیزوں نے کہا داری سمجھانے سمجھانے زبانیں ہم لوگوں کی خشک ہو گئیں مگر وہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہی اسکا ماننا دشوار ہی سوفار کی محبت کا دل میں تیر ہی اُسی کے نام پر قربان ہو رہی ہی چند کنیزیں کنیں سمک گوشے میں سے دیکھ رہا ہی کنیزیں قفس اٹھا لیکر آئیں لاکر قفس رکھا طاؤس اٹھ پاؤں بانہنے لگا کہتا ہی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان اب تو دن رات چین نہیں ملتا کہا ننگ سرکشی ہو دل مجکو سب ادائیں تمہاری پسند آتی ہیں دل چاہتا ہی تصدق ہوں لیکن کسکو سمجھاؤں کس زبان سے حال کہوں نظم

غزالان یا سمن گل باغ ای بیانش ماست
نظر بچشمہ تا کست ابر رحمت را
نعا فلست گر در فکر کارسازی ماست

بزیر تیغ تو بی اختیار میر قصم
چو قطرہ دامن تر جامہ نمازی ماست
چو ذرہ ہمسفر آفتاب در شدہ ایم

ننا دلی کہ محمل سرفرازی ماست
کہ سر گذشتگی آئینہ بازی ماست
نگاہ گرم تو در عالم آزرد نگذاشت
اسیر باد صبا نیز داغ نازی ماست

کنیزیں منتیں کر رہی ہیں وہ کسی کو جواب معقول نہیں دیتی جب کنیزیں بہت پریشان کرتی ہیں تب جھنجھلا کے میں جواب دیتی ہی کہ صاحبو یہ مجکو زبردستی اٹھا لائے ہیں قتل کریں جانور کا مرتبہ تو ٹپکا قفس میں قید ہیں قتل کیوں نہیں کرتا طاؤس نے اشارہ کیا قفس سے نکالو مشکل مانکر قفس سے نکالا ایک کنیز غنچہ دہن نامے بولا کہ واسطے پیشاب کے چلو چمن میں آکر بھی سمک نے اسکو بیہوش کیا غنچہ دہن کی شکل بنکر محفل میں آئی پینا زو کرشمہ ہاتھ نچا کے سر طاؤس کے رکھدیا کہا کیوں صاحب اس نگوڑی عورت میں کیا کمال ہی کہ آپ جان دیتے ہیں وہ نفرت کرتی ہی سرنچا کے جو طاؤس نے دیکھا یہ غنچہ دہن کمسخن ہماری کنیز ہی اسوقت چہرے سے وہ رونق ہی کہ سینے پر ابھار شکم صاف و شفاف کھلا ہوا سادہ پن چہرے پر برستا ہوا جب مسکرائی غنچہ دہن کھلا کلام میں شاعروں کے شک پڑا کہ راز سربستہ عدم وا ہوا کان میں جھککر کہا یہ نازنین مہ جبین مجھے کچھ اشارہ کرتی تھی اگر حکم ہو تو میں اسکو سمجھاؤں کیا عجب ہی کہ راہ پر لاؤں طاؤس نے کہا ای غنچہ دہن اسوقت تملق کی عجب کیفیت ہی کس نازو انداز سے کلام کیا دل کو برما دیا میں تو تیرا طالب ہوں مسکرا کر کہا بس لگی لپٹی مجھے ایسی باتیں نہ سکھاؤ یہی غنچہ دہن آپ کو مبارک ہو ایسی عورت پر مائل ہوئے کہ جسکا کسی وقت مزاج ہی درست نہ ہو ہر وقت غصے میں رہتی ہی بات کا جواب دیتی ہی کہ کاٹے کھاتی ہی ہر وقت یہی کلام ہی کہ ہمیں قتل کرو جلاد کو بلا ئیے ایک ہاتھ مارئیے سر اس خود سر کا اڑ جائے طاؤس نے کہا

ہاے کیا کرون دل نہین مانتا جی چاہتا ہی اسی ظالم کے قدمون پر گرون کیونکر راضی کرون ای غنچہ دہن
یہ سمجھا تھا کہ یہ ظالم یون پریشان کریگی ورنہ اسکو لانیکا ارادہ نہ کرتا غنچہ دہن نے کہا تمہارا جیتے آج مین
راضی کردونگی تیور سے تو اسکے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ پر مرتی ہی کوئی امر اسکے مزاج کے خلاف
گذرا ضدن بڑی ہی اسی ضد پر اڑی ہی مین پوچھ لونگی حال کُھل جائیگا طاؤس نے کہا ای غنچہ دہن
جو مانگیگی وہی دونگا کہا حضور قفس اُٹھاکے الگ بیجاؤن تنہائی مین حال دل پوچھون خوب سمجھا دونگی
آپ کے وصل پر راضی کرونگی طاؤس نے کہا اچھا لیجاؤ غنچہ دہن لیکر قفس مروارید کا لیکر بارہ دری
مین آئی کہا واری آپ نے مجکو بیچارہ حال اصلی عرض کرون شاہزادہ خاور سپاہ قلعۂ افلاک
پر چڑھ کر آئے بعد کئی لڑائیون کے افلاک مارا گیا سوفار کو بادشاہ کیا سوفار آقا کے سامنے
رو دیا آپ کے عشق کا حال بیان کیا آقا نے لشکر کشی کی یہان سے پانچ کوس پر لشکر فروکش ہی
عاشق صادق آپ کا بہت بیقرار ہی مین اُنکا عیار کنیز کو بیہوش کرکے آیا ہون فقط آپ اتنا
کہدیجیے کہ مین بھی تجھپر عاشق ہون مین ابھی سب کو بیہوش کرون سب کو قتل کرکے آپکو لیچلون انشاء اللہ
مذہب حق اختیار کیجیے اپنے عاشق کے پہلو مین بیٹھیے مروارید یہ حال سُنکر خوش ہوگئی کہا ای سمک
تو نے احسان عظیم کیا مگر میرے مُنہ سے یہ کیونکر نکلیگا کہ مین تجھپر عاشق ہون سمک نے کہا کیا
مجال ہاتھ لگانے پائے مین باتون مین بہلا لونگا مروارید کو سمجھا کر دوڑا ہوا سامنے طاؤس کے آیا
کہا حضور مین جو سمجھی تھی وہی بات ہی وہ تو خود آپ کے نام پر جان دیتی ہی غصہ یہ ہی کہ قفس مین کیون بند ہون
طاؤس خوش ہوگیا کہا ای غنچہ دہن مین عذر کرونگا قدمون پر سر رکھدونگا سمک قفس لایا ملکہ کو
پہلو مین طاؤس کے بٹھایا کہا آج مین ہی گاؤن شراب بھی آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤن یہ سنکر
طاؤس نہایت خوش ہی سمک نے شراب کو درست کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے پہلے طاؤس کو
دیا گنگنا کے یہ غزل گائی **نظم**

محو کر دیتا ہی سر تا پاے یار
عشق بیخود حسن بے پرواے یار
مصلحت ہی واسطے اپنے وہی
عاشق دلدادہ کو شیداے یار
ساقی دہی شیشہ و ساغر ہین سب
اپنی آنکھون سے لگاؤن ہاے یار
وسعت چشم سرمہ گین کیا لیجیے
بے کلف بے دماغ ہی سیماے یار
خود کہی ہو جو آتش کی ہنسین

بیت ہین دو ابروے زیباے یار
کیا مناسب تن کے ہین اعضاے یار
آج کل سے کچھ مین دیوانہ نہین
جور رضاے یار ہی جور اے یار
عشق شور انگیز پیدا کیجیے
خالی ہی دست بحیر اک جاے یار
آئینے سے یہ نہین روشن ہوا
دیکھتے ہی نرگس شہلاے یار
باندھیے مضمون تو مضمون دہن
یہ بھی ہی میری طرح جویاے یار

مصرع برجستہ ہی بالاے یار
دو نون ہین اپنے لیے ایذا دہند
سر نہ کھا جب سے کہ ہی سوداے یار
شہر خوبان مین ہین لیدیر سے جلا
جلوہ گر ہی شوق حسن افزاے یار
میرے گھر مین جو قدم رنجہ کرے
محو حیرت رہتے ہین بیناے یار
حسن مین کچھ ماہ کو نسبت نہین
کیجیے پیدا تو ناپیداے یار

سب کنیزون نے شراب پی سمک نے جو یہ غزل گائی طاؤس نے بھی شراب پی دماغ اُلٹ گیا گھبرا کر اُٹھا کنیزین بھی اُٹھین طاؤس
گر کر بیہوش ہوا سب کنیزین بھی بیہوش ہوئین سمک نیمچہ پکڑ کے اُٹھا ملکہ نے کہا ای سمک کسی کو
قتل نہ کر مجھے لیکر نکل چلو سمک نے کہا یہ تو قبلہ و کعبہ کا حکم ہی جہانتک پاؤ ساحر کو قتل کرو کل یہ

فساد برپا کریگا ملکہ خاموش ہو گئی سماک تیغ کھینچا چلا کہ طاؤس کو قتل کرون قضائے کار یہان سے
پانچ کوس پر قلعہ ہی ملکہ ثریا ے ستارہ پیشانی وہان کی حاکم ہی یہ ہمشیرۂ طاؤس ہی اسکو بھی خبر ملی
کہ بھائی صاحب ایک عورت پر عاشق ہوئے ہین مشتاق ہو کر چلی کہ دیکھون وہ عورت کون ہی
آسمان پر آ کر نظر آئی دیکھا اسنے کہ طاؤس بیہوش پڑا ہی ایک شخص تیغ کھینچے ہوئے قتل کیا چاہتا ہی
وہین سے نعرہ کیا خبردار سماک نے دیکھا کہ ایک ساحرہ آ پہونچی چاہا جست کر کے نکلون ثریا
نے کیبی آواز دی سماک کے پانون زمین نے تھام لیے ثریا باران سحر برسانی ہوئی زمین پر آئی
طاؤس ہوشیار ہوا ثریا نے سب حال کہا ابتو طاؤس بہت بگڑا ہر چند پوچھا تو کون ہی کہان سے
آیا سماک کب بتاتا ہی سماک کو بھی قید کیا ثریا کی طاؤس نے بڑی خاطر کی ملکہ مروارید کو
پھر قفس مین بند کیا ثریا نے کہا یا تو اس عورت کو چھوڑیے یا کل پیے صبح کو دربار مین بھیجیے ہم جلا دینگے
ہو رہی ہین طاؤس کہتا ہی مین اسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا کیونکر جفائے فراق سہونگا کہ جب
ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا ای شہریار قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران سوفار کو ساتھ لیے
سامنے آپ کے قلعہ کے آ گیا ثریا نے پوچھا قاسم کا کیا مطلب ہی ہرکارون نے عرض کی
سوفار اسکا سردار ہی اصل معشوقہ لینے آیا ہی یہ عیار بھی اُسی کا بھیجا ہوا آیا ثریا نے کہا بلی
ہوا ایک ہی سحر مین سب کو غارت کرونگی ای برادر تم یہ بھی سمجھے کہ قاسم کون شخص ہی اسی جوان
کے دادا کے مقدمے مین کاہن و نجومی حکم لگا گئے ہین اصل مین انھین لڑکون کے ہمراہ ان
عیاری ہوئے ہین کہ جس مقام پر ملین گرفتار کر کے روانہ کرو اکثر شاہزادے گرفتار بھی ہو گئے
یہ جوان قید خانے سے نکل آیا ہی بڑی تلاش ہی اگر اسکو قید کر کے روانہ کرینگے سحر العجائب و
مقصر الغرائب شاہان طلسم نہایت خوش ہونگے یقین ہی انعام و اکرام بھی ملے طاؤس نے
حکم دیا لشکر آراستہ ہو ثریا ملکہ نے کہا ارے لشکر کی کیا ضرورت ہی مین اکیلی جا کر سبکو پکڑ لاؤن
بلکہ گرفتار کرنا واجب و لازم ہی عیار تمھارے پاس قید ہی قاسم و سوفار سر سوار کو مین
پکڑے لاتی ہون لشکر پر سحر کرونگی سب بیکار ہو جائینگے ہر چند طاؤس نے منع کیا کہ میدان کارزار
مین سمجھ لینگے ثریا نے نہ مانا ایک طاؤس پر سوار ہو کے چلی یہان قاسم داخل بارگاہ ہین
تمام سردار جمع ہین قاسم مقام صدر پر کہ شاگردان سماک نے آکر خبر دی کہ سماک پیدائی پکڑ لیا
کیا ثریا ے ستارہ پیشانی آپ کے لشکر کو دیکھتی ہوئی آتی ہی نہین معلوم کیا منظور ہی قاسم
نے کہا آنے دو ثریا ے ستارہ پیشانی در دولت پر آ کر اتری طاؤس کو دروازے پر چھوڑا
آپ اندر آئی دیکھا اسنے کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و خورشید درخشان چرخ جہانداری
آسمان جلالت کے ماہ شاہزادہ خاور سپاہ خود زرین سر پر تیغہ ہلال حمائل سپر فولادی پشت
پر جال موتیون کا اُسپر پڑا ہوا سراپا سے جلالت و رستمی ظاہر دیکھا ہی یا تو گرفتار کرنے آئی تھی
یا خود اسیر طرۂ گیسو ہو گئی جھک کر سلام کیا قاسم نے جواب دیکر اشارہ کیا کرسی پر آ کر بیٹھی
گلچہرۂ گلشن جمال کی کر رہی ہی رعب و داب دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا کہ کلام کرے چند ساعت
بیٹھی اتنے کرسی قاسم نے ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی نے جام دیا اسنے پیا جب دماغ

بادۂ ناب سے گرم ہوا دریائے محبت نے جوش مارا دست بستہ عرض کی اے شیر بیشۂ جرأت و اے رستم میدان جلالت یہاں تشریف لانیکا کیا باعث ہوا قاسم نے کہا سوفار جو سوار ہمارا سردار ہے اسکی معشوقہ کو طاؤس اٹھا لایا ہے انشاء اللہ اگر بخوشی اُسنے دیدیا تو فبہا ورنہ اس قلعے کو فتح کرنیکے آرزو یہ ہے کہ سوفار کے ساتھ مروارید کی شادی ہو یا شاید ہمکو قضا لیکر آئی ہے لفظ آخر پر ثریا نے کہا صاحب خدا نہ کرے کہ آپ کے دشمنوں پر تکلیف پہونچے جو مناسب وقت ہو کنیز رخصت ہوتی ہے اتنا ضرور عرض کرونگی کہ طاؤس ساحر زبردست ہے ایسا نہو سرکار کو تکلیف پہونچے ان سب ساحروں کے نام شاہان طلسم نور افشان کے فرمان پہونچ گئے ہیں کہ جو اہل اسلام اس طرف آئے اُسکو گرفتار کرکے روانہ کرو قاسم نے کہا سمجھا جائیگا ثریا پلٹی مگر بادۂ عشق قاسم سے سرشار مضطر و بیقرار دربار میں طاؤس کے آئی کہا اے برادر میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے نارامن عورت کو حوالے کردو کیا ضرورت ہے کہ فساد بڑھے طاؤس نے کہا اے ہمشیرہ میں مجبور و لاچار ہوں اسکا فراق مجھسے نہ اُٹھیگا تڑپ تڑپکے مر جاؤنگا کیونکر ضبط کروں دل نہیں مانتا نہایت حیران و پریشان ہوں کیونکر ضبط کروں نظم

ہمزبان بزم ما غیر از در و دیوار نیست
بادہ می نوشیم اما نشئہ در کار نیست

انتظار گرمی احباب کو و محنت ست
اہل دل را غم نمیباشد اگر غمخوار نیست

راہ دارد دل بدل گر راہ باشد سالہا
راز ما را قاصدے با نامہ در کار نیست

گردغربت بر جبین مرد آب گوہر ست
لیکہیار التفاخر نامہ در کار نیست

درد یار سینہ صافی دشمنیہا دیدہ ام
جور بسیار ست اما رنجش بسیار نیست

حسرت بسیار دامنگیر و مطلب بیزبان
ہر قدم صد بار در راہ تو مردن کار نیست

ذرہ با خورشید تا جوشش تجلی میزند
یک سر مو بر تنم آشفتگی در کار نیست

کاوش غم ہم بر دل دست درشتی میکند اشت
جرعہ بسیار ست یک پیمانہ در کار نیست

نا امیدی در دیار ما نمیباشد اسیر
این سخن جز حلقۂ گوش اولوالابصار نیست

طاؤس نے اسطرح یہ شعر پڑھے ثریا خود چوٹ کھا کر آئی رونے لگی کہا اے طاؤس اور کسی کے دل کا خیال نہیں کسی پر کیا گذرتی ہے تجھے کیا کہیں جنگ کرنا قاسم سے بہتر نہیں طاؤس نے کہا آپ اپنے قلعے کو جائیے میرے مقدمے میں دخل نہ دیجیے میں قاسم کو گرفتار کرکے قتل کرونگا یہ لفظ ثریا کو شاق ہوئی کہا تمھیں اختیار ہے اُنکا ارادہ یہ ہے کہ تا بہ طلسم نور افشان جاویں ایسے تلوون کی وہ کیا حقیقت جانتے ہیں وہ فتح کرلینگے طلسم نور افشان ایسے ملک پر جب اُنکا قصد ہے تو ایسے مقاموں کا لے لینا کیا دشوار ہے اقبال کی یہ خوبی ہے کہ قید خانے سے چھوٹے اب ملک فتح کرتے پھرتے ہیں ہر چند ثریا نے منع کیا طاؤس نے نہ مانا لشکر لیکر مقابلۂ قاسم میں آیا طبل جنگی بجوایا ثریا ظاہر میں جلیکی مگر دل کب مانتا تھا گرد لشکر قاسم نوجوان پھرا کی جب قاسم کو بارگاہ سے نکلتے دیکھا تھیں گلشن جمال کی رات کو سوچی کہ اُسکے عیار کو جاکر رہا کروں اُسی کے معرفت تقریب بھی ہو احسان

بھی وہ مانیگا اس طرح تک بھی ذکر پہونچیگا یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی چلی قلعے مین آئی آکر دیکھا جس مکان مین
سمک قید ہے چالیس جادوگر بطور نگہبان کے بیٹھے ہین غل مچا رہے ہین ثریا نے سحر کیا سب جادوگر
سو گئے ثریا در زندان کھلنے پر آئی سمک نے ایک نازنین کو دیکھا کہ آتی ہے آکر ہتھکڑیان بیڑیان
کاٹین سمک نے پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے ثریا رونے لگی کہا مہتر صاحب اپنا
حال کیا کہین بیان کرنے کے لائق نہین ہے چند باتین ظاہر کرتی ہون اسی سے مطلب سمجھ لینا قطعہ

دیدۂ حیران نے تماشا کیا
حوصلہ کیا کیا نہ کیا کیا کیا
مر گئے اس کے لب جان بخش پر
مجھکو دم سرد نے ٹھنڈا کیا
آنسے بے ہوش کو نہ دیکھے کوئی
مرگ نے کیا کار مسیحا کیا
مرگ نے ہجران مین چھپایا ہی تم
مجھ سے مرے نام نے یہ کیا کیا

دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا
آنکھ کے لگنے سے سب احباب نے
ہم نے علاج آپ ہی اپنا کیا
غیر عیادت سے برا مانتے
مجھکو مری شرم نے اچھا کیا
دعوی تکلیف سے جلاد نے
قتل اسی پردہ نشین کا کیا

ضبط فغان گو کہ اثر تھا کیا
آنکھ کے لگ جانیکا چرچا کیا
بجھ گئی اک آہ مین شمع حیات
قتل کیا آنکے اچھا کیا
زندگی ہجر بھی اک موت تھی
روز جزا قتل پھر اپنا کیا
دشمن مومن ہی رہے بت سدا

سمک نے کہا اے ملکہ عالم مین اس مطلب کو نہین سمجھا ثریا نے کہا
اے مہتر والا گہر تمھارے آقاے نامدار پر عاشق ہون طاؤس نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو ہماری
جانبازی دیکھنا کوئی سحر طاؤس کا تاثیر نہ کریگا سمک نے کہا ایک احسان اور کیجیے مین
بہت اچھی طرح پر آپ کی تقریب کردونگا ملکہ مروارید کو بھی رہا کیجیے قاسم کو بڑی خوشی ہوگی
آپ کو رحم کرنا چاہیے وہ بھی کسی پر عاشق ہے عاشق ہی معشوق سے ملے اسی وجہ سے آپ کا بھی غنچہ آرزو
کھلے ثریا نے کہا بہتر ہے وہ کس قصر مین ہے سمک نے کہا سامنے جو مکان بنا ہے اسمین ملکہ قید مین
چالیس کنیزین نگہبان ہین ثریا نے کہا مین ابھی لائی یہ کہکر گئی کنیزون کو سحر کرکے بیہوش کیا
قفس اٹھا لائی سمک نے کہا ہمکو قلعے سے باہر نکالدو انشاء اللہ مین اسی وقت ذکر آپکا
شاہزادے سے کردونگا ثریا نے سمک کی کمر مین پنجہ دیا ایک ہاتھ مین قفس لیا لے اڑی صحرا
مین لاکر اتار دیا سمک نے ملکہ کو قفس سے نکالا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لشکر مین آیا ایک
خیمے مین ملکہ کو رکھا آپ بھی ایک مقام پر سو رہا جس وقت کہ جمشید خاور فلک چہارم چھلی
شعاع کی گلے مین ڈالکر اسباب سحر ضیا آستین مین رکھا سحر کرتا ہوا میدان زبرجدی فلک پر آکر ٹھہرا قاسم
بیدار ہوئے سمک نے آکر سلام کیا قاسم نے پوچھا اے بہادر کیونکر رہائی پائی سمک
نے حال عشق ثریا بیان کیا کہا مین ملکہ مروارید کو بھی لایا فلان خیمے مین رکھا ہے مگر اسی کی
مدد سے یہ کام ہوا قاسم نے کچھ جواب نہ دیا کہا سمجھا جائیگا سمک کو گلے سے لگا لیا کہ سوفار
نے آکر سلام کیا قاسم نے کہا لو مبارک ہو تمھاری معشوقہ آگئی سوفار گردن جھکانے لگا کہا آقا
آپکے تصدق سے یہ مژدہ سنا خوشی سے پیراہن مین نہ سماتا تھا قاسم سب سردارون
کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے وہان طاؤس جو سحر کر اٹھا ساحرون نے خبر دی
عیار چھوٹ گیا قفس بھی ملکہ کا گیا یہ سنکر طاؤس نے منہ پیٹ لیا کہا یارو بڑا غضب ہوا اسلام کے

وہ پہونچی اب ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوا لشکر ساحران ساتھ لیکر طرف
میدان کارزار کے چلا آسمان سے تیر یا سحر کرنے لگا لشکر مین طاؤس کے ساحرون سے تکرار ہونے لگی
کسی نے کسی کو گولہ مارا کسی نے کسی پر فلفل کا دانہ مار دیا طاؤس نے پلٹ کر دو چار
کو قتل کیا چلا کر کہا یارو یہ کیا حرکت ہے چلکر حریف پر سحر کرنا کیون سحر خراب کرتے ہو یہ سنکر سب
خاموش ہو رہے پھر لشکر لیکر چلا راہ مین فساد ہوا سامنے لشکر قاسم کے آیا چار سو ساحر قتل ہوئے
اسکو نہایت غصہ آیا کہتا تھا یارو یہ کیا غضب ہوا کہ آپسمین لڑکر چار سو ساحر مارے گئے
باپ نے بیٹے کو مارا بھائی نے بھائی کو للکارا اب رو رہے ہین پکارتے ہین کہ بھائی زمین
سے اٹھو ہماری خطا معاف کرو اور مہینہ دو مہینہ گذر جائے شاید بعد مدت قلب امان پائے قلب کا
سنبھلنا بہت دشوار ہے اس غم نے دیوانہ کر دیا دیکھین کیا انجام ہو طاؤس نے پلٹ کر
آواز دی یارو کیون روتے ہو پہلے سمجھایا ہمارا کہنا نہ مانا اس غم مین عمر بھر روؤگے یہ
کہتا ہوا میدان مین آیا صفین جمائین قاسم چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین سمک
کو جو قریب شاہزادہ طاؤس سیاہ دیکھا جلگیا للکارا ٹھہر او ناعیار تو کیونکر رہا ہوا سمک نے
کہا ہمارے خدا نے ہمکو رہا کیا جھلا کر گینڈا اٹھایا میدان کارزار مین آیا کہا یارو جب
مین حکم دون مسلمانون پر چڑھ جانا چارون طرف سے گھیر لینا یہ کہتا ہوا میدان مین آیا غل شور
کرکے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے سوائے نبیرہ حمزہ کے اور کسی سے کام
نہین چاہتا قاسم نے گھوڑا بڑھایا سامنے طاؤس کے نہ پہونچے تھے کہ طاؤس نے سحر کے
گولہ مارا قاسم کے پاس تک نہ پہونچا پھٹ کر راہ مین گرا طاؤس حیران ہوگیا کہ یہ کیا ہوا سحر
نے تاثیر نہ کی فلفل کے دانے مارے وہ بھی بیکار ہو کر زمین پر گرے قاسم نیزہ ہلاتے چلے آئے
ساتھ والے اسکے آپسمین لڑ رہے ہین کئی ہزار کا کھیت ہو چکا طاؤس پلٹ کے جب دیکھتا ہے
اسی کی فوج کے لوگ قتل ہو رہے ہین عزیز روتے ہین دوسرا آکے اسکو بھی اسی جرم پر
قتل کرتا ہے کہتا ہے یہ سزا دے پہلے قتل کیا جب افسوس نہ آیا اب قتل عورتون کے روتا ہے یہ
کہا اور تلوار کا ہاتھ مار دیا اسکا بھی سر کٹ کے گرا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے طاؤس یہ دیکھکر
بہت بیزار ہوا کہتا تھا یہ کیا معرکہ ہے جو ان لوگ آپسمین لڑتے ہین گینڈے کو بڑھا کر طرف
قاسم کے چلا کئی سحر کیے کوئی سحر تاب کا قاسم نہ پہونچا سب بیکار ہو کر زمین پر گرے تیغہ کھینچے
کھینچا اسم سحر کا دل پڑھتا ہوا قریب شاہزادے کے پہونچا قاسم اپنے نزدیک آمادہ مرگ دیکھتا
قضا ہین لیکن راضی برضا ہین اسنے جو ہاتھ تیغہ سحر کا مارا قاسم نے تیغہ پلارک ازو اسپالی
پر روکا جھنکار کی صدا بلند ہوئی ہزارہا شعلہ آتش تلوار سے نکلے اُن شعلون نے قاسم کو
گزار نہ پہونچایا اول وہ شعلے گرد قاسم چرخ مارا کیے پھر وہ شعلے پلٹ کر طاؤس پر گرے
ہر چند اسنے چاہا دفع کر دون لیکن دفع نہ ہوئے گرد پھرا کیے قاسم تلوار کھینچکر قریب طاؤس
پہونچے بقوت تمام نعرہ تکبیر کے ہاتھ مارا طاؤس نے اپنے سحر کے زور مین سپر کو نہ اٹھایا
سر آگے کر دیا شعلے بھی ادھر گرے تیغہ پلارک سے دو ٹکڑے ہوا شعلون نے جسم کو جلا یا سر اسکا

طاؤس بھی جلنے لگا طاؤس آتشبازی بنگیا آندھی سیاہ اٹھی ایک ابر سیاہ لشکر پر اسکے چھایا
ابر سے تلوارین خنجر گرنے لگے یا تو آپسمین لڑ رہے تھے یا جس پر تلوار گری اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے ہزارہا
جادوگر جلکر خاک ہوگئے اکثر ہاہو کر زخم باندھتے ہوئے بھاگے قاسم نے سمجھا کیا فوج اسلام بھی
آ پڑی تلوار چلنے لگی ساحرون کے حربے بیکار اہل اسلام کی تلوارین کس زور و شور سے
چل رہی ہین آخر سب نے شکست فاش کھائی پڑاؤ پر پہونچے قاسم نے وہان بھی جو کچھ چھوڑا
خیمون مین آگ لگا دی مال و اسباب لوٹ لیا باقی ہاتھ باندھکر سامنے آئے مطیع اسلام ہوئے
قاسم بفتح و فیروزی قلعۂ طاؤسیہ مین آئے سوفار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے انتظام
قلعہ کیا شادی سوفار کی ملکہ مروارید کے ساتھ کی عین گرمی صحبت مین ملکہ ثریا بارہ ہزار
کنیزون سے حاضر ہوئین قاسم کو نذر فتح دی عرض کی کنیز بھی ساتھ چلیگی مین نے سنا ہے کہ حضور
طرف طلسم نور افشان کے جائینگے کنیز کا بھی ساتھ چلنا بہتر ہے قاسم نے قبول کیا بیس ہزار
ساحر جنگی افسر ملکہ مروارید و سوفار سوار و قنباس خان وغیرہ سرداران عمدہ ساحر اور
تین لاکھ فوج سے طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا لشکر ادھر چھوڑ گئے

ورود کلمۂ داستان شوکت بیان پہونچنا شاہزادہ بدیع الزمان کا قلعۂ آتشبار پر مقابلہ آتشبار جادو و ذکر مسلمان ہونے آتشبار کا بہ عیاری اُمیہ بن عمرو و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان / کہ تحریر ہو ہر رنگ کی داستان
چلی ہے توسن کلک شیرین رقم / کہ سامان جنگ شعلہ ہو بہم
بنا رنگ کہ توسن چالاک ہے / کسے نے لجام و فرخناک ہے
مجھے طبع کہتی ہے سیماب ہے / کسی نے کہا آج بیتاب ہے
کنول جو دل ہوا ہو گیا / مرا کلک رشک ہما ہو گیا
کیا سبزہ چرخ کو پائمال / عجائب غرائب میں ہے قیل و قال
کبھی رستم داستان ہے قلم / لڑائی کے سامان کریگا رقم
کبھی ہے یہ فرہاد عاشق مزاج / کبھی ہے سر قیس مجنون کا تاج
کبھی کوہ سنان ہے عاشقان / کبھی تیر دل دوز کا امتحان
کبھی خنجر زہر مائل ہوا / کہ شمشیر ابرو کا گھائل ہوا
کبھی زاہد پارسا بن گیا / کبھی ناصح پر دغا بن گیا
اگر امتحان پر کبھی آ گیا / تو بے غلب عاشق کو برما گیا
تو دکھلا اب صورت امتحان / کہ ہر رنگ پر داستان کا بیان
طلسمات کے مرحلے طے کرون / عجائب غرائب جلسے لکھون

مجھے ساقیا جام جم کی قسم / ہے کلک جادو رقم کی قسم
مرے توسن کلک صحرا نورد / طرار و لئے دشمن کی گرد برد
قدم با قدم آج چلنا پڑا / کہ باد صبا سے بھی جا کر لڑا
یہ کلک پر جوش اڑا بید مشک / اٹھانے لگا رخش سامان جنگ
فلک پر پہونچے ستارہ بنا / صبا دش پرید دوبارہ بنا
کبھی بادہ نوش شبابی ذرنگ / دکھانے لگا سحر و سامان جنگ
ملک مانی و بہزاد ہے / کہ لقمان سے سحر کا یاد ہے
کبھی لیلی محمل عشق ہے / ہے عاشقان پیدل عشق ہے
کبھی سکۂ تیغ اجرعہ نوش / کہ بیر سنان کی اڑاتا ہے ہوش
کبھی جام صہبائے ناز و ادا / کبھی مفتی مسند التجا
کبھی ہے یہ شمشیر ابروئے یار / کبھی شیر دل معرکہ کارزار
کبھی موجۂ بحر ذخار ہے / کہ دریائے الفت لیے اپنے ساتھ
چلا توسن کلک شیرین رقم / کہ معشوق و عاشق بھی سنگ
یہ سہراب و رستم دم / کہ شمشیر بران ہے یہ اقلم

قلم سے نہ اوصاف کچھ ہو سکے | فقط چند فقرات رنگین لکھے | چہرہ کشایان مسند تحریر و تقریر و زاہدان سجادۂ تقریر دلپذیر رسیلۂ داستان حیرت بیان گوہرون دستخط فرماتے ہین اشعار مصنف کجاست ساقی بیان شکن + کجاست استاد ایجاد فن + درین نظم شد رتبہ من رفیع + رقم میکنم داستان بدیع + شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغ زن جو لشکر ظفر اثر جمع کر کے دن طلسم نور افشان سے چلے تھے تین منزلین طی کی تھین کہ ایک صحراے ہولناک مین پہونچے نہایت جنگل ویران تھا سردار دن نے صلاح دی کہ حضور دو چار دن اسی صحرا مین اُتر لیے بدیع الزمان نے فرمایا صحرا نہایت خراب ہے خود بخود دل بیتاب ہے جی چاہتا ہے اسکو چھوڑ کے چلے جائین کسی زمین فرحت خیز کو بسائین یہ ٹھہری کہ کل دن یہان بسر کرو رات کو سفر ہوگا نوبت و نقارے جو بجے یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے وہان کا حاکم آتشبار جادو نام اس قلعے کا قلعۂ آتش نگار ہے بالاے قلعہ بیٹھا سیر کر رہا ہے کہ اسکے کان مین آواز نوبت و نقارے کی ہوئی چوب جادو پہلو مین بیٹھا ہے کہا ای چوب جادو جاکر دریافت تو کرو کہ کون بے ادب ہمارے صحرا مین اُترا ہے بلکہ کچھ گوشمال بھی کردو کہ وہ آپ یہان سے چلا جائے ٹھہرنے نہ پائے ایسا پریشان ہو کہ رات ہی کو بھاگے چوب نے کہا مین ابھی جاکر سمجھا دونگا یہ کہکر قلعے سے اُترا صورت ایک سپاہی کی بنا لشکر مین بدیع الزمان کے ٹہلتا ہوا آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر پسر حمزہ ہے جی مین سوچا کہ یہ تو لشکر خاص دشمن کا ہے ان لوگون کو اگر نہ چھیڑا غضب ہوگا بوقت صبح کل یہان کے پامال ہو جائینگے یہ سوچتا ہوا لشکر سے نکلا ایک نخل کے سائے مین آکر کچھ اسحر کرنے لگا ہواے تند چلی خیمے گرنے لگے ہوا کی ترقی ہے شاہزادہ بدیع الزمان گھبرا کر نکل آئے دیکھا تمام لشکر پریشان خیمے مثل پرکاہ اُڑتے پھرتے ہین گھوڑے کھل گئے ہین ہر طرف ہنگامہ برپا ہے شور بلند ہے کس و ناکس دشمن بیچارے پکارتے پھرتے ہین کوئی

دل در قفاے او ز برم رفتہ رفتہ رفت
قسمت ہمین کہ تا جگرم رفتہ رفتہ رفت
از بس کہ موے زلف او ام ساخت منتظر
در گریہ ہاے بے اثرم رفتہ رفتہ رفت

خون جگر ز چشم ترم رفتہ رفتہ رفت
آن طفل سیمتن کہ نشانم بدیدہ اش
از شام تا بحین خبرم رفتہ رفتہ رفت
واقف نشید کار بدیدائی مرا

تار نگہ رفت از سر راہش بپاے من
مانند اشک از نظرم رفتہ رفتہ رفت
سر رشتۂ حیات ز کف میش او چو شمع
ہوش از ہواے او ز سرم رفتہ رفتہ رفت

کوئی روتا ہے کوئی پیٹتا ہے امیہ برابر کھڑا تھا بدیع الزمان نے کہا ای امیہ اسی وقت سے اُٹھاؤ اس صحرا سے نکل چلین بلا کی آندھی اٹھی ہے سب لشکر تباہ ہو جائیگا کیونکر رات بسر ہوگی ترتیب سے سحر ہوگی امیہ گھبرا کر نکلا خیال کرنے دیکھا ایک طرف لشکر مین ہواے تند چل رہی ہے ایک طرف والون کو خبر بھی نہین جدھر سے جھونکے ہوا کے آتے تھے اسی طرف چلا دور سے دیکھا ایک ساحر درخت کے نیچے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے جب وہ دستک دیتا ہے تو ہوا زور پکڑتی ہے درخت اُکھڑ کے گرتے ہین سوچا کہ یہ معاملہ ہے ایک ساحر کی شکل بنکر دور سے پکار کر آواز دی بھائی صاحب کیا کار نمایان کیا لشکر والے بھاگے جاتے ہین مین سو رہا تھا کہ خدمتگار نے خبر دی کہ بھائی صاحب اکیلے گئے ہین بھائی صاحب جلد سحر کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی آکے دیکھ لے تو بڑی خرابی ہو مسلمانون مین

بڑے بڑے مکار ہین اسوقت سوتے سوتے اُٹھا ہون نگاہ دوڑائی مین کرتی نام تمھارا اُنھون نے کیا چوب
نے پکار کر کہا بھائی مین ہون چوب جادو ہاتھ کی لکڑی کو چھوڑ کے آؤ تجھو مین تمھارا ابھی نام سُن لا
امیہ نے کہا بھائی سرکوب جادو تمھارا ابر دوسی کیا آنکھون مین چربی چھائی ہے دونون بھائی
ملکر سحر کرینگے یہ لشکر کسکا ہے چوب نے کہا یہ لشکر پسر حمزہ کا ہے ہمارے شاہون کے ملک کو جاتا ہے
ہم انکو جانے دینگے سب سر ٹکرا کے مرینگے اب پانی بھی برساؤنگا آگ لگا دونگا امیہ قریب
آیا کہا بھائی اپنا اپنا حصہ کر لو ہوا تمھارے حصے مین امیہ کیا قصہ آب و آتش ہے احصہ
یہ کہکے سیج نخل پر بیٹھ گئے اسم سحر کا شروع کیا آفتاب کرنے طلوع کیا چوب نے کہا بھائی کچھ
تماشہ نہین ہوئی امیہ نے کہا سر اُٹھا کر دیکھو ابر آتش فشان اُٹھا آگ برسا چاہتی ہے پانی بھی
برسیگا چوب نے سر اُٹھایا امیہ نے جلتے گندے ڈالدیے چوب جلتا حباب مارا چوب
بیہوش ہوکے گرا امیہ نے سر کاٹ لیا لیکر بھاگا یہان آتشبار نے ہرکارے منتظر کیے تھے
ہرکارے خبر دیتے رہتے تھے کہ چوب نے جا کر سحر کیا لشکر مسلمانان سے فریاد فریاد کی صدا
آتی ہے کیا خوبصورت سحر کیا ہے آتشبار خوش ہورہا تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کی ہوا متوحش
ہوئی نہین معلوم سحر کرنیوالے کے دل مین کیا ہوا آیا ہوا بگڑی یا ہوا ہے عدم ہوئی پریشانی لشکر
اسلام کی کم ہوئی چند ساحرون کو اسنے بھیجا کہ جا کر دیکھو چوب جادو پر کیا گذری چند ساحر
گئے جاکے دیکھا کہ لاشہ چوب جادو کا پڑا ہے روتے پیٹتے گئے اُٹھا کے لائے آتشبار اسکے
رفیق کا دیکھکر جلگیا اُسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہو محل مین آیا یہان لشکر تیار ہونے لگا محل
مین آکر تاج سر پر رکھا ہتھیار لگانے لگا اسکی دختر بلند اختر ملکہ نرگس گلگون پوش حسن مین
بینظیر مہرہ رخ ملک ماہ منیر سحر مین طاق شہرہ آفاق محل مین جو ہڑ بڑ ہوا کہ شہنشاہ ہتھیار لگا رہے ہین
اسباب سحر بھی جھولی مین رکھا گیا نرگس اپنے کمرے سے دوڑی سامنے باپ کے آئی گلے مین ہاتھ
ڈالدیے کہا باباجان خیر تو ہے آتشبار نے کہا اے فرزند سحر العجائب و مصر الغرائب تاج سلطنت
کوکب کے نے لی بڑا غضب کیا کہ کسی پہلوان سے وہ شکست کھا کر قریب علامت طلسم آیا
بڑا ابڑا عذر کیا کہ ہمکو بچالو ہمارے تعاقب مین دشمن آتا ہے ان ظالمون نے نہ مانا قید کرلیا اب
مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہے بہت سے قید ہوچکے مسلمانون کو بہت ناگوار ہے
کوکب کا قید ہونا اپنے عہد دولت مین کوکب سے انکی شراکت کی اُس احسان کا معاوضہ
اہل اسلام یہ چاہتے ہین کہ جس طرح بنے کوکب کو رہا کرین فرزند حمزہ شاہزادہ بدیع الزمان
لشکر لیے ہوئے میری حوالی سے جاتا ہے مین نے چاہا اُسنے نہ مانا جون گروہ لوگ کو آمادہ حرب
و پیکار رہے اسی واسطے آئے ہین کہ جہانتک ہو سکے ملکون پر قبضہ کرین تا بہ طلسم نور افشان پہونچ
میرا رفیق چوب جادو گیا نہین معلوم کیونکر اُسکا سر کاٹ ڈالا اب مین کیونکر صبر کرون لشکر
تیار کرایا ہے یہ جانتا ہون کہ وہ غیر ساحر ہین ایک سحر مین سب کا کام تمام کر دونگا لیکن نہین معلوم
کیا سبب ہو جاتا ہے کہ ساحران لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہین چوب جادو نے جب کہ
ہنگامہ ڈالدیا تھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ وہ مارا گیا یہ پسر حمزہ وہ گستاخ ہے کہ دختر

خداوند لقا کو نکال لیگیا لقا نے بڑی بڑی کد و کاوش کی وہ شاہزادی پلٹ کر نہ آئی اب طرف
طلسم نور افشان کے جاتے ہین دیکھیے وہان کیا گذرے ملکہ نرگس گلگون پوش نے یہ حالات
سنے مشتاق ہوئی کہ جمال بیمثال اس نوجوان کا کیونکر دیکھون آتشبار تو باہر آیا نرگس کو کمال
اشتیاق پیدا ہوا ایک کنیز سے کہا بادا جان لشکرکشی کرکے بر سر لشکر حمزہ گئے ہین تو جا کے
شہر دیکھ تو وہ لوگ کیا کرتے ہین جب سحر وہ نہین جانتے ساحرون سے کیونکر لڑینگے کنیز واسطے
خبر کے روانہ ہوئی عرض کر گئی کہ مفصل خبر لاؤنگی یہان شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین
بیٹھے ہین اول امیہ نے آکر سر چوب جادو کا پیش کیا کہا اسی سے سحر کی آندھی تھی یہان کے
بادشاہ کو خبر پہونچی اسنے اسکو بھیجا تھا مین نے جاتے ہی اسکی گردن لی اب یقین ہے کہ لڑائی ہوگی
بدیع الزمان نے کہا یہ دریافت کرو کہ طلسم نور افشان یہان سے کتنی دور ہے امیہ نے عرض کی
کہ یہ تو مین نے دریافت کیا کہ یہ آتشبار جادو بادشاہ طلسم نور افشان کو خراج دیتا ہے
اگر خدا نے فضل کیا اور یہ ملک فتح ہوا تو راستہ طلسم کا ملیگا اسی ملک کی وجہ
بدیع الزمان نے کہا انشاء اللہ اسکا فتح کرنا واجب و لازم ہوا یہ ذکر تھا
آیا بدیع الزمان نے کچھ اسباب خریدا پوچھا کہانسے آتے ہو عرض کی کہ
سے آتا ہون شاہزادہ خاور سیاہ کا وہان گذر ہوا وہ ملک فتح کیے
مار گئے پہلوان بھی قتل ہوگئے اب بڑے زور و شور سے لشکر ساحر وغیرہ سا[illegible]
طرف طلسم نور افشان کے جاتے ہین بدیع الزمان نے تاجر کو رخصت کیا امیہ
سنا اس خاوری نے آفت برپا کر دی ہین کئی ملک فتح کیے اب لشکر گران
طلسم نور افشان کے جاتا ہے کچھ عرصہ ہوا بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہے
جلدی کاروائی نہ ہو وہ پہونچ جائے بارگاہ مین اسقدر بلبلا سکیگا کہ [illegible]
امیہ نے عرض کی یہ چوب جادو مارا گیا یقین تو یہ ہے کہ بادشاہ لشکرکشی
کرے نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی بدیع الزمان باہر نکل آئے دیکھا
پر سوار کئی سو ساحر تلنگے گھیرے ہوئے پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار
لیا ہوا اس زور و شور سے آتشبار آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی شلنگ
ای شہنشاہ جب سے مین نے سنا کہ چوب مارا گیا دل کو جوش ہے کہ مسلمانون کو قتل کرون یہ لوگ
میرے ساتھ کیا کرتے ہین مین سب طرح ہوشیار رہونگا دھوکا نہ کھاؤنگا آتشبار نے قبول کیا
شلنگ نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان کو خبر پہونچی انھون نے بھی طبل جنگی
بجوا دیا امیہ بانا ہے عیاری سے آراستہ ہوکر لشکر آتشبار مین آیا دیکھا شلنگ جادو
کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے اپنے دربارگاہ پر بیٹھا ہے ساتھ والون سے
کہہ رہا ہے مین آج رات کو نہ سوؤنگا اگر کوئی نیا آدمی میرے لشکر مین آئے مجھسے نہ پوچھنا
اسکو گرفتار کرکے مار ڈالنا مین تو دیکھون غیر ساحر ہمارے سامنے کیونکر آتا ہے ساحر سے
مار لینا کیا کھیل ہے بیوقوف مارے جاتے ہین ذرا انسان عقل کو دخل دے غیر ساحر کی بھی یہ مجال ہے

که ساحر کے سامنے آئے اور عیاری و مکاری کرے امیر دیر تک کھڑا رہا کوئی موقع ملاقات کا
نہ پایا یہ بھی دیکھا کئی خوانچے والے کئی گھسیارے اسی گمان پر گرفتار ہو کر آئے کہ عیاران لشکر اسلام
ہیں دیکھتے ہی کہا انکے سر کاٹ ڈالو امیہ کھڑا دیکھا کیا دل سے کہتا ہے یہ بڑا ہوشیار ہے
اسکے مقدمے میں بڑی مشکل پڑیگی رات بھر امیہ اسی فکر میں رہا مگر کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر میدان کارزار میں جانے لگے شلنگ ہنستا ہوا سامنے
آتشبار کے آیا کہا حضور میں نے رات بھر جاگکر بسر کی دس بارہ عیار قتل کیے
حضور گھسیارے بنکے آئے خوانچے والے بنے مزا چڑیون میں گئے پھرتے تھے میں نے جسکو پایا
گرفتار کیا یہ سب وہی تھے جنھون نے چوب کا سر کاٹا اب غلام طرف میدان کارزار کے
جاتا ہے جب رات کو کچھ نہ ہو سکا تو اب دن کو کیا عیاری کرینگے آتشبار نے خوش ہو کر
شلنگ کو خلعت دیا کہا بڑے لطف سے تمنے شب بسر کی شلنگ طرف میدان کارزار کے
چلا کئی ہزار ساحر اسکے بھی ساتھ ہیں کنیز ملکہ نرگس کی جو واسطے خبر کے آئی تھی جا کر ملکہ سے
خبر کی کہ واری شلنگ جادو آپکے باپ کا مصاحب یہ لڑائی اپنے ذمے لی ہے
رات بھر میں بارہ عیار اسنے مارے اب طرف میدان کارزار کے جاتا ہے بڑا ہوشیار
ساحر ہے آج کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا نرگس بیقرار ہو گئی کہا ہم بھی جا کر تماشا دیکھینگے
اگر بن پڑیگا تو داماد قدرت کو بچائینگے اگر تصور کیا جائے تو وہ شخص ایسا بزرگ ہے کہ
جاگتی جوت ہے خداوند نے اپنا داماد بنایا اگر قصد کرتے سنگ سیاہ کر دیتے مگر داماد کا
ہنا مناسب جانا اگر اسکی ہمدردی تو خداوند پر احسان کیا کیا مرتبہ ہوگا کنیز نے کہا
اری بجا ارشاد کیا نرگس گلگون پوش طاؤس پر سوار ہوئی چند کنیزون کو ساتھ لیکر
ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری دیکھا لشکر میدان کارزار میں آئے آگے آگے ایک جوان آفتاب جلال
خورشید جلال تیغ کمر سے حمائل سپر خلادی پشت پر کمان کیانی اس لطف سے آراستہ ہے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہتاب ان برج قوس میں آیا جوش پر ایام جوانی حسن میں لاثانی
جمال جہان آرائے شاہزادہ والا قدر دیکھ کر پسینہ آگیا قلب عقرابا ہر چند چاہا اپنے کو
سنبھالے نہ سنبھلسکی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی کنیزون نے پھولون کی پنکھیان جھلیں گھبرا کے
ملکہ نے آنکھ کھولی پریشان اس جانب دیکھنے لگی ہوش و حواس اڑے ہوئے آنکھون
مین تری حواس میں ابتری کنیزون نے گھبرا کے پوچھا نزاکت سے حضور کو غش آگیا
ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کسے کیا بیان کرین نظم

دارم دل دیوانہ صد داغ ہجران در بغل — چشمی و چندین نسخۂ خواب پریشان در بغل
نازم بکافر کیشی زلف سیہ کارش کہ او — ہم را و ایمان میزند ہم کردہ قرآن در بغل
در سینہ آتش مشتعل در دیدہ دریا موج زن — ہر شعلۂ دوزخ آفرین ہر موج طوفان در بغل
راز دلم را چون صبا تا کس نغمازی کند — چاک دل خود میکنم چون غنچہ پنہان در بغل
روز مرا صد ظلمتے شبہائے غم در آستین — صبح مرا صد کلفتے شام غریبان در بغل

رفتے من دہ چون صبا خاک سر کوئی بسر	تحفے میرہ چون آئینہ تصویر جانان در بغل
از چشم خواب آلودہ ات بر دین و دل آمین ستم	این ترک خواہد از ستم خنجر مژگان در بغل
در دل خیال غمزہ صد نیش در پہلو شکن	در سینہ دل یکقطرہ خون صد ناوک پیکان در بغل
چشمت فریبی میکند در کار زاہد کش بود	یکجرعہ پنہان و صف لب یکجام پنہان در بغل
وہم صحبت صہبائے آشفتہ در میخانہ	ساغر بکف شعری بلب اوراق دیوان در بغل

کنیزون نے عرض کی لونڈیان ہین سمجھین ملکہ نے منھ پھیر لیا چپ ہو گئی کہا صاحبو اب میدان
کا تماشا دیکھو کہ شلنگ جادو میدان کارزار مین آیا مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا کہتا ہی کیون صاحبو
عیار کیونکر عیاری کرتے ہین ہمارے پاس کوئی صاحب آئے مین بہت مشتاق تھا اسے
فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بارہ عیار مین نے قتل کیے لاشے بھی اُنکے
نہ اُٹھائے اب جسکو ہوس ہو وہ آئے یہ جوا سنے نعرہ کیا ابھی کچھ اہنس رہا ہی ساتھ والون
سے کہتا ہی بچیا تے اپنے لشکر کے گھیارے قتل کیے ہونگے کہ فضل بن گیا ہور نے
گھوڑا صف سے نکالا بدیع الزمان کو سلام کیا ہرچند بدیع الزمان نے منع کیا فضل نے
نہ مانا گھوڑے کو اُڑا کر طرف میدان کے چلے ملکہ دیکھ رہی ہین جب دس قدم فضل کو باقی رہگیا
شلنگ نے سحر کیا مرکب فضل کا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی پشت سے گرا دون فضل ہرچند
چاہتے ہین گھوڑے کو روکون قریب شلنگ کے پہونچون مرکب بھاگا جاتا پھرتا ہی شلنگ
قہقہے مار رہا ہی کہتا ہی کیون صاحبو ایسون کا قتل کرنا کیا مشکل ہی سب کو دیوانہ کرکے مارونگا مزا
یہ ہی کہ اپنی جان سے خود بیزار ہو اپنا گلا آپ کاٹے ملکہ نرگس گلگون پوش نے جو دیکھا زانو
پر ہاتھ مار کر کہا کیون صاحبو یہ مسلمان کس بھروسے پر ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین شلنگ نے ہلکا
سا سحر کیا ہی اسکو بھی دفعہ نہین کرسکتے بدیع الزمان بھی اپنی صف سے حیران حیران دیکھ رہے ہین
حال پر فضل کے تاسف آتا ہی ہرچند فضل چاہتا ہی کہ قریب شلنگ کے پہونچون گھوڑا اٹھنے
نہین دیتا ملکہ نے قصد کیا سحر شلنگ کا دفع کردون کنیزون نے منع کیا کہا حضور آپ کے
والد کے خلاف ہوگا قارن بلندکمان نے جو فضل کا یہ حال دیکھا گھوڑا صف سے نکالا
بدیع الزمان سے اجازت بھی نہ لی کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر شلنگ کو مارا شلنگ
نے اُف کی شعلہ آتش منھ سے نکالا تیر جلگیا کئی تیر قارن نے مارے اُس خطا شعار تک تیر نہ
پہونچے شلنگ نے انپر بھی سحر کردیا گھوڑے نے جست کی قارن زمین پر گرا فضل کا بھی
گھوڑا الف ہوا فضل بھی گھوڑے سے گرا دونون جوان چاہتے ہین زمین سے اُٹھین ہاتھ
پاؤن مین جس و حرکت نہین ملکہ بہادر بہت بیقرار ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ گیارہ سردار شاہزادہ
بدیع الزمان کے فرداً فرداً نکلے اسی طرح گھوڑون سے گرے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین
چاہتے ہین اُٹھین ہاتھ پاؤن قابو مین نہین گیارہ سردار جو بدیع الزمان کے زمین پر گرے
بدیع الزمان نے چاہا گھوڑا بڑھاؤن اور نعرہ کیا او بچیا یہ کیا حرکت لغو ہی جو تو نے ساتھ
ان بہادرون کے کی مین آتا ہون ملکہ نرگس گلگون پوش نے جو دیکھا کہ اُس شیر بیشہ جرأت

دیکھ تاز میدان جلالت نے بڑھ کے پر ہاتھ ڈالا چاہا مرکب کو اڑا دیں ملکہ نے گھبرا کر کہا او صاحب
غضب ہوا افسر صاحب نکلتے ہیں وہ بھی سحر سے ناواقف ہیں اگر کچھ سحر جانتے ہوتے اپنے
سرداروں کو بچاتے جوش جرأت میں آتے ہیں اب میں ضرور سحر کرونگی وہ بھی آکر بلا میں مبتلا ہو جائینگے
یہ کہکے جھول پر ہاتھ ڈالا شلنگ نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان نے قصد کیا پکار کر آواز دی میں
تو آپ کا مشتاق تھا تشریف لائیے دیوانہ کرکے سب کو قتل کردوں ایک ہی مرتبہ سحر کردونگا
عوض پانی کے تلواریں آسمان سے برسیں آپ کے ساتھ والے ایک ایک قطرہ آب کو ترسیں یہ کہکے
جھول پر ہاتھ ڈالا کچھ اسباب سحر نکالا اسماے سحر پڑھنے لگا کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی ملکہ
نے بھی قصد کیا تھا کہ جب یہ بدیع الزمان پر سحر کرے تو میں ایسا سحر کروں کہ یہ خود تڑپنے لگے
کہ صحرا سے گرد جو اڑی اس گرد سے آواز آئی تھی او بچیا اسی طرح سحر کرتے ہیں وہ سحر کر کہ مسلمان
زندہ نہ بچیں شاہان طلسم کو خبر ہو گئی کہ تو میدان کارزار میں سحر ابھی کر رہا ہے سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب بشکل عجیب ایک بڑا سا کاغذ ہاتھ میں چھپا ہوا آتا ہے کلمات سخت کہتا ہوا برابر
شلنگ کے پہونچا ملکہ بھی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہیں کہ اس ساحر نے آکر نامہ پھینکا کہا او بچیا
ہمارے شاہ ہمہ دان ہمہ گیر بادشاہ مانند میر ہیں تو یہاں لڑ رہا ہے انھوں نے مرات اقبال
میں ملاحظہ فرمایا مجھکو حکم دیا کہ جاکر اسے تنبیہ کر دو وہ سحر کرے کہ مسلمانوں پر آگ برسے تلواریں
گریں سب کے سر کٹیں تب لطف ہے یہ کیا مسخراپن کرتا ہے شلنگ نے نامہ اٹھایا سرنامے پر
شاہان طلسم پائی آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا نامہ کھولنے لگا جیسے ہی نامہ کھولا دھواں نکلا
ارے کہکے لڑکھڑایا ساحر نے لپٹ کے خنجر مارا نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو کیوں یہ بڑے ہوشیار
بنتے تھے ہوشیاری چل مار کر شلنگ کو بجا کا نمکستان میں غائب ہوا آتش بار نے جو یہ معرکہ دیکھا
دن کر رہا طبل امان بجا کر پلٹا کہتا ہوا کہ یارو یہ کیا معرکہ گذرا میرے رفیق نے بڑی ہوشیاری
کی مگر انجام بخیر نہ ہوا اس ذلت سے مارا گیا مگر خیر سمجھونگا دیکھوں عیار کیا کرتے ہیں یہ کہتا ہوا
پلٹا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر پلٹے ملکہ نرگس گلگوں پوش
جب کھڑی ہوئی کنیزوں نے عرض کی اب تو لشکر پلٹ گئے آپ بھی تشریف لے چلیے ملکہ نے طرف
بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان کے دیکھکر آہ کی یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکلے لظم

بل بے تیری کاوشیں جینا مجھے دشوار تھا — ای مرے درد جگر تو بھی مزاج یار تھا
جب میں بیتابی سے گھبرایا تسلی اسنے کی — مونس جان حزین شب ہجر ترا اقرار تھا
دل کی گھبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت میں — تیرے در سے متصل اپنے پس دیوار تھا
رات بھر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نہ کر — بے سبب آہیں نہ تھیں آخر کوئی بیمار تھا
ہاے میں نے تو بہت چاہا مگر ای جان جان — مجھکو مرنا بھی شب غم میں ترا دیدار تھا
داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بھر — خاک سنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تھا
یہ تو مضمون گذشتہ ہے وفا آمیز ہے — کیا نصیب دشمناں تو بھی کسی کا یار تھا
اپنی عمر دمی گوارہ کی نہ کی لیکن خبر — جی دہل جاتا ترا وہ حال بیزار تھا

غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھوں میں جگہ
صدقے میں اس سرعت تیر نظر کے ای نسیم
پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا
آن بھی ہٹنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

کنیزوں نے کہا واری ہماری سمجھ میں یہ پہیلی نہیں آئی ملکہ نے کہا تم لوگ جاؤ میرا یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا جی چاہتا ہے اسی مقام پر رہوں کنیزوں نے کہا واری صحرائے وحشت خیز ہول انگیز آپ کے رہنے کے لائق نہیں ہے ملکہ نے کہا میرا دل یہی چاہتا ہے کہ میں اسی مقام پر رہوں کنیزوں نے منت و خوشامد کی شام بھی ہونے لگی تھی زبردستی تخت پر سوار کیا ملکہ پریشان پریشان پلٹ پلٹ کے طرف بارگاہ بدیع الزمان کے دیکھتی ہوئی طرف اپنے مکان کے چلی ارادہ تو یہ تھا کہ باغ میں جاؤں طرف سے محل کے گذر ہوا مان نے جو جاتے دیکھا کہا لالی ابتو دو دو دن باغ ہی میں رہتی ہو آج یہاں آؤ ملکہ نرگس اتر پڑی کہ ناظر نے آکر عرض کی کہ شاہ تشریف لاتے ہیں سب استقبال کو اٹھے دیکھا آتشبار جادو پھولا ہوا کہا کہا جو آج عجب معرکہ ہوا شلنگ جادو نے آفت برپا کر دی تھی اسنے اسقدر ہوشیاری کی کہ رات بھر جاگ کے بسر ہوئی عین میدان کارزار میں عیار بدیع الزمان نے اسکو مارا اسقدر جلدی نکلگیا کہ کوئی سحر نہ کرسکا اب ارادہ ہوا کہ ہم خود طبل جنگ بجواؤں کہ سالک جادو وزیر اعظم نے یہ عہدہ اپنے ذمے لیا اب وہ طبل جنگ بجوائیگا اسکے سحر سے کوئی زندہ نہ بچیگا ایک ہی سحر ایسا کریگا کہ زمین کانپ جائیگی یہ کہکے آتشبار تو باہر گیا سالک کے نام پر آفت طبل جنگ بجا یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی یہاں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا ملکہ نرگس گلگون پوش پہر رات گئے گھبرائی کہا مادر مہربان میرا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے میں اپنے باغ کو جاؤنگی ہر چند ماں نے روکا نرگس نے نہ مانا اسی وقت سوار ہو کے اپنے باغ میں آئی باغ کو دیکھکر اور زیادہ طبیعت گھبرائی جب چند رازداروں نے بہت پوچھا کہا صاحب میں کیا کروں میرا خود بخود دل گھبراتا ہے جی چاہتا ہے کہیں نکلجاؤں گریبان چاک کروں اپنے کو دشت نجد میں پہونچاؤں قبر مجنون پر جاکر سوال کروں نظم

نہ بر میں دل نہ سینے میں جگر ہے
وہ جیسی صبح ویسی ہی شب ہجر
نہ بازو ہے نہ گردن ہے نہ سر ہے
لگی لو شمع سان اک شعلہ رو کی
نسیم اپنی خدا ہی پر نظر ہے

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو
غضب کی رات آفت کی سحر ہے
نہیں کیا ہے جو گذری سو گذر گئی
بلا سے سر گئے اب کسکو ڈر ہے

عجب تیر نگہ میں کچھ اثر ہے
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے
قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے
حساب ای جان ہمارا حشر پر ہے
غرض مطلق نہیں مجکو کسی سے

شاید استاد والا نژاد کچھ تدبیر بتائیں ہمکو بتلائیں اُنکی عمر عشق میں گذری یہ بھی سنا ہے کہ قبر لیلی پر جاکے آنکھیں چڑھادیں ہے جوش وخروش آواز دی کیوں صاحب یہ آنکھیں تمہاری مشتاق تھیں انکو نذر گذرانتا ہوں ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو عدم میں تو نہیں پائیں دنیا کی کشاکش اٹھا چکے ابتو وصال ہو دفع ملال ہو سنتے ہیں کہ قبر شق ہوئی مجنون قبر میں سما گیا بعد مرنے کے وصل ہوا ہر وقت وصال وصل ہوا اس طرح کی ملکہ بیقرار ہے انتہائی اشکبار ہے وہ کالی رات نہیں کٹتی گھبرا رہی ہے کبھی سمجھاتے

نظر پڑی کہا کیون ہماجو یہ بے زبان پروانے کیون جلتے ہین جسم سے جگنو کے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین
کنیزون نے عرض کی شمع بھی تو اشک حسرت بہا رہی ہی اپنا سوز و گداز دکھا رہی ہی صبح کو دو دم
خاتمہ ہی ملکہ نے زانوون پر ہاتھ مارا کہا صاحبو عاشق و معشوق دونون تباہ ملکہ کا تو یہ حال
چار گھڑی رات رہے اسباب سحر جھولی مین بھرا اپنے کو شعلۂ جوالہ بنایا طاؤس پہ سوار ہو کر
طرف اُسی پہاڑ کے چلین کہا صاحبو چلکر تماشا تو دیکھون میان سالک کس راہ پر جاتے ہین
کون ساسحر کرتے ہین مین نے سب سحرون کا ذعیہ تجویز کر لیا ہی ملکہ تو طرف پہاڑ کے جاتی ہین جب
سالک نے طبل جنگی بجوایا شاہزادہ بدیع الزمان کو خبر پہونچی ہر کارون نے بھی یہ خبر کہی
کہ سالک نامے ساحر وزیر آتشبار آمادہ ہوا ہی کہ لشکر حضور کے تباہ کرے بجاس ہزار
ساحر اُسکے ملے ہین بارگاہ استادہ ہو رہی ہی تیاری مین مصروف ہی تمام انتظام اُسی کی ذات
پر موقوف ہی یہ خبر سنکر امیہ چلا کہا میان سالک کی تدبیر کرون شاگردون نے چاہا ساتھ دین
امیہ نے کہا کسی کی احتیاج نہین آپ لوگ لشکر مین ٹھہرین اگر بنتا ہی تو مین اُسکو لاتا ہون
اُسی کی فکر مین جاتا ہون امیہ صورت بدل کے لشکر کفار مین آیا دیکھا بارگاہ استادہ ہو رہی ہی
جو ساحر بڑے ہین اُنکے خیمے استادہ ہو رہے ہین امیہ بصورت مشعل کھڑا ہوا مجمع ساحران
مین ٹھہرا بارگاہ کو دیکھ رہا ہی ترکیبین بتانا جاتا ہی فراشون مین ملگیا کہتا جاتا ہی اس ستون کو ذرا
کھچ ہی طنابین کھینچو دکھ اندر سے سالک جادو نکلا امیہ نے جھکلر سلام کیا سالک
نے کہا تو کون کہا حضور آپ کا فراش بہت لطف سے فرش کرو دونگا امیدوار ہون چند
باتین تخلیے مین کرون مین نے ابھی عیار بدیع الزمان کو دیکھا فقیر بنا ہوا بھیک مانگ رہا ہی
حضور میرے ساتھ چلین تو بتا دون اسی تدبیر مین ہی کہ عیاری کرون مین نے اُس سے باتین
بھی کین پہچان گیا کہ یہ عیار مکار ہی سالک نے کہا کہان ہی اشارہ کیا میرے ساتھ چلیے
وہ سامنے نخل جو معلوم ہوتا ہی اُسی کے سائے مین بیٹھا ہی لنگا پھر پاکالی چاہتا ہی عورت
بنکے عیاری کرون جب تو مین نے پہچانا سالک نے کہا مین چلتا ہون ساتھ والون سے کہا تم
بارگاہ استادہ کرو مین ابھی آتا ہون امیہ سالک کو لگا کر لیچلا راہ مین باتین کرتا ہوا لیچلے
حضور اس مقام پر وہ ٹھہرا تھا جیسے روئی کے ٹکڑے پڑے ہین سالک دیکھتا ہوا ساتھ ساتھ
امیہ کے ایک نخل کے قریب آیا کہا دیکھیے وہ بیٹھا ہی لنگا پہن رہا ہی سالک نے منھ پھیرا
امیہ نے حلقے کمند کے ڈالدیے سالک نے چاہا لپٹون حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ
باندھکے بھاگا اسکے ساتھ والے بارگاہ استادہ کرکے آپسمین کہنے لگے مالک ہمارے
کسکے ساتھ گئے دو تین خدمتگار دوڑے دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے
پکارا ارے تو کون ہی امیہ نے پلٹ کر دیکھا دو جادوگر دوڑے ہوے آتے ہین امیہ کو
اُلجھن نہ پڑا پشتارہ پھینککر بھاگا اُن جادوگرون نے آکر سالک کو ہوشیار کیا
گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا معرکہ تھا ساحرون نے کہا حضور آپ کو عیار لیے جاتا تھا جیخ
رہا کیا رات بہت قلیل باقی تھی جب یہ معرکہ ہوا غصے مین سالک نے کہا ابھی لشکر تیار کرو

داکر لشکر مسلمانان کو تباہ کرونگا لشکر مین قرنا ہولی ساحر تیار ہونے لگے اسی وقت لشکر آراستہ
ہوا ہنگامہ جو ہوا آتشبار جادو بیدار ہوا خدمتگارون سے پوچھا ارے یہ کیا آفت برپا ہے
کہ سرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان عیار بدیع الزمان نے آکر
سالک کو فقرہ دیا گرفتار کر لیا لیکن ملازمہ اُسکے پہونچگئے رہا کر لیا اب سالک کو
غصہ آیا اسنے قرناگرائی لشکر تیار ہو رہا ہے وہ اسوقت مسلمانون پر جاتا ہے آتشبار آہ کھا
کہا عیار بڑے مکار و غدار ہین ایسے ساحر ہوشیار پر عیاری ہوگئی بیشک اسکو نہایت
غصہ ہوگا آتشو شعلہ مزاج ایکہی سحر مین زمین ہلادیگا مسلمانون کا بچنا دشوار ہوگا یہ
کہکے تخت پر سوار ہوا آنکھین ملتا ہوا باہر نکلا مگر سالک پیدل آگے بڑھا ہوا لشکر تمام
پشت پر چلا آتا ہے ملکہ جو آکر پہاڑ پر ٹھہرین دیکھا سالک آگے بڑھا ہوا لشکر کو لیے ہوئے
جاتا ہے یہان بدیع الزمان خود چلا رہے تھے سب طرف پھرتے کنارے پر لشکر کے
آکر ٹھہرے ہین کہ امیہ گھبرایا ہوا سامنے سے آیا بدیع الزمان نے پوچھا کیا ہے عرض کی
آقدر یہ نے نارسائی کی مین نے سالک کو پکڑ لیا تھا ساحر اسکے پہونچگئے چھٹا دیا مگر عیار کا
وہ اسی وقت لشکر لیکر آتا ہے بدیع الزمان نے کہا قرناگرادو امیہ دوڑا بارگاہون پر
سردارون کے آواز دی یارو لشکر کفار آتا ہے آقائے نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین
پانچ چار مشعلچی قریب بدیع الزمان آگئے شاگردان امیر بھی تیار ہونے لگے ملکہ پہاڑ پر
کھڑی ہوئی ہین کنیزون سے کہ رہی ہین لو اور غضب دیکھو سالک لشکر کو لیے ہوئے آتا ہے
یکایک کنارے پر لشکر کے روشنی ہوئی ملکہ کی نگاہ پڑی شاہزادہ بدیع الزمان مسلح و مکمل
کھڑے ہین مشعلچی گرد آگئے خود زرین سر پر تیغہ ہاتھ مین پکار کر فرما رہے ہین یارو گھبراؤ
اسوقت مین لشکر کفار کو روکون گا جلدی کرو جانباز سرفروش ہر طرف سے چلے آئے ہین
رات قلیل باقی ہے ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے شاہ زرین آفتاب فوج شعاع و ضیا لیکر قلعہ
مغرب سے نکلچکا مشعل مہر روشن ہوچکی ہے شہنشاہ ماہتابان باحال پریشان فوج ثوابت و
سیارگان کو ساتھ لیکر فرار پر قرار کیا چاہتا ہے مریخ انجم پر اداسی جھلا رہے ہین مہ
فوج مہرتابان دیکھکر گھبرا رہے ہین افسران کلان یعنے جو بڑے بڑے تارے تھے وہ
پہلے ہی غائب ہوگئے اب اہالیان فوج انجم بھاگنے کے طالب ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان
فوج سالک کو دیکھکر ہوشیار ہوئے مرکب کو مہمیز کیا چاہتے ہین کہ جا پڑین ملکہ نے گھبرا کر آنکھ
ہیٹ لیا کہا کیون صاحبو یہ کس بھروسے پر جاتے ہین مناسب تو یہ تھا کہ کہین ہٹ کر تھمتے
سامنے لشکر سالک کے نہ آتے آخر اسکے لشکر کو کیونکر روکینگے اس حال مصیبت ناک کو دیکھا
کیون نہ مثل زلف پریشانی ہو کیون نہ آئینۂ رخسار پر حیرانی ہو اب مجھے صبر نہین ہوتا ہم

تیری پابوسی سے اپنی خاک بھی مایوس ہے	نقش پا پر نقش پا نالم کف افسوس ہے
ہاے یا مرغ مجنون کی جنون افزائیان	میرے سر کو سایۂ بال ہما منحوس ہے
چشم دریا بار ہے کسکے خیال خط مین جو	قلس ماہی داغ افزاے پر طاؤس ہے

کیا یہ مطلب ہے کہ برعکس وفا ہو گی جفا
ہان جلا یا جی حجاب شمع رو نے اور بھی
بسکہ شام وصل آغاز سحر میں مر گئے
غیرت آمد شد دشمن سے تلو دن سے لگی
گر نہ ہو شکر جفائے متصل سے درد سر
نزع میں جی کا نکلنا تیرا آنا ہو گیا
شاعری اپنی ہوئی نیرنگی دانشوری
کر چکا ہوں دور اخلاص بتان میں امتحان

جز تمھارے عہد نامے میں خط معکوس ہے
سوز پروانے کو مانع پردہ فانوس ہے
سینہ کوبی اہل غم کی ہم صدائے کوس ہے
جل بجھے اب کہ حال شعل معکوس ہے
لب پہ ہر دم یہ الناس جان غم مانوس ہے
بسکہ مرتے مرتے دل میں حسرت پابوس ہے
جو سخن ہے سحر طلسم راز بطلیموس ہے
میں نہ مانونگا کہ مومن زاہد سالوس ہے

یہ کہکر ملکہ نے پر پرواز پیدا کیے آسمان پر جا کر مثل ستارہ سحری چمکی سحر کیا لشکر سالک میں ہنگام ہوا چلتے چلتے سب رنگ گئے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ بڑی دور آئے اب ہم سے چلا نہیں جاتا اپنے پڑاؤ پر جا کر ٹھہر لینگے پھر آئینگے یہ کہکے پلٹے سالک نے جو پلٹ کر دیکھا کہا یارو کہاں جاتے ہو کہا حضور ہمارے پیر تھک گئے ہم سے چلا نہیں جاتا اپنے پڑاؤ پر جائیں سامان کرکے آ بیٹھیں ملکہ نرگس گلگون پوش ڈر رہی ہے ایسا نہ ہو آتش بار آگاہ ہو جائے آتش بار کا تخت چلا ہے بارگاہ سے نکلا ہے کہ آ کے دیکھا لشکر سالک پلٹا آتا ہے پکار کر آواز دی یارو کیوں پلٹے آتے ہو کیا لڑائی فتح ہو گئی سب نے کہا حضور ہمکو پیمل لیگئے اتنی دور کا جانا آخر پلٹ آئے آتش باز نے کہا ارے کمبختو افسر کو تنہا چھوڑ دیا پلٹ جاؤ افسروں نے بڑھکر عرض کی حضور عجب معرکہ ہوا جب آموں کے باغ سے نکلے دل یہی چاہتا تھا کہ پلٹ جائیں آپ کے فرمانے سے پھر جوش آیا جی چاہتا ہے افسر کے پاس جائیں یہاں سالک نے جو دیکھا کہ ساتھ والے سب پلٹ گئے غصے میں آواز دی کہا میں تم سبھوں کے بھروسے پر آیا تھا یہ کہکے اسم سحر کا گولہ پھینکا قصد ہوا تھا کہ مسلمانوں پر ماروں مرت اپنے لشکر کے پھینک مارا دو ہزار آدمی جلکر مرے غل بلند ہوا افسر صاحب معاف کیجیے ہم ناحق پلٹے حاضر ہوتے ہیں یہ کہکے پیچھے اس مرتبہ سالک نے مارے گے دانے نکالے طرف اپنی ہی لشکر کے پھینک مارے اور ہزار جادو جلکر مرے اب تو ساحر بلوہ کرکے سالک پر جا پڑے پکار رہے ہیں کہ ایسے افسر کا زندہ رہنا مناسب نہیں ہے چہار طرف سے گولے پڑنے لگے سالک بھی طرف اپنی فوج کے پلٹ پڑا اکیلا اپنی فوج سے لڑ رہا ہے کئی ہزار جادوگر مارے شاہزادہ بدیع الزمان انتظار کر رہے تھے کہ یکایک دیکھا تمام ساحروں نے سالک کو گھیر لیا گولے ترنج پڑنے لگے ملکہ نرگس اپنی آسمان سے سحر کر رہی ہیں اب تو مرس پڑیں سالک بھی راہ بھولے ساتھ والے اپنے چھوڑ کر افسر کے قتل کرنے پر آمادہ رحم کم غصہ زیادہ بدیع الزمان کو ملکہ نے جو دیکھا کہ گھوڑا بڑھا چلے آتے ہیں یا دس پڑھ کر سحر کیا کہ بدیع الزمان نے سر اٹھایا نگاہ پڑی کہ ایک نازنین سرو قد ڈوپٹہ بھاری ڈھلکا ہوا دریائے جواہر میں غوطہ زن گل گلزار حسن و جمال ماہ آسمان کمال غنچہ دہن سیمتن ہر اعضا درست چالاک و چست بدیع الزمان تھرا گئے ملکہ نے جو دیکھا آنکھیں

چار سو میں بدیع الزمان نے جو ہنگامہ محبت دیکھا ملکہ نے مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا دُر دندان سے برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا بے اختیار ہو گئے پکار اٹھے نظم

مرا نہ بادہ نہ باغ و بہار شد باعث — بہار و باغ چہ باشد کہ یار شد باعث
رسیدہ بود گل آن سرو ہم بلبل آمد — بیاری کہ یکے صد ہزار شد باعث
شنود نالہ مرغ چمن ز جلوہ گل — لطافت رخ آن گلعذار شد باعث
اگر بمیکدہ رفتیم عذر ما بپذیر — کہ بادہ خوردن ما را خمار شد باعث
اگر ز کوی تو رفتم باختیار نبود — فغان و نالہ بے اختیار شد باعث
اگر از تو یکدو سہ روزی جدا شدیم مرنج — کہ گردش فلک کج مدار شد باعث
بہ مجلس تو ملالی کشید طعنہ رقیب — گل وصال تو بر زخم خار شد باعث

ملکہ نے جو یہ اشعار زبان سے بدیع الزمان کے سنے ہی مسکرا کر فرمایا کیوں صاحب لشکر ساحران کس بھروسے پر رہ گئے چلے گئے اپنا حال آپ سے کیا کہیں آپ کی جو یہ کیفیت دیکھی رحم آگیا کہ ساحر قیامت برپا کرینگے ایک سحر میں زمین کانپنے لگے گی آسمان سے آگ برسیگی کیونکر دشمنوں نے مہلت ملیگی تلوار بھی برسے تو عجب نہیں لیکن آپ فرزند صاحبقران ہیں صاحب شوکت و شان آپ کا فرزند جرأت میں یکتا شیر بیشۂ ہیجا یہ بھی خبر ہو گئی کہ وہ شیر مار ڈالا آخر گرفتار ہوا اپنی کیفیت کہنا بیکار ہے نظم

وفا پروردہ من در برش بین
چو من از شوخی طبع تخمش بین
بسر ہنگامہ شور و شررش بین
گذشتہ از سر خونش چو ہارست
چو شبنم قطرہ گلبرگ ترش بین
خذر ہر شی در نگہ نے دم مژگان
معطل آن سنان و خنجرش بین
تماشا کن کہ میکردم ز دستش
گرانی اینقدر در کشورش بین
پریشان زلف چون طبع منش را
اثرہائے دل و چشم ترش بین

من اندر عشق او دل دادہ او
غبارے ہر نفس بر خاطرش بین
ز غیرت حرف معشوقی گران داشت
بفکر زہرہ جادو گرش بین
قیاس رنگ زرد روی خود را
بجود پر ما خندہ چشم ترش بین
نیفتد گر نظر بر حال خویشش
ہمہ وقت لب جان پرورش بین
نیاید آرزو پیشش جلوہ ریز
ہم چون ساز عیش دلبرش بین

ہجوم اشک در چشم ترش بین
دل از کف دادہ ہر دیگرش بین
چو من پیوستہ از جوش رقیبان
کنون سودای عشق اندر سرش بین
مرا اندر برد دندان حسرت
برو ہم در تماشا مضطرش بین
تغافل ما ز من زود ستمہا
کہ چشم تغافل گسترش بین
ستم بر رخ و ظلم بست بر خویش
شکست رنگ گرد لشکرش بین
چو صہبائی شدی در آخر کار

بدیع الزمان نے جو یہ اشعار زبان سے اس مہ جبین کے سنے دل پکڑ لیا پکار کر آواز دی صاحب ہم تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں ملکہ نے سر جھکا کر فرمایا صاحب یہ وقت پر موقوف ہے دل آٹھ پہر بیقراری میں مصروف ہے کہ لشکر جوش آیا تھا سحر آگیں لشکر پر سالک کے ڈالدی کچھ مارش سے گرے وائے بھی بڑھکر مار دیے لشکر بڑے جوش و خروش میں لڑنے لگا سالک ہر چند سحر کرتا ہے ساحر مارے جاتے ہیں مگر نہیں مانتے سالک کو بھی یہی منظور ہے کہ ان سب کو مٹا دوں ہر مرتبہ جب گولہ مارا دوسرے

سر کٹ گئے چار سو کے سر اُڑ گئے صدہا خود سر مر کر گرے زمین پر تڑپنے لگے بعضے آواز دیتے ہیں
ای آقا سے نامدار ہماری کیا خطا ہے آنکھیں سُرخ ہیں زار و بیتاب ہیں قصد ہے کہ بلوہ کر کے افسر
کو پکڑ لیں سالاک مثل شعلہ جوالہ نزدیک ہے کبھی پیدلوں پر جا پڑا کبھی سواروں سے لڑا
ایک جادوگر نے بڑھکر نیزہ مارا شانہ اُسکا نشانہ ہوا اُس نے خون اپنا جادوگروں پر چھڑکا
کئی سو جادوگر جل گئے ایک ساحر نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُس نے سپر سحر کو اُٹھایا مگر تلوار نے
سپر کو کاٹا سپہر کا کتنا سالک نے پکار کر کہا ارے یہ کیا معرکہ ہے کہ میرا سحر نابود ہوتا ہے
یہ کہتے ہی سر جو اُٹھایا اپنے شاہ کی دختر بلند اختر ملکہ نرگس گلگون پوش کو دیکھا کہ طاؤس پر
سوار اسباب سحر ہاتھ میں آنکھیں جلی جاتی ہیں نگاہ کی گردش سے ساحروں کے سر کٹ
کٹ کے گر رہے ہیں جو ہاتھ کہ پکاروں ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا کڑک کر برق گری کہ سالک
رہرو راہ عدم و شعلہ اُف ورنا جہنم ہوا دو ٹکڑے ہو کر جو اُسکے گرے آتشبار نے بھی
دیکھا کہ برق آسمان سے گری سالک کے دو ٹکڑے ہوئے نرگس پر پرواز پیدا کر کے
قندیل فلک ہوئی سامنے بدیع الزمان کے پہونچی بدیع الزمان نے دیکھا کہ وہی
نازنین مہ جبین سامنے آکر پہونچی غصے سے چہرہ گلنار ہو رہا ہے انگلیوں سے قطرے خون کے
ٹپک رہے ہیں سحر کامل جو کیا چہرہ اُداس اشارہ کر کے آواز دی کہ صاحب پلٹ جاؤ سالک
مارا گیا ہمارے لیے دعا کرنا کہ پروردگار ہمارا پردہ رکھ لے در انداز فکر میں ہیں دیکھیں
کیا گذرے تمہارا اشتیاق ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے بدیع الزمان نے بھی جواب دیا
صاحب ہم بھی راتیں ہجر کی تڑپ کر کاٹینگے یہ کہکر طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی گئیں بدیع الزمان
بلقیہ وغیرہ وزیر کی طرف اپنی بارگاہ کے پھرے راہ میں امیہ سے سب حال کہا امیہ نے عرض کی
انشاء اللہ اس حال کو میں دریافت کرونگا مگر آتشبار جو بارگاہ میں آیا امیہ بصورت مبدل
پہونچا ایک ساحر کی شکل بنا ہوا حالات سن رہا ہے آتشبار تخت پر آکر بیٹھا حکم دیا ہمارے
عیار مہتر سیار سبکرو کو بلاؤ ساحر گئے تھوڑی دیر میں آواز زنگ کی آئی امیہ نے دیکھا
کہ ایک عیار طرار بانہا سے عیاری سے آراستہ سارے سر بشاگرد پشت پر آکے بادشاہ کو
سلام کیا دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ آج کوئی بڑا معاملہ درپیش تھا کہ اپنے نمکخوار
قدیم کو سرکار نے تکلیف دی آتشبار نے کہا اے مہتر والا گھر میں نہیں چاہتا کہ تمکو تکلیف ہو
نصف ملک تمکو جاگیر میں دیدیا کہ اپنے گھر میں بیٹھکر چین کرو فی الحال ایک نیا معاملہ
درپیش ہوا کہ پسر حمزہ صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان دو لاکھ فوج سے طرف
طلسم نور افشان کے جاتا ہے اول اُس سے کہلا بھیجا کہ ہماری حوالی سے نکلجاؤ یہ دربند
اول طلسم ہے ہم نگہبان خاص ہیں نمکخواران با اخلاص ہیں اُس نے نہ مانا لشکر کشی کر کے سامنے
قلعے کے آیا چوب جادو نے کہا میں سب کو قتل کرونگا اُسنے طبل جنگی بجوایا میدان میں ہنگامہ
گرم کیا خوب ثابت ہوا کہ پسر حمزہ کے ساتھ کوئی ساحر نہیں ہے یقین تھا کہ فوج بدیع الزمان
کو شکست ہو عیار نے اُسکے سر سیدان چوب کو مارا اب میرے سالک وزیر اعظم نے

دعویٰ کیا میدان مین جا کر آثار سحر ظاہر ہوئے کہ اسکے ساتھ والون نے پلٹنا شروع کیا اسنے
بھی اپنی ساری فوج پر سحر کیا جب دو ہزار جوان قتل ہوئے دیکھا مین نے کہ آسمان سے ایک
برق چمکی بارا اک ایسا ساحر ہی اوی عیار تلاش کرو یہ کام کسنے کیا سیار سنتا کہا ای شہنشاہ
مین تو سمجھ گیا کہ آگ گھر سے لگی مفصل نہین کہہ سکتا ہون اب مین سب کو گرفتار کر لاؤ دونگا
اس وزرو کا بھی حال کھولونگا ابھی تلاش کو جاتا ہون سیار تو اسی فکر مین نکلا امیہ یہ سب
حال دیکھکر بارگاہ مین آیا دیکھا بدیع الزمان بیقرار بیٹھے ہین یہی ذکر کرتے ہین کہ آج ہمارے
معین نے ہمپر بڑا احسان کیا سالک کو مارا امیہ نے آکر سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور
ہوشیار رہین یہ نمکخوار تلاش مین اس محبوب کی جاتا ہی بدیع الزمان نے کہا مین ہوشیار رہونگا
یہ وعدہ کرکے امیہ چلا بدیع الزمان نے سب سردارون سے حال سیار بیان کردیا
امیہ پھرتے پھرتے قریب باغ ملکہ پہونچا کمند مارکے اندر باغ کے آیا دیکھا ایک نازنین مہ جبین سر جھکائے
ہوئے تخت پر بیٹھی ہی گرد کئی سو کنیزین ہین مگر وہ نازنین سر جھکائے ہوئے بسبب رنج والم کے کچھ
کلام نہین کرتی جب کنیزون نے زیادہ کہا کہ ناچ دیکھیے شراب و کباب کا چرچا ہو ملکہ نے
کہا الگ ای نا سمجھ مطلع پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی * دل بھن رہا ہی اسکو ہوس
ہی کباب کی * دیار از تصنیف مصنف کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے * جی ٹھکانے ہو تو سب
کچھ ہو سکے * امیہ سمجھ گیا کہ یہی مہ جبین ہی کئی مرتبہ ملکہ نے یہ بھی کہا کہ ارے اجو خبر لاؤ
دیکھو باد اجان نے کیا تدبیر کی انکو اُنکا خدائے نادیدہ بچائے میرے بھی دل کو اعتقاد ہی
امیہ نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر محفل مین آیا کان مین ملکہ کے کہا لونڈی سے حال
دل بیان کیجیے مین اسکی تدبیر عرض کرون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے حال عشق شاہزادہ
بدیع الزمان بیان کیا رو رو کر یہ اشعار پڑھے نظم

بوسۂ آن رخسار دارد جان غم فرسود ما　　سینہ چون گل ریزہ شد آن گہ مشک اندود ما
جلوہ با لیمہ و نگہ دین نارسا افتادہ است　　گریہ می باید بحال چشم اشک آلود ما
در اسید جلوۂ آئینہ از خود میرود　　حسرت دل میشناسد در زبان ناسود ما
خون منصور از رگ ہر سنگ جوشد در گشت　　جادہ از زنار دارد خانۂ معبود ما
عالمی با ظلمت بخت سیاہ ما خوش است　　ریشۂ طوبی بود در سایۂ ممدود ما
تا ترقیہا بکاتب خانۂ دل دیدہ ہیم　　حاسد ما می شود ہر کس بود محمود ما

امیہ نے ملکہ کو الگ لیجا کر جتا لی بدیع الزمان کا ذکر کیا اپنے کو بھی ظاہر کردیا کہا ای ملکہ
آقا نے جس وقت سے آپ کو دیکھا احسان بھی آپ کا ثابت ہوا آپ دوانہ ترک ہی کل
رات کو مین لیکر آؤنگا کسی درانداز کو صحبت مین نہ بلائیے ہوشیار عیار تلاش مین نکلا ہے
اسکا بھی خیال رہے یہ کہکر ملکہ سے رخصت ہوا لشکر مین آیا بدیع الزمان سے عرض کی
آپ بڑے صاحب نصیب ہین آج شب کو چلیے دختر آتش باز جادو ہی سحر مین بے مثل و بے نظیر
حسن مین ماہ منیر حضور کو طلب فرمایا ہی سیار کا حال سنیے جو دو دن سے اسی فکر مین

پھر تا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر جاؤن خدمتگار بنا ہوا بارگاہ مین ٹھرا ہے دیکھ اسنے کہ یا تو شاہزادہ پریشان بیٹھا تھا یا عیار نے کچھ آکر کہا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا کہ بھئی چلین عرض کی کہ دن گذرنے دیجیے سیار حیران ہے کہ کیا عیار نے مژدہ دیا کہ شاہزادہ بیتاب ہے دن پہاڑ معلوم ہوتا ہے کبھی اُٹھتے ہین کبھی بیٹھتے ہین سردار دن سے فرما رہے ہین کتنا دن باقی ہے کبھی حیران کبھی پریشان کرتی اپنا ہے پہر دن باقی ہے کوئی کم کہتا ہے فرماتے ہین آج تو دن پہاڑ ہو گیا مثل مجنون نیر اعظم گشتہ صحرائے نجد کے بتلاش لیلی شب گوشۂ مغرب مین جا کر چھپا سیار دیکھ رہا ہے کہ بدیع الزمان نے لباس شب روی جسم پر پہنا امید کے ساتھ چلے سیار بھی پیچھے پیچھے کلام کرنے سے آثار کے یہ پہلے سمجھا یا تھا کہ ملکہ نرگس گلگون پوش نے یہ کام کیا مقدمہ نازک تھا یہ کہہ نہ سکا اب پیچھے پیچھے چلا آتا یہان ملکہ نرگس نے باغ کو آراستہ کیا دن سے روشنی کردی ہے وسط باغ مین چبوترہ بہ تکلف آراستہ ہے شامیانہ باسلک ہائے مروارید آراستہ ہے فرش سنجھا ہوا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سب سامان درست ہے جب شام ہو گئی تو دروازے پر آکر قصر مین چشم براہ دیکھ رہی ہین کبھی گھبرا کر فرماتی ہین کیا وعدہ خلاف ہوگا کنیزین عرض کرتی ہین نہین واری حضور خلاف نہ ہوگا ملکہ ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتی ہین نظم

زخم کا دل کے تر و تازہ رہے انگور سدا	جاری رہتا ہے مری چشم کا ناسور سدا
جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب	چشم زخم اُس سے زمانہ کا رہے دور سدا
ہے انھین شوق مسی دل کے لہو پینے کا	دیکھتا ہون مین تری آنکھونکو مخمور سدا
گر نہ دے شیشۂ گردون مئے گلرنگ مجھے	خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا
یار کی دیکھے تجلی جو تو موسیٰ کی طرح	سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا
ایک شب آکے کوئی دلسوز نہ رویا پھر	شمع تا گور رہی ہماری سے جل دور سدا
دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے	عشق کے ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا

کنیزین بھی دیکھ رہی ہین سب رازدان حاضر ہین کوئی دراندازہ نہین ہے دیکھا سامنے سے بدیع الزمان اپنے عیار سے باتین کرتے ہوئے نمایان ہوئے ملکہ دروازے سے بھاگین کہتی ہوئین کہ عیار انکو لے آیا مین تو نامحرم کا سامنا نہ کرونگی صاحبو تم بٹھاؤ بیٹھین باغ کا تماشا دیکھین جب جی چاہے چلے جائین گلرنگ گلابی پوش وزیرزادی اسنے عرض کی واری جب آپ کو نہ پا ئینگے کا ہیکو بیٹھینگے فوراً چلے جائینگے ملکہ نے کہا تیری خاطر سے کہو تو ٹھہر جاؤن مگر سامنا نہ کرونگی تم اُنکی خاطر کرو پہلو مین بیٹھو مین کیا منع کرتی ہون یہ کہکے پیچھے گلرنگ کے چھپ گئین کہتی جاتی ہین دیکھو گلرنگ ہٹ نہ جانا ہنین چپکی کھڑی رہو جب بدیع الزمان اندر باغ کے آئے فرمایا جن صاحب نے ہمکو یاد فرمایا وہ یہان موجود نہین ہین ہم جاتے ہین یہ سنکر ملکہ بیقرار ہو کر سامنے آگئین دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا بولی اُٹھئین آپ کیسے تشریف لائے مین تو موجود ہون بدیع الزمان نے جو ترتیب سے جمال جہان آرا کو دیکھا

قلب تھرا گیا پسینہ آگیا ہاتھ تھام لیا معلوم ہوا دولت کونین ہاتھ میں آگئی ملکہ نے شاہزادہ
بدیع الزمان کو لاکر مسند پر بٹھایا لیکن سمار عیار کمند مار کر دیوار پر آیا دیکھا بدیع الزمان
و ملکہ سے حکایت و شکایت ہو رہی ہے دیکھکر جل گیا جی میں کہتا ہے میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اسی
گیسو بریدہ کا کام ہے مار آستین و گرگ بغل ہے سلطنت میں ان نوجوانوں نے گھر کے گھر پامال کر دیے
سلطنت ہفت کشور ملکہ مہر نگار نے مثال ملک باختر میں بھی ایسا ہی معرکہ گذرا تھا کہ
گیتی افروز جہان افروز مہر افروز لقا کے گھر سے نکل گئیں چلکر آتشبار سے اطلاع کروں
یہ دونوں گرفتار ہوں اکیلا پسر حمزہ آگیا اسکا گرفتار ہونا کیا مشکل ہے یہ سوچکر دل ہی سے
باتیں کرتا ہوا طرف آتشبار کے چلا یہاں بدیع الزمان پاس ملکہ کے بیٹھے باتیں ہونے لگیں
ملکہ نے کہا کیوں صاحب آپ کس بھروسے پر ساحران غدار سے مقابلہ کرتے ہیں اتنا بھی
کوئی ساتھ نہیں کہ حقیر سحر کو رد کرے اگر یہ کنیز نہ پہنچتی خاتمہ تھا نسیم نامے خیر خواہ دولت
بول اٹھی واری حقیقت میں ان لوگوں کی مدد انکا خدائے نادیدہ کرتا ہے بدیع الزمان
نے کہا ملکہ عالم ہم اپنے خدا کے بھروسے پر سب کام کرتے ہیں غیب سے مدد ہوتی ہے
زبرجد نگار میں جو ہمارا داخل ہوا سامنا زبرجد نژاد کا ہوا اسکی صورت میں یہ تاثیر تھی
جو اسکی صورت دیکھتا تھا سجدہ کرتا تھا میں بھی زبرجد پرست ہوا اپنے قبلہ و کعبہ سے
برائے جنگ آمادہ تھا پھر پروردگار نے ایسی مدد کی کیا بیان کریں قصہ طول و طویل ہے
ہر مقدمے میں اسکی ذات کفیل ہے آخر دامنہ جادو کو مارا وہ ملک فتح ہوا ہمیں کسی کی احتیاج
نہیں اگر تم نہ آتیں تو یہ پروردگار اور صورت کرتا نسیم نے کہا اے ملکہ عالم آپ کو یاد ہوگا آپکے
والد جو تشریف لائے اس باغ کی سیر کی تھی باغ میں جو نخل نرگس ہے تو فرمایا تھا کہ بی بی
اسکے قریب کبھی نہ جانا اسکے بیچ میں ہمارے بزرگوں نے ایک تحفہ رکھا ہے اگر کوئی اسکو
پا جائے ہمارا سحر بیکار ہو ملکہ نے کہا ہاں ہم تو نے خوب کہا ایک کتاب بھی یہاں رکھی ہے
وہ کتاب کسی بڑے زبردست حکیم [illegible] نے بھی کہا تھا کہ اس کتاب کو حفاظت
سے رکھنا کوئی غیر اسکو نہ چھوئے باعث خرابی ہے نسیم کمرے میں وہ کتاب طاق پر رکھی ہے
اٹھا تو لاؤ شاید شہریار پڑھ سکیں میں نے کئی مرتبہ دیکھا مجھسے نہیں پڑھی گئی نسیم گئی اور
اس کتاب کو لائی بدیع الزمان نے کھولا [illegible] مرقوم تھا اے فرزند صاحبقران اگر تمہارا
اس باغ میں گذر ہو تو بیچ باغ میں درخت نرگس ہے اسکی بیخ میں لوح محفوظ دفن ہے جسکے پاس وہ
لوح ہو اسپر سحر تاثیر نہ کرے چونکہ آپکو ضرورت طلسم نور افشان میں جانے کی ہے ایسی چیز کا
پاس ہونا واجب و لازم ہے بدیع الزمان ہنس پڑے فرمایا او ملکہ غیب سے مدد ہوتی کوئی حکیم تھا
ثانی جالینوس اسنے یہ تحفہ تیار کیا ہمارے واسطے بحفاظت رکھا سو برس پیشتر ہمارا ہی ذکر
لکھتا ہے ملکہ نے کہا صاحب جو بڑا کوئی صاحب لیاقت تھا کہ سو برس پیشتر آپ کے واسطے یہ تحفہ
تیار کیا بدیع الزمان ملکہ کو لیے ہوئے بیچ باغ میں آئے بیخ نخل نرگس کو کھودا ایک درج نکلا
اسکو جو کھولا برق چمکگئی دیکھا تختی الماس کی حروف یاقوت احمر کے مثل برق کے چمکی شاہزادہ

بدیع الزمان نے تختی اٹھائی گلے مین ڈالی ملکہ نے کہا صاحب حقیقت مین اسکا عکس جو
مجھپر پڑا مین سحر بھولنے لگی بدیع الزمان ساتھ ملکہ کے آکر بیٹھے امیہ بہت خوش ہی کہتا ہی کہ
ای شہریار پروردگار نے عجب تحفہ مرحمت فرمایا بدیع الزمان نے فرمایا ای عیار وفادار
اگر ایسے تحفے نہ ملینگے تو طلسم نور افشان کیونکر فتح ہوگا مگر اس خاوری نے بڑا علم ونشان
پیدا کیا ہی اس سے قبل پروردگار ہمکو بہونچائے یہ کہکر اس ملکہ کے بیٹھے یہان آتشبار
تخت پر بیٹھا تھا کہ سیار عیار آکر بہونچا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان جب حضور نے
مجھسے بیان کیا مین سمجھگیا تھا مگر عرض کرنا مناسب نہ تھا آخر وہی بات نکلی ملکہ عالم کے باغ مین
بدیع الزمان بیٹھے ہین جاکر گرفتار کر لیجیے یہ سنکر آتشبار جلگیا غصے مین اٹھا کہا اس
گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا اپنے گھر مین دشمن کو جگہ دی ابھی چلکر قیامتین برپا کرونگا فرما
کراو وزیر مدلاکو جادوگر تیار ہوئے اور تمام امرا وزرا تیار ہوکر سامنے آئے آتشبار
تخت پر سوار ہوا سیار ساتھ لیکر چلا کبھی آگے بڑھ جاتا ہی کہ جاکر دیکھون السیانہ ہو پیسر
گمرن دکھجانے بڑھا ہوا چلا آتا ہی امیہ خدمت سے بدیع الزمان کی اٹھا کہ آگے بڑھکر
دیکھون سو قدم آگے بڑھکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا دیکھا آواز ناک کی بلند ہوئی
امیہ چھپکر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک عیار طرار قنطورہ زرنفتی و چپنادہ سقرلاتی سے آراستہ
چہار جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی امیہ حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ اسوقت کہانسے آتا ہے یہ
سوچا حلقے کمند کے بچھا دیے جیسے ہی سیار قریب حلقہ ہاے کمند پہونچا ویسے ہی بیچ مین
کمندون کے پانون رکھا امیہ نے جھٹکا مارا سیار گرا مگر مثل برق تڑپنے لگا امیہ نعرہ
کرکے نکلا حباب مارا اسنے ناک پر ہاتھ رکھلیا حباب خالی گیا جب امیہ چاہتا ہی اسکو
گرفتار کرون یہ تڑپ کے لوٹ مارتا ہی امیہ گرفتار نہین کرسکتا کہ صحرا سے گرد اڑی آتشبار
تخت پر سوار لاکھون ساحر گھوڑے اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین ساحرون نے جو دیکھا کہ
سیار زمین پر پڑا تڑپ رہا ہے ایک عیار نیچہ لیکر چلا ہی کہ سر کاٹ لون ساحرون
نے وہانسے گھوڑے دوڑائے کہ امیہ کو پکڑ لین امیہ چھوڑکر بھاگا سیار جلدی سے
اٹھا آتشبار نے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہوا عرض کی حضور یہ عیار چھپا بیٹھا تھا مجھکو پکڑ لیا
تھا اگر حضور نہ پہونچتے قتل کر ڈالتا بدیع الزمان بھی اسی باغ مین ہین آتشبار جادو نے
حکم دیا چہار جانب سے باغ کو گھیر لو یہان امیہ دوڑا ہوا پاس بدیع الزمان کے آیا
عرض کی ای شہریار تمام باغ گھر گیا آتشبار کو آپ کی خبر ہوگئی لاکھ جادوگر آئے ہین ملکہ نے
اسباب سحر سنبھالا بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہتے ہین کہ اٹھین ہزار ہا گولہ
دیوار باغ پر پڑا دیوار باغ گری سامنا ہوگیا آتشبار نے اپنی آنکھون سے دیکھا ملکہ سیم
مثل شعلہ جوالہ یہ کہکر اٹھی ابھو مال نکلگیا تردد کیا ہی سحر کی لڑائی پڑیگی شہریار آپ ذرا اپنے کو
بچائیے بدیع الزمان نے کہا پروردگار نے پہلے ہی سامان کر دیا لوح محفوظ میرے پاس
موجود ہی انشاء اللہ مقابلہ پڑیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر ساحرون پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ

جو لوک کر گری گولہ مارا گئی ہر ساحر مر کر گرے آتشبار نے جو یہ معرکہ دیکھا جلبلا للکارا او گیسو بریدہ
میرے سامنے سحر کرتی ہے یہ کہکے ہاتھ ہلایا پھر سحر بھی کیا ایک برق کوک کر گری ملکہ کا سر زخمی ہوا سر
زخمی ہوتے ہی ملکہ نے وہ خون اپنا چلو مین لیا ساحرون پر چھینک مارا خون جو ملکہ کا اُن ساحرون پر
گرا چار ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے آتشبار نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی یار وا ای گیسو بریدہ تو نے
بڑا غضب کیا کئی ہزار ساحر مارے اب مین اسکا سحر روکتا ہون یہ کہکے ایک گولہ پھینکا اُس
گولے سے کئی ہزار پتھر چلے وہ جسم پر ملکہ کے پڑے جسم زخمی ہوا اب ملکہ زخمدار نہایت بیقرار
مگر لڑائی مین مصروف ہے اپنا خون جب کھینچ مارا ہزارون ساحر جلے ہر چند آتشبار روکتا ہے
مگر یہ سحر نہین رکتا اُس پریشانی مین آواز دی کہ ای شہریار کنیز زخمی ہوئی آکر بچائیے شاہزادہ
بدیع الزمان ہزارون ساحرون مین اکیلے لڑ رہے ہین صدہا ساحر اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
لڑائی سے نہین رکتے چاہتے ہین کہ برابر آتشبار کے پہونچ جاؤن آتشبار کو جاکر مارون
ساحران غدار روکے ہوئے ہین جب لوح محفوظ کو چمکایا سحر اُلٹا پلٹا اُسی ساحر پر جا کر پڑا
سینے کو توڑکر پار گذرا اس طرح ہزارہا ساحر مارا گیا بدیع الزمان کے کان مین جو آواز ملکہ کی
پہونچی پلٹ کے دیکھا کہ حقیقت مین ملکہ انتہائی زخمی ہے جسم مرہم ہی کر مارا ہاتھ چلا جاتا ہے جب سحر
پھینکا جس ساحر پر پڑا سینے کو توڑکر پار گذرا ہزارہا ساحر کے لاشے گرد ملکہ کے پڑے ہین مگر اُس
زور و شور سے لڑ رہی ہے بدیع الزمان نے گھوڑے کو بڑھایا کہ اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن
ساحر نہین جانے دیتے ہر مقام پر روکے ہین امیہ بن عمرو زیر شکم مرکب بدیع الزمان چھپا ہوا
پشتی بان کر رہا ہے جو مرکب کے آیا اُسکو خنجر مار دیا وہ ساحر مر کر گر جاتا ہے اس مجمع سے
نکل جاؤن جا کر لشکر مین خبر پہونچاؤن لیکن ڈرتا ہے کہ نکلونگا تو ساحر پکڑ لینگے نہایت مجبور و لاچار
ہے کبھی حلقہ ہائے کمند مارتا ہے ساحرون کو للکارتا ہے آتشبار جادو کہتا ہے یارو کیا غضب
ہو گیا کہ پسر حمزہ پر سحر نہین تاثیر کرتا ساحرون نے عرض کی حضور دریافت کرین آتشبار نے
آگ برسائی پکار کر آواز دی ای شعلہ ہائے آتش ای ہم سامری تمہارے سحر مین کیا تیزی نہو
جلد بتلاؤ کہ پسر حمزہ پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا ایک شعلہ بھڑکا اُس سے آواز آئی ای آتشبار
تو نے لوح محفوظ باغ مین رکھی تھی وہ تیری بیٹی نے پسر حمزہ کو دیدی ہے گلے مین اُسکے لوح محفوظ
پڑی ہے کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا سمجھکر مقابلہ کرنا اب آتشبار نے ساحرون کو حکم دیا یارو
تیر و تفنگ تلوار سے لڑو جس طرح سے پسر حمزہ کو گرفتار کرلو نرگس گلگون پوش کو مین نے
گرفتار کر دیا کنیزین اُسکی قتل ہوئین اکیلی کو گرفتار کرنا کیا بڑی بات ہے تمام ساحرون نے
بلوہ کیا مگر شاہزادہ شیرانہ تنگانہ لڑ رہا ہے جو کافر قریب آیا اسنے نیزہ مارا فقط شاہزادہ بدیع الزمان
نے سنان نیزے کو پیچھے سے اُڑایا اوپر سے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے لیکن
مضمحل ہو گیا ہو رخون آشام عاشق جمال شاہزادہ والا قدر ہے آسمان جراحت کا بہ سبب
سب سردار جمع ہین بارگاہ مین بیٹھا ہے بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا یارو امیہ نے کیا کہا کہ شاہزادہ
اکیلا چلا گیا رات بھر مین تڑپا ہون اس وقت خود بخود دل بیقرار ہے نہین معلوم آقائے نامدا

پر کیا گذری یہ سب سرداروں نے کہا ای فضل خدا خیر کرے دل ہمارا بھی گھبرا رہا ہی شاہزادے
سے جاتے وقت کچھ حال نہیں کہا چلو تلاش کریں فضل سوار ہوا سب سردار ساتھ چلے فوج والوں
نے کہا ای شہریار کیا ہم نامرد ہیں فضل نے کہا نہیں بھائی تم ہی سب صاحبوں کی وجہ سے
ہماری بھی شوکت و لیاقت ہی سب فوج بھی تیار ہوئی سب فوج پشت پر آگے آگے
سب افسر تلاش کرتے ہوئے اپنے آقا کو چلے کوس بھر مقام لشکر سے بڑھے تھے کہ دناٹے
سناٹے کی آواز کان میں آئی سب اُسی آواز کی جانب چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا لاکھوں
جادوگر شاہزادہ بدیع الزمان کو گھیرے ہوئے چاہتے ہیں پکڑ لیں مگر ممکن نہیں ہوتا فضل
نے کہا دیکھو یارو یہ پریشانی کا باعث تھا خدا خیر کرے دشمنوں کے ہاتھ سے انکو بچالے
یہ کہکر فضل آگے بڑھے کمان کیانی دوش سے اُتاری سب سرداروں نے تیر بھر کمان
میں پیوست کیے بڑھکر وہ تیر مارے کئی ہزار جادوگر گرے فضل نے کہا یارو ساحروں سے
مقابلہ ہی سمجھکر لڑنا سب سردار نیزے ہلاکے جا پڑے ایک ایک وار کے نیزے چھوڑ دیے
کئی ہزار ساحر آور مرے اب تلواریں کھینچکر مجمع ساحران میں آئے انکا بھی سحر چل رہا ہے
جسپر پاش کا دانہ مار دیا بے بس ہو کر گھوڑے سے گرا اہالیان لشکر بدیع الزمان
مردانہ وار لڑ رہے ہیں جسپر جا پڑے اُسکو مارا چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر اپنے آقا کے پاس
پہونچیں خلعت جرأت سے مخلع ہوں مگر ملکہ لڑتے لڑتے زخم جو زیادہ کھائے زخموں سے
چور ہو کر ایک نخل کے سایے میں جا کر ٹھہریں بارہ سو کنیزیں ساتھ کی قتل ہوئیں اُنکے لاشے
دیکھ دیکھکر رو رہی ہیں کہ افسوس ان سب نے ہمارا ساتھ چھوڑا مرکے محبت سے منھ
موڑا قضائے کار ایک بادشاہ خراج گذار سحر العجائب و مصر الغرائب مسمی بہ زرنگار جادو
تخت پہ سوار کئی سو مصاحب و رفیق ہمراہ تخت اُڑاتا ہوا جاتا تھا کہ کان میں آواز گیرو دار
کی آئی پلٹ پڑا ساتھ والوں سے کہا کہ کہیں لڑائی سخت ہو رہی ہی تخت کو اُڑا کر اسی مقام
پر آیا بہ نگاہ غور دیکھا کہ دنا دن تا سنا تن بلند ہی سحر ہو رہے ہیں برق شمشیر کی چمک نقارہ رزمی
کی مثل رعد گرج سر مثل اولوں کے برس رہے ہیں تیر مثل قطرات باراں گر رہے ہیں سیل خون
کی روانی ایک جانب ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا زخموں سے چور چور سحر کرنے سے عاجز
ایک نخل کے سایے میں لاچار ہو کر ٹھہری شاخ نخل پہ ہاتھ آنکھوں سے آنسو جاری دامن
بدیع الزمان کے بیقراری بھی ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتی ہی عرض کرتی ہی میرا اگلا نا پیغام
قضا تھا ہر چند کہ لشکر انکا آگیا مگر بے بسی سے لڑ رہے ہیں سحر نے جوانان شمشیر زن کو
عاجز کر دیا ہی ساحر کا سحر ہو گیا دو دو سو جوان ہاتھ روک کھڑے ہو جاتے ہیں وہ بچیا
جا پڑے پھر پکڑا کھینچ لیا تلوار سر کاٹا مگر دیکھا زرنگار نے کہ ایک شیر نر جرأت جنگ
کر رہا ہی پرے کے پرے تہ و بالا کر دیے شمشیر ہاتھ میں جس غول پر جا گرے افسران فوج
کو مارا سرکشوں کو للکارا زرنگار کو وجد رہا دیر تک دیکھا کیا ملکہ نرگس گلگون پوش کو
دیکھکر مائل ہوا ساتھ والوں سے کہتا تھا یہ جوان کیا خوب لڑ رہا ہی مگر یہ نازنین بھی

سحر میں طاق حسن میں شہرہ آفاق انتہا کی رحمی ہوئی کہ سوچتے سوچتے سحر کیا کہ پہلے تو ملکہ کو
سحر سے بیہوش کر دیا پھر تڑپ کر گرا ملکہ نرگس کو اٹھا لیکیا تخت پر ڈال لیا لیکر طرف اپنے
ملک کے روانہ ہوا یہان بدیع الزمان لڑتے بھڑتے آٹھ پہر شمشیر زنی ہوئی سامنے
آتشبار کے پہونچے آتشبار نے آگ برسائی بدیع الزمان پر تاثیر نہ ہوئی تیغے مین
تلوار پکڑکے جا پڑا چاہا سر کاٹ لون بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا سر آتشبار
کا زخمی ہوا ہاے کر کے اپنے کو تخت سے گرا کر سحر کرکے پرواز پیدا کیے کہا یار دنگا چلو ملک
و مال ہاتھ سے گیا یہ کہکے اڑا بارہ ہزار جادوگر بازو بطرین کے اسکے ساتھ ہوئے آتشبار
سے ملک و مال چھوٹا بھاگا ہوا جاتا ہی پانچ چار کوس پر جا کر اترا ساتھ والے بھی پہونچے کہا
یار و کہان جاکر ٹھہرون شکست کو درست کرون شاہان طلسم کو بہانے نامہ لکھون مدد انکے
مدد آئے پھر لشکر کشی کرون ساتھ والون نے کہا یہان سے قلعہ زرنگار قریب ہی وہان
تشریف لے چلیے وہ نہایت خاطر کرینگے وہین سے سب سامان کرلیجیے گا یہ رائے آتشبار
کو پسند آئی طرف قلعہ زرنگار کے چلا یہان ساحرون نے جب دیکھا کہ بادشاہ ہمارا
نکلگیا سب نے امان مانگی ہاتھ باندھکر سامنے بدیع الزمان کے آئے بدیع الزمان نے
سب کو امان دی قلعہ آتشبار مین داخل ہوکے ملکہ کو جو تلاش کرایا امیہ نے تمام
باغ چھان ڈالا کہین ملکہ کا پتہ نہ ملا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا امیہ فتح کی شکست
ہوئی فلک نے کیا کیفیت دکھائی بقول شاعر نظم

بہا ہی قطرۂ خون جگر شمشیر دشمن پر / تماشا ہے گل پھولا ہے دیوار آہن پر
اذیت دی مرے سوز نہان نے جلنے والونکو / زبان مین پڑگئے چھالے قدم رکھا جو مدفن پر
اثر ہی غفلت عشق صنم کا خاک مین ابتک / قدم رکھے سے نیند آتی ہے سبزے مدفن پر
وہ ارمان اٹھا مین اس جہانسے بعد مردن بھی / ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاک مدفن پر
شگاف سینہ ہی مین ہے کثرت شادی ہی برہم ہی / گمان ہوتا ہی ہنسنے کا ہمارے چاک دامن پر
رگ گردن نہ کیونکر صورت زنار ہو جائے / طبیعت آگئی ہے اک طفل برہمن پر
کبھی خنجر کبھی شمشیر وہ رکھتے ہین پاس اپنے / نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین نقد برآہن پر
دکھان ہی قیامت جلوہ دیوانے سے چھپتے ہین / یقین ہی صور کا سر نالۂ زنجیر آہن پر
بنایا باغ کو بھی دشت آخر بخت طلبانے / نظر آتے ہین کانٹے ہر طرف دیوار گلشن پر
سیاہی بے سبب کب ہی نہین خال یہ دھوکے سے / گمان ہی تربت عاشق کا ہمین گلہائے سوسن پر
خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہر دم سے ہے شانہ / بجا ہے رشک آئے گر مجھے قند سے دشمن پر
پسند خسم سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا / نقاہت سے گمان ہے رشتۂ باریک کا تن پر
گلو سے کر دیا آزاد اسکو میرے ہاتھون نے / جنون احسان ہوا تیرا نہایت طوق گردن پر

امیہ نے دیکھا شاہزادے کا حال ابتر ہی تمام باغ کو چھانا ساحرون سے پوچھا کہین پتہ نہ ملا
آخر لاچار ہوکے عرض کی عقل سے معلوم ہوتا ہی ملکہ کو آتشبار لیگیا بدیع الزمان نے کہا

جلد جادو تلاش کرو ایسا نہو آتشبار قتل کر ڈالے امیہ بانداز عیاری لگا کر بصورت مبدل تلاش
مین چلا راہ مین چند ساحر ملے وہ بھی سب آتشبار کے ساتھ کے تھے ہمراہ نہ پہونچ سکے لاچار
اب پلٹے ہین کہ چلکر اب اپنے قلعے مین رہین امیہ نے اُنسے جو پوچھا انھون نے بیان کیا
کہ آتشبار طرف قلعۂ زرنگار کے گیا ہم تو نہ جا سکے پلٹ آئے اب قلعے مین جاتے ہین ساحر
ادھر چلے امیہ طرف قلعۂ زرنگار کے چلا زرنگار جو لیکر ملکہ کو قلعے مین آیا ملکہ کی زخمون کی
کرائی خالق تھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی زبان مین سوزن دیا ملکہ کو ہوشیار کیا اب جو
ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو اور مکان مین پایا بیقرار ہوگئی ایک ساحر زبردست کو دیکھا کہ سامنے
کھڑا ہی اور ہاتھ باندھے منت کر رہا ہی کہتا ہی مین غلام ہون تابعدار ہون میری کیا
مجال جو سرکشی کرسکون ملکہ نے فرمایا ای شخص تو کون ہی زرنگار نے ہاتھ باندھکر کہا مین
اس قلعے کا بادشاہ ہون آپ کو جنگ مین مجبور و لاچار دیکھا اُٹھا لایا امیدوار ہون کہ مجکو
قبول فرمایئے ملکہ نے کہا مین کوئی بازاری عورت نہین ہون ایسا خیال نہ کرنا زرنگار نے
کہا آپ کے والد سے مجھسے دوستی ہی لاچار ہو کر آپ کو وہان بھیجونگا اگر پیغام دون
تو کیا عجب ہی کہ آپکے باپ بھی شادی کر دین ملکہ نے کہا تو قتل کر ڈال باپ سے مجھے فساد
ہی زرنگار جادو نے پوچھا فساد کا کیا باعث ہی ملکہ نے سر جھکا لیا کہا کہ ہماری باتون کے
پوچھنے سے کیا مطلب جو اپنے دل مین آیا وہ کیا یہ سنکر زرنگار جادو کاٹنے لگا ملکہ کو
ایک نہین چھوڑ کر بیرون بارگاہ آیا تخت پہ بیٹھا ہی ساحرون سے باتین کر رہا ہی کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ آتشبار جادو شکست خوردہ آتا ہی زرنگار جادو لاچار ہوا فوراً کو
بھیجا کہ استقبال کر کے لاؤ آتشبار جادو شکست خوردہ دربار مین زرنگار جادو کے
آیا زرنگار نے حال پوچھا آتشبار نے رو رو کر سب حال لوح محفوظ دبے اعتدالی ملکہ
نرگس کلگون پوش بیان کی زرنگار نے کہا بھائی مین ابھی لشکر لیکر تمھارے ساتھ چلون
آتشبار نے کہا ای برادر مین تمھاری سلطنت کیون مٹا کرن پسر حمزہ ایسا جری بہادر
ہی لاکھون مین اکیلا لڑے سحر اُسپر بسبب لوح محفوظ تاثیر نہین کرتا مین شاہان طلسم کو نامہ
لکھونگا زرنگار نے آتشبار کو اُتارا سامان دعوت کیا پہ نہین کہا کہ تمھاری بیٹی ہمارے
پاس ہی لیکن اُسکے ناراض ہونے سے حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون دل پہ ہجوم غم و الم فراق ہی ہم نظم

کردم ز شکوه منع دل زار خویش را　　انداختم بدر ز خجسته اکار خویش را
وقت نظارهٔ بت پرہیزگار خویش　　شویم بگریه دیده خونبار خویش را
جرم من ست پیش تو گر قدر من کم ست　　خود کرده ام بلند خریدار خویش را
صد مشتری ست عشق دلم را چو آفتاب　　من گرم میکنم بتو بازار خویش را
ترسم که رفته رفته به بیداد خو کنی　　برکین مزار طبع ستمگار خویش را
ای دل مجو نجات که صیاد پیشگان　　در دام میکشند گرفتار خویش را
حسرت بود که دوش نظیری بیا و تو　　آسان نمود مردن دشوار خویش را

آتشبار نے نامہ طرف شاہان طلسم نور افشان کے روانہ کیا یہ بھی لکھ بھیجا کہ لوح محفوظ
پسر حمزہ کو ملکی سحر اسپر تاثیر نہین کرتا جس کسی کو بھیجیے گا سمجھکر بھیجیے گا قلعۂ زرنگار مین
فروکش ہون اسی مقام پر مدد کو بھیجیے گا لیکن زرنگار جادو جو اندر گیا کنیزون سے پوچھا اب
وہ ظالم کیا کہتی ہی سب نے کہا حضور اسکی وحشت دمبدم بڑھتی جاتی ہی لاکھ لاکھ ہمنے
سمجھایا وہ ظالم نہین مانتی باپ سے بھی بیزار ہی پسر حمزہ کی عاشق زار ہی زرنگار بہت
بگڑا کہا جاکر کہو مین قتل کرونگا یہان لوگھانے کی تیاری ہونے لگی لیکن زرنگار جھلایا ہوا
باہر آیا آتشبار کھانا کھاکے بیٹھا ہی رفیقون سے صلاح کر رہا ہی کہ زرنگار نے کہا اے برادر
آتشبار مین تمھی کہونگا مگر اُسے قبول ضرور کرنا جان ومال سے حاضر ہون ترکیب کرکے
پسر حمزہ کو گرفتار کرلاؤنگا تمھارا ملک ومال دلاؤنگا آتشبار نے کہا ای برادر تمکو اب
مہربان جانا جب تو بلا تکلف چلا آیا ہرچند پسر حمزہ کے پاس اب ساحر بھی ہوگئے لیکن ہم تم
دونون ملکر مین ہلا دینگے زرنگار نے کہا مین چاہتا ہون مجکو بفرزندی قبول کرو ورنہ مجکو
بڑا ملال ہوگا تمھاری دختر بلند اختر لڑائی مین مصروف تھین باغ سے بیہوش کرکے اٹھالایا
اب وہ میرے قبضے مین ہین عشق پسر حمزہ مین بہوت ہو رہی ہین مین نے لاکھ سمجھایا وہ
نہین مانتین اگر آپ مجکو قبول کرین پھر مین سمجھا لونگا زبردستی کرونگا عورت کی بھی یہ مجال ہی
کہ مرد کا کہنا نہ مانے مشکین باندھکے ڈالدونگا یہ سنا تھا کہ آتشبار سہم گیا کہا بھائی صاحب
ذرا سمجھکے کلام کیجیے میری بیٹی کے مقدمے مین آپ میرے منھ پھٹتے ہین گو مشکین باندھ
ڈالدونگا آپ کچھ خیال نہ آیا اگر اسنے پسر حمزہ سے عشق کیا لوح محفوظ دیدی ملک ومال
میرا تباہ ہوا تو وہ میری گنہگار ہی آپ مشکین باندھنے والے کون ہین آپ اپنا منھ
تو دیکھیے آپ کو وہ کیا قبول کرے آپکے بجائے فرزند کے ہی اب نہ کبھی ایسا کلام
کیجیے گا زرنگار نے کہا بس زبان سنبھالو آتشبار تیغہ گرکے اٹھا دونون کے رفقا اٹھے
تلوار چلنے لگی پہلے قبضے بھپک چلے آخر تلوارین کھنچین زرنگار کا دربار ہی افسران فوج
دوڑ پڑے آتشبار لڑتا بھڑتا باہر نکلا زرنگار نے ایسے حربے کیے کہ چار ہزار جوان ہمراہ
رفیق آتشبار کے مارے گئے زرنگار جادو نے برقین چمکائین لیوہ بھی ساحر فن کا ہوا کہ ہر دم
کس کس کے وار کا جواب دے انتہا کا زخمی ہوا زرنگار چار لاکھ فوج کا حاکم ہی سب فوج
تیار ہوکے آگئی آخر آتشبار شکست کھاکر بھاگا طرف چار ہزار ساحر اسکے ساتھ رہگئے
راہ مین رعایا نے بھی روکا آتشبار انتہا کا خستہ ہوکر قلعۂ زرنگار سے نکلا زرنگار
تعاقب مین چلا تھا بیچ ملک پر رفقا نے روک لیا کہا حضور جانے دیجیے ایسے صید زبون کو
بھگانے سے کیا فائدہ اگر آپ کو یہ دامادی قبول کرتا اسکا ملک ومال ملجاتا اسنے بڑی
حماقت کی آپ ایسا داماد صاحب لیاقت اُسکو کہان ملیگا رفقا سمجھاکر پھیر لائے زرنگار
غصے مین بکتا ہوا پلٹا مین اب زبردستی وصل حاصل کرونگا پسر حمزہ پر بھی لشکر کشی کرونگا
جب اسکے چاہنے والے کا سر سامنے رکھدونگا جب تو قبول کریگی کیسی لوح محفوظ ایسا

سحر کردن کہ دیوانہ ہو کر خود لوح محفوظ مجکو دیدے آتشبار تو سحر مین کیا دخل ہی یہ تو بیان
بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی صدمۂ عشق سے بیقرار جب تصویر خیالی آنکھون کے سامنے آتی ہی کہتا ہی
یار معشوق پریچہرہ پر کیونکر ظلم کردن مصاحب کہتے ہین حضور حقیقت مین بجا ارشاد فرماتے ہین
ہو سکتا ہی کہ وہ کنیزین لپٹ جائین ہاتھ پاؤن پکڑ لین آپ فیضیاب ہون مگر یہ ظلم
مناسب نہین اب دو چار روز ٹھہر جائیے تامل فرمائیے آہوے وحشی رام ہو بخوشی کام
زر نگار تو چپ ہو رہا زانو بدل رہا ہے آتش عشق سے کلیجہ جل رہا ہی آتشبار جو شکست
کھاکے بھاگا ایک صحراے ویران مین آکر اترا ساتھ والے خیمے لیتے آئے تھے انکو استادہ کیا
آتشبار آکے بیٹھا اپنے حال زار پر رو رہا ہی کہہ رہا ہی کہ یا رب لات ومنات نے
کیا خلاف تقدیر کی ہم تو اس امید پر گئے تھے کہ زر نگار دستگیری کریگا وہان یہ فساد
پیدا ہوا یہ تو اس سوچ مین بیٹھا ہی رفیق ومصاحب تسکین دے رہے ہین لیکن امید
جو تلاش مین ملکہ نرگس گلگون پوش کی نکلا تھا پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر چڑھا
دیکھا ایک لشکر اترا ہی صورت بدلکر لشکر آتشبار مین آیا جس کسی سے سوال کرتا ہے
وہ کہتا ہی شاہ صاحب جائیے لات ومنات کے نام پر ایک کوڑی نہ دینگے وہ بے سمجھے
خدائی کرتے ہین جو چاہا تقدیر کردی یہ نہ دیکھا کہ کوئی برباد ہوگا اس صحرا مین آکر اترے ہین
نہین معلوم ہمارے آقا کو کیا سوجھی بنا پکایا کھانا ملتا تھا چین سے بیٹھے تھے ناحق کو بکھیڑے
اگر نہین بھی منظور تھا امروز فردا کرکے ٹالا ہوتا لڑنا کیا ضرور تھا باتون سے ان لوگون
کی امید کو دریافت ہوا کہ آتشبار جادو زر نگار سے شکست کھاکے آیا ہی پھرتا پھرتا
قریب بارگاہ کے آیا خدمتگار بنکے ایک مصاحب کو اشارے سے بلایا اسکا نام قیام جادو
ہی امید نے کہا بھائی صاحب ذرا کنارے چلیے ایک بات ہمنے ایسی سوچی ہی کہ ملک وبال
ملجائے قیام جادو امید کے ساتھ کنارے آیا امید نے قیام جادو کو بیہوش کیا اسکی
صورت بنکے پہلو مین آکر آتشبار کے بیٹھا باتین کرتے کرتے کہا کیون حضور اب کیا
منظور ہی زر نگار نے بڑی حماقت کی یہ اسکی مجال نہین ہی کہ ناراض عورت پر دست انداز
ہوا ایک بات مینے سوچی ہی میان زر نگار کو ایسی چوٹیان پڑین کہ بھاگتے راستہ
نہ ملے آخر لاچار ہوکے آپ کے قدمون پر گرینگے ورنہ مارے جائینگے امان نپائین آتشبار
نے خوش ہوکر کہا اے قیام جادو وہ کیا بات ہی کہا حضور یہی صلاح ہی اسی مین فلاح ہی
کہ پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے چلیے انکی اطاعت کیجیے وہ لشکرکشی کرکے میان
زر نگار سے جسقدر چاہے ملک وبال سنئے غنچۂ آرزو کھلے ایسا دانا کہ جنون نے
لقا کو شکست دی اب نورافشان پر چلے ہین بیشک وہان بھی کھلبلی پڑجائیگی
کیسا لشکر قہار ہی سر ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین اس لشکر کی کون تاب لائیگا مدد انکی غیب
سے ہوتی ہی لوح محفوظ آپکے گھر مین تھی انکو کس لطف سے ملگئی اب انکے کون مقابل
ہوسکتا ہی خود جری وبہادر صف شکن تیغ زن آپ صاحبقران کے سمدھی کہلائیے گا

سب سے زیادہ تو بہتری یہ ہی کہ میاں زرنگار کو جوتیاں پڑیں اپنے گھر میں بلا کر ذلیل کیا آپ سحر میں ماننے کم نہ تھے رفیقوں نے اسکے ایسا بلوہ کیا کہ قدم نہ جم سکا اسطرح فصاحت و بلاغت سے امیہ نے آتش بار کو سمجھایا یا تو بھڑک رہا تھا یا خوش ہو گیا کہا ای رفیق و شفیق تو نے کیا بات معقول کہی مجکو لات و منات سے نفرت بھی ہو چکی ہی حرامزادے پجیل جو چاہتے ہیں کر بیٹھتے ہیں یہ کیا تقدیر تھی کہ بیٹھے بیٹھے فساد برپا کیا آرام میں خلل ڈالا ملکہ نرگس کو اسکے قبضے میں کر دیا یہ کیا حماقت تھی لیکن ای رفیق شفیق بدیع الزمان سے مجکو حجاب آتا ہی پہلے تو میں نے اُنکے ساتھ بیوفائی کی یہ امر کیونکر ہو قیام نقل نے کہا حضور وہ فرزند صاحبقران ہیں دشمن سے بھی جھککر ملتے ہیں یہ میرا ذمہ کہ جسوقت چلیے آپ کا استقبال ہو بدیع الزمان آپ کی تعظیم کریں آپ کی خاطر مدارات ہو میں ابھی جاتا ہوں استقبال کراتا ہوں آتش بار خوش ہو گیا کہا کہ ای قیام جادو اگر سردار میرے استقبال کو کوئی آئے میں تجسے بہت خوش ہوں قیام نے کہا ابھی لشکر تیار کیجیے میں جاکر عرض کرون یہ کہکر قیام اٹھا آتش بار نے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت لشکر آراستہ ہوا امیہ بھاگا ہوا خدمت میں بدیع الزمان کی پہنچا صبح کا وقت ہی شاہزادہ بدیع الزمان ہاتھ منہ دھو کر بیٹھے ہیں تصویر ملکہ کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہی فرماتے تھے یارو یہ کیا نہیں شکست ہوئی نہیں معلوم ملکہ کو کون لیگیا یاد زلف عنبرین میں دل کو پریشانی ہی مرنے کے بعد بھی چین نہ ملیگا قبر سے بھی یہ آواز آئیگی انظم

ابھی ہم نیند میں کروٹ چھوٹی محبس تن سے | ہوسے پر بھی نہ آزاد گل تری طوق گردن سے
بہار حسن ہی ایمن خزاں جور دشمن سے | چراغ گل کبھی ہوتا نہیں گل باد دامن سے
خط رخسار جانان کے تصور میں جو روتا ہوں | سوئے ہیں دانہ لب اشک حائل بیچ خرمن سے
جنون نے میری عریانی کو یہ تاثیر بخشی ہی | نہ الجھا میرے سودا کا کبھی کانٹا بھی دامن سے
زمین کو کر دیا رشک فلک تیری سواری نے | ہزاروں ماہ نو نکلے نشان نعل توسن سے
اگر اندر گلستان ہی تو باہر گلستان ہی | لگی رہتی ہیں آنکھیں تیری دیوار روزن سے
ہوا ہے خورشید سے نسبت مجھے وہ تیرہ باطن ہوں | کہ روشن عالم دل ہی ترے رخسار روشن سے
زبان یون میری زر دان سخن سے بند ہو جاتی | کہ رستے بند ہو جاتے ہیں جیسے خوف رہزن سے
نکالون دشت میں کیا خار پائے ناتوانی ہی | کہ میرے ہاتھ کو ہوتا ہی عشقہ بار سوزن سے
مسی آلودہ لب جب کھلے دانت اسکے ہنستے ہیں | نظر آنے لگیں جیسے کلی کلیاں برگ سوسن سے
چمن میں گل بھی مرتا ہی اک میری طرح بچپن | ہوا ثابت یہ اے گل پیرہن بلبل کے شیون سے
کشش ہے ابر مطیر ابھی ایسی عشق کی یا رب | نسیم آتی ہے بوئے گل قفس کو صحن گلشن سے
ہولے سر میں خوش آتی ہی خمار کی ہستی | غرض میری کی ہی جیسے زندگی جار ہونے گلخن سے
میں مر دینے کو حاضر ہوں اسی کو شرم آتی ہی | جھکی ہی گردن قاتل زیادہ میری گردن سے
اچنبھا کیا اگر زندہ سے ہیں تیرے تابع فرمان | تری آواز پر مردے نکل آتے ہیں مدفن سے
جنون تھا مجکو جب میں طوق منت کا پہنتا تھا | پری زادوں سے تلخ عشق ہی مجکو لڑکپن سے

بدیع الزمان اس حال میں بیٹھے ہیں کہ امیہ آکر پہونچا دست بستہ ہوکر عرض کی اے شہریار
عجب معرکہ ہوا آپ کا اقبال یاور طالع مددگار ملکۂ عالم کا پتہ ملا باپ انکا برائے قدمبوسی حضور
حاضر ہوا چاہتا ہے فضل وقارن کو حکم ہوا اسکے استقبال سے چلیں کل کیفیت عرض کی
آتشبار کو بڑے لال ہوے پہونچے شاہزادہ بدیع الزمان نے فضل وقارن کو حکم دیا آتشبار
کو استقبال کرکے لاؤ اور میدان در رسالدار بھی ساتھ ہوے آتشبار روانہ آتا تھا قریب
قریب لشکر بدیع الزمان پہونچا ساتھ والوں سے کہ رہا ہے قیام نے شاید وہاں قیام کیا
کوئی ہمارے استقبال کو نہ آیا ہماری شاہزادہ کیا آبرو رکھیگا جنھنے انکی کیا خیر خواہی کی
کیا منہ لیکر انکے سامنے جائیں بقول شاعر نظم

رسیدہ دم کہ بباغ تو با صبا رفتم
گرخ تو دیدم و چون بوے گل زجا رفتم

بجوشش ہر دم از رنگ چہرۂ زردم
برنگ کاہ بہمراہ کہربا رفتم

ہنوز نکہت عطر از خیال مشکین مو
مگر بروضۂ محبوب کبریا رفتم

خیال موے میانش مرا ز خود گم کرد
بجستجوے کہ کجا بودم و کجا رفتم

شدم ز شوق سراپا نگاہ و در باغش
برنگ قطرۂ شبنم برہنہ پا رفتم

براے بوسۂ آن پاے نازنین امروز
تمام خون شدہ در پردۂ حنا رفتم

شبے بکوے تو از رشک ہمدمی بنگر
دلم چو سایہ جدا رفت و من جدا رفتم

خیال زلف چنان بود در دل صد چاک
کہ رشتہ گشتم و در طرۂ دو تا رفتم

نگاہ گشتم و در کف گرفتہ کاسۂ چشم
بہ نظارۂ روی تو چون گدا رفتم

بداغ عشق تو ام آنقدر جگر خون شد
کہ رست لالہ ز خاکم بہر کجا رفتم

شہید چشم ترا گشت طاق ابرو بیت
ز راہ میکدہ در خانۂ خدا رفتم

اس پریشانی میں آتشبار گھبرا رہا تھا کہ طرف سے لشکر بدیع الزمان کے سرداران نامی پہلوانان گرامی
و تاجداران جلیل رہ داری کرتے چلے آتے ہیں آتشبار نہال ہو گیا کہا حقیقت میں
مسلمان بڑے صاف باطن ہیں ابھی لڑائی ہو رہی ہے میں نے قتل کا ارادہ کیا کوئی دقیقہ
نہیں اٹھا رکھا مگر واہ کیا عنایت ہے قیام آگے آگے پہونچا کہا چلیے بدیع الزمان آپکے
اشتیاق میں بیقرار ہیں دربارگاہ پر ٹہل رہے ہیں قارن وغیرہ نے آکر ملاقات کی
آتشبار سب سے ملا آتشبار کو ساتھ لیے ہوئے داخل لشکر ہوئے لشکر کی رونق آتشبار
دیکھتا ہوا کہتا ہے یارو کیا عمدہ لشکر ہے کیا انتظام ہے سب میدان رسالہ دار صف باندھے
کھڑے ہیں سلامیاں ہو رہی ہیں جدھر سے آتشبار گذرتا ہے سپاہی بلطف جھکتے ہیں
اس اعزاز و اکرام سے آتشبار کو لیے ہوئے دربارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان
پر پہونچے آتشبار نے دیکھا حقیقت میں بدیع الزمان انتظار میں کھڑے ہیں دوڑ کر
آتشبار سے لپٹ گئے بخلق پوچھا مزاج تو اچھا ہے آتشبار نے دست بستہ عرض کی
دعاے دولت میں مصروف رہتا ہوں بدیع الزمان ہاتھ تھام کر آتشبار کو بارگاہ میں لے

مقام معقول پر جلوہ دی ساقی بچے حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش میں آیا عین بزم کی
صحبت میں آتشبار نے تمام حال کہا اور اپنی بیٹی کا سامنے بدیع الزمان کے بیان کیا
حال ملکہ سنکر بدیع الزمان کی بیتابی غصے میں فرمایا زرنگار کی قضا آئی ہی اپنے دل میں کیا
سمجھا کہ ایسی حرکت کر گذرا امیہ سے فرمایا صبح کو لشکر تیار ہو ہمارا کوچ طرف زرنگار کے
ہوگا آتشبار نے عرض کی کہ حضور جلدی نہ کریں بدیع الزمان نے فرمایا ایک ایک لمحہ
شاق ہی دل تردد منزل دیدار ملکہ نرگس گلگون پوش کا مشتاق ہی یہاں تیاری سفر کی
ہونے لگی وہاں زرنگار جو آتشبار سے گرد ہو کر اپنا تخت پر چپکا بیٹھا رہا دل پر ہجوم غم و
الم ہی شام کو اٹھکر محل میں آیا نگہبان کنیزیں حاضر ہوئیں انسے زرنگار نے پوچھا کہو اس
ظالم کا مزاج کیسا ہی کہا حضور جس وقت سے سنا ہی کہ باپ نے شکست کھائی رونا پیٹنا
ترقی پر ہی آپ کو کوستی ہیں کہتی ہیں بڑے غضب کی بات ہی کہ زرنگار نے اپنے مہمان کا
پاس نہ کیا خدا اسکی صورت ہمکو نہ دکھائے لاکھ لاکھ ہم لوگوں نے اسکو سمجھایا آپ کی جانب
ترغیب کی مگر وہ تو نام سے نفرت رکھتی ہی اب تو صبح سے یہی قول ہی کہ مجھکو قتل کر ڈالیں
یہ سنکر زرنگار جھلاتا ہوا باہر آیا وزیر سے کہا یارو جی چاہتا ہی بدیع الزمان کا سر
کاٹ کر سامنے اس آہوے وحشی کے پیش کروں یہ بڑا اسکو غرور ہی اسی وجہ میں عقل و
شعور سے دور ہی میرا قلب ناصبور ہی خوب سمجھتا ہوں کہ اس ظالم کو اپنے حسن کا غرور
ہی جب ہی دیکھیگی کہ جب سر بدیع الزمان دیکھیگی سب نے کہا حضور سر بدیع الزمان
کا لانا مشکل ہی زرنگار نے کہا میں خود جاؤنگا رات کو جا کر پہلے ہیکل چرا لاونگا جب ہیکل
قبضے میں آگئی انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکے ہرکارے مقرر کیے کہ شاہزادہ
بدیع الزمان کی خبر لاؤ ہرکارے گئے اور پلٹ کر آئے عرض کی کہ ای شہریار آتشبار
جا کر مسلمان ہوئے مثل جا کر ان لشکریں حاضر خدمت بدیع الزمان ہیں بدیع الزمان نے
انکی خاطر سے کوچ کیا ہی بارہ کوس قلعے سے نکل آئے آج کی شب اسی مقام پر رہینگے
یہ خبر سنکر زرنگار طرف لشکر بدیع الزمان کے چلا صورت بدلکر لشکر اسلام میں آیا چہار
جانب پھرا کیا بارگاہ بدیع الزمان کو دیکھا ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہا جب دو پہر سے
شب تجاوز کر چلی اٹھکر سحر کرتا ہوا چلا قریب بارگاہ بدیع الزمان آیا پہلے نگہبانوں
کو سحر سے بیہوش کیا پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا شاہزادہ سوتا ہی حرز ہیکل گلے میں
قریب پلنگ آیا جھول سے مقراض نکال بند ڈوری لوح کا کاٹا تختی اپنے قبضے میں کی
رومال میں لپیٹ کر جھول میں رکھی چند دانے ماش کے مارے بدیع الزمان سوتے
سے بیہوش ہوئے پیچ کمر میں دیا بارگاہ سے لیکر نکلا سب سحر میں بیہوش پڑے ہیں
کون روکے بارگاہ سے نکلکر پرواز پیدا کیے اڑتا ہوا چلا قضا سے امیہ بن عمرو
طلائے کے ساتھ تھا سامنے بارگاہ کے آیا اسنے آواز دی ارے بھائیو جاگتے ہو
کسی نے جواب نہ دیا امیہ گھبرا کے دوڑا دیکھا نگہبان بیہوش پڑے ہیں اندر سے

ایک سیہ پوش نکلا ستارہ بدوش پر پرواز پیدا کیے اڑا طرف آسمان کے چلا امیر تو
سمجھا کا لشکر والون سے اتنا کہگیا کہ آپ لوگ تیار ہو کر طرف قلعۂ زرنگار کے آئیے لیکن
انتظار کیجیے گا شاید مجھے کوئی کام بن پڑے فضل وغیرہ نے لشکر تیار کیا جب سے
زیادہ آتشبار بیقرار ہوا چیخین مارکے روتا تھا کہتا تھا یارو یہ میری بدنصیبی اُس
شہریار نے میری دستگیری کی یہ افتاد پڑی یہ بھی اسباب سحر لیکر تیار ہوا سب سے
پہلے پر پرواز پیدا کرکے چلا زرنگار کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچا ہی یہ کہ گیا تھا
تین چار لاکھ ساحر تیار ہوکے قلعے سے نکلیں وہیں سے پکار کر آواز دی یارو تین
پسر حمزہ کو مع لوح لایا مگر عیار اُسکا آگاہ ہو گیا لشکر لیکر آتا ہوگا بڑی لڑائی ہوگی
تم سب ہوشیار رہو چاہتا ہی کہ پھر داخل لشکر ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ملعون کہان
جاتا ہی ٹھہر آتشبار جادو یہ کہکے گولہ مارا زرنگار نے پلٹ کر گولے کو کاٹا دونون
مین سحر چلنے لگا ساحران زرنگار نے آتشبار کو چار جانب سے گھیر لیا اسقدر
سحر کیے کہ یہ بمجبوری زمین پر آیا زرنگار نے لوح محفوظ اپنی جھولی مین رکھ دی
شاہزادہ بدیع الزمان کو قید خانے مین بھیجا لڑائی مین مصروف ہوا ادھر ٹھوکر کھاتا ہوا
چلا آتشبار گھبرا ہوا اور رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی فوج ساحران آ گھیر گئی اپنے آقا کی شریک ہوئی
آتشبار نے کسی قدر مہلت پائی کئی زخم کھائے تھے اُن زخمون کو باندھا پھر چالاک و
چست ہوکر چلا کہ دوسری گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے آگے فضل و قارن مرکب باد رفتار
پر سوار پشت پہ فوج بجوش و خروش چلے آتے ہین آتے ہی شریک جنگ ہوئے رات تو
قلیل باقی تھی شاہ زرین پوش آفتاب بصد رعب و داب قلعۂ مغرب سے برآمد ہوا لیلی شب
نے فرار پر قرار کیا میدان عالم مین اژدہام ہے صفت باغبان قضا و قدر نظر

علم آفتاب نکلا جب	صبح انجم ہوئی گریزان سب	لشکر خاور سپہر گردون پر آ	روز روشن کہ جانا جور دوسرا
ہوا میدان چرخ سے کیبار	لشکر انجم سیاہ رو بفرار	نہیب شمشیر مردان عالم سے رات کٹی امیر تو	

عیار صورت بدل کے آیا تھا ایک ساحر کی شکل بنا ہوا سامنے زرنگار کے آیا کہا
اے زرنگار آتشبار لڑتا ہوا طرف خیمۂ قید خانے کے جاتا ہی بڑا مکر و فریب کا ارادہ
ہی کہ پسر حمزہ کو لیجا کر کسی درّے مین چھپا دون عیار بدیع الزمان کہتا پھرتا ہی کہ
حمزہ ہیکل ہمنے بچالی اور ہیکل گلے مین بدیع الزمان کے ڈالدی تھی سنتا ہون وہ
لوح آتشبار کو دی وہ چمکاتا ہوا جاتا ہی یہ تو مین نے بھی دیکھا کہ اسپر کسی کا سحر تاثیر
نہین کرتا تختی کو نکالیے دیکھا جائے کہ حقیقت مین آپنے دھوکا کھایا اور کچھ تدبیر کیجائے
زرنگار گھبرایا ہوا تھا فوج بدیع الزمان بڑے سلیقے سے جنگ کر رہی ہی آتشبار بھی
جانبازی مین مصروف ہی یہی ارادہ ہی کہ جا کر آقا کو رہا کرون مجھ پر تو احسان ہے خون اپنا
کاٹ کاٹ کے سحر کر رہا ہی کئی لشکر سر مین بار سے ساتھ والون کو بھی آواز دی کہا یارو حقیقت
مین بڑی خرابی کی بات ہی کہ آقا قید ہو جائین اور ہم کچھ نہ ہو سکے یہ وقت جانبازی کا

سر فروشی ہی اسکے کہنے سے ساحر و غیر ساحر نہایت لطف سے مصروف جنگ ہین زرنگار نے
کہنے سے ساحر کے لوح محفوظ جھولی سے نکال ساحر نے ہاتھ مین لی اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا
سیار بھی پیچھے پیچھے امیہ کے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ امیہ نے فقرہ دیگر لوح محفوظ
زرنگار سے لی اُلٹ پلٹ سے دیکھ رہا ہی چاہتا ہی بھاگ کر نکلون مگر موقع نہین پاتا
سیار ایک ساحر کی شکل بنکر آیا امیہ کو اشارہ کیا کہ اُستاد کیا کہتا امیہ نے بھی اشارہ
کیا کہ ای برادر غضب پہونچے اسکو اپنی جانب متوجہ کرو تو مین بھاگون سیار نے پکار
کہا ای شہنشاہ زرنگار دیکھیے آتشبار نے جاکر قیدخانے مین آگ لگا دی خیمہ جل رہا ہی
جیسے ہی زرنگار ادھر پلٹا امیہ بھاگا جس ساحر نے قصد کیا پکڑے لوح چپکا دی وہ آہ آہ
کرکے گرا امیہ نے خنجر مارا فضل گھوڑے پر سوار لڑ رہا ہی کہ امیہ نے چلا کر آواز دی ای
فضل مجکو بچانا مین لوح محفوظ لایا فضل سوارون کو لیکر پہونچگیا بچا پاس سوارون نے
اپنی جان دی امیہ کو اپنے قبضے مین کیا زرنگار ادھر دوڑا سیار ادھر بھاگا زرنگار
سر پیٹنے لگا کہا یار غضب ہوا ادھر بدیع الزمان فقرہ دیگر لوح لیگیا تمام ساحر بلوہ کرکے
چلے امیہ نے کہا ای فضل مین اپنے کو قریب آتشبار کے پہونچاؤن فضل نیزہ و شمشیر سے
جنگ کرتا ہوا قریب آتشبار کے پہونچا امیہ نے آتشبار سے سب حال کہا آتشبار
نے کہا مین قیدخانے کے قریب لڑ رہا ہون لوح محفوظ لیکر جاتا ہون پہونچتا ہون لوح محفوظ
مجکو دو آتشبار نے لوح اپنے پاس جھولی مین رکھی چند ساحرون سے کہا تم نگہبانون
سے لڑو مین اپنے کو اندر خیمے کے پہونچاتا ہون ساحران آتشبار نگہبانون سے
لڑنے لگے آتشبار نے پرواز پیدا کیے آسمان پر گیا کڑک کے خیمے مین گرا قبہ
توڑ کر زمین پر آیا بدیع الزمان کو دیکھا مسلسل بیٹھے ہین جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین
ڈالی قید سحر مٹی ڈونگری شاہزادہ بدیع الزمان اُٹھے آتشبار پشت پر نگہبانان
خیمے سے ساحران آتشبار لڑ رہے ہین کہ نعرہ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین کہ سر فتنہ با اختتام شد	بدیع الزمان کر دشمن شکن ز تیغم ببیچی ملک اسلام شد	سر برج حمل شمع انجمن تو امر کشتم آسمان بر زمین

زمین پر آئی ساحرون کے ہوش اڑ گئے نگہبان بھاگے فضل نے بڑھ کر گھوڑا حاضر کیا
مرکب باد رفتار پر سوار ہوکے دور سے زرنگار نے دیکھا کہ آتشبار مثل چاکران کمترین تنگ
بدیع الزمان پر داہنے بائین جو ساحر آیا اسکو گولے سے مارا بدیع الزمان کے ہاتھ مین
تیغہ ہلالی دست زبردست جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے پشت پر سرداران تہمتن
جوانان صف شکن تیغ زنی کرتے ہوئے امیر بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے لڑتے بھڑتے
چلے آتے ہین پرے کے پرے ساحرون کے بھاگ رہے ہین زرنگار غل مچاتا ہے
کوئی سنتا نہین وزیر و امیر بھاگے جاتے ہین کہتے ہین واہ خوب عشق کیا کس لطف سے
سلطنت کرتے تھے آتشبار بیچارہ شکست کھاکے آیا اسکو مار کے گھر سے نکالا فرزند

صاحبقران کو خطر بھی نہ ہوئی اپنا راز آپ ہی کھولا فساد برپا کیا اب جان بچانا دشوار ہے کیسے
حمزہ سے کون لڑ سکیگا شاہزادہ بدیع الزمان جنگ کرتے ہوئے قریب علمدار کے پہونچے
علمدار نے سحر کیے اسپر تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے گھوڑے کو اشارہ کیا رانون مین مسلا
گھوڑا جھپٹ کر قریب علمدار پہونچا علمدار نے تلوار کا ہاتھ مارا بدیع الزمان نے وار اسکا
تلوار سپر دکا جھکائی دیکر ہاتھ مارا علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے علم فوج زمین پر گرا گویا
نشان شکست تھا علم کے گرتے ہی ساحر بھاگنے لگے آتشبار بھی اڑتا ہوا جاتا تھا
زرنگار نے جو دیکھا کہ اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی طرف قلعے کے بھاگا افسرون
کو کچھ اشارہ کر دیا افسر بھی کنارے ہوئے زرنگار کلیجہ پکڑے ہوئے کنارے لشکر کے
آیا اپنے کو قلعے مین پہونچایا اس قصر مین پہونچا سامنے ملکہ نرگس گلگون پوش
کے آیا چیخین مار کر رونے لگا عرض کی ای ملکہ عالم مین آپ کے واسطے تباہ و برباد ہوا اُسکا
اپنا حال کہون اب تو یہ کیفیت ہے نظم

اُس پری کا نہین دہن بیشک
وعدۂ وصل کل ہے آج نہین
لب عدن سے زمین شعر ہے کم
شہر مین بتون کا رواج نہین
نالہ آگ اشک آب جسم ہے خاک
نفس باد ہے زجاج نہین

غم نہین ہے فلک جو تاج نہین
ہے اگر درد ہم تو علاج نہین
ہر طرح رزق ہمکو ملتا ہے
در مضمون سے اخراج نہین
بلبلو گل نہین تو کیون نذر کون
یا ان عناصر کو امتزاج نہین

ہمکو سر کی بھی احتیاج نہین
کچھ ابھی بیکلی ہے قسمت مین
غم ہمکو موجود اگر اناج نہین
کل ہین خوشہ مگر ہین بیرونی
کہ ہنسی کا مرا مزاج نہین
ہم نے دل سے سہے ہین ناسخ

بہت رویا سامنے ملکہ نرگس گلگون پوش کے کہا اے
شہنشاہ خوبی ملک و مال سب تباہ ہوا پسر حمزہ نے قیامت برپا کر دی اب لشکر نہین بچتا
تمھارے باپ جا کر مسلمان ہوئے پسر حمزہ کو ساتھ لیکر آئے ہین مین نے تو لوح وغیرہ
چھین لی تھی مگر اسکے عیار نے عیاری کرکے لوح لی اب لشکر کو شکست ہوئی لشکر نہین بچتا
مین تمپر جان دیتا ہون تمکو لیکر بھاگتا ہون ملکہ نرگس گلگون پوش ہان ہان کرتی رہین
زرنگار مبہوت ہو رہا ہے چلا چلا کے یہ اشعار پڑھتا ہے نظم

وہ مجنون ہون کہ ہر عالم مین لیلی میری شاہد ہے — دل ناداں جرس ہے سینۂ بے کینہ محمل ہے
نہ ہوگا ذکر اپنا دفتر دیوان محشر مین — ہمارا نامۂ اعمال باطل فرد باطل ہے
دم فکر سخن کیونکر نہ ہو جاری رقم خامہ — دوات اپنے قلمدان مین بجاے چاہ بابل ہے
کھنچا جاتا ہے عالم ہر طرف سے تیری جانب کو — بجاے مرکز عالم ترے رخسار کا تل ہے
مرے محبوب سے آغوش بھی کوئی نہین خالی — وہ بحر حسن ایسا ہے کہ عالم اُسکا ساحل ہے
ازل سے جانتے ہین ہم نہین مہر و وفا ہرگز — جہان مین آزمایش خلق کی تحصیل حاصل ہے
دلیل عقل ہے وارستگی بند خلائق ہے — کہ سودائی جہان مین عاقلی طوق و سلاسل ہے
کیا ہے مضطرب لیلی کو ایسا جذب مجنون نے — کہ نالان دشت وحشت مین جرس کیطرح محمل ہے
ہماری زندگانی ہے فقط شوق شہادت سے — دم اپنے جسم مین گویا دم شمشیر قاتل ہے

نہین عشاق کو آرام ممکن بعد مردن بھی | دلا یہ گور راہ عشق مین پہلی ہی منزل ہی
ہمارے مزرع امید کا کچھ حال مت پوچھو | برنگ خوشہ ہین مژگان تر یہ حال حاصل ہی
توقع ہی شب فرقت مین مجکو صبح ہونگی | معاذ اللہ کتنا موت سے انسان غافل ہی
ہوا آزردہ خاطر اسقدر جو اُسکے سنتے ہی | ہمارا شعر بھی کیا ای لئیم آواز شامل ہی
نکلجانا بدن سے جان کا آسان ہی مجکو | نکلنا کوچۂ قاتل سے لیکن سخت مشکل ہی
نقاب ایسی جھلکتی ہی فروغ روے جاناں سے | سمجھتا ہون کہ مجھ مین اُنمین اک خورشید حایل ہی
نکرنا سامنے اُسکے کبھی دعوی فصاحت کا | مرا محبوب ناسخ غیرت سحبان وائل ہی

ایسے ایسے اشعار بہت سے پڑھے چند کنیزون سے اشارہ کیا ملکہ بہت رو لی پیٹی مگر عورت دست و پاشکستہ کیا کرے کنیزون نے پکڑ کر ایک تخت پر سوار کیا کنیزین بھی اسی پر سوار ہوگئین کئی درج جواہر کے کمر مین رکھے ملکہ نے منھ اپنا چادر سے لپیٹ لیا زرنگار نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا تخت کو لیکر اُڑا چند رفیق چند خدمتگار ساتھ ہولیے رفیقون نے پوچھا ای شہنشاہ کیا قصد ہی زرنگار رو دلنے لگا کہا یارو کہان جاؤن ایک بات کا خیال ہی میرے قلعے سے بارہ کوس پر صفوان سبز پوش ایک قزاق رہتا ہی پہاڑ پر اُسنے قلعہ بنایا ہی ساٹھ ہزار جوان ایسے ممکن کیے ہین ہزار جوانون کو ساتھ لیکر دس ہزار کو لوٹ لیتا ہی ہم سے بھی کئی قریے اُسنے پھونک دیے گانون لوٹے مین نے لاچار ہوکر اُس سے معاملہ کرلیا تھا سال مین اُسکو لاکھ دو لاکھ روپئے دیتا ہون اکثر تحفہ جات بھی بھیجدیتا ہون اس طرح اسکو راضی رکھا وہ نہایت ہی زبردست ہے کوئی پہلوان اس سے نہین لڑسکتا کوہ شقاقل اُسکا مقام ہی وہین چلتا ہون اگر اُسنے دستگیری کی تو پسر حمزہ کی کیا حقیقت ہی چیر پھاڑ کے پھینکدیگا معشوق کو لے لیا ہی مین کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا اس ظالم نے مجکو مارا کہین کا نہ رکھا گھر بار چھوٹا پسر حمزہ نے گھر لوٹا اب بھی یہ ظالم مجکو نہین قبول کرتی ایک دن سرکاٹ کے قدمون پر ڈالدونگا غرض

بسکہ آتش زد بجان من
طرفہ گرم ست داستان من
از فروغ بیان حسن کسے
غیر تو نیست درمیان من
امشب ای شعلہ خو چہ کردی
آتش افتد بر زبان من

خاک گردید استخوان من
کار دامنے گذشت د آتش زد
شعلۂ شمع شد زبان من
نگذارد سگ درت کہ شود
باخس و خار آشیان من

گشت تجالہ زبان قلم
از سر تا بمغز جان من
بسکہ جولانگہ خیال تو ام
شانہ زلف استخوان من
ای شہید از بیان تو چون شمع

رو سا خاموش زرنگار بھاگا تخت کو لیے ہوئے چلا جاتا ہی پہونچنا اسکا کوہ شقاقل پر تحریر کرونگا یہان جب زرنگار غائب ہوا آتشبار نے آگ برسادی ساحرون نے صداے فریاد و الغیاث بلند کی چادر ہلالی افسر ہاتھ باندھ کر سامنے آئے شاہزادہ بدیع الزمان نے سب کو امان دی فوج کو اُترنیکا حکم ملا بارگاہین خیمے استادہ ہوئے بدیع الزمان اشتیاق ملاقات مین ملکہ نرگس کے

اندر قلعے کے آئے پہلے اُس قصر مین گئے دیکھا چند کنیزین حیران و پریشان بیٹھی ہین اپنے حال زار
پر رو رہی ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا ارے کیون بیقرار ہو عرض کی خدا حضور کو
سلامت رکھے آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کے جو زرنگار آیا تخت پر بیٹھا تھا ہم ملکہ کے
قدمون پر گرگئی سبحان اللہ کیا حضور کی عاشق صادق ہین یہی کہے گئین کہ مجھے مار ڈال
سر کاٹ لے مگر ہاتھ نہ لگانا ورنہ تجکو زندہ نہ پائیگا اُس نے چپا نے دس کنیزون کو ساتھ لیا
کچھ جواہرات کے صندوقچے نکالے کنیزون نے زبردستی ملکہ کو تخت پر سوار کیا چند رفیق
چند خدمتگار اُسکے ساتھ ہوئے تخت کو خود اُٹھا لیا نہین معلوم کہان گیا بدیع الزمان
بیہوش ہو کے گر پڑے کنیزین پیٹنے لگین مقبل وفادار و امیہ اندر آئے شاہزادے کو
اُٹھایا گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب شاہزادے کو ہوش آیا امیہ نے کہا آقا برائے خدا صبر کیجیے
ایسا نہ ہو دشمن ہلاک ہون بدیع الزمان نے کہا امیہ بڑا غضب ہوا زرنگار ملکہ کو
تخت پر ڈالکر لیگیا کنیزون کو یہ بھی نہین معلوم کہ کہان گیا زرد چہرہ بہت لیگیا امیہ نے
عرض کی غلام تلاش کریگا جہان جائیگا ڈھونڈھ نکالونگا آپ زرنگار کو جیسے تیسے پریشان
نہ ہوجیے سیار عیار آتش بار بھی حاضر ہے اُسنے بھی کہا حضور ہم تلاش کرینگے شاہزادہ
بدیع الزمان لاچار ہوئے سنگ صبر دل پر رکھا قلعے کا انتظام ہوا سیار و امیہ دونو
تلاش مین نکلے اب حال مصیبت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق اسیر طرہ
گیسو زیچ خنجر ابرو گذارش ہوتا ہے صفوان بن سوار کوہ شقاقل پر اپنے قلعے مین بیٹھا ہے
سیکڑون تاجرون کو لوٹ لیا قلعہ بالاے کوہ ساٹھ ہزار سوار سب جوان لڑے بھڑے
پیشہ قزاقی مین کامل و اکمل صفوان بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے آٹھ پہر مصروف عیش و نشاط
غم و الم کا نام نہین رنج و ملال سے کام نہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی آپکے دوست صادق
زرنگار جادو تشریف لائے ہین کنارے آکر ٹھہرے ہین ایک تخت پر چند عورتین چند
رفیق و خدمتگار ہمراہ ہین وہ تخت کنارے رکھا ہے حضور کو بلا رہے ہین صفوان اُٹھا
باہر آیا آکے زرنگار سے ملاقات کی زرنگار نے رو رو کر سب حال اپنی شکست کا
بیان کیا نام بدیع الزمان سنکر بہت ہنسا کہا اے شہنشاہ آپ کیون گھبراتے ہین کان
پکڑکر پسر حمزہ کو لے آئینگے لا کے تمھارے قدمون پر گرا دینگے آپ نے ہمیشہ ہمکو سرفراز کیا
کسکی مجال ہے جو آپ سے بول سکے یہ سات ہزار ساٹھ لاکھ سے لڑ سکتے ہین مسلمانون نے
بہت سر اُٹھایا میرے پاس بھی ایک فرمان شاہان طلسم نور افشان کا آیا تھا کہ اگر حمزہ
اس طرف سے آئے روکنا مین نے جواب لکھدیا کہ ادھر کے آنے پر کیا موقوف ہے یہ نیازمند
تلاش مسلمانان مین مصروف ہے جس وقت صاحبقران زمان ہماری سرحد مین آئینگے کہان
بھاگ کر جائینگے نیازمند برابر پہونچیگا مین تو بہت مشتاق ہون کہ صاحبقران سے
مقابلہ پڑے جس وقت صاحبقران حال طلسم مین آئینگے شاہان طلسم نے تحریر فرمایا ہے کہ
تمھارے پاس نامہ پہونچیگا بعنایت لات و مناة مشکین باندھ کے بھیجدونگا اور ای

زرنگار پسر حمزہ میری صورت دیکھکر بھاگیگا وہ بیچارہ کیا مقابلہ کریگا زرنگار نے کہا مین
ملکۂ عالم کو ساتھ لایا ہون کچھ کنیزین بھی ہمراہ ہین ایک مکان زنانہ خالی کرا دیجیے اُسمین ملکۂ عالم
مع کنیزون کے بعیش رہین صفوان بسر سوار نے اُسی وقت ایک مکان زنانہ خالی کرا دیا جسوقت
ملکہ نرگس گلگون پوش کو کنیزین کشان کشان اُس زنانے مکان مین لیچلین چادر چہرے پر سے
ہٹگئی صفوان کو یہ معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا ماہتابان نکل آیا آنکھین جھپک گئین بخوبی
جمال نہ دیکھ سکا مگر دل سے مشتاق ہوا یہ سودا پیدا ہوا کہ اس شہنشاہ خوبی و گل باغ محبوبی کو
کیونکر دیکھون یہ تو ظاہر ہوا کہ حسن و جمال مین بینظیر ہے ایسی برق حسن چمکی کہ آنکھین جھپک گئین
اچھی طرح جمال نہ دیکھ سکا زرنگار کو لیکر دربار مین آیا ملکہ کو جو کنیزون نے اُس زنانے مکان
مین داخل کیا وہی حال دل پر ہجوم غم و ملال اُس مکان کو دیکھ دیکھکر روتی ہین کنیزین
عرض کرتی ہین داری اب تو انصاف فرمائیے زرنگار کی سلطنت مٹی گھر بار چھوٹا صفوان کے
پاس بامید کفالت آیا صفوان وہ شخص ہے کہ اسکو سال مین لاکھو دو لاکھ روپے دیتے تھے
جب اُسکی بسر اوقات ہوتی تھی آج اُسکے یہان دامن پناہ لیکر آئے کیسی ذلت سے
اب بھی آپ نہین قبول فرماتین ملکہ نے ایک آہ کی کہا صاحبو اپنے دل کا کیا حال کہون نظم

قاصدا کو دیکھو اتنا ہی [illegible] گراہ سے — کیا کہے پیغام ناسخ کسکے رشتہ آہ سے
ناتوانی سے کہان چلنے کی طاقت کیا کرون — جانتا ہون آپ چھپکر جاتے ہین جس راہ سے
دھوپ مین ہر چند اچھی تیری نہین ایسی اگر — چہرہ میلا ہو گیا ہوگا غبار راہ سے
تو نہین اُس محبوب کو بھی جاتی ہے مجھسے گریز — بھاگتی ہے جسطرح تاثیر میری آہ سے
ہون دل طفلی مین بھی بچنے کی جاری جلے شیر — عشق ہے اپنا معلم پہلے بسم اللہ سے
مجھسے بھاگا ہے وہ گل دامن پکڑلینا زرا — کہتے ہین ہم ناتوان ہر ایک خار راہ سے
فرقت صیاد مین چل صید گاہ دیکھکر — مرغ معنی [illegible] کر اے دل خدنگ آہ سے
بوئے گل کو جھاڑکر دامن سے دوڑی ہے صبا — گرد یہ اُٹھی ہے کیا اُس گل کی بازیگاہ سے
کہنین آغاز خط تیرے ذقن سے [illegible] — نالہ نکلا ہے بجائے ماہ نخشب چاہ سے
ہو گئی کیون اسقدر میری شب فرقت دراز — عشق ہے مجھکو تو اُسکے گیسوے کوتاہ سے
جرم نظارے پہ گر آنکھین نکالو غم نہین — تمنع کیا ہے مین نہین ڈرتا ہون نادرشاہ سے
کیا توقع رکھیے اپنے تئین کہ مژگان ہین مگر — آنکھ اگر ہم مرے علاج اُسکا ہے برگ کاہ سے
آجتک مشہور ہے قصہ جو برق طور کا — جا پڑا تھا اک شرر تیری تجلی گاہ سے
داغ فرقت سے جلون کیونکر نہ مثل آفتاب — کر دیا ہے اے فلک تو نے جدا اُس ماہ سے
بے محابا ظلم اے ناسخ جو کرتا ہے فلک — کیا نہین ڈرتا ہمارے نالۂ جانکاہ سے

کنیزین ان باتون پر ملکہ کی رونے لگین کہا حضور آپ کے غم و الم سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے
برائے خدا صبر کیجیے ہمارے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ زرنگار جادو بھی بادشاہ جلیل ہے
[illegible] ایسے کو شکست دی ملک و مال چھوٹا صفوان ملک و مال اپنا دیا اُسنے

وعدہ کیا ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین یہان امیہ پھرتا پھرتا قریب اس کوہ کے آیا زمیندارون سے پوچھا
کہ زرنگار جادو تو اس پہاڑ پر نہین آیا کسی گنوار کی زبانی معلوم ہوا کہ زرنگار جادو وغیرہ
کوہ شقاقل پر آگئے صفوان نے دامن پناہ دیا ہی یہ سُنکر امیہ بھاگا آکر بدیع الزمان کو
اطلاع دی بدیع الزمان نے اُسی وقت حکم دیا لشکر ہمارا تیار ہو بارہ ہزار سوار تیار ہوکے
سامنے بدیع الزمان کے آئے آتشبار نے کہا غلام بھی چلیگا بدیع الزمان نے حکم دیا
کہ ای آتشبار ہمارا شیوہ نہین کہ ساحر کو ساتھ رکھین مگر تمھارا ایسا ہی پاس ہی
عرض کی کہ وہ بیچارا زرنگار موجود ہی شاید آپ کے لشکر پہ سحر کرے اور اگر غلام حاضر ہوگا
اُسے بھگا کر جواب دیگا ورنہ وہ دُبدُا ڈالیگا ہرچند کہ سرکار کے گلے مین حرز ہیکل موجود ہی لیکن وہ
مکار ہی ہزار دن طرح سے مکر کریگا غلام کے حاضر ہونے سے اُسکا مکر و فریب
نہ چل سکیگا ناچار بدیع الزمان نے آتشبار کو ساتھ لیا سوار ہوکر طرف کوہ شقاقل کے
چلے یہان صفوان نے سوار زرنگار کی خاطر مین تو مصروف ہی مگر بیقرار ہو رہا ہی
کیونکہ ملکہ نرگس گلگون پوش کو دو معجون کنیزین جو ملکہ نرگس کے ساتھ ہین جو
زرنگار نے برائے خدمت مقرر کیا ہی صفوان زرنگار کو دسترخوان پر بٹھا کے ٹہلتا ہوا اُس دروازے
پر آیا ایک کنیز کسی کام کو نکلی صفوان نے اُسکو الگ بلایا موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا
کنیز موتیون کا مالا پہنکر نہال ہوگئی کہا ای پہلوان دوران و ای رستم زمان کچھ ارشاد فرمایئے
صفوان نے کہا ای گلچہرہ کوئی ترکیب ایسی ہوسکتی ہی کہ مین ملکہ نرگس کو دیکھون گلچہرہ نے
دست بستہ عرض کی بہت آسان ہی اس مکان کو تنہا جانکر صحن خانہ مین بلاتکلف بیٹھی ہین
زبان مین سوزن ہاتھون مین ہار سیاہ سحر کے بنے ہوئے ہین گرد پٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ کھلا ہوا
آپ دوسرے پہلو سے اپنے کو بام پر پہونچایے بلاتکلف دیکھ لیجیے آپ کی طرف سے
پیغام بھی کردونگی مگر بڑی ظالم اظلم ہی زرنگار نے اپنا گھر بار تباہ و برباد کیا اُس ظالم نے
آجتک پہلو مین بھی نہ بٹھایا نام پر بدیع الزمان کے جان دیتی ہی ساحرہ بھی زبردست ہی اگر
زبان مین سوزن نہ ہوتا اُڑ کر نکلجاتی میان زرنگار غفلت مین پکڑ لائے انتہا کی زخمدار
تھین جس وقت سے ہوش آیا ہی ہائے بدیع الزمان ہائے بدیع الزمان زبان
پر ہی کلیجے کی دھڑکن ہی منھ سوکھے ہوئے آنکھون مین تری زرد چہرہ انوری ہر وقت یہی ذکر ہی
یہی فکر ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان پر کیا گذری صفوان نے کہا مین کوٹھے پر آتا ہون گلچہرہ
اندر گئی ملکہ سے کہا صحن مین بیٹھیے دالانین تکلیف ہوتی ہی ملکہ بیتاب و بیقرار صحن مین آکر
بیٹھین ہاتھون مین ہار سیاہ لپٹے ہوئے ہین زبان مین سوزن اپنی جان سے بیزار صحن
مین آکر بیٹھین صفوان نے آکر کوٹھے سے دیکھا جمال جہان آرا دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عجب
حسن و جمال سے کانپا اُٹھا گرا بیہوش ہوگیا وہان تنہائی مین کون تھا کہ گلاب و کیوڑہ
چھڑکے یہان زرنگار کھانا کھاچکا کہا بھائی صاحب کہان گئے خدمتگارون سے
کہا باہر تشریف لیگئے ہین زرنگار گھبرا کر باہر نکلا پھرتے پھرتے پشت مکان پر آیا دیکھا

اگر می بستی ای پیمان گسل عہد وفا با من — سر زلف ترا با رشتۂ جان تاب میدادم
نبا دو قامتش عمر ست دیگر ہیچ حاصل شد — ثمر میداد در روزی گر نخل این آب میدادم
نمیکردم از اظہار درد دل چنین دامن — مگر روزی نہ من درد سر احباب میدادم
نپیچیدن شیوۂ ذاتے بود حباب را لیکن — شب از بیجا قی بند دل بیتاب میدادم
محبت رنگ شرکت بر نتابد ورنہ من واقف — صلائی گریۂ خونین بشیخ و شاب میدادم

اس پریشانی مین رات کٹ رہی ہی صفوان بھر رات رہے اُٹھا کنیز نے کہلا بھیجا تھا گلچہرہ
باہر آئی صفوان نے کہا جا کر میری تقریب کرو مجکو ضرور قبول کریگی زر نگار جادو اگر
جادوگر ہی مین پہلوان ہون گلچہرہ نے جا کر ملکہ سے کہا کہ حضور آپ بڑی صاحب نصیب ہین
صفوان ہبر سوار میان زر نگار جسکے پاس دامن پناہ لیکر آئے ہین وہ آپ پر عاشق
ہوا ہی کہتا ہی اگر آپ مجھے قبول کرین ہر مہینے مین صدہا قافلے لوٹ لیتا ہون زر وجواہر
کی کبھی کمی نہ ہوگی میان زر نگار کی گردن مین ہاتھ دونگا بدیع الزمان کو قتل کرونگا
یہ خبر تو سن چکی ہین کہ سامنے بدیع الزمان فروکش ہین سبین کہا ای نرگس صفوان کا ہے
گر مین چھپنے کیونکہ پہلوان ہی زبان سے سوزن نکالنے گلچہرہ سے کہا اچھا اُسکو بلا دو
ہم تیری خاطر سے کلام کرینگے وہ پہلوان زبردست ہی ہمارے اُسکے خوب بنیگی گلچہرہ
خوشی خوشی باہر آئی کہا میان صفوان تمہارا نام سنتے ہی ملکہ بیتاب ہوگئین چلو تمکو
بلاتی ہین زر نگار کے مقدمے مین کبھی اتنا بھی نہین فرمایا صفوان خوشی خوشی تنتاہوا
اندر آیا ملکہ نے اپنے کو چادر مین چھپایا صفوان نے کنیزون کو ہٹا دیا قدمون پر سر رکھا
کہا مین غلام ہون قلعہ وغیرہ سب آپ کے نام لکھدونگا ساٹھ ہزار فوج کا حاکم ہون
ملکہ نے اشارہ کیا کہ ہماری زبان سے سوزن تو نکالدے ہمکو بڑی تکلیف ہی یاران سیاہ
جو ہاتھون مین لپٹے ہین بہت ستاتے ہین صفوان نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
ملکہ نے زبان کو دہن مین لیا اب جو اشارہ کیا یاران سیاہ جلکر گرے کہا او صفوان کیا
کہتا ہی صفوان نے کہا مین غلام ہون ملکہ نے ایک طمانچہ مارا وہ طمانچہ سحر کرکے مارا تھا
صفوان بیہوش ہوکر گرا اور ملکہ نکلکر چلین کنیزین بیٹھی ہوئی باہر آئین جاکر زر نگار
سے خبر کی حضور بڑا غضب ہوا ملکہ نرگس گلگون پوش کی زبان سے سوزن نکلگیا
میان صفوان کو تو ایک طمانچے مین بیہوش کیا سحر کرتی ہوئی قلعے سے نکلی ہین کسی کی
ساحر مار ڈالے آپ کے ساحر روک رہے ہین یہ سنکر زر نگار گھبرا گیا کہا صفوان
کہان ہی کنیزون نے آکر خبر دی کہ بیہوش پڑے ہین ملکہ نے ایک طمانچہ مار دیا روتا پیٹتا اس
قصر مین آیا دیکھا حقیقت مین صفوان بیہوش پڑا ہی گھبرا کر اُٹھایا صفوان روتا ہوا اُٹھا
گھبرا کر کہا ملکہ عالم کہان گئین زر نگار نے کہا تجھے بڑا غضب کیا ملکہ نکلگئین اب رہتے
جاتا ہون صفوان ہائے وائے کرتا ہوا اُٹھا کہا ای بھائی زر نگار مین زندہ نہ چھوڑونگا وہ
عالم تو قیامت کرگئی زر نگار نے کہا ہم تم دونون ہین سامنے لشکر بدیع الزمان ہے

وہ وہاں پہونچ جائیگی جسنے پانسو سحر کائنات سے ہیں اُنکو گردنگا دیکھیے جو چلیجاتی ہیں وہ تو
شعلہ جوالہ ہیں یہ کہکے زرنگار نکلا باہر آکر دیکھا مجمع ساحران پر گری ہیں تمام پہاڑ جل رہا ہے
نخل جل جلکر گر رہے قیامت برپا کردی ہے جدھر جاتی ہیں ساحر چاہتے ہیں روکیں سحر کردیا
شعلے بھڑک کر گرے دس بیس نخل جلے دس بیس پھر گرے چار دگردون کے سر سچے ہنگامہ
گیر و دار بلندی ساحر چاہتے ہیں پکڑلیں کوئی قریب نہیں آسکتا زرنگار نے دہین سے
پکارا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو باغ محبوبی مجکو تباہ کرکے کہان جاتی ہو تڑپ
تڑپ کے مرجاؤنگا نظم

نغمہ سازِ خوش آوازِ محبت
مقامِ شیشہ کم بازی چہ سازم
نہان در پردۂ دل بود رازم
بجز این بازی نمی بازی چہ سازم
سپید از انتظارت گشت چشمم
تو آخر از براندازی چہ سازم

بحالِ من نپردازی چہ سازم
کرم از لطف ننوازی چہ سازم
دل و دین مرا بردی بغارت
سرِ شکم کرد غمازی چہ سازم
شدم یکسان بخاکِ رہگذارت
سیہ مستی کنی نازی چہ سازم
چہ سازم چارۂ کار تو واقف

نمیسوزی نمیسازی چہ سازم
دل از کف می بری دردا دادل
ہمان ترکانہ می تازی چہ سازم
وفا بازیست کارت با حریفان
گذر بر من نیندازی چہ سازم
برایت کردم از دل خانہ سازی
اسیر شوق طنازی چہ سازم

ملکہ نے پکار کر آواز دی او بیغیرت وہ جو تمہارے بڑے دوست صادق مددگار رواق میں
وہ آگے تھے ہم دست اندازی کرنے ارادہ ہوا تھا کہ سر اُنکا کھینچ لون مجھے تیرے حال پر
رحم آگیا نہیں تو ایک ماش کا دانہ پھینکدیتی وہ جلکر خاک ہوتے عمر بھر اپنی گستاخی پر روئیگے
مجکو کوئی بازاری کسبی مقرر کیا ہے زرنگار نے دو چار سحر کیے ملکہ نے وہ سب اشاروں میں
دفع کردیے اڑتی بھڑتی پہاڑ سے اُتریں بڑی سختی جھیلی یہان شاہزادہ بدیع الزمان و
آتشبار یہ وقت سحر کنارے پر لشکر کے کھڑے ہیں کہ دیکھا سامنے سے برق چمکی آتشبار
نے جو بیٹی کو دیکھا خوش ہو گیا کہا ای شہریار آپ کی کنیز آ پہونچی خون ابھی تمام جسم سے
بہ رہا ہے ساحروں کو مار کر آئی ہیں آتشبار یہ کہکر دوڑا ملازموں کو اشارہ کیا سب
ملازم ملکہ عالم کہکر دوڑے زرنگار تو پلٹ گیا روتا پیٹتا کوہ شفق قلل پر آیا صفوان سے
کہا بھائی تمنے بڑا غضب کیا صفوان نے کہا میں نے کیا کیا کوئی کنیز ملکہ کی اُسنے یہ آفت
برپا کی مگر کہاں جائیگی میں تو گرفتار کرا لونگا یہ کہکے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو یہان تو آتشبار
نے ملکہ کو ایک خیمے میں داخل کیا بدیع الزمان کا رنج و ملال دفع ہوا بارگاہ میں
آکر بیٹھے آتشبار نے جاکر بیٹی سے سب حال پوچھا ملکہ نے تمام کیفیت اپنے جفاؤں
کی بیان کی کہ علاوہ میان زرنگار کے میان صفوان نے بھی ایسا قصد کیا
خدا نے آبرو بچائی زبان سے اُسنے سوزن نکالا پھر مجھے کون روک سکتا تھا آتشبار
نے کہا اب میں جاکر ساتھ شاہزادہ بدیع الزمان کے تمہاری نسبت کرتا ہوں ملکہ نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا آتشبار نے خوشبوئی لیکر بارگاہ میں آیا سینے پہ شاہزادہ
بدیع الزمان کے لگایا نذرین گذرنے لگیں مشہور ہوا آتشبار نے اپنی دختر ملکہ اخترکو

ساتھ بدیع الزمان کے منسوب کیا بدیع الزمان نے کہا ای آتشبار اب ہمکو تسکین
حاصل ہوئی انشاء اللہ شادی بعد واپس ہونے طلسم نور افشان کے ہوگی یہ ذکر تھا
کہ امیہ نے آکر خبر دی کہ صفوان ببر سوار ساٹھ ہزار فوج لیکر زیر کوہ آیا اور زرنگار جادو
اپنے ساحرونکو لیکر آیا ہو طبل جنگی بھی بجوایا ہو بدیع نے کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے آتشبار نے کہا انشاء اللہ زرنگار کی قضا لیکے آئی ہو ایکی مقابلہ پڑا
اور اسکو مارا یہ کیا زندہ بچ کے جائیگا اپنے حماقت کی ضرور سزا پائیگا یہان بھی طبل بجی
بجا صفوان بھی انتظام جنگ مین مصروف ہو صفوان تو قزاق ہو اسکا عیار طرار یعنی
سرہنگ قطرہ زن خوب خبر لاتا ہو بشر و شناس و رندہ بیشہ صفوان نے کہا
ای سرہنگ قطرہ زن ہوسکتا ہو کہ تو ملکہ نرگس کو چرا لا عرض کی کہ غلام جاتا ہو
عیار بدیع الزمان امیہ بن عمرو بڑا منتظم ہو اُسکے سامنے عیاری ہونا نہایت دشوار ہو
وہ بھی ہمارے لشکر مین نہین آسکتا غلام کو یہی تردد ہو اُسنے آنکھین خواجہ عمرو
کی دیکھی ہین جب سے بدیع الزمان اسطرف آئے لڑائی مین اتنا زمانہ گذرا جاتا ہو
یہ کہکے سرہنگ چلا طبل جنگی بج چکے ہین ملکہ نے ایک خیمے مین سحرخانہ آراستہ کیا ہو
باپ سے سن چکی ہین کہ زرنگار جادو اپنے ساحرون کو لیکر آیا ہو سحر تیار کر رہی ہین
کنیزون سے کہا کل ہم بھی میدان مین جائینگے بدیع الزمان نے آتشبار سے
فرمایا کہ تمھاری صاحبزادی کا کل ارادہ ہو کہ زرنگار سے مقابلہ کرین ہمارے یہان
یہ قاعدہ نہین عورتون پر جہاد ساقط ہو کہا حضور یہ تو ہمارے خاندان کا طریقہ ہے
عورتون کے سحر مردون سے زیادہ ہوتے ہین حضور ملاحظہ فرمائین کہ مجھسے سحر ملکہ
نرگس گلگون پوش کا زیادہ ہو حقیقت مین اگر وہ لڑیگی تو سیان زرنگار جادو کا جینا
دشوار ہوگا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا منع کردو کہ ملکہ باہر آنیکا ارادہ نہ کرین
ہمارے قبلہ و کعبہ اگر سنینگے تو بہت شاق ہوگا آتشبار نے جاکر ملکہ سے کہا ملکہ
نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہین زرنگار نے رات بھر ہو سحرخانے مین سحر تیار کیا
سرہنگ عیار کہ بصورت مبدل لشکر بدیع الزمان مین آیا پھرتے پھرتے قریب
خیمہ ملکہ نرگس پہونچا باہر سے اسنے دیکھا کہ خیمے سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین گوگل
جلنے کی بو آتی ہو اسنے پشت سے آکے نقب دینا شروع کی رات قلیل باقی تھی کہ وہ
نقب کاٹ کر اُس خیمے مین تڑا کر جس خیمے مین ملکہ سحر کر رہی ہین دیکھا کہ جابجا اسباب
سحر رکھا ہو سرہنگ دیکھا کیا کہ سحر کرتے کرتے ملکہ نے تکیے پر سر رکھا سرہنگ
جھپٹ کر قریب آیا بیہوشی دماغ مین دی ملکہ نے ارے کہکر آنکھ کھولی مگر بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرین بیہوش ہوگئین سرہنگ قریب آیا ملکہ کا پشتارہ
باندھا نقب مین کودا نقب سے نکلکر چلا کنیزین جو اسباب سحر پہونچا رہی تھین جب
تھوڑی دیر آواز نہ آئی گلشن نامے ایک لونڈی پکارتی ہوئی اندر پہونچی کہا ملکہ دی

کیا سو لیکن جب بھی کچھ آواز نہ آئی پردہ اٹھا کے اندر گئی دیکھا ملکہ نہیں ہیں اور جھرہ نقب کا
لگا ہوا ایک چیخ ماری کہ یارو شہنشاہ کو خبر کرو کوئی ملکہ کو چرا لیگیا آتشبار نے جو یہ خبر سنی
بدحواس ہو کر دوڑا دیکھا کنیزیں رو رہی ہیں پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور کوئی نقب لگا کر آیا
ملکہ کو چرا لیگیا آتشبار نقب میں کود پڑا نقب کو طے کر کے باہر نکلا صفوان نے زرنگار
سے کہا بدولت کا عیار خالی نہ بیٹھیگا ضرور جا کر کچھ کام کریگا زرنگار بھی رات بھر جاگا
پانچ ہزار جادوگر لیے ہوئے کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہے آتشبار جو لشکر سے نکلا دیکھا
ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہے للکارا ارے تو کون عیار آواز آتشبار نے خنجر تیز
کھینچا گا آتشبار سمجھ گیا کہ یہی عیار ہے ملکہ کو لیے جاتا ہے یہ پھر واز بیدا کے چلا سرہنگ
نے زرنگار کو آواز دی ای زرنگار جلد دوڑ میں پشتارہ تو ملکہ کا لایا مگر ساحر میرے
پیچھے آتے ہیں زرنگار و آتشبار سے سحر چلنے لگا سرہنگ پشتارہ لیکر بھاگا ساحران
آتشبار نے عیار کا پیچھا کیا بدیع الزمان پڑے سو رہے تھے یکایک ہنگامہ جو
ہوا خدمتگاروں سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے خدمتگاروں نے عرض کی غلاموں کو
نہیں معلوم بدیع الزمان اٹھ بیٹھے کہ امیہ آکر پہونچا کہا آقا بڑا غضب ہوا سرہنگ
نامے عیار صفوان کا عیاری کرکے آیا ملکہ نرگس کو چرا لیگیا آہ کرکے شاہزادہ بدیع الزمان
نے فرمایا فلک آرام نہیں دیتا ہر وقت نیا رنگ دکھاتا ہے ای امیہ صندوق سلاح لاو
امیہ نے عرض کی آتشبار جادو ساحروں کو ساتھ لیکر تلاش کو گئے ہیں یقین ہے کہ جاکر اسکو
گھیر لیں کہ دوسرا شاگرد امیہ کا دوڑا ہوا آیا عرض کی زرنگار جادو رات بھر اسی فکر میں
پھرا کہ سرہنگ عیار صفوان گیا ہے ملکہ کو لائیگا وہ بھی دوڑ پڑا ہے جنگل میں جا کر
مقابلہ ہوا آتشبار نے حملہ کیا سرہنگ عیار گرا زرنگار بھی پہونچا دونوں میں
لڑائی ہونے لگی سحر چل رہا ہے یہ سنکر بدیع الزمان آہ کرکے اٹھے فرمایا ای امیہ حقیقت
یہ ہے آٹھ پہر فکر رہتی تھی ملکہ نرگس کے آنے سے دل کو تقویت ہوئی تھی اگر خدانخواستہ
وہ گرفتار ہو کر سامنے زرنگار کے پہونچیں میں نے سنا ہے کہ صفوان ببر سوار بھی
اس پر عاشق ہوا زرنگار جادو سے سوال کیا تھا زرنگار نے جواب صاف دیا اسپر سے
صفوان بگڑا ہوا ہے میں اپنا حال کیا لکھوں کہاں تک خاموش رہوں ضبط کا یارا نہیں نظم

اشک خونین جگری می خواہم
از پے سیمبری می خواہم
سر بسر منظور نظر نیست مرا
بخدا گوش کرے می خواہم
نازک افتادہ مزاجم در عشق
لائق دام پری می خواہم
ز آتش وادی ایمن وہ خضر

آہ آتش اثرے می خواہم
در مزاجم رگ سودائی است
قدر خاک درے می خواہم
تا بدو لب خشکم برسد
دلبرے موکمرے می خواہم
آرزومند شہادت چہ شوم
ہمچو موسیٰ شرری می خواہم

من اگر مشت زرے می خواہم
زان مژہ نیشترے می خواہم
نشنوم تا سخن بیدردان
بدعا چشم ترے می خواہم
نیستم قابل فیض صیاد
در خور تیغ پری می خواہم
امیہ نے عرض کی ای شہریار

ملکہ کو لے نہ جا سکیگا لڑائی پڑ گئی بدیع الزمان نکلکر گھوڑے پر سوار ہوئے دنالے ودستانے
کی آواز کان مین آئی شاہزادۂ بدیع الزمان نے بڑھکر دیکھا سرہنگ عیار بیچ مین
کھڑا ہے ادھر آتشبار ادھر زرنگار ہے یا ہتاری عیار پر قبضہ کرون ملکہ کا سر کاٹ لون ادھر
سے آتشبار سحر کرتا ہے دونون کے سحر چل رہے ہین ملازم بھی دونون کے پہونچے دو دو سو
ساحر مرکر گر چکے ہین بدیع الزمان نے نعرۂ شیرانہ کیا زمین کانپی سحر جو چلے ہوا تھی ملکہ
کو اندر پشتارے کے ہوش آگیا دیکھا مین چادر مین بندھی ہون کسی نے مشکین کس
باندھی ہین باپ کے نعرے کی آواز آئی ہے سحر ساحران سے زمین تھراتی ہے تڑپ کر
پشتارے سے نکل ہاتھ چلایا برق گری سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی
سرہنگ کے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین زرنگار کو جو سامنے دیکھا جلکیین للکار کر جا پڑین
زرنگار نے گولہ مارا ملکہ نرگس نے ہاتھ ہلا دیا برق گری گولے کو کاٹا دوسرا حربہ
اسنے کیا ملکہ بلند ہوئین ستارۂ سحری بنکر سحر اسکے دفع کیے اب جو وہان سے گری
کئی ساحرون کے سر اڑا دیے انکے سر کاٹتی ہوئی برابر زرنگار کے پہونچی زرنگار
نے نیچہ کمر سے کھینچا ملکہ نے آواز دی یہ چھری جو ہمارے ہاتھ مین ہے یہ تو لے اور
تلوار ہمین دے یہ کہکے ملکہ نے چھری پھینکی دوڑکر زرنگار نے چھری اٹھالی ملکہ نے
تلوار لیلی جب چھری زرنگار نے دیکھی سر پیٹنے لگا کہ ارے مین نے بڑا غضب کیا
کیا ستم کا سحر اس قاتل نے کیا وہی چھری لیکر دوڑا مگر صورت زیبا دیکھکر بیتاب صورت
ہوا جاتا ہے زرنگار انگشت بدندان ہے ہاتھ ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے غزل آتش

پردے سے یہ غفلتوں کے اگر دل سے دور ہون / غافل سوے سجود سر پُرغرور ہون
تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین / ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسار نور ہون
پہلے ہی دیکھ چکا ہون مین انکو جواب صاف / سمجھا مین اب جو ہار بڑے بے شعور ہون
آنکھون نہین سنائے جو شوخ کے پھر بھی ہین نیم مست / ہرچند ناتوانی سے مین پاے مور ہون
بعد فنا بھی خاک رہ یار ہو گئے ہم / ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون
کرتا ہے کیا یہ محتسب سنگدل غضب / شیشو کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون
قلقل ہاے یار مین آواز صور ہے / بیدار بخت خفتہ اہل قبور ہون
کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک / سنگ مزار جلتے نگین کوہ طور ہون
کرتا ہے خیر سلیمی کشتہ ہے یار کیون / حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون
ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے / رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون
ثابت جو یار کرتے ہین عیب خطاے عشق / انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون
دل مین ان آنسوون کے سراسر جلا ہے رنگ / ہرچند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون
رونے کی جا ہے حالت دیوانگان عشق / ہم بیمار دیدۂ وحشی و طیور ہون
عزم طواف کعبہ ہے اب کچھ غرض نہین / آتش بتان ہند ہی ہون کہ حور ہون

ملکہ نے آواز دی او بے حیا دیکھ تیرے عشق کا علاج ہوا جاتا ہے زرنگار نے چھری ماری ملکہ نے
تلوار سے کاٹ دی لپٹ کے ہاتھ مارا زرنگار کے دو ٹکڑے ہوئے زرنگار کے مرتے ہی
ایک ہنگامہ ہوا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام میں زرنگار جادو بود صفوان پر ہوا
زیر کوہ شفا قل تیار ہو کر چڑھا ہے اسی لشکر بھی آراستہ ہے پوچھ رہا ہے ارے یار کیا ہوا ہے کہ دن
نے آ کر خبر دی کہ آپ کا عیار مارا گیا ملکہ نرگس گلگون پوش نے اپنے عاشق کو قتل کیا
اب ساحروں کو قتل کر رہی ہیں یہ سنتے ہی صفوان نے گھوڑا بڑھایا فوج بھی ساتھ لے کے
چلی سامنے آ کر دیکھا ملکہ نرگس گلگون پوش ساحروں کو قتل کر رہی ہیں بدیع الزمان
سامنے ہتھیار لگائے کھڑے ہیں صفوان نے پکار کر آواز دی اے فرزند صاحبقران میں
سحر و ساحری کے جھگڑے نہیں جانتا میں آپ کے مقابلے کا مشتاق ہوں بدیع الزمان
نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے صفوان میں خود خواہش رکھتا ہوں کہ تجھ سے
مقابلہ ہو صفوان نے گھوڑا بڑھایا ملکہ نرگس چلی تھیں کہ لشکر صفوان پر جا پڑو
صفوان کو بھی قتل کروں بدیع الزمان نے آواز دی اے ملکہ عالم پلٹ آؤ آپ مجھے اور
صفوان سے مقابلہ ہونے دو ملکہ نرگس نے آواز دی حضور کو تکلیف ہوگی ایک
سحر میں سب کا خاتمہ کر دوں لاشہ اسے کو یہاں سے میدان بھر دوں لاچار ملکہ پلٹیں
بدیع الزمان نے کہا ملکہ میں اپنا گلا کاٹ ڈالونگا ہمارے یہاں کے ضابطے سے یہ
خلاف ہے ساحر غیر ساحر سے نہیں لڑتا ملکہ تو صف پر آ گئیں آتش بار بھی کنارے ہوا
صفوان نے گھوڑا میدان میں نکالا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان نے مرکب
بڑھایا صفوان کی نگاہ جمال جہان آرائے بدیع الزمان پر پڑی حیران جمال محو دیدار ہوا
شاہزادے کو سلام کیا کہا اے شہریار آپ مجھسے مقابلہ کرینگے مجھے آپ سے محبت ہو گئی
چاہتا ہوں کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو ساحروں کا بھروسا نہ کیجیے میں یہ چاہتا ہوں
کہ آپ میری اطاعت کریں آپ کو بادشاہ لشکر کروں مجھ ایسا پہلوان آپ ایسا بادشاہ تمام
دنیا میں عملداری کراؤں کہ دسکہ آپ کے نام کا جاری کروں بدیع الزمان نے کہا اگر مذہب
اسلام قبول کرو تمکو رونق بارگاہ اسلام کروں صفوان نے منہ پھیر لیا کہا اے شہریار میں نے
تو یہ چاہا تھا کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو آپ نہیں چاہتے بہتر ہے حربہ کیجیے آپ کا حوصلہ
تو نکل جائے بدیع الزمان نے کہا ہمارا یہ بھی دستور نہیں ہے تمہارے حربے سے جب پر رہو گا
بجا لیگا تب میں بھی حربہ کرونگا صفوان نے نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں ملکہ نرگس و آتش بار
ایک جانب صف جمائے کھڑے ہیں صفوان کو اپنے زور بازو کا بڑا گھمنڈ ہے نیزہ بازی
میں یہی کہتا جاتا ہے اے شہریار مجھکو ڈر ہے کہ میرے ہاتھ کا کوئی نیزہ نہ پڑ جائے میں بچا
بچا کے نیزہ بازی کرتا ہوں بدیع الزمان نے فرمایا اب تمہارا نیزہ نکلا چاہتا ہے
کہا حضور میرے نیزے کا نکلنا بہت مشکل ہے مشت کبھی سست نہیں ہوتی بدیع نے

چھوڑا بڑھا کر نیزہ صفوان کا کاٹ تھا تیغ اٹھا کر مارا صفوان نے ہر چند رد کیا نیزہ ہاتھ سے
نکل گیا تو غصہ آیا کہا آپ نے بڑی گستاخی کی اب آپ کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغ
کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے بار رد بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا صفوان
نے کہا کیا ارادہ ہے بدیع الزمان نے کہا ارادہ ہے کہ لیجئے کشتی لڑو یہ صفوان خوش ہو گیا
سوچا کہ زور میں سیر ہو گیا یہ کیا کر لینگے تحمل گینڈے سے کودا بدیع الزمان بھی کودے
کشتی ہونے لگی صفوان نے دیکھا کہ یہ جوان کشتی میں طاق ہے حقیقت میں شہرۂ آفاق ہے
ہر چند چاہتا ہے اپنے کو بچاؤں بدیع الزمان سے وہ وہ پیچ بند کر رہے ہیں صفوان
دنگ ہے استادان سخنور تحریر کرتے ہیں کہ صفوان شاہزادہ بدیع الزمان سے
دو شبانہ روز لڑا تیسرے دن پہر دن رہے اسنے جھلا کر کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی میں
زور آخر کرتا ہوں اپنے کو بچائیے یہ کہکے دوڑا بدیع الزمان دم کے بھروسے پر
قدم کے شمار پر نو قدم تک ہٹ کر آگے صفوان نے ہاتھ مارا پایان کمر شاہزادے
کا کھینچا صفوان نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا ایسے زور کیے چہرہ سرخ ہو گیا انگلیوں
سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں تھککر ہاتھ اٹھا لیا عرض کی آپ کے زور کا
مشتاق ہوں بدیع الزمان اٹھے صفوان کو ریل کرتے دوڑے بیس قدم تک
ریل کر لا کے میدان پر لا کے مارا صفوان کے دونوں گھٹنے آشنائے زمین ہوئے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر نعرہ کوہ شگاف کیا پہلے ہی زور میں تا بکمر
دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا صفوان کو انتہا کا غصہ
ہے بدیع الزمان نے چرخ دیکر زمین پر مارا مثل مردے کے گر کر بیہوش ہو گیا بدیع الزمان
نے اسی حال میں مشکیں باندھیں بامیہ کے حوالے کیا امیہ نے لا کر ایک خیمے میں قید
بدیع الزمان نے پہنچتے پلٹتے اسکی فوج والوں کو آواز دی یارو تمہارا کیا قصد ہے
بدیع الزمان کی جرأت دیکھکر دو لاکھ آدمی دائرہ اسلام میں آئے صبح کو فرمایا اے امیہ
صفوان کو لاؤ امیہ لایا وہ غل آہنی پہنے کو لا بدیع الزمان نے فرمایا اے صفوان
ہمنے تمکو کیونکر زیر کیا صفوان نے غصے میں جواب دیا آپ کے ساتھ لشکر ساحران تھا
میں خوف سے زیر ہوا یہی خیال تھا کہ ساحر سحر کر رہے ہیں ورنہ مجھکو کون زیر کر سکتا
بدیع الزمان نے کہا پھر لڑو گے اسنے جھلا کر جواب دیا پانچ مہینے کی مہلت ملے میں
آپ کا مذہب نہیں اختیار کرونگا خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے بدیع الزمان نے غصے
میں حکم دیا اسکو لیجا کر قید کرو جب انکا غرور کم ہوگا سمجھا جائیگا فضل کو بلا کر حکم دیا
چلنے کی تیاری کرو فضل نے لشکر آراستہ کیا آتشبار بھی فوراً اٹھا بدیع الزمان
نے کہا بھئی آتشبار ان سب شہروں پر تم قبضہ کرو انشاء اللہ وہاں سے پلٹ کر
اسی مقام پر آ پہنچیں گے ملکے شادی بھی کریں گے آتشبار نے عرض کی طلسم نور افشان
پر لشکر کشی ہے ایک ساحرہ وہاں کا بادشاہ ہے جسکا نام آفت جہان ہے غلام کا ساتھ ہونا

فتنہ رہی راستہ بھی بتا دو نگاہین خالی ہوتا تو وہ بھی جاتا کنیز تو حضور کی جان ہی دیدیلی کیا کیا
وبا دو اسیر پڑے مگر اسکا عشق صادق ہی وہ بھی ضرور ساتھ چلیگی ایک سو دا رسنے آئے یہ بھی
بیان کیا کہ قاسم طرف طلسم نور افشان کے گئے آنکے ساتھ بھی ساحر ہین لاچار ہو کر شاہزادہ
بدیع الزمان نے قبول کیا فضل دقاس کل لشکر کو آراستہ کر کے سامنے لائے ایک تخت سحر پر
آتشبار جادو و ملکہ نرگس گلگون پوش بیٹھ پر ساٹھ ہزار ساحران غدار چھکڑے
مال و اسباب سے لدے ہوئے اس گرد سے طرف طلسم نور افشان کے متوجہ ہوئے
ملکہ نرگس و آتشبار کا لشکر اپنے لشکر سے الگ رکھا دیجیے یہ سب لہسان پہونچین ذکر
انکا وقت پر تحریر ہو گا اب انکو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ ز داستان صاحبقران پہونچنا قریب علامت طلسم نور افشان و داخلہ صاحبقران خاص طلسم مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جلد جام شراب — کہ دل ہے ساقی مین ہو گا کباب
شراب محبت کا سودا رہا — عوض مے کے خون جگر پی چلا
شراب ولالی مجھے تاک ہو — کہ ساقی مرا ست و بیباک ہو
دل غمزدہ پر ہجوم الم — ترے میکدے پریشان ہین ہم
عبث زلف پیچان کا سودا ہوا — پریشان دل غمزدہ ہو گیا
پریشان حیران و شندر رہے — گئے غلطان سکدہ مین سے
اثر عشق کا دیکھا ہو گیا — کہ پیر مغان نے یہ ہنسکر کہا
نہ مے ہے نہ ساقی خرد کام ہے — جو دیکھا تو مے تھی نہ جام کہ
عبث رند کرتے ہین آکر غرور — اثر لے مین ہیجان سکھے ہوش
اسی دور مین ساقی ہے لقا — سنبھالا کرون جام مین جو بھلا
اٹھا جام ای ساقی خود پسند — کیا جو ساقی نے پھر در سخن
اٹھا ابر رحمت ابد شد و مد — کرون آنکے میخوار کی ہی مدد
جوانان گلشن ہوئے سبز پوش — ہوا پھر کہو الفت کا جوش
طیوران گلزار مین نغمہ زن — کہ جوبن پہ ہے آج رنگ چمن
ہوائے فرح خیز چلنے لگی — اک شاخ پر میوہ پھلنے لگی
نسیم گلستان کی اٹھکیلیان — چمن ہے مین فرحت کا سامان ہے
لبہائے شبنم کی ہے آبرو — پیمو لے کے غنچے ہین ہر سو
پیرانا ہے نرگس کو ہر انتظار — دکھاتی ہے حسن ہنس کے اپنی
چمن نرگس کی کیسی گلمبازیان — وہ سنبل کی کیسی ہے بیتابیان
جو دیکھا طبیعت کو رنگ بہار — ہوئی نظم رنگین کی ہر سو پکار
اٹھا پا قلم ای قلم سحر ساز — لکھون داستان حقیقت طراز
امیر الو العزم و الا تبار — کرون سلک دلکش جواہر نگار
عمرو کی ہون تحریر عیاریان — کہ عیاریان صاف دکھلا رہا

پھر وفتاحان طلسمات معصیت انتما و برباد کنندگان مرحلہ جات پر بلا اس داستان سحر عنوان کو اس طرح تحریر فرماتے مین شعر
واقفانے کہ در سخن فرد ند ـ شرح این داستان چنین کردند ـ صاحبقران زمان کا احوال
بیان کیا تھا کہ بالشکر گران قریب علامت طلسم نور افشان نزول اجلال دور و داقبال
فرمایا ساحر و غیر ساحر جسقدر ساتھ تھے علامت کو دیکھکر گھبرا گئے دیکھا ایک قلعۂ فولادی
سر بہ فلک کشیدہ گرد شعلہ آتش موج زن ایک طاوس سحر کا پر فن منقار سے چنگاریان
آگ مین گرا رہا ہے شعلہ آتش بھڑک کر آسمان پر پہونچتے ہین طبل سکندری پر چوب پڑی زمین
ہلگئی سحر العجائب مصر الغرائب بارگاہ مین بیٹھے تھے آواز نقارے کی سنکر کھیمے پر آئے
لشکر ظفر اثر صاحبقران کو دیکھا بہت ہنسے کہا ان سب کی قضا لیکر آئی ہی لیکن مقام تعجب ہی

کہ راہ مین انکو کسی نے نہ روکا طاؤس نے مثل انسان کے آواز دی ای شہنشاہ آپ
نہین جانتے یہ طلسم کشائے اصلی ہی جسنے روکا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا یا مسلمان ہوا مین نے
رات کو خواب مین دیکھا کہ حمزہ مع لشکر گران برابر کوہ عجائب و غرائب کے فرکش ہی
بہت خونریزی گرد کا وش کر رہا ہی یہ بھی مین نے خواب مین دیکھا کہ روح سامری پر
بڑا غضب مہ ہی جو عبادت گزار بڑے ساحران غدار صدہا سال سے پیوند زمین ہو گئے
وہ نکلے ہین آپ تیاری کرین ایسا نہ ہو یہ خواب سچا ہو سحر العجائب و مصر الغرائب
نے کہا ای طاؤس طلسمی اب یہ خواب کسی سے سامنے نہ بیان کرنا جو ساحر کہ پیوند زمین
ہوئے وہ خدمت سامری مین رہتے ہونگے مگر مین سختیون کی تدبیر کرتا ہون کیا مجال
کہ جو یہان سے ایک قدم بڑھا سکین سب جل بھنکر خاک ہونگے یہ کہکے دونون قصر سے
اُترنے دربار مین آکر بیٹھے سب سردار جمع ہین کہا لو بھا جبو آمادہ جنگ رہو صاحبقران
آگئے مقام بہت خونریزی کا اگر ہزار سال جنگ کرین تو بھی نہ ہو سکین بلکہ شاخسار جادو
کو بلاؤ دروازے باغ ویران کے بند کرلے اور جادو گر یہانسے لیجائے انتظام کرے
شاخسار بلائی گئی سحر العجائب نے عرصہ دراز تک سمجھایا کہا قیدیون پر سختی بھی کرنا
اور بہت کچھ کہا کہ سب باتون کا ذکر آجائیگا شاخسار نے بارہ ہزار ساحرا و رلیے
آکر جا بجا پہرے چوکی مقرر کیے کوکب روشنضمیر نے پوچھا کیون بی شاخسار جادو
کیا انتظام کر رہی ہو شاخسار نے غصے مین جواب دیا تمھارے معین و مددگار جو آئے
بعد دو برس کے آکر علامت طلسم پر پہونچے ہین کوکب نے خوشی خوشی آکے بران سے کہا
شہنشاہ زرین پوش ہنستا ہوا سامنے سکندر کے آیا آمد صاحبقران کا حال بیان کیا
سکندر نے پکار کر ایرج سے کہا ایرج نے نور الدہر سے ذکر کیا نور الدہر نے
تینون شاہزادون سے کہا لاچین نے بھی کہا سب خوشیان کرنے لگے ہر ایک
کا یہی قول ہی کہ اب صاحبقران طلسم توڑینگے تمکو امام مارے جا ئینگے شاخسار نے
جو قیدیون کو خوشی دیکھا جلبلی کہا ہائے کیا کرون سامری و جمشید کے حکم کو آگ سے لگے
طلسم بنایا میعاد بھی لگا گئے اسکی کیا ضرورت تھی نہین تو آج ان سبھون کی بوٹیان
کاٹ کے چیل کوون کو دیتی سب بیچارے خاموش ہو رہے سحر العجائب و مصر الغرائب
دربار مین بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے لگا ابر مرواریدی اُٹھا موتی برستے ہوئے
ابر آکر پھٹا دیکھا ایک شاہزادی تاج شہریاری بر سر لباس بھاری پہنے ہوئے تاج سر پر
کج رکھا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب دریائے جواہر مین غوطہ زن گلعذار غنچہ دہن تنگ چشم
نازک بدن نہایت حسین سحر العجائب نے کہا ملکہ زنار گوہر پوش تشریف لائی ہین انکے
آنیکا کیا باعث ہوا ساٹھ ہزار ساحر بھی پشت پر کنیزین گھیرے ہوئے وہ تخت آکر اُترا ساحر
ہر طرف سے زنار نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا دونون بھائیون نے پوچھا اے
شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و ای ماہ آسمان جاہ و جلال خلاف وقت آنیکا کیا باعث ہی

زنار نے کہا ہم آج رخصت ہونے کو آئے ہیں اب ہم طلسم میں نہ رہینگے سحر العجائب نے کہا کیوں خیر تو ہی کہا حضور آج نئی بات ہوئی میاں کاہن صاحب نے ہمکو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ آج وہ دن ہی کہ بی سامرن کو درد زہ شروع ہوئے تھے ہم وعظ کہینگے تشریف لائیے شیرینی بھی تقسیم ہوگی اس تقریب میں بلا تکلف چلی گئی بیٹھے شیرینی تقسیم کی پھر ممبر پر گئے تعریف سامری کی کہی نہ پیدائش کا ذکر کیا کہنا شروع کیا آج وہ دن ہی کہ طلسم کشا قریب علامت آگیا اب اسکو راستہ ملیگا زندانخانہ ٹوٹیگا ہر ایک قیدی چھوٹیگا سردار بڑے بڑے مارے جائینگے اور مذہب کا چلن ہوگا مذہب سامری کا کوئی نام بھی نہ لیگا جب وہ ممبر سے اترے تو میں نے کہا ای پیر نابالغ کوئی ایسی باتیں بیان کرتا ہی اسپر یہ کمال کیا کہ کتاب سامری کھولکر دکھاتے ہیں ایک ایک سے کہتے ہیں دیکھو صاحبو خود سامری اپنی کتاب میں لکھ گئے ہیں طلسم کشا کی تصویر بھی موجود ہی مجھے اُسنے بہت تکرار ہوئی وہ تو آپ کو برا جانتے ہیں وہ وہ کلمات کہے کہ جو کبھی کوکب و بران نے بھی نہ کہے تھے اس وقت انھوں نے اشتہار جابجا بھیجدیے ہیں حضور یہ باتیں نہ سنی جائینگی آپ فرمائیے یہ بات سچ ہی کہ طلسم کشا قریب علامت آگیا سحر العجائب نے کہا طلسم کشا کون سے صاحبقران آئے ہیں انکی تدبیر ہوجائیگی عمر بھر انکو رستہ نہ ملیگا پڑے پڑے حیران ہوکر چلے جائینگے ہم انکو زندہ جانے دینگے گرفتار نہ کرینگے اب وہ کہاں جانے پاتے ہیں زنار نے کہا لونڈی رخصت ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ اپنا انتظام کیجیے یا نہ کیجیے آپ کو اختیار ہی اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ کاہن مسلمان ہی ہر وقت مسلمانوں کی تعریف کرتا ہی صاحبقران کی محبت کا دم بھرتا ہی یا تو اسکو سزا ہو یا لونڈی کو رخصت فرمائیے سحر العجائب نے کہا ملکہ عالم اس وقت میں ساتھ چھوڑتی ہو معرکہ عظیم پڑینگے ہم خود سمجھ لینگے زنار نے کہا اب کچھ نہ فرمائیے کاہن کے لیے سزا نہ ہوگی تو میں نہ رہونگی یا مجھکو بتلادو کہ صاحبقران کہاں ہیں میں انکا سر کاٹ کے پاس میاں کاہن کے بھیجوں اور کہوں کہ دیکھو بڑے بڑے ساحر مار لیے بڑا فخر آپکے واسطے یہ ہی کہ انپر سحر تاثیر نہیں کرتا اسکی اور تدبیر ہوجائیگی اسم اعظم بند کرینگے ہم کیا کسی بات سے عاجز ہیں سب کچھ کرسکتے ہیں یہ ذکر تھا کہ چند ساحر دوڑے ہوئے گئے عرض کی آج صاحبقران مع اپنے سرداروں و ساحروں کے قریب خندق آتش جا کھڑے ہوئے کئی مرتبہ قصد ہوا کہ خندق میں پھاند پڑوں آگ کو طی کرکے قلعے میں جاؤں [illegible] کو ماروں دو جادوگرنیاں لالہ عذار و ماہ رخسار ساتھ ہیں وہ قدموں پر گریں عرض کی ای شہریار آج کنیزوں نے بطور کہانت دریافت کیا ثابت ہوا اسی ہفتے میں حضور کو راستہ اصلی دریافت ہوگا یہ راہ اصلی نہیں ہی صاحبقران پلٹ گئے مگر ہر وقت یہی فکر ہی کہ قلعے میں جاؤں بڑا لشکر ساتھ ہی ملکہ زنار نے سنکر کہا ای شہنشاہ مجھے اجازت دیجیے میں جاکر صاحبقران کو پکڑ لاؤں دیکھوں وہ جادوگرنیاں [illegible] کون ہیں جلا کر خاک کردوں علم کہانت

وہ کیا جانین ہم لوگ جانتے ہین ہرچند سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا زنار
نے نہ مانا اُسی وقت تخت پر سوار ہوئین سحر العجائب و مصر الغرائب نے دو سردار
مسطور جادو و منظور جادو کہ لاکھ ساحرون کے افسر ہین ان دونون کو ساتھ کیا تاکید
کردی کہ خبردار ملکہ کو زبان نہ ہلانے دینا تم جا کر اسم اعظم صاحبقران بند کر دو امیر کو
گرفتار کرکے ملکہ زنار کے حوالے کر دو انکو اختیار ہے چاہین قتل کرین چاہین بخشین
یہ رازہ اران طلسم مین سے ہین راستے معلوم ہین بت خونریز ہمیشہ ہر سال مین
ایک مرتبہ دعوت کرتا ہے اور کاہن کو مین سزا دونگا ملکہ تم آزردہ نہ ہو تا اسکی کیا
مجال کہ تمھارے سامنے زبان درازی کرے ہم اسکو عہدے سے معزول کرینگے ہمکو
بھی طریقے سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمانون کا خیرخواہ ہے جب دباؤ پڑیگا شریک مسلمانان
ہو جائیگا ہم اسکو مہلت نہ دینگے پہلے ہی گرفتار کرلینگے ملکہ زنار دو لاکھ ساحر کی
جمعیت سے چلین حقیقت مین صاحبقران نے قصد کیا تھا کہ اپنے کو خندق مین گرادین
لالہ عذار و ماہ رخسار نے منع کیا کہ ای شہریار اسی ہفتے عشرے مین ایک سامان
پیدا ہوگا کہ راستہ اصلی آپ کو معلوم ہو جائیگا کوئی پہاڑ ہے جہان کا حاکم
بت خونریز ہے وہان سرکار کو پہونچنا چاہیے اس راستے سے مطلب نہ نکلیگا یہ سنکر
صاحبقران زبان خاموش ہو رہے بیرون بارگاہ بیٹھے ہین کہ دریاے آتش نے
جوش مارا بیچ سے آتش شق ہوئی آمد لشکر ساحران شروع ہوگئی دو چار ہزار ساحر
اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے اسی آگ سے نکلے سب کے بعد دو جادوگر گردن ست
پر سوار گیندے اُڑاتے ہوئے باہر نکلے ایک تخت زرین پر ایک نازنین مگر حجاب
سحاب گرد اُس سحاب سے موتی برستے ہوئے ہزار ہا نازنینان مہ جبین اس تخت کو
گھیرے ہوئے ایک بارگاہ گوہر نگار اژدرون پہ لدی ہوئی آکر آراستہ ہوئی وہ تخت
اسی بارگاہ مین داخل ہو گیا دونون جادوگر جو گینڈون پر سوار تھے وہ اس بارگاہ
سے آدھ کوس بڑھکر اُترے ایک بارگاہ اور استادہ ہوئی اسکے گرد آکر سب ساحر
اُترے وہ دونون جادوگر ٹہلتے ہوئے کنارے لشکر آئے پکار کر آواز دی یا امیر
بہتر یہ ہے کہ ابھی یہان سے چلے جائیے آج رات کو اسم اعظم بند کرلونگا کل ایک کو بھی زندہ
نہ چھوڑونگا یہان سے غازیون نے آواز دی او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے اس واسطے
ہم لوگ آئے ہین کہ کوکب کو چھڑا لین تم حرامون کو مارین کوئی ساحر زندہ نہ بچے اس طلسم کو
اسلام آباد کرین کفر آباد نہ رہنے پائے دونون جادوگر جھلائے ہوئے پلٹے اپنی بارگاہ مین
آئے حکم کیا طبل جنگی بجے دن سے طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے خبر سُنی امیر نے
بھی طبل جنگی بجوایا عمرو نے دیکھا برق فرنگی کھسکا عمرو نے کہا میان برق صاحب کہان
چلے برق نے کہا لشکر مین اپنے جاتا ہون عمرو نے کہا عیاری کرنے جایے گا دو ساحر
ہین دونون کی فکر واجب و لازم ہے مین نے خبر سنی دونون ملکہ سحر کرینگے اسم اعظم کی بھی

فکر ہوگی آپ جا بیٹھینگے عیاری تو خاک نہ ہوسکیگی بدگمان کر دوگے برق نے تو کچھ جواب نہ دیا
باہر نکلا طرف لشکر مسطور و منظور کے بھاگا جی مین کہتا ہوا ان دونون کو دن ہی کو جاکر مارون
استاد کہین عیاری اسکا نام ہے لشکر مسطور و منظور مین بصورت مبدل آیا خبر دریافت
کی کہ دونون ہوا خانے مین ہین کنارے آکر ایک کنیز نوجوان خوبصورت کی شکل بنا دو بچے
خوک ہاتھ مین لیے ٹہلتا ہوا دروازے پر ہوا خانے کے آیا خدمتگار بیٹھے ہوئے تھے کہا
عرض کر دو ایک کنیز فرستادہ ملکہ زنار در دولت پر حاضر ہے امیدوار ہون کہ مجکو
اندر بلائیے ملکۂ عالم نے یہ بچہ اسے خوک بھیجے ہین اسکا حال عرض کرونگی خدمتگارون نے
جاکر کہا مسطور و منظور نے کہا بلوا لو اندر آیا دونون کو جھککر سلام کیا دونون سے اشارے
کرنے لگا وہ بھی دونون ہنسے پوچھا کیون صاحب ملکۂ عالم نے کیا فرمایا ہے کہا حضور یہ دو
بچے آپ کے واسطے بھیجے ہین انگیٹھی آگ کی منگائیے اسمین کوئلے سلگائیے گوگل منگائیے
گوگل روشن ہوتے ہی یہ دونون بچے لڑینگے اسم اعظم حمزہ بند ہو جائیگا آسمان سے
آگ برسیگی مسطور و منظور خوش ہو گئے انگیٹھی منگائی اسمین دس سیر کوئلے رکھے
خود ہی بیٹھکر سلگائے کہا گوگل مین لیتی آئی ہون اپنے پاس سے گوگل نکالا آگ پر ڈالا
کہا آپ دونون صاحب آگ کو بہ نگاہ غور دیکھین اسمین سے ایک پری نکلیگی وہی ان
دونون کو لڑائیگی دونون جھککر بیٹھے خدمتگار بھی دیکھ رہے ہین برق نے گوگل ڈالا دھوان
جو نکلا پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب دماغ کے جو پہونچا چھینک مار کر دونون بیہوش ہوئے
خدمتگار ارے کہکر اٹھے وہ بھی بیہوش ہوکر گرے برق خنجر پکڑ کے جوڑا مسطور و منظور
کا سر کاٹا ملکہ زنار کو ہر ہوش اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ سبھی ہے مسطور و منظور قیامتین
بپا کرینگے مصاحبان شہنشاہ ہین یکایک ایک آندھی سیاہ آئی کنیزین سر پیٹنے لگین کہا
کیسی نے بارگاہ مسطور و منظور مین آگ لگا دی زنار نے سر اٹھا کر دیکھا کان مین
آواز آئی کشتی مارا نام مین مسطور و منظور بود زنار نے کہا ارے بڑھکر خبر لو کنیزون
نے بڑھکر دیکھا بارگاہ آگ کی چلی پڑی ہے لاشے سر کٹے ہوئے پڑے ہین غصے مین کانپنے لگی کہا
ارے دن دہاڑے مارے گئے خیر اب صبح کو ان سب سے سمجھونگی میرے نام پر طبل جنگی بجے
گرد خیمے کے آگ روشن کرو ہمارے پاس کوئی آنے نہ پائے کنیزون نے گرد بارگاہ کے
خندق کھودی ملکہ نے صرف اشارہ کر دیا شعلے آتش آسمان پر پہونچے چار اژدہے
بھی بٹھا دیے جس کسی نے آنیکا قصد کیا اژدہے منہ پھیلائے ہین قلاوے آتشین منہ سے
چھوڑ رہے ہین یہان خواجہ کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین ابوالفتح کو بلا کر کہا اے فرزند
ذرا دریافت تو کرو کہ مسطور و منظور کیا کر رہے ہین کہ لشکر کفار مین ہنگامہ ہے ابوالفتح
نے کہا دیکھیے ماموجان انھون نے سحر سے آتش روشن کی عمرو حیران حیران دیکھنے لگا
کہ دیکھا سامنے سے برق دو سر رومال مین باندھے ہوئے بدحواس دوڑا ہوا آتا ہے
برق نے آتے ہی سر دونون کے قدمون پر عمرو کے ڈالدیے کہا استاد مین نے دونون کو

مارا عمرو نے کہا اسباب وہان کا کیا ہوا برق نے کہا استاد وہان اسباب کچھ نہ تھا عمرو نے
کہا بیچارے حرام زادے ہو مجھے منع کیا تم وہان کیون گیے عیاری کو خراب کرتے ہو برقعے
چھوڑے ہوئے آئے تلاشی دیجیے برق نے چاہا بھاگ جاؤن عمرو نے برق کی کمر پکڑی اب
جو تلاشی لی انگوٹھیان چھلے وغیرہ کمر سے نکلے برق نے کہا استاد یہ سب اسباب مین نے
خریدا ہی خواجہ کب مانتے ہین اچھا اچھا کر زنبیل مین رکھ لیا کہا اے مسطور و منظور کیا
مین خود نہ کیا دیوانے ہو چلے تھے اپنے ہاتھ سے انھون نے سر کاٹ لیے تمھارا کیا کمال تھا
جب برق بہت رویا پیٹا دو پیسے نکال دیے گلے سے لگا کر کہا بیٹا لڑکون کے پاس
یہ چیزین رہنا اچھی بات نہین ہی جو تمھارے پاس ہی وہ میرا ہی جو میرا ہی وہ میرا ہی
ان پیسون کی ریوڑیان کھانا برق نے ہر چند منتین کین عمرو نے کچھ نہ مانا برق تو الگ ہوا
خواجہ تلاش مین زنار کے چلے لشکر مین زنار کے آئے قریب بارگاہ پہونچے دیکھا کہ
آگ جل رہی ہی چار اژدہے آتش فشان منہ کھولے ہوئے بیٹھے ہین جو کوئی قصد کرنا
چاہتے ہین نگلجاتے ہین خواجہ نے بڑی گرد کاوش کی مگر اندر نہ جاسکے خواجہ پلٹ کر آرہے تھے
راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا استاد کیا ہوا عمرو نے کہا زنار
نے اپنی بارگاہ کا راستہ بند کر دیا ہی چار اژدہے بیٹھے ہین برق نے کہا استاد مین تو
جاؤنگا عمرو نے ہر چند منع کیا برق نے نہ مانا خواجہ طرف لشکر کے چلے برق تڑپتا ہوا
لشکر زنار مین آیا دیکھا ہر ایک بیان مسطور و منظور بجائے جاتے ہین برق ساحر کی صورت
بنا ہوا ہی انسے پوچھا یارو کہان جاتے ہو ان سب نے کہا ہمارے افسر مارے گئے ہم
اب نہ ٹھہرینگے کنیزان ملکہ بھاگ رہی ہین برق نے ایک کنیز کو تاکا شعلہ گرمخو اسکا نام
تھا برق نے خدمتگار کی شکل بنکے اسکو الگ بلایا کہا دیکھو سب ساحر بھاگے جاتے ہین
وہان مجھے کی آرزو تھی برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے شعلے کے ساتھ گرمی کی
سے بیہوش کیا کنارے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر کنیزون مین آملا اور سیان کرتا ہوا انکے
ساتھ چلا جب قریب آگ کے پہونچین کنیزون نے پکار کر آواز دی ملکۂ عالم کنیزین
حاضر ہین زنار کو اسقدر احتیاط ہی کہ خود شکل آئی کنیزون کو بہ نگاہ غور دیکھا آواز دی
اندر آؤ برق بھی سب کے ساتھ اندر آیا دیکھا ملکہ زنار نے بڑا سامان کیا ہی جا بجا
مشعل ہاے آتش روشن سنہری پتلیان ہار پھول ہاتھ مین لیے ہوئے ڈھول بجا رہی ہین
ملکہ زنار سے آنکھ ملائی کہا حضور کوئی غزل گا رہی ہین ابھی کنیزان سرکاری باہر گئی تھین
لونڈیون کو کھٹکا ہوتا ہی ملکہ نے کہا اچھا کوئی غزل گاؤ جب شک گذرے مجکو ضرور
اطلاع کرو یہ تو تمنے خبر دی تھی کہ نگوڑا اچھوڑ رہا جسنے مسطور و منظور کو مارا لشکر مین
پھر رہا ہی کنیزون نے ڈھول بجانا شروع کیا برق بھی انکے شریک ہو کر تڑپ رہا تھا
کہ پتلیون نے کہا ابھی کین ساتھ پتلیان سنہرے کپڑے پہنے ہوئے یہ غزل گانے لگین نظم

دیکھا ہی سہو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ | یاد آیا ہی ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ

میں لٹ گیا تین لاکھ کی چوری میری دوکان میں ہوئی تھوڑا مال آپ کے غلام کے پاس
نکلا ہے غلام آپ کا نام لیتا ہے کوتوال نے کہا میاں سوداگر صاحب ایسی بات نہ کہو میں
کوتوال ہوں سب کی حفاظت کرتا ہوں چوری کرنا کیسا سوداگر نے کہا گریبان میں ہاتھ ڈالونگا
ملکہ کے پاس چلیے فریاد کرونگا اپنی جان دیدونگا کوتوال نے کہا میں اس قیدی کو
کوتوال چبوترے پر پہونچا دون پھر تمہارے ساتھ چلکے تحقیقات کردن سوداگر بلک کہا
کہ میں نہ مانونگا پہلے میرے ساتھ چلیے تحقیقات کیجیے ایسا نہ ہو آپ کے غلام کو
آپکے سپاہی بھگا دیں تو میرا نقصان ہو لاچار ہو کر سالار سوداگر کے ساتھ ہوا
جب ایک خیمے کی آڑ میں پہونچے سوداگر نے کہا دیکھیے سپاہی آپ کے غلام کو بھگا رہے ہیں
سالار یہ سنکے پلٹا کون غلام سوداگر نے حلقۂ کمند گلے میں ڈالدیے تڑاق سے
جھاپ مارا سالار لڑکھڑا کر گرا عمرو نے خنجر مارا سالار کو مار کر برق فرنگی کو رہا کیا لیکر
بھاگے زنار سے پتلی نے کہا داری غضب ہوا کوتوال مارا گیا عمرو نے کوتوال کو مارا
زنار نے کنیزدن کو بھیجا جادوگر لاش اٹھا کر سامنے زنار کے لائے زنار نے دیکھا کوتوال
کے کپڑے تک لیگئے برہنہ لاش آیا زنار تھرا گئی کہا صاحبو عیار بڑے غضب کے ہیں
کنیزدن سے کہا تم بھی اب باہر جاؤ میں اپنی بہنوں سے دل بہلاؤنگی لاش کوتوال کا
لیجا کر جلاؤ آپ پتلیوں کے ساتھ بیٹھی پتلیاں تو بیقرار ہیں کبھی گاتی ہیں کبھی ڈھول بجاتا
زنار نے کہا ارے صاحب چپ رہو پتلیاں کب مانتی ہیں کہا داری سحر تیار کیجیے کل
تو آپ اور رنگ میں ہونگی اسی وجہ سے یہ غزل آپ کو سناتے ہیں یہ کہکے بانداز ادا
جھمک جھمک کر یہ اشعار گنگنا کے گانے لگیں

غزل

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہاں
روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب و گل کہاں

ہچکیاں لیتے تھے کوچے میں ترے بسمل کہاں
زخم ہنستے تھے کسی کے منہ پہ اے قاتل کہاں

قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضوں پر کالے کالے تل کہاں

دسترس کس دن ہوا بند قبائے یار پر
وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہاں

صورت ریگ رواں گرم سفر ہوں روز و شب
کچھ نہیں معلوم جاتا ہوں کدھر منزل کہاں

جو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ حائل کہاں

جھپک سکے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے
در بدر پھرتے ہیں مثل کاسۂ سائل کہاں

بحر ہستی سا کوئی دریائے بے پایاں نہیں
آسمان نیلگوں سا سبزۂ ساحل کہاں

وقت بد میں کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیری ہیں یہ کامل کہاں

کون سا ایسا کیا ہے مجھ سے یاروں نے سلوک
یاد آتی ہے عدم میں جا کے یہ محفل کہاں

خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندے کی طرح
ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہاں

جنبش ابروئے قاتل میں نہ ٹھہرے گا رقیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہاں

عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیے
خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہاں

یہ غزل گا کر کنیزون نے کہا واری نگل آپ اس حال مین ہونگی کہ ہماری فلک بالکل تیہے گا زنار
کہتی ہو ارے کمبخت صاف صاف کہو میری عقل مین تو یہ آتا ہو کہ کل سب کو گرفتار کرونگی
حمزہ کا اسم اعظم بند ہوگا پتلیون نے کہا واری ہر تو بہت دور ہو نہین معلوم کیا کیفیت ہوگی
ہمکو بڑا انتشار ہو ملکہ نے جھلاکر ہاتھ ہلا دیا پتلیان جلکر خاک ہوئین خاک سے آواز آئی مبارک
مبارک سحر کو جمع ہو جائینگی ہم تو جانتے تھے کہ ہم خدمت سامری مین جائینگے زنار جلائی
اب اکیلی سحر تیار کر رہی ہو کہتی ہو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی طائر بنایا شیشہ تیار کیا وہ وقت
آ پہونچا کہ لشکر ثوابت وسیارگان نے فوج ضیا و شعاع سے شکست کھائی شہنشاہ
زرین آفتاب تیغۂ مہر حمائل کرکے توسن فلک پر سوار ہوا اور میدان کارزار ہوا زنار
اٹھی کنیزین قریب بارگاہ جمع ہین زنار باہر نکلی تخت حاضر ہوا تخت پر سوار نہ ہوئی
طاؤس زرین بال طلب کیا اسپر سوار ہوئی لشکر کو ساتھ لیا چلی کنیزین پشت پر ایک ایک
شوخ دیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ انگیٹھی کردی ہوئین جو پہلے سحر ہاتھ مین زنار مرواریدپوش
سب کے آگے بڑھی ہوئی ابر مروارید نگار سر پر سایہ فگن اپنے حسن و جمال پر مغرور اپنے
سائے کو دیکھتی ہوئی مانگ مین سیندور بھرا ہوا پردۂ ظلمات مین کہکشان کا دخل ہوا
طاؤس کو ملکہ نے روکا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی بیرون بارگاہ
تشریف لائے سردارون نے آکر سلام کیا بہرام نے عرض کی لشکر کفار میدان مین آگیا
حضور سے نزول اجلال کی دیر ہو خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے امیر نے پوچھا خواجہ رات کو
کیا گذری عمرو نے سب حال بیان کیا امیر سنکر خاموش ہو رہے تلوار سنگ کر پشت
مرکب پر آئے گھوڑے کو بڑھایا اُس وقت میدان کارزار مین پہونچے کہ ملکہ زنار طاؤس
سے اُتر کر نخل کے سائے مین ٹھہری ہو آمد لشکر صاحبقران دیکھ رہی ہو کہ یکایک دیکھا
چند سردار اہتمام کرتے ہوئے آئے عرابے کی صدا بلند ہوئی دیکھا علم اژدہا پیکر سے یا
صاحبقران یا صاحبقران کی آواز آتی ہو عرابے کی آواز سے زمین تھراتی ہو علمدار
لشکر اسلام طوق حران گردا ابوالمعجن گرد نے بڑھکر علم کو زمین پر نصب کیا زنار حیران
ہو کہ یہ کیا اہتمام ہو رہا ہو ایک کنیز نے عرض کی صاحبقران تشریف لاتے ہین ملکہ بنگاہ
غور دیکھنے لگین دیکھا کہ بونڈلا گرد کا اڑا دامن گرد کا شگافتہ ہوا نگاہ پڑی آفتاب آسمان
عربستان پشت مرکب سیہ چشمی پر سوار نیزہ ہاتھ مین اُسکو ہلاتے ہوئے چالیس قدم آگے
بڑھکر ٹھہرے ملکہ کی نگاہ لڑی ہوئی ہو جمال جہان آرا کو دیکھ رہی ہین کبھی ایسی صورت زیبا
طلعت جہان آرا نگاہ سے نہ گذری تھی بیقرار ہو گئی ایک جوان رشک پیر کنعان سرتاج
حسینان آفتاب آسمان عربستان رستم زمان صاحب شوکت وشان چہرے سے جرأت
ہویدا وظاہر پیشانی سے نشان جلالت باہر سپر فولادی پشت پر مثل قرص قمر جھول
دامن مین لشتی بان اپنے آقا کے بے اختیار آہ نکلی پسینہ آیا دل تھرایا بیقرار ہو کر پکار اٹھی
مجھسے ضبط نہین ہو سکتا حقیقت مین جرأت وشوکت کی خوبی کیونکر لکھے سپہر کی نوچوبی

تیغۂ ہلالی زیب کر قاتل پہلوانان خود سر جوہر ذاتی خدا نے دیے فتح و ظفر پر قبضہ پایا آقا کے واہنے پر تکیہ کمان کیانی زیب دوش صاف ثابت ہوتا ہو کہ ماہتاب برج قوس مین آگیا دوسرے ہاتھ پر ہزار ہا تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس باین ہاتھ پر لٹکا ہے ہر طائران تیر گوشہ گیر جو کبھی خطا نہ کرین انکا زخمی چلا کے مرے نیزہ وہ جو دل سنگ کو توڑے دشمن کو زندہ نہ چھوڑے حرز ہیکل مثل ستارۂ سحری گلے مین چمک رہی ہو چونکہ یقین ہو کہ ساحرون سے مقابلہ ہو اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوے پڑی پشت مرکب پر جمی ہوئی اس آن بان کو جو ملکہ نے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا لاکھ ضبط کیا نہ ہو سکا آخر تھرا کر طاؤس سے گرین دانت بیٹھ گئے کنیزین دوڑین آکے ملکہ کو ہاتھون ہاتھ اٹھایا کسی نے کہا بسبب نزاکت کے دل تھرا گیا اس وجہ سے غش آگیا کسی نے کہا نہین ہوا کو زاہد ہو کسی دیو پری کا گذر ہوا مین نے سنا سناٹا ہوا تھا کوئی دوڑ کے کیوڑا گلاب لائی کسی نے چولہے مٹی کا ڈھیلا اٹھا لیا اسپر پانی ڈالکر ناک سے لگا دیا کوئی غل مچاتی ہو کر دہائی لگتی ہو کہ لات و منات یہ کیا ہو گیا میری بی بی خیر و عافیت سے اٹھین پھر سے باتین کرین کنیزین جو چیخین رو رہی بیٹھین بعض نے کہا جنگل سے چلو بارگاہ مین بیٹھو اڑائی بھڑائی مین آگ لگے کل لڑائی ہو جائیگی مسلمان کہین بھاگ جائینگے وہ تو خود آمادہ جنگ و پیکار ہین ملکہ کو ہوادار پر ڈالا سارا لشکر پلٹا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیا باعث ہوا کہ لشکر میدان کارزار مین آیا اور مراجعت کیا خواجہ نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون یہ کہکے عمرو چلا یہان ملکہ کو کنیزین لیکر بارگاہ مین آئین ملکہ کی آنکھ کھلی سر اٹھا کر دیکھا سمجھی یقین کہ وہ شہریار سامنے ہوگا اب اپنے کو بارگاہ مین پایا ٹھنڈی سانس کھینچی بے اختیار منہ سے نکلگیا نظم

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو — لالہ سمجھتا ہے دل داغ نماے سود کو
داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے — ڈھونڈھے ہے لیکر چراغ خاطر مقصود کو
لعل شکر بار کا بوسہ مین کیونکر نہ لون — کوئی نہین چھوڑتا حلوۂ بے دود کو
پردۂ غفلت اٹھا پیش نظر یار ہے — دیر و حرم مین بتا ڈھونڈھے موجود کو
سجدے کے انکار سے فوق نہو جائیگا — خاک کی مقبول پر ناری مردود کو
صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی — ایک شرارہ ہی بس تودۂ بارود کو
سینۂ بے معرفت حلقے مین اپنے نہین — رہ نہین اس بزم مین مجمرے عود کو
صاحب اقبال کو خوب ہی پہچانتا — آنکھ خدا نے ہی دی کوکب مسعود کو
طائر دل ہو گیا بستۂ زلف ایاز — بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
خاک سے بھر لے اسے چاہ جو بے آب ہے — آگ لگا دیجیے مطبخ بے دود کو
جھاڑ دیے منبر سے کعبے کے کیڑے جو تھے — خاک برابر کیا پشہ نے نمرود کو
یاد الٰہی مین جو نعرہ کیا ہو گیا — بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو

ہجر کی ایذا سے چھٹ دلکو جلا بہر وصل | داغ کے اچھا کر اس زخم نمک سود کو
راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان | سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

کنیزیں حیران ہو گئیں عرض کی حضور مزاج کیسا ہے یہ کیسے اشعار پڑھے کنیزون کی سمجھ مین
نہین آئے ملکہ خاموش ہو گئیں کہا باہر جا کر ٹھہرو خود بخود دل گھبراتا ہے جی چاہتا ہے
جنگل کو نکلجاؤن کنیزیں تو باہر گئیں ملکہ نے پردہ چھوڑ دیا دل کو غم سے خالی کرنے لگین
طرف لشکر صاحبقران کے منہ پھرایا تڑپ کے پکار اٹھیں نظم

ہمہ بر باد از شانہ سر زلف پریشان را | ہمی سرگشتہ وادی تو اینک دردکیشان را
چو گل دیدم نہ بلبل را ازین بستان سرا رستم | دعائی من صبا گوئی اگر بینی تو ایشان را
ز بس آہ و فغان کردم ز من بیگانہ شد بختم | ز خود بیگانہ من کردم بزور دست خویشان را
تو میرانی مرا از پیش من چون بید لرزانم | کہ بس نازک دلی باشد گروہ صبرکیشان را
بپیشہ دشت بیابان لب از گفت و شنود بندم | مکن آزار ای مخفی بہ زہر آلود نیشان را

نہایت بیقرار ہو رہی ہے عمرو ساحرہ بنے لشکر مین آیا جس سے پوچھتا ہے کہ کیون صاحب
لشکر کیون پلٹ آیا مسلمانون سے مقابلہ کیون نہ ہوا کوئی نہین بتاتا عمرو حیران حیران
دربارگاہ پر آیا دیکھا سب کنیزیں باہر کھڑی ہین آپسمین کھسر پھسر کر رہی ہین عمرو بھی
ایک ساحرہ کی شکل بنکر انکے بیچ مین آیا کہا صاحبو مین توکل سے کام کو گئی تھی آج سے نیا
معرکہ سنا کہ لشکر میدان مین گیا اور پھر پلٹ آیا چند ساحر مارے گئے انکے خون کا بدلا بھی
نہ ہوا ایک نے کہا ہما مین سمجھ گئی ملکہ ڈر کے پلٹ آئین کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہے ایسا نہ
قتل کر ڈالے دوسری نے کہا چپ خیلا کیا بیہودہ بکتی ہے تو جوان حسین حمزہ کو جو بشوکت
و شان دیکھا مر گئین ضبط نہ ہو سکا بیہوش ہو گئین ہم سب اٹھا کے انکو بارگاہ مین لیکے
یہانتک تو ہوا کہ شعر عاشقانہ پڑھتی ہین ہماری بات کو لکھ رکھنا ثابت ہو جائیگا طرف
حمزہ کے چلی جائینگی اب یہ طلسم مین نہ رہینگی جوش محبت ہے چہرے کو تو دیکھو کیا کیفیت ہے
بچپن سے اپنے معاملے بہت دیکھے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہین ہم ان باتون سے
بخوبی ماہر ہین تنہائی پسند آتی ہے مجمع مین گھبراتی ہے ہمکو نکالدیا آپ تنہا بیٹھی ہین عمرو نے
یہ حال سنا سمجھا کہ یہ کنیزیں سچ کہتی ہین کہا ہوا ہم جانتے ہین یہ کہکے عمرو دربارگاہ پر
آیا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم ذرا راستہ کھولدیجیے مین حاضر خدمت ہون کچھ حضور
سے عرض کرونگی ملکہ نے جو آواز کنیز رفیق کی سنی راستہ کھولدیا عمرو اندر پہونچا آکر
سلام کیا مودب بیٹھا عرض کی حضور مزاج کیسا ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بو
نسترن کچھ نہین کہتے کیا کہین جو دل پہ گذرتی ہے لائق بیان کے نہین عمرو نے کہا
واری ہم تو سمجھ گئے آپ کے ڈر کے مارے کہہ نہین سکتی آپ کسی پر مائل ہین جسپر آپ
مائل ہین ہم اسکو بھی جان گئی کہیے تو کہدین ملکہ نے کہا کون کہا حضور صاحبقران پر
مائل ہین حقیقت مین حمزہ ایسا مرد دنیا مین نہین ملکہ مہرنگار دختر شاہ ہفت کشور

آخر حضور کے گلشن حمزہ کا ساتھ دیا آخر کو زہر کھا کر جان دی مگر دامن حمزہ نہ چھوڑا شاہزادیان
ایسا ہی کرتی ہین اگر حضور کو محبت ہوئی ہم پیغام کرین حمزہ خود مشتاق ہوکے دوڑا آئیگا
حمزہ خود جوان شوقین ہین بڑی بڑی شاہزادیان اسکے عقد مین آئین جو دنیا مین خوبصورت
تھین وہ سب انھین کے لشکر مین پہونچین اُنکے بیٹے پوتے بھی سب صاحب ذوق و شوق
ہین اگر حضور کی طبیعت آئی بہت مناسب ہوا اگر کسی کے سامنے ذکر نہ آئے آپ کہہ سکتی ہین کہ
ہم ایسے شخص پر مائل ہوئے کہ جسکا دنیا مین مثل نہین پردہ قاف مین بھی جا کر دختر شہپال
پر مائل ہوئے بڑی سخت مزاج عورت تھی اٹھارہ برس صاحبقران کو تباہ رکھا آخر اپنی
ضد سے دنیا مین آئے اُنکا کسی طرح مثل نہین ملکہ نے کہا بوا نسرین تمھین سب حال
اُنکا معلوم ہے عمرو نے کہا حضور مین نے مدتون کتابین دیکھین نوشیروان نامہ کو
ابتدا سے پیدائش صاحبقران سے حال لکھا ہے وہ بھی مین نے دیکھا بطور احسن
پیغام کرونگی بلکہ وعدہ کرتی ہون کہ صاحبقران کو بلا لاؤنگی ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
کہا بوا اگر اس راز کو تمنے چھپایا اور صاحبقران کو مجھتک لائین دولت دنیا سے نہال کرونگی
کیا کہون کہ دل کا کیا حال ہے یہ کیفیت ہے اگر سامنے آجائین تو عرض کرون نظم

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست	بلطف خال و خط از عارفان ربودی دل
لطیفہای عجب زیر دام و دانۂ تست	دلت بوصل گل ای بلبل صبا خوش باد	کہ در چمن ہمہ گلبانگ عاشقانۂ تست
علاج ضعف دل ما بلب حوالت کن	کہ آن مفرح یاقوت در خزانۂ تست	بتن مقصرم از دولت ملازمت
ولی خلاصۂ جان خاک آستانۂ تست	چہ جای من کہ بلغزد سپہر شعبدہ باز	ازین حیل کہ در انبانۂ بہانۂ تست
من آن نیم کہ دہم نقد دل بہر شوخی	در خزانہ بمہر تو و نشانۂ تست	تو خود چہ لعبتی ای شہسوار شیرین کار
کہ توسنی چو فلک رام تازیانۂ تست	سرود مجلست اکنون فلک برقص آرد	کہ شعر حافظ شیرین سخن ترانۂ تست

عمرو نے کہا ملکۂ عالم مین سب سامان درست کرونگی ملکہ نے کہا اے نسرین میرا اشتیاق
نہ ظاہر ہونے پائے کہا دادی ایسا اُنسے کہون کہ وہ خود مشتاق ملاقات ہون اور میان انکا
قصد کرین آپ کی طرف ناز اُنکی طرف سے نیاز اُنکی طرف سے خواہش آپ کی طرف سے
کاہش اُدھر سے خوشامد آپ کی طرف سے رد بصد جد و کد ملکہ خوش ہوگئین کہا نسرین اگر تو نے
اس لطف سے اس کام کو کیا عمر بھر احسانمند رہونگی ہائے کیا غضب ہوگیا سنہری پتلیون کو
مین نے جلا دیا وہ تو بڑی عقلمند تھین کہ کل آپ اور رنگ مین ہونگی آخر وہی ہوا اب ادھر دون تو لشکر
صاحبقران تباہ ہوگا کیون نسرین آخر کیونکر نباہ ہو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم صاحبقران
بڑی خواہش سے ملینگے آپ انکو راستہ طلسم کا بتا دیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکے کہا یہ نہین
ہو سکتا ہے بھلا رہے سب عزیز و اقارب قتل ہو جائینگے تمام طلسم ساحرون سے بھرا ہوا ہے جابجا
روکینگے معرکۂ عظیم پڑینگے کیونکر مین قبول کرون عمرو نے کہا خیر مین جاتی ہون یہ کہکے عمرو باہر نکلا
خدمت صاحبقران مین چلا مگر وہ ساحر جو کھانے گئے تھے سامنے بحر العجائب کے پہونچے
دونون نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی حضور کیا گزارش کرین مسطور و منظور رہ گئے سالار زر و نگار

قتل ہوا ملکہ طبل جنگ بجوا کے گئین میدان کارزار سے بیہوش ہوکے پلٹ آئین ہم لوگ صحرا مین
آتر رہے اس خیال سے کہ جب ملکہ اسم اعظم بند کرینگی لشکر اسلام لٹیگا لوٹ مین ہم بھی
شریک ہونگے مسلمانون کو قتل بھی کرینگے اب کئی دن گذر رہے کہ ملکہ زنار اپنی بارگاہ مین ہین
نہ لڑائی نہ جھگڑا مسلمان عیش کر رہے ہین سحر العجائب اُٹھا پشت پر کوٹھری تھی وہ کھول ایک
سنہری پتلی تڑپ کر نکلی دونون بھائیون نے سلام کیا کہا ای ہم شبیہ سامری ملکہ زنار میدان کارزار
سے کیون پلٹ آئین پتلی قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای شہنشاہ عاصیان وہ حمزہ پر عاشق ہوگئی ہین
جلد انتظام کرو اب انتقام بدعت ہوگا یہ کہکے بھاگ گئی ایک برق چمکی کہ سب کی آنکھین جھپک گئین
اندر سے تین مرتبہ افسوس کی آواز آئی سردار بھی پریشان ہوئے دونون نے کہا یہ پتلی دیوانی
ہو اسکی بات کا کیا اعتبار یہ کہکے حکم دیا ملکہ زعفران زرد پوش کو بلاؤ سب نے دیکھا کہ ابر
زعفرانی پیدا ہوا تخت پر ایک نازنین زعفران پوش تاج پہنے ہوئے آن اُتری اُسنے سلام کیا
سحر العجائب نے کہا ای زعفران تمنے سنا کہ بی زنار صاحبہ نے جا کر مین مشکل کیا تم جا کر اُنسے
تاج و تخت لیلو اُنسے کہدو کہ آپ طلسم مین جائیے اگر تمھارا جی چاہے اسم اعظم حمزہ بند کر کے
سب کو پکڑ لاؤ ورنہ پلٹ آنا زعفران کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا مین بی زنار کا کبھی سر کاٹ لاؤنگی
کوئی ایسا امر نالائق کرتا ہی انھون نے بہت بُرا کیا کنیز خاتمہ کر کے آئیگی اُسی وقت تخت پہ
سوار ہوئی ڈیڑھ لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر چلی یہان صاحبقران کو عمرو نے مشتاق کیا
صاحبقران نے کہا خواجہ یہان سے قریب ایک باغ ہی وہان تشریف لائین ہم ملاقات کو
چلینگے عمرو یہان سے چلا بلا تکلف بارگاہ زنار مین آیا زنار سے سب حال کہا یہ بھی ظاہر کر دیا
کہ مین عمرو عیار ہون زنار نے شرم سے سر جھکا لیا خواجہ سے کہا اچھا کل مین فلان وقت
باغ مین آؤنگی وقت وعدہ پر عمرو نے صاحبقران کو ساتھ لیا زنار نے اول ہی آکر
باغ مین فرش بچھوایا شرمائی ہوئی ٹہل رہی ہے کنیزون سے کہتی ہے مین اُنسے کیونکر بات کرونگی
پہلے تم اُنسے بات کرنا میرا اشتیاق ظاہر نہ ہو تم خاطر کرنا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے
ملکہ گھبرا گئین کہا کیون خواجہ اب مین کیا کرون عمرو نے کہا مہمان کی خاطر کیجیے اتنا خیال
رکھیے کہ صاحبقران بھی انتہا کے نازک مزاج ہین ذرا سی بات مین آزردہ ہو جاتے ہین
ملکہ نے کہا خواجہ مین تو بات نہ کر سکونگی تم بات کرو اسباب یہان سب طرح کا موجود ہے
شراب و کباب آئین یہان بیٹھین یہ ذکر تھا کہ صاحبقران مرکب پہ سوار باغ مین تشریف لائے
ملکہ تو منہ پھیر کر بیٹھین صاحبقران آگے کو ہم ملے ہوئے فرمایا کیون خواجہ ہم کسکے پاس آئے
ہمارا میزبان کہان ہے تم بیٹھو ہم جاتے ہین ملکہ یا تو کنکھیون سے دیکھ رہی تھین یا گھبرا کے
بول اُٹھین بیٹھیے میرا گھر نہین ہے امیر نے ہاتھ پکڑ لیا لاکے مسند پر بٹھایا باتین ہونے لگین ملکہ
ہر مرتبہ فرماتی ہین اب آپ پر بڑی بڑی لشکر کشیان ہونگی مین تو پلٹ جاؤنگی جا کر کہدونگی
کہ ساحر مجھسے مارے گئے اسم اعظم نہ بند ہوا لیکن یا صاحبقران جس وقت مین جواب دونگی
ایسا کوئی ساحر آئیگا کہ آپ کو یہان ٹھہرنا مشکل پڑیگا یہان کے ساحرون کے نزدیک اسم اعظم

ہندکرنا کچھ بات نہین ہی کچھ اور تدبیر کیجیے اول آپ کو یہ مناسب ہی کہ اپنے کو زندانخانۂ طلسمی تک
پہونچایئے کوکب و لاچین کو چھڑاییے اور سب شاہزادے قید مین بعد آئینگے آپ کا گذر
قریب کوہ عجائب دعا آتش ہوگا بہت خونریز بڑے مقابلہاے عظیم پڑینگے اگر وہان سے
گذر ہے تب لوح کا پتہ ملیگا اسکی کنجیون کو کیا عرض کرون نہایت مشکل سے لوح ملیگی اب تو حال
کی فکر کیجیے وہان سے کوئی ساحر زبردست آئیگا بہت سخت لڑائی پڑیگی صاحبقران نے
فرمایا پروردگار مالک ہی ملکہ مہر انگیز پروردگار پر ہی اس علامت پر کیا تدبیر ہو ملکہ نے کہا
جب خدا فضل کرے خندق کی جانب نہ جایئے سامنے نگاہ اٹھاکر دیکھیے ایک نخل سرسبز و
شاداب ہی اسپر ہزار ہا طائر بیٹھے ہین اس نخل کو بقوت صاحبقرانی اکھیڑیے وہ راستہ ہے
لیکن وہ طائر فوراً خبر پہونچا دینگے راہ مین روک ٹوک ہوگی زندانخانۂ طلسمی مین بڑے بڑے
لوگ قید ہین قہار فیلزور جو بڑا ان پر عاشق ہوا تھا جیتے گر جرار مالک سرحلہ جات اسپر
عاشق ہی آج تک اسکے دل مین لذت محبت ہی جس وقت سنیگی کہ قیدخانہ کو تا ضرور
اسکی مدد کو آئیگی بن پڑیگا تو لیجائیگی وہ بھی ہنگامہ برپا کریگی فنائی طلسم تو آپ کی ذات پر
موقوف ہی اصلی مقام پر سواے آپ کے کوئی نہ پہونچیگا پھر قربات تباہ کردیگا وہ زنجیرن
جو قید ہین سب صاحبان شوکت و لیاقت بلکہ تازہ میدان جرأت ہین وہ بھی زمین ہلا دینگے
مراد تو یہ ہی کہ طلسم مین غدر ہو جاے نکلوامیون کو چین نہ ملے یہ سب مضمون ہین نہ کتاب جاری
ہین پڑھا ہی صاحبقران ایک ایک لفظ کو بغور سن رہے ہین خواجہ سے اشارہ ہی کہ یہ سب
مقامات خیال مین رکھو اب صاحبقران نے ملکہ زنار سے اطاعت اسلام کو کہا ملکہ
مطیع اسلام ہوئین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کچھ گاؤ عمرو نے زنگال شراب چلنے لگی
عمرو نے ملکہ سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کر دی نظم

ڈر آن پلکوں کی کاوش کا شب غم میں ہے
چھیڑ اک لطف کی مجھ میں مرے ہمدم میں رہے

یا خدا خوش رہے جبتک وہ مرے غم میں ہے
روئے ہنس ہنسکے تجھے عید محرم میں رہے

یہ دعا کرتے ہیں ناصح کہ شناکر عاشق
وہ بھی ہو جائے ہمیں سا جو کوئی ہم میں رہے

سرد مہری مرے داغوں کی دکھائے وہ اثر
جو محبت کی نہ کافور کے مرہم میں رہے

آدم اچھے رہے جنت سے نکلکر پھر بھی
ہم گلی سے تری نکلے تو جہنم میں رہے

جان گستی تھی دعا دونگی نہ میں دل کیطرح
کر گئی کام وہ اپنا ہم اسی دم میں رہے

دیکھنا پیر مغان کی نظر لطف کا فیض
عمر بھر رند جوانی ہی کے عالم میں رہے

تنگ بلبل نہ وہ نشیمن ہو جو چمن میں بیقدر
گر گئے رہنے کی روش قطرۂ شبنم میں رہے

ہوش آیا ہی مجکو جب جاتا ہو تو کہتا ہی وہ شوخ
جو کبھی آپ میں رہتا نہ وہ ہم میں رہے

گل بنے داغ جگر خواہ بنے انگارا
چاہے جنت میں رہے چاہے جہنم میں رہے

ناخن تکا مری پڑ جائے کبھی صبر ایسا
زخم بھر لانگی تا شیر مرہم میں رہے

دل عاشق میں فلک نے کبھی رہنے نہ دیا
گھتی بڑھتی ہی خوشی ہم تو اسی غم میں رہے

اسکے قابو سے نکل آئے جو قابو پا جائے
دل سے یہ چال نہ بیتابی پیہم میں رہے

قتل پر میرے اُٹھے ہاتھ جو اُسکا یا رب
پھر وہ کچھ کام نہ آئے مرے ماتم میں رہے

ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ہم اُس صنم یکتا کو
سب کا مالک جو الگ سب سے دو عالم میں رہے

یار سوجی ہون تو صدقے تری جان بخشی پر
لاکھ دم عاشق جانباز کے اک دم میں رہے

ایڑیاں رگڑیں ہمیشہ وہ ملے پاؤں جلال
ہاتھ وہ پائے جو رسوا مرے ماتم میں رہے

اس وقت صحبت گرم ہے صاحبقران بھی مست بیٹھے ہیں پہلو میں ملکہ زنار مروارید پوش چند
کنیزان ہمراز بھی حاضر ہیں خواجہ سرا نئے نئے طور سے بجاتی ہے دل کو ایک دھیمی دھن میں کچھ بجے ہوئے
بجا رہے ہیں اشعار عاشقانہ گا رہے ہیں قضائے کار ملکہ زعفران زرد پوش بحکم شاہان طلسم
چلی تھی تخت ہوا پر اُڑا ہوا آتا ہے مصاحبین پہلو میں کہتی چلی آتی ہے اس وقت میں کہنے پڑا ایک
مجھے کیونکر ہو سکیگا کہ میں ملکہ زنار سے کہوں کہ میں نے تمکو معزول کیا مجھسے تو نہ ہو سکیگا تم
لوگ چلے سے کہنا کہ شہنشاہ نے آپ کو بلایا ہے جب وہاں جائیگی وہاں حال کھلجائیگا مصاحبین
کہتی ہیں ایسا ہی ہوگا کہ ناگاہ کی آواز کان میں آئی ملکہ زعفران کو علم موسیقی میں نہایت سواد ہے
ملکہ اُکے مارے سے کہتی ہو کون ظالم نے بجا رہا ہے کس قیامت کے اشعار گا رہا ہے مصاحبوں نے عرض کیا
بیشک کوئی کامل داکمل ہے زعفران نے کہا اسی جانب کوئی کھینچے لیے جاتا ہے چلو چلکر ذرا ہم بھی
ہم بھی دیکھیں کہ یہ کون شخص ہے کہ سنگ تخت اسی جانب پھیرا جون جون قریب جاتی ہیں دل کی دھڑکن
بڑھتی جاتی ہے فرماتی ہیں ارے ظالم کیا میل دے رہا ہے کمبخت نے کلیجے کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر
اسقدر بدحواس ہوئیں کہ کنیزوں سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ میں بڑھتی ہوں دیکھوں تو کون ہے
یہ کہکے بڑھی باغ پر آکر اتر آئی اب جو نگاہ اُٹھاکے دیکھا ایک جوان خوش گردن بلند و بالا
خوب رو نیکو سلاح جسے آراستہ چہرہ آفتاب عالمتاب پہلو میں ملکہ زنار مروارید پوش [illegible]
دھوان دماغ سے نکلگیا مگر خاموش جی میں کہتی ہے کہ یہ کیا غضب ہوا کنارے کھڑے ہو کر
سنا کہ ملکہ زنار صاحبقران کو راستہ بتا رہی ہیں دل تھرا گیا ارادہ ہوا کہ اتر کر سر کاٹ لوں
پھر سوچی کہ صاحبقران بیٹھے ہیں ضرور دخل دینگے صاحب اسم اعظم ہیں سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا
اس وقت خاموش ہی رہنا بہتر ہے یہ سوچکر ہٹ آئیں کنیزیں راہ میں ملیں پوچھا واری کون
گاتا تھا ملکہ نے کہا یہ نہ پوچھو مقدمہ لائق بیان کرنے کے نہیں ہے دنیا میں آگ لگگئی وقت زوال
طلسم نور افشان ہے دیکھے کیا ہو طلسم کشا راہ طلسم سے باہر ہوا کنیزوں نے کہا واری
کسنے ظاہر کیا کون جاننے والا ہے ملکہ نے کہا اب کھلجائیگا کسی کی جان پر بنیگی کوئی طلسم سے
نکالا جائیگا ابرو میں فرق آئیگا کنیزیں خاموش کہ یہ کسکا ذکر ہے ملکہ کیا فرماتی ہیں ہم میں نہیں آتا
ملکہ زعفران بقہر و غضب تمام طرف بارگاہ زنار کے چلی زنار صبح ہوتے ہی صاحبقران
سے رخصت ہوئی کہا کیوں شہریار اب ملاقات کب ہوگی امیر نے فرمایا تم صاحب اختیار ہو
ہم مجبور و لاچار ہیں جب قصد کروگی چلی آؤگی امیر نے فرمایا نہ جاؤ ہمارے لشکر میں چلو انشاءاللہ
ہمتو طلسم میں داخل کرینگے تم لشکر کی حفاظت کرنا زندانخانے میں جانا ہمکو واجب و لازم ہے

علاوہ فرزندون کے ایک ہمارا دوست صادق ساحر زبردست بادشاہ طلسم مینوسواد ملک اخضر سبز پوش جاکر قید ہو گیا ہی بڑا کار نمایان اُسنے کیا تھا ساحرون کے ہوش اڑا دیے نور افشان دوا کے بھاگے بھاگے پھرتے تھے عین وقت پر وہ گرفتار ہوا اسکے واسطے دل بیقرار ہی کہا اے شہریار مین رخصت تو ہوتی ہون خود بخود دل گھبراتا ہی سواے ان کنیزون کے کوئی میرے راز سے واقف نہین مگر دل کہتا ہی راز کھلگیا شاہان طلسم کو خبر پہنچی امیر نے فرمایا اگر ایسا ہی تم بلا تکلف ہمارے لشکر مین چلی آنا بادشاہ طلسم تو کیا اگر تمام عالم قصد کرے تمپر ہاتھ نہ ڈال سکے ملکہ تم نہ جاؤ ہمارے ساتھ لشکر مین چلو مین جاتے ہی طرف زندانخانے کے قصد کرونگا مجھے بھی یقین ہی کہ بڑی لڑائی پڑیگی اگر اُن دلیرون کو چھڑا لیا بڑا مطلب نکلیگا ایک ایک اُنمین شیر صولت اسفندیار ہیبت ہی نور الدہر بن بدیع الزمان ایرج نوجوان وہ کاذبھی قید ہی ملکہ نے کہا حضور وہ تو ضرور چھوٹینگا جنیشہ وحلیسہ دونون اُسپر جان دیتی ہین جرور ہاتھ پاؤن ہلائیگی ایسی باتین بہت سی رہین چلتے وقت ملکہ زنار نے دامن صاحبقران کا پکڑ لیا رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگین نظم

چھینکو بھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے
واقف نہین اب تک مرے نالون کے اثر سے
حیران ہین بہار تری آنکھون کے ہنر سے
یہ شعلہ عذار آپ نکل پڑتے ہین گھر سے
وہ پاس مرے آئے یہ کہتے ہوئے گھر سے
آنکھون نے ہمین مار لیا سحر نظر سے
گیسون مانع ترغیب ہو وصلت کی لڑائی
وشمہ مجھے جان کے بھی ہٹ گئے لالے
منھ بوسے کا مشتاق ہی دیدار کی آنکھین
ہم الفت دندان مین بہے جاتے ہین آنسو
اے وعدہ فراموش تری آنکھون کی سوگند
ہمنے جو تجھے دل مین جگہ دی تو عجب کیا
رومال بھگوتے ہوئے بالین سے پھر تے
کیونکر نہ گل افشان ہون مری آہ کی شاخین
یون ترک محبت سے مری وہ ہوئے بیٹھین
دلسوز بتون کی ہی جو ہو الفت ذاتی
ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا

برماتا ہوا دل کو نکل جائے جگر سے
اے تو سہی دل پھڑکے نکل آئے گھر سے
دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
کس طرح رہا جاتا ہی پتھر ہین شرر سے
ایسا نہ گمان تھا ترے نالون کے اثر سے
شرمائیے اپنے لب اعجاز اثر سے
اس معرکے مین ضبط تو مشکل ہی بشر سے
کچھ دل تو سوا ہو گیا سوزش مین جگر سے
دیکھون تو مری جان نکلتی ہی کہ گھر سے
ایک اشک کا قطرہ ہوا پنہان نہ گہر سے
ہمنے جو لگائی ہی بک چار پہر سے
احباب چھپاتے ہین حسینون کو نظر سے
دیکھا نہ گیا حال مریض آنکھ کی نظر سے
اس نخل کو سینچا ہی بہت خون جگر سے
جیسے کوئی چونک اٹھتا ہی مرنے کی خبر سے
پتھر کا کلیجہ نہین پھٹتا ہی شرر سے
ناسخ کے مقلد ہین تلمذ ہی قمر سے

اس غزل کو ملکہ نے اس سوز و گداز سے سامنے صاحبقران کے پڑھا صاحبقران زمان بیقرار ہوگئے امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ملکہ جان بلا ڈر کے رہین آئینگے ملکہ بہر نوع رخصت ہوکین

یہان زعفران پہلے سے آکر بارگاہ مین ملکہ زنار کے مقیّن کنیزون سے پوچھ رہی ہین آپ کی مالک
کہان ہین کنیزین عرض کر رہی ہین سحر تیار کرنے گئی ہین زعفران کنیزون پر بگڑ رہی ہے کہ تم
کیسی رفیق و شفیق ہو مفصل حال مالک کا نہین جانتین کنیزین عرض کرتی ہین ہمنے جو پوچھا بھی تو
فرمایا کہ ہم سحر تیار کرنے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ ابر سامنے سے چمکا زعفران دیکھنے لگین دیکھا
ملکہ زنار بر ہوا اس چلی آتی ہین چند کنیزین پشت پر اُسنے کچھ باتین کرلی ہوئی آپہونچین جیسے ہی
ملکہ زنار آکر اُتری زعفران نے پوچھا کہان تشریف لیگئی تھین ملکہ زنار اس وقت ہوش
مین نہین ہین منھ سے نکلگیا کہین نہین زعفران نے کہا بوا ذرا ہوش مین آؤ زنار کے
منھ سے بے اختیاری مین نکلگیا بند واسوخت

دوستان سخت بجانم ز آزاری دل
صرف شد عمر عزیزم بہ پرستاری دل
جان بلب آمدہ از دست جفاکاری دل
پیش ازین چند کشم رنج گرفتاری دل
نتوانم کہ کنم چارۂ بیماری دل
نیست جز مرگ کہ آید پی غمخواری دل
من ازین خانہ برانداز بجان آمدہ ام
زین شریر ہمچو سپندی بفغان آمدہ ام

گاہ در زلف بتان بردہ گرفتارم ساخت
بسمل تیغ نگہ گشتہ و خونبارم ساخت
بلبل نرگس فتان شدہ بیمارم ساخت
روز ہجران شدہ دیوانہ و ہشیارم ساخت
ہدف تیر بلا گشت و دل افگارم ساخت
در شب وصل بخواب آمد و بیدارم ساخت
یاس الفت شدہ صد زود عاصی بازد
رخنہ در کار من شیفتہ می اندازد

پیشہ گیری جدت زین گرسنہ عیاری
ہوس بلبلی شوخی و خوش گفتاری
تنگ جادو نظری سیمبر دلداری
رہزنی دشمن جان و جہان آزاری
دلبر تند مزاجی صنمی مکاری
گلرخی شمع جمالی و جفا کرداری
تا کمان آمد و دل برد و نہان شد آخر
جان لبی وصف کمر در دہان شد آخر

ملکہ زعفران نے کہا ذرا ہوش مین آؤ کیا بیہودہ بکتی ہو کون آیا دل کو لیگیا اب جان کو صبر کر
ہمکو سب کچھ معلوم ہے ای زنار افسوس تمنے عہدون کا بھی پاس نہ کیا طلسم کشا کو راستہ بتا دیا
زنار نے گھبرا کر کہا بوا میرے اشعار پڑھنے پر ایسے کلمات کہتی ہو مین نے کلیات شہید کو جو دیکھا
اُنکے واسوخت کے تین بند یاد رہگئے وہ مین نے پڑھ دیے تم کچھ اور سمجھین اور کسی کا بات کا دل مین
خیال نہ کرو مین بھلا یک کام کو گئی تھی زعفران نے کہا بوا زیادہ باتین نہ بناؤ ہمنے آنکھون سے اپنی
دیکھا طلسم کشا کے پہلو مین آپ بیٹھی تھین بہت خوبریز کا بھی نام آیا زندانخانے کا ذکر ہوا لوح طلسمی
کا بھی نام آیا تمکو بوا غیرت نہ آئی اب بھی انکار کرتی ہو مشکین باندھکر تمہاری لیچلونگی سامنے شاہان
طلسم کے انکار و اقبال کرنا شاہان طلسم ہیان رہے گئے ہین اُنکو معلوم ہو گیا تمکو معزول کیا حکم ہے
کہ مشکین باندھکر لاؤ سب بہتر اسی مین ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لو اور چلی چلو ورنہ ہم بذلت تمکو
لیجائینگے وہان جلکر جو مالک کرین زنار نے جو بیٹے کی باتین سُنین کہا بوا چپ رہو واہیات
باتین نہ بکو وہ کون ہین معزول کرنے والے مین گئی اُنکے باوا کی لونڈی ہون وہ خود مکار و
نمکحرام ہین اپنے مالک کو قید کر لیا اسیر یہ گھمنڈ زعفران اُٹھ کھڑی ہوئی گولہ مارا زنار نے
گولہ کاٹا لڑتی بھڑتی باہر نکلی زنار نے پکار کر آواز دی ای ساحران غدار مین نے تم سمجھونگی
جان بچانی دشوار ہے فکر کی ہے سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہے آمد طلسم کشا کی دھوم

تمام ساحران غدار کانپ رہے ہیں صاف صاف سامری نے لکھدیا کہ جو طلسم کشائی اطاعت
فرمانبرداری کریگا جان بچیگی ورنہ ذلیل ہوگا مارا جائیگا یہ جو ملکہ نے آواز دی چالیس ہزار
ساحر تیار ہوئے زعفران نے لشکر کو گھیر لیا زعفران بلاے روزگار ہی جسپر کڑک کر گری اُسکے
دو ٹکڑے کیے کئی ہزار ساحر مارے پکار رہی ہے کہ بی زنار تمکو جانے نہ دونگی زنار چاہتی ہے
میں نہ لڑوں نکلجاؤں زعفران نے سحر سے کانٹے بچھا دیے لکھ ہاے ابر بنائے ہے جدھر زنار
گئی اندھیرا معلوم ہوا سحر کرکے ابر کو توڑا دوسرا ابر حائل ہوگیا اس طرح زنار لڑتی پھرتی ہے
صاحبقران جو صبح ہوتے لشکر میں آئے چاہتے ہیں کہ اپنی بارگاہ میں جائیں کہ دیکھا لشکر حریف
میں ہنگامہ ہوا ساحروں کے مرنیکی بھی آواز آئی لکھ ہاے ابر نمایان ہوئے امیر نے گھبرا کے
فرمایا خواجہ بڑھکر خبر تو لو کیا معرکہ ہے خواجہ نے کہا ہرکارے وہاں موجود ہیں ابھی خبر لیکر آتے ہونگے
کہ نامیان دو تو میان دوڑتے ہوئے آئے عرض کی اے شہریار کوئی ساحرہ زعفران زردپوش
آئی اس سے اور ملکہ زنار سے مقابلہ پڑ گیا وہ ساحرہ چاہتی ہے ملکہ زنار کو گرفتار کروں ملکہ زنار
بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہیں ارادہ ہے کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤں اسنے بیچ میں سحر حائل کردیے
یہ سنکر صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے عمرو نے ہرچند کہا میں جا کر خبر لاتا ہوں امیر
نے فرمایا ہرکارے صاف صاف بیان کر رہے ہیں اب خبر کی کیا احتیاج ہے صاحبقران
کا گھوڑا بڑھا تھا کہ چار سو سردار عقب میں چلے طوق حران گرد ابو المعجن گرد سرداران
لشکر اسلام نے علم اژدہا پیکر کاندھے پر اُٹھایا خواجہ عمرو بھی صورت بدلکر چلے یہاں
زعفران نے کئی مرتبہ چاہا کہ ملکہ زنار سے مقابلہ کروں ملکہ زنار تڑپ تڑپ کے ابر
توڑ رہی ہیں جتنے ابر زعفران نے حائل کیے زنار نے سب ابر مٹائے کئی ایک دن میں
جادوگرنیان تھیں انکو بھی مارا کہ اُنکے مرنے سے زعفران کو غصہ آیا زعفران کا چہرہ
زرد دل میں در دلگری سحر کر رہی ہیں کہ زمین کانپی طائر نکلے اُڑے ساحر بھاگنے لگے نعرۂ
صاحبقران کی صدا آئی زمین تھرائی زعفران نے پوچھا ارے یہ کیا ہے کہا حضور صاحبقران
فوج لیکر آگئے زنار نے جو صاحبقران کو دیکھا پکار کر آواز دی آپ نے کیوں تکلیف فرمائی
میں لڑ بھڑ کے نکل آتی اور یہ بھی اشارے سے کہا کہ ہمارا حال کھلگیا زعفران نے مجھکو اور
آپکو ایک جگہ دیکھ لیا اب میں طلسم میں جانے کے لائق نہ رہی اگر جاؤنگی قصہ کردیگی وہ بھیا
نکورام بدی پیش آئیگی صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا زعفران نے جو دیکھا کہ صاحبقران
لڑتے ہوئے آتے ہیں سحر کرتی ہوئی بڑھی صاحبقران اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہے ہیں
جو زعفران نے سحر کیا وہ باطل ہوا زعفران غصے میں بچھ کھینچکر جا پڑی کئی سرداروں کو
اسنے مارا صاحبقران نے جو یہ جرأت زعفران کی دیکھی نعرہ کرکے جا پڑے زعفران نے
کئی گولے مارے وہ بیچ گرگئے اسی کے لشکر کے ساحر مرے زعفران جھلا کر جا پڑی کئی نیچے
مارے امیر روک رہے ہیں زنار نے جو دور سے دیکھا جیسی منظور ہوا کہ میں زعفران سے
مقابلہ کروں ایسا نہ ہو امیر کا اسم اعظم بند کرے ساحروں نے زنار کو روکا مگر صاحبقران

کئی وار اسکے دفع کیے ایک مقام پر نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے گھبرا کے سپر سر پر اٹھا دیا
تیغۂ عقرب سیر پڑا اسم اعظم پڑھ رہے تھے سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر گری تاج کو کاٹ کر مع سر کے
ایک چار ٹکڑے ہوئے زعفران کا مرنا ابر زرد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی
آواز آئی کشتی مرا نام تھا زعفران جادو یہ دور زنار نے بھی سنا اور دیکھا کہ زعفران
قتل ہوئی اب جو زنار ملازمون پر گری برق بنکر تڑپی بارہ چودہ ہزار ساحر مار گئے قدم سب کے
اکھڑے جو اسباب ساتھ لائے تھے ملازمان زنار نے لوٹ لیا خیمے بارگاہ میں جلا دین سیران جادو
زعفران جادو کی بہن کہ سب لشکر کی افسر تھی جب زنار نے جا کر اسکو بھی زخمی کیا زخمی ہو کر
سیران بھاگی لیکن پکار کر آواز دی بھلا اے زنار دیکھو شہنشاہ کو خبر ہو گی تو کیا بلا نازل ہو گی
بڑی ساحرہ کو تنے مارا یقین ہے کہ شہنشاہ کو بڑا قلق ہو زنار نے چاہا کہ اسکو نہ جانے دون
گرفتار کرون وہ خندق آتش مین پھاند پڑی سب ساحر آگ مین گھسکر غائب ہوئے صاحبقران
نے آکر ملکہ زنار کو ساتھ لیا کہا ملکہ اب یہان ٹھہرنے سے کیا فائدہ زنار نے دست بستہ
عرض کی مجکو دو بون طرح مشکل ہے اگر طلسم مین چلی جاؤن آبرو کا ڈر ہے ایسا نہ ہو وہ مجکو بھی
قید کر لے اگر نہ جاؤن دل کا یہ حال ہے نظم

زندے وہی ہین جو کہ ہین تجھپر مرے ہوئے ۔ باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوئے
مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین ۔ مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوئے
اللہ رے صفائے تن نازنین یار ۔ موتی ہین کوٹ کوٹ کے اوپر دھرے ہوئے
دو دن سے ہاتون جو نہین دیوانے یار نے ۔ بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے
ان ابروؤن کے حلقے مین وہ انکھڑیان نہین ۔ دو طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوئے
بعد فنا بھی آئیگی مجھ مست کو نہ نیند ۔ بے خشت خم لحد مین سرہانے دھرے ہوئے
نکلین جو اشک بے اثر انکھو سے کیا عجب ۔ پیدا ہوئے ہین طفل ہزارون مرے ہوئے
لکھے گئے بیاضون مین اشعار انتخاب ۔ رہ گئے رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوئے
آتش صفون کو تیغ نے ابروے یار کی ۔ تیر نظرہ سے درہم و برہم پڑے ہوئے
آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق مین ۔ کودے جو ابکی ہم تو ورے سے پرے ہوئے

یہ کہکے زنار بہت روئی عمرو نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ملکہ کیون گھبرائی ہو انشاء اللہ تنے جو کتاب
سامری مین پڑھا ہے وہی ظہور ہوگا ملکہ لاچار صاحبقران کے ساتھ ملیکہ لالہ عذار و ماہ رخسار
بھی واسطے استقبال کے آئین لشکر مین آکر داخل ہوئین مین لاکھ ساحر کا لشکر ایک جانب آکر
فروکش ہوا ملکہ زنار اپنی بارگاہ مین آئین دل دھڑک رہا ہے کہ دیکھیے شاہان طلسم کیا کرین
ضرور فساد برپا کرینگے یہان سحر العجائب و مصر الغرائب بارگاہ مین بیٹھے کہ سیران جادو
رخسار آکر پہونچی تمام کیفیت زعفران کے مارے جانیکی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ بی زنار نے
راستہ اصلی تعلیم کیا یقین ہے کہ صاحبقران داخلہ کرین ساحر گھبرانے لگے سحر العجائب نے
کہا صاحبقران کی کیا حقیقت ہے شاخسار کو بلاؤ اسی وقت شاخسار طلب ہوئی دو نون بھائی

کہا ای شاخسار تمنے سنا ہی زنار لشکر صاحبقران مین پہونچ گئین اب وہ راستہ بتائینگی شاخسار
نے کہا داری کیا مجال ہی زنار ایسی دس لاکھ اگر ہون تو کیا ہوتا ہی مین جاکے راستہ روکے دیتی ہون
شاخسار قید خانے مین آئی کچھ اسباب سحر لیکر دو کوس آگے بڑھگئی اور بھی جادوگرنیان ساتھ ہین
قضائے کار خبیثہ کرمخوار اُس وقت دربار مین بیٹھی تھی کہ جسوقت یہ خبر پہونچی سنکے بہت خوش ہوئی
یہ کہکر اُٹھی کہ لونڈی بھی جاکر شاخسار کی شراکت کرے سحر العجائب نے کہا ای خبیثہ کرمخوار یہ وقت
دستگیری ہی جو کام کرو گی کل اہالیان طلسم پر احسان کیا اگر تو جاکر اپنا کوڑہ کرکٹ اور اشیاے عجیب
راہ مین طلسم کشا کے پھیلا دے یہ مین خوب جانتا ہون کہ مسلمانون کو بہت احتیاط ہی جان دینگے
مگر مقام نجس پر قدم نہ رکھینگے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا الٹجائے خبیثہ نے کہا حضور ملاحظہ کرینگے لیکن
ایک فرمان بنام شاخسار مرحمت ہو کہ بی شاخسار کو ابتک مجھے شک ہی قید خانے مین مجاور
نہین آنے دیتین سحر العجائب نے چند فقرات خوشامد لکھے ای شاخسار آجتک تمنے ایسا
انتظام کیا کہ کوئی قیدی قید خانے سے نہین نکلنے دیا خبیثہ کرمخوار کہ خیرخواہان دولت
مین سے ہی برائے انتظام آئی ہی کسی طرح کا شک نہ کرنا خبیثہ وہ انتظام کریگی کہ طلسم کشا گھبرا کر
پلٹ جائیگا یہ فرمان اپنے ہاتھ سے لکھکر خبیثہ کو دیا خبیثہ وہان آئی دیکھا شاخسار نے مینکوس
آگے بڑھکر کچھ پہاڑ بنا لیے ہین اُسپر ساحر مقرر کیے کچھ خارستان کھڑے کیے پر بہار جابجا
ساحرون کو مقرر کر رہی ہی ایک ایک پری تاکید ہی کہ مین تم سبھون کی مدد کو موجود ہون
طلسم کشا کو دام مکر مین پھنسانا کہ خبیثہ کرمخوار آکر پہونچی شاخسار نے پوچھا بی عاشق صادق
کہان چلین میان قہار فیلزور کو نہین دیکھا خبیثہ نے کہا یہ فرمان ملاحظہ فرمائیے شاخسار
چونکہ انتظام مین تھی سحر بھی کر رہی ہی مدد بند تیار کیے فرمان کو پڑھکر جھولی مین رکھ لیا
ہنسکر کہا بی خبیثہ مجھے تمہین دیکھکر خوف آتا ہی خبیثہ نے کہا نہین حضور شاہان طلسم نے
بڑی پرورش فرمائی مین نے جو عذر کیا کہ ویرانے مین رہتے رہتے گھبرا گئی مہینون گوشت نہین
نصیب ہوتا دیہات مین ماش چنے کی روٹیان بڑی جوار کے چانول اور وہان کیا میسر ہی
تو وعدہ کیا ہی کہ تمکو شہر کا حاکم کرینگے آج وہ کوڑہ کرکٹ پھیلاؤن کہ طلسم کشا گھبرا کے
پلٹجائے شاخسار نے کہا جاؤ خبیثہ وہانسے بھاگی جنگل مین جابجا سحر کرتی ہوئی ٹھیک دوپہر کا
وقت ہی دھوپ تڑاقے کی ہی ہر طرف سناٹا قید خانے مین پہونچی قہار فیلزور پڑا ہوا سو رہا ہی
آتے ہی ایک لات ماری کہا او خفتہ بخت جلد اُٹھ مین تیرے چھڑانے کو آئی ہون قہار
زنجیرین ہلاتا ہوا اُٹھا خبیثہ نے قید کاٹی جلدی مین تخت بھی نہ بنا سکی گر مین بجبر دیکر لے بھاگی ملکہ
نسیم آفتاب معشوقۂ سکندر رسوخ مین بیٹھی ہوئی رو رہی تھی کہ سناٹا ہوا دیکھا کہ خبیثہ کرمخوار
قہار فیلزور کو پنجے مین دبا کر لیے جاتی ہی سکندر کو جگایا کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی
صاحبقران لڑتے ہوئے آ پہونچے دیکھیے خبیثہ کرمخوار قہار کو لیے جاتی ہی دیکھیں فلک
ہمکو اور آپکو کب رہا کرائے سکندر کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ملکہ نہ گھبراؤ
خداوند ہمکو سرسبز کریگا وہ بھی دن آئیگا کہ قید سے رہائی پائینگے تمہارا مرتبہ اعلیٰ ہی

کہتی ہی تیری عہد شکنی سے گھبرائی ہون یہ کہکر مسکراتی ہوئی قریب آئی ہاتھ پھیلا دیے کہا ارے
مدت گذری جی چاہتا ہی اسی وقت مقدمۂ اصلی کا سامنا ہو قہار نے کہا ارے سب اہالیان فوج
کھڑے ہین خبیثہ نے کہا یہ سب نوکر ہین ان لوگون سے کیا شرمانا قہار نے کہا مین کئی مہینے کے
بعد قید سے چھوٹا ہون کچھ نہ ہوسکیگا جہان قہار کھڑا تھا وہان ایک نخل ہی اسمین کچھ پھل لگے ہین
خبیثہ نے ایک پھل توڑکر کہا لے یہ کھالے کہ تجکو خواہش ہو قہار نہ کھاتا تھا خبیثہ نے
زبردستی کھلایا پھل کھاتے ہی مبہوت ہوا گینڈے سے کودا پھل کھانیکا پھل ملا ہاتھ پھیلا کر کہا
ذرا سینہ تو کھولدو خبیثہ نے کہا مجھے کیا تجھسے انکار ہی یہ کہکے ساری کھونٹکے چینلدی گنوار دن
نے منہ پھیر لیے قہار خبیثہ پر جا پڑا مقدمۂ اصلی ہونے لگا خبیثہ نے راز و نیاز پیچ قہار
کے نوچ رہی ہی کبھی کہتی ہی مجھے مار ڈالیگا ارے بس چھوڑ دے قہار کہتا ہی بعد کئی مہینے کے
یہ دن نصیب ہوا جلدی کیا ہی اسی ریت مین خبیثہ قاعدے سے لیٹی ہی قہار مطلب اصلی مین
مصروف ہی جلیسہ جو اُڑی ہوئی جاتی تھی گنوار دن کا ہنگامہ جو سنا پلٹ پڑی سر جھکا کے
جو یہ معاملہ دیکھا منہ مین پانی بھر آیا پکار کر آواز دی ہمشیرہ یہ میرا فرزند ہی مین نے کبھی
اس سے کسی بات کا انکار نہین کیا بس تھا مین اس وقت ہوش مین نہین ہون تجکو کچھ
شرم نہ آئی سر بازار ایسی باتین خبیثہ کہتی ہی ای قہار اسکو بکنے دے قہار بھی بدل مصروف
ہی ٹہنا اسکا خبیثہ کی رائے پر موقوف ہی جلیسہ نے اُڑتے اُڑتے ایک گولہ مار اپکار کر
آواز دی یا سامری یہ دونون جلجا ئین مین نے یہ معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا مجھے صبر
نہ ہوسکیگا اب تو خبیثہ اُٹھی قہار سے کہا ای فرزند اب اور وقت کا وعدہ رہا حوصلہ
دل کا دل ہی مین رہا اس حرامزادی نے عین وقت پر آکر ستایا تو بھی ہوشیار ہو جا نظم

نظر پر روے او و ز دیده بگشا
صبا گو غنچۂ ناچیده بگشا
بگلشن بگذر و در لعبت گل
شکنج طرۂ ژولیده بگشا
در رمز عشق آگاہی نظیری
ز خود گم کرده بردی دیده بگشا
مبادا عالمے را جان برآید
زبان بلبل شوریده بگشا
گره بر جبین ابرو از چه داری
معما از دل نشنیده بگشا
اگر پژمرده تا باغبان جبید
گره از زلف خود فہمیده بگشا
برافشان کاکل شمشاد را گو
سر این نافۂ پیچیده بگشا

قہار ہنسنے لگا جلیسہ تو غصہ
مین کانپ رہی ہی کہتی ہی دونون کو مار ڈالونگی او خبیثہ تو نے دل مین آگ لگا دی میرے
سامنے یہ حرکت ناشایستہ کا شکے اندھی پیدا ہوتی یہ معاملہ تو اپنی آنکھون سے نہ دیکھتی قہار
تو الگ کھڑا ہی خبیثہ اُسی طرح برہنہ بال سر کے کھلے ہوئے جلیسہ کو سمجھاتی ہی کہ جا چلی جا
تو نے اس وقت مطلب مین خلل ڈالا صبر کر لی ہون جلیسہ کہتی ہی مین اپنے فرزند کو تیرے
پاس نہ چھوڑونگی میرا ابھی تو مطلب ہوا اگر تو جانثری چاہتی ہی قہار کو حکم دے کہ میرا بھی دل
خوش کردے یہ کہکے اُسنے بھی ساری چینلدی ململ کا ٹکڑا قہار کو دکھاتی ہی کہتی ہی ارے دیکھ تو
خبیثہ کو یہ غنچۂ گل کہان ملکہ ہی یہ گوہر ناسفتہ کہ ناگفتہ تیری آبرو بڑھ جائیگا اس ملعونہ سے
کیا ہاتھ آئیگا قہار شرماکر سر جھکا لیتا ہی کہتا ہی اری بیغیرت ساری تو باندھ لے کہتی ہی

بینا کیون چھپاؤن اصلی کیا شرم ہی مطلب اصلی پر دل سے گرم ہی دونون برہنہ کود رہی ہین
خبیثہ اپنی تعریف کرتی ہی کہتی ہی ارے یہ شگافت قلم ہی یا شگاف گندم آدم فریب ہی سحر دونون
مین چل رہے ہین نخل صحرائے ویران کے چل رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند دونون مطلب
اصلی کی خواہش مین دردمند خبیثہ بہت تیز و طرار ہی مقام اصلی کے بال نوچکر جلیسہ پر
پھینک مارے ہزارہا ماران سیاہ جلیسہ کو لپٹ گئے لاکھو یہ چیختی غل مچاتی رہی اسقدر
کاٹا کہ جلیسہ چلنے لگی لاشہ اسکا زمین پر گرا خبیثہ نے کہا چل نکل چل اب ٹھہرنا مناسب
نہین ہی قہار نے گینڈا بڑھایا عوض مین نقارون کے ڈھلے جھانج بجتے ہوئے خبیثہ ایک
خوک صحرائی پر سوار کہتی ہی اس ویرانے سے نکل تمام جنگل ویران جدھر قہار گینڈا
بڑھاتا ہی صحرائے ویران نظر آتا ہی کہتا ہی ای مادر مہربان اس صحرائے ویران سے کیونکر نکاسی ہو
خبیثہ کہتی ہی جلیسہ کا مرنا غضب ہو گیا فورًا خبر پہونچیگی سب سے زیادہ ڈر شاخسار
کا لگا ہوا ہی وہ مصروف اہتمام ہی پہاڑ بنا رہی ہی یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ہی لیکن شاخسار
ایک صحرائے ویران بنا کے بیٹھی ہی کہ ایک طرف سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے پر دن
سر پیٹتے ہوئے آواز دیتے ہوئے ہائے جلیسہ مردار خوار کا خاتمہ ہوا مردار خواری
مین اب کون ہمارا ساتھ دیگا مردے ڈھونڈھ ڈھونڈھ لاتی تھی آپ بھی کھاتی تھی ہمکو بھی خوب
کھلاتی تھی شاخسار نے جو یہ معرکہ دیکھا اشارہ کیا ایک زاغ آکر اسکے ہاتھ پر بیٹھا پشت
سہلا کر شاخسار نے کہا ارے جلیسہ کو کسنے مارا زاغ نے آواز دی خبیثہ نے
جلیسہ کو مارا آپ کو کچھ خبر بھی ہی خبیثہ زندانخانے سے قہار کو لیگئی یہ سنتے ہی شاخسار نے
زاغ کو تو چھوڑ دیا کہا بیشک اب عمر طلسم تمام ہوئی سامری نامے مین مرقوم ہے
کہ پہلے وہ ساحرہ قتل ہوگی جو بیچاری بے گنہ مری ہوا امورات خلاف پر سب گرم ہین
سب اہالیان طلسم اُس سے بھاگتے ہین یہ بھی لکھا ہی کہ جس کو جس قتل کرے یہ کہکر ایک
چیخ ماری آواز دی او ذلیل جادو بینا خبیثہ کو یہ حرامزادی جانے نہ پائے یہ آواز
دیتے ہی پہاڑ سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام چالیس زنگی ساتھ ایک عرق باندھے ہوئے
سونٹا ہاتھ مین کہا ملکہ کیا حکم ہوتا ہی شاخسار جادو نے کہا خبیثہ و قہار طرف
صحرائے ویران کے جاتے ہین زیر کوہ بوقلمون جاکے روک لے یہ سنتے ہی ذلیل
چلا چالیس زنگی پشت پر اسی حال سے عرقیان باندھے ہوئے میلے چادرے بغل مین
سونٹے ہاتھ مین جست و خیز کرتے ہوئے چلے ان سب کا ذکر وقت پر کیا جائیگا اب یہ حقیر
بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت ناظرون والا مقام مین عرض کرتا ہی ناظرین والا مقام
آگاہ ہون کہ جس روز ملکہ زنار مردار سیہ پوش آکر شریک ہوئی ہین صاحبقران نے
حکم دیا کہ کل صبح کو ہم طرف طلسم کے جائینگے اُس دن لشکر مین انتشار ہو جس بارگاہ
مین صاحبقران تشریف رکھتے ہین خواجہ عمرو بھی حاضر ہین معتبر ہوش فرنگی و صاحبقران جا
خدمت مین خبر مشہور ہوئی کہ کل صاحبقران حدود جا بیٹھے ملکہ لالہ عذار و ماہ جبین

خبر سنکر آئین ملکہ زنار بھی حاضر ہیں امیر فرما رہے ہیں کہ خواجہ اب لشکر بعد خدا کے تمہارے سپرد ہی عمرو نے عرض کی ای شہریار جہان حضور جائینگے غلام بھی پہونچیگا ملکہ زنار نے بھی عرض کی کہ کنیز ضرور ساتھ چلیگی صاحبقران نے فرمایا تم ہی نے تعلیم کیا کہ تنہا جانا چاہیے اب میں اکیلا جاتا ہوں تم لوگ وقتاً فوقتاً آجانا ملکہ زنار رونے لگیں کہا ای شہریار کالی راتیں ہجر کی مجھسے نہ کاٹی جائینگی خاص آپ کی ملازمت کے واسطے عزیز و اقارب سب چھوڑے شاہان طلسم کو اپنا دشمن بنایا مجھے کیونکر آرام پڑیگا **نظم**

ہجر میں کرتا ہوں منت ای جنون حداد کی	طوق کے بدلے بنا لادے چھری فولاد کی
ہی فقیری کا سبب الفت قد آزاد کی	چاہیے ہم چھوڑ رکھیں چھری شمشاد کی
پھر گئی جب کوچہ جانان کیجانب کی ہوا	تب ہماری خاک تونے ای فلک برباد کی
راہ میں نقش قدم تصویر آتے ہیں نظر	پاے جانان میں روش ہی خامۂ بہزاد کی
زادہاے طبع کی کثرت ہوئی ہی اسقدر	جسنے اک بستی زمین شعر میں آباد کی
بت نے مارا ہی جو مجکو تھی یہ تقدیر خدا	حکم حاکم تھا شکایت کیا کرون جلاد کی
زندگی ہمسایہ کے مانند میرے ساتھ ہی	عشق گیسو میں ہی عادت افعی ہمزاد کی
قتل تو کرتا ہی مجکو چھوٹتا ہون رنج سے	یار ہی سفاک خونریزی مجھے فصاد کی
عشق کب محروم رکھتا ہی کسی جانباز کو	گوش شیرین میں صدا تھی تیشۂ فرہاد کی
ہی الف سا قد تصور میں مجھے آٹھوں پہر	دل ہمارا ہی کہ پیشانی کسی آزاد کی
رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست	سلطح ہو شادمان خاطر ناشاد کی
بتکدے میں میرے نالوں سے جو آیا ہی نمناک	اس صنم کے سامنے ناقوس نے فریاد کی
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے	جان شیرین مفت میں جاتی رہی فرہاد کی
نعل عیسی سے زیادہ ہی اثر ہیں اسکی بات	کھول دیتا ہی زبان وہ گنگ مادرزاد کی
یار کے در تک رقیب آتے ہی مرجائے شتاب	یا الہی موت اسکو بھی ملے شداد کی
کنج غربت میں ہی جز غم خاک ناسخ اب گھر	خط کوئی آیا کبھی پڑھکر طبیعت شاد کی

صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ زنار ہمارے جانے سے راستہ کھلجائیگا تم لوگ بھی چلے آنا انشاء اللہ ملاقات ہوگی لشکر میں آکر لیجانا اچھو دیکھیں کیا سامان ہوتا ہی رات بھر انھیں باتوں میں گذری صبح کو صاحبقران آگے آگے سب سردار گھیرے ہوئے جب صاحبقران قریب خندق آتش کے پہونچے طاؤس نے قلعے سے آواز دی یا صاحبقران ادھر آئیے یہی راستہ طلسم کا ہی آپ کو راستہ بتاتا ہون صاحبقران نے چاہا ادھر دون زنار نے کہا ای شہریار اس مکار کیجانب نہ دیکھیے یہ دھوکا دیتا ہی صاحبقران طرف صحرا کے چلے جب قریب اس نخل کے پہونچے اسپر جو طائر بیٹھے تھے غل مچانے لگے سر پر صاحبقران کے چرخ مارتے تھے غل مچاکر آوازین دیتے تھے ان آوازون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ شعر پڑھ رہے ہیں **نظم**

واللہ نبود عارم گر یار بود یارم	از مومن و از مسلم از کافر و از ملحد
من عاشق بدنام دیوانہ و بدکارم	زنار ستادہ ز صلاح و اللہ کچھ پیدا

از زیر چرا گردم چون ملحد بیدینم	در کعبہ چرا باشم چون در پے زنارم	از صالح شب و دم از فاسق شب گردم
نی مے بر پیمانہ ام نے مست نہ ہشیارم	گہ سبحہ گہ تافم زالست چنین لافم	شہباز جہانگیرم پرواز جہاں دارم
گہ روضۂ رضوانم گہ بلبل بستانم	گہ صبح گہے شامم گہ شمع گہے نارم	ہر ساقی و گہ جامم گہ مطرب ناکامم
گہ بربط و مضرابم گہ چنگ سہ تارم	من عاشق جانبازم معشوق سرافرازم	من ترک سر اندازم من دلبر عیارم
من دلبر پنہانم بر صورت انسانم	من قادر جبارم جبارم و ستارم	فرد ازلی ہستم حی ابدی ہستم
گاہے بت زنارم گہ چتر بسر دارم	احمد تو بخوان مارا جز حق تو مدان مارا	از مذہب پنداری بیزارم و بیزارم

صاحبقران سے کچھ خیال نہ کیا زنار نے بھی آواز دی ای شہریار بسم اللہ اپنے مقام پر جا بیٹھے رہیے نہیں صاحبقران نے جھپٹ کر نخل کو اکھیڑا حقیقت میں اسقدر مضبوط تھا کہ امیر نے زور صاحبقرانی ختم کیا جب نخل اکھڑا آج وہ زور تھا کہ جو روز قتل ارجناب آہن شاخ کیا تھا موئے جسم استادہ تھے انگلیوں سے قطرات خون ٹپکے چہرہ سرخ ہو گیا عمرو نے کہا ای زنار سوائے صاحبقران کے کوئی اس نخل کو نہیں اکھیڑ سکتا تھا زنار نے عرض کی خواجہ جسکی زندگی ہوگی وہ دیکھیگا کہ صاحبقران اس طلسم کو ضرور فتح کرینگے اکھیڑنا نخل کا علامت طلسم کشائی ہے صاحبقران نے دیکھا بہرہ نقب کا ظاہر ہوا ایک اژدر نے سر نکالا زنار نے کہا ای شہریار خوف نہ کیجیے گا دہن اژدر میں پھاند پڑیے صاحبقران بسم اللہ کرکے دہن اژدر میں پھاند سے دہنہ نقب کا بند ہو گیا صحرا میں سناٹا ہوا عمرو دیوانہ وار وحشی مثال فراق میں اپنے آقا کے پھرنے لگا پکارتا تھا آقا میرے کہاں ہیں زنار نے کہا خواجہ ہم تو رخصت ہوتے ہیں عمرو نے کہا ملکہ مجکو بھی لو آگے آگے زنار اسکے پیچھے ماہ رخسار اسکے عقب میں لالہ عذار مینوں جادوگرنیاں روانہ ہو گئیں عمرو نے دیکھا زنار تندیل فلک ہولی نظر دن ... نہاں ہو گئی نہیں معلوم کہاں گئی لیکن خبیثہ کرمخوار قہار کو لیے ہوئے آتی ہے کھنچی جاتی ہے ای قہار جلیسہ کا مارا جانا بڑا غضب ہوا شاخسار کو خبر ہو گئی یہ کھنچی ہوئی جاتی تھی کہ پہاڑ سے گرد اڑی آواز آئی منم ذلیل جادو ای خبیثہ کہاں جاتی ہے دھکڑے کو بھی ... لیے جاتی ہے ہر چند کہ ذلیل ہوں مگر شاخسار کا کفیل ہوں یہ کہکے گنوار دن پر جا پڑا تیر ستم چلنے لگے جس زنگی پر تیر پڑا سینے کو توڑ کر پار نکل گیا ذلیل جادو نے جسکو گرا چیر کے پھینکا یا بلا سے بھیر یہاں ہی خبیثہ نے جو یہ معرکہ دیکھا چھوٹے موتیوں کی ہیکل گلے سے اتاری منہ میں قہار کے ڈالدی کہا اس ذلیل کو لینا جانے نہ پائے زور میں نے تیرا زیادہ کر دیا قہار چلا ذلیل نے آواز دی او ملعون میرے پاس نہ آنا یہ کہکے سامنے سے بھاگا طرف خبیثہ کے چلا پکار کر آواز دی ارے خبیثہ ساری کھول دے میں چھوٹی خبیثہ کا بہت مشتاق ہوں خبیثہ نے کہا بیٹا تجھے کیا انکار ہے نہ قہار کا فلاں بھائی کھلا بیٹا تجھ میں انہیں کیا ذوق ہے اسکو یہ ... ش کیا تجکو دودھ پلایا ذلیل قریب پہونچا خبیثہ کرمخوار نے ساری ہٹائی ذلیل جادو قاعدے سے یہ سمجھا قہار کا لیان دیتا ہے کہ ادھر ادھر افزادی یہ کیا کرتی ہے کچھ تجکو شرم نہیں آتی خبیثہ نے ہنسکر کہا بیٹا ان باتوں میں دخل نہ دو قہار

کب مانتا ہی ہر مرتبہ گینڈا بڑھاتا ہی کہ خبیثہ پر جا پڑون جب قریب پہونچتا ہی گینڈا اسکو ہٹا لاتا ہی
جب تین مرتبہ یہی ہوا کہ قہار کو گینڈا ہٹا لایا ذلیل سے خبیثہ منھ کالا کرنے مین مصروف ہی آخر
قہار گینڈے سے کود تلوار کھینچکر چلا خبیثہ نے بہت منع کیا کہ ارے یہان نہ آنا ورنہ پچھتائیگا اور
بحسرت مارا جائیگا قہار تلوار کھینچکر قریب ذلیل کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا سر پر ذلیل کے پہلا
پڑا سر ذلیل کا زخمی ہوا اتنے مین خبیثہ سے الگ ہوکر قہار پر جا پڑا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا
ذلیل نے کلائی پکڑلی دونون مین کشتی ہونے لگی خبیثہ کھڑی رو رہی ہی قہار کو کوستی ہی کہتی ہی
تجھکو لات و منات سمجھے غارت کرین تو نے ہمارے مزے مین خلل ڈالا قہار گالیان
دیتا ہی کہ اپنے سحر کے زور مین مجھے زیادہ ہی زیر کرلیگا میرا اسپر زور نہین چلتا خبیثہ کو رونے
سے فرصت نہین بلک بلک کے رو رہی ہی گنوار بھی سب کھڑے دیکھ رہے ہین قہار کہتا ہی
او نامردو کھڑے دیکھ رہے ہو اسکو مار لو مجکو زیر کیا چاہتا ہی وہ سب کہتے ہین ہماری بیوی
آشنا ہی اسکو ہم کیونکر مارین قہار حیران ہی کہ یہ کیسے ملازم ہین میرا کہنا نہین مانتے ذلیل
قہار کو لے دوڑا قہار لاکھ چاہتا ہی کہ مین اپنے کو روکون ذلیل گالیان دیتا جاتا ہی اور
کہتا ہی ہون سب نامردے اسی تجھ پر تو نے میرے مزے مین خلل ڈالا اب میرے ہاتھ سے
کیا بچیگا خدا ایسے مین نے ہزارون مار ڈالے خبیثہ میری جورو ہی ہمیشہ اس سے مزے
اڑاتا ہون انکی مجال ہی کہ میرے سامنے تیری شرکت کرے یہ سب جتنے کھڑے ہین میرے
دیکھے بھالے ہین رشتے مین میرے سالے ہین یہ اپنے بہنوئی کو ستا سکتے ہین قہار کی بیقراری
اپنی جان سے بیزار پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی یقین ہی کہ اب وہ زیر کرلیگا کہ پہلوے نعرہ شیر کی
آواز آئی سے مین حیرانی دیکھا صاحبقران زبان نعرہ کرتے ہوے چلے آتے ہین نعرہ صاحبقران

امیر [illegible] سب خنجر	بحکم خدا بستہ شمشیر جارا	بہ تیغ صمصام و صقام نام　بہ تیغ عقرب بکے ردا انجام
[illegible] جہان پاک کرد	سر کشان جلہ در خاک کرد	امیر نے جو قہار و ذلیل کو لڑتے ہوے دیکھا

خبیثہ نے گنوارون سے کہا کہ طلسم کشا کو مار لو سب پاسی اور گنوار صاحبقران پر ٹوٹ پڑے
امیر نے عقرب کو کھینچا جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بیسیون قتل ہوگئے دس بارہ گنوار
مارے گئے باقی رام رام کرتے ہوے بھاگے خبیثہ نے پکار کر آواز دی ارے نامردو تم سب
بھاگ کر کہان جاؤگے اب قریات مین نہ رہنے پاؤگے کسی نے جواب بھی نہ دیا صاحبقران
سب کو بھگا کر طرف قہار و ذلیل کے چلے اب خبیثہ کو تاب نہ آئی صاحبقران پر جا پڑی
آگ برسادی بسبب اسم اعظم کے صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی جب خبیثہ برابر پہونچی صاحبقران
پر پانی برسایا بوندے گرد کے بنا کے امیر پر کسی نے تاثیر نہ کی خبیثہ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے تیغ عقرب پر اسکی تلوار کو کاٹا الجھا کے سے ہاتھ نکالکر تلوار ماردی خبیثہ کر نخوار کے
دو ٹکڑے ہوئے مرنا خبیثہ کا کہ آسمان سے آگ برسی قہار و ذلیل دونون صاحبقران پر
جا پڑے دونون نے دو طرف سے ہاتھ مارا امیر نے تھپکیان مارکر دونون کی کلائی پر ہاتھ
ڈالکر یا تلوارین چھینکر پھینکدین کمر مین ہاتھ ڈالکے دونون کو اٹھا لیا غصے مین بھرے ہوے تھے

دونون کے سر ٹکرا دیے! شے دونون کے پھینککر صاحبقران آگے بڑھے شاخسار جادو
انتظام کرکے چاہتی ہی کہ پلٹون کہ ایک زغن اُڑتی ہوئی آئی پر ذن سے سر پٹپتی ہوئی اور آواز
بلند پکارتی ہوئی ای ملکۂ عالم طلسم کشا نے ذلیل و قہار و خبیثہ کو مارا اس طرف آتا ہے
یقین ہی کہ آکر آپ سے مقابلہ کرے یہ کہکر زغن جلگر گری ساخسار نے ایک چیخ ماری آواز دی
ای ساکنان صحرا طلسم کشا آگیا اسکو بڑھکر رو کو بارہ ہزار ساحر درۂ کوہ سے نکلے افسر انکا
سلطان ازرق چشم آگے بڑھا ہوا شاخسار نے پکار کر آواز دی لینا وہ سب کچھ سب
جھپٹے صاحبقران اُن دونون کو مار کر بڑھے ہین قریب ایک صحراے ہولخیز وحشت انگیز
کے پہونچے ہین کہ دیکھا بارہ ہزار ساحر آگے آگے ایک ساحر گینڈے پر سوار نعرہ کرتا ہوا
کہ منم سلطان ازرق چشم ساتھ والون سے کہا طلسم کشا کو مار لو بارہ ہزار ساحر صاحبقران
پر جا پڑے امیر نعرہ کرکے ان ساحرون سے لڑنے لگے چاہتے ہین کہ اپنے کو ادھر کو قریب
افسر کے پہونچاوین ممکن نہین ہوتا ساحر جان دیے دیتے ہین ایک کو مارا دس آگئے امیر
نے لاشون کے انبار لگا دیے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی دریاے خون جاری سر مثل اولون
کے برس رہے ہین ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین لکھا ہی کہ دن بھر گذر گیا ہی صاحبقران
کو ساحرون سے مہلت نہین ملتی صحراے ہولناک اندھیرا جنگل مین پڑا ہی ساحر سحر کر رہے ہین
امیر کو پریشانی اندھیرے مین صاحبقران زخمی ہونے لگے سلطان ازرق چشم نے نعرہ کیا
کہ یارو طلسم کشا پر سحر کرو نیزہ و تلوار سے مار لو زندہ نہ بچے اگر طلسم کشا مارا گیا سارے طلسم
کی جان بخشی کی صاحبقران تاریکی مین بہت گھبرائے بیقرار ہوکر دعا کرنے لگے کہ پروردگار
اس اندھیرے سے نجات دے بڑا افسوس یہ ہی کہ کوکب اپنے دل مین کہیگا صاحبقران
نے مجکو قید سے نہ چھڑایا انصاف یہ ہی کہ ہوشربا اسی کی فکر سے فتح ہوا اگر کوکب شریک
نہ ہوتا فتح طلسم ہوشربا دشوار تھی پروردگار مجکو تابہ زندان خانہ پہونچا دے اگر موت بھی
آئی ہو تو اتنی مہلت ملے کہ مین کوکب کو رہا کردن بعد اسکے حکم ہو کہ ملک الموت قبض روح
کرے تہ دل سے امیر نے دعا کی ایک شعلہ آکر آنکھون کے سامنے چمکا اسکی روشنی مین امیر
بڑھے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ہمکو لعل روشنی دکھا رہا ہی ازرق چشم نے جو دور سے دیکھا کہ
صاحبقران روشنی مین چلے آتے ہین ساحر اندھیرے مین ٹھوکرین کھا رہے ہین ازرق چشم
نے روشنی پر گولہ مارا روشنی بلند ہوگئی گولے پر عکس پڑا گولہ پلٹ کر ایک ساحر کے سینے پر پڑا
توڑ کر پشت کو پار گذر ا ساحرون نے پکار کر آواز دی ای سلطان کیا کہنا آپ نے اپنے
ملازم کو مارا طلسم کشا کا کیا نقصان ہوا سلطان نے کہا مین نے تو قصد کیا تھا کہ روشنی کو
گل کردن دوسری بات ہوئی وہ روشنی پھر صاحبقران کے سامنے آکر چکی سلطان کا قصد
ہی کہ سحر کرکے روشنی کو گل کردن ساحر سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین شاخسار کا حال سنیے دن بھر
انتظام کرکے چاہتی تھی کہ زندان خانے مین جاؤن کہ ایک ساحر دوڑا ہوا قریب آیا کہا حضور
سلطان نے جاکر طلسم کشا کو گھیرا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا کئی ہزار ساحر مارے گئے مگر گرفتار ہوا

طلسم کشا کا دشوار ہی شاخسار نے کہا بڑے تعجب کی بات ہی حمزہ اکیلا آیا مشہور ہی کہ عمرو حمزہ کا ہمزاد
وہ کیون نہین آیا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون ارے شیران جادو کہان ہی نام شیران لیکر جو لنے
دستک دی جنگل سے ایک شیر دم ہلاتا ہوا سامنے آیا شاخسار نے کہا ای شیران جہان عمرو ملے
اسکو گرفتار کرکے لاؤ وہ شیر چلا شاخسار پلٹ کر قیدخانے مین آئی دیکھا سب قیدی خوشیان
کر رہے ہین کنیزون نے جو ذکر کیا سب قیدیون نے سن لیا کہ صاحبقران علامت سے گذر چکے
طرف قیدخانے کے آتے ہین ایک سے ایک تنا گیر ہو رہا ہی نور الدہر زنجیرین ہلا رہے ہین اور
آواز دیتے ہین ادتا جزادے کرباس فروش بازاری اب ہم چھوٹینگے طلسم نور افشان کو لوٹینگے
تم یہین قید مین پڑے رہو گے ایرج نے پکار کر آواز دی او کشتی گیرزادے داداجان مجکو آکر
رہا کرینگے تمہارے تو نام سے بیزار ہین دونون نے زنجیرین ہلائین شاخسار نے جو دیکھا کہ ایرج
و نور الدہر زنجیرین ہلا رہے ہین طعن و تشنیع آپسمین ہو رہے ہین سماک جادو اسکا غلام پہلو
مین کھڑا تھا کہا ای سماک ان دونون کو منع کر سماک بڑھا نور الدہر کو جھڑکا کہا او نبیرۂ حمزہ
خاموش رہو ملکہ عالم خفا ہوتی ہین نور الدہر تو سلیس ہین سر جھکا کر چپ ہو رہے آنکھون مین آنسو
بھر آئے جب نور الدہر خاموش ہوئے پھر طرف ایرج کے پلٹا کہا ای جوان اب زنجیرین نہ ہلانا
غل ہوتا ہی ملکہ عالم خفا ہوتی ہین ایرج نوجوان شاگرد خواجہ عمرو ہین ہنس پڑے کہا بھائی
میرے پاس آؤ مین تمہین سمجھادون اس کشتی گیرزادے نے شاہان طلسم کو برا کہا ہم انکا
نمک کھاتے ہین ہمکو ناگوار ہوا ایک بات ایسی ہی اسکو چلا کے نہین کہسکتے قریب آؤ سمجھادین
سماک قریب ایرج نوجوان گیا ایرج نے کہا پاس آؤ کان مین تمہارے کہینگے جب یہ بالکل
قریب آیا کہا دیکھو ملکہ شاخسار جادو نور الدہر کو مار رہی ہین کیا برا کلمہ کہا شاہون کی بالکا نام
لیا ہی سماک جادو پلٹا جیسے ہی منہ اسکا پھرا ایرج نوجوان نے ہتھکڑی اسکے سر پر ماری للکار کر
کہا ابے یہ کہا تھا سماک جادو کا سر پھٹ گیا ساحر غل مچانے لگے ارے سماک جادو کو قیدی نے
مار ڈالا ایرج نے نور الدہر سے نگاہ ملا کر آواز دی مردان صف شکن جوانان تیغزن جان جانے
سے نہین ڈرتے ہین شاخسار نے جو پلٹ کے دیکھا سماک کا لاشہ پڑا ہوا ہی نور الدہر و ایرج
سے تکرار ہو رہی ہی قید توڑا چاہتے ہین شاخسار سر پیٹتی ہوئی سامنے سحر العجائب کے
آئی کہا ای شہنشاہ پسران حمزہ نے قیدخانے مین ہنگامہ ڈالدیا کیسی لاچاری ہی کہ انکو قتل
نہین کر سکتی انکے واسطے کچھ حکم فرمائیے یا کہیے دونون کو چھوڑ دون تلوارین ہاتھ مین دیدون
لڑ بھڑ کر دونون مرجائین ایک کو ایک قتل کریگا سماک جادو ایسا ساحر مارا گیا کہ مین نے کلیجہ
تھام لیا سحر العجائب نے کہا ظلمات سیاہ دل کو بلاؤ دونون کو لیجائے اپنے قصر مین
قید کرے آب و دانہ بند کرے کوکب دبتر ان کو بھی ملال ہوگا دونون وہان تڑپ تڑپ کر
مرجائینگے اسی وقت خادم گئے ظلمات سیاہ دل کو بلا کر لائے وہ ساحر بہ ہیبت کہ دن
دیکھکر خوف آتا ہی دربار مین سب دیکھکر کانپنے لگے سحر العجائب نے کہا ای ظلمات سیاہ دل
نور الدہر و ایرج کو اپنے قصر مین لیجا آب و دانہ بالکل موقوف کر تیسرے دن لاشے نکلین

ظلمات نے کہا حضور مین آج ہی لیے صدمے دون کہ آج ہی تڑپ کے مر جائین یہ کہکے ظلمات
چلا یہان ان دونون جوانون نے اسقدر زنجیرین ہلائین کہ ساحران غدار گھبرا رہے ہین بران
اپنے مکان سے نکل آئین ایدرج سے اشارہ کیا ای شہریار یہ کیا ضرور ہی ایرج نے کہا
تم اس مقدمے مین نہ بولو بران نے ہاتھ باندھے کہ شہریار برای خدا قید خانے مین
کولکر اور آفت نہ آئے دل دھڑکتا ہی کوکب بھی قصر سے نکل آئے سکندر بھی اپنے قصر
سے نکلے ایرج سے دل محبت کرتا ہی پکار کر آواز دی ای شہریار جانے دیجے کیا ضرور ہی
ایسا نہ ہو شاہان طلسم کوئی آفت برپا کرین سب جوان سکندر دیکھنے لگے نسیم و شاہین و گلشن
بھی افسوس کر رہی ہین یہ دونون شیر نہین مانتے کہ ظلمات سیاہ دل آکر پہونچا ایک چیخ ماری
کہ باغ ویران کی دیوارین ہلنے لگین آنے کے ساتھ ہی نورالدہر و ایرج کی کمر مین پنجہ دیا
ہو بھی کیا کہ دونون شیرون سے کے سنکے ڈھلکے لے اڑا قید خانے مین غریو بلند ہوا ملکہ تران
نے کلیجہ پکڑ لیا پکار اٹھین ہاے کیونکر ضبط کرون نظم

راز رکھتا ہی نہان جو مر رہی
بے ہوا سر گشتہ ہی میر اغبار
ہاتھ مین ہر دم قلم ہی فسردہ ہی
بوے گل لائی نہین ہر دم نسیم
مجکو نامہ سخ گنج بار آور دہی

فصل گل ہی کیون نہ ہو ہمسر بہار
سامنے آنکھے بگولا گرد ہے
قاصد محبوب کی آمد نہین
آنکھے بازی گاہ کی یہ گرد ہی

یان ہنسی ہی لب پہ دلمین درد ہی
سرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہی
اسقدر نامون کے لکھنے مین ہی فرد
اسلیے ہر شعر مین آورد ہے
نامہ محبوب جو لائے صبا

سنکر ڈھلنا جو نورالدہر کا سب لوگون نے دیکھا یقین ہوا
ظلمات نے مار ڈالا سکندر زرین پوش اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگئے گرانسیم نے جوش
محبت مین سر زانو پر رکھ لیا اشک حسرت جو ٹپکے سکندر نے آنکھین کھولدین کہا ای ملکہ عالم
بڑا غضب ہوا عجب شیرون کو بیگیا دیکھیے کیا کرتا ہی شاہین نے کہا ای شہریار اب طلسم کشائی
آمد ہوئی اسی طرح سب کو قتل کرینگے یہان تو سب بلکہ رہے ہین ظلمات ایرج و نورالدہر
کو لیے جاتا ہی صاحبقران لشکر سلطان ارزق چشم سے لڑ رہے ہین شیران جادو جو
تلاش مین عمرو کی نکلا تھا بعد جلنے امیر کے خواجہ کو تین دن اسی جنگل مین گذرے فراق مین امیر
کے رو رہا ہی کہ ہاے میرے آقا اکیلے گئے وہ تو سیدھے سپاہی ہین ساحر بڑے بڑے مکر کرینگے
ایسا نہ ہو آقا گرفتار ہو جائین وہ مکر و حیلے کو کیا جانین تیسرے دن اسی جنگل سے تین مسافر
نکلے عمرو نے تینون کو بیہوش کیا عمرو نے انکے کپڑے اتار کے اسباب لے رہا ہی کہ شیران
پہونچا دور سے اسنے دیکھا کہ عمرو عیار مسافرون کو لوٹ رہا ہی وہین سے تڑپکر شیر بنا ہوا
جست جو کی گردن عمرو کی لی خواجہ بول بھی نہ سکے عمرو کی گردن دبا کر پہاڑ پر ہوا ہوگئے
ہوا جاتا ہی جہان صاحبقران لڑ رہے ہین حوالی مین اس پہاڑ کے پہونچے
شیران اس پہاڑ پر اترا خیال مین آیا کہ دیکھون یہ شعلۂ آتش کیسے بھڑکتے ہین عمرو کو پہاڑ
پر ڈالا با آب گردن اٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا جنگل مین سحر چل رہے ہین حیران ہوا کہ یہ کون لوگ ہین
ہزارہا درخت جلے جنگل تمام آتش بار ہو رہا ہی شیران حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی لیکن

ظلمات سیاہ دل جو ایرج و نور الدہر کو لیکر بلند ہوا اسکی نگاہ جو پڑی کہ شیر کسی جانور کو
اٹھالایا ہے کہانیکا ارادہ ہے ای ظلمات یہ جانور بھی عجب صورت کا ہے لاؤ اسکو پکڑ لیں اپنے
قصر میں لیچلینگے قفس آہنی میں بند رہیگا مکان میں رونق ہوگی یہ سوچکر پر سر کوہ نظر آیا ایرج
و نور الدہر کو ایک ہاتھ میں لیا جھولی سے نکالکر دستہ سحر کھینچ ماری شیران کے جسم سے
پار گذری شیران مر کر گرا عمرو پر سے سحر اُترا حیران ہوا کہ یہ کسنے احسان کیا اس ساحر کو
مارا لاؤ کپڑے اُتار لیں ظلمات سیاہ دل نے دیکھا کہ وہ جانور مثل آدمیوں کے شیران
کے کپڑے اُتارنے لگا مرنے سے شیران بصورت اصلی ہوگیا ہے ظلمات سیاہ دل اُتر آیا
عمرو نے جو ایک ساحر کو دیکھا قصد کیا کہ دگر بھاگوں ظلمات نے سحر کیا ایک پنجے میں دونوں جوانوں
کو دبائے ہوئے ہے عمرو کی نگاہ پڑی ایک ساحر بدصورت کہ خوف آتا ہے صورت دیکھکر قلب تھراتا ہے
ظلمات نے کہا ارے تو کون ہے یہ ساحر تجکو کہاں سے لایا عمرو نے کہا آپکا تابعدار گویا ہوں
جنگل میں گا رہا تھا یہ شیر پہونچا مجکو پکڑ لیا میں نہیں سمجھا کہ یہ ساحر ہے آپ نے احسان کیا یہ دونو
کون ہیں جنکو آپ لیے جاتے ہیں ظلمات نے کہا یہ پسران حمزہ ہیں اپنے قصر میں لیے جاتا ہوں
باغ ویران میں قید تھے اب انکو اپنے قصر میں لیے جاتا ہوں عمرو نے جو ایرج کو اس حال
میں دیکھا دل تڑپ گیا کہ میرا فرزند کس حال زار میں ہے کہا میاں ساحر صاحب بہت پیر کیوں
زمین سے نکالے آپ نے احسان کیا مجکو چھوڑ دیجیے ان دشمنوں کو قتل کریں انکے تو طلسم سے
بستیاں کی بستیاں ویران ہوگئیں انکو قتل کریں کہ ساحروں کی آبادی ہو ظلمات نے کہا
مجھے تجپر شک ہوتا ہے میں نے اس ساحر شیران کو خدمت میں ملکہ شاخسار کی دیکھا تھا
یہ کہکے ہاتھ زمین پر مارا آواز دی یا سامری مجکو معلوم ہو کہ یہ کون شخص ہے تیر نظر آیا اسمیں سے
شرارہ نکلا اُسنے آواز دی ای ظلمات یہ عمرو عیار ہے کیوں دھوکا کھاتا ہے سامری و جمشید نے
بے مشقت تجکو اس ایسے کو دلوایا یہ سُنکر ظلمات خوش ہوگیا اب اسنے شاخیں نخل کی توڑکر تخت بنایا
عمرو بہت تڑپا ظلمات کب مانتا ہے عمرو و ایرج و نور الدہر کو تخت پر ڈالکے اُڑتا ہوا
چلا اُس مقام پر پہونچا کہ جہاں سلطان زرق چشم نے صاحبقران کو گھیرا ہے لڑتے لڑتے رات
ہوگئی جب صاحبقران گھبراتے ہیں شعلہ چمک سامنے آجاتا ہے اسی کی روشنی میں صاحبقران
ساحر کو قتل کرتے ہیں سلطان نے کئی گولے اُس روشنی پر مارے شعلہ بلند ہوجاتا ہے
سلطان نے غصے میں آکر پیشانی پر نشتر مارا خون اپنا لیکر تیغ پر ڈالا وہ گولہ شعلے پر مارا شعلہ
بلند ہوا تھا قطرہ خون کا شعلے پر پڑا شعلہ نظر آیا اب سلطان کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین
دریائے جواہر میں غوطہ زن پیشانی انور چمکتی الماس انکھڑیوں میں لال ڈورے کہ رشتۂ
حیات عاشقان کو قلم کریں لب اعجاز نما مسیحا بھی کی بحث کا دم بھریں بوٹا سا قد شکم صاف و شفاف
لوح زر برجدی سلطان بیقرار ہوگیا اتنے تو آواز دی کہ او ظالم او غدار تکبر ہوش تو ہی نے ابتک
حمزہ کو بچایا ورنہ ابتک طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوتا یہ کہتا ہوا بلند ہوا تھرایا رعشہ جسم تھرایا
قلب کو بیقراری تھی خیال آیا کہ اس نازنین پر قبضہ کرو طلسم کشا گرفتار ہو سامنے شاخسار

خوشی خوشی جاؤن زنار نے جو دیکھا کہ میرے تعقب مین سلطان آتا ہی چاہا چھلکر نکل جاؤن
ادھر سے تخت اڑائے ہوئے ظلمات آتا ہی اسکی نگاہ پڑی ایک نازنین حور پیکر کو دیکھا
بھاگی ہوئی آتی ہی ایک ساحر اسکے تعقب مین ہی غصے مین آکر گولہ جھولی سے نکالا سلطان
پر کھینچ مارا سینہ پر لگا سلطان پر پڑا تو اوکر پشت کو پار گذر گیا ظلمات نے تخت کو تو ہوا پر
چھوڑا لاشہ سلطان تو مجمع ساحران مین گرا سب ساحرون کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من
سلطان ازرق چشم بود ساحر سب گھبرا گئے مرتے ہی سلطان کے اُس صحرا مین قصر
ظاہر ہوا دروازہ اسکا کھلا ہوا صدہا قیدی شاہزادے وزیرزادے معلوم ہوتے ہین ہتکڑیان
بیڑیان پہنے ہوئے بیٹھے ہین ظلمات نے ملکہ زنار پر دھاوا ڈالا للکارتا ہوا بڑھا اے جان جہان
مجھسے کیون خائف ہوتی ہی مین نے تیرے دشمن کو مارا مین تیرا عاشق صادق ہون یہ کلمہ جو
ظلمات نے کہا ملکہ کا قلب ہلگیا خیال مین آیا کہ اے زنار اگر صاحبقران سنینگے فرمائینگے یہ
ساحرہ سفلہ مزاج ہی تڑپ کر جا پڑی جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک سنہری پتلی نکالی اُس سے کہا
اس ساحر سے کام کر لینا پتلی کو ہاتھ سے چھوڑا پتلی چلی ظلمات نے دیکھا اور نازنین اس سے زیادہ
خوبصورت آتی ہی ظلمات نے اٹھا کر چاہا گولہ مارون اسنے مسکرا کر کہا او نامنصف ہم تو دور
سے تیرے مشتاق ہو کر آئے ہین تو ہمپر سحر کرتا ہی دیکھ تو تیری کیا اصل ہی ادا سے کونسی فصل ہی نظم

قدح لیے ہوئے گل مثل بادہ خوار آیا	خزان چمن سے گئی موسم بہار آیا
کسی طریق سے دل مین اگر غبار آیا	ہوا یقین ہی جسکو وہ شہسوار آیا
شراب کیون نہ چلے فصل گل ہی اے زاہد	کہ نہرین جاری ہین موسم بہار آیا
دبے فلک نے مرے سر کے کتنے ہی گل داغ	مگر نہین کوئی پاؤن تلے جو خار آیا
لب اُسکے پستہ ذقن سیب آنکھین ہین بادام	کھلے جو دانت ہنسی مین نظر انار آیا
ہر گوشہ گل نے باغ مین تو کیا چارہ	قفس سے نالۂ بلبل ہزار بار آیا
دکھا کے باغ مین آنکھین چڑھی ہوئی اپنی	وہ نشہ دیدۂ نرگس سے آج اتار آیا

اُس نازنین نے اس دھن مین یہ شعر گائے کہ ظلمات کی آنکھون مین اندھیرا آیا عشق کا جوش ہوا ہاتھ پاؤن
سنسنائے پکار اٹھا اے زینت محفل عاشقان اے تاجدار اقلیم حسینان کیا آواز سنائی یہ آوازین کبھی
کان مین نہ پڑی تھین مین تیرا مشتاق ہون زنار نے سحر کرکے اپنے کو نظر سے مخفی کر دیا ہی وہ نازنین
ناز و کرشمہ دکھا رہی ہی دوپٹہ سینے سے سرکا دیا نار پستان کا اُبھار دکھا دیا ظلمات نے کلیجہ تھاما
کہا صاحب ان ستانون نے دل کو مشبک کیا جو حکم ہو بجا لاؤن نازنین نے کہا تلوار کھینچو تو ہم
بتائین ظلمات نے تلوار کمر سے کھینچی خوش ہو کر کہا تمھارا حکم بجا لائے سر تھیلی پر ہی اُس نازنین
نے کہا جھوٹ نہ بولو تلوار گلے پر رکھو موت کا مزہ چکھو تب ہم راضی ہون تمھارے ساتھ شادی
کرینگے بس اب دیر نہ ہوا اسنے تلوار کھینچ کے گلے پر رکھی ملکہ زنار نخل کی آڑ سے دیکھ دیکھکر سحر کر رہی تھی
پکار رہی ہین او ننگ عشق دیر نہ کر کیون بدنام ہوتا ہی ہنستا ہی نام عشق کو ڈبوتا ہی تجھے پکار رہا ہی
فرہاد دلفگار رہا ہی ظلمات نے تلوار گلے پر رکھکر کھینچلی سر کٹ کے دھڑ سے لاشہ زمین پر گرا زنار نے

تلاش مین صاحبقران کے چلی صاحبقران اسی مکان مین پہونچے جو بعد مرنے کے سلطان کے
ظاہر ہوا بارہ سو قیدی کہ وہان قید تھے اُن سب کو قید سے رہا کیا اس قصر سے اُن سب کو ساتھ لیکر
نکلے وزرا و امرا اپنے حال کہتے ہوئے ہمراہ صاحبقران باہر آئے ایک بارگاہ بھی اُس مکان مین تھی اُسکو
نکلوا کر استادہ کرایا اُسمین صاحبقران اُن جوانون کو لیکر داخل ہوئے تھے اُن سب نے حال بیان کیا کہ
بلغ ویران جو قید خانہ ہے جب سے آپ کے عزیز قید ہوئے ہمکو سلطان نے لا کر یہان قید کیا
سلطان ہمارا نگہبان تھا مگر یہ کہا کرتا تھا کہ تمکو آکر صاحبقران رہا کرینگے صاحبقران اُن جوانون
کے ساتھ اس بارگاہ مین بیٹھے اور زمرہ وزری ہوئی وہی تاجدار مصروف علاج ہین دل و جان سے
اطاعت کی ہے لیکن جب ظلمات مرا ملکہ زنار نور طرف صاحبقران کے چلنے ارادہ ہوا چلکے ملاقات
کرون یہ خیال مین گذرا اُنکے خلاف ہو گا ایک عقاب کی شکل بنکر ایک نخل قریب بارگاہ تھا اسپر آکر
بیٹھی لیکن وہ تخت جو لوٹا اسپر خواجہ و ایرج و نور الدہر تھے عمرو نے آکر قریب لشکر صاحبقران
در نخل گرا دریافت کرکے براے ملاقات صاحبقران چلا نور الدہر ایک باغ مین آکر گرے
شہلاے نازک چشم ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل خراج گذار طلسم نور افشان بھی سیر گلزاری
کر رہی تھی اسنے دیکھا ایک ستارہ آسمان سے گرا کنیزون سے کہا دیکھو تو یہ کیا ہے کنیزین جھپٹکر آئین
شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا شاہزادے کی آنکھ کھلی ایک جانب چلے کنیزین دیکھکر بھاگین کنیزون نے
آکر ملکہ سے اطلاع کی کہ ایک جوان آسمان سے گرا چمن طے کرتا ہوا جاتا ہے ایسا حسن و جمال ہماری
نگاہ سے نہین گذرا شہلا اشتیاق مین اُٹھی چمن مین آکر نور الدہر کو آواز دی میان جانیوالے
ذرا ٹھہر جاؤ حیرت کی بات ہے ہمارے باغ مین گرے آسمان پر کیونکر گئے تھے یہان کیونکر پہونچے
آپ کے حال پر بڑی حیرت ہے نور الدہر بولے اب جو نگاہین ملین دونون آپسمین فریفتہ ہو گئے
شہلا نے آکر ہاتھ تھام لیا شہلا لیے ہوئے نور الدہر کو بارہ دری مین آئی مسند پر آکر بیٹھی شاہزادہ
نور الدہر کو پہلو مین جگہ دی حال پوچھا نور الدہر نے سب حال بیان کیا اور یہ فرمایا کہ ہمکو سیر
طلسم نور افشان جانا منظور ہے شہلا ہنسی کہا صاحب آج مین کتاب سامری دیکھ رہی تھی تمہارا
ذکر لکھا تھا بیچ مین کوہ بلا ہے وہان کا حاکم بلا خوار جادو اگر آپ وہان پہونچے اور بلا خوار کو مارا
تو کوہ عجائب و غرائب سے راستہ ملیگا مگر بلا خوار بلاے روزگار ہے کنیز براے جانبازی حاضر ہے یہ بھی
کتاب مین پڑھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہ کنیز آپ کی ہمیشہ خدمت ملکہ بہار آن مین رہی اسی امید پر اس
باغ مین بسی تھی کہ ایک دن اپنے مالک کو رہا کرینگے مگر آپ فتاح طلسم نہین ہین نور الدہر نے کہا
فتاح طلسم ہمارے دادا جان ہین انشاء اللہ اُنکا ساتھ دینگے شہلا نے نور الدہر کو بخاطر و مدارات
اس باغ مین رکھا اور قصد کرتے ہین کہ طرف کوہ بلا کے جاوین شہلا بخاطر روک لیتی ہے کہ جانا اُنکا طرف
کوہ بلا کے تحریر ہوگا ایرج نوجوان جو تخت سے گرے ملکہ ریحان گلعذار دختر مہوش خونخوار قزاق کی
اپنے باغ مین مصروف عیش تھی جب ایرج کو دیکھا ایک شعلہ گرا کمسن تھی دوڑی آکر شیر بیشہ صاحبقرانی کو
دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی اپنی صحبت مین شاہزادے کو لائی مطیع اسلام ہوئی یہ بھی کہا کہ باپ میرا
مہوش قزاق پہلوان زبردست ہے شاہان طلسم نور افشان کا ملازم محافظ کوہ سنگین کہ ادھر سے

راستہ طلسم کا ہے جس دن تُن پائیگا قیامت برپا کریگا مین آپ کے ساتھ نکلا چلونگی ایرج نے کہا اے
ملکہ عالم ہم آمادہ منازل راہ طلسم نور افشان ہین تمھارے والد سے مقابلہ کرینگے اگر وہ زیر ہوئے تو
راستہ بتا دینگے ہم طرف سے کوہ سنگین کے جاینگے نہین معلوم کشتی گیر زادے پر کیا گذری یہ بھی اُن کا غین
ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا جب خواجہ صاحبقران سے ملے صاحبقران نے فرمایا خواجہ اب
کل ہمارا ارادہ ہی کہ اپنے کوتاہ باغ ویران ہو گئے ہین لیکن ہمراہیان ازرق چشم جو بھاگے چند کس
پاس سحر العجائب کے آئے عرض کی نہین معلوم ہمارے آقا کو کسنے مارا طلسم کشا آیا تھا گز قصر زندان
پر پہونچا قیدی وہانکے رہا ہوئے انہین قیدیون کے ساتھ اسی صحرا مین فروکش ہین یہ سنکر سحر العجائب
نے حکم دیا کاہن کو بلاؤ سہیل اختر شمار حاضر ہوا سحر العجائب نے کہا ای سہیل تجھے سنا ایرج
دلنور الدہر رہا ہوئے نہین معلوم کدھر گئے طلسم کشا سلطان کو مار کر اُسی مقام پر فروکش ہوا ہے
خروج بھی اسکے ساتھ کم ہی یہ بارہ سو جوان سالہا سال سے قید تھے انکا رہا ہونا نہ ہونا برابر ہی کوئی
ساحر جائے اسم اعظم بند کرے وہ بارہ سی بھیڑ قید ہون تو بہت مناسب ہی سہیل نے کہا مین جاؤن
سحر العجائب نے کہا تمھارا جانا مناسب نہین ہی سحر خیز کو بلایا ہی وہ جاتے ہی آفت برپا کریگا
دس دن کا کام ایک دن مین کریگا یہ ذکر تھا کہ سحر خیز بارہ ہزار جادوگرون سے آکر موجود ہوا
دست بستہ عرض کی آج حکم قضا شیم پہونچا غلام فوراً حاضر ہوا کیا ارشاد ہوتا ہی سحر العجائب
نے کہا طلسم کشا صحرا سے کفنہ مین آکر اترا ہی اگر جاکر گرفتار کر لو تو گویا کل طلسم کی جان بچائی
سحر خیز نے عرض کی آپ کے اقبال سے کتنی بڑی بات ہی حکم ہو سر لاؤن یا زندہ حاضر کرون
سحر العجائب نے کہا وہ صاحب اسم اعظم ہین سحر خیز نے کہا اسم اعظم بند کرنا کیا بات ہی سحر غلام کا
کرامات ہی دیکھئے دیری بارہ ہزار ساحر لیکر چلا پہلو مین صحرا کے آکر اُترا لشکر کو مخفی رکھا کہ کوئی
ہمارے آنے سے آگاہ نہ ہونے پائے رات کو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر لشکر صاحبقران مین
آیا دیکھا جا بجا وہی جوان فروکش ہین مگر لشکر مین کہا کہی ہی پھرتا ہوا کنارے آکر سُنا یہ بھی دور
سے دیکھا کہ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین صاحبقران نے پکار کر فرمایا چلچی پر پانی رکھو خدمتگار
آفتابہ لیکر چلا سحر خیز نے بڑھکر اُسکو بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر آفتابہ پانی کا رکھا اسی مقام پر
کھڑا ہو رہا صاحبقران اُٹھکر آئے باہر آکر دیکھا خدمتگار کھڑا رو رہا ہی صاحبقران نے پوچھا
خیر تو ہی خدمتگار نے عرض کی ابھی ایک ساحر کہتا ہوا گیا ہی کہ اسم اعظم صاحبقران بند کر لیا
غلام کا قلب اُلٹ گیا اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ہم لوگ کیونکر زندہ بچینگے صاحبقران نے فرمایا
مجھے اسم اعظم یاد ہی عرض کی حضور پڑھیں تو غلام کو آرام آئے صاحبقران خلق مجسم مین اسم اعظم
پڑھنے لگے نصف اسم اعظم پڑھا تھا کہ خدمتگار نے ایک طائر چھوڑا طائر نے گرد سر صاحبقران کا
چرخ مارا چرخ مار کر سامنے خدمتگار کے آیا خدمتگار نے طائر کو شیشے مین لیا پکار کر آواز دی تم
سحر خیز دیکھو چہرہ یون اسم اعظم بند کرتے ہین صاحبقران نے بڑھکر ایک طمانچہ مارا دو انگلیان پڑین سحر خیز
لڑکھڑا کے گرا شیشے کو بچائے ہوئے امیر نے چاہا گرفتار کرین سحر خیز لوٹ مار کر بھاگا امیر نے نعرہ کیا کہ
یارو لینا اسم اعظم لیے جاتا ہی اب وہ وقت ہی کہ سحر خیز نیر اعظم بصد شوکت و حشم ہو معانہ مغرب

برآمد ہو کر تخت زرجدی پر جلوہ فرما ہوئے کوہ صاحبقران کے نعرے سے سب سردار دوڑے عمرو
طلائے کی گشت سے پلٹا ہی کہ طرہ ہمپنا بڑھ کے آیا دیکھا کہ ایک ساحر بجا گاجاتا ہی گال کو سہلاتا ہوا عارض
پر عارضہ ہر مقام پر جست کرتا ہی کئی سرداروں نے تیر مارے اسنے سحر کرکے جلا دیے امیر قریب نہین
پہونچ سکتے عمرو حیران کہ مین کیا عیاری کرون کنارے سے لشکر کے سحر خیز نکلا کہ اب اسنے راستہ صحرا کا
پکڑا عقب مین سب ملازم غلغلہ لئے ہوئے یار و اسکو لیناجانے نہ پائے اسم اعظم لیے جاتا ہی صحرا مین
پہونچکے اسنے دیکھا کہ ملازم پیچھا نہین چھوڑتے صاحبقران تو کنارے پر لشکر کے ٹھہر گئے اور ملازم چلے
اسکو کب پاسکتے ہین سحر خیز نے پلٹ کر ایک گولہ مارا پندرہ بیس ملازم جو دوڑے چلے جاتے تھے وہ
بیچارے غش کھا کر گرے عمرو تو پیچھے ہٹا تھا سو اپنے کو بچایا دیکھا کہ سحر جو اسکا آیا گولہ فولادی تھا
شعلہ جوالہ بنکر سب کے گرد پھرا اب شعلۂ آتش دور تک بھڑک رہے ہین مراد یہ ہی کہ سحر خیز نے رستہ
آشکار دکھا کہ جو کوئی ادھر آئے شعلۂ آتش کا عکس پڑے دہین بیہوش ہو کر گرے عمرو تو دور جا کھڑا
لشکر سب سردار گرے غلغلہ کر رہے ہین اسوقت ہوا ملکہ زنّار درخت پر بشکل عقاب شاخ پر سر رکھکر سوگئی
تھین اب جو آواز کان مین پہونچی آنکھین کھولکر دیکھا ایک ساحر دا ہنے ہاتھ سے سحر کر رہا ہی سردار
گرے پڑے ہین امیر کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین زنّار کو تاب نہ باقی رہی سوتے سوتے اٹھی اپنے
اپنے کو نعرہ کرکے شاخ نخل سے گرا دیا سحر خیز تو چالاک و چست اسباب سحر سے درست لیے جو
دیکھا کہ ایک ساحرہ ممبر پری پیکر نخل سے نعرہ کرکے گری اسنے ماش کے دانے پھینکے بیکان کے
گولے ترنج و نارنج سب پھینک مارے اتنے سحر جو زنّار پر پڑے سوتے سوتے گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر
گری جب تک چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون جھولی پر ہاتھ نہ پہونچا اسباب سحر ہاتھ نہ آیا لڑکھڑا کے گری
آنکھین پتھرا گئین ہاتھ پاؤن بیکار سحر خیز نے قصد کیا اسکو مار لون مگر دیکھا اسنے بہت سے سردار
مین نے بیہوش کیے جو اپنے قابو مین ہین دوڑ کے چلے آتے ہین اس خیال سے کہ ایسا نہو مجھے
گرفتار کرلین زنّار پر دست انداز نہ ہوا زنّار زیر نخل تڑپتی رہی کئی مرتبہ اٹھی لڑکھڑا کر گری
سحر خیز نے پکار کر آواز دی ای ساحرو نکل آؤ ملازمان حمزہ میرا پیچھا نہین چھوڑتے بارہ ہزار ساحر
درہ کوہ سے نکلے غلغلہ کرتے ہوئے ای شہنشاہ ہم آگئے اسنے اشارہ کیا لشکر حمزہ کو گھیرلو ساحرون
نے سحر خیز کو بیچ مین لیا گولے ترنج و نارنج لشکر اسلام پر چلنے لگے جو آگے بڑھا لڑکھڑا کے گرا
سردار جو ان محبت مین صاحبقران کی دوڑے تھے سحر سے ساحرون کے گرنے لگے ہرا ہیان سحر خیز آ پہنچے
ملازمان امیر کو قتل کرنے لگے کچھ قتل ہوئے کچھ بیہوش پڑے ہین اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے امیر نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا عمرو سے کہا غضب ہوا یہ پیچھا نہین مانتے ہرچند کہ اسم اعظم بند ہوا مگر ہیکل تو
گلے مین ہی ان بیچارون کو بچاؤن سحر خیز طرف زنّار کے چلا ہو وہ بھی قتل ہوا چاہتی ہی عمرو نے
مرکب لا کر پہونچایا صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے تلوار پکڑ کے جا پڑے جس ساحر نے
کسی سردار کے قتل کا ارادہ کیا جھپٹ کے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے دس
پانچ ساحرون کو جو امیر نے بڑھ بڑھ کر مارا ساحرون مین شور فریاد بلند ہوا سحر خیز نے پلٹ کے
دیکھا حمزہ شیرانہ ننگا نہ لوٹتا ہوا چلا آتا ہی کئی ساحر نامی مارے ساحرون نے آگ برسادی وہ

آگ صاحبقران پر تاثیر نہین کرتی شعلہاے آتش سے گھوڑا چمکا کر نکلتے ہین حرز ہیکل کو غنیمت ساحرون
کے قتل کی کوشش یا تو طرف زنار کے چلا تھا کہ یہ ساحرہ کون ہی اسکو مار لون حسن و جمال دیکھکر
یہ بھی خیال مین ہی کہ اپنے قبضے مین کر دن یہ نازنین مہ جبین قمر پیکر پری صورت کہانسے آئی اس سے
صحبت آرا ہونگا شاہان طلسم بھی دیکھکر خوش ہونگے کہ خوب معشوقہ پائی سرداران صحبت کرینگے ہو گا
ہنگامہ جو اپنے دیکھا جھولی سے گولہ نکالکر زمین پر مارا آواز دی ای سحر جمشیدی اب حمزہ پر یلن
نہین سحر تاثیر کرتا گولہ پھٹا ایک شعلہ بھڑکا آواز آئی تو بیوقوف ہی حمزہ ساحرکشی مین مصروف ہے
اسم اعظم بندھا ہوا اسکے پاس حرز ہیکل ہی یہ آواز سنکر سحر خیز پلٹا یہ کہتا ہوا یارو سب ملکر لپٹ پڑو
حرز ہیکل گلے سے امیر کے اُتار لو آگے آپ بڑھا ساحر بھی نیزے تلوار لیکر بڑھے صاحبقران کو گھیر لیا
بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین چند ساحر تو اپنے بر اسے قتل ہمراہیان صاحبقران مقرر کیے باقی
ساحرون کو لیکر امیر پر بلوہ کیا امیر نے دیکھا کہ اب ساحر نیزے تلوارین لیکر آئے جس مرکب پر امیر سوار
وہ مارا گیا امیر گھوڑے سے گرے پیدل لڑنے لگے ساحرون مین بھی یہی ہنگامہ ہی کہ حمزہ کو پٹخا دو حرز ہیکل
گلے سے اُتار لو آٹھ نو ہزار ساحر بیچ مین اُسکے سحر خیز ہر مرتبہ ترغیب دیتا ہی کہ یارو حمزہ اکیلا ہے
بلوہ کر کے پکڑ لو سحر نہ کرو سامنے شاہان طلسم کے لیجلو سب کو انعام دلواؤنگا ایک ایک کا عہدہ بڑھاؤنگا
سارے طلسم مین نام ہو کہ سحر خیز نے سب کی جان بچائی صاحبقران نے دیکھا ساحر چاہتے ہین لپٹ پڑین
امیر بدحواس ہوئے عمرو نے جو صاحبقران پر یہ بلوہ دیکھا گلیم اُتار کر ظاہر ہوا گرد صاحبقران کے
پھرنے لگا انتہا کا زخمی ہوا ملکر پکارا اُٹھا ای کریم کارساز و ای بندہ نواز میرے آقا کو اس مصیبت
سے بچالے صاحبقران بھی برجوع قلب سے پکار اُٹھے

نظم

الغیاث ای والی ملک ولایت الغیاث
المدد ای دارو درد دل ہر دردمند
ہمدم ہر اہل غم وقت مصیبت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش دادگر
ہمدم و دمساز اندر رنج و رحمت الغیاث
ذوالجلال قادر قیوم و رحمان رحیم

الغیاث ای داد بخش اہل حاجت الغیاث
الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث
منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا
معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
مالک و فرمانروا اہل حکم و اہل دول
خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

الغیاث ای حاکم تخت حکومت الغیاث
الغیاث ای حامی وقت مصیبت الغیاث
دافع ہر محنت و غم رافع رنج و الم
مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث
دستگیر بندہ بے دست و پا در بیکسی
اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث

بلک کر جو صاحبقران نے دعا کی
عمرو بھی مصروف دعا ہی قریب ہی کہ سب ملکر صاحبقران کو پکڑ لین کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گلنار
ماہتابان اسمین چمکتا ہوا آ پہونچا ابر کو دیکھکر سحر خیز ڈرا سمجھا کہ شاہان طلسم نے مدد بھیجی ساتھ والون
سے کہتا ہی دیکھو یارو یہ مجکو ناگوار ہی بے سبب طرح کا اختیار ہی جھپٹ کے لڑو حمزہ کو پکڑ لو کسی کی مدد
گوارا نہ کرو وہ ماہتابان ابر سے چمک کر نکلا گرد صاحبقران کے چرخ مارا چاندنی چھا گئی
معلوم ہوتا تھا کہ وقت سحر ہی چاندنی سے کھیت کیا دہ۔ ماہتابان چرخ مار کر سر پر زنار کے آیا
عکس ماہتابان جو زنار پر پڑا انچہ بیتاب کر اُٹھی سحر کرنے لگی ساتھ والون نے سحر خیز سے کہا دیکھیے
زنار اُٹھی اب اسکے سحر مین تاثیر ہی سحر خیز پلٹا یہ کہتا ہوا کہ ابر والے میرے دشمن ہین ابر کی
طرف متوجہ ہوا پکار کر آواز دی ارے اس ابر مین کون ہی دشمن کو ہوشیار کر دیا ابر سے تیر چلا

گئی ساحرون کے سینے توڑکر نکلگیا تب تو سحر خیز نے گولہ مارا گولہ جو ابر سُرخ پر پڑا ابر پھٹا ایک نازنین
گلگون پوش کو دیکھا سحر کر رہی ہی تیر چل رہے ہین گھبرا گیا کہ یہ کون ہی اُس نازنین نے نعرہ کیا منم کنیز
صاحبقران عالیوقار ملکہ لالہ عذار یہ کہکے گولہ گری ماہتاب ان دو ٹکڑے ہوا ماہ رخسار ایک
مرغ زرین پہ سوار سحر کرتی ہوئی زمین پر گری ایک طرف سے لالہ عذار ایک جانب سے ماہ رخسار
ایک طرف ملکہ زنار سحر کرنے لگین زنار کو نہایت غصہ ہی سحر کرتی ہوئی طرف سحر خیز کے بڑھی للکارا او نامرد
ادھر متوجہ ہو ہمارے تیرے سامنا پڑے تو کچھ کیفیت حاصل ہو سحر خیز پلٹا گولہ مارا ملکہ زنار نے گولے
کو گولے پر لیا دونون گولے لڑکر زمین پر گرے لالہ عذار نے کلاہ زرین پھینک ماری ماہ رخسار نے
چشم نرگسی سے اشارہ کیا تیر چلنے لگے تین طرف سے جو سحر چلا سحر خیز گھبرا گیا چاہا تڑپ کے نکلجاؤن تڑپکر
بلند ہوا زنار نے نعرہ کیا کہ کہان جاتا ہی سحر خیز پلٹا دو تین سحر آپس مین ہوئے زنار خنجر کھینچکر جا پڑی
لالہ عذار نے تیر مارا نشانہ اسکا نشانہ ہوا لالہ عذار نے بڑا داغ دیا ماہ رخسار نے عکس [illegible]
شیشہ ہاتھ سے چھوٹا زنار نے ایک گولہ مار دیا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران زمان
یا تو شست لڑ رہے تھے یا چست ہوئے گھوڑا ملازمون نے پہونچایا امیر پشت مرکب پر سوار ہو کے
لشکر کفار پر تلوار کھینچکر جا پڑے ماہ رخسار نے کئی گولے ایسے مارے کہ جو سردار بیہوش پڑے تھے وہ
اپنے مقام سے اُٹھے لڑائی مین مصروف ہوئے جب زنار نے شیشہ توڑا سحر خیز نے قصد کیا
اُدھر کو نکلجاؤن بلند ہوا زنار سحر کے برابر پہونچی گولہ مارا سحر خیز چاہتا ہی نکلجاؤن زنار نے ایک
دستک دی ایک تیر کئی ہی من کا آسمان سے چرخ مارتا ہوا طرف سحر خیز کے آتا ہی سحر خیز نے دیکھا
سر پر تیر ہزار ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا اُس مقام پر صاحبقران لڑ رہے تھے صاحبقران نے
للکارا تڑپکر اُٹھا صاحبقران جو قریب پہونچے سحر خیز نے ہاتھ تلوار کا مارا کسی طرف سحر خیز پر
تین طرف سے آگ برس رہی ہی کدھر جاوے لالہ عذار نے آگ لگا دی ماہ رخسار نے سحر کی
چاندنی پھیلی ہوئی ہی دہان زخم کا فزان سے الامان کی صدا آتی ہی زنار نے تلوارین برسائین
یہ ہنگامہ دیکھکر سحر خیز نے سپر اُٹھا دی تیغہ برقتاب صاحبقران جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے
دو ٹکڑے ہوئے وہان سے جو تلوار گری سر پر سحر خیز کے پڑی اب کمبخت ہو گئی چہرہ فق دل مین قلق
سحر خیز کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی برفباری و سنگباری ہوئی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا
بیرون نے آواز دی کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر کو آواز آئی کشتی مرا نام من سحر خیز جادو بود لشکر
حمزہ صاحبقران والے بہرام و مقبل طوق حران گرد و ابولمعجن کرد وغیرہ جملہ سرداران
نامی و پہلوانان نامی جانے سے صاحبقران عالیشان کے انتشار مین تھے آپس مین سب سردار
صلاحین کر رہے ہین کہ بار الٰہا ایسی سختی پڑی کہ آقا ہمارے اکیلے گئے ہم کیونکر اپنے آقا تک پہونچین
یہان جس وقت سحر خیز مارا گیا جس محل کو صاحبقران اُٹھکر آئے تھے اُسپر ایک شعلہ گرا وہ جلکر
خاک ہوا طبقہ زمین کا اُٹھکر آسمان پر گیا سرکارون نے دیکھا صاحبقران زمان کے نعرے کی
آواز آتی ہی درختون پر چڑھکر دیکھنے لگے دیکھا تین کوس پر صاحبقران لڑ رہے ہین نہایت
خوشی خوشی سب سردارون کے سامنے آئے عرض کی یارو چلو صاحبقران معرکۂ جنگ مین سے بچا

بہرام سوار ہوا آواز دی یارو چلو معلوم ہوتا ہے جس ساحر نے راستہ بند کیا تھا وہ مارا گیا سردار فوراً سوار ہوئے
رو دار ردی کرتے چلے اسوقت آکر پہونچے کہ صاحبقران مصروف جنگ ہیں سردار آکر پہونچے مصروف لڑائی
ہوئے ساحر غدار بھاگے افسر کا سر کے لاشہ او ٹھالیا روتے پیٹتے بھاگے یہاں صاحبقران جو لڑ رہے تھے
ملکہ زنار و ماہ رخسار نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار اب حضور نہ ٹھیریں یونہیں چلے چلیں یہاں تک آپکے
آنے سے قیدخانے میں تہلکہ پڑ گیا آپ کے دو فرزند امیر رج و نور الدہر نکل بھی گئے ان دونوں صاحبو
نشان بھی نہیں جلد چلیے ورنہ وہ فوج روانہ کریں گے صاحبقران نے کل فوج کو ساتھ لیا ماہ رخسار
ولالہ عذار و زنار لکہ ہائے ابر بناکر اسمیں مخفی ہوئیں کنیزیں مثل ستارہ سحری چھپتی ہوئیں صاحبقران
سب سے آگے لشکر پشت پر بڑھے ہوئے جاتے ہیں تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرائے ویران ملا کل جلے ہوئے
جھاک اور مری ہوا از چغد و بوم بھی او رپس مرز بوم و شوم میں نہیں اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا منہ کھولکر
زمین پر گرا زبان نکال دی پر پڑ پڑ ے جل گیا ایک جانب دریا ہے ریگ جوش مار رہا ہے لشکر صاحبقران
میں تشنگی سے ایک تہلکہ مچ رہا تھا پیاس کے مارے گر گر پڑے جانور منہ کھولے ہوئے ہانپ رہے
تھے انسان کانپ رہے تھے بو تیدے گرد کے بلے نقش ابھر رہے ہیں دشت ویران صحرا او داس بانی
کا نشان نہیں حیوان کوئی معلوم نہیں ہوتا شب کچھار میں سرگرداں رہے ہیں جو لشکر مع صاحبقران لنگر لیا
خواجہ پر خبر او عمرو مطلوب لگاکر بڑھا ہر نگاہ او ٹھاکر دیکھا تینوں ابر جو سایہ فگن تھے وہ ابر غائب ہوئے
اژدہے ابر کے چرخ مار کر زمین پر گرے عمرو پھرا پلٹ کے صاحبقران سے کہا معلوم ہوتا ہے تینوں ملکہ گرفتار
ہو گئیں آپ گھوڑا بڑھائیے اسم اعظم بآواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم جو بآواز بلند پڑھا
اک دم ناگہ عمرو نے دیکھا کہ ساحر پہاڑ پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے لالہ عذار و ماہ رخسار بیہوش سامنے
پڑی ہیں وہ ساحر للکار رہا ہے کہ تم طلسم کشا کے کیوں ساتھ آئیں کیوں ملکہ زنار بادشاہ کا ساتھ چھوڑ کر کیا
مزا پایا ایک ادنی ملازم ہوں دیکھو تمہارے ابر کا کیا حال کیا ابھی واسطے شاہ خسار بچاؤ چھوڑ نہیں حکم تھا
کہ طلسم کشا آنے نہ پائے اب دیکھو لشکر حمزہ کو بھی ستاتا ہوں وہ رنگ دکھاؤں کہ تڑپ تڑپ کے مریں
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا شاہان طلسم نے عجب فقرہ کہا کہ جسنے طلسم کشا کو مارا اسنے ساکنان طلسم پر احسان
کیا ہم اپنا نائب کریں گے ایک دن یہ ہے کہ ملکہ شاخسار کا ملازم ہوں ایک دن وہ ہوگا کہ جب عہدہ کیا
پاؤں گا ملکہ شاخسار سلام کی مشتاق ہونگی ہم سلام نہ لیں گے کل اہالیان طلسم پر احسان کریں گے زنار
زمین پر پڑی ہوئی ہے کچھ جواب نہیں دے سکتی صاف ثابت ہے کہ سحر فراموش ہوا لالہ عذار و ماہ رخسار
کا بھی یہی حال ہے عمرو نے دور سے یہ سب سانحہ دیکھا کہ صاحبقران نے جو اسم اعظم پڑھا پہاڑ کا سب حال
ظاہر ہوا عمرو نے کنارے آکر یہ تدبیر کی جو صورت منظور ہوئی اس صورت پر چلے سرخاب فراق نصیب
نے دیکھا یہ کیا ہوا کہ پہاڑ مخفی تھا ظاہر کیوں ہوا مضطرب ہو کر دیکھا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے
آتے ہیں زمین پر ایک دہتھر مارا آواز دی اے نمرود آدم خوار لینا حمزہ بڑھا آتا ہے اسکو روکو صاحبقران
گھوڑے کو بڑھائے لشکر سے آگے بڑھ آئے تھے کہ صحرا سے کو او زی چند شیران صحرائی دم اوٹھائے ہوئے
دھوڑو کے مارتے ہوئے صاحبقران پر آئے جاتے ہیں صاحبقران کو گھوڑے سے اوتار لیں گھوڑا
فقر دیو زاد ایسا زیر ران ہے کہ شیروں سے سخت حیران ہوا آخر شائستگی بھولا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے

سے شریک ہو جائیں گے دیکھو بھائی صاحب بھی آتے ہیں سب سرزرد روتے ہوئے ساتھ ہیں بھائی صاحب
کا تاج بھی اتار لیا تمہاری بدبختی نے یہ حال کیا درباروالونکو ملال دیا سرخاب نے پلٹ کے دیکھا
برابر تو پہونچ چکے تھے کوکمر پر خنجر مارا ہائے کہکے سرخاب گرا خواجہ کود کر بھاگے کیڑے چلتے چلتے
لگا رہے زنار رو ماہ رخسار تڑپ کر اور تمین پہاڑ کے ٹکڑے اوڑ گئے آواز آئی کشتی مرا نام میں
سرخاب فراق نصیب ہو شیران صحرا جو امیر کو گھیرے تھے ان سب کے منہ سے شعلۂ آتش نکلے
جل کر خاکسیاہ ہوئے سرداران والیان فوج جو شدت گرمی سے بیتاب تھے ان پر ہوا سے سرد چلی
دیکھا صحرا سے سبزہ زار نواح دلکشا چشمے آب صاف وشفاف سے معمور عندلیبان خوش نوا کو
سرو و نرگس آنکھیں جھپکا رہی ہے نسیم گل کیفیت دکھا رہی ہے صبا کو اپنی چال پر ناز زلف سنبل کا سو تو
گداز سردار خوش ہوگئے لشکر صاحبقران قریب آیا امیر نے فرمایا عمرو یہ کام تھا اُسنے جاکر شاید
ساحر کو مارا اب سردار خواجہ کو دعائیں دے رہے ہیں دیکھا خواجہ منہ چھپائے ہوئے آئے کہا
آقا سرخاب کو تو مارا مگر دو صندوقچے جواہر کے میرے پاس موجود تھے وہ گر گئے امیر نے فرمایا
یہاں کچھ ملتا نہیں کہا میں تو تباہ ہو گیا مہاجن میرے ساتھ فساد کرینگے امیر نے فرمایا خواجہ
یہ باتیں نہ بناؤ اب کہو کیا ارادہ ہے [illegible] چلیں زندانخانہ طلسمی تک پہونچیں کوکب کی ملاقات کا
بڑا اشتیاق ہے عمرو نے کہا چلنا بہتر ہے مگر اب میں آپ کے کسی کام میں دخل نہ دونگا جس بارے میں
آپ کو نفع ہو اسکا نقصان بھی گوارہ کیجیے امیر نے فرمایا میں نے تجھے مال پایا کہ تمکو نہیں دیا بلا وجہ میں
لگاتے نہیں دونگا عمرو نے کہا تمکو بھی [illegible] نصیب ہوا ہے امیر نے منہ پھیر لیا امیر نے بہرام سے فرمایا لشکر کو
تیار کرو چلنے کی تدبیر ہو اگر خدا نے بخیریت تا بہ زندان خانہ پہونچایا اور کوکب کو رہا کیا تو بڑی عید ہوگی دہر
مخمور و بہار کا خوف ہے مشتعین تو مدت سے مصیبت پہنچیں اسد کے ساتھ سات برس قید میں انکو چار بار ہیں
کوکب ہماری شکایت کرتے ہونگے زنار رو لالہ عذار و ماہ رخسار تنہا رہتا ہے اُسمیں تینوں مخفی ہو ہیں
بہرام لشکر تیار کرکے لائے امیر نے قصد کیا کہ لشکر زنے سحر العجائب و مصر الغرائب دربار میں
بیٹھے ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ شاہ خسار نے خوب انتظام کیا کہ اول ناخ سلطان آگیا تھا دونوں
بادشاہ پریشان ہوئے بعد اسکے ہرکاروں نے اکر خبر دی کہ سرخاب نے قیامتیں برپا کر دیں
لشکر حمزہ کے صدہا آدمی ہلاک ہوئے صاحبقران بلائے جاتے ہیں دونوں بادشاہ کہہ رہے ہیں
کہ سرخاب فراق نصیب بلائے روزگار ہے قیامتیں برپا کریگا اُسکے سحر سے کون بچے گا اُسکے
سحر جیتنے میں خولی سامری کے سامنے اُسنے تیار کیے اسنے دعوی بیجا نہیں کیا ہے یہ ذکر تھا کہ دفعۃً ایک
آواز بلند ہوئی گھبرا کے دیکھا آسمان سے لاشہ اوڑتا ہوا سرخاب فراق نصیب کا چلا آتا ہے
سیر غل مچا رہے ہیں غل ہے کہ آقا ہمارا مارا گیا اب سحر العجائب کے ہوش اوڑ گئے لاشہ آکر بارگاہ میں
گرا زاغ و زغن غل مچاتے تھے ساحروں کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا ایک ایک کا قلب تھرا گیا
بادشاہوں نے آواز دی یارو کوئی ایسا ہے کہ جاکر صاحبقران کو روکے تا بہ زندان طلسمی نہ جانے
دے شاہ خسار لکڑیں اشجار خزان نصیب اپنے مقام سے اوٹھی کہا اے شہنشاہ بڑا یہ کام ہے
کہ اسم اعظم حمزہ بند کیا جائے عیاروں کے فتور سے بچے کچھ بات نہیں ہے ہزار مسلمان ہلاک ہو جائیں گے

آلنیز جا کر دو کھتی ہو یہ لشکر او بھی ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہوے بڑی دھوم سے چلی بارگاہیں اژدرون پر لدی
ہوئیں ساحران غدار بازیطا قرقرے پر سوار علماے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے آپ ایک اژدرے پر
سوار تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ میں صاحبقران کوس بھر راستہ طے کر چکے ہیں قریب ایک درہ کوہ کے پہونچ گئے
دیکھا ایک پہاڑ بیچ میں حائل ہے تمیون جادوگر نے پڑھکر سحر کیا پہاڑ تھرا تھرا کے ہلنے لگا امیر نے ان کو
منع کیا پڑھکر پیالہ بجایا تھر کہا اسم اعظم پڑھا ایک سناٹا ہوا اندھیرا چھاگیا بعد عرصہ دراز دیکھا اوس پہاڑ میں ایک
درہ پیدا ہوا اسی درے میں لشکر لیکر صاحبقران پہاڑ سے گذرے دیکھا صحراے پر بہار جوانان
چمن کا نکھار دون قلیل باقی ہی طائران زمزمہ سرا گلستان پر تمام چہچہے میں زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نہرین
آب صاف وشفاف سے مملو گل خود رو کی بھینی بھینی خوشبو کوڑیالے کی آن بان زرخیز نہروں کے
فوارے دست تمنا واٹھاتے ہیں بلند ہو کر دور تک جاتے ہیں صاحبقران نے فرمایا لشکر
اسی مقام پر ٹھہراو آج شب کو اسی مقام پر رہیں گے کل سویرے سے کوچ کریں گے انشاء اللہ تعالے
زندان خانہ طلسمی پہونچین گے لشکر اترنے لگا صاحبقران پشت مرکب سے اترے صحرا میں ٹہلنے لگے
خواجہ عمرو ساتھ ہیں ایک جانب تمیون جادوگر نبان پشت پر چند سردار کہ صحرا سے گرد اوڑی
نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران دیکھنے لگے دیکھا ایک ساحرہ تعویذ خوار درکو ڑہا لیے
ہوے پشت پر لشکر ساحران رنگ روے کبر و غرور ظاہر علم سحر سے تحویلی باہر ہری کر و سرتے
اسباب بھر ہاتھ میں وہ ساحرہ اتر دیکھا وتری سامنے لشکر صاحبقران کے فروکش ہوئی ہرکاروں نے
آکر صاحبقران کو خبر دی غلام اسکے لشکر میں حاضر تھے اشجار خنان نصیب نام ہے آپ کے روکنے کو
آئی ہے انتظام جنگ ہو رہا ہے صاحبقران نے فرمایا ہم انشاءاللہ کل ضرور جائینگے اگر لشکر کو عذر ہوگا
کیلئے قصد کرینگے برق و مہتر قران سامنے کھڑے تھے برق نے بڑھکر عرض کی حکم ہو تو ابھی جاؤن ابھی
اس فاحشہ کا سر لاؤن مگر استاد خفا ہوتے ہیں عمر نے کہا اے فرزند جانیکا کیون اختیار ہے بہکے
عیاری کرو تم بھی ٹال دیتے ہو برق نے اتنا اشارہ جو استاد کا پایا تڑپ کے جست و خیز کرتا ہوا
چلا مہتر قران بھی کنارے کنارے روانہ ہوے اشجار لشکر کو آکر جنگل میں جا بجا پھر رہی ہے
درختوں پر سحر کرتی پھرتی ہے کہین ماش کے دانے ڈالدیے کہین ترنج عنک دبا کہین تیر کمان کے
گاڑدیے کہ جب مسلمان اس محل کے قریب آئیں تو تیر چلیں زمین میں خنجر دفن کیا کہین تلوار
توڑ کے ڈالدی ہے سحر کرتی ہوئی کوس بھر بڑھ گئی کسی کو اپنے ساتھ نہیں آنے دیا اکیلی چلی
جاتی ہے ایک محل بڑا سایہ دار دیکھا پلٹ پڑی دیکھا ایکطرف ایک ساحر بڈھا نحیف وضعیف
منقل آتش آگے روشن ہے ایک جام میں خون بھرا رکھا ہے بیٹھا سحر کر رہا ہے دھونی سے دھوان
نکل رہا ہے نگاہ جو اشجار جادو کی اس ساحر پر پڑی حیران ہو گئی کہ یہ کیا سحر کر رہا ہے یہ کیسے کھلتی
ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی شاہ صاحب کیسا سحر کر رہے ہو اس صحرا سے وہاں تین
کس سے مقابلہ ہے ساحر نے سر اٹھا کر جواب دیا کہ ملی دشمن ہے سرکش جنون نے مشکل
ایسے کر مارا ملکہ شاہ خسار جلوہ بیان جنہوں کمین فرمایا تھا کہ دشمنون کو گرفتار کر کے لانا میں نے
سب تدبیر کرلی ہے سب کے مونڈا میں دیکھو کن صاحب کی تدبیر ہوگی سب تصویریں تیار

سلاح ذات پر آراستہ کیے اشقر سامنے آیا قصد کیا کہ سوار ہوں کہ صحرا سے گرد اڑی علمہاے سیاہ آمد
نشان لشکر کفار ظاہر ہوا امیر بھی دیکھنے لگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا کئی ہزار علم پھریرے کھلے ہوے
سامنے آکر جمے فوج چلی آتی ہے کئی پلٹنوں رسالوں کے بعد دیکھا ایک جوان دیو خصال کشیدہ
پر سوار چار آئینہ کمر میں سپر فولادی پشت پر ایک کمان کلان شانے پہ پڑی ہوئی تیروں کا ترکش
معلوم ہوتا ہے کہ قصر کلان میں کتھا مشک لٹک رہا ہے بڑے بڑے جوان آگے ساتھ دو لاکھ فوج
ہمراہ اس جوان نے گھوڑے کو بڑھا کر آواز دی اے طلسم کشا اب تو آگے بڑھنا حکم شہنشاہ صادر
ہوا ہے بہتر یہی ہے کہ پلٹ جایئے منم اقران کوہ پیکر یہاں سے خازین نے آواز دی او بیہودہ
کیا بیہودہ بکتا ہے جوان صف شکن و مہاوتان تیغ زن جا کر سر حد طلسم پہ شہر بنگے پلٹ جانا کیسا طلسم
شکست کرینگے تمہارے بھی قتل کا بندوبست کرینگے اقران اتر پڑا فوج جا بجا فروکش ہوئی ایک
بڑی بارگاہ استادہ ہوئی امیں اقران داخل ہوا صاحبقران کو بھی اترنا پڑا مصنف عرض کرتا ہے جب
ولیعہد اشجار پہنچا سحر العجائب و مصر الغرائب نے اقران کو نامہ لکھا یہ اسی وقت روانہ ہوا اسوقت
آکر پہنچا چار سو پہلوان زبردست ساتھ ہیں ایک ایک فیل پیکر دیو صورت شیطان خصلت
لگے اقران نے اترتے ہی حکم دیا طلسم کشا کے ساتھ والے بڑے سرکش ہیں طبل جنگی بج جائے
کل آفت برپا کرونگا اقران نے یہ کہکر طبل جنگی بجوا دیا ہرکاروں نے آکر صاحبقران کو خبر دی
امیر نے بھی حکم دیا میاں ہماری بھی طبل جنگی بجے پہر دن رہے سے طبل جنگی بج گیا اقران کو وہیں پلنگ
بچھانے کا مسلح ہوا مرکب عربی منگوایا چند خدمتگار ساتھ لیے رنگ داستان حیرت بیان تحریر کرتا ہوں
کہ اقران نہایت آراستہ ہو کر باہر نکلا ایک خدمتگار سے کہا ہمارے مہربان مدہوش قران
سے جاکر اطلاع کرو کہ اقران کوہ پیکر تشریف لاتے ہیں اس لڑائی کے بعد ہماری صحبتوں کی
رخصت کردیں وعدہ ہیں ملال ہوگا خدمتگار گیا تھوڑی دیر میں پلٹ کے آیا عرض کی وہ خود آپ کے
مشتاق ہیں کہتے تھے کہ میاں خوش فوج لیکر کہاں گیا اب اسکو اطمینان ہوا خود تشریف لاتے
تھے میں نے کہا کہ آپ تشریف لیجیے اقران دو کوس راستہ طے کرکے قریب کوہ پہنچا مدہوش
نے آگے استقبال کیا اقران کو ہاتھ پکڑ کر لا کے بارگاہ میں بٹھایا جام مے ارغوانی گردش میں آیا
اقران نے کہا اے پہلوان دوران میں اسواسطے حاضر ہوا ہوں کہ فرمان شہنشاہ میرے پاس آیا
مضمون یہ تھا کہ طلسم کشا کو جاکر پھیر دو میں مقابلہ حمزہ میں ہو چکیا کل خاتمہ کردونگا امیدوار
ہوں کہ پس فردا جو حاضر ہوں مجھکو سرفراز فرمایئے میری منسوبہ کو رخصت کیجیے مدہوش نے
کہا اے پہلوان نامی دلاور جوان گرامی میں سب سامان کر چکا جہیز وغیرہ مہیا ہے میں خود ایک
نامہ لکھنے والا تھا کہ آپ تکلیف فرمائیے بارات لیکر آیئے اقران کوہ پیکر خوش ہو گیا
پر لشکر میں اپنے آیا مگر مدہوش محل میں گیا زوجہ سے پوچھا صاحبزادی کہاں ہیں زوجہ نے
کہا کئی دن سے باغ میں ہیں مدہوش نے کہا بلا لو میاں جب ایرج باغ میں ملکہ ریحان گلعذار
کے آئے ایرج ریحان پر عاشق ہوے ریحان جمال جہان آرا ایرج دیکھ کشتہ
تیغ ابرو ہوئی اس عشق کو مفصل نہیں تحریر کیا سامعین پر باعث ظاہر ہو جائیگا کہ ناظرین پہنچا

کہ منھ سے نہین نکلتا جب ایرج نے بہت تسکین دلائین ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا اے شہریار اقران کوہ پیکر کہ پہلوان زبردست ہے اسکے ساتھ میرے والد نے مجھکو منسوب کیا تھا کچھ کا زمانہ گذرا اب وہ بیچارا کسی حریف سے لڑنے کو آیا ہے باپ سے ملاقات کی اسنے کہا ہے کہ کل حریف کا خاتمہ کرونگا پس فردا ملکہ کو لیجاؤنگا والد نے اقرار کر لیا اب کوئی گفتگو کی جگہ نہین باقی رہی والد نے بلاکر مجھسے کہا تھا کہ اب باغ مین نہ جاؤ مین نے اس پریشانی مین جواب دیا کہ ایک ہفتے کی مہلت دیجیے ہفتے سے زیادہ اب یہان نہین رہتی ہے لیکن اسطرح بلک کر روتی ہے کہ دامن و گریبان تر ہوگیا ہچکی بندھ گئی ایرج نے کہا ملکہ وہ کہان فروکش ہے ملکہ نے کہا یہان سے دو کوس پر کسی حریف کے مقابلے مین اترا ہے بڑا زبردست جوان ہے کل حریف کا خاتمہ کردیگا لیسا ہی جوان ہوگا ہے زیر کرلیگا یا مار ڈالیگا چار سو پہلوان زیر کردہ اسکے ساتھ ہین اے شہریار باپ میرا ہرچند کہ شمشیر زنی کرتا ہے سب پہلوانون مین سرکردہ ہے باپ کی میرے یہ شرط تھی کہ جو مجھکو زیر کرلے وہ میری بیٹی کے ساتھ شادی کرے اے شہریار اقران چڑھکر آیا باپ سے میرے مقابلہ کیا دو دن اور دو رات کشتی رہی آخر وہ غالب آیا تب میرے باپ نے منسوب کیا ایک سال کا وعدہ کیا تھا دو سال گذر گئے اب اسنے تقاضا کیا اب کیا عذر ہے ایرج نے کہا اس سے خود مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا جب اسنے میرے باپ کو زیر کیا آپ کے مقدمے مین کیا عرض کرون کچھ فرمائیے نہین اتنا آپ سے عرض کیے دیتی ہون کہ میرا مردہ جائیگا مجھکو زندہ نہ پائیگا آپ کے پہلو مین بیٹھکر اب کسی کے پہلو مین خدا نہ بٹھائے اس سے خاطر جمع رکھیے نظم

خدا جانے ہوا کس کشتۂ دل کی خاک سے پیدا
کہ خوشے اہلون کے ہین نہال تاک سے پیدا

لحد پر ہے مایوسی ہوا افلاک سے پیدا
بھلا کچھ خاک کیا ہوگا ہماری خاک سے پیدا

غضب کی قدین تیر نگہ نے تیرے کھینچی ہین
کہ لاکھون حسرتین ہین سینۂ قزاک سے پیدا

وہ جلوہ ایک ہے دیکھے اگر چشم حقیقت سے
نہین ہے نور مین ظاہر نہین ہے خاک سے پیدا

تشتت مین خیال و فہم سب بیکار رہتے ہین
محبت سے وہ ہو جو کچھ شعور و ادراک سے پیدا

منقر دل ہوا خون آہ گھٹنے سے اشک آنکھون سے
[illegible] جا بجا منزل بمنزل ذاک سے پیدا

حلاوت ہے کلام تلخ مین شیرین زبانی کی
مزا آتا کیا ہے دشنام ہے چالاک سے پیدا

حجاب اکثر ہر رشتہ خلقتون کو کام آتا ہے
کہ زینت روح کی ہے جسم کی پوشاک سے پیدا

وہ لیتین مو دو چار کو زلفین تری عالم کی ہستی کا
کہان ہے سانپ ایسے شانۂ نمناک سے پیدا

نہین یہ قوس الفت ہے کسی طفل برہمن کی
نشان رشتۂ زنار ہے افلاک سے پیدا

ادب آموز ہون مدت سے طرز بیحجابی مین
مزے کیا کیا نہین ہین خاطر بیباک سے پیدا

اثر تھا گردش ہم کا ایسا میری مستی مین
ہوا دور تسلسل کاسہ کے چاک سے پیدا

سخن نافہمی سے تکلیف تحسین نامناسب ہے
شعور یہ مرتبہ بیگانہ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہے سمجھ مین کچھ نہین آتا
کہ پیدا تاک دانے سے ہوا دانہ تاک سے پیدا

نسیم اپنے سخن کے خوف سے تھا مدح بیتابا
یہ رتبہ ہے ثنائے صاحب لولاک سے پیدا

ان اشعار کے مضامین پر عاشق و معشوق خوب روئے کنیزون نے آواز دی بارہ دری مین تشریف
لے چلیے ملکہ شاہزادے کو لیکر بارہ دری مین آئین ایرج نے اس ذکر کو ٹالدیا کنیزون سے اشارہ
کیا صحبت شراب کی آراستہ ہوئی ایرج نے ملکہ کو اور کنیزون کو بیہوشی شراب پلائی ملکہ بھی سو گئین
کنیزین بھی بیہوش ہوئین ایرج نے ایک مرکب کہ موسوم بہ صبا رفتار کو ہی تھا آجتک کوئی اسپر
سوار نہوا تھا ملکہ کے باپ نے لوٹ مین پایا تھا بسبب بدلگامی کے یہان بندھوادیا سوار کے
نام سے وہ لیتیان اور سُمین مارتا ہی الٹ ہوتا سوار کو گرادینا یہ تو اس مرکب کا کام تھا ایرج اسی کے
سامنے گئے گھوڑے کو چمکارا گھوڑا روے زیبا دیکھنے لگا سر جھکا لیا ایرج جب قریب گئے
اسنے منھ سینے پر رکھدیا ایرج نے اسکو کسا اب جو پشت پر سوار ہوے حقیقت مین صبا رفتار
نام جاسے تھا طرارے بھرنے لگا ایرج نے راتون مین سیلاب دیوار کو توڑ کر اسپار گیا ایرج بہت
خوش ہوے طرف لشکر اقران کے چلے جب لشکر مین اسکے داخل ہوے دیکھا جا بجا تیاری
ہو رہی ہو ایک لشکر دوسری طرف بھی فرودکش ہو حاضر باش و ناظر باطل کی آواز آتی ہو ایرج نہین سمجھے
کہ یہ لشکر بہار ہے داداجان کا ہر گھوڑا اڑاتے ہوے دربارگاہ اقران برآمد ہوے دیکھا در پر سالار بیٹھا
ہو ایرج نے گھوڑے سے اترکر در کے سالار کو سلام کیا در کے سالار نے جوان آفتاب مثال کو دیکھکر
پوچھا کیون اے جوان کیا ہی ایرج نے کہا اپنے آقا سے جا کر کہو کہ ایرج نوجوان آپ کی ملاقات
کے طالب ہو کر آئے ہیں یہ گفتگو سنکر سالار نے جا کر اقران سے کہا چاروں پہلوان دربار مین
بیٹھے ہیں اقران تمام صید پر جیسے ہی ایرج سامنے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا پہلوان
اٹھ کہنے لگے اقران نے کہا اے جوان تو کون ہی جو ہمارے سامنے نام خداے نادیدہ کا لیتا
ہی ایرج نے کہا اے پہلوان مین تمہاری گوشمالی کرنے آیا ہون اگر اپنی جان کو غنیمت جانتا ہی
ابھی لشکر کو اٹھا اور میدان سے چلا جا خبردار خبردار کبھی خضر مدہوش کا نام زبان پر نہ لانا ورنہ
زبان کھینچ کے پھینک دونگا اقران غصے مین اٹھا پہلوانون نے کہا حضور تامل کرین ایک پہلوان
جنید بلند منش جھپٹ کر قریب آیا اقران سے کہا آپ بیٹھے اس معشوق کو مین زیر کرون مجلس
شراب پلایا کریگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر جنید کا
اڑگیا اقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا کہا او جوان غضب کیا میرے رفیق کو مارا مجھے
تیری صورت پر رحم آتا ہی ابھی مین خیر ہو کہ چلا جا مین معاف کرونگا ایرج نے کہا مین تیرا سر لینے
آیا ہون تو نے ہمارے معشوق کا نام لیا یہ سنکر اقران جلگیا کہا اے جوان اب زندہ تجھکو نہ چھوڑونگا
حربہ کر جیسے کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ رہے ایرج نے کہا یہ ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ لینگے اقران نے کہا اے جوان باہر چل مین تجھکو گھوڑا
واسطے سواری کے دون اسپر سوار ہوکے مقابلہ کر ایرج نے کہا میرا مرکب موجود ہی تو اپنا گھوڑا
منگوا ایرج باہر نکلکر پشت مرکب صبا رفتار پر سوار ہوے اقران کرگدن مست پہ سوار ہوا
اقران نیزہ ہلاتا ہوا سامنے ایرج کے آیا وقت شب ہی چند کمیدان رسالہ دار جو قریب تھے دو
لشکر آ گئے ہر ایک حیران ہی کہ کون جوان منچلا ہی کہ اتنے بڑے لشکر کے افسر کو یون آکے ٹوکا

بعض کہتے ہیں آخر باعث کیا ہے کہ یہ جوان اس طرح جان دینے پر آمادہ ہو گیا ہے سر دربار آکر اسکو کچھ
جان کا خوف نہیں ایک نے کہا یہ مقدمہ نازک معلوم ہوتا ہے یہ جوان کہتا ہے اپنی منسوبہ کا نام
نہ لیجیے شاید اس منبر پہ یہ بھی عاشق ہے جب قرین جھلا کر آیا ایک نے کہا یہ جوان خود حسین و
جمیل ہے وہ نازنین خود اسپر مائل ہو گی انہیں تو یہ ذکر ہو رہے ہیں اقران نے نیزہ مارا ایرج
نے نیزہ چلنے لگا تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے نیزہ ہوائی کیا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے روحِ سپر کی لگائی کہ تلوار اقران کی ٹوٹ گئی پہلی شکست یہ تھی ایرج نے دست حق پرست
بڑھا کے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا قاش زین سے اقران کو اٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے
جھنکا کی کہ زمین سے ملنے ہوا اقران کو چور نگ ہوائی قلم کیا لشکر میں غلغلہ بلند ہوا کافروں کے رنگ
کٹ گئے جو افسر سامنے کھڑے تھے تلواریں کھینچ کر ایرج پر آ پڑے ایرج نے کئی زخم بھی کھائے
سر کاٹ کے اقران کا للکار رہے سے بڑھ علیا ہر افسر کا تیغ شکار بند سے بند جا مرتبہ بلند ہوا پشت
مرکب پہ سوار ہوئے دو میں افسر قتل کرکے مرکب کو پھیر اڑتے ہوئے چلے جس پلٹن یا رسالے میں
پہونچے افسر کو قتل کیا آگے بڑھے فوج ریلتے ہوئے جان بچاتے ہوئے فوج سے نکلے سپاہ
لشکر اسلام کے جو پڑے سو رہے تھے ہنگامہ سنا اٹھے دوڑے دیکھا پہچان نہ سکے یہ دیکھا
کہ ایک جوان اقران کا سر لیے ہوئے جاتا ہے حیران ہو گئے کہ یہ کون شیر نر تھا اتنے بڑے لشکر
کے افسر کو مار نکلا فوج والے بھاگ لینے لگے کوئی طرف جنگل کے بھاگا بعض کہتے ہیں اس علی
سمندر دل جلوہ ہوش سے چلکر یہ حال بیان کرو وہ کچھ تدبیر لیا حمزہ سے میاں کون نکلیگا
بوقت سحر صاحبقران نامور مسلح ہو کر نکلے سامنے لشکر کفار کو نہ دیکھا فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ ہے عمرو
نے کہا شب کو ہنگامہ ہوا تھا نہیں معلوم کیا ماجرا ہے کار سے آتے ہو گئے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
آگے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شب کو کوئی جوان یکہ و تنہا آیا میاں اقران کو وہ یکہ
قرین مرگ کیا سنتے ہیں سر کاٹ کر لیگیا فوج ساتھ ہی لو بھاگ گئی صاحبقران نے فرمایا
کون ایسا مرد مردانہ شیر فرزانہ تھا کہ اتنے بڑے لشکر میں آیا افسر کا سر کاٹ کر لیگیا ہرکاروں نے
عرض کی ہم پہچان نہیں سکے وہ جوان دریا سے خون میں نہایا ہوا صحرا میں پہونچ چکا تھا
سبنے تعجب کیا مرکب چھلاوا تھا طرارے بھرتا ہوا نکل گیا امیر نے فرمایا ہم ہر منزل میں سب
تو تیار موجود تھے بارگاہیں لدوانے کی دیر تھی اشارہ کیا عادی نے بارگاہیں لدوائیں طرف
نندا شکار طلسمی کے چلے انکا حال وقت پر تحریر ہو گا مگر وہ سوختۂ آتش دوری و افروختہ
نار مہجوری شہنشاہ اقلیم حسن و جمال ماہ آسمان کمال شہرۂ عشق کی تاجدار ملکہ ریحان گلعذار
مضطرب بیکس بیہوش ہو گئی تھی جب ہوا سرد چلی ملکہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا سب کنیزیں سو رہی
ہیں اپنے محبوب کو قریب نہ پایا گھبرا کے اٹھی سب کو جگایا کہا صاحب شہریار کہاں ہیں سب
کنیزوں نے ڈھونڈھا کہیں نشان نہ پایا ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور وہ گھوڑا
جسکا خونی لقب تھا وہ بھی تھان پر نہیں ہے جس کمرے میں زین و لگام رکھا تھا وہ کمرہ بھی خالی پڑا ہے
یہ سنتے ہی ملکہ نے منھ پیٹ لیا کہا صاحب معلوم ہوتا ہے بڑے ضدی ہیں جو کہتے تھے

ملکہ بیقرار ہو کر طرف صحرا کے دیکھ رہی ہیں کہ آواز مرغ سحر کان میں آئی ملکہ اور زیادہ گھبرائیں کنیزوں سے
کہا حضور صبح ہو گئی اب تک اُس مہر اوج جرأت کا پتہ نہ ملا نہیں معلوم اُنپر کیا گذری طائر درختوں پر نغمہ سر
کرنے لگے ملکہ بہ نگاہ یاس طرف صحرا کے دیکھ رہی ہیں کہ دیکھا گرد کے تلے سم مرکب کے آواز آئی گلستان
سے جسطرح آفتاب تابان یا ماہ درخشان پردۂ شفق میں مخفی ہو کر نکلے ملکہ نے گھوڑے کو پہچانا کہا
مرکب تو وہی معلوم ہوتا ہے مگر گھوڑا خالی جو دیکھی سوار یار والے اب تو کس شائستگی سے چلا آتا ہے
کنیزوں نے عرض کی ماشاء اللہ شست تو دیکھیے اگر ان کو جلد آب لین ایک قطرہ پانی کا نہ گرے
گرد یا سے خون میں نہائے ہوے سر میں ایک کنیز نے کہا دیکھیے ایک سوچی فتنہ رنبدے بندھا ہے
ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہیں گھوڑے کو اڑائے ہوے قریب
آئے مرکب سے کود کے کنیزیں گھوڑے کو دیکھکر بھاگنے لگیں ایرج نے کہا اب یہ مرکب کسی کو
دستانگی شائستہ ہو گیا کنیزوں نے سنبھال لیا ایرج اندر آئے سر اقران کو جو پیکار کا تھا رنبد سے کھولا
سامنے ملکہ کے ڈال دیا کہا گنہگار کا سر حاضر ہے یہی دعوی نسبت کرتا تھا ملکہ گھبرائیں حیران ہو کے
سر اس ملعون کا کیونکر لائے ایرج نے کہا مقابلہ ہوا پروردگار نے اسپر غالب کرایا ملکہ گھبرا کے
دوپٹے سے خون جسم ایرج پاک کرنے لگیں ایرج نے کہا اوچھے زخم ہیں ایرج کو ساتھ
ملکہ کے مصروف عیش و نشاط ہوتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا لیکن مدہوش جو خواہ اقران
اسباب شادی کا جمع کر رہا ہے صبح کو بیٹھا ہوا یہی حساب لکھوا رہا تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ گھبرائے
بھاگے ہوے آئے افسردہ وار مدہوش نے پوچھا تم کون لوگ ہو سب نے عرض کی آپ کے داماد
کے ہمراہی ہیں شب کو ایک جوان آیا انکا سر کاٹ کر لیگیا کئی افسر لڑے وہ بھی مارے گئے چند کر کے
آکر لاشہ بھی اقران کا رکھ دیا مدہوش نے لاشہ جلانے کا حکم دیا پھر فرمایا ہمارے عیار کو بلاؤ
سمور قطرہ زن کس مقام پر ہے دیکھا سامنے سے ایک عیار طرار قلندر زرنبق پہنے ہاتھ میں وہ سقلاطی
لگائے ہوے سامنے مدہوش کے آیا مدہوش نے کہا اے سمور تو نے سنا اقران کا کوئی سر کاٹ کے
لیگیا کچھ سحر کو یا ہوگا آج دنیا میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ اقران سے مقابلہ کرے اقران نے بدولت
کو زیر کیا دیکھو تو کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں جلد پتہ لگاؤ کہ وہ کون جوان تھا کہ اقران کا سر کاٹ لیگیا
مجھے بتا دو قلق دنیا میں اپنی جان دونگا جلد دریافت کرو سمور نے کہا آج ہی دن میں اُس جوان کو
پکڑ کے لاؤنگا یہ کہکر چند شاگردوں کو بھی حکم دیا اور آپ بھی کوچہ کوچہ پھرنے لگا اول کو اقرانی چھاؤنی
میں آیا سرداروں کو بلا کر اقرار نامہ لیا کہ جلد پتہ لگاؤ وہ کون جوان ہے جو اقران کو مار کر لیگیا
لیکن یہاں تو سب سے اقرار نامے ہوے سمور قطرہ زن پریشان و مضطر گلی گلی پھرتا ہے
شاگردوں سے حکم دیا ہے کہ جلد تلاش کرو دو دن میں سمور نے سارا شہر چھان ڈالا قریب شام ہوئی
چبوترے میں اسکے ہمراہ دس پانچ شاگرد کھڑے ہیں ہر ایک نے یہی خبر دی کہ حضور کوئی محل
شہر میں نہیں چھوڑا جہاں تلاش کرنے نہیں گئے ایک شاگرد نے کہا استاد باغ ملکیان رعنا
کا باقی ہے سمور نے کہا بھلا وہاں کہاں وہ اپنے شوہر کے دشمن کو اپنے گھر میں جگہ دیگی ایک شاگرد
نے کہا یہ خبر تو میں نے مفصل پائی تھی کہ ملکہ عالم نے جب سنا کہ اقران نے میرے باپ کو زیر کیا

سوچتے ہیں کہ نہ لونگا روپیہ منگا لونگا پھر بھی نہ چھوڑونگا انکے بیٹے پوتے بھی بڑے بہادر ہیں
وہ سن پائینگے کہ ہمارے باپ دادا گرفتار ہیں فرداً فرداً سب کو پکڑ لونگا جو ملک قبضہ مسلمانان
میں ہیں انپر قبضہ کرونگا شاہان طلسم سے انتقام نہ لونگا انکی حوالی میں رہا انکی مہربانی کہ کبھی مجھپر
ساحر کو نہ بھیجا آج ایک کام کو حکم دیا ہے تو اسکو انجام ایسے طور سے کروں کہ شاہ ہمارے
خوش ہوں اسطرح کے مضمون طول طویل ایک کاغذ پر لکھکر شتر سوار کو دیے شتر سوار کو بڑا بھاری
خلعت ملا اسکو تو رخصت کیا قزاقون کو بلا کر حکم دیا کہ بارہ تیاری کروا ایک ایک کو صاحب
ملک کر دونگا اب قزاقی چھوٹ جائیگی ساٹھ ہزار کا لشکر فوراً تیار ہو کے حاضر ہوا پہر دن پچھلا باقی
تھا کوچ کیا قزاقون میں بڑی خوشی ہے کہتے ہیں خوب مال لوٹینگے طلسم کشا بڑا روپیہ والا ہے باغ
ایسا ملک امینوں کے قبضے میں ہے مشہور ہے کہ زمین مہر آفتاب حوالی باختر میں رہتا ہے مہر بحر میں اور تمام
عالم کی گشت کرتا ہے یارو سنا ہے کہ جب وہ ملک صاحبقران نے فتح کیا ایک ایک سپاہی لکھپتی
ہوتا تھا جب خزانہ اشرفیوں کا دیکھا روپیہ پھینکا اشرفیاں لوٹیں جب جواہر خانے پر پہنچے
اشرفیاں پھینکدیں جواہر لیا ایک ایک لکھپتی ہوگیا استعفا دیدیا اپنے گھر چلے گئے جاگیے
علاقے خرید کے اب سلطنت کرتے ہیں پھر بات سنے کے قریب باغ ملکہ ریحان گلعذار
اترے مہ ہوش کا ارادہ ہوا کہ میں سے بھی ملاقات کرلوں ساتھ والوں سے کہا میں فدا جاکر
ریحان سے ملاقات کر آؤں اب اسکی شادی طلسم نور افشان میں ہوگی تصویر دکھلاوگا شاہ
جو خواہش طلب کرینگے ہر کسطرف باغ سے چلا ملکہ چلوے ایرج میں بیٹھی ہیں کہ محلدار دوڑی
ہوئی آئی عرض کی آپکے خالہ آتے ہیں ملکہ قدموں پر ایرج کے گر پڑیں کہا برائے خدا
ہمنشینی ساعت کے واسطے ہٹ جائیے اسباب عیش و نشاط ہٹانا شروع کیا کسی کسی شے کو ہٹانے
ملکہ کے کہنے سے ایرج کمرے میں چلے گئے کہ مہ ہوش آکر پہونچا دیکھا اسنے کہ تیاری باغ کی
نمود بہشت معلوم ہوتا ہے روشنی کی آراستگی ہر چمن میں رونق قفس ہائے زرین طائران زمزمہ سرا لٹکے
ہوئے ہوئے روش پر شریان درست کنیزیں چالاک وچست ملکہ واسطے استقبال کے آئیں
کہا بی بی آجکل باغ تو خوب درست کیا ہم تو ہمارے مقابلہ طلسم کشا جاتے ہیں اب ہم سمجھے ہیں
آنا ہوگا تم پریشان نہ ہونا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا خوف سے آنکھوں سے آنسو جاری ہوے
مہ ہوش نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی ہم مرد ہیں بڑی خوشی کی بات ہے ایسے مقام پر
جاتے ہیں کہ ایک ایک سپاہی تمہارا بادشاہ ہو جائیگا ہر چند کہ افراسیاب مارا گیا اب شادی تمکی
کی بقرار کی طلسم کے ساتھ ہوگی بادشاہزادی طلسم نور افشان کی کہلاؤگی ایسی بیسی
ایرج انہے تو بچا کینے ہیں آیا سب حال صاحبقران کا بیان کیا کہا کہ وہ شجون مارون
کار ساز دا ور سب بہنیا نہ میرے پڑجاے دل میں کھٹکا کہ اسقدر تیاری کا کیا باعث ہے مگر مجھ
تو پروردگار ہے تیری ذات ۔ تو چلا گیا ایرج جو کمرے سے نکلے کہا لو ملکہ خدا حافظ ملکہ
مدد و لاوین شہر یار کہان جائیگا کہا آپ کے والد لشکر پر داداجان
زہے قسمت کہ روشن کرد و روش جلہ شخص مشہور ہوئی گشتی لیر زاد طعن کریگا یہ کہکر سلام واپس

مدہوش نے جو نعرہ صاحبقران کی صداسنی کہا لو حمزہ نے خود شبخون مارا اسے بڑھکر روکو اسنے
بھی سنلیا ہوگا کہ مدہوش ایسا قزاق آتا ہو وہ خود دوڑ پڑے کہ مغرب کی طرف سے صدا بلند
ہوئی منم دارائے صاحب رائے سواد اعظم ملک ہندوستان جانشین صاحبقران نعرہ
لندھور جزیرہ ہا ے دریا ار گرفتم تا بہ ہندستان ✝ از نام ہندوانی منم لندھور بن سعدان ✝
مشرق والے مغرب کو گئے آپس میں گوشت خوردندان ساگ ہونے لگا ایرج نے طرف جنوب کے
آکے نعرہ کیا نعرہ رستم | ار شندا ولا دامیر عرب | کیست علشاہ و پور رستم لقب
علشاہ رومی شیر فیل زور | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | ادھر سے طرف شمال کے
گھوڑا اڑا یا نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ✝ شہسوار لال پوش خاوری ✝
ایک طرف آکر نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان سحر برج خوبی شمع انجمن ✝ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ✝
ان سب کے نعرہ کرتے ایک طرف لڑنے لگے خیموں کی طنابیں کاٹ دین ہلیں رسالوں میں ملکہ
پڑگیا قزاق آپسمیں لڑ رہے ہیں رسالہ دار صاحب کہتے ہیں جسکو قتل کرو اسکا سر کاٹ لو وقت سحر
ملاحظہ افسرمیں گذر لگا گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہو ایرج نے چند سردار قتل کیے ایک
طرف گھوڑے کو ڈال کر اڑتے ہوئے نکل گئے ملکہ دروازے پر مشتاق کھڑی تھیں ایرج کو
جو آتے ہوئے دیکھا دریائے خون میں نہائے ہوئے خانہ ہائے زرہ خون سے معمور تھے
خون سے کے جمے ہوئے چلے آتے ہیں ملکہ باہر نکل آئیں رکاب پر ہاتھ رکھکر اتروا یا کہا اے شہریار
کوئی زخم کاری تو جسم اقدس پر نہیں آیا ایرج نے کہا تمھاری پریشانی کے خیال سے بہت جلد
چلا آیا خدا نے بچایا یہ سب خون لشکر کفار کا ہو ابھی وہ آپسمیں لڑ رہے ہیں ایرج نے جو حال
بیان کیا ملکہ ہنسنے لگیں کہا صاحب عجب کمال کیا کفار کو آپسمیں لڑوا دیا کفار لڑ رہے ہیں ایرج
نے کہا رات بھر لڑینگے ایک کنیز کو واسطے خبر کے بھیجو ملکہ نے ایک کنیز کو حکم دیا وہ کنیز مرد کے
کپڑے پہنکر لشکر کفار میں آئی صبح کو دیکھا جا بجا یہی چرچے ہیں کہ حمزہ دس لاکھ فوج سے شبخون لایا
ہم ساٹھ ہزار دس لاکھ سے لڑا کیے ہزاروں مسلمان مارے ایک کہتا ہو حمزہ بڈھا تھا ایک کہتا ہی
ابھی جوان ہی ایک کہتا ہی عقل کو دخل دو جسکے بیٹے پوتے جوان جوان ہوں وہ بڈھا نہو گا تو کیا
جوان ہوگا رسالہ دار کہتے ہیں تم دونوں جھوٹے ہو جیسے تو مقابلہ پڑا میں نے تو سر کاٹا چار
تلواریں اسنے لگائیں میں نے ایک وار میں سر کاٹ لیا پھر میاں لندھور کو مارا کنیز ہنستی ہوئی
بارگاہ میں پہونچی دیکھا میاں مدہوش بیٹھے ہیں سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہوئی ایک رسالہ دار
سے کہ رہا ہی کہ میں حمزہ سے لڑتا تھا تمنے مجھکو زخمی کیا رسالہ دار کہتے ہیں حضور اسنے سر کلنے
کہ خرجیاں بھری ہوئی ہیں کمیدان آستین چڑھا کر اٹھے کہا ٹھیں ہماری ایسی لڑی اسنے سر کاٹے
کہ چاندنیوں میں بندھے ہیں ایک کمیدان نے کہا وہ چاندنی اٹھالاؤ جا کر ٹھیں والے چاندنی
اٹھا کر لائے چاندنی کو جو کھولا رسالہ دار نے سر پیٹ لیا کہا اے شہنشاہ یہ تو میرے رسالہ کا
سر ہیں میں حیران تھا کہ ہزار جوانوں کے دو سر بچے کمیدان نے سر جھکا لیا کہا بھئی اندھیرے میں
کچھ نہ سوجھا جو سامنے آیا اسکو قتل کیا آپ خرجیاں تو منگائیے خرجیاں آئیں سر جو انڈیلے

کنیزان رونے لگے کہا حضور یہ سب سر میری پلٹن والون کے ہین اب جو مدہوش نے دریافت کیا بارہ ہزار سوار و پیدل مارے گئے ایک مسلمان کا بھی لاشہ نہ ملا مدہوش حیران ہوگیا کہا یارو یہ کیا ہوا افریدون نے کہا حضور مسلمان بہت تھے لڑتے بھڑتے نکلگئے ہمارے بارہ ہزار قتل ہوے اُنکے بھی لاکھ جوان سے کم نہین قتل ہوے اُنکے ساتھ ڈولیان تھین جو مارا گیا اٹھا لیا مدہوش نے کہا اب تو اُنکے منھ خون لگا اب وہ پھر آئینگے اگر آج آئین تو کیا تدبیر ہو ہمکو یقین یہ آتا ہے کہ آپ لوگ آپس مین لڑے بھائی نے بھائی کو مارا باپ کے ہاتھ سے بیٹا قتل ہوا افریدون نے سر جھکا لیا خوب جانتے ہین کہ ہم آپس مین لڑے مدہوش نے کہا آج شب کو یہ تدبیر ہو کہ جب نعرہ حمزہ کی صدا آئے جوانے خیمے سے نکلے روشنی لیے ہوے آئے کہ معلوم ہو جائے کدھر سے مسلمان آئے انکو گھیر لینگے معرکا بھائی رنجور رتیر رو اسنے عرض کی صفدر جنگ آزما آپ کے بھائی صاحب میرے ساتھ رہین جسوقت نعرہ حمزہ کی صدا بلند ہوئی مین صفدر کو لیکر مقابلے مین پہونچ جاؤنگا پہلوانون کو جا بجا سے لاؤنگا یہ صلاح پختہ کرکے بیٹھے ہین مشعلچی مقرر کیے کنیز یہ خبر لیکر خدمت ایرج مین آئی تمام کیفیت عرض کی ایرج نے کہا مین آج ضرور جاؤنگا ملکہ رونے لگین کہا صاحب کیفیت سن چکے آج ٹال جائیے کل دیکھا جائیگا ایرج نے کہا آج کے نہ جانے مین میرے دادا جان کے واسطے بدنامی ہے دوچیا کہینگا کہ حمزہ نہ آیا ملکہ نے کہا اے شہریار لونڈی کو قتل کر کے جائیے مجھے بیچارہ اشکی نظم

بڑھتے بڑھتے لاغری پیہان من ہو جائیگا	تن کمان ہوگا کمان آخر کو تن ہو جائیگا
گر یہی ہے ناتوانی فکر عریانی ہے کیا	دامن نکلا و تن پہ پیرہن ہو جائیگا
ایک چادر خاک کی ہے اسکو دانے آسمان	اس تن عریان کا بے منت کفن ہو جائیگا
ندرت تکلیف تازہ سے نہو گے سیر ہم	زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا
اشک دیدہ وہین بہن کیا خانہ ویرانی کی فکر	گر یہ جس جا دہن اپنا وطن ہو جائیگا
خار ہونگے نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کا	اشک خونی سے مرے صحرا چمن ہو جائیگا
بسکہ ہے مضمون نازک مین تو کامل اے نسیم	شہرہ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائیگا

ایرج نے کہا ملکہ آج کے نہ جانے مین واسطے بزرگون کے بدنامی ہے پھر رات گئے ایرج نے کمر باندھی پشت مرکب پر سوار ہوے ملکہ روتی پیٹتی رہگئین میان رنجور صفدر کو ساتھ لیے ہوے طلایہ دیتا پھرتا ہے ایرج نے جیسے ہی صاحبقران کے نام کا نعرہ کیا جا بجا ہلڑ ہوا حمزہ کو لینا رنجور رکیا چھینا بڑھکر دیکھا ایک جوان آفتاب جمال شمشیر زنی کرتا ہوا آتا ہے چہار طرف سے اسنے ہلہ کیا ہر خیمے کے دروازے پر یہی کہتا پھرتا ہے کہ یارو ایک جوان ہے چہار طرف سے گھیرو صفدر گھوڑے کو بڑھا کر چلا رنجور نے جو غل مچایا ہر خیمے سے افسر نکلے روشنی سب کے ساتھ جو کلا اُنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان خورشید جمال تیغ ہلالی ہاتھ مین جنگ رستانہ کرتا ہوا آتا ہے صفدر جنگ آزما قریب ایرج کے پہونچا رنجور سمجھا اس جوان پہ یہی کافی ہے تماشا دیکھنے لگا صفدر نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پہ

اب مدہوش نے بھی شاہزادے کو اچھی طرح دیکھا چند واقف کاروں نے پہچانا اور جھک کر عرض کی
یہ نور نگاہ قاسم عالیشان ہے نام اس شخص کا ایرج ہے مدہوش نے کہا یہ کلیجہ تو دیکھو اکیلا اتنے بڑے
لشکر پر آیا کچھ خوف نہ کیا لیکن یہ نوجوان میاں کیونکر آیا ملازمان اقران جو موجود تھے انھوں نے
کہا حضور اسی نے آپ کے خویش کو بھی مارا خاص بارگاہ میں جا کر تو کا تلوار چلی آخر وہی مارا گیا
نہیں معلوم میاں کیونکر آیا مدہوش نے کہا اب تو گھیر کے مار لو چہار جانب سے کفار نے بلوہ کیا
ایرج نے رات کو بھی بہت بہت قصد کیا اسوقت بھی کوشش کر رہے ہیں کہ جا کر افسر کو ماروں
مگر وہاں تک نہیں پہونچتے ایرج نوجوان مصروف جنگ ہیں ایک ٹیلا مل گیا ہے اُس پر سے
اُتر اُتر کے جنگ کرتے ہیں جب زیادہ بلوہ ہوا پھر اُسی بلندی پر چلے جاتے ہیں لیکن جب
مدہوش نے کوچ کیا ہے اسکے پہاڑ سے بارہ کوس پر ایک اور قزاق رہتا ہے کہ اُس قزاق
کو منہنگ شعلہ زن کہتے ہیں پہلوان زبردست اُسکو بھی مدہوش نے نامہ لکھا تھا کہ بھائی
وقت امتحان ہے طلسم کشا مسلمان ہیں ہم جاتے ہیں تم بھی آؤ منہنگ شعلہ زن بارہ ہزار قزاقوں سے
چل نکلا کہتا ہوا کہ یار کو یہ معرکہ عظیم ہے حقیقت میں اگر طلسم نور افشان فتح ہوا ہم سب کو تکلیف
ہوگی ہم لوگ نہ رہنے پائینگے طلسم کشا غالب مذہب ہوگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے ملکہ ریحان گلعذار
غضب بھر تڑپتی رہیں رات بھر جلا کے فراق سہی جب گریبان سحر چاک ہوا کہا لو صاحبو صبح ہوگئی
اب تو صبح ہولی دیکھیں تقدیر کیا دکھائے ہمارے وارث پھنسے ہیں ذرا خبر تو لو اب تو
میرے کلیجے پر چھریاں چل رہی ہیں

نظم

خاک اڑوائی کہ جنگل میں آوارا ہے مجھے — چرخ نے سبا گرد باد دامن صحرا ہے مجھے
وصل کی شب عیش ہے ماہ لیکن عمر بھی ہے — آفتاب حشر ہوگا صبح کا تارا ہے مجھے
ساقیا ہے بار کیا ساغر لگاؤں منہ سے میں — ہر حباب بادہ ہے بوسوں کا تبخالہ مجھے
مثل ماہی پڑ گئے کانٹے زبان میں پیاس سے — پر نہ ہمت نے کیا منت کش دریا مجھے
زیست ہے میری جہاں میں گوسفند کی طرح — آسمان نے ذبح کرنے کے لیے پالا مجھے
سرد ہوتا ہوں تڑپ کر کوئی دم میں ہمدمو — وصل کا پایا داغ گیا پڑ موسم سرما مجھے
داخل خلوت سرا ہے بجلی سکو تاب ہے — دیکھ کر زنجیر در کو ہے لب سودا مجھے
ہو گیا مانند خورشید آشکارا داغ عشق — صبح ساں چاک گریبان نے کیا رسوا مجھے
باندھتا ہوں جبلہ میں دست حنائی کا خیال — خواب میں بوسی دکھائی آن پہ بیٹھا مجھے
ہجر میں مثل پتنگ اب پھاڑے کھاتا ہے پلنگ — کاٹنے کو دوڑتی ہے صورت دریا مجھے
پوچھا ہی زمانہ نے کچھ میری اداسی کا سبب — آپ میں ہو رات حیران ہوں ہوا ہے کیا مجھے

ہر چند کنیزیں سمجھا رہی ہیں کہ ملکہ عالم خدا آپ کے وارث کو صحیح و سالم ملائے دشمنوں کو
رنج و ملال نہ دکھائے جب آفتاب عالمتاب نکل آیا ملکہ اور زیادہ گھبرائیں کہا صاحبو ذرا جا کر
خبر تو لو دو کنیزیں مردانے کپڑے پہنکر دوڑیں تھوڑے ہی عرصے کے بعد دونوں پلٹتی ہوئی
آئیں کہا واری غضب ہوا رات بھر لڑتے ہوئے گذری اب سارا لشکر انکو گھیرے ہوئے ہے

زخمی بھی ہوئے خدا انکو ہاتھ سے دشمنوں کے بچائے ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کی اور گر کے بیہوش ہو گئین
بعد عرصۂ دراز ہوشیار ہوئین کہا کہ اب مجھکو آرام نہ آئیگا تیغ ہاتھ مین لیا ماد یان مشکین پہ سوار
ہوئین کنیزون نے کہا ہم بھی ساتھ چلینگے ملکہ نے کہا صاحبو مین جان دینے جاتی ہون جسکو
جان اپنی بچانا ہو وہ میرے ساتھ نہ چلے چالیس کنیزون نے ساتھ دیا گھوڑیون پہ
سوار ہوئین ملکہ اس پریشانی مین باغ سے نکلین کہ نقاب بھی چہرے پہ نہ ڈالی گھوڑیان
اڑاتی ہوئین باغ سے نکلکر چلین صحرا مین حیران مضطر چلی جاتی ہین کبھی کنیزون نے بڑھکر کہا
کہ حضور سنیے تو اتنے ہمارے لشکر مین کیونکر جائیے گا وہان تک پہونچنا دشوار ہوگا اگر دس سوارون
نے بڑھکر روک لیا تو لیے تلوار چلیگی ملکہ فرماتی ہین صاحبو مرنے والے کو کوئی نہین روک سکتا
جہان نشان نقش قدم ہوگا وہان تک تو پہونچ جائینگے نشان نقش قدم کرتا ہی سہنا ہے
گرد کنیزین بیچ مین وہ ماہ آسمان خوبی گل گلزار محبوبی کہ سامنے سے گرد اڑتی سب نے
دیکھا تہنگ شعلہ زن گھوڑے کو اڑائے ہوئے چلا آتا ہے پشت پر بارہ ہزار قزاق یہ تو
خبر سن چکا تھا کہ مدہوش کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے جابجا پوچھتا ہوا آتا ہے کہ ہمارے بھائی
صاحب کہان فروکش ہین چند سوارون نے عرض کی سامنے گلستان مین چند سوار کھڑے
ہین انسے دریافت کیجیے تہنگ شعلہ زن نے گھوڑے کو اڑایا قریب جو پہونچا دیکھا
ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن سیمتن ماہ آسمان کمال پری پیکر حور مثال رشک مرکب پہ سوار
گرد کنیزین جس سے ثابت ہے بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان تہنگ شعلہ زن کا
یہ حال ہوا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے کنیزون نے آواز دی ای شخص اسطرف
نہ آنا تہنگ شعلہ زن ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنے مالک سے عرض کرو
کہ بارہ ہزار فوج کا مالک ماہ جرات کا سالک روپیہ بھی بہت رکھتا ہون بڑے بڑے
شاہون نے چاہا مجھے گھیرین یا گرفتار کرین مین کسی شاہ سے دبتا نہین ملکہ عالم کے قدم پر
جان نثار کرونگا کنیزون نے گالیان دینا شروع کین ای شخص کیا بیہودہ بکتا ہے خبردار قریب
نہ آنا چلے تو تہنگ شعلہ زن نے سنتین کین جب دیکھا ملکہ نہین مانتین کلام ہمارے سخت
کرتی ہین ملکہ نے ہاتھ اٹھائے جب تو اسنے فوج والون کو آواز دی کہا آکے ان سب کو گھیر لو
ملکہ ریحان نے دیکھا دریائے فوج مین تلاطم ہوا بارہ ہزار نے آکے چار جانب سے گھیر لیا
تہنگ شعلہ زن نے کہا اب مین نہ جاؤنگا یہاں سے نظم

ہو جو تیرا سوئے رنگین بوئے گلشن آب مین
کھولدے زلفین لب دریا کہ لہرین شرم سے
ڈوب دریا اگر جائے اندھیری رات کو
ہو جو افتادہ لئے کیا ضرب دشمن سے گزند
لعل خندان کا تصور دیدۂ گریان مین ہے
منجمد ہوتے ہین منہا نیکو ہزارون گلبدن

جا بسے ای بلبلون کا ہو نشیمن آب مین
ڈوب جائین صورت زنجیر آہن آب مین
تیغ سے سایے حبابون کے ہون روشن آب مین
تیر لگنے سے نہین پڑتا ہے سوزن آب مین
دیکھنا لعل بدخشان کا ہے معدن آب مین
نظر آتے ہین پھولون کے خرمن آب مین

پاک ہیں آلودگی سے جو ہیں وارستہ مزاج — تر نہیں ہوتا کبھی صرصر کا دامن آب میں
تو نے منہ دریا میں دھویا ہے جو اے رشک چمن — شاخ گل پر جیں نہیں پھولا ہے گلشن آب میں
جو ہوا پامال دنیا میں وہ ہے دل فگار — جیسے پڑتا ہے گرہ غنچے سے روزن آب میں
وہ ادھر رخصت ہوا اُٹھا ادھر طوفان اشک — تیرتا جاتا تھا اس قاتل کا توسن آب میں
ہیں بری اہل فنا سیل بلائے دہر سے — غرق ہوتا ہے کوئی کب بعد مردن آب میں
دیتی ہے اکثر زبان جیب آفت سے نجات — جسطرح ہوتا نہیں ہے غرق سوسن آب میں
کیوں سراپا مچھلیاں پر خار آتی ہیں نظر — کیا تری پلکیں ہوئی ہیں سایہ افگن آب میں
مستعد باعمال سے خفت اُٹھالی ہے عدو — کیا عجب تیغ پھرے گر سنگ مدفن آب میں
جو کوئی نکلا وطن سے خون ہوا اسکا جگر — سبز ہے جینگ کہ ہے مرجان کا مسکن آب میں
ہون جہان میں پہ ہے رزق عالم بالا پہ دھیان — ہے صدف محتاج نیسان اور مسکن آب میں
سنگدلی سے ہو دل سوزان ہے نالان ہجر میں — آگ کا معمول ہے کرتی ہے شیون آب میں
گریہ ہے ترسا بچون کے غم میں تا صبح جوش اشک — کیا عجب غرق ہو جائے جو لندن آب میں

ساتھ والے بھاگتے ہیں حضور صبر کریں نہیں معلوم کسکا ناموس ہے کچھ فساد نہ برپا ہو ہُہنک شعلہ زن کہتا ہے مجھسے کون فساد برپا کر سکتا ہے میں کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہوں ہم لٹیرے ہیں یہی مال لوٹ لیا ملکہ اُن سب کے بیچ میں گرد قزاق گھیرے ہوے منہ دوپٹے سے ملکہ نے چھپا لیا تار زار ظل اپنے سیاہ روتی ہیں کنیزیں بھی پریشان گھیرے ہوے ان سب کو اپنے صحرا میں لایا قزاقوں سے کہا ایک بارگاہ استادہ کرو بارگاہ زرنگار آراستہ ہوئی گھوڑے سے کود کر قریب ملکہ کے آیا کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان چلو ملکہ نے کہا اے شخص میرے پاس نہ آنا ورنہ مجھکو زندہ نہ پائیگا مفت میں ارملال اُٹھائیگا نا محرم کو مناسب ہے کہ الگ رہے صاحب عصمت کے قریب نہ آئے یہ کہکر چھری کھینچا چاہا گلے پر رکھوں جان دیدوں ہُہنک شیر اکر الگ ہوا کہا آپ خود اُتر کر بارگاہ میں جائیں ملکہ مجبور نا چار اندر بارگاہ کے گئیں اب ہُہنک شعلہ زن قصد کرتا ہے کہ میں بارگاہ میں جاؤں ملکہ رو رو کر غل مچاتی ہیں اے شخص اندر نہ آنا اپنا رو سیاہ مجھکو نہ دکھانا کنیزیں بھی فریاد کر رہی ہیں اُسوقت دشت میں ایک شور ہے ہُہنک شعلہ زن ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ اندر خیمے کے گھس جاؤں ملکہ زمین پر پڑی ہوئی دعائیں مانگ رہی ہیں پکار رہی ہیں کہ اے رب بے نیاز اس مصیبت سے بچا لے اس ملعون کے ہاتھ سے نجات دے تو سمیع و علیم رحیم و کریم ہے نظم

روز و شب گردد بحکم ایزد دادار چرخ — نیست یکدم غفلت از کار بندگی بیکار چرخ
عرش بر فرش اطاعت سرنگون باشد مدام — مہر و مہ حلقہ بگوش است و غلام زار چرخ
مینماید جلوۂ حق در جہان ہرجا بہر سو — مطلع انوار زمین و معدن اسرار چرخ
ابر جای آب بارد گوہر از فضل خدا — شگفاند گل بلطف ایزدی از خار چرخ
نہ بخاک عجز سر شام و سحر اے سرفراز — تا کند صد سجدہ بر خاک درت ہر بار چرخ

بخور و پابند حرص و آز بهر یک دو نان	چون مه و خورده و زرد و شب هر کوچه و بازار چرخ
دل درین دنیای فانی فارغ از هر کار و بار	تا که شد بر سرت از بهر تعلق بار چرخ
روز و شب یک روز از عمر عزیزت بگذرد	قاطع سر رشتهٔ امید تست ای یار چرخ
هند یا بر گز مشتری از گردش دور زمان	نیست در کارت خلاف حکم حق مختار چرخ

اس طرح ملکہ نے بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز ہے جل
از پردہ حجاب ان گرد سے برخاست شاہزادہ ملک قاسم ایک پہلو میں سوفار پر سوار ایک
جانب قیماس نامدار پشت پر تین لاکھ فوج دور دور اور ابر مین ثریا نے ستارہ پیشانی قاسم
زرد پا چکے ہین کہ ای شہریار اگر ہمارے ساتھ رہتی ہو جب تک ہم نہ علم دین کسی پر سحر کرنا قاسم نے
دیکھا ایک صحرا مین ہنگامہ گرم ہو سمک سے کہا دیکھو تو یہ کیسا غل ہے کوئی عورت بلک بلک کر
رو رہی ہے دل ٹکڑے ہوتا ہے سمک گیا روتا ہوا سامنے قاسم کے آیا کہا ای شہریار نہنگ
قزاق ایک عورت کو لیکر آیا ہے چاہتا ہے اس پر قبضہ کرون وہ نہین قبول کرتی یہ چاہتا ہے جبر کرون
وہ نام خداے جہان آفرین کا لیکر رو رہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان ہے قاسم نے
پلٹ کر طرف سوفار کے دیکھا فرمایا کہ بڑھکر دیکھو تو سوفار اتنا حکم پاتے ہی مثل تیر کے چلا
گوشے سے نکلا گینڈے کو بڑھایا سوفار نے جاکر آواز دی او نامرد عورت پہ ظلم کرتا ہے
ایک طرف سے قیماس خان نے نعرہ کیا نہنگ شعلہ زن نے کمان دونون کا ہالو
قزاقون نے قیماس خان و سوفار پر سوار کو گھیرا یہ دونون جوان شمشیر زنی کرنے لگے
قاسم نے جو دور سے دیکھا کہ میرے سردارون کو قزاقون نے گھیرا ابلق رگ افراسیابی
کو کھینچکر کیا پڑے تمام فوج نے بلوہ کیا قاسم لڑتے بھڑتے قریب نہنگ شعلہ زن کے
پہونچے نہنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے سمک کے ہاتھ تلوار کا مارا نہنگ شعلہ زن
کے دو ٹکڑے ہوے قزاقون کو چن چن کر مار ڈالا باقیون نے اطاعت کی قاسم ٹہلتے ہوے درخت
پر چھپے کے آئے پکارکر آواز دی ای نازنین تو کسکی طالب ہے یہ کہنا تھا کہ طرہ ریحان گلعذار بلک کر
رو دین کہا ای مونس و غمگسار ای غربت کے مددگار تو نے بڑا احسان کیا میری آبرو بچالی مین عاشق
جمال شاہزادہ ایرج نوجوان ہون وہ شیر ایک مرکے مین جا کے پھنس گیا اب مین چلی تھی
کہ جاکر جان دون یہ ملعون گھیرکے پکڑ لایا وہ شیر اکیلا بارہ ہزار سے لڑ رہا ہے میرا منسوب تھا
اثران کو وہ پیلکو پہلے اسنے کسکر مارا پھر میرے باپ کا حال سنا کہ صاحبقران کو روکنے جا بہی
بیتاب ہو گئے کہ میرے دادا کو روکنے جاتا ہے پہلے دن شبخون مار کر چلے تو اسنے دوسرے دن
انھون نے سامان کیا وہ سب قزاق فنون مکر و حیلہ مین طاق اس شیر کو گھیر لیا ہے رات سے
اکیلا لڑ رہا ہے قاسم نے جو فرزند کا حال سنا کلیجہ پکڑ لیا کہا ای قیماس خان تم نے سنا مین ابھی
پہونچ کے رنگ لون اس ٹکیے کو تو دیکھو کہ چالیس روز مین بارہ ہزار پر چلی تھی یہ کہکر اندر تاثیر سے
ملکہ کو معلوم ہوا کہ یہ شاہزادے کے والد ہین جھک کر سلام کیا قاسم نے گلے سے لگا لیا
قیماس خان سے کہا لشکر تیار کرو سمک تم جلد پہنچ کے دو رہا کہنا حضور مین تو اپنے تو پہنچادن

دیکھون آقا اس طرح لڑ رہے ہین قاسم نے ثریا سے ستارہ پیشانی کو تو اس مقام پر چھوڑ غریب سا
بھی سب یہین پڑا تا رہے سنا کہ ساٹھ ہزار قزاق ہین پانچ ہزار جوان لیے سوفار باشتیاق ہین آگے
بڑھا ہوا قیماس خان لیتے ہین ہین یہ سنتے ہی قاسم نے گھوڑے پر کوڑا کیا تیز بلد گھوڑا اسپ سے آگے
بڑھ گیا اب سوفار و قیماس گرد کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین قاسم دعا کرتے ہوے چلے کہ الٰہی
پروردگارا اپنے فرزند کو صحیح و سالم پاؤن اسوقت پہونچے دو دست دیکھا کہ ایرج پیل مرغ جنگ
ہین گھوڑا مارا گیا اس حال مین بھی کوئی قریب نہین آتا قزاق نیزے مار مار کر بھاگتے ہین قاسم کا
کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری بہ شہسوار آل پاک خاوری کا
نعرہ کرکے جا پڑے ایکطرف سے قیماس خان ایکطرف سے سوفار تلوار پکڑ کر جا پڑے سمک ایرج کو
اس حال مین دیکھکر بیقرار ہوگیا قزاقون کو تیر مارتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا کئی زخم بھی کھائے
تھا سنہ جا کر سنبھالا دیکھا ایرج زخمون سے چور چور فرش خاک پر گر نیکو تھے سمک نے ایک قزاق کو تیر مارا
وہ گھوڑے سے گرا سمک نے ایرج کو مرکب پر سوار کیا ایرج نے پھر جو اپنے والد کو دیکھا چہرہ بحال
ہوگیا نعرہ کرکے قزاقون پر جا پڑے قاسم نے جو اپنے فرزند کو دیا سخن مین تماشے ہوتے دیکھا
کہ اس حال مین بھی شمشیر زنی کر رہے ہین نعرہ کرکے مدہوش پر جا پڑے مدہوش نے کئی ہاتھ تلوار کے
مارے قاسم کو یہی خیال ہے کہ اس آفت رسیدہ کا باپ ہے جہانتک ہو سکے اسکو گرفتار کر لین
باز و بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا آواز دی کہ اے خالق
زمین پروردگار سے کیا کہتا ہے تو میرا برادر دینی ہے تیری بیٹی ریحان گلعذار ایرج پر عاشق ہوئی اسکو
شنک قزاق لیے جاتا تھا مین نے اسکو مارا ریحان کو اب خیمے مین چھوڑ آیا ہون مدہوش نے
آواز دی ہین غلام تابعدار ہون چلکر ایرج کے قدمون پر مجھکو گرا دیجیے خطا معاف کراؤن قاسم
مدہوش کو ساتھ لیکر سامنے ایرج کے آئے ایرج نے جو قبلہ و کعبہ کو دیکھا گھوڑے سے کود کر
قدمون کو بوسہ دیا قاسم نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا اسکی خطا معاف کرو ایرج نے کہا یہ میرے
بزرگ ہین مدہوش ایرج کے قدمون سے لپٹ گیا گر دیکھنے لگا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
اہالیان فوج کو پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اٹھائے سبھنے دل و جان سے اطاعت کی
دس ہزار قزاق داخل لشکر ہوے پچاس ہزار قزاقون سے مسلمان ہوا قاسم و ایرج کو ساتھ لیے
ہوے اس صحرا مین آئے کہان شنک قزاق کو مارا تھا قاسم آکر اسی جگہ مین اترے ایرج
کی زخم دوزی کی بعد زخم دوزی ایرج کو لیکر خیمے مین ملکہ کے آئے ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا دوسرے
دن مدہوش نے ترنج خوشبوئی ایرج کے سینے پر لگایا کہ مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا ایرج
کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے بزان کی یاد آگئی سر جھکا کر فرمایا کہ شادی ہم بعد فتح طلسم
نور افشان کرینگے قاسم سمجھ گئے مدہوش سے پختہ وعدہ کیا اب ایرج و سوفار و قیماس خان
و سمک و ثریا سے ستارہ پیشانی ان سب کو ساتھ لیکر قاسم نے بساعت سعید طرف
طلسم نور افشان کے کوچ کیا قاسم کو بہت جلدی ہے کہ اپنے تئین تبدیل طلسم نور افشان مین جلد
پہونچاؤن ای پروردگار بغیر تیرے اور کسی کا احسان مجھے پانے سے الگ دعائین کرتے ہوے جنگل مین بڑا قادر عالم

دیکھ رہے ہین ملکہ نے کہا واہ صاحب مجھے خاطر کی آپ ہلو گنہگار بناتے ہین اپنا حال مفصل فرمایئے
نورالدہر نے کہا ہم باغ و بیابان مین قید تھے ایرج سے تکرار ہوئی ظلمات سیہ دل ہمکو لیجا رہا تھا راہ مین
کچھ شعلے بھڑکے کچھ ہنگامہ ہوا اب مجھے اپنے تئین یہان پایا خود اپنے حال مین حیران ہون کہ یہان کیونکر
پہونچا نہین معلوم ہمارے ساتھ کے جوان پر کیا گذری آپ لوگ ہنستے ہین ہمین ناگوار ہوتا ہے ملکہ
شعلا نے ماتھا کوٹ لیا کہا اے شہریار بڑے غضب کی بات ہے باپ میرا غراب شورانگیز جادو
ناظم تہاہان نورافشان کا اس حوالی کا مالک ہے مین نے یہ باغ اپنا سیرگاہ بنایا ہے آپ آسمان سے
گرکے میرے باغ مین پہونچے اگر باپ کو خبر پہونچیگی کہ نبیرہ صاحبقران کو مین نے باغ مین رکھا ہے
قیامتین برپا کریگا نورالدہر نے کہا ملکہ ہم تمہاری تکلیف نہین چاہتے ہمیشہ جو تندہی جھیلینگے اس
افسوس مین یہ فقرہ نورالدہر نے کہا کہ ملکہ کے دل پر چھری چلی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ابھی آپ
جانے کا قصد نہ کرین جو کچھ پڑیگا ہم کرینگے آپکو بچا لینگے یہ کہکر تمشا دے کہا دروازہ بند
کرو انتظام سب غیرہ آنے پائے دروازہ باغ کا بند ہوا کنیزین سر راہ کو دیکھ رہی ہین ملکہ نے
نورالدہر کو پہلو مین بٹھایا مطیع اسلام ہوئین صحبت عیش آراستہ ہے غراب شورانگیز اپنے قلعے مین
بکمال ہیبت ساحرونسے بیست ہزار لاکھ ساحرونکا مالک تخت پر بیٹھا ہے کہ فرمان شاہی پہونچا اے غراب
ہوشیار ہوجاؤ طلسم کشا اندر علامت کے آگیا اور سب مسلمان جابجا لڑرہے ہین لشکر گران لیئے ہو
آتے ہین آجکل خالی نہ بیٹھے رہو گشت کرو جس مقام پر جو مسلمان ملے یا گرفتار کرو یا قتل کرو یا بخدمت
مابدولت روانہ کرو جیسا مناسب جانیگے ویسا کیا جائیگا غراب اپنے مقام سے اٹھا فرمان ہاتھ مین
لیا طرف باغ ملکہ کے چلا کہ بیٹی سے بھی اطلاع کردون جہان مسلمان کا پتہ ملے فوج روانہ کردیا خود جا کر
ملکہ سمجھی ہین صحبت عیش آراستہ نورالدہر گلچینی گلشن جمال کر رہے ہین کہ کنیز نے بڑھکر عرض کی
آپکے والد تشریف لاتے ہین ملکہ نے نورالدہر کے قدمون پر سر رکھدیا کہا برائے خدا چند ساعت
کیواسطے ہٹ جایئے ملکہ کے کہنے سے نورالدہر ہٹ گئے غراب آیا بارہ دری مین آکر دیکھا کشتیان
کباب کی گلابیان شراب کی گلدستے پھولون کے تکلف سے آراستہ عطر کی شیشیون کے منہ کھلے ہوئے
ہر چند کہ ملکہ نے بہت کچھ ہٹایا پھر بھی بہت سامان رہگیا غراب نے کہا بی بی آج کیا کوئی تہوار تھا
ملکہ نے سر جھکا کر کہا جی حضور یا جلسہ آراستہ ہوا کنیزین سوانگ بنی تھین آج حبشن بنایا تھا ہماری
کنیزین خوب نقل اتارتی ہین غراب نے کہا بی بی اگر دن ہم بھی دیکھین ملکہ نے کہا اب اسوقت تو
سرفراز فرمایئے پھر کسی دن عرض کرونگی غراب اچھا کہکر اٹھا دل مین تاڑ گیا مقدمات کا خیال کیا ہے
کہ اسی طلسم مین اکثر نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین نے مسلمانون سے آشنائیان کرکے
گھرانے بزرگون کے تباہ کیئے یہ سوچکر قلعے مین آیا دہیم تیزپا عیار کو بلا کر کہا اسوقت مجھکو خود بدولت
انتشار ہوا باغ شعلا سے خبر لاکر کیسا جلسہ آراستہ ہے میرا دل یہی کہتا ہے کسی مسلمان کا اس
باغ مین گذر ہوا نہایت لطف سے جلسہ آراستہ تھا دہیم چلا میان نورالدہر نے ملکہ سے کہا بارہ دری
مین دل گھبراتا ہے ملکہ اٹھین چبوترے پر فرش ہوا سب سامان عیش و عشرت رکھا گیا ملکہ نے بیٹھین
نورالدہر پہلو مین ملکہ نے باتین کرتے کرتے کہا اے شہزادہ والد نامدار اسی فکر مین تشریف لائے تھے

آپ کے بزرگ جا بجا پھرتے ہین شاہ ہوشربا فکر کرکے جا کر انکو گرفتار کرین طلسم کشا کا آرزو ہی ہوتا ہے ملکہ
سنا ہے اُن پر سحر تاثیر نہین کرتا عیار بھی اُنکے ساتھ بلا سے روزگار ہین سامان صحبت دیکھا والدہ کو ملکہ
بھی ہوا الدہ وسیم عیار کمند مار کر دیوار باغ پر آیا نور الدہر کو پہلو سے ملکہ ہین پایا جا بجا مضطر ذکر بھی ہوتے
بیقرار ہو کر بیجا لگا میان نور الدہر نے ملکہ سے پوچھا آپ کے والد کس کس کا ذکر کرتے تھے ملکہ نے
کہا کہتے تھے ایک طرف طلسم کشا اسکی طرف اُنکا بیٹا بدیع الزمان طلسم کے ساحر بھی اُن لڑکون کے
ساتھ ہو گئے ہین ایک طرف پوتا طلسم کشا کا خاور سپاہ بعبد شوکت وجاہ فوج گران ساتھ کہین لڑائی
پڑی تھی اپنے بیٹے کی مدد کی کہ اُنکا ایرج نوجوان نام ہی بڑے کسی پہلوان کو مارا ہی قزاقون کو
تہ تیغ کیا ملک کے ملک بے چراغ کر دیے اب طلسم کشا قریب باغ ویران پہونچ چکا ہی اب کل
ساحرون کو حکم ہی کہ شاہ خسارہ کی مدد کرو ساحر سامان کیے ہین میان سے نہین لڑین یہ
مغلوب کرکے اُن سوا تین لاکھ فوج سے آتا ہی وہ بھی طلسم کشا کو روکنے جاتا ہی یہ سب خبرین فرماتے تھے
نور الدہر نے کہا ملکہ طلسم کشا ہمارے جد عالی تبار ہین مین مغلوب کو جا کر مارون دادا جان تک نہ جانے دون
مین اسکا کام تمام کرون ملکہ نے کہا آپ تنہا اُسکے ساتھ بارہ ہزار فوج ہی نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم
ساتھ والے سب تماشا دیکھا کرتے ہین دولہا دلہن سے معرکہ پڑتا ہی ایک مرکب چاہیے ملکہ کو خود تماشہ
کا شوق ہوا باغ مین عمدہ عمدہ مرکب بندھے ہین ملکہ بامان کرتی رہین ایک مرکب دو رکاب
نہایت خوبصورت نور الدہر نے اسکو کسا طرف باغ کے چلے ملکہ نے دامن تھام لیا رو رو کر عرض کی نظم

ہی عشق گل سے کام نہ گلزار سے غرض	رکھتا ہون بلبل گل بیجا سے غرض
گھر بیٹھے مجھے مول لیا ہی یہ درد سر	سودائے عشق کو نہین بازار سے غرض
غافل ہم اتنے ہین کہ نہین کوئی ہوشیار	ہر خواب مین بھی دولت بیدار سے غرض
نرگس کو دیکھیگا تو ہی آنکھون کے تئین	کیا مجھ تندرست ہی بیمار سے غرض
یکسان ہی چشم سے ہو یا خنجر دل سے ہو	مجھکو ہی اپنے دوست کے دیدار سے غرض

نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم صبر کرو دلیر گرد اس وقت قتل یہی ہی کہ مغلوب پر جا کر غالب ہون اگر دادا جان
تک جائیگا اُنکے دشمنون کو تکلیف پہونچائیگا علاوہ اِسکے تمھاری زبانی بھی معلوم ہوا کہ ایرج
میرے ہمچشم نے اقران اپنے کو چند کو مارا اب اپنے باپ کے ساتھ گئے ہین دونون سے مجھے
زمین ہلا دینگے وہ ناحق سفلہ مزاج ہی تحسین وتشنیع کریگا بارگاہ مین ہمین مشکل ہوگا اور ساتھ کے
ساتھ والے بھی طعن وتشنیع کرینگے ملکہ شہلا سے نازک چشم نے کہا اگر آپ آزردہ نہون تو
ایک بات عرض کر دون ابھی ایک سحر کر دون کہ مغلوب گرگون سوار دوڑتا ہوا چلا آئے ہاتھ
پاؤن مین طاقت نہ رہے آپ قتل کر ڈالیے شاہزادہ نور الدہر نے کہا معاذ اللہ اگر میرے ہمچشم
سن پائینگے تو مردہ بار کہے کہ جادوگرون کے بھروسے پہ کام کرتے ہین جادوگرون کی مدد پہ نام
کرتے ہین دریائے غیرت مین ڈوب جاؤنگا ہر فوج ملکہ کو سمجھا کر پشت مرکب پر سوار ہوے
گھوڑے کو اڑا کر چلے ملکہ شہلا سے نازک چشم حیران حیران دیکھتی رہین وسیم عیار نے جا کر غالب
سے حال کہا غالب غصے مین خود سوار ہو غصے مین منھ سے بات نہین نکلتی اشارہ ہی کیا وسیم سے کہا

ای عیار تیرے کہنے سے چلا ہون مگر میرے دل کو یقین نہین آتا وہ صاحب عفت و عصمت ہو گئی سچ
ہے اور تصویرین شاہان جہان کی اسکی خواہش مین آئینہ مین سے نے پیش کین اُسنے یہی کہا کہ بابا جان
مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین کیونکر کہون کہ اسنے مسلمانون کو پہلو مین بٹھالیا ارے اسنے
شیشہ بنایا تھا اسمین کسی کو شاہزادہ قرار دیا ہو گا دہیم کہتا ہی مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا غراب
نے کہا مین تو خود چلتا ہون دہیم نے کہا چل کے آنکھون سے دیکھ لیجیے تب میری بات کا یقین
آئیگا غراب غصے مین کانپتا ہوا دہیم رکاب سے لپٹا ہوا ملکہ بستان حیران ور باغ پر کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہین معشوق کا انتظار دل بیقرار باپ کو جو آتے ہوئے دیکھا کنیزون نے عرض کی
کہ آپ کے والد نامدار آتے ہین ملکہ باپ کو دیکھکر بھاگی جا کر بارہ دری مین پہونچی اسباب عیش لٹنا
اُٹھنے لگا دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھرتھراتا ہی غراب دروازے پر پہونچا دہیم نے کہا مین بہی آپکے
ساتھ چلونگا حضور نے دیکھا کہ دروازے پہ کھڑی ہین آپ کو دیکھکر بھاگین غراب نے کہا کہ
یہ بہی کچھ خطا ہی اپنے دروازے پر کھڑی تھی مجکو جو آتے دیکھا ہٹ گئی ای دہیم اگر بیرہ حمزہ ہی
تو اسکو قتل کر دونگا اور شہلاے نازک چشم کی قضا ہی سارے باغ کو اُسکے پامال کر دونگا خون سے
مسلمان کے سارا باغ رنگین کر دونگا اور اگر خلاف نکلا تو اب تمہاری میرے ہاتھ سے قضا ہی دہیم عرض
کرتا ہی کہ حضور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کانون سے بہی سب یہ حال سنا اب کہین خلاف
ہو سکتا ہی غراب نے کہا ای دہیم آج دو لفظین تو نے میرے روبرو کہین کہ قلب اُلٹ گیا دل
چاہتا ہی اپنے کو بہی ہلاک کرون مجکو کچھ خیال آیا دہیم کہتا ہی میرا تو اعتقاد یہ ہی کہ بیرہ حمزہ بارہ دری
مین بیٹھا ہی آپ کو دیکھکر بھاگین بیرہ حمزہ کو چھپانے گئی ہین سارے باغ کی تلاشی لیجیے کسی صندوق
یا پٹارے مین چھپا دین گی غراب چپکا چلا آتا ہی اندر باغ کے داخل ہوا دہیم بہی ساتھ ساتھ ہی چاروطرف
دیکھتا ہوا کنیزین جا بجا کھڑی ہین ذکر ہو رہا ہی ایک سے ایک کہتی ہی کہ بوا کیا غضب ہی کہ عیار بہی
ساتھ چلا آتا ہی کسی کے پردے کا خیال نہین چند کنیزین دوڑین کہ جا کر ملکہ سے اطلاع کرین کہ عیار بہی
باغ مین چہار جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی جیسے ہی کنیزین چلین دہیم نے للکارا کہان جاتی ہو خبردار
کہنے جاتی ہو دشمن کو بٹھا رکھا ہی خبردار وہان نہ جاؤ مین خوب سمجھتا ہون کنیزین بڑبڑانے لگین
کہا کہ او دہیم کون دشمن ہم نہین جانتے غراب نے کہا او دہیم سنتا ہی کنیزین کیا کہتی ہین دہیم
نے کہا حضور ان سب کو سمجھا دیا ہو گا بہلا یہ قبول لین گی یہی باتین ہوتی ہوئین غراب تلوار تولتا
ہوا قریب بارہ دری کے آیا ملکہ نے اُٹھکر سلام کیا دہیم کو دیکھکر پیچھے ہٹین اور پکار کر کہا کہ حضور
آج مجھے دہیم کے سامنے کر دیا غراب نے کہا کہ بیٹا تم ہمکو دیکھکر کیون بھاگین آج تمہاری بڑی قسمت
ہی جو نکلا تو مقام حسرت ہی سچ بتا ورنہ قتل کر دونگا بیرہ حمزہ کو باغ مین جگہ دی ملکہ نے تھرا کر کہا کہ کون
بیرہ حمزہ مین نہین جانتی دہیم نے کہا حضور کمرون مین دیکھیے ملکہ نے کہا ای دہیم مین اسی مقام
پہ کھڑی ہون تم خود اندر دیکھو مجھے کسی سے کیا کام دہیم سب جگہ ڈھونڈنے لگا جس کمرے مین
جاتا ہی صندوق و پٹارے کھول کھول کر دیکھتا ہی کہین نشان بہی نہین سب کنیزین بہی دوڑ کر چلی آئین
عرض کرتی ہین ای شہنشاہ یہ وہ باغ ہی رشک سے وے کے بہی دل مین داغ ہی ہماری ملکہ نے جو

پھول بھی باغ میں نہیں رکھا کنیزون کو یہان دروازہ پر آنے کا حکم نہیں ہی ہم لوگ اپنے اپنے شوہر کی صورت دیکھنے کو ترس گئے ہیں اندر باغ کے مرد کا آنا کیسا یہ کس نے آپکو خبر دی آپ تلوار لیے کھڑے ہیں بی بی آپکے ہول سے مری جاتی ہیں رنگ زرد متغیر میان وسیم سب کمرون میں گھستے پھرتے ہیں ہماری بچیون میں تلاشی لین شاید نے چھپایا ہو وسیم حیران ہی سارے باغ کو چھان ڈالا زمین باغ کو دیکھتا ہی کہ جس مقام پر زمین نرم ہو کھود کر دیکھون ملکہ نے تڑپنا شروع کیا اور کہا بابا جان آج آپنے میرے باغ کو بے پردہ کرایا آپکی صورت خونخوار دیکھکر میرا تو دم نکل گیا اتنے غراب تلوار کھینچکر سر پر وسیم کے آیا کہا او حرام زادے دیکھو تو آج چھوکری کا کیا حال ہی ہماری بیٹی کے پاس مرد آئے تونے یہ بھی خیال نہ کیا کہ پردے میں بات کو کتنا بتلا کہ نبیرۂ حمزہ کہان گیا وسیم خاموش کھڑا ہی کیسی کہتا ہی حضور میں نے جلسہ میں بیٹھے ہوئے دیکھا نہیں معلوم کہان چھپا دیا میری مجال تھی کہ ایسا دروغ بے فروغ سامنے شاہ کے عرض کرتا ملکہ نے پکار کر عرض کی کہ بابا جان یہ نگوڑا دشمن اپنی ہی کیے جاتا ہی اور آپ سن رہے ہیں غراب نے ایک ہاتھ مارا کہ وسیم کے دو ٹکڑے ہوئے کنیزون سے اشارہ کیا کہ لاش اس نکوام کی بیرون باغ پھینکدو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے ملکہ کو گلے سے لگایا کہا بی بی تمام طلسم میں غدر ہی لاکھ شاہزادیان ساتھ پسران حمزہ کے نکل گئیں مجبور مارے ڈر کے کنیزون پر بھی تاکید رہے کہ باہر نہ نکلیں کوئی غیر مرد آنے پائے ملکہ نے کہا حضور میرے باغ میں مرد کا نام نہیں حضور کیا مجال غراب چلا گیا ملکہ نے سجدۂ شکر پروردگار کیا کنیزون سے کہا کیون صاحبو اس وقت وہ یہان ہوتے تو کیا قیامت برپا ہوتی سب نے کہا حضور بڑی خیر ہوئی اب انکو خدا دشمن سے بچائے ملکہ نے کہا صاحبو میرا دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی اتنے بڑے پہلوان پیار کیلئے گئے ہیں اپنے دل کی تو یہ کیفیت ہی کہ نظم

بسا ہے تک اوج جنون میں مجھے کمال ہوا
کہ آفتاب بھی ایک لقمۂ جہان ہوا
دہن کو ان سے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا
تری کمر تو نہ تھا میں جو موت کو دہ ملا
وہی عروج ہی میرا کہ جب نہ زوال ہوا
درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہی
چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا
بصورت ورق گل خزان سے اتر کہیں

خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا
رقیب دل میں سمجھ لو اگر ملال ہوا
خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہیں
عجب فراق میں مرنا ہی کیون محال ہوا
ہمیشگی کی ندامت رہی یہ تن کے ساتھ
جیسے زمانے میں کہنے میں ورسان ہوا
کھلا کھلا کے گلستان یہ سوز پنہان نے
نسیم کا چمن دہر میں یہ حال ہوا

عروج حسن میں وہ یار کو کمال ہوا
دعا کو ہاتھ اٹھے آپ کو خیال ہوا
فروغ زیست ہوا اس کو کہ سوز شمع
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جس میں بال ہوا
بسان آخر روز شکل اول شام
کہ بعد مرگ بھی فرد و انفعال ہوا
کھلا یہ عقدہ قد موزون لعنت سے ہمکو
گلو میں طوق گران صورت ہلال ہوا

کنیزین بھی سمجھانے لگیں نہ داری نہ گھبرائیے انشاء اللہ وہ خیر و عافیت سے آئینگے ملکہ تو اس حال میں ہی مگر نور الدہر کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ دوپہر رات سے گئے نور الدہر بن بدیع الزمان قریب لشکر مغلوب پہونچے لشکر کو دیکھا کہ پڑا ہوا ہی پھر رہا ہی اعدا ان اژدر در پہلوان بارہ ہزار جوانون سے طلایہ دے رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی نور الدہر سے ضبط نہ ہوا بڑھا اور قریب لشکر آکر اپنے باپ کا نعرہ کیا نعرہ

چو تیغ الف نام کردو روز کین	ازو نقش گشتہ آسمان بر زمین	ز تیغش لبے ملک اسلام شد	کہ سر فتنہ باخر تمام شد

غرور کرنے طرف مشرق سے آئے چند ساعت شمشیر زنی کرکے طرف مغرب سے کے پہونچے نعرۂ بہرام کیا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین * کہ از ہیبت من بلرزد زمین * ادھر سے طرف جنوب کے آگے ابھی صاحبقران کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر یار	لیے تیغ صمصام و لقمقام تار	میر عرب ضیغم روزگار
سر سرکشان بر او رفاک کرد	لیے تیغ عقرب بیجے ذو الحسام	ازین کافران از جہان پاک کرد

لشکر کفار میں ہنگامہ ہوا حمزہ شبخون آیا چار طرف سے کافر دوڑے آپس میں کو قتل خرد و نہدان سنگ ہونے لگا مگر نور الدہر روتے ہوئے طرف شمال کے آئے نعرۂ لندھور کیا نعرۂ لندھور منم صاحب عمرو وجانشین حمزہ در گردان شہنشاہ ہندوستان شہزمان لندھور بن سعدان ادھر سے لڑتے ہوئے چلے آتے تھے کہ اعدان طلایہ دار اسکے ساتھ روشنی بھی ہر دو رہے اسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال شمشیر زنی کرتا ہوا چلا آتا ہے اعدان بھائی یہی حمزہ ہے کفار میں تلوار چل رہی ہے یہ سب کو ہٹاتا ہوا قریب نور الدہر کے پہونچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے شمشیر پر روکا تیغہ خارا شگاف کا ہاتھ مارا کہ اعدان کے دو ٹکڑے ہوئے کفار میں غل ہوا کہ میر طلایہ مارا گیا چند کس دوڑتے ہوئے دربارگاہ مغلوب پر آئے پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران آئیے طلسم کشا لشکر پر شبخون آیا طلایہ دار مارا گیا مغلوب یہ آواز سنکر گھبرایا ہوا باہر آیا دیکھا سارے لشکر میں تلوار چل رہی ہے کچھ بھاگتے جاتے ہیں بعض لڑائی میں الجھے ہوئے ہیں بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا مغلوب کا بھائی اسلوب کرگدن سوار سامنے سے لوٹتا ہوا آیا کہا بھائی صاحب چالیس لاکھ فوج مسلمانان نے آپ کے لشکر کو گھیرا ہے آپ کے لشکر والے بڑے زور شور سے لڑ رہے ہیں بھائی صاحب انصاف کیجیے میں نے صدہا مسلمان قتل کیے جلوہ کم نہیں ہوتا ہر چند میں نے چاہا اپنی فوج کو الگ کروں مگر فوج کا علیحدہ ہونا دشوار ہے ایک طرف آپ بڑھکر شمشیر زنی کریں ایک طرف میں جاتا ہوں لڑائی فتح کرلیں گے مسلمان جانے نہ پائیں شبخون مارنے کا مزہ اٹھائیں اتنا تو یاد ہو مسلمانوں پر ایسی بیداد ہو کہ پھر کسی پر شبخون مارنے کا ارادہ نہ کریں ایک طرف مغلوب چلا ایک طرف اسلوب شب تیرہ و تار میں اپنی فوج کو قتل کر رہے ہیں سکان صبا رفتار عیار مغلوب کا تھا نہایت طرار و فرار ہے جب اسنے یہ سنا کہ کئی سو پہلوان مارے گئے اسنے روشنی جابجا درست کرائی جس مقام پر روشنی ہوئی اپنی فوج کو لڑتے ہوئے دیکھا اسنے غل مچایا کہ یارو آپس میں لڑ رہے ہو مسلمان کہاں ہیں ہر مقام پر یہی انتظام دیکھا سپین کی پلٹنیں سپین کا رسالہ ہر چار روانا ہوا سامنے مغلوب کے آیا عرض کی کہ اے پہلوان دوران غلام سارے لشکر میں پھرا جہان میں نے دیکھا یہی ہنگامہ تھا کہ آپس میں لڑ رہے ہیں تیغ جدا کیا صاف ظاہر ہے کہ مسلمان شبخون مار کر بھاگ گئے ذرا سمجھکر لڑیے صدہا پہلوان مارا گیا بھائی کے ہاتھ سے بھائی قتل ہوا اب لاشوں پر رو رہے ہیں باپ کہتا ہے کہ میں نے جوان بیٹے کو مارا کیونکر زندگی ہوگی ہر طرف شور گریہ و زاری بلند ہے ہر کس و ناکس درد مند ہے یہ دریافت کیجیے کہ مسلمان

لشکر میں **مغلوب** نے کہا کہ **اوسکان** صبا رفتار میں بھی اندھیرے میں جا پہنچا اب خیال کرتا ہوں کہ میرے بھائی پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے ابھی تک میں نے کسی مسلمان کو نہیں دیکھا اور بڑھکر دیکھو تو **سکان** بڑھا تھا کہ ایک طرف ہو ہوا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زخم خوردہ شیرانہ لڑتا ہوا آتا ہے جو سامنے پہونچا اُس دلیر کے ہاتھ سے مارا گیا تیغہ برق کے مثال چمک رہا ہے مگر **اسلوب** بھائی **مغلوب** کا گینڈا بڑھا کر جا پڑا **مغلوب** دیکھ رہا ہے کہ **اسلوب** اور اس جوان سے تلوار چلنے لگی **اسلوب** نے کئی ہاتھ مارے اُس جوان نے روکے روک کر ہاتھ مارا **اسلوب** کے کرگاہ پر پڑا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے **مغلوب** نے سر پیٹ لیا اور کہا ہائے غضب ہوا **حمزہ** کے ہاتھ سے بھائی صاحب مارے گئے **اوسکان** میرا بازو ٹوٹ گیا مگر کیا غضب کی بات ہے کہ اکیلا اتنے بڑے لشکر پر آیا یہ کہکر آواز دی یارو چار جانب سے حمزہ کو گھیر لو اب جو فوج نے **نور الدہر** کو گھیرا نیزہ و تیر تفنگ تلوار میں چار جانب سے شاہزادے پر پڑنے لگیں شاہزادہ ہمہ تن چشم بنا ہوا مجمع کفار سے لڑ رہا ہے ناگاہ دیکھا کہ شہنشاہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان فوج ظفر موج شہنشاہ زرین پوش سے شکست کھا کے جانب مغرب بھاگا ملک مغرب میں جا کر چھپا شہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مع فوج ضیا کت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام فوج نے **نور الدہر** کو گھیر لیا انبوہ چار جانب سے بلوہ ہوا **نور الدہر** کو یقین کامل ہوا کہ اب نکاسی غیر ممکن ہے ہر چند کد و کاوش کرتے ہیں کہ اوبھر کر نکل جاؤں ایک غول سے نکلے دوسرے غول میں پھنسے اب **نور الدہر** پریشان فوج کے ریلے ہر طرف سے چلے آتے ہیں جس وقت سے **اسلوب** مارا گیا اُس وقت سے خوف غالب ہوا **مغلوب** سامنے نہیں جاتا دور سے لینا لینا کر رہا ہے **نور الدہر** دیکھ رہے ہیں کہ سب طرف سے کفار چلے آتے ہیں ہر طرف سے غلغلہ ہے کہ اس جوان کا سر کاٹ لو **نور الدہر** جانبازی کر رہے ہیں اُس بیقراری میں شہلائے **نازک چشم** کا خیال آیا کہ نہیں معلوم اُس حریق آتش اشتیاق و غریق بحر فراق پر کیا گذری ہوگی رات بھر ہمارا انتظار کیا ہوگا اب یقین کامل ہو گیا ہوگا کہ **نور الدہر** وہاں پھنس گئے ای کریم کارساز اس بلائے ناگہانی سے نجات دے

نظم

کرم بر بندگان کن بادشاہا
الٰہی بر من عاصی ببخشا
تو رزاقی تو خلاقی تو مولا
خداوند خلق و خالق خود خدا
خداوندا مکن تو ای خلاف پیدا
بدرگاہت چہ اسکندر چہ دارا

الٰہی بہرہ مقصود دنیا
الٰہی دارم اندر ہر دو عالم
ترا اندر جہان مرد و زن را
و بیشک وحدہ ہی و لاشریک
تو رب خیمہ و بیت مہد ہو
تو دانای و کریمی و رحیمی

بہ دوست دار ی از فیض بگشا
کن بیکس نجات تو تو را
ترا بینند بہر سو چشم بینا
تو داہانی و رب خلق دیگر
زرنگ گل شود رنگ آشکارا
بلطف خویش بر بندی ببخشا

الٰہی بر غریبان لطف فرما
الٰہی رحمت کن بر گنہگار
تو ستاری تو غفاری تو داور
ز رحمت در دو عالم شور بر پا
زمین و آسمان عرش و کرسی
غلامی ز رب دار دای شہنشاہ

نور الدہر نے دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اسوقت اسے گرد اُڑی شاہزادہ **بدیع الزمان** جو کہ طرف طلسم نور افشاں کے چلے تھے اُسوقت آ کر پہونچے دیکھا ایک مقام پر تلوار چل رہی ہے صدائے گیر و دار بلند ہے ایک جوان پر سارا لشکر ٹوٹا ہوا ہے امیرزادے نے فرمایا بڑھکر دیکھو کون لڑ رہا ہے ایک

جوان کو ہزاروں سے گھرا ہوا دور سے دیکھکر دل بیقرار ہوگیا امید گیا دم بھر میں روتا ہوا آیا غرض
کہ ای شہسوار باپ کا نور نظر نورالدہر نامور گھرے ہوئے ہیں شاہزادہ اکیلا لڑ رہا ہے شاید شجاعت
مارا تھا صبح ہو تھی نکل نہ سکے مگر ماشاء اللہ اتنے بڑے لشکر سے کس لطف سے لڑ رہے ہیں زخموں
میں چور چور ہیں مگر اسوقت تک کوئی قریب نہیں آسکتا دور سے وار کرکے بھاگتے ہیں یہ سنتے کے
ساتھ ہی **بدیع الزمان** کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا مرکب کو اڑایا سرداران **بدیع الزمان**
بڑھے دور سے آواز دی ای نور نظر نہ گھبرانا میں آپہونچا **نورالدہر** نے پلٹ کر دیکھا **بدیع الزمان**
بصد شوکت و شان مع جوانان تیغزن و سرداران صف شکن شمشیر زنی کرتے ہوئے آپہونچے آتے ہی
فوج کفار کو زیر شمشیر رکھ لیا سرداران تہمتن نے زمین ہلادی **مغلوب** نے جو دیکھا کہ فوج آپہونچی
نورالدہر کو زخمی دیکھ چکا ہے کہ شاہزادہ زخمی ہے خیال میں ہے کہ جا کر ماروں گینڈے کو بوعاتے پہلے
قریب **نورالدہر** کے پہونچا شاہزادے پر برس پڑا اگی ہاتھ تلوار کے مارے **نورالدہر**
نے تلوار پر کاٹ کے چوسچے وار میں نعرہ کیا او نامرد مردان عالم کا ایک وار قبول کر یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا برق شمشیر چمک کر گری **مغلوب** کے دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ بلند ہوا ہر طرف سے یہی
آواز بلند تھی **مغلوب** پر شاہزادہ غالب ہوا وہ اپنی موت کا خود طالب ہوا علم فوج کو بڑھکر شہزادہ
بدیع الزمان نے قلم کیا **فضل و تجارن** بڑھکر لڑے تمام کافر دہائی دینے لگے افسران فوج
نے امان طلب کی افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے **بدیع الزمان** نے سب کو پناہ دی
اسی مقام پر لشکر اترا **نورالدہر** کی زخم دوزی کی شفاخانے میں شاہزادہ داخل ہوا شاہزادے
کے جو ٹانکے لگائے گئے پٹیاں مرہم کی بندھیں آرام جو ملا آنکھ جو کھلی اسوقت وہاں سناٹا تھا
شاہزادے کو **شہلائے نازک چشم** کی یاد آئی بیقرار ہو کر اٹھ بیٹھے خیالی یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

خدا آگاہ دل مظلوم میں اتنا اثر دیگا
خوشی شب بھر رہی کل رنج ہنگام سحر دیگا
رہ تاریک میں کیا کام ہو نازک خیالی کا
فقیر مست کا کاسہ درم سے بھر دیگا
تمہارا حال پوشیدہ نہیں ہے عاشق
اگر نالے کرونگا داغ تو گل کو وہ دردیگا
دکھا کر عارض گلگون چمن میں ... بلبل
خدا الفت بتان سنگ دل کی ...

جنون سے کے وحشین ... تیرے آواز
ملا کر منہ سے منہ جو سب کو وہ ...
نزاکت بھی یہی دیگا حواس گل کو دردیگا
جہان وہ ہوگا سبزہ ...
ہمارا ایک دل ہر وقت کی ہمکو خبر دیگا
کسی پہلو نہ چین آئیگا مجھکو ...
ہمارا دامن نظارہ پھولنے وہ بھر دیگا
کہیں میں شعر وصف ...

یہ کیا معلوم تھا داغ جدائی وہ قمر دیگا
دعائیں سیکڑوں خوش ہو کے عاشق ...
خدا کا نام ... ہوگا مسیحا میں ...
نہ رو کے خدا ... مجھکو ... دیگا
خدا کے سامنے شادی ... دونوں ...
بہت تکلیف ہجر یار میں درد جگر دیگا
خبر کیا تھی ہزاروں ... جلوہ ...
کوئی تو قدر دان منہ ... نور سخن ...

ہر چند ضبط کیا ضبط نہو سکا آخر کو شاہزادہ سہولیت میں اٹھا کہ سب کو خبر نہونے پائے مرکب آراستہ
کیا یہاں سب لوگ بے خبر غافل سو رہے ہیں شاہزادے نے مرکب تیار کیا سوار ہو کر
طرف باغ **ملکہ شہلا** کے چلے یہاں **ملکہ شہلائے نازک چشم** کو دن بھر تو اس خیال میں گذرا
کہ **عذاب جادو** کا باغ دیکھیں حسب ... باغ کی تلاش ہوتا آخر میں دیکھیں مارا گیا اب شام سے
دروازے پر انتظار میں کھڑی ہیں کہ شاید شاہزادہ پلٹ کر آئے یہ تو خبر کنیزوں سے سنا دی ہے کہ

اُنکے باپ لشکر گران سے آئے مغلوب پہلوان مارا گیا سوچ رہی ہین کہ باپ اُسکے کا ہیکو
آنے دینگے اُنھون نے ذکر بھی یہان کا نہ کیا ہوگا اپنے باپ کے ساتھ طرف طلسم نورافشان
کے جاینگے یہان اب کاہیکو آینگے ایک کنیز سمن بر نامے بڑی شوخ و شنگ تھی بڑھکر عرض
کی ای ملکہ عالم بارہ دری مین چلیے کہانتک آشنا کا انتظار کیجیے گا اور یہ پڑی ہے وہ اپنے باپ کے
پاس ہونگے آپ کا ذکر بھی نہ کیا ہوگا آپ اسقدر مصروف ہین ذرا صبر کیجیے پہلی آشنائی مین یہی ہوتا ہے
ملکہ نے پلٹ کر کہا او بدزبان کیا بیہودہ بکتی ہے کنیزون نے بھی کہا کہ او سمن بر یہ تو نے کیا جھک مارا
کوئی ایسی بات ملکہ عالم کو کہتا ہے ملکہ نے کہا اِسکے دانت توڑ و ایک کنیز نے طمانچہ مارا کلمات سخت
سست کہے سمن بر سر جھکا کر چپ ہو رہی جی مین کہتی ہے اگر اسوقت وہ شخص ہوتا تو اسکے باپ
سے جاکر کہتی افسوس ہے وہ چلا گیا قسیم بیوجہ مارا گیا ملکہ نے چاہا کہ پٹین کہ گلستان مین روشنی معلوم
ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہین ملکہ
بیقرار ہو گئین کہا او بی سمن بر دیکھو ہمارے آشنا آ گئے یہ کہکے نکل پڑین نورالدہر کی رکاب پر
ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہریار آپ کے انتظار نے مار ڈالا نورالدہر نے فرمایا کہ ملکہ اسوقت مین نے
بڑا کمال کیا والد مین وقت پر مدد کو آئے مین شفاخانے سے اٹھکر چلا آیا ہون چاہتا ہون دو دم
باتین کر کے چلا جاؤن ملکہ نے کہا کہ چند ساعت ٹھہریے نورالدہر اندر آئے بارہ دری مین آکر
بیٹھے سمن بر تو جلی ہوئی تھی نکلکر بھاگی کہ جاکر عزاب جادو سے اطلاع کرون عزاب
اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے فرمان شاہان طلسم اسکو بھی پہونچ چکا ہے کہ جہان مسلمان آئین اُنکو روکو ساحرون
کو جمع کر رہا ہے کہ خبر ہوئی سمن بر کنیز ملکہ شہلا کی در دولت پر حاضر ہے عزاب نے کہا کہ بلا لو
سمن بر تو جلی ہوئی ہے روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی کہ ای شاہنشاہ ساحران ماجرا یہ سنیے
تو خوب پیٹ سے پیر نکالے ہین دن کو تو ہم نے عرض کی تھی کہ دہیم ناحق مارا گیا یہ کہتا تھا کہ
نبیرۂ حمزہ دو دن سے باغ مین ہے کوئی پہلوان تھا اُسکو مارنے چلے گئے تھے دہیم جھوٹا پڑا
ہم اُسوقت نہ عرض کر سکے اب اسوقت پسر حمزہ آیا ہے اُسکے باپ بھی بہت فوج سے آ گئے باپ کو چھوڑ
دیکر آئے ہین حضور دونون کے دلکو لگی ہے ادھر یہ بیقرار اُدھر وہ اشکبار وہ تو نہ ٹھہرتا تھا انھون نے
منت کر کے ٹھہرایا ہے جلد چلیے ایسا نہو کہ مثل دہیم کے ہین بھی جھوٹی پڑون یہ سنکر عزاب جل گیا
کہا ای سمن بر کام تو نے قتل کا کیا کہ عیار ہمارا مارا گیا اُسوقت تو نے ہمے نہ اطلاع کی اگر جھوٹ نکلا
تو بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو دونگا خطا تمھاری ظاہر ہے وہ عیار ہمارا بڑے کام کا تھا جا بجا سے
خبر لاتا تھا بکتا جھکتا باغ کے قریب آیا کنیزین چند دروازے پر بیٹھی ہین عزاب جادو کو دیکھکر گھبرا
ایک بھاگی یہان نورالدہر ملکہ سے کہ رہے ہین کہ مین شفاخانے سے اُٹھکر چلا آیا اگر قبلہ و کعبہ آگاہ
ہونگے کہ نورالدہر نہین ہین تو پریشان ہونگے انشاء اللہ پھر آؤنگا آجکل کسی کو مہلت نہین ہے سب
اسی کے طالب ہین کہ اپنے کو تا بہ طلسم نورافشان پہنچائین یہ باتین تھین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ آپ کے والد آتے ہین سمن بر نے جاکر کچھ آتش افروزی کی ہے در باغ کے قریب
آ گئے ہین اسپنے کو بچا لیجیے شاہزادے کو کہین چھپایئے ملکہ گھبرائین کہا ای شہریار مین کیا کرون

صبح ہو گئی ملکہ شہلا کا چہرہ فق دل مین قلق یہان شاہزادہ بدیع الزمان جو سو کر اُٹھے فرمایا دیکھو
تو نورالدہر کا مزاج کیسا ہے کہ تیراج دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار نورالدہر شفاخانے مین
نہین ہین بدیع الزمان گھبرا گئے امیر سے فرمایا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہوا سائیس نے عرض کی گھوڑا
بھی نہین ہے بدیع الزمان نے فرمایا وہ جوان کہین نکل گیا جب ٹانکے دیے جاتے تھے اُسی وقت
وہ بیقرار تھا معلوم ہوتا ہے کسی نازنین پر عاشق ہے رہین وہ گیا امیر بڑھکر دیکھو تو میرا بھی گھوڑا لاؤ
فضل و قارن ایک جانب دوڑے امیر ایک جانب چلا ہرکارے ہر طرف دوڑے
بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہو چلے ہین قصد ہے کسی جانب جاؤن کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا
عرض کی ای شہریار یہان سے کوس بھر پر ساحرون نے نورالدہر کو گھیرا ہے ہنگامہ سحر گرم ہے ایک
نازنین سحر مین بھی زبردست ہے نہایت حسین شاہزادے کو بچا رہی ہے جان لڑا رہی ہے چاہتی ہے کہ بھاگ
دون نورالدہر کو بچاؤن یہ سنکر بدیع الزمان گھوڑے کو بڑھا کر اُس جانب چلے یہ تو ناظرین
کو یاد ہوگا کہ بدیع الزمان کے گلے مین ایک تختی پڑی ہوئی ہے کہ اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا قبضہ پر ہاتھ ہو الا
فضل و قارن بھی چلے اُسوقت آکر پہنچے کہ دور سے دیکھا عزاب جادو نے ملکہ شہلا
کو زخمی کیا ہے ملکہ نے گھٹنے ٹیک دیے رو رہی ہے مگر سحر ایسا کر رہی ہے کہ اپنے پاس کسی کو نہین آنے
دیتی ہے کبھی دو تین زمین پر مارا زہر لپیٹے پھینک رہی ہے کسی پر بجلی پھینک ماری اُسپر برق گری اُسکے
دو ٹکڑے ہوئے کسی پر کڑا پھینک مارا اُسکا سر پھٹ گیا عزاب کہتا ہوا آتا ہے او گیسو بریدہ تو نے
کئی ہزار ساحر مارے میرے رفیق شفیق تھے اُسکے بدلے مین تجکو بھی مٹا دونگا کہ بدیع الزمان نے

نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان	مہ برج خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد لشکر شکن	بدیع الزمان کرد در روی زمین
تو اثر کشتم آسمان بر زمین	از تیغ بے ملک اسلام شد	کہ سر فتنہ باختر نام شد	تلوار کھینچکر آپ بڑھے

آواز دی کہ او عزاب خانہ خراب اُدھر کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھیں چار کر اُسنے لپک کر گولی
مارا بدیع الزمان نے تختی کو چمکایا سحر باطل ہوا دو چار مرتبہ سحر کیا بدیع الزمان لڑتے بھڑتے ساحرون
کو قتل کرتے ہوئے قریب عزاب کے پہونچے عزاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان
نے تلوار کو تلوار پر روکا جب اُسکا وار رفع کر چکے ہاتھ تلوار کا مارا عزاب نے سپر کو اُٹھایا
تلوار جھک کر گری سپر کو کاٹا سر پر گری عزاب کے دو ٹکڑے ہوئے عزاب کا مرنا کہ آندھی
سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عزاب
جادو بود شہلا جو سحر سے چھوٹی تڑپ کے کفار پر جا پڑی کئی ہزار ساحرون کو مارا صدا نعرہ بلند ہوئی
ساحر غل مچانے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر اُٹھے ملکہ سب کو لیکر خدمت مین بدیع الزمان
کے آئین جھک کر سلام کیا بدیع الزمان نے شہلا کو گلے سے لگا لیا شہلا قدمون سے لپٹ گئی
سب ساحر مطیع اسلام ہوئے بدیع الزمان ان سب کو ساتھ لیکر قلعہ عزاب مین آئے ارادہ
یہ ہے کہ نورالدہر کا عقد ساتھ شہلا کے کردون نورالدہر نے قارن سے کہلایا کہ قبلہ و کعبہ سے
عرض کرو ابھی عقد وغیرہ نہو جلد کیجیے یہ خبر ہکول گئی کہ صاحبقران لوٹے ہوئے جاتے
ہین ہم اُنسے پیشتر ہو چکین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ قاسم و ایرج جا چکے بدیع الزمان نے

یہ حال سنکر شہلا نے کہا ای فرزند اب تم اس قلعہ کا انتظام کرو ہم کل جائینگے شہلا قدموں سے لپٹ گئی کہا کہ لونڈی بھی ساتھ چلیگی یہان سے تین کوس پر پہاڑ ہے کوہ خاکبار اسکا نام ہے خاکبار جادو وہانکا حاکم ہے کئے راستہ بند کر دیا کنیزوہان کام آئیگی بدیع نے کہا کہ اچھا لشکر تیار کرو چلیے کوہ خاکبار پر معرکہ پڑے شہلا نے کہا کہ لونڈی پہلے پہونچیگی یہ کہکے کنیزونکو حکم دیا سامان سحر تیار کرو صبح کو کوچ ہوگا خدا نے چاہا تو کوہ خاکبار کو سحر کرکے اوڑا دونگی پہلے ہمارے شہریار کا کوہ خاکبار پر داخلہ ہو اس راہ سے کوئی آگاہ نہین ہے بدیع نے سردارونکو حکم دیا کہ سویرے لشکر تیار رہے کل ہی کوہ خاکبار پر چڑہینگے اگر خدا نے فضل کیا چلکر کوکب کو رہا کر لینگے یہ حکم دیکر آرام فرمایا صبح کو نماز پڑھکے باہر آئے لشکر کو تیار دیکھا قصد کیا سوار ہون کہ چند خادم دوڑکے روتے ہوئے سامنے آئے عرض کی نور الدہر و شہلا فرش خواب سے غائب ہین بدیع کے ہوش اوڑگئے کہا اُمیہ سنا کوئی نور الدہر و شہلا کو لے گیا اُمیہ نے کہا ابھی غلام تلاش کرتا ہے بدیع لاچار آکر پڑے قلعہ غراب پر مقام کیا اُمیہ واسطے تلاش کے چلا اب حال نور الدہر و شہلا عرض کیا جاتا ہے قیطوس صحرا نشین یہان سے پانچ کوس رہتا ہے مدت سے شہلا پر عاشق ہے اسکو ہر کارے نے خبر دی کہ بدیع الزمان نے قلعہ غراب تسخیر کیا اپنے فرزند کے ساتھ شہلا کی شادی کرنے کو ہے قیطوس یہ ذکر سنکر گھبرا گیا اپنے عیار اوباش کو بلایا کہا ای اوباش تو نے سنا میں کئی سال سے عشق شہلا مین بیقرار ہون اکثر غراب کو پیغام دیا اُسنے بھی یہی کہلا بھیجا کہ میں شادی کرونگا اب غضب ہوا کہ نبیرہ حمزہ کے ساتھ شادی ہوتی ہے مین کیونکر زندہ رہونگا اب میری تو یہ کیفیت ہے بموجب نظم

از رشک کرد آنچہ بمن روزگار کرد	در خستگی نشاط مرا دیدہ خوار کرد	در دل رہی ز رنجش من کینہ داشت چرخ
چون دیدکان نماند نہان اشکبار کرد	بدکرد چون سپہر اگرچہ من ہم	یا بدین حساب زرینکان شمار کرد
نگسستہ صرف کشش شکست موج	دانا نخورد و دریغ کہ نادان بچکار کرد	از بسکہ در کشاکش ازکار رفت دست
بند مرا گسستن بند استوار کرد	عمری بہ تیرگی بسر آوردہ ام کہ مرگ	شادم بہ روشنائی شمع مزار کرد
نامی بر غم من قدہ از دست من بخاک	افراط ذوق دست مرا رعشہ دار کرد	کوتہ نظر علم کہ گفتنے ہر آئینہ
تنوان فزون ز حوصلہ جبر اختیار کرد	نومیدی از تو کفر و تو راضی بکفر	نومیدیم دگر تو امیدوار کرد
غالب کہ چرخ را بہ فواد اشتی رہاے	امشب غزل سرود و مرا بیقرار کرد	

عیار کے سامنے اسقدر رویا کہ گریبان تر ہو گیا اوباش نے کہا حضور نہ گھبرائیے مین جاکر دونون کو چھینا کر لاتا ہون یہ کہکر چار عیار ساتھ لیے طرف لشکر بدیع کے چلا رات کو انکے دونون خیمون مین نقب لگائی نور الدہر و شہلا کو لیگیا لاکر سامنے قیطوس کے پہونچایا ہے ساحرہ کہ کبھی گرفتار تو کیا نہ تھا زبان مین شہلا کے سوزن ندیا قیطوس نے کہا آہنگرون کو بلاؤ دونون کو مسلسل کیا کہا ہوشیار کرو پہلے نور الدہر کو ہوشیار کیا نور الدہر کی جو آنکھ کھلی ایک پہلوان کو دیکھا بہ عتاب خطاب کر رہا ہے کہ او نبیرہ حمزہ میری معشوقہ کے ساتھ نکاح کرتا ہے تجھکو قتل کرونگا عیار سے کہا ذرا ملکہ عالم کو تو بیدار کر کہ مین اپنا حال دل عرض کرون کئی سال ہوئے ہجر میں تڑپتے ہوئے آج تو مجھے شاد کرین زمانہ جنگ و جدل قریب ہے شاہان طلسم کا نامہ آگیا کہ ای قیطوس لشکر تیار رکھو اسطرف طلسم کشا آتے ہین تم بھی جاکر روکوگے اوباش نے ملکہ کو ہوشیار کیا

آنکھ کھولکر دیکھا نورالدہر قید بیٹھے ہین ایک ساحر بیرحم غصہ کر رہا ہے آواز دیتا ہے کہ جلاد کو بلاؤ میرے رقیب کو
قتل کرے ملکہ نے بنگاہ قہر طرف اُس پہلوان کے دیکھا ذرا جو سستی ہے قید آہن ٹوٹ کر گری پھر طرف
نورالدہر کے اشارہ کیا کہ ای شہریار او تجھے یہ کہکر نگاہ جو کڑی ڈالی نورالدہر کی قید کٹکر گری نورالدہر
بھی بل کرتے ہوے اُٹھے ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا خیمہ جلنے لگا جلاد جو خنجر لیکر آیا تھا اُسکا سر کٹ گیا قیطوس
بھاگا کہتا ہوا کہ ای اوباش یہ کیا کیا اوباش نے چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن ملکہ نے نگاہ ڈالی غصہ کیکر کہ او
ملعون کہان جاتا ہے برق کڑک کر گری اوباش کے دو ٹکڑے ہوے نورالدہر نے ایک جوان کو مارکر
تیغہ کیا ملکہ کو منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرو یہ سراسر خلاف ہے یہ بات مشہور ہوگی کہ سحر سے نورالدہر
لڑے ہمارے سر کی قسم سحر نکرو ملکہ رُک گئین نورالدہر تیغہ لیے ہوے باہر نکلے قیطوس نے
کل فوج کو تیار کیا حکم کردیا رقیب کو تو مارلو نورالدہر لڑتے ہوے بڑھے ایک سوار کو مارکے گھوڑا
لیا لڑتے ہوے سامنے قیطوس کے پہونچے ملکہ دور سے دیکھ رہی ہین جنگ دیکھکر شاہزادے
کے نثار ہو رہی ہین زبانی کہتی ہین ماشاءاللہ ہزارون سے اکیلے لڑ رہے ہین یہی خیال ہے
کہ جب یہ جیسا نامرد اُنکے دشمنون کو پکڑ لینے کا ارادہ کرین تب سحر کرون ابھی تو بڑی جرأت سے لڑ رہے
ہین چند ساعت مین نورالدہر جنگ رستمانہ کرکے قریب قیطوس کے پہونچے قیطوس نے کئی
ہاتھ تلوار کے مارے نورالدہر نے ہاتھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر اوٹھا لیا چاہا زمین پر مارون قیطوس نے فریاد کی کہ ای شہریار غلام مسلمان ہوتا ہے نورالدہر
خوش ہوگئے چھوڑ دیا قیطوس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والونکو آواز دی مین نے تو اس
شیر کا مذہب اختیار کیا جسکو مسلمان ہونا ہو آکر حاضر ہو ورنہ میرے سامنے نکلجاے سب خوشی خوشی
مسلمان ہوے شہلا کو بڑی خوشی ہوئی کہا ای شہریار آپ کے والد تو قلعہ پر آپ کے انتظار مین ہونگے
اب چلکر قلعہ خاکبار لیجیے کہ مع ساتھ ہو نورالدہر نے قیطوس کو حکم دیا لشکر تیار کرو ملکہ شہلا نے ایک ابر
گگن رنبا یا اسمین مخفی ہوئین نورالدہر قیطوس کو ساتھ لیکر چلے ابر سر پر سایہ فگن برق کی چمک
رعد کی گرج اس کر و فر سے طرف کوہ خاکبار کے چلے خاکبار جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہے
کہ یارو طلسم کشا اندر علامت کے داخل ہوچکا فرمان میرے نام بھی پہونچا ذرا ہوشیاری سے خبردار طلسم کشا
اسطرف کو نہین آیا یقین تو یہی ہے کہ اس راہ سے کوئی واقف نہین شاخسار کی جانب جائینگے یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آے عرض کی نبیرۂ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نہین معلوم
کسطرح ہو پہنچے قیطوس مسلمان ہوا اسکو ساتھ لیے ہوے طرف آپ کے آتے ہین خاکبار اُٹھا سوار
جادو سپہ سالار سے کہا بڑھکر روکو اسطرف سے کوئی بچنے نہ پاے اگر ادھر کا راستہ کھلا قید خانہ سامنے
ملیگا ایک نامہ خدمت شاخسار مین روانہ کرو کہ وہ بھی آگاہ رہے کہ کوہ خاکبار پر معرکہ پڑ گیا نہین
معلوم یہ راستہ کسنے بتلایا کوئی واقف کار شریک ہوا سالار جادو نے نامہ اسی وقت روانہ کیا ایک ساحر
[illegible] چلا دس ہزار ساحر ساتھ لیکر سردار جادو چلا دو کوس پہاڑ سے بڑھا تھا کہ طرف سے [illegible] گرد اڑتی
دیکھا کہ مغفوم کوہ پیکر پہلوان ساتھ ہزار فوج سے آتا ہے سردار نے بڑھکر ملاقات کی سردار نے پوچھا
ای مغفوم کیا قصد ہے مغفوم نے کہا میرے پاس فرمان شاہی پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو مین برائے مقابلہ

صاحبقران جاتا ہون سردار نے کہا کہ ای مغموم نبیرۂ حمزہ آتا ہی تم بڑھکر روکو مغموم نے کہا کہ
مین ابھی جاکر روکتا ہون بلکہ تم جاکر کیا کروگے ملکہ شکین باندھکر لاتا ہون تم جانتے ہو کہ میرے
نام کا تمام جہان مین شہرہ ہی سردار کو روک کے مغموم بڑھا نورالدہر ایک صحرا مین پہونچے ہین کہ
دیکھا صحرا سے گرد اڑی مغموم کوہ پیکر نے اگر راستہ روکا رات کو مغموم نے طبل جنگ بجوایا نورالدہر
کو خبر ہوئی انھون نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے صفین درست ہو رہی ہین قاسم کا حال تحریر کرتا ہون جب ایرج کو ساتھ قاسم نے لیا
راستہ کو ایرج کے خیال مین آیا کہ ایرج قبلہ و کعبہ کے ساتھ رہنا شوکت ظاہر ہوگی رات کو اوٹھے مرکب
تیار کیا یکہ و تنہا طرف صحرا کے نکل گئے یہان مغموم میدان مین نکلا سراپا دکھا رہا ہی نورالدہر کا قصد
ہو کہ نکلون کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا کہ نقشہ بروح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مرکب اڑاتے
ہوئے چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر نہایت غصہ آیا کہ کشتی گیر زادہ با فوج ظاہر ہو سوچ دیر اس
پہلوان کو جاکر مارون انکی گردن پر احسان رکھون یہ سوچ کر مرکب بڑھایا مقابلہ مین مغموم کے آیا
مغموم جمال جہان آرا دیکھکر آئینہ وار حیران ہوگیا سراپا کو دیکھ رہا ہی پوچھا ای جوان تیرا کیا نام
ہی ایرج نے جواب دیا ملک الموت جان کا ذرا ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مغموم نے نیزہ
مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر
دیکھ رہے ہین نورالدہر کو ایرج کا آنا بہت شاق ہوا اپنے مقام پر کہتے ہین اس کرباس فروش
بازاری کی شامت آئی ہی اپنی شوکت دکھلا نا ظاہر کیا کہون چھوڑتے قبلہ و کعبہ کا خیال آتا ہی نہین ابھی
جاکر سزا دیتا ایرج نے چند طعنون مین نیزہ مغموم کا اوڑا دیا اسنے تلوار کا وار کیا ایرج جلدی
سے بازو بچا کر سپر پر سہتے ہی گریبان مین ہاتھ ڈالا گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی
چار پہر کامل کشتی ہوئی دو گھڑی دن پچھلا باقی تھا کہ ایرج مغموم کو لے دوڑے کئی قدم ریلا
لائے یک بارا دونون گتھے زمین پر جھٹکا کر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر مغموم کو اوٹھا لیا مغموم مع
فوج بصدق مسلمان ہوا ایرج کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا جب صحبت گرم ہوئی ایرج نے کہا
ای برادر ہمکو منظور ہی کہ تمام طلسم نور افشان جانین مغموم نے کہا کہ ای شہریار میرے نام جوزوان
شاہ طلسم بھیجا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو مین چلا تھا قریب کوہ خاکبار پہونچا سردار جادو سپہ سالار
خاکبار نے مقابلہ نورالدہر آتا تھا مین اسکو روک کے آگے بڑھا اب جو اسکو خبر ہوگی ضرور
فساد کریگا اس مقام پر دو راستے ہین ایک راہ کو طرف سے کوہ خاکبار کے دوسرا راستہ طرف سے
کوہ زنگار کے جو زنگار جادو وہان کا حاکم ہی میرے اگلے بڑی ملاقات ہی آپ اپنے کو مخفی کرکے
مین زنگار سے کہونگا کہ براے ملازمت شاہ طلسم جاتا ہون وہ ضرور راستہ دیگا اس جلد سے نکل چلیے
ایرج خوش ہوگئے رات ہی کو کوچ کردیا ایرج طرف کوہ زنگار کے چلے نورالدہر جو میدان
کارزار سے چلے نہایت غصہ مین فرماتے ہوئے کہ یہ تاجر زادہ ہمیشہ بانکپن کی بنا پر رات کو
آرام کیا صبح کو جو نورالدہر اوٹھے ہرکارون نے خبر دی ایرج نوجوان مع مغموم کوچ کر گئے
نورالدہر اسی وقت سوار ہوے طرف کوہ خاکبار کے چلے بعد جانے مغموم کے سردار جادو

بھی پلٹ گیا تھا دربار مین خاکبار کے بیٹھا ہی خاکبار سے کہہ رہا ہی کہ مین نے مغموم کو روانہ کر دیا ہی
وہ نورالدہر کو زیر کرکے آتا ہوگا خاکبار کہتا ہی کہ تجھے اُسکے جانے پر کیون اعتبار کیا فرزندان حمزہ بہادر
صف شکن ہین مغموم کے روکے نہ رکین گے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے روتے پیٹتے ہوے دوڑے آگے
عرض کی نیر نو صاحبقران مع لشکر ظفر اثر آب کے پہاڑ کے قریب اوترے ہین ارادہ ہی کہ کل اسی پہاڑ سے
گذر جائین خاکبار نے کہا کہ ای سردار شنا اسیوقت جاکر بدکو سرد ابر ادھا خاکبار نے کہا
جسقدر فوج چاہو ساتھ لو کہا حضور مین اکیلا ہی جاؤنگا وہ سحر کرون کہ خود اُٹھکر بھاگے بازیچہ تر کر
مرے یہ کہکے اکیلا چلا ایک گھاٹی پر جاکر بیٹھا سحر کرنے لگا ایک ابر تیار ہوا اس ابر مین چھریان
کٹاریان پیکان تیر تلوارین خنجر بھر کر بلند کیا یہان جب نورالدہر بارگاہ مین داخل ہوے لشکر
اپنے مقام پر اُترا جب تخلیہ ہوا شہلاے نازک جسم ابر سے نکل کر پاس نورالدہر آئین صحبت
عیش ونشاط آراستہ ہوئی شہلا نے کہا کیون ای شہریار کل خاکبار سے مقابلہ ہی اگر خدا نے فضل
کیا اور کوہ خاکبار فتح ہوا قریب شاخسار جادو ہو گئے وہ مالک زند ان کا غم گرا اس سے مقابلہ
پڑیگا نورالدہر نے فرمایا کہ ملکہ وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی وہان تک پہونچاے اگر کوکب دیران
کو رہا کیا تو رتن تاجر زادے پر بڑا احسان ہوگا سب قیدی چھوٹینگے عاشق ومعشوق مسند پر
بیٹھے ہین کہ لشکر مین گجر ہوا وقت وہ ہی کہ سلطان انجم سپاہ نے لشکر سلطان زرین پوش کی آمد
سنکر فرار پر قرار کیا سلطان زرین پوش فوج نور ہمراہ لیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر
مین جو گجر ہوا نورالدہر وشہلا باہر نکل آئین دیکھین تو ایک ابر سیاہ لشکر پر محیط ہوا اس ابر سے
تیر تلوارین گر رہی ہین ایک تلوار قریب نورالدہر کے بھی آکر گری ایک خدمتگار کے دو ٹکڑے
ہوے شہلا نے کہا یہ تو سحر کی علامت ہی مین خبر لیتی ہون یہ کہکر بلند ہوئین سر اُٹھا کر
دیکھا جلوے کوہ سے لگا ہوا ہے ابر اُٹھتے ہین آگر اسکو زور دیتے ہین ملکہ اسی جانب چلی ایک
شخص پر بیٹھکر خیال کیا دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی ملکہ نے جھولی سے ایک کارد سحر
نکالی اسم سحر پڑھکر سینہ پر کینہ دشمن تاکا کارد پھینک ماری سردار کے سینہ پر پڑی پشت کو
توڑ کر پار گذر گئی مرنا جادوگر کا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا ملکہ نے بھی سحر کیا بالکل نشان
ابر کا مٹا شہلا نے مٹا دیا لاش کو اس سردار کی دیکھ رہی ہین وہان خاکبار اپنی بارگاہ مین
بیٹھا تھا دمبدم بارگاہ سے نکلکے دیکھ رہا تھا کہ میرے سردار کا سحر بڑے زور شور سے گیا ہی
جب یہ کامل ہوکر برسے گا اگر لاکھون کا لشکر ہوگا تو ایک دم مین مٹ جائیگا اب جو آ
نکلکر دیکھا وہ ابر غائب ہو گیا زانون پر ہاتھ مار کر کہا کسنے میرے سردار کو مارا غصہ مین چلا
اُسوقت آکر پہونچا کہ شہلا نے اُسکا سر کاٹ لیا چاہتی ہین کہ لیکر چلین کہ نعرہ ہوا ہم خاکبار جادو
او ساحرہ تو نے غضب کیا میرے سردار کو مارا ملکہ چھپین خاکبار پہچان گیا پکار کر کہا او بد سیاہ او
دختر خواب اپنے باپ کے گھر کو برباد کرکے یہان آئی میرے سردار کو مارا اب تیری قضا
لیکر آئی ہی یہ کہکے نارنج مارا ملکہ نے نارنج کاٹا آپس مین سحر چلنے لگے تیغ گردیلہ شعلے بھڑکنے لگے
شہلا پہنچی ایک برق کڑک کر گری شانہ خاکبار کا زخمی ہوا دو چار سحر چلے کہ خاکبار نے

اپنے شانے کا خون ملکہ پر پھینک مارا ہر چند شہلا نے روکا خون جسم پر گرا اور تھرا کر گری بیہوش
ہوگئی خاکبار نے آگ زبان میں سوزن دبا شہلا کو گرفتار کرکے طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان
نورالدہر نے دیکھا کہ وہ ابر دفع ہوا فرمایا ملکہ نے جا کر اُس ساحر کو مارا سحر دفع ہوگیا کہ دیکھا سامنے سے
ایک جادوگر نعرہ کرتا ہوا آتا ہے پشت پر ہزارہا ساحر لینا لینا کا غل ہے نورالدہر پریشان ہوئے
تلوار کھینچکر بڑھے قیطوس نے عاشق جال ہے اُسنے کہا اے شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ
گرفتار ہوئیں پہلے ملکہ نے جا کر اس ساحر کو مارا کسی اور نے آکر ملکہ کو پکڑ لیا جب تو یہ ملعون
باطنیان چلا آتا ہے نورالدہر و قیطوس بڑھے خاکبار نے آواز دی کہ اے سحر سامری مسلمان
بچنے نہ پائیں یہ کہکر زمین پر دو ہتھڑ مارا ایک غبار اٹھا سارے لشکر کو گھیر لیا نورالدہر کا
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہر چند روکا نہ رکا نورالدہر و قیطوس گھوڑے سے گر کر بیہوش
ہوگئے سارے لشکر کا یہی حال ہوا کہ سب بیہوش ہوگئے سب کو تو اُسنے اسی مقام پر چھوڑا
نورالدہر و قیطوس کو اٹھا لیا لشکر پر سحر سخت کردیا کہ یہ لوگ ہوشیار نہوں قیطوس و نورالدہر کو
لیکر اپنے باغ میں آیا شہلا اور نورالدہر و قیطوس کو زمین پر ڈالا پا سحر کیا گرد ان تینوں کے شعلۂ
آتش بھڑکنے لگے شہلا کی زبان میں سوزن نورالدہر کو اس حال میں دیکھکر بیقرار رہی ہے آنکھوں سے
آنسو جاری قلب پھڑک رہا ہے اشاروں سے یہ مضمون ادا کر رہی ہے

نظم

آنکھ جب سے پڑ گئی ہے موے میان یار پر — رونگٹا بار گران ہے میرے جسم زار پر
ہے نگاہ یار ہر دم میرے جسم زار پر — بجلیان گرنے لگیں ہیں سیکڑون اک خار پر
جو پری رو پردہ دیوانہ ہے چشم یار پر — ہے گریبان چاک ہر گل نرگس بیمار پر
زلف کے صدمے سے زیادہ رنج سے ہیں [illegible] — دن سے افزون رات بھاری ہوتی ہے بیمار پر
ماتم زون کے الم سے اہل غفلت کو ہے عیش — خوش ہوا ہے ناچ مطرب ٹکا جب تار پر
لوح تربت کی جگہ شایان ہے تیرا نقش پا — مرگیا ہوں اے پری پیکر تری رفتار پر
خانہ نشین ہو مانع نظارۂ رخسار یار — سیر گلشن میں نظر پڑتی ہے کسکی خار پر
گھر میں ہے یہ میں خریدار اسکے یوسف زیاد — خود فروشی کا سبب ملا موقوف ہے بازار پر
جسم خاک آلودہ مجھ حیران ہے دیوار سان — ہے عیان روزن کا عالم دیدۂ بیدار پر
ہوگیا میں قتل فرقت میں جو دیکھا ماہ عید — خون ثابت ہے مرا اس خنجر بے تلوار پر
بس یہی تدبیر اب رنگ کے بھگا دینے کی ہے — جیتے جی ہو جاؤن عاشق چند روز اغیار پر
رزق قسمت میں نہ ہے غم کھانا گوارا کیون نہو — آگ کھانا شاق ہے کب مرغ آتشخوار پر
وان وہ انگشت حنائی سے بجاتے ہیں ستار — یان دل پر خون کے ٹکڑے ہیں غرہ کے تار پر
جب کیا گلگشت کو گلزار میں وہ شرمگین — پتیان بند ہوا ہیں چشم نرگس بیمار پر
جمگیا ہے اسقدر میرا لہو جلت نہیں — شاخ مرجان کا ہے عالم یار کی تلوار پر
جوش سودا سے یہ احقا کیا ہے ناسخ کا لہو — ہے سیہ تاب اُس بت سفاک کی تلوار پر

ملکہ کو بھی یہی خیال ہے کہ شاہزادہ چھوٹ جائے ہم قید رہیں تو بہتر ہے [illegible] حسن و جمال بہ جیا ہو

جلال کیونکر نہ گھبرائیں قید سحر سے انکو کیا کام نور الدہر پر تو یہ گذری ایرج کا حال سنئے یہ مغموم کو ساتھ لیے ہوئے طرف کوہ زنخار کے جاتے ہیں ایک صحرائے سبزہ زار ملا مغموم نے کہا آج بیاں فرودش ہو جیے کل برابر کوہ زنخار کے پہنچ جائینگے گر حضور زنخار جادو بڑا ساحر زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے ایرج نے کہا خدا مالک ہے اسکا خیال نکرو کوئی سبب کردیگا کہ ہم اسپر غالب آئینگے چونکہ صحرائے سبزہ زار ملا یاد میں یاران کے بیقرار رہتے ہیں راتیں تڑپ تڑپ کے کٹتی ہیں کہ دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اوٹھا دیکھا شاپور شیر دل عیار ہمارا چلا آتا ہے ایرج نے اسکو گلے سے لگا لیا پوچھا شاپور کیونکر رہائی پائی شاپور نے کہا میں اور شبرنگ ایک ہی مقام پر قید تھا ایک دن یاد میں حضور کے بیقرار ہوا شبرنگ نے کہا کہ کچھ دل بہلاؤ میں گانے لگا آجکل شاخسار کو پرائے انتظام بہت جادوگر ملے ہیں ایک ساحرہ قتیل جادو میرے گانے پر عاشق ہوئی رات کو اسنے آکر سوال وصل کیا میں نے کہا کہ ہتھکڑیاں بیڑیاں تو پہنے ہیں کیونکر وصل ہو قید خانہ میں کوئی دیکھ لے تو غضب ہو جائے ہم دونوں کو چھوڑا کر یہاں سے لے چلو ہم دونوں حاضر ہیں تمھارا دل بھر دینگے وہ خوشی خوشی ہمکو نکال لائی جنگل میں اسے لاکر مارا وہ ڈھونڈتا ہوا تو ادھر کو گیا میں آپکی خدمت میں آیا ایرج نے بارگاہ زربفتی آراستہ کرائی آکر مسند پر بیٹھے کہا اے شاپور دل گھبراتا ہے اس وقت کچھ گاؤ شاپور نے باجا چھیڑا یہ غزل گانے لگا

غزل

کیوں نہ ہو گناہ دوچار میں اس شہسوار سے
شاخ شکستہ ہوں نہیں مطلب بہار سے
آتی ہے بوئے گل دہن داغدار سے
روشن ہے آفتاب قیامت عذار سے
منھ کو لگا ہوں میں کہ نہ بادہ کوئی شراب
سیکھے ہیں طرز رونیکا ہم آبشار سے
جلتے ہیں سوز غم سے مرے استخواں ہم
قوس قزح نمود ہوا ابر بہار سے
ناسخ یہ وہ غزل ہے جنوں نا [illegible]

جاتی رہی عنان شکیب اختیار سے
چشمے رواں ہیں ہو مژہ اشکبار سے
آج اس نسیم آتی ہے کیا کوے یار سے
ہو خیال عارض تاباں ہے اسقدر
ہر دم جا بجا نہیں لیتا غبار سے
نقش وجود محو ہوا مثل نقش پا
پروانہ کیا جلا کوئی شمع مزار سے
وحشت نئی ہیں سوختنی زیر آسمان
سودا کفن کو پھاڑ کے نکلا مزار سے

محفل رنگیدہ ہوں مجھے کیا برگ بار سے
سنتے ہیں کام نہیں یاں کو بہار سے
برپا ہوا ہے حشر جو رفتار یار سے
آئینہ آفتاب ہو میرے غبار سے
عریانی میں ہے چادر آب اپنے جسم پر
نکلا نہ بعد مرگ بھی ہم کوے یار سے
ای چشم تر تصور ابروے یار نہ
کیونکر نہ نکلے آتش حسرت غبار سے

اس لطف سے غزل شاپور نے گائی صحبت تخلیہ با تکلف بیٹھے ہیں گرد بارگاہ کے تمام سرداردل سے سن رہے ہیں سر دھنک رہے ہیں جانور آشیانوں سے گر رہے ہیں آہوان صحرا بیتاب و بیقرار پھر رہے ہیں کہ ایک برق تجلی صد ہا شعلہ ہائے آتش زمین پر گرے ایرج کی آنکھیں جھپک گئیں شاپور گھبرا کر چھپ ہو گیا اب جو ایرج نے دیکھا ایک نازنین سر جبین بیباک چست و چالاک دربائے جوا ہر میں غوطہ زن معشوق پرفن غنچہ دہن سیمتن گلبدن رشک چمن زلفیں رشک مشک ختن دونوں عارض آئینہ حلب مسکراتی ہوئی سامنے ایرج کے آئی مسند پر بیٹھ گئی کہا صاحب ہم تمھاری صحبت کے مخل ہوئے میاں گانے والے صاحب آپ کے گانے کے اشتیاق میں چلے آئے

آپ بڑے صاحب اقبال ہیں میں رخسار جادو کی بیٹی ہوں ملکہ کاؤس گلبدن سے رخسار کو
خبر ہوئی کہ نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان میری جانب آتے ہیں مجھے فرمایا بیٹا کشف تمھارے
تعلق ہے دیکھو تو نبیرۂ حمزہ کس مقام تک آیا میں تلاش میں نکلی مگر آپ بڑے صاحب اقبال ہیں
جب لشکر کو میں نے دیکھا قصد ہوا کہ سحر کروں آگ لگادوں پانی برسا کے ٹھنڈا کردوں گانے
کی آواز کان میں پہونچی ہمیشہ سے اس علم کا شوق ہے سننے سنانے کا بڑا ذوق ہے اے شہریار یہ بھی
خیال رہے ہمارے بلند پرواز میرا نام ہے لیکن آپکو سمجھاتی ہوں کہ لشکر کو ہٹا لیجیے اگر رخسار
جادو سے میں نہ کہونگی اور رہ ہر کارے خبر پہونچا دینگے وہ خود تشریف لاوینگے انکا سحر تو قیامت
ہے زمین ہلا دیگا بات کرنیکی مہلت نہ ملے گی ہٹ جانے پر میں بھی سمجھا دونگی کہ آپکی طرف
نہیں آتے ہیں ایسے مقام عجائب وغرائب پر آپ چلے آئے کوئی سامان سحر کا آپ کے ہمراہ
نہیں ہے آفت آئیگی تو کون رد کیے گا دو ساحر خدمت شاہان طلسم سے آئے ہیں جاذب و
مجذوب نام ہیں وہ تامل نکرینگے جب اس رشک چمن نے غنچۂ دہن کو وا کیا گل کلام
پیش کیے ایرج نوجوان نے فرمایا اے گل گلزار خوبی و اے غنچۂ نو دمیدۂ حدیقۂ محبوبی ہمارا تکیہ
پروردگار پر ہے ہم ساحر نہیں ہیں ساحر کش ہیں صد ہا لاکھ ساحران کو برباد کیے بڑے بڑے
ساحر قتل ہوئے کبھی ساحر کو ساتھ نہیں رکھا ہمیشہ اپنے پروردگار پر تکیہ رہا اگر قضا لیکر آئی
ہے کوئی بچا نہیں سکتا اگر قضا نہیں ہے کسیکی مجال نہیں کہ ہمکو قتل کرسکے کل ہم ضرور قریب کوہ رخسار
پہونچینگے جو کچھ ہوگا وہ ملاحظہ فرمایئے گا اس نازنین نے زانوں پر ہاتھ مارا کہا آپ تو بڑے
سخن ناشنو ہیں جب سامان ممکن ہو چلے جائیے گا ایرج نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہم اسیطرح
جاوینگے وہ نازنین لاچار عرصۂ دراز تک سمجھایا کی ایرج نے نمانا رات کم باقی تھی کہا صاحب
جو سمجھانا تھا ہمنے سمجھایا آئندہ آپکو اختیار ہے ہم رخصت ہوتے ہیں ایرج نے دامن تھام
لیا کہا صاحب تمہارا جانا تو بہت شاق ہے دل اُنھیں باتوں کا مشتاق ہے تمہارے جانیکے بعد بڑا
افسوس ہوگا دل لیکر آپ جاتی ہیں ہم تڑپینگے یاد تمہاری پریشان کریگی یاد آئینۂ حیران کریگی

کیا کام ہے کیوں ایسی دعا میں اثر آئے
مایوس ہی پھر آئیں کی امید بر آئے
وہ شوخ ستاتا ہے ہمیں دیکھ کے نایاب
ہو شوخ کی تمنا ہے کہ منھ کو جگر آئے
کیا کھلیں اب ارمان آخر ہے شب وصل
کیا ذکر ہمیں تم ہو ابھی خبر آئے
ہو سکا کسی محفل میں جو میں جل ہے کہا
ملک لیجو ہم پھر کے سلامت اگر آئے
دل نیج اسکا جدا ہوگا کلیجے سے نہ ایل
جس غم میں نہ جانے ہیں نا پنے بھی

امید ہی ہم وہ نہیں رکھتے ہر جا
حاصل نہیں کچھ ہم کو شب میں آپ کا ہمارے
بڑھ جائے غضب ہیں جسے رنج آپ کے
ایک بات کی اس ہمت سرور بنجانے
ہم آپ ہیں بھی آئے تو ذخت سحر آئے
تنہائی فرقت میں رہے آئینہ کی دو
ہم جیسے بھی دو چار گھڑی پیش آئے
خوش ہو کے ہنسا کر مجھے اب سامنے جو آیا
یہ درد نہیں ہے کہ ادھر سے ادھر آئے

بھیجا ہے کہیں جلد مرا نامہ بر آئے
جب خوف ہوئے ہیں کہ کہاں لے آئے
بوسہ پہ ہیں اس شرح کی نکلا نچا
یارب یہی کہتا ہوا پیغامبر آئے
کتنا ہے یہ دل جب کہ کیا ہے کہیں قاصد
بہتر ہے جو اپنی یہی صورت نظر آئے
ہم ہیسے جاتی ہے کہیں بیخودی اتنی
نغمے تھے جنھیں دیکھئے وہ ہم پر آئے
دشمن کوئی کیا ہو گا کوئی الٰہی بنا دے

ایرج نے جو یہ اشعار پڑھے اس سوختۂ آتش محبت وافروختہ

نار الفت نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار آپنے میرا کہا نہ مانا اگر لشکر ہٹا لیجاتے ایسے ساحروں کو لیکر
آتے کہ جنسے مطلب نکلتا مجھے خوف آتا ہے کہ اگر ایک ساحر آجائیگا تو آپکو مشکل پڑے گی اسوقت عاشق و
معشوق میں راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں ملکہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ایرج کی بیقراری
شاپور بھی تڑپ رہا ہے کہتا ہے اے شہریار انجمن کا کہنا ہے دو کوس ہٹ چلیے میں وہان کی خبر
لاؤنگا قضاے کار زنخار جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے جاذب و مجذوب کہہ رہے ہیں ہمکو
بتلائیے ہم گرفتار کر لائیں زنخار نے کہا ہمنے ہماے بلند پرواز کو بھیجا ہے وہ خبر لیکر آتی ہوگی
جاذب نے کہا بہت عرصہ ہوتا ہے شاہان طلسم آجکل دقت پڑا ہے ہم رفیق خاص ہیں آجکل خدمت
سے جدا ہونا نہیں چاہتے یہ کہکر جاذب اٹھا کہا میں خود جاکر خبر لاتا ہوں گرفتار کرکے لے
آؤں لیکر خدمت شاہ میں جاؤں مجذوب نے منع بھی کیا کہا بھائی ملکہ ہماے بلند پرواز
گئی ہیں خبر لیکر آتی ہونگی جاذب نے کہا عورت کا کیا اعتبار فرزندان حمزہ صاحب حسن و جمال
ہیں ایسا نہو کہ عاشق ہو کر بیٹھ رہیں میں جاکر سمجھ لونگا یہ کہکے جاذب چلا قریب لشکر ایرج پہنچا
لشکر کو دیکھتا ہوا اے میں کہتا ہے سارے لشکر کو دیکھ لوں ایسا سحر کروں کہ سب دیوانے ہو جائیں
افسر کو تو دیکھوں کہ کہاں ہے اسکو اٹھا کو لیجاؤں یہ سوچتا ہوا آسمان پر اوڑتا ہوا آتا ہے ابھی تجسس نہ
کیا کہ اسکی نگاہ پڑی ملکہ ہماے بلند پرواز دامن ایرج کا پکڑے اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہیں
ایرج بھی بیقرار ہے جاذب جل گیا جی میں کہتا ہے کہ یہ میں پہلے ہی سمجھا تھا میاں زنخار بیٹی کی عصمت و
بہت بیان کرتے تھے اسطرح ان دونوں کو گرفتار کرکے لے چلوں کہ میاں زنخار شرمائیں یہ
سوچکر دیو سے نعرہ کیا او کنیز بریدہ نو گشت کو انگشتی دھگڑیکا دامن پکڑے رو رہی ہے شاپور
آواز ساحر کی سنتے ہی لوٹ مار کر زیر قنات چھپا ملکہ نے چاہا سحر کروں جاذب تو آراستہ ہو کر
آیا ہے ایک شیشہ پانی کا پھینک مارا ملکہ نے قصد کیا تھا کہ جھیلی پر ہاتھ کہ دوں قطرہ پانی کا سر پر
گرا بیہوش ہو گئی ایرج بھی اچھلے اچھلے گرے جاذب کڑک کر زمین پر آیا ایک پنجہ میں دونوں
کو دبا یا پر پرواز پیدا کرکے چلا لشکر والوں پر ایک مٹھا ماش کے دانوں کا مار دیا جب بیہوش
ہو گئے شاپور گرفتار ہوتے ہی ایرج و ہماکے نکل بھاگا صحرا میں آکر یہ سیر کہ دیکھا کہ جاذب نے ایرج و
ملکہ کو پنجہ میں دبا لیے ہوئے جاتا ہے لشکر پر بھی سحر کر گیا تمام اہلکیان لشکر فریاد کر رہے ہیں
سب نابینا ہو گئے شاپور چلا جاذب ایرج و ہما کو لیے ہوئے جاتا ہے وہی کوہ زنخار یہان
سے کئی کوس پر ہے دونوں کو پنجہ میں دبائے ہوئے ہے صحرا میں اوڑتا خیال میں گذرا ایک
تخت سحر بناؤں اوسپر ان دونوں کو بٹھاؤں شاخیں جنگل کی کاٹنے لگا چاہتا ہے کہ تخت بناؤں
کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ساحر کامل کیا کتنا بڑا کام کیا چلو ہمنے بھی خاتمہ کر دیا طلسم کشا کو پکڑ لیا
اب کوئی جھگڑا فساد نہیں ہے شاہان طلسم کو بڑا تردد تھا اس کنیز بے تمیز نے جاکر اسم اعظم بند کیا
حرز ہیکل کو لے لیا سب گرفتار ہوے اب شاہ کو اطمینان کامل ہوا جاذب نے پلٹ کر دیکھا
ملکہ شاخسار جادو تعریفیں کرتی ہوئی چلی آتی ہیں جاذب نے جھککر سلام کیا شاخسار نے
کہا اے جاذب یہ عورت کون ہے جاذب نے کہا آپنے نہیں سنا میاں زنخار کی صاحبزادی

بی ہما سے بلند پرواز ایرج کو سمجھا رہی تھین کہ یہان سے چلے جاؤ مین وقت پر پہونچا مین
جاکر سحر کیا دونون کو پکڑ لیا لشکر کو آفت مین پھنسا دیا سب نابینا ہو گئے بی ہما کو سامنے زخار
کے بلا کے لگا کمونگا عشق نے بڑا زور کیا ایرج پر جاکر عاشق ہوئین کہنے لگی تھین کہ بھاگ جاؤ
مجھکو بھائی مجذوب نے بھی منع کیا مین نے نہ مانا اپنا مطلب اپنے ہی ہاتھ سے ہوتا ہے شاخسار
نے کہا تمھاری خیر خواہی کی خبر دونون بھائیون کو پہونچیگی اب تمکو عہدۂ وزارت ملیگا دیکھو دونون
بھائی آتے ہین وہ ہمزہ و برجیکا تمھارا استیصال کرنے کو آتے ہین جاذب ناخوش ہوکر پلٹا شاخسار
نقلی نے حلقہ اسے کمند گلے مین جاذب کے ڈالدیے ارے کہکر جاذب پلٹا اٹھنے چاہا دبا لیا
جاذب بیہوش ہو کے گرا شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ایرج و ہما کو ہوش آیا اپنے
یار وفادار و عیار نامدار کو اپنے قریب پایا گلے سے لگا لیا ہما نے کہا اے شاپور بڑا کام کیا ورنہ
یہ ملعون مجھکو سامنے باپ کے اسیطرح لیجاتا بڑی ذلت ہوتی اسکا لاشہ چھپا دو مین اسکے لشکر کی آمد کی
خبر کہونگی اسکے مرنے کا حال انکو نہ معلوم ہو تو بہتر ہی شاپور نے لاش جاذب جادو کی دفن کر دی
ایرج کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے پلٹا ملکہ طرف دربند کے چلین ایرج لشکر مین آئے دیکھا سب
خوشیان کر رہے ہین ایرج نے سب حال بیان کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا طرف کوہ زخار کے
چلے یہان زخار جادو دربار مین اپنے بیٹھا ہی مجذوب کہہ رہا ہی بھائی صاحب بہت بد مزاج ہین
جاتے ہی لشکر نبیرۂ حمزہ کو غارت کر دینگے یہ ذکر تھا کہ ملکہ ہما آگئی زخار نے پوچھا لشکر نبیرۂ حمزہ
کس مقام پر ہی ملکہ نے کہا لشکر مسلمانان آتا ہی بھائی زخار گھبرا گیا مجذوب نے کہا آپ کیون پریشان ہوتے
ہین بھائی صاحب پلٹ کر آلین تو ہم دونون جاکر لشکر کو تباہ کر دین زخار نے کہا مقام تعجب ہی جاذب
کو بڑا عرصہ ہوا واپس نہین آئے زخار بالاے قلعہ آیا دیکھا لشکر ایرج نوجوان بڑے زور و شور
سے چلا آتا ہی سامنے کوہ زخار کے آکر فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی مغموم گردن پر سوار
انتظام کر رہا ہی شاپور شیر دل بھی مصروف انتظام ہی زخار نے ساحرونکو حکم دیا جاکر تلاش کرو کہ جاذب کیون
نہین آئے ساحر گئے چار جانب پھرے کہین پتہ نہ ملا زخار بہت گھبرایا مجذوب نے کہا بھائی صاحب
کے مزاج مین وحشت ہی کہین سیر کرتے ہوے چلے گئے ہین جاکر انتظام کرتا ہون یہ کہکر مجذوب
چلا زخار دربار مین آیا ملکہ ہما سے بلند پرواز کو بیقراری ہی تصور ایرج نوجوان آنکھون کے
نیچے پھر رہا ہی باپ سے آکر پوچھا کیون حضور جاذب کا کہین پتہ ملا زخار نے صاف صاف کہدیا کہ
مجذوب لشکر ایرج کو تباہ کرنے گیا ہی جاذب کا پتہ نہین ملتا ہما یہ خبر سنکر گھبرا گئی کہا مین بھی
گشت کر آؤن لیکن زخار نے بیٹی کا چہرہ دیکھا نہایت اداس رنگ رو متغیر دل مین کہتا ہی
کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ گم چپ ہو رہی اتنا ضرور خیال مین آیا کہ چلکر دریافت کرون یہ لیکے اپنے مقام
اٹھا چلے سر قلعہ پر آیا سر اوٹھا کر دیکھا مجذوب نے ایک پہاڑ کی گھاٹی پر مشغول سحر جو کیا
لکۂ ابر سیہ لشکر ایرج پر چھایا پانی برسانے لگا شاپور نے ابر کو دیکھتے ہی نکل بھاگا لیکن پانی جو
پر شاجیبر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر لشکر مین ہلڑ ہوا ایرج گھبرا کر بارگاہ سے نکلے دیکھا کئی بارگاہ مین
گرین کئی ہزار آدمی بیہوش ہو گئے لشکر مین غلغلہ ہی لوگ بھاگے جاتے ہین بھاگ کر نکل نہین سکتے

نہین معلوم کہ واشہ اسکا کمان چھینکا گیا یہ کہکر پہاڑ پر چڑھا ملکہ کے بدن مین مار سیاہ لپٹا دیے دیکھکر
آواز دی کہ او کمبخت اس عذاب سے تجھکو قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ
زاری کرین مجھکو ترس نہ آئے پہلے ان سبکی خبر لون کہ جنکے واسطے جاذب مجذوب مارے گئے یہ
کہکے کوکا لشکر اسلام پہ آگ برسانے لگا خنجر چھنکے تلوارین پھینکین جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک ڈبیہ
نکالی اس ڈبیہ سے بہت سے پیکان نکالے لشکر اسلام پر پھینک مارے لشکر اسلام مین ایک
قیامت برپا ہوگئی کوئی بیہوش ہوکر گرا کسی پر تیر پڑا کسی پر برق گری پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا
تڑپکر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نوجوان اپنے بارگاہ سے گھبرا کر نکلے دیکھا لشکر تباہ ہو رہا ہی
پانی برس رہا ہی شعلۂ آتش بھڑک رہے ہین بلکہ اجسے کڑک رہے ہین زخار نے جو ایرج نوجوان کی
شان و شوکت دیکھا جلالت و لیاقت دیکھکر جلگیا خود زرین سر پر قبائے زرنقی زیب جسم موتیون کے
ہار گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو جوان خوشرو خوشخو غزال چشم شیر خشم جھلا کر مہین سے نعرہ کیا
ہاتف او برباد کن خانمان ساحران عالم تو نے غضب کیا وہ صدمۂ عظیم پہونچایا کہ قلب ہل گیا ایرج نے
تلوار کھینچی اس ملعون نے اشارہ کیا تلوار نے جوہر نہ دکھائے سپر پشت سے گری تیغ پانی ہوگئی کمان مین خم
خنجر بیدم سیخ تیر طائر پرزدہ ترکش مین نظر بند ایک دوہتڑ مارا ایرج زمین پر گرے زخار نے
دوڑکر ایرج کی کمر مین پنجہ دیا مارے اور اڑا جس مقام پر ہمائے بلند پرواز تھی وہین پر لیکر ایرج کو بھی
آیا ملکہ بہار کو اور ایرج کو پنجے مین دباکر اپنے باغ مین لایا دونون کو ایک نخل کے سایہ مین بٹھا کر سحر کیا
دونون کے آگ جلنے لگی گرد آگ بیچ مین یہ دونون بیٹھے ہین اس عذاب الیم سے قید کرکے باغ کے
باہر نکلا دیکھا کہ ایک ساحر دوڑتا آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای شہنشاہ ساحران کیا کہنا شہنشاہ طلسم نے آپکی
بڑی تعریف کی آپ کو نامہ بھی لکھا ہی یہ کہکے قریب آیا ہاتھ مین نامہ دیا زخار نے دیکھا سحر العجائب
وصل الغرائب کی مہر ہی زخار جادو نے اسکو کھولا نامہ مین لکھا تھا کہ ای زخار بادولت کو معلوم ہوا کہ
تمنے ایرج کو اور اپنی بیٹی کو قید کیا اسرار سحر بند کہ ہمارا ساحر معتبر ہی اسکی معرفت تمکو نامہ لکھا مناسب
ہی کہ اس نامہ کو پڑھکر اسی کے ہاتھ سے ایک جام شراب پینا سو برس تمہاری عمر بھی بڑھ جائیگی
ہمنے تمکو عہدۂ وزارت دیا طلسم کشا کی گرفتاری کو تمھین بھیجینگے یہ بھی تمہارا نام ہوگا زخار نامہ
پڑھکر پھول گیا کہا ای اسرار جادو تم نظر کردۂ سامری و جمشید ہو جلد مجھکو ایک جام شراب پلاؤ کہ میری عمر
بڑھ جائے تمنے بڑا احسان کیا کہ مجھکو سرفراز فرمایا خوشی خوشی اسرار کو باغ مین لیکر آیا بارہ دری مین
سب سامان عیش و نشاط موجود ہی گلابی اٹھاکر سامنے رکھی کہا مہربانی فرمایئے مجھکو جام پلایئے انجام
بخیر ہو اسرار نقلی نے کہا مین اپنے ہاتھ سے جام سامری و جمشید کو پلاتا ہون صحبت سامری
مین اکثر جاتا ہون زخار نے جب بہت منت کی تب اسرار نے جام بھرا دو چار اشعار پڑھے
زخار جادو بنگاہ حسرت طرف اسرار نقلی کے دیکھ رہا ہی کہتا ہی کہ آپنے بڑی تکلیف فرمائی کہ یہان
تشریف لائے مین ہمیشہ احسان مند رہونگا اسرار نقلی نے یہ اشعار عجب دھن مین گانے لگا نظم

راز تو کجا ہیت کہ تفسیر ندارد مدکنہ کمال تو کہ تحریر ندارد	ناز تو بجاہیت کہ تقریر ندارد سجدہ کو اگب شدن یوسف حسنت	بشکست خرد خامہ دیگر فت دوام در دشمن شدہ خوابیت کہ تعبیر ندارد

صد سال درین رہ نکند مرحلہ طی
تقدیر الست است کہ تدبیر ندارد
در جنبش بلوی کہ ترا خانہ خراب است
چون نقش حباب است کہ تصویر ندارد

گر راہ رہ عشق تو شبگیر ندارد
در مذہب ما دم زدن عشق حرام است
این خانہ خراب این ہمہ تعمیر ندارد

رنجیدن معشوق بغیبت از گنہ ما
مرغی کہ ہوا سے گل کشمیر ندارد
مخفی بہ خزان ساز گلستان تمنا

زنخار نے خوشی خوشی جام لیا چاہا کہ پی جاؤن شراب جوش مارنے لگی جام ٹوٹا شراب گر ہی زنخار نے کہا کہ اری تو کون ہے مین نے سنا تھا کہ عیار بڑے غضب کے ہین تدبیر کر رکھی ہی کہ جب کوئی بیہوشی ملی ہوئی شراب مجھکو دیگا جام ٹوٹے شراب زمین مین گرے شاپور خنجر کھینچکر اٹھا زنخار نے ایک دو ہتھڑ مار دیا آواز دی مگر شاپور کے ہاتھ سے خنجر گرا پاؤن زمین نے تھام لیے زنخار نے اٹھکر منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن اوڑ گیا ایک عیار دبلا پتلا چھوٹی چھوٹی آنکھین زنخار نے تلوار گلے پر شاپور کے رکھدی کہا بتلا تو کون ہی شاپور نے کہا شاپور میرا نام ہی فرزند عمرو عیار ایرج نوجوان زنخار شاپور کو کھینچتا ہوا لیچلا جہان ایرج دیمنا قید تھے شاپور کو بھی لاکر دخیل دیا کہا کہ کل تم تینون کو قتل کرونگا یہ کہکے طرف بارگاہ کے گیا ایرج نے جو شاپور کو دیکھا ہوش اوڑ گئے پوچھا اے شاپور یہ کیا ہوا شاپور نے سب حال بیان کیا ایرج نے کہا اے شاپور قضا لیکر آئی تھی زنخار جو دربار مین آیا سب ساحرون نے کہا اسوقت حضور پریشان معلوم ہوتے ہین اسنے سب کیفیت مجذوب و ایرج و شاپور و ملکہ کی سبکے سامنے بیان کی کہا مین نے بیٹی کا پاس نہ کیا نمک کا خیال رہا اب کل انکے سر کاٹ کے خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کرونگا نہایت مجھکو ملال ہی سرخیل جادو اسکا سپہ سالار ہی مدت سے ملکہ ہما پر جان دیتا ہی اکثر معرفت کنیزون کے پیام بھی کیا ملکہ نے جواب سخت دیا دل سے مایوس تھا اسنے جو یہ حال سنا بیقرار ہو گیا اٹھکر اپنے مقام پر آیا ملکہ کی تصویر آنکھون کے نیچے پھری بیقرار ہو کے رو یا دلمین کہتا ہی کیونکر اس محبوب کے پاس جاؤن اپنا حال دل عرض کرون کر یہ عاشق صادق ہزاری سے علاج کیجے

نظم

دلے الفت مین بہت حسرت و ارمان نکلے
گھر سے دشمن بھی نہ یون ہو کے پریشان نکلے
اے جس ہاتھ مین تھا گیسوے جانان کل
بھیج حشر سے ہم اور پریشان نکلے
شیخ ہو گبر ہو دیندار ہو کافر جاہل

اور ہر رگ سے وہ جاتے خفا ان نکلے
جیتے جی تیرے نہ خود رفتہ کی تم آپ کرو
بھیج کو دیکھا کہ یہ تار رگ جان نکلے
بجے انداز سے دم توڑ نکلے قابل یہ
اس صنم کی یہ سب بندہ احسان نکلے

جب جب ڈھونڈنے نکلی ہر آیت میری نظر
صاحب خانہ کو خود ڈھونڈ نعمان نکلے
بلا بارکو ہر چند بیان بھی دیکھا
نیم جاؤن مین کیسے دری ریحان نکلے

دیر تک رویا سوچتا تھا کہ کیا کرون آخر یہ سوجھی کہ باغ مین چلو اس گل حدیقہ خوبی کو اسوقت مین قید سے پھرا دو مجبور لاچار ہو کے بہر طور قبول کریگی اپنے اپنے مطلب سوچ چلا گر زنخار سے خوف بھی کرتا ہی جانتا ہی اگر زنخار آگیا بڑی آفت برپا کریگا یہ سوچتا چلا دو باغ پر آیا دیکھا در باغ پر کئی ساحر بیٹھے ہین زنخار ایسی تاکید کر گیا ہی کہ ہوا سے بیٹھے لڑ رہے ہین اگر کوئی طائر بھی نکلا ناوک کا دانہ مار کر گرا دیا اگر کسی مسافر کا اس طرف گذر ہوا اس حیلے سے لوٹ لیا کہ تو عیار ہی سرخیل پشت باغ پر آیا سحر کر کے دیوار پر چڑھا باغ مین کود اپشت دیوار سے ہوشیار سامنے پہونچا دیکھا ایرج و شاپور بیہوش

پڑے ہیں جیسےکہ زبان بیڑیان رنگ کی حدت آتش سے سرخ ہوگئین ایڑیان رگڑ رہے ہیں ملکہ بہار سے
بلند پرواز زبان میں سوزن آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے حال ایرج کا دیکھکر رو رہی ہیں
کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھکر فرماتی ہیں ای شہریار اٹھیے آنکھ کھولیے نظم

مگر جو آئے ہی قاصد کے اضطراب تھا
کسی نے دیکھی دل ہی میں قیامت کی
وہ شب تھی وہ فسانہ تھے وہ خواب تھا
زمانہ ہجر کا جا جا کے کیون نہ پھر آتا
ادھر ادھر کی صدا تھی نہ جواب تھا
دکھا دیا ہے طبیعت نے ہم جو عالم
بنے کو کوئی خرابات کا خراب تھا
جلال پاس آنکھے تھے نہ ہوز جلال

کسے خبر وہ ہمین تھے ہمین یار میں نہیں
کہ آج جو جو تڑپ کل پہ اضطراب تھا
ہم اور بجا ضمیر شان کی صحبت میں
غضب وصال نہ تھی موسم شباب تھا
دکھا کس نے تماشے ہمین جو غفلت عشق
ترا بھی رنگ یہ ایڑا مشاب تھا
مزا تھا عہد ہی کے توڑنے میں کچھ ہی بالی
حیا تھی آنکھ میں انسدون میں آ حجاب تھا

اگرچہ ایک بھی تسکین کا جواب تھا
بیان خطاب تھا کچھ دہان جواب نہ تھا
چھپاتے تھے آنکھ ہری ڈس یار میں جو تھی
نسبت اکھاڑنے والے تھے اک نقاب تھا
کلیم تو جو نہیں لن ترانیان سر طور
وہ شب ہین یاد کوئی جو لینے کا خواب تھا
بڑا شراب کو واعظ کہا کیا سر بزم
ہماری توبہ نہ تھی خشت شراب نہ تھا

یہ حال زار ملکہ کا دیکھکر گھبرایا
مدت سے عاشق تھا اوس کی یہ کیفیت دیکھ کر تپش محبت سے ہر ایک استخوان جلنے لگا ملکہ کو جھککر سلام
کیا ملکہ نے کہا کیون ای سرخیل اسوقت کہان آئے ہم گنہگارون سے بات کرنا یا سلام
بندگی کیا ضرور ہی میان زخار نے ہمکو قید کیا یہ بیچارہ بھی بلا مین پھنسا سرخیل نے دست بستہ
عرض کی میں تو غلام قدیم ہون یہ بھی ظاہر ہو کہ آپکے والد کا ندیم ہون آپکا حال زار سنکر دل کو تاب
نہ آئی چھپکر حاضر ہوا آپکو رہا کرنے کو آیا ہون اگر حکم ہو تو سحر دفع کرون ملکہ خفا ہونے لگیں
کہا او بیحیا بیمروت ستم گر بخوبی واقف ہیں ہملوگ خدا ہمکو رہا کریگا ان باتون مین شاہ اوسکی آنکھ
کھلی کہا ای سرخیل تم نے عہد کیے ہیں کہ ملکہ کو ابھی کردیگے جو جو باتین زخار نے
بیان کین وہ غلط ہیں ملکہ تمہاری خیرخواہی کا ذکر کرتی یقین اودر بار ای یقین کر دربار مین ایک
ہمارا عاشق ہی ضرور ہماری رہائی کرنیکو آئیگا سرخیل خوش ہو گیا اب تو ہم سمجھے ملکہ کو اشارہ
کیا کہ خاموش رہیے اس آفت سے تو کلین بھی بچا جائیگا سرخیل سحر دفع کرنے لگا ابر سحر
بنایا اسکو برسایا پانی جو گرا شعلہا سے آتش بجھنے لگے جیسےکر انسے ملکہ کی زبان سے سوزن نکالا
سوزن نکالنا کہ ملکہ نے سحر کیا جیسےکر زبان بیڑیان تو مین ایرج کو بھی قید سے رہا کیا زخار چاہ دو
کو بڑا تردد ہی دربار مین بیٹھا ساحرون سے کہہ رہا ہی میں نے سنا ہی کہ مسلمانون کے مددگار زمین
سے پیدا ہوے ہیں میں نے اسی واسطے ایک چراغ روشن کیا ہی جب کوئی وہان سحر کرےگا
بجھائیگا یہ چراغ گل ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ چراغ جھلملایا زخار نے کہا کہ غضب ہوا کوئی قریب سحر
سحر کے ہوتا چراغ جھلملا رہا ہی یہ کہکے چلا ساحر بھی ہزارون ساتھ ہوے سرخیل بعد رہا کرنے ملکہ
کے دست بستہ عرض کر رہا ہی اب تو میں نے بڑا احسان کیا میری عرض قبول ہو سعادت حسن علی
خدمتگزاری کرونگا ایرج یہ لفظین سنکر جھلائے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی اسنے سحر کیا ایرج گرنے
ملکہ چلانے بیہوش تھا سرخیل ایرج کو قتل کیا چاہتا ہی نعرہ کیا کہ او بیحیا یہ تو نے کیا بیجا ادبی کی آنکھ ہاتھ
نہ لگانا سرخیل نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون مگر سینہ سپر کر دیا ایک سنگ پرہ مارا کہ سرخیل

اسوقت سوائے تیرے کون مدد کریگا زخار قہقہہ مارکر ہنسا کہا او نادان تیرا خدا سے نادیدہ کہان
ہی اب وقت قضا تیرا آگیا جاذب مجذوب کا خون رنگ لایا سرخیل نے نمک حرامی کی جلد
سزا ملی ہم سمجھ گئے کہ وہ بھی تجھپر عاشق تھا یہ کہکر تیغہ کھینچکر آگے بڑھا ملکہ و ایرج کے پہلو سے
ایک ساحر نکلا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران ایرج تو خطاوار ہی اسکو قتل کیجیے ملکہ کو قتل نہ کیجیے
انکی سزا یہ کافی ہی کہ کان پکڑ کے دوڑائیے بارہ برس کی مشقت آپکی تباہ ہوتی ہی آپنے
کس ناز و نعم سے پالا تلوار نہ چمکائیے یہ مر جائینگے زخار نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تجھے دلیر سمجھ لیا
مجھے کچھ خیال نہین بادشاہ کا طلسم مٹاتا ہی سب عزیز و اقارب قتل ہونگے اس ننگ خاندان سے
کسیکا پاس نہ کیا مین اسکو ضرور قتل کرونگا ساحر نے قریب آکر کہا دیکھیے ابر آتش نشان اٹھا بادشاہ
آتے ہین زخار پلٹا ساحر نے لپٹ کر خنجر مارا اسکو کیا نام شاپور شیردل زخار کا شکم چاک قصہ پاک
اندھیرا ہو گیا ملکہ جو تھی ساحرون پر چھا گئی تمام ساحر فریاد کرنے لگے عرض کی ہم غلام ہین ملکہ نے
سب کو امان دی سب ساحر مطیع اسلام ہوے دربار مین زخار کے آئے ملکہ نے اپنی کنیزون کو جمع
کیا ایرج نے کہا کہ ہم آج ہی کوچ کرینگے ملکہ نے کہا کہ آج کے دن تامل فرمائیے بعنایت خدا لشکر جمع ہو گیا
بارہ ہزار چار سو بارہ سو جادوگر یہان یہ سب کنیزین میری تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر کمی نہ کرینگی ساحرون
کا بھی افسر قرار دون وزیر زادی ماہ منظر اسکو کنیزون پر افسر کرو یہ کہکر ماہ منظر کو بلایا کہا ای
ماہ منظر تجھے ان کنیزون پر افسر کیا چونکہ ایرج نوجوان کے اس آفت سے بچنے کا بڑا خیال ہوا حکم ہوا
کہ آج روشنی ہو جلسہ آراستہ کیا ملکہ و ایرج مسند پر آکر بیٹھے گانیوالیان سامنے آئین تمام قلعہ مین
روشنی ہوئی ایرج نے شاپور کو حکم دیا آن زکچہ گاو شاپور سا کر محفل مین بیٹھا تمام شہر مین روشنی ہی
کنیزون کو خلعت جوڑے ملے ایسا جلسہ آراستہ ہوا شاپور نے یہ غزل شروع کی عاشق و معشوق
ایک مسند پر جلوۂ مہر و ماہ تھا جسمین ہزار ہا کنیزین حور پیکر پریوش ماہ منظر ایک جانب اسوقت
شاپور کی شوخیان غزل کو آتش کیے اس تکلف سے گایا کہ آگ لگا دی

نظم

شمس بھی ہی ہمراہ ... ہی
شعلہ ... کفن ... ہی
... سے نلعیان ...
پیمانہ ... شمع ... ہی
حسن ... کا شہرہ ہی

یوسف کے ساتھ ... ہی
یا ... صاحب ...
... ہی
زلفین ...
آب حیات حسرت چاہ ذقن ہی
فرقت ... شوق وصال ...

بجلی ... ہی بہار حسن
الماس ... ہی
خالی ... حسن ... سے
اختر شناس کہتے ہین ... ہی
... ہلال عید
اک آگ سی لگی ہوئی آتش ... ہی

خوش ... ہی تو ... بہ ... ہی

اس رنگ سے شاپور نے غزل گائی عاشق مزاج تو تڑپ گئے ماہ منظر وزیر زادی نے جو جمال
[illegible] آراستہ ایرج کو دیکھا ملکہ کو پہلو مین دیکھکر رشک ہوا دل مین خیال کرتی ہی ہائے اس
جوان کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی کیا صاحب نصیب ہی اپنے معشوق کے قریب ہی ای ماہ منظر کیا کرون
مین کیا حسن مین ملکہ سے کم ہون سینہ ابھار ابھار کر سامنے ایرج کے آئی ہی ایرج خاموش بیٹھے
ہین دو پہر رات کے محفل برخاست ہوئی ملکہ نے جا کر آرام کیا ماہ منظر فرش خواب پر کب

جاتی ہو دل بیقرار کلیجہ تڑپ رہا ہی یہ دل چاہتا ہی کہ ایرج کے ساتھ مسند پر بیٹھون یہ معشوق
پہلو مین ہو خوابگاہ مین آکے دیکھا ایرج سو رہے ہین ملکہ بھی نشہ مین شراب کے غافل ہی قریب
ہی شمعدان سے موم کی کافوری لپراکر گل ہوگئین جو دو چار باقی ہین اُنکو ماہ منظر نے گل کیا ایرج کے
کرتین نیچہ دبکر بے بھاگی خیال مین گذرا اب بھاگ رہنا مناسب نہین جب اس جوان سے وصل
حاصل ہو جائیگا کسی اور مقام پر بسین گے تعجب یا قریہ آباد کرینگے یہ سوچتی ہوئی دل مین جاتی ہی یہان
ملکہ کی جو آنکھ کھلی پہلو مین ایرج کو نہ پایا کنیزونکو آواز دی اری دیکھو تو شاہزادہ کہان ہی کنیزون
نے عرض کی کہ ہم سب سو گئے تھے ہمین نہین معلوم کسی نے یہ کہا باہر تشریف نہین لائے ایک نے
عرض کی مین نے دیکھا تھا کہ ماہ منظر اندر آئی شاہزادہ کو بچے مین داب کر نکل گئی یہ سنکر ملکہ اُٹھی
جھولی سے ایک تیلی نکالی کہا ای صورت سامری بتلا تو کہ ماہ منظر کدھر گئی تیلی نے انگلی سے
اشارہ کیا ہما سے بلند پرواز اسی جانب چلی دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی پریشان
پریشان دور سے دیکھا ماہ منظر بھاگی جاتی ہی مگر بہت دور ہی ملکہ نے پیچھے سے نعرہ کیا او قحبہ
کہان جاتی ہی آگے نہ بڑھنا پلٹ آ جو خطا کی اُسکی سزا نہ دونگی وہی عہدہ ملیگا ماہ منظر تیز ہو کر
بھاگی ایرج کو گلے سے لگائے ہوے کہ اس جوان کو صدمہ نہ پہنچے اسکے واسطے گھر بار
چھوڑا راحت سے منہ موڑا ماہ منظر آکر کوہ خاکبار پر ٹپکی خاکبار جادو ٹہل رہا ہی
دلمین سوچ رہا ہی کہ کل نور الدہر و شہلا کو قتل کرون سر انکے خدمت مین شاہان طلسم کے
روانہ کرون طلسم کشائی کی فکر مین جاؤن کہ ناگہ دیکھا ایک نازنین ایک جوان کو بغل مین دبا
ہوے بھاگی جاتی ہی خاکبار نے آواز دی اری تو کون ہی یہ جوان تو اُسکا ہمشبیہ ہی کہ جو
میرے یہان قید ہی ماہ منظر نے کہا کہ ای شہنشاہ یہ جوان نبیرۂ حمزہ پہلوان زنگار کی جاغیر
ہما سے بلند پرواز باپ کو مار کر اسکو پہلو مین لیکر بیٹھین تھے جو کہا کہ یہ دشمن شاہ طلسم ہی
دشمن ہو گئین ہمارے قتل پر آمادہ ہو گئین مین بھی اسکو لیکر خدمت مین شاہ طلسم کے جاؤنگی
میرے قتل پر آمادہ ہو کر آتی ہین خاکبار نے کہا کہ کیا مجال جو تجھ سے بول سکین تو ہمارے
پاس اوتر آ ہم اونسے سمجھ لینگے ماہ منظر گھبرائی ہوئی تھی اوتر پڑی ہما سے بلند پرواز
جو آکر پہنچی دیکھا کہ بی ماہ منظر آبار سے بیٹھی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی آبار نے
ماہ منظر کو پسند کیا لگاوٹ کی باتین کر رہا ہی ماہ منظر کہتی ہی ابھی اس جوان کو بھی قتل نہ کیجیے
جینے یا دو جیتے مین دیکھا جائیگا اس بات پر آبار کہنے لگا کہا بی ماہ منظر کیا تم بھی اس جوان پر
عاشق ہو ماہ منظر نے سر جھکا لیا خاکبار نے کہا کہ ای ماہ منظر یہ عزیز داران طلسم شاہین
کسیطرح نہ بچینگے ڈھونڈ کر قتل کیے جائینگے انکے ساتھ محبت کرنا سراسر حماقت ہی ماہ منظر نے
کہا کہ اسواسطے تو مین نہ دونگی کہ تم اس آفتاب جمال کو قتل کرو خاکبار نے کہا مین نے ابھی تک
پاس نہ کیا اسکو قید کیا اسی جوان کا بھائی میرے یہان قید ہی اسی کے ساتھ مین دختر بھی قید کر
مین اسکو زندہ چھوڑونگا اس بات پر ماہ منظر گھبرا گئی کہا حضور مجھے جانے دیجیے مین نہ ٹھہرونگی
خاکبار نے کہا کہ مین تجھے نہ جانے دونگا انتہا سے مہربانی یہ ہی کہ نبیرۂ حمزہ کو چھوڑ دو تم اپنی

جان کو شیریں جان کر نکلا تو ماہ منتظر نے گرز مارا خاکبار نے وہی گرز ہاتھ میں روک لیا خنجر کر مارا ماہ منتظر کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام میرا ماہ منتظر بود ملکہ بہار نے جو یہ صدا سنی دیکھا تو گلو منتظر ہو گئے مارا تڑپ کے اسی جانب آئی دیکھا ایرج فرش خاک پر پڑے ہیں لاشہ ماہ منتظر کا ایک جانب ایک ساحرہ سیہ فام چٹل رہا ہے اور کوئی اس مقام پر نہیں ہے ملکہ نے سوچا کہ یہ تو خاکبار ہے اگر اس سے مقابلہ پڑا تو مجھ پر غالب آئیگا پیچھے خنجر کا روح جدولی سے نکالی اپنے خون سے رنگین کر کے کھینچ ماری خاکبار کی پشت پر پڑی توڑ کر سینہ کے پار گذری بجانے پیشکش کو نیشارو ایرج کا لیا طرف اپنے قصر کے چلیں نور الدہر و شہلا سے نازک جسم اسی خاکبار کے مبتلا تھی یہ جو مرا آگ مجھی جھگڑیان و بڑیان کنکر گرتے شیرنگ بن عمرو کو نظر تھا ہوا ہو گیا شاہزادہ تو رہا ہو اپنے مقام سے اٹھا ہر شہلا کی زبان میں سوزن ہے اشارہ کر رہی ہے کہ میری زبان سے سوزن نکال لیجیے نور الدہر کے سمجھ میں نہیں آتا تھا تب تک شیرنگ نے شہلا کی زبان سے سوزن نکالا سوزن نکلتے ہی ملکہ اٹھیں نور الدہر سے فرماتی ہیں خاکبار کو کس نے مارا آتش سحر بجھی ہے اور آپنے رہائی پائی پھر بتا کر دیکھا ہزاروں جادوگر چلے آتے ہیں ملکہ شہلا اپنی جا پڑیں شیرنگ نے حقہ آتشبازی مارا کئی سو ساحر جلے کئی سو ملکہ نے مارے سب نے امان مانگی ملکہ شہلا نور الدہر کو لیے ہوئے مکان خاص میں آئیں تب ساحروں نے عرض کی کہ لاشہ خاکبار اور ایک اور ساحرہ کا لاشہ کوچے پر پڑا ہے ملکہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ کسنے خاکبار کو مارا اس عورت کا لاشہ کہاں سے آیا لاچار لاشے تو اٹھوا دیے کوہ خاکبار کو اسلام آباد کیا لشکر سب آ کر بیدنچا نور الدہر نے فرمایا کہ کوچ کی تیاری کرو دو تم یہیں رہو شہلا رونے لگی کہا اے شہریار آپ یہ کیا فرماتے ہیں آگے بڑھکر بڑے بڑے ساحروں سے مقابلے پڑینگے لونڈی کام آئیگی شہلا نے لشکر تیار کیا بارہ ہزار ساحر بارہ ہزار جادوگر و جادوگرنیاں ایک طاؤس پر سوار ہو کر اس دھوم سے کوچ کیا کوہ خاکبار سے چلے شہلا سے نازک جسم نور الدہر کے ساتھ ساتھ ہیں اسی فکر میں جاتی ہیں کہ ذکر انکا تحریر کیا جائیگا اس طرح لیجان جب کوہ زنگار پر پہونچے ملکہ بہار نے سب انتظام کیا دوسرے دن شاہزادے سے عرض کی اے شہریار ہم بھی ضرور ساتھ چلینگے ایرج نے قبول کیا کہا ملکہ ہمارا یہ دستور نہیں ہمارے کہا میں ضرور ساتھ چلونگی ایرج نے کہا کہ ہمارے جد عالی تبار کبھی ساحر کو ساتھ نہیں رکھتے ہمارے کہا اس طرح میں تو ضرورت پڑیگی ایرج لاچار ہوئے ملکہ بہار نے جادوگر و جادوگرنیاں جمع کیں سب کو ساتھ لیکر طرف زندانخانہ طلسم کے انھوں نے بھی کوچ کیا کہ انکا بھی ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران طرف زندانخانہ کے جانا اور راہ کے ہنگامے و دیگر حالات متعلقہ داستان نیلا ساقی نامۂ مصنف

شتابی سے اٹھ ساقی سیمتن
ہوا باغ میں بلبلوں کا خروش
گل و غنچہ و برگ کا غل ...
کہ آیا ہے پھر وقت سیر چمن
ہوئی غنچۂ گل ہنسی بے سخن
خوشی کی سنا کیجیے زمزمہ
گل باغ پھر رنگ پر ہے بہار
سر سرو قمری کو بھی وجد ہے
اٹھا پردۂ چشم نرگس شتاب
مرصع نگار آج گلشن ہوا
کہ نہیں حزن ...
کر ... گل کا وقت شباب

کر بھی مین نہین کر سکتا ایسی ایسی جادوگرنیان شریک ہین کہ جنسے مقابلہ دشوار ہو زنار زاور و طلسم وہی
لیکر آیا اگر مقابلہ پڑ گیا تو اُس سے جان بچانا دشوار ہی ملکہ نے کہا ای شمس دیکھو کتاب سامری مین کیا
لکھا ہی شمس نے کہا مین پڑھ چکا صاف صاف مرقوم ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب کی قضا
ہاتھ سے صاحبقران کے ہی اور ایک مضمون اور پڑھا کہ جس سے ہوش اوڑ گئے اسی سلسلہ مین بادشاہ
طلسم ہفت پیکر ہی بھی زوال ہی کوئی فرزند صاحبقران کا اس طلسم مین قید ہو کر جائیگا اسی سلسلہ
مین کوئی فرزند صاحبقران کا رستم ملیگی نہایت صف شکن ہو اس طلسم کو جا کر فتح کریگا مرکیا نے طلسم
پڑھینگے یہ آپکو بخوبی معلوم ہی کہ طلسم ہفت تنگ تیا کا بادشاہ ساحر بے نظیر صاحب جاہ و توقیر ہی مگر اسکی بھی
قضا رستم ہی کے ہاتھ سے ہی مین سنتے مین بیٹھا تھا یہی مضمون پڑھ رہا تھا یہی نوشتہ پایا کہ
صاحبقران کے شریک ہوگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بحسرت مارا جائیگا مجھکو بڑا تعجب ہی کہ ظاہر مین تو
عجائب و غرائب مقام بہت خونریز ایسا مقام نہین ہی کہ کوئی اُسکو فتح کر سکے لیکن صاف صاف مرقوم
ہی طلسم مین بھی دھوم ہی کہ وہین سے لوح کا پتہ ملیگا خداوند سامری کو کیونکر جھوٹا جانون اپنے قلم سے
لکھ گئے ہین کہ لوح ملیگی وہ ہنگامے پڑینگے کہ جو ہوش رہا مین نہین ہوا وہ ہوگا ملکہ فیروزہ نے کہا
مین تو پاس طلسم کشا کے جاتی ہون حفاظت جان واجب لازم ہی علاوہ ازین ستم یہ کیا کہ کوکب کو کہ جسنے مین
کو قید کر لیا کوکب بڑا بجا سلطان ہی جفائے قید اُٹھائی توبہ شکنی نہ کی ورنہ کسکی مجال تھی کہ کوکب کو
نگاہ کج دیکھتا طبقۂ زمین کو ہلا دیتا زمین کو آسمان پر پہونچا دیتا مگر جو زبان سے کہا وہ کیا بر ان اُسکی
بیش صاحب اولاد ابسرہ ظلم بیداد فیروزہ نے جو اسطرح کہا شمس نے کتاب رکھدی کہا آپ ملاحظہ
فرمائیے مین تھوڑے عرصہ مین حاضر ہوتا ہون آپکی شراکت طلسم کشا کی میری صلاح ہی سعند ویک بھی
اسی مین فلاح ہی مین بھی آپکے ساتھ چلونگا یہ کہکے کتاب رکھدی فیروزہ نے سب کنیزون کو جمع کیا افسران
فوج کو بھی بُلایا سبکے سامنے کتاب سامری کا مضمون پڑھنا شروع کیا کنیزین حاضرین بھی کہنے لگتے
ہین حضور پاس طلسم کشا کے چلیے دونون شاہ کے ملک مین ہین فیروزہ کہتی ہی مین ابھی چلتی ہون لشکر تیار
کرو لشکر تیار ہونے لگا شمس چھٹکر یا گا خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچا دربار مین سحر العجائب
و مصر الغرائب کے بہت ساحر جمع ہین یہی صلاح ہو رہی ہی کہ کیا تدبیر کرین یکایک خبر پہونچی کہ کوہ زنگار
کوہ خاکسار فتح ہوگیا ابرج و نور الدہر بڑے جاہ سے طرف قید خانے کے آتے ہین سب ساحر گھبرائے
سحر العجائب و مصر الغرائب کہتے ہین کہ یارو کیون گھبراتے ہو اگر قید خانہ فتح ہوا تو ہمارا کیا
نقصان ہی جلالت طلسم کشا کا امتحان ہی یہ ذکر تھا کہ شمس آکر پہونچا گھبرایا ہوا رنگ زرد تیز تیز پسینے پسینے
عرض کی ای شہنشاہ نور افشان طلسم کشا برابر کوہ فیروزہ تک پہونچا ہی فیروزہ نے ارادہ کیا ہی کہ جاکر
طلسم کشا کے شریک ہوجاوین مجھسے بھی کہتی تھین کہ چلو بڑی بڑی منزلین کرلی ہین جان بچانا ہے پہر مرقی ہین
جلد فکر کیجیے ورنہ وہ چلی جائینگی سحر العجائب نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی جلد جاکر فیروزہ کو گرفتار
کرے سامنے لشکر طلسم کشا کے قتل ہو مگر کوئی ملک ایسا ارادہ نہ کرے ایک کو سزا ہو دس آگاہ ہو جاتے ہین
قتال نامے ایک جادوگر یہ کہکے اُٹھا کہ غلام کو فوج ملے ابھی جاکر بی فیروزہ کو گرفتار کرونگا طلسم کشا
کو بھی زیر کرونگا ہمارے بزرگ ہمیشہ اس طلسم کے کفیل رہے ہم کیونکر تامل کرین ساتھ ہزار ساحر ونگا انسودہ شمس کی

بھی ایسے ساحر ہوا سحر العجائب نے چلتے چلتے ایک سحر بھی قتال کو دیدیا کہا جاتے ہی سحر کرنا سب
بیہوش ہوجاینگے یہ بھی سمجھا دیا کہ ای قتال فیروزہ کامل واکمل ساحرہ ہے علاوہ کمال سحر کے راستے بھی
جانتی ہے لوح کا حال مفصل تو نہین جانتی ذکر سن چکی ہے اسکا بڑا خوف ہے بخوبی سمجھا کر قتال کو بارہ ہزار
ساحرون سے روانہ کیا یہان وہ وقت ہے کہ فیروزہ نے سب سردارون کو مضمون کتاب سامری
سنا کر چلنے پر آمادہ کیا چالیس ساحر کہ افسران نامی ہین اسباب سحر سے آراستہ ہوکر بارگاہ مین حاضر ہین لشکر
دس ہزار ساحرونکا تیار ہوکر حاضر ہوا اب ارادہ یہ ہے کہ خدمت امیر مین چلین کہ آسمان پر ابر سیاہ ظاہر ہوا
فیروزہ نے ابر کو دیکھکر کہا کوئی ساحر آتا ہے ارے ممس کہان گیا سردارون نے عرض کی حضور وہ
تو آپ کے پاس سے نکلتے ہی طرف طلسم کے بھاگا فیروزہ نے کہا غضب ہوا شاید حال کھل گیا شاہان
طلسم کو خبر پہونچی سب صاحب ہوشیار ہوجائین اتنا کہا تھا کہ قتال جادو ابر سے ظاہر ہوا آواز دی انکو ہم
تو کہان جاتی ہے شاہان طلسم نے تجھکو طلب کیا ہے مشکین باندھ کر لیجاونگا اب جان بچاؤ فیروزہ نے
سر اٹھایا قصد کیا کہ سحر کرون قتال نے مشتہ دبا ہوا شاہان طلسم کا پھینک مارا وہ بیضہ پھٹا اس سے دھوان نکلا
فیروزہ کی آنکھ مین دھوان لگا لڑکھڑا کے گری سردارون نے قصد کیا وہ بھی سب گرے بیہوش ہوے
فوج والون نے قصد کیا کہ ہم جانثار ہین اپنے مالک کو بچائین قتال نے ایک گولہ پھینکا وہ بھی سب
بیہوش ہوکے گرے یعنی بصورت تصویر تھے نہ ہاتھ مین حرکت نہ آنکھون مین بصارت چپ کھڑے
ہین ایک سے ایک کلام نہین کرتا بھائی کو بھائی کی خبر نہین قتال آسمان سے اُترا آکر فیروزہ کو
گرفتار کیا اسکی زبان مین سوزن دیا لشکر فیروزہ جو سحر مین مبتلا ہے اس سے آگے بڑھکے بارگاہ
استادہ کرائی لشکر اوتارا قیدیون کو اپنے خیمہ مین لائی ایک کرسی مین جسکو بٹھا دیا کلمات سخت وسست
کہا ہاے او فیروزہ تو نے غضب کیا تیرا راز جا کر ممس نے کہا آجکل شاہان طلسم کو بڑی احتیاط ہے
جو خبر پہنچتی اسکا فوراً انتظام ہوتا کوہ عجائب وغرائب پر بھی نامہ جا چکا ہے خونریز کو لکھا گیا
کہ ایسا انتظام کرو کہ طلسم کشا نہ آسکے ای فیروزہ یہ صورت جان بچنے کی ہے کہ جب سامنا شاہان طلسم کا
ہو قدمونپر گر کے تو عرض کرنا کہ اے شاہان طلسم اس وقت مین مین طلسم کشا کو گرفتار کرنے جاتی تھی
اسوجہ سے لشکر تیار کیا تھا مین بھی سفارش کرونگا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتی مگر حال صاحبقران
تحریر ہوتا ہے کہ صاحبقران بارگاہ مین داخل ہین ملکہ زنار، لالہ عذار و ماہ رخسار تینون جادوگرنیان
حاضر ہین جملہ عیار خواجہ عمرو برق فرنگی وغیرہ سب موجود ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ اب آج کوچ کیا جاے
زنار عرض کرتی ہے کہ ای شہریار ملکہ خسار نے بڑے سامان کیے ہین امیر فرماتے ہین کہ خواجہ تم
بڑھکر خبر لو دیکھو کوئی ساحر آیا یا نہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی حضور کا لشکر قریب کوہ فیروزہ فروکش ہے اے ملکہ فیروزہ جادو بیان کی ملکہ ہے اسنے
کتاب سامری دیکھی یا اور کوئی باعث سمجھا آپکی اطاعت کا قصد کیا تھا شاہان طلسم کو خبر پہونچ گئی وہان
سے قتال جادو آیا اسنے ملکہ فیروزہ کو پکڑ لیا لشکر والون پر سحر کردیا وہ سب بیکار ہوے فیروزہ پر
ظلم ہو رہا ہے وہ ثابت قدم ہے محبت جواب نہین دیتی بیقرار ہوکر یہ کہتا تھا کہ ارے کوئی ہماری فریاد
تا بہ صاحبقران پہونچا دے انکو معلوم ہوجاے شاید وہ فکر کرین اتنا دریافت ہوا ہے کہ کل

ہو تی ہی امیر قتال بھی خفا ہو رہا ہی قتال فکر مین مصروف ہی ارادہ ہی کہ حضور کا اسم اعظم بند کرے ملکہ زنار
نے کہا میان قتال کو ہم خوب جانتے ہین کبھی ہمارے سامنے اُنکی بات نہ پوچھی جائیگی تمھی میرا عہدہ
انکو ملا اگر اسم اعظم بند کرتے اُنکا احوال کھلجائیگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ
جو ہماری ملازمت کا ارادہ کرے وہ یون گرفتار ہو مین ابھی برائے رہائی فیروزہ جاتا ہون انشاء اللہ
اُسے لیکر آؤنگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا ایک طایر ہفت رنگ در بارگاہ سے زمزمہ سرائی کرتا ہوا آیا ہی
زنار نے کہا دیکھیے شہریار طایر آتا ہی آپ بیٹھے رہین یہ کنیز حاضر ہی وہ طایر طرف صاحبقران
کے چلا زنار نے جھولی سے کاغذ سادہ نکال کر ایک زاغ کاٹا اُسے چھوکر دیا اسمائے سحر پڑھکے
کی دستک دی کہ زاغ جاکر طایر سے لپٹ گیا آپس مین پنجہ اور منقار چلنے لگا زاغ نے طایر ہفت رنگ
کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا اب جو لاشہ زمین پر گرا اسے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام کا لاشہ پڑا ہی
امیر نے فرمایا لاشہ باہر پھینک دو ملازم ساحر کا لاشہ کھینچکر لے گئے کنارے پر لشکر کے پھینک دیا
یہان جب عرصہ ہوا قتال گھبرایا ساحرون سے کہا دریافت توکرو میرا ساحر گیا تھا اسم اعظم لیکر
نہ آیا ہرکارے گئے تھوڑے ہی عرصے مین پلٹ کر آئے خبر دی کی اُس ساحر کو زنار نے قتل کیا
قتال نے کہا مین ابھی زنار کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اسباب سحر جھولی سے نکالا ایک تیلی بنا کر
اُس سے کہا جا کر زنار کو مار ڈالنا کہنکر قتال نے بلایا وہ تیلی روانہ ہوئی اتفاق سے ملکہ زنار
بیرون بارگاہ آئی ہی لشکر کا انتظام کر رہی ہی اپنی کنیزون کو بھی بلایا اُنسے کہہ رہی ہین صاحبو تمنے
سنا میان قتال سحر کر رہے ہین ابھی اُنسے طایر بھیجا تھا مینے اُسکو مارا اب پھر کچھ تدبیر کرینگے یہ ذکر تھا
کہ ایک نازنین گلنار پوش سامنے سے آئی زنار کو جھک کر سلام کیا کہا ای ملکہ عالم ابر آسمان پر
آیا دیکھیے یہ غزل مین نے یاد کی ہی میان ناسخ استاد کامل ہو اُنکی تمام عالم مین مشہور ہین یہ غزل اُنکی
تصنیف کردہ ہی سنا ہی تبرک جانکر مشاعرون مین پڑھاتے ہین اشعار عاشقانہ کو سنکر وجد مین آتے ہین
کنیز کو منظور ہوا کہ حضور کو بھی سناؤن انعام سرکار سے پاؤن زنار نے چاہا کچھ سحر کرون تیلی نے
ایسی باتین بنائین کہ زنار کچھ جواب نہ دیسکی نازنین نے بھیرون کی دھن مین یہ اشعار شروع کردیے لگی

رکھو سواد خط کو نہ رشک قمر سے دور	رہتی ہے شام جیسے الٰہی سحر سے دور	رہتا ہون جب بہار کے زندان دہ مشکور رہا
بجلی کو دیکھو جاتی ہے ابر تر سے دور	کیا روند بدن سا تھوڑے کی کچھ غنین	ہے بھی جاگتے ہین فراق مین تجھ سے دور
پہنچے آکے جال مین ہم مرغ بو کی طرح	بیٹھے ہین گرچہ بزم مین مطرب کے گوشہ	اپنے صنم کو لیکے شب وصل باغ مین
سمجھا کا مین آشیانہ مرغ سحر سے دور	مین ناتوان ناتوان ہوا نشک پیچ سکون	لیتا ہے گھر دوا نیے بیے گھر سے دور
کرتا نہین کبھی وہ نگہ میرے داغ پر	شمشیر یار رہتی ہی میری سپر سے دور	سمجھے یہ منہ کے ہین کہ مین دیوانہ جو ہوا
زنجیر میرے یار نے کی اپنے در سے دور	یعقوب رہ گئے کہ غم یوسفین بجا	رونے ہی کی جگہ ہے پہر یہ پیر سے دور
ناسخ جواس پری کو ادھر نجے کالا نکر	ہونے کمر کو رکھا کہ تار نظر سے دور	

ابھی دھن مین اُس غزل کو گا ہی
کہ زنار جھومنے لگی تیلی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا میرے ساتھ چلو زنار ساتھ ہوئی جب کنارے پر پہونچی چند
قدم چلی تھی کہ تیلی نے کمر مین پنجہ دبا کہا پیدل آپکو تکلیف ہوتی ہی مین آپکو اُٹھا کر لیے چلون یہ کہہ تیلی اُڑی
لشکر مین غل ہوا ایک کنیز زنار کی دوڑتی ہوئی سامنے آئی امیر سے آکے عرض کی ای شہریار تیلی سحر کی

آئی تھی ملکہ زنار کو لے گئی یہ سنکر صاحبقران اُٹھے فرمایا قتال کی شامت آئی ہے کیا سمجھا ہے میں ابھی جاتا ہوں زنار کو لاتا ہوں یا جان دونگا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوے ہرچند عمرو نے روکا امیر نے نہ مانا گھوڑے کو اُٹھا کر چلے میاں قتال نے تیلی کو جو بھیجا تیلی بلا کر زنار کو لے گئی پنجہ میں دبائے ہوے زنار کو لیکر اڑی سامنے پہنچی کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہے ملکہ زنار متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئی ہے قتال نے زندان میں سونپ دیا پاس فیروزہ کے جاکر سمجھا دیا کہا او بی فیروزہ یہ تمہاری مددگار آئی ہے پہلے انہوں نے فساد برپا کیا دوبارہ انکو شوق ہوا اب اسم اعظم حمزہ بھی بند کرتا ہوں یہ کہکر شاہا چاہتا ہے کہ اہاے حیرت پڑھے کہ صدائیں گیرودار کی بلند ہوئیں گھبرا کر قتال نے پوچھا یہ کیا امر ہے ہر چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی صاحبقران یہاں لشکر پر آ پڑے کئی سو ساحران زبردست مارے گئے بڑھتے ہی چلے آتے ہیں سمت بارگاہ قصد ہے قتال باہر نکلا دیکھا صاحبقران قلب فوج میں لڑ رہے ہیں لالہ عذار و ماہ رخسار بھی لڑتی ہوئی آئی ہیں پرے کے پرے درہم برہم کر دیے قتال نے پڑھا لالہ عذار پر پھونکا لالہ عذار لوٹکر گری ملازمان قتال نے پکڑ لیا ماہ رخسار نے سحر کیا برق چمک کر گری سر قتال پانی ہوا اس نے غوطہ کھایا تیر کا لیکر ماہ رخسار نے پھینک مارا ماہ رخسار بھی گری ساحروں نے پکڑ لیا لالہ عذار و ماہ رخسار کا گرفتار ہونا تمام ساحروں نے صاحبقران کو گھیر لیا قتال نے آواز دی نیزہ و شمشیر سے لڑو سحر نکرو ہر طرف سے ساحروں نے نیزہ و تیر لگانا شروع کیا قتال سحر کر رہا ہے ایک طائر بنایا ایک شیشہ کالا طائر کر چیں شتا طائر اُڑتا ہوا گیا گرد سر صاحبقران پہونچا گرد سر امیر کے چرخ مارا امیر کی زبان میں لکنت آئی طائر بھاگا ہوا قریب قتال آیا قتال نے طائر کو شیشہ میں بند کیا شیشہ جیب میں رکھا گھر دیکھا کہ صاحبقران اسیطرح لڑ رہے ہیں اس نے اپنے سحر سے دریافت کیا حرز ہیکل گلے میں ہے جب تک حرز ہیکل نہ لی جائیگی صاحبقران بیکار نہونگے یہ سوچ کر پڑھا زنار کی شکل بنکر قریب صاحبقران آیا کہا اے شہریار میرے کلیجے میں درد ہے میں سحر کرنے لگی کسی نے سحر کر دیا کہ کلیجہ جل رہا ہے فدا حرز ہیکل مجھے دیجیے امیر نے حرز ہیکل اُتاری قتال کے ہاتھ میں دی حرز ہیکل لیتے ہی قتال نے نعرہ کیا تم قتال جادو ہو صاحبقران لڑکھڑا کر گھوڑے سے گرے قتال نے کمر میں ہاتھ ڈالا صاحبقران کو لے اُڑا جہاں سب سردار قید تھے وہیں لاکر امیر کو بھی قید کیا لشکر صاحبقران بھی گو شام تک قتل نے نکلکر قیامت برپا کی جب گرز مارا سو دو سو کے سر کٹ کے گرے کوئی بیہوش ہوا ہنگامہ گیر و دار بلند ہیں جس وقت زنار نے صاحبقران کو بیہوش پایا بیقرار ہو گئی ماہ رخسار و لالہ عذار سے کہا کیا فلک نے گردش دکھائی صاحبقران بھی پکڑ لیے گئے اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل بھی گئی جب تو صاحبقران پکڑے گئے آنکھوں سے آنسو جاری ماہ رخسار و لالہ عذار بھی بیقرار ہیں اس حسرت و یاس میں یہ اشعار زبان پر جاری

نظم

کیا فرہاد نے جو عشق کامل اسکو کہتے ہیں	اگر دی جان شیریں مفت میں دل اسکو کہتے ہیں
جو حیرت سے ہوے تصویر دیکھا ہو رنگ کہتے ہیں	کسی آئینہ عارض کا مائل اسکو کہتے ہیں
شکن نقش زمین میں رنگی میرے تڑپنے سے	فراق یار میں بیتابی دل اسکو کہتے ہیں
ہزاروں زخم ہیں تیغ نگاہ ناز کے تن پر	رہ تنگ ہے نہیں سکتا ہے گھائل اسکو کہتے ہیں

ہزارون صدمۂ فرقت اٹھا کے جیتے جی گو کہ پر | کہ بار حزن و اندوہ و غم کا حامل اسکو کہتے ہین
ہوا جب دم فنا پہونچا سرا سے گور مین انسان | عدم کے جانیوالے ختم منزل اسکو کہتے ہین
تڑپتا ہون جو مین درد تپ فرقت کی شدت سے | تو وہ کہتے ہین شاید سکر رقص بسمل اسکو کہتے ہین
لبون پر آہ و نالے پاؤن مین بیڑی محبت کی | جلاجل اسکو کہتے ہین سلاسل اسکو کہتے ہین
نہ وصل یار ہوتا ہی نہ مجھکو موت آتی ہی | کشاکش مین پڑی ہی جان مشکل اسکو کہتے ہین
کہتا ہون سے جو اپنے مین نے وقت مرگ کی تو | کیا داخل مجھے جنت مین داخل اسکو کہتے ہین

اسمین ایک سے ایک اشارہ کرتا ہی صاحبقران کا حال دیکھکر تاسف کر رہے ہین قتال نے ملکہ قہ ڈالدیا ہی عبدالجبار و عبدالقہار کو بیچ مین دبا کر اٹھا لایا اسی مقام پر لاکر قید کر دیا ہی انکو وہان ہزاران تحرکی ڈالدین صاحبقران بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھلی آہ آہ کرکے فرماتے ہین میرے کلیجہ مین آگ لگی ہی یہ فرماکر پھر بیہوش ہوجاتے ہین عبدالقہار و عبدالجبار کہتے ہین کوئی ہمارا سر کاٹ لے مگر آقا کو اس تکلیف سے چھڑائے یہان اب سرداران نامی مین صرف بہرام باقی ہی فوج کو لیے لڑ رہا ہی ساحرون کے ہجوم سے مجبور و لاچار جوشش انتشار ساتھ والونکو دیکھتا ہی کیسے کیسے جانباز و سرفروش بجرت گھوڑون سے گرے ہین زمین مین پڑے تڑپ رہے ہین تلوار قبضہ سے نکل گئی پس پشت سے گری گھوڑے نے بدلگامی کے سوار کو گرادیا اب بھاگتا بھاگتا پھرتا ہی مرکب کوتل سوار بیکل قتال نے بہرام کو بھی تاکا اڑتا ہوا چلا جب سامنے پہونچا للکارا کہ او بہرام مغرور یہ خیر جنبش جرات کہ تا زمیدان جلادت صاحبقران کے ساتھ رہے بڑے بڑے سورمے ویسے ہی اپنے للکارا تلوار کھینچ کر چلے قتال نے سحر کیا گھوڑا ران مین تڑپنے لگا چاہتا ہی سوار کو گرادون بہرام نے کئی کوڑے مارے گھوڑا نہ رکا الف ہوا بہرام پشت مرکب سے گرا قتال نے جھپٹ کر بہرام کو پکڑ لیا لا کر انکو بھی قید کیا اب لشکر سے اشارہ کیا پڑا مسلمانونکا لوٹ لو پڑا لوٹنے لگا ایک ایک کشاورز نے لاکھون روپیہ کا مال لوٹا ایک طرف دیکھا بارگاہ شاہی استادہ ہی یہ بھی خبر پاچکا ہی کہ اسی بارگاہ مین صاحبقران رہتے ہین باشتیاق بارگاہ صاحبقران مین دربار گاہ پر پہونچا سبکو منع کیا کہ ساتھ کوئی نہ آئے اکیلا اندر بارگاہ کے گیا دیکھا بارگاہ مثل عروس نخب امل آراستہ ہی کہان شراب کی کشتیان کباب کی گلدستے پھولون کے لگے ہوے ہین اسباب عیش و نشاط آراستہ مسند پر ایک نازنین پری پیکر سیمبر ماہ منظر عارض رشک قمر نازک کمر رشک خورشید خد ڈھلائی منہ پر لپیٹے ہوے رو رہی ہے قتال نے جو صورت زیبا دیکھی بیقرار ہو گیا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا اس نازنین نے قتال کو دیکھکر منہ اپنا چھپالیا قتال نے قریب آکر ہاتھ باندھے کہا اے جان جہان ای آرام دل مشتاقان کیون رو رہی ہو مین تیرا طالب دیدار ہون مین تیرا عاشق زار ہون مجھے حال اپنا بیان کر یعنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

ای جوش شوق آج تو تو ہی محل ہوا
حاصل تمام وہ فروغ چراغ فراق کو
شعلہ تپ فراق مین جب مشتعل ہوا

ہر برگ دیدنی ہوا فرکو آ بر دو
خورشید داغ سینہ سے مشعل ہوا
رخسار کے جو صحن مین تصویر

چھیڑا جو تنے یار کو شب مین محل ہوا
شیشے مین آکے قطرہ مے مثل ... ہوا
ہر استخوان بدن مین مرے خاک ہو گئے
عارض کا نقطہ سرمہ کا خذ پہ تل ہوا

اظہار آرزو سے ندامت ہوئی مجھے | شکردہ حال شوق مرا منفعل ہوا | پھر سامنے مصیبت سابق ہوئی بسم

پھر اندنوں زفتنہ ایک بت جمیل ہو اُس نازنین نے منہ چھپا لیا مجھ مصیبت زدہ کو کیوں ستاتا ہے ایک ہاتھ
لگادے کہ بار آخر جائے تیرا احسان ہوگا ہم مصیبت سے چھٹ جائیں قتال نے کہا آخر جان سے
بیزار ہونے کا کیا باعث ہے اپنا حال تو مفصل بیان کرو ہم تو سنیں یہ سنکر وہ نازنین بلک کر رو دی کہا
اے شخص تو نے اسوقت حال پوچھکر بیقرار کر دیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا میرا باپ خواجہ
بازرگان خواجہ ماہتاب لاکھوں روپیہ کا اسباب لیکر اس لشکر میں آیا کسی وجہ میں حمزہ نے
مجھکو دیکھ لیا میرے باپ کو زہر دلوا کر مارا مال سارا لٹوا لیا آج آٹھ دن گذرے اور دو باتوں
کو کہا مگر مذہب میرا لات پرست تھا حمزہ مسلمان ہے مقام امتحان ہے میں نے ابھی تک قبول نہیں
کیا لیکن اسکو اپنا وارث سمجھی تھی اب سنتی ہوں کہ وہ بھی مارے گئے یا پکڑے گئے میرا صبر پڑا لیکن
اب میں کہاں جاؤں اس سے بہتر ہے کہ مجھکو قتل کر ڈال کہ میں کشاکش سے نجات پاؤں قتال
نے کہا وہ میں ہوں کہ حمزہ کو پکڑا اسکو گرفتار کر چکا اب پڑا اولٹ رہا ہے نازنین نے کہا صاحب
تمنے بڑا کام کیا مگر میں کیا کروں مجھ پر تو فلک ٹوٹ پڑا میں اپنا حال دل کس سے کہوں جی جاتا ہے
کہ تیری بلائیں لوں عجب کیفیت ہے کیا حال کہوں

نظم

انکھیں تلووں سے لے کے رو بیٹھا ہوں	جسکے یار کا در باب سعادت کیسے	لنک ہائے لب یار سے گویا ہوئے
چھپ سکی یاد مجھ سے نہ تیری لقا کی	شک کا جو یقین ہے کہ رسوا ہوئے	زہے دیوار رہا سایہ سے پیدا ہوئے
حسن ہے وہ بھی کوئی جو کرتا تماشا ہوئے	اس بیابان میں برباد مجھے الٰہی کر	بانسے پردہ کیا ہے بہت خوب کیا
رخ ... کی طرح پھرتا ہو	کستر جسے زمانہ تہ و بالا ہوئے	شہسواروں کی جہاں گرد نہ پیدا ہوئے
روح کو جسم سے تنہا جدا ہوئے	ملکو خوش سکتی ہے نہیں کم خم آتش	نفرت آئینے میں جو کی ہی عرش کا نہ ہم
		کوئی دیوانہ ہوا کون تماشا ہوئے

قتال بھی آنکھوں میں آنسو بھر لایا کہا اے ملکہ عالم حقیقت میں تمنے بڑے صدمے اٹھائے قدرت لات
ومنات کہ میں یہاں پہنچ گیا اب آپ کے واسطے آرام ہے وہ سب بھی بچا مسلمان کا ساتھ چھوٹا
تمہاری بد دعا سے حمزہ ہلاکت ہوا آج میں تمہارے لشکر کو مٹا دیا اب پڑا اولٹ رہا ہے میری
تقدیر کی رسائی کہ میں تم تک پہنچا ملکہ نے کہا تین دن سے کھانا نہیں کھایا کہ دھرم ناس نہ ہو اور جی
اٹھائی کہ نہ جاؤں تمہارے ہاتھ کی کوئی شے ملے تو کھاؤں اُسنے گلابی اٹھائی جام لبریز کیا کہا لو ملکہ پہلے
نے منہ سے لگا لیا کہا صاحب تم حسن ہو پہلے تم پیو پھر ہم پئیں قتال خوش ہو گیا انجام کو نہ سوچا جام
پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا اے ملکہ عالم میرے کلیجے میں آگ لگ رہی ہے ملکہ نے کہا صاحب نئی شراب تھی
اُٹھکر ٹہلو قتال اٹھا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان	کہ فتنۂ ریش کفار ہوں	عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو گرد سے دم	صبا عشق میں کھائے ہر ہر قدم	زمانے کا مکار و غدار ہوں
زمانے کی گردش کو پرسش کر	دو ندہ جہانگیر و طرار ہوں	اڑا دوں ہوا کے بھی میں ہوش کو
		جہانگیر عالم کا عیار ہوں

خنجر مارا قتال کا قصہ پاک کیا شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا خر دجال بھی بکر بھاگے یہاں صاحبقران تڑپ
رہے تھے شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران کو ہوش آیا اٹھتے ہی زبان سے زنار کے

سوزن نکالا زنار نے لالہ عذار و ماہ رخسار کو بھی رہا کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سب
سرداروں کو ہوش آیا امیر نے ملکہ فیروزہ کو بڑی مہربانی سے رہا کیا محبت فرمایا تمنے بڑی تکلیف
اٹھائی فیروزہ نے بڑھکر دیکھا کہ شہریار قتال پر کیا گذری امیر نے فرمایا عقل سے معلوم ہوتا ہی
کہ اسکو ہمارے یار وفادار عمرو عیار نے مارا فیروزہ حیران ہو گئی کہا شہریار وہ تو بڑا ہوشیار
ساحر تھا اسے کیونکر مارا سحر العجائب و سحر الغرائب اسکو اپنا قوت بازو جانتے تھے
اسی وجہ سے اُسکو بھیجا اسنے آتے ہی مجھکو گرفتار کیا میں زبان نہ ہلا سکی سارے لشکر کا یہ حال
ہوا امیر باتیں کرتے ہوے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سنگ باری و برف باری ہو رہی ہی
آواز آئی کشتی مرا نام میں قتال جادو ہوں صاحبقران نے کہا کہ ملکہ سنو ملازمان قتال
نے جو یہ آواز سنی گھبرا گئے اُدھر سے فیروزہ و زنار و لالہ عذار و ماہ رخسار نے سحر کیے امیر
سرداروں سے لڑتے ہوے قلب لشکر میں آئے زنار و فیروزہ نے قیامت برپا کر دی آگ برسائی
ہزاروں کو جلایا ناریوں کو خاک میں ملایا ہنگامہ ڈالند باسی نے دہائے سحر تیار کیا ہزاروں کو
ڈبو کر مارا جب کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوے گرفتار زندان غم ہوے فریاد والغیاث کی
صدا بلند ہوئی افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے صاحبقران کے آئے امیر نے
تلوار کو روکا زنار و فیروزہ نہ مانی تھیں امیر نے جھڑک دیا کہا یہ سب مطیع ہوتے ہیں اب اپنا
سحر کرو فیروزہ نے ہاتھ روکا کہ سامنے خواجہ آئے خزانہ لوٹا ساحروں کے کپڑے اتارے دل نشین
بھر آئے تو صاحبقران کے سامنے رونے لگے امیر نے کہا خیر تو ہی عمرو نے کہا کہ میں لٹ گیا
دو صندوق تھے جو اسکے میری کمر میں تھے جب میں نے قتال کو قتل کیا بدحواسی سے بھاگا
دونوں صندوق مجھے گر گئے اب ہاتھ میں کیا لیجئیے امیر نے کہا کہ تمہیں ہمیشہ مصیبت ہی رہتی ہے خیر یہ
سمجھا جائیگا خوشی خوشی جب ڈیرہ بارگاہ خشائی پر آگئے ایک بارگاہ زر نفتی استادہ کرا دی ملکہ زنار
فیروزہ وغیرہ اسمیں داخل ہوئیں امیر نے عمر ام کو حکم دیا کل بعد نماز صبح لشکر تیار رہے ہم اپنے
کوتاہ زندان خانہ ہوچکا میں خدا فضل کرے کوکب والا حیلن کو چھوڑا ہیں دوسرے دن
بعد نماز صبح لشکر امیر تیار ہوا کہ ہرکارے دوڑے ہوے سامنے آئے بعد دعا کے عرض کی
کہ یہاں سے چار کوس پر ایک کوہ فلک شکوہ حائل ہے جس سے تاخت ہوتا ہی کہ راستہ بند کیا
ہی جانا سرکار کا کیونکر ہو گا زنار و فیروزہ اسباب سحر سے آراستہ ہو کر حاضر ہوئیں امیر نے
فرمایا کہ صاحبو تمنے سنا کہ چار کوس پر ایک پہاڑ ہے بہت مقام اُجاڑ ہی راستہ اسمیں نہیں
فیروزہ نے کہا کہ سرکار چلیں یہ شاخسار کے شعبدہ ہیں ریگستان جادو ایک ساحرہ ہی
اُسکو شاخسار نے میرے سامنے مقرر کیا تھا بڑی ساحرہ زبردست ہی مگر سرکار چلیں اُس سے
مقابلہ بڑھکر زنار نے کہا کہ میں اُسے سمجھاتی ہوں امیر نے حکم دیا فیروزہ و زنار لشکر ساحران
لیکر آگے بڑھیں عقب میں صاحبقران نے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو روانہ کیا طبل سکندری
پر چوب پڑی اس گروہ سے امیر نے کوچ کیا طرف زمان طلسم کے چلے کوس بھر راستہ طے کیا تھا
کہ ایک صحرائے سبزہ زار ملا کہ عندلیبان خوش نوا شاخ گل پر زمزمہ سرائی کر رہی ہیں گل خود روے

مین چھپ گئے زنار و فیروزہ و لالہ عذار و ماہ رخسار سب ملکے سحر کرنے لگین شعلہائے
سحر و آتش کہین سحر کرتی ہوئی آگے بڑھین صاحبقران کو یہ معلوم ہوا کہ زمین گردش مین ہی کوئی
میرے گرفتار کرنے کی کوشش مین ہی جب زنار و فیروزہ نے ملکر سحر کیا چراغ روشن کر دیئے
دیکھا صاحبقران نداند اشقر دیوزاد مرکب کوتل کھڑا ہی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی
فیروزہ غلطان کہ زنار غضب ہوا صاحبقران زبان اسم اعظم سے غافل ہوئے سحر
ریگستان کا خاک اوڑا کر صاحبقران کو اوڑا لے گیا ہم بھی چلے تھے یہ کہکر فیروزہ و زنار چلین
لالہ عذار و ماہ رخسار بھی چلین کل لشکر کو لیکر بہرام و عو سبزہ زار مین ٹھہرا عمرو نے جو دیکھا کہ صاحبقران
غائب ہوئے ایک جانب بھاگا نہایت متردد و متفکر صورت کو اپنی بدل لی اسی جنگل مین بھاگا
ہوا جاتا ہی ہر طرف نگاہ زبان پر آہ آہ کہ کہین کوئی ساحر ملے تو اسکو قتل کرون ایک طرف سے
دیکھا ایک ساحر پسینے پسینے گھبرایا ہوا چلا آتا ہی عمرو نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا ایک مسافر کی
شکل بنکر آواز دی بھائی جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہی وہ ساحر رکا عمرو بصورت مسافر
اسکے پاس پہونچے کہا بھائی کہان سے آتے ہو اسوقت اس صحرا مین بہت گرمی ہی تمکو دیکھکر گھبرا گیا
ہین تو خود جنگل مین پھنسا تھا تم کیونکر آگئے یہ صحرا اس لائق نہین ہی اس ساحر نے کہا مجھکو ملکہ شاخسار
نے بھیجا ہی اس ریگستان کے جاتا ہون اسکو خبر پہونچاؤن کہ طلسم کشا آگیا اسکی فکر چاہیے
عمرو نے پوچھا بی ریگستان کہان ہین ساحر نے کہا سامنے پہاڑ پر کسی پتھر کی آڑ مین ہونگی مین
ڈھونڈ لونگا عمرو نے کہا کہ تمہارا کیا نام ہی اسنے کہا کہ شاخسار کا نوکر نیمروز جادو میرا نام ہی
دو پہر مین دو ہزار کوس پرواز کرتا ہون بی شاخسار نے نیمروز مرکھا عمرو نے باتین کرتے کرتے
ساحر کو جواب مارا وہ بیہوش ہوا عمرو نے اسکو اٹھا کر زنبیل مین رکھا اسکی شکل بنکر چلے قریب کوہ کے
پہونچے پکارتے ہوئے ملکہ ریگستان جواب دو کہان ہو مین بھیجا ہوا ملکہ شاخسار کا تمہاری
تلاش مین آیا ہون ریگستان کے کان مین آواز پہونچی اسکی کنیز عنصر جادو کہ جو مین مصروف تھی
ریگستان نے کہا کہ عنصر کوئی میرا نام لیکر پکارتا ہی قاعدہ کے خلاف آواز ہی تو میری شکل
بنا دیکھ تو کیا کہتا ہی عنصر بشکل ریگستان پہاڑ سے کودی آواز دی کہ ارے ہمین کون پکارتا ہی
عمرو نے دیکھا ایک ساحرہ پہاڑ سے اتری کان سے ناک سے ریگ گر رہی ہی خاک کا پتلا ہی
عمرو سمجھا یہی ریگستان ہی پکار کر آواز دی ای ملکہ ریگستان مین نیمروز جادو بھیجا ہوا ملکہ شاخسار
کا تمہارے پاس آیا ہون نامہ بھی ملکہ کا لایا ہون یہ کہکے کاغذ ہاتھ مین دیا وہ پڑھنے لگی عمرو نے حلقہ
کمند گلے مین ڈالدیے جواب بھی مارا دو دفعہ اکر گری عنصر کا سر کاٹ لیا ریگستان نے دیکھا
پہاڑ مین جنبش ہوئی سمجھی کہ عنصر قتل ہوئی پہاڑ سے جھکر دیکھا عمرو کپڑے اتار رہا ہی کنیزون سے
کہا صاحبو مین سمجھ گئی تھی عمرو بشکل نیمروز آیا دیکھو اسنے عنصر کو مارا کپڑے اتار رہا ہی تمکو زرے نے
دھوکا کھایا یہ کہکر پہاڑ سے اتری نعرہ کیا او عیار نادوے اب کہان جائیگا ستمگر ریگستان جادو
عمرو نے جو ریگستان کو دیکھا بیہوش ہو گئے قصد کیا کہ گلیم اوڑھون اسنے سحر کیا عمرو کے پاؤن
زمین نے پکڑ لیے ریگستان نے کہا کہ عمرو کی کمر مین بچہ دیا لے او ری کنیزو دن سے آواز دی ہیچ

بندگا حرف محبت نہ سنو دل سے
گئے ہیں آپ لقا سے وہ تر گلو کرتے
کہ خیال ہیں کسکے اداس ہو رہنا

یہ لوح عشق ہیں جسکی نسبت دعویٰ کرتے
گیا ہو خانہ دل ہیں تصویر دلدار
کسی سے تم جو نہیں آج گفتگو کرتے

نہ رہے شہید دیکھیں گے پھر کس کو ذبح کو
تلاش کس لیے ہم ہیں کو جستجو کرتے

فیروزہ و زنار صبا حقتران کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارہ دری کے لے گئیں صبا حقتران دونوں معشوقوں کو بنظر محبت دیکھ رہے ہیں ایک طرف سے دیکھا خواجہ عمرو دست دخنجر کرتے ہوئے چلے آتے ہیں امیر عمرو کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے پکار کر آواز دی کہ خواجہ کہاں سے آتے ہو عمرو نے کہا ای آقا نامدار و مولائے تمدار شناس ری کی فکر میں نکلا تھا ریگستان جادو نے بڑے بڑے مکر کیے آپ کے اقبال سے اسکو مارا یہ مقام پاک ہوا تھا خسار بڑی کوشش کر رہی ہیں یہ کہکے خواجہ بھی آکر بیٹھے ایک طرف زنار ایک جانب فیروزہ سامنے خواجہ امیر کو گھیر لیا ہر جنس ہنس کے باتیں ہو رہی ہیں فیروزہ نے کہا خواجہ کچھ گاؤ چند سیب نکالکے رکھے کہا شہریار اسے نوش فرمائیے عمرو نے چاقو نکالکر دیا جب امیر کاٹتے ہیں کہ سیب کو تراشوں دل دھڑکتا ہے کلیجہ پھٹا جاتا ہے لیکن عمرو عیار عبرت سامنے گا رہا ہے یہاں تو ان سکار رنج امیر گھیر اگر ریگستان نے جو عمرو کو پکڑا تھا ایک مکان میں لا کر بٹھا دیا پکار کر آواز دی ارے دیلم جادو حاضر ہے ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی میں تو حاضر ہوں تمہاری کے حال کی ناظر ہوں ریگستان چلی گئی دیلم بیٹھی خواجہ رونے لگے دیلم نے کہا کیوں خواجہ رونے کا کیا باعث ہے عمرو نے کہا اے ملکہ مالم خوف یہ ہے کہ اب جان جائیگی ہمکو بچا لو کچھ تمہے دینگے اندر تا و دیلم انڈ رکھی عمرو نے کمر سے اشرفیاں نکالیں کہا اے دیلم میرے پاس بہت کچھ ہے اگر آپ لیں تو میں حاضر کر دوں دیلم نے کہا کہ خواجہ اتنا روپیہ کہاں رکھا عمرو نے کہا میرے پاس زنبیل ہے وہ ہر حال میں کھیل ہے سب کچھ زنبیل میں رکھتا ہوں تم میری سفارش کیا کر دو گی دیلم نے کہا کہ خواجہ میں دل و جان سے حاضر ہوں جو تم کہو وہ کروں عمرو نے دو توڑے نکالکر دیے پھر کہا اور بہت سے ہیں دیلم حیران ہو گئی کہ چھوٹا سا بٹوا اسمیں سے کو توڑے نکالے کہا میں بھی دیکھوں عمرو نے کہا کہ بے ایمانی نہ کرنا یہ کہکر زنبیل کھولی دیلم دیکھنے لگی کیا ایک دریا بہہ رہا ہے اسمیں ہزاروں بجرے بجرون پر ہزارہا نازنینان مہ جبین ناچ رہی کھیل رہی ہیں مچھلیوں کا شکار ہو رہا ہے شراب چل رہی ہے ایک جانب مطبخ گرم ہے کھانا تقسیم ہو رہا ہے ایک سمت توڑے روپیوں کے ایک جانب اشرفیوں کا انبار ایک طرف تاج سے رکھے ہیں ایک جانب جواہرات ایک جانب صدہا باغ بنے ہیں ہر طرف جوش بہار ہے پکار کر عمرو کے نوکر ہیں دیلم کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ بڑا مال جمع ہے عمرو نے کہا کہ ابھی آپنے کیا دیکھا یہ سب مال بھائیوں کا ہے آپ تھوڑی اشرفیاں اور لے لیجیے اور کسی کو ہاتھ نہ لگانے دیلم نے آدھا دھڑ زنبیل میں ڈال دیا چاہتی ہے کہ جواہرات اٹھا دوں یا ایک تاج لے لوں عمرو نے جو زنبیل میں ہاتھ دیکر زنبیل میں گرا دیا جیسے ہی دیلم گری کالی کالی لونڈیاں دوڑیں کہا ارے کپڑے اتار دیلم کا جسم زور زور چلا کنیزوں نے کپڑے اتروا لیے کہتی جاتی ہیں ہمکو حساب

سمجھا نا ہوگا وہلم کو ایک عرق بند حوادی سر پر ٹوکری رکھی دنیا نیٹ کھینچا ہوا لے گیا وہلم تو ٹوکری
ڈھونے لگی بحر فراموش حیران پریشان کرین کس بلا مین پھنسی عمرو وہلم کو قید کرکے قید خانہ سے
نکلا ایک جانب چلا گشت پر باغ کے پہونچا کمند مار کے دیوار پر پہونچا نگاہ غور جو دیکھا عجب طرح کا
سامان نظر آیا امیر کی شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا گا۔ اور ایک جانب فیروزہ جادو ایک طرف زنار
خونخوار صاحبقران سے باتین کر رہے ہین یہی ترغیب ہے کہ سیب نوش فرمایئے اب عمرو گھبرایا
کہ اگر یہین آواز دون تو میرا ہم شبیہ مجھکو مکار بتلائے تو مین کیا کرون یہ تو بڑی خرابی ہوئی عمرو اسی
ایسی باتین سوچ کر کنارے آیا ایک مالن حسین پھر رہی ہے دم دیکر اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر
ایک ڈالی لگائی وہ ڈالی لیکر بارہ دری مین آئے صاحبقران کو سلام کیا عمرو نے اشارہ کیا کہ
سیب نہ کھانا امیر سمجھے یہ مالن مجھے لگاؤ کرتی ہے مسکرا کر سیب چھیل نے لگے چھیل کے
سیب کو تراشا چاہا کہ نوش کرین عمرو بیتاب ہو گیا حیران تھا کہ کیا کرون ہر چند اشارہ کرتا ہے
امیر کی سمجھ مین نہین آتا یہی چاہتے ہین کہ سیب کھاؤن مل کا رہا ہے یہی خیال ہے کہ اے
عیار آقا نے سیب کھایا تو آسیب پہونچینگے پھر کہ امان پائینگے اس خیال مین تھا کہ آسمان
پر برق چمکی ملکہ فیروزہ و زنار و لالہ غدار و ماہ رخسار بھی چمکین دیکھتے ہی امیر کو گھبراگئین خیال
مین تھا کہ یہ کیا غضب ہوا ہماری شکل پر ریگستان کی جادوگرنیان بیٹھی ہین رنگ اپنا جما چکی
ہین امیر سیب کھانے پر آمادہ ہین مگر فیروزہ نے بڑھکر نعرہ کیا صاحبقران زنہار خبردار
سیب نہ کھائیگا ورنہ مبتلائے بلا ہوجیگا فیروزہ نقل نے ان چارون کو دیکھکر کہا اے شہریار
ریگستان کی بھیجی ہوئی جادوگرنیان آ پہونچین ہم اصلی ہین یہ نقلی ریگستان نے جدا کر کیا
یہ کہکر فیروزہ نقلی اٹھی کہا ہم ابھی انکو مارے ڈالتے ہین زنار نقلی بھی اٹھی دونون نے
ان چارون پر سحر کیے چارون لڑکھڑا کر چلین زنار نقلی باہر نکل گئی یہ کہتی ہوئی کہ جاکر سبکو قتل
کرون فیروزہ نقلی جھک کر سحر کرنے لگی عمرو بشکل مالن کھڑا تھا حلقے کمند کے فیروزہ نقلی کے گلے
مین ڈالدیے فیروزہ نقلی ارے کہکر بیٹھی عمرو نے خنجر مارا فیروزہ نقلی کا شکم چاک ہوا جو بصورت
عمرو بیٹھا تھا اسنے دیکھکر کہا کہ او مالن یہ تونے کیا کیا عمرو نے اسکو بھی جا کے مارا یہ بھی گرا اسکو
خنجر مارکر بھاگا سامنے فیروزہ کے آیا کہا اے ملکہ فیروزہ نہ گھبرانا مین آپہونچا پھر اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو ہون مین عیار صاحبقران کہ جسکے کانپتا ہے جہان ٭
خورشید کے رشک گلعذار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ طرار تیز رفتار ہون گرفتہ دم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر قدم ٭ اڑا دون صبا کے بھی ہین ہوش گم ٭ بنائے مری گرد پا پوش کو
دوندہ جہانگرد و عیار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ ادھر نام عمرو نقلی جیتے جا کہ سحر کرین
فیروزہ اصلی برق بار گری دونون کے چار ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا غل باغ کے جانے
سے ہر گل و غنچہ سے شعلے نکلنے لگے دیوارین گرین ایک آندھی سیاہ اٹھی بعد عرصہ دراز آواز آئی
کشتم مرا نام مین ریگستان جادو و حیلہ ساز جادو و شہباز جادو بعد اسکے صاحبقران کے
ہوش درست ہوئے ورنہ مبہوت ہو چکے تھے اسم اعظم فراموش ہو گیا تھا چارون جادوگرنیان

طمانچہ مارا شاخسار اوٹھ کھڑا ہوا اگر کری سر پیٹنے اور چلانے لگی اوسے شاہون کو خبر کرو سرشت جادو نے غضب کیا ہی کہ اخضر کو چھوڑ لیا بادشاہ طلسم ملک اخضر اس باغ ویران کے شعبدون کو کب مانتا ہی جادوگر نیا جو قریب پہونچین نسیم نے بھی ہاتھ بڑھایا ہوا جو طمانچہ تھی چلی کنیزین ناچنے لگین رقص کرتی ہوئی سامنے شاخسار کے آئین ہر چند شاخسار منع کرتی ہی ناچتی ہین غزلین گاتی ہین نظم

جز وصل کیا ہی عشق کے بیمار کا علاج
کرتے ہو خوب جتن کے آزار کا علاج
ہان جوش خون پر ہے سکا ہمدم اگر
مشکل ہی عشق رشتہ زنار کا علاج
منگوا دے جا کے خاک شفا خاک کوے یار

سو ایک ہمدرد کر گئے ہین دل زار کا علاج
جراح جانتا نہین جلاد کے سوا
کرتے نہ خشکی لب سوفار کا علاج
ہی مشت خاک اور نہین خاک سیکڑون
منظور ہی جو ناسخ بیمار کا علاج

ہم انتظار شربت دیدار مین ہوے
مجروح تیغ ابروے خمدار کا علاج
آزار رشتہ ہو تو شفا کی امید ہی
زخم دہان وعدہ گذار کا علاج

شاخسار نے انکھ کی کنیزون کو قتل کیا وہ چپ ہوئین اخضر جو چلا سرشت جادو کو ساتھ لیے ہوے کہتا ہوا ای سرشت نہ گھبرانا تیری ملاقات صاحبقران سے کرادونگا صاحبقران تجھکو سرفراز فرما ئینگے سرشت کہتی ہی مین جان بجان آرہی ہے صاحبقران کی خود مشتاق ہون اخضر نے کہا کہ دیکھنا خلق مجسم محترم مخنشم صاحب اسم اعظم ابھی شاخسار کو معلوم ہوگا یہ کہتا ہوا بلند ہوا دور سے بارگاہ حشمتی کو دیکھا سرشت نے کہا وہ بارگاہ صاحبقران استادہ ہی صاحبقران مع زنارہ و فیروزہ ولالہ عذار وماہ رخسار کنارے پر لشکر کے کھڑے دیکھ رہے ہین فیروزہ عرض کرتی ہی تمام جنگل سحر سے مملو ہے الٰہی اللہ ہر کو صبح کو بلوہ کرکے چلین قید خانے پر بھلا نکلے ہون کوکب ولا لین کو زناررستی ہے کل کا دن خالی بچا تھا اب ادھر بڑی کوشش ہوتی دیکھنا کتنے ساحر آتے ہین کہ صاحبقران نے دیکھا برق چمکی گھبرا گئے فیروزہ نے کہا کوئی ساحر چھوا ورآب کو روک دے آنا ہے زنارہ نے کہا یہ سحر نوبت خوبصورت ہی کہ ملک اخضر آپہونچا وہین سے صاحبقران کو دیکھ سلام کیا صاحبقران نے فرمایا ای فیروزہ استقبال کرو تمہارا دوست صادق آپہونچا جادوگرنیان آگے بڑھین ملک اخضر اوتر کر سامنے آیا سب حال اپنا بیان کیا سرشت قدم بوس ہوئی اخضر نے کہا کہ ہماری جان بخش ہی امیر نے سرشت کو بہت بھاری خلعت دیا قریب فیروزہ جگہہ ملی اخضر نے کہا کہ یہ کنیز مجھے مرحمت ہو صاحبقران نے بجاے خدمت اخضر سرشت کو مقرر کیا یہان شاخسار جادو نے جب کنیزون کا سحر اوتارا روتی پیٹتی طرف بارگاہ شاہان طلسم کے چلی سحر العجائب ومصر الغرائب بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ شاخسار روتی پیٹتی آئی پکاری شہنشاہ غضب ہوا ملک اخضر ہماری قید سے چھوٹ گیا نسیم وشاہین و گلشن وسانبدہ عیار وشہنشاہ بھی نکلے لونڈی نے شمار نہین کیا اور کسیکی مجھکو خبر نہین کہ قید مین ہر کیا گذری یہ سنکر سحر العجائب ومصر الغرائب غصے سے کانپنے لگے شاخسار نے کہا اخضر نے مجھکو طمانچہ بھی مارا دیکھیے عارض پر عارضہ ہی گال سجا ہوا ہی ایسا ہنگامہ ہوا مجھے کچھ دم نہ پڑا یہان رات کو ضیغم شیر شکار مع اپنے عیار جب دیوار پھاند کر نکلے حیران وپریشان دونون طرف ایک صحرا کے چلے عیار نے کہا لشکر صاحبقران مین چلیے ضیغم نے کہا کہ مین اس حال سے تو نہ جاونگا

انشاء اللہ آگے دیہ ہو کر فوج و لشکر ہمراہ ہو صاحبقران سے مقابلہ کرنے کی بڑی ہوس رکھ یہ
رکھتے ہوئے دونوں ایک صحرا میں آئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھے دیکھا سردوں کے
کی کھیت لہلہا رہے ہیں سردے نہایت عمدہ لگے ہیں کچھ سڑ گئے ہیں تخم کے انبار ہیں ضیغم نے
اپنے عیار زنبک سبار فتار فرزند مرتضی نام سے کہا ای عیار طرار یہ کیسے کھیت ہیں معلوم ہوتا ہے
کہ اسکے پھل کبھی توڑے نہیں جاتے ایک پھل توڑ لاؤ تو کھائیں ای سے دل بہلائیں زنبک
نے جا کر ایک سردہ توڑنا چاہا تھا کہ ایک مرتبہ کان میں زنجیروں کی آواز آئی دیکھا
ایک دیوانہ ژولیدہ مو لنگر پیر میں بندھا ہوا کمر میں زنجیر ضیغم کو جو دیکھا کہ سردہ کھا رہے ہیں
چیخ مار کر رویا چیخ مار کر آواز دی او جلاد صاحب بیداد تو کون ہے میرے فرزند کا خون کیا تم
جو زمین پر پڑے تھے انکو دیکھکر آواز دی ارے بچوں کو زمین پر ڈالدیا ضیغم حیران ہو گئے
کہ میں نے کسے بچے کو مارا لیکن دیوانہ چوبدست گران سنگ کو گردش دیتا ہوا قریب پہنچا چاہا
تو کود کر الگ ہوا دیوانے نے چوبدست لگائی ضیغم نے جست کرکے چوبدست کو خالی دیا اسنے
چیخ ماری اور آواز دی اے آقائے سرخ مارا گیا از آخر بصورت تھا مگر میں نے اپنے فرزند
بدلا لیا ضیغم نے گرد سے نکلکر نعرہ کیا او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ او نامعقول تو نے کسے مارا میں
موجود ہوں تا دیوانہ نے چوبدست پھینک دی دونوں ہاتھ ضیغم پر مارے ضیغم صرف کرتہ
پہنے ہوئے ہیں تمام بدن سے خون جاری ہوا لپٹ پڑے دیوانہ نے شانے پر ایک جست
ماری ضیغم کا گوشت ادھڑ گیا قریب تھا کہ ضیغم کی زبان سے آہ نکلجائے ضبط کرکے ایک
گھونسہ مارا کانپ گیا منھ سے بوٹی گوشت کی نکل پڑی تا دوسرا جو گھونسہ ضیغم نے مارا دیوانہ چیخیں کرنے لگا
کہ آقائے سرخ اب گھونسہ نہ مارنا میں خفقان اٹھاتا ہوں ضیغم نے کہا جو کاٹو گے تو گھونسہ پڑیگا اور
سر پھٹ جائیگا دیوانے نے ہاتھ باندھکر کہا اب نہ کاٹونگا ضیغم و دیوانے میں کشتی ہونے لگی ناخن
سے تمام بدن ضیغم کا خون بال کر دیا ہر دیوانے کا جو زور نہیں چلتا تو نعرہ کرتا ہے تم تھامے مردود
یہ کیا معرکہ ہے کہ میں آقائے سرخ پر غالب نہیں آتا ہو پھر میں ضیغم نے دیوانے کو زیر کیا جب چھاتی
سوار ہوئے کندہ زانو دبایا دیوانہ تڑپ گیا کہا آقائے سرخ نام تو بتاو سینہ اسقدر دباو نہ میرے
درد ہوتا ہے ضیغم نے کہا اب شناخت پروردگار عالم میں کہا کیسا ہی نام ہے میرا ضیغم شیر شکار فرزند زہرہ
اسد نامدار یہ نام سنتے ہی دیوانہ قدموں سے لپٹ گیا کہا ای آقائے سرخ ایک بلا رے سے آقائے سرخ
خواب میں آتے تھے نام آپکا بتا گئے ہے اور فرمایا تھا کہ انکی اطاعت کرنا میں غلام ہوں ضیغم نے
کہا تم کب سے یہاں ساکن ہو نعمان نے کہا ای شہریار یہاں سے قریب ایک ملک ہے کہ اسکو قلعہ
نعمانیہ کہتے ہیں باپ میرا ایلمان مردم در وہاں کا بادشاہ ہے جب میں سن تمیز کو ہوا وحشت
طاری ہوئی ایک دن خواب دیکھا کہ یہاں سے نکل جا صحرائے محیط میں جا کر سکونت اختیار کر شاہزادہ
ضیغم شیر شکار آئیگا اسکی اطاعت کرنا میں نے یہاں آکر اس صحرا میں عمل کیا بارہ ہزار دیوانے عقل
اپنے مجمع کیے کیا مجال جو شیر بھی اس جنگل میں آئے آپ میرے ساتھ میرے مقام پر چلیے جہاں میرے
دیوانہ زبردست سنا وہاں گیا اسکو زیر کرکے لایا بارہ ہزار جوان جمع ہیں یہ کہکر ضیغم کو اپنے ساتھ

لیا ایک بنگلہ عمدہ بنا ہوا تھا وہان پر آ کر نعمان نے ایک چیخ ماری بارہ ہزار دیوانے زنجیرین ہلاتے
آئے نعمان نے کہا یہ ہمارا آقا ہے یہ سنتے ہی سب نے قدمون پر سر رکھا ضیغم نے کہا کل سے ہم تمکو قواعد سکھائینگے
اب ضیغم نے یہ انتظام کیا کہ صبح کو صفین جماتین اب سونٹا لیکر تمکو دوسرے پہر سے انکو قواعد بتانا شروع
کیا قزاقی کی اصطلاحین سکھانے لگے اے قزاقان بدرو بد جب ہم کہین لشکر دشمن سے نکلجاؤ جب
ہم بزن کہین لشکر دشمن کو قتل کرو یہ قواعد چالیس دن مین سکھا ضیغم نے ان دیوانون کو تعلیم دیکر اس طرح
قزاق تیار کرکے ضیغم شیر شکار ان قزاقون کو ساتھ لیکر قلعہ نعمانچہ پر آئے یلمان مردم در باب
نعمان کا ضیغم شیر شکار سے برائے مقابلہ نکلا طبل جنگ بجوایا ضیغم سے مقابلہ کیا دو پہر مین ضیغم نے
یلمان کو بھی زیر کیا یلمان بارہ ہزار جوانون سے شریک ہوا چالیس ہزار جوان ساتھ لیکے یلمان کو ضیغم
سوار کیا نعمان دلواشہ منتظم فوج چوبیس ہزار کا لشکر لیکر بڑی دھوم دھام سے کوچ کیا اسی تلاش مین چلے
کہ جلد جمع ہو سکے اپنے طلسم ہوشربا مین فرماتے ہین اے نیرنگ صبا رفتار خدا وہ وقت
کرے کہ ہم قید خانہ تک پہونچین کوکب و بُران کو ہم چھڑاتا ہین تاجر زادہ کو پاس فردوس
بازاری ہم احسان کرین انہین کی جورو قید ہو اُس پر احسان کرنا واجب و لازم ہے قبلہ و کعبہ اگر بہ جان
کر چکے ہین جسکا جی چاہے ایرج نامہ دیکھیے میان ایرج کو جان بچانا دشوار تھا اسقدر شبخون مارے
کر بھاگتے پھرتے تھے وہ پردۂ قاف پر گئے قبلہ و کعبہ وہین پہونچے ایسے شبخون مارے کہ میان ایرج
کی جان پر بنگئی اب بھی جان نہین وہ تاجر زادہ ملجائیگا ہین انکی گردن لونگا اس انتظام سے چوبیس
ہزار کا لشکر ساتھ ہو لیا بعدہٗ سپہ سالاری نعمان و یلمان انتظام کرتے ہوے نیرنگ صبا رفتار عیاران
و ضیغم شیر شکار نے نقاب شیر کے کمال کے رنگ کی چہرون پر ڈال کے روا روی کرتے ہوے
جاتے ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا مگر صاحبقران زمان جب اُس منزل پر فروکش ہوے
ملک اخضر بھی لائے ہین کہ حضور جلد تدبیر کرین مین حال قید خانہ کا بخوبی دیکھ چکا ہون شاخسار جادو کہ
جو مثل قید خانہ ہین جب سرشتہ نے مجکو چھوڑا یا مجکو رو کے گیا آگئین ایک طمانچہ مارا اشکرا کے زمین پر
گرین حضور تشریف لیچلین اب وہ کیا روک سکتی ہین انکی کیا مجال ہے زنار و فیروزہ بھی حاضر
ہین عرض کرتی ہین کہ سرکار چلین آج ہی قید خانہ فتح کر لیتے آپ نہین پہونچے وہان کھلبلی پڑگئی
جب ہم نکلان سیم آتشو دستان بلند پیرعازہ ملکہ گلشن بحرطراز سکندر روشا نشاہ و جواہر خنجر زن
عیار یہ سب نکل گئے لیکن پھر یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ ضیغم شیر شکار مع اپنے عیار کے نکل گئے ہین ہم نے جو جو کیا
وہ گولا انکے قریب گرا قید آنکی ٹوٹ گئی اسی شہر یار وہ تیر ایسی جلد نکلا کہ ملازمان شاخسار دیکھ نکلے
کل ہی قید خانہ مین کھلبلی پڑگئی یکسن کو کوکب و بلقیس بیچاری حسرت خیز دیکھ کر نہایت بیقرار ہین خدا
وہ وقت کرے کہ اوتنے میں حضور وہان پہونچین اور کوکب و بلقیس کو رہا کرین ملکہ فیروزہ
لشکر صاحبقران کو حکم دینے لگین کہ یارو تیار رہو جاؤ مگر یہ بھی خبر سنی ہے کہ شاخسار نے بڑے
انتظام کیے ہین دیکھین کیا گذرے فیروزہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے خیمہ مین آئی
کنیزون سے کہا کہ ماجرا سفر در پیش ہے اسکا بلقیس و پیش ہوا ہی تو یہ کیفیت ہے نظم

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہان نہین	جس سر زمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین	ہو دور دار ایک وضع پر رنگ جہان نہین

رکھے مرغ چمن گھونسلے شمشاد کی | ناک کرالیو ناسخ عرق محجلت سے | انفعال اپنا شفاعت ہے گنہگاروں کی

کوکب نے گلے سے لگایا کہا بی بی صبر کرو خدا فضل کریگا صاحبقران آتے ہی ہیں تمہیں چھڑا لینگے
مع سلطنت پا جائیگے یہاں ملک اخضر نے نار و فیروزہ و ماہ رخسار کو ساتھ لیے ہوئے تیس لاکھ
ساحر پشت پر لگے بڑھے ہوئے چلے آتے ہیں لشکر صاحبقران پشت پر رواروی کرتے ہوئے
آتے ہیں ملک اخضر چاہتا ہے کہ پہلے قیدخانہ میں پہونچوں تاکہ خسارت سے مقابلہ پڑے کہ دیکھا طرف
سے قیدخانہ کے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا بجلیاں لوٹ رہی ہیں صدائیں مہیب آرہی ہیں
اخضر تو ڑ کا ابر قریب آگیا تھا ایک ساحرہ چار لاکھ ساحروں سے آکر پہونچی آواز دی او اخضر اب
لشکر آگے نہ بڑھانا سبکو سحر کرکے شاد ونگی طلسم کشا کہاں ہیں اخضر نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے بھاگو
مار کر قیدخانہ پر جا پہنچینگے شنگول نے وہیں لشکر اوتارا اخضر بھی اگر بڑے صاحبقران کو خبر ہوئی
کہ شنگول ساحرہ مقابلہ اخضر میں آئی ہے صاحبقران سرداروں کو ساتھ لیکر لشکر اخضر میں آگئے
بارگاہ بھی وہیں استادہ کرائی صاحبقران بارگاہ میں آئے جملہ سردار و ساحر آکر بیٹھے
شنگول جا کر اپنی بارگاہ میں بیٹھی شراب پینے لگی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ
طبل جنگ بجے ہرکارے نے امیر کو خبر دی کہ شنگول نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ ہے کہ
کل نکلکر مقابلہ کرے صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی
طبل جنگ بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی گرگرایا طبل سکندری پر چوب پڑی سبکو معلوم ہوا کہ کل
شنگول سے مقابلہ ہے خواجہ عمرو و برق فرنگی باتہائے عیاری سے آراستہ ہو کر واسطے مکر
کے نکلے صورتیں بدلکر لشکر شنگول میں آئے دیکھا بارگاہ استادہ ہے خدمتگاروں سے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ شنگول سحر تیار کر رہی ہے خواجہ کنارے آئے ایک خدمتگار کو
بیہوش کیا اسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے گئے دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے اسباب
سحر جمع ہے برق فرنگی بھی خدمتگار بنکر آیا اندر پہونچا استاد شاگرد دونوں ملا رہے ہیں برق
چاہتا ہے میں عیاری کروں خواجہ کا قصد ہے کہ میں عیاری کروں برق حیران ہے کہ استاد منع
کر رہے ہیں اگر عیاری کرونگا استاد کے خلاف ہوگا یوں بھی مشکل ہے اس سوچ میں دونوں
کھڑے ہیں حوصلہ نہیں پڑتا کہ عیاری کریں شنگول ہر طرح ہوشیار ہے سحر تیار کرنے میں کہے
جاتی ہے دیکھو صاحبو عیاروں کا خیال رہے عیاروں کے حال سے تم لوگ آگاہ نہیں ہو آجتک
جتنے جادوگر آئے بعض کو مقابلہ کرنا بھی نصیب نہوا عیاروں نے عیاری کرکے مار لیا اسکا بڑا خیال ہے
یہ کہکر اٹھکر ٹہلنے لگتی ہے اور یہی کہے جاتی ہے کہ عیاروں کا خیال رہے خواجہ نے پیچھے پتھر رکھا جھکا
عرض کی حضور بہت خوب غیر کی کیا مجال ہے جو آپکی بارگاہ میں آسکے برق بھی لگا جاتا ہے جہاں
کوئی شئی اٹھا کر دیتا ہے کبھی بیچ نوک و بخ کرنے لگتا ہے کہ شنگول حضور چوکا تو ویسے ہی اتنا قریب پہونچ گئے
ابھی خواجہ نے کئی جانور دئے دو پہر شب تجاوز کر چکی سنبہ زلف لیلائے شب کمر سے گذری ہے
لیلائے شب نے چادر سیہ اوڑھی ہے تماشہ مجنون روز بصد سوز گشت خام کر رہی ہے کا یک
لشکر میں ہنگامہ ہوا آواز آئی شہنشاہ زمان ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار سیکے تیغ عقرب یکے فندا گذار	بگو چند ابستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ قمقام و صمصام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

پھر نعرہ ہوا سم دارا سے بند کند عور بن سعدان نعرہ کند عو بہ جزیرہ ہائے دریار اگر قیم تا بہ ہندستان
اگر نام سے وہ ائی شنم کند عور بن سعدان ✽ پھر آواز آئی نعرہ مالک بشم مالک اژدر خشمگین ✽
سپہ دار در لشکر اہل دین ✽ پھر صدا بلند ہوئی نعرہ بہرام بشم گرد بہرام خاقان چین ✽ کہ از
ہیبت من بلرزد زمین ✽ جملہ صاحبقران کے سرداروں کی آواز آئی شنکول گھبرا کر کہا کہ
غضب ہوا حمزہ بطور شبخون آیا خرابی یہ ہے کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا لشکر کی خرابی ہوئی عمرو
برق چلے نکلا برق نے کہا استاد یہ صاحبقران نے کیا کیا شبخون مارنے کو زیب
جانتے تھے عمرو نے کہا حمزہ نے کبھی ایسا نہ کیا ہوگا یہ کوئی مرشد کامل ہیں کہ جنہوں نے یہ
حرکت کی دیکھو اب پکڑ دیئے ہیں صاحبقران جب عاجز و لاچار ہوتے ہیں تب تو شبخون کا ارادہ
کرتے ہیں اللہ کی عنایت سے لشکر بے پایاں انکے ساتھ ہے وہ کیا شبخون مارینگے دیکھو تو
اب احوال کھلیگا یہ کہکر ایک نخل کے سایہ میں جا کر کھڑے ہوئے دیکھا ایک نقابدار برقپوش
چوبیس ہزار جوان ایک جانب کھڑے ہوئے تیر اندازی کر رہے ہیں ساحر چہار جانب
سے چلے بھائی نے بھائی پر سحر کیا باپ نے بیٹے کو مارا لاکھوں جادوگر کشتہ ہو چکا مرنے کی
ساحروں کے صدا بلند کوہ تیغ و تاریخ آپس میں چل رہا ہے جدھر سے جادوگر چلے آپس میں لڑ کر مرنے لگے
عجب ہنگامہ ہے نقابدار برقپوش لڑتا ہوا چلا جاتا ہے اس طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بھڑ کے
نکل جاؤں ساتھ والے چست و چالاک جوانان بیباک جس ساحر نے منہ کھولا کہ سحر کروں تاک کر
اسی کے حلق میں تیر مارا کہ اسکی گدی کو توڑ کر پار نکلا دور سے شنکول نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ تمام لشکر میں ہنگامہ گرم ہے یہ کیا قیامت برپا ہے گرز ہاتھ میں پیچ و تاب ہوئی جاتی ہے کہ دشمن کو دیکھ پاتا
تو ایک گرز ایسا ماروں کہ ہزار دو ہزار کا سر پھٹ جائے کرتا ہوں یہ دیکھتی ہوا پینے ہی ساحر
کر پائی ہے ہاتھ روک لیتی ہے برقپوش نے دور سے دیکھا شنکول گرز ہاتھ میں لئے پکار رہی ہے
آواز دیتی ہے یارو مسلمان کہاں ہیں کتنے دشمن یہ معلوم نہیں ہوتا جدھر جاتی ہوں اپنے ہی ملازموں کو
پاتی ہوں برقپوش نے عیار سے کہا کہ شنکول کو لینا ہے جو اس ہو چکی ہے اسی حال میں اسکو
روک لو اگر وہ ہم لوگوں کو دیکھ لیگی ایک ہی سحر میں خاتمہ کر دیگی عیار چلا ایک گوشہ میں آ کر صورت
بدلی ایک ساحر کی صورت بنکر قریب شنکول پہنچا مگر چونکہ کم سن ہے خوف سے کانپ رہا ہے
یہی ڈر ہے کہ پہچان نہ لے برقپوش نے جو دیکھا عیار میرا خائف و لرزاں مضطر و پریشان ہے
اس سے کام کیونکر ہو سکیگا نقاب اپنے چہرہ سے بدلی ایک ساحر کی قطع بنکر آواز دی اے
ملکہ عالم سب لشکر تباہ ہوتا ہے جلد آئیے میں نے مسلمانوں کو پہچانا آپ ہی ملکر سحر کریں شنکول
خود گھبرائی ہوئی تھی کہیں کدھر سحر کروں اب جو ساحر نے پکارا اسی طرف دوڑی پکارتی ہوئی
کہیں آ پہونچی ساحرہ برابر ساحر کے پہونچی نقابدار نے کہا کنارے آئیے میں بتا دوں شنکول کنارے
آئی نقابدار نے جلدی میں خنجر مارا شنکول اڑ سے کہہ کر ملکی ران زخمی ہوئی حیران ہو کر گری نقابدار

سے بچ جا کر سر کاٹ لون اور کئی ساحر دوڑے عیار نے بھی دل مضبوط کر کے ایکو خنجر مارا شانہ بھی اُڑا
ہوا شنکول نے ایک چیخ ماری ارے مارو بھے مجھے بچاؤ اب نقابدار نے دیکھا کہ شنکول کو
چند ساحرون نے اُٹھایا لیکر بھاگے نقابدار نے خیمون مین شنکول کے آگ لگادی
ایک مہلہ تیرون کا اور کیا کئی ہزار ساحر مر گئے اندھیرا ہو گیا نقابدار لوٹتا ہوا نکل گیا
اسباب بھی لوٹا خواجہ عمرو برق کھڑے دیکھا کیے کہ ایک نقابدار برپوش جوشن ہزار
جوانون کو لیکر نکل گیا برق و عمرو اپنے لشکر مین صاحبقران کے آئے صاحبقران بارگاہ
مین بیٹھے ہین ہرکارے خبر دے رہے ہین کہ آپ کے نام سے کسی نے شبخون مارا خوب لشکر
کفار کو قتل کیا یہ بھی سُنا کہ شنکول کو زخمی کیا شنکول کو ساحر ساتھ لیکر بھاگے صاحبقران
فرما رہے ہین کہ یہ کون صاحب ہین کہ میرے نام سے شبخون مارا کہ عمرو برق آکر پوچھے سب
حال صاحبقران کے سامنے آکر بیان کیا امیر نے فرمایا کیون خواجہ تمہارے نزدیک یہ کون
صاحب تھے عمرو نے کہا آقا مین نہین سمجھا کہ یہ کون صاحب تھے کیا کام کر گئے مگر سپاہی کوئی جوان
اسد غازی کے طریقہ کا تھا شنکول کو بھی زخمی کیا اُسکے ساتھ والے اسکو لیکر بھاگے بات
تمام اسطرف ہوئے صاحبقران تو اسی فکر مین ہین ایک ایک سے دریافت فرماتے ہین کہ یہ شبخون
میرے نام سے کسنے مارا ہر شخص عرض کرتا ہے کچھ ثابت نہین ہوا کہ کون صاحب تھے لیکن شنکول
کو جو ساحر لیکر بھاگے اول راہ مین شاخسار ملی شاخسار نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا شنکول
ہوشیار ہوئی رونے لگی کہا ای شاخسار کیا کہون جو سانحہ گذرا حمزہ نے شبخون مارا شاخسار نے
کہا حمزہ کا یہ دستور نہین کہ شبخون مارے حمزہ کے ساتھ لشکر بہت ہے اُنکو کیا ضرورت ہے کہ
شبخون مارتے لیکن مین دریافت کرتی ہون یہ کہکر شاخسار اپنی قید خانہ مین آئی انتظام
کرنے لگی لیکن شنکول جادو جو زخمی ہو کر دربار مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچی
عرض کی یہ سحر گذرا لونڈی کا سحر بھی پورا نہ ہونے پایا لونڈی انتہائی زخمی ہوئی سوا سے
پہلے آپنکے کچھ بن پڑا اب شہنشاہ لونڈی نہایت پشیمان ہے سحر العجائب و مصر الغرائب نے
کہا ہم تمہارے زخمی ہونے سے مجبور نہین ہوے ہم اُسکو بھیجتے ہین یہ باتین تھین کہ آسمان کی
بجلی چمکی ہزارون برقین لوٹ کر زمین پر گرین ستون بارگاہ کے شل آتش ہو گئے سحر العجائب
نے پکار کر آواز دی بے ادبی سے نہ آؤ یہان سب دوست ہین کوئی دشمن نہین وہ برقین دفعتاً شق
ہوئین دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین تاج زرین سر پر جب مسکرائی ہے برقین چمک کر
گرتی ہین سحر العجائب نے کہا ای برقان برق وش جلد جاؤ لشکر سلیمان قریب زندان خانہ
پہونچا چاہتا ہے ہوشیار ہو کے جانا ایک بات سے اور آگاہ کرتے ہین کہ شنکول گئی تھی سبھی
غیر شخص نے شبخون مارا راہ مین دیکھتی ہوئی جانا چار جانب خیال رکھنا اگر کوئی شخص ملجائے
گرفتار کرلینا برقان برق وش مع ساٹھ ہزار کنیزون کے چلی تین کوس پر جا کر اتری ٹہلتی ہوئی سیر کو
نکلی تماشے کار شاہزادہ ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار شنکول پر جو شبخون مار کر آئے تھوڑی دور پر
آکر اُترے جب لشکر اُتر چکا خود ٹہلتے ہوئے ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھے عیار کو حکم دیا جاکر

دریافت کرو اب کون ساحر آیا عیار تو ادھر گیا شاہزادہ کھڑا ہی برقان برق وش تجلی ہر لی آئی
نگاہ پڑی جمال جہان آرا ضیغم پر ایک صاحبزادہ آفتاب جمال خورشید مثال شیر بیشہ جرات یکتاز میدان
جلالت رستم صولت سہراب شوکت غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا کمر چست ارادہ قتل دشمن بدست مہ چہرہ کا لئے
بیٹھا ہے برقان برق وش بھی گئی بے اختیار منہ سے نکل گیا **نظم** خیال دزدی دل رات دن نظر میں رہا

ہمیشہ ذریعہ رہزن کا بند میں رہا
تو تندرست کبھی پھر بھی بحر میں رہا
ہجوم کب نہ مجنون کا خندق کے شہر میں رہا
تمام خلق میں تماشا ہو مری ہی جگہ آنکھو
قرار سے نہ گھڑی بھی کبھی رات بھر میں رہا

تصور رخ پر نور چشم تر میں رہا
جو دل سے درد کوئی رہ گیا جگر میں
پیام یار تو رشک ہوا میں شادی مرگ
ورنہ پلکوں کی طرح چشم ہر بشر میں رہا
یہ خشک ہو گئے آنسو کہ بن گئے موتی

کہیں جاؤ پردہ مری نظر میں رہا
جو دل کو عشق حسینان خوبرو و رہا
میں جان سے گیا خط دست نامہ بر میں رہا
شب فراق میں تڑپا کیا دل مضطر
کوئی سرشک کا قطرہ نہ چشم تر میں رہا

شاہزادہ نے یہ سنکر سر اٹھایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبصورت حسین شکیل آنکھیں
نرگس شہلا لب لعلین رشک مسیحا سینہ براق عذار نارپستان بر بہار شکم صاف شفاف رشک مثل بلور
موئے میان جسکو عدم سے مثال یا آئینہ سکندر جس بال پر آئینہ ذرہ کے حجاب ہو دلکو پیچ و تاب ہو
کلک قدرت نے لام الف لکھا یا شگاف گندم سے مثال دو دن خرابی آدم کا حال کہوں جو بہشت چہرہ زیبا
قمر سرشت ہو شاہزادہ ضیغم شیر شکار ان صورت سے نا بلد بے اختیار پکار اٹھے **نظم**

حرارت جگر کی بے اثر نہیں ہوتی
ہماری آنکھوں میں کسدن سحر نہیں ہوتی
خدا کی شان کہ ہر گرم احتمام ہو عنبر
اور ایسی تو شمع سحر نہیں ہوتی
چمک پتنگ شب سلطنت کی کو گری رات
تمام عمر ہو اسکی بسر نہیں ہوتی
ہمارے بند جو ٹوٹے تو جو بیان آئیگی
کہ بیکسی کی پہر دن خبر نہیں ہوتی
کہا کہ تحسین ہو جائے کیا گناہ ہو
کہ انکو نہیں تو ہمیں تاب نظر نہیں ہوتی
جنہیں کی جستجو محبت کا تمکو دعوی ہے
کہانی تیری کبھی مختصر نہیں ہوتی

کبھی حضور کو اسکی خبر نہیں ہوتی
بوقت نزع ہے کس منہ کی منتظری
یہ سر جھکے کی ہمیں کو خبر نہیں ہوتی
میں اس بناؤ کے صدقے گھڑی گھڑی ہر گھر
جھکے نہ سیم ہیں سر نہیں ہوتی
نظر آتے ہیں جو وہم زبان لوائے ہیں
یہ جانا ہے کسی ظفر نہیں ہوتی
رہیں تمہاری محبت نے کر دیا یہ جین
ہنسی ہمارے تمہارے گھر نہیں ہوتی
جنہیں ہے خود محبت درد گزرتے ہیں
کرول جلوہ کی فغان بے اثر نہیں ہوتی

خیال یار میں کب جاگتی ہیں تقدیریں
دم آنکھوں میں ہے دیدار نظر نہیں آتی
ارادہ جان کا کیا دل میں ٹھن گیا دم بھر
تمام رات تو نہیں بسر نہیں ہوتی
شب وصال کے جھگڑے ہیں یہ قابل
زیادتی یہ طبیعت کہ حد نہیں ہوتی
نکلتے ہیں سر تیرے در میں نگاہ جان کہ
وگرنہ یاد کی مثل نظر نہیں ہوتی
یہ نہ تمہارے حسینوں کے منہ چھپا لیکن
کہ یہ حرارت دل چشم تر نہیں ہوتی
مصنفین یہ طلاقت زبان الکن ہے

شاہزادہ ضیغم نے جو ان اشعار عاشقانہ میں اپنا حال دل سنایا عیان
برق وش نہیں پڑی ہونٹوں سے . رنگ کری شاہزادے نے ہاتھ تھام لیا برقان برق وش نے شرما کے
سر جھکا لیا ضیغم نے کہا کہ صاحب بیٹھ جاؤ برقان برق وش نے جواب دیا میرا بیٹھنا مناسب نہیں ضیغم
نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا ہمارا سر کاٹ کر بیٹھی جاؤ ضیغم نے حیرت سے جو کہا ملکہ منہ کیسی باتیں
ہونے لگیں برقان برق وش نے کہا صاحب میں تقریر ہوئی ہوں کہ جا کے طلسم کشا کو روکوں ایسا ہو کہ کوئی
تعاقب میں آیا ہو شنکول بن شنکال جادو واسطے سونے کے آئی تھی کسی صاحب نے انسو پونچھو ملا نام

صاحبقران کا لیا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ صاحبقران کا یہ طریقہ نہین ہی شبخون مارنے کو خبیث جانتے
ہین نہین معلوم وہ کون صاحب تھے کہ شبخون مارا ضیغم نے کہا مین نواسہ ہون صاحبقران کا ابھی قید
سے رہائی پائی لشکر کسی قدر ممکن کیا ساحر کوئی میرے ساتھ نہین ہی میرے دوستان صادق قیدخانہ
مین قید ہین اسقدر شبخون مارون کہ شاخسار جادو تک پہونچکر ان شیرون کو چھڑاؤن تب
میرے دلکو آرام آئے برقان برق وش نے منہ پیٹ لیا کہا ای شہریار بڑا آپنے غضب کیا اگر آپکا
قیدخانے پر جانیکا ارادہ ہی بہت دشوار ہی شاخسار جادو نے بڑا انتظام کیا ہی ایک انتظام یہ ہی کہ
شاخسار جادو نے شاہان طلسم کو اطلاع دی وہان سے ساحرون کا تار بندھا ہوا ہی مجھکو بھی یہی
حکم ہوا ہی کہ جاکر صاحبقران کو روکو آپ اپنے کو مخفی کیجیے ایسا نہو کوئی آگاہ ہوجائے تو گرفتار کرے
یہ دونون عاشق و معشوق باتین کر رہے ہین شاہان طلسم اپنی جگہ پر بیٹھے ہین رات کا دربار ہی ایک
وزیر نے کہا ای شہریار دیکھیے تو برقان برق وش نے کیا کیا یقین ہی برق نیک گری ہوگی کاٹ
کے سبکو پھینک دیا ہوگا سحر العجائب اُٹھا دروازہ کوٹھری کا کھولا ایک تیلی سنہری نکالی اس سے
پوچھا ای تصویر سامری ملکہ برقان برق وش نے جاکر کیا کیا مسلمانون کو قتل کیا یا نہین تیلی
ہنسی اور کہا ای شہنشاہ آپ کو کیا معلوم کہ برقان برق وش پر کیا گذری وہ جاکر ضیغم شیرشکار
پر عاشق ہوئی دونون عاشق و معشوق آپس مین باتین کر رہے ہین یہ سنتے ہی سحر العجائب و ہم افراسیاب
غصہ مین کانپنے لگے پلٹ کر دیکھا سوہان بیرزندان ایک ساحر زبردست بیٹھا ہی کہا ای سوہان
برقان و ضیغم کو لینا اس حرامزادی نے غضب کیا جاکر دشمن کے پاس بیٹھی ہی مشکین باندھکر لا
سوہان اٹھا سحر العجائب نے تیلی سے پھر پوچھا کیون ای تصویر سامری ضیغم شیرشکار نے
شنکول بن شنگال کے ساتھ کیا کیا تیلی نے کہا یہ فرزند اسد نامور ہی سن مین کمسن ہی تمر
شیشہ عیاری مین بھی کامل ہی نعمان دیوانہ کو بھی زیر کیا ان سبکو قواعد سکھائی شکل اپنے باپ کے پیش
قزاقی پر کمر باندھی پھر شنکول پر شمشیر ناسی سے مارا اسی نے زخمی بھی کیا یہ سب باتین سوہان نے
سنین کہا حضور تردد نفرمائین غلام گرفتار کرکے لائیگا یہ کہکر سوہان بیرزندان چلا یہان ضیغم
ملکہ برقان سے باتین کر رہی ہین دونون جوش و خروش مین کبھی ہنستے ہین کبھی اپنے عیب پر
روتے ہین نیرنگ عیار رفتار خیار ڈھونڈھتا ہوا شاہزادہ کو آیا اس حال مین دیکھکر سلام کیا
اشارے سے پوچھا آقا یہ کیا معرکہ ہی ضیغم نے اشارہ سے آگاہ کیا کہ مین اسپر عاشق ہوا ہون
نیرنگ نے اشارہ سے کہا یہ ساحرہ ہی سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق بات کرنے مین منھ
سے شعلہ ہای آتش نکلتے ہین دندان برق نما سے برقین چمک رہی ہین ضیغم نے اشارہ کیا
مین مجبور و لاچار ہون ہاتھ سے ختن سکے بیکار ہون دیکھون فلک کیا رنگ دکھائے یہ باتین ہو
رہی ہین برقان برق وش نے پوچھا ای شہریار یہ کون صاحب ہین ضیغم نے کہا یہ ہمارا بھائی فرزند
عنبر قامر نامدار رسیدہ خواجہ عمرو عیار ہی کہ آسمان پر ستارہ ہوا آواز آئی او برقان غضب کیا
کہ دشمن شاہنشاہ کے پاس بیٹھی کچھ خوف سرکار کا نہ کیا برقان نے سر اُٹھا کر دیکھا سوہان بیرزندان
گولہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین کا دھنت کہتا ہوا زمین پر گر گولہ مارا برقان اُٹھی برقان و سوہان

سے سحر چلنے لگا جو سحر سوہان نے کیا برقان نے ہنسکر دفع کر دیا ابھی تک غصہ نہین آیا سوہان نے
یہ دیکھا شاہزادہ ضیغم شیر بیشہ جرأت تیغہ لیے کھڑا ہی عیار کود کر الگ ہو گیا ایک غار مین جا کر چھپا
دیکھا سوہان و برقان مین سحر چل رہا ہی برقان برق جندہ جب کڑک کر گری سو دو سو نخل
کنگر گرے زمین تپ رہی ہی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوے پتھر چٹکنے لگے ہر طرف سے آواز الامان الامان
آتی ہی زمین جنگل کی سحر برقان سے تھراتی ہی سوہان نے کارد سحر کھینچ ماری اس کارد سے شانہ
برقان کا نشانہ ہوا قطرات خون زمین پر گرے برقان تڑپی برق بنکر آسمان پر پہونچی اسطرف سے
آکے کڑکی سوہان نے ہر چند روکا برق کب رکتی ہی خرمن حیات پر سوہان کے بجلی گری سوہان
کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سوہان کے اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہونے لگی
آواز آئی کشتی مرا نام من سوہان بیر دندان بود وان برقان کہرائی ہوئی بلٹی چہرہ غصہ سے سرخ کہا ای
شہریار غضب ہوا حال ہمارا کل کیا ہماری خبر شاہان طلسم تک پہونچ گئی یہ سال میری گرفتاری کو
آیا تھا ای شہریار اب مین لشکر مین جا کر کیا کرونگی ضیغم نے کہا میرے ساتھ چلو اپنے لشکر مین جا کر کیا
کرو گی وہان جو کوئی دیکھیگا سمجھا جائیگا برقان نے سر جھکایا آنکھون سے آنسو جاری ہوے عرض کی
ای شہریار میرا کب دل چاہتا ہی کہ مین آپکے ساتھ سے جاؤن دل کب مانتا ہی دل یہی کہتا ہی کہ تمہارے
ہی پاس رہین مگر شاہان طلسم بڑی کد و کاوش کرینگے کیا عرض کرون جو دل پر گذر رہی ہی نظم

نکہت زلف جنون خیز ہی کچھ مہکی
پھیلی بجلی جا لگی ای بحر کرم بازو کی
ذرے انشان کے جلتے ہین جگنو کی طرح
آج جلتی ہی پریشان ہوا گیسو کی
قرب شانہ رخ نہیں ملتی ہین ہوا سے
تا سحر ٹوٹی نہ انکھون سے لڑی آنسو کی
طاق محراب حرم مین نہ بین چڑھائی چلّے
مچھلیان چشمۂ خورشید مین ہین ابرو کی

جو شش پیران کیے دیتی ہی مہک گیسو کی
حشر گیسو کا انھین میری طرح سودا ہی
رہ گئی ہی شب ظلمت مین غضب گیسو کی
تازہ مضمون کہ ہاتھ نہین آئینگا
آندھی کعبے سے یا گئی ہی سیہ گیسو کی
دردسر نکہت کاکل سے ہوا ہی پیدا
مجھکو ملجائے اگر کوئی کمان ابرو کی
بارش اشک کی کثرت یہ شب ہجر رہی

شعلہ رو رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین
وحشت انگین ہو نہ کیون انکھ مرا آہو کی
ای جنون کیون نہ ہو مجموعہ خاطر برہم
دلکو رہتی ہی غضب فکر نئے پہلو کی
شب کو سالک در دندا انکا تصور جو بندھا
عطر گل سے بھی سوا تیز ہی بو گیسو کی
عکس رخسارہ انور ہین نہین ہاتھون کا
انہی تھی نا بہ سحر نور جھڑی آنسو کی

اس سوز و گداز سے یہ اشعار پڑھے آنکھون سے اشک حسرت بہنے ضیغم ستمگار بیقرار ہوگئے فرمایا
ہین ای ملکہ عالم تم کیون گھبرائی ہو انشاء اللہ جاکر قیدخانہ فتح کرینگے یہ باتین کر کے چلے گئے وہان
سحر العجائب کو قتل سوہان بیر دندان کی خبر ہوئی زانو پر ہاتھ مار کر کہا لو سوہان مارا گیا
بڑے غضب کی جادوگرنی جا کر شریک ہوئی اب قید ہونا دشوار ہی ارے یار دا اسنے
ایسے جادوگر دیے ہین کہ جنکو کب اپنا قوت بازو جانتا تھا کوئی برقان کو نہین لا سکتا اپنے مقام
سے مغلول بن اغلال کہ نہایت ساحر زبردست ہی بل کر کے اٹھا کہتا ہوا ای شہنشاہ آپکے حکم کی دیر
ہی غلام جا کر لائیگا یہ کہکے بلند ہوا اژدرے زور شور سے چلا ملازمون نے اسکے جا با کر ساتھ چلین اسنے
قبول نہ کیا اکیلا چلا آسمان پر جا کر جھکا دیکھا اسنے کہ برقان عقب مین ضیغم آگے بڑھا ہوا جاتا ہی ترنجبین
کرا ضیغم کی کمر مین پنجہ دیا کہ دیا کہ شاہزادہ بیہوش ہوا برقان نے چاہا کہ ہو بن برق بنکر مغلول کو مارن

اُسنے گرز مارا اندھیرا ہنگر برقان پر چھا گیا تلوارین گرنے لگین برقان نے سب تلوار دن کو روکا
اتنا عرصہ ہوا مغلول نکل گیا برقان بیتاب ہو کر چلی نیرنگ نے کہا ملکہ تم تکلیف نکرو اگر جھک گیا
تو راہ مین لونگا نکل گیا تو مجبوری ہے برقان نے کہا ای نیرنگ تم نیا ؤ گے مین ہر جگہ تلاش کر دنگی
یہ کہکر مثل برق جہندہ وہ چلی آسمان مین ڈوب گئی مگر مغلول جو چلا سو جا کر دربار مین حاضر کیا کرتے حرف
صعد العزائب ہی غرائب جادوگر انتہا کا سنگدل ہے بے آب و دانہ اُسکو مار ڈالیگا ظالم ہے سطلب بکالیگا
اُسکی بدعت کی پرسش بھی نہین ہے جلاد طلسمی لقب انتہا کا بے ادب یہ سوچکر طرف طلسم غرائب کے متوجہ ہوا
ایک مکان بنا ہوا ہی ہیبت ناک دیوارین گری ہوئین صورت سے ویرانی ظاہر غرائب جادو
اپنی سینہی مین چٹان پر بیٹھا ہی کہ مغلول کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ای مصاحب شاہنشاہ کس
گنہگار کو لیے جاتے ہو مغلول نے کہا ای غرائب تمھارے پاس آئے ہین گنہگار شاہنشاہ کو لائے ہین
ضیغم کو سامنے غرائب کے لایا کہا اس شخص گستاخ کو قید کیجیے ایسی بدعت ہو کہ تڑپ تڑپ کے مرجائے
غرائب نے کہا میری عمر کا قیدی تمام عمر نہین چھوٹتا اسکا قبر دن لا لینا یہ کہکر ضیغم کو لیا چہرہ آفتاب
جمال دیکھکر گھبرا گیا کہا میان مغلول جاؤ مین اب ہتھکڑیان بیڑیان پنہاتا ہون یہ کہکر سمجھ گیا ضیغم کے
ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان طوق آراستہ ہو گیا مغلول نے کہا کہ ذرا ہوشیار تو گرد غرائب
نے اشارہ کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا دو جادوگر کھڑے ہین اپنے کو سلسل پایا مکان تاریک
کو دیکھکر دل گھبرایا غرائب نے کہا کیون ای ہیرو حمزہ تجھے خوف نہ آیا برقان کو کیا سکھا دیا کہ وہ تیری
مطیع ہوئی شاہان طلسم نور افشان سے باغی رہکر کہان رہیگی آخر قید کی جفا سہیگی ضیغم بسوت لب بمہر
سکوت کچھ جواب نہ دیا مغلول تو چلا گیا غرائب نگہبانی کرتا ہی ڈراتا ہی کہتا ہی کہ اب یہان آب و دانہ نہ
ملیگا ضیغم نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ایسے کلام ہو رہے ہین غرائب تلوار کھینچ کر کہا یہ مقام
طلسم نہین ہی ابھی قتل کرونگا سر کاٹ کر خدمت مین شاہان طلسم کے بھیجونگا ضیغم نے کہا کہ اگر ہماری قضا تیرے
ہاتھ سے ہی کیا ہارا اگر قضا نہین ہے تو کیا مجال کہ تو قتل کر سکے غرائب نہین مانا قتل کرنے پر آمادہ ہوا شاہزادہ
کی آنکھون کے نیچے تصور ملکہ برقان پھر رہی ہی کبھی آنکھون سے آنسو بہتے کبھی ٹھنڈی سانس کھینچتے کبھی
اپنے معبود سے دعا کی ای خالق بے نیاز رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے تو رحیم و کریم ہے و علیم ہے **نظم**

ذات واحد خالق و رزاق رب العالمین	حاکم و فرمانروائے کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان در گہش شام و صباح	سرفرازان زمانہ صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا و انتہا را انتہا	کار فرمائے گروہ اولین و آخرین
خوش بہر صورت ہر صاحب صورت عیان	جلوہ می بخشد بہر یک چہرہ حسن آن حسین
گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار	گاہ نامی تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس گہ اندر عراق	گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر	گاہ در ملک ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر بہر وحشت خدا آمد نظر	زیر و بالا نور ذات کبریا آمد نظر

شاہزادے نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ برقان برق وش بعزالجناب یاد دین

شاہزادے کے تڑپتی پھرتی تھی قصر غرائب پر آکر چپکی اب جو دیکھا یہ معرکہ کہ غرائب سپہ رد تیغہ
کھینچے ہوئے آمادہ قتل ہے وہین سے منہ کیا اور بجلی کیا کرتا ہے کڑک کے جو گری ہرچند غرائب
نے چاہا کہ بچون بجلی سے کب بچ سکتا ہے غرائب کے دو ٹکڑے ہوئے ضیغم کی قید ٹوٹ کر گری
برقان نے پنجہ کمر مین دیا لیکر اڑی مغلول خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچا سب حال بیان کیا کہ
مین نے قصر غرائب مین ضیغم کو قید کیا سحر العجائب نے کہا وہان کوئی افتاد ہوگی نیرنگ تم
جاکر قیدی کو یہان لے آؤ مین باغ ویران مین بجوا دون ہرچند کئی باغ ویرانے پڑے ہین لیکن
شاخسار بڑی نظم ہے یہ سنتے ہی مغلول چلا قصر غرائب پر پہونچا دیکھا قصر گرا پڑا ہے لاشہ غرائب ایک
جانب پڑا ہے سر پیٹ کے تلاش مین برقان کے چلا برقان صحرا نے مجید مین کہ غرائب بیچ ہو چکی تھی شاہزادہ
کو اتارا نیرنگ بھی پھرتا ہوا آیا برقان کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا جب ہم نے غرائب کو مارا
مین بھی سامنے قصر کے پہونچا تھا مگر شکر ہے کہ آپ شاہزادے کو لے آئین یہ باتین کر رہے تھے کہ
مغلول آکر چمکا برقان کو دیکھکر نعرہ کیا طرف ضیغم کے چلا ملکہ برقان بیچ مین آگئی ضیغم تک
نہ جانے دیا مقابلہ ہونے لگا برقان نے ایک سحر کیا کہ ایک دیوار قریب ضیغم کے حائل ہو گئی مغلول
ضیغم کو نہین دیکھ سکتا اتنے تو اسی دھن مین تھا کہ ضیغم کو لیجاؤن برقان سے نہ الجھون اب برقان
لڑائی پڑی کیسے کیسے سحر کر رہی ہے کچھ نہین بن پڑتا جب اکثر بہت سحر کیے برقان نے دفع کیے لاچار
ہو کر زبان کاٹی برقان پر خون چھینک مارا قطرہ سحر برقان پر گرے بانو مثل برق تڑپ رہی تھی
بالآخر مر کر گری آنکھین بند ہو گئین مغلول نے چہار جانب دیکھا ضیغم کو کہین نہ پایا سوچا کہ کل آکر پکڑ
لیجاؤنگا برقان کی کمر مین پنجہ دیا ٹہلتا ہوا چلا نیرنگ ہشیار تھا ایک غار مین چھپا ہوا یہ سب
معاملہ دیکھ رہا تھا ضیغم نے بھی روزن دیوار سے دیکھا کہ برقان کو مغلول لے چلا نیرنگ بھی پیچھے
پیچھے چلا کبھی آگے بڑھ گیا نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہے مغلول کوس بھر نکلا تھا کہ کان مین آئے آواز کی نظم

فرش ہے ای یار خاک دوست دشمن زیر پا ‖ ہم گریبان پھاڑ کے آیا جو دامن زیر پا
رنگ گل سے خون ہمارے آبلون کا سرخ ہے ‖ نقش پا سے ہوتا جاتا ہے گلشن زیر پا
انگلیان کانون مین دیتا ہے دم رفتار یار ‖ ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا
شاہزادہ مستی سے ہوم مین وہ چال چل ‖ اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست دشمن زیر پا
رہگذر مین قتل کرنا ای عزیزو تم سب مجھے ‖ شاید آجائے کسیکے میرا مدفن زیر پا
پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار راستے بیے ‖ گوشش زدہ ہووے تمھارے تا نہ دشمن زیر پا
سر فروشان نمک نوازی خاکساری نے کیا ‖ صورت نقش قدم ہے میرا مدفن زیر پا

پلٹ کے مغلول نے دیکھا کہ ایک نازنین پریچہرہ دیوانہ وار وحشی مثال گریبان تار تار بیتاب و بیقرار
اشعار رنجش آمیز پڑھتی ہوئی چلی آتی ہے مغلول حسن ادا دیکھکے بیتاب ہو گیا پکار کر آواز دی کہ
جانیوالی ذرا ادھر دیکھ وہ نازنین دیوانہ وار اپنے رنگ مین کب جواب دیتی ہے مغلول نے
برقان کو ہاتھ سے رکھ دیا دوڑ کر اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان یہ
کیا وضع اختیار کی ہے کس گل کی جستجو کس شمع انجمن کی آرزو ہے آوارہ ہو کیا سبب ہے کہ کوئی ساتھ نہین

اس صحرائے ویران مین مجھ ایسی گلفدار کا حال دیکھکر صدمہ ہوتا ہی اُس نازنین نے آہ کی ای جوان
تباہ کی کہا ای شخص تو ہمارا حال کیون پوچھتا ہی تجھے کیا ناموس ملک نے آوارہ کیا ہم گوشہ نشین اس
صحرائے ویران سے کیا کام تھا نہین معلوم کس جستجو مین نکلے ہین کسی نے ساتھ نہ دیا افسوس جلیسون نے
ساتھ چھوڑا سب نے ہماری محبت سے منھ موڑا یہ کہکر ایک تصویر بغل سے نکالی کہا دیکھو اس
ظالم نے بیتاب کیا خواب و خور حرام ہوا کوچۂ عشق مین کیا خوب نام ہوا مغلوب ان کلمات حسرت
بیتاب ہوگیا تصویر ہاتھ سے لی بغور دیکھنے لگا یہ تو تصویر دیکھنے مین مشغول ہوا مگر دیکھ رہا ہی کہ
ایک تصویر واہیات دس مرد سیہ فام بد انجام کی تصویر کس نے کھینچی ہی جب بہ غصہ مین تصویر
دیکھنے لگا دل سے کہتا ہی یہ نازنین عجب بیہودہ ہی کہ ایسے سیہ فام پر مائل ہوئی اس سے تو لاکھون
درجہ یہ خود بہتر ہی کیون بیتاب و شیدا ہی اس نازنین نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا گرنے
گرتے خنجر مارا باشکم چاک قصہ پاک اپنے نام کا نعرہ کیا منم نیرنگ صبا رفتار ضیغم نے عیار کو
گلے سے لگایا ضیغم شیر شکار و برق ان برق وش داخل لشکر ضیغم ہوتے ہین کہ انکا ذکر وقت مناسب
پر تحریر ہوگا لیکن شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم شہنشاہ مازرین پوش و ملکہ نسیم آتشخو و
شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز و جواہر خنجر زن عیار یہ لوگ جو قید خانے سے چھوٹکر
چلے گر بے سامان نہ خیمہ نہ بارگاہ ایک صحرا مین آکر پڑے نسیم نے کہا ہماری ہوا بگڑی ہی کیا
انتظام کرین اس سوچ مین کھڑے ہین کہ آسمان پر لکۂ ابر کا پیدا ہوا گرد اُڑی نسیم دیکھنے لگی ملکہ
سیلاب جادو سات ہزار ساحرون کی جمعیت سے بحکم شاہان طلسم تلاش طلسم کشایان مین نکلی ہی
سیلاب نے جو دیکھا کہ چند کس ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہین ایک جوان آفتاب جمال
خورشید مثال ایک جانب ایک نازنین ماہ پیکر ایک شخص کوئی چالیس برس کا سن اُسکی برابر
ایک عورت ایک مرد ضعیف ایک عیار سر برہنہ لباس پارہ پارہ جلالت چہرون سے ظاہر
بے سامانی صاف ہویدا ہی کہین سے بھاگ کر آئے ہین سیلاب نے حیران ہوکر ایک ساحرہ
سے کہا جاکر دریافت تو کر یہ کون لوگ ہین راہ مین چلتے چلتے یہ بھی سُنا تھا کہ کچھ قیدی قیدخانے سے
نکلے وہی لوگ تو یہ نہین ہین ساحرہ برائے دریافت چلی سامنے سکندر کے پہونچی رعب و داب
دیکھکر سلام کیا سکندر نے کہا کیا ہی ساحرہ نے کہا ہماری مالک سیلاب جادو فرماتی ہین
کہ آپ لوگ وہ تو نہین ہین کہ جو قیدخانے سے بھاگے ہین نسیم نے چاہا کہ
چھپائے سکندر جھلاکر بول اُٹھے کہ بی سیلاب کے باپ کا اجارہ ہی کہدو کہ شاہزادہ سکندر
فرزند سلطان زرین پوش بیشک قیدخانہ سے بھاگ کر آئے ہین جو تمھین منظور ہو وہ کرو ساحرہ
بھاگی سیلاب سے کہا کہ حضور سکندر نامے جوان مع نسیم آتشخو ساحرہ قیدخانہ سے بھاگ کر
آئے ہین یہ سنتے ہی سیلاب سے تمہارے بھائی کی بیٹی شاخسار جادو اس مقدمے سے بہت
پریشان ہین انکو گرفتار کرو نسیم یہان سکندر سے کہ رہی ہین صاحب آپ نے مفصل
کیون کہدیا چاہیے کہ حال چھپاتی کنارے بیٹھکر سامان سپاہگرین بیٹھکر تھا کہ دیکھا سو معہ جادو دلر
ادھر آتے ہین نسیم نے کہا کہ لیجیے ساحرہ جا رہی اور آپ کی گرفتاری کو آتے ہین سکندر نے کہا کہ ہم

جو کچھ ہو نسیم و شاہین و گلشن نے درخت سے کچھ پتے غنچے پھول شاخین توڑ کر ہاتھ مین لین دو سو ساحر پکارتے ہوئے بڑھے تھے کہ چلو ملکہ بلاتی ہین سکندر نے کہا لو ملکہ لڑائی شروع ہو گئی نسیم نے غنچے پھینک مارے غنچے چٹکے شاہین نے بھی سحر کیا تینون نے جو کیا یک سحر کیا دو سو جادوگر تھرا کے سر جھکا یا مبہوت ہو گئے یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

عاشق کے خون کو علم ہے آب سبیل کا
راہ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے
رہزن سلوک سمجھے کریگا دلیل کا
یوسف کی جستجو مین روانہ ہین قافلے
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
بندہ ہے کس کا پوچھتے جب منکر و نکیر
مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا
آتش ہی دعا ہے خدا سے کریم سے

جی کس طرح سے ہووے نہ روشن دیکھیے
ہر جرس ہے سرمہ غبار اس سبیل کا
محتاج خضر راہ نہین تیری راہ مین
نالان جرس مین شور ہے کوس رحیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
عاشق ہون مین کہونگا کہ بندہ خلیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہے بسکہ کون و ...
محتاج ای کریم نہ کیجو بخیل کا

کیا داد خواہ ہو کوئی اسکے ثقیل کا
سنگ نشان کا دخل ہے آئین سبیل کا
آوارہ ہون مین کوئی کی منزل نہین
کرنا ہے کام شوق جاں دلیل کا
عاجز نواز دو سر ... کوئی نہین
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
سائل ہون مجھکو قید کم و بیش کی نہین
پٹنے سے زور دل نہین سکتا ہے ...

یہ سب ساحر جھومتے ہوئے قبضہ شمشیر چومتے ہوئے لشکر شہلا پر جا پڑے ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا سیلاب جادو ہر چند سحر کرتی ہے کہ انکو روکون وہ لوگ نہین رکتے سیلاب نے دو چار کو قتل بھی کیا مگر گئے مگر شوق سے نہ باز آئے کوئی پکارتا ہے نسیم کا ہوا خواہ ہون کوئی پکارتا ہے شاہین کا غلام ہون کوئی پکارتا ہے گلشن کے گلزار کا گلچین ہون جان دونگا انکی محبت سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا سیلاب گھبرا گئی ایک گھڑی بھر کے عرصے مین دو ہزار ساحر قتل کیے سیلاب گھبرا کر سحر کرنے لگی ملکہ نسیم مسکرائی جاتی ہے جب مسکراتی ہین اُن ساحرون کو جوش زیادہ ہوتا ہے دو گھڑی کے عرصہ مین جب کئی ہزار جادوگر مارے گئے سیلاب نسیم پر جا پڑی ملکہ نسیم نے ایک گلدستہ زمین پر مارا سیلاب چیخ کھا کر زمین پر گری نسیم نے دوڑ کر اٹھا لیا زبان مین سوزن دیا سامنے سکندر کے لائین کہا ای شہریار یہ حاضر ہے سکندر نے کہا مذہب شمر پرستی قبول کر سیلاب نے کہا مین کنیز ہون سکندر نے زبان سے سوزن نکالا سیلاب قدمون پر گری ساحرون کو پکارا آواز دی ہمنے سکندر کی اطاعت قبول کی سب ساحرون نے آواز دی جبکی حضور نے اطاعت کی ہم بھی تابعدار ہین ان سب ساحرون کو لیکر بارگاہ زرنگی استادہ ہوئی بجاہ و جلال شاہزادہ سکندر اُس بارگاہ مین داخل ہوئے سلاح جنگ ذات بر آراستہ ہوا سب سامان مہیا ہوا سلطان تخت پر آکر بیٹھے یہ سردار اپنے اپنے مقام پر جاکر بیٹھے نسیم نے کہا ای سیلاب ہمارے شاہزادہ والا قدر کا یہ ارادہ ہے کہ طلسم نور افشان کو فتح کرین ای سودے مین نکلے تھے جا کر گرفتار ہوے ایک سال برابر قید رہے اب خداوند کریم نے سرسبزی دکھائی کہ قید سے چھوٹے وہی شاہزادہ کا قصد ہے تمھاری کیا رائے ہے اسمین کیا کوشش ہو سکتی ہے یا نہ فکر کرین سیلاب نے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ عالم ایک تدبیر ہے حضور کا سحر بھی مین نے دیکھا حقیقت مین ساحران نور افشان سے لطف سے مقابلہ پڑیگا ہوتی مناسب یہ ہے کہ طرف کوہ عجائب و غرائب کے چلیے اگر جنت خونریز کو مار لیا تو وہان سے نوج کا مددملیگا اگر حضور مع بائے طلسم کشا علامت مین داخل ہو چکے وہ طرف قید خانہ کے جاتے ہین آپ چلکر

جنگ خوب ہو چکی ہے مقابلہ ڈال دیجیے اگر چہ جوہر مقابلہ پر غالب آئے اور لوح مل گئی تو طلسم فتح کیا صاحبقرانِ
سکندر مرتبہ پر سوار ہوئے سلطان تخت پر ملکہ نیم طاؤس زرین بال پر شاہین عقاب پر ملکہ گلشن
ایک باز بلند پرواز پر جواہر خنجر زن عیار بانہائے عجیب ری سے آراستہ پشت پر سات ہزار
ساحروں کا لشکر اسی گرد فر سے طرف کوہ عجائب و غرائب کے چلے اب صاحبقران کا حال
تحریر ہوتا ہے جب صاحبقران کو خبر پہنچی کہ کسی جادو نے خیر دل نے لشکر شکول پہ شبخون مارا لشکر
ساحران بھاگ گیا سب کو صاحبقران نے ملک اخضر و زنار و فیروزہ و لالہ عذار و ماہ رخسار افسر
ساحران تین لاکھ ساحر پشت پر دیکھا اخضر کا قصد ہے میں پہلے قید خانہ پر جا پڑوں صاحبقران فرماتے ہیں
ای ملک اخضر لشکر کو روک کر چلو بالکل لشکر بر رہو اخضر کہتا ہے ایسا ہی ہوگا صاحبقران ذرا
جو غافل ہوئے اخضر نے کہا کہ ای زنار لشکر بڑھاؤں میں چاہتا ہوں کہ قید خانہ پر پہلے ہو چلوں شہنشاہ
کوکب کو جا کر رہا کروں زنار نے کہا کہ صاحبقران منع کرتے ہیں اخضر نے کہا کہ وہ آقا ہے
ہمارا مولا ہے قدر شناس جو مناسب جانتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم چاہتے ہیں آقا کو تکلیف نہو لیکے
اپنا طاوس اٹھایا تین لاکھ کا لشکر ملا کر دین روا روی کرتا ہوا جاتا ہی صاحبقران نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا
کہ لشکر اخضر کا نگاہوں سے غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو اخضر نے اپنا
ہی کہا کیا لشکر بڑھا لے گیا تم بڑھ کے خبر لو بلکہ انکو روکو خواجہ بھاگے لیکن شاخسار جادو
چالیس ساحران نامی چار لاکھ فوج لیے جنبش ہی کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی
حضور صاحبقران کا لشکر پیچھے رہا اخضر و زنار وغیرہ آگے بڑھ آئے یہاں سے دو کوس پر
لشکر اکر اترا ابھی جو وہ چلینگے تو قید خانے پر آ پڑینگے یہ سنتے ہی شاخسار اٹھی پکار کر آواز دی تم سب
ساحروں کو شاہ طلسم نے کس واسطے تکلیف دی کون ایسا ہے کہ جا کر لشکر ملک اخضر کو پامال کرے
یہ سنتے ہی ان چالیس افسروں میں سے بہمن چار دست بادہ کبر و نخوت سے مست آواز دی کہ ملکہ شاخسار
ابھی جا کر قیامت برپا کرتا ہوں راستہ روک دوں یہ کہکر بہمن چار دست چلا ایک صحرائے
ہولناک میں پہونچا بہمن چار دست زمین میں اوترا جھولی سے ایک تخم نکالا اسکو زمین میں بو
کر زمین پر سحر کرنے لگا تھوڑے عرصہ میں شاخیں پھوٹیں وہ شاخ بلند ہونے لگی پھر تھوڑے عرصہ
میں وہ شجر بلند ہو کر لہرایا ہر مقام پر پتوں کے خنجر اور تلواریں چمک رہی ہیں ہزارہا پیکان تیر شاخوں
میں نصب ہیں یہ شجر سحر بنا کر بہمن چار دست بدمست ایک خیمہ استاد کرکے بیٹھا اسمائے سحر پڑھ رہا ہے
قطع اسکی تحریر کرو ایک ساحر سیہ فام بد انجام توند نکلا ہوا کھار دے کی دھوتی باندھے ہوئے
دو سے زنار نکلے ہوئے سر منڈا ہوا سر اوپر سرخ کلاہ آنکھیں بھوبلی اسمیں کیچڑ بھرا ہوا ناک بہ رہی ہے
رنگ زرد زرد موکھو تاہ گردن تنگ پیشانی پر قیمت کی نشانی پالتی مارے بیٹھا ہی ایک ڈھولی ہاتھ میں
سحر اس بات بات میں ڈھول بجاتا ہی بھجن سامری کے گاتا ہی گویا سیف ابھار رہا ہی نہیں معلوم کیا کیا
بڑبڑاتا ہی جوں جوں غل مچاتا ہی نخل کو زور ہوتا جاتا ہی خنجر تلواریں چمک رہی ہیں بجلیاں کڑک رہی
ہیں بہمن بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا سامنے سے گرد اوڑی ملک اخضر مع زنار وغیرہ بصد جوش و خروش مرکب پرند
اڑاتا ہوا پشت پر سردار و ساحران نامدار جنکے نام لکھ چکا ہوں اخضر نے جو شجر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او

بہمن چاردست یہ کیا عجب ہوا کہ بیٹھا ہی کہیں جا نہ والے رہ گئے ہیں یہ کہکر اخضر طرف سرداروں کے
بلبلا کے آیا وہ اس ملعون نے ہمارا راستہ روکا ہے تم لوگ نہ آنا میں ابھی جاکر اس نخل کو کاٹتا ہوں یہ
شاخ بدعت کو جو کاٹتا ہوں یہ کہکر مرکب پرند کو اڑایا بلندی پر نخل کے دیا گولہ ارا سحر سے شعلے نکلے
اُسنے سنہری پتلے تلواریں کھینچے ہوئے سامنے اخضر کے تنے گا کیا علم ہوتا ہے اخضر نے کہا اس
نخل کو کاٹ کر گرا دو آپ ہوا پر ٹھہرا رہا پتلوں کو حکم دیا سب پتلے تیغیں کھینچے ہوئے نخل پر
گرے تلواریں زور نے لگیں خنجروں کو سنایا چند شاخیں کاٹیں بہمن نے ایک چیخ ماری اسکے ایک
چیخ مارتے ہی تلواریں چمکیں جس پتلے پر پڑی پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے پتلے مر مر کے گرنے لگے
زیر نخل لاشوں کے انبار ہیں پتلے سب بیکار ہیں جان دیے ہیں تلواریں توڑ رہے ہیں لیکن خبر
بھی سر نخل سے سحر کر رہا ہے بدن اپنا کاٹ کاٹ کر پھینک رہا ہے جب بدن کاٹ کے پھینکا تلوں
کو زور ہو جاتا ہے پتلے قتل ہو رہے ہیں ایک پہر کے عرصہ میں سب پتلے کٹ کے گرے اخضر
نے جو دیکھا کہ سب پتلے مارے گئے گردش کر کر آگے بہت سے پتے نخل کے ٹوٹ کے اخضر پر
گرے تلواروں نے زخمی کیا پیکان تیر زخم پر پڑے پتوں میں لپٹ کر اخضر زمین پر گرا
زنار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اخضر زمین پر بیہوش نظر آیا تاب نہ باقی رہی زنار کڑک کر
گری بہمن چاردست نے ایک زمین پر دو ہتھڑ مارا زنار بھی لڑکھڑا کر گری ایک طرف
فیروزہ دوڑی جھک کر گری یہی حال فیروزہ کا بھی ہوا ماہ رخسار و لالہ عذار بھی یونہیں جاکر
چینا لشکر جو ستر پڑنے لگے ہزارہا ساحر مارے گئے آخر سب کے سب بھاگے جاکر دڑہائے کوہ
میں چھپے بہمن نے سرمو نہ ناز ہیرا السیج بیٹھکر بہمن گانے لگا طوابہ کو جو امیر نے روانہ
کیا تھا خواجہ نے آکر یہ سانحہ دیکھا کہ اپنے سرداروں کے زیر نخل پڑے ہیں ساتھ والے سب
بھاگ گئے غم و حیران ہے کہ اب میں کیا کروں اس سوچ میں کھڑے ہیں کہ کیا تدبیر ہو کہ صحرا
گرد اڑتی دیکھا صاحبقران زمان آگے بڑھے ہوئے سب سرداران نامی پشت پر لشکر کی
سرداری کرتا ہوا آتا ہے امیر کو بڑھکر ہرکاروں نے جانبازی اخضر کی خبر سنائی عرض کی
کہ آخر یہاں تک لڑا کہ بیہوش ہوکر نخل کے تلے پڑا ہے زخم میں چور چور انتہا کے زخم کھائے بدعت
نہ ہوسکی یہ سنکر صاحبقران پکارکر اسم اعظم پڑھنے لگے عمرو نے جو دیکھا کہ اگر صاحبقران
جا پڑے نخل کا سحر سخت ہے ایسا نہ ہو کہیں بلا میں پھنس جائیں ایک جانب بھاگا دڑہ کوہ
میں آیا تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا سحر العجائب کی شکل بنکر تخت پر سوار ہوا پایہ بند
سے تخت کو اڑایا اڑاتے ہوئے چلے بہمن اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ اسنے دیکھا سحر العجائب
تخت کو اڑاتے ہوئے آتے ہیں اٹھکے سلام کیا پکارکر آواز دی ای بہمن چاردست
کیا کہنا کیا سحر کیا مجھے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے دیکھا معلوم ہوا کہ تمنے ساحروں کو بیکار کیا بہمن نے کہا اخضر کو
جزا دعوی تھا کیسا بیکار کیا دیکھیے بیہوش پڑے ہیں سحر العجائب نے کہا ہمکو سب حال معلوم ہے
کنیزان سامری نے سب کچھ مجھے کہدیا بہمن جھک جھک کے سلام کرتا ہے تخت اترا بہمن چاردست
نے پایہ تخت کو بوسہ دیا کہا اگر حضور نے سرفراز فرمایا ایک احسان اور کیجیے کہ چند ساعت تشریف رکھیے

لشکر حمزہ بھی آ پہونچا اُنکی تباہی بھی دیکھ لیجیے دیکھیے تو کس طور سے اسم اعظم نیند کرتا ہون حمزہ کو اپنے
اسم اعظم پر بڑا دعویٰ ہے سحر العجائب نے کہا ہم اسی واسطے آئے ہین کہ تباہی لشکر حمزہ دیکھین
یہ کہکر سحر العجائب نے کہا پتھال مین کیا رکھا ہے بہمن نے کہا شراب ہے واسطے پوجا پاٹ کے
رکھی ہے بھوگ سامری کا کر رہا ہون سحر العجائب نے گلابی اٹھائی کہا ہو جے کی سامری
کی شراب ہم پیئینگے بہمن نے کہا ای شہنشاہ اس شراب کو مین کیونکر عرض کرون کہ آپ اس شراب
کو نوش فرمایئے سحر العجائب نے کہا تصویر سامری نے خبر دی کہ جاکر اس شراب سے
ایک جام بہمن کو پلاؤ ایک تم بھی پیو سو سو برس عمر بڑھے گی یہ سنکر بہمن خوش ہو گیا
سحر العجائب نے کہا مین اسی واسطے آیا کہ بہمن نے کتنا بڑا کار نمایان کیا اسکا بدلا ابھی تو
مین کرون سو برس تمھاری عمر بڑھ جائے بہمن خوشی مین آکر گرد پھرنے لگا کہا ای شہنشاہ بڑا احسان
کیا غلام بھی خدمتگزاری کو حاضر ہے ابھی لشکر حمزہ کو تباہ کرتا ہون سحر العجائب نقلی نے
جام شراب بھرا قصد کیا کہ بہمن چہار دست کو پلاؤن لیکن سحر العجائب و مصر العذاب
تخت پر بیٹھے ہین ایک ساحرہ حاضر ہوئی اُسنے آکر عرضی دی سحر العجائب نے پڑھی اُسمین یہ حرف
شاخسار کے مرقوم تھا کہ ای شہنشاہ مبارک ہو بہمن چہار دست نے ساحران طلسم کش کا خاتمہ
کیا آپ مرآت واقعہ مین ملاحظہ فرمایئے کہ طلسم کش کا بھی خاتمہ ہوتا ہے اسم اعظم بند ہو گا تو کیا پھر لشکر
سلیمانی کا ملاحظہ فرمایئے سحر العجائب نے حکم دیا کہ ساحرہ کو خلعت دو کوشا لکھوا کر مرآت واقعہ
نکالا ایک آئینہ تہ دم اُسپر گرد پوش پڑا ہوا گرد پوش اٹھا کر سحر العجائب ایک بار اُن سے
کھلا ہوا آواز دی یا خداوند حال معلوم ہو کہ بہمن کیا کر رہا ہے آئینے مین دیکھا کہ بہمن پالتی مارے بیٹھا ہے
میری شکل کا ایک آدمی شراب پلایا چاہتا ہے گھبرا کر سحر العجائب نے آواز دی یا خداوند میری
شکل پر کون بیٹھا ہے آئینہ سے آواز آئی عمرو عیار تمھاری شکل پر بیٹھا ہوا بہمن کو شراب پلا کر مارا
چاہتا ہے جلد اسکی خبر لو یہ دیکھتے ہی سحر العجائب نے ایک چیخ ماری کہ ارے کوئی ایسا ہے کہ جا کر
بہمن کو بچائے مگر بہت جلد ہو پہنچے یہ سنتے ہی صمصام تیغ زن ایک ساحر اٹھا کہا مین ابھی جاکر
بچاتا ہون سحر العجائب نے گرد پوش ڈالدیا انتظار کرنے لگے صمصام چلا یہان وہ وقت ہے
کہ بہمن کے ہاتھ مین جام شراب خواجہ کہ رہے ہین کہ پیو یہ دعائین دے رہی ہے کہ آسمان سے آواز
آئی ای بہمن خبردار شراب نہ پینا یہ لٹتا ہوا زمین پر گرا عمرو نے کہا ای بہمن دیکھو حمزہ نے کیسا
بھیجا ہے اس شراب کی صفت کو کیا جانے ناحق منع کرتا ہے بہمن نے اٹھا کر گولا مارا صمصام بیٹھے
بیٹا ہوا تھا گولا جیسا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے یہان پہنچے سحر العجائب نے کہا تصویر سامری سے پوچھو
اسنے پتلی نکالی سحر العجائب نے پوچھا صمصام نے کیا کیا پتلی نے کہا کہ صمصام مارا گیا بہمن نے
مارا پھر عمرو و بہمن کو مارا چاہتا ہے سحر العجائب نے کہا کہ یارو یہ کیسا غضب ہوا اب دیر کرنے
مین دیر ہوگی پہلے انتظام کرلون ارے کوئی ادھر جائے اشتفاق جادو اٹھا سحر العجائب نے
ایک گولا بھی دیدیا اشتفاق چلا اُس وقت پہونچا کہ بہمن شراب پیا چاہتا ہے کہ اشتفاق نے آواز دی
خبردار شراب نہ پینا یہ کہکر اُسکو گولا مارا بہمن و عمرو دونون گرے دونون بیہوش ہو گئے

بہمن کی تو زبان ہی سوزن دیا عمرو کی کمر مین پنجہ دبا لیکر چلا ہمرکارون نے خبر دی کہ اشفاق جادو آیا تھا عمرو و بہمن کو لیے جاتا ہی صاحبقران نے جو دیکھا مرہ کرکے چلے جا کر نخل کے قریب پہونچے نخل سے تلوارین برسنے لگین ایک طرف سے برق بھاگا ٹرچا ہوا جاتا ہی صاحبقران زیر نخل تلواردن سے لڑنے لگے تلوارین خنجر نخل سے گر رہے ہین اسیسہ اسم اعظم پڑھ کے تلوارون کو خنجرون کو دفع کر رہے ہین اشفاق جادو لیے ہوئے بہمن و عمرو کو جاتا ہی کوس بھر بڑھا ہی کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا ایک جادوگر دوڑا ہوا چلا آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای اشفاق ٹھہر جا مجھے کچھ کہنا ہی مجھکو شہنشاہ نے بھیجا ہی اشفاق ٹھہر گیا وہ ساحر قریب پہونچا آنے کے ساتھ ہی اشفاق کو سلام کیا کہا شہنشاہ نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ عمرو کو زندہ ہمارے پاس نہ لاؤ قتل کرکے سر خواجہ کا مانگا ہی کہ اس شخص نے بڑے بڑے ساحر مارے اسکا آنا ہمارے قلعہ مین بہتر نہین اشفاق نے کہا ہم عمرو کو قتل کرینگے یہ کہکے عمرو کو چھین لیا اشفاق بھی بڑھ گیا اس ساحر نے خنجر کھینچا اشفاق دیکھ رہا ہی ساحر چلا کہ عمرو کو قتل کرے گھبرا کر کہا دیکھیے شہنشاہ بھی آتے ہین انکو بہین نہ بڑا جیسے ہی اشفاق پلٹا ساحر نے کوکھ پر خنجر مارا اشفاق کا شکم چاک قصہ پاک عمرو کو ہوش آیا دیکھا برق فرنگی کھڑا ہی عمرو نے کہا بہمن کا بھی مرکات مے برق نے بہمن کا بھی سر کاٹا دونون کے مرنے کی آواز آئی صاحبقران زیر نخل لڑ رہے تھے کہ وہ نخل گرا تلوارین خنجر سب بیکار ہوے تھے جل گئے ملک اخضر و زنار وغیرہ ہوشیار ہوکر اٹھے اخضر نے کہا کہ ای آقا اب تامل نہ کیجیے سب لشکر کو ہم نے تیار کیا اسیطرح رد و ردی کرتا ہوا پھر چلا صاحبقران غیر ساحرون کا لشکر لیکر بڑھے فرماتے ہوے کہ ای اخضر پیچھے پیچھے چلو اخضر کہتا ہی کہ مین حضور کی بات کو نہین مانونگا آرزو ہی کہ جا کر شاخسار کو مارون گو کہ سب کو ... رہا کرون یہ کہتا ہوا بڑھا صاحبقران بھی اخضر کو منع کیے ہوے آتے ہین شاخسار جادو باغ ویران مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکہ عالم بہمن چار دست مارا گیا صاحبقران بڑے زور و شور سے آتے ہین ہین لاکھ جادوگرون سے ملک اخضر آگے بڑھا ہوا آتا ہی یہ سنتے ہی شاخسار گھبرا گئی جو ساحر تیار بیٹھے ہوے ہین انسے کہا صاحبو کیا اخضر آتے نپائے چالیس افسر اٹھے بائیس لاکھ کا لشکر گرکتب و بران و لاچین و بلقیس و مخمور و بہار دستہ حسین وفا شہزادہ سرو سہی قد و مہران جوان بخت ان سب قیدیون نے جو ہنگامہ سنا خوشیان کرنے لگے کہتے تھے آقاے نامدار آتے ہین سب تو خوشیان کر رہے ہین مگر ملکہ بران حیران و پریشان مان سے عرض کرتی ہین ای والدہ ماجدہ ہمین امید نہین کہ زندگی مین آقاے نامدار کو دیکھین دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

جو دلکو زلف صنم کا خیال ہوتا ہی	یہ دم انکھتا ہی سودے کا مال ہو کر	کبھی جو وصل کا ان سے سوال ہوتا ہی
حباب صاف جمال کا حال ہوتا ہی	جو دل مین بوسہ رخ کا خیال ہوتا ہی	تو انکا لال رنگ سے گال ہوتا ہی
ولیل و خواب ز [illegible] حال [illegible]	فراق یار مین آخر یہ حال ہوتا ہی	جو چھیڑتا ہون مین انکو [illegible]
تمھاری باتون سے مجھکو ملال ہوتا ہی	وہ سرو ناز جو کہتا ہی سیر گلشن کو	خوشی سے پھول کے غنچہ نہال ہوتا ہی

تمھارے سر کی قسم کھا کے یار کہتا ہوں
مرے چھپانے کو تیار حال ہوتا ہے
کچھ عبادت بجا رجب وہ آتے ہیں
کلام کا بھی تو کرنا محال ہوتا ہے
گلے پہ چلتی ہے یاں ڈنگ سے چھری گویا

وہ چال چلتے ہیں جو دل پائمال ہوتا ہے
اب اپنا دور ہے آگے تھا دور مجنوں کا
مریض عشق کا چہرہ بحال ہوتا ہے
یقین ہوا کہ یہ چھوڑ رنگ لائے گی مہندی
کوئی جو تیغ نگہ سے حلال ہوتا ہے

نہائے تھے جو میں چھپ کے سلائی سے دن بھر
ہر اک ماہ میں ان کی کمال ہوتا ہے
برنگ غنچہ سربستہ مرے دہن آ کے
وہ ہاتھ ملتے ہیں جسکو ملال ہوتا ہے

مان نے کہا پی پی یاس کی باتیں نکرو پروردگار سنتے ہے دن دکھاوے گا لشکر صاحبقران قریب آیا خدا فتح نصیب کرے دشمن قتل ہوں جانفشاں افسر گئے ہیں بائیس لاکھ فوج ہے یا سمندر کی موج ہے لشکر صاحبقران کا کم ہے سہ وسیع تعداد دیو مہتران جوان بخت اشارہ کر رہے ہیں کہ جب زندانخانہ ٹوٹے جھٹ پٹ نکل چلنا یہاں ملک اخضر بڑھتا ہوا آتا ہے کرودا فرستار و قہار آگے بڑھے ہوئے نو لاکھ فوج انکی پشت پر دونوں نے بڑھکر نعرے کیے ارے اخضر اب نہ آگے بڑھنا ہم ستار و قہار جادو ایک طرف سے آواز آئی ہم معکوس آئینہ دار چار لاکھ جادوگر انکے ساتھ ہیں اخضر تو آمادہ تھا ستار و قہار کے لشکر پہ جا پڑا نہ نار چلیو کہ ملاکر معکوس پر جا پڑی یا فیروزہ اسکی مدد کو پہونچی دونوں نے جو سحر کیے زمین ہلا دی اخضر نے بال زنجیر اپنے آسمان پر پھینکے باران سیہ آسمان سے برسنے لگے جسکو کاٹا پانی ہو کر بہ گیا ستار و قہار نے تلواریں برسائیں اخضر نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے دو کالے جوان سامنے سے آئے تلوار ان کو روکنے لگے تلوار ان کو توڑ کر پھینک دیتے ہیں ملک اخضر کو بچاتے ہیں اپنا سر آگے کر دیا انکے سر پر تلوار تاثیر نہیں کرتی جو تلوار گری چمن سے ٹوٹی ستار و قہار نے آگر تیغہ سحر کا وار کیا اخضر نے دونوں کی تلواریں پھینک پھینک دیں مدلوں کو چیر کر پھینکا دونوں کے مرنے کی آواز آئی ستار و قہار کے مرتے ہی نو لاکھ ساحروں نے شکست کھائی اخضر انکو مارتا ہوا جاتا ہے جب گولا مارا سو دو سو کے سر اڑے کہ ہنگامہ برپا کیا ہے لیکن معکوس آئینہ دار جو تین لاکھ فوج سے مصروف جنگ ہے اسکے کان میں مرنے کی ستار و قہار کے آواز آئی کہا یارو انکو کس نے مارا نو لاکھ فوج کے افسر تھے معکوس آئینہ چمکاتا بھرتا ہے جسپر عکس پڑا حیران ہو کر بھاگ گیا ایک ہرکارے نے خبر دی ملک اخضر سبز پوش پادشاہ طلسم مینو سواد بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے اسنے ستار و قہار کو مارا یہ سنکر معکوس آئینہ دار تلاش کرتا ہوا اخضر کو چلا اخضر نے فوج کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں ملکہ زنار و فیروزہ پڑھی ہوئی سامنے چلی آتی ہیں معکوس نے جرات سکندری کی آئینہ بڑھ کے زنار کو دکھایا جیسے ہی عکس آئینہ کا زنار پہ پڑا شکل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان اسباب سحر پھینک دیا معکوس جھٹا کر زنار کا سر کاٹوں فیروزہ نے بڑھکر گولا مارا معکوس نے آئینہ چمکایا گولا الٹا پلٹا یا آئینہ پر فیروزہ کے پڑا پاؤں فیروزہ کا بھی ہوا فیروزہ و زنار عکس آئینہ سے بیکار ہیں جو بیان دونوں نے پھینکیں وہی جا ہی ہیں دم شمشیر پر گلا رکھیں معکوس نے اس نو لاکھ فوج کو بھی روکا آواز دی یارو آگر تھا جسکو افسر مارے گئے میں برائے جانبازی تمھارے ساتھ موجود ہوں جگر لڑو دیکھو میں نے فیروزہ و زنار کو بیکار کیا تمھارے مالک کے قاتل کو بھی ڈھونڈھ کر مارتا ہوں اخضر نے دور سے دیکھا زنار و فیروزہ

قتل ہوا چاہتی ہیں عجب کہ جیسے ہی سامنے معکوس کے آیا معکوس کی چوٹ بندھی ہوئی ہے آئینہ
دکھادیا آئینہ دیکھتے ہی اخضر گھبرایا شل زنار و فیروزہ کے چھلی تو بہکی کہ سحر کرنا موقوف رہا
ساحروں نے جو دیکھا کہ اخضر ایسا جوانمرد حیران گھبرا رہا ہے سحر کرنا موقوف پریشانی میں معروف
معکوس پڑھتا ہوا چلا آتا ہے کہ ان تینوں انسونکو قتل کر دیں ملازموں نے بڑھکر سینے اپنے سپر
کردیے معکوس بے خوف ساحروں کو قتل کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران
زمان مع لشکر غیر ساحران پیدا ہوے امیر نے دیکھا لاکھوں لاشہ پڑا ہے فرمایا اخضر نے ہمارا
کہنا نہ مانا کہ معروف جنگ ہوے ساحروں کے بڑے جادو میں اسم اعظم پڑھتے ہوے بڑھے
طرف سے قید خانے کے بھی گرد اڑی رحیل جادو و قتیل جادو سات لاکھ فوج لیکر پہنچے معلوم
ہے کہ شاخسار جادو آپ تو قید خانہ میں ہے انسو نکو فرمانا بھیج رہی ہے انجام یہ ایمان ہے
کہ جب ان نوجوں سے کچھ نہو سکے تو قیدیوں کو لیکر فوج کی سپاہ کے نکالو ان رحیل و قتیل
وہ پہنچے معکوس نے آواز دی تم سب بڑھکر صاحبقران کو روکو خدا بھی غافل ہوں تو لیں ہم
حملہ کرو ان حرم میں بھی مسلمان رحیل و قتیل اسم اعظم سے ناواقف رحیل نے بڑھکر صاحبقران
پہ ایک طمانچہ کا مارا امیر نے رو کر اسم اعظم پڑھا جو بعقرب کا ہاتھ مارا رحیل کی رحلت ہوئی قتیل
جا پہنچا کہ کہی ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں قتیل نے بڑھکر جا کمر میں پنجہ دو دن
امیر نے اسپر بھی ہاتھ مارا قتیل بھی مقتول ہوا دونوں ساحروں کے مرنے کی آواز معکوس نے
سنی کتنا ہی یاد رہے کیا سحر کرتے ہیں رحیل و قتیل کے مرتے ہی سات لاکھ ساحر بھاگے کہ پھر گرد
اڑی نعرہ ہوا نام مسحوب و مکتوب جادو پانچ لاکھ فوج سے یہ بھی آئے صاحبقران زمان شیرانہ
جنگ کرتے ہوے مسحوب و مکتوب جادو پر جا پڑے مکتوب کا دوسشنہ تمت کو دوا ہوا امیر نے
تاک کر تیر مارا مکتوب کا شیرازہ کھل گیا تیر نے خطا کی تیر بان جرات صاحبقران ۔ مکتوب
زمین پر گرا مسحوب بڑھا تھا امیر نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار نکلا مسحوب بھی زمین پر گرا ان
انسروں کے مرنے کی آواز سنکر معکوس آئینہ دار چلتا ہے کتنا ہی یاد رہے کیا سحر ہو جو انسر آیا مارا گیا
جیشکر بڑھا اخضر و زنار کو پکار کر کہا ہے ایک و سنگ دی آئینہ چمکایا سب نے دیکھا کہ معکوس
غائب ہوا صاحبقران جس مقام پر کھڑے ہوے لڑ رہے تھے دیکھا زمین شق ہوئی معکوس نے
سامنے آکر آئینہ چمکایا جیسے ہی عکس آئینہ کا صاحبقران پر پڑا اسم اعظم فراموش ہوا اشقر اسی مقام پر
بیٹھ گیا خواجہ عمرو و کلیم اور جتنے رہے یہ سب معرکہ دیکھ رہے ہیں طرفہ سے معلوم ہوا کہ اسم اعظم
صاحبقران کو فراموش ہو گیا پریشان ہوا یا تو مردونکو برہنہ کر رہے تھے یا ایک جانب چلے
ہوش اڑتے ہوے کہ ای عمرو کیا کروں حمزہ کو اسم اعظم فراموش ہوا اس سوچ میں جا ماہی معکوس
نے دیکھا اسم اعظم صاحبقران تو میں نے بند کیا مگر صاحبقران پر کسی کا تیغ تاثیر نہیں کرتا الحج
شیرانہ لڑ رہے ہیں چہرہ اور دس عالم ہاں اشقر نہیں پڑھتا ساحروں نے مرلو کیا ایک مقام پر
کھڑے لڑ رہے ہیں جو صاحبقران کے قریب آیا سحر کیا امیر نے ہاتھ مارا انکے دو ٹکڑے ہوے
گرد اشقر لاشوں کا انبار امیر معروف جنگ ساحر اپنی جان سے تنگ معکوس نے آئینہ چمکا کر آواز دی

اے آئینہ سحر حمزہ کی قلعی کھول دے سب حال آئینہ ہو گیا جب ہر کہ حمزہ اسیطلح اسم اعظم کے بند ہونے پر
بھی اسی زور شور سے لڑ رہے ہیں اگرچہ زخم کھاتے ہیں ایک طور پر جنگ ہے ہر ایک مرجانے
سے تنگ ہے آئینہ سے آواز آئی اے معکوس تو نے اسم اعظم حمزہ کو بھلایا اُسکے پاس حرز ہیکل موجود
ہے اسپر نقش سیود ہے جب تک حرز ہیکل نہ لے گی حمزہ اسیطلح لڑیگا یہ سنکر معکوس پھر غائب ہوا
خواجہ عمرو تو فکر میں معکوس کی نکلے ہیں الا لعذار وماہ رخسار جو بڑھکر آئیں معکوس نے
اُنکو بھی آئینہ دکھا دیا یہ بھی دونوں بیکار ہوئیں لشکر ساحران پر آفت بخیر ساحرون پر مصیبت
ہزار ہا بندگان خدا بے بس و بیکس ہو کر قتل ہوئے پھر صحرا سے گرد اٹھی نعرہ ہوا منم
ذلال و ملال جادو افسر ساحران دونوں آتے ہی چار لاکھ ساحرون نے سحر کرنے لگے لشکر
بہرام کے تمام جنگی گیتی کر رہے تھے تیر اندازی میں مصروف ذلال نے آبرو داری دکھائی گولہ
مارا کسی سحر جنگی نے بہرام نے جو دور سے دیکھا ذلال نے سنکارہ ڈالدیا بہرام ایک گوشہ میں
آیا تاک کر تیر مارا ذلال بھی مارا گیا ملال کو بڑا رنج ہوا بہرام پر گولہ پھینکا بہرام کے ہاتھ سے تلوار
چھلی سپر پشت سے گری مرکب بدلگامی کرنے لگا مقبل نے جو دور سے دیکھا کہ بہرام سحر میں
ملال کے پھنسا تاک کر تیر مارا سینہ کو توڑ کر پشت پار گذرا ہنگامہ ہوا معکوس فکر میں ہے کہ حرز ہیکل
صاحبقران سے لون اسم اعظم تو بند کر چکا ہون ایک جانب چلا کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے
دوست صادق محب وائق کیا مزے سے رہے ہو خوب سبکو بیکار کیا پلٹ کر معکوس نے
دیکھا سحر العجائب تخت اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں معکوس نے جھککر سلام کیا کہا حضور نے
کیوں تکلیف فرمائی میں نے سبکا خاتمہ کر دیا اسم اعظم بھی بند کر دیا یہ بتلایئے کہ حرز ہیکل حمزہ سے
کیونکر لون سحر العجائب نے آواز دی میں آتا ہون ترکیب لینے حرز ہیکل کی بتاتا ہون یہ کہکر
سحر العجائب تخت سے کود معکوس سے کہا کہ میرے پاس اب ایک ایسا سحر ہے بتاؤں کہ حرز ہیکل
حمزہ کے گلے سے اُتر کر چلی آئے معکوس دوڑا قریب سحر العجائب کے آیا کہا اے معکوس آنکھ
چھپا لے اسکا عکس مجھکو بیقرار کرتا ہے معکوس بھول گیا کہ میرے سحر سے بادشاہ طلسم ہراتے
ہیں آئینہ بغل میں چھپایا جیسے ہی سحر العجائب کے قریب آیا کہا اے معکوس دیکھو بڑے بھائی جناب
آتے ہیں تمہاری تعریف کرتے ہیں خلوت بھی لائے معکوس خوش ہو کر پلٹا نعرہ ہوا منم مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری یہ کہکر خنجر مارا معکوس کا شکم چاک قصہ پاک معکوس کا مرنا تھا حمزہ
وغیرہ نے مہلت پائی فوج ساحران پر جا پڑے سحب گولہ مارا ہزار دو ہزار کے سر کٹے تھے صاحبقران
اسم اعظم کھلا اشقر کو بڑھایا بسم اللہ فوج نے شکست کھائی پھر غول میں یہی غلغلہ تھا کہ زنارو
فیروزہ نے آگ لگا دی اخضر نے تیر و بالا کر دیا لاشہائے ساحران سے میدان کارزار بھر دیا
ملکہ شاخسار قید خانہ میں مخمل رہی افسروں کو بھیج چکی تھی پڑھکر خبر ہو چکی ہیں کہ افسران فوج
سب مارے گئے معکوس نے جنگ کو روکا ہے یکا یک باغ ویران میں اندھیرا ہوا دیکھا سب
بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں پکارتے ہوئے کہ حضور معکوس بھی مارا گیا لشکر صاحبقران زیر
دیوار باغ ویران آ پہنچا شاخسار گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئی دیکھا صاحبقران دریائے خون میں

سناتے ہوئے شمشیر برہنہ ہاتھ میں ساحروں کو قتل کرتے ہوئے آتے ہیں اخضر و زنار و فیروزہ
دلال عذار و ماہ رخسار نے آگ لگادی یا ں برسایا سامنے باغ ویران کے گیارہ لاکھ ساحروں کا
کھیت رہا شاخسار نے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھ گئی کہ معکوس ایسا جادوگر مارا گیا اب میں کیا کر سکونگی
پس سحر چلر کو ٹھیرے ہوئے اسیری تخت سحر تیار کیا مہران جوان بخت و سرو سہی قد کو ایک تخت پر
سوار کیا شمیم جادو کو حکم دیا انکو قید لیکر طرف قصر سیاہ کے چلو شمیم جادو دس ہزار ساحر انکو
لیکر بیچ قید سرو سہی قد چلی شاخسار نے شہنشاہ لاچین و بلقیس و مخمور و بہار و مہ جبین کو ایک
تخت پر سوار کیا مکمل جادو سے کہا تم لیکر طرف قصر سیاہ کے چلو مکمل جادو ان تینوں کو لیکر چلی
کوکب و براں و ناسمہ کو بھی تخت پر سوار کیا جنجل جادو سے کہا تم ان کو لیکر طرف قصر سیاہ کے
چلو یہ سب ساحر قیدیوں کو لیکر روانہ ہوئے شاخسار ان سب کو بھجکر باغ ویران سے نکلی دیکھا
صاحبقران گرز سلیمانی زرمان ہاتھ میں لیکر خندق کے قریب آئے مرکب کو مہمیز کیا خندق کو دراکر
قریب پھاٹک کے پہونچے گرز مارا کہ پھاٹک گرا شاخسار سر پٹکنے لگی پر پرواز پیدا کرکے بھاگی
صاحبقران نے کئی وار مارے تیروں نے خطا کی شاخسار نے سحر کے جلا دیے اور آواز دی
کہ حمزہ باغ ویران میں کیا رکھا ہے قیدی سب نکل گئے یہ کہکر مثل ستارہ سحری چلی آسمان پر جا کر غائب
ہوئی صاحبقران مع اخضر وغیرہ باغ ویران میں آئے دیکھا حقیقت میں باغ ویران ہے نکل
چلے ہوئے رفیقوں کو کمی ہوئی صاحبقران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں کہ کوکب کہاں قید ہو
اسیری ہوا ایرج کی زینت پہلو کدھر ہے مکانوں میں گھسے سب سے زیادہ عمرو کو ملاقات کوکب کا
اشتیاق ہے کہ اپنے برادر بجان برابر کو رہا کردیں ہر مکان میں دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں ہر مکان کو خالی
پاتے ہیں ایک جادوگرنی ضعیفہ بیٹھی تھی اس سے صاحبقران نے پوچھا کہ سب قیدی کیا ہوئے
اس ساحرہ نے کہا ای شہریار شاخسار سب قیدیوں کو تخت پر ڈالکر لے گئی صاحبقران نے کہا
آخر کس مقام پر لے گئی اسنے کہا اے شہریار یہ ثابت نہیں ہوا یہ میں نے دیکھا کہ جب معکوس کے مرنے
کی خبر اڑی تب شاخسار نے سب قیدیوں کو تخت پر سوار کر کے کہیں روانہ کردیا صاحبقران
بہت روئے فرمایا شاخسار نے بڑا ظلم کیا یہ فتح بعین شکست ہوئی روتے ہوئے باغ ویران سے
باہر نکلے پہلوے باغ ویران میں لشکر اوتارا زنار نے عرض کی اب حضور کو تدبیر طلسم کشائی طرف
کوہ عجائب و غرائب کے چلنا چاہیے خدا نے فضل کیا تو وہیں سب کا پتہ ملیگا صاحبقران کو
جدائی کا کوکب کے قلق دامنگیر ہے مقدم فتح طلسم کی تدبیر ہے یہ فرما کر اخضر کو بلایا بلا کر حکم دیا کہ سویرے
لشکر تیار ہو طرف کوہ عجائب و غرائب کے کوچ کرینگے امیر تو اس فکر میں ہیں کہ وقت بہ وقت گردش
ہوگا لیکن شمیم جادو جو لیے شاہزادہ مہران جوان بخت و شاہزادہ سرو سہی قد کو لیکر چلی تھی سوا بیدی
ازلی جو ہولی جبال ہر شاہزادہ ضیغم شیر شکار مہ رخسار برق وش سلوہ صحرا میں فردکش ہیں ہر رنگ
لب یار تیار رہا کہ دوشا [illegible] ہوا آیا عرض کی ای شہریار باغ ویران فتح ہوا صاحبقران پہونچ گئے ہیں
جنگ میں شہرے لاکھوں آدمی کا کھیت ہوا شاخسار جادو نے قیدیوں کو جا بجا روانہ کیا شمیم جادو
ساتھ بارہ ہزار ساحروں سے مہران جوان بخت و سرو سہی قد کو لیے ہوئے طرف قصر سیاہ کے

جاتی ہے یہ سنتے ہی ضیغم نے فرمایا ہمارا مرکب تیار کرو برقان برق وش اٹھ کھڑی ہوئی تھا ری
شہر یار شمیم جادو بڑی زبردست ساحرہ ہے بارہ ہزار جادوگر ساتھ ہیں آپ کے یہاں کوئی نام سے بھی
سحر کے واقف نہیں سب دیوانے جنگلی وحشی آپنے مار مار کے انکو آدمی بنایا ہے جو وقت ساحرون نے سحر کیا
یہ سب بیکار ہو جاینگے آپ آنکھ سے تماشہ دیکھیں میں جا کر سحر کرتی ہوں وہ سب آپس میں لڑینگے آپ
دونوں شاہزادوں کو رہا کیجیے گا ضیغم نے کہا ای ملکہ علم بڑے شرم کی بات ہے کہ میرا بھائی مہران
جوان بخت دوسرے یہ شاہزادہ سرو سہی قد فرزند بادشاہ جمجاہ اس مصیبت میں ہوں اور میں
بجا ہوں کیونکر زندہ رہوں یہی آرزو ہے کہ لڑ بھڑ کر جان دوں یا ان شیرون کو چھڑا لاؤں ٹھہرنا مناسب نہیں
ہر چند برقان نے کہا ضیغم نے نمانا سوار ہو کے کوس ترکی کو بجایا صحاق و دیلمان خیبری گھوڑوں
سے فزاقون کے تیار ہو کر آئے برقان تڑپ گئی جی میں کہتی ہے دیکھیے انکی محبت میں کیا رنگ ہوتا ہے
عجب دیوانہ کا ساتھ ہے جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں ضیغم نے شیر نگ سے کہا بڑھکر خبر لاؤ کہ شمیم کدھر
سے جاتی ہے عیار چلا تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا شمیم جادو طاؤس پر سوار مہران جوان بخت
و سرو سہی قد ایک ارابہ پر چار جانب ساحر گھیرے ہوئے نمایان ہوئی ضیغم نے نوبت بجا دی قزاقان
بد ریدہ بوق بجتے ہی سب مشتعل ہوئے ضیغم نے قریب لشکر کفار جا کر پھر بوق بجایا آواز دی ای قزاقان بزنید
تلواریں کھینچکر دیوانہ کرے بیٹھے وار میں دو ہزار ساحر مارے شمیم حیران تھی کہ کیونکر سحر کروں گھوڑے
برق وش نیزہ مارا اور ہاتھ کے کبھی تیر چلائے کبھی نیزے سے جھکی کبھی برق شمشیر چمکی برقان برق وش
برق جہندہ نشکری ہزاروں کو کاٹ کر نکلتی ہے کہ ساحر گھبرا گئے ہر طرف سے مارش کے دھنے
مار کر بھگائی ہر جس بیک کر کے وہ سب کو کاٹ کر نکلی ملکہ برقان بڑھتی ہوئی سامنے شمیم کے پہنچی
للکارا او شمیم بہتر یہ ہے کہ شاہزادہ ضیغم شیرشکار کی اطاعت کر ورنہ زندہ نہ بچیگی برقان کو دیکھکر
شمیم نے کہا تمہاری تلاش تو شاہان طلسم کر رہے ہیں مشہور ہے کہ لیا برقان نکلیں تم یہاں بیٹھی ہو نیا
دھندا کیا ہے شکیں باندھ کر تمہیں لیجاؤنگی شاہان طلسم تم کو سزا دینگے برقان معشوق نازک مزاج شاہان
عالم کے سر کا تاج یہ کلمہ سنکر جھلا گئی غصہ میں چہرہ سرخ ہوا جواب دیا میں کیا شاہان طلسم کی لونڈی ہوں
جو مجھکو سزا دینگے ارے تو جا تو بجا تجھ ضیغم لڑنے ہوئے سامنے پہنچے شمیم کی جو نگاہ پڑی ایک جوان
مہ مقبول آفتاب تمثال خورشید جمال یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ لیاقت نیزۂ صاحبقران
صاحب شوکت و شان وارث سریر جہانبانی حسن میں یوسف ثانی شمیم دیکھکر گرمی پسینہ آگیا قلب
ٹھہر اگیا کہا ای برقان نگینہ الماس کا چن لیا خوب معشوق پایا پکار کر آواز دی ای جوان میرے پاس آ جا تو
لیگا میں پہلو لگی وہ مرتبہ دوں کہ عالم عالم رشک کرے برقان نے جو یہ باتیں سنیں گرو ک کر کری
شمیم کے دو ٹکڑے کیے سب ساحر فریاد کرنے لگے پکارے کہ ملکہ برقان ہم آپکے تابعدار ہیں شمیم
نے آواز دی چار ہزار جادوگر شریک ہوئے ضیغم نے اگر مہران جوان بخت کو قید سے رہا کیا
پشت مرکب پر سوار کیا شہزادہ سرو سہی قد کے واسطے تخت طاؤسی تیار کیا نقارہ پر چوب پڑی
وہ شوکت و شان سے اپنے لشکر میں آئے شہزادہ سرو سہی قد نے فرمایا ای ضیغم اب طرف طلسم نور افشاں
کے چلو چار ہزار ساحر و نکو برقان نے آراستہ کیا تینوں شہزادوں کے عیار خبر لائے کہ صاحبقران

زمان طرف کوہ عجائب و غرائب کے گئے ضیغم نے کہا چلو دوسرے دن جب گرد فرسے کوچ کیا
برقان برق وش نے ایک سحر ابر تیار کیا اُسمین مخفی ہوئی چار ہزار ساحرون کا لشکر اسی ابر مین چھپا ہوا
طرف طلسم نور افشان کے چلے تینون جوانون نے نقابین چہرون پر ڈالین کوچ کر کے چلے پانچ کوس لشکر چلا ہوگا
ایک صحراے سبزہ زار مین فرودگش ہوے لشکر اتر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی ضیغم دیکھنے لگے برق وش بھی
بھی کھڑے ہین برقان برق وش نے لشکر اپنا عقب مین اوتارا گرد جو اڑی تھی دیکھا ایرج نوجوان
مع سرداران عالیشان بیٹے معصوم کے دن سوار لشکر کو آراستہ کر کے آیا ہوا لشکر پر ابر فیروزی آئینہ
ہماے بلند پرواز ہے کہ چھاے ہوے ہے ایرج کا لشکر آ گیا ضیغم نے کہا ای شہریار اگر سرکار کے
خلاف منظور ہو تو اس کر با فروش بازاری کی گردن مین سرو سہی قد نے کہا یا ای برادر صاحبقران
زمان کوچ کرکے طرف کوہ عجائب کے گئے یہ بھی وہین جاتے ہین لہذا اگر انکو ستایا تو مسلمانان
گھبرا یا جنگجو جاتے ہین جانے دو مہران جوان بخت نے کہا حضور کیون پانچ ہوتے ہین
انکی گردن بیٹے دیجیے ہم بھی شکار کھیلین سرو سہی قد چپ ہو رہے ضیغم نے دو پہر رات گئے
نوبت ترکی کو بجایا نعمان بارہ ہزار قزاق لیکر آیا ضیغم جا پڑا ایرج پر شبخون مارا نعرہ کیا منم شیر بیشہ
جرأت یکتاے میدان جلالت شاپور نے جا کر ایرج کو خبر دی کسی نے آکے لشکر پر شبخون مارا ایرج
نوجوان سلاح سے آراستہ ہو کر نکلے دیکھا آج تو مدت کے بعد قزاقون کو دیکھا کہ لڑ رہے ہین
حیران ہی کہ ای ایرج کون ہین چند دور سے دیکھا ایک نقابدار برق وش شمشیر زنی کر رہا ہی جسپر جا پڑتا
جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے انسر دن کو تاک تاک کر مار رہا ہی خیمون مین آگ لگا رہا ہی
طنابین کاٹ دین خیمے گرائے گئے سوارون کو روند ڈالا ایرج نوجوان جا پڑے پکار کر آواز
دی کہ او نقابدار مغرور خبردار آگے نہ بڑھنا منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان
نقابدار نے نیزہ دکھایا ایرج نے اپنا نیزہ اٹھایا نقابدار نے نیزہ گھوڑے کی آنکھ مین مار دیا
گھوڑے نے چیخ مارا ہر چند ایرج نے سنبھالا گھوڑا کیونکر سنبھلے آنکھ مین نیزہ اترا ہوا ہی اوپر سے
نقابدار نے سر ایرج پر ہاتھ مارا ایرج گھوڑے پر سے کود پڑے سر ایرج کا تھوڑا سا زخمی ہوا اس زخم کاری
مین ایرج کو یہ خیال ہی کہ میں گھوڑے سے نقابدار تو اٹھاون نقابدار نے گھوڑا بھگایا ایرج نے چاہا کہ
پیچھا کرون نقابدار نے پلٹکر ایک اور نیزہ مارا کہ شانہ بھی ایرج کا نشانہ ہوا ایرج لڑکھڑا گیا نقابدار نے
نکلتے نکلتے بوق ترکی کو بجایا ای قزاقان بد ریتہ سب قزاق سمٹ کر ایک طرف آے جمع ہونے پاے
تھے کہ نقابدار قزاقون کو لیکر نکل گیا ایرج کو سپاہیون نے اٹھا یا دیکھا سر زخمی شانہ زخمی عجب
پریشانی مین ایرج کو پایا شاپور قریب آیا ایرج نے فرمایا ای شاپور رنج معلوم یہ ہوا کہ اسد
نے آکر شبخون مارا شاپور نے کہا کہ مین دریافت کرونگا یہ کہکر شاپور روانے خبر کے چلا یہان جو ضیغم
لشکر مین آیا حکم کیا ابھی لشکر تیار کرو اسی وقت لشکر تیار ہوا سرو سہی قد نے کہا یہان سے آج کوچ
نہ کیجیے ضیغم نے فوراً اسی وقت لشکر تیار کرکے کوچ کر دیا شاپور جو آیا دیکھا لشکر ندارد کوئی ایک
دو بوڑھے جو چلنے کے لائق نہ تھے وہ رہ گئے ہین انہون نے پوچھا کچھ حال نہ ثابت ہوا لاچار پلٹ کر
خدمت ایرج مین آیا عرض کی کچھ ثابت نہین ہوتا ایرج نے اس زخم داری مین کوچ کیا ضیغم پانچ

کرسی پر آ کر اترے بیٹھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شبتاب کوہ پیکر ساٹھ ہزار فوج سے جاتا تھا ضیغم کو دیکھکر
ٹھہر گیا ہرکارون کو بھیجا کہ جا کر دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہے ضیغم کنارے کھڑے تھے اُنسے ہرکارون نے
پوچھا یہ لشکر کسکا ہے ضیغم نے کہا سرکوب کافران ملک الموت ساحران تمھارا افسر کیون پوچھتا ہے
کیا ہم اُسکے باپ کے نوکر ہین ہرکارون نے جا کر افسر سے یہی فقرہ کہدیا افسر نے غصے مین آ کر طبل جنگی بجوایا
کہا ہم جانتے ہین آجکل سب طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہے یہ نقابدار چھپے ہوئے جاتے ہین ہم
نہ بڑھنے دینگے یہ کہکر لشکر کو تیاری کا حکم دیا تیاریان ہونے لگین ضیغم کو بھی خبر پہونچی کہ شبتاب نے
طبل جنگی بجوایا ضیغم نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے نعمان نے کہا اگر حکم ہو تو آسپر شبخون مارین
ضیغم نے کہا کہ ناجوانمردی کو حیران کرنا منظور تھا انہیسون پر کیا شبخون مارین صبح کو سمجھا جائیگا شب بھر
تیاری کا ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین شبتاب میدان مین نکلا اسنے
بھی دیکھا کہ نقابدار لڑکے ہوئے ہین انکو لڑکے کہارون سر لیکے خدمت شاہان طلسم مین پہلوان
یقین ہے کہ شاہ بہت خوش ہون پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ کی ہو نکلے وہ کون صاحب ہین جو
ملک الموت جان کافران ہین مہران جوان بخت نے قصد کیا تھا کہ نکلون ضیغم نے بڑھکر منع کیا
کہا بجا ہے صاحب آپ تماشا دیکھیں ہین ابھی اسکا سر لاتا ہون بادشاہ نے قصد کیا ضیغم قدمون سے
لپٹ گئے عرض کی ای شہریار آپ نور نگاہ بادشاہ جمجاہ ہین آسمان سلطنت کے ماہ ہین ہم آپ کو
میدان مین کبھی نکلنے نہ دینگے جانباز کسدن کے واسطے ہین یہ کہکر دوگانہ عرض کی غلام کو اجازت دیجیے
بادشاہ نے بمجبوری اجازت دی ضیغم شیر شکار مقابلے مین شبتاب کے پہونچے بعد نگاہ دوزنی کے
شبتاب نے پوچھا آپ لوگ کہان جاتے ہین یہ طریقے سے ظاہر ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہین اثنائے جنگ
لیے ہوئے جو آپ اترے ہین تو کیا قصد ہے ضیغم نے کہا ارادہ ہے کہ صحرا العجائب و مصر الغرائب
جو ملکوتی مین انکی جا کر گوشمالی کرین جیپور ونے غضب کیا کہ اپنے بادشاہون کو قید کر لیا انشاء اللہ
انکا بدلا ہوگا یہ سنکر شبتاب نے کہا وار کیجیے کہ حوصلہ نہ باقی رہے ضیغم نے کہا ہمارا دستور نہین
جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے شبتاب نے نیزہ مارا ضیغم نے نیزہ
اٹھایا ہی کہ جواب دون صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایرج نوجوان مع اپنی فوج کے چلے آتے ہین
دو رشت پر ایک ابر سیاہی بجلیان چمکتی ہوئین ایرج نے دیکھا وہی نقابدار ایک پہلوان سے
لڑ رہا ہے دونون مین نیزہ چلنے لگا ایرج نے گھوڑا روک لیا شاپور سے کہا یہ وہی نقابدار ہے
جسنے بہمن شبخون مارا تھا شاپور نے کہا حقیقت مین وہی جوان ہے اسکی جنگ ملاحظہ فرمایئے اب
تماشا ہے جنگ دیکھنے لگے سارا لشکر آکر ٹھہرا ملکہ ہمای بلند پرواز جو ایرج کے ساتھ ہین ایرج نے
اُنسے ہر مرتبہ کہا کہ ای ملکہ عالم اب تم چلی جاؤ اگر دادا جان سنینگے تو اُنکے خلاف ہوگا انکا دستور نہین کہ
ساحر ساتھ رہین کھڑے دیکھ رہے ہین شاپور سے باتین کرتے جاتے ہین ملکہ ہمای بلند پرواز
بھی قریب آ گئی ہین ضیغم نے بھی دیکھا کہ ایرج کے ساتھ ایک ساحرہ زبردست ہے ضیغم و
شبتاب سے نیزہ چل رہا ہے ایرج نوجوان فرماتے ہین نقابدار جوان کمسن ہے اگر شبتاب غالب آیا
تو مین ضرور دخل دونگا اور اگر نقابدار غالب آیا الحمد للہ مرد مسلمان ہے میرا بیوجہ دشمن ہوا اچھا ہمین آیا

گواسنے بجبر کیون شبخون مارا یہ ذکر ہو رہا ہی کہ دوسری گرد صحرا سے اُٹھی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر عمدہ ساتھ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا ہوا گرد اڑاتا ہوا چلا آتا ہی
نور الدہر نے جو دیکھا کہ ایک جانب ایرج لشکر لیے ہوئے کھڑے ہین میدان کارزار مین نقابدار
سبز پوش ایک دیو خصال پہلوان سے لڑ رہا ہی ایک طرف آکر نور الدہر ٹھہرے سبز پوش نے جو دیکھا
نور الدہر و ایرج آکر ٹھہرے ہین چابک جھکر رمنے لگا نیزہ اڑنے لڑنے وہ تو نیزہ و سینہ تاک کے
مارتا ہی سبز پوش نے سینے کی طرف نیزہ اُٹھایا شبتاب نے سینے کو بچایا نقابدار نے نیزہ گھوڑے
کی آنکھ مین مار دیا گھوڑے نے چرخ کھایا نقابدار نے نیزہ زمین مین ڈالدیا ایک ہاتھ تلوار کا
گھوڑے کی گردن پر مار دیا گھوڑا یکا قتل ہوا شبتاب گرا نقابدار نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا سر تک
خود سر کا زخمی ہوا نقابدار برس پڑا آخر کو شبتاب بھاگا فوج والون کو پکار کر آواز دی اور دم
دیکھ رہے ہو یہ نقابدار مجکو مارے ڈالتا ہی فوج والے دوڑے سبز پوش نے جو دیکھا کمک
کی آئی ہی تلوار کھینچکر جا پڑا ادھر سے نقابدار گلگون پوش یعنی مہران جوان بخت و نقابدار بادلہ پوش
یعنی شاہزادہ سرو سہی قد نیزہ و تلوارین کھینچکر جا پڑے ملکہ برقان برق وش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
سبز پوش کو کفار نے گھیرا ملکہ برقان برق وش نے چاہا کہ مین جا کر سحر کرون سبز پوش نے عیار سے
کہا کہ جا کر ملکہ کو منع کرو کہ یہان جناب مین شریک ہونیکا ارادہ نہ کرین سامنے تاجزادہ کھڑا ہے
وہ طعن و تشنیع کریگا یہ سنکر ملکہ رونے لگی زبان سے بے اختیاری مین نکلا

نظم

جھکاتے ہین جو سر قدمون پہ وہ نادہ بگڑتے ہین
خدا کی شان ہی ہم ان بتون کے پاؤن پڑتے ہین

خرامان ناز سے ہوتا ہی وہ خوش قد جو گلشن مین
زمین مین سرو گلشن تاکہ حسرت سے گڑتے ہین

کلام سخت مین بھی ان لبون کے لطف حاصل ہی
نہین یہ گالیان دیتے ہین منہ سے پھول جھڑتے ہین

ارادہ سیر گلشن کا جو فصل گل مین کرتا ہون
تو خار وادی وحشت مرا دامن پکڑتے ہین

وہان اغیار جی کر رہے ہین ہاے جانان مین
یہان ہم ایڑیان سوز تپ غم سے رگڑتے ہین

بلاے جان ہی پھر مرغ دل دام محبت بھی
غضب مین پھنستے ہین جو عشق کے جھگڑے مین پڑتے ہین

ملکہ برقان برق وش یہ اشعار پڑھکر رو رہی ہین اور فرماتی ہین کہ عجب جاہل پہ طبیعت آئی جو ہم کہتے ہین
وہ خلاف معلوم ہوتا ہی لشکر کفار بیحد و بیحصر انکا لشکر کم مزاج شاہزادے کا برہم مگر بادلہ پوش شیرانہ
لڑ رہا ہی نور الدہر گھوڑا بڑھا کر قریب ایرج کے گئے فرمایا ای برادر یہ لوٹا ہوا کہ یہ تینون شیران
دشت نبرد ہین نہین معلوم کون ہین لیکن ظاہر ہی کہ مرد مسلمان ہین لشکر انکا شکست کھانے کو ہی انکی
مدد کرنا واجب و لازم ہی ایرج نے کہا بسم اللہ ایرج و نور الدہر تلوارین کھینچکر جا پڑے سردار
بھی انکے جا پڑے چارون لشکر ملگئے نور الدہر و ایرج نے ہنگامہ ڈالدیا شیران دشت نبرد
ہین شبتاب نے پلٹ کر دیکھا ان دونون شیرون نے آتے ہی قیامت برپا کردی ایرج نے بڑھکر
چاہا کہ علم فوج سرنگون کرون نور الدہر جا پڑے ایرج نے للکارا کہ او کشتنی گبر زادے علم فوج کو قلم نہ کرنا
ورنہ تمھاری شامت آئیگی نور الدہر کب سنتے ہین سامنے جو علمدار کے پہونچے گھوڑے کو اشارہ کیا
گھوڑے نے دونون پاؤن ہاتھی کی مستک پر رکھدیے علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے

ادھر جعفر سپہر کی ماری تلوار اسکے قبضے سے نکلگئی نورالدہر نے ہاتھ مارا مع علم علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے
غریو بلند ہوا ایرج نے آواز دی او کشتی گیر زادے تو نے بُرا کیا نہ مانا شوکت دکھائی یہ کہکر نورالدہر
پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا اگر نورالدہر نہ روکتے تو دو ٹکڑے ہوتے نورالدہر نے تلوار پر روکا
اب ہاتھ مارنا پڑا دونوں میں تلوار چلنے لگی ایرج نے نکر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا سر نورالدہر کا زخمی ہوا
نورالدہر نے غصے میں ہاتھ مارا شانہ ایرج کا نشانہ ہوا دو دو زخم دونوں نے کھائے قریب تھا
کہ دونوں جوان گھوڑوں سے گریں کہ ہوا سے گرد اُڑی داہنی جانب سے شاہزادہ بدیع الزمان مع
سرداران نامی پیدا ہوئے ایک طرف سے قاسم نوجوان مع لشکر ظفر اثر ظاہر ہوئے بدیع الزمان
نے جو دیکھا کہ سر نورالدہر کا زخمی ہے آنکھوں میں خون اُتر آیا وہیں سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ بدیع الزمان
مہر برج خوبی شہ انجمن + بدیع الزمان گرد لشکر شکن + او کرایہ سبز پوش بازاری ہاتھ تلوار کا نہ اٹھا ورنہ
زندہ نہ چھوڑونگا دوسری طرف سے نعرہ ہوا باش او کشتی گیر آگے نہ بڑھنا نعرہ قاسم آفتاب
مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر قاسم بدیع الزمان
پہ جا پہنچے ہاتھ تلوار کا مارا سر بدیع الزمان کا زخمی ہوا بدیع الزمان نے غصے میں ہاتھ مارا سر قاسم کا
بھی زخم ہوا دونوں سے زد و زخم کھائے پیشتر سے مرکب دونوں جھوم رہے ہیں لشکروں میں بھی
تلوار چل رہی ہے اس صحرا میں ہنگامہ گیرودار بلند ہے نقابدار سبز پوش نے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان
و نورالدہر و بدیع الزمان و قاسم سے تلوار چل رہی ہے دو دو چار چار زخم دونوں نے کھائے ہیں تمام
صحرا میں برق تلوار چمک رہی ہے سبز پوش نے بڑھکر شبتاب کو ڈانٹا شبتاب سبز پوش سے ایسا
ڈر گیا ہے کہ جیسے ہی سبز پوش نے ڈانٹا شبتاب گینڈے کو بھگا کر بھاگا اسکا بھاگنا کہ فوج بھی اسکی
شکست کھا چلی ہے پیر اُٹھ گئے سبز پوش و گلگوں پوش و بادلہ پوش مارتے ہوئے چلے جاتے ہیں
ایک دم بھر میں فوج شبتاب بھاگکر صحرا میں پہونچی سبز پوش بھی وہیں پہونچا گلگوں پوش بادلہ پوش
بھی ساتھ ہیں فوج شبتاب صحرا میں جاکر غائب ہوئی مگر چاروں شیر اسی طرح میدان میں ہو رہے ہیں کہ
آسمان پر نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش برائے شکار جاتا تھا ستر لاکھ
نرہا سے دیو ہمراہ کئی سو نقارہ بجتا ہوا عیاروں نے عرض کی ای شہریار ادر غضب دیکھیے ایرج نوجوان
و نورالدہر و قاسم و بدیع الزمان آپس میں مصروف جنگ ہیں ہزار دو ہزار جوان مر کر گرتے ہیں زرین پوش
نے تخت ٹھہرایا عیاروں سے کہا کہ یہ جاہل اجہل اسی لائق ہیں کہ آپس میں لڑیں حوصلہ نکلجائے دو میں
جاکر انکو ابھی جدا کر سکتا ہوں لیکن اسلئے دوا نہیں جو انہوں نے لشکر صاحبقران کو خراب کیا
لقا بھاگتا ہوا تا بہ غرور بیہ پہونچا اجتک اسکا خاتمہ نہیں کر سکتے میں بھی تماشا دیکھونگا یہ کہکر تخت
ٹھہرا ہوا دیوں کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا آپ تماشے میں مشغول ہے قضائے کار شاخسار جادو
میں لاکھ ساحر ساتھ قیدیوں کو بھیجکر طرف شہر سیاہ کے چلی ہے منظور ہے کہ میں بھی جاکر وہیں سکونت
اختیار کروں سر جھکا کر دیکھا بدیع الزمان و قاسم و نورالدہر و ایرج آپس میں لڑ رہے ہیں یہ بھی
چاروں قیدی ہو چکے ہیں پہچانا اشارہ کیا کہ ان سبکو پکڑ لو تین لاکھ جادوگر لینا لینا کہکر گرے سحر جو
کرنے لگے ملازمان بدیع الزمان و قاسم و ایرج و نورالدہر جا بجا گرنے لگے ایرج و نورالدہر

دلالہ عذار وغیرہ سب ساتھ ہیں ساحران نامدار پشت پر ایک طرف سے صاحبقران مع بہرام وغیرہ
ن اصحاب صاحبقران) سے عمرو نے عرض کی دیکھیے کیا قیامت برپا ہوا ایرج و نورالدہر و قاسم و بدیع الزمان
کو ساحروں نے گھیر لیا ہے نقابدار لشکر ساحران سے لڑ رہا ہے تیغ آزما ہے سفید کسقدر بیقرار ہے سبب
حقیقت میں نقابدار کا عاشق زار ہے صاحبقران نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ جاکر بدیع و قاسم و
ایرج و نورالدہر کو بچاؤ ملک اخضر شاخسار کو دیکھکر مثل شیر غضبناک چلا جاتے ہی گولہ مارا
جن ساحروں نے بدیع الزمان و قاسم کو گھیر اٹھا تھا سر اڑ گئے شیر اپنا سنگانہ لڑنے لگا امیر نے
عمرو سے کہا اس نقابدار عالیمقدار سے میں ممنون ہوں جا بجا اسنے مدد کی ہے اسوقت جا کر اسکو بچاؤں
یہ کہکر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

بے تیغ صمصام و مقصام نام	امیر عرب شیخم روزگار	بجلم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد	کمے تیغ عقرب کے زد الجام	بن کافران از جہان پاک کرد

نعرہ کرکے لشکر کفار پر جا پڑے نقابدار انتہا کا زخمی ہو چکا تھا
عیاروں نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو حالت زخمداری میں حال نقابدار کا کھلجائے فوراً نقابدار کو ہوادار
پر ڈالا سرداروں کو آواز دی جملہ سردار زخمدار پریشان الٹتے ہوئے قریب ہوادار کے آئے عیار
نے کہا صاحبقران زمان آگئے اب اطمینان ہے کہ ان شیران دشت نبرد کو کون قتل کر سکیگا اب
اپنے آقا کو نکال چلو سب سرداروں نے اپنے آقا کے ہوادار کو گھیر لیا لڑتے بڑھتے ایک طرف
نکلگئے کفار نے چاہا روکیں نہ ہو سکا سرداران جانباز نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو نکال لیگئے
صاحبقران روتے ہوئے اول قریب قاسم و بدیع پہونچے دونوں کو گھر کا فرمایا یہ کیا حرکت ہے اجتہیں
لوٹنا کیا دونوں شیر جدا ہوئے کہا ارے کمبختو آپس میں لڑکر دشمن کو زور دیتے ہو ان دونوں کو الگ کرکے
پھر بڑھے قریب ایرج و نورالدہر پہونچے انکو بھی الگ کیا ایرج نے دست بستہ عرض کی حضور
جانتے ہیں میں جسطرح دیتا ہوں نورالدہر نے بھی عرض کی غصے میں دونوں کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہیں صاحبقران کو یا تو غصہ تھا کہ آج ان دونوں کو سزا دوں روتے ہوئے جو دیکھا
غصہ اتر گیا شاخسار ساحروں کو ترغیب دے رہی ہے کہ بارے طلسم کشا کو پکڑ لو تمام ساحروں کا
صاحبقران پر بلوہ ہوا ایرج و نورالدہر و بدیع و قاسم کے ساتھ جو جادوگر نیان ہیں ان بیچاروں
نے طبقے ہلا دیے صاحبقران دمبدم فرماتے ہیں ای فرزندو اپنے ساتھ والوں کو منع کرو کہ کیوں
اسقدر کوشش کرتے ہیں میں تو موجود ہوں اس ساحرہ کا تو میں متلاشی تھا یہ وہی ساحرہ ہے
نہیں معلوم اسنے قیدیوں کو کیا کیا سب قیدیوں پر حاکم ہے اگر اسکو قتل کیا تو کیا تعجب ہے کہ ہمارے
یاروفادار کو کب نامدار سے ملاقات کی کوئی صورت نکلے اسوقت بڑھتے قریب شاخسار کے پہونچے
شاخسار نے جو صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا آگ برسادی ہر طرف سے تلواریں گرنے لگیں مگر
صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں سب سحر دفع ہو گیا سب ساحر اسپر متوجہ ہیں کہ جس طرح سے
شاخسار کو مار لیں ملک اخضر سبز پوش ادا بجا لا دہ وہ سحر کیے ایک ایک سحر میں دو دو سو کو مارا
ایک طرف ملکہ زنار نے بھی خوب خوب سحر کیے ہزاروں جادوگروں کو مارا صاحبقران سب سے
آگے بڑھتے ہوئے قریب شاخسار کے پہونچے شاخسار نے جب امیر کو قریب پایا گھبرا کر تیغۂ سحر مار دیا

امیر نے اسم اعظم پڑھ کر تیغۂ عقرب پرو کا اپنا وار کیا شاخسار نے سپر سحر کو اُٹھا دیا برق شمشیر
گری سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے سر شاخسار کا زخمی ہوا اپنے کو گرا دیا تڑپ کر اُٹھی بلند ہوئی آواز دی
یارو نکلیو طلسم کشا پر سحر اثر نہین کرتا تمام جادوگر بازو لط و تر قوے بنکر اُڑے لاکھون جادوگر مرے
ملک اخضر کی خوب بن پڑی جو ساحر اُڑا تیر سحر مارا ہزارون کو چیر کر پھینکدیا تھوڑے ہی عرصہ
مین صحرا تمام پاک ہو گیا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ایرج دلنور الدہر دقاسم و بدیع انتہا کے
زخمی ہین ان چارون کو اٹھوایا بارگاہ ہشامی استادہ ہوئی ان سب زخمیون کو لیکر بارگاہ مین آئے
سب کی زخمہ دوزی کی بعد کئی دن کے ان جوانون کو ہوش آیا مزاج درست ہوئے چالاک و
چست ہوئے اب جو لشکر ساحران کا شمار کیا مع ساحران بدیع دقاسم و ایرج دلنور الدہر
سات لاکھ کا لشکر جمع ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ بدیع الزمان کے پاس لوح محفوظ ہے اس بات سے امیر کو
بہت خوشی ہوئی ملک زنار نے عرض کی اب حضور کو مناسب ہے کہ طرف کوہ عجائب وغرائب کے
چلیں کنیز کو اسکی خبر ہے کہ اُس کوہ کا حاکم بت خونریز ہے وہان بڑی لڑائیان پڑینگی تین دن امیر نے
اس صحرا مین مقام کیا چوتھے دن سات لاکھ ساحر تین لاکھ غیر ساحر لیکر اس گرد فرصت کوہ عجائب و
غرائب کو چلے لیکن شاخسار جادو جو شکست کھا کر بھاگی خدمت مین شاہان طلسم کے آئی
یہ دونون بیجا تخت پر بیٹھے ہین یہی صلاح ہو رہی ہے کہ نہین معلوم طلسم کشا پر کیا گذری کہ شاخسار آکر
پہونچی سب نے دیکھا زخمدار بیقرار سب ساحر شکست خوردہ زخم کھائے ہوئے انتہا کے گھبرائے ہوئے
شاہان طلسم نے گھبرا کر پوچھا ای شاخسار یہ کیا معرکہ گذرا شاخسار نے سب کیفیت بیان کی
کہ طلسم کشا ایرج دلنور الدہر و بدیع دقاسم کو پا گیا اب لشکر بیشمار کے ساتھ ہے مین اُسی کے
ہاتھ سے زخمی ہوئی ایک مین نے کارنمایان کیا کہ کوکب ولاچین کو قید خانے سے نہین نکلنے دیا
قصر سیاہ مین قید پہونچا دی الوان جادو جسکے پاس بارہ لاکھ فوج ہے قصر سیاہ کا حاکم ہے
[illegible] کا بہت بڑا ناظم ہے وہ بڑی حفاظت کریگا اُس قصر تک پہونچنا حمزہ کا بہت دشوار ہے الوان
کسی بات مین قصور نہ کریگا مین بھی مصر مین چلی تھی راہ مین طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا کنیز زخمی ہو کر آئی
یہ ذکر تھا کہ چند ساحر آکر ہوئے عرض کی طلسم کشا لشکر گران سے طرف کوہ عجائب وغرائب کے گیا
لاکھون ساحر ساتھ ہین یہ بھی عرض کرتے ہین کہ چار سردار ایسے فرزندان نامدار حمزہ کے ساتھ ہو گئے
بدیع الزمان کے پاس لوح محفوظ ہے اُس پر بھی سحر تاثیر نہین کرتا جو مناسب ہو وہ انتظام کیجیے یہ سنکر
شاہان طلسم گھبرا گئے سرداران نے عرض کی حضور کوہ عجائب وغرائب تک پہونچنا بہت دشوار ہے
بہت خونریز قیامتین برپا کریگا یہ سنکر دونون بادشاہ کھڑے ہو گئے کہا ملکہ مہران آسمان سیر کو
بلاؤ یہ ذکر تھا کہ ملکہ مہران آسمان سیر تخت پر سوار بارہ لاکھ ساحر پشت پر مہران نے آکر سلام کیا
واضح رہے کہ ملکہ مہران آسمان سیر سحر العجائب کی زوجہ ہے یہ ہنگامہ سنکر قصر بلند نعمان سے
کوچ کرکے آئی سحر العجائب نے کہا ای ملکہ عالم تمنے سنا طلسم کشا طرف کوہ عجائب وغرائب
کو گیا لشکر ساحرون کا بہت ساتھ ہے تمہارے نام حکم ہوتا ہے کہ جا کر لیجیے قصر فیروزہ نگار کے پہلو
مین لشکر [illegible] طرف سے لشکر طلسم کشا گذریگا ای شہنشاہ اقلیم حسن دخلی ودای رنگ [illegible]

گل حدیقہ محبوبی جب لشکر صاحبقران کا قریب صحرائے فیروزہ نگار پہونچے عقل سے کہا شاہان
در ہند کو نامہ لکھو کہ حمزہ دوبارہ شنے ہرمزہ سلیمن بہران آسمان سپہر نے عرض کی ای شہنشاہ طلسم کشا
کیا اگر ہزار طلسم کشا ہونگے تو بھی نہ جا سکینگے مین ابھی جاتی ہون یہ کہکے تخت پہ سوار ہوئی لشکر کو لیکر طلسم
کشا ہان طلسم نے یہ بھی کہدیا کہ لشکر ساحران پی در پی پہونچیگا مین نے بھی شاہان در ہند کو نامے لکھے ہین
ہر ایک کا یہی جواب ہی کہ ہم حاضر ہوتے ہین بہران آسمان سپہر بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر ساتھ تھا
راہ سے چار لاکھ ساحرون کا لشکر اور لیا جس راہ سے گذری تعلقہ دار ناظم راجہ بابو ہر مقام کے ساتھ ہولیے
برابر قصر فیروزہ نگار کے آکر پہونچی بارگاہ زرنگاری استادہ ہوئی لشکر بے انتہا آکر اسی مقام پر اترا
صاحبقران زمان جو کوچ کرکے چلے تین لاکھ غیر ساحر کو لیے ہوئے آگے بڑھے ہوئے آتے ہین
ملک اخضر سے کہدیا کہ تم لشکر ساحران عقب سے لیکر آؤ اسکا ہمیشہ خیال رہے کہ اگر کوئی غیر ساحر
ہمارے مقابلے مین آجائے تو تم دخل نہ دینا تماشا بھی دیکھنے نہ آنا ملک اخضر لشکر ساحران کو جا کے ہمراہ
کیفیت آتا ہی صاحبقران دو کوس بڑھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی لیکن اسقدر گرد اڑی کہ روے
آفتاب چھپ گیا لشکر مین اندھیرا ہوا صاحبقران اشقر کو بڑھا کر دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا ایک پہلوان رستم خصال سہراب جلال گینڈے پر سوار پشت پہ چار لاکھ سوار و پیدل فوج کے
دل کے دل نیزہ ہاتھ مین دریاے آہن مین غوطہ زن پہلوان پر فن آگے بڑھا ہوا ایک عیار
بانہلے عیاری سے آراستہ لشکر صاحبقران کو وہ پہلوان دیکھکر کا عیار سے کہا ای ہمتر خبر تو لے
یہ کسکا لشکر ہی عیار گیا خبر لیکر آیا عرض کی کہ یہ لشکر طلسم کشا ہی منہاج گرہ پیشانی نے حکم دیا کہ لشکر
اتارو ہم انہین کی تلاش مین نکلے تھے لشکر اتر پڑا صاحبقران نے بھی اپنے لشکر کو روکا یہ دونون
لشکر مقابلے مین اترے منہاج گرہ پیشانی اکڑتا ہوا داخل بارگاہ ہوا سریع السیر یعنی اسکے عیار نے
کہا ای شہنشاہ پہلوانان اگر حکم ہو تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن منہاج نے کہا کیا ضرورت ہی مین سب کو
گرفتار کرونگا عیار نے کہا حضور عمرو کو اپنی عیاری پر بڑا دعوی ہی نام اپنا شہنشاہ عیاران رکھا ہی
ذرا اسکو بھی ثابت ہو کہ عیار ایسے ہوتے ہین منہاج نے ہر چند روکا سریع السیر نے نہ مانا
بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش عمرو بن امیہ ضمری مین چلا جب لشکر اتر چکا تو عمرو نے کہا
یہ پہلوان جو آیا ہی موسوم بہ منہاج گرہ پیشانی بڑا مغرور ہی عیار اسکا سریع السیر نہایت
طرار و فرار مکار و غدار پانچ ہزار بیکیون کا حاکم ہی یہ بھی خبر ملی کہ بہت پل کر رہا ہی ذرا جا کر انکی
خبر لون بلکہ گرفتار کرون یہ کہکر خواجہ چلے صحرا مین آگے دیکھ رہے ہین کہ طرف سے لشکر منہاج
کے زنگ کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا ایک عیار قطورہ ہاے زرنگاری سے آراستہ چلا آتا ہی
خواجہ نے طریقے سے پہچانا کہ یہی ہے سریع السیر چلتے چلتے چھپ گئے سریع السیر تو جاکر لشکر امیر
مین پھرنے لگا خواجہ عمرو کو ڈھونڈھا کہین نہ پایا دل مین کہتا ہی شرم کی بات ہی خالی ہاتھ پلٹکر جاؤن
صاحبقران کو لیجاؤن یہ سوچکر اس فکر مین پھرنے لگا کہ رات ہو تو صاحبقران کو چراؤن لیکر خدمت مین
اپنے آقا کے جاؤن ادھر خواجہ جو لشکر مین منہاج کے پہونچے یہ تو خوب یقین ہی کہ سریع السیر میرے
لشکر مین گیا ہی اصلی شکل بنکر لشکر مین آئے بازارون کو دیکھتے بھالتے جاتے ہین جو ساحر ملا کہا

ہوشیار رہنا سب کو ہوشیار کرتے ہوئے دربارگاہ منہاج پر پہونچے سب شاگردون کو حکم دیا کہ بازار مین جاکر ٹہرو اگر کوئی شخص میری شکل آئے گرفتار کرلینا اگرچہ پیچھے پڑے نہ ماننا عمرو میری صورت بنکر آئیگا مین خبر پاچکا ہون عیار ادھر گئے آپ اندر بارگاہ کے پہونچے منہاج نے کہا کیون مہتر صاحب کیا کیا خواجہ نے کہا حضور سب پتہ لگا آیا ہون کل عمرو کو پکڑ لونگا بڑی عیاری عمرو کی یہ ہے کہ علم موسیقی مین بڑا دخل رکھتا ہے ساقی گری کرنے مین بیہوشی ملا کر سب کو بیہوش کرتے ہین میرا ارادہ ہے کہ مین بھی آپکے سامنے گاؤن ساقی گری بھی کرون منہاج نے کہا خوشی تمھاری عیار نے کہا آپ آگاہ بھی ہوجائیے کہ جب عمرو ایسی باتین کرے اسکو پہچان لیجیے کلید میخانہ لی میخانے مین جاکر شراب مین بیہوشی ملائی گئی سو گلابیان لیکر محفل مین آئے شراب کو حکم دیدیا کہ سب لیجاوین آج ہم ساقی ہوئے کوئی باقی نہ رہے لازم فوج کے شراب اٹھا اٹھا کر لیجانے لگے کوئی پتلہ لیگیا کسی نے گلابی اٹھائی باہر جاکر پینے لگے ہنگامہ گرم ہوا یہان خواجہ نے کئی سو گلابیان لاکر دربار مین پیش کین منہاج گرہ پیشانی خوش بیٹھا ہے کہ رہا ہے حقیقت مین میرا عیار نقل کو اصل کرکے دکھا رہا ہے خواجہ عمرو نے اول جام بھر کے گھنگرو پاؤن مین باندھے منہاج سے آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی

نظم

مشتاق قتل کے ابھی لاکھون ہین اہ مین
جلنے لگے ارض و سما ایک آہ مین
کیونکر بچیگا خرمن صبر اپنا دیکھیے
بجلی ہے کوہ طور کی جس کی نگاہ مین
اک دم کے دم بجاؤ تو کچھ اور لطف ہو
مانگیے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
مشکل نہین ہے چارہ ہزار روشن ہین پڑی

باتین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین
کتنے سسکتے ہین پڑے قتل گاہ مین
ہر روز کون کہتا ہے آنے کیواسطے
ہے قہر کی تڑپ تری برق نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچائے خدا تجھے
بسمل کا رقص دیکھ تو قتل گاہ مین
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ
ہے لطف ای صنم تری تیغ نگاہ مین

سمجھتا نہین ہے کوئی تمھاری نگاہ مین
ظالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہے تو
ای جان کیا مزا الفت ہے گاہ گاہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر نہین ای جان جھک کر
دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
لازم ہے جستجو سے نہ ہو ہم بھی دستکش
تعمیر تمام ہے تری ترچھی نگاہ مین
اس رنگ سے خواجہ یہ غزل گاتے

منہاج تڑپنے لگا کہتا تھا کہ ای سریع السیر تو نے کمال کیا عمرو کا رنگ دکھا دیا جو مین سنتا تھا وہ آنکھ سے دیکھا عمرو نے جام دیا منہاج پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا سارے اہالیان محفل کو شراب پلائی تھوڑی دیر مین چرتی بیہوش ہونے لگی بھائی کو بھائی جان جہان کہتا ہے باپ کو بیٹا گھور رہا ہے بعض یہ کہکر اٹھے ہم اس محفل مین نہ بیٹھینگے دوسرے نے پوچھا کیا خطا ہوئی کہا اس صحبت مین سب پاجی بیٹھے ہین ہم شریف ہین اپنے گھر جاتے ہین جب محفل مین یہ ہنگامہ ہوا منہاج خفا ہو کر اٹھا کہ تم سب نے میری صحبت کو بازار بنایا ہے اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا بارگاہ والے بھی لٹے مصاحب رفیق و شفیق خدمتگار جب سب بیہوش ہوگئے خواجہ نے سب بارگاہ کا اسباب لیا منہاج کو بندر والا بناکر بٹھا دیا منہاج کا بھائی سراج کوہ پیکر اسکو بندر بنایا ساری محفل کو اپنے طور سے آراستہ کرکے خواجہ نے سب مال لیا گٹھا کاندھے پر رکھکے چلے مہتر سریع السیر جو لشکر صاحبقران مین گیا تھا پھرتے پھرتے پشت بارگاہ صاحبقران پر پہونچا نقب کھودی بارگاہ مین مرہ نقب کا توڑا باہر نکلا صاحبقران کو سوتے ہوئے دیکھا دارو بیہوشی نکالی صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا نقب سے نکلکر صحرا کے چلا جنگل مین پہونچا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے بھی آواز زنگ

خواجہ نے آواز دی کون آتا ہی سریع السیر نے پکارا تو کون ہی عمرو نے پکار کر کہا لشکر منہاج مین سے
اسباب لوٹکر لائے ہمارے آقا کا حکم نہین ورنہ سر بھی کاٹ لیتے سریع السیر نے بھی پکار کے کہا او
ساربان زادے مین صاحبقران کو خبر الایا دیکھ جو کام کیا یہ سنکر عمرو بیقرار ہو گیا کہا او سریع السیر اب
مین تجکو جانے نہ دونگا بہتر اسی مین ہی کہ پشتارہ رکھدے سریع السیر نے کہا یہ پشتارہ سامنے منہاج
کے جائیگا عمرو نے کہا کیا مجال یہ فرماکر تیغ کھینچکر جا پڑے سریع السیر نے پشتارہ زمین پر رکھا خواجہ نے
مال زنبیل مین رکھ لیا سریع السیر سے لڑنے لگا صحرا کا سناٹا خواجہ چاہتے ہین کہ پشتارہ قبضے
مین کرون سریع السیر چاہتا ہی کہ عمرو کو مار کر لیجاؤن پشتارہ سامنے منہاج کے پہونچاؤن عمرو نے
خیال کرکے دیکھا سریع السیر بلاے روزگار ہی چوٹ نہین کھاتا جھکر بالٹ کا ہاتھ مارا سریع السیر
نے جست کرکے اپنے کو بچایا جواب مین سریع السیر نے بھی اسی طرح جھکر ہاتھ مارا عمرو نے
جست کی شاخ نخل سر بہ فلک ارے کھٹکر اسر مین بھی چوٹ لگی سریع السیر نے دور گری بیہوشی پھینکی
خواجہ بیہوش ہو گئے سریع السیر نے مشکین باندھین درخت سے باندھ دیا اب خواجہ کو ہوشیار کیا
خواجہ نے آنکھین کھولکر اپنے کو اس حال مین دیکھا تحسین کرنے لگے کہ ای مرحبا تجھ سا عیار میری
نگاہ سے نہین گذرا سریع السیر خوب ہنسا کہا او ساربان زادے مین ان باتون کو کب مانتا ہون
تیرا سر کاٹ لیجاؤنگا خواجہ ہر چند عذر کرتے ہین کہ ہم شاگرد ہوتے ہین مال بھی لے لے مجھے
چھوڑ دے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی سریع السیر نے تلوار نیام سے نکال سنگ چٹانے لگا چاہتا ہی کہ
عمرو کا سر کاٹون عمرو دلشکستہ ہو دعا مین مانگ رہا ہی ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز وقت
مدد ہی تیرے علم سے سب بلا رد کی

نظم

در حقیقت خانۂ دنیا سرای محنت است — معدن رنج و غم و آلام دکان آفت است
طالبان ذات حق را فقر و فاقہ دولت است — خاکساران خدا را خاکساری عزت است
حب دنیا داشتن است نخوت است غفلت است — زحمت است و ذلت است و حسرت است و حیرت است
دان غنیمت ہر قدر از مرگ حاصل فرصت است — زانکہ این وقت ست آنکہ وقت دانکہ مدت است
بہر شادست در دنیائے دون پیک اجل — آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقت رحلت است
ہر چہ ہست اندر کف امروز حق دیگر است — مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت است
دولتش ناقوتی و طاقتش ناطاقتی — فرحتش غمگینی و عزت سراپا ذلت است
ہند یا ہرگز منال اندر غم مال و منال — زانکہ در دنیا مآل مال داغ حسرت است

اس طرح بلکر جو عمرو نے دعا کی ستار کھری جہاسے بجا ہی صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک لقا مدار تاجدار
بادلہ پوش تین لاکھ فوج سے تخت پر سوار بڑے کر و فر سے آتا ہی عمرو کو جو بندھے ہوئے دیکھا
گھوڑے پر سوار ہوکر قریب آیا نیزہ سینے پر سریع السیر کے رکھدیا کہا خبردار کیا کرتا ہی یہ شہنشاہ
عیاران ہی تیرے قبضے مین کیونکر آیا خبردار کیون عمرو کو قتل کرتا ہی عمرو نے کیا خطا کی عمرو نے روداد
بیان کیا کہ میرے آقا کو لیے جاتا ہی مین اسکی مغل کا مال لوٹ لایا لقا مدار نے کہا ہم انصاف کرتے ہین
کہ تم امیر کو لیجاؤ مال تم لیجاؤ عمرو چیخا کہ او نا منصف یہ کیا انصاف کرتا ہی کہ صاحبقران زمانہ

کجا مجال بحقیقت نقاب دار نے کہا کہ بس چپ رہو سریع السیر نے کہا پشتارہ بیچا عمرو کی مشکیں کاٹ دیں
کہا اپنے لشکر کو جاؤ عمرو نے قصد کیا کہ سریع السیر کا پیچھا کروں نقاب دار نے نہ جانے دیا جب
سریع السیر نظروں سے مخفی ہوا تب نقاب دار تخت پر سوار ہوا اُسی زور و شور سے طرف صحرا کے
چلا گیا عمرو دوڑا سریع السیر جا چکا دیکھا وہ اپنے عیاروں میں پہونچا عیاروں نے اُستاد کو گھیر لیا
عمرو بدتمیز بیٹھا اپنے لشکر میں آیا بہرام وغیرہ سب سردار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہیں ہرکاروں کو
حکم دیا ہے کہ جاکر دیکھو صاحبقران کو کون لے گیا کہ دیکھا خواجہ عمرو آگئے پوچھے بہرام نے کہا خواجہ
غضب ہوا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا کہ مجکو معلوم ہوا لیکن ایک نقاب دار مغلوک نے
عجب انصاف کیا اور مرد مسلمان تھا انشاء اللہ صاحبقران کو لاؤنگا اسوقت تو مجھے کچھ نہیں پڑا
عمرو نے بدیع الزمان وغیرہ سے کہا لشکر اُتارو میں صاحبقران کو لے آؤنگا ایرج و نورالدہر
بگڑے ہوئے ہیں کہ ہم ابھی جائینگے عمرو نے سب کو رد کا سب ٹھہر گئے کچھ قلیل دن باقی تھا کہ عمرو
صورت بدلکر چلا لشکر کفار میں آکر دیکھا کہ ایک خیمے میں امیر کو قید کیا ہے کئی سو چلیچو گرد بیٹھے ہیں
کیا مجال جو کوئی قریب جانے پائے عمرو حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے کوئی صورت قریب جانے کی
نہ پائی رات تک عمرو و شمر اعیاروں کے مجمع بڑھتے جاتے ہیں دو پہر رات کے پھر گیا جاکے عجب
ہنگامہ دیکھا کہ چالیس عیار بیہوش پڑے ہیں ایک نقاب دار سیاہ پوش سب کو قتل کر رہا ہے عمرو
حیران کہ یہ کون بزرگ ہیں جو دشمنوں کو قتل کر رہے ہیں دیکھوں انجام کیا ہو عمرو الگ سے دیکھ رہا ہے
وہ سیاہ پوش عیاروں کو قتل کرکے پردہ اُٹھا کر اندر خیمہ قیدخانے کے گیا صاحبقران زانو
سر زانو پر غم کے بیٹھے ہیں ہتکڑیاں بیڑیاں بھاری پہنے ہوئے امیر نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک
نازنین مہ جبین سراپا خوب معشوق خوش اسلوب دیکھکر بیقرار ہوگئے اُس نازنین نے کہا اے شہریار
میں منہاج کی بیٹی ہوں آپ کو دیکھکر مائل ہوئی واسطے رہائی کے آئی لشکر کے عیاروں کو قتل کیا آپ تک
پہونچی ہاتھ اُٹھائیے میں بیچ سے ہتکڑی کاٹ دوں امیر نے فرمایا اگر وقت رہائی آگیا ہے جا بیٹھینگے
اگر وقت رہائی نہیں ہے کوئی نہیں چھڑا سکتا یہ کہکے ہاتھ مارا قید ٹوٹی تلووں سے خون بہنے لگا یہ حالت
دیکھکر ملکہ آہو دشت نشین دوپٹے سے خون پونچھنے لگیں عمرو الگ سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہے کہ
صاحبقران خیمے سے نکلے وہ نقاب دار پیچھے پیچھے چہرہ چھپائے ہوئے نعرے نے کار سریع السیر
عیاروں کو لیے ہوئے پھرتا ہوا آتا ہے اُسنے صاحبقران کو جو دیکھا جھپٹ کر مہنوش کو نزال کر
خبر کی کہ صاحبقران رہا ہوئے تم روکو مہنوش چار سو جوانوں سے آپہونچا صاحبقران نے ایک
جوان کو مار کر گھوڑا لیا تلوار بھی لی نازنین کو گھوڑے پر سوار کیا آپ پیدل مہنوش سے لڑنے لگے
کئی سو سوار مدد سے مہنوش نے پلٹ کر سریع السیر سے کہا کہ جاکر منہاج گرہ پیشانی سے
خبر کر ہمارے تمہارے روکے نہ رکینگے سریع السیر نے لشکر میں غل مچایا ہر طرف سے لوگ دوڑے
صاحبقران کو گھیر لیا سریع السیر نے منہاج گرہ پیشانی سے خبر کی منہاج سوار ہوکر چلا اسنے
جو نعرہ کیا سب فوج تیار ہوئی عمرو نے جو یہ جلوہ صاحبقران پر دیکھا وہ بھاگکر لشکر میں پہونچا
بدیع و قاسم کو خبر کی سنتے ہی یہ دونوں شیر فوراً سوار ہوئے نورالدہر و ایرج بھی خبر سنکر

۴۰

اپنے اپنے خیمون سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہو کر لشکر کفار پر جا پڑے پہلے بدیع و قاسم کا نعرہ ہوا
پھر ایرج و نورالدہر پہونچے جب سردارون نے سنا وہ چلا دیا انہین قندس اشقر لیکر پہونچا چوب دست
کاندھے پر یہی کہتا ہوا چلا جو کوئی ہمکو روکیگا سمجھا جائیگا چوب دست ہلاتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا کہا
یا امیر گھوڑے پر سوار ہو جیسے صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے تیغ عقرب قبضے مین آیا اب تو
صاحبقران جا پڑے بہرام بھی نعرہ کرتا ہوا پہونچا منہاج گرہ پیشانی نے جو ان سردارون کو دیکھا
کہ ایک جوان شیرانہ لڑتا ہوا آتا ہے جس غول پر گرا صفون کو درہم و برہم کر دیا کئی سو پہلوان امیر کے
ہاتھ سے مارے گئے حیران ہے کہ صاحبقران خوب جمے ہوئے لڑ رہے ہین یہ باتین دل سے کرتا ہوا قریب
صاحبقران کے پہونچا للکارا کہ اے حمزہ تو نے سراسر وعدے کے خلاف کیا قید مردان عالم کیون چھوڑ کے
دوڑ کی امیر نے فرمایا او نامرد تیرا عیار مجھکو گرفتار کر کے لایا اگر تو نے بہادری ظاہر کیا ہوتا تو البتہ قید کا
دور کرنا خلاف تھا منہاج نے کہا اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گے یہ کہکے قریب آیا ساتھ والون نے
تاکید کی کہ حمزہ کو گھیر کر مار لو چار طرف سے کفار نے گھیرا امیر لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے شاہزادہ
بدیع الزمان تلوار لیے ہوئے پہونچے منہاج پر جا پڑے جیسے ہی انکا گھوڑا قریب پہونچا منہاج نے
جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا سر بدیع الزمان کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون امیر بیقرار ہو گئے اشقر
کو بڑھا دیا فرمایا او نامرد کیا کرتا ہے زخمی پر ہاتھ نہ اٹھانا اُسنے صاحبقران پر وار کیا امیر نے
تلوار پر روکا جھنکار کی صدا بلند ہوئی امیر نے وار کو رد کر کے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا
منہاج نے سپر کو اٹھایا تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار سر پر گری خود کا ٹکڑا تلوار تا دوابرو
پہونچی منہاج نے دستانہ مارا تیغ سر سے نکال کر کے وہ تیغ مرکب کی گردن پر تھا مرکب منہاج
کا مارا گیا منہاج زمین پر گرا اُس وقت امیر نے چاہا منہاج کو پامال کرون یا گھوڑے سے کود کر
مشکین باندھ لون منہاج نے ایک چیخ ماری کہ یارو ہمکو آکر بچاؤ فوج والے ٹوٹ پڑے سینے
اپنے سپر کر دیے اپنی جانین دے رہے ہین اپنے آقا کو بچاتے ہین آخر بمشکل منہاج کو بچایا سریع السیر
نے کہا طبل امان بجوا دو اسی وقت طبل امان بجا چپ پڑی لشکر علحدہ ہوئے منہاج جب اپنی بارگاہ
مین آیا سریع السیر نے پوچھا اے شہریار یہ حال نہ کھلا کہ صاحبقران کو کسنے رہا کیا مین نے صرف
اتنا دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش پشت پر تھا نہین معلوم وہ کون تھا منہاج نے کہا مین بھی نہین
سمجھا جب اسکی زخمہ وری ہوئی محل مین آیا دیکھا انہین جلیسین دائیان دوائین آہوئے دشت نشین
کی رو رہی ہین منہاج نے کہا ارے خیر تو ہے سب نے کہا ملکہ آہوئے دشت نشین کا پتہ نہین رات
کو سیاہ کپڑے پہنے یہ کہکر نکلین کہ اپنے باغ مین جاتی ہون ہم باغ مین بھی گئے وہان بھی اُس
گل پرستان شاہی کو نہ پایا منہاج یہ خبر وحشت اثر سنکر باہر آیا چپکے سے سریع السیر کے کان مین
کہا ملکہ آہوئے دشت نشین کا پتہ نہین کنیزین کہتی ہین رات کو سیاہ لباس پہنکر نکلین اُسوقت
سے پلٹکر نہین آئین کیون اے سریع السیر تو نے جو دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش صاحبقران
کی پشت پر تھا کہین وہی بدنصیب تو نہین ہے مجھے حمزہ کا حسن تو ایسا ہے کہ اکثر شاہزادیان اُسپر
مائل ہوئین تیغ ابروئی کی گھائل ہوئین یہ مین نے بھی دیکھا کہ حمزہ کو نقابدار سیاہ پوش کا بڑا خیال تھا

اکثر زخم کھائے لیکن نقابدار کو بچاتے تھے جس طرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہو آپ پیدل رہے نقابدار کو
سوار کر لیا سریع السیر نے کہا حضور نے بہت بڑی بات فرمائی حقیقت میں کچھ تعجب نہیں ہو کہ وہ
ملکہ ہو غلام جا کر دریافت کرتا ہو یہ کہکر سریع السیر چلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر صاحبقران میں آیا
امیر جب لڑائی سے پلٹے بہرام سے فرمایا ایک بارگاہ الگ استادہ کرو چند چوبداران زرین کمر حبشین چند
کنیزیں متمکن کرو بہرام انتظام کرنے گئے امیر نے ملکہ کو بارگاہ میں داخل کیا اتنے عرصے میں کنیزیں بھی
پہونچ گئیں اب سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ آہوئے دشت نشین دختر منہاج گرہ پیشانی امیر کے
ساتھ نکل آئیں سریع السیر پھرتا ہوا اس طرف آیا نئی بارگاہ دیکھکر ایک بقال سے پوچھا یہ بارگاہ
کسکے واسطے استادہ ہوئی ہو بقال نے کہا ہم نہیں جانتے کسکی مجال ہو کہ ناموس صاحبقران زمان
نام لے سریع السیر کھڑا رہا گلاب نامے ایک کنیز کسی کام کو نکلی سریع السیر نے اسکو بیہوش کیا
اسکی شکل بنکر اندر پہونچا ملکہ نے پوچھا ارے گلاب کہاں گئی تھی سریع السیر نے عرض کی اے
ملکۂ عالم میں باہر گئی تھی خبر سنی میاں منہاج جو شکست کھا کے گئے تھے سنا ہی غائب ہوئی بیٹھے رو رہے ہیں
آج صاحبقران زمان سویرے سے تشریف لائینگے آپ نے کچھ سامان نہ کیا میں کچھ عرض کرونگی ذرا
کنارے چلیے میں نے کچھ خبر پائی ہو عرض کروں ہم سب آج رات کو جاگتے رہینگے میں نے خبر سنی ہو
کہ ایک عیار فکر میں نکلا ہو ہوشیار رہنا چاہیے صاحبقران تشریف لائینگے انسے بھی اطلاع کرونگی
ملکہ یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرا گئی خلوے میں آئیں عیار نے کہا میں نے سریع السیر کو دیکھا تھا جو بھیس
بنا پھر رہا تھا حضور دو انگلیاں مسی کی لگائیے گلوری کھائیے آپ کا چہرہ اداس ہو رہا ہو یہ کہکر
گلوری کھلائی گلوری کھاتے ہی ملکہ بیہوش ہوئیں سریع السیر نے پشتارہ باندھا پشت پر آگے سراپچہ
چاک کیا دیکھا ادھر سناٹا ہو پشتارہ لے بھاگا یہ تو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہو خواجہ عمرو جو خدمت
صاحبقران میں آئے امیر نے کہا خواجہ تمنے سنا کہ برق فرنگی نے خبر دی ہو کہ سریع السیر
برائے گرفتاری ملکہ آیا ہو ذرا خبر لینا عمرو یہ سنکر باہر نکلا ایک خیمے کی آڑ میں دیکھا ایک کنیز
بیہوش پڑی ہو عمرو نے کہا غضب ہوا اسکو ہوشیار کیا اب معلوم ہوا کہ گلاب کنیز ملکہ کی ہو پوچھا
ارے گلاب تو یہاں کہاں آئی گلاب نے کہا حضور میں ایک کام کو نکلی تھی ایک ضعیفہ نے مجھکو
بیہوش کیا عمرو نے گھبرا کر کہا غضب ہوا سریع السیر اندر پہونچ گیا در خیمے پر آیا وہاں بھی بدانتظامی
دیکھی اندر جا کر کنیزوں سے پوچھا ملکہ کہاں ہیں کہا گلاب سے باتیں کرتی ہوئی خلوے میں گئی ہیں عمرو
نے وہاں آ کر پشتارہ باندھنے کا نشان پایا سراپچہ چاک دیکھا باہر نکلا آ کر صاحبقران سے عرض کی
عیار ملکہ کو لے گیا امیر نے فرمایا بڑے شرم کی بات ہو خاص دربار میں ملکہ کو بلاؤنگا میں ابھی جاتا ہوں
یا جان دونگا یا ناموس کو لاؤنگا عمرو نے کہا جب تک میں پھر کر نہ آؤں حضور تکلیف نہ کریں ملک اخضر چیرہ
نے عرض کی غلامان جانباز جائیں مقدمۂ ناموس ہو کوئی دیکھنے نہ پائیگا امیر نے کہا یہ طریقہ جرأت
کے خلاف ہو غیر ساحروں پر ساحر کو بھیجنا ہم نہ منظور کرینگے برق سنتے ہی بھاگا عمرو نے پکار کر دیکھا
کہا دیکھیے برق گیا اب یہ جا کر عیاری کو خراب کریگا امیر نے کہا کہ خواجہ برق تو بڑی تیزی کرتا ہو
عمرو نے کہا عیاری کو خراب کرتا ہو میں نے ہزار مرتبہ منع کیا نہیں مانتا امیر نے کہا خواجہ تم کیوں

ریشان کرتے ہو برق ضرور کام کریگا خواجہ عمرو بھی بیزار ہو کر نکلے کنارے پر لشکر کے سریع السیر پہونچا تھا کہ
شاگردون نے کہا کیا کام کیا کہا ملکہ کو لایا شاگردون نے چہار جانب سے گھیر لیا تھا ہوا سریع السیر چلا کر سامنے سے
دیکھا شعلہ جوالہ اسکا ایک شاگرد ہو دوڑتا ہوا سامنے سے آیا کہا استاد کیا کام کیا پشتارہ مجھے دیجیے
عیاران اسلام آ گئے تلوار چلنے لگی ہین ملکہ کو جا کر کہین چھپاؤن شعلہ جوالہ نے ایسی گرما گرم باتین کین کہ
سریع السیر نے گھبرا کر پشتارہ دیا جب پشتارہ دیچکا تو پوچھا کیون شعلہ جوالہ پشتارہ کہان لیجائیگا
شعلہ جوالہ دور جا کر کھڑا ہوا تڑپ کر جواب دیا شعلہ جوالہ کون اور ہوگا مین تو مہتر برق فرنگی جوان پیر نگی
ہون یہ کہکر بھاگا سریع السیر نے کہا ارے لینا جانے نہ پائے سب شاگرد دوڑے جب برق فرنگی لشکر سے
باہر نکلا شاگردان سریع السیر نے آواز دی ارے یارو لینا جانے نہ پائے برق نے پیچھے کھینچا لیکن
پریشان ہے کہ مین پکڑا جاؤنگا سب سنگبار چلاتے ہیں جھک جھک کر نیچے مار رہے ہین برق زخمی ہونے لگا پشتارہ دوش پر
جست و خیز نہین کر سکتا کہ خواجہ عمرو آگے پہونچے دور سے دیکھا کہ برق پر نیچے پڑ رہے ہین تیغ کھینچا جو آ
جمی جا پڑے اب برق و خواجہ دو کس وہان عیارون کا تانتا بندھا ہوا ہے کئی سو بیلچون نے آ کر گھیرا ہے
عمرو و برق لڑ رہے ہین خواجہ چاہتے ہین ذرا پلک جھپکے مہلت پاؤن پشتارہ ملکہ کا لیکر زمین مین گھون
مہلت نہین ملتی ہنگامہ جو ہوا منہاج گرہ پیشانی بارگاہ سے باہر نکل آیا پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے خدمتگارون
نے عرض کی سریع السیر عیار آپ کا ملکہ عالم کا پشتارہ لایا تھا برق نے آ کر پشتارہ چھین لیا اب
عمرو و برق کو عیارون نے گھیرا ہے تلوار چل رہی ہے یہ سنکر منہاج سوار ہوا گھوڑے کو بڑھا کر چلا
اسکے پیچھے فوج بھی چلی بارہ ہزار سوار تیار ہو کر اسکے پیچھے ہو لیے خواجہ عمرو و برق عیارون کو برابر
جواب دے رہے ہین عمرو نے تیس پچیس قتل کیے بس بارہ کو زخمی کیا کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم منہاج
اوسارہ بان زادے خبردار او برق فرنگی پشتارہ ڈالدے ورنہ نیزے پر اٹھا لونگا یہ کہا اور نیزہ
ہاتھ مین لیکر چلا اب عمرو گھبرایا کہ اس پہلوان سے کیونکر جان بچیگی ایسا نہ ہو یہ آ کر نیزے پر اٹھا لے
ای خالق بے نیاز اس آفت سے بچا لے ایسا نہ ہو کہ پشتارہ چھن جائے تو غضب ہوگا ای مالک ای
حاکم ای وارث مدد کر اس بلا کو رد کر بیچارہ بندہ بہت بیقرار ہے مجبور و لاچار ہے تو کریم کارساز بے نیاز ہے **نظم**

بندہ ام پابند حرص و آز و غفلت الغیاث	بیکسم درماندہ در زندان حیرت الغیاث
نازل ہست از گردش گردون گردان بر سرم	تازہ غم تازہ مصیبت تازہ آفت الغیاث
دیدہ میگرید بسوز و درد دل اشام و سحر	بر جگر خندد ہمیشہ داغ فرقت الغیاث
رفت از جسم نحیفم قوت و تاب و توان	از تن تا طاقتم طاق است طاقت الغیاث
وقت لطف است اندرین موقع بحالم ای لطیف	موقع امداد و افضال و اعانت الغیاث
میکنند بارگاہت ہر دم ای فریادرس	اہل غم اہل مصیبت اہل کلفت الغیاث
دل نہ بندد ہیچ کس اندر بندگی واحسرتا	نفس سستی میکند اندر عبادت الغیاث

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان واسطے شکار کے گئے تھے
پلٹے ہوئے آتے تھے ہنگامہ جو سنا پلٹ پڑے دیکھا خواجہ عمرو و برق گھرے ہوئے ہین منہاج
نیزہ ہلاتا ہوا طرف خواجہ و برق کے جاتا ہے نور الدہر نے دور ہی سے نعرہ کیا او بیحیا خبردار اس

ادھر نہ جانا مردان عالم سے آنکھ چار کرہی پروار کریہ کہکے اپنے گھوڑے کو بڑھایا فوج منہاج پر جاپہونچے
اُنکے ساتھ سرداران تہمتن شبرنگ بن عمرو عیار قریب خواجہ کے پہونچا سریع السیر کو للکارا کہ او
نامرد مجھسے آکر مقابلہ کر سریع السیر شبرنگ پر جا پڑا آپسمین نیچہ چلا عمرو نے پشت پر سے سریع السیر کو
نیچہ مارا سر سریع السیر کا زخمی ہوا چیخ مارکر بھاگا وہان جب لشکر مین ہلڑ ہوا تھا ایرج نوجوان نے
سُنا کہ ملکہ کو عیار لیگیا دادا جان پریشان کھڑے ہین الگ آکر مرکب پر سوار ہوئے سب کی نگاہ بچاکر
نکلگئے اسوقت آکر پہونچے دیکھا نورالدہر فوج منہاج سے لڑرہے ہین برق کو بیچ مین لیا آپ
چاہتے ہین کہ جاکر منہاج کو قتل کردن ایرج نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ ایرج + ملک ایرج آن آفتاب تیز
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اگر تیغ گیرم برکشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + ادکشتی گرزا دے
منہاج پر ہاتھ نہ ڈالنا نورالدہر کو اور زیادہ غصہ آیا ہاتھ تلوار کا ماردیا منہاج زخمی ہوکر بھاگا
ایرج نے آواز دی کیون نورالدہر تمنے میرے سامنے بلی کی سی شوکت دکھائی منہاج کو تمنے کیون
زخمی کیا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے روکگر ہاتھ مارا شانہ زخمی ہوا ایرج نے زخمی ہوکر نورالدہر
کو بھی زخمی کیا ادہالیان فوج منہاج منہاج کو اٹھا لیگئے فوج کفار نے دباؤ ڈالا عیار تو سب بھاگے
ملازمان نورالدہر نے عمرو و برق کو بیچ مین لیا ایرج و نورالدہر سے تلوار چل رہی ہے لشکر کفار کی
ہر طرف سے بلوہ ہے سرداران نامی نے جو دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ قتل ہوجائین چارطرف سے کوشش
کررہے ہین صدران ماہ منظر نے آواز دی ای شاہزادہ ایرج نوجوان آپسمین جنگ کیا
ضرور ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ صدران کو بھی مارا صدران کا بھی سر زخمی ہوا نورالدہر
نے فرمایا کیون ایرج تمھاری جہالت نہین جاتی لشکر کفار کا زور بڑھتا ہے ایرج زخمہاری ہین ہمبھی
سمجھے بیٹھے ہین کہ نورالدہر پر ہاتھ مارون سر کاٹ لون نورالدہر سمجھاتے ہین فرماتے ہین کہین ایرج
ایسا نہ ہو کہ تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ ایرج جھلاکر بڑھتا ہے سردار بیچ مین آتے ہین عرض کرتے ہین
ای شہریار غصہ نہ فرمایئے دیکھیے لشکر کفار زور ڈالتا ہے ایرج اُن سردارون کو زخمی کرتے ہین شاہزادہ
نورالدہر کو انتہا کا ناگوار ہے مگر ٹالتے ہین ایرج نوجوان کا غصے سے چہرہ سُرخ ہے یہی قول ہے کہ
منہاج کو نورالدہر نے کیون زخمی کیا کہ سامنے سے دیکھا صاحبقران آتے ہین امیر نے دونون
جوانون کو زخمی دیکھا وہین سے نعرہ کرکے فرمایا ان نوجوانون کی جنگ نے لشکر مین ملکہ ڈالدیا ہے
امیر کو دیکھکر ایرج طرف صحرا کے بھاگے نورالدہر نے بھی گھوڑا بھگایا امیر آکر فوج منہاج پر گرے
کئی سو جوان قتل کئے آخر لشکر کفار طبل امان بجا کر پلٹا صاحبقران نے عمرو و برق کو ساتھ لیا لشکر مین
داخل ہوئے برق نے ملکہ کا پشتارہ محل مین پہونچایا صاحبقران کو بڑی خوشی حاصل ہوئی مگر منہاج
جو پلٹا روتا ہوا بارگاہ مین آیا سریع السیر بھی پہونچا دیکھا منہاج زخمدار ہے جاری ٹانکے دیے جاتے ہین
منہاج نے کہا ای سریع السیر پسران حمزہ بھی سب بہادر ہین سریع السیر نے کہا حضور اس لڑائی
کے فتح کرنے کی ایک صورت ہے ملکہ ہمران آسمان سپر ساتھ کا لشکر ہے برابر قمر قیر دزہ نکلا ہے
اُتری ہین انکو ایک عرضی لکھیے وہ اسلشکو کی ساحر زبردست آسکے تو علاج مسلمانون کا ہو جائے منہاج
اسیوقت ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم الامان تمقابلہ مسلمان مین فروکش ہے بیٹی میری نکلگئی انتہا کا

زخمی ہوا کسی ساحر کو روانہ کیجیے کہ مسلمانون سے مقابلہ کرے میری جان بچے یہ عرضی شتر سوار کو دیکر روانہ کیا
ملکہ مہران آسمان سیر صحرائے فیروزہ نگار مین فروکش ہین ساٹھ لاکھ فوج ساحرون کی جابجا اُتری ہے
سحر تیار ہو رہے ہین دربار مین اسکے شاہزادیون کا جماؤ کبھی ہے جادوگرنیان بیٹھی ہین کہ شتر سوار نے آکر عرضی
پیش کی ملکہ مہران نے مسکرا کر کہا ہمارے خراجگزار منہاج گرہ پیشانی نے حمزہ کو روکا لیکن ان جوان
لڑکیون نے سارے طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا جس طرف سنتی ہون یہی ذکر ہے دیکھو صاحبو مین حکم دیتی ہون
ایک ساحرہ بہانے جائے جاکر حمزہ کو روکے جو صاحب جائین سمجھکر جائین کہ اخضر جادو ایسا ساحر وہان
موجود ہے زنار بھی وہین ہین بی فیروزہ بھی پہونچگئین لالہ عذار و ماہ رخسار شریک ہین ان صاحبون سے
کہنا اور جمال بیمثال فرزندان حمزہ دیکھکر بیقرار نہ ہو جائین عشق زور نہ کرے آفتاب شعلہ مزاج
اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی لونڈی جاتی ہے اخضر وغیرہ کو دیکھ لونگی اس ناز سے آفتاب گئی تو سامنے
آئی مہران نے ہنسکر کہا بوا آفتاب تمہارا جمال تو قلب سوز ہے ہر ایک عارض ماہ عالم افروز ہے ذرا
حمزہ یا پسران حمزہ پر عاشق نہ ہو جانا اسوقت تم اس طور سے سامنے آئین ہی شمعی دلہن بنی ہے جو دیکھے گا
دیکھیگا کیونکر عاشق نہ ہوگا پھر پسران حمزہ بانکے ترچھے صف شکن تیز زن پھسل نہ جانا آفتاب نے کہا
کہ واری آپ سبکو ایساہی جانتی ہین ہمنے کبھی ایسا فعل نہ ہوگا پسران حمزہ کی کیا حقیقت ہے ہمنے کبھی
تصویر یوسف پر بھی نگاہ نہین ڈالی اسپر کون نگوڑا نگاہ ڈال سکتا ہے ہم اُنکی کیا حقیقت سمجھتے ہین ملکہ نے کہا
بوا بگڑو نہین تمکو ایسا غصہ آیا ذرا سی بات پر بگڑتی ہو تم تو ہوا سے لڑتی ہو آفتاب نے کہا آپ نے
بات ہی ایسی کہی بی آہوے دشت نشین نگلگئین مرد کے واسطے بیقرار تھین صبر نہ ہوسکا ہم تو مرد کا
نام لینا عیب جانتے ہین آپکے جیٹھ خاص میان مصر الغرائب کیسے کیسے طالب رہے کنیزون کو ہزارون
روپئے دیے بیسے ردّ ہر دجب کبھی سوال کیا مین نے یہی جواب دیا کہ اپنا منہ تو بنواؤ حلوہ خور دل کے
رہگئے ہاے آجتک وہ ہزارون روپئے اسی فکر مین ستاتے ہین ملکہ مہران نے کہا اگر بھائیصاحب
کو منظور ہوتا اور اُنکے دل کو خواہش ہوتی تو تمہاری بھی مجال تھی کہ تم قبول نہ کرتین بادشاہ کی جورو
بنانا چاہتے ہین اُنکا خیال شرط ہے بی آفتاب ایسی باتین زبان سے نہ نکالو اگر مجھسے وہ کہلا بھیجین
تو مین مشکین باندھکر بھیجدون چھوٹا منہ بڑی بات اُنکے پاس بڑی چکنی ہے کہ جو بھائیصاحب نے قصد کیا
انھون نے نہ تاسر دربار اپنی آبرو بڑھاتی ہین بڑی باتین بناتی ہین اُنکے یہان کی لونڈیان بھی
بہتر ہین آئینہ تو نصیب ہوا ہو گا چینی مین سوت کے تو اپنی صورت دیکھی ہوگی بس بوا جاؤ کنارے بیٹھ
مجھے زبان نہ کُھلواؤ شاہان طلسم نور افشان ایسے ہین ابھی جو اُنکے نوکر اشارہ کرین تو بھی لٹو ہوکے
بچھ جائین سب کے سامنے باتین بناتی ہین ملکہ مہران نے جو غصے مین یہ کلمات کہے ملکہ آفتاب کا چہرہ
زرد ہو گیا کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا واری ذرا زبان سنبھالیے مین اُنکے خط دکھاؤن
آپکو یقین نہین آتا میری بات جھوٹ نہ جانیے آپکے سامنے مین کیا آبرو بڑھاؤنگی آپکے میان
نے بھی کئی مرتبہ کہا کہ بھائی صاحب ہمارے تمہارے واسطے بہت بیقرار ہین ملکہ مہران نے کہا
بس بوا زبان سنبھالو ایسا نہ ہو کہ سر محفل ذلیل ہو آپسمین تکرار ہونے لگی جب طول کلام ہوا مہران
نے کہا بوا آفتاب آج تمہاری شامت آئی ہے مشکین باندھکر خدمت مین بھائیصاحب کے بھیجدونگی

وہ تمہارا دلی امنڈ وا دینگے تب احوال معلوم ہوگا طلسم سے نکلوا دینگے مکان ضبط کرا لینگے طلسم میں رہنا
دشوار ہوگا آفتاب نے کہا کہ میں کسی کی لونڈی ہوں دبکر نہیں رہونگی آج سے اس دربار کو بھی چھوڑا
اب نہ حاضر ہونگی مہران نے جھلا کر کہا ہمکو معلوم ہوتا ہے یہ مسلمانوں سے ملگئی انکی مشکیں باندھ لو
ارے کوئی حاضر ہے مہران آسمان سیر نے جو یہ کہا کتنی سو کنیزیں کھڑی ہوگئیں شہرت نامے ایک
کنیز کھڑی تھی بڑھنے چلی پاؤں سے زیاری آفتاب نے ایک طمانچہ مارا شہرت کا سر اُڑ گیا اب تو
سب کنیزیں بلوہ کرکے چلیں آفتاب نے گولہ مارا کتنی ہی کے سر پھٹگئے کنیزیں جو مر کر گریں آفتاب
نے چاہا کہ تڑپ کر نکلوں مہران نے کہا ارے اس خونی کو روکو جو آگے بڑھا آفتاب نے سحر کیا
بارگاہ میں دریاے خون جاری ہوا لاشے پھڑک رہے ہیں مہران اپنے مقام سے اٹھی آفتاب نے
گرمی دکھائی بارگاہ میں اندھیرا ہوا مہران نے سحر کیا کہ آفتاب کی رنگت زرد ہوئی مثل بید کانپی
مگر آفتاب نے جیداری کرکے سحر کو رد کیا ایک سحر ایسا کیا کہ مہران کے دو ٹکڑے ہوئے وہ دونوں
ٹکڑے آفتاب پر گرے ایک نے شانہ زخمی کیا دوسرے نے سر زخمی کیا پھر مہران سالم ہوگئی
ایک دھتڑ مارا آفتاب تھرا کے زمین پر گری سب کنیزیں ٹوٹ پڑیں اور دے بلوے سے
آفتاب کو پکڑ لیا زبان میں سوزن دیا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق مسلسل
سامنے مہران کے لائیں مہران نے کہا کیوں بی آفتاب اپنے کو کس حال میں پاتی ہو سو شرط
کردار پر کھینچوں مجکو یقین کامل ہے کہ تجھے بی فیروزہ و زنار سے میل پیدا کیا ایک کنیز نے کہا داری
بی زنار کی خانہ زاد یہی ہیں انھوں نے نامہ لکھا ہو تو عجب نہیں آفتاب نے کہا اب ملے تھے
تو ملے ہیں اور نہیں ملے تھے تو ملے ہیں اگر کوئی ہرکارہ لشکر اسلام کا اس دربار میں حاضر ہو تو جا
خواجہ عمرو سے اطلاع کر دے کہ ملکہ آفتاب جلد وہ آپ کے مذہب کی مطیع ہوئی بیخطا کنیز
قتل ہوتی ہے آکر لونڈی کو بچائیے مہران نے کہا اس نگوڑے ساربان زادے کی کیا مجال ہے
کہ ہمارے لشکر میں قدم رکھے اتنی مدت سے ہمارا لشکر اُترا ہے ساربان زادہ کبھی نہ آیا آتا تو سزا پاتا
لیجاؤ لیجا کر آفتاب کو قید کرو کل اسکو دار پر کھینچینگے سویرے سے میدان خونی کی تیاری ہو
آفتاب کو قید خانے میں سب کنیزیں لیگئیں نسیم نامے ایک جادوگر ہی اُسکے سپرد کیا اُسنے
آفتاب کو قید کیا خواجہ عمرو اپنے دربار میں بیٹھے ہیں کہ ہرکارے آکر پہونچے عرض کی ای شہنشاہ
اوج عیاری غضب ہوگیا مصاحب ملکہ مہران فلک سیر کی آفتاب قید ہوگئی وہ آپ کا
نام لیتی ہے کہ ہمکو آکر خواجہ رہا کریں یہ خبر مشہور ہوئی صاحبقران نے بلا کر فرمایا کہ خواجہ تمنے سُنا
ملکہ آفتاب بلاوجہ ہمارے میل کی تہمت پر گرفتار ہوئی کل صبح کو قتل ہوگی میدان خونی کی تیاری
ہو رہی ہے اگر تمسے کچھ نہ ہو سکے تو ہم وقت پر جا پہنچینگے یا اپنی جان دینگے یا اسکو رہا کرینگے عمرو نے کہا
کہ حضور تکلیف نہ فرمائیں میں جا کر تدبیر کرتا ہوں اگر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو آپ سے عرض کرونگا یہ
کہکر خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر نکلے برق نے پوچھا اُستاد کہاں عمرو نے کہا ای
برق ایک دوست ہمارا قید ہوگیا کہ جس سے ناواقف ہم اُس سے نا آشنا لیکن وہ ہماری محبت کا
دم بھرتی ہے یہی جا بجا ذکر ہے کہ اہل اسلام کی دوستی میں آفتاب قتل ہوتی ہے ای فرزند ہم جاتے ہیں

اگر ہو سکے تو جا کر تم بھی رہائی کرا دو یہ سنکر برق نے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں جا کر رہا کرا دونگا عمرو نے کہا
کہ تمھاری بات کا یقین نہیں آتا جا کر آفت تو برپا کر دوگے وہ تدبیر کرو کہ رہائی ہو قتل نہ ہونے پائے برق
نے کہا استاد فکر کرنا بیکار ہے آئندہ خدا کے اختیار ہے ایک طرف برق چلا ایک جانب سے خواجہ چلے
ان دونوں کا حال تحریر ہوگا مہران آسمان سپر نے ایک نامہ اپنے شوہر کو لکھا تھا قاصد سے کہا یہی سب
کیفیت بیان کر دینا بیان سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پر بیٹھے ہیں دربار جما ہوا ہے صلاحیں
ہو رہی ہیں کہ صاحبقران صحرائے اقلیم میں اترے ہیں منہاج گرہ پیشانی سے کئی لڑائیاں کی ہیں
کچھ مفصل نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری یہ ذکر تھا کہ نامہ دار ملکہ آسمان سپر کا پہنچا اس نے عرضی لا کر
دی سحر العجائب نے پڑھی کہا بھابی صاحب آپ نے سنا ملکہ آفتاب شعلہ مزاج کی نسبت آپ کے کلمات
سخت لکھتی ہیں نام آپ کی جانب کے خلاف گذرا لڑائی ہوئی کئی سو جادوگرنیاں قتل ہو گئیں ملکہ نے
لکھا ہے کہ وہ شریک مسلمانان ہے کسی پر عاشق ہے مصر الغرائب نے کہا اے افتخار جادو تم جانتے
ہو دن رات ہم حفاظت کرنا بوقت سحر اسکو قتل سے بچانا بھابی صاحب سے عرض کرنا کہ براے مہربانی
اسکی قید ہمارے پاس بھیجو افتخار جادو بارہ ہزار ساحروں سے چلا سحر العجائب کے خلاف گذرا
مجھے بھائی کا مقدمہ تھا کچھ نہ سکا اتنا کہا بھابی صاحب آپ نے دیکھی کیا جو مشہور ہوا ہر شخص یہی
کہیگا کہ عاشق نہ تھے تو کیوں لیا یا تمام عالم میں یہی مشہور ہوگا کہ شاہ طلسم آفتاب پر عاشق ہے
قید کرکے مطلب نکالا مصر الغرائب نے کہا بھابی صاحب آپ اس مقدمے میں دخل نہ دیں ہم
جو کچھ مناسب جانینگے وہ کرینگے دونوں بھائیوں میں بھی سوے مزاجی ہوئی یہ مضمون بھی طول طلب
ناظرین والا مقام سے ہے افتخار جادو لشکر کو لیکر دریاے شیر رنگ سے پار گیا شام قریب ہوئی لشکر
وہیں اتارا کرسی بچھا کر بیٹھا سیر صحرا دیکھنے لگا دیکھا جنگل سے ایک نازنین پری پیکر مہر رشک قمر
چلی آتی ہے افتخار بیقرار ہو گیا خدمتگاروں سے کہا اس نازنین کو پکڑ لاؤ خدمتگار چلے تھے کہ اسکے
ساتھ سے کسی نے چیخ ماری آواز دی کہ اے بندگان سامری و جمشید اگر میری آبرو بچاؤ خدمتگار دوڑے
پشت پر سے دیکھا سب نے کہ ایک زنگی سیاہ مردود بدبخت دوڑتا ہوا آتا ہے پکارتا ہوا اور گیسو یہ آج
میرے ہاتھ سے نکلی ہے نازنین ہو بیکس دوڑے جو چلی نخل کی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گری وہ زنگی جا پہنچا
پہنچا چاہا کہ اسکا پاجامہ اتارے خدمتگار قریب ہو گئے افتخار بھی کھڑا ہو گیا آواز دیتا ہے
خدمتگاروں سے کہ اس زنگی کو پکڑ لاؤ جب زنگی نے دیکھا کہ خدمتگار میرے قریب آ گئے افتخار بھی
حکم دے رہا ہے چند ساحر بھی دوڑے آتے ہیں خود افتخار بھی چاہتا ہے کہ سحر کروں زنگی لاچار ہو کر
بھاگا جاتے جاتے ایک خنجر بھی مار دیا کہ ران اس محبوب دلفریب کی مجروح ہوئی زنگی تو بھاگ گیا
لیکن خون جو ران سے نکلا وہ محبوب بیہوش بیہوش ہو گئی افتخار قریب اس معشوق کے پہنچا دیکھا
ننگا ظاہر ہوا آنکھیں بند چہرہ زرد ہے ٹپ ران پر لوہو بہتا افتخار بیقرار ہو گیا فوراً ہوادار منگوایا اسپر نازنین
کو سوار کیا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا کر بارگاہ میں پہنچا پلنگ پر لٹایا سب کو ہٹا دیا جراح
جو ران کھولی ساق بلوریں دیکھکر بیقرار ہو گیا سب کو ہٹا دیا کہا صاحبو یہ تنہا دیکھتے ہو سمجھو
میری جان جاتی ہے اس نازنین کا علاج کرونگا ناخن عمل بتر اسونگا میں ادھر ملکہ مہران آسمان سپر

جاتا ہون خداوند سامری و جمشید نے یہ جوڑ بے تصور مجکو عطا فرمائی ہے شانے دلوانے تھی مریم کی تحویل میں
افتخار جادو حیران ہے کہ یہ نازنین کون ہے کیو نظر آئی یہ زنگی کون تھا کیون خنجر مار کے بھاگا اس اشتیاق مین بیٹھا
ملمس پر ان کر رہا ہے دم محبت کا بھر رہا ہے دل بیں بیقرار ہے کبھی جمال جہان آرا کو دیکھ کر وجد کرتا ہے دل سے باتین
کر رہا ہے کبھی شوق وصل میں خوش ہوتا ہے کبھی گردیکھتا ہے کہ اس نازنین کی آنکھ جھکی شرما کے سر جھکا لیا
کہا اے شخص تو کون ہے کہ یہ احسان عظیم کیا افتخار جادو نے کہا کہ میں برائے مدد مہران آسمان سے
جاتا ہون صاحب شہنشاہ طلسم نور افشان ہون زنگی تمکو خنجر مار کر بھاگا میں نے اپنے لوگ بھیجے گردہ
ظالم نکل گیا میں نے تلاش کو لوگ بھیجے ہیں آخر اے ملکہ عالم یہ کیا معرکہ تھا وہ نازنین چیخین مار کر رونے لگی
کہا اے شہنشاہ ساحران طلسم

میں کیا بتاؤں تجھے کون خستہ تن ہوں میں
غریب بلبل بے یار و بے وطن ہوں میں
چہ گویمت از سر و سامان خود رسیدہ چون گل
سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم
شہنشاہ تاجران ملک اقلیم بازرگان

اصلی میں کمبخت دختر ملیدا اختر ہون یہ غلام زنگی سیاہ رو مجھ پر مائل ہوا اس نے پیام دیے میں نے اسکو جواب
سخت دیا اس روز میرے والد کبھی شاہ کی ملاقات کو گئے یہ ملعون خیمے میں گھس آیا سب نوکرون کو اسنے
ملا لیا تھا میں نالہ و چیخ و پکار کرتی کوئی میری مدد کو نہ پہنچا آخر پردہ دری اپنی قبول کی خیمے سے نکل کر بھاگی یہ ملعون
تلاش کرتا ہوا یہان بھی آ پہنچا چاہتا تھا عصمت پر ہاتھ ڈالے آپ کو سامری و جمشید سلامت رکھیں
آپ کے لوگون کو دیکھ کر بھاگا آپ اٹھا لائے مان باپ وہان بیٹھے ہونگے افتخار نے قدمون پر سر رکھ دیا
کہا میں جان و دل سے خدمتگزاری کرونگا نازنین مسکرائی کہا تمھاری تقدیر نے زور کیا سامری و
جمشید نے مجکو یہان تک بھیجا میں کیا تمھاری خدمتگزاری سے انکار کرونگی تمنے جان بخشی کی افتخار
خوش ہو گیا کہا ملکہ عالم دربار شاہان طلسم نور افشان میں میری بڑی آبرو ہے سحر العجائب کے زوجہ
کی مدد کو جاتا ہون نازنین نے پوچھا کس سے لڑائی ہے کہا طلسم کشا نے زندان طلسم کو فتح کیا طرف
کوہ عجائب و غرائب کے جاتا ہے راہ میں مقابلہ بھی پڑا ہے ایک پہلوان منہاج گرہ پیشانی طلسم کشا
کو روکے ہوئے ہے اصلی بھی ایک دختر ملکی اب ہم جاتے ہیں جا کر مدد روانہ کرینگے نازنین یہ سنکر
خاموش ہو رہی افتخار نے شب کو جلسہ آراستہ کیا جب گاتے بجاتے گزر گئی جلسہ ہی میں نازنین کو لیکر آیا
نازنین نے کہا صاحب ایک جام شراب کا پلواؤ افتخار دوڑ کر گلابی لایا جام بھر کے دیا افتخار پیتے ہی بیہوش ہو گیا
اس نازنین نے نعرہ کیا میں ہون برق فرنگی افتخار جادو کی زبان میں سوزن دیا ایک صندوق میں
بند کیا پھر بیہوشی کی دوا دماغ پر چڑھا دی صبح کو فوج کو حکم دیا طرف صحرائے فیروزہ نگار کے چلو صندوق
چھکڑے پر رکھوا لیا برق فرنگی تو اس طرح سے چلا کہ شکل افتخار جادو کی بنا ہوا ہے منظور یہ ہے کہ
جا کو در بند میں ملکہ مہران آسمان سیر کے چہلکہ ڈال دون ملکہ آفتاب شعلہ مزاج کو رہا کرون
مگر خواجہ عمرو جو اسی تلاش میں نکلے صحرا میں آکر پہونچے دیکھا ایک لشکر جادوگرون کا اترا ہے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ سہیل جادو مصاحب سحر العجائب برائے ملاقات زوجہ شہنشاہ
جاتی ہے خواجہ نے ایک کنیز کو بیہوش کیا نام جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کنیز مقرب ملکہ سہیل ہے
شعلہ مزاج نام ہے بشکل شعلہ لشکر میں ملکہ سہیل کے خواجہ داخل ہوئے طرف فیروزہ کے چلے یہان امیر کے
علاوہ برق و عمرو کے اور عیار بھی روانہ ہوئے ہیں کہ آفتاب شعلہ مزاج کا حال ہمکو معلوم ہو اگر

وہ قتل ہو گئی تو مجھکو بڑا قلق ہوگا نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہین وصبدم کی خبرین دے رہے ہین رات
سے میدان خونی کی تیاری ہوئی چار پہر رات ہنگامہ رہا جبکہ قیدی زندان مغرب نے رہائی پائی زہرہ
شعاع مین جلوہ ہوا میدان خونی چرخ زبرجدی مین آیا یہان داورین استادہ ہین جلاد رخطلنگین لگا رہے ہین
ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ بی آفتاب شعلہ مزاج آج قتل ہونگی مالک سے سخت زبانی کی ملکہ نے کہا
بجا فرمایا تھا کہ گرا جاتی ہو پسران حمزہ پر عاشق نہ ہونا بڑی صاحب عصمت بنتی تھین آپ ہی باہر ہوگئین
مالک سے لڑنے لگین اب اسکا انجام ہوا مہران آسمان سیر تخت پر سوار ہوئی نقارے بجے تین لاکھ
کا لشکر تیار ہوا کہ گرد اڑی اول افتخار جادو آکر پہونچا دیکھا کہ داورین استادہ ہین برق تڑپ گیا
جی مین کہتا ہی اے برق فرنگی ایسی آسانی سے ملکہ کو رہا کر لیتے مگر وقت پر نہ پہونچے صبح ہو گئی اب
کیا تدبیر کرین آکر ملکہ کو سلام کیا ایکطرف آکر ٹھہرا ملکہ نے پوچھا اے افتخار جادو کیونکر آنیکا اتفاق
عرض کی حکم شہنشاہ ہوا کہ جاکر حاضر خدمت ہو ہم حاضر ہوئے ملکہ نے کہا اے افتخار جادو عجب
معاملہ گذرا بی آفتاب مجھسے بگڑ گئین مجکو مرتے سے معلوم ہوتا ہی کہ بی زنار و فیروزہ لشکر امیر مین
موجود ہین اُنکے نامے پہونچے ہین مسلمانون سے ملگئین آخر یہ ہوا کہ مجھسے تکرار کی اب ہم اُنکو قتل کرتے ہین
برق نے دست بستہ عرض کی آج معاف رکھیے آج شب کو ہم سمجھائینگے اُسکو راہ پر لائینگے قدمون پر
سرکار کے گرا دینگے ملکہ نے کہا ہرگز ایک لحظہ ہم تامل نہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اڑی دیکھا
ملکہ سہیل جادو بارہ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی افتخار تو الگ ہی ٹھہرا ہوا تھا سہیل صاحب
خاص کے پہلو مین آکر بیٹھی کہا اوری یہ کیا سحر کہ ہی میدان خونی کسکے واسطے تیار ہی کیا طلسم کشا
گرفتار ہو گئے ملکہ مہران آسمان سیر نے کہا اے سہیل طلسم کشا کو کون گرفتار کر سکتا ہے
سنبل گرہ پیشانی نے صاحبقران کو روکا ہی پیاسے مرجاتی کی ماہ اُسکا آیا ہی اُسکی دختر امیر پر
عاشق ہوئی ہی مگر بہن بی آفتاب شعلہ مزاج کو سمجھا دو بگڑ گئین کہ مین صاحب عصمت ہون مردون کے
نام سے نفرت رکھتی ہون الغرض کے قتل کا سامان ہی شعلہ مزاج کھڑی قدمون پر گر پڑی کہا اوری آج
تامل کیجیے ہم سمجھا لینگے آپ کے قدمون پر گرا دینگے برق فرنگی جو بشکل افتخار جادو ہی حیران ہی
کہ یہ کنیز کیون اسقدر بیتاب ہی یہ بھی وصبدم ہی سے جاتی ہی کہ آج کے دن قتل موقوف رکھیے
ہم اقرار کرتے ہین کہ یہ ایسی حرکت نہ کریگی مالک سے تکرار کرنا خطاے فاحش ہی اب جو برق نے
آنکھ لڑائی شعلہ مزاج کو پہچانا کہ ہمارے پیر و مرشد ہین پکار کر آواز دی بی شعلہ مزاج ذرا میرے
پاس تو آئیے شعلہ مزاج نے جو آنکھ لڑائی خواجہ بھی خوش ہوئے کہ ہمارا مجبور یا آگیا بڑے
زور سے رو دیا افتخار شعلہ مزاج نقلی قدمون پر گرے ہر چند منت کی مہران نے نہ مانا کنیزون کو
حکم دیا اس گنہگار کو لاؤ ہم فوراً قتل کرین سر خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کردین نمکحرامون کے
کان ہوجائین اب کوئی ایسی نمکحرامی نہ کرے اے افتخار شعلہ مزاج مین خطا معاف کرتی مگر یہ خطا
معاف کرنے کے لائق نہین خوف زوال سلطنت ہی طلسم کشا بڑے زور و شور سے آتا ہی نمکحرامون کا
حوصلہ بڑھیگا کنیزین دوڑی ہوئی گئین سرکار سے لشکر اسلام کے بھی موجود ہین آپس مین کہہ رہے ہین
یارو یہان تو وقت قتل آگیا جب اسکو بلاکر زیر تیغ بٹھائین صاحبقران سے چلکر اطلاع کرین

نہین معلوم عمرو و برق پر کیا گذری صاحبقران حضور دربار تشریف لائینگے اس حال مین ہرکارے گھبرے تھے
کہ یکایک ہلچل ہوا کنیزین روتی پیٹتی سامنے آئین نگہبان غل مچاتے ہوئے مہران نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا
حضور قیدخانے مین نقب لگی ہوئی ہے کوئی آفتاب کو نکال لیگیا قید اُنکی کیسی بڑی ہے اتنے مین ہرکارے
بھی دل مین خوش ہوئے نامیان دو تو میان یہی سمجھے کہ عمرو و برق اُسکو رہا کر کے لیلئے ہرکارے
تو چلے گئے خواجہ عمرو و برق بھی خوش ہو گئے مگر حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا گذرا صاحبقران پوچھینگے تو
ہم کیا عرض کرینگے خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ ابتک یہانتک آچلے آج شب کو دو چار گھڑی کا
روزگار کرین برق نے اشارہ کیا بہت خوب غلام سب طرح حاضر ہے مہران آسمان سیر جھلائی ہوئی
بیٹھی ہرکارون کو حکم دیا کہ اپنے کو لشکر حمزہ مین پہونچاؤ دریافت کرو کہ آفتاب کو کون چرا لیگیا
ملک اخضر سا ساحر وہان موجود ہے وہ ہی آیا آفتاب کو لیگیا حمزہ نے سب طرح کا سامان ممکن کیا
طلسم نور افشان پر لشکرکشی ہے وہ سامان جمع کیے ہین مگر ہمارا ایک ساحر اُنکے سب جادوگرون
کافی ہے یہ کہتی ہوئی مہران آسمان سیر بیٹھی بعد تھوڑے عرصے کے ہرکارے جو گئے تھے واپس آئے
عرض کی حضور ہرکارے صاحبقران کے اس لشکر مین موجود تھے عمرو و برق عیار بھی آئے ہوئے ہین
ہم دربار مین جا کر صاحبقران کے حاضر ہوئے ہرکارون نے خبر دی کہ آفتاب کو کوئی چرا لیگیا
صاحبقران نے ہمارے سامنے فرمایا کہ دریافت کرو آفتاب کو قیدخانے سے کون لیگیا
مہران بہت گھبرائی کہا صاحب یہ تو کسی ساحر کی کرامات ہے ہمکو گمان غالب تھا کہ
طلسم کشا نے چرا منگوایا اُنکو بھی آفتاب کی جستجو ہے ملک اخضر وغیرہ کو بڑی آرزو ہے کہ آفتاب
ہم تک آجائے تو منہاج کا فیصلہ کرین طرف کوہ عجائب و غرائب کے کوچ ہو مگر ہرکارے جا کر
چہارجانب تلاش کرین افتخار وغیرہ دربار مین حاضر ہوئے باتین سن رہے ہین مہران نے ایک
عرضی اس حال مصیبت مآل کی بخدمت شاہان طلسم روانہ کی سحر العجائب و مصر الغرائب بھی
اس حال کو سنکر دنگ ہو گئے کہتے تھے کہ یارو یہ کیا معرکہ ہے صاحبقران نے بھی بڑی جستجو کی لیکن
آفتاب کو کوئی اور لیگیا یہان رات کو ملکہ مہران کی بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہوا شعلہ مزاج
تڑپتی پھرتی ہے سہیل سے کہتی ہے واری شب کو مین نے خواب دیکھا سامری و جمشید میرے خواب
مین آئے میرے گلے پر ہاتھ رکھا فرمایا علم موسیقی ہمنے تجھکو دیا الک بھی سامنے بیٹھے ہین ذرا سازندون
حکم ہو میرا امتحان لین سہیل کہتی ہے چپ رہو یہ ملکہ عالم کا دربار ہے ملکۂ عالم تخت پر بیٹھی ہین مین گستاخی
کر سکتی ہون ملکہ مہران نے پوچھا سہیل کیا ہے کہا حضور ایک ایسی بات ہے ہمارے خداوندون کی
کرامات ہے شعلہ مزاج میری مقرب اسکو کبھی علم موسیقی کا خیال بھی نہین رہا آج کہتی ہے کہ
رات کو خواب مین سامری و جمشید نے مجھکو علم موسیقی کا عالم کر دیا مزاج مین ہے تو سماعت فرمایئے
ملکہ مہران نے کہا کیا مضائقہ ہے شعلہ مزاج جو تڑپ کے صحبت مین آئی سب نے دیکھا ایک نازنین
حسین و جمیل سازندون سے کہتی ہے ذرا ساز درست کرو سازندون نے ساز درست کیے
شعلہ مزاج گنگنا کے یہ غزل گانے لگی شعلہ مزاج نام ہے آتش کی غزل شروع کی **نظم**

روشنی اس باغ کی کرجاتی ہے کار آفتاب	حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے ... ہم کے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب
ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل ... رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب
نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے ... کونسا گھر ہے نہین جسمین گذار آفتاب
منھ ملاتا ہی تمھارے چہرۂ پُر نور سے ... کیجیے اپنے کف پا کو دو چار آفتاب
حُسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے ... بیحساب اُن عارضون مین ہے نثار آفتاب
یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حُسن ... روشنی طور دے پروردگار آفتاب
کیبعت ہوسے مُہر رُخ جو وہ چہرہ روشن ہوا ... ہم بہار باغ لوٹے ہم بہار آفتاب
خانۂ دل مین جگہ دیجیے خیال یار کو ... کیجیے برج شرف مین اقتدار آفتاب
دم فنا اُس روئے روشن کے نظارے نے کیا ... طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب
روتے روتے ہمکو گل مین گذر جاتی ہے رات ... یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب
صبح محشر کا ہی آنکھون کو انھون کے اشتیاق ... ہجر کی شب مین ہین جو امیدوار آفتاب
محو رہنے مین تصور سے شب سرما مین گرم ... روئے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب
مر گئے پر بھی نہ مجھو لیگا رُخ زیبائے یار ... ذرے اپنی خاک کے ہونگے نثار آفتاب
پاؤن اپنے اُسمین اے محبوب دھلوایجیے ... ہاتھ آ جائے جو طشت زرنگار آفتاب
روئے یار اپنی طرف سے پھیر نا اے آتش رسا ... ہو رہا ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

اس لطف سے خواجہ نے یہ غزل گائی کہ بقول شخصے شعلہ مزاج نے آگ لگا دی ملکہ مہران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا اے شعلہ مزاج کیا خوب اشعار گائے ہین آفتاب چوری گئی ردیف آفتاب اشعار لاجواب شعلہ مزاج نام آتش کی غزل سے کام اے شعلہ مزاج حقیقت مین تمکو خداوند سامری و جمشید نے کمال دیا شعلہ مزاج نے کہا ایک اور حکم ہوا کہ میان افتخار جادو ساقی گری مین کامل ہین صحبت ملکہ مین ساقی گری کرین افتخار اُٹھا عرض کی حضور حقیقت مین شعلہ مزاج سچ کہتے ہین مجھکو حکم ہوا کہ تمکو کمال عمرو کا دیا ساقی گری کرنا ایسے افتخار نے کلید سنبھالنے کی لی شراب مین جا کر بیہوشی ملائی چار گلابیان درست کر کے صحبت مین لایا شعلہ مزاج نے کہا مین رقص کرون تم شراب پلاؤ ابتو استاد شاگرد شریک ہوئے خواجہ نے رقص شروع کیا برق نے جام سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا اشعار عاشقانہ گاتا ہوا سامنے ملکہ مہران کے آیا سر جھکایا تان لگائی نظم

بیمروت ناتوان مین ہنس دے روتا دیکھکر ... دل دیا ہی نے اسے کیا جانیے کیا دیکھکر
خواب مین کیا غش ہو یوسف کو زلیخا دیکھکر ... کھل گئین آنکھین تجھے اے جلوہ آرا دیکھکر
تھی جنم دہ نگاہ گرم بھی سوئے عدو ... سوجھی اپنی عاقبت کی ہمکو دنیا دیکھکر
قیس کی دیوانگی مین عقل کیا حیران ہی ... مجکو وحشت ہو گئی تصویر لیلا دیکھکر
چشم نرگس بد نظر ہے اور گل بے اعتبار ... بیوفا سیر گلستان کیا کریگا دیکھکر
خاک مین کیونکر نہ لوٹون بند جگیا سودے مین بیابان ... اُسکے صحن خانہ کا پہناے صحرا دیکھکر
ناش کا ہمدم کفن لانا کہ بس مین مر گیا ... چلمنون سے جلوۂ خورشید سیما دیکھکر

یاد آیا سوے دشمن اُسکا جانا گرم گرم　　پانی پانی ہو گیا مین موج دریا دیکھکر
اُسکے ہٹتے ہی اندھیرا آگیا ایسا کہ بس　　گر پڑا مین روزنِ دیوار کو وا دیکھکر
کیا تماشا تھا جھپکنا آنکھ کا بے اختیار　　آئنہ کو ہاتھ سے اُسنے نہ چھوڑا دیکھکر
مین نہ مانونگا کہ چشم آبلہ بے درد ہے　　یہ نہ دیکھے رو دے غیر اپنے کف پا دیکھکر
پھر گئی آنکھونکے آگے اُسکی چشم سرمگین　　چھر گئین آنکھین مری نرگس کا جھکنا دیکھکر
دشمنی دیکھو کہ تا الفت نہ کھل جاے کہین　　لے لیا مُنھ پر دوپٹہ حال میرا دیکھکر
کیون نہ گھبراے وہ مین گھبرا گیا جیسے ہجوم　　حسرتین آتی ہین کیا کیا اُسکو تنہا دیکھکر
انتظار یار ہوش مین تو نہ ہون آنکھین سفید　　شب یہ وہم آیا ہے سوے چرخ خضرا دیکھکر
کاٹ لیتے دو گلا تم شوق سے گھر جا کے جو　　ایک رقص نیم بسمل کا تماشا دیکھکر
کردیا خاک آپ کو اُس بُت کے در پر آکے ہے　　جلگیا جی لاش کو مومن کی جلتا دیکھکر

اس رنگ سے یہ غزل گائی کہ مہران آسمان سپر مبہوت ہوئی جام پی گئی اتنے دور وہ بند ھا کہا حضور یہ بھی خداوند نے کہا تھا کہ تم ساقی ہو ناکسی کو باقی نہ رکھنا باہر بھی شراب بھیجی گئی بائیس لاکھ لشکر کئی سو چلہ باہر ہو چکا گلابیان محفل مین صرف ہو رہی ہین تمام محفل اور لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا چھوٹے بڑے سب پی رہے ہین کہتے جاتے ہین مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے کوئی ایسا نہین ہے جو شراب نہ پیے رنڈیان ننگی پھر رہی ہین تماشہ بین سر پیٹتے پھرتے ہین ناکیہ پریشان ہر کسی پھرتی ہین مغل نکلگئی ہر طرف یہی ہنگامے ہین قضاے کار سحر العجائب کی زوجہ مہران آسمان سپر ہو رات کو بھی اسکو چین نہ پڑا ایسا تو وہ وقت ہے کہ خواجہ نے سب کو بیہوش کیا دربار کو لوٹ رہے ہین برق پر دھولین پڑ رہی ہین کہ ابے کیون زیور اُتارتا ہے برق بھلا کب مانتا ہے مار کھاتا جاتا ہے لوٹ مین مصروف ہے سحر العجائب نے جب دیکھا کہ زلف لیلاے شب کمر سے گذر گئی یعنی ادھیڑ سے شب نے تجاوز کیا سحر العجائب نے بیٹھے بیٹھے کنیز سامری سے پوچھا ہماری زوجہ صاحبہ کیا کر رہی ہین پتلی سر پیٹنے لگی کہا ای شہنشاہ کیا عرض کرون عمرو عیار و مہتر برق فرنگی دربار مین ملکہ عالم کے ہو چکے سب کو بیہوش کیا قتل و غارت کر رہے ہین یہ سنکر سحر العجائب گھبرا گیا کہا ارے سار بان زادہ وہان کیونکر پہونچا پتلی نے کہا پھر پوچھیے گا جلد جایئے ایسا نہو وہ ملکہ عالم کو قتل کر ڈالے سحر العجائب کا کیا بیان وہ وقت ہے کہ خواجہ نے بارگاہ کو مزبلہ قصابان بنا دیا ہے دریاے خون بہ رہا ہے برق تڑپتا پھرتا ہے ساحرون کے مرنے کی صدا المندا اندھیرا چھایا ہوا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ سحر العجائب عمرو نے کہا اے برق بھاگ خواجہ نے دگلیم اوڑھ لی برق چاہتا تھا کہ تڑپ کر نکلون سحر العجائب نے سحر کیا برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے سحر العجائب نے باران سحر برسایا سب اہل دیوان دربار ہوشیار ہو گئے مہران آسمان سپر گھبرا کے اُٹھی کہا ای شہنشاہ یہ کیا ماجرا ہے سحر العجائب نے کہا اُلٹا مجھسے پوچھتی ہو کنیز سامری نے خبر دی مین بیقرار ہو کر آیا سار بان زادہ کیا عمرو دیکھتے دیکھتے نظرون سے غائب ہوا برق کو مین نے گرفتار کیا اسے قید کرو جب لشکر حمزہ تمھارے مقابلے مین آئے اُسکے سامنے اسکو دار پر کھینچنا کہ حمزہ کو رنج عظیم پہونچے مہران نے گھبرا کر کہا

ارے افتخار کہان ہے لشکر والون سے پوچھا وہ سر پر ہاتھ رکھے رو رہے تھے کوئی کہتا ہے بھائی مارا گیا
کوئی کہتا ہے بیٹا کنوئین مین گرا کوئی کہتا ہے لڑائی مین چور و غائب ہوئی طبیعت جان دینے کی طالب ہوئی
سحر العجائب نے اُسکی بارگاہ مین جاکر دیکھا ایک صندوق کلان رکھا ہے اُسکو جو کھولا افتخار کو اُسی
صندوق مین پایا افتخار نے کہا مجھے حکم ہے کہ مین جاکر منہاج گرہ پیشانی کی مدد کرون مہران
نے حکم دیا افتخار اُسی وقت سوار ہو اور لے مدد منہاج گرہ پیشانی چلا گلپوش جادو کو حکم دیا کہ
لیجاکر برق کو قید کرو گلپوش نے ایک خیمے مین لاکر برق کو قید کیا خواجہ جو پلٹ کر خدمت مین امیر
کے آئے صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ کیا گذری عمرو نے سب حال بیان کیا یہ بھی عرض کی کہ
برق قید ہو گیا صاحبقران نے فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے اگر خدانخواستہ ان لوگون نے
برق کو قتل کیا تو بڑے افسوس کی بات ہے عمرو نے کہا مین براے رہائی جاتا ہون امیر نے فرمایا
کہ بسم اللہ خواجہ عمرو پھر چلے لشکر مین مہران کے آئے دور سے دیکھا کہ گلپوش جادو بطور نگہبان
خیمے کے دروازے پر بیٹھی ہے چالیس کنیزین بھی ہمراہ ہین عمرو نے کسی سے پوچھا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس
جگہ برق فرنگی قید ہے خواجہ نے قریب آکر ایک ضعیفہ کی صورت بنائی قریب اُس خیمے کے آئے
ایک کنیز موسوم بہ نرگس اُسکو دیکھکر رونے لگی گلپوش نے پوچھا کیون بڑی بی صاحبہ خیر تو ہے
کیون اسقدر روتی ہو کہا میری نواسی نے انتقال کیا آج اُسکی صورت دکھائی دی نرگس پر
جو اشارہ کیا گلپوش نے کہا اے نرگس بڑی بی کے پاس جاکر بیٹھ اسکی نواسی کی صورت تیری
صورت سے ملتی ہے نرگس جو پاس آئی بڑی بی نے اپنے پاس سے نکالکے کچھ روپے دیے کہا
بیٹا سامنے میرا گھر ہے اگر وہان چلے تو مین تجھکو اُسکے کپڑے پہناؤن زیور بھی اُسکا تجھے دیدون
نرگس نے آکر افسر سے کہا ایک تھوڑی دیر کی مجھکو مہلت دیجیے مین تھوڑی دیر کے واسطے
ہو آؤن بڑی بی کو ذرا صبر آجائیگا افسر نے بھی کہا ہو آؤ بڑھیا نے نرگس کو ساتھ لیا تھوڑی دور
آکر کہا چنانچہ زیور سب اُس ناشاد کا رکھا ہے اُسکو دیکھ دیکھکر روتی ہون تجھے پہناؤن کہ میرا دل خوش ہو
نرگس بہت خوش ہوئی کہ مفت مین زیور ملیگا باتین کرتے کرتے حباب مارا نرگس بیہوش ہوئی کنارے لاکر
اُسکے کپڑے اُتار لیے پھر بیہوشی کی دوا دماغ پر چڑھاکر کنارے ڈالدیا اُسی کی صورت بنکر سامنے گلپوش
کے آئی سب نے دیکھا بی نرگس کئی ہزار روپے کا زیور پہنکر آئی ہین موتیون کے مالے پہنے ہین سب نے
پوچھا نرگس نے کہا بڑی بی نے مجھکو بیٹی کیا وعدہ ہو گیا کہ شام کو کھانا یہین کھا جایا کرو اور یہ زیور
بھی دیا سب کے کام خدمت کرنا شروع کی دن جو گذرا رات کو کہا آج سرکار شراب نہین آئی
حکم ہو تو جاکر لے آؤن گلپوش نے کہا جاؤ مگر ادب سے کہنا نرگس گئی اور ملکہ مہران سے
عرض کی آج کنیزان حضور کو شراب نہین پہونچی حکم ہوا خمخانے سے چلے لو خواجہ نے آکر بدل لیا
راہ مین بیہوشی ملائی خیمے مین آکر پہونچے سب کو وہی شراب پلائی سب کنیزین بیہوش ہو گئین خواجہ
اندر خیمے کے آئے برق کو دیکھا مثل مردے کے پڑا ہے سسک رہا ہے پوچھا ارے کیا ہوا کہا
حضور گلپوش کا سحر ہے عمرو نے کہا اب تجھے کیونکر لیچلون برق نے کہا اُستاد میرا پشتارہ باندھکر
وہان اخضر وغیرہ سحر اُتار لینگے عمرو کو یہ بات پسند آئی برق کا پشتارہ باندھا لیکر قیدخانے سے نکلے

خیال میں گذرا گلپوش کا زیور اُتار لیں خواجہ نے کہا بیٹا برق دو چار کوڑی کا روزگار کر لیں برق نے کہا
آپ کو اختیار ہی آپ مالک ہیں خواجہ عمرو گلپوش کا زیور اُتارنے لگے مہران آسمان سیر پڑی ہوئی
سو رہی ہی کہ پلنگ کا پایہ ٹوٹ کر تڑاقا جو ہوا آنکھ کھلی دیکھا پائے سے ایک پتلی نکلی گنگنا کے گانے لگی وہ
اُنکو لیے جاتے ہیں وہ اُنکو لیے جاتے ہیں ملکہ نے کہا ارے کون کسکو لیے جاتا ہی کہا حضور ساربان زادہ
عمرو عیار گلپوش کے کپڑے اُتار رہا ہی مہران یہ سُنکر جھلائی بڑی نازک مزاج ہی سحر العجائب
اس سے بہت محبت کرتا ہی خود سحر کر کے چلی [illegible] سے دیکھا عمرو گلپوش کے کپڑے اُتار رہا ہی برق
بیٹھا ہوا ہی اسے دم بدم پکارتا ہی اُستاد نکل چلیے خواجہ فرماتے ہیں ابے چلتے ہیں مرا کیوں جاتا ہی
کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش اے ساربان زادے عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا مہران آسمان سیر
آتی ہی جا بجا گلیم اوڑھ لوں اُسنے وہیں سے سحر کیا زمین نے پاؤں خواجہ کے تھام لیے مہران اُتر کر
نیچے آئی گلپوش کو ہوشیار کیا اپنا زیور جو جسم پر نہ پایا پیٹنے لگی مہران نے کہا ہوا خیر گذری میں وقت
پر پہونچ گئی ساربان زادہ اسباب لیکر نکلجاتا ابتر کپڑے اُتار رہا تھا دم بھر میں سر کاٹ کے لیجاتا
ای گلپوش برق کو تو ہم یہاں قید کرتے ہیں اور کنیزیں موجود ہیں تم ساربان کو لیکر خدمت میں
سحر العجائب و مصر الغرائب کے جاؤ گلپوش عمرو کی کمر میں پٹکا ڈالے اُڑی سیدھی دربار سے
سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پر بیٹھے ہیں شب کا ذکر کر رہے ہیں مصر الغرائب کہتا ہی بھائی بڑا
کام کیا اب عیاروں کی آمد شروع ہو گئی ملنے بڑا کام کیا جاکے برق کو گرفتار کر لیا یہ ذکر تھا کہ
گلپوش آ کر پہونچی عمرو کو دیکھکر دونوں شاہ اُچھلنے لگے کہا ای گلپوش بڑا کام کیا عمرو کو کسنے پکڑا
کہا حضور ملکۂ عالم نے خود گرفتار کیا ہی برق تو میرے سحر میں مبتلا ہی یہ پشتارہ باندھ کے باہر
نکل چلا تھا میرا زیور اُتار لیا اگر ہو سکے تو میرا زیور دلوا دیجیے گا شاہوں نے کہا ارے ہم تمکو
موتیوں کا زیور دینگے یہ ساربان زادہ ملا طلسم کشا کا زور کم ہوا یہ کہکے آواز دی دیکھو تو
اختر جادو کہاں ہی لوگوں نے کہا حضور کہیں فی بیکار رہا ہوگا خادم گئے اختر کو تلاش کر کے لائے
مگر اداس و پریشان سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا ای اختر تمکو آج بہت پریشان پاتے ہیں
عرض کی ای شہنشاہ کیا عرض کروں جو کچھ دل پر گذرتی ہی دل کا عجب حال ہی جی چاہتا ہے
ایک ایک حسین کے پاس جاؤں یہ کہوں نظم

ای رشک عجم غیرت خوبان تبائل ‏— از خیل گدایان تو بدین شکل و شمائل
پروانہ ز بزم آمد و بلبل ز گلستان ‏— بر شمع عذار و گل رخسار تو مائل
بر عشق ہوس را کہ ز دل رنج نماید ‏— صیقل کند این زنگ از ان آئنہ زائل
ہر موے من از مہر تو در وجد و سماع ست ‏— در عشق مرا بہتر ازین نیست مسائل
بارم چہ کرم میکنی اے مایۂ احسان ‏— تو در گہ جود تو نشود کم کف سائل
از مہر تو خون در بدن خصم بیرزد ‏— آئی چو تو در معرکہ شمشیر حمائل
ایمن نتوانند شد از بحر ہلاکت ‏— گر اہل یقین از تو بجویند وسائل
در سایۂ مہر تو ظہیر ست کہ از لطف ‏— ایمن کندش مہر تو زان درجہ ہائل

پھر گلے رونے لگا ہر چند سحر العجائب نے پوچھا اختر نے کوئی وجہ نہ بتائی اور صبر کیے گذرا کہ مدت سے ملکہ آفتاب پر عاشق تھا جب اسنے خبر پائی کہ ملکہ کل قتل ہو جائینگی رات کو پہونچا ملکہ کو چھڑا لایا ہر چند چاہا کہ میرے قبضے مین آئے اُسنے کہا مین تو مسلمان ہو چکی تمکو نہ قبول کرونگی اختر نے مجبور ہو کر ایک قصر مین کہ جسکا حیسان فرنگ نام ہے اُسمین ایک مقام پر قید کیا اُس قصر کا یہی حاکم ہے سحر العجائب نے حکم دیا قصر حیسان فرنگ مین لیجا کر اسکو قید کرو جب طلسم کشا مقابلے مین ملکہ مہران کے پہونچیگا تو اسکو اور برق کو دار پر کھینچین گے اختر جادو خواجہ کو لیکر چلا کئی کوس اڑا ہوا گیا ایک مقام پر آ کے مائل بہ پستی ہوا عمرو نے دیکھا کہ ایک قصر گلان کسی درجے کا بنا ہے ور جہ اجلائے پر لا کر اسنے عمرو کو قید کیا عمرو چیخین مار کر رونے لگے اختر نے پوچھا کیون خواجہ کیون روتے ہو کہا بھائی جس زیور کے واسطے پکڑے گئے وہ زیور ہم دیدین ہمکو قید سے، اگر دو حمزہ نے ہمکو مار مار کے پیٹ کے واسطے چلے آئے اختر سوچا کہ زیور اس سے لے لوگون پوچھیگا کہا خواجہ زیور کہان عمرو نے کہا زنبیل مین رکھا ہے اختر نے کہا خواجہ اتنا سا بٹوا اسمین زیور کیونکر سمایا عمرو نے کہا یہ بٹوا کرامات ہے حضرت آدم کے بیٹا نے ہمکو لامکان کے دروازے چار جانب سے بند ہین سحر اتار لو مین اس بٹوے کی سیر کرا دون اختر سوچا حقیقت مین دبلا پتلا ناتوان کہان بھاگ کے جائیگا گردن پکڑ کے دبا دونگا سحر اتارا عمرو کے ہاتھ پاؤن کھولے خواجہ اٹھے کہا مین زنبیل دکھاتا ہون ای اختر تمکو حیران و پریشان بہت پاتا ہون مجسے حال بیان کرو اختر کا دل بھرا ہوا تھا رونے لگا کہا خواجہ کیا کہون اصل کیفیت یہ ہے نظم

بیمزہ ہو کر نمک کو بیوفا کہنے کو ہین — کھل گئے زخمون کے منہ کسلئے مزا کہنے کو ہین
سب جفا ہو اُس ستمگر کے سوا کہنے کو ہین — جنکو چرخ و مرگ کہتے ہین سنا کہنے کو ہین
نالہ ہی نکلے ہی گو ہم مدعا کہنے کو ہین — لب نہین کہنے مین اب کیا جانے کیا کہنے کو ہین
تیری تیغ و دشنہ کیون لب پہ چھالے پڑ گئے — گرم غربی کا ہے کیا ماجرا کہنے کو ہین
دوست کہتے ہین ملامت غیر کرتے ہین گلہ — کیا قیامت ہی کہ مجکو سب برا کہنے کو ہین
ترجمان التماس شوق ہے تغیر رنگ — ہون زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہین
جلگیا دل تو بھی اٹھتا ہی دھوان سر سے کراہ — مرثیہ ہم اس چراغ کشتہ کا کہنے کو ہین
ایک دن کو تو زبان شعلہ دوزخ قرض دو — قصہ شبہائے غم روز جزا کہنے کو ہین
شکوہ حرف تلخ کا یا شور بختی کا گلہ — ہم جو کچھ کہنے کو ہین سو ہمین کہنے کو ہین
مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرونکی بات — ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین
وہ نہین آتے نہ آوین مرگ ظالم تو تو آ — ان لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہین
غیر سے سرگوشیان کر لیجیے پھر ہم بھی کچھ — آرزو ہائے دل رشک آشنا کہنے کو ہین
تیغ غمزہ کو لگا لے جلد سنگ سرمہ پہ — حرف مطلب آرزو مند جفا کہنے کو ہین
دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا — بخت تیرے عاشقونکے نارسا کہنے کو ہین
ہو گئے نام بتان سنتے ہی مومن بیقرار — ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہین

ای خواجہ کیا عرض کرون ملکہ آفتاب جادو جو بسبب کج بختی کے قید ہوئین مدت سے میری جان

اُنکے نام پر جاتی ہو شہر بت وصل سے محروم ہون کیا عرض کرون آجتک سیراب نہ ہوا تشنۂ زلال
وصال رہا اب خبر سنی کہ اُنکے دشمن قتل ہونکے پیچھے پڑے ہیں چلکیا کوشش کرکے مین رات کو بہو بچا قید سے
چھڑا لایا ہر چند منت خوشامد کی وہ آہوے وحشی رام نہین ہوتی لاچار ہوکے مین نے اُسکو قید کیا
پھر یان پیچھے پڑ چلی رہی ہین عمرو نے کہا آخر کہان قید کیا ہم تو تمھارے دوست ہین اگر دیکھ پائین
تو راضی کردین ہمارا تو ہمیشہ یہی پیشہ ہی بڑی بڑی بیوشیون کو آوارہ کرادیا جو سات پردون مین رہتی ہین ہم
اُن تک پہونچتے ہین دو باتین کین اور راضی کرلیا اس طرح کی جو عمرو نے تقریر کی یہ دل مین سوچا کہ ایسا ہو
مین سامنا کراؤن یہ عیار ہی کچھ فتور برپا کرے عمرو نے دیکھا اختر کے پھر تیور بھرے عمرو نے باتین
کرتے کرتے کہا ای اختر دیکھو شہنشاہ ساحران آتے ہین جیسے ہی اختر پلٹا عمرو نے ایک خنجر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک ادھر تو اختر مر کر گرا زمین شق ہوئی کسی نے عمرو کو اندر زمین کے کھینچ لیا خواجہ
ہیچمدان کے بیہوش ہوگئے عرصہ دراز کے بعد ہوش آیا دیکھا ایک زنگن سیاہ فام خواجہ عمرو کا
ہاتھ پکڑے کھڑی ہی کہتی ہی کیون او ساربان زادے تو نے دم دیکر اختر کو مارا اب یہی شرط کہ تجکو
قتل کرون عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا ای ملکہ عالم مین نے تو اختر کو نہین مارا وہ معشوق کی جدائی کے
رنج مین آپ گلا کاٹ کے مرگئے مین کہتا تھا کہ آپ کے معشوق کو راضی کردونگا میرا کہنا نہ مانا اپنا
گلا کاٹ لیا مجھے آپ نے ناحق پکڑا زنگن نے کہا مین ان جھگڑون کو نہ مانونگی مجھے کچھ دے تو تیری
جان بچے عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہی زنگن نے کہا کہان رکھا ہی عمرو نے کہا میرے پاس
زنبیل ہی وہ ہی ہمہ وقت کفیل ہی آپ ملاحظہ فرمائیے زنگن نے کہا مین دیکھون مال کہان رکھا ہی
عمرو نے زنبیل کی چار گھنڈیان کھولین زنگن نے جھککر دیکھا لاکھون روپے کا مال جابجا رکھا ہے
ہزارہا تاج جواہر اعلی جابجا روپیون کے ڈھیر چار جانب قلعے بنے ہوئے اُن قلعون پر
لڑائیان ہو رہی ہین قلعے پر سے آواز آتی ہی دہائی ہی خواجہ عمرو کی ہمسے خراج نہین ہوسکتا
جو پہلوان لیکر کہے ہوئے جاتا ہی وہ کہتا ہی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا خراج دے باغات کے دروازے
جابجا کھلے ہوئے نازنینان مہ جبین باغ مین ٹہل رہی ہین ہر باغ پر جوش بہار عندلیبان خوشنوا
کی پکار چراغ لالہ جابجا روشن رشک بزم خوبان گلشن زنگن نے گھبرا کے کہا خواجہ تمھاری تو
بڑی علمداری ہی مین چار تاج لونگی عمرو نے کہا بے ایمانی نہ کیجیے ایک تاج لے لیجیے زنگن جھککر
دیکھنے لگی عمرو نے پیر ترددون مین ہاتھ دیکر زنگن کو زنبیل مین ڈال لیا زنگن جو گری چار طرف سے
کالی کالی لونڈیان دوڑ پڑین کہا ارے کپڑے اُتار ہمکو حساب دینا پڑیگا زنگن سحر یاد کرتی ہی
سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش ایک طرف سے دیکھا ہزارہا مزدور چلے آتے ہین ٹوکریان
مٹی کی اُنکے سرون پر ایک بیٹھا تھا ذرا مزدور رکا اور سونٹا اُسکے چوترون پر پڑا الٹا کر گیا
بی زنگن کے بھی سر پر ٹوکری مٹی کی رکھدی زنگن چیختی ہی بیٹھی ہی بیٹ نے کہا حرامزادی شام کو
ہمکو حساب دینا پڑیگا دوپہر سے آئی ہی کام دن بھر کا کرنا پڑیگا زنگن حیران و پریشان ہے
خواجہ عمرو زنگن کو زنبیل مین ڈالکر ایک جانب چلے قصر وسیع عمارتین ہر طرف رفیع نظر آئین کہ
کان مین آواز رونے کی آئی آواز آتی ہی ای خالق کارساز و ای بندہ نواز و ای خداے نادیدہ

سحر کیا تھا مرنے سے اس عورت کے کئی قصر گرے اینٹوں کے جا بجا انبار زمین سے دھواں نکل رہا ہے
آفتاب نے کہا خواجہ یہاں سے بھاگو کوئی آفت آیا چاہتی ہے آفتاب آسمان پر چلتی ہوئی خواجہ
علیم اوڑھے سایۂ آفتاب میں جاتے ہیں کہ سامنے سے ایک انگریز گٹ پٹ کرتا ہوا آتا ہے للکارتا ہوا
کہ او آفتاب غضب کیا مس جولیٹ کو مارا اب کہاں جائیگی یہ کہکے جیب سے ایک ادھا نکالا
آفتاب پر کھینچ مارا قطرے شراب کے جو آفتاب پر پڑے بدن سے شعلے نکلنے لگے بلکہ
لڑکھڑا کر گری پہلو سے نعرہ ہوا مس جولیٹ صاحب بہادر کہاں جاتی ہے مجھکو کون قتل کرسکتا ہے
مین نکل آئی اس میم کو دیکھکر انگریز خوش ہوگیا وہ نازنین قریب پہونچی کہا ارے آفتاب کو کیوں جلاتا ہے
یہ باتیں کرتی ہوئی قریب پہونچی پیٹ سے خنجر مارا انگریز لوٹ کر گرا آفتاب پر پانی گرا شعلے
آگ کے موقوف ہوئے آفتاب نے کہا خواجہ تم نے جان بچائی یہ سب غلامان طلسم کے
جھگڑے تھے اس قصر کو عالمان مذہب سامری نے بنایا تھا عجائب و غرائب سے طلسم کو معمور کردیا
بڑی بڑی بلائیں اسمین بھری ہیں بچنا یہاں سے مشکل ہے مگر آپ نے بڑا کمال کیا خواجہ نے
کہا اے آفتاب ابھی کوہ عجائب و غرائب پر لشکر کشی باقی ہے آفتاب تھرا گئی کہا خواجہ
کوہ عجائب و غرائب پر بڑے مجمع ہیں اس قصر سے نکلے خواجہ زمین کا راستہ طے کرتے ہوئے
چلے جاتے ہیں کہ ایک مقام سے زمین شق ہوئی زمین سے فوارہ نکلنے لگا اسقدر پانی برسا کہ زمین
پانی سے معمور ہوگئی آفتاب شعلہ بنکر چلی پانی کو مٹایا پانی کا نکلنا زمین سے موقوف ہوا اب
آفتاب نے خواجہ کی کمر میں پنجہ دیا لیکر بلند ہوئی جا بجا اینٹیں پڑی ہیں جو مکان گرے ہیں
انھیں سے آواز ہیبتناک آتی ہے یہی ہلڑ ہو رہا ہے کہ آفتاب جاتی ہے عمرو لیے جاتا ہے کئی ساحر
مارے گئے ارے اسکو کوئی روکے آفتاب نے آگ برسادی مکان میں آگ لگ گئی جب وہ
مکان جلا تب آوازیں مہیب موقوف ہوئیں خواجہ کو لیے ہوئے آفتاب ایک صحرا میں آئی
چند قدم چلی تھی دیکھا کہ چند غول غولوں کے چلے آتے ہیں غولوں نے آکر ملکہ آفتاب و خواجہ کو
گھیرا آفتاب لڑنے لگی خواجہ نے دیکھا غول پیچھا نہیں چھوڑتے ہیں زنبیل سے منقے نکالے
پھینکے وہ منقے غولوں نے کھائے کھاتے ہی بیہوش ہوئے بیہوش ہوکر گرے عمرو نے سب کا سر کاٹا
آفتاب نے کہا خواجہ یہ تم نے بڑا کام کیا یہ غولان مجہول دور تک پیچھا نہ چھوڑتے یہاں سے غولان بیابانی
کے چند درخت چلے اب دیکھا سامنے لشکر مہران آسمان سیر معلوم ہوتا ہے آفتاب نے کہا
خواجہ میں جاکر برق کو رہا کرتی ہوں وہ سامنے جو خیمہ سیاہ معلوم ہوتا ہے جسکے گرد کنیزیں بیٹھی ہیں
اسی میں برق فرنگی قید ہے آپ کنارے ہو جیے میں اسے جاکر نکالتی ہوں یہ کہکر غرق زمین ہوئی
جہاں برق قید تھا وہاں جاکر نکلی دیکھا برق بند جا پڑا ہوا اپنے حال زار کو دیکھکر تڑپ رہا ہے
پکار رہا ہے اے خالق بے نیاز اس آفت سے نجات دے عجب بلا میں پھنسا ہوں نہ ہاتھ میں
طاقت نہ آنکھوں میں بصارت ہر وقت تیری اطاعت میں ہوں حقیقت میں یہ کیفیت ہے نظم

نباشد غیر ذات حق دگر کس در جہان وارث — کہ بعد از نقل ہر اہل مکان گردد جہان وارث
بہر زیر و زبر تقابض بہر ملک و مکان وارث — بہر خانہ مکان دارد بہر یک خاندان وارث

ہر ملک و ہر کشور و ہر شہر و ہر قریہ | خدای انس و جان مالک خداوند جہان وارث
گہے مالک ہستی و گہے در نیستی حاکم | گہے اندر زمین فرمانروا و در زمان وارث
خدای بادشاہی ذو الجلالے حی و قیومی | بدل حاضر بجان ناظر نہان مالک عیان وارث
بدست خویش کن صرف ای غنی گنجینۂ زر را | کند برباد ورنہ بعد تو در یکزمان وارث
نہ شہ ماند باقلیم شہنشاہی نہ شہزادہ | نہ این مالک بود بر مسند دولت نہ آن وارث
بدار آخرت بفرست گنج مال و دولت را | کہ بعد از تو گنجینہ بیابد زان نشان وارث
جواز ملک جہان سعدی و جامی رخت بربستند | باقلیم سخن شد سعدی اہل زبان وارث

تڑپ تڑپ کے دعا مین مانگ رہا ہے کہ آفتاب نے برق پرسے سحر اُتارا ہاتھ پاؤن درست ہوے ملکہ نے کہا ای برق فرنگی اُستاد تمھارے ضعیفہ بنے ہوئے باجے بجا رہے ہین مین تحسین رہی کرنے آئی ہون یہ کہکے برق کی کمر مین پنجہ دیا اور سحر کیا کہ مجکو کوئی نہ دیکھے یہ سوچ کے اُڑی برق فرنگی کو لیکر بلند ہوئی صحرا مین لاکر برق کو اُتارا خواجہ بھی اُسی مقام پر آئے آفتاب نے کہا خواجہ خدا حافظ و ناصر ہم رخصت ہوتے ہین خواجہ نے کہا ملکہ لشکر مین چلو آفتاب نے کہا خواجہ مین کیا منھہ لیکے لشکر مین جاؤن مجکو شرم آتی ہے جب مجھسے کوئی کار نمایان سرزد ہوگا تو حاضر ہونگی عمرو نے کہا ای ملکہ عالم بخدا جب تمھاری گرفتاری کی خبر پہونچی تھی تو صاحبقران نے بتاکید مجھسے فرمایا تھا کہ خواجہ جس طرح بنے ملکہ کو جاکر رہا کرو برق فرنگی افتخار جادو بنکر آیا مین بھی پہونچا صبح کو خبر پائی کہ آپ کو کوئی لیگیا خیال مین آیا کہ دربار اسکا لوٹ لین دربار مہران آسمان سیر کا لوٹا اُسی مین گرفتار ہو گئے صاحبقران تمکو طلب فرماتے ہین آپ چلیے آفتاب نے کہا خواجہ ہم کوہ عجائب و غرائب ملاقات کرینگے جب ہمسے کوئی خیرخواہی ہوگی تب حاضر خدمت صاحبقران زمان ہونگے عمرو و ملکہ سے باتین کر رہا ہے قضائے کار ملک اخضر و زنار صلاح کرتے ہوئے صحرا مین آنکلے ہین عمرو کو جو اخضر نے دیکھا دوڑ پڑا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری صاحبقران زمان آپ کے واسطے بہت بیقرار ہین اور یہ بھی فرماتے ہین کہ آفتاب کا غائب ہونا مجھپر بہت شاق ہوا عمرو نے کہا ملکہ آفتاب موجود ہین گر دربار جانے مین انکار رکھتی ہین اتنا اخضر نے آواز دی کئی سو ساحر آئے ملکہ کو طاؤس پر سوار کر باعزاز و اکرام لیکر طرف لشکر صاحبقران کے چلے صاحبقران دربارگاہ پہ جلوہ فرما ہین کہ خبر پہونچی ملکہ آفتاب کو لیے ہوئے ملک اخضر آتے ہین صاحبقران سُن چکے ہین کہ آفتاب جادو ساحرہ جلیل ہے دربار مین سحر العجائب کے بڑی آبرو رکھتی ہے خود کنارے تک لشکر کے آئے دیکھا آفتاب جادو کو اخضر و زنار گھیرے ہوئے اسکو گردش لیے ہوئے آتے ہین صاحبقران نے پکار کر آواز دی ای ملکہ ہم تمھارے مشتاق تھے ملکہ طاؤس پر سے کودین صاحبقران کو جھککر سلام کیا امیر نے ایک معشوق پریچہرہ کو دیکھا نہایت پسند فرمایا سر جھکا لیا ملکہ زنار جادو واقف کاران طلسم سے موجود تھی ملکہ آفتاب بھی رازداران شہنشاہ طلسم سے ہے عرض کی کہ ای شہریار حقیقت مین شاہان طلسم نے اہالیان دربند کو طلب کر لیا بت خونریز کو نامہ پہونچ گیا وہان تیاریان ہو رہی ہین راہ مین لگے تمام ساحر آپ کے انتظار مین ہین اب حضور جلدی کرین ایسا نہو

شیح ساحران بہت ہو جائے تو حضور کو مشکل پڑیگی اب حضور جلد سفر کرین امیر نے فرمایا منہاج گرہ پیشانی مقابلے مین فروکش ہی اس سے مقابلہ پڑیگا منہاج اپنی بارگاہ مین اُترا ہوا ہی اسکو آمد ملکہ آفتاب کی خبر پہونچی تردد مین بیٹھا تھا کہ اتنے مین افتخار جادو آکر پہونچا کہا ای منہاج گرہ پیشانی مجکو حکم شہنشاہی ہی کہ جا کر منہاج گرہ پیشانی کی مدد کر و طبل جنگی بجوا دو مین کل میدان مین بھیجونگا امیر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ صدائے طبل جنگی کان مین پہونچی ہر کارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کی واسطے مدد منہاج کے افتخار جادو آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی عیارون پر بڑا غصہ کر رہا ہی امیر نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے برق فرنگی نے جو سُنا کہ وہی افتخار جادو ہے جسکو مین نے بیہوش کیا تھا اگر اسکو قتل کر ڈالتا یہ آفت کاہیکو ہوتی یہ سوچکر نکلا لشکر مین منہاج کے آیا دیکھا افتخار کی بارگاہ استادہ ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا آفتاب کی شکل بنکر چلا قریب بارگاہ افتخار کے پہونچا افتخار کو ملازمون نے خبر دی ملکہ آفتاب جادو آتی ہین افتخار مرتے سے بخوبی آگاہ ہی جانتا ہی کہ آفتاب چرخ فصاحت کی ماہ ہی واسطے استقبال کے نکل آیا نگاہ پڑی کہ آفتاب شرمائی ہوئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے آتی ہے افتخار نے کہا ای ملکہ عالم کیونکر اتفاق آنیکا ہوا کہا ای افتخار اپنی کج بختی پر شرمندہ ہین کہ اپنے ملکہ سے کیون تکرار کی جسکا انجام یہ ہوا کہ لشکر صاحبقران مین پہونچے صاحبقران نے میری آبرو نہ کی مجکو نہایت ناگوار ہوا مین نے کہا افتخار کے ذریعے سے اپنی صفائی کرین اگر ہو سکے تو ہمکو شاہان طلسم سے ملوا دو اُنکی زوجہ ہماری خطا معاف کرین افتخار نے کہا مین آنکھون سے چلونگا یہ کہکے اپنی بارگاہ مین لایا مسند پر بٹھایا کہ ای ملکہ عالم مین چلکر صفائی کرا دونگا ملکہ نقلی نے کہا مین بھی صفائی کر دونگی ای افتخار مین کل سے لشکر صاحبقران مین آئی آب و دانہ ترک رکھا ایک جام شراب تو منگوا دو افتخار نے گلابی اُٹھا کے سامنے رکھی برق فرنگی نے جام بھر کے کہا لو برادر پیو افتخار جادو تو عاشق ہوا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جام پی کے جو نشہ ہوا کہا ای ملکہ عالم ذرا اس گلابی کو ملاحظہ فرمائیے کیا عمدہ شراب ہی بموجب غزل لنظم

خم فلک سے بھرا ان وہ شراب شیشے مین	یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین
ہنوز ہے لبی ساغر شراب شیشے مین	ہنوز باقی ہی اپنا حساب شیشے مین
وہ میرزا منش آئے نگے شاید ای ساقی	شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی	کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین
خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہین	بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین
ملال نوش ہون مین مست دور مین سب کے	رہیگی درد کی مٹی خراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سُرخ کو دیکھے	بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین
کھلی ہی چاندنی مے پیجیے تو موقع ہے	طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہو حق ہی نالۂ بلبل	شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین
بنا کے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے	سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوے ترک قدح کشی کیجیے　　عوض شراب کے لیجیے خضاب شیشے مین
پو جیسے نشے مین ہو دیکی بجل حسرکت　　شراب پیجیے بجز شیشے کباب شیشے مین
وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر کر　　کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

برق فرنگی نے جھپٹ کر جام شراب لیا کہا لو صاحب پیو تحسین تو دیوان کے دیوان یاد ہین برق نے جام افتخار کو پلایا پیتے ہی افتخار گھبرایا کہا ملکہ عالم میرے کلیجے مین آگ لگ گئی برق نے کہا ذرا ٹہلیے جیسے ٹہلنے کو اٹھا بیہوشی سے طمانچہ مارا دھم سے گرا برق نے خنجر مارا اشکم چاک قصہ پاک خیمہ جلنے لگا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مین افتخار جادو بود منہاج گرہ پیشانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا یکایک یہ شور سنا باہر نکل آیا دیکھا افتخار جادو کا خیمہ جل رہا ہے آوازین مختلف آرہی ہین لشکر ساحران بھاگا جاتا ہے ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہے کہ یارو کسی نے افتخار جادو کو قتل کیا جو مسلمانون کے مقابلے مین آئیگا وہ نہین مارا جائیگا منہاج گرہ پیشانی نے دیکھا اب مجھے مقابلہ پڑیگا مین حمزہ سے نہ لڑسکونگا یہ سوچ کر لشکر تیار کیا طرف صحرا کے بھاگا صبح کو جو صاحبقران زمان اٹھے برق فرنگی نے آکر سلام کیا عرض کی حضور افتخار جادو مارا گیا لشکر منہاج گرہ پیشانی سب بھاگ گیا اب تو میدان پاک ہوا کہ ناگاہ خضر آکر حاضر ہوا عرض کی اے شہریار مبارک ہو کہ مہتر برق فرنگی نے جاکر افتخار جادو کو مارا ایسا کار نمایان کیا اب سرکار تیاری کرین کیا حضور صاحب اقبال ہین کہ ملکہ آفتاب شعلہ مزاج آپ کی شریک ہوئین اگر یہ شریک نہ ہوتین تو ادھر کے راستے تا بہ کوہ عجائب وغرائب سب خراب ہین پہونچنا مشکل ہوتا اب ملکہ آفتاب رہبری کرینگی بہ تیغ کوہ عجائب وغرائب لوح کا پتہ ملیگا صاحبقران نے فرمایا لشکر تیار کرو لشکر ساحران سات لاکھ کا تیار ہے اخضر و ملکہ زنار و ملکہ فیروزہ و آفتاب شعلہ مزاج دلالہ عذار و ملکہ ماہ رخسار یہ سب افسران فوج ساحران ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے صاحبقران زمان کو سلام کیا عرض کی اے شہریار بعنایت پروردگار سات لاکھ کا لشکر ساحران جمع ہے اب کوہ عجائب وغرائب پر مقابلہ پڑیگا بہت خونریز وہان کا حاکم بلاے روزگار ہے صاحبقران نے غیر ساحر سپرد بہرام کیے کوچ کرکے چلے اب انکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کہ نعمان ساحرہ کو اپنے ساتھ لیکر عقاب ابر سوار سے جدا ہوئین پہونچنا برسر طلسم ہوشربا و در مقابلے وہان کے

باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا مخمس عوض ساقی نامہ

غیرت گل ہے ہر اک داغ جنون یان سر پر　　نالہ کرتی ہے سدا بلبل نالان سر پر　　بوستان اور ہوا تازہ نہ ہو یان سر پر
تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو یان سر پر　　جوہرون نے ہے رکھے چہرہ آئینہ نشان سر پر

عجب خورشید جبین جلوہ گری دیکھینگے | صاف آئینۂ دندان کی تری دیکھینگے | اسطرح سے تری ہم جلوہ گری دیکھینگے
سر جھکا کے تجھے ای رشک پری دیکھینگے | حشر کو پہرو نشے جب دیدۂ انسان سر پر

ای پری دام بلا کٹتے ہین عشاق سے | زخم پر موہین ہین کاکل کے ہزارون پہندے | ذرہ ہر پیچ جال مین کے الجھین کہین پیچ اسکے
دام کاکل ہین نہ مچھلی یا عنبر کہین پھنسے | اسطرحون رکھتے نہ جیتا کرو جانان سر پر

پیچ مین کاکل پیچان کے جو دل الجہا ہی | روز روشن مری نظرون مین شب یلدا ہی | پیچ در پیچ خدا جانے یہ الفت کیا ہے
بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے | روز لاتی ہی بلا زلف پریشان سر پر

رحم کر رحم خدا کے لیے ای ظلم شعار | چارون کے سیے ہوا نے دہے سو گلزار | پھر بھی کنج قفس پھر دوہی ہم آخر کار
آ گئے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہی بہار | لے کے صیاد ستم رکھدے گلستان سر پر

حلقۂ گیسوی پیچان مین پھرا شام و سحر | دل سے قسمت نہ ملی راہ جو نکلے باہر | ہو گئی عمر دو روزہ اسی چکر مین بسر
جا کے دل پھر گیا راہ نہ آیا پھر کر | کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

ملگئی ہجر کی شب جلتی ہی اب جان مری | آئی تھی کالی بلا دور ہوئی دربدری | نقش عامل کی بھی تاثیر نہ ہوگی ایسی
اک پری کے اثر نقش قدم سے جاتی | آگئی تھی جو بلائے شب ہجران سر پر

ہفت اقلیم جنون اب ہی مرے زیر نگین | کون سی بات مین یان شوکت شاہانہ نہین | سر پہ ہے داغ جنون تاج سے کمتر ہی کہین
خیمۂ گنبد ہی مرا خاک نشینون کو زمین | صورت چتر ہے یہ گنبد گردان سر پر

رنگ بدلے فلک پیر نے کیسے کیسے | گل شگفتہ چمن دہر مین کیا کیا نہ ہوئے | پاؤن پھیلا کے زندان سے نہ باہر نکلے
مدت قید اسیران کہین کیا کیجے | اگلے سو بار کرے تختۂ زندان سر پر

زندگی مین کبھی آرام نہ مین نے پایا | عمر بھر کوہ غم و درد و الم سر پہ رہا | اب عدم کو بھی زمین ہوکے سبکدوش چلا
ہون وہ مزدور کہ ہرگز نہ ہوا چھٹکارا | لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

کون مین احسان کسی کا یہ نہین میری خو | دربدر خاک بسر ہون ابر آیا کہدو | دھوپ مین غم نہین سایہ جو مرے سر پہ نہ ہو
ناتوانی نے کیا ایسا خمیدہ مجھکو | زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر

اسکی تھی چاہ کے زلیخا ہی با درد و بکا | قید مین کیون نہ ہوئی تیرے عوض اولیا | تاج سر اپنا بناؤن جو چلے زور مرا
قید یوسف تھا جہان چاہئے زلیخا نے لیا | اٹھ سکے تو مین اٹھا لون ابھی زندان سر پر

کیا کہے آپ سے کیون آج ہو موجد دلگیر | عشق مژگان مین تھی کھاتے تھے خیال تقدیر | لیسی کی آج بدن قتل پہ تھا صورت تیر
یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر | آ گیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر

پہرو رہروان منازل ہوشربا و طی کنندگان مراحل لطف و عطا داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کو یون زیب گوش سامعان و ہوش کرتے ہین

اشعار

درین زیر نہ پردۂ آسمان | درین پردہ آواز نامحرمی
سخن سنج و دانائے شیرین مقال | چنین نیشکار و ز کلک خیال

معنی فشانے کہ آمد بجان | با حوال جم یا با حوال کی

داستان شوکت بیان ملکہ حیرت جادو کی بیتابی تحریر ہوئی ناظرین کو یاد ہوگا کہ ملکہ نعمان جادو کر ملکہ حیرت جادو کی شریک ہوئی ہین عرض کی کنیز وعدہ کرتی ہو کہ طلسم ہوشربا چل کیجیے سرقائل شہنشاہ افراسیاب مجھے بھیجیے اگر صاحبقران زمان کو دیوانہ کرکے نہ مار ڈالا تو نام نعمان جادو نہ پا ملکہ حیرت

چونکہ عقاب ابر سوار سے جدا ہو چلی ہی لاچار و مجبور تخت پر سوار ہوئین نعمان جادو منتظم لشکر سے
بصد کر و فر طرف طلسم ہوشربا کے چلین جب شہنشاہ لاچین جادو قلعۂ ہوشربا کے نکلے
اوہار برفبار جادو اسکو طرف سے اپنے حاکم کیا تھا کہ یہ سحر کرتا ہی بعد جانے شہنشاہ کے یہ بھی آنکے
خبر سُنی کہ شہنشاہ لاچین جاکر طلسم نور افشان مین قید ہوئے اوہار برفبار نے قلعے کو آراستہ و
پیراستہ کیا بیٹھا ہوا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد عظیم اُڑی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو
تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے برائے تسخیر قلعۂ ہوشربا آ پہونچین یہ سُنتی ہی اوہار برفبار نے
بارہ ہزار ساحران نامدار برائے مقابلہ ملکہ حیرت جادو جمع کئے قلعے پر توپین سحر کی لگادین اور
خندق قلعے کی آتش سحر سے معمور کردی انتظار کرنے لگا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ملکہ حیرت جادو
تخت پر نعمان جادو انتظام لشکر کرتی ہوئی تین لاکھ ساحرون سے سامنے قلعے کے اُتری نعمان جادو
نے اوہار جادو کو اُسی وقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے اوہار جادو آکر خدمت مین ملکہ حیرت جادو
کے حاضر ہو ورنہ کل صبح کو قیامت برپا کردنگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اوہار نے جواب اُس
نامے کا لکھا کہ ہماری جانب سے ملکہ حیرت جادو سے عرض کرو کہ یہ قلعہ بے وارث ہی مین ایک
ادنیٰ ملازم شہنشاہ لاچین ہون اگر شہنشاہ مجکو نامہ لکھین تو مین قلعہ خالی کردون ورنہ آپ کو
اختیار ہی جیسا مناسب ہو کیجیے ملکہ حیرت جب بارگاہ مین آکر بیٹھین تو ایک کنیز موسوم بہ سنجاب
ہنستی ہوئی سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی کہا واری کنیز کے نزدیک تو یہ بہتر و مناسب ہے
کہ قلعے پر یورش نہ کیجیے صاحبقران عالیشان طرف طلسم نور افشان کے گئے ہین چلکر
صاحبقران اور خواجہ عمرو کو قتل کیجیے یا اُنکا فرمان لائیے یہ قلعے کو خالی کردیگا اُس وقت
اگر سرکشی کرے تو البتہ لائق قتل ہی ملکہ حیرت جادو نے جو نگاہ سے نگاہ لڑائی آنکھون سے
چالاک کو پہچانا کہا آپ مہربانی فرمائیے آپ کچھ اسمین نہ کہیے آپ کو ان مقدمات مین کیا دخل
ہی بس خاموش رہیے یہ سُنکر چالاک کنارے ہوا ملکہ حیرت نے اُسی وقت حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے اوہار جادو کو خبر پہونچائی اوہار
نے کہا صاحبو مین تو عذر کرچکا کہ مین ملکہ حیرت جادو کا مقابلہ نہین کرسکتا انھین زبردستی
منظور ہی تو مین مجبور و لاچار ہون چالاک بن عمرو نے جو دیکھا کہ صبح کو سب مسلمان بیگناہ
قتل ہونگے بیتاب ہو گیا رات کو خیمۂ نعمان نیرنگ ساز مین آیا نعمان کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر بھاگا اپنے کو قلعۂ اوہار مین پہونچایا اوہار جادو سے کہا اول تو اسے لیجیے
کل صبح کو جب یورش ہووے قبل نعمان کو زیر تیغ بٹھا دیجیے گا اور حکم قتل دیجیے گا اور ملکہ
حیرت جادو سے کہیے گا کہ پلٹ جاؤ ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے اپنے سردار کے خوف جان سے فوراً
پلٹ جائینگی اور قصد سرکشی نہ کرینگی اوہار نے نعمان جادو کو لیکر قید کیا حیرت جادو جو صبح
بیدار ہوئین خبر پہونچی کہ نعمان کو اہالیان قلعہ نے چرا لیا ملکہ حیرت کو یہ سُنکر بڑا غصہ آیا طاؤس پہ
سوار ہوئین سامنے قلعے کے آئین بقہر و غضب پکار کر آواز دی کیون اوہار تو نے کیا غضب کیا
خوف نہ آیا ہماری مصاحب کو چرا منگوایا اوہار جادو نے جواب دیا اے ملکۂ عالم آپ بادشاہ

طلسم ہوشربا کی زوجہ ساحرہ کیا مین آپ کے مقابلے کے لایق نہین ہون اگر آپ یہان تشریف لاینگی
قصد کرینگی مین نعمان جادو کو قتل کرونگا ملکہ حیرت جادو وہانسے رنجیدہ و کبیدہ اٹھین کنیزون
سے فرمایا کہ ذرا جاکر چالاک کو ڈھونڈھو ایک کنیز اُٹھی اُسنے عرض کی واری چالاک
آپ کے سامنے آتے ڈرتا ہی جو حکم دیجیے مین اُس سے جا کہدون ملکہ حیرت نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا
کنیزون سے کہا تم سب ہٹ جاؤ جب کنیزین ہٹگئین حیرت نے کہا کیون چالاک مین جانتی ہون یہ
آفت مجھپر بپا کی اوہار جادو کی کیا لیاقت تھی چالاک قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ عالم اس قلعے پر
آپ دست انداز ہون صاحبقران عالیشان فرق طلسم نورافشان کے جاتے ہین اُنکو چلکر
روکیے اور مقابلہ کیجیے مین اوہار سے کہکر نعمان جادو کو دلوا دون یہ کیونکر مجھکو گوارہ ہوگا کہ
صدہا بندگان خدا بیگناہ قتل ہون اور مین اپنی آنکھ سے دیکھون حضور خطا معاف فرمائین
اب طلسم ہوشربا کے عجائب و غرائب سب فتح ہوگئے اب صرف ایک قلعہ باقی ہی اسپر آپ
قبضہ کرکے کیا کیجیے گا یقین ہی کہ جب جاکر تخت پر بیٹھیے گا تو قلب کو بندگان عالی کے صدمہ ہوگا
یا تو وہ سلطنت تھی کہ اٹھارہ سو ملک سے خراج آتا تھا بڑے بڑے شاہان اولوالعزم آپکے
نام سے خائف تھے اب کسی ملک سے خراج نہین آتا ہی کیسا ملال ہوگا اس طرح چالاک نے ملکہ
حیرت کو سمجھایا کہ حیرت جادو نے کہا تم جاکر نعمان کو رہا کرا دو ہم قلعے کو چھوڑ دینگے چالاک
نے کہا انشاءاللہ کل مین نعمان جادو کو حاضر کرونگا چالاک کنارے ہوا ملکہ حیرت جادو
تخت پر آکے بیٹھین صبح کا وقت ہی ملکہ حیرت بیٹھی ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہین کہ دیکھا صحرا
سے گرد اٹھی افغان بلند قامت ایک پہلوان تین لاکھ فوج سے دریاے نیل پر اسنے
شکست کھائی تھی ناظرین والا تمکین کو تخیلی یاد ہوگا اشکال زرین علم کے ساتھ یہ پہلوان تھا
شاہزادہ نورالدہر ابن بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہوکر نکلا تھا فتح کرتا ہوا چلا آتا ہی اب
اسنے تین لاکھ فوج جرار جمع کی ہی تلاش مین مسلمانون کی نکلا ہی اسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ حیرت
نے قلعہ ہوشربا کو گھیرا ہی گیندے سے اُترا لشکر کو اُسی مقام پر ٹھہرایا آپ بارگاہ مین ملکہ حیرت
کی آیا قدمون کو بوسہ دیا گرد تخت ملکہ حیرت پھرا دست بستہ ہوکر عرض کی حضور کا بعد عرصہ دراز
کے دیکھا ملکہ حیرت جادو اپنی حکومت یاد کرکے رونے لگین کہا ای افغان بلند قامت تم
کہانسے آتے ہو اور کہان جاتے ہو افغان بلند قامت نے عرض کی غلام نے جنگ دریاے نیل
مین شکست کھائی تھی ہاتھ سے شاہزادہ نورالدہر کے زخمی ہوا تھا مین نے اُسکے بدلے کئی قلعے
مسلمانون سے فتح کیے ہزارون مسلمان میرے ہاتھ سے مارے گئے حضور نے فتح کرنے مین ہوشربا
کے کیون عرصہ کیا ملکہ حیرت نے کہا ایک بل پڑگیا نہین تو مین آج اندر قلعے کے ہوتی مگر مجبوری
یہ ہی کہ نعمان جادو میری سپہ سالار کو اوہار عیار نے قید کرلیا افغان بلند قامت نے
کہا حضور تامل فرمائین کل صبح کو غلام ایک ایک کو قتل کریگا شاید کہ وہ مجھسے رعب کے اسکا خوف
خیال رکھین ملکہ حیرت نے کہا کیا مجال افغان بلند قامت نے آکر طبل جنگی بجوایا یہ خبر
ہرکارون نے اوہار کو پہونچائی اوہار نے کہا آنے دو اسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا چالاک کو

بہت ناگوار ہوا ایک نامہ پیکان تیر مین باندھ کے پھینکا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے اوہار رجنبار افغان بلند قامت نے طبل جنگی بجوایا وقت پر بل نعمان جادو کو زیر تیغ بٹھانا اگر اسیر نہ انین تو مہلت لینا پھر مین سمجھ لونگا اوہار اس نامے کو پڑھ کر خاموش ہو رہا چار پہر رات گذر کر افغان زرین پوش یعنے آفتاب تابان سلح خانۂ مغرب سے تیغۂ مہر حمائل کرکے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیے ہوئے توسن فلک پر سوار ہو کر میدان چرخ نیلی مین آکر ٹھہرا افغان بلند قامت گینڈے پر سوار ہو کر بقدر دو فرسا سامنے قلعے کے آیا اوہار جادو کو دیکھا کہ بالاے قلعہ بیٹھا ہے افغان بلند قامت نے پکار کر آواز دی اے اوہار بہتر اسی مین ہے کہ قلعے کو خالی کر دو حق بحقدار خواہد رسید حیرت سامنے موجود ہین اوہار جادو نے کہا یہ حق شہنشاہ لاچین کا ہے اسمین اور کسی کا حق نہین ہے وہ فی الحال مبتلاے بلا ہین یہ کسی طور ممکن نہین کہ قلعہ خالی ہو سکے جو ہو سکے اُسمین قصور و کوتاہی نکرو افغان بلند قامت نے اہالیان فوج سے کہا کہ تم سب کا کیا ارادہ ہے سب نے عرض کی کہ حضور تین لاکھ فوج ہے بہتے ہوئے سمندر کی موج ہے ہم سب غل مچائینگے تو مسلمانون کے کلیجے پھٹ جائینگے افغان بلند قامت نے کہا لینا اوہار جادو نے جب دیکھا کہ فوج نے بلوہ کیا چاہا م میدان سب طے کر چکے تھے تو اسنے موشک پران یعنے ہوائی کو داغا گولہ اندازون نے دہ دہ توپین ماریں کہ تمام میدان دھوان دھار کر دیا بارہ ہزار ملازمان افغان بلند قامت اُڑ گئے فوج نے شکست فاش کھائی بھاگی دور جا ٹھہری افغان بلند قامت نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے سے کانپنے لگا ملکہ حیرت جادو بھی اپنے لشکر کو جاتے ہوئے کھڑی ہین افغان آگے بڑھا پکار کے فوج والون سے کہا کہ کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا تھا مین ابھی جا کر قلعہ لیتا ہون یہ کہکے یکہ و تنہا چلا ہر چند اہالیان قلعہ نے گولے مارے اسنے گولون کو نہ مانا طے کرتا ہوا گولون کو قریب خندق پہونچا آواز دی کیون اوہار اب بہتر یہ ہے کہ قلعے سے نکل آ اسمین تامل نہ کر ورنہ مین قلعے مین آکر جتنے ذیحیات ہین سب کو قتل کر دونگا ایک بھی زندہ نہ چھوڑونگا اوہار جادو نے نعمان کو زیر تیغ بٹھایا کہا اے افغان بلند قامت بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جا ورنہ اسکو مین قتل کرتا ہون اسنے نہ مانا آگے بڑھا اوہار بے قرار ہو کر طرف آسمان کے ہاتھ اٹھالئے یکایک رجوع قلب سے پکار اُٹھا اے خالق بے نیاز اس آفت سے بچا لے

نظم

اے کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما — وے بذات تو تصدق دین ما ایمان ما

تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما — روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما

می طپد در سوز عشقت سینۂ سوزان ما — در غم ہجر تو گردد دیدہ گریان ما

کن نظر یارب بحال بے سر و سامان ما — گوش ما بر صداے نالہ و افغان ما

وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما — تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما

با وجود قرب ہستم از بساط وصل دور — حیف بر مہجوری ما وائے بر حرمان ما

بس توئی در دین و دنیا اے خبر گیر جہان — مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما

ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر وجود — عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما

از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم / چون نریزد جوش خون کلک گہر افشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا مولے مگر / صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
مین ہر مشکل فقط مشکلکشاے ما توئی / وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی / در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاک پا را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان / از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختے / بستہ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآب دیدہ ما نسبت دور / نامہ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم / دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

تہ دل سے جو اوہار جادو نے دعا کی صحراے گرد اڑی قضاے کار نقابدار زرین پوش اسی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کان مین جولوپ کی آواز پہونچی اپنے عیارے کہا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہی چہار جانب سے ہرکارے دوڑے نقابدار زرین پوش کو خبر دی کہ افغان بلند قامت نے قلعہ ہوشربا پر دھاوا کیا ہی اہالیان قلعہ حیران و پریشان ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش پلٹا اس وقت پہونچا کہ افغان بلند قامت چاہتا تھا کمند کو فراؤن داخل قلعہ ہون کہ نقابدار نے نعرہ شیرانہ کیا اور افغان خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتائیگا اس سرکشی کی سزا پائیگا پلٹ کے افغان بلند قامت نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش بارہ ہزار جوانون سے آتا ہی اسکی نگاہ مین بھی نہ جچا نقابدار کے منع کو نہ سنا نقابدار زرین پوش گھوڑے کو اڑا کے قریب آیا فرمایا کہ ملعون ہم تجکو منع کرتے ہین تو سنتا نہین بہت پیارا تجھے دار کی زمرد کی نشان + کمان کیانی و گرز گران + یہ سنکر افغان بلند قامت نے نیزہ مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ افغان کا ہوائی کیا افغان بلند قامت نے بقہر و غضب تمام قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا نقابدار زرین پوش کو مارا نقابدار نے اسکے وار کو تیغہ بر قتاب پر روکا تلوار کو اسکی رد کرکے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا افغان بلند قامت نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو تڑپ کے گرا مع سپر مع گینڈے افغان بلند قامت کیا [illegible] غریو بلند ہوا تین لاکھ سوار و پیدل نقابدار زرین پوش پر جا پڑے اوہار جادو بھی مع اہالیان قلعہ قلعے سے باہر نکل آیا شریک جنگ نقابدار ہوا غضب یہ کی کہ نعمان جادوگر بھی اپنے ساتھ لیتا آیا چند کس نعمان جادو کو پکڑے ہوے کشان کشان لیے لیے پھرتے ہین قضاے کار ایک مقام پر جنگ عظیم واقع ہوئی نقابدار زرین پوش تین لاکھ فوج مین ڈوبا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی ایک شخص نے اگر ہشو ہشو کرکے نعمان جادو کی زبان سے سوزن نکالا نعمان تڑپ کر بلند ہوئی سحر کرنے لگی نقابدار زرین پوش نے بالاے آسمان دیکھا کہ ایک ساحرہ کڑک کڑک کر سحر کر رہی ہی کئی سو ملازم نقابدار کے کام آئے نقابدار کو بہت ناگوار ہوا تاک کر تیر مارا اگر سینے پر پڑے تو خاتمہ تھا اوران پر پڑا تا بہ استخوان پہونچا اسکے اسنا اور دی ای ملکہ حیرت آپ ہماری شراکت نہین کرتین ملکہ حیرت جادو نے بھی لشکر کو حکم دے دیا

نقابدار زرین پوش قتل کرتا ہوا چلا باز سفید قیامتیں برپا کر رہا ہے جس پر عکس ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوا
ہزاروں ساحروں کو باز سفید نے جلا دیا فوج افغان بلند قامت تو شکست کھا کے بھاگی
فوج ملکہ حیرت لڑ رہی ہے ملکہ حیرت جادو نے بڑے بڑے سحر کیے نقابدار زرین پوش پر سحر کسی کا
تاثیر نہیں کرتا اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہے جس کسی نے جھپٹ کر سحر کیا اُسی کو نقابدار نے جھپٹ کر
مارا کوئی ساحر منھ پر نہیں چڑھتا آگے نہیں بڑھتا خوف جان سے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں نقابدار
نے لاشوں کے انبار لگا دیے ہزارہا ساحر قتل کیے ملکہ حیرت جادو پریشان ہیں کہ یہ کیا
معرکہ ہے نقابدار زرین پوش پر سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا نقابدار صدہا ساحروں کو قتل کرکے
قریب تخت ملکہ حیرت پہونچا حیرت جادو نے کئی سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی نقابدار زرین پوش
بآواز بلند اسم اعظم پڑھتا ہوا جب قریب پہونچ گیا تو ملکہ حیرت نے ہیچہ سحر مارا نقابدار نے
روک کے ہاتھ مار دیا سر ملکہ حیرت کا زخمی ہوا حیرت جادو نے اپنے کو تخت سے گرا دیا مگر
ہزاروں جادوگر اُس مقام پر مارے گئے ہر طرف صدائے الامان الامان بلند ہے نقابدار نے
قصد قتل ملکہ حیرت نہ کیا تلوار روک لی رحم آگیا کہ عورت کو کیا قتل کروں اپنے عیار کی
زبانی یہ بھی سن چکے ہیں کہ چالاک بن عمرو اسپر مائل ہے اسکے نام پر جان دیتا ہے عیار
نقابدار نے بھی یہی کوشش کی کہ حیرت جادو نکلجائے بڑا خیال ہے کہ اگر حیرت قتل ہوئی
تو قلب نازک پر چالاک کے بڑا صدمۂ عظیم ہوگا کیا عجب ہے کہ ہلاک ہو جائے لوگ ملکہ حیرت
کو لیکر بھاگے نقابدار زرین پوش نے پیچھا نہیں کیا نعرے کر دیے اہالیان فوج کو اشارہ کیا
خبردار بڑا دنہ لوٹنا صرف ایک دو خیموں میں آگ لگا دو ایک خیمے میں بڑھ کر عیار نے
آگ لگائی آگ لگنا تھا کہ بارگاہیں اُلٹ دوا کے حیرت جادو کے ملازم مرے بھاگے نقابدار
تھوڑی دور تک نعرے کرتا ہوا گیا جب حیرت جادو کے لوگ بھاگ گئے تو چالاک نے بھی
اُسی وقت اپنی کمل کتھری سنبھال چلتے چلتے حاکم طلسم ہوشربا یعنی ادبار جادو سے اتنا کہدیا
کہ دیکھو خدا نے اپنا فضل کیا اب تم قلعے میں جا کر بیٹھو کسی طرح کی فکر نہ کرو اب بی حیرت
صاحبقران عالیشان پر لشکر کشی کریگی حیرت جادو مع لشکر شکست خوردہ کے بارہ کوس
پر جاکے اُتریں نقابدار زرین پوش بعد گرد فرط صحرا کے روانہ ہوا نعمان جادو
بھی زخمی پہونچی ملکہ حیرت جادو سے کہا حضور نقابدار زرین پوش پر سحر کسی کا تاثیر
نہیں کرتا کیا باعث ہے حیرت جادو نے کہا میں نے کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھا مگر حقیقت میں
یہ نقابدار مثل صاحبقران ہے جس طرح حمزۂ صاحبقران پر سحر تاثیر نہیں کرتا اُسی طرح
اسپر بھی کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا کیوں نعمان جادو دیکھا تھے ان مسلمانوں کی مدد غیب سے پیدا ہوتی ہے
ہمنے کسی مقام پر انکو ماندہ ہوتے نہیں دیکھا کوئی نہ کوئی انکی مدد کو ضرور پہونچ جاتا ہے
اب کیا کرنا چاہیے نعمان جادو نے کہا اب چلکر لشکر صاحبقران کو گھیریں اگر صاحبقران
کو مار لیا خاتمہ ہوجائیگا پھر ہم سے کون لڑسکیگا ملکہ حیرت نے کہا اے نعمان جادو یہ تو بہت
دشوار ہے صاحبقران زماں کو کون قتل کر سکتا ہے کسکی مجال ہے کہ اُنپر دست اندازی کرے

وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہین خیار اُنکا بلاے روزگار نام اُسکا لیتے دل کانپتا ہی کہ جنے منتش
ایسے ساحر کو جاکر دریاے قلزم مین مارا النعمان نے کہا واری آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی
ہرکارون کو بُلا کر حکم دیا کہ جاکر لشکر سے صاحبقران کے خبر تو لاؤ کہ جب صاحبقران تلاش
لوح مین جاوینگے لشکر اُنکا خالی رہیگا چلکر لشکر کو سُلا کیے خواجہ عمرو کو گرفتار کیجیے حیرت جادو
نے کہا کسکی مجال ہی کہ جو خواجہ عمرو پر دست انداز ہو نعمان جادو نے کہا حضور کو ناحق کا خوف ہی
ہرکارے جو گئے ہوئے تھے چند عرصے کے بعد پلٹ کے آئے عرض کی ای ملکہ عالم سات لاکھ
ساحرون کا لشکر صاحبقران کے ساتھ ہی تین لاکھ غیر ساحر دس لاکھ کا لشکر چھوڑ کر ایک منزل
پر صاحبقران عالیشان تلاش کوہ عجائب و غرائب مین گئے ہین خواجہ عمرو بھی ہمراہ ہین یہ سنکر
النعمان جادو نے کہا ملکہ عالم کوچ کیجیے ملکہ حیرت نے اُسی وقت لشکر تیار کرا یا کوچ کر گئے چلین
یہان وہ دن ہی کہ صاحبقران جب منزل ورقہ پر پہونچے وہان ایک باغ تھا اُسمین اُترے
آفتاب جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو تنہا جانا چاہیے ہم لوگ اپنے کو خدمت حضور مین
پہونچا دینگے آج حضور شب کو رجوع قلب کرین کہ مین تا بہ کوہ عجائب و غرائب جانا چاہتا ہون
ملکہ زنار و فیروزہ نے بھی یہی کہا شب کو صاحبقران نے عبادت کی ایک بزرگ خواب
مین آئے فرمایا اسی باغ مین مشرق کی جانب ایک نخل ہی نہایت سرسبز و شاداب رعنائی مین
لاجواب اُسکو اکھیڑنا دہنہ نقب کا پیدا ہوگا وہی راستہ کوہ عجائب و غرائب کا ہی صبح کو صاحبقران
سب سے رخصت ہوے ملک اخضر نے عرض کی دو تین دن مین غلام بھی اپنے کو فرداً فرداً خدمت
مین پہونچا دیگے صاحبقران عالیشان اُسی طرح بطرز مذکور نقب مین داخل ہوگئے ایک صحرا اسے
سبزہ زار مین پہونچے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک بادشاہ جلیل
تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر لباس شاہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین چتر زرنگار
کا سر پر گردش کرتا ہوا تین لاکھ فوج جرار پشت پر سب مسلح و مکمل اُس بادشاہ نے آکر ادب سے
صاحبقران زمان کو سلام کیا عرض کی ای شہریار غلام کو مقبول تاجدار کہتے ہین یہ حوالی
غلام کے قبضے مین ہی اور غلام مسلمان صاحب ایمان ہی جناب پیغمبر آخر الزمان آج ہی کے دن پیدا
ہوے ہین غلام اُس وقت حالت کفر مین تھا دیر مین جو پوجا کرنے گیا دیکھا بت اوندھے پڑے ہین
دیر مین سناٹا برہمن گنگ ہوگئے مین نے کاہنون کو جمع کیا اُنسے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی اُنھون نے
کہا آج پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوے ہین جملہ دین منسوخ ہونگے خانہ کعبہ سے بت نکالے جاوینگے ہر
مذہب والے شکست کھاوینگے ای شہریار مجکو یہ اعتقاد ہوا کہ مین نے بتون پر لعنت کی دائرہ
اسلام مین آیا شب کو مجکو خواب ہوا کہ کل تیرے یہان جشن مولود مسعود ہی صاحبقران زمان
شوہر ملکہ آسمان پری و شوہر ملکہ مہر نگار ادھر تشریف لاوینگے ای مقبول تاجدار فخر کر انکو
باعزاز و اکرام استقبال کرکے لانا ہر چند کہ اہالیان طلسم تیرے دشمن ہو جاوینگے مگر کچھ مقام
خوف نہین اُنکو بھی بلا تکلف جشن مولود مسعود مین شریک کرنا وہ صاحب شوکت و حشم حضرت کے
عم قمر اش راہ دین اسلام مشہور خاص و عام ہین حضور مین وہ سب اوصاف پائے جاتے ہین

غلام نے سرکار سے مقرر کیے تھے حضور کو لینے آیا ہوں مرکب باد رفتار پیش کیا صاحبقران عالیشان
پشت مرکب پر سوار ہوئے مقبول تاجدار تخت پر سوار نہ ہوا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے نہایت
خوش و خرم گیا اہالیان لشکر افسوس کرتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ دیوانہ ہو گیا ایک شخص یک بینی و دوگوش
اُسکا یہ علم و شان کہ بادشاہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہو افسران فوج کے دل میں جو یہ خیال آیا
پہلو سے ایک سناٹے کی آواز ہوئی دیکھا ہمانے طلسمی سر پر صاحبقران عالیشان کے آکر قائم ہوا
جس طرح نقیب آواز دیتے ہیں صاف ظاہر تھا کہ کوئی فصیح و بلیغ عجم بے تکلف کہہ رہا ہے کہ ہذا
طلسم کشاے نور افشان جو انکی اطاعت کریگا شرف آخرت پائیگا اور جو گردن تابی کریگا مثل
سگ صحرائی مارا جائیگا ہمانے جو بلند ہو کر آواز دی تمام طلسم میں یہ آواز پہنچ گئی بت خونریز
کو وہ عجائب و غرائب پر بیٹھا ہے کہ اُسنے دیکھا ہمانے طلسمی آواز دے رہا ہے کہ ہذا طلسم کشا
گھبرا کر مقام سما د بزرگان دین پر آیا پکار کر آواز دی اے بزرگان دین و اے عالمان مذہب
سامری تم عابد و زاہد ہو کیا شرف حاصل ہوا کہ سما دی یہ کیا معرکہ ہے ہمانے طلسمی کب
آواز دیتا ہے یہ کیا ہنگامہ ہے اُس مقام سے آواز آئی اے بت خونریز زمانہ انقلاب قریب آگیا
طلسم کشا مقام پر مقبول تاجدار کے پہونچا ہمانے طلسمی اُسی کے سر پر آواز دے رہا ہے
مقبول تاجدار اپنے یہاں محبت سے لو دین طلسم کشا کو لیگیا یہ جو آواز آئی بت خونریز نے موش
ہو رہا اس حال کی عرضی سحر العجائب و مصر الغرائب کو تحریر کی کہ اے شاہان طلسم فتنہ نور افشان
ہوشیار ہو جائیے طلسم کشا آپہونچا مقبول تاجدار کے مکان میں مہمان ہے ہمانے طلسمی نے
سر پر اُسکے آواز دی وہ آواز ہمارے کان میں آئی کہ طلسم کشاے نور افشان نے نزول
اقبال و ورود اجلال فرمایا جب میں براے دریافت حال مقام سما د بزرگان دین پر گیا دیکھا کہ قبرین
ہل رہی تھین زمین کو جنبش بزرگان مذہب کو نکلنے کی کوشش میں ہے جو دریافت کیا آواز آئی
کہ وقت انقلاب آگیا ہم سب کو تکلیف پہونچی گوش ہوش سے پنبۂ غفلت کو نکالیے انتظام میں
مصروف ہو جیے انتظام یہ ہے کہ اگر فکر نہ کیجیے گا کف افسوس ملنا ہوگا وقت وہ ہے کہ شاہان
طلسم تخت پر بیٹھے ہیں سب اہالیان دربند جمع ہیں کہ عرضی بت خونریز کی لیکر ایک ساحر پہونچا عرضی
جو پڑھی گئی سب کو سناٹا آگیا سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا
مقام پر مقبول تاجدار کے پہونچا بڑا افسوس یہ ہے کہ بموجب قاعدے کے ہمکو بھی جانا پڑیگا ہم کن
آنکھوں سے طلسم کشا کو دیکھینگے ساحروں نے کہا حضور کیوں گھبراتے ہیں عین جشن میں طلسم کشا
کو قتل کرینگے مقبول تاجدار کی شامتیں آئی ہیں یہ تو آپ خوب جانتے ہیں لوح طلسم
مفقود ہے جب کوہ عجائب و غرائب فتح ہو تب پتہ لوح کا ملے لوح لینا تو انسان کا کام نہیں
کہ کوئی لوح کو حاصل کر سکے کوکب روشن ضمیر نے ایسے مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ اُس حوالی میں
کون جا سکتا ہے جواب لکھیے کہ اے بت خونریز نہ گھبرانا یہ طلسم نور افشان ہے اسکی عمر
بہت ہے کاہنوں کے قول کا کیا اعتبار تم نہ گھبراؤ ہم جشن میں جائینگے تم بھی وہیں آنا طلسم کشا
کو عین جشن میں قتل کرینگے طلسم کشا اپنی خیر منائے ہمین کیا تردد ہے یہ جواب بت خونریز کو پہونچا

بت خونریز نے زانو پیٹا کہا یارو چپۂ غفلت گوش ہوش سے شاہان طلسم کے نہ نکلا طلسم کشادہ شخص
ہے کہ جسکو کوئی قتل نہیں کر سکتا صاف صاف تحریر ہے بہت معقول تقریر ہے سامری و جمشید لکھ گئے
ہیں کہ طلسم کشا مقبول تاجدار کا مہمان ہو گا وہی بنانے بربادی طلسم ہے صاحبقران عالیشان
طلسم کشا کا اسم ہے بیان تو یہ ہنگامے ہیں مگر صاحبقران ساتھ ساتھ مقبول تاجدار کے
قصر عقیق نگار میں آکر ہونے تخت زبرجدی بچھا تھا مقبول تاجدار نے کہا ای شہریار یہ حضور
کا مقام ہے صاحبقران نے فرمایا میں مرد سپاہی ہوں مجھے تاج و تخت سے کیا کام مقبول تاجدار
نے کہا یہ پہلو میں جو منبر بچھا ہے عین جشن میں اسپر بیٹھکر آپ کو مولود مسعود جناب اشرف انبیا
پڑھنا ہوگا قاعدہ و قانون سے صاحبقران عالیشان لاچار ہوئے تخت یاقوت نگار پر بیٹھے
صاحبقران نے مقابلے میں قصر عقیق نگار کے ایک قصر گوہر نگار دیکھا اُدھر بھی ایک تخت
بچھا ہے صاحبقران نے مقبول تاجدار سے پوچھا کہ یہ کسکا مقام ہے عرض کی حضور پر واضح
ہوگا میری مجال نہیں کہ میں اپنی زبان سے صاحب تخت گوہر نگار کا نام لوں اب اُس
محفل میں تو سامان ہونے لگا آمد شاہان جلیل کی شروع ہوئی جو آیا صاحبقران عالیشان کو ادب
سے سلام کر کے بیٹھا انشاء اللہ آمد شاہان طلسم بوجہ احسن تحریر کروں گا مگر اب لشکر صاحبقران
کا حال لکھنا واجب و لازم ہے کہ جب صاحبقران زمان ادھر تشریف لائے ملک اخضر و ملکہ
زنار و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ گھبرا رہے ہیں کہ ہم خدمت صاحبقران میں کیونکر جائیں خواجہ عمرو
نے خواجہ زادوں سے پوچھا فرزندان بزرجمہر نے اپنی کتاب کو ملاحظہ کیا کہا ای خواجہ عمرو
ابھی ان سب صاحبوں کو منع کیجیے کہ جانے کا قصد نہ کریں بعد تین دن کے وقت روانگی کا قرار دیجیے
فی الحال کچھ پریشانی لشکر کی معلوم ہوتی ہے ملک اخضر و جملہ ساحران مذکور بارگاہ ہستامی
میں بیٹھے ہیں بہرام کہہ رہا ہے ملک اخضر ہمکو خدمت میں صاحبقران عالیشان کی پہنچا دو
ملک اخضر نے کہا ای بہرام خواجہ زادوں نے مجبور کیا ہے جب تک تاریخ و وقت روانگی
قرار نہ پائے کیونکر جائیں ہم سب خود گھبرا رہے ہیں خواجہ عمرو کبھی گھبرا کے بیرون بارگاہ جاتے ہیں
کبھی اندر آتے ہیں فراق صاحبقران میں بیقرار پھر رہے ہیں برق فرنگی بھی تڑپ رہا ہے
قران ہی بندہ بے حاضر ہیں ابوالفتح اصفہانی بھاسنجا عمرو کا کہتا ہے خواجہ زادوں سے
کیوں پوچھا کہ وقت و تاریخ کے پابند ہوئے ہم تو آج ضرور جائینگے اخضر کہتا ہے یارو
راستہ کسی کو نہ ملیگا یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ ہوا سے گرد اڑی پردے بارگاہ کے اٹھا دیے ہیں
خواجہ دیکھنے لگے یکایک دامنہ گردش گافتہ ہوا دیکھا ایک لکہ ابر گلنار آسمان پر چھایا ہوا ہے
اس لکہ ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑے کروفر سے آکر ابر ٹھہرا ایک وتاتا ہوا ابر تخت
دیکھا عمرو نے ملکہ حیرت جادو تخت پر ملکہ نعمان جادو و انتظام لشکر ساحران کرتی ہوئی
ہیں لاکھ ساحر علم شعبدہ سے ماہر بازو بلا و قرقرے پر سوار اپنے سحر کے جوش میں بیقرار آگے
پیچھے حیرت جادو نے بارگاہ استادی کرائی خواجہ عمرو نے جو حیرت جادو کو دیکھا فرمایا
کہ ملک اخضر یہ باعث تھا کہ تاریخ روانگی نہ نکلتی تھی بی حیرت جادو آ پہنچیں عمرو نے

سامنے آکر ملکہ حیرت جادو کو سلام کیا ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے کہا ملکہ عالم کیا ارادہ ہی ملکہ حیرت نے ڈرتے ڈرتے کہا جو ارادہ ہی وہ ظاہر ہو جائیگا خون شہنشاہ افراسیاب بالا بالا نہ جائیگا رنگ لائیگا خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ حیرت جادو کیون اپنے کو آفت مین پھنسایا بہتر اسی مین ہی کہ واپس جاؤ ملکہ حیرت نے کہا خواجہ سب حال کھلیگا خواجہ عمرو نے کہا یہ تو فرمایئے کہ میان چالاک صاحب کہان ہین حیرت جادو نے کہا میری بلا جانے اتنے مین ایک کنیز نے بڑھکر سلام کیا خواجہ نے کہا کیون شامتین آئی ہین اپنے کیون اپنی جان کو آفت مین ڈالا ہی کنیز نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ ذرا ہوشیار رہیے گا خواجہ عمرو نے ہنکار کے کہا اے ملکہ حیرت ہم آجکل مبتلائے رنج و غم ہین ہمارے آقائے نامدار برائے طلسم کشائی گئے ہین اے ملکہ حیرت جادو تمھارے آنے سے اب ہمکو رکنا پڑیگا دیکھین کیا ہوتا ہی خواجہ عمرو ملکہ حیرت سے یہ باتین کرکے چلے حیرت کانپتی ہوئی بارگاہ مین آئی کہا اے نعمان جادو بڑے شکر کی بات ہی کہ صاحبقران یہان نہین ہین مگر ساربان زادے کی باتین سنین ابھی جو کنیز خواجہ عمرو سے باتین کر رہی تھی وہ کہان گئی کہ ایک کنیز ہنستی ہوئی سامنے آئی حیرت نے کہا اے چالاک اب پردہ کیا ضرور ہی جو تقدیر مین لکھا ہی وہ ضرور ہوگا مگر ساربان زادے کی صورت دیکھکر میرا دل کانپتا ہی مین کیا کرون جب گھوڑے کی سکاریان ذہن مین آتی ہین دل کانپ جاتا ہی کیون چالاک اب کیا ہوگا ایسے مکار کا سامنا ہی چالاک نے کہا حضور آپ خاطر جمع رکھین کیا مجال خواجہ کی جو زبان بھی ہلا سکین لیکن آپ سے عرض کرتا ہون کہ آپ بربادی مسلمانان کا قصد نہ کرین اس ارادے سے باز رہین آپ کو لازم ہی کہ ایک گوشۂ عافیت مین بیٹھیے شہنشاہ لاچین دکوکب روشن ضمیر اسی مقام پر قید ہین صاحبقران عالیشان انکی فکر مین گئے ہین حیرت جادو نے چاہا ہین جواب دون کہ نعمان تڑپ کے اٹھی کہا اے چالاک اگر خواجہ عمرو کو اسی میدان مین قتل نہ کیا تو نام اپنا نعمان جادو نہ پایا مین نے وعدہ بیوجہ نہین کیا ہی یہ سنکر چالاک نے سر جھکا لیا کہا آپ کو اختیار ہی دیکھا چالاک تو غائب ہوا اور صورت پر بارگاہ مین آیا مقدمۂ حیرت جادو چالاک کو بڑی فکر ہی کہ اے چالاک قبلہ و کعبہ ضرور ہیکلے نعمان نے جو حیرت جادو کو پریشان پایا کہ سر خم کیے خاموش بیٹھی ہین نعمان نے گانیون کو بلایا حیرت کہتی ہی ارے مجمع نہ کرو ایسا نہ ہو ساربان زادہ چلا آئے شراب و کباب کا بھی چرچا صحبت مین نہ ہو نعمان جادو نے کہا آپ کیون گھبرائی ہین یہ کہکے ایک طائفے کو اشارہ کیا ایک نازنین نہایت حسین و جمیل گلنار پوش مسکرا کر اٹھی گت ناچنے لگی تڑپ سے ناچی حیرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل گانے لگی

نظم

تصور ہمنے جب تیرا کیا پیش نظر پایا	تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا
کہان ہمنے نہ اس درد نہان کا اثر پایا	یہان اٹھا وہان چمکا ادھر آیا ادھر پایا
پتا اسنے دیا تیرا ملا جو عشق مین خود گم	خبر تیری اسی سے پائی جسکو بیخبر پایا
کیا ترکش جو خالی میرے تیر انداز نے مجپر	پکارے سب دہان زخم و سفاک بھر پایا

دل بیتاب سے پہلوے جاتے ہی گیا سب کچھ ۔ نہ پائیں سینے میں ہیں نہ آہ جن میں اثر پایا
وہ چشم منتظر تھی جسکو دیکھا آکے وا اسنے ۔ وہ طالع تھا ہمارا جسکو سوتے رات بھر پایا
ہمیں ہر رنگ وہ ناتوان پنہان ہا خود آنکھ سے اپنی ۔ ہمیشہ آپ کو گم صورت تار نظر پایا
بچھالا رات کو یون اضطراب دل نے سوتے مین ۔ کہ بستر بھی سے نیچے نہ تکیہ زیر سر پایا
سمجھتا ہمکو تمکو کیون نہ یکسان عشق منصف تھا ۔ ہمین پایا تھا نازک دل تمھین نازک کمر پایا
کسی کو اپنی از خود رفتگی کا حال لکھنا تھا ۔ پتا خط کا نہ کچھ ابتک سراغ نامہ بر پایا
نہ ملنے کا وہ شاکی ہو اگر ہمسے عجب کیا ہے ۔ کہ اُسنے آپ سے باہر بھی ہمکو بیشتر پایا
ہماری آنکھ اور اک اشک حسرت تک نہین اپنی ۔ بھرا دیکھا کیے اکثر جسے خالی وہ گھر پایا
جیب اپنا اگر دیکھا تو داغ عشق کو دیکھا ۔ طبیب اپنا اگر پایا تو اک درد جگر پایا
کیا لم ہمنے دل کو جستجو مین داغ حسرت کے ۔ کسی کو ہائے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈھ کر پایا
لے وہ پاؤن جنسے چھانے خاک اُسکے کوچے کی ۔ نہ ٹکے آستان یار پر جسکو وہ سر پایا
نہ دبالا کیا کچھ انکو ایسا بیقراری نے ۔ جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا
بہت سے اشک رنگین ہی جلال اس آنکھ سے ٹپکے ۔ مگر بیرنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگ اثر پایا

نازنین گلنار پوش نے جو چہک چہک کے یہ غزل گائی نعمان جادو برابر ملکہ حیرت جادو کے بیٹھی ہی ملکہ حیرت نے نعمان جادو سے کہا کس لطف سے یہ نازنین گا رہی ہی دل بیتاب ہی کہین ساربان زادہ تو نہین آگیا مجھے شک پایا جاتا ہی یہ سنکر نعمان جادو نے ہاتھ جھکا دیا ایک برق کوک کر گری نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے نعمان نے کہا یہی ساربان زادہ عیار تھا اب اسکی تیزی کہان گئی بڑے عیار تھے ہمارے سامنے مکاری نہ چلی نا ملکہ بیٹھی ہوئی تھی پیٹتی ہوئی دوڑی کہ ہی ہی بی بی یہ کیا غضب کیا میری چودہ برس کی کمائی کھوئی نعمان جادو نے کہا ارے یہ ساربان زادہ تھا چالاک خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا پھر اسکے اندر بارگاہ کے آیا حیرت جادو نے کہا ارے نعمان یہ تو نے کیا کیا چالاک نے بھی آکے دیکھا خدمتگار بنا ہوا تھا کہ واہ بی نعمان یہ تمنے [illegible] غضب کیا نعمان نے کہا ملکہ حیرت جادو نے کہا شاید یہ ساربان زادہ ہی صاحب جسپر [illegible] ہو گا ہم اسکو ضرور قتل کر دینگے مگر ساربان زادے کو اس صحبت مین نہ آتے دیکھ کہ اتنے مین ایک نازنین شوخ و شنگ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی جام شراب لیکر آئی حیرت کے منہ سے نکل گیا کہین یہ تو وہ [illegible] نعمان جادو نے پھر ایک [illegible] کا دانہ مار دیا اسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے اسوقت بارگاہ مین ہنگامہ پڑ گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا او نعمان ذرا سمجھ بوجھ کے کام کر ورنہ اپنی زبان کاٹ ڈالون ایک کنیز سر پر گھڑی رومال ہلا رہی ہی اُسنے بھی کہا واری ذرا سمجھ کے قتل کیجیے نعمان جادو نے کہا اب مین کسی پر تو جہ نہ کرونگی مین تو ملکہ کی نگہبان ہون جسپر ذرا بھی گمان کرینگی اُسکو زندہ نہ چھوڑونگی دونون لاشے اٹھوائے چالاک بھی حیران و پریشان ہو رہا کہ قبلہ و کعبہ کو کیونکر پہچانون ایک ایک کنیز کو دیکھتا پھرتا ہی جو کنیز رومال سر پر ملکہ حیرت کے ہلا رہی تھی اُسنے عرض کی واری نعمان جادو کا دربارگاہ پر پہرا ہے حکم دیجیے کسی غیر شخص کو

اندر بارگاہ کے نہ آنے دیں آپ چلکر آرام فرمائیے دو پہر سے زیادہ شب گذر چکی ہی ملکہ حیرت جادو
اُٹھیں مگر گھبرا کے کہتی ہیں مجکو معلوم ہوتا ہی کہ ساربان زادہ میرے ساتھ چلا آتا ہی اس وقت
میرے دل کی عجب کیفیت ہی خود بخود دل گھبراتا ہی نعمان جادو نے کہا واری جسپر گمان کیجیے
اُسکو قتل کروں کنیزیں بدحواس بھاگتی پھرتی ہیں جسکو ملکہ حیرت جادو بلاتی ہیں وہ ڈرتی ہی
خوف جان سے قریب نہیں آتی کہتی ہی کہ بی نعمان جادو ہمپر شبہ کر دیں یہ بلاتی ہیں وہ خوف کے
مارے بھاگی جاتی ہی وہ کنیز جو نرگس پرائی کر رہی تھی وہ پیچھا نہیں چھوڑتی چالاک نے کئی مرتبہ اُس سے
آنکھ ملائی یہ تو گمان تھا کہ سب چیزیں تبدیل ہونگی جب آنکھ ملائی دیکھا بڑی بڑی آنکھیں میں بھری
آفت کا پرکالہ مسکراتی ہوئی پیچھے پیچھے ملکہ حیرت جادو کے سایہ سان ساتھ ہی دمبدم کہتی ہی
ای ملکہ نعمان جادو کوئی خفا ہو یا خوش تم اپنے انتظام میں رہنا میں حضور کے ساتھ ہوں
کئی مرتبہ ملکہ حیرت جادو نے کہا بھی ای نرگس مجکو تیری آنکھوں سے ڈر معلوم ہوتا ہی نرگس
نے کہا واری میں شام سے اسی فکر میں تھی کہ نگوڑا عمرو آئے تو اُسکو مار ڈالوں نعمان نے
در بارگاہ پر کئی کنیزوں کو مارا ملکہ حیرت جادو جو اندر آئیں نرگس ساتھ ساتھ جب ملکہ حیرت
پلنگ پر بیٹھیں نرگس نے کہا واری کوئی جام نوش فرمائیے حیرت نے کہا ہائے کیا کروں
میں نے آج کھانا تک پیٹ بھر کے نہیں کھایا معلوم ہوتا ہی کہ ہر دیوار و در سے عمرو چلا آتا ہی
نرگس نے کہا واری یہ خیال دل سے دور کیجیے یہاں عمرو کہاں بی نعمان جادو در بارگاہ
پر انتظام کر رہی ہیں کئی کنیزیں عمرو کے دھوکے میں دروازے پر قتل ہوئیں اُنمیں تو کوئی
عمرو نہ تھا آپ میرے ہاتھ سے جام نوش کریں کیا مجال ہی کہ کوئی فتور پڑے میں بھی سحر تیار کیے
بیٹھی ہوں اب جو کوئی اندر آئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دروازے پر بی نعمان جادو
انتظام کیا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای نرگس مجھے ایک جام پلا دے مگر جو شراب اندر رکھی ہے
اسی میں سے جام بھر کے واسطے سامری و جمشید کا باہر نہ جانا میرا دل کانپ رہا ہی نرگس نے
فوراً جام لبریز کیا ملکہ حیرت کے دکھانے کو خود بھی پی لی حیرت نے جام لبوں سے لگا لیا کہا
کیا کہوں نرگس بی نعمان مجکو لیکر تو آئیں میرے دل کو آرام نہیں آتا میں ایک تھوڑی دیر کے
واسطے سوتی ہوں مجھے جلدی جگا دینا میں جاگکر بسر کروں تڑپ تڑپ کر سحر کروں نرگس نے کہا
واری آپ آرام فرمائیے میں جاگتی رہونگی کیا مجال جو مجھے نیند آئے جام حیرت پی گئی جب لیٹی
تو نرگس نے کہا واری آرام فرمائیے آج پہرے والیوں کو بھی نہیں بُلایا ملکہ حیرت نے کہا کسی کا آنا
اچھا نہیں مجھے سبھی سے خوف آتا ہی نرگس نے کہا مجھے منہ دکھلا کے پہچان لیجیے یہ پیر غلام تو
عرصے سے حاضر خدمت ہی ذرا اچھی طرح پہچانیے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خونخواری ہزبر
دشت طراری و نہنگ بحر مکاری لونڈا اُچک جھک کے مجھے دیکھتا تھا وہ ابھی سفلہ ہی اُسے عیاری
میں کیا دخل اُسکو عمرو عیار ہی نہ آئیگی حیرت جادو یہ کہکے اُٹھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو
نے زبان میں سوزن دیا پشتارہ باندھا پشتارہ باندھ کے لے نکلے چالاک پہلو سے بارگاہ پر
بیٹھا ہی اُسنے دیکھا سراچہ چاک ہوا چالاک گھبرایا دیکھا اسنے ایک بیہوش اندر سے بارگاہ کے

پشتارہ بدوش نکلا چالاک حیران ہوا قبلہ و کعبہ کیونکر آئے نعمان نے پانچ چار کنیزون کو مار مین نے
سب کو پہچان لیا۔ کہکر طرف جنگل کے بھاگا۔ اسنے دیکھ لیا کہ خواجہ پشتارہ حیرت کا لیے جاتے ہین
کبھی سوچتا ہی جا کے قدمون پر گردن جبین کرکے کہون کہ قبلہ و کعبہ ملکہ حیرت کو چھوڑ دیجیے ہی
مین کہتا ہون وہ مانینگے انکو دھوکا دیجیے برق کی شکل بنکر دوڑا جنگل مین آواز دی ای شہنشاہ اوج عیاری
ماشاءاللہ کیا کام کیا غلام بھی وہان حاضر تھا نعمان جادو پر پرواز پیدا کرکے لشکر مین پہونچی ہی
آپ کے ملازمون کو قتل کر رہی ہی پشتارہ مجھے دیجیے جیسے چالاک بصورت برق قریب آیا
خواجہ عمرو نے کہا لونڈے کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار قریب نہ آنا ورنہ تیغ مارونگا سر تیرا
پھٹ جائیگا اب چالاک منتین کرنے لگا کہ براے خدا اسکو چھوڑ دیجیے ورنہ مجکو زندہ نہ پایئے گا میرا
دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی اس وقت اسکو بیہوش دیکھکر دل کا عجب عالم ہی کہ بیان سے باہر ہی بموجب
اشعار کہ کچھ میرے احوال کے موافق ہین

نظم

رحم آجاتا ہے دشمن کی پریشانی پر — زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پر خورشید — نقطہ دینا تھا یہ تری خط پیشانی پر
صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو — مورچہ جم نہ رہے تیغ خراسانی پر
آمد فصل بہاری ہی پئے استقبال — گھوڑے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر
نالہ زنجیر سے چپ چپ کے نکل جاتا ہے — پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر
ہو گئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو — تھا شک بے ادبی خندۂ پنہانی پر
برہمی کر لی ہی مجموعۂ خاطر برہم — صبر کھو دیتے ہین زلفون کی پریشانی پر
نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیرے — کفر ہی صورت شک آیۂ قرآنی پر
تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم — دیجے لقطۂ شک یوسف کنعانی پر
آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہی — نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر
ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل — زخم کھاتے ہین امید نمک افشانی پر
مر گئے ایک ہی جلوے مین پریرویون کے — پانون رکھا بھی نہ تھا تخت سلیمانی پر
راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا — خضر کا شک ہی مجھے غول بیابانی پر
مر گئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال — مختصر جھگڑے ہوئے قصۂ طولانی پر
قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہی نسیم — ہم تہ خاک بھی رہتے ہین سدا پانی پر

عمرو نے کہا اگر تم مر بھی جاؤ گے تو مین اسکو نہ چھوڑونگا اگر مین اسکو قید نہ کرونگا تو یہ صبح کو
قیامت برپا کریگی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ ملک اخضر و ملکہ زنار و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ
سحر مین اس سے کم ہین یہ زوجۂ افراسیاب خانہ خراب ہی سحر مین بھی لاجواب ہی جا دور ہو
سامنے سے چالاک سوچا یون نہ مانینگے یہ سوچکر ایک جانب بھاگا نظرون سے عمرو
کی غائب ہوا عمرو ہنستا ہوا چلا آتا ہی چالاک نے کنارے آکے ایک کھال آہو کی نکالی اپنے
جسم پر آراستہ کی آہو بنکر چھلانگین بھرتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے خواجہ کے آیا عمرو نے

آنکھیں دیکھا ایک پتھر گوپھن میں رکھ کر مارا اور آواز دی کیون بابھی ہمارے سامنے عیاری ہمین سے یہ
مجال لی تھی چالاک پھر بھاگا خواجہ عمرو بھی چوکنے چلے آتے ہین اب چالاک آگے بڑھا صحرا مین
دیکھا کہ مقام گذرگاہ پر ایک پل خاکی بنا ہوا ہی وہان جھاڑی بھی تھی جھپٹ کر جھاڑی مین بیٹھا پل پر
حلقے کمند کے بچھا دیے بنگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین
چالاک دل مین خوشی کر رہا ہی جب خواجہ قریب پل کے پہونچے دل دھڑکا پکار کر آواز دی او بیٹے
جھاڑی سے نکل آئیں تو ایک پتھر مارونگا کہ سر پھٹ جائیگا چالاک نے اور اپنے کو مخفی کیا اپنے
دل مین سمجھ رہا ہی کہ قبلہ و کعبہ تقدم کرتے ہین خواجہ عمرو نے تین آوازین دین سمجھے کہ ناحق کو دل
دھڑکتا ہی خواجہ جب جست کر کے حلقہائے کمند مین آئے چالاک نے شیر کی آواز دی خواجہ عمرو
نے جست نہ کی سمجھ کر جست کی اور حلقہائے کمند پاؤن مین پھنسے چالاک جھپٹ کے نکلا دیکھا
خواجہ عمرو کھڑے ہین خوف کے مارے تھرا گیا حلقہائے کمند چھوڑ کے بھاگا کہ یہ کہکے بھاگا کہ
قبلہ و کعبہ آپ کو جانے نہ دونگا عمرو نے کہا ابے سفلے کیون بیہودہ بکتا ہی جا دور ہو اب چالاک
جو کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنا آنکھون پر اپنے شیشے چڑھائے
پشت سے دوڑا پکارتا ہوا منم بہبات جادو او ساربان زادے تو ملکہ حیرت جادو کو
لیے جاتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ٹھہر جا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام
بدانجام گولہ ہاتھ مین لیے ہوئے جھپٹا ہوا آتا ہی اب عمرو گھبرا گیا کہ اگر اسنے گولہ مار دیا تو زمین
پاؤن تھام لیگی خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی نکالا اور آواز دی ای بہبات جادو کیون تیری
شامتین آئی ہین خواجہ عمرو نے تو حقہ آتشبازی مارا جادوگر نے گولہ پھینکا عمرو نے ہاتھ مارا
گولہ پھٹا جب پانی نکلا تو خواجہ نے کہا او لونڈے تو نے غضب کیا چھینٹین پانی کی منہ پر خواجہ
کے پڑین خواجہ عمرو گر کے بیہوش ہوئے چالاک کانپتا ہوا قریب آیا پشتارہ پشت سے
خواجہ عمرو کے کھولا چاہا گرفتار کر کے خواجہ کو بھی لیتا جاؤن دل کانپا کہ ای چالاک قبلہ و کعبہ
مار ہی ڈالینگے بس اسی کو غنیمت جانو پشتارہ حیرت جادو کا لیا دیر تک سوچا کیا کہ کیا تدبیر کرون
عقل نے یہی کہا کہ انکو پڑا رہنے دو یہ بھی ڈرتا ہی کہ کوئی اور دشمن نہ آجائے سوچا یہ جانین اور انکا
کام جانے اگر اور کوئی گرفتار کریگا سمجھ لینگے پشتارہ لیکر چالاک تو بھاگا خواجہ بیہوش پڑے ہین
یہان بعد حیرت کے چوری ہو نیکے نعمان جادو بارگاہ مین ملکہ حیرت کے آئی دیکھا ملکہ حیرت
نذارد ایک چیخ ماری کہا یارو غضب ہوا انیسین جلیسین دوڑین پوچھا ملکہ کیا ہوا النعمان نے
کہا کوئی ملکہ حیرت جادو کو لیگیا مین تو جاتی ہون اگر حقیقت مین عمرو لیگیا ہی تو جان دونگی
یا ملکہ حیرت کا پشتارہ لاؤنگی یہ کہکر چلی چالاک تو اور راستے آیا النعمان جادو نے آسمان
سے دیکھا کہ کوئی شخص جنگل مین بیہوش پڑا ہی اب جو قریب آئی دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بیہوش پڑے ہین خوش ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ یہ ساربان زادہ یہان کیونکر پہونچا جھپٹ کے گری
خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا پانی کا چھینٹا مار کے ہوشیار کیا خواجہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا النعمان جادو
میرا ہاتھ پکڑے کھڑی ہی پشتارہ حیرت جادو کا نذارد تو خواجہ عمرو گھبرائے نعمان نے

سحر بھی کیا کہا او سار بان زادے ملکہ کی نیند بھوک جاتی رہی کیا تجھے رنج وملال اٹھاتے ہین اب چلکر تمکو سامنے ملکہ حیرت کے قتل کرونگی خواجہ عمرو کی مشکین باندھین خواجہ تعریفین کرتے ہین ای ملکہ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری حقیقت مین آپ نے مجھکو گرفتار کیا خواجہ عمرو حیران ہین کہ پشتارہ کیا ہوا شاید وہ جو ساحر آیا تھا وہ چالاک تھا وہی پشتارہ لیگیا اس سوچ مین خواجہ ہین باتین بھی سناتے جاتے ہین نعمان جادو کسی فقرے کو نہین مانتی کشان کشان لیے جاتی ہی چالاک نے ملکہ حیرت جادو کو لاکر پلنگ پر لٹایا زبان سے سوزن نکالی باکنیزون کو آواز دی چند کنیزین آئین چالاک نے کہا ملکہ عالم آرام فرماتی ہین حفاظت کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہ کہکے چالاک بھاگا دل سے باتین کرتا ہوا ایسا نہو قبلہ وکعبہ کو کوئی گرفتار کرلے یہ کیسی بدنامی ہوگی کہنے والے اپنے مقام پر کہینگے کہ چالاک نے معشوق کے واسطے باپ کو گرفتار کرا دیا اس سوچ مین جاتا ہی جنگل مین جو پہونچا بولنے کی آواز آئی اب جو نخل کی آڑ پکڑ کر دیکھا نعمان جادو خواجہ کو گرفتار کیے ہوئی آتی ہی چالاک کے ہوش اڑگئے دل سے کہتا ہی ای چالاک غضب ہوا اگر خدانخواستہ ملکہ حیرت کے سامنے لیکر پہونچی حیرت ایسی جلی ہوئی ہی کہ فوراً قتل کر ڈالیگی ای چالاک اگر خدانخواستہ قبلہ وکعبہ قتل ہوگئے پھر ہم کسی کو منھ دکھانے کے لائق نہ رہینگے صاحبقران زمان فرمائینگے کہ جوش محبت حیرت مین باپ کو قتل کرا دیا کچھ خوف خدا نہ آیا تو مین کیا جواب دونگا کھڑا سوچا کیا تھوڑے عرصے مین ایک بات سوجھی رنگ در وغن عیاری کا لگا کر ملکہ حیرت جادو کی شکل بنکر تیار ہوا سامنے سے دوڑا ہوا آیا پکار کر آواز دی ای نعمان جادو تمنے بڑا کام کیا ہماری جان تو چالاک نے بچائی حقیقت مین ہمارا عاشق صادق ہی اب مین چالاک کے کہنے سے کسی بات مین انکار نکرونگی اسنے میرے ساتھ بڑے بڑے احسان کیے ہین کہ لائق بیان کے نہین اسنے اپنی جان میرے واسطے بتائی طلسم مین گھس پڑا طلسم کو توڑا مجھے رہا کیا اس وقت بھی اسی نے جان بچائی ورنہ عمرو گرفتار کرکے لیجاتا مجھے یہانسے لیگیا وہان جاکر ہوشیار کیا اپنے باپ پر عیاری کی کچھ اسکا بھی خیال نہ کیا کہ بدنام ہوجاؤنگا ای نعمان جادو تمنے اس ساربان زادے کو کہان پایا نعمان جادو نے کہا داری اب آپ کسی کا خوف نہ کیجیے مین نے خاتمہ کردیا خواجہ عمرو کو لشکر سے جاکر پکڑ لائی حیرت نقلی نے کہا ای نعمان جادو تمنے بڑا کمال کیا ابھی چلکر اسکو قتل کرین خون شہنشاہ افراسیاب کا بدلا ہوجائے اگر اسکو مارا تو صاحبقران زمان کا بازو ٹوٹ جائیگا یقین تو یہ ہی کہ سپاہگری ترک کرین اور اگر مقابلہ پڑا تو انکا مارلینا کچھ مشکل نہین ہی کوئی سردار با عیار مثل خواجہ عمرو لشکر صاحبقران مین نہین ہی خواجہ نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے ہین کہتی ہوئی حیرت نقلی قریب نعمان آئی نعمان جادو بل کر رہی ہی کہ حضور مین لشکر مین صاحبقران کے پہونچی تڑپ کر گری خواجہ عمرو کو پکڑ لیا سب جادوگر دوڑے مین نے سحر کیا کئی ساحرون کے سر پھٹے میان اخضر دزنار رواہ جبال وغیرہ سامنے سے بھاگے حیرت نقلی نے کہا ای نعمان جادو تمھارے سامنے کون سحر کرسکتا

ہین تو تمھارے بھروسے پر آئی ہون خواجہ عمرو نے جو آنکھ ملائی چالاک کو بھیا ناخوش ہو گئے کہ
یہی فکر مین آیا سر ہلا کر کہا بی حیرت جادو کیا کہنا مین سمجھ گیا چالاک نے سر جھکا لیا چالاک
باتین کرتا ہوا بالصورت حیرت جادو ساتھ نعمان جادو کے چلا جب کوس بھر راستہ طے کیا ایک مقام
پر گھبرا کر ٹھہر گئے کہا ای نعمان دیکھو لکہ ابر اٹھا ملک اخضر وغیرہ آتے ہین یہ بھی چالاک جانتا ہی
کہ قبلہ و کعبہ اسکے سحر مین مبتلا ہین بے اسکو قتل کیے مطلب نہ نکلیگا جیسے ہی کہا لکہ ابر اٹھا نعمان
پلٹی چالاک نے خنجر مارا نعمان ارے کہکر گری ساحرہ نہایت زبردست ہی لاشہ جلنے لگا آوازین
مہیب آنے لگین آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من
نعمان جادو بود چالاک نعمان جادو کو مار کر بھاگا خواجہ عمرو کے ہاتھ پاؤن چھوٹے خواجہ نے
پکارا ابے ٹھہر تو جا چالاک نے دور جا کر عرض کی حضور میری گستاخی کو معاف فرمائیگا اب کبھی
ایسی خطا نہ ہوگی خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے پلٹے چالاک لشکر حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو
جو صبح کو بیدار ہوئین چالاک بشکل کنیز آیا ملکہ حیرت نے کہا کیون گلنار تو نے سنا عمرو مجکو
گرفتار کرکے لیگیا تھا چالاک نے کہا کمال کیا خواجہ عمرو پر عیاری کی مگر نعمان کہان ہی کنیزون نے
عرض کی جب غل ہوا کہ آپ کو گرفتار کرکے عمرو لیگیا نعمان بھی آپ کی تلاش مین گئی ہین اُس وقت
سے پلٹ کے نہین آئین حیرت گھبرا گئی کنیزون سے کہا جا کے تلاش کرو جنگل مین جاکر دیکھو مجھے
یقین ہی کہ نعمان پر کوئی افتاد پڑی کنیزین جنگل مین گئین پھرتے پھرتے ایک مقام پر پہونچین دیکھا
لاشہ نعمان کا پڑا ہی کنیزین بہت پریشان ہوئین لاشہ نعمان کا اُٹھایا ملکہ حیرت جادو
بیرون بارگاہ بیٹھی ہین چالاک ایک کنیز کی شکل بنا ہوا باتین بنا رہا ہی کہ حضور رات کو
چالاک نے بڑا کام کیا نعمان جادو کا اب زندہ ملنا مشکل ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ رونے
کی صدا بلند ہوئی دیکھا کنیزین لاشہ نعمان جادو لیے ہوئے آتی ہین چالاک نے ملکہ حیرت
کے کاندھے پر ہاتھ رکھدیا کہا دیکھیے حضور مجھے بھی خوف تھا کہ ساربان زادہ بڑا مکار و غدار ہی
نعمان کو مارا کنیزون نے لا کر لاشہ سامنے رکھا ملکہ حیرت بہت روئین کہا صاحبو مین تو
اسی کے بھروسے پر خروج کرکے آئی تھی چالاک نے اُس وقت بھی ہنستے ہنستے سینے پر ملکہ کے
ہاتھ رکھدیا کہا حضور آپ کی لونڈیان اُس سے بہتر ہین آپ کیون اسقدر رنجیدہ ہوتی ہین ملکہ
حیرت نے کہا عقاب ابر سوار بادشاہ پردۂ ظلمات میرے نام پر جان دیتا تھا وہ بیچارہ
خستہ و شکستہ ہو کر بھاگا اب دیکھیے کیا ہو چالاک نے کئی مرتبہ گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا حضور
رنج و غم نہ کرین جو آپ کو منظور ہوگا وہی ہوگا خون شہنشاہ افراسیاب بالا بالا نہ جائیگا
ضرور رنگ لائیگا آپ خاطر جمع رکھیے عقاب ابر سوار کا نام نہ لیجیے وہ ملعون گیا جو کچھ
اُسپر گذری ہوگی اخبار دن سے حال کھلیگا لاشہ نعمان کا جلا دیا گیا ملکہ حیرت جادو لرزان و
ترسان بیٹھی ہین کہ ایک لکہ ابر آسمان سے اُٹھا سب اُس ابر کو دیکھنے لگے وہ ابر قریب آکر شق ہوا
دیکھا ایک جادوگر تخت سحر پر سوار تین لاکھ ساحر پشت پر قریب آکر اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ ملکہ حیرت
کہان ہین ملازمون نے خبر دی کہ وہ سامنے بیٹھی ہین وہ ساحر دست بستہ قریب آیا جھکنے

ملکہ حیرت کو سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ اقلیم ہوشربا اے صاحب جود و عطا غلام کو آپ نے بھیجا تھا
محترم جادو ملازم شہنشاہ ہوشربا جنگ افراسیاب مین شکست کھائی مارا مارا پھرتا تھا
پرچۂ اخبار سے معلوم ہوا کہ ملکہ حیرت جادو مقابلے مین مسلمانون کے پہونچی ہین غلام اس واسطے
حاضر ہوا کہ کچھ خدمتگزاری بن پڑے لوگون ملکہ حیرت کو محترم جادو کا آنا غنیمت ہو گیا کہا ای
محترم لقمان جادو قتل ہوئی اُسی کے بھروسے پر آئی تھی سامری و جمشید نے اُسکو بلا لیا کچھ
نہ بن پڑا اب تم اتنا کام کرو کہ میری حفاظت مین رہو عمرو عیار مجھ تک نہ آنے پائے اسکا خیال رہے
تصویر خواجہ عمرو کی نکال کے محترم جادو کو دکھائی محترم نے کہا بس غلام سمجھ گیا اس صورت کا
آدمی نہ آنے پاویگا ملکہ حیرت نے کہا وہ عیار ہی مکار و غدار ہی اس صورت پر نہین آئیگا جائی
کے سامنے بھائی بنکر آوے باپ کے سامنے بیٹا بنکر صورت دکھا دے لقمان جادو اتنی بڑی
ہوشیار ساحرہ تھی اُس سے کچھ زور نہ چلا دم بھر مین قتل ہو گئی جو شخص ذرا بھی تیزی کرکے آئے
اُسکا مُنھ دھلانا نام پوچھنا اگر تمکو ذرا بھی شک ہو اُسکو قتل کرنا محترم جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا
آپ خاطر جمع رکھیے یہ ذکر تھا کہ طرف سے کوہ عجائب و غرائب کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام طاؤس سحر پر سوار دو لاکھ ساحر پشت پر آمادۂ تباہی لشکر اسلام کہتا ہے
آج کی شب مجکو یہان رہنا پڑیگا ایک دن مین سب کا خاتمہ کر دونگا چالاک حیران حیران کھڑے ہین ہاہا
اُس ساحر نے قریب آکر پوچھا کیون صاحبو یہ تمہارا لشکر کسکا ہے ایک جادوگر نے عرض کی کہ یہ
لشکر ملکہ حیرت جادو زوجۂ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا کا ہے وہ بھی بربادی مسلمانان
پر آمادہ ہین اخگر جادو نے یہ سُنکر کہا کہ ملکہ حیرت کو کیا مطلب ساحرون نے عرض کی وہ اپنے
شوہر کے خون کا معاوضہ لینے آئی ہین اخگر جادو نے کہا اُنسے بھی مقابلہ پڑیگا یہ کہتا ہوا لشکر سے
نکلا قضا سے کار حیرت جادو لشکر محترم جادو کا انتظام کر رہی ہین کہ اخگر جادو آکر سامنے کھڑا ہوا
نگاہ جو پڑی جمال بیمثال حیرت جادو پر دیکھا ایک نازنین دلفریب غارتگر صبر و شکیب رشک طلعت
ماہ صورت حسین و جمیل دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے کھڑی ہے اخگر جادو دیکھکر مر گیا یہ
تو سن ہی چکا ہے کہ شوہر نے اسکے انتقال کیا غراتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا جادوگرون کو باہر
ہٹا دیا اور رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم بطور خمسہ

رنگت سے اسکی بڑھکر رنگت نہین ہے کوئی
خلقت سے اُسکی افزون خلقت نہین ہے کوئی
حور و پری بھی اُس سے نسبت نہین ہے کوئی
صورت سے اسکی بہتر صورت حسین ہے کوئی
دیدار یار سی بھی دولت نہین ہے کوئی

خلوت مین بیٹھ موقع ہاتھ آئے گفتگو کا
موقوف کردے پھرنا بیکار چار سو کا
شب بھر خیال کر تو دلدار ماہ رو کا
آنکھونکو گل کرلو دیدار کا ہے موکا
چودہ طبق سے بڑھ نعمت نہین ہے کوئی

الفت ہو تو طلب سے نفرت ہزار ہووے
اچھا کیا جو اُسنے سیے ہین دم سے
کس بات کی شکایت ملتا ہی کیا ستم سے
ہو کیا سمجھ کے کودے ہوتے ہین آپ ہمسے
بیچا بتا کسیکو شہرت نہین ہے کوئی

میرا ان قتل مین کیا لطف تمکو کوئی تو لے
آتا ہے کیک بیرخی سے دل مین پڑے پھپھولے
دفتر شکایتون کا کل راہ مین جو کھولے
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
حضور رکھیے وقت فرصت نہین ہے کوئی

اس سا کوئی نہ پایا ہے شفیق اپنا | اک دل تھا جو نہیں ہے وہ بھی رفیق اپنا | زنجیر ہے گھر تو بیت العتیق اپنا
ہم کیا کہیں کسی سے کیا ہی طریق اپنا | مذہب نہیں ہے کوئی ملت نہیں ہے کوئی

حال فقیر سے تم اب تک نہیں ہو ماہر | ہو دیکھا رفتہ رفتہ سب راز تم پہ ظاہر | مجکو کبھی نہ ہوگا کچھ ناگوار خاطر
دل لیجئے جان بھی ساغر جو ہو تو حاضر | اما مزہ کچھ ہی اسمین حجت نہیں ہے کوئی

ہو گئے ہیں وہ ہوگا مجذوب ہم ہیں گویا | ارنی ہے فکر عالی سیر تمام دنیا | مضمون معرفت کا ہر رنگ سے ہے بندھتا
ہم شاعروں کا حلقہ حلقہ ہے عارفوں کا | نا آشنائے معنی صورت نہیں ہے کوئی

جلوہ نہ ہو جو تیرا ہے چار سو اندھیرا | ہر جا نہیں ہے ہرگز یہ اعتقاد میرا | مردود خلق ہو وہ منہ تجھ سے جس نے پھیرا
ہر ذرہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا | تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہیں ہے کوئی

انکا پتا نہیں ہے شہرا بہت تھا جنکا | دنیا میں رکھا ہے دور عتاب کس کا | ہے رنگ زرد پتہ اسپ شتنی ہے سن
نازاں زمین پہ ہو جہان ہے چار دن کا | بے اعتبار ایسی دولت نہیں ہے کوئی

آرام قلب کھو دیں کسے لیے ہیں ہم دلنا | مجکو جو کوئی چاہے اسیر نہ کیوں ہوں جان سے تن | پالے ہوئے کو اپنے بیداد کرکے کیوں رلانا
جان سے عزیز دل کو رکھتا ہوں آدمی ہوں | کیونکر کہوں کہ مجکو حسرت نہیں ہے کوئی

اپنے ستم کا ہمکو پامال کچھ نہ سمجھو | جانبازوں کا میرے احوال کچھ نہ سمجھو | مجھکو آخر کرو گے فی الحال کچھ نہ سمجھو
یوں بے کمال رو کے تم یوں مال کچھ نہ سمجھو | ہم سا بھی خیر خواہ و دولت نہیں ہے کوئی

آنکھیں نہ رونگا پاس اپنے رنج و غم کا | بھولونگا میں ہرگز محبوب کے کرم کا | اچھے دو اس جس نے دیے ہیں ہمکو
ہے جاک وقت سجدے کرتا ہوں اس صنم کا | مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہیں ہے کوئی

مجکو نہیں کسی کی اب بے نیاز ہے دل | تیری ہی ہر شب کو ہر رات دن تمنا | ہر لب پہ تو ہی تو ہے ای کارساز یکتا
یاد شاہ کے دم بدم کرتا ہے ذکر تیرا | اے داستان تکمال صحبت نہیں ہے کوئی

سچ ہے بہت ہے غافل انسان سست بنیاد | ہر سلسلے کے تنکے بیکار کی ہے فریاد | اشل زلی کرو تم ایمان کو نہ برباد
شہرستان ہر آتش اللہ کو کرو یاد | اسکو نگار رکھے جو حضرت نہیں ہے کوئی

ایسا محبت نے جوش کیا کہ عرصہ دراز تک زار زار عین مار مار کر رویا حیران ہے کہ کیا کروں اس محبوب بے پرواہ کی خدمت میں پہونچوں اور کیونکر وصل حاصل کروں آخر سوچتے سوچتے ایک نامہ لکھا اپنا غم و داستان آخر میں لکھا تھا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو باغ محبوبی یہ حقیر شاہان طلسم کا مصاحب خاص ہے برائے عبادت سلطان آیا ہوں آپکے جمال باکمال کو دیکھکر مائل ہوا تیغ ابرو کا گھائل ہوا کچھ حال لکھ نہیں سکتا ہوں جان پر بنی ہے برائے خداوند سامری و جمشید مجکو سرفراز فرمایئے میری جان بچایئے عمر بھر خدمتگاری سے گردن تابی نہ کرونگا ایک اپنے ہمراز ظہیر جادو کو بلایا اپنے حال سے اسکو مطلع کیا کہا ای ظہیر جادو یہ نامہ لیکر خدمت میں ملکہ حیرت جادو کے جاکر اعظم و شان ظاہر کر ملکہ حیرت کو راضی کر کے لا ای ظہیر جادو عمر بھر تمہارا احسان مانونگا پریشانی میری ظاہر کردینا عرض کرنا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اے ماہ آسمان خوبی وای بدر کامل چرخ محبوبی اب تو

تیرے عاشق کی یہ کیفیت ہے نظم

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہاں | روح سے کچھو ملا ہے یہ زندان آب وگل کہاں

ہچکیاں لیتے تھے کوچے میں ترے بسمل کہاں
زخم خندہ تھے کسی کے منھ پر ای قاتل کہاں

قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضوں پر کالے کالے تل کہاں

دسترس کس دن ہوا بند قبائے یار پر
وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہاں

طوف کوئے یار کی حسرت نہیں نکلی ابھی
طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہاں

صورت ریگ رواں گرم سفر ہوں روز و شب
کچھ نہیں معلوم جاتا ہوں کدھر منزل کہاں

جز دوے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عاقل کہاں

بھیک کیسے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے
در بدر پھرتے ہیں مثل کاسۂ سائل کہاں

بحر ہستی سا کوئی دریا ہے بے پایاں نہیں
آسمان نیلگوں سا سبزۂ ساحل کہاں

وقت مرگ میں کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیرے میں مہ کامل کہاں

کونسا ایسا کیا ہے مجھ سے یاروں نے سلوک
یاد آتی ہے عدم میں جا کے یہ محفل کہاں

خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندے کی طرح
ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہاں

جنبش ابروے قاتل میں نہ شمشیر کا رقیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہاں

عشق کے صدمے اٹھانیکو جگر بھی چاہیے
خون ہوا سیری کی طرح آتش کسی کا دل کہاں

اگر آپ نے سرفراز نہ فرمایا عاشق صادق کی جان جائیگی یقین ہے کہ آپ کو بھی قلق ہو حضور خیال فرمائیں کہ ہمارا چاہنے والا مر گیا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گیا ملکہ کو خوب خوب سمجھانا ظہیر جلا اخگر جا خیمے میں چپ بیٹھا ہے ملکہ حیرت جادو تخت پر جلوہ فرما ہیں چالاک دربارگاہ پر مانند نگہبان بنا ہوا ہر وقت دروازے پر بیٹھا رہتا ہے اگر کسی نے پوچھا کیوں میاں فتح دمشیم خان آج کچھ پریشان معلوم ہوتے ہو کیسا مزاج ہے چالاک کو سالہا سال ہو چکے راتیں ہجر کی کاٹیں صدمات فراق اب نہیں اٹھتے عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بے اختیار کہتا ہے صاحب کیا کروں کیسے دلکو بہلاؤں نظم

نوا ان ترے ہر رنگ میں ای یار ہمیں تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمیں تھے

بیداد کے محفل میں سزاوار ہمیں تھے
تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمیں تھے

وعدہ تھا ہمیں سے لب بام آنے کا ہرتا
سائے کی طرح سے پس دیوار ہمیں تھے

کنگھی تری زلفوں کی ہمیں پر تھی مقرر
آئینہ دکھاتے تجھے ہر بار ہمیں تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصے میں ہمارے
دکان ملاحت تھا خریدار ہمیں تھے

سودازدہ زلفوں کا نہ تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمیں تھے

تو اور ہم اک دوست تھے یکساں دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمیں تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمیں تھے

بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمیں تھے ترے غمخوار ہمیں تھے

اک جنبش مژگاں سے غش آتا تھا ہمیں کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمیں تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش میں تجھکو
مجبوری سے رہ جاتے تھے مختار ہمیں تھے

ہمسایہ نہ کوئی چاہنے والا تھا تمہارا
مرتے تھے ہمیں جان سے بیزار ہمیں تھے

بدنام محبت نے تری ہمکو کیا تھا ‏ رسوائے سر کوچہ و بازار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا ‏ اک خاک مین ملتے ہم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا تو ‏ الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

چالاک اس حال مین بیٹھا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر نامہ لیکر آیا چالاک سے کہا ملکہ عالم سے عرض کردو کہ اخگر جادو کا نامہ دار در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو چالاک نے پوچھا ای شخص یہ نامہ کیسا ہو آسنے کہا ملکہ عالم کو حال معلوم ہو جائیگا اور کسی کو ہم حال نہین بتا سکتے چالاک سمجھ گیا جاکر ملکہ حیرت سے کہا کہ در دولت پر نامہ دار اخگر کا حاضر ہو حیرت نے کہا بلالو ملازم گئے نامہ دار کو اپنے ساتھ لیکر اندر بارگاہ کے آئے نامہ دار نے جو ملکہ حیرت جادو کو دیکھا بہت ادب سے برائے تسلیم خم ہوا دستار سے نامہ نکالا ہاتھون پر رکھکر پیش کیا ملکہ حیرت نے وہ نامہ نامہ بر کے ہاتھ سے لیلیا پڑھنا شروع کیا جون جون نامے کو پڑھتی جاتی ہین رنگ منہ متغیر ہوتا جاتا ہو چہرے سے غصہ ظاہر ہو ابروے خمدار ہلنے لگے نامہ پڑھکر ملکہ نے چاک کرکے اگالدان مین ڈالدیا کہا جاکر اس ملعون سے کہدینا کہ کیون تیری شامتین آئی ہین کب ہمکو کوئی خائف کبھی تصور کیا ہو جو جا ملکہ بیچا شاہان طلسم کے ہم کیا نوکر ہین آیا ہو تو ہمین کیا ملکہ حیرت نے جو غصے سے یہ باتین کین نامہ بر نے عرض کی ای ملکہ عالم آپ اسقدر گرم نہ ہون وہ آپ سے سحر میں علم و شان مین زیادہ ہین لشکر بھی بےحساب ہمراہ ہو آپ کو لازم ہو کہ شہنشاہ اخگر کو بدل و جان قبول فرمائیے ورنہ آپ کے واسطے بڑی خرابی ہوگی انکو سب طرح کا اختیار ہے اگر خوشی نہ راضی ہوجیے گا تو ایک سحر مین آپ کے لشکر کو مٹا دینگے اور آپ کو ایک مٹھی پر پھکر راضی کرلینگے آپ کو ایسی محبت ہوگی کہ آخر جان فدا کیجیے گا اگر مناسب ہو تو جواب نامہ براہ راست تحریر کیجیے فساد سے کیا حاصل ہوگا نامہ بر نے جو اس طرح حیرت کو سمجھایا اور عظم و شان اخگر کا سنانے لگا ملکہ نے کہا اس شخص کی گردن مین ہاتھ دو باہر نکالو غلیظ باہر نکالا گیا ہر چند اسنے چالاکی زبان آوری کردن ملکہ حیرت نے کہا اب بے بات نہ کرنے پائے نامہ دار بہت ذلیل نکالا گیا ملکہ کا غصہ کم نہین ہوتا فرماتی ہین صاحبو ایسے جہل لوگون کو میری بارگاہ مین کیون آنے دیتے ہو بڑا قلق ہوا اس وقت حیرت جادو کو بڑا رنج پہونچا اپنا زمانۂ سلطنت یاد آگیا بے اختیار تصور کرکے رونے لگین کہ ایک روز وہ تھا اٹھارہ سو تاجدار میرے زیر فرمان تھے کوئی ترچھی نگاہ سے نہین دیکھ سکتا مگر فلک نے یہ گردش دکھائی کہ وہ سب سلطنت مٹی اب جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہین جیسا کچھ ہو

عاشق ہوتا ہو ای گردون غدار یہ نیرنگی کبتک دکھائیگا نظم

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ ‏ نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
بڑھ گئی آہ و فغان اور رہا نے آگئے ‏ نظر آیا نہ مگر عرصۂ معلا دلچسپ
جائے آرام زمین کو تو نیا پایا افسوس ‏ ان مگر سمجھتے ہین ہر عالم بالا دلچسپ
کچھ تسلی نہ ہوئی گلشن ایجاد سے آہ ‏ ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
دام گیسو سے کسی کے رہائی ہو خطا ‏ ہو دل آویز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ

جابجا مسکن یاران فنا دست ملا — نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ
کردیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج — ساقیا اٹھ کہ ہی دور مے و مینا دلچسپ
نقش دل مانی بہزاد نے اسکو بھایا — کس قدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
سرگذشت اپنی سنا روز اسی طرح نسیم — کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ

ملکہ کی تو یہ کیفیت ہی چالاک بعد جانے ظہیر کے اپنی صورت تبدیل کرکے بارگاہ مین آیا دست بستہ عرض کی
کہ کیون حضور یہ کس مضمون کا نامہ لیکر آیا تھا ملکہ نے کہا دیوانہ ہی اپنا عشق جتاتا ہی بیقراری بیان کرتا ہی
خبردار اس طرح کے لوگ ہمارے سامنے نہ آنے پاوین دربارگاہ اور زیادہ چوکی پہرے ہو سکے چالاک نے خوب
انتظام کیا افگر نے طبل جنگی بجوایا جب کسی طرح صبر نہ ہو سکا تب اسپر آمادہ ہوا کہ ادہر یہ خبر خواجہ کو پہونچی
خواجہ نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا حیرت نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا صبح کو تینون لشکر میدان
مین آئے جب صفین جم چکین افگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا حیرت نے جو دیکھا تخت پر سوار ناز و کرشمہ
دست بستہ سامنے تخت کو امیرین جلیسین گھیرے ہوئے لشکر تین لاکھ ساحرون کا پشت پر جمع ہو کے آئے بڑی
چہل پہل ہوگئی ہی افگر میدان مین نکلا طرف لشکر حیرت کے رخ کیا پکار کر آواز دی اے ساحران
ہوشربا جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے مجکو شاہان طلسم نے بہ اسکر فتاری مسلمانان روانہ کیا تھا
منظور یہ ہی کہ پہلے تمہارا خاتمہ کرین مسلمانون کو تو پہاڑنے آئے گے نہ بڑھنے دیئے گے حمزہ وہان دم اجاتیگے
اخفضرت یا انکون عمرو نے روکا کہا اے اخفضرت کیا کام وہ تو حیرت سے مقابلہ کرنے آیا ہی دیکھا
رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہو شکون پر شکل آنکھون مین تری ہوا اس مین اشتری کا مگر جو ساحری مین چالاک حیرت
مرکب پر مدد کو ہمیشہ کہا یا محترم کو تاب نہ آئی صف سے گھوڑا نکالا سامنے ملکہ کے آیا عرض کی اے ملکہ عالم اجازت
میدان حیرت نے کہا میرا خود ارادہ ہی محترم نے کہا ہم اپنی زندگی مین آپ کو نہ جانے دیتے زہے دستی اگر
اختیار ہی محترم کو ملکہ نے اجازت دی محترم بہی سامنے افگر کے آیا افگر نے گولہ مارا محترم نے گولہ
کاٹا تمام صحرا آتش بہار ہوگیا درخت جلنے لگے ہزارہا طائر کباب ہو کے گرے دو چار سحر آپسمین چلے افگر
نے جہلاکر تلوار کھینچ ماری وہ تلوار جا کر لگے پڑی کی محترم کے دو ٹکڑے ہوئے افگر نے وہی تلوار پہر
اٹھالی چہاک کر نعرہ کیا اے ملکہ عالم یا تو آپ آئیے یا اور کسی کو بھیجیے بس حیرت کو تاب نہ رہی کا ہر چند
انہیون جلیسون نے بچایا ملکہ حیرت نے کہا صاحبو اگر تمام دنیا میرے واسطے بیتاب ہو کر مین نہ
لڑونگی یہ کہکر میدان کارزار مین طاوس زرین بال پر سوار مقابلے مین افگر جادو کے آئین افگر
صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا کانٹی بندھی ہوئی سینے پہ نارپستان کا ابھار معشوق چست و چالاک
قاتل عالم بیباک ہاتھ باندھکر قریب آیا کہا اے ملکہ عالم اتنی میری جان جاتی ہی سرفراز فرمایئے اپنا غلام
حلقہ بگوش بنایئے میری کیا مجال ہی کہ نگاہ بھر کے حضور کو دیکھ سکون کشیدہ ہاتھ جو تجھ ایسی معشوق قمر پیکر
اے معشوق خورشید بن تیرے میری آنکھون مین دنیا تاریک ہی اپنے وصل سے میری خاطر
ناشاد کو شاد فرمایئے آپ کی کیا صفت کرون

نظم

دکھلاتی ہی رنگینی رخسار عجب روپ — لایا ہی ترا جلوہ دیدار عجب روپ
رکھتا ہی ترے حسن کا گلزار عجب روپ — نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک
کہتا ہی گل و لالہ کو کوئی کرکے مدد سے — جہلے ہو ترے ہی مصر کا بازار عجب روپ

خواجہ فرماتے ہیں ای برق جانتے ہو یہ کنیز کون ہی عرض کی ملکہ حیرت کی لونڈی ہی خواجہ عمرو نے کہا
آپ کے خلیفہ صاحب ہیں مصروف اطاعت ہیں اُنکے واسطے یہ سامان راحت ہیں اسقدر جانبازی کی
کہ اب ملکہ حیرت کو بھی توجہ ہوئی بلکہ مین تو سنتا ہون کہ حیرت نے خود وعدہ کیا ہی کہ ای چالاک
چندے تامل کرو تمھاری بیتابی کا جواب دیا جائیگا برق نے کہا خلیفہ صاحب نصیب ہیں اپنے
معشوق کے قریب ہیں اخگر رقص کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا قریب حیرت جادو کے پہونچا
حیرت نے کہا ای اخگر کیا چاہتے ہو اخگر نے سر جھکا لیا کہا حال دل آپ پر روشن ہی اب تو سرفراز
فرمایے اپنے چاہنے والے کو نہ ترسایے حیرت نے کہا تلوار کھینچو اخگر نے تلوار کھینچی حیرت نے کہا
گلے پر رکھو ہمتو دیکھیں کیسے مرتے ہو ہماری یہی خوشی ہی اخگر نے تلوار گلے پر رکھکر کھینچ لی تسمہ لگا رہا
سر کٹ گیا مرنا تھا اخگر کا کہ اندھیرا چھایا سنگباری و شرر باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من اخگر جادو
بود لشکر والون نے جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا لیا لیکر دوڑ پڑے حیرت تخت سے کودی پل
طاؤس پر سوار ہوئی اب جو سحر کرنا شروع کیے برق بلکہ بجلی ستارہ سحری بکری شعلے بھڑکنے لگے
گرے ہزارون کے سر اُڑ گئے صدہا کے خرمن حیات جلے لشکر والے تماشا دیکھ رہے ہیں خواجہ عمرو
اخضر سے کہہ رہے ہیں کہ ای اخضر تمنے سحر حیرت کا دیکھا حیرت جادو سے کون مقابلہ کرسکتا ہی حقیقت یہ ہی
کہ دولت زوال آ گیا تھا ورنہ ہوشربا پر کون قبضہ کرسکتا تھا جاہ و جلال سے افراسیاب کے
فلک کج رفتار کو سکتا تھا حیرت تو لشکر کو اخگر کے قتل کر رہی ہی ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں
ڈر سے حیرت کے سحر کے منہ کے عمل گھوٹتے ہیں لیکن یہ وقت ہی کہ شاہان طلسم نور افشان سر پیچان کی
پر بیٹھے ہیں ساتسو تاجداران جلیل طلسم نور افشان کے کفیل ولگنون پہ بیٹھے ہیں ذکر آمد صاحبقران
ہو رہا ہی کہ مقبل تاجدار نے غضب کیا صاحبقران کو اپنے قصر یاقوت نگار مین فروکش کیا تاجدار
کہہ رہے ہیں حضور اُس قصر سے نکلنا مشکل کر دینگے جن سے نکلنے نہ دینگے اب کیا وہ وہان سے
زندہ بچکر جانے پائینگے صاحبقران نے اپنے کو بلا مین پھنسایا اور اگر وہان سے نکل گئے اور
کوہ عجائب و غرائب پر پہونچے بت خونریز وہ شخص ہی کہ ٹکڑا ٹکڑا کے ماریگا تمہین ہی عالمان مذہب
سامری و جمشید اس کوہ فلک شکوہ مین ساکن ہیں جسوقت وہ لوگ نکل پڑینگے اُنکے سحر کو کون روکیگا
وہ لوگ بلا سے رونگا رہی کس کے منہ سے نکلا کہ ای شہنشاہ یہ تو ملاحظہ فرمایے کہ اخگر جادو پر
کیا گذری یہ سنتے ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے شبیہ سامری کو بلایا پکار کر آواز دی ای
ہمصورت سامری اخگر جادو پر کیا گذری تیلی بھی رقص کرنے لگی سحر العجائب حیران ہی کہ تاج
ہمصورت سامری کو کیا ہوا یہ یون ناچ رہی ہی چند ساعت ناچی بعد اُسکے عرض کی ای شہنشاہ
طلسم نور افشان بیان اخگر حیرت جادو پر عاشق ہوے مقابلہ پڑا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا
حیرت جادو نے لشکر کو اُنکے تباہ کیا اور تباہ کر رہی ہیں قیامتین بپا کی ہیں کئی لاکھ جادوگرون کو
مارا یہ سنتے ہی سحر العجائب و مصر الغرائب غصے مین کانپنے لگے کہا ہا لیان ہوشربا کو بھی یہ دعوی ہوا
کہ اُنھون نے ہمارے ملازمون پر ہاتھ ڈالا اخگر جادو کو یون مروایا ارے کوئی حاضر ہی کہ پہلو سے
بارگاہ سے آواز حاضر حاضر کی آئی سب نے دیکھا ایک زنگی قفس آہنی ہاتھ مین لیے ہوے سامنے آیا

عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے کہا جلد جا حیرت جادو کو گرفتار کرکے قصر سیاہ میں پاس شاخسار جادو کے پہونچا دو یہ سننا تھا کہ وہ زنگی چلا میاں حیرت جادو تڑپ رہی ہیں کہ آواز آئی منہ قہر سامری او حیرت تونے کچھ خوف نہ کیا افراسیاب جادو کو مٹایا اس زنگی نے کہا ای حیرت ٹھہر جا اب نشا اُترے پڑھنا یہ سحر خاص سحر العجائب و حصن الغرائب کا ہی آواز دیتے ہی حیرت خاموش ہوگئی سحر کرنا موقوف ہوا گھبرا کر چاروں جانب دیکھنے لگی بیقرار ہوکر کبھی داہنے کبھی بائیں دیکھکر پکار اٹھی نظم

چھپا لیا تمھیں دیکھو نہیں دشوار پہلو میں
ہیں مشکل ہو گیا تھا جبکہ اے یار پہلو میں

تڑپ میری دبی ہے لاکھ فرقت میں تسلی دے
کسی کی یاد بیٹھے ہیں دل غمخوار پہلو میں

خیال غیر ہی سے آپ کو باتیں جو کرنی ہیں
جگہ دی ہے بلا کر پھر ہیں بیکار پہلو میں

کرو گے وصل کی شب خون شاید حسرت دلکا
ادھر ہم ہیں ادھر رکھی ہے اک تلوار پہلو میں

جدائی میں ہوے ہیں دل جگر یوں سوکھ کر کانٹا
جو کروٹ لی ہے بستر پر چبھے ہیں خار پہلو میں

شب فرقت میں ہے درد جگر تسکین کا باعث
سمجھتے ہیں کہ بیٹھا ہے وہ دل آزار پہلو میں

سحر تک اسنے کہیں رنج فراق یار سے باتیں
گراں بار اب ہو گیا کیا دل بیمار پہلو میں

کہیں سر کاٹ لے قاتل کہیں لے لے ہمارا دل
کوئی بار گراں ہے دوش پر اک بار پہلو میں

جلال اس جذب دل نے بھی فریب آخر دیا ہمکو
لیا یک ہوگیا گر تھے بیٹھے یار پہلو میں

اسطرح یہ اشعار حیرت جادو نے پڑھے کہ سننے والوں کے دل کانپ گئے وہ زنگی قریب آیا پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم شہنشاہ طلسم نور افشان نے آپ کو یاد فرمایا ہے آپ کے واسطے حکم قضا شیم جاری ہوا ہے کہ بدعت زیادہ مناسب نہیں ہے قصر سیاہ آپ کے واسطے تجویز ہوا ہے شاخسار جادو خدمتگاری کریگی ہر وقت دست بستہ خدمت میں حاضر رہیگی اب دیر نہ کیجیے جلدی تشریف لے چلیے حوصلہ دراز کرنا مناسب نہیں ملکہ حیرت نے بیگانہ وار دیکھا کہا ای زنگی میری کیا خطا ہے کیا شاہان طلسم نور افشان نے مجھپر غضب کیا زنگی نے عرض کی نہیں ملکہ عالم یہ محبت طلب فرمایا ہے حیرت نے سر جھکایا زنگی نے قفس آگے کیا ملکہ خود قفس میں داخل ہوئیں زنگی نے قفل بند کیا پکار کر آواز دی اسے کوئی حاضر ہے ایک ساحر سامنے آیا موسوم بہ اجیل جادو زنگی نے قفس اسکو دیا کہا ای اجیل قفس ملکہ کا قصر سیاہ میں پاس ملکہ شاخسار کے پہونچا دو اجیل نے قفس ملکہ کا لیا طرف قصر سیاہ کے چلا چالاک نے جو یہ معاملہ دیکھا تڑپ گیا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے روتا ہوا دلپکار پکار کے یہ اشعار پڑھتا ہے نظم

گر غبار چشمہ سار دل سحاب من شود
دیدہ دریا گیں روان حباب من شود

نقطہ سہوی کہ رفت از یاد تا صد دفتر است
مردم چشمے نگاہ انتخاب من شود

میدہم دانستہ آخر اضطراب دل بہار
شور محشر تو تیای چشم خواب من شود

گر کتاب وحشت دل را توان شیرازہ بست
چشم آہو نقطہ انتخاب من شود

ابر رحمت گر شود پیمانہ احساس من
سنبلستان قیامت پیچ و تاب من شود

آنکہ باغ دیدہ را شبنم غبار آلودہ است
سیر دار گرد و چار آفتاب من شود

دیدہ بشبنم کند آئینہ داغ لالہ را	گر چمن مست شراب دل کباب من شود
باوجود آنکہ استادم نصیحت بود اسیر	مصرعہ صائب تواند یک کتاب من شود

حال چالاک کو دیکھکر ساحر رونے لگے چالاک چاہتا ہی کہ اگر نہ پڑے تو اصیل جادو پر عیاری
کرون جب اصیل صحرا مین پہونچا تو دیکھا اُسکے سامنے سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کر آواز دی
ای اصیل شہنشاہ طلسم نور افشان نے ارشاد فرمایا ہی یہ نامہ بھی تمھارے واسطے لکھا ہی کہ ملکہ حیرت
کو لیکر یہان آؤ ہم ملکہ حیرت کی صورت دیکھنا چاہتے ہین ہمنے جیسی تعریف سنی چاہتے ہین
ملکۂ عالم کی زیارت سے مشرف ہون ای اصیل یہ سنکر اصیل نے نامے کو دیکھا پڑھکر کہا ای سرہنگ
جا کو شاہان طلسم نور افشان بہت ملکہ کے مشتاق ہین سرہنگ نے کہا قید ہو دیر وقتیہ ہم
لیجاتے ہین تم بعد اسکے آنا اصیل نے کہا یہ تو غیر ممکن ہی اے سرہنگ مین تمھارے ساتھ چلتا ہون
سرہنگ نے اصیل کو ساتھ لیا باتین کرتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر کہا ای اصیل دیکھو خود شہنشاہ
تشریف لاتے ہین بڑے مشتاق تھے اصیل ملنا ہی سرہنگ نعل سے نعرہ کیا نعرہ چالاک
عیاری منم آنکہ ہیبت چالاک * بچشم دشمن اندازم کف خاک * شناید بار دگر دو نیستہ گم نام *
خلیفہ اولیہ چالاک نامم * نعرہ کر کے خنجر مارا اصیل جادو کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی
اصیل کے قفس ٹوٹا ملکہ حیرت جو تو مسحور تھین یا ہوش آیا قفس خود بخود ٹوٹا پکار کر کہا ای چالاک
مین اپنے ہوش مین نہ تھی جب اُس زنگی نے آزادی مین اپنے ہوش مین تھی خود ہی خود قفس مین
جا بیٹھی مگر تو نے اسوقت احسان عظیم کیا چالاک نے کہا مین تو غلام ہون مین نے تو اپنے کو
آپ کے نام پر نثار کیا گھر بار چھوڑا دو ہی چار دن کا ذکر ہی کہ مین نے اپنے واسطے جنم مول لیا
قبلہ و کعبہ سے مقابلہ کیا اب تو میرے حال پر رحم کیجیے حیرت نے کہا تو مزدوری اپنی جرأت کی
مزدوری چاہتا ہی رنگ عشق نیا ہتا ہی ای چالاک اب بڑا غضب ہوا کہ شاہان طلسم نور افشان
دشمن ہوے تو نے اسوقت کمال کیا اصیل جادو کو مارا مگر کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہی یہ ذکر تھا
کہ سناٹا ہوا ایک آواز ہیبت ناک آئی چالاک تو بھاگ کے ایک غار مین چھپا ایک زنگی
سیہ رو گرز ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا آتا ہی او عیار غضب کیا اصیل جادو کو مارا اب کہان جائیگا
نکل آ یہ کان مین آواز جو چالاک کے پہونچی قلب تھرا گیا پکار اٹھا حاضر ہوا حیرت نے جو دیکھا کہ
چالاک مبہوت ہو کے آتا ہی اسکی جانبازی کا خیال ہوا دل کو اسکی غربت کا ملال ہوا بجلی کان کی
لاکھ چھناک ماری برق گری کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے کہا ای چالاک بھاگ جا شاہان طلسم
بڑی کد ہی اور کوئی آیا چاہتا ہی اسکو تو مین نے مارا اب ایسا آئیگا کہ میرا زور نہ چلیگا یہ کلام تمام نہوا تھا
کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای حیرت بڑا غضب کیا دیکھا حیرت جادو نے ایک نازنین یہ اشعار عاشقانہ
گاتی ہوئی چلی آتی ہی

نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا	جب قصد کیا عرش بریں زیر قدم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب [illegible]	یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے آگے	ہم قابل بیداد نہ تھے ورنہ ستم تھا

تھا تیشۂ ناز کہ کوئی سنگ الٰہی
جو پائے کمر تھی نگہ شوق جو اے یار
پایا بھی جو دہن تو دل میں تو اسکو
رہبر نہ ملا آہ ہمیں کوسے دغا کا
دل دیکے انھیں جان دی افسردہ ہمت
پامال حنائی آہ رہا کوسے بتان میں

دل تھا یہ نہیں کہ دل آزار صنم تھا
منظور شب وصل تماشائے عدم تھا
دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا
مشاطہ بتاتا وہ ترا نقش قدم تھا
پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا
وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

چالاک تو پیر بھاگ کے ایک درہ کو دیمیں چھپا اُس نازنین کی آواز سنکر حیرت کا چہرہ سرخ ہوا خاموش صاف ظاہر ہو کہ اپنے ہوش میں نہیں اُس نازنین نے آکر سلام کیا کہا کیوں ملکۂ عالم آپ کو شاخسار جادو نے بلایا ہی بادشاہ طلسم کا نامہ پہونچا آپ کے واسطے تیاری ہر قصر سجا و آراستہ ہی کنیزیں واسطے خدمت بے ہتھکڑیوں کو حسرت دست بوسی بیڑیاں قدموں پہ گر رہی طوق گردن پھریں بلبلیں نغمہ سرائی کرتی ہیں آپکی محبت کا دم بھرتی ہیں آپ کا چلنا واجب و لازم ہی شہنشاہ طلسم آپ کی خاطر کرینگے چالاک درہ کو رسے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ حیرت کچھ جواب نہیں دیتیں خاموش کھڑی ہیں جب اُس نازنین نے بہت کہا ملکہ حیرت نے جواب دیا کہ مجھے کیا حکم سے شاہان طلسم کے اکثر عیاروں کے حرکات پر مجھکو بھی برا معلوم ہوا میں منع کرتی تھی انھوں نے اصیل جادو کو مار ڈالا چالاک دیکھتا ہی کہ ملکہ حیرت قصد کر رہی ہیں کہ میں زیور اُتاروں سحر کروں مگر جیسے کوئی مجبور ہوتا ہی کہ بجلیوں بالیوں پہ ہاتھ ڈالا اور پھر ہاتھ رک گیا آخر اُس نازنین نے شاخہائے گل نورین ایک تخت بنایا اُسپر ملکہ کو سوار کیا ملکہ اُس تخت پر بخوشی سوار ہوئیں وہ نازنین میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہوئی ملکہ کو بہلاتی ہوئی لیکر ہاتھ تماشائی ہی اور کہتی ہی ملکۂ عالم طلسم فتنۂ نورافشاں میں میاں قمر صاحب نے کیا عمدہ شعر لکھے ہیں لونڈی کو یاد ہیں سماعت فرمائیے یہ کہکر بناز و کرشمہ یہ اشعار عاشقانہ سنائے

نظم

فکر ہی جو کروں وصف لب رشک چمن میں
مصروف ہو دل وصف لب غنچہ دہن میں
کیا دور پہونچتی ہو تری نظروں کی تعریف
لکھتے ہیں تمھارے قد موزوں کی صفت ہم
روشن ہوئی ختم ہوا شمع تجلی پر
سب حرف نظر آتے ہیں آئینۂ رخ سے
کھلتا نہیں منھ تنگ دہانی کے سبب سے
انکار ہی اقرار ہو گالی ہی دعا ہو
وصف لب لعل و در دندان سے صفیر تاج

پاسنگ دھروں لعل کے میزان سخن میں
مسی کی دھڑی تلتی ہی میزان سخن میں
پلے ترے تیروں کے ہیں میزان سخن میں
ارکان قیامت کے ہیں میزان سخن میں
کیا شعلۂ آواز ہی فانوس دہن میں
کیا بات چھپاتا ہی شرارت سے دہن میں
سو باتوں کا جمگھٹ ہی ترے کنج دہن میں
اب لاکھ زبانیں ہیں ترے ایک دہن میں
تلتے ہیں جواہر مری میزان سخن میں

ملکہ حیرت خاموش ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوگئیں چالاک دیکھا کیا کہ ملکہ حیرت کو نازنین لیگئی اسی جستجو میں چلا یہ تو سمجھ لیا کہ سحر تھا سحر العجائب و حصر الغرائب کا ورنہ ملکہ حیرت ایسے ویسے کے سحر کو زمانہ سحر کرنے کا قصد کیا مگر نہ ہو سکا آخر ناچار چلی گئیں اے چالاک کہاں تلاش کروں کہ مر جاؤں

ساری میری مشقت خاک مین ملی بقول میان قمر صاحب نظم ناسازی زمانہ کہے کہان کہان تک + بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک + رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا + خویش و عزیز و یار سے بس تھے فقط بیابان تک + حقیقت مین ای چالاک اب ملنا ملکہ کا بہت دشوار ہی اور اسقدر جانبازی کی کیا پھل پایا لشکر مین جاؤنگا تو قبلہ و کعبہ طعن و تشنیع کرینگے میان ہمق ہمارے حال پر ہنسینگے مادر مہربان ملکہ صرصر بیقرار ہو کر حال پوچھینگی اور تو حال کیا بیان کرونگا تصنیف میان قمر صاحب کے اشعار پڑھونگا

ہو ان خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آنے
تھے گل و بلبل کے گل مین نے کہے افسانے
تصویر تصور نے کوچے کی تیرے کھینچی
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین

راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
ارد المشو دیکھو صبا داسے کہتے ہین
باتون مین بہنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
فردوس اٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
قول اہل سخن کا ہی استاد اسے کہتے ہین

اسقدر چالاک بیقرار ہی دم بدم اشکبار ہی کہتا ہی اسے کیا کہونگا قبلہ و کعبہ جو پوچھینگے تو کیا جواب دونگا صاحبقران زمان فرمائینگے کیون چالاک کئی برس سے کہان غائب تھے آقاے نامدار کو کیا جواب دونگا اسی جستجو مین سر پھوڑ پھوڑ کے مرونگا اس حال کثیر الاختلال مین چالاک مبتلا حال رنج و بلا صحرا مین خاک اڑاتا ہوا تلاش مین قصر سیاہ کے جاتا ہی کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان کہ امیر قصر مین مقبول تاجدار کے جلوہ فرما ہین جشن مولود مسعود ہو نیکو ہی عجب داستان جلالت عنوان ہی یقین ہی ناظرین بہت پسند فرمائینگے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چل ای توسن کلک نیرنگ ساز
قدم با قدم پاؤن اپنے نکال
مجھے تیری الفت نے مجنون کیا
تو ہی رستم وقت صحرا نورد
زمین سخن کی تری جنبش مین ہر
نئے رنگ کا آج جیسے جا بجا ہوا
ہر اک سطر ہی مائل احسان
کسین زلف پیچان کا سامان عیان
کیا کلک نے خوب سامان درست
کہ سامان موزون بہم ہو گیا
کسی کی جو سوسن کے لب پر دھڑی

دکھا دے جہان کا نشیب و فراز
طرارون مین تو رستم وقت ہر
کہ پانی کو بھی قطرہ خون کب
مرا توسن کلک چالاک ہی
کہ مضمون نو رنگ کوشش مین ہی
طیوران گلزار کی دھوم ہی
کمان کے مضامین رقم مین بیان
سنان تھے جو مضمون عیان ہو گئے
مضامین الفت مین چالاک جہت
ہر اک حرف ہی سرو گل کا جواب
صف سرو مین ہر اکیلی کھڑی

پسند آ گئی ہر تری چال ڈھال
کریگا منازل کو الفت کی طی
تری چال سے ہو نگے گرد برد
یہ پولی مین بھی چست و چالاک ہی
گل مدعا بھی شگفتہ ہوا
کہ مضمون اوصاف مرقوم ہی
ہر اک حرف ہی عارض مہوشان
کنغرات محبوب سب دھو گئے
مرا مدعا بھی رقم ہو سب
نمونہ زلف سنبل کو کیون پیچ و تاب
ہوا سرو پر قمری دل کا فروغ

جبین پہ ہے گرہ چین و شکن صاف
تمھاری شکل سے محبوب صورت
مسہل صبر بیتابی سے ہو جائے
کبوتر کی مرا مکتوب صورت
بلادین دل نہ کیونکر شعر آتش

حسینون کو ہی یہ سیب صورت
وہ عاشق ہون مرے آگے ہی آتا
اگر دیکھین تری ایوب صورت
سر بازار تمھے جلکہ جا ہے
صفا بندش ہی یعنی خوبصورت

پری و حور بھی رکھتے نمونے
نہ ہاگر حسن خوش اسلوب صورت
اگر یگا شوق سے پیدا اگر لیگا
ملا دے یوسف یعقوب صورت
لفظ صورت کو اسطرح پاس

نازنین نے تبلایا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر لی ہی آئینہ رخسار دکھائی ہی کیسی شرمائی ہی عجب ہنگامہ
برپا ہی کبھی وہ حسن صاحبقران کا تمام لیا جانا شروع کیا صاحبقران بھی خاموش بیٹھے ہین مقبول
عرض کرتا ہی اب ساحرون کی بھی آمد ہوا چاہتی ہی مصنف عرض کرتا ہی چالیس تاجدار جانان نامدار گرد
صاحبقران عالی وقار مودب بیٹھے ہین یکایک آسمان پر ابر سیاہ اٹھا مقبول تاجدار کا چہرہ متغیر
ہوا عرض کی اسی شہر یار بہت خونریز آتا ہی خدا اسکے شر سے حضور کو محفوظ رکھے یہ بادشاہ کوہ
عجائب و غرائب ہی بڑی دھوم سے آینگا سرکار کو بعد اس قصر کے اسی بادشاہ سے مقابلہ پڑیگا
مگر اسی شہر یار اسوقت ہوشیار رہین صاحبقران زمان نے خود و خود سر پر میانہ و داؤدی زیب جسم
انور کی تیغہ صمصام و قمقامہ تیغہ سہراب یل سپر گرشاسب نوجوان کمان کیانی شانے پر ڈالی ہزار
نیزدن کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر تیغہ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا گرز اسپ
گرشاسب کا ہاتھ مین دو زانو ہو کر صاحبقران بیٹھے مقبول تاجدار نے دیکھا رعب و جلالت سطوت
و شوکت چہرہ زیبا سے آشکار چہرہ آفتاب عالمتاب کہ وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام
بد انجام تخت پر سوار زرد و سرخ فرد مو کو تہ گردن تنگ پیشانی تین لاکھ ساحر پشت پر مقبول تاجدار کا
رنگ روئے متغیر ہوا کر وہ تاجدار ساحر اتا تھا تین لاکھ ساحر باہر اترے یہ اکیلا قصر مین آیا صاحبقران سے
دور جو دنگ بیٹھے تھے اس کرسی پر اسکو جگہ ملی سبب یہ ہی کہ مقبول تاجدار سے کہا آپ نے ہمکو بلا کر
ذلیل کیا قریب طلسم کشا ہمکو جگہ کیون نہ ملی مقبول نے کہا مین نے قاعدے کے موافق کیا جو کتاب مین
مرقوم تھا ساحرون کا یہی مقام ہی وہ قصر ہی کہ جسمین جیت پہلے سے بھی نہین جا سکا اہلی بلون کے جو جو
زاغ و زغن کے پر پڑے ہین اسی قصر مین جا کر بت خونریز بیٹھا متغیر ہو رہا ہی خدشگار تک ساتھ نہین
اب ساحرون کی آمد شروع ہوئی جو ساحر آیا وزیر و خدمتگار باہر روکے گئے اکیلا اندر آنے پایا
جو آیا اسکو قریب بت خونریز جگہ ملی کرسیان شکستہ تھین خلاف بندوبست ساحر شرمندہ سرنگون
بیٹھے ہین ایک تخت چوبی بیچ مین بچھا ہی جب سب ساحر آچکے سب کر یہ منتظر سیاہ فام جو قصر کے اندر آیا
اسکو معلوم ہوتا ہی کہ مین سرچشمہ ہون و تاجداران طلسم کہ جو قریب صاحبقران ہین تا بہ ساحر
مشکل سمجھا ہر سب کے سرون پر ساحر سب سر برہنہ لباس واہیات پہنے ہوئے کہ ابھی ایک ابر
ہفت رنگ پیدا ہوا بڑی رعنائی زیبائی سے بارش مروارید ظاہر ہین سامان سید جب تک
وہ ابر سرحد صحرائے سبزہ زار سے الگ تھا پھول برستے ہوئے موتیون کی بارش جب اسی صحرائے
سبزہ زار مین پہونچا بارش مروارید موقوف ہری پھول سوکھے ہوئے ابر سے گرتے تھے یا تو
زیر ابر عندلیبان خوشنوا کا نعرہ و شور تھا جب صحرائے سبزہ زار مین پہونچے تو زاغ و زغن کا زیر

ہنگامہ ہوا سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پر سوار ہیں حیران ہو رہے ہیں کہ یہ زاغ و زغن کہاں سے ان
عندلیبان خوشنوا کو کون لیگیا ہم ہمیشہ سمجھا کیے تھے ہمیں اپنی رعنائی و زیبائی پاتے تھے بڑے
ہوئے اب معلوم ہوتے ہیں ساتھ والے بیقرار بائیس لاکھ فوج پشت پر بڑی تو خرابی یہ ہے کہ سب برہنہ
کسی کے سر پر تاج نہیں معلوم ہوتا ہے فریادی آتے ہیں جھولیاں سحر کی شانوں سے گر گئیں موت کی شکلیں
نیچے آنکھوں کے پھر گئیں چونکہ بلکتا اشتیاق تھا دل جوشن و دیدار طلسم کشا کا مشتاق تھا ناچار قریب قصر آکے
لشکر با سر عوض دونوں بھائی یکہ و تنہا چلے اسوقت انصاف کرتے ہیں کہ تکرامی نے یہ سامان ہمکو دکھایا
کوکب کو قید کرکے یہ مزہ اٹھایا سر نگون گیجہ جون آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے سر برہنہ جیسے ہی
قصر میں آئے ہمارے طلسمی نے آواز دی سب صاحب دیکھ لیں کہ تکرام آئے دونوں بھائیوں کی تشنگی
سر افگندگی حیران و مضطر بیقرار و شرمندہ اندر آکے دیکھا مجمع ساحران ایک قصر عبر انتظام میں تخت چوبی
بچھا ہے اکثر جگہ چھت پڑی ہے ہزار دساتیر ساحر سربرہنہ بیٹھا ہے ہمارے طلسمی نے آواز دی ای طلسم کشا
ای شہریار یکتا شاہان طلسم نورافشان آگاہ روبرو صاحبقران نے سر اٹھا کر دونوں بادشاہوں کو دیکھا
مجبوری و ناچاری شاہوں نے سلام کیا صاحبقران نے جواب وعلیکم السلام کا دیا ان بیچاروں کو سبب
ناگوار ہوا الیٹ کے بھائی نے بھائی سے کہا کسقدر طلسم کشا مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہے کہ سر پہ
ہاتھ بھی نہیں رکھتا امیر نے یہ بات سنی فرمایا ای شاہان طلسم مقام افسوس ہے جسوقت سحر و نا سحر نے افراسیاب
کو مارا ہے اودھ میں آکر سیہ بچا عمرو نے کوکب کو پکڑ لیا تھا سب سردار کوکب کے دربار میں آئے تم بھی
دربار میں آئے تھے تمہیں یاد ہے کہ مجھے کسطرح جلے تھے آج تمہیں یہ غرور ہے کہ بادشاہ کو اپنے قید
کیا اب بھی بہتر ہے کہ راہ راست پہ آؤ اور کوکب کو طلسم سے چھوڑ دو حلوت اسکی عاجل کرو واللہ
انشاء اللہ اس تکرامی کی سزا ملیگی دونوں نے کچھ جواب متعلق نہ دیا اتنا کہا کہ اس مقدمے کی آگہی
خبر نہیں امیر نے فرمایا یہ بھی خدا کی قدرت ہے آج ایسے مقام پر اتفاق ہے کہ سب شاہ و شہریار جمع ہیں جو کچھ
کوکب سے خطا ہوئی ہو وہ مقدمہ قبل از وقت پیش کرو ابھی فیصلہ ہو جاے سحر العجائب و مصر الغرائب
خاموش ہو رہے امیر نے فرمایا ای مقبول تاجدار تم نے دریافت کر دیا تمہیں فیصلہ منظور ہے دونوں
شاہوں نے کہا بعد برخاست جلسہ ہم بیان کرینگے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے کہ صحرا میں گرد بلند
ہوئی امیر نے دیکھا ایک مرد و بزرگ ہوا دار پر سوار شیر و شلنگ کی پگڑی قبائے اطلس زر اندود سلیمانی
زیب جسم خنجر جگے دار برابر ناف کے لعل و یاقوت کی انگوٹھیاں زیب دست حق پرست عصائے طلا کا
قریب رکھا ہوا چار سو جوانان سفید پوش چار جانب سے گھیرے ہوئے صاحبقران نے فرمایا ای
مقبول تاجدار یہ کون بزرگ ہیں مگر ایک نقاب زرنگار گلگون پوش ہوادار پر لگا ہاتھ رکھے ہوئے
مرکب باوقار زیر ران ہر چند نقاب چھپے ہیں مگر آثار حسن و جمال نہیں معلوم ثابت ہے کہ ماہتاب ان
ابرتنک یا شمع انجمن پردہ فانوس میں نور کی شکل رہی ہے کہ شمع جمال جھلملا رہی ہے جب وہ بزرگ قریب قصر پہنچے
صرف وہ نقابدار اندر و مرد بزرگ اندر تشریف لائے ہمارے طلسمی نے آواز دی شہنشاہ دھکا لگا کو دوش
صاحبقران نے سر اٹھایا علیہ نے سلام کیا نقابدار نے ہاتھ سر پہ نہ رکھا مقابل میں جو قصر مروارید نگار
تھا قریب گئے جو کرسی تھی یاقوت نگار اس پہ نقابدار بیٹھا بازمین پہ جو کرسی الماس نگار تھی اسپہ

چون دعا میست تا کی سحر	وعدهٔ وصل مرا باید داد	کردہ با سیت نگاری چو تو	بوسہ بدست حنا باید داد
چند خاموش نشینم بہ تو	رخصت حرف مرا باید داد	شمع سان دیدہ نظر با لیلی	ہستی خود تنہا باید داد
گذری کن بسبر تربت ما	خون بہائے شہدا باید داد	کردہ بیمار غمت واقف ا	بوسہ مہر و دوا باید داد

مقبول تاجدار نے بڑھکر عرض کی کیون شہریار مزاج مبارک کیسا ہی ای شہریار یہ جلسہ مولود مسعود کی وقت خوانی درود کی ہے آپ کو چاہیے کہ ہوشیار رہیں اپنے کو پراگندہ نکریں ایسا نہو کہ خدانخواستہ ساحر غدار آپ کے ساتھ درپے آزار ہون ایسا نہو غفلت مین کوئی حضور کو ایذا پہونچائے حضور چار وجہ سے رہیں درد مند ہون حضور کو عجیب حال مین دیکھتا ہون امیر نے جواب نہ دیا حجاب سے سر جھکا لیا کہ ہمارے طلسمی پھر ظاہر ہوا اگر دسرا امیر چرخ مارا الفصاحت و بلاغت آواز دی ای شہریار صاحبقران نامدار ای بہ مدشت جرأت ای نہنگ دریائے شوکت جلدک آپ طلسم کشا طلسم نور افشان ہیں ان جادوؤن کا اُٹھانا بھی آپ ہی کا کام ہی ہر ملک و دیار مین آپ کا نام ہی گوش سامعان دیوش مشتاق صدائے سرکار دولت بدار ہیں آپ کی زبان معجز بیان سے کچھ فقرات مولود مسعود سنین آواز دی ای مقبول تاجدار بری طلسم کشا منبر لاؤ کہ اسپر مشکل صاحبقران مولود مسعود جناب اشرف انبیا مین درود کا محفل مین غل ہو شمع حیات کی فزان گل ہوئی کسکر تاظلی غائب ہوا مقبول تاجدار نے ایک منبر بلور کا لاکر بچھایا لیکن ملکہ سلماے گوہر پوش مشتور نامدار دختر بلند اختر مقبول تاجدار کرتخت گوہر نگار پر جلوہ فرما ہین جب صاحبقران منبر پہ جانے وزیر زادی ملکہ لیلائے عنبرین مو جو پہلو مین بیٹھی ہی کہا کیون لیلا تونے جمال آفتاب مثال صاحبقران دیکھا مالک سریر اورنگ جہانبانی ہین اس زمانے مین یوسف ثانی ہین سطوت و صولت رعب و دبدبہ منصور شجاعت مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہین نہایت صاحب شوکت ہین ای لیلا دل بیقرار ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت دل کی عجب حالت ہی کیون لیلا مجھے کیا ہوگیا قلب میرا اسوقت تمرا رہا ہی کلیجہ منھ کو آرہا ہی

نظم

دیدہ ہمہ شوریدن از بس بجای گریہ است	گر نمی چون ابر آبی از ہوای گریہ است
مشرب مینائے ی داریم در بزم طرب	قلقلہ خندہ ما ہای ہائے گریہ است
دیگران را گریہ گر ضعف بصر آورد	چشم ما چون شمع روشن از لقای گریہ است
می برد از ضعف سیلاب سرشکم ہر طرف	سیر کن اکنون درین وادی بہای گریہ است
ہیچکس از یکسی آبی بخاک من نریخت	گریہ کن بر تربتم ای غم کہ جائے گریہ است
کی دریغ از گریہ میداریم خون خویش را	از جگر در دل بہ ملک ما گدائے گریہ است
تیغ جل در دشمنانیم در میدان عشق	شمع سان در دست ما واقف گدا گریہ است

جابجا سے لگاہین مل رہی ہین لیلائے عنبرین مو منھ دیکھ رہی ہی کہ ملکہ عالم پریشان پریشان طرف صاحبقران کے دیکھ رہی ہین کہتی ہین کیون لیلا اب طلسم کشا یہ چیلے عرض کی او صاف با انصاف سید عالم جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنی یعنی تا زنیدان سبحان الذی اسری سے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمائینگے ملکہ فرماتی ہین گوش ہوش مشتاق ہین

اب چند ساعتین شان ہین صاحبقران بھی حیران حیران اسی طرف دیکھ رہے ہین زبان سے کلام نہین نکلتا ہر چند قصد کرتے ہین کہ نثر مولود مسعود جناب اشرف انبیا پڑھون بوشِ جنبش کرکے رہجاتے ہین مقبول تاجدار سامنے آیا حوض کی وقت مین فرق آتا ہو ساحر گھبرا رہے ہین صاحبقران نے آواز دی سب حاضرین حلب گوش برآواز ہون نثر مولود مسعود جناب اشرف انبیا عرض کرتا ہون شاعر شیرین سخن نثار ناظم مدح سرا شاعر یکتا صاحب فضل و ہنر منشی احمد حسین قمر نے یہ نثر مولود مسعود جناب حبیب خدا تصنیف فرمائی ہو نثر کا تحریر ہوتی ہو

نثر مولود مسعود جناب حبیب خدا من تصنیف منشی احمد حسین قمر مصنف کتاب ہذا

اول چہرہ ملاحظہ ہو۔ مدحت طرازان باعث ایجاد خلق اعنی صاحب خطاب لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ وخلاقان مخلوق مضامین تقدس آگین آفریدہ خرد وادراک مقتبسان انوار آفتاب عالمتاب ذکر تولد مہر سپہر نبوت وہادیان جمیل تحریر مہر تنویر دیباچہ کتاب آفرینش سر دفتر رسالت مقرران تقریر لطیف ثنائے حبیب حضرت کو تبلیغ و تکمیل دین ثناخوانان عالم پناہ وجہ قیام ارض وسما و مختار کارخانہ اَللّٰهُ الصَّمَدُ سامعان فرزوہ فیض رتبہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۔ ومعترفان کلام قدسی نظام وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔ موظفان درود مسعود مخاطب بخطاب يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ ومبشران بشارت مولود صاحب توصیف يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا احسان عشرت اشتمال پیدائش پیغمبر آخر الزمان مین بزبان عنبر لسان وعذب البیان ہین اور پرورش امثال توصیف مولود مسعود خیر البشر مین زیب گہوارہ جنبان ہین کہ جب خلاق زمین و زمان پروردگار انس وجان موصوف بصفت ذو الجلال والاکرام بمقتضائے مطلق خاص و عام بمصداق کلام قدسی نظام تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ کی مشیت اسی متقاضی ہوئی کہ خلقت فرش وعرش وکرسی ولوح وقلم وانبیاء مرسلین و ملائکہ ونار وجنان ومہ وخورشید وثابت وسیارگان وجملہ اشیائے موجودہ کو کتمان عدم سے بجلوۂ ظہور لائے تو اول نور کرامت ظہور فخر عالم و بنی آدم سر دفتر الوان کن فکان باعث ایجاد کون ومکان شمس الضحی نور الہدی بدر الدجی کہف الوری اعنی جناب احمد مجتبی محمد مصطفے حبیب خدا اشرف انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بمُوجب أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي سے پیدا کیا وہ نور پُر ضیا دس ہزار سال تک حد الٰہی مین پیش خدائے جہان آفرین مصروف رہا نظر رحمت سے دیکھکر رب ذو الجلال بکمال لطف فرماتا تھا کہ ذات میری محبوب مطلق ہی نور میرے حبیب کا مقصود خلق ہو پھر اسی نور سے بعدہ وقار بارہ حجاب خلق فرمائے اول بحکم خدائے جہان آفرین وہ نور مبین داخل حجاب قدرت ہوا بارہ ہزار سال حجاب قدرت مین تسبیح خوان رہا ہر حجاب مین سالہا سال وہ نور کرامت ظہور پنہان رہا اسی نور کو ہر صدف قلزم نبوت سے بیش دریائے نور بعدہ صانع بحر وبر نے خلق فرمائے ہر دم اُس نور پر جوش رحمت رب ذو المنن رہا ہر بحر نور مین وہ نور غوطہ زن رہا جب بحر آخر سے وہ نور برآمد ہوا ارشاد رب صمد ہوا ای باعث

کون و مکان وہی پیغمبر آخر الزمان شعر تیرا شرف سوا ہو کہ عالیجناب ہے + تو ہے رسول شافع یوم الحساب ہے +
جب یہ ارشاد فیض بنیاد رب کارساز ہوا وہ نور مبین محو طاعت و معروف سجدہ بے نیاز ہوا حسب حکمت اس
نور کرامت ظہور نے سر سجدے سے اٹھایا کئی ہزار قطرہ جبین نور آگین سے ٹپکا جا انبیاے کرام
انھیں قطرات سے پیدا ہوے محو طواف نور پیشواے ہر دو سرا ہوے تسبیح و تہلیل حضرت عزوجل میں
مشغول ہوے کہ ناگاہ احکامات وحی خدا کے انپر نزول ہوے کہ میں تم سب کا کون ہوں مجھکو جانتے ہو
میرے تئیں پہچانتے ہو جب ان سبھوں سے یہ خطاب باصواب ہوا پہلے سب سے نور سرور عالم نے
جواب دیا کہ اے رب اکرم تو رب المشرقین والمغربین ہے تو ارحم الراحمین مالک کونین ہے شعر مختار خلق مالک
روز شمار ہے وحدہ لا شریک ہے پروردگار ہے + حضرت ذوالعلا کی جناب سے یہ ندا بعجب طرح کی محبت آمیز
صدا آئی کہ اے حبیب خدا سرتاج انبیا خیر البشر پیشواے جہان ہادی انام رہنماے خاص و عام میں نے
تجھے مرتبہ پیغمبری دیا مگر تیری امت کا مرتبہ سب سے افضل کیا نظم مسدس

پھر کی نظر جو حق نے سوے نور نامدار — اک جوہر اس سے خلق کیا داور دے وقار
اسکو کیا دو نیم زہے شان کردگار — ہیبت سے نصف حصے کو دیکھا پھر ایکبار
مفتوح شان حق کا وہیں باب ہوگیا
کیا رحمت خدا ہے کہ وہ آب ہوگیا

اس نیمہ دگر پہ جو شفقت سے کی نظر — اس سے بنایا عرش کو خالق نے سربسر
جسو تحت عرش کو بھی کیا ساکن آب پر — پھر نور عرش سے کیا کرسی کو جلوہ گر
معبود کا ہر ایک پہ فضل و کرم ہوا
کرسی سے لوح لوح سے پیدا قلم ہوا

پھر حکم منشی دفتر قضا و قدر صادر ہوا کہ اے قلم لکھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قلم نے ہزار برس میں بسم اللہ
لکھی بعد اسکے لکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جبکہ نام نامی اشرف انبیا قلم نے لکھا ہزار برس تک
سر بسجود رہا جب سجدے سے سر اٹھایا سے

کی عرض تب قلم نے کہ اے رب خاص و عام — جو تیرے اسم پاک سے ملحق ہے کسکا نام
فرمایا کبریا نے کہ پیغمبر انام — محبوب حق امین خدا عرش احتشام
گر اسکو بھیجتے نہ سراے سرور زمین
کتم عدم سے کوئی نہ آتا ظہور میں

اوصاف مصطفیٰ کے قلم نے لکھے جب — بالاے لوح سر کو جھکایا بصد ادب
بولا السلام علیک اے حبیب رب — فرمایا آپ نے وعلیک السلام تب
لب پہ فیض ہے پیمبر والا مقام کا
واجب ہوا جواب ہر اک پر سلام کا

اسی طرح حصہ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم سے ماہتاب و آفتاب و بہشت و شب و روز
و ملائکہ و کرسی بنائے دسویں حصے سے روح محمدی پیدا کر کے عرش کے داہنی طرف چار ہزار سال

تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھا الغرض وہ نور کرامت ظہور ستر ہزار سال عرش پر اور پانچ ہزار سال تک کرسی پر جلوہ فرما رہا۔ نظم مسدس

وہ نور جلوہ گر ہوا پہلے فلک پہ جب — خلاق دہر نے کیا آدم کو خلق تب
وہ نور اُنکے صلب میں آیا بحکم رب — آدم کو سجدہ کرنے کا ان اب کھلا سبب
توقیر قدسیوں سے جو کی اُس جناب کی
تعظیم تھی یہ نور رسالت مآب کی

حضرت آدم سے عبد المطلب اور عبد المطلب سے عبد اللہ تک وہ نور یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا ایکدن عبد اللہ نے عبد المطلب سے کہا کہ جب میں بطحا کی طرف جاتا ہوں ایک نور عظیم الشان میری پشت سے ظاہر ہو کر دو حصے ہو جاتا ہے نصف جانب مشرق اور نصف جانب مغرب منتقل ہوتا ہے پھر وہی نور بصورت پارۂ ابر میرے سر پر سایہ کرتا ہے پھر طرف آسمان کے متوجہ ہوتا ہے اور راستے آسمان بعد عظیم و شان کھلجاتے ہیں جب زمین پر بیٹھتا ہوں آواز آتی ہے کہ نور محمدی تیری پشت میں جلوہ افروز ہو تجھ پر سلام ہو اب راوی شیرین کلام بعد تعظیم و تکریم تحریر فرماتا ہے کہ وہ نور منیر کہ بارھویں تاریخ جمادی الآخر شب جمعہ عبد اللہ سے منتقل ہو کر حضرت کی والدہ آمنہ کو تفویض ہوا

جب آمنہ کو نور نبی سے شرف ملا — شادی کا شور فرش سے تا عرش تھا بپا
ہر ذی حیات دیتا تھا خوش ہو کے یہ صدا — ظاہر جہان میں ہونگے بس اب ختم انبیا
اب عرش سے فزون لقب خاک ہوئیگا
اب کفر و شرک و شک سے جہان پاک ہوئیگا

قمی نے کتاب فضائل میں روایت کی ہے جبکہ ایک مہینا حمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذرا آسمان و زمین اور پہاڑ اور درخت آپس میں ایک دوسرے کو بشارت و مبارکباد دیتے تھے اور کہتے تھے مبارک ہو کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے شکم مادر میں قرار دیا جب دو مہینے گذرے پروردگار نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ میں زمین آسمان صدا دیتا تھا کہ صلوات بھیجو محمد و آل محمد پر ہر مہینے میں عجائب و غرائب کرامتیں وقوع پذیر ہوتی تھیں جب چھ مہینے گذرے اہل مدینہ و اہل یمن عیدگاہ جاتے تھے ایک درخت عظیم تھا کہ اُسکی پرستش کرتے تھے جب قریب اُسکے پہونچے تو ایک صدائے عظیم اُس سے آئی کہ اے اہل یمن و اے اہل مدینہ آگاہ ہو جاؤ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا یعنی حق نے اپنے مقام پر قرار پکڑا اور نیست و نابود ہوا باطل تحقیق کہ باطل مٹنے والا ہے اے گروہ باطل وقت قریب آیا تمہاری ہلاکت کا وہ سب ڈر گئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے جب نواں مہینا شروع ہوا پروردگار نے ہفت آسمان کے فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین پر جاؤ دس ہزار فرشتے زمین پر آئے ہر فرشتے کے ہاتھ میں قندیل نور روشن نور سے روشن تھی اور ہر قندیل پر لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ سب فرشتے گرد مکۂ معظمہ کھڑے ہوئے ان سب امور کو حضرت عبد المطلب چھپاتے تھے جب نو مہینے تمام ہوئے حضرت آمنہ نے اپنی ماں سے کہا میں چاہتی ہوں کوٹھری میں جا کر تنہا اپنے شوہر کیواسطے روؤں اور کوئی میرے پاس نہ آئے اُنکی ماں نے اجازت دی پس

حضرت آمنہ داخل حجرہ ہوئیں ایک شمع روشن ہوئی اور مصروف ہوئیں رونے میں اُسی حال میں درد زہ شروع ہوا انھیں کہ دروازہ کھولیں دروازہ نہ کھلا حضرت آمنہ اپنی تنہائی سے گھبرائیں ناگاہ چھت حجرے کی شگافتہ ہوئی اور چار حوریں مشابہ بصورت دختران عبد مناف پیدا ہوئیں کہ اُنکی نور رخ سے تمام حجرہ روشن ہوگیا اور حضرت آمنہ سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ ہم تمھاری خدمت کے واسطے آئے ہیں ایک سامنے ایک پشت پر ایک داہنے ایک بائیں بیٹھیں پس حضرت آمنہ بیہوش ہوگئیں اب قریب وقت ولادت باسعادت جناب حبیب خدا قریب ہے ساقی نامہ لکھا جاتا ہے

ہاں ساقیا زلال شراب طہور دے ــ پُر ساغر بلور میں صہبائے نور دے
بزم طرب ہے مژدۂ عیش و سرور دے ــ یعنی پیام وصلت غلمان و حور دے
طالب ہوں پاک طیب و طاہر شراب کا
ہر چشم و دل کو نور دکھا آفتاب کا

وہ مے پلا کہ نشہ صبح ہی میں مباح ہو ــ وہ مے پلا کہ جس سے جہان میں فلاح ہو
شب ہو سرور میں تو فرح میں صباح ہو ــ رکھدوں سبو پہ منھ کو جو تیری صلاح ہو
موج شراب کم منھ کو تری موج سے
گردوں کا سر جھکا ہے شیشے کی اوج سے

ساقی شراب ناب کی ہے جستجو مجھے ــ جان آئے جس سے تن میں سنگھا دے وہ بو مجھے
کرنا ہے آج آب بقا سے وضو مجھے ــ سیر بہار خلد کی ہے آرزو مجھے
وابستہ ہوں کہ شیشے کا منھ چومنے لگوں
ایسی پلا شراب کہ میں جھومنے لگوں

ہاں منھ خوشی ہو کہ مسرت کا دن ہے آج ــ شب ہے سرور کی تو مسرت کا دن ہے آج
الطاف و شادمانی و بہجت کا دن ہے آج ــ محبوب کبریا کی ولادت کا دن ہے آج
روشن تمام خلق ہے فیض حضور سے
گویا زمین عرش ہے افراط نور سے

سر سبز ہیں چمن تر و تازہ ہیں برگ و بار ــ شاخوں پہ بلبلیں بھی چہکتی ہیں بار بار
غنچے لیے ہیں مٹھیوں میں زر بے شمار ــ گلزار مشک بیز ہے عنبر فشاں بہار
پھولے نہیں سماتے ہیں جو حق پرست ہیں
ہر گل میں یہ مہک ہے کہ طاؤس مست ہیں

اک چشم انتظار ہے نرگس کا ہے یہ حال ــ کوکو سے قمریوں کی ہر اک سرو ہے نہال
چہرہ ہر ایک گل کا ہے فرط خوشی سے لال ــ مرغان خوشنوائے چمن شاد ہیں کمال
سوزش نہیں ہے لالۂ احمر کے داغ میں
خود ڈالیاں لگائی ہیں پھولوں نے باغ میں

آراستہ ہے از سر نو گلشن جہان ــ رونق نئی فزا ہوئی اور نیا سماں

رضوان ہو شادکام تو حوریں ہیں شادمان
لہرا رہی ہیں کوثر و تسنیم ہر زمان

صدمے ہوں نہ یہ خوشی ہے ارم کی بہار کو
گوہر لیے ہے خازن جنت نثار کو

چہرے سے ہر ملک کے ہے سرور آشکار
غیرت دہ ارم ہے حسین روزگار ہے
ہر جا نزول رحمت پروردگار ہے
صل علیٰ کی عرش بریں پہ پکار ہے

تعظیم کو کھڑے ہوئے غول انبیا کے ہیں
مشتاق سب زیارت خیر الوریٰ کے ہیں

اک دوسرے کو دیتا ہے خوش ہو کے تہنیت
معبود نے عطا کیا سامان مغفرت
محبوب ذوالجلال کی ہر لب پہ ہے صفت
نزدیک ہے ولادت سلطان شش جہت

کوہ مدینہ رشک دہ کوہ طور ہیں
بالائے کعبہ نصب علم ہائے نور ہیں

ہے آمنہ کے گھر میں عجب نور لاجواب
واشوق میں ہے رحمت رب علا کا باب
حجرے کی ہے ضیا سے تجلی برج آفتاب
عشرت کا ہے وفور مسرت ہے بے حساب

سامان ظہور ختم رسل کے جو پائے ہیں
گردوں سے فوج فوج ملک آتے جاتے ہیں

ناگاہ مثل عرش منور ہوئی زمین
آیا نظر جمال رخ ختم مرسلین
ہنگام شب طلوع ہوا آفتاب دین
ہاں اب پڑھو درود محل دیر کا نہیں

محبوب ذوالجلال کی تکریم کو اٹھو
پیدا رسول حق ہوئے تعظیم کو اٹھو

خلد بریں تمام حبیبان ہے پڑھو درود
پیدائش نبی کا بیان ہے پڑھو درود
ہر سمت حق کا ورد زبان ہے پڑھو درود
مولود بادشاہ جہان ہے پڑھو درود

خوشبو سے مشک و عود بسی ہے دماغ میں
صل علیٰ کا شور ہے جنت کے باغ میں

آیا ہے وہ جہان میں جو ہے ختم مرسلین
نور خدا ضیائے فلک رونق زمین
محبوب حق سراج ہدا آفتاب دین
سردار خلق خاتم کونین کا نگین

مسعود سب جہان ہے سعادت سے آپ کی
اللہ کی بھی خوشی ہے ولادت سے آپ کی

حضرت آمنہ ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک لحظہ پیشتر وضع حمل سے تمامی اعضا میرے تھرانے لگے بعد اسکے انتہا کا مکان کو روشن دیکھا ایک خوف مجھپر غالب ہوا ناگاہ ایک مرغ سفید رنگ پیدا ہوا اور پر اپنا شکم سے میرے مس کیا وہ خوف وہم میرا زائل ہوا اور پیاس نے مجھپر غلبہ کیا ایک جام سے شربت کا میرے سامنے آیا اُسکو میں نے پیا کہ قلب کو خنکی حاصل ہوئی اور چند زنان بلند بالا قد

پیدا ہوئین مشابہ بصورت دختران عبد مناف گرد و دسیدم مجھکو تسکین دیتی تھین اور ہزارہا طائران خوشرنگ
کہ منقارین انکی زمرد کی تھین اور پر یاقوت احمر کے گرد میرے پرواز کر رہے تھے اور اسقدر روشنی تھی
کہ تمام مکان خانہ کعبہ مجھکو دکھلائی دیتے تھے اور بام کعبہ پر علمہاے رفیع بلند نصب تھے یکایک دیکھا
مین نے کہ جناب محمد مصطفےٰ متولد ہوے شعر دامن آمنہ روشن چو شد از روے رسول * گفتی از چرخ برین
بزمین کرد نزول * شب میلاد ز بس کرد کرامت اظہار * مشرکین را ہمہ دل گشت ز اندیشہ ملول * نظم مسدس

فرماتی ہین یہ مادر محبوب کردگار
وان مجھکو تین شخص نظر آئے ایکبار
بعد از ولادت شہ دین شاہ نامدار
چہرون سے جنکے نور الٰہی تھا آشکار
تھی یہ ضیا ہر ایک کے رخ لاجواب کی
شرمائے جسکو دیکھکے ضو آفتاب کی

ابریق زر لیے ہوے تھا ایک بالیقین
وہ طشت چار گوشے کا تھا اسمین شک نہین
تھا دوسرے کے ہاتھ مین طشت زمردین
یاقوت جسپہ نصب تھے اور گوہر ثمین
شرمندہ کیون نہ گنبد فیروزہ رنگ ہو
دیکھے جو آفتابہ خورشید رنگ ہو

تھا تیسرے کے ہاتھ مین پیچیدہ اک حریر
انگشتر ایک اسمین تھی بے مثل و بے نظیر
نورانی و سفید برنگ مہ منیر
پڑ جائے اسکا عکس تو روشن ہو چرخ پیر
خاتم تمام اسکا جواہر نگار تھا
جسپر خراج ملک سلیمان نثار تھا

حضرت کو غسل دیچکے وہ سات بار جب
نقش اسکا پشت پر ہوا ظاہر بحکم رب
رکھا میان کتف اس انگشتری کو تب
اس مہر پاک کرنے کا ہان اب کھلا سبب
ہین مصطفےٰ کتاب رسالت کے خاتمہ
حق نے کیا انہین پہ نبوت کا خاتمہ

نظم

جناب آمنہ فرماتی ہین کہ یہ صدا میرے کان مین آتی تھین

یا محمد توئی آن کس کہ پدیدار و نہان
متصف چون بصفات احدیت شدہ
ہریک از خیل رسل ہست کمالی بخصوص
ذلت آنست کہ اینجا بمناسب کردیم
ہرچہ در وہم درآید ہمہ بیجا داری
خواجگی بر سر ہر بندہ و مولا داری
تو چنانے کہ کمال ہمہ یکجا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور منادی ندا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا بجا طرف عالم مین لیجاؤ اور تمام جن و انس و
ملائکہ کو جمال جہان آرا دکھاؤ تا سب جانین کہ جو کمالات اور انبیا کو جدا جدا عنایت ہوے تھے
وہ سب حضرت کو ملے ہین یعنے خلافت آدم ملک سلیمان حسن یوسف خلت ابراہیم کلام موسیٰ
دم عیسیٰ عبادت یونس شکر نوح لقمان اسمٰعیل گریہ یعقوب صوت داؤد صبر ایوب زہد یحییٰ اور
علاوہ اسکے اور اوصاف بھی عطا ہوے بند

لطف و سخا و مرحمت و بہجت و حسب		صبر و رضا و منزلت و جود و راحت	
اعجاز و عزت و شرف و ہیبت و عطا		اکرام و عصمت و حشم و طاعت خدا	

دل کیون نہ ہو نثار شہ خاص و عام پر
ان سب کا خاتمہ ہوا خیر الانام پر

تمام اہالیان جلسہ گوش بر آواز ہیں گہر ریزی ہائے سحر بیان کی سن رہے ہیں محفل میں شور درود بلند ہی ہر ایک کا قول ہو کہ یہ فصیحان عرب میں فصاحت و بلاغت انپر ختم ہو لی ہو حقیقت مین کیا تقریر کی کیا کیا فقرات فرمائے ہیں ایک ایک کو مبہوت کر دیا صاحبقران منبر سے اُترے نگاہ طرف ملکہ سلماے گوہر پوش کے دل کو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری ہی جاتے ہیں اپنے کو کسیطرح قرار گوہر نگار میں پہونچا ؤن سلماے گوہر پوش کے اشارے دل پر تاثیر کرتے ہیں لیلا سے عشق میں مجنون وزیر زادی کبھی آتشی ہر کبھی بیٹھتی ہے امیر کو شاہدون مین تسکین دیتی ہو اسوقت صاحبقران کا افسوس کہ خواجہ ساتھ نہو سے اگر خواجہ ساتھ ہوتے علاج درد دل کرتے کسی طرح بلوا س معشوق خود پسند تک پہونچاتے مقبول تاجدار نے خوان شیرینی کے لا کر پیش کیے اُن خوانہا سے شیرینی پر امیر نے حضرت کی نذر دی مقبول تاجدار نے اول تاجداران جلیل کو وہ شیرینی تقسیم کی جب اُس قصر مین لگئے جہان ساحر بیٹھے ہین سحر العجائب نے کہا اے مقبول تاجدار سوہی کے یہ رسم چلا آتا ہو کہ ہم لوگ اس جلسے مین شریک ہوتے ہین مگر آج تمنے ہمکو خوب ذلیل کیا خیر اسکا معاوضہ ہوگا مقبول نے دل کو سنبھال کے کہا اے شاہان طلسم جو امر تمسے سرزد ہوا اُسکی حکایت و شکایت کیسے میعاد کے کوکب کہینگے ہماری کیا مجال ہو کہ طلسم کشا کو اختیار ہے ہینے اپنا فخر جانکر طلسم کشا سے شرمولود مسعود پڑھوائی ہم نہ سمجھتے تھے کہ آپ کے اسقدر خلاف ہوگا سحر العجائب وسحر افروز سرپیچ ہا تو ڈالتے ہین اپنے کو سر برہنہ پایا اور زیادہ قلق ہوا کل تاجدارونکے سر برہنہ تھے کہا اب رخصت ہوتے ہین شیرینی کا حصہ کیا ہین آپ ہمکو حصہ دیجیے نہایت برہم ہو کر سب ساحر اٹھے کاہن طلسم نے پکارکر آواز دی اے شاہان طلسم کیون اسقدر برہم ہوتے ہو کتاب سامری میں دیکھو صاف صاف مرقوم ہو کہ طلسم کشا داخل قصر یاقوت نگار ہو گا اور تمام مجمع عام مین اوصاف بالفاظ اشرف انبیا بیان ہونگے ہر ایک خورد و کلان کو آگاہ کرتے ہین حالات صاحبقران کی واضح ہو کہ ہمارے طلسمی نے سرہانے آواز دی گئی ہر برس سے یہ جلسہ ہوا فضلا ہمسے بڑے شاعر نامی گرامی اس جلسے مین آتے کبھی کسی کا حوصلہ نہین ہوا کہ وہان حضرت زبان پہلا سکے طلسم کشا ہی کی یہی صفت ہو کسی سے خوف نہین کیا مال حضرت کی پیدائش کا پڑھا اب سب صاحب بگوش ہوش سنلین جو انکی اطاعت کریگا عزت وآبرو پائیگا او رجو انکے ساتھ دشمنی کریگا بذلت قتل ہو گا سحر العجائب نے بنگاہ قہر و غضب طرف کاہن کے دیکھا کاہن یعنے سیارہ ستارہ شناس نے کہا اے شاہان طلسم اب مجھے تمہارے قہر و غضب سے کچھ ڈر نہین مین اب خدمت مین طلسم کشا کی رہونگا ہر امر کی ہدایت کرونگا یہ خوب واضح رہے کہ شاہان متعلقہ کوہ عجائب وغرائب بھی موجود ہین سب بدل وجان سنلین کہ طلسم کشا لشکر تا ہماری ہدایت سے تاکوہ عجائب وغرائب پہونچیگا شاہان طلسم

وتمام ساحران غدار مجوب وشمر مساراس محل خلد منزل سے نکلے ادہر تو ساحر یہ گئے صاحبقران کرسی پہ آکے بیٹھے ہین سیلک ستارہ شناس سامنے آیا اتنا لفظ کہا کہ حضور جلدی کرین اب حضور کے تامل فرمانے مین سامنا رنج و ملال کا ہے اتنا کہا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا کاہن نے آواز دی او شہریار غلام کو سنبھالیے یہ کہکر زبان بند ہوگئی اس حال مین بھی سیلک ستارہ شناس نے قلم دوات طلب کیا کانپتے ہوے ہاتھون سے بمشکل لکھا کہ اے شہریار مین مجبور و ناچار ہوا سب تاجدارون پر آفت آیا چاہتی ہے حضور جلد جائین یہ کہکر چاہتا تھا کچھ اور لکھے کہ ہاتھون نے دستگیری نہ کی بیہوش ہوگیا اور تاجدارون نے گھبرا کے عرض کی حضور دیکھین کاہن پر کیا گذری ابھی اسنے اطاعت کی آج تک اپنا اسلام مخفی رکھا اب آپ جلد جائین تمام تاجدار تو یہ کہتے ہین صاحبقران حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہین ملکہ سلماے گوہر پوش سوار ہوگئین اب جو صاحبقران نے طرف قصر گوہر نگار کے دیکھا یہ قصر اس ماہ تابان سے خالی پایا بے اختیار پکار اُٹھے **قطعہ**

سالک راہ محبت کو ہوس وہم نہیں	مصلحت بین نہیں بین عاقبت اندیش نہیں
مصحف رخ کی تلاوت ہے نہایت مشکل	آیتین او قاریو زیر و زبر و پیش نہیں
ناخن غم سے ترے ہجر مین اے رشک بہار	دل نہیں وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہیں
خون کو مومن و کافر کے ہے جائز رکھتا	نیک اعمال تا بندہ و بے کیش نہیں
شمع کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کہلا	نوش چاہے جو زمانے مین تو بے نیش نہیں
شہر مین پھرتے ہین وہ مثل حوادث کی طرح	کونسا گھر ہے خرابی جسے درپیش نہیں
تہہ مذہب کی نہیں حسن پرستون کے لیے	کافر عشق ہون مین کوئی بد اندیش نہیں
عشق مین سر رہے قدمون تمہارے خوش حسن	در تمہاری سے سوا کوئی درویش نہیں
غیب کے ہاتھ نہ بیچینگے ہم آئینہ دل	یار جو چاہے سو دے قیمت کم و بیش نہیں
نکہت گل ہی نہیں جاے سے اپنے باہر	کون دیوانہ وہ تیرا ہے جسے خویش نہیں
خط لکھنے کی تمنا نہیں آتش کو ترے	سوے سادہ کا یہ عاشق ہے بداندیش نہیں

مقبول تاجدار نے عرض کی اے شہریار والا قدر حضور اپنے کو سنبھالین اس شاہ در رضا کی شادی حضور کے ساتھ ہوگی آج تک بڑے بڑے تاجداران جلیل شاہان حسین و جمیل خواہان وصال رہے لیکن اس محبوب مطلوب نے آجتک کسی کو قبول نہین کیا یہی قول رہا کہ جو کچھ میرے جد تحریر فرما گئے ہین وہی میرے واسطے ہوگا اُسکو بھی آپ کا اشتیاق ہے تا ہو حق رس میرے والد نامدار علم کاہن زبردست تھے ایک کتاب لکھ گئے ہین اُسمین حالات یہ سب درج ہین اب حضور انکی قبر پر تشریف لے چلین فاتحہ پڑھین وہ آپ کو ہدایت فرما دینگے چاہتا تھا مقبول تاجدار کچھ اور کہے کہ ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او مقبول تاجدار تیری قضا قریب ہے یہ طلسم نورافشان ہے بادشاہ میان کا صاحب شوکت و شان ہے ایسے شعبدے سب گذر جاینگے اپنی خبر لے مقبول تاجدار تو کہکے گرا ہنس زبان رکنے لگا زبان بند دل دردمند آنکھین بے نور حواس مین فتور سب تاجدار اسی طرح تلملا کے گرے سب اسی حال مین مبتلا ہوے صاحبقران نے دیکھا کوئی کلام نہین کرتا ہے لاچار ہو کر حیران و پریشان تو ہو کے

حال ابتر مضطر و ششدر چار جانب دیکھتے ہین کبھی بیقراری مین فرماتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی یہ اشعار پڑھتے ہین

نظم

اگر دزدد فریبد رم آن آہو را
رسیدہ صبح مہر جا کہ منم پہلو را
در نظر سیر و تماشای ضیای وا
تا نظر کرد از گردش چشم آہو را

خوش بہم زنم تا گنم را م او را
وحشت را نالہ را تو حسن او دہ نگہ مستانہ
صیقل از گریہ دہم آئینہ زانو را
زہ خندی نشود لوگش ندہ غنچہ بہم

گشت عمری کہ نظر کردہ آشوب جنون
چون نگاہ تو قرلی نکند آہو را
چہ غباری کہ بری دیدہ اشکی نیست
باغبان بہ کند از باغ گل خودرو را

صاحبقران حیران و پریشان ہین کہ کس سے پوچھوں مقبرہ زاہد خدارس کس مقام پر ہی بہت سے چلے ہوے جاتے ہین کہ دیکھا سامنے ایک نخل نہایت سرسبز و شاداب ہی ایک طائر بہت رنگ اسپر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا بڑی جانفشانی سے مقبرہ زاہد خدارس کا ڈھونڈھ رہا ہی اگر دست راست کو جائے تو کیا عجب ہی کہ منزل مقصود کو پہونچے صاحبقران یہ سنکر اسی سمت چلے دل مین سمجھے یہ بھی مدد غیبی ہی ہدایت لا ریبی ہی تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک طرف آفتاب چمکتا ہوا معلوم ہوا صاحبقران حیران کہ کسطرف نکل آئے اس مقام پر پہونچے کہ نیر اعظم جلوہ فرما ہی مقبرہ آراستہ کیا تھا دیکھا خارستان صحرا تسبیح خدا پڑہ رہی ہین طائر حمد الٰہی مین زبان کھولے رہے ہین ایک طائر زمزمہ سرا تعریف پروردگار کر رہا ہی ہر مرتبہ اسکی زمزمہ سرائی سے یہ آواز آتی ہی

نظم

بیرون کشم ز سینہ دل غلتیدہ را
از تکلم روی خوب کر سبب ما
چون حکم نیست مگہ چکیدن نصیبہ ما
بگر دبحالم از وقت شبہ بین دہان گشت
صدا فرین نہ زلف پریشان دلبران
باور کجاست انچہ ز زلف تو می کشم
فکر دگر کنیم کہ در پیش دلبران
تا کی فراق مژدہ وصلی بجان فرست
واقف ز حسرت تمنا رسیدگان

تسکین دہم زگریہ باین حیلہ دیدہ را
در گریہ اتفاق نماندہ دو دیدہ را
بیدردی تو اشک بمژگان رسیدہ را
نشان چسان کن این دل مژگان گزیدہ را
نگذاشت جمع خاطر یک آرمیدہ را
در عمر خویش خواب پریشان ندیدہ را
قدری نماندہ خون دل و آب دیدہ را
تار ارحتے رسد دل محنت کشیدہ را
آرام نیست این دل از خود رمیدہ را

صاحبقران اس آواز کو سنکر نہایت بیقرار ہین مگر سامنے دیکھا ایک گنبد مشبت پہل نہایت تکلف آراستہ ایک مرد بزرگ داڑھی سفید در گنبد پر کھڑا ہی صاحبقران کو سلام کیا امیر نے فرمایا یہ گنبد کیسا ہی پیر مرد نے عرض کی تشریف لائیے زاہد صاحب نے شب کو خواب مین فرمایا کہ صبح کو طلسم کشا تشریف لائینگے مین منتظر تھا صاحبقران بسم اللہ کہکر مقبرے مین داخل ہوے دیکھا کہ بارہ در روشن ہی بوے گل سے وہ مقام مشک گلشن ہی ایک قبر نہایت تکلف سے آراستہ مقام تعویذ سنگ سفید نصب ہی اسپر بھی یہ مرقوم ہی اور زاہد خدارس نام لکھا ہی صاحبقران نے نوشتے کو دیکھا ذہن مین پڑھ لیا یہ لکھا تھا ای واقعہ دان ہمارے مقبرے مین آنے کا ارادہ نہ کرنا سوا اسکے

طلسم کشا کے کوئی ہمارے شہر مین نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو بارہ رنج و مصیبت اٹھائیگا صاحبقران نے
اُن کو پڑھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا بعد فاتحہ پڑھنے کے تمکو ہدایت ہوتی ہے جبتک شعبدہ باز جادو
قتل نہوگی مقبول تاجدار کا مزاج درست نہوگا نسبت جلدی کرنا چاہیے اور ای طلسم کشا فرزند ان ملک
سلطانے گوہر پوش مین اپنے کو سنبھالو انشاء اللہ وہ تمہاری زوجہ ہو تم اُسکے شوہر ہو اُسنے
بھی صدمات مثل تمہارے گذرے ہین آج شب کو خواب مین اُسکو بھی سمجھا دینگے والسلام صاحبقران
نے یہ دیکھکر ہاتھ قبر پر رکھا فاتحہ پڑھنا شروع کیا فاتحہ پڑھنے مین صاحبقران کو غنودگی حاصل ہوئی
دیدہ ظاہر بند ہوے دیدہ باطنی وا تھے مین خواب مین ایک زاہد پاکباز کو دیکھا کہ پاس میرے
بیٹھے ہین فرماتے ہین ای طلسم کشا جسوقت بیدار ہو ناطرف جنوب کے جانا کہ شعبدہ باز سے مقابلہ
ہو مقبول وغیرہ نہایت تکلیف مین ہین سب تکلیف کے تمہین باعث ہوگے یہ اسم تعلیم کرتے ہین قبر
سے نکلکر اسکو پڑھنا بیدار قصر شعبدہ باز ظاہر ہوگی یہ خواب دیکھکر صاحبقران بیدار ہوے قبر سے
نکلے اب جو بیت کو دیکھا مقبرہ نظرون سے نابود رہا اور زیادہ حیرانی ہوئی کچھ تھوڑا راستہ طے کیا تھا
خیال کیا کہ اسم تعلیم کردہ یاد رہے اُس اسم کو چندبار پڑھا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر کوہ پیکر
آسمان سے پیدا ہوا تڑپکر زمین پر گرا چاہا امیر کی کمر مین منقار سے امیر وہ اسم پڑھکر پشت پر اُس طائر
کی سوار ہوے طائر صاحبقران کو لیکر اُڑا بر فلک کے مونجاب مائل پستی ہوا ایک صحرائے پر بہار
مین لاکر صاحبقران کو اُتارا شکل انسان کے وہ طائر گویا ہوا کہ ای طلسم کشا یہی صحرائے حکمداری شعبدہ جادو
ہے امیر بسکرانے کے مجھے طائر غائب ہوا دیکھا سامنے سے ایک گرد بلند ہوئی ملک اخضر سبز پوش مع
بارہ ہزار فوج کے آیا صاحبقران کو سلام کیا کہا ای شہریار خوشی ہوا دستور مبارک ہو غلام نے خبر پائی
کہ آپ برائے قتل شعبدہ باز جاتے ہین دل بیقرار ہوا غلام سے نرہاگیا اب حضور کے ساتھ چلونگا امیر کو
حیرت ہوئی کہ ملک اخضر کیونکر پہونچا شعبدہ باز نے سب راستے بند کیے ہین اخضر نے باتون مین
لگایا بارگاہ استادہ کرائی صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا صاحبقران مقام صدر پر بیٹھے اخضر معروض
خدمتگذاری ہوا عرض کی ای شہریار کل سے حضور نے آب وطعام تک نہ نوش کیا ہوگا مین ایک جام
حاضر کرتا ہون مگر یہ مقدمہ طلسم ہے ایسا نہو مین کوئی مکر کرنے والا ہون صاحبقران نے کہا ای اخضر تم
ہمارے رفیق قدیم ہو تمسے یہ امید نہین اخضر نے حبیث کے گلابی منگوائی جام لبریز کرکے صاحبقران
کے سامنے لایا صاحبقران کو دینے لگا پیچھے سے آواز آئی ای طلسم کشا جام نہ پینا انجام بد ہوگا امیر نے
اخضر نے کہا حضور نوش فرمائین صاحبقران نے کہا ای اخضر اب مجکو شک ہوتا ہے یہ کون تھا
کہ اخضر نقلی نے سحر کیا پیچھے مبنگر کو مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گود کھٹ کر گرا بارہ ہزار جادو گر
چہار طرف سے امیر پر ٹوٹ پڑے گوٹ ترنج نارنج پھینکنے لگے صاحبقران خان تیغ غضب کھینچ
جا پڑے جنگ شروع ہوئی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اب جو ملاحظہ فرماتے ہین ایک
ساحر سیہ فام کھڑا ہوا سحر کررہا ہے ملک اخضر کی صورت کا دھوکا تھا کہ رہا ہے یارو کیسے نامرد ہو
تم بارہ ہزار طلسم کشا اکیلا سحر نہ کرو تیر وتفنگ سے مارو چارون طرف سے ساحر تیر وتلوار لیکر
گرے امیر ہرچند کوشش کرتے ہین کہ اپنے کو تا بہ شعبدہ باز پہونچاؤن ساحر جان دینے پر آمادہ ہین

جانے نہیں دیتے اگر ایک کو مارا دس اسی مقام پر جمع ہو گئے صاحبقران شیرانہ نستگانہ لڑ رہے ہیں
نقاب دار زرین پوش بعد جوش و خروش تخت زرین پر سوار لشکر دیوان ہمراہ سیر کرتا ہوا جاتا تھا عیار نے عرض کی
اے شہریار صاحبقران زمان ساحروں میں گھرے ہوئے ہیں نقاب دار نے حساب کر کے دیکھا حقیقت میں
صاحبقران نہایت حیران و پریشان جنگ میں مصروف ہیں زخم کھا رہے ہیں ہر طرف سے تلوار و نیزے
ملکر ساحر بجا لتے ہیں امیر شیرانہ نستگانہ رستمانہ لڑ رہے ہیں جسکے کچھ کے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
کیے ساحر نیزے مار مار کے بجا لتے ہیں دور سے خطا شعار تیر مار رہے ہیں نقاب دار کا کلیجہ منہ کو آ گیا اشارہ
کیا فوج دیوان الگ ہوئی نقاب دار پشت مرکب حبشی پر سوار ہوا وہیں سے نعرہ کیا منم نقاب دار زرین پوش
صاحبقران عمر صاحبقران اس نعرے کو سنکر تھرا جاتے ہیں جاہ و جلال پر نقاب دار کے عش عش فرماتے
ہیں تین سی جوانوں کو لیکر بارہ ہزار ساحروں پر گیا بارہ زینہ سر پر سایہ لیکن جسپر عکس ڈالدیا وہ جلگیا کسی کو
سنقار مار دی کسی کو تیغہ مارا سر پر نقاب دار کے گردش کر رہا ہے جیسے پروانہ گرد شمع پھرتا ہے لاکھ لاکھ ساحر
سحر کرتے ہیں مگر نقاب دار پکار پکار کے اسم اعظم پڑھ رہا ہے صاحبقران حیران کہ یہ نقاب دار اسم اعظم
سے بھی ماہر ہے حالت جلالت اسم اعظم بھی اسپر ظاہر ہے تھوڑی ہی دیر میں نقاب دار نے تھرا کر دیا
صاحبقران نے جاتی مہلت پائی لڑتے ہوئے قریب شعبدہ باز پہونچے شعبدہ باز نے سحر کرنا شروع
کیا ہر چند سحر کیا صاحبقران پر تاثیر نہوئی ناگاہ سر پر قریب پہونچ گئے گھبرا کے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے روک کے ہاتھ مارا کہ سر اسکا زخمی ہوا ہائے کر کے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کے بلند ہوا آواز دی
ارے حمزہ کہاں جائیگا وہ بلا نازل کروں گا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ کے مر جائے نقاب دار نے ہنسکر
آواز دی اے شہریار سبحان اللہ دشمن جان بچائے ہوئے جاتا ہے صاحبقران کی نسبت ناگوار ہوا غصے میں
قربان ہوے کمان ترکش سے تیر لیکر کمان میں پیوست کیا تاک کے تیر مارا سینہ پر کینہ شعبدہ باز پر
پہونچا قدر لشت کو پار کر گیا شعبدہ باز کا لاشہ زمین پر گرا جسم سے اُسکے شعلہ ہائے آتش نکلے تمام
ساحر جلکر خاک ہوئے نقاب دار نے جو صاحبقران کو زخمی دیکھا گھوڑا اڑاتا ہوا قریب آیا بازو امیر کا
تھام لیا ساتھ والوں سے اشارہ کیا جلد بارگاہ استادکر و صاحبقران کو یہ حرکات نقاب دار کے
نسبت ناگوار ہوئے فرماتے ہیں اے بہادر میں بہت اچھی طرح ہوں زخم کا مجھکو صدمہ نہیں ہے عرض کی
جب مجھکو موجود ہے تو کیوں تکلیف فرماتے ہیں یہ خانہ بے تکلف ہے آپ کیوں ترد د فرماتے ہیں
میں تو نیاز مند ہوں مجھکو ملازمان قدیم سے جانئے آپ کے فرزندان نامی نبیرہ ہائے گرامی بڑے
جلیل ہیں اکثر اس طلسم نور افشان میں ملاقات ہوئی صاحبقران نے فرمایا بدیع الزمان و قاسم و
ایرج و نور الدہر میرے ہمراہ ہیں ماشاء اللہ سب نے ایک ایک طلسم فتح کیا افسوس کہ ساحروں کو ساتھ لیکر
آئے ہیں نقاب دار نے عرض کی میں گستاخانہ عرض کرتا ہوں کہ دست راست دست چپ کا محتاج نہیں
ایسا نہو کہ اس فساد میں کفار کا زور بڑھے یہی باعث ہے کہ ابتک نقاب نہیں ملا یا امیر نے فرمایا اے
نقاب دار بہادر میں اس مقدمے میں خود حیران ہوں سرداروں کا یہ حال ہے و نور الدہر سے اسقدر محبت
ہے کہ سردار انکے نام پر جان دیتے ہیں نقاب دار صاحبقران کو لیلاتا ہوا بارگاہ میں لایا زخموں میں
ٹانکے دیے پٹیاں مرہم سلیمانی کی چڑھائیں رات بھر نقاب دار نے خدمت کی سب خادم بھی خدمت

کس طرح باغ کی سیر کو گئی بلبل جیوا کو گریان و نالان دیکھا کیا کہون رات کس پریشانی مین گذری کیفیت تھی نظم

الجھا ہو مثل زلف مرا دم تمام شب — تھا صاف اختصار کا عالم تمام شب
گستاخ اس حسین سے رہے ہم تمام شب — کس لطف سے بسر ہوئی باہم تمام شب
دل کو وصال مین نہ رہا غم تمام شب — اٹھیا ہوئی نہ ہاتھ سے محرم تمام شب
آنکھون مین رات ہجر کی ای ماہ کٹ گئی — جھپکے نہین ہین دیدۂ پرنم تمام شب
کیا پوچھتے ہو جان پہ فرقت مین بن گئی — دیکھا کیے ہین نوک مرا دم تمام شب
کسکو شب فراق مین تھی صبح کی امید — آنکھون مین صد دل سے رہا دم تمام شب
مین نے پلائی یار کو مے یار نے مجھے — بد مستیون مین کٹ گئی باہم تمام شب
عاشق ہی یہ بھی خندۂ گل پر جو ای نسیم — تھمتا نہین ہی گریۂ شبنم تمام شب
ہم رو کے تھک سہری پہ جا کر جو سو رہے — تڑپے ہین فرش خاک پہ یان ہم تمام شب
اس شعلہ رو کا حیف ہی کھیلا نہ دل ذرا — گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب
آفت کا سامنا ہی شب ہجر یار مین — آتے ہین یاد گیسوے پرخم تمام شب
مر مر کے صبح کی ہی تمھارے فراق مین — برپا رہا ہے شیون و ماتم تمام شب
نالہ تھا تو شدت درد جگر ہوئی — تھا یہ تمھارے ہجر مین عالم تمام شب
بوسہ جو چین نے نور ریا انکی زلف کا — گیسو کی شکل سے رہے برہم تمام شب

اس حال پرملال مین ملکہ حسین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای ملکۂ عالم مبارک ہو صاحبقران نے جا کر شعبدہ باز کو مارا بخیر و خوبی تشریف لائے سب تاجدارون نے صحت پائی اسوقت صاحبقران قصر مین داخل ہین سب تاجدارون کا بہ کیفیت حباؤ ہی آپ کے والد نے بھی صحت پائی ملکہ سنکے گھبرا کے کہا لیلا کوئی حیلہ ایسا ہو تاکہ ہم بھی قصر مروارید مین جاتے عرض کی کنیز جاتی ہی اگر پڑیگا توکوئی پہلو پیدا کرونگی یہان صاحبقران سیارۂ ستارہ شناس سے باتین کر رہے ہین کاہن عرض کیا ہو ابھی کی طور سے راستہ بند ہی اشتقاق جادو مروان آئینہ داران دونون نے سرکار پر آکے روتے ہین یہ منہ سے کاہن کے نکلا ہی کہ آسمان سے برق چلی کاہن پر گری کاہن بیہوش ہو گیا ملازمان کاہن رونے لگے سب نے عرض کی ای شہریار شاہان طلسم کاہن کے دشمن ہین یار تو رہبر تھے اب رہزن ہین اب حضور جاکر اشتقاق جادو کی فکر کرین تا وقتیکہ ان دونون کی فکر نہوگی رستہ کوہ عجائب و غرائب کا نہ کھلیگا صاحبقران اسی وقت اٹھے دروازے سے نکلے مقبول تاجدار شل جاکران کمترین دست بستہ ساتھ ہو کر لیلا سے عنبرین مو آ پہونچی لیلا نے صرف اتنا دیکھا کہ صاحبقران قصر نعمت دنگار سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے بموجب الشارہ مقبول تاجدار طرف شمال کے روانہ ہوے لیلا نے بڑھکر مقبول سے پوچھا ای شہنشاہ کیتی اب صاحبقران کہان گئے مقبول نے کہا ای لیلا صاحبقران پر معرکہ ہاے عظیم درپیش ہین خدا کی جان بچانے کاہن طلسمی کہ ہمیشہ سحر و سلیمان تھا تمیان طلسم کو بچاتا رہا ہے بھی سحر العجائب و مصر الغرائب نے قصد کیا کہ کوکب دلاہین کو قتل کرے یہ فرشتہ ہو نچا اور مانع ہوا کاندمیاد سے

ہین کہ طلسم کو فتح کرنے آپ مجاز نہین ہین آپ اسبۂ حشین مین آکر مسلمان ہوا شاہان طلسم اسلئے دشمن ہین اور
اسوقت بھی بیہوش ہو آپ صاحبقران بتلاش اشتغاق ومرواق گئے ہین خدا اُنکی مدد کرے پھر خوب عاشق
نے جیسے ہی ... آئے ملکہ نے ... کی ملکہ کی بیقراری اور بڑھ گئی مگر اشتغاق ومرواق کو جب
شاہان طلسم نے لکھا کہ تم راستہ صاحبقران کا روکو اُنھون نے سحر اپنے قائم کیے دونون ایک مقام پر
آئے شہر سے اشتغاق نے کہا ای برادر لشکر حمزہ علاوہ طلسم پر فرو کش ہی سات لاکھ جادوگر جمع ہین بی
زنار و فیروزہ نے رہبری کر کے صاحبقران کو یہان روانہ کیا ہی آفتاب بھی جا کر چھپین اپنی روشنی
دکھائی اب چلو سب کو گرفتار کر لائین یہ سوچکر دونون بجمعیت ہفت لکھ جادوگر طرف لشکر صاحبقران کے
چلے یہان ملک اخضر وغیرہ بارگاہ مین صلاحین ہو رہی ہین کہ خدمت مین آقا کی چلنا چاہیے آفتاب
جواب دیتی ہی کہ ای ملک اخضر تم بادشاہ طلسم ہو کر ایسی بات کہتے ہو جب تک منسوبات نہ فتح ہونگے
یہ لوگ نہین جا سکتے ملک اخضر کہتا ہی جو کچھ ہو مین اپنی جان دونگا خواجہ عمرو و برق لشکر سے نکلے
ہین کہ راستہ پیدا کرین اپنے کو خدمت آقا مین پہونچائین خواجہ کے واپس نہ آنے سے ملک اخضر نہایت
پریشان ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا دو جادوگر تختہاے زرین پر سوار شل موج
کے لشکر پشت پر لیے کروفر سے لشکر کے پاس آکر پہونچا اخضر نے گھبرا کے کہا اسے دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر
ہی اور کس ارادے پر آیا ہی ہرکارے گئے اور آکر عرض کی حضور مرواق آئینہ دار و اشتغاق جادو
اُنھون نے صاحبقران پر بھی راستہ روکا ہوا اور آپ کے مقابلے کے واسطے آئے ہین یہ سنکر ملک اخضر
نے طرف اپنے سردارون کے دیکھا ملکہ زنار و فیروزہ تیاری کرنے لگین مگر آفتاب شعلہ مزاج سرنگون
رنگ رو متغیر اخضر نے کہا کیون آفتاب خیر تو ہی تمھارا چہرہ کیون زرد ہی آفتاب نے عرض کی ای شہریار
کیا عرض کرون عجب طرح کی ایک خبر وحشت خیز سنی ہی شب سے کنیز بہت بیقرار ہی ایک کنیز نے
خبر دی کہ مین تو ملکہ مہران فلک سپہر کے ساتھ آئی تھی تکرار ہوئی جو آفتاب دیتی ہی وہ مشہور ہی خواجہ
کی عنایت سے مجھے رہائی پائی جناب والدہ ماجدہ کو آج اُنکا شغل نہین ہی ملکہ شیداے شعبدہ باز
اُنکو جو بیہر سے نکلجانے کی خبر ہوئی وہ دوڑتی ہوئی دربار مین سحر العجائب کے پہونچین کہا ای شہنشاہ
بیٹی کو اپنے مقدمے کا اختیار ہی مین تو اب سامری سے پھرنا نہین چاہتی اگر سرکار کو سزا دینا منظور
ہو تو یہ کنیز حاضر ہی مگر مین سراسر بیگناہ ہون خبر سنی ہی کہ شاہان طلسم بہت لطف سے پیش آئے
یہی تو جانتے تھے کہ یہ رازدار طلسم سے ہی اگر اُنکے ساتھ کوئی سختی کرینگے ایسا نہو یہ بھی جاکر
طلسم کشا سے ملجائے مصلحت رہا مگر کنیز نے کہا کہ مین نے جو صورت زیبا کو دیکھا رنگ رو متغیر تھا
زیادہ کلام نہین کیا فقط اتنا عذر کیا اور خاموش ہو رہین مجھکو بڑا افسوس ہی کہ جناب والدہ ماجدہ
مجھکو بالکل فراموش کیا شب سے نہایت تردد ہی اخضر نے کہا ای آفتاب اب وقت جنگ وجدل
ہو تب بھی ہی ملکہ فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ طلسم منہ سواد مرواق آئینہ دار حاکم دربند طلسم ہی آئینہ دار
اسم ہی آئینہ شب ہی لایا ہوگا اگر اسنے آئینہ دکھایا کسی کا سحر اسپر تاثیر نہ کریگا اخضر نے کہا دیکھا جائیگا
اشتغاق ومرواق اکر اترے لشکر والے بھی اپنے اپنے مقام پر آئے اُترے اسی وقت اشتغاق
نے کہا طبل جنگی بجوایا اخضر نے لشکر بڑھایا خود بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین

سیلاب میں آیا اور ڈالدی ای فرقہ خدا پرستان شہنشاہ طلسم نے تمکو طلب فرمایا ہے ہر کاروان سے
الگ سے دیکھا شب کو تو وہ آئینہ غرق زمین ہوگیا تھا اسوقت وہی آئینہ قد آدم ایک محل مین لگ
رہا ہی کہ عکس اُسکا لشکر اسلام پہ پڑتا ہو سب سے پہلے اخضر نکلا قصد کیا سحر کر دن آئینے سے برق
چمکی سب نے دیکھا اخضر قریب آئینے کے دوڑتا ہوا گیا آئینے پر ایک ٹکر ماری یہ نوبت ہوئی کہ آئینے
مین غائب ہوا آفتاب چمک کر گری کہ آئینہ توڑدون آئینے کو جنبش ہوئی آفتاب کا بھی رنگ زرد
ہوا آئینے مین غائب ہوئی زنار جا پڑی چلا ہا جنیو کا ہاتھ ماسون غرید ملبند ہوا زنار بھی اسی آئینے
مین ناپید ہوئی فیروزہ نے جاکر اپنا رنگ دکھایا مگر آئینے پر کسی کا زور نہین چلتا جہان جنبش
جنبش ہوئی سردار اسی آئینے مین غائب ہوجاتا ہو وہ پھر ڈھلتے ڈھلتے لالہ عذار و ماہ رخسار
دوڑے بنے ساحران نامدار اُسی آئینے مین جا کر غائب ہوے مرواق نے آئینہ ہاتھ مین لیا
عکس آئینے کا لشکر پر ڈالا آئینہ مع کل سپاہ اہالیان لشکر گر کر بیہوش ہوے مرواق نے آئینے کو
گردش دی دیکھا سب نے چالیس سرداران نامی و گرامی جسم مین ماران سیاہ لپٹے ہوے دہن پر
قفل مارا آتشین نہایت اندوہگین ظاہر ہوے مرواق و اشفاق نے ان چالیس سرداران
زبردست کو اُدھر سے پر ڈال لیا ایک عرضی گھڑے گھڑے تحریر کی مضمون یہ تھا کہ ای شاہان طلسم
غداروں نے صاحبقران پر راستہ بند کیا اب طرف عجائب و غرائب کے نہ جا سکینگے صحرا مین
بھٹکتے پھر رہے یہان غلامان جانثار لشکر اسلام پر آکے چالیس سردار جو نامی گرامی تھے گرفتار
کر لیا کل لشکر کو بیہوش کیا چالیس سرداروں کو لیکر آتے ہین امیدوار ہو رہین کسی کو ہمارے استقبال
کے واسطے بھیجے طرف سے صحراے گلزنار کے آتے ہین عرضی لیکر ساحرادھر چلا اشفاق و
مرواق نے کوچ کیا طرف طلسم کے چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا یہ داستان اس مقام پر چھوڑی
یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ صاحبقران تلاش مین اشفاق و مرواق کے نکلے ہین صحراے
گلزنار مین بھٹک رہے ہین

دو کلمہ داستان ملکہ شیدا سے شبدہ باز والدہ ماجدہ آفتاب جادو تحریر ہوتے ہین

اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کیفیت قلزم ہل جنگ ہی
بتا یا ہی حال زمین آسمان
کبھی نغمہ زن بلبل زار ہی
کبھی عاشق غنچہ و گل ہوا
کبھی نجد مین جا کے نالا ہوا
کہے مسئلہ جرأت اسکندری
حسینون کی صورت پہ مائل ہو
ہمہ لطف جانا مین مجکا ہو دل

زمانہ کے ہوا ہے تنگ ہی
کئی مرتبہ لے چکا امتحان
کبھی مثل نرگس یہ بیمار ہی
کبھی نغمہ زن مثل بلبل ہوا
کبھی دیر سے کے غزلخوان ہوا
کر کرتا ہی حیرت مین جادوگری
عبث تیغ ابرو کے گھائل ہے
امر جیبون جاکر ہوا منفعل

سوالی مین ہنوز مین ملکا
کبھی مین مین جو کبھی ہند
کبھی رات کو زلف محبوب ہی
اے قیس مجنو نے الفت ہوا
فقط مین طلے امتحان لیلیٰ
اس آئینے مین عکس محبوب ہی
جو دل عشق مین نہین مبتلا
نہ دنیا کی خواہش نہ دین کی ہو

صبا تیز ہو عرکہ زنار جام
آزاد سے گلو کے غنچے
کر ظلمات کی راہ کرتا ہی طی
نہ لیلا و مجنوں نے عشرت ہوئی
رہا ہی کے معشوق مین ہو کے لیلا
تماشا ہے حسن بتان خوب ہی
گریگا نہ زلف بچان کو طی
کہ ہر وقت نالان ہی شل جرس

قمر دام الفت مین ہی مبتلا | یہ مشہور ہی اسکو سودا ہوا | کبھی وحشت پر خار کی سیر ہی | مجھے محبت غیر سے سیر ہی
غزالان صحرا کی صحبت نہین | اسے پہاڑون کی سختی سے کلفت نہین

جہمہ و رہ نوردان منازل مہر و وفا و طی کنندگان مراحل ظلم و جفا اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف قمر داستان در مع لکھون + اسی فکر مین آج حیران ہون + سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ جب ملکہ آفتاب شعلہ مزاج قید سے چھوٹ کر شریک لشکر اسلام ہوئی ملکہ شیدائے شعبدہ باز مادر مہربان آفتاب کی خبر سنکر زرد ہوگئی لیکن چونکہ شاہان طلسم کا خوف تھا یہ بھی سنا کہ زوجہ شہنشاہ سے تکرار ہوئی ملکہ مہران آسمان سیر زوجہ شہنشاہ طلسم سے تکرار ہوگئی اب صورت صفائی کی کیا ہی اسی تردد مین دربار مین آئی سحر العجائب سے عرض کی اے شہنشاہ یکتی سنا ہی جو کچھ کنیز نے گستاخی کی کنیز کو اس مقدمے مین دخل نہین اگر سزا منظور ہو کنیز حاضر ہی لائق سزا کے ہون اسکی گستاخی پہ مجبور ہونا چاہ رہی ہون شاہان طلسم جانتے ہین کہ شیدائے شعبدہ باز انوار کوہ عجائب و غرائب ہی حال سے لوح کے کسی قدر ماہر ہو خطاحات کی شیدائے شعبدہ باز بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر آکر پہونچا عرضی اشتغاق و مرواق کی پیش کی شیدائے شعبدہ باز و چالیس وزیر دست راست پر بیٹھے ہین سحر العجائب نے تاج کو کج کرکے کہا لو صاحبو مبارک ہو اشتغاق و مرواق نے صحرائے گلرنگ کو سحر سے مسدود کیا عمر طلسم کشا کو راستہ نہ ملیگا زبان خار سے کلمات طعن سنینگے و پرند دیکھا سبز ھنگے دوسرا کار نمایان یہ کیا کہ جاکر سیان اخضر کی مشکین باندھین چالیس ہزار نامی و گرامی پکڑ لیے اور ہر طرف سے صحرائے گلرنگ کے آتا ہی آفتاب کی زینت بند ہی پہنچون بداہ سر و ہی بڑی حسرت سے آنکو گرفتار کیا خوب خوب لڑین مگر آنسے سے کیا زور چلتا مرواق نے قبل سے سحر اعظم بند کیا تھا آفتاب کو دار پر کھینچونگا سر دربار ذلیل کرونگا جیسی انھون نے حرکت کی ملکہ مہران آسمان سیرت زبان سے ای انگوٹھہ مزائی سحر العجائب نے جو بہ نخوت یہ دربار مین کہا اور وزیر دست راست صبا و دوام دار کو حکم دیا کہ تم جاکر استقبال کرو اشتغاق و مرواق کو با آبرو لاؤ دریائے ذخار سے با آبرو لانا کشتیان دریائے ذخار مین چھوڑی جائین سب اہل طلسم دیکھین کہ اشتغاق و مرواق نے جیسا کام کیا آپکا بدلہ پایا اب سمجھے آن دونون کو وزیر کیا با بدولت بہت خوش ہوئے کوئی آفتاب بھی پکڑی گئین صبا و دوام دار چار لاکھ فوج کو ساتھ لیکر کشتیان پہاڑون پر لعدوا مین برائے استقبال اشتغاق و مرواق چلا اشتغاق و مرواق بڑے زور و شور سے آتے ہین جب صبا و دوام دار جا چکا ملکہ شیدائے شعبدہ باز مادر آفتاب نے بیٹی کا حال سنا طیش کو کم کیا دربار سے شاہان طلسم کے آئی سحر العجائب نے پوچھا کیون ملکہ شیدائے شعبدہ باز بیٹی کا گرفتار ہونا ناگوار ہوا عرض کی سچ ہی کیون ناگوار ہوگا جیسا کیا ویسا پایا یہ کمبخت اپنی اپنے کئے پر آگئی منھ پھاڑ کر رو دیتے تو شعبدہ جبین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کیون واری خیر تو ہی ملکہ شیدا نے کہا کیا کہون اسوقت صاحبزادی کا حال سنا ہی بے اختیار رونا آتا ہے بچی تھی کو مین نے سہتے پالا تھا کہ دشمنون نے ہاتھ سے قید ہوا ب دشمن انکے دار پر کھینچے جائینگے سر دربار سنا پائینگی ہائے کیا کرون کچھو کچھ بن نہین پڑتا افسران فوج بولے آپ بھی غلامان جان نثار کو بھی بہت ناگوار ہی ان دونون نمک حرامون نے غضب کیا کہ ایسے بادشاہ کو قید کر لیا ہی لاچین

کیا خطا کی تھی ہم سب آمادہ ہیں آپ چلیے ہر چند کہ اشتغاق و مرواق ساحران زبردست ہیں زہر کھا کر
مر تو جائینگے اپنی آنکھوں سے اپنی شاہزادی کو گرفتار نہ دیکھیں جنکو دیووں میں پالا ایک دن وہ تھا
کہ وہ اسی صحن میں پھرتی تھیں ہم لوگ آنکھیں بچھاتے تھے کیونکر آنکھوں سے دیکھینگے کہ دشمن اُنکے
دار پہ کھینچے جائیں یہ سنکر ملکہ شیدا خوش ہو گئیں کہا صاحبو امتحان اقبال طلسم کشا اس جان دینے
میں بھی مزا ہے اگر طلسم کشا ہمکو مل گیا تو غنچہ آرزو کھلگیا شیدا بے شیدہ باز نے کہا طلسم کشا کے
پاس کوئی تحفہ نہیں ہے ساحروں نے کہا علاوہ تحفے کے وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہے اگر ایسا نہوتا تو
اب تک ساحروں نے انکو گھیر کر مار لیا ہوتا قصر زمرد نگار میں سب طرح کے ساحر جمع تھے خود شاہان
طلسم موجود تھے طلسم کشا نے اقرتیت بزرگان دین پڑھی کسی سے پلک نہیں جھپکی شاہان طلسم بل کرتے
رہے مگر اُنپر ہاتھ نہ ڈال سکے وہاں سے آکے یہ انتظام کیا کہ اشتغاق و مرواق کو بھیجا اُنھوں نے
یہ انتظام کیا حضور چلیں ہم سب ساتھ ہیں افسوں سے ساٹھ ہزار ساحر جمع کیے چالیس کنیزیں مغرب
وابسکی سحر کرنے والیاں ایک ایک نے اپنے کو آراستہ کیا ملکہ شیدا بے شیدہ باز کے سر پر تاج رکھا
لباس فاخرہ پہنایا ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے ملکہ شیدا نے کوچ کیا طرف صحراے گلرنگ
کے چلیں اشتغاق و مرواق سرداران مذکور کو گرفتار کرکے بھوپے ہوے اسکو ڈھونڈتے ہوے
صحراے گلرنگ میں آکر اترے اب اس امید میں ہیں ساحروں کو بھیج کر دیکھو طلسم کشا کس مقام پر
ہے ساحر جاتے ہیں اور پلٹ کے آتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ طلسم کشا کا نشان نہیں ملتا صاحبقران
پہ سیر کرتے گذرتا کہ پھرتے ہوے قریب ایک قریے کے پہونچے دیکھا ایک مقام پر چالیس زنگی ایک
طفل کو گرفتار کرکے لائے ہیں وہ لڑکا زیور چاندی سونے کا پہنے ہے اس لڑکے کا زیور اتار رہے
ہیں صاحبقران نے جو دیکھا طرح سے معلوم ہوا کہ یہ قزاق ہیں اس لڑکے کو گرفتار کرکے لائے
ہیں کوئی رئیس زادہ ہے وہ لڑکا بلک کے روتا ہے کہ مجھکو چھوڑ دو میرے ماں باپ کے پاس مجھکو لیچلو
میرے ماں باپ بہت روپیہ دینگے وہ ظالم نہیں مانتے مار مار کے اسکا زیور اتار رہے ہیں صاحبقران
منتشر ہو گئے زنگیوں سے تلوار چلی امیر نے اُن سب کو تہ تیغ کیا اُس لڑکے کو اپنی پشت پر لیا
جب کسی نے چاہا کہ لڑکے پر ہاتھ ڈالے صاحبقران نے سینہ سپر کیا لڑکے کو بچایا جب وہ زنگی مارے
جا چکے تو وہ لڑکا قدموں سے لپٹ گیا عرض کی آپ نے میری جان بچائی ان بھیاؤں کو مارا قریے کا
حاکم میرا باپ رئیس قریہ دار ہے بہت آپکا شکریہ ادا کریگا صاحبقران نے فرمایا صاحبزادے تمھارا
کیا نام ہے عرض کی مجھکو بازدار بن رئیس کہتے ہیں صاحبقران اُس لڑکے کے ساتھ چلے میاں
رئیس قریہ دار گھبرایا ہوا پھر رہا ہے اپنے ملازموں سے کہتا ہے میرے لڑکے کو کوئی پکڑ لیگیا اسباب
کے واسطے اُس لڑکے کی جان گئی چار ہزار آدمی اس قریے میں رہتے ہیں سب تلاش کرتے پھرتے
ہیں دور سے دیکھا صاحبزادہ چلا آتا ہے ساتھ ایک جوان آفتاب جمال خود زرین سر پر تیغہ خون آلود
رومال سے پاک کرتے ہوے سب ملازم دوڑے صاحبزادے آپ کہاں گئے تھے رئیس نے
دوڑ کر گود میں اٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے اُس طفل نے کہا ای شہریار یہ شہریار آتے ہیں
یہ باعث میری زندگی کے ہوے زنگی مجھکو پکڑ لیگئے تھے اسباب اتار کر قتل کیا چاہتے تھے

اس شیر بیشۂ جرات نے کیا کام کیا ذرا زخم کھائے اُن گیارہ زنگیون کو قتل کیا اگر یہ نہوتے تو آپ میرا لاشہ خاک و خون مین غلطان پاتے رئیس نے گودی سے لڑکے کو اتار کر طرف صاحبقران کے بڑھا آکے قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا کہا اے جان بخش آپ نے بڑا احسان کیا میرے نور نظر کو بچا لیا ہر چند میری آتش اس ذرہ بیمقدار کو بھی سرد ہی جلد آسے تو بس فرمائیے دعوت قبول ہوا ہر امیدوار ہون کہ نام نامی اسم گرامی سے آگاہی پاؤن طرف سے شاہان نور افشان کے اس قریے کا حاکم ہون صاحبقران ناچار رئیس قریہ دار کے ساتھ چلے رئیس اپنے مکان پر آیا صاحبقران کے واسطے قصر آراستہ کیا گیا مکان چھوٹی مٹی سے لیا ہوا ایک تخت کا چوکا اسپر فرش بچھا ہوا چار ہزار آدمی رہنے والے قریے کے مشتاق ہو کر آئے ہین جب صاحبقران بیٹھے رئیس نے طائفہ بلوایا دیکھا تن بی زلفن گوری گوری صورت گلبدن کا پائجامہ مخمل کی گوٹ زرنگاری دوپٹہ اسپر چنگی کی چھڑیان لگی ہوئی چاندی کا طوق چاندی کے جوشن بانہون پر ڈھلکے ہوئے ہنستی ہوئی آئی ڈھیلے کھینچے چاچا ماما ساتھ مین بی زلفن پیچ و تاب کرتی ہوئی آئین تیور پر بل پڑے ہوے قریب بیٹھ کے آشنائی کا ارادہ سلام کرکے بیٹھین اُسوقت رئیس قریہ دار دست بستہ اُٹھا عرض کی اے شہریار آپ کی صورت سے لیاقت و جلالت ظاہر ہے امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اس صحرائے ہولناک مین آنے کا اتفاق کیونکر ہوا یہ سنکر امیر نے فرمایا اے رئیس قریہ دار مین ہون امید فتح طلسم نور افشان نکلا ہون شاید تمنے ذکر سنا ہو کہ قصر زمردی مین جشن ہوا اور ستر ہ سو ساحر جمع تھا نہایت پر غرور گانٹھ مولود مسعود بڑی ساحرون کو سب ناگوار ہوا کاہن طلسم نہایت سب کو مسلمان ہوا ہمارے مذہب کا اسکو اعتقاد ہوا اُسکی ہدایت سے جا کر مین نے ایک ساحر کو مارا سب نے صحت پائی اب تلاش مین اشفاق و مرواق کی نکلا ہون تین دن گذرے کہ اسی صحرا مین پریشان پھر رہا ہون سنتے نہین عتاب رئیس قریہ دار نے عرض کی اشفاق جادو مرواق آئینہ دار بلائے ہونگے مین خدا کی بدولت سے آپ کو دیکھا اور یہ آپ نے خبر پائی ہم تو آپ کے فداکار ہین آپ کے مذہب کا بھی اعتقاد ہوا اب ہم آپ کے ساتھ رہینگے دامن دولت نہ چھوڑینگے اشفاق و مرواق بڑا لشکر لیکے آپ کے لشکر پر گئے ہین صاحبقران نے کہا اے رئیس احسان کا بدلا احسان ہے اب مناسب ہے کہ ترتی جلکو خبر منگا دو کہ ہمارے لشکر پر کیا گذری ان دونون نے جا کر کیا کیا دو یاسی رئیس نے روانہ کیے اور کہا مفصل خبر لا کر سناؤ وہ دونون یاسی بہت خوب کہکر روانہ ہوئے رئیس نے اشارہ کیا بی زلفن آئین بالون کو بناتی ہوئی صاحبقران کے سامنے ناچنے لگین نہایت تکلف سے ناچ رہی ہین سماں بندھا ہے مین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

بتِ ہرجائی میں محبت سے مرے کو یاد کرتے ہین	نہ تم بیداد کرتے ہو نہ ہم فریاد کرتے ہین
تبسم کر تیرے رشک چمن بیداد کرتے ہین	مزے کی مرگئین خوبان تو ایجاد کرتے ہین
نوایجادون کے انداز و ادا کو یاد کرتے ہین	ہم اپنی وحشت مین سیر عالم ایجاد کرتے ہین
ہماری بت پرستی کا یقین ہو دل مین ناصح کے	خدا کے گھر مین بیٹھے ہم بتون کو یاد کرتے ہین
شب فرقت مین گھبرا کر خیال وصل آ آ کر	سحر ہونے کو ہم تیری تمنا یاد کرتے ہین
تعلق دونون عالم سے نہین رہتا ہے عاشق کو	حسین جسکو پھنساتے ہین اُسے آزاد کرتے ہین

شاید مثل جسم خاکی سے پھڑک کر پرواز کر جائے سب قزاق تیار ہوں اُسی وقت بارہ ہزار قزاق تیار ہوے
برقان برق وش نے ہر چند کہا کہ اے شہریار صیاد بڑا ساحر زبردست ہے وزیر شاہان طلسم اُسپر جانیکا
قصد نہ کیجیے کنیز جانبازی کریگی ضیغم نے کہا یہ ہمارا شیوہ نہیں ہے کہ امداد کریں اور اُس سے بازرہیں
یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے بارہ ہزار قزاق ساتھ برقان بلند ہوئی یہ بھی اُڑتی ہوئی چلی پہاڑ کے
آسپاس جاکر ضیغم نے گھوڑا روکا عیار زیر شکم مرکب رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ضیغم نے سر اُٹھاکر دیکھا
ساحروں سے کہا تم مناہیں خیموں کی کاٹنا فتیلے باروت کے اپنے پاس رکھو خیموں پہ پھینکتے جانا سپاہی
گھوڑے درست کرکے الله اکبر ضیغم نے آکر نعرہ صاحبقران کیا نعرہ امیر

بحکم خدا لشکر شہ جابر / سرکشان عدو بر خاک کرد
ای تیغ صمصام شقا منام / ای تیغ عقرب بلی دوالجناح
امیر عرب ضیغم روزگار / بن کا ذان از جہان پاک کرد

نعرہ کرکے دوسری طرف آکے لندھور کے نام کا نعرہ کیا تیسری طرف آکے
اپنے باپ کے نام کا نعرہ کیا نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در سوز جنگ ✤ جدم دل شیر و چرم پلنگ ✤
شہنشاہ نام آور کامران ✤ اسد شیر دل ابن صاحبقران ✤ چوتھی طرف آکے علمشاہ کے
نام کا نعرہ کیا نعرہ علمشاہ

آرشند اولاد امیر عرب / الہیت علمشاہ رستم لقب / علمشاہ رومی شہ مبارزور
کہ در پشت فرزند الغ بہادر

چہار طرف سے جو ضیغم نے نعرے کیے ایک سمت قتل کرتا ہوا خود چلا برقان
کہ آگ گراتی اُڑتی تھی گرنے لگی جس قول پر گری اُسکو جلادیا پھر اُن نے مناہیں کاٹیں کئی خیمے جلادیے
لشکر اغیار میں غل ہوا کہ حمزہ شبخون آیا صیاد وامر جادو جلا کے نکلا لشکر اسنے دیکھا بعضے گھبراکے جیسے
لکھے سائیس سے کہا گھوڑا تیار کر وانکی بات سائیس بھوا گیا کہ اگاڑی کھولی پچھاڑی نکھولی میاں گھوڑے پر
سوار ہوے ایڑ کرتے ہیں گھوڑا کیونکر بڑھے پچھاڑی اُسکی بندھی ہے میاں نے جھلاکے کوڑا مارا گھوڑے
نے جست کی میخیں جو اُکھڑیں وہ میاں کے سر پر پڑیں میاں سمجھے کسی نے گرز مارا ہاے کہکر سر جھکایا قزاق
نے آکر ایک ہاتھ مارا سر لڑکر زمین پر گرا بعضے گھبراتے ہوے نکلے سائیس کو آواز دی جلد گھوڑا تیار کر اب
جو سر اُٹھاکر دیکھا ہر طرف تلوار کم چلتی ہے سمجھے اسی جانب نکل جائیں مگر شامت اعمال جست کرکے جو گھوڑے
پر سوار ہوے دم کی طرف منہ کیا بجاے باگ کے پوزی کا تسمہ پکڑے کھینچتے ہیں گھوڑا اسطرف
بھاگا بجاے تلوار کے سپر ہلارہے ہیں گھوڑا ادھر لیے جاتا ہے جدھر تیا وہ تلوار چل رہی ہے ایک نے
دیکھا کہ رسالہ دار صاحب سپر ہلاتے ہوے جاتے ہیں اُسنے کہا رسالہ دار صاحب ذرا ہوش میں لیے
تلوار کے بدلے سپر ہلاتے ہیں کہا بھائی میں قول شیخ سعدی کا سپت پابند ہوں شعر ہر جا کہ مرکب
توان تاختن ✤ کہ جا سپر باید انداختن ✤ قزاق آکر پہونچے ایسے گدھے کو دیکھا تو گھوڑے پر اُلٹے
سوار ہیں دم کی طرف منہ منہ کی طرف پشت ہنگامہ زد و کشت وہ تلواریں پڑیں سر کٹ کے زمین پر
گرا سبھی طرح سے لوگ میں جسطرح مرکے گرے صیاد نے خیمے سے نکلتے ہی شکار رہا تھا تھے
اُٹھایا دیکھا تلوار چل رہی ہے یہ ڈر گا دہنوا کہ میرے ہی ملازم لڑ مرے ہیں اندھیرے میں ایک نے
ایک کو مسلمان جانا بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا جب سر کٹ کے دھڑ سے
لاشہ زمین پر گرا اب جو لاشہ جوان بیٹے کا دیکھا ہاے فرزند جوان کہکر رونے لگے قزاق نے
آکر ہاتھ مارا سر اُڑ گیا باپ بیٹے ایک ہی مقام ہمہ ہو گئے صیاد نے جھولی سے گرد نکالا کر لاکے

گرز مارا اور نعرہ کیا منم صیاد و دام دار وزیر شہنشاہ عالیجاہ تا ملکے گرے سے بارہ ہزار جادوگر بہے گرے
یہ سحر چمک کے پچاس ہزار ساحر مرتے گرے لشکر مین فریاد کی صدا بلند ہوئی اب تو دیکھا کہ اپنے ہی
ساتھ والے مارے گئے کہا ارے یار مسلمان کہان ہین سو شہنشاہ و بادشاہ نے جو آواز دی چند مشعلچی
مشعلین لیکر آئے اب جو روشنی بلند ہوئی دیکھا سب ساحرون کے لاشے پڑے لوٹ رہے ہین بیقرار
ہو گیا کہا یہ کیا غضب ہو سب میرے ہی ملازم مارے گئے سوتا پیٹتا ایک جانب چلا ہر مقام پر
دیکھتا ہو ساحر ہی لڑ رہے ہین سب کو ہٹاتا ہوا ایک مقام پر پہونچا دیکھا چند قزاق لڑ رہے ہین ایک گرز
مارا چالیس پچاس گرے ضیغم نے دور سے دیکھا کہ افسر اعلیٰ آ گیا گرز لے لیا ہے تھوڑی دیر مین کئی ہزار
قزاق گھوڑون سے گرے ضیغم نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا دل ہلگیا نیرنگ سے کہا اے نیرنگ بڑا
غضب ہوا ہمارے قزاق گھوڑون سے گرے وہ اسی جانب لڑتا ہوا آتا ہے نیرنگ تنتنا کر چلا ملکہ برقان
نے جو آسمان سے دیکھا کہ ملازمان شاہزادہ ضیغم گھوڑون سے گرے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین
برقان نے فوراً کاٹ کے پھینکا سوارون کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی اپنے اپنے مقام سے
اٹھے گھوڑون پر سوار ہوئے پھر لشکر کفار پر گرے صیاد دام دار کو غصہ آیا حیران تھا کہ یہ لوگ
اپنے مقام سے کیونکر اٹھے سر اٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ماہ پیکر مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہے صدا
دیے جلا دیے صیاد نے پہچان کر آواز دی او برقان برق وش مین نے پہچانا دربار مین شہنشاہ کے
ذکر ہوتا ہو کہ بی برقان غائب ہو گئین آپ یہان موجود ہین یہ کہکر گرز مارا برقان برق وش نیچا ہو گئین
الٹ گئین دھم سے زمین پر گرین صیاد چلا کہ سر کاٹ لون عیار ساحر بنکر دوڑا پکار کر آواز دی اے
شہنشاہ کیا کرتا انکی تو تلاش تھی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا حلق پاسے کمند مارون ایک شعبدہ
بھڑک کے گرا عیار کا رنگ بیہوش اڑ گیا زمین پر گر کے ایڑیان رگڑنے لگا صیاد نے جو دیکھا کہ یہ
عیار ہی تو تنہ تھنکر چلا ضیغم نے گھوڑا اڑکایا گھوڑے سے کود پڑے ڈھاتا باندھے ہوئے پہونچے بلا لی
پہلو مین چپیٹ کر قریب پہونچے عرض کی اے صیاد خوب شکار کیا کیا کہنا تمھارا کون سامنا کر سکتا ہو
جیسے ہی صیاد نے منھ پھیرا نعرہ ہوا نعرہ ضیغم منم ضیغم بیشۂ صفدری ✦ بآواز سن میثود اتہری ✦ یہ
کہکر ہاتھ مارا صیاد خود شکار ہوا موذی بیکار ہوا سر کٹ کے زمین پر گرا ماہ شمشیر پا آندھی سیاہ اٹھی ابر
و صدائے ملازمان آئی کشتی مرا نام مین صیاد دام دار ہو لشکر مین ہلچل پڑ گیا جادوگر بھاگنے لگے ہر طرف
یہی ہنگامہ تھا غضب ہوا ہمارا افسر مارا گیا اب نہین پیر ٹکتے برقان برق وش آ رہی تیغ کرنے
لگی ہزارون کے سر کاٹ کے ڈال دیے زمین لاشون سے بھر گئی آخر سب کے پیر اٹھے سب بھاگے
ضیغم نے تمام پڑاؤ لوٹ لیا صیاد کو شکار کر کے بیٹھے اسی صحرا مین فروکش ہوئے برقان نے ہاتھ
چوم لیے کہا اے شیر بیشۂ صفدری ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا کس لطف سے صیاد کو شکار کیا
آپ کے دام مین پھنسا عیار بھی بیکار ہو چکا تھا مجکو بھی اسنے سحر مین پھنسایا تھا خوب وقت پر پہونچے
ضیغم نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ کامل ہو کتاب طلسم نور افشان پر زوال آیا برقان نے کہا ابھی
چند روز اسی صحرا مین ٹھہرے جب طلسم کشا کے ہاتھ سے منسوبات فتح ہونگے راستہ کھلیگا صاحبقران
زمان زمین قریب دار کو ساتھ لیکر تلاش عشاق و مردوان مین نکلے تھے یکایک دیکھا ایک

مطلع گھبرایا ملکہ شیدا جانتی ہیں چاہتی ہیں اگر یہ بچ جائے تو اسکا خاتمہ کردوں بطرف کرکے کڑک کر گرتی ہیں مطلع جادو
اپنے کو بچاتا ہے لیکن بچنا دشوار ہے ملکہ نے کئی ہزار آدمی مارکر ڈالے ہیں مطلع حسبت کرکے الگ ہوا اور چیخ کر
آواز دی ای شاہان طلسم میں شیدا کو ایسا نہ سمجھا تھا غلام عاجز ہو گیا مجھ سے نہیں قابض ہوتا یہ جو چلاکے کہا
زمین سے ایک طائر نکلا دیکھنے والوں کے ہوش اڑ گئے طائر اڑتا ہوا چلا سحر العجائب و سحر الغرائب تخت پر
بیٹھے تھے کہ وہ طائر انکے سامنے بیٹھا پکار کر آواز دی شیدا اے شیدا و بازمرلے کو نگ میں پہنچ گئیں
میرے مالک سے مقابلہ ہوا مدد طلب کی ہے سحر العجائب نے آواز دی ای سموم جادو جاتے ہی اپنی ہوا
باندھے جھونکون سے ہوا کے شیدا اسے بچنے نپائے سموم جادو اٹھا کڑک کر اوڑا سب نے دیکھا کہ
غائب ہو گیا یہان شیدا نے پھر چھالی سر مطلع کا زخمی ہوا بچا کٹتا ہوتا ہے شیدا چاہتی ہے کہ تو ریکی
اسکے دو ٹکڑے کرون جو بیچ میں آگیا اسکو مار استخوان کر دیے نیچے جھنجلا رہی ہیں کہ ہاتھ مارون کہ ایک جھونکا
ہوا کا چلا ملکہ شیدا کھڑی ہو گئیں ہوا سنسنی چلی تھرا گئیں ہیبت آواز آئی سنو سموم جادو او شیدا
آگے نہ بڑھنا حکم شہنشاہی نافذ ہوا سرکار سے طلب ہے سر مطلع جادو کا زخمی کیا سرکشی کا انجام ہوا ہے
اب آگے نہ بڑھنا ورنہ ذلیل کرکے لیجاؤنگا ملکہ نے جھولی سے گولہ نکال کر مارا وہ گولہ بلند ہوکے پھٹا
جھونکا ہوا کا چلا ملکہ لڑکھڑا کے گریں نعرہ ہوا سنو سموم جادو ملکہ بیہوش ہوئیں اب سموم جادو ظاہر ہوا
مطلع کو دیکھا زخمون سے چور ہے سموم نے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا سب ساتھ والے بھی شیدا
کے بیہوش ہوے اب یہ تلوار پکڑکے چلا اسوقت ملکہ کی بیقراری کہ آنکھیں کھلی ہوئیں زبان بند دل ہی دل
دل میں کہ رہی ہیں کہ ای خدائے نادیدہ میری مدد کر دشمن کے ہاتھ سے بچائے فقط اتنا چاہتی ہون
کہ میں کو ایک نگاہ دیکھلون تب ملک الموت کو حکم ہو اسوقت تو اپنا رحم شریک کر دے واہن مدعا کل
آنکھوں سے بہہ رہے مطلع جادو سے سموم جادو کھڑا باتیں کر رہا ہے کہتا ہے شیدا کا ایسا ہی خیال تھا کہ شاہ نے
مجھے حکم دیا ملکہ شیدا نے بیقرار ہو کے دعا کی باب اجابت وا تھا دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا ایک
صحرائے گرد اڑی زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان مع رئیس قریہ دار سامنے سے پیدا ہوے
دیکھا ایک ساحر بدست بادہ کبر و نخوت سے مست تلوار کھینچے ہوے ایک شاہزادی کو قتل کرنے جاتا
ہے ہاتھ اس شاہزادی کے طرف آسمان کے اٹھے ہوے ہیں صاحبقران سمجھے کہ وہ نازنین خدا سے
التجا کر رہی ہے صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہے خبردار شاہزادی کو قتل نہ کرنا تلوار
کھینچکر جا پہنچے سموم نے سحر کیا کہ ہوائے تند چلی امیر بھی اور رئیس قریہ دار نے آواز دی ای شہریار
اسم اعظم پڑھیے یہ ساحر سموم جادو صاحب سحر العجائب ہے کہ سحر سے سب پناہ مانگتے ہیں امیر نے
بفضل صاحب اسم اعظم پڑھا وہ ہوا موقوف ہوئی اسم اعظم کی ہوا جو دی سموم کی ہوا بگڑی ڈر تھا سموم جادو کی
زبان میں لکنت آئی نہ سحر پھینکنے پایا صاحبقران کے قبضے میں تیغ عقرب سلیمانی جرات میں لرزاتی سموم نے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے گرد سپر گرشاسب کا اٹھا دیا اسم اعظم بھی پڑھا تھا تلوار ٹوٹ گئی امیر نے
ادھر سے ہاتھ مارا سموم کے دو ٹکڑے ہوے سموم کا مرنا کہ شیدا کو ہوش آیا کنواریون نے تیر مار کے
ہمراہیان مطلع کو قتل کیا مطلع نے جو پھر کے دیکھا کہ سموم جادو کو ملکہ کشا نے قتل کیا شیدا اٹھی لرزتی کرتی
کرنے لگی مطلع کے دو ٹکڑے کیے مطلع کو مار کے صاحبقران کے گرد پھری عرض کی ای شہریار سلام کو

بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
آج حسرت یا الٰہی احسان جس سے ای نسیم

ای فلک شاید گمان خندہ اسیری ہوا
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
مرواق آئینہ دار اسنے آئینہ دکھایا

اسنے آئینہ رخسار چمکایا آئینہ رخسار مین مرواق آئینہ دار کو اپنی صورت جو نظر آئی طبیعت گھبرائی آئینے کو اٹھا کے دے مارا کہا یہ آئینہ کس کام کا ہی آئینہ رخسار سے مجل ہی دل منفعل ہی آئینے کو دے مارا آئینہ ٹوٹا آئینے کا ٹوٹنا تھا کہ آندھی سیاہ چلی وہ نازنین آئینہ رخسار ملکہ سے کہکر رخصت ہوئی مین اپنے قصر مرآۃ مین جاتی ہون کو عجائب و غرائب پر حاضر ہونگی مگر آئینہ جو ٹوٹا ایک آندھی سیاہ اٹھی آوازین سب آئین صدا بلند ہوئی آواز آئی آئینہ چینی شکست ہوا ہزار شکر کہ اسباب خود بینی شکست ہوا عجب طرح کا بند و بست ہوا ہوا سے جہل ہر سے ساحر ایک ایک قطرۂ آب کو ترسے ملک اخضر وغیرہ کو ہوش آیا آفتاب چہاپ کے اٹھی مادر مہربان کتی ہوئی چلی مرواق نے جو دیکھا آفتاب جاتی ہی جھپٹ کے سحر کیا آفتاب ٹکرائی شیدا نے جو دور سے دیکھا کہ آفتاب پہ سحر ہوا پکار کر آواز دی ارے اس دن کے واسطے کہا کرتی تہی مصرع کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی ٭ ایک نابکار مرواق آئینہ ابہی دربار مین تمام مقتول نہ ملا کبہی شاہان طلسم نے اسپہ توجہ نہ کی اینہ ہار کر ایسا مغرور ہوا یہ لیکر کمین آواز دی او مرواق چہوکری پر کیا سحر کرتا ہی ہٹ تو آگیا ملا مرواق نے کو دمارا شیدا اسنے اسی کو بے ربط کیا گرد اتنا پلٹا مرواق کے سینے پہ پٹا تو دو کر شیت کو پا گند اہنگامۂ عظیم برپا ہوا مرواق جو مر گرا بیرون نے آواز دی نہ کا شخص مارا گیا آئینہ بہی ٹوٹا صدمہ بہی پہنچا اشفاق نے جو لاش بہائی کا دیکھا پیٹتا ہوا دوڑا یہی پلٹ کے دیکھا کہ ملک اخضر وغیرہ نے رہائی پائی اخضر و آفتاب و زنار و فیروزہ چمک چمک کے گرے کسی نے ہزار مارے کسی نے دو سو قتل یہ ہنگامے ہو گئے زمین کانپ رہی تہی ساٹھ لاکھ ساحر اشفاق سے کہتے ہین ای شہریار آپ کے بہائی صاحب مارے گئے ہمارے نزدیک یہی بہتر ہی کہ نکل چلیے شیدا نے شعبدہ بازی کے شعبدون سے ہزارون کو دیوانہ کردیا کوئی سر پٹک رہا ہی کوئی گاتا پہرتا ہی کوئی منہ کے بل گرتا ہی منیان مین تعداد ہی ہزار ہا سرکٹا ہوا پڑا ہی آوازین بہی سب آرہی ہین اشفاق نے چاہا کہ اوڑن عقاب بنکر چمکا شیدا نے آواز دی ادہر دو دو اپنے بہائی کے پاس نہ جائیگا کہان بہاگا جاتا ہی وہ عقاب بنکر چلا تہا ملکہ نے آواز دی ای شہباز عقاب ہی کو لینا پہلو سے ایک باز سفید پیدا ہوا اسنے اڑکر عقاب کو گہیرا عقاب و باز سے منقار و پنجہ چلنے لگا ملکہ شیدا مسکرا کہن آواز دی او باز بازی نہین آتا کیون دیر کرتا ہی عقاب کو چیر پہاڑ کر پہینک دے یہ ملعون بہجنے پایا اسنے بڑی بدختین کین سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لایا باز نے عقاب پہ دباؤ ڈالا ایک پنجہ مارا کہ بال اسکے ٹوٹ کر گرے عقاب نے چاہا کہ بہاگے کہ کلیاون باز نے دونون پاؤن تہامے چیر کر پہینک دیا باز بہی غائب ہوا ابہی جرأت سے باز نہ آیا ملکہ نے آواز دی وہ مارا مارا ملک اخضر وغیرہ نے چار لاکھ جادوگر قتل کیے تین لاکھ بہاگے اشفاق و مرواق کا مرنا تہا وہان لشکر اسلام کو جبوش لڑکے آیا تہا فقط چالیس سردار گرفتار کرکے لایا تہا اسنے دیکھا کہ انکا ان بیکار زمین پہ پڑے لوٹ رہے ہین تین دن سے بے آب و دانہ تہے یقین مرگ تہا جسوقت سہان یہ دونون مرے وہان آندھی سیاہ اٹھی سب کو ہوش آیا کلمہ پڑھ پڑھ کے اپنے مقام سے اٹھے کلمہ پڑھنے لگے گویا عید ہوئی

بہرام نے کہا یارو افسران ساحران گرفتار ہو گئے معلوم ہوتا ہے فتاق و مرواق مارے گئے جب تو ہمنے
نجات پائی اب یارو چلو لیکن ساحر الگ رہیں سات لاکھ ساحروں کا لشکر پشت پر لیا کہا ہمنے تین کوس
الگ رہو اگر کوئی ساحر ہمسے لڑنے آئے تب شرکت کرنا غیر ساحر اگر آئے دخل نہ دینا ہم بھی خدمت میں آقا
کی پہنچینگے برق و خواجہ تین دن صحرا میں پھرے سائستہ نے الٹ پلٹ کر لشکر کو دیکھا لشکر کوچ کر گیا تھا چند کس
جو وہاں باقی رہ گئے تھے اور ساہیان شہر سے بھی معلوم ہوا کہ بہرام لشکر کو لیکر گیا خواجہ ایک جانب
چلے ایک پہاڑ پر آکے بیٹھے برق زنگی الگ سے دیکھ رہا ہے کہ استاد پہاڑ پر جاکے بیٹھ گئے زنگالی
نے طور سے بجانے لگے اس لطف سے بجا رہے ہیں کہ خود مست ہیں جھوم رہے ہیں یاد میں اپنے آقا کے
اس غزل کو بجا رہے ہیں

غزل نسیم

پیراہن کا ہوس میں جو سامان نظر آیا
جو کوئی میان چاک گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد و بہار نفس چند
گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
تھا پہلوئے طفل میں آرام بھی لازم
پہلو میں پریشان سکے پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح
مجھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

تا مدت مرا انگشت سلیمان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے
عریان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
افزائش وحشت سے یہ حال ہے پہنچا
ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بھی ہے طرۂ گیسو
ہم رنگ میں گوشۂ داماں نظر آیا
افسوس نسیم جگر افگار محبت

سمجھا نہیں آئے عاشق دیوانہ تمہارا
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
دیکھا نہ کہیں وہ نہ کہیں صورت دلدار
جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو میں تمہارے
جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد
پھر زلف کی مانند پریشان نظر آیا

برق حیران ہے کہ آج استاد کو کیا ہوا ہے سوچا کہ آقا کا فراق ہے بہت مشتاق ہیں آقا کے دیدار کا یہ شخص مشتاق
ہے مگر خواجہ خوب کھینچے ہوئے بجا رہے ہیں طائر آشیانوں سے گر رہے ہیں زیر کوہ شیر و سیاہ و سر اٹھا
اٹھاکے دیکھ رہے ہیں طائروں کا یہ حال ہے کہ گر دیکھ رہے ہیں قضائے کار مشتیر جادو اس کوہ کا حاکم
اپنے قصر میں بیٹھا ہے کہ ایک دلچسپ آواز کان میں آئی گھبرا کر کہا یہ کیسی آواز ہے سر اٹھاکے دیکھا کہ صدا
طائر آواز کی جانب جاتے ہیں بیٹھے زمزمہ سرا بیٹھے خاموش مشتیر اپنے قصر سے نکلا کوک کے بلند
ہوا بلندی پر آکے دیکھا کہ ایک جانور کیا مزے سے زمزمہ سرائی کر رہا ہے کسی جزیرے کا جانور ہے ہزارہا
طائر گرد گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں طاؤس جابجا رقصاں باز عقاب تیہو سب طرح کے طائر اس مقام پر
بیٹھے ہیں زمزمہ سرائی کرنے والے کو گھیرے ہیں مشتیر حیران ہو گیا یہ سوچا کسی جزیرے کا جانور ہے نہیں
معلوم مادہ یا نر ہے شکل ہزار داستان ہے کیا مزے سے گا رہا ہے یہ طائر تو اس لائق ہے کہ اسکو خدمت شاہ
میں لیچلوں ملکہ مہران آسمان سیر بہت خوش ہونگی یہ سوچکر گرا کمر میں خواجہ کی نیچہ دیا سب طائر اڑ گئے
عمرو کو مشتیر نے اتارا وہ میں پوچھا او جانور کس جزیرے کا ہے عمرو نے بھی ڈرانے کو یاد کر کے
منھ کھولدیا مشتیر کو یقین ہوا کہ یہ جانور ہے قضائے کار صبح کا وقت ہے ملکہ مہران آسمان سیر تخت پر سوار
چار پانچ مصاحبین ساتھ ہوا سے سیر کرتی ہیں ہوا نے جو مزہ دکھایا اڑتی چلی جاتی ہیں صحرا سے
سبزہ زار کی سیر کر رہی ہیں کہ سامنے سے ایک جادوگر کو دیکھا بغل میں کچھ دبائے ہوئے اڑتا ہوا اسی طرف
آتا ہے ملکہ مہران کو دیکھکر مشتیر نے سلام کیا پایۂ تخت تھام کے دعائیں دینے لگا کہا حضور پہاڑ پر آج

یہ طائر اسطرح کی زمزمہ سرائی کر رہا تھا کہ ہزارہا طائر چہچہاتے ہوے بیٹھے تھے غلام سرکار کے واسطے اٹھا لایا
حضور اس سے کھیلینگی تو بہت خوش ہونگی مہران نے کہا سامنے لے آ جب ملکہ مہران کی نگاہ پڑی کہا اسنے
مشیر تو نے بڑا کمال کیا سر صدکر و تجھکو بخشی دہان کی تجھکو سلطنت دی جو تو مانگے وہ دون یہ تو عمرو عیار ہے
اسی نے ہمارے دربار مین آکے قیامت برپا کی تھی اسکو تو نے کیونکر پایا کہا حضور میرے یہان زمزمہ بیٹھا
زمزمہ سرائی کر رہا تھا چونچ اسکے ہاتھ مین تھی مصاحبون نے کہا حضور نے بجا تا ہوگا کنیزون سے پایۂ تخت
چھوڑ کر عمرو کو گرفتار کیا ملکہ دہین سے پٹہین بڑی اسکو خوشی ہوئی برق نے جو دیکھا کہ استاد کو ساحر
اٹھا لیگیا بہت گھبرایا پہاڑ سے اتر کر ایک جانب چلا اس تلاش مین کہ وہ ساحر جہان لے گیا استاد کو وہان
کرون تلاش کرون کہان لیگیا اس فکر مین جاتا ہے برق کا ذکر کیا جائیگا وہ مقام کو بہت بلند ہے
لگی کر اس تک دوڑتا ہوا گیا کہین نشان نہ پایا مہران آسمان سبز خواجہ کو لیکر چلی میان شمیدا اسکے
ہاتھ سے اشتعال و مروان مارے گئے صاحبقران اپنے ساحرون کو ساتھ لیے ہوے بہ ہدایت
شمیدا طرف کوہ گلرنگ کے جاتے ہین کہ انکا ذکر تحریر ہوگا بہرام جو فوج غیر ساحران ساتھ لیکر روانہ ہوا
کرتا ہوا آتا ہے خیال مین ہے کہ جلدی کرون پاس آقاے نامدار کے پہونچون وہ سب ادھر جو لشکر ساحران پشت
پر کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال موسوم بہ سام کرگدن سوار تین لاکھ فوج سے آتا ہے
بہرام کو دیکھکر کا عیار سے کہا دریافت تو کر یہ کسکا لشکر ہے افسر کا اس لشکر کے کیا نام ہے یہ لوگ کہان
جاتے ہین عیار نے آکر دریافت کیا سام سے سب کیفیت بیان کی سام نے کہا بڑے تعجب کی بات
ہے کہ غلامان طلسم کشا کو دیکھون اور جانے دون اسی مقام پر اتر پڑا بہرام کو بھی ٹھہرنا واجب ہوا سام نے
طبل جنگی بجوایا بہرام نے بھی جواب مین نقارہ رزمی کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سام میدان مین نکلا پکار کر آواز دی
اے سپہ سالار لشکر طلسم کشا آکر مجھسے مقابلہ کر ورنہ ہماری اطاعت قبول کر شاہان طلسم نے ہمکو لکھا تھا
کہ لشکر مسلمانان آتا ہے جاکر انکو گرفتار کر لاؤ یہ کہکر میدان مین آیا بہرام نے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین
سام نے آئے نیزہ چلا مطلب نہوا نیزے پھینک کر تلوارین کھینچین سام کو اپنی کشتی پر بڑا ناز ہے دو چار
ہاتھ تلوار کے چلے آخر بہرام و سام سے کشتی ہوئی شام تک ایک طور پر لڑے شام کو بہرام کا کمر
اٹھا لیا وہ ملعون بہرام کو اسی حال مین باندھ لیگیا سب سرداران لشکر پریشان رات کو آکے لشکر مین صلاح
کی کہ ایسا نہو بہرام کو لیجائے اگر بن پڑے تو اس سے مقابلہ کرین بہرام کو چھین لین یہ تو اس فکرون مین تھے
کہ شام کو صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار سبز پوش بارہ ہزار سوارون سے آکر اسی صحرا مین اترا
عیار سے کہا دریافت کر یہ دونون لشکر کسکے ہین عیار نے خبر دی بہرام ملازم صاحبقران کو سام
پکڑ لیگیا ہے مقام انتشار ہے نقابدار اسوقت تو چپکا ہو رہا دو پہر رات گئے پوشاک ترکی کر بجایا آواز دی
کہ لشکر ترکون ہوشیار خوید قزاق تیار ہو کر سامنے آئے نقابدار چلا جب سامنے لشکر سام کے آیا
نعرہ خیبرانہ کر کے شبخون مارا بہرام قید خانے مین تھا قید ہی یہ خبر عبدالجبار و عبدالقہار نے سنی
محیط قبیلہ بھی لشکر مین موجود ہے سب لشکر تیار ہو کر آیا بہرام کو دیکھا سربرہنہ خود و دندہ غلاف لڑ رہا ہے
سب آکر شریک ہوئے بہرام کو لا کے سب نکال لیگئے نقابدار لڑتا بھرتا قریب سام کے پہونچا سام نے

لیکن دھنیا لگا ورنہ ہو انقابدار کے گا و سفالی دی نقابدار نے نیزہ آنکھ مین اسکے گینڈے کے مار دیا گینڈے
نے جست کی سام گرا نقابدار نے پانچ چار ہاتھ ایسے مارے کہ پشت و پہلو سام کا زخمی ہوا سام
زخمی ہو کر سامنے سے نقابدار کے بھاگا نقابدار نے پٹا و لوٹ لیا پھر تا لشکر سام سے بچ کر
نکل گیا سام بے سر و سامان اترا بہرام اس کا تعاقب کر کے پھر بچے بہرام نے کہلا بھیجا دلیرون تو نے
مجھکو لا اتر جانے مین گرفتار کر لیا پروردگار نے تیری سرکوبی کو نقابدار بیر پوش کو بھیجا ہم تیرے
مقابلے کو آسکتے ہین چار لاکھ ساحر بھی ہمارے ساتھ ہین مگر ہمارا یہ دستور نہیں کہ غیر ساحر سے ساحر
لڑین ابھی اشارہ کردین تو وہ تیرے دھوئین اڑادین مگر اپنا یہ دستور نہیں ضرور طاقت ہین نا چار
مجبور نہیں یا تو ہم سے مقابلہ کرو ورنہ کی اطاعت کر اُسنے ایلچی کو جواب معقول نہ دیا یہ کہلا بھیجا کہ ہمارے
پاس کچھ اسباب جنگ نہیں نقابدار نے بارگاہین ہماری جلادین ہمے پھونک دیے جتنے سامان
منگوایا جو سامان جنگ مہیا ہوے تو تم سے مقابلہ کرین بہرام صبح کو مسلح ہو کر یکہ و تنہا گھوڑے پر سوار
ہو کر چلا سرداروں نے کہا بھی کہ آپ اکیلے نہ جائیے بہرام نے نہ مانا اکیلا اسکی بارگاہ مین آیا آکے
للکارا کہ او نامرد اٹھکر مقابلہ کر سام نے جو بہرام کو تنہا پایا ساحروں سے کہا اس جوان کو مار لو
بہرام نے تلوار کھینچی کٹنے لگا مین کرگی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار بیر پوش تلاش کرتا ہوا آیا ہی
آسمان پہ ایک لکا بری چھایا ہوا ہی اس ابر سے چشمک زنی برق کی مگر بوقت جنگ وہ ابر الگ ہو جاتا
اور بیر پوش نے جو دیکھا کہ بہرام لشکر سام مین لڑ رہا ہی قصد کیا کہ جا پہونچے کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ
سکندر پشت مرکب پر سوار بیر پوش کو للکارا او نقابدار یہ کیا حرکت ہی بیر پوش سکندر پہ جا پہنچا ہین
نیزہ چلنے لگا برقان برق وش نے جو دیکھا کہ ضیغم سے ایک جوان کمسن جلد الگا بصورت مقابلہ
کرنا ہی چلی تھی کہ سحر کرون ابر سے نسیم آتشخو نے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او ساحرہ مین نے دیکھا آگے
نہ بڑھنا جتنے بیچارا برقان برق وش و نسیم آتشخو سے سحر چلنے لگا زمین پر سکندر و ضیغم لڑ رہے ہین مگر
برقان نے دو تین سحر ایسے کیے کہ سر ملکہ نسیم کا زخمی ہوا برقان نے چاہا کہ نسیم کو پکڑ لوں کہ شاہین نے
جھپٹ کے گرز مارا آواز دی او ساحرہ خبردار برقان برق وش شاہین پر سحر کی پشت پر سے
آکے گلشن نے کمند سحر لگائی برقان کو پکڑ لیا نسیم آتشخو نے زبان مین سوزن دیا اپنے ابرین چھپایا
نسیم نے زخم سر باندھا اب جو اشارہ کیا ہاتھ پاؤن ضیغم کے بیکار ہونے لگے سکندر پیشتر بڑھے
گرز تبرزین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا نیرنگ صبا نقارہ بجا لشکر کی بجا گا سکندر ضیغم کو پکڑ لیے لشکر مین
آمارا سیان لشکر بہرام مین گرمی جنگ مین آپہنچا عبد الجبار و عبد القہار ایک جانب سے محیط فیلسوف
اب جو لشکر سام پر دبائو پڑا اسنے چاہا نکل جاؤن بہرام نے للکارا او مکار کہاں جاتا ہی سام پلٹا
ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گھوڑے سے دونون گرے کشتی ہونے
لگی بہرام نے دو پہر مین سام کو زیر کیا لشکر نے اسکے شکست کھائی لشکر طرفین ایک دوسرے کو لے
بھاگا بہرام سام کو لیے ہوے اپنے لشکر مین آیا شام ہو چلی تھی کہا لیجا کر اسے قید کرو سام کو قید
کیا آپ اپنی بارگاہ مین آیا جب سام نے پہلے شکست کھائی تھی اور بے سامان ہوا تھا تو اسنے
ایک عرضی خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کی تھی کہ غلام یہان آیا ایک نقابدار نے مجھے لوٹ لیا

بارگاہ مین جلا دین غلام بے سامان صحرا مین اترا ہی کچھ سامان روانہ کیجیے شاہان طلسم نے مشہور جادو کو
بارہ ہزار ساحرون سے سوار کیا مشہور تلاش کرتا ہوا صحرا مین پہونچا وہان لشکر شکست خوردہ سامم کا فروکش
تھا اُن سب کو ساتھ لیا بہرام کو خبر پہونچی مشہور جادو طرف سے شاہان طلسم کے سامان لیکر آیا ہی لشکر کو
سامم کے ہمراہ لیا ہمارے مقابلے مین آیا ہی بہرام بہت حیران ہوا برق فرنگی پھرتا پھرتا شامم کو حیران
تھا کر کسان عمرون ایک پہاڑ پر جو چڑہ گیا لشکر بہرام کو دیکھا بخدمت بہرام حاضر ہوا بہرام نے کہا
ای برق یہ تو بتلاؤ کہ استاد کہان گئے برق ترنپ گیا کہا استاد کو ایک ساحر اُٹھا کے لیگیا انھین کی
تلاش مین پھرتا ہون کہا تمنے سنا ہم تلاش مین آقا کی جا رہے تھے سامم پہلوان سے مقابلہ پڑا اُسے ہمنے قید
کیا ہی اب مشہور جادو فرستادہ شاہان طلسم ہمارے مقابلے مین آیا ہی جیسی تمھاری صلاح ہو برق نے
کہا مین ابھی جا کر انکی خبر لیتا ہون مشہور نے ارادہ کیا ہی کہ صبح کو سامم کو رہا کرونگا بہرام کو گرفتار کرکے
لیجاؤنگا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی برق بانہ دے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا کنارے لشکر مشہور کے
آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا سامم کی شکل بنکر لشکر مین آیا ملازمون نے جو دیکھا پوچھا اے پہلوان
وہان کیونکر رہائی پائی کہا بھاگ کر نکلا ہون شکر ہی کہ اپنے لشکر مین آگیا مشہور جادو کہان ہی چلے
اُس سے کہون کہ اپنی فکر کرے مسلمانون کا ارادہ ہی کہ شبخون ماریں کبھوان رسالدار سے باتین کرتا ہوا
بارگاہ مشہور مین آیا مشہور سامم کو دیکھکر اٹھا کہا ای سامم کیونکر چھوٹے کہا حضور رات کو بھاگ نکلا ذرا
کنارے چلیے مین آپ سے کچھ باتین کرونگا مشہور نے ہاتھ پکڑ لیا پوچھا کیا خبر ہی کہا سب کے سامنے
کہنے کی بات نہین ہی تخلیے کے خیمے مین لیکر آیا باتین کہتے کرتے برق نے کہا دیکھیے باہر کی آواز آتی ہی
مسلمان آپہونچے اب قیامت کی تلوار چلی مشہور گھبرا کے دیکھنے لگا برق نے حلقے کمند کے گلے مین
ڈالے بے حساب مارے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے بھاگا خادم خدمتگار رہ گئے آقا کو نہ پایا ہم
لشکر مین ہلڑ ہوا مشہور کو کوئی لیگیا صدا مین ہونے لگین کیا کرین کچھ بن نہین پڑتا مگر برق لیے ہوئے
مشہور کو جاتا ہی نیرنگ صبا رفتار عیار ضیغم شیر شکار اس فکر مین نکلا تھا کہ اپنے آقا کو رہا کرائے
کان مین زنگ کی آواز آئی ہیک کے جو دیکھا کہ برق فرنگی شاگرد خواجہ عمرو ایک پشتارہ لیے
ہوئے جاتا ہی نیرنگ نے حلقے کمند کے راہ مین لگا دیے ایک نرسنگے مین چھپ بیٹھا برق جب اُس
مقام پر پہونچا دل دھڑکا حیران ہوا کہ ای برق مین تو بہت اچھی صحبت لایا ہون دل کیون دھڑکتا ہی سوچا
کہ ساحر کو لایا دل گھبراتا ہی تڑپ کر نکل جانا چاہیے ہی جست کی نیرنگ نے شیر کی آواز دی برق رکا
حلقے اے کمند کے بیچ مین تھا نیرنگ نے جھٹکا مارا برق گرا پشت بر پشت سے غالب ہوا کمند مین
کاٹنے کے ارادہ کیا ایک ڈھیسکر نے چاہا تھا گر جائے برق تیر پکڑکے سامنے آیا پیچ چلنے لگا
برق میان دعوی کا سا شعور دو تعلیم کرنے خواجہ عمرو کو بھلا ادیکر ہاتھ مارکر میان نیرنگ کا سر زخمی ہو
نیرنگ گھبرا گئے گرا جب برق چلا کہ سر کاٹ لون نیرنگ نے تڑپ کر کہا ای برق مجھکو قتل
کرکے تم مشہور کے نام پاتا ہمنام سب سمین مین بھی تمہارے باج کا پھول ہون برق نے ہاتھ
روک لیا کہا اگر یہ تمھا ملی جاوے تو تمنے مجھے کیون ستایا نیرنگ نے کہا ایک دل لگی سوجھی میرے
آقا لشکر سکندری مین قید ہوگئے ہین ملکہ بلقان برق و شمس کی نسیم نے پکڑ لیا ہی انکی تلاش مین نکلا

تمکو جاتے ہوے دیکھا خیال مین آیا انکو بچا کر دیا انجام ہوا برق نے گلے سے لگایا مشہور کیا پیشاره ایک دن کو رہ مین سکندریا کہا چلو ہم چلکر تمہارے آقا کو رہا کرین برق فرنگی نیرنگ کو ساتھ لیکر چلا دونون نے صورت بدلی خدمتگار بنے ہوے لشکر سکندر مین آئے دیکھا لشکر سکندر مین بڑی چہل پہل ہی ایک خیمے کے دروازے پر چالیس پچاس کنیزین بیٹھی ہین برق تو نہایت تیز ہو رنگ و دمن عیاری کا نکالا ایک کمیدان کی صورت بنا نیرنگ کو مزدور بنایا ایک پنڈا انکے کاندھے پر رکھکر اس خیمہ قیدخانے پر آیا جو کنیزین بطور نگہبانی بیٹھی ہین ایک نے پکار کر کہا ماندی کون آتا ہی برق نے جواب دیا شاہزادے نے شراب بھیجی ہی پنڈا لیکر آیا ہون اور رنگ کنیز نے قریب بلایا برق نے پنڈا رکھوا دیا اور رنگ نے اور کنیزون سے کہا لو پیو تم لوگ شراب کی شکایت کر رہے تھے پوچھا کمیدان صاحب یہ شراب کسنے بھیجی کہا اسوقت شاہزادہ سکندر نے جلسہ کیا تمہارا خیال آیا مجھے ارشاد فرمایا کہ ہماری کنیزون کے واسطے شراب لیجاؤ مین لیکر حاضر ہوا برق و نیرنگ کنارے ہو گئے اور رنگ نے شراب سب کو پلائی پلاتے ہی کر سب بیہوش ہو گئین نیرنگ برق کی عیاری پر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ تسلیم کر دو خاجہ عمرو کی تاثیر ہی کیا جھٹ پٹ عیاری کی سیکھ قتل کر کے اندر آیا دیکھا ملکہ برقان برق وش زبان مین سوزن مبتلاے دام رنج و محن اپنی گرفتاری

قلق یاد مین صنم کے یہ اشعار پڑھ رہی ہین اشعار

مین اگر آپ سے جاؤن تو قرار آجائے
پہ یہ ڈرتا ہون کہ ایسا نہو یار آجائے

باندھ صواب چارہ گر و بچے کہ وہ بھی شاید
وصل دشمن کے پیے سے سودا آجائے

کر دیا اور بھی ای جوش جنون خوار و ذلیل
مجھسے ایسا ہو کہ ناصح کو بھی عار آجائے

نام بدبختی عشاق خندان ہو بلبل
تو اگر نکلے چمن سے تو بہار آجائے

جیتے جی خیر کو ہو آتش دوزخ کا عذاب
گر مری نعش پہ وہ شعلہ عذار آجائے

کلفت ہجر کو کیا رو دون ترے سامنے مین
دل جو خالی ہو تو آنکھون مین غبار آجائے

ہجر ملدار ہون کس طرح نہون دشمن جان
عجب حبیب ناصح بیداد کو پیار آجائے

شہر جان جوش جنون ہو تو ترپنا لیکن
چارہ سازون مین ذرا دم دل زار آجائے

حسن انجام کا مومن مرے بارے ہی خیال
ہنسنے کہتا ہی وہ کافر کہ تو مارا جائے

نیرنگ نے بڑھکر سلام کیا زبان سے سوزن نکالا برقان نے کہا ای نیرنگ کیونکر یہان پہنچے اسنے سب حال بیان کیا برقان نے کہا اب مین جا کر شاہزادے کو رہا کرتی ہون تم لوگ ہٹ جاؤ برق و نیرنگ الگ ہوے برقان برق وش جلد ہی دیکھا سامنے ایک خیمہ ہی معاذ سے پر اس خیمے کے ایک کمیدان کئی سو جوان حفاظت کر رہے جو کوئی اسطرف سے نکلتا ہی حاضر باش و ہوشیار باش کی صدا بلند برقان نے سحر کیا کہ سب سو گئے ملکہ برقان برق وش اندر ہی نیرنگ عیار رفتار نے اکر شاہزادے کو دیکھا حیران و پریشان ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے مگر شاہزادہ بعزاز زنجیر طلا ہاتھی خانہ زنجیر مین فلک سر ہی یہی قصد ہی کہ قید توڑ لاؤن ترتا ہون تا نکلون مگر قید آہنی گران ہی قید نہین ٹوٹتی اسکو جو مین منتظر بیٹھا ہی برقان نے اکر سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ دای نیرنگ کیونکر یہان پہنچے نیرنگ نے کل احوال بیان کیا برقان نے کہا ای شہریار چلئے جسم کو نہایت غصہ ہو کہا ملکہ میرا دل نہین چاہتا کہ مین قیدخانے سے

اس لونڈے سے مجبور گا ایسے ساتھ جادوگر نیان مین ضیغم نے کہا ہمارے قزاق کیا ہوے نیرنگ نے
کہا سب دروازہ کوہ مین موجود ہین ضیغم نے کہا مین ابھی آگر تمکو نہ مارونگا نیرنگ کی تو مراد یہ ہو کہ یہان
سے نکل چلیے شاہزادہ کب مانتا ہی نیرنگ نے ہتھکڑی کاٹی شاہزادے نے خانہ زرہ مین آکے
قید کو توڑا اخار بیدار لشکر تیلون سے پار ہو گئے برقان نے چاہا مین پنجہ کمر مین دیکرے نکلون ضیغم نے
کہا ملکہ یہ ارادہ نہ کرنا مین اپنی جان دیدونگا برقان حیران ضیغم پل کرتے ہوے نکلے ایک کرسی لیا
اسپر سوار ہوے نیرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا برق نے چلا گیا ملکہ برقان عقب مین انکے مرکب کے
قریب طلایہ کے پہونچے نیرنگ نے کہا آقا کنارے سے نکل چلیے کہا ہم تو اسی طرف سے جائینگے
کامگار سنگ دل کوتوال بارہ سو جوانون سے طلایہ دے رہا تھا انھے جو دور سے دیکھا ایک جوان
آفتاب جمال گھوڑے پر سوار نہایت بدمزاج گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی کامگار نے آواز دی
کون آتا ہی ضیغم نے کہا دیوانے آپ مین ہم آپ کے باپ ہین خبردار ہمکو نہ روکنا کوتوال نے آواز پہچانی
مشعلین جو سلیوں نے دکھائین کامگار نے کہا تو یہ کہی جاتا ہی کہیں تو جانے نہ پائے تمام ملازم
لینا لینا کہکر چلے اسوقت برقان کی یہ حالت تھی بہر مرتبہ بیقرار ہو کر پکارا اٹھتی ہین اے شہریار ذرا ہے کہا تھے
تیر کو سہت نہ ستا سخت ہوا بتو میری یہ کیفیت ہو

نظم

جا پہنچے نالے مرے افلاک پر
روح عاشق یا حباب آرزو
حسرتون لوٹا کیگی خاک پر
داغ دل بیکار جانے کا نہین
آج عالم ہو ترے فراق پر
کیا عجب ہو رند کا آنسو رہے
رشک ہو اس زمین چالاک پر

ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر
تخم نرگس کس طرح روز فراق
پھول لائے کا اگیا خاک پر
ہوئے لبہا سے گلگون جو ہے
دانۂ انگور سبز تاک پر
جان و دل مرحمت ہین نسیم

قبل اگر آئین کے بجلی فلک پر
یہ ادا دے ایک مشت خاک پر
چھپ سکیگا تجھسے کیا میرا امراض
ناز کرتی ہو دل صد چاک پر
سینہ جو صد چار مین نکلے ہوے
سنگ ہو ہر ریشۂ مسواک پر
حسرت افزا ہی مری طبع روان
ہین فدا ہون صاحب ادراک پر

شاہزادے سے کامگار نے مقابلہ کیا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ضیغم نے روک کر ہاتھ مارا کہ بیچ مرکب
اسکے چار ٹکڑے ہوے کوتوالی چبوترے کے پیادون مین غل ہوا کہ کوتوال صاحب مارے گئے
چہار جانب سے گھیرا ضیغم نے بڑھکر شمشیر زنی کی دس پانچ پیادے جو مارے گئے غل مچاتے ہوے
بھاگے دور ہی سے گنتی کی ارے ہتھیار پھینکدے ارے ہتھیار پھینکدے جس نے کہا ہتھیار
پھینکدے لپک کے ہاتھ مارا سر اسکا اڑ گیا دوسرا ڈالی دیتا ہوا بھاگا یہ جوان ہشتم چھٹ ہی اس
قیدی سے فدا نا چاہیے ہنگامہ جو ہوا قزاق انکے در و دروازے کو دین چھپے تھے اپنے آقا کی آواز سنکر
دوڑے دیکھا شاہزادہ لڑ رہا ہی قزاق بھی عجب سے لڑے لشکر مین آفت بپا کردی جا جا ہر نے جاکر
سکندر کو جگایا کہا آقا نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ضیغم قید خانے سے چھوٹ گئے میر طلایہ مارا گیا
سکندر جھلا کے اٹھا کہا اس طفل کی شامت آئی ہو مردان عالم کی قید جسم سے معلق ابھی مقفلین
با نیچا کا تا ہون گھوڑے کی آواز کو لگے دیکھا ضیغم بیچ عام مین لڑ رہا ہی کئی سو جوانون کو مار کر گرا دیا
نعرے پر نعرہ بلند ہی منم ضیغم تیغ صف در ہی سنہ بر میدان کھلاوری سکندر نے بھی نعرہ کیا نعرۂ سکندر

لیا کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا خواجہ عمرو کو جو ملکہ مہران آسمان سپر نے پایا چند جادوگرنیوں نے پہچانا کہ خود یہ
وہی عیار ہے کہ جسنے آفتاب کو مارا کیا تماما مہران عمرو کو لیکر اپنے لشکر میں آئی رفیق جادو سے حکم دیا کہ اسکو
بحفاظت لیکر وایک عرضی شہنشاہ طلسم کو افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ سامری و جمشید کی عنایت سے ایک
جادوگر عمرو کو جادو ر جانکر میں لے آئی ہوں اسے قید کیا ہے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤں سحر العجائب وحید الغرائب نے
جو نام عمرو کا سنا کلاہ کو اچھال کیا کہا صاحبو دیکھو یہ عنایت سامری ہے کہ ملکہ عالم نے عمرو پکڑ پایا اگر عمرو مارا گیا
حمزہ کا بادو قوت جائیگا اسی ظالم کی وجہ سے ساحر مارے جاتے ہیں کیسے کیسے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے
گئے جواب میں لکھا اے ملکہ عالم ہمارا اقبال یاور ہوا طالع مددگار ہیں مناسب ہے کہ عمرو کو بقید خدمت میں
مفتی طلسم کے روانہ کر دیجیے وہ مسئلہ درست کرکے اسکی سزا دیگا بعوض جادوگروں کا خون اسکی گردن پر
ملکہ کو یہ نامہ پہونچا رفیق جادو کے ساتھ ساٹھ ہزار ساحر گئے ہمراہ عمرو کی لیجاوے رفیق تنبیہ عمرو کی لیکر
طرف مفتی طلسم کے چلا مفتی طلسم عالم فارغ التحصیل جا بدستور مفتی گری پر بیٹھا ہے تمام اہلیان دربار جمع ہیں
کہ ہرکاروں نے خبر دی رفیق جادو مصاحب ملکہ مہران آسمان سپر قید عمرو کی لیے ہوئے آتا ہے مفتی نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا شاہان طلسم نے بڑا غضب کیا صاف صاف میری کتاب میں مرقوم ہے کہ عمرو کی قضا
کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے مگر بار وجبوت وہ آکر پہونچے تم لوگ مسئلہ خون ساحران پیش کرتا میں فتوئ
شریعت حکم دونگا کہ عمرو کو قتل کرو فوراً قتل کرو اتنا میں احکام سامری مشاہدہ کا ہر کتاب میں یہی لکھا ہے
کہ عمرو کا قتل ہونا دشوار اگر عمرو پر کوئی تکلیف ہوتی ہے روح سامری پر صدمہ پہونچتا ہے یہ ذکر تھا کہ
عرض ہوئی کہ قید عمرو کی حاضر ہے کہا جلد لاؤ عمرو زنجیروں میں بندھا ہوا اندر بارگاہ کے آیا مفتی کو
جو مسند قضیات پر دیکھا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اسپر ہو جو یہ خداوند سامری و جمشید کو برحق جانتا
ہو خداوند لقا کو پیشوا مانتا ہو مفتی صاحب کا نائب فضل فاضلان گھر سے بھی فاضل اپنے نزدیک
بڑا عاقل و عالم جلدا سنے مسئلہ لکھا مضمون یہ تھا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین سامری بیچ اس شخص کے
ہزاروں ساحر قتل کیے ہوں اسکو کیا سزا دیجائے فضل نے یہ مسئلہ پیش کیا مفتی صاحب بیٹھے قلم
اٹھایا تھا کہ کچھ لکھیں کہ عمرو نے پکار کر آواز دی جناب مفتی صاحب چند باتیں متعلق شریعت میں
لکھا انکو سن لیجیے آپ اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں خدا کی شان میں مصرعہ یعنی سامری و جمشید
کے مقدمے میں کہا جاتا ہے مصرع بے رضائے تو پر برگ نہ جنبد ز درخت * یہ جھوٹ ہے یا سچ ہے
یا آپ کو اس مضمون کے ماننے میں کچھ ہے آپ نے بتا سا پتھر سر پہ باندھ لیا یہ بارگناہ ہے جلد حکم لگائیے
مفتی نے کہا بے قدرت سامری تو کیا ایک تنکا بھی بے انکے حکم کے نہیں ہلسکتا ہاتھ پاؤں
آنکھ ناک سامری نے ہر کام کے واسطے بنا رہے کہ انسان امور ضروری میں مصروف ہو ہاتھ دستگیری
کرے قدم با قدم راہ راست سامری پہ چلیں آنکھیں تماشائے قدرت دیکھیں دنیا میں کوئی ذلیل
کوئی جلیل کوئی قاتل کوئی مقتول ہے حکم خداوند اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتا عمرو نے کہا اسی
حکم کے پابند رہیے ساحران نامی ملیحان خداوند گرامی میرے مقابلے میں آئے جیسا میں نے انکو
بے حسن کیا قتل کرنے چلا تھا قدرت ملک ربوت کو نہ حکم دیتے میں کیونکر قتل کرتا آپ اسمیں فضیل
فرمائے جو کچھ قتل ہوا حکم سامری سے کام کیا پھر کیوں ہو ظالم کہا ان سب کا خون گردن پر سامری و جمشید

کے مین مجھکو ناحق ملعون کیا سامری و جمشید کے نام پر لعنت کیجیے مجھکو رہا کر دیجیے ورنہ آپ کی بھی گردن اڑیگی
اس قطعے کو بھی یاد کرو نگا مفتی صاحب سنانے مین آگے قلم ہاتھ سے گر پڑا کہا ای نائب من عمرو نے
عجب مسئلہ پیش کیا اگر انکار کرون خدائی باطل ہوتی ہے شاہان طلسم کو جواب لکھو کہ عمرو کو ہم قید کرتے ہین
از روے شریعت کے قتل عمرو جائز نہین اپنے ملک آپ کو اختیار ہے ہم نہین حکم دیتے یہ عرضی داسلوت
روانہ ہوئی نائب صاحب کو حکم ہوا قصر عیش گاہ مین اسکو قید کرو فضلہ عمرو کو لیکر قصر عیش گاہ مین آیا عمرو
نے دیکھا سو نازنینان پری جبین اسی قصر مین مصروف عیش ہین ڈھول بج رہا ہے فضلہ نے قفس عمرو کا وہین
لٹکا دیا شکیل پردہ در ان سب کی افسر ڈھول آگے لٹکا ہوا ہے گا رہی ہے سو نازنین مہ جبین اسکے ساتھ
مین پڑ رہی ہین غزل نسیم دہلوی کی گا رہی ہین

غزل

سوال طرز سخن سے تمھارے پیدا ہے	ہمارے سر کی قسم تمکو آرزو کیا ہے
امید مرگ مین قطع امید سے تم سے کی	مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہے
خفا ہین جسکے سبب آپ کل سے اسدم تک	یہین تو آج کی شب بھی وہی تمنا ہے
سیاہیان شب فرقت مین تھین کہان ایسی	گرہ دو دو چار کا مرے اندھیرا ہے
نہین ہے مجھے گھر مین نہ دشت مین راحت	عجب طرح کا یہان روز روز حال میرا ہے
عجب طرح کی آئی ہین کٹتین شب و روز	کسی کا عقدۂ گیسو پھر آج کھلوا ہے
اداس ہو سبب انفعال کچھ ڈکھو	یکیون ہو ن پر جبین پہ مزاج کیسا ہے
کہان بسر ہوئی اوقات ہاے بندہ نواز	بہت دنون مین حسین تجھے آج دیکھا ہے
خوش نصیب چھپاتے ہو راز دل ہر دم	مجھے بھی آپنے بدخواہ کوئی سمجھا ہے
وہی لحاظ کی ہوتی ہین باتین چلن سے	ابھی تک آپ کو ایجان مجھسے پردا ہے
ہزار کوئی کہے کب کسی کی سنتا ہے	نسیم آپ کی باتون سے دل سے شیدا ہے

خواجہ عمرو نے دیکھا کہ یہ لوگ گانے مین خوب مصروف ہین عمرو نے ایک تان لگائی کہ بجلی چمک گئی
شکیل نے ہاتھ روک کر کہا ارے یہ کسنے تان لگائی کلیجے پر چھری چل گئی سب نے کہا حضور ہمنے تو
تان نہین لگائی ہم تو آپ کے ساتھ گا رہے تھے شکیل پھر گانے لگی عمرو نے پھر تان لگائی ابکی تو شکیل
نے دیکھ لیا کہا ارے قیدی تجھکو گانا بھی آتا ہے عمرو نے کہا حضور گانا بجانا سب کو آتا ہے اپنی جان سے
بیزار مجبور رونا چاہا آپ لوگون مین آکر قید ہوا ہون دل بہلاتا ہون شکیل نے کہا جو شعر گانے تھے نہین
شعرون کو پھر گاؤ خواجہ نے کہا ملکہ یہ کون گانے کی صورت ہے آپ ایسی حسین و جمیل میری نگاہ سے
نہین گذری امیدوار ہون کہ مجھکو قید سے رہا کیجیے اس قصر سے نکلکر کہان جاؤنگا عیش خانہ طلسم مین
عمر بھر چین کرونگا آپ لوگون کی خدمتگذاری مین مصروف رہونگا آپ کے ساتھ گاؤنگا بجاؤنگا
ایسے مکان عیش کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا شکیل نے ساتھ والیون سے کہا حقیقت مین سچ کہتا ہے
دبلا پتلا ناتوان حبشی نہین موجود ہین ایک طمانچہ مارو تو مر جائیگا سب نے کہا حضور بجا ہے اگر
بھاگنے کا ارادہ کرے تو بوٹیان کاٹ کے کھا جائین کنیزون نے اسیوقت خواجہ کو قفس سے نکالا
کہا او قیدی گا عمرو نے کہا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان کیا خاک گاؤن طوق گلوگیر نے گلا گھونٹا

آ جاؤ کب تلک یہی شکیل نے کہا قید بھی کاٹ دو خواجہ کی قید کاٹی گئی اب تو خواجہ قید سے رہا ہو کے
بیچ میں بیٹھے شکیل نے ڈھول ہاتھ میں لیا ملکہ شکیل سے آنکھیں ملا کے چونکہ وقت شب ہی
عمرو نے یہ غزل بہ سوز و گداز شروع کی

غزل

ہجر میں میرے سیہ خانے کی رکھ پروا نہ شمع — اے دکھیوں وصل کی شب تاب جا پروانۂ شمع
جب پڑی زنجیر گریہ پھر کہاں آزادگی — دام میں لائیگا تجھکو اشک کا ہر دانۂ شمع
دیکھ کر محفل میں دشمن جلتے جلتے بجھ گئے — کس لئے پوشیدہ میرے حال کا افسانۂ شمع
بات کچھ ہو یا نہ ہو آنسو بہا دینا اسے — رکھتی ہے پیری میں حسن گریۂ طفلانۂ شمع
روسیاہی قسمت گلگیر میں لکھی گئی — بیگناہی کے لیے پیدا ہوے پروانۂ شمع
زندگی تک آتش الفت کی تھیں سب گرمیاں — جان پروانے کی نکلی ہو گئی بیگانۂ شمع
وائے حسرت قتل گریہ ایک بھی اگتا نہیں — ہوتی ہے ناحق لگن میں اشک کا ہر دانۂ شمع
دن کو پنہان رات کو فانوس کے رخ پر نقاب — کس قدر رکھتی ہے پاس غیرت پروانۂ شمع
دامن گریہ چھپا دیتا ہے عریانی کا عیب — تن پہ رکھتی ہے ردائے اشک بیتابانۂ شمع
کیا غضب ہے بوئے گل معشوق بلبل بن گئی — پھر نہ آیا تجھکو پاس الفت پروانۂ شمع
صاحب زینت نہیں محتاج زینت غیر سے — حاجت مشاطہ رکھتی ہے نہ گلشانۂ شمع
مہندی زنجیر گریہ کیوں ہے دیوانوں کی شکل — مانگ لے پرواز کرنے کو پر پروانۂ شمع
بعد مردن عاشقوں کے پاسبان معشوق ہیں — رات بھر کرتی ہے حفظ لاشۂ پروانۂ شمع

خواجہ نے جو یہ غزل گائی شکیل اور تمام کنیزیں کوئی ہنستی ہے کوئی روتی ہے رنگ صحبت دگرگون ملکہ
شکیل بے اختیار ہو کے روتی ہے کہتی ہے خواجہ نے آگ لگا دی مضمون شمع سنکر دل روشن ہو گیا
رنگ محفل کا نمونۂ گلشن ہو گیا کوئی بلائیں لیتی ہے کوئی گرد پھرتی ہے عمرو نے پوچھا کیوں ملکہ شکیل اس طرف
منتی صاحب بھی آتے ہیں شکیل یہ سنکر شرمائی اور سر جھکا لیا کہا اس حقیر پہ انکو بڑی رحم ہے نہیں معلوم
کہاں سے مجھکو بلوایا بلا میں پھنسایا ہر روز تشریف لاتے ہیں منتی گری دکھاتے ہیں اب تک تو میں نے انکو قبول
نہیں کیا یہی میرا جواب ہے کہ مجھکو قتل کیجیے میں بھی اپنی عصمت ہاتھ سے نہ دونگی ایسا نگوڑا بدصورت
ضعیف ساحر کال اس قلعے والے انکو سید منتی گری جانتے ہیں اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں بڑی بڑی
کتابیں جمع ہیں ہر ذرہ سے پوچھا جائے کوئی کتاب پڑھ بھی سکتا ہے سب کتابیں گرد رکھتا ہے انکے
بیچ میں بیٹھتا ہے کہتا ہے صحبت تاثیر کریگی مسئلے پوچھنے والے آتے ہیں اسی کے حکم پر چلتے ہیں عمرو
نے جو یہ حال سنا اور زیادہ برائیاں منتی کی بیان کیں شکیل نے کہا اے قیدی جان سے اپنی بیزار ہوں
کہاں بھاگ جاؤں کیونکر اپنے کو اس ظالم سے بچاؤں اگر نکل جاؤں اسکے نوکر جا کر تلاش کرنے لگیں عورت
گوشہ نشین کوئی بات نہیں بن پڑتی عمرو نے کہا کنارے چلیے میں ایک بات آپکو تعلیم کروں کہ کبھی
وہ آپ سے قصد نہ کریں ملکہ شکیل خوش ہو گئیں عمرو کے ساتھ تخلیے میں آئیں پوچھا کیوں اے قیدی
کیا کہتا ہے تیری کیا خوشی ہے عمرو نے شکیل کو باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر کہا اے شہنشاہ خوبی
وائے سرو باغ محبوبی گلوری کھا کر ایک جام شراب کا پیو طبیعت کو فرحت ہو شکیل پینے لگی

کہا ای قیدی کیا اپنے دل کا حال کہوں آٹھ پہر تڑپتی ہوں جی چاہتا ہے جان دیدوں کچھ بن نہیں
پڑتا عمرو نے جھٹ پٹ جام لبریز کیا کمال سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی جام شکیل کو پلا کے بیہوش کیا
شکیل کو تو زنبیل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شکیل کی شکل بنکر تیار ہوئے چلا چلا کے رونا
شروع کیا پکارا کہ آؤ دوڑو صاحبو دوڑو دوڑو ارے قیدی بھاگ گیا مجھے دھوکا دیا یہ قیدی طرار فرار تھا
ابھی تو کر تخت سے کود آنکھوں کے سامنے غائب ہو گیا سب کنیزیں دوڑیں کہا ماری کیا ہوا کہا وہ
قیدی مجھے باتیں کرتے کرتے بھاگ گیا تخت سے کودا سامنے جاکر غائب ہوا اب میں اسکو کہاں
ڈھونڈھوں میں اب منتی صاحب کو کیا جواب دونگی پوچھینگے قیدی کو کیا کیا نہیں معلوم اس قیدی سے
کیا خطا ہوئی تھی یہ کہکر سر زمین پر دے مارا کپڑے پھاڑ ڈالے سر سے قطرے خون کے ٹپکے کنیزیں بچ
کہا ماری قیدی کو آگ لگے کیا اپنے کو کیوں آپ ہلاک کرتی ہیں ایسا نہو کوئی اعضا بیکار ہو جائے
شکیل کہتی ہے میں اپنی جان دونگی یہ خبر ہو منتی صاحب کو خبر پہونچی کہ آج شکیل کا عجب حال ہے
جان دیے پر آمادہ ہے دریائے رنج و غم کی طغیانی ہے زلفوں پر پریشانی ہے یہ سنتے ہی منتی صاحب دوڑے
قصر میں آکر دیکھا سو کنیزیں سر جھکائے ملکہ کو سمجھاتی ہیں شکیل کا حال ابتر ہے زار و مضطر ہے منہ میں کہتی جان ہی
جاتی ہیں جا کر سنو میں کہتی ہوں کنیزوں سے کہتی ہیں مجھکو چھوڑ دو میں آج اپنی جان دونگی منتی
نے آکر کہا آخر ملکہ عالم کیا ہوا شکیل نے منہ چھپا لیا کہا میں بد نصیب آپکو صورت دکھانے کے
قابل نہیں ہوں میرے مقدمے میں دخل نہ دیجیے آپنے تو مہربانی صرف فرمائی کہ قصر عیش کا مجھکو
افسر کیا مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی کہ آپکے قیدی کو چھوڑ دیا آخر یہ قیدی کون تھا منتی نے کہا ای شہنشاہ
تجلی وای رنگ دہے گل حدیقہ محبوبی یہ وہ شخص تھا کہ اسے ہشمشن کو دریاے قلزم میں جاکر مارا
دو مامہ کو سر میدان قتل کیا غلغلہ آباد میں بڑی دھوم کی عیاری کی لقاے ظفر آفرین کو مارا بڑے
بڑے کار نمایاں کیے ملکہ مہران آسمان سیر نے اسکو قید کرکے بھیجا تھا میرے واسطے بڑی بدنامی
ہوگی بادشاہ پوچھینگے کہ عمرو کی قید کیا کیا تو میں کیا جواب دونگا شکیل نقلی نے کہا حضور میں کیا جانتی
مجھے یہ گمان نہ تھا ایسا بلا چلبلا اسطرح تیز بھاگا کہ جنبش نہ دوڑ سکی میں ارے ارے کہکر رہ گئی
منتی صاحب خاموش ہو رہے تھوڑی دیر میں آنے کی سوچا دو گروہ کو حکم دیا کہ عمرو کو تلاش کرو جادوگر
برائے تلاش نکلے بر حسب عادت قدیم بات کو منتی آئے شکیل کے پاس بیٹھے لگاوٹ کرنے لگے آج تو
شکیل نے بھی کاندھے پر ہاتھ رکھدیا منتی ایسے خوش ہوگئے جی میں کہتے ہیں کہ آج معشوق بے پیر نے
بڑا احسان کیا لگاوٹ کی بات کی سب کنیزوں سے کہا کہ اسباب عیش و نشاط مہیا کرو یہ سنکر سب دوڑیں شراب و کباب
لائیں سب سامان مہیا کر دیا منتی نے کہا صاحب آج ملکہ کا کوئی نہیں شکیل نقلی نے ہنسکر جواب دیا میرے
سر میں خلل ہے دیکھو بیٹھا جینا ہر گز تمہارے کہنے کا خیال ہے سنو صاحب میں نے جا اپنی تمام پر سوچا
تو معلوم ہوا کہ چاہنے والا نہیں ملتا کئی سال تمکو ہو چکے آخر میں کیا تم بن جا رفت و تمہاری خوشی ہوگی قبول
کرونگی پھری کھلیے یہ سنکر منتی کی ہر اک باچھ دن پر منتی پھولا جاتا ہے شکیل نقلی کے لگاوٹ کبھی چٹکے بلا لیتے کبھی دو دھول مار
کبھی ہنسی کبھی جھگی ملاتی ہوتے ہوتے منتی نے ہاتھ باندھ کر کہا ملکہ عالم آج تو سرفراز فرمانے کا وعدہ
کیا ہے کہا تمہاری خوشی بھی کر دونگی یہ کہکر وصول لیکر چھپکین سامنے منتی کے مصل ہو بیٹھا منتی بیقرار ہو گیا

گاہ روشن ذات حق مانند خور در وحدت است — گاہ مثل ماہ تابان جلوہ گر در کثرت است

ما را اندر خلوت است و حاضر اندر جلوت است — ذات حق موجود اندر کثرت است و قلت است

لب بجنباند لبفر مانش کرا این قدرت است — ہم زند در علم تقدیرش کرا این جرات است

حسن روشن افزون بی جان جہان صبح و مسا — گاہ در صورت نمایان گاہ اندر سیرت است

سرکشان دارند سر بر خاک عجزش سرنگون — گردن گردن کشان خم زیر بار منت است

میرساند روزی ہر روز آن روزی رسان — جا بجا گسترده اندر دہر خوان نعمت است

بد عسرت مینماید چہرۂ عشرت خدا — آب حیوان کج نہفتہ در میان ظلمت است

کی نماید جلوۂ نور ذات اندر دیدۂ آتش — بہر سنج ہر کسکا افتادہ حجاب غفلت است

دست و پای خود بجنبان در عبادت روز و شبا — نساخکہ مہندی اندرین حرکت سراپا برکت است

مفتی جی نے خوب چٹکیاں بجا بجا کے یہ غزل پڑھی کنیزیں دوسرے قصر میں چلی گئیں خواجہ نے اُنکو بھی شراب بیہوشی پلادی مفتی صاحب گاتے گاتے اُلٹے نشے کے جوش میں منڈاسا سر سے گر گیا بند قبا کھلے ہوئے پاجامہ کھسکا جاتا ہے تو ندپر یہیں ٹھہرتا اُٹھتے ہی بیہوشی نے لپانچہ مارا خواجہ خنجر لیکر چلے کہ مفتی صاحب کو مفت میں قتل کروں جیسے ہی خنجر کھینچکر چلے قصر میں سناٹا ہے کنیزیں دوسرے قصر میں بیہوش پڑی ہیں ایک آواز عمرو کے کان میں آئی کہ او قیدی کیا کرتا ہے دارالعلم کو سونا کیے دیتا ہے عمرو دیکھنے لگا کہ یہ کون ہے کسنے آواز دی کوئی معلوم نہ ہوا عمرو پھر چلا پھر آواز آئی کیا کرتا ہے ارے تیرے ہاتھ میں اور قید ہی تجھکو کچھ خدا کا خوف نہیں ہم لوگوں کی مصیبری کون کریگا ایک ایک اس شہر کا ٹھوکریں کھاتا پھریگا اگر یہ مارا گیا سارے شہر کو افسوس ہوگا عمرو حیران ہے کہ یہ کون آواز دیتا ہے کہ دیوار مکان شق ہوئی دیکھا وہی فضلہ گردمیں آتا ہوا جھپٹتا ہوا آتا ہے برابر عمرو کے پہونچا عمرو نے اُسی وقت جیبی کو مارا کہ فضلہ پر حلقہ ہاے کمند مارے فضلہ نے آہ کی منہ سے دھوان نکلا حلقہ ہاے کمند چلگئے جلدی میں تین وار عمرو نے کیے وہ تینوں خالی گئے جیا اعمرو نے جست کرکے ٹکرین فضلہ نے دو تھپڑ مارا عمرو لڑکھڑا کر زمین پر گرا خنجر ہاتھ سے چھوٹا تڑپنے لگا فضلہ نے بڑھکر چاہا کہ مفتی صاحب کو ہوشیار کرے عمرو نے کہا بھائی صاحب میں مجبور و ناچار ہوں میرے قتل کرنے سے آپ کو کیا ملیگا اگر لذت سخن ہی و قتے کو حکم ہوجائیگا وہ مجھکو بچالیگا تمھاری کیا مجال جو مجھکو قتل کرو فضلہ نے کہا ارے یہ تو بتا کہ شکیل کو کیا کیا عمرو نے کہا میں کا تھا کھا گیا جب فضلہ مفتی صاحب کو ہوشیار کرنے جاتا ہے عمرو ایسا مبتلا لگا دیتا ہے فضلہ پھر باتوں میں معروف ہوجاتا ہے باتیں کرتے کرتے عمرو نے فضلہ سے کہا میرے قریب آئیے تو میں آپ کو دکھا دوں کہ شکیل کہاں ہے آپ شکیل کو بلا لیجیے شکیل کہتی تھی میں نائب صاحب سے راضی ہوں مفتی صاحب مجھے ہاتھ نہ لگائیں فضلہ کہ گھر سے فاضل تھا کہا کیوں خواجہ کیا وہ میرا نام لیتی تھی عمرو نے کہا تمھارا نام لیکر روتی تھی کہتی تھی ہاے کیا کوئی مفتی صاحب زبردستی مجھے روکے ہوئے ہیں نائب صاحب مجکو اپنی خدمت میں لیتے تو بڑا احسان ہوتا کہا خواجہ اُسے کہاں رکھا عمرو نے کہا میرے ہاتھ پاؤں کھولو تو ابھی تمھیں دکھا دوں اس بجوے کو بیہوش پڑا رہنے دو تم اپنا مطلب کرو میں منہ پھیرے کھڑا رہونگا مفتی کو مفت میں قتل کرو تم مفتی قلعہ بنکر بیٹھو فضلہ نے

سحر اُتارا عمرو نے زنبیل فضول سے کمال دیکھے وہ سناٹے کنارے دریا کے بیٹھی ہے اب جو اسنے منہ نکال کر
دیکھا حقیقت میں کنارے دریا کے شکیل فرش قالین پر بیٹھی ہے ایک بجرے پر چند نازنینان حسین آئی
ہیں اور شکیل کو بلا رہی ہیں شکیل کہتی ہے مجھے دریا سے ڈر معلوم ہوتا ہے اب تو نائب صاحب نے پکارا
ارے بی شکیل یہان آؤ آج سناتا ہے شکیل نے پلٹ کر کچھ دیا نہ ہوا ہے میں مہمان نوازی کیلئے آئی
ہون دوسری کشتی آئے تو میں جاؤن اس بجرے میں خوف ہے فضلہ نے کہا صاحب مہمان بھی رہی
ہیں بجرہ درست کرا دونگا تمہاری کنیزیں تمہارے ساتھ شکار کھیلینگی وہان تم کیون پریشان ہوئی
ہو میں ہمیشہ سے قتیل تیغ ابرو تمہاری تھا میرے حال پر رحم کرو جب دیکھا عمرو نے کہ فضلہ خوب تماشے میں
مصروف ہے باتیں بھی کر رہا ہے چو ترفون میں ہاتھ ڈال کر زنبیل میں ڈالدیا کہا پاس جا کے باتیں کرتے ہی
انکا علاج ہونے لگا میں نے کپڑے اتروا لیے لڑکی منی کی سر پر رکھی تڑاتے تڑاتے تو ایک سونٹا
پشت پر پڑا کہا صاحب ہم کس مصیبت میں پھنس گیا نہایت ہی بہتر کہی میان تو شکیل نہیں معلوم
ہوتی تھی ڈھونا پڑی بیٹھے ایسے دو تین سونٹے مارے کہ نائب صاحب چونڈ سہلا رہے ہیں عمرو
نے جینا مغنی صاحب کو بھی زنبیل میں ڈالا انکا بھی اچھی طرح علاج ہوا اب نائب اور مغنی دونون
لوکیان ڈھو رہے ہیں لیکن ایک کنیز کو دیکھا تاج پہنے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھی ہے حیران حیران دیکھ رہے
ہیں مارے ڈر کے مارے منہ سے بول نہیں سکتے فوراً اشارہ کیا ہاتھ کسی طرف چلے سونٹا پشت پر پڑا
خواجہ عمرو ورنگ روغن عیاری کا لگا کر مغنی صاحب کی شکل بنے ایک پلنگڑی پر آرام کیا صبح کو کنیزون کو
ہوش آیا آکے دیکھا مغنی صاحب اکیلے سو رہے ہیں کنیزین جھک کر پاؤن دبانے لگیں اس گھڑی جاگی ہیں
مغنی صاحب اُٹھے ہماری بی بی شکیل کو کیا کیا مغنی لقل گئی اٹھے کہا صاحبو اسکا ذکر نہ کرو کیا
مرتبہ اُسکو خدا نے دیا ہے وہ وہین کر دیتی ہے افسران فوج کو بلاؤ ہم لشکر تیار کر کے برائے قتل مسلمانان
جانیگے اور یہ مسئلہ دستخط کر دینگے کہ سب مسلمان قتل کیے جائیں ان سب کی گردن پر ساحرون کا
خون ہے کنیزین گئین چند افسر آکر حاضر ہوئے مغنی صاحب نے حکم دیا لشکر تیار کرو لشکر فوج ہر سمت سے
سرحد کی اسی ہزار ساحر وغیر ساحر اس قلعے میں رہتے ہیں کہا سب کو تیار کرو اسی ہزار کا لشکر بیرون قلعہ
قلعے میں ساحر طائران سحر پر سوار ہوئے مغنی صاحب کے واسطے ایک مینا کا تخت آیا خواجہ اس تخت پر
سوار ہوئے مگر شاہان طلسم نے حسب درخواست سرداران تصویر سامری کو بلایا پوچھا ذرا دیکھو تو
مغنی صاحب کیا کر رہے ہیں پتلی نے سر پیٹ کے کہا وہ تو عمرو ہے زنبیل میں ڈوکری ڈھو رہے ہیں
عمرو کی کچھ تدبیر کیجئے عمرو نے مغنی صاحب کو پکڑ لیا لشکر کو لیے ہوئے طرف ملکہ مہران آسمان پیکر
جاتا ہے یہ سنکر سحر العجائب نے آواز دی یاروں غضب ہوا مغنی صاحب پکڑ لیے گئے سحر العجائب نے
کہا کوئی ساحر تم میں ایسا ہے کہ جاکر عمرو کو پکڑ لے یہ سنتے ہی میخوار بدمست نے کہا اشارہ میں جا کے
علاج کرونگا عمرو کو گرفتار کرونگا ساٹھ ہزار فوج لی کوچ کر کے چلا خواجہ بعد قطع منازل وطی مراحل
مرحلہ پیمائی کرکے قریب لشکر مہران پہنچے مہران کو کنیزوں نے خبر دی نہیں معلوم کیا افتاد پڑی
کہ مغنی صاحب مع فوج جنگی تشریف لاتے ہیں مہران نے اپنی کنیز سوسن صد زبان کو روانہ کیا کہا
سوسن دریافت تو کر مغنی صاحب سے ملاقات کرنا دریافت کرکے آ کہ تشریف لانے کا کیا باعث ہے

خواجہ عمرو تخت پر سوار علم و احکام سب پر جاری سوسن آگے پہونچی خواجہ لشکر مہران سے دس کوس
ہٹکر ایک صحرا مین اُترے بارگاہ استادہ ہو بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین کہ وہین ہوئی سوسن صد زبان
کنیز ملکہ مہران آتی ہو مفتی صاحب تجھے مین جا بیٹھے حکم ہوا سوسن کو یہان بھیجدو سوسن اندر آئی
پوچھا مفتی صاحب کہان ہین سب نے کہا اندر تشریف رکھتے ہین سوسن اندر آئی دیکھا مفتی صاحب
مسند پر بیٹھے ہین سوسن نے آکر سلام کیا خواجہ نے کہا بی سوسن آؤ ہم تمھارے مشتاق تھے
سوسن نے کہا ملکہ عالم نے پوچھا ہو آپ کے تکلیف کرنے کا کیا باعث ہوا کہا بیٹھ جاؤ بتائے دیتا
ہون تمکو راضی کرکے بھیجونگا سوسن بیٹھی باتین کرنے لگی خواجہ نے باتین کرتے کرتے گلوری اُٹھاکر
دی سوسن بیہوش ہوئی سوسن کو بھی نذر زنبیل کیا مصاحبون کو حکم دیا ہم تنہائی کے خیمے مین ہین کوئی
ہمارے پاس آنے کا ارادہ نہ کرے ہم کچھ حل مسئلہ کرتے ہین یہ کہکر تنہائی مین آئے رنگ و روغن
عیاری کا نکالا سوسن کی شکل بنے گلیم اوڑھکر باہر نکلے کسی نے نہ دیکھا کہ مفتی صاحب کہان گئے
جانتے ہین تخلیے مین داخل ہین کوئی دخل نہین دیتا خواجہ بصورت سوسن لشکر مین مہران کے آئے
مہران آسمان سیر مشتاق بیٹھی ہو سوسن نے آکر سلام کیا مہران نے پوچھا کیون سوسن مفتی صاحب
کے آنے کا کیا باعث ہو سوسن نے کہا حضور بادشاہون کی بات ہو اعلان نہ عرض کرونگی تنہائی کیجیے
تب عرض کرون مہران اُٹھ کھڑی ہوئی خواجہ مہران کو لیکر باتین بناتے ہوے تخلیے مین آئے باتین
کرتے کرتے ہنسکر کہا واری چہرہ آپ کا اُداس معلوم ہوتا ہو ایک جام شراب نوش فرمائیے چہرے پر
رونق ہو یہ کہکر جام بھرکے مہران کو دیا مہران بجوٹ پی گئی پیتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے کپڑے
اسکے اُتار لیے زیور بھاری بھاری وہ لیکر آپ پہنا اسی کی صورت بنکر بارگاہ مین آئے اور برہنہ
کرکے پلنگ کے نیچے مہران کو ڈالدیا آپ تو آکر تخت پر بیٹھے سردارون کو بلاکر حکم دیا خیمہ ہنے تخلیے کا
استادہ کرایا ہو روپیہ پیسہ کوڑی جواہر لاکر خیمے مین جمع کرو ہمکو معلوم ہوا کہ عیاران اسلام چاہتے ہین
ایسا نہو عیاری کرکے مال کے واسطے تمھاری جان بھی لین مین سب کی حفاظت چاہتی ہون افسران
فوج دوڑے مال لاکر جمع کرنے لگے رات کو خواجہ اس خیمے مین تشریف لائے دیکھا نقد و جنس
لاکھون روپئے کا اسباب رکھا ہو گٹھریون مین مال نام صاحبان مال کا لکھا ہوا ہو جال مارا سب
مال لیکر نذر زنبیل کیا صبح کو ارادہ ہو کہ سارے لشکر کو لیکر کوچ کرون حمزہ کے ہاتھ سے سب کو
قتل کراؤن رات بھر اسی بات کے پہلو ڈھونڈھا کیے صبح کر تخت پر آکر بیٹھے ارادہ ہو کہ تیاری لشکر کا
حکم دون وہان سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ عمرو عیار قتل ہوا یا نہین
وہی پتلی سنہری آئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس عالم یاس گھبرائی ہوئی سحر العجائب نے
پوچھا کیون اے لقوہ سامری عمرو کیا گزری پتلی قہقہہ مارکر ہنسی کہا اے شہنشاہ عمرو کا حال
نہ پوچھیے طول کلام سے کیا فائدہ ایسا نہو کہ جانبندگان سامری کہین کہ لقوہ سامری نے
دھوکا دیا کیا کہا مین صاف صاف جتلاتی ہون کہ بصورت مہران آسمان سیر عمرو عیار تخت پر
بیٹھا ہو مال سب چکا اب جان لینے کی فکر مین ہو ایسا نہو کوئی افتاد پڑے سحر العجائب نے کلیجہ پکڑ لیا
خود تڑپ کر چلا خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے ہین حکم جاری کیا چاہتے ہین کہ آسمان پر ہوائے تیرہ و تار چلی

ابر اٹھا عمرو کو گھیر لیا ابر زعفرانی پڑے روز دشتو جو چمک لے آیا عمرو نے چاہا تخت سے اٹھون گلیم
اوڑھ کے بھاگون کہ آسمان سے ایک مرغ زرین پیدا ہوا آواز دی او ساربان زادے خبردار اپنے مقام
سے نہ اٹھنا عمرو نے جست کی مرغ زرین نے کہا یہ کیسی حماقت ہے عمرو دم سے گرا پاؤن زمین نے تھام
لیے سب سردار ہان ہان کرکے دوڑے کہ ابر زعفرانی پھٹا سب نے سحر العجائب کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا
خراش ناخن غم جا بجا آنکھون سے آنسو جاری دل پر بیقراری ہاے ملکۂ عالم کہان ہین یہ کہتا ہوا زمین پر
آیا خواجہ عمرو پر نگاہ کی پھر ڈالی رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی سحر العجائب نے کہا
بتا او ساربان زادے تو نے ملکہ مہران کو کیا کیا عمرو نے وہی مسخرے پن کا جواب دیا کہ مین بھوکا تھا
کھا گیا سحر العجائب کوڑا لیکر اٹھا کہا مارے کوڑون کے کھال اڑا دونگا عمرو نے کہا آپ کو اختیار ہے لیکن اگر
میرے ساتھ محبت سے پیش آیئے گا ملکہ مہران کو بتا دونگا اور اگر زبردستی کا ارادہ ہے تو اب وہ پیٹ مین
ہضم ہو جائیگی سحر العجائب نے کہا یہ باتین اور کہین جا کر بنانا شہنشاہ طلسم نور افشان کوکب اب بھی قید مین
ہین تصویر سامری سے پوچھ لونگا کہ کیا حال ہے مجھ سے مخفی نہیں رہ سکتا عمرو نے بھی سوچا ہے صاحب اختیار ہے ع
اسکو ضرور معلوم ہو جائیگا اور یہ بھی خیال ہے کہ وہ زوجۂ شاہ نور افشان ہے کہین مخفی نہ رہیگی لاچار عمرو نے
کہدیا کہ زیر پلنگ ملکہ پڑی ہین مین نے بڑی خطا کی کہ نصیب مین نہ رکھ لیا سحر العجائب نے اپنی زوجہ کو نکالا
دیکھا بالکل برہنہ کہا کیون خواجہ لباس اسکا کیا ہوا عمرو نے کہا بس چور کو غنیمت جانیے لباس جسکا جسم تھا
وہ لیگئے زیور و لباس ہمارا حق ہے سحر العجائب نے کہا او ساربان زادے جب تک تیرا جی چاہے چبا چبا کے
باتین کر اب جام عمر تیرا لبریز ہوا کیا مجال کہ اب کوئی تجھکو بچا سکے یا مجھ تک آسکے یہ کہکر خواجہ کو گھسیٹتا ہوا بارگاہ
مین لایا سب کو خطا ہوا کہ کیون صاحب اسی طرح حفاظت کرتے ہین عمرو نے یہ قیامت برپا کی سب حیران
ہوگئے کہ جتنے بڑے بڑے انتظام کیے یہ عیار یہان تک کیونکر آیا سب کو مار لیا ہوتا مگر [illegible] نے بڑا
احسان کیا کہ اپنے کو عین وقت پر پہونچایا سحر العجائب نے مہران آسمان سیر کو تاج وغیرہ پہنایا تخت پر
بٹھایا عمرو کو ایک شیشے مین قید کیا ترانہ محفل افروز سے کہا بھائی ترانہ ہوشیار رہنا اور مہران سے کہا خدا
کل صبح کو میدان خونی کی تیاری کرنے اسکو جب قتل کر لینا تب اور کوئی کام کرنا اور بعد قتل عمرو تم کوچ کر کے
قلعہ طاسی مین آنا یہان تمہارا رہنا بہت شاق ہے عمرو جو قتل ہو جائے پھر طلسم کشا کا قتل ہونا بہت
آسان ہے پھر جب طلسم کشا خرم و خندہ صاحب اسم اعظم ہے لیکن عیارون نے اکل صاحبقرانی کو زور دیا ہے
مقام بہاری عیاری کی وجہ سے بچا ہے ورنہ اسکا قدم تنہا کیا مجال تھی کہ ساحر مشعش کو دریا سے قلزم مین
بجا کر گرفتار کرتا وہ مقام آ سنے اپنے رہنے کا مقرر کیا تھا کہ یہان ہوا بھی نہ جا سکتی تھی یہ ظالم وہان بھی
پہونچا نہ وجہ کو بخوبی سمجھا کر سحر العجائب تو چلا گیا مہران نے دربار کو درست کیا کئی لاکھ سردار دربار مین بیٹھے
ہین لیکن ترانہ محفل فروز مصاحب ملکہ مہران جو عمرو کو لیکر ایک خیمے مین لا کر عمرو کو قید کیا آپ
دروازے پر بیٹھی دو کنیزین گرد پھرتی ہین تھوڑی دیر عمرو کو قید کو گذری ہے اسنے سنا کہ عمرو کسی عورت
سے باتین کر رہا ہے ترانہ نے جھانک کر دیکھا ایک عورت نہایت حسین و جمیل عمرو کے ہاتھ جوڑ رہی ہے
اور کہتی ہے ہاے خدا مجھکو کسی کے ہاتھ فروخت نہ کرنا خواجہ جواب مین فرماتے ہین تمنا تو تاجر کی ہے
بیچا نہ بیچا اب آج تو مین قید ہوگیا کل کسی وجہ سے رہا ہو جاؤنگا رقم اس سے لیکر تمہین حوالے کردونگا

دور دور کر منتین کر رہی ہو کہ خواجہ زنگی کے ہاتھ محبوبہ بیچا ہے تمکو سنکر ترانہ حیران ہوگئی کہ یہ نازنین عمرو کے
پاس کہان سے آئی پیچھے ہی پردہ اٹھا کر اندر خیمے کے گئے آئی عمرو نے جو پاؤن کی آہٹ سنی عورت کو اٹھا کر
گھر تک لا کر غائب کر دیا سر جھکا کر بیٹھے ترانہ نے کہا خواجہ یہ نازنین کون تھی مین حیران ہون کہان غائب ہوگئی
عمرو نے کہا آپ نے بڑا غضب کیا کہ اندر بے دون پکارے چلی آئین ہم آپ کے قیدی بندے ہین ہمارے
مقدمات مین دخل نہ دیجیے اور جب کبھی اندر آئیے تو اتنا پکار کر کہدیجیے کہ خواجہ ہم آتے ہین ہوشیار ہو جاؤ
ایسا نہو کہ آپ کو ہمسے کچھ رنج پہونچے ترانہ نے کہا خواجہ تمکو اپنے آقا کے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ یہ نازنین
کون تھی اور کہان گئی عمرو نے کہا آپ ان باتون کو مجھسے نہ پوچھیے یہ مقدمات راز و نیاز ہین یہ مین نہ بتاؤنگا
خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے اول تو میان قید خانے مین نازنین کہان آپ کی کوئی کنیز آئی ہوگی اسی کو آپ نے
دیکھا ہوگا اور اگر ہوگی تو آپ پوچھیے ولی کون ہین یہ نازنین مجھسے نہ پوچھیے ترانہ نے کہا خواجہ تجکو غیرت
ہرگز نہ عورت آپ کے قدمون پر گری بولی کہ رہی تھی کہ مجھکو زنگی کے ہاتھ فروخت نہ کیجیے گا آپ نے
جواب مین فرمایا تھا کہ مین تو زنگی سے بیعانہ لیچکا ہون آج قید ہو گیا کل رہا ہو کر تمکو بیچونگا عمرو نے کہا
اسکا ذکر ہی میری سمجھ مین نہین آتا اپنے مقام پر جائے بیٹھیے وہ نہ رکا سکے کہونگا کہ ملکہ ترانہ مجھسے بہل گئی
ہین ترانہ نے کہا خواجہ ہم سامنے ملکہ مہران کے تمھاری سفارش کرینگے ہم دم بدم گذارش کرینگے کہ
عمرو بیچارہ ہے اسکو رہا کر دیجیے عمرو نے کہا آپ کی مہربانی مین تو قید سے آج ہی چھوٹ جاؤنگا اب
کیا مین رہ سکتا ہون آپ سفارش نہ کرین ترانہ عزادار ہے منتین خوشامدین کر رہی ہے کہ اس نازنین کو
مجھے دکھا دو بھلا خواجہ کب قبول کرتے ہین آخر ترانہ نے کہا اس نازنین کو میرے ہاتھ فروخت کیجیے عمرو نے
کہا اب تمنے راہ کی بات کہی آپ اس نازنین کا کیا دیجیے گا ترانہ نے کہا وہ ملکہ مہران سے بھی زیادہ
خوبصورت ہے مصر الغراب کی خدمت مین پیش کر دونگی عمرو نے کہا قیمت دلوا دیجیے ترانہ نے کہا مین
سب کچھ دلسکتی ہون لاکھ روپیہ حاضر کر دونگی عمرو نے کہا سنو صاحب شرع مین شرم کیا ہے بردہ فروشی
ہم عیارون کا پیشہ ہے سرکار سے حمزہ کی تین روپیہ مہینا ملتا ہے ہم لوگ نشے باز عیاش ہین دس پانچ روپیہ
روز کا خرچ کیونکر نبھے اصل یہ ہے کہ جہان کوئی عورت خوبصورت دیکھی اسکو چرا لائے سوداگرون کے
ہاتھ بیچ لیا مین سب عیارون کا استاد ہون مجھکو دوہرا حصہ ملتا ہے یہ ایک راجہ کی بیٹی ہے اسکے واسطے
بڑی مصیبتین اٹھائین راتون کو جنگلون مین پڑے رہے اکدن یہ شوالے مین پوجا کرنے آئی مین بت کے
پہلو مین بیٹھا تھا فوراً اسکو بیہوش کیا نکال لایا وہ کہتی تھی کہ میرے مان باپ کے پاس مجھے بیچلو جو تم
لوگے وہ دلوا دونگی حقیقت مین ایک سوداگر زنگی جوان بکری ہے وہ مدت سے اسپر مائل تھا دس ہزار
اس سے بیعانگی لیچکے ہین اب آپ فرماتی ہین اگر آپ لاکھ دینگی انکے دس ہزار پھیر دینگے لیکن وہ سوداگر
بہت فساد برپا کریگا آپ ایک مرتبہ خریدینگی وہ ہمیشہ کے خریدار ہین ترانہ یہ حال سنکر کانپ گئی کہا خواجہ
تمھارے دیدے سے ڈرنا چاہیے پرائی بہو بیٹیون کو چرا لاتا اور جسکے ہاتھ چاہا بیچ ڈالا کچھ خوف نہین
عمرو نے کہا حضور ہمارا پیشہ بردہ فروشی ہے سب طرح کی عورتین آجاتی ہین ترانہ نے کہا خواجہ صاحب
میرا دل کانپ رہا ہے تمسے بات کرنے کو دل نہین چاہتا لیکن جسپر نازنین فریفتہ ہے تم یقین کر رہے تھے
سب حال تو تمنے بتا دیا یہ نہ بتایا کہ اسکو کہان رکھا عمرو نے کہا یہ بڑے راز کی بات ہے

اسمین کرامات ہی یہ خواجہ ہمارے گلے مین پڑا ہی اسی مین رکھ لیتا ہون مگر مہربان تمکو یا کسیکو یا اور کسی
اسکا ذکر نہ کرنا ایسا نہو بی مہران کو خبر ہو جائے یہ اصل مین زنبیل ہی ہر مہم مین میری کفیل ہی بعد
گفتگو کے بسیار ترانہ نے کہا کہ خواجہ اب اُس مہ جبین کو نکالو جب مین نے باہر سے دیکھا تھا کہ وہ
بیچاری قدمون پر سر رکھے ہوے کہ رہی تھی کہ خواجہ زنگی کے ہاتھ مجھکو نہ بیچنا میرے ماں باپ
کے پاس مجھکو بھیجو تمھارے دل مین بالکل رحم نہین تم ہی کیسے گئے گزرے مین تڑپ گیا نہ بیچا اُسکی بھولی بھولی
باتون پر دل ٹکڑے ہوا ہی عمرو نے کہا صاحب بیٹھے ورحم کرے تو چھوٹ کیونکہ جھوٹے صاحب اب مین
نکالتا ہون میری سفارش ملکہ سے کرنا ایسا نہو مجھکو قتل کرین ہر چند کہ مین اب رہا ہو جاؤنگا ترانہ نے
کہا خواجہ میری قیمت ہی انکا مت وسوسہ ہو عمرو نے کہا آپ کی جستجو بالکل بیکار ہی یہ کہکر گھنڈیان
زنبیل کی کھولین کہا اندر ہی تھی ہو اُسکو نکالا دیکھیے ترانہ خوشی خوشی حجاب کرنے لگی دیکھا وہ نازنین
ایک نظر حالی زمین پر بیٹھی ہوئی گھوریان بتاسری ہی بہت نازنینان مہ جبین کا جا ہی کہین رنگ اُچھل رہا ہی
کہین سانس کھینچ رہا ہی کہین ناچ کہین گانا ترانہ نے پکار کر آواز دی بی بی آؤ مین نے تمکو عمرو کی قید سے چھڑا دیا
مین تمکو خرید لونگی اُسنے آواز دی کچھ دیوانی ہوئی ہی مین تجھکو خود خرید لونگی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے
ہمین کون خرید سکتا ہی اب تو ترانہ نے کمر تک اپنے کو زنبیل مین ڈالدیا جب عمرو نے دیکھا بی ترانہ
تماشا دیکھنے مین مصروف ہوئین اور چلا جا کے کہتی ہی اری آئی عمرو نے چھ تھدن مین ہاتھ دیکر ترانہ کو زنبیل
مین ڈالدیا جیسے ہی ترانہ زنبیل مین گری کالی کالی لونڈیان دوڑین کہتی ہوئی اری کپڑے اتار دے
چلو حساب سمجھانا ہوگا ترانہ رونے لگی لونڈیان نہین سنتین بی ترانہ کے کپڑے اتروا لیے ایک غرقی اسکو
باندھنے کو دیدی باورچی خانے مین لاکر داخل کیا کہا میان پتیلیان دھویا کر کھانا پکایا کریگا ترانہ
بلک بلک کر روتی ہی کہ ہاے مین کس مصیبت مین پھنسی اُس نازنین کو دیکھا سنہری جوتا پہنے ہوے
کنیزون کے ساتھ پھر رہی ہی کہتی ہی ہما نرگس بجا سوسن آج ذرا کھیلنے نہ چلوگی آج تو دریا بڑے
جوش مین ہی چند نازنینان مہ جبین کو ساتھ لیکر کنارے دریا کے پہونچی بجرا موجود تھا اُسپر سوار ہوئین
ماہجبین قوم کی بنگالنین ڈالڈین ہاتھ مین دو پاے ذرا ذرا مینڈی پڑگئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین غزل

فصل گل آئی ہی گل اور ہی سامان ہونگے — میرے دامن مین مرے دست و گریبان ہونگے
سب یہ کافر ہین حسینون کی نہ سن تو اے دل — چار دن بعد یہی دشمن ایمان ہونگے
شک ہو جائینگے انجام کو اپنے شکوے — رنج کے خوف سے ہم انکے ثنا خوان ہونگے
کھینچے تیغ تامل ہی یہ کیون بسم اللہ — سر جھکا دینگے جو یان بندۂ احسان ہونگے
کسطرح جائین کہ مانع ہی ہمین خوف مزاج — زلف برہم ہی تو کچھ وہ بھی پریشان ہونگے
ناتوانی ہی گرانی متوا ہی دل بیتاب — پھر تو بوسے لب جان بخش کے ارزان ہونگے
یان نہین جلوۂ جانان سے ذرا جا خالی — اشک آکر مری آنکھون مین پشیمان ہونگے
شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مزے وصلت مین — درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے
شوخیان کرنے جنون آج کہان پھر کل ہم — خاک اڑانے کی زمین دشت یہ ویران ہونگے
گریہ احباب تم مبسم ہی نہ ہنس او غافل — خون رو لینگے وہی زخم جو خندان ہونگے

یاد آئیگا کسے مرگ ہمارا یہ کمال — حال کھلجائیگا جب خاک میں پنہاں ہونگے
تجھکو کروٹ نہ ملیگی تہ زیر لحد سونے کی — سر پٹکتے ترے در پہ مرے ارمان ہونگے
خانہ زادوں کو کہاں قید محبت سے فراغ — ہم وہ بلبل ہیں یہیں خاک گلستان ہونگے
دم نکل جائیگا گر ہاتھ لگا او جلاد — وہ کہیں زخم جو شرمندۂ احسان ہونگے
دور سے عشق کرینگے صفت گرد نسیم — ہم پس مرگ بھی قربان گلستان ہونگے

ترانہ یہ سب معاملے دیکھ رہی ہے اور اپنے حال زار پہ روتی ہے کہ میں کس بلا میں پھنسی ہوں ہائے میں نے عمرو سے کیوں پوچھا کہ اُس ظالم نے مجھکو اس آفت میں مبتلا کیا تھا نہ تو اس حال میں پھنسی کہ اپنی جان سے بیزار لیکن خواجہ عمرو بعد قید کرنے ترانہ کے ہتھکڑیوں کی کیل کانٹے بیڑیاں وغیرہ کا کھٹکا ترانہ کی شکل بنکر تیار ہوئے آواز دی کہ ایک کنیز اندر آئے سمن نامے کنیز اندر آئی خواجہ نے باتوں میں لگا کر اسکو بیہوش کیا اسکو اپنی صورت بنایا قید میں اُسکے خیمے میں ڈالدیا ترانہ کی شکل بنکر باہر نکلے دوڑے ہوئے دربار میں ملکہ مہران آسمان سپر کے آئے عرض کی اے ملکۂ عالم آج عجب معاملہ درپیش ہوا کنیز عمرو کی محافظت کر رہی تھی ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا میری آنکھ بند ہوئی میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ اپنے دونو خداوند تشریف لائے ہیں فرماتے ہیں اے ترانہ محفل افروز آج تو نے سامری وجمشید پر احسان کیا عمرو ایسا شخص جو ہمارا دشمن ہے بڑے بڑے ہمارے پوجا کرنے والے ہاتھ سے اس ظالم کے مارے گئے اب بہتر اسی میں ہے کہ اس ظالم کو قتل کر تاکہ ہماری روح کو خوشی ہو اگر یہ مارا گیا اور قتل ہوا تو مذہب سامری قائم رہجائیگا اور سحر العجائب وسحر الغرائب سے اطلاع کر دے کہ حمزہ کے ہاتھ سے فتح اس طلسم کی ممکن نہیں ہے اس طلسم کی عمر درازی ہے کچھ خوف نہ کریں یہ بھی فرما گئے کہ وہ عجائب و غرائب پہ جا کے حمزہ پھنسیگا اب واری میدان خونی کی تیاری کیجائے صبح ہوتے ہی اس ظالم کو قتل کیا جائے اب یہ زندہ نہ بچیگا لونڈی امیدوار ہے کہ آج جلسہ آراستہ کروں قدرت کو عالم خواب میں دیکھا آج تو ایسی خوشی ہو کہ تمام اہالیان لشکر شادی کریں ہر مقام پر ناچ ہو شراب تقسیم کی جائے سب کو شراب پہونچے مہران نے کہا اے ترانہ تجھے اختیار ہے جسطرح جی چاہے جلسہ آراستہ کر ترانہ پہلے میخانے میں بیہوشی شراب کو درست کیا کئی سو گلابیاں لیکر محفل میں آئی شراب کو لاکر سامنے رکھا اور یہ بھی حکم دیا کہ شراب کو ہمنے عام کیا جسکا جی چاہے شراب لیجائے اپنے اپنے مقام پر پیے آج ایسا جشن ہو کہ روح سامری وجمشید رشک کرے ہر جانب سے ہنگامہ ہوا لوگ دوڑے شراب پینے لگے چپلے کنیز اٹھا اٹھا کے لے گئے باہر ہنگامہ ہوا شراب چلنے لگی دوکانوں پر بھی شراب تقسیم ہونے لگی سارے لشکر میں غل ہوا کہ بی ترانہ نے سامری وجمشید کو خواب میں دیکھا اُسی کا جشن ہے ملکہ ترانہ نے آج یہ فیض جاری کیا ہے اب خواجہ نے سامنے کھڑے ہو کر ملکہ مہران کے غزلیں گائیں رنگ جمایا ملکہ مہران آنکھیں ملا کر فرماتی ہیں اے ترانہ حقیقت میں تجھے خوش آوازی بھی مرحمت ہوئی کوئی غزل لگاؤ عمرو نے یہ غزل شروع کی غزل

نفس مطلب نہ ذرا وہ بت جاہل سمجھا — سیف باطل کو وہ حق حق کو وہ باطل سمجھا
چاند کو عارض پرنور کا میں تل سمجھا — مہر کو عکس رخ حور شمائل سمجھا
ہجر میں شب کو جو کی سیر کواکب میں نے — صبح خورشید کو اس ماہ کی مشعل سمجھا

جیسا تم نے کیا ویسا فرا پایا اب لیں رونے ہو سب بادہ ہو جاؤ شہنشاہ نے جان بچالی طائرے آگئے عمرو کے ہوش اڑانے لگے خواب میں آرام نہ کرونگی میدان خون کی تیاری کرو عمرو قتل ہوا اسی وقت تدبیر ہونے لگی دار میں استادہ ہوئیں ہزارہا جلاد حاضر ہوئے شعلہ نگین لگا رہے تھے یہاں آدھی رات مہران آسمان سیر نے جاگ کر کہا کہ عمرو پہ بڑی برق بدبختیں لیکن مگر خواجہ نے ترانہ کو نہ قبولا آخر کو مہران آتشی تخت پر سوار ہوئی اشعار جیسی لاکھ کا لشکر تیار ہو کے آیا دار میں استادہ ہیں مہران نے جھلا کر کہا جب سب میرا لشکر تباہ ہوا دولا کھ ساحر مارے گئے میں یہی خیال کرونگی کہ ترانہ بھی قتل ہو گئی افسوس عجب مصاحب تھی ہر وقت میری خوشی کی طالب تھی عمرو کو دار پہ لٹکادو عمرو کو دار پر کھینچا یا تیر و کمان ہاتھ میں لیا بارہ ہزار ساحروں نے تیر و کمان لیے چاہتی ہی تیر ماروں علم ہو جب میرا تیر گوشے سے چلے بارہ ہزار تیر ایک جا میں نگوڑے کو مشبک کر دو قضائے کار صاحبقران نامدار دوارو ہی کرتے ہوئے آتے ہیں ملک اخضر و زنار و غیرہ و آفتاب وغیرہ ساتھ ہیں اول صاحبقران ایک دشت میں پہونچے لشکر اتر رہا تھا کہ ہرکارے دوڑ ہوئے آئے عرض کی ای شہریار مطیع جادو سام پہلوان کی مدد کو آیا آپ کے لشکر کو گرفتار کر لیا قیدیوں کو لیے ہوئے آتا ہے صاحبقران تلوار کھینچ کے مطیع جادو نے خبر پائی کہ طلسم کشا بڑے رسالے سواران نامی آتے ہیں بارگاہ سے نکل آیا چاہا کہ انتظام کرے کہ اول نائب خضر کا نعرہ ہوا انتظار لشکر کی گرمی آفتاب نے گرمی دکھائی پیچھے جادوگروں کے کھنچنے لگے لالہ عذار و ماہ رخسار ایک طرف آکے سحر کرنے لگیں جس طرف سحر کیا صفین کی صفیں الٹ دیں ماہ رخسار نے جسکو جمال دکھایا دیوانہ ہو لیا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سر ٹکراتا پھرتا ہی صاحبقران لڑتے ہوئے قریب مطیع کے پہونچے اسکو گمان ہی کرین صاحبقران لو مار لونگا کوئی سحر کیے جب تاثیر نہ ہوئی تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے دار روک کر مطیع کو قتل کیا مطیع کو مارکے حملہ اسنے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو قید سے چھڑایا بارگاہیں خیمے لوٹ لیے مہرام آکر قدموں سے لپٹا عرض کی آج یہ قیدی ہمارے واسطے سعادت ہوئی کہ آپ تک پہونچے اب مستدعی ہیں صاحبقران نے ساتھ لیا منزل بمنزل چلے ملک اخضر بڑی روش کر رہا ہے جہاں صاحبقران نے کوچ کیا تخت کے بلند ہو گیا چار جانب نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھتا ہی جس مقام پر کا زمین کا جنگل پایا اسکو سبز و شاداب کیا جہان زمین اندھیر تاریکی دیکھی اسکو منور کیا آج پہر رات رہے لشکر صاحبقران کا تیار ہوا سواری کرتا ہوا آتا ہی اخضر جو حسب عادت قدیم اڑا ہوا آتا ہی ایک طرف دیکھا ایک لشکر اترا ہوا ہے سوار پیدل مسلح و مکمل کھڑے ہیں آسمان پہ او بادل چھایا تماشا دیکھنے لگا ایک طرف دیکھی خواجہ عمرو دار میں لٹکے ہیں بلبلا بلبلا کے دعائیں کر رہے ہیں پکار رہے ہیں ای خالق بے نیاز اس مشکل کو آسان کر عجب بلا میں پھنسا ہوں دیکھیے آج جان بچے یا نہ بچے

نظم

ای دریغا که یار یارم نیست
دوستان دوست دوستدارم نیست
گفتم ای دوستان در محنت
گفت ای خام لطف کارم نیست
مے خورم بادهٔ فراق مدام

هیچ رحمی به روزگارم نیست
سوخت از آتش فراق دلم
گفت این رسم در دیارم نیست
مغتنم ... زور
که ز دو حسرت بر دل فگارم نیست

دست و پای بی زخم فراق
تاب نظر بر دل فگارم نیست
گفتم آخر به سوی ما نگری
ما به جز ناله ای نثارم نیست
چند کردیم هیچ سود نداشت

اندرین کار بخت یارم نیست
شفقتے کن گدائے کوے توام
کہ مرا ہیچ اختیارم نیست
غرق دریاے غم شدہ الحمد

غم بجان من شد و گرفت قرارم
چون مرا جز تو شہر یارم نیست
ہیچ دستے دلت ہمین نہ کشد
چیست یارا دگر کنارم نیست

اے دریغا کہ غمگسارم نیست
شد دوام خوار لطف کن یا قہر
بر بدت ہیچ وقت بارم نیست

اخضر کی جو نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی آسمان سے آواز دی یا صاحبقران جلد لشکر کو بڑھایئے خواجہ عمرو تیر باران ہوتے ہین ساحرون نے دار پر لٹکا دیا صاحبقران نے مرکب بڑھایا اخضر کڑک کے گرا پہلے اخضر نے دار کو کاٹا خواجہ کو پنجے مین لیکر جھپکا دار کو اس بیدار مغز نے گرا دیا عمرو کو لے لیا مہران آسمان سیر نے جو دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آیا عمرو کو لیے جاتا ہی مہران نے سحر کیا گولہ مارا اخضر کی کلائی پر آبلہ پڑ گیا اُف کرکے پنجے سے عمرو کو چھوڑ دیا مہران نے کہا لینا یارو یہ ساربان زادہ نہ جانے پائے سب جادوگر دوڑے کہ زمین پر گرے تو پکڑ لین مگر عمرو نے جھونٹا حضرت داؤد کا نکالا ایک ساحر کے سر پر مارا اُسکا سر پھٹا اندھیرا ہوا عمرو نے گلیم اوڑھلی اخضر کھڑا ہوا ہی کہ آفتاب آ کے چمکی مہران نے کہا او نمک حرام ابھی آفتاب نے پکار کر کہا تو نمک حرام ہی کہ اپنے ولی نعمت کو گرفتار کر لیا طلسم پر قبضہ کیا آج تک وہ جا بجا ہین تم لوگون کو شرم نہین آتی لشکر ہم حامل پرستون سے نکلے راہ حق پر پہونچے طلسم کشا کے شریک ہوے مہران نے گولہ مارا آفتاب نے شعاع سے کاٹا گولہ جو پھٹ کر گرا ہزارون ساحر جل گئے سر پھٹے غل بلند ہوا کہ زنار اگر پہونچی ملک اخضر پر بلوہ ہوا پکار کر آواز دی اے آفتاب اخضر کو بچاؤ آفتاب چمک کر غول پر گری کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے ہنگامہ گرم ہوا نقارے بے فیروزہ پہونچی لشکر مہران کا بلوہ ہر کہ پہلو سے نعرہ خیر کی آواز آئی نعرہ صاحبقران

سم اختر برج عز و جلال
ہمہ قاف از تیغ من شد نگون
ہر شہ آباد و اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان لوحیب لقب صاحبقران
کہ صاحبقران دہقانم نام شد

منندون پیشم فراری شدہ
زمین کافران زجہان پاک کرد

ہم عفریت از بیم عاری شدہ
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کہ آسمان پر بجلی چمکی سب نے دیکھا سیارہ شکوہ و شناس کا بن طلسمی قصر زمرد بین سے چلا آتا تھا اسوقت آگ سے بچا بلند ہوکر جہان پر دیکھا ہنگامہ عظیم ہی لاکھون کے بیچ مین صاحبقران لڑ رہے ہین لیدا میر کا ہاتھ مین ہی تیغ عقرب کے قبضے پر ہاتھ جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سب جنکا چار جانب سے گھوڑے ہین ملا امیر اُس بلوے تو نہین مانتے جہان اپنے کسی سردار کو پہنچے دیکھا اُس غول پر جا پڑے مہران نے دیکھا ایک نیا معاملہ ہی کہ ہمارے سب ساحر سر برہنہ لڑ رہے ہین غول کے غول ملک اخضر کتنا کر دیا مگر جب مہران سحر کرتی ہی ملک اخضر کانپ جاتا ہی اسکا سحر مہران پر تاثیر نہین کرتا مہران نے کنارہ فیروزہ کو زخمی کیا آفتاب کی حدت سے پریشان ہی جب آفتاب چمکی ہزار دو ہزار کو مارا صاحبقران کا آٹھ لاکھ کا لشکر بیس لاکھ فوج مین گھرا ہی مہر اسم وغیرہ سر برہنہ خواجہ عمرو کو بھی آتا جوش ہی برق بھی صورت بدلے ہوے معتر قران بندہ لیے ہوے ان دونون عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی کی بوچھار کر دی مہران نے کئی سحر صاحبقران پر کیے بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہوئی حیران ہی کہ ای مہران تیرا سحر خالی جائے بڑے افسوس کی بات ہی آخر طلسم کشا مین کیا کرامات ہی امیر نے اپنے کوتاہ دار پہچانا یا عمرو کو نہ پایا دار کو قلم کیا بیقرار ہو کر آواز دی یارو عمرو پر کیا گذری دار خالی پڑی ہی اگر خدا نخواستہ

میرے عیار کو قتل کیا اسقدر رؤونگا کہ جان اپنی دیدونگا میان سے تا بہ نورافشان روتا ہوا جاؤنگا
ایسے یار وفادار کا مارے جانا سخت طبیعت پریشان ہوگا ایسے اُس مقام پر صحبت حال اپنا ابتر کیا
عمرو نے دور سے دیکھا کہ میرے واسطے سخت بیقرار ہین عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا عرض کی ای شہریار
خدا نے مجکو بچایا ملک اخضر نے رہا کیا تھا صاحبقران پھر لڑائی مین مصروف ہوے ہرطرف ہنگامہ گیرودار
بلندی ملہ آفتاب شعلہ مزاج خوب روز و شور سے لڑری ہین ہزارون ساحر مارے مہران آسمان سیر
نے دیکھا لشکر کو شکست ہوا چاہتی ہے افسون کو آوازدی یا شیطان کیا ستم ہے حمزہ کے ساتھ بہت کم لوگ
ہین تم سب زیادہ ہو لشکر حمزہ کا گھرا ہوا ہے گھیر کر قتل کرو زندہ بچکر نہ جانے پائین سب کو گھیر کر مارو
ادھر نقبا ے بلندآواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار تصنیف کردہ سعدی پڑھ رہے تھے نظم

جہان بر آب نہادہ است و زندگی بر باد　　غلام ہمت آنم کہ دل برو ننہاد
جہان نماند و خرم روان آدمیے　　کہ باز ماند ازو در جہان بہ نیکی یاد
سراے دولت باقی نعیم آخرت است　　زمین سخت نگن چو مے منی بنیاد
کدام میش درین بوستان کہ باد اجل　　بے برآوردا ز بیخ قامت شمشاد
حیات عاریتی خانہ ایست در رہ سیل　　چراغ عمر نہادہ است بر در یچہ باد
برآنچہ میگذرد دل منہ کہ دجلہ بسے　　پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد
گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم　　ورت ز دست نخیزد چو سرو باش آزاد
بسے بدیدۂ حسرت زپیش نگاہ کند　　کسی کہ برگ قیامت زپیش نفرستاد
وجود خلق بدل مے کنند ورنہ زمین　　ہمان ولایت کیخسرو است ملک قباد
خلاف چشم بصیرت کہ گرد کرد و نخورد　　ببرد گوے سعادت کہ صرف کرد و بداد
ہمین نصیحت من گوش دار و نیکی کن　　کہ دانم از پس مرگم کنی بہ نیکی یاد
یکی دعا کنمت بے ریونت از سر صدق　　خدات در نفس آخرین بیامرزاد
تو ہم زبان نکنی گر بصدق دل گویے　　کہ آفرین خدا بر روان سعدی باد

ان اشعار سے ساحرون نے سحرون کو پھر دہنایا صاحبقران پر سحر کرنے لگے امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین ملک
اخضر جان دینے مین مصروف آفتاب چمک رہی ہر جسطرف جاکے اشارہ کیا شعاع گرمی روشنی ہوئی سو
دو سو جلے سو دو سو جھن گئے کسی پر برق گری کسی پر شعلہ ہاے آتش گرے جلکر رہگئے صاحبقران
لڑتے بھڑتے چلے سرداران تہمتن دہنے بائین مثل بہرام گردین خاقان چین دحمیط اژدر در و عبدالقوی
و عبدالجبار ردگر قیس سپرگردان و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ سعدو باری و
سیف ذوالیزن و ابوالمعجن گرد و طوق خران گرد علمداران لشکر اسلام یہ دونون بھائی
علم فوج لیے ہوے جہان پر علم فوج نصب کردیے اُسی مقام پر لڑائی ہوئی سرداردن نے شمشیر زنی
کی پھر ہرا علم کا رنگین ہوگیا دونون بھائی علمدار بھی مصروف جانبازی صاحبقران اس شان و شوکت سے
قریب مہران آسمان سیر کے پہونچے مہران نے آگ برسائی صاحبقران پر تاثیر نہوئی صاحبقران جب
بالکل قریب پہونچے مہران آسمان سیر نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر گشاسپ کو اُٹھایا وار اسکا

روک لیا ہزارہا تیشے گرے تلواریں خنجر چلے مگر کسی سحر نے صاحبقران پر تاثیر نہ کی صاحبقران نے الجہاد لیے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ مارا مہران نے کئی سپریں چہرے پر حائل کیں وہ سپریں تیغ عقرب سے
کٹیں سر پر مہران کے تلوار پڑی جب مہران نے آہ کی صاحبقران کو رحم آیا ہاتھ روک لیا مہران تڑپکر
الگ ہوئی آواز دی یارو نکل چلو سب کے پاؤں اٹھے صاحبقران نے دیکھا اخضر وغیرہ تعقب کیے
ہوے جاتے ہیں صاحبقران کو زخمی ہونا مہران آسمان سیر کا سبب شاق ہوا پلٹ پڑے خواجہ سے
فرمایا اخضر وغیرہ کو روکو مجھے عورت کے حال پر رحم آتا ہے جس دن اُن مکاروں کا سامنا ہوگا زندہ قید ہی ہو
کر تعقب نہ چھوڑو لگا جان تک ہو سکیگا قتل ہی کرونگا اُن بیحیا زن نے اپنے ولی نعمت کو قید کیا کچھ خوف
خدا نہوا ملک اخضر وغیرہ رک گئے تمام لشکر کا مہران آسمان سیر نکلی ایسی شکست فاش کھائی
کہ راہ میں بھی نہ رکی طرف طلسم کے روانہ ہوگئی سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پہ بیٹھے ہیں صاحبقران فتح
فیروزی بھرے سحر العجائب و مصر الغرائب بیٹھے ہوئے گھبراتے ہیں بھائی سے بھائی کہتا ہے آج بڑا
تردد ہے خودبخود طبیعت گھبراتی ہے مصر الغرائب کہتا ہے بھائی صاحب سے طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا سحر العجائب
کا قول ہے کہ یہ تو آپ جانتے ہیں ملکہ مہران سحر میں طاق شہرۂ آفاق ہے لیکن اُسکے مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ
صاحب اسم اعظم ہے اُس پر سحر تاثیر نہیں کرتا ملکہ کیا کریگی خواہ مخواہ انتشار ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہزارہا جادوگر
لاکھوں جادوگر خستہ شکستہ پریشان زخمدار بیقرار آکر بیہوشی گھبرا کر سحر العجائب نے پکارا ارے کیا ہوا عرض
کی حضور عمرو کو دار پر کھینچا تھا صاحبقران مع لشکر ساحران آگئے جنگ عظیم واقع ہوئی ہم لوگوں نے
شکست فاش کھائی ہر چند لشکر اُسکا بہت کم تھا مگر سب جانباز سرفروش اس رنگ سے سب لڑے
ساٹھ لاکھ جادوگر مارے گئے آخر شکست ہوئی فرار پہ قرار کیا ملکہ بھی زخمی ہوکے آتی ہیں کہ مہران
زخمی آکے پہونچی دیکھا سر سے خون بہہ رہا ہے حیران و پریشان سحر العجائب تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ
ملکہ لیکر چلا ملکہ نے ایک دو ہتڑ مارا کہ او بیحیا ظالم جادو تو نے مجھکو مقابلہ طلسم کشا میں بھیجا حمزہ پر
سحر تاثیر نہیں کرتا کیسے کیسے سحر کیے لیکن اُنپر تاثیر نہوئی آخر میں زخمی ہوئی لشکر نے شکست کھائی اور یہ
عرض کرتی ہوں کہ اب صاحبقران کوہ عجائب و غرائب پر پہنچ جائینگے تمام لشکر صاحبقران کا گیا
ساحر وغیرہ ساحر سب موجود ہیں جو قید ہوکر آئے تھے انہیں صاحبقران نے چھڑایا اب تو دس لاکھ کا لشکر
اُنکے ساتھ ہے یہ جو غلام جاکے شریک ہوئے ہیں آفتاب کا چمکتا زناسد فیروز سے پہنچے ہوے لڑ رہی
تھیں یہی اُنکے دلوں میں تھا کہ مجھکو قتل کریں لیکن حمزہ کو کوئی صدمہ نہ پہونچے مگر حمزہ نے احسان
کیا میں زخمی ہوئی تو ہاتھ روک لیا اگر طلسم کشا کد کرتا تو میں قتل ہو جاتی حمزہ کا مزاج نہایت غریب
ہے یہی فرماتے تھے کہ تو میرے سامنے سے ہٹ جا اُن مکاروں کو بھیج جنہوں نے کوکب کو قید کیا
ہے اصل یہ ہے کہ صاحبقران کو کوکب کا بڑا خیال ہے قاسم و بدیع الزمان و ایرج و نور الدہر بھی
انہیں کے ساتھ ہیں اب تو وہ لشکر طلسم کشا کے ساتھ ہو کر کا جو زمین بار نہیں سنبھال سکتی سحر العجائب
و مصر الغرائب نے مصدوم گلپوش ایک ساحرہ ہے اُسکو بلا یا کہا اے مصدوم لشکر لیجا اور اسم اعظم
حمزہ کا بند کر آؤ ورنہ کوہ عجائب و غرائب کے نہ جانے پائیں پانچ لاکھ ساحر لیکر مصدوم گلپوش
چلی اب ذکر بہت خونریزی واجب و لازم ہے مصنف عرض کرتا ہے کہ بہت خونریزی بادشاہ کوہ عجائب و غرائب

اپنے مقام پر پہنچا ہی کہ چند ساحر ہمراہیان ملکہ مہران شکست خوردہ سوات سے گذرے اسنے پوچھا یارو کیا ہوا
سب حال بیان کیا بت خونریز نے زانوؤن پر ہاتھ مارا کہا یارو غضب ہوا یہی حال کتاب سامری مین بھی
صاف صاف تحریر ہی کہ طلسم کشا بعد جشن قصر زمردنگار زوجہ شاہ کو شکست دیگا مہرخ گذرا لکاکو عجائب و
غرائب پر ہوگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ملکہ معدوم کلپوش تخت پر سوار پا کلاکو ساحر پشت پر
بت خونریز سے آکر ملاقات کی بت خونریز نے پوچھا ملکہ کہان جاتی ہو کہا ای شہنشاہ و شاہان طلسم نے عجب
قیامت کی خر فکرای سر پر ہی طلسم کشا آگیا ملکہ مہران شکست کھا کے آئین مین رو رہے جاتی ہون میرے
خیال مین آیا کہ آپ سے بھی ملاقات کرلون شاید تھا نہ ہے جاتی ہو ملکہ مہران خلق و اخلاق کی طلسم کشا کے
بہت تعریف کرتی ہین بت خونریز نے کہا مجھے روز جشن آگاہ کیا تھا کہ اس نوجوان مین سب علامتین طلسم کشائی
کی موجود ہین بڑے نادان ہین جو اسے لڑتے ہین جو لڑیگا مارا جائیگا معدوم نے کہا ای بت خونریز پھر کیون
نہین شریک طلسم کشا ہو جاتے بت خونریز نے کہا مذہب کا پاس ہو معدوم کے منھ سے نکلا ہمکو یہ مذہب
بھی واہیات معلوم ہوتا ہو کل مین اپنے قصر مین بیٹھی تھی ایک دو ورقی کتاب مسلمانانکے دیکھے انہین صاف
صاف مرقوم تھا کہ لات و منات پتھر کے بنے تھے سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے انسان تھے
ابن ابلیس خود پرست کو مارا صالوس کو قتل کیا مذہب ساحران کی یہ حقیقت ہو مین نے تو آج تک
کوئی اسکا جواب نہین تجویز کیا اور برابر سوچتی ہون حقیقت مین اس بات کا کیا جواب ہو سوال انکا انتخاب
ہو میان کے علمانے اپنی کتابوں مین جو لکھی ہین انمین کچھ جواب و سوال نہین لکھے ہر تقلید جا بجا لکھی ہی یہ کونسی
خدائی ہی بت خونریز نے کہا ای معدوم تیرا اعتقاد پلٹ گیا تو تو سزا کے لائق ہو عجب امورات تیرے
ذہن مین آگئے جی چاہتا ہو تیری مشکین باندھکر بھیجدون معدوم نے کہا آپ اسکے مجاز نہین کیا مین آپکے
بابیہ کی کارکنی ہون آپ کو کیا کوئی بڑا مرتبہ ہو اپنا اپنا دل اپنا اپنا مزاج آپ ہی جواب دیجیے کہ سامری
و جمشید مثل ہمارے تمھارے تھے اُنکی پیدائش کا مقام مشہور ہو وہان اُنکی بی سنکر باپ اُنکے میان
پہلا و دادا اُنکے سا جہس ظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ معبود تھے پیدا ہوئے کون اُنکو کہتا ہو کہ معبود تھے سامری و
جمشید کے باپ میان پہلاد خداپرست کامل و اکمل باپ پہلاد کے ہمیشہ منع کرتے تھے کہ نام خدا نے پہلاد
نہ مانتا تھا ہر جہس نے پہلاد کو پہاڑ سے گرایا خدائے نادیدہ نے اُسکو بچایا کمہار کے آوے مین اُسکو
ناری سے جلا جلادون خدائے نادیدہ نے وہان بھی اُسکو بچایا تو تصویرون مین دیکھو لوکہ آوے مین بلی نے
بچے دیے تھے کمہار بچے نکالنے گیا وہان پہلاد کو پایا ای بت خونریز خدائے حقیقی کو اُسکو بچانا منظور تھا
کس کس طور سے بچایا آخر مین ہر جہس نے پہلاد کو ایک ستون سے باندھا کہا آج اپنے خدا کو بلا پہلاد
ایسا کامل خداپرست تقاضائے اعتقاد سے مست تھا یہی کہے گیا کہ مین نام لینا اپنے پیدا کرنے والے کا نچھوڑونگا
ہرجہس نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون سر اُس خداپرست کا جدا کردون اُسنے تہ دل سے نام خدائے نادیدہ
کا لیا پکارا اُٹھا ای پیدا کرنے والے تیری قدرت کا قائل ہون یہ بھیا مجھکو بے خطا قتل کرتا ہو تیری انوار
قدرت کو بدل دیکھتا ہون آنکھین

نظم

ہر کجا اندر گلستان عندلیب زار دید	ہمسر گل در چمن استادہ او کے خار دید	فی الحقیقت اندرین دنیا چو شیاد اید
درد و رنج و حسرت ماندیشہ آزار دید	برج شمس و قمر اول نظر بار دید	جلوہ دگر از چہرہ ہمدم جمال یار دید

در دیار معرفت سوداگری ہر کس کہ کرد	او ز سودائے محبت گرم ہر بازار دید	نیک شد انجام آن مرد عدار در جہان
ہر کہ اندر ابتدا ہر انتہائے کار دید	عارفان ہمدو نشین گوشۂ توحید را	گاہ اندر خلوت وگہ بر سر بازار دید
گفتگو ناگفتنی آورد ہر کس بے زبان	حالت نادیدنی اندیدہ آخر کار دید	گر دریا ران گہر در نظم این دیوان شاد
سینہ خود را چو مینہ ی معدن اسرار دید		

اسطرح ملک کے دعائی اعتقاد کامل تھا اپنی بدبختی مین دیکھے سوتن
حق ہوا ایک شیر بر لشان پیدا ہوا کہ اُسکی قطع لکھنا مورخین کو بن نہین پڑا یہ قہر خدا تھا اُسنے اُسکو قہر خداوند
تمہارے نے ہلاک کیا افسوس اے بت خونریز ایسے معتقد کے فرزند دعوی خدائی کرین سب کو برگشتہ کرکے
یکتائی پہ مرین جون جون زیادہ کرتا ہے دلمین شکوک بڑھتے گئے بت خونریز نے کہا اے معدوم کیوں گستاخ تو
بھی مسلمان ہو لشکر حمزہ مین تیرا نباہ ہوگا مولوگون مین کیون رہتی ہے اب مین تجکو جانے نہ دونگا معدوم
بل کرکے اُٹھی اور کہا اے بت خونریز تمہاری کیا طاقت ہے کیا مین تمسے سحر مین کم ہون جسطرح تمہاری چاہ
سمجھو مین مقابلہ حمزہ مین جاتی ہون دو چار سوال اُنسے کرونگی وہ فہیمان عرب ہے اگر بیشک جواب
باصواب دینگے مین مسلمان ہو جاؤنگی رہبری کرونگی حمزہ کا مین ضرور ساتھ دونگی شکرانون کو شادونگی یہ
کلام دلیرانہ معدوم گلپوش سے سنکر بت خونریز کانپنے لگا کہا کیون اے معدوم یہ باتین تمہارے دل مین
بھری ہین تمتو کھلی ہوئی شاہان طلسم کی دشمن ہو اب مین تمکو مقابلۂ طلسم کشا مین جانے دونگا کہ وہان
جاکے یہ فساد برپا کرو معدوم نے کہا اے بت خونریز تمہاری کیا مجال ہے مقدمۂ مذہب نہایت محال ہے
انسان کو مناسب ہے کہ تحقیقات مذہب کرے یہ جو تم سوال کیے اُسکا جواب نہ دیا اُن ضد کرتے ہو ہم کسی کے
لونڈی غلام نہین ہین حقیقت مین افعال سحر العجائب و سحر الغرائب تھا ایسے شکرانون کو پہنائے ہونگے
ہمکو دست ناگوار ہوا کہ انہے ولی نعمت کو قید کیا اُن پناہ نہ دیا اب تک اُنکی رہائی کی کوئی صورت نہین
شاہان طلسم کو یہ مناسب تھا کہ کوکب کے قدمون پر گرتے خطا معاف کراکے رہا کردیتے وہ جاکر امیر کو
سمجھاتے شکست طلسم کے طور ہوتے یہی سلطنت قائم رہتی بت خونریز نے کہا سحر العجائب و سحر الغرائب
کو کیا ضرورت تھی کہ خطا معاف کراتے عدو تو غضب سامری مین مبتلا ہین مغضوب درگاہ خداوند ہین کون
ضد کرے معدوم نے کہا خداوند سامری کہان ہین جہنم مین جل رہے ہین اب تو بت خونریز اُٹھا کہا او
معدوم تیری زبان قلم کردونگا تو نے خداوند کو ایسے کلمات سے کہ جہنم مین ہونگے یہ کہکر لہ مارا معدوم کا قلب
تھرایا پیشانی پہ پسینہ موت کا آیا معدوم نے زبان اپنی کاٹ کے خون بت خونریز پہ پھینک مارا وہ خون
جو جسم پر بت خونریز کے پڑا ہر سر مو سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے بت خونریز نے ایک چیخ ماری
آواز دی اے عالمان مذہب سامری میری مدد کرو اس ظالم نے مجکو بیکار کردیا خانۂ دل غم و الم سے
بھر دیا اُسی مقام پر ایک چھوٹا سا گنبد سنگین بنا تھا اُسمین سے ایک آواز مہیب آئی کہ اے فرزند مین ہوا ہے
دنیا کی تکلیف دی بت خونریز نے آواز دی اگر آپ تشریف نہ لائینگے اپنے خدمتگار کو زندہ نہ پائینگے
اعضا جل رہے ہین مرگ رسیدہ ہے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین اُس گنبد سے آواز آئی کہ زمین تھرائی وہ یہ
آواز تھی کہ اے فرزند بہت بری ہوئی خیال کرکے دیکھا ایک لکڑا آسمان پر آیا اُس سے برف برسنے لگی
بت خونریز نے اُس برف کو اپنے اوپر لیا سب شعلہ ہائے آتش گل ہونے لگے تمام جسم صاف ہوا معدوم
نے کہا او ملعون تو نے اپنے بزرگون کو برائے مدد بلایا اُنہین کے بھروسے پہ بت خونریز بنا ہے لیکن

کو گنبد پر مارا اور آواز دی ای شیطان مجسم باہر تو نکل وہ گنبد پھٹا اندر سے ایک ساحر سیہ فام بدانجام نکلا
پوست جسم کا گلا ہوا ہڈیون کا مالا پہنا ہوا ڈھرو کا جو مارکر نکلا استخوان جنبش مین ہوے منھ جو کھولا وہ بوے
آئی کہ دماغ الٹ گیا معدوم نے ایک چیخ ماری منھ سے شعلہ ہاے آتش نکلے اسی ساحر پر وہ شعلے پہونچے
اُس ساحر نے قہقہہ مارا کہا بحکم سامری تم بھی اس لایق ہو کہ ہم عالمان مذہب سامری پر سحر کرو ہمنے
اپنی عمر کو عبادت سامری مین بسر کیا اپنے کو گرسنہ رکھا عیش دنیا کا ترک کیا یا سامری اسکو لینا ہمارے
ساتھ یہ گستاخی اسکی زبان بند ہو جائے یہ جو ساحر نے چیخ مار کے کہا معدوم چپ ہو گئی زبان بند ہو گئی
تھر تھر کانپی زمین پر لہرا کر گری ساتھ والون نے جو یہ معاملہ دیکھا اپنے افسر کا خیال کرکے اپنے اپنے
مقام سے دوڑے آواز دی ہمارے افسر کو کیا کیا اُس ساحر نے آواز دی کہ تم سب کی شامت آئی ہو اپنے
اپنے مقام پر جاؤ غنیمت جانو کہ ہم نے تمکو سزا نہین دی مگر وہ سب بلوہ کرکے چلے سحر کرنے لگے گولے
ترنج نارنج مارے وہ ساحر ہنسا کہا ای بت خونریزی ہمین افسوس ہوتا ہی کہ بندگان سامری ہمارے ہاتھ
سے مارے جاتے ہین ان سب کو منع کرو ایک اشارے مین سب کا خاتمہ ہی بت خونریزی نے کو ہے آواز دی تم
لوگ کیون ملال کرتے ہو تمہارا افسر مسلمان ہو گیا اس وجہ سے گرفتار کیا جناب مین سامری کی ایسے کلمات
کہے کہ جیسے مہر منوسکا پھوڑے سامری چھوڑ کر چلے آئے اب ہوے دنیا کہان کی لطف ملاحظہ آرزو کھلا
یہ ہم خوب جانتے ہین وقت انقلاب ہی لیکن جنکے شریک ہین اُسکا ساتھ دینگے مذہب سامری کو روشن
کرتے ہین فوج والون نے نہ مانا سحر کیا گولے جو پہاڑ پر مارے پہاڑ تھرایا اس ساحر نے ایک چیخ ماری
یا سامری کہکر دستک دی جھونکا ہوا کا چلا وہ سب ساحر بیہوش ہو گئے پھر اسنے دستک دی سب
ہوشیار ہوے کہا کیون صاحبو تمنے اپنی حقیقت کو دیکھا ہم صاحبان شریعت ہین جو سب کا خیال ہی اگر ایک
ہاتھ جلا دون تو سب کے سر اڑا دون اب ہم اپنے مقام خاص سے نکل آئے اب بچکر کیا خوف ہی یہ جو للکار کر
اسنے کہا وہ سب ساحر ہوشیار ہوے سمجھے کہ سچ کہتا ہی بھاگے کئی کوس پر جاکے شہر سے اطلاق جادو
کی طرف سے معدوم کے سپہ سالار تعادل اسکا ذکر تھا شمس خاک لیس نے ملکہ معدوم کو قید کیا جس گنبد سے
نکلا تھا اُس گنبد کی جانب اشارہ کیا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا معدوم کو کھینچ لیگیا معدوم غرق زمین ہو گئی
نکلا اطلاق جادو جب سارے لشکر کو لیے ہوے صحرا مین آکر اُترا اسنے کہا یارو بڑے تاسف کی بات ہی کہ ہمارا
افسر کا حال محبت صاحبقران مین یہ ہوا کہ اپنی آبرو گنوائی شمس خاک لیس زمین سے نکل آیا ان لوگون کا
کیا کہنا ہم مین اپنی سحر و ساحری مین کامل سادہ لیکر بیٹھے اب نکل آئے اب اُنکا سحر کون روک سکے صاحبقران
کو اطلاع کرنا واجب و لازم ہی لشکر والون نے کہا ای اطلاق ہم تمہارے ساتھ ہین جہان کہو وہان چلین اور
صاحبقران کی خدمت مین چلنا تو واجب و لازم ہی اطلاق جادو نے سب کو ساتھ لیا جو خاص اعتقاد
تھے وہ نکل سکے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر اطلاق جادو چلا صاحبقران زمان ملکہ مہران آسمانیہ
کو ساتھ لگا کر جشن کر رہے ہین آفتاب وہ سیمرغ عرض کرتی ہی اب حضور دیر نہ کرین جلد تشریف لے چلین سب
غلامان جانثار ہین لشکر آراستہ ہی صاحبقران فرماتے ہین اس جشن سے فراغت حاصل کرون تو مین
کوچ کرون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آکر عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان اطلاق جادو ڈیڑھ لاکھ
ساحرون سے قریب لشکر حضور آتا ہی نہین معلوم کیا ارادہ ہی صاحبقران نے فرمایا دریافت کرد

ہرکارے نے جا کر اطلاق سے پوچھا اطلاق نے کہا صاحبقران زمان سے عرض کرو ہم فریادی آئے
ہیں صاحبقران نے کہا بلاؤ لشکر کو کنارے پر ٹھہراؤ انکی حفاظت کرو آفتاب شعلہ مزاج واسطے استقبال
کے گئیں اطلاق کو لیکر سامنے آئیں اطلاق نے جو دربار زرنگار صاحبقران دیکھا ملک اخضر سبز پوش
بادشاہ طلسم مینوسواد ایک جانب ملکہ شیدائے شعبدہ باز بائیں ملکہ آفتاب شعلہ مزاج بڑی آبرو سے
کرسی جواہر نگار پر نہایت تکلف سے بیٹھی ہیں ایک جانب ملکہ زنار ایک طرف ملکہ فیروزہ چار سو سرداران
نامی نامی سو پہلوانان گرامی دربار زرنگار نہایت تکلف سے آراستہ ملکہ شیدا سے شعبدہ باز نے اطلاق
کو پہچانا اطلاق نے دست صاحبقران کو بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لایا ملکہ شیدا نے
کہا اے شہریار یہ ساحر آبرودار ڈیڑھ لاکھ ساحروں کا افسر ہے حضور سماعت فرمائیں خواجہ عمرو بھی کرسی
پر بیٹھے ہیں برق فرنگی بھی حاضر خدمت ہے کہ اطلاق نے تمام کیفیت ملکہ معدوم گلپوش کی بیان کی
عرض کی حضور کے مذہب کی عزت میں اُنسے تکرار بڑھی آخر مقابلہ ہوا ایک ساحر زمین سے نکلا اسکا نام ہشت
ہشتش خاک بسر ہے دست گل کے گر گیا تھا دیون کا ملال کہنا چاہیے اُسنے ملکہ کو گرفتار کیا زبان بند کردی آخر
گرفتار ہو گئیں کیا تعجب ہے وہ انکو قتل کرنے کا ارادہ کرے اب عرض بخدمت سحر العجائب و سحر الغرائب جا بجی
جو طلسم وہان سے آئے طلسم شہریار نے عالمانہ سوال کیا کہ بت خونریز اسکا جواب نہ دیگا اور حضور سے
بھی اگر زندہ بچینگے تو چند سوال کرینگے صاحبقران نے فرمایا جو پوچھینگی اسکا جواب دیا جائیگا یہ فرما کر طرف
خواجہ کے ملتفت ہوئے فرمایا خواجہ کوئی صورت رہائی معدوم کی کرو عمرو نے عرض کی میں محتاج مفلوک
میرے لیے کیا ہو سکتا ہے قرضخواہوں نے گھیرا ہے اگر نکلا پکڑا گیا اس وجہ سے لشکر سے نہیں نکل سکتا امیر
نے فرمایا خواجہ جب تمسے کوئی بات کی تم نے ایسا ہی ایک حیلہ پیش کیا آفتاب یہ کہکر اٹھی کہ کنیز جا کر جستجو کریگی
ملکہ شیدا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی وہ ملعون عالم مذہب سامری کہ جسکے ہر اعضا میں کیفیت سحر و ساحری
بھری ہو جتنے ساحر دربار میں صاحبقران کے حاضر ہیں یہ کوئی اُس پر غالب نہ آئیگا آئندہ سرکار کو اختیار ہے
یا تو یہ مرحلہ سخت بسبب دست زبردست شہنشاہی سے انجام پائیگا یا شہنشاہ اوج عیاری فکر کریں تو
کوئی صورت نجات ہو شمس بلائے روزگار ہے ثانی ہشتش ہے ملک ایک سحر میں قیامت برپا کریگا لیکن اب
حضور جلدی کریں اطلاق نے کہا میں بھاگے جانبازی حاضر ہوں جن لوگوں نے سحر کیا ایک سحر میں اُنسے
سب کو بیہوش کر دیا اور ہوشیار کر کے کہا آپ لوگ چلے جائیں جو لوگ جان بچا کے بھاگے ملکہ شیدا
انہیں کہا کنیز جاتی ہے اگر پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا تو معدوم کو لیکر آتی ہوں اور دیا جا
دینے جاتی ہوں مہرلم نے دو ہزار روپے سامنے خواجہ کے رکھے کہا خواجہ یہ تو حاضر ہے آپ بھی تکلیف
فرمائیں عمرو نے کہا آپ سب صاحب کچھ دیں سب ساحروں اور غیر ساحروں نے موافق اپنی اپنی
حیثیت کے حاضر کیا مبلغ خطیر جمع ہوئے خواجہ نے نذر قبول کیے شیدائے شعبدہ باز آفتاب جبین شیدا
سے کہا خواجہ خواجہ کے بعد ہمدم فرنگی برق کے بعد مہتر قران یہ سب فرداً فرداً چلے آفتاب نے
عرض کی یا صاحبقران زمان آپ بھی پیچھے بے حضور کے جانے کچھ نہ ہوگا صاحبقران بھی اپنے مقام سے
اٹھے پشت اشقر پر سوار ہو کے اسی جانب چلے بت خونریز شمس خاک بسر سیاہ پر پہنچے میں طلسم
نے جاتے ہوئے ایستہ و قنارہ دیکھا اُدھر گزرا ہوا کہا اے بت خونریز کوئی آتا ہے طلسم کشا کو خبر ہو گئی کچھ ہانک دیا

میرے پاس رکھدو اسباب سحر و ساحری قریب رکھدیا شمس دیکھ رہا تھا کہ اوپر سے ملا شیدا نے شعبدہ و بازی
اور چکنیں ملکا رہا اور ہر دو اٹل واہی تو نے صدوم کو قید کیا ہے کمر کڑک کے گرین پہاڑ کے کئی پتھر ٹوٹ کے
اپنے مقام سے شمس خاک بسر اٹھا ایک نعرہ کیا کہ او شیدا خبردار ہے اس کو ہنگ ہر ہے جاوا دلی
یکہ وہ مقام نزول ساحری ہو شیدا نے تڑپ کر چاہا اس گنبد میں شمس جاوے شمس نے بڑھ کر روکا اندر گنبد کے
نہ جانے دیا شیدا نے آواز دی صدوم گلپوش پی لی لل آؤ دیکھا زمین شق ہوئی انمیں پھولوں کی آئیں
شمس نے ایک دو پتھر مارا اُسے صدوم غرق زمین ہوگئی شیدا نے تین مرتبہ نکالا اور اُسنے تینوں مرتبہ غرق زمین
کیا اب شیدا سے اور شمس سے سحر چلنے لگا شمس ہنس ہنسکر سحر کرتا اور مقابلے کو ہنسی سمجھتا اور شیدا نے برق
چمکائی اور کبھی بجلی کھینچ ماری برق تڑپکر گری وہ زخمی کیا ہوتا ہڈیاں ہلکر سنگین کھڑ کھڑا آواز آئی جواب دیا
او شیدا کیوں شامتیں آئی ہیں ایسا منہ مجھکو قتل کرڈالوں میں اپنے کو گناہ سے بچاتا ہوں کیا مجھکو گنا وہیں
چھنا ئیگی شیدا نے دوسرا گرز مارا اس کو سے نے ہڈیوں کھڑ کھڑا دیا تھی تو شمس نے اپنے کو زمین گرا دیا ایک
نعرہ ماری جا نچاس ظالم کو لینا زمین کا پی پتھر آپس میں لڑنے لگے ایک پتھر اور کر شیدا کے شانے پہ آکر شیدا
اوکھڑا کے گری شمس بڑھا کر پکڑوں کہ آسمان سے آواز آئی کیا کرتا ہے شمس نے دیکھا تخت اُڑتا ہے بڑے
سحر العجائب آتا ہے تخت کو دیکھتے ہی ہنسا کہا اے بت خونریز سمجھا نا یہ کون آتا ہے اسنے کہا ہمارے شہنشاہ
ہیں کہا یہ سارہان زادہ ہے یہ سب فرزند ذریات جاتے ہیں میں اسکے مکر کو پہچانتا ہوں آج اسکی بھی گردن لیتا ہوں
عمرو نے بھی وہاں سے تیور شمس کے یہ دیکھے پریشان ہوگئے دل سے کہتے ہیں خواجہ غضب ہوگیا اس
ملعون نے پہچانا بت خونریز گھبراتا تھا ہے کار سنگین جادو وند جہ بت خونریز گھبری ہوئی الامان الامان
کہہ رہا تھا کہتی ہے ای مقبول بارگاہ ساحری تنے کمال کیا اشارے کر رہا ہی تم لوگ کچھ دخل نہ دو بت خونریز
و اشارہ شمس سمجھ گیا سنگین جادو حیران ہے کہ شہنشاہ کے آنے پر کیوں کان کھڑے کئے ہیں یہ جل جھک کر
سلام کر رہی ہے خواجہ نے اسی جانب تخت آتا تھا تخت قریب رکھتے رکھتے تنزل کیا منہ سے آواز دی اے
ساحر کمی غائب ہو جا شمس نے کہا اے شہنشاہ آئیے یہ چاہتا ہے میرے قریب آئیں دو گرفتار کرلوں خواجہ
اسکے تیور پہچان گئے ہیں کب قریب جاتے ہیں دور سے حاضر حاضر کر رہے ہیں جیسے ہی سنگین کے قریب
ہوئے سنگین نے کہا اے شہنشاہ آئیے عمرو نے سنگین پہ حلقہ کمند کا مارا جیسے ہی یہ گری اتنا جلد تنزیل
کیا کہ بت خونریز کو پلک جھپکانا مشکل ہوگیا ایک چیخ ماری کہ استاد غضب ہوا میری نند جو عمرو نے لیا
شمس نے چاہا دو پتھر مار دوں خواجہ نے گلیم اوڑھ لی شمس کے ہوش اُڑگئے بت خونریز سر پیٹ رہا
ہے کہتا ہے اے استاد میں تو کہیں کا نہ رہا شمس نے کہا وہ نادان بیوقوف ہمارے اشارے کو نہ سمجھی ہم نے
تو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ یہ سحر العجائب نہیں ہے عمرو عیار ہے اب اُسنے گلیم اوڑھ لی اب نہیں دکھائی دے
چاروں طرف دوڑتا پھرتا ہے تقاضائے کار یہ ہی فرنگی ہو چلا تھا اسنے دور سے دیکھا استاد کا تو پتہ نہیں ہے
بت خونریز ہائے بی بی ہائے بی بی کہکر رو رہا ہے شمس دوڑتا دوڑتا پھر رہا ہے کہتا ہے میں عمرو کو دیکھوں تو
بلاؤں میری نگاہوں سے غائب ہوگیا ہائے سنگین نے بڑی غفلت کی بری طرح سے بچا کہا استاد نے
اپنی جادوگری کو پکڑ لیا اُسی کا سنگین نام ہوگا یہ وقت ہے کہ عیاری کروں یکہ ساحر کی شکل بنکر دوڑتا قریب
شمس کے آیا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ہمارے شاہ دربار میں بیٹھے ہیں تمہاری جانبازی دیکھ رہے ہیں

اے مقبول بارگاہ سامری کیا کہنا شمس حیران ہے صورت دیکھ رہا ہے جی میں کہتا ہے کیا غضب ہے یہ عیار نہیں ڈرتے خوف نہیں کرتے برق تڑپتا ہوا برابر پہونچا کہا دیکھیے شہنشاہ آتے ہیں شمس نے چاہا سحر کرے ان برق نے حلقہ ہائے کمند مار دیے بھلا شمس کب حلقے کھاتا ہے حلقہ ہائے کمند سے تڑپ کر نکلا منہ سے آگ نکل گئی برق زمین پر گرا پاؤں زمین نے تھام لیے برق بھی پکڑے گئے جہان شیدا بھی تھی اسی مقام پہ برق گرا برق و شیدا دونوں پکڑے گئے خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ برق پکڑا گیا دل میں کہتے ہیں کہ یہ بھیا کیوں آیا جہاں جاتا ہے عیاری کو خراب کرتا ہے ناحق کو ہوشیار کیا شمس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہتا ہے او بہت خونریز تیری روح کا غائب ہونا بڑے افسوس کی بات ہے سنگین جادو نے اپنے کو پہنچایا کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ مجھکو بچائیے ساربان زادہ مجھکو قتل کیا چاہتا ہے شمس نے دیکھا سنگین جادو دوڑی ہوئی آتی ہے سمجھا تو یہ ضرور کہ اصلی سنگین نہیں اتنا نہیں سمجھا کہ عمرو عیار ہے سمجھا کوئی تیسرا عیار ہے یہ بھی سن چکا ہے کہ عمرو کے صحبت سے شاگرد ہیں ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک پہ مشہور ہے اتنا اسکے منہ سے نکلا کہ اے سنگین کیونکر چھین عمرو نے لگا ملائی تیور بدل پائے ہے کہ اے خواجہ اسنے بھی پہچانا کہا اے شہنشاہ ساحران عمرو نے مجھکو صحرا میں جا کر درخت سے باندھا اتنا اسنے دھوکا کھایا کہ زبان میں سوزن نہیں دیا میں نے چاہا چہک کے آپ پر گروں وہ کود کے بھاگا اگر آپ چلیں تو میں گرفتار کرادوں یہ کہکر سنگین پہاڑ سے کودی شمس نے کہا میں بھی آتا ہوں بہت خونریز پہاڑ کودتا ہوا کہ صاحب شہر و شمس بھی کود پڑا عمرو تو یہ سوچکر بھاگے کہ مجھکو پہچان گیا ایسا نہو کہ شمس بھی سوچکر چلا کہ ایسا نہو بہت خونریز کہ ساربان زادہ گرفتار کرے مگر خواجہ ایک گل کی آڑ میں آئے تھے کہ شمس نے پہچانا کہ درخت سے ایک ناگن پیدا ہوئی یہ لپٹ گئی کہ اے ساربان زادے کہاں جاتا ہے عمرو نے خنجر مارا ناگن کٹ کے گری اندھیرا ہوا اس ہنگامے میں عمرو نے پھر گلیم اوڑھ لی شمس ڈھونڈتا پھرتا ہے بہت خونریز کہتا ہے استاد ہو گیا مر کر تماشا میں تو اپنی روح کو دیکھکر دوڑا تھا شمس نے کہا ارے یہ تیری روح نہ تھی ساربان زادہ تمہاری روح کی شکل بنا آیا تھا ناگن کو مار کر نکل گیا یہ ہمیشہ سے اسی درخت میں رہتی تھی بیک خنجر خوار اسکا نام تھا یہ اسکو شمر طلسم شیدا پہاڑ پہ بیہوش پڑی ہیں برق بھی اسی مقام پہ پڑا ہے شب رہا بہت خونریز و شمس صحرا میں عمرو کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی صدا آئی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزہ ذی حشم
بہ رستم چہ سنجان ہے گیر و دار
ہر بازو شدہ فتح و نصرت نثار
زوج دہ بعزت بہادر معان
گہ رزم جنگ چہ پیہ ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
ز گنجاب طعن گردہ فشار
از بیم بجہلا نمر تافت شد
بہ بند از خوف دیوان قاف
در آنجا جو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گنہ داری انوشیروان
بہ دور با ختم جنگ شد آشکار
جہانے بہ پاز عدل و انصاف شد
بصحہ دون یہ گشتہ تکاب
سلیمان ثانی لقب یافتم

شمس نے جو صاحبقران کو دیکھا کہ امیر تلوار پکڑ کر چلے کئی ہزار ساحر پہاڑ سے اترے صاحبقران کو گھیر لیا عمرو نے بھی اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کرکے چاہا نعرۂ عمرو

ہمہ فرزند ہشتم مہتر مہتران
مری نسل سے ملک پیدا ہوا

مرا نام ہی خواجہ خواجگان
مرے نام پہ غدر شیدا ہوا

اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا اسپ ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا حبا ... ہی

جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم لہو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا گل ہی گلشن فیسل و قتال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

کسی کو پتھر مارا کسی پر حلقے لمند کے مار دیے کسی پر حباب مارا غول

حیران سمجھے کہ یہ دبلا پتلا تاتنیا کیا قیامت کرتا پھرتا ہی شیدائے شعبدہ باز اس حال مین دیکھ رہی ہین دل مین اپنے کہتی ہین کہ صاحبقران کو اپنے زندگی غلامون کا بڑا پاس ہی خود بھی تشریف لائے ہین پروردگار انکو بچائے اے معبود ایسا ہو انکے دشمنون پر کوئی زوال ہو خاص ہمارے واسطے صاحبقران زمان نے اپنے کو یکہ و تنہا یہان پہونچایا پروردگار انکو صحیح و سالم رکھے زمان انقلاب ہی دنیا کی کیا حقیقت ہی ہمارے واسطے یہ کدو کاوش کر رہے ہین اگر چہ لشکر تشریف لاتے لطف سے سرکوبی تا ای کریم رحم کر مین نے تیرا مذہب اختیار کیا سامری و جمشید پر لعنت کی تو عنایت کر ہر طرح تو اپنے فضل و کرم شریک کر سکتا ہی

نظم

کہ از خاک گردید اظہار قدرت
گہ از مہر بکشود اسرار قدرت
خداوند دین و دنیا نوشت است
بہر گلشن ابر گہربار قدرت

گہ از گل بخندید گلزار قدرت
بہر خطہ شد حکم تقدیر جاری
خدا کرد ... بہ طومار قدرت

گہ از ماہ و انجم والی زقدرت
بہر شہر شد گرم بازار قدرت
ہی بخشد از فیض خود آب و تابے

اسطرح ملک ملک کے ملکہ شہیدائے شعبدہ باز دعائین مانگ رہی ہین برق بھی تڑپ رہا ہی دیکھ رہا ہی کہ استاد کس رنگ سے رہے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین بڑے زور وشور سے لڑ رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بت خونریز نے کہا اے شمس یہ کیا باعث ہی کہ آگ برس رہی ہی اور حمزہ پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا شمس نے کہا اس کو کیا پوچھتا ہی اگر یہ شخص ایسا نہ ہوتا تو ہمارے فنا کی طلسم نور افشان کیون قصد کرتا صاحب اسم اعظم محترم و معظم ہی دیکھو اسم اعظم بند کرتا ہون یہ کہکر پڑھا ایک شیشہ جو دل سے نکالا ایک دستک دی ایک طائر پیدا ہوا طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا اگر خط کل گلے مین نہ ہوتا تو بیہوش ہو کے گرتے زبان مین لکنت آگئی مطلب منہ ہو گیا وہ طائر اڑتا ہوا قریب شمس کے آیا شمس نے شیشہ کھولا اسکو جھکایا ہاتھ اٹھا کہا آواز دی اے بت خونریز مین نے اسم اعظم بند کر لیا اب حمزہ میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی شیشے کا ہاتھ جو شمس نے اٹھایا عمرو نے سر سے گوپھن کھولا پتھر مارا کہ شیشے کے ہزار ٹکڑے ہو گئے طائر مر گیا صاحبقران کا اسم اعظم کھل گیا شمس تڑپ گیا عمرو نے بہ کلیم اللہ کی سنت ادا کرتا ہی تین مرتبہ اسی طرح شمس نے اسم اعظم صاحبقران بند کیا عمرو نے پتھر مار کے ہر مرتبہ شیشے کو توڑا چوتھی مرتبہ شمس نے آواز دی اے سارہ بان زادے دیکھو اسم اعظم یون بند کرتے ہین کیا مجال کہ جو بہرام فلک بھی ہاتھ ڈال سکے اگر سامری و جمشید ہوتے تو وہ بھی ہاتھ ملتے لیتے پتھر سے سر کو ... طائر پکڑا شیشے مین بند کیا اور عمرو نے پتھر مارا پانچوین مرتبہ آواز دی ارے کوئی حاضر ہو مجلسے کو ... ایک زنگی سیاہ و تیرہ درون حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا شمس نے آواز دی اے سیہ پوش سامری اسم اعظم لیا اب سارہ بان چالاکی تیرے ہاتھ ہی اسم اعظم لیکر وہین چلا جا زنگی تیغ برہنہ لیے ہوئے بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا

آواز دی یا امیر ذرا مجھ سے مقابلہ کیجیے تو آپ کو مزا ملے میں آپ کی جرأت ولیاقت کا مشتاق ہوں یہ کہکر ہاتھ پیچ
کا مارا امیر نے پیچ کو نیچے پر لگا تھا جیسے ہی وہ پیچ مار کر پلٹا امیر نے ہاتھ مارا زنگی نے سر آگے کر دیا اس سے
کوئی آگاہ نہ تھا سر امیر پر لگ گیا اُس خود سر کے سینے تک تلوار پہونچی صندوق سینہ کھلا ایک طائر تڑپ کر نکلا
اُس طائر نے گرد سر امیر چیخ مارا اگر عرض کر چکا ہوں کہ اسم اعظم بند ہونا یہ چیز ہی کہ زبان میں لکنت آجاتی ہی
طبیعت گھبراتی ہی الفاظ کامل زبان سے نہیں نکلتے سحر کرنے والا زبان پر قبضہ کرتا ہی صاحبقران خاموش
ہوئے وہ چیخ مار کر زمین میں گر کر غائب ہوا زنگی نے دونوں پاؤں زمین پر مارے غرق زمین ہو گیا اس
عمرو حیران کہ کیا کروں شمس سحر کرتا ہوا بڑھا خواجہ تو ہر مرتبہ گلیم اوڑھتے ہیں جادوگروں کا بلوہ ہی پہاڑ سے
ساحر اترتے چلے آتے ہیں ایک نعرا گیا سو آگے صاحبقران کے سحر اڑ کر دیا دامن صحرا لاشوں سے بھر گیا
لیکن احباب عالم انبوہ خلائق جیسے جہان سنا کہ طلسم کشا سے مقابلہ پڑا ہی زیکو و عجائب و غرائب نظر آتے ہی
و میانی قربانی حملہ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کوئی کمان لیکر یا کسی نے ناوک کی لی سنان نیزہ جھکائی کسی نے
ہاتھ تلوار کا مارا چار طرف سے صاحبقران پر وار پڑ رہے ہیں صاحبقران بھی شیرانہ لڑ رہے ہیں شمس تو
کھڑے کھڑے غائب ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب ایک نخل کے پہونچے پہلو سے آواز آئی آقا مجھے بچائیے امیر
نے دیکھا خواجہ عمرو نخل کے سایے میں کھڑے رو رہے ہیں سارے بدن پر آبلے چہرہ اداس عالم یاس
خواجہ سے امیر نے کہا اسم اعظم بند ہو گیا منہ سے لفظ پورے نہیں نکلتے دل پر ہجوم غم و الم ہی اسم اعظم کے بند ہونے کا
کیا غم ہو تمہارا کیا حال ہی عمرو نے عرض کی بت خونریز نے سحر کیا میرے سینے میں [illegible] بدن پر آبلے پڑ گئے
برائے خدا حزبیل مجھے دیجیے میں اپنے سینے پر رکھوں ورنہ جلکر خاک ہو جاؤنگا دیکھیے ہر سر مو سے چنگاریاں
نکل رہی ہیں رگیں تک جسم کی جل رہی ہیں امیر گھبرائے عمرو گلیم اوڑھے ایک سمت کھڑا ہی اب جو نگاہ اٹھا کر
دیکھا صاحبقران میرے ہمشبیہ سے باتیں کر رہے ہیں آواز دی آقا ہوشیار ہو جائیے حزبیل نہ دیجیے گا
ورنہ پچھتائیے گا صاحبقران حزبیل اتار چکے تھے عمرو کی آواز گوش زد نہ ہوئی حزبیل ہاتھ میں عمرو نقلی
کے دیدی دیتے ہی اُسنے آواز دی منم شمس خاک بسر صاحبقران گر کر لوٹنے لگے شمس نے چاہا صاحبقران
کو اٹھا لوں کہ آسمان سے نعرہ ہوا دیکھا کیا کرتا ہی منم ملکہ زنار زنار رنگ گرگری صاحبقران پر سینہ سپر
کر دیا دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ فیروزہ جادو خود کہ ایک ابر از جانب [illegible] کرہ سے اٹھا مگر فیروزی
رنگ کا تھا ہوا ناظرین کو یاد ہوگا ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش دختر عقاب جادو صاحبقران پر عاشق ہوئی
تھی چالاک سے وعدہ کر کے چلی تھی اسوقت آگئی بھوکی شمس پر ابر گرایا شمس [illegible] کے بند ہوا
فیروزہ فیروزہ پوش نے دوڑ کر صاحبقران کو اٹھایا صاحبقران آہ آہ کر رہے ہیں فرماتے ہیں اے میرا
سرکاٹ لو مجھے صدمہ نہیں تمہارا کلام کرنا ناگوار ہی دل سخت بیقرار ہی فیروزہ فیروزہ پوش ہوادار
پر ہاتھ رکھے ہوئے چلی آئی تھی ایک طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ گلشن سحر طراز زوجہ سالوس دوسری
طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ ناہید قمر طلعت دختر سالوس دیو بت عاشق صاحبقران ایک طرف سے
نعرہ ہوا منم ملکہ یاسمن گلگون پوش دختر جیحون عاشق خواجہ عمرو تمہیں کہتا ہوں کہ آج چالیس جادوگر
نامی وگرامی اس زور و شور سے آگئے کہ شمس خاک بسر کو دیوانہ کر دیا میدان کارزار لاشوں سے پاٹ
دیا چار سو سرداران نامی وگرامی ہوادار کو صاحبقران کے گھیرے ہوئے مصروف جنگ و جدال ہی

صاحبقران جب آہ کرتے ہیں سب ساحر بیقرار ہو جاتے ہیں ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش جمال صاحبقران دیکھا اسقدر بیقرار ہوگئی ہو میں ایسی بدنصیب ہون مہینوں کا راستہ طے کیا صاحبقران کو اسحال میں پایا کاشکے نابینا پیدا ہوتی اس حال پر ملال میں صاحبقران زمان والی تاجدار نہ دنیا کو نہ دیکھتی **نظم**

وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے
سعی اپنے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے

جو کمان داری ہو دم تک عاشق دلگیر کے
اس نشانے کو اڑا کر پر لگینگے تیر کے

جسکے قامت سے ہو آثار قیامت آشکار
خشتہ ہوتے ہیں مرید اُس کافر بے پیر کے

آشنا معنی سے بھی ہو جائینگے صورت پرست
دیکھ لینگے تجھکو بھی عاشق تری تصویر کے

ایک میرے قتل سے دو لطف ای قاتل ہوے
ننگ دل تیرا سنا جوہر کھلے شمشیر کے

کھاتے ہیں وہ چار رنگ خوبان گل رخسار پر
داغ جینا اس عشق میں تھے اپنی بھی تقدیر کے

بوسہ لیتا ہوں تو کہتا ہی طمانچہ مار کر
رہ گئے تعزیہ آئے قابل جو ہو تعزیر کے

گفتگو تونے غرور حسن سے اے بت نہ کی
رہ گئے مشتاق گردش اپنے تری تقریر کے

شہرہ ہو گیسوے پیچان کا تمھارے ہر طرف
جلتے ہیں چار سو اس بے صدا زنجیر کے

جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلیگا شکار
سینہ کے نوبت لگا دینگے یہ دستے تیر کے

اپنے دیوانوں کو صحرا سے عدم پہونچا دیا
چیر ڈالا آسمان سے مانگ اُس پری نے چیر کے

آنکھ سے حسن پر وہ نازنین نادان نشین
عاشقون پر پیکر تڑپتے ہیں وہان نخچیر کے

قہقہے کرتے ہیں مثل کبک نالون کے عوض
عاشق شیدا تمھاری چاندسی تصویر کے

دولت دنیا سے آتش بنے جب پھیری نگاہ
جستجو آنکھ اٹھ گئی ڈرنے لگے اکسیر کے

غرض بیقراری ہونا امید کا ہنگامہ و حسرت دیکھنا کسنا کیون فیروزہ بیلوگون کو کس وقت خدا نے پہونچایا لیکن شمس ملعون جہیرجا پڑا زخمی کیا فیروزہ و آفتاب نے دو دو گولے مارے کہ طبقات زمین ہلا دیے عمرو نے دیکھا جادوگرون نے زمین ہلا دی لاشون کے انبار لگا دیے کوہ عجائب و غرائب کانپ رہا ہی بت خونریز گھبرا گیا کے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو مین حمزہ کے ساتھ ایسا معرکہ دیکھا تھا شل زرج طلسم نورافشان حمزہ کے ساتھ ساحرون کا جانا ہوگی فوج بھی آپڑی مگر عمرو سخت بیقرار و پریشان ہی کیا تدبیر کرون اس ملعون کے سامنے جس صورت سے جاتا ہون لگاہ تلتے ہی پہچانتا ہی دیکھیے اب کیا ظہور کیا ہوتا ہی معدوم کی کیونکر رہائی ہوگی اگر صاحبقران کو رتے ہوتے نکال لیجا مین تو کیا نفع ہو حال صاحبقران کا یہ ہی کہ حضرت کل بھی کئی اسم اعظم بند ہوا کیا تدبیر کرون سو سو تدبیرون عمرو سوچ رہا ہی کوئی عیاری ذہن میں نہیں آتی بت خونریز تو سر پیٹتا پھرتا ہی افسران فوج نے پوچھا کیون ای شہنشاہ کوہ عجائب و غرائب آپ کیون اسقدر بیقرار ہیں کہتا ہی یارو مین لٹ گیا عمرو نے میری زوجہ کو پکڑ لیا عمرو نے فیروزہ کو آنگ ہلایا کیا مجھکو ملک طاؤس سحر بنا دیجیے اگر خدا چاہتا ہی تو مین اس شمس کو کو مارتا ہون مین نے کیا معقول تدبیر کی ہی جب اُسنے اسم اعظم بند کیا مین نے پتھر مار کر شیشہ توڑا نے طور سے اُسنے اسم اعظم بند کیا اب بدون قتل شمس کچھ نہوگا فیروزہ و آفتاب نے پھر جب کہنے عمرو کے ہمیشہ بنا دیا عمرو اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کے شکل بران شمشیر زن بنا رومال سے ہاتھ باندھ

ہنس کو اٹھایا آواز دی فولاد ہزار سامری و جمشید کے بندۂ خاص و اخلاص شاہان طلسم نے میری
خطا معاف کی مگر ارشاد فرمایا کہ حمزہ کے ہاتھ سے شمس ناک پسر کو یہ صدمہ پہونچا کہ اپنے مسکن قدیم
سے نکل آیا اگر وہ خطا معاف کرے تو مین تمکو عہدۂ قدیم دون مین نے عرض کی تو یہ شمس کی مذہب
مسلمانان چھوڑا سامری و جمشید کو سجدہ کیا رومال سے ہاتھ بندھے ہوے ہین تم میری خطا معاف کرو
مذہب کے لالچ مین باپ کو بھی قتل کرونگی پیارا مجرم میرے قالب مین آیا یہ کہتے ہوے خواجہ ہنس کو اٹھا کر
پہلو سے لگا دیا شمس نے جو سر اٹھا کر دیکھا جی مین کہتا ہے کیا ستم کا عیار ہے ہنسا مکار و غدار ہے اب
اسکو اپنے دم آتش قہر و غضب مین پھونک دونگا یہ بھی تو یار لڑے کہ عمرو اسکا نام ہے خوب جھگڑا مچا کے
آزاد ہو کے یکایک آواز دی ای ملکہ عالم آپ خواجہ نے بھی تو رو رو کے پہچان لیا کہ یہ مجھکو پہچان گیا لیکن ایسی
بات منہ سے نہ کہہ سکتے ہو سے چپ ہو رہے ہین سب ساحران لشکر اسلام خاص افسران فوج کو اس راز سے
آگاہ دیتین کہ خواجہ عمرو کل تیران جاتے ہین شمس ہنس ہنسکر بلا رہا ہے کہتا ہے بی بی میرے پاس آؤ اب ہم سب
ملکہ تمکو سلطنت دلا دینگے سحر العجائب و شہر الغرائب تمہاری تابعداری کرینگے خواجہ کے رومال سے ہاتھ
بندھے ہوے آنکھوں سے آنسو جاری فرماتے جاتے ہین کہ وہ مصیبتین اٹھائین کہ ہمارے غلامون نے
بھی کبھی یہ مصیبت نہ دیکھی ہوگی شاخسار نے قید خانے مین کیا کیا صدمے دیے سامری و جمشید نے
پھر رحم کیا کہ ہم اپنے مذہب قدیم پر اپنے سحر اختیار کیا ہنس اٹھاتا ہے جا جا آتا ہے شمس بھی ہر مرتبہ مسکراتا
ہے اپنے جی مین کہتا ہے اسکو گرفتار کر لیا کہ دونگا ہاتھ کھولکر آتش قہر مین پھونک دونگا جب خواجہ عمرو
بالکل پہونچے ہاتھ رومال سے بندھے مین روتے ہوے چلے آتے ہین شمس جھک کے جاتا ہے کہ بی بی تمہارا
کیا اختیار تمہارا سب قصور ذات سے لوگ ہی ہوے ہم تمہاری شادی کے ساتھ شادی کرینگے اسکو
عجائب و غرائب کے قریب جو تاجدار رہتے ہین ان سب کی تصویرین منگا لینگے جسکو تم پسند کروگی اسکے
ساتھ بڑی دھوم سے شادی ہوگی یہاں نقل عرض کرتی ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہے جیسے ہی بالکل
بائین ہاتھ مین چند دانے ماش کے ہین اسواسطے کہ عمرو کے سر پر ڈالدونگا عمرو جل جائیگا داہنا ہاتھ
اپنے رومال پر لالا کہ لگی تھی یہ کہکر جھکایا کہ لو بی بی تمہاری خطا معاف ہوئی جیسے ہی رومال سے
ہاتھ کھلا بیہوشی اگری اسے کہکر شمس اسکو اٹھایا وہ بیہوشی تھی کرتی بھون دس بیہوش ہون دماغ مین
پہونچی ہاے کہکر گرا عمرو نے ہتوڑا حضرت داود علیہ السلام کا نکالا اس زور سے مارا کہ سر کے شمس کے
ہزار ٹکڑے ہوے ہڈیان تک چور ہو گئین صاحبقران جس مقام پر ہین آندھی سیاہ جو اٹھی ہوا دار
سب نے سکتہ ہا آفتاب نے دیکھا اسی مقام پر حزہ بیل پڑی ہے صاحبقران کے ہوش درست ہے
فورا چالاک وحشت ہوے خرزہیل اٹھا کر گلے مین ڈال ایسی آندھی سیاہ اٹھی کہ پہاڑ سے بھی رونے کی
آواز آئی پتھر سر ٹکراتے تھے بت خونریز گھبرا گیا اپنی نذر کو بھی بھولا کہتا ہے صاحبو ایسا ہوشیار ساحر
یون مارا گیا عمرو نے کمال کیا کئی مرتبہ پہاڑ سے رونے کی آواز آئی کوئی پکار پکار کے کہتا ہے ہمارا بھائی
مارا گیا افسوس ہے ایسا پہلوانشین سامری یون مارا گیا دو سو برس کے بعد سجاد سے نکلا تھا نہین پڑھا
اسم اعظم نہ کہا مگر لشکر ہی نے استعدر پر دیکھا ادھر پہاڑ سے برق پر داشتہ چھوٹین شب اپنے گھر
دوسر کیا کہ زمین ہلا دی بت خونریز سب کو جواب دلسکتا ہے کہ ملاحظہ شمس دیکھ سکتا ہے کہتا ہے

بار و غضب ہو گیا جسوقت عالمان مذہب جمع ہوے اور یہ صلاح ہوئی کہ سب ملکر نماز مین جب گوشہ
گمکر تیار ہوے تو سب نہ گئے تھے پہلے سب سے گوشے مین یہی کو داسیہ نشین سامری یہی تھا افسران
نے صلاح دی سارا دن لڑتے لڑتے گذرا اب طبل بازگشت بجوائیے پلٹ چلیے بت خونریز مجبور ہو کر
سحر مین کسی سے کمتر نہین ہے پہ نئے سردار جو آئے تھے انکو بھی سحر کرکے زخمی کیا فقط مارے جانے سے
شمس کے گھبرا گیا جو۔ دلو بھی اپنی بھولا حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی سرداران
صاحبقران بھی زعمدار بیقرار و حیران ہو رہے تھے طبل بازگشت کا بجنا غنیمت ہوا سب سرداروں کو
لیکر صاحبقران چلے کہ وہ عجائب و غرائب سے مثل ایک صحرائے سبزہ زار تھا اسمین لشکر آکے
اترا بارگاہ استادہ ہوئی معدوم گلپوش بھی آ پہونچی ملکہ شیدا نے معدوم کو پہونچایا جاہ و جلال
صاحبقران دیکھکر دنگ ہو گئی عرض کی تصدیق حضور کنیز مطیع اسلام ہوئی سامری و جمشید پہ
لعنت کی زمرہ سرداران عالی مین ملکہ معدوم گلپوش کو بھی کرسی ملی امیر تو بارگاہ مین آکر مصروف
عیش و نشاط ہوے خواجہ عمرو کو بڑا سہارا ہو گیا ملکہ سرداروں نے بھی شکرگذاری کی ملکہ یاسمن
کی ملازمت کرائی صاحبقران سب ساحروں سے فرماتے ہین آپ لوگوں نے بڑی تکلیف فرمائی
اپنے اپنے ملک پر جائیے ملک سالوس و ابلیس خود پرست کے ملک آپ سب صاحبوں کے
قبضے مین ہین انکو آباد کیجیے عدل و انصاف کے ساتھ بسر ہو سب ساحروں سے لپٹ گئے عرض کی
لونڈیاں غلام اس واسطے نہین آئے ہین کہ پلٹ جائین چاہتے ہین کہ تا بہ فتح طلسم نور افشان زیر
سایہ دامن دولت رہین ملکہ اخضر نے بھی عرض کی ابھی ان ساحروں کا جانا مناسب نہین ہے معدوم
بڑی لائق ساحرہ ہے معدوم کو کل سرداروں کا افسر کیا معدوم عرض کرتی ہے وہ بکرام تدبیر سے غافل
نہونگے حضور بھی دیر نہ کرین بموجب سمجھانے سب کے صاحبقران زمان بھی آمادہ ہین کہ انشاءاللہ
کو عجائب و غرائب کو بہت جلد فتح کرکے چلتے ہین کیون ملکہ معدوم گلپوش لوح طلسم نور افشان
کیونکر دستیاب ہو معدوم گلپوش نے عرض کی اس بارے لونڈی بخوبی آگاہ نہین ہے اتنا تو سنا ہے
کہ کوئی باغ ہے کہ اسکو باغ گلرنگ کہتے ہین وہان لوح ہے نہین معلوم کسی پھول مین ہے یا کسی غنچے مین
پنہان ہے یہ بھی نہین واقف کہ باغ گلرنگ کہان ہے صاحبقران نے فرمایا عنایت پروردگار سے
سب مقام ثابت ہو جائینگے لوح نہ پائینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا ضرور ناب لوح کا پتہ ملیگا یہان تو یہ
کیفیت ہے بت خونریز جو لشکر آیا اسی وقت اسنے ایک نامہ بخدمت سحر العجائب و مصدر الغرائب
لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شاہان نور افشان ملکہ معدوم کا تشریف لانا تو باعث فتور و فساد ہوا
وہ تو بگی مسلمان ہوئی اسکو جو قید کیا قیامت بپا ہو گئی ایک لڑائی پڑی شمس خاک بسر اپنے جوہر سے
عمرو کے ہاتھ سے مارا گیا جو مناسب ہو وہ کیا جائے صاحبقران صحرائے نرگستان مین فروکش
ہین مین نے جو سامان لشکر کشی کیا تھا سب لا کہ ساحر مبارزے سے اتر چکے ہین اب پھر جا کر جبل جنگی ہو اور کنگ
وہان سحر العجائب مہران آسمان سیر سے کہہ رہا ہے کیون صاحب کیا اب تم بدنے کو طلسم کشا کے نکالوگے
مہران نے خود بھی چھوٹے ہوئے ہین کہ جو بادشاہ سے بڑھ کے عرض کی نامہ دار بت خونریز آیا ہے لوگون سے
کہان گھر سے ہوئے حکم دیا بلاؤ نامہ دار نے آکے ہاتھ مین نامہ دیا وزیر طلسم کاؤس خیرنگ ساز

کچھ استاد پڑی ہو وے ستارہ شناسی ثابت ہوتا ہی کہ لشکر عمرو تک بھی نہ پہونچ سکا سب چپ ہو رہے یکایک
لشکر مین غل ہوا ہرکارے دوڑتے ہوے آئے خوشی کی خبر صاحب عمرو کو پکڑ لائے کاؤس نے کہا بڑا
کام کیا عمرو کہان بیٹھا تھا جو اسکے ہاتھ لگ گیا یہ کہکر پھر ورق دیکھا ورق تو جیب مین رکھ لیا اسکا آنا جانا
لوگون نے پوچھا کیون حضور خیر تو ہی کہا برق فرنگی شاگرد عمرو کا میرے عیار مسطور کو عمرو بنائے ہوے
آتا ہی مجھکو معلوم ہوگیا اس بات کا چرچا ہوا چوبدارون نے جو سنا باہر آئے ایک مرد کا منہ ہنس بے برق
کو دیکھنے لگا برق نے پکارا مرد ہے صاحب ذرا ادہر تو آیئے جب وہ مرد قریب آیا برق نے پوچھا
مرد ہے صاحب تم پہچانتے تھے مجھکو غور غور کے بہت دیکھتے ہو اسنے کہا حضور مین آپکے سراپا کو دیکھتا
تھا کہ کسی اعضا مین فرق نہین ہمارے آقا بھی اپنے کمال کا اندازہ رکھتے ہین فرما رہے ہین کہ ہمارے
عیار کو برق نے پکڑ لیا برق نے کہا وہ مالک ہین میرا منہ دیکھا انکے حال کھلجائیگا اب برق کتراتا ہوا چلا
اتنا سمجھ گیا کہ اے برق یہ تو اسکو حال معلوم ہوگیا شبرنگ خلیفہ عیار دکھائی دیا اسکو کنارے بلایا کہا بیٹا ایک کام
کر دو دم بھر کے واسطے میری شکل بنا لو مین نے عمرو کو جو پکڑا کئی سو عیار میری تلاش مین نکلے ہین مین کرنکی
فکر کرون خبردار یہ نہ بھولنا یہی کہنا کہ مین مسطور صبا دم ہون انعام خوب دل بھر کے لینا لاکھ دو لاکھ
پیدا ابھی ہو جانا اُسنے کہا بہت خوب شبرنگ خوشی خوشی اُستاد کی شکل بنا مسطور کی شکل عمرو پر پشتارہ
اپنے پشت پر لگایا تنتا ہوا اندر بارگاہ لے آیا کاؤس ہنسا کہا مسٹر صاحب آیئے مین تو آپکا مشتاق
تھا عمرو کے پکڑ لانے بڑا کمال کیا شبرنگ تنتا ہی اور کہتا ہی حضور خوب تلوار چلی کئی پیک بچے مین نے قتل
کیے عمرو کو بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عمرو بلا سے روتا رہیگا آپکا اقبال شریک تھا جو جو شبرنگ
یہ باتین کرتا ہی کاؤس ہنس رہا ہی کہتا ہی میرے پاس تو آؤ موتیون کا مالا گلے سے اُتارا شبرنگ نے
کہا حضور پانچ لاکھ روپیہ لونگا کاؤس نے کہا جو مانگیگا وہی دونگا میرے قریب تو آ شبرنگ
سلام کرتا ہوا قریب آیا پشتارہ عمرو کا ڈالدیا پایہ تخت کو بوسہ دینے کو جھکا تھا کہ کاؤس نے ایک ہاتھ مارا
اور لغو کیا منہ کاؤس نیرنگ ساز ہمارے سامنے مکاری اور برق فرنگی انگریز بڑے تیز تھے شبرنگ کے
دو ٹکڑے ہوے بارگاہ والے کانپنے لگے کہا حضور آپ نے اپنے عیار کو مار ڈالا کاؤس نے کہا تم کیا جانو
مکار برق فرنگی عیار تھا اب جو شبرنگ مرگئے کہ مسطور کی آنکھ کھلی گلے مین گیند عیاری کا ٹنگا ہوا ہی بات نہین
کرسکتا غین غین کر رہا ہی کاؤس نے کہا یہ میرا عیار ہی اسکے گلے سے گیند عیاری کا نکالو شبرنگ کا جو خون بہا
عیارون سے کہا اسکا منہ دُھلاؤ منہ جو دُھلایا دیکھا شبرنگ خلیفہ مسطور کا ہی میان برق خدمتگار بنے
ہوے کھڑے ہین ہنس ہنسکر تعریفین کر رہے ہین حضور نے کیا ہاتھ مارا مسطور کے جو گلے سے گیند نکالا
یہ سر پیٹنے لگا کہا حضور میرے خلیفہ کو کیون مار ڈالا اب تو میان کاؤس کو سناٹا گیا برق تو باہر نکلا پھر
کاؤس نے اٹھا کر زمین دیکھا کہا یارو برق خدمتگار بنا ہوا باہر کھڑا ہی مسطور دوڑا برق چوبدار بنکر
کھڑا ہو گیا دیکھا اندر سے کئی سو پیک بچے نکلے خدمتگار پٹنے لگے کسی پہ جوتی کسی پہ لات خدمتگار چیختے ہین
غل مچاتے ہین بیرون بارگاہ ہنگامہ ہی سب خدمتگار گرفتار ہو کے سامنے کاؤس کے آئے کاؤس
نے کہا ان خدمتگارون مین تو برق فرنگی عیار نہین ہی سب نے کہا حضور ہم کہان گئے خدمتگار دہائی دیتے
ہین کہ ہم مفت مین ذلیل ہوے کاؤس نے کہا باہر چوبدار بنا ہوا برق فرنگی کھڑا ہی برق فرنگی تو

ساتھ نیک و بد امیان صاحبقران جلوہ فرما ہیں بارگاہ میں سب ساحر بیٹھے ہیں ذکر خواجہ دیرینہ ہو رہا
ہے صاحبقران فرماتے ہیں خدا عمرو کو ساحرون سے بچائے یہ ذکر تھا کہ ناگہاں خواجہ پشتارہ بدوش
آتے ہیں عمرو واحد آیا شیدائے شعبدہ باز نے کہا ہر چند خواجہ نے کاغذ پاک کیا مگر انجام بخیر نہیں معلوم
ہوتا ہے عمرو نے آتے ہی کاؤس کو ستون سے باندھ دیا آپ بھی سامنے کھڑے ہیں امیر نے کہا خواجہ اسے
ہوشیار کرو عمرو نے سوزن کا تو خیال نہ کیا کاؤس کو ہوشیار کر دیا اب جو کاؤس کی آنکھ کھلی اپنے دربار
صاحبقران کو دیکھا مخدوم گلپوش کو عہدہ جلیل پر پایا سب ساحرون پر افسر ہے مخدوم گلپوش
کی نائب شیدائے شعبدہ باز ہے بدملک اختر اس انتظام سے دربار آراستہ ہے عمرو نے پکار کے
آواز دی اے کاؤس دیکھ قدرت خدا کو برق نے وہ تباہیاں برپا کین کہ تجھے خود شبرنگ کر قتل کیا اب
بہتر ہے کہ اطاعت کر نام سامری و جمشید پر لعنت کر کاؤس نے نگاہ قہر و غضب طرف عمرو کے دیکھا
خیال کیا میری زبان میں سوزن نہیں ہے تجھے ہی آواز دی اے ساربان زادے قدرت سامری و جمشید بھی
صاف ظاہر ہے کہ تو ایسے ہوشیار سے یون دھوکا کھا کر زبان میں سوزن دینا بھول گیا عمرو کے ہوش
اڑ گئے کود کے بھاگا آواز دی مخدوم ہوشیار ہو جاؤ کاؤس نے قید توڑی تڑپ کے اٹھا مخدوم نے
گرز مارا کاؤس نے گرز کو باطل کیا بلکہ سخت کے گرا کئی سو ساحر مرے آفتاب پر نے عذار اکاؤس نے
کسی کو جواب نہ دیا سب ساحرون نے سر کے کاؤس نے کسی کے سحر کو نہ مانا تڑپ کے نکل گیا خواجہ عمرو نے
کہا اللہ بدلی مخدوم نے کہا اے شہریار یہ مون بلائے روز گار ہے نکل گیا کاؤس جو چلا مسطور نے بھی آگے
خبر پائی کہ وزیر اعظم لاہور جگر نکلے کاؤس صحرا میں اڑتا ہوا جاتا ہے خواجہ عمرو جو گھبرا کر بھاگے تھے صحرا میں
آگے ٹھہرے دیکھا ایک مسافر آتا ہے منہ میں پانی بھر آیا اس مسافر کو بیہوش کر کے لوٹنے لگے ادھر سے
کاؤس اڑتا ہوا آتا تھا آتے ہی جو آسمان سے عمرو کو دیکھا تڑپ کے گرا عمرو کو پنجے میں دبا لیا آواز دی اے ساربان زادے
تو نے مجھکو بڑا رنج پہونچایا باغ کیمیائے خاک ریز میں پہونچاتا ہون کہ جان کو تیری تا قید حیات پہونچے
تڑپ تڑپ کے مرے عمرو نے کہا معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس باغ کی ویرانی کا وقت آگیا کاؤس نے کہا اچھا
او ساربان زادے تیری قضا اس باغ میں ہے یہ کہکے بلند ہوا عمرو کو بیہوش کر لیا کہ یہ راستہ نہ دیکھنے پائے
بہت دراز پیدا کیے ہوئے کوہ عجائب و غرائب سے گنبد ابت خونریز مکدر بیٹھا تھا اسے جانے سے
شمس خاک بسر کے کو پہونچاتا ہے راستے دیکھا کاؤس کسی کو پنجے میں دبائے لیے جاتا ہے پکار کے
آواز دی اے وزیر اعظم ذرا مین بھی اس خوشخبری سے آگاہ ہو جاؤن کاؤس اتر پڑا بت خونریز نے
پوچھا یہ وہی ساربان زادہ قاتل شمس ہے کاؤس نے کہا یہی گرفتار کر کے لیا یا تھا اے بت خونریز میرے
پہونچتے ہی ان ظالمون نے ہنگامہ ڈالا یا آخر مجھکو بے بھاگا مگر عنایت سامری و جمشید شریک حال تھی کہ
یہ زبان میں سوزن دینا بھولا میں نکلا ہوا آتا تھا یہ ظالم ایک مسافر کو لوٹ رہا تھا بت خونریز نے
کہا ہمارے کوہ میں قید کرو کاؤس نے کہا اے بت خونریز میں اسکو ایسے مقام پر لیے جاتا ہون کہ تا قید
حیات نہ چھوٹے بت خونریز نے کاؤس کو شراب پلائی کہا کیا کہون جب سے شمس خاک بسر
مارا گیا ہے سناتا ہے کاؤس رونے لگا کہا اے بت خونریز میں نے اپنی آنکھون سے کتاب میں دیکھا
کہ سب بزرگون سے تکلیف پہونچی ہے افسوس کی بات ہے بت خونریز نے کہا بھائی تحریر کا کیا اعتبار ہے

تجھے آج خاتمہ کرنا یا ایسے شخص کو گرفتار کیا اگر یہ مارا گیا تو خاتمہ ہے کاؤس نے کہا ایسے مقام پر لیے جاتا ہوں
کہ تا قید حیات رہائی غیر ممکن ہے یہ کہکر عمرو کو دوبارہ لیکر اُڑا خواجہ بیہوش ہیں کاؤس باغ کاؤسیہ میں
آکر پہونچا اس باغ میں اُسنے عمرو کو کوٹھری میں بند کر دیا جو انتظام یہاں کا ہے ناظرین پر واضح ہوگا اب
کاؤس وہاں سے پلٹا دربار میں سحر العجائب کے آیا سب حال بیان کیا سحر العجائب نے کہا ای
کاؤس تجھے غضب کیا سازبان زادے کو اُس مقام پر قید کیا جہاں وہ قتال عالم قید ہے اگر کسی وجہ
سے وہ رہا ہو گئی تو زمین ہلا دیگی زمین و آسمان متزلزل و متحرک ہونگے کاؤس نے کہا حضور غلام نے
یہ ترکیب کی ہے کہ عمرو تڑپ تڑپ کے مریگا قتل کرنا مناسب نہ تھا صاحبقران اندر طلسم کے گر چکے
ہیں کوہ عجائب و غرائب پر سامنا ہے بی صدوم گلپوش سے مقابلہ ہے دربار میں صاحبقران کے
عہد جلیل ملا ہے افسر بنی ہوئی بیٹھی ہیں قدرت سامری و جمشید کی آپ کے غلام کو روکتی نہیں مجھے
گرفتاری عمرو کی فکر تھی اس وجہ سے میں نہیں الجھا اب جاتا ہوں طبل جنگی بجوا کے سب کو گرفتار کر کے
زندان طلسمی میں پہونچا دونگا بڑے عرصے تک شہرا کیا کہ ای شہنشاہ آپ تحریر کتب کا خیال فرمائیے
سامری و جمشید نے جو چاہا لکھدیا طلسم نور افشان نہیں فتح ہو سکتا یہ کہکر کاؤس شاہان طلسم سے
رخصت ہو کے اپنے لشکر میں آیا مسطور حیران تھا کہ وزیر اعظم کہاں چلے گئے اُسنے آکے سب سے حال
بیان کیا کہا کل سے خاتمہ کرنے پر لشکر اسلام کے کمر باندھتا ہوں یہ کہکر شام کو طبل جنگی بجوایا ہرکارے
لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبر لیکر چلے دربار صاحبقران میں آکے حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے
بادشاہی بجالائے قطعہ گل ریاض جلالت ہمیشہ خندان باد بہ نسیم لطف تو آرام دردمندان باد بدہ ہزار
نصرت و دولت نصیب فدایان تو بکام خاطر ما سرفراز نہدان باد وعرض کی ای شہریار کاؤس نے طبل جنگی
بجوایا کل اُسکا ارادہ ہے کہ لشکر معرکہ آرا سے نبرد ہو آتش کین و فساد کو دوبالا کرے خواجہ عمرو کو بھی
قید کر آیا خواجہ عمرو کا حال سنکر صاحبقران کو نہایت افسوس ہوا فرمایا خدا اُنکا حافظ ہے ہمارے یہاں بھی
الغرض طبل جنگی بنیابت رب اکبر بجے یہاں بھی طبل جنگی پر چوب پڑی برق نے اسد قران سے کہا ای
خلیفہ صاحب تجھے سنا استاد کو اُس کاؤس ملعون نے نہیں معلوم کہاں جاکے قید کیا ہے قران نے
کہا انشاء اللہ فکر کرینگے مگر میں نے خبر پائی کہ بیچ میں دو مقام حائل ہیں کہ جہاں سے گذر ہونا بہت دشوار
ہے لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں برق مہرات کے لشکر میں کاؤس کے ایک بڑھیا کی شکل بنکر
جابجا پھرنے لگا دردولت پر کاؤس کے پہونچا دیکھا ہزارہا ساحر دروازے پہ کاؤس کے بیچ
میں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ یارو کوئی عیار نہ آنے پائے وزیر اعظم نے آرام فرمایا ہے برق فرنگی تو بڑھیا کی
شکل بنا ہی ہوا ہے اُسنے بڑھکر اُن ساحروں سے سوال کیا وہ سب ساحر لینا لینا کہکر دوڑے یہی
کہتے ہوئے کہ عیار آیا عیار آیا برق فرنگی تڑپ کے بھاگا الگ آگے ٹھہرا حیران ہے کہ کیا تدبیر کروں یہ
ملعون دیکھتے ہی پکارتے ہیں ایسا خوف دل میں سمایا ہوا ہے تھوڑی دور بڑھا ہے کہ ایک طرف سے
گانے کی آواز کان میں آئی برق فرنگی نے پلٹ کے دیکھا ایک خیمہ ہے اُسکا پردہ اُٹھا ہے ایک نازنین
بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے غزل

	جلایا صبح تک ہنس ہنس کے مینے شمع بالین کو		رلایا یاد شب اُسنے جو تیری ساق سیمین کو	د

خزان نے بیشتر کار گل و بلبل کیا آخر
ہوا افسوس ہوا ای بیمروت تو نہین آیا
تماشا دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کو
تکلف سے ستمگر ہو مزاج عاشق شیدا
نئے ہر سال سرکار جنون سے داغ ملتے ہین
نہ ٹھہرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہو کر
عدم پہونچائیگا شوق اُس کمر کا کھوجتی سے
سوا یا سپ ای گلگون قبا تجکو اگر دیکھین
پری بے پر سے پر لگا کے سو سو بار آتی ہے
حسین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
سواری مین دکھائی دیگے تیری خاک ذرے
حسینون کو ہے لازم رحم اپنے عشقبازون پر
ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
بشر کو بعد نعمت کے ہو اجو کی انسے لعنت کی
ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ زرگری اکثر

جزائے خیر دے اللہ صیاد ادب گلچین کو
غشی آجاتا ہے اکثر تیرے بیتابون کی تسکین کو
بنایا ہے مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو
نہ دیکھا قمریون کی گردنون مین طوق زرین کو
بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو
دعا تو مانگ غافل مستعد اثر ہو آمین کو
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کے گام نخستین کو
شبنم سنبل مریخ سمجھین حنائے زرین کو
ہوا ہے آج کل سودا تمہاری زلف مشکین کو
تمہاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو
ہوا ہون دیکھکر اک آفتاب خانہ زرین کو
رعیت پر رعایت چاہیے کرنی سلاطین کو
قلم کی چال ادا چلوائے اُن پائے نگارین کو
غنیمت جانتا ہے تنگ اپنے پائے چوبین کو
نہین کچھ دخل اس قضیے مین عقل مصلحت بین کو

قدردان جمع ہین تحسین کر رہے ہین تماشا کہہ رہی ہے آج شہنشاہ نے یاد فرمایا نہین برق فرنگی کنارے آیا
شکل سے سمجھ گیا کہ یہ کاوس کی معشوقہ ہے چوبدار بنکر سامنے آیا کہا ملکۂ عالم چلیے شہنشاہ نے آپکو یاد فرمایا
ہے منظور یہ ہے کہ آج شب بھر جاگین صبح کو مسلمانون سے مقابلہ ہونا ہے کہا بیٹا جلدی کرو ارے گلعذار
تو بیٹھ جانے مین دیر کرتی ہے چوبدار نے کہا بی گلعذار مین یہ عرض کرونگا آج کل مسلمانون سے مقابلہ ہے
عیارون کا ڈر لگا ہوا ہے مین تمکو بھی طریقہ تعلیم کر دون بی گلعذار ساتھ مرد ہے کے تنہائی کے خیمے مین نہین
چوبدار نے کہا بی گلعذار آج کل بڑی احتیاط چاہیے باتین کرتے کرتے گلعذار کو گلوری کھلا کے بیہوش کیا
کپڑے اسکے اتار لیے زیور بھی اُتار لیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلے گلعذار کو زیر پلنگ ڈالدیا باہر آکے کہا
ای جان چلو۔ بیلی پر سوار ہوے چلے جب دروازے پر بارگاہ کاوس کے پہونچے ملازمون نے آواز دی
کون آتا ہے گلعذار کنیز کو دیکھ کر کہا ارے جمعدار کیا دیوانہ ہوا ہے ہم ہین وزیر اعظم سوتے ہین کہ جاگتے ہین
افسر نے کہا ابھی سو کے اُٹھے ہین اسباب سحر تیار ہو رہا ہے برق بلا تکلف سامنے آیا جھک کے سلام کیا
کاوس نے پوچھا کیون جان جہان آج تمہین عرصہ کیون ہوا کہا حضور آپ نے بلایا کا انتظار رہا کنیز
خود بیقرار رہی جگر ہوا اٹھیو کہا ای گلعذار کیا کرون کہ کیا کیفیت گذری کل پھر مقابلہ ہے گلعذار نے باتون مین
لگایا مسکرا کے گرد مین کہین گلوری لیا پان نوش کیجیے کاوس نے جیسے ہی گلوری کھائی گلوری
کھاتے ہی بیہوش ہو کے گرا برق فرنگی خنجر کھینچ کے چلا کہ اسکو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی ایک زنگی نے
سر نکالا برق فرنگی دیکھتے ہی کود کے بھاگا زنگی نے کاوس کو ہوشیار کیا اب پلٹ کے دیکھا گلعذار
غائب تھی ہوا کہ عیار شکل گلعذار آیا تھا سامری جمشید نے بچا لیا خبر لو گلعذار پہ کیا گذری ملازم

دوڑے ہوئے آئے ناگاہ یہ حال سنکر رونے لگی تمام مکان مین ڈھونڈھا دیکھا پریشان ہوئی بی گلعذار برہنہ
پڑی ہوئی ہین گلعذار کو سب نے ہوشیار کیا لیکن سحر چل چکی تھی گلعذار بین شہری مگر وہان کاؤس
سوار ہوا لشکر کو ہمراہ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا میان تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی
بدر دولت صاحبقران پر حاضر ہین کہ صاحبقران زمان برآمد ہوئے چار سو ساحران غدار سرداران
تا ہمارسات لاکھ ساحر لشکر پر ایک جانب بہرام گرد بن خاقان چین لشکر غیر ساحران سے لیے
ہوئے صاحبقران سب لشکر کو ہمراہ لیے ہوئے طرف میدان کارزار کے چلے قریب اپنی رکاب کے
خواجہ عمرو کو جو نہ پایا فرماتے تھے کہ نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری۔ برق فرنگی عرض کرتا ہی
مین اس فکر مین تھا کہ کاؤس کو پکڑ لاؤن یا اس ملعون کو قتل کر دون مگر کچھ نہ بن پڑا صاحبقران کلام حسرت
کرتے ہوئے میدان کارزار مین آئے ملکہ مخدوم گلپوش لشکر ساحران کو جمانے لگین بہرام بھی لشکر
غیر ساحران درست کر رہا ہی اُدھر سے کاؤس لشکر ساحران لیکر بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین
آیا صفین جما بین جب صفین جم چکین تو کاؤس میدان مین نکلا پکارکے آواز دی اے فرقۂ خداپرستان و
اے زبردستان حیلہ تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ شیدائے شعبدہ باز مادر آفتاب شعلہ مزاج نے طاؤس
اپنا بڑھایا ملک اخضر نے پلٹ کے دیکھا کہ ملکہ شیدائے شعبدہ باز پاس صاحبقران کے پہونچین
دست بستہ عرض کی اجازت میدان صاحبقران زمان نے اجازت دی ملکہ شیدائے شعبدہ باز
طاؤس اُڑا کے سامنے کاؤس کے پہونچین آپسمین سحر چلنے لگے مگر کاؤس بلائے روزگار ہی جو سحر ملکہ
شیدائے شعبدہ باز نے کیا بنس بنس کے کاؤس نے دفع کر دیا آخر مین ایک دو ستھر زمین پر مارا ایک برق
چمکی شیدائے شعبدہ باز کا شانہ نشانہ ہوا شیدا اٹھا لی کاؤس نے چاہا کہ لوک سے گردن اسکو
دو ٹکڑے کر دون آفتاب شعلہ مزاج کو تاب نہ آئی بجلی کی طرح تڑپ کے سپنہ سپر کر دیا کاؤس نے
پھر سحر کیا ایک برق پھر چمک کے گری آفتاب شعلہ مزاج کا بھی سر زخمی ہوا دونون مان بیٹیان زخمی
ہوئین مخدوم گلپوش تڑپ کے جا پڑی زبان کا خون کاٹ کے پھینک مارا کاؤس پر جو خون زبان کا
پڑا کاؤس بیہوش ہو کے گرا مخدوم گلپوش نے چاہا اسکو ان تمام ساحر دوڑ پڑے اپنے مالک کو
اٹھا لیا ادھر سے ملک اخضر وغیرہ پہونچے حملہ ہونے لگی ملک اخضر جا کے مصروف جنگ ہوا آپ تو
صاحبقران زمان بھی نعرہ کرکے پہونچے بعد چند ساعت کاؤس کو ہوش آیا حملہ مین شریک ہوا
دوپہر تک خوب تلوار چلی اور خوب سحر ہوئے مخدوم گلپوش نے پھر کاؤس کو للکارا کاؤس سحر سے
مخدوم گلپوش کے زخمی ہوا اب اسنے ناچار ہو کے ساتھ والون سے کہا یا سنو دوپہر لڑتے لڑتے
گذرے الزم سحر کی خوشی ہو تو طبل امان بجے سب نے عرض کی جو کچھ آپ کے نزدیک مناسب
ہو وہ سامان کیجیے حکم ہوا اُسی وقت طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر جا بین کے الگ ہوئے
صاحبقران زمان سب ساحرون و غیر ساحرون کو لیے ہوئے ہمراہ شیدائے شعبدہ باز و ملکہ
آفتاب شعلہ مزاج زخمدار ہین آ کے اپنی صاحبقران نے زخم دوزی کرائی کاؤس بہت حیران
و پریشان پلٹا جب اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین آکے بیٹھا کہا یارو بڑے غضب کی بات ہی صاحبقران
کے ساتھ بڑے بڑے ساحرون کا ۔۔۔ بڑی اقبال مندی صاحبقران کی ہے ہر کہ نیا لیا افتادہ پڑی

غرض اس طور سے عالم ساحر شریک ہوئے ملکہ معدوم گلپوش رازداران طلسم سے صاحبقران
کی شریک ہیں آج انکے سحر سے میں زخمی بھی ہوا تم سنبھلون کی اگر صلاح ہو تو ایک عرضی شاہان طلسم کو
لکھوں سب نے کہا بہت مناسب ہے اسیوقت کاؤس نے ایک عرضی لکھی سب حال جنگ مندرج
کردیا سحر العجائب کو یہ عرضی پہونچی کہا یارو حقیقت یہ ہے کہ کاؤس اپنا مثل نہیں رکھتا مگر جنگ مسلمانان
میں بہت پریشان ہوا معدوم گلپوش کے ہاتھ سے زخم کھایا ہر چند اُسنے وہ کارنمایان کیا کہ کسی ساحر
سے نہ ہو سکتا یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرکے جاکر باغ کاؤسیہ میں قید کیا جو عمرو سے یکہ زوری ہو حال اُسکا تحریر ہوگا
سحر العجائب نے کہا یارو تم میں سے ایک ساحر کو چاہتا ہوں کہ جاکے کاؤس کی مدد کرے محرم اسراردان
ایک ساحر زبردست ہے بیڑا اسکو نا ظاہر کہ میں رازدار طلسم ہوں سب شاہان طلسم مجھے دبا لیں بل کرکے اُٹھا
کہا غلام ابھی جاتا ہے تین لاکھ فوج ساحران ساتھ ہوئی محرم اسراردان چلا ایک صحرا میں آکے اُترا
رات کو وہان مقام کیا صبح کو بموجب قاعدے کے دھوتی باندھے ہوئے برہمنی لٹیا میں پانی بھرا ہوا بارگاہ
سے نکلا ساتھ والوں سے کہا یارو دیکھو تو یہان کوئی شوالہ بھی ہے ٹھاکر کو جاکر نہلادیں پھر سوار ہوں
ملازموں نے جاکے دیکھا کنارے پہ قریب کے ایک شوالہ ہے قریب والے وہیں پوجا پاٹ کرنے آتے ہیں
محرم اسراردان بھی جاکر مہیشا مورت کو نہلا کے باہر نکلا ہی چاہتا ہے طرف اپنے لشکر کے جاؤں کہ دیکھا
طرف سے قریب کے ایک برہمن خوب ماتھے کو رنگے ہوئے پڑتا ہوا اُترتا ہوا معلوم ہوتا ہے بھنگ کے نشے
میں ہے قریب پہونچکر محرم اسراردان کو سلام کیا محرم نے جواب دیکر کہا کیون دیوتا کہاں چلے کہا آپ
کون صاحب ہیں کہا میرا نام محرم اسراردان ہے افسر لشکر ہوں برائے مقابلہ مسلمانان جاتا ہوں اس
صحرا میں آکے اُترا تھا پوجا کرنے شوالے میں چلا آیا برہمن نے کہا ای محرم اسراردان مجھے ایک بات
میں بڑا تردد ہے ہمارے باپ دادا سامری و جمشید پرست رہے لیکن خیال جو کیا تو سب جلساز شعبدہ گر
تھے مسلمانون کا خدائے نادیدہ بڑا درست ہے انکے یہان کی کتاب میں لکھا ہے ایک قول کن کہدیا
زمین و آسمان تیار ہو گیا حقیقت میں خدا ایسا ہی ہونا چاہیے ایک دن تو وہ تھا کہ سامری و جمشید
کنارے دریا کے چٹائی بچھائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے جسدن کسی نے پہنچا دو چار من اناج مل گیا انہیں
بسر اوقات ہوتی تھی یا چار مصاحب ساحر ایسے ملے انہیں دس پانچ نے ملکر انکو خداوند بنا دیا یہ خدائی
کیسی ہے مجھ کو شک ہوتا ہے آپ اُس مقام پہ جاتے ہیں کہ جہان وزیر اعظم موجود ہیں اُنسے ضرور یہ سوال
ضرور کیجئے گا برہمن نے جو ایسے ایسے سوال کیے کہ محرم اسراردان کے اعتقاد میں فرق آگیا اب یہی
خیال میں ہے کہ جاکر پوچھونگا دل سے باتیں کرتا ہوا چلا برہمن تو سوالات بتا کے چلا گیا محرم اسراردان
دل میں حیران ہے کہ یہ کیسے سوالات برہمن نے کیے کہ جسکے جواب ذہن میں نہیں آتے ہیں یہ سوچتا ہوا
محرم اسراردان اپنے لشکر میں آیا اُسی وقت سے اپنے جنیو توڑ ڈالا بتوں کو ایک لات ماردی
نہایت گھبرایا ہوا لشکر میں آیا سرداروں نے دیکھا افسر صاحب کچھ گھبرائے ہوئے ہیں پوچھا کیوں مزاج کیسا
ہے کہا صاحبو بڑے تعجب کی بات ہے اگر دو من کی ہانڈی بھی لیتے ہیں تو اسے بھی ٹھونک بجا لیتے ہیں نہ کہ
معبود و مذہب اگر تصور کرتے ہیں تو کوئی جواب ذہن میں نہیں آتا ہے اسوقت غیب سے ایک برہمن پیدا ہوا
حسب و نسب سامری و جمشید بیان کیا ایسے سوال کیے کہ ہم اسکو رد نہیں کرسکتے ہیں سنبھلون نے کہا

زمین پر جا پاٹ. غرض وہ تمام رات بھر وہاں رہا صبح کو کوچ کیا کاؤس جادو کی میدان داریان کرچکا برق فرنگی
نے بھی کئی عیاریان کین کاؤس جادو گرفتار ہوا کبھی کوئی زلزلہ زمین سے پیدا ہوا کبھی کسی طائر نے آواز دی
برق فرنگی حیران ہو گیا چاروں میدان داریوں مین سب سرداران تاجدار زخمی ہین صاحبقران زمان کو
نہایت انتشار ہو دل خواجہ عمرو کے واسطے بہت بیقرار ہے کہ کاؤس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ایک ساحر
محرم اسرار دان آتا ہی کاؤس خوش ہو کہا یا سو شاہان طلسم نے بڑے شخص کو بھیجا یہ تو ایک ہی دن مین
خاتمہ کریگا حکم دیا جاؤ اسکو استقبال کرکے لاؤ جب کئی سو ساحران خود سر بڑھ کے استقبال کو گئے تب ہی
محرم اسرار دان کو لیکر آئے محرم بارگاہ مین کاؤس جادو کی آیا کاؤس سے صاحب سلامت کی محرم اسرار دان
نے کہا ای کاؤس مجھے تجھ سے چند باتین پوچھنا ہین کاؤس نے کہا بھائی بیٹھو شراب و کباب کا چرچا ہو جو
جو باتین کرنا منظور ہونگی وہ باتین کرنا محرم اسرار دان نے کہا کسی شی کو دل نہین چاہتا کاؤس جادو
نے انکے لشکرگاہ تک روایا تخلیہ کیا جب تخلیہ ہوا کاؤس نے پوچھا فرماتے آپ کیا فرماتے ہین محرم اسرار دان
نے کہا مجھے مقدمہ مذہب مین چند سوال کرنا منظور ہین کاؤس نے کہا ای بھائی کیا ضرور ہی میرا خود قلب نا صبور
ہی محرم اسرار دان نے کہا تم وزیر اعظم و دستور معظم ہو اور تم عاجز ہوے تو شاہان طلسم نور افشان بالکل
نابینا ہین وہ مذہب کا خیال نہین کرتے صاف صاف بتاؤ کہ سامری و جمشید کون تھے کاؤس نے
کہا سامری و جمشید برہمن تھے محرم اسرار دان نے کہا خداوند کیونکر ہے کاؤس نے کہا انکے مصاحبون نے
خداوند بنایا محرم اسرار دان بول اٹھا کہ بسا رشبہ باز ہوئے خداوند کیسے خداوند حقیقی مالک حقیقی
خدائے نادیدہ ہی کہ جسنے زمین و آسمان بنایا ستارے آسمان پر روشن کیے ماہ و خورشید کو کیا لیاقت دی
کہ ایک تسبیح انجمن شب ہی ایک کو دن کی گردش سے مطلب ہی جس شی کو دیکھتے ہین اوس سے ظہور قدرت پیدا
پایا جاتا ہی نام سے سامری و جمشید کے نفرت ہوتی ہی جی چاہتا ہے تو اس مذہب کو چھوڑتا یہ سنتے ہی کاؤس
کانپنے لگا کہا ای محرم اسرار دان تم وحشیون کی باتین کیون کرتے ہی ارے ہمارے باپ دادا کیا پاگل
دیوانے تھے کہ اس مذہب کو اختیار کیا ایسے کلمات دوبارہ مذہب نہ کہو اس سے ذلت مذہب ظاہر ہوتی
ہی محرم اسرار دان نے کہا ذلت کیسی مذہب مین تحقیق ضرور ہی چاہیے ہی کہ آدمی مناظرہ کرے مذہب کے
عیوب نکالے جو مذہب پاک و صاف ہو اسکو اختیار رہے کاؤس جادو نے کہا کیا آپ مذہب کے عیب
نکالیے مسلمانون کے شریک ہو جائیے سب عیب کھل جائینگے محرم اسرار دان نے کہا اگر مسلمانون کی شراکت
سے مذہب پاک ہوتا ہی تو ضرور شریک ہونگے یہ کہکر بارگاہ سے محرم اسرار دان اٹھا ساحرون کو حکم دیا
کہ ہماری بارگاہ الگ استادہ کرو اسکے سردار سمجھ کو سب پھرے ہوئے ہین اسی شک مین سب مبتلا ہین
اپنے مالک کے واسطے الگ بارگاہ استادہ کی جائے محرم اسرار دان وہان بیٹھا سردار سب آ کر جمع ہوے
کہا جو مجھ سے سوال و جواب ہوے سب نے کہا حضور ہم سب نے جب سے یہ سنا آیا اور یہ فقرے کہے گیا ابھی تحت
سے انتشار ہی دل بیقرار ہی ہزار ہزار طرح جواب سوچتے ہین مگر نہین ملتا محرم اسرار دان نے کہا بھائی مجھے
بھی سنا بدون شراکت مسلمانون کے ممکن نہین مگر بار و مقام افسوس ہی کہ مسلمانون سے کیونکر شریک
ہون کیا منہ لیکر صاحبقران کے سامنے جاؤن کوئی ایسا کار نمایاں ہو تا کہ انکو کچھ فائدہ پہونچتا اگر یون
گئے تو کیا قدر ہوگی ایک بول اٹھا کہ ای شہریار اتنا بڑا کام ہے تا کہین کہ صاحبقران پر احسان ہو یہ تو خوب

آپ کتاب ساحری مین دیکھ چکے کہ یہ طلسم فتح ہوگا اور صاحبقران ضرور فاتح ہین منازل عجائب سواے
سیاح ہین پس ہمکو بھی بخوبی ظاہر ہوا بلکہ آپ کو بھی یقین کامل ہوا نہ صاحبقران زمان طلسم نور افشان
فتح کرینگے طلسم اب نہین بچیگا عمر طلسم اب تمام ہوئی سب کتابون مین جو جو علامتین مرقوم ہین وہی
ہو رہی ہین کوہ عجائب وغرائب پر شمس کا نکلنا اور وہا سے جانا یہ کیا چھوٹی بات ہوئی جنکو سب لوگ
بزرگان دین جانتے ہین اے محرم اسراردان وزیر اعظم صاحب خواجہ عمرو کو قید کر آئے ہین دریافت
کرکے انکو رہا کیجیے اور عمرو کے ساتھ بخدمت صاحبقران چلیے محرم اسراردان کو یہ بات بہت
پسند آئی کہا اب زیادہ بلوہ نہ کرو ابھی مین جاکے کاؤس سے پوچھتا ہون کاؤس برہم بیٹھا ہوا
بارگاہ مین کہہ رہا ہے صاحبو محرم اسراردان کو بھی سودا ہوا اب وہ ہماری شراکت نہ کرینگے امروز
فردا مین بخدمت صاحبقران چلے جائینگے کہ مخبرون نے پہونچائی کہ محرم اسراردان آتے ہین اپنے
اپنے سردارون سے کہا اب اگر ویسے سوال وجواب کرین تو چار جانب سے گھیر کے گرفتار کر لینا سب
ساحر سنبھل سنبھل کے بیٹھے اسباب سحر بھی آگے رکھ لیے کہ محرم اسراردان ہنستے ہوے آئے کہا بھائی
کاؤس میری باتون کو معاف کرنا مین اپنے ہوش مین نہ تھا ایک برہمن دیوانہ ہمات باتین مجھسے
کہہ گیا تھا اسوقت جاکے جو مین نے سوچا تو یہ خیال دل مین آیا کہ باپ دادا ہمارے کیا بیوقوف تھے
کہ جو مذہب جمشید پرستی مین مصروف تھے جو بزرگون نے کیا اُسکی پیروی واجب ولازم ہے جو اُنکے
نزدیک بہتر تھا وہی ہم بھی بہتر جانتے ہین کاؤس جادو نے کہا بھائی سچ کہتے ہو کاؤس نے کہا
بھائی جو مذہب کا نہ اعتقاد کرے وہ دیوانہ ہو بزرگون نے ہمارے ان سب عیب وہنر کو سمجھ لیا ہوگا ہم کیون
تحقیق کرین بس ہمین اتنا کافی ہے کہ باپ دادا اسی مذہب پہ تھے چاہے سر کٹ جائے مگر مذہب مین
فرق نہ آئے محرم اسراردان نے کہا بھائی ہم اس بات پہ قائم ہین کاؤس نے محرم اسراردان کو گلے
لگالیا شراب وکباب کا چرچا ہوا جب محرم اسراردان نے دیکھا کہ یہ بھی محرم ہوا سمع رنج والم ہوا طرز
کلام مین گھل مل کے پوچھا بھائی مین نے سنا ہے کہ عمرو عیار کے شاگرد تلاش مین پھر رہے ہین ایسا نہو
عمرو کو رہا کرلین تمنے کوئی انتظام ایسا کیا ہے کہ عمرو چھوٹ نہ سکے بے اختیار منہ سے کاؤس جادو
کے نکلگیا بھائی ایک شاگرد کیسا اگر ہزار شاگرد آ جائینگے پیروی کرین اور جان بھی اپنی مٹا دین تو کبھی ممکن
نہوگا کہ مقام قید عمرو تک پہونچ سکین محرم اسراردان نے کہا ایسا تو کوئی مقام نہین دیکھو قریب
کوہ عجائب وغرائب آگیا دشوار تھا سب مسلمان بھی آگئے عیار بھی پہونچے کاؤس نے کہا بھائی
مین نے اسکو باغ کاؤسیہ مین قید کیا ہے جس قصر سے سلسلہ مکان محل کا ملا ہے اور قصر اسرار بھی قریب ہی
وہ سب مکان ایک ہی احاطے مین ہین سواے ہمارے تمہارے کون جا سکتا ہے جو کوئی جائیگا گرفتار
ہوگا پہلے کوہ عجائب وغرائب ملیگا اسکے بعد جو جو مقام ہین وہ تم خود جانتے ہو یہ سنکر محرم اسراردان
چپ ہو رہا رات کو اپنی بارگاہ مین آیا کاؤس سے یہ بھی کہہ آیا کہ آپ ایک ہفتہ تامل کرین اب ہم چلتے ہین کہ بعلو
تکلیف نہو تم بمقابلہ مسلمانان کو ہم سمجھ لینگے مین نے ایک سحر تیار کیا ہے کہ ایک ہفتے مین وہ سحر کامل تیار ہو جائیگا
تب تسکین پائیگا جب محرم اسراردان اپنی بارگاہ مین آیا گلگون جادو کو لشکر کا سپہ سالار ہے اس سے
کہا اے گلگون مین تو جاتا ہون یا تو اپنی جان دونگا یا عنایت سے خداے نادیدہ کے عمرو کو رہا کرکے لاؤنگا

ایک بجتہ جنگ ہی نہو گی تھے جو کوئی پوچھے ہی کہ دیکھا کہ سحر تیار کرنے صحراے فرح افزا میں سے گئے ہیں
گلگون جادو نے کہا بسم اللہ جائیے آپ کو پروردگار مظفر و منصور کرے دو خدمتگار محرم اسراردان
نے حاجت ہے کہا کل دن کو جاؤنگا برق فرنگی چوبدار بنا ہوا دربار میں محرم اسراردان کے حاضر تھا
دو جو دو خدمتگار رہجانے کے تھے انہیں سے ایک خدمتگار کو رات کو برق فرنگی نے بیہوش کیا اسکو
دنہ کو وہیں ڈالدیا آپ اسی کی شکل بنکر بستر بچھانے کے سو رہا صبح کو محرم اسراردان اٹھا چہدا سے کہا
دونوں خدمتگاروں کو بلاؤ برق باتیں بناتا ہوا ساتھ ہوا محرم اسراردان تخت اڑا کے چلا کاؤس کی
بارگاہ محرم اسراردان نے کاؤس کو پکارکے آواز دی بھائی صاحب جب تک میں نہ آؤں باطل جنگی
نہ بجوائیے گا یہ مقدمہ مسلمانان میں نے اپنی ذات پہ لیا میں سحر تیار کرکے اونکا گرفتاری طلسم کشا کی بھی صورت
نکل آئیگی کاؤس جادو خوش ہو گیا کہا اچھا بھائی جاؤ محرم اسراردان تخت اڑاتا ہوا جاتا ہو اول ہوا میں
کو عجائب و غرائب ملاحظت خونریز بچا تھا بت خونریز نے پکار کر آواز دی اے بھائی محرم اسراردان کہ
اتک اڑک جاتا کیسا محرم اسراردان اتر آیا جیسے ہی خدمتگار سامنے سے پہاڑ میں جنبش پیدا ہوئی جابجا سے شعلے
نکلنے لگے بت خونریز نے حیران ہوتے کہا بھائی محرم اسراردان یہ کیا معرکہ ہے پہاڑ کو جنبش ہو کسی کے
مٹانے کی کوشش ہو کسی مسلمان کا قدم آیا کیوں گھرایا محرم اسراردان نے کہا بھائی مجھے خطا
ہوئی مناظرے میں ایک دن میرے منہ سے نکلگیا کہ مذہب لات و منات باطل ہے اب میں صحراے
فرح افزا میں جاتا ہوں سحر تیار کرکے پیشوائی ہی باعث ہے کہ پہاڑ تھرانے لگا تو بھائی میں جاتا ہوں بت
خونریز نے بہت منع کیا محرم اسراردان نہ ٹھہرا جب تخت کو بلند کیا خدمتگار بولے یہ تعصب
اعتقاد کیا ہے مجھے شک ہوتا ہے کہ تم میں کوئی عیار تو نہیں ہے صاف صاف کہو ورنہ ابھی تخت سے گرا دونگا
برق فرنگی قدموں سے لپٹ گیا کہا حضور عیار کی کیا حقیقت تھی جو آپ کے ساتھ آتا آپ جس خیال میں ہیں
وہی خیال غلاموں کو بھی ہے محرم اسراردان نے کہا اب میاں ادھر سے تھوڑی دیر کے بعد منزل باغ گہربار
بلبل گہربار جادو وہاں کی حاکم دنا مرو آگی منزل ہے خدا خیر کرے اسواسطے پوچھتا ہوں ایسا نہو
وہاں جاکے کچھ خرابی ہو باغ گہربار جادو مقام عجائب و غرائب ہے برق فرنگی نے کہا جہاں چاہیے چلیے
ہماری ذات سے سوائے نفع کے نقصان نہو گا محرم اسراردان چپ ہو رہا وہ پھر تخت اڑا تھا کہ سامنے
سے ایک باغ بہشت آئین دکھائی دیا دروازے پر چند چوبدار خادم و خدمتگار حاضر ہیں اندر باغ کے
گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہوے ہیں طرفوں نہریں بجوش و خروش بہ رہی ہیں فوارے ہزاروں چھوٹ
رہے ہیں خیابانے مرصع ہے صبا کے لٹ رہے ہیں چمن ہائے طولانی ہر نخل اٹھائی بلبلوں کی نغمہ سرائی
باغ کی رعنائی زیبائی عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہیں ہر سمت جوش بہار بلبلوں کی پکار غل ہے اون
کے سرسبز ہاں سے زبانی تعریف میں ہندوستان کے مصروف ہیں عندلیبان خوشنوا بصد شوق ذوق
یہ غزل گا رہی ہیں

غزل

شاخ گل پر کب چہکتے ہیں یہ مرغان بہار — شکر کرتے ہیں گلستان میں غزلخوان بہار
گل کھلے ہیں موسم گل ہے یہ سامان بہار — عندلیبوں کو ہوا لازم شکر احسان بہار
چاہیے غنچے بلائیں لیں تصدق ہو نسیم — طشت گل میں دھوئے شبنم پائے جانان بہار

گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم تو ساقی ہی صبا ‏ میکدہ ہی چمن گلشن ہی مستان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہو ‏ نشتر فصاد کا نے بہر عرفان بہار
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن ‏ نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس طرح سے ہین آراستہ ‏ تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطان بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تاک زیر نگین ‏ کشور گلزار مین جاری ہی فرمان بہار
عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب ‏ وصل اب بواسطہ ہی مہر و احسان بہار
فصل گل مین توبہ مل سے ہی رعنا کر الہی ‏ بے کہو ساقی ہی سب بر باد سامان بہار

محرم اسرار دان نے کہا یہ جو ہوشیار ہو باغ ملکہ گلفام گوہر بار آگیا اسی باغ کو باغ گوہر بار کہتے ہین یہ کہکر حجت اُتارا برق فرنگی ساتھ ساتھ مگر چپت وچالاک انکھیون مین حباب بیہوشی دبے ہوے کمندین کاندھے پر کمر کو باندھے ہوے دل دھڑک رہا ہی جیسے ہی باغ مین اُترے چند نازنینان مہ جبین واسطے استقبال کے آئین محرم اسرار دان کو لیکر چلین کنیزین پلٹ پلٹ کے برق فرنگی کو دیکھتی جاتی ہین برق بھی انکھین ملاتا جاتا ہی آخر ایک کنیز نے محرم اسرار دان سے پوچھا یہ میان خدمتگار آپ کے نئے ملازم ہوے ہین محرم اسرار دان نے کہا نہین پرانے ملازم ہین کنیزین خاموش ہو رہین آتے آتے بارہ دری مین آکے بیٹھے ملکہ گلفام گوہر بار واسطے استقبال کے آئین برق فرنگی نے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین سرو قد خورشید خد عنبرین مو خال ہندو چشم جادو حقیقت مین زہرہ ہی جو یہ کہون

نظم

گورے سے بڑھ کے ہی اس طور مین نازک تنی
سخت مغرور ہی اور خو مین بہت کم سخنی
گل سے رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
حیلہ عادت مین ہی خصلت مین ہی تو پرفنی
حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

جذب الفت کا یہ عالم ہی کہ ہی عالم گیر
سحر کا تون مین ہی اعجاز کی گویا تقریر
ایک عالم کو کیا حسن پری نے تسخیر
گرد محبوب مین رہتا ہی محب جم غفیر
دل فریبی سے ہی خود رفتہ و والہ عالم
کونسا دل ہی جہان مین جو نہین وقف ستم

قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
الف زلف لکھا ہی ید قدرت نے نہ لے
ہاکر دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
قامت یار کو زیبا ہی قیامت کہیے
قامت سرو رعنا ن لگے اپکارنے کوکو
بولے حق سے قمری یہ ہو کو یا جادو

شب دیجور ہی کاشانہ کی سراسر چوٹی
ہی شب ہجر سے عشاق کی چوٹی لمبی
ہر زند ظلمات پہ سے خضر بھی بھٹکا جاتا ہی
ناگ کالا سر گنجینہ پہ بیٹھا ہی کوئی
دیکھ چوٹی مین یہ موباف نذری سے لگا
صبح کاذب ہی کہ تو جھوٹ شفق پیدا

چمن خوبی کا یہ تابت ہی وہ سیارہ ہی

سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا معشوق پری چہرہ حسین جمیل خوش خلق آنکھین نرگس شہلا دہن غنچہ بادام موے میان
غنچہ دہان برق فرنگی صورت زیبا دیکھکر تڑپ گیا جی مین کہتا ہی ای برق ایسا حسن وجمال کبھی نگاہ سے
نہین گذرا ملکہ گلفام کو ہر بار نے جھک کے محرم اسراردان کو سلام کیا محرم نے مسکرا کر جواب دیا ملکہ
گلفام نے پوچھا ای محرم اسراردان مزاج کیسا ہی محرم نے کہا ای ملکہ عالم تمنے سنا ہوگا کہ طلسم پر بڑی
آفت پڑی ہی طلسم کشا آگیا ہی مجھکو شہنشاہ نے بڑے مقابلہ کیلئے مسلمانان بھیجا مین صحراے فرح افزا مین سحر تیار
کرنے جاتا ہون مسلمان تو خیر مگر عیار مسلمانان قیامت کے پرکالے ہین اُس نازنین نے محرم اسراردان
کو لاکے مسند پر بٹھایا برق فرنگی پشت پر کھڑا ہوکر مگس پرانی کرنے لگا مگر طبیعت گلشن جمال کی اُس نازنین
کی کر رہا ہی سراپا کو دیکھتا ہی سب اعضا درست چالاک وچست نہایت حسین وجمیل باتین کر رہی ہی مگر
ہونٹان جو کھلاتے ہین برق ہی کہ دل کو جلا دیتی ہی یکایک اُس ماہ پیکرنے پوچھا ای شہریار ہر چند کہ
آپ مصاحب ہین آپ کے برابر کسکا مرتبہ ہی لیکن اسوقت آپ سے مجھکو عجب طرح کی بو آتی ہی کہ اُسکا
زبان پر نہین لاسکتی مجھکو شرم آتی ہی کہ آپ کے خلاف نہ گذرے مگر مین یہ عرض کرتی ہون کہ آپ پلٹ جایئے
طرف صحراے فرح افزا کے جانا مناسب نہین ہی شگون برے ہین محرم اسراردان اُڑ گیا کہا ملکہ یہ کوئی بات
ہی مین ملتوی نہین جاسکتا ہون مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون صحراے فرح افزا مین وہ سحر تیار کرون کہ مسلمانان
خیر خواہ سب گرفتار ہو جائین اور کہین ایسا سحر تیار نہین ہوسکتا ملکہ گلفام کو ہر بار نے کہا سنیے جان
من نہ ریگار سے نرگس کو دکھلاؤ ایک کنیز نہایت حسین وجمیل سامنے آئی کہا نرگس ایک غزل تو گا مگر
نہین سیان محرم اسراردان پر بدگمانی ہی اُسی مضمون مین غزل ہو اُس کنیز نے عرض کی حضور ایسا ہی ہوگا
وہ نازنین گنگنائی یہ غزل گانا شروع کی غزل

مسیحا مجھکو درد عشق کی تیرے دوا ہے — تری خاک قدم کو اے صنم خاک شفا ہے
یہی تم ہو فا اغیار کو تم باوفا سمجھے — ہمیں آفرین ہی آپ کی سمجھے تو کیا سمجھے
تمہارے غم کو شادی جانتے ہین ہیچ کر راحت — شہید ناز کوچے کو تمہارے کربلا سمجھے
سجا ہے باز آغم سے لبون پر جان آئی ہی — ارے او بے مروت ہم بھی سمجھ تجھے خدا سمجھے
ہوئی گر جان صدقے عاشقون کی تیرے صدقے — تغافل کیش کیا سمجھا مجھے تیری بلا سمجھے
فراق یار مین اوقات کاٹی اس مصیبت سے — دلون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے
خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جو ای بلبل — تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے
طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو سمجھے — مکان اُس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے
رخ وزلف صنم ہمکو نظر آئے جو ای رعنا — اُسے والیل سمجھے اور اُسے بدر الدجیٰ سمجھے

جیسے ہی اُس نازنین نے یہ غزل گائی محرم اسراردان کا رنگ رو متغیر ہونے لگا جب اُسنے غزل تمام کی تو
محرم اسراردان گھبرا کے بول اُٹھا مین تو عمرو عیار کو چھڑانے جاتا ہون یہ کہنا تھا کہ گلفام کو ہر بار نے آداب دی
آداب وتسلیمات اب مین آپ کو جانے دونگی محرم اسراردان کو بھی ہوش آیا کہا تو مجھے اولکا تہ کیا روک سکتی
ہی جیسے ہی محرم اسراردان اپنے مقام سے اُٹھا برق نے ایک ستون کی آڑ پکڑی گلفام کو ہر بار نے ایک

شاید بلا میں کوئی مشکل پڑے مگر شکر ہے کہ تمہارا سا تھ ہوا جب تم پہونچے ہو مقام پر خونریز پر کیا مقام اول تو
کوہ عجائب وغرائب ملنے لگا میں حیران تھا کہ میرا کیا مرض ہے اب کھلا کہ تمہاری وجہ سے پہاڑ کا پتا تھا اسقدر
شیطان اس پہاڑ پہ جمع ہیں کہ مسلمانوں کو قدم رکھنا دشوار ہے برق فرنگی نے کہا کل چلیے یہاں اب
ٹھہرنا مناسب نہیں آپ تو ساحر زبردست ہیں دیکھیے ہوائیں مختلف چل رہی ہیں محرم اسراردان نے اپنے
خدمتگار کو جو بیہوش ہوگیا تھا اسکو اٹھایا وہ خدمتگار کانپتا ہوا اٹھا روتا ہوا کہتا ہے حضور میرا بھائی کہاں گیا
یہ کون صاحب ہیں محرم اسراردان نے کہا چپ رہو تیرا بھائی بخیر وعافیت ہے کیوں گھبراتا ہے محرم اسراردان
و برق فرنگی اور وہ خدمتگار تخت پر سوار ہوے لاشہ گلفام گوہر بار کا پڑا ہوا ہے سناٹا ہوگیا تھا بستا ہے
محرم اسراردان کہ تخت اڑا ئے کہ آسمان سے برسنے کی آواز آئی اے محرم اسراردان تو نے باغ گوہر بار
کو برباد کیا گلفام گوہر بار کو مارا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا برق فرنگی تخت سے کود کر نارے ہو
آواز آئی او نا عیار پتھروں میں کیوں چھپتا ہے تیغ بتہ تیز اٹھایا ہے تیری جان ہی میں شاخ نکالی محرم اسراردان
نے دیکھا ایک ساحر ترسول ہاتھ میں سیاہی کی گانٹھ بنا ہوا ایک اژدر مہیب پر سوار اژدہا قلابہ آتشین
چھوڑتا ہوا اژدر کے زمین پر آتے ہی اس ساحر نے ترسول زمین پر مارا آواز دی او قاتل گلفام گوہر بار
میرے سامنے آ میں تجھے قتل کرونگا اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہاں جائیگا برق فرنگی بازی میں
چھپا ہوا تھا باغبان جادو کتا ہوا نکل آیا محرم اسراردان نے پلٹ کے دیکھا برق فرنگی بصورت اصلی کمند میں
اتا کے پھینک دی توڑا پتھروں کا ایک جانب پھینکا اپنے ہوش میں نہیں ہاتھ باندھے ہوے آتا ہے
اس ساحر نے آواز دی منم باغبان جادو کیوں اے محرم اسراردان اسی پر بڑا ناز تھا یہ کہکر ترسول کو
جنبش دی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش محرم اسراردان پر گرے محرم اسراردان چمک کے شعلہ ہاے آتش سے
الگ ہوکے جو گرا باغبان جادو تو الگ ہوا اژدر کے دو ٹکڑے ہوے محرم نے چاہا تھا کہ چمک کے
بالاے آسمان جاؤں کہ باغبان جادو نے ایک چیخ ماری آواز دی ارے کیا میں اپنے صدمے سے
جاتا رہا کہا سے رنگا رنگ جلا کیا سنگ سحر بھی منایا جاے پکار کے کہا زمین سے ایک گلدستہ پیدا ہوا
محرم اسراردان پر کئی شعلے گرے ان شعلوں کو چاہتا ہے بجھاؤں لیکن وہ شعلہ ہاے آتش نہیں بجھتے دیکھا
محرم اسراردان نے کہ میں مبتلا ہے سحر کا چاہتا ہوں برق فرنگی تو فریاد کر رہا ہے یہی قسمت ہے
کہتا ہے میری خطا معاف فرمایے میں نے بہت برا کیا محرم اسراردان نے یہاں لا کے مجکو مرہم کیا
آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اسقدر رو رہا ہے یقین ہے کہ روتے روتے جان دیدیگا محرم اسراردان نے
دیکھا برق فرنگی ہوش میں نہیں ہے باغبان جادو نے سحر کی بوچھار کر دی ایک دستک دی اور ایک
گلدستہ زمین سے نکلا طرف محرم اسراردان کے یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا اشعار

وصل کی خواہش مراد دل انگور کی شاخ
بار انگور سے سجدے میں ہوا انگور کی شاخ

جھولاؤں جو کبھی باغ میں ہوکر سرمست
بڑھ کے ہاتھوں کو مرے تھام لے انگور کی شاخ

ابھی تو موہی ہے نہ دور ہوا ای ساقی مست
نشے سے آپ جھکی جاتی ہے انگور کی شاخ

باغ سیراب نہ کھاتا ہے بے کیف ہے مجھے
ہو لی آنچل انگور سے انگور کی شاخ

مست ساقی ازل ہوں جو ہوس ہو ری کی
شجر طور سے پیوند ہو انگور کی شاخ

مقام کو سحر سے معمور کیا ایک ساحر شکل کرکس معلق ہوا یہ ہوا یا کرتا ہی اگر کوئی بھی اس راہ سے نکلتا ہی تو یہ شیر کرکس اوسپر ٹوٹ کے گرتا ہی اوسکا ماریہ پڑا اور انسان بصورت ہوا دیکھیے عمرو کا کیا کیفیت ہوئی نے سرانجام تمسیل ہو رکھا ہوت کا مزا چکھا یہی خیال ہوا کہ عمرو ایسا شخص قید ہے مقابلہ تو عجائب و غرائب ٹلا ہو ابسا کا قدم ہوگا بھی یہ بہار شخ ہوگا دیکھوں کیونکر گذر ہو خدا بات سے گذاروں جادو سپہ سالار کو یہ کہکر لشکر میں چھوڑ آیا ہوں کہ میں خواجہ عمرو کو رہا کرنے جاتا ہوں اگر کاؤس پیچھے تو یہ کہنا کہ وہ صحراے فرح افزا میں گرفتار کرنے گئے ہیں صحراے فرح افزا ایک مقام ہے کہ ساحران طلسم زرافشان جاکے وہاں سحر کو زور دیتے ہیں بڑی بڑی مصیبت اپنے سر لیتے ہیں اس نام سے کیا عجب ہے کہ کاؤس جادو بھی خاموش رہے اگر اسپر یہ راز کھلا کہ محرم اسرار دان براے رہائی عمرو گیا ہے تو قیامت برپا کریگا میرے سارے لشکر کو قتل کر ڈالیگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا خداے نادیدہ ان سب لوگوں کا حافظ و نگہبان ہے عمر میری بھی سحر کرنے میں گذری ان مقاموں پہ تازہ حیلہ تائید غیبی شریک ہوگی گذر ہونا دشوار ہی اے برق فرنگی کیا کروں براے رہائی خواجہ عمرو جو دل پر گذری ہی اگر خداے فضل کیا اور خواجہ عمرو کو رہا کیا ورنہ جس کی تلاش میں چلا ہوں وہ سامان ممکن ہوگا اور اسی سامان سے آیا تو ان انسانوں کو

سامنے کو عجائب و غرائب کے [illegible] نظم

ختن ہے سبزۂ خط عارض محبوب پُرفن پر
ہوئے ہیں حبشی پیدا نے یہ اگر شمع روشن پر

گریباں چاک گل ہی ہیں جو دیکھا اون کی صورت
ہوا ہے اشتیاق و کوے جاناں مجھکو گلشن پر

کیا کیوں عشق اب دیکھو زکر طوف حرم ہی نے
نہیں کچھ شمشیر قاتل یہ وبال اوسکا ہی گردن پر

بجاے شمع گل ساقی بلوریں پاے رنگین ہوں
کبھی یارب گذر ہو اس پری کا میرے مدفن پر

جگر بھرتا ہی گڑے سرکشی سے میری فرقت میں
نئے کو رنگ سبقت لیگئی ہے آب آہن پر

فلک کے کو نظارہ میں کر سکتا نہیں ذرے
گماں ہی چشم دربان کا در جاناں کے روزن پر

میں وہ شوریدہ سر ہوں نہ تھا جو بعد مردن بھی
چڑھا جاتے ہیں پتھر لوگ آکر میرے مدفن پر

تسلی دل کو دیتا ہے تری مژگاں کی دوری میں
مسیحا ورنہ عاشق ہے سراپا دستہ سوزن پر

نہ دیکھا زیست بھر اس غیرت مہتاب کو جنے
چڑھاتا ہے فلک کیا کیا گل مہتاب مدفن پر

اسی صیاد کو گلگشت کا کیا آج ارادہ ہی
ہزاروں بلبلیں ہیں منتظر دیوار گلخن پر

خبر ہی جان و تن کی سجدہ گاہ عشق میں کس کو
جگر ہوتا ہی ناوک سے نشانہ ناوک افگن پر

فلک میں ماہ نو کو دیکھ کر حسرت یہ آتی ہے
لہو میرا نہیں لگتا کسی کے نعل توسن پر

گرے تھے اسکے ہی دو چار آنسو چشم جاناں سے
بجاے سبزہ نرگس پھولتی ہے میرے مدفن پر

کسی کے ساتھ ہو کر گرم سوتا ہوں جو خوابوں میں
قیامت آتے ہیں مجھکو جو پڑے رہتے ہیں گلخن پر

نہیں اس خوف سے ہوتا میں قتل غیرۂ اہل
نہ لگ جاے کہیں اسکا لہو قاتل کے دامن پر

تصور بعد مردن بھی جو ہے اس مہ تاباں کا
وہ گنبد کے عوض ہے برج خورشید اپنے مدفن پر

کسی کا قدر ہوتا ہی کسی کو کب زمانے میں
نہ جام و گل ہیں خنداں شیشۂ و بلبل کے شیون پر

اگر ہوتا ہی اک دانہ بھی اسمیں میری قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہی ناسخ میرے خرمن پر

برق فرنگی سا کوئی خلاف کا شخص شریک کرے جو آپ کی امداد دے دلی ہر اسکو خدا پورا کرے مجبور اگر یہ
آپ جاتے ہیں وہ رہی ہو جائیں محرم اسراردان تخت کو اڑاتا ہوا چلا آتا ہے جو جو راستہ طے ہوتا ہے برق فرنگی
دیکھ رہا ہے کہ رنگ روے محرم اسراردان متغیر ہوتا جاتا ہے تخت پر سب اسباب سحر مہیا ہے محرم اسراردان
کہتا ہے برق فرنگی جوان یکرنگی اب مقام قید خواجہ عمرو قریب آگیا حلق جادو ہشیبو کوکب روشن ضمیر کا
مقام بھی تھوڑے سے عرصے میں ملا چاہتا ہے یہ ذکر ہو رہا ہے کہ دور سے ایک دھواں سا معلوم ہوا برق فرنگی نے
دیکھا کہ دھوئیں کو دیکھکر آتش غم و الم اسقدر زیادہ مشتعل ہوئی محرم اسراردان وہ دھواں دیکھکر گھبرا گیا
کہا اے برق فرنگی ہوشیار ہو جاؤ یہی مقام کوہ بطلیموس ہے اس حکیم بافراست نے نہایت تکلف سے
اس مقام کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے یہ سنکر برق فرنگی نے دس حباب دسوں انگلیوں میں دبا لئے حلقہ ہائے
کمند ہاتھوں میں لیے توبڑا پتھروں کا کاندھے پر رکھا خوب چاق و چوبند ہوکے بیٹھا محرم اسراردان نے
بھی جھولی پر ہاتھ ڈالا کل اسباب سحر جھولی سے نکالا اسباب سحر ہاتھوں میں لیے ہوے پسینا کا بھرے ہوے
بیٹھے بصد شور سے تخت کو اڑائے ہوے جاتا ہے اب جو قریب پہونچے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ ہے اس
کوہ سے دھواں نکل رہا ہے اور کوہ سے دس گز بلند ایک ساحر ہشیبو کوکب روشن ضمیر ہوا پر کھڑا ہوا ہے
جو طائر ادھر سے نکلا اسکے ہوش اڑ گئے اس ساحر نے اشارہ کیا ایک شعلہ بھڑک کے اس طائر پر گرا وہ
وہ طائر کباب ہو کے زمین پر پہونچا زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اٹھ اس کباب کو کھا گیا یہی تار بندھا ہوا ہے
محرم اسراردان کو تھرا رہا ہے رنگ چہرہ کا اب رہا ہے نشان کے حال سے بخوبی معلوم ہے کہ احوال بیان کا دیکھکر
مبتلائے غم والم ہے جیسے ہی ہشیبو کوکب نے محرم اسراردان کو آتے ہوے دیکھا وہیں سے آواز دی
کیوں اے محرم اسراردان کہاں جانے کا قصد ہے تمہارے حال سے بخوبی معلوم ہے اب مناسب یہی ہے
کہ پلٹ جایے آگے جانے کا قصد نکیجیے جنکی رہائی کے واسطے آپ جاتے ہیں وہ تا قید حیات ہے اب ہاتھ نہ لگے
محرم اسراردان نے یہ سنتے ہی سب اسباب سحر اٹھایا چاہا کہ سحر کرے برق فرنگی نے چاہا کہ میں تڑپ
زمین پر گروں کچھ بیہوشی وغیرہ اڑاؤں یا کہیں جا کے مخفی ہو جاؤں ہشیبو کوکب نے آواز دی کیا کرتا ہے
او برق فرنگی جوان یکرنگی یہ مقام ادب ہے اسکو کوہ بطلیموس کہتے ہیں یہاں بڑے بڑے حکمایان
اشراقیین آکے اس کوہ فلک شکوہ کی زیارت کرتے تھے تو نے اس کوہ کو ایسا حقیر سمجھا اب راستہ نہ لیگا
تخم آرزو نہ کھلیگا محرم اسراردان غصے میں آیا سب اسباب سحر پاش کے دانے مالائی سحر کے دانے
تسبیح نارنج کچھ پیکان سحر کے پھینک مارے ہزاروں برق ہشیبو کوکب پر آکے گرے ہشیبو کوکب
ہنس پڑا پکار کے آواز دی یا بطلیموس تو بھی زندہ ہوس تھا یا مصور دیا بس تھا اسوقت میری مدد کو آ
اس ظالم کے ظلم سے بچا یہ فقرہ اس ساحر کے منہ سے پورا نہ نکلنے پایا تھا کہ سب سحر باطل ہو کے زمین
پر گرے برق فرنگی نے جھولی پر ہاتھ ڈالا بیہوشی نکالی چاہا کہ بیہوشی اڑاؤں ہوا کی وجہ سے
تا بہ دماغ پہونچے یہ ساحر مرکے گرے یا بیہوش ہو قتل کر ڈالوں بیہوشی برق فرنگی کے ہاتھ
میں نہ آئی اس ساحر نے پکار کے آواز دی میاں برق فرنگی اب تو تجھے نہیں لوا ہمارا اب بود یاں
بیٹھنے لگیں تمھارا ٹھہرنا مناسب ہے تمپر خوف کیوں غالب ہے برق فرنگی دیوانہ ہو گیا محرم اسراردان
نے دو چار سحر اور کیے لیکن کوئی سحر اس ساحر کے نہ پہونچا اس ساحر نے ایک قہقہہ مار کے

آواز دی کیون ای محرم اسراروان حوصلہ پست ہوا اب تو کبھی سحر کا نام نہ لو گے محرم اسراروان نے فریاد کی آواز دی ای ہشتیہ کوکب اب توبہ کرتا ہون کبھی قصد ایسا نہ کرونگا یہ کہکر محرم اسراروان نے ایک چیخ ماری سب اسباب سحر چینک دیا تخت سے اترا برق فرنگی کا ہاتھ پکڑ لیا وہ جو دوسرا خدمتگار ساتھ تھا جل کے خاک ہوگیا برق فرنگی کا ہاتھ محرم اسراروان نے تھام لیا زیرکوہ رقص کرنے لگا چلا چلا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

غزل

نئے دعب کا کچھ جوش سودا ہوا ہی
محبت دن کا یہ خواب دیکھا ہوا ہی
نئے تمہیں آگے مرے نام وحشت
وہی حال اگلا سا میرا ہوا ہے
وہ وادی ایمن پہ موقوف کیا ہی
تمہی مدتون مین دل اچھا ہوا ہی
تعشق پہ ہر نوجوانی تمنا رہی
محبت بھے ظاہر مین پردا ہوا ہی
وکھیرا وجانان ای ہم ہی ہمسے
محبت روز لہر وز فردا ہوا ہی
نسیم اب کہان قدردان حسن ہین

خدا جانے ابھی مجھے کیا ہوا ہے
نہ عالم مین تھسا نہ تھسا جہان مین
ابھی کل کی ہی بات پیدا ہوا ہی
لہر بار سے دیدۂ اشک نما سے
ہمارا ہر اک دشت دیکھا ہوا ہی
کہا مین نے تنہائی ہی بات سن کو
ابھی کیا ہوا ہی ابھی کیا ہوا ہی
ہمارے تمہارے تو ہین دل کی باتین
ابھی اور بھی آج وعدا ہوا ہی
اگر تم بھی دیکھو تو سننے لگو
لے شہرہ بھی جو جو حیا ہوا ہی

تعلق ان آنکھون سے پیدا ہوا ہی
نہ ایسا ہوا ہی نہ ویسا ہوا ہے
پھر اٹھتا ہی درد محبت جگر سے
مرادامن آغوش دریا ہوا ہی
ذرا دم تو لینے دے ای چشم جادو
کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
حجاب نظر سے کھلے بھید دل کے
تماشا اگر اسکا چرچا ہوا ہے
تماشین گے ہم آج تو مرے پہ چلینگے
مری جان یہ حال اپنا ہوا ہی
اس حال پر ملال مین یہ دونون

اسی مکان نے بیچ پھر رہے ہین اور ہشتیہ کوکب قہقہہ مارکے ہنس رہا ہی جب لکارکے پوچھتا ہی کہ میان محرم اسراروان کہان چلے تھے محرم اسراروان سب حال بیان کرتا ہی کہ مجھے مذہب سامری و جمشید سے نفرت ہوئی مذہب مسلمان سے محبت ہوئی برے رہائی خواجہ عمرو چلا تھا کا انکو رہا کروں یہان آکے پھنسگیا اب اگر تم رہا کردو تو مجھسے کبھی ایسی خطا نہوگی ہشتیہ کوکب آواز دیتا ہی ای محرم اسراروان ایسے خطا وار کو رہائی نہیں ملیگی مہینا ہوسکے بعد شاہان طلسم نور افشان جب ادھر سے گذر کرینگے تو انکی خدمت میں تمکو پیش کیا جائیگا وہ جیسا حکم تمھارے واسطے دینگے ویسا ہوگا ہم کچھ دخل نہین دے سکتے دیکھین اب کیا ہوتا ہی یہ دونون تو اس حال پر ملال مین میان مبتلا ہوئے ہین دیکھیے انپر کیا گذرے انکا حال تحریر کیا جائیگا لیکن اب حال مصیبت مآل مہترمہتران و مہتر بہتران و سرہنگ سرہنگان بساط بلاد بنی آدم مولانا سے عظم و مکرم جامع الفضل والکرم دو ندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مردان را سرسنگ و نامردان را پالہنگ صاحب منظور نظر ونرنگ امنی کہ عناب قطرت آب تیغ الاصحاب خنجرگذار عیار طرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بیان کیا جاتا ہی کہ جب کالوس جادو نے لاکے خواجہ کو ایک مکان تنگ و تاریک میں قید کیا اسوقت خواجہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ مین ایک مکان تنگ و تاریک مین مقید ہون بہت حیران و پریشان ہوئے دل سے کہتے تھے کہ ای خواجہ یہ کس مقام پر قید ہوئے یہان سے نکلنا غیر ممکن ہر دن و رات یکسان معلوم ہوتا ہی اپنی مصیبت پر دل روتا ہی عجب طرح کا سامان ہی جب دن گذر چکا شام قریب ہوئی تو دیکھا کہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ شہنشاہ وکب روشن ضمیر تاجی شاہی

سر پہ دردو نیاں ایک آبخورہ پانی کا ہاتھ مین سامنے سے نمایاں ہوئے کہا لو خواجہ نوش کرو عمرو نے
خوش ہو کے کہا اے شہنشاہ کیا آپ نے سحر سے تو تشنگی کی آپ یہاں تک کیونکر پہونچے کوکب وہ دونیاں
اور آبخورہ پانی کا رکھکر چلے گئے خواجہ عمرو نے لاحول لا کہہ پوچھا کوکب نے کچھ جواب نہ دیا جب کئی دن
خواجہ عمرو نے یہی سیر کر دیکھا بلکہ ایک ہفتہ گذرا جب کوکب کہا کہ آتا ہی خواجہ عمرو پوچھتے ہیں کچھ جواب
نہیں ملتا جب ایک مہینا اسی حال پر ملال میں گذرا ایک دن خواجہ عمرو نے کوکب کا دامن پکڑ لیا کہا اے
شہنشاہ مقام افسوس ہے ہم آپ سے حال پوچھتے ہیں آپ جواب نہیں دیتے محبتانہ سابقہ میں فرق آیا
کیا خاک آپ کیونکر یہاں پہنچے یہ خدمت کیونکر متعلق ہوئی کیا حال آپ کو کیونکر یہ دریافت ہوا جب عمرو
نے دامن پکڑا تو وہ جادو جو بصورت کوکب بر شغل [illegible] قہقہہ مار کے ہنسا کہا او عیار ان زنا [illegible] سے
کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا کوکب مجھ کو متعلق جادو ہشتیبہ کوکب کو کہ دامن میرا چھوڑ دے خواجہ عمرو نے کہا
اے شہنشاہ ساحران آپ ایسا ساحر صاحب عجائب و غرائب میری نگاہ سے نہیں گذرا ہشتیبہ کوکب خوب
قہقہہ مار کے ہنسا کہا خواجہ یہ تو بتاؤ کہ تم یہاں کیونکر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا کہ وس جادو
وزیر اعظم شاہان نور افشان نے مجھکو گرفتار کیا قید کر کے یہاں پہونچایا ایک مہینا گذر چکا اس ساحر
نے کہا مجھکو کوکب نہ جانو کوکب تیرا دوست ہے میں تیرا دشمن ہوں وہ تیرا ہمراز ہے میں تیرا رہزن ہوں
ایک مہینا تمہاری سیاحی میں اور باقی ہے خورک مار دو کے دم ہو جاؤ گے بعد ایک ہفتے کے ہر گوشے سے
سامان سیاہ پیدا ہو گا وہ تمکو ڈس لیگی بس تمہاری عیاری ہو چکی اے خواجہ یہ طلسم نور افشان
ہے حکمایان سابق نے جو جو مقام تعمیر کیے ہیں وہ اب تک قائم ہیں اس راہ کا انتظام بڑے لطف سے
کیا گیا ہے خواجہ عمرو نے اس ساحر کو باتوں میں پھنسایا وہ ساحر باتوں پر خواجہ کی ہنستا جاتا ہے عمرو
نے کہا کیا کہوں اے شہنشاہ ساحران میں ایک بلا میں پھنسا ایک شاہزادی نے مجھکو بلا کے پیغام
بھیجا تھا مدت سے کسی فرزند حمزہ پہ عاشق تھی مجھکو اکا راز دان جانکے بلایا میں نے اسکو اپنے پاس
رکھ لیا حیران ہوں کہ اس بیچاری کو کیوں بلا میں پھنسا دے کیوں نہ دیا اب اسکو کسکے سپرد کروں یہ فقرہ
سنکر ہشتیبہ کوکب خوش ہو گیا کہا خواجہ اس عورت کو ہم بھی دیکھیں اگر پسند آئی تو کوئی تدبیر کرینگے تمکو
[illegible] خواجہ عمرو نے کہا میں اس عورت کو پیش نہیں کر سکتا اگر وہ بھی پسند کرے تو لیجا ہشتیبہ کوکب
نے کہا اچھا اس عورت کو لاؤ خواجہ عمرو نے کہا آپ منہ پھیر کے کھڑے ہوں تو میں اسے نکالوں
ہشتیبہ کوکب منہ پھیر کے کھڑا ہوا خواجہ عمرو نے زنبیل سے ایک نازنین کو نکالا نہایت حسین و جمیل سرو قد
خورشید خد کہا حضور یہ حاضر ہے آپ کو دیکھکر بیقرار ہو گئی وہ بھی ہنسنے لگی وہ ساحر ہشتیبہ کوکب
پیشانی جمال جہان آرا سے نازنین کو دیکھکر مبہوت ہو گیا اب تو تیرہ کیا کہا خواجہ میری تو جان اس نازنین
پر مائل ہے جو کہو میں دینے کو موجود ہوں خواجہ عمرو نے کہا اسکی قیمت سر حضور ہے یہ سراسر بیقصور ہے
یہ نازنین رشک حور ہے ہشتیبہ کوکب نے کہا سر کیا خواجہ عمرو نے کہا اسکو راضی کرو پس ساحر ہشتیبہ
کوکب نے اس نازنین کے آگے ہاتھ باندھے کہا اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان میں اس
مرحلے کا حاکم ہوں اس صحرائے سبزہ زار کا ناظم ہوں خاتون کل قرار دونگا دو ہزار کنیزیں ہندوں پرستش
حاضر خدمت کرونگا محل نہایت عمدہ رہنے کو دونگا دن کو کار سرکاری میں معروف رہتا ہوں

یعنی حق پیدا پہنچانا کرتا ہوں شام کو بھی ہوتی ہر چپ قیدی کو کہا ناپہونچا سکے تمام ست آپ ہی کی خدمت میں رہونگا بھی خدمت سے گردن تابی نہ کرونگا جب اُس ساحرنے یہ باتیں کیں اوس نازنین نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو نے کہا ای شہنشاہ ساحران آپ ذرا منہ پھیر کے بیٹھے تو میں اُسکا عتاب دلی پوچھوں کہا نے آپ کو منظور کیا یا نہیں نام اس نازنین کا غنچہ دہن ہی نہایت کم سخن ہی مجھسے مانوس ہی حال دل بیان کریگی یا آپ دم بھر کے واسطے باہر چلے جائے شبیہ کوکب اُٹھکر باہر گیا خواجہ عمرو نے اُس نازنین کو اپنی صورت بنایا اور آپ اُس نازنین چاردہ سالہ کی صورت جگر بنا رہو سے بلک بلک کے رونا شروع کیا اور اُس نازنین کو سکھا دیا ہی کہ میری صورت پر تو ہوئے باتیں معقول کرنا آواز دی ای شہنشاہ آیئے اب جو وہ ساحر شبیہ کوکب آیا دیکھا وہ نازنین بلک بلک کے رو رہی ہی خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہیں شبیہ کوکب نے کہا کیوں صاحب یہ کیوں اسقدر روتی ہو اس نازنین نے کہا کیا کہوں صاحب اپنی تقدیر کو روتی ہوں کہ میری تقدیر کہاں آ کے کھلی کہ تم تو دن بھر مجھسے جدا رہو گے ہجر کی رات مشہور ہی لیکن ہجر کا دن کیونکر کٹیگا پہاڑ ہو جائیگا تڑپ تڑپ کے مرونگی میری تو یہ کیفیت ہی کیوں صاحب

نظم

پیچتی منصوبے گئے اُس سے نہ کچھ تدبیر کے	یوں سنتا ہی کر بلی گئے گئے تقدیر کے
مبتلا اکثر رہے ہم تو رسم و راہ پر	تنگ ہوے کیا کیا نہ دست یار کی تو میر کے
یہ حرارت ہی کہ دونوں کے اُڑائے ہیں دھوئیں	حق سے تو زخم ہیں شعلے نالۂ شبگیر کے
کافر گیسو ہیں ہم کفران نعمت کیوں کریں	مار کاکل کی پڑے شکر ہوں گر تکفیر کے
بیخبر کاکل بلا دل پھنسکے بچتا ہی نہیں	دام کے پھندے نہ یہ حلقے ہیں کچھ زنجیر کے
کل شبستان تصور میں عجب دیکھا ہی خواب	صبح اُٹھے بوسے لیئے لب گلگیر کے
جلد ہو کا شمر وصے وصل مجھکو بھی نصیب	ہم نشین معنی یہ ہیں اس خواب کی تعبیر کے
مرگئے حسرت میں لاکھوں کشتۂ تیغ نظر	سے لیے جو ہر اُس قاتل تری شمشیر کے
جان کردی ہم تمہارے زلف و ابرو پر نثار	قتل کے قابل نہ ہم لائق ہیں دار و گیر کے
بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار	ہیں خریدار اہوا ای یوسف تری تصویر کے
خستگان خاک ہو تک آشین نہ رعنا کیلیے	شور ہیں گور غریبان تک مری زنجیر کے

اس مزے سے اُس نازنین نے ان اشعار کو پڑھا کہ اتنک تو شبیہ کوکب ہنستا تھا اب ہاتھ باندھ کر بیٹھ گیا کہا ای جان جہان وای آرام دل عاشقان میں تمہارا دل و جان سے تابعدار ہوں میں تمکو اپنے مقام خاص پر لیے چلتا ہوں مکان تمہید مشہور ہی مگر شبیہ کوکب نے خواجہ عمرو یعنے اُس نازنین کی کمر میں پنجہ دیا اور اُڑا عمرو نقلی نے پکار کے آواز دی کیوں ای شہنشاہ ساحران ہم نہیں رہینگے شبیہ کوکب نے کہا ای خواجہ تمہاری بھی مدد کرونگا یہ کہکر وہان سے چلا ایک مکان میں لیکر آیا اور نازنین نقلی یعنے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک مکان نہایت تکلف سے سجا ہوا ہی ایک طرف ایک چھپر کھٹ بچھا ہوا ہی ایک گوشے میں اُس مکان کی کھڑکی لگی ہوئی تھی خواجہ عمرو نے جو سر جھکا کے دیکھا ایک صحرا معلوم ہوا اُس صحرا میں ایک ساحر کو دیکھا کہ برق فرنگی کا ہاتھ پکڑے ہوے تمام صحرا میں گاتا بجاتا پھرتا ہی

کل میں ملتے کہ تنگ دخمس جاتے ہیں مشکل کشتے ہیں خواجہ عمرو نے حیران ہو کے پوچھا کہ یہ ساحر کون ہے
ہشبیہ کوکب نے کچھ جواب نہ دیا لا کے پلنگ پہ بٹھایا کوٹھڑی بند کر دی خواجہ عمرو نے پھر پوچھا یہ ساحر
کون ہو تو اس ساحر ہشبیہ کوکب نے کہا محرم اسراردان مصاحب شہنشاہ نورافشان عمرو کی رہائی
کو جاتا تھا یہاں آکے اس بلا میں پھنسا اور میں عمرو کو دم دیکے تمکو لے آیا ہے دونوں بہت سحر میں مبتلا
ہیں یہ باتیں کر کے اس ساحر نے گلابی اٹھائی خواجہ عمرو نے اسکے ہاتھ سے گلابی چھینکر کہا کی سے بٹیا بیہوشی
کی ڈالدی جام لبریز کر کے کہا لو صاحب یہ ہشبیہ کوکب نے خوشی میں وصل کی کچھ خیال نہ کیا ایک آئینہ
قد آدم وہاں لگا تھا اسمیں ایک سنہرا جبہ وہ جنبش کر رہا ہے عمرو اسطرف پیٹھ کر کے بیٹھا ساحر خوش ہو
آرزوے وصل میں جام پی گیا پیتے ہی جام کے ہشبیہ کوکب کے ہوش اڑے لڑکھڑاتا ہوا قریب خواجہ
کے آیا ہاتھ بھیا ڈالنے لگا عمرو نے دل سے کہا یہ تو بڑا غضب ہوا اسکا قصد آبرو لینے کا ہے ایسا نہو لیکن
اصل مطلب پر آرہے تو عمر بھر کی آبرو خاک میں مل جائیگی یہ سوچکر خواجہ عمرو نے کہا صاحب گلابی اٹھاؤ
ایک جام ہم بھی تو ہیں تجھے شراب پی ہیں نہ پلاؤ گے ہشبیہ کوکب اٹھا کہ گلابی اٹھاؤں بیہوشی تاثیر کر چکی
تھی لڑکھڑا کے گرا چار طرف سے ہان ہان کی آواز آئی خواجہ عمرو نے ہزاروں ساحروں کو دیکھا کہ
چلے آتے ہیں آئینہ شق ہوا ایک ساحر زمین سے نکلا آواز دی اے عمرو کیا کرتا ہے خواجہ کب مانتے ہیں
خنجر مارا ہشبیہ کوکب کا شکم چاک قصہ پاک سب ساحر لینا لینا کہکر دوڑے خواجہ عمرو نے حقہاے
آتشبازی مارا ہزاروں ساحروں کے منہ جلے اس صحرا میں محرم اسراردان لڑکھڑا کے گرا برق فرنگی بھی
تڑپا ان دونوں کو ہوش آیا محرم اسراردان نے دیکھا خواجہ عمرو ایک صحرا میں گھرے ساحروں سے
لڑتے ہیں حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہیں محرم اسراردان نے کہا او برق خواجہ نے ہشبیہ کوکب
کو مارا محرم اسراردان تو ان ساحروں پر آپڑا برق فرنگی نے خنجر کھینچا ساحروں سے لڑنے لگا خواجہ عمرو
کو اب اور زیادہ تقویت ہوئی محرم اسراردان نے آواز بھی دی کہ خواجہ نہ گھبرانا میں آپہنچا عمرو نے بھی
بڑھکر ایک ساحر کے خنجر مارا محرم اسراردان تو لڑنے لگا برق فرنگی جوان بمرگی حقہ ہاے آتشبازی مارتا
ہے خواجہ عمرو نے جو اس ساحر کو مارا زمین شق ہوئی خواجہ زمین میں سما گئے الامان الامان کرتے ہیں لیکن کچھ
زور نہیں چلتا آنکھ بھی بند ہو گئی اب جو خواجہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک ہے لیکن اسمیں
شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہیں ایک تخت پر ایک نازنین مہ جبین مسلسل و مطوق بیٹھی ہے آنکھ سے آنسو
جاری زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ماران سیاہ لپٹے تھے وہ ڈستے ہیں لیکن حیران حیران چاروں طرف
وہ نازنین دیکھ رہی ہے زلفیں لہرا لہرا کے گل ہو رہی ہیں اس نازنین نے خواجہ عمرو کو آتے ہوے جو دیکھا
سوزن کی جانب اشارہ کیا اور انگلی سے تخت پر یہ لکھا کہ اگر آپ خواجہ عمرو ہیں تو میری زبان سے
سوزن نکالیے میں دل و جان سے آپ کی شریک ہوں شکر ہے کہ وقت رہائی میرا آیا خواجہ عمرو
ہر چند کہ اس راز سے آگاہ نہ تھے لیکن تیور اس مہ جبین کے دیکھے کہ جانا محبت دیکھ رہی ہے۔ حسرت
یہ کلمہ کہا کہ میری زبان سے سوزن نکالیے کئی برس اس بلا میں گذرے رات کو خواب میں بندگان دین
نے انہوں نے بھی فرمایا تھا کہ کل خواجہ عمرو آئینگے تمکو قید سے چھڑائینگے عمرو نے فورا زبان سے سوزن
لیا چاروں طرف سے آواز آئی او ظالم یہ کیا کیا گنہگاران شاہی کو قید سے رہا کر دیا خانہ دل ہم مجنون کا

عمرو المدد سے بھر دیا خواجہ عمرو نے دیکھا دس ہزار جادوگر گوشہ قصر سے پیدا ہوئے سحر کرتے ہوئے خواجہ
چلے ایک ساحر نے دوڑ کے ایک دو ہتڑ مارا اور پکار کے آواز دی یاروا اس ساربان نا دست کو پکڑو لوا شنے
روح تطلیموس کو صدمہ دیا ساحر علق مارا گیا اب ہمارے دل کو کہاں آرام ہے عمرو ڈر کر کھڑا ہو گیا ادھر
نازنین اپنے مقام سے اٹھی صرف آنکھ سے اشارہ کر دیا تیر چلے تیر مژگان نے سینہ ہائے کلیجے مشبک کیے
لیکن وہ نازنین مہ جبین بسبب ضعف کے تھرا رہی ہے جدھر نگاہ اٹھا کے دیکھا کسی پر تیر پڑا کسی پر
تلوار پڑی کئی سو ساحر کشتہ ہو کے گرے دفعتاً ایک طرف سے نعرہ ہوا محرم اسرار دان عمرو
مرنے سے ساحروں کے اٹھا خنجر ہاتھ میں جا کے بات بات میں سب کو خنجر مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے
محرم اسرار دان نے جو اس نازنین کو دیکھا سراپا خوب محبوب مرغوب سب اعضا چالاک و چست ارادہ درست
پر ضعف بدرد و شور سے لڑ رہی ہے فقط ہاتھ ہلا دیتی ہے یا نگاہوں سے تیر چل رہے ہیں تیر مژگان نے
خطا نہ کی کوئی قربان ہوتا ہے کوئی سہم کے بھاگا کوئی گوشہ گیر ہوا محرم اسرار دان نے بھی آ کے زمین
ہلا دی ساحران زبردست تاک تاک کے مارے خواجہ عمرو پر جب کسی ساحر نے سحر کیا تو لڑکھڑا کے
گرے اس نازنین مہ جبین نے تاک کے اسی ساحر کو مارا زبان میں سوزن و حلقہ دراز سے دبا ہوا تھا
اب جو سوزن نکلا ابھی زبان قابو میں نہیں ہے زبان کو دہن میں لیا قصد کرتی ہے کہ نعرہ کروں چونکہ زبان
قابو میں نہیں ہے تو زبان کھول کے رہ جاتی ہے مگر نگاہوں سے لڑ رہی ہے تیر مژگان چل رہے ہیں جس پر اشارہ
کیا وہ مر گیا کئی ہزار ساحر مرے محرم اسرار دان بھی خوب خوب لڑ رہا ہے ساحر بھی کم نہیں ہوتے اگر دس
مرے تو سو اور پیدا ہو گئے ایک عجب قیامت ہے اس نازنین نے پکار کے آواز دی اے محرم اسرار دان تم رازدار ہو کر
ایسی حرکت کرتے ہو میں خورشید برق وش دختر سیماب تاج ہوں اس نحس کو گرادو مقصود جادو کا سر ہوگا
اسکو قتل کرو تب مہلت ملیگی ورنہ اس لڑائی میں جان جا چکی ایسا نہ ہو شاہان طلسم نور افشان کو خبر
ہو جائے یا ہت خونریز چل نکلے پھر کون سو لیگا میرا سحر رفتہ ابھی قابو میں نہیں آیا ہے دو برس کے بعد یہ
دن نصیب ہوا انشاء اللہ ثواب معاملے دلی حاصل ہوگا اے خواجہ عمرو شب کو بزرگان دین آئے تھے
سب کچھ بتا گئے ہیں جمال باکمال صاحبقران دکھا گئے ہیں محرم اسرار دان طرف قصر کے چلا تھا کہ ملکہ
خورشید برق وش نے زلفین عنبرین کو گردش دی ایک گوشہ قصر پر مکان کو دکھایا ایک ساحر زبردست
ایک تخت پر بیٹھا ہوا گولیاں آگ کی بنا بنا کے پھینک رہا ہے زمین کو لیکن ست ساحر پیدا ہوتے ہیں
ملکہ خورشید برق وش نے پکارا اے مقصود جادو اب تیرے قتل میں قصور نہوگا مقصود جادو
پسکر اپنے مقام سے اٹھا چاہا کہ لڑے اسی دن محرم اسرار دان نے جھپٹ کے کارد ہوا لگائی مقصود جادو
نے کارد سحر کو تا ملکہ خورشید برق وش نے ایک ٹکڑا کارد کا اٹھایا اپنی زلفوں سے جو مس کیا ہوئی
کارد بجلی ملکہ نے تاک کے سینے پر کہ مقصود جادو پر پھینک ماری اسکے سینے کو توڑ کے پار گذری
اندھیر ہو گیا زمین و آسمان نظر دکھائی دیتا تھا یہ صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام میں مقصود جادو ہو مقصود
کا مرنا اندھیرا انتہا کا ہوا سب ساحر بھی جلنے لگے کوئی جل کر خاک ہوا کوئی قطرہ آب نایاب تھا زمین میں
جذب ہو گیا کوئی سر ٹکراتا تھا کوئی کنوئیں میں جا کے گرا کسی نے اپنے کو جھیل میں گرا دیا محرم اسرار دان
قریب ملکہ خورشید برق وش کے پہنچا تھا خواجہ عمرو و برق فرنگی بھی قریب ہیں کہ ایک ڈنکا ہوا

آئی ہے ہوا نے سیم گلعذار رنگین قبا دلبر نازنین ملکہ خورشید برق وش آپ آرام سے باغ میں آئیے وقت رنج و ملال دفع ہوا خدا نے اپنا فضل شریک کیا خواجہ عمرو نے دیکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا سب کی آنکھیں بند ہو گئیں تھوڑی دیر کے بعد جو سب کی آنکھیں کھلیں دیکھا باغ بہشت آئین کھلا ہے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون چمن ہائے نرگس کیسے رعنا و زیبا چشم مشتاقان پر سہرا رکھے سنبل پیچ و تاب زلف محبوب کا جواب عشق پیچا اپنی رعنائی پر پیچ و تاب کر رہا ہے بلند کنکر مرغ دل عاشقان دام ہیں بلبلیں خوشی میں دیواروں پر چہچہیں ہیں تماشا باغ کا دیکھ رہی ہیں باغبان قضا و قدر نے ڈالیاں لگائی ہیں سبز پوشان چمن قالینوں پر لگا۔ ڈال رہے ہیں ہر نہال اپنی رعنائی پر نہال روشین آئینہ نور سڑک کھنچی ہوئی سرو چمن اکڑ رہے ہیں قمریان طوق محبت۔ گلو معروف کو کو عندلیبان خوشنوا بڑے لطف سے زمزمہ سرائی کرتی ہیں یہ اشعار بہاریہ بزبان بے زبانی تعریف میں بہار کی پڑھ رہی ہیں

نظم

پھر شجر سرسبز ہیں کہتے ہیں آتی ہے بہار — رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار
رتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مشتاق جنون — دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم یہ ہے — صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار
رہتی ہیں فصل خزان کی مدتوں تک کربلا — چاہنے والے کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار
سبز کر دیتی ہے یہ سرخ کر دیتی ہے پھول — رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار
کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون — دیکھیے جب رنگ میں پھر رنگ لاتی ہے بہار
جلوۂ گلشن دکھا کر چھپتی ہے رہتی نہیں — کلفت رنج خزاں دل سے مٹاتی ہے بہار
عیب کے خود پردے میں کہتی ہے ظاہر ہوتی نہیں — آپ پنہان ہے مگر جلوے دکھاتی ہے بہار
حال ہو جاتا ہے ابتر رنگ عاشق کی طرح — سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہے بہار
غیر ممکن ہے کہ چھوڑے بے ہنسائے صبح کو — رات بھر غنچوں کو گلیاں کر گدگداتی ہے بہار
خندۂ گل کی صدا کیوں بے سبب آتی نہیں — جوش وحشت کے ہیں قصے سناتی ہے بہار
اپنے استقبال اول سے نہ کیونکر خوش رہے — پہلے سب سے باغ میں بلبل کو پاتی ہے بہار
آدمی کو دیکھنا لازم ہے چشم غور سے — اب بھلا ہنستے ہیں غنچے مسکراتی ہے بہار
آمد فصل خزان ہے لطف رخصت ہے نسیم — چلیے اب سب سے چمن سنتے ہیں جاتی ہے بہار

جوش پر بہار ہے غنچے مسکرا رہے ہیں گل خوشی میں پھولے جاتے ہیں جھونکے نسیم کے چل رہے ہیں بوئے عطر مجموعہ سے تمام باغ مملو ہو رہا ہے قلندر مشرب کی طرح سر کھلنے ہی دکھ کی لیتے ہیں نسیم نے خوشخبری سنائی بہار آئی بہار آئی اشعار قمر سنائی باغ میں سوسن نے گفتگو تیری ✤ چٹک گیا کوئی غنچہ جو آئی بو تیری ✤ فلک کو نالۂ سوزاں سے پھونک دے اے دل ✤ لگانے نہیں دیتا یہ آرزو تیری ✤ مطلع ✤ گلگشت اگر کو سے وہ گل رو نکلے ✤ ہم سودائی کے لیے باغ سے بھی ہو نکلے ✤ عاشق خستہ کا دل چیر کے دیکھے جو کوئی ✤ خوں بخت جگر نافۂ آہو نکلے ✤ اس باغ کو دیکھ کر خواجہ عمرو حیران ہو گئے کہ کیا باغ عالیشان ہے عمرو نے بڑھ کر پوچھا یہ کس کا باغ ہے ملکہ خورشید نے کہا اے شہنشاہ [illegible] یہ باغ آپ کی کنیز کا ہے ہمارے والد نامدار توسن تاجدار نامہ بھیجتے میاں کو کب نے انکے ساتھ

عمارت کی کچھ فتور ہوا آخر لڑائی پڑی والد آپکے ہاتھ سے مارے گئے مگر کوکب کو خوف خدا آیا مجکو نہین ستایا
اب جب زمانہ انقلاب ہوا کہ سحر العجائب وسحر الغرائب بادشاہ ہوے سحر الغرائب بھیا کسی وجہ مین
مسافر گذرا ہوا کنیز کو دیکھکر مائل ہوے میری والدہ کو پیام وصل دیا اُنھون نے جواب دیا اس حتیم کا منعقد ہونا
شہنشاہ کو زیبا نہین ہین معاف فرمائیے پس اُس بھیانے نوچ کو بھیجکر گھر کو گھیر لیا آخر والدہ قتل ہوئین مین
اُسنے گرفتار کر منگایا طالب وصل ہوا مین نے بھی جواب صاف دیا کہ جو تجھسے ہو سکے تصور ہرگز ہی نکر
ہم قبول نہ کرینگے آخر اُسنے مجکو قید کیا پھر دونون پیام سلام ہر سے دقتار آتے تھے ہمنے قبول نہین کیا
تھوڑے دنون کے بعد انقلاب ہو گیا بد لحج رقاسم ولایت ولا زوال الدہر یہ سب آپڑے اپنی جان کی
پڑگئی شادیان ہونے لگین اب کئی مہینے سے کوئی نہین آیا تھا کئی دن کا زمانہ ہوا کہ مین نے عالم خواب مین
دیکھا ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ای خورشید کیون گھبراتی ہی خواجہ تیرید پہنچے اب تیری بھی رہائی کی تدبیر ہوگی
آج شب کو پھر خواب مین وہ بزرگ تشریف لائے فرمایا مبارک ہو کل صبح کو حلق جادو مارا جائیگا اس قہر کا خاتمہ ہوگا
مین انتظار مین تھی کہ آپ کا داخلہ ہوا باغ ہماری جاگیر رت باقی رہگیا میری وزیرزادی گلعذار رنگین قبا
اس باغ مین قید تھی وہی سیر کرکے آئی تھی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گلعذار ظاہر ہوئی نہایت حسین وجمیل
پانچ ہزار کنیزین پاشت پر مگر حیران وپریشان بال بڑھے ہوے ناخن بڑھے ہوے کپڑے میلے صورتین عمدہ
صاف ظاہر ہے کہ ماہ تابان گہن مین آگیا اس نازنین نے دیکھکر خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے جواب سلام دیا محرم اسرار ان
کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہو تھر تھر کانپ رہی ہے عرق سے کتی ہے خواجہ عجب صاحب اقبال ہین ان لوگون سے
اسطرح ملنا انہین کا کام ہے ان شاہزادیون سے کس طرح کلام کر رہے ہین گلعذار رنگین قبا نے لاکر بارہ دری
مین پہونچایا دیکھا مکان کسبت آراستہ ملکہ کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی وزیرزادی پہلو مین آکر بیٹھی ایک طرف ملکہ
خورشید ایک جانب محرم اسرار دان وزیرزادی نے کہہ ڈالیان خدمت مین حاضر کین ملکہ نے کہا خواجہ کیون
تو ہی کوئی شئی گانی ہے یہ بھی خبر ہم پاچکے ہین کہ اس فن خاص مین کوئی آپکا مثل نہین اول تو خواجہ نے انکار کیا
جب ملکہ نے منت کی اور خواجہ بھی ناچار ہوے نکالی یہ غزل عاشقانہ بعد سوز وگداز گائی غزل

صبر وحشت اثر نہو جائے
کہین صحرا بھی گھر نہو جائے
رشک پیغام ہے عنان کش دل
نامہ بر راہبر نہو جائے
مجکو ہے وہ نشین مین مرتے ہین
زندگی پردہ در نہو جائے
کثرت سجدہ سے وہ نقش قدم
کہین پامال سر نہو جائے
میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ
تجکو اپنی نظر نہو جائے
میرے آنسو نہ پونچھنا دیکھو
کہین دامان تر نہو جائے
بات ناصح سے کرتے ڈرتا ہون
کہ فغان بے اثر نہو جائے
ای قیامت نہ آئیو جب تک
وہ مری گور پر نہو جائے
مانع غلط ہی تف نالہ بار
سخت بدگو خبر نہو جائے
غیرت بے حجاب ملتے ہو
شب عاشق سحر نہو جائے
رشک دشمن کا فائدہ مومن
منت جی کا ضرر نہو جائے
ای دل آہستہ آہ تاب شکن
دیکھ ٹکڑے جگر نہو جائے
مومن ایمان قبول دل سے مجھے
وہ بت آزردہ گر نہو جائے

ملکہ خورشید برق وش رونے
لگی روبالیی وزیرزادی نے اشک رومال سے پاک کیے کہا واری جیسا مناسب ہے جو گذرا سو گذرا
محرم اسرار دان بھی بہت رویا ملکہ خورشید برق وش نے گلعذار رنگین قبا وزیرزادی سے کہا

اب جلد لشکرکشی کا سامان کروفر بہزادی نے عرض کی ڈیڑھ لاکھ ملازمان شاہنشاہی کہ وہ شراب خواران
پر قید ہین کنیز وہان جاتی ہو شراب خوارون کو مارکے سب کو رہا کر لائے تب سامان لشکرکشی ہو جو حسن
ہو ملکہ خورشید برق وش نے کہا اچھا خواجہ عمرو کی تو خدمت کنیزون سے کی ایک عمدہ مکان رہنے کو
محرم اسراردان کو ملا میان برق فرنگی تڑپتے پھرتے ہین کبھی اس قصر مین کبھی اس قصر مین خواجہ عمرو
نے کہا ابھی اسے کہان دوڑا دوڑا پھرتا ہی ایک جگہ نہین بیٹھتا برق فرنگی نے کچھ جواب نہ دیا محرم اسراردان
نے کہا خواجہ برق نے بڑا کارنمایان کیا اگر برق ساتھ نہوتا تو آپ راہ کا طی ہونا نہایت دشوار تھا
ایسی جادوگرنی کو مارا کہ مین تو مجبور ہو چکا تھا یقین تھا کہ گرفتار ہو جاتا مگر انہنے اسکو مارا خواجہ عمرو نے
کہا کوئی ایسی ویسی شغل ہو گی محرم اسراردان جو جو تعریفین کرتا ہی خواجہ عمرو خفا ہوتے ہین کہتے ہین
بھائی یہ عیاری کیا جانے سپاہیون مین نوکر تھا لشکر بن آیا مین نے اسکو شاگردون مین داخل کر لیا اب
اور عیارون کو دیکھکے کچھ حال جان لیا ہو گا وہ بیچارہ عیاری مین کیا دخل رکھتا ہی شب کو کمال لطف
سے ملکہ خورشید برق وش نے دسترخوان بچھایا محرم اسراردان و خواجہ عمرو و برق فرنگی کو بھی شریک
کیا رات بھر جلسۂ عیش و نشاط گرم رہا وقت سحر دیکھا گلعذار رنگین قبا نے ڈیڑھ لاکھ ساحرون سے
آکے پہونچین خیمے بارگاہین سراپردے اژدرون پر لدے ہوے ملکہ خورشید برق وش نے کہا لو
خواجہ عمرو سامان ہو گیا اب جو کچھ کیفیت ہو گی آپ کو معلوم ہو جائیگی گلعذار رنگین قبا وزیرزادی سے
کہا احسان کا بدلا احسان کروفر بہزادی نے اسی وقت ایک تخت طاؤسی کو نہایت لطف سے آراستہ
کیا اسپر ملکہ خورشید برق وش سوار ہوئین پہلو مین گلعذار رنگین قبا و فرہزادی پانچ ہزار کنیزین
ڈیڑھ لاکھ ساحران زبردست پشت پر علمہائے زرنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے
ہوے اس کروفر سے ملکہ خورشید برق وش کوچ کرکے چلین خواجہ عمرو تو منزلین طی کرتے ہوے
ساتھ ساتھ ملکہ خورشید برق وش کے جاتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا لیکن اب
حال لشکر صاحبقران زمان والی قاف و دنیا تحریر کیا جاتا ہی کہ اسپہ عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہین ملکہ مہدوم گلپوش عرض کرتی ہین اے شہنشاہ اب دیر کرنا اس پہاڑ پر مناسب نہین ہی جلد اس
پہاڑ کو فتح کرکے طلسم نورافشان ڈھونڈھیے اب لڑائی کیون معطل ہی فکر کیجیے لڑائی شروع ہو جائے میان
ٹھہرنا مناسب نہین ہی نقصان کا مسطور عیار رفتار عیار کاؤس اسے ایک دن بیٹھے بیٹھے کاؤس سے
کہا تصور کیا سرکہ تھا کہ اول مین تو آپ نے جلد جلد طبل جنگی بجوائے لڑائیان ہوئین اب توقف کیسا
ایسا نہو کہ لڑائی موقوف رہنے سے کچھ خرابی پڑے اب جنگ آغاز کیجیے کاؤس نے کہا اے مسطور
ایک مقدمے مین مجھکو بڑا انتشار ہی کہ میان محرم اسراردان جسدن آئے نہ جسکے مارنے مین
بہت سا نام سے کیے پھر چوطے تو دوستی نبگلے ایک ہفتے کا وعدہ کرکے گئے ہین ابھی تک پلٹ کے
نہین آئے ہم جانتے ہین اسی فکر مین وہ نکلے مسلمان نہ ہے اگر رغبت ہوئی طلسم کشا کا کچھ پیغام سلام کیا
ہو مسطور نے کہا مین ہر دن تحقیق کیونکر دخل دون کاؤس نے کہا تم ہرکاسے ہو خلاف دیانت کرو مسطور
بہتر کہکر اٹھا ایک ساحر کی شکل بنکر بارگاہ محرم مین آیا گلگون بارگاہ مین موجود ہی سب سردارون کو
سنبھالے ہوے اگر کسی نے کچھ ذکر کیا گلگون خاموش ہو رہا مسطور ساحر بنا ہوا آیا ایک گوشے مین بیٹھکر دیکھنے لگا

لوگوں نے پوچھا کیوں ای برادر خیر تو ہی رو کر کہا نہیں معلوم ہمارے آقا پر کیا گذری ابھی تک
واپس نہ آئے کیوں حضور راہ بھی بہت بڑی ہی گلگوں نے کہا خدا انکا حافظ و نگہبان ہی عجب
مقام پر تشریف لے گئے ہیں گلگوں کے منہ سے نکلا اگر خواجہ کو رہا کر لیا تو بڑا کمال ہی اگر خواجہ نہ رہا
ہونے تو بیشک مشکل پڑیگی اب تو مسطور نے کھود کھود کے پوچھنا شروع کیا باتوں باتوں میں
گلگوں نے سب ذکر کر دیا کہ جس سے سب حال ظاہر ہو گیا کہ مجرم براے رہائی خواجہ گیا ہی
بخوبی دریافت کر کے مسطور بھاگا خدمت میں کاؤس کی آیا عرض کی ای شہنشاہ حقیقت میں مجرم
مسلمان ہو گیا جا کر مسلمانوں سے ملگیا براے رہائی خواجہ عمرو گیا ہی صرف دو خدمتگار ساتھ میں
کسی مصاحب کو بھی ہمراہ نہیں لیا ہی سب احوال مفصل بیان گلگوں کی زبانی معلوم ہوا گنہ
بیان مجرم نے بھی سوچا کہ آخر صاحبقران سے کیونکر ملوں عمرو کو چھڑا لاؤں یا صاحبقران
سے جا کر ملوں یہ سنکر کاؤس غصے میں کانپنے لگا کہا کل اسکے لشکر کو قتل کر دونگا کوئی حاضر ہو
چند آدمی حاضر آئے کہا کہ جاؤ گلگوں کو پکڑ لاؤ اول تو بسہولیت کہنا اگر آنے میں عذر کرے
تو مشکیں باندھ لانا چند سردار کمیدان رسالدار بارگاہ میں گلگوں کے گئے گلگوں سے
بسہولیت کہا آپ کو ہمارے آقا میاں کاؤس نے بلایا ہی گلگوں نے صاف کہا کہ ہمارا سو برا ہم
جانیکا دربار میں نہیں ہی ہمارے آقا ہمکو منع کر گئے ہیں جب وہ تشریف لائینگے تب ہم بھی حاضر
ہونگے ہم انکی غیبت میں حاضر خدمت نہیں ہو سکتے اب تو سردار بگڑے سرداروں نے کہا ای
گلگوں اسکے کیا معنی وزیر اعظم تمھیں بلاتے ہیں اور تم انکار کرتے ہو گلگوں نے کہا ہم ہرگز نجاینگے
چند روز ہوے جبسے ہم غم والم میں مبتلا ہیں ہم دربار میں بے آقا کے تشریف لائے ہوے
نہ حاضر ہونگے ان مقدمات کو آقا سے نامدار جانتے ہیں ایک سردار بول اٹھا کہ ای گلگوں
اب تمھاری شامت آئی ہی تمھارے آقا تمکو ڈبو گئے تم لوگوں نے غضب کیا تمکو مناسب یہ تھا کہ جو
مجرم سے خطا ہوئی تھی اسکو ہم لوگوں سے اطلاع کرتے آپ نے خبر نہ کی آپ گنہگار ہیں آپ کو
دربار میں حاضر ہونا پڑیگا اگر آپ حاضر نہ ہونگے تو طرف سے شہریار کے تمھیں سزا ہوگی آپ لشکر
کشی کی جائیگی شہنشاہ کاؤس کا ایسا حکم نہیں کہ اسکو کوئی منسوخ کر سکے اسکو مزاج میں
سحر العجائب وسم الغرائب کے کیا دخل ہی دربار میں ہر مقدمات انہیں کی راے سے ہوتے ہیں
آپ نے اپنے حق میں برا کیا گلگوں نے کہا جاؤ جو تم سے ہو سکے وہ ہمارے حق میں کرو جو ہمارے
آقا نے کیا وہ مناسب لیا ہم بھی تمھارا حکم نہ مانینگے وہ لوگ چلے گئے جا کر کاؤس سے کہا
کہ گلگوں کو حاضر ہونے میں بڑا عذر ہی ہر چند ہمنے کہا مگر وہ کہتا ہی کہ ہم اپنے مالک کے بے آئے
ہوے نہ جائینگے ہم نے دریافت کیا مفصل معلوم ہو گیا کہ وہ دل و جان سے اطاعت
میں مسلمانوں کی ہیں بدون حکم صاحبقران پتہ نہ ہلیگا یہ سنکر کاؤس نے حکم دیا کل صبح کو
لشکر تیار ہو ملازموں کو مجرم کے گرفتار کیا جاے گرفتار کر کے ہمارے دربار میں لاؤ سرکشی
کی انکو سزا ملے انکو بھی دریافت ہو کہ عدول حکمی کا یہ انجام ہی مگر اس وقت کوئی خبر اسے نہ
کیجائے یہ حکم دیکر خاموش ہو رہا گلگوں صبح کو بیرون بارگاہ کرسی پہ بیٹھا تھا صاحب سردار آئے

جاتے مین گلگون نے شب کا ذکر کیا کہ یہ سحر کہ ہو سب سرداروں نے کہا سمجھا جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین
کہ سامنے سے دو سو جوان مسلح و مکمل موجود ہوے کہا ای گلگون جلد تمکو سرکار نے بلایا ہو
گلگون نے کہا ہم نہین جائینگے تکرار ہونے لگی تھوڑے عرصے مین اور فوج آئی تھوڑے عرصے
کے بعد دیکھا نقارے پر چوب پڑی کاوس نیرنگ ساز گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ کا لشکر
حکم عام دیا ان سبکو پکڑ لو لینا لینا کہکے سات لاکھ ساحر چلے اب تو گلگون کو لیکر اٹھا کاوس
نے پکار کر آواز دی کہ یہ سب جانے نہ پائین گنہگاران شہنشاہ طلسم مین سارے لشکر نے بلوہ
کیا کوسے تیغ ناچخ چلنے لگے گلگون لڑ رہا ہے ہرکارے لشکر اسلام کے وہان حاضر تھے سب
کیفیت دریافت کر کے چلے خدمت مین صاحبقران کی پہونچے جملہ ساحران نامدار بیٹھے ہین
ایکطرف ملکہ معدوم شعبدہ ساز ایک جانب ملکہ سبز پوش ملکہ آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ اپنے اپنے
مقام پر سب بیٹھی ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ لشکر کفار مین فساد
ہو گیا مجرم مع سرداران برائے رہائی خواجہ عمرو گیا ہے ملازمان کاوس کی زبانی معلوم ہوا
کہ مجرم برائے رہائی خواجہ عمرو گیا ہے اسی جرم پر کاوس کا حکم ہے کہ سبکو گرفتار کر لو یہ بیچارے
کم و بہت دیکھیے کیا ہو ابھی تک تو تلوار چل رہی ہے اخضر سبز پوش نے کہا ای شہریار یہ خبر غلام
کو بھی ملی تھی برائے مدد گلگون جانا واجب و لازم ہے ہرکارے گئے جاسوسی جو حاضر تھے بعجل
لشکر پھر بھاگے آکر عرض کی لڑائی ہو رہی ہے ملازمان گلگون بہت مارے گئے وہ سات لاکھ یہ تین
لاکھ آنکا بلوہ ہے یہ لوگ شکست کھایا چاہتے ہین مگر گلگون بڑا شیر جوان ہے خوب زور و شور سے
لڑ رہا ہے اتنے ہی عرصے مین ہزارہا کا کھیت ہوا لاشے پڑے سسک رہے ہین یہ سنتے ہی صاحبقران
اپنے مقام سے اٹھے فرمایا جس شخص نے بلا تکلف اطاعت کی اسکی مدد کرنا واجب و لازم ہے
صاحبقران بھی سوار ہو کر روانہ ہوے سب ساحر آئے سب کے پیچھے ملک اخضر چلا معدوم
نے پکار کر آواز دی ای اخضر تم جاؤ تم غیر ملک کے ساحر ہو مجھے جانے دو یہ کہکر معدوم بڑھی
ایک طرف سے شیدا اسے شعبدہ باز و آفتاب شعلہ مزاج آسمان پیر چلی کاوس لڑ رہا ہے کہ معدوم
کے نعرے کی آواز آئی گلگون کو آواز دی ای گلگون نہ گھبرا اب تیرا آقا گیا ہے ہمارے
آقاے نامدار موجود مین بجرأت و جلالت تشریف لاتے ہین معدوم نے گرتے گرتے گولا مارا
کئی ہزار جادوگر مر کر گرے شیدا نے جو سحر کیا ہزاروں کے سر سے آفتاب گری زنار نے آکر
زمین ہلا دی فیروزہ بھی آکر گری جو پہونچا اسنے ہزاروں جادوگروں کو مارا کہ نعرۂ صاحبقران
کی آواز آئی زمین میدان کارزار تھرائی نعرہ ہوا انم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر
عالیشان داماد نوشیروان تلوار کھینچکر جو گرے کفاروں کو قتل کرنا شروع کیا ایک طرف سے ساحر غیر ساحر
آکر گرے تلوار چلنے لگی معدوم نے علم پچ تو قلم کیا شیدا نے ایسے گولے مارے کہ تہ و بالا کر دیا جو سامنے
آیا اسنے زمین ہلا دی غیر ساحر بھی لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ مین مہتر قران نے کاوس کی
زبان سے یہ سنا کہ مجرم کے ساتھ برق بھی گیا یقین ہے کہ خواجہ عمرو کی رہائی ہو گئی ہو مہتر قران
بھی لنگوٹہ لیے ہوے کہ ادھر گئے ہین ہنگامہ کیا و اربلند ہوا امیر لڑتے ہوے قریب کاوس کے پہونچے

کاؤس نے بہت سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھا تاثیر نہ ہوئی آگے بڑھ ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کے ہاتھ مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا علم فوج گر چکا تھا اسکا تخت جو گرا سب بھاگے ہر چند افسر روکتے ہیں اب نہیں کسی کا قدم رکتا بھاگتے بھاگتے قریب کوہ عجائب و غرائب پہونچے کاؤس نے آواز دی ای بت خونریز مسلمان یہان تک آ گئے معدوم نے جو کرگس کے گوبے مارے پہاڑ پر سے پتھر پھینکے ہیں جادوگر بیچ لیے قد آدمی زرد جسم برہنہ نکلے آواز دی ای بت خونریز نہ کبیر اتا ہے شوہان و گوہان و فیلان پہلو نشین سامری دو سو برس پہلو سامری میں رہے کیا کیا رنگ دیکھے کہ لایق بیان نہیں کیا ذکر کرین ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بڑے بڑے کمالات خلوت سامری میں ہیں ان سبکو مار ڈالیں یا بھگا دیں یا گرفتار کریں یا زمین کو حکم دیں کہ انکو نگل جاوے کوئی انمیں سے بچنے نہ پاوے بت خونریز نے کہا ای عالمان مذہب سامری تمہاری ذات سے سب امید ہی تمہارا اسم جمشید ہی انھوں نے پتھر اٹھا کے طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے جسکے سر پر پتھر پڑا پتھر کا ہوکر رہ گیا کوئی سنبل کے سنبل زمین پر گرا کوئی بے ہوش رہا پر کسی کے ہوش نادرست کوئی بیہوش ہو گیا کوئی بھاگا کسی نے فریاد کی ای بت خونخوار الامان ہم تیرے تابعدار ہیں ہنسے مسلمانوں کا ساتھ چھوڑا انبار دو ٹکے قلب الٹ سکتے اب جسے کبھی ایسی خطا نہ ہوئی ہزار بار دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عبرت آثار پڑھتے تھے نظم

رات دن زلف و رخ یار پہ رونا ٹھہرا	جگنسا وقت ہوا پہ نہ پیدا ٹھہرا	ای صنم میل جو لطف و نگاہ پر ہاتھ
چشم پر غم نہ ہوئی آنکھ بھی لا ٹھہرا	حسرت دید ہی دم بھر کے لیے تو قائل	پھیر خنجر کو مرے حلق پہ شعر ٹھہرا
نہ ہوئی مہر تو تھی دم فریاد کبھی	شمع کو آ آ کے کئی بار کلیجا ٹھہرا	ہاتھ میں اسکے کبھی تیغ کبھی خنجر ہے
دو ہم رنگ ہوا رنگ حنا کا ٹھہرا	یار و اغیار میں ہر وقت لڑائی ہی رہی	بدن نزار مرا ساہی کا کانٹا ٹھہرا
دم تشنگی جو کیے قتل ہزاروں اسنے	سر سے لشکر میں مری تیغ کا ڈر ٹھہرا	ہر نفس آہ میں ای خدا درد ٹیسے گزری
مثل سیماب کبھی دل نہ ہمارا ٹھہرا		

ہر چند ساتھ والے سمجھاتے ہیں بھائی کس حال میں ہو کیوں حلال ہیں ہو بھائی کا بھائی کہتا نہیں مانتا بھائی کو بھائی قتل کرتا ہی سیکڑوں نے پہاڑ سے سر ٹکرا کے سیکڑوں جھیل میں گرے غوطے کھاتے بحر فنا میں ڈوبے تحمل بیڑا اور انکا کشتی حیات طوفانی ہو گئی مشکل بناہ پانی ہوگی وہ تینوں ساحر کمر سے ہوسکے ہاتھ مار رہے ہیں آواز دیتے ہیں ای کاؤس لشکر کو بھاگو شکست نہ ہو لڑائی کا بندوبست ہو آج تیرا کوئی مثل نہیں ہی ہم تیرے معین و مددگار ہیں ہم کیا مجبور تھا چار ہیں سامری جمشید نے ہمکو سفر کا اختیار دیا ہی دو سو برس خدمت سامری میں رہے عجائب و غرائب سحر کے دیکھے اب ہمیں کس بات کی پروا ہی اگر ہی خمیدہ میں مسلمانوں کا حال تباہ ہی آخر بھاگ کر کہاں جائینگے ہمارے ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے دیکھیو ہزاروں پامال ہو چکے اور ابھی سحر کامل نہیں ہوا جس وقت سحر کامل کرینگے لاشوں سے میدان بھر دینگے آج ان سب پر جفا سے کامل ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں حال المحکایہ ہی کہ تو دیکھے ہیں ادھر کوئی اسم اعظم سے محفوظ نہیں رہتا صاحبقران بھی گھبرا رہے ہیں ساحران کاؤس پایا تو بھاگ کے جاتے تھے اب تو پلٹ پڑے کاؤس نے آواز دی حمزہ کو قید و تفنگ سے مار لو سحر نہ کرو دیکھے

تلواریں لیکر کئی لاکھ ساحر صاحبقران پر الٹ پڑے صاحبقران بھی بڑے لطف سے جنگ
کر رہے ہیں ہمہ تن چشم بنے ہوئے اعضاے جسم تیر و نیزے چھنے ہوئے کوئی نیزہ مار کر بھالا کسی
خطا شعار نے تیر مارا قریب نہیں آتے دور سے وار کرتے ہیں جو صاحبقران کے قریب آیا میغ
اسم اعظم پڑھکے ہاتھ تیغہ عقرب کا مار دیا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوگئے اشقر دیوزاد بھی اپنے
آقا کو بچا رہا ہے طرارے بھر رہا ہے کسی کو ٹاپ مار دی کسی کو لیشتک کسی پر دولتی بہادر کا مرکب بھی
جنگی ہے جب صاحبقران زمان نرغے ہٹاتے قریب کوہ عجائب و غرائب پہونچے ساحران ہمراہی
صاحبقران کڑک کڑک کے پہاڑ پر گرے ان تینوں نے پتھر برسائے لشکر صاحبقران تباہ
ہونے لگا امیر نے جو دیکھا کہ سب ساحر حیران پریشان پھر رہے ہیں اول مرتبہ جو ساحروں نے
گولی ماری اور پہاڑ پر گرے سو ہاں وکوہان و فیلان تین جادوگر پہاڑ سے نکلے اور بت خونریز
سے فریاد کی ان بتوں نے نکل کر ایک ایک پتھر طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی اے سامری
جمشید تینوں ساحر نکلے کھڑے ہوئے ہیں سو سے زیادہ بڑے ہوئے پتھر اچھال رہے ہیں صاحبقران
نے خیال کر کے دیکھا کہ معدوم و شیدا تو اس لائق ہیں کہ سحر کر رہے ہیں اور سب ساحر زخمی ہو گئے
کسی کا سر زخمی کسی کا شانہ اور معدوم و شیدا ابھی سحر کر رہے ہیں اپنے کو بچاتے ہیں صاحبقران
بیقرار ہو گئے دعا مانگنے لگے پکارتے ہیں اے خالق لیل و نہار اے پروردگار وقت مدد ہے نظم

بندۂ ناچیز فریادی خدا فریاد رس — آدمی مظلوم و ذات کبریا فریاد رس
بندہ را در بندگی دارد خداے لایزال — کے پسندد مبتلا را در بلا فریاد رس
کار فرماے عدالت منصف انصاف دوست — صاحب صدق و صفا و بے ریا فریاد رس
بشنود فریاد بخشد داد خلق آن داد گر — میرسد بہر حمایت جابجا فریاد رس
از ستمکاران عوض گیرد جناب منتقم — ظالمان را میدہد سنگین سزا فریاد رس
در زمانہ چون مدار معدلت بر ذات اوست — بیخبر از احوال ما باشد چرا فریاد رس
چون کند فریاد بہر داد خواہی داد خواہ — از زبان صد بار گوید مرحبا فریاد رس
میدہد در عالم ایجاد از راہ کرم — مدعاے خلق حسب المدعا فریاد رس
ہر ضرورت آید از نفس خویش بندی داد خواہ — گوش کن فریاد این مظلوم یا فریاد رس

صاحبقران نے جو بیقرار ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا بقدرت سبحان [illegible]
دفعتاً بعید از آسمان پر ابر تیرہ و تار پیدا ہوا رعد کی طرح برق کی کڑک شرارہ بار وہیں چمک چمک
گرتی ہے سب اسی جانب دیکھنے لگے کہ وہ ابر اُس کوہ عجائب و غرائب پر پھیلا ایک
فرشتہ کی آواز آئی کہ تمام کوہ جلا ڈالنے لگا وہ تینوں ساحر جو برہنہ کھڑے تھے گھبرائے اُن تینوں
نے آواز دی اے بت خونریز اس ابر کو تو پہچان دیکھ تو اس ابر میں کون ہے معلوم ہوتا ہے کہ
حق اپنے مرکز پر آیا و ریاضت نے زور دکھایا اے بت خونریز غضب ہوا بت خونریز نے کہا میں
پہچان گیا مگر نام لیتے ڈرتا ہوں اے بزرگان دین زبان اینٹھی جاتی ہے طبیعت بہت گھبراتی ہے بربادی
کوہ کا وقت قریب آگیا وہ ابر آسمان پر آ کے چیخ مارنے لگا اسکے چیخ مارنے سے یہ قطع ہوا

کہ پتھر برس رہے تھے اُس ابر پر آ کے ابر ٹھہرا اُس ابر کو اِس ابر نے توڑا پتھر برسنے رہے ہین
لیکن یا تو پتھر اہل اسلام پر گرتے تھے سحر شکیہ او معدوم کے باطل ہونے جاتے تھے یا
زبانون نے قوت پائی یا تو جھولیان سنا تو نیز بار تھین اب جھولیون سے اسباب سحر نکلنے لگا
جس ساحر کو گولا مار دیا اُسکا سر پھٹا سوہان و کوہان و فیلان تینے پہاڑ پر دوڑے دوڑے
پھر رہے ہین بت خونریز کا چہرہ فق دل مین قلق پکارتے ہین کہ ای بت خونریز کچھ تدبیر کرو
بت خونریز کہتا ہی مین کیا کرون آپ بزرگان دین مین جب آپ ایسے گھبرا گئے تو مین کیا کر سکتا
ہون سات مرتبہ اُس ابر نے چیخ مارا پتھر دیتے ہزارون ساحرون کو مارا لشکر لوٹنے لگے سر پیٹتے زرد ہو
سر کے جا بجا پڑے تڑپ رہے ہین کہ وہ تینون ساحر برہنہ پتھر اُٹھا اُٹھا کے طرف اُس ابر کے
پھینکتے ہین جیسے ہی یہ پتھر جا کے ابر پر پڑے ابر سے آواز آئی او نامرد وبیداد کرنے والے بالکل بھولے
مکر و حیلہ کر کے ایسے بھولے کہ لڑ کر کے بیٹھے ہمارے حق کو فراموش کیا منہم ملا خورشید برق وش
مالک طلسم نور افشان صاحب شوکت و شان یہ جو آواز آئی صدائے معشوقانہ تھی مگر وہ
ہیبت ہوئی کہ یہ تینون نمک خاندان پہاڑ پر دوڑنے لگے ایک کو ایک نے نگاہ قہر دیکھا پھر
سوہان نے کہا او کوہان بیہودہ تو کیون نکل آیا کوہان نے کہا بت خونریز نے پکارا مین
کیون نہ نکلتا فیلان نے لپٹ کے طمانچہ مارا کوہان نے سوہان کے موئے زہار پکڑ کے جھٹکا
مارا فیلان نے کہا ای کوہان کیا کرتا ہی اُس نے اُسکے موئے زہار پکڑ لیے کیونکہ تار کھنچنے لگے
جب چڑیا بال ٹوٹتے ہین وہ اُف اُف کر کے بیٹھ جاتے ہین فیلان نے سوہان کے گلے مین
موئے زہار ڈال دیے ملا خورشید نے چمک کر آواز دی ہان او نامرد ایک کا ایک بدلا لے
اور لشکر سے آواز دی ہان یارو بیٹا گلعذار رنگین قبا نے جو یہ آواز ملکہ کی سنی کہا خواجہ تخت سے
اتر جادو وزیر زادی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر پہاڑ پر گری جب اُن تینون کے موئے زہار ٹوٹنے اور خون کے
قطرے ٹپکے تینون دوڑ کے بت خونریز سے لپٹے کہا ابے نامرد دے دے کی کھول جیسا تو نے
ہمکو ستایا اُسی طرح ہم تجکو ستائینگے بت خونریز نے گھبرا کے دھوتی کھولی پھینکدی اب موئے
موئے چوتڑ جو ہلے فیلان اپنا ستون لیکر دوڑا ستون جو اُسکے جسم سے لگا یا بت خونریز نے
ایک چیخ ماری کہا ارے میرا دم نکلا جاتا ہی کوہان نے کہا مین بھی تو شریک ہون تینون یہ کہتے
بت خونریز کو لے پڑے ایک تو چار مرتبہ ہلکر ہٹا دوسرے نے کہا مین بھی آیا وہ ہٹا تیسرے نے
کہا مین بھی آیا ملا خورشید برق وش نے آواز دی ای گلعذار رنگین قبا اسطرف سے منہ پھیر لو
یہ بڑے سامری پرست ہین کیا آپس مین چہل ہو رہی ہی بت خونریز چیخ رہا ہی کہ ارے اب
مجکو چھوڑ دو مین مر جاؤنگا یہ بڑے بڑے ستون میرے واسطے تھے اب مجھے صدمہ زرگری
نہین اُٹھتا ارے اپنے اپنے گھر مین جادو دیکھی کتے ہین اب گھر مین کیونکر جا سکتے ہین اب ہمارا
مقام بند ہو گیا ہی دروازہ کھلا ہی اسی دروازہ مین جائینگے ارے ابھی سے تجھے کیا ہو گیا ہی سحر ہو چکا ہی
ابھی سے تم تو تمہاری بہار سے سر کہان جائینگے اسی کوٹھری مین رہیئے اب یہان کی جفا دیکھنے بت خونریز
کہتا ہے ایک بار سر کاٹ ہو ارے خدا معاف کرو اب تو میرے ہوش درست نہین ہین میرا

دم نکلا جاتا ہے اب کہانتک صبر کرون کیونکر دل پر جبر کرون اب جبر و صبر نہین ہو سکتا ہے مگر تینون
بجتے ہوئے مین ملا خورشید تڑپ تڑپ کے گرتے تھین جس گھاٹی پر گرین اُسے جلا دیا سیکڑون
گھاٹیان ویران کردین کسی گھاٹی سے شیر دہرہ کا مارے نکلا ملا خورشید برق وش تڑپ کے گرین
دو ٹکڑے کیے کسی گھاٹی سے ہاتھی نکلا سونڈ ہلاتا ہوا باہر آیا چاہا تڑپ کر گرون کسی ساحر پر جسد ٹھا مارا
وزیرزادی نے آواز دی واری دیکھیے گھاٹی سے ہاتھی نکلا تھی سو جوان کو پامال کر چکا برق بنکر ملا گرین
ہاتھی کے بھی دو ٹکڑے کیے ایک گھاٹی سے ایک عقاب نکلا چاہا اُس نے جا کر بت خونریز
پر سایہ ڈالون اس جفا و مصیبت سے اس کو بچاؤن ملکہ گلعذار نے چیخ کر آواز دی او عقاب کہان
جاتا ہے آگے نہ بڑھنا عقاب حیران حیران دیکھنے لگا ملکہ گلعذار نے ایک دستک دی ایک طاؤس
اڑتا ہوا آیا طاؤس نے پر سے طمانچہ مارا عقاب کے پر نوچکر پھینک دیے عقاب نے چیخ ماری طاؤس
بت خونریز پر سایہ نہ ڈالنے دیا راہ مین روکا کئی طمانچے مارے آخر منقار سے سر عقاب کا فگار کیا
عقاب جھوم کر پہاڑ پر گرا ایک صدائے مہیب آئی کہ او بت خونریز تونے ہمکو مصیبت مین پھنسایا
کیون ہمکو بلا بلا کے ذلیل و رسوا کرایا سب نے دیکھا عقاب تو جلکر خاک ہوا اسی مقام سے ایک
طاؤس ہفت رنگ پیدا ہوا طاؤس گلعذار پر جا پڑا طاؤس ہفت رنگ نے طاؤس کو گلعذار کے مارا طاؤس
جھوم کر گرا صدائے ہیبت ناک آئی گلعذار کا سر بھی زخمی ہوا تمام جسم خون سے رنگین ہوا طاؤس ہفت رنگ
چلا کہ جا کے سر پر منقار مارون وزیرزادی نے آواز دی واری مجکو بچائیے ملا خورشید نے
جو پلٹ کے دیکھا وزیرزادی خون مین نہائی ہوئی سر زخمی طاؤس چلا وزیرزادی لہرا رہی ہے ملا
خورشید دوڑ پڑین آواز دی او ہفت رنگ دیکھ کو ہان وغیرہ کیا تر رہے مین بت خونریز کا
کیا حال ہے یہی حال تیرا کرون یہ کہکے دستک دی طاؤس ہفت رنگ نے منہ سے شعلہ چھوڑا خورشید نے
انگلی ہلا دی شعلہ بجھا جھونکا ہوا کا چلا طاؤس اندھیرے مین نہ ہوا تھوڑے عرصے کے بعد اندھیرا
موقوف ہوا سب نے دیکھا ایک زنگن بہت موٹی تازی برہنہ کھڑی ہے اور جھنجھلا رہی ہے ملا خورشید
نے آواز دی کیون او فاحشہ اب کیا چاہتی ہے زنگن نے کچھ جواب نہ دیا چاہا بھاگ کے نکل جاؤن
ملا خورشید تڑپ کے پاس گھاٹی پر گری اس گھاٹی سے سات زنگی پیدا ہوئے جھپٹ کر زنگن
سے لپٹ گئے جو بت خونریز پر جفا تھی وہی آفت زنگن پر ہونے لگی زنگن چیخ رہی ہے آواز دیتی ہے
اے ملا عالم دیدہ ہوئی یہ زنگی مجکو مار ڈالینگے مین زندہ نہ بچونگی اے بت خونریز تونے کیا گناہ کیا جسکا
معاوضہ مجسے لیا گیا کوئی جواب نہین دیتا زنگن کا چینا غل مچانا خواجہ عمرو نے جو یہ تماشہ دیکھا ملکہ
خورشید برق وش دریائے خون مین نہائی ہوئی ہے زمین پر آئی عمرو نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے
کہا ملا تم نے ان بیچاؤن کو خوب سزا دی ملا نے کہا خواجہ اب لشکر کفار گھبرایا ہوا ہے اب آپ
بھی ان سب کو قتل کیجیے ماشاء اللہ صاحبقران زمان بڑے زور و شور سے لڑ رہے مین یہ
سنتے ہی عمرو نے ایک آواز دی ہان یہ دیکھنا ہے جھپٹ کے دوڑے عمرو نے الگ ہو کر تیغ کھینچا
اپنے نام نامی کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو خجستہ مستند مہتران		مری نسل سے کر پیدا ہوا		مرا نام ہے خواجہ خواجگان
				مرے نام پر غدر شیدا ہوا

ایک چیخ ماری پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم جیسا تمہارا حق غضب کیا اسکا بدلا پایا اب آپکی
دہائی دیتا ہون ملکہ نے آواز دی او جنبی ابھی تجکو کیا سزا ملی ہی تو نے غضب کیا شہنشاہ گیتی
ستان کو زمانے مین سحر العجائب و سحر الغرائب کے گیس رسوائی سے قتل کیا کوکب
روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر کو قید کیا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی انکو جا کر رہا کر ینگے قدمون پر سر دہر
عرض کرینگے کہ ای شہنشاہ گیتی ستان آپکے دشمنون کو سزا سے معقول دی بہت خونریز نے کہا
مین آپسے پناہ مانگتا ہون ملکہ نے مسکرا کر آواز دی فیلان و کوہان و سودھان ذرا ادھر
دیکھو جیسے ہی انھون نے اسطرف دیکھا ملکہ نے جو غنچۂ دہن وا کیا تینون مبہوت ہو گئے گھبرا کر
اٹھے چیخین مارتے تھے کہتے تھے ای ملکۂ عالم ہمین اپنی غلامی مین قبول فرمائیے ایک مرتبہ
ہمسے نگاہ اور ملائیے ملکہ نے جواب دیا ارے کیا بیہودہ بکتے ہو تینون ملک کر پکار اٹھے ای
شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی و ای آفتاب جمال مثالی **النظم**

تو رخ کے سوے آئینہ دار آئینہ
سیاہ رونکر سے ترک الفت گلفام
چراغ صبح ہو شبہا سے تار آئینہ
وہ سخت جان ہون کہ دکھلا دین کمال
نہ ٹھہرا اس پہ سیماب دار آئینہ
شکست رنگ سے ہستی ہین ہستے ہین
وہ آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ
سمجھ تو مومن اگر نہ رہا ہو تو نہی

ستے جو دیکھ لے رخسار یار آئینہ
تیرے بوالہوس کو دکھا دون ہزار آئینہ
سمجھ لیا مگر اس سبز رنگ کو طوطی
تو توڑ دے کمر کو مہار آئینہ
ہمارے سینے مین گر تیرے نہ جلوے
دکھا دینگے آنکھین وقت خمار آئینہ
ملا ہی شمع وفا دور ادھر کو گیا تا صبح
تو دیکھین کا بیکو پر سبز کار آئینہ

جو تیرے منہ سے نہ ہو شرمسار آئینہ
کہ اس صفائی پہ صدقے نثار آئینہ
صفائی دل کی کہان قدر تیرہ دلون
کہ ہر نظارہ کا امیدوار آئینہ
مقابل اس رخ روشن کے کھلتی قلعی
کہ بنگیا ہر طلسم بہار آئینہ
سمجھے تو تیرے ہو مست دیکھ میری جان
تو لیکے دیکھ تو رنگ عذار آئینہ

یہ اشعار تینون پڑھتے ہوئے
عاشق جانباز محو دیدار طرف ملکہ کے دوڑے ملکہ نے ہاتھ ہلا کے کہا ارے نامردو بت خونریز کا سر لاؤ
بت خونریز پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کسی مقام سے خون جاری ہی ناظرین سمجھ گئے ہونگے تینون مس
مشرف ہوئے ہی تینون اب جو دوڑے کہتے ہوئے او بت خونریز اب ہمارے ہاتھ سے
کیونکر بچیگا تمہاری معشوقہ پری چہرہ نے سر مانگا ہی بت خونریز نے چاہا اٹھکے بھاگون تینون
نے ایک دو ہتڑ مارا زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا بت خونریز کو لپٹ گیا دوسے مارا چھاتی پر
چڑھ بیٹھے سر کھینچ لیا ان تینون نے آگے پیش کش کر دیا فیلان نے سر ہاتھ مین لیا دونون ہاتھ سے
ملکہ کے سامنے لا کر پیش کیا مارنے سے بت خونریز کے ہزار ٹکڑے ٹکڑے اڑ گیا ہزارہا
زاغ و زغن سر پیٹتے ہوئے نکلے ہاے ہمارا افسر اس ذلت سے مارا گیا جنے عمر بھر ساتھ
دیا آج علیحدہ ہوئے ہزارہا زاغ و زغن یہ کہتے ہوئے نکلے اور جل گئے خاک ان سب کی بگولا
بنکے اڑی جسوقت سے بونڈے کا گذر ہوا جو ساحر اس بونڈے کے قریب پہونچا جلکر رہگیا کئی
ہزار ساحر یون مرے شیداے شعبدہ باز و معدوم نیرنگ ساز یہ دونون تڑپ تڑپ کے
بڑھتے ہین جاہتے ہین ملکہ خورشید سے آگے بڑھجائین قدم ہمت بھی اٹھائین مگر کیا مجال
کہ جو قدم آگے بڑھ سکے ملکہ کھڑی مسکرا رہی ہین فرماتی ہین ای شیدا تمہارے بڑے مرتبے ہین

خدا نے تمکو بھی آفتاب جمال مرحمت فرمایا ہی ایک طرف سے محرم اسرار دوان اندر سے کرتا ہوا چلا آتا ہی خوشی مین سامنے صاحبقران کے آیا جھک کے سلام کیا عمرو نے آکر سب حال بیان کیا کہا ای شہریار حقیقت مین محرم نے ایسا کار نمایان کیا کہ امکان بشر سے باہر ہی اپنی جان لگا دی ہر ہر مقام پر اپنے ایسے مقابلے پڑے آخر ساحر معلق نے ایسا سحر کیا کہ دیوانہ کر دیا کئی دن دیوانہ وار وحشی مثال اُسی صحراے ریگستان مین پھرا محرم نے کہا خواجہ کو خدا سلامت رکھے کہ معلق کو کس مزے سے مارا صاحبقران نے محرم کو گلے سے لگایا محرم گلے سے لپٹا عرض کی شکر پروردگار کہ خدا نے اس خستہ کو ایت پر پہونچایا یہ مرتبہ ہاتھ آیا کہ غلام صاحبقران مشہور ہوئے کہ دیکھا امیر نے ملکہ خورشید برق وش لڑتی ہوئی چلی آئی ادہر ان تینون جادوگرون نے لاکر سربت خونریز کا نذر کیا ملکہ نے کہا اے فیلان کوہان طعن کرتا ہی تو کیا اسکا علاج نہین کر سکتا فیلان نے عرض کی غلام اس کے باپ سے لڑ سکتا ہی ملکہ نے اشارہ کیا کہ مار لے فیلان کوہان پر جا پڑا فیلان نے کوہان کا سر کاٹ لیا سوہان نے جو دیکھا کہ ایک بھائی مارا گیا یہ جھلا کے جا پڑا اور آواز دی او نامرد یہ تو نے کیا کیا ان دونون مین سحر چلنے لگے کیا کیا غضب کے سحر دونون پڑھے ہین ہزارون اور جادوگر جل گئے ہین شعلے بھڑک بھڑک کر رہے ہین نخل جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین دور سے ساحر دیکھ رہے ہین انکی طرف والے کہتے ہین ای بزرگان دین یہ کیا کرتے ہو ذرا دل کو سنبھالو آپس مین نہ لڑو مذہب مین فتور آتا ہی جب یہ ذرا لڑتے لڑتے تھم جاتے ہین ملکہ پھر نگاہ کو ڈال دیتی ہین نگاہ لڑی اور غضب ہوا وہ جوش و خروش ہوتا ہی کہ دونون کے چہرے سرخ ہوجاتے ہین بیتاب ہو ہو کے پکارنے مین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتے اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

الجھے نہ زلف سے جو پریشانیون مین ہم
کرتے ہین اسپہ ناز ادا دانیون مین ہم

سرگرم رقص تازہ ہین قربانیون مین ہم
سختی سے کسکی آگئے ہین جولانیون مین ہم

ثابت ہی جرم شکوہ نہ ظاہر کیا ز رشک
حیران ہین آپ اپنی پشیمانیون مین ہم

مارے خوشی کے مر گئے صبح شب فراق
کتنے سبک ہوئے ہین گران جانیون مین ہم

آتا ہی خواب مین بھی تری زلف کا خیال
بے طور گھر گئے ہین پریشانیون مین ہم

دیکھا ادھر کو تو نے کہ بس دم نکل گیا
اترے نظر سے اپنی نگہبانیون مین ہم

اب قید سے امید رہائی نہین رہی
ہمدرد پاسبان ہین زندانیون مین ہم

در وزبان ہین اس نگہ سرمگین کے وصف
تلوار کر رہے ہین صفاہانیون مین ہم

آہون نے اپنی بوالہوسون کو رلا دیا
ہین رشک چشم یار فسون خوانیون مین ہم

وہ صید ناتوان ہین کہ اس غمزہ سے اسیر
اچھلے نہ آب تیغ کی طغیانیون مین ہم

مشہور اسقدر ہین تری وحشتون سے دشت
گئے ہین شہرون کو بیابانیون مین ہم

پیش نظر ہی کسکا رخ آئینہ گداز
روتے ہین اپنے حال پہ حیرانیون مین ہم

کھا کھا کے زخم سوسے نمک زار پر دریغ
کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانیون مین ہم

مومن حسد سے کرتے ہین سامان جہاد
ترسا صنم کو دیکھ کے نصرانیون مین ہم

عشق کے جوش مین ظاہر مین ہوشیار ہین مگر انتہا کے مدہوش ہین جب یاد کرتے ہین کہ ہم کس بلا
مین پھنسے ہین سر مار مار کے روتے ہین مگر صحبت یہی کہتی ہے کہ بھائی کا سر کاٹ لین معشوق کے
آگے پیش کرین شاید راضی ہو جائے وعدۂ وصل کرے دل شاد ہو جائے ورنہ تڑپ تڑپ
کے مر جائینگے اسی جوش و خروش مین لڑ رہے ہین جب ملکہ نے دیکھا کہ عرصہ دراز گذرا ایک کی
ایک چوٹ نہین کھاتا للکار کر آواز دی ارے نالائقو اسقدر دیر کی ایک نے ہاتھ مارا ایک کا
سر اڑ گیا اپنے گلے پر تلوار رکھی آواز دی کہ حضور مین نثار ہوتا ہون ملکہ نے کہا خوشی تمھاری
ہم تو تمھاری خوشی کے پابند ہین اُسنے اپنے گلے پر تلوار پھیری سر کٹ کے گرا شعلہ لگا رہا آوازین
بلند ہوئین اندھیان سیاہ چلین بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین کوہان دسوہان دقیان
جادو بود پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اڑ گیا پھر آگ برسی جب پہاڑ گرا تو کئی طاوس کئی فیل سیاہ و
جل جل کر پہاڑ سے نکلے اسی آگ مین اسی جلے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوا آخر مین ایک ہوا اٹھی
سیاہ چلی اس زور سے جھونکا آیا پہاڑ اڑ کر آسمان پر پہونچا ایک گڑھا اس مقام پر پڑ گیا خورشید برق وش
نے بڑھ کر ایک سوا ایک تختی الماس کی نکالی صاحبقران کو نذر دی عرض کی اے شہریار مبارک
ہو کہ حضور نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کیا ان بھیاؤن نے کنیز پر ایسے ظلم کیے خدا نے اگر فضل
کیا تو اسکا بدلا ہو گا ان ظالمون نے بڑے بڑے ظلم کیے کوکب تو بادشاہ عادل و منصف تھا ظلم
کرنے کے خیال عدالت مین رک گیا ان بھیاؤن نے اپنے زمانے مین قیامتین برپا کر دین ہر چند
ہمنے چاہا کہ اپنے کو بچائین مگر نہ بچ سکے آخر قید کیا اُس مقام پر قید کیا تھا کہ جہان ہوا کا بھی گذر
نہو سکے جب وقت رہائی آیا خواجہ بھی اسی مکان کے متعلق جا کر قید ہوئے کاوس نے دیکھا
کہ پہاڑ اڑ گیا بیت خونریز مارا گیا بزرگان دین پر یہ زوال آیا ساتھ والون نے کہا یارو اب نہین کوئی
بچ سکیگا طلسم کشا صاحب اسم اعظم خورشید برق وش بلاے روزگار اُسکے سحر کو کون روک
سکیگا اب مین جاتا ہون تم سب بھی نکل آؤ ملکہ خورشید اسکی جانب چلین کاوس تڑپ کر بلند ہوا باز بنکر
بھاگا لڑائی سے باز آیا طائر ہوش اڑ گئے اسکے ساتھ والے بھی باز بط قرقرہ بنکر نکلے اکثر مارے گئے
کاوس نے آسمان پر جا کے آواز دی یا طلسم کشا آپکی دوہائی ہے امیر نے خورشید کا ہاتھ پکڑ لیا
خورشید بھی رک گئین سب ساحر بھاگ کر نکل گئے کوئی زخمی سسکتا تھا کوئی کٹا ہوا تھا کسیکے چہرے پر
زخم ہے کوئی بھائی کا نام لیکر روتا تھا کوئی بیٹے کا نام لیکر روتا تھا کوئی کہتا تھا میان ہماری تو جان
بچی روتے پیٹتے سب تو نکل گئے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا لیکن صاحبقران بفتح و فیروزی
پلٹے دربار مین پہونچے لہ بزاد بار دربار ہے ملکہ خورشید برق وش و وزیرزادی انکی گلعذار
رنگین قبا و ملکہ سعد دم گلپوش و آفتاب شعلہ مزاج و فیروزہ فیروزہ پوش و ملکہ فیروزہ
خورد و لالہ عذار و ماہ رخسار و ناہید و گلشن و ماحسن گلگون پوش و ملکہ احمر پیشانی
و مہر طلعت و ملکہ سحاب جادو و ملک اخضر سبز پوش وغیرہ جادو ساحران زیر و سعدہ
مین صاحبقران کے بیٹے مین ایک جانب بہرام وغیرہ سرداران غیر ساحر عین گرمی صحبت
مین خورشید برق وش اپنے مقام سے اٹھین دست بستہ عرض کی اے شہریار اب حضور

ہر سر ہو خاک کو گرد ہی لباس بدن	کدورت دل غمگین عبیر پیراہن	غبار فرقت سے آئینہ جبین روشن
زنقش چہرہ حافظ ہمی توان دیدن	کہ سالکان رہ دوست خاکسار اند	

چہرۂ سالکان منازل بہ پیمول مخموری و طی کنندگان مراحل سد سکندری داستان حیرت بیان
سکندر کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** ✦ لبالب است زخون جگر پیالۂ ما ✦ نوشتہ است زین خون مین بادۂ
سابق مین تحریر کیا ہی کہ سکندر زرین پوش زرین علم ہاتھ سے شاہزادہ ضیغم شمشیر شکار کے زخمی ہو
ضیغم کے ساتھ ملا برقان برق دش ضیغم پر عاشق ہین اور انہین کے ساتھ ہین لیتی ہین سکندر کو
بڑی فکر ہوئی کہ یہ نقابدار کون تھا شب کو تخلیہ مین آئے ملکہ نسیم آتش خو نے دیکھا شاہزادہ خاموش
ہے ملکہ نے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہی سکندر نے کہا ای ملکۂ عالم بعنایت خداوند سمجھ بڑے
بڑے پہلوانون سے مقابلے پڑے ہین کبھی کسی مقام پر کسی سے دبا نہین مگر اس نقابدار نے
ایسا پریشان کیا کہ مین مجبور ہو کے زخمی ہوا اسقدر جلد نکل گیا کہ مین تعاقب نہ کر سکا عقل سے یہ معلوم
ہوا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہی جھٹ پٹ نکل گیا ہرکارے مین نے بھیجے ہین اگر پتہ مل جائے
تو پتہ جالگن ملکہ نے کہا اتنا خیال رہے کہ یہ آپ کو واضح ہو چکا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہی
اگر پتہ ملے تو ہم کو اطلاع کرکے جانیے گا اکیلے جانیکا قصد نہ ہو شب بھر یہی باتین رہین صبح کو سکندر
آکے بیٹھے نسیم و شاہین و دلکش زنانے خیمہ مین رہین سلطان تخت پر بیٹھے ہین سلطان نے بھی
کئی مرتبہ پوچھا کہ ای نور نظر مزاج کیسا ہی سکندر نے کہا کیا عرض کرون مجھے نقابدار سبز پوش کا
ایسا افسوس ہی ایسا لاچار کرکے مجھے زخمی کیا یہ ذکر تھا کہ عیار آکے پہونچا عیار نے کان مین عرض
کی نقابدار سبز پوش یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی وہان پڑا وہ فرو کش ہی اور
یہ بھی عرض کرتا ہون ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل اسکے ساتھ ہی عیار بھی اسکا نہایت
طرار و فریدہ ہی خود بھی صاحب حشمت و وقار ہی سپاہی بے نظیر صاحب جاہ و توقیر و جنگل زرین پر
تماشا تھا لشکر فرو کش ہی آپ ہی کے لشکر کا ذکر کر رہا تھا نہین معلوم آپنے کیا کہی سکندر نے
کہا ای عیار اب اس بات کا ذکر نہ کرنا مین اکیلا ہی جاؤنگا خداوند سمجھ نے چاہا تو پامال کرکے آؤنگا
عیار نے کہا حضور اسکے ساتھ ساحرہ ہی جب آپ پر کوئی جفا پڑیگی ساحرہ ضرور سحر کریگی سکندر
نے کہا سحر کی کیا حقیقت ہی تلوار وہ چیز ہی کہ جب کھنچی سب سحوت بلبلا کے جلتے ہین عیار چپ
ہو رہا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا سلطان نے پوچھا کہ نور نظر کہان جاؤ گے سکندر نے
کہا فقط لشکر کو دیکھنا منظور ہی لشکر کے دیکھنے کے حیلے سے چلے رسالے پلٹن دیکھتے
ہوئے عیار ساتھ ہی ایک مقام پر آکے ہوا جو لگی مرکب نے پھریری لی اب جو ادھر کی طرارہ
بھرتا ہوا گھوڑا چلا عیار چاہتا ہی مین ساتھ دون مگر گھوڑا طرارہ بھر کے نکل گیا عیار پیچھے
دوڑا ہوا جاتا ہی سکندر تھوڑا ہی آگے پہونچے ایک مقام پر دو راہا ہی اب سکندر حیران ہوکر
رک گئے کہ کدھر جاؤن نہین معلوم نقابدار کس طرف ہی یہ سوچ کر رہے کہ خیال ہوا کہ عیار
ہمارا آتا ہوگا وہ راستہ بتائیگا اس سوچ مین کھڑے ٹہل رہے ہین کہ یکبارگی ایک تیر آ کر ہوا
آیا سکندر نے اسپر تیر مارا جھپٹے کہ مین اسکو اٹھا لون کہ ایک فقیر سامنے سے پیدا ہوا

ہو حق کرتا ہوا اُس فقیر نے تڑپ کر بیہو کو اٹھالیا ساتھ سہولیت کے ذبح کیا کہا اے شہریار آپ کو
تکلیف نہ ہو مین کباب لگا دون اُس فقیر نے کباب بنائے اپنے پاس سے نمک نکالا کباب پر
ڈالا سکندر نے کباب کھائے کھاتے ہی دل گھبرایا اٹھکر ٹہلنے لگے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے نعرہ
زنم سعید شعبدہ باز یہ کہکے پشتارہ باندھا لیکر بھاگا ناظرین پر واضح ہو کہ اسی حوالی مین ایک قلعہ ہے
وہان کا حاکم مسحور نیزہ باز نہایت زبردست ہے اُسکی بیٹی ملکہ ارمغان زعفران پوش نے خواب مین
ایکدن سکندر کو دیکھا بیقرار و بیتاب ہوئین جب حال ابتر ہوا دلپذیر وزیر زادی نے پوچھا درد کا
حال بیان کیا کہ میری یہ کیفیت ہے اس صورت کے جوان کو خواب مین دیکھا ہے جب دوبارہ ارمغان
نے خواب دیکھا ملکہ نے خواب مین نام پوچھا کہا سکندر زرین پوش زرین علم میرا نام ہے ملکہ نے
سعید کو نام بتایا تقریرین تصویر دکھائی سعید اپنی بہن کی خاطر سے تلاش کرنے نکلا جب شاہزادے
کو دیکھا پہچانا یقین کامل ہے یہی نوجوان ہے جب کباب کھلائے تو نام بھی پوچھا جب شاہزادے
نے نام بتایا تو یقین کامل ہوا کہ اسی نے متاع صبر و شکیب ملکہ کو لوٹا پشتارہ لیے ہوئے بھاگا بھاگ
جاتا ہے دو کوس راہ طے کی تھی ایک چشمے پر ٹھہر پشتارہ رکھدیا پانی پیا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش پیدا
ہوا چادر چہرے سے ہٹ گئی تھی قریب آکر پوچھا ارے تو کون ہے یہ کسکا پشتارہ ہے کہان لیے جاتا ہے
عیار نے سب حال مفصل بیان کیا کہا اپنے مالک کے واسطے لیے جاتا ہون نقابدار نے
تیر سے سعید کو زخمی کیا کہا تو بردہ فروش معلوم ہوتا ہے سعید جان بچا کر بھاگا نقابدار نے
ساتھ والون کو اشارہ کیا ساتھ والون نے شاہزادے کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لیا سکندر کو اپنے
باغ مین لایا مسند پر بٹھا کر ہوشیار کیا اپنی صورت دکھائی برق نگاہ نام ساحرہ زبردست ہے ملازم
سحر العجائب ہے سکندر بھی عاشق ہوئے برق نے اپنے باغ مین سکندر کو رکھا یہان پھر
سعید جو پلٹ کے آیا ملکہ ارمغان سے کیفیت بیان کی کہ حضور وہ جوان نہایت صاحب شوکت
و لیاقت ہے بہادر بھی ہے صف شکن مین نے صحرائے پر آشوب مین اسکو گرفتار کیا ایک نقابدار
چھین کر لیگیا ارمغان نے کہا تو جانتا ہے وہ نقابدار کون تھا کہا حضور اُسنے تیر سے مجھکو زخمی کیا مین
گھبرا دیکھا کیا ایک جانب نکل گیا ملکہ نے کہا اے سعید پتہ لگا تو نے بڑا کار نمایان کیا لیکن نہین معلوم
یہ دشمن سخت کہان سے پیدا ہوا ہے سعید نے کہا حضور جان لگا دونگا ملکہ نے لاکھ روپے کا
موتیون کا مالا دیا کہا اے سعید اگر پتہ لگالایا دولت دنیا سے نہال کر دونگی سعید قسطور زربفتی
لگا کے چلا لیکن جواہر خنجر زن تلاش مین شاہزادے کی آتا تھا اُس صحرا مین آکے دیکھا صرکنب
شاہزادیکا کوتل کھڑا ہے کباب لگانے کا نشان پایا بیہوشی پڑی پائی پشتارہ باندھنے کا نشان پایا
جی مین کہا اے جواہر یہ کیا معرکہ گذرا کون دشمن لگا ہوا تھا یہ سوچکر نشان پا پر چلا کوس بھر آگے دیکھا
ایک چشمے پر پشتارہ رکھنے کا نشان ہے چند قطرات خون بھی پڑے ہوئے ہین جواہر کو اور حیرت
ہوئی کہ ایک طرف سے آواز زنگ کی معلوم ہوئی جواہر نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپا دیکھا
ایک عیار بدحواس چلا آتا ہے چیا سجانب حیران حیران دیکھتا ہے کبھی غصہ کرتا ہے کبھی حیرت مین
اس حال مین قریب کنندون کے آیا جواہر نے خنجر کی آواز دی سعید کا جواہر نے جھٹکا مارا سعید گرا

جواہر نے نکلکر حباب مارا بیہوش کر کے اُسکی مشکین باندھین ایک درخت سے باندھ کے
ہوشیار کیا سعید نے جو جواہر کو دیکھا دل مین ایک محبت پیدا ہوئی کہا اے مرد دلاور مین
سب حال مفصل کہدونگا جواہر کو بھی یقین ہوا کہ یہ دھوکا نہ دیگا جواہر نے کھولا کہا بھائی
ہمے مگر تم نا سعید نے سب حال مفصل کہا جواہر نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہے نقابدار کون
تھا کہان گیا سعید نے کہا مین بھی اسی تلاش مین نکلا ہون جواہر نے کہا میرا آقا ہے اب دونون
ملکر تلاش مین چلے سعید جواہر کا شاگرد ہوا تلاش کرتے پھرتے ہین تیسرے دن قریب اس باغ
کے پہونچے رات کو گانے کی آواز سنی جواہر کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ آقا ے نامدار سولاے
قدر شناس پہلو مین ایک معشوق کے بیٹھے ہین جواہر خوش ہو گیا سعید نے پوچھا کیون استاد
یہی نقابدار تھا جواہر نے کہا اب تو مین نے پہچان لیا مگر چاہتا ہون بلا تکلف سامنے نہ جاؤن
تم کنارے نہر پر مین جا کر نخلستان مین چھپتا ہون کوئی کنیز آئے تو اُسکی شکل بنکر محفل مین
جاؤن سعید بالو پر جواہر کی سمت حیران ہے سعید تو گوشے مین چھپ کے بیٹھا جواہر
چبوترے سے دس قدم ہٹ کر ایک نخل کی پشت پر چھپا قضاے کار ایک کنیز رنگین نام
واسطے پیشاب کے آئی جواہر نے اس کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکے محفل مین آیا جب گانے کا
وقت آیا گنگنا کے یہ غزل گانے لگا غزل

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
... کی بات ہے کہ شریک بہار تھا
دل لوٹتے تھے بسلکہ رہا اضطراب مین
... دم کو عکس ... جو روا ے مزار تھا
... تھے بخیہ کرکے میرے جان جو لگی
جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا
اے جوش شوق تو نے کیا پھر ...
مین سینہ مزار کا اپنے غبار تھا
... بھی کی مگر نہ کھینچے مری سنی
... مین زبان نکلی جو خار تھا
... خیال یار مین گرد حنین مجھے
مین روز بازپرس بھی ننگ مزار تھا
اسے لحد مین بالش و مسند ... اے نسیم

تھا جوش اشتیاق کہ سو سو ... پھا
کیون جانتا تھا حسن ہے پشیمان
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم ... کیا تو نے اے ہوس
ہر سر ... زخم دہان مزار تھا
یا تھے اہل درد خبر سرگذشت کی
ور نہ مجھے تو خواب مزار تھا
برسون رہا دہان صغیر و کبیر پر
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
اے روزگار مجھ سے دو رنگی تھی کیا ضرور
کیا اسکے دل مین جو امید وار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے بعد مرگ
انجام عیش ہے ... مزار تھا

کیا پوچھتے ہو اتنا اسیر قفس ہون مین
اے روز گار مین بھی گرفتار یار تھا
وہ بھی ... خیال سیاہی زلف سے
وہ ... کے واسطے شوق مزار تھا
کرتے تھے مرگ بازوے قاتل پہ آرزو
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
... کیا ہون خاک کو بھی خاک ...
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے وہان آ کے مین اُسکو لے لیا
مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت
تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

ملکہ برق نگاہ بیقرار ہو گئین
کہا رنگین آج تو کیا رنگ جمایا ہے قلیل رات آئی اول کی تاریکین ہین فراش ماہتاب نے
فرش چاندنی بچھایا ہے وہ رات دیکھے بہتر جواہر باتین بنا رہے ہین قضاے کار آسمان پر سناٹا ہوا
ابر فیروزی چمکتا ہے بجلیان ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرین ملکہ برق نگاہ نے کہا معلوم ہوتا ہے
ہمشیرہ آتی ہین ابر خشک ہوا دیکھا ایک نازنین تخت پر سوار ملکہ نے جھک کے سلام کیا کہا کہ لوا

شیرین عذار کھانے آئی ہو شیرین کی نگاہ جو جمال جہان آرائے سکندر پر پڑی بیٹھی بیٹھی
باتین کرنے لگین گھبرا کر پوچھا اس شہریار کا کیا حسب و نسب ہو برق نگاہ نے کہا یہ ایک بہادر
صف شکن تیغزن لڑنے بھڑنے اپنے ملک سے نکلے اسطرف گذر ہوا مین نے بھی رات بھر کے واسطے
روک لیا سامان دعوت مہیا کیا شیرین نے کہا اے شہریار ایک شب کے واسطے ہمین بھی سرفراز
فرمایئے نگاہون سے کھائے جاتی ہو سراپا کو دیکھ رہی ہو برق نگاہ حیران کہ بوا شیرین کا
تو عجب حال ہو دلسے باتین کر رہی ہو کہ اگر مین جانتی کہ بوا شیرین آئی ہین تو اس یوسف ثانی کو چھپا رکھتی
یہ تو اپنے آپ سے باہر ہین دیکھیے کیا ہوتا ہو شیرین نے دیکھتے دیکھتے کہا کیون صاحب تمنے
کچھ جواب نہ دیا سکندر نے رنجیدہ ہو کر کہا مین تو ملکہ برق نگاہ کا مہمان ہون مین اور کہین
نہین جا سکتا لیکن بعنایت خداوند قیصم کبھی اتفاق ہوگا تو آپ کے مکان پر بھی آؤنگا شیرین
نے کہا کیون صاحب خداوند قیصم کون صاحب ہین سکندر نے متعجب ہو کر جواب دیا کہ ہی
تو خداوند ہین ابروے خدار پر سکندر کے بل جو پڑے معلوم ہوا نبچہ ہات معمانی کو جنبش
ہوئی شیرین زچ ہو گئی اور شاہزادے کو جھلا کرنے لگی کہتی جاتی ہو کیون صاحب یونے دو سو
خداوندون مین تو میان قیصم کا نام نہین ہو سکندر نے کہا وہ سب انکے بندے ہین اُنکے
ضمن مین آپ کا نام کیون ہوتا انکے اوصاف مین یا الگ کتابین ہین انہین اوصاف خداوند قیصم
کے مرقوم ہین انصاف کرو اگر خداوند قیصم نہ ہوتے بہار کی فصل موقوف ہو جاتی سرسبزی و
شادابی پھول پھل انہین کی قدرت سے پیدا ہوتے ہین کسیکی مجال ہو کہ خداوند قیصم کے اوصاف
بیان کر سکے شیرین نے کہا ہنسے تو صاحب نام بھی نہین سنا مقالات و منات سامری
جمشید اربل خربل یہ سب نام لکھے ہین مگر آپ نے نئی شاخ نکالی جنکا پتہ دون مین بالکل
پتہ نہین کوئی جھوٹی بات کیے سکندر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او نالائق کیا بیہودہ بکتی ہو کون
خربل خربل وہ سب بندے ہین شیرین ہنس پڑی کہا صاحب غصہ کیون کرتے ہو شیرین
نے کمل بل سے جو سکندر سے باتین کین ملکہ برق کو ناگوار ہوا کہا بوا تم ہماری ملاقات کو
آئی ہو تمکو انسے کیا مطلب اور باتین بھی ایسی کرتی ہو کہ جو انکو ناگوار ہون ہمسے بات کرو انسے
کیون بات کرتی ہو شیرین نے کہا بوا تم تو ایسی بگڑین ہین کیا کسی کے معشوق تو ڑ لونگی کیا انہین
جو ہر لیے ہین برق نگاہ نے کہا بوا تم تو سعد جوالے بکتین ایسی بگڑین کہ آپس مین تکرار ہونے
لگی برق نگاہ کے منہ سے نکلا بوا سیر کرنے آئی تھین اب جاؤگی کہ نہین جاؤگی اب نہ جاؤنگی
کیا وجہ شیرین نے کہا بوا تمکو شرم نہین آتی ایسی بگڑ بگڑ کے کہتی ہو کہ ہمارے گھر سے جاؤ تمہین
شرم نہین آتی تم گھر پر آئے ہمارے دو دو دن رہتی ہو جو اب اس تکرار پر گھبرا رہا ہو کہ ائے الٰہی
کیا کرون جو ابہر تو اس سوچ مین سعید عیار بھی دیوار پر سے دیکھ رہا ہو کہ استاد ایک کنیز بنکر وہان
پہنچے مین مکر کیا ہوا جو تکرار ہونے لگی دیکھیے کیا ہوتا ہو سعید حیران و پریشان ہو کر یہ کیا ہوا
ہو یہ خدا اس ملکہ برق و شیرین عذار سے یہان تک تکرار ہوئی کہ شیرین عذار اٹھی
اور کہا بوا کچھ شامتین آئی ہین ایک کولہ ماروںگی کہ سر پھٹ جائیگا برق نگاہ نے چاہا تڑپون کر

شیرین عذار نے جھولی سے ایک ڈبیا نکالی یا سامری کہکے خاک اُڑا دی جیسے ہی غبار
سُنگھا برق نگاہ کے پہونچا اوے کہکے بیہوش ہوئی شیرین عذار نے جان جہان کو سکر
سکندری کمر مین بجھ دیا نے اُڑی سعید تو پیچھے پیچھے شیرین عذار کے چلا جواہر نے یہان
برق نگاہ کو ہوشیار کیا برق نگاہ نے کہا کیون نرگس یہ کیا غضب ہوا جواہر نے کہا
آپ جانتی ہین کہ یہ کہان رہتی ہین برق نگاہ نے کہا یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُس قلعے
کو سنگ ریز کہتے ہین وہی اس کا مکان ہے وہان کی حاکم ہے جواہر نے کہا آپ مجھکو پہونچا دیجیے مین ہی
گردن لونگی برق نگاہ نے کہا ای نرگس جب اُسنے مجھکو بیہوش کیا تو تیری کیا حقیقت ہے تب جواہر
نے اپنا سب حال ظاہر کیا کہ مین اُس شیر بیشۂ جرات کا عیار ہون اُسی کی فکر مین آیا کنیز کی شکل
مین یہان تک پہونچا آپ مجھکو دور سے قلعہ دکھا دین مین اُسکو راضی کر دونگا برق نگاہ بہت
خوش ہوئی کہا ای عیار طرار تم نے کمال کیا جواہر نے کہا اگر یہ ملعونہ نہ آجاتی تو مین اب تک بجا
کے آپ کو بیہوش کرتا برق نگاہ نے آواز دی جواہر چلو جواہر نے جا کر دیکھا تو دیکھا
سعید کو نہ پایا سمجھا کہ وہ اسی کی فکر مین گیا عیار طرار و فرار ہو گیا تب ہر کوئی کام کر نے برق نگاہ
نے تخت تیار کیا جواہر کو ساتھ اپنے بشکل نرگس بٹھالیا تخت اُڑاتی ہوئی چلی شیرین عذار کا
حال سنیے کہ شاہزادے کو لیے ہوئے جمال خورشید مثال دیکھتی ہوئی جی مین کہتی ہے کیا جواہر کیا
کو لائی تھی اگر مین نہ پہونچتی اُسکا اس سے وصل ہوتا اپنے سر پر مکان بنا لونگی ایسے معشوق پیر
صولت کسکو نصیب ہوتے ہین دلمین خوشی چلی جاتی ہے سوچی کہ اگر قلعے مین جاؤنگی تو عرصہ
ہوگا دل کی عجب کیفیت ہے یاد مین اس ظالم کے یہ صورت ہے دلمین سرگرم طلب مین چلی نظم

حسن جمال یار سے دل شاد کیجیے
معشوق کیجیے تو پری زاد کیجیے

داؤد کا دکھایئے اعجاز آپ بھی
آہن کو موم موم کو فولاد کیجیے

سودا ہوا ہے گیسوئے عنبر شمیم کا
کاجل سے کھینچکر الف آزاد کیجیے

ای شاہ حسن آپکا بندہ غلام ہے
اس عبد با وفا کو نہ آزاد کیجیے

مشک ختن جو زلف کو باندھا خطا ہوئی
عفو قصور عاشق ناشاد کیجیے

باغ جہان مین بلبل بے خانمان ہین ہم
ای گل نہ مثل بو ہمین برباد کیجیے

مجھکو سوال وصل کا پھر دیجیے جواب
منظور جو حضور ہو ارشاد کیجیے

تشریف خانہ باغ مین دم بھر کو لائیے
ہم کو نہال صورت شمشاد کیجیے

کرتا ہے بے حضور کے قد سے برابری
سرو سہی کو باغ سے آزاد کیجیے

وہ ہم کہان وہ آپ کہان اب وہ دل کہان
بھولی ہوئی نہ مضمون کو یاد کیجیے

دل لیجے ہاتھ مین بت نازک مزاج کا
عنقا کو صید صورت صیاد کیجیے

سنتا ہے کب فقیر کی وہ بادشاہ حسن
ای دل ہزار نالہ و فریاد کیجیے

آگاہ واقعہ سے ہون آب حیات کے
تو سے کوئی ڈھونڈ کا امداد کیجیے

مانے نہ مانے چھوڑے نہ چھوڑے وہ
کیون ہر گھڑی لجاجت صیاد کیجیے

تخت جگر کو لعل کی جا پر لگا دیجیے — اک دور تن میں آپ یہ ایجاد کیجیے
کرنا ہے عرض حال ضروری حضور سے — تنہائی میں کبھی تو ہمیں یاد کیجیے
نالوں نے آسمان کو سر پہ اٹھا لیا — ای نور بند اب لب فریاد کیجیے

اس پریشانی مین ایک پہاڑ سے شہزادی سکندر کو ہوشیار کیا کہا ای جان جہان برق نگاہ و ستارہ
ستارہ وشی مین تمکو اُسکے قبضے سے نکال لائی مین تمھارے واسطے وہ سامان کرون کہ تمام عالم
تمھارے واسطے رشک کرے سکندر نے کہا او لکاٹہ کیا بکتی ہو الگ ہٹ سے بیٹھ ورنہ
ایک طمانچہ دونگا کہ سر اڑ جائیگا تو دیوانے مجکو کیون اٹھا لائی سعید نے دور سے دیکھا سکندر
کو لیکر شیرین عذار ایک پہاڑ پر اتری سعید ایک بڑھیا کی شکل بنکر قریب پہاڑ کے پہونچا
دعائین دینے لگا بی بی حسن و جمال کی ترقی ہو معشوق تمھارا اچھے راضی رہے شیرین نے
پلٹ کے کہا بڑی بی ذرا یہان آؤ دیکھو یہ ظالم کیسے سرکشی کرتا ہے بڑھیا شلتی ہوئی پہاڑ پر
آئی سکندر کی بلائین لین کہا میلا ایسی معشوق حور طلعت جان و دل سے مہربان کہنے سے
مین کتنی ہے بادشاہ ہونگا مرغہ گردنگی سر پہ ہے یہ سپردگی کیون نہین قبول کرتے تمھین کیا عذر ہے
سکندر نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے بڑھیا نے آمین کرتے کرتے حلقے کمند کے گلے مین شیرین
کے ڈالدیے چاہا کہ بیچے حباب مارا بیہوش کرکے خنجر مار دیا شیرین عذار مری سعید نے
اپنے کو سکندر پر ظاہر کیا جب یہان شیرین عذار مری تو اسکے قلعے مین یہ ہنگامہ ہوا کہ جو
اس کے سحر کے بنائے ہوئے مکان تھے وہ گر پڑے قلعے کی دیوارین بھی سحر سے بنی تھین وہ دیوارین
بھی گرین اہالیان شہر گھبرائے رعایا نکل بھاگی سب نے کہا یارو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے شیرین عذار
کو کسی نے مارا قلعہ ویران پڑا ہے جواہر و برق نگاہ جو وہان پہونچے دیکھا قلعہ ویران پڑا ہے
دریافت جو کیا لوگون کی زبانی سنا کہ بنائے ہوئے مکان ملکہ شیرین کے گر گئے اہالیان رعایا
سمجھ گئے کہ کسی نے شیرین کو مارا اس وجہ سے شہر والے بھاگے اب جواہر و برق نگاہ
سمجھے کہ شیرین عذار کو کس نے مارا یہ کیا غضب ہوا اب جواہر و برق تلاش مین سکندر
کی نکلے لیکن احوال لشکر سکندر عرض کیا جاتا ہے کہ جب صبح کو ملکہ نسیم آتش خود گلشن کو خبر
ہوئی ملکہ نسیم آتش خو نے یہ بھی سنا ہے کہ جواہر تلاش مین سکندر کی گیا ہے سلطان زرین کمر
سے کہا ہے کہ جبتک مین پلٹ کے نہ آؤن کوئی انتظام نہ کرنا نسیم نے کہا میرا دل نہین مانتا ہے کہ
ملکہ نسیم نے ایک طاؤس زرین بال آراستہ کیا تلاش مین شاہزادے سکندر کے چلین باپ سے
کہدیا لشکر کی حفاظت رکھیے گا آپ تکلیف نہ فرمائیے مین ڈھونڈھ کے اس شیر کو لاتی ہون
جھونکا ہوا کا چلا نسیم غائب ہوئی ادھر سے ملکہ نسیم برائے تلاش سکندر جاتی ہین اور
سکندر سعید کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اترے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے سکندر کہہ رہے
ہین ای سعید کسطرح سے چلین سعید کہہ رہا ہے ای شہریار کس طرح عرض کرون کو لشکر وقت تھا جو
مین آپ کو چرا کے لایا کیا افتاد پڑی راستہ بیاد مند کو یاد نہین ہمین معلوم تھا کہ ادھر پہ کیا گذری یہ
باتین ہو رہی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی مشغال تیغزن نامے پہلوان مع چالیس ہزار فوج سے

واسطے نذر کئے طلسم کشا کے چلا ہی اسکو نامہ سحر العجائب و مصر الغرائب کا بہونچا ہی ایک جوان آفتاب جمال نظر پڑا اپنے عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ کون جوان ہی عیار قریب سکندر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکے سلام کیا نام پوچھا سکندر نے اپنا نام مفصل بتایا عیار سیماب نامے ترپ کے اپنے آقا کے پاس پہونچا مشتقال سے بیان کیا کہ سکندر زرین پوش زرین علم کسی افتاد مین اپنے لشکر سے جدا ہوے صرف ایک عیار ساتھ ہی مشتقال نے کہا یہ جوان تو قید خانے سے بھاگا چہار جانب سے گھیر کے اس جوان کو پکڑو ساٹھ ستر ہزار فوج کے سوار چہار جانب سے چلے سکندر نے بڑھکر ایک سوار کو مارا اسکا نیزہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر لڑنے لگے سعید بھی جانبازی کر رہا ہی سکندر نے دو چار سرداروں کو جو بڑھ بڑھ کے مارا اسکو کمر مین ہاتھ دیکے اٹھا لیا جو رنگ ہوائی کا تھا گھوڑا مہمیز کرتے ہین مشتقال نے جرات سکندر کی دیکھی حیران ہو گیا کہ اس جوان کو کیونکر گرفتار کرین یہ جوان برق خندہ ہی کسی کے روکے نہین رکتا سیماب سے کہا ای سیماب یہ جوان تو بلاے روزگار ہی جنگ مین گرفتار ہونا اسکا دشوار ہی عیار نے کہا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو مین اس جوان کو پکڑ لون مشتقال عاجز و مجبور ہو رہا تھا سکندر نے کئی سو جوان مار کے ڈالدیے سیماب نے چالیس عیار حلقہ ہاے کمند سب کے ہاتھ مین پہردن پھیلا باقی ہی زور شور سے تلوار چل رہی ہی سکندر لڑتا ہوا درختون کی جانب آیا سیماب نے ایک رسالدار کو اشارہ کیا رسالدار نے گھوڑا دوڑایا نیزہ شاہزادے کو مار کے بھاگا سکندر نے چاہا اس مکار کو ماردون جیسے ہی درختون کی طرف آئے چالیس عیارون نے حلقے کمند کے مارے شاہزادے کے ہاتھ پاؤن مین حلقے پڑے چہار طرف سے سوار بھی ٹوٹ پڑے از ردے بلو کے سکندر کو پکڑ لیا سعید کنارے ہوا صورت بدل کے لشکر مین پھرنے لگا مگر حیران کہ کیا تدبیر کرون مشتقال تیغزن نے جب سکندر کو گرفتار کیا ساتھ والونسے دریافت ہوا کہ یہ جوان بھی زندانخانہ طلسمی سے بھاگا ہی ملکہ شاخسار کو بڑے ملال ہونگے سکندر کو تو قید کیا ایک عرضی لکھکر شتر سوار کو روانہ کیا کہ یہ نامہ ہاتھ مین ملکہ شاخسار کے دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ مشتقال تیغزن نے سکندر کو زندہ پکڑا ہی زندہ روانہ کردون کیسے سر بھیجون شتر سوار نامہ لیکر چلا ملکہ شاخسار قصر تاریک پر فروکش ہی قیدیونکا انتظام کر رہی ہی کہ شتر سوار آکر پہونچا سلام کر کے نامہ دیا شاخسار نامے کو دیکھکر خوش ہو گئی اپنے مصاحبون کی طرف دیکھ کے آواز دی ای مطیر جادو جاؤ سکندر کی قید ہمارے پاس لے آؤ مطیر دو سو ساحرون کو ساتھ لیکر چلی تیسرا دن ہی مشتقال اسی صحرا مین فروکش ہی سکندر کے قید کی حفاظت کر رہا ہی سعید بھی بصورت سہل پھر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ اپنے کو قید خانے مین پہونچا دون شاہزادے کو رہا کردون پھردن پھیلا باقی ہی مشتقال نے دیکھا آسمان پر برق چمکی مطیر جادو دو سو ساحرون سے آکے پہونچی مشتقال کھڑا ہو گیا جھک کے سلام کیا نامہ شاخسار کا مطیر نے دیا مشتقال نے کہا آپ کو اختیار ہی مشتقال نے حکم دیا سکندر کو لاؤ دو عیار جیلخانے کا سکندر کو لیکر بارگاہ مین آیا مطیر کی جو نگاہ پڑی ایک جوان حور مثال پری تمثال زلفین خلیلی تا بدوش صاحب عقل و ہوش بیت: اگر کے ہیچ تکے سجل یہ چلنا نہ کیونکر گشتہ ہون اس

سجا سجایا کھنچا کھنچایا جب تو دیکھو غضب خدا کا وہ جاہ وجلال سطوت وصولت مثل چاکر ہمراہ چہرۂ آسمان خوبی کا ماہ ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار تیز مژگان دل دوز کلام میں سوز مطیر دیکھتے ہی مر گئی آہ آہ کرنے لگی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اسیوقت اٹھی لیکن بیقرار ہے کہ ہائے افسوس یہ کلائیان بلوری اہنی ہتکڑیاں گورے گورے پاؤن میں بیڑیاں گلوے نازک میں طوق حسن کو آفتاب پر فوق ایسا شیر اس مصیبت میں اسیوقت آسنے اپنے جادوگر تیار کیے ایک آراستہ پرستان ادے کو سوار کیا اسیوقت لیکر روانہ ہوئی سعید نے دیکھا اب ہیں اس لشکر میں رہکر کیا کرون یہ ایک بہشتی کی شکل بنکر پانی پلاتا ہوا چلا دن تو قلیل تھا پانچ کوس پر آ کے شام ہو گئی مطیر کا مدعاے دلی یہی تھا اسی مقام پر اتر پڑی بیت شب آمد ساز کار عشقبازان ہاشب آمد راز دار عشقبازان ہا رات کو آسنے بارگاہ میں تخلیہ کیا مسند آراستہ کی شراب وکباب درست کر دیے سکندر کو تنہائی میں بلایا قید سے رہا کیا کہا اے جان جہان یہی تو یہ کیفیت ہے نظم

دیکھو اے قاتل پھرا کرتے ہیں کس مشکل سے ہم
چارہ گر ہے درد نالان درد سے دل داد سے ہم

ہائے کیا بیخود کیا ہے غفلت امید نے
حال دل کہتے ہیں اپنا پھر اسی قاتل سے ہم

رشک اعدا نے کیے روشن یہ نہیں استخوان
شمع محفل ہو کے اٹھے آپکی محفل سے ہم

اسکو کہتے ہیں وفاداری کہ بعد از قتل بھی
داغ خون ہو کر نہ چھوٹے دامن قاتل سے ہم

طول تھی راہ عدم گھبرا کے سوئے قبر میں
پاؤن پھیلانے لگے جب دوری منزل سے ہم

جسم روشن سے نظر آتے ہیں جلوے روح کے
حسن لیلی دیکھتے ہیں پردۂ محمل سے ہم

خالی از احسان نہیں یہ بھی کہ وقت انتظار
خوش رہا کرتے ہیں تیرے وعدۂ باطل سے ہم

آگے آپس میں ہم ہیں غیر کاہے کو مٹے
تم کہو نزدیک ہمارے ہم تمہارے دل سے ہم

سنگ رو دیتے ہیں اکثر صورت زخم جگر
آپ شرماتے ہیں اپنے خندۂ باطل سے ہم

رشک ہے حسرت پہ اسکی دل میں آتا ہے یہی
اپنے قالب کو بدل لیں قالب بسمل سے ہم

سینۂ دل میں ہجوم داغ حسرت ہے نسیم
پھول چن لیتے ہیں اپنے گلشن حاصل سے ہم

اگر تم میرا وصل قبول کرو تو میں تمکو رہا کرون سکندر نے غصے میں جواب دیا اوچھا کیا بکتی ہے غرض دیر تک تکرار رہی سکندر انکار ہی کیے گئے جب مطیر نے دیکھا کہ سکندر کسی طور سے نہیں مانتا اور تیغ پکڑ کے اٹھا مطیر نے سحر کر کے پھر گرفتار کیا قید خانے میں بھیجدیا اپنے سرداروں کو بلایا آسنے صلاح کرتی ہے کہ صاحبو میں کیا کرون میں نے اپنے مالک کی عدول حکمی کی اگر شاہ خونخوار کو خبر ہوئی تو کیسا غلاف گذریگا کسی کا خیال نہ کیا وہ ظالم کسی طرح نہیں مانتا ہے سبھوں نے کہا ذرا اپنے میدان خونی کی تدبیر کیجیے وارین استاد ہون اسوقت جانے کے خوف سے کیا عجب ہے جو قبول کرے مطیر کا تکلیف دینے کو دل نہیں چاہتا کہنے سے صلاح کاروں کے حکم دیا تیاری میدان خونی کی ہونے لگی اور مشہور یہی کیا کہ کل سکندر کو قتل کرونگی رات بھر ڈھنڈھورا پٹا اشتہار چسپان ہوئے جب کہ سکندر آفتاب تابان راہ عالم ظلمات کو طے کر کے چرخ زبرجدی پر برآمد ہوا آئینہ مہر ہاتھ میں فوج ضیا وشعاع پشت پر میدان چرخ زبرجدی میں صفوف آراستہ ہوا یہاں میدان

خونی تیار ہو چکا مطیر نے سکندر کو آنا بے پروا سوار کیا طرف میدان خونی کے چلی جلاد
شمشیر لگا رہے ہیں مطیر دیکھ رہی ہے سکندر اسی طور سے شیرانہ سر خم کیے بیٹھا ہے سعید آگے
ساتھ ہے ایک کونے میں کھڑا اسکو ارد ہاہر جی میں کہتا ہے ہائے یہ شیر اگر قتل ہوا استاد کو اپنی جان دینگے
رہائی کی صورت نہیں معلوم ہوتی استاد والا نشراد پر کیا گذری برق نگاہ و جواہر پھرتے پھرتے عاجز آئے
آخر جواہر نے کہا آپ بالائے آسمان آسیئے میں یہیں تلاش کرونگا برق نگاہ نے جواہر کو اوتار دیا
جواہر ڈھونڈھتا ہوا چلا برق نگاہ ایک طرف پریشان ہے جا بجا ڈھونڈھتی پھرتی ہے تیسرے دن جواہر
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا سر اٹھا کے دیکھا ایک طرف ہنگامہ دیکھا کودتے تڑپتے چلا قریب آ کے دیکھا
شاہزادہ سکندر زیر تیغ بیٹھے ہیں کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھم گیا ایک فقیر کی شکل بنکے لشکر میں
آیا ہر چند کہ خاندان خواجہ سے اسکو عیاریاں نہیں ہوئیں مگر وہی شوخی شرارت غول میں آکر
کھڑا ہوا سر سے کو پہن کھولا تاک کر جلاد کو مارا سر اسکا اڑ گیا مطیر نے کہا ارے یہ کیا ہوا کہا
حضور جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا پھرا کے اپنے سر پر مار لیا دوسرے جلاد کو حکم ہوا وہ خنجر کھینچ کر چلا
جواہر کو کب تاب تھی اسکی کلائی پر پتھر مارا اڑ کے اسکا ہاتھ ٹوٹا ایک کنیز نے مطیر کی دیکھ لیا کہا حضور
وہ شخص کھڑا ہوا پتھر مار رہا ہے لینا لینا کہکے جادوگر دوڑے جواہر نے نعرہ کر کے خنجر کھینچا سعید
نے جو دیکھا یہ بھی جا پڑا اتنا تو پکار کر کہا استاد کہاں تھے کہا بھائی کیا بیان کریں فلک نے کیا
گردش دکھائی جیسے ہی ساحر جواہر پر چلے جواہر نے حقۂ آتشبازی مارا حقہ جو پھٹا کئی ساحر
منہ جلے سعید نے بھی حقۂ آتشبازی مارا اتنے میں برق نگاہ اڑتی ہوئی آسمان پر آئی تھی گیر و دار کی
جو آواز سنی متوجہ ہوئی دیکھا شاہزادہ سکندر ایک جانب مسلسل بیٹھا ہے وہی عیار جو میرے
ساتھ تھا وہ حقہائے آتشبازی مار رہا ہے اور سحرا ہوگئے دوڑی نعرہ کرکے گری آگے قریب جو پہنچی کہا
ای جواہر نہ گھبرانا ارے یہ کیا معرکہ ہے جواہر نے کہا حضور میں بھی ابھی آیا آقا کو اس بلا میں مبتلا
دیکھا لڑائی میں مصروف ہوا کہا ای سعید یہ کیا معرکہ ہے سعید نے تمام کیفیت بہ تفصیل بیان کی کہ
شتقال پہلوان سے مقابلہ پڑا اس ملعون نے مکر سے قید کیا مطیر شاہزادے کو لیکر طرف
شاخسار کے جاتی تھی خواہش وصل کی شاہزادے نے انکار کیا اس حرامزادی نے قتل
کا ارادہ کیا مطیر جادو ملازمان شاخسار سے ہے برق نگاہ کڑک کڑک کے گرنے لگی دونوں
عیاروں کو بھی بچا کی جاتی ہے ارادہ ہے شاہزادے کو لیکر نکل جاؤں مطیر بلائے روزگار
تھی وہاں تک نہیں جانے دیتی قریب ہے کہ برق نگاہ زخمی ہوکے گرے ساحروں کا چار جانب
سے بلوہ ہے اس نے تڑپ تڑپ کے صدہا کو قتل کیا زخمی ہونے سے مجبور و لاچار مطیر ملازم
شہنشاہ طلسم نور افشان کسی طرح میں بند نہیں ہوئی یکایک ٹھنڈی ہوا چلی غنچے مسکرائے پھولوں
نے آنکھیں کھولیں چراغ ہائے لالہ دشت میں روشن ہوئے صحرائے خارستان رشک گلشن ہوئے
جواہر کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ نسیم تشریف آتی ہیں جواہر نے سر اٹھا کے دیکھا ملکہ نسیم [illegible]
[illegible] زرین ہال پر سوار عتاب و پیکار سکندر کو جو اس حال پر بلال میں دیکھا عتاب [illegible]
[illegible] حقہ نعرہ کیا اے جواہر نہ گھبرانا دستک دی پھول برسنے لگے نخل تھرائے عندلیبان خوشنوا

تھیں کسکا خیال آبرو تھا	بسدا تھے کیون ہیرے اعضا	اجی کہا مین بھی لفظ آرزو تھا
مرا داغ جگر کیا اسکو بھاتا	کروہ کل تھے مگر محتاج بو تھا	نہ چھوٹا آجتک دامن سے تیرے
یہ کیسا داغ تھا اسکا لہو تھا	قصور اپنی نظر کا تھا نسیم آہ	وگرنہ اسکا جلوہ چارسو تھا

نسیم ہنسنے لگی مسکراکر کہا اس شہر کو بھی جس نے دیکھا مائل ہوا ایکدن تو تمنے بھی مگر انکو دیکھا
برق نگاہ نے خلاصہ طور پر اپنا حال بیان کیا نسیم خاموش ہو رہی برق نگاہ نے پوچھا کہ
آپ کو انسے کیا تعرف ہو نسیم نے کہا مین انکو نہین جانتی ہون مجھے عیار سے تعرف ہو میرے
میان ملازم رہا اسکو جو مصیبت مین پھنسا دیکھا چلی آئی برق نگاہ سمجھ گئی کہ یہ بھی شاہزادے پر
مائل ہو مطیر نے جو جھات پالی سحر کرتی ہوئی قریب پہونچی نسیم اور برق نگاہ کو دیکھکر اسنے خاک
اڑادی غبار جو اڑا قلب پر غبار غم و الم چھایا ملکہ نسیم و برق نگاہ بیہوش ہو کے گرین مطیر نے
اشارہ کیا کنیزین ٹوٹ پڑین ملکہ نسیم و برق نگاہ کو گرفتار کرلیا عیارون کو دیکھنے لگی کہ وہ شخص
جو اگ برسا رہے تھے وہ کیا ہوگئے یہ دونون بصورت مبدل ایک گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے
تھے سعید نے کہا استاد اب کیا ہوگا جواہر نے کہا اگر خداوند سحر نے چاہا تو رات کو چیرا ملیگی
اپنی جان بچالینگے یہ دونون تو کنارے ہوئے مطیر ان دونون کو لیکر پلٹی ہو کہ صحرا سے گرد اڑتی
دیکھا مشتعل تیغزن ساتھ ہزار فوج کی جمعیت سے آتا ہی مطیر نے دیکھکر اسکا گھوڑا اردگاہ دیکھا
ہزاردن لاشہ پڑا ہی ساحر مارے گئے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم یہ کیا ہوا کہا اس نوجوان کے مددگار
آئے تھے کہ اسکو چھڑالیں ہین سے آنکھین شاخسار کی دیکھی ہین مین نے دونون کی گردن باندھی
مشتعل بھی اتر اب دونون لشکر ایک ہی مقام پر فروکش ہوئے مطیر بہت بیقرار ہوئی دل نے
کہتی ہو اس بدعت سے بھی کچھ نہ ہوا کنیز و نسے باتین کرتی جاتی ہو کہتی ہو صاحبو کوئی تدبیر کرو اب تو
مشتعل بھی آگیا یہ راز کھلے گا ایک فقیرنی نے سوال کیا دیکھا بڑھیا لٹھیا ہاتھ مین ہاتھ پاؤن مین
رعشہ جھریان چہرے پر پڑی ہوئین کمر مین خم دعائین دیتی ہو کہ بی بی آرزوے دلی پوری ہو دل کو
راحت رہے مطیر قلق مین مبتلا ٹھنڈی سانس بھر کے کہا بڑی بی آرام جان تو اڑگیا اٹھ پہر
رنج و ملال ہی یہی خیال ہو دیکھین تقدیر کیا دکھاے بڑھیا نے کہا واری یہ صورت زیبا یہ جاہ و
جلال رنج و ملال کیسا کہا بڑی بی کیا کہین ایک جلاد کے پاس ہمارا دل ہو وہ صدمے دکھاتا ہو اپنے
حال پر رونا آتا ہو جی چاہتا ہو طرف صحرا کے نکل جائین قبر مجنون پر جا کے بیٹھ رہین اپنا حال دل اسکو
سے کہین شاید کچھ تدبیر بتائین وہ استاد والاتراد ہین انکو بڑے بڑے ہتکنڈے یاد ہین عشق لیلی مین
کیا کیا صدمے اٹھائے ہمیشہ وصل سے محروم رہے آخر مین سنا ہو کہ قبر لیلی پر جا کے آنکھین
بند کر دین بڑھیا نے کہا واری وہ کون نامنصف ہو کہ جو آپ سی معشوقہ کو نہین قبول کرتا طرف
سکندر کے اشارہ کر کے کہا۔ بیت ایست کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ۞ بسم اللہ اگر تاب
نظر ہست کسے را ۞ بڑھیا نے کہا واری اس لڑکے کا راضی کرنا کتنی بڑی بات ہو نگاہون سے تو
اسکے یہ معلوم ہوتا ہو کہ تم پر مرتا ہو مگر تمنے کوئی اسے تکلیف دی کہ تجھے نفرت ہو گئی نگاہین محبت
کی پڑ رہی ہین مین تو بشرہ شناس ہون کوئی وقت ایسا تھا کہ ہمارے بھی چاہنے والے تھے

اب بھی نگوڑے دروازہ گھیرے رہتے ہیں میاں میں نے کسیکا دل نہیں دکھایا دو چار اب بھی سنکھیا
لیے کھڑے رہتے ہیں بڑھیا نے ایسی ہنس ہنس کے باتیں کیں کہ مطیر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا مادر مہربان
تمھاری باتوں سے مزہ ملتا ہی آج یہیں رہجاؤ کہا بی بی اسوقت میں سب کے ساتھ چھوڑ دیا ایک نواسی
تھی اسکو بھی سامری جمشید نے بلا لیا آج اسکا نقشہ بعد موت کے دکھائی دیا کتاب سامری یہی
ہین اس صورت سے بہت مشابہ تھی ایسے ہی چھوٹے چھوٹے گال ننھے مسکرا مسکرا کے باتیں کرتی
تھی بی بی وہ بھی بہت فیاض تھی دروازہ پر لڑکوں کا مجمع رہتا تھا لوگوں نے لونڈوں گھیری نام رکھ دیا تھا
اسکو نظر لگ گئی اتنی برس کے سن میں مرے کیسے لڑکے فقیر ہو گئے جھولیاں گلے میں ڈالے ہوئے
کفنیاں کالی بیچارے نکلے گئے ہیں ہو حق کیا کرتے ہیں کبھی میں بھی اسطرف جا نکلتی ہوں ایک دن
خواب میں دیکھا کھڑی کہ رہی ہی کہ نانی اماں تم نے مجھکو کیوں جلا دیا چھاتیاں اور چھوٹی نواسی کو کاٹ
رکھا ہوتا چاہتی تھی خشک کرکے برادہ بنا رکھا ہوتا جس کا مانجھا ہوتا آسکے ننھے میں اسکو ملا دیا
جاتا کہ نوجوان کے ہاتھ ایک تو خاک پہونچتی اور چھوٹی نواسی کا برادہ جب کسیکی مسلمانی ہوتی برادہ
اسکا وہاں تک پہونچتا روح کو راحت قلب کو قوت آنکھوں میں بصارت حاصل ہوتی بی بی میں بہت
روئی میں نے جا کے اسکی منہ دوائی اور قبر پر جاکے کہا کہ بی بی مجھے بڑی خطا ہوئی اب اپنے واسطے
بھی وصیت کردنگی ہر وقت مرنیکے کہ جاؤنگی کہ یہی کام میرے واسطے کرنا مطیر جادو وہ ہنستی ہوئی بڑھیا
کو ساتھ لائی کہا نانی اماں آج تو یہیں رہجاؤ کہا واری لونڈی کیا بیکار ہی اس لونڈے سے جلدی
بات نہ کرنا جب کسی بات کا ارادہ کرے کہنا میرے سر میں درد ہی خوب جلانا تڑپانا جب قدموں پر گر
ناک رگڑے وقت پر یہ باتیں کرنا چاہیے ہیں میرے سر میں درد تھا آج تو مجھے حلال کر ڈالا غنچہ ناشگفتہ
کو شگفتہ کر دیا خانہ دل غم و الم سے بھر دیا ہی دیکھو بچارہ مرجھا آیا پنڈا اچھیکا ہی سر میں خلل جی بیکل ان
باتوں میں مردوے بہت خوش ہوتے ہیں جانتے ہیں ہم بڑے مرد ہیں بیٹا مجھے تو خبر بھی نہیں ہوئی کان
کی بہری ہوں جو دل چاہتا ہی وہ کس سے کہیں مطیر لیے ہوئے بارگاہ میں آئی سکندر کو قید خانے میں
بھیجدیا کہا بیٹا میں ذرا اس چھوکرے کے پاس جاکر جی چاہتا ہی اس لونڈے کو خوب جلاؤں دیکھوں
کیا کہتا ہی مطیر نے کہا مادر مہربان آپ کو اختیار ہی جو آپ نے فرمایا ہی اسکو بجا لاؤنگی کہا بیٹا ان مردوں
پر اپنی چاہت نہ ظاہر کرے اپنے یاروں میں بیٹھ کے کہتے ہیں فلاں عورت ہم پر مرتی ہی جان دیتی ہی
نگوڑے پھول جاتے ہیں تو نے اپنی محبت ظاہر کرکے یہ بلا اپنے سر لی اگر اپنا عشق ظاہر نہ کرتی
وہ تو خود تمکو دیکھے مرا جاتا ہی بن جائے ابھی دریافت کرتی ہوں یہ کہکے بڑی بی چلیں سعید بھی ایک
کنیز کی شکل بنا باتیں استاد کی سن رہا ہی جی میں کہتا ہی کہ سعید حقیقت میں خاندان میں عمرو کے
عیاری کا خاتمہ ہی کیونکر بیمثل بے نظیر ہی کہاں کہاں رہا یہ تو فرزندی سے عمرو بھی انکار کرتا ہی یقین کامل
ہی کہ اس خاندان سے کوئی لگاؤ ضرور ہی جو اہم قید خانے میں آیا سکندر کے قریب نسیم و برق کو
مسلسل بیٹھے ہیں زبان میں سوزن جسم میں مار سیاہ لپٹے ہوئے بڑھیا نے سکندر کو سلام کیا
کہا کیوں بیٹا ہماری بچی میں کیا عیب ہی ابھی کم سن ایک ہی بیکس ہی نگوڑی کے دودھ
کے دانت بھی ابھی نہیں ٹوٹے تجھے اسکو جلایا نگوڑی مرتی ہی کیوں بیٹا کیا وجہ انکار ہی سکندر نے

کرتی ہے بیاں پیش لحد آکے صبا رقص	الفت کا نہ جب سنکے تحمل آیا ہے خورشید	کس دھوم سے محفل میں پری کی ہے بدا رقص
تابوت کی سر سے دھوم زمین پر ہی شب بھر	ایوان فلک پر مری آہون کا ہے رقص	لے لیتے ہیں جان عاشق جانبازی کی کٹ کر
دکھلاتی ہیں جان جہان ہر خدا رقص	سو چہ تو نسیم آنکھی کس لطف سے گذر	ہر روز ہی سر شام سے تا صبح رہا رقص

اس سنگدار سے اس غزل کو گایا کہ مطیر پر بس پڑی سو جنون کا مالا دیا اور جام پی گئی اب تو دور چلنے لگا جب برق نگاہ نے دس بیس کنیزوں کو بھی جام پلایا تو مطیر نے چلا کے کہا ارے حرامزادیو اپنے ہاتھ سے پیو میری نانی اس کس کو شراب پلائیگی یہ بھی ملحوظ رہے کہ جواہر نے سکندر کو بلوا کے دربار میں بٹھا لیا ہو قید کھلوادی فقط اتنا کلمہ سکندر سے کہوا دیا کہ صاحب مجھے تمھاری خواہش ضرور ہے قلب ناصبور ہے تمھاری بدعت کی وجہ سے انکار کرتا تھا مطیر بحال ہوگئی لشکر میں شراب چل رہی ہے جوتی پیزار کی نوبت آگئی ہے لوگ بیہوش ہو کر گر رہے ہیں یہاں دربار میں بھی اب دست درازیاں ہونے لگیں ایک کنیز نے ایک کو نگاہ غور دیکھا اٹھنے کہا ہوا کیا دیکھتی ہو چوٹی کو اسکی دیکھکر اسنے کہا لو سانپ تمھاری پشت پر آیا ہے یہ کہکے وہ اٹھی گر کر بیہوش ہوئی دوسری یہ سمجھکے اٹھی ہے کہ یہ بیری ہے تو کیا ہوا اب دس پانچ و میں اسطرح بیہوش ہوئیں بڑھیا نے کہا بیٹیا یہ کنیزیں کیسا ہلڑ کر رہی ہیں انکو منع کرو ورا گانے بجانے کا مزہ ہو معشوق کو کیفیت حاصل ہو تجسے وصل کا سوال کرے مطلب نکلے مطیر جھلا کے اٹھی اٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا الڑ کھڑا کے گری جواہر خنجر پکڑ کے چلا سعید بھی ایک کنیز کی شکل بنکے یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جواہر تو کنیزوں کو قتل کرنے لگا سعید سوچا کہ اگر مطیر قتل ہوئی سکندر رہائی پائیگا اپنے لشکر میں جائیگا میرا مطلب نہ نکلا جواہر نے جو پانچ چار کنیزوں کو مارا اندھیرے میں شور لت بہرتا ہے شاہزادہ سکندر اسی تاریکی میں دوڑا نسیم کی زبان سے سوزن نکالا جواہر چاہتا تھا مطیر کو قتل کرے راہ میں اور کنیزیں ملیں انکو قتل کرنے لگا سعید نے مطیر کو ہوشیار کر دیا کہا ملکہ اٹھیے مطیر جو بیدار ہوئی دیکھا خنکی ہو رہا شور برپ رہا ہے ایک عیار طرار خنجر بکف ارکنیزوں کو قتل کر رہا ہے للکاری خبردار کیا کرتا ہے جواہر نے آواز دی میاں سعید میں نے آپکی حرکت دیکھی مطیر کو ہوشیار کر دیا سعید پیچھے ہٹا جواہر نے چاہا سعید پر جا پہنچ یہ دشمن ٹھہرا اتنے میں مطیر نے ایک دو ہتڑ مارا جواہر زمین پر گرا سکندر باہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہو کے ملکہ نسیم آسمان پر گئی دربار میں آکے پہونچی دیکھا دریا خون کا بہہ رہا ہے نسیم نے برق نگاہ کی زبان سے سوزن بھی نکال دیا تھا برق نگاہ نسیم سے رشک رکھتی ہے سمجھ گئی کہ یہ اصلی معشوقہ ہے پشت پر نسیم کے چلی آئی ہے نسیم نے جو دیکھا کہ مطیر جواہر کو قتل کیا چاہتی ہے زمین سے نعرہ کرکے گود مارا برق تڑپ کر گری مطیر نے چاہا چپن برق نے مطیر کے دو ٹکڑے کیے جواہر نے رہائی پائی سعید کی طرف دوڑا سعید نے تیغ مارا جواہر نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ سعید کے دو ٹکڑے ہوئے برق نگاہ نے دیکھا مطیر قتل ہوگئی اب سکندر سے ملنا دشوار ہے گا تیور چڑھا کے ڈالے برق گری نسیم کا سر زخمی ہوا اہٹ کے دیکھا برق نگاہ نے مجکو زخمی کیا چمک کے جا پڑی نعرہ کیا کہ ہوا کیا عوض احسان کا یہی تھا مجکو بے رشک ہے برق نگاہ تڑپ کے گری کہ نسیم کے دو ٹکڑے کروں نسیم نے تیغ ہلالی ہلا دیا برق نگاہ کے بھی دو ٹکڑے ہوئے نسیم ساحرہ دیکھتی قتل کر رہی ہے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے اس بیہوشی میں جو اٹھا ہاتھ سے نسیم کے واصل جہنم ہوا اشتعال ہے غرض

نے جو یہ ہنگامہ سنا گھبرا کے پوچھا یا رب یہ کیا معرکہ ہے خدمتگاروں نے کہا حضور نہیں معلوم یکایک
کیا آفت برپا ہوئی مرنے کی ساحروں کی علامت ظاہر ہوئی آواز آئی ہے کشتی مرا کا نام مرغ طیر و برق نگاہ جادو بود
یہ سنکر محل سے نکلا سوار ہوا دیکھا قیامت برپا ہے غرض اس حال میں قریب دربار ہے سکندر کو دیکھا نرغے
ہوئے آتے ہیں ستارۂ سحری چمک چکا ہے گریبان صبح غم میں کفار کے چاک ہوا شہنشاہ ماہ تابان بعد
پریشانی فوج انجم کو ساتھ لیکر داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش
تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہو چکا ہے مثقال کی سب فوج تیار ہو چکی ہے سکندر بے خوف فوج مثقال
پہنچا پرے مثقال ہو ہو کرتا ہوا سامنے سکندر کے پہنچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سکندر
نے تلوار کو تلوار پر روکا غصے میں لڑ رہے ہیں کہ مثقال نے متواتر کئی ہاتھ تلوار سے
لگائے سکندر نے سب وار روکے آخر میں جھلا کے ہاتھ مارا مثقال کا سر زخمی ہوا چاہا بھاگے
سکندر نے دوسرا ہاتھ مارا مثقال کا گھوڑا مارا گیا مثقال گرا سکندر کو دیکھ کے مثقال
نے پھر ہاتھ مارا سکندر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر
میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا چاہا زمین پر ماروں مثقال نے آواز دی الامان سکندر نے کہا
امان ہے عرض کی جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نکرونگا مثقال بصدق دل
قیصر پرست ہوا تمام فوج کو منع کیا سب اس کے ہمراہی قیصر پرست ہوئے صبح ہوتے ہوتے لڑائی
فتح ہوئی سب فوج کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے متوجہ ہوئے جواہر خنجر زن ساتھ ہے
قضائے کار مسحوب نیزہ باز باپ ملکہ ارمغان زعفران پوش کا اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ
ہرکاروں نے خبر دی شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم فوج لیے ہوئے آپکے
ڈانڈے سے جاتا ہے مسحوب کو اپنی جرات پر بڑا ناز ہے یہ تو خبر مل چکی کہ یہ سب لوگ براے
تباہی طلسم نور افشان جاتے ہیں مسحوب نے لشکر تیار کیا کہا بادشاہان طلسم کا نامہ پہنچ
چکا ہے یہ سب جوان براے بربادی طلسم نور افشان جاتے ہیں انکا روکنا واجب و لازم ہے
لشکر تیار ہونے لگا مسحوب محل میں آیا ملکہ ارمغان زعفران پوش سکندر کی یاد میں علیل
ہو گئی ہے آٹھ پہر رویا کرتی ہے باپ جو محل میں آیا زوجہ سے اپنی بیان کیا کہ میں براے مقابلہ سکندر
جاتا ہوں ملکہ ارمغان نے جو یہ معرکہ سنا پوچھا ابا جان یہ جوان سکندر کون ہے کہا بی بی یہ سب
جوان صاحب جرات و لیاقت براے فتح طلسم نور افشان جاتے ہیں ہر طرف سے طلسم
بلوہ ہے ہمارے نام حکم آیا ہے کہ یہ لوگ نکلنے نہ پائیں سنتا ہوں کہ جادوگروں کو مار کے پلٹا ہے یہ بھی خبر
ہرکاروں نے دی کہ انکے ساتھ ایک ساحر و بت کامل داخل ہے یہ کہکے کمر باندھتا ہوا باہر آیا تخت پر
سوار ہوا نقارے پر چوب پڑی ڈیڑھ لاکھ فوج ساتھ لیکر چلا شاہزادہ سکندر فوج کو لیے ہوے
آتے ہیں انکو بھی خبر ملی ہے کہ مسحوب نیزہ باز بادشاہ قلعہ ارمغان میں رہ گئے انکا لشکر کو
لا کے ایک صحرا میں اتارا جواہر و مثقال ساتھ ہیں ملکہ نسیم ایک بارگاہ میں داخل ہیں سکندر
نے کہدیا ہے ملکہ عالم اگر مسحوب ہمکو روکنے آئے تم دخل نہ دینا جب کوئی ساحر ہمارے
مقابلے میں آوے تو البتہ دخل دو وہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی ملکہ نے کہا صاحب اسکے تو

مقدمہ در پیش ہوا ورنہ اب تک تا بہ طلسم پہونچتے راہ میں الجھاوے پڑے سکندر ملکہ کو سمجھا کر باہر نکلا
یہاں کر دیکھا ظرفے قلعے کے گرد آزری مسحوب نیزہ باز ڈیڑھ لاکھ فوج لے کے مقابلے میں پہونچا
ملکہ ارمغان زعفران پوش بعد جانے باپ کے پریشان پریشان اپنے باغ میں آئیں یاد میں
شاہزادے کی منھ ڈھانک ڈھانک کے رونے لگیں وزیرزادی نے پوچھا کیوں واری کیسا مزاج
ہے کئی دن سے آپ کو پریشان پاتی ہوں ملکہ نے آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا وزیرزادی کیا
پوچھتی ہے اصل تو یہ ہے غزل

کعبہ و دیر میں ہے کسکے لیے دل جاتا　　یار ملتا ہے تو پہلو ہی میں ہے مل جاتا
خدمت یار میں میں جیسے ہوں سائل جاتا　　کچھ نہ کچھ بوسہ و دشنام سے ہے مل جاتا
ترے دانتوں سے جو ہوتے کو مقابل جاتا　　صورت اشک گہر خاک میں مل جاتا
پھل ملا ہے تری تیغ سے ہمکو ای ترک　　پھول کی طرح ہر اک زخم ہے کھل کھل جاتا
رخ سے ہوتے ہوئے ڈھونڈھا دہن کا نقش　　بسمل کو چھوڑ کے کیوں جانب مشکل جاتا
پیر تو کرتے ہیں یقیں ہے کہ چھری بھی پھیرے　　زمزموں سے مرے صیاد ہے دل ہل جاتا
زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی　　رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا
طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت　　ہوشیار آکے ہے اس بزم میں غافل جاتا
رہ میں شان کری ہے تری بے دردی　　پھیر کے خالی جو کسی در سے ہے سائل جاتا
ای صبا تو ہی اڑا کر رخ لیلی دکھلا　　دشت مجنوں نہیں تا پردہ محمل جاتا
کون سی راحت جان کی ہیں یہ آنکھیں مشتاق　　گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جب آتا
آمد یار کی کانوں سے سنی ہے جو خبر　　چھیلے کانوں سے ہے آنکھوں کی طرف دل چلا

ملکہ تو اس حال پریشان میں ہیں خواصیں سمجھاتی ہیں ملکہ کو آرام نہیں آتا اب یہ خوف پیدا ہوا کہ باپ
سے اور شاہزادے سے مقابلہ ہے اگر کوئی باپ پر زوال آیا تو باعث بربادی باپ کی جرأت مشہور ہے
اگر باپ نے شاہزادے کو مارا تو اے ارمغان زندگی بیکار ہے کہو مگر صبر آمد بکنیے فلک کیا دکھاتے
یہاں مسحوب نے سکندر سے کہلا بھیجا کہ ہمارے ڈانٹنے سے نہ جاؤ سکندر نے کہا تو
واجب و لازم ہوا کہ ہم طرفے جائینگے اب لشکر کو نہ ہٹا لینگے مسحوب نے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا
سکندر نے جواب میں حکم دیا کہ طبل جنگی یہاں بھی بجا دو دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے
لگیں مثقال عرض کرتا ہے کہ گیر اگر انذ امسحوب سے ملا ہوا تھا اکثر میں نے دیہات و قریات دبا لیے
کبھی کچھ نہ کر سکا اگر اسکے تھانے دار بھی ہمارے دیہات لوٹ لیے ہمیشہ جز و جاتا تھا لیکن پھر
مقابلے میں کبھی نہ آیا غلام اس سے مقابلہ کریگا سکندر فرماتے ہیں ابھی تم ہمارے قانون سے
آگاہ ہو چکے جب ہمارا نام لیکر پکاریگا ممکن ہے کہ ہم نہ جائیں اور آپنے اگر بطور عام آواز دی تو حکم
اختیار ہے چار پہر رات اسی ہنگامے میں بسر ہوئی بوقت سحر شاہزادہ سکندر سوار ہوئے طرف
میدان کارزار کے چلے جب لشکر تھوڑی دور رہا صحرا میں آکے صفیں آراستہ کیں باجے
بج رہے ہیں صفیں جم رہی ہیں نقیب نقابت کر کے ہٹے مسحوب نیزہ باز نے مرکب نکالا دل

مین اپنے پہلوان نہین سمجھتا ہون اسطرف فرکا افسر ہر دم کے پکڑونگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا گھوڑے کو نکالا میدان مین آیا سراپا ڈوبا جب برگ خوب غرق عرق ہوا پکار کر آواز دی ای فرقہ
سحر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مین سکندر نکاشتاق ہون مشتعال نے قصد کیا تھا ہوس چھپا
کے رہگیا سکندر نے مرکب نکالا مقابلے مین مسحوب کے آئے ارمغان زعفران پوش نے
رات کالی بوقت سحر کنیزون سے کہا جا کر ذرا خبر تو لاؤ دیکھو تو وہان کیا گذری چند کنیزین فیروزی
کپڑے پہنے ہوے واسطے خبر کے آئین مسحوب کے مقابلے مین سکندر آئے نیزہ بازی پر مسحوب
کو بڑا ناز ہی لقب بھی مسحوب نیزہ باز ہی نیزے کو ہلاتا ہوا سامنے آیا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی مین سکندر
نے نیزہ ہاتھ سے مسحوب کے نکالا مسحوب نے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر لیٹ پڑا اندرون
پر چڑھا ہی سندر معوان برس شروع ہی دونون سے کشتی ہونے لگی مشتعال دیکھ رہا ہی کنیزین
ملکہ کو خبر پہونچا رہی ہین دعائین مانگ رہی ہی کہ یا لات و منات دونون کی خیر ہو پہر دن رہے
سکندر و مسحوب سے کشاکش کے زور ہونے لگے ایک مقام پر سکندر ریل کر کے چلے
مسحوب ملا سکندر نے چاہا نہ بڑھنے دون قدم بڑھا یاد بان پر موشخانہ تھا دونون پانون
سکندر کے موشخانے مین پڑے مسحوب نے بکہ مارا کولا سکندر کا اتر گیا مسحوب نے کچھ خیال
نہ کیا سکندر کی مشکین باندھ لین مشتعال رنجیدہ ہو کر پلٹا جواہر کو بھی انتہا کا قلق ہوا سکندر
کو بلا کے قیدخانے مین بھیجدیا کولا بٹھانے کا حکم ہوا کنیزون نے جا کے ملکہ کو خبر دی بیقرار ہو گئی
یہ بھی سنا ہی کہ مسحوب نے حکم دیا ہی کہ صبح کو سکندر کو قتل کریگا نہایت بیتاب و بیقرار سکندر
تڑپی اور روتے روتے بیہوش ہو گئی جب اسکی وزیرزادی نے آکر گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ کو ہوش آیا
کہا دادی آپ کو پریشان پاتی ہون ملکہ سے ضبط نہ ہو سکا بے اختیار کہہ اٹھین کہ دلپذیر تو نے سنا
شاہزادہ سکندر قید ہو گیا باپ نے قتل کرنے کو کہا ہی کوئی تدبیر ایسی کر کہ وہ شیر رہا ہو جائے
دلپذیر نے عرض کی کھانا تیار کرائیے بیہوشی ملا کر لے چلیے قید سے سکندر کو چھڑا دون ملکہ
نے کھانا پکوایا دلپذیر ساتھ ہوئی ملکہ کو بیچ مین کیا قریب قیدخانے کے پہونچی مشغول خیزن
بعدہ نگہبانی بیٹھا تھا آواز دی کون آتا ہی دلپذیر نے آواز دی ای مشغول ملکہ عالم بیمار ہو گئی
ہین یہ کھانا لات و منات کی نظر کا پکوایا تھا بھیجا ہی کہ قیدی کو بھی کھلا دو مشغول نے کہا رات کو
دروازہ نہ کھلے گا یہ قیدی ایسا نہین ہی دلپذیر نے کہا تم لوگ تقسیم کر لو ہم کہدینگے کہ قیدی کو
کھلا دیا مشغول نے اپنا بہرا حصہ لیا سب ساتھ والونکو کھانا تقسیم کیا دلپذیر نے کہا اس کھانے
کو رہنے نہین سب مل کے کھا لو سب نے ملکر کھانا کھایا کھا کے بیہوش ہو گئے دلپذیر نے
کہا اب شاہزادے کو رہا کر لیجیے ملکہ ارمغان اندر گئین دیکھا شاہزادہ سکندر سر زنجیر بہ
سر غم کیے بیٹھا ہی ارمغان نے دوپٹہ چہرے سے ہٹایا سکندر کی نگاہ جو چہرے پر پڑی
دیکھا ایک مہ جبین حور مثال نہایت حسین جمیل آنکھون مین آنسو بھرے کھڑی ہی سکندر
بیقرار ہو گئے کہا ای شہنشاہ خوبی کس ارادے سے اتفاق ہوا شرما کے کہا تمہارے حال پر رحم
آیا منظور ہوا رہا کر دین سنا تھا کہ کولا اترا ہی اپنے دل مین درد ہی کیسی تکلیف نہین دیکھی جاتی

اسوجہ سے یہ اتفاق ہوا یہ کہکے ملکہ نے ہتھکڑی کاٹی سکندر نے قید توڑ ڈالی شاہزادہ اٹھا ملکہ گھبرا گئی
کہا صاحب ایسی کیا جلدی تھی سکندر باہر نکلے ملکہ کے ہاتھ سے نیچہ لے لیا دلپذیر نے بڑھکر کہا
کہ طرف باغ کے چلیے تھوڑی دور چلے تھے کہ ازلال شبگرد کہ قوال طلایہ پھیرتا ہوا جاتا تھا ایک سپاہی
نے دیکھا کہ کچھ لوگ جاتے ہین کوتوال سے کہا دیکھیے وہ لوگ جاتے ہین ازلال نے بڑھکر آواز دی
کون جاتا ہے سکندر نے کہا ملکہ بہت جاؤ ازلال گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا ملکہ تو ایک نخل کی آڑ
مین ہو گئین سکندر نے نیچہ کھینچا ازلال قریب آیا کہا اے جوان تو کون ہے کہان جاتا ہے صورت پر جو
نگاہ پڑی پہچانا کہا ارے یہ تو وہی قیدی ہے جسکو ہمارے آقا پکڑ لائے تھے کیونکر رہائی پائی ہے یہ کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے روک کے ہاتھ مارا کہ قوال صاحب کے دو ٹکڑے ہو گئے اُسی کے
مرکب پر سوار ہوئے چاہا کہ نکل جاؤن پیادون نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ہمارا مالک مارا گیا چہار
جانب سے سکندر کو گھیر لیا تلوار پڑنے لگی ملکہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا پریشان
و حیران کہ کیا کرون ٹہلتی ہوئی طرف باغ کے چلین مگر قدم نہین اُٹھتا پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہین
بلوہ بڑھتا جاتا ہے کسی نے جا کے خبر مسحوب کو بھی کی یہ آنکھین ملتا ہوا اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا
افسران فوج بھی تیار ہو کے دوڑے پلٹنین رسالے چلے آتے ہین ہر طرف سے بڑھ ہے کہ قیدی
نکلا جاتا ہے مسحوب اُسوقت یہ سوچتا کہ خیار طرفے شاہزادہ گھرا ہوا ہے مگر سکندر شیرانہ جنگانہ لڑ رہا
ہے جسکو جھپٹ کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کرتا شیخ ابی کا جسم مین پہنچ ہوا مسحوب نے
وہین سے للکارا او قیدی کہان جاتا ہے تجھکو کسنے چھڑایا ملکہ قریب باغ پہونچی تھین کہ ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی آپ کے والد آ گئے ملکہ بہت پریشان ہوئین کہا کیون صاحب اس حال مین یہ شیر
کیونکر مقابلہ کریگا ملکہ جبھی تھین اُسوقت یہ سوچی کہ شاہزادے اور مسحوب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے
مسحوب قریب آیا شاہزادہ بھی پہونچ گیا مسحوب نے کہا اے جوان تجھکو کسنے رہا کیا شاہزادے نے کہا
تجھکو خداوند سحر نے رہا کیا مسحوب نے نیزہ مارا شاہزادے نے گلو گاہ بچا کے ڈانڈ پر ہاتھ
ڈالا جھٹکا مارا نیزہ توڑ کے پھینک دیا مسحوب نے تلوار کا ہاتھ مارا شاہزادے نے خالی دیا کلائی پر ہاتھ
ڈالون تلوار چل گئی شانہ شاہزادہ کا نشانہ ہوا ایک بھیا نے بڑھکر نیزہ مارا کہ استخوان توڑ کر سنان
نکل گئی جب کئی زخم سکندر نے کھائے اور چند سردار آ پڑے انھون نے نیزہ و تلوار سے شاہزادہ کو
زخمی کیا شاہزادے کی لاچاری مگر اُس عالم مین بھی تلوار ہلا رہا ہے کسی نے بڑھکر گھوڑے کو مارا شاہزادہ
گھوڑے سے گرا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے تلوار ہلا رہا ہے جو قریب آیا اُسکو ہاتھ مار دیا جوانمرد خنجر زن
اپنے لشکر مین طلایہ دے رہا تھا جبکہ یہ سنکر ہرکارون سے کہا خبر تو کیا معرکہ ہے ہرکارون نے آکر
یہ حال دیکھا کہ سکندر جھوم رہے ہین گھٹنے ٹیکے بہت تلوار ہلا رہے ہین ہرکارے چلے کہ جا کر شقال
سے خبر کرین لیکن مسحوب نے جو یہ حال دیکھا سردارون سے کہا یارو اسقدر یہ شیر زخمی ہے نہین
ہو سکتا کہ پکڑو تو بہتر ہے اسے ٹھہری کمندین مار کے پکڑو چہار جانب سے رسیان اور زنجیرین جو پڑین شاہزادہ
گر کے بیہوش ہوا اس حال مین مسحوب نے پکڑ لیا ہے ہو اسکندر پکڑ لیا گیا ملکہ در باغ تک پہونچی تھین
کہ کنیزون نے آکے عرض کی ملکہ غضب ہوا شاہزادہ پکڑ لیا گیا وہ دیکھیے کشان کشان لیے

جاتے ہین کلیجہ منہ کو آگیا پکار اٹھین ارے فلک نے یہ کیا سامان دکھایا ہاے دلپذیر دیکھ نوشابزادی کا کیا حال ہو دلپذیر نے دیکھا سر پیٹ لیا ملکہ نے کہا خدا دشمن کا بھی یہ حال نہ دکھاے کون انکو یہ خبر کرے کہ تونڈیکی یہ کیفیت ہے **نظم**

نظر بھر سے پہلے دوا دھر دیکھین تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو
آخر اس جذبہ دل کا کچھ اثر دیکھین تو
ہجر جانان مین وہ دن ہین نہ وہ راتین اپنی
خوب شرمندہ شب وعدہ دعاؤن نے کیا
دلکو تھامے ہوے کیون بیٹھے ہین سنا دیجیے
جوش مارا کرین الفت مین شریک رنگین
آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہے اے حسرت دل
گرمیان عشق کی دیکھو کہ تقاضا ہے یہی
ڈھونڈھتی ہے دہن یار کو خاموشی بھی
آڈ ما بیٹھے قفس مین تجھے اے شوق چمن
تمے کہدینگے حقیقت ہے جو اسکی مونسے
دل مین بھی ایک دن آنا تھا ضرور انکو جلال

دیکھنا آنے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو
کسطرح دلکی ہے لیتا ہے خبر دیکھین تو
ملتفت گو وہ نہون مڑ کے ادھر دیکھین تو
انقلاب فلکی شمس و قمر دیکھین تو
کس یہ ہنستی ہوئی آتی ہے سحر دیکھین تو
آپ آئینے مین انداز نظر دیکھین تو
آہین کہتی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو
کون ہے آپکا منظور نظر دیکھین تو
کیا نکرا تھینگے ہین ترے دل سے شرر دیکھین تو
ناز کی خود یہی کہتی ہے کمر دیکھین تو
لے بھی آڑتے مین یہ ٹوٹے ہوے پر دیکھین تو
جلوہ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو
حسرتون سے ہے جو آباد وہ گھر دیکھین تو

وزیر زادی اس غزل کو سنکر رونے لگی کہا واری آپ کے جوش نے تو بیقرار کر دیا ملکہ نے کہا مجھے دیکھا نہین جاتا چالیس کنیزین ساتھ مین سب نے کہا واری ہمارا بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے کس بیدردی سے شاہزادے کو کھینچ رہے ہین ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی مادیان شبگی پر سوار ہوئین چالیس کنیزون کو لیکر چلین جب سامنے پہونچین تو نعرہ کیا منہ نقاب اور بادلہ پوش کامین شانون سے اتارین چالیس تیر مارے سپاہی منہ کے بھل گرے ملکہ تلوار کھینچکر آپڑی اس جلدی مین آکے سکندر کو لیا مسجوب آگے بڑھ چکا تھا ملکہ نے سکندر کو اپنے گھوڑے پر ڈالا اب جو مرکب کو کڑا یا گھوڑونکی جھپٹ بیچھو کی چمک سوار پیدل ہٹے ملکہ سکندر کو لیکر نکل گئین چند سپاہیون نے جا با پیچھا کرین کنیزون نے پلٹ کے تیر مارے دو چار دو چار گرے سب سپاہی ٹھہر گئے ملکہ نکل گئین چوبدار فیروز دل حاضر مین دروازہ باغ کا کھلا ملکہ سکندر کو لیکر اندر آئین ستارہ سحری چمک چکا ہے حسن خورشید درخشان سلطنت کو لیکر بارہ دری مین آئین تانکے اپنے ہاتھ سے لگاے کنیزین عرض کرتی ہین واری دیکھیے زخم شانے پر بھی ہر ایک نے کہا ہو یہ بیچ پر بہت تیر کھائے ملکہ رونے لگین کہا صاحبو یہ شیر بیشہ جرأت جنگ وجدل مین یکتا ہے اس حالت مین بھی کہ گھوڑے سے گرے کوئی قریب نہ آسکتا تھا سب نے بلوہ کر کے گرفتار کیا وہان مسجوب جو آیا دیکھا پچاس ساٹھ لاشے پڑے تڑپ رہے ہین کسیکا ہاتھ کٹا ہے کسی کا منہ کٹا ہے کئی سو جوان زخمی پڑے ہین مسجوب نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور ایک نقابدار آیا شاہزادے کو چھڑا کے لیگیا ارے کہ مرگیا کہا حضور اسکے پیچھے بھی نہ جاسکے جن لوگون نے پیچھا کیا وہ بھی مارے گئے مسجوب

غصے میں پلٹا کہتا ہوا کہ یار وہ اس نقابدار کو تلاش کرو وہاں جواہر کو خبر جو پہونچی کہ شاہزادہ تو نہ آیا پھر
مشتقال بھی پیچھے سے نکلا فوج کو لیکر چلے تھوڑی دور چلے تھے جواہر نے کہا اے مشتقال میں جا کر
ذرا دیکھ آؤں تم ٹھہرتے ہوئے آؤ یہ کہکے جواہر بڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ دیکھا [illegible] ہوئے
آتے ہیں جواہر نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور شاہزادہ لڑتے لڑتے گھوڑے لیے گرا آن پھیا ذن سے
لشکر میں گرفتار کیا لیکر چلے تھے کہ ایک نقابدار بادلہ پوش اگر پہونچا اسطرح لڑا کہ سو دو سو کو
قتل کر کے شاہزادے کو لیگیا یہ نہیں کھلتا کہ کہاں گیا مسحوب اب پلٹ کے گیا ہے اس سے لڑتا
بیکار ہے مشتقال لاچار پلٹا جواہر نے کہا اے پہلوان دوران آپ چلکر اتریے میں جا کے شاہزادے
کو تلاش کرتا ہوں یہ کہکے جواہر باتہمہ عیاری سے آراستہ ہوکے چلا یہاں جب مسحوب پلٹ کے
آیا اپنی بارگاہ میں بیٹھا اپنے عیار مہتر تیز رفتار کو بلایا کہا اے تیز رفتار نہیں معلوم سکندر کو کس نے
رہا کیا اور یہ نقابدار کون تھا کہ جو چھڑا کے لیگیا کیونکر مہتر ہو سکتا ہے کہ دریافت کر کے آؤ مہتر نے عرض
کی آپکا اقبال شریک حال ہے تو ابھی پتہ لگا کے حاضر ہوتا ہوں یہ کہکے مہتر چلا تمام شہر میں چھانتا
پھرتا ہے خیال میں گذرا شاید کوئی کنیز عاشق ہو کر لے گئی ہو ملکہ کے باغ کی طرف چلوں یہ سوچ کے
طرف باغ کے چلا پشت پر باغ کی پہونچا گانے کی آواز کان میں پہونچی مہتر پشت پر آیا کمند مار کے
دیوار پر چڑھا دیکھا شاہزادۂ سکندر والاحشم پہلو میں ملکہ ارمغان زعفران پوش کے
بیٹھے ہیں ایک گائن سامنے گا رہی ہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے نازنینان مہ جبین بصد ناز و کرشمہ
حاضر خدمت ہیں یہ معاملہ دیکھکر جل گیا قضائے کار دوسرے گوشے کی دیوار پر میاں جواہر آکے
بیٹھے تھے اُنھوں نے اپنے آقا کو بیٹھے دیکھا بیقرار ہو گیا دیوار سے کودا مہتر تو ادھر بھاگا جواہر
سامنے سکندر کے بلا تکلف چلا آیا سامنے آ کے سلام کیا عرض کی آقا میں نے ایک سیاہ پوش
کو جاتے ہوئے دیکھا کیا عجب ہے کہ عیار شہنشاہی ہو اب اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں ہے سکندر
نے کہا اے جواہر اگر فوج شہنشاہی آئیگی ایسا مقابلہ پڑے گا کہ وہ بھی یاد کریگا جواہر نے کہا
اُسکا ملک ہے فوج بھی زیادہ رکھتا ہے بہتر یہی ہے نکل چلیے جواہر کے کہنے سے سکندر سوار ہوئے
ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈال لی چالیس کنیزیں ساتھ میں باغ سے نکلے مہتر نے جا کر مسحوب
کو خبر کی غصے میں سوار ہوا رات کا وقت تھا اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا اکیلا چلا گھوڑے کو ڈالے
ہوئے غصے میں آتا ہے مہتر نے جو دیکھا کہ آقا اکیلے گئے ہیں اسنے آکر فوج میں خبر کی رسالیان فوج کے
سکندر کو لی پاؤ کوس نکلے تھے آگے بڑھے ہوئے چلے آتے ہیں کہ سامنے سے گرد اڑی سکندر
نے دیکھا کہ مسحوب نیزہ باز گھوڑے کو ڈالے ہوئے چلا آتا ہے سکندر نے کہا آنے دو وہاں سے
مسحوب نے للکارا کون جاتا ہے سکندر نے جواب دیا کہ دنی خویش آدمی پیش مستی اسکے سمجھ لے
یہ سنکے مسحوب غصے میں بڑھا مہتر کی زبانی لنجالی سن ہی چکا ہے کہ ارمغان کی ذات سے یہ سارا
فساد برپا ہوا گھوڑے کو بڑھا کے سامنے سکندر کے آیا شاہزادے نے پلٹ کے کہا کہ ملکہ تم ایک
نخل کی آڑ میں ہو جاؤ نقابدار تو نخل کی آڑ میں پوشیدہ ہو گیا مسحوب اور سکندر سے نیزہ چلنے
لگا تھوڑا دور گرا تھا کہ طرف صحرا سے گرد اڑی عیار فوج کو لیے ہوئے آ کے پہونچا سکندر نے کہا

ای مسحوب تمھارے حمایتی بھی آئے مسحوب بہت خفا ہوا پکار کر کہا او مغرور تو نے ان سب کو کیوں نہ
خبر کی فوج والے آکے دیکھنے لگے ہرکارے نے مشقال کو خبر پہونچائی مشقال بھی فوج لیکے پہونچا
سب او دیکھنے لگے رات کم باقی تھی تھوڑے ہی عرصے میں گریبان سحر چاک ہوا اسکندر نے نیزہ مسحوب
کا نکالا مسحوب نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مسحوب نے گریبان میں ہاتھ
ڈالا دونوں گھوڑے سے کود پڑے ملا نسیم بھی آئی ہیں آسمان سے تماشا دیکھ رہی ہیں کہ شاہزادہ سکندر
کس مزے سے لڑ رہے ہیں جب دن ہوا تو کشتی ہونے لگی سکندر کس زور و شور سے لڑ رہے ہیں
مسحوب کو تنگ کر دیا ہے مسحوب جان دیے ہوے لڑ رہا ہے حال بیمثال دیکھکے ایک محبت ہوئی
ہے کہا ای مسحوب اگر تو جوان ہے مجھے زیر ہو جائے اور میری اطاعت کرے تو اس کو اپنے لشکر کا بادشاہ
کردوں زور و شور سے لڑ رہا ہے تمام دن لڑتے لڑتے گذرا شام کو مسحوب نے کہا اے جوان تیرا لشکر
بھی آگیا ہے دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے سکندر نے کہا ہمارا دستور نہیں
مسحوب نے کہا رات کو ہم تم جانبازی کرینگے کون دیکھیگا سکندر نے کہا تو یہاں کا بادشاہ
ہے تیرے نزدیک سب آسان ہے روشنی کو حکم دے رات کا دن کرنا کتنی بڑی بات ہے مسحوب نے
عیاروں سے اشارہ کیا اسی وقت روشنی ہو گئی کشتی ہونے لگی چار پہر رات اسی طور سے گذری جواہر
نے دیکھا کہ بعد آٹھ پہر کے شاہزادہ زیادہ زبان کرنے لگا جس مقام پر پکڑ لایا دو چار گھستے دیے
ذرہ پارہ پارہ پیشانی سے خون جاری مسحوب چاہتا ہے میں زیر ہو جاؤں مصیبت سے چھوٹوں
اپنی جان سے بیزار ہو رہا ہے شاہزادہ چاہتا ہے مسحوب کو زیر کردوں یہ اپنے کو بچاتا ہے ایک مقام پر
سکندر مسحوب کو پکڑ لائے مسحوب نے زمین تھامی ہے یہ چاہتے ہیں زیر کریں جواہر بھی بنگاہ
غور دیکھ رہا ہے کہ شاہزادہ کس لطف سے مصروف جنگ ہے مسحوب اپنی جان سے تنگ ہے شاہزادہ
نے ایک ہاتھ سے اندری چڑھائی چاہتے ہیں دوسرے ہاتھ کی بھی اندری کھینچیں کہ آسمان سے پنجہ گرا
سکندر کو پنجہ اٹھا لے گیا جواہر بیقرار ہو کے دوڑا کہ یہ کون شاہزادے کو لیے جاتا ہے اتنا تو پلٹ کے
مشقال سے کہا کہ آپ اہالیان فوج و لشکر سے ہوشیار رہیے گا میں تلاش میں شاہزادے کی
جاتا ہوں نسیم نے کہا بھیا جواہر یہ تو بڑا غضب ہوا شاہزادے کو کون لے گیا دل پر داغ دے گیا اے
جواہر کیا فلک کی شکایت کریں جس دن سے اسیر بابل ہوئے مصیبت ہی اٹھاتے رہے نظم

ہو کعبۂ دل برائے محبوب
سو سنے کا ڈلا ہو کیوں نہ پایل
ہو قلزم عشق بھی قیامت
جبتک زندہ ہو ساتھ دیا
انعدر ے فیض دولت حسن
دشمن ہیں اور ہے یہ کیا ہو
اے زاہدو ہیں مصلحت ہی

ہر گھر میں خدا کے جائے محبوب
اکسیر ہو خاک پائے محبوب
کہتے ہیں یہ آشنائے محبوب
اے عاشق باوفائے محبوب
تنفور ہی ہیں بوائے محبوب
کس منہ سے کروں ثنائے محبوب
جس بات میں ہو رضائے محبوب

کیا حسن ہے کیا لقائے محبوب
پتھر تو نہیں ہوں آدمی ہوں
دیکھا ہو اگر بتوں کی جا ب
دم ہی اکسیر چھڑک رہا ہو
شرمندہ شفق جمیل ہو جان
آنکھوں کو نصیب دیدن ہو

ہر حور پری فدائے محبوب
کب تک میں سہوں جفائے محبوب
اندھا کر دے خدائے محبوب
سو جان سے ہوں فدائے محبوب
خوش رنگ ہے کیا حنائے محبوب
ہر کان سنے صدائے محبوب

ملا نسیم نے کہا ای جواہر ہمارے قلب کو آرام نہیں
جواہر نے کہا ابھی آپ نہ گھبرائیے میں پتہ لگا کے آتا ہوں نسیم کو کب آرام آتا ہے نسیم اڑتی ہوئی چلیں

جواہر خنجر زن اُسی نشان پر چلا جس طرف بچہ شاہزادے کو لیگیا تھا دور سے اُسنے دیکھا ایک برق چمکتی ہوئی جاتی ہے معلوم ہوا کہ شاہزادے کو کوئی ساحرہ لیے جاتی ہے جواہر بھی جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے دیکھا کہ وہ لڑکا ہر ایک باغ مین اترا جواہر کھڑا رہا اندر سے کچھ کنیزین نکلین ایک کنیز کو جواہر نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا یہان مسحوب یہ کہکر پلٹا تھا کہ اب لشکر سے سکندر کے بچھونگا مشتاق تیغ زن مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہے اس نے کہلا بھیجا کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نکر مسحوب کا ارادہ ہے کہ طبل جنگی بجوا دے جواہر جو اندر پہونچا دیکھا ایک جادوگرنی نہایت حسین شاہزادے کو پہلو مین لیے بیٹھی ہے شاہزادہ بنگاہ حسرت اُسکو دیکھ رہا ہے منتین کر رہی ہے کہ اے شیر بیشۂ جرأت و اے یکہ تاز میدان جلادت سابق مین جب آپ لشکر کو لیکر طرف طلسم نور افشان کے چلے تھے مین نے راہ مین آپ کو دیکھا مائل ہو دل مین آپکی تلاش مین پھرتی تھی آج دشمن سے لڑتے دیکھا آپ کو اٹھا لائی اے سکندر اگر میرا دس قبول کیجیے کا طیران جادو میرا نام ہے دربار مین سحر العجائب کے جاتی ہون آجکل روز انجمن نشاط و رنج منعقد ہوتی ہے آپ مشہور ہے کہ طلسم کشا نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کیا ہے اب تلاش لوح مین جائینگے ملا خورشید برق وش جو بادشاہ سابق کی دختر بلند اختر ہین کہ سحر مین انکا مثل نہین کوہ عجائب و غرائب پر آفت برپا کی وہ صاحبقران کے ساتھ جائینگی مین جواب خدمت مین سحر العجائب کے جاونگی اب جو صلاح ہوگی تو مین شاہون سے پوچھ لونگی کہ لوح کسکے پاس ہے انکا نام دریافت کرکے آپ کو خاص اسی مقام پر پہونچا دونگی سکندر نے کہا اے ملکہ طیران جادو ملکہ نسیم آتشخو دختر شاہین بلند پرواز سحر مین طاق شہرہ آفاق آپکے ساتھ میری نسبت قرار پا چکی ہے طیران نے کہا اے شہریار اگر خیر تمام ہی کی ساحرہ سالہا سال تک کرہ کاوش کرینگی تو نشان لوح کا نہ ملیگا اور مین پوچھ کے چل آونگی نسیم آتشخو بیچاری کہان ہین اگر تمام عالم کے ساحر اکٹھا ہو جائین تو بھی لوح کا پتہ نہ ملے سکندر نے کہا ہونگی ملکہ نسیم کے کوئی مثل ہم نہین کر سکتے طیران نے کہا اے سکندر اگر مجھسے انکار کروگے تو بہت پچتاوگے جواہر بشکل سنبل کنیز صحبت مین پہونچا جب طیران کو بہت پریشان پایا تو کہا اے ملکہ عالم آپ بیخودہ نہ ہون راضی کر دونگی یہ سنکے شراب و کباب کا چرچا کیا چاہتا ہے جھٹ پٹ اسکو مارکے نکل چلون بیٹھکر سامنے طیران کے بایان چھیڑ کے یہ غزل گانے لگا

اپنے گلے کا ہار جو وہ گل اتار دے	تربت پہ اپنی چڑھکے یہ پھولا بہار دے
مانگے وہ دل تو جان کوئی جان نثار دے	اتنا تو حوصلہ مرے پروردگار دے
دل مین مجھے جگہ کوئی کسطرح یار دے	تو ہاتھ رکھکے دل کو تو پہلے قرار دے
کیا بس چلے مرا جو ابھی پھیر لو تم آنکھ	اللہ ان نگاہون کو کچھ اعتبار دے
کافر ہون اس صنم سے جو راحت طلب کرون	توفیق رنج دینے کی پروردگار دے
آنے لگے جو پردہ نشینون پر اپنا دل	بہتر ہے اسکے حق مین کہ پہلے پکار دے
کہتا ہے دل جگر سے کہ احسان ہے ترا	شب بھر کو اپنا وہ اگر مستعار دے
جب چاہون کھینچ لائے اُسے خوب یا خدا	مجبور عشق کو بھی تو کچھ اختیار دے
بستی ہے ویرانون کی یہ دشت جنون بھی کیا	رو کے مین خار راہ کو پھر لے آنکھ دے

ملتا نہیں ہے یون کوئی روٹھا ہے جسے آج — بگڑے ہوئے نصیب کو یارب سنوار دے
گیسو انہ ہجر مین بہت ای جان مضطرب — تھوڑی سی رہگئی ہے اسے بھی گذار دے
اور کسیکی ابھری ہوئی گات کا خیال — اک چوٹ میرے دل مین ہے اسکو ابھار دے
ہوتی ہے صبح جاگ اٹھین اب کسیکے بخت — یہ بھی شب وصال موذن پکار دے
کہدو جلال رہتا ہے اور اضطراب دل — جھوٹی تسلیان نہ کوئی بار بار دے

یہ غزل جواہر نے گائی ملکہ طیران جادو چونکہ دل سے شاہزادے پر عاشق ہے آنکھوں نے آنسو جاری ہوئے کہا سنبل آج تو تمنے گانے مین زلف محبوب کا مزہ دکھایا دام مصیبت مین پھنسایا سنبل نے کہا نثار لیسے آپ تامل کرین مین راضی ہے دیتی ہون طیران نے کہا ای سنبل یہ دھوکا کھاتے این میرے ساتھ رہنے سے پتہ لوح کا ملیگا اگر لوح پاگئے اور ساتھ سیدار مغربی کے فتح طلسم مین مشغول ہونے گیا کیا ہزوروز چلیگا مین خبرین ہو نجاونگی آپکو بہ تکلف تا بہ طلسم نور افشان کے جاونگی ایسے مقام پر لوح کوکب نے رکھی ہے کہ طائر عقل کا بھی وہان گذر نہین ہو سکتا جو جائیگا دھوکا کھائیگا ہر چند کہ طلسم کشا کے ساتھ خورشید برق وش ساحرہ بےنظیر ہے مگر وہ معرکہ پڑیگا کہ طلسم کشا کی جان پر بن جائیگی طلسم کشا مین بڑے بڑے اوصاف ہین صاحب اسم اعظم آپ کے پاس کیا تحفہ ہے عیار انکا عمرو بلائے روزگار ہے سنبل نے کہا وہ ری عیار تو انکا بھی قیامت کا ہے کالا ہے طیران نے کہا ای سنبل جو عمرو مین اوصاف بھرے ہین وہ کسی مین کون کر سکتا ہے ہوش رہا مین جب ہجرہ ہم کیا ملک اخضر گوہر پوش اپنی شیشون کو لیکے آیا ملک اخضر کو اپنی لیاقت پر بڑا دعوی تھا عمرو نے سر میدان پکار کے کہا یہ جو گیند اخضر کے پاس ہے کل چھین لونگا سر میدان اُسنے آکے عیاری کی اخضر کو پکڑ لیگیا کسی کا زور نہ چلا کسکی مجال تھی کہ عمرو کو روکتا جواہر خنجر زن اگر بڑے عیار ہو نگے کسی کی صورت بنکر جا بیٹھینگے جو عمرو پاس چیزین مین وہ کہانسے لائینگے یہان یہ باتین ہو رہی تھین قضائے کار ملکہ نسیم آتشخو تلاش کرتی ہوئی آسمان پر آکے چمکین دیکھا شاہزادہ مسند پر بیٹھا ہے ایک کنیز بیٹھی سمجھا رہی ہے مگر نسیم اتر پڑین طیران نے کہا لو ملکہ نسیم بھی آگئین اُنسے اب صلاح کرو ملکہ نسیم بھی صحبت مین آکے شریک ہوئین کہا ای ملکہ عالم تمنے آنکو فتاح طلسم قرار دیا ہے یہ بتاؤ کہ لوح کی فکر کیونکر ہوگی ملکہ نسیم نے کہا خداوند سجر کو اختیار ہے جستجو ہمارا کام ہے آئندہ جو مرضی خداوند سجر کی ایک دفعہ جاکے پھنس چکے ہین اب بھی جان دینے کو موجود ہین یہ جانتے ہین کہ جسوقت سحر کرینگے زمین ہل جائیگی والدہ کا سحر قیامت ہے طیران نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا جب مقام نہ معلوم ہوگا کیا کیجیے گا اپنی کل کیفیت طیران نے بیان کی ملکہ نسیم نے کہا کیا مضائقہ ای شاہزادہ مالا قدر ایک خیر خواہ ایسا بھی ممکن ہوا اگر یہ ساتھ رہینگی بیشک لوح کا پتہ ملیگا راہ راست بتائینگی ہم اسقدر نہ جان سکینگے یہ دریافت کرکے آئینگی انکی جستجو سے کام بن پڑیگا آخر یہ صلاح کامل ہوئی کہ ملکہ طیران کو شاہزادہ قبول کرے اور ملکہ طیران اس مقدمے خاص مین جستجو کرین ملکہ نسیم بھی اسپر راضی ہوئین سکندر نہ قبول کرتے تھے نسیم نے کہا ای شہریار کیا مضائقہ ہے اب آپ لشکر میں چلیے یہ بھی اپنا لشکر تیار کرین ہمارا لشکر بھی تیار ہے فوج کا حال دریافت کرین آپ کو جبرین صاحبقران

نہ پہونچنے پائیں کہ ہم آپ پہونچ جائیں اس صلاح کو سب نے منظور کیا ملکہ طیران نے اسیوقت
بیس ہزار کنیزان زرین پوش دس ہزار ساحر تیار کیے ملکہ طیران نے کہا آپ لشکر کو لیکر چلیں میں
دربار میں سحر العجائب کے جاتی ہوں حال لوح دریافت کرتی ہوں لیکن ای شہریار ہمارا دل سینے بیت
مجبور ہوں یہ کیفیت ہے نظم

جلوہ دراز جسکر یاد آیا
بعد مدت کے اختر یاد آیا
اپنا لوٹا ہوا گھر یاد آیا
بات تک کی نہیں گھر یاد آیا
کیا کسی اور کا گھر یاد آیا

مجکو احسان نظر یاد آیا
بیکسی ابھی وہ رونا تیرا
کیوں لگا دی ہے چھری پر گلی
بوسہ مانگا تو کیا شرما کر
دل ہوا چاک کتان کی صورت
ابر میں پھر نظر آتی ہے نسیم

جب ترا سوئے کمر یاد آیا
مجکو ہنگام سفر یاد آیا
کیا مجھے دیدۂ تر یاد آیا
تھا فراموش مگر یاد آیا
پھر کوئی رشک قمر یاد آیا
طرۂ زلف و دوسر یاد آیا

جب ملکہ طیران شعبدہ خورشید کی
کیفیت لالی گنگنش دل لگی
خلد میں جا کے نہ ٹھہرا دم بھر
کیا قیامت ہے یہ جلدی تیری
ہمسے رخصت طلبی کا باعث
ملکہ نسیم نے سنگتے سے

نکالا لیا کہا ای طیران نہ گھبرا خداوند سحر اس مشکل کو آسان کرین حقیقت میں سفر کہ عظیم ہے لشکر
اپنا طیران نے سکندر کے ساتھ کیا سکندر پشت مرکب پر سوار ہوے چالیس ہزار ساحر
پشت پر ملکہ نسیم طاؤس زرین بال پر طیران جادو طرف دربار سحر العجائب کے روانہ ہوئیں
یہان مسحوب نے طبل جنگی بجوایا مشتقال کب مہلت دیتا ہے اسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریاں ہونے
لگیں مشتقال کہتا ہے میان مسحوب مقابل تو مجھے کرین شاہزادے کے ہاتھ سے تو بچ گئے میرے
ہاتھ سے نہ بچینگے چار پہر رات گذر گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہے مسحوب لشکر کو لیکر میدان میں
آیا مشتقال مقابلے میں نکلا ایک میں پہر بھر کامل نیزہ چلا مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین کھینچیں مسحوب
نے ہاتھ مارا مشتقال نے چاہا زیر بغل جا کے تلوار رد کرون تلوار پڑی شانہ نشانہ ہوا چاہا سر
کاٹ لوں اور کیدان رسالدار آپڑے مشتقال کو اٹھا کر لیگئے سردار زخمی ہوے کئی جانسے مارے گئے
مسحوب جھلا رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا شاہزادہ سکندر والا حشم وقت پر
آکے پہونچے چالیس ہزار ساحر پشت پر ایک طرف سے گرد اڑی شاہین بلند پرواز عاد
قزاق و گلشن سحر طراز ڈیڑھ لاکھ کے لشکر سے آکے پہونچے مسحوب گھبرایا سکندر نے
سبکو منع کیا کہ آپ سب صاحب الگ رہیں یہ جو دیکھا کہ چند سردار ہمارے مارے گئے کئی زخمی
پڑے معلوم ہو رہے ہیں آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا سبکو منع کیا آپ لوگ الگ رہیں اگر ہاتھ میان
مسحوب قتل کرین کوئی دخل نہ دے مجھے شاق ہوگا سحر و ساحری کا موقع طلسم پر جا کے پڑیگا ساحر
الگ جا کر کھڑے ہوے مشتقال صف زن ہر چند زخم دار تھا مگر گھوڑے پر سوار دیکھ رہا ہے کہ سکندر مقابلے
میں مسحوب کے پہونچے تکا در زن ہوے نیزہ چلا تلوار چلی مطلب حاصل نہ ہوا آخر نوبت کشتی کی
پہونچی آٹھ پہر کی کشتی میں سکندر نے مسحوب کو زیر کیا مسحوب بصدق دل نجم پرست ہوا
مسحوب نے عرض کی میرے قلعے پر تشریف لے چلیے کل لشکر کو ساتھ لیکر سکندر قلعہ ادغان
میں آئے لشکر بیرون قلعہ اترا سکندر اندر قلعے کے آئے مسحوب کو تخت پر بٹھایا آپ ذرگل
شوکت پہ آکے بیٹھے مسحوب جو محل میں آیا زوجہ سے کہا کہ صاحب ہم تو نجم پرست ہوے
سکندر کی اطاعت کی تم سب یہ کہو کہ اعتقاد خداوند سحر کیا لات و منات سے جدا ہوے اب

اس نے کہا صاف طریقے سے ظاہر ہی کہ حال مقام لوح دریافت کرتے ہین کسیکو بھیجیے کہ جاکر خبر لائے
اور غلام جاتا ہی جوش محبت شاہان طلسم مین سمندر چلا کہ جاکر حال دریافت کرون اے طیران مکان پر
آئی چالیس ہزار فوج کو شاہزادے کے ساتھ روانہ کر چکی اب سو دو سو کنیزین جو باقی ہین انکو جمع کیا
اسنے صلاح کر رہی ہو صاحبو بڑی بات ہوئی کہ سکندر نے مجکو قبول کیا بی نسیم نے بھی اقرار کر لیا
اب تم سمجھو کیا صلاح ہی میرا ارادہ ہی بی گل اندام کو اپنے یہان دعوت مین بلاؤن مالک باغ
سبز پوشان جب وہ بھرے یہان دعوت مین آئین بیہوشی پلا کے انکو پکڑ لون قید کردون یہ صلاح کر رہی
ہی کہ ایک کنیز گلشن نامے اسنے کہا مجکو نامہ دیجیے مین لیکر طرف انکے جاؤن اپنے ساتھ لیکر آؤن
یہان گرفتار کر لیجیے طیران نے خوشی خوشی نامہ لکھا گلشن کو دیا مضمون یہ تھا کہ ہوا ہمارے یہان
جشن ہی تم بھی اگر شریک ہو بہتر ہم تم سب ملکر برائے مقابلہ طلسم کشا بیٹھیے جا بیٹھینگے گلشن نامہ لیکر چلی
ادہر سے گلشن جاتی ہی ادہر سے سمندر جوش و خروش مین آتا ہی سمندر نے جو گلشن کو
دیکھا آواز دی اے گلشن کہان جاتی ہو ذرا ٹھہر جاؤ گلشن ٹھہری سمندر نے ہاتھ پکڑ لیا حال
پوچھا اسنے صاف صاف کہدیا کہ بی طیران نے گل اندام کی دعوت کی ہی بلانے جاتی ہون
سمندر نے کہا صاف صاف کہو کیونکہ تمکو سامنے شہنشاہ طلسم کے بھیجونگا سچ کہو طیران نے
یہان سے جا کے کیا صلاح کی جب بہت دباؤ ڈالا سمندر آمادہ ہوا کہ قتل کردون گلشن ناچار
ہو گئی اور سب حال بیان کیا کہ ملکہ طیران سکندر پر عاشق ہوئی چالیس ہزار کا لشکر روانہ
کیا اب تدبیر یہ ہی کہ گل اندام کو بلا کے قتل کرین لوح حاصل کر کے سکندر کو دین سمندر
یہ حال سنکر بہت گھبرایا گلشن کو ترغیب دی کہ خبردار نامہ لیکر نہ جانا ورنہ گھر بار تمہارا صاف
ہو جائیگا اور وہ کاغذ بھی چھین لیا کہا خبردار اب پاس طیران کے نہ جانا گلشن تو اپنے گھر چلی
لیکن بڑا قلق ہی جی مین کہتی ہی یہ کیا ہوا حال میرے مالک کا کھل گیا اب یہ جاکے تہ تیغ کروا
ڈالیگا جاکر سکندر سے اطلاع کردی کہا اے سکندر غضب ہوا ملکہ طیران جادو نے جاکے لوح
کا حال پوچھا وہان سب حال کھل گیا سمندر انکے گرفتار کرنیکو گیا ہی نامہ مجھ سے لے لیا مجکو منع
کر دیا کہ ملکہ کے پاس نہ جانا ورنہ گھر بار ضبط ہوگا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ملکہ نسیم آئین کہا
مین جاکے سمندر سے سمجھ لونگی شاہین نے کہا بیٹا مین جاتا ہون جواہر نے کہا آپ سب صاحب بیٹھیے
مین جاکر اسکی تدبیر کر لونگا ہر چند سکندر نے سمجھایا جواہر نے نہ مانا یکہ و تنہا باسباب عیاری سے
آراستہ ہو کر چلا سوچتا ہوا چلا آتا ہی کہ اے جواہر جلد اپنے کو پہونچا دے یہان ملکہ طیران اپنی بارگاہ مین
بیٹھی ہی یہی ذکر ہی کہ اب گل اندام آتی ہوگی گلشن نامہ لیکر پہونچی ہوگی کہا ابھی بیہوشی ڈال کے
پکوایا شراب مین بیہوشی ملائی کہ آسمان پر برق چمکی سمندر جادو آ پہونچا ملکہ سمندر کو دیکھکر گھبرا گئین
سمندر نے کہا بی طیران چلو تمکو شاہان طلسم نے یاد فرمایا ہی طیران نے کہا آپ چلیے مین حاضر
ہوتی ہون ابھی تو دربار سے آئی ہون ایسی کیا ضرورت ہی مین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہون کہ کوئی
تدبیر ایسی نکلے کہ جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرون سمندر نے کہا او خانہ خراب تو سکندر پر
مائل ہوئی ہی اس سے وعدہ کر لیا ہی کہ مین لوح دلوا دونگی بربادی طلسم نور افشان چاہتی ہی ملکہ طیران

انکار کر رہی ہے سمندر کہتا ہے مین نے مفصل حال سنا ہے جسے انکار خدمت مین شاہان طلسم نور افشان
کے چل طیران و سمندر سے یہان تک فساد بڑھا سمندر آمادہ ہوا کہ زبردستی پکڑ لیجاؤنگا طیران
نے کہا مین تو نہ جاؤنگی سمندر پکڑنے کے خیال سے اٹھا طیران نے کہا ای سمندر اپنی آبرو بچاؤ
چپکے چلے جاؤ ایسا نہ ہو خرابی پڑے آخر دونون اپنے اپنے مقام سے آگے آپس مین سحر ہونے
لگے سمندر سحر پر طیران کے ہنستا ہے کہتا ہے قدرت سامری و جمشید کہ ہمارے مقابلے مین سحر
کرتی ہو اگر ہم کہ دریا جاری کرون اگر ثانی سامری ہو تو ڈوب جائے جو سحر طیران نے کیا سمندر
نے دفع کیا دو چار سحر ایسے کیے کہ سر طیران کا زخمی ہوا دوبارہ وشانہ نشانہ ہوا پانچ چار زخم طیران
نے کھائے سمندر نے ایک دو پتھر مارا برق کی کنیزین سب بھاگ گئین طیران گر کر بیہوش ہوئی پھر
سمندر نے مشکین باندھین زبان مین سوزن دیا ایک طرف گود مین پھینکا اور آواز دی ای خوشباش کو پکڑ
چلا آؤ تھوڑی دیر مین ایک جادوگر دس ہزار ساحر و نے آکر پہونچا سمندر نے کہا خوشباش یہ
دشمن شہنشاہ نور افشان ہے اسکی قید لیکر دربار شہنشاہی مین آؤ بادولت چلتے مین خوشباش نے
بہت خوب کہکے آداب بجا لایا سمندر تو اسیطرح جوش مارکے چلا گیا خوشباش قید طیران لیکے چلا
شاہزادہ سکندر انتظار آمد طیران کر رہے ہین کہ چند کنیزین آکے پہونچین تمام کیفیت بیان کی کہ حضور
شاہان نور افشان نے سمندر کو بھیجا سمندر نے ملکہ طیران کو پکڑ لیا شاہزادے نے چاہا سوار
ہون نسیم آکے قدمون پر گری کہا حضور تکلیف نہ فرمائین مین جاتی ہون خدا چاہتا ہے تو انکو چھڑا کے
لاتی ہون نسیم چلی ہر چند شاہزادہ سکندر نے منع کیا مگر ملکہ نسیم نے نہ مانا کہا بیجا خوف ہے ایسا نہو جواہر پر
کوئی افتاد پڑے جواہر عیار ایسا ہی ہے مگر ساحران نور افشان بھی بڑے بڑے ہوشیار مین ایسا نہو جواہر
گرفتار ہو جائے سمندر نے کہا کسی ایسے ویسے کو قید سپرد کی ہوگی سکندر کو تو بہت کہدیا کہ آپ
قصد کیجیے گا ملکہ نسیم آگے چلین خوشباش قید لیے ہوئے جاتا ہے دور سے جواہر نے دیکھا حیران ہے
کہ سر راہ کیا کرون آخر کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا اتار سقے کی شکل بنکر تیار ہوا مشک دوش پر
رکھی پانی چھڑکتا ہوا پیاسونکو پلاتا ہوا لشکر کے ساتھ چلا خوشباش نے آواز دی ارے او بہشتی تو
کون ہے کہا حضور کا ملازم گرمی کی فصل ہے اس واسطے پانی پلاتا ہون کہ پیاسونکو تکلیف نہ ہو اہل
لشکر سیراب رہین خوشباش نے کہا ارے تیرا نام کیا ہے کہا حضور نام میرا دفتر مین آبرودار لکھا ہے
خوشنگوا کے دیکھ پیچھے خوشباش نے کہا مین تجھے نہین پہچانتا جواہر نے عیاری کی تو کی مگر باتین
کرنے مین کچھ اٹک گیا کہا حضور مشک مین پانی نہین رہا ہے جاکے بھر لاؤن یہ کہکے پیچھے ہٹا خوشباش
سمجھ گیا کوئی عیار ہے ایک دستک دی کہا یارو اسے گرفتار کرو پیادے دوڑے ایک پیادے کو
جواہر نے خنجر مارا اور دو تین جادوگرون کو مارا اور چاہا کہ ترب کر نکل جاؤن خوشباش نے سحر کیا
زمین نے پاؤن جواہر کے تھام لیے رنگ و روغن چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک دبلا پتلا عیار قطور سے
لگائے ہوئے کہا ارے تو کون ہے جواہر نے اپنا نام بتایا ہمنم جواہر خنجر زن عیار سکندر ہون اسے
رہائی طیران آئے تھے یہان گرفتار ہوئے خوشباش نے انکو بھی گرفتار کیا ہتکڑیان
بیڑیان پہنا کر برابر طیران کے بٹھا دیا طیران یادین سکندر کی بہت پریشان ہے جواہر کو

دیا کہ تب تک دلمیں کہتی ہی خداوند شجاع اسکو سر سبز رکھے کیسا میر اُسکو خیال تھا کہ عیار کو روانہ
کیا دیکھیے انجام کار کیا ہو عشق نے عجب رنگ دکھایا میان آکے گرفتار ہوئے نہیں معلوم وہ تیرہ
بختہ جرات کس حال میں ہو گا سامنے ہوتے تو عرض کرتی نظم

لیجیے اسکو الف قیامت کا
لذت عشق ہیچی ہے لیلے
رو دیے سنکر امامت کا
حسن سے عشق ہو ہیں ازلی
کس سے وعدہ نہیں قیامت کا
گھر بناتے اگر یقین ہوتا
وہ جو ہی خانہ امامت کا

ہم جان چھوڑتا نہ اے قاتل
مستحق ہو جو اس کرامت کا
مر مٹے ان کا حال کیا جانے
ہم بھی دم بھرتے ہیں قدامت کا
وصل میں ہجر کی خبر بھی رکھے
اس خرابے میں استقامت کا

وصف لکھا جو تیرے قامت کا
فصل ہی یہ تیری ندامت کا
بیہردی پیشوا کی لازم ہی
راہرو کو چہرہ سلامت کا
داد ری عاشقو نکی دلجوئی
تھا نہ معلوم روز شامت کا
حسب دلخواہ دے تجھے آتش

خیال میں بیٹھی ہی کہ ای طیران ہمارے ساتھ عیار بیکار گرفتار ہوا
یہ اس شہریار کا زینت پہلو قوت بازو ہے اس کی ذات سے بڑے بڑے کام نکلتے سنتے ایسا نہ ہو وہ
غیر کسی بلا میں مبتلا ہو جاے اسی سوچ میں طیران تھی کہ آسمان پر برق چمکی ہوا ٹھنڈی چلی آسمان
سے آواز آئی منم ملکہ نسیم آتشخو اوساحر خبردار آگے نہ بڑھنا ای طیران تو گھبرا نہیں آپہونچی
نسیم نے پلٹ کے سحر کیا جادوگر تمام اسکے خوشباش نے ماش کے دانے پھینکے اس کے
ساحر بیتاب ہوئے تھے مگر اسنے ماش کے دانے جو پھینکے ساحر یاتو بگڑ جاتے تھے یار کے ملانے سامنے
آکر اپنے نام کا نعرہ کیا سنکر اکر ہاتھ اٹھایا کہا کیوں صاحب قید کو طیران کی کہاں لیے جاتے
ہو ملکہ نے جو سنکر اسکے کہا زندان گوہر نما سے بیرق چمکی سب ساحرونکے قلب الٹنے ہونے لگے نظم

باز آئینگے نہ بازی عشق وشاد سے
دو طاق ہیں بلند فلک کی محراب سے
جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہ ہوں
بسمل تمہاری تیغ سے کس کس کے [illegible]
انجام ہو [illegible] قیامت کا کات

باہر ہیں اس جہو میں ہم اپنی بساط سے
حلقے میں آبرو کے ہیں دونوں [illegible]
خوشتر رہے خوشجمال سے خوش اختلاط سے
خوبان مرگ دل ہے حبالی میں یار کی
داخل جنت میں ہو گزر کرم ہوئے

حیران آن ابرو دن کو ہیں ہمارو [illegible]
عالم حصار میں نہ ہوں اس احتیاط سے
کیا کھا کے زخم کرتے ہیں ستو نکے [illegible]
بیزار روح جسم کے ہی ارتباط سے
یہ اشعار پڑھ پڑھ کے ناچ رہے

ہیں سب یہی کہتے ہیں ہم تمہارے عاشق ہیں خوشباش گھبرا گیا کہ یہ کیا غضب ہوا کبھی ماش کے
دانے پھینکتا ہی کبھی سامری و جمشید کو یاد کرتا ہی ہزار ہزار طرح کے سحر کیے کسی سحر کی تاثیر نہ ہوئی لاچار
ہو کے منہ پیٹنے لگا کبھی پکارتا ہی یا شہنشاہ نور افشان اگر غلام کی حفاظت کیجیے اس ظالم کے ہاتھ
سے بچایے سب ساحر دشمن ہو گئے بیٹھتا ہی غل مچاتا ہی ان ساحروں کا ولولہ بڑھتا جاتا ہی حرکات
لغو کر رہے ہیں کبھی ناچتے ہیں کبھی گاتے ہیں کبھی ہاتھ اٹھا کے کہتے ہیں ای ملکہ عالم ہماری جان
جاتی ہی ملکہ نے کہا ارے کیوں جان دیتے ہو طیران دجواہر خنجر زن کو چھوڑ دو اسی میں خیر ہو کہ
ان دونوں کو رہا کرو اگر اسکے خلاف کیا قتل ہو گے کئی نے تلواریں کھینچ اپنے گلے کاٹ ڈالے
جو ساحر باقی رہے وہ قہقہے مار کے ہنس رہے ہیں خوشباش انکی باتوں پر ہنس رہا ہی بیہانتک نوبت
بہم پہونچی کہ اپنے ہوش میں نہیں رہا فقر کو کلام سخت و سست کہتے ہیں کبھی کہتے ہیں او نامرد ہمیں کیوں

ساتھ لایا تو نے طیران کو کیون قید کیا کچھ ساحر یہ سنکے بڑھے کہ ہم تجکو بھی قتل کرینگے تیرے خون کا دریا بہائینگے ملکہ طیران اور جواہر کو چھڑا کے لیجائینگے ملکہ نسیم نے کہا ہم خود آتے ہین نسیم نے بڑھکر طیران کی زبان سے سوزن نیا لکہا بولا اُٹھو طیران جواہر کی اس نے جواہر کی قید کاٹی نسیم نے کہا تم نکل جاؤ مین خوشباش سے سمجھ لونگی خوشباش سحر کر رہا ہی سحر تاثیر نہین کرتا نسیم مقابلہ پر آ طیران نے کہا ملکہ عالم آپ تکلیف نہ کرین مین اس ملعون سے سمجھ لونگی نسیم تو الگ ہوئین طیران و خوشباش سے سحر چلنے لگا دو چار سحر چلے تھے طیران نے جھولی سے کاردستہ اُنکالی نکالکر خوشباش کو کھینچ ماری سینے پر خوشباش کے پڑی پشت کے پار گذری آندھی اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مین خوشباش جادو بود خوشباش کا مرنا سب ساحر بھاگے ملکہ طیران و نسیم و جواہر ساتھ ساتھ چلے سمندر یٹ کے دربار مین آیا سحر العجائب نے کہا کیا کیا کہا حضور حقیقت مین وہ سکندر پر عاشق ہوئی جو نام آپنے بتلایا اُسکی فکر مین تھی راہ مین مین نے اسے گرفتار کیا جاکر طیران سے لڑا اُسکو گرفتار کر کے بدست خوشباش روانہ کیا ہی کیا سبب کہ وہ ابھی تک نہین پہونچا ہرکارونکو حکم ہوا کہ جاکر خبر لاؤ ہرکارے چلے تھے کہ ہمراہیان خوشباش آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہ خوشباش کو ملکہ نسیم بخت نے مارا طیران کو قید سے چھڑا کر لیگئی یہ سنکر سمندر آتشفا کہا حضور یہ بے ادبی تو جو ساتھ کی اُنکی جاکے گرفتار کر کے لاتا ہون طیران جو ساتھ نسیم کے چلی کہا مین ملکہ گل اندام کے پاس جاتی ہون اگر اُسکے پاس لوح ہی تو لاتی ہون نسیم نے کہا کہ پہلے شاہزادے کی ملاقات کو چلو جیسا کچھ وہ فرمائینگے ویسا کرنا نسیم نے کہا مجکو شرم آتی ہی کہ جاکر کیا روے سیاہ دکھاؤن ہرچند ملکہ نسیم نے رد کا طیران نہ رکی تڑپ کے بلند ہوئی طرف مکان گل اندام کے چلی باغ سبز پوشان مشہور تھا جب بہر و دیر رہبری کر چکی سامنے سے باغ سبز معلوم ہوا باغ بہشت آئین حقیقت مین باغ سبز پر جوش بہار ہی ہر طائر بیقرار ہی زمزمہ سرائی کر رہے ہین سبزۂ خوابیدہ بیدار ہوا ہر گرداب بحر آئینہ رخسار ہوا موج دست تمنائے معشوق ساحل کنار مراد نخل سرسبز شاداب ہیں مثل برق کے چمک رہے ہین شاخین ہاتھ بڑھاتی ہین آمد بہار کا مژدہ سناتی ہین عندلیبان خوش نوا الصید ادا یہ غزل گا رہی ہین

نظم

غزل جو ہے وہ محبوب نکتہ دان سنتا زمین شعر کا افسانہ آسمان سنتا
مزاج غنچے سے ہی بعد مرگ بھی دشوار زمین کے نیچے بھی ہون مین تو آسمان سنتا
کھلے نہ حالت دل کا زبان کو احوال سنا کرے ہی اگر گوش بے زبان سنتا
خوشی سے جامے مین پھولا نہین سماتا ہی بہار گل کی جو آمد ہی باغبان سنتا
زبان کو نسی مشغول ذکر خیر نہین کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا
قریب ہی یہ کہ حاصل کرے دل حضور رہی پتا لگایا ہی دل ہون ترا مکان سنتا
خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے جرس سے مژدۂ منزل ہی کاروان سنتا
نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا کسی نے پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا
فسانہ و رخ رنگین یار کیا کہتے چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مری یوسف کہا نہیں جاتا
تمھارے حسن کے سودے کیون گران سنتا

نکلتا ہے جو وہ خونخوار اوچی بن ٹھنکر
ہر اک طرف سے ہون آواز الامان سنتا

کچھ احتیاج نہیں مجھکو خز ربازو کی
اجل کو اپنے ہون اپنا نگاہبان سنتا

مری فغان سے ہر گیسوے یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سنتا

بہار اشک دکھلا رہی ہے حیران ہیں
ہزار کیسے نہین ایک باغبان سنتا

کیا ہے زرد یہ سوداے خال مشکین نے
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا

چمن کو کوچہ قاتل مگر ہے سمجھا تو
شہید مجھکو ہون ہے نخل ارغوان سنتا

یہ شوق بوسہ ہے منہ اسکا چوم لیتا ہون
زبان سے جسکے ترے رخ مین ہون نہان سنتا

مجھے وہ وحشی حنا نہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دست میہمان سنتا

جواب اُنسے ملے نہ کیونکر مین آنکھ بدلنا
کٹری مرے لیے ہر گوش بے زبان سنتا

رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
بتون کو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا

ان ابروون کو ہین شاعر ہی کہ رہے کچھ کو
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا

کہون جو بال مین اسکو تو بال شیشے کا
مرکو ہون تن نازک کے درمیان سنتا

فراق یار مین ہے صبر زور دو دست
پچھاڑتا ہے جسکو ہے پہلوان سنتا

فلک سے تیر کو دیکر نشانہ بتنا مین
کوئی جو ابر دے خدا رکھے کان سنتا

قصور مجھسے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا

جفا و جور و ستم مین مثال کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا

ہر چل رہی ہے ہوا باغ ہر تن کیسی
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

سنا ہون قد سے ہو سے دیکھین جیسے زرد آنچل کا
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

عجب باغ پر بہار ہے صحبت بلبلون کی بکار طیران دیکھتی ہوئی اس باغ سے گذری جاتی تھی کہ ناگاہ سے آواز جلسے کہ ایک غنچہ مسکرایا چمن نے آواز دی اے ملکہ طیران کہان جاتی ہو دیکھیے ملکہ گل اندام بلا رہی ہیں پلٹ کے طیران نے جو دیکھا چبوترے پر باغ کے ملکہ گل اندام مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزان موجود ہین سب چین سامان عیش و نشاط مہیا گل اندام نے مسکرا کے کہا کہ آو کہان جاتی ہو نسیم ری نے مجھکو خبر دی تھی کہ ملکہ طیران آپکی ملاقات کو آتی ہین لہذا علحدہ جانے کا کیا باعث ہم تو تمھارے بہت مشتاق ہین طیران جادو اتر پڑی دل سے اپنے کہتی ہے کہ اسی عظم و شان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صاحب بوج ہے اسنے تو ہمارا حال نہ سنا ہوگا اگر سامنے ملکہ گل اندام کے بیٹھی گل اندام نے کہا کہ خیر و عافیت کہو طیران نے کہا شکر خداوند سامری و جمشید کا تمنے سنا ہوگا طلسم کشانے کوہ عجائب غرائب کو فتح کیا ملکہ خورشید برق وش نے رہائی پائی اب بربادی طلسم کی تدبیرین ہو رہی ہین یقین ہے طلسم کشا اس راہ سے آئے تو تم اپنے کو بچانا گل اندام نے کہا طلسم کشا یہان آکے کیا کریگا طرف سے باغ لالہ زار کے راہ ہے یقین ہے وہ وہ کا بچے تین کہ طلسم کشا کو دانتون پسینا آجائے باغ لالہ زار ملازمان طلسم کشا کو جلا دیگا آجتک کبھی

کسی ساحر و غیر ساحر کا صرف باغ لالہ زار کے گزر نہیں ہوا جو اس طرف سے گیا باغ میں جا کے
پھنسا آفت میں مبتلا ہوا ہمنے تو نہیں سنا کہ کوئی اس طرف سے گزر رہے اپنے زمانے میں کوکب نے
کبھی اس باغ سے گزر نہیں کیا ملکہ بہاران شمشیر زن کہ ساحرہ بے فن تھی دریائے خون رواں
توڑا باغ لالہ زار کی سیر نہ کر سکی اور یہ جو باغ سبز پوشاں کہلاتا ہے یہاں بھی آدمی کے ہوش اڑتے
ہیں لوح سے ہمیں کیا کام ہے آپکے پاس ہو گی جو سحر میں یکتا ہوں تو صرف مالک باغ سبز پوشاں کہلاتی
ہوں آج کیا باعث ہے پہنچے ہمکو دیکھکر مسکراتے ہیں گلوں نے آنکھیں کھولیں نرگس اسی جانب
تک رہی ہے سنبل نے پریشان سنوارے ہیں عشق پیچہ پیچ و تاب میں چشم معشوقی کی کیفیت نہر کے
حباب میں کیا ہے شاہان طلسم سے کچھ رنج و ملال ہوا طیران نے کہا نہیں بوا مجھے کیا ضرورت
تھی جو شاہان طلسم سے تکرار پیدا کرتی خواہ مخواہ انھوں نے کہا تمام طلسم پر روشن ہے خود انکو مناسب
تھا یا نہ تھا گل اندام نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا کہا بوا ایک دو گھڑی بات ہمارے ساتھ بھی یہ جام نوش کرو
اپنے باطن کا حال کہو طیران کے موئے جسم کھڑے ہو گئے انکار مناسب نہ جانا یہ دل نے کہا
کہ شراب پی اور غضب ہوا لیکن پھر اب کیا چارہ ہے لونڈی کی کیا مجال تھی کہ ان تک آتی اور بلا
کے لیجاتی انکا ہی فیض عام ہے نام ملکہ گل اندام ہے ایسی ایسی باتیں ولیں کیں جام لے لیا جیسے
ہی جام لبوں سے لگایا طفلان غنچہ نے غون غان شروع کی عندلیب خوشنوا ہنسی پتوں نے کف افسوس
ملے شاخوں نے ہاتھ بڑھاکے سر پر طیران کے سایہ کریں ہوائے معتدل چلنے لگی نہروں
میں جوش و خروش طاؤسان بدمست کو بیہوشی میں ہوش کا گل سنبل کا کوڑا بنا پنچوں کو دل لگی سوجھی
نرگس کی آنکھیں ابل آئیں جام پیتے ہی طیران کو نشہ ہوا گل اندام نے پوچھا کیوں بوا ایسا رنج
ہوا انکو صاف صاف کہو کس ضرورت پر اتفاق ہوا ہمارے واسطے کوئی نامہ بھی لکھا تھا تحریر
غنچہ و گل سے ثابت ہوا کہ تقدیر کا لکھا پیشانی تھی اب نہ تامل کرنا شراب و شباب نے پی انکو صاف
صاف کہو کہ یہ باتیں جو گل اندام نے کیں طیران نے کہا بوا ہم گنہگار شاہان طلسم نور افشاں
میں بیٹھے بیٹھے ہاتھ ہمارا پہاڑ کے نیچے دبا شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم بیاکل ہوئی
انکی معشوقہ اصلی کہ جس کے ساتھ نسبت بھی ہو چکی ہے ماں باپ نے آ کے منسوب کیا امر رنج خوشی کی
سینے پر پڑا آخر وہ بھی راضی ہوئیں ہمنے یہ اقرار کیا کہ فکر لوح طلسم کر دینگے عہد و پیمان ہوئے شاہان
طلسم سے جا کے پوچھا کہ لوح کسکے پاس ہے انھوں نے آپکا نام لیا منظور ہوا آپ کو بلوائیں
بیہوشی دیکے قتل کریں کنیز نامہ لیکر چلی تھی راہ میں سمندر نے گرفتار کیا ہم گرفتار ہوئے ایک
ساحر ہم کو لیکر چلا نسیم نے آ کے مارا اب ہم خاص اسواسطے آئے کہ تمکو قتل کریں لوح لیکر
لیجائیں لیکن اب تو دام مکر میں پھنسے یہ جو حال ملکہ طیران نے بیان کیا گل اندام نے کہا بوا کیا
کہنا حقیقت میں بڑا کام کیا شاہان نور افشاں نے تمکو دھوکا دیا میرے پاس لوح کہاں لوح کا
راستہ جہاں ہے وہاں لیکر اس طلسم کا فتح ہونا بہت دشوار ہے گا بوا تمنے ناحق بیٹھے بیٹھے اپنے کو آفت
میں پھنسایا ہماری بوا کے واسطے زیور لاؤ کنیزیں دوڑیں کے انکے واسطے ہتھکڑیاں بیڑیاں لائیں ہتھکڑیاں
بیڑیاں سامنے رکھدیں بجائے سوزن ایک تکلا بھی لاکے رکھدیا گل اندام نے کہا بوا یہ زیور

پہنو طیران نے اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین ہلا دیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنین طوق گلے مین
پہن لیا گل اندام نے دوسرا جام پلایا جام پیتے ہی ہوش آیا اپنے کو اس مصیبت مین دیکھا سہرا
گئین کہ مجکو کس نے قید کیا گل اندام نے کہا تیرا تمھارے طرار نے تمکو گرفتار کرایا آواز دی ارے
کوئی حاضر ہے سنبل جادو سامنے آئی کہا سنبل اسکی قید خدمت مین شاہان طلسم کے لے جا راہ مین
ہوشیار رہنا شاہزادہ سکندر بڑے زور وشور سے قلعہ مسحوب نیزہ باز پر فروکش ہین اگر انکو خبر
ہوئی وہ ضرور اسکی رہائی کو آ پہنچینگے بی نسیم آتشخو ایک حقیر ساحر کو مار کے بہت بلبلائی ہین انکی بھی ہوا
بگڑ چلی گرفتار ہو کر آئینگی ایک بار قید ہو چلی ہین سنبل نے طیران کو ارابے پر سوار کیا پانچ سو کنیزین
اسکے ساتھ مین قید لیکر طرف شاہان طلسم کے چلی یہان شاہزادہ سکندر قلعہ مسحوب پر فروکش
ہین ملکہ نسیم و جواہر آکر بیٹھے کیفیت رہائی طیران بیان کی کہا حضور ملکہ طیران فکر لوح مین گئی
ہین سکندر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو بے اطلاع کئی گئی کیوں ملکہ کو روانہ کر دیا ہے صلاح
تھی ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائین نسیم نے مسکرا کے کہا آپ کو بڑا قلق ہے سکندر نے کہا
مقام انصاف ہے کہ آپنے ہمارے واسطے گھر بار چھوڑا شاہان طلسم نور افشان کی دشمن ہوئی ہم
کیونکر اسکا خیال نہ کرین اُنکی رنجیدگی کا ملال نہ کرین سکندر نے اسیوقت حکم دیا خبر لگاؤ اگر خدا نخواستہ
طیران کہین گرفتار ہو گئی تو مجھکو بڑا قلق ہوگا جواہر نے اسیوقت ہرکارے روانہ کیے دوسرے
دن ہرکارے پریشان آکر بیٹھے عرض کی اے شہریار غضب ہوا ملکہ طیران کو گل اندام نے قید
کیا سنبل جادو قید لیے ہوئے جاتی ہے اسی ڈانڈ سے فوج گذریگی سکندر نے ارادہ کیا تھا جواہر
قدمون پر گر پڑا کہا حضور تکلیف نہ کرین مین انکو رہا کر کے لاتا ہون سلطان زرین پوش بیقرار
ہو گئے کہا اے جواہر طلسم نور افشان کے ساحر بڑے بڑے ہوشیار ہین ایسا نہ ہو کوئی آفت پہنچے
جواہر نے کہا کہ ہمکو افسر شاطران کیا ہے یہی ہمارا کام ہے عیاری مین ہمارا نام ہے حضور منع نہ کرین یہ
کہکے جواہر خنجر زن برائے رہائی طیران چلے سوچتے ہوئے کہ کیا کرون جواہر ابھی قریب لشکر پہونچے
تھے کہ گل اندام اپنے باغ مین بیٹھی ہے لطف سبزہ پر بہار ہے عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی
ہین ایک عندلیب نے پرونکو جنبش دی ملکہ گل اندام سے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم ذرا
ہوشیار ہو جائیے آپ باغ سبز پوشان کی حاکم ہین اس مقام عجائب و غرائب کی ناظم ہین ہر وقت
ہوشیار رہنا چاہیے آپ کو کچھ معلوم ہوا غنچے مسکرا رہے ہین گلون نے آنکھین کھولین سرو چمن اکڑ
رہے ہین بی طیران جادو کی قید کیے ہوئے بی سنبل جاتی ہین سکندر کو خبر ملگئی میان جواہر
صاحب عیاری کرنے چلے ہین یہ سنتے ہی اُٹھکر تالی بجا آواز دی ارے کوئی حاضر ہو بی نسیم سے مجکو ہوا کا
جھونکا جانا ایک لڑکے کو ساتھ لیکر ہمارے فتاح طلسم نور افشان چلی ہین کیا کھیل سمجھی ہین یہ جو
گل اندام نے آواز دی بارہ ہزار کنیزین سرو قد غنچہ دہن ہنستی ہوئی سامنے آئین کہتی ہوئی واہ کیا
ارادہ ہے ہم سمجھ گئے بی سنبل کو پریشانی ہوئی گل اندام نے کہا اب انکی شامت آئی ہے بی نسیم
نے اپنے نزدیک بہت بڑا کام کیا تھا مین دلکش بھی ساتھ مین ایک اشارہ مین ہوش نہ درست
رہینگے جب حاکم باغ سبز پوشان نکلے گشت کرے میان طلسم کتنا ہی گرفتار ہون اس لڑائی کا کاتب

بھی کر دین تمام ملکون مین خبر ہو چکی کہ طلسم نور افشان پر چہار جانب سے بلوہ ہے طلسم کشا
نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کر لیا اب تلاش کی جو نہ کرنے پائین راہ مین گرفتار کیا جائے یہ کہکے
تخت پر سوار ہوئی سحر بند جادو سہلہ مین بیٹھی ہر کہا ایک نامہ واسطے سکندر کے لکھو مضمون
یہ ہو کہ عیار کو برائے سنبل کیون بھیجا خود تشریف لائیے منتظم باغ سبز پوشان حاضر ہوتی ہے
بی نسیم اور شاہین و گلشن یا آپ طیران کو رہا کیجئے باہم آپ سے کے دلیے ارادہ فتاحی طلسم جانیگے
تحریر نے نامہ لکھا جو مضمون گل اندام نے کہا وہ درج ہوا گل اندام نے کہا نامہ کیونکر بھیجون
صلاح ہوئی کہ قاصد صبا کے سپرد کرو تحریر نے نامہ ہتھیلی پر رکھا جھونکا ہوا کا نامے کو اڑا لیگیا ملکہ
گل اندام چلین یہان سکندر قلعہ مسحور مین بیٹھے ہین شہنشاہ زرین پوش تخت پر ملکہ نسیم
و شاہین و گلشن سحر طراز سب دربار مین حاضر ہین دربار سکندر معمور کہ ایک ہوا چلی سب کی آنکھ
بند ہو گئی اب جو نسیم نے آنکھ کھولی ایک نامہ اپنے ہاتھ مین پایا اب جو پڑھا تو مضمون مذکور یہ تھا
کہا ای شہریار ملکہ گل اندام مالک باغ سبز پوشان آپ کو تحریر فرماتی ہین کہ ای شاہزادہ سکندر والا
حشم آپ ارادہ فتاحی طلسم نور افشان ـ لکھتے مین مقام افسوس ہے کہ عیار کے بھروسے پر طلسم کشائی
کا کرو دعوی فتاحی طلسم ہی تو خود لشکر کشی کر کے آئیے مقابلہ پڑے احوال کھلے سے سکندر نے کہا
لشکر تیار کرو اسیوقت لشکر تیار ہونے لگا ملکہ نسیم و شاہین و گلشن صلاح کر کے سوہو
ملکہ نسیم نے شفقت کی ایک بازو بند عمدہ تیار کر کے بازو پر سکندر کے باندھا اور کہدیا کہ آپ پر کسی
ایک کا سحر تاثیر نہ کریگا جو سحر غالب آئیگا اسکا سحر تاثیر کریگا یہ انتظام کر کے لشکر نے کوچ کیا جواہر کا
حال تحریر ہوتا ہے کہ وہ جو قریب لشکر سنبل پہونچے ایک پہاڑ پر سے چڑھ کے دیکھا ایک خیمے مین
ملکہ طیران قید مین سنبل کی بارگاہ استادہ ہی جادوگر یہان جابجا پھر رہے ہین جب جواہر پہاڑ سے
اترا ایک ضعیفہ کی صورت بنا چاہا لشکر مین جاؤن اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھا صحرا خالی معلوم ہوتا ہی
لشکر سنبل کا کہین نشان بھی نہین تین مرتبہ جواہر پہاڑ پر چڑھا اترا تین مرتبہ اترا جب پہاڑ پر
جاتا ہی لشکر نظر آتا ہی جب زیر کوہ آتا ہی لشکر معدوم ہو جاتا ہی دل مین کہتا ہی جواہر کچھ سمجھ مین
نہین آتا جب پہاڑ پر جاتا ہون لشکر نظر آتا ہی جب پہاڑ سے اترا لشکر غائب ہو گیا اس تردد مین تھا
کہ پشت سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل زیور گل
مین لدی ہوئی بارہ ہزار فوج پشت پر نہایت کر و فر سے لشکر پیدا ہوا اب جواہر نے دیکھا کہ سنبل
بھی استقبال کو آئی نہایت درجہ جواہر حیران ہے کہ یہ کیا طلسم کہا ہوا تو سنبل جادو بھی ظاہر ہوئی ملکہ عالم
کہکے پایہ تخت پر سنبل نے ہاتھ ڈالا دوسری گرد اڑی جواہر حیران ہو کے دیکھنے لگا دیکھا لشکر
سکندر والا حشم بڑے کر و فر سے پیدا ہوا شاہزادہ پشت مرکب پر ملکہ نسیم طاؤس زرین بال کی
شاہین بلند پرواز ایک عقاب پر سوار و گلشن سحر طراز طاؤس زرین بال پر شہنشاہ زرین [illegible]
تخت پر ساحر و غیر ساحر ملا کر تین لاکھ کا لشکر اس کر و فر سے شاہزادہ بھی آ کر پہونچا ملکہ گل اندام
نے پکار کر آواز دی ای شاہزادہ والا قدر آپ عیار کے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے نکلے ہین
آپکا عیار طیران کو رہا کرنے آیا تھا پہاڑ پر چڑھا کئی مرتبہ اترا بیچارہ اس کشتی سے حیران تھا آپ

اب لشکر کو لیکر آئے ہو حال کھلجائیگا بی نسیم ہوشیار رہنگی میں حاکم باغ سبز پوشان ہون ہرائے
گرفتاری سکندر آئی ہون نسیم نے کہا کیا مجال جو شاہزادے پر نگاہ ڈالے تو آنکھیں پھوڑدوں
گل اندام ہنسنے لگی کہا غصہ نہ کیجیے لشکر آتا ہے جب ہمارے آپکے مقابلہ پڑیگا تو حال کھلجائیگا
دونون لشکر آکر مقابلے میں اترے گل اندام نے پکار کے کہا آج شب کو انتظام ہوگا مگر میان جوامر
ہمارے لشکر میں آنیکا ارادہ نہ کیجیے گا آپ ہزار کوس پر تھے ہمکو خبر ہوگئی دونون لشکر مقابلے پر اترے تھے
لشکرون میں تیاریان ہونے لگیں ساحرون نے جابجا بارگاہیں استادہ کیں بارگاہ سکندر استادہ ہوئی
گل اندام نے اترتے اترتے ایک بدیعی بسوڑ نکی اپنے گلے سے اتار کے پھینکی ایک ابر سیاہ پیدا ہوا
لشکر پر سکندر کے آکے چھایا ملکہ نسیم اتر کے بیٹھی ہیں شاہین نے کہا اے فرزند ہے ظالم سے
مقابلہ ہے یکایک ابر ظاہر ہوا گلشن نے کہا لو بی بی سحر شروع ہوگیا ملکہ نسیم باہر نکل آئیں دیکھا ابر چھا
ہوا ہے لشکر کو گھیرتا جاتا ہے ملکہ نسیم نے کھڑے ہوکر سحر کیا جیسے ہی گوتہ طرف ابر کے پھینکا ابر پھٹا
ابر سے ایک نازنین مہ جبین خوش آواز با کرشمہ و ناز گوری گوری صورت کمر چست ارادہ درست
مسکرا کے سامنے نسیم کے آئی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا ہے شب کی رعنائی دیکھکر
اس نازنین نے جو ابر سے نکلی ہے ملکہ نسیم سے آنکھ ملائی کہا بی بی یہ چند شعر نسیم کے میری زبان سے
سن لیجیے یہ کہکے با الحان یہ اشعار آبدار گانے لگی

نظم

ظاہر ستمگار ہے جلوہ آبدار شب — نسبت زلف یار ہے باعث افتخار شب
شفق میں حسن سعادت جیسے ہے انکو گزرت — چشم [illegible] ہو رہا ہے حسرت انتظار شب
ہے کہیں جلد بے وفا دل نہیں مانتا مرا — چہرہ روز پر جھکا گیسوے تابدار شب
حال نہ پوچھ ہمنشین ہجر غم دلبر حسین — شعلہ آہ آتشین ہوتا ہے ہمکنار شب
وعدہ ہے وصل یار کا دو ہے بخت نارسا — اول شام سے ہوا اسلیے ہی اختصار شب
ہو کوئی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب — حافظ روز آفتاب ماہ ہے پاسدار شب
نالہ آتشین سے ڈر آب کہیں نہ ہو جگر — ہوتی ہے شام صبر کر اے دل خواستگار شب
جیتے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم — صبح نہ ہونے دیتے ہم ہوتا اگر اختیار شب
دیکھتے ہیں نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ ہے ستم — ہجر میں طول روز غم وصل میں اختصار شب

جب اس نازنین نے یہ غزل سامنے ملکہ کے گائی نسیم نے کہا میں تعجب کرتی ہون کہ تو ایسے ایسے
اشعار آتش خیز شعلہ انگیز گا رہی ہے اور تیرے منہ سے کوئی شعلہ نہیں نکلتا جل نہیں جاتی کیا ہے
جلتی ہے مثل شمع کیون پگھلتی ہے شاہین نے شرارت کی ایک شعلہ جھڑک کر اس نازنین پر گرا ہر بن
موسے اس نازنین کے آگ نکلی جلتی ہوئی قریب ابر کے پہونچی ابر میں روئی کے گالے سے تھے وہ
بھی جلنے لگے ابر جلکر خاک ہوا شور ہوا کشتی مرا نام من ریحان سبز پوش بود گل اندام اپنے
مقام پر بیٹھی تھی کہ یہ آواز کانون میں آئی بس یہ آواز سنکر گل اندام جھلا گئی آواز دی ارے کمبخت نیرنگ
تو نے سنا کہ کیسا مرکہ ہوا بی نسیم نے ایسی ہوا باندھی میان شاہین نے اپنی بلند پروازی دکھائی
بی گلشن نے بڑا سحر کیا دکھا کر [illegible] ایک کنیز ادنی عرض کی جو ارشاد ہو [illegible]

زبان ہلا سکے پھوڑ پھوڑ کے رہیں وہ فریاد و الغیاث بلند ہو کہ بی نسیم بھی اپنا سحر بھولیں ہوا
ایک ہوا اُڑا لی ہے کہ اپنے معشوق کے واسطے ایک بازو بند بنایا ہے بازو پر سکندر کے باندھا ہے
گل اندام نے کہا نیرنگ کسی بات کا خیال نہ کر یادہ شعبدہ ہو کہ اپنی جان سے بیزار ہوں دیکھیے تو
کیا آفت برپا کرتی ہوں نیرنگ نام ہے شعبدہ بازی میرا کام ہے یہ کہکے وہ کنیز غائب ہوئی نسیم
آئی ہیں سکندر کے دربار میں کرسی پر بیٹھی ہیں ذکر ہو رہے ہیں نسیم نے کہا صاحب تجھے سنا انہوں
نے ایک سحر کیا تھا اُسکو بھی مٹایا اب اور نئی شعبدہ ہوگا آج رات تو آرام نہ کرنا کہ دیکھا ایک
ابر گلنار اٹھا تھا نسیم نے چاہا اپنے مقام سے اُٹھوں آواز آئی کہ اپنے مقام پر بیٹھی رہو اب اُٹھنے کا
قصد نکرنا شاہین نے بھی قصد کیا تھا کہ اُٹھکے سحر کروں ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی اُس
آواز مہیب میں یہ صدا تھی کہ اے ملکہ نسیم اپنے سحر پر ناز نکرنا ہم لوگ ساکنان طلسم نور افشان میں
مالک باغ سبز پوشان صاحب عظمت و شان ہیں کبھی کسی نے زیادتی نہیں کی ہمارے باغ پر کسی
شہنشاہ سابق کا بھی گذر نہیں ہوا بادشاہ حال کی تو کیا مجال کہ جو اس راہ سے گذر کریں ہمارا مقام
مشہور ہے ہم حاکم در بند سحر ہیں ہمارے قبضے میں گنبد سحر ہیں نسیم اُٹھتے اُٹھتے بیٹھ گئیں لشکر
میں بوندیاں پڑنے لگیں اہالیان لشکر نے دیکھا ایک زنگن سیہ فام لہراتی ہوئی سامنے آئی
سبکو دیکھکر ہنسی کہا صاحبو مقام افسوس ہے کہ تمنے عجائب و غرائب طلسم میں پانون رکھا نظم

قاصد جو پڑھ چکیں وہ مرا ماجرائے خط
وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجرائے خط
فرصت کہاں ہے ضعف سے [illegible]
کہتا کہ میں نے جان لیا مدعائے خط
گر خط نہ پڑھ سکیں تو زبانی ہی نامہ بر
اب اور ہی ہوا ہے نہیں ہے سوائے خط
[illegible] بیان نامہ بر [illegible]
کیونکر لکھوں کہ دم ہیں مرے آشنائے خط
آجائے نامہ بر کسیکے فریب میں
تعریف مدعا میں کروں یا ثنائے خط
پڑھکو وہ خط شوق سر اُٹھکے گھرے ہے
مضمون پاک ڈھونڈھ رہے ہیں برائے خط
[illegible] مدعا کے نظارہ کا شوق ہے
دیتا ہوں نقد جان میں مجھے رونمائے خط

کہتا کہ یاد آتا ہے اک خط قفائے خط
افسانہ ہائے ہجر کی طولانیاں یہ تھیں
قاصد ہمارا شوق ہی کاہن ہے جائے خط
نازک مزاج ہیں کہیں آزردگی نہ ہو
کہہ دینا مدعائے مصیبت فزائے خط
غفلت یہ تھی القصور خسار یار سے
نکلا ہزار بار ہی منہ سے ہائے خط
آجائے نامہ بر جو لیں مرگ ہم نشین
دیہی نہ مدعی یہ کھلے مدعائے خط
مضمون خون دلکو بھی تشہیر سے کہا
تعظیم خواستگار رہا ماجرائے خط
برسوں گذر چکے ہیں انتظار میں
قاصد دکھا دے ناصیہ خوشنمائے خط
آخر نسیم نامہ و پیغام تا کجا

تم تشنگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
برسوں پڑھا کیے نہ ہوئی انتہائے خط
خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا
جلدی نہ کیجیو مرے قاصد برائے خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہے جان
لکھا ہزار بار وہی مدعائے خط
سمجھیں نہ کیونکر صاف کہیں حال واقعی
دینا مرے مزار پہ لا کر ہوائے خط
قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے
اس سنگ پہ ہی شوخی رنگ حنائے خط
پر ہجر کار شوق وہ ہمکو ہیں جانتے
معلوم کچھ نہیں سبب التوائے خط
قاصد زیادہ اس سے بھی کیا فرد ہے
بہتر یہی کہ آپ چلو تم بجائے خط

جس وقت اُس زنگن نے یہ غزل گائی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھکے غائب ہوئی مینہ میں
بوندیاں پڑنے لگیں لشکر میں سکندر کے غریو بلند ہوا گھبرا کے سکندر نے فرمایا کہ دریافت
کرو یہ شور کیسا ہے ہرکاروں نے آکے خبر ظاہر کی کہ نخل سب جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل

رہے ہیں سیکڑوں بندگان خداوند تجر جل گئے سکندر نے پلٹ کے دیکھا کہ سب ساحر خاموش بیٹھے ہیں اور بازو پر جو اسم بندھا تھا اسکے حرف مٹ گئے سکندر نے چاہا آہ کرون جواہر بیقرار ہو گیا کہا اے شہریار سارا لشکر آفت میں مبتلا ہے رونے کی بجلے آواز آتی ہے بوندیان پڑ رہی ہیں ابر چھایا ہوا ہے اب لشکر سکندر میں سب جادوگر خاموش ہیں ملکہ نسیم جواب نہیں دیتیں شاہین کے ہوش اڑے ہوئے ایک کونے میں جا کے ٹھہرا ہم نہیں کر سکتا گلشن بی بی لاکھ طرح چاہتی ہیں کہ سحر کرون ممکن نہیں ہوتا کئی مرتبہ گلشن آئیں کچھ سوچکر بیٹھ گئیں باہر کے اندر کے ساحر سب ایک ہیں کسیکو سحر نہیں بن پڑتا ہر چند قصد کر رہے ہیں کوئی ساحر اپنے مقام سے اٹھ نہیں سکتا شاہین و گلشن نے بڑے بڑے زور مارے مگر کچھ نہ ہو سکا اب لشکر میں فریاد بلند ہے لشکر والے پریشان صاف معلوم ہوتا ہے بدن میں آگ جل رہی ہے ہڈیان جل کے خاک ہوجائینگی فریاد و الغیاث کی صدا بلند کر رہے ہیں پکار رہے ہیں اے خالق بے نیاز اے رب کارساز وقت مدد ہے اب مدد کر اس بلا کو اٹھا نظم

حاضر و ناظر بود ذات خدا نزدیک و دور	مالک از بندہ نمیگردد جدا نزدیک و دور
حکم حق جاری است در ارض و سما نزدیک و دور	ہست آن فرمان روا فرمان روا نزدیک و دور
میرساند روزی ہر روزہ در ہر روز و شب	حضرت رازق بہر شاہ و گدا نزدیک و دور
جستجو در مسجد و بتخانہ ناحق میکنند	ہست چون نور خدا جلوہ نما نزدیک و دور
باعث حرص و ہوا خاک تن این خاکسار	می پرد مثل غبار اندر ہوا نزدیک و دور
گاہ در مشرق برفت و گاہ در مغرب رسید	گرد بہر رزق و دق تا کجا نزدیک و دور
ہر کجا باشی مدد گار تو حق ہمراہ تست	در گذرگاہ طریقت ہند یا نزدیک و دور

عجب لشکر میں ہنگامہ ہے ہر شخص رو رہا ہے ابر گھر کر لشکر پر چھا گیا شاہزادہ اپنے مقام سے اٹھ نہیں سکتا نسیم و شاہین و گلشن اپنے اپنے مقام پر حیران و پریشان جھونپڑی میں جب ہاتھ ڈالتی ہیں اسباب سحر جھونپڑی سے نہیں نکل سکتا مجبور ہو کے رہ جاتے ہیں کیسے بنائے کچھ نہیں بنتا ہے ابر اپنا زور دکھا رہا ہے بوندیان پڑ رہی ہیں ابر کا زور بڑھتا جاتا ہے سیاہی ابر کی دیکھ کے قلب تھراتا ہے قضا سے شاہزادہ ضیغم شیر شکار آتشخو کو مار کر اسی صحرا میں پہاڑ کے اس پار فروکش ہے اپنے لشکر کی نگہبانی کر رہے ہیں یکایک فریاد و الغیاث کی آواز کانون میں آئی نیرنگ صبا رفتار عیار ساتھ ہے نیرنگ نے کہا دیکھو تو یہ کیسی آوازیں آتی ہیں کوئی رو رہا ہے لشکو لئے سنو و صعود ہا ہے ہزارون آدمی فریاد کر رہے ہیں یہ کیا غضب ہوا کس پر آفت آئی ہے نیرنگ صبا رفتار بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کے چلا آواز کے نشان پر آتا ہے پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا دو لشکر مقابلے میں اترے ہیں ایک لشکر پر ابر چھایا ہے ابر سے بوندیان پڑ رہی ہیں صداے فریاد و الغیاث بلند ہے نیرنگ فرزند ضرغام شیر دل ہے نہایت عاقل و کامل ہے پہاڑ سے اترا قریب لشکر کے آیا ایک فقیر بنکر ساحرون سے پوچھا کیون صاحبو یہ کیا معرکہ ہے اس لشکر والے کیون روتے ہیں کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہیں ساحر نے کہا وہ لشکر سکندر زرین پوش زرین علم ہے یہ لشکر ملکہ گل اندام ہے ملکہ گل اندام نے سحر کیا صبح ہوتے ہوتے سب کا خاتمہ ہو جائیگا ایک پہر رات اور باقی ہے یہ سنکر

نیرنگ روتا ہوا بھاگا آکر دیکھا شاہزادہ ضیغم کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ہین کہ یکایک
نیرنگ روتا ہوا آیا ضیغم نے پوچھا خیر تو ہی عرض کی حضور لشکر سکندر پر بڑی آفت ہی
گل اندام نامے کوئی ساحرہ ہی مالک دربند طلسم نور افشان ہی انتہاے سحر ہی کہ جواہر خنجر زن نے
ارادہ یہان عیاری کا کیا وہان انکو خبر ہو گئی لشکر لیکر آئی ہین سبکا خاتمہ ایک ہی سحر مین کیا اب
پہر بہر اور باقی ہی اہالیان لشکر سکندر کا خاتمہ ہو جائیگا ضیغم کا بہی دل کانپ گیا کہا بڑے
افسوس کی بات ہی ہمارا تاجر زادہ غنیا لقال ہی اُسکو اپنا فرزند سمجھتا ہو جہان انکی خدمتگذاری
کی انکی مدد بہی کرنا واجبات سے ہی نیرنگ نے عرض کی جادوگر کا مقدمہ ہی سمجھ کے چلیے گا ضیغم نے
کہا سمجھا بوجھا ہی برقان برق وش کہ عاشق جمال شاہزادہ والا قدر ہی شاہزادے نے جو
بوق ترکی بجایا یہی آواز تھی کہ ای قزاقان تیار شوید پہلی آواز مین گھوڑون پر کاٹھیان پڑین دوسری
آواز مین پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے تیسری آواز مین سب جمے ہوے سامنے آلے ضیغم
بہی گھوڑے پر سوار ہو چکے ہین دیوانون کو ساتھ لیکر بڑھے جب لشکر گل اندام مین پہونچے بوق ترکی
بجایا قزاقان بزنید نگر بہ ہوشیاری اب جو قزاق تلوارین کھینچکر گرے لشکر کفار مین ہلکہ ڈالدیا
گرد وغبار اُڑنے لگا قزاقون نے طنابین خیمون کی کاٹین بارود کے فتیلے پہینکے خیمے جلنے لگے
اس اندھیرے مین جسکے ہاتھ مارا آ تیغ کے دو ٹکڑے ہوے اول نعرہ نام صاحبقران کا کیا پہر
نعرہ لندھور پہر نعرہ مالک پہر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ضیغم شیر شکار از تصنیف مصنف

منم ضیغم بیشۂ صفدری
کشم تیغ کین درمیان صف
منم نام آور یل پہلوان

منم حامل رایت برتری
بلرزند از خوف دیوان
عدو سکند الامان الامان

منم شیر میدان اخشت برزو
منم سالک مسلک راستی
منم نیر ہی صاحبقران

صف دشمنان میکنم گرد برد
بفوج عدو ہمی برابہی
منم گوہر درج صاحبقران

اس زور و شور سے شاہزادہ آکے گرا کہ لشکر مین ہلکہ ڈالدیا جادوگر دہکے مرنیکی صدائین بلند
ہوئین گل اندام خیمے سے نکلی نکلکر دیکھا سب لشکر قتل ہو رہا ہی جادوگرنیون سے پوچھا ارے
یہ کیا معرکہ ہی جادوگرنیون نے عرض کی طلسم کشا آگئے لندھور مالک کے نعرے کی آواز سنی
چالیس لاکھ فوج ہی سارا لشکر آپکا گہرا ہوا ہی گل اندام نے کہا حقیقت مین ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی
ساحر اپنے تئین کیا بچا سکتے مین آپس مین لڑ رہے ہین بہائی نے بہائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل
کیا جسطرف نکلا جسکو آتے دیکھا اُسی پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سحر ہو رہے ہین شہر رہا جادوگر
مرکے گر پڑے لاشے پھڑک رہے ہین خیمون مین آگ لگادی گل اندام حیران ہو گئی اپنے
کنیزون سے کہا ارے یہ تو دریافت کرو کہ لشکر حمزہ کسطرف ہی اور ہمارا لشکر کہان ہی کوئی
سردار ہمارا معلوم نہین ہوتا ہمارے ملازمون کے مرنیکی آواز بہی آتی ہی دمبدم آواز آتی ہی
منم صاحبقران زمان کشندۂ کافران آخر دیکھو تو صاحبقران کدہر ہین کنیزین کہتی ہین
واری اندھیرے مین کدہر جائین کیا دریافت کرین افسر کو کیونکر پائین اگر دشمن کو دیکھ لین
قیامتین برپا کرین دشمن سے لڑین سحر نہین کر سکتے ہین خوف ہی کہ ایسا نہو اپنے ساتھ والے پر
ہو ہر مقام متردد ہی گل اندام نے کہا پہر آخر کیا کرین لشکر کو قتل ہو جانے دین دیکھتے ہو منہ سے

ساحر مار گئے آپ بڑی صاحب اقبال ہیں یہ کہتا ہوا قریب پہونچا ایک طرف سے برقان بھی پہونچی
قیامت کر رہی ہے دور سے جو دیکھا شاہزادے کو تڑپ کر چلی کئی ہزار آدمیوں کو کاٹ کے چمکی گل اندام
نے چاہا بڑھوں کہا ارے یہ کون جادوگرنی ہے نیرنگ نے کہا: بیٹھے دوسرا ملکہ ابر اٹھا جیسے ہی
گل اندام نے اس طرف کو دیکھا نیرنگ نے تڑپ کر خنجر مارا اور نعرہ کیا منم نیرنگ عیار رفتار گل اندام
لڑکھڑا کر گری وہاں ملکہ نسیم کو ہوش آیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی
کشتی مرا نام ہے گل اندام جادو کبود ادھر نسیم و شاہین و گلشن ہوش میں آئے سحر کرتے ہوئے بارگاہ
سے نکلے سکندر گھوڑے پر سوار ہوئے ضیغم نے جو دیکھا کہ اب لشکر سکندر آتا ہے نقاب چہرے پر
ڈالی بوق ترکی بھی بجایا قزاق ہمت کے پشت پر ضیغم کے آئے ضیغم ان سب کو ساتھ لیکر روتے ہوئے
نکل گئے چلتے چلتے خزانہ لوٹ لیا ایک ایک قزاق نے ایک ایک توڑا اٹھا لیا ضیغم تو مڑتے بھڑتے نکل گئے
برقان برق وش آسمان پر جا کے چمکی سکندر نے آکر لشکر گل اندام کو تہ تیغ کیا صبح ہوتے ہوتے فتح
نصیب ہوئی ساحروں نے فریاد کی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی سب مال و اسباب سکندر نے
قبضے میں کیا جواہر نے عرض کی ای شہریار وہی نقابدار سبز پوش آج کس دھوم سے آکے لڑا گل اندام
کو نیرنگ عیار نے مارا ورنہ آج سرکار کی فتح نہ ہوتی اسی مقام پر بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی سکندر
مع سلطان زرین پوش کل سرداران نامی و ساحران گرامی لیکر داخل بارگاہ ہوئے محفل عیش و عشرت
آراستہ ہوئی دماغ تر ہیں جام ارغوانی گردش میں ہر ایک کو خوشی ہوئی کہ شاگردان جواہر دوڑے ہوئے
آئے ہاتھ اٹھا کے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای شہریار ابھی خبر ملی ہے
کہ طلسم کشا نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کیا اب تلاش لوح کا قصد ہے سکندر طرف نسیم کے متوجہ
ہوئے کہا کیوں ملکہ عالم اب کیا ارادہ ہے ہم تو طلسم پر جا بیٹھے ہیں مجبور ہیں نسیم نے کہا ای شہریار
چلنے کا آپ کو اختیار ہے خواہ جائیے خواہ نہ جائیے یہ ایک ساحرہ وہاں کے در بند کی حاکم تھی آپ نے یہ
رنگ دیکھا یا خاص ساحران طلسم کیسے ہونگے سکندر نے کہا خداوند سحر مالک ہیں دیکھا چاہئے کیا شاخ
پیدا ہوئی ہم عاجز ہوئے خداوند نے اور سبب پیدا کیا نہیں معلوم یہ نقابدار سبز پوش کون ہے
اس لاچاری میں آکے مدد کی حسب موج بالی قیامت برپا کردی اور اگر تقدیر میں نہیں ہے پھر جا کر
قید ہونگے طیران نے عرض کی واری جاؤں مجھے سحر العجائب نے فقرہ دیا حضور چلیں باغ سبز پوشان
تک بعد آپ کا قبضہ ہوا باغ لالہ زار پر جو کچھ گذرے گی کھل جائیگا میں برائے جانبازی حاضر ہوں
ہر چند کہ قتل گل اندام کا دعوی تھا مگر امر حل فتح ہوا اب آگے باغ سبز پوشان کے گذر کر جیسی ہوگی
دیکھئے سکندر نے ملکہ طیران کو کل لشکر کا منتظم کیا ملکہ نسیم نے ایک ابر سحری تیار کیا اس ابر
میں مخفی ہو کر تین لاکھ فوج سکندر ساتھ لیکر بہ ہدایت طیران چلے طیران سب کے آگے
آگے ہدایت و رہبری کرتی ہوئی سکندر کو لیے ہوئے جاتی ہے کہ اکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب انکو یہیں چھوڑیں

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان شریک ہونا ملکہ خورشید برق وش دختر بادشاہ سابق کا روانہ ہونا
طرف کوہ لالہ زار کے اور ذکر سحر لالہ زار کا و دیگر حالات متعلقہ داستان بذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جلد پھر جام کو
بہ تلاش لوح طلسم نگار
منازل کی طے میں مصیبت پڑی
منازل سے گو لوح کے دور ہیں
فراست کا دم بھر رہا ہے قلم
کہ تلاش مشکل کے سائل ہوئے
منم آئینہ ساز میدان جنگ
شہنشاہ اقلیم میدان جنگ
منم ضیغم بیشۂ صفدری
منم قاتل کافر خود سری
ضمیرم چو آئینہ صاف ہست
شدم در جہان مدح خوان امام
نہال گلستان فضل و کمال
نہیں صاحب علم کا قاعدہ
وہ سب صاحب فہم ذی جود ہیں
کریں گے وہ انصاف کے خود کلام
طلسمات کے خوب دریا بہے
طبیعت کا بھی ہو گیا امتحان

کہ تلاش کا لوح کی قصد ہے
عجب جستجو ہے بڑی آرزو
کہ ساحر طلسمات کے بھی لڑے
مگر جستجو سے قلم ہے مزور
کہ طے ہو یہ راہ طبیعت شیم
منم رستم محفل شاعری
زکلکم شود بیژن و گیو تنگ
منم سنگی مسند گیرودار
منم کاتب جنگ فرمانبری
فریدون ملک سخن گستری
ز لمم مائل نظم انصاف ہست
منم صاحب علم افضل و ہنر
منم سرو گلزار باغ جلال
سخن سنج ہیں ناظر ذی کمال
مطالب مراتب میں سوچو انہیں
کہینگے بالانصاف و لطف عطا
یہ اشعار رنگین بجودت کہے

سچے ہیں امیر عرب نامدار
کہ کرنا پڑی لوح کی جستجو
قلم کی روانی پہ مغرور ہوں
کہ نزدیک ہے عقل سے راہ دور
بڑے ساحر و نسے مقابل ہوئے
منم صفدر بزم اسکندری
منم فاتح لشکر روم و زنگ
ز نامم شود رونق کارزار
منم افسر لشکر شاطری
کہ سہراب یل یافتہ برتری
منم ناظم و نثر خوان امام
سخن آفتاب و تخلص قمر
قمر اس بیان سے ہے کیا فائدہ
کہ انصاف میں ہیں جستہ خصال
سمجھ لینگے نیکی بدی کو تمام
قمر آفرین مرحبا مرحبا
یہ کہدو میں ہوں صاف کج مج زبان

چہرہ رہبروان منازل طلسمات وحسرت آیات و کام فرسایان صحرائے پر آفات مصیبت سمات، گلہائے مضامین جستہ آئین کو پیش گاہ ناظرین والا یون پیش کرتے ہین شعر مصنف سخن سنج ادائے شیرین مقال + چنین می نگارد زکلک خیال + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ کوہ عجائب وغرائب پر بڑی لڑائی ہوئی بلا خورشید نے دہ ہوئے کہ عالمان مذہب سامری نہایت تنگ ہوئے آپس مین معروف جنگ ہوئے سب دربار مین آ کے داخل ہوئے لاکھون ساحر کوہ عجائب وغرائب پر مارا گیا کوئی احمق ایسا نہ بچا کہ جا کر سحر العجائب وسعر الغرائب کو خبر کرتا مگر یہ خبر ایسی نہ تھی کہ مشتہر نہ ہو سیماب سیمتن ساحر کہ ہر سال کوہ عجائب وغرائب پہ مال لیکے اترتا ہے اب جو پہونچا تو لشکر صاحبقران اترا ہوا دیکھا یہ تاجر خود سامری پرست ہے خبر دریافت کی مال بیچا طرف شاہان طلسم کے چلا بعض بعض مقامات پر تاجر زل نے خبر پہونچائی زاغ وزغن اڑتے ہوئے پہونچے ہر ایک کی زبان پر صدائے افسوس تھی ہیہات ہیہات پکارتے تھے بہت خونریز کا نام لیکر بیٹھتے تھے ہر ایک طائر کا بھی خلل تھا کہ آج رونق طلسم نور افشان مٹی ہوا شخص مارا گیا سحر العجائب وسعر الغرائب دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحران طلسم بھی بیٹھے ہین صلاح گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہے کہ چوبدار نے عرض کی سرکار کا تاجر قدیم سیماب سیمتن در دولت پہ حاضر ہے حکم ہوا آنے دو سیماب سامنے آیا بیتاب وبیقرار

گویا سیماب خود کشتہ ہوا یہی اکسیر ہوا کہ مال بک گیا سحر العجائب نے پوچھا کیون ای سیماب
اسقدر کیون بیتاب ہو سیماب نے کہا حضور کو کچھ خبر بھی ہی بت خونریز مارا گیا کوہ عجائب و
غرائب پر مسلمانون نے قبضہ کر لیا جس مقام پر بزرگان دین کا تختہ تھا اُس مقام پر لشکر
مسلمانان کو دیکھا کیا کہون کہ مندسہ کا کیا حال ہوا بزرگان دین کا بت جب مین جاتا تھا
نذر و نیاز چڑھاتا تھا وہان مسلمانون کو پھرتے دیکھا کلیجا ٹکڑے ہو گیا حضور نے سلطنت کی
کوئی فکر نہ کی کوکب کے واسطے صاحبقران اپنی جان سے تنگ آئے آپ نا حق لڑتے ہوئے
ضرور آ پہنچے جسدن سے آپ نے سلطنت کی کوئی ساعت راحت بھی پائی چہار طرف
مسلمانون کا بلوہ ہی دوسرا ہرکارہ آکر پہونچا اُسنے عرض کی ملکہ گل اندام الکسی سبز پوشان
قتل ہوئی یہ سنکر سحر العجائب گھبرا گیا ایک مشیر نے اُٹھ کے عرض کی حضور
کوہ عجائب و غرائب کی کیا حقیقت تھی کبھی سنا ہان کوہ عجائب و غرائب کسی مقام پر ڈھیے
مقام اوج پاٹ کا تھا بزرگان دین نے اُس مقام پر سمادھ لی تھی اور وہان کیا تھا بہت
سحر العجائب نے کہا کوئی ایسا ہی کہ جا کر صاحبقران کو روکے سمندر نے عرض کی حضور
زبانسے نکالنا مناسب نہین مقام اوج تک تو پہونچنا نہایت دشوار ہی اگر کوکب قید سے
چھوٹین اور وہ بھی اختیار کرین اور صاحبقران کو ساتھ لیکر چلین تو شاید مقام اوج
تک پہونچین سمندر نے کہا اگر حکم ہو تو غلام جائے جا کر لالہ زار کو آگاہ کرے سمندر جادو
بجوش و خروش اپنی فوج لیکر بارہ ہزار ساحر سے واسطے خبر کرنے ملکہ لالہ زار کے چلا
یہان صاحبقران زمان دربار جمشید نشان مین جلوہ فرما ہین کہ ملکہ خورشید برق وش
اپنے مقام سے اُٹھین دست بستہ عرض کی سب بربادی کوہ عجائب و غرائب کا طلسم مین
ہنگامہ ہوگا یقین ہی کچھ تدبیر ہو اب حضور تشریف لائیے فوج مین چلئے اسوقت صاحبقران بازین
ملکہ سلماے گوہر پوش کے بیٹھے تھے ملکہ خورشید برق وش نے جو یہ کہا صاحبقران نے
بیقرار ہو کے جواب دیا ای ملکہ مین کیا بتاؤن کہ مین کون ہون اسوقت کہان ہون خود بخود
طبیعت پریشان ہو رہی ہی معلوم نہین سلماے گوہر پوش کا مزاج کیسا ہی کس سے کہون کہ جا کر
[illegible] عرض کرے نظم

اپنی میت پر کب یار تو حسرت تو نہ تھی
اب بھی عشق [illegible] اثر مین کچھ اثر پاتے نہین

ٹکڑے اپنے دل کے [illegible] ہو جاتے
دیدۂ گریان سے کیا فرقت مین ہم پاتے نہین

نام لے لیکے کار اُٹھتے ہو سنسان خیر ہا
تمکو سوتے مین بھی اُس سے بے خبر پاتے نہین

کیا غضب فدا رو رہین ہے درد جگر سے ہو گیا
دکھا دیا تے [illegible] جدھر جئے اُدھر پاتے نہین

واہ رے میرے دل خود گم کہین تو کدھر
وہ بھی اپنے پاس تجکو بیشتر پاتے نہین

کاش مر جاتے تو بہتر تھا فراق دوست مین
دشمنون کی بھی دعا مین ہم اثر پاتے نہین

ہوتے آیا تو کہان ابتک نکلے پاس ہر
اب ہی مین ہم تجھے اور نامہ بر پاتے نہین

آنسو لئے چلے آتا ہی جب سر آتا ہی تو
فتنے تیری چال کو ای فتنہ گر پاتے نہین

دیکھتے ہیں کیوں آنکھوں کو ہر دم کچھ نہ پوچھ
تھے جو دل کے چور انہیں وہ نظر پاتے نہیں
بے تامل دے دیا ہے آپنے ظالم کو جو دل
خود وہ کہتے ہیں کہ تجھسا بے جگر پاتے نہیں
صورت درد نہاں دل میں ہمارے ہو نہاں
تم جہاں ہو جانتے ہیں ہم مگر پاتے نہیں
خوب ہنستا ہے تڑپ پر دل کے از زخم جگر
بسمل تیغ ادا کب تجھے بسر پاتے نہیں
لیگئی کیا جانے از خود رفتگی ہملو کہاں
بے خبر وہ ہیں کہ اپنی بھی خبر پاتے نہیں
جو صدا ہے میرے نظارے کا دل میں رہ گیا
آنکھ پائی ہے مگر تاب نظر پاتے نہیں
یار مست حسن ہے تم بیخود عشق اے جلال
ہوش میں دونوں کو ہم دو دو پہر پاتے نہیں

ملکہ خورشید برق وش نے سر جھکا لیا عرض کی حضور طلسم کشا ہیں اور حضور کو معرکہ ہائے عظیم درپیش ہیں حضور اپنے کو ہوش میں رکھیں ایسا نہ ہو ساحران غدار صدمات پہونچائیں باغ لالہ زار پر خون کے دریا بہا چکے بڑے بڑے ساحر باغ لالہ زار پر آ نکلے یہ ذکر تھا کہ برق نے بڑھکے عرض کی آگے آگے ایک نازنین نہایت حسین گیسو کمر کے نیچے تک کھلے ہوئے گریبان وہاں پشت پر کئی سو کنیزیں اسطرف آتی ہیں صاحبقران نے فرمایا پردے بارگاہ کے اٹھا دو پردے جو اٹھے صاحبقران نے نگاہ اول پہچانا ملکہ لیلائے عنبرین مو بال کھولے ہوئے خراش ناخن غم جابجا پشت پر کئی سو کنیزیں ہائے ملکۂ عالم کہتی ہوئی آتی ہیں صاحبقران گھبرا کے باہر نکل آئے لیلائے عنبرین مو مجنون وار بیقرار پکارتی ہوئی ہائے میرے وارث پر کیا گذری کسطرف جا کے ڈھونڈھوں امیر کو دیکھکے قدموں سے لپٹ گئی عرض کی اے شہریار بعد تشریف لانے حضور کے سیار استارہ شناس کاہن طلسمی سے ملکۂ عالم باتیں کر رہی تھیں کہ اے سیار دیکھو تو صاحبقران عالیشان کہاں ہیں وہ خبر نزول اجلال و ورود اقبال حضور کی پہونچا رہے ہیں کہ تا بکوہ عجائب دعزر انسب دیکھے حوج لڑائیاں جو ہیں ان سب کے نقشے کھینچ رہے تھے جیسے نسب سے تھے قصر میں حاضر تھے اسطرح کی ایک آواز آئی کہ قصر زمردین تھرا گیا کئی دیواریں قصر گوہر نگار کی گریں اس صدا نے ایسا پریشان کیا کہ ہم کنیزوں کو ساتھ لیکر قصر سے بھاگ نکلے جو قصر سے باہر نکلکر دیکھا اس قصر پر اندھیرا چھایا ہی بعد عرصہ دراز وہ تاریکی دفع ہوئی قصر میں سے جا کے دیکھا مقبول تاجدار اور ملکہ مہاماہ گوہر پوش و سیار اختر شناس غائب ہو گئے آج ایک ہفتہ گذرا حضور کا پتہ دریافت کرتے ہوئے گرتے پڑتے یہاں تک پہونچے صاحبقران بیتاب ہو گئے کلیجا تھام لیا جلال جہات عالم کا نام لیا سب سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران کا رنگ متغیر خواجہ عمرو سے فرماتے ہیں کیوں خواجہ یہ کیا ہوا کچھ تمہاری سمجھ میں آیا کہ یہ کیا سحر کیا ہو حقیقت میں دنیا عجب مقام ہے یہ کیفیت ہے

نظم

خدا یاد آگیا مجکو بتوں کی بے نیازی سے
ملا بام حقیقت زینۂ عشق مجازی سے
رسائی مصر تک اسکی تو مشکل ہے [illegible]
مہ کنعان کو کیا نسبت ہے خورشید حجازی سے
طرحداری کریگی عاشقوں کو جامہ سے باہر
گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے
صفائے قلب سے زیر نگیں ہیں بحر و بر دونوں
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سائی سے ای بت تیرے کوچے کو ہر مجھ — نہ دکھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے
پناہ ای بد فریب و قہر سے اللہ کے مانگو — سزا دیتا ہی حاکم آدمی کو قلب سازی سے
ہزاروں کشتی تن پار اُتری گھاٹ سے آگے — رہے دریائے خون جاری تری تیغ جہانی سے
تن مجروح کا میرے پڑے اُسپر جو یہ چھالوں — یقین ہی موم شمع سا جائے آہن کی گدازی سے
رہے ہیں بند اک کان ملاحت کے نقود ین — مزا لوٹا ہی آنکھوں نے مری نظارہ بازی سے
شب آدینہ بھی آتا نہیں گور غریبان پر — ہنوز آگے نہیں وہ شمع دسگیں نوازی سے
کمیت خامہ خوش رفتار ہی کس مرتبہ آتش — قدم میں تو دسے آگے رہا سرپٹ میں تازی سے

اسطرح صاحبقران نے یہ اشعار پڑھے کہ عمر دے کلیجہ تھام لیا دست بستہ عرض کی
ای صاحبقران آپ کیوں گھبراتے ہیں ملکہ خورشید برق وش کو بلائیے وہ علم کہانت میں بھی کامل
ہیں فقط سمت بتلا دیں میں پتہ لگا لاؤنگا تردد نہ ہوا اُسیوقت ملکہ خورشید برق وش کو طلب کیا
یہ بھی صاحبقران جانتے ہیں کہ ملکہ خورشید برق وش بھی عاشق ہیں شہر یار فرمایا ای ملکہ عالم دیکھو
تو ملکہ سلطانے کو مہ پیکر کون لے گیا ہی دست بستہ عرض کی ای کنیز دیکھتی ہی خواجہ سمت کہیں میں
نام و نشان سب تعلیم کرونگی میں سب پتہ نشان آپ کو تعلیم کرتی ہوں لیکن صاحبقران زبان سے
عرض کیجیے کہ آپ برائے تلاش لوح تکلیف فرما دیں ایسا نہ ہو کوئی اور انتظام ہو جائے ملکہ نے
اُسیوقت تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی ای شہریار شاہان طلسم کا
یہ کام نہیں ہی خیار جادو مالک باغ نیلگون آرہا ہو اجاتا تھا حال جہان آرا سے ملکہ کو دیکھکر عاشق ہوا
یہ اُسیکی ہیبت ناک آواز تھی ملکہ عالم و سیار ستارہ شناش کاہن و مقبول تاجدار کو اُٹھا کر لے گیا
باغ نیلگون میں جا کے رکھا ہی اگر حکم ہو تو کنیز خود جائے اور ملکہ عالم کو رہا کر کے لائے خواجہ نے کہا
تمہارے آپکی ضرورت نہیں ہی باغ نیلگون کی کیا کیفیت ہی عرض کی ای خواجہ عمر و بامیں ہر اُسی صحرا کے
صحرائے نرگس ہی خوش نگاہ جادو وہاں کی حاکم ہی وہ ضرور فساد برپا کریگی اگر اُس صحرا سے آپ
نکل گئے تو آگے بڑھکے باغ نیلگون ملیگا وہیں ملکہ عالم و مقبول تاجدار قید میں خواجہ یہ سُنتے
سُنکر چلے برق نے بھی یہ حال سُنا پہلے برق فرنگی چلا خواجہ نے پلٹ کے دیکھا کہا ای شہریار
میاں برق گئے اب جا کر ہوشیار کر دینگے میں ہر چند منع کرتا ہوں وہ نہیں مانتے اب جا کر آفت برپا
کرینگے یہ کہکے خواجہ بھی چلے گئے برق کا حال تحریر ہوتا ہی کہ یہ شتگین لگاتا ہوا جاتا ہی کہ جاکر خوش نگاہ
کو ماروں سامنے پہونچا دیکھا ایک صحرا لہلہائے نرگس لاتعد و لاتحصی ہیں برق فرنگی ایک بڑھیا
کی شکل بنکر چلا جیسے ہی قریب گلستان نرگس پہونچی ایک آواز آئی کوئی عیار آیا ہی ای خوش نگاہ
آگاہ ہو جاؤ آخر میں صحرا کے ایک گنبد تھا اُسکا دروازہ کھلا ایک ساحرہ کو دیکھا کالے کپڑے پہنے
ہوئے بڑی بڑی آنکھیں جھکاتی ہوئی چاروں طرف دیکھتی ہوئی برق بھاگ کر ایک غار میں پہونچا
خوش نگاہ نے پکار کر آواز دی ای محافظان صحرا کیا ہی گلوں سے آواز آئی نام ہم نہیں جانتے
کوئی عیار اس صحرا میں آیا ہی یہی عرض کرتے ہیں کہ وہ مرد مسلمان ہی کہ اُسکا عکس جو زمین پر پڑا تھا
دلپر صدمہ پہونچا خوش نگاہ نے چار جانب نگاہ اُٹھا کے دیکھا کسی کو نہ پایا کہا دیوانے ہوئے ہو

یہان کون آسکتا ہی یہ کہکے پھر گنبد مین چلی گئی دروازہ کھلا ہی چند کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے
سامان رقص شروع کیا وہان جو گانا ہونے لگا برق فرنگی بیٹھے بیٹھے سوچا اب مین باہر نکلون
اپنے کو پاس خوش نگاہ کے پہونچاؤن گڑھے مین بیٹھے بیٹھے برق نے پوست آہو نکالا اُسکو اپنے
جسم پر آراستہ کیا آہو وحشی بنکر گڑھے سے نکلا جیسے ہی گڑھے سے نکلا صحرا مین چرا کرنے لگا وہان
کے آہوون نے آکے گھیرا کوئی سینگ مارتا تھا کوئی دولتی مار دیتا ہی کوئی لپشتک مارتا ہی برق
طرف گنبد کے بھاگا خوش نگاہ دیکھ رہی ہی آنکھ ملتے ہی یہ سمجھی یہ آہو ملول و حزین بھاگا ہوا آتا ہی
اپنے آنکھ ملا کر چیکارا وہ آہو بھاگ کر قریب خوش نگاہ کے پہونچا اور آہو در گنبد پر بیٹھے غل مچا
رہے ہین سب آہو آکر دروازے پر جمع ہین دیکھا برق جو بھاگا خوش نگاہ کے قدمون سے
آکے لپٹ گیا رانون مین منھ ڈال دیا خوش نگاہ نے پشت پر ہاتھ پھیرا چیکارتی جاتی ہین آہو قدمون
پر سر رگڑ رہا ہی کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ آہو کسی کا پالو ہی وحشت کا نام نہین آہوان صحرا اسکو ستانے
ہین یہ کہکے کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے ساز بجائے ایک نازنین گانے لگی آہو کو دیکھا کہ سم
پر پاؤن پڑتا ہی خوش نگاہ نے کہا حقیقت مین کسی نے خوب سکھایا ہی دیکھو تو کیا کمال کر رہا ہی
سم پر پاؤن پڑتا ہی جس دھن مین گانے والے گاتے ہین اُسیطرح زبان ہلتی ہی پاؤن کو بھی لطف
سے گردش ہی خوب سکھانے والے نے سکھایا یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے عرض کی آج کیا ہو گیا
گل ہاے صحرا غنچہ ہاے گل پتے غل مچاتے ہین کوئی غیر آیا یہ کون پکار رہے ہین ایک کنیز نے
عرض کی حضور من کی پھول غل مچاتے ہین خوش نگاہ نے جھلا کے کہا ایک یہ آہوے وحشی غیر صحرا سے
جو آگیا تو پھولون کو یہ جوش ہی غل مچا رہے ہین ہین اسکو پالونگی آہو بھی ملکہ کو لپٹا جاتا ہی کبھی گرد
پھرتا ہی کبھی رانون مین منھ ڈال دیتا ہی کبھی منھ سے منھ ملاتا ہی کہ ایک کنیز نے عرض کی ایک بیچارہ
بڈھا گویا در گنبد پر حاضر ہی فقیر بھیک مانگنے والا حضور کو دعائین دیتا ہی اُسی کو دیکھکر پھول غل
مچا رہے ہین خوش نگاہ نے نگاہ قہر پھولون پر ڈالی آواز دی اگر کسطرح جب عیار آئیگا تو کوئی اندر
کوہ عجائب و غرائب ایسا مقام وہان مزدور کا سب سامان وہان جاکر پہونچ گئے کسی موکل نے مزدور کا
یہ کہکے جو نگاہ قہر ڈالی سب پھول جل گئے چند ماش کے دانے آہوون پر مار دیئے آہو بھی جل کر
خاک ہوے موکلون کو ہزارون باتین سنائین سبکو جلا دیا گویا اندر آیا دیکھا ایک شخص نحیف ضعیف
آب روان کا کرتا پہنے ہوے آستین چکن کی بوٹیان بنی ہوئین مگر اُن بوٹیون کو کیڑے کھا گئے ہین
کمر سرخ دوپٹہ جسکو چیرا کہتے ہین سر پر باندھے ہوے جوتا گٹھیلا بھاری زر دوزی سلما ستارے اُسکے
اُکھڑے ہوے زردوزت ظاہر ہی چلنے مین خاک اُڑ کر سر کو پہونچتی ہی طنبورہ بڑا سا ہاتھ مین کھڑے ہو کر
دعائین دینے لگا آہو نے بھی ہنس کے بڑے میان کو دیکھا کانپنے لگا بڑے میان نے کہا بیٹا
اچھے رہے آہو دوڑ کے بڑے میان کے قدمون سے لپٹ گیا خوش نگاہ نے کہا بڑے میان
اس آہو کو خوب سکھایا سم پر پاؤن بجاتا ہی زبان اس طور سے ہلاتا ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ
غزل گاتا ہی بڑے میان نے کہا حضور غریب کا گھر بنی کمول کے بھاگ آیا یہ آہو میرا پالو ہی اب اسکی
کرامتین دیکھیے میرے ساتھ شریک ہوگا خوش نگاہ سمجھی کہ بڑے میان کیا گا لینگے پھر صحرا مین

کرنے لگے آواز بھی نہ نکلی کی کچھ کالیت ہو گا مگر آہو خوب ناچے کا بڑے میان نے طنبورہ ملایا خوش نگاہ سے آنکھ ملا کے کہا ملکہ عالم سنیے کیا ہان بیٹا آہو کو دیکھا کہ طنبورے کا ساتھ دینے لگا گنگنانے کی آواز آتی ہی اور بڑے میان نے گنگنا کے ساتھ تکلف کے دھن میں ڈوبا ہوا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی عمدہ گویا یہ اشعار گا رہا ہی نظم

بہار آئی چھکا ساقی شراب بیخ پرور سے
خزان کا غم بھلا دے بادۂ گلگون کے ساغر سے

صفائے قلب کو حاصل کیا ہیں نے مقدر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے

نگاہ ناز کا سائل ہوں خوبان ستمگر سے
فغان کے تیر کا مشتاق ہوں ترکون کے لشکر سے

جدائی دل کو پیش آئی کس پاکیزہ گوہر سے
تری ہر رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے

کیا ہی عشق پیدا گردش چشم فسون گر سے
یہ کیفیت ہیں حاصل ہوئی ہی دو کساغر سے

نہ خط لیجاے ہیر آنا کوئی پھر جان کے ڈر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے

لکھے ہیں سیکڑون یک لخت مضمون لب شیرین
گھوٹے خامہ کو پھر بھر دیا ہی ہیں نے شکر سے

کمال عشق حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
صیاد دیکھول آڑا لائی تھی کمن تیرے بستر سے

شگفتہ خاطر افسردہ کیے خالون کے بوسے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجون عنبر سے

پھنسانا چاہتا ہی باغبان بلبل کو چھندیں
کمر سودائی ہی صیاد کی پھولونکی چادر سے

صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
نو گردو کی بنیاد ہی تحریک لشکر سے

کسی دیوار کے سائے کا عالم یاد آئے گا
قیامت ہوگی پھر گرمی خورشید محشر سے

خریدار اک نہیں اسکا ہزار دن انکھے کا منکین
دل وحشی مرا بیقدر ہی جنگلی کبوتر سے

ملیگا وہ پری رو مجکو ہیں دیوانہ ہون جسکا
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہی شکر سے

جفائے حسن کا جسکو گلہ ہی سخت نادان ہی
نہیں خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے

قفس میں بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہی
چمن کی سیر کر لیتا ہوں میں دل سے صنوبر سے

خیال سینہ کب آتا ہی دل کو کعبہ رو میں
پھرا ہی کون جا کر آجتک اللہ کے گھر سے

عداوت بے شعوروں کی خبر ہونی نہیں سکتی
سو اکس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے

خدا نے حسن کا رتبہ کیا ہی عشق پر غالب
جو اسکو باز سے ہی شوق تو مجکو کبوتر سے

پریزادون کے پیچھے ہیں ہوے ہیں گرد آلودہ
ہمارے پاؤن کو دھویئے آب جوش کوثر سے

ہوس بوسے کی خط نے نیفت لب سے کیا
کسی نے شہد کو چھوڑا نہیں زنبور کے ڈر سے

قیامت کی دل مشتاق پر سیر گلستان نے
کوئی بوٹا سا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہوں رو یا کیا ہون رات بھر اکثر
چراغ گور اگر گل ہو گیا ہی باد صرصر سے

اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ خوش نگاہ رونے لگی اب یہ کیفیت ہی کہ خوش نگاہ پھول نہی ما سے آنار اتار کے دی رہی ہی اب عمرو نے اپنا رنگ جمایا برق بھی آہو بنا ہوا اپنے تماشے کر رہا ہی سر کھول کھول کے گاتا ہی خوش نگاہ کہتی ہی اے صاحبو بڑا غضب یہ ہی اسکی زبان سے لفظ بھی معنی اشعار کی سمجھ میں آتی ہیں بڑے میان صاحب آپکا نام کیا ہی آپنے آہو کو بڑی شفقت سے پالا ہی

ترچھے میان نے کہا کہ جگر اُستاد خورد و برد کئے ہین میری زوجہ شیان خانم رات رات بھر اسکے
سامنے الاپتی ہین خود بھی پیر بجاتی ہین اُسکو بھی سکھاتی ہین رات کو اپنے پاس لیکر سوتی ہین ای حضور
یہ آہو بھی ہر رات کو اُس پر چڑھ بیٹھتا ہی مین نے اکثر دیکھا مگر ٹال گیا سوچا کہ آدمی سے بچے آہو میرا
رقیب ہی وہ اسکے اوپر ہی اب خواجہ کا قصد ہوا کہ رنگ جم چکا انہین جلیبین سب تعریف کرتی
ہین کوئی کہتی ہی میان خورد و برد وہی غزل گاؤ سب خواجہ کے قبضے مین ہین برق بشکل آہو اشارے
کر رہا ہی کہ عمرو نے کہا ملکہ عالم سمجھین یہ کیا اشارے کرتا ہی میری زوجہ اسکو شراب پلاتی ہی اب
اسوقت شراب منگوائیے دیکھیے کس مزے سے یہ شراب پیتا ہی حضور شراب پیکر یہ آہو ہزار رنگ
لائے گا شراب کا جو نام لیا آہو اچھلنے لگا کودتا ہی میخانے کی طرف اشارے کرتا ہی خواجہ کا رنگ
بندھا ہوا ہی چاہتے ہین کہ شراب منگاؤن کنیزین دوڑین کہ جا کر شراب لادین آہو بڑے تماشے
کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی عمرو نے دیکھا ایک کرگدن مست کس زور شور سے آتا ہی جس نخل پر
ٹکر ماری وہ نخل زمین پر گرا سیکڑون نخل گراتا ہوا چلا آتا ہی عمرو سمجھے کرگدن صحرائی ہی صحرا مین آتے
آتے غائب ہو گیا خوش نگاہ نے دیکھا گنبد کی چھت ٹوٹی ایک ساحر سیہ فام نعرے کرتا ہوا اور
کہتا ہوا باش ای ساربان زادے عمرو گھبرا کر اٹھا چاہا کلیم اژدہا لون جست و خیز کرکے نکل جاؤن
مگر اُسنے نعرہ کیا منم کرگدن جادو ایک دو ہتڑ مارا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے آہو کی گردن پکڑی کہا
ای ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا آپ جانتی ہین مین صحرا اندر رہتا ہون باغ نیلگون مین برائے ملاقات
چنار گیا بڑے شور سے نکلا ای چنار تنے بڑا غضب کیا کہ مقبل تاجدار اور سلماے گوہر پوش
اور سیارہ ستارہ شناس کو پکڑ لائے اب تمہاری تلاش مین عیار چلے ساربان زادہ ہوائی خباثت
رکھتا ہی انھون نے ورق سامری نکالا اس مین دیکھ کے منہ پیٹ لیا اور کہا بڑا غضب ہوا عمرو
بشکل بچہ کلاوت گنبد خوش نگاہ مین پہنچ گیا اور ایک غضب یہ ہی کہ مہتر برق فرنگی آہو بنا ہوا
عیاری کیا چاہتا ہی تب مین وہان سے چلا کرگدن بنکر آیا چھت توڑ کر پہنچا خواجہ باتین بنانے
لگے کہ مین تو گویا ہون کوئی یار دوست نہین رکھتا کرگدن نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن
عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی برق فرنگی پر کوڑا یکو کے کمزور ہوا کہ میان برق اب
نکلو آہو بن چکے برق نے کھنڈیان کھولین اب برق بھی ظاہر ہوے خواجہ کا بھی حال کھلا
خوش نگاہ کے ہوش اڑ گئے کہا ای کرگدن ان دونون کو لیجے جاؤ کرگدن نے کہا آج چنار
خدمت صحر العجائب و مصر الغرائب مین گئے ہین یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ وہ ملکہ سلماے گوہر
پوش عاشق ہین سلماے گوہر پوش قبول نہین کرتی شاہ کو اپنا معین قرار دیجئے سب کنیزونکو رخصت
کیجیے یہ جاکر صحرا مین ٹھہرین ہم آپ شب بھر ان دونون کی حفاظت کرین صبح کو خدمت
چنار مین لیجاؤنگا خوش نگاہ کے ہوش و حواس پراگندہ برق کو آہو سے انسان بنتے دیکھا
عمرو کا کانپنا دیکھ کے دل بیقرار کنیزین سب صحر کی تھین خوش نگاہ نے اشارہ کیا سب کنیزین غائب
ہوئین کرگدن جادو و ملکہ خوش نگاہ نے عمرو و برق کو ایک کونے مین بٹھا دیا اب دونون
شراب خواری مین مصروف ہین کہ مہتر قران نامدار حسب خواجہ و برق چل چکے مہتر قران بھی انکے

تعقب میں آنے برق کا آہو بنے جانا دیکھا ایک گوشے میں بیٹھے وجد کر رہے تھے کہ حقیقت میں برق نے
کس لطف سے گنبد میں پہونچا پھر دیکھا قران نے کہ استاد گوتے بنکر سیو بچے پھر دیکھا
کہ کرگدن نے آکر خواجہ برق کو پکڑ لیا مہتر قران کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا اب دیر سے
میں مہتر قران کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ کرگدن اور خوش نگاہ شراب خواری کر رہے ہیں
استاد اور برق سرنگون آخر سوچے کہ ای مہتر قران یا تو آج جان دی یا استاد کو چھڑایا یہ تو سمجھ لیا
کہ استاد و برق کرگدن کے سحر میں ہیں اسی کی گردن تو یہ سوچ چلے مہتر قران نے شیر کی کھال نکال
اپنے جسم پر آراستہ کرکے شیر بر بنے ہوئے جست و خیز کرتے ہوئے چلے کئی آہو گوشۂ صحرا سے
نکلے مہتر قران کو دیکھکر چھپا ہیں سب نے آگے قران نے جھپٹ کر ایک آہو کو چیر ڈالا اور آہو
بھاگے کرگدن نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا تو ملک شیر آتا ہی بڑھکر سحر کردن اسکے ہاتھ پاؤں بیکار ہوں
ورنہ گنبد میں گھس آئے گا ہمارا تمہارا تو کیا کر سکتا ہی قیدیوں کو کھا جائے گا یہ کہکر کرگدن
نکلا مہتر قران نے جھولی سے بیہوشی نکالی وہ بیہوشی زمین پر گرادی پنجوں سے اڑاتے ہوئے
چلے جیسے ہی کرگدن جھپٹ کے آیا اور قصد کیا کہ گولہ ماروں یا ایسا سحر کروں کہ زمین اسکے پاؤں
تھام لے مہتر قران نے ایک بجھوو کا مارا کرگدن کے ہاتھ سے گولہ چھوٹا یہ جھکا کہ گولہ اٹھاؤں
قران نے دونو پنجے زمین پر مارے غبار جو اڑکر منہ پر کرگدن کے پڑا ارے کہکر گرا مہتر قران
نے ایک پنجہ مارا اسکا کلا نوچ لے گئے دوبارہ دونوں ہاتھوں سے پاؤں تھام کے چیر ڈالا
کمر گہ ان کو چیر کر پھینک دیا خوش نگاہ غل مچانے لگی کہ ارے شیر نے کرگدن کو مارا کرگدن کے
مرتا ہی اندھیرا ہو گیا خواجہ برق لوٹے بھاگے خوش نگاہ سحر کرتی ہوئی باہر نکل آئی مہتر قران
تو ایک جانب بھاگ گئے اب یہ کب ٹھہرتے ہیں عمرو نے کلمہ آدمی برق ایک غار میں جاکے
چھپا خوش نگاہ یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ارے شیر صحرائی نے کرگدن کو مارا جب اسنے دیکھا
کہ شیر بھاگ کے نکل گیا پلٹ کے طرف گنبد کے چلی کہ قیدیوں کو جاکے دیکھوں کہ پہلو سے
آواز آئی منم کرگدن جادو ای خوش نگاہ کیوں گھبرائی ہی شیر صحرائی مجھکو کیا مار سکتا ہی اسی دن
واسطے ہم شبیہ رکھتے ہیں خوش نگاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ کرگدن اکڑتا ہوا چلا آتا ہی کہا ای
کرگدن یہ لاشہ کسکا پڑا ہی کہا ای خوش نگاہ ایسے شعبدے ہزاروں کرتا ہوں شیر کی آواز
سے میں بیہوش ہوا میرے گرتے ہی میرا ہم شبیہ آیا مجھکو ہٹا دیا اپنی جان دی مجھے کون مار سکتا ہی
خوش نگاہ خوش ہو گئی کہا ای کرگدن بڑی چالاکی کی کرگدن باتیں کرتا ہوا طرف گنبد کے چلا
اور کہا ملکہ غضب ہوا قیدی بھاگ گئے گنبد میں سناٹا معلوم ہوتا ہی خوش نگاہ نے کہا کہاں جائینگے
اب میں صبح کو ایسے سحر کرونگی کہ جہاں کہیں ہونگے چلے آئینگے گرفتار کرلونگی کرگدن نے پیچھے
ہٹ کے کہا وہ دیکھیے نخلستان میں دونوں بیٹھے ہیں صورتیں بدل رہے ہیں ملکہ میرے تو ہوش
درست نہیں تم سحر کرو گولہ مارو کہ ان دونوں کے پاؤں زمین تھام لے خوش نگاہ نے جیسے ہی
منہ پھیرا کہا کہاں کرگدن نے حلقے کمند کے گلے میں ڈال دیے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمر

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان	عمرو فلک تشتم مہتر مہتران	مری نسل سے ملک پیدا ہوا	مرے نام پر غدر شیدا ہوا

اڑاتا ہوں گلزار کے میں ہیرے
فلک کی جو گردش کا سامان ہے
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

جھکاتا ہوں غدار کو میں کمان
نشان تمہاری گردن پر ہو تیر کا
کہ آؤ ہمارا جہانگیر ہے

مرا نام ہو گلشن قتیل و قتال
سر افسر و خیمہ نامدار

مری چال سے ہو سبا پامال
امیر عرب شیر پروردگار

خنجر مارا کہ پری خوش نگاہ کا بھی خاتمہ ہوا آواز آئی تھی مرا نام من خوش نگاہ جادو بود عمرو نے دونوں کے کپڑے اتار لیے برق سے ملاقات کی کہا اب نہ تو سمجھتا ہے نہ بوجھتا ہے عیاری کر بیٹھتا ہے کہ مہتر قران بھی آگئے عمرو نے کہا اے قران تم آج بہت سے بنتے ہوا پنے نزدیک آپ نے بڑی عیاری کی یہ کوئی بات نہ تھی قران نے کہا استاد میں کبھی دخل بھی نہیں دیتا ہوں عمرو نے کہا اب میرے ساتھ کوئی نہ آئے میں طرف باغ نیلگون کے فکر میں چنار کی جاتا ہوں اگر خدا چاہتا ہے تو ان قیدیان بلا کو لیکر آتا ہوں یہ کہکر خواجہ طرف باغ نیلگون کے چلے برق و قران الگ گئے اور خواجہ عمرو دو تین کوس راستہ طے کر کے ایک صحرائے ویران میں پہونچے دیکھا بیچ میں صحرا کے ایک باغ چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی ایک ابر نیلا آسمان پر چھایا ہوا ہے خواجہ ڈرتے ڈرتے قریب باغ کی دیوار کے آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے باغ میں اترے دیکھا اس باغ میں ایک چمن لگا ہوا ہے سناٹا ہے خواجہ حیران کہ انسان کا بیابان نشان بھی نہیں یہ کیا سحر کہ ہے خواجہ گلیم اوڑھ کے بیٹھے جب گل آفتاب شاخ کہکشان پر چھایا ہوا ہے خزان چلی برگ سیارگان ثابت ہوئے گل صد برگ ماہتاب بصد رعب و داب باغ اخضری میں کھلا ہوا ہے سرد چلی اب جو خواجہ عمرو نے نگاہ اٹھا کے دیکھا سبحان اللہ ایک باغ دلکشا دیکھا کہ گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون ہر پھول قطع دار باغ پر جوش بہار ہر چمن سرسبز و شاداب سنبل کا پیچ و تاب نرگس آنکھیں لگا رہی ہے عندلیبان خوش نوا وقت طرب ہے لیکن یہی مطلب ہے کہ پہلوئے گل میں پھول سے زمزمہ سرائی کرین باغ کے بھید و یکھین جوانان چمن اگر روبے ہیں بلبل خوشنوا چاہتی ہے غزل حافظ شیراز گاؤن پھولوں کو لبھاؤن قطعہ

مطرب خوشنوا بگو تازہ بتازہ نو بنو
یاسمنی چو لعبتی خوش بنشین بجلوے
بر زحیات کی خوری گر نہ مدام می خوری
ساقی سیم ساق من مست میم بیار پیش
شاہد صد دل بارے من میکند از برا خف
باد صبا چو بگذری بر سر کوے آن پری

باد دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو
بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو
زود کہ بر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو
نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو
قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

نہر میں فوارے چھوٹ رہے ہیں حباب نہر مثل چشم معشوق موجۂ آب رواں تیغ براں یا آئینہ صاف و شفاف کہوں آب مروارید آب آب ہو اگر آب ہو تو ایسا آب ہو آئینہ کہو تو زیبا ہے باصفائی کو شکل محبوب بے مثال دون خود غرق آب خجالت ہوں دریا دلی اپنا مزہ دکھاتی ہے سامنے اس پانی کے دریا کی بھی آبرو مٹی جاتی ہے خواجہ حیران تھے کہ تھوڑے ہی عرصے میں صرف پلک جھپکی باغ تیار ہو گیا وہ نخل چنار جو وسط باغ میں ہے پتیاں اسکی دیکھنے لگیں مثل ماہ تاباں چمکنے لگیں بیچ نخل شق ہوئی ابر نیلگون سے ایک ساحر نکلا لباس عمدہ پہنے گرسیہ فام بد انجام

کالی کالی صورت بالکل کی سورت شہلتا ہوا قریب نخل چنار آیا چبوترے کی جانب اشارہ کیا ایک ہوا
چلی پلک جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا کہ نہایت عمدہ فرش بچھا ہوا ہے اب اُس ساحر نے پنج نخل پر
ہاتھ ڈالا پنج نخل چنار شق ہوئی اُس میں قفس لیکر ایک زنگی نکلا یہ جو ساحر ابر سے آیا تھا آ کے تینوں قفس
لے لیے صاحبقران نے جن صورتوں کا پتہ دیا تھا ایک قفس میں مقبول تاجدار کو دیکھا ایک
قفس میں سیارہ ستارہ شناس ایک میں ملکہ سلماے گوہر پوش کو دیکھا جمال بے مثال سلما دیکھکر عمرو
کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا جی میں کہتا ہے ای عمرو حمزہ کی بیتابی بست جاے ہے سر جھکاے ہوے
قفس میں بیٹھے میں آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں صاف ظاہر ہے کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیوں کا سہرا
چہرے پر آراستہ کیا ہے چند اشک اٹک کر نوک مژگان میں سجے ہیں شاخ مژگان پھلی بار لا لی
ثمر لا گئے رہے جیسے جسم میں نکلے چلے ہو شتہ گوہر درخشان سفید و براق جب چمک جاتے ہیں ستارہ ہاے
آسمان شرماتے ہیں عمرو دیکھ رہا ہے کہ اُس ساحر نے تینوں قفس قریب مسند کے اکیلا بیٹھا ہے ملکہ
سلما کے سامنے ہاتھ باندھ کے اٹھا کہا ای ملکہ عالم چنار جادو میرا نام ہے اس باغ نیلگون پر
میرا قبضہ ہے سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان طلسم حال میری نہایت آبرو کرتے ہیں کوئی کام
بدون میری صلاح کے نہیں ہوتا اب طلسم کشا سے مقابلہ ہے مجکو سب خبریں معلوم ہیں ای ملکہ عالم
یہ جاہلون نے مشہور کیا ہے کہ طلسم شکست ہوگا اسی طلسم میں طلسم کشا کے قتل کا بند و بست ہوگا
حکمایان اشراقین نے ایسے انتظام سے اس طلسم کو بنایا کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جاے دو مرحلے
فتح نہ کر سکے ہر مرحلے پر وہ مصیبت پڑے کہ انسان اُسکی برداشت نہ کر سکے مختیاں لوح بیچ
صندوق میں لوح ملنا تو ممکن ہی نہیں یہ گمان آپ ہرگز نہ کریں ای مقبول تاجدار تمھاری بھی عنقا
سامنے شاہان طلسم نور افشان کے گرداو نکاسیان کا ہیں آپ بھی اپنی خبر منا لیجے آپکے سلطان
ہونے سے شاہوں کو بڑا صدمہ ہوا اتم کاہن ہوکر اس بات کے قائل ہوے کہ طلسم نور افشان
فتح ہوگا نہایت ناممکن ہے سیار کی زبان میں سوزن مبتلاے دام رنج و محن لیکن جواب دیا کہا ای
چنار جادو کیوں غرور کرتا ہے طلسم کشا صاحبقران زمان ہیں جنھوں نے کوہ عجائب عزوار
کو فتح کیا اب صاحبقران کو کون روک سکتا ہے مرحلے خواہ سخت ہوں یا نرم صاحبقران خود
اس طلسم کے فتاح ہیں بزم جرأت کے مصباح ہیں سپہری بہادر انکے مداح ہیں ہم اسکے
خیر خواہ ہیں ای چنار جادو یہ گمان تمھارا باطل ہے ہماری اگر موت آگئی جب بھی طلسم فتح ہوگا اور
تم کو ہم سزا پائینگے ہماری روح کو راحت ہوگی پروانہ بنکے صحبت عیش و طیش میں آئینگے خواب
میں مبارکباد دینگے یہ کلمات سیار کے سنکر چنار کانپنے لگا کہا او سیار کیوں سودا ہوا ہے یہ
خیالات دل سے نکال دو او ملکہ سلما کی جانب متوجہ ہوا کہا ملکہ عالم اب تک میں نے اپنی بیقراری کو
آپکی راے پر چھوڑا اپنی غلامی میں قبول فرمائیے کہاں تک جفائیں اٹھاؤں ڈر ہے کہ تڑپ تڑپ
کے مر جاؤنگا اب تو یہ کیفیت ہے نظم

قبضہ ہوا اسیر تمھارے حسن سے نوخیز کا
لطف ہو سو جان سے دل نرگس خونریز کا

کام ابرو کے اشارے سے ہے تیغ تیز کا
سر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا

جب لب شیرین سے گالی دی ہی مجکو یار نے ۔ ذائقہ حاصل ہوا ہی شہد زہر آمیز کا
تا ابد دل کو نہ ہووے گی ملاحت یار کی ۔ عشق ہی روز ازل سے حسن شور انگیز کا
بیستون پیچھے بنا کھود اسکو پہلے کوہکن ۔ دل مین شیرین کے ہوا ہی وہ جو گھر پرویز کا
جا بجا ہے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے ۔ دل کو لہراتا ہی جوبن سبزۂ نوخیز کا
عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے ۔ رنگ گلگون کر دیا اس ماہ کے شبدیز کا
نشے مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہی وہ ترک ۔ کام کرتی ہی شراب تند تیغ تیز کا
بھولتی آنکھین نہین اکدم مجھے ای شہسوار ۔ یاد تیری دل سے رکتی ہی خلش مہمیز کا
جیسے دکھلایا ہی آنکھون نے ترا حسن شباب ۔ نشہ رہتا ہی ہمین اک ساغر لبریز کا
کم نہین عباسیون سے مفسد و پرداز غیر ۔ تو جو دے دکھلا کے آنکھ انبر غضب چنگیز کا
مہربانی حال پر میرے نہ فرمائین طبیب ۔ درد سر ہوگا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا
خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار ۔ ہاتھ سے قاصد کے آنا اسکی دستاویز کا
صور اسرافیل کا پھکنا اسے افسانہ ہی ۔ کشتہ ہی جو تیرے بالائے قیامت خیز کا
مین کنایے کی کہی جو گفتگو کرتا نہین ۔ ناگوار آتش ہی سننا حرف طنز آمیز کا

ملکہ سلماسہ نے جواب دیا ای چنار اگر تو جان کا خواہان ہی بسم اللہ مگر ہماری عصمت پر حرف نہ آئیگا اپنے اختیار بہر تو نہ قبول کرینگے دیوانے ہوجائین سڑی ہوجائین جو کچھ چاہے ہو جائے چنار نے کہا ای ملکہ عالم شاہان نور افشان کے پاس ایک گلدستہ ہی اسکی یہ صفت ہی جہان کسیکو سنگھا دیا جائے وہ اُسپر مائل ہو جائے عشق کا دم بہرے عمر بہر انکار نہ کرے ای ملکہ عالم دور دراز در سمجھاتا ہون ورنہ وہ گلدستہ پہر بہر کو مانگ لاؤنگا تب آپ کو معلوم ہوگا جو میری کیفیت ہی وہ آپکی صورت ہوگی ملکہ سلماسہ رونے لگی کہا ای چنار اگر تو نے ایسا کیا تو جب کبہی ہوش مین آؤنگی مجھے مردہ پائے گا نہ زندہ نہ دیکھے گا اول تو خدائے تحقیق نے ازل سے میرا پیوند ساتھ طلسم کشا کے قرار دیا ہی جب کبہی یہ ذکر سنتی تہی پہرون سوچتی تہی کہ نہین معلوم کس خاندان سے ہونگے مگر شکر کرتی ہون پروردگار کا کہ طلسم کشا فرزند سجادہ خانہ کعبہ ہم فراش راہ دین اسلام لقب صاحبقران اعظم محترم و محتشم یقین تو یہ ہی کہ اگر تو نے یہ حرکت کی تیرے اہل و عیال سے ایک کو باقی نہ رکھینگے جنے حال دل اپنا کہدیا اب تجکو اختیار ہی چنار مجبور رہ ہ مقبول تاجدار سیارہ ستارہ شناش کو سمجھے بیٹھا گیا کہ تا ہمقفس ملکہ کا رکھا ہی شگفتہ ہوا اور باغ پر آیا دیکھا طرف سے صحرا کے ایک بڑھیا بال سفید ململ کا پائجامہ پہنے ہوئے محمودی کی چادر سر پر تانے تہے ایک نخل کے سائے مین پہونچی بلک بلک کے رونے لگی کبہی لات و منات سے فریاد کرتی ہی کہ یا لات و منات میرے واسطے حکم بہیجو کہ مین اپنے فرزند کو دیکھون کبہی سامری و جمشید کو پکارتی ہی کہ یا سامری و جمشید آؤ میرے فرزند کی صورت مجھے دکھاؤ چنار قریب پہونچا کہا ای مادر مہربان کیون روتی ہو تمہارے رونے سے دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی بڑھیا نے منہ کہول کے صورت چنار کی دیکھی بلائین لینے لگی کہا مین تصدق سامری و جمشید کے ہوجاؤن کہ ابہی میرے فرزند کی صورت دکہادی کیون ای نور نظر

تیرا کیا نام ہی جہاندار نے کہا مادر مہربان کیا نام بتاؤن اس رنج و الم مین مبتلا ہون کچھ کہہ نہین سکتا جی
چاہتا ہی کسی صحرا مین نکل جاؤن فلک نے وہ رنج دکھایا ہی کہ قبر مجنون پر جا کے فقیر بنکے بیٹھ رہون
اُستاد مجنون سے کچھ سیکھون شاید رنج و ملال رفع ہو اچھا یہ کیفیت ہی کہ نظم

محبت حلقہ در گوش دل ماست
مئے الفت فراموشی ندارد
ادب یک جام سرجوش دل ماست

چہ دریا ہا کہ در یک قطرہ خونست
دو عالم بیخودی ہوش دل ماست
مئے معنی کشد از جام صورت

فراموشی فراموش دل ماست
زمین و آسمان جوش دل ماست
بنالے چیدہ ام از سینہ صافی
اسیر آئینہ ہوش دل ماست

یہ سنتے ہی بڑھیا نے بلائین لین کہا بیٹا کیا درد ہی کیا رنج ہی ہمارے ہین تو آج شاد ہو گئی اصل حقیقت
یہ ہی کہ مین قریہ گرد آباد کی زمیندارنی ہون شوہر میرا بڑا صاحب دولت و جاہ ایک اولاد چھوڑ کر
مر گیا اُس بیٹے کے ساتھ جان و مال صرف کیا اتنا بڑا تماشبین ہوا کہ لاکھون روپے مشاطے مین نے اسکے
واسطے لاکھون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا گھر پر ہجوم رہتا تھا ڈولیان چلی آتی ہین وہ شیر میٹھا گریخ - ہاہا
وہ ترکیبین بتائی تھین جو آئی اُس پر عاشق ہوئی چوتھا دن ہوا کہ بیمار ہو کے مر گیا ان چھاتی پھرتی
تھی کہ میرے بچے کو کون لیگیا صدہا عورتین اُسکی عاشق زار روتی پھرتی ہین اب بھی میرے پاس سب
کچھ ہی جس چیز کی خواہش ہو تو مثل اُسکی صورت کے تیری صورت زیبا دیکھی بالکل یہی صورت
یہی جمال یہی خط یہی قد زیبا یہی رعنائی زیبائی اسوقت بلک کے جو مین نے دعا کی سامری و جمشید
نے اُسکے ہمشبیہ کو دکھا دیا بیٹا جو ضرورت ہو مجھے لو رنجیدہ ہونیکا کیا باعث ہی کیون رنج کرو علاقہ
موجود ہی جہیز ڈالو روپیہ پیسا سب کچھ حاضر ہی جہاندار نے بھی مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے
کہا ای مادر مہربان کہنے بیٹھے اپنی جان کو ایک عذاب لگایا قصر زمرد نگار جو مشہور ہی وہان کی
شاہزادی ملکہ سلماے گوہر پوش اپنے قصر مین جلوہ فرماتی میرا اُدھر سے گذر ہوا عاشق ہو کے
اُسے اٹھا لایا آج سات دن گذرے ہین کہ منت خوشامد کرتے کرتے زبان گھس گئی وہ کسی طرح قبول
نہین کرتی ہی سواے انکار کے اقرار کا نام نہین سب سامان عیش بجز ترک سوا دن بھر حفاظت
مین رہتا ہون ایک خادم تک پاس نہین رکھا بجز اسکے یہ ہی کہ وہ معشوقہ ہی طلسم کشا کی اسلیے سلیمان زاہد
ادھر کا قصد کرے اس خوف مین خادم تک ساتھ نہین رکھا بڑھیا نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا
ارے موذی کمبخت جدھر نگاہ اٹھا دے صفین پامال ہو جائین معشوقان پری چہرہ آرام دہ پائین تو نے
پھر خوف کیا ہی تو خطا ایسی سرزد ہوئی کہ معشوق کو اسقدر ناز ہی تیری باتون مین سوز و گداز ہی مین تو اسکو
اگر وہ سرکش کون ہی جہاندار خوشی خوشی بڑھیا کو اندر لیکر چلا کہ ایکطرف ایک نازنین مہ جبین دیوانہ وار بیٹھی
مثال اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے نظم

روے گلگون لش چو یاد آمد بدل ہمار
شد صبا مشاطہ حسن عروسان بہار
صبح تعلیم ست ہر برگ درختان غنچہ را
شد دل جاسے گل وشنا صبا ملک
غنچہ بامن در چمن آمد کہ بشنو نیک گفت

سودہ گشت چون شد خاک شہیدان بہار
باغبان ہردم بیاد ساغر چشم نگار
تا بخواند وصف تو طفل دبستان بہار
خارہ پیراہن گل دیدم و میرون خود
بسمل یکتا چمن پیراے لبستان بہار

صبح جام بر عارض گل قطرہ شبنم شکست
جام گل جای نہد بر طاق بستان بہار
سجدہ ام تکلیف سیر بوستان داد عشق
کار من چون نشتر چرا بشکست در جان بہار
تا نگردد دست فرسود نگاہ عندلیب

خار در پہلوے گل آمد نگہبان بہار | حیف چون گرد آلہ آباد میلادم شہید | خانہ سوز عشق ہو از یاد مستان بہار

پکار کر آواز دی صاحب ٹھہر جاؤ ذرا مین صورت زیبا دیکھ لون میری جان جاتی ہو دوڑ کے اُس نازنین نے چنار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون صاحب کہان تھے خواب مین آکر متاع صبر و شکیب کو لوٹ لیا اور پھر چھپتے پھرتے ہو قریب آکر دامن تھام لیا چنار حیران ہو کہ یہ کون ہو کہا صاحب یہ کیفیت ہوئی مین اپنے تعزین بڑی سوتی تھی نام محبت سے قلب کو نفرت شعر غزل رباعی کا پڑھنا عیب جانتی تھی اُستاد عشق نے دیوان کے دیوان یاد کرا دیے اب آٹھ پہر بیتابی بیخوابی ہو آج تین دن کے بعد آپ کو پایا اگر باغ مین جاتی ہون خاک اڑاتی ہون عندلیبان خوشنوا ہمارے حال پر ہنستے ہین پھول آوازے کستے ہین دل کی یہ کیفیت ہو نظم

حاکم از یاد خط سبزش بدوران بہار
بادِ چون پروانہ میگردد بغربان بہار
در گلستان گر کنم وصف بیاض گردنش
لالہ سر بر زد برنگ لعل از کان بہار
تا د رخسارش نمک سود ملاحت شد چمن
سن ز شوخی باد را افتادم بر مستان بہار
از ازل ربط نیاز آمد بناز بے نیاز
عادت عیاز ورا در صبح خندان بہار
در الہ آباد یاد گلشن دارم شہید

اپر طاؤس مست رقصان در گلستان بہار
آسمان یک لخت گلگون شد ز صبح چمن
گل کند صبح قیامت از گریبان بہار
دامن گلگون چرا از گریہ بس میکشی
گل ز شور عندلیب آمد نگہدان بہار
دہنا در ہجر ہر سالہ عید زد جہ عود
تا قیامت دست گلچین ہست دامان بہار
در میان زندگی گل نیز در دستان گل
در قفس خواہم وصال ہمصفیران بہار

لسبکہ از گلہا فروزان شد چراغان بہار
بعد ازین خون شفق بارد ز باران بہار
تا حدیث آن لب گلرنگ آمد بر زبان
گاہ بے از شبنم نشہ آلودہ دامان بہار
سنبل و گل بود باہم خفتہ در آغوش ہم
غیرت عطر ست از شب جیب و دامان بہار
تا صفائی گردن آن ماہ پیکر دیدہ است
اندرین باغ فرصت جبل فرح طوفان بہار

چنار حیران ہو کہ یہ نازنین کون ہو جو عاشق ہوئی صورت کو دیکھکر جھکا جاتا ہو بڑھیا نے جو اُس نازنین سے آنکھین ملائین کچھ اشارے بھی آپس مین ہوے بڑی بی قہقہہ مار کر ہنسی کہا دیکھ نگوڑے خواب مین تو نے جاکر اُسکی دولت صبر لوٹ لی کر دنا دیوانی ہو کر گھر سے نکل آئی یہ میری بہو ہو اب علیحدہ مکان بنواؤنگی بہو کو اُس مکان مین بٹھاؤنگی اپنی بھی خدمت کرونگی نازنین جو رونے لگی بڑھیا نے اپنی چادر سے آنسو پونچھے کہا بی بی کیون روتی ہو تمکو یہ خاتون محل قرار دیگا کیون بیٹا جو مین کہتی تھی وہ ظاہر ہوا اصطبل بنانا آتی گھوڑیان آئینگی کہ شکل پڑیگی وہ کونسی عورت ہو کہ جو تجھ ایسے شیر سے انکار کریگی ہو نازنین رونے لگی کہا ہو اماں جان میری سوت بھی ہو سوت کا کیا ٹھکانا ساتھ رہونگی جان دیدونگی بڑھیا نے کہا بی بی کیون گھبراتی ہو تو بیاہتا ہوگی وہ اُڑھری ہو گھر والی وہ بازاری کیون بیٹا اسکو دیکھکے راضی ہو گئے چنار پھولا جاتا ہو دل مین اپنے خوش ہو کہ مادر مہربان نے کیا مرتبہ بڑھایا یہ نازنین گھر سے آوارہ ہو کر نکلی میری محبت مین یہ سودا ہوا اب دونون کو ساتھ لیکر طرف باغ کے چلا بڑھیا کہتی جاتی ہو بیٹا اُس سے بات نہ کرنا منہ پھیر کر بیٹھنا مین سمجھا دونگی نازنین کہتی ہو سوت سے دن رات جھگڑا رہیگا بڑھیا گلے لگا لیتی ہو کہتی ہو بی بی تم کیون روتی ہو شب کو میرا بچہ تمہارے ہی گھر مین رہیگا وہ بھی پڑی رہیگی مرد ہو اسپر طبیعت آگئی اب مین وہ فقرے کرونگی کہ وہ خود عاشق ہو جاے آٹھ پہر تڑپے اسکو بھی لطف زندگی نہ ملے بیٹا اسکے پاس آنا اسکو ترسانا چنار دیکھ رہا ہو غنچہ دل جھک رہا ہو پھولا ہوا دل مین کہتا ہو اے چنار کیا خوش نصیبی ہو یہ معشوق اُس سے زیادہ خوبصورت ہو اگر ماننے مانے تو ہے

لیکن میری مادر مہربان اسکو بھی راضی کر دینگی کیا زبان مین تاثیر ہی بڑی بی ہنستی جاتی ہین نازنین لپٹی جاتی ہی صاحب مین تو بہت بیقرار ہون کبھی بڑھیا سے آنکھ ملا کے کہتی ہی جلد کام ہو مطلب نکلے بڑھیا ہنستی جاتی ہی کہتی ہی پھر کیون گھبراتی ہو سب مطلب ہوگا اب زمانہ قریب ہی مقام تردد نہین بڑا کام کیا اب کام کیے لیتے ہین نازنین کہتی ہی خوشدامن صاحب مین تو جانتی تھی کہ میری ساس بڑی خلیق ہی رفیق ہی شفیق ہی ویسی ہی آکر پایا اب باسانی مطلب نکلے گا یہی باتین کرتی ہوئی اندر باغ کے آئی قفس ملکہ سلماے گوہر پوش کا رکھا ہی یادمین صاحبقران کے رو رہی ہی اس بیقراری اشکباری مین یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل جاتے ہین نظم

غنچہ سان خاموش بیٹھے ہین سخن کی ہی ہوس
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
شوق مردن کو بھی سامان سفر درکار تھا
تلخی خسرو ہو شیرین کام شادی مرگ کیا
ہم عشق لالہ رو سے داغ دل کیا کیا کھلے
سر سے شعلے اٹھتے ہین کسطرح ماکون کیا کرون
ہی گریبان گیر وان ناز تغافل اب تلک
گر یقینی وان دعا ہوتی ہی ہم مومن قبول
قافیہ کیا تنگ ہی وصف دہن کی فکر مین
بیکسی سے جان تھی اپنی کفن کی فکر مین
ہی از خود رفتگی ترک وطن کی فکر مین
جد ناگفتنی ہی انتقام کوہکن کی فکر مین
جا کر گلچین کو تا ساج چمن کی فکر مین
جل گیا جی ضبط آہ شعلہ زن کی فکر مین
جی چلا یان باعث دیر آمدن کی فکر مین
جا پہنچے مجھے بھی طفل برہمن کی فکر مین

چالاک نے دیکھکر کہا اے مادر مہربان دیکھیے طلسم کشا کے واسطے رو رہی ہی کہنا اسے کہ سے احمق تیرے واسطے بیقرار ہی طلسم کشا کیا مجھے بہتر ہوگا یہ ناروسا قد قابل ہر قد یہ کالی کالی صورت یہ بھولے بھولے گال قلب پر ہجوم غم و ملال یہ صفتین طلسم کشا مین کہان ہین مین نے تصویر دیکھی ہی چربی کا پتلا اپنی ایسے پر عورت کیا مائل ہو خیال کر تیرا ملکہ لے لیکر رو رہی ہی ان لکتون کو ہم سمجھتے ہین تو کیا بجے گا مین انکو جانتی ہون نازنین تو لپٹی ہی جاتی ہی بڑھیا بڑھکے قریب قفس کے آئی کہا بیٹا تم اپنی معشوقہ سے باتین کر دین انکو سمجھائے لیتی ہون بعد انکے اس سے بھی مطلب ہو جائیگا چالاک تو خوشی خوشی اس نازنین پر دست اندازی کرنے لگا نازنین نے پٹ پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا نگوڑے چیلے میرے دل کا تو حال پوچھ مطلب کی جانب رجوع ہوتا ہی ارے ایک جام شراب کا پلا دے مین کمبخت بیہوش ہو جاؤن بیہوشی مین سر کاٹ لے خنجر گلے پر پھیر دے یون تو ناممکن ہی میرے سینے پر چھری پھرچکی اب تو تیرے قابو مین ہون جسطرح جی چاہے جان لے گھر بار چھوٹا بھلا شوہر ڈھونڈھتا پھرتا ہوگا ایک ایک سے کہتا ہوگا کہ میری جورو سعادت کی ہاے کہان ڈھونڈھون مجھے اسکی بھی یاد ہی کبھی کبھی وہان بھی جاؤنگی اسکی بھی خیر و عافیت پوچھ آؤنگی ورنہ گھر برباد ہو جائیگا مزا یہ ہی کہ دونون گھر آباد رہین بجلی بات کو اس بے دن کو بڑھیا نے یہان سر جھکا کر ملکہ سلما سے کہا ملکہ نہ گھبرا اسنم مہر سپہر عیاری وہ میرا شاگرد برق فرنگی ہی دام مکر مین پھنسائے ہین اب قتل کیا جاتے ہین دیکھو برق اپنا رنگ جما رہا ہی تم بھی اشارہ زبان سے کہدو کہ میری تجھپر جان جاتی ہی تو نے ابتدا سے ظلم و بدعت کی اسوجہ سے نفرت ہوئی اگر تو میرے ساتھ محبت کریگا مین تجھے کیا انکار کرونگی ملکہ نے کہا خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے

تمنے بڑا کام کیا لیکن مجھسے پھر نہ کہوائیے میری زبان سے نہین نکلتا مین اس مرد دازلی کی معشوقہ ہون
اس طلسم مین خواجہ ہمیشہ سے ہمارے بزرگ مسلمان ہین میرے باپ کی عملداری ہے اس ملک کا
اسلام آباد نام ہے ہمیشہ جشن مولود مسعود اشرف الانبیا ہوے کبھی کوئی ساحر دخل نہ پا سکا اب جب بے اعتدالی
شروع ہوئی ساحرونکو یقین کامل ہوا کہ اہل اسلام سے فساد شروع ہو گیا اسی وجہ سے یہ
حرکتین ہوئین والد کا قید ہونا ہے کیا چھوٹی بات ہے عمرو نے کہا خیر مین سمجھ لونگا آپ کو کلام کرنا بھی سخت
دشوار ہے خیر مین دیکھون کیا ہوتا ہے عمرو نے پلٹ کے دیکھا کہ برق فرنگی نے چنار کو ایسا عاجز کیا کہ
ہاتھ پکڑے ہوے برق کا چنار طرف باغ کے چلا جھومتا ہے کہ ان جھاڑون مین ساری رات
گذری اب خواجہ کو جلدی ہے پکار کر کہا کہ بھئی اپنا کام کرو چنار سے آنکھین ملا کے کہا دیکھو صبح
ہو گئی اسنے مہلت کرد تو پھر انکو تو جھکے عشق کا تمہین اعتبار ہے پہلے اسی کو تنہائی مین لے جاؤ پھر
برق فرنگی نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا صاحب ساری رات کائین کائین مین گذری اب صبح کو پھر دن
تو سنا تو دل کی آرزو تو نکالو چنار سر جھکائے ہوے ساتھ برق کے اندر بارہ دری کے چلا
جیسے ہی قصد کرتا ہے کہ بارہ دری کے اندر جاؤن کہ ایک پتہ درخت سے گرا وہ اوڑ کے ہاتھ مین
چنار کے آیا چنار نے دیکھا کہ اسمین مرقوم ہے کہ یہ عیار مکار نہ جانے پائے ای چنار ہوشیار ہو
برق نے پلٹ کے دیکھا ایک پتہ ہاتھ مین ہے چنار کچھ پڑھ رہا ہے تیور پر بل پڑتے جاتے ہین
برق نے دیکھا کہ کسی نے چنار کو ہوشیار کیا پکار کر آواز دی استاد ہوشیار ہو جائیے ملکہ کو راضی
کیا کہ تمہین برق سمجھے بیٹا چاہتا ہے کہ عیاری کر کے نکل جاؤن لیکن چنار نے پتہ پڑھتے ہی نگاہ
بھر طرف برق کے دیکھا برق نے حلقے کمند کے مارے چنار تڑپا حلقے کمند کے جل گئے
دو پتھر مارا برق تڑپ کر گرا ملکہ سلما نے کہا خواجہ غضب ہوا عمرو ہان ہان کرتا ہوا دوڑا کہان
چنار کیا کرتا ہے خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا جست کر کے برابر ہو بیچ چنار کے منہ سے نکلا او مکار
الگ رہ میرے پاس نہ آ عمرو نے لپک کے حلقے کمند کے مارے وہ تڑپ کے نکلا قصد کیا عمرو
پر بھی دو پتھر مارے برق نے حباب مار دیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کرون سیکڑون کو مین [illegible]
بزیر قدم عرب ہے شرق تا ہی

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
ارسطو سے تعلیم شاگرد ہے
چھلاوا ہون مین نام ہے [illegible]

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہم
در نگہ [illegible] اسیر [illegible]

لے کون مکار و غدار ہے
تڑپ سے مری [illegible]

چنار دم سے گرا عمرو نے لپیٹ کے خنجر مارا

چنار کا طلسم چاک قصہ باب ہوشمند وسکنے مقبول تاجدار اور ملکہ سلما سے گوہر پوش نے رہائی
پائی اور سیارہ ستارہ شناس جو جیوتا آئے مقبول سے کہا کہ جلد نکل چلیے عمرو نے بڑھ کر ملکہ
سلما کو تو زنبیل مین رکھا کہا مین وعدہ کر کے آیا تھا ملکہ سلما کو لیے جاتا ہون مین جا کے پیش کرونگا
دو چار کو وہی کار و ذمہ دار ہو جائیگا اب جو پلٹ کے عمرو نے دیکھا باغ ویران ہو گیا نخل سب جل گئے دیوارین
گر گئین تمام ویرانہ ہو گیا خواجہ برق کو ساتھ لیکر چلے مگر پلٹ کے دیکھا ایک بونڈا گرد کا زمین سے
بلند ہوا لاش چنار اٹھا کر لیگیا عمرو نے کہا ای برق جلدی نکل چلو چنار کا لاشہ کوئی لے گیا برق
اور خواجہ دوڑتے ہوے چلے تھوڑی دور راہ طے کی تھی دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ اسکے درے مین

کچھ مال رکھا ہے صندوق کھلے ہوئے رکھے ہیں عمرو نے کہا برق سے کہ بیٹا تم تو آگے بڑھو میں آتا ہوں
برق نے کچھ خیال نہ کیا برق تو آگے بڑھا خواجہ درۂ کوہ میں آئے اسباب اٹھا کے زمین میں رکھنے
لگے خواجہ اسباب اٹھا اٹھا کے زمین میں رکھتے جاتے ہیں چہار جانب دیکھ رہے ہیں انسان کیسا
حیوان بھی نہیں ایک نخل پر دیکھا کہ ایک بندر بیٹھا ہوا ہے بہ نگاہ غور طرف خواجہ کے دیکھا شکل انسان
کے آواز دی کہ او ساربان زادے میں نے دیکھ لیا مال تو نے اٹھا کر زنبیل کیا یہ مال ہے ملکہ
نزہان سبز پوش کا تو نے غضب کیا خواجہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا اب جو چاہا دوسرا صندوق
اٹھاؤں بندر نے کہا او بے ادب اب بھی نہیں مانتا یوں نہ مانے گا آواز دی اے سیمتن کہاں ہے
صندوق سے ایک پتلی چاندی کی اچک کے نکلی خواجہ نے چاہا جست کر کے نکل جاؤں پتلی
ہاتھ میں لپٹ گئی بندر تو جلکر خاک ہوا پتلی نے اس زور سے خواجہ کا ہاتھ پکڑا یقین ہوا کہ ہڈی
ٹوٹ جائیگی ہر چند خواجہ چیختے پیٹتے ہیں وہ چاندی کی پتلی جواب بھی نہیں دیتی کمر میں لپٹ کر کے اڑی
خواجہ نے دیکھا ایک دریا بیچ میں موج مار رہا ہے کس زور شور سے بہ رہا ہے کہ دیکھکر خوف آتا ہے قلب تھرتھراتا ہے
ایک بڑی مچھلی منہ کھولے تہ سے بیٹھی ہے کہا اے سمک ہاں مچھلی نے منہ کھولا پتلی نے خواجہ کو مچھلی کے
منہ میں ڈال دیا خواجہ بیہوش ہو گئے یہ نہ معلوم ہوا میں کہاں گیا شکم میں کیا عمر گذرا اب جو آنکھ کھلی دیکھا
ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ہتھکڑیاں ایک زنجیر کمر میں بندھی ہے دو زنگی کشاں کشاں لیئے جاتے ہیں خواجہ
نے گھبرا کے کہا بھائیو مجھے تمھاری کیا خطا کی ایک زنگی نے ایک گھونسا منہ میں مار کہا ساربان زادے
مال ملکہ نزہان سبز پوش کا لیکر زنبیل میں رکھ لیا اور پھر کہتا ہے کہ میں نے کیا خطا کی میمون نے منع
کیا اسکا بھی کہنا نہ مانا پھر ہم سے پوچھتا ہے اب تیری روبکاری سامنے ملکہ نزہان سبز پوش کے ہوگی
جیسا حکم دینگی ویسا کیا جائے گا علاوہ اسکے اُنکے بھائی چنار کو مارا باغ نیلگون کو برباد کیا اب تو
خواجہ خاموش ہوئے اندر شہر کے آئے دیکھا شہر نہایت آباد دوکانیں رنگی ہوئیں شہر میں آئینہ بندی
نازنینان مہ جبین گردن پہ ناچ مجرے کر رہی ہیں دوکانوں میں بزاز صراف جوہری بیچے سبز سرخ زرد
پگڑیاں سروں پر ہنگامہ خرید و فروخت گرم دلال بے شرم خواجہ دیکھتے بھالتے زنگی خواجہ کو لیے
جاتے ہیں جس طرف سے گذرتے ہیں وہ آن زنگیوں سے پوچھتا ہے کہ کیوں بھائی یہ کون ہیں زنگی
روتے ہیں جواب دیتے ہیں کہ یارو یہ ساربان زادہ عمرو عیار قاتل چنار جادو گستاخی تو دیکھیے درۂ
کوہ میں جو مال رکھا رہتا تھا وہ اٹھا لیا جس سے زنگی مارے جانے کا چنار کے حال سنتے ہیں
وہ چیخیں مار مار کے روتا ہے یہی کہتا ہے کہ ہائے ایسا ساحر زبردست منتظم کار کا اس طور سے مارا گیا
کچھ زور نہ چلا عمرو یہ باتیں سنتا ہوا دل میں کہتا ہے کہ عمرو کس مصیبت میں پڑے برق کا بھی ساتھ
چھوٹا اسکو بھی رخصت کیا وہ میاں چست و چالاک تھا بہت جلد عیاری کرتا تھا زنگی لیے ہوئے خواجہ
کو دروازہ الامارہ شہنشاہی پر آئے دروازے پر چوبدار یساول حاجب دربان بڑے بڑے ساحر
شغل رہے تھے میں جس نے عمرو کو دیکھا آنکھیں بند کر لیں اور یہی کہا اے افسر سیہ پوشان تم اس کو اس
شہر میں کیوں لائے سامری کی جمشید سبکی جان بچائیں جب ظالم کا قدم آیا ہے جہاں اسکا گذر ہوا
وہ ملک ویران و برباد ہوا دیکھیں اس شہر آباد پر کیا گذرے زنگی خواجہ کو لیے ہوئے اندر بارگاہ کے

آگے عمرو نے دیکھا بڑی بارگاہ ہے گرد سو جادوگر زنگلون پر بیٹھے ہین تخت پر ایک ساحرہ سیہ پوش بہ نخوت تاج سر پر رکھے ہوئی عدل و انصاف کر رہی ہے زنگیون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ نریمان یہ قیدی حاضر ہے اسنے چنار کو مارا تمام راستہ ویران ہوا سرکار کا مال بھی لے لیا ہمیون نے ہرچند کہا کہ یہ مال ملکہ نریمان کا ہے اسنے نہ مانا یہ سنکر نریمان نے چیخ ماری رو لی کہا صاحب غضب ہوا اب مین اسکو قتل کرونگی زندان سیاہ مین لیجا کر اسے قید کرو اس اقلیم کے آفتاب کو اسنے مارا زندان سیاہ مین شب بھر قید رہے کل تمام اہل شہر کو خبر کر دی جائے گی صبح سویرا ہونیکے لگا زنگی خواجہ کو لیے ہوے ایک مکان کا قفل اسکا بند تھا زنگیون نے خواجہ کو اس مکان مین داخل کیا عمرو نے دیکھا مثل گور بیہودان تنگ و تاریک ہے حقیقت مین پردہ ظلمات ہے بلکہ ظلمات کی سیاہی بھی مات ہے حال جیر کا شب کھون آنکھ سے تیرے سے مثال دودن اس حال کے تحریر مین چشم قلم سے اشک سیاہ ٹپک رہے ہین کہ خواجہ ایسے مکان مین جا کے قید ہوے عمرو دیوانہ ہو گیا چیخین مار مار کے روتا ہے کسی شے پر نگاہ نہین جمتی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہین معلوم ہوتا ہے گھبرا کے عمرو اپنے اعضاے جسمی کو ٹٹولتا ہے کہ میرے اعضا تو سب صحیح ہین یا اعضا کٹ گئے اس مصیبت مین یہ دوست بھی ایسے وقت مین جدا ہوے اور چیخین مار مار کے روتا ہے ایک آواز عجیب کان مین آئی کہ او ساربان تو دے تو نے فلک کے ملک ساحرون کے تباہ کیے آج آکے مصیبت مین پھنسا مصیبت ساحران کو بھول گیا ذرا سی مصیبت جو پڑی تو روتا ہے آج روح سامری کو راحت ہوئی تجھ ایسا دشمن اس بلا مین پھنسا اب صبر کر تو اب نہین بچ کے صبح کو دار پر کھنچے گے عمرو چپ ہو جاتا ہے رات بھر عمرو نے کیا کیا فقرے کیے ہر مرتبہ پکارتا ہے ای آواز دینے والے ذرا سامنے تو آؤ ہم سے کچھ کہینگے جواب ملتا ہے کہ ہماری قضا آمنکر نہین ہے ہم تمہارے سامنے نہ آئینگے جنے کتاب سامری پڑھی ہے مات لکھا ہے کہ عمرو سے الکمہ ملی اور مارا گیا اسو سے ہم پردے مین تجھسے بات کرتے ہین تمہارے سامنے آنا نہین چاہتے ہم تمہارے سامنے نہ آئینگے صبح کو صورت دکھائینگے رات بھر خواجہ تڑپے قفل چاہا کہ پردے مین باتین رہین ہرچند خواجہ نے آوازین دین کوئی سامنے خواجہ کے نہ آیا وہ وقت آیا کہ قیدی زندان فلک یعنی ماہ تابان جا کر داخل قید خانہ مغرب ہوا اور شہنشاہ زرین پوش بعد جرق و خروش خنجر مہر کرتے نیز خطوط شعاعی ہاتھ مین فوج صباح ہمراہ بعد شوکت و جاہ میدان فلک زبرجدی مین ٹہلنے لگا دروازہ زندان کا کھلا بارہ ہزار زنگی با تیغ برہنہ آکر پہونچے خواجہ کو قید خانے سے نکال لا باہر نکل کر دیکھا کہ لاکھون ساحر فیل و خیل ذیل ذیل طرف میدان خونی کے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ آج روز عید ہے وہ شخص قتل ہوگا جس نے نام سامری مٹانے کا قصد کیا چنار ایسے شخص کو مارا گھر کے گھر ویران کیے آج قتل ہوگا روح سامری شاد ہوگی مذہب لات و منات کی حفاظت ہوئی زنگی خواجہ کو کشان کشان لیے جاتے ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا عمرو نے کہ ملکہ نریمان تخت پر سوار گرد ساحر کھڑے ہوے لاکھ جادوگر پشت پر ملکہ نریمان کہتی ہوئی کہ اس قیدی کو مار دو تمام شہر والے چلکر تماشا دیکھین اپنے اپنے گھرون مین عید کرین آج وہ شخص قتل ہوتا ہے کہ جسنے چنار ایسے شخص کو مارا اب ہم یہان سے خروج کرینگے طلسم کشا کو بھی دم دیکر پکڑ لائینگے وزیرون نے عرض کی داری طلسم کشا پر کیونکر تجھ قابض ہوگا

مین نے شب ہی کو قصد کیا تھا کہ جاؤن پھر خیال مین آیا کہ صاحبقران سے عرض کرون تو جاؤن اب
میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا نہ ہو انکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے مین خود پریشان ہون کب دل چاہتا
ہی کہ سامنے سے صاحبقران کے اٹھون؟ پھر یہی خیال ہی کہ انکو لوح طلسمی سے تماشا ئی طلسم مین مصروف ہون
صاحبو اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

بہار نقش و نگارین ہی یار کے باعث
نمود گل کی ہی صورت ہزار کے باعث
نہ کوئی چاہنے والا تھا جب مین عاشق تھا
فزائے باغ ہی گل ہزار کے باعث
لگے نگاہ کے گنہگار ہو گیا آنکھو
حواس باختہ رہین انتشار کے باعث
نمونے حسن ہی عاشق کا اک جہان انکا
ملال ہوتا ہی اب دل کو یار کے باعث

نہان ہون چشم سے مین چشم زار کے باعث
چمن ہی گم مری آنکھ گلعذار کے باعث
گرا دیا مری غفلت نے آنکی نظرون سے
ترقیان ہوئی ہین خاکسار کے باعث
شگفتہ گلشن دل داغ سے ہی چھالون کے
خجل ہوے ہین فشار فشار کے باعث
نہ اختلاط مناسب تھا نہ رنج انکے
ہجوم بلبلان کا ہی بہار کے باعث
اسوقت با ... [illegible]

عدم ہون عشق میان نگار کے باعث
عبث وہ نالۂ عاشق سے تنگ بیٹھے ہین
سبکسار ہوا ہون مین کوہ وقار کے باعث
خزان مین پھر یہ کہان چہچے عنادل کے
بہار باغ ہی اس لالہ زار کے باعث
بلا ہی زلف پریشان یار کا سودا
شفا وہ ہو گئے بوس و کنار کے باعث
نہ وچیہ تو رکھتا ... مزاجیان انکی

اسوقت با ... کا ہی مین ہرساحر کا یہی ارادہ تھا کہ خواجہ کی مدد کو جاتین
خورشید برق وش نے سب کو منع کیا کہ آپ لوگون کو راستہ نہ ملے گا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ
ملکہ جائے جائے ایسا نہ ہو ہمارا یار وفادار قتل ہو جائے ملکہ خورشید اسی وقت طاؤس زرین بال پر سوار
ہوئین اسباب سحر ... رکھکر تلاش مین خواجہ عمرو کے چلین یہان خواجہ عمرو رات بھر قید خانے
مین جلا نے جیتے کوئی تدبیر نہ چلی جب گریبان سحر انکے غم مین چاک ہوا عمرو کو قید خانے سے نکالا پتلیان
سیہ فام نے ... خواجہ نے دیکھا ملکہ زیجان جادو تخت پر سوار آگیین جابجا گھیرے
ہوے خواجہ کو لیکر طرف میدان خونی کے چلی دیکھا عمرو نے دارین استادہ ہین جلاد شمشیرین لگا رہے
ہین زیجان نے پکار کر آواز دی خواجہ رات بھر خوب مکر کیے کوئی پیش نہ آیا یہ تمام طلسم نور افشان ہی
یہان کوئی مکر و عذر نہین چلتا خواجہ نے کہا ملکہ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری مجھے
اپنی خدمت مین رکھیے بہت راضی کرونگا زیجان نے کہا آپ مہربانی فرمایے ای عمرو میرے پاس کتابین
میرے پاس تصنیف کردہ سامری موجود ہین سب مین یہی مرقوم ہی ہر ایک ساحر کو یہ حال معلوم ہی کہ
عمرو کی قضا کسی جادوگر کے ہاتھ سے نہین آج مین حکم سامری جمشید سے قائل ہون اب اگر شہنشاہ کو
بھی لکھکر بھیجون تو مین زمانون سرکاٹ کے بھیجون خواجہ کتمھین خبیث تھا اگر میری سرحد مین نہ آتے
چنار جادو کا مارے جانا ہمیر ... شاق ہوا جسوقت چنار جادو کو تمنے مارا ہمکو اسیوقت سے فکر تھی
مجھے انتقام تمھاری گرفتاری کا کر لیا عمرو کو لا کے میدان خونی مین پہنچایا ہر چند خواجہ روئے پیٹے
مگر زیجان نے کچھ سماعت نکی جلادون کو اشارہ ہوا جلادون نے خواجہ کا پیچھا باندھ کے دار مین
لٹکایا زیجان جادو نے تیر و کمان لیا بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر آگئین اسوقت عمرو نے بیقرار ہوکے
دعا کی پکار رہا ہی کہ ای رب کارساز ای مالک بے نیاز مین کس بلا مین آکے پھنسا یہ انجام نہ سمجھا تھا
اب تو جان بچانا دشوار معلوم ہوتی ہی آقا سے نامدار انتظار کرتے ہونگے کہ ہمارا غلام نہین آیا یہان غلام
اس بلا مین پھنسا یہی آرزو ہی کہ اپنے آقا کی زیارت کرون اس خیال مین بیقرار ہوکے آواز دی ای

آقائے نامدار ای مولائے قدرشناس نظم
تیر تغافلش طپیدنم ہوس است
گریبان دریدنم ہوس است
یارب آتش فتد بہ بال پرم
از لب او شنیدنم ہوس است
چون قبا سرو جامہ زیب ترا
وصل در خواب دیدنم ہوس است

گل ز وصل تو چیدنم ہوس است
چہ قدر آرمیدنم ہوس است
بکشائید بند از پایم
از قفس پریدنم ہوس است
چہ قدر وحشت است در طبعم
تنگ در بر کشیدنم ہوس است

خار از دل کشیدنم ہوس است
بگذارید دست من یاران
سر بصحرا کشیدنم ہوس است
زان بخشم آمدنش کہ دشنامے
کہ ز خود ہم رمیدنم ہوس است
روز و شب خواب میکنم واقف

عمرو نے جو ملک بالک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچی یکایک نے تیر پھر کمان میں پیوست کیا بارہ ہزار کنیزین لیس ہوئین زریان نے کمان کو کھینچا عمرو نے بیقرار ہوکر آنکھیں بند کرلین بارہ ہزار تیر چھوٹے طرف سینۂ بے کینۂ خواجہ کے چلے جب قریب خواجہ کے پہونچے ایک ہوا کا جھونکا چلا کہ تیر اُلٹے پھرے انہین کنیزون کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے بارہ ہزار کنیزین گرین عمرو نے دیکھا جادوگرنیون کے مرنے کی صدا بلند ہوئی پھر بجلی چمکی آسمان سے مین ایک برق زنگلیون پر گری زنجیر کٹی خواجہ عمرو زمین پر گرے دیکھا ملکہ خورشید برق وش آتش اندکی مین خواجہ کے جسم کی قید دور کر رہی ہین خواجہ نے کہا ای ملکہ تمنے بڑا احسان کیا ملکہ نے کہا خواجہ اب ٹھہرنا نہین نکل جاؤ خواجہ تو کود کر ایک جانب ہوے یہ بھلا کب بھاگتے ہین ہزارون کنیزون کے لاشے پڑے ہین کنیزین زیور پہنے ہین کلیم اودھر سے زیور اتارنے لگے زریان نے جو یہ حال دیکھا ایک چیخ ماری کہ یہ کیا معرکہ ہی عمرو دار کے اندھیر اچھایا ہوا ادھر خورشید نے ایک گولا مارا آتش گولے سے شعلے چمکے تاریکی کو برطرف کیا زریان نے دیکھا عمرو دار پر نہین ہی ملکہ خورشید نے چاہا کہ اڑکر بالائے آسمان جاؤن زریان نے گولا مارا آواز دی او گیسو بریدہ تو نے عمرو کو چھڑایا میری اقلیم سے نہ جانے پائیگا ای سوفار عمرو کر لینا ای ہیکان عمرو کے کلیجے کو مشبک کر دے یہ کہکے زریان طرف ملکہ خورشید کے متوجہ ہوئی زریان نے گولا مارا ملکہ خورشید نے اشارہ کیا دو چھ ہزار یا برق گری کئی ہزار کنیزین زریان کی داخل جہنم ہوئین بجلی چمکنے لگی رعد گرجا بوندیان پڑین جسپر بوندیان پڑین جلکر رہگئی بونوی کیا گلکاری ہی کئی ہزار کنیزین قتل ہوکے گرین خواجہ مردون کو لوٹتے پھرتے ہین کسی کے کپڑے اتارے کسی کا زیور اتارا کسی کے مردے کو گود مین لیکر بھاگے ایک درخت کے سائے مین آکے بالکل زیور و لباس اتار لیا لاشہ پھینک دیا کنیزون نے دیکھا لاشے کنیزون کے برہنہ پڑے سر زمین پر تڑپ رہے ہین ہر طرف الامان الامان کی صدا بلند ہی کنیزین چاہتی ہین ہم بھاگین کیا مجال جو وہان سے ٹل سکین صاف ظاہر ہی کہ پاؤن مین زنجیر پڑی ہی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی خواجہ نے ہزار ہا کے لباس اتار لیے کلیم خواجہ نے اتاری خورشید زریان سے لڑ رہی ہین پکار کر آواز دی خواجہ تمہارا ٹھہرنا بہتر نہین ہی دیکھو کوئی افتاد نہ پڑے خواجہ کب مانتے ہین کلیم اودھر سے کہا مین گیا ملکہ خورشید تو سمجھین کہ خواجہ نکل گئے خواجہ لوٹتے پھرتے ہین خزانے پر جاکے مال مارا اور اسے لیکر زنبیل مین خزانہ دار کو بھی فقرہ دیکر ہٹایا کہ تمہین ملکہ بلاتی ہین جب وہ ہٹا خزانہ لوٹ لیا خورشید و زریان سے اسقدر سحر چلا کہ ہزار ہا نخل جلے ہزار ہا کنیزین زریان کی قتل ہوئین جو باقی ہین وہ بھاگتی پھرتی ہین اسقدر آگ برسی کہ تمام لشکر

زریمان کا قتل ہو اساحر جل جلکر گرے زریمان نے دیکھا خورشید کے سحر کو ترقی ہر آفتاب سحر بھلو کی
بلند کفار وردمند اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور چلا کے آواز دی ای پیکان دسوفار میرے پاس
نہ آؤ کے تیر اندازی نہ دکھاؤ گے پہلو سے آواز آئی حاضر تو ہون بس اسنے ایک تیر نکالا تیر کو
اپنے خون مین رنگین کیا پھر کمان مین پیوست کر کے ملکہ خورشید نے دیکھا یہ تیر خالی نہ جائیگا نشانہ
کو نشانہ کریگا اپنی انگلی کاٹ کے چند قطرے خون کے زمین پر ٹپکا دیے اسی خون پر آ کے وہ تیر گرا
زریمان نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو باطل کیا گھبرائی ملکہ خورشید نے وہی تیر اٹھایا سینگ کی کمان بنائی
وہی تیر زریمان پر مارا زریمان کا شانہ نشانہ ہوا قطرے خون کے جو ٹپکے وہی خون اسنے چلو مین
لیکر کھینچ مارا ملکہ خورشید پر خون برسنے لگا کئی خنجر بھی گرے خورشید ایسے سحرون کو کب مانتی ہے ہنس
ہنس کے ایسے سحر دفع کرتی ہے زریمان نے زبان اپنی کاٹی وہ خون پھینکا خورشید نے اسکو بھی
دفع کیا زریمان نے خوب آگ برسائی خنجر گرے تلوارین چلین ملکہ خورشید نے سب حربون کو دفع کیا
نیمچہ ہلالی بنام انتقام سے کھینچا آواز دی ای زریمان مین چلونگی یہ کہکے نیمچہ کھینچ مارا زریمان نے ہر چند
چاہا دفع کرون عین گلوگاہ پر آ کے پڑا سر کٹ کے زریمان کا گرا اندھیر ہو گیا قلعہ ویران ہونے لگا سب
جادوگر بھاگے ملکہ خورشید نے تڑپ تڑپ کے لاکھون کو قتل کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مجا
نام من زریمان جادو بود ان سب کو مار کر خورشید نے چہار جانب ڈھونڈھا آوازین دین مگر خواجہ کو
دیا یا دل گھبرایا کہ ای خورشید یہ کیا ہوا خواجہ کو کیا کوئی لے گیا آپ سے تو وہ نہ گئے ہون گے
خدا نخواستہ کوئی پکڑ لے گیا سب طرف سے خاک چھان کے ایک جانب چلین خواجہ پر یہ سانحہ
گذرا کہ مردون کے کپڑے اتارتے پھرتے تھے جب زریمان کا سر کٹا اور لاشہ زمین پر گرا خواجہ
نے پہلے تاج لیا پھر چاہا لاش کے کپڑے اتار دون لاش خواجہ کو لپٹ گئی اسی اندھیرے مین لیکر
ہوا ہو گئی ملکہ خورشید تلاش کر کے ناچار ہوئین حیران و پریشان کہ خواجہ کیا ہوئے اس بدحواسی
مین لاشے کا زریمان کے خیال نہ کیا ایک جانب چلین خواجہ کا احوال سنیے کہ وہ لاشہ خواجہ کو لیے ہوے
ایک پہاڑ پر پہنچا وہان پہنچ جاکے آواز دی کہ ای سامان جادو یہ قیدی خدمت مین سحر العجائب
کی لیجا لاشہ زریمان کا زمین مین غرق ہو گیا ایک جادوگر زمین سے نکلا اسنے خواجہ کو گرفتار کیا ایک قفس
آہنی مین بند کر کے ایک سمت چلا منظور یہ ہے کہ خدمت مین سحر العجائب کے عمر دکو لے جاؤن خواجہ
حیران ہین باتین کرتے ہین وہ جواب تک نہین دیتا اب خاموش بیٹھے جاتے ہین کہ دیکھین کیا ہوتا ہے کس
بلا مین پھنسے کا ہیکو اسکے کپڑے اتارے وہ ساحر خواجہ کو لیے ہوے پھر پھر کا ل اڑا ایک مقام
پر آیا ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا دم لینے لگا چاہتا ہے دم سے تو ان ٹھہر کر تو پھر اڑ دون خواجہ خشتن
خوشامدین کر رہے ہین فرماتے ہین ای سامان تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا
مین تمھاری اطاعت کرتا ہون مین سامری پرست ہون پہلو مین اسی نخل کے ایک شوالہ تھا بلا
اس مین سے آواز آئی سامان جادو ہمارے دشمن کو ہمارے سامنے لاؤ ہم اسکو جہنم مین
پھینک دین سامان حیران ہو گیا اب جو خیال کر کے دیکھا تو ایک ویرانہ بت شوالے مین رکھا ہے
ہار و غیرہ وہان بہت سے پڑے ہین معلوم ہوتا ہے کسی کا گذرگاہ ہے سامان نے بت کے سامنے

کھڑے ہوکے عرض کی جو آپ نے مجکو آواز دی تو مین حاضر ہوا آواز آئی ہم خداوند سامری ہین اسوقت
پھرتے ہوے چلے آئے کچھ دعا مانگ تو ہمارے دشمن کو لایا ہے مجکو دلشاد کیا ہے تمکو اپنے پاس بلایا
سامان نہایت پریشان کہ آجتک کبھی پتھر کے بت نے بات نہ کی تھی بیشک بیان ظہور خداوندی ہے
وجد مین آکر بیٹھ گیا پکار کر آواز دی یا خداوند یہ دشمن آپ کا حاضر ہے آواز آئی در وا نہ بیٹھ لو ہم تجسے ملاقات
کرینگے تمہاری بہت بڑی آبرو دیہی سب بھائی ہمارے تمہاری ملاقات کے مشتاق ہین تمکو آسمان پر
لے چلین گے بہشت و دوزخ دکھائینگے جہنم مین زیادہ شہرتاوہ تمھارا انتقام ہے سامان نے دروازہ پھیر اعمرو
کا پشتارہ ایک طرف پڑا ہے اسی کے سحر مین خواجہ مبتلا ہین سامان نے دیکھا پہلوے جسم جسیم کی آواز آئی
دیکھا ایک شخص پہلوے بت سے پیدا ہوا سر سے پا تک سرخ لباس پہنے ہوے
آواز دی ہم خداوند سامری صورت اصلی دیکھے گا یہ کہکے نقاب چہرے کی اٹھائی ایکطرف سے
چہرہ دیکھا ایک نازنین مہ جبین ناک مین نتھ سامان یہ دیکھکر مر گیا دوسری طرف سے چہرہ دیکھا
ایک جوان مرد کو دیکھا بڑی بڑی آنکھیں تلوار کمر مین لگی ہوئی سامان نے چاہا جھک کے سجدہ کرے
کہا ابھی سجدہ نہ کرنا تیرے جسم مین کثافت بھری ہے پہلے پاک تو ہو نے پہلو مین اسی بت کے
ایک شیشہ رکھا ہے اسکو اٹھا لے سامان نے اٹھایا کہا سب نے جاپینہ آئیگا ساری کثافت نکل
جائیگی اسنے گلابی پی شراب پیتے ہی کہا یا خداوند ہڈیان جلی جاتی ہین کہا یہ شراب محبت ما بدولت
ہے رگین اور جسکی ہڈیون مین نرمی ہوگی ذرا ٹہلو جیسے ہی دو قدم چلا بیہوش سے نے طمانچہ مارا دم سے گرا
جیسے ہی گرا نعرہ ہوا

نعرہ برق تصنیف مصنف

تڑپنے مین بھی برق رفتار ہون	لیے کون مکار و غدار ہون
دیکھ پر میرا اپہرا ہر با	تڑپ سے بری طرح ہوا رہا
لقب ہے مرا برق خنجر گذار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کردن سیکڑون کوس کی	ارسطو ابھی شاگرد ہے
ہر پر قدم مغرب ہی مشرق ہے	چیلا دو ہون ہین ہم

یہ کہکے خنجر مارا سامان کا شکم چاک ہے بیہوش خواجہ کو ہوش آیا برق کو گلے سے لگایا کہا بیٹا آج تمنے
عیاری کی یہان تک کیونکر پہونچے کہا استاد مین تلاش مین جاتا تھا مین نے دیکھا آپ کو جادوگر لیے
جاتا ہے مین اس شوالے مین چلا گیا بارے عیاری بن پڑی اگر حکم ہو تو مین یہ کپڑے اتار لون خواجہ نے
کہا بس الگ رہیے یہ بھی کوئی عیاری تھی خواجہ نے کپڑے سامان کے اتار لیے دونون جست و خیز
کرتے ہوے جاتے تھے مین دیکھا سامنے سے ایک ساحر آتا ہے پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین جیسے ہی اسکو خواجہ
نے آتے دیکھا کہا بھیا بھاگو ہماری تمھاری فکر مین آتا ہے اسی جانب دیکھ رہا ہے ایک طرف برق تڑپ
کے بھاگا اس ساحر نے دور ہی سے آواز دی ای برق ٹھیرو کہان جاتے ہو غضب کیا سامان کو مارا
حکم شہنشاہ طلسم ہے کہ دونون کو گرفتار کرکے لاؤ یہ کہکے ایک گولہ پھینکا ایک طرف خواجہ گرے ایکطرف
برق گرا اسنے جیب سے دونون کو گرفتار کیا نعرہ کیا ہم ارقم جادو دونون کی مشکین باندھ کے
چلا وہان ملکہ خورشید قریب اس شوالے کے پہونچین دیکھا سامان کا لاشہ پڑا ہے سمجھین کہ اسکو مارا
نگران پیر ہاتھ رنگ کے دیکھا کہا ارے غضب ہوا خواجہ و برق گرفتار ہو گئے یہ کہکے تلاش کرتی
ہوئی چلین ایک مقام پر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام خواجہ و برق کو کشان کشان لیے جاتا ہے تڑپ
کے تڑپ کے پہونچ نہین سکتا ملکہ کا کلیجا منہ کو آگیا للکار کے جا پڑین ارقم نے جو ملکہ خورشید کو دیکھا

کانپ گیا کہا ای ملکہ غضب کیا تم نے شاہان طلسم سے بغاوت کی چاہا عمرو و برق کو لیکر نکلون ملکہ نے دو ہتھڑ مارا ارقم منہ کے بل زمین پر گرا عمرو و برق چھوٹے جستین کرکے بھاگے ارقم دوڑا کہ عمرو و برق کو پھر گرفتار کرون ملکہ نے طرف عمرو و برق کے نہ جانے دیا ملکہ پر گولا مارا ملکہ نے گولے لوکا گولا ٹکرا کے ہوا نے گیے ملکہ نے خالی دیے جب پانچ چار سحر پر کر چکا تو آواز دی کہ ارے ہمارا ابھی کوئی دار روکیگا آواز دی ای سیاہ پوش لینا کالی کالی صورت کا ایک آدمی سامنے ہویدا ارقم نے گولا مارا سیاہ پوش نے گولا ہاتھ مین رکھ لیا جب سحر ارقم نے کیے سیاہ پوش نے پونچھین روک کے آخر کو تلوار چھین لی اور ناگین ارقم کی پکڑ کے چیر ڈالین سلام کرکے سیاہ پوش رخصت ہوا کہہ گیا جب غلام کو یاد کیجیے گا حاضر ہونگا ملکہ خواجہ و برق کو ساتھ لیکر یہان مین بیان صاحبقران بیقرار ہو رہے ہین کبھی یاد خواجہ کی آتی ہے کبھی سلماے گوہر پوش کے واسطے طبیعت گھبراتی ہے اخضر وغیرہ سے عرض کی سرکار کو بہت منتظر پاتے ہین امیر نے فرمایا کیا پوچھتے ہو خواجہ ابتک پلٹ کے نہین آئے خورشید کو بھی آئے ہوئے کئی دن گذرے ابتک کچھ حال نہ معلوم ہوا نہایت انتشار ہے

نظم

دل بیتاب کو گر باندھ کر رکھون نہ ٹھہریگا
طپش سے خاک مین بھی عاشق مدفون نہ ٹھہریگا
نہ ٹھہرا بوسہ تو دیوانہ دل مفتون نہ ٹھہریگا
اگر گردش یہی ہے مجنون کی چشم میگون کی
وہ ہے خط مین شکایت اسکی شکستہ نظر کی ہے
آسے خورشید کی ہے طرح زانوے جانان کی
سراپا بس گر موشوخی قائل ہون محشر تک
کیا پھر عیادت گر ارادہ اسنے آنے کا
ہوئی تاثیر گر تھوڑی سی بھی ہوش سرو موزون کو
سہ نہ نکلے ہم طول شبہاے جدائی سے
وہ شاعر ہون کہ باندھونگا خم زنجیر کاکل سے
طواف کعبہ کا خوگر ہو دیکھو صدقے ہونے دو

سوا اس در کی زنجیر دن سے یہ مجنون نہ ٹھہریگا
اگر گنبد قبر کا جون گنبد گردون نہ ٹھہریگا
اگر وان دن نہ ٹھہریگا تو وہان بھی یون نہ ٹھہریگا
کف ساقی مین جام بادۂ گلگون نہ ٹھہریگا
پہر دل کہ جتنا ایک اک لکھدون نہ ٹھہریگا
یہ سر کیسے ہے ہمدم جسطرح رکھون نہ ٹھہریگا
مرے زخمون سے جاری ہے پیکا خون نہ ٹھہریگا
تو جبتک جان ہے درد دل محزون نہ ٹھہریگا
زمین کیا آسمان پر نالۂ موزون نہ ٹھہریگا
کہانتک دیکھیے وہ حسن روز افزون نہ ٹھہریگا
اگر دل کے تعلق کے دو میان یہ مضمون نہ ٹھہریگا
جو سمجھو ذرہ ہون ہے موس یون نہ ٹھہریگا

دربار مین صاحبقران کے یہی ذکر ہو رہا ہے ملکہ زنار نے کئی مرتبہ عرض کی کہ کنیز جائے انکی خبر لائے امیر نے فرمایا کہ وہ راستہ ایسا ہے کہ آپ لوگون کو نہ ملے گا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سیار مقبول اچھل کر تخت پر سوار کیے ہوے پسینے پسینے گھبرایا ہوا آکر پہونچا مقبول دوڑ کے صاحبقران کو لپٹ گیا عرض کی خداحضور کو سلامت رکھے کہ اس قید مین حضور نے مدد کی خواجہ نے جا کر چنار کو مارا مگر ابھی تک خواجہ تشریف نہین لاے امیر نے فرمایا کہ مین نہایت مشتاق ہون آپ لوگون نے خواجہ کو کہان چھوڑا مقبول نے عرض کی جہان چنار مارا گیا خواجہ نے ہمسے کہا تم چلو مگر نجوم ہماری خبر دیتی ہے کہ راہ مین بڑے بڑے مصائب اٹھائے امیر نے کہا ملکہ خورشید برق دمشق انکی تلاش مین گئی ہین سیار نے کہا فضل الہی شامل حال ہے ملکہ خورشید کا حضور مثل نہین جب سحر العجائب دمصر الغرائب

تب خواجہ نے بارگاہ شاہی مین آکر ملکہ کو نکالا مسند پر بٹھایا لیلا نے بلائین لین کہا وارفی بوسے صدقے اُتھائے ملکہ نے سر جھکالیا امیر نے جلسہ آراستہ کیا لشکر مین روشنی کا حکم ہوا مقبول تاجدار نے بہت کچھ سامان منگوایا رات کو بڑی دھوم سے جلسہ آراستہ ہوا نازنینان پریزاد حاضر ہین امیر نے ملکہ خواجہ سے کہا خوب نے بجاتا ہی اس جلسہ مین ملکہ خورشید ملکہ آفتاب ملکہ لالہ عذار وغیرہ سب جمع ہین ملکہ سلما نے خواجہ سے کہا آج آپ نے بجائیے عمرو تو اسکا مشتاق تھا صورت تو بہت مبارک ہے کوئی پسند نہین کرتا ہی یہی خیال ہے کہ گانا میرا لیلا بھی سن لے شاید مجھ مجنون پر رحم آوے اُچک کے بیچ مین جلسہ کے آبیٹھے خواجہ نے زمین سے نکالی نئے طور سے یہ غزل گائی نظم

جلوے ہین شیش محل مین ترے رخسارون کے — آئینے گر نہ پڑین ٹوٹ کے دیوارون سے
گال ملنے دے پری رو مجھے رخسارون سے — سردمہری تری جائیگی ان انگارون سے
نور کمرے مین یہ پھیلا ترے رخسارون سے — گر پڑا سایہ پھسلتا ہوا دیوارون سے
آئینے پشت بہ دیوار نظر آتے ہین — سینے ہین آئینہ رو دل کے جو بیمارون سے
تیرے گھر ہی جہان سلف کا نقشہ — سب کی تصویرین ہین کھنچی ہوئی دیوارون سے
ہجر مین جس سے مخاطب ہوسے ہم اسکے ہوسے — پہرون ہی باتین کیا کرتے ہین دیوارون سے
روک لیگی نہین پردہ نشینی تیری — تاک لینگے کوئی روزن ابھی دیوارون سے
تو روش پر جو چلا سلکے کا عالم یہ ہوا — نہ اُڑے مرغ چمن باغکی دیوارون سے
قوت نامیہ سمجھنے کا جو یون سا یہ قد — سرو اک روز نکل جائینگے دیوارون سے
یون نہ جلا کے شب وصل مین تقریر کرو — کان اغیار لگائے نہ ہون دیوارون سے
تو نے گلگشت جو موقوف کیا ای گل تر — پھول مرجھائے چلے آتے ہین گلزارون سے
بیچ پڑ جائینگے دم گھٹ کے نکل جائینگے — نہ الجھ بیٹھے زلفون کے گرفتارون سے
ناوک اندازیون کی مشق کمان تک ای ترک — خون انگلی کا ٹپکنے لگا سوفارون سے
غل یہ کیسا نہین پالی یہ بٹیرون کی صفیر — مرغ مضمون کو لڑاتے ہین یہان یارون سے

رات بھر نہایت تکلف سے جشن رہا ملکہ لیلا کو گانا خواجہ کا بہت پسند آیا خواجہ کا ارادہ ہے کہ بوقت سحر صاحبقران سے تقریر کرونگا آپ کا عقد ساتھ سلما کے ہو اور مجھے لیلا قبول کرین جب صبح ہوا جلسے کی عجیب کیفیت ہے نازنینان سہ جبین کے چہرے اداس گلوریان طلعت مین پھیکی ہین صاف ثابت ہے کہ یاقوت کے ٹکڑے یا لخت دل عاشقان ہے طائر آشیانون سے نکلے ہین فرش مین جابجا شکنین صاف ثابت ہوتا ہے کہ گانے کا جلسہ جو موقوف ہوا فرش بھی چین بر جبین ہے گلن مین جابجا پروانے جلے ہوے پڑے ہین عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین مقبول تاجدار کا یہ ارادہ ہے کہ صاحبقران سے بمقدمہ عقد سلما عرض کرون امیر خود مشتاق ہین کہ معرفت خواجہ کے تقریب کرون بعد اس عقد کے تلاش لوح کو جاؤن سب ساحر بھی رفع ضرورت کو گئے ہین امیر کو منظور ہے کئی دن جلسہ رہے اسی عقد مین جشن بھی ہو عمرو بھی منتظر بیٹھا ہے کہ ملکہ سلما نے لیلا سے اشارہ کیا کہ چوکی پر پانی رکھوا دو لیلا نے خود آفتابہ ہاتھ مین لیا آگے آگے ملکہ سلما پیچھے پیچھے لیلا تھیں بیت الخلا مین گئین دو دون کا اس پیچھے

میں جانا اور خواجہ صاحبقران سے کہہ دے ہیں آقا میرے عقد کے میں ضرور فرمائیے میں نے واسطے ملکہ
سلما کے اپنی جان نثار دی صاحبقران فرماتے ہیں لیلا کو اختیار ہے نہ مانیں گی تو میں کیا زبردستی کرونگا
عمرو نے کہا میرے دل کو یقین ہے کہ میرے کہنے پر اسکو بھی توجہ ہوئی رات کو اشارے بھی ہوئے تعجب
پائی جاتی ہے صاحبقران فرماتے ہیں مجھسے تو یہ کہتی تھی کہ میں کسی طرح عمرو کو قبول نہ کرونگی عمرو نے عرض
کی خدا آپ کو سلامت رکھے آپ میری سفارش کر دیجئے مقبول تاجدار کو بھی یہی منظور ہے کہ خواجہ کا
عقد ساتھ لیلا کے ہو یہاں کنیزیں در بیت الخلا پر کھڑی ہیں جب عرصہ گذرا تو انھوں نے آواز دی کچھ
صدا نہ آئی ایک کنیز نے پکار کر کہا خواجہ یہاں تشریف لائیے ملکہ و وزیرزادی کو بیت الخلا گئے ہوئے
عرصہ ہوا ہے کئی آوازیں دیں کوئی جواب بھی نہیں دیتا عمرو گھبرا کے دوڑا کنیزوں سے کہا تم راز دار ہو
اندر جاؤ کنیزیں جو اندر گئیں دیکھا ملکہ سلما و لیلا نہیں ہیں زمین سے معلوم ہوتا ہے کوئی نکلا طبقہ زمین کا
پھٹا ہوا کچھ ماش کے دانے بھی پڑے ہیں عمرو نے تو ہائے ملکۂ عالم کہکے چیخ ماری صاحبقران
عمرو کی آواز سنکر دوڑے پوچھا کیوں خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا ای شہریار بیت الخلا سے شاہزادی اور
وزیرزادی غائب ہو گئیں صاحبقران گھبرا کے دوڑے مقبول تاجدار سیارہ اختر شناس
ترتیب آیا ملک اختر و آفتاب وغیرہ و ملکہ خورشید برق وش سب نے آ کے جاؤ کیا ہر چند جستجو کی عقل
دوڑائی پر ذہن میں نہ آیا کون لیگیا امیر نے فرمایا کہ فتاحی طلسم ہو چکی جبتک ملکہ کا پتہ نہ ملیگا حمزہ تلاش
لوح کو نہ جائیگا عمرو کا تڑپنا پھڑکنا عرض کرنا یہ کون دشمن لگا ہوا تھا ملکہ خورشید برق وش نے کہا خواجہ
بیقرار نہ ہو صبر کرو یہ مقدمہ معشوق طلسم کشا ہے پتہ ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا تقدیر
میں جو رنج و ملال ہے وہ ضرور ہوگا خواجہ کو ہاتھ پکڑ کے الگ لائیں کہا خواجہ صاحبقران کو تلاش
لوح پر آمادہ کرو عمرو نے کہا انکے ہوش درست نہیں ہیں تلاش لوح کون کریگا ملکہ خورشید نے کہا خواجہ بدون
حصول لوح کوئی مطلب نہ نکلے گا لوح کنجی ہے قفل طلسم کی مقامات طلسم باطن پر پہونچنا دشوار ہوگا
یہ بخوبی ظاہر ہے کہ سب ساحر آپ کے نام کے دشمن ہیں میرے واسطے بھی رہزن ہیں آٹھ پہر سب کو
یہی فکر ہے کہ ملکہ خورشید کو صاحبقران سے جدا کریں میں سلطنت طلسم کی ذی حق ہوں میرے
باپ کو اس بدعت سے مارا میں سالہا سال قید رہی اتفاق کی بات ہے یہ بات بن گئی مگر آپ تلاش لوح میں
تامل نہ کریں عمرو نے کہا میں عرض کرونگا جانے نہ جانے کا انکو اختیار ہے صاحبقران جو پلٹ کے
بارگاہ حشمانی میں آئے سر جھکا کے بیٹھے کسی سے کلام نہیں کرتے عمرو نے عرض کی ملکہ خورشید
فرماتی ہیں کہ آپ تلاش لوح میں مصروف ہوں امیر نے فرمایا کہ خواجہ میری تو عجب کیفیت ہے مجھے تو
کلام کرنا دشوار ہے کیا کہوں کہ کیا کیفیت ہے جی چاہتا ہے آپ دوا نہ ترک کروں طرف کسی صحراے وحشت
خیز کے نکل جاؤں ناقہ مجنوں بنجاؤں فقیر بنکے بیٹھوں ابھی جفا سے اسنے مہلت پائی تھی فلک نے پھر
گرفتار پنجۂ تقدیر کرایا مجھسے نہیں ممکن ہے کہ میں تلاش لوح میں جاؤں یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے
ہوئے آئے عرض کی سمندر جادو طرف سے شاہان طلسم کے ایک لاکھ فوج لیکر آیا ہے امیر نے
رو کے فرمایا ہم اپنے حال پر ملال ہیں جو شاہان طلسم چین نہیں لینے دیتے ملک اختر نے عرض کی
حضور اسکا فکر نہ کریں ملکہ خورشید برق وش بھی تباہ ہو گئیں اختر نے عرض کی ای شہ ساحران

ایک بجو رہی اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ملکہ خورشید برق وش نے سب لشکر تیار کیا لشکر
ساحران سے آگے بڑھکے اُتری ملکہ خورشید و آفتاب پنہاں رہی ہیں سب ساحر و سردار استادہ ہیں
ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ سمندر جادو نہایت جوش و خروش میں دریا دلی دکھاتا ہوا
فوج میں پہلا اسکی فوج میں تین لاکھ ساحر اسکی پشت پر کھڑے ہوکے سمندر دیکھنے لگا کہ ملکہ خورشید
سب کے آگے زنار وغیرہ نہایت رعنائی سے کھڑی ہیں آمد آمد فوج ساحران دیکھ رہے ہیں دو کوس
لشکر لشکر کو اُتارا ساحران غدار جا بجا اُترنے لگے ساحروں نے اپنے اپنے خیمے استادہ کیے اب سب
ساحروں پر علم ملکہ خورشید کا ہے سب لشکر کا انتظام کر رہے ہیں خیمے میں کانپ کے فرماتی ہیں کہ
تمکو ان لوگوں کو کچھ خوف خدا اور رسول نہیں ملک و مال کیا آبرو کی خواہش ہوئی اب جان کے طالب ہیں
کیا یہ تھا ہم پر غالب ہیں سمندر نے جو ملکہ خورشید برق وش کو دیکھا دور سے سلام کیا ملکہ نے فرمایا
وہ تمکو ام بد انجام مردود خاص و عام تجکو شرم نہیں آتی ہمکو سلام کرتا ہے طعن و تشنیع کرتا ہے خیر میدان کارزار
میں سمجھا جائیگا سمندر کانپتا ہوا بارگاہ میں آیا مشیروں وزیروں سے صلاح کرنے لگا کہ عجب بڑی مشکل
کی بات ہے کہ ملکہ خورشید برق وش سب کی افسر ہیں زنار و آفتاب بھی موجود ہیں میں سب سے
مقابلہ کرونگا اگر ملکہ خورشید نکلیں تو مجھے اُنسے مقابلے میں حجاب ہوگا ایک دن وہ تھا کہ بطور ملازم
اُنکے والد کے پاس حاضر ہوا اب شاہان نور افشان کو نامہ لکھا جائے کہ ایک ساحر کوئی اور
روانہ کیجیے کہ اگر ملکہ خورشید میدان میں نکلیں تو اُنسے مقابلہ کرے اور میں سب سے سمجھ لونگا اسی
مضمون کا نامہ روانہ کیا شاہان نور افشان تخت پر بیٹھے ہیں نامے کو پڑھکے سحر العجائب نے آواز
دی کہ سمندر نے مدد طلب کی ہے ایک ساحر ہے شیران سلطنت میں کہ نام اُسکا سرخاب دریا نشین ہے
اپنے مقام سے اُٹھا کہ حضور خورشید سے جا کر مقابلہ کرے کہ میاں سمندر بہت خوف کرتے ہیں میں جاکر
مقابلہ کرونگا بی خورشید کی مشکیں باندھ کے لاؤنگا سحر العجائب نے تین لاکھ ساحر اسکے بھی ساتھ کیے
سرخاب دریا نشین اُسیوقت لشکر تیار کر کے چلا سمندر کو آتے ہوئے دو دن گذرے طبل جنگی
نہیں بجوایا کہہ رہا ہے کہ بڑا خوف ہے بڑے شرم کی بات ہے جسکے ملازم رہے اُسی سے مقابلہ کریں جب
سامنے جاتے ہیں تو آنکھ نیچی ہے کیونکر مقابلہ کرینگے یکایک ہرکاروں نے خبر دی کہ سرخاب دریا نشین
آتا ہے سمندر نے جو سنا کہ سرخاب دریا نشین قریب آپہونچا ہے استقبال چلا سرخاب دریا نشین
گھوڑے پر سوار تین لاکھ ساحر پشت پر راہ میں دونوں بھٹے ملاقات ہوئی سمندر نے سرخاب کو
سلام کیا سرخاب نے جواب دیا سمندر نے کہا بھائی بڑے تعجب کی بات ہے تم مجھسے زیادہ مقرب رہے
اگر ملکہ خورشید برق وش میدان میں نکلیں ایک دن وہ تھا کہ اُنکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے
رہتے تھے آج اُنسے مقابلہ کریں سرخاب نے کہا ہم تو ملکہ خورشید کی مشکیں باندھینگے کیا اُنسے
سحر میں کم ہیں سمندر نے کہا بھائی ذرا سمجھ کے بات کرو ایسے کلمات سخت نہ کہو حقیقت میں سحر العجائب
و معمر الغرائب نے بڑی غلطی کی ہے کہ شاہ حامی ہے ہر ملکہ کو قید کیا پھر خوف نہ آیا دیکھیے اُنکی خدا نے کیا مدد کی
کس طرح عمرو پہونچا کس لطف سے رہا کیا خدائے نادیدہ نے گھر میں انصاف ہے سرخاب نے کہا اے سمندر
تجھے کیا ہو گیا ہے کہ شاہان نور افشان کو برا کہتا ہے اور تعریف مذہب خدائے نادیدہ کرتا ہے کیا ساحری بھی چھ

پھر کمان دونون کو پکڑ لو چار طرف سے ساحر بلوہ کرتے ہین جب آفتاب نے اشارہ کیا غول سے نکلکر
مثل تیر اعظم چمکی ہر جسم غول پر جا پڑی ہزارون کے سر کاٹ لیے زنتار نے بڑھکر سرخاب پر سحر کیا آفتاب
خوب زد و برد شور سے لڑ رہی ہے سرخاب کا جو سامنا پڑا للکارا نامرد کہان جاتا ہے آگے نہ بڑھنا ورنہ
بہت پچھتائیگا سمندر رخ نے کہا اچھا کیا مذہب کو پختہ کرتا تھا تجھے کیون ناگوار ہوا جو ہزارہا بندگان خدا
کو قتل کرا دیا کیا مجکو نفع ہوا سرخاب نے گولا مارا آفتاب نے چمک کے وہ گولا کاٹا گولا جو کٹ کے
گرا اسمین سے برق چمکی سر پر سرخاب کے گری سرخاب کا سر زخمی ہوا سرخاب نے اپنا خون ملکہ
آفتاب پر کھینچ مارا آفتاب تڑپ کر الگ ہوئی اپنے کو گولے سے بچایا ہاتھ جو ہلایا برق تڑپ کر
گری کہ سر سرخاب کا زخمی ہوا تو سمندر بھی پلٹ پڑا فوج سرخاب کو قتل کرنا شروع کیا سرخاب
چاہتا ہے بھاگ کے نکل جاؤن آفتاب و سمندر نے فوج کو گھیر لیا بڑے زد و برد شور سے قتل کر رہے
ہین قضائے کار ملکہ مہران آسمان سیر واسطے سیر و شکار کے نکلی ہین تخت پر سوار ساتھ لاکھ
ساحر ہمراہ سیر کرتی ہوئی جاتی ہین کہ آہ ہو کی صدا کان مین پہونچی ہان جو سر اٹھا کے دیکھا ملکہ
آفتاب شعلہ مزاج تڑپ تڑپ کے لڑ رہی ہین ایکطرف سمندر رخ بادہ جوش و خروش مین قتل کرتا ہوا
سرخاب کے لشکر کو جاتا ہے مہران یہ کہہ رہی ہے کہ میرے سامنے سمندر واسطے مدد کے طلسم کشا کے
گیا تھا اور سرخاب اسکی مدد کو بھیجا گیا تھا انکے لڑنے کا کیا باعث کنیزون نے بڑھکر خبر دی کہ ان
دونون مین تکرار ہوئی آپس مین لڑنے لگے آفتاب نے اگر سمندر کا ساتھ دیا سرخاب کو زخمی کیا اب
لشکر سرخاب نے شکست کھائی وہ قتل کرتی ہوئی چلی آتی ہین کئی لاکھ جادوگر مارے گئے لاشون کے
انبار ہین تماشا عرض کرتے ہین کہ سمندر نے مسلمانون سے فریاد ہین کی انھون نے خبر پائی وہ دوڑ
پڑے انکو نہین معلوم خبر کسنے دی یہ سنکر مہران کو غصہ آیا کہا مسلمان بڑے ظالم ہین یہ لوگ آپس مین
لڑے تھے انھون نے کیون دخل دیا لڑتے بھڑتے ہمارے دربار مین فریادی آتے انصاف کیا جاتا
جسکی خطا ہوتی اسکو سزا دیجاتی یہ کہکے تخت سے اٹھی ساتھ لاکھ جادوگر بھی ہمراہ لیکر بڑھے کہ حضور
تکلیف نہ کرین جسکو حکم ہو مشکین باندھ کے سامنے لائین کہا صاحبو آفتاب کو دیکھو بیر انکی جان کیا
ہو رہی ہین کہ دربار مین بھگا کرین مسلمان پھرا کر لے گئے ہ نب طلسم کشا کی عاشق ہشمین ہین بی زنتار
نے بھی یہی کام کیا ایک طلسم کشا پر یہ صدہا نازنینان سیمبین عاشق ہوئی ہین حمزہ کے میان اسمعیل بن
جائیگا ایک میان طلسم کشا اگر اسقدر معشوقان دہر پھر وان شہزادیون نے اپنی خوبیان کی ہین مین آج
آفتاب کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے تخت سے اٹھی جیسے ہی آفتاب کرسی کہ جلوے سے ظاہر ہوا انہمہ ملکہ
مہران آسمان سیر خاتون محل شہنشاہ طلسم آفتاب کی جو نگاہ پڑی گھبرا گئی چاہا نکل جاؤن مہران نے
سحر کیا آفتاب مین گھس لگا ایک عقرب سیاہ پیدا ہوا آتے آگے ڈنک مارا آفتاب تھرا گئی لڑکھڑا کر
گری چہرہ سیاہ و حال تباہ کنیزون نے چاہا سنبھالین مہران نے سحر کیا کنیزین جلنے لگین کئی ہزار کنیزین
جلکر گرین سمندر پر نعرہ کیا اد سمندر بڑا جوش و خروش ہو کے مسلمانون کو پکارے مدد بلایا ہے سمندر
نے پلٹ کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہے ہم انکے غلام ہین ہمارے مالک نے خبر پائی آتے ہین تیرے لگو کی
زوجہ ہیر تھر اسون کو پکڑ پاس نہ آیا شہنشاہ کو کب کر قید کر لیا اس پر یہ غرور ادھر ام کی فکر اپنی یاد

زبان ہو گیا سامنے سے ہٹ جا ورنہ بہت پچھتائیگی کل کا ذکر ہے شہر مہرانیہ میں کہ سے پہنچی تھی جا کر
سحر العجائب کے گھر میں بیٹھی بڑی شاہزادی ہو گئی مہران جل گئی سمندر پر سحر کیا ایک حباب گرا پیچ
دریا زنجیر ہو کر لگے میں پڑی سمندر کو پکڑ لیا چہار سمت سے ساحر ٹوٹ پڑے کشاں کشاں سامنے لیکر
آئے تخت اسکا ٹھہرا ہوا ہے کل ساحر جمع ہیں آفتاب و سمندر مشکین بندھی ہوئی سامنے آئے مارے
غرور کے زبان میں سوزن بھی نہیں دیا مہران نے پکار کر آواز دی ارے دیکھو جنگل میں اسوقت
عیب آدم خوار پھر رہا ہوگا انکو کہا جا دیگا کنیزیں گئیں جا کے دیکھا جنگل میں نخل کے سائے میں ایک
جادو گر بیٹھا ہے جانور مرے ہوے اسکے سامنے پڑے ہیں ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ گوشت انکا کھاؤں آپ ہی آپ
کہ رہا ہے کہ بھلا کس جانور کو کھاؤں جو کوئی کئی دن کا مرا ہوا ہو کس سے شروع کروں کنیزوں نے پکارا اے
عیب آدم خوار چلو ملکہ مہران آسمان سیر بلاتی ہیں دو گنہگار تمکو کھانے کو ملینگے عیب جھومتا ہوا
چلا یہاں جب آفتاب اور سمندر پکڑے گئے تو ذکار [illegible] سپاہی لشکر میں آئی اور خورشید برق وش سے خبر
کی خورشید یہ سنکر اٹھی کہا ابھی جا کر حرامزادی سے سمجھونگی مہران آسمان سیر بڑی مغرور ہو گئی ہے آخر
وغیرہ ہاں ہاں کرتے ہوے آئے کہ حضور تکلیف نہ فرمائیں ہم لوگ جاتے ہیں انکو چھڑا کر لاتے ہیں خورشید
کے ساتھ سب ساحر تیار ہونے لگے کوئی کمر باندھ رہا ہے کوئی اسباب جمع کر رہا ہے کوئی کہتا ہے ابھی
جا کر قیامت برپا کرینگے مگر اخضر نہایت عقلمند ساحر ہے بادشاہ طلسم [illegible] سے کہہ رہا ہے کہ میں نے مہران
کو نہیں دیکھا سنتا ہوں کہ سحر العجائب کی چھوکری ہے انھوں نے زر و جواہر تحفے وغیرہ بھی دیے ہونگے ہتھیار
طلسم اسکے قبضے میں ہونگے ملکہ خورشید سے اسکا مقابلہ ہونا مناسب نہیں صاحبو جہانتک ہو سکے
ملکہ کو روکو یہ برائے مقابلہ مہران آسمان سیر نہ جائیں اول تو اس بات پر وہ زیادہ رشک کریگی کہ معلوم ہے
اسکا عاشق تھا قید کیا تھا اسی واسطے کہ اپنے قبضے میں کروں خواجہ عمرو رہا کر لائے وہ دونوں بھیا
آنکہ پھر اسی فکر میں رہتے ہیں کہ صاحبقران سے اور فلاں ساحر سے کیا گذری یتیل ہمیشہ ساحری
اسکے پاس ہے مرأت واقعہ میں بھی حال دیکھ سکتا ہے ایسا نہ ہو وہ خود آپڑے کنیزیں ملکہ سے بڑھ بڑھ
کے عرض کرتی ہیں ملکہ جواب دیتی ہیں صاحبقران باتوں میں دخل نہ دو بڑے افسوس کی بات ہے
کہ ہمارا سردار جائے قید ہو ہم اسکی مدد کو نہ جائیں کل کو کوئی ہمسے کیا امید رکھیگا صاحبقران زمان
اپنے ملازموں کا کسقدر پاس کرتے ہیں دیکھو انکی سلطنت کو کیا بعد ہے اگر ایک خدمتگار کہیں قید
ہو جاتا ہے تو انہیں کیسی کاوش کرتے ہیں میں بھی تو انہیں کی کنیز ہوں کیوں اپنے ساتھ والوں کو عزیز رکھوں
یہاں تو ملکہ خورشید کو روک رہے ہیں ملکہ نہیں مانتی اسلحہ سے ہر ذات پیرا آراستہ کر رہی ہیں تاج یاقوت نگار
عطائے صاحبقران سر پر رکھا ہے بھاری لباس زیب جسم فرمایا کنیزیں بھی آراستہ ہوئیں گلعذار نگین قبا
اہالیان لشکر کو ترغیب دے رہی ہیں کہ آج خوب مقابلہ پڑیگا مہران سے مقابلہ ہے کنیزیں کہتی ہیں وہ کسی
بازاری کیا ہے اسکی خورد اچاک نکلے گی یا مشکیں باندھ کر لائینگے لشکر میں تلاطم ہے یہ خبر صاحبقران کو پہنچی
بارگاہ سے نکل آئے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہیں امیر نے اسکے ہاتھ پکڑ لیا فرمایا اے ملکہ عالم تم کیوں
غصہ کرتی ہو اگر انپر کوئی جفا پڑیگی ہم خود جا بیٹھے رہا کر کے لائینگے خواجہ عمرو دیو بیٹے کہا اختیار تکلیف
کرنا ہے ضرور نہیں ملکہ نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی حضور ایسا نہ فرمائیں میں ضرور جاؤنگی امیر کے آنے

سے جملہ سردار بہرام وغیرہ بھی آئے ملکہ خورشید شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے امیر تو تو کچھ جواب
نہین دیتی ہین مگر اور زبان ست یہ جواب ہے کہ آپ لوگ کیون گرد کا دخل کرتے مین مین ضرور جاؤنگی بیان
دیہ رنگ ہے جملہ سردار ملکہ کو سمجھا رہے ہین اور ملکہ نہین مانتین آخر مین لاچار ہو کے یہ فرمایا کہ جو مجھکو زیادہ
دق کیا جائیگا تو مین چھپ کے چلی جاؤنگی مگر آفتاب و سمندر کو اپنے ساتھ لاؤنگی زبان کٹین ہین مہیب آدم خوار
کو ملاکر لے لین مہران آسمان سیر نے دونون کی زبان مین سوزن دلوایا سمندر رو آفتاب بندھے ہوئے
کھڑے مین یہ مہیب آدم خوار اگر سوچی خلط کرتا ہوا دمن سے نعرہ کیا منم مہیب آدم خوار غلام شہنشاہ
طلسم نور افشان دس جانور روز کھاتا ہون جب آدمی کا گوشت ملتا ہے اس نعمت کو کھا کر بہت خوش ہوتا ہون
شہنشاہ کو دعائین دیتا ہون مہران نے کہا ای مہیب آدم خوار یہ دونون گنہگار حاضر ہین انکو لے
جا دسکم ملگیا کہ انکو کھا لینا مہیب خوب قہقہے مار کے ہنسا مہران نے کہا ای مہیب کیا ہنستے ہو کہا مین
اپنی عقل پر ناز کرتا ہون کہ اسوقت کیا خوب بات سوجھی جو سمجھا وہی ہوا ملکہ نے کہا ان دونون کو مہیب
نے دونون کو اٹھا لیا کہا اپنا سحر تو اتار لیجیے جب انکو چبا کر نگلونگا تو انکو تکلیف پہونچے مہران نے
دونون پر سے سحر اتار لیا زبان مین سوزن دے دیا اسوقت ملکہ آفتاب کی بیقراری یاد مین صاحبزادون
کی اشکباری رو رہی ہین یہ اشعار عبرت آثار زبان حال سے فرما رہی ہین

غزل [illegible]

کلام یار کی ہم تنگی دہن مین نہین | یہ گفتگو ہے سوے [illegible]ن مین نہین
خیال رخ ہے تو دل کسطرح ہو بیداغ | یہ روشنی تو کسی شمع انجمن مین نہین
وہ ناتوان ہون کہ کہتے ہین لوگ دفن کرو | کفن ہے قبر مین مردہ مگر کفن مین نہین
خدا کے واسطے سر کو اٹھاؤ ذرا تو سے | غضب کی شرم ہے یہ شرم تو دلھن مین نہین
ستال دیتے ہین شاعر سمجھ کے کیا اُس سے | تمھاری آنکھ کی شوخی کسی ہرن مین نہین
سوال وصل کا دیتے نہین جواب مجھے | عجیب بات ہے گویا زبان دہن مین نہین
عبث ہے شہرہ خوبی عروس دنیا مین | یہ بھینی بھینی تو خوشبو کسی دلھن مین نہین
کیے ہین نالۂ سوزان یہ کسنے گلشن مین | وہ کون شاخ ہے جو سوختہ چمن مین نہین
کریگے صید یہ صیاد کسکو حیران ہون | نشان بلبل بے خانمان چمن مین نہین
برائے سیر چمن کوئی آئیگا یا رب | خوشی سے ہر گل تر اپنے پیرہن مین نہین
ہے بعد مرگ بھی وحشت کا زور شور وہی | ہے رنگ جیب کوئی تار تک کفن مین نہین
تمھارے پھول سے عارض مین ہے جو شادابی | یہ رنگ روپ تو نسرین و نسترن مین نہین
سنی ہے آمد صیاد کی خبر شاید | ہجوم بلبلون کا آج کل چمن مین نہین
بہار گلشن الفت ہے دیدہ کے قابل | چمن مین پھولون کے جھلوگے گا یہ ان بن مین نہین
تمھارے گیسوئے عنبر فشان کی بو ای گل | تتار مین تو کہان نافۂ ختن مین نہین
عجیب حسن سے بل رخ پہ کرتے ہین گیسو | یہ پیچ و خم تو کسی مار و یاسمن مین نہین
جو کنگھی کرتے ہو تو دیکھو سنبھال کر کرنا | دل غریب تو گیسوے پر شکن مین نہین
کیا ہے گرمی رخسار آتشین نے خشک | [illegible]ی کا نام بھی سر چشمۂ دہن مین نہین

نجات نار جہنم سے غیر ممکن ہے | تمہلو زمرہ حب آل شفاعت بن ہیں

حبیب نے کہا چپ رہ کیا بیہودہ بکتی ہے یہ کہکے دونون کو ہاتھ پر اُٹھا لیا کہا ملکہ عالم لیے جاتا ہون مہران نے کہا تمہین اختیار ہے حبیب اُسیوقت آفتاب و سمندر کو لیکر چلا چلتے وقت ایک پرچہ کاغذ کا ہاتھ میں دیا کہا ملکہ اسکو پڑھ لیجیے گا غلام نے ایکی مینے مین اتنے آدمی کھائے آپ کے اقبال سے شکم پر رہتا ہے یہ پرچہ پھینک کر حبیب لیے ہوئے دونون کو بھاگا چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوا مصاحبون نے کہا ملاحظہ تو فرمائیے اس پرچے مین کتنے آدمی لکھے ہیں ملکہ نے جو پرچہ کھولا اُس مین لکھا تھا او ملعونہ تیری مجال تھی کہ ملازمان صاحبقران کو قید کرے العبد عمرو قران تصنیف مصنف

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سر ہنگ در خنجر گذاری | امیدان از دم اتش فشانم | منم مہتر قران تشبیر زمانم

اُدھر یہ دیکھا تو نے ملکہ آفتاب و سمندر کو لیے جاتا ہون مہران آسمان سیر کو سناٹا آگیا رنگ رو متغیر ہوا مصاحبون نے پوچھا حضور خیر تو ہے مہران نے کہا صاحبو بڑا غضب ہوا حبیب آدم خوار مارا گیا مہتر قران نے پہلے ہی اُسکو پکڑ کے زندہ درگور کر دیا اُسی کی شکل بنکر بیٹھا تھا جنے اُسے بلوایا ہی آفتاب و سمندر کو لے گیا یہ کہکے رنجیدہ ہوئی کہا میں جاکر شاہان طلسم نور افشان سے فریاد کرونگی مہتر قران نے یہ حرکت کی عذاب شہنشاہی میں مبتلا ہوگا یہ کہکے رنجیدہ ہوئی طرف قلعہ طلسمی کے جاتی ہے یہان صاحبقران زمان وغیرہ ملکہ خورشید برق وش کو سمجھا رہے ہیں کہ سامنے سے گرد اُٹھی دیکھا کہ مہتر قران سمندر و آفتاب کو لیے ہوئے زبان سے سوزن نکالتے ہوئے آپہونچے آفتاب و سمندر نے دیکھا کہ جملہ ساحران نامی و سرداران گرامی ایک مقام پر کمر بستہ ہیں لشکر ساحران تیار ہو رہا ہے سمندر بحکم صاحبقران سے قدمبوس ہوا گو دیر نے لگا صاحبقران نے فرمایا کیونکر رہائی پائی عرض کی آپ کے عیار مہتر قران عالی وقار ہمکو رہا کر کے لائے صاحبقران نے مہتر قران کو بہت بھاری خلعت دیا عمرو نے کہا یہ کیا بڑی بات ہوئی ایک جادوگر کی شکل بنکر ساتھ گئے چلے گئے واہ کیا خوب عیاری ہے لو میان قران خلعت اُتار دو بادشاہون کی دی ہوئی چیزین آٹھ پہر نہین پہنے رہتے ہیں ہم احتیاط سے رکھ چھوڑینگے قران نے سہولیت مین خلعت اُتار دیے یہ دیا خواجہ نے چوم چاٹ کے نذر زنبیل کیا شاہان نور افشان دربار مین بیٹھے تھے کہ مہران روتی ہوئی آکے بیوفی شاہون سے سب حال بیان کیا پرچہ بھی دکھایا کہ مہتر قران نے یہ بے ادبی میرے ساتھ کی سحر العجائب بائین طرف بیٹھے کہا ارے کوئی حاضر ہے قلماق جادو برادر ارماق ایک ساحر ہے اپنے فلک سے اُترا ارماق وہ ساحر ہے کہ ذکر آچکا جب قلماق سامنے آیا اور کہا غلام کو حکم ہو کہ غلام جاکے مسلمانون کو سزا دے سحر العجائب نے کہا کہ ہمکو عیارون سے بڑا رنج ہے بجا مناسب ہے کہ جاکر پہلے عیارون کی فکر کرو عمرو و قران و برق اگر ان تینون کو ساتھ پکڑ لائے تو عہدہ وزارت ملیگا کئی وزیر مارے گئے جگہ اُنکی خالی ہے یہی عہدہ تمکو مل جائیگا قلماق نے کہا غلام ایسا ہی کریگا یہ کہکے قلماق تخت پر سوار ہوا تین لاکھ فوج کی جمعیت سے چلا جب باہر نکلا تو ارماق اسکا بھائی بیقرار ہو کے آیا کہا اے برادر اگر عمرو کو گرفتار کرنا تو میرے پاس روانہ کرنا مجھے عمرو کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق ہے اُسکی عیاریان جو ہوش کر باتین دیکھین تو ہوش اُڑ گئے کہ یہ عیاریان اسکو کہان سے دستیاب ہوئین میرے پاس

آئے تو میں قتل کروں اور پوچھوں کہ یہ عیاریاں کہاں سے دستیاب ہوئیں قلماق نے کہا میں ضرور قید عمرو کی اردادہ کرونگا یہ کہکے تین لاکھ ساحروں کی جمعیت سے طرف لشکر اسلام کے چلا پہلی منزل میں راہ میں ایک قلعہ ہے کہ زر مہر جادو وہاں کا حاکم ہے خبر سنی کہ قلماق آتا ہے سنا کہ مصاحبان شہنشاہ سے ہے زر مہر جادو تخت پر سوار ہو انکے آیا استقبال کرکے قلماق کو اپنے قلعے میں لایا سامان دعوت مہیا کیا قلماق واسطے سیر کے نکلا پھرتے پھرتے قریب ایک باغ کے گذر ہوا اسم کرکے بلند ہوا اب جو دیکھا تو سبحان اللہ باغ بہشت آئین بیچ میں باغ کے چبوترہ بلور کا مسند پر ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین بیٹھی ہے گانا ہو رہا ہے ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ اورنگ یہ غزل گا رہی ہے

نظم

موسم گل میں عبث کرتی ہے نالے بلبل
دست صیاد سے للہ بچالے بلبل
اشک بھر آتے ہیں آنکھوں میں برنگ شبنم
گھر کو صیاد ذرا باغ سے جانے بلبل
آتش گل دم نظارہ فروزاں جو ہوئی
جلنے لگتے ہیں ہر نخل کے ڈالے بلبل

کوئی صیاد کے کردے نہ حوالے بلبل
موسم گل ہے کہاں اور کہاں کنج قفس
یاد آتے ہیں جو برسات کے جھولے بلبل
گھات سے ہاتھوں میں لاسا ہے چھپائے
پھر گئے پا سے نظر میں مرے چھالے بلبل

ہے کئی روز سے وہ فکر گرفتاری میں
تجھکو اللہ مصیبت سے نکالے بلبل
شوق سے شاخ گل تر پہ نشیمن کرنا
آشیانے سے نہ بازو کو نکالے بلبل
وجد گلزار کو ہوتا ہے ترے نغموں سے

کنیزوں کے نام لینے سے معلوم ہوا کہ ملکہ منیر آفتاب طلعت دختر زر مہر جادو اپنے باغ میں بیٹھی ہیں ناچ گانا ہو رہا ہے قلماق سر گیا لاکھ ضبط کیا نہ ہو سکا آخر سحر کرتا ہوا اندر آیا ملکہ منیر کو خبر ہوئی کہ قلماق جادو جسکو باواجان نے بطور دعوت اتارا ہے وہ بلا تکلف ہمارے باغ میں چلا آیا منیر نے بنفشہ جلبن سے کہا جاکر انکو روکو کہنا کہ یہاں ملکہ منیر آفتاب طلعت دختر شہنشاہ جلوہ فرما ہیں مرد کا اس جلسے میں کام نہیں یہاں آنے کا ارادہ نکرنا بنفشہ نے جاکر قلماق سے کہا قلماق بنفشہ کے قدموں پر گر پڑا کہا اے بنفشہ ہماری تقریب کرو ملکہ ہمیں سرفراز کریں بنفشہ نے جاکر ملکہ سے کہا ملکہ نے مسکرا کے کہا یہ دیوانہ ہے کہدینا کہ خبردار شامت نہ آوے بڑے بڑے شاہوں کے نامے آئے ہیں نے انکو نہیں قبول کیا تم کس شمار میں ہو اپنی صورت تو بنوا کے یہ یہاں وہ کنیزیں پریچہرہ جمع ہیں کہ اگر راجہ اندر کا گذر ہو تا پریوں کو بھول جاتا اپنے دل میں کیا سمجھا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے جادو جاکر کہدو کہ باغ کے باہر جائے بلا تکلف بے ہمارے پوچھے باغ میں چلے آئے تم والد کے مہمان ہو تمہیے کیا کام ہے قلماق نے کنیزوں سے کہا ملکہ عالم سے کہنا کہ میرا یہ عرض کرنا بالا بالا نہ جائیگا اب ہم انکے باپ سے کہیں گے زر مہر کبھی ہمسے انکار نہ کریگا ہم شیران سلطنت میں سے ہیں برائے گرفتاری عیاران جاتا ہوں عہدہ وزارت ملیگا یہ کہکے قلماق غصے میں کانپتا ہوا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس دل سے باتیں کرتا ہوا کہ میں شکار کو آیا تھا خود شکار ہوا ایسا مجبور و لاچار ہوا دیکھوں زر مہر کیا کہے اگر اسنے انکار کیا تو فساد ہوگا یہ تو دل سے یہ باتیں کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا لیکن خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو سامنے صاحبقران کے آئے دیکھا صاحبقران ملول بیٹھے ہیں پوچھا کیوں شہریار خیر تو ہے امیر نے فرمایا خواجہ کل سے بدیع الزمان واسطے شکار کے گئے ابھی تک پلٹ کے نہیں آئے میں نے تاکید کی تھی کہ اے نور نظر ساحروں سے یہ ملک مملو ہے شب کو کہیں نہ رہنا نہیں معلوم کیا معرکہ گذرے امیر نے ہزار ریخ

سنکر خواجہ کو دیے اور کہا تلاش کرکے بدیع الزمان کو لاؤ خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر نہ جانے پھر آئے سوچنے لگے کہ مین کسطرف جاؤن دیکھا سامنے سے ہرکارے آکر پہونچے غرض کی استاد قلماق جادو طرف سے شاہان طلسم نور افشان کے براے گرفتاری عیاران آمادہ ہی ارادہ کرکے چلا ہی کہ مین سب عیارون کو جاکر گرفتار کرونگا یہان سے بارہ کوس پر قلعہ زرمہر ہے وہان ٹھہر گیا فردا یا پس فردا تک ضرور لائیگا یہ سنکر خواجہ طرف قلعہ زرمہر کے چلے قلماق بارگاہ مین آیا مشیران سلطنت سے اسنے حال اپنے عشق کا بیان کیا سب نے کہا حضور زرمہر جادو سے کہین وہ اپنا فخر جانکر اپنی بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کردیگا حضور کیون ملول ہوتے ہین جوش عشق مین بیقرار قلماق بارگاہ زرمہر مین آیا اسکے بھی جملہ سردار بیٹھے ہین زرمہر نے برابر اپنے تخت کے جگہ دی پریشان پاکر پوچھا کیون برادر مزاج کیسا ہی قلماق کا دل بھر آیا تھا بے اختیار رونے لگا کہا اے برادر کیا کہون عجب کیفیت ہی تبو حالت ہی نظم

پنہان ملول بودن و پیدا گریستن
من خود کنم کہ گریہ بحالم کنی دلے
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن
عمرم بگریہ ہاے ہوس صرف شد کنون
تا کی ز شوق سدرہ و طوبی گریستن
عرفی اگر بہ دست نداری کہ در فراق

ای دیدہ شرم دار کہ مشرب نداشت عشق کو
می زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن
بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
عیسی بتازہ یاد مریم و وا گریستن
ہر کس کہ ہست گریہ بحالش ہمیشہ لیک
در دست ز دل نمی برد الا گریستن

خوش در خورست حسرت طوبی گریستن
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن
گر کام دل بگریہ میسر شدی زیار
خندیدہ آشنا نبود ما گریستن
تا بے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش است
نتوان لبالب تن تنہا گریستن

زرمہر نے گھبرا کر کہا بھائی کیون خیر تو ہی قلماق نے ضبط کرکے کہا اے برادر تم مرتبے سے میرے آگاہ ہو کہ شہنشاہ طلسم نور افشان کا مشیر کہلاتا ہون اب براے گرفتاری عیاران حکم ہوا ہی عہدۂ وزارت ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا مین تمھاری بیٹی پر مائل ہوا اسپر آفتاب طلعت کو دیکھا اپنے ہوش مین نہین ہون اگر چاہتے ہو کہ میری جان بچے تو ابھی شادی کردو یہ بھی خوب جانتے ہو کہ اگر مین شاہان نور افشان سے کہونگا تو وہ بھی تمسے کہینگے تمکو قبول کرنا ہوگا یہ بھی خوب آگاہ ہو کہ مین تمسے کسی بات مین کم نہین ہون سحر مین مشہور عالم ہی اگر سامری و جمشید بھی زندہ ہوتے تو حلقہ غلامی میرا کان مین ڈالتے اسطرح سے کہا کہ زرمہر کو نہایت ناگوار ہوا مگر ضبط کرکے خاموش ہو رہا یہ جواب دیا کہ بھائی تمنے بہت بجا فرمایا شاہان نور افشان کو کسی کی بیٹی بیٹا پر کیا اختیار ہی آج مین اُسکی مان سے ذکر کرونگا کل تمکو جواب صاف دونگا ابھی مین اقرار و انکار کچھ نہین کرتا قلماق غصے مین بارگاہ زرمہر سے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے کہا ہم جانتے ہین اسی مقام پر فساد ہوگا زرمہر نے ایسا مہمل جواب دیا کہ جی جیا ہتا ہی جیالی پر چڑھ بیٹھون میری عجیب کیفیت ہی کس سے اپنی حالت دل بیان کرون اگر اُس معشوق پریچہرہ کا سامنا ہو تو قدمون پر سر رکھدون ہر وقت یہی خیال ہی قلب ہجوم غم و ملال ہی

نظم

کیا قہر ہے بتوں کی توجہ حیا کے ساتھ
یکسان رہا ہے کون کسی سے لقا کے ساتھ
دیکھا تو آئنے پر نگہ نارسا کے ساتھ
وصل و فراق و شادی و غم ہین وفا کے ساتھ

بیہوش ہو بیقرار ہو کہ کیا کروں کیونکر ہوشیار ہو کہ کام کروں نہیں معلوم کس گلستان کا پھول ہو کس فلک کا قمر ہو بائین شانے پر کمان کیانی پڑی ہوئی تیغہ ہلالی زیب کمر سپر فولادی پشت پر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم حیران حیران روئے زیبا کو دیکھتی ہو اس خیال مین ہو کہ صحرا سے گرد اڑی مجھ بہلیے فراول سامنے سے معلوم ہوئے شرم آئی دل مین یہ خیال ہوا کہ اسی کے ملازم آتے ہین شرما کر ناچار سر زمین پر رکھدیا اپنی مادیان پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے چلی یہان جو بہلیے فراول آگے پہونچے شاہزادے کو بیہوش پایا گلاب کیوڑہ بیدمشک چھڑکا شاہزادہ ہوشیار ہوا گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگا ملازمون نے پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہو شاہزادے نے بیقرار ہو کے فرمایا کیا حال بیان کرون عجیب حالت ہی کیا کیفیت اپنی کہین کیونکر خاموش رہین اور دل نہین مانتا لنظم

اور کیا الفت مرد مین دلا ملتا ہی
عشق کامل جو بتون سے ہو خدا ملتا ہی
مین سناتا ہون جو انکو تو وہ یہ کہتے ہین
دہن تنگ کا غنچون سے پتا ملتا ہی
کس زبان سے کرون ہم شکر تری رحمت کا
جو بڑھکر تیغ سے قاتل کی گلا ملتا ہی
تا دل فکر سے کرتا ہون مین عشق کو تشکار
ا کیا ملتا ہی اک غنچہ و کشتا ملتا ہی
دیکھو ہون نہ دلستکین شب غم مین لکھو

سر کو اک داغ جنون ہو تو سر ملتا ہی
کیون یہ بیکار جلاتے ہین دل عاشق کو
گالیان کھاتے ہین کچھ مجکو مزا ملتا ہی
فرقت یار مین اتنا بھی نہ گھبرا اے دل
جو کہ ہم مانگتے ہین اس سے سوا ملتا ہی
داغ دل ہوتے ہین افزا خوشی سے
کمر یار کا مضمون جو نیا ملتا ہی
تو نیا جان کے آنکھو نہین لگاتے عشق
چاند مین یار کا نقشہ جو ذرا ملتا ہی

نہ ابدا عشق مجازی ہو حقیقی کی دلیل
داغ دیتے ہین جو مہرو انھین کیا ملتا ہی
رنگ گل تو کمر یار سے اشبہ ہی کمال
جو کہ جنجر جاتا ہی اک روز دوا ملتا ہی
شوق سے کٹتے ہین اے شوق شہادت کے
جب گلے سے مرے وہ ماہ لقا ملتا ہی
کھولتا ہو گرہ دل کو وہ ناخن کیطرح
نہین اس گل کا غبار لعت یا ملتا ہی

ساتھ وہ آئے حیران کہ شاہزادہ کیا فرماتا ہی نہین معلوم مزاج پر کیا گذری ہی شاہزادہ اسی فکر مین ہو کہ خواجہ بھی اسی مقام پر آ کے پہونچے دیکھا بدیع الزمان زمین پر سر پھیلائے بیٹھے ہین گریہ و زاری کر رہے ہین نہایت پریشان ہو عمرو نے اُنکے کان پکڑ لیے کہا تم تو یہان بیٹھے رو رہے ہو وہان آقائے نامدار کا عجب حال ہو تمھاری یاد مین بیقرار ہین چلو گھر چلو بدیع الزمان کی آنکھون سے آنسو نکلنے لگے کہا عمر نامدار عجب کیفیت ہی اگر آپ مجکو گھر لے جا سکینگے زندہ نہ پا سکینگے اسوقت یہ کیفیت ہی نظم

صفحہ پر اک مرے دیوان کا صف ماتم ہی
دل مین آتا ہی کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
اپنے مجموعہ کا ہر ایک ورق برہم ہی
دل کو آنکھون نے کیا کشتہ رخسار بلیغ
عالم الغیب ہوا کوئی انہین محرم ہی
کھینچ لاتا ہی جو جل جاتی ہو جذب دل کی
شانہ و آئینہ مادا کف و ناخن محرم ہی
وعدہ شربت دیدار ہو بیمارون سے
زخم فرقت سے ہیلی وصل ترا مرہم ہی

خاکساری سے جھکا ہی سر شوریدہ مرا
ہم جان چھوڑکے قاتل کو ندامت کم ہی
سے دیکھا ہی محبت کی نظر سے انکو
نہ سمجھتے تھے ہم اسکو ہی فلک بھی ہم ہی
زندگانی سے جو تنگ آ کے ہو دل گھبرایا
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جو تنگ دم ہی
بام پر جب سے ہو اک رخ سیہ دیکھا
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا حاضر ہی
وصلت حور کی حسرت نہ ہیکی الس

واقعہ دل کا جو موزون ہو تو مضمون ایسا
وائے بر حال ندامت سے جو کر دل خم ہی
دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
صف مژگان ہو تلے زلف سیہ برہم ہی
کیا کہون مین کمر یار ہو کیسی نازک
پوچھے جاتا ہون مرد دل سے کہ کیا عالم ہی
زلف رخ کو مین چھپائے وہ چھپاتے کہتے
روح دیوانہ ہو سپہر فلک اعظم ہی
درد مندان محبت کا ہی تو تسکین بخش
خلد میراث سمجھ اپنی ہی آدم ہی

عمرو نے کہا تم غم مت کرو چلے اپنے باپ کے سامنے بیان کیجیے مین یہ معاملات نہین سنتا آج دو دن آپ کو
گمشدہ ہوئے گذرے بدیع الزمان نے بازو سے جوشن کھولا کہا عمو نامدار یہ بازوبند ملکہ مہجبہ خاتون نے مجکو دیا تھا
اور وہان ملکہ گوہر ملک کی میری خوش دامن ہین ایک سال کا خراج ملک سنجان کا اسمین صرف ہوا عمرو نے
کہا بیٹا حمزہ وہان رو رہا ہی رونے دو مجھسے اپنا حال مفصل کہو بیٹا مان باپ بھی تو بیٹا بیٹا کے بھرے بیٹھے
ہوتے ہین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے شادی کرین گھر مین پردے والی لاؤ بیٹا یہ بازوبند مجھے دو مفصل حال کہو
بدیع الزمان نے بازوبند دیکر عرض کی مین شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ایک قاتل عالم کو اس نخل کے
سائے مین دیکھا مین بیہوش ہو کے گرا دیکھ لیجیے نشان سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ قاتل یہان بیٹھا
سر میرا زانو پر رکھا ملازمون کی آمد دیکھکر چلدی ہو گی عمرو نے کہا بیٹا تم یہان اترو مین فکر مین جاتا ہون
مین تلاش کر کے لاتا ہون انشاء اللہ پتہ لگا کے آؤنگا بدیع الزمان نے اسی مقام پر بارگاہ استاد
کرائی حیران حیران اترے خواجہ جستجو کرتے ہوئے چلے یہ تو خبر زبانی ہرکارون کی پاچکے تھے قلماق
واسطے روکنے لشکر اسلام کے آتا ہی اب قلعہ زردمہر پر ٹھہرا ہی خواجہ عمرو اسی طرف چلے یہان
قلماق جب بہت گھبرایا زردمہر نے اپنی صحبت مین کہا کہ قلماق کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنی صورت تو دیکھے مجھکو اس
نے پیغام دیا تھا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دیجیے قبول نہ کیا نہ یہ سمجھا کیا سمجھا ہی قلماق کے
ہرکارے گئے ہوئے تھے انھون نے آکر قلماق سے کہا قلماق یہ سنکر برہم ہوا کہا یہ زردمہر کیا سمجھا ہی
ابتدا دم بھر مین ٹکڑے ٹکڑے معشوق لونگا یہ کہکے ایک نامہ لکھا کہ اے زردمہر بہتر یہ ہی کہ بیٹی کی شادی
ہمارے ساتھ کر دو ورنہ بہت پچتاؤ گے یہ نامہ جو زردمہر کے پاس پہونچا زردمہر نے نامے کو چاک کیا اور
جواب صاف دیا قلماق نے لشکر اپنا علیحدہ کیا قلعے سے تین کوس ہٹ کے اترا زردمہر نے بھی
سامان لشکر کشی کیا جانبین سے طبل جنگی بجے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قلماق میدان
مین نکلا چار چار دو گرز زردمہر کے دن بھر مین قتل کیے زردمہر کبیدہ کبیدہ یا زردمہر کو ہزار تردد ہی قلماق
یہ کہکے پلٹا کہ اے زردمہر کل میدان مین میرے تمھارے مقابلہ ہوگا ٹکڑے ٹکڑے قلعہ لونگا یہ کہکے پلٹا
ایک ہفتے کی مہلت قلماق سے زردمہر نے لی پریشان تھا کہ کیا کرون کبھی خیال مین آتا ہی کہ شاہان
نورافشان کو عرضی لکھون اسی تردد مین یہ کہکر مہلت لی ہی کہ آٹھوین دن یا شادی کر دونگا یا مقابلہ
کرونگا یہ تو اس تردد مین ہی خواجہ جو وہان پہونچے یہ معرکہ دیکھا رات کو ایک کنیز کی شکل بنکر باغ مین ملکہ
منیر کے آئے جب جلسہ آراستہ ہوا اس جلسے مین ہو کے ملکہ سے ملاقات کی اپنا حال ظاہر کیا ملکہ
رونے لگین کہا خواجہ تمھارا احسان ہوگا یہان قیامت برپا ہی قلماق نے والد کو بہت حیران کیا
ہی ایک ہفتے کی مہلت بمشکل لی ہی شاہزادہ یہان آئے مین اسکے ساتھ نکل جاؤن خواجہ جاکر
بدیع الزمان کو اس باغ مین لایے عاشق و معشوق سے ملاقات ہوئی ادھر شکایت و شکایتین
نکلے جب جلسے مین آکے بیٹھے خواجہ نے اس روز خوب نوازی کی ملکہ منیر کی وزیرزادی بیٹھے
شعلہ رخسار اسپر خواجہ مائل ہوئے ملکہ سے کہا یہ میری بلائین لیتی ہی شعلہ رخسار نے کہا
اس نگوڑے کے منہ مین آگ لگے اس نگوڑے کی آنکھون مین چربی چھائی ہی نگوڑا مارا جائیگا
خواجہ نے بمشکل اسکو بھی راضی کیا لیکن بدیع الزمان نے ملکہ کو بہت متردد پایا شاہزادہ

بدیع الزمان نے بہ مشکل پوچھا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا عرض کرون بڑا ظلم آپ کے آنے کا تھا تقدیر نے آپ کو بلا دیا مجھے اپنے محبت دار لوگون سے یہ امید نہ تھی مگر خدا ے نادیدہ نے بڑا فضل کیا اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ای جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا
ہو گئے رنگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا
لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پر شفق
گل کی بو بات ہوے تجھ جو ذرا سے پیدا
وصوپ مین نو جو نکلتا ہی کبھی ای خورشید حسن
کیجیے ربط کسی مہر لقا سے پیدا
رعد کا شور ہو مور دنگی صدا سے پیدا
آبلے ہوتے ہین اپنے کف پا سے پیدا
چاہیے اشک بھی ہون آنکھ کے پیچھے پیچھے
رنگ کیا کیا ہوے خون شہدا سے پیدا
تخت پریون کے اڑا لائے جو دیوانون
سایہ ہونا ہی پر و بال ہما سے پیدا
جو ہوا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
نہ تو مجنو کے ہوے تھے ہم بیابا سے پیدا
آمد قافلہ ہو بانگ درا سے پیدا
قد کشی آج وہ سرو دون سے ہین کہ نہ تھا
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا
غور ہو موسم سرما تو قریب ای آتش

کہا خواجہ عمر اشم یہ ہی کہ قلماق جادو نہایت زبردست ہی والدہ دربار ذو الاشادی کا طالب ہی بدیع الزمان سنکر خاموش ہو رہے بلکہ کہا اسکی کیا مجال ہی سمجھا جائیگا وعدے کا ہفتہ گذرنے دو ملکہ نے عرض کی ای شہریار اگر خدا نخواستہ یہ ہفتہ گذرا اور اسنے طبل جنگی بجوایا اور والدہ پر غالب آیا تو باغ مین آنیکا قصد کریگا کنیز کی آرزو یہ ہی کہ چار دن گذرے ہین چار دن مہلت مین اور باقی رہین ابھی آپ مجکو نکال لے چلیے مشہور ہو جائیگا ملکہ غائب ہو گئین اگر والدہ پر غالب بھی آلے گا تو کیا کریگا انکو بھی کتنا مناسب ہو گا کہ ملکہ کا نشان نہین بدیع الزمان نے کہا ملکہ داخل چور دن کے ہم تمکو نکال لے جائین مصنف اس داستان کو یون تحریر کرتا ہی کہ چار شبانہ روز اسی گریہ وزاری مین گذرے خواجہ بھی شعلہ رخسار کی محبت مین یہین پڑے ہوے ہین یہ بھی بدیع الزمان سے نہین کہتے کہ چلیے وہان ساتوین دن قلماق نے غصے مین طبل جنگی بجوایا ملکہ نے عرض کی ای شہریار اب رات بیچ مین ہی صبح کو قیامت برپا ہو گی وہ ملعون لڑائی فتح کر کے ادھر توجہ کریگا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مجھے بھی اسنے سوال وصل کیا تھا مین نے اپنے باغ سے نکال دیا بدیع الزمان نے کہا کل کی لڑائی کا ذکر سن لین تو تمکو لے چلین گے پھر رات تک یہی باتین رہین پھر رات رہے شہزادے بدیع الزمان نے مرکب تیار کیا کہا ملکہ تمہارے باغ کے قریب صحرا ے سبزہ زار ہی ہم لشکر دیکھیں گے آئیے تمکو لے چلینگے ملکہ چلنے لگین کہا ای شہریار مین آپ کے لشکر کا مقام دریافت کر چکی ہون لشکر صاحبقران کا دہنہ کوہ عجائب و غرائب بر فرد کش ہی مین وہان چلی جاؤن گی صاحبقران سے اپنا حال عرض کرونگی کہ ای شہریار یہ مسلمان ہان وہ کافر بھیجا کرتا ہی مجھے کافر کے ظلم سے بچا کے اپنے سایہ دامن دولت مین چھپا لیجیے بدیع الزمان نے کہا بعد ہمارے آنیکے سمجھا جائیگا بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہو کر طرف صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین جاکر نقاب چہرے پر ڈالی یہان رات بھر لشکر زرد مہر مین اور قلماق مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قلماق جوشان خروشان تخت پر سوار پہلو مین گرگون مسلح اس جاہ و حشم سے کہ شان دیکھا رہا ہی صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت رہ کا لیکر چلے میدان مین سناٹا ہوا قلماق میدان مین آیا گرگون کو مخبر کیا پکار کر آواز دی ای زرد مہر مجھ سے مقابلہ کر زرد مہر تخت سے اترا کمر باندھنے لگا ساحرون نے آگے گھیرا کہا ای شہریار ہم جا کے مقابلہ کرین زرد مہر کی آنکھون سے آنسو

جنے کہا یارو آج وہ خود میدان مین آیا ہی تم مین سے کوئی اسکے مقابلے کے لائق نہین ہی مین جاکر آگ برسا
دونگا قلماق کو مہلت نہ دونگا اگر میرا حربۂ سحر چلگیا تو مین نے اسکو مارا حقیقت مین نہایت زبردست
ہی بادۂ سحر و ساحری سے مست ہی مین بھی آج کوئی بات اٹھا نہ رکھونگا لشکر مین زر مہر کے ایک غریب
افسر قدمون سے لپٹے ہوے کہہ رہے ہین کہ ہم حضور کو نہ جانے دینگے غلامان جانباز جاوینگے آپ
تماشا دیکھین زر مہر نہین مانتا اسباب سحر جمع کر رہا ہی قلماق نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ مین پکار کر آواز
دی ای زر مہر کیا مین دمین آکر خدمت کردون زمین بوس دونگا پیر الکنا نہ مانا اب میرے مقابلے مین
کیون نہین آتے ہو غرور کر ہو زاری بلند ہی کیون اپنی جان دیتا ہی اب بھی معاف کرتا ہون کہ اگر
منیر آفتاب طلعت کی شادی میرے ساتھ کردے یہ قلعہ تجکو جاگیر مین دلوا دونگا جبتک میرے
اختیار مین ہی تیرے مرتبے کی ترقی ہوگی ورنہ دمین آگ کے بھبوکے دونگا میرے ہاتھ سے بچنا
دشوار ہی مین وہ ساحر ہون کہ شاہان طلسم نے واسطے روکنے طلسم کشا کے مجھکو قرار دیا ہی اور
عیارون کے قتل کا بھی میرے نام حکم ہی تمھاری کیا حقیقت ہی قلماق بلبلا رہا ہی یہان زر مہر کو
جب سردارون نے بہت سمجھایا تو اسنے بیقرار ہو کے کہا کہ مین نے آٹھ دن کی مہلت لی ہونے
دو سو خداوندون سے التجا کی کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو کہ قلماق سے میری جان بچے ہو سکے
دونون مین سے ایک نے میری نہ سنی یہ آٹھ دن مجھکو جاپ کرتے گزرے اسوقت یاد دین عہد کرتا ہون
مسلمانون کے خدائے نادیدہ کو یاد کیا اگر وہ خدا برحق ہی میری مدد کرے مین طلسم کشا کی نصرت
کرونگا یہ کہکے پلک کے اسنے آواز دی ای آسمان کے خدا اے نادیدہ میرے حال پر رحم کر اپنی
جانب سے مدد بھیج مین مجبور و لاچار ہون خوب سمجھتا ہون کہ یہ سحر مین مجھسے زیادہ ہی تیرا مذہب اختیار
کرنے پر یہ حقیر آمادہ ہی پلک سے جو اسنے دعا کی قلماق نے کینڈے کو مہمیز کیا آواز دی کہ او زر مہر تا
نہین مین خود آتا ہون چاہتا ہی کینڈے کو بڑھاوے سب نے دیکھا کہ از طرف بیابان گرد بے
برخاست ایک طرف گرد باریک اڑی دیکھا ایک نقابدار زمرد پوش نقد جوش و خروش گھوڑا
کوداتے ہوے آتا ہی مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا ادھر سے نقابدار نے نعرہ کیا او قلماق
خبردار اس لشکر کی طرف نہ جانا مین تیرا حریف آپہونچا سب حیران ہین کہ یہ نقابدار عالی مقدار
کون ہی مین شیکون مین مرکب نقابدار کا قریب قلماق کے پہونچا ایک تختی مثل ستارہ ہی
کے گلے مین پڑی ہوئی زر مہر کی طرف آواز دی ای زر مہر دیکھو کمر باندھتا ہی ہم تیری مدد کو
آئے ہین نقابدار جب سامنے قلماق کے آیا قلماق نے کہا ای نقابدار عالی مقدار تو کیون
اس معرکے مین دخل دیتا ہی نام تیرا کیا ہی نقابدار نے کہا ملک الموت جان کافران نام ہمارا زبان
سنان نیزہ بتا دیگی قلماق نے غصے مین آکر ایک گولہ مارا ہزارہا شعلۂ آتش نقابدار پر گرے گھوڑا
چراغ پا ہوا نقابدار کو کچھ صدمہ نہ پہونچا مرکب شعلہ ہاے آتش سے جھجک کے نکلا قلماق نے جھک کے
نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا قلماق جب نیزہ مارتا ہی سحر بھی پڑھتا
جاتا ہی مگر سحر تاثیر نہین کرتا فنون سپہ گری کو صرف کر رہا ہی سحر کا بھی دم بھر رہا ہی نقابدار نے کاٹھ
سے پھیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قلماق کے نکل گیا آسمان پر جاکے چمکا زمین پر گرا لشکر زر مہر

مین تڑپ ہوا وہ مار اقلماق نے غصے مین آکے تیغہ سحر کھینچا کئی سحر پڑھے خبر دار خبر دار کہکر ہاتھ مارا
لقابدار نے گرد اسپر کا آگے کیا آنچ تک بھی پہنچا یا صاف وار کو رد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا
نعرۂ شیرانہ کیا بیت تو ضرب بزدی ضرب من نوش کن ✤ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✤ دور مجلس
گذشت و نوبت ماست ✤ ہرکہ لاف زند روز نوبت اوست ✤ یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا تیغہ برق مثال نیام
انتقام سے کھینچا صاف ثابت تھا کہ مار سیاہ و بجلی چمک کے نکلا یا کہ ابر سیاہ سے خورشید درخشان
نکلا یا آہ دل مظلومان لقابدار نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا آنچ کا بھی عکس کی الا اس روسیاہ
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب جو گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر گری
تاج کو کاٹ کر بالو سر پر جگہ کی تھی یا زیر زنگ تلوار نے بوسہ دیا اہالیان لشکر نے جو اپنے آقا کو اس طرح
پایا تین لاکھ سوار پیدل فوج کے دل بدیع الزمان پر آ پڑے بدیع الزمان نے نعرہ کیا
منم بر در دشت و غا کیہ تاز میدان ہیجا نعرہ بدیع الزمان تصنیف مصنف بطرز نو

منم قاتل کافران جہان ز تیغم شود در صف کافران علم تیغ در باختر شد بیک	نہال گلستان صاحبقران ہر ساحران الامان الامان لقا گشتہ حیران چو آئینہ یک	بدیع الزمانم یل شیر دل ز کنجاب تیغم چون جنگ کرتا یل صف شکن نامور صولتان	نہ سہراب و رستم نہ ہم جبل مرا سی شدان کافر بد دغا بدیع الزمان ابن صاحبقران

تلوار کھینچ کر جا پڑے سب ساحرون سے تلوار چلنے لگی ادھر سے زمرد سحر نے حکم دیا کہ یارو اس شیر کو
بچاؤ مشتاق جادو بھائی قلماق کا اس جنگ مین شریک ہے اس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بھائی میرا اسکے
ہاتھ سے لقابدار کے مارا گیا اور نعرے سے معلوم ہوا کہ بیٹا صاحبقران کا شاہزادہ بدیع الزمان
ہے اپنے کنارے آکر اپنے سحر سے دریافت کیا کیا باعث ہوا جو بھائی میرا مارا گیا سحر سے اسکو معلوم
ہوا کہ اس شاہزادے کے پاس ہر زنبیل ہے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جنگ سے نکل کے بھاگا ملکہ منیر کی
صورت یہ بھی دیکھ چکا ہے جی مین کہتا ہے کہ بھائی صاحب اس حسرت مین گئے مین اس معشوق کو اپنے
قبضے مین کرون یہ سوچ کے میدان جنگ سے نکلا خواجہ عمرو الگ سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین
کہ یا تو یہ افسر اعلی فوج کو حکم دے رہا تھا یا فوج سے نکل کیا معاملہ ہے خواجہ عمرو دیکھتے ہوئے چلے جب
مشتاق جادو نکلا پانچ سو ساحرون کو اسنے اشارہ کر کے اپنے ساتھ لیا طرف باغ ملکہ منیر کے چلا
خواجہ الگ الگ دیکھتے چلے آتے ہین قریب باغ ملکہ کے آکے ساحرون کو حکم دیا چار جانب سے
گھیرے مارو ملکہ منیر فراق شاہزادہ والا قدر مین پریشان بیٹھی ہین کنیزون سے کہہ رہی ہین کہ معلوم
ہوتا ہے شاہزادہ جا کر شریک جنگ ہوا ہمارا کہنا نہ مانا ہر وقت فلک در پے آزار ہے اپنے اوپر مصیبت ہے
قلب کی یہ کیفیت ہے نظم

کب مین فارغ قید وحشت سے لڑکپن مین رہا	پاؤن مین زنجیر پہنی طوق گردن مین رہا
دل پریشان تھا سو آنسو بھی پریشان ہو گئے	ایک قطرہ آنکھ مین تو ایک دامن مین رہا
آنے آنے تا گلو سوز نفس سے جل گیا	الغرض بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا
رنج تا حق فرق کب عصمت مین آیا آپ کی	پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا
کھلتے کھلتے تن لبسان رشتۂ باریک تھا	مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

بی صفائی غیر نے لیکن کدورت کم نہیں | بعد صیقل مورچہ ویسا ہی آہن میں رہا
کافر و دیندار ہم مشرب محبت میں ہوے | فرق کیا تسبیح و زنار برہمن میں رہا
ابتدا میں راحت دامان مادر تھی نسیم | انتہا کا بھی مزا آغوش مدفن میں رہا

اس تردد میں تھیں کہ چہار جانب سے باغ پر گولے پڑنے لگے ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزون
نے دوڑ کے دیکھا کہ ایک جادوگر آگے آگے پانچ سو ساحرون سے باغ گھیرے ہوئے سب گولے
مار رہے ہیں ملکہ نے اشارہ کیا ان سب کو روکو کنیزین لوکو مٹون پر چڑھکے گولے روکتی ہیں اور گولے
مار رہی ہیں مگر مشتاق بلند ہوا آسمان سے دیکھا کہ ملکہ ایک نخل کے سائے میں کھڑی ہوئی ہیں
مگر حیران پریشان کہ یہ کیا سحر کہ ہر مشتاق سحر کرتا ہوا آسمان سے اترا قریب نخل آکر خاک تمر
جمشیدی پھینکی ملکہ بیہوش ہو کے گرین مشتاق نے ملکہ کی کمر میں پنجہ دبا لے اٹھا کنیزون نے جو دیکھا ایک
ساحر ملکہ کو پنجے میں دبائے لیے جاتا ہے غل مچا کر بھاگے لیکن کوئی کنیز نکل گئی کوئی کسی مقام پر چھپی خواجہ
اسوقت قریب باغ پہونچے کہ مشتاق ملکہ کو لیکر مع پانچ سو ساحرون کے باغ سے چلا عمرو نے
اسکا پیچھا کیا سمجھ گئے کہ ملکہ منیر آفتاب طلعت کو لیے جاتا ہے یہان بدیع الزمان نے لڑائی فتح کی سب
ساحر بھاگ گئے زر مہر شاہزادہ بدیع الزمان کو باعزاز و اکرام لیے ہوئے پیشا بارگاہ میں آکر عرض کی
تاج و تخت حاضر ہے جلوہ فرمایئے بدیع الزمان نے کہا ای زر مہر تاج و تخت تمکو مبارک ہو
ہمین خواہش یہ ہے دین حقیقی ہے اطاعت اسلام کی اختیار کرو زر مہر بصدق دل مطیع ہوا مگر حیران ہے کہ اس
شیر نے میری مدد لیون کی تخت پر بیٹھا ہے مگر سر جھکائے بیٹھا ہے وزرا امراسے کہ رہا ہے کہ اس شہریار کے
آنیکا سبب نہ ثابت ہوا اور بارگاہ سے رونیکی آواز آئی دیکھا چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین عرض کی
ای شہریار آپ تو باغ سے اسطرف آئے وہان مشتاق جادو پانچ سو ساحر لیکر پہونچا ملکہ کو گرفتار
کر کے لیگیا یہ سنکر بدیع الزمان پریشان ہوے اب زر مہر کو بھی کنیزون کی زبانی دریافت ہوا کہ
شاہزادے پر ملکہ عاشق ہین شاہزادہ باغ سے ملکہ کے حال سنکر یہان آیا گویا اپنے رقیب کو مارا
بدیع الزمان نے کہا کچھ تمکو معلوم ہوا کہ کس مقام پر گیا زر مہر نے عرض کی اور تو مجھے نہیں معلوم ایک
خبر مین نے سنی ہے کہ یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہے وہان کا حاکم کہ اسکو اخرس صحرا النشین
کہتے ہین اسکے نام پر اسکو بڑا گھمنڈ تھا کئی مرتبہ اسنے ذکر کیا کہ اگر اخرس کو لکھون تو وہ آکے قیامت
برپا کردے کیا تعجب ہے کہ وہین گیا ہو بدیع الزمان نے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت لشکر تیار ہوا
بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار ہوے زر مہر تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر ساتھ ہوے
طرف صحرائے اخرس کے چلے لیکن خواجہ عمرو جو تعقب میں مشتاق کے چلے تھے خواجہ نے
دیکھا مشتاق جادو اترا جیسے ہی یہ زمین پر آیا ملکہ کی زبان میں سوزن دیکر ایک محافے
میں سوار کیا اسی صحرا میں کھڑا ہے کہ پہلوے دشت سے گرد اڑی دیکھا ہزار ہا خرس آگے
آگے ایک خرس کلان ایک خرس خورد پر سوار آکر پہونچا زمین پر اترا اسکار کر آواز دی کیون بھائی
مشتاق کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مشتاق نے اپنے بھائی کے قتل کا حال بیان کیا اور کہا
اس مشفق طرید کو مین نکال لایا چاہتا ہون کہ تمہارے ملک مین رہون اخرس نے کہا تمہارا

عمرو نے مجانے کو ساتھ لیا مشتاق بھی ہمراہ ہوا خواجہ پیچھے پیچھے چلے گوشہ صحرا مین جاکر
سب غائب ہوگئے عمرو نے دیکھا وہی صحراے ویران نہ انسان نہ حیوان کف دست میدان عمرو
حیران کہ یہ کیا ماجرا ہوا اسی سوچ مین تھے جنگل سے باہر نکلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شاہزادہ
بدیع الزمان و زرد مہر مع لشکر کے آکر پہونچے خواجہ عمرو نے بدیع الزمان سے ملاقات کی پوچھا
ای نور نظر تمنے اس صحرا کی کیونکر خبر پائی کہا زرد مہر نے بیان کیا خواجہ نے پوچھا ای زرد مہر یہ کیا معاملہ
ہوا کہ اخرس آکر مشتاق کو لے گیا اسی صحرا مین جاکر غائب ہوا مین تلاش کرتا ہون مگر نہین ملتا
زرد مہر نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہان سے بارہ کوس پر ایک باغ ہے اسمین اخرس مشتاق کو
لیگیا مین آپ کو بطور ایلچی کے روانہ کرتا ہون اور ایک انگشتر دیتا ہون وہ دستگیری کریگی مقام آباد
آپ کو ملیگا آپ اپنے کو پاس اخرس کے پہونچائیے پھر جو کچھ آپ سے بن پڑے دیکھئے بدیع الزمان
نے کہا ای زرد مہر بشکل ایلچی مجکو روانہ کرین دربار مین انکے جاکے ہنگامہ ڈالدونگا خواجہ نے کہا
ای نور نظر تمہارا جانا مناسب نہین ہے زرد مہر نے نامے مین یہ مضمون لکھا ای اخرس صحرا نشین
ہمارے تمہارے بھی مدت سے ملاقات ہے مقام تاسف ہے کہ تمنے مشتاق کو اپنے گھر مین جگہ دی
وہ ہماری دختر کو چرا کر لیگیا بہتر یہ ہے کہ دختر کو ہماری روانہ کرو خواجہ یہ نامہ لیکر ایک جادوگر
کی شکل بنے انگوٹھی زرد مہر سے لی طرف باغ اخرس نگار کے چلے کوئی تین کوس راستہ طے کیا تھا
کہ دور سے دیکھا ایک صحراے ہول خیز دہشت انگیز بیچ مین ایک باغ ہے گرد اسکے ہزارہا ساحر
آتے ہین باغ سے شعلے نکل رہے ہین خواجہ عمرو حیران کہ یہ ساحر مجھے کاہیکو جانے
دینگے ضرور روکینگے ایک چشمے پر آکر ٹہرے ٹہل رہے ہین کہ آسمان سے برق چمکی ایک
ساحر آکر پہونچا آپنے قصد کیا کہ چشمے پر پانی پیون خواجہ بشکل ساحر تھے پکار کر آواز دی او
بیجا کیا کرتا ہے خبردار پانی نہ پینا ورنہ ابرد بندگی ہمیشہ موج مین رہیگا بہت بڑی جفا سے کا پانا
پانی مشکل ہوگی غرق دریاے خجالت ہوگا اس ساحر نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر گالیان دیتا
ہوا آتا ہے کلمات سخت کہتا ہے اس ساحر نے کہا بھائی زبان سنبھالو عمرو نے کہا ای گدھے تیرے
واسطے زبان کیا سنبھالین مناسب یہ تھا کہ جو تو سنبھالتے تجکو ذلیل کرتے لوگون ہے جو بلا تکلف پانی
پینے کا ارادہ کرتا ہے یہ مقام درد سامری و جمشید ہے اس پانی مین بڑا بھید ہے پیا اور مرا اس ساحر
نے کہا سحر العجائب و مصر الغرائب نے مجکو بھیجا ہے کہ جاکر اخرس کو آگاہ کرو کہ مشتاق کو مع معشوقہ
کے ہمارے پاس بھیجدے ہمارا اتنا بڑا سردار مارا گیا ہم انکا بدلا لینگے یہ نامہ لیکر پاس اخرس
کے جاؤنگا عمرو نے کہا بھائی اب معلوم ہوا کہ ہم تم ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین ہم بھی شاہان
طلسم کے ملازم ہین اس پانی کو سواے سامری و جمشید کے کوئی نہین پیتا ہے ساحران یہان
آکر نہاتی ہین جب وہ بال دھوتی ہین ہزارہا ماران سیاہ انکے بالون سے گرتے ہین وہ سب سانپ
اسی مین گل کے رہجاتے ہین جو کوئی اس پانی کو پیتا ہے پانی ہو کر بہجاتا ہے اسواسطے تجکو منع کیا ہے
اگر پیتے پانی ہوکے بہجاتے وہ ساحر تحسین کرنے لگا عمرو نے باتون مین لگاکے
اس ساحر کو بیہوش کیا وہ نامہ اسکی جیب سے نکالا اس ساحر کو درہ کوہ مین ڈالدیا آپ اسکی شکل

پہنچے جب قریب اُن ساحرون کے پہونچے اُن سبھون نے پوچھا میان پلنگ جادو کہان سے
آتے ہو کہا نامہ لیکر آتا ہون ساحرون نے جاکر اخرس کو خبر کی اخرس پہلو مین مشتاق کے بیٹھا
ہے کہا ای مشتاق سنا تمنے یہ نامہ دار آتا ہی سمجھے کہ نامہ دار کون ہی مشتاق نے کہا بھائی مین نہین
سمجھا اخرس نے کہا عمرو عیار ہی پلنگ جادو کو بیہوش کر کے قوال آیا اُسکی شکل بنکر آیا ہی لیکن آنے دو
مین گرفتار کر لونگا چند ساحر لے اُنھون نے کہا میان پلنگ صاحب چلیے عمرو نے دیکھا ساحرون نے
گھیر لیا خواجہ سمجھ گئے کہ شاید ہمکو پہچانا ساحر کہتے ہوے کہ میان پلنگ چلو شہنشاہ اخرس نے یاد
فرمایا ہی خواجہ سرنگون مگر سوچ مین کہ اُنکے قبضے سے کیونکر نکلون ب ساحرون نے چہار جانب
سے گھیر لیا یہ سوچتے ہوے چلے آتے ہین اندر باغ کے پہونچے دیکھا ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی
یعنی شعلہ جوالہ طائر آگ کے بچے بنے ہوے خواجہ عمرو کی جانب دوڑتے ہین وہ ساحر جو گرد ہین وہ
منع کرتے ہین کہ یہ گنہگار نہین ہی پلنگ جادو کو ملک اخرس نے بلایا ہی شعلے ٹھہر جاتے ہین آتے
آتے در بارگاہ اخرس پر پہونچے دیکھا ایک بارگاہ کلان استادہ ہی پردہ ڈیوڑھی کا پڑا ہوا ہی گرد سالار کرسی پر
بیٹھا ہوا ہی جن جادوگردن نے خواجہ کو گھیرا ہی اُن سب کا افسر قتیل جادو ہی عمرو نے کہا
ای قتیل یہ دربار شاہان طلسم ہی بادشاہون کا دستور ہی بقول سعدی گہے بسلامے برنجند و گاہے
بدشنامے خلعت دہند تم جاکر عرض کرو دیکھو کیا ارشاد ہوتا ہی خواجہ کو چھوڑ کر قتیل اندر گیا
خواجہ نے ساحرون سے کہا ذرا الگ کھڑے ہو مین کچھ اشیا پوجا پاٹ کے نکالونگا تمکو
دکھلاؤنگا وہ ساحر ہٹے عمرو نے بارگاہ دانیال نکال کے استادہ کی اب ساحرون نے دیکھا
ایک پلنگڑی نہایت معقول لگی ہوئی ہی اُس پر خواجہ بیٹھے ہین ایک کنیز نہایت حسین پاؤن دبا
رہی ہی پانچ کرکے سیاہ سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے ٹہل رہے ہین کنیز نے جو پیر دبائے خواجہ
نے آنکھ کھول کے کہا ارے تونے مہندی نکالی ہر رنگ حنا میرے پاؤن مین چھٹتا ہی جاکر ہاتھ
دھو اب تو ساحر لینا لینا کہکر دوڑے جو قریب بارگاہ پہونچا طناب پر ہاتھ رکھا سر نیچے ٹانگین اوپر
دم سے گر اُلٹا لٹک گیا کرسی والے دوڑے سونٹا مارا سر پھٹا مرنے لگا اُسکے صدا بلند ہوئی ہزارہا
ساحر مرنے لگے گرگون کا سونٹا چل رہا ہی وہان قتیل نے جاکر عرض کی کہ دروازے پر پلنگ لعنتی
حاضر ہو اخرس نے چاہا تھا کہ جواب دے کہ وہ بارگاہ پر ہنگامہ ہوا لیجیو پکڑیو کی آواز آئی
مشتاق نے کہا ارے یہ کیا شور ہی ہرکارون نے جاکر عرض کی عمرو عیار بگڑ گیا ہزارون جادوگر
اُسکے ہاتھ سے مرے ہین اخرس آنکھ دوڑا مشتاق سے کہا کیا آفت میرے ملک مین لائے مشتاق
نے کہا آپ نہ گھبرایئے کیا مجال کسیکی جو آپ سے آنکھ چار کر سکے جادوگردن نے پردہ بارگاہ کا اُٹھا
دیکھا ہزارون جادوگر مرے پڑے ہین خواجہ عمرو اپنی چارپائی پر بیٹھے ہوے پڑے ہین کنیز پاؤن
دبا رہی ہی مشتاق چلایا کہا ارے اس ساربان زادے کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ لو ایک جادوگر نے کہا
کہ آپ زمین مین ٹانگ پکڑ کے کھینچیے مشتاق جو چلایا دوڑ کے قصد کیا کہ بارگاہ مین گھس جاے
طناب پر جیسے ہی ہاتھ رکھا دم سے منہ کے بل گرا اخرس نے ٹانگ پکڑ کے کھینچا دم مین سونٹے مارے
مشتاق فریاد کرنے لگا اخرس پکارتا ہوا دوڑا کہ ارے کیا کرتا ہی عمرو نے کہا اسکی ٹانگ کاٹ لو

اخرس نے کٹڑے ہو کے سحر کیا اسقدر سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسی ہزاروں جادوگر جلے پتھر برسا
صدہا کے سر پھٹے جادوگروں نے کہا حضور مروت فرمایئے آپ کا لشکر تباہ ہو رہا ہے اخرس نے ہاتھ
رد کا دیکھا ہزاروں کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہیں اخرس نے ہاتھ رد کا سحر کرکے بھی شرمندہ
ہوا دیکھا مشتاق کی چھاتی پر ایک کرگا چڑھا بیٹھا ہے اب یہ منتیں کرنے لگا کہ ای عمرو یہ میرا امتحان
ہے اسکو چھوڑدو عمرو نے کہا ای اخرس اگر تو اسکی زندگی چاہتا ہے تو ملکہ کو میرے حوالے کردے
نہیں تو اسکو مار ڈالونگا اور ملکہ معشوقہ بدیع الزمان ہے اسکو کوئی رکھ نہیں سکتا زمین و آسمان
ملا دیگا لشکر لیے ہوسے صحرا میں اترا اسی وقت میں واپس جاؤنگا تو وہ یکہ و تنہا تمہارے لشکر
میں گھس آئیگا صاحب لوح محفوظ ہو کوئی جواب نہ دلیگا اسطرح عمرو اور اخرس سے کلام ہوتے
اپنے مشیروں سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ حضور اس بلا کا ٹالنا ہی بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ ملک پر کوئی
آفت آجائے اپنے ملکہ کو ملوایا ملکہ پہنچی دن سے آب و دانہ بند تھا ہزار ہزار سمجھانے والوں نے
سمجھایا یہ خبر کنیزوں نے اکر کہی کہ آپ کے واسطے عمرو نے قیامت برپا کردی مثل گل کے شگفتہ ہوئیں کہا
لیکن کون ملکہ سکتا ہے فکر ہے کہ انکو ناگوار ہوا اس حرامزادے نے عین گرمی جنگ میں یہ فساد برپا کیا ہوگا
تھا کہ اخرس آکر پہونچا کہا ای ملکہ عالم عمرو نے قیامت برپا کی ہے چلیے ملکہ کو لیکر آیا ملکہ نے نقاب چہرے پر
ڈالی عمرو نے بہان ترکے سے کہا مشتاق کی زبان تو کاٹ تو آپنے فوراً زبان کاٹ لی اخرس نے کہا
خواجہ مشتاق کو چھین دیجیے ملکہ کو لیجیے عمرو نے کہا ملکہ کو لاکر ملکہ کو اپنے پاس بلا لیا پاس بٹھا لیا
اخرس سے کہا میں مشتاق کو ابھی دیتا ہوں آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر تھوڑی دیر ٹھہر کے عمرو نے ملکہ کو
داخل زنبیل کیا اخرس سے کہا کچھ نقد دلوایئے بیلا اسقدر خرچ ہے لاچار ہو کر دس ہزار روپیہ بھی دیے
خواجہ نے کہا اب آپ سب لیے جاتے ہیں میں مشتاق کو چھوڑکر نکل جاؤں سبھوں نے دیکھا کہ
مشتاق بیہوش پڑا ہے سب کو ہٹا کے عمرو نے بارگاہ و دانیال کو اٹھایا پکار کر آواز دی لو جانبر ہو جائے
میں سب نے دیکھا خواجہ غائب ہوئے دو چار تختے آتشبازی کے بھی مار دیے کچھ ساحر جلے بہر
جادوگر ڈر کے بھاگے اب دوڑ کے اخرس نے آکر مشتاق کو اٹھایا دیکھا تو منہ سے نہیں بولتے
کہا بھائی بات کا جواب تو دو مزاج کیسا ہے منہ جو کھولا دیکھا زبان کٹی ہوئی ہے تڑپ تڑپ کے
اسی صدمے میں مشتاق مر ا چلا گیا اسنے کہا عمرو میرے ساتھ بڑا فریب کر گیا جہاں ملیگا اسکو
لاؤں گا قہر و غضب میں آکر تلاش عمرو میں چلا یہاں خواجہ لشکر بدیع الزمان میں آئے بدیع الزمان
نے دیکھتے ہی پوچھا کہو نامدار کیا ہے ای عمرو نے کہا بیٹا معشوق کا ملنا بہت مشکل ہے بدیع الزمان
کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں پیچھے پر ہاتھ ڈال کے اٹھے کہا ابھی جاکے لاؤنگا جسوقت
بدیع الزمان اٹھے عمرو نے کہا بیٹا ٹھہر جاؤ وہاں سے تو میں لایا راہ میں قرمندوں اوروں نے چھین لیا
نذر مہر نے کئی ہزار روپے دیے تب خواجہ نے ملکہ کو دیا نذر مہر نے بڑی دھوم سے سامان شادی
کیا اپنے قلعے کو پلٹ کے آئے خواجہ وزیر زادی پر عاشق ہیں خواجہ ناچنا کھینچے پھر رہے ہیں
کہ اخرس اڑتا ہوا آیا اسنے جو خواجہ کو دیکھا کڑک کے گرا آواز دی منہ اخرس جادو خواجہ کو
اٹھا لے چلا لشکر میں ہڑ بڑ ہوا ہرکاروں نے جا کے بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان نے

قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا میرے واسطے عمر ناہوار گرفتار ہوے زرد مہر نے عرض کی آپکے ملک
پر جانا بہتر نہیں ہے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ کچھ مکر و حیلہ کرے ہر چند سب نے کہا بدیع الزمان نے
نہ مانا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے گھوڑے پر سوار ہوے ساحروں نے قصد کیا سبکو منع کر دیا
کہ ہمارے تعقب میں کوئی نہ آئے یکہ و تنہا چلے یہان اخرس نے خواجہ کو لا کے اپنے باغ میں باندھا
کہ رہا ہم کیون سارہ بان زادے تو نے مجھکو دم دیا۔ ویسے بھی لیا مشتاق ہیرے ملک میں مرا مجھکو
بڑی شرمندگی ہوئی آپکے عزیز مجھسے شکایت کرینگے یہ خبر تا بہ شہنشاہ نور افشان پہونچیگی یہ مشتاق
کے واسطے یہ ذلت ہوئی تجھے کچھ دخل نہ دیا اب میں تیرا سر بخدمت شاہان نور افشان روانہ کرونگا
کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا اور نعرۂ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرۂ بدیع الزمان از تصنیف مصنف

ستم قاتل کافران جہان
زتیغش شود وصف کافران
علم تیغ ور باخر شد بجنگ

انسال گلستان صاحبقران
ہمہ ساحران الامان الامان
تماشت حیران چو آئینہ ہم

بدیع الزمانم یلی شیر دل
زگنجاب کشتم چو جنگ آزما
ای عنا شکن نامور پہلوان

کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
فراری شدان کافر کم دغا
بدیع الزمان ابن صاحبقران

لشکر میں ہنگامہ ہوا اخرس نے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہے کہا پسر حمزہ نے قیامت برپا کر دی اخرس
نے کھڑکی سے دیکھا بدیع الزمان لڑتے ہوے آتے ہیں اخرس نے بڑھکر سحر کیا بدیع الزمان پر
آگ برسائی گولے مارے مگر تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے بڑھکے علم فوج کو قلم کیا شاردق
کہ سپہ سالار لشکر کا تھا آنت بڑھکے تیغے کا ہاتھ مارا اسکی سحر بھی بیکار لیکن تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے سر کو
بتاکے کر ہاتھ مارا اشاردق جادو کے دو ٹکڑے ہوے تب اخرس گھبرا گیا جا بانکل جادوگن کی گولے
بدیع الزمان پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی اندھیرا ہو گیا تب میں بدیع الزمان اس اندھیرے
سے جب نکلے اخرس نے سحر کیے اپنے بازوون پر پر پیدا کیے ترتیب کے بلند ہوا بدیع الزمان نے دیکھا
کہ اخرس جاتا ہے تیر اس طرف سے کمان ترکش سے تیر نکال کے تاک کر مارا سینہ پر کینہ پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا
لاشہ اسکا زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من اخرس جادو بود اس عرصے میں زرد مہر بھی پہونچ
گئے اور خواجہ کو درخت سے کھولا خواجہ نے کھلتے ہی لوٹنا شروع کیا سیکڑوں لاشہ برہنہ پڑے زرد مہر
نے اکثر فوج کو قتل کیا فوج والون نے فریاد کی بارہ ہزار جادوگر دائرۂ اسلام میں آئے بدیع الزمان
نے سبکو مسلمان کیا قلعہ زرد مہر آئے تمام مطیع اسلام ہوے کلمہ پڑھا سحر سے توبہ کی زرد مہر نے کہا
غلام بعد فتح طلسم نور افشان کلمہ پڑھیگا ابھی حضور کو بڑے بڑے معرکہ ہاے عظیم درپیش ہونگے
شاہان نور افشان سے مقابلہ پڑیگا وہ بیچارے ساحر زبردست ہیں جو غلام سے بن پڑیگا
وہ خدمت کریگا بدیع الزمان نے بخوشی قبول کیا ساتھ ہزار لشکر ساحران ساتھ لیکر طرف لشکر
صاحبقران کے چلے کہ انکے پہونچنے کا ذکر عرض کیا جائیگا خواجہ عمر کو پہلے روانہ کر دیا کہ سب کیفیت
صاحبقران سے بیان کریں خواجہ تو روانہ ہو گئے اب لشکر کو لیکر بدیع الزمان طرف صاحبقران
کے چلے میں لشکر ساحران دفتر ساحران سرداران نامی پہلوانان گرامی شاہزادے کے ہمراہ ہیں دشمنوں کو فکر تھی
کہ اس شیر کو روکیں تا بہ طلسم نور افشان نہ جانے دیں اگرچہ شیر بیچ کیا شکی قیاس نہیں
ہر جا ہونگی لوح محفوظ پاس اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کے موجود ہیں بطرح فضل معبود کے نکالکر دفعتہ ہر ایک کو

دو ملکے داستان صاحبقران کے لکھے جاتے ہیں کہ جانا واسطے تلاش لوح کے اور خواجہ کا براے تلاش ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو کے جانا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

چل اے توسن کلک جادو نگار
خبر تجھکو کچھ ہے کہ میلا ہوا
ترے گلشن نظم میں اے نگار
ہوے شہرے ہر سمت تحسین کے
شگفتہ ہیں گلہاے اوراق نظم
نہیں قصۂ نو بطرز کہن
شگفتہ ہوا غنچۂ آرزو
سراپا سے ظاہر ہے رنگ ادا
سراپا کی تعریف و توصیف ہے
کہ مضمون رنگین مجھے مل گیا
مسیحا لب یار کو لکھدیا
نگینے ہیں یاقوت کے بیدرنگ
سیہ ہے زلف پرخم کہ دام بلا
کہ منزل سیاہی کی کرتا ہے طے
قد دوش سرو گلزار شیرین ادا
کہ ابھرے ہوے دو ہیں جیسے ثمر
دلم مائل سیر بستان حسن
ہوا طبع نازک کا پھر امتحان

دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار
ہوے جمع زندان سخن خوانیان
ہوا جوش ہر رنگ فصل بہار
ہر اک سمت ہے ابر چھایا ہوا
بلندی پہ ہے قصۂ طاق نظم
کہ ہے بلبل طبع پھر نغمہ زن
نئے رنگ کی ہے مجھے جستجو
رخ یار کو چاند کیونکر کہوں
مجھے منزل تہمت کرنا ہے طے
دہن درج گوہر تو دندان گہر
مرا کلک ہے آج معجز نما
یہ اعجاز طبع رسا پڑ گئی
شب ہجر عاشق کا دھوکا ہوا
گلو ہے صراحی آب بقا
لبش قوت جان و دل خستہ ہا
دیا ہیں حباب ہم حسن یار
قمر چہرہ نوبا شمع ثنا خوان حسن

بہار مضامین کا ریلا ہوا
قلم کا ہوا آج پھر امتحان
شگفتہ ہوے گل مضامین کے
صبا نے یہ مژدہ چمن میں دیا
کدھر ہیں سخن سنج شیرین سخن
سناتا ہے رنگ بہار چمن
مرا ساقی گلعذار آگیا
ضیا دیکھکر رنگ خاطر ہیں یون
مرا غنچۂ آرزو کھل گیا
چمکنے میں ہیں فخر شمس و قمر
دکھایا ہے سرخی نے کیا خوب رنگ
سرے کلک میں جان پھر آگئی
یہ ہے مانگ یا راہ ظلمات ہے
دہا شیشہ ہے بلطف دعا
وہ سینہ جسے نون کی مد نظر
وہ ہیں مرہم زخم جان فگار
نثار سراپاے جان جہان

چہرہ ثنا خوانان طلسم پر آفت سحر و ساحری و مشتیان تلاش لوح افسون گری اس داستان شوکت بیان کو گوہر گوش سامعان ذیہوش کرتے ہیں قطعہ

مرا بلبل طبع پھر نغمہ زن + سناتا ہے پھر قصۂ صفشکن + لکھوں اب طلسمات کے مرحلے + کہ حالات ظاہر کردن لوح کے + جب خواجہ عمرو خدمت بدیع الزمان سے پلٹ کے آئے سب حال جنگ و جدل بیان کیا ملکہ خورشید برق دش نے عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری آپ آگاہ نہیں جس مقام میں اخرس کو قتل کیا تھا وہین سے پتہ ملتا تو رہائی ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو کی ہوتی شکر ہے کہ اس حیلے سے وہ بھی مارا گیا اب صاحبقران کا واسطے تلاش لوح کے جانا واجب و لازم ہے خواجہ عمرو نے بھی عرض کی کہ بدیع الزمان منزلین طے کرتے ہوے آتے ہیں قلعۂ زرد مہر قبضے میں آیا یقین ہے اگر پہونچے درمہ جادو انکے ساتھ ہے ساتھ بہزاد ساحرون کا لشکر ہمراہ قاسم نے

جو حال شوکت بدیع الزمان سنا تھا بیان کر ملکہ خورشید سے کہا کہ ملکہ جانم ایک بزرگ نے مجھکو تلوار دی تھی
کہ تیغ سحر کش اُسکا نام ہے عجائب سحر العجائب دمصر الغرائب مجھکو گرفتار کرکے لے گئے ہیں خواب میں معلوم ہوا
تیغہ کا یا ہوا ملکہ نے اسیوقت بطور ستارہ کھنچا ہی کہا کہ شہر یار بیاری دلبند صاحبقران عالی وقار قلعہ کیوس یہانسے
چالیس کوس پر ہے حمایت خارستان و کوستان ہے اُسکے سردار خونخوار قتل ہو اور قلعہ کیوس فتح کیا جاوے تو
یقین کامل ہے کہ وہ تلوار آپ کو دستیاب ہو ملکہ خورشید سے یہ پوچھکر قاسم اپنی بارگاہ میں آئے قیماس خان
وغیرہ کو بلا یا شاہزادہ عمرد گورزاد ختنی فرزند صاحبقران کہ انکے لشکر کے بادشاہ ہیں آئے تھے انسے بھی کہا کہ آپ
نے سنا کہ کشتی گیر نے جا کر کیا کیا بسبب لوح محفوظ کے اخرس جادو کو مارا ملکہ خورشید سے میں نے پوچھا تھا
انھون نے نشان بتلایا تیغہ جو مجھکو ملا تھا وہ بھی جسکے پاس ہو اُس پر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے میں انشاءاللہ میں اپنی جگہ
بیٹھے کیا کرونگا اگر آپ سب صاحبونکی خوشی ہو تو جا کر قلعہ کیوس فتح کرون اگر تلوار حاصل ہو جاوے تو میں بھی
ماداجان کے ساتھ طلسم میں داخل کرون مہتر سمک یلدائی کہ انکا عیار ہے فرزند خواجہ عمرو ہے انھونے عرض کی کہ
حضور ضرور تشریف لے چلیں اگر خدا نے فضل کیا اور تیغہ سحر کش ملگیا تو جو ہر جرات کیا دکھائینگے کشتی گیر کی کیا
مجال ہے کہ مثل آپ کے جرات دکھاوے رات کو قاسم نے اپنے رفیقون سے کہدیا سب آمادہ ہوے قاسم
نے عمرد گورزاد ختنی سے بھی کہا عمرد گورزاد ختنی بھی تیار ہو نکل گئے سمک بھی مع سامان صحرا میں پہنچا
قیماس خان خاوری فوج کو لیکر صحرا میں آئے شب کو قاسم نے مرکب اپنے ہاتھ سے تیار کیا شبرنگ زہرہ
جبین سلیمانی پر سوار ہوکے صحرا میں آئے عمرد گورزاد ختنی کو تخت پر سوار کیا سمک نے رکاب پر ہاتھ رکھا
پانچ ہزار سوار و پیدل سب کو اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ کیوس کے چلے صبح کو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ قاسم
مع لشکر نکل گئے صاحبقران واسطے سلامتی کے خود بیقرار ہیں آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا فرمایا سب صاحبوں کو
اختیار ہے میں کس کس کو سمجھاؤن شوکت بدیع الزمان سنکر انکو تاب نہ آئی خدا انکا حافظ و نگہبان ہے ملکہ خورشید
کو طلب کیا ملک اخضر کو کل لشکر کا سردار کرکے فرمایا ہم تلاش لوح میں جاتے ہیں آپ لوگ بھی اگر راستہ پاویگے
تو چلے آئیے گا خورشید نے عرض کی میں ضرور ساتھ چلونگی جس مقام پر کوئی مشکل ہوگی کنیز فوراً آپ کو بچھلی شب کو
صاحبقران نے عبادت کی دعا مانگی ہدایت ہوئی کہ مع خورشید تلاش لوح میں طرف کوہ ہفت جوش کے جاؤ
وہیں سے پتہ لوح کا ملیگا اول وہاں میلہ ملاحظہ فرمانا بعد ختم میلے کے پتہ لوح کا ملیگا صبح کو صاحبقران نے یہ
سب حال ملکہ خورشید اور عمرو سے کہا عمرو نے کہا میں بھی پہونچونگا مفلس کا میلہ دیکھنا بہت ضروری ہے
غرض جب دن چڑھے صاحبقران نے ملکہ خورشید سے پوچھا خورشید نے عرض کی سامنے کوہ عجائب و غرائب کے
ایک دریا ہے قہار ہے حضور کشتی پر سوار ہوکے جائیں جب وسط دریا میں پہنچیں گے کشتی چرخ مارے گی ایک نہنگ
دریا سے پیدا ہوگا منہ کھول کے حضور کی جانب چلیگا اسوقت ملک بحر و بر کو یاد کرکے دہن نہنگ میں کود پڑے گا
راستہ کوہ ہفت جوش میں پہنچیگا میں بھی اپنے کو پہونچاؤنگی صبح کو صاحبقران نے کل لشکر اسی مقام پر
چھوڑ کے تنہا قریب دریا تشریف لائے دیکھا ایک دریا ہے قہار و زخار اطراف آفتاب موجزن بحر رواں ہے صاف شفاف ہے
کہ تلوار چل رہی ہے حباب مثل چشم حیران ... جلدبان ہو جاتی ہیں نہنگان خون آشام سر نکالے ہیں آواز
سیب آرہی ہے مچھلیوں کی ماہیت سمجھ میں نہ آیا
ہوکر دریا کو دیکھا اسم اعظم پڑھا کہ کشتی پیدا ہوئی [illegible]
[illegible]

کشتی رواروی کرتی ہوئی چلی خواجہ عمرو کنارے سے دیکھ رہے ہیں ملکہ خورشید اُتر آسمان پر چمکیں کہا خواجہ ہمارا
بھی جانا واجب و لازم ہے دریا میں خیال کر کے دیکھو ایک ماہی کلان تمہاری جانب دیکھ رہی ہے آئیے ہم ہیں [illegible]
خوف نہ کرنا مقام مقصود پر پہونچو گے خواجہ نے دیکھا حقیقت میں ایک ماہی کلان دریا سے منہ کھولے نکلی
طرف خواجہ کے دیکھ رہی ہے خواجہ نے جو اُس مچھلی کو اس حال سے دیکھا جان پر بن گئی دریا کے نام سے ڈرتے
ہیں جاتے ہیں کہ پانی میں گرے اور ڈوبے مگر دل کو مضبوط کر کے جسم سے پھاند پڑے مچھلی نے خواجہ کو نگل
میں لیا یہ نہ سمجھی کر گیا نیچے خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہیں کسی بلندی سے گر پڑے یا نون اوپر معلوم ہوتا ہے چلا جاتا ہوں
ادھر سے امیر وسط دریا میں پہونچے کشتی نے چیخ مارا ایک نہنگ نے دریا سے منہ نکالا امیر کی طرف چلا امیر
دونوں پر جا کے پھاندے عرصۂ دراز تک افتان و خیزان گئے بعد عرصہ دراز زمین پر پانون قائم ہوئے دیکھا
تو پہلو میں خواجہ کھڑے ہیں امیر نے فرمایا خواجہ تم پر کیا گذری عمرو نے عرض کی بہر نوع آپ کے پاس پہونچا
جو سانحہ گذرا تھا وہ بھی بیان کر دیا کہا دیکھیے ملکہ خورشید کیونکر پہونچتی ہیں امیر فرما رہے ہیں کہ وہ سوار [illegible]
صاحب شوکت و شان نزدیک پہونچ جاتے ہیں ہم تمک آئے تھی عمرو نے صورت بدل لی ہے خدمتگار بنا ہوا امیر سے
باتیں کر رہا ہے کہ سم سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار جلیل تخت پر سوار ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار [illegible]
میں کوتل پشت پر فوج کے دل کے دل بارگاہیں خیمے چھکڑوں پر لدے ہوئے اُس بادشاہ نے تخت سے اتر کر امیر
سے صاحب سلامت کی کہا کہ خواجہ شمس بازرگان آپ کا مال میلے میں گیا امیر نے بھی مصلحتاً جواب
دیا کہ ہاں گئے تھے ہمارے روانہ ہو گئے تاجدار نے کہا کیوں سوداگر صاحب کیا مجھکو نہیں پہچانا امیر نے سر
ہلایا کہ میں بخوبی پہچانتا ہوں تاجدار نے کہا اسرار تاجدار میرا نام ہے میلے میں کوہ ہفت جوش پر جاتا ہوں
خواجہ ہمارے ساتھ چلو وہاں کی کشتوں نے تمہاری دوکان آراستہ کی ہوگی میلے میں چلکے اپنی دوکان
پر بیٹھنا کہ کشتوں نے سب سامان درست کر دیا ہوگا امیر سوچے کہ اس تاجدار کے ساتھ براحت تا بہ کوہ
ہفت جوش پہونچینگے جو جو وہ کہتا ہے صاحبقران ہاں ہاں کرتے جاتے ہیں اُس تاجدار نے وہ مرکب
پیش کش کیا امیر اُس پر سوار ہوئے خواجہ عمرو دمبدم دیکھتے ہیں کہ میرے آقا کی صورت تو نہیں بدل گئی ہے
دمبدم خواجہ شمس کہتا ہے امیر پشت مرکب پر سوار تاجدار کے ہمراہ چلے جاتے ہیں وہ تاجدار نہایت تکلف
سے پیش آیا ہے خارستان و کوہستان کو طے کرتے ہوئے جاتے ہیں امیر فرماتے ہیں کیوں خواجہ جو ہم تنہا ہوتے تو ان
مقامات کو کیونکر طے کرتے عمرو بھی سرنگون خواجہ کی صورت بدلے ہوئے ہیں تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا بڑے
بڑے پہاڑ راہ میں ملے کہیں درہ ہائے کوہ سے راستہ ملا کہیں چوٹی پہاڑ کی پر چڑھنا پڑا امیر پہاڑ سے اتر سے
اسطرح دوپہر سیر کی کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی امیر نے پوچھا اے اسرار تاجدار یہ کیسی آواز
کان میں آتی ہے اسرار نے کہا سوداگر صاحب آج تو آپ عجب ہے کوہ ہفت جوش آ گئے امیر نے کہا ہاں
مجھکو مقام فراموش ہوا ایک پیچ اور طے کیا تھا دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ اُس پر ایک حجرہ بنا ہے اس میں تصویر سنگ
مرمر سفید کی گرد حجرے کے گھنٹے لوازم ناقوس نواز جمع ہیں [illegible] پڑھ رہے ہیں دامنہ صحرا میں ہزار ہا دوکانیں
بڑے بڑے تاجران جلیل کی آراستہ ہیں کثور و کھنک رہا ہے دوکان بزاز سر تا پا نازک کپڑے عمدہ عمدہ میں سکے کی شستہ [illegible]
خارجہ ایسوں کی تعریف بیکار ہے پسنا لالی بڑے جوہری چپکی مل رہے ہیں یاقوت [illegible] زندان
نہایت تکلف سے اپنی دوکانوں پر بیٹھے ہیں جواہر اعلیٰ و بیش قیمت کا ڈھیر حقیقت میں وہ [illegible]

دوکان کی دہلیز پر باتیں بیچ کھوچ کی ہو رہی ہیں ایک جانب گلفروش بسے ہیں زیور گل بن رہا ہے بو باس آنکلی
ہار پھول لو دام خریدار اُس بازار پر بہار ہے ہر طرف یہی پکار ہے پلنگ توڑ سیلا خریدار البیلا سب طرح کے پھول
دوکانوں پر ہیں ہار بنا رہے ہیں ہر طرف یہی غل ہے کہ بارجہ کے ایک جانب پڑا ہنگامہ مداری اپنا تماشا کر رہا
ہے ایک لڑکے کو نچوا رہا ہے اس سے کہہ رہا ہے میاں لڑکے ایک پہلوان سے لڑوگے لڑکے نے کہا آپکے باپ سے
لڑ بھڑ کے مداری نے کہا اسکے چار بھائی ہیں لڑکے نے کہا میرے دس بھائی ہیں یہی بات مجھکو بھائی مداری نے
کہا اسکے دس دوست ہیں لڑکے نے کہا میرے پچاس یار ہیں دیکھنے میں ذلیل و خوار ہیں مداری نے باتوں میں
لگاکر کہا میاں لڑکے تمہارے حریف کے دس باپ ہیں لڑکے نے کہا بیوقوف آپ ہیں اُس شخص کے چندرہ باپ
باپ ہیں سب تماشا میں ہنستے ایک جانب توتی بج رہی ہے پلدان سیاہ لہرا رہے ہیں ایک جانب سے آواز
آتی ہے خیال کی زبان میٹھی ہوئی جاتی ہے مزہ پیڑوں میں ایک جانب جماؤ ہیں بہت ست دھولی دل کے اُجلے ظاہر
کے میلے کشتی کرنے پر آمادہ اپنے حریف کی جان کو کلپ رہے ہیں آواز سے جھنکتے ہیں دھولی کا کتانہ طرکانہ ایمانٹ کا
ایک جانب ابرو دار بہشتی گلبدن کے پائجامے سرخ لنگیاں کمر سے بندھی ہوئی چھڑکاؤ کر رہے ہیں دھوبیوں پر جب
پڑے ٹھنڈے ہو رہے ہیں بننے والے لوٹ کر رہے ہیں ایک جانب ہزار ہا گز زمین سبزہ رنگ نازک بدن ہیلے ہوا
عجب طرح کا اس میلے میں ہنگامہ ہے ایک جانب ہزار ہا چٹائی بچھی ہے مدک کے چھینٹے اُڑ رہے ہیں ایک جانب ہزار ہا
جوان چہرے زرد رنگت سے دھوئیں اُڑ رہے ایک کا سر ایک کا پیر نگالیاں عمدہ ہاتھ میں خوانچہ درست پینے میں
چالاک وچست چانڈو اڑا رہا ہے ایک جانب سرخ پالین استادہ ہیں بھنگیڑ بیٹھے گھٹنوں پر میٹھی ہیں جوڑے ترچھے بندھے
ہوئے پینے والے دم مار رہے ہیں آواز دیتے ہیں پی ساقی سال جہان کا مزہ بلوا کر جاؤں کے لٹتے ہیں جیسے
ایک جانب بھٹیاں شراب کی لالہ لالہ کی صدا بلند جبہ دھاسے رسیں ہو رہے ہیں شراب کے مضمون کے شعر
ساقی بچے پڑھ رہے ہیں ایک جانب گاڑھی چھن رہی ہے سبزی کی پیالے بن رہے ہیں پینے والے پکار رہے ہیں
ای معشوق سبزہ رنگ ایسی گاڑھی چھنی کہ پینے والے کی جان پر بنی جوتے کا غاکر اہے آنکھوں میں ڈورا پڑا ہے ایک جانب
سے آواز آتی ہے پونڈے کی گنڈیریاں کہیں آواز ہے مزہ پیڑوں میں کس لطف پر میلا ہے تماش بینوں کا ریلا ہے
صاحبقران اس تاجدار کے ساتھ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے چند گماشتے سرخ و زرد
پگڑیاں باندھے ہوئے جامے زیب جسم امیر کو آکر سلام کیا عرض کی خواجہ صاحب دوکان پر چلیے گاہک
چلے آتے ہیں آپ کے نہ ہونے سے پھر جاتے ہیں امیر نے طرف تاجدار کے دیکھا تاجدار نے کہا خواجہ صاحب
جائیے اپنی دوکان پر بیٹھیے ہم بھی آتے مال خرید لینگے امیر نے چاہا گھوڑے کو بڑھاؤں مرکب نے قدم بڑھایا
اسم اور تاجدار نے کہا آپ تکلیف فرمائیے پیدل ہی جائیے آپ کی دوکانداری کا وقت ہے امیر گھوڑے سے
اُترے اُن گماشتوں کے ساتھ چلے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ خورشید نے سمجھا دیا تھا کہ جو معرکہ
گزرے خاموش رہے گا صاحبقران گماشتوں کے ساتھ چلے خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ صدہا تاجدار چلے
آتے ہیں جواہر لشکر کو اپنے اُتار کشتیاں جواہرات کی لیکر طرف بہار کے چلا یہی غلغلہ ہے کہ خداوند نعمت جو تن
کو نذر چڑھائیں اپنی اپنی مرادیں پائیں خواجہ سوچے کہ اب حمزہ کا ساتھ چھوڑو امیر کو لوٹ کا تھے اپنے ساتھ
لیکر چلے ایک دوکان نہایت تکلف سے آراستہ تھی گماشتوں نے عرض کی آپ دوکان پر تشریف رکھیے امیر مسند
پر بیٹھے گماشتے دست بستہ حاضر ہیں جو خریدار آیا امیر نے اشارہ کیا گماشتوں نے مال حاضر کر دیا غلے میں

روپے جمع کرتے جاتے ہین خواجہ عمرو جو ملا ہے کو وہونچے دیکھا دروازہ حجرے کا کھلا ہی لعنت دوزنا قوس نواز
حجرے مین ایک شخص مہنت وضع بت سنگین کے آگے بیٹھا ہی ایک حوض ہی کہ اسمین جواہرات لیکر ڈھیر کرتا جاتا ہی تاجران
جلیل نے کشتیان جواہرات کی چڑھائی ہین سامنے اُس مال کو رکھ دیتے ہین ہزارہا بیچے مہاجن کھڑے ہین اُس مقام
پر چونکہ چڑھاتا ہی ایک بار گیندے کا مہنت سے پاتا ہی خواجہ کھڑے دیکھ رہے ہین حوض کو جو جواہرات سے بھرے
ہوے دیکھا منہ مین پانی بھر آیا ہی مین کہتے ہین یہ مہنت بڑے خوش ہین خواجہ نے کنارے جاکر رنگ روغن عیاری کا
نکالا ایک تاجر جلیل کی شکل بنکر تیار ہوے دو کشتیان جواہرات کی بڑی بڑی تختیان الماس کی کنٹھے یاقوت
اجر کے اور چند اشرفیان ایک کشتی مین دو گلابیان شراب کی دو کشتیون مین کباب سر پر رکھے لیے ہوے ننگے پاؤن
تعریفین خداوند ہفت جوش کی کرتے ہوے آتے ہین صاحبو مین بری سے بیکار تھا خداوند ہفت جوش
سے بیان دعا مانگی اب ڈیڑھ سو محل ہین چار سو لڑکا پیدا ہوا کا کون میرے نام کا آباد ہی ظاہر ہوا کہ ایک تاجر آیا ہی
جواہر اعلیٰ واسطے نذر کے لایا ہی جسنے دیکھا کہا تاجر جلیل کس خضوع وخشوع سے آتا ہی خواجہ جاتے جاتے قریب
حجرے کے پہونچے وہ کشتیان سامنے مہنت کے رکھین سجدے کے واسطے جھکے مہنت اٹھ بیٹھا خواجہ نے
سجدہ کیا دو انگلیون کی محراب بنا کر دلسے عرض کی سجدہ پہ بدکار کو زیبندہ ہی دست بستہ سامنے مہنت کے کھڑے
ہوے کہا میری مراد دلی پوری ہوئی خداوند نے مجھکو مرد بنایا نہ یقین ہو تو دیکھ لیجیے یہ کہکے خواجہ نے دامن
ہٹایا مہنت کو کھڑا کر کے دکھایا کہا آپ نائب خداوند ہین ذرا ہاتھ لگا لیجیے سوال اور کرون مہنت ہٹا جاتا ہی خواجہ
سب کو دکھا رہے ہین جو دیکھتا ہی شعر یہ پڑھتا ہی فرماتے ہین یارو دیکھو یہ فیض خداوندی ہی بالکل کم را نہین ہوتا
تھا چند دن سے خداوند نے نظر عنایت کی ڈیڑھ سو محل میرے ہین مہنت جو پیچھے ہٹا خواجہ نے کہا آپکو ہاتھ
لگانا پڑیگا بہت ہاتھ لگا لیجیے آخر مہنت نے لاچار ہو کر ہاتھ لگایا خواجہ نے غل مچایا دیکھو صاحبو نائب صاحب نے
جو ہاتھ لگایا دو گز اور بڑھ گیا یہ کہکے ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑے ہوے جواہر تو سب حوض مین ڈال دیا حوض کو دیکھکر
وجد کر رہے ہین دلمین کہتے ہین کہ خواجہ اگر یہ جواہرات ملے تو اس سال کا سودا ہو جاے کہا مہنت جی صاحب یہ
شراب نذر خداوندی کی ہی اگر پھیر کر لیجاؤن کسکو پلاؤن امیدوار ہون کہ ایک جام نوش فرمایئے اگر قبول فرمائین تو ایک
جام خداوند کو پلاییے بت سنگین سے آواز آئی ای نائب قدرت اسکا کہنا بدل وجان قبول ہی ایک جام بھر کے قدرت کے
دہن سے لگا دو لبکی لہائی قریہ آباد ہوا ابتر عمرو نے جام بھرا دہن سے بت سنگین کے لگا دیا وہ پتھر کا بت شراب پی گیا ایک
چھینک سی آواز آئی اندر اس بت کے ہفت جوش رہتا ہی شراب پیتے ہی بیہوش ہو گیا کہا مہنت صاحب آپ بھی نوش
فرمایئے عمرو سمجھ گیا جو کوئی ملعون اس مین تھا وہ بیہوش ہوا دروازہ حجرے کا بیٹھکے عمرو والا آیا پکار کر آواز دی کہ ای امر
نذر لیجیے قدرت سے راز و نیاز کا وقت ہی مہنت کے سامنے ہاتھ باندھے جام بھر کر پلایا مہنت پیتے ہی گھبرایا کہا سوداگر
صاحب اس شراب مین کیا تھا دل گھبراتا ہی عمرو نے کہا اٹھ کے ٹہلیے جیسے ہی مہنت اٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے اسکو
اٹھا کے نذر زمین کیا مہنت کی شکل بنکر بیٹھے دروازہ کھولا نذر چڑھانے جو لوگ آتے تھے انسے کہا میلے مین آواز دو
مٹکے شراب کے لیکر آؤ آج فیض خداوندی جاری ہوگا لوگون سے جو میلے مین آواز دی سب دوڑے امیر دوکان پر بیٹھے تھے
امیر نے دیکھا انکے پرچہ پڑی اسرار تاجدار دوڑا ہوا آیا عرض کی خواجہ شمس صاحب بالا ہے کو جا لیجیے
فیض خداوندی جاری ہوتا ہی امیر نے فرمایا آپ چلیے مین آتا ہون امیر کو یقین کامل ہوا کہ عمرو پہونچا یہ اسی کا فقرہ ہی
امیر عقب مین اسرار تاجدار کے چلے یہان تھوڑے عرصے مین پہاڑ پر جا کر سبھون نے لاکر مٹکے شراب

تیرا پاس شاہان نورافشان کے پہونچا یہ لکلاسے ایک تیغ خون آلود نکالا ہے جیسے عمرو سے
چلا اسوقت خواجہ کی بیقراری ملک لباب کے دعائیں مانگنے لگے و بعد نگا اس وقت سے بجا النظم

خداست واحد و یکتا و بی مثال احد ... خداست ذات صمد لم یلد و لم یولد
ز رنگ احمر و اخضر عیان نشان رنگین ... نمود جلوہ کہ از ابیض و گہ از اسود
امین بیکسی است و جلیس تنہائی ... نمایت غم و عجز و درد و رنج و مدد
ہر لطیفہ روی خداست پوشیدہ ... خداست وصل بہر عضو و استخوان جسد
بچشم اہل بصیرت ہمی دہد جلوہ ... خلا بتکدہ و دیر و کعبہ و مسجد
خدا مطالب ہر بندہ بی طلب بخشد ... دہد مآرب و مقصد بصاحب مقصد
کند فقیر و امیر و غریب و دو و تمند ... زوار و ہر مکان آخرش بکنج لحد
نہ والیان ولایت نہ مالکان مکان ... نہ اہل تخت بماند و نہ صاحب مسند
بغیر ذات جناب احد بوقت حساب ... بود بہد بقا یا نہ صد ہزار نہ صد
نہ بیرون شمار است فضل ربانی ... لطفات زیادہ عنایتش بیحد
خدا در آئینۂ دل صفا نظر آید ... چو پاک سینہ شود از غبار کبر و حسد
زشت نظم ہندی بحمد باری نظم ... چنان نفیس کہ مطبوع اہل طبع شود

عمرو نے جو لباب کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی ہفت جوش تیغ کھینچکر چلا صاحبقران
تختے میں کھڑے دیکھ رہے ہیں اب جو لیث کے دیکھا کہ عمرو تڑپا زمین میں لوٹ رہا ہے دل
بیقرار ہو گیا ایک ساحر تیغ کھینچے ہوئے قتل کرنے جاتا ہے ہوش درست نہ رہے وہیں سے آواز دی
اور ہیہات کیا کرتا ہے میرے سامنے میرے قوت بازو و زینت پہلو کو قتل کرتا ہے نعرۂ صاحبقران

تصنیف مصنف بطرز نو

منم قاتل کافران حسابان ... منم صاحب چتر و تیغ و علم ... اتیم عرب حمزہ ذی حشم
ایک گنجاب ملعون گروہ مفسدان ... نہ تیغم فراری او شیران ... چو رفتم بہ میدان پئے گیر و دار
گلاد چون بجولان گہ قاف شد ... چو دربا خبر جنگ شد آشکار ... بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
بلرزید از خوف دیوان قاف ... جزا بر بہانہ عدل و انصاف شد ... زدم دیو عفریت را در مصاف
ورا نجا چو جاہ و ادب یافتم ... سمندون بدبخت گشتہ شکار ... کہ ار حیلہ بدین ذلیل و نزار
... جہان تاجی لقب یافتم ... لیث کے ہفت جوش نے

دیکھا آواز دی او حمزہ کیا کرتا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا میں خداوند ہفت جوش محافظ مقام لوح
طلسم نورافشان او حمزہ کہیں لمعہ کاوش کی ناحق کو گنگ کی لوح تک نہ پہونچیگا اگر ہیں بھی
نا مل کروں اور باستہ نہ روکوں تب بھی مقام تک لوح کے نہ پہونچیگا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے
ہوئے چلے ہفت جوش نے کئی سحر کیے صاحبقران پر بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی
غصہ مارے ہفت جوش ہنسا آواز دی ای کو دہ ہفت جوش جلد آگاہ ہو گیا باعث ہے کہ حمزہ
پر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے یہ جواسنے آواز دی ایک طائر پتھر کو توڑ کے نکلا اور پکار کے آواز دی اور
ایک شاخ پر جا کے بیٹھا نغمہ سرائی کرنے لگا بفصاحت آواز دی یا صاحبقران یا شعار سنیے

یقینا ہے بہت پسند خاطر ہون آپ کے بزرگان دین کی تعریف و توصیف ہے یہ تعلم حقیقت مین کشتی نظم

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا / غل نالۂ زنجیر ہے ہر فصل کے جلے کا
بیہوش کیا ہر کسی با ہوش سے مجھکو / جھگڑا نہ رہا یار و عذاب دوسرا کا
صدقے ترے او شاہ روح و تن عاشق / وہ غیظ مین اب وقت ہے وعدے کی وفا کا
ترچھی نظر روح لند اشوق ہم آغوش / اب ہاتھ نہ احسان اٹھائینگے دعا کا
مذبح کو بجا دون عرق شرم سے اپنے / اچھا ہے جو تیری نگہ لطف فنا کا
منہ پہ بھی لاتی نہ تری نکہت گیسو / احسان نہ ہوا رخ پہ بھی باد صبا کا
ہر بیخودی شوق نہ گریہ ہے نہ فریاد / اے دوست چھپا مجھے تعلق رفقا کا
کیا فکر عذاب لحد ی مردہ دلون کو / ہے اور ہی جھگڑا ترے مفتون لقا کا
خاموش زبان شرم سے آنکھین سوز الفت / ہین صدقے یہ انداز ہے تسلیم و رضا کا
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ / ہر زخم جگر قفل بنا مثل گلے کا
قربان اٹھا عارض پہ نور سے پردہ / مرجاؤن نہ عاشق پہ ہوا احسان قضا کا
مدت سے ہے یہ دھن ترے کوچے مین نہ جاؤ / ہوا اوج پہ اقبال مرے بخت رسا کا
عاشق کی ہے یہ خاک قدم رکھ نہ کے گذر جا / بوسہ ہی ملے کر لی عذار کف پا کا
مطلب ہے مرا عارض پر نور کا جلوہ / عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا
اعمال نسیم اپنے برے ہین کر بھلے رب / لیکن ہے بھروسا ہمین محبوب خدا کا

اس طور سے اس گلزار نے یہ اشعار نعت پڑھے کہ صاحبقران حیب ہو گئے آنکھون سے آنسو جاری ہی حضرت کا نام سنتے ہین اور روتے ہین تلوار کو ہاتھ سے پھینک دیا سپر پشت سے گری کمان کیانی مین خم خنجر بیدم دل دردمند طائر تیر بیہوش و حواس باختہ ہوئے اپنے جسم کا ہوش نہ رہا گلزار سرائی کیے جاتا ہے قصیدے سے اشعار پڑھتا ہے کبھی حمد مین کبھی نعت مین منقبت بخت جوش تیغ کھینچکر طرف صاحبقران کے چلا کہ حمزہ پہلے تجھکو قتل کرونگا اسکے بعد عمرو کو قتل کرونگا یہ کہکر طرف صاحبقران کے چلا صاحبقران ایسے مبہوت ہین کہ خود فرماتے ہین مین خود جان دینے پر آمادہ ہون ای بخت جوش میری مشکل آسان کر دے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون تصور کیا تو دنیا ناپائدار ہے اس چند ساعت کا کیا اعتبار ہے نظم

نہ بر تخت شہی شاہ ہفت کشور زمان روا ماند / نہ ماند حالت شکل قیصر جینوا ماند
نہ حسن جان فزا ماند نہ شکل دلربا ماند / نہ یار و آشنا ماند نہ خویش و اقربا ماند

درین دنیای دون چیزی کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند و حق ماند خدا ماند و خدا ماند

نہ این دولت نہ این حشمت نہ این شوکت نظر آید / نہ این حکمت نہ این عزت نہ این حرمت نظر آید
نہ این فخر و نہ این وقر و نہ این عظمت نظر آید / نہ این حسن و نہ این خوبی نہ این صورت نظر آید

درین دنیای دون چیزی کہ باقی از فنا ماند

خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

شد ہم باد چون باد خزان ہر تختہ گل را — نماند خواہش سیر چمن اہل تجمل را
نہ ریحان را بو و جلوہ درین بستان نہ سنبل را — نہ بیند کس درین گلزار بلبل ہا و بلبل را

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

نہ دارا ماند در دار جہان باقی نہ اسکندر — نہ آن تخت و نہ آن بخت و نہ آن تاج و نہ آن افسر
نہ آن ملک و نہ آن مال و نہ آن گنج و نہ آن لشکر — نہ آن انبار سیم و زر نہ آن گنجینۂ گوہر

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

چو فرمان قضا آید درین دوران نماند کس — بدار الملک دنیا از شہنشاہان نماند کس
بدیں ان خانۂ عالم زادہ کانان نماند کس — ہم از وحش و ہم از طیر و ہم از انسان نماند کس

درین دنیائے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

صاحبقران نے رو رو کے یہ اشعار پڑھے ہفت جوش نے کہا عمرو دنیا کو تو جانتا ہے کہ ناپائدار ہے ہزاروں جادوگر تیرے ہاتھ سے مارے گئے تمام ملکوں میں کھلبلی ڈالدی امیر نے اس حال میں کہ مبہوت ہو رہے ہیں طائر کی زمزمہ سرائی موقوف نہیں ہوتی اسی طرح پر کھول کھول کے آنکھیں صاحبقران سے ملائے ہوئے تعریف خدا و رسول کر رہا ہے ہفت جوش چاہتا ہے کہ صاحبقران کو قتل کروں عمرو تو ہوش میں ہے ملک بلک کے دعائیں مانگ رہا ہے کہ پروردگار میرے آقا کو بچانا مجھکو روز سیاہ نہ دکھانا حقیقت میں کس بلا کا سحر ہے اسی طائر کی جانب متوجہ ہیں کہ خود اپنی زبان سے فرماتے ہیں اے ہفت جوش بار میرے سر سے اتار دے اب ذلت و رسوائی گوارا نہیں چاہتا ہوں دنیا کو چھوڑوں خدمت میں اسکی پہونچوں جسکی طائر صفت کر رہا ہے تعریف اس معبود کی زمینہ و دستر ہے صفت جناب اشرف انبیا صفت پروردگار ہے وہ مقبول بارگاہ خدا محبوب کردگار ہے عمرو نے بلک کر چیخ ماری اور ہفت جوش سے کہا کہ مجھکو قتل کر میرے آقا پر ہاتھ نہ اٹھانا اب نہ قدم بڑھانا ہفت جوش کب سنتا ہے طرف صاحبقران کے تیغ کھینچے ہوئے چلا چاہتا ہے کہ ایک ہاتھ مارون کہ سر صاحبقران کا اڑ جائے قضائے کار ملکہ خورشید برق وش چھپر پہ جا بیٹھی پیدا اسکے دل مین اسوقت آکے آسمان پر چمکیں پہلے سے دل کو یقین تھا کہ ہفت جوش پر فساد پڑیگا نجوم میں کامل سحر و ساحری میں عاقل رازدار طلسم خورشید برق وش اسم مقامات عجائب و غرائب کو دیکھتی چلی آسمان پر چمکیں اول تو پہلے کو کشا ہوا پایا دل میں اپنے خوش ہوئیں کہ خواجہ کا تشریف لے جانا خالی کب جا سکتا ہے کہ عمرو چیلے سے ملک نیل کو کر سکتا ہے سب دو کامیں اعجاز ہیں جب اپنے دل مین خوش ہوتی اِدھر چلی آتی ہیں ایک طرف سے کراہنے کی آواز آئی ملکہ نے دیکھا کہ ہفت جوش پر ہزاروں لاشہ تڑپ رہا ہے کسی کا ہاتھ کٹا ہے کسی کا منہ کٹا ہے کسی کا شکم چاک ہے

مگر سب لاشے برہنہ پڑے ہین ملکہ اپنے مقام پر بجنسہ چپ بیٹھی ہین کہ خواجہ کلام خواجہ احسن عمادی عیار
طراران سب کا رہزن ہوا خیال کرتے کرتے ایک جواب دیا خواجہ پٹے زمین پر لوٹ رہے ہین
اب تو پریشان ہو مین کہا اے خورشید کیا غضب ہوا اس سوچ مین تھین کہ دیکھا ایک جانور ایک شاخ نخل پر
بیٹھا ہوا غم دنیا مین یہ شعار پڑھ رہا ہے **نظم**

ہست اندر چشم اصحاب نظر مال ہیچ	تخت و دولت تاج و حشمت مسند و اجلال ہیچ
گر نماند ہر کرا کامل بہ دنیا عمر خویش	ہست حاصل ہمچو ماند در حال و استقبال ہیچ
نیست قدر مال و زر در دیدۂ اہل کمال	ہیچ علم و ہیچ ملک و دولت و اقبال ہیچ
عزت حاصل نگردد بندہ را جز بندگی	ہست حسن صورتش بی زینت اعمال ہیچ
در پی انجام مہام عالم فانی بود	بہر انسان تلاش سعی و استقلال ہیچ
ہیچ قوت ہیچ طاقت ہیچ نمود و ہیچ شور	ہیچ حاتم ہیچ سام و ہیچ رستم زال ہیچ
ہیچ شکل و ہیچ صورت ہیچ حسن است جمال	خوبی رخسار ہیچ و زیب خط و خال ہیچ
ہین بیا در زندگی از یاد حق غافل مباش	ہیچ وقت و ہیچ روز و ہیچ ماہ و سال ہیچ

اور صاحبقران زمان ان اشعار کو گوش ہوش سن رہے ہین تلوار پھینک دی ہے پھر زمین پہ پڑی ہے
کمان کو شانے سے اتار کے پھینکدیا تیر ترکش سے گرے ہین شل طائر پر بند اسیر ملول و حزین و
دردمند ملکہ کے ہوش اڑ گئے یقین کامل ہوا کہ ہفت جوش نے دیوانہ کیا یہ اسی ملعون کا سحر ہے
نگاہ پڑی دیکھا ہفت جوش تیغ کھینچے ہوئے ہر طرف سیر کرتا پھرتا ہوا جاتا ہے یہی لشکر ہے کہ جہان
حمزہ رہتا منہ خداوند ہفت جوش جن لوگون نے تمکو ہدایت کی کہ تلاش لوح مین جاکر دیکھو
وہ تمہارے دشمن تھے وہ راہزن رہزن تھے یہ کسی نے بتایا کہ وہان خداوند ہفت جوش
رہتے ہین جنھون نے سب کو پیدا کیا چند ساعت کے واسطے استغفر اللہ بندگان خدا کو قتل کیا کچھ خوف
ہمارا دیا ملکہ خورشید برق وش بلند ہوکر سرشاخ نخل سے زمین پر نکال کر پیشانی پہ مارا چند قطرات
خون ہاتھ مین ہے رنگ رو متغیر نہایت حیران و پریشان دل مین یہ کہ اپنی جان مٹاؤ صاحبقران کو
اس آفت سے بچاؤ وہ خون ہتھیلی پر رکھا سامنے طائر کے آواز دی ارے تو مدت سے بھوکا پیاسا
ہے لے یہ تیری خوراک موجود ہے کیون زیادہ باتین بناتا ہے قفس سے کیونکر چھوٹا ہاتھ آفتاب تھا
اسپر چند قطرات خون دیکھے طائر نے خون پر منہ مارا پھر تو اور خون پیا خون پیتے ہی جیسا ہوا
پکارنے لگا یا صاحبقران ہوشیار ہو جا ہے صاحبقران مبہوت لب پر مہر سکوت آہ و آہ کر رہے
ہین دمبدم اپنی زبان سے فرماتے ہین اے ہفت جوش ذبح نے بتا کام کیا حال دنیا تیری وجہ
کھلا گیا یہ مقام لائق سکوت نہین کسکو اس آنے کے سامنے جرأت نہین مین سمجھ گیا اب مین نے
اس دنیا کو ترک کیا ملکہ خورشید برق وش نے اس طائر سے آواز دی ارے ہوش مین آیا
طائر نے کہا مین تو بیدار ہون میرے ہوش اڑے آپ نے کیا نعمت کھلائی اب رخصت ہوتا
ہون یہ کہکر سر آگے کیا ملکہ نے بہ اطمینان طائر کا سر کاٹا قطرات خون طائر کے لیکر طرف
ہفت جوش کے پھینکے ہفت جوش نے جو ملکہ خورشید برق وش کو دیکھا آواز دی او

اپنا تلوار اٹھالی مالک نے کہا تلوار روکے پڑ رہے کیون اسقدر بدحواس ہوتا ہی سست و لرزان خدا کی
لی او ملعون اب جہنم مین جائیگا دل مین ہجوم غم ہو گیا اب تو جان بچاؤ اس قدر نہ گھبراؤ طائر نے جب
دروازہ بند کیا اڑ کر سامنے آیا ہفت جوش کے سر پہ سایہ کیا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی
منہہ سے شعلہ نکلا وہ طائر جلا خاک اسکی ہفت جوش پر گری یہ معلوم ہوا کہ تودہ بارود مین
چنگاری آگ کی ڈالی آہ کر کے ایک چیخ ماری مثل طاوس آتشبازی جلنے لگا ہر اعضائے جسمی
سے شعلہ آتش نکلنے لگا سارے پہاڑ پر دوڑا دوڑا پھر رہا ہی جسم سے شعلے بلند ہو کر ان دوکانون پر
گرے کہ جو دوکانین بازارون مین آراستہ مین بیچنے والے برسر کوہ جمع ہین دوکانین سب جلین
ایک آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برقباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی الکشتی مرا نام من
ہفت جوش بود مالک کوہ ہفت جوش جب یہ آواز آئی ملکہ خورشید برق وش تڑپ کر آسمان
پر پہونچین پکار کر آواز دی یا صاحبقران اپنے کو بچائیے اس صدا سے صاحبقران کو ہوش آیا
خواجہ عمرو نے بڑھکر پوچھا ای آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس اسقدر آگ لگی ہی
تمام صحرا جل رہا ہی ہر نخل سے شعلہ آتش نکل رہا ہی بالکل کچھ سوجھتا نہین صاحبقران بھی
فرما رہے ہین اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا ہی یہ ظلمات ہی کسقدر تاریکی ہے جوش کیا ہی
دو گھڑی کامل یہی ہنگامہ رہا بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ ہفت جوش مارا گیا صاحبقران
نے دیکھا کہ وہ سب اندھیرا دفع ہوا خواجہ عمرو قریب کھڑے ہین ایک پرچہ کاغذ کا آگے
پڑا ہی پرچہ اٹھا کے دیکھا اسمین تحریر تھا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ہفت جوش مارا گیا درہ کوہ مین بہت جلد
داخلہ کیجیے اخرس جادو جو مارا گیا تھا اسی کا مقام ملیگا اس باغ مین داخلہ ہو اس کاغذ کو بھی ملاحظہ
فرمائیے گا صاحبقران اسی وقت کوہ سے اترے دیکھا سب پہاڑ بارود کا تین جلی پڑی ہین عجب
بربادی ظاہر ہوتی ہی صاحبقران نے فرمایا بموجب ہدایت کے طرف باغ اخرس کے
جاتا ہون عمرو نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلون امیر نے فرمایا کاغذ سے ممانعت ظاہر ہی تمھارا ساتھ
چلنا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا ای شہریار تنہا اس صحرا مین کیا کرون کیونکر آپ تک پہونچون امیر
نے فرمایا چونکہ پرچہ کاغذ سے ممانعت ظاہر ہی ملکہ خورشید برق وش نے تحریر فرمایا ہی تمہا لیبد
تمہارا یہ لکھا ہی کہ اپنے کو بہ تعجیل باغ اخرس مین پہونچائیے مین اب نہین ٹھہر سکتا خواجہ تو اسی دشت ویران
مین حیران و پریشان رہین کہ انکا حال تحریر ہوگا صاحبقران بسم اللہ کہکر درہ کوہ مین داخل ہوے
دیکھا نہایت اندھیرا ہی صاحبقران اس کاغذ کو ملاحظہ فرما چکے ہین اسم جو حاشیہ کاغذ پر مرقوم تھا
اسکو ورد زبان کیا اس اسم کے پڑھنے سے روشنی ہوئی روشنی مین صاحبقران درہ کوہ سے
باہر نکلے دیکھا بیچ مین صحرا بعد صحرا کے دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی در باغ پر
مرقوم ہی کہ باغ اخرس جادو صاحبقران نے کاغذ کو دیکھا طرف سے ملکہ خورشید برق وش
کے مرقوم تھا کہ ای شہریار اندر باغ کے جائیے جب امیر اندر باغ کے آئے دیکھا ایک نخل نہایت
سرسبز و شاداب پھولون سے بوے خوش آتی ہی گل اسکے مثل سر انسان لب و دہان آنکھین سب انسان کی
دو پھل آپسمین باتین کر رہے ہین ایک نے کہا بھائی کیا ارادہ ہی دوسرے نے کہا طلسم کشا آگیا

تیسرے نے کہا ہمارا وقت اختتام آیا ہمارا افسر اختر پہلے ہی مارا گیا چوتھے نے کہا ہمارا کیا اختیار ہے پانچویں نے کہا میں مجبور ہوں ناچار ہوں چھٹے نے کہا اکو بلاتا ہوں ساتویں نے کہا میں تو جاتا ہوں آٹھویں نے منہ سے شعلۂ آتش چھوڑا سب سر جلنے لگے امیر نے بڑھکر نخل کو اکھیڑا نخل الگ گرا وہیں نقب کا ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر نقب میں داخل ہوئے دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار فرح و دلکشا طائران زمزمہ سرا نغمہ بان بے زبانی تعریف ایزد سبحان میں مصروف ہیں نہریں موج مار رہی ہیں حوض آب کی تلواریں چل رہی ہیں تیز تیز ماہیان ابھر تی ہیں اے اختر س کا نعرہ کرتی ہیں صاحبقران اس حوض میں پھاند سے ایک غوطہ ہوا آواز آئی اے طلسم کشا یہ کیا کیا پانی میں جا کے اپنی آبرو بچانا تھوڑے عرصے کے بعد پاؤں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک صحرا رشک گلشن چراغ لالہ روشن شگفتہ بیابان مثل جوانان سبزہ رو بصد جوش و خروش اکڑ رہے ہیں چشم نرگس شہلا میں سیخ نمود سے چھپ رہے ہیں سنبل نے زلف عنبریں کو بنا پٹیاں درست ہو رہی ہیں کاکلیں بنا میں صاف ظاہر ہو کہ ماران سیاہ لہرا رہے ہیں اپنی زلف پیچاں زہر رعنائی آغاز ہی تا تار زلف عنبریں کا زلف محبوب پر طعن کرتا ہو ہوئے عنبر آ رہی ہے زمین مشک بیز ہوا عنبر خیز کسی طرف سے آواز نکلتی ہے اس زلف پیچاں کا ہر کوئی سودا ہی دام زلف معنبر نے جلو گیر آرا دیکھیں اس دام سے کیونکر نکلیں کا ب اس بلا میں پھنسے ہیں دیکھیں تقدیر کیا دکھائے آرزو ہی کہ زلف عنبریں نظر آئے نظم

وہ کہ دن ہی یار کی مشاطہ نے پری چوٹی	زہے صد کرتی ہے جسم ہار کہ پری چوٹی
نہ جھٹکے پھر دل سودا زدہ کیسی اپنا	لیے جو کوچۂ کاکل کی رہبری چوٹی
جو پرورش دل مشتاق کی ار ہے نظر	ازہ ہو دراز نپٹے سایہ گستری چوٹی
لگائے میرے دل مبتلا کو اک کو ثا	سنوار دے اسے فوراً خود سری چوٹی
جو بال کھلتے ہیں تا بجے ہیں کھیان	رشک نافہ ہر جو رشتا تو عنبری چوٹی
مدار کی چمن آرا جو تیری مشاطہ	بنا دے سنبل گلزار و سبز ہی چوٹی
جلال دیکھے کبھی شانۂ دل صد چاک	نکل کے ایک کی چوٹی سے دوسری چوٹی

غرض اس طرح کا اس صحرا میں ہنگامہ ہے بلبل نالان زمزمہ سرائی کر رہی ہے قمری کو کو کا دم بھر رہی ہے سرو اہلی سرکشی بہانہ ہر نخل چمن کو اغماز تھا صاحبقران بنگاہ شوق سیر صحرا دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے گرد اڑی ہزار ہا آہوان صحرا پشت پہ ناگے مجبو لیس زر لٹی گلون میں زنار پہنے سے تجسم جھم کرتے ہوئے چلے آتے ہیں سچ میں ایک آہوئے کلان سنگو نیان مثل زلف محبوبان پیچ و تاب کھائے ہوئے پشت پہ اس آہوئے زین مرصع کا کسا ہوا پشت پہ ایک معشوق پیکر گل اندام سرو قد مہر پیکر چشم میں جادو خال ہندو شعر بہر خندہ کرتب بر اپنے تمک بر دل خستگان سینتے بلکہ یہ شعر صادق آتا ہی بیت زلف معنبر بہ رویت تیرہ شب است وادی موسی ٭ چاہ صبر م ورگرد عشقت وا نند یوسف دست زلیخا ٭ اگر سراپائے حسن دلفریب کی تعریف کروں صرف ادصاف زلف عنبریں میں ہزار دستہ کاغذ پر خط ریحان لکھوں تو بھی تعریف ختم نہو نظم مصنف

عجب حسن ہو یار کا دلفریب کہ دیکھے سے دل ہو مرا ناشکیب وہ زلف معنبر ہو دام بلا

اس حوض مین نہاؤ معشوق کے سامنے چلنے کو صورت زیبا چاہیے امیر راضی ہو گئے پیرہن تن سے کھولکر رکھی بڑھیا نے اپنے پاس سے لنگی دی امیر نے لنگی باندھی لباس اپنا کنارے حوض کے رکھا جیسے ہی حوض مین غوطہ مارا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر وسیع مین پایا صرف لنگی باندھے ہین سے حیران و پریشان کہ یا صاحبقران یہ کیا ستم ہوا خیال کرتے ہین تو اسم اعظم بھی فراموش اب تو صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا کہ یہ کس بلا مین مبتلا ہوا مگر وہ ضعیفہ موسومہ فرتوت جادو جب ہفت جوش مارا گیا اور لاشۂ ہفت جوش پاس سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچا واسطے ہفت جوش کے بہت افسوس کیا اور فرتوت جادو سے فرمایا کہ اسکو صحرائے ریگستان آخرس مین پہونچا دو اگر ہوسکے طلسم کشا کو دھوکا دو فرتوت نے وعدہ کیا بصورت مذکور آئی اتنا فرتوت کو ضرور ثابت ہوا کہ طلسم کشا غنچۂ آرزو سے دلکشا پر عاشق ہوا ہی جسطرح حوض کیا اسی طور سے لباس صاحبقران مع تیغ عقرب سلیمانی و سپر گرشاسب و خنجر رستم و خود ہود و زرہ داؤدی و حرز اسمٰعیل و اسم اعظم دھوکا دیکر لیگئی صاحبقران آوارہ و پریشان اُس شہر کی سیر کو پہونچے جسطرف جاتے ہین کوئی آدمی دوکان پر نہین آنے دیتا دن بھر صاحبقران اُس شہر مین پھرے شام کو ایک کوفے مین جاکے ٹھہرے کہ دیکھا ایک جوان سپاہی وضع ایک دروازہ کھولکر نکلا صاحبقران کو دیکھکر رونے لگا کہا ای جوان یہ کیا حال ہی کس بلا مین آپکو پھنسایا صاحبقران نے فرمایا گردش فلک اس طرح ایک ضعیفہ دھوکا دیکر سب اشیا لیگئی اس جوان نے کہا میرے غریب خانے مین آئیے اس شہر مین سب کافر رہتے ہین کوئی آپ کو نیوتا نے دیگا مین مرد مسلمان ہون یہ بھی مشہور ہو گیا کہ آپ غنچۂ آرزو سے دلکشا پر عاشق ہین اسی وجہ سے وہ آپ کا اسم اعظم لیگئی اگر آپ مجھے بفرزندی قبول کرین ملکہ کی ایک کنیز ہی کو ہمراہ و خدمت سے اسیر میری جان جاتی ہی تو مین آپ کو تا بہ صحبت ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکشا پہونچا دون یون اگر آپ پہنچینگے گرفتار ہو جائینگے اسم اعظم لیکر فرتوت گئی ہی وہان سے ملکہ تک انگا بیان کے سامنے آپ کو گرفتار کرینگے اگر حضور کمہار کے ساتھ میری شادی کرادین تو میری ماں قوم کی مالن ہی وہ زیور گل لیکر روز جاتی ہی آپ کو بھی اپنے ساتھ لیجائیگی امیر نے فرمایا ای جوان میرے لباس کے ملنے کی تدبیر کر اسم اعظم و حرز اسمٰعیل بھی خدا دلوا دیگا کہ مین اس ذلت سے نجات پاؤن وہ جوان موسوم بہ گلفروش کہا صاحبقران کو لیکر اپنے مکان مین آیا بڑھیا مالن اسکی بیٹھی ہوئی زیور گل بنا رہی تھی صاحبقران کو دیکھکر کھڑی ہو گئی عرض کی ای شہریار آپ نے کیونکر یہان سرفراز کیا امیر اپنے حال زار پر بہت روے فرمایا کہ ای مادر مہربان کیا بیان کرون فلک نے یہ سامان دکھایا اسی آوارگی مین یہانتک آیا تمھارے بیٹے کو میرے حال پر رحم آیا اب میری کفالت کرو کسی طرح میرا لباس مجھکو ملے کہ مین کہین جانے کے لائق ہون بڑھیا نے کہا ای فرزند آج رات کو مین تمکو صحبت ملکہ عالم مین لیچلونگی میرا فرزند بھی ایک کنیز پر عاشق ہی وہ بھی ساتھ جائیگا روز اس سے وعدہ کرتی ہون مگر خوف اب تک نہین لیگئی کہ ایسا نہو حال کھلجائے تو خرابی ہو جب تم ساتھ ہوگے تو کیا خوف ہی اسکا بھی وعدہ وفا ہوگا تم سے ملکہ کو دیکھ لینا خبردار کسی مقدمے مین دخل نہ دینا یہ کہکر بڑھیا نے پلاؤ مرغ کا تیار کیا صاحبقران و گلفروش کے بیٹھکر کھانا کھایا ای بڑھیا

مکان میں آرام فرمایا جب دن تمام ہوا شام ہوئی گل ماہتاب گلستان چرخ زبرجدی میں شگفتہ ہوا
غنچہ ہائے سیارگان چمن چرخ نیلوفری میں ظاہر ہوئے شاخ کہکشان پھولی پھلی ستاروں کے
سر سبز و پختہ ہوئے ضعیفہ نے کہا ای فرزند چلو امیر نے کہا ای مادر مہربان بڑے شرم کی بات ہے
کہ میں اسطرح برہنہ تمھارے ساتھ جاؤں اگر کسی نے دیکھا کیا کہیگا بڑھیا نے کہا ای فرزند میں
غریب آدمی ہوں جو لباس میرے پاس ہے لاؤ اگر وہ پسند ہو تو بسم اللہ حاضر ہو امیر نے فرمایا برہنہ
ہونے سے تو بہتر ہو بڑھیا ایک پشتارہ اٹھا کر لائی کہا ای فرزند کل ایک سبزہ فروش میرے
ہاتھ یہ پشتارہ بیچ گیا ہے اسنے کہا تھا کہ اسمیں لباس قابل شاہان جہان ہے ہم نے قیمت
دیدی مگر کھول کے نہیں دیکھا اسکو کھولو بسم اللہ جو اسمیں سے نکلے اسکو زیب جسم کرو امیر نے
جو اس پشتارے کو کھولا مثل گل کے شگفتہ ہوگئے خاص اپنا لباس اسمیں پایا سرہ واڑی
خود ہو دشنہ صمصام و قمقام صاحبقران نے کہا ای مادر مہربان یہ لباس تو میرا ہے کہا مبارک
ہو سنو کل ایک دست فروش بیچتا ہوا آیا بیچ گئی ہزار روپیہ دیکر خریدا دیکھا بھی نہیں کہ اسمیں
کیا ہے بسم اللہ اگر تمھارا لباس ہے تو زیب جسم کرو صاحبقران نے خوشی خوشی وہ لباس زیب جسم
کیا بڑھیا کے ساتھ چلے وہ جوان بھی ساتھ ہوا لگ کر چون میں پہنچے تھے طلایہ پھر رہا ہے ہر شخص
سے اپنے کو بچائے ہوئے ساحر پکار رہے ہیں کہ طلسم کشا اس شہر میں آوارہ ہے جو کوئی اپنے
گھر میں جگہ دیگا سزا پائیگا چاہیے کوئی اپنے گھر میں جگہ نہ دے بڑھیا راہ میں کہتی جاتی ہے کہ ای
فرزند سنتے ہو تمھاری تلاش ہو رہی ہے اگر کسی نے دیکھ لیا تو میں بھی گرفتار ہو جاؤنگی صاحبقران
نے فرمایا کیا مجال کہ تم پر کوئی دست انداز ہو سکے ایک کوچے سے نکلے ہیں دس جوان گھرے
تھے انمین سے ایک افسر نے دیکھا پکار کر آواز دی کون جاتا ہے جوان گلفروش نے آگے
بڑھکر کہا میں ہوں گلفروش کیا پوچھتے ہو تمھارے کون ہے کہا میں ہوں اور مادر مہربان ملکہ عالم
کے باغ میں جاتے ہیں اسنے کہا تیسرا شخص کون ہے بڑھیا دوں سے اشارہ کیا اس تیسرے
شخص کو پکڑ لو امیر نے تلوار کھینچی پیادے نے جیسے ہی چاہا ہاتھ پکڑے امیر نے تلوار ماری
اس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو پیادوں نے چار جانب سے گھیرا امیر نے پلٹکر دیکھا
کہ دو جوان گلفروش اور وہ بڑھیا غائب ہو گئی صاحبقران تنہا نہ پلٹا نہ ڈرے ہیں کہ ایک
نوبے کی آواز ہوئی دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ضیائے نیر اعظم ظاہر ہوئی ڈنکے پر چوب
پڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار پکارتا ہوا آتا ہے ای جوانو گرفتار کرو اسنے ہمارے جانثار کو
مارا میرے ملازم اسقدر مارے گئے سب کے خون کا بدلہ لونگا اب جو اس بادشاہ نے
یہ آواز دی چار جانب سے سب ٹوٹ پڑے نیزے کی سنانیں امیر پر پڑنے لگیں امیر نے
خیال کرکے دیکھا کہ میرا لباس میرے جسم میں نہیں ہے حیران ہوئے کہ میں جو لباس پہنے تھا
وہ کیا ہوا مگر وقت جنگ دل دردمند سوائے خاموش ہو رہنے کے اور کیا چارہ تھا جب زخم
جسم پر آنے لگے تب یقین کامل ہوا کہ وہ اشیا مارے ہمین تھے تلوار بھی واہیات سی ہاتھ میں ہے
عوض نیمچۂ گرشاسب کے سپر وہ ہاتھ میں ہے کہ پھول جھکے گرے ہوئے سپاہی نہ مدد خود واہیات سا

سر پر تلوارین چو پڑین خود سر سے گرگیا چند زخم کھا کر صاحبقران زمین پہ گرے اُس بادشاہ نے کہا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو کافرون نے اژدر وے ہوکے گرفتار کر لیا ہنگامہ ہوا کہ اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی ذات سے یقین تھا کہ تمام ساحران باقی نہ رہینگا خدا اسکی شر سے بچائے پاس میخوار خونخوار کے لیے چلو وہ عدالت کریگا زنجیر کمر مین صاحبقران کے بند ہی ہوئی مگر خانہ زنجیر مین غل ہوا امیر جسو تھے ہوے ساتھ ان بیچارون کے چلے طرف دار الامارہ کے لیے جاتے ہین مگر ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکشا نے وہ رات تڑپ تڑپ کے کاٹی ہر چند کنیزون نے پوچھا ملکہ نے راز دل نہ بتایا صبح کو اُٹھین چہرہ اداس عالم اُداسی منھ دھو نے بیٹھی ہین کہ ایک کنیز خوشی خوشی دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو طلسم کشا کو گرفتار کر لیا پاس میخوار مردار خونخوار کے لیے جاتے ہین ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکشا کا کلیجہ ہلگیا کہا اپنے آنکھون سے دیکھا کنیز نے عرض کی واری مین بازار مین سودا لینے گئی تھی کہ مین نے بازو سنا کہ سرشار حرام نوش وزیر اعظم میخوار فوج لیکر آیا اُسنے حملہ کیا انکے ہاتھ سے دو چار سو جوان مارے گئے اکیلے کس کس سے لڑتے زخمون مین چور چور ہوکر گرے میرے سامنے گرفتار کر لیا یہ سنتے ہی ملکہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے بے اختیاری مین منھ سے نکلا نظم

سبب چین میری خاطر بسمل میں رہتے ہیں
کسی سے پوچھ لینا تھا مکین کس دل میں رہتے ہیں
شناسا ہے ہمیں تیغ ناز کے بسمل میں رہتے ہیں
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل میں رہتے ہیں
کسی پر یار خود قتل ہونے نہیں دیتے
نہ رہنے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں
ہما سے جا رہے ہیں یا بات ہی بھول جائی کوئی
کہا کہتے نہیں لب سے یہ مشکل میں رہتے ہیں
نہ سمجھے کہیں مشکل کا وہ تار رسا ہم بھی
جہاں سے چلتے ہیں پھر اسی منزل میں رہتے ہیں
ملا کم گشتۂ زلف سیہ کو پا چکیں آنکھیں
نہیں تو ڈھونڈتی ہیں چھپ کے ہو کے کہیں بچھتی ہیں
کدورت کی چشم خشک کا آنسو یہ کہتا ہے
نکلتے نہیں ہم اٹکے آب دل میں رہتے ہیں
امانت شوق سجدہ کی کشش جبتک نہیں کرتی
سبب نقش جذب الفت کا دل میں رہتے ہیں
برابر دیکھے جاتے ہیں حسرت موزون اکثر بس
شب وعدہ امتحان شاہد عادل میں رہتے ہیں
جو طالب دل کے ہیں ان سے یہ کہتا ہے دل سوزان
ہتھیلی کا پھپھولا ہم کف سائل میں رہتے ہیں
فراق یار میں کہتا ہوں استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا ہیں ساتھ ہر مشکل میں رہتے ہیں
کسی مجنوں کی میت دیکھنا بارت میں دیکھیں
محل پڑتے ہیں یا لیلی ادا محمل میں رہتے ہیں
نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل میں رہتے ہیں
مجھے قدر ہر دل شیدا کی عشق کے دن نہ بہکانے
یہ کیسے منع وہ ہشیار ہیں غافل میں رہتے ہیں
جلال آخر طریق عشق میں بہکانے سے کوئی
ادھر رخ بھی نہ کرنا خضر جس منزل میں رہتے ہیں

یہ غزل رو رو کے ملکہ نے پڑھی اور بیقرار ہوکے آنسو بہیں اور یہ کہہ کر اپنے منھ سے نکلا کہ کوئی اس شخص پر دست دراز نہ ہو سکتا صاحب اسم اعظم امیر باکرم والا ہمم کون اُنپر ہاتھ ڈال سکتا تھا یہ بدنصیب کے خیال میں تکرار مین پھنسا یا قلوت نے اسم اعظم بند کر لیا ورنہ کسکی مجال تھی کہ اُنپر ہاتھ ڈالتا ملکہ یہ کہکر رو رہی تھی کہ دوسری کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو کہ

طلسم کشا قید ہو گئے پاس منیجوار کے لیے جاتے ہین ہم شاد اہم ہوش پکڑا یا اب رو بکاری ہو گی اب
وہ حکم دیگا ملکہ آہ کر کے اٹھین کہ آسمان پر سناتا ہوا فرلتوت ہاتھ دو اگر یہ بھی جھک کے سلام کیا
خود ہود و زرہ داؤدی وغیرہ سلاح صاحبقرانی و حرز بیل شیشۂ اسم اعظم سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا
واری طلسم کشا کی آپ کے نام پر جان جاتی ہی مین نے آپ کے نام پر حوض خونخوار مین غوطہ کھلوایا
اسم اعظم بند کر لیا سلاح اپنے قبضے مین لیے اب آپ کو فرد بیٹ آتی ہون طلسم کشا آوارہ ہو گیا
اب اسی شہر مین پہونچیگا منیجوار کے ملازم گرفتار کر لینگے ملکہ نے کہا ای فرلتوت بیٹھو ہم تمہین خدمت
مین قالہ کی با آبرو روانہ کرینگے تمنے بڑا کار نمایان کیا ایسے ہوشیار جوان سے اسم اعظم و حرز بیل
لینا تمہارا ہی کام تھا فرلتوت کا ہاتھ تھام لیا ایک کمرے مین لائین کہا ای فرلتوت شراب
پیلو یہ کہکر جام شراب پلایا فرلتوت اٹھ اٹھ کے سلام کرتی ہی ملکہ ہر مرتبہ جام لبریز کر کے
اسی کو دیتی ہین ایسی شراب پلائی کہ فرلتوت بیہودہ بیٹھے گئی اٹھی کہ کمرے سے نکلون دہلیز کے
گری بیہوش ہو گئی ملکہ نے ایک گوشے مین اسے قتل کیا لاشہ کنج باغ مین دفن کر دیا حرز بیل و سلاح
شیشۂ اسم اعظم صاحبقران مخفی کر کے نکلی کنیزون سے کہا خبردار میرے پیچھے کوئی نہ آئے
مین کار ضروری سے جاتی ہون کنیزون کی کیا مجال تھی کہ پیچھا کرین ملکہ دو شاطین پر پرواز پیدا
کر کے آسمان مین نمود ہین یہان صاحبقران کو لیکر دربار مین منیجوار مردار خوار کے آئے صاحبقران
نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی سب کافر بگڑنے لگے منیجوار نے اشارہ کیا کہ جو شخص
چراغ سحری آفتاب سر بام ہو رہا ہی اس سے تکرار کیا کرنا پکار کر آواز دی کیون یا صاحبقران
کوہ عجائب و غرائب کو فتح کر کے اب کوشکین نہوئی اس چھوکری کے بتانے پر ادھر چلے
آئے شاہان طلسم نے اس کو بہلا کے تمہارے پاس بھیجا ہی کہ تمکو آوارہ دشت ادبار کرے یہ سودا
خام ہی کہ لوح طلسمی کے متلاشی ہو طلسم نورافشان کی لوح ہی نہین تھی امیر نے کہا کیا بیہودہ
بکتا ہی کوئی مشکل ایسی نہین ہی کہ جسکا حل نہو انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے منیجوار نے کہا جاکر
قتل کرو صاحبقران کو ساحرون نے کھینچا بیرون قصر شاہی لا کے مارین استادہ ہوئین جلاد
شانہ کش لگانے لگے منیجوار اپنے نائب کو ہمراہ لیے ہوئے میدان خونی مین آیا حکم دیا کہ حمزہ کو
جلد قتل کرو آج یقین ہوا کہ ابھی زندگی ہم لوگون کی ہی کہ یہ شخص گرفتار ہوا اگر یہ شخص زندہ رہتا تو
کوئی ساحر رہ سکتا تھا یہ کہتا تھا جلاد نے جیسے ہی بڑھکر صاحبقران کو کھینچا چاہا ہاتھ تلوار کا
مارنے ایک برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے بادشاہ و وزیر دونون ہنسکر یہ کہتے ہو
کر اٹھے یہ کسکا فعل ہی کہ زیر تخت سے ایک اژدہا پیدا ہوا ملعونون نے چاہا کہ دے جا کہ
جیسے ہی بادشاہ و وزیر ہو دے اژدہے نے منہ سے شعلۂ آتش چھوڑا مردون کی آنکھون مین
اندھیرا آیا اژدہے نے دم سے کھینچا مع تخت دونون کو نگل گیا ایک برق چمک کے گری زنجیر کٹی
صاحبقران بیہوش ہو گئے اب جا کہ کمل اپنے جسم پایا سلاح پایا حرز بیل گلے مین
اسم اعظم یاد دیکھے عقرب کا قبضہ ہاتھ مین اب تو صاحبقران نعرہ کر کے جا پہنچے دیکھا
ایک ساحر سیہ فام سب کا افسر لینا لینا کہتا ہی امیر کے کان مین آواز آئی یا صاحبقران

ای غازی بجا ہے ای شہسوار معرکہ جانبازی ای جوان مجازی یہ سیہ فام جو سامنے ہے اسکو تیر سے
مارو مراد دلی حاصل ہوگی صاحبقران نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان میں پیوست
کرکے مارا سینے پر اُس سیہ فام کے پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا اُسکا مرنا تھا کہ آندھی سیاہ چلی
صاحبقران کی اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا شہر غائب ہوا ہے کو اُسی صحرا ے ویران میں پایا اِس
مقدمے میں نہایت پریشان ہوے کہا صاحبقران وہ شہر وغیرہ کیا ہوا لاکھوں جادوگر جو
سب غائب ہوگئے شہر آباد تھا جادو دکھا دیا کیا معرکہ گذرا اس سوچ میں تھے کہ ناگاہ
ایک جوان سامنے آیا جھک کر امیر کو سلام کیا عرض کی ای شہریار آپ کے ایک دوستدار
نے یہ پرچہ کاغذ کا آپ کے پاس بھیجا ہے امیر نے کاغذ ہاتھ میں لیا دیکھا وہ کاغذ ہے جو ملکہ
خورشید برق وش نے دیا تھا اب اسمیں نوشتہ پایا کہ یا صاحبقران آپنے معرکہ عظیم سے
سلامت ہاتھ مہر بھی یہ دن نصیب ہوتا شکر ہے پروردگار کا کہ بلاے ناگہانی سے فراغت
پائی اس پرچے کے جانبے پہ ملاحظہ فرمایے عبارت مرقوم ہے اسکو پڑھکر کار بند ہوجیے امیر نے
حاشیہ کاغذ پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ ای فاتح طلسم وہ سیار این عجائبات اگر خدا اپنا فضل کرے
اور ہمیشہ سلامت رہے تو وقت خوشی کا آیا ہے واقعات عجیب و غریب ظاہر ہونگے عبارت کو ابھی
پڑھ چکے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا تاجدار عالیشان تخت پر تاج شہریاری بر سر جا رکھے شاہی
مسند پشت پر چالیس ہزار سوار و پیدل فوج کے دل نوبت نقارے سے بجاتا ہوا اسی جانب
آتا ہے صاحبقران پڑھنے سے کاغذ کے رک گئے وہ تاجدار تخت سے کود پڑا اب آپ کہاں
تکلیف فرماتے ہیں غریب خانہ پر تشریف لیجیے صاحبقران کو مرکب دیا آپ چوب و چاق ہاتھ
میں لیکر صاحبقران کو لیچلا صاحبقران حیران ہیں کہ یہ کون بزرگ ہے کہ اس خاطر و مدارات
لیے جاتا ہے جیسے ہی یہ خیال دل میں صاحبقران کے آیا اُس تاجدار نے دست بستہ عرض کی میرا
نام ہے شہنشاہ مہمان نواز آپ جو کہ میری حوالی میں تشریف لائے اب مجھکو واجب و لازم
ہوا کہ اپنے غریب خانے پر لیجاؤں جو اس خاکسار کو ماحضر میسر ہو وہ تناول فرمایے غلام کا
ہمیشہ سے یہی کام ہے باپ دادے آبا و اجداد کو یہی طریقہ رہا کہ ہمیشہ مہمان نوازی میں بسر اوقات
کی چونکہ حضور کو متردد پایا یہ راز بھی ظاہر کر دیا ایک ہفتہ حضور غلام کو سرفراز کریں ایک امر
اور بھی ظاہر کرنا منظور ہے اگر ایک مہینا حضور کرم فرمائیں اور غلام کو سرفراز کریں جو جو تلاش
حضور کو ہے غلام اُسکے نشان گذارش کریگا اس حوالی میں میرا رہنا تائید ربانی ہے ہرگز یہاں کے
ساحران زبردست رہتے ہیں اُنکے بیچ میں ایک مرد مسلمان کا رہنا سبب غلام کے دشمن ہیں
بیچ میں اُن سب کے یہ غلام بسر کر رہا ہے اب حضور کا تشریف لانا اور سرفراز کرنا سارے طلسم میں
ہنگامہ ہو جائیگا یہ خبر تمام طلسم میں مشہور ہوگی کہ مہمان نواز آج طلسم کشا کو اپنے گھر لیگیا میرا ملک
مال سب آپ کے نام پر نثار ہے کیا روز سعید ہے بلکہ بہتر از عید ہے کہ طلسم کشا مجھکو سرفراز کرکے حویلی
کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایے صاحبقران خوشبیانی پر اُس تاجدار کی نہایت
خوش ہوا اہلیان لشکر تعظیم و تکریم صاحبقران کو لیے ہوے جاتے ہیں تاجدار اس طرح کیا تھا کہ کہا تھے

ایک قلعہ معلوم ہوا بالکل چاندی کا مصفا اسپر کیا ہوا عکس جو اسپر نیر اعظم کا پڑا چمک دمک بازو ضوسے
قلعہ کے دامن قلعہ منور روشنی اسکی نزدیک و دور مہمان نواز نے عرض کی اے شہریار یہ قلعہ
نقرہ نگار ہی جسپر ورزے اس قلعے کی بنا ہوئی جو بادشاہ تخت پر بیٹھا ایک نے ایک کو یہی وصیت
کی کہ وہ بادشاہ خوش نصیب ہو آرام و راحت سے قریب ہی کہ جس تاجدار کے زمانے میں طلسم کشا
تشریف لائے جس وقت غلام کو ہرکاروں نے خبر دی کہ طلسم کشا تمہاری حوالی میں آگئے مجھے
بڑا تعجب ہوا کہ ہیلے سے صحرائے ہفت جوش کے کیونکر مملکت پائی صاحبقران نے فرمایا
اے مہمان نواز وہاں کے عجائب و غرائب کیا بیان کروں حقیقت میں فضل خدا شریک حال
ہوا ورنہ نکرے ہفت جوش سے نکلنا بہت دشوار تھا مگر خدا نے اپنا فضل کیا خواجہ عمرو نے مدد
کرنا کیوں اے مہمان نواز خواجہ عمرو سے اب کیونکر ملاقات ہوگی مہمان نواز نے عرض کی جہاں حضور
ہونگے خواجہ وہیں پہونچینگے انکی کیا تعریفیں ہمارے یہاں کتابوں میں مرقوم ہیں انکے نام کی
دھوم ہی ہر ساحر انکے نام سے تھرتا ہو وہ ضرور آپ کے پاس آئینگے اس شوکت و شان سے
صاحبقران کو ساتھ لیے ہوئے مہمان نواز داخل قلعہ ہوا امیر نے دیکھا جیسے ہی میدان خالی قلعے میں
ہوا تمام مرد کا نزار انہیں اپنی دو کانوں سے کرودے کوئی سلام کرتا ہو کوئی دعائیں دیتا ہو کہ آج ہمارے
واسطے فخر ہوا بزرگ ہمارے اسی تمنا میں مرگئے جو جمال جہاں آرا ہمنے دیکھا لاو فخر کو عرش اعلی تک
پہونچائیں تو زیبا ہو صاحبقران نہایت خوش ہیں کہ یہاں کے لوگ ہمارے بہت مشتاق تھے
تو بھی صاحبقران خلق مجسم ہیں ایک ایک سے خلق سے ملتے ہیں کسی سے مصافحہ کسی سے معانقہ
سب سے باتیں کرتے ہوئے قریب دولتخانہ شاہی پہونچے دروازے پر سب کا سلام لیتے ہوئے
اندر بارگاہ کے آئے ایک جانب تخت زبرجدی کا ایک دنگل مقبول البحل دنگل شمع دیکھا امیر حیران ہوگئے
فرمایا اے مہمان نواز یہ دنگل تجھے کہاں سے پایا یہ وہ دنگل ہے جسپر ایرج و نوذر الکم سے نسا در بیٹھ
نسلے کو زمانے ہمکو تجلی یاد ہیں عرض کی جب کاہنان طلسم نے آپ کی تصویر کھینچی اور ملکہ مخمورہ ارزہ و کلکشا
نے عشق لکھا نام مخمورہ ارزو کا سنکر خوش ہوگئے فرمایا کہ آپ لوگ نام سے اس محبوب جانی
یار جادوان کے بخوبی آگاہ ہیں مہمان نواز نے کچھ جواب نہ دیا اور باتوں میں ٹالا دنگل رستم کا
جواب دیا کہ آپ یہ نہ جانیں کہ یہ دنگل رستم ہو آپ کے واسطے اسباب شوکت و حشم مہمان نواز
کر صاحبقران نے تخت زبرجدی پر بٹھایا آپ از بصورت دنگل رستم پر بیٹھے وزرا امرا بھی اپنے
اپنے مقام پر ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہو کہ آج طلسم کشا نے سرفراز کیا صاحبقران بھی
خوش بیٹھے ہیں کہ چند سرکا سے دو شخص ہمسنگ کے ہاتھ اٹھا کے دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ
روئیدہ باشد بباغ ✤ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ✤ نگین سعادت بنام تو باد ✤ ہمہ کار
عالم بکام تو باد ✤ شہریار عالم کی عمر دراز ہو نقابدار جواہرپوش تشریف لاتے ہیں ہوشیار
ہو جائیے مہمان نواز نے ایک کرسی جواہرنگار پہلو میں اپنے تخت کے بچھا دی اٹھ کھڑا ہوا
صاحبقران سے کہا ہوشیار رہیے امیر نے کئی مرتبہ یہ جملہ کہ نقابدار جواہرپوش کون ہی
عرض کی کہ آپ یہ حال کھلیگا دیکھا جو تخت دیدہ بارگاہ کا اٹھا کئی ہزار نقابداران جلبر پوش آتے آگے

ہر چند صاحبقران یہ اشعار پڑھتے ہیں مگر مہمان نواز جواب باصواب نہیں دیتا کہ ہرکارے
دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ خارستان نے طبل جنگی بجوا دیا اب آشکارا یہ
ہے کہ لشکر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد کو دوبالا کرے مہمان نواز نے حکم دیا کہ ہمارے
یہاں بھی لبنا یہت سب لشکر طبل جنگی بجے عرض کی ای شہریار سبھی بہیں گے یہ بڑا ساحر ہی سحر کی
حوالی کا یہی حاکم ہے پہلے اسی سے مقابلہ پڑیگا اور ساحر بھی تعد کرینگے یہاں بھی طبل جنگی بجا ہر چند
صاحبقران نے پوچھا ذکر جنگ و جدل میں مہمان نواز نے ٹالا حال مفصل نہ بتلایا تیاریاں لشکر میں
ہونے لگیں جب خاصے کا وقت آیا اور صاحبقران آ کے بیٹھے امیر نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا
اور فرمایا ای مہمان نواز ہم ہرگز کھانا نہ کھائینگے تم کیسے مہمان نواز ہو کہ ایک بات نہیں بتاتے
ہم ہرگز کھانا نہ کھائینگے تمھارے گھر میں رہینگے جب آب و دانہ ترک کیا مہمان نواز نے عرض کی
حضور خاصہ نوش کریں میں مفصل عرض کر دونگا غلام کو افسوس آتا ہے اور حضور کا انتشار بڑھ جائیگا جب اس
جنگ سے حضور مہلت پاتے میں مفصل عرض کر دیتا حضور ضد کرتے ہیں تو عرض کیے دیتا ہوں اصل کیفیت
یہ ہے کہ جب حضور کے آنے کی خبر مشہور ہوئی کہ ہفت جوش ملک کی گردش سے نئے ہوا وہ بھی حضور پر
مائل ہوئی ہیں آپ سے زیادہ انکا حال ابتر ہے ادھر شکار کو آئیں آپ کی خبر معلوم ہوئی صرف آپ کی ملاقات
کو آئی تھیں طلسم کے قاعدے نے انکو نہ ٹھہرنے دیا روتی ہوئی پلٹ گئیں وہ اب باغ نگارین میں ہیں
باغ بہار کہ خاص انکا مقام ہے آپ ہی کے فراق میں انسے باغ بہار چھوڑا باغ بہار میں انکو حضور
کی خبر نہ ملتی تھی اور باغ نگارین سے لمحہ لمحہ کی خبر انکو ملتی ہے صرف آپ کی خبر کے واسطے باغ نگارین
میں رہنا اختیار کیا صرف اسلیے کہ آپ کی خبر ملتی رہے شاہان طلسم نے اعتراض بھی کیا کہ ملکہ جہان عالم
باغ نگارین میں کیوں جاکے رہیں نگار جادو اس باغ کی نگہبان ہے نگار جادو نے تحریر کیا تو ملکہ
عالم کی طبیعت بے لطف ہے صاحبقران نے فرمایا ای مہمان نواز میں تمھارا بہت ممنون و مشکور
ہوں اور بڑا احسان ہوگا کہ تا بہ باغ نگارین مجھکو پہونچا دو عرض کی حضور اب تو طبل جنگی بج چکا
کل اس سے مقابلہ کیجیے شب کو میں حضور کو باغ نگارین میں لیجاؤنگا جو کام میرے اختیار میں ہے
اسمیں تامل نہ ہوا ہے نہ ہوگا اتنا کہنے سے مہمان نواز کے صاحبقران کو تسکین ہوئی خاصہ نوش کیا پھر محفل
آنے لگے اختر شماری کر رہے ہیں ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں کبھی اٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں خادموں نے
کئی مرتبہ عرض کی مزاج اقدس کیسا ہے حضور آرام کیوں نہیں فرماتے صبح کو خارستان سے سامنا ہے
امیر نے کہا تم لوگ باہر جا کر سو رہو ہمارے متفکر ہے میں دل نہ ہو جب مہمان نواز نے باغ نگارین
ذکر کیا تھا تو باتوں باتوں اشارہ نشان بتلایا تھا کہ فلان جانب باغ نگارین ہے جب خادم باہر گئے تو امیر
اپنے مقام سے اٹھے لباس شبگونی جسم پر آراستہ کر کے حلقہ ہائے کمند بازو و پیر باندھے سپر و شمشیر
لیکے چلے جو نشان مہمان نواز نے بتلایا تھا اس نشان پر چلے قریب دیوار قلعہ تنے کمند مار کر آپ پار
اترے شب کا وقت جا بجا سناٹا ہمراہ کا تمام … طبیعت پر انتشار دل بیقرار سوچتے ہوئے یا صاحبقران
اُتر تا نہ باغ نگارین پہونچے اس محبوب کو دیکھا مشقت قبول ہوئی اور اگر زیارت سے محروم رہے
تو بڑی مشکل ہوئی دیکھیں فلک کیا دکھائے حقیقت میں فلک نے انقلاب دکھایا ہے اب تو صبر نہیں ہو سکتا نظم

سرنگون چہرہ زرد پژمردہ ہوں ہیں رہ سر درحلقہ بیٹھی ہیں ایسا ایک نازنین شعلہ جوالا اس مزے سے یہ اشعار گا رہی
ہے سب قمر صاحب کے اشعار اسکو یاد ہیں گویا شاگرد قمر ہے جواب ان اشعاروں کو گانا شروع کیا **نظم**

میں پاکر ہیں پھر دیا کس طرح دوان کی خبر
وہ دل میں رہتے ہیں پہ سے دل سے کام نہیں
لحد میں بدن نے جسم کی کو چھوڑ دیا

ہمیر دن کو نہ ہی دل کی جان کی خبر
یہ کیا غضب ہے مکین کو نہیں مکان کی خبر
مکین کو خاک نہیں اپنے اب مکان کی خبر

رنگین ادا نے جو یہ شعر گائے بلبل کے بتلانے کی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں سے آنسو
جاری ہوئے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا اے صاحب شہریار سے تو صبح کو ساحر سے مقابلہ ہو گیا جاری
سلطا ہے کوہ پر دوش پہ کیا گذری قہر خاتے ہیں کیسی گمراہی ہوگی نام ملکہ سلطا کا سنکر صاحبقران کی
گھبرا نے آنکھوں کے آگے تصویر ملکہ سلطا کی پھر گئی قصد کیا کہ سامنے نکلکر آرزو ہے دلکشا کے جاؤں
حال ملکہ سلطا کا پوچھوں کہ آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ایک ساحر تخت پر سوار کئی سو جادوگر زبان تخت کو
گھیرے ہوئے وہ تخت آکے اترا ملکہ اس جادوگر کو دیکھکر رنگین اٹھی آکر ملکہ کو سلام کیا کہا حضور
کئی دن اس باغ میں گذرے شہنشاہ آپ کے یہان تشریف رکھنے سے گھبراتے ہیں آپ کو طلب کیا
ہے ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ صاحب میرے مقدر ہے میں کسی کو کیا دخل ہے جہان میرا دل
لگیا وہان رہونگی اس جادوگر نے کہا آپ ایسا نہ فرمائیے آپ کو اپنے مقدمے میں ایسا اختیار نہیں ہے
اسوقت چلئے آپ کو یاد فرمایا ہے مطلب یہ ہے کہ آج سلاح گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہے آپ بھی صلاح میں
شرکت کریں ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ ای مکار جادو تجھکو میرا حال بھی معلوم ہے میں اپنا
حال کیا کہوں تیرے ساتھ کیونکر جاؤں یہ حال ہے کہ قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے **نظم**

کشتۂ تیغ دلستان ہے دل
ہو سبک تن بہت گران ہے دل
سانس آتی ہے تن میں تنگ رک کے
آج خالی تہ مکان ہے دل
یاد میں کس کے دست رنگین کے
تودۂ تیر بے کمان ہے دل

مرغ بسمل صفت طپان ہے دل
آج کچھ صبح سے تڑپتا ہے
کسقدر میرا ناتوان ہے دل
نیند آتی ہے چین سے مجھکو
صورت چشم خونفشان ہے دل
نور صبح کو میان دیکھو تم

جان کے ساتھ جائے دل بھی مرا
صورت مرغ نیم جان ہے دل
نہ تو ہے نہ جان ہے تن میں
آج کل مجھپہ مہربان ہے دل
تھک گیا ہوں مہر کی صورت
میں وہیں ہوں جہان جان ہے دل

ہر چند ملکہ نے یہ اشعار سو سو سے پڑھے اپنا حال ظاہر کیا اور یہی کہا کہ ای مکار میں اسوقت نہ
جاؤنگی مکار نے کہا نہ جانے گی مگر میرے تخت پہ تو سوار ہو جیے ملکہ اچک کے اس تخت پر بیٹھیں کہ
جادوگرنی نے ہاتھ تخت پہ مارا تخت اڑا اور لیکے بلند ہوئی تمام کنیزین ہے ہیجان پیدا کر کے ساتھ چلیں اور
بیقرار ہوئے دو ڈوسے قتل کی ٹھوکر لگی کہ بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی دیکھا سجا ہے پر بیٹھا
تماشہ رہا ہوں مہمان نواز عرض کر رہا ہے ای شہریار چلیے لشکر سلیمان کا سردار میں ہے گئے ہیں
سب انتظار میں ہیں صاحبقران اپنے حال پہ حیران کہ بقول شاعر فرد چمن میں دفن ہوا کوئی یار
میں نکلا ◆ زمین میں بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہوں میں ◆ خیال میں یہ ہے کہ اگر میں مہمان نواز سے کہوں
کہ میں باغ میں ملکہ کے گیا تھا تو یہ کیونکر یقین مانیگا صندوق سلاح طلب فرمایا مسلح ہو کے طرف

میدان کارزار کے چلے پر سوچ رہے ہین کہ یا صاحبقران یہ واقعہ تمنے خواب مین دیکھا یا اصل مین رستہ طوکرکے گئے گیا کسی سے ذکر بین خواب تو نہ تھا مین بیماری تھی تقدیر کی کمی مزاج کی برہمی دیکھین اب میدان کارزار مین کیا گذرے افسوس ہو کہ ملکہ سے کلام نہ کرنے پائے صحبت مین بھی جاکر نہ بیٹھے اس مبتلا سے دام مصیبت سے کچھ کلام ہوتا امیر تو اس خیال محال مین میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین خارستان صحرانشین لشکر کو ساتھ لیے ہوئے زرستان خوش چشم پہلو مین کھڑا ہی اول صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گردکیت نے کرکم کہا زرستان نے اپنا مرکب نکالا میدان مین آکے آواز دی اے مہمان نواز تونے یہ غضب کیا اپنے گھر مین طلسم کشا کو مہمان کیا اب میرے مقابلے مین آو صاحبقران نے مرکب بادرفتار بڑھایا سامنے مہمان نواز کے آکے کہا اے مہمان نواز اجازت میدان مہمان نواز تخت سے کود دست بستہ عرض کی آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غلام مقابلے مین جائیگا دشمن کو جواب دیگا حضور تکلیف نہ کرین ایسا ہو سکتا ہی کہ میزبان تماشا دیکھے اور مہمان میدان کارزار مین جائے یہ ہمارے یہان کا دستور نہین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے مہمان نواز یہ غیر ممکن ہی ہرچند صاحبقران چاہتے ہین میدان کارزار مین جاوٗن مگر مہمان نواز قدمون پر گرتا ہی کہ مین آپکو میدان مین نہ جانے دونگا صاحبقران ہرچند غصہ کرتے ہین مگر مہمان نواز قدمون سے نہین ہٹتا ہی یہہ جو ہولی زرستان نے آواز دی تم مین سے کوئی میرے مقابلے کو نہین آتا مین وہین آتا ہون صاحبقران نے فرمایا اے نابکار جلیل کیون ساحر سے ذلیل کراتے ہو اس لعون کی یہ مجال ہی کہ ایسے کلمات کہے مین ابھی جاکے اسکو زبان تیغ سے جواب دیتا ہون صاحبقران دامن جھڑاکے چلے ہین کہ اے بیہودہ بیان گردے بغاست گرد باریک اوٹھی سب اسی طرف متوجہ ہوے دیکھا ایک مرکب مشکین پہ زین با ساز مرصع کلدار سے بھرتا ہوا آتا ہی

نظم

کرشیدہ ہی خامہ کا پا لنگ ہر
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہر
دکھاوے کا محتاج ہو کس طرح

طلا ہی کہ جب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو بیرنگ ہر
قدم کی روانی کو دریا کہون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

کہ وسعت توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
مراک نعل ہی جیسے پیتال
سے کوہ گران ہی وہ پاسنگ ہی
اسی کیفیت سے مرکب آتا ہی

صبا تصور کرین کھارہی ہی دونون لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدا آرہی ہی پشت مرکب پر نقابدار جواہر پوش نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا جھکاتا ہوا سنان نیزہ مثل زبان افعی چمکتی ہوئی تیغہ ہلالی حمائل کمر سپر فولادی پشت پر خنجر کمر سے لگا ہوا نہایت سج دھج سے قریب زرستان آکے پہونچا آواز دی او نامرد مردون کیے یا پوش کی کہ مہمان نواز نے تیرا کیا نقصان کیا ہی کہ تو اسپر لشکر کشی کرکے آیا جلد حربہ کر زرستان نے کہا اے نقابدار بقول شخصے دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر شاہان طلسم کی عملداری مین رہتا ہی اور ہمارے مقابلے کو آیا جو نقابدار نے کہا اب وہان عملداری شاہان طلسم کدھر گئی اب زمانہ شاہی طلسم کشا کا ہی وہ جلیل سامنے کھڑا ہی ایسا نہو اسکو غصہ آدے حربہ کر زرستان نے کہا اے نقابدار تیرا کیا نام ہی جو اگر شاہان نورافشان پوچھینگے کہ کس سے مقابلہ کیا تو کیا نام بتاوٗن نقابدار نے کہا نام ہمارا سنان نیزہ و جوہر شمشیر سے آشکار ہوگا تیرا سحر کرنا بیکار ہوگا صاحبقران

یہ حال ہو کہ کلیجہ پارے ہین فرماتے ہین کیون ای تاجدار یہ وہی نقابدار ہی جو دربار گاہ گلپاب آیا تھا مہمان نواز
عرض کرتا ہی ای شہریار نقاب چہرے پر ہی مین کیونکر پہچانون آشنا بھی نہین آگاہ کہ یہ نقابدار کہان سے آیا
امیر حیران پریشان ہر مرتبہ چاہتے ہین گھوڑے کو بڑھاؤن مہمان نواز قدمون سے لپٹ جاتا ہی کہتا
ہی غلام امیدوار ہی کہ یہان آپ بطور مہمان ہین کوئی تکلیف نہ پہونچے وہان زنگستان نے گرز مارا پر
نقابدار نے گوشہ سنان نیزہ لگائی گرز ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین مین غرق ہو گیا نیزے کو دراہی بھی
پیچ وتاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان بکاکل معشوقان سینۂ زنگستان کو تاک تاک کر نیزہ مارا نیزہ سینے
زنگستان کے پڑا تودۂ دشت کر پار گذرا بہ دیگر پشت گردن سے اسکو اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر
مارا زنگستان فی النار والسقر ہوا نقابدار نے زنگستان کو مار کے نیزہ ہلایا آواز دی
ای خارستان صحرائی تمہارا اکا تماشا سب کی آنکھون مین کھٹکا اسوقت ہو بھی خار ہی کوئی بھی تیرا غمخوار ہی
کسی کو بیچ بیچ فساد کے بیچ جادو در پہلا تول سمجھے جز فسادی آتی ہی پانچ چار سحر نقابدار پہ کے نقابدار
نے نیزہ مارا بیچ جادو کے سینہ پر پڑا کر پشت کو اسکی توڑ کر پار گذرا سات ساحر بیچ و ثمر و ہرک و
زرک وغیرہ ایسے کئی ایک نکلے شام تک نقابدار نے سات جادوگر مارے ہر ضرب پہ امیر
آفرین کرتے ہین بیگ فرماتے ہین نقابدار پرامرد سپاہی ہی ساحرون پر کس زور وشور سے چاہتا ہون کہ سکا
مقابلہ کر سکتا ہی جو مقابلہ کریگا مارا جائیگا اسکے ہاتھ سے پناہ نہ پائیگا شام کو نقابدار نے مرکب پھیر لیا
ہر چند پکارا مگر خارستان مقابلے مین نہ آیا بلین حجابانہ کر رہا نقابدار مرکب اڑاتا ہوا طرف صحرا کے
روانہ ہو گیا خارستان پکارا تم لے مہمان نواز آج تو یہ نقابدار ملک آیا تم سب بچے کل میرے
ہاتھ سے کہان بچکر جاؤگے یہ کہکر پلٹا صاحبقران کو مہمان نواز ہمراہ اپنے خاطر مدارات کرتا ہوا لیکر آیا
صاحبقران قدم بقدم یہی پوچھتے ہین کہ ای مہمان نواز تمہاری مہمان نوازی نے شرمندہ کیا ہی تیسے
ممنون ومحجوب ہون لیکن مقام تاسف ہی کہ جو کچھ ہم پوچھتے ہین اسکا جواب صاف نہین دیتے اب تک
اپنا وعدہ وفا کرو تمنے کہا تھا کہ باغ رنگین مین سے چلینگے مہمان نواز نے عرض کی حضور اب اسکو
نہ پوچھین شب کی باتین حضور یاد کرین غلام پہ نہ بیاد کرین حال کھلا جاتا ہے حضور اپنے نزدیک سوچکر
خاموش ہو رہین حضور ہی کی گستاخی نے یہ تماشا دکھایا کہ نقابدار میدان کارزار مین آیا مجھے زیادہ اسکی
بابت مین کہنا مناسب نہین آپکے رنج وملال کا طالب نہین ہی چاہتا ہون کہ حضور کو ملال نہ پہونچے
جو دو چار روز مجھے سرفراز کرین کوئی ملال ذات اقدس کو نہ پہونچے اس نکتے کو سنکر صاحبقران خاموش
ہوے حیران تھے کہ رات کو میرا جانا اسپر کیونکر کھلا سرنگون ہوے مہمان نواز صاحبقران کو بارگاہ مین
لایا صاحبقران کو دخل ریختہ پر جلوہ گری امیر کے خیال مین گذرا کہ آج شب کو پھر جائینگے اور یہی امیر کو
خیال آیا فرد کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من جیسے ہی
صاحبقران کے یہ دل مین آیا مہمان نواز نے ہنسکر کہا ای شہریار جو کام حضور کرین سمجھکر ہی لیاقت کا خیال
رکھین اور یہانتک وثوق سے کوئی افتاد پہونچے صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران تو اس خیال مین
کہ شب کو جاؤنگا معشوق پریچہرہ کو دیکھونگا جب خادمون کو ہٹا دیا امیر نے لباس شب دوزی تحت پہ
اب سنیے نگار کا ذکر عرض کیا جاتا ہی کہ نگار جادو جو ملکہ کو اپنے ساتھ لیگئی اپنے مکان پہ لائی عرض کی

اے ملکۂ عالم آپ کی گستاخی شاہان طلسم تک پہونچ چکی ہے آپ کی نگہبانی کا حکم ہے آپ کو آگاہ کرتی ہون
کہ طلسم کشا آپ کے باغ مین آئے تھے یقین تھا کہ آپ سے ملاقات کرتے مین کتاب سامری دیکھ کر
پہونچی آپ کو لے آئی اب آپ دو چار روز مین تشریف رکھیے باغ نگار مین مین نہ جاؤنگی ملکہ سے ایسا
مجھے تو ایک مقام پہ بٹھا جائیگا اے نگار جادو تجھ سے کسی نے ایسی خبر کہی ہے سراسر خلاف ہے مین کل
واسطے ملکہ کے مزید جاؤنگی نگار جادو نے ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا کو ایک بارہ دری مین رہنے کا
مقام دیا ہوا اور ایک پرچہ کاغذ کا کنارے سے آکے لکھا مضمون یہ تھا کہ اے سیلاب جادوگر تاری طلسم کشا کی
مین نے تمہیر کیلی تھی ہی ایک روز آفت آئی تھی ملکہ سلسلے گوہر پوش دلیلا سے عنبرین مو کو لیکر
پہونچانی ہے طلسم کشا کو دو باؤن کی تلاش ہے تلاش لوح اور تلاش تیہ ملکہ سلسلے جسوقت انکو معلوم ہوگیا کہ یہان
سیلاب جادو نے یہ آفت برپا کی ہے طلسم کشا ضرور تمہارے پاس پہونچیگا جسدن طلسم کشا لوح پا گیا کوئی
کچھ نہ کر سکیگا بہتر ہے کہ صبا صبادم صبارہ کو میرے پاس روانہ کرو مین طلسم کشا کو گرفتار کرا دون اور
خدمت مین شاہان طلسم کی بھیجدون یہ مقدمات راز و نیاز ہین کسی اور پر ظاہر نہونے پائین یہ نامہ ایک ساحر
لیکر پاس سیلاب جادو کے پہونچی سیلاب نے نامہ پڑھتے ہی صبا صبادم صبارہ کو بلا کے
حکم دیا کہ پاس ملکہ نگار جادو کے جاؤ جو حکم دین بجا لاؤ وہی جادوگرنی لیکر صبا صبادم کو پاس
نگار کے آئی نگار کے پاس جب صبا صبادم پہونچی تو نگار اسکو لیکر ایک گوشے مین آئی ملکہ
اس بارہ دری مین اپنی کنیزون کو الگ کر دیا تنہا بیٹھی رو رہی ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ اے پروردگار
صاحبقران نامدار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا اپنی تو یہ کیفیت ہے کہ کنگھی چوٹی سب چھوٹی آئینے کے
نام سے نفرت ہے اصل مین یہ کیفیت ہے نظم

ہو گیا ہے حیرتی روے دلبر آئینہ — نشست بر روئے ہی رہتا ہے اکثر آئینہ
کیون مکدر ہو گئے دنیا جو کر کر آئینہ — تمکو دل کا دیکھیے ہم بہتر سے بہتر آئینہ
نازنین دکھلانہ اپنا آتشین رخسار تو — پارے کی صورت بکھر جائیگا از کر آئینہ
زندگی ہے آنکھ کیا تجھ سے کہ قسمت رہ گئی — اتحو ہے آشون پہر تیرے برابر آئینہ
غسل کے آئینے خانے مین جانا کیا ضرور — سکتا ہے تجھی کی ادا جل چشم جو ہر آئینہ
ہے مرے کا مرقع میرے سینے مین بھرا — دل مرا تصویر کھینچنے کا ہے دفتر آئینہ
صاف کرون گو مشکور انکا حسن ہو — پہلون کے حیرت ہی مین رہتا ہے اکثر آئینہ
لا تعلم روم دونون ہین ازل سے بے غرض — مین ہون سیماب اور تو ہے اے ستمگر آئینہ
خاکساروں سے طرح دل جو چاہو حسن کی — خاک سے شفاف ہو جاتا ہے اکثر آئینہ
یون تو ہمیشہ یار رہنے کو نہین کرتے ہین شیخ — آنکھ رغبت کی مگر ڈالے نہ زاہد پر آئینہ
صبحدم منھ دیکھ لیتے ہین تصور مین ترا — ہم نہین رکھتے سر بالین بستر آئینہ
رلسہ و یا کمی سے ہوئے ہین اپنے ساز شرمسار — جسطرح آب بھی ہے خشک بسی پر آئینہ
لیکے ماہیرا و شوخی سے بلا اے صنم — کیا ہوا دو آب کا اے ہند ہے پر ورد آئینہ

دل سے کہہ رہی ہین کہ اے غنچہ آرزو سے دلکشا دیکھیے قبولۂ ارنو کیونکر نکلے اس شہر پناہ سے اے الیان طلسم

باغی ہو رہے ہیں تمام عالم دشمن ہو رہا ہے تمہارے ہاتھ سے اس شہریار کو بچانا مجھے روز سیاہ نہ دکھانا جب یاد صاحبقران کی آتی ہے دل گھبراتا ہے شب بسر ہوتی نہیں صبح کو نقابدار ملکہ ہو کہیں خارستان صحرائی کے ساتھ جا دو کو مارے شام کو خوشی خوشی زمین نگار جادو نے پوچھا واری آج کہاں شکار کھیلا مسکرا کر جواب دیا کہ آج خوب شکار ہوا بڑے بڑے ساحر مارے نگار جادو خاموش ہو رہی کچھ دن نے آکر گھیر لیا ملکہ جا کر باہر درمیں بیٹھیں نگار جادو نے صباے صبا دم کو بلایا کہا اے صباے صبا دم کل اہلیان طلسم کی جان بچاتا ہو تم باغ نگارین میں جاؤ باغیں پر کشش کے جو فلان نخل ہے اسکے سلے میں آکے صاحبقران بیٹھینگے اپنے طور سے پہونچا کر امیر تمکو نہ دیکھنے پائیں صباے صبا دم چمن کی واری ہوا ابھی میرے سامنے تھوڑیں کھاتی ہے اسطور سے جا کر چھپون کر سایہ نخل ہی مجھے نہ دیکھ سکے میں تو ہمیشہ سے اسی فکر میں تھی جب روز سے میان سیلاب جادو سلماے کو ہوش کر عاشق ہوکے لائے اور اُنپر جیسے جور ہوتے ہیں اُنکی بیتابی پر وہ تمہیں روتے ہیں چراکادن ہوں میں ڈھیلتا جاتا ہے ملکہ کا ضعف بڑھ گیا تھا ہر وقت خیال تھا کہ میان سیلاب کی فکر کرنے خواجہ عمرو ضرور اسکے کیونکہ لیلاے عمر ہوں موے خواجہ عمرو عاشق ہیں لیلا اُنکے کاٹنے پر مائل ہوئی قید خانے میں بھی یاد کیا کرتی ہے پہر رات گئے صباے صبا دم روانہ ہوئی باغ نگارین میں آئی اُس درخت کو پہچان کر حلقہ باے کمند لگائے پتوں پر بیہوشی ڈالی پھولوں کو آغشتہ بہ بیہوشی کیا باغ میں اپنا رنگ جمایا نخل پر اک گوشے میں مخفی ہوکے بیٹھی لیکن صاحبقران زمان لباس شہزادی جسم پر آراستہ کرکے قلعے سے باہر نکلے اندھیری رات صحرا کا سناٹا گھبرا کے چار جانب دیکھتے ہیں بیتاب ہوکر فرماتے ہیں

نظم

رستے بھر بھی عمر خضر زلف پریشان کو
بلک مرغ دل مجروح عاشق کی اگر پانکو
مجھے سودا ہے اک لیلی ادا کی زلف مشکیں کا
وہ اٹھکر دو قدم چلتے ہیں جب اک حشر ہوتا ہے
بُرے بد عقل ہیں تشبیہ شاعر اس سے دیتے ہیں
چلا ہے درد و رنج آہ و نالہ لیکے ساتھ اپنے
عجب تجھکو خدا نے نور کا پتلا بنایا ہے
یہی اک نور رخ نگاہ سحر اپنا وظیفہ ہے

ہوا شاعر دیکھتے طول شب تاریک ہجران کو
تو لا دو سوزن مژگان میں تار زلف پیچان کو
کرون میں سرمہ چشم جنون خاک بیابان کو
قیامت جانتا ہون قامت موزون جانان کو
تمہارے ہونٹوں سے کچھ نسبت نہیں لعل بدخشان کو
تامل سے خدا تم دیکھنا اس زلف کے ساوان کو
خجل کرتا ہے تیرا حسن عارض ماہتابان کو
خداوندا دکھا دے آج تو اس مہر تابان کا

اس تردد میں گرتے پڑتے اس شب تیرہ و تار میں باغ کو طے کرکے قریب دیوار باغ پہونچے جس میں نے سیڑھی کاٹ کے گئے تھے اسی سیڑھی سے سر نکال کے دیکھا کہ آج باغ میں سناٹا ہے سمجھے کہ کہیں تشریف لے گئی ہے کسی وقت پر آئینگی صاحبقران باغ میں آئے اسی نخل کے سایے میں بیٹھے اسی انتظار میں کہ اب معشوق کی زیارت ہوگی خیال میں اُس گل خوبی کے پھول توڑ توڑ کے بو سونگھتے ہیں دل سے فرماتے ہیں اری گل باغ محبت کی بو آتی ہے غنچہ دل توڑ توڑ کے سونگھ رہے ہیں بیہوشی بھی وہاں بچھی ہے جہاں پیر رکھا خاک اڑی وہ بیہوشی دماغ میں پہونچی پھول بھی سونگھ رہے ہیں وہ بیہوشی بھی تاثیر کرتی ہے صباے صبا دم گوشے سے دیکھ رہی ہے دل میں اپنے خوش ہوکر میری

عیاری تاثیر کر رہی ہے مگر صاحبقران پھولوں کو سونگھتے جاتے ہیں اور یہ اشعار جوش حسرت تخم آرزو میں پڑھتے جاتے ہیں

نظم

گل کر دیا جو اس نے گل تر کے چراغ گل ۔ ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ پایا سراغ گل
رندوں سب ہیں نشۂ عشرت سے بے نصیب ۔ لبریز ہو شراب سے کیونکر ایاغ گل
سنتے زبان موج ہوا سے سنی یہ بات ۔ مانند داغ لالہ نہ گل ہی نہ داغ گل
اس گل کی بو جو باغ میں کل لیگئی نسیم ۔ ہر موج بوئے گل ہوئی بوئے دماغ گل
دشمن سے بھی نہیں ہے حسینوں کو کچھ ضرر ۔ رہتے ہیں آب و باد میں روشن چراغ گل
اور رنگ گل خزاں میں جو کرتی ہے جستجو ۔ پاتی ہے تیری کفش میں بلبل سراغ گل
بلبل شراب عیش سے کیا بے نصیب ہے ۔ لوٹا ہوا ہے روز ازل سے ایاغ گل
ملتا نہیں خزاں میں کہیں جب روش سے گل ۔ ملتا نہیں بہار میں بلبل دماغ گل
فانوس دیکھے بلبل شیدا کا حوصلہ ۔ دل میں برنگ غنچۂ لالہ ہے داغ گل
اکثر وہاں خزاں ہے ہمیشہ یہاں بہار ۔ دل باغ باغ عشق ہے بلبل وہ باغ گل
ناسخ شراب پی شب تاریک ہے تو کیا ۔ روشن ہے صحن باغ میں ہر سو چراغ گل

صاحبقران یہ اشعار پڑھتے پڑھتے گھبرائے معلوم ہوا جیسے میں آگ لگ گئی حیران ہوئے بوئے گل نے یہ کیا اثر کیا کہ اسکے سونگھتے ہی دل کی موقوف ہوا سونگھتے ہی دل بیٹھا اور گر کے بیہوش ہوے صبا صبا دم گوشے سے نکلی اپنی عیاری پر ناز کیا کہ مجھسے بڑا کار نمایاں سرزد ہوا اب ملکہ نگار کی خوشی ہوگی اب طلسم کشائی کیسے جا لیکے صاحب شاہان نورافشان کے بیان کردگی رہنے دے حمزہ کو زیر کیا صحرا میں حمزہ کو لوکا لوٹتے ہیں حباب مار دیا اور بیہوش ۔ باغ میں ہی حلقۂ کمند سے ہاتھ پاؤں باندھے چادر عیاری میں پشتارہ لپیٹا دوش پر پشتارہ لگایا لیکن دیکھا کہ تیغ قریب ہے اور صبا صبا دم دور جاتا ہے باغ میں دھنسا جاتا ہے نہ انسان نہ حیوان دو چار پڑھیاں جابجا جھیلوں میں پڑی ہیں بقول شخصے وہ ہوا کو کیا دیکھا سکیں جست و خیز لیتی ہوئی در باغ سے اگلی طرف ملکہ نگار جادو کے قصر کے چلی یہ تو جست و خیز کرتی ہوئی صحرا میں جاتی ہے لیکن مہر سپہر عیاری جو کوہ ہفت جوش سے ادھر مار کر اترے صاحبقران کو جاتا بھی دیکھا دو کانیں بھی ہیں سب لوٹیں اب جست و خیز کرتے ہوئے بجائے صورت صحرا کی تبدیل ہو گئی عقل سے سوچے کہ ہفت جوش بیابان کا مالک تھا وہ مارا گیا اس وجہ سے صورت صحرا کی تبدیل ہوئی جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہیں اب صورت صاحبقران کی آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے جوش محبت آقائے نامدار میں دل بقرار خیال میں ہے اے خواجہ نہیں معلوم آقا پہ کیا گذری اب یہی دل کو خیال ہے کہ اپنے آقا تک کیونکر پہنچوں اے عمرو یہ طلسم بہت وسیع ہے دو پہاڑ ایسے ایسے جلیل فتح ہوئے کہ جنکا ذکر بہار شجاعت سے ہوا ابھی تک لوح کا پتہ نہیں ملتا مات کا وقت صحرا کا سناٹا فراش باد نامان سے فرش چاندنی کا بچھایا ہے ذرہ ہائے بیابان مہر آسمان سے ہمسری کر رہے ہیں طائر آشیانوں میں چہک رہے ہیں اس طرح کا جو سامان صحرا میں نظر آیا ملکہ لیلا سے عنبر بن مرو کی یاد آئی خواجہ کا

دل بیقرار ہو گیا دل سے کہتے ہین خواجہ عمرو نہین معلوم اُس گوہر یکتا سے ہجر خدا پر کیا گذری ہوگی بے اختیار یہ اشعار زبان پر آئے

نظم

تمھارے ہجر مین مجھ ملال ہی کہ نہین
خدا ہی جانے اُنھین کچھ خیال ہی کہ نہین
کلام اُسین ہارے مدعی ملال ہی کہ نہین
دکھا کے عارض پر نور وہ لگے کہنے
مبت وہ کہتے تھے نفرت ہی تیری صورت سے
ہزارون اُنگلیان اُٹھتی ہین مہر نظارہ
جھکا کے فاتلہ عتاب لب کا وہ بولے
رکاب ہی جو مہ نو تو کہکشان اے چرخ
یہ آفتاب پہ سونے سے پوچھے اک دن
سوال ہی مرا اے دل یہ مرشگافون سے
یہ بات پوچھنی زیبا ہی خوش جمالون سے
کمر کو تار شعاعی کہا تو وہ بولے
کھلیگا عیب معمایہ غیب دانون سے
ہلاک چلے گیا نرد جان عاشق کو
عبث ہی عذر تمھین دل کے پھیر دینے مین
کیا اسیر بلا میرے طائر دل کو
بس تمنا ہی قیامت کا سامنا غافل
وہ گل ہی صبح سے معروف سیر گلچینی
وہ عکس زلف کا عارض پہ دیکھکر بولے
سیاہ نہ دل نور ہی گناہون سے

ملاحظہ ہو مرا غیر حال ہی کہ نہین
مرے فراق کا دل مین ملال ہی کہ نہین
بتاؤ یار سے اب بول چال ہی کہ نہین
ترقیون پہ یہ ماہ کمال ہی کہ نہین
گرچلیا اُنھین مجھ مین کمال ہی کہ نہین
وہ کہہ رہے ہین کہ ابرو ہلال ہی کہ نہین
بتاؤ اب تو طبیعت بحال ہی کہ نہین
سمند نازکی یہ سر دوال ہی کہ نہین
ضیا مین مہر درخشان وہ گال ہی کہ نہین
ثبوت اُنکی کمر کا محال ہی کہ نہین
وہ ماہ حسن عدیم المثال ہی کہ نہین
کہ یا وادر بھی کوئی مثال ہی کہ نہین
دہان یار مین جائے مقال ہی کہ نہین
خرام یار بھی پھر کی چال ہی کہ نہین
تمھارے پاس امانت یہ مال ہی کہ نہین
تمہارا گیسوے پیچ جال ہی کہ نہین
کچھ اپنے جرم پہ بھی انفعال ہی کہ نہین
شجر بر یک چمن مین نہال ہی کہ نہین
اس آئینے مین بتاؤ تو بال ہی کہ نہین
مآل کار کا بھی کچھ خیال ہی کہ نہین

ان اشعارون کو خواجہ پڑھتے ہوے شب ماہ مین ٹہلے جاتے ہین یہی خیال ہی کہ آپ آقا تک پہونچے یا نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری خدا کرے لوح ملگئی ہو لیکن اے عمرو لوح کا ملنا بہت دشوار ہی قلیل رات باقی رہی کہ خواجہ تھک گئے ایک نخل کے سایے مین لیٹے انتشار مین نیند نہین آتی خواجہ تڑپ رہے ہین کہ یکایک دیکھا کہ عیار کامل ماہ تابان چرخ نیلی سے جست و خیز کرتا ہوا فوج شاطران ثوابت و سیارہ کا ہمراہ جاکر قلعہ مغرب مین مخفی ہوا خواجہ عمرو تڑپ رہے ہین سپیدہ سحری ظاہر ہونے لگا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے سر اٹھا کے دیکھا ایک عیارہ طرارہ منظورہ بارے زرد لقبی سے آراستہ چست و چالاک جیسا کہ پشتارہ دلکش پیچھے پیچھی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہو گیا کہ یہ کون ہی پشتارہ کسکا لیے جاتی ہی خواجہ اُٹھین ٹہلتے ہوے آگے شاہراہ ایک مقام دیکھکر حلقہ ہاے کمند خم پشش کیے وہ عیارہ آتے آتے قریب کمند پہونچی

اسکے کپڑے نہ اتارو ہم دشمن کی ذلت نہیں چاہتے داروغہ نے دست بستہ عرض کی آپ کا حکم سر آنکھوں پر
لیکن غلاموں کی تنخواہ میں کٹ جائیگا اخبار نویس فورا پہونچیگا حساب پوچھا جائیگا عورت کے کپڑے کیوں
نہیں اتارے امیر نے داروغہ کو جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے داروغہ سرنگون ہوا صبا ے صبادم
اسی میدان میں دوڑنے کی بقول شخصے بہا چلی رہی ہے حیران ہے کیونکر یہاں سے نکلوں ایک طرف سے
ایک حجرہ آگے لگا اس حجرے سے ایک شاہزادی اتری کئی ہزار کنیزان زمین پوش صبا ے صبادم
نے جھک کر سلام کیا شاہزادی نے پوچھا بی بی تم کون ہو یہاں کیونکر آنے کا اتفاق ہوا معلوم ہوتا ہے
تازہ وارد ہو صبا ے صبادم نے سب حال بیان کیا اور رونے لگی شاہزادی نے کہا [illegible]
رہو ہمسے اپنی کنیزوں میں شریک کیا طرف قصر زبرجدی کے چلی صبا ے صبادم نے پوچھا آپ یہاں کی
حاکم ہیں شاہزادی نے کہا ہم خواجہ عمرو کی کنیز ہیں صبا ے صبادم کے ہوش اڑ گئے صبا ے
اس حال پر [illegible] میں ہے لیکن خواجہ عمرو نے بعد داخل کرنے صبا کے . نمک در روغن عیاری کا نکالا
صبا ے صبادم کی شکل بنکر تیار ہوے ایک کنواں سا وہیں جاتا تھا اسکو جا کر مار کے بیہوش کیا
حلق میں اسکے گیند عیاری کا ٹھونس دیا اپنی شکل اسکو بنا پشتارہ اسکا دوش پر لگا طرف باغ
نگار جادو کے چلے یہاں نگار جادو رات بھر انتظار میں جاگی کنیزوں سے کہ رہی ہے کہ صبا ے صبادم
صاحبقران کو گرفتار کرنے گئی ہے ابھی تک واپس نہیں آئی کیا معرکہ گذرا کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا
صبا ے صبادم پشتارہ بدوش آتی ہے پکار کر پوچھا اری صبا ے صبادم کیا معرکہ گذرا عرض کی
واری اس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی وجہ سے صاحبقرانی صاحبقران کی رونق ہے خارستان اسلام اسی کی
وجہ سے رشک گلشن ہے گلزار صاحبقرانی عیار اسلام ثانی ملک عقلی آہا دور چوبدار [illegible] اسی نے
مثنا یا قمقش کو بدریا دلی بحر قلزم میں جا کر گرفتار کیا نگار جادو نے پوچھا مفصل حال کہہ عرض کی واری
میں حمزہ کی فکر میں تھی بیرون باغ سے زنگ کی آواز آئی میں نے نکلکر دیکھا عمرو آتا ہے میں اسپر جا پہونچی
رات بھر تجھ چلا صبح ہوتے گرفتار کیا لیکن واری اسکو ہوشیار نہ کیجیے آج مجھکو بڑی خوشی ہے
عیاری کا پردہ دنیا سے خاتمہ ہوا حکم جشن آراستہ کیجیے خوب شراب [illegible] گائیں بجائیں عمرو
قتل کریں نگار نے کہا ہوشیار کرکے اسکا حال تو پوچھیں کہا واری نہیں معلوم کیا کہیگا میرا تو اسکے
[illegible] سے دل کانپتا ہے بات بھر میں اسنے ہزاروں عیاریاں کیں میں نے نہیں مانا آخر گرفتار کر لیا
ہر قلیل [illegible] تک کہتا تھا کہ میں عمرو نہیں ہوں ہوشیار ہوگے نہیں معلوم کیا قیل لائیگا لہذا اسکا
خواجہ [illegible] نامناسب نہیں ہے یہ کہکر عمرو نقلی کو ایک ستون سے باندھا آج صبا ے صبادم
فوج شاطر [illegible] نہیں ہیں نگار جادو نے دیکھا آنکھیں پھرتی ہے لیکن عمرو حیران ہے کہ اسلیے قتل
سپیدہ سحری [illegible] حاصل ہوگی لوح کا پتہ کیونکر ملے نگار جادو سے بیخبر باتیں کرنے لگے
عیارہ طرارہ گلگشت باغ نگار ہیں میں نہ آئیگا اگر حکم ہو تو میں لشکر مہمان نواز میں جاؤں
آج ہی عمرو حیران بھی مقابلے میں اترا ہے وہاں جا کے عیاری کروں حمزہ کو پکڑ لاؤں لیکن حضور
شاہزادہ ایک مقام [illegible] یا نہو حمزہ کو [illegible] تو غضب ہو لیکن نہونے پر تو حمزہ کا مقابلہ نہیں
ہو بلکہ سب اکرم نگار کے منہ سے نکلا کہ صبا ے صبادم [illegible]

مبہوت ہوئی ہی برق جادو شریک تھین اُس سوز چاہ الماس مین قیامت بپا تھی ہر گلی کوچے مین
یہی شور تھا کہ آفتاب چاہ الماس غروب ہوا ای صباے صبا دم تونے جسطرح نی بجائی قسم ہی
سامری و جمشید کی یہی صدا تھی کہ دل کو برماتی تھی صدا اسے دلربا موسیقار کو شرماتی تھی اسی طرح
سے آج تونے نی بجائی صباے صبادم نقلی نے عرض کی ولدی یہ کیا سا قیدی کو دیکھیے یہ ہوا طرح
سب شراب مین بیہوش بھی ہون حکم ہو تو سب کو قتل بھی کرون اب کیا چوکونگی ایک ایک سے
منہ مین تھوکونگی واری میری باتون کو خیال نہ فرمایئے مین آج خوش ہون جو دل مین آئیگا وہ کہونگی
نگار نے کہا ای صباے صبادم شاہان طلسم کے سامنے تیری آج بیان کرونگی وہ مرتبہ ملیگا
کہ شاہان جہان رشک کرینگے صباے صبادم نے جام لبریز کرکے نگار کو دیا اور یہ اشعار
جھوم جھوم کے پڑھے

نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
دل کو کرتی ہی کباب شراب
ہی سزاوار عیش آخر عمر
ساتھ اپنے مین جناب شراب
فصل مین پینا عجب نہین ہی اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل پر نمک چھڑک اپنے
منہ مطرب مین سحاب شراب

کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
ہین قلوب اُسکے نور سے روشن
صبح پیری ہی آفتاب شراب
ہی مری مستی اور ہشیاری
ابر برسا نے جاے آب شراب
نرگس مست یار کے آگے
کر نہ ای محتسب خراب شراب

ہجر مین آگ ہو گیا پانی
کیون نہ کہلاے آفتاب شراب
ہی مرا جام زندگی لبریز
کہ ہی بے لطف وقت خواب شراب
ساقیا ہی تری جدائی مین
ہی الٰہی غیرت سے آب آب شراب
نہین ساقی تو کیا کرون ناسخ

اس غزل کو اس نوع سے گایا اور نگار کو جام پلایا تمام کنیزین
بے شراب پیے مست ہو گئین اب تو خواجے دورہ باندھا نگار نے کہا ارے حرامزادیو اپنے مقام
اُٹھتی نہین ہوا پے اپنے ہاتھ سے پیو وہ نازنین بیہوش دربار مین شاہ کے بھی کبھی اسطرح نہین
اُٹھی آج اُسکو ایسی ہی خوشی ہی کہ خود سب کو شراب پلا رہی ہی تم بھی اپنے اپنے ہاتھ سے پیو
کنیزین اپنے اپنے ہاتھ سے پینے لگین محفل مین ہنگامہ گرم ہوا تھوڑے ہی عرصے مین عمرو نے
دیکھا دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کشاکش ہونے لگی کسی نے پاجامہ
اُتار کے پھینکدیا ننگی دوڑی دوڑی پھرتی ہی دوسری نے آواز دی او ننگ خاندان کچھ شرم ہی
بے حمیری نے کہا تو اس کام مین شرم ہی ہر طرف ہڑبونگ ہی سبب اُن صباے صبادم کو سوجی ہی
کہ بی نگار آج دیکھیے ان مستانیون کو کیا ہوا ہی کوئی جواب نہین دیتی کوئی چمن مین جاکر گری بیہوش
ہو گئی کوئی شاخ گل سے جاکے لپٹی کہ رہی ہی پیارے کہان تھے وعدے کے خلاف کیا
آج بعد مدت کے آئے کوئی درخت سرو سے لپٹی جب وہ بس بیہوش ہوئین سب کنیزین
دورہ باندھکر اُٹھین کوئی غزل گاتی ہی کوئی صباے صبادم سے آواز ملاتی ہی کوئی لڑکھڑاتی
ہی سو دو سو لون بیہوش ہوئین نگار چلائی کہ ارے ان کمبختون کو کیا ہوا کیون دیوانی ہوئی ہین
نگار نے چلاکے کہا اسے ایک جگہ بٹھو دیکھو تو صباے صبادم خوب گا رہی ہی جیسے ہی
چلاکے اُٹھی لڑکھڑائی عمرو نے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

مرا نام ہی خواجہ خواجگان

آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا بارہ دری مین جا کے سو رہی اب جو نشہ اترا آنکھ کھلی یہان یہ
ہنگامہ دیکھا آب کر دیکھکر دل کو تسکین ہوئی سیلاب نے کہا اے نازنین شہرون مین جو بشکل عمرو بندھا ہے
یہ کون ہی کہا حضور کسی گنوار کو اپنی شکل بنا کے لایا سیلاب چہرۂ زیبا کو دیکھکر شگفتہ ہو گیا کہا آؤ
پاس بیٹھو مگر ظالم نام نہ بتایا دل کو بیقرار کیا مین آنکھون سے حاضر ہون تم میرے باغ مین رہا کرو
اپنے مصاحبون مین شریک کرونگا وہ مرتبہ کرون تمام نازنینان مہ جبین رشک کرین نام تو بتا دے کہ
دل کو تسکین ہو وہی نام ورد کرون اُس مہ جبین نے کہا مجکو نہال آرزو کہتے ہین مان باپ کے یہان
اولاد نہ ہوتی تھی ایک شاہ صاحب نے آکے آواز دی کہا لڑکی پیدا ہوگی لیکن اسکی ذات سے
بڑے بڑے فساد برپا ہونگے جسکے گھر مین جائیگی اُس گھر کو ویران کریگی میان تم بھی اپنے کو بچانا
سیلاب نے کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان مین تجکو خاتون محل قرار دونگا شاہان طلسم کا
یہی حکم تھا کہ جس شاہزادی کے ساتھ دل مین آئے شادی کرو سب شاہان طلسم شریک ہونگے حاکمان
مرحلہ بھی آئینگے اس دھوم سے شادی ہو کہ سب عالیجاہ لوگ جمع ہون اب مین تجکو خدمت مین شاہان
طلسم کے بھی لیچلونگا نہال آرزو سے باتین کرتا ہوا سیلاب طرف اپنے باغ کے جاتا ہی [illegible]
کہ لاشہ نگار بھی تخت پر پڑا ہی بعد جانے سیلاب جادو کے ساحرون نے ملکہ سلماے گوہر پوش
کو قید خانے سے نکالا لیلاے عنبر مو بھی ساتھ ہی ملکہ سلما دلی ہو گئی ہین آنکھون مین حلقے
پڑے ہوے پژمردی ہو رہی زلفین پریشان کمر مین خم لبون پر دم جب بہت بیقرار ہوتی ہین بلک بلک کے
روتی ہین یہ اشعار عبرت امیر دشت الم زبان پر جاری ہین

نظم

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا — تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بازوے قاتل کو اسلیے — اک ایک استخوان مرے تن سے نکل گیا
کیا تنگ گور کن دل بیتاب سے رہے — گڑھا ہی جب مزار کفن سے نکل گیا
کیا کیا نہ دود آہ نے کین سربلندیان — ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا
اللہ رے سوز ہاتھ ابھی تک بندھے نہ تھے — شعلہ بھڑک کے تار رسن سے نکل گیا
بخشی دراز دستی وحشت نے مخلصی — لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا
اب جاے حسن سبزۂ نوخیز ہی نمود — آب حیات چاہ ذقن سے نکل گیا
لاشہ مرا لحد سے ہوا جاے ہمکنار — دولھا کا اشتیاق دلھن سے نکل گیا
مضمون آبدار لے جنبش لبون کو دی — گوہر سخن کا درج دہن سے نکل گیا
تن کاہش فراق سے مثل خیال تھا — لاغر لحد سے صاف کفن سے نکل گیا
پائی نہ قدر میرے سہی قد کے روبرو — بل راستی کا سرو چمن سے نکل گیا
اصلاح کی یہ نکہت گیسوے یار نے — سودا دماغ مشک ختن سے نکل گیا
یاران رنج و دوست سے تھے دین وہ اور ہمین — مین منھ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا
نابغ ہوئی نہ کچھ بھی سپر آسمان نسیم — ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا

پھر ملکہ اسما پوچھتی ہین کیون صاحبو آج مجھ کمبخت کو قید خانے سے کیون نکالا آج کیا پھر بلا ہی

ہمیں تو اب زندگی کی بھی امید نہیں کہ ہم قید سے نجات پائیں سیلاب نے ہمارے بزرگوں سے ہمیں چھڑا
یہاں لا کے ہونچایا خدا اسکا بدلا اسکو دیگا بھلا یا دعوی عشق کرتا ہی ہمپر مرتا ہی خدا اسکو موت دے
اور یہ تڑپ تڑپ کر مرے یا مارا جائے ہمارے وارث کو خبر نہیں ہوئی لیکن یہ ناممکن ہی ضرور
خبر ہوئی ہوگی رونا یہ ہی کہ ایک سر ہزار سودے یقین تو ہی کہ ضرور کوشش کریں خلاف ضرور
گذرا ہوگا وقت پر موقوف ہی یہ کہتی ہیں اور ملکہ سلماے گوہر پوش بلک بلک کے روتی ہیں ساحر
منتیں کرتے ہیں کہ اے ملکۂ عالم بڑے افسوس کی بات ہی سیلاب جادو ساحر زبردست بادشاہ ملک کا
آجکل اور زیادہ اختیار رکھے ہیں اُسے آپ کیوں نہیں قبول کرتی ہیں ہم لوگوں نے آج اسی واسطے
آپ کو نکالا ہی کہ تنہائی میں سمجھائیں وہ عاشق صادق ہی ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ کچھ بدعت کر بیٹھے
اتنا ہم عرض کرتے ہیں کہ اب وہ لاچار ہو رہے ہیں گرد تمام ساحر ہیں بیچ میں ملکہ سلماے گوہر پوش
و لیلاے عنبریں مو شاہزادی وزیر زادی سے لپٹ لپٹ کے روتی ہی لیلاے عنبریں مو
بھی انتہا کی بیقرار ہی کہتی ہی حضور صبر کریں یہ مناسب نہیں کہ آپ اپنے کو اسقدر پریشان کریں
ایسا نہ ہو دشمنوں کی جان پر بنجائے ملکہ سلما فرماتی ہیں اے بہن ہمارے برابر کوئی بدنصیب ہوگا
جس دن سے ہوش سنبھالا رنج و ملال ہی اُٹھائے جس دن سے یہ جشن ہوا اُس دن سے
گرفتار مصیبت ہیں وانا سے اسرار الفت ہیں اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے صاحبو ہمسے ان باتوں کا
ذکر نہ کرو ہمنے ایسے امر کو مانا ہی نہ مانینگے ساحروں کے بیچ میں ملکہ سلما بھی ہیں اور ساحر سمجھا رہے ہیں
کہ اے ملکہ سیلاب جادو عمر بھر آپ کو قید میں رکھیگا اور قید سے نہ چھوڑیگا کیوں لطف زندگی
آپ کھوتی ہیں کیوں اسقدر پریشان ہوتی ہیں مناسب ہی کہ جو سیلاب کہتا ہی اُسکو قبول کیجیے ملکہ
انکار کر رہی ہیں بلکہ اپنے حال زار پر بلک بلک کے روتی ہیں کبھی شکوۂ بخت واژگون بہ خون
آنکھیں بھیوں لیلا سمجھاتی ہی کہ واری اپنے کو سنبھالیے اسقدر بیتاب نہ ہو جیے ایسا نہ ہو دشمنوں
کی جان پر بنجائے تو ہم کدھر کے ہونگے سیلاب جادو تو اس کنیز کو لیے ہوئے آتا ہو مگر گرداب جادو
اپنے مقام پر بیٹھا تھا یہ سیلاب کا بڑا بھائی ہی اپنی صحبت میں بیٹھا تھا کہ اسکو خبر لی کہ نگار جادو کو
کسی نے قتل کیا گھبرا کر اُسنے کہا ارے ہونچنے والا نگار جادو تک کیونکر ہونچا قصر سے باہر نکلا
طرف قصر نگار کے نگاہ اُٹھا کر دیکھا آندھیاں کالی اُٹھ رہی ہیں طائران نغمہ سرا غل و شور
مچا رہے ہیں جل جلکر گر رہے ہیں کچھ طائر اُڑتے ہوئے اس طرف بھی آئے ایک طائر سے اسنے پوچھا
ارے تمھاری تباہی کا کیا باعث ہوا طائر نے کہا ہمارے مالک کو مار ڈالا پوچھا ارے کسنے مارا
طائر نے کہا یہ ہمیں نہیں معلوم یکایک ظاہر ہوا کہ نگار قتل ہو گئی ہم لوگ قید سے چھوٹے نکل بھاگے
گرداب اپنے مقام سے چیخ مارتا ہوا اُٹھا آسمان میں ڈوبا ہوا جاتا ہی گذر اسکا طرف مکان
سیلاب کے ہوا نگاہ جو پڑی دیکھا سب ساحر بیٹھے ہیں بیچ میں ایک نازنین سرو قد خورشید خد
چہرہ آفتاب عالمتاب ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہیں گذرا تھا صورت زیبا دیکھکر ٹھہر گیا
آسمان سے اُترتا ہوا زمین پر آیا سب ساحروں نے گرداب کو سلام کیا گھبرایا ہوا تھا پوچھا
بھائی سیلاب کہاں ہیں سب نے کہا حضور مرنے کی نگار کے خبر پاکر مکان پر نگار کے گئے ہیں

کہ اے ملکۂ عالم غلام کو قبول فرمائیے جان و مال سب حاضر ہے ملکہ فرماتی ہین اے گرداب قتل کر ڈال ایسے کلمے زبان سے نہ نکال ہم بخوشی جان دینگے بربادی عصمت نہ گوارہ کرینگے سامنے سے نعرہ ہوا او ملعون یہ تو نے کیا حرکت کی ہے شرط کہ قصر وغیرہ تیرا سب پھونکدون گرداب یہ کہکر اُٹھا کہ کیون شامت آئی ہے بس اب اس بات کا ذکر نہ کر ہو سکتا ہے کہ اس محبوب جانی کو تیرے حوالے کردون اپنی صورت تو دیکھ کر یہ منظر بہ صورت خار صحرا سے جہالت بد سیرت مین شہریار ملک لیاقت ہون دیکھ کیسا خوبصورت ہون سیلاب تخت سے اُتر کر زمین پر آیا نازنین لوگو سے غائب ہوئی دونون مین سحر چلنے لگا سیلاب نے کیسے کیسے سحر کیے تیر برسے خنجر گرے گرداب نے سب کو دفع کیا دو گھڑی کامل سحر چلے گرداب نے غصے مین آکر کئی ایک سحر کیے جب وہ سحر دفع ہوئے ایک قصر کی جانب بھاگا کارد سحر نکالکر لایا اپنی پیشانی کا خون اُس کارد پر ڈالا آواز دی اے سیلاب جادو اسی مین خیر ہے کہ چلا جا مین وہ سحر لایا ہون کہ جسکا دفعیہ سامری و جمشید کو بھی نہین معلوم تھا یہ کہکے لاکھ لاکھ ڈرایا دھمکایا مگر سیلاب جوش مین ہے گرداب نے بہت بہت سمجھایا نہ مانا خوب جھنجھلایا نشانہ گرداب کا نشانہ ہوا گرداب غصے مین پیچھے ہٹا وہی کارد سحر نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا وہی کارد کھینچ ماری سیلاب نے ہر چند رد کا مگر چھری آکر سینہ پر گئی بر پڑی تو مُڑ کر پشت کو پار گذری لاشہ سیلاب کا گر جلنے لگا ایک بونڈلا گرد کا اُڑا آواز آئی کشتہ مرا نام مین سیلاب جادو بود وہ بونڈلا لاشہ اُٹھاکے لیگیا گرداب چرخ مارتا ہوا سامنے قفس کے آیا کہا ملکۂ عالم آپ نے دیکھا مین نے آپ کی جوش محبت مین اپنے بھائی کو مار ڈالا آپ نے میرے سحر کو دیکھا ملکہ نے کہا او بیحیا تجھپر لعنت ہے کہ بھائی کو تو نے یون مارا اُسپر فخر کرتا ہے جادو سے ہمارے سامنے نہ آنا ہے کیسے تو ویسی ہی کارد سحر ہمکو بھی مار دے گرداب قدمون پر گرنے لگا ملکہ چیخ مار کر اُٹھین کہا او کمبخت خدا تجھکو غارت کرے کیون ہم غریبون کو ستاتا ہے سامنے سے ہٹ جا کلمات بیہودہ زبان سے نہ نکال ہم اپنے حال مین ہین زندگی سے بیزار مجبور و ناچار اب یہی بہتر ہے کہ ہمکو بھی ایک تلوار مار دے ہم اسی رشک مین اپنی جان دینگے اب نہ زندہ رہینگے قلب پر وفور غم و حسرت اپنی وہ کیفیت تیری یہ صورت بس قتل کر ڈال یہی بہتر ہے ہم نہ جانتے تھے کہ یہ جفائین اُٹھائینگے کہ شکے جان جائے اس کشاکش سے چھٹ جائین یہ راتین سیاہ مثل پردہ ظلمات تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین جان وہ سخت ہے کہ جسم سے نہین نکلتی آہ کرنے مین کوئی ہنسی نہین چلتی اپنے حال پر تاسف آتا ہے اب تو یہ کیفیت ہے نظم

بعد از وداع روح بھی قید عدو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوئے آرزو مین تھا
یا وہ کوئی عروس ہے ساقی کہ رات بھر
یہ مدعا وہی جو تری گفتگو مین تھا
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد
اتنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا
منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم
مین صورت زلال لحد کے گلو مین تھا
نالے ہمارے زخم جگر کے اُلجھ گئے
ہر سست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا
پیوند نالہ چاک دہن مین ہنر ور ہے
مانند دست یار میان عدو مین تھا
مطلب کی بات کہہ نہ سکے ہم رات بھر
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا
کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا
بل تل ہوئے زلف جو تار رفو مین تھا
افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہے
آج انتہا کا نسخہ صد انشو مین تھا
تھا گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار شکر
معنی بھی منہ چھپائے ہوئے گفتگو مین تھا
اے گرداب کیون اپنے تئین

اس دریاے محبت مین ڈالا اس گرداب سے کیونکر نکلیگا آبرو پر بنیگی کیون پانی پانی ہوتے ہو ان باتون پر گرداب جھلا رہی ہی کہتا ہی اے ملکۂ عالم مین نے آپ کے واسطے جفا اُٹھائی اپنے بھائی کو قتل کیا ہمشیرہ صاحبہ بھی آپ ہی کی وجہ سے قتل ہوئین اور آپ ایسا فرماتی ہین نگار سے مارے جانے سے بازو ہمارا ٹوٹ گیا ہمکو بڑا افسوس ہی کہ نگار کو کسنے مارا نگار وہ علم شعبدہ سے ماہر تھی نہین معلوم اسکو کیونکر مارا یہ باتین کر رہا ہی اور ملکہ سلما اپنے حال زار پر روتی ہین کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ بھیا کیون روتے ہو اشکون سے منھ دھوتے ہو مین اس ظالم کو راضی کر دونگی اسکی مجال ہی کہ تمکو شوہری نہ قبول کرے مجکو کون مار سکتا ہی مین نے بھی انتظام کر لیا تھا گرداب نے جو نگار جادو کو آتے ہوئے دیکھا بحال ہو گیا کہا بہن تجکو دیکھکر دل شاد ہوا مار بان زادے سے کیونکر جان بچائی نگار نے کہا اے گرداب خود بخود میرے دل مین آیا کہ مین نے اپنے ہمشیرہ کو چھوڑ ہو یا جب اتنا دل مین خیال آیا تھا کہ کوئی آفت آنیوالی ہی مگر کیون بھائی سیلاب کو کسنے مارا گرداب نے کہا سیلاب میرے ہاتھ سے مارا گیا مین تمھارے قتل کی خبر پاکر چلا باغ سیلاب مین گذر ہوا اس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوا اُٹھا لایا میان سیلاب کی قضا دامنگیر تھی دوڑے آئے مجسے لڑنے لگے مجسے بُرے بھلے ہوگیے مین نے ایک کار دماردی خاتمہ ہوگیا نگار واسطے سیلاب کے بہت روئی کہا بھیا غضب کیا قوت بازو زینت پہلو کو مارا تمکو یہ مناسب نہ تھا گرداب نے کہا اب تو میرے ہاتھ سے مارا گیا جو گذری وہ گذری اس نازنین پر میری جان جاتی ہی اگر اسنے قبول نہ کیا تو اپنی جان دونگا نگار نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی صاحب اسقدر کیون بیتاب ہوتے ہو اسکو ہم راضی کر دینگے یہ معشوقۂ طلسم کشا ہی طلسم کشا کو بھی ہین تم گرفتار کرینگے پھر چپکے سے کان مین کہا بھائی عورت کی راز دان عورت ہوتی ہی جلسہ آراستہ کرو مین ابھی راضی کر دونگی تمھارے پہلو مین اسکو بٹھاؤنگی کیون گھبراتے ہو نگار نے ایسی باتین کین کہ گرداب کو تسکین ہوئی نگار نے کنیزون کو آواز دی اری تشفلدیا ٹکر ٹکر دیکھ رہی ہو دیکھتی ہو کہ مالک بیقرار ہی شراب و کباب لاکے رکھو مین اپنے بھائی کے سامنے گاؤن اور باتین بھی ہونگی اس نگوڑی کو ترساؤن گرداب حیران ہی کہ ہمشیرہ صاحبہ کیا کہتی ہین نگار نے کان پکڑکے دو طمانچے مارے کہا ارے نگوڑے مجھ مین اسمین کیا فرق ہی جو اسکے پاس وہ میرے پاس بھی ہی بس پہلے مجسے مطلب حاصل کرو یہ دیکھکر جلے جب یہ سوال کرے انکار کرو آخر بیقرار ہوکر خود راضی ہوجائیگی گرداب نے کہا ہمشیرہ خوشی تمھاری شراب لاکے رکھی گئی کشتیان کباب کی گرداب کو مسند پر بٹھایا قفس ملکہ کا چھت مین لٹکا دیا آپ بیچ مین آکے بیٹھی گلے سے نکالی کہا بھیا سنو اور وصل پر ہمارے آمادہ ہو یہ کہکے یہ غزل عاشقانہ موافق وقت کے شروع کی

نظم

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین ۔ ہاے اب کیا کیجیے یہ بھی اُسے ارمان نہین

اشک میرے پاؤن چومین خون دل ابل رہے تھا ۔ تم اگر آؤ تو حاضر کوئی سامان نہین

آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے ۔ لطف بھی وہ اُسنے سوچا جسمین کچھ احسان نہین

التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا ۔ در عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین

سرنگون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال ۔ یہ تو شرم گفتگو ہی شکوۂ جانان نہین

دیکھنا ظالم کیا سکھایا جلد بتاب ستم سے	تر ہوا لیکن کبھی تر دامن مژگان نہیں
اس ترش روئی سے بے احسان ہی رہنا تھا خوب	گو لیے بوسے مگر کچھ بھی مزا ای جان نہیں
کسکی دزدیدہ نگاہیں سینے میں کرتی ہیں گھر	پھر یہ کیون کہتے ہو میرے دل مین کچھ ارمان نہیں
یہ تو مشکل ہی کہ مین ہون اور کبھی دیکھیے نہ غیر	آدمی ہون کچھ تمھارا خندۂ پنہان نہیں
ہی جو اس بےرحم کی مرضی تو بہ سون سے نسیم	کشمکش ہے جسکو حاصل فراق جان نہیں

اس رنگ سے اس غزل کو بجایا کہ گرداب اٹھکر بہن سے لپٹ گیا کہا ای ہمشیرہ کیا خوب بجائی ہی دل بیقرار کر دیا نگار نے کہا جیتا ابھی کیا سنا ہی آج ساری محفل کو خوش کرونگی مگر کیون بھیا طلسم کشا لڑتا بھڑتا آتا ہی لوح کہان پا سیگا گرداب کے منہ سے نکلگیا یہانسے بارہ کوس پر باغ ہسکلان بن قہار ہی اسی ساحر کے قبضے مین لوح ہی یہ کہکے پچھتانے لگا کہا ہمشیرہ اسوقت جوش مین میرے منہ سے یہ نکلگیا کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا آجتک کوئی ہسکلان بن قہار کے نام سے بھی آگاہ نہیں ساتھ جو سب ساحر میرے یہان قید ہین وہ سب واسطے طلسم کشائی کے لائے آخر یہان آکر پھنسے طلسم کشا بھی آکر پھنسیگا باغ ہسکلان عجائب و غرائب ہی اگر ارسطو و لقمان بھی وہان جائین تو دام فریب و کر مین پھنسین یہ کہکے کہا بہن یہ نوازی تھی گئے بتائی کہا بجا ئیصاحب ایک دن رات کو سامری و جمشید خواب مین آئے یہ سب کمال بتلا گئے اب شراب پلا نا دیکھو یہ کہکے نگار نقلی نے جام بھرا اشعار عاشقانہ پڑھے کہا لو بھیا جام پیو گرداب نے جام پیا اتنے عمرو نے دو...و شروع کیا ایک گھڑی بھر مین دست درازیان ہونے لگین جوش مین گرداب اٹھا خنجر کھینچ مارنے لگا ہی لیے جاتا ہی گرداب مین بہن کے پاس سونگا بہن سے بہتر کون معشوق ہی یہ کہکر گرا بیہوش ہوا عمرو خنجر کھینچکر چلا کہ اسکو قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی او ساربان زادے کیا کرتا ہی مین گلرنگ جادو مصاحب گرداب داغ ہو کہ گلرنگ واسطے شکار کے گیا تھا جس وقت پلٹ کے آیا یہ معرکہ دیکھا عمرو نے چالاکی جست کرکے نکلنا چاہا اسنے ایک دو... زمین پر مارا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلرنگ نے بڑھکر باران سحر برسایا گرداب کو ہوشیار کیا گرداب نے اٹھتے ہی سر پیٹ لیا کہا ای گلرنگ تم خوب وقت پر پہونچے گلرنگ و گرداب باتین کرنے لگے باران سحر جو برسا اور ساحر بھی ہوشیار ہونے لگے جو اٹھا یہی کہتا ہوا اٹھا کہ گلرنگ جادو نے ہماری جان بچائی عمرو نے جو دیکھا کہ پاؤن میرے زمین نے تھام لیے گرداب و گلرنگ آپس مین بغلگیر ہو رہے ہین اپنے جینے پر بڑا ناز ہی عمرو کو خیال آیا کہ زنبیل مین صاحبقران موجود ہین گرداب و گلرنگ خوش بیان کر رہے ہین عمرو نے منہ زنبیل کا کھولا صاحبقران کو زنبیل سے نکالا کہا آقا اسم اعظم پڑھتے ہوئے نکلے امیر نے زنبیل سے نکلتے ہی اسم اعظم پڑھا عمرو کے پاؤن چھوٹے امیر نے ارادہ کیا کہ باشیدای کافران بھیجا ہی کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم	منم قاتل کافران جہان
ز تیغم فراری کلاہ نوشیروان	ز گنجاب ملعون کرده فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار	گذر چون بجو لا گہہ قاف شد
امیر عرب حمزۂ ذی حشم	
چو رفتم بستان بے گرو دار	
ببازو شد فتح و نصرت نثار	

جز اثر پر از عدل النساں شد	ز دم دیو عفریت را در مصاف	بلرزند از خوف دیوان قاف
سمندون بد بخت گشتہ شکار	کو ار جنگ بیمن ذلیل و نزار	در انجا چو جاه و دو ب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم		

نعرہ کرکے صاحبقران لڑنے لگے عمرو حقۂ آتشبازی مار رہا ہی
لگی سو ساحر جلکر رہے پہلو مین صاحبقران کے کھڑا حقۂ آتشبازی مار رہا ہی گرداب نے جو ملکہ
یہ آفت دیکھی ہوش پراگندہ ہو گئے سحر کرنے لگا بسبب اسم اعظم کے سحر امیر پر تاثیر نہین کرتا کلاہ نامدار
کو تڑکا امیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑکر پار گذرا گلزنگ کے سر لگے اندھیرا ہوا قفس سے ملکہ
سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبر بین موء دیکھ رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کیون لیلا تو نے دیکھا
عمرو نے کیا غضب کیا حقیقت یہ ہی کہ عمرو کا عیاری مین مثل نہین کس وقت پر صاحبقران کو
نکالا ہی دیکھیے اب تقدیر کیا دکھاے دل چاہتا ہی عمرو کے نثار ہون کس جرأت و شوکت سے جنگ
کر رہا ہی اگر دور ہوتی تو عمرو کو یہ نامہ لکھکر بھیجتی نظم

قاصد جو پڑھ چکیں وہ مرا ماجراے خط
کہتا کہ اور آتا ہی اک خط قفاے خط
کم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجراے خط
افسانہ ہاے ہجر کی طولانیان یہ تھین
برسون پڑھا کیے نہ ہوئی انتہاے خط
رخصت کہان ہو ضعف سے کچھ حال لکھ سکین
قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی بجاے خط
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہ ہو
جلدی نہ کیجیو مرے قاصد براے خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہی یان
اب اور سہی ہجر ہی نہین ہی ہواے خط
تھا دھیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین
نکلا ہزار بار ہی منھ سے ہاے خط
سمجھین نہ کمر صاف کہین حال واقعی
کیونکر لکھون کہ وہ ہین مرے آشناے خط
آجاے نامہ بر جو پس مرگ ہمنشین
دینا مرے مزار پہ لاکر ہواے خط
قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے
تعریف مدعا مین کرون یا ثناے خط
پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے
مضمون پاک ڈھونڈھ رہے ہین براے خط
قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضروری
دیتا ہون نقد جان مین تجھے رونماے خط

لیلا ملکہ بلک بلک کے رونے لگی کہا الہی دعا کرو کہ انجام بخیر ہو چارطرف سے ساحر سحر کر رہے ہین
خدا انکو بچاے ان ساحرون کے بجاے آگ برس رہی ہی وہ دیکھو نگوڑے گرداب نے دریاے
سحر بنایا صاحبقران جب کسی ساحر کو قتل کرتے ہین اندھیرا ہو جاتا ہی صاحبقران اسی اندھیرے
مین ساحرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی تیغ عقرب علم کافرون کے کیون پیدم گردا
گھبراے کہتا ہی ارے یارو طلسم کشا کیونکر آ گیا ساحر کہتے ہین عمرو نے زنبیل سے امیر کو نکالا
نکالتے یہ کہدیا کہ آقا ہوشیار ہو جاے برق شمشیر تڑپنے لگی ممکن نہین کہ کوئی اس سے بچے حمزہ
صاحب اسم اعظم حرز ہیکل کا جنبش قتل کفاران کی کوشش نگاہ صاحبقران کی کفار پر پڑی کہ
سر مرتبہ چاہتے ہین تا بہ گرداب جادوان گرداب سحر کے سمجھاتا ہی ساحرون کو پکار رہا ہی کہ یارو
اسکو مار لو ہو نکرو نیزہ و دینے اور ساحر ہرچند کوشش کرتے ہین ارادۂ قتل صاحبقران پر مرتے ہین

جو ساتھ تھے کیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی ہزار ساحر جب مارے گئے گرداب قصر سے نکلا صاحبقران بھی
تیغ تانے اس خیال میں کہ گرداب کو قتل کریں باہر نکلے گرداب نے ایک چیخ ماری کہ صحرا سے
چار ہزار ساحر اور پیدا ہوئے صاحبقران پر آ پڑے خنجر و تیر و تفنگ چلنے لگے صاحبقران تن
تنہا تیغ زنی کرتے ہوئے شیرانہ و رستمانہ لڑ رہے ہیں چہار جانب نگاہ ہر مرتبہ چاہتے ہیں جا کر گرداب
کو ماریں گرداب سحر کر کے ہٹتا جاتا ہے جب دیکھا گرداب نے کسی طرح مہلت نہیں ہوتی تو اسنے
ہاتھ کو زمین پر مارا ایک دریا جوش مارتے ظاہر ہوا گرداب دریا میں جا کودا پڑا امیر کو فکر قتل
گرداب تھی اسم اعظم پڑھکر دریا میں پھاند پڑے گرداب نے چاہا کہ ملاحی کاٹ کے نکل جاؤں امیر
سب فنون میں طاق شہرہ آفاق تھے غوطے لگاتے ہوئے برابر گرداب کے پہونچے گرداب نے دیکھا
حمزہ نے پیرا دریا میں پیچھا نہ چھوڑا آواز دی ای نہنگ طلسمی لینا ایک نہنگ نے سر نکالا
صاحبقران پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا کر نہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ماہی کلان
پیدا ہوئی آنے قصد کیا صاحبقران کو نگل جاؤں صاحبقران نے کلے میں ہاتھ ڈالکے چیر ڈالا
مچھلی کے مرتے ہی دریا خشک ہوا گرداب نے دیکھا کہ میں خشکی میں کھڑا ہوں اب مایوس ہوا
تیغ کمر سے کھینچا خبردار خبردار کہکر امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کا الجھا دے سے
ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے صدا ئیں سبب آنے لگیں خواجہ عمرو
لاشوں کو لوٹتے پھرتے ہیں جو ساحر مر کر گرا اسکے کپڑے اتار لیے ہزاروں لاشے برہنہ پڑے ہیں
خواجہ لوٹتے پھرتے ہیں کہ یکایک آواز آئی کشتی مرا نام میں گرداب جادو بود ہوا چلی اندھیرا
موقوف ہوا امیر نے فرمایا خواجہ اسے قصر میں جا قفس ملکہ کا اتار لاؤ عمرو دوڑا اندر جاکے دیکھا
قفس چھت میں ندارد عمرو روتا ہوا باہر نکلا کہا ای شہریار قفس ملکہ کا نہیں ہے صاحبقران
نے سارا مکان چھان ڈالا کہیں قفس کا پتہ نہ پایا بیتاب و پریشان ہوئے فرمایا کیوں خواجہ
یہ کیا غضب ہوا عمرو نے کہا آقا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کون دشمن لگا ہوا تھا کہ جو قفس لیگیا

صاحبقران یاد میں ملکہ سلما کی بیقرار ہیں فرماتے ہیں نظم

حال دل کیونکر کہیں ہم پر نہیں پاتے ہیں آج	تیرے بوسوں کی لب نازک قسم کھاتے ہیں آج
حکم تھا روز گذشتہ میں کہ ہم آتے ہیں آج	جو کہا تھا کل وہی پھر آپ فرماتے ہیں آج
رنگ عارض غیر کے بوسوں نے پھیکا کر دیا	دیدۂ بیدار آگے جسے شرماتے ہیں آج
مژدہ ای دل ہاتھ سے دامن قاتل ہے رہا	ہاتھ آغوش اجل میں چاکے پھیلاتے ہیں آج
اب تو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو	جا بچے عیسی احبا دینے آتے ہیں آج
منزل مقصود تک جا سکنے کی طاقت جو نہیں	جا بجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہیں آج
دم نہیں لیتے جو منہ کھولیں امان کے واسطے	متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہیں آج
آرزو مند لقا تھی کر مری دیوانگی	دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہیں آج
غفلت قاتل سے حاصل ہے ہمیں پژمردگی	زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہیں آج
دیکھتے ہیں ابر رحمت سے ترے کیا کیا	ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہیں آج

کی ہے تعلیم میا تیغ ادب آموز نے — اسلیے ضبط کرتے ہیں زخم شرمائے ہیں آج
خندۂ دزدیدہ کو ہے ہر دہان زخم میں — شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہیں آج
شام فرقت نے سکھائے ہیں مجھے کیا کیا خیال — ای فلک ہشیار پھر نالے مرے آتے ہیں آج
آؤ قبل از حشر ملکر فیصلہ کرلین ہم — زندہ کر لینا ہمین تو تیغ مرجاتے ہیں آج
ہین خیالی نامہ و پیغام اسنے ای نسیم — متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہیں آج

عمرو نے کہا آقاے نامدار صبر کیجیے انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہوگی نہیں معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا
خواجہ سمجھا رہے ہیں صاحبقران کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے ہر مرتبہ چاہتے ہیں گریبان چاک کرون
عمرو کہتا ہے ای آقا صبر کیجیے مطلع مصنف ننگ جامہ دری و پاس عزیزان کیا + ورنہ میں
بارہے جھوٹے تو گریبان کیا + امیر ہر دم انتشار میں فرماتے ہیں خواجہ اب کہاں تلاش کرین
وہ ماہتاب کس ابر میں چھپا اس آہوے رم خوردہ پر کیا گذری یہ کہتے ہوئے باہر نکلے ہیں
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا ہنس پر سوار تاج سر کے آگے ہوتی ہیں عرض کیا
آقاے نامدار الحمدللہ خدا نے اپنا فضل شامل کیا گرداب و سیلاب دونوں اتر گئے اب دیر نہ کیجیے
یہاں سے دو کوس پر جائیے ایک چشمہ آب ملیگا کہ پانی اسکا مثل آب گوہر صاف و شفاف ہے اس
چشمے میں بسم اللہ کہکے پھاند پڑیے گا قریب باغ ہیکلان بن قہار پہونچیے گا لیکن قید ہے کہ خواجہ بھی
ساتھ ہوں خواجہ کا وہان جانا واجب و لازم ہے امیر نے عمرو کو ہمراہ لیا امیر سے ملکہ نے عرض کی
پہلے سے حضور بائین سمت جائین دو کوس پر جا کے ایک چشمہ آب ملیگا اسی چشمے میں اپنے تئین گرا دیجیے
یہی راستہ باغ ہیکلان بن قہار ہے یہ کہکے ایک کاغذ بھی اپنے پاس سے دیا کہ اس پرچے کو
ملاحظہ فرمائیگا جو ضرورت سرکار کو ہوگی موافق اس ضرورت کے اس پرچے کو ملاحظہ فرمائیے گا
پرچہ امیر نے اپنے پاس رکھا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا تو امیر کو سمجھا کے چلی گئین صاحبقران بعد
جانے ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا اسی سمت روانہ ہوئے خواجہ عمرو ساتھ ہیں دو کوس
راستہ طے کرکے صاحبقران زمان نے پرچے کو دیکھا اسمین مرقوم تھا کہ سامنے چشمہ آب ہے اسمین
اپنے تئین پہونچاؤ یہی راستہ باغ ہیکلان بن قہار کا ہے صاحبقران قریب چشمہ آئے عمرو نے کہا
آقا میں تو پانی سے ڈرتا ہون پناہ پانی مشکل ہوگی سیری آہ دیکھو مگر پہلی امیر نے پھر کاغذ کو دیکھا
مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا واسطے شہنشاہ اوج عیاری کے یہ راہ مقرر ہے جب آپ پانی میں داخل ہون
خواجہ کو مناسب ہے اسم حاشیہ کاغذ ورد زبان کرین صحرا سے ایک اژدہا پیدا ہوگا منہ کھولے اشارہ کریگا
خواجہ اسکے دہن میں کود پڑین آپکے پاس پہونچینگے عمرو نے کہا ای آقاے نامدار میں دہن اژدہا
میں کیونکر پھاندونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہی حکم نکلتا ہے صاحبقران قریب چشمے کے پہونچے دونون
پیر جامے جسم سے کودے پانی نے جوش مارا عمرو نے وہ اسم ورد زبان کیا ایک اژدر صحرا سے
پیدا ہوا عمرو لاچار ہوکر اسکے منہ میں پھاند پڑا صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا میں
پایا صحرا ہے سبزہ زار نواح دلکشا صحرا پر بہار عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں ہزاران
صحرا اچھل کود میں نہرین آب صاف و شفاف سے مملو قمریان کوکو کر رہی ہیں فاختہ قلندر مشرب

ازل کی خاکستری کا زیب جسم ہو۔ صورت حق سرو باغبان قضا و قدر کا انہدام ہنر میں حباب کے معکوس جام ہوجے
کی کلا بیان لباب مرغ دل طائر مست صاحبقران کو صحرا اپسند آیا راہ کو طے کرتے ہو جاتے ہیں
لیکن خواجہ عمرو جو دہن اژدر میں گرے یہ بھی اُسی صحرا میں پہونچے صورت بدلی ایک مرد مسافر
کی صورت بنے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے فرزند تھوڑی دیر کا وعدہ کرکے نکلے تھے
آج کئی روز سے کیون نہین آئے عمرو یہ صدا سنکر گھبرا گیا ایک ضعیفہ گوری صورت معقول وضع نے
آکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون بیٹا مجھسے کیا خطا ہوئی کہ تم جنگل مین مارے مارے پھرتے ہو نہین تمھاری
دلہن قصبے والے پوچھتے ہین کہ بڑی بی صاحبہ تمھارا فرزند اسعد جوان کہان گیا خواجہ ان
باتون پر حیران ہین مگر خاموش ضعیفہ کی صورت دیکھ رہے ہین ضعیفہ نے سوسے باتون تک
بلائین لین کہا میرے بچے کو کسی نے کیا کر دیا کچھ جواب نہین دیتا خواجہ اس ضعیفہ کی باتون پر
حیران ہین کہ کیا جواب دین بڑھیا نے ہاتھ پکڑ لیا ہاتھ پکڑے چلی خواجہ چپکے چلے آتے ہین جب
پوچھنے کا ارادہ کرتے ہین تو بڑھیا روتی ہے کہتی ہے بیٹا میری خطا تو بیان کرو آخر گھر مین کس سے ملال ہے
تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک لڑکی بارہ تیرہ برس کے سن کی پکارتی ہوئی کہ اے اماں بھیا ملے
بڑھیا نے روکے جواب دیا کہ بھائی تمھارے ملے مگر کچھ تمسے نہین بولتے نہین معلوم کسی نے
کیا کر دیا وہ لڑکی آئی بھائی بھائی کہکے لپٹ گئی ہی کہے جاتی ہے بھیا اسعد نوجوان کچھ تو بولو ہاں
جواب دو کس سے تمکو ملال ہوا تھوڑا ہی راستہ خواجہ نے بڑھیا کے ساتھ طے کیا تھا دس بارہ
لڑکیان جمع ہو گئین بھیا بھیا کہکے لپٹی جاتی ہین خواجہ کسی کو جواب نہین دیتے سر جھکائے ہوئے
چلے جاتے ہین جب اس جنگل سے نکلے دیکھا ایک قریہ نہایت آباد ہے جابجا کسان لوگ زراعت
کر رہے ہین جسنے اپنے کھیت پر سے دیکھا پکار کر آواز دی میان اسعد نوجوان کہان تھے بڑھیا
روتی پھرتی ہے تمھاری مان کا رونا ہمسے دیکھا نہین جاتا عمرو سر جھکائے چپکا چلا آتا ہے کہ ایک
نازنین چاردہ سالہ سامنے سے آئی میان کہکے لپٹ گئی کہا اماں جان آپ چلیے مین اپنے وارث کے
سبب پوچھونگی اب عمرو حیران کہ یہ نازنین کون ہے کہ مجھے وارث بتاتی ہے ضعیفہ نے اُسکے ہاتھ
مین عمرو کا ہاتھ دیا کہا بی بی تمھارا راج دسہاگ قایم رہے نہین معلوم تمھارے شوہر کو کسی نے
کیا کر دیا کہ بات کا جواب نہین دیتے وہ نازنین رونے لگی ہر مرتبہ لپٹ لپٹ جاتی ہے اور کہتی ہے
کہ ارے میرے وارث کو کیا ہو گیا بات کا جواب نہین دیتے عمرو حیران کہ اس بڑھیا سے چھوٹا تو
اس جوان عورت نے لیا لپٹی جاتی ہے دم بدم یہی کہتی ہے کہ صاحب کچھ بات کا جواب دو اگر تمھین
اپنی مادر مہربان سے کچھ ملال پہونچا ہے مجکو الگ لیکر رہو سب گرستی کرنا پڑیگی لیکن الگ ہونا
تو یہ خیال رکھو جو اسباب مجکو جہیز مین ملا ہے وہ اپنا پہچان کے الگ کر لینا ورنہ خانہ داری
مین مشکل پڑیگی عمرو حیران کہ کیسا اسباب کیسی شادی قریے مین جو ملتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ اے
اسعد نوجوان کہان گئے تھے زوجہ تمھاری کل سے بہت بیقرار تھی کھیت کھیت اسے تمکو
ڈھونڈھا عمرو انکو بھی کچھ جواب نہین دیتا گویا منھ مین زبان نہین ہے قریے مین جاکے قریب ایک
مکان کے پہونچے دیکھا کہ مکان چھوٹی سی سے لبا ہوا دروازہ مکان کا کھلا ہوا قریب دروازے پہونچے

پانچ سات لڑکیاں دوڑ پڑیں گھر میں غل ہوا کہ صاحبزادہ آیا ایک بڈھا نکلا فرزند کہکر اسنے گلے لگا لیا
کہتا ہے بیٹا کہاں چلے گئے تھے ماں تمہاری روتی تھی اب عمرو اور زیادہ حیران سب ملازم وکنیز
مکان کے لائے ایک طرف کوٹھے میں اس زن حسین نوجوان کے عمرو کو کمرے میں لاکے بٹھایا کہا
صاحب بیان مجھ میں کسی سے کیا واسطہ میرے ساتھ بیٹا آتا تھا ہوا جو تمہاری خوشی ہو وہ کروں اگر کچھ
منظور ہو تو مکان کرائے کا لو میرے باپ کے وقت کے دو چار درخت لگے ہیں انکو کٹوا کے وہ میاں بنواؤ
زمین زمیندار سے لو مکان بنواؤ وہاں اٹھ چلیں گھر جو سے عمرو کو کہیں یہی کیے جاتے ہیں کہ بات
کر وہ لڑکیاں بڑھیا بڈھا دوڑا گیا گھڑا بھر کے شراب لایا کہا لو بیٹا شراب پیو اب جو بات کرے عمرو حیران
رکہا تنک خاموش بیٹھا رہونگا اب ان سب کی گردن لون بڈھے سے کہا ابا جان میرا کھیت جو لیا
اُس قلق سے دل پر صدمہ ہے اس وجہ سے بات نہ کرتا تھا بڈھے نے کہا بیٹا شراب پیو کہا مالک
زمیندار کا روپیہ میں ادا کرونگا تم کیوں صدمہ کرتے ہو بڑھیا نے پکار کے بڈھے سے کہا صاحب
تمنے سنا تمہارے بیٹے کی زراعت خشک ہو گئی اس وجہ سے وہ بات نہیں کرتا ہے وہ روپیے جو الگ
رکھے ہیں وہ لاکر اسکو دیدو روپیے کا نام سنکر خواجہ نے بڑھیا سے کہا اے مادر مہربان مجھکو ڈر
معلوم ہوتا تھا ایسا نہ ہو زمیندار مجھکو پکڑ لیجائے اور قید کرے اس ڈر کے مارے نہ بولتا تھا بڑھیا نے
پچاس روپیے لاکے عمرو کے آگے رکھے اب تو عمرو بھی اماں جان کہکے لپٹ گیا سونے کے کڑے
بڑھیا پہنے تھی کہا اے مادر مہربان کڑے تمہارے میلے ہو گئے ہیں لاؤ میں اُجلے کر دوں بڑھیا نے
کڑے اُتارے عمرو نے کڑے بدل لیے پیتل کے کڑے بڑھیا کو پہنا دیے اب تو عمرو نے دست درازی
شروع کی لڑکیاں جو بہنیا بھتیجا کہکے پاس بیٹھیں تھیں عمرو نے انکے بھی زیور اتارے اب بدل بدل کے
سب کو دیے جاتے ہیں شراب میں بھی بیہوشی ملائی جام بڑے میاں کو دیا کہا ابا جان پہلے آپ ایک
جام پیجیے تو پھر ہم لوگ پئیں بڈھے نے کہا بیٹا میں تو تمہارے واسطے لایا ہوں عمرو نے کہا پہلے
آپ پئیں تو میں پیونگا عمرو نے زبردستی بڈھے کو شراب پلا دی پھر دوسرا جام بڑی بی کو پلایا زوجہ
جو اشارے کرتی ہے خواجہ کہتے ہیں ٹھہر جاؤ تمہیں بھی دیتا ہوں پہلے بڑے بوڑھوں کو پلانا چاہیے
اب تو عمرو نے اُن لڑکیوں کو بھی پلایا بعد اسکے زوجہ کو جام دیا جھککے ایک بوسہ لیا زوجہ نے
ایک طمانچہ مارا عمرو نے بیہوشی ملاکر سب کو شراب پلائی تھی تھوڑے ہی عرصے میں قیامت برپا ہوئی
چھت دیوار آپس میں چلنے لگی بڈھا یہ کہکے اُٹھا او سعد تو نے یہ کیسی شراب پلائی دیکھ تو لڑکیاں
ننگی ہو گئیں سب چیزیں اُلٹی دکھائی دیتی ہیں کیا اُنکے ساتھ بھی کوئی حرکت کریگا تجھے کیا منظور ہے کہکے
طرف عمرو کے دوڑا بیہوش ہوا بڑھیا کہے میرا وارث کہکر چلی یہ بھی گری وہ عورت نوجوان جو پہلو میں عمرو
کے بیٹھی تھی وہ یہ کہکے اُٹھی کہ جا گور سے میں تیرے گھر سے نکل جاتی ہوں یہ کہکے دوڑی لڑکھڑا کر گری
بیہوش ہو گئی اب تو عمرو نے کچھ کھینچ کر اُٹھا پہلے سارے گھر کی تلاشی لی منصور دن میں اثاثہ بھرا تھا وہ سب عمرو
نے زنبیل لیا برتن بھی اُٹھا کے زنبیل کے اب عمرو نے پہلے بڑھیا کو خنجر مارا دو ٹکڑے ہوئے پھر گھر
کو قتل کیا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی بہار نام میں ببران جادو بیدعا گھر سے باہر نکلا سب قریے والے
دوڑے ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ ببران جادو کو کسنے مارا عمرو نکلکر بھاگا قریے والے دوڑے چلے آتے ہیں

سب بیکار رہے ہیں کہ یہ چور جانے نہ پائے ارے اس مکار نے غضب کیا بیران کو دم دیکے مارا
وہی علامت ہے طلسم کشا آگیا عمرو نے کئی حقہ ہائے آتشبازی مارے شعلہ ہائے آتش بھڑکے جب اُن
سواروں کے منہ جلے تو ملعونوں میں گرے یہ عمرو کے کان میں آواز آئی کہ بیران جادو ایک ساحر کو لگا کر
لایا تھی اُسنے سب کو قتل کیا اب نکلا بھاگا جاتا ہے عمرو بھاگکر صحرا میں پہونچا اب عمرو نے بلند دیکھا وہ سب
بلند کے عمرو صاحبقران کو تلاش کرتا ہوا چلا گر صاحبقران صحرائے سبزہ زار کو طے کر کے ایک نخل کے
سائے میں ٹھہرے حیران ہیں کہ نہیں معلوم عمرو پر کیا گذری کیونکر یار وفادار کا پتہ ملے اس سوچ میں کھڑے تھے
کہ سوائے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار فوج پشت پر علمہائے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوئے اُس تاجدار نے جو صاحبقران کو دیکھا عیار سے کہا دریافت تو کرو یہ کون ہے
حقیقت تو کہتی ہے کہ سوا طلسم کشا کے اس مقام پر اور کوئی نہیں آسکتا ہے یہ سنکے اُس تاجدار نے عیار کو
بھیجا عیار قریب صاحبقران کے آیا جھککر سلام کیا صولت و سطوت دیکھ کر چپکا کھڑا ہے نام نہیں پوچھ سکتا
صاحبقران نے کہا کیوں اے عیار کیا ہے دست بستہ عیار نے عرض کی ہمارے تاجدار کا مستان نام
لقب ہے قلعہ مینوشان کے حاکم واسطے گشت کے نکلے تھے آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے دریافت
فرماتے ہیں صاحبقران خیال میں عمرو کے کھڑے تھے طبیعت مکدر بیدل رہے دل کی خفگی میں فرمایا
اے عیار جا کے اپنے تاجدار سے کہدے تُو نے نام سُنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
امیر عالیشان داماد نوشیروان دادا شہپال بن شاہرخ شوہر آسمان پری سر کن پردہ قاف
مور د عدل و انصاف سپہ آرا ہ دین اسلام مشہور خاص و عام برائے فتاحی طلسم نور افشان
آیا ہوں یہ سنکر عیار ہیگا مستان تاجدار سے کہا صاحبقران زمان تشریف لائے ہیں مستان تاجدار
نے طرف فوج کے دیکھا کہا جو یہی شخص واسطے طلسم کشائی کے آیا ہے اگر تم سب نے گھیر کر گرفتار کر لیا
شاہان طلسم نور افشان بہت خوش ہونگے لکھ جاگیر میں ملیگا اہالیان فوج نے کہا انکو گرفتار کرنا
کتنی بڑی بات ہے [illegible] سوار و پیدل لینا لینا کہکے طرف صاحبقران کے چلے صف سے گھوڑا بڑھا کر
ایک سوار [illegible] امیر نے نیزے کو خالی دیکر اُس سوار کو گھوڑے سے اٹھا لیا پشت مرکب پر
سوار ہو [illegible] مردہ کیا نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

امیر عرب حمزہ [illegible]
کہ [illegible]
[illegible]
کہ [illegible]

منم قاتل کافران جہان
چو در باختر جنگ شد آشکار
زدم دیو عفریت والد صبان
در انجا جاہ و ادب یافتم

ز بیم فراری انوشیروان
بازو شدہ فتح و نصرت نثار
بلرزند از خوف دیوان قاف
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب نیزہ و تیغ و علم
چو در گشتم بستان بے کیوبار
گذر چون کنم جولان گہ تا شہ
شدہ دین بد بخت گشتہ شکار

نعرہ صاحبقران سے

زمین [illegible] ملعونوں کو درہم برہم کرتے ہوئے جاتے ہیں کئی رسالداروں کو مارا جب ملعونوں میں پہنچ
تو کہ [illegible] مستان تاجدار غل مچا رہا ہے کہ جلد اس جوان کو گرفتار کر لو بچنے نہ پائے شاہان طلسم
خو [illegible] شاہ طلسم نور افشان ہے کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے خالی ہو گا
[illegible] سینہ سے بڑھا کے جاتے تھے میں جب اُنھوں نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے ہاتھ مارا
[illegible] دو ٹکڑے ہوئے کئی پہلوان نامی ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے مستان تاجدار

نہایت گھبرایا ہوا کہ ایسے پہلوان جنکو جرأت پر ناز تھا وہ اس جوان کے ہاتھ سے یون مارے گئے کہ جنکا
عدیل و نظیر نہ تھا صاحبقران ہر مرتبہ گھوڑے کو بڑھاتے ہین کہ تاجدار پر جا پڑین ساٹھ ستر ہزار
سوار جو دائرے گرد دار بلند نیزے تلوارین گرز کمندین پڑی ہین صاحبقران سب کے حربون کو
دفع کرکے جسپر جا پڑے اُسکو تہ تیغ کیا اور جس غول پر گئے صفون کو درہم و برہم کیا علمدار فوج کو دیکھا
کہ بڑی جستجو کر رہا ہے علم کو گردش دیتا ہے صدا بھی دیتا ہے کہ ہان یارو بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ایک
شخص کو تم ستر ہزار جوان گرفتار نہین کرسکتے دنیا پائدار ہے کیا ایک جوان سب کو مار ڈالیگا ایک دن
مرنا ضرور ہے اس حال سے قلب ناصبوری خیال تو کرو بڑے بڑے شاہان جلیل جنکی تلوار کی دھاک تھی
وہ کیا ہوئے کہان گئے نظم

وجہ ہوا کسی پہ نہ ظاہر عقلاء کے اوپر	ہمنے دیکھا ہوا ہیچ ہین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
سفر دور و دراز بست و دانجیر ہم	نہ بنے وہ کتنا تھا یہ دست تہی نکلا کر	زاد در وہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم

جب علمدار ایسے اشعار پڑھتا ہے فوج کا جوش بڑھتا جاتا ہے چار طرف سے
بیچارہ صاحبقران پر ہجوم کرتے ہین سیستان تاجدار نگار رہا ہے یارو ایک اکیلے کا گرفتار کرنا کیا دشوار ہے
چار جانب سے بلوہ کرکے گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا صاحبقران مصروف جنگ ہین کہ خواجہ عمرو
بھی آکر پہونچے ہیران جادو کو مار کر آئے ہین جلتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ ایسی صدا کان مین آئی
ایک پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا کہ صاحبقران زمان ستر ہزار فوج مین گھرے ہوئے جنگ مستانہ کرتے ہین
قلب ہلگیا عمرو نے یہ بھی دیکھا کہ سب غیر ساحر ہین عمرو پہاڑ سے اُترا سامنے آکر خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے کہ پیدا ہوا	مرا نام ہے خواجۂ خواجگان	عمرو و حیشم مہتر مہتران
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم نگون	ہے نام پر غدر شیدا ہوا	اُڑاتا ہون کفار کے ہین جو تین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	میرا کمر ہے گلشن قیل و قال	مری چال سے ہے صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار	نشان تھا مری گرد پا پوش کا	مرا میر زعیشم نامدار
	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے	کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی ای آقائے نامدار غلام بھی آپہونچا یہ کہکر عمرو نے بھی جناب آغاز کی ایسی
جنگ کا طریقہ شروع کیا اول دو تین حقہ ہائے آتشبازی مارے ایک مقام پر سوار بہت سے کھڑے تھے
عمرو نے پچھو مدر زنبیل سے نکال گھوڑے کی دم مین باندھدی یہ دوا کی کہ اُسے داغ دیا بقول شخصے
کافرون کو داغ دیا اب رسالے مین کھلبلی پڑی ہزارہا سوار پائمال ہوگئے امیر نے جو اتنی مہلت پائی
تلوار کھینچے ہوئے قریب علمدار کے پہونچے علمدار علم کو گردش دے رہا تھا صاحبقران نے نعرہ کیا گھوڑے کو
جوڑا انکو دونون مین مسلا دونون ٹاپین اُسکے ہاتھی کی مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
بھی اُسکا وار رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا مع ہاتھی علمدار کے دو ٹکڑے ہوگئے ہاتھی جو گرا گھوڑا اُلٹا امیر
مرکب سے جدا ہوئے سیستان تاجدار نے فوج کو لیکر بلوہ کیا گھوڑا امیر کا مارا گیا مسعود صبا رفتار
جو کہ اسکا تین سو بیچون کو لیکر آیا صاحبقران کو جو پیدل پایا حلقہ ہائے کمند پڑنے لگے امیر کمندون مین
پھنسے چار جانب سے بیچارے ساحر دوڑے بلوے کے ٹوٹ پڑے گرفتار کرلیا عمرو یہ حال دیکھکر ٹوٹ پڑا
مسعود نے کہا یارو ساربان زادے کو پکڑلو عمرو دلکیم اوڑھکر پوشیدہ ہوا مسعود نے ہر چند ڈھونڈھا

عمرو کو نہ پایا خواجہ اس فکر مین ہین کہ کسی طرح صاحبقران کو رہا کرون ان عیارون نے صاحبقران کو
سلسل و طوق کیا مستان نے جو شمار کیا چھ ہزار آدمی مارے گئے کہا یارو اکیلے طلسم کشا نے چھ ہزار آدمی
مارے عمرو ایک سپاہی کا لباس پہنے ہوئے قریب آرابے کے ہے مستان تاجدار نے مسعود عیار کو
بلایا کہا ارے عمرو کو تلاش کیا مسعود نے چپکے سے کہا حضور وہ عیار نہین ہے چھلاوہ ہے اسلئے [illegible]
لیکن صاحبقران قید ہوئے ہین اب رہائی آئیگی مین فکر مین ہون یہ کہکے اسنے عیارون کو مقرر کیا
دس کہین کو ہوشیار رہنے دس آرابے کے ساتھ ہین کچھ عیار اپنے پیچھے رکھے مستان تاجدار نے امیر کو آرابے
پر سوار کیا اب یہ فکر ہے کہ بخدمت شاہان نور افشان لیچلون چلکر انعام لون جب طلسم کشا کو پیش کرونگا
یقین ہے ملک جاگیر مین ملے اسی وقت اسنے کوچ کر دیا عمرو نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
نکالا ایک بہشتی کی شکل بنکر مشک دوش پر لگائی کٹورہ کھنکھناتے ہوئے سب کو پانی پلاتے ہوئے
چلے مسعود نے دور سے دیکھا عیارون کو اشارہ کیا کہ عمرو بہشتی بنا ہوا آتا ہے ہوشیار رہنا عیار
گھیرتے ہوئے چلے عمرو نے قریب آکے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا ارے قیدی پانی پیئے گا ایک
سپاہی نے کہا قیدی کو پانی نہ پلانا امیر نے آنکھ سے اشارہ کیا خواجہ ہٹ جاؤ عیار تمھاری تلاش مین ہین
عمرو سمجھا مجکو قریب بلاتے ہین عمرو کٹورہ لیکے بڑھا جام مین پانی چھلکاتا ہوا آخر صاحبقران بول اٹھے کہ
خواجہ عیار تمھاری فکر مین ہین عمرو نے چاہا ہٹون مسعود نے پکارا ارے بہشتی پانی اس طرف لا
عمرو پیچھے ہٹا مسعود نے کہا او بہشتی ہم بلاتے ہین ہمارے پاس نہین آتا عمرو نے کہا آپکے پاس آکر کیا کرون
جو آپکا مطلب ہے وہ مین سمجھ گیا عمرو نے کہا پانی پیجیے آپ عیار نظر آرہے ہین ہم بھی اپنی فوج مین [illegible]
مسعود جھپٹ کر قریب آیا اسنے تو ہاتھ بڑھایا کہ یہ کٹورہ مجھے دے تو مین پکڑ لون عمرو نے وہ کٹورہ
کھینچ مارا مسعود کی پیشانی پر پڑا آواز دی ارے اسکو لینا جانے نہ پائے چار طرف سے تین سو پیچھے
عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے بھی خنجر کھینچا لڑنے لگا کل فوج مین غل ہوا عمرو کو مسعود نے گھیرا ہے
مستان تاجدار گھوڑا بڑھائے ہوئے آگے فوج کے تھا یہ خبر سنکر پلٹا دیکھا تین سو عیارون مین عمرو تنہا
لڑ رہا ہے اسنے سوارون کو اشارہ کیا سوار بڑھے اب تو عمرو گھبرایا کئی ہزار نیزے ایک وار چلے عمرو نے
جست کی کہ ان سب کے بیچ سے نکلجاؤن عیار پیچھا کیے چلے آتے ہین ایک مقام پر ایک سوار نے نیزہ
مارا عمرو نے خم ہوکے خالی دیا بیٹھ کے پلٹ کا ہاتھ مارا وہ سوار گرا اب سوارون نے نیزے مارے
کئی نیزے جسم پر پڑے عیارون نے آگے حلقہ ہائے کمند مارے سب عیار ایک ہی مرتبہ ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ
عمرو کو بھی گرفتار کر لیا اب تو مستان تاجدار ہنسنے لگا کہا صاحب میری اقبالمندی دیکھی عمرو و حمزہ دونون
گرفتار ہوئے اب انکو لیکر خدمت مین شاہان نور افشان کے جاؤنگا ملک جاگیر مین لینگے بادشاہ
خوش ہونگے عمرو کو بھی گرفتار کرکے اسی آرابے پر سوار کیا لیکر چلا صاحبقران فرماتے ہین خواجہ
یہ احوال اپنی ظاہر ہے کس کس مقامات سے اب لوح کا پتہ اتنا ملا تھا کہ باغ ہیکلان بن قہار مین
جانا چاہیے اب نہین معلوم یہ ہمیں کہان لیجائینگے افسوس ہے کہ ہم باغ سے الگ ہوئے جاتے ہین عمرو کو
بھی بڑا افسوس ہے کہ باغ ہیکلان بن قہار سے دور ہوئے جاتے ہین صاحبقران کو بڑا افسوس ہے
رات کو ایک منزل پر اترے خواجہ بھی قید مین عمرو نے رات کو ایک [illegible] عیار کو بلا کے

باتون مین لگا کے بیہوش کیا مسحور کا بھائی ہی منظور اسکا نام ہی عمرو منظور کی شکل بنکر باہر نکلا اسی خیال مین کہ جا کے بادشاہ کو بیہوش کرون اسی کی شکل بنکر صاحبقران کو چھڑاؤن مسحور کو بڑا خیال ہی چارپائی کے نیچے بادشاہ کی یہ سوا جیسے ہی عمرو بارگاہ کے اندر آیا مسحور نے دیکھا ایک سیاہ پوش آیا ہی زیر پلنگ حلقہ اسے کمند بچھائے جیسے ہی خواجہ قریب پلنگ کے پہونچے مسحور نے جھٹکا مارا عمرو گرا مسحور چھاتی پر چڑھ بیٹھا خواجہ کے گرنیکا دھماکا ہوا مستان تاجدار بھی جاگا کہا ای مسحور کیا ہی کہا حضور مین جانتا تھا کہ اس ساربان زادہ کی ذات سے فساد برپا ہوگا مین زیر پلنگ آکے سو رہا جو مین نے خیال کیا تھا وہ ہوا دیکھیے میرے بھائی کو گرفتار کرکے آیا مستان نے کہا ای مسحور ایک بڑی مشکل ہی سنا ہی ان مسلمانون کے مددگار مثل قطرات باران بھی پیدا ہوتے ہین سرکاٹ کے جلد حفاظت انکی نہ ہو سکیگی مسحور نے کہا حضور میری بھی یہی راے ہی خواجہ دوبارہ گرفتار ہوگئے اب جو صبح کو مستان اُٹھا مقام کو لدوایا کہ آج سب اسی مقام پر رہین میدان خونی کی تیاری ہو عمرو و صاحبقران کو قتل کرینگے ایک منزل مین تو انھے یہ قیامت برپا کردی ہی اتنی منزلین کیونکر ہونگی اسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی سب افسرون نے بھی کہا کہ حضور ہم بھی یہی چاہتے ہین انکا سر جلد کاٹیے زندہ انکا جانا بہت دشوار ہی اسی وقت میدان خونی کی تیاری ہوئی دار ہین استادہ ہوگئین جلاد آکے شلنگین لگانے لگے ہر طرف یہی غلغلہ تھا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ۰ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ۰ کسکا رشتہ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ بآبدار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون قتل کرنا ہمارا کام جلانا کام لات و منات کا مستان نے حکم دیا صاحبقران و عمرو کو لاؤ داروغہ زندانخانہ گیا صاحبقران و عمرو کو میدان خونی مین لائے عمرو نے دیکھا میدان خونی کی تیاری ہی دارین استادہ جلاد شلنگین لگا رہے ہین عمرو گھبرا گیا دعائین کرتا ہی کہ خداوندا آقاے نامدار کو بچا بلک بلک کر دعائین کرتا ہی نظم

ہر کرا حامی تو ئی ای کردگار
گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور
بہر عاصان ہی زبان لطف عمیم

ما گنہگاران رحم کن یا کریم
او نمیدارد ز دشمن خوف و بیم
میکنی اے چارہ ساز جان و دل
تو قدیری و علیمی و حکیم

ہم غریبان رحم فرما یا رحیم
خاکساران از تو حاصل میکنند
چارۂ بیماری درد الیم
بہر خاصان ہست لطف خاص تو

عمرو تو بلک بلک کر دعا کر رہا ہی جب زیر دار صاحبقران کو لائے جلاد تلوار کھینچکر صاحبقران پر آیا عمرو نے آواز دی او بیحیا نا منصف یہ آقاے نامدار مین انکا غلام خاکسار پہلے مجھکو قتل کر آقا پر ہاتھ نہ اُٹھا جلاد طرف عمرو کے پلٹا امیر نے فرمایا او نادان پہلے مجھکو قتل کر مین طلسم کشا ہون جرأت و ہمت مین یکتا ہون اُس بیچارے کے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا مستان تاجدار نے اشارہ کیا دونون کے سر کاٹ لو جب جلاد طرف عمرو کے چلا امیر نے بلک کے دعا کی اے معبود حقیقی اتنی مہلت دے کہ طلسم نور افشان کو فتح کرون کوکب کو قید سے رہا کرون تیر دعا امیر کا ہدف اجابت پر پہونچا ناگہاں ایک سوار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن ہی تھا ہی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ آواز گیر و دار کان مین آئی عیار سے کہا دیکھو تو یہ کیسا غلغلہ ہی عیار مثل عقاب کے آیا مثل پیک نظر پلٹ کے

ارزاں ہوا یا حرص کی ای شہریار صاحبقران نامدار زیر تیغ بیٹھے ہیں جلاد قتل کیا چاہتا ہے نقابدار نے مرکب
اڑایا پشت پر بارہ ہزار جوان تھے ایک ایک نے زمانیکا رستم و سہراب ذکر قتل صاحبقران سے سب بیتاب
اور سفید سر پر سایہ کیے ہوئے نقابدار نے قریب فوج کفار آکے نعرہ کیا یا شیدائی کافران بیحیا و ای نابکاران ہم عنا
منم نقابدار زرین پوش معرکہ برد بجرای زمانیکا صاحبقران صاحب شوکت و شان سب سردار اسکے
تلوار کھینچکر آگے نقابدار نے دور سے دیکھا کہ جلاد صاحبقران کو قتل کیا چاہتا ہے نقابدار نے تیر سے
دونوں جلادوں کو مارا صاحبقران سے آنکھ ملا کر آواز دی حضور نہ گھبرائیں غلام آپہونچا یہ کہکے پھر نعرہ کیا
میں غلام صاحبقران کو غیرت آگئی ہلکہ مارا ہتھکڑی ٹوٹی غصے میں قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے
پھینکدیا عیار نقابدار نے آکر عمرو کو رہا کیا یہی کلمہ کہا خواجہ یاد رکھنا احسان کو فراموش نہ کرنا عمرو
نعرہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا منم نہنگ بحر عیاری ہزبر دشت طراری غلام صاحبقران عالیوقار عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نقابدار نے جو صاحبقران کو پیدل دیکھا قریب آکے گھوڑے سے کودا عرض کی
حضور سوار ہوں صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار یہ احسان کیا کم ہے کہ تم عین وقت پر آئے امیر نے
یہ کہکے ایک سوار کو مارا مرکب لیا لڑنے لگے جنگ میں مصروف ہیں نقابدار ہر مقام پر ادب کرتا ہے
جہاں صاحبقران نے مرکب بڑھایا نقابدار بسم اللہ کہکے پیچھے ہٹجاتا ہے عرض کرتا ہے غلام تو یہی
میں ہے کہ حضور کے دست حق پرست سے لڑائی فتح ہوگی میری کیا مجال ہے کہ آپکے سامنے لڑوں
صاحبقران فصاحت و بلاغت نقابدار کی دیکھکر حیران ہیں دمبدم یہی عرض کرتا ہے ای شہریار میری
عرض قبول نہ ہوئی صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے پلٹ پڑتے ہیں فرماتے ہیں ای نقابدار یہ گوئے
میدان ابھی امتحان ہو جائے نقابدار ہاتھ باندھ کے عرض کرتا ہے میری کیا مجال ہے کہ سرکار سے
مقابلہ کروں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ ہاتھ اسے صاحبقرانی لمیں امیر فرماتے ہیں ای نقابدار بہادران
پانوں کا ملنا بہت دشوار ہے جب تک مجکو زیر نہ کروگے پانے نہ پاؤگے نقابدار عرض کرتا ہے میری
کیا مجال کہ جو سرکار کے سامنے نام جنگ و جدل لوں یا بے ادبی کروں ہاتھ اسے صاحبقرانی کی خواہش
ہے ہر وقت یہی کاہش ہے اگر میری صاحبقرانی تائید یزدانی سے ہے تو ضرور پالے ملینگے اور اگر میں نے
دعوی باطل کیا ہے تو پانے نہ ملینگے صاحبقران فرماتے ہیں ای نقابدار بہادر جب ساتھ ہر کا شمشیر زنی کا
تمام عالم کی گنتی ہوئی تب یہ اشیاء عہدہ میسر ہوئے کیونکر ہو سکتا ہے کہ انکو بے لڑے بھڑے حوالے
کر دوں خواجہ عمرو دیکھتے ہیں کہ عیار بھی ہیک چمکا کر اڑا ہے مسعود صبا رفتار تین سو پیکیوں کو ساتھ
لیے ہوئے مصروف جنگ تھا عیار یکہ و تنہا مسعود پر جا پڑا آواز دی او نامرد ہے تو مقابلہ کر تین سو پیکیوں
میں شمشیر چلنے لگی کئی سو پیکیے مارے لڑتا بڑھتا برابر مسعود کے پہنچا مسعود نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے عیار
نقابدار نے سب وار خالی دیے جبدہ تلوار مار کے پلٹا آواز دی ایک وار مردان عالم کا تو قبول کر
یہ کہکے بالٹ کا ہاتھ مارا یا دونوں پاؤں مسعود کے اڑگئے گرتے گرتے عیار نے سر بھی مسعود کا کاٹ لیا
نیزے پر رکھ کے بلند کیا سب نے دیکھا کہ مسعود مارا گیا ہوش و حواس پراگندہ ہوئے صد با سپاہی
بھاگنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ مسعود صبا رفتار ہاتھ سے عیار نقابدار کے مارا گیا اب انتظام لشکر
بہت دشوار ہے صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب مستان تاجدار پہونچے افسران فوج نے دیکھا کہ

صاحبقران ہمارے افسر ہر جاتے ہین ہمارا جانب سے امیر پر حملہ کیا نقابدار نے یہ دیکھا اُسی مقام پر
شمشیرزنی کی کئی سو کافر ہاتھ سے نقابدار کے مارے گئے سرداران نقابدار بھی اُسی مقام پر پہونچے امیر نے
ذرا مہلت پائی لڑتے بھڑتے جنگ رستانہ کرتے قریب تخت تاجدار پہونچ آگئے۔ ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ شیرانہ کیا نظم

چنین نعرہ زد میر صاحبقران	که سیمرغ لرزید در کوه قاف
چنین نعرہ زد آن محقق جبر	که آہن دلی را دریده جگر

بارہ گردی تک صدائے نعرہ صاحبقران پہونچی زمین تھرائی آسمان چکر
مین آیا طائر آشیانون سے اُڑے غلغلہ ہوا صاحبقران اعظم نے نعرہ کیا نقابدار نے عیار سے کہا ای
عیار حقیقت مین یہ صاحبقران اعظم ہین ان پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی لڑائیان جھیلے ہوئے جان پر
کھیلے ہوئے بقوت صاحبقرانی لڑرہے ہین جس غول پر جا پڑے اُسکو درہم برہم کردیا لاشون سے
میدان کارزار بھر دیا جب مستان تاجدار کو امیر نے اُٹھایا دست حق پرست پہ بلند کیا مستان
نے عرض کی ای شہریار الامان اصل تو یہ ہی کہ مین ایسا صاحب اقبال آپ کو نہ سمجھا تھا امیدوار ہون
کہ قدمبوسی میری قبول ہو مین بصدق مسلمان ہوتا ہون صاحبقران نے ہاتھ سے رکھدیا مستان
کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا اہلیان فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہنگامہ نہ کرے سب
امیران سلطنت وپہلوانان پایۂ اعتبار رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے پچاس ہزار
سوار سے مستان مسلمان ہوا ہر خورد وکلان صاحب ایمان ہوا مستان تاجدار صاحبقران
کو لیے ہوئے اہتمام سواری کرتا دم محبت صاحبقران عالیشان کا بھرتا ہوا لیکر قلعہ مہرستان مین آیا
پہلے قلعے مین خبر پہونچی کہ ہمارا بادشاہ مسلمان ہوا طلسم کشا کی آمد ہی سب وزرا وامرا ودوکاندار
واسطے تماشے کے بازارون مین کھڑے ہین جب صاحبقران قلعے مین آگئے دونون ہاتھون سے سب کا
سلام لیتے ہوئے دارالامارۂ شاہی مین آئے مستان تاجدار نہ مانتا تھا امیر نے اُسکو تخت پر بٹھایا
آپ دنگل پر آکے بیٹھے خواجہ عمرو کرسی پر صحبت عیش آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا خواجہ آج مدت کے بعد
یہ دن نصیب ہوا فراق نے ملکہ سلماسے گوہر پوش کے مار ڈالا بیقرار ہی اصل کیفیت تو یہ ہی کہ
خواب وخور حرام ہی بیچینی مدام ہی بیتابی دل سوا ہی زندگی شاق ہی ملکہ کے ملنے کا اشتیاق ہی کیفیت دل یہ ہی نظم

الجھاتا ہی نہایت دل کو خط رخسار جانان کا	کھٹکیگا مجھے کانٹا سا سبزہ اس گلستان کا
روان رکھتا ہی خون آنکھون سے ہر اک مہرتابان کا	شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا
خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا	جو آنکھین ہون تو نظارہ ہو اپنے سنبلستان کا
جگر خون پان کھاکر کرچکے لعل بدخشان کا	لو مہندی جو پھیرا چاہئے ہو پنجہ مرجان کا
دل صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوے پیچان کا	نگہبان افعی مشکین ہی اس گنج شہیدان کا
یہی جو آتش حسن بتان کی گرمجوشی سے	جلا ہندو کے مردے کیطرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا	روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو	ہمارا معتبر خون ہی ہر اک ہاتھ اُنکے دامان کا
لب دندان سے تیرے لعل وگوہر کو ہی کیا نسبت	نہ وہ ہمسنگ ہی لب کا نہ وہ ہمپلہ دندان کا

فدا شیر تک محبت ہو گئی جو اس کی ظلمت ہی
لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون بلقلم اس
بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط نے
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی
عدم کو بازگشت روح ہی اک روز سی
وہ جانیگا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہی
نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی
اٹھا دے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
خط نوری نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے

دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا
تماشا فلک کا ہی مطالع میرے دیوان کا
یقین ہی سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہی مہمان کا
بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
ارادہ بندہ رہا ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
اشارہ ابروے پیوستہ پر کشتہ مژگان کا
شہادت نامہ بلبل کی ہی ہر پتا گلستان کا
مرے عز امش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

عمرو نے سمجھا یا کہ اے شہریار یہ تو ظاہر ہی جو ساحر لے گیا ہو گا اسی طلسم کا رہنے والا ہو گا انشاء اللہ ضرور
ملاقات ہو گی نقابدار نے کہا اب فلان سے کیا وعدہ فرماتے ہین امیر نے کہا اے نقابدار بار بار کہنے مین
مجکو صدمہ ہوتا ہی اگر برگزیدہ ہو جائے تو نقابدار نے کہا خیر اے شہریار ہم یہ سمجھے تھے کہ حضور کے خیال مین
اور ہی کچھ ہی جو قضا و قدر کو منظور ہو گا وہ ہو گا یہ کہکے نقابدار نوبت و نقارے بجاتا ہوا طرف مصر کے
روانہ ہوا صاحبقران جلسے مین آکے بیٹھے دیکھا امیر نے کہ مستان تاجدار کو مسلمان ہونے کی
بڑی خوشی ہی صاحبقران جو بیٹھے اپنے ہاتھ مین چوب دہاق لے مستان انتظام کرتا پھرتا ہی شراب
اپنے ہاتھ سے لالاکے رکھتا ہی طائفے عمدہ عمدہ بلائے ہین کہتا ہی آج دماغ میرا آسمان پر ہی صاحبقران
سوکن پر بیجز ثانی سلیمان نے مجکو سرفراز کیا ہی مین نے اپنی لیاقت پر ناز کیا ہی شہر ملکہ مہر نگار نے
مجکو اس طور سے مسلمان کیا کہ میرے گھر مین تشریف لائے مین نے کیا شرف پایا صاحبقران نے
پوچھا تمھاری سلطنت کا خراج کہان جاتا ہی عرض کی حضور طلسم نور افشان کے خراج گزار ہین
سحر العجائب و مصر الغرائب کے تابعدار ہین امیر نے فرمایا کچھ تمکو معلوم ہی کہ باغ ہیکلان یہان
قہار یہان سے کتنی دور ہی عرض کی یہ نام جو حضور نے لیا اس سے تو مین آگاہ نہین لیکن یہان سے
پانچ کوس پر ایک باغ ہی جنت نظیر وہ مسکن ساحران کہلاتا ہی یہ بھی مشہور ہی کہ کوکب نے
اپنے زمانے مین کہ جب جہانگیر بن صاحبقران نے لوح حاصل کی اور طلسم فتح کرتا ہوا چلا
بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان تشریف لائے اور جہانگیر کو زیر کیا یہ ثابت ہوا کہ یہ فرزند
صاحبقران ہی ولادت باسعادت شاہزادہ جہانگیر بحوالہ دفتر طہران ہی وہ قاف کی ٹھہری بلکہ ریحانہ پری
بادشاہ طلسم صاحبقران سے عشق لگا انکے بطن اور صلب صاحبقران سے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی
پیدا ہوا لوح پاکر قیامت برپا کر دی تمام طلسم کوکب کو درہم و برہم کیا جب صاحبقران نے آکے
اس شیر کو زیر کیا لوح کوکب کو دی حضور ہم سنتے ہین کہ کوکب نے لوح اس باغ مین رکھی تھی
ابتک ہی امیر نے طرف عمرو کے دیکھا عمرو نے کہا اب لشکر کشی کرنا اسی باغ پر واجب لازم ہی
حضور لشکر کشی کرکے چلین انشاء اللہ لوح وہان حاصل ہو گی صاحبقران نے مستان تاجدار
سے فرمایا سامان لشکر کشی کرو اکیلے جاتے تھے خدا نے تمھارا ساتھ کر دیا مستان تاجدار نے

صاحبقران نے فوج کو بلا کے حکم دیا سات ہزار فوج مین تیاری ہونے لگی دوسرے دن عرض ہوئی کہ سب ملازمان
شہنشاہی تیار ہین صاحبقران زمان سوار ہوئے لشکر کو ساتھ لیکر بیرون قلعہ تین کوس تک بڑھے ارادہ
ارادہ ہے کہ صبح کو کوچ کریں طرف باغ ہیکلان بن قہار کے جہان اتفاقات قضا و قدر مستان تاجدار نے
صاحبقران سے عرض کی ای شہریار یہان سے صحرائے غولان قریب ہے لشکر سرکاری بھی اس مقام پر
آگے اترا ہے ایسا نہ ہو کہ رات کو غولان بیابانی صحرا سے نکل آئین لشکر سرکاری کو ستائین اسکا انتظام
حضور ضرور کرلین صاحبقران نے فرمایا ہم خود طلایہ دینگے ہر چند سردارون نے عرض کی کہ حضور
تکلیف نہ فرمائین غلامان جانثار انتظام کرینگے صاحبقران نے نہ مانا چند سوار ساتھ لیے خواجہ عمرو
بھی ہمراہ ہین سوارونکو ہمراہ لیکر بازارون کا انتظام کرکے دو پہر رات رہے صرف خواجہ عمرو ہی ساتھ
ہین کہ صاحبقران کے کان مین آواز آئی صاف کان مین آواز آرہی ہے کہ ای ہوائی فلک کج رفتار کہانتک
میرے ساتھ جفا کریگا اب تو میری یہ کیفیت ہے نظم

باغبان ممنون ترے ہم اس گلستان مین نہین
جز دل صد چاک گل اپنے گریبان مین نہین

ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل مین دونون ہین ایک
فرق مرجانے کے بعد انسان و حیوان مین نہین

علت حق پوش ہے کیون نہ عصیان کیجیے
شغل بہتر میکشی سے ابر باران مین نہین

اسفل و اعلی مشابہ ہین بہم لیکن ہے فرق
اوج انجم دیدہ غول بیابان مین نہین

قدر کیا اسکو بھلا داغ دل عشاق کی
داغ چیچک تک کوئی اعضاء جانان مین نہین

غول کی آنکھیں چراغ اور آشیان قندیل ہے
اک شب تاریکی اپنی کنج ویران مین نہین

کیا مرے تلوے مین کانٹا ہے کسی نے دیکھنا
غیر کا نقش قدم تو کوچہ جانان مین نہین

کسقدر رنگ گلشت مین تابان ہے وہ روے آتشین
روشنی ایسی چراغ زیر دامان مین نہین

خانہ دل ہے رشک آہ بے تاثیر سے
آجتک روزن کوئی دیوار جانان مین نہین

کیون ہے خسن سبز کو عمر ابد مانند خضر
آب حیوان گر ترے چاہ زنخدان مین نہین

دیکھتے جذب زلیخا کھینچتا کیونکر اسے
کیا کرین یوسف ترے چاہ زنخدان مین نہین

دم دبا جاتے تھے جسکے سامنے شیر ژیان
غیر روباہ و شغال اب اسکے ایوان مین نہین

کیا تری بالی کی ارتی مین چمکتا ہے بدن
یہ فروغ ای سرو قد سرو چراغان مین نہین

آمد موسی دا رون کی قوی ہے یہ دلیل
کونسا فرعون ہے جو فکر و سامان مین نہین

آب حیوان پر سکندر سے یہ ساقی نے کہا
میکشی کا لطف کچھ بھی آب حیوان مین نہین

مثل مجنون کیلیے صحرا البصرا ہے خراب
کیا رسائی تجکو ناسخ کوے جانان مین نہین

صاحبقران اس صدا کو سنکر بیقرار ہوگئے کہا خواجہ یہ کس ہجران دیدہ آفت کشیدہ کی آواز ہے کلیجہ ٹکڑے
ٹکڑے ہوتا ہے کوئی ہائے ہائے کر کے روتا ہے کسی مصیبت مین فقیر ہے پھر آواز آئی کہ یا خداوند ملک الموت کو
حکم دیجیے کہ میرا قبض ارواح کرے اب مجھے صدمات ہجران نہین اٹھ سکتے امیر نے فرمایا بیشک کوئی ہجران
آفت کشیدہ ہے مبتلاے درد فراق اپنے معشوق کا مشتاق چلیے دیکھین تو کہ یہ کون ہے عمرو نے ہر چند منع کیا
کہ آقا وقت شب ہے نہین معلوم کیا مطلب ہے یا کوئی غول بیابان دھوکا دیتا ہو کیا ضرورت ہے صاحبقران نے

نا چار اسی طرف چلے صدا دم بدم کان میں آتی ہے کبھی اشعار عاشقانہ کبھی الفاظ وحشت صاحبقران
گھبراتے ہیں دم بدم یہی فرماتے ہیں کہ خواجہ مصیبت زدہ کوئی شخص معلوم ہوتا ہے یہ کس درد رسیدہ کی آواز
کوئی شخص عجب سوز و گداز سے روتا ہے عمرو ساتھ ساتھ صاحبقران کے صاحبقران نے مرکب بھی
تنہا رہنے کے چھوڑ دیا جو قریب جاتے ہیں آواز سوز و گداز کان میں آتی ہے طبیعت زیادہ
گھبرائی ہے دو کوس راہ طے کی تھی کہ دیکھا ایک درخت ہے اسکے سائے میں ایک جوان حسین و جمیل
خاک کا پتلا بنا ہوا مطابق مضمون شعر فرد مارا زخاک کویت پیراہن است برتن + آن ہم ز اشک تر
صد چاک تا بدامن + کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے اگر کوئی آہوے صحرائی سامنے سے گذرا اسکے پیچھے
یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ای آہوے صحرائی میرے غزال رم خوردہ کی خبر بتا آہو کر چھال بھر کے نکلگیا زمین
پر گر اتڑپا یہ دکھ اٹھا طائران صحرا ملنے پر اس جوان کے اشک حسرت بہاتے ہیں بعضے جانور
یہ کہکے اڑ جاتے ہیں بقول فرہمت جانور کہتے ہیں یہ آپس میں + دل نہ ہو آہ غیر کے بس میں ہر جگہ
کہ وقت شب پر طائر آشیانوں سے منہ نکال لیتے ہیں اشک حسرت آنکھوں سے بہاتے ہیں بولنے
سے طائروں کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ بھی سمجھاتے ہیں کہ ای جوان صبر کر تیری آہ سے دل ٹکڑے
ٹکڑے ہوتا ہے زمین کو جنبش ہوا کو سناٹے کی کوشش صاحبقران بیتاب ہوگئے زیر درخت
وہ جوان پڑا ہے آہ آہ کر رہا ہے کبھی آنکھیں بند کبھی کھول لیں امیر نے قریب آکے فرمایا ای جوان
تو کون ہے اپنے نام نامی سے آگاہ کر کئی مرتبہ صاحبقران نے فرمایا اسنے کچھ جواب نہ دیا امیر کو
رحم آیا اسی مقام پر بیٹھ گئے فرش خاک کو اپنا بستر بنایا سر اسکا اٹھا کر اپنے زانو پر رکھکر گرد
غبار رخسار سے پاک کیا تب اس جوان نے آنکھ کھول سر اپنا زانوں پر صاحبقران کے پایا
کہا ای غریب نواز تو کون بزرگ ہے کہ مجھ مصیبت زدہ کے حال پر یہ رحم کیا جب سے ہم دیوانے ہوئے
جو اپنے تھے وہ بیگانے ہوئے تو نے بڑی مہربانی فرمائی یہ کہکے رونے لگا صاحبقران زبان لطف
سے پیش آنے لگا فرمایا ای جوان بس تیری آہ دل پر تاثیر کرتی ہے حال اپنا بیان کر انشاء اللہ
تیرے مطلب کی کوشش کرونگا اگر اپنے معشوق سے چھوٹا ہے اس سے ملاؤنگا تیرے معشوق کو تیرے
پہلو میں بٹھاؤنگا یہ جو امیر نے محبت کہا وہ جوان اٹھ کے گرد پھرنے لگا کبھی کہتا ہے ای مسیحاے درد
الفت وای چارہ گر حال مصیبت دست ایسے کلمات تو نے کہے ہر چند کہ اصل امر کا ہونا ناممکن ہے میں
حسرت و یاس میں تڑپ تڑپ کر مر جاتا تھا دل کو بیقراری آنکھوں کو اشکباری تو نے ایسا کچھ کہا
کہ دل پر تاثیر کر گیا دل کو تقویت روح کو راحت آنکھوں میں بصارت زبان کو خدا نے صاحب
تاثیر کیا اصل کیفیت یہ ہے یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے کہ اس قلعے کو قلعۂ گلپوشان کہتے ہیں
باپ میرا گلپاش سبز رنگ سازدہان کا حاکم ہے مجھ بدنصیب کا نام نرگس تاجدار ہے جس دن سے
پیدا ہوا علمداری کو اپنے قلعے کی زور دیا کئی قلعے تسخیر کیے دور تک علمداری ہوئی ایک دن برائے
شکار صحرا میں آیا یہاں سے قریب ایک باغ ہے بوستان رضوان کو داغ ہے حقیقت میں ایسا باغ
نگاہ سے نہیں گذرا القصہ اس باغ کا باغ سبز رنگ ہے عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی ہیں
اتفاقات قضا و قدر وہاں کا حاکم کوئی ساحرہ ہے میں اس کے نام سے بھی آگاہ نہیں ہوا اسکی

دختر بلند اختر ملکہ نیرنگ گلپوش وہ بھی واسطے شکار کے صحرا میں آئی میں نے اُسکو دیکھا اُسنے مجھ غریب
پر نگاہ ڈالی آپسمیں عاشق ہوئے چند ساعت اُسی صحرا میں صحبت رہی آپسمیں وعدے رہے دوسرے
تیسرے دن یہان آنے لگی اُسی صحرا میں ملاقات ہوتی تھی اب یہ وعدے ہوئے تھے کہ اُسنے
ہمارے قلعے میں آنیکو کہا تھا ایک کنیز دراندازنے اُسکے باپ سے کہدیا اُس ظالم اظلم نے حکم لگایا
کہ خبردار صحرا میں شکار کو نجائے اُس روز سے میں آوارہ ہون اُس باغ میں ہزارہا ساحر فوج کش ہین
اب جانیکا ارادہ کیا اُن نگہبانون کے سبب سے ہوا بھی عراقی ہوئی جاتی ہے فراق میں اُس محبوب
دلفریب کے مجنون تڑپا باپ نے میرے خبر سُنی اُسنے وزیر و ندیم بھیجے میں نے حال بیان کیا سنتا ہون
کہ باپ نے اُسکو نامہ لکھا باپ نے اُسکے جواب سخت دیا کہ اگر تم ساحر ہوتے تو ہم اپنی بیٹی کی شادی
تمہارے بیٹے کے ساتھ کرتے باپ نے مجھکو آکے جواب صاف دیا کہ ای نور نظر اُس سے ہاتھ اُٹھاؤ
ایسی باتون کا ذکر نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہے باپ کے سامنے میں نے کچھ جواب دیا باپ نے کہا اگر
اُسکا باپ انکار کرتا ہے میں تمہاری اور جگہ شادی کرتا ہون جب دل نہت بیقرار و پریشان ہوا دیوانہ
ہوکر نکل آیا ایک ہفتہ گذرا کہ اسی صحرا میں پریشان ہون چاہتا ہون روح قالب سے نکلجائے
صاحبقران نے ہاتھ پکڑ کے گلے سے لگالیا کہا ای نرگس تاجدار اپنی اس ضرورت کو موقوف رکھو
پہلے تمہارے کام کو چلونگا تمہاری شادی کرکے اپنی ضرورت کو جاؤنگا نرگس تاجدار کو لیکے
ساتھ لیا لشکر میں لیکر آئے مستان تاجدار کو خبر ہوئی فرزند کو لیکر لپٹ گیا کہا ای شہریار یہ بیر اصنعا ہے
پھر کہا ای فرزند تمنے یہ کیا حالت بنائی ہے پھر کہا ای شہریار وہ بڑا ساحر زبردست ہے آپ کے
کانون میں پہنچتے ہین اُسکے باپ نے بڑے انتظام کیے کئی پہلوان بلائے بڑے بڑے حکیم آئے کاہن نجومی
پنڈت جمع ہوئے مگر کوئی مطلب نہ نکلا ایسا نہو دشمنون پر کوئی خرابی واقع ہو صاحبقران نے فرمایا
ای مستان تاجدار ہم ایسی مصیبت کو راحت جانتے ہین کچھ مقام تردد نہین ہے صاحبقران نے
لشکر کو طلب کیا یہ خبر قلعہ گلپوشان میں پہونچی نرگس تاجدار کے باپ نے سُنا کہ میرے فرزند کو
بمحبت صاحبقران اپنے ساتھ لیکے بیس ہزار فوج لیکر یہ بھی آکر صاحبقران سے ملا فرزند کو بہت
خوش و خرم پایا نہال ہوگیا کہتا تھا ای شہریار آپ نے بڑا احسان کیا اس دیوانے کو ہوش میں لائے
آپ کی وجہ سے پھر یہ ہوش میں آیا میں تو مایوس ہوچکا تھا صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ بڑے
دھوم سے اُنکی شادی کرینگے باپ بیٹے صاحبقران پر نثار ہوئے کئی دن صاحبقران نے اُسی
مقام پر قیام کیا ایک دن نرگس نے بھی کہا حضور غلام صبر کریگا دل پر جبر کریگا حضور ابھی کوچ نکرین
صاحبقران نے فرمایا تمہارا حال دیکھا مجھکو افسوس ہوتا ہے لیکن صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر
تیار کرو لشکر آراستہ ہوا صاحبقران کوچ کرکے چلے نرگس بھی رہبری کر رہا ہے تین منزلین طے کرکے
چوتھے دن ایک صحراے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا سامنے ایک باغ ہے دروازہ اُسکا کھلا ہے ساتھ ہزار
فوج ساحرون کی درۂ باغ پر فروکش ہے صاحبقران نے اُسی مقام پر قیام لشکر کا حکم دیا بارگاہ فلک اشتباہ
استادہ ہوئی طبل پر ڈانڈے کی چوب پڑی جمشید خود پسند بارہ دری میں بیٹھا تھا وزرا سے کہا دیکھو تو
یہ نوبت ونقارہ کیسا بجا عیار اسکا کرگا و ساری اُسکا لقب ہے دوڑا ہوا گیا تھوڑی دیر کے بعد

باہت سے آیا عرض کی صاحبقران زمان جو فکر فتاح طلسم نور افشان ہین کسی وجہ مین نرگس تاجدار
سے ملاقات ہوئی سرکار کی دختر کے خواہان ہو کر آئے ہین لشکر صاحبقران اُتر رہا ہی جمشید خود پسند
باغ سے نکل آیا لشکر صاحبقران کو دیکھکر ہنستا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کہا حمزہ کی تقنا دامنگیر
ہوئی نرگس تاجدار کے ساتھ مین اپنی بیٹی کی شادی کردونگا میرے خدمتگار بھی اُس سے بہتر ہین اگر زبان
ہلا دون تو زمین کو آسمان پر پہونچا دون سحر کر کے نرگس کو اور اُسکے مددگار کو جانور بناکر ہوا مین چھوڑ دونگا
یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے بہت مابدولت کو ناگوار ہوا کہ اس طرح بلا تکلف ہمارے لشکر کے سامنے
چلے آئے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر صاحبقران فروکش ہو رہا ہی امیر داخل بارگاہ ہوئے
کہ صدائے طبل جنگی کان مین پہونچی امیر نے مستان سے پوچھا کہ دریافت کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے
عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی
جمشید خود پسند نے طبل جنگی بجوادیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے سحر ہو آتش کین و عناد و فساد
دوبالا کرے صاحبقران نے فرمایا خواجہ کمند وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی بتائید ربانی طبل جنگی بجے
جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قدرت نے ہماری قسمت مین رقم کیا ہی وہی پیش آئی ہی بموجب ارشاد
صاحبقران خواجہ نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا خواجہ ٹہلتے ہوئے نکلے کنارے پر لشکر کے
آکے دیکھا کہ لشکر کفار مین تیاری ہو رہی ہی خواجہ ٹہلتے ہوئے ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر کفار
مین آئے دروازے پر جمشید کے پہونچے دروازے پر درگہ سالار چوبدار پیادل ہو حاضر تھے
ایک چوبدار سے عمرو نے کہا کہ جاکر شہنشاہ سے عرض کرو در دولت پر ایک خدمتگار حاضر ہی
سرکار سے کچھ عرض کریگا درگہ سالار نے جاکر عرض کیا حضور ایک خدمتگار در بارگاہ پر حاضر ہے
عیار اسکا گاو سامری کرسی پر بیٹھا ہی اُسنے کہا حضور بلائیے مین خوب جانتا ہون لشکر مین امیر
کے عیارون کا بڑا ہنگامہ ہی کیا عجب ہی کہ کوئی عیار آیا ہو غلام تو حاضر ہی میرے سامنے وہ کیا
عیاری کریگا بادشاہ نے کہا بلالو چوبدار نے جاکے کہا خدمتگار اندر آیا بادشاہ کو جھککر سلام کیا
بادشاہ نے کہا کیون ای خدمتگار کیا ضرورت ہی عرض کی حضور کے مقابلے مین طلسم کشا آیا ہی حضور
کنارے چلین کچھ عرض کرونگا گاو سامری اپنے مقام سے اُٹھا کہا ذرا میرے پاس آو جیسے ہی
خواجہ اُسکے قریب گئے اُسنے یہ کہکے حلقے کمند کے مارے کہ او عیار غدار غضب کیا مین تو جانتا تھا
کہ لشکر حمزۂ عرب کا آیا ہی اب عیار ضرور آئینگے جیسے ہی اُسنے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین خوب
لگی پھر سے خواجہ نے چاہا جست کرون یہی قصد تھا کہ سبک ہو کر نکلجاؤن عمرو نے جست کی اب تو
گاو سامری نے دیکھا کہ حلقہ ہاے کمند سے عیار تڑپکر نکلچلا تو یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ پہچانتا نہین
یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہی جیسے ہی عمرو جست کرکے الگ گرا گاو سامری کسیقدر سحر بھی جانتا ہی اُسنے
یا سامری کہکر دو منتر زمین پر مارا عمرو ولڈکھڑا کر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے جمشید خود پسند
گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہا ای عیار طرار کیا ہی گاو سامری نے کہا ای شہنشاہ یہ عیار لشکر سلطانی کا
ہی یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑگیا چند کس نے کہا یہ عمرو عیار ہی عیاری کرنے
آیا تھا اسی نے تمام ملک برباد کیے حمزہ کی سب لیاقت اسی پر ہی گاو سامری نے کہا اگر اسکو مارا

تو دنیا کو پاک کر دیا روح سامری و جمشید بھی شاد ہو گی یہ کہکر گاؤ سامری برائے قتل خواجہ بڑھا پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب تجھکو قتل کرونگا یہ خیال آیا کہ گاؤ سامری یہان موجود ہے جیسے ہی تیغ کھینچکر بڑھا پہلو مین ایک چوبدار چاندی کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے کہا مہتر صاحب یہ عیار طرار مقبول بارگاہ خداوند جمشید ہے اسکی بزرگی مین بڑا بھید ہے اسکو قتل نہ کیجیے اسکو قتل کرکے بہت پچتایئے گا چین نہ پایئے گا گاؤ سامری نے کہا تو کون ہے تجھے ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہم ضرور اسکو قتل کرینگے چوبدار نے کہا دیکھیے بادشاہ بھی منع کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کو خفا ہون دیکھیے کیا فرماتے ہین گاؤ سامری پلٹا جیسے ہی اُسنے منہ پھیرا مرد ہے نے عصا سر پر مارا کہا او میلے ہمارے استاد کو قتل کرنا ہم دیکھ سکتے یہ ممکن نہین نعرہ قران

جہان سر سنگ در خنجر گذاری　　بمیدان اژدر آتش فشانم

سریع السیر چون باد بہاری　　منم مہتر قران شیر زیانم

عصا سر پر گاؤ سامری کے پڑا کر سر اسکا پھٹا رہتے ہی اسکے اندھیرا ہوا خواجہ کے پانون چھوٹے مہتر قران ایک جانب نکلگئے خواجہ نے اندھیرے مین جمشید کو تیغ مارا جمشید جھک گیا تیغ کی جھٹک بچا گاؤ وار خواجہ کا خالی گیا جمشید نے چاہا گرفتار کرون خواجہ بارگاہ سے نکلکر بھاگے باہر نکلکر دیکھا عیار طرار جانگر د ماہتابان مع شاگرد توبت و سیارگان قلعۂ مغرب مین پنہان ہو چکا شہنشاہ روز مع فوج ضیا و شعاع بصد رونق تخت چرخ فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر سلطانی طرف میدان کارزار کے جارہا ہے عمرو حیران ہے کہ شب گذر گئی اُس وقت لشکر مین پہونچا کہ امیر گھوڑے پر سوار تخت پر شہنشاہ گلپاش ساٹھ ہزار فوج پشت پر خواجہ عمرو کو جو دیکھا گھبرائے آتے ہین امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی کہا حضور جان بخش ہیرا وقت پر پہونچا امیر نے فرمایا مہتر قران کیونکر آیا عمرو نے کہا نہین معلوم کیونکر پہونچے کہ دیکھا سامنے سے مہتر قران بھی آتے ہین امیر نے فرمایا ای قران تم کیونکر آتا ہے عرض کی غلام حضور کی تلاش مین صحرا مین پھرتا راہ مین چند راہگیر ملتے تھے انکی زبانی سُنا کہ صاحبقران نرگس تاجدار کو ساتھ لیکر گئے ہین غلام ڈھونڈھتا ہوا یہان پہونچا شکر ہے کہ یہ کام بن پڑا یہ کہکر مہتر قران بھی صاحبقران کے ساتھ چلے ادھر سے دیکھا تو آمد آمد لشکر جمشید خود پسند ہے جمشید گینڈے پر سوار نہایت غصے مین تاج کج کیے ہوئے لمبیان رسالدار گھیرے ہوئے ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار پشت پر صدا ہے یا سامری و جمشید بلند ساحران خود پسند یہ جو خبر پائی کہ غیر ساحرون سے مقابلہ ہے نہایت خوش چلے آتے ہین کہتے ہین ایک دم مین خاتمہ کرینگے جب لشکر جمشید میدان کارزار مین پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر چکے لڑکیت ہے جمشید نے پلٹ کے طرف ساحرون کے دیکھا ضیغم مغرور جادوگر نامی پہلو مین کھڑا ہے طاؤس کو اپنے بڑھا کر سامنے آیا عرض کی اجازت میدان جمشید نے ضیغم مغرور کو اجازت دی یہ ملعون میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان مین نرگس کا خواہان ہمین ہون جو مدگار نرگس تاجدار بنے ہین فتاح نور افشان لقب پایا ہے اگر وہ آئین تو حال معلوم ہو نرگس تاجدار کا ارادہ تھا کہ مین سامنے صاحبقران کے جان دون میرے واسطے کہ دکا دشمن ہے اسکے باپ کے بھی ملازم کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ میدان کارزار مین جائین اپنے مالک پر جان نثار کرین

امیر نے فرمایا خواجہ میدان کو قرق کر دو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران
نکلینگے پیدل ہو کر قریب صاحبقران کے آئے امیر ایک ایک سے رخصت ہوئے اُسوقت نرگس کی
بیقراری عرض کرتا تھا اے آقاے نامدار آپ غلام کے واسطے یہ کد و کاوش کرتے ہین حکم ہو تو مین سکون[?]
امیر نے فرمایا وہ میرا نام لیکر نکلا ہے اب سب ٹہرے صاحبقران نے گھوڑے کو بڑھایا جب سامنے
ضیغم کے پہونچے فرمایا کہ ای ساحر بہتر یہ ہی کہ جا کر اپنے بادشاہ کو سمجھا کہ اپنی دختر کی شادی ساتھ
نرگس تاجدار کے کردے ورنہ بہت پچتائیگا ضیغم نے امیر پر سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا
آتش سوزش کی دریلے[?] سحر بنا کسی سحر نے صاحبقران پر تاثیر نہ کی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب
ضیغم کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغہ عقرب سلیمانی پر روکا
جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا مگر ایسا سحر کیا تھا کہ صاحبقران پر آگ برسی پانی گرا خنجر گرے تلوارین برسین
تیر چلے مگر کسی شی کی بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی امیر نے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا
مارا ضیغم نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ مارا ضیغم کے دو ٹکڑے ہوئے
ضیغم کا مارے جانا دلیم مردار خوار جانا اسکا آپڑا دو گھڑی کامل سحر کیے صاحبقران پر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی امیر نے اُسکو بھی ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے خنجر پران ایک ساحر تھا وہ آپڑا تمام[?]
صاحبقران سے لڑا سحر کرتا ہی اور بھاگتا ہی کبھی جست کرکے شاخ نخل پر جاتا ہی کبھی لگا ابر مین چھپکے
پانی برساتا ہی جب دو پہر کامل اُسنے صاحبقران کو حیران کیا عمرو کے منھ سے نکلا کہ یا صاحبقران
تیر ماریے یہ ملعون ایک مقام پر قایم نہین ہوتا ہی امیر نے تیر مارا خنجر پران بھی ہلاک ہوا گیارہ
ساحر مرنے جمشید خود پسند کے نکلے امیر کے ہاتھ سے فرداً فرداً مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا
جمشید خود پسند جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہا یارو مین خود لڑونگا سبھون نے کہا آپ ایسا کام
نہ کیجیے گا غلامان جانثار کسواسطے ہین سب سے کہا یارو یہ تو بتلاؤ کہ حمزہ پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا
ایک شخص نے جواب دیا کہ مین نے سُنا ہی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی جمشید نے کہا مین اسکی بھی تدبیر کرونگا
یہ کہکے اُسنے طبل جنگی بجوایا صاحبقران لرزان[?] جو پلٹ کے آئے بیٹھے تھے کہ صداے طبل جنگی کان
مین آئی یہ بھی ہرکارون نے عرض کی کہ آج اُسکے مصاحبون نے اُس سے حضور کے اسم اعظم کا ذکر
کیا ہی اُسنے دعوی کیا ہی کہ کل مین اسم اعظم بند کرونگا امیر نے فرمایا خداے ما بزرگ است
اپنی جان دونگا مگر اس جنگ سے منھ نہ پھیرونگا نرگس تاجدار جو بارگاہ صاحبقران سے
اپنی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے کہا باہر جاکے ٹھہرو سب کو رخصت کرکے تنہا بیٹھا تصویر معشوق
کی آنکھون کے آگے پھری دل سے باتین کرنے لگا کہ ای نرگس دیکھین تقدیر کیا دکھائے گیارہ سردار
آج صاحبقران نے مارے لیکن جمشید خائف نہ ہوا اب اُسنے یہ دعوی کیا ہی کہ اسم اعظم حمزہ
بند کرونگا اگر خدانخواستہ اُسنے اسم اعظم بند کرلیا تو بڑی مشکل ہوگی معشوق کا ملنا بہت دشوار ہی
گیارہ سردار نامی صاحبقران زمان نے مارے اُسپر بھی جمشید آمادہ حرب و پیکار ہی معشوق کا
ملنا مشکل ہوگا دل جو بیقرار ہی معشوق کے ملنے سے قلب کو یاس بدحواس اُسنے اختیاری مین بیساختہ
یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے نظم

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جاتا نہ آج ‏ — خوب چکر دی ہی گردش پیمانہ آج
حسرتین عاشق کی اپنے دیکھ لے ہنگام نزع ‏ — ایک دم تو اور بھی پہلو سے ظالم جا نہ آج
صحبت اک حور بہشتی سے جو حاصل ہی مجھے ‏ — رشک فردوس معلا ہی مرا کاشانہ آج
تیری ناخن سے دامان جراحت چاک ہی ‏ — امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج
جان جان ثابت ہوا شب رفت بیداری ہوئی ‏ — محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج
فیصلہ ہو جائے باہم اب ادھر ہون یا ادھر ‏ — گفتگو کرتے ہین خود قاتل سے بیباکانہ آج
جھکیا اشک ندامت دیدہ زنجیر مین ‏ — شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج
صورت بسمل طپان تھا مین فراق یار مین ‏ — کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج
خیر ہی کسواسطے گھبرا رہے ہو اسطرح ‏ — کسطرف جاتے ہو کیون ہی حال بیتابانہ آج
پھر بہار آئی بڑھے جوش جنون کے ولولے ‏ — لیچلا پھر سوئے صحرا شوق بیتابانہ آج
جام گیا غم کے غم خالی نہ کردین تو سہی ‏ — دیکھ لے ساقی کمال ہمت مستانہ آج
کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا ‏ — کرتی ہی موج حبابھی لغزش مستانہ آج
ہی ہجوم کیف مستی لڑکھڑاتے ہین قدم ‏ — لیچلے دیکھین کدھر کو لغزش مستانہ آج
چشم ساغر دل ہی مینا شوق مے کیفی ہی روح ‏ — آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج
ہاتھ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پہ ہو سبو ‏ — کیجیے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج
دیکھتا ہی سوے ساغر کیون نگاہ تیز سے ‏ — دیکھیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج
جوش مستی یا کون کسکے نہ ڈالیگا نسیم ‏ — گردشین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج

فراق محبوب مین اسقدر بیقرار ہوا یہ بھی خیال کیا کہ ای نرگس تاجدار ملنا معشوق کا مشکل ہی اسکو کبھی تمھاری یاد ہوگی وہ گوشہ نشین کیا کرے مگر ایک بات مشکل کی ہی کہ وہ ہمسے آگاہ تھی اگر قصد کرتی تو ہم تک چلی آتی ہم مجبور و لاچار تھے وہ مجبور و لاچار نہ تھی یہ اسنے ذکر کیا تھا کہ ہم ہجر مین کامل و اکمل ہین مگر فلک نے کیا گردش دکھائی اب معشوق تک پہونچنا بہت دشوار ہی جوش جو آیا تو لباس شبروی پہنکر ہتھیار لگائے یکہ و تنہا سمت باغ آتش فشان چلا اول سامنے فوج کے آیا ادھر سے پلٹا پشت باغ پر تمام خارستان تھا پھرتا ہوا وہان پہونچا دیکھا دیوار باغ تک پہونچنا بسبب کانٹون کے دشوار ہی پر تار رختہاے خار سے الجھتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا کمند مارکے دیوار پر چڑھا کچھ باتین کرنے کی آواز کان مین آئی دیوار سے اترا ایک نخل کے سایے مین آکر کھڑا ہوا دیکھا ملکہ سبز رنگ سرنگون بیٹھی ہین گرد کنیزین سمجھا رہی ہین کہ آپ اسقدر کیون ملول ہین اسقدر مکدر نہ ہوجیے ملکہ ٹھنڈی سانس کھینچتی ہین کہتی ہین صاحبو کسی کو کسی کی کیا خبر ہی جو مجھپر گذرتی ہی وہی خوب جانتا ہی نظم

باغ مین کیا راز وہ لالہ رو ہو جائیگا ‏ — رنگ گل غیرت سے پنہان مثل بو ہو جائیگا
بارے کچھ ہوتی چلی ہی آشنائی عشق سے ‏ — آرزو مند اب دل بے آرزو ہو جائیگا
انجمن مین ادسی قامت نہ اپنا عکس ڈال ‏ — شرم سے سرو لب جو آبجو ہو جائیگا
سخت حیران ہون جو بگڑیگا تو سنتے ہین ‏ — گردیو نگا اور بھی وہ تندخو ہو جائیگا

پڑگئی ہی جو شراب تند پینے کی اُسے — اب تو آگے سے بھی وہ تندخو ہو جائیگا
دل مرا کہتا ہی صاف آئینہ کہتا ہی کہ مین — پاک یہ قصہ تمھارے روبرو ہو جائیگا
مین وہ میکش ہون کہ گھڑا اٹھنگے اگر مستی مین ہم — دستگیر اپنا وہین دستِ سبو ہو جائیگا
کوزۂ مے جو اعطا خالی اگر ہو گا یہان — تیری مسجد کے لیے ظرفِ وضو ہو جائیگا
عشق اگر خونخوار ہی تو ہی یہان بھی جوش خون — غم نہین کیا ای جنون کار لہو ہو جائیگا
غم اگر مجکو نہین ہی اُس پابستی پوشش کا — جسم تو کیا زرد سب میرا لہو ہو جائیگا
چاک مجکو سوختہ کا ہی گریبان نا سحا — رشتہ ہائے شمع سوزان سے رفو ہو جائیگا
کیا پیون مے ہجر ساقی مین کہ لگا دیگی ڈاک — بس گلو میرا ابھی شیشے کا گلو ہو جائیگا
گر یہ نکلے از خود اگر نشے مین ہوگی نماز — زاہد اپنا چشمۂ غم سے وضو ہو جائیگا
مین سے سویا کرون تیری یاد بدولت عشق کا — خواب ہی مین میری تربت پہ جو تو جائیگا
چھوڑ دیگا غیر سے ملنا اڑا نا آنکھ کا — صلح پر راضی اگر وہ تندخو ہو جائیگا
کاکلِ پیچان جانان کا اگر غم ہی یہی — سوکھکر مار سیہ مانند مو ہو جائیگا
دوڑتے ہین اطفال سے کہنے کو ناصح عقل کا — شہرہ اب اپنے جنون کا کو بکو ہو جائیگا

آنکھون سے آنسو جاری کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری صبر کیجیے ملکہ فرماتی ہین صاحبو کیا خاک صبر کرون انصاف کرو کہ وہ ہجران رسیدہ آفت کشیدہ کیونکر تا بہ طلسم کشا پہونچا طلسم کشا کو لیکر یہان آیا ساہر کا وہ ساحری عیاری سے مارا گیا رہا مران نامی صاحبقران نے قتل کیے اسیر بھی والدین دیے گل کے معرکے مین دیکھیے کیا ہو ہو خانے مین داخل ہین اُنکا سحر زمین کو ہلا دیگا سننے والون کے کان بہرے اگر صاحبقران کا اسم اعظم اُنھون نے بند کر لیا تو ایک سحر مین سارے لشکر کو گرفتار کرلینگے اگر میری رسائی اُس کمبخت تک ہوتی تو کہتی کہ اُسے خدا کا واسطہ ابھی کیا اس باغ پر پڑے جادو ہونگے اگر بھائی صاحب نے اُنکی خبر پائی تو وہ لشکر لیکر مدد کو آئینگے صاحبقران کا بیان سے بچکے جانا بہت دشوار ہی ساحرون کا تار بندھ جائیگا اے میری بدنصیبی ہیبت کہان جاکے الجھی یہ کہکے بیقرار ہوکے دوپٹہ منھ پر رکھکے رونے لگی اشک جو آنکھون سے معشوق کی نکلے تیر بنکر کلیجے پر پڑے کہ قلب و شبابِ تاب نہ رہی چیخ مارکے رویا ہائے جان جہان کہکے زمین پر گرا ملکہ یہ کہکے دوڑین ارے یہ آواز اُسی سوختۂ آتش محبت کی ہی یہ کہکے دوڑین دیکھا زیر نخل گلِ بوستان محبت سرور روان باغ مودت بیہوش پڑا ایڑیان رگڑ رہا ہی اپنے عاشق کو دیکھکر بیقرار ہوگئین زمین پر بیٹھکے سر زانوون پر رکھ لیا جوشِ محبت مین منھ پر منھ رکھد یا پکارکر آواز دی ای عاشق صادق وای یار موافق تیری محبت مین معشوق حاضر ہی آنکھیں کھولو منھ سے بولو اشک حسرت جو آنکھون سے ٹپکے اشکون نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبر دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا اُس کشتۂ تیغ ابرو نے آنکھ کھولی تو سر اپنا زانوے محبوب پہ پایا دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچا لوٹ مارکے اُٹھ بیٹھا جوشِ محبت مین گرد پھرنے لگا اُس مہ جبین نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب جوشِ محبت کو موقوف کیجیے مین ابھی تمھارا ذکر کر رہی تھی عشق صادق کی کیا تاثیر ہی کیون صاحب تمنے یہ کیا غضب کیا نرگس تاجدار سے

آنسو بھر کے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان جب صاحبقران کے ہاتھ سے لیا دہ جہاں دل
مار گئے مہتر قران نے کاد سامری کو مارا لیکن جمشید خود پسند پر کچھ خوف طاری نہ ہوا اس وقت
بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ جمشید تنہا ستین پر پاکر بگا معشوق کا ملنا مشکل ہے اس جوش میں چل نکلا شکر ہے کہ وقت
نیک تھا ملکہ ہاتھ رکھ کے فرش پر لائیں دونوں سرنگون غم سے کلیجہ خون ایام ہجر یاد کر کے خوب رو لے
کنیزیں خاموش بیٹھی ہیں جب ملکہ نے دیکھا کہ نرگس تاجدار نہایت بیقرار ہے کہا میں محبت سے ہاتھ ڈال کے
کہا صاحب تمہارے رونے سے کلیجہ پھٹتا ہے جو تمہارا دل چاہے میں تمہارے ساتھ کرنے کو حاضر ہوں
آخر تمہاری کیا مرضی ہے نرگس نے کہا ملکہ میرے ساتھ نکل چلو صبح کو مشہور ہو گا کہ ملکہ غائب ہو گئیں کی وقت
دو مرکب منگائے ایک پر شاہزادہ سوار ہوا ایک پر ملکہ نکلکر باغ سے کنیزوں سے اتنا کہا جس کو
منظور ہو ہمارے ساتھ آئے سات آٹھ کنیزیں ساتھ ہو گئیں کہ وہ قدیم رفیق ہیں باقی سب رنگین
کوئی اپنے گھر گئی کسی نے جنگل کا راستہ لیا کوئی وہیں حبیب رہی کہ بعد جانے ملکہ کے یہاں کا اسباب
لیجاوینگی یہ دونوں عاشق و شیدا مائل و مبتلا گھوڑوں پر سوار ہو کر باتیں کرتے ہوئے طرف لشکر
صاحبقران کے جاتے ہیں ایک کنیز موسومہ بہ سرو لب جو جو باغ سے نکلی تو دل سے کہتی ہے
ہم اسی شہر کے رہنے والے ہیں اگر جمشید فکر کرے اور ہمکو پکڑ بلائے اور اعتراض کرے کہ تمنے ہمکو خبر کیوں
تو ہم کیا جواب دینگے یہ سوچکر لشکر میں جمشید کے آئی اتفاق قضا و قدر جمشید بھی خانے سے سحر کو
نکلا ہے اس فکر میں کہ اسم اعظم حمزہ کیونکر ہنکر دون پھر دل سے کہتا ہے میدان میں ہر وقت مقابلہ
بند کرونگا کبھی سوچتا ہے رات ہی کو جا پڑوں سوتے میں حمزہ کو جبا دون کہ سامنے سے دیکھا ایک
کنیز آئی ہے پکار کر آواز دی کون آتا ہے بقول شخصے سرو لب جو آزاد ہے اسنے پکار کر آواز دی کنیز شہنشاہ کی
بضرورت کو حاضر ہوئی ہے جمشید بھی آگے بڑھا کنیز قریب آ کے پہونچی جمشید نے پہچانا پوچھا
صاحبزادی کا مزاج کیسا ہے کہا حضور بزرگوں سے سنتے تھے کہ تیرھویں صدی میں کنواریاں
بر مانگینگی اب وہ آنکھوں سے دیکھ لیا صاحبزادی نکل گئیں نرگس تاجدار نہیں معلوم کس سبب
سے پہونچا در حکایت و شکایت کھلے ابھی پہونچنے نہ پائے ہونگے وہ سامنے جو صحرائے خارستان ہے
ادھر سے گئے ہیں یہ سنکر جمشید بیٹا شہلا سے شبگرد کوتوال کھڑا ہے کہا ای شہلا بیٹا یہ زر دکھلے جانے
نہ پائے شہلا نے گھوڑا دوڑایا آگے آگے کنیز گھوڑا اڑائے شہلا پشت پر پانچ چھ سوار یہاں دونوں
جاتے ہیں کہ گھوڑے کی سم مرکب کی صدا کان میں آئی ملکہ نے کہا خدا خیر کرے ایسی راہ سے ہم تکے اس راہ
سے انسان کا گذر نہیں ہوتا معلوم ہوتا ہے کوئی آتا ہے نرگس تلوار پکڑ کے آگے بڑھا آواز آئی ای دزدان مکار
آگے نہ بڑھنا نام شہلا ہے شبگرد ملکہ نے کہا صاحب ہٹو کوتوال لشکر ہے نجر کر پکا نرگس پیچھے ہٹا شہلا
نے بڑھ کر گرز مارا ملکہ کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ملکہ کو دیر یں جھولی میں ہاتھ ڈالکر دیو ثعال یا سامری
کہکر کھینچ ماری کارد شہلا کے سینے کو توڑ کر پار گذری وہ پانچوں چھوں سوار تلواریں پکڑ کے دوڑے
آنہر نرگس جا پڑا اک سمے کا ملکہ ہروار [illegible] نرگس نے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کنیز کو ملکہ نے
تیر سے مارا ایک سوار گھوڑے کو کڑکا کر بھاگا ملکہ نے پوچھا کیا جمشید کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا
اسنے آواز دی ای شہنشاہ دوڑیے یہ سنکر جمشید دوڑا آتے ہی للکارا او گیسو بریدہ کہاں جاتی ہے

باپ کی آواز سنکر ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا پلٹ کر کہا تو خود با امان آگئے ایک سحر مین ہم ایسے ہزارون کو پامال کر دینگے جمشید جست کر کے سامنے آیا نرگس نے چاہا تھا کہ گھوڑا جھکا کے نکلون جمشید نے آواز دی او مرکب خبردار رہبری نہ کرنا اسی مقام پر ٹھہر جا گھوڑے نے پانؤن زمین مین گاڑ دیے نرگس کوڑے مارتا ہے مگر مرکب قدم نہین اٹھاتا ملکہ خیر نگ نے چاہا پرپرواز پیدا کر کے بھاگون جمشید نے ایک دو تھپڑ مارا خیرنگ بھی زمین پر گری جمشید کی پشت پر اور لوگ آگئے تھے سب کو منع کیا کوئی یہان نہ آئے شرم آتی ہے اگر ہماری فوج آئیگی تو طعن و تشنیع کرینگے ایک سوار سے کہا کچھ کنیزین لاؤ وہ سوار دس بارہ کنیزین لایا سوسن و گلبدن و یاسمن وغیرہ حاضر حاضر کہکر دوڑین وہان پہونچین جہان جمشید خود دیکھ رہا تھا جمشید نے کہا چند روز یہ گنہگار رہے مگر ہمارا دادا مشہور ہے اسکی مشکین باندھو لو کنیزون نے بمشکل نرگس کو گھوڑے سے اتار مشکین باندھین کھچھے مین اسنے ملکہ کی زبان مین سوزن بھی نہ دلوایا کہا اس گیسو بریدہ کی بھی مشکین باندھ لو ملکہ خیرنگ و نرگس کو گرفتار کر کے لیکے پاپا ماما کو تو محل مین بھیجا کنیزون سے کہا خبردار اسکی حفاظت کرنا چالیس پچاس کنیزین ملکہ کو لیکر محل مین گئیں وہان جو یہ ہوشیار ہوئی ملکہ بلک کے رونے لگی کبھی پکارتی تھی ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی ہے جو میرے ساتھ کی کانٹے باپ نے قتل کیا ہوتا مین اس کشاکش سے چھوٹ جاتی ہائے افسوس صد افسوس نظم

انصاف کی ترازو مین تو لا عیان ہوا / یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا
اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا / نرگس ہو ز برج ماہ مین فرش کتان ہوا
معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا / افسوس چراغ ہمارا امکان ہوا
وہ ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے / گرداب موج تیغ کو سنگ نشان ہوا
دیکھا جو مین نے اسکے سمندر کی آنکھ کے / گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا
ملتا نہین دماغ ہے گیسوے یار کا / نکہت اندنون مین مشک کا سودا گران ہوا
خوش چشمون کے فراق مین ہائے پیچ و تاب / شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا
سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پانؤن / جوش جنون مرے لیے کشت روان ہوا
ابرو عاشقان ہے ہوا حسن کو غرور / کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا
پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین / پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا
پھینکا کہیں پیر فلک نعل کی طرح / کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا
تو دے کھنچے گیا لب دریا جو چاندنی / استاد تجکو دیکھ کے آب روان ہوا
انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع / بے سبک آئے جو کسی پر گران ہوا
اس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی / کانٹے پڑے زبان مین جو ہیل جیان ہوا
انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا / ہنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا
قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم لی / آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا
فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند / آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

ملکہ اس حال پر ملال مین تھی ماں نے جو خبر سنی قریب آ کے کہا بیٹا خاموش رہو ایسا نہ ہو وہ ظالم آ کے قتل کرے

نیرنگ نے کہا ای مادر مہربان اگر مجھکو کوئی قتل کرڈالے تو مین جانون میری مشکل آسان ہوئی
وہ تاجدار وہان جاکے قید ہوا دیکھیے اب صاحبقران کیا کرین بیان صبح کو صاحبقران زمان
آکے بارگاہ مین بیٹھے گلپاش تاجدار آکے تخت پر بیٹھا صاحبقران نے پوچھا ہمارا فرزند کہان ہی
عرض کی ای شہریار خوشی مین اُسکو ملال ہوا جس وقت سے حضور میدان سے ملتے ہین اُسکو
نہایت غمگین پایا یقین ہی کہ اپنی بارگاہ مین ہو صاحبقران نے فرمایا کسی کو بھیجو اگر اُسکی خوشی ہو تو
مین ابھی تلوار پکڑ کے گھس جاؤن اودھر کے نیرنگ کو نکال لاؤن شاہ نے عرض کی حضور یہ تو ہم
گوارہ نہ کرینگے کہ حضور لشکر دشمن مین اکیلے جائین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
عرض کی ای شہریار غضب ہوا نرگس گرفتار ہو گیا گھبرا کے صاحبقران نے فرمایا کیا باعث
ہوا رفیقون نے سب کیفیت بیان کی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بڑھکے دیکھو تو جو بدال اگر
ایک موے جسم نرگس کم ہوا تو جمشید کی آنکھین نکال لونگا خواجہ بھی بیقرار ہو کر اُٹھے صورت بدلکر
لشکر جمشید مین آکے دیکھا لشکر مین جا بجا یہی چرچا ہی کہ اب جمشید نرگس کو قتل کریگا عمرو بارگاہ
جمشید مین آیا دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہی مگر نہایت درہم برہم کوئی رفیق بات نہین کر سکتا ہے
تھر تھر کانپ رہا ہی رفیقون سے کہتا ہی نرگس کو جلد لاؤ عمرو نے دیکھا نرگس تاجدار زنجیرون مین
بندھا ہوا سامنے جمشید کے آیا زنجیرین ہلاتا ہوا خانہ زنجیر مین غل ہو جمشید نے پکار کے آواز دی
کیون او نرگس تو نے ناموس شہنشاہی مین رخنہ اندازی کی کچھ خوف نہ آیا نرگس نے کچھ جواب
نہ دیا جمشید نے کہا جلد میدان خونی کی تیاری کرو دار استادہ ہو اس سردار کو دار پر کھینچو کل
حمزہ سے سمجھ لونگا اُسی وقت ملازمون نے بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کی دار استادہ ہوئی
جلاد بلائے گئے عمرو نے دیکھا بڑا غضب ہوا آقا کو جاکر خبر کرون یہان تو یہ رنگ ہی کہ جمشید
کانپتا ہوا نکلا رفقا سب خوف کر رہے ہین کہ دیکھیے آج کیا ہو عمرو بھاگا خدمت مین صاحبقران
کی آیا امیر نے پوچھا کیون خواجہ کیا گذری عمرو نے کہا آقا کیا عرض کرون وہ حال پر ملال
دیکھا کہ عرض نہین کر سکتا جمشید نے بیٹی کو تو محل مین قید کیا نہین معلوم اُسپر کیا گذری نرگس
کو گرفتار کرکے سامنے بلوایا اُس سے خطاب کیا وہ بیچارہ کیا جواب دیتا اب اُس ظالم نے میدان
خونی کی تیاری کی ہی یہ سنتے ہی صاحبقران نے قبضہ عقرب پر ہاتھ ڈالا یہ کہکے اُٹھے کہ
اگر نرگس قتل ہوا میرے قلب پر صدمہ پہونچیگا باپ نرگس کا یہ جلالت صاحبقران دیکھکر
تخت سے اُٹھا قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے معلوم ہوا اسکی یونہین قضا تھی
وہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر سرکار کے کوئی افتاد پڑے مین سلامتی کو حضور کی فراق
فرزند سے اچھا جانتا ہون صاحبقران نے فرمایا ای عم نامدار آپ ایسا نہ فرمائین جسدن
نرگس قتل ہوگا مہران حمزہ کا بھی سر پڑا ہوگا جو زبان سے مردان کا نکلے کہا وہ کیا نرگس کے باپ کو
یہ کہکے ہٹا دیا فرمایا کہ اب آپ دخل نہ دین جو آپ فرمائینگے مین قبول نہ کرونگا ایسا نہ ہو آپ کو
ملال ہو یہ کہتے ہوئے صاحبقران بارگاہ سے نکلے کیفیت یہ ہی کہ تیغہ عقرب کے قبضے پر ہاتھ
زلفین طبلی پیچ و تاب کھا رہی ہین لشکر مین جو یہ خبر مشہور ہوئی سب سرداران نامی افسران ...

آکر جمع ہوئے صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے سب خواجہ کو بُرا کہہ رہے ہیں کہ خواجہ نے
غضب کیا یہ خبر صاحبقران سے مفصل نہ کہنا تھی عمرو نے کہا یارو تم کیا جانو یہ شیر بیشۂ عربستان
طوطا چشم بھی ہے اگر یہ خبر نہ کرتا پھر آفت آتی اُس وقت یہ کسی کی بات نہ مانتے مجھے فرمانے کہ
نرگس تاجدار کو حاضر کرو میں کہانسے لاتا بس یہی مناسب تھا کہ جو کیا صاحبقران پشت مرکب
پر سوار ہوئے بغیظ و غضب تمام چلے پشت پر سرداران نامی ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ ایسے آقا پر
جان نثار کریں ہمارے سردار کے واسطے کیا کد و کاوش کر رہے ہیں ایسے جلیل بھی پردۂ دنیا
میں ہیں کہ غیر کے واسطے اپنی جان دیتے ہیں یہاں جمشید نے اشارہ کیا نرگس تاجدار کے پاؤں میں
زنجیر باندھی [illegible] اُس سردار کو سرنگون لٹکا دیا بارہ ہزار تیرانداز پشت پر خود بھی تیر و کمان
ہاتھ میں لیکر کھڑا ہوا سب تیراندازوں سے کہا جکڑے ہوے یہی جوان تمہارا نشانہ ہو اگر کسی کے
تیر نے خطا کی فوراً اُسکو قتل کرونگا بارہ ہزار تیرانداز پشت پر سے ہوئے سپر کمان کئے کھڑے ہیں
طائران تیر پر تولا چاہتے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان تیغۂ برتاب
دست زبردست میں دہن سے نعرہ کیا با شیدا ای کفاران بیحیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اگر ایک موے جسم نرگس کم ہوا خون کے دریا بہا دونگا نعرۂ
صاحبقران سے زمین تھرائی سواروں کے ہاتھ سے تیر و کمان گر پڑے جانور آشیانوں میں
غلطانے لگے نخل کانپ رہے ہیں ہرکارے دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں صاحبقران اُن
تیراندازوں پر ٹوٹ پڑے گوشہ ہائے کمان قلم کیے سو دو سو تیرانداز جو مارے گئے تیرانداز
سہمے ہوئے گوشوں میں جا کے چھپے عمرو نے حقہ ہائے آتشبازی پھینکے دس پانچ کے منہ جلے
جمشید نے بڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی ہمراہیان صاحبقران گھوڑوں سے گرے بعض کے گھوڑے
بدلگامی کرنے لگے مارے مارے پھرے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جمشید کے سحر کی تاثیر جاتی رہی
اُلٹے پھرتے قریب دار کے پہونچے نرگس کو سرنگون دیکھکے قلب تھرا گیا جھپٹ کر زنجیر کو قلم کیا
نرگس رہا ہوتے ہی قدموں سے لپٹ گیا اور اپنی آنکھیں قدموں پر ملیں باپ نرگس کا تصدق
ہوتا تھا کہ ای آقاے نامدار آپکے تصدق ہیں میں نے اپنے فرزند کو پایا صاحبقران زبان نے
نرگس کو گھوڑے پر سوار کیا نرگس پروانہ وار گرد صاحبقران پھرتا ہے ایک طرف کلپاش تیغ
ہاتھ میں لیے ہوئے صاحبقران چاہتے ہیں جمشید پر جا پڑوں جمشید نے سحر سے آگ برسا دی
طرف جنگل کے گولہ مارا دریاے قہار پیدا ہوا مچھلیاں نکلکر لشکر والوں کو ہلاک کرنے لگیں جسکے
سینے پر مچھلی پڑی توڑ کر پار گذر گئی کئی سو جوان لشکر کے مارے گئے جو قتل ہوا صاحبقران کو بہت
ناگوار ہوتا ہے امیر نے اسم اعظم پڑھے اُس دریا کو بھی مٹایا جمشید نے جب دیکھا کہ صاحبقران
نے قیامت برپا کر دی جو ساحر سحر کرتا ہے صاحبقران بے قتل کیے اُسکو نہیں چھوڑتے ہیں یہ بھی
اسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر مرے زبان کاٹ کے خون ایک گولے پر ڈالا گولہ طرف صحرا کے
پھینکا آواز دی ای کیوس مردار خوار جلد آکر حاضر ہو میں نے عمر بھر تجھکو خوراک کھلائی جنگل سے
مردہ ڈھونڈھکے لاتا تھا ہمیشہ بھوگ دیا تجھکو راضی رکھا یہ وقت مدد کا ہے جو اسنے آواز دی

صحرا سے ایک گردن مست اسپر ایک زنگی زبردست تیغ ہاتھ مین صاحبقران کو للکارتا ہوا نام لیکر پکارا یا صاحبقران ذرا مجھسے مقابلہ کیجیے صاحبقران طرف زنگی کے چلے دوسری طرف سے ایک غزال پیدا ہوا اسپر ایک جادوگر سوار ان دونون نے کیا فتور کیا جب امیر طرف غزال سوار کے چلتے ہین تو گردن سوار پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی کہ یا صاحبقران مجھسے مقابلہ کیجیے آپکے جرأت کی بڑی تعریف سنی تھی آکے مقابلہ کیجیے ہم تو ہمیشہ سے سُنتے ہین کہ آپ نے بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا یہ صداے حیرت افزا سُنکر صاحبقران پلٹ پڑتے ہین تب غزال سوار ایسے ایسے طعن و تشنیع کرتا ہی غزال سوار گردن سوار نے ایسا صاحبقران کو حیران کیا ہی کہ پسینے پسینے ہوگئے جمشید کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی جب سحر کرتا ہی زمین تھرا جاتی ہی آسمان سے الامان کی آواز آتی ہی چاہتا ہی صاحبقران کو اس حیرت مین ڈالکے اسم اعظم بند کردون اس سحر سے یہ بھی ہوا کہ صاحبقران کی طبیعت پراگندہ ہی کہ ورد پڑھتا جاتا ہی چہرہ اُداس عالم یاس جمشید چاہتا ہی کہ صاحبقران تھک لین تو اسم اعظم بند کردون عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا ایک ساحر کی شکل بنکر چلا ساحرون کا اسقدر بلوہ ہی کہ راہ چلنا دشوار ہی قضاے کار شبیہ جادو وہان ملکہ نیرنگ کی بیکایک گھبرائی ہوئی سامنے بیٹی کے آئی کہا بی بی بڑا غضب ہوا ابھی مجکو کنیز نے خبر دی تمھارے باپ نے نرگس تاجدار کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا صاحبقران و داماد نوشیروان یہ خبر سُنکر آپڑے سُنا ہی کہ ہزارہا جادوگر مارے گئے مگر تمھارے باپ سحر مین طاق شہرۂ آفاق یہ بھی مشہور ہی کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین اسی وجہ سے اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نرگس نے گھبرا کے کہا والدہ ماجدہ آپ کا احسان ہوگا تو تشریف لیچلیے مین بھی ذرا تماشا دیکھون دونون طرح مجکو مشکل ہی اگر وارث مارا گیا تو عمر اپنی گوشے مین بیٹھ کے بسر کرونگی زندہ نہ رہونگی کیا تعجب ہی فقیرنی بنکر اُسکی قبر پر بیٹھون اگر باپ پر کوئی افتاد پڑی اُنکا بھی غم نہ اُٹھیگا اُنھون نے کس ناز و نعم سے مجکو پالا دل پر ہجوم غم و الم ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے

رنج راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا — مشغل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا
گیسوؤن سا نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا — قتال ستم دے ترے خون مسلمان ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو — گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہی سرمے سے سیاہ — گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا
عود کرنے کی نہین روح نکلکر تن سے — پھر نہ ہوگا یہ گھر آباد جو ویران ہوگا
نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر — دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا
بوے مے رکھتی ہی اس سیب مین کیفیت — محتسب توڑکے شیشے کو پشیمان ہوگا
نہین فرہاد کا محتاج مین دیوانہ نہین — ای جرس میرے لیے قافلہ نالان ہوگا
سایے مین اسکے مری گور کھدیگی لیکن — ای پری رو ترے دیوار کا احسان ہوگا
آتش عشق سے ہوتا ہی سراپا تن داغ — وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہی رخ رنگین پر — خار و گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا
دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون ہنر — ایک دن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا میں خاتمہ ہوں | نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا
بعد میرے نہ گرفتار ملیگا مجھسا | زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا
بے نیازی سے قریب ای بت عیارہ رہے | ہم نہ مانینگے خدا صورت انسان ہوگا
اُسکے عاشق ہیں زبس خرد و بزرگ ای آتش | رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

اس طرح بلک کر یہ اشعار پڑھے کہ شیشہ جادو رونے لگی کہا بیٹا تیرے جوش دخروش نے کلیجے چھلنی
کر دیے کہا ای مادر مہربان سینون ہوگئے مجھے ضبط کرتے ہوئے تاب ضبط و صبر باقی نہیں ہی یقین
ہی کہ دل پہلو کو توڑ کے نکل جائے پسلیون کا دام روکے ہوئے ہی اس دام میں دل پھنسا ہی دو دام
ہے دام ایک دام زلف معنبر محبوب اُسکے حلقون کی کشاکش معشوق ہوش دوسرا جال پہلو کا دلکو روکے ہی
دو جال کشاکش کر رہے ہیں شیشہ جادو کا دل بیقرار ہوگیا بیٹی کو لیکے کوٹھے پر آئیں ملکہ نیرنگ
نے سر اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ نرگس تاجدار پہلو پر صاحبقران کے تیغۂ آبدار ہاتھ میں کھینچے ہو
لڑائی پر تلا ہوا جب کسی نے سحر کیا اور نرگس بیکار رہا صاحبقران نے پڑھکر اسم اعظم پڑھا اس
ساحر کو قتل کیا اسی طرح نرگس کو بچا رہے ہیں جہان حربہ ہائے سحر چلے اپنا سینہ سپر کر دیتے ہیں
نرگس کو بچاتے ہیں ملکہ نیرنگ دعائیں دینے لگیں کہ ای پروردگار ای آسمان کے خدا اس نادیدہ
اس جلیل کو آفت ارضی و سماوی سے بچا نا کسی آفت میں پھنسانا خدا اُسکو پہر لا کے بچائے ای رحیم نیک
ذات سے سب کچھ امید ہی تیری مشیت میں بھید ہی نظم

حسن خلق و دوستی دا اتحاد | بندہ را چیزی کہ شائستہ کند | نامرادان را کند اہل مراد
میرساند خاک را بر اوج چرخ | عجز و تسلیم و نیاز و انقیاد | اعتقاد است اعتقاد است اعتقاد
در سخاوت سر کو دست خود کشاد | دم غنیمت ہست در دنیاے دون | حق نسازد بند باب دولتش
باش ساکت مثل خاک ای خاکسار | تیزی و تندی مکن مانند باد | چون نباشد بر قیامش اعتماد
کن کہ محفوظ ہر این جہاد | ہر گنہ کردن مکن خود را دلیر | جنگ کن با نفس کافر جنگ کن
خرج کن در راہ مولے خرج کن | تا شود دولت غلام خانہ زاد | ملک کن تدبیر ہیرا اشداد
ہر کہ اندر خاک گنج زر نہاد | ہر کہ باشد شاغل اندر بندگی | خاک ہم حاصل نشد زان دولتش
کن کرم یارب بحالش کن کرم | ہست ہندی خاکسار و خانہ زاد | ہست نعم العبد از جملہ عباد

جھک جھک کے زمین پر سجدے
کرتی ہی لیکن صاحبقران کو عمرو نے جو اس آفت میں دیکھا کبھی غزال سوار کی جانب لپکتے ہیں
کبھی گردن سوار کی جانب جاتے ہیں عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر چلا اس فکر میں کہ ایسا نہ ہوتا کہ
کوئی زوال آجائے یہ جو عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم رک رک کر پڑھتے ہیں جمشید
نے سحر کی بوچھار کردی ہی ایک غل کے سامنے میں کھڑا ہوا سحر کرتا ہی کبھی زمین پر دفعتاً مار کبھی ان
سوارون کو زرد دیا پکار پکار کے کہتا ہی ای کیومرس مردار خوار میں تیرے واسطے دریا سے کھینچ
کر دے لایا تیرا ایجوگ کبھی ناغہ نہیں کیا آج اُسکا بدلا کر حمزہ کی زبان بند ہو مسلمان دوڑے دوڑے
دردمند ہو کبھی ساحرون پر لوٹے مارتا ہی کہ ارے یارو تم بہت ہو گھیر کے سب کو مار لو ساحر
بلوہ کرکے آئے ہیں صاحبقران شیرانہ لڑ رہے ہیں کہ عمرو قریب جمشید کے پہونچا اور لیا ساحر

اُس مقام پر موجود ہی اسکے حکم سے جنگ کر رہے ہیں کہ عمرو نے پکار کے آواز دی ای جمشید تو مالک
جمشیدیہ ہی تیری ذات سے علم ساحری کو رونق ملی پلٹ کے جمشید نے دیکھا کہ ایک ساحر
تعریفیں کرتا ہوا آتا ہی بہایت نحیف و ضعیف جمشید نے جھکر سلام کیا ساحر نے کہا بیٹا جیتے رہو
کیا کمال کر رہے ہو تھوڑی کسر اور باقی ہی اسم اعظم حمزہ بند ہوا چاہتا ہی تمھارا پیر کیا کام کر رہا ہی
اسکو مٹا دو کہ چست و چالاک ہو کے آئے ہیں سامری کی آنکھیں دیکھیں ہیں جب چست و چالاک
ہو کے آئینگے ابھی دورے ہیں یہ ضرور گرفتار لینگے جمشید نے دستک دی کہ گردن سوار دغزال ہوا
غائب ہوئے ساحر قریب آیا کہا ای جمشید اب ٹھہرکے بلانا کمال سحر دکھانا جمشید کہہ رہا ہی
آپ کی مہربانی آپ کا نام کیا ہی کہا بچیلا اسی جنگل میں رہتے ہیں چالیس برس سے پوجا پاٹ کرتے ہیں
اب سرکار سامری سے دو پوریان دو کچوریان دو آلو ایک اردی ہمارے واسطے آتی ہی
آلو ہم کھائیں اردی تمھاری ہو دکھلائیں تمکو بھی سامری و جمشید نظر آئیں وہ دیکھو درے
سے سامری اشارے کر رہی ہیں آج تو لنگا بھاری ہیں سے آئی ہیں چندری بھی اوڑھے ہیں
نتھ بھی پہنے ہیں جمشید اُدھر پلٹا پلٹنا تھا کہ بجلی چمکی عمرو نے جال الیاسی مارا جمشید کو جال
میں لیا جمشید چیخا کہ یارو مجھے بچاؤ ساحر دوڑے عمرو نے جال زنبیل میں ڈالا جمشید کو لے بھاگا
غلغلہ ہوا ارے لے گیا ارے لے گیا ملکہ نرگس نے جو کوٹھے سے یہ دیکھا ماں سے کہا کیوں ای
مادر مہربان آپنے دیکھا کہ باباجان کو خواجہ عمرو پکڑے گئے ساحر بولے جب جمشید خود بھی
غائب ہوا صاحبقران لشکر ساحران پر اسم اعظم پڑھنے لگے ساحر سحر بھولے عمرو نے دو چار
حقہ ہاے آتشبازی مارے ساحروں نے فریاد فریاد کی صدا بلند کی ہر طرف یہی ہنگامہ تھا
یا صاحبقران الامان آپ کا مذہب اختیار کرتے ہیں برق شمشیر سے پناہ نہیں ملتی اب ہمکو
پناہ دیجیے شہزادوں کو تباہ نہ کیجیے امیر نے یہ صدا سنکے تلوار روکی افسران فوج جمع ہوکر حاضر ہوئے
اطاعت اسلام قبول کی صاحبقران نرگس تاجدار کو ساتھ لیے ہوئے اُس باغ میں آکے بیٹھے
شبیہ جادو نے بیٹی سے کہا کہ ای نور نظر اب کیا ہوگا ملکہ نے کہا ابتو ہمارے تمھارے منقطع ہوگی
اب دیکھیں باباجان کیونکر ہے صاحبقران نے نرگس کو حکم دیا زنانی ڈیوڑھی کا بند و بست کرو کہ
کوئی غیر وہان جانے نہ پائے نرگس دعائیں دیتا ہی آنکھیں قدم اقدس پر ملتا ہی اپنے ملازم زنانی ڈیوڑھی پر
بھیجدیے ملکہ کو خبر پہونچی کہ نرگس کا زنانی ڈیوڑھی پر انتظام ہی کہا کہ مادر مہربان صاحبقران زمان نے
انتظام یہان کا آپ کے خویش کے سپرد کیا انہیں کے ملازموں کا پہرا ہی شبیہ کو تردد ہی کہ دیکھوں
میرے شوہر پر کیا گذرے یہان صاحبقران نے جب انتظام سے فوج کے فراغت پائی فرمایا
خواجہ جمشید کو لاؤ عمرو نے زبان میں سوزن دیکر مشکیں بندھی ہوئیں جمشید کو پیش کیا ستون سے
باندھ دیا اب عمرو نے جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کی جو آنکھ کھلی دیکھا تخت سلطنت پر کلپا ترش تاجدار
نرگس کا باپ جلوہ فرما ہی نرگس تاجدار کرسی پر صاحبقران زمان دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہیں
تمام رئیسان شہر و وزیران سلطنت دست بستہ کھڑے ہیں صاحبقران نے فرمایا ای جمشید خدا
کو حق جانو اور اُس سے ڈرو دیکھو پروردگار نے کیا سامان کیا نرگس تاجدار کو بہ دامادی قبول کر

نرگس تاجدار ہمارا فرزند ہی نرگس کے واسطے ہمنے آنکھون سے استقبال کیا عین آرزو ہی کہ یہ داماد ہی
قبول کرو پروردگار وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی لات و منات کیا سامری و جمشید کون
تھے چند کلمے اسپنے مذمت کفر مین اور چند باتین ثبوت وحدانیت مین اس فصاحت و بلاغت سے
ارشاد فرمائین زنگ کفر آئینۂ قلب سے جمشید کے دور ہوا دل کو سرور ہوا پکارا اُٹھا کہ مین تابعدار ہون
بیٹی میری حضور کی کنیز ہی حضور بعنایت عزیز فرماتے ہین اپنے غلامون کا مرتبہ بڑھاتے ہین صاحبقران
نے اپنے دست حق پرست سے سوزن زبان سے نکالا جمشید رہا ہوتے ہی قدمون پہ گرا جمشید
حق پرست نام ہوا بصدق دل مطیع اسلام ہوا اُسی وقت ترنج خوشبوئی سینے پر نرگس تاجدار کے
لگایا نرگس کی آنکھون مین خنکی دل کو فرحت روح کو راحت ہر مرتبہ آنکھین قدم اقدس امیر پر
ملتا تھا جمشید خوشی خوشی محل مین آیا زوجہ اُسکی شبیہ جادو دوڑ پڑی ملکہ شیرنگ چمپکی جمشید نے
کہا صاحب مبارک ہو ہم مطیع اسلام ہوئے صاحبقران نے نرگس کو فرزند فرمایا کیا رتبے کی بات ہی
کہ صاحبقران زمان کو ہمدمی کہون بیٹی کو بلادین اُسپر قربان ہون اُسی کے تصدق مین یہ مرتبہ
حاصل ہوا ملکہ شیرنگ شرمائی ہوئی آئین باپ نے بیٹی کے ہاتھ آنکھون سے لگائی کہا بی بی نرگس
سے مین نے تمکو منسوب کیا ملکہ شیرنگ نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی جو حضور نے مناسب جانا
وہ کیا لونڈی کو کیا دخل ہی ملکہ شبیہ بھی مطیع اسلام ہوئین مصنف عرض کرتا ہی صاحبقران نے
بڑے دھوم سے نرگس کے ساتھ شیرنگ کی شادی کی عاشق و معشوق صاحبقران زمان کو
دعائین دیتے تھے جب جشن شادی سے صاحبقران نے فراغت پائی جمشید حق پرست تخت پر
ایک تخت پہ والد ماجد نرگس تاجدار بھی کرسی پر بیٹھا ہی دور دور سرداران کا مجمع ہی
جمشید نے دست بستہ عرض کی اب حضور کا کیا قصد ہی صاحبقران نے بیقرار ہو کے فرمایا ای
جمشید حق پرست کیا بیان کرون دو طرح کی جستجو مجھپر واجب و لازم ہی اول تلاش قید سلمانے کو ہر
کن کن مقام پر تلاش کیا مگر ملنا اُنکا منظور پروردگار نہ تھا اور کوئی اُٹھا لے لیگیا ان دونون زنیان چمن
کا قید ہونا مجھے بہت شاق ہی دل اُنکی ملاقات کا مشتاق ہی دوسرے تلاش لوح مین اسقدر خاک
چھانی ہی کہ جسکا ذکر نہین کر سکتا لشکر کہین ہی مین کہین کیا باعث پریشانی ہی دختر بادشاہ سابق
طلسم نورافشان ملکہ خورشید برق وش کہ خواجہ عمرو نے جان اپنی مٹا کے انکو رہا کیا اسی کی
ہدایت سے مین یہانتک پہونچا اب یہ پتہ ملا تھا کہ باغ ہیکلان بن قہار مین لوح ہی اس جستجو مین
تھا کہ نرگس سے ملاقات ہوئی دل نے یہ کہا کہ جو زنانہ قید کوکب کا ہی اُسمین فرق نہ پڑیگا خدا اُسکو
رہا کرے باغ ویران کو کس کد و کاوش سے فتح کیا شاخسار جادو کو جب کچھ بن نہ پڑا قید کوکب و
ہمراہ ان دلارامین کو لیکر اور کہین چلیگئی ملکہ نے مجھسے کہا کہ اب آپ اُنکی رہائی کی فکر نہ کرین جب
جب لوح طلسمی ملیگی اور مرحلہ جات فتح ہونگے اُسی ضمن مین رہائی کوکب کی بھی ہوگی اب مین
جستجوے لوح مین مصروف ہون جمشید نے کہا ای شہریار ہیکلان بن قہار رشتے مین میرا بھائی
ہوتا ہی حضور یہان سے لشکر کشی کرین لشکر تو مقابلے مین اُترے وہ تو آپ سے جنگ مین مصروف ہو
پشت ہی پہ یکہ و تنہا داخلہ کیجیے مین عرض کرتا ہون کہ وسط باغ مین ایک نخل چنار ہی تیمیان اُسکی

مثل شعلہ جوالہ دہکتی ہین اُسکی بیچ مین لوح ہی مگر غلام کا شریک ہونا اس مکار کو ضرور خبر ہوگئی ہوگی
ورنہ یہ عرض کرتا کہ حضور رکھ دو تنہا جائین اب لشکر کشی ضرور ہے اُسی سے [illegible] نکل آئیگا یہ سب
حال سُنکے صاحبقران نے خواجہ سے بیان کیا عمرو نے عرض کی انشاء اللہ اسی حیلے مین لوح ضرور
ملیگی صاحبقران نے تیاری لشکر کو حکم دیا ساٹھ ہزار سوار و پیدل نرگس تاجدار دختر نرگس کا باپ
تخت پر جمشید نے اپنے بیس ہزار سوار ساتھ لیے ساتھ صاحبقران کے ہولیے اب کوچ کرکے
بغرض بیدلی رہ حشمت جمشیدی طرف باغ ہیکلان کے چلے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ کہ تلاش مین تیغہ سحر گُش کے روانہ ہوئے ہین و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

خمسہ عوض ساقی نامہ

من ز پیش آمد اغیار چو رفتم رفتم ۔ مرد از راہ کہ بیزار چو رفتم رفتم ۔ ہا چنین رنجش و آزار چو رفتم رفتم
از جفائے تو من زار چو رفتم رفتم ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جب کہ جی بیٹھ گیا ناز اُٹھانا معلوم ۔ اُٹھ گیا دل تو سماجت سے بتانا معلوم ۔ آ بنی جان پہ جب دم تو بچانا معلوم
پھر گئی جیسے طبیعت تو پھر آنا معلوم ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

در پہ جو گئے آتے ہین گے جاتے ہین ۔ ہم نہین آپکے ہر بار کہے جاتے ہین ۔ جو ہیں صرف کسی سے بھی سہے جاتے ہین
اپنی پھر خاطر الفت سے رہے جاتے ہین ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کسلیے کوئی حریف غم و حرمان ہوگا ۔ پائمال ستم رشک رقیبان ہوگا ۔ تختۂ مشق جفا ہائے نمایان ہوگا
چھوڑ دینے جو نہین دیکھ پشیمان ہوگا ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ہی دیوانہ سمجھ کا تری ای یار ہو نہین ۔ قابل لطف عدو لائق آزار ہون مین ۔ غیر کو عیش ہوا در پئے بیزار ہون مین
ہاتھ سے مجکو کھو دیکھو وفادار ہون مین ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

صبر آئے جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی ۔ نہ لگے آگ جو اسکو بھی جلائے تو کبھی ۔ ہی یہین پر جا کہن ہان کہ نہ آئے تو کبھی
ہم کو دن آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہین آتا تجھے بیداد ظالم ۔ دل ٹھہرتا نہین ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم ۔ تیری محفل سے چلے سخت کدر ظالم
ای دل زار از جفا پیش ستمگر ظالم ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

ایسے دل موڈ کے پھر شکل دکھائیگا کوئی ۔ اور کیا کرکے یہ غم دل سے بھلائیگا کوئی ۔ کونسی بات ہی جس بات پہ جائیگا کوئی
سر پھرا ہی کہ ترے پاس پھر آئیگا کوئی ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیوں آزردہ ہون کچھ جان سے بیزار نہین ۔ مجھ مین تاب ستم غیرت اغیار نہین ۔ جس سے ملجائے تجھے ڈھونڈ کے وہ آزار نہین
اپنی ہو ترک وفا سے تو دشوار نہین ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق مین باقی ہو سراسر رنجش ۔ یعنی موجود تھی ملنے کی برابر رنجش ۔ بسکہ ہوتی گئی ہر بار فزون تر رنجش
اپنی بیحد و نہایت ہی ستمگر رنجش ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

[illegible] جب آزار کو لیے پایا | عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا | تو سمجھا نہ سمجھ میں نے تجھے سمجھایا
یہ نہ سمجھو کہ گیا اور سمجھ سے آیا | لطف کن لطف کہ این بار جو رفتم رفتم
اے صنم رشک سے کب تک کوئی ناشاد رہے | مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے | دیر ویران تھی کعبہ مرا آباد رہے
بیٹھے مومن یہاں چلا جاؤں گا میں یاد رہے | لطف کن لطف کہ این بار جو رفتم رفتم

پہرہ رہروان بادہ حیلہ سازی دطے کنندگان منازل سرفرازی داستان شوکت عنوان خاور سپاہ نوجوان کو یوں
تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف ترنم سرایان شیرین مقال + چنین مینگارد زر کلک خیال + شاہزادہ ملک قاسم
مع لشکر ظفر اثر جو کہ خبر جاہ وجلال بدیع الزمان سن چکے تھے کہ کئی قلعے فتح کر کے آتے ہیں یہ خبر بھی سنی کہ جہاں
شیشہ سحر کش پاس کیوس مردار خوار کے ہے اسی جانب جاتے ہیں بادشاہ لشکر عمر گورزاد حبشی وغیرہ
ہمراہ ہیں سمک یلداقی عیار عرض کرتا ہے ای شہریار اگر قلعہ کیوس پر پہونچے اور شیشہ سحر کش ملگیا تو
آپ ہی کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا شاہزادہ خاور سپاہ کو بھی جلدی ہے فرماتے ہیں یہ تحفہ دستیاب ہو
آشنا تو ہو جائے کہ پھر سحر کسی کا تاثیر نہ کرے سمک کہتا ہے میں نے سنا ہے شاہان نور افشان نے اس شیشے کو
باغ میں کیوس مردار خوار کے رکھا ہے اسی طرح رہروی کرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچے
نواح دلکشا کو دیکھ کر شاہزادہ گھوڑے سے اتر پڑا صحرا میں ٹہلنے لگا سمک سے فرماتے جاتے ہیں کہ اگر
مناسب ہو تو آج اسی مقام پر مقام ہو شاہزادہ ٹہل رہا ہے ساتھ والے بھی اترنے لگے بادشاہ لشکر بھی
ٹہلتے ہوئے قریب آئے فرمایا ای شہریار ابھی اس مقام پر اترنا مناسب نہیں ہے دو چار کوس نکل چلیے شاہزادے
نے بند قبا کھول لیے تھے کہ یکایک آسمان سے ایک پنجہ گرا قاسم کو وہ پنجہ اٹھا لیگیا شاہزادہ عمر گورزاد حبشی نے
سر پیٹ لیا فرمایا ای سمک یلداقی غضب ہوا شاہزادے کو کوئی اٹھا کے لیگیا جلد تلاش میں جاؤ
سمک نے کہا اب آپ لوگ اسی مقام پر اتریں جب تک میں پلٹ کے نہ آؤں جب تک یہاں سے لشکر نہ
بڑھے جب آؤں تو حضور کو اسی مقام پر پاؤں یہ کہکے سمک یلداقی قنطورہائے زر بفتی لگا کے روانہ ہوا
بادشاہ مجبور و لاچار مضطر و بیقرار اسی مقام پر اتر پڑے فرماتے ہیں کہ یار و جو دل میں حسرت ہے کہ جب تک
طلسم نور افشان کو فتح کریں وہ تقدیر پوری ہونے نہیں دیتی اگر ہمارے شاہزادے کے ہاتھ سے طلسم نور افشان
فتح ہو بڑی خوشی کی بات ہے بڑا افسوس یہ ہے کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو قید کر لیا بادشاہ تو اس
انتشار میں ہیں سمک یلداقی بیقرار بیقرار جاتا ہے فکر ہے کہ ای سمک یہ کیا ہوا کون دشمن لگا ہوا ہے
صورت بدلے ہوئے ہے مسافر کی صورت بنائے ہر مقام پر پتہ و نشان دریافت کرتا جاتا ہے لیکن قاسم کی جو آنکھ کھلی
دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام مسند پر بیٹھی ہے اپنے ہاتھ پاؤں بیکار پائے اپنا نام صنم جادو بتاتی ہے کہہ رہی ہے
کہ ای قاسم میرا وصل قبول کریں مدت دراز سے تجھ پر عاشق ہوں جب تو قید خانے میں قید تھا میں
ملاقات کو شاخسار کے گئی تجھ پر عاشق ہوئی قصد کیا کہ تیری رہائی کی تدبیر کروں جب سنی تو یہ سنا
کہ تم قید سے چھوٹ گئے تمام بیابان چھلنے بہار دیکھنے پھر آیا آج اس دشت سبزہ زار میں تمکو پایا اٹھا لائی
اب میرا وصل قبول کرو وہ مرتبہ کروں کہ عالم عالم رشک کرے قاسم گالیاں دینے لگے کہ او ملعونہ کیا
بکتی ہے کہیں مجھے ہو سکتی ہی نہ صنم جادو نے قاسم کو قید کیا اب مصنف عرض کرتا ہے کہ کیوس مردار خوار
کی دختر ملکہ زرین گیسو کشادہ اس کی مصاحب ہے اعتکاف میں کیوس مردار خوار کو قتل کروں دام تزویر

پھیلاؤں تمکو بادشاہ بناؤں جب قاسم نے نہ مانا ایک مکان میں قید کر رکھا تھی چونکہ ملکہ زرین گیسو کشا کی مصاحب تھی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہونٹھوں پر خشکی آنکھوں میں تری تمام اس میں ابتری سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے صنم جادو کو جو اس حال میں دیکھا پوچھا کیوں صنم جادو آج مزاج کیسا ہے صنم جادو کا دل بھرا ہوا تھا ضبط نہ ہوسکا عرض کی رو رو کر کیا کہوں میرا تو یہ حال ہے نظم

سرکشی اور ہوا ب کسل گوارا مجکو — راست خوش آگئے نہ جب گردن مینا مجکو
ہاتھ پر رکھکے دیا جام شراب پرنور — آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجکو
نکہت گل کی طرح باغ جہان میں ہے محیط — تجھسے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجکو
گل سے چھپتی نہیں بو راز چھپیگا کیونکر — گر نہ دے چاک گریبان کہیں رسوا مجکو
رد ٹھکرا اپنے صنم سے جو چلا میں افسوس — نہ ملا کوئی ناقوس کلیسا مجکو
آج مہمان ہوں اک مہ لقا کے گھر میں — عشق میں بار سے ملا اوج مسیحا مجکو
وہ تو غفلت سے یہ کہتا ہے کہ کل آؤنگا — اور اک دم نہیں جینے کا بھروسا مجکو
کھینچے جلاد اجل خط مری گردن پہ کہیں — یاد آیا ہے اب اُس طفل کا گنڈا مجکو
بستر غم پہ ہے ضعف کہ رہتا ہے خیال — چین ڈالے نہ کہیں صورت دیبا مجکو
تو بھی اشکوں کی روانی کا نہ ہو مجھسے بیان — بہہ تقریر لیں گر لب دریا مجکو
دست پیغامبر یار میں مکتوب نہیں — آکے موسے نے دکھایا ید بیضا مجکو
رنج ہجران صنم دل کے برابر ہے عزیز — ہے سوا اور شب دیجور سویدا مجکو
وہ خریدار ہوں بازار جہان میں تلخ — غیر سودا نہیں ملتا کوئی سودا مجکو

ملکہ زرین گیسو کشا نے فرمایا کیوں اے صنم جادو مزاج کیسا ہے یہ تنے اشعار کیسے پڑھے یہ پہیلی میری سمجھ میں نہیں آئی ہے صنم جادو رونے لگی کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کروں عجب سانحہ کنیز پر گذرا حضور تو بخوبی واقف ہیں کہ ملکہ شاخسار جادو کہ جو داروغہ باغ ویران ہیں بیسے اُنکے بہنا یا ہے ایک دن جو لاقات کو گئی سبزہ صاحبقران وہاں قید تھا یعنے شاہزادہ غادرسپاہ صاحب عزت و جاہ اُسکو دیکھکر کنیز مائل ہوگئی گیا اُسکے حسن و جمال کی تعریف کروں ایسا جوان رعنا صاحب شوکت و لیاقت میری نگاہ سے نہیں گذرا کوئی باعث ایسا ہوا کہ وہ قید سے چھوٹ گئے میں تلاش میں تھی آج اُسکو ایک صحرائے سبزہ زار میں پایا اُٹھا لائی لاکھ لاکھ طرح پر سمجھایا وہ ظالم نہیں مانتا اس طرح پر رو رو کے صنم جادو نے حال بیان کیا کہ ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی دل مشتاق ہوا کیونکر اُس جوان کو دیکھوں کہا کیوں صنم کہا جادو تو نے اب کیا کیا صنم جادو نے کہا میں نے قید کیا ملکہ نے کہا اے صنم تمکو اُسکے حال زار پر رحم آیا صنم جادو رونے لگی کہا واری اُسکی بھولی بھولی باتوں نے مجکو مارا مگر بڑا اکیلا ہے جو بات کہی اُسکا جواب ٹکا سا دیا مکوا اب جھکاتا ہے اس طرح جو صنم جادو نے حال قاسم کا بیان کیا کہ ملکہ کو بھی رغبت ہوئی کہ میں کسی طرح اس نوجوان کو دیکھوں اور باتیں کروں بلکہ اگر ہو سکے تو قید سے رہا کر دوں اس وقت خاموش ہو رہی پھر پوچھا اے صنم جادو اب کیا کرو گی کہا واری پھر سمجھاؤں گی شب کو ارادہ ہے کہ جلسہ آراستہ کروں اس جوان کو سمجھاؤں اگر اُسنے مانا تو خیر ورنہ شاہان طلسم نور افشان کا یہ دشمن ہے اسی کا جد بعہد جد ولکہ فتح کرتے ہوئے

ملتے آتے ہین یہ جوان بھی کسی فکر مین ہر ملکہ خاموش ہو رہی صنم جادو گئی ملکہ نے کنیزون سے کہا صاحبو صنم جادو ایسی باتین کر گئی کہ میرا خود بخود دم گھبراتا ہی مجکو بخوبی یاد ہی کہ ایک دن والدہ نے بھی ذکر کیا تھا نہین معلوم کیا باعث تھا کہ پوتا حمزہ کا شاہزادہ تھا ور سپاہ برائے فتاحی طلسم نور افشان جاتا ہی یا جاتا تھا آج مین والدہ سے پوچھونگی یہ سوچکر چپ ہو رہی دن تو ملکہ نے تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو یہ کہکر کوٹھے پر چڑھی کہ دیکھون بی صنم جادو کیا کرتی ہین جس وقت سے وہ گئی ہین دل کو خود بخود بیقراری ہی دل چاہتا ہی مین نکلجاؤن گریبان چاک کرون دل کی یہ کیفیت ہی نظم

بس ہی عذاب ہجر ترے دل کباب کو
مرقد مین آئینگے نہ فرشتے عذاب کو

ہنسیے نہ دیکھ دیکھ کے چشم پر آب کو
حاجت نہین ہی برق کی کچھ اس سحاب کو

ہم رند بے شراب تھے ساقی مرے ہوئے
جیسی کا لب کہین لب جام شراب کو

دی عشق رخ نے قید غم دہر سے نجات
چھٹی ملی جو پڑھ چکے ہم اس کتاب کو

چھٹکر بھی ہم بیٹھنے کبھی اُٹھنے ای فلک
پھر انقلاب ہوگا ترے انقلاب کو

کہتے ہین مجھسے بوسہ دہ دیگر شب وصال
صاحب ذرا نہ چھو لیے گا اب حساب کو

دکھلا دے ساقیا لب ساغر کا معجزہ
اٹھا دے دو دو آتش می سے سحاب کو

لو پھر کمند جنبش موج ہوا ہوئی
شوق چمن ہوا دل خانہ خراب کو

قطرے کی جا ٹپکنے لگے غنچہ اسے گل
دھویا جو یار نے رخ رشک گلاب کو

دل مین ہوا ہے رخ کو ترے دیتے ہین جگہ
رکھتے ہین مہد غنچے مین بوے گلاب کو

آغوش پر کرم تو بظاہر نہین مگر
چپکر وہ میری آنکھون مین آتے ہین خواب کو

بہکا ہی بام پر ترے جلوے کو دیکھکر
بھولا ہوا ہی وقت غروب آفتاب کو

زیبا ہی سب غرور حسینون کے واسطے
ہی ماہ کو جمال جلال آفتاب کو

خالی پلا نہ شربت دیدار وقت قتل
قاتل ملا لے تیغ تبسم کی آب کو

ہوتے ہے روند ڈالیے مجھ سوختہ کی خاک
سرمہ ضرور چاہیے چشم رکاب کو

دوبارہ دور ساقی کوثر نے ای صفیر
پھیرا ہی جام مے کی طرح آفتاب کو

ملول و حزین ملکہ زرین گیسو کشا حیران و پریشان و مضطر و بیقرار کوٹھے پر آئین سر اٹھا کے دیکھا کی صنم جادو سرنگون بیٹھی ہی سامنے ایک آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری نہنگ بحر جرات آفتاب عالمتاب آسمان جلالت شمکرہ بان بیڑیان پہنے بیٹھا ہی صنم جادو منتین کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی کہتی ہی کیون او ظالم میرے قتل کا طالب ہی تیرا عشق میری جان پر غالب ہی ای قاسم جان دیدہ و دل جب صنم جادو بہت کہتی ہی او دل تو قاسم کچھ جواب نہین دیتے جب یہ درہم و برہم ہو کے کہتی ہی کہ او مغرور جواب تو دے ہائے کیا کرون فلک نے کیا سامان دکھایا راتون کو نیند نہین آتی ہی طبیعت رہ رہ کے گھبراتی ہی کدھر نکلجاؤن کسکو اپنا حال دکھاؤن نام کمبختون کا مشہور ہو گیا کل شب کو کیسی کیسی تڑپی کسی طرح نیند نہ آئی ہر مرتبہ غل مچاتی تھی تڑپ تڑپ کے رات کاٹی جب دم لبون پر آیا تب گریبان سحر چاک ہوا روتی ہوئی اُٹھی زبان پہ

یہ اشعار عاشقانہ گا رہے تھے غزل مومن

مین ہلاک اشتیاق طرز گفتن ہو گیا | دوستی کیا کی کہ اپنا آپ دشمن ہو گیا
دھو دیا اشک ندامت نے گناہون کو مرے | تر ہوا دامن تو بارے پاک دامن ہو گیا
ہو گیا سُنکر نوید وصل شادی مرگ مین | لب تلک یہ زمزمہ آیا کہ شیون ہو گیا
کون سا گذرا بیابان سے شہسوار نازنین | سبزۂ تربت مرا پامال توسن ہو گیا
زخم تو بھی مرہم زخم کہن ہو چارہ گر | بند تیر یار سے سینے کا روزن ہو گیا
ہم جلوسے کو بھی وہ کہتے ہین اب بے پردگی | جسم کا ہے دیدہ وہ کسکا صرف چلمن ہو گیا
بسکہ مین سارے برس روتا رہا غم مین ترے | جیٹھ اور بیساکھ کا بھی چاند ساون ہو گیا
اُف رے سوز عشق بریان دلکی انگیٹھی ہے | شہر مین گل پہ جلوہ تا وہ بھی گلخن ہو گیا
پانون زندان سے اُٹھے کیا سر اُٹھا سکتے نہین | حلقۂ زنجیر آخر طوق گردن ہو گیا
جانتے ہین کیا ملائک اُس پری رخسار کو | پردۂ [illegible] پردۂ افلاک چلمن ہو گیا
شہر مین ہے شہرہ کس قد قیامت ناز کا کہ بن | جلوہ گاہ حشر ہر کوچہ و برزن ہو گیا
خاک اُڑائی مین نے کیا طرز جنون قیس کی | شہر جہان آباد سارا نجد کا بن ہو گیا
مومن دیندار نے کی بت پرستی اختیار | ایک شیخ وقت تھا سو بھی برہمن ہو گیا

اسقدر بیقرار و بیتاب ہی قاسم سے ہرچند کہتی ہی قاسم سے جواب سخت ملتا ہی کبھی قدمون پر گرتی ہی کبھی گرد پھرتی ہی قاسم کی بیقراری طلسم جادو کی اشکباری لکھنے سے دور ہی حال مصیبت مال دیکھا بیقرار ہین بحال تباہ قاسم دلبیکر ہوش درست نہ رکھے کوشمہ سے اُترین گھر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے خاموش اکر بیٹھین ہر چند کنیزین پوچھتی ہین کہ مزاج اقدس کیسا ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین جب کنیزون نے بہت پوچھا کہا حال مصیبت مال اس نوجوان کا دیکھکر دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کیون صاحب عشق و عاشقی زبردستی بھی ہوتی ہی یہ کیا قیامت ہی کہ وہ تو انکار کرتا ہی اب یہ جرات ازبری لوٹی پڑتی ہی رات بھر ملکہ بیقرار رہین صبح کو اُٹھین محلدار نے عرض کی چوبدار شاہی آیا ہی آپ کے والد نے یاد فرمایا ہی کہ دو دن سے ہمنے ملکہ کو نہین دیکھا جلد بلا لاؤ ملکہ بستر سے اٹھین کہا اچھا لاؤ محافہ کنیزین تیار ہو کے آئین ملکہ محافے مین سوار ہو کے گئین جب محل مین اُترین ناظر نے جا کے کیوس سردار خوار سے کہا کہ صاحبزادی تشریف لائی ہین کیوس محل مین آیا بیٹی کو گلے سے لگایا ملکہ نے پوچھا اے والد نامدار مین سنتی ہون کہ طلسم کشا نے کوہ ہفت جوش کو فتح کیا اور طلسم کی فکر مین پھر رہے ہین ایک دن نبیرہ حمزہ کا آپنے ذکر کیا تھا کہا فرزندان حمزہ بھی برائے طلسم کشائی آئے ہین آپ نے ذکر خاور سیاہ کیا وہ کس منزل مین تھا کیوس سردار خوار نے کہا اے نور نظر یہ ذکر نہ کر وہ ایک بیٹے نے حمزہ کے لوح محفوظ پائی ہی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نبیرہ حمزہ نے تیغہ سحر کش پائی ہی اگر فتح کیے کوئی اُسکا سامنا نہ کر سکتا تھا شاہان طلسم جو گئے تیغہ اُنکے قبضے سے نکالا اے نور نظر چونکہ مین انتظام طلسم پر ہون حفاظت میرے متعلق وہ تیغہ شاہان طلسم نے میرے پاس بھیجا مین نے اُسکو خزانے مین رکھا ہی اب بھی وہ نبیرہ حمزہ کہین ازور رہا ہی بڑی بات یہ ہی کہ ابھی تک یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ تیغہ میرے پاس ہی ورنہ وہ ادھر کا قصد کرتا

نے سوسن سے پوچھا کہ تیغہ آپ نے خزانے مین رکھا ہی مگر اُسکی کنجی کہان ہی کہ سوسن نے کہا کنجی اُسکی میرے
پاس ہی خبردار اے فرزند اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ میری جان پر بنیگی ملکہ چپ ہو رہی مگر دل کو خلش
بیقراری کہ اُس جوان سے کیونکر ملاقات کرون با صد ملون اگر تیغہ اُسکے پاس پہونچگیا تو قیامتین
برپا کریگا شاہان طلسم سے بھی مقابلہ پڑچکا اپنے پلنگ پر جاکے سو رہی بیقراری مین نیند کہان
جب ملکہ زرین گیسو کشا نے دیکھا کہ رات کم باقی رہی اور محل مین سناٹا ہوا دبے پاؤن اُٹھی قریب
باپ کے آئی ازاربند سے اُسکے کنجی کھولی دوڑی ہوئی قریب خزانے کے پہونچی قفل کھولا نشان تو
دریافت کرچکی تھی تیغے کو اپنے قبضے مین کیا لیکن دیکھا کہ رات بہت کم باقی ہی گھبرا کر چلی اسقدر
بیقرار تھی کہ ایک کنیز سوسن نامے جو پاس تھی اُسکو ہمراہ لیا دروازہ محل کا کھولکے چلی کہا کہ جان
سوسن اسوقت صنم جادو کیا کر رہی ہوگی کہا حضور اُسی قیدی پر ظلم و بدعت کرتی ہوگی ہرچند جلد نیام
اگر تیغہ بران مہتابان نیام مغرب سے نکلا یہان صنم جادو رات بھر قاسم کو لیے بیٹھی رہی ڈرایا دھمکایا
یہ ملحوظ رہے کہ جسم پر قاسم کے جسقدر قید ہی وہ سحر صنم جادو کی ہی جب صنم جادو نے دیکھا کہ اب
صبح ہوگئی یہ کہکر اُٹھی کہ اے جوان آج تجھکو قتل کر دونگی قتل کرکے مین بھی زندہ نہ رہونگی چادر سیاہ
بارہ دری مین بیٹھے ہے یاران سیاہ سحر جسم مین پنہے ہوئے ہین پہلو بدل رہے ہین صنم جادو
غصے مین چلی اس خیال مین کہ کمرے سے تلوار نکالکر لاؤن اسکو ڈراؤن شاید جان کے خوف سے
قبول کرے ملکہ زرین جو چلی تلوار قبضے مین سوسن کنیز پشت پر خوف بھی دل کو ہی کہ صنم جادو
ساحرہ ہی اتفاق سے جس کمرے مین آکے ملکہ چھپین منظور یہ ہوا ہی کہ چھپ کر دیکھون قاسم کے
ساتھ کیا کر رہی ہی ملکہ نے دراسے دیکھا کہ صنم جادو افتان و خیزان آئی ہی شب بھر شراب پی
اُسکا خمار غصہ مزاج مین کہ ہاے رات بھر شراب پی ہی اُسکا بھی خمار نہ دفع ہوا غصہ از حد کہ
ہاے اس ظالم نے میرا کہنا نہ مانا تیغہ برہنہ کھینچکر سامنے جاؤن شاید بخوف قبول کرے اسی پیچ مین
دل سے باتین کرتی ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی آئی ہی زرین گیسو کشا نے دیکھا کہ صنم جادو اسی کمرے مین
آئی ہی تیغہ کھینچکر سے نکل للکارا کہ او صنم جادو ایک بندۂ خدا کو رات بھر ستایا تیرے کیا
ہاتھ آیا کوئی ایسا ستم کرتا ہی وہ تیرے اوپر عاشق نہین اور تو جان دیتی ہی عشق و عاشقی زبردستی
بھی ہوتی ہی صنم جادو نے جو سر اُٹھایا چونکہ اسکی نوکر رہی ہی ہنس پڑی کہا واری آپ کیون میرے
مقدمات مین دخل دیتی ہین حقیقت مین اس ظالم کو قتل کر دونگی ملکہ نے تیغ کھینچا کہا حرامزادی مین تجھکو
قتل کرنے آئی ہون صنم نے حقیر جانکر آنکھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑے پھر
اسم جو بھی پڑھا وہ تیغہ سحر کش ہی سحر کب تاثیر کرتا ہی جیسے ہی اسنے دوایا نیچے آنکھون کے نیچے چمکا
یہ بھولی ملکہ نے پیترا بدلکے ہاتھ مارا کہ صنم جادو کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ کے بے اختیار منہ سے
نکلا گیا وہ مارا سوسن خواص نے کہا واری کیا کارنمایان کیا اس ظالم کو خوب واصل جہنم کیا یہی مناسب تھا
ہی حضور نے کیا صنم جادو کے مرنیکی علامت یہ ہوئی ہی شور غلغلہ اُٹھے قاسم کے جسم سے یاران سیاہ
جلکر گرے قاسم بھی اُٹھے سمجھے کہ کسی نے صنم جادو کو مارا اب تو میری رہائی پائی جابجا ساحرون سے
لڑائی پڑی قاعدہ ہے سب آگاہ ہوگئے مین دھوم کے قاسم چلے ہتھیار لئے اُسی مقام پر رکھے تھے تیغہ حمائل کیا

گمان کیا کہ دوش پر ڈالی صحن کی جانب چلے دیکھا تو آسمان سے آگ برس رہی ہے آواز آ رہی ہے کہ کشتی مرا
نام ہے صنم جادو بہ وقاسم حیران ہیں کہ کس دوست صادق نے اسکو مارا یہان ہمارے ساتھ دوستی کرنیوالا
کون تھا معبود حقیقی نے غیب سے یہ سامان کیا ادھر سے ملکہ زرین گیسو کشا آتی ہیں ادھر قاسم بارہ دری
سے نکلے اب قاسم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حور وش ماہ آسمان حسن و جمال خورشید درخشان چرخ جمال
بوٹا سا قد نکسن لباس بھاری پہنے ہوئے دریاے جواہر مین غرق فرد مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین
ابرو ہلال پنجہ خورشید اُسکے گیسو دنکا شانہ تھا پنجہ ہلالی چمکاتی ہوئی غنچہ دہن داگو ہر ابدار سے منہ
کھل رہی ہے خواص سے فرماتی ہوئی آتی ہین کہ ایک بندہ خدا کو اس حرامزادی نے ناحق قید کیا قتل کرنے
چلی تھی یہ نہ سمجھی تھی کہ ہماری موت قریب ہے قاسم کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئے پکار اُٹھے اے شہنشاہ خوبی دو
اے رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی تحسین ہے اس سنگدل کو مارا ہمپر بڑا احسان کیا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا
ادھر سے قاسم جاتے ہین اُدھر سے ملکہ زرین گیسو کشا مسکراتی آتی ہین کبھی ہنسکر سر جھکا لیا کبھی شرمانا
کبھی جلدی مین منہ سے نکلگیا کہ صاحب الگ رہیے میرے قریب نہ آیے اسوقت خون میرے سر پر
سوار ہے ایسا نہ ہو تجھ چلجاے قاسم مسکرا کر فرماتے ہین میرے واسطے تیغ کی کیا ضرورت ہے جنبش ابرو
کافی ہے ہم تو گرفتار طرۂ گیسو ذبح خنجر ابرو ہوئے اب تم کیون قائل فراق ہو تیر مژگان دل پر پڑے ہم تو
زخمی بخوبی ہو چکے ہاتھ کیون ہلایے جنبش ابرو کافی ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا صاحب ان باتون کو مین نہین
جانتی کہ آپ بے تلوار ذبح ہو گئے ان باتون سے کیا فائدہ البتہ قلق تو ضرور ہوا ہوگا تمھاری جیسی قتل ہوئی
یہ باتین اگر آپ اُس سے کرتے تو زیبا تھا یقین ہے کمبخت کو سنے کی بیٹھنے والی سحر و ساحری کو بھی نہین جانتی
ان باتون کو کچھ نہ سمجھون آپ بھی تلوار کھینچیے اپنے چاہنے والے کا بدلا لیجیے یہان تو یہ رنگ ہے وہان
کیوس مردار خوار کی جو آنکھ کھلی آواز آئی کشتی مرا نام ہے صنم جادو بہ دگھبرا کر صحن خانہ مین آیا سر اُٹھا کر
دیکھا قمر صنم سے یہ آوازین آ رہی ہین یون بلٹ کے دیکھا خزانے کا دروازہ کھلا ہوا پڑا ہے ازار بند پر
ہاتھ ڈالا کنجی کو جو نہ پایا منہ سے نکلا یا وغضب ہوا نہ دیکھا اسکی صہبا سے جادو کہتی ہوئی دوڑی
صاحب کیا ہوا اسنے کہا صاحب غضب ہوا ارات کو تھا۔ ہی صاحبزادی بلند اقبال شتیغہ عرش
کا مجھسے حال پوچھا یا شاید صنم جادو لیکے اُسکے مرنیکی آواز کیون آئی یہ کہکے بلند ہوا آسمان پر
آکے دیکھا کہ تیغۂ سحر کش زرین گیسو کشا کے ہاتھ مین ہے قاسم عذر کرتے ہوئے چلے آتے ہین بیلا
تصور قاسم دیکھ چکا ہے تلوار کو بھی پہچانا کہ ملکہ کے ہاتھ مین ہے پکار پکار کے کہ رہی ہے کہ صاحب
اپنا تیغ لیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے لشکر کو جایے ہین آواز سے نہین بھتی قاسم فرماتے ہین تیغ
تمھارے پاس اتنا تیز ہے کہ ایک ہاتھ ہمکو بھی لگا دو اپنی تو یہ کیفیت ہے **نظم**

کس منہ سے کہتے ہو کہ ترا دل بدل گیا	لیجیے آپ کا مزاج نہ تھا جو بدل گیا
خالق کو بھی پسند جو ہے گرسنگی مری	پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا
اب جاے خون دہان جراحت مین پیپ ہے	کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا
مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین	پیدا ہی ہوئے آنکھ سے باہر نکل گیا
انجام عمر سے بڑھی کیا کیا خمیدگی	دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈھل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہوئی آجکل
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا

پھبتی شناسائی یار نے آئے ہلال عید
ملنے کو جھک کے جو مین قریب بغل گیا

ان التفات یار سے بیمار جان بلب
اچھا تو کیا ہوا ہی مگر کچھ سنبھل گیا

بوسون سے غیر کے لب شیرین ہوئے ہین تلخ
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہی
کس روز تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا

ممکن نہین کہ راست کبھی کج مزاج ہو
اس چرخ پیر کا نہ جوانون سے بل گیا

پھر کہدیا کچھ اس بت وعدہ خلاف نے
پھر کچھ دنون مریض محبت سنبھل گیا

تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے
جب کوئی گل ہنسا تو مرا دل دہل گیا

صیاد ساتھ ہی چمن کائنات مین
قسمت تو پیا کر گئی اگر دل بہل گیا

مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم
مضمون کی تازگی سے ذرا دل بہل گیا

آسمان سے پہونچ کہ کیوس مردار خوار نے دیکھا بیٹی کو للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہی خبردار تیغہ نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا باپ کی جو آواز سنی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آ گیا اس زور سے کیوس نے آواز دی کہ زرین گیسو کشا تھرتھر کانپنے لگی تیغہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا گھبراہٹ مین منہ سے نکلا بابا جان مجھے خطا ہوئی لیکن اس جوان کو قتل نہ کیجیے گا اب تیغہ تو زمین پر پڑا ہی کیوس کندے باندھے چلا کہ تیغہ اٹھالون قاسم نے جو دیکھا کہ یہ ساحر بڑے زور و شور سے آتا ہی ملکہ خوف سے زمین پر گر پڑی اٹھتی ہی مگر دل بیٹھا جاتا ہی باپ کے خوف سے قلب تھرتھراتا ہی قاسم نے چاہا دوڑ کے تیغہ اٹھالون کیوس مردار خوار قریب آ چکا ہی خیال مین آیا کہ ای قاسم پہلے اسکو مارو اگر اس محسن کو پکڑ کے لیجائیگا وہ سزا دیگا کہ یہ اٹھا نہ سکیگی کیوس تو کندے باندھے ہوئے آتا ہی کا بالکل خیال نہین یہ منظور ہی کہ تیغہ اٹھالون قاسم نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زنبورک خدنگ سخت سوفار زہر پیکان عقاب پر بعد گرد و فراز کمان مین پیوستہ کیا جیسے ہی کیوس نے چاہا تیغہ پر گرون قاسم نے تاک کے تیر مارا سینہ پر کینے کیوس پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کے پار گذرا کیوس دم سے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی ملکہ اٹھ کھڑی ہوئین کہا صاحب کیا کمال کیا اگر تیغہ اسکے قبضے مین جاتا قیامت برپا ہوتی ملکہ چاہا بڑھ کے زمین سے اٹھین اب قاسم بڑھے کہ مین تیغہ اٹھالون وقت وہ ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب اپنے دربار مین بیٹھے ہین ذکر طلسم کشا ہو رہا ہی مصاحبون نے کہا تصویر سامری سے پوچھیے اب طلسم مین کیا ہو رہا ہی کوٹھا کھولا سونے کی پتلی ہنستی ہوئی نکلی سحر العجائب نے کہا ای ہمشیرہ سامری طلسم مین کیا کیفیت ہی پتلی نے کہا اوس سحر کو تو بیان کرو کی اس وقت ایک معرکہ حیرت افزا گذرا ہی شاہزادہ قاسم نبیرۂ صاحبقران اپنے دادا کے لشکر سے جدا ہوا تھا جیسے موت نے کیونکر گھیرا صنم جادو مدت سے عاشق تھی سامری نے جمشید نے یہ تقدیر کی کہ زرین گیسو کشا دختر کیوس اسپر عاشق ہوئی تیغہ سحر کش چرا کے لائی اسی تلوار سے صنم جادو کو مارا کیوس مردار خوار پہونچا پسران حمزہ سب صاحبان لیاقت و جرأت ہین ہراس فلک سے بھی نہین ڈرتے قاسم نے کیوس کو تیر مارا اسپر مجکو ہنسی آئی امی کہ

تیغہ زمین پر پھینک یہ سنتے ہی سحر العجائب نے آواز دی ای عقاب لینا ایک جادوگر ٹر ٹر کر اُٹھا عقاب
بنکر چلا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ قاسم کی دور سے بلائیں لے رہی ہیں کہتی ہیں صاحب کیا کمال کیا
قاسم کہہ رہے ہیں ای جان جہان تمہاری محبت نے یہ کام کرایا ورنہ مجھسے کیا ہو سکتا تھا تمنے
بڑا کار نمایاں کیا صنم جادو کو مارا اگر آپ میرے حال پر مہربانی فرمائیے میری عجب کیفیت ہے اپنے
قابو میں نہیں ہوں

نظم

شبنم ز ابر دیدہ فشانیم بر چمن
آتش ز سوز سینہ در دل شمع اثر کنیم
مخفی قطار ہفتہ ایام بگسلد

کو ہمدمے کہ نغمۂ داؤد سر کنیم
لبہائے غنچۂ سرخ چو خون جگر کنیم
صد در روز ہجر شب کشی کے وصل لو د
در کوے عاقبت چو نسیم ار گذر کنیم

آہ دلے بہرہ با دیدہ تر کنیم
از آہ سرد خویش ندیدیم چون اثر
بگذاشت روزگار کہ شامی سحر کنیم

ملکہ نے کہا ای شہریار پہلے تیغہ
اُٹھا لیجیے اب میں آپ کے ساتھ ہوں اب کہاں جاؤنگی باپ مارا گیا ماں صہبائے جادو رہا پیونکر
کاٹینگی کہ صہبا بھی وہانسے چلی اُس وقت پہونچی کہ قاسم و ملکہ سے باتیں ہو رہی ہیں لاشہ کیوس کا
زمین پر تڑپ تڑپ کر سر دھنا پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ تو نے باپ کو قتل کرایا ملکہ نے جوان ہو کر
ہاتھ باندھنے لگی کہا ای مادر مہربان میرے حال پر رحم کیجیے وقت فتح ہونے طلسم نور افشان کا آگیا
اسی شوہر کا ساتھ دیجیے صہبائے جادو نے کہا او گیسو بریدہ شوہر کا لاشہ دیکھوں اور صبر کروں
اور قاتل شوہر کا ساتھ دوں میں اول تیغہ تو قبضے میں کروں یہ کہکے تڑپی کہ تیغے پر گروں اور
اسی تیغے سے قاسم کو قتل کروں کہ آسمان سے نعرہ ہا منم عقاب جادو خبردار او صہبا
تیغہ نہ اُٹھانا صہبا نے پلٹ کے کہا او ظالم میرے شوہر کو یہ تیغہ سرکار شاہان طلسم نور افشان
سے ملا اب اسکی میں نگہبان ہوں عقاب نے کلمات سخت کہے کہا او گیسو بریدہ اپنے گھر میں
دشمن شاہ کو بٹھایا بیٹی کو پیش کیا شوہر کو قتل کرایا اب باتیں بناتی ہے اب میرے ہاتھ سے بچ کے
کہاں جائیگی صہبا نے سحر کیا عقاب جادو نے سحر کو کب اتنا ہی ضبط کے ایک منقار ماری سینے
کو توڑ کے صہبا کے پار کر دی لاشہ صہبا کا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صدائیں ہیبتناک آنے لگیں
آخر میں آواز آئی کشتی مرا نام صہبائے جادو بود قاسم و ملکہ تو ٹہر لینے لگے عقاب بھی تڑپ کے
گرا اُسی تاریکی میں اُسنے تیغہ اُٹھا لیا اب جو روشنی ہوئی قاسم نے دیکھا ایک عقاب بلند ہو واز تیغہ
منہ میں دبائے قندیل فلک ہو چکا ہے ملکہ نے کہا صاحب غضب ہو گیا یہ ساحر پاس سے شاہان
نور افشان کے آیا ہے تلوار لیے جاتا ہے قاسم نے تیر پھینکے عقاب تک نہ پہونچے ملکہ نے سر پیٹ لیا
کہا صاحب بڑا غضب ہوا قاسم نے کہا ای ملکہ عالم خدا پہ نظر کرو اگر تیغہ ہماری تقدیر کا ہے جو ہو سکتا
ملینگے کافر نہ پائینگے کسی تدبیر سے آپکو تیغہ ملیگا یہ جو تلوار گھر میں ہے جان کھینچے گی بعضین کی بعض
ور ہم و برہم کر دونگا کئی سو کنیزان ملکہ کی آ پہونچیں کئی سو ساحر آئے ملکہ نے پکار کے آواز دی صاحب
یہ صف شکن کنیزیں نبیرہ صاحبقران ہیں صہبا و کیوس دونوں مارے گئے یہ بھی تم لوگ سنچکے
کہ عمر طلسم آخر ہے اب طلسم نور افشان ضرور فتح ہوگا ان شیروں کو کون روکیگا ہے اپنی آنکھوں سے
کتاب سامری میں دیکھا جو مسلمانوں کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا اسطرح
ملکہ نے سمجھایا کہ کنیزیں ملکہ کی اور ساحر قاسم کے شریک ہوئے اطاعت اسلام اختیار کی قاسم نے کہا

ملکہ ہمارا لشکر وہاں پریشان ہوگا لشکر کو ساتھ لے لیں تو طرف طلسم نور افشان کے چلیں ملکہ نے کہا
صاحب یہ ملک ویران یونہیں پڑا رہیگا قاسم نے اُنھیں ساحروں میں سے ایک ساحر کو قائم کیا پانچ سو
ساحر باقی غیر ساحر سب شاہزادے کے ہمراہ ہوگئے ملکہ زرین گیسو کشا کو محافے میں سوار کیا آپ
پشت مرکب پر سوار ہوئے اس فوج کو ہمراہ لیکر چلے تلاش لشکر میں جاتے ہیں ہر مقام پر یہی فکر ہی
کہ لشکر ہمارا کسی جگہ پڑا ہی نہیں معلوم بادشاہ عالیجاہ پر کیا گذری ہمارے عمرو زر ادختی کسقدر حیران
و پریشان ہونگے عیاس خان وغیرہ بیقرار ہونگے مگر اب حال سماک بلداقی کا عرض کیا جاتا ہی کہ
تلاش میں شاہزادۂ خاور سیاہ کے بصورت ایک سپاہی کی بنا ہوا قریہ قریہ تلاش کرتا پھرتا ہے
تین شبانہ روز پھرا جب نشان شاہزادے کا نہ ملا ایک نخل کے سائے میں بیٹھ کے رونے لگا جی میں
کہتا ہی اے سماک لشکر میں کیا جاؤں خاک روے سیاہ دکھاؤں شاہزادۂ عمرو زر ادختی نے پایا بیگی
تو کیا فرزند عمرو ہی ہمیشہ ہمچشمی کا دعوی کرتا ہی اپنے آقا کو تلاش کرکے نہ لایا سامنے ایک جھیل ہے
اُس جھیل پر باز و بط و تذرو غیرہ کر رہے ہیں پانی پینے میں مصروف ہیں دو آکر بیٹھے جا بجا چلے سماک
اُنکا تماشا دیکھ رہا ہی رات سے آب و دانہ بھی ممکن نہیں ہوا ہی خیال میں آیا کسی جانور کو شکار کرکے
اُسکے کباب لگا کے کھاؤں سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلہ گوپھن میں دیا
نخلستان سے نکلا طائروں نے جو صیاد کو دیکھا سب جانور اُڑ گئے سماک بہت پریشان ہوا کہ
اے سماک کیا بدنصیبی ہی کہ سب جانور اُڑ گئے اب کرتی اور طائر تلاش کروں یا کوئی آہو ملے تو
اُسکو شکار کروں اس خیال میں چہار جانب دیکھ رہا ہی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک عقاب
برابر طاوس کے نئی بات یہ ہی کہ ایک تیغہ منقار میں دبائے ہوئے پر مارتا ہوا آتا ہی سماک حیران ہی
کہ یہ کیسا عقاب ہی جسکو دیکھکر دل بیتاب ہی کسی کی تلوار اُٹھا لایا پانی کو دیکھکر عقاب اُترا سماک
آڑ میں چھپ گیا عقاب نے جھیل پر آکے تیغہ منقار سے زمین پر رکھا منقار پانی میں ڈالی پانی پینے لگا
یہ سمجھا تھا کہ پناہ پانی مشکل ہوگی جیسے ہی عقاب نے منقار کو پانی میں ڈالا سماک نے تاک کے پتھر مارا
پتھر سر پر عقاب کے پڑا اسکے ہزار ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی عقاب کے اندھیرا ہوگیا سماک گھبرایا
کہ یہ کیا معرکہ ہی پانی کی طرف دوڑا دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا پھڑک رہا ہی سر پھٹا ہوا سماک حیران ہے
کہ یہ کیا معرکہ ہی تیغہ سماک نے اُٹھایا قاسم محافہ ملکہ زرین گیسو کشا کا لیے ہوئے آتے ہیں راہ
میں ملکہ ہر مرتبہ فرماتی ہیں کہ ای شہریار میں نے یہ سختی اُٹھائی کہ ماں باپ کو قتل کرایا افسوس ہے
تیغے پر قبضہ نہ ہوا دیکھیں حضور شاہان طلسم نور افشان ہم دونوں وہاں کب ہیں معلوم ہوتا ہی اس ساحر کے
کی اُنکو سب خبر پہونچگی عقاب جادو انھیں کا فرستادہ تھا کتنا بڑا ساحر زبردست تھا کہ بادِ صبا
کے صدمے تاثیر بھی نہ کی قاسم نے کہا ملکہ یہ آواز کہاں سے آئی ملکہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کسی نے
عقاب جادو کو مارا ہے تیغہ منتشر ہوا آپ کا قبضہ ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی قاسم نے کہا ملکہ
خدا کو یاد کرو رب اکبر ہمکو تیغہ دلائیگا یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا محافہ بھی پیچھے چلا آتا ہی با دلِ گریان
باز و بط بنکر ملتے ہیں ایک کنیز نے دیکھا کہ لاشہ عقاب جادو کا تڑپ رہا ہی ایک عیار طرار
قطورہ زربفتی سے آراستہ تیغے کو ہاتھ میں لیے ہوئے بنگاہ حیرت جوہر شمشیر کو دیکھ رہا ہے

دریائے جواہر میں غرق ہو گئیں نے بڑھ کر قاسم کو خبر دی قاسم نے گھوڑے کو چمکایا تازیانہ کیا دور سے اپنے
یار وفادار کو دیکھا کہ تیغہ ہاتھ میں ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہے سماک میدانی نے جو اپنے آقا کو آتے دیکھا
بیتاب ہو کے دوڑا عرض کی ای شہریار آج تین شبانہ روز گذرے کہ غلام آپ کو تلاش کرتا پھرتا ہے
شکر ہو کہ آپ کو بخیر و عافیت پایا ابھی ایک جادوگر کو مارا عقاب بنا ہوا آیا تھا یہ تیغہ غلام نے اُسکی منقار
سے پایا قاسم نے سماک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای سماک یہی تیغہ سحرکش ہے سب حال بیان کیا
سماک نے کہا آپ صاحب اقبال ہیں قاسم اُس تیغے کو لیکر قریب محافے کے آئے کہا لو ملکہ خدا نے
تیغہ یوں دلوایا راہ میں ہمارے عیار نے میاں عقاب کی گردن لی ملکہ تیغے کو دیکھکر خوش ہو گئیں
کہا ضرور آپ کے ہاتھ سے طلسم نور افشان فتح ہوگا اب قاسم طرف اپنے لشکر کے چلے تیغہ سحرکش
بھی کمر سے حمائل کیا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے قضائے کار سکندر زرین پوش زرین علم طیران جادو
ہو انکو لیکر چلی راہ میں کہا حضور اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیں کوئی آپ کو پہچانے نہیں میں لوح کا
پتہ لگا دونگی وہ نشان تو خارف شہر انقاب چہرے پر ڈالے ہوئے طیران و نسیم و شاہین بلند پرواز
و ملکہ گلشن یہ چاروں ساحر رسالداروں کی شکل بنے ہوئے پشت پر سکندر کے نوبت کو نقارے بجتے ہوئے
جواہر خنجر زن بھی نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے دیہات و قریات ویران کرتے ہوئے چلے آتے ہیں
ادھر سے قاسم جاتے ہیں کہ دیکھا گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر
فوج جرار کس زور و شور سے آتا ہے ادھر سکندر کی نگاہ جمال جہان آرائے قاسم پر پڑی کہ ایک
محافہ فوج ہمراہ سکندر نے عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو عیار نے تمام کیفیت دریافت کی کہ شاہزادہ
ملک قاسم کسی جنگ سے واپس آتے ہیں سکندر نے گھوڑا روک لیا عیار سے کہا اس شہریار سے
جا کر بیان کرو کہ طرف طلسم نور افشان کے جانیکا قصد نہ کرو ہتھیار اپنے ہمکو حوالے کردو قاسم کے
جو جا کے عیار نے کہا قاسم نے کہا نقابدار کی شامتیں آئی ہیں ہر دفعہ بیحیائی منہ پر ڈال لیا جو جا
کہدیا عیار نے جا کے سکندر سے کہا کہ حضور وہ بہت خفا ہوتے ہیں سکندر نے کہا لے انکو زیر کیے
آگے نہ بڑھونگا یہی دریافت ہوا کہ یہ ایرج نوجوان کے والد ہیں کہا ای سکندر اگر انکو زیر کیا
تو لطف ملیگا یہ کہکے اسی مقام پر اُتر پڑے قاسم نے بھی بارگاہ استادہ کرائی ملکہ زرین گیسو کشا
بارگاہ میں داخل ہوئیں قاسم نے ایک بارگاہ اپنے واسطے الگ استادہ کرائی سکندر نے یہی کہکر کہ
انکو زیر کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤں حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پہ چوب پڑی سماک میدانی
نے آکر یہ خبر قاسم سے کہی قاسم نے کہا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونوں
لشکروں میں نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریاں ہونے لگیں یہ دونوں لشکر تیار کر رہے ہیں لیکن
ضیغم شیر شکار ملکہ برقان برق وش کو لیے ہوئے طرف طلسم کے جاتے ہیں رات کو اس
دشت میں آگے لشکر سپہ نجاد دیکھا دو لشکر مقابلے میں فروکش ہیں نیر نام صبا رفتار سے کہا دریافت
تو کرو یہ کون لوگ ہیں عیار نے آکے خبر دی کہ حضور یہ لشکر نقابدار گلگون پوش کا ہے دوسرا لشکر شاہزادہ
خاور سپاہ نبیرۂ صاحبقران کا ہے ضیغم بھی ایک گوشے میں اُتر پڑے چار پہر رات گذر گئے
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سکندر لشکر کو لیکر میدان میں آئے ادھر سے قاسم لشکر کو لیے ہوئے

میدان مین پہونچے گر لشکر بہت قلیل ہی جب قاسم مرکب کو چھیڑ کر چلے ملکہ بیقرار ہو گئین کہا ای شہریار یہ نقابدار کون ہی کہ جو آپ سے مصروف کارزار ہی رات سے مین بیقرار ہون شاہزادہ قاسم نے کہا اس نقابدار کی قضا لیکر آئی ہی لشکر ہمارے پاس کم تھا اب لشکر معقول ہو جائیگا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار میرا اثاثا سب برباد ہوا اب چاہتی ہون عمر میری زیر سایہ دامن دولت بسر ہو آپ میدان مین نہ جائیے اور جادوگرنیان موجود ہین اگر مین اس کو جو سحر سے نابلد ہون ورنہ سحر کرکے گرفتار کر لیتی قاسم نے کہا لیاقت کے خلاف ہی کہ وہ جوان صاحب شوکت و لیاقت معلوم ہوتا ہی نہین معلوم نقاب کیون چہرے پر ڈالی ہی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار مین کیا کہکے دل کو سمجھاؤن جی چاہتا ہی مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون آپ کو تنہا میدان کارزار مین نہ جانے دون اس طور سے ملکہ نے یہ باتین کہین کہ قاسم کا بھی دل بھر آیا ملکہ سے فرمایا کہ ای ملکہ اگر مین اُسکے مقابلے مین نہ جاؤنگا تو وہ جوان بھی صاحب لیاقت و جلالت معلوم ہوتا ہی مجھے طعن و تشنیع کریگا مناسب وقت نہین ہی کہ مین میدان کارزار مین نہ جاؤن تم خاطر جمع رکھو بحال مین فضل خدا شریک حال ہی کیا ملال ہی اگر خدا نے چاہا تو اس مغرور کو زیر کرتا ہون جب ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ اب نہ رکیگا مجبور ہو گئی کہا صاحب یہ تو آپ سب صحیح و درست فرماتے ہین آپکے مقابلے کی کسکو تاب ہی کون لڑ سکتا ہی لیکن میرا دل نہین قبول کرتا اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

کیا مری آغوش سے نفرت ہو کہ اس بے پیر کو
اسقدر وحشت نہین ہوتی کمان سے تیر کو

کر پسینے سے طلائی لقرئی زنجیر کو
کالبد تیرا بنایا گوندھ کر اکسیر کو

غش کیا موسی نے جب دیکھا تری تنویر کو
آگئی لکنت زبان مین سنتے ہی تقریر کو

کھیلنے مین لگ گئی مٹی جو اسکی چشم پر
کر دیا خاک مذلت رشک نے اکسیر کو

ہون وہ گریان اشک کر دینگے مرقع کو خراب
کھینچنا بے چشم او مانی مری تصویر کو

اس ستانے کہا دیوانہ مجکو ای پری
ڈالدے میرے گلے مین زلف کی زنجیر کو

ضبط مین کرتا نہین آتی ہی غیرت دوستو
کیا بھلا منہ سے نکالون آہ بے تاثیر کو

گر موافق ہوتی ہی تقدیر سب مجھے زاہدا
ترک کرتا ہون کسی تدبیر سے تقدیر کو

ہی بشر گو خاک کا پتلا نہ جانو تم اغافلو
ایک ہی صورت ملی ہی خاک اور اکسیر کو

ہو گیا ہی اسقدر بیقدر عالم مین ہنر
کیا عجب گر عیب سمجھین جوہر شمشیر کو

کیون نگہ ہم خاکسارون پر نہین پڑتی کبھی
خاک تو دہ سے صنم ہی کام ہر دم تیر کو

اس پری رو کے مسخر کرنے مین حیران ہون نہین
ورنہ آسان جانتا ہون دلبری تسخیر کو

کچھ نظر آیا نہ اس غفلت کدے مین غیر حسن
چاہیے یوسف ہمارے خواب کی تعبیر کو

یار کو پہونچاؤن اپنی ناتوانی کی خبر
موقلم درکار ہی مکتوب کی تحریر کو

آسمان پہونچا نہ لوٹن رہنے لگا تیر اداغ
چاہیے رنگ شفق ظالم تری تصویر کو

خط کشتہ ہی ترا ای شمع رو جام آج
کیون نہ مجنون ایک اب مقراض اور گلگیر کو

اوا تو بنا سنگ عبادت ہی حمد و یہ ادعلی
دیکھ لیتے ہین بالا تک ہر سحر تصویر کو

قاسم نے کہا خدا کو یاد کرو انشاء اللہ تعالیٰ میدان کارزار سے ابھی پلٹ کے آتا ہون بہر نوع
سمجھا کر میدان کارزار مین تشریف لائے سکندر لشکر مین کھڑے ہین میدان مین آ کے ٹھہرے صفین
آراستہ ہو چکی تھین نقیبون نے نقابت کی کوکبیت کو کا کہکر ہٹے سکندر نے گھوڑا بڑھایا سلح شوری
دکھلا کے آواز دی یا نبیرۂ صاحبقران میرے مقابلے مین تشریف لائیے آپ کی جرأت کے چرچے
ہنگامے ہین ایک گوشے سے یہ معرکۂ ضیغم شیر شکار بھی دیکھ رہے ہین ہر چند کہ نیرنگ نے اپنے
بیان نہین کیا طریقے سے لشکر کے سمجھ گئے کہ یہ لشکر سکندر کا ہے سکندر نے جو قاسم کو پکارا قاسم نے
مرکب کو صف سے نکالا دو تلوارین حمائل ایک طرف تیغ سحر کش دوسری جانب دوسری تلوار اور
کمان کیانی دوش پر ہزار تیر دن کا ترکش مثل دم طاؤس خود زرین سر پر اس جاہ و حشم سے
سامنے سکندر کے آ کے پہونچے آپسمین تگاور چلی پانچ قدم مرکب سکندر کا اور تین قدم مرکب
قاسم کا پیچھے ہٹا سکندر کی نگاہ جمال بیمثال قاسم پر پڑی حیران جمال و محو دیدار جی مین کہتا ہے
ای سکندر جو کچھ ایرج نوجوان نے کہا تھا اُسکا ظہور ہوتا ہے بالکل میری صورت سے مشابہ ہے
زلفین خلیلی سطوت و صورت و جلالت و رعب و دبدبہ و شوکت سب باتون مین طاق شہرۂ آفاق
دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھا کیا قاسم نے کہا او نقابدار کیا مجھے دیکھتا ہے یہ میدان کارزار ہے
زبان شمشیر سے کلام ہونا چاہیے سکندر نے نیزہ اُٹھایا قاسم کو مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا قاسم جہان دیدہ کار آزمودہ سکندر سے بڑے زور و شور سے
نیزہ چل رہا ہے قاسم نے اکثر مقامات پر خانۂ زرہ مین نیزہ رکھ دیا اور فرمایا ای جوان ہوشیار ہو جا
جسم اقدس نور کے سانچے مین ڈھلا ہوا ہے جب سنان نیزہ جسم پر پہونچتی ہے قطرہ خون کا ابھر آتا ہے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ تختۂ بلورین پر شنجرف کے نقطے دیے ہین پہر پہر کامل نیزہ چلا آخر قاسم نے ایک
مقام پر گانٹھ کے نیزہ مارا نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل گیا زمانہ سکندر کی آنکھون مین تیرہ و
تار ہوا بقہر و غضب تمام قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے چاہا تلوار کے
رد کون سکندر نے اس فن سے اندر تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کے جو تیغ گرا سر قاسم کا زخمی ہوا
قاسم نے زخم کھا کے ہاتھ تیغ مبارک افراسیابی کا مارا ملحوظ رہے ملکہ طیران و نسیم
وشاہین و گلشن سحر کر رہی ہین کہ سکندر کا زور بڑھائین اور قاسم کا زور گھٹائین تیغ سحر کش
زیب کمر شاہزادہ والا قدر ہے اس وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا لیکن قاسم نے جب ہاتھ مارا اسی قدر
زخم سر پر سکندر کے آیا گھوڑا بھی مارا گیا سکندر نے بیٹھ کے ہاتھ مارا مرکب قاسم کا بھی
مارا گیا اب دونون کو دے دونون آشفتہ شعلہ مزاج سکندر کو یہ غصہ ہے کہ اس جوان
نے نیزہ کیون میرے ہاتھ سے نکالا ہاتھ اسکے قلم کر دونگا قاسم کو زخمی ہو کے ملال اس خواری
مین کشتی ہونے لگی زخمی ہونے پر سکندر کے نسیم بیقرار ہو گئی گھبرا کر اپنے باپ سے کہا اون بابا جان
ہنسنے تو اس مذہب کو ترک کیا روح سامری و جمشید مین تاثیر جاتی رہی کہکر بچ بچیے قاسم نے
لپٹتے ہی زیادہ تیان کرنا شروع کیں جب پکڑ لائے دو چار گھٹنے ایسے مارے کہ زخم سکندر کا زیادہ
کھل گیا زرہ پارہ پارہ لباس خون آلود نسیم نے بڑھکر کچھ اشیاء سے سحر چھیلے نیرنگ نمہار فتار

ضیغم کو خبر دی کہ شاہزادہ قاسم نے اس جوان نقابدار کو دنگ کیا ہی کشتی میں تنگ کیا ہی لیکن ادھر
ساحر بھی موجود ہیں دیکھیے وہ جو رسالدار خود زرین پہنے ہی پڑھ پڑھ کے سحر کر رہا ہی شاہزادۂ قاسم
زیر ہوا چاہتے ہیں ابتک جلالت صاحبقرانی دکھلا رہے ہیں ضیغم کو بہت ناگوار ہوا پلٹ کے طرف
قزاقون کے دیکھا اشارہ دو قزاق پشت اسپ مرکب پر سوار ہجوم رکھے ہیں سب نے گھوڑے جھکائے
کیا پڑاو انکا لوٹ لو برق ترکی جو بجا یا بوق میں آواز تھی ای قزاقان پر شد معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا
لشکر سکندر پر جا پڑے پڑاؤ لوٹنے لگا بیچے بقال قتل ہوئے قزاق لوٹنے کے عادی تھے سب چیزون کا
اٹھالیا عورتون کے ہاتھ کاٹ لیے جو کوئی ہنسلی پہنے تھی سر کاٹا گھوڑے پر لاد لاد کے چلے فریاد فریاد
کی جو صدا بلند ہوئی سکندر نے پلٹ کے دیکھا نقابدار بر بوش پڑاؤ لوٹ رہا ہی قاسم سے کہا ای
شیر بیشۂ صاحبقرانی اب اس وقت معاف فرمایے یہ خیال نہ کیجیے گا کہ میں زخمی ہون کسی حال
میں آپ سے باہر نہیں ہون جس طور سے چاہیے گا مجھ سے مقابلہ کیجیے گا اس نقابدار نے مجھے بہت عاجز کیا کئی
کئی مرتبہ میرے لشکر پر شبخون مار چکا ہی بھگوڑا بھاگ جاتا ہی آج اسکی گردن لونگا قاسم نے چھوڑ دیا
سکندر نے کہا ملکہ پڑاؤ لٹا جاتا ہی طہران نے آگے بڑھ کے گولہ مارا گولہ جو چھپا کئی سو قزاق منہ کے
بل گرے ضیغم نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ساحرہ نے سو کیا ساتھ والے گرے کمان کیانی دوش
سے لی تیر کمان میں پیوست کیا تاک کے تیر مارا توڑ کے طہران کے سینے کو پار گذرا طہران جا
گھوڑے سے گری قزاقون نے مہلت پائی اب نسیم نے گھوڑا اٹھایا نسیم و شاہین دگلشن چلے سکندر
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا زانون پر ہاتھ مار کے کہا ہماری تقدیر میں فتاحی طلسم نہیں ہی کیا معین ہمارا
مارا گیا دل پریشان ہوا سکندر نے چاہا تعاقب کرے جواہر نے عرض کی آپ زخمدار ہیں سکندر
نے لشکر کو اشارہ کیا لشکر کو لیکر تعاقب کیا قاسم نے جب دیکھا کہ لشکر سکندر آنکھون سے نابود ہوا
قاسم گھوڑے پر سوار ہوئے چونکہ بر سر منزل تھے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے طرف اپنے لشکر کے
روانہ ہوئے عمر گور زاد ختنی واسطے قاسم کے نہایت پریشان تھے خبر پہنچی کہ شاہزادہ آتا ہی
طہماس خان وغیرہ واسطے استقبال کے آئے استقبال کر کے قاسم کو داخل لشکر کیا عمر گور زاد ختنی نے
حال پوچھا قاسم نے سب کیفیت بیان کی کہ غمون میں ڈالکے ہی بچے گئے نسیم نے سکندر سے کہا ای عمر ہمارا
کیون گھبراتے ہی بتصدق خداوند لوح طلسمی کا پتہ لگا کہنے لگے سکندر بولے اسی وقت کوچ کیا زخمدار بھی
ہو گئی کوچ کر کے طرف طلسم نور افشان کے چلے شاہزادۂ خاور سیاہ نے زخم بندی کر کے اپنے
مقام سے کوچ کیا اب لشکر گران شاہزادے کے بھی ساتھ ہی اور [illegible] میں کیسو کشا کا منتظر تھا
کہ انکو اکیلے ملک پر چھوڑ میں ملکہ نے کہا ای شہر یاران میری یون قتل ہوئی باپ یون مارے گئے اب میں
تنہا کسکے بھروسے پر رہونگی لاچار ہمراہ رکھنا پڑا دو کوس راہ طی کی تھی کہ توپ کی آواز کان میں آئی
قاسم نے کہا کوئی قلعہ کہیں لڑ رہا ہی قاسم نے سب لشکر کو اشارہ کیا اس توپ کی آواز پر چلو اسی طرف
متوجہ ہوئے نخلستان سے نکلکر دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ اسپر ایک بادشاہ جلیل قلعے پر فریاد
شور کر رہا ہی اور ایک پہلوان جنگی قوی تن قوی سن غرو کیے ہوئے قلعے پر جاتا ہی بادشاہ قلعہ
فریاد کر رہا ہی کوئی نہیں مانتا ہی زینے پر لگے جاتا ہی شاہزادۂ خاور سیاہ کو بہت ناگوار ہوا

گھوڑے کو بڑھا کے نعرہ کیا او زنگی سیاہ رو یہ کیسی جرأت ہے وہ فرہاد زباں ہے تو نہیں مانتا اب قدم
آگے نہ بڑھانا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم تصنیف مصنف

سنم ابن رستم یل نامور — سنم شیر میدان جنگ و جدل
فریدون حشم رعب اسکندری — فن جنگ من غیرت ساحری
سنم حامل رایت گیر و دار — سنم شیر دل صف شکن پہلوان
سنم قاسم لقد تیغ و ظفر — سنم نعمت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ خند آشکار — سنم ابن فرزند صاحبقران

زنگی نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال مرکب بادرفتار کو اڑائے ہوئے آتا ہے
ہر ایک مقام پر یہی آواز ہے کہ اب قدم نہ بڑھانا ورنہ تیری فوج کو پامال کرونگا زنگی پلٹا آواز دی
او نبیرۂ حمزہ تجھے ان مقدمات میں کیا دخل ہے یہ بادشاہ ملک سلمان زرنگاری ہے ہمارے شہنشاہ
طلسم نورافشان کا خراجگزار ہے مجکو بادشاہ نے واسطے خراج لینے کے بھیجا ہے دو برس سے اسنے
خراج نہیں دیا ہے قاسم نے کہا تیرے بادشاہ سے جنگ کا ارادہ فرہاد فرما رہا ہے تیرا [illegible] کا
تتمہ ہے زنگی نے پلٹ کے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا گیارہویں
طعن میں قاسم نے اسکا نیزہ نکال دیا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے وار بچا کے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا اسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے آخر گھوڑے سے وہ کھینچ کے
سے کو دادہ بادشاہ بھی قلعے کو کھولکے نکل آیا اسنے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نبیرۂ حمزہ
میری مدد کو تشریف لائے ہیں یہ بھی صف جما کے کھڑا ہے تماشا دیکھ رہا ہے قاسم نے اترتے ہی
جی چھڑوا دیا ایسے دو چار رگڑے مارے سر زمین سے ملا دیا زنگی تڑک کر رہ رہا ہے مگر جان سے اپنی
بیزار ہے دل میں کہتا ہے ای لمعان زنگی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے بڑے سخت جوان سے مقابلہ پڑا ہے
پسران حمزہ سب زبردست ہیں جمال جہان آرا پر جب نگاہ پڑتی ہے تو حیران مجال ہو دیدار ہے تا
یہی تمنا ہے کہ دیکھوں اب کیا ہو دن قلیل باقی تھا شام تک لمعان زنگی قاسم سے لڑا شام کو
روک کے کھڑا ہوا کہا ای شہریار آپ مجھسے خوب لڑے مگر دن واسطے لڑائی کے رات واسطے
عیش و آرام کے اب کل پھر مقابلہ ہوگا شب کی ہاری آپ کی جانبازی کون دیکھیگا قاسم نے کہا ای
پہلوان دوران اپنا یہ دستور نہیں اب یا تم ہمکو زیر کرکے پلٹنا یا شاید ہم ہی غالب آئیں اگر تاریکی کا خیال
ہے لشکر تمھارے ساتھ ہے روشنی کو حکم دو رات کا دن ہونا کتنی بڑی بات ہے یہ کیا کوئی کرامات ہے لمعان زنگی
نے اہالیان فوج کو دیکھا اہالیان فوج روشنی لائے سمک یلداقی نے بھی سامان روشنی کا کیا اسی طرح
مقابلہ ہونے لگا رات [illegible] زنگی الجھ الجھ کے لڑا چار پہر رات گذر کے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا
اب سب نے دیکھا کہ زنگی الجھ رہا ہے قاسم اسی طرح شیرانہ مصروف جنگ و جدل ہے انکی جرأت
میں کب خلل ہے پھر دن چڑھے لمعان زنگی نے کہا ایک ذرا آخر تعبیر کرتا ہوں سبھی ملحوظ خاطر ناظرین ہے
کہ سپر و شمشیر قاسم کی میدان میں رکھی ہے تیغہ سحر کش بھی پھر رکھا ہے لمعان زنگی سے کشاکش کے
زور ہو رہے ہیں قاسم چاہتے ہیں اب اسکو زیر کریں لیکن دربار سحر العجائب و مصر الغرائب کا
ذکر کیا جاتا ہے کہ عقاب جادو جبکہ یہ خاموش ہو رہے بوقت سحر کام رفیق و امیر آگرما رہے تھے
کسی کے منہ سے نکلا حضور عقاب تمغہ لینے گیا تھا نہیں معلوم اسپر کیا گذری سحر العجائب نے

شمیم ساحری کو آواز دی چلی ہنستی ہوئی نکلی کہا شہنشاہ شاید عقاب جادو کا حال پوچھیے گا میان
عقاب کے پر کترے گئے خدمت ساحری تک پہونچے اس وقت تیغہ سحر کش میدان مین رکھا ہے
قاسم ایک زنگی سے لڑ رہا ہے کوئی ایسا ساحر جلدی کرکے جاکے تیغہ اٹھا کے آپ کے پاس لائے
ابیض جادو دربار سے اٹھا کہا اے شہنشاہ یہ غلام کا کام ہے سحر العجائب نے کہا بہت جلد جاؤ
شمیم ساحری سرداروں سے باتین کرنے لگی سب اپنے اپنے حالات پوچھ رہے ہین جس کسی نے
حال فتح طلسم نور افشان پوچھا چلی ہنس کے چپ ہو رہتی ہے جب کوئی بہت کہتا ہے تو یہ کہتی ہے کہ
ان باتوں کو ساحری جانین ہم نہین جانتے ابیض جادو بلند ہو گیا طرف میدان قلعہ زرنگار
کے چلا ہمصورت ساحری نے پلٹ کے دیکھا ای شہنشاہ کسکو بھیجا سحر العجائب نے کہا ابیض جادو
ہمارا مصاحب گیا ہے چلی نے کہا ای شہنشاہ آپ نے بہت غلطی کی ابیض جادو کا جانا مناسب نہ تھا
کیونکہ قلب ابیض جادو کا صاف نہین ہے تیغہ لیکر آپ کے پاس نہ آئیگا یہ سنتے ہی سحر العجائب
نے میگون جادو سے کہا ای میگون جلدی جاؤ ابیض جادو کو اس طرف پلٹا دینا تم تیغہ
لیکر ہمارے پاس چلے آنا کیونکہ ہمصورت ساحری کہہ رہی ہے کہ دل ابیض کا ہماری طرف
سے صاف نہین ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے تیغہ ہمکو نہ ملے تو مشکل ہو میگون جادو
چلی دو کوس پر ابیض پہونچا تھا دل مین اپنے سوچ رہا ہے کہ تیغہ سحر کش تو تحفہ نایاب ہے یہ
تیغہ قبضے مین رہے تو طلسم کشا بھی اطاعت کرے بڑے عجز سے مانگیگا ای ابیض چلکر تیغہ
قبضے مین کرو جوہر لیاقت دکھاؤ اپنے گھر مین بیٹھ رہو جب طلسم کشا تشریف لائین یہی تیغہ پناہ دیگا
اسی ذریعے سے طلسم کشا سے ملینگے کہ سامنے سے دیکھا میگون جادو آئی ہے ابیض کو جو ہوا مین
چلتے دیکھا پکار کر آواز دی ای ابیض جادو تمکو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہے تمکو تکلیف نہ ہو تیغہ
مین لے آؤنگی ابیض کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا اب ہم اس حکم کو نہین مانتے تم پلٹ جاؤ میگون
نے دیکھا ابیض تو آمادہ حرب و پیکار ہے کہتا ہے کہ آپ پلٹ جائیے مین خود جاکر تیغہ لاؤنگا ایسے تحفہ
نایاب کو کیونکر چھوڑوں ایسی عمدہ شے سے منہ موڑوں تم جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا نام ہوگا میگون
نے کہا ای ابیض حکم شہنشاہ نہین مانتے ابیض نے کہا ایسے حاکم کا نہ ماننا مناسب ہے بی بی میگون
پلٹ جاؤ میگون نے دیکھا ایسا نہ ہو فساد ہو کہا کیون ای ابیض مین ہی جاکے شاہ سے کہہ دون
ابیض نے کہا مین نہ پلٹونگا یہ کہکے پرواز پیدا کیے طرف میدان زرنگار کے چلا دل سے
باتین کرتا ہوا کہ جب تیغہ میرے پاس ہوگا طلسم کشا ہماری خواہش کریگا میگون سوچی کہ اب
اگر مین پلٹ کے خدمت شاہ طلسم مین جاؤنگی تو وہ فرمائینگے کہ تو نے کیون جانے دیا مین چلکر
الگ سے دیکھون کہ ابیض کیا کرتا ہے یہ سوچکر ایک طائر کی شکل بنکر ملی ابیض سے الگ الگ
دل مین کہتی ہے ہم شبیہ ساحری کا کہنا شاید تخت نشین ہوا ابیض کے دل مین فساد ہے شاید
ابیض کا چراغ عقل روشن سالکان مسلک ساحری کا رہزن ہوا یہان شاہزادہ خاور سیاہ
سے زنگی کو اٹھا کر مارا چاروں شانے چت گرا کر چھاتی پر سوار ہوے سمک بنگاہ غرور دیکھ رہا ہے
قاسم نے کندہ زانوں دبا کر کہا ای لمعان چمک دکھا چکے اب اطاعت مین کیا کہتے ہو لمعان نے کہا

ای شہریار میری یہی شرط تھی کہ جو مجکو زیر کرے مین اُسکی اطاعت کرون قاسم نے چھوڑ دیا لمعان
قدمون پر گرا قاسم نے سر سینے سے لگایا کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا لمعان کلمہ پڑھکر
بصدق مسلمان ہوا تب قاسم نے سلاح میدان کارزار مین رکھے ہوئے ہین خیال ہوا کہ جسم پر
آراستہ کرون لمعان طرف فوج کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی یارو مین نے لات و منات پر
لات ماری مذہب اسلام قبول کیا جن صاحب کو مسلمان ہونا ہو وہ شریک ہون نہین تو ہمارے
لشکر سے نکلجائین سب اہالیان فوج نے آواز دی ہم آپ کے تابعدار ہین جو مذہب آپ نے
قبول کیا وہی ہمکو بھی منظور ہی آپ کی رفاقت سے ہم خوش ہین سمک نے دوڑکے قاسم کے
ہاتھ چوم لیے کہا ای شہریار کیا سردار ملا ہی قاسم بھی خوش ہو رہے ہین کہ ابھین آکر بیہوشیا
اسنے دیکھا حقیقت مین تیغہ سپر پر رکھا ہی قاسم سمک سے باتین کر رہے ہین ابھین تڑپ کے گرا
تیغۂ سحرکش اٹھا لیا سمک نے جو پرچھائین دیکھی کہا ای شہریار غضب ہوا ساحر تیغۂ سحرکش
لیے جاتا ہی جب تک قاسم جھپٹے وہ تیغہ لیکر بلند ہو گیا آسمان پر جا کے نعرہ کیا منم ابھین جادو
فرستادۂ شہنشاہ طلسم نور افشان دور سے میگون نے بھی یہ معاملہ دیکھا قاسم تڑپکر رہگئے
سمک بیقرار ہو گیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا تیغۂ سحرکش ساحر لیگیا قاسم نے کہا از صد فتنہ
با پرش کہان جھیلنے پھرین حقیقت مین شاہان طلسم نور افشان ہمہ جان و ہمہ گر ہین قلعۂ طلسمی
سے بیٹھے ہوئے سب حال دیکھ رہے ہین سلمان زرنگار بھی قریب شاہزادۂ خاور سیاہ کے
آیا عرض کی ای شہریار خوشا نصیب کہ حضور نے غلام کو سرفراز کیا امیدوار ہون کہ قلعے مین
تشریف لے چلیے قاسم نے کہا ای بادشاہ جمجاہ اگر مجسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو سلمان
نے عرض کی ای شہریار آپ کے قدمون کی قسم کھاتا ہون کہ جب لمعان زنگی نے مجھے پیٹ لیا
تو دل سے مین نے کہا کہ ای آسمان کے خدا اے نادیدہ میری مدد کر دل سے دعا مانگ رہا تھا
کہ صحرا سے گرد اڑی آپ ظاہر ہوئے دل کو یقین ہوا کہ خدا ای خدا اے نادیدہ کی برحق ہی
قاسم نے کلمہ پڑھایا سلمان زرنگاری بصدق دل مسلمان ہوا لمعان زنگی و بادشاہ
داخل قلعۂ زرنگار ہوئے تمام رعایا واسطے تماشا دیکھنے کے آئی جادو ملکہ زرین گیسو کشا کا
قاسم کے ساتھ ہی تمام سوار و پیدل گھیرے ہوئے قضاے کار ملکہ الماس گلنار پوش
دختر سلمان اپنے محل مین بیٹھی ہین کہ کنیزون نے خبر دی آج عجب طرح کا معرکہ ہوا لمعان
نے آکے آپ کے [illegible] کو گھیرا تھا نبیرۂ صاحبقران فرزند رستم یعنی قاسم نوجوان مدد کو
آئے لمعان زنگی کو زیر کیا آپ کے باپ بھی بصدق مسلمان ہوئے اب شاہزادۂ والا قدر
قلعے مین آتے ہین تمام اہالیان شہر واسطے تماشے کے گئے ہین ملکہ الماس نے کہا ہم بھی ذرا
تماشا دیکھنے کے جائینگے چوک مین جو مکان شہنشاہی ہی اُسکو چلکر جلد آراستہ کرو کنیزین
سوار ہو کے گئین مکان جا کر آراستہ کیا ملکہ اکثر حسین آفرین اول دیکھا فوجین شاہی جاتی ہین
اسکے بعد لمعان زنگی چوب و چماق ہاتھ مین لیے ہوئے مثل فیل مست جھومتا ہوا ملکہ نے جو
لمعان زنگی کو دیکھا کہا کیون صاحبو اس دیو کو کیونکر زیر کیا ہوگا کنیزون نے کہا واری

دس پہر کشتی ہوئی لیکن شہزادہ اسپر غالب آیا الماس کو حیرت ہوگئی ایک طرف سے دیکھا ہزارہا
کماریاں ماہ پیکر بھاری بھاری لہنگے پہنے ہوئے دریاے زیور مین غوطہ مارے ہوئے چند ناطق بجاتے
ایک عیار پاے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوئے کنیزون نے کہا واری یہ محافہ ملکہ زرین گیسو کشا
دختر کیوس مردار خوار کا ہی یہ معشوقہ شاہزادہ والا قدر مین مشہور ہی کہ حسن وجمال مین رشک
بدر ہین ملکہ حیران محافے کو دیکھنے لگین ہنسکر کہا کہ یہ کمو صاحب انکا بڑا چاہ و پیار ہی محافہ
ساتھ رہتا ہی کنیزون نے کہا کہ حضور ہمنے سُنا ہی کہ یہ مدت تک عاشق رہین کسی وجہ سے ملاقات ہوئی
ماں باپ انکے مارے گئے تب شاہزادے کو انکے حال پر رحم آیا محافہ اپنے ساتھ رکھا ایکطرف سے
اپنے باپ کو دیکھا کہ تاج پہنے ہوے چوب وچماق ہاتھ مین انتظام آمد شاہزادہ خاور سپاہ
کرتے ہوئے چلے آتے ہین اب ملکہ بغور دیکھنے لگین سب دوکاندار جھک جھک کر سلام کر رہے ہین
قاسم دونون ہاتھون سے جواب سلام دیتے ہوئے ایک ایک سے بخُلق واخلاق مزاج پوچھتے ہین
سلمان زرنگاری سب کے نام بتاتا جاتا ہی جمال جہان آرلے خاور سپاہ دیکھکر ملکہ کو
تاب نہ رہی بیقرار ہوکر پکار اُٹھین ارے صاحبو حقیقت مین یہ شیر تو بیمثل و بے نظیر ہی حقیقت
مین ایسے شیر نگاہ سے نہین گذرے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

رو گئے کتنے ہین جسکو سب وہ تن ہین خار ہین — آدمی کے صورت ہا ہی مان مین خار ہین
غیر تو کا ہے کو تیری انجمن مین خار ہین — ان ہین بس ایک ای گل اس چمن مین خار ہین
یہ گل رخسار کی پھیلی ہی گلشن مین بہار — پھول ہین ای رشک گل جتنے چمن مین خار ہین
سبزہ خط سے بہار حسن دونی ہوگئی — خار نہین گالون پہ گل ہاے سمن مین خار ہین
ای گلو گنج لحد مین صورت راحت کہان — رنج دینے کو جو پیری تنگ کفن مین خار ہین
سینۂ عاشق پہ پھیرے پھیر کر وہ ہاتھ کو — رہ گئے ہین یا تمھارے تن بدن مین خار ہین
کیا ہوا اس رشک گلشن کو جو گھر سے ہین غیب — قرب گل دیکھو ہزارون ہی چمن مین خار ہین
ہجر گل مین آ رہا ہی جان پہ دیکھ خدا غلام — مین یہ سمجھا دامن چرخ کہن مین خار ہین
خشکی لب مانع گفتار ہوتی ہی صنم — یہ زبان عاشق تشنہ دہن مین خار ہین
چبھتے ہین ہاے لطف مین صورت مژگان یار — کم نہین ہین نیشتر سے جتنے چمن مین خار ہین
جسم نازک مین چبھے جاتے ہین کانٹون کی طرح — کو کہ گو وبھی دامن گل پیرہن مین خار ہین
وصل مین ملتے جو چشم مین تیز باز و چھل گئے — تلکر دی ہی یا تمھارے نور تن مین خار ہین
دل مین ماسہ کے کھٹکتے ہین ترے مضمون جولکھ — ہون مین حیران کیا مرے شعر و سخن مین خار ہین

کنیزون نے عرض کی حقیقت مین ایسے صاحبان سطوت و شوکت ولیاقت نگاہ سے نہین گذرے
مگر یہ شاہزادی کیا صاحب نصیب ہی کہ اپنے شاہزادے کے ساتھ رہتی ہی جب سواری شاہزادہ کی
سامنے سے نکل گئی ملکہ کو پسینہ آگیا اعضا کانپنے لگے چہرے پر ہوائیان کنیزون نے عرض کی
واری خیر تو ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا صاحبو جس بات کو عیب جانتی تھی اسی کا سامنا
ہوا چاہتا ہی حقیقت یہ ہی کہ ایسے صاحبان شوکت ولیاقت کوئی دیکھکر کیسا کہ لمعان زندگی

انھون نے زیر کیا میرے والد کے بیان کیسے کیسے پہلوان نوکر ہین کوئی سامنا نہ کرسکا زور مین طاقت مین اپسے بینظیر مقبول بارگاہ خدا صاحب جاہ چہرہ رشک بدر اس وقت طبیعت حاضر نہین ہی اس شاہزادے سے کیونکر ملاقات ہو کنیزون نے کہا حضور اس ملکہ کی مصاحب کوئی صنم جادو نامے وہ قاسم پر جبر کرتی تھی انھون نے اپنے باپ کے خزانے سے تیغ سحر کش چرایا اُسی تیغے سے صنم جادو کو مارا پھر ملکہ کے ماں باپ مارے گئے قاسم کے ساتھ احسان کیا تھا ملکہ نے کہا مین صورت اس نازنین کی دیکھا چاہتی ہون عرض کی دارا ی متصل ڈیوڑھی خاص بازار جا کر اُتری ہین کل ملاقات کو تشریف لیجلیے آہ کرکے کہا کل تک زندگی کا ہیلو ہی آٹھ پہر کیونکر گذرینگے یہ پہاڑ سا دن کیونکر بسر ہوگا جو کچھ دل پر گذرتی ہی اُسکو کیا بیان کرون چشم زدن مین یہ کیفیت دل کی ہوگئی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون دل کو اشتیاق ہی قبر قیس مجنون پر جاؤن اُنکی قبر پر فاتحہ پڑھون اور عرض کرون کہ اے استاد والا نژاد آپ پر عشق لیلی مین کیا گذری سنا ہے کچھ جواب ملے فرہاد نے اپنی جان شیرین گنوائی سنگدل مشہور ہوا یون پہاڑ کو کاٹا مجھ سے بات کرنا بھی پہاڑ ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے کنیزین سمجھاتی ہین واری اپنے کو سنبھالیے کسی کو یہین لطف نہین ملا فرہاد نے کیا پھل پایا پہاڑ سے سر ٹکرا کے مرا تیشہ سر پر مار لیا عاشقون مین مشہور ہوئے قیس مجنون کہلائے اب کوئی نام بھی نہین لیتا حضور اس کرچے مین نہ جائین ملکہ نے کہا صاحبو مین کیا کرون دل قابو مین نہین گویا پہلو سے نکلگیا قلب کو دھڑکن روح کو قفس جسم مین گھبرائی ہی دیکھون تو کیسے کے دھڑکنے کی آواز آئی ہی کنیزون نے جوش و خروش دیکھکر منھ پیٹ لیا ایک کنیز نے کہا واری اگر حکم ہو تو مین اپنے کو تا بہ خاور سیاہ پہونچاؤن آپ باغ مین بُلا کے لاؤن ملکہ نے منھ پیٹ کے کہا ہی یہ اور زیادہ ذلت ہی مرد دے پر ثابت ہو کہ عورت ہم پر جان دیتی ہی کتنا مغرور ہوگا جو کام ہی زرین گیسو کشا نے کیا یہ کام مستورات پردہ نشین کا نہین ہی اپنے ماں باپ کی آبرو ڈھوئی اپنے کو دریا ے معصیت مین ڈبویا بازاری عورتین ایسے کام کرتی ہین ہمسے تو یہ نہ ہوگا تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنے پاس بلا تکلف نہ بلائینگے ماں باپ کو اختیار ہی اپنی خوشی سے جہان چاہین شادی کردین مگر زرین گیسو کشا سے ضرور ملاقات کرینگے اے سکھیو جین تم نے اُس عورت کو دیکھا ہی کہا واری مین نے دیکھا نہین سنتی ہون کہ بہت حسین و جمیل ہین ملکہ نے کہا اُنکو یہ زیبندہ نہ تھا کہ باپ کے یہان سے تلوار چُرا لائین تیغہ لیکر دوڑی گئین بڑا کمال کیا ماں باپ کو قتل کرایا ہر چند میرے دل کی یہ حالت ہی عجب کیفیت ہی نظم

جسم مین موجود ہی کیفیت میخانہ آج ۔۔۔ روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج

دیدے کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج ۔۔۔ دختر رز کو لیے ہو گود مین پیمانہ آج

بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان ۔۔۔ ہی خیال یار سے ہو دل ہی مرا بیگانہ آج

سنکھنے پہلے ہی کیفی ہم نگاہ مست سے ۔۔۔ لب تک آنے بھی نہین پایا لب پیمانہ آج

بلکہ زاہد اسقدر چل سو ے میخانہ چلین ۔۔۔ دیکھ لے تو بھی بہار صحبت رندانہ آج

دل منور ہی خیال عارض پرنور سے ۔۔۔ مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر بہی ٹپکتا ہی دہان زخم سے
پہٹ نہیں سکتا وہ کی ہی بخیہ دوزی شوق نے
محتسب نے آکے محفل کو نمازی کر دیا
روح اپنا گھر سمجھتی ہی تو عشق اپنا مقام
زلف مین ہنگام آرایش نہان ہو جائیگا
الالتیام زخم کر دیگی یہ آرایش تری
جل رہا ہون وصل مین بہی شعلۂ رخسار سے
یاد کرتا ہی تصور بہی جمال یار کا
چشم پر روشن زمانے مین بشر مشتاق ہین
شمع بالین کی تمنا ہی نہ پروا سے چراغ
بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی
جلگیا پروانہ دیکھو ایک ہی انداز مین

غزل فرمایش احباب سے لکھی نسیم

بن گیا ہون مین شگاف پہلوے پیمانہ آج
ہی دہن گویا کہ چپ ہون لب پیمانہ آج
جھک گئے خم گر پڑا سجدے مین ہر پیمانہ آج
دو کمین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج
جسم سو پیدا کریگا استخوان شانہ آج
چاک گیسوای صنم بہر دیگا چاک شانہ آج
بنگئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج
دل کو حاصل ہی مرے تکلیف معشوقانہ آج
تا زمانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج
بیکسی دکھلا رہی ہی ہمت مردانہ آج
جلوۂ مدفن دکھاتا ہی مرا کاشانہ آج
یار سے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج
ورنہ یہ سودا سے بچا اپنے سر مین تھا نہ آج

اسی جلال پر ملال سے سوار ہو کر اپنے باغ مین آئین یہان جب شاہزادۂ خاور سیاہ آئے ایک قصر معقول واسطے ملکہ زرین گیسو کشا کے خالی کر دیا اُسمین ملکہ زرین گیسو کشا اُترین چوبدار خان قلماقنیان ترکنین حبشنین در دولت پر حاضر ہین ملکہ زرین گیسو کشا بدولت و فیروز بخت سلمان نے سامان عیش و نشاط وہان بھیجدیا ملکہ نے مکان کو آراستہ کرایا ملکہ بڑے تکلف سے اُس قصر مین داخل ہین سلمان زرنگاری جب محل مین آیا بیٹی نے پوچھا کہ یہ والد یہ کیا معرکہ گذرا بادشاہ نے سب معرکہ بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ ناموس شہریار کا اس قصر مین داخل ہی ملکہ نے کہا باجان ہم بھی اُنکی ملاقات کو جائین بادشاہ نے کہا تمہاری مہمان ہین ضرور جاؤ دعوت کرو دعوت کا نام سنکر ملکہ خوش ہو گئین کہا مین پیغام کیونکر دون کہا بیٹا جلد ارباب ناظر کو حکم دو کہ وہ جائے اور جا کر پیغام دے یہان محل مین تیاری کرو کاسنون کو بلواؤ اسی طرح سامان دعوت کرو وہ بھی شاہزادی ہین ملکہ کو بہلوا کر کہا حضور مجکو عدم فرصت ہی حضور پیغام کر دین تو بڑا احسان ہو بادشاہ نے کہا بیٹا مین آج کہلا بھیجونگا خود شاہزادے سے عرض کرونگا کیا عجب ہی جو غلام نوازی فرمائین یہ فرما کر بادشاہ باہر آئے شاہزادۂ خاور سیاہ سے دست بستہ عرض کی کنیزین بھی چاہتی ہین کہ جمال بے مثال ملکہ کو دیکھین دختر حقیر کی ملکہ الماس گلنار پوش چاہتی ہین کہ ملکۂ عالم کی دعوت کرین قاسم نے کہا کیا مضائقہ ہی کہا حضور فرما دین کل جلوہ فرما ہون قاسم نے کہا مین کہدونگا شب کو قاسم محل مین آکے ملکہ سے ذکر کیا کہ دختر بادشاہ تمہاری ملاقات کی مشتاق ہین تمہین دعوت مین جانا ہوگا ملکہ نے کہا مین ضرور حاضر ہونگی اگر وہ میری مشتاق ہین تو مین بھی اُنکی مشتاق ہون دوسرے دن صبح کو ناظر محافہ لیکر در دولت پر حاضر ہوئے ایک ناظر اندر آیا ملکہ عالم کو سلام کیا

عرض کی مجھکو ملکہ الماس گلنار پوش نے بھیجا ہی آپ کی مشتاق ہین قدم میمنت لزوم سے آپکے
کاشانے کو منور فرمایئے ملکہ نے کہا ہم شہریار سے پوچھ لین یہ کہکے قاسم کو بلوایا قاسم نے کہا ملکہ
بسم اللہ دلشکنی کسی کی ہمارے مذہب مین جائز نہین بہت خلق سے پیش آنا آئی کنیزون کو
خلعت دینا اور اسباب ضروری اپنے ہمراہ لو ملکہ نے کئی سوکشتیان خلعت کی مسند پر چیچا ہر
کے اپنے ہمراہ لیے لمعان زنگی کو حکم ہوا ملکہ کے ہمراہ جاؤ ملکہ سوار ہوئین لمعان زنگی
انتظام کرتا ہوا سواری کے ساتھ چلا نقارے پر چوب پڑی ملکہ کے کان مین آواز جو نقارے کی
پہونچی کنیزون نے کہا واری سواری آتی ہی حضور بڑے اہتمام مین لمعان زنگی جو لشکرکشی
کرکے آیا تھا انتظام کرتا ہوا آتا ہی بازار مین حکم ہی سب دوکانین بند کردو عصمت کا ملکہ کو بڑا
پاس ہی تمام شہر کی عورتین تماشا دیکھنے کو آئی ہین مردون کو حکم ہی کہ کوئی اپنے اپنے مکان سے
نہ نکلے ملکہ بھی کوٹھے پر آئین دیکھا بڑے کروفر سے سواری آئی ہی لمعان زنگی اہتمام کرتا ہوا
کوٹھون پر عورتون کا ہجوم عورتون نے چار پائیان کھڑی کی ہین کسی نے کسی کے بازون سے
سر نکال لیا کسی نے کسی کے کاندھے پر سر رکھدیا ہمہ تن آنکھین ہی آنکھین معلوم ہوتی ہین
ملکہ کوٹھے سے اُترین دل تو استقبال کو نہ چاہتا تھا مگر چونکہ مہمان بلایا ہی ڈیوڑھی مین آگئے
تھے ملکہ زرین گیسو کشا محافے سے اُترین بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی ملکہ الماس
نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ تھام کے اُتارا صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوگئین سراپا کو دیکھ رہی ہین
جی مین کہتی ہین اُسی شہریار کے یہ لائق ہی کبھی جمال جہان آرا اے ملکہ کو دیکھتی ہین کبھی دل ہی
مین اپنے چہرۂ زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہی صرف چہرے کا چھلاوے
دریا سے جواہر مین غرق قدم بقدم زر نثار ہوتا ہی جواہر نثار ہیان آوازین لگاتی ہوئین جب ملکہ آگے
تو ملکہ چپ ہو جاتی ہین خیال مہمان نوازی سے کنیزون کو اشارہ ہوتا ہی ہر مرتبہ سونے چاندی کے
پھول لٹتے ہین اس عظم و شان سے لیکر داخل بارہ دری ہوئین سب سامان دعوت آگے مہیا ہو
کنیزان زرین پوش بھاری جوڑے پہنے محفل مین آئین ناچ گانا شروع ہوا ایک کنیز شوخ و طرار
موسوم بہ گلعذار سامنے بشکر چلنے لگی اور یہ غزل شروع کی نظم

لالۂ بیداغ جھسا کوئی گلشن مین نہین	ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین
یاسمین مین عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہان	جو ملاحت خال مشکین مین ہی سوسن مین نہین
باغ ہی بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا	اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین
فصل گل مین سامنا چاک گریبان سے ہنوز	ہی نگہ بہ بین بکھیہ شخے جتتم سوزن مین نہین
خط کو رکھوا کر نہ کر اندھیر اے خورشید رو	تیرہ و شب ہی روشنی جب نور روشن مین نہین
شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف	سنگ نیرے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین
نیرے دیوانون کو نفرت تھا ہر آرائی سے کی	پاؤن مین بیڑی نہین ہی طوق گردن مین نہین
پاسبان کہدو اسکے پھلوا دین ہین اس سفاک نے	عاشقون کے مردے اپنے اپنے مدفن مین نہین
جلوۂ خورشید کر جاد نگاہ آسپر کا برق	قطرۂ شبنم جلن والے اپنے خرمن بیچ نہین

پھنسنے کی پھانسی ہے بلا حلقہ ہین زلف یار کے	ابروون کی کج ادائی تیغ رہزن مین نہین
چشم بد مین کا نہین اندیشہ حسن یار کو	کونسا ہے حرز جو بازو کے جوشن مین نہین
گھر مین اس خورشید رو کے رہتی ہے مانند صبا	ذرے کو پروا اگی آنیکی روزن مین نہین
بے مہری کرتے ہین کافر عاشقون کو اپنے ذبح	جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین
آب کے بدلے شراب سرخ نہرون مین بہا	باغبان جو پھول ہے وہ تیرے گلشن مین نہین
سنگ کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیے	محو یاد دوست مین ہون فکر دشمن مین نہین
موم کے مانند ہے ہر چند جسم انکا گداز	سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ آہن مین نہین
اشتیاق تیغ قاتل کا نہ کر آتش جہان یرجم	جان کو دل بھیجتا کس روز گردن مین نہین

ملکہ زرین گیسو کشا نے پلٹ کے دیکھا کہ غزل عاشقانہ جو گانے لگی ملکہ الماس کی آنکھون
سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ملکہ زرین گیسو کشا نے پوچھا بہن تم اسقدر کیون بیقرار ہو
ملکہ الماس نے سر جھکا لیا جب ملکہ نے بہت پوچھا تو ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ آپ کو خدا نے
صاحب نصیب کیا ہے آپ کے سامنے کیا ذکر ہین ایسے کلمات ملکہ نے کہے کہ ملکہ زرین گیسو کشا
سمجھ گئین کہ یہ کسی پر عاشق ہین اپنے ڈوپٹے سے آنسو پاک کیے اور کہا بہن خدا تمھاری مراد
پوری کرے مگر افسوس ہے کہ تم نے حال مفصل نہ بیان کیا ملکہ خاموش ہو رہین کہ پہر رات گئے تک
جلسہ رہا دو پہر رات گئے ملکہ زرین گیسو کشا گھبرائین یاد آیا کہ اب شاہزادہ محل مین آیا ہوگا
بیقرار ہو کے کہا کہ تو اب ہم رخصت ہونگے ملکہ الماس نے کہا آج شب کو اسی مقام پر
رہیے ملکہ زرین نے جواب دیا کہ شہریار کو تکلیف ہوگی ملکہ الماس کو ناگوار ہوا دل مین
کہتی ہین کہ بے دھڑکے کے چین نہین ہے مگر قضائے کار لمعان زنگی جو یہان مسلمان ہوا ملازم
شاہان طلسم کا ہے قلعہ اشراقیہ مین ملک اشراق شاہ فنون سپاہ گری مین نہایت طاق ہے
نیزہ ہلانا خوب جانتا ہے لمعان زنگی نے بھی اسی سے نیزہ ہلانا سیکھا ہے چند سوار جو یہان سے بھاگے
قلعہ اشراقیہ مین آئے ملک اشراق بارگاہ مین بیٹھا تھا اُن سوارون نے آکر فریاد کی پوچھا
ارے کیا ہوا کہا حضور لمعان زنگی جا کر قلعہ زرنگار پر لڑے نبیرہ حمزہ کے ہاتھ سے زیر ہو کے
مسلمان ہو گئے اور سب بھی مسلمان ہوئے ہمکو منظور نہ ہوا کہ بولنے دو سو خداوندون کو چھوڑین
اشراق نے زانون پر ہاتھ مارا اور پوچھا کہ نبیرہ حمزہ وہان کیونکر آیا کہا حضور راہ جاتے تھے
ہنگامہ سنکر ادھر بھی آ گئے اس وجہ مین مقابلہ ہوا ملک اشراق شاہ نے اُن سوارون کو
اُترنے کا حکم دیا آپ تخلیے مین آکر بیٹھا شادان صبا رفتار عیار اسکا جو دربار مین آیا پوچھا
شہنشاہ کہان ہین ملازمون نے کہا نہین معلوم کیا صدمہ پہنچا کہ تنہا جا کے بیٹھے ہین ایسے
ملول و حزین ہین کہ کسی کے آنیکا حکم نہین شادان سایہ پرورش ہین ہے گستاخ بھی ہے یہ کمرے
مین آیا اشراق نے پوچھا کون کہا غلام آپ کا شادان کہا باہر ٹھہرو اُسنے کہا غلام ضرور
حاضر ہوگا کیا ہوا جو آئینہ رخسار پر گرد ملال ہے اشراق نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے
یار شاطر تجکو بار خاطر کیون چیہا کہ آج صدمہ عظیم گذرا ہے شادان بیان نہین کر سکتا

پھر چوبے ہوا میں اُڑ رہے ہیں سعان زنگی کی فوج کے جادو قلعے میں نہیں سما سکتے بیرون قلعہ
اُترے ہیں پھرتا پھرتا لوگوں سے پوچھتا ہوا ادل اُس قصر پر آیا جہاں ملکہ زرو کش میں اُس
قصر کے دروازے پر آیا پوچھا آج یہاں کیوں سناٹا ہے کسی نے بیان کر دیا کہ ہماری ملکۂ عالم
دعوت میں ملکہ الماس کے یہاں تشریف لے گئی ہیں عیار طرار ہے سنتے ہی بھاگا در باغ پر آ کے
پہونچا ملکہ زرین گیسو کشا سوار ہو رہی ہیں کچھ کہاریاں اندر جاتی ہیں کچھ باہر آتی ہیں دیکھا
اسنے کہ یہی موقع ہے ایک کہاری کی صورت بنکر اندر پہونچا ہے یہ عیار طرار ہے ایک کنیز کو
بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر انتظام کرنے لگا ملکہ زرین گیسو کشا سوار ہوگئیں
بعد اُنکے جانے کے ملکہ الماس بارہ دری میں آ کے بیٹھیں اب غم کی اور زیادہ ترقی ہے جب
خیال آتا ہے کہ ہائے یہ عورت اُس شریر کے پہلو میں بیٹھتی ہے ہائے کیا کروں اس سوچ میں بیٹھی ہے
شادان جو اندر آیا جمال جہان آرائے ملکہ پے جو نگاہ پڑی ہوش و حواس پراگندہ ہوئے
جی میں کہتا ہے کیونکر بادشاہ کا غیر حال نہ ہو ایسی محبوب مرغوب خوش اسلوب حقیقت میں
نہیں معلوم بادشاہ کے دل پر کیا گذرتی ہوگی اب جا بجا پھرنے لگا باورچی خانے میں پہونچا
کھانے میں جلکے بیہوشی ملائی پانی میں جا بجا بیہوشی ملاتا پھرتا ہے جہاں پانی پایا بیہوشی میں
ملادی جہاں کھانا پکتا دیکھا وہاں پہونچا وہی کھانا سب کو تقسیم ہوا کنیزوں نے ملکہ سے
عرض کی ملکہ نے کہا میں کھانا نہ کھاؤنگی پلنگ پر جا کے بیٹھیں بکر ملول دل میں یہی خیال ہے
کہ کیوں اے الماس یہ کیا معرکہ ہے یہ کیا خواب پریشان دکھا دیا ہے اسکی کیا تعبیر ہوا موت
دامنگیر ہے جب رات کم رہی سب کنیزیں جا بجا بیہوش ہوئیں جب سناٹا ہوا شادان نے
اوپر آ کے دیکھا شمع ہائے مومی و کافوری روشن ہیں سب گل کیں پاؤں کی آہٹ جو ہوئی
ملکہ نے آنکھ کھولکے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہے ملکہ نے کہا کون شادان پیچھے ہٹا
ملکہ نے جب زیادہ آواز دی دیں خواصوں کے نام لیے کسی نے صدا نہ دی ملکہ الماس
خود اُٹھیں باہر کوئی دو چار حبشنیں جو جاگتی تھیں آواز سنکر پوچھا ملکۂ عالم کیا ہے کہا ایک
سیاہ پوش جاتا ہے حبشنیں دوڑیں شادان دیوار کو دکے بھاگا قفلے کا ر بیرون باغ
فوج قاسم زرو کش ہے سماک ملیدا فی طلایہ دے رہا ہے سماک نے آواز سُنی کہ حبشنیں
غل مچا رہی ہیں ارے چور جاتا ہے سماک نے جھپٹ کے دیکھا ایک سیاہ پوش دیوار باغ سے
پھاندا سماک نے اُسکا پیچھا کیا عیار بھاگا جب صحرا میں پہونچا سب تو رہ گئے سماک ملیدا فی
چلا آیا شادان نے پلٹ کے کہا اے شخص تو کیا مجھے ملوہ سمجھا ہے چلا ہی آتا ہے یہ کہکے پلٹ پڑا
جانتا ہے میں عیار ہوں جھکائیاں دیکر مار ڈالونگا سماک تیغ کھینچکر جا پڑا اب جو شادان نے
تلوار چلی سماک خالیاں بھی دے رہا ہے تلوار کو گانٹھ لیتا ہے ہر چوٹ کا جواب دیتا ہے
اب تو شادان گھبرایا چاہتا ہے بھاگ کے نکلجاؤں سماک نے للکار کے آواز دی میں
سمجھ گیا تو عیار ہے یہ حقیر فرزند عمرو نامدار ہے تجھ ایسے ہزاروں میرے شاگرد ہیں اب
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا ایک مقام پہ ٹھہر کر شادان نے تیغچہ مارا کہ دونوں پانو

سمک کے آزاد ہون سماک نے جست کی شاخ نخل سر پر لگی سمک گرا اسنے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا
سماک بیہوش ہوا اسنے مشکین باندھین ایک سوار پیچھے چلا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ سمک کی
ایک عیار مشکین باندھ رہا ہی اسنے پکار کے آواز دی ارے تو کون ہی ہمارے آقا کے عیار کی
مشکین باندھتا ہی اسنے پکار کے کہا منم شادان صبار فتار عیار ملک اشراق شاہ
آیا تھا ملکہ الماس کو لینے مگر یہی شکار ملا یہ کہکے پشتارہ لے بھاگا سوار روتا پیٹتا
لشکر مین ہلڑ ہی کہ ایک چور ملکہ الماس کے باغ مین آیا تھا سمک اُسکے پیچھے گیا وزدشبگرد
واہتا بان جا کر قلعۂ مغرب مین چھپا ہی قاسم باہر نکل آئے لباس بزم پہنے ہوئے ہین ایک
ایک سے پوچھ رہے ہین کہ سمک کہان گیا کہ وہ سوار آگے پہونچا اُس سوار نے رو رو کے
عرض کی ای شہریار وہ سیاہ پوش عیار ملک اشراق شاہ تھا اُسی کی زبانی معلوم ہوا کہ
دختر شاہ کو لینے آیا تھا سمک کو پکڑ لیگیا جب قاسم نکلے تو ملک سلمان زرنگاری بھی
نکل آیا قاسم نے پوچھا ای سلمان یہ اشراق شاہ کون ہی کہا حضور یہانسے بارہ کوس پر
ایک قلعہ ہی وہ انکا حاکم و ناظم مجھسے دشمنی رکھتا ہی سابق مین اُسنے مجکو پیغام دیا تھا کہ اپنی
بیٹی کی میرے ساتھ شادی کر دو مین نے نامنظور کیا یہ سُنا کرتا تھا کہ انکا ارادہ ہی کہ مجھپر لشکر کشی کرین
اب اُسنے یہ فتور کیا ہوگا قاسم نے کہا ہمارا مرکب لاؤ سلمان زرنگاری نے عرض کی ای شہریار
فوج کو لیکر چلیے قاسم نے کہا اگر خدا نخواستہ اس عرصے مین میرے عیار کو قتل کر ڈالے تو مین
لشکر میں کیا منھ دکھاؤنگا اس عرصے مین ادھر سردار بھی آگئے قاسم نے کسی کا کہنا نہ مانا
پشت مرکب پر سوار ہوئے یکہ و تنہا چلے عقب سے قیماس شان خاوری و لمعان بھی چلے
یہان اشراق رات بھر جاگا ہی اپنے عیار کے انتظار مین صبح کو اسنے دیکھا کہ شادان
پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا ای شادان کیا کیا کہا حضور بڑا انقلاب ہوا لیکن
ایک شکار معقول لایا ہی قاسم کے عیار کو پکڑ لایا سمک بلیداقی فرزند عمرو اشراق نے
کہا اسکو بیڑیان پہنا کے لاؤ اسکو روپے کا لالچ دو کہ دختر سلمان زرنگاری کو مجھ تک لائے عیار نے
کہا بہت مناسب ہی ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر سمک کو ہوشیار کیا سمک نے جو اس دربار کو دیکھا
مثل اہل اسلام سلام کیا ملک اشراق نے کہا ای عیار طرار جسقدر روپیہ مانگے مین دینے کو موجود ہون
مگر دختر سلمان زرنگاری کو لا دے سمک نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی باتون مین تکرار ہوئی اشراق
نے جلاد سے کہا اسکو قتل کر جلاد نے سمک کو آگے کھینچا بیرون بارگاہ زیر تیغ بٹھایا ہنگامہ جو
ہوا تمام فوج تیار ہو کے آگئی جلاد حکم کا مشتاق ہی کہ لشکر مین زمین ہلنے کی اوپر ہوئی نعرهٔ شیر کی
آواز آئی نعرهٔ قاسم تصنیف مصنف

منم شیر میدان جنگ و جدل	منم قاسم نقد تیغ و ظفر	منم ابن رستم یل نامور
فگن جنگ من غیرت سامری	منم نعمت خوان جنگ و جدل	فریدون حشم رعب اسکندری
منم شیر دل صف شکن پہلوان	ز سیف الملک جنگ شد آشکار	منم حامل رایت گیر و دار
	منم ابن فرزند صاحبقران	اب جو میمون کا ... بڑی ایاب

شیر غضبناک کو دیکھا کہ صفین درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہی عقب مین لمعان زنگی بھی آ کے گرا

قاسم نے اول سمک کو زخمی کیا جلاد کو واصل جہنم کیا اشراق شاہ تخت پر ساٹھ ستر ہزار فوج تیار ہو لی
قاسم کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی قاسم چلتے ہیں تا بہ اشراق پہونچیں بیچ میں ہا لیان فوج آجاتے ہیں
قاسم وہاں تک نہیں پہونچ سکتے ہیں کھلنے کا ابیض جادو تیغ سحر کش جو لیکر بھاگا قلعۂ ابیض کا حاکم
خیال میں آیا یہ تحفۂ نایاب بادشاہ کو جلکے نذر دوں آوارہ مارا مارا پھر رہا ہے اس وقت ادھر جو گذر ہوا
گیر و دار کی آواز کان میں آئی جھکے دیکھا دم ہی جوان صاحب شوکت و جاہ شاہزادہ خاور سپاہ
شیرانہ و پلنگانہ لڑ رہا ہے خیال میں آیا ای ابیض اسی کو اٹھا کے چلو یہ سوچ کر ایک نخل پر آمادہ
ہو گیا قماس خان نے دور سے دیکھا لڑتے لڑتے تلوار ہاتھ سے قاسم کے گری رنگ روشن زرد ہوا
قماس خان خاوری جھپٹ کر چلے کہ میں جاکے شاہزادے کو ہوشیار کروں یہ لڑتے لڑتے سست
ہو گئے ابیض نے جب دیکھا کہ قاسم مرکب پر مجبور رہے ہیں تڑپ کے گرا قاسم کو اٹھا کے
لیگیا یہاں معلوم ہے میں لمعان زنگی و قماس خان وغیرہ بہت سے زخمی ہوئے سمک نے جو دیکھا کہ
آقا کو کوئی اٹھا لیگیا یہ روتا ہوا قریب سلمان زرنگاری کے آیا کہا آپ ہمارے بادشاہ ہیں آقا
کو کوئی عین گرمی جنگ میں اٹھا لیگیا تلاش کرونگا سب سردار زخمی ہیں جس طرح بنے ان سب کو
نکال لیچلیے سلمان نے آکر ان سرداروں کو بیچ میں لیا بارہ چودہ ہزار تیر انداز آگے تھے انہوں نے
تیر چلائے خاشاک پیچھے سینے سپر کیے جاکے گوشوں میں جا کے چھپے سلمان زرنگاری سرداران
قاسم کو لڑتا بھڑتا لیکر نکلگیا ہر چند اشراق نے چاہا کہ روکوں تیر اندازوں نے خوب جانبازی کی
قلعۂ زرنگار میں آکے داخل ہوئے لیکن اشراق نے پیچھا نہ چھوڑا یہ بھی فوج لیے ہوئے برابر
پہونچا سلمان زرنگاری نے قلعہ بند کر لیا سمک بلیداقی تو تلاش میں قاسم کے نکلگیا اسکا ذکر آگے
تحریر ہوگا اشراق شاہ نے آکے قلعے کو گھیرا آب و آذوقہ بند کیا سلمان زرنگاری حیران و
پریشان اندر قلعے کے آیا زخمیوں میں کہا نکے تو انکے زخم سب کے بھر گئے ہیں اشراق قصد کرتا ہے
کہ یلغار کرکے قلعہ فتح کر دوں وزرا نے کہا سرکار کو تکلیف ہوگی جلدی میں ان لوگوں نے قلعے کو
بند کر لیا ہے قلعے میں زراعت نہیں ہوتی ہے اندر ایک ہفتے کے بیقرار ہو کے نکل آئینگے اشراق
کو یہ بات پسند آئی یہ تو قلعے کو گھیرے پڑا ابیض جادو قاسم کو لیے ہوئے اپنے قلعے میں آیا اب
حیران ہے کہ کیا کروں قاسم کو قید کیا تیغ اپنے پاس رکھا یہاں سے تین کوس پر قلعۂ شکیل جادو
ہے اسکی جادوگری زبردست ہے خیال میں گذرا کہ ان کو بلاؤں اس سے صلاح کروں یہ کہکر نامہ
لکھا جادوگر اسکا نامہ لیکر چلا کہ جاکر شکیل کو نامہ دوں سمک بلیداقی پھرتا پھرتا آج کئی دن سے
مارا مارا پھر رہا ہے ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہوا یاد میں اپنے آقا کے بیتاب و بیقرار کبھی کہتا ہے
ای سمک کون دشمن لگا ہوا تھا کہ آقا کو ہمارے اٹھا کے لیگیا داغ دیگیا اس سوچ میں بیٹھا ہے
کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھی ایک جادوگر پسینے پسینے دوڑا ہوا آتا ہے سمک بلیداقی نے جھٹ سے صورت
اپنی فقیر کی بنائی دو چار ٹھیکرے بھی رکھ لیے ایک گنڈہ سلگا لیا پکار کر آواز دی میاں جانیوالے کیوں
اسقدر دھوپ میں جاتے ہو دو بھولوں جل رہی ہے ساحر جھپٹ آیا سمک نے کہا ای برادر اپنی جان
کا خیال ضرور ہے ساحر نے کہا بھائی نوکری بڑی چیز ہے مجبور ہیں آج ہی نامہ لیکر جائیں آج ہی جواب لیکر

سماک نے پوچھا کس قلعے پر جا کے کہا ہمارے آقا کی بہن ملکہ شکیل جادو اُنکو نامہ بھیجا ناہی جواب لیکر
آتا ہی یہ بھی ساحر کے منہ سے نکلگیا کہ ایک مقدمہ سخت درپیش ہی سماک بلیدانی نے پوچھا سخت مقدمہ
کیا ہی ساحر نے کہا ہمارے آقا تیغہ سحر کش و قاسم کو گرفتار کر لائے ہین ملکہ شکیل جادو کو اسی واسطے
بلایا ہی کہ اُنسے صلاح کرین سماک نے جلدی سے حقہ بھرا بیہوشی ڈالکے پیش کیا کہا بھائی ایک دم تو
لگا لو ساحر نے گڑگڑا کے دم مارا لڑکھڑا کے دھم سے گرا سماک نے ٹانگ پکڑ کے ایک کونے مین ڈالدیا
نامہ اسکی جیب سے نکال لیا نامہ لیکر اُسی ساحر کی شکل بنایہ تو پوچھ لیا تھا طرف اُسی قلعے کے چلا
راہ مین خیال آیا کہ ای سماک تجھے نام نہ پوچھا اگر جلد سمجھا جائیگا جب سامنے ملکہ شکیل کے پہونچا دیکھا
دروازہ قلعے کا کھلا ہی ساحرون کی آمد و رفت ہی ایک نے پکار کے کہا بھائی سرطان جادو خیر و عافیت
تو ہی سماک سمجھا کہ میرا نام سرطان جادو ہی باتین کرتا ہوا اندر قلعے کے آیا دربار مین شکیل کے
پہونچا شکیل نے بھی کہا ای سرطان کہو بھائی صاحب کا مزاج کیسا ہی سماک نے باتین بنانا
شروع کین شکیل کو نامہ دیا شکیل نامہ پڑھ کے رونے لگی کہا ای سرطان بھائی صاحب نے بڑا
غضب کیا تیغہ لائے تھے تو خیر لیکن نبیرہ حمزہ کو کیون گرفتار کیا جس کسی نے اُنسے بگڑی ای بھائی وہ
مارا گیا ملک ایران ہوا ہر چند کہ بحر العجائب و معدن الغرائب بڑی بڑی کد و کاوش کر رہے ہین
لیکن مین یہی جانتی ہون کہ اب طلسم نبیگا طلسم کشا صاحبقران صاحب اسم اعظم ایسے شخص کو
جسوقت لوح ملیگی تو کیا ہوگا کون اُنکی جنگ کی برداشت کریگا ساحر و غیر ساحر جیدا اُنکے ساتھ ہین
اقبالمندی یہ ہی کہ رازداران طلسم شریک ہوئے ملکہ خورشید برق وش ایسی ساحرہ کہ جسنے
کوہ عجائب و غرائب فتح کرایا ہفت جوش جادو نے کیا کچھ نہ کیا مگر کچھ نہ ہو سکا کتے کی موت
مارا گیا سماک نے کہا یہان فرمانے سے کیا فایدہ وہان تشریف لیچلیے شکیل نے کہا ای سرطان
تھکا ماندہ آئے ہو آج تو رہجاؤ کل چلینگے سماک نے کہا بہت مناسب ہی شکیل نے سرطان
کی بڑی خاطر کی شکیل نے پوچھا نبیرہ صاحبقران کہان ملا مین نے خبر سُنی تھی کہ وہ قلعہ جات
فتح کرتا ہوا آتا تھا سماک نے کہا حضور قلعہ اشراقیہ پر مقابلہ تھا دختر سلمان زرنگاری کو شادان
عیار گرفتار کرنے آیا تھا اسی پر معرکہ پڑا مین نے تو یہ سُنا ہی کہ خود آپکے بھائی صاحب بیان کرتے تھے
کہ رات کو قیدخانے مین قاسم بہت بیقرار رہتا ہی کل جو جاکے ہو سکے تو سُنا کہ تڑپ رہا ہے
قید خانے مین بھی اپنے معشوق کی یاد تھی لب پر یہی فریاد تھی

نظم

دلا ہر چند ساحر منہ کو اکثر بند کرتے ہین
نہین پروا اگر وہ روزن در بند کرتے ہین
اسیری کا جو وقت آیا کہار در وکے پہنچ نے
درازی عمر کی اب ہر کسی کی خاکساری سے
تجھے ای ماہ دیکھا خاک پر خورشید کو دیکھین
سُنا ہی کربلا کا حال زندان مین غضب ہی نظر
نہ کر پرواز ابھی ای طائر جان ایک دم رہجا

مرا رونا بھلا دیکھون زرگو کر بند کرتے ہین
تصور کے لیے ہم دیدہ تر بند کرتے ہین
مجھے اب کنج زندان مین برادر بند کرتے ہین
نہین مجھے جو خاکستر سے اخگر بند کرتے ہین
ہمیشہ صبحدم آنکھ اپنی اختر بند کرتے ہین
نے گلگون تو کیا پانی یہ کافر بند کرتے ہین
وہ باہر آنے پر مین اب کبوتر بند کرتے ہین

یہاں صیاد ایسا رشتۂ نازک خیالی ہے / ہزاروں طائر مضمون کو ہم پر بند کرتے ہیں
وہ رشک حور جب رخسار تاباں کھولتا ہے / ملائک اپنی آنکھیں چوندھیا کر بند کرتے ہیں
مرے چاک گریبان سے جنون جو تنگ آگئے ہیں / دکانیں چوک کی سارے رفوگر بند کرتے ہیں
اسی صندوق میں کل ایکی لاشیں بند ہوتی ہیں / یہ غافل بے سبب کیوں اب بھلا در بند کرتے ہیں
تعجب کیا کوئی ادنی اگر غالب ہوا اعلی پر / پیادے بھی شہ شطرنج کا گھر بند کرتے ہیں
نہ دم مارے اگر غواص دریائے محبت ہے / کہ غواصی میں دم اپنا شناور بند کرتے ہیں
بہت کر کے گرمی غیر سے وہ سوخت دیتا ہے / کبھی ہم واسوخت کے مضمون اکثر بند کرتے ہیں
اڑا لیجائیگا شوق میں تکیے کے تکیے کو / عبث صیاد تکیے میں مرے پر بند کرتے ہیں

شکیل نے آواز دی اے سرطان ہیں کل چلکر سب معلے صاف کردونگی لاشہ ہائے مسلمانان سے سب میدان بھر دونگی رات کو سامان دعوت ضیافت کا ہوا سرطان نقلی سامنے شکیل کے خوب گایا بجایا شکیل جادوگر کو خوب راضی کیا شکیل بہت خوش ہوئی کہا اے سرطان خوب گاتے ہو کہا حضور میں نے اپنا لاکھوں روپیہ اسمیں صرف کیا تب یہ کمال حاصل ہوا ساقی گری بھی خوب کرتا ہوں سب سے شراب پلاؤں ساری محفل کو راضی کروں شکیل نے کہا تمکو اختیار ہے کہا میخانے کی کنجی جلد دیجے کنجی سمک ملیداقی کو ملی جا بہ شراب کو خراب کیا حکم دیا کہ آج سب شراب بیجائیں شراب تقسیم ہونے لگی جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے شراب تقسیم ہوگئی بقول شخصے مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے پیتے ہی ہر طرف ہنگامہ سرگرم ہوا یہاں سمک ملیداقی نے گلا بیان جہیں سرطان جادو کی شکل بنا ہوا پیشواز بھاری پہنی اہل محفل کو مبہوت کرنیکو یہ غزل گائی کہ جسکی ردیف بھی رقص ہے نظم

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص / ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے / بام پہ گویا کہ میں ہوں اور زیر بام رقص
کس طرح کرتا ہے وہ ذلت گوارا آدمی / فی الحقیقت کچھ نہیں غیر خیال خام رقص
چہرۂ محبوب پر گیسو نہیں لہراتے ہیں / بت کے آگے کرتے ہیں کفار نافرجام رقص
اے دل مجروح داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہیں / ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہے دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ / خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب / بہر زر کرتے ہیں محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہے یہ کہ گھنگرو کی صدا / بیقراری ہجر کی پائی دل ناکام رقص
ایک دن لایا تھا جام مے ترے ہونٹوں تلک / آج تک کرتا ہے یہ گردون مینا فام رقص
چشم راحت کار ذلت میں خیال خام ہے / عمر بھر رقاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے / کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہیں خاص و عام رقص
میکدے میں چلکے سیر عالم نیرنگ کر / قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص
دل اسی پہلو میں آتش میں ہے ازین بیتاب کا / یہ وہی جا ہے جہاں ہوتا ہے صبح و شام رقص

تمام اہل محفل تعریفیں کرنے لگے شکیل جادو کہتی ہے اے سرطان کیا بلند پرواز کی ہے

حقیقت مین تمنے ناچنا خوب سیکھا ہی طبیعت مین کیا موزونی ہی ناچنے کے بعد وہ غزل گائی کہ جسکی تعریف
رقص بھی ہم تمھاری صفت نہین کر سکتے سمک یلداقی نے جھککر سلام کیا کہا آپکی عنایت ہی ابھی آپکو
بہت راضی کرونگا یہ کہکے جام پیش کیا شکیل نے جام پیا دو گھڑی کے عرصے مین سمک نے ساری محفل
کو شراب پلائی ملازمون کا بیہوش ہونا جا بجا تحریر کر چکا سب بیہوش ہوئے سمک نے شکیل جادو کے
دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھائی صندوق مین بند کر دیا اُسکی شکل بنکر سو رہا صبح کو سب کی آنکھ کھلی تلاش ہوئی
سرطان جادو کہان گیا شکیل نقلی نے کہا کہ کہین چلا گیا ہوگا مصاحبون کو بیدار کیا کہا مصاحبو
بھائی صاحب نے مجکو طلب کیا ہی میرا جانا واجب و لازم ہی مگر مین نے قسم کھائی ہی کہ مسلمانون پر خروج
کرونگی تم تخت اُڑا کر لے چلو مصاحبون نے عرض کی کنیزین حاضر ہین اُسی وقت تخت پر سوار ہو چلا
جادوگرنیان کامل داخل اپنے پاس بٹھالین سب سے تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی یہان ابیض جادو
جس دن سے شاہزادہ نادر سیاہ کو لایا ہی تیغہ سحرکش قبضے مین ہی گھبرایا کرتا ہی مصاحبون سے
اکثر کہا ای شہریار حقیقت مین آپ نے بڑا کیا مشہور ہی کہ جہان ان مسلمانون کو ستایا ایسی بلا نازل ہوئی کہ وہ
قلعہ ویران ہو جاتا ہی ہزار اسلحہ اطراف طلسم نور افشان مین مارا گیا طلسم کشا نے اہل کوہ ہفت جوش
کو فتح کر چکے اب تلاش لوح مین نکلینگے یہ فرزند انکے سب انھین کے مددگار ہین آپ تردد کرین ہمارے
نزدیک یہ بہتر ہی کہ دونون چیزین خدمت شہنشاہ نور افشان مین روانہ کر دیجیے ابیض جادو کہتا ہی
مین نے ہمشیرہ کو نامہ لکھا ہی اگر وہ بھی یہی صلاح دیگی تو روانہ کر دونگا انکا صلاح ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ
شکیل نقلی کا تخت سامنے سے نمایان ہوا کہا لو صاحب ہمشیرہ صاحبہ بھی آگئین جادوگر خوش تخت اُٹھا لا
سمک یلداقی نے ابیض جادو کو دیکھا ایک سامری مکار و غدار کہا کیون ہمشیرہ کیا مناسب ہی
مین تیغہ سحرکش لایا اور قاسم کو بھی پکڑ لایا اب تمھاری کیا صلاح ہی شکیل نقلی نے کہا بھائی صاحب
یہ تو جوان بھی نایاب ہی تیغہ بھی اسکا پاس ہی اگر اسکو رہنے دیجیے گا ضرور طلسم کشا جھکیگا آج شب کو
جلسہ کرو کل صبح سے قلعے پر لشکر جمع کرین اول طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے اگر غالب آئے گرفتار کر لیا تو
شاہان نور افشان سے میل کرینگے اگر عاجز آئے یہی چیزین دیکر اپنی جان بچائینگے ابیض نے کہا دیکھو
بھائیو ہمشیرہ صاحبہ نے کیا خوب صلاح بتائی دو باتون مین جو مناسب ہوگا وہ کرینگے مذہب سامری
و جمشید پختہ نہین اس زمانے مین ہزارون جادوگر مسلمان ہو گئے طلسم مینو سواد طلسم بلیبد وغیرہ
فتح ہو گئے راہ طلسم کھلیگی اب مرحلہ جات پر مقابلہ پڑیگا طلسم کشا کو ضرور لوح ملیگی شکیل اسکے کہنے سے
جلسہ آراستہ ہوا سمک نے اپنی عیاری قدیم پر شراب منگوائی ناچ گانے ابیض بہت خوش ہے
کہ میری بہن خوب ناچتی گاتی ہی نشے مین اسپر جا پڑونگا مدعائی دلی حاصل کرونگا پہر رات رہے
سمک یلداقی نے سب کو بیہوش کیا جب سب بیہوش ہوگئے تو سمک بصورت اصلی بنا اب منظور ہوا
کہ قاسم کو رہا کرون میکون جادو غصے مین تڑپتی پھرتی تھی اسکو یہ خیال تھا کہ اگر شاہان نور افشان
کے پاس جاؤنگی وہ فرمائینگے ابیض کو کیون نہ پکڑ لائی تو مین کیا جواب دونگی ہائے تیغہ سحرکش
ملعون لیگیا چلکر اسکے قلعے مین دیکھون کہ کیا کر رہا ہی ایک باز کی شکل بنی ہوئی آسمان پر اُڑ کر چلی آئی
اسنے دیکھا قلعہ ابیض مین عجب ہنگامہ ہی دوکانداروں نے دوکانون کو چھوڑ دیا ہی بازار و دن بھلا

نوچ رہے ہین بعد چندے ٹھوکر اوروں سے گرا بیہوش ہوا میگون وہان سے یہ معرکہ دیکھتی ہوئی قریب بارگاہ
کے آئی بارگاہ مین دیکھا سب بیہوش پڑے ہین سماک یلداقی قاسم کو قید خانے سے لایا ہی پاسے
بلوالیا تھا بیڑیان کاٹ رہا ہی میگون نے یہ معرکہ دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین ابیض بھی بیہوش ہی
کڑک کے نعرہ کیا کہ باش او نا عیار کیا کرتا ہی مین ملکہ میگون جادو سماک یلداقی نے چاہا جھپٹ کر
نکلون میگون نے گرز مارا سماک لڑکھڑا کے گرا آسمان سے اُتری نگاہ جمال بمثال قاسم نوجوان پر پڑی
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باران سحر برساتی ہوئی اُتری تھی سماک تو زمین پر پڑا ہی تصور ہوا
کہ قریب جا دو سیاہ سے کے جاؤن اپنا حال دل عرض کرون کہ ابیض ہوشیار ہوا اور اُٹھنے لگے
ابیض نے کہا ای میگون تونے بڑا احسان کیا میگون نے کہا ای ابیض اب کہو کیا کہتے ہو دیکھو
بہتر اسی مین ہی کہ تیغہ سحر کش ہمکو دیدو شاہان طلسم سے بغاوت بہتر نہین ابیض نے کہا ملکہ اب
اسی مقام پر رہو میگون نے کہا ارے نا منصف اب یہ دریافت کر کہ شکیل پر کیا گذری کہا اُسکو عیار
نے مار ڈالا ہوگا اب بجاے زندہ ملیگی ابیض یہ کہکے رونے لگا کہا ای ملکہ تونے مجھپر بڑا احسان کیا
آج تمھاری وجہ سے ہم سب بچ گئے نہین تو ہم سب مارے جاتے سماک یلداقی شاہزادہ قاسم کو
پھر قید کیا میگون جادو کو نوبت ناگوار ہوا مگر کچھ کہہ نہین سکتی حیران ہی کہ کیا کرون خیال مین گذرا آج رات
کو تیغہ سحر کش چرا کر قاسم و سماک کو لیکر نکل جاؤنگی اس احسان جان بخشی پر ضرور جھکیگا اور مجھے
قبول کریگا یہ سوچکر رات کو اُسنے جلسہ آراستہ کیا ابیض کو اسقدر شراب پلائی کہ یہ بیہوش ہوا
میگون جادو تیسرے پہر اُٹھی قید خانے مین آئی شاہزادہ قاسم اور سماک یلداقی کو قید سے رہا کیا
تیغہ سحر کش لا کر قاسم کو دیا اور اُسکو بھی کہا کہ ای شہریار اس احسان کو فراموش نہ کیجیے گا قاسم نے
کچھ جواب نہ دیا سماک نے قاسم کا پیر دبایا کہا ای شہریار یہ تحفہ نایاب تو لے لیجیے یہ کب امید تھی
کہ یہ تحفہ ہاتھ آئیگا قاسم خاموش ہو رہے میگون نے قاسم و سماک کو تخت پر سوار کیا آپ پائے
تخت کو پکڑ لیا تخت اُڑاتی ہوئی نکلی قاسم نے کہا ای سماک یہ ساحرہ سانپ ہی خواہش وصل کریگی
تو کیا کیا جائیگا سماک نے کہا ای شہریار مین اسکو مارے لیتا ہون جب دو تین کوس تخت اُڑا کر نکل آئی
سماک نے کہا ای ملکہ عالم ذرا تخت ٹھہرا لو اس کوہ پر ٹھہرو میگون جادو نے پہاڑ پر تخت اُتارا
سماک باتین کرنے لگا کہ ای میگون تونے بڑا احسان کیا ہم آقا کو تمھارے وصل پر راضی کرینگے
باتین کرتے کرتے چھنے کمر سے گلے مین ڈالدیے جب یہ گری خنجر مارکے اسکا خاتمہ کیا اب
قاسم و سماک کوہ سے اُتر کر چلے [illegible] چاہتے ہین کہ اپنے لشکر مین پہنچین یہان صبح کو ابیض جو ہوشیار ہوا تو بہت
گھبرایا تیغہ سحر کش نہ پایا غصے مین کانپ گیا کہا مین ابھی جا کے میگون کی مشکین باندھے لاتا ہون
وہان کئی دن کے بعد لوگون نے خنسا جادو کو صندوق سے نکالا شکیل جادو غصے مین تلملا ابیض کے
آگے پوچھا ہے یہ کیا معرکہ تھا میری شکل کون بنکر آیا اور اُسنے کیا کیا ابیض جادو نے سب
حال بیان کیا کہا میگون بڑا غضب کر گئی قاسم و سماک کو لیگئی شکیل جادو نے کہا چڑھ چلو اور
لشکر کشی کر دو دونون مین بھائی فوج لیکر چلے جب شہر سے نکلے یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مین
میگون جادو بود اُس صدا کی جانب آگے دیکھا لاشہ میگون کا پہاڑ پر پڑا ہی قاسم و سماک

جا چلے یہ دونون ساٹھ ہزار کا لشکر لیے ہوئے جاتے ہین راہ مین ملک اشراق شاہ سے ملاقات ہوئی
اشراق نے کہا ای ابیض کہان جاتے ہو ابیض نے سب حال بیان کیا اشراق نے کہا قلعۂ زرنگار
پر اُسکا ناموس موجود ہی اور سردار قاسم کے بھی وہین ہین چلکر سب کو گرفتار کرین میرے ہاتھ سے
شکست کھاکے بھاگے ہین مین نے سب کو زخمی کیا ہی میرے ہاتھ سے بھاگ کے گئے ہین ابیض نے کہا
جلد چلو ابیض و تشکیل و اشراق شاہ تین لاکھ کا لشکر لیکر اس کر و فر سے طرف قلعۂ زرنگار کے چلے
یہان سلمان زرنگاری شکست کھاکے آیا المعان زخمی و قیماس خان وغیرہ کا علاج ہوا سب سے
زیادہ بیقراری ملکہ الماس گلنار پوش کو ہی یہ خبرین جو گوش زد ہوئین سبزون سے رو رو کے کہنے لگین
ہمے خبر پہنچی ہی کہ قلعے کو آکر اشراق شاہ نے گھیرا ہی ایک ساحر نے خبر دی کہ ساحر بھی ہمراہ ہین اشراق نے
کہلا بھیجا کہ ای شہنشاہ زرنگار آپ اگر اپنی جانبری چاہتے ہین تو اپنی دختر بلند اختر کو سوار کرکے ہمارے
پاس بھیجدو تو ہم پلٹ جائین ورنہ ایک کو نہ زندہ نہ چھوڑینگے بادشاہ گھبراتا ہوا محل مین آیا سامنے ملکہ کے
ذکر کیا کہ ملک اشراق شاہ یہ پیغام دیتا ہی ملکہ نے کہا بابا جان میرا سر کاٹ کے دیدیجیے مین
زندہ تو نہ جاؤنگی یہ کہکر بلک بلک کر رونے لگی سلمان زرنگاری نے کہا ای نور نظر کیون گھبراتی ہو مین
تمھارے خلاف نہ کرونگا اگر سب قتل ہون تو ہو جائین مگر مین نہ گوارہ کرونگا یہ کہکے بالاے قلعہ آیا آلات
حرب و ضرب سے قلعے کو آراستہ کیا توپین لگین گولہ انداز و برق انداز مقامات پر مقرر کیے اشراق شاہ نے
طبل جنگی بجوایا تشکیل و ابیض اسکے شریک ہین آراستگی قلعے کو دیکھکر ہنس رہے ہین جب اشراق
نے طبل جنگی بجوایا اور قلعے مین خبر پہنچی تو سلمان گھبرا گیا کہنے لگا کہ اسکو جواب کون دیگا اُنکے
سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائینگے قلعے مین ملکہ پڑا ہی ابیض کہ رہا ہی ای یاران قلعے کی شامتین
آئی ہین تو یہ ہمارا کیا کرینگی جب سحر کرینگے گولہ اُلٹی دیگی بلکہ کہو تو یونہین اُنکو ہلاک کرین گولہ
پلٹ کے اُنھین پر پڑیے ہمارے لشکر والون کو خبر بھی نہ ہوگی تو مین اُنھین کو پامال کرین ساحر وہان ہین
تیاریان ہو رہی ہین تشکیل کہتی ہی مین اوسی صورت کرونگی تڑپ کے آسمان پر جاؤنگی ایک لکہ ابر
تیار کرونگی آسمان سے پانی برسیگا تمام قلعے مین دریا جوش مارے کہو تو آگ لگا دون ہوائی برسادون
دونون باتون کا اختیار ہی مجھسے کون مقابلہ کر سکیگا غیر ساحرون کا مار لینا ہمارے نزدیک کتنی بڑی بات
ہی سب ساحر الگ ہو گئے ہین تیاریان کر رہے ہین کوئی کہتا ہی آگ برساؤن ایک کہتا ہی آگ لگا دون
ایک کہتا ہی مین یونہین گھستا ہوا چلا جاؤنگا منہ سے اُف اُف کرونگا شعلے نکلینگے غیر ساحر بھاگینگے
جبکہ جمشید زرین پوش بصد جوش و خروش خمخانۂ مغرب سے برآمد ہوکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا
مشعل مہر گلے مین ڈالے ہوئے سپہ تار شعاع تیار میدان گاہ چرخ زبرجدی مین ٹہلنے لگا سحر ضیا
نے تمام عالم کو گھیر لیا یہان ابیض جادو و تشکیل جادو و ملک اشراق گھوڑون پر سوار ہوگئے
فوج ساحران کو پشت پر لیا آکر قلعے کو دیکھا ایک اژدہا منہ پھیلائے بیٹھا ہی گولہ انداز ٹہل رہے ہین
ملک سلمان زرنگاری تخت پر بصد شوکت و صولت جلوہ فرما ہی ملکہ الماس گلنار پوش
سر منبر سے کھڑی تماشا دیکھ رہی ہین اور ملکہ زرین گیسو کشا اپنے محل مین بیٹھی ہین جام زر کے
بھر کر رکھے ہین کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو اگر کسی نے یہان آنیکا ارادہ کیا تو ہمیں زندہ نہ پائیگا جو

ہمکو برابر پہونچانا کنیزین آمادہ ہین کہ ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے چار سو کنیزین ملکہ کے ساتھ جان دینے پر آمادہ ہین چند کنیزین واسطے خبر کے مقرر کین کوٹھے سے ملکہ الماس بھی ملاحظہ کر رہی ہین اشراق شاہ نے اپنی فوج کو لیکر بلوہ کیا بیانسے وہ گولے پڑے کہ پانچ ہزار آدمی داخل جہنم ہوئے اشراق شاہ نے کہا ای ابیض دیکھا تمنے قلعہ بڑے لطف سے آراستہ ہے گولہ غضب کا پڑ رہا ہے ایسے وقت مین نہایت مشکل ہے اشراق شاہ نے کہا ای ابیض کوئی تدبیر بتاؤ ابیض جادو نے کہا ہم تدبیر کیے دیتے ہین یہ کہکے ابیض نے پڑھا ایک گولہ اسم سحر پڑھ کے مارا قلعہ تک آیا تو برجیون پر گرا برجیون مین آگ لگگئی گولہ انداز شعلہ کے بھل زمین پر گرے ایک طرف سے شکیل جادو نے سحر کیا ابر برسنے لگا جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا شکیل تو آسمان سے سحر کر رہی ہے ابیض جادو نے سامنے سے دو چار گولے مارے زمین تلے کی اوپر ہوئی دھوان نکلنے لگا پانی نے خاصیت آگ کی پیدا کی جسپر قطرہ پڑا جلگیا نخل جل رہے ہین برج ہاے قلعے سے شعلے نکل رہے ہین ملکہ الماس نے جو کوٹھے سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو گئین دونون ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے پہلے کئی سجدے کیے پکار اٹھین ای کس بیکسان دادگر ای غریبان ای دستگیر افتادگان ہمارے حال زار پر نظر کر نظم

کن بحال زار خود ہر وقت ای عاصی نگاہ
توبہ کن توبہ ندامت کش بدرگاہ اله

دور کن گر بندہ از سر دماغ سرکشی
نہ جبین عاجزی بر آستان بارگاہ

مثل خور ہر روز اندر بندگی سرگرم باش
در اطاعت باش ہر شب مشتعل مانند ماہ

خاکسار دست شو تا ز رشوے ای خاکسار
شو گدائے کوئے جانان تا کہ گردی بادشاہ

ذکر حق لذت نہ بخشد مر ترا در کام جان
گر بود اندر دلت خیلے خیال مال و جاہ

اشک غم ہر بار بار از دیدہ ہائے اشکبار
شستہ گردد تا کہ زاب دیدہ ات روے سیاہ

نیک و بد منسوب ان با ذات پاک ایزدی
قدرت خلاق اکبر بین تو اندر کوہ و کاہ

نور حاصل کن ز نور معرفت در بندگی
کن دل تاریک را روشن کہ ہر شام و پگاہ

حاضر و ناظر ببین در ہیئت خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین کنیزین گھبرا گئی ہین واری آپ کیون اسقدر بیقرار ہین آپ کے نام پر وہ عاشق ہے آپ کے والد کو پیغام دیا تھا اگر ملکہ عالم کو میرے حوالے کر دے تو مین پلٹ جاؤن آپ کے ساتھ یہ بدی نہ پیش آئیگا ملکہ الماس کہتی ہین خدا اسکو غارت کرے وہ دن پروردگار مجھکو نہ دکھائے کہ مین اس ہیجا کے پہلو مین جاؤن مین یہ دعائین مانگتی ہون خدا میری دعا کو سنے افسوس ہے مین نے حال زار اپنا اس شیر بیشہ جرأت کو نہ لکھا اب تو دل اسی شیر کو ڈھونڈھ رہا ہے خدا اسکے قدمون تک پہونچائے مثل ماہی بے آب دل تڑپ رہا ہے دیکھو کلیجہ دھڑک رہا ہے اپنا یہی کیفیت ہے نظم

کانٹے راہ طلب مین جو قدم اٹھتے نہین
پھوڑ لے اس سر کو جس سے کہ غم اٹھتے نہین

مرنے اٹھنے کی دعا جو ہون تو ہم اٹھتے نہین
ہاتھ اٹھتے ہین ترے در سے قدم اٹھتے نہین

ایک دو جھٹکے اگر ہون دل اٹھائے عشق مین
لاکھ پیچ ای گیسوے پر پیچ و خم اٹھتے نہین

ای گرانباری کو و بار احسان تیرے بعد مرگ
آرزو ہمکو بھی ہی رہجائین بنکر سنگ در
بیٹھکر پہلو مین میرے چٹکیان لو دل مین غم
آنسوؤنکے مینھ کا اور آہون کی آندھی کا ہی ساتھ
جنکو راہ شوق مین ای دل تھکا دیتی ہی پاس
شام فرقت کی سحر کو حشر برپا ہو تو ہو
دور ہو غفلت تو دیکھین تیرا جلوہ چشم و دل
کسقدر نادم ہوا ہون لکھکے شکوے یار کے
مٹ نہین سکتی مٹائین لاکھ اپنی سرنوشت
ناتوانی نے ہمین کیا دل کو بھی بٹھلادیا
نقش پا ہین بیٹھے ہین خاک ہونے کو وہان
پڑگئی ہی ایک مٹھی اڑکے خاک کوے یار
پہنچے گا نہک ہین ای زاہد ترے ایمان کے
طرفہ دکھلاتے ہین سیر اُسکی گلی مین دونون پاؤن
حشر برپا کر دیا غلغل اکے اُٹھنے میری قبر
اشک بنکر کب نہین گرتے نظر سے ای جلال

کوچۂ محبوب مین لاکھونے ہم اُٹھتے نہین
بیٹھکر جس بت کی چوکھٹ پر صنم اُٹھتے نہین
ایسے صدمے ایسے رنج ایسے ستم اُٹھتے نہین
کب یہ درد طوفان فرقت مین بہم اُٹھتے نہین
بیٹھ جاتے ہین جہان پر لیکے دم اُٹھتے نہین
رات بھر جو جاگتے ہین صبحدم اُٹھتے نہین
پردۂ دروازۂ دیر و حرم اُٹھتے نہین
انگلیان حرفون پہ اُٹھتی ہین قلم اُٹھتے نہین
حرف اسکے صورت نقش قدم اُٹھتے نہین
تازبی تیرے ترے سر کی قسم اُٹھتے نہین
سایۂ دیوار و در مین گرکے ہم اُٹھتے نہین
بار احسان سر پہ ہی اس سے قدم اُٹھتے نہین
پیچ ڈال اک جام مے پر دام کم اُٹھتے نہین
سو تو جاتے ہین ہم لیکن ہم اُٹھتے نہین
دیکھئے یہ سیر یاران عدم اُٹھتے نہین
دور ہو کر کب کسی محفل سے ہم اُٹھتے نہین

اُس وقت قلعے مین عجب ہلہلکہ پڑا ہی تمام اہالیان قلعہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کبھی ملکہ کہتی ہین ای پروردگار عالم زمین کو حکم ہو کہ یہ شق ہو مین سما جاؤن برق گرے کہ میرے دو ٹکڑے ہون اس مکار کا سامنا نہ ہو جب ابیض جادو دغیل جادو نے یہ سحر کیا کہ اہالیان قلعہ بیکار ہوے فریاد فریاد کی صدا بلند ہی ملک سلمان زرنگاری نے بیقرار ہوکے کہا پروردگار دشمن ظاہری کا تو وقت نکلگیا اب ہمنے دین شاہزادے کا اختیار کیا ہی یہ بھی اُنھون نے فرمایا تھا کہ پروردگار ہر مقام پر حاضر و ناظر ہی بس ہمارے حال کو دیکھ رہا ہی ضرور نظر کریگا یہ کہکے تاج سر سے اُتارا مصروف دعا ہو رجوع قلب سے پکارا اُٹھا **نظم**

حق ببخشد عاصیان را بیشک از افضال خویش
گر گذشتہ بار ندامت بندہ از افعال خویش
اہل غفلت مفت ضایع میکنند عمر عزیز
بگذرانند در تغافل روز و ماہ و سال خویش
مال بیگانہ تا آل اندیش مید اندرا
ہر چہ دارد در تصرف ملک خویش مال خویش
خود ببازار محبت قیمت گردد فزون
گر چو یوسف خود درین سودا شوی دلال خویش
سے کنند اہل خرد بر حالت دیگر نگاہ
زانکہ ہست او را نظر بر صورت احوال خویش
نوسکے بر مال و دولت میکند مرد عقیل
نیست نازان بندۂ مقبول بر اقبال خویش
بہر مرد بے تعلق ہست در حق از جہان
اقربا عقرب عدو اولاد دشمن آل خویش
شکر کن ہندی کہ در دنیاے فانی مرزرا
پرورش حق میکند در سایۂ اجلال خویش

جب قلعے مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ابیض و شکیل آگے آگے سب ہی زیادہ اشراق شاہ کو خوشی ہو رہا ہوا آتا ہی ابیض سے کہتا ہی مال قلعہ و مال مردمان قلعے کا تمکو بخشتا ہی مجھے صرف معشوق سے مطلب ہی ابیض و شکیل کہتے ہین صرف قلعے پر ہم اپنا قبضہ کرینگے شاہان طلسم کو باج و خراج پہونچیگا بڑی مشکل سے عملداری ہوگی بڑا قلعہ زر ریز ہی اسم با مسمے اسی وجہ سے قلعۂ زر نگار نام ہی بخدمت شاہان نور افشان سال مین کئی کرور روپیے جاتے ہین سلمان زر نگاری بیتاب و بیقرار ہو کر پکارا کہ ای معبود ہماری ذلت گوارہ ہی علاوہ ہماری ذلت کے اُس شہریار کا نام ہوگا شاہ ہم تاہی اسے کیا ستم ہی ہم کیا جواب دینگے بلکہ جو سب نے دعا کی صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا سب نے کہ آگے آگے ہزبر دشت دغا یکہ تاز میدان ہیجا صاحب رائے صفوف آرائے صاحب عزم مبارز رزم شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ پشت مرکب پر سوار پشت پر ساحر و غیر ساحر فریاد فریاد کی جو صدا سنی سمک نے عرض کی ای شہریار قلعۂ زر نگار پر کفار نے بلوہ کیا ہی قلعہ ہاتھ سے جایا چاہتا ہی قاسم نے مرکب باد رفتار بڑھایا وہین سے نعرہ کیا باشید ای کفاران ہیجا ای نابکاران پرغبار کہ واندد واندو ہر کہ نہ داند بشناسد

نعرۂ قاسم بتصنیف تو مصنف

منم ابن رستم یل نامور	منم شیر میدان جنگ و جدل	منم نعت خوان جنگ و جدل	منم حامی بتقدیر فتح و ظفر
فن جنگ مین حیرت ساحر کا	رسیف الملک جنگ شدہ آشکار	منم حامل رایت گیر و دار	فروزان حشم رعب سکندری
منم ابن فرزند صاحبقران			منم شیر دل صف شکن پہلوان

ساتھ والے بھی سب دوڑ پڑے ابیض نے جو دیکھا دیکھتے ہی ہوش اُڑ گئے اتنا ذالبتہ منہ سے نکلا غضب ہوا کہ وہ شیر آگیا تیغ سحر کش موجود ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے الیا گھبرایا کہ فوج کو بھی نہ اشارہ کیا ترنج زمین مین گرا چاہا طائر بنکے نکلجاؤن جیسے ہی بلند ہوا قاسم نے تیر مارا تو ڑکر پشت کو پار کر رہا ابیض کا زمین مین گرنا سلمان زر نگاری کے ہاتھ پاؤن پھولے اہلیان قلعہ مطمئن ہو کے پھاٹک کھڑ نکر باہر نکل آئے لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی سرداران قاسم لمعان زنگی و قیاس خان وغیرہ یہ جو فوج ساحران پر گرے جسکو پایا چیر کر پھینکا لمعان زنگی مثل پیل مست جھومتا ہوا آتا ہی جس ساحر کو پایا کلائی اُسکی مروڑ ڈالی اُسنے کئی ساحرون کو مارا اس طرح لڑتا ہوا آتا ہی جس صف پر جا پڑا اُس صف کو درہم و برہم کیا شاہزادہ خاور سپاہ بعد شوکت و جاہ جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہین اور ہے ہین جب ابیض مارا گیا شکیل کے ہوش اُڑ گئے عاشق جمال بیمثال شاہزادہ والا گہر بھی ہو گئی ساحر سامنے سے بھاگنے ہی لگے شکیل نے مینہ برسانا موقوف کیا غول مین آئی سمک سے ملاقات کی کہا ای عیار طرار دای رفیق و شفیق شاہزادہ عالیوقار مین چاہتی ہون شاہزادہ کی اطاعت کرون سمک نے قبول کیا سمک شکیل جادو کو لیکر پاس شاہزادہ قاسم کے آیا عرض کی ای شہریار یہ مطیع اسلام ہوتی ہین چاہتی ہین حضرت مین حاضر ہین شکیل نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کنیز مدت مدید سے ملازمت کی خواہش رکھتی تھی گل رخسار قاسم کو دیکھکر شگفتہ ہوئی جاتی ہو دل مین یہی خیال ہی کہ حاضر خدمت رہونگی قاسم نے پشت پر ہاتھ رکھا

فرمایا کہ تمکو اختیار ہی یہ سن چکی ہونگی اور کتاب سامری مین دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ
دست حق پرست زلزلۂ قاف سے یہ طلسم فتح ہوگا انشاء اللہ ہم لوگ بھی جا کے شریک ہونگے شکیل
قدمون سے لپٹ گئی عرض کی چاہتی ہون بقیہ عمر زیر قدم اقدس بسر کرون قاسم نے سماک کو
ساتھ لیا شکیل نے آواز دی بکوئی ہو نہ کرے جسکو قدمبوسی منظور ہو وہ رہے جسکو محبت سامری
جمشید ہو وہ ترک رفاقت کرے سب ساحر دست بستہ حاضر ہوئے اشراق ہاتھ سے قاسم
کے واصل جہنم ہوا رفیق اسکے بھی حاضر خدمت ہوئے یہان سے تا بہ قلعۂ اشرافیہ قاسم کی
عملداری ہوئی ملکہ الماس نے کوچے سے دیکھا کہ آتے ہی قاسم کے لڑائی فتح ہوئی طرف قلعے
کے چلے لیکن چند ساحر یہان سے جو بھاگے طرف طلسم نور افشان کے گئے یہان قاسم جو آکے
داخل قلعہ ہوئے محل مین ملکہ زرین گیسوکشا کے آگئے ملکہ زرین نے جشن کیا اُس جشن مین یہ
خیال آیا کہا ای شہر یار ایک بات کا بڑا خیال ہی خدا آپ کو سلامت رکھے پروردگار نے اس
بلائے ناگہانی سے بچایا آپ کے آتے ہی لڑائی فتح ہوئی لیکن ملکہ الماس گلنار پوش نے
میری دعوت کی خدا نے فضل بھی اپنا شریک کیا آج سامان جشن ہی آپ کی خوشی ہو تو ملکہ الماس کو
طلب کرین قاسم نے کہا بسم اللہ یہ تو واجب و لازم ہی ملکہ زرین نے کہا ای شہر یار ایک
مقدمے مین مجکو بڑی حیرت ہی ملکہ الماس نے مجھسے ایسے طور سے باتین کین اس طور سے
ملین کہ جیسے کوئی کسی سے رشک کرتا ہی قاسم نے کہا وہ بھی شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال
مین رشک بدر ہی کچھ خیال اپنے جاہ و جلال کا ہوگا اسکے تصور نہ کرو پیغام بھیجو اُسی وقت ناظر کو
حکم ہوا کہ پیغام بھیجو اور ملکہ الماس گلنار پوش کو پیغام دو کہ ملکہ زرین گیسوکشا نے آپ کو دعوت
مین طلب فرمایا ہی خدا نے فضل کیا فتح نصیب ہوئی راحت قریب ہوئی کسی کو اپنی جان و آبرو
بچنے کی امید نہ تھی خدا نے فضل شریک کیا ناظر در دولت ملکہ پر پہونچا ملکہ خود بیقرار ہین صاحب
عصمت و عفت اُسپر مصیبت و یاس ہی کہ اُس شیر بیشۂ جرأت سے کیونکر وصل نصیب ہوگا یہی
خیال ہی قلب پر ہجوم رنج و ملال ہی کنیزون سے یہی باتین ہو رہی ہین اس وقت ملکہ یاد مین قاسم
کے رو رہی ہین کہ ایک کنیز نے عرض کی کہ ناظر فرستادۂ ملکہ زرین گیسوکشا ڈیوڑھی پر حاضر ہی
امیدوار باریابی ہی ملکہ نے مسکرا کے فرمایا بلاؤ ناظر سامنے حاضر ہوا جھککر سلام کیا پیغام ملکہ کا پہونچایا
ملکہ یہ پیغام سنکر خوش ہوگئین فرمایا انھون نے مجکو سرفراز فرمایا مین ضرور حاضر ہونگی میری جانب سے
عرض کرنا کہ آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی ناظر پلٹ گیا ملکہ چونکہ پابند احکام مادر و پدر مین ماں
باپ سے پوچھا باپ نے کہا بیٹا تمسے جو دعوت کی تھی یہ اُسکا معاوضہ ہی بہت خلق و محبت سے ملنا
ملکہ نے کہا ای والد نامدار مین نے خیال کرکے دیکھا مزاج مین ملکہ کے غرور بہت ہی بادشاہ
نے کہا بیٹا اُنکا غرور بجا ہی رستم پیلتن کی بہو رشتے کے طور پر نقد مرحومان شاہزادہ
خاور سپاہ ایرج عالیجاہ کی والدہ ماجدہ کیونکر غرور نہ کرے اُنکا غرور بہت بجا ہی ملکہ نے
کہا سبحان اللہ آپ نے تو اسقدر اُنکو بڑھایا کہ آسمان پر پہونچا دیا بادشاہ نے کہا ای نور نظر
مین نے انصاف کیا جو بات مین نے کہی اسمین کیا خلاف ہی بادشاہ نے جو ملکہ کی تعریفین کین

ملکہ نے منہ پھیر لیا فرمایا بس حضور آپ نے تعریفوں کے انبار لگا دیے بادشاہ باہر گئے ملکہ نے تیاریاں کین محافہ زرین طلب ہوا ملکہ کمال زیب و زینت سے سوار ہوئین ملکہ زرین گیسو کشا بطریق استقبال کے آئین ملکہ الماس اُتریں آج چہرۂ زیبائے زرین گیسو کشا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان ہر ہر عضو مثل ماہ فلک چہار دہم درخشان ہی قد سرو باغ محبوبی و دہن غنچۂ گلزار خوبی انکھڑیان رشک بادام ہر اعضا قابل پسند خاص و عام الماس نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا ملکہ زرین نے بڑے اعزاز و اکرام سے مسند پر لاکے بٹھایا زر و جواہر بھی نثار کیا قاسم کوٹھے پر بیٹھے تھے جب ملکہ الماس داخل ہوئین قاسم نے دیکھا صحن خانے مین روشنی ہو گئی حیران ہو گئے کنیز سے پوچھا کہ دیکھو یہ روشنی کیسی ہی کنیز نے کہا واری ملکہ الماس جو تشریف لائی ہین اُنکے حسن کی چھوٹ پڑتی ہی قاسم کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا یہان سامان دعوت ہوا قاسم کوٹھے پر بیٹھے رہے دربار مین بادشاہ کے گئے بعد وہ شہزادے گئے قاسم محل مین آئے ملکہ زرین واسطے استقبال کے گئین ملکہ الماس کو اور رشک ہوا خاموش ہو رہین مگر اشتیاق ہی کہ ای الماس شاہزادے کو کیونکر دیکھون قاسم تو کوٹھے پر گئے یہان ملکہ الماس کو زرین گیسو کشا نے شب بھر کا مہمان کیا اُسی وقت ایک شوخ و شنگ یہ غزل گانے لگی

نظم

وہ کون آنکھوں نے جو تیری چار آنکھیں ہو گئیں — شکل نرگس اور بھی بیمار آنکھیں ہو گئیں
فرط اشک گرم سے خونبار آنکھیں ہو گئیں — ہی یہ پردہ جو ہری بازار آنکھیں ہو گئیں
دل مین سمجھا کیا شکایت ہم کریں گے یار سے — تنگ نکل نہ جسد میں چار آنکھیں ہو گئیں
ہو گئی نور چشم کھو دیتا ہی نور آفتاب — پر تو رخسار سے بیکار آنکھیں ہو گئیں
ہر کسی دنا کس پہ اپنی کب بھلا پڑتی ہی آنکھ — تیری آنکھیں دیکھکر ہشیار آنکھیں ہو گئیں
رات دن منہ کیطرح آنکھوں سے برساتا ہون اشک — غیر سے دو چار ای یار آنکھیں ہو گئیں
جان سے مارا اُسے بھر کر نظر دیکھا جسے — قتل عاشق کے لیے تلوار آنکھیں ہو گئیں
نشۂ الفت چڑھا رہتا ہی آنکھوں مین مدام — عشق چشم مست سے سرشار آنکھیں ہو گئیں
پتلیاں دل کی طرح ہر گام پر بس گئین — اسقدر رو رو کے فتنہ رفتار آنکھیں ہو گئیں
کیا کسی گل سے ملی ہی اپنے اشکون مین حنا — بلبلوں کی آج جو خونبار آنکھیں ہو گئیں
ای زہے قسمت وہ گل رکھتا ہی آنکھوں مین مجھے — آشیان بلبل گلزار آنکھیں ہو گئیں
چارسو جلوہ اُسیکا نور آتا ہی نظر — اسقدر محو جمال یار آنکھیں ہو گئیں

یہ غزل جو نازنین نے گائی ملکہ الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے زرین گیسو کشا نے آنسو پاک کیے اور کہا بُوا تم اشعار عاشقانہ پر بہت روتی ہو معلوم ہوتا ہی دل مین سوز و گداز ہی ملکہ نے سر جھکا کے کہا بُوا سوز و گداز تمھارا جانے ہی مین تو اس کوچے سے آگاہ نہین آپ البتہ اس کوچے سے ماہر ہین آپ پر یہی حال ظاہر ہین ملکہ زرین کو ناگوار تو ہوا خیال مین آیا یہ مہمان آئی ہین جواب دینا کیا ضرور ہی کا نا موقوف ہوا تھا دل نے آکر دسترخوان بچھایا دونون شاہزادیون نے ملکر خاصہ کھایا کھانا کھانے مین کچھ طعن و تشنیع کے کلام رہے

بعد کھانے کے دونوں صاحبوں نے آرام فرمایا الماس جو پڑے پڑے گھبرائیں پلنگ کاٹے کھاتا
ہے پلنگ درندہ معلوم ہوتا ہے آخر اسی بیتابی میں اُٹھیں باہستگی کوٹھے پر چلیں اس اشتیاق میں
کہ اس ظالم کو ایک نگاہ دیکھ لوں یوں دل کو صبر دوں ادھر قاسم کو بھی اشتیاق میں نیند نہ آئی
یہ بھی جوش میں اُٹھے ہیں کہ چلکر جمال بیمثال ملکہ الماس دیکھوں اُدھر سے قاسم آتے ہیں ادھر سے
ملکہ الماس جاتی ہیں دونوں کی نگاہیں اُٹھیں قاسم نے دیکھا ایک حور پیکر سمنبر غنچہ دہن سرو قد
خورشید خد چہرہ رشک آفتاب روشن اندھیرے میں معلوم ہوتا ہے ماہتاب ان نکل آیا رعب
حسن و جمال سے تھرا کے گرے بیہوش ہو گئے الماس نے سرہانے بیٹھکر بوے زلف معنبر دماغ
میں پہونچائی قاسم کو ہوش آیا اضطرار میں سر قدموں پر رکھدیا کہا صاحب کوٹھے پر چلو چند
ساعت بیٹھے باتیں کریں تمھارے تیر مژگان نے قلب زخمی کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ
ساتھ قاسم کے کوٹھے پر آئیں قاسم کمرے میں لے گئے ملکہ چین میں شرمگیں قاسم نے کہے ہیں اگر
فرمایا ملکہ عالم آپ نے ملکہ حجاب سے آگے نہ بڑھیں ملکہ زرین گیسو کشا کی جو آنکھ کھلی ملکہ الماس کا
پلنگ خالی پایا خواص کو آواز دی ایک چوبدارنی نے آنکھ کھولکر عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے
ملکہ اُٹھ بیٹھیں کہا ارے دیکھ تو ہماری مہمان کہاں ہیں ایک خواص نے کہا دالان میں پھر رہی تھیں
گھبرا کے اُٹھیں کوٹھے پر تشریف لیگئیں ہیں ملکہ زرین غصے میں کہتی ہوئیں کہ سبحان اللہ صلاح
نشد بلا شد گھر میں آ کر ہمارے یہ گستاخی آج شہریار سے میں بہت لطف سے پوچھونگی کہ کیوں
صاحب یہ کیا معرکہ ہے لونڈی کو رخصت کیجیے میرے ماں باپ قتل ہوئے میں نے کیا کیا
جفائیں اُٹھائیں یہ جفا مجھے نہ اُٹھیگی میں اپنی جان دیدونگی یہ کہتی ہوئی طرف کوٹھے
کے چلیں قاسم نے جو آواز ملکہ زرین کی سنی گھبرا گئے ملکہ الماس سے کہا صاحب غضب ہوا
ملکہ جاگ اُٹھیں ملکہ الماس نے چاہا میں اپنے کو کوٹھے سے گرا دوں جان دوں بڑا غضب ہوا
بڑی ذلت ہماری ہوئی یہ خبر والد تک پہونچیگی کیا فرمائینگے یہ سوچ کے چاہا اپنے کو گرا دوں
قضاے کار دلیر جادو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہے اسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین بیچارہ سا
کوٹھے پر کھڑی ہے متردد و متوحش کانپ رہی ہے تڑپکر گری ملکہ الماس کو اُٹھا لیگئی قاسم
حیران کھڑے تھے جانتے تھے اب ملکہ زرین کوٹھے پر آئیگی کہ قاسم کے کان میں آواز آئی اسے
شہریار کنیز کو کوئی لیے جاتا ہے قاسم جھپٹ کر باہر آئے دیکھا ایک جادوگرنی ملکہ کو لیے جاتی ہے
آواز دی او ملعونہ کہاں لیے جاتی ہے اُسنے جواب بھی نہ دیا قصد بالاے فلک ہوئی قاسم بیقرار
کوٹھے سے اُترے ملکہ زرین نے پوچھا کیوں شہریار کیا ہوا قاسم نے کہا ملکہ کوئی دلفتہ
سلمان زرنگاری کو اُٹھا لیگیا ملکہ نے مسکرا کے کہا چاہ کندہ را چاہ در پیش اب جاکے ڈھو
ڈھونڈھیے آپ تمہیں مہمان کوٹھے پر کیوں گئیں قاسم نے کہا صاحب تمنے دیکھا نہیں وہ اُٹھ کر
ہمیں قصر میں آئیں کوئی جادوگرنی اُڑی ہوئی جاتی تھی ملکہ کو اُٹھا لیگئی سمک عیار نے یہ خبر
سنکے دوڑا ہوا محل میں آیا دیکھا قاسم رنجیدہ کھڑے ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں ملکہ زرین
قاسم پر غصہ کر رہی ہیں سمک نے کہا ملکہ کیا ہے قاسم نے سب حال بیان کیا کہا اے سمک

غضب ہوا سمک نے کہا حضور نہ گھبرائین غلام ابھی پتہ لگاتا ہی شہزادۂ قاسم نے اشارے سے
کہا ای سمک بڑا غضب ہوا باپ سے اسکے مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی مگر دلیر جادو ملکہ کو لیے ہوے
اپنے قلعے مین آئی ملکہ کو ایک قصر مین لا کے بٹھایا دست بستہ عرض کی حضور کا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہی یہ کیفیت دیکھکر ملکہ رونے لگین کہا ای ساحرہ تجھے میرے لانے سے کیا فائدہ
ہوا کہا حضور اصل یہ ہی کہ بحضرت شہنشاہ نور افشان مین یہی ذکر ہین کہ طلسم کشا تلاش لوح
مین آتا ہی اُنکے فرزندون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہی جو جسکو جہان پا گئے وہ مار ڈالا
مین نے جو آپکو دیکھا مین سمجھی کہ متعلقین طلسم کشا مین سے ہین مین اٹھا لائی ملکہ الماس نے جھلا کے
جواب دیا او نابینا نبیرۂ صاحبقران مرے مین کھڑے تھے انکو نہ اٹھا لائی کہ ذرا مجھپر سختی بھی
پڑتی دلیر جادو کو خیال آیا کہ یہ نازنین بہت حسین ہی اسکی تصویر اور عرضی اپنی خدمت مین شہنشاہ
نور افشان کی بھیجون یقین ہی کہ بہت پسند فرماینگے دلیر جادو نے اسی وقت تصویر ملکہ الماس
کی کھنچوائی اور ایک عرضی بڑی شد و مد سے لکھی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان معشوقۂ نبیرۂ
حمزہ کو لائی ہون حقیقت مین معشوق بےنظیر چہرہ رشک ماہ منیر اگر حکم ہو تو حاضر کر دون شدید جادو
رکو کا اسکا ہی اسکو بلا کے کہا تو جلد جا اور دربار مین جا کر یہ نامہ شاہ کے ہاتھ مین دینا شدید
وہ عرضی لیکر چلا ادھر سے سمک بلدائی تلاش ملکہ مین چلا تھا صحرا مین پھرتے پھرتے ایک نخل
کے سائے مین ٹھہرا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک جادوگر گھبرایا ہوا جلدی جلدی جاتا ہی سمک
نے جلدی مین ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شدید آواز
سنتے ہی پلٹ پڑا کہا بھائی کیا کہتے ہو سمک نے کہا کہان جاتے ہو اس دھوپ مین اسقدر جلدی
اسنے کہا بھائی نوکری بری چیز ہی ہماری ملکۂ عالم نے حکم دیا ہی نامہ لیکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا
ہون اسوجہ سے بہت جلدی ہی سمک نے پوچھا کس بات کا نامہ ہی شدید نے کہا معشوقۂ نبیرۂ
حمزہ کو اُٹھا کر ملکہ دلیر لائی ہین منظور ہی خدمت مین شاہ طلسم کی پیش کرین سمک نے قلعۂ
دلیر جادو کا نشان پوچھا اُسنے سب بیان کر دیا سمک نے سب حال پوچھکر اسکو بیہوش کیا
ایک درۂ کوہ مین ڈال دیا نامہ اسکی کمر سے نکالا پشت پر اُس نامہ کے تحریر کیا کہ ای دلیر جادو
اس معشوق پریچہرہ کو لیکر میرے پاس جلد آؤ تمہارا مرتبہ اعلی کرینگے سمک طرف قلعۂ دلیر کے
چلا آ کے نامہ دیا دلیر نے جو پشت عرضی کو دیکھا خوش ہو گئی کہا ای شدید اسے کسطرح لیجاؤن
کہا حضور آج رات کو جلسہ آراستہ ہو اس نازنین کو سمجھا دیا جائے کہ خدمت شاہ مین جو جائے
بہت لطف سے کلام کرے شدید جعلی نے کہا حضور ذرا کنارے چلین مین کچھ عرض کرونگا یہ
معشوقۂ نبیرۂ حمزہ ہی ضرور فساد برپا کریگی اسکو سمجھانا بیکار ہی حضور کنارے چلین تو مفصل
عرض کرون دلیر جادو اسکے ہمراہ کنارے آئی سمک نے باتین کرتے کرتے بیہوش کر کے
کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر باہر آیا چند جادوگرنیون کو قریب بلایا کہا جاؤ حبس مین تو
قسم کھا چکی ہون جب مسلمانون سے مقابلہ ہوگا تب اپنا زور سحر دکھاؤنگی تم تخت کو اُڑا کے
لیچلو چار جادوگرنیان اپنے پاس بٹھالین ملکہ کو پیچھے سے اپنا نام بتا دیا کہ منم سمک بلدائی

کہدیا حضور نہ گھبرائیں آپکو خدمت شاہزادہ خاور رساہ میں لیے چلتا ہوں یہ سنکر ملکہ خاموش
ہو رہی سرنگون غم مفارقت سے کلیجہ خون سمک تو تخت اڑاتا ہوا چلا قضارے کار مصاحب
سحر العجائب کا نیلگون جادو کسی کام کو اس صحرا میں آیا دیکھا ایک جادوگر درۂ کوہ میں
بندھا ہوا پڑا ہے نیلگون نے اسکو اٹھایا شدید جادو گھبرا گیا نیلگون نے پوچھا ارے
تو کون ہے کسنے تجھکو بیہوش کرکے ڈالدیا شدید رونے لگا کہا حضور ملکہ دلیر جادو نے
مجھے نامہ و تصویر دیکر بخدمت شاہ طلسم میں جاتا تھا نامہ و تصویر کوئی لیگیا اور مجھکو بیہوش
کرکے یہاں ڈالگیا نیلگون نے سب حال پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کی نیلگون نے
کہا یہ کام کسی عیار کا ہے اور سب جادوگر بھی اسکے آگئے اسنے کہا جس عیار نے یہکام کیا وہ اب
قلعۂ دلیر جادو میں گیا ہوگا ملکہ کی فکر میں آیا تھا اب طرف قلعے کے چلنا چاہیے نیلگون جادو
شدید جادو کو لیکر طرف قلعہ دلیر کے چلا تھا کہ سامنے سے تخت پیدا ہوا شدید نے کہا لو ملکہ عالم
آتی ہیں نیلگون نے کہا اے شدید یہ تمہاری ملکہ نہیں ہیں یقین ہے کہ وہی عیار ہو سمک نے جو
اسی ساحر کو دیکھا ایک پہاڑ پر اتر پڑا نیلگون نے پکار کے آواز دی کہ اے عیار مکار اب
تیرا مکر و حیلہ نہ چلیگا بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کردے تو جدھر چاہے چلا جا سمک نے
چاروں جادوگرنیوں کو آمادہ کیا کہا صاحبو کیا غضب کی بات ہے ہم معشوقۂ شاہ کو لیے جاتے
ہیں اور نیلگون جادو ہمکو لینے آتا ہے جسطرح بن پڑے ہمکو بچاؤ یہ سنکر سب جادوگرنیاں آمادہ
ہو گئیں نیلگون نے چاہا پہاڑ پر چڑھے چاروں جادوگرنیوں نے سحر کیا کئی ساحر نیلگون
کے سر ٹکرا کے مرے جب تو نیلگون جھلایا پکار کے آواز دی او نالائقو تمہاری بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ ہم پر سحر کرو یہ کہکر گولا سحر کا پھینکا اس گولے نے سب کے ہاتھ پاؤں بیکار کیے نیلگون
تیغ پکڑ کے طرف پہاڑ کے چلا سمک کے بھی پاؤں زمین نے تھام لیے ملکہ پاس حیران حیران
دیکھ رہی ہے کہ نیلگون جادو تیغ لیے ہوئے آتا ہے چہرے سے ملکہ کے گوشۂ ردا کاہٹ گیا
جمال آفتاب مثال ہے جو نیلگون کی نگاہ پڑی پہان ثابت ہوا کہ ماہ تابان و مہر درخشان
فلک کو دیر چمک رہا ہے بیٹھے پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ تو لہاٹیاں طی کر رہا ہے ملکہ دعا کر رہی ہے نظم

خداست مظہر انوار و فالق الاصباح
برائے مصلحت بندگان کند اصلاح
بخواہ ہر چہ طلب داری از خدای کریم
کہ از جناب دل و جان دریدہ اسلاح
صلاح عالم ایجاد ہست زان [illegible]
خداست مرہم داغ جگر خدا اجراح
خدا کند شکر از چوب خشک [illegible]
بغیر مشورت [illegible]
[illegible]

خداست کاشف اسرار و فاتح و فتاح
بشرق و غرب جہان ہر دو [illegible] کند روشن
بصد نیاز و بصد عجز و زاری و الحاح
نجات کشتی نوح از بلای طوفان باد
ملاح کار جہان است صرف آن ملاح
خدا بہ بندۂ بے نور نور می بخشد
زشک ذائقہ شور و لذت الملاح
خداست حلم و تکرم [illegible] آسمان و زمین
[illegible] الملک [illegible] مفتاح

بہر معاملہ کان مصلح جہان خواہد
برائے روز نیکے بہر شب دگر مصباح
برا ز وجود دید جلوہ حضرت موجود
دران جہاز چو گردید خود خدا ملاح
بحکم اوست ہمہ نیش و نوش در عالم
[illegible] ہدایت خداشد مصباح
باختیار کند کار حضرت مختار
خداست [illegible] مداح
بیقرار ہو گئے جو ملکہ نے دعا کی

ہوا سے گرد اڑی سب نے دیکھا شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن شہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن پشت مرکب پر سوار لوح محفوظ کی گلے مین پڑی ہوئی آمیسن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے سمک کو جو آمیہ نے دیکھا کہا ای شہریار غضب ہوا سمک ملیدائی پہاڑ پر چھپا ہی کوئی معشوقہ بھی ساتھ ہی یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا فوج کو اشارہ کیا کہ تم یہین ٹھہرو آپ گھوڑا بڑھا کے تنہا چلے للکارا او بچیا کہان جاتا ہی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

بدیع الزمان تصنیف کو مصنف
بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در باخت شد بجنگ
بدیع الزمان ابن صاحبقران
ستم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم زتیغم خجل
زگنجاب گشتہ چو جنگ آزما
لقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ
نہال گلستان صاحبقران
زتیغم شود در صف کافران
فراری شد آن کافر پرد غا
یل صف شکن فخر پہلوان

نیلکون جادو نے جو پلٹکر دیکھا تو جب تو سب پر گھبرا گئی ایک تیر ترکش سے نکال کر گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہی نیلکون جوش مین اپنے کمال کے تیغۂ سحر کھینچکر دوڑا بدیع الزمان کے قریب پہونچا خبردار خبردار کہکر ایک تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا لوح محفوظ چمکی ہزارہا شعلے شاہزادے پر گرے مگر شاہزادے کو گزند نہ پہونچی بدیع الزمان نے الجادوے سے ہاتھ نکال کے وار کیا کہ نیلکون جادو کے دو ٹکڑے ہوے بخت سیاہ کا ساتھ ہوا اسکے ساتھ کے ساحر دوڑ پڑے سب ملکر سحر کرنے لگے بدیع الزمان تلوار کھینچکر ان ساحرون پر جا پڑے تھوڑے عرصے مین سب کو قتل کیا کچھ ساحر جانور بنکر بھاگے شہزادے نے اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی آمیہ سمک و ملکہ کو پہاڑ پر سے بلا لایا ملکہ کو ایک خیمے مین داخل کیا کنیزین واسطے خدمت کے مقرر ہوئین تمام کیفیت سمک ملیدائی نے بیان کی مگر آنا شہزادہ بدیع الزمان کا سمک کو بہت ناگوار ہوا جی مین کہتا ہی آقا کو بہت قلق ہو گا بدیع الزمان نے قاسم کا حال پوچھا سمک نے کل کیفیت بیان کی کہ نئی نگلے فتح کیے ان ملعون پر حاکم مقرر کر دیے اب بفتح فیروزی کوچ کیا چاہتے ہین طرف طلسم نور افشان انشاء اللہ آپکی دعا سے طلسم نور افشان شہزادہ خاور سیاہ فتح کرینگے بدیع الزمان نے کہا جی خدا ایسا ہی کرے شب بھر سمک کو مہمان رکھا صبح کو ایک عمدہ محافہ منگایا آسمین ملکہ کو سوار کیا چند سوار ساتھ کیے ہر چند سمک نے چاہا سوار ساتھ نہ لون بدیع الزمان نے نہ مانا کہا ای سمک ایسا نہو راہ مین کوئی افتاد پڑے معاملۂ ناموس ہی سمک لاچار ہوا سوارون کو ساتھ لیکر چلا راہ مین سمک سے ملکہ نے پوچھا کیون سمک یہ کون صاحب ہین سمک نے کہا یہ عم نامدار ہین شاہزادۂ والا قدر کے انہین سے جنگ ہی یہ مدد کرنا شاہزادے کو ناگوار ہو گا کیا عجب ہی کہ وہ قصد کرین جا کر شہزادون سے کرتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا شہزادۂ خاور سیاہ کنارے پر لشکر کے انتظار مین سمک کے ٹہل رہے ہین ملکہ کے باپ کا عجب حال ہی قاسم نے دیکھا سمک پایۂ محافہ پر ہاتھ ڈالے ہوے چند سوار بھی ساتھ ہین بڑھکر پوچھا ای سمک کیا معرکہ گذرا سمک نے چاہا چھپاؤن قاسم نے کہا ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو قسم دلانے سے سمک لاچار ہوا مفصل سب

حال بیان کیا یہ سنکر قاسم مثل بید کے کانپے کہا او نالائق تیری وجہ سے ہمپر احسان ہوا عمر جاری
گذر گئی اُنکی مدد کرتے کرتے آج تیری وجہ سے ہمکو خفت ہوئی دعویٰ بچے کا احسان ہونا اب وہ
جابجا ذکر کرینگے بارگاہ میں طعن و تشنیع کرینگے بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہوگا تمھارے نزدیک تو آسان
ہی سلیمان زرنگاری کو جو خبر پہونچی بیٹی سے حال پوچھا بیٹی نے کہا ای والد نامدار اصل تو
یہ ہی کہ شاہزادہ والاقدر کے عیارنے بڑا کام کیا اگر یہ نہ پہونچتا ہمارا آپسے ملنا بہت دشوار تھا
خدا نے اپنا فضل شریک کیا ہم تو بہت ممنون ہوے سلیمان زرنگاری نے ملکہ کو محل مین داخل
کیا قاسم کو بڑا ملال ہوا سلیمان زرنگاری محل مین آیا بیٹی سے کہا ای نور نظر میرا ارادہ تجھین
ساتھ شاہزادے کے منسوب کرون ملکہ دل مین تو خوش ہوئین ظاہر مین عرض کی حضور کو
اختیار ہی سلیمان زرنگاری نے باہر نکل کر تصویر ملکہ کی خدمت مین شاہزادے کے پیش
کی شاہزادہ خاور رسیدہ نے بہ نگاہ محبت اُس تصویر کو دیکھا سلیمان زرنگاری نے ترنج خوشبوئی
سینے پر شہزادے کے لگایا قاسم نے کہا ای سلیمان عقد شرعی ہو جائے ہم برسر راہ ہین جب
پروردگار طلسم نور افشان فتح کرائیگا اُسوقت دیکھا جائیگا سلیمان نے ایسا ہی کیا مگر شہزادہ
قاسم کو بڑا ملال ہی حکم ہوا لشکر تیار کرو لمعان زنگی نے فوراً لشکر تیار کیا سب لشکر اپنے ہمراہ
لیکر شہزادہ قاسم تعاقب مین بدیع الزمان کے چلے یہی منظور ہی کہ کسی مقام پر کشتی گیر کرین
سمجھا دون کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے قاسم تو فکر مین بدیع الزمان کی جاتے ہین کہ جس مقام پہ
پچھاڑین نرچا بنا کے چھوڑ دون کہ عمر بھر یاد کرین ایک سر سے ہوے جادوگر کو مارکے ہمپر احسان
کیا ہم ایسا احسان کب مانتے ہین اگر خدا چاہے تو ایسا بدلہ کرین کہ عمر بھر یاد کرین کوئی نشکر والا
اس رمز سے آگاہ نہین مگر قیماس خان خاوری نے لمعان زنگی سے کہا کہ آقا ہمارے فکر مین
بدیع الزمان کی ہین دیکھیے پیچھا ہمین کیا گذرے بیشک فساد عظیم ہوگا لمعان کہتا ہی کسکی
مجال ہی جو ہمارے آقاے نامدار سے آنکھ ملا سکے اب حال شہزادہ قاسم کا اسی مقام پہ چھوڑا
جاتا ہی کہ فکر شہزادہ بدیع مین جاتے ہین

دو کلمے داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کہ برائے تلاش لوح زبانی جمشید حق پرست کی سنکر برائے تلاش باغ ہیکلان بن قہار مین چلتے ہین اور پہونچکر باغ مین لوح کا ملنا اور پھر کھو جانا لوح کا اور امیر کا تباہ و پریشان ہونا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ای کلک سیاہ مست دلمستانہ
مضمون ہو لاجواب تحریر یا
دے بادۂ خوشگوار ساقی
ہوتا ہی جگر کباب ساقی

ساقی نامہ کر ایک آغاز
ای ساقی گلبدن گل اندام
اب زندہ ہین بقیہ ار ساقی
دے بادہ کہ روح کو ہو طاقت

کر وصف شراب ناب تحریر
دے بھر کے مئے سرور کا جام
بے بادہ ہی اضطراب ساقی
اللہ رکھے تجھے سلامت

[illegible] کی خدمت مین رہنا باعث ہماری بہبودی کا ہوگا اگر آپکو منظور ہو تو ہمارے تاجر صاحب کے پاس چلیے اُنسے کسی تقریب سے وہ ضرور آپکو ساتھ کر دینگے یا قیمت مانگین دیدیجیے آپکی فصاحت و بلاغت دیکھکر ہمکو بھی ہوس ہوئی کہ آپکے پاس رہین مگر مجبور ہین کہ دوسرے کے قبضے مین ہین ملک اخضر نے گانا سنا دل پر تاثیر ہو چکی ہے اسلیے اُس نازنین کے ساتھ چلے یہان درہ کوہ مین فرتوت دیر بہوت تاجر بنے بیٹھے ہین وہ نازنین لگا کر ملک اخضر کو لائی دست بستہ عرض کی سوداگر صاحب عرصہ دراز گذرا کہ ہم جو کچھ کما کے لاتے ہین آپکی خدمت مین حاضر کرتے ہین یہ بادشاہ لشکر صاحبقران ہین اگر مناسب ہو ہمکو انکے ہاتھ فروخت کیجیے فرتوت دیر بہوت سحر تو کر ہی رہے ہین اُٹھکر ملنے ہوے اخضر کی تعظیم کی اور کہا کہ آپنے ہمین سرفراز کیا جو حضور دیدینگے ہم لیلینگے ہمنے لاکھون روپیہ دیکر انکو علم موسیقی سکھلوایا اسی امید پر کہ انکی بدولت ہمارے پیدا کرین اخضر کو محویت تو ہو ہی چکی ہے انکی باتون پر ہان ہان کر رہا ہے فرتوت دیر بہوت نے ایک جام شربت کا لبریز کر کے سامنے ملک اخضر کے پیش کیا کہا اسکو نوش فرمایے موافق اپنے طریقۂ مذہب کے اسکے ساتھ عقد کیجیے ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ اب اس سے کوچہ گردی چھوٹے آپکے ساتھ بہ عیش و راحت رہے اخضر نے جوش محبت مین اُس نازنین کے جام لیا انجام سے آگاہ نہ تھا پیتے ہی بیہوش ہوا فرتوت دیر بہوت نے ملک اخضر کو تو قید کیا درہ کوہ مین رکھا اور ایک جادوگر اخضر کی صورت بناکر روانہ کر دیا بصورت اخضر وہ ساحر بارگاہ اخضر مین بیٹھا حکمرانی بطور اخضر کے کرنے لگا دوسرے دن ایک پری رقص کرتی ہوئی سامنے خیمہ آفتاب شعلہ مزاج کے آئی وہ غزل عاشقانہ گائی کہ آفتاب مبہوت ہوئی آفتاب کا چہرہ [illegible] کیا مشغلہ کرتی ہے ہم تجھکو اپنے مصاحبون مین درج کرین یہ سنکر وہ نازنین [illegible] مجال ہے جو ہمارے آقا کے نافرمان ہے [illegible] مگر کچھ دن بعد پیدا کرتی ہون اُسکی خدمت مین جاتا ہے کہ فکر شہزادہ مرصع مین خاطر ہے چلین ہمارے تاجر صاحب کو [illegible]

دو کلمے داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کا اُس نازنین کے ساتھ چلی دیکھے آفتاب کو بھی دم دیکے

تلاش لوح زبانی جمشید حق پرست کی سنکر براے تلاش باغ ہیئت شکل بناکر بھید پاکر اُسکے ہین اور پہونچکر باغ مین لوح کا ملنا اور پھر کھو جانا لوح کا اور امیر کا ناظرین عرض کرتا ہے کہ

باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

اے کلک سیاہ مست وطناز ساقی نامہ کر ایک آغاز
مضمون ہو لا جواب تحریر اے ساقی گلبدن گل اندام
دے بادۂ خوشگوار ساقی اب رند ہین بیقرار ساقی
ہوتا ہے جگر کباب ساقی دے بادہ کہ روح کو ہو طاقت

و عبد الجبار و عبد القہار خدمت میگسار مین

اگر وصف صاحبقران آپکے سامنے صاحبقران کریگا تو لینگے قتل ہے صید را چون اجل آمد بپے اتحاد دامنگیر ہے کہ مسلمان ہمکو امان کرکے بارگاہ مین کر

بیٹھا اپنے سرداروں سے کہہ رہا ہے کہ یارو دیکھو شاہان طلسم نے بڑی غفلت کی جاکمان کو وہ عجائب و غرائب سے بھی کچھ نہ بن پڑا اسفت جوش بھی مارا گیا ساحر بڑی تعریف عیاروں کی کرتے ہیں عیار کیا کیا کرینگے ابھی صاحبقران ہمارے مقابلے میں نہیں پہونچے اور ہمنے لشکر کو اپنے قبضے میں کر لیا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہیں لشکر سامنے تین لاکھ ساحروں کا فرد کشش ہے بخوف ہیکلان بن قہار بیٹھا ہی اپنی کوشش پہ ناز مکار شعبدہ باز کہ صحرا سے گرد اُڑی ہیکلان بن قہار باہر نکل آیا اور لشکر صاحبقران دیکھنے لگا اول اثالہ بارگاہ کا پہونچا بعد اُسکے جمشید حق پرست و نرگس تاجدار و گلباش باپ نرگس تاجدار کا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے نرگس وغیرہ ساتھ باپ نرگس کا تخت پر دو یا اڑھائی لاکھ فوج صاحبقران کے بھی ساتھ ہے ہر وقت یہی فکر ہے کہ لوح طلسم لیجے ذلطلسم باطن پر داخلہ کون سحر العجائب و مصر الغرائب سے جنگ شروع ہو جب ملکہ سلماے گوہر پوش کا خیال آتا ہے قلب تھرا جاتا ہے فرماتے ہیں خواجہ نہیں معلوم سلماے گوہر پوش پر کیا گذری عمرو کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں عمرو فرماتے ہیں ملکہ کیلاے عنبرین مو معشوق خوش خو نہیں معلوم کس حال میں ہون لبنی ہونگی کہ خواجہ ہمسے دعوی محبت رکھتے تھے ہماری رہائی کو نہ آئے امیر فرماتے ہیں خواجہ کیسا اپنا حال کہیں

نظم

فکر ہے میں نہیں خالی غم جانان میں بھی
ناتوان ایسے ہیں ہم سایہ گلوں در جو ہے
ہجر میں میرے دل صد چاک سے نفرت اُسکو
قافلہ کیا کہ جرس کی بھی صدا دہشت سے
عالم آہوں کے شرار و نکاہ ہے رونے کا
ہم ہیں وہ وحشی عریان کہ اگر قتل بھی ہوں
فاصلہ قرب تو نگرے تھی دستوں کو
راہ پائے ترے کوچے میں جو وہ آنے کی
شوق قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال
کہدے اک روز کہ طے آنے نہ پائے گھر میں
یار آیا نہ نظر برسوں رہا میں گریان
دن جدائی کا شب وصل سے رہتا ہے دراز
سر دھری یہ رہی شعلہ رخوں کی تا صبح

کبھی زانو پہ مرا سر ہے گریبان میں کبھی
نکہت گل سے نہ جنبش ہو گلستان میں کبھی
شانہ کرتا نہیں وہ زلف پریشان میں کبھی
نہیں آتی مرے پر ہول بیابان میں کبھی
جسطرح اُڑتے ہیں جگنو شب باران میں کبھی
لہو اپنا لگے قاتل کے نہ دامان میں کبھی
نظر آئے نہ گہر جیسے مرجان میں کبھی
نہ رکھے باد صبا پاؤں گلستان میں کبھی
لاشہ اپنا نہ رہے گور غریبان میں کبھی
جگہ دیکھی نہ اگر ہو سگ دربان میں کبھی
برق چمکی نہ مرے سامنے باران میں کبھی
دخل ہوتا نہیں خورشید کا میزان میں کبھی
گرم پہلو ہوا غسل زمستان میں کبھی

عمرو کا دل بھجا تا ہی ضبط کرکے عرض کرتا ہے ای شہریار خدا انجام بخیر کرے ابھی بڑی بڑی جفائیں سرکار کو اٹھانا ہیں کہ ہرکاروں نے عرض کی ای شہریار وہ سامنے لشکر کے کنارے پر ہیکلان بن قہار نکل رہا ہی گرد اُسکے سب رفیق شفیق ہیں اور ایک امر اور یہ ہے کہ ہیکلان کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہے ایسا شخص ہے کہ بادشاہ طلسم نے اپنا دوست معتبر جانکر لوح طلسمی اُسکے پاس رکھی ہے صاحبقران یہ سنکر اُسی مقام پر اُتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی سب بارگاہ میں آگئے

اپنے مقام پر بیٹھے ہیکلان جو لیٹتا اسنے کہا یارو دیکھا تمنے حمزہ مع لشکر آگیا آنے کا مزہ چکھین گے میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہین یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہر کارے جو لشکر امیر کے بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر حاضر خدمت ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور ہیکلان بن قہار نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صاحبقران جمشید سے صلاح کر رہے تھے کہ آج رات کو فرمایا ای برادر بجان برابر تمہاری کیا راے ہی مین پشت باغ سے اندر باغ کے جاؤن جمشید نے عرض کی ای شہریار مناسب تو یہی ہی خواجہ عمرو کو تو صاحبقران نے لشکر مین چھوڑا جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری صاحبقران نے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا تیغۂ عقرب سلیمانی کو بغل مین دبایا طرف صحرا کے صاحبقران چلے تمام راہ طی کرکے پشت باغ پر پہونچے قریب پہونچکے دیکھا دیوار بہت بلند ہی صاحبقران نے خارستان کو جو طی کیا تمام جسم غربال ہوگیا لیکن برابر دیوار کے پہونچکے کمند ماری کسی نخل مین جا کے کمند پھنسی بھلی جست کرتے دیوار باغ پر آئے لیکن خواجہ عمرو بھی لشکر سے چل نکلے انکے دل کو چین کہان شمع جمال صاحبقران پر پروانہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران دیوار پر چڑھے اور باغ مین کود پڑے عمرو نے بھی برابر دیوار کے آکر جست کی اپنے کو دیوار پر پہونچایا دیکھا صاحبقران چمنستان کو طی کرتے ہوے جاتے ہین عمرو بھی دیوار سے کود ادبتا ہوا چلا امیر اُس نخل چنار کو تاکے ہوے جاتے ہین جب قریب نخل چنار پہونچے خنجر کمر سے نکالی زمین کھودنے لگے عمر رنگ کیا ہی عمرو بنگاہ غور دیکھ رہا ہی ہر چند کہ وقت شب ہی ہواے گرم چلی عمرو دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار ای خالق لیل و نہار آقا کو لوح ملجائے اگر صاحبقران نے لوح پائی فتاحی طلسم مین مصروف ہوگئے کئی سال گذر چکے لڑتے ہوے اب تک لوح طلسم نہین پائی کبھی پکار اُٹھتا ہی ای بانی بناے عالم ای رب اکرم وقت مدد ہی تیری عنایت سے یہ بلاے مبرم بھی رد ہی **نظم**

سائلم بر در گہ والا ہے لو	بر من مسکین عنایا کن کرم	کن کرم ای شاہ والا کن کرم
ای شہنشاہ معلےٰ اکن کرم	اندرین حالت کرم یا کن کرم	لطف کن ای بادشاہ دو جہان
رحم کن بر بندگان زار خویش	کن کرم ای صاحب جود و سخا	فیض بخش دین و دنیا کن کرم
بر مریض خود مسیحا کن کرم	بر دعا گویان رحیما کن کرم	دہ دوا ای چارہ ساز درد دل
مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نواز	کن نظر بر حالت ما بیکسان	بر ہمہ اہل غمت کن کرم
بادشاہ کار فرما کن کرم	خود برین قطرہ چو دریا کن کرم	بندہ سندی غلام زار تست

عمرو تو دعائین مانگ رہا ہی یا تو جھونکا ہواے گرم کا چلا تھا یا طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہکارین مارنے لگے بعضے اشعار عبرت آمیز پڑھتے تھے بعضے کہتے تھے یارو غضب ہوا طلسم کشا آگیا چار جانب سے گھیر لو طائر غل مچا رہے ہین عمرو گھبرا رہا ہی جی ہی جی مین کہہ رہا ہی کہ میرے آقا جلدی لوح پا جائین عمرو تو مضطر ہی اور صاحبقران جلدی جلدی زمین کھود رہے ہین ایک طرف سے سناتا ہوا ایک طائر سبز رنگ ہوا اچانک کے اُسنے امیر کو دیکھا

گئی ہاتو زمین صاحبقران کھود چکے ہین جب تخجار تے ہین طبقہ زمین کاشق ہوتا ہی انگلیون سے
قطرات خون ٹپک رہے ہین وہ طائر صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھکر دیوار باغ پر آیا پکارکے
آواز دی ای ہیکلان بن قہار حفاظت لوح مین یہ غفلت ارے تجھکو خبر بھی ہی کہ کیا سحر گذرا
طلسم کشا باغ پر بہار مین آگیا قریب نخل چنار ہو بچا زمین کھود رہاہی ارے جلد آ و نگہبان کو اسقدر
غافل ہونا مناسب نہین زردرک جادو طلایہ پر تھا زیدرک دمردک طائر کی آواز سنکر ہوش
تو اڑے طرف ہیکلان کے بھاگے ہر چند سب نے منع کیا مگر ایک انمین سے بارگاہ کے اندر گھس گیا
ہیکلان کا پانوں پکڑکے کھینچا وہ گھبرا کے اٹھا زردک نے حال جو کہا ہیکلان نے کہا یا روبیہ
یہ پتہ کسنے بتایا اسنے کہا جلد باہر نکلیے دیکھیے ہفت رنگ جادو غل مچارہاہی اور بھی ہزار ہا طائر
غل مچارہے ہین ہیکلان باہر آیا دیکھا دیوار باغ پر طائر ہفت رنگ غل مچارہاہی ہیکلان نے ایک
چیخ ماری کہ یارو جلدی دوڑو چہار طرف سے ساحر چلے کل لشکر تیار ہوگیا ہفت رنگ نے جو
دیکھا کہ صاحبقران زمین کھود چکے دیکھا ایک بجنہ طاق بنا ہی اسپر ایک صندوقچہ رکھا ہی غلاف مخمل
کاشانی کا اسپر چڑھا ہی کلید اسمین لگی ہی صاحبقران نے صندوقچہ اٹھایا ہیکلان تو بلوہ کیے ہوے
آتا ہی طائر ہفت رنگ نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے صندوقچہ نکالا ایک چیخ ماری کہ ای جانوران صحرائی
کیا تم سب مرگئے امیر صندوقچہ لیکر سیدھے ہوے ہین کہ ایک طرف سے ایک آہوے وحشی شاخ زن جوش
دیتا ہوا ایک طرف سے ایک کرگدن مست ایک طرف سے ایک فیل ایک طرف سے شیر ببر سات جانور سات
قسم کے پیدا ہوے جبیث جبیث کے صاحبقران پر حملہ کیے اب امیر کو واجب ہوا کہ انکے حربے
رد کون امیر نے صندوقچہ زمین پر رکھدیا تیغہ عقرب سلیمانی نیام انتقام سے کھینچا شاخ آہو پر میلا
شیر ببر پر قبضہ مارا کرگدن کو ادھر شمشیر کی دی ہاتھی نے بھسونڈا مارا امیر نے بھسونڈا اسکا قلم کیا
فیل نے زخم فیل دی ایک چیخ ماری آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا وہ طائر تو سب بھاگے فیل کے بھسونڈے
سے خون ٹپکتا ہوا غل مچارہا ہی کہ یارو دوڑو اگر اسوقت غفلت کی بہت پچھتاؤگے وقت وہ ہی کہ فتاح
طلسم تاریکی یعنی نیر اعظم نصیر حشم لوح ضیا ہاتھ مین لیکر مرکب کہکشان فلک پر سوار میدان چرخ
زبرجدی مین آیا فیل نے ٹکر مارکر نخل چنار گرا صاحبقران پیچھے ہٹے بھسونڈا جو ہاتھی کا کٹا تھا
اس سے قطرات خون ٹپک رہے تھے جو قطرہ خون کا گرا طائر بنکر تیار ہوا ہزارہا طائر بنگئے شور غل
کررہے ہین ہیکلان ادھر ہو پہنچا کہ جدھر امیر مصروف جنگ تھے فیل پر امیر نے کئی ہاتھ مارے ایک دو ہاتھ
کٹ کے گرا جب ہاتھ مارا زخم کھاتا ہی مگر ہٹتا نہین گھبراجاتا ہی ہیکلان نے وہین سے نعرہ کیا یا صاحبقران
ہوشیار ہوجائیے ہیکلان نے ایک گولہ طرف آسمان کے مارا وہ گولہ پھٹا اس گولے سے برق چمکی
برق سے ایک طائر پیدا ہوا وہ طائر بھا بر عقاب کے تھا ترپ کے گرا صندوقچہ منقار مین لیا اور بلند
ہو چکا اور ہاتھی پر ہاتھ تلوار کا پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوے عمرو نے تو سر پیٹ لیا صورت تبدیل کرکے
جادوگرون مین ملگیا وہ سب سحر کر رہے ہین ہاتھی کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا اسقدر اندھیرا ہوا
معلوم ہوتا تھا کہ یہ وہ ظلمات ہی بلکہ تاریکی بدہ ظلمات کی مات ہی اس اندھیرے مین کوئی امیر کے
ہوز مسکل بہ ہاتھ ڈالتا ہی کچھ ہاتھ تلوار پر پڑرہے ہین جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قصد تلوار چھین لینے کا ہی

اُس اندھیرے مین صاحبقران تلوار ہلا رہے ہین ایک اژدھا سامنے سے پیدا ہوا جب اُسنے منھ
سے شعلۂ آتشین چھوڑا تب کسی قدر روشنی ہوئی وہ اژدھا منھ پھیلا کر صاحبقران پر آیا قصد کیا کہ
صاحبقران کو نگل جاؤن ایک آواز کان مین آئی کہ یا صاحبقران خیر جو کچھ کیا منظر کیا اس اژدہے
کے منھ مین پھاند پڑیے ورنہ جانبری بہت دشوار ہی اُس آواز سے ایک ہیبت پائی گئی صاحبقران
نے سر اُٹھا کے دیکھا ملکہ خورشید مثل ستارۂ سحری کے چمک جاتی ہی ہر مرتبہ یہی کہتی ہین کہ اپنے کو
دہن اژدر مین گرا دیجیے ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے آپ طلسم کشا ہین جرأت و لیاقت مین یکتا مگر
تقدیر ہماری یہ کہکر مثل ستارۂ سحری چمکین آسمان مین ڈوب گئین ہیکلان نے پکار کے کہا یار دیہ
کسنے آواز دی شاید طلسم کشا کا کوئی دوست تھا جیسے ہی وہ اژدہا قریب آیا صاحبقران توکل
بخدا کرکے دہن اژدر مین پھاند پڑے عمرو کے کان مین آواز آئی خواجہ دیر نہ کرو اگر ہمراہی
صاحبقران چاہتے ہو اپنے کو دہن اژدر مین گرا دو عمرو نے کہا پناہ بخدا ہم سا غدر رہنے سے
باز آئے چاہا کہ دیوار پھاند کے بھاگون کسی نے پنجہ کمر مین دیکر اُٹھا کے پھینکا خواجہ دہن اژدر
مین گرتے ہی بیہوش ہو گئے الامان لشکر صاحبقران جمشید وغیرہ جو فرد کش تھے اُنھون نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا کل لشکر کو تیار تو کیا ہی تھا کہ برائے مدد صاحبقران جائین ایک آواز کان
مین آئی یارو تمھارا بڑھنا مناسب نہین وہ صدائے ہیبت ناک تھی کہ جمشید حق پرست
نے کہا یارو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی نکل چلو یہ سنکر تمام لشکر نکل چلا ایک جانب قدم اُٹھا
تھوڑی دور چلے تھے کہ وہ صحرا نابود ہو گیا دوسرے صحرا مین جا کر جمشید نے لشکر اُتارا الغرض عمرو
کو جو کسی نے دہن اژدر مین پھینکا ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا اب جو آنکھ کھلی دیکھا مین ایک
درخت کے نیچے کھڑا ہون خواجہ نے گھبرا کے جلدی سے گلیم اوڑھ لی حیران ہین کہ یہ کون صاحب
تھے جنھون نے مجھے دہن اژدر مین پھینک دیا اسی سوچ مین خواجہ کھڑے تھے کہ سامنے سے
دیکھا صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین لیکن بہت گھبرائے ہوے چوگرد چار جانب دیکھتے
ہوے عمرو نے گلیم اُتاری جھک کے سلام کیا کہا آقائے نامدار خیر تو ہی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ مین نے بڑی کدوکاوش کی اپنے ہاتھ سے زمین کھودی صندوقچہ نکالا تھا مگر ایسا معلوم ہوا
سات جانورون نے مجھپر حملہ کیا ایک عقاب آسمان سے آیا وہ صندوقچے کو منقار مین اُٹھا لیگیا
اب مصنف سعدمند لوح تحریر کرتا ہی کہ جب صاحبقران باغ ہیکلان بن قہار مین داخل ہوے
اور ہوائے گرم چلی اور طائرون نے آنکھین کھولین ایک طائر اُنمین سے اُڑ کے گیا خدمت
میمنت سحر العجائب کی پہونچا یہ پڑا ہوا سو رہا تھا طائر نے بالون پر منقار ماری سحر العجائب
نے آنکھ کھولی طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا اے شہنشاہ طلسم طلسم کشا نے باغ ہیکلان مین
داخلہ کیا اب لوح لیا چاہتا ہی سحر العجائب گھبرا کے اُٹھا ایک چیخ ماری آواز دی اے عقاب نگہبان
طلسم جلد حاضر ہو لیک عقاب اُڑتا ہوا سامنے آیا کہا اے عقاب جلد باغ کی خبر لے وہ عقاب وقت
پر پہونچا یہان سے تحر سحر العجائب نے بھی کیے بھائی اسکا مصر الغرائب بھی دوڑا ہوا آیا
دونون بھائیون نے ملکر دشمن دین تھوڑے ہی عرصے مین وہ عقاب صندوقچہ لیکر آیا جو جو مین

صاحبقران کی لکا سی باغ سے ہوئی وہ حال بھی عرض کیا جائیگا جب صندوقچہ سحر العجائب نے
اپنے ہاتھ مین لیا صبح تو ہو ہی چکی تھی سب وزیران سلطنت و مشیران ابہت حاضر ہوے سحر العجائب
نے سب کیفیت بیان کی کہا کہ مین نے عقاب سحر کو اس لیے بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مع لوح لاوے ہان
کوئی دراندازموجود تھا اُسنے حمزہ کو باغ سے نکال دیا خیر اور تدبیر ہو جاویگی مگر اب یہ بتاؤ کہ لوح
کو کہان رکھون سب نے کہا ہیکلان بن قہار کے پاس بھجوا دیجیے سحر العجائب نے کہا اب اُس
مقام سے صاحبقران آگاہ ہو چکے اسوقت تو وہان سے چلے گئے جس رہبر نے وہان تک پہنچایا
وہ پھر پہنچا دیگا اب لوح کا اُس باغ مین جانا مناسب نہین ہیکلان بن قہار سے خوف بھی ہے
اسکا بھائی مسلمان ہو چکا ایسا نہو وہ بھی طلسم کشا کی شراکت کرے لوح کا کسی اور مقام پر رہنا
مناسب ہے دربار جمع ہی تھی سو شاہزادے و کشاہان جلیل دربار مین حاضر تھے پکارکے سحر العجائب
نے آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہے کہ لوح کو بحفاظت اپنے پاس رکھے کہ لوح کی حفاظت
ہو ملکہ زمام ابلق سوار ایک ساحرہ نہایت سخت مزاج سیاہ رو تیرہ درون بڑے قد کی عورت
بدصورت اس مجمع سے اٹھی کہا اے شہنشاہ اگر مناسب ہو تو لوح مجھے دیجیے اس طور سے لوح کو
رکھون کہ اگر طلسم کشا سامنے آجائے ایک چیخ ماردون تو کلیجہ پھٹ جائے جو صاحب انکی حفاظت
کرنے مین اُنکا بھی پتہ لگا دون ایک سحر مین سب کو شکست دون سحر العجائب و مصر الغرائب
خوش ہو گئے کہا اے ملکہ زمام ابلق سوار ہمارے دل مین تھا کہ تجھسے کہین مگر تونے اسوقت ہمکو
شاد کر دیا خود ہی کہا اتنا سمجھ لینا کہ تمام اہالیان طلسم کی اس صندوقچے مین جان ہے اسی کی وجہ سے
قوت ایمان ہے زمام نے کہا حضور نہ گھبرائیں ایسے طور سے لوح رکھون اور وہ حفاظت کرون
کہ پھیک خیال بھی کسی کا نہ پہونچ سکے سابان زادہ اور صاحبقران اور جو کوئی معین انکا ہے
ان سب کو آپ بھرے بیجے ڈھنڈوا لو کنیزین سحر العجائب نے ساتھ کین زمام تخت پر سوار
ہوئی اسکا باغ صحراے رنگا رنگ مین کہ صید گاہ غزالان اسکا لقب ہو طرف اپنے باغ کے
چلی اپنے باغ مین آئی ایک قصر معقول سحر سے بنایا مکان کچھ اصلی کچھ نقلی اسمین صندوقچے کو رکھا سب
جادوگرنیون کو حکم دیا گرد اس قصر کے رہو ایک برج کنگرہ تھا اسمین خود آکے بیٹھی آٹھ پہر حفاظت
لوح مین مصروف رہتی ہے انشاء اللہ ذکر اسکا وقت تحریر کیا جائیگا صاحبقران زمان نے جب عمرو
سے ملاقات کی عمرو نے سب کیفیت سنی عرض کی اے شہریار اب لوح ایسے مقام پر جائیگی جہان
پھیک خیال بھی نہ پہونچ سکیگا امیر نے فرمایا خدا قادر و توانا ہے اگر ہم اس طلسم کے فتاح ہین تو رہبر
کامل رہبری کریگا تا بہ لوح پہونچینگے امیر نے فرمایا خواجہ اب تم لشکر مین جاؤ سب ساحرون کو
اسی صحرا مین لیکر آؤ پھر سامان لشکر کشی ہو پھر باغ ہیکلان بن قہار پر چلنا چاہیے عمرو نے عرض کی
اے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس راہ ایسی کٹھن ہے کہ تا بہ لشکر پہونچنا دشوار ہوگا امیر نے فرمایا
اب اس مقام پر رہیں کیونکر ممکن ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برقہ چمکی دیکھا ملکہ خورشید برق وش مگر پریشان
جناب و بیقرار خواجہ عمرو و صاحبقران کو جو ایک مقام پر دیکھا اترکے زمین پر آئین صاحبقران
کو سلام کیا صاحبقران خوش ہو گئے ملکہ نے عرض کی کیون شہریار بڑی مشقت پڑی حقیقت مین آپنے

بڑی مشقت اُٹھائی ہر مقام پر لونڈی بھی موجود تھی آپکی جرأت کو دیکھا کی ماشاءاللہ آپ ایسا شیر صولت کنیز کی نگاہ سے نہین گذرا کیا کیا کارہاے نمایان سرزد ہوے کسی مقام پر جرأت مین کمی نہین ہولی مزاج مین بدیہی ہین ہر ای نظم

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
کیا شکر اللہ آپ تعالی کیے اُسے جینے
غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتے
اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
نگہ بد بین نے کی پہلوے یار نیک طینت مین
بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دکھائے جوہر اپنے آئنے نے فکر رنگین کے
ہنوگا حسن کا تجھسا بھی عاشق کوئی دنیا مین
فصاحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُسکو
نہ دیکھینگی کبھی جسکو مری آنکھین وہ تماشا ہے
کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے

بہ پشت اسپ تک تیری سواری کو یزین آیا
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا
شرف ہے اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا
وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا
الٰہی خیر کیجو گرگ یوسف کے قرین آیا
دل اپنا نذر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا
مقر منکر ہوئے باطل گمانون کو یقین آیا
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا
زبان پر میری صدقے ہونے ماریا سمین آیا
غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم حقیقت مین ہاتھ مین آکے لوح نکل گئی یہ آفت نہ تھی کہ سات جانوران درندے نے چار جانب سے گھیر اشتش و پنج مین تھا کہ کیا کرون جب اُنہون نے حملے لیے روکنا پڑے ملکہ نے عرض کی اے شہریار حقیقت مین مین نے بڑی کوشش کی کہ اپنے کو وقت پر پہونچاؤن جو پیشانی مین لکھا ہے وہی پیش آئی ہے اگر چند ساعت اور قبل پہونچتی حضور چند وقیقہ زمین پر نہ رکھتے اسم اعظم ورد زبان کرنے کسی کا حربہ آپ تک نہ پہونچتا اب نہین معلوم کہ لوح کہان گئی اب حضور کے لشکر کا آنا ضرور لازم ہے امیر نے فرمایا مین نے بھی خواجہ سے کہا تھا تم ہمارے لشکر مین جاؤ ملک احضر وغیرہ کو لاؤ انکو راہ بھٹکنے کا ڈر تھا ورنہ اتبک چلے گئے ہوتے ملکہ خورشید نے کہا خواجہ آپ چلیے مین رہبری کرونگی آگو تا بہ لشکر پہونچا دونگی خواجہ آمادہ ہوے ملکہ خورشید نے کہا خبر لینا صاحبقران کی ضرور ہے آپ بائین پر جائین درہ کوہ سیاہ ملیگا اُس درے مین داخلہ کیجیے لیکن خواجہ عرصہ گذر چکا ہے لشکر مین ہمکے جانیگا میرا دل لگتا ہے عمرو نے کہا سمجھا جائیگا خواجہ چلے گئی کوس کے بعد کوہ سیاہ ملا عمرو داخل ہوے اور درہ کوہ کو طے کرکے نکلے دیکھا سیدھا راستہ ہے کوئی دو کوس پر جاکے لشکر کی علامتین معلوم ہونے لگین یہان لشکر صاحبقران مین اُن چالیسون جادوگرون نے یعنی برہوت ومبہوت کے مقرر کیے ہوے قیصر جادو وصفدر جادو ورہبر جادو وغیرہ ان چالیسون نے یہ کیا ہے کہ دو چار کو ایسے کسی کام کو بھیجتے ہین کہ صحراے خارستان مین شیر بھیڑیے کھا جائین کئی ہزار ملازمون کو یون تباہ کر چکے ہین عمرو ایک نخل کے سائے مین تھک کے بیٹھا سوچ رہا ہے کہ ملکہ خورشید برق وش نے کیا کلمہ کہا تھا کہ اے خواجہ ذرا لشکر مین ہمکے جانا اس سوچ مین عمرو بیٹھا

کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک جادو اُڑا ہوا آتا ہے عمرو نے رنگ روغن عیاری
لگا کے ایک نازنین کی صورت بنائی پکار کے آواز دی میاں جانے والے ہم راہ بھول گئے ہیں ہمیں راہ
بتادو اس ساحر کا نام اذفر جادو ہے اُسنے دیکھا ایک عورت کمسن خوبصورت پکار رہی ہے جلد بلندی
سے اُتر آیا مسکرا کے پوچھا کیون صاحب کیا کہتی ہو عمرو نے کہا بھیا ہم راستہ بھول گئے ہین ہمکو راستہ
بتادو اذفر جادو نے کہا کیون صاحب کہان جاؤگی عمرو نے کہا شیم آباد ایک گانون ہے کون خان
زمیندار حصہ تین اُنکے نائب دین مین اُنکی دائی ہون نانی میری جاتی تھین اُنھون نے انتقال کیا اب مین
جاکر اپنا رنگ جماؤن اُنکی جورو زہرا النساحاملہ ہے مین بھی جاکے بیٹھ جاؤنگی بچے کو ہاتھ ڈال کے
نکال لونگی مگر سنا ہے اُس بیبی کا لڑکا بڑے بڑے فیل لاتا ہے منھ نکال کے پوچھتا ہے اماں مین آؤن تنتنا
رنگا تمھارے منھ مین بجا ہا لگاؤنگا بھول تو جمع کر وپنچے چھچے بہار آئی ایسی ایسی باتین لونڈا کرتا ہے نانی ذکر
کیا کرتی تھین اُسنے کہا لیا تم دمین جاؤگی کہا ہان بھیا میرا ہاتھ پکڑ کے وہین پہونچادے ساحر خوش ہوگیا
کہ خوب معشوقہ ملی یہ کہکر پوچھا بھیا تم کہان جاؤگے جیسے مینے اپنا حال کہدیا ویسے ہی تم بھی اپنا حال بتادو
ساحر نے کہا ہمارے افسر اعلیٰ ہیکلان بن قہار ہین اُنھون نے برہوت و مبہوت دو جادوگر بھیجے
تھے مبہوت و برہوت نے چالیس سرداران مسلمانان جو کابل و اکیل تھے اُنکو پکڑ لیا اور گرفتار
کرکے لیگئے چالیس جادوگر ہمارے افسر اُن سب کا قیصر جادو کہ ملک اخضر ساحر ہے چالیسون جادوگر لشکر
مسلمانان پر حکومت کر رہے ہین اب مین نامہ لیکر جاؤنگا مراد ہیکلان بن قہار کی یہ ہے کہ سب لشکر کو لیکر آؤ
یہان سب کو تباہ کیا اور باقی اب برباد کردیا جائیگا عمرو کے ہوش اُڑگئے کہ چالیس ساحرون نے لشکر اسلام
پر قبضہ کیا عمرو نے پوچھا وہ چالیسون افسر کہان ہین ساحر نے جواب دیا کہ برہوت و مبہوت کی قید
مین ہین قریب باغ ہیکلان ایک برج ہے کہ اُسکو برج شغال کہتے ہین اُسی مین چالیسون افسر قید ہین
عمرو نے سب حال سُنکے ایسی لگاوٹ کی باتین کین ساحر خوش ہوگیا نازنین نے ہنس کے کہا میاں کہین سے
لیکے کا ٹھرا لاؤ ایک ایک جام پین پھر راستہ چلین اذفر جادو دوڑا ہوا گیا بھٹی سے شراب لایا تھا عمرو
نے اذفر کو پلا کے بیہوش کیا جیب لی سے اسکی نامہ نکالا اسکو گڑھے مین ڈال دیا عمرو بصورت اذفر
لشکر مین آیا دیکھا تو لشکر عجب تباہی مین ہے افسر نوکریان سخت لیتے ہین فوج کو رنج و ملال دیتے ہین اہل اسلام
کرنے پر آمادہ ہین عمرو بصورت اذفر تنہائی کے وقت پاس بصورت اخضر کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا کہا
ای ملک اخضر یہ نامہ مبہوت و برہوت نے بھیجا ہے ہیکلان بن قہار کی طرف سے تاکید ہے کہ لشکر
مسلمانان لیکر چلے آؤ لوح ہمارے قبضے سے نکل گئی اب چلے آنا مناسب ہے بمشیر اخضر نے کہا آج
رات کو جلسہ کرو سب کو شراب پلا کے بیہوش کرین سب کو قتل کرکے نکل چلین خواجہ عمرو نے اس بات کو
منظور کیا خواجہ کے خیال مین یہ ہے کہ آج رات کو ان سب کو بیہوش کرون اُنکو قتل کرکے نکل جاؤن شب کو
بارگاہ حشامی مین سب سردار آکے بیٹھے الیان فوج سے کہلا بھیجا کہ آج جلسۂ عام ہے کل یہان سے
کوچ کرینگے سب کمیدان رسالدار آکے جمع ہوئے اخضر آکے مقام صدر پر بیٹھا اور سب سردار
دنگلون پر اور کرسیون پر خواجہ نے کہا ای ملک اخضر تمھین نہین معلوم مین نے فن علم موسیقی کو
خوب حاصل کیا یہ کہکر اذفر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے ساحرون کے متوجہ کرنے کو یہ اشعار شروع کیے غزل

فصل گل ہی لوٹیے کیفیت میخانہ آج / دولت ساقی سے مالا مال ہی پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہی اپنا دل دیوانہ آج / داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج / گنج اگل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل / عقل کل کیسے اُسے جو کر لی ہی دیوانہ آج
خوبرو مجھسا کوئی بازار عالم مین نہین / قیمت یوسف نہ تھی جو ہی ترا بیعانہ آج
وصل کی شب ہی اندھیرے کا ہی وعدہ یار سے / شمع کا ہرنا نہین ممکن کہان پروانہ آج
نزع کی حالت ہی کوئی آشنا اپنا نہین / دیکھیے جسکو نظر آتا ہی وہ بیگانہ آج
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہی بزم مین / شمع اُڑ جاوے جو اُٹھ آوین پری پروانہ آج
امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین / ایکسان ہی آہوے مست و سگ دیوانہ آج
جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین / ساتھ لیکر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج
مجھے دریا نوش کر ساقی پلاتا ہی شراب / دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری / ہوش مین آتا ہی مجھکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح / آئینہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج
میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھ کے نماز / کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند / بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
مال ہی اپنا جو یوسف آ گیا بازار مین / ہی زر زینت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج
چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک / اگر کہ یوسف سے برابر ہی ہمین پیمانہ آج
خال مشکین کو ترے ارزان سمجھ کر مول لون / قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نثار / شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

ب عمرو نے شراب سنگالی آکر رکھی تھی گلابیان عمرو نے اب آراستہ کین بیہوشی ملالی اب اس بات پر آمادہ ہوا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کرون قضاے کار وقت وہ ہی کہ ہیکلان بن قہار نے جب دیکھا کہ ابر غائب ہوے تمام صحرا اُسنے چھانا لشکر تک صاحبقران کا پتہ نہ پایا حیران ہی کہ یہ کیا ماجرا گذرا کہ لشکر بھی غائب ہو گیا صاحبقران کہان غائب ہوے اسی تردد مین اپنے مبہوت و بہوت کو بلایا کہا یارو تجویز کرو کہ حمزہ کہان گیا مین سوچا تھا کہ بعد نکلنے لوح کے حمزہ کو پکڑ لینگے حمزہ تو مع لشکر غائب ہوا ان دونون ساحرون نے کہا ظاہر اسمعلوم ہوتا ہی کہ کوئی حمزہ کا مددگار رسا ہی تھا شاید اُسی شخص نے حمزہ کو آگاہ کیا طرف صحراے ابر ریشم کے نکل گئے لشکر بھی وہین چلا گیا ہیکلان نے کہا اے مبہوت و بہوت تمنے لشکر حمزہ کے چالیس سردار قید کر لیے چالیس ساحر وہان اپنے چھوڑ دیے جس مددگار نے حمزہ کو بھگا دیا اور لشکر کو ہٹا دیا ایسا نہو کہ لشکر کو بھی بلا وے یا اس رمز سے آگاہ ہو جاوے تو بڑے غضب کی بات ہی دریافت کرنا مناسب ہی کہ وہان کیا رنگ ہی کہ اوراق پریشان ہیکلان نے نکالے اُسے دیکھنے لگا سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا ساربان زادے کو مارا چاہتا ہی اے بہوت و مبہوت جلد جاؤ وہ دونون ساحر یہ سنکر ہراسان ہوکے اُڑے جوش و خروش سے جاتے ہین

یکسان عمرو سب شراب اُٹھوا کر باہر نکلے ہیں کہ اپنے افسران قدیم کو بھی اندر بلالوں عمرو دربارگاہ پر کھڑا ہی
اپنے افسروں سے کہتا جاتا ہی کہ یارو اندر چلو یہی خیال میں ہی کہ انکے لگا دیں انکو بلاؤں اسی فکر میں کھڑا ہی
افسروں کو بلا رہا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا عمرو نے دیکھا دو جادوگر آسمان پر اُڑتے ہوئے چلے آتے ہیں انہوں
نے دونوں نے نعرہ کیا باش اے ساربان زادے ہم تیری تلاش میں نکلے تھے اب بھاگ کے کہاں جائیگا
یہ کہتے ہوئے وہ دونوں تڑپ کے گرے خواجہ نے حسبت کی گلیم اوڑھ کے بھاگے مگر بدحواس کہ یہ کیا غضب
ہوا بھاگ کر خواجہ نکل گئے ان دونوں نے دیکھا تمام افسران فوج اسیر جمع ہیں ایسا نہو ہمارے
جانے میں کوئی فتور ہو پلٹ چلو عمرو کو تو ہمنے بھگا دیا خواجہ بھاگ کے نکل گئے یہاں لوگوں نے اندر بارگاہ
کے خبر دی کہ دو جادوگر آسمان پر آئے عمرو کو پکڑنے چلے خواجہ بھاگ گئے نہیں معلوم وہ جادوگر کہاں گئے
اخضر نقل نے کہا خیر خواجہ کہیں جا بیٹھینگے کل کوچ کی تیاری کرو اب یہ سوچے کہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو سوچ گیا
ایسا نہو کچھ فتور برپا کرے خواجہ اس فکر میں بھاگے کہ میں جا کے صاحبقران کو خبر کروں کہ آفت غضب
ہو گیا چالیس جادوگر لشکر میں افسر بنے ہوئے بیٹھے ہیں وہ صاحب اسم اعظم ہیں سب کو مار لینگے یہ سوچ کر
خواجہ چلے ہیں خیال میں ہی کہ اپنے کو پاس صاحبقران کے پہونچا دوں عمرو بھاگا ہوا جاتا ہی قضا کا
ایک مقام پر جو گذر ہوا سامنے دیکھا ایک باغ ہی اسکے دروازے پر کرسیاں بچھی ہوئی ہیں ایک نازنین
سب کی افسر اور چند کنیزیں بیٹھی ہیں عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر طرف
اُس نازنین کے چلا اُس نازنین نے جو دیکھا پکار کے آواز دی اے کیست جادو کہاں سے آتے ہو عمرو
سوچا میں جو صورت بنا ہوں یہ صورت کیست جادو کی ہی دست بستہ عرض کی کہ اے ملکہ عالم طلسم شش
باغ ہیلان بن تمہارے غائب ہوا حکم ہوا ہی کہ تلاش کرو اسی تلاش میں نکلا تھا کہیں پتہ نہیں ملا ملکہ
نے کہا اے کیست ہمارے ساتھ چلنا آج ہم بھی برج شغال پر جا بیٹھینگے ایک کنیز کی زبانی معلوم ہوا کہ اس
نازنین کا ثمرن جادو نام ہی اور آشنا ہی برجنوت کی آج انہوں نے لکھ بھیجا ہی کہ ملکہ ہمارے پاس آنا
عمرو نے کہا اچھا ملکہ ہم بھی چلینگے اب عمرو ثمرن کے ساتھ باغ میں آیا دیکھا باغ نہایت آراستہ ہی عندلیبان
خوشگوار زمزمہ سرائی کر رہی ہیں نہریں جاری باغ پر بہار جانوروں کی پکار ثمرن باغ میں گئی بارہ دری
میں جا کے بیٹھی عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر پھرنے لگے جب عیار طرار عالم گرد شہسوار
زرین پوش گشت عالم سے فارغ ہوا اور قلعۂ مغرب میں جا کر داخل ہوا ثمرن تخت بناؤ کیا دریا سے
جواہر میں غوطہ مارا ایک تخت سبز معقول آراستہ ہوا عمرو سب سے پہلے قریب آیا ثمرن نے کہا اے کیست
کیست جادو کو ٹھہرایا تھا وہ چلا گیا کہا واری باغ میں کہیں ہے ملکہ کو خیال ہوا چلا گیا ہوگا ثمرن تخت
پر سوار ہوئی خواجہ بھی ایک کے تخت پر بیٹھے تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ ثمرن سے باتیں کرتے ہیں کہا
واری میں نے آپ سے بیان نہیں کیا کل مجھ پر عجب معرکہ گذرا شب کو جو میں سوئی جبتک جاگتی رہی خیال
میں تھا کہ افسوس اتنا سن ہمارا آیا مگر پیدا کرنے والوں کو نہیں دیکھا نہیں معلوم خداوند کیسے ہونگے وہ تو
خداوند ہیں آٹھ پہر گرگی کھانے پر ہونگے وہ ایسی ویسی چیز کا ہیکو کھاتے ہونگے بادشاہوں سے بھی مرتبے
بڑھ کے ہی اس سوچ میں جو سوئی تو میں نے خواب میں سامری و جمشید کو دیکھا مجھے فرمایا کہ تجھے کہاں تک
ہیں آج سے تو گانے میں طاق ہوئی شہرہ آفاق ہوئی ناچنے کا بھی کمال تجھے دیا اور رنگ جلد شراب پلا بیٹی کی

سو برس عمر بڑھ جائیگی تو واری مین جب سے سوچ رہی ہون کہ آپکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن آپکی عمر بڑھاؤن ثمرن کہتی ہی کہ یہ تو تیرے واسطے بڑا اقبال ہوا آج سامنے بہوت کے ذکر کر بیٹھے بھلا ہمارے سامنے گاؤ تو یہ سنکر عمرو نے راہ مین گنگنا کے سامنے ثمرن کے یہ چند اشعار گائے نظم

اٹھایا اُسنے بیڑا قتل کا جو دل مین ٹھانا ہی — چبانا پان کا بھی خون بہانے کا بہانا ہی
زمانے مین زبان زد ہر بشر کی یہ فسانا ہی — مین یکتا عشق مین وہ حسن و خوبی مین یگانا ہی
جسے سب گور کہتے ہین وہ اپنا کنج عزلت ہی — اجل دنیا مین ناجنسون سے گویا منہ چھپانا ہی
اس آہ آتشین سے کام اب قاصد کا لیتے ہین — صنم کے گھر تلک یہ تار برقی بنے تانا ہی
خدا سے بھی معاذ اللہ مجھکو رشک ہوتا ہی — جو سنتا ہون کہ اُنکو بھی خدا کو منہ دکھانا ہی
براق حسن کو معراج ہی اُس جعد مشکین سے — گندھا سو بات زرین اور اُسپر تازیانا ہی
تلاش خانہ بر انداز مین گھر گھر بکتے ہین — کبھی بیت الحرم بیت الصنم اپنا ٹھکانا ہی
قریب ابرو کے ہی اُس آنکھ مین دنبالۂ سرمہ — لگایا شاخ مین آہو کے اور اک شاخسانا ہی
جفائین سیکڑون اُس ترک ظالم کی سہین لیکن — وہ ابتک بھی یہ کہتا ہی کہ مجھکو آزمانا ہی
مرقع چین کا برہم کر دیا تصویر جانان نے — بت چین نے ادا و انداز کو مانی نے مانا ہی
خضر سے پوچھتے ہین راہ ہم بھی کوے جانا کی — ارادہ حج بیت اللہ کا اب دل مین ٹھانا ہی
ہماری مرگ پر شادی عبث اغیار کرتے ہین — جہان سے رفتہ رفتہ ایک دن اُنکو بھی جانا ہی
وصال یار جنت ہی فراق یار دوزخ ہی — فقط بیم و رجا کے واسطے باقی بہانا ہی
ہم اُسکے وصل سے کسطرح ہاتھون کو نہ دھو بیٹھین — کبھی مہندی کبھی مسی لگانے کا بہانا ہی
عجب اللہ اکبر ہوگا اُسکے حسن کا عالم — قمر جسکا ہی آئینہ شعاع مہر شانا ہی
نہین کم طائر سدرہ سے مرغ شوق کچھ اپنا — نشیمن دل ہی باغ جان مین اُسکا آشیانا ہی
مجھے اب بیٹھنے دیتے نہین غیر اُسکے کوچے مین — الٰہی جلد دنیا سے اُٹھالے گر اُٹھانا ہی
ہمارے طائر جان کی تعلی کر لی کیا جائے — نشیمن عرش ہی اور لامکان پر آشیانا ہی
ڈبو دیتی ہی دولت مفت کی دنیا مین انسان کو — گیا قارون زمین مین بار غم سر پر خزانا ہی
خدا جانے انھین رعنا سے دل مین کیا کدورت ہی — ہمیشہ جب سنو غمزہ ہی حیلہ ہی بہانا ہی

عمرو نے یہ اشعار گائے کہ ثمرن عمرو کی تسبیح پڑھنے لگی تعریفین کرنی لگی کہتی ہی کیون نرگس تجھپر خداوند نے نگاہ ڈالی تیرے خانۂ دل کو کمال کے خزانے سے بھر دیا خواجہ کہتے ہین ملکہ ابھی آپنے کیا دیکھا ہی یہ بات تو ہیچی نکلی یقین ہی میرے شراب پلانے سے عمر بھی بڑھے گی یہ رنگ جاتے ہوے خواجہ سامنے برج سنگال کے پہونچے پہلو مین اُس باغ کے ایک باغ بہشت آئین نئے تکلف سے آراستہ طائرون کی زمزمہ سرائی گلون کی رعنائی وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی مسبوت دیو بہوت دونون بھائی بیٹھے ہین مسبوت کی معشوقہ گلعذار جادو پہلو مین بیٹھی ہی جیسے ہی ثمرن پہونچی بہوت بھی کھڑا ہو گیا کہا ملکۂ عالم بڑا غضب کیا کوئی اسقدر دیر لگاتا ہی ہم شام سے انتظار کر رہے ہین ثمرن نے کہا اے بہوت آج ہمکو بڑا فخر حاصل ہوا ہماری کنیز نرگس اس انتظار دیدار مین ہوئی کہ خداوند نے حال جہان آرا دکھایا

سامری و جمشید خوب مین آئے علم موسیقی کا حاکم کر گئے اور یہ بھی فرما گئے کہ جو اسکے ہاتھ سے شراب پیئے گا سو برس اسکی عمر بڑھ جائیگی گانے کا تو امتحان ہو چکا مہبوت و بہبوت نے کہا ہم بھی سنین خواجہ جلدی پھکنے کہا حضور اگر آپکو دستاویز لگی تو میرے کمال کی رونق کیونکر ہوگی سنیئے سازندون نے ساز درست کیے

خواجہ عمرو نے یہ غزل شروع کی غزل

ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید
کا بنا کے خوردین ہم کبھی ہوے کے بال کے
بیج خمار اُٹھانے کی طاقت نہین مجھے
ساغر سقر ہوے ہین تمھارے کمال کے
سُرمہ نہین ہوا ہی تجلی سے طور کی
آئی ہوئی طلا گئے سر پرے نال کے
افعی ہی زلف خال ہی افعی کی مہرہ کیک
سرمہ ہوے ہین پیسے ہوے تیری چال کے
معنی کے شوق مین یہ ہوا اہل کا میل نگر
ڈھیلے لگاتے ہین کے دیدے غزال کے
آئینے سے کلام کو کیونکر کیا ہی صاف

زاہد فریفتہ ہین مرے ذو نہال کے
سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈالکے
شاق و شکوہ نے ہین برباد کر دیا
پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈال کے
اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
ہم بھی ہین سوختہ ترے برق جمال کے
اُس شعر و کا وا اورے جسم گداز و صاف
عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف مشکل کے
اخوان دہرے عجب اسکا نہ جانیے
تصویر شعر کھنچے خیال کے
شک ہوتا تیرے اہم کا ہوتے جو اے صنم
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

عاشق بزرگ لوگ ہین اس نخل کے
مضمون رنگان ہی جیت کر ای شک
شکل حباب اُڑ گئے خیمہ نکال کے
ہے عشق لگ گئے ہین اہ جہان وہ
تو دے لگائے خاک شہیدان کمال کے
شام شب فراق سے پہلے ہو صبح لگ
اللہ نے بنایا ہی سانچے میں ڈھال کے
آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر نہین
یوسف کی فکر مین جو ہین گرگ بال کے
سودائی جا نگر تری چشم سیاہ کا
پنجے مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

یہ غزل اس رنگ مین عمرو نے گائی

سب اہل محفل خوش ہو گئے مہبوت و بہبوت کلیجہ پکڑے لیتے ہین ہر مرتبہ کہتے ہین ای نرگس جی چاہتا ہی تیری صورت دیکھا ہی کرون حقیقت مین تجھکو خداوند نے بڑا اکمال دیا ایسا تو نے کمال دکھایا کہ ہمیں بیقرار کر دیا نرگس نے عرض کی ای شہنشاہ جب خداوند نے مجھسے یہ فرمایا کہ مجھے تجھکو یہ شرف عطا فرمایا کہ جو شخص کہ اپنے ہاتھ سے شراب پلائیگی سو برس کی عمر بڑھ جائیگی مین نے تکرار کی یا خداوند تجھے وعدہ فرمایا ہے تو فرمایا کہ ہم نے تجھے ہزار برس پیشتر ہی تقدیر کر چکے کہ جسکو شراب پلائے جسقدر تیرا جی چاہے اُسقدر اسکی عمر بڑھ جائے کلید میخانے کی اب مجھکو مرحمت فرمایئے کہ مین شراب کو درست کرون سب آپکے طلازمون کو بھی دو دن مہبوت و بہبوت نے کہا پہلے ہم لوگ پی لین پھر نوکرون کو شراب دیجائیگی نرگس نقلی نے کہا داور ہی یہی تو مشکل ہی کہ مجھے خداوند نے یہ فرمایا تھا کہ کسی بندے کو کمتر نہ جانو سب کو برابر سمجھو قدرت لیتے ہین ہمنے سب کو پیدا کیا تم جو ہمارے بندون کو ذلیل جانتے ہو یہی باعث ہی کہ آفت تم لوگون پر آ جاتی ہی کلید میخانے کی مہبوت نے دیدی کہا بی نرگس اب تمکو اختیار ہی جسطرح جی چاہے سب کو پلاؤ خواجہ نے آکر میخانہ کھولا کہ آواز دی یارو دوڑو دوڑو جسکو اپنی عمر بڑھانا منظور ہو وہ شراب مجھسے لیجائے خبر تو پہلے ہی ہو چکی تھی اب جس ساحر نے آواز سنی وہ دوڑا اتنا ہوا کہ بی بی نرگس کا فیض عام ہی لیجئے کہتے ہین کہ ملکہ حیرت کی تسبیح پڑھو جو جی تو اپنے ساتھ لیکر آئی تھین کشتہ یان قرابے تقسیم ہو رہے ہین سامنے ہیچ شغال کے شراب چل رہی ہی آپس مین دست و درازیان ہونے لگین کوئی جھنجھلا کے اٹھا کسی نے کسی کو طمانچہ مارا کوئی لڑکھڑا کے گرا کوئی اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے بڑبڑا رہا ہی کوئی سرنگون مُنہ ڈالے رہا ہی کوئی کہتا اب مین جا کے بی نرگس کی آنکھیں نکال لونگا کوئی کہتا ہی کیا قرار نہ دیا ہی تیری آنکھون مین چربی چھائی ہی کوئی کہتا

تم چار چشم ہو ایک کستا ہی ادھر نہ دیکھو تم تو آنکھون مین کھائے جاتے ہو ایک کستا ہی تم پر دہاے چشم کے
حساب بتاتے ہو یہان خواجہ نے شراب پلائی اور مبہوت اور برہوت نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ
نرگس دیکھو تو یہ کیا ہو رہا ہی نرگس نے کہا واری عمر بڑھتی ہی رگون مین خون جوش مار رہا ہی آگ کا
جوش و خروش ہی دم بھر مین آپ دیکھین گے کہ نرگس و ناکس بیہوش ہی عمرو نے بہ تعجیل پاؤن مین گھنگھرو
باندھے اور گت ناچنا شروع کی ایسی گت ناچے کہ اہالیان محفل کی بڑی گت کردی اشعار موافق مقام نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ ولقا
جسکی جانب تکا کے بسمل کیا
وجد کرنے لگا ذرہ ذرا
جان اُسنے سبک سبک کر دیا
سر پہ رکھا اُسنے جب انجیل
ماہ وتابان پہ چھا گیا بادل

گت ناچ کے عمرو نے جام بلورین سر پر رکھا گاتے
ہوے ناچتے ہوے ہر طرف بڑھے کہ نرگس نے کیا کمال کیا جام بلورین سر پر تو ڑے سے رہی ہی ایک
قطرہ شراب کا نہین گرتا سامنے مبہوت کے آکر سر جھکایا مبہوت نے خوشی مین آکر جام لیکر موتیون کا
مالا گلے مین ڈال دیا دوسرا جام برہوت کو دیا اب تو دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب اہالیان
محفل کو شراب پلائی محفل مین کچھ دست درازیان ہونے لگین کوئی خود بخود ناک پکڑ کے غوطہ مارتا ہی
کوئی اُٹھکر دوڑا عورتین ننگی بھاگی جاتی ہین تماشبینون کی بن پڑی رنڈیون کو گود مین لے بھاگے عمرو
نے مسکرا کے کہا شہنشاہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ آپکی محفل بازار معلوم ہوتی ہی دونون جھلا کے اُٹھے
پکارکے آواز دی اونا لائقو کیا ہماری محفل کو بازار سمجھا ہی نرگس نقلی نے کہا لینا اب کوئی شنیدہ دونون
جھلا کے چلے پانچ چار قدم بڑھے تھے کہ لڑکھڑا کے گرے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ تصنیف تو مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اُڑاتا ہون کفار کے میں نشان
فلک کی جو گردش کا سامان ہی
یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہی
عمرو ذی حشم مست مستان
جھکاتا ہون گردن کو ہردم گنگنا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی
مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرا اکر ہی گلشن قیل وقال
مرا افسر ذی حشم نامدار
مرے نام پر خورشید ابھرا
مری چال سے ہی صبا پائمال
اسیر عرب شیر پروردگار

بچہ چیچ کر عمرو کی جا پڑا نکلا ہین دو زن کی اتار لین ایک
ایک بچہ جو عمرو نے مارا دونون کے سر کٹ گئے اندھیرا ہو گیا اب تو عمرو نے قتل کرنا شروع کیا وقت
وہ ہی کہ ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا ہی ہیکلان اپنے باغ مین بیٹھا ہی مصاحب گرد جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی
کہ نہین معلوم طلسم کشا پر کیا گذری رفقا کہہ رہے ہین ہم پتہ لگا لینگے صاحبقران کو ڈھونڈھ کر لا ئینگے مگر
یہان عمرو نے جو انکو قتل کیا وہ برج گرا چالیسون جادوگر یا تو بیہوش پڑے تھے ملک اخضر وغیرہ کو بھی
ہوش آیا تڑاک کروٹ لے کے اُٹھے کہنے تھے یار ویہ ہمپر کیا سانحہ گذرا کہ بیہوش پڑے تھے ملک اخضر کہتے
ہوے نکلے کہ ہمین اتنا یاد ہی کہ ایک نازنین ہمکو بلا لے گئی وہ کہ وہ کرہ مین لیگئی اُسنے جام شراب پلایا پھر ہمکو
خبر نہین کہ ہمپر کیا گذری ملکہ آفتاب یہ کہتی تھی کہ ہمارے ساتھ کسی نے مکر کیا ملکہ یاسمن گلگون پوش
نے کہا کہ خداوندگار لشکر اسلام کو سلامت رکھے خواجہ عمرو نے اُسکو مارا ہوگا جسنے ہمارے ساتھ
یہ مکر کیا زنار نے کہا اب سمجھ کے تمکو اتنا ہم سمجھائے دیتے ہین کہ معرکہ عظیم پڑیگا یہ سرحد ہمکو تو باغ
ہیکلان بن قہار کی معلوم ہوتی ہی اور تو وہان کیا ممکن تھا کہ جشتین کچھ سنکر کہے سب نے اُٹھا لیے
سرحد برج سے ▪ سب نکلا چاہتے ہین کہ ہیکلان بن قہار کے کان مین آواز آئی کہ شتی مرا نام مبہوت
و برہوت بود اسنے زد و پرچا تھر مارا کہا لو بار دگر میری اُٹ گئی دو رفیق مارے گئے کہ جنکا نسل

یکمن نہین ہاے انگو گسنے مارا یہ کہکر غل مچاتا ہوا باغ سے نکلا دیکھا برج ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا نخل سحر اجل رہے ہین زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز بلند اندر سے باغ سیاہ کے آوازین ہیبتناک آرہی ہین ہیکلان ملبند ہو اسپ ساحر اڑتے ہوے چلے یہان خواجہ نے اور سو دو سو ساحرون کو مارا کپڑے اتارنے مین مصروف ہین جبکہ لاشہ جہان دیکھا لباس اتارنے لگے صاحبقران اسی نخل کے سایے مین بیٹھے ہین یہی انتظار ہی کہ خواجہ آلین اور لشکر بھی یہان پہونچے تو روانہ ہو جاوین کہ سامنے سے دیکھا ہزارون ساحر دوڑے ہوے جاتے ہین غل مچاتے ہین کہ عمرو کو پکڑلو صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی کھینچ کر چلے یہ آواز سنکر بیقرار ہو گئے کہ نہین معلوم خواجہ عمرو کہان ہین جو یہ سب بیچارا لشکر مین جاتے ہین یہان عمرو نے قتل کرتے کرتے دیکھا کہ آسمان سے جادوگر آتے ہین یہی غل مچاتے ہین کہ عمرو کو پکڑلو عمرو نے جلدی مین دو چار حقہ ہاے آتشبازی داغ کے مارے کہ ان دغابازون سے دغا ایک حقۂ آتشبازی مارکے جست کرتا ہوا باہر نکلا جب ساحر نے اڑنے کا ارادہ کیا عمرو نے کسی پہ حلقۂ کمند مارا اس زور و شور سے عمرو لڑ رہا ہی کہ کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا ہی ذکر چکا ہوا کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ عمرو کا نام لیتے ہوے ہزارون ساحران غدار دوڑے ہوے جاتے ہین اپنے رفیق کا نام سنکر صاحبقران اسوقت یہ سمجھے کہ خواجہ ہزارون جادوگرون پر گرے ہین لڑائی ہو رہی ہی لیکن عمرو اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ امیر تصنیف مصنف

سنو صاحب جنرو تیغ و قلم
امیر عرب حمزۂ ذی حشم
سنو قاتل کافران جہان
زتیغم فراری انوشیروان
چو زخمم بہ سنجان بے گیر و دار
کہ گنجاب ملعون گردہ فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار
بسا زو شدہ فتح و نصرت شعار
گذر چون بہ جولانگہ شد
چو از بزم از عدل انصاف شد
زدم دیو عفریت ادر صفات
بلرزند از خوف دیوان جان
ستمدون بہ بخت نشستہ سنکا
کرار جنگ بہ دین ذلیل و خوار
در انجا چو جاہ و داد بہ باقسم
سلیمان ثانی لقب یافتم

نعرہ کرکے تلوار کھینچی عمرو نے جو نعرہ صاحبقران کی آواز سنی پکار کے آواز دی آقاے نامدار اپنے کو بچایئے قلب فوج مین نہ آیئے مین لڑ بھڑ کے نکلجاؤنگا یہ ہیکلان بن قہار کی فوج ہی حقیقت مین دریا کی موج ہی یہ ذکر تھا کہ آگ برسی دریاے قہار رلے جوش مارا ہیکلان آکے پہونچا عمرو تو کلیم اوڑھ کے کنارے ہوا مگر صاحبقران کے واسطے بیقرار ہی گلیم اوڑھے ہوے دیکھ رہا ہی دعا مانگ رہا ہی ای مالک حقیقی ای رب تحقیقی میرے آقاے نامدار کو اس بلوے سے بچالے ہیکلان نے آگ برسائی دریاے آب جوش مارنے لگا ساحران فوج کو بھی للکار رہا ہی کہ حمزہ کو گھیر کے مار لو اب اسکا کون بچانے والا ہی عمرو نے جو یہ بلوہ دیکھا بے اختیار ہو کے پکار اٹھا نظم

کی نسان مانند بلبل داغ نمان مستغیث
زانکہ ہست از شرح مستغنی بیان مستغیث
خانہ اہل مصیبت دار رنج و آفت است
درین فتنہا نہا بشود ظاہر نشان مستغیث
بشنود با گوش رغبت داستان جیسکا
آستان معدلت دار الامان مستغیث
زانکہ گوید راز چشم خون فشان مستغیث
آمد اندر گوش ہر کس نالہ ہاے دادخواہ
مسکن درد و الم باشد مکان مستغیث
ہر زمان ہر ساعت ہر وقت ہر دم رنج و تعب
واقف حال درون راز دان مستغیث
ہند یا بر در کہ فرمان دو کون مکان
کی شود در گفتگو گویا زبان مستغیث
سیر دو بر آسمان آہ و فغان مستغیث
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر در جگر
رو نماید صدمۂ تازہ بجان مستغیث
باب انصاف است یا وا طالب انصاف را
نالۂ فریاد و زاری کن بسان مستغیث

صاحبقران پر ہجوم عالم انبوہ خلائق ہے عمرو دیکھ رہا ہے ہیکلان بن قہار پکار رہا ہے کہ یارو طلسم کشا کو
گرفتار کر لو اسقدر انعام دیگا کہ دولت دنیا سے نہال ہو جاؤ گے چہار جانب سے یہی غلغلہ ہے کہ جیسنے
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا مالا مال ہو جاویگا چہار جانب سے جادوگر ہلہ کر کے آتے ہین صاحبقران شیر نیستان
جرأت دیکہ تاز میدان جلالت شیرانہ ننگا زرہ لڑ رہے ہین جب غول ساحرون کا جمع ہو کر آیا صاحبقران
اُس غول کو منتشر کر دیتے ہین جب مارا افسر کو تاک کر قتل کیا رسالون کو بے اثر کر دیا ایک طور پر
لڑ رہے ہین مگر جنگ سے عاجز ہو گئے ہیکلان نے سحر کیے صاحبقران پر تاثیر نہوئی امیر بآواز
بلند اسم اعظم پڑھ رہے ہین ہیکلان نے فوج کو پھر حکم دیا تیر و شمشیر وغیرہ سے جنگ کر و ہلہ کر کے
طلسم کشا کو گرفتار کر لو تمام جادوگر کمندین اور زنجیرین اور رسیان لیکر بڑھے اب عمرو بیقرار ہوا کہ بجلی
برج سے کڑکڑاہٹ کی آواز آئی ایک برق کڑک کے گری کہ کئی ہزار ساحرون کے سر اڑ گئے تینون
مین قوت نہ باقی رہی خنجر بیدم جرات حمزۂ صاحبقران بحکم جبیر کرے اسکو قتل کیا بار برق چمک رہے
گری تھی اب جو دیکھا تو ملک اخضر سبز پوش و آفتاب شعلہ مزاج و زنار جادو وغیرہ چالیس جادوگر
نامی گرامی ایک طرف سے بہرام و مقبل و عبدالجبار و عبدالقہار تلوارین کھینچے ہوئے آگے گرے
امیر حیران ہین کہ یہ افسر کیونکر یہان پہونچے نہین معلوم فوج پر کیا گذری لیکن اخضر وغیرہ نے گرتے ہی
پشتے سپر کر دیے لاشہاے کفار سے میدان کارزار بھر دیے اخضر لڑتا بھڑتا قریب صاحبقران
کے پہونچا امیر نے جو اتنی مہلت پائی ایک سوار کو مار کے گھوڑا لیا مرکب مقتول تھا طرارے بھرنے
لگا اخضر نے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اس ہنگامۂ جنگ مین پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر پہونچے فوج
کہان ہے عرض کی بیہوش و پریشان ہمکو قید کر کے لائے تھے خواجہ نے انکو مارا برج اشغال
گرا تب رہائی پائی اسوقت آکے جنگ مین شریک ہوے دیکھیے غیر ساحر سردار بھی آپکے موجود ہین
نہین معلوم لشکر پر آپکے کیا گذری یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہ چالیسون جادوگر بشکل اخضر وغیرہ
لشکر خستہ و شکستہ راہ مین ان بیچارون نے صحراے خارستان مین ہزارون کو تباہ کیا اسوقت آکے پہونچے
اب دیکھا کہ مقابلہ ہو رہا ہے ان چالیسون نے قصد کیا کہ لشکر صاحبقران پر جا پڑین اخضر و آفتاب
نے اپنی صورتین دکھائین اور پکار کے فوج کو آواز دی ان چالیسون کو مار لو ہم تمہارے افسر ہین یہ
چالیسون مکار شعبدہ باز ہین ہماری صورت بنکر تم سب کو تباہ کیا اب یہ نہ بچنے پاوین لشکر والے
حیران کہ ہم کسکو قتل کرین اتنے اپنے ہمشبیہ پر جا پڑے زنار نے اپنے ہمشبیہ کو مارا آفتاب نے اپنے
ہمصورت کو جلایا ملک اخضر نے ایک باغ بنایا اُسمین کئی ہزار ساحرون کو قید کیا بہرام اپنے ہمشبیہ پر
چلے تھے اُسنے سحر کیا بہرام کے پاؤن زمین نے تھام لیے ملکہ فیروزہ کی نگاہ پڑی کہ بہرام اصلی کو بہرام
نقلی نے سحر سے بیکار کیا فیروزہ نے بڑھکر گرز مارا اسکے سینے کو توڑ کے پار گذرا مقبل کے ہمشبیہ کو
زنار نے پڑھکر پھونکا ایک سحر مین واصل جہنم کیا یہ چالیسون ساحر جو مرے انکے مرنے کی آوازین کان مین
ہیکلان بن قہار کے آئین بیان سب ساحران زبردست و رازداران طلسم ملک اخضر بادشاہ طلسم موجود
زمین ہلا دی دریا سحر کے خشک کیے آگ برسائی اخضر لڑتا بھڑتا ہیکلان پر جا پڑا ہیکلان نے للکارا او
اخضر اس طلسم والے کسی ملک کے ساحر سے نہین دبتے ہیکلان نے وہ سحر کیا کہ برق چمک کر سر پر خضر کے گری

سر احقر کا زخمی ہوا زنار جادو نے وار کیا آفتاب شعلہ مزاج نے بھی جا کے مقابلہ کیا اب زنار رو
آفتاب شعلہ مزاج نے ہیکلان بن قہار کو گھیرا ہے آگ برس رہی ہے کسی ساحر کی مجال نہیں ہے کہ اُس مقام
پر ٹھہر سکے کہ فیروزہ جادو نے تینون ساحرون سے جو ملکہ ہیکلان بن قہار پر سحر کیا ہیکلان نے زنار کے سحر
کا جواب دیا تھا کہ آفتاب شعلہ مزاج کو لپک کے گرمی سر اسکا زخمی کیا ہیکلان نے زخمی ہو کے اپنے
ساتھ والون کو آواز دی یارو ان جادوگرون کو لینا یہ سنتے ہی سب جادوگرون نے بلوہ کیا زنار نے
پکار کے آواز دی او بچیا اس بلوے پر تجھے بڑا ناز ہے انکا قتل کرنا کیا مشکل ہے ہر ایک ساحر نہیں جا بلکہ
سنتے ہی ملکہ آفتاب چھین کئی ہزار ساحرون کو جلا دیا زنار نے جنیوا اپنے گلے سے اُتار کر جنیو کو
جنبش جو دی کئی ہزار ساحران غدار کے سر لنگر اُس رشتے مین بند ہو گئے فیروزہ فیروزہ پوش
نے ابر فیروزی گرایا ملکہ ناسیا نے اپنے سحر سے ستارے گرائے جس پر ستارہ گرا وہ جلکر خاک ہوا بہرام
و مقبل وغیرہ ساحرون کے قریب تو نہیں جاتے دور سے تیر اندازی کر رہے ہیں ہزار ہا خطا شعارون کو
داخل جہنم کیا چار سست تیرون کی بوچھار کو گوشون مین چھپتے ہیں بعضے چلا چلا کے بھاگتے ہیں صاحبقران
ڈھونڈتے ڈھونڈتے تیغہ عقرب چمکاتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے کہ ہیکلان بن قہار کا سر زخمی کھڑا ہوا
زخم سر کو باندھ رہا ہے امیر کی جو دور سے اُس پر نگاہ پڑی للکار کے آواز دی او ملعون خبردار وہین کھڑا رہ
آگے نہ بڑھنا صنم زرد رخسار نعرہ کرکے ہیکلان پر جا پڑے ہیکلان نے آگ برسا دی دور سے یہ جو
آفتاب نے دیکھا کہ امیر پر آگ برس رہی ہے جھپٹ کے آگ کو روکا ہوا [illegible] زنار نے اپنا کمال
دکھایا فیروزہ نے ابر فیروزی گرایا مطربون نے زمزمہ سرائی کی سفارین کھول کر الیان لشکر ہیکلان کو غزل
سنا کان پر آواز دی سنانا شروع کی غزل

میں نگاہوں میں سمار زلف جانان ہو گیا / دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہو گیا
تھا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہو گیا / ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہو گیا
ناتوانی فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی / مین تڑاپے جیتے جی گور غریبان ہو گیا
طعنہ کم بھی اُٹھنے نہ میرے اشک سے / گرکے قطرہ تھا مگر شرماکے طوفان ہو گیا
تھا مین طفلی سے بنسل پروردہ بے رونقی / صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہو گیا
رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجھکو نیم ذبح / خط خنجر میری گردن کو گریبان ہو گیا
طول عمر درد فرقت کا نہ پوچھے حال / اسقدر دل کمین رہا میرے کہ ارمان ہو گیا
جو یہان تشریف لائے پھر نہ پائے مخلصی / دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہو گیا
عشق مین رنگ دو رنگی عمر بھر دیکھا کیے / ہے یہ ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہو گیا
شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری / قصد ہے دو چار دن پہلے بیابان ہو گیا
زیر دستون کو زبردستون سے کچھ چارا نہین / درد فرقت جب سے سینے مین مہمان ہو گیا
ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون / کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہو گیا
اشک خونی شکل گل رہتے ہین آستین پر مری / اب تو دامن بھی مرا جیب گلستان ہو گیا
ساغر مے بیچتے ہین دو سو رنگین میکدہ مین / زاہدون کی توبہ مین رندون کا ایمان ہو گیا

تا زنینان سرجبین نے جو اس سحر کو ملاحظہ کیا سب کو یہ حوصلہ ہوا کہ ہم بھی ایسا ہی سحر کرین ہزار دو ہزار ساحر
نا امیدی نے مارے ہر نازنین نے اسی طرح کے سحر کیے کوئی گریبان چاک کرتا ہے کوئی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کوئی
کہتا ہے دشت نجد کہان ہے کوئی گھبرا کے کہتا ہے مزار شیرین کدھر ہے کوئی کہتا ہے اپنے تن پر بار سر ہے کوئی غل مچاتا ہے
کسی کو ربط کسی کو ضبط کسی کو خبط دس بارہ ہزار ساحر تنتنے بھرتے ہین کوئی ملکہ زنار کو پکارتا ہے کوئی روے
آفتاب دیکھکر ذرہ ذرہ ہوتا ہے کوئی غم معشوق مین گرد برد ہوتا ہے کوئی سر جھکائے بیٹھا رو رہا ہے کوئی آنسوؤن سے
اپنا چہرہ دھو رہا ہے کوئی کہتا ہے میری فصد کھولو اور پھر آپ ہی یہ بھی کہتا ہے میری فصد نہ کھولو شعر فصد مین کیے
بدن سے نکلیگا * خون تو خون مجھ مین دم بھی نہین * عجب ہنگامہ اوسوقت برپا تھا امیر باتوقیر نے تو
ہیکلان بن قہار کو ٹوکا ہیکلان نے دیکھا جتنے ساحر طلسم کشا کے ساتھ آئے ہین سب نے میرے لشکر
کو دیوانہ کر دیا کوئی اپنے ہوش مین نہین ہے دریا سحر کے بجھا دیے اگر کسی ساحر نے سحر کیا زنار وغیرہ نے شعلہ
سب سے زیادہ کدورت ملکہ آفتاب نے کی ہے جس پر سے مین گھس بیٹھی بڑے بڑے ساحرون کو مار ڈالا
ہیکلان گھبرایا ہوا بھاگا جاتا ہے صاحبقران نے ٹوکا اے ہیکلان بن قہار کہان جاتا ہے یہ سنتے ہی ہیکلان پلٹا
تلوار امیر پر کھینچ ماری ہزارون تلوارین صاحبقران پر گرین امیر نے اسم اعظم پڑھا سب تلوارین ٹوٹ کر زمین
پر گرین امیر قریب پہنچے اسنے خنجر پھینک مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے اسکو بھی رد کیا جبتک امیر قریب
ہیکلان کے پہونچے اسنے کئی سحر کیے امیر نے قریب پہنچ کر تیغہ برقتاب چمکایا جب ہیکلان نے دیکھا کہ اب کچھ
بن نہین پڑتا ہے اور طلسم کشا قریب آ گیا اسنے اسم سحر پڑھ کے تیغہ مارا امیر نے داہنا بچا تیغہ عقرب پر روکا گھڑی بھر
کامل تلوار چلی اسنے امیر کو سنبھالنا مشکل کر دیا امیر نے للکار کے کہا او نامرد شعر تو مرد نے زدی ضرب من نزش
کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر الجھاوے سے ہاتھ نکالا اسکی کمر سے ایسا مارا کہ ہیکلان کے
دو ٹکڑے ہوئے ہیکلان کا مرنا کہ ایک ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مہی ہیکلان بن قہار بود ناظرین
پر واضح ہو کہ جسقدر افسران طلسم ہین سب کی تصویرہ دربار مین شاہان طلسم کے آراستہ ہین یہان ہیکلان مرا وہان
اسکی تصویر مین آگ لگ گئی سحر العجائب نے کہا یارو ہیکلان مارا گیا پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا کہا یارو
بدعت طلسم کشا کی بڑھتی جاتی ہے ابھی کے ہم نے کہ چالیس سردار جو طلسم کشا کے شریک ہوے ہین انکو قید کر لیا اب
مرد نہ ہو بجلی گر اب وہ بھی شریک جنگ ہوے ہین گے مبہوت و بہوت نے بڑا کام کیا تھا یہ چالاکی
انکی پیغام موت تھا اب راہ زمام الیق سہو اے کے باغ کی کھل گئی کوئی ایسا ہے کہ اپنے کو وہان جلد پہونچائے
طلسم کشا کو روکے تا بہ زمام نہ جانے دے شبرنگ برق رو ایک ساحرہ اپنے مقام سے اٹھی کہا لونڈی
جاکے انتظام کریگی اسی جنگ مین طلسم کشا کا بھی خاتمہ کر دونگی سحر العجائب نے بہت بھاری خلعت اسکو دیا
اور کہا اگر تو نے جاکر اپنا رنگ جمایا اور طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہم تجھکو وزیر طلسم کرینگے اسنے کہا ایسا ہی
ہوگا شبرنگ برق رو تین لاکھ ساحرے کوئی بیان ہوگا مہ گیر و دار بلند ہے تلوار بڑے زور و شور سے چل
رہی ہے آب شمشیر کی طغیانی ساحرون کی پریشانی سب بھاگنے پر آمادہ ہین سحر ملک اخضر وغیرہ سے لاچار اتنا بڑا امام
مارا گیا کوئی روکنے والا نہین سب جان لے کے بھاگے فریاد کر رہے ہین چیخے پکار رہے ہین اے طلسم کشا بچالے ہم سبکے
امان دے کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پیدا ہوا شبرنگ برق رو مع تین لاکھ ساحرون
کے آگے پہونچی آتے ہی اسنے اشارہ کیا سب ساحر جنگ پر اڑنے لگے شبرنگ گرد کا دش کر رہی ہے

اسنے بھی کئی سحر صاحبقران پر کیے جب تاثیر نہوئی تو گھبرائی مقبل کو اسنے دیکھا بارہ ہزار تیر اندازون سے تیرزنی
بوچھار کر رہا ہے جب بارہ ہزار تیر اندازون نے تیر مارے بہت سے ساحر مر گئے گرے شبرنگ نے جھنجھلا کر ایک افسون
مقبل پر سحر کیا بہت سے تیر انداز گرے اسنے ساحرون کو اشارہ کیا انکو مار لو ملکہ آفتاب نے دور سے دیکھا
کہ شبرنگ کے سحر سے مقبل کے تیر اندازون کو بیکار کردیا پکار کے آواز دی ای شبرنگ اسقدر رکھد عریان خود
خوش قدم رہو ایسا نہو کہ ذلیل ہو لو قدم بڑھاؤ ساحرون پر کوڑا اگر و شبرنگ برق رو نے جو یہ دیکھا کہ
آفتاب غصے مین میری طرف آتی ہے گھبرا کے نیچے بھی آفتاب نے اپنا ابر گرایا مقبل کے تیر انداز پھر لگے
پھر تیر اندازی مین مصروف ہوئے ہزارہا ساحر مارے گئے الغرض شبرنگ نے دیکھا کہ لڑائی اب بگڑ گئی سنبھلنا
دشوار ہے اسوقت یہان سے نکلجانا بہتر و مناسب ہے پھر تدبیر کر کے اپنے لشکر کے یہ سوچکر اسنے قدم پیچھے ہٹایا
اپنے ہمراہیون کو علیحدہ ایک مقام پر جمع کر کے ایک دو مہرہ زمین پر مارا ایک آندھی چلی کہ صحرا مین دور تک
اندھیرا چھا گیا دو گھڑی کامل رعد کڑکا برق چمکی ساحران امیر با توقیر نے اپنے اپنے سحر کیے مگر وہ تاریکی دفع نہوئی
بعد تھوڑے عرصے کے اُسی تاریکی مین سے آواز آئی کہ خیر ای لشکر کش اسوقت مین نے تمسے مقابلہ کرنا مناسب
نہ جانا پھر اور وقت تمسے سمجھا جائیگا اور ای آفتاب وغیرہ تم سب کو بھی دیکھ لیا جائیگا تم ملکہ شبرنگ برق رو
اب ہم جاتے ہین جسکا جی چاہے روکے ہم کسی کے روکے سے نہ رکینگے تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا دفع ہوا آندھی تھمی
اب جو سب نے دیکھا سب لشکر شبرنگ سامنے سے غائب ہو گیا خیمے بارگاہین سب ندارد امیر حیران ہو گئے
ایک ایک کو یہ تردد تھا کہ یہ لوگ کہان گئے صاحبقران بفتح و فیروزی بچنے بارگاہ عشائی استادہ ہوئی جو جو
ساحر زخمی ہوئے تھے انکی زخم دوزی کرائی گئی صحبت عیش آراستہ ہوئی جشن فیروزی کی بنا ہوئی تین دن
اس فتح کی خوشی رہی تیسرے روز اس جشن سے فراغت حاصل ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ خورشید
ابر بہاری کی سر پر سایہ فگن تخت پر سوار تاج شہنشاہی سر پر طائر گرد اڑتے زمزمہ سنجی کرتے ہوئے اس شان سے
خورشید آتی ہین سب نے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے امیر کو ایک سو ایک تختی الماس کی نذر دی عرض کی ای شہریار مبارک
ہو خدا نے بڑا فضل شریک کیا بڑا ساحر مکار رو فرار اختیار کر گیا مگر حضور باب کوچ مین جلدی کرین کنیز نے دریافت کر لیا
لوح زمام ابلق سوار کرلی ہے اب عقاب جادو و شبرنگ برق رو حضور کو روکینگے میرا رہنا لشکر مین مناسب
نہین لوح آپکو ملجائے تو طلب تسکین ہاہے ایسا نہو کہ دشمن کسی آفت مین مبتلا ہو جائین تو طبیعت کو بڑا قلق ہوگا کنیز
رخصت ہوتی ہے صبح کو لشکر آپ اس صحرا مین جائین ایک طائر پیدا ہوگا قصد کریگا کہ آپکو اٹھا لیجائے اُسوقت جرأت
و شوکت کو کام فرمائیے گا جست کر کے اسکی پشت پر سوار ہو جیے گا پھر وہ جانور آپکا دوست ہو جائیگا مگر اُسوقت
وہ آپکی جرأت و شوکت کو آزمائیگا ایک دم بھر مین وہ آپکو صحرا سے بر فضا زمین پہونچا دیگا آپ اسکی پشت سے
اتر کے جو وہ کہے اسپر عمل کیجیے گا اکثر اوقات وہ آپکی مدد کریگا بڑی دقت و سختی سے رسائی آپکی تا بہ زمام
ابلق سوار ہوگی انشاء اللہ اگر موقع ہوگا تو مین بھی حضور کی شراکت کرونگی اور ملک اخضر سبز پوش کو
سمجھا دیا کہ تم لشکر کو طرف سے صحرائے خیر نجات کے آ دیکھو ہم جلد پہونچتے ہین سب سردار حیران ہین کہ یہ کیا باتین ہو رہی
ہین ملکہ خورشید صاحبقران کو سمجھا کر اُسی وقت ابر بہاری مین جا کے غائب ہوئی شب کو امیر نے آرام کیا
بوقت سحر سرداران نامور سے رخصت ہوئے صحرا مین آئے کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہے صاحبقران اُسی جانب
متوجہ ہوئے دیکھا ایک طائر قوی الجثہ پیدا ہوا تڑپ کے گرا چاہا کہ منقار کمر مین دے کر صاحبقران کو

اُٹھا لیجائے صاحبقران نے حلقہ ہائے کمند مارے وہ طائر زمین پر گرا امیر جست کر کے اُسکی پشت پر سوار ہے
طائر نے کر امیر کو اُڑا جب بلندی پر پہونچا تو منھ پھیر کے عرض کیا کہ ای طلسم کشا خدا آپکو مظفر و منصور کرے محفوظ جن
میرا نام ہی ہر وقت مجھے لوح سحر جہان دشمنون پر سختی پڑیگی فوراً حاضر ہو کر خدمتگذاری کرونگا مگر ضرور کہ یہی میرا
خیال رہے شبرنگ برق رو آگئی ہی خبرا اپنا رنگ جمائیگی یہی اُسکو خیال ہی کہ لوح طلسم کشا کو نہ ملنے پائے میں کہ
مقام پر خیرخواہی کر حاضر ہوں پہر بھر کامل محفوظ اُڑا بعد پہر بھر کے مائل بہ پستی ہوا ایک پہاڑ پر آکے امیر
کو اُتار اکہا اب دو دن آپ اسی مقام پر رہیے تیسرے دن ایک زنگی اس مقام پر آئیگا اُسکو قتل کیجیے گا پھر
مین آکے عرض کرونگا یہ کہکر محفوظ غائب ہوا امیر پہاڑ پر کھڑے رہے کہ دیکھا بوقت سحر ہوائے سرد چلی
اب جو امیر کی نگاہ پڑی سب پہاڑ سفید ہو گئے طرفہ یہ معلوم ہوا کہ برف پڑی تھی کہ یہی صحرائے برفبار ہی جو
جو دن چڑھا نیر اعظم کی حدت بڑھی برف غائب ہوگئی تیسرے دن امیر نے دیکھا ایک زنگی تلوار کھینچے ہوئے
آیا پکار کے آواز دی ای طلسم کشا یہ صحرائے برفبار ہی آپ تلاش لوح کو جائیے یہان رہنا مناسب نہین
صاحبقران نے نیچے پہاڑ تھا ڈالا زنگی نے بالا تلوار کا مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا زنگی نے ہاتھ بڑھا دیا
اسکا ہاتھ کٹا ہاتھ کٹتے ہی زنگی بھاگا کان مین امیر کے آواز آئی ای امیر اسی زنگی کے پیچھے جائیے امیر بھی
چلے صحرائے برفبار مین ایک کنوان تھا زنگی اُسمین پھاند پڑا امیر کے کان مین آواز آئی ای طلسم کشا
تم بھی اپنے کو اسی کنوئیں مین گرا دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو امیر فوراً کنوئیں مین پھاند پڑے بعد عرصہ
دراز پانوں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی اُسکی سیر دیکھتے ہوئے امیر جاتے ہین
کہ محفوظ جنی آکے پہونچا عرض کی یہ انگشتر حضور کو دیتا ہوں جب آپکے سامنے کوئی ساحرہ آئے اس
انگوٹھی کو اپنے جسم سے مس کیجیے گا اور فرمائیے گا ای انگشتر سلیمان بحق سلیمان میری صورت مثل شبیہ سوار
رسالہ داران ہو جائے ایک جوان ہی کہ اُسے مینائے سیفروش کہتے ہین اُسکی شکل آپ بن جائیے گا
اُسی کی شکل بنا کے کہ محل زمام ابلق سوار مین پہونچا مناسب ہی انشاء اللہ ضرور لوح دستیاب
ہو گی یہ کہکر محفوظ تو چلا گیا امیر آگے بڑھے محل کے سامنے مین آکے ٹھہر گئے اُسی انگوٹھی کو بسم اللہ
کہکر ہاتھ مین پھیرا اب خود دیکھا صورت اپنی مبدل پائی بصورت مینائے سیفروش ہوگئے اب امیر ایک
جانب چلے یہ بھی سمجھ چکے کہ جسکی صورت پر مین ہون نام اُسکا مینائے سیفروش ہی اسی سوچ مین چلے جاتے
ہین زمام ابلق سوار اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ شبرنگ برق رو آگئی
مددگار آگئین ملکہ نے مصاحب اپنے برائے استقبال بھیجے شبرنگ آکر بیٹھی کہا تم نے سنا کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے واقفکار ہین طلسم کشا یہان ضرور آئیگا مین فکر مین طلسم کشائی جاتی ہون زمام نے کہا تو اُنکو اختیار ہی
مین نگہبان لوح طلسمی ہون یہان سے ہٹ نہین سکتی ہون جب میرے مقام تک آئینگے تدبیر ہو جائیگی
شبرنگ جو پر پرواز پیدا کر کے چلی لشکر امیر با توقیر پہ آکے مزاج متطور ہوا کہ دشمن سحر
ایسے کرون کہ سب مسلمان بیکار ہو جائین اسی فکر و تردد مین ایک نخل پر آکے بیٹھی قضائے کار خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری جانے سے امیر کے مکدر لشکر سے باہر نکلے مین خیال مین یہ ہی کہ جا کے آقا کو تلاش کرلون
ای عمرو ایسا نہ ہو آقائے نامدار گرفتار ہو جائین تو بڑا غضب ہوگا پھر کچھ کسی کے بنائے نہ بنیگی شبرنگ
نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا خوش ہو گئی جی مین کہتی ہی اگر اس ساربان زادے کو مار ڈالے طلسم کشا کے لشکر کا خاتمہ کیا

گراکے گری کمر میں بچہ دیکر خواجہ کو لے اُڑی لشکر میں غل ہوا ملک اخضر نے خبر سنی کہ کوئی خواجہ کو اُٹھا لیگیا اخضر نے قصد کیا کہ میں تعاقب میں خواجہ کے جاؤں ملکہ آفتاب نے کہا ہم اس ملک کے واقفکار ہیں ہم تلاش میں جاتے ہیں زنار نے کہا میں جاؤنگی فیروزہ نے کہا میں فکر کروں زنار نے کہا ای اخضر تم لشکر لیکر آؤ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ملک اخضر نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا زنار تلاش میں خواجہ کی چلیں شبرنگ نے خواجہ کو لا کے ایک پہاڑ پر اُتار لیا کہا کیوں او ساربان زادے اب تجھے کس عذاب سے ہلاک کروں ای شریر ذکر تجھکو جانور بنا کے چھوڑ دوں کر طائران صحرائی تجھکو کھا جائیں عمرو نے ہر چند منت کی مگر شبرنگ نے نہ مانا عمرو پر سحر کیا کہ عمرو کی صورت ایک عندلیب خوشنوا کی بن گئی شبرنگ نے ہاتھ کے بٹھا دیا کہا جا ساربان زادے اب کوئی باز وغیرہ تجھے شکار کر لیگا عمرو زمزمہ سرائی کرتا ہوا ایک جانب چلا گیا کبھی کسی نخل پر ٹھہرا جس شاخ پر جا بیٹھا ہزاروں طائر جمع ہو گئے عمرو کو بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے ایک جادوگر منیر جادو نہایت شوقین علم موسیقی میں کامل اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی ہے کہ کان میں آواز آئی کہ کوئی اس خوش

عجب رنگ میں یہ غزل گا رہی ہے غزل

حکم تھا روز گذشتہ میں کہ ہم آتے ہیں آج
جو کہا قاتل نے کہ آپ فرماتے ہیں آج

حال دل کیونکر کہیں سب یہ نہیں پاتے ہیں کہ
میرے بوسوں کی لب نازک قسم کھاتے ہیں آج

رنگ عارض غیر کے بوسوں نے پھیکا کر دیا
دیدۂ بیدار انکے ہم سے شرماتے ہیں آج

مژدہ ای دل ہاتھ سوئے دامن قاتل بڑھا
پاؤں آغوش اجل میں چل کے پھیلاتے ہیں آج

اب تو یہ نوبت ہوئی گر بھی قدم رنجہ کرو
جا بجا عیسیٰ احبا دیکھنے آتے ہیں آج

منزل مقصود تک جانے کی طاقت جو نہیں
جا بجا آنسو مرے تھک تھک کے رہ جاتے ہیں آج

دم نہیں لیتے جو منہ کو ہیں امان کے واسطے
متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہیں آج

آرزو مند تعلق ہے مری دیوانگی
دیکھئے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہیں آج

غفلت قاتل سے حاصل ہے ہمیں پژمردگی
زخم ہیں اچھے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہیں آج

دیکھتے ہیں ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے
ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہیں آج

کی ہے تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے
اس بے ستم کھونے میں زخم شرماتے ہیں آج

خندہ زن دیدۂ ہر ہر دہان زخم میں
شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہیں آج

شام فرقت نے سکھائے ہیں تجھے کیا کیا عمل
ای فلک ہشیار ہم نالے مرے آتے ہیں آج

ہو قبل از مرگ کر عدد کریں بسمل
زندہ کر لینا ہمیں لو ہم تو مر جاتے ہیں آج

ہیں خیالی نامہ و پیغام اپنے ای اسیر
متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہیں آج

منیر جادو بیقرار ہو گئی بیٹھ کے چہار جانب دیکھنے لگی جب کہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا شاخہائے نخل پر نگاہ ڈالی دیکھا ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار موزوں کر رہی ہے تمام طائروں کی آنکھوں سے آنسو جاری بعض طائروں نے اپنے بدن کا اسم سایہ کیا ہے وہ عندلیب بدنصیب کیا چہکاریں مار رہی ہے منیر بیتاب ہو گئی جی میں کہتی ہے یہ طائر خوش الحان کس لطف سے زمزمہ سرائی کر رہا ہے خوش آواز صدا میں سوز و گداز اشعار بخوبی ثابت ہوتے ہیں گانے میں تاثیر ایک ڈھیلا اُٹھا کے مارا سب طائر تو اُڑ گئے عندلیب کے پاؤں

اس شیخ نے پکڑ لیے عندلیب زمزمہ سرا اُڑ گئے گئی خواجہ نے دیکھا ایک جادوگرنی آئی اُسنے مجھکو اٹھالیا
دل مین حیران ہین کہ دیکھون عذاب کیا دکھائے منہ سے منہ ملا کر باتین کرنے لگی منیر جادو لیے بوسے
خواجہ کو اپنے باغ مین آئی سامنے اپنے بٹھالیا سازندون سے کہا ساز ملاؤ دیکھین میری بلبل کیا گاتی ہی
سازندون نے ساز ملائے منیر جادو نے چٹکی بجا کے کہا بلبل گاؤ عندلیب نے منقار کھولی تان سُر پر
لگانے لگی منیر جادو کیسی خوش ہوتی ہی کبھی قفس سے نکال لیا بلبل کو اسکے سینے پر منہ رکھدیتی ہی کبھی ناز کی
مین منہ ڈالتی ہی چاہتی ہی دل مین گھس جاوے منیر چھاتی سے لگالیتی ہی کئی دن اسی رنگ مین گذر رہے
منیر جادو اپنے پاس سے جدا نہین کرتی ایک دن گود مین لیے بیٹھی ہی پیار کر رہی ہی جسدم چٹکی بجا کے کہتی ہی
عندلیب اشعار عاشقانہ گاتی ہوا اسکے دل کو لبھاتی ہی منیر کے ہوش تو ضرور اُڑتے ہین مگر دل باغ باغ
کہ طائر خوش الحان مجھکو ملا ہی ہاتھ سے پرون کو ٹٹولنے لگی سر پر جو ہاتھ پڑا ایک سختی سی معلوم ہوئی اب جو پر
ہٹا کے دیکھا ایک کیل آہن کی سر مین کسی نے ٹھونک دی ہی منیر نے سب پرون کو ہٹا دیا ہی کیل کو نکالا کیل
کا نکالنا تھا کہ عندلیب زمین پر گری قلقلک مار کے اُٹھی دیکھا ایک انسان دبلا پتلا تانیا ہو اُٹھتے ہی
اشعار پڑھنے لگا منیر عاشق تو آواز کی ہو ہی رہی تھی گھبرا کے کہا ای شخص تو کون ہی عمرو نے کہا ای ملکہ مین
اس گانے کی بدولت یہ مصیبت اُٹھائی ایک جادوگرنی شہزنک جادو اُسکے یہان مجرے مین گئے
رات بھر گائے صبح کو چار آنے پیسے دینے لگی ہم بگڑ گئے کہا صاحب ہمارے پانچ روپیہ مجرے کے ہین
اُسنے جھلا کے یہ کہا کہ وہ سزاوار ہو کہ کوئی بازی مجھکو کہا جاسکے میرا ہاتھ پکڑ کے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین
بشکل طائر بن گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا خوش نصیبی کہ آپ ایسی قدردان کو ملا بازیگری سے بچا منیر نے
کہا نام تیرا کیا ہی کہا مجھکو استاد ذی نواز کہتے ہین حضور نے میرے نانا جان کا نام سنا ہوگا میان سندر خان
تنبالی ناں امان میری بی جنگلو بجے ہار اب فلک میرے ساتھ در پے آزار ہی مسلمانون نے سب ملک پر
قبضہ کر لیا ہمارے بسنے والے در بدر ہین جہان جاؤ دیکھو مسلمانون کی حکومت ہی انہین لوگون کی عملداری
کی کثرت ہی مسلمان کسی کو ایک پیسا نہین دیتے منیر یہ باتین سنکر بہت خوش ہوئی کہا استاد نہ گھبراؤ
اب اس طلسم مین سب شاہان طلسم جمع ہونگے بہت بڑا جلسہ ہوگا آجکل طلسم کشا نے بڑے بڑے مقام
فتح کیے ہم تمکو لباس معقول پہنا کر خدمت مین شاہان طلسم نور افشان کی لے چلین گے یہان سے قریب
باغ ہی زمام الملک سوار کا اب لوح طلسمی اُنکے ہی پر بڑی حفاظت کرتی ہی آٹھ پہر تین لاکھ جادوگر
نگہبانی کیا کرتے ہین وہ میری بڑی بہن ہین اُنکے یہان بھی جلسے مین بیٹھ لگی سب تمہارا گانا سننگے بہت کچھ
ہم تمکو دلوا دینگے عمرو نے کہا ملکہ طلسم کشا کا بھی نبہ ہی جہان گئے یہی ذکر سنا منیر نے کہا صرصر غدار
نے خبر پائی تھی شمشیرو کی زبانی سنا کہ طلسم کشا صحرائے پر غبار تک آئے تعلقہ ہا ساحرون کو فتح کیا
اب نہین معلوم کہان ہین حال زمام الملک سوار سنکر خواجہ کو اشتیاق ہوا کہ اپنے کو باغ زمام مین پہنچاؤ
رنگ اپنا اُسپر جماؤن منیر نے کہا استاد تمہارے گانے کا دل بہت مشتاق ہی ایک تو جانور کے بھیس
مین [illegible] اب انسان بنے ایک غزل سناؤ خواجہ عمرو نے منیر کے راضی کرنے کے واسطے زنبیل سے نے
نکالی۔ نئے طور سے غزل بجائی

غزل

اپنی قسمت [illegible] دیدۂ تر ہی کیونکر خشک ہم	سب کے دامن تر ہوئے ہین لب و دیدۂ تر خشک ہم

آہ کی گرمی سے دنیا میں ہو جو تر خشک ہو
نوح کا طوفان بھی ہو تو خشک ہو پر خشک ہو

اُف رے سوز نالۂ و اللہ رے سیل سرشک
اس سے زرد ہے زمین اُس سے سمندر خشک ہو

سوز دل آہ جگر لینے دے دم ٹک تک
تر رہیں آنکھیں ہمیشہ اور لب اکثر خشک ہو

موج زن ہے ایک دریا ہائے جوش اشک ہے
آستین ہو جائے تر دامان تر گر خشک ہو

شمع ساں میں سوز گریہ سے سراپا جل گیا
ہے عجب گر مجھ سا پانی کے اندر خشک ہو

ابر بھی کھل جائے ہے دریا بھی گر تھم جائےگی
دیدۂ پُرنم کبھی تو بھی تو دم بھر خشک ہو

رو دیجئے آپکے اس تشنۂ دیدار کا
حلق تشنہ تر نہ ہو اور حوض کوثر خشک ہو

گریۂ خونی کر قصہ عالم بالا ہے بجبر
کیوں نہ خون روحانیوں کا آسمان پر خشک ہو

تشنہ کام عشق ہوں گر خاک سے میری بنے
آب جو جن جن بھرے دوں دون پیمانہ خشک ہو

رونے کی جا ہے اگر ہو بعد مرنے کے فراق
ہے غضب گر نخل گری بھول پھل کر خشک ہو

شعر تر وہ ہیں مرے مومن کہ ہنگام جواب
خوف سے منھ اور زبان ہر سخنور خشک ہو

خواجہ نے اس رنگ میں جو غزل بجائی منیر جادو بیتاب ہو گئی کہا اُستاد چلو ہمیں باغ میں شہزادہ ملکہ زمام ابلق سوار میں چلیں وہ تمہاری بڑی قدر و منزلت کرینگی عمرو نے کہا ملکہ عالم میرے کمال کا تمام عالم میں شہرہ ہو گا جتنے میں اکثر نازنین کیا ہے جادو ڈر میرے نام کے دشمن سے چھپا ہی کسی کنیز کی شکل بنا کے مجھے بلیجیو منیر جادو نے کہا صورت کیونکر بدلی جائے عمرو نے کہا ایک بہروپیے کا اور میرا ساتھ مدت تک رہا ہے میں روپ بدلنا بھی خوب جانتا ہوں جس کنیز کو یہاں چھوڑنا منظور ہو اسی کی شکل بنکر آپکے ہمراہ چلوں آپ لوگ سمجھینگے کہ پیچ ہزار روپیہ صرف کرکے اپنی کنیز کو گانا سکھلایا ہے منیر نے کہا کیا مضائقہ ہے زعفران نامے ایک کنیز تھی منیر جادو نے کہا استاد اسکی شکل بنکر آؤ خواجہ نے کنارے آکے رنگ و روغن بنایا کی کا نکالا زعفران کنیز کی صورت بنکر تیار ہوئے سامنے منیر جادو کے آئے منیر بیقرار ہو گئی کہ استاد کیا کہنا خال میں خط میں کسی بات میں کمی نہیں عمرو نے کہا میں خدمت میں حاضر ہوں اور کمالات اپنے حضور کو دکھاؤنگا منیر جادو بہت خوش ہے خواجہ نے کہا حضور میرے چند کمال آج باغ میں اپنی شہزادی صاحب کے چلکر ملاحظہ فرمائیے گا سب کو آپ کے سامنے شراب پلاکے بیہوش کروں اور پھر ہوشیار کروں جی میں آئے تو سب کو قتل کر ڈالوں منیر نے کہا استاد کچھ گستاخی نہ کرنا آج سب کا میں جمع ہونگے آج ہنگامہ عظیم ہے استاد ایک بڑا باعث یہ ہے بانیان طلسم نے لکھا ہے کہ آج کی تاریخ شب کو خواجہ عمرو اور صاحبقران بھی اس محفل میں ضرور آئینگے ملکہ زمام نے اسی واسطے یہ جلسہ کیا ہے اور شاہان طلسم کو لکھ بھیجا ہے کہ آج طلسم کشائے اصلی اور عیار اسکا خواجہ عمرو میرے باغ میں ضرور آئینگے اسواسطے جلسہ کرتی ہوں کہ جس صورت میں آئیں گرفتار کروں اسی واسطے آج میں نے واقفکاران طلسم کو بھی طلب کیا ہے خواجہ نے کہا کیا مناسبت سے جس رنگ میں طلسم کشا آئیگا ہم پہچان لینگے ملکہ نے کہا استاد تم نے بھی طلسم کشا کو دیکھا ہے عمرو نے کہا برسوں میں انکی صحبت میں رہا حمزہ سے مجھے بڑی ملاقات تھی جس رنگ میں آئینگے میں ضرور پہچان لونگا ملکہ منیر جادو بہت خوش ہوئی تخت پر سوار ہوکے خواجہ کو بشکل زعفران اپنے پہلو میں بٹھا لیا چند کنیزیں اور خواجہ بہ ہمراہ ملکہ منیر جادو نے باتیں کرتے ہوئے چلے تھوڑی دیر

رہ گئی تھی سامنے باغ معلوم ہوا منیر نے کہا استاد دیکھو وہ سامنے باغ ملکہ زمام کا ہے ہر طرف سے جادوگر
چلے آتے ہیں لکہ ہاے ابر سیاہ و سرخ اُٹھ رہے ہیں سب افسر و تاجدار چلے آتے ہیں خواجہ دیکھتے ہوے
جاتے ہیں کہ وہ ابر شق ہوا کسی تخت پر کوئی نازنین کوئی ساحر مقدار کسی ابر میں آفتاب کی صورت دکھاتا ہے کسی کے ہمراہ
کنیزیں کسیکے ساتھ ساحر سیاہ رو چلے آتے ہیں ملکہ منیر کا بھی تخت آکے پہونچا دیکھا باغ وسیع عمارت ہاے رفیع
گرد باغ عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانوں میں چہچہے ہیں لالٹینیں مثل قطرہ ہاے نور درخشاں بہار پر گلشن ہر
طائر کا نشیمن رو زلف سنبل پیچ و تاب سے باغ رشک گلشن شبنم گریہ ہے بام دار بے بہار برس رہے ہیں خواجہ
سیر باغ کرتے ہوے ساتھ منیر کے تخت سے اُترے منیر زعفران نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوے آکے محفل میں پہنچی
زمام ابلق سوار تخت شاہی پر بصد نخوت لباس فاخرہ پہنے ہوے اسباب سحر سامنے رکھا ہے شعلہ ہاے
آتش بھڑک رہے ہیں اکثر طائر مہ سیرا آکے کاندھے پر بیٹھے سرگوشی کرنے لگے پھر اڑکے چلے گئے ایکجانب
ملکہ کمیت تیز قدم سر نگوں غم سے کلیجہ حزن رنجیدہ کبیدہ معلوم ہوتی ہے ملکہ زمام ابلق سوار نے پوچھا کہ
پوچھا کیوں کمیت مزاج کیسا ہے عرض کی داری سب ساحر آتے ہیں شوہر میرا مینائے منوش نہیں معلوم
کیا سبب ہوا جو ابتک تشریف نہیں لائے کنیز کو بڑا تردد ہے ملکہ زمام نے کہا بی کمیت بجا ہے شوہر
بد لگام ہیں طرارے بھرتے ہیں اس صحرا میں صدہا گھوڑیاں پھرا کرتی ہیں اُنپر سواری گانٹھے ہونگے آتے
ہونگے کیوں گھبراتی ہو عرض کی داری آج مجمع عام ہے میں جانتی ہوں میرے شوہر پر کوئی بات نہ آنے
پائے دروازے پہ باغ کے کنیزان خوش طبع حاضر ہیں مستانیان مرد کے نام پر جان دیتی ہیں ایسا نہو کہ
کسی پر انکی نگاہ پڑے بیٹھے بیٹھے کون ان مستانیوں سے رہے ملکہ زمام نے کہا کیا مجال کوئی تمہارے
شوہر سے کلام کر سکتا ہے منیر جادو مصاحبوں میں آکے بیٹھیں زعفران نقلی کو یا خجو نکالا ہو ہے حزان کا
جو سہرہ گھڑی ہوئی ملکہ منیر کے بدمال جل رہی ہے چپکے چپکے منیر سے پوچھ رہی ہے لوح کس مکان میں رکھی ہے
منیر جادو نے فرمایا پہلو میں جو قصر ہے اسی قصر کے بام پر لوح کو بڑی حفاظت سے رکھا ہے کوٹھے پر کسی کو
جانیکا حکم نہیں ہے ملکہ خود دن رات میں کئی مرتبہ کوٹھے پر جاتی ہیں لوح کو دیکھ آتی ہیں اندر باغ کے یہ
جماؤ ہے گرد باغ یہ کیفیت ہے جمن لاکھو ساحران مقدار فروکش رہتے ہیں آج سب جمع ہیں ایک ایک ساحری ہمہ
جمشید زمان اپنے کمال ہر سب کرتا ہے شعبدہ ہاے سحر کا اعجاز ہے اب صاحبقران کا حال تحریر کرتا ہوں
کہ بشکل مینائے منوش طرف باغ ملکہ زمام کے چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ محفوظ جنی آکے پہونچا
پکار کے او فدوی آقائے نامدار ذرا ٹھہر جائیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہے صاحبقران گھبرا گئے کہ
میرا تو نام مینائے منوش زنگی ہے محفوظ قریب آیا ہاتھوں کو آپ کے بوسہ دیا جو حکمی ای شہریار کرہا
آپ جانتے پہچاننے والے پہچان لیجئے یہ انگشتر ہاتھ میں رکھے کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر انگوٹھی صاحبقران
کو دی کہا اسکو حضور لیلیں یہ دستگیری کریگی آپ انگشت نما ہونگے میں بھی وقت پہ پہونچونگا چند باتیں
عرض کرنا منظور ہیں اسواسطے حاضر ہوا اسی شہر طرار آپکا نام نامی مینائے منوش زنگی دوسرے یہ کہ
کمیت تیز قدم آپکی زوجہ ہے اُس سے اسی طور سے باتیں کیجئے گا غلام حضور کو آگاہ کرتا ہے کہ خواجہ عمرو
پہونچ گئے شہر رنگ جادو نے خواجہ کو بشکل عندلیب بنایا منیر جادو کا گھر ملکی اسی کے ساتھ خواجہ بے
حالانکہ باغ زمام ابلق سحار میں کیا زعفران کنیز کی شکل پر ہیں اصل ملاحظہ کیجیے گا یہ کہکر محفوظ سے

خال مین خطامین بھی درست کردیا کہ مشابہت مین کوئی بات رہ نہ جائے سیدھا راستہ صاحبقران کو
بتادیا محفوظ جنی رخصت ہوا کہا غلام وقت پر آئیگا یہ کہکر محفوظ رخصت ہوا صاحبقران بشکل مینائے مینوش
طرف باغ زمام کے چلے کئی کوس راستہ طی کیا کہ سامنے باغ زمام کا معلوم ہوا جو علامتین محفوظ جنی نے
بتادی تھین وہ ظاہر ہوئین امیر با توقیر نے بھی دیکھا کہ گرد باغ کے لاکھون جادوگر فروکش ہین جو بادشاہ یا
بادشاہزادی کے اتری لشکر کو باہر چھوڑا خود وزیر و مشیر و چند خدمتگار لیکر اندر گیا منقار جادو و ہبران جادو
و تیزان جادو و شمیم جادو و سیام جادو ان چند ساحرون نے راہ مین صاحبقران سے صاحب سلامت
کی ہر ایک نے یہی پوچھا اے مینائے مینوش زنگی مزاج تو اچھا ہے جسطرح محفوظ جنی نے تعلیم کردیا ہے
صاحبقران ہر ایک کو ویسا ہی جواب دیتے ہین کہ صاحبو دعائے ترقی سلطنت سحر العجائب مین مصروف
رہتے ہین یہ باتین کرتے ہوئے زیر باغ پر آئے چند کنیزین بطور نگہبانان بیٹھی ہین جیسے ہی انہون نے
مینائے مینوش کو دیکھا کھڑی ہوگئین کہا اے مینائے مینوش آج آنے مین کیون عرصہ لگایا امیر با توقیر
نے ویسا ہی جواب دیا کہ ایک کار ضروری مین مصروف تھا یہ کہکر باغ مین داخل ہوئے دیکھا بڑے
بڑے شاہ و شہریار باغ مین شغل رہے ہین صحبت مین جا کر ملکہ زمام ابلق سوار کی بیٹھے دل جو گھبرایا
سیر باغ مین چلے آئے جسنے صاحبقران کو دیکھا کہا اے وزیر اعظم دستور معظم آج تو جلسۂ عام ہے چل کر
صحبت مین شریک ہو جیے صاحبقران ان سب کے ساتھ بارہ دری مین آگئے جیسے ہی صاحبقران
پہونچے امیر نے دیکھا زمام تخت پر بیٹھی ہے ناگوار ہوا مگر فہمائش محفوظ یاد آئی بکراہت سلام کیا کیت
نے کہا صاحب کو تمہارا انتظار تھا لیکن زمام نے کہا اے [illegible] سامری کیا کہنا ہے نخل سے ایک طائر
اڑکے آیا اسنے کان مین کہا ملکۂ عالم مینائے مینوش سے ہوشیار رہنا زمام نے بنگاہ قہر دیکھا اس طائر
نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران گھبرائے رہے اگرچہ محفوظ انگلی مین ہے طائر نے پکار کے
آواز دی اے ملکۂ عالم شک نکل گیا یہی مضمون درج کتاب تھا کہ مینائے مینوش سے ہوشیار رہنا
بی کیت پانچے سنبھال کے کھڑی ہوگئی کہا واہ حضور میرے شوہر پر گمان بدی اگر حکم ہو تو مین اپنے وارث
کو ساتھ لیکر نکل جاؤن آپ جانتی ہین کہ شوہر میرا اسقدر شکلی تیغزن محافظ لوح طلسم اگر اسپر کوئی بدگمانی
کریگا تو مین محفل مین نہ بیٹھونگی زمام نے کہا بوا خفا نہو کتاب کے مضمون کو دیکھو جسکے واسطے ہمنے یہ
جلسہ کیا ہے سامری و جمشید نے اپنے علم سے لکھا کہ آج کی شب عمرو و صاحبقران اس جلسے مین ضرور
آئینگے جو شک ہمکو ہوگا اسکی تفریح ضرور کرینگے کیت نے ایک ڈنگل دیا صاحبقران زمرۂ ساحران مین
آگے بیٹھے زمام ابلق سوار نے کہا صاحبو اب تک تو خبر گذری کہ طلسم کشا ہمارے باغ مین نہین آئے اب
جلسہ شروع کرو گویون نے گانا شروع کیا کسی نے غزل کسی نے ٹھمری کسی نے ترانہ سب نے اپنا اپنا کمال
دکھایا گیت ستار [illegible] بہار اور شاہزادیان تخ ہین مین گرمی صحبت ہے ملکہ منیر جادو اپنے مقام سے اٹھی
صاحبقران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ محفوظ جنی نے کہا تھا کہ آج اس جلسے مین عمرو بن امیہ ضمری
بھی ہوگا ابتک نظر نہین ہوا کس صورت پر تلاش کرون کہ منیر جادو نے دست بستہ عرض کی کہ
داری اس جلسے کی خبر تو سالہا سال سے ہملوگون کو معلوم تھی مین نے بھی بہت روپیہ صرف کرکے اپنی ایک
کنیز کو تیار کیا ہے ایسا گاتی ہے کہ کلیجہ پھٹا جاتا ہے زمام ابلق سوار نے کہا بوا بلاؤ آج کی شب اسی جلسے مین

بسر ہو صبح کو مژدہ خوشخبری جاکر شاہان طلسم کو سنائیں قواعد میں مرقوم تھا کہ اگر آج کی شب لوح کی حفاظت ہو گئی تو ہزار برس تک طلسم کشا کو لوح نہ ملیگی دو پہر رات بسر ہو گئی دو پہر رات اور باقی ہی اسی عیش و عشرت میں رات بسر ہوئی زعفران کہاں ہیں جیسے ہی امیر نے گانے کا نام سنا یاد آیا کہ محفوظ جنی نے سمجھا دیا تھا کہ یہ انگشتر جسم میں عمرو کے بھی مس کر دیجیے گا ورنہ صورت تبدیل ہو جائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ بی زعفران ذرا میرے پاس آؤ عمرو حیران سراپا کو دیکھتا ہی کہ آخر میرے آقا کہاں ہیں مطلق نہ پہچان سکا قریب صاحبقران کے آیا امیر اس خیال سے کہ شاید یہی خواجہ ہوں یہ بھی پہچان نہ سکے صرف گمان سے ہاتھ پکڑ لیا باتیں کرتے کرتے انگشتر جسم سے عمرو کے مس کر دی اب خواجہ ترغیب کر سامنے ملکہ زمام کے آئے جھک کے سلام کیا زمام کی نگاہ پڑی نازنین سہ جبین گلرخسار کبک رفتار شیرین گفتار گلعذار خوشخو خال ہندو چشم جادو خنجر ابرو سرو قد خورشید خد نہایت سلاست سے سلام کیا ملکہ زمام نے دیکھکر مسکرا کے پوچھا بی زعفران مزاج تو اچھا ہی عمرو نے ہاتھ اٹھا کے دعا دی حضور کے ملنے جانے مراتب رہیں کیا لطف ہے آپنے لوح کی حفاظت کی ہی یہ کہکر چار جانب دیکھا جس نابکار سے نگاہ مل گئی اسنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا زمام نے کہا بی زعفران تجھے خوب گانا سکھا ہی عمرو نے شرما کے کہا واری روپیہ ملکہ عالم کا شفقت کنیز کی آج آپکو خوب راضی کرونگی سننے والے کہینگے کہ ایسا گانا نہیں سنا جاتے ہیں خواجہ کا گانا شروع کرین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک لکہ ابر گلنار اس سے خون ٹپکتا ہوا طاؤس ان زرین بال رقص کرتے ہوے زمام نے ابر کو دیکھکے کہا بوا زعفران ذرا ٹھہر جاؤ ہماری دوست صادق خلم سحر ہے طلسم ملکہ شبرنگ تشریف لاتی ہیں نام شبرنگ کا سنکر عمرو کے ہوش اڑ گئے سر جھکا لیا محفل میں دبیٹھا مگر کر تھا پاؤں میں عشرہ پڑ گیا ابر شق ہوا عمرو نے دیکھا شبرنگ جادو ایک مادہ سیاہ پر سوار بچے کر وفر سے آتی تھی سو کنیزیں گرد گھیرے ہوے محفل میں آئی زمام کو بہ ادب سلام کیا زمام نے کہا بوا شبرنگ آج کی تاریخ کو لکھا تھا کہ عمرو و صاحبقران اس صحبت میں ضرور آئینگے میں نے جلسہ آراستہ کیا ابھی تک تو کسی کا گذر نہیں ہوا شبرنگ جادو نے کہا حضور خواجہ کو کوئی بازیا بہری نے کھا لیا ہوگا میں نے جانور بنا کے چھوڑ دیا تھا اسی واسطے میں گئی تھی بھلا اب اس صحبت میں کیا آسکتا ہی اب تو اسکی ایک ہڈی بھی نہ باقی ہوگی ملکہ منیر جادو نے کہا بوا کس رنگ کا جانور بنایا تھا شبرنگ نے کہا گانا سنو تمہاری کنیز زعفران کے گانے کے سب مشتاق ہیں عمرو نے بھی سازندوں سے کہا جلد ساز درست کرو ساز درست ہوے عمرو نے گنگنا کے سامنے ملکہ زمام ابلق سوار کے وہ وہ گمر یان گائیں دمام تعریفیں کر رہی ہیں جانے کا یہ رنگ ہی جو ٹھمری شروع کی ایک ایک لفظ کو سو سو طرح بتایا تمام اہالیان محفل رجوع عمرو نے اس غزل کو شروع کیا سب کی طرف بتا بتا کے گانے لگے

نظم

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا — ایسے لب چوسے کہ بوسوں کا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو میں نہیں کچھ مجھکو بیہوشی سی ہی — ڈھونڈھتا ہوں یہ نہیں معلوم کیا جاتا رہا

وہ شب فرقت میں نکلا منھ ان سے موت کی — اب تغیر ابھی وہ احسان جفا جب تا رہا

استعمال آشنا صد طعن میں سے تجو بشوق میں — پاؤں سے اس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا

ہاتھ نا فی کسی ایسا کچھ پایا نہ وہ باتیں کر و — مر گیا دشمن تو کیا میرا گلا جب تا رہا

کہکے تم کچھ رہ گئے سمجھوں اسے کیا خاک مین — لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجھے میری بیتابی مین بہکی گفتگو — ہائے عرض شوق سے بھی مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ مین اُنسے لپٹا ازدہام شوق مین — یان لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبون سے ملے ہنسنے بھی دل بہلا لیا — اب ہمارا آپکا وہ واسطہ جاتا رہا

کیا گلا اسکا خلاف وضع دونون ہو گئے — ضبط مجھسے تمسے انداز وفا جاتا رہا

عالم پیری مین سہارا کیا دم عیسیٰ ای نسیم — دلولے ٹھنڈے ہوے سب حوصلہ جاتا رہا

اس رنگ سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ تمام اہالیان محفل تعریفین کر رہے ہین یہان تو خواجہ کار رہے ہین محبت عیش و نشاط آراستہ اب عمرو کا ارادہ ہے کہ مرجا شراب کا گردن محفوظ جنی کے دل کو لگی ہوئی ہے کہ لشکر صاحبقران ایک صحرا مین فروکش ہے وہی باغ قبضے مین ہے جہان پر ہیکلان بن قہار کو مارا سرداران صاحبقران بارہ دری مین بیٹھے ہین ملک اخضر و آفتاب وغیرہ صلاحین کر رہے ہین کہ نہین معلوم ہمارے آقائے نامدار کو لوح طلسمی دستیاب ہوئی یا نہین لشکر بیچین کون خبر لائے کہ آسمان پہ سناٹا ہوا دیکھا محفوظ جنی گھبرایا ہوا آکے پہونچا کہا ای سرداران صاحبقران امیر اور خواجہ عمرو کا داخلہ قصر زمام ابلق سوار مین ہوا جلد آپ لوگ اسنے کر پہونچائین اب حال کھلا جاتا ہے یہ سنتے ہی چالیس جادوگر اٹھ کھڑے ہوے بہرام و مقبل نے کہا ای محفوظ جنی ہم بھی کسی طرح وہان پہونچین محفوظ جنی نے کہا آپ لوگ بہ شکل ہو بہو جیسے ساحرون کو جانے دیجیے ملک اخضر و زنا وغیرہ بچے مبتدر ساحر بنے آواز تند قرقرے بنکر روانہ ہو گئے کوئی طاؤس بنکر روانہ ہوا کوئی مار سیاہ بنکر غرق زمین ہوا کوئی اژدہا بنکر اڑا محفوظ جنی تو خیر دیکھا کہ میرا نام محفوظ ہے جا کر صاحبقران کی گردن ایک جادوگر کی شکل بنکر ہو پہنچا سر پر صاحبقران کے رومال جھلنے لگا عمرو نے محفل مین اپنا رنگ باندھا ہے رباب زرب کے تار بیچار اہالیان محفل کو بیچار ہکر کرنے کو سب لگے یہ غزل شروع کی مطلع

دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے — فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہونگے

ناوک انداز جدھر دیدۂ جانان ہونگے — نیم بسمل کئی ہونگے کئی بے جان ہونگے

تاب نظارہ نہین آئنہ کیا دیکھنے دون — اور بن جائینگے تصویر جو حیران ہونگے

تو کہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانہ کر لے — ہم تو کل خواب عدم مین شب ہجران ہونگے

ناصحا دل مین تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم — لاکھ نادان ہوے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے

کر کے زخمی تجھے نادم ہون یہ ممکن ہی نہین — گر وہ ہونگے بھی تو بے وقت پشیمان ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس — ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کے ارمان ہونگے

صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہین — چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہونگے

منت حضرت عیسیٰ نہ اٹھائینگے کبھی — زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے

غور سے دیکھتے ہین طوف کو آہوے حرم — کیا کہین اسکے سگ کوچہ کے قربان ہونگے

داغ دل نکلینگے تربت سے مری جون لالہ — یہ وہ اخگر نہین جو خاک مین پنہان ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن — آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی محفوظ جنی رومال ہلا رہا ہی زمام ابلق سوار ہر مرتبہ صاحبقران کو دیکھتی ہی اور کیت سے کہتی ہی بوا اخفا ہین نا مجھے دمبدم تمھارے شوہر پہ شک ہوتا ہی کیت جادو خفا ہوتی ہی اور کہتی ہی بات سمجھ کے کہو میرا شوہر تو کبھی اس صحرا کے باہر نہین گیا اور ادھر عمرو نے اہل محفل کو دنگ کر دیا ہی ہر نغمہ کو پچاس پچاس طرح سے بتایا قیامت برپا کر دی تمام اہالیان محفل نے کلیجے پکڑ لیے صاحبقران بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ پشت پر سے کسی نے چٹکی لی امیر نے پلٹ کے دیکھا محفوظ نے کہا ای آقاے نامدار اب رات بہت کم باقی ہی آپ کوٹھے پر جائین لوح حاصل کرین اب جلوہ ہوا چاہتا ہی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے زمام ابلق سوار نے پوچھا کیون ای میناے مینوش کیا ارادہ ہی کہا ضرور کوٹھے پر جاونگا لوح کی حفاظت کر آؤن یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی ای زمام ابلق سوار ہوشیار ہو جا منم فرستادۂ شہنشاہ نور افشان سب نے دیکھا ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا چلا آتا ہی آواز دی جبکہ کتاب مین لکھا پایا امیر کیون نہ عمل کیا تحریر سامری جمشید کہین غلط ہوتی ہی ایسی غفلت یہ جو بیٹھا گا رہا ہی یہ ساربان زادہ ہی اور میناے مینوش جوان یکتا طلسم کشا ہی دونون کو گھیرے مار صاحبقران سیر معین پر کوٹھے کے ہوئیے تھے یہ ہنگامہ سنکر پلٹے دیکھا زنگ و روغن عیاری کا چہرے سے عمرو کے اتر گیا اس طائر نے امیر پر عکس ڈالا انکی بھی صورت تبدیل ہو گئی سامنے آئینہ تھا اُسمین جو اپنی صورت دیکھی اصلی پائی اب تیغہ نیام انتقام سے کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

ز تیغم فراری انوشیروان
ہمہ بازو شدہ فتح و نصرت سپاہ
لرزد عدو از خوف دیران قامت
سلیمان ثانی لقب یافتم
مرا نام ہی خواجہ خواجگان
اڑاتا ہوں کفار کے میں ہوش
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

منم صاحب گرز و تیغ و علم
چو رستم بہ ستگان پیچ گیرودار
گذر چون بہ چولانگہ خان شکم
سمندون بخت گشتہ شکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
کہ گنجاب ملعون کردہ فرار
چہ ازبہر از عدل و انصاف شہم
کرار جنگ ہیدن ذلیل و نزار

منم قابل کافران جہان
چو در باختر جنگ شمشیر کار
زدم دیو عفریت را دو صاف
در سا بجا جر جاہ و ادب یافتم

نعرۂ امیر کی جو آواز عمرو نے سنی اسنے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
جھکاتا ہوں دشمن کی ہر دم گردن
نشان تھا مری گرد پائش کا
کہ آقا ہمارا ہے جہانگیر ہی

مری نسل سے گر پیدا ہوا
مرا کمر ہی گلشن قتیل فعال
ہوا امیر ذی حشم نامدار

مرے نام پر عذر رشید ہو
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

تمام ساحران غدار جھپٹ جھپٹ کر قریب صاحبقران کے آنے لگے کہ یہ کوٹھے پر نہ جانے پائین چیارجانب سے گھیر لیا ہزارہا ساحر ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ طلسم کشا کو گھیرے مارلو مگر صاحبقران و عمرو و ہنگامہ دو بلگانہ لڑ رہے ہین صاحبقران کا یہ حال ہی کہ جسکے جھپٹے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے عمرو پر بھی اسم اعظم پڑھتے ہین عمرو بن امیہ ضمری بھی شعلۂ جوالہ بنا ہوا لڑ رہا ہی صدہا حقہ ہاے آتشبازی مارے کسی پر حباب مار کسی پر حلقہ ہاے کمند مارے ہزارون ساحرون کے لاشے پھڑک رہے ہین بجلی چمک رہی ہی ابر سحر گرج رہے ہین ساحرون کے سحر سے مکان جل رہے ہین ابر سحر سے کسی نے آگ برسائی پانی کے دریا بہ رہے ہین ہزارہا ماران سیاہ دوڑتے پھرتے ہین مگر امیر پر کوئی حربۂ سحر مطلق تاثیر نہین کرتا جو سحر آیا برکت اسم اعظم سے باطل ہوا زمام ابلق سوار نے بڑھ کے آواز دی یارو تم آٹھ سات لاکھ ساحر جمع ہو دو شخص تم سے نہین گرفتار کیے جاتے اگر ایک مرتبہ تم سب کے سب ملکر بلوہ کرو تو کیا طلسم کشا سب کو مار ڈالیگا دس پانچ ساحر مارے جاوینگے باقی سب ملکر گرفتار کر لینگے یہ سنکر

ساحران

ساحروں نے بلوہ کیا سب طرف سے لینا لینا لکر چلے حربے ہاتھوں میں نیزے اٹھاتے ہیں تلواریں چمکاتے ہیں دورے دھمکاتے ہیں امیر جھپٹ جھپٹ کے انھیں قتل کرتے ہیں شہزادہ ننگا نہ بلنگانہ لڑرہے ہیں خواجہ عمرو نے لاشوں کے انبار لگا دیے جادوگر کو مارا اور گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے جادوگر ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے ارے وہ دبلا پتلا ناٹھیا ابھی تو اسی مقام پر تھا ایک مقام پر گیتوں نے جوڑ کا کہا پکار کے یہ بند پڑھا بند مسدس

بہت دیکھا ہی تواریخ میں ای اہل نظر
لیے وہ گنتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
نادرہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم
وجہ ہوا اسکی یہ تھا ہر عقلا کے اوپر
سفر دور و دراز نیست و ما بے خبریم

بعض پکار اٹھے ہیں خمسہ

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی سے
یہ دو مصرعے لکھے اس جا پہ مضمون خیالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی یا کمالی سے
مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

ہجوم ہجوم کے ساحر چاہتے ہیں صاحبقران پر جا پڑیں مگر امیر ہاتھ تیغ تلوار چمکاتے ہیں سب کافر بھاگتے ہیں اپنی جان کا خوف کرتے ہیں جو بڑھا مارا گیا ہزار ہا لکھ ہا ابر گرج رہے ہیں یہ معرکہ درپیش ہے کہ ایک لکۂ ابر سیاہ نمودار ہوا بڑے دور و شور سے پیدا ہوا اب ساحر اسی طرف دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہے وہ ابر آکے سامنے شق ہوا سب نے دیکھا ملک اخضر زنار جادو آفتاب شعلہ مزاج دنیا جید وگلشن و یاسمن بہ پہنچے اخضر کے قریب شبرنگ کے بو بجا شبرنگ نے بڑھکر سحر کیا ساتھ والوں سے کہتی جاتی ہے ارے یارو میں نے تو سارباں زادے کو طائر بنا کے چھوڑ دیا تھا یہ یہاں کیونکر ہو بچا مسلمانوں کی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں اخضر سے مقابلہ تھا کئی سحر اسے اخضر پر کیے اخضر نے سب سحر دفع کر دیے اُسنے جھپٹ کر پنجہ مارا اخضر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر شبرنگ کا اُڑ گیا سنیر جادو جھپٹی چاہا اخضر کو ماردوں آفتاب بیچ میں آ پڑی سنیر و آفتاب سے سحر چلنے لگا گھڑی بھر کامل دونوں میں سحر چلے مگر زمام ابلق سوار نے جو دیکھا للکارا کہ او بد نام تجھے کچھ نمک شاہی کا پاس نہیں آفتاب شعلہ مزاج نے جواب دیا او مکارہ جس بادشاہ کا نمک کھایا تو نے اُسکا پاس نہ کیا ان نمک حراموں کا کیا خیال کریں فتنہ و فساد برپا کرنے والے جنہوں نے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اُنکا کیا پاس زمام جادو نے ایک چیخ ماری کہ ارے شعلہ مزاج کو لینا ایک مار سیاہ لکۂ ابر سے پیدا ہوا طرف آفتاب کے وہ مار سیاہ چلا آفتاب پیچھے ہٹی فیروزہ نے بڑھ کر سحر کیا ایک عقرب اسکے سحر سے پیدا ہوا عقرب نے اُس مار سیاہ پر ڈنک مارا کہ مار سیاہ پانی ہو کے بہگیا زمام ابلق سوار کے ہوش اُڑ گئے ساتھ والوں سے کہتی ہے کہ صاحبو دیکھو رازداران طلسم طلسم کشا کے شریک ہیں کیونکر اسکو قوت ہو طلسم کشا بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ حقیقت میں ایسے جری نگاہ سے نہیں گذرے جب ساحر آ گئے تو صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کے گھوڑا اسکا لیا اس پر قدرے لڑتے ہوئے باہر نکل آئے چالیس ساحر نامی سحر میں گرامی کس حسن سے لڑ رہے ہیں اُس گری جنگ میں محفوظ جتنی قریب صاحبقران کے آیا عرض کی ای شہریار آپ لڑتے ہوئے باہر کیوں چلے آئے اب آپکو گھیرے پر جانا پڑیگا لوح طلسمی تو مجھے برہے اب جو صاحبقران گھیرے پر جانے کا قصد کرتے ہیں تو لاکھوں

جادوگرون نے پرے باندھے کسی طرف سے جانے نہین دیتے سب یہی کہتے ہین طلسم کشا کو مار لو کہ طبل سکندری
پر چوب پڑی دیکھا تمام لشکر آگے پہونچا سب کے آگے آگے بہرام بڑھا ہوا طبل سکندری بجتا ہوا ایک جانب
مقبل وفادار بارہ ہزار تیر اندازون کو ساتھ لیے ہوے کس دھوم سے آکے لشکر پہونچا مگر ساحر صاحبقران
کو کچھے پر نہین جانے دیتے کئی مرتبہ صاحبقران کو تھے پر لشکر بڑھکے پہونچے مگر لاچار ہو کے پلٹ آئے جب امیر
نے ساحرون کا بلوہ زیادہ دیکھا لشکر پر تو کئی تاجدار جا پڑے لشکر پامال ہو رہا ہے جب ساحرون نے بڑھ کر
سحر کیا کوئی منھ کے بھل گرا گھوڑے بدلگامی کرنے لگے پیدل پابگل سوار مضمحل کئی ہزار سوار و پیدل
مارے گئے مقبل اپنے کو سحر سے بچائے ہوے ایک گوشے سے تیر اندازی کر رہا ہے جب تیر چلے ہزار دو ہزار
مر کر گرے چاہا مقبل پر سب ملکر جا پڑین مگر یہ کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو بڑھا وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا مگر
ہزارہا غیر ساحر بھی کام آئے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ایک طرف مہتر قران نعرہ بڑھے
ہوے لڑ رہے ہین برق فرنگی نے کرچ سے سیکڑون کو ٹھنڈا کیا جسپر جا پڑا اسکی کو حباب مارا کسی پر کمند کے
حلقے مار دیے ساحرون نے زمین ہلا دی زنار جادو نے جب جنیو کو گردش دی اُسنے ہزارون آدمی مارے
آفتاب نے آگ لگا دی جب آفتاب بلند چمکی وہ حیرت ہوئی کہ جادوگرون کے چھکے چھٹے عین گرمی جنگ
مگر صاحبقران خیال کرتے ہین کہ قہر کو لاکھون جادوگر گھیرے ہوے جاتے ہین صاحبقران نہ جانے پائین کہ
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش پشت مرکب سہ چشمی پر سوار بارہ ہزار جوان شمشیر زن جنگی (?)
پشت بجا اس زور و شور سے آکے گرا بارہ دری کے برابر آکے جنگ کی لاشے ساحرون کے لوٹنے لگے باز
سفید سر پر سایہ فگن جسپر عکس ڈال دیا جل کر رہگیا پنجے اور منقار سے جنگ کر رہا ہے جسنے نقابدار پر سحر کرنے کا قصد
کیا باز نے اُسپر سایہ ڈالا منقار مار دی نقابدار نے پکارکے آواز دی ای زلزلۂ (?) قاف ثانی سلیمان آپ اس
جانب تشریف لائیے جاکر لوح کو قبضے مین کیجیے صاحبقران لڑتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نقابدار صفون کو
توڑتا ہوا جاتا ہے جو صف توڑی صاحبقران اُس صف پر پہونچے زمام نے دیکھا کہ کئی سو تاجدار مارے گئے
ایک صف پر دو ساحر منقار آتش ریز و شیدائے سبک خیز موجود تھے ان دونون نے اسقدر لشکر سے
نقابدار کے جنگ کی کہ کئی ہزار جوان لشکر نقابدار کے مارے گئے نقابدار لاشے اپنے رفقا کے اُٹھواتا
ہے مگر آنکھون سے اشک حسرت ٹپک رہے ہین جب دیکھا کہ میرے رفقا سب مارے گئے منقار آتش ریز
کو تاکا ایک تیر کمان مین جوڑ کے مارا اُسکے سینے پر پڑا الپشت کو توڑکے پار گذرا منقار کے مرنے سے اندھیرا
ہوا شیدائے سبک خیز بڑھا کہ نقابدار کو مارون پہلو سے آواز آئی باش او کافر ادھر کہان جاتا ہے جسکے
مقابلہ کر شیدا نے پلٹکر دیکھا امیر لڑتے ہوے قریب پہونچے اسنے ترنج سحر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھ کے
گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے قریب پہونچا شیدا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے غصے مین کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکے شیدا کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے چورنگ
ہوا ایک قلم کیا نقابدار یہ شوکت و جرات دیکھکر دم بخود ہوگیا تعریفین کرنے لگا ای شہریار کیا کہنا حقیقت مین
آپ فراش راہ دین اسلام مین آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے صاحبقران لڑتے بڑھکے قریب بارہ دری کے
پہونچے دامن گردان کر گھوڑے سے کودے نقابدار نے گرد صاحبقران پھرکے جنگ کی صدہا کافرون کو قتل
کیا اسم اعظم بھی ورد زبان سر پر باز سفید سایہ فگن شمشیر زنی دافع رنج و محن جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے

آئی وار نقابدار کا خالی نہیں جاتا ہے زمام ابلق سوار نے جو دور سے دیکھا سر پیٹنے لگی کہا رہی تھی یار شان
دوڑو طلسم کشا برائے حصول لوح جاتا ہے مد دن حصول لوح یہ جنگ ہو رہی ہے کر کوئی لڑ نہیں سکتا اگر یہ شہزادہ
لوح پا جائیگا تو کون مقابلہ کر سکیگا از آسمان برابر دھوندھکار اٹھا کر آفتاب و مہتاب چھپ گئے از نور یون
ستارے معلوم ہونے لگے زمام ابلق سوار نے بہ نگاہ حسرت طرف ابر کے دیکھا ابر شق ہوا آفتاب نے جوش
نے مشعل دکھائی سب نے دیکھا سحر العجائب مرکب پرند پر سوار آتے ہی ایک گرز مارا تمام فوج نقابدار
درہم و برہم ایک گردہ طرف لشکر صاحبقران کے پھینکا سب مبہوت ہو گئے آپس میں تلوار چلنے لگی آوازیں
آتی ہیں نیر اعظم نے تابش دکھائی یہ چلا تھا کہ میں خود کہیں پہ جاؤن لوح لیکر نکل جاؤن محفوظ جنی قریب
صاحبقران کے پہونچا عرض کی آقا سحر العجائب آگیا اگر اسکی لوح کر پایا اور لیگیا پھر عمر بھر لوح دینا
ہوگی بڑی خرابی پڑیگی صاحبقران جھپٹ کے پھر پشت مرکب پر سوار ہوئے نقابدار نے چاہا سحر العجائب
پر جا پڑون مرکب اپنے مقام سے نہ ہٹا صاحبقران اسم اعظم الہی پڑھتے ہوئے بڑھے گھوڑے کو کوڑا مارا
سحر العجائب نے چاہا تھا کر بادو دون کرکے دیکر بہ پرواز پیدا کرون کو جھپٹ پہ جاؤن کر بہلے سے آواز آئی او بحرام

مہ انجام نعرہ صاحبقران	امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر جاں	کھینچے تیغ صمصام و لمقام نام
کھینچے تیغ عقرب یکے ذوالجام	بن کافران از جہان ہلاک کرد	اسر سرکشان جلد در خاک کرد	نعرہ کرکے سحر العجائب

پر جا پڑے سحر العجائب نے ہاتھ تلوار کا مارا آواز دی او حمزہ لڑتا ہوا یہاں تک پہونچا امیر نے عقرب سلیمانی
کو آگے کر دیا تلوار پر تلوار پڑی جھناتے کی صدا بلند ہوئی امیر نے اژدہا دوسے ہاتھ نکالا اسم اعظم الہی پڑھکر
ہاتھ تلوار کا مارا سر سحر العجائب کا زخمی ہوا اس بیچارے نے زخمی ہو کے ایک چیخ ماری آواز دی اے نگہبانان
شاہان نور افشان کہان ہو جلد میری مدد کو آؤ یہ جواب نے آواز دی آسمان سے ایک طائر اڑتا ہوا بڑے
زور و شور سے پہونچا تڑپ کے گرا سر سے خون جو بہتا ہوا سحر العجائب کے دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے
آواز دی اے شہنشاہ نہ گھبرائیے ہم آپکے نگہبان ہیں یہ کہکر طائر نے منقار رکھ میں سحر العجائب کے دی بلند
ہوتے ہوتے طائر کے صاحبقران نے تیر مارا لہو سحر العجائب کا زخمی ہوا لیکن طائر نے اڑ کر ادھر ہم
مین قندیل فلک ہو گیا آواز دی اے زمام ابلق سوار اب کدھر کا وش بیکار ہے بدولت آکے زخمی ہوئے
حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہیں ایک طرف سے آواز آئی شہنشاہ نے ایک سحر میں لشکر نقابدار کو مثایا اپنے بیکار کیا
ایک سحر میں لشکر حمزہ کو ساکت کر دیا مگر حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا یہ جو آواز آئی ساحران غدار گھبرائے زمام
کہتی ہے طلسم کشا کو لوح دیلینے دو گی یہ طرف نفر کے چلی محفوظ جنی نے بڑھکر صاحبقران کے کان میں کہا اے
شہریار غضب ہوا زمام کو تیغ پہ جاتی ہے اگر اسنے لوح کر پایا لیکر نکل جائیگی امیر نے اول پڑھکے اسم اعظم
پڑھا کر دہا یان فوج جو بیکار ہو رہے تھے سب کے ہاتھ پاؤن میں طاقت آئی لشکر نقابدار بھی درست ہوا
امیر بارہ دری پر چڑھ آئے جب کو تیغ پر جانے کا قصد کرتے ہیں تو ہمون ساحر سد راہ ہوتے ہیں امیر اسم اعظم
پڑھتے ہوئے پیدل جنگ کرتے ہوئے جاتے ہیں کو تیغ پہ چڑھ گئے زمام بھی پہونچی سیڑھیوں پر سرداروں کو
اپنے ہمراہ لیے ملک اخضر و آفتاب وغیرہ ہر سیڑھی پر لڑ رہے ہیں جو ساحر پہونچا اسکو مار کے گرا دیا امیر
نے دیکھا ایک بڑا دھانخل کا کہ سات شاخیں اسکی مثل برق کے چمک رہی ہیں مگر ایک شاخ کو ست تابان
و درخشان دیکھا محفوظ نے آواز دی یہ جو شاخ دست تابان و درخشان ہے مثل ستاروں کے تپتے اسکے جہلانے

اسی شاخ پر بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالیے امیر بڑھے تھے کہ زمام ابلق سوار ٹوٹ پڑی پکار کے کہا باش اے حمزہ
پہلوان جانیگا یہ کہکر چاہا شاخ پر ہاتھ ڈالیں امیر نے جھکنٹی کا ہاتھ مارا کر ہاتھ زمام کا اڑ گیا دوسرا ہاتھ مارا کہ
مقتول تم کے دو ٹکڑے ہوئے استحکام نہ تھا کہ تمام ساحران غدار بھاگنے لگے آسمان سے آگ برسنے لگی آوازین
ہر کب آئین آخر مین آہ ازآن کشتی مرا نام من زمام ابلق سوار بود امیر نے جھپٹکر ہاتھ مارا جھنّاٹے کی
آواز آئی اب جو دیکھا ہاتھ مین لوح طلسم نور افشان ریشم مین گندھی ہوئی الماس کی تختی یاقوت کے حرف
امیر نے بسم اللہ کرکے لوح گلے مین ڈالا کر تخت سے اترے جادوگرون نے دیکھا کہ صاحبقران
لوح پہنے ہوئے آتے ہین بخوف جان بھاگنے لگے ہزارون رومال سے ہاتھ باندھکر قدمون پر گرے کہتے تھے ای
شہریار ہم تو تابعدار ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کے نام سے نفرت کرتے ہین ان دونون بھائیون
نے غضب کیا شہنشاہ کوکب کو قید کرلیا ہم تو دل و جان سے آپکے تابعدار ہین جو اسطرح حاضر ہوے
صاحبقران نے انکو دامن پناہ دیا ایک اور مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ منیر جادو کو
جو صاحبقران نے گرفتار کیا قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار خواجہ عمرو کے لانے کی زمین باعث ہوئی
شبرنگ جادو نے انکو طائر بنادیا تھا میرے دل کو تقویت تھی کہ جب صاحبقران تشریف لائینگے اور
لوح طلسمی حاصل کرینگے تو ہم ملازمت مین حاضر ہونگے مین دل و جان سے اطاعت اسلام قبول کرتی ہون
دل مین تو منیر کے ظہور ہی ظاہر مین اپنے اطاعت کی صاحبقران نے چھوڑ دیا بڑے بڑے افسرون کو اسکے
لا کے ملایا انتظام مین مصروف ہی نقابدار تو بعد فتح جنگ روانہ ہوگیا صاحبقران سے چلتے چلتے کہ گیا کہ
باہنے حضور سے ضرور لڑونگا امیر نے خود ہی جواب دیا کہ آپ کہکر چلے جاتے ہین جسدن مزاج اقدس مین
آوے ٹھہر جایے طبل جنگی بجوایے میدان مین نکل کر میرے آپکے امتحان ہو جاتے نقابدار نے کہا خیر جو حضور
یہی چاہتے ہین تو مین مجبور رہون مین یہ نہین چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کرون اگر آپکو یہی منظور ہے تو بندہ مجبور
ہے آجکل ہر دو قاف مین ایک مقابلہ درپیش ہے مجھکو پس و پیش ہے اس سے فراغت کرکے حاضر ہونگا یہ باتین
کرکے نقابدار تو بصولت و شوکت روانہ ہوا دو لاکھ جادوگر صاحبقران کے شریک ہوے منیر جادو
نے منظر جادو و رہبر جادو و معتبر جادو تین افسر لا کے ملائے کہا ای شہریار یہ رازداران طلسم ہین
وقت پر رہبری کرینگے صاحبقران نے فرمایا ای منیر مین رہبری اپنے پروردگار کی چاہتا ہون دیکھو
بعنایت پروردگار لوح ملی اب مرحلہ جات بھی فتح ہو جائینگے ای منیر خوشی آہ اس دن ہوگی کہ اپنے
برادر دینی کوکب روشن ضمیر کو قید سے رہا کرینگے منیر جادو نے کہا یقین کامل ہے کہ حضور کے دست حق پرست
سے یہ سب کام ہونگے یہان تو صاحبقران جملہ سردارون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے سحر العجائب
یہان سے جو زخمی ہو کے گیا بارگاہ مین مصر الغرائب بیٹھا ہے تمام اہل دربار جمع ہین کہ سحر العجائب آکے
پہونچا مصر الغرائب نے گھبرا کے پوچھا بھائی صاحب خیر تو ہے اور وقت وہ ہے کہ ملکہ مہران آسمان سپہر
دختر اسکی بھی حاضر ہوا اپنے شوہر کو زخمی دیکھکر رونے لگی سحر العجائب نے کہا صاحب کیون روتی ہو
مصر الغرائب نے کہا کیون بھائی جو جو کچھ کن دنون مین ہوا ہے وہ کرسی نشین ہو رہا ہے اگر آپ سب ماجون
کی رائے ہو تو ہم کوکب سے اصلاح کرلین سردارون نے کہا حضور مناسب تو یہی ہے سب کو یقین کامل
ہوا اب طلسم ٹوٹ جائیگا طلسم کشا اڑتا بھڑتا قلعہ طلسمی تک آئیگا سحر العجائب نے تہنیت بھیجا کہ ایک نامہ

شاخسار جادو کو لکھا جائے کہ قید کو کب لیکر آئے مصر الغرائب نے کہا بھائی صاحب کیا بیہودہ
بکتے ہو سامری و جمشید کے ہاتھ میں قلم تھا جو چاہا لکھ دیا لوح پڑھنے سے کیا ہوگا وہ سحر کرین کہ حمزہ کو برسون
یہ ثابت نہو کہ ہم زندہ ہیں یا مردہ جس مقام پر ہیں وہان سے جنبش نہ کر سکیں فتح طلسم میں کوشش نہ
کر سکیں مرحلہ جات طلسم ایسے کہ جنکو ایک انسان ضعیف البنیان فتح کر سکے مقام حکمائے جہان تھبتک[?]
کے صاحبقران رہینگے فلاسفہ نے کیا کوئی بات اُٹھا رکھی ہوگی ہم دیکھیں تو صاحبقران کیسے مذہب کے پابند
ہیں طلسم وہ دھوکے دینگے کہ تا مرگ اپنی زندگی سے بیزار ہو جائیگا ہمارا کیا نقصان ہی جس مرحلے پر جائینگے
بڑے بڑے صدمات اُٹھائینگے بھائی صاحب نے یکایک فرمایا اب ہمسے سلطنت کا مزا نہ چھوٹیگا نئی نئی برس ہمنے
حکمرانی کی اب کیونکر ہو سکتا ہی کہ اب سپہ سالار بنکے رہیں دوسرا سلطنت کرے یہ ہمسے کب ہو سکیگا جب وقت
گویا دآئیگا کہ انہون نے ہمکو قید کیا ہمارے ساتھ فطور فساد کرینگے بدولت سے کلمات سخت نہ سنے جائینگے
وہ لڑائیان پڑینگی کہ اگر صاحبقران کے جملہ دوست جمع ہو جائیں تو ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائیں ایک سحر
میں دس بیس لاکھ کو مار سکتے ہیں مہران آسمان سپہر نے کہا ایک مقدمہ دریافت کرو کہ منیر جادو پر کیا گذری
وہ ہماری بہن کی بیٹی ہی وہ ضرور فساد برپا کرتی ہوگی ہرکارے جائیں مفصل خبر لیکر آئیں کون کون سردار شریک ہوئے
کون کون مارے گئے یہ رائے سب کو پسند آئی کہ اسکا دریافت کرنا واجب و لازم ہی دو ساحر تیز رو سرخاب
و عقاب واسطے خبر کے روانہ ہوئے یہ دونون ساحر لشکر اسلام میں پہونچے بیان ہوا وقت ہی کہ صاحبقران
داخل بارگاہ ہیں صحرائے برقبار تک لشکر اُترا ہوا ہی منیر جادو انتظام کرتی پھرتی ہی فکر میں ہی کہ کسی طرح سے
لوح طلسمی لے نکلوں میری خالہ امان گھبرائی ہونگی عمرو نے کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا بھی کہ ای آقا اور
سردار تو بدل و جان مطیع و منقاد ہوئے مگر منیر جادو مکارہ معلوم ہوتی ہی اسکے مکر سے خدا بچائے
اسکا لشکر میں رہنا مناسب نہیں امیر نے فرمایا خواجہ تم خود مکار ہو اوروں کو بھی مکار جانتے ہو منیر جادو
بنہایت راسخ الاعتقاد ہی ہر وقت خدمت میں حاضر رہتی ہی کہ مرحلہ جات کا پتہ دیتی ہی دونون ہرکارے مفصل
خبرین لیکر بھاگے دربار میں سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچے اپنے سب افسرون کے نام بتائے
اور منیر جادو کا حال کہا کہ انتظام لشکر کر رہی تھی ہمارا یہ مقصد تھا کہ ہم اُس سے بات کرتے مہران نے
کہا کوئی ایسا ہی کہ پاس ملکہ منیر کے جائے تنہائی میں جا کے ملاقات کرے اسفل جادو مصاحب خاص
ہی مہران فلک سیر سے کہا کنیز جائیگی مہران نے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھ کر دیا مضمون یہ تھا کہ ای نور نظر
مقام افسوس ہی کہ ہمارا اقبال رو بزوال دولت ہما اور رسم آرام سے بیٹھو اب بڑی خیر خواہی یہ ہی کہ کسیطرح لوح
طلسم کشا سے لاؤ اسفل یہ نامہ لیکر چلی لشکر اسلام میں بصورت مبدل آئی کنیز بنکر پھرنے لگی کہ دیکھا
منیر جادو خدمت امیر سے اُٹھی ہی بیٹھیں دریافت[?] کہ صحرائے خارستان میں فرو کش تھے اُن سب کو اپنے لاکر
صحرائے برقبار میں اُتارا اگر یہ مقام محفوظ ہی آپ لوگ یہان رہیں اب چند روز لشکر یہیں فرودکش رہے گا
صاحبقران برائے فتاحی طلسم جائینگے جبتک آپکی خدمتگذاری میں رہینگے منیر جادو صحرائے برقبار سے پلٹی
ہوئی آتی ہی ایک نخل کے سائے میں اسفل جادو کھڑی تھی اسفل نے بڑھ کے لیا ملکہ منیر جادو مجھکو تجھ سے
عرض کرنا ہی منیر پلٹ پڑی کنیزون کو پہلے دور ہٹا دیا اسفل نے نامہ پیش کیا منیر جادو آنکھون میں
آنسو بھر لائی نامے کو پڑھا نامہ تو ہاتھ میں چھپا لیا کہا ای اسفل خالہ امان کو میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا

اور کہنا حضور اسی واسطے مین رہگئی ہون طلسم کشا سے ابتدا اعتبار ظاہر کرتی ہون جسوقت موقع پاؤنگی لوح لیکر
حاضر خدمت ہونگی ای اسغل جادو اب تمہارا ٹھہرنا مناسب نہین ہے جدائی مین ملکہ کی آٹھ پہر تڑپا کرتی ہون
مگر اسوقت جو امر مین نے کیا یہی بہتر تھا یہ باتین کرکے اسغل جادو تو طرف دربار سحر العجائب کے روانہ
ہوئی نامہ منیر جادو کا ہاتھ مین اُسکو دیکھتی ہوئی چلی آئی تھی کہ اسطرف سے خواجہ عمرو کا گذر ہوا دیکھا کہ
منیر جادو اُداس ایک کاغذ ہاتھ مین اُسکو پڑھتی ہوئی چلی آتی ہے عمرو نے بڑھکر سلام کیا منیر نے کہا ای شہنشاہ
عیاران اسوقت کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا بازار بزازان مین گیا تھا پہرے مقرر کرایا تھا یہ کاغذ تمہارے
ہاتھ مین کیسا ہے منیر جادو نے جلدی سے کاغذ کو چاک کرڈالا کہا اسمین کچھ گھر کا حساب لکھا تھا اس حرکت سے عمرو
کے کان کھڑے ہوے اُسی وقت دوڑا خدمت مین امیر باتوقیر کی آیا کہا ای آقاے نامدار جو گمان میرا تھا وہ
کرسی نشین ہوا منیر جادو کے پاس کوئی نہ کاغذ پاس سے شاہان طلسم کے آیا تھا ایک عورت کو بھی مین نے
اُسکے پاس سے جاتے دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ تمہارا گمان سراسر غلط ہے وہ بڑی مخلص ہے دیکھو چند
رسالے صحراے خارستان مین تھے انکو بھی جاکر صحراے پر فہار مین جگہ دی باغ جو خالی پڑے تھے وہ لبالب
عمرو نے کہا آپ یون نہ مانینگے مین اسکو اچھی طرح ثابت کردونگا خواجہ اسی فکر مین ہین منیر جادو نے
کسی کنیز کو بھی رازدان نہین کیا اس راز کو سب سے پوشیدہ کیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سوچ رہی ہے کہ کیونکر
صاحبقران پر پنجہ قابض ہو کیا تدبیر کرون کہ لوح لیکر نکل جاؤن وہان میری خالہ امان کیسی پریشان ہونگی
فرماتی ہونگی منیر جادو نے بھی ہماری خیر خواہی نہ کی اگر آج میری والدہ ماجدہ زندہ ہوتین تو اُنکو کیا قلق ہوتا
ضرور اُنسے خالہ امان شکایت کرتین یہی سوچ رہی ہے اکیلی بارگاہ مین سر جھکائے بیٹھی ہے کبھی سوچتی ہے کہ آج رات
کو لوح طلسم لون مگر کیونکر دست انداز ہو سکونگی خوابگاہ صاحبقران پر ڈنکارہ و آفتاب شعلہ مزاج کا پہرا
رہتا ہے ملک اخضر بھی آٹھ پہر اسی انتظام مین مصروف ہے اور بڑا غضب یہ ہے کہ اور چالیس سرداران نامی
نگہبان طلسم کشا مین اگر کسی کنیز نے پکارا کہ مین حاضر ہون جواب دیا ابھی باہر ہی ٹھہرو سب کنیزین در دولت پر حاضر
ہین تو اندر بارگاہ کے بیٹھی ہے جاتی ہے غرق زمین ہوکر اپنے گویا بارگاہ صاحبقران مین پہونچاؤن جاکر لوح گلے سے
اُتار لون پھر سوچتی ہے کہ اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ نہ بچونگی سب ساحر ملکر دشمنی کرینگے سب سے زیادہ ملک اخضر کو
امیر کی محبت کا جوش ہے ہر ایک زندہ مشرب اُنکی بے ولا مین بیہوش ہے کچھ بن نہین پڑتا کہ پہلو سے آواز آئی بھتیجی
مزاج کیسا ہے کیون چپ بیٹھی ہو منیر جادو نے پلٹ کے دیکھا کہ ملکہ مہران آسمان سیر لیکن بدحواس ژولیدہ حال
ہوا بیقرار و مضطر منہ پر خاک ملے ہوے کپڑے بھی گرد آلود جس سے ثابت ہوتا ہے کہ غرق زمین ہوکر آئی ہے منیر نے
جھک کے سلام کیا کہا مادر مہربان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مہران نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا بی بی جسوقت
ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ منیر مطیع اسلام ہوئین تمہارے خالو صاحب بہت بگڑے فرماتے تھے کیون صاحب
تمہاری بھانجی سنگدل محبت اہل اسلام مین ایسی کامل کہ لشکر اسلام کا انتظام کرتی پھرتی ہے محبت امیر مین مرتی
ہے مہمان تمہاری بھانجی گئی تم بھی جاؤ اس ہفتے مین بڑے بڑے صدمے اٹھائے مین نے دربار مین جانا چھوڑ دیا
اسوقت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہ جاکر اپنی بچی سے ملاقات کرون سنو بی بی اگر تم بصدق مطیع اسلام ہوئین تو مجھے بھی
چلکر قدمون پر صاحبقران کے گرا دو اگر بعلانیہ اسلام کیا تو لشکر سے نکل چلو جاکے اپنے خالو سے ملاقات کرو
یہ سنکر منیر رونے لگی کہا [illegible] ہے مسلمان ہوتی مجھکو مسلمانون کے نام سے نفرت

آپکا نامہ آیا تھا مین نے اسفل جادو سے زبانی بھی کہدیا تھا کہ خالو امان نہ گھبرائین مین حاضر ہوتی ہون مگر یہ
کام کرکے آؤنگی مین ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ غرق زمین ہو کر جاؤن لوح گلے سے صاحبقران کے اُتار لاؤن
لیکن خوف یہ ہے کہ ای مادر مہربان یہ چالیس ساحران نامی رازداران طلسم دل وجان سے کوشش کر رہے ہین
کہ کوئی دست اندازی ممکن نہین ملک اخضر عقاب جگر قبۂ بارگاہ پر بیٹھے ہین بی آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ
یہ لوگ حسن مین رشک ماہ منیر سحر مین بےنظیر یہ سب رازداران طلسم ہین جس کام کو کرتے ہین بمحافظت طلسمات
کون انکی بات کا جواب دے سکتا ہے اور ملک اخضر نے وہ انتظام کیا ہے کہ سارا لشکر آٹھ پہر آراستہ و پیراستہ
رہتا ہے ساحرون کو سحر ٹھکانے جانے مین کم علم تعلیم پاتے ہین وہ انتظام لشکر قرار پایا ہے کنیز کو بڑا تردد ہے کہ
لوح کیونکر دستیاب ہو مین اسی فکر مین ہون ملکہ مہران نے کہا بیٹا مین جو پلٹ کے جاؤنگی تو خالو تمھارے اور زیادہ
دربدر ہونگے مین جانتی ہون کہ انکا حضرے منیر جادو نے کہا خالہ عرصے مین یہ سب انتظام ہو جاتا ہین
ہو جائیگا آپ تردد نہ فرمائین مین ہر وقت مقام نشیب و فراز دیکھتی رہتی ہون لوح ضرور لاؤنگی صاحبقران
کو دھوکا دونگی مہران نے کہا بیٹا میرے نزدیک ایک بات بہتر ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھو مضمون اسکا
یہ ہو کہ خالو جان مین کہ سے ملنے صاحبقران ہوتی ہون اسی فکر مین ہون کہ کوئی تدبیر بن پڑے تو لوح لیکر
آؤن جبھی موقع پاؤنگی لوح آپکی خدمت مین حاضر کرونگی یہ بھی ذہن مین ہے کہ اگر ذرا طلسم کشا کو غافل پاؤن تو
بعنایت سامری اُسے بھی گرفتار کر لاؤنگی اور سارا بان زادے کو ضرور لاؤنگی یہ سب مضمون اپنے ہاتھ سے
ایک پرچے پر تحریر کرکے مجھے دیدو مین جاکے تمھارے خالو کو دکھاؤن پھر بیٹا تمھارا نام ہو جائیگا مجھکو بھی بڑی
تقویت رہیگی منیر نے کہا بہت خوب خالہ امان مین آپکی بات ہی نہین جانتی منیر نے اُسی وقت کاغذ اٹھایا اسپر
مضمون مذکور اپنے ہاتھ سے بہ تصریح لکھا مہر بھی اپنی کر دی مہران آسمان سیر نے وہ کاغذ ہاتھ سے منیر جادو کے
لیلیا کہا لو بی جاتے ہین تمھارے خالو صاحب کو تسکین دینگے منیر نے کہا کدھر سے جائیے گا مہران نے کہا
بی بی تم منہ پھیر لو تو مین نکل جاؤن مین غرق زمین ہو کے جاؤنگی کہ مجھے کوئی نہ دیکھے منیر نے منہ پھیرا مہران
سراپچہ چاک کرکے نکل گئین صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین اخضر وغیرہ جمع ہین مرحلہ جات پر جانے کی فکرین
ہو رہی ہین صاحبقران فرماتے ہین مجھے اب مرحلہ جات طلسم پر جانے کی جلدی ہے اخضر کہتا ہے جہان آپ جائیے گا
ہم لوگ بھی بفضل خدا وہان تک پہونچینگے آفتاب شعلہ مزاج نے عرض کی ای شہریار کل مین کہلا چکی ہون کہ ملکہ
منیر جادو اپنی بارگاہ سے نکلی آپکی بارگاہ کو دیکھ رہی تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپکے دشمنون
کی فکر مین ہے مجھکو کھٹکا ہوتا ہے ذرا اسکے مقدمے مین لوح سے دریافت کیجیے امیر نے تیور بدل کے کہا ای آفتاب
تجھے ناگوار ہوتا ہے منیر کی برائی نہ کر منیر نہایت راسخ الاعتقاد ہے کس خضوع و خشوع سے وہ خدمتگزاری
کرتی ہے جو خدمت اسکے سپرد ہے آٹھ پہر تیار رہتی ہے یہ صاحبقران فرما رہے تھے کہ در بارگاہ سے نعرہ ہوا انم ملکہ
مہران آسمان سیر باش ای گروہ اعراب کہان بھاگ کے جاؤگے میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے ایک ایک
کو جلا دونگی خاک مین ملا دونگی یہ آواز سنتے ہی سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا آفتاب کے منہ سے نکلا
لو یارو غضب ہو گیا زوجۂ سوکلی شب آگئی اسوقت بڑے غصے مین ہے ای شہریار ہوشیار رہو حامئے صاحبقران
نے تیغ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا آواز دی ہاں نکلو خبردار کہان جاتی ہے منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
امیر عالیشان صاحبقران زمان خنجر آبدار تیغہ کھینچکر دوڑے مہران آسمان سیر نے جلسے سے کہا یا صاحبقران

ذرا ہوش مین آئیے ایسا نہو تلوار ہاتھ سے گر پڑے اسم اعظم تو یاد کیجیے صاحبقران نے جو آنکھ ملائی بجلی سی
کہا او ساربان زادے ہر بات مین حیران کر دیتا ہے یہ کیا ہے کہ مجھے مسخر این سو جتا سب سردار حیران کہ شاید
صاحبقران سحر مین پھنس گئے یا تو یہ غصہ تھا یا ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین امیر نے فرمایا رو یہ ساربان زادہ
کہ ہر بات اسکی ایسی ہی قیامت کی ہوتی ہے مٹھے مٹھے غمزے دکھاتا ہے سب سردار خوش ہوگئے اخضر نے دوڑکے
خواجہ کو گود مین اٹھا لیا کہا خواجہ بے سبب آپنے صورت مہران کی بنائی عمرو نے وہ نوشتہ ملک اخضر کو دیدیا
ملک اخضر نے پڑھکر سر پیٹ لیا کہا آقاے نامدار ذرا اس پرچے کو ملاحظہ کیجیے خواجہ نے بڑا کام کیا اسکے
جو باطن مین تھا اُس سے دریافت کرلائے غلامان جانباز کو حکم دے کہ ہم ابھی اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے لائین
صاحبقران نے فرمایا مین کسی کا حقیر کرنا نہین چاہتا ای زنار تم جاکر منیر سے کہو اب تجھی جادو لشکر مین تمھارا رہنا مناسب
نہین ہے اور جس فکر مین تم ہو اُسکا ہونا سخت دشوار ہے طرف سے سحر العجائب گے زنجیلے آنا ہلکو دھوکا دینا جسطرح
ہن پڑے اُسکو لینا یہ ذکر تھا کہ منیر جادو آکر پہونچی اُسکو تو اس بات کی خبر نہ تھی بلا تکلف بارگاہ مین چلی آئی خواجہ
بشکل مہران آسمان سیر سب سے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین منیر جادو کے ہوش اُڑ گئے صاحبقران نے
فرمایا ای منیر آؤ دیکھو تمھاری خالہ اماں بھی تشریف لائی ہین اطاعت اسلام قبول کرتی ہین عمرو نے قریب آکے
کہا بیٹا مین تو یہان آکے گھر گئی تھی جو کاغذ دیا تھا وہ چھین لیا امیر نے فرمایا کیون منیر یہین تھے یہ امید نہ تھی منیر
قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار اب مجھکو اعتقاد دین اسلام ہو اب دل سے مطیع ہوئی ہون عمرو نے پیشانی
دیکھ کر کہا بیشک نور اسلام اب اسکی پیشانی پر چمکا صاحبقران کو بہت خوشی ہوئی ملکہ منیر بصدق دل مطیع اسلام
ہوئین ہرکارے شاہان طلسم کے حاضر تھے یہ خبرین لیکر بھاگے یہ نامہ جو معرفت اسفل کے پہونچا مہران آسمان سیر
نے خوش ہوکے کہا کہ دیکھیے کیسا قول کرسی نشین ہر اوہ کبھی صدق دل سے شریک مسلمانان نہو گی اب دو چار
روز مین موقع پاکر لوح طلسم کشا سے چھین لائیگی اور اگر موقع ہوگا تو طلسم کشا کو بھی قید کرکے لائیگی یہ ذکر تھا کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آکے تمام کیفیت جو بیان کنندہ تھی سب بیان کی کہ ساربان زادے نے آپکی صورت
بنکر تمام حال دل ملکہ سے دریافت کرلیا اور جاکے اپنے آقا طلسم کشا سے کہدیا ملکہ قدمون پر طلسم کشا کے گرین
اور منت کرنے لگین کہ آقاے نامدار و مولاے قدر شناس ابتک تو میرے دل مین مکر تھا مگر اب بصدق دل مسلمان
ہوتی ہون مہران کے ہوش اُڑ گئے کہا ای اسفل تم کسی طرح اپنے کو بھر لشکر مسلمانان مین پہونچاؤ باطن
منیر کا دریافت کرو اسفل نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر اسفل جادو چلی ایک عقاب کی شکل بنکر لشکر اسلام مین
آئی دیکھا منیر جادو سلومین آفتاب کے بیٹھی باتین کر رہی ہے عقاب پر نگاہ پڑی دیکھتے ہی پہچانا ملک اخضر سے
کہا ای ملک اخضر اسفل جادو آئی ہے آپ لوگ اسکو گرفتار کرین میری نگہ مین بیٹھی ہے یہ سنتے ہی ملکہ آفتاب
تڑپ کے اُٹھین عقاب سے آنکھ ملائی بھاگا عقاب نے کہ اُڑکے نکل جاؤن آفتاب نے ایسا سحر کیا کہ اسفل جادو
بصورت عقاب منھ کے بل گری زنار نے ایک تیر مارا یا کہ اسفل اُڑ نہ سکی اتنے عرصے مین آفتاب جا پڑی
عقاب کو پکڑ لیا ملکہ منیر وزرہ دوڑکے آئین صاحبقران فرماتے ہین کہ اسکو گرفتار نہ کرو مگر آفتاب و زنار نے
اپنے سحر مین مبتلا کیا منیر نے اُسکے سر پر ہاتھ رکھا عقل بصورت اصلی ہوگئی کہا اسکو لیجاکر قید کرو اسفل قید ہوگئی کئی ساحر
اسی طرح طرف سے شاہان طلسم کے آئے منیر نے سب کو پہچان پہچان کے گرفتار کرایا میرے دن امیر نے فرمایا کہ
او صاحبو ہم اب رخصت ہوتے ہین اب تم سب ساحبون کو مناسب ہے لشکر کی حفاظت کرنا اپنے کو ہمارے پاس

عمرو دوڑ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا مین بھی آپکے ساتھ چلونگا امیر نے فرمایا خواجہ تمھارا جانا مناسب
نہین طلسم کشائی مین قید ہی کہ طلسم کشا اکیلا جاتا ہی عمرو و برق و قران الگ الگ روانہ ہوے کہ انکا ذکر
تحریر کیا جائیگا صاحبقران نے صبح کو بعد نماز سحری لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا ای فتاح طلسم اگر
پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو جس مقام پر تخت تمھارے بادشاہ کا بچھا ہی اُس تخت کو بزور
صاحبقرانی اُٹھاؤ ایک نقب پیدا ہوگی اُسمین سے ایک اژدھا پیدا ہوگا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا تمھارے
سامنے آئیگا دہن اژدر مین اپنے تئین گرا دو یہی راہ مرحلۂ قارون بن قدرت بن مقرون کی ہی نہایت
مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز فسون ساز ہی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا صاحبقران سب سے رخصت
ہوے سب نے یہی عرض کی یا صاحبقران جہانتک ہو سکے بے لوح دیکھے قدم نہ بڑھائیے گا ورنہ لوح قبضے سے
نکل جائیگی امیر باتوقیر نے بزور صاحبقرانی تخت اُٹھایا فرش کو ہٹایا ایک نقب پیدا ہوئی اُسمین سے ایک اژدہا
قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا نکلا صاحبقران بسم اللہ کہکر دہن اژدر مین پھاند پڑے بعد عرصۂ دراز پاؤن امیر
کے زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک صحرا جسمین خس و خاشاک کا مطلق نشان نہین سنسان ویران
کیفیت میدان بونڈلے واسطے استقبال کے اُٹھے صداے چغد و بوم شوم بھی اُس مرز و بوم مین نہین آتی
ہوا گرم چل رہی ہی بگولون مین شاخین جل گئین ہین کف افسوس ملتے ہوے معلوم ہوتے ہین اپنی بے ثمری
پہ نخل گریان اگر زبان قائم ہوتی یہی صدا دیتے کہ افسوس خارستان دنیا مین ثمر نہ ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا کسی درخت
مین پھول کا نام نہین غنچے کا کچھ کام نہین دام زلف سنبل کھنچا نرگس شہلا سرنگون آنکھون کے آگے بینائی
عالم کا نقشہ پھر رہا ہی صحرا کی بے برگی پر بونڈلے اُٹھتے ہین خاک اُڑاتے ہین صحرا مین دوڑے دوڑے پھرتے
ہین کبھی منہ کے بل گرتے ہین امیر باتوقیر اس حال پریشان کو دیکھکر حیران منظر اس صحراے ہول خیز کو
طے کر رہے ہین تلاش مین سایہ کے بہت دور رہبری کی مگر سواے دھوپ کے جب کہین سایہ نہ ملا تمکن ہو
تمازت و حرارت آفتاب نے پریشان کیا ایک پہاڑ کی آڑ مین آکے کھڑے ہوے حیران تھے کہ دیکھیے انجام کار
کیا ہو کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا بہشت مرکب بہرام گردن خاقان چین چلا آتا ہی پشت پر دس بارہ سر کا
ایک خیمہ چھوٹے پر لدا ہوا بہرام نے آکے سلام کیا صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا ای بہرام کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا عرض کی بعد تشریف آوری حضور کے سحر العجائب نے لشکر ساحران بھیجا سب ساحر آپکے خوب
لڑے ملک اخضر مارے گئے آفتاب وغیرہ کو گرفتار کر لیا جب غلام نے دیکھا لشکر تباہ ہوا ان چند جوانون نے
میرا ساتھ دیا حضور کی خبر پائی کہ ایک صحراے وحشتناک مین گذری غلام تلاش کرتا ہوا آیا شکر ہی کہ حضور سے
ملاقات ہوئی جتنے نامی ساحر آپکے لشکر مین تھے وہ گرفتار ہو گئے باقی تمام لشکر اُسی مقام پر پڑا ہی اور
غلام پہلے ہی نکل آیا اگر لشکر مین رہتا مین بھی گرفتار ہو جاتا یہ کہکر خیمہ استادہ کیا عرض کی خیمے مین تشریف لائے
کہ حضور دھوپ سے بچین صاحبقران ساتھ بہرام کے خیمے مین داخل ہوے تباہی لشکر کا حال سنکر بہت ملال
ہوا غصے مین کانپ رہے ہین فرماتے ہین ای بہرام عجب خبر وحشت اثر سنائی ان شاہزادیون کے گرفتار ہونے
کا بڑا ملال ہی یہ نازنینان مہ جبین اپنی اپنی افسری چھوڑ کے میری شریک ہو گئین انکے لیے کوئی خرابی ہونا
باعث رنج و ملال ہی اگر مجھکو معلوم ہو جائے کہ قید اُن افسرون کی فلان مقام سے جاتی ہی تو اپنے کو فوراً وہان
پہونچاؤن جا کے اُس ساحر کو مار کے کہین رہ کرون اپنے سردارون کو قید سے چھڑاؤن بہرام نے عرض کی آقا

اب انکا ملنا مشکل ہی انشاء اللہ حضور وہان تک پہونچینگے یہ ظاہر ہی کہ وہ ان سرداروں کو قتل نہین کرسکتے
جس سردار نے بڑھکر سحر کیا اور کسی کو گرفتار کیا وہ یہی کہتا تھا کہ بڑی لاچاری ہی یہ جو تم لوگ داخل سرحد طلسم ہو
قتل تم سب کا بدون اتمام میعاد ممکن نہین سب قید رہینگے عذاب زندان مصیبت سہینگے صاحبقران سے بہرام
باتین کرتا ہوا خیمے مین لیکر آیا امیر آکے بیٹھے بہرام نے عرض کی آقا آپنے اس صحرا مین بڑی مصیبت اٹھائی پانی
غلام کے ساتھ ہو حکم ہو تو حاضر کرون یہ کہکر جام بلورین مین پانی بھر کے لایا امیر نے تھامنے کو ہاتھ بڑھایا مگر
دل دھڑکا خیال مین گذرا یا صاحبقران مرحلۂ طلسم پر آنا اور لوح طلسم کو نہ دیکھنا جیسے ہی یہ خیال آیا امیر نے
پانی پینے سے ہاتھ روکا بہرام نے عرض کی کہ حضور پانی نوش فرمائین کیون تامل فرماتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا
لوح پر جو نگاہ پڑی عبارت مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم یہ آپکا سردار بہرام نہین ہی یہی جام اس ملعون پر
پھینک مارئیے امیر بہ تو قیر نے وہی جام آب ہاتھ سے بہرام نقلی کے لیا چاہا بہرام نے کہ پیچھے ہٹے امیر نے وہی
جام اسپر پھینک مارا قطرے پانی کے جو جسم پر پڑے مثل ہیزم خشک جلنے لگا ساتھ ہو اپنے چیخ مار کے بھاگے
مگر بہرام نقلی جل کے خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من اشرار جادو دربان طلسم بود ع سے تک اندھیرا رہا
بعد اسکے صاحبقران نے اپنے کو صحراے سبزہ زار مین پایا ایک نخل کے سایے مین آکے ٹھہرے سوچ رہے
تھے کہ ای امیر خداوند کریم نے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی علمہاے سیاہ
نشان لشکر کافران جیل خیل ساحر چلے آتے ہین ایک ساحر بد صورت کریہ منظر تخت پر سوار گرد ساحران
غدار نعرے کرتا ہوا کہ ای طلسم کشا بڑی تو نے بے ادبی کی سم قارن بن قدرت بن مقرون مین تعظیم مرحلۂ
طلسم ہون اب تو یہان سے نہ گذر سکیگا تمام لشکر صاحبقران کے سامنے آسی صحرا مین اترا صاحبقران
حیران کھڑے ہین کہ جیسے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ساتھ کوئی نہین بارگاہ یا خیمہ بھی کوئی ہمراہ نہ آیا یہ خیال
دل مین آیا ہی کہ لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا مقید ان مرحلۂ اول اسی مقام پر ہین وہی تمہاری فوج ہی
انہین رہا کرو اور یہ جو جادوگر آیا ہی یہی معظم مرحلۂ اول ہی صاحبقران نے حیران ہو کے پھر لوح کو دیکھا مراد
یہ تھی کہ آخر وہ قیدخانہ کہان ہی حاشیۂ لوح پر یہ مضمون نکلا کہ جس نخل کے سایے مین آپ کھڑے ہین اسم حاشیۂ
لوح پڑھ کے دم کیجیے قصر قیدخانہ ظاہر ہو گا امیر نے حاشیۂ لوح پڑھ کے دم کیا دیکھتا ہوا دیکھا ایک قصر
سیاہ ظاہر ہوا دروازے پر قصر کے ایک جادوگر بیٹھا ہی چند ساحر اسکے گرد اسنے دیکھتے ہی آواز دی لو یارو
طلسم کشا آیا اسکو گرفتار کرلو امیر نے بموجب حکم لوح تلوار نہ کھینچی لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جل گیا داروغہ
نے چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن جیسے ہی یہ اڑ کے بلند ہوا صاحبقران نے تیر مارا داروغہ مر کے گرا
سب ملازم بھی اسکے مرے دروازہ ٹوٹا صاحبقران اندر قیدخانے کے آئے دیکھا کئی ہزار بندگان خدا مسلسل
و سلوق بیٹھے ہین ماران سیاہ گردنونکے جو لپٹے تھے وہ سب پانی ہو کے بہگئے آپس مین سب قیدی کہنے لگے کہ آج
کسی جلیل نے داروغہ زندانخانہ کو مارا کہ ماران سیاہ ہمارے قریب سے ہٹے ملکہ پانی ہو کے بہگئے خدا اس جلیل کا
جمال جہان آرا ہمکو دکھائے کہ سامنے سے صاحبقران کو سب نے آتے دیکھا سب جوان اپنے اپنے مقام سے
براے استقبال اٹھے جھک جھک کے سلام کرنے لگے ایک جوان کو دیکھا تاج یاقوتی سر پر مگر کشتہ سر نگون بیٹھا
ہوا رو رہا ہی امیر شکر زبان بہ زبان سب کی کاٹتے ہوے قریب اس جوان کے آئے فرمایا ای برادر ذرا سر
اٹھاؤ اب تمہارا وقت رہائی آگیا تم کیون ملول ہو اس تاجدار نے کہا ہمارے واسطے رہائی کہان ہم قید تعلق

سے رہائی چاہتے ہیں امیر با توقیر نے فرمایا ای تاجدار تمھارے ساتھ کے سب قیدیوں نے رہائی پائی خدا وہ دن
دکھائے کہ ہم لوٹتے بھڑتے اپنے برادر کے قید خانے تک پہونچیں تم قید تعلق سے کیوں رہائی چاہتے ہو کیسے
پس و پیش ہے کون سی مصیبت درپیش ہے اُس تاجدار نے رو کے عرض کی میں افسوس کرتا ہوں آپکے حال اور اپنے
حال پر قارن بن قدرت بن مقرون آپکے مقابل آیا ہوگا افسوس ملعون سے مقابلہ سخت پڑیگا آپنے ان
قیدیوں کو رہا کیا انکی رہائی قید حیات تک ممکن نہ تھی مگر وہ بڑا مکار و جعلساز ہے ہر چند کہ حضور نے بڑا احسان
کیا کہ ہم لوگوں کو رہا فرمایا مگر آپکو خدا اُسکے مکر و حیلے سے بچائے میں اسی حوالی کا تاجدار ہوں یاقوت گلگون قبا
میرا لقب ہے اور ایک ساحرہ الماس جگر خوار جادوگر وہ اس حوالی میں بطور انتقام آئی مجھ بدبخت کو دیکھکر
عاشق ہوئی مجھکو گرفتار کر لائی ہمیشہ روز در پے آزار ہے آج شب کو اُسنے خبر دی تھی کہ کل طلسم کشا آئیگا سبکو
رہا کریگا میں نے سامان ایسا کیا ہے کہ تجھکو اور طلسم کشا کو قتل کرونگی لہذا غلام کو حضور رہا نہ کریں اسی مقام
پر رہنے دیجیے امیر با توقیر نے فرمایا ای برادر تم اس بات کا مطلق تردد نہ کرو انشاء اللہ اُس ملعونہ کو بھی قتل
کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ فتح نصیب ہوگی اس حوالی کی سلطنت تمکو پھر ملیگی صاحبقران نے اُس تاجدار
کو رہا کیا جملہ جوان میں ہزار آدمی رہا ہوے یاقوت نے لُٹتے ہی اُن سبکو اشارہ کیا کہا یارو سجدۂ شکریہ ادا
کرو کہ طلسم کشا نے آکے رہا کیا اُسکی قدرت سے یہ بھی یقین ہے کہ جانیں سب کی بچ جائیں طلسم کشا مرد جلیل ہے
ظلم سے اُس ظالم کے امان پاینگے کہ ترخون میں اسباب تھا تھوڑے عرصے میں اُن سب جوانوں نے مال و اسباب نکالا
ایک بارگاہ زربفتی صاحبقران نے لدوائی یاقوت کو تخت پر سوار کیا اس عظم و شان سے مقابلے میں قارن
بن قدرت بن مقرون کے آئے اب جو قارن نے صاحبقران کو اس شان سے دیکھا گھبرایا ایک نامہ اُسی
وقت لکھا الماس کو جب نامہ اُسکے پاس پہونچا اُسنے جواب دیا کہ ای قارن کیوں گھبراتا ہے تو طبل جنگی بجوا
مرحلہ طلسم نورافشان ہے اسکا فتح ہونا نہایت دشوار ہے میں بھی وقت پر آؤنگی طلسم کشا کی سرکشی مٹاؤنگی قارن
نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار ہان رہیں ہمراہیان امیر با توقیر بھی آمادہ حرب و
پیکار رہیں چار پہر رات گذر کے صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے قارن نے گھوڑا میدان میں نکالا پکار کے
آواز دی ای طلسم کشا میرے مقابلے میں آ جا چاہتا تھا امیر نے کہ مقابلے میں اُس ملعون کے جائیں کہ صحرا سے گرد
اٹھی امیر نے دیکھا کہ ملکہ آفتاب چار سو جادوگرنیان ہمراہ ہیں وہیں سے پکار کے آواز دی ای شہریار
آپ ہرگز قصد نہ کیجیگا کنیز اس ملحد سے مقابلہ کریگی حضور کے فراق میں کنارے دریا کے گئی اور پریشانی ہر گھڑی
کنیزوں سے بیقرار ہوکے کشتی میں تھی ای فلک کجرفتار میرے امیر کہوں اور میں دریا کی سیر کروں افسوس صد ہزار
افسوس دل بھر آتا ہے اپنے حال پر رونا آتا ہے

نظم

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج
بہکے کشتی کو دینی جانب گرداب موج
اپنا مہمان طفیلی جانتے ہیں ہم اسے
آب دریا خشک ہو جائے تو ہو نایاب موج
چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ مہر حسن
خواب میں بھی پھر نہ دیکھے صورت مہتاب موج

رکھتی ہے دریا میں حال ماہی بے آب تنگ
ڈوبے ہیں دریا میں نیر عاشق بیتاب تنگ
آگئی گھر میں ہمارے ہمرہ سیلاب موج
کیا سمجھکر کشتی میں کردن راحت طلب
قدرت اللہ دیکھیگی شب مہتاب موج
کنج باد آور بہا دے جو خسرو ہو کرے

غرق ہونا پار اُترجانا ہے بحر عشق سے
قفل خیبر کیا عجب پیدا کرے سیلاب موج
دم فنا ہو وے تو ممکن ہے سخن گوئی کا رنگ
دیکھتے ہوں روز و شب دریا میں ہے گرداب موج
بحر الفت کے شناور ہو اگر میری طرح
اب بھی ہو آتش بیان عالم اسباب موج

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ جس سے رنگ بخوبی ثابت ہوا جو جادوگرنیاں ساتھ میں آنکو تو طرف امیر کے بھیجا آپ مقابلے میں قارن کے ہونچی صاحبقران نے دیکھا کہ قارن و آفتاب سے سحر ہونے لگے جو سحر ملکہ نے کیا ملکہ نگین شعاع گرانی نے بنیاد دکھائی سحر کر قارن کے دفع کیا لڑتے لڑتے قارن نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ آفتاب نے آواز دی او بیحیا بہک سحر کر دیکھو زخلوط زنار شعاعی میں اُلجھا شمشیر کہکشان علم ہی اپنا گلا کاٹ لے یہ آواز سنکے قارن بدحواس ہو گیا چہرا اداس ہوا طوار اپنے گلے پر رکھی ملکہ نے کہا جو ہو جرأت دکھا اب مثل تلوار کے خم ہوتا قارن نے کہا ملکہ کیا مجال ہے عشق میں تمہارے شمشیر براں ہوں مثل سپر سیاہ رو نہونگا یہ کہکر تلوار کھینچی سر اُڑ گئے کہا ملکہ آفتاب ان چار سو جادوگرنیوں کو ساتھ لیکر لشکر قارن پر جا پڑیں امیر نے دیکھا آفتاب عشر دور و شورسے لڑ رہی ہے کہ ساری فوج کو شکست دی کچھ بھاگ گئے کچھ مرے کچھ گرفتار ہوے قریب شام ملکہ لڑائی فتح کرکے پلٹیں قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار فتح مبارک ہو مرحلہ اول کے حاکم کو آپنے مارا یاقوت تاجدار دوم عرض کرتا ہے اے شہریار ایک مقدمے میں مجھکو بڑا انتشار ہے کہ الماس جو مرحلہ اول سے دور رکھتی تھی وہ کیوں نہ آئی آفتاب نے جل کر جواب دیا اے یاقوت تمکو بھی کہا کیا سوجھتی ہے اسکی مجال تھی کہ ہمارے مقابلے میں آسکتی اب کل تک لشکر صاحبقران کل آجائیگا اے شہریار زنار دھیرہ نے بڑے کام کیے جب آپ یہاں چلے آئے تو لڑ بھڑ کے راستہ پیدا کیا مجھے آپکی قدمبوسی کا بڑا اشتیاق تھا میں سب سے آگے بڑھ آئی دو تین دن کے عرصے میں سب لشکر حضور کا آجائیگا اے یاقوت اب اسی طرح لڑتے بھڑتے مرحلہ جات کو مٹاتے ہوے تا بہ طلسم نور افشاں پہونچینگے قلعۂ طلسمی پر ان تمکواموں سے مقابلہ پڑیگا اشتیاق دیدار صاحبقران میں آگے بڑھ آئی ہوں اے یاقوت اب درانداز نہ کرو مجھے سب سامان کر لیا اپنی کیفیت کس سے کہیں ہمارا عجب حال ہے

بزم میں رنگین خیالوں سے ہے پر روشن چراغ
سنبلستان ہو گلستان لالہ گلشن چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھیں روشن ہو گئیں
پرتو دست اب سے بن جاتے ہیں روزن چراغ

روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہیں
تیرے صدقے کا کہاں سے لائیگا روغن چراغ

دن کو بیداری میں رہتا ہے خیال روئے یار
رات بھر میں دیکھتا ہوں خواب میں روشن چراغ

سیکڑوں پروانوں کو اسنے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہیں اپنا دل آہن چراغ

دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینے کا ہے گویا زیر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہے فروغ
آتش افروزی سے ہوتے کا نہیں دشمن چراغ

صبح تک جلتی ہے آہوں سے ہماری باد تند
شام سے فانوس رکھتی ہے تہ دامن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہو دین گل سوسن چراغ

گنج زر زلف طلائی نے کیا منھ یار کا
لعل لب کو میں نے سمجھا مال پر روشن چراغ

منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلا دے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور میں
غم نہیں اسکا ہوا اپنے سر مدفن چراغ

اسکی قدرت سے یقین کامل ہے کہ تمکواموں کا انتظام کامل ہو جائیگا جسقدر سرداران مرحلہ جات میں وہ سب جمع ہو کے پاس سحر عجائب و مصر الغرائب کے گئے ہر ایک نے یہی کہا کہ طلسم کشا لوح طلسمی پا گیا وہ بڑا مرد جلیل ہے بڑے بڑے طلسم توڑ چکا ہے یہانتک کہ طلسم ہزار اسپ میں داخل ہوا بڑے بڑے سحار عذار ساحرہ ہاں

جو مجھے کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکا صاحبقران نے وہ طلسم بھی شکست کیا اپنا بندوبست کیا لہذا اب اصلاح کرلو کوکب کو بادشاہ کرو موافق قدیم طریقے کے منتظم امورات سلطنت رہو ان ساحران عزور نے یہ جواب دیا مجھے اب سلطنت لی ہے نیابت نہو سکیگی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کوکب کو خیال آئیگا کہ مجکو قید کیا صدمہ دیا طالب ہونگے کہ سزا دین ہمیے یہ حنفا مین نہ آئینگی دیکھو تو مرحلہ جات پر کیا گزرتی ہے کیا مجال کوئی طلسم شکست کرسکے اس طلسم کے آگے کسی طلسم کی کیا حقیقت ہے وہ وہ عجائب وغرائب اس طلسم مین بھرے ہین کہ انسان کی زبان بلانا دشوار ہوگا مگر مرحلہ جات پر جب طلسم کشا جاویگا فورا گرفتار ہوکے آویگا لہذا ای شہریار حضور اسی مقام پر دو چار روز رہین امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم انشاءاللہ طلسم فتح ہو جائیگا ان قیدیون کو لیجا کر قید کرو جیسی تمھاری رائے ہوگی ویسا کیا جائیگا یہ ذکر تھا صحرائے عبر گرد اڑی ملکہ آفتاب نے عرض کی ای شہریار مبارک ہو لشکر بھی آیا آگے ہو مجا کنیز انتظام کرکے آئی تھی جو مین نے سوچا تھا وہی ہوا شکر ہے کہ مین نے قارن کو مارا لشکر کو اسکے شکست دی یہ ذکر تھا کہ ملک اخضر سبز پوش و ملکہ زنار و فیروزہ آکر ہو مجے قدوم میمنت لزوم کو امیر کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار انشاءاللہ اب بہت جلد طلسم کشائی ہوگی صاحبقران سب کو ساتھ لیے ہوے خوشی خوشی بارگاہ مین آئے نہایت خوش ہین اب سب ساحر دین نے صاحبقران کو گھیرا یاقوت کو پاس نہین جانے دیتے جو جو شاہزادیان صاحبقران پر عاشق ہین وہ اپنے اپنے ناز و کرشمہ دکھا رہی ہین صاحبقران سب کے بیچ مین بیٹھے ہین جب یاقوت تاجدار کسی بات مین بولتا ہے ملکہ آفتاب منع کرتی ہین کہتی ہین ای شہریار اپنی سرحد پر آپ نیفہ بھیجے ہلوگ اقسر حضرت صاحبقران ہین آگئے اب لشکر بھی آجائیگا یاقوت دم بدم یہی چاہتا ہے کہ مین امیر سے عرض کرون کہ حضور قارن مارا گیا لڑائی فتح ہوئی سب آپکے رفیق آگئے ذرا یہی ملاحظہ فرمائیے آفتاب و زنار یاقوت کو کلام نہین کرنے دیتین ان سبھون نے ملکہ صاحبقران کو بارگاہ مین بٹھایا جلسہ آراستہ ہوا کہ اپنی جرات سامنے صاحبقران کے بیان کر رہے ہین کوئی کہتا ہے اس ہفتے مین طلسم فتح ہو جائیگا کوکب رہائی پائیگا کوئی کہتا ہے ای ملکہ فیروزہ تم ساحرہ جلیل ہو اہل اسلام کی کفیل ہو تمکو تخت پر سوار کرکے لے چلینگے صاحبقران فرماتے ہین مجھے ملک اخضر کو بادشاہ کیا یہ عہدہ انہین کو دیا سب جادوگرنیان عرض کرتی ہین ہم انکے بادشاہ ہونے سے رضامند ہین اب بھی انہین کی رائے سے کام کرتے ہین اسطرح سب نے ملکہ صاحبقران سے باتین کین کہ صاحبقران نے بیچ کو نہ دیکھا آفتاب نے جھپٹ کر ایک جام شراب لبریز کیا کہا حضور نوش فرمائین تنہائی مین بڑی بڑی تکلیفین گذرین اسباب عیش و نشاط ممکن نہوے امیر نے جام نوش کیا آفتاب نے ایک نازنین سے کہا ادا کچھ گاؤ جب لشکر آئیگا سب سامان مہیا ہو جائیگا امیر جب جام نوش کر چکے تو ایک نازنین نے بڑھکر پان اپنے ہاتھ سے چھیڑا یہ سماں

آہو ار صبہ ناز و ادا گانے لگی غزل

شرف بخشا گہر کو صرف کر کے اپنے زیور مین	نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانۂ زر مین
رہا کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر مین	عروس فکر ان روزون لعدی رہتی ہے زیور مین
تکلف برطرف ای نازنین سو قرعہ آرائش	نزاکت سے دبا جاتا ہے کیون پھولون کی زیور مین
کہ مجھے سیر شب کو کیا کریسے کہ ہے کی	لجگو دیتے ہے قبلے روغن کو گرد احمر مین
قیامت تک ہی گردش رہیگی روز و شب اگر	مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین

مرے دیوانے کی حد مین کبھی اوڑکر جو آ نکلے ✻ بلاؤن چھڑک کر پانی ہما کے کاسۂ سر مین

نکل کر کنج عزلت سے نہ کر ہنگامہ افروزی ✻ شرر یاقوت کا ہمسنگ ہی جبتک ہی پتھر مین

کرے پیدا سا قد ہر چند پیدا اسکی موزونی ✻ ترے کانون کے بُندون سے کہان ہی حسن گوہر مین

شرف اللہ نے بخشا ہی آدم کو محمد کو ✻ فضیلت ہی مقدم سے زیادہ پان مؤخر مین

جہان چاہے بسر اوقات کرے جا بدون بلبل ✻ چمن مین آشیانہ ہو قفس صیاد کے گھر مین

خدا چاہے تو نالون سے مرے نکلے دل اُس جگا ✻ ہی شان اُسکی ہوئی مریم کی پیدا ہی پتھر مین

نہ جبتک ہم پیالہ ہو لگی مین کی نہین پیتا ✻ نہین مہمان تو فاقہ ہی خلیل اللہ کے گھر مین

الٰہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے ✻ روانی ہو اُسی کے دم سے آب خشک خنجر مین

دگرگون عشق حسن یار سے ہی رنگ عالم کا ✻ کوئی اچھر و بجال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین

کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑے ✻ نہ پاوے جوہر انصاف قاتل تیرے خنجر مین

دہن ای حور ہی تیرا لعجنہ چشمۂ جنت کا ✻ بنسر سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال ہام سودا ہی ترے دروازے تک پہونچے ✻ پر جبرئیل کپیدا ہون جو بازوے کبوتر مین

یہ راہ و رسم خود بینی حسینون مین ہی مدت سے ✻ نکلتے تھے جو ہر اس آئینے کے عہد سکندر مین

خیال آتا ہی جنت کا تو آنکھون مین ہین پھر جاتی ✻ دو شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین

ترے دانتون کا دھوکا دے چکا تھا میری آنکھون کو ✻ صفا وہ تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہی مثل قمر مجھکو خاکساری نے ✻ رہونگا باغ تا آتش مین اک ہیولی چادر مین

اس غزل کے سنتے ہی صاحبقران کو ایک بیہوشی سی ہو گئی سرد ہوگئے جام شربت بنا کر آفتاب شعلہ مزاج نے مسکرا کے کہا یہ نوش فرمایے اسوقت حضور پر ہجوم گرمی کا معلوم ہوتا ہی اسکے پینے سے طبیعت کو خنکی حاصل ہو امیر بازو فیر استغار سن چکے تھے وزرا وہ سب شربت بھی پیچکے جب شربت بھی امیر پی چکے تو آفتاب نے عرض کی لوح طلسمی ذرا اُتار دیجے حرز ہیکل بھی ہمکو دیجیے ہم بھی دیکھین اتنا کہتے ہی امیر نے لوح طلسمی اور حرز ہیکل اُتار کے بلاتکلف دیدی ملک اخضر نے سر اُٹھا کے کہا وہ مارا زنار نے کہا مشکین باندھ لو فیروزہ نے کہا کاٹ لو بڑے بڑے شاہان طلسم مارے گئے ہمارے کلیجون پر چھریان چل رہی ہین ہمارے دل کو کیا آرام آئیگا آفتاب نے لوح طلسمی اور حرز ہیکل رومال مین لپیٹ کر سامنے امیر کے جھولی مین رکھ لی اخضر نقلی نے کہا ای الماس کیا کہتا تھے وہ کار نمایان کیا اگر اسوقت ارسطو و لقمان ہوتے تو حلقۂ غلامی تمھارا کان مین ڈالتے ایسے تو کبھی کسی نے نکیے ہونگے آفتاب نے کہا کہ ای برادر یہ طلسم نور افشان ہی اسمین بڑے بڑے لوگ موجود ہین بڑے بڑے کار نمایان کیے زنار جسکا نام تھا اُسکے بڑھ کر آواز دی باش او حمزہ اسی بھروسے پر ارادہ تھا کہ طلسم فتح کرون اب کیونکر بچ سکے صاحبقران نے اب جو سر اُٹھا کے دیکھا جو بصورت آفتاب تھی ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام کریہ منظر لباس سیاہ عجب شکل ہی بقول سعدی تو گوئی تا قیامت زشت روئی ✻ بروختم است بر یوسف نکوئی ✻ اُسنے نعرہ کیا مسنسم الماس جگر خوار کیون حمزہ ہمارا مکر دیکھا صاحبقران نے چاہا اسم اعظم پڑھون اسم اعظم بھی فراموش الماس نے شیشہ اُٹھا کے دکھا دیا کہا دیکھو یہ اسم اعظم بھی بند ہی امیر جھلا کے اُٹھے سینۂ عقرب سلیمانی

کھینچ لے چلے الماس نے کہا حمزہ ہوش مین آ اب تلوار نہ کھینچ یہ کہکر ایک دو پتھر مارا امیر لڑکھڑا کے گرے تلوار
ہاتھ سے چھوٹ گئی ہاتھ پاؤن بیکار اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے ہر چند قصد کرتے ہین کہ اُٹھون مگر ممکن نہین کئی مرتبہ
لڑکھڑا کے گرے الماس نے آواز دی ارے طلسم کشا کو گرفتار کر لو چہار طرف سے جادوگرنیان ٹوٹ پڑین امیر
کو ہاتھون ہاتھ گرفتار کر لیا ایک گوشے سے قارن بھی نکل آیا کہتا ہے ای الماس کیا کہنا جب تجھے لکھا تھا کہ مین
وقت پر آؤنگی تو مین دل مین کہتا تھا کہ ملکہ یہان آ کے کیا بنا لینگی یاقوت تاجدار کو بھی گرفتار کیا اور جملہ قیدیان
ہر جلہ جو کہ امیر نے رہا کیے تھے اُن سبھون کو بھی مسلسل و مطوق کر لیا اشارہ کیا کہ اُڑا کے لاؤ اُن سب قیدیان
بلا کو اُسپر ڈال کہ چلو لیجا کر شاہان طلسم کے سامنے پیش کرین قارن کہتا ہے ای الماس بڑا کام کیا ہے یہ یقین
نہ تھا الماس کہتی ہے ای قارن اگر ارسطو اس زمانے مین ہوتا تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالتا مگر دیکھو دونون
بڑے شاہان طلسم کیسے خوش و مسرور ہونگے جس روز سے حمزہ کو لوح طلسمی ملی اُس دن سے دربار مین شاہان
طلسم کے آگے ہر شور گریہ و زاری ہے سحر العجائب و مصر الغرائب بھی یہی کہتے تھے کہ یارو نہ گھبراؤ سحر جلد جات
پر طلسم کشا ضرور دھوکا کھائیگا جانتے تھے کہ الماس ایسی ساحرہ مکارہ موجود ہے یہ میرا ہی کلیجہ تھا کہ اُس کل
آفتاب جھلکی حمزہ کو آپ سے باہر کر دیا پہلے جام مین ہوش اُڑا دیے دوسرے جام مین اسم اعظم بند کیا
سب تعریفین کر رہے ہین کہ ای ملکہ الماس کیا کہنا حقیقت مین تیرا مثل و نظیر نہین کیا خوبصورت مکر کیا ہے
کون ایسا تھا کہ اس مکر مین نہ پھنستا عاشقانہ اشعار کیسے کیسے پڑھے ہین اخفر مشتم لشکر ہے یہ سب مین جانتی
تھی ان ساحرون کو اُسی صورت پر لائی جاتی تھی کہ مین گئی اور لوح لے لی ہاے ملکہ مہران آسمان سیر
نے آب و دانہ ترک کر دیا ہے سحر العجائب کے دل کو بڑی تقویت ہے وہ کہتے تھے کہ اگر کچھ نہ بن پڑیگا تو ہم لشکر کو
کرینگے ہمارے سحر سے زمین کانپے گی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا تخت پر شہنشاہ سحر العجائب
پہلو مین مہران آسمان سیر چہرہ اُداس عالم یاس سحر العجائب کہتا ہے صاحب اب کیون گھبراتی ہو الماس
نے خاتمہ کر دیا تعویز سامری نے مجھکو خبر دی اب چلکر آنکھون سے دیکھو مہران کہتی ہے صاحب مجھکو یقین
نہین آتا حمزہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ لوح طلسمی پاس موجود ہے اُسپر کسکا مکر چل سکتا ہے
سحر العجائب کہتا ہے صاحب اسقدر نہ گھبراؤ ہماری سلطنت اب کون مٹا سکتا ہے ہمارے رعب و دبدبے
سے فلک کج رفتار کو سکتا ہے ارے صاحب مجھے بے سبب نہین طلسم پر قبضہ کیا سب تحفہ جات طلسمی ہمارے
قبضے مین ہین اگر مین اُن تحفہ جات کو صرف کرونگا زمین و آسمان کو تزلزل ہوگا لاکھ لاکھ سحر العجائب سمجھاتا
مہران کی بیقراری موقوف نہین ہوتی الماس نے کہا او یارو شہنشاہ خود تشریف لاتے ہین دیکھو وہ
سجارہے ہین مگر اُنکی بیقراری موقوف نہین ہوتی حقیقت مین اتنی بڑی سلطنت اُسکا یکایک یون تباہ ہونا
کیونکر ممکن تھا الماس نے پکار کے آواز دی ای شہنشاہ آپکو مبارک ہو کہ مین نے حضور کے اقبال سے طلسم کشا
کو گرفتار کر لیا لوح طلسمی ہیکل حرز ہیکل بھی ہمارے پاس ہے اسم اعظم بند کیا اب طلسم کشا بالکل بیکار ہے سیاہ
یاقوت تاجدار شریک ہوے تھے رات سے بلک بلک کے روتے تھے مین نے ننگا [illegible] اسیر تھے [illegible]
کر خبردار آپ کسی مقدمے مین ہمارے دخل نہ دیجیے ہر مرتبہ یہی چاہتے تھے کہ کون [illegible] نے منع فرمایا کہ
تم طلسم کشا سے بات نہ کرو ورنہ صاحب فطرت ضرور آگاہ کر دیتے اُنکی بھی گردن لی ایسے طور سے ڈالتا کہ [illegible]
منہ سے بات نہ نکل سکی سحر العجائب نے مہران سے کہا لو صاحب اب تو خوش ہو ملکہ الماس نے کیا کار نمایان کیا

ای الماس ہم تو خیر رنجیدہ تھے یا خوش تھے ملکہ عالم نے جس وقت سے سنا آپ دوانہ ترک کر دیا کھتی ہین اب سلطنت مشکی ہوا ہے مکو کب بڑے بڑے ظلم سے قتل کریگا اُسنے اُسپر بڑے بڑے ظلم کیے اُسکی بیٹی کو قید کر لیا قید خانے مین بڑے بڑے آزار دیے اُس بدعت کے خیال سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی ای الماس ذرا اُنکو قیدیون کو دکھا دو سب ساحر دوڑے پایۂ تخت ملکہ سے لپٹ گئے تخت لا کے اُتارا سب ساحر گرد آکے جمع ہوے مہران نے کہا طلسم کشا کو لاؤ ایک ساحر گیا سر زنجیر تھام کے صاحبقران کو لایا ہاتھون میں ہتھکڑیان باؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹھ بازو بند ہون پر جوڑے فولاد کے ہر چند کہ اسم اعظم بند دل دردمند تحمل کرتے ہوے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پکار کے کہا سامری و جمشید پر لعنت کرتا ہون سحر العجائب نے کہا ای حمزہ خوف کر کُل اہالیان طلسم نام سے تیرے جل رہے ہین بڑے بڑے افسر ہاتھوں سے تیرے مارے گئے اب تمھارے لشکر پر بھی لشکر کشی ہوگی میان اخضر وغیرہ کو ایک سحر مین شاہ گنگے بی آفتاب کی بھی حدت دیکھی جائیگی بی زنار کا جنیو ٹکڑے ٹکڑے ہو اُس رشتۂ تمام پر اُسکو بھاناز ہی ایک ایک کی فکر کی جائیگی اب آپ کیونکر میرے ہاتھ سے امن پائیگا امیر نے کہا تیری کیا مجال ہی مہران تیغ کھینچ کر اُٹھی الماس نے ہاتھ پکڑ لیا کہا واری آپ کیون تکلیف کرتی ہین غلامان جان نثار حاضر ہین آپکے ملازم قتل کرینگے ارے یاقوت تاجدار کو بھی لاؤ یاقوت نے کہا او ملعونہ جو تجھسے ہو سکے تصور نہ کر ہم آمادۂ مرگ و مبتلائے قضا ہین اپنے اپنے طور پر سب کلام کرنے لگے یاقوت نے صاحبقران سے کہا ای شہریار افسوس ہی آپنے لوح کو ملاحظہ نہ کیا امیر نے فرمایا ای برادر بجان برابر جو قضا و قدر کو منظور تھا وہی ہوا یہ بچیا ہمارے قتل پر قابض نہین ہی اور اگر قضا دامنگیر ہی کون روک سکتا ہی اور اگر قضا نہین ہی تو خداوند عالم کو سب طرح اختیار ہی ان ملعونون کو یہ غرور بالکل بیکار ہی بقول سعدی

ای نطفۂ مرد منی سو بچاسی نیجه
تا بردہ رنج گنج میسر نمی شود
سعدی ہر نفس کہ برآورد در حجر

کا ابلیس را غرور منی خاکسار کرد
مرد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد
چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد

بخشندۂ کہ سابقۂ فضل و رحمتش
ہر کو عمل نکرد و عنایت امید دار
شاید گر التفات کند خلق مرحبا

الا کسی کہ عاقبت امید وار کرد
دانا نکرد ابلہ و دل انتظار کرد
سعدی کہ شکر نعمت پروردگار کرد

صاحبقران نے اس فصاحت و بلاغت سے یہ اشعار پڑھے کہ یاقوت کے دل کو تقویت ہوئی کہا ای شہریار بہت بجا ارشاد فرمایا اُس کریم و رحیم کی رحمت پر نگاہ کرنا چاہیے اُسی کو سب طرح کا اختیار ہی انسان بالکل مجبور و لاچار ہی کیا اشعار آبدار حضور نے پڑھے کہ اُنکے سننے سے دل کو میرے تقویت ہوئی کوئی ہمارے قتل پر قادر نہین اگر وقت آگیا تو انتشار بیکار ہی ایک دن پیوند خاک ہونا ضرور ہی اُسکی عنایت بے نہایت سے کیا دور ہی کہ ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے اُنکی کیا لیاقت ہی جو ہم سب کو قتل کرین صاحبقران نے فرمایا اپنے معبود حقیقی و رب تحقیقی سے رجوع کرو امیر نے جو یہ فرمایا یاقوت نے بیقرار ہوکے دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای کریم کارساز ای سامع الدعوات ای رحیم و کریم اس عبد خاکسار کو ان دشمنان خدا کے ہاتھ سے بچالے نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ
ہر وقت و ہر حالت خدائے کبریا حافظ
بجز ذات خدائے واحد و یکتا و لا ثانی

خدا والی خدا حامی خدا مشکل کشا حافظ
خدا در ابتدا مالک خدا در انتہا حافظ
نمی باشد کسے اندر سرائے دوسرا حافظ

بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کنند موسلے — بود حق گو بہ کرخانہ بخانہ جابجا حافظ
برائے بندہ مسکین مسکینی و تنہائی — خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ
بنہ در مخزن حق نقد تسلیم و زر کم بیداری — کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
نباشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را — اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ
کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان رفتند — کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
بجسم و جان عالم در حفاظت رود مشتاری — بحال خستہ جیلس کرم فرما تو یا حافظ

ہزار ہوکے یاقوت دعا مین کررہا ہوں صاحبقران آمین فرماتے ہین لیکن مہران آسمان سیر
نے کہا صاحب سنو میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی ایسا نہو یہ ظالم رہا ہو جائے یہ تمہارے بیان
کا پرا قاعدہ ہی کہ دشمن کو اسیر قید کرو اسی عرصے مین جو لوگ چھوٹ جاتے ہین کون کون لوگ قید تھے
کس کس طور سے رہائی پائی صدہا ملک اسلام آباد ہوگئے ایک طرف وہ شجر پرست قیامتین برپا کررہا ہی
جس ملک مین پہونچا اُسے شجر پرست کیا کئی ملک اُسکے بھی قبضے مین آگئے اسی طرح جب سالہا سال قید
رکھیگے کوئی صورت انکی بھی رہائی کی نکل آئیگی اسوقت طلسم کشا کو قتل کرو سحر العجائب نے کہا بہتر صاحب
تمہاری خوشی کے واسطے مین یہ برائی بھی گوارا کرونگا تمھین یاد ہوگا کہ نبیرۂ حمزہ کا بھی تو قتل کرنے کا ارادہ کیا
تھا مگر اسی وقت کنگرہ مکان کا گرا ایسی سو ساحر ایک شخص کو نہ قتل کر سکے بلا کے طلسم برباد ہو جائیگا مگر صاحب
مین تمہارا کہنا کرونگا ای الماس جگر خوار شراب لاؤ ایک منتر مجھے یاد ہی سامری نامے مین لکھا ہی وہ منتر اگر
دم کرونگا جو اس شراب کو پیے گا سو برس عمر بڑھ جائیگی الماس نے کہا اے شہنشاہ آج تک اسکو کیون نہ
ہرن کیا کیسے کیسے رفیق مارے گئے سحر العجائب نے جواب دیا کتب ہاے پارینہ جو میرے پاس ہین ان مین
بڑے بڑے حالات درج ہین ایک مقام پر سامری نے یہ منتر بھی لکھا ہی سامرن ماندی پڑ گئین تب
سامری نے یہ منتر تصنیف کیا شراب پلائی لیکا جھاڑ کے آٹھ گھڑی ہوئین پھر ماندی بھی نہین ہوئین
شراب کا شگلا لاکے رکھا گیا سحر العجائب نے ایک بڑا سا منتر پڑھا جسمین القاب سامری سے لے کر
دو سو جنداوندون کے نام سے شریک تھا وہ منتر پڑھا جو چکا بھی کہا سحر العجائب نے اپنے ہاتھ سے جام
الماس کو پلایا مہران آسمان سیر نے کہا صاحب مجکو پلایا ہوتا کہا صاحب یہ میری جان کی نگہبان ہی مین نے
اسکو آج سے اپنا وزیر اعظم کیا انتظام طلسم اسی کی ذات پر چھوڑا اسکے ساتھ بڑے بڑے احسان کرونگا
الماس نے اُٹھ کے سلام کیا جام پیکی اب تو جام ہے اندیشۂ انجام چلنے لگا بقول شخصے بے پائون جام چل رہا
ہی پینے والے خوش ہو رہے ہین مہران دمبدم کہتی ہی صاحب سب سے پہلے حمزہ کو قتل کرو سحر العجائب
کہتا ہی تمہاری خاطر سے مین نے یہ بھی گوارا کیا بلا سے طلسم برباد ہو جائیگا تمہاری خوشی تو ہوگی ابھی اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھر بھرونگا سر اور لاشہ اسی مقام پر چھوڑ دینگے کہ آکر راہگیر بھی دیکھیں
ہر جگہ مشہور ہو کہ طلسم کشا مارا گیا سب شراب پینے لگے سحر العجائب کہتے جاتے ہین کہ سب کو راضی کرونگا بھی
یہ احسان کسی پر نہین ہوا اے مہران آسمان سیر تمہارے کہنے سے وہ چیز صرف کی یہ انجام اپنے واسطے رکھا تھا
کہ جب طلسم کشا حملہ طلسمی پر آئیگا یہی جام پی کے جیتے رہونگا مگر آج اپنے معشوق کا کہنا دل و جان سے قبول
کیا سب کو شراب پلا دی یہ چالیسون جادوگر مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوئے کیون الماس

تو اب کیا معلوم ہوتا ہی الماس نے کہا ای شہنشاہ مجھے کرسی آسمان پر لیے جاتا ہی سحر العجائب بہت ہنسے کہا ای
الماس اب تم مقبول خداوند ہو مین اب خداوند کی خدمت مین جاؤنگی جو تجھے کیا تھین بہت جلد انعام ملا چاہ
کندہ را چاہ در پیش الماس نے کہا ای شہنشاہ یہ باتین میری سمجھ مین نہین آتین سحر العجائب نے کہا اب سمجھ
مین آجائیگی تھوڑی دیر مین خاتمہ ہوتا ہی اب دم بھراڑاپنے مقام تک پہونچ جاؤنگی آج نامہ دولت کی زبان سے ایک
غزل بھی سن لو اسے یاد رکھنا دیکھو ہمارے شہر کے اُستاد ناسخ والاجناب کیا خوب ارشاد فرماتے ہین **نظم**

مرچکا ہون جلد ساقی سے کہو لائے شراب	صاف اگر باقی نہو ہی خم لائے شراب
ہون وہ صاحب ظرف پی جاتا ہون جیحون شراب	ایک کوزے مین سما جاتا ہی دریائے شراب
بزم مین کیا دوڑتے پھرتے ہین ای ساغر شر	دست ساقی کو کہون کیونکر نہ مین پائے شراب
مست ہون دیوانہ بھی اور سنگ زن اطفال بھی	غم نہین سر کا کہین ٹوٹے نہ مینائے شراب
ساغر داغ جنون سے مست مین دیوانہ ہون	کیا خرابات جہان مین مجکو پروائے شراب
مجھسے کب ای محتسب ڈرتے ہین رند سرفروش	گر رہے ہین ہم سر بازار سودائے شراب
ہجر ساقی مین ہی ایسا شور بختی کا اثر	سرکہ ہو جائے جو میری بزم مین آئے شراب
ہو گیا لبریز ای ساقی پیالہ عمر کا	فرقت ساقی مین ہی کسکو تمنائے شراب

سحر العجائب نے اس رنگ مین یہ غزل گائی مہران کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے کہا ای شہنشاہ ماشاء اللہ کیا
الماس جگر خوار گھبرا کے اُٹھی کہا ای شہنشاہ آپ گاتے ہین زمین ناچتی ہی سحر العجائب نے کہا جلد اپنے مقام
سے اُٹھو پھر خاتمہ ہی قارن نے کہا ای ملکہ مین بھی تمھارا شریک ہون قارن و الماس دونون ہاتھ تھام
کے اُٹھے دونون کا اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا ڈگمگا کے گرے بیہوش ہوے اور ساحر لینا لینا کہکر چلے جو
آمادہ جان سے اُٹھا چالیسون جادوگر بیہوش ہوے سحر العجائب نے اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرہ خواجہ عمرو**

مرا نام ہی خواجہ خواجگان	عمرو ذی حشم نسبت مہتران	مری نسل سے ہی کمر پیدا ہوا	مرے نام پر قدر خورشید ابھرا
اڑاتا ہون کفار کے مین نشان	جھکاتا ہون دشمن کے ہر دم کمان	مرا گرد گلشن قیل و قال	مری چال سے ہی صبا پائمال
فلک کی جو گردش کا سامان ہی	نشان ظفری گرد پاپوش کا	مرا قیصر دمشتر نامدار	امیر عرب سخیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی	کرا آقا ہمارا جہانگیر ہی		

عمرو دیکھ کر چکے اُٹھا ملکہ خورشید برق درخش کو
خواجہ مہران آسمان سیر کی صورت بناکر لائے تھے یہ معرکا سطح پر گذرا کہ جب یہان امیر گرفتار ہوے
خواجہ عمرو فکر مین پھر رہے تھے کہ مین اپنے کو خدمت مین آقائے نامدار کے پہونچاؤن ایک صحرا مین بیٹھے رو رہے
تھے کہ افسوس مین اپنے آقا سے جدا ہون کہ ملکہ خورشید آکے پہونچین گرا آمدید کہا خواجہ تمنے سنا صاحبقران
مرحلۂ قارن بن قدرت بن متقرون پر قید ہوگئے الماس نے نشہ کر کیا صاحبقران نے بڑا دھوکا کھایا
اگرچہ مین سحر مین اُس سے کم نہین ہون مگر شدہ مرحلۂ طلسم ہی اگر کسی آفت مین پھنس گئی تو رہائی دشوار
ہوگی عمرو نے کہا ملکہ مجکو بیچلو خواجہ بصورت سحر العجائب اور خورشید کو بصورت مہران بناکر شکل مذکور
آکے پہونچے عیاری ہی بڑی سب کو بیہوش کیا خواجہ نے جھپٹ کے الماس و قارن کو قتل کیا ملکہ خورشید
نے برق چمکائی اور سب ساحرون کے سر اُڑ گئے عمرو نے سب کے کپڑے اُتار لیے صاحبقران کی
قید خود بخود جسم سے دور ہوئی شہنشاہ اسم اعظم کا ملکہ نے زور ڈالا صاحبقران ہوشیار ہوے خورشید نے قدمون پر

سر رکھدیا یاقوت تاجدار خواجہ کے گرد پھرنے لگا کہا خواجہ آپ خوب وقت پر پہونچے خورشید نے کہا
اے شہریار ایسی غفلت آپکو لازم نہین اگر حضور لوح کو ملاحظہ فرما لیتے تو اس آفت مین مبتلا نہ ہوتے امیر نے
فرمایا اب انشاء اللہ ایسا نہوگا اب قدم بقدم لوح کو دیکھتا رہونگا خواجہ عمرو نے کہا آقا غلام بھی ساتھ رہیگا امیر نے
کہا طریقہ طلسم کشائی سے سراسر خلاف ہے مین تنہا طلسم کشائی کرجاؤنگا عمرو نے تمام مکان لوٹ لیا اسباب
بہت نکلا ہر چند صاحبقران نے کہا خواجہ اس مال مین غازیون کا حق ضرور ہے عمرو نے کہا غازیون کے واسطے
دانہ گھانس بہت ہے اپنے اپنے تھان پر کھنایا کرین اب وہ تین ہزار جوان جو قید سے چھوٹے وہ بھی ہمراہ ہین
یاقوت تاجدار کو بڑی خوشی ہوئی خورشید نے کہا حضور اب دیر نہ کرین دیکھیے لوح کیا خبر دیتی ہے امیر نے
لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیاح این عجائبات اگر خدا اپنا فضل کرے المامن حجرخوا
سے مہلت ملے تو اسی کے قصر مین بیٹھ کے یہ اسم ورد زبان کرو جو کچھ مقدمات ظاہر ہون لوح کو دیکھکر کام کرنا
ملکہ خورشید تڑپ کر بلند ہوئین خواجہ عمرو اور شہ کے الگ ہوے صاحبقران نے ایک گوشے مین بیٹھکر
اسم حاشیہ لوح پڑھنا شروع کردیا قضائے کار ایک نخل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے
بوقلمون اسمین بے انتہا ہین ایک عندلیب خوشنوا اسپر آکے بیٹھی اُس عندلیب نے شاخ گل پر بیٹھکر زمزمہ سرائی
شروع کی پہلوئے گل مین پھول سے بیٹھی ہے نظارہ چہرۂ محبوب ہے نیب ہزار رقص کر رہی ہے دم محبت کا بھر رہی
ہے رنگ محبت گل مین ڈوبی ہوئی بلبل کی خوش ادائی پر طفلان غنچہ مسکرا رہے ہین ایک آہو بھی چرا کرتا ہے صحرا
مین آیا دونون سینگون تیان مثل زلف محبوب پیچ و تاب کھائی ہوئی پشت پر سفید لکیر مثل کہکشان فلک آہو نے
جست کرکے جو طرارہ بھرا چند پھول جست کرکے سے آہو کے زمین پر گرے بلبل تڑپ گئی پھولون کا گرنا بار ہوا
آہو پر حبیب نے منقار ماری اسقدر بے پشت آہو پر لگائے کہ آہو پھولون کو پامال نہ کرسکا ایک غنچہ بھی شاخ
سے گرا تھا بلبل نوا سنج نے اُس آہو کو بھگا کے غنچے کو منقار مین اُٹھایا شاخ گل پر بیٹھی زمزمہ سرائی تو موقوف
کردی جا بجا تڑپ کر اُسی مقام پر سب گرد دون بار صاحبقران اسم حاشیہ لوح پڑھ رہے تھے جو شخص طلسم کشائی
مین سب کچھ بھولے ہوے تھے بلبل نے جو غنچے کو منقار مین اُٹھایا آہو کو بھگایا گلون کو پامال نہ کرنے دیا غنچے کو منقار
مین لیے ہوے شاخ گل پر بیٹھی ہے صاحبقران نے اسم پڑھنا تو موقوف کیا اس تماشے کو بنگاہ غور دیکھا غنچے
لوٹ کے گرنا آہو کا آنا یاد آیا جوش طلسم کشائی مین تھے یا اسم موقوف کرکے ایک آہ کی ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر
تحریر کرچکا ہے کہ صاحبقران غنچہ آرزو سے دلشاد دختر شاہ طلسم پر عاشق ہوے تھے بالکل بھولے ہوے
تھے اب اسوقت اس حرکات پر عندلیب کے صاحبقران کو یاد آگیا بیقرار ہوگئے آنکھون کے نیچے تصور غنچۂ آرزو
پھر گئی اسم وغیرہ موقوف کردیا تڑپنے لگے بیقرار ہو دفعۃً بڑے پکار اُٹھے نظم

آہ مظلوم سے ڈر ارے	گل ہلتے ہین خوب کھلکھلا کر
توبہ توبہ خدا خدا کر	انصاف تو ہو خدا خدا کر
وہ آپ سے بیٹھے پاس آکر	پچھتائے ہم انسے دل لگا کر

ارے ہو شہید ہان بچا کر	اے دل ہے یہ مقتضائے الفت
اللہ بچائے مرغ دل کو	ہاتھ اسکی کمر مین ڈال ہاتھ
قسمت نہ شب وصال جاگی	اے موت ہے جی جہان مین ناحق

باتین نہ کرو حجاب کرکے	شکوے سے زبان نہ آشنا کر
پھرتے ہین وہ زلف کو بنا کر	عنقا کو شکار پر ملا کر
سوئے سر شام سے وہ آکر	ناخن سے نہ گرشت کو جدا کر

عاشق پہ نہ بے سبب جفا کر	روتا ہون مجھ مین تو جا کر
کیا نام ہون کا چپ رہا ہے	کیا رحم ہے کام ہے ہتون کو
ممنون ہین جب تزی کے ہم	تار نسبت نہ نام عشق لکھے
اے ساقیا بعد مرگ گسکا	

غافل اعمال سے حساب کر
اندھیرے دن کو مہ لقا کر
خود کو صرف روشن کر
بیٹھے مرے پاس سر جھکا کر
دیکھو تو ادھر نظر اٹھا کر
و بسم طبیعت کی شگفتگی کر
پردے سے جمال کو دکھا کر

مانگے کا جو مانگتا ہون بوسہ
دو دنی ہو تا لعبارت چشم
عاشق سے نہ چاہیے کدورت
اللہ نے دی ہو گر بصارت
شعلے نکلیں نہ کیون دہن سے
گرجاوگے خلق کی نظر سے

کہتے ہین کہ ہوش کی دوا کر
خاک اُسکے قدم کی توتیا کر
دل آئینہ ہے اُسے صفا کر
آنکھون کو نثار نقش پا کر
دل خاک کیا جلا جلا کر
سر پر اغیار کو چڑھا کر

بالون سے چھپا نہ زرد رو کو
غافل لازم ہے فکر عقبیٰ
صدقے اس شرم اس حیا کے
مشتاق نگاہ لطف کا ہون
دنیا کی ہوس اور تونے کھویا
بیہوش کیا برنگ نرگس

صاحبقران نے اسم پڑھنا بالکل موقوف کیا اُس عندلیب خوشنوا نے بھی گرد منقار سے پھینکا اڑکے چلی اب حال سنئے اُس حریف آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا بھی ضرور ہوا کہ ملکہ غنچۂ آرزو اپنے باغ دلکشا مین گرد کنیزین آج جو شب کو محل مین گئی سحر العجائب نے آکے کہا بڑا غضب ہوا ای پارہ جگر اب بڑی مشکل ہوئی طلسم کشا کو لوح مل گئی وہ وہ ساحر قتل ہوے جنکا قتل ممکن نہ تھا غنچۂ آرزو کو کچھ تسکین ملی کلی آرزو کی کھلی بوقت سحر باغ مین شگفتہ ہوکے آئین کنیزین پرا باندھے گھڑی ہین ملکہ صحن باغ مین آکر بیٹھیں کنیزون سے کہنے لگیں کہ صاحبو طلسم کشا لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے الماس جگر خوار نے گرفتار کیا تھا وہ بھی قتل ہوئی دیکھیے اب والی کیا انتظام کرتے ہین لاکھون جادوگر واسطے انتظام کے بھیجے گئے ہین ہر ایک کو یہی حکم ہے کہ جسطرح ہو سکے مکر سے سحر سے زور سے زر سے طلسم کشا کو گرفتار کرو زندہ نہ بچین ہر طرف سے ساحر گئے ہین انکا خدا ہے نادیدہ دشمنون کے شر سے انکو بچائے ایک جری دلاور اُسکے لاکھون دشمن یہ باتین کر رہی تھین کہ دیکھا ایک عندلیب خوشنوا اُڑی ہوئی جاتی ہے غنچۂ آرزو نے آواز دی ای عندلیب جادو کہان جاتی ہو کہا واری مین نے اپنے دام مکر مین طلسم کشا کو پھنسایا تھا تو اسم پڑھ رہے تھے اب کچھ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین ملکہ نے کہا تونے کیا حرکت کی عندلیب جادو نے کہا غنچۂ گل جو شاخ سے ٹوٹ سکے گرا مین نے اُسکو منقار مین اٹھا لیا طلسم کشا محجوب ہو گیا رنگ تبدیل ہوا اُسوقت سے اسم نہین پڑھا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین مین شہنشاہ کو خبر کرنے جاتی ہون اب بلا نازل ہوگی طلسم کشا گرفتار ہو جائیگا ساحران غدار فکر مین چلینگے ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے طرف اپنی کنیز نسترن کے دیکھا کہا ای نسترن حقیقت مین کیا خوب کسی نے شعر کہا ہے فرد میان عاشق و معشوق رمزیست * کراما کاتبین را ہم خبر نیست * اور اسی مقام پر میان نعمت خان عالی کیا خوب ارشاد فرماتے ہین دل کو عاشق کے برماتے ہین

اشعار

بسکہ عاشق در خیالش خود و بین پیدا کند
تا شدی در سینہ پنہان آرزو در خاطرم
ہر نگاہ چشم حیرانش بجائے بوسہ است
مردم ای یاران گران جان اندرون سنگ مزار
عالی از خود رفتہ دل در فکر یارے گم شدہ است

تا نہ اکمال را برگ گل رخنہ کند
ہر نفس گرد و رنگے تا ترا پیدا کند
گر تو سودا میکنی عاشق دکان را وا کند
گو سبک روحی چو بوئے غنچہ در دل جا کند
سید ہم جان مژدگان گر کسے پیدا کند

کہو نسترن اگر یہ جا کے شاہ سے لگیگی تو کیا ہوگا نسترن نے کہا واری بڑی آگ لگیگی ملکہ نے باتون مین عندلیب جادو کو روکا ملکہ چاہتی ہے عندلیب کو جانے نہ دو کہ اگر یہ جائیگی تو بڑی آفت برپا ہوگی یہ کہکر کہا ای عندلیب جادو ذرا ٹھہرتی جا تاکہ واری طلسم کشا کے مددگار بہت ہین ایسا نہ ہو کوئی ہوشیار کردے

جلد انتظام ہوا کہ طلسم کشا سے بھی اسم پڑھ لیا پھر ہمارا مطلب دلی بر نہ آئیگا عندلیب نہین مانتی جاتی ہے جلد
جا کے شاہ سے خبر کرون پھول نرگس کا غنچے کے ہاتھ مین تھا ملکہ نے کہا کیون عندلیب جادو مجھکو پھول سے بڑی
محبت ہے دیکھو تو یہ پھول کیسا ہے عندلیب جادو نے پھول ہاتھ مین لیا یہ بھی اپنے پہلے کہہ دیا تھا کہ مین جو خفا شاہ
سے ہونگی وہ دس ساحرون کو روانہ کردینگے وہ جادوگر جا کے آفت برپا کردینگے اور اگر مین نہ پہونچی تو مالک
مر طلسم سمندر آب بار فکر کریگی مگر مین سمجھ جو کار نمایان کیا خلعت کی امیدوار ہون اور دوسری تدبیر بھی
ہو جائیگی یہ کہکر اسنے گل نرگس سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہوئی نسترن کنیز کہ رازدان تھی سمجھ گئی کہ ملکہ نام
پر طلسم کشا کے جان دیتی ہے نسترن نے کہا واری اب کیا ہوگا کہا نسترن مین تیرے صدقے ہو جاؤن تو
اپنے تو خدمت طلسم کشا مین پہونچا دیکھو تو کیا کر رہے ہین اگر تجھسے ہو سکے تو جا کر ہوشیار کردے یہ تو بات راز
کی ہے اگر موقع پانا تو عندلیب جادو کے حال سے آگاہ کرنا کہ اے صاحبقران آپ طلسم کشا ہین لوح کو کیون
نہین دیکھتے نسترن نے کہا مین ابھی جاتی ہون جب یہ جانے پر آمادہ ہوئی تو ملکہ نے اسکے گلے مین ہاتھ ڈالکے
کہا اے نسترن تجھے ہمارے سر کی قسم اگر ہو سکے تو مدد بھی کرنا عندلیب جادو مر کر تو مین نے نہین جانے دیا
ہے مگر قضا سے کار عندلیب کی ہین بلبل بے خانمان تان نخل چنار سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھی صاحبقران
جو سیر باغ دیکھنے لگے مبہوت سے بیٹھے ہین غنچہ آرزو کا سحر ہے ملنا یاد آیا حیران ہین کہ کیون ای امیر اب
غنچہ آرزو سے کیونکر ملنا ہوگا اس نخل خلد منزل تک کیونکر رسائی ہو اسی سوچ مین امیر بیٹھے ہین اور
بلبل بے خانمان نے یہ تو دیکھا کہ سہری بن عندلیب جادو نے عجب شعبدہ کیا کہ طلسم کشا دیکھنے سے لوح کے
اور پڑھنے سے اسم کے محروم ہین یہ سوچ کر ایک آواز چیخ کے دی ای سمندر آب بار اب جلد اپنے کو بچاؤ
یہی وقت گرفتاری طلسم کشا ہے بلبل بے خانمان نے جو یہ آواز دی غنچے مسکرائے مجنون نے آنکھین کھولین نرگس
کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل نے زلفین عنبرین کو درست کیا عروسان چمن نے اپنے کو چالاک و چست کیا
ایک مقام پر سے زمین شق ہوئی امیر نے دیکھا زمین شق ہوئی ملکہ خورشید برق وش نے زمین سے
سر نکالا کھڑکھڑاتی کانپتی ہوئی قریب آئین کہا ای شہریار سارے طلسم مین ایک کھلبلی پڑی ہوئی ہے حضور کیسے حیران
حیران ہین مہاراج سب نگران ہین مین ابھی آپکو دربار شاہان طلسم مین لیے چلتی ہون آپکو دربار مین شاہون کے فوراً
پہونچا دونگی وہان پہونچ کر جنگ رستمانہ کیجیے تیغ برق مثال کھینچے اگر آپنے دو تین نگراہون کو مار لیا تو طلسم
فتح ہوگیا مرحلہ جات اگر نہ کر مین تو کچھ نقصان نہین آل طلسمی پر قبضہ ہو جائیگا قلب حضور کا تسکین پائیگا لیکن
لوح طلسمی کھولکر دیکھئے بنا اسکو پختہ کردن امیر یاد مین ملکہ غنچہ آرزو کے ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ اس وقت
خورشید کی باتون پر یقین کامل ہوا کہ یہ جان دیے ہوے بربادی طلسم کی تدبیرین کر رہی ہے ساحرہ
زبردست بادہ عشق و عاشقی سے مست امیر نے گلے پر ہاتھ ڈالا خورشید اسی طرح کی باتین کر رہی ہے
کتنی ذرا ای شہریار اب آپنے طلسم فتح کیا اب مشکلین نہ پڑینگی کوکب کو بھی ہم رہا کرا دینگے اب سب مشکلین
آسان ہوئین جیسے ہی امیر نے گلے پر ہاتھ ڈالا نسترن جادو فرستادہ غنچہ آرزو ایک طائر کی شکل پر
پہونچی دیکھے تو یہان عجب رنگ ہے طلسم کشا دنگ ہے سمندر آب بار بصورت خورشید برق وش
طلسم کشا سے لوح لیا چاہتی ہے دیکھتے ہی بیتاب ہوگئی سوچی کہ اگر طلسم کشا نے لوح دیدی تو پھر یہ ملعونہ بدلہ
دکھائیگی طلسم کشا کی آبرو پر بنیگی پکاری تھی ای شہریار مقام افسوس ہے کہ آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ نہین فرماتے

لوح کو جلد ملاحظہ فرمایئے آپنے لوح طلسمی دی اور غضب ہوا امیر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ آواز دینے والا
تمہارا دوست ہی اگر تمنے لوح دیدی تو پھر تمہاری جان نہ بچیگی یہی لوح اسکے جسم سے مس کر دیجیے سمندر نے
پلٹ کر طرف طائر کے دیکھا کہ یہ طائر نے کیا آواز دی پکار اٹھی کہ او فتنہ انگیز مین نے تجھکو پہچان لیا اتنے عرصے
مین صاحبقران نے لوح طلسمی جسم سے خورشید نقلی کے لگادی اسنے ایک چیخ ماری آواز دی او طلسم کشا
غضب کیا مگر کہان جائیگا تو سمندر کے ایک شعلہ آتش نکلا اس سے سارے جسم مین آگ لگ گئی
دم بھر مین جل کے خاک ہو لی آواز آئی کشتی مرا نام من سمندر آب بار بود وہ طائر زمین پر گرا امیر نے
دیکھا ایک کنیز کمسن چلی آتی ہو آکے اسنے کہا ای شہریار ملکہ غنچہ آرزو دلکشا نے بعد اشتیاق ملاقات کے
عرض کیا ہی کہ طلسم کا ایک ایک گل بوٹا آپکے واسطے خار ہی بہت ہوشیاری سے کام کیجیے امیر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای
نازمین تجھکو واسطے اپنے دین و مذہب کا مجھکو ابھی پاس اپنی ملکہ کے لیچل مین اسی کے اشتیاق مین مبہوت ہون
اسوقت کسی چیز کا ہوش نہین ابھی عندلیب نے عجب رنگ دکھایا غنچہ کو زمین سے اٹھایا چاہتی ہی شاخ
پر نصب کرے یہ کیفیت جو مین نے دیکھی بس تصویر خیالی ملکہ کی میری آنکھون کے نیچے پھر گئی بقول مصنف
فرد ہون تصور مین ترے صورت تصویر گلی ✻ جسم بیحس ہی مرا پیکر بیجان کی طرح ✻ ای قاصد ملکۂ عالم
نام نامی تو اپنا بتاوے کہ اسوقت ملکہ نے تجھکو ہم تک بھیجا ہمارا یہ مطلب نکل گیا کہ سمندر آب بار کو
مین نے قتل کیا نسترن نے دیکھا کہ انکی باتون سے اشتیاق پیدا ہی یاد زلف عنبرین مین پریشان تصویر
آئینہ رخ کے حیران بیتاب و بیقرار آہ آہ کرتے ہین کہا حضور اب کنیز کو جلد رخصت کیجیے یہان میرا زیادہ
ٹھہرنا مناسب نہین مین مقرب صحبت ملکۂ عالم ہون اگر کسی بدانداز نے اس خبر کو سن لیا یا مجھکو یہان
دیکھ لیا ملکہ پر گمان کریگا اور وہان شاہان طلسم سے جاکر کہدیگا ملکہ سے یہ صدمات نہ اٹھ سکینگے اگر
سحر العجائب وغیرہ نے انکی گرفتاری کا قصد کیا وہ فوراً جان دیدینگی نسترن نے جو یہ باتین کین امیر
نے جلدی ہاتھ چھوڑ دیا تعجب کیا تھا نسترن نے اب چلون کے پہلو سے نعرہ ہوا اباش او لکاترہ مین نے
تجھکو پہچانا ہم ذخار جادو برادر سمندر دیکھا امیر نے کہ ایک ساحر زبردست جھومتا ہوا پیدا ہوا
جیسے برق تڑپ کے آسمان سے گرتی ہی اسطرح ستون پر گرا نسترن کی گردن لی یہ بھی کٹ جاتا ہی کہ مین نے
پہچانا تو ہی نے میری بہن کو قتل کرایا اب تجھکو شاہ کے سامنے لیچلونگا نسترن نے آواز دی یا امیر فریاد
غضب ہوا مجھکو ذخار جادو لیے جاتا ہی امیر نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر ذخار نسترن
کو لیگیا تو تمہارے دوست کا پردہ کھل جائیگا یہ بھی امیر نے دیکھا کہ ذخار جادو بلند ہو چکا نسترن مثل
مرغ بسمل تڑپ رہی ہی مگر اسکے پنجۂ قدرت سے نہین چھوٹتی امیر نے کمان کیانی دوش سے اتاری
تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا اسنے تیر کو جلادیا اسطرح امیر نے کئی تیر لگائے اسنے سب کو
جلادیا تیرون نے خطا کی امیر تعجب کے ہیئے دل مین کہتے ہین کہ یا صاحبقران غضب ہوا جو نسترن
کہتی تھی وہی ہوا اگر یہ گرفتار ہو کے سامنے نمکحرامون کے گئی کنیز ہو اگر کہہ بیٹھی کہ مجھکو ملکہ نے بھیجا تھا
امیر اس سوچ مین کھڑے ہین یاد مین غنچہ آرزو کے سب کچھ بھولے ذخار جادو لیکر نسترن کو چلا
ایک صحرا مین آکے ٹھہرا نسترن کو نخل سے باندھ دیا متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئی تھی اسنے ہوشیار کیا
کوڑا ہاتھ مین لیکے سامنے آیا کہ کیون نسترن اب تیرا کیا حال کرون نسترن نے آنکھین کھول کے دیکھا کہ

ساحر کمترا ہی اور کہہ رہا ہی کہ تونے طلسم کشا کو کیون ہوشیار کیا اور سمند رتاب بار الیسی ساحرہ کو قتل کرایا تجھکو
کیا نفع ہوا یہ کہکر اسنے ایک کوڑا مارا نسترن بلبلا گئی جسم کی دھجیان اڑنے لگی بلک کے اسنے کہا ای ذخار
مین جسکی کنیز ہون اُسنے جو حکم دیا وہ مین بجالائی میری کیا خطا ہی اگر تجھکو سزا دینا چاہتا ہی تو کوڑا نہ مار ایک ہاتھ
تلوار کا مار دے کہ سر اڑ جائے یہ صدمے میرے اٹھانے کے لائق نہین ہین مجھکو قتل کر ڈال مگر انصاف شرط ہی
کہ مالک نے میرے مجھکو بھیجا تھا مین کیونکر نہ اُسکے حکم کو بجالاتی ذخار نے کہا ای نسترن زیادہ باتین نہ بنا کیا
تجھکو ملکہ غنچہ آرزو نے بھیجا تھا وہ بھلا کیون اپنے باپ کا گھر برباد کرتین نسترن ایک کوڑا کھا چکی ہی نہایت
بیچین تھی ضبط نہو سکا کہنے لگی کہ وہ تو طلسم کشا پر جان دیتی ہین ایک روز صحرا مین برائے شکار گئی تھین وہان
طلسم کشا سے آنکھ لڑی اُس دن عاشق ہو کے آئین جیسے طلسم کشا اُنکے واسطے وہ برائے طلسم کشا بیقرار ہین
آٹھ پہر رویا کرتی ہین عنبر لیب جادو کو گرفتار کر لیا بیہوش کرکے ایک چمن مین ڈال دیا مجھکو اسواسطے بھیجا
تھا کہ جا کے طلسم کشا کو آگاہ کر دے دشمنون کے شر سے بچالے مین چلی آئی میری اسمین کیا خطا ہی جو مالک نے
حکم دیا وہ کیا ذخار جادو نے کہا مین ابھی جا کر ملکہ کو بھی گرفتار کراتا ہون ہر چند کہ وہ دختر بلند اختر بادشاہ
طلسم ہی صاحب قہر و خشم ہی مین جا کر غفلت مین سحر کر کے بیہوش کرونگا یہ کہکر اسنے کنیز کو درخت سے کھولا
کمر مین شکنجہ دیا چاہتا ہی کہ لیکر اُڑ جاؤن کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی ذخار جادو آواز کی طرف
متوجہ ہوا دیکھا ایک عورت منہ ڈھانپے ہوئے رو رہی ہی ذخار نے نسترن کو پھر نخل سے باندھ دیا آپ
قریب آیا چادر عورت کے منہ سے ہٹائی اب جو اس نازنین سے آنکھین چار ہوئین نازنین نے پھر منہ ڈھانپ
لیا اور کہنے لگی ای شخص نامحرم ہو میرے قریب چلا آیا مجھ کیون ہاتھ لگاتا ذخار جادو صورت زیبا دیکھکر
بیقرار ہوا بخوشامد پوچھنے لگا ای نازنین تو کون ہی اُسنے شرما کے چپکے سے کہا مین خواجہ جمشید بازرگان
کی دختر ہون میرے باپ کا قافلہ اس صحرا سے جاتا تھا مین بھی اُنکے ہمراہ تھی کہ قزاق آکے گرے سب مال
لوٹ لیا سب سے آدمیونکو جان سے مار ڈالا نہین معلوم میرے باپ پر کیا گذری مین نے یہ معرکہ دیکھکر
اپنے تئین ایک جھنڈی مین چھپا دیا تین روز ہوئے بے آب و دانہ اس جنگل ویران مین پڑی ہون
ایسا نہو کوئی جانور درندہ مجھکو کھا جائے ذخار جادو نے جو یہ سانحہ مذکور سنا بہ وفور محبت پاس بیٹھ گیا کہا
ای نازنین مین جہین مین شہنشاہ نورافشان کا سردار معزز و سرفراز ہون بڑے ساحرون مین ممتاز ہون
یقین ہی کہ اب مجھکو عہدۂ وزارت ملیگا تجھکو خاتون محل قرار دونگا قزاقون کو گرفتار کرادونگا ماں باپ کو تیرے
قید سے چھڑا دونگا اُس نازنین نے کہا صاحب اگر تمکو اسوقت میرے حال زار پر رحم آیا تو اتنا احسان اور کرو
ایک ہاتھ تلوار کا مار دو کہ مین اس کشاکش سے نجات پا جاؤن ذخار نے کہا میری جان تجھ پر نثار ہی مین تمکو اپنے
ساتھ لیچلونگا یہ کہکر نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا کہا میرے ساتھ چلو مین تخت سحر تیار کرکے اُسپر بٹھا لونگا وہ جو سامنے
نخل سے کنیز بندھی ہوئی کھڑی ہی اُسکو بھی لیلون تو چلو وہ نازنین شرمائی ہوئی اُٹھی ساتھ ساتھ ذخار کے چلی
چند قدم چل کے گر پڑی کہا صاحب بھوک کے مارے میرا عجب حال ہی قدم اُٹھانا محال ہی ذخار نے پھر ہاتھ تھام
نازنین سے کہا صاحب میرا ہاتھ چھوڑ دو دیکھو کوئی اور مردوا چلا آتا ہی ذخار اُدھر تکنے لگا نازنین نے اپنے نام کا نعرہ

کیا نعرہ خواجہ عمرو ہون	عمرو ہون مین عیار عیار ہفت اقلیم	مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان	تماشۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و عیار ہون	مرا تیز رفتار رہو قدم	صبا ٹھوکرین کھاتی ہی ہر قدم	اڑا دون صبا کے بھی ہوش کو

نہ یاد دے مری گرد پاپوش کو	دو وقت جہان گرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون	عمرو نے نعرہ کر کے جتنے

صدمے مارے اسکی گردن و کمر مین بھی ہو رہے لڑکھڑا کے گرا گرتے گرتے عمرو نے خنجر مار دیا تیغہ عمرو کا ٹ
گیا ذخار نہ مرا ادھر صاحبقران پریشان و حیران اسی گوشے سے نکلے نسترن کے گرفتار ہونے کا بڑا صدمہ
ہر کو دیکھا خواجہ نے ذخار کو تیغہ مارا اگرچہ تیغہ ٹوٹ گیا کچھ اثر نہ کیا امیر نے آواز دی ای دست صادق
ای یار موافق یہ تمنے بڑا کام کیا یہ ملعون نسترن کو گرفتار کر لایا تھا وہ بیچاری کیا ہوئی عمرو نے کہا وہ
سامنے نخل سے بندھی ہی اس ملعون نے بڑے صدمے پہونچائے امیر نے آگے تیغہ عقرب سلیمانی
سے ذخار کو قتل کیا نسترن قید سے چھوٹی روتی ہوئی سامنے صاحبقران کے آئی عرض کی ای شہریار
خواجہ نے بڑا اکار نمایان کیا کنیز پر بڑے بڑے صدمے گذر گئے صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا فرمایا ای گلشن
کوئی صورت ایسی بتاؤ کہ ملکہ کو ایک نظر دیکھ لین ہماری تو اب عجب کیفیت ہی بقول آتش لکھنوی

عشق اسکا جان کھوتا ہی برنا و پیر کی
سیدھی ہی ہو گئے تو اگر انگلی کبیر کی
بے مانگے ہی سے عاشق مسکین کو دیجیے
تاثیر اسمین بھی ہی دعاے اسیر کی
زنجیر ہو گئی ہین بدن کی مرے رگین
زنجیر مین ہماری صدا ہی نفیر کی
خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہمصفیر کی
دیکھا سفیر کار نہ دیوانے کا کوئی
لی ہی قسم بتون سے خدا نے ضمیر کی
جیسا کہ شادمان ہون مین روز وصل مین
بو آتی ہی ہمارے دہن سے شیر کی
تیر کی زیادتی مین شوخی ہی کمی کی
رنج مین صفا ہی سینۂ روشن ضمیر کی
ہوتے اگر مرا دل سودا زدہ وہ زلف
لڑکے مزاجی مجھکو خوش آتی ہی پیر کی

اس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی
صحرا سے لیچلا ہی تمہین شہر کی طرف
سو لے مرے سوال ہی صورت فقیر کی
غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن
کھینچی ہی ناتوانی نے تصویر اسیر کی
اللہ ری اس صنم کے بدن کی نزاکت
رنگ اسمین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی
وہ لعل لعل لب ہی مرے شاہ حسن کا
اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی
جس نور سے ہین شریک جلی ای خلق کا
شیعہ کو یہ خوشی ہی شب عید غدیر کی
آنکھ لگے کدہر سے کہان یان سے جالی
ای عشق خیر چاہیے حسن شریر کی
تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون
ہو سکے ہی بلند صدا دار و گیر کی
اس گوش و چشم ساز تو دکھا دے ہی سنا

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
کم ہو گئی ہی عقل جنون سے مشیر کی
پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
بازار عمر سے ہی گل آدم سیر کی
بو ویرانہ کس کریم کے در وا نہ جا ہی دل
بجا سمر ہی جسم کا کرتا ہی حریر کی
دم بند اسکا زمرہون نہ میرے کیا
سودے مین جسکے بیلی ہی گودڑی فقیر کی
چھیڑا ہی مین نے جلکے برہمن لو و زین
حسرت ہی نہ آئی اب معشوق تیر کی
اس طفل شوخ کا جو لیا ہی زبان نے نام
دل کی کچھ خبر ہی نہ جگر اسیر کی
اس ماہ چار دہ کو ہی حاصل کمال حسن
طفلی مین چھیے سال چمکتی تھی پیر کی
اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان
آتش قسم ہی ذات سمیع و بصیر کی

نسترن نے عرض کی وادی جس وقت آپ باغ سیاہ کو فتح کر چکے اسوقت ہمزود باغ ملکہ مین گذر ہوگا امیر
نسترن سے یہ باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی نسترن نے عرض کی ای شہریار اور ساحران غدار
آپکی تلاش مین آتے ہین مہر الشہرہ مناسب نہین ہی نسترن تو چلی گئی دیکھا یاقوت تاجدار تین ہزار جوان
ساتھ تھا امیر نے فورا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ طلسم کشا یہ سب تمہارے سردار ہین تمہاری تلاش مین آتے ہین
یاقوت نے جو صاحبقران و عمرو کو دیکھا عرض کی ای شہریار غلامان جانباز نے صرف ایک آواز سنی تھی کہ
ای اہالیان طلسم مبارک ہو طلسم کشا پیدا ہو گیا اس صدا کو سنکر دل ہمارا بیقرار ہو گیا تاب نہ باقی رہی آپکی تلاش

ہین لکہ شکر ہی کہ آپکو بصحت وعافیت پایا امیر نے فرمایا ہان گرفتار تو ہوگئے تھے مگر حافظ حقیقی نے بچا لیا دو
افتادہ پڑین دونون سے نجات پائی ابھی ذوالفقار جادو کو مین نے آکر مارا اگر تم سب صاحبون کا اسوقت
آنا بہت غنیمت ہوا مین نہایت کسلمند تھا مین شبانہ روز ایک طور پر گذرے مین نے طلسم ہزار اسپ
مین جب داخل کیا تھا وہان کے بھی ساحر تھے بہت مکار و غدار تھے مگر یہان کے ساحر اُنسے زبردست
اور حیلہ ساز ہین خداوند کریم ان ناموں کے کر و غدر سے بچائے آج تمام روز بارگاہ استادہ رہی امیر
داخل بارگاہ دقلت اشتباہ ہوئے تین ہزار جوان بھی گرد بارگاہ اُترے سردارون نے اپنے اپنے خیمے استادہ
کئے بارگاہ امیر کو مثل دل کے بیچ مین لئے ہوئے صاحبقران بارگاہ مین خواجہ کا انتظار کرتے ہوئے فرمارہے
ہین کہ خواجہ کسی صورت سے اپنے کو خدمت مین ملکہ خجستہ آرزو دلکشا کی پہونچا دو دیدار ملکہ کا دل مشتاق ہی ایک
ایک پل جدائی بہت شاق ہی عمرو نے کہا آقا کوشش کرونگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک ٹکڑا ابر سیاہ آسمان پر
پیدا ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ پوش پشت پر اُسکے بارہ ہزار آدمی سب سیاہ کپڑے پہنے ہوئے علم ہاے
سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے مقابلے مین لشکر صاحبقران کے آکے اُترا سامنے آکے آواز دی کہ نام
منم سیہ پوش جادو بہتر ہی کہ یہان سے اب ہٹ جائیے اب ایک قدم آپکو آگے نہ بڑھنے دونگا مجھکو
حکم ہی شاہان نور افشان کا کہ طلسم کشا کو جلد گرفتار کرکے لاؤ اگر آپ ہٹ جائین تو مین شاہون سے
جاکر عرض کر دونگا کہ طلسم کشا سے ملاقات نہین ہوئی مین جس مقابلے پر گیا کبھی خالی نہین پلٹا تین دن کی
آپکو مہلت ہی یہ کہکر لشکر مقابلے مین اُتارا صاحبقران نے جواب مین کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی اجل تیری شاید
گریبان گیر ہوئی ہی تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکر امیر داخل بارگاہ ہوئے سیہ پوش جادو لشکر مین داخل ہوا
مگر طبل جنگی نہ بجوایا صاحبقران نے انتظار کیا جب نصف رات گئی تھی تو انسے دنیا کہا تھا کہ اے شہریار
یہان سے سمت کرس پر باغ ہی کہ اُسکو باغ گلعذاران کہتے ہین وہان ملکہ تشریف لاتی ہین اگر آپ شب کو
وہان جائیے تو کیا عجب ہی کہ ملاقات ہوجائے صاحبقران کو یہ بات یاد تھی پہر رات گئے دربار برخاست
کیا خواجہ کو اس بات کا خیال نہ تھا امیر سے وعدہ کیا کہ مین پتہ لگا دونگا جب رات زیادہ آئی دل امیر کا
بہت گھبرایا اُٹھ بیٹھے خیال آیا کہ اسوقت چلکے اپنے محبوب مطلوب کو دیکھو آئین باغ بتایا ہوا تھوڑی دور
ہی راہ طی ہو جائیگی یہ سوچ کر لباس شبروی جسم پر آراستہ کیا تیغہ عقرب سلیمانی کو بغل مین دبایا اُسی شب
تیرہ و تار مین راہی ہوئے صحرا کا سناٹا درختون کی ہوا بڑے بڑے پہاڑ جب ہوا چلتی ہی پتے کھڑکھڑا
کرتے ہین جانوران درندہ کی آوازین کسی طرف سے شیر ببر دھاڑ کا مارتے نکلا کسی جانب سے اژدہا منہ
سے شعلۂ آتشین چھوڑتا ہوا اٹھا ہی ہوا کسی سمت عالم سیاہ جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین صاحبقران
جوش اشتیاق ملکہ مین چلے جاتے ہین قلیل رات باقی ہی کہ اُسی صحرا مین دور سے ایک سمت روشنی معلوم
ہوئی صاحبقران نے بنگاہ غور دیکھا تو چار دیواری باغ کی معلوم ہوئی جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا
کہ دروازہ باغ کا بند ہی سناٹا معلوم ہوتا ہی امیر پہلو پر باغ کے آئے دیوار پر کمند ماری کسی نخل
مین جاکے پھنسی ہوئی امیر کمند مار کے دیوار باغ پر آگئے دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہوا ہی امیر دیوار سے اُترے
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھے یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ آرزو دلکشا بیٹھے بیٹھے گھبرا کے اُٹھین کہا تھا جو اسوقت
میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی کیا کرون صحن باغ مین چلو ذرا دل رشتی کرو عجب مزاج کی کیفیت ہوئی جاتی ہی

طرف صحرا کے نکل جاؤں کیوں ہوا نسترن صبا رفتار گھوڑے ہمارے واسطے تکلیف اٹھائی یہ تو بتاؤ کہ طلسم کشا
کس کام میں ہیں پھر مگر وہاں کی خبر لے نہایت پریشان ہوں نظم

تا چند کروں سینہ میں میں آہ و فغاں بند | کب تک رہے اس گھر میں الٰہی یہ دھواں بند
اس قلزم ہستی میں ہیں وہ گوشہ نشیں ہم | دن رات رہا مثل حباب اپنا مکاں بند
ہم الفت دنیا ہی اسے ہم لذت دنیا | وہ گنج ہی دل جسمیں ہی نقد دو جہاں بند
تنہا دیکھتا ہوں یار کا کچھ کہہ نہیں سکتا | آنکھیں تو کھلیں ہیں مری لیکن ہی زباں بند
گردش ہی جو قسمت کی سو موجود ہی واں بھی | گر شیشۂ ساعت میں رہے ریگ رواں بند
پھرتا ہی یہ کوئی ترے کوچے میں شب کو | تا صبح نہیں ہوتی ہی آواز سگاں بند
تنگ آکے شب وصل میں ہو جائے برہنہ | اندام کو اس گل کی قبا کے ہوں گراں بند
سر سبز گلستاں ہوں چلے باد بہاری | کھولے اسے ساقی جو ہی مدت سے دکاں بند
آوازہی کرتیہ قاتل سے ہی آتی | ہوتا ہی جدا جسد سے انسان کا یاں بند
سودے نے تری زلف مسلسل کے کیے ہیں | زندان محبت میں ہزاروں ہیں جواں بند
دکھلائیگا اللہ مجھے یار کا کوچہ | ہم میں ہوں رہے گا نہ در باغ جناں بند
قسمت مجھے کیوں گنبد افلاک میں لائی | آتش خفقانی کو قیامت ہی مکاں بند

نسترن نے عرض کی داری صبر کیجئے دل پہ جبر کیجئے یہ تو خبر کنیز دیتی ہی کہ سیہ پوش جادو بڑے زور و شور
سے مقابلے میں اترا ہی کچھ مکر و غدر کی فکر کر رہا ہی اب انکا خدائے نادیدہ اس ملعون کے ہاتھ سے انکو بچائے ادھر
نورِ گلستان میں سے صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ کنیزوں نے آ کے چبوترے پر فرش بچھایا ملکۂ غنچہ آرزو گلشن
کو دیکھا کہ گل سا چہرہ مرجھایا ہوا بال پریشان حسن میں لاثانی آئینہ رخسار پر حیرانی اسوقت صاحبقران کی
بیقراری ہر مرتبہ یہی قصد کرتے ہیں کہ جا کے قدموں پر سر کو رکھ دوں اور دست بستہ عرض کروں کہ قتلوار
اتار لیجے اب ہمسے بار سر نہیں اٹھتا مگر جبر کر کے رک جاتے ہیں دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑکتا ہی ملکہ بھی جو کنی
چار جانب دیکھ رہی ہیں فرماتی ہیں کہ آج کیا ماجرا ہی کہ بیتابی کرتی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کروں بوے
لباس صاحبقران آتی ہی طبیعت لہراتی ہی نسترن ہر مرتبہ سمجھاتی ہی کہ داری میں نے شہریار سے کہہ دیا تھا
کہ بعد فتح جنگ سیہ پوشان آپ باغ گلعذاران میں آئیے اب یہ دعا کیجے کہ پروردگار انکا سیہ پوش سے
انکو مہلت دے آئینۂ آرزو میں صورت فتح و ظفر دکھائی دے رنج و غم دفع ہوں ملکہ نے کہا اے نسترن ہمیں تو
بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہیں کہ باغ سیاہ پوشان فتح ہو اور ہم انسے بخیر و عافیت ملیں باغ
میں دیکھو ہر وقت انقلاب ہی دیکھا غنچہ کھلا گل ہوا عندلیبان خوشنوا پھول کے جلوے گل میں بیٹھیں راز و نیاز
کرنے لگیں اسی وقت گلچین آیا اسنے دست ستم دراز کیا پھول کو توڑ لیا بلبل بحسرت نگران ہی کہ صیاد کا گذر
ہوا اسنے دام بچھایا بلبل گرفتار ہوئی کنج قفس جائے مسکن ہوا بلبل کا کچھ زور نہ چلا عاشق و معشوق دونوں کو
ثبات نہیں ہم بھی مثل حباب لب جو دنیا سے کنارہ کیے ہوئے ہیں زندگی کا کیا بھروسا اگر بعد ہمارے انسے ملاقات
ہو تو میری طرف سے عرض کرنا کہ شہریار وہ کشتۂ تیغ حسرت و یاس انتقال کر گئی اب قبر پر جا کے فاتحہ پڑھیے کیا
عجب ہی کہ تشریف لائیں ہمکو یاد کریں ہماری روح کو شاد کریں نظم

چون کند پردہ نشین چہرۂ زیبا افشان را
دو دستش بر دوش رود و دل زار ستم زلف
بے مہ روے تو روشن نہ شود خانۂ دل
غنچۂ شیرین نہ کند لب ز تبسم بہ چمن
نالہ آئینہ کہ خاموش محبت تحفہ

بچہ در پنجۂ مژگان کنندم مژگان را
حلقہ در حلقہ بود سلسلۂ طوفان را
بے سر زلف تو ایمان نہ بود ایمان را
پر ز خوناب جگر تا نہ کند دامان را
صید صیاد کند بلبل خوش الحان را

کستری نے عرض کی داری کیون اسقدر حضور مایوس ہوتی ہین خدا نے چاہا تو یہ لطف ملاقات ہوگی
یہ کلام حسرت انجام سنکر صاحبقران کو تاب نرہی بیقرار ہوکے آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاق
مصیبت زدہ حاضر ہوا اپنی محفل خلد منزل مین ہمکو بھی جگہ دیجیے یہ کہکر صاحبقران بیتابانہ دوڑے ملکہ
نے پلنگ پر دیکھا امیر لباس شبرو کی پہنے ہوے خنجر برق مثال بغل مین دبا ہوا دیکھتے ہی ملکہ اپنے مقام سے
اُٹھیں پکارکے آواز دی ای شہریار ذیوقار آئیے تشریف لائیے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ؛ جبتک صاحبقران جو چلے ایک محل کی ٹکر لگی ٹھوکر کھا کے
گرے بیہوش ہوے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے آنکھ جو کھلی دیکھا خواجہ عمرو سرزانو پر
رکھے ہوے کہ رہے ہین کیون شہریار خیر تو ہی کیا آپ بد خواب ہوے امیر نے بہ نگاہ حیرت طرف
عمرو کے دیکھا کہا ای یار وفادار یہ کیسے عجائب و غرائب ہین کہان تھا اب کس مقام پر ہون جی چاہتا ہی
گریبان چاک کرون یہ کیا ستم ہوا کاش کہ روح قالب خاکی سے نکل جاے کیا کہون کیا سانحہ گذر گیا دل
میرا قابو مین نہین ہی جی جاہتا ہی خود کشی کرون

خیال یار مین دل شعلان ہی
تماشا ہی تو آتش دہان ہی
تکلم ہی فقط ہی اس صنم کا
طلوع صبح ہی وقت اذان ہی
نقاب اُلٹی گل عارض سے اُسنے
کرہ دل کا مثال آسمان ہی
ہما تا کوے جانان مجکو پہونچاے
زمین فیض قدم سے آسمان ہی
خیال زلف مین نالان جو ہی دل
کمعوبات حسینان آشیان ہی
غزل اک اور پڑھیے اس زمین مین

نہین ہی غم جو نظرون سے نہان ہی
تصور اس سیم تن کا دل مین ہی نج
خدا کی طرح گویا بے دہان ہی
سراپا ہون غم فرقت سے مین زرد
گل حسرت کی بھی اب خزان ہی
نہ کیون اس شمع رو کے گرد ہو خلق
کہ ناسہ ہی سراپا استخوان ہی
دہان سنگ مین ہی مانند مشعل
لبسان اژدہا آتش فشان ہی
ہر اک انگلی ہی اُسکی شمع کافور
کہ سب مشتاق بزم دوستان ہی

مسی مالیدہ لب ہمرنگ پان ہی
خیال یار کا کل پاسبان ہی
کرون نالے بھلا آخر سبب دل
مرا قد مثل شاخ زعفران ہی
تصور ہی جو اک خورشید رو کا
کہ فانوس خیالی آسمان ہی
ستارے جھڑتے ہین جو کفش پا کے
سر زانو میرا اک کہکشان ہی
رنگ طائر رنگ حنا ہون
تجلی اک بلورین شمعدان ہی
بجا اعجاز مرا مسند صبح تا صبح

جسکر بند امام انس و جان ہی اس طور سے امیر نے یہ اشعار آبدار پڑھے کہ عمرو نے گھبرا کے
کہا ای آقا مفصل ارشاد فرمائیے کیا ماجرا گذرا جو آپ اسقدر بیقرار و مضطر ہو رہے ہین امیر نے فرمایا ای
مونس تنہائی شب گزرہ مین اکثر طبیعت میری گھبرائی فراق یار نے بہت پریشان کیا اس کنیز نے جبکے وقت
مجھے اتنا مژدہ کہا تھا کہ آج کی شب ملکہ باغ گلعذاران مین تشریف لائینگی مین خود لباس شبرو کی پہنکر

چلا گیا باغ مین پہونچا ملکہ بھی باغ مین آ کے حکایت و شکایت کر رہی تھین مین زمزمۂ گلستان مین سے
بیقرار ہو کے دوڑا نخل کی ٹھوکر لگی گر پڑا بیہوش ہوا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو یہان پایا حیران ہون کہ یہ
کیا ماجرا گذرا عمرو کے ہوش اڑ گئے کہا آقا آپکو سہو ہوا خواب دیکھا ہوگا امیر نے فرمایا خواجہ یہ خواب
نہین دیکھا مین رہبری کر کے گیا تھا صحرا مین اژدرے دیکھے ماران صیاد ملے کئی جانورون نے جان کو حملہ
کرین مین نے اپنے کو انسے بچایا وہان پہونچ کر عرصۂ دراز تک جھگڑا رہا عمرو نے کہا ای شہریار اور کیا کہین
یہ سب عجائب و غرائب طلسم ہین ذرا لوح تو ملاحظہ کیجیے امیر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ ای قتال طلسم
اگر پروردگار فضل کرے ذخار جادو مارا جاے اور سیاہ پوش سے مقابلہ ہو وہ طلسم جنگلی نہ ہو اسے شہا
تو کہین جانے کا ارادہ نہ کرنا اب آپ عجائب و غرائب سیہ پوشان مین گھرے ہوے ہین وہ جو اسم حاشیۂ لوح
بہ تعداد تمام نہین کیا اسی کی یہ کیفیتین ہین اپنے تو جسطرح ہوسکے بارگاہ سیہ پوشان مین پہونچانا
بارگاہ مین مقابلہ پڑے اور بہت یہ مضمون صاحبقران نے دیکھا فرمایا خواجہ ہم عجائب و غرائب مین
سیہ پوشون کے مبتلا ہین نہین معلوم آپ تو بے جانی یار جادو دانی نے ملکہ کو دیکھا یا نہین مگر خواجہ اصل یہ ہے کہ
ملکہ کو بھی ہماری ملاقات کا اشتیاق ہے مگر خوف شاہان طلسم ایسا ہے کہ زبان نہین ہلا سکتین اگر خدا نے فضل کیا
اور شاہان طلسم سے مقابلہ ہوا اور بہت انکو قتل کیا تب ملکہ سے ملاقات ہوگی صبح مین ملاقات بھی ناممکن ہے
امیر نے فرمایا مین اپنے کو بارگاہ سیاہ پوشان مین بہ تکرار پہونچاؤن غرض خود ہو گئے اپنے مقام پر بیٹھے عمرو
بارگاہ سے باہر نکلے لشکریون کو دیکھتے پھرتے ہین سیہ پوش جادو اپنی بارگاہ مین ہر اپنے ساحرو ان سے
کہہ رہا ہے مین نے طلسم کشا پر رنگ معمولی پایا اسی تین دن کے اندر ٹوٹ لونگا شب بھر مین نے سحر کیا
کیا ہے شہنشاہ نے کہا تھا عمرو کو گرفتار کر کے طلب کرنا مین ابھی جاتا ہون عمرو کو گرفتار کر لاؤن یہ کہکر ہوا پر
ایک عقاب پر سوار ہو کے روانہ ہوا خواجہ بازارون مین پھر رہے ہین بازارون سے روپیہ تحصیل کرتے
ہین سیہ پوش نے آسمان سے جو عمرو کو دیکھا ٹوٹ کے گرا پنجہ کمر مین دیکر لے اڑا عمرو نے ایک چیخ ماری
برق نے دور سے دیکھا کہ استاد کو ایک جادوگر لیے جاتا ہے برق چلاتا ہوا بھاگا خدمت امیر مین
آیا عرض کی ای شہریار ابھی استاد بازارون مین پھر رہے تھے کہ سیاہ پوش جادو آکے گرا استاد کی کمر مین
پنجہ دیکر لے اڑا امیر سنکر گھبرا اٹھے کہا برق جا کر خبر لو کہ میرے یار وفادار پر کیا گذری برق نے کہا
ہرکارے گئے ہوے ہین یقین ہے خبرین لیکر آتے ہونگے یہان سب بارگاہ مین بیٹھے ہین وہ سیاہ پوش
عمرو کو لیے ہوے آکے پہونچا تمام سردار اٹھ کھڑے ہوے کہا ای شہریار کار نمایان کیا شہنشاہ کی بہت تاکید
تھی کہ جسطرح ہوسکے عمرو کو پکڑ کے قتل کرو اگر ساربان زادے کا سر کاٹ کے بھیجا تو شہنشاہ طلسم بہت مسرور
ہونگے اور آپکو مرتبۂ وزارت ملیگا جاگیرین معاف ہو جائینگی اور یہ بات جو آپنے شاہون کے سامنے عرض
کی تھی کہ طلسم کشا کو مع لوح طلسمی مجھے دیجیے اب آج اسکا ظہور ہوگا اصل یہ ہے کہ ساربان زادہ ہی یہان
طلسم کشائی کر رہا ہے اسنے وہ وہ کار ہاے نمایان کیے کہ جسکا ہونا ناممکن تھا ورنہ اب تک طلسم کشا قتل
ہو جاتا مگر اب حضور ساربان زادے کے قتل مین تامل نہ کرین فوراً دار پر کھینچ دیجیے سر کاٹ کر روانہ
کر دیا جاے اور یہ لکھ بھیجیے کہ امروز فردا مین طلسم کشا بھی گرفتار ہو کے آجائیگا سیہ پوش جادو نے
جلاد کو فوراً طلب کیا خواجہ ہرچند داد فریاد کرتے ہین کہ ای سیہ پوش لوگون نے تمھارے سامنے

غلط بیان کیا ہاں اگر مجکو نذر کرو تو بیشک تمہاری خدمتگزاری کردوں خوب راضی کردوں ہرچند عمرو نے خوب خوب باتیں بنائیں سیہ پوش جادو کب مانتا ہی اگر اسکے دل میں کچھ مزہ بھی آیا تو اس بات کو سردار سنا دیتے ہیں رنگ نہیں جمنے دیتے آخر کار لاچار ہو کے خواجہ چپ ہو کے بیٹھے جی میں کہتے ہیں میں نے تو ایسی بری چیز کو یاد بھی نہیں کیا وہ جو شخص مجھ کو شفرق کردیتے ہیں عورتیں کہ بیوہ لڑکوں کو یتیم کرتے پھرتے ہیں میں کبھی انکا نام بھی سفر قلب پر تحریر نہیں کرتا اور اگر زبردستی وہ مقصد کرنے میں تو انکی بزرگی سے امید ہی وہ بھی جانتے ہیں کہ عمرو مرد سعید ہی وہ میرے پاس نہ آئینگے اس عرصے میں جلاد بھی آگیا لیکن تڑپتا ہوا آواز دیتا ہوا ای شہنشاہ کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی ناحق کی حیرانی ہی ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم کرتا ہوں یہاں تو جلاد نے گردن پر کرنے کا خط دیا جہاں سلیمان لشکر اسلام موجود تھے خبریں لیکر بھاگے اُنکی دختران لشکر میں جب پہنچے ہر شخص خبر پوچھتا ہی کہ اُستاد پر کیا گذری مگر ہرکاروں کے منہ سے بات نہیں نکلتی گھبرا گھبرا کے ہر ایک سے یہی کہتے ہیں خدا اُستاد کی جان بچالے تو بڑی بات ہی سارا دربار دشمن ہی ہر ایک سا ہر در ہر ہیں ہر روتے پیٹتے ہوئے سامنے صاحبقران کے پہنچے امیر نے گھبرا کے پوچھا ارے خیر تو ہی ہرکارے رونے لگے دست بستہ عرض کی اُستاد گرفتار کیے گئے تھے اب وہ ملعون اُستاد کو قتل کیا چاہتا ہی ہمارے سامنے اُستاد کے قریب جلاد آ پہنچا تھا گردن پر کرنے کا خط دیا صرف حکم لینے کی دیر تھی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا ای مقبل وفادار مرکب جلد تیار کرو مقبل وفادار نے مرکب تیار کیا امیر جھٹ پٹ سوار ہوئے یاقوت تاجدار نے قصد کیا امیر نے فرمایا خبردار کوئی میرے ہمراہ نہ آوے میں اپنی جان دونگا یا اپنے یار وفادار کو رہا کر کے لاؤنگا یہ فرما کے امیر بازو چلے فرماتے ہیں کہ یارو برق فرنگی کہاں ہی ہرکاروں نے عرض کی حضور وہ تو عاشق جانی خواجہ عمرو ہی جس وقت سے اُسنے خبر سنی کہ خواجہ گرفتار ہوئے اُسی وقت سے غائب ہی یقین ہی کہ بارگاہ سیہ پوش میں پہنچا ہو یہ فرما کے امیر نے مرکب کو تھمایا یہاں سیہ پوش نے جلاد سے اشارہ کیا ارے جلد سارے بان زاد سے کا سر کاٹ لے خبردار اب مجھسے حکم نہ لینا جلاد نے کہا اسکے ساتھ بہت سے سر کٹیں گے بعض نے کہا حضور دیکھیے جلاد کیا کہتا ہی جلاد نے کہا کیا میں بجا کہتا ہوں سب مسلمان مارے جائینگے یہ کہکر وہ جلاد قریب خواجہ عمرو کے آیا عمرو نے جو نگاہ ملائی دیکھا میرا مجبور یا جلاد بنا ہوا آیا ہی اشارہ کیا اُستاد سنبھل بیٹھے عمرو درست ہو بیٹھے برق فرنگی نے لپک کے تیغہ مارا عمرو نے ہاتھ اُٹھایا وہ وار بالکل خواجہ کے بچا ہتھکڑی کٹ گئی دوسرے ہاتھ میں بیڑی بھی کاٹ دی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

برق فرنگی تصنیف مصنف

ترکِ تیغ میں برق رفتار ہوں
ارسطوئے ذی علم شاگرد ہی
ہر ہر قدم غرب ہی شرق ہی

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کہ کون مکار عیار ہوں
جو ہر کمر پہ میرا اپسرا ار
مجھے لاد اہرن میں نام ہی ہرتیکا

ارا اُستاد ہیں خواجہ نامدار
گردن سیکڑوں کی راہ ملی
ترے ب سے مری جرخ بہار
خواجہ عمرو بھی نعرے اُٹھتے ہی

نے حقہ ہائے آتشبازی دافناخر درج کردیے بارگاہ سیاہ پرستان میں چہار سمت اندھیرا چھا گیا اُس دھوئیں نے صد ہا کو بیہوش کیا اندھیرے میں دونوں نے بڑے بڑے ساحر مارے برق فرنگی نے کہا اُستاد اب یہاں سے جلدی نکل چلو خواجہ عمرو و برق فرنگی لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلے اُنکا

بعد تھوڑے عرصے کے روشنی ہوئی سیہ پوش نے کہا اگر یہ دونوں نکل گئے تو قیامت برپا ہوگی دیکھو جانے نہ پائیں گھیر کے مارلو جادوگر باہر نکلے خواجہ و برق بھاگے ہوئے جاتے تھے سیہ پوش نے ہر طرف گولہ مارا گولہ چھٹا خواجہ و برق فرنگی گرے سیہ پوش نے کہا یارو میں نے سحر سے بیکار کیا اب یہ عیار نہیں جانے سکینگے دوڑ کے مارلو ساحر دوڑے تلواریں کھینچ کھینچ کر کوئی نیزہ لیکر چلا کوئی خنجر کھینچ کر آیا عمرو برق نے دیکھا کہ چہار جانب سے ساحروں کا بلوہ ہے تب گڑگڑا کر دعا کی ای خالق لیل و نہار ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی بحرمت سے ان کافران غدار کی بچا لے نظم

هست در اقلیم دل ذات خدا فریاد رس
شاه عادل مالک ملک قضا فریاد رس

خالق خلق و رحیم و راحم و پروردگار
داد بخش و حاکم و فرمان روا فریاد رس

وقت حاجت میکند امداد آن حاجت روا
حل کند هر مشکل آن مشکلکشا فریاد رس

حاجت هر بنده می بیند بچشم عاطفت
بشنود با گوشش قدرت هر صدا فریاد رس

باز دارد از کمال لطف بر هر مستغیث
باب عدل خویش هر صبح و مسا فریاد رس

کیست غیر از ذات آن فرمان روای جن و انس
بنده پرور سایه گستر بادشا فریاد رس

بنده را در بندگی دارد خدای لایزال
کی پسندد مبتلا زار و رنجا فریاد رس

کارفرمای عدالت منصف انصاف دوست
صاحب صدق و صفا و بی ریا فریاد رس

بشنود فریاد و بخشد داد خلق آن دادگر
میرسد هر حاجت جا بجا فریاد رس

بر درت آمد ز نفس خویش هندی دادخواه
گوش کن فریاد این مظلوم یا فریاد رس

عمرو و برق نے جو بیقرار ہوکے دعا کی چاہتے ہیں ساحر کہ دونوں عیاروں کو قتل کریں کہ نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ صاحبقران

ز بیم فراری افواج دیوان
به بازو شده فتح و نصرت شمار
بلرزند از خوف دیوان تمام
سلیمان ثانی لقب یا اتم

ستم صاحب چتر و تیغ و علم
چو رستم به سنجان پیکار و دار
لندهور چنان به چو لاتگی خان شمر
ستندوان مرتجب گشته شکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
که کنجاب ملعون گروه فرار
جزا از پرا از عدل عالم گی
اگر از جنگ بیرون ذلیل و خوار

ستم قاتل کافران جہان
چو دریا مر جنگ شد آشکار
ندوم دیو عفریت مار و مار
ادر آنجا چه جاه و داد و ب یاتم

دور سے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو و برق زمین پر پڑے ہیں ساحر قتل کیا چاہتے ہیں امیر تلوار کھینچ کر جا پڑے لوح کا عکس دونوں پر ڈالا یہ دونوں یا تو بیکار پڑے تھے یا اٹھ کر سے بچے پیچھے ہٹ کے لڑنے لگے سیہ پوش سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے پیچھا کیا لڑ رہے تھے یہی خوبی تھی کہ اسکی بارگاہ میں جانا چاہیے سیہ پوش اپنی بارگاہ میں پہنچا امیر بھی اسکے پیچھے چلے جاتے ہیں یہی فکر ہے کہ بارگاہ میں جا کر تلوار چلے جب سیہ پوش نے دیکھا کہ طلسم کشا بارگاہ میں گھس آئے ساحروں کو آواز دی یارو گھیر لو چہار طرف سے ساحروں نے بلوہ کیا امیر بھی لڑنے لگے سیہ پوش جادو بھی لڑنے لگا بارگاہ میں تلوار چلنے لگی صاحبقران اکیلے لڑ رہے ہیں لوح کی حفاظت کرتے جاتے ہیں سیہ پوش کہتا ہے یارو سب ملکر لپٹ جاؤ لوح طلسمی چھین لو جس سامنے ہاتھ بڑھایا امیر نے جھٹکی کا ہاتھ مارا یا ہاتھ اسکا اڑ گیا چیخ مار کے بھاگا امیر نے ہزاروں کے ہاتھ اڑا دیے امیر شیر اندر لڑ رہے ہیں ملک یاقوت بھی آکے پہنچی سرداران صاحبقران بھی آگئے میں گرمی جنگ ہے اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہے کہ لڑکا ایک سردار سیہ پوش کا

نعرہ مارا ای برادر نہ گھبرانا میں آپہونچا اسم نیلی پوش جادو سب نے دیکھا ایک جوان نیلی پوش لکہ ابر
سے پیدا ہوا بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ تھے نیلی پوش بھی مع اپنے ہمراہیوں کے آکے شریک جنگ ہوا
امیر نے دیکھا کہ ہمارے ساحر ہوا سے قتل ہونے لگے اب صاحبقران تو مشکل ہے اگر سرداروں کو بچاتے ہیں
تو ساحر ارادہ لوح لینے کا کرتے ہیں لوح کو بھی بچاتے ہیں سرداروں پر بھی سینہ سپر کرتے ہیں اس آمد ورفت
میں صاحبقران نے چند زخم بھی کھائے ایک مقام پر انتہا کا ہجوم ہوا ہے صاحبقران کو کئی ہزار ساحروں
نے گھیرا ہے چاہتے ہیں لپٹ پڑیں امیر کو نہایت پریشانی ہوئی کہ اب لوح کا بچانا دشوار ہے بیقرار ہو کے
دعا کی ای پروردگار مجھکو اس آفت سے بچائے امیر نے دعا جو کی آسمان سے ایک برق کڑک کے گری
کئی سو ساحروں کے سر اڑگئے برق گر کے پھر بلند ہوئی سیاہ پوش نے ایک گولا مارا برق شق ہوئی سب
نے دیکھا ایک طاؤس زرین بال پر ایک مہ جبین مثل پری بیٹھی ہاتھ ہلا رہی ہے دسوں انگلیوں سے دس
برقیں چمک کے گرتی ہیں سو سو کے سر اڑ جاتے ہیں سیاہ پوش نے ملکہ خورشید برق وش کو پہچانا کہا
کیوں اے خورشید تمہیں ستانے سے ساحروں کے کیا حصول ہوا ملکہ نے آہ سرد کھینچ کر فرمایا او ظالم
ہمارے باپ کی سلطنت کو جو تم سب نے مٹایا کیا پھل پایا اب انشاء اللہ تم سب کتے کی موت مارے جاؤگے
یہ کہکر ہیچہ طلائی کمر سے کھینچا پہلو پر صاحبقران کے آگئیں جب نیچھ مارا دس دس کے سر اڑگئے جب گرز مارا
کافروں کے سینوں کو دبا کے نکل گیا تسبیح ماش کے دانے مار دیے سو دو سو معاش یوں قتل ہوئے ملکہ کے
لڑنے سے امیر کو مہلت جو ملی جھپٹ کے قریب نیلی پوش کے آئے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح کو چھپایا
نیلی پوش کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا نیلی پوش کے دو ٹکڑے ہوئے دور
سے سیاہ پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ نیلی پوش ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا گھبرا گیا سوچتا ہے کیا تدبیر کروں
مگر کچھ بن نہیں پڑتا بھاگا بھاگا پھرتا ہے چاہتا ہے پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں صاحبقران اسکا تعاقب کرتے
ہیں ملکہ خورشید برق وش نے قیامت برپا کر دی ہے جس طرف سحر کیا ہزاروں ساحروں کو مارا دریائے
خون بارگاہ میں بہا ہے کشتی جسم کافران طوفانی ہیں یا وہ ان کو حیرانی آب تیغ کی طغیانی دریائے خون کی روانی
ہزاروں سر مثل حباب تیر رہے ہیں تیر مثل ماہیان دریا دریائے خون میں پھر رہے ہیں خون برس رہا
ہے صاحبقران کا یہ مقصد ہے کہ مثل نیلی پوش کے سیاہ پوش کو بھی ماروں مگر وہ بچکر بھاگا پھرتا ہے خوف
جان سے منہ کے بل گرتا ہے ہر سمت ساحر چار طرف سے امیر کو گھیرتے ہیں ملکہ خورشید برق وش
جب تڑپ کے گرتی ہیں محو مستغرق ہو جاتا ہے کچھ ساحر بھاگ گئے ہیں کچھ قتل ہوتے ہیں پھر بلند ہو جاتی ہیں ملکہ
سیاہ پوش نے بڑے بڑے سحر کیے کسی سحر نے ملکہ خورشید پر تاثیر نہ کی ایک مقام پر خورشید کو ان
کئی سو کو مارا جاتا تڑپ کے بلند ہو جاؤں کہ سیاہ پوش نے پشت پر آ کے گولہ مارا چونکہ ملکہ کا خیال
اُس طرف دیکھا گولے سے ایک برق گری کہ شانہ ملکہ کا نشانہ ہوا شانے سے خون جاری ہوا امیر نے
جو پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ زخمی ہوئیں صاحبقران غصے میں جھپٹ کر سیاہ پوش پر جا پڑے سیاہ پوش
نے پر پرواز پیدا کیے اڑتا ہوا چلا امیر نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہے جلدی لوح پر نگاہ ڈالی مرقوم تھا
اگر یہ مفسد نکل گیا تو بڑا فساد برپا کریگا امیر نے قربان سے کمان ترکش سے تیر نکال کے جوڑ کمان میں پیوست
کیا دست زبردست امیر جہان گیر تیس بھال کا تیر تاک کر مارا سینہ پر کینہ پر سیاہ پوش کے پڑا اگر

پشت کو توڑ کے پار گذرا لاشہ سیاہ پوش کا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ چلی بعد عرصہ دراز آواز
آئی کشتی مرا نام من سیاہ پوش جادو منتظم طلسم نور افشان ہو ملکہ خورشید برق وش نے آکے امیر کے
قدموں کو بوسہ دیا عرض کی بسم اللہ اب مرحلہ سلسلہ بن مسلسل پر گذر ہوگا ذرا بہت سمجھ بوجھ کے کام کیجیے گا
وہاں بڑی مشکل سرکار کو پڑیگی صاحبقران نے دیکھا وہ بارگاہ جل گئی کسی ساحر کا پتہ نہیں صحرا بھی سنسان
معلوم ہوتا ہے امیر اپنے ہمراہیوں کو لیے ہوے وہان آئے جہان لشکر اترا ہوا تھا دیکھا وہ مقام بھی ویران
پڑا ہے بارگاہیں خیمے سرا پردے وغیرہ موجود ہیں صاحبقران بہت پریشان ہوے کر یاقوت تاجدار
سے کہا تم اسی مقام پر اترو ہم اب مرحلے پہونچ جاتے ہیں یاقوت تاجدار لشکر کو لیکر فرد کش ہوے ملکہ
خورشید تو قتل ہوتے ہی سیاہ پوش کے چلی گئیں امیر نے اب لوح کو دیکھا جو کہا خورشید برق وش نے
کہا وہ ہی اسمین بھی مرقوم تھا کہ سلسلہ بن مسلسل سے مقابلہ کرنا ہوگا ای طلسم کشا اب مقام ہوشیاری ہے امیر
نے فرمایا میں کیا ہوشیاری کرسکتا ہوں وہ حافظ حقیقی مالک ہے جو مناسب وقت ہوگا وہ کریگا خواجہ عمرو
بہت پریشان تھے امیر نے فرمایا خواجہ تم بھی اسی مقام پر رہو عمرو نے کہا میں کدو کاوش کروں گا کہ خضر
کے پاس پہونچوں جب حضور نہیں ہوتے تو مجھے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے امیر نے فرمایا خواجہ چندے صبر کرو
دل پر جبر کرو لاچار خواجہ بھی اسی مقام پر رہے صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای فتاح طلسم وای
سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے بعد قتل سیاہ پوش اسی اسم کو ورد زبان کرو پھر قدرت خدا
کا تماشا دیکھو امیر نے حصار کرکے اسم شروع کیا دیکھا صحرا پر بہار ہوا طائروں کی زمزمہ سرائی بڑھی عندلیبان
خوشنوا نے نواسنجی شروع کی گل خودرو سے جنگل غیرت دہ گلشن ہونے لگا صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ
ایک بونڈلا گرد کا بہت بڑا اٹھا پیچ و تاب کھاتا ہوا صحرا میں بڑھنے لگا اسقدر وسیع ہوا کہ تمام صحرا کو اس
بونڈلے نے گھیر لیا اب جو امیر نے لوح کو چوما یا دیکھا تو وہ صحرا نہیں ہے سامنے ایک باغ ہے کہ دروازہ جسکا
مثل آغوش عاشق کھلا ہے امیر حیران ہو رہے ہیں کہ وہ صحرا کیونکر تبدیل ہو گیا لوح کو دیکھا اسمیں لکھا تھا
کہ یہی باغ سیاہ پوشان ہے بالاے قصر جاکے بیٹھو جو سانحہ گذرے اسکو ملاحظہ کرو مگر خبردار خبردار بے دیکھے
لوح کے کوئی کام نہ کرنا صاحبقران باغ میں آئے دیکھا باغ ویران روش اجڑ ہا ن ٹوٹی ہوئی درختوں
خم شاخیں بے دم ہیں نہ ابر دپھول کسی شاخ میں نہیں غنچے کا نشان کیا جانور حیران و پریشان سرنگون
ان شاخہاے ویران بیٹھے ہیں بنگاہ حسرت امیر کو دیکھنے لگے کوئی طائر نغمہ سرا نہیں کھوتا ہے امیر اس باغ
ویران کو دیکھتے بجاتے بالاے قصر تشریف لائے دیکھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی جنگل ویران معلوم
ہوتا ہے نخل بڑے بڑے گرے پڑے تھے امیر دیکھ رہے تھے یکطرف نظر جو اٹھائی گنواروں کو دیکھا دو کانیں طریقے سے
لگانے لگے آکے جابجا چھپنے لگے ایک ٹوکرے میں بہت سی ہنڈیاں ایک مٹکی میں مٹھائی سب طرح کی بھری
ہوئی صحرا میں آکے مٹی کی ہانڈیوں میں مٹھائی چن دی ایک چادر گاڑھے کی اسپر ڈال دی زمیندار آتے
جاتے ہیں ڈھال پیٹھ پر باندھے ہوے دوہیری مرزائی نیچے نیچی اوپر نیچی دھوتیاں گاڑھے کی باندھے
ہوے کسی درخت کے نیچے ایک دوکاندار بیٹھا ہے ایک سفید چادر پر بہت سا گانجہ لاکے ڈھیر کر دیا ایکطرف
کنڈے سلگا دیے کسی گنوار نے آکے ایک پیسا پھینکا کہا بھائی گانجہ پلاؤ اوسنے ایک کلی گانجے کی اٹھائی
توڑ مروڑ کے چلم میں رکھی اوپر سے کنڈے کی آگ توڑ کے رکھدی کہا لو میان دم لگاؤ گنوار نے بیٹھکر دم مارا

نلہ ہی آنکھین نکل آئین لٹھ کاندھے پر رکھکر چلا گیا میلے مین گشت کرنے لگا بعض نے آ کے کہا ایک پیسے کی چرس
پیدا دو اس دکاندار نے جلدی سے چلم جا کر اُسمین گنڈے کی آگ رکھدی گنوار کچھ بلبلایا کچھ فقرات مہمل زبان پر لایا
ایک فقرہ اسمین یہ تھا کہ یارو یہ چرس پھر اسکا پینے والا مچرس ہی گا تجہ اسکا بجائی گا تجھے نے یہ آواز سنائی کھانسی کرون
کھڑا کرون امیر بھی نہ مرے تو کیا کرون کسی طرح کچھ کبر نمین مولی گا جرکے جھوٹے آگے رکھے ہوے ایک موتی
باندھے بیٹھی ہین کالی صورت ملکہ کالی کی مورت گنوارون سے اشارے کر رہی ہین اس طرح کا میلہ جمع ہر سب
طرف گنوار ہی گنوار جمع ہین بہت سے گنوارون نے آکر لکڑیون کا انبار کیا صاحبقران حیران ہو رہے
ہین کہ یہ سب لکڑیون کا انبار کیون کرتے ہین بغور اس میلے کو دیکھ رہے ہین ایک مرتبہ ڈھلے کی آواز آئی
دیکھا امیر نے ڈھول بجتا ہوا ہزار ہا گنوار لٹھ بڑے بڑے کاندھون پر رکھے ہوے بڑھتے ہوے چلے آتے
ہین جب ہزار ہا گنوار گذر گئے دیکھا ایک تخت پر ایک مہ جبین چہاردہ سالہ نہایت حسین خوبصورت
بھاری لہنگہ پہنے ہوے چندری بہت بھاری پُر زر کسقدر وہ چندری اُس نازنین پر زیب دیتی ہو دریاے
جواہر مین غوطہ مارے ہوے نتھ ناک مین ایک موتی اُسمین پڑا ہوا یعنی برق نتھ کے موتی سے صاف
پہچانا ای ماہ کا ستارہ ہی صاحبقران اُسکی صورت دیکھکر بیقرار ہو گئے مگر وہ نازنین پاؤن پھیلائے
ہوے کوٹھے بہت سے روشن پاؤن اُن کوٹھون پر رکھے ہوے اُسپر ایک دیگچی چڑھی ہوئی ست پکارتی
ہوئی چلی آتی ہو ایک تخت پر ایک لاشہ تابوتے مین لپٹا ہوا دہ بھی اُسکے ہمراہ ہی صاحبقران اُس نازنین کو
دیکھکر بیقرار ہو گئے تمام میلے والے دوڑ سے پکارتے ہوے کہ ستی آگئین ستی آگئین ہمارا میلہ قبول ہوا ایک
ہفتہ کا زمانہ ہوا کل شادی ہوئی تھی نہین معلوم رات کو کیا ہوا کسی نے سوتے مین ٹھاکر صاحب کو مار ڈالا
اُسی کی جورو ستی ہونے آئی ہی بہایت واسطے بڑا شرف ہوا سب گنوار خوش ہو رہے ہین صاحبقران
متوحش ہو کے قصر سے اُترے کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہی شاید ان سب کا یہی ارادہ ہو کہ گنڈے کو بھی مردے
کے ساتھ جلادین ایسی مہ جبین آگ مین جل جائے امیر سوچتے ہوے طرف میلے کے چلے جاتے ہین کہ ترت
پہونچے کہ جس تخت پر لاش مردے کی رکھی ہی وہ قریب آگ کے رکھا گیا ہی اور وہ مہ جبین بھی ست کہتی
ہوئی قریب آگ کے جاتی ہی جا بیٹھی ہی لاش کو لیکر لکڑیون پر چڑھ جاؤن کہ صاحبقران نے قریب آکے
نعرہ کیا خبردار ای کافران بیحیا یہ کیا بدعت ہو کمر باندھی ہی تلوار کھینچ کر صاحبقران لڑنے لگے دس گنوار
قتل ہوے امیر نے جست کے اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا گنوار سب بھاگ گئے فرمایا ای نازنین مہ جبین ای قمر
منظر ای پری پیکر یہ کیا حرکت ہو سراسر حماقت ہی اپنے کو مردے کے ساتھ جلاتی ہو ہمارے پاس آ ہمین
طلسم کشائی کرنے جاتا ہون یہ جو اُس نازنین نے دیکھا اور یہ باتین سنین بنگاہ محبت صاحبقران کو
دیکھنے لگی صاحبقران نے اس نازنین سے فرمایا اصل تو یہی کہ جان دینے سے کچھ فائدہ نہین ہی
کیا خوب نسیم دہلوی فرماتے ہین نظم

جو تم سمجھاتا سمجھایا تو آپ شیدا ہو گیا	مین تو دیوانہ تھا ای ناصح تجھے کیا ہو گیا
آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے	میت لاشے پر جو وہ آئے تماشا ہو گیا
مین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین	صدقے جاؤن حال میرا سامنا تمہارا ہو گیا
اب تو افسانے کی صورت ہر طرف اک دھوم ہے	مر گیا کہ مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہی دنیا سے اُٹھا آج کشیدہ آپ کا
جان دینا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا
دشمنی کی مجھسے میرے ازدیاد شوق نے
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پروا ہو گیا
سو گئے اُنکے فریب وعدہ سے شب کٹ گئی
ہاے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تھا
کیوں جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا
یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے
مجھکو حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہو گیا
پھر وہی دھومیں ہیں وحشت کی مبری ای نسیم
پھر وہی جوش گذشتہ دل میں پیدا ہو گیا

نازنین نے سر جھکا لیا کہا ای شخص تونے بڑا غضب کیا اتنی خونریزی کرکے مجھکو بچا لیا اب مین برادری کے لائق نہین رہی مجھکو چھوڑ دو مین اسی صحرا مین سر ٹکرا ٹکرا کے مرجاؤنگی اب کسکو یہ روے سیاہ دکھاؤنگی گاؤن والے کہینگے یہ مکار تھی تیری جرأت پر مجھے بھی تعجب ہو لی ہمارے مذہب لات ومنات مین یہ منع ہے کہ جب کوئی عورت ستی ہونے کا ارادہ کرے اور پھر اپنے فعل سے باز رہے تو اُسنے لات ومنات پر جبر کیا امیر نے فرمایا تو میرے ساتھ چل میرا لشکر ہی قریب ہے اُس نازنین نے پوچھا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے امیر نے فرمایا صاحبقران زمان فتاح طلسم نور افشان داماد نوشیروان ثانی سلیمان میرا لقب ہے اُس نازنین نے کہا ای شخص تو اپنی جلالت مجھپر ظاہر کرتا ہے مجھے یقین نہین اگر تو اپنے زمانے کا صاحبقران ہوتا تو لاکھو دو لاکھ فوج ساتھ ہوتی رفیق شفیق وزرا امرا سب تیرے ساتھ ہوتے اگر یہ نہین ہے تو آپ صاحبقران ہونگے مجھے کیا معلوم نہ آپکے ساتھ فوج نہ لشکر امیر نے فرمایا ای نازنین تو بھی جانے کہتی ہے مین واسطے فتاحی طلسم آیا ہون یہی لوح کا حکم ہے کہ طلسم کشا اکیلا مرحلہ جات فتح کرے اُس نازنین نے کہا پھر مجھے کہان لیجائیے گا مین گاؤن مین جانے کے لائق نہین ہون بڑے بڑے مکانات میرے گاؤن مین بنے ہین مگر اب میرا وہان جانا ممکن نہین امیر باتوقیر نے فرمایا تم ہمارے ساتھ چلو اُسنے شرما کے سر جھکا لیا کہ اب تو مین تمھارے ساتھ ہون اور کہان جاؤنگی اب صاحبقران محبت مین اس نازنین کی طلسم کشائی بھولے اُس نازنین کے ساتھ ہوے امیر تو یہ سوچ کر پیچھے کہ آگے بڑھکر ہمارا لشکر ملیگا وہین اسکو چھوڑ دینگے اور ہم براے طلسم کشائی چلے آئینگے اپنے دل سے یہ باتین کرتے ہوے اُس معشوقہ کو ساتھ لیکر چلے دن بھر رہروی کی مگر لشکر کا کہین نشان نہ معلوم ہوا ایک مقام پر آکے پہونچے دیکھا آبنون کا باغ ہے اسمین ایک چھوٹی سی منڈیا بڑی کاہی اندر اُسکے سب ساپیال بچھا ہے وہ نازنین امیر کو لیکر اُس باغ مین آئی منڈیا مین جاکر بیٹھ گئی اور ڈھین مار کے رونے لگی کہا ای شہریار اب مجھسے نہین رہا جاتا ہے صاحبقران نے کہا اچھا شام بھی ہو گئی ہے اسی جگہ مقام کرو امیر بھی اُسی جھپریا مین آبیٹھے وہ نازنین بھی قریب آبیٹھی امیر نے فرمایا غربت مین چراغ کہان جب لشکر مین پہونچینگے سب کچھ ممکن ہوگا آنکھون مین آنسو بھر کے اُس نازنین نے کہا ای شخص مین نے تیرا ساتھ دیا کل عزیز واقارب سے چھوٹی دن بھر گذرا ہے کہ مین نے کچھ کھایا نہین ہے امیر نے تیر وکمان ہاتھ مین اُٹھایا باہر نکلے سب طرف نگاہ دوڑائی دیکھا ایک آہو ایک مقام پر چرا کرتا ہے امیر نے تیر کو کمان مین پیوست کیا ایک کر مارا وہ آہو تڑپ کے گرا امیر جھپٹ کے قریب گئے اُسکو قربانی پہونچایا کھینچ کر اندر باغ کے لائے گوشت عمدہ عمدہ صاف کرکے نکالا چقماق پتھر ہی سے آگ نکالی لکڑیان صحرا سے چنکر لائے انکو روشن کیا جب دھوان نکل گیا کو ٹکڑون پر کباب لگائے جب تیار ہوے نازنین

کے سامنے پیش کیے کہا صاحب آج ہی غنیمت ہو آئے ایک کباب اٹھا کر ہاتھ بڑھایا کہا اب تو تمھین
ہمارے مالک ہو بیٹھے لات و منات پر لات ماری تمھاری ہمراہی اختیار کی اب تمھین ہمارے ہاتھ سے
کباب کھاؤ امیر نے بغرض محبت اُسکے ہاتھ سے کباب نوش کیے جب امیر کباب کھا چکے وہ نازنین ایک لالی
اوڑھے ہوے تھی گلالی کے نیچے ایک دوپٹہ اوڑھے تھی گلالی اپنی بچھادی کہا امیر بیٹھیے اب ہم تمھارے ساتھ
ہین جس حال سے ہمین رکھوگے ہم رہینگے صاحبقران اُس نازنین کے پاس بیٹھے اختلاط ظاہری کرنے لگے
گلے سے جو لگایا لوح چبھی سسکی لیکر کہا کیون صاحب یہ کیا ہی یہ تختی میرے چبھتی ہو اسکو اتار کے رکھ دو
امیر نے لوح کو اتار کے رکھا اندھیرے مین اُس نازنین نے لوح اٹھالی کہا مین رفع حاجت کر آؤن یہ
کہکر باہر نکلی پکار کے آواز دی یا شاش او طلسم کشا مثل سلسلون بن سلسل اب جو امیر نے دیکھا ایک ساحرہ
بڑے قد کی عورت بہ صورت دیو ان انگلیان مثل پھلجھڑی کے روشن ہین پھر پرواز پیدا کر کے اڑ گئی
صاحبقران گھبرا کے چھپر باہر نکلے گھر حیران و پریشان رات کا سناٹا صحراے پرہول اب نہایت تردد
ہوا کہ کسطرف جاؤن تاریکی اسقدر ہو کہ کچھ معلوم نہین ہوتا اسی انتشار و تردد مین امیر خاموش کھڑے
ہین کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی صاحبقران نے دیکھا ایک نازنین خوبصورت کمسن ایک شمعدان
ہاتھ مین لیے ہوے جابجا تلاش کرتی ہوئی کئی مرتبہ یہی ٹھنڈی سانس بھر کے آواز دی ہاے افسوس
کا مقام ہو ساری رات مجھکو اسی صحرا مین گذری مگر افسوس ہو کہ صاحبقران نہین ملتے صاحبقران نے
جو یہ آواز سنی کہ کوئی مجھکو تلاش کرتا ہو پکار کے آواز دی ای نازنین آوارگان دشت محبت و دیوانگان
صحراے الفت اس مقام پر حاضر ہین کیون نازنین مجھکو مژدہ دے کہ مطلب کیا ہو جو تلاش کرنے نکلی
ای نواب یہ کیفیت ہو بقول آتش نظم

حسن کس روز ہم سے صاف ہوا
درد اس مین ہوا کہ صاف ہوا
زہر پر سبزہ ہو گیا مجھکو
سینہ اپنا زمین صاف ہوا
وعدہ جو نا کردہ مرد نہین
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا
رند مشرب ہون مجھکو کیا ہو دے
وہ زبان ہون دمی سے ون بجا

گنہ عشق کب معاف ہوا
تیغ قاتل پہ اپنا خون مجھکو
درد درمان سے انصاف ہوا
کمر یار نے دکھائی آنکھ
خول سے قتل جب خلاف ہوا
اُس کمر کے ثبوت مین صاحبو
مذہبون مین جو اختلاف ہوا
گرد اُس کوچے کے میرا آتش

لے لیا شکر کر کے ساقی سے
محتسب سر کا غلاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج
مہر و مہ خال ناف ہوا
فاتحہ کو جو وہ پری آیا
شکر کر کے موشگاف ہوا
وہ دہن ہون نہ نکلا حرف عذر
حاجی سے کعبے کا طواف ہوا

اب جو وہ نازنین قریب آئی امیر نے پہچانا وہی کنیز غنچہ آرزو دلکشا کی نسترن ہو دیکھتے ہی شگفتہ ہو گئے
صاحبقران نے پوچھا ای نسترن کہو کدھر آنے کا اتفاق ہوا ابھی لوح ہمارے قبضے سے نکل گئی نسترن نے
منہ پیٹ لیا کہا ای شہریار حقیقت مین کہنے والون نے سچ کہا ہی کہ دل کو دل سے راہ ہو آج دن ہی سے
ملکہ کچھ پریشان تھین معلوم ہی فرمانی تھین کہ اب طلسم کشا کا گذر مقام سلسلہ بن سلسل پر ہو وہ از حسد
مکارہ ہو جب شام کیوقت ملکہ کو بہت متردد پایا تو مجھکو حضور کی خبر کرنے بھیجا ملکہ خوش ہو گئین کہا ای نسترن
اگر اب کام کرو تو مجھپر بڑا احسان ہو مین وہان سے چلی شام سے اس صحراے عجائب و غرائب مین کھو کر رہی

کھاتی پھرتی ہون مگر ملکہ نے یہ فرمایا تھا کہ اے نسترن خدا ایسا نہ کرے کہ طلسم کشا کو شکین پاؤ تو آپ کی
زبان سے ایسے کلمات سنے کہ دل بیقرار ہو گیا کیا سانحہ گذرا امیر نے فرمایا کسی طرح پر لوح مجھ سے مکر لے
لیگئی اُسنے عرض کی حضور یہان سے باغ ملکہ کا بہت قریب ہے تشریف لیچلیے نسترن کے ہمراہ ہوے امیر
کو نسترن لیکر چلی رہبری کرتی ہوئی جب قریب باغ پہونچی نسترن نے کہا حضور ٹھہر جائیں مین جا کے
ملکہ سے اطلاع کردون یہان ملکہ سرنگون بیٹھی ہین اگر کسی کنیز نے کچھ کلام کیا فرمایا صاحب میرا بات کرنیکو
جی نہین چاہتا باہر جا کے ٹھہرو کنیزین باہر دوڑین ہمدی آئین ملکہ اکیلی بیٹھی رو رہی ہین کہ نسترن آکے پہونچی
اشارے سے عرض کی کہ مین طلسم کشا کو لائی مگر حضور لوح قبضے سے جا چکی ملکہ نے سنتے ہی منہ پیٹ لیا کہ
نسترن بڑا غضب ہوا سلسلہ لوح لیگئی ہوگی مین تو جانتی تھی وہ بڑی مکارہ ہے بڑے دام مکر مین طلسم کشا پھنسے
خدا صاحبقران کو بچائے صبح سے مین کہہ رہی تھی کہ آج بڑے مقام سخت پر طلسم کشا کا گذر ہوا نسترن کنیزون
کو ہٹا دو کسی پر ظاہر نہونے پائے پشت باغ سے طلسم کشا کو لاؤ نسترن نے آکے کنیزون سے کہا جاؤ سب
جا کے اپنے مقام پر آرام کرو آتی رات آچکی مگر تم سب کو نیند نہین آتی ملکہ اسوقت تنہائی مین کسی کتاب
کا مطالعہ کرینگی یہ سنکر سب کنیزین اپنے اپنے مقام پر گئین نسترن باہر گئی صاحبقران کو پشت باغ پر
لائی کھڑکی کھول کے اپنے کو اندر باغ کے پہونچایا ساتھ ساتھ صاحبقران ملکہ باغ مین ٹہل رہی ہین کہ
گلستان مین روشنی ہوئی صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہ تابان شب تیرہ و تار مین نمایان ہوا ملکہ نے بغور
دیکھا آگے آگے نسترن پیچھے صاحبقران مگر پریشان حال باغ کو بنگاہ حسرت دیکھتے ہوے جب امیر
قریب پہونچے تو ملکہ کو حجاب آیا سترن کے پیچھے چھپ کر کھڑی ہوئین صاحبقران نسترن کے ہمراہ اندر
بارہ دری کے تشریف لائے بارہ دری کو خالی پایا فرمایا کیون نسترن ہمارا آنا ملکہ کو اسقدر شاق ہوا
بارہ دری خالی پڑی ہے نسترن نے لاکے صاحبقران کو مسند پر بٹھایا ملکہ سترن کی آڑ سے دیکھنے لگین
نسترن نے آکے عرض کی حضور مہمان کی خاطرداری ضرور ہے ملکہ نے کہا اے نسترن مجھے شرم آتی ہے
نامحرم کے سامنے یکایک چلے جانا سراسر خلاف ہے مین تیرے ہمراہ چلتی ہون تیری خاطر سے بات بھی
کرونگی نسترن نے کہا حضور تشریف تو لائیے آگے آگے نسترن ملکہ اسکے پیچھے چھپی ہوئی نسترن
نے لا کر ملکہ کو قریب صاحبقران پہونچایا ملکہ سرنگون شرم سے پسینے پسینے کلام نہین کرتین نسترن نے
دیکھا صاحبقران بھی خاموش بیٹھے ہوے ہین اسنے گلابی کھینچ کر سامنے کی دست بستہ عرض کی ایک
جام نوش فرمائیے صاحبقران نے گلابی کھینچی اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا ملکہ کے سامنے پیش کیا ملکہ نے
حجاب سے پھر دو قدح مے کی جام نوش کیا پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر کے صاحبقران کے سامنے کیا امیر
نے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا تیور پر بل پڑگئے خنجر ابرو جنبش مین آئے ضبط کیا مگر نہو سکا
فرمایا سبحان اللہ شاید انکو ہمارے ہاتھ کے جام سے انکار ہے بی خورشید نے اپنی چمک دکھائی ہے عہد لیلیا
ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا امیر نے فرمایا ملکہ مجھکو کوئی منع نہین کرسکتا صرف مذہب کا خیال ہے
ملکہ نے سر جھکا لیا فرمایا فرد کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ۞ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
ہم تو اس کوچے مین قدم رکھکے سب کچھ کھو بیٹھے جو آپ فرمائیے بسر و چشم بجا لاؤن جام پیا نشہ بھی ہو چکا
خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا امیر نے کلمہ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا نے کھلا

سنتے ہین سرگزشت دل کے مضمون گلکم ایمن
بہت سے بوے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی
عدم کو بازگشت روح ہی اک روز ہستی سے
رہ جانے گا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہی
نہین کچھ دفتر گل ہی یہ بلبل سرگزشت اسکی
اٹھا دے نرگس شہلا نہ دیکھو اور اگر دیکھے
کہ ہی خانۂ زنجیر مین جو با وصف اکو ۔۔۔
الجھنے بین بسکہ دل سودا زدون کے تیری زلفون مین
ہوا ہی تیری خوش چشمی کا شہرہ اے صنم ہر سو
قلمرو حسن عالم گیر کی یہ ربع مسکون ہی
خط نورس نے وارا لب جان بخش کے بوسے

تماشہ تنگہ کا ہر مطلع میرے دیوان کا
یقین ہی مہر خور ہی رتبہ کم و دیتی ہر مہمان کا
بناہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
ارادہ ۔۔۔ ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
اشارہ ابرو سے پیوستہ ہے رشتہ مژگان کا
شہادت نامۂ بلبل ہی ہر پتا گلستان کا
مرے مرزا فش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا
ہوا ہی دو دہین پھر ایک روزن میرے زندان کا
پھر اک مو سے رسا ہر انگے عالم ہو رگ جان کا
عجب کیا اُڑ کے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہان کا
کہ ہر ہفت کشور مین ہی تابع تیرے فرمان کا
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

عمرو نے اس رنگ مین یہ غزل گائی نسترن کو علم موسیقی مین نہایت دخل ہی اشارے سے کہا ای ملکہ عالم حقیقت مین یہ شخص اس علم مین کمال رکھتا ہی خواجہ اشارے کنائے سب سمجھتے ہین ملکہ سے متوجہ ہو کے کہا ای ملکہ عالم دیکھیے بی نسترن صاحب مجھے اشارے کرتی ہین کہتی ہین مجھے گانا سکھا دو نسترن نے کہا واری ستیاناس جائیے جو مین نے گھوڑے کی جانب دیکھا بھی ہو عمرو نے کہا ابھی تم میری بلائین لیتی تھین اب یہ باتین بناتی ہو نسترن جو شرما کے رونے لگی امیر نے فرمایا نسترن تم کیون روتی ہو یہ سارباں زادہ تمپر عاشق ہوتا ہی اسکو ذلیل کرتا ہی تم کیون روتی ہو یکایک شاہ انجم سپاہ نے لشکر سلطان زرین پوش سے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جا کے چھپا دبیر فلک نے خط شعاع سے حاشیۂ صفحۂ فلک نیلی کو مزین کیا سطر کہکشان کھینچا سطور ضیا ظاہر ہوئین عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے نکل کے درختون چمن پر نغمہ سرائی کرنے لگین سب کنیزون منہ ہاتھ دھو کے واسطے سلام کے آئین بارہ دری مین آ کے دیکھا ایک بر بانس اور ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال صحبت ملکہ مین بلا تکلف بیٹھے ہین بی نسترن بھی گھلی ملی ہوئی باتین کر رہی ہین سب کنیزون نے جھک کے سلام کیا حیران حیران امیر و عمرو کو دیکھ رہی ہین ملکہ نے نسترن سے اشارہ کیا کنیزین سب حیران ہین ذرا انکو سمجھا کے کہدو کہ خبردار کوئی انمین سے باہر نہ جانے پائے ایسا نہ ہو دراندازی کرین نسترن نے سب کو الگ بلا کے اپنے طور سے سمجھایا اتفاق سے ملکہ واسطے رفع حاجت کے جاتی ہین نسترن آفتابہ پشت پر کر پردون کے سنانے کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک عقاب جید پرواز اُسکے گلے مین ایک کاغذ بندھا ہوا کمال جوش و خروش اڑتا ہوا جاتا ہی ملکہ غنچۂ آرزو نے نسترن سے کہا دیکھو شاید یہ کسی کا نامہ دار ہے بڑی مدت سے جاتا ہی نسترن نے کہا واری شاید مقدمہ طلسم کشا ہو ذرا دریافت کیجیے ملکہ نے اشارہ کیا انگلی اٹھاتے ہی عقاب دھم سے زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا نسترن نے بہ تعجیل نامہ کھول لیا نامے کو کھول کے جو ملکہ نے پڑھا چہرہ زرد ہو گیا ہر طرف سے سلسلہ بین مسلسل ہے شاہان طلسم کو ان مضمون کی ہی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان آنکھ مبارک ہو لوح طلسمی تو مین نے طلسم کشا سے لی

چونکہ آگاہ ہون کہ طلسم کشا صاحب اسم اعظم الٰہی ہے حرز بشکل بیگی گلے مین موجود ہے میرا حوصلہ نہ پڑا کہ طلسم کشا
کو گرفتار کرون مقدمہ لوح جو حکم ہو بجا لاؤن اپنے باغ مین بیٹھی ہون اور نسبت عرضی پرطرف سے شاہ
کے جواب تحریر ہوا اے سلسلہ ہیبت کے سلسل حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا جہانتک ہوسکے گرفتاری طلسم کشا
کی تدبیر کرو اور لوح کو فوراً ہمارے پاس روانہ کرو ایسا نہو کوئی خرابی پڑے ملکہ اس نامے کو لیکر پلٹین
صاحبقران کو آکے وہ نامہ دکھایا خواجہ نے یہ مضمون نامے کا سنا کہا ملکہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ مجھکو
اُسکے باغ تک پہنچا دو عقاب جادو کو تو ملکہ نے مار ڈالا کہا خواجہ مین خود چلتی ہون عمرو نے کہا مجھے
ساتھ لیچلیے صلاحین جانے کی ہونے لگین عمرو نے کہا مین تو بشکل کنیز چلون صاحبقران کو بھی بصورت کنیز
بنا لین صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو لونڈی کی شکل بنکر نہ جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا آقا برائے خدا
اب اس امر مین تامل نہ فرمائیے لوح ہاتھ سے جاتی ہے یہ تدبیر خدا کی طرف سے نکل آئی امیر نے کہا لوح کے نہ لینے
سے جان جائیگی از بعد قید بادشاہ مین جان دونگا مگر یہ امر گوارا نہ کرونگا ملکہ نے کہا اے شہریار وہ میرے نام پر جان
دیتی ہے اُسکا ہمیشہ مقدور ہا کہ ملکہ مجھکو صحبت مین جگہ دین مین حاضر خدمت رہون وہ بڑی فاحشہ ہے عورت عورت
مین جو سفیدے ہوتے ہین انہین کی طالب رہی مین نے کبھی منہ نہین لگایا مین جو اُسکی صحبت مین جاؤنگی وہ بہت
خوش ہو جائیگی عمرو نے کہا یا امیر آپ یہین رہیے مین جا کر لوح لے آؤنگا ملکہ غنچہ آرزو و دلکشا نے کہا
خواجہ قاعدہ سے سراسر خلاف ہے کتاب سامری مین مرقوم صاف صاف ہے کہ سوا طلسم کشا کے مالک مرجانگی
کسی کے ہاتھ سے قتل نہوگا اُسکا قتل دست طلسم کشا پر موقوف ہے وہ ملعونہ بھی انتظام کر رہی ہے آخر بعد حجت بسیار
یہ رائے قرار پائی ملکہ نے کہا افغان تیغ زن میرا سپہ سالار جوان ترکی ہے سب طلسم والے اُسکو بخوبی
پہچانتے ہین اُسکی صورت پر آپ میرے ہمراہ چلین خواجہ نے امیر کو بشکل افغان تیغ زن بنایا آپ ایک
کنیز کی شکل بنکر سامنے آئے نسترن سے آگے لپٹ گئے کہا کیون صاحب تم بھی ملکہ کے ہمراہ چلوگی نسترن
جمال دیکھکر بیتاب ہوگئی گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اری نوبہار آج تو بہت پڑا جوبن ہے سینہ پر ہاتھ رکھکے کہا
تیغ حسن کا ثمر ہے صاحبقران نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ دیکھو خواجہ نوبہار بنکر آئے ہین اُنسے ملکہ نسترن
کا عمل ملکہ باہم کر رہی ہین انہے دیکھا کسطرح گلے مل رہی ہین صاحبقران جو ہنسے ملکہ نے ہنس کے کہا اری نسترن کو
نرگس سے مل مل کے باتین کر رہی ہے یہ نوبہار نہین ہے وہی عمرو عیار جعلساز شعبدہ باز ہے نسترن ایسی شرمائی
کہ پسینے پسینے ہو گئی ہٹ کے ایک دو ہتڑ مارا کہا موئے خدا تجکو غارت کرے سب کے سامنے تو نے میری
آبرو لی عمرو نے کہا میان یہی ملتے ہین کسی کا اجارا ہے حمزہ کے مزاج مین تو فساد کراتا ہے یہ نہ بتاتے تو کیا
ہوتا اب عمرو نے امیر کو بشکل افغان تیغ زن بنایا ملکہ نے تقریر مین ضرور دکھائی عمرو نے وہی نقشہ بنادیا
ملکہ بہت خوش ہوئین صاحبقران ہتھیار لگاکے ملکہ کے ساتھ تخت پر سوار ہوئے عمرو نے بشکل نوبہار چند
کنیزون کو ملکہ نے ساتھ لیا تخت اڑا اڑتے ہوئے چلین چالیس کنیزین باغ مین چھوڑ دین ایک کنیز تھی اُسکا نام
بدباطن جسوقت سے اپنے صاحبقران کو دیکھا ہے بھولی ہوئی ہے کسی کنیز نے پوچھا کیون بوا بدباطن
آج تم کچھ بھولی بھولی ہو خود بخود غصہ چلاتا ہے آج کیا باعث ہے بدباطن سے ضبط نہ ہوسکا ناظرین ملاحظہ
فرمائین جتنے صاحبان کم ظرف ہوتے ہین اُنکے مزاج کا یہی طریقہ ہوتا ہے جب کسی نے پوچھا کیون بی بدباطن
کیا کیفیت ہے کیا تردد ہے بدباطن نے جھلاکے جواب دیا صاحب میرا غصہ ظاہر ہے کہ بی غنچہ آرزو ایسی

بلبلائین دھاگے کو بلا کے پہلو مین بٹھا لیا یا تو یہ شرم و حجاب تھا کہ باغ مین جب برائے سیر جاتی تھین اگر پھول
کوئی مردانے نام کا ہوتا تھا تو فرماتی تھین یہ نگوڑا پھول مجھکو بہ نگاہ غور دیکھتا ہی اُس پھول کو توڑ کے پانون
سے ملتی تھین یہی ہمیشہ قول تھا کہ سرو کو شاعرون نے قد سے مثال دی ہی مین اسکے سائے مین نہ جاؤنگی اُسکا
عکس مجھپر پڑیگا یا یہ کہ مردوا جو خوبصورت پایا پہلو مین بٹھا لیا وہ شرم حجاب اُنکا کیا ہوا ہم لوگون کے دکھانے
کی باتین تھین لو امین سچ کہون مجھکو بہت ناگوار ہوا مین چاہتی ہون عاشق و معشوق دونون آج قتل ہو جائین
تیغ بیدریغ شاہان طلسم سے مہلت نہ پائین جسوقت شہنشاہ کو خبر ہو جائیگی وہ اس زور و شور سے آئینگے کہ انکی
جان بچانا دشوار ہوگا شاہان طلسم انتظار کر رہے ہین کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا کو گرفتار کرین خبر پاتے ہی
گرفتار کر لینگے لو امین تو جاتی ہون ابھی خبر کرتی ہون سنو صاحب یہ ناک چوٹی ہماری تمھاری کاٹی جائیگی شاہ
یہی فرمائینگے کہ تم لوگون نے بھی ہمکو خبر نہ کی ہماری بات کون مانتا ہی بی غنچۂ آرزو اسقدر بے لین کہ نامور
کو بھی اپنے باپ کے مارڈالا یہ جوش محبت کا کہ کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ اسکا انجام کیا ہوگا مین سب حال جاکر کہونگی
ذرا خاموش نہ رہونگی لو امجھکو بہت ناگوار ہوا کنیزون نے گھبرا کے کہا لو امید باطن تھین ان باتون سے کیا کام
کہا واہ بوا کام کیون نہین ہم سب انکی سلطنت مین ہین ہمکو بڑا افسوس آتا ہی ای بوا مین نے سچ کر سنا ہی کہ اُس بات
پر بھی راضی نہین مگر طلسم کشا کے مذہب مین یہ قید ہی کہ مردون عقد و نکاح فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے
دوسرا بڑا اعتراض یہ ہی کہ ملکہ ساحرہ ہین جب سحر سے توبہ کرین سامری و جمشید کو برا کہین ای بوا ملکہ
کو اب سزا دکھانا ہین تو اب یہ سامری جمشید کو برا کہینگی اب تو انکو قتل کرنا سامری جمشید کو راضی
کرنا ہی ہر چند کنیزون نے سمجھایا مگر بد باطن نے نہ مانا کہا بوا بیٹھو کہلاتی ہین اُٹھتی جاتی ہین لیجئے دونون کی باپ کے قتل
پر کمر باندھی ہی سب سامری پرست قتل ہونگے خدائے نادیدہ کا مذہب جاری ہو دیکھو تقدیر مین خداوندون کو
گرو سوت مین پڑا دیکھین مجھے نہ سمجھاؤ میرے آگ لگی ہوئی ہی اور کنیزین یہ ماجرا دیکھتی رہگئین بد باطن اس
ارادے پر چلی کہ دربار مین شاہان طلسم کے جاؤن کنیزین دعائین مانگ رہی ہین کہ خدا ملکہ کی آبرو بچائے
یہ حرامزادی دشمن خدا افشائے راز کرنے گئی ہی وہان صاحبقران کا حال سنیے کہ ساتھ ملکہ کے چلے ہین نکل
الفغان و خواجہ بنگل نوبہار ملکہ راہ مین کہانی جاتی ہین کہ ای شہریار اگر اپکی مرتبہ اس تک نہ ملی تو بڑا غضب ہوگا
خواجہ کہتے ہین مین چلتے ہی ہر رنگ جادو نگا ملکہ نے کہا اُس حرامزادی کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین اُسکو
مٹا سکتی ہون یہان سلسلہ بنت مسلسل دربار کو آراستہ کیے بیٹھی ہی لوح طلسمی جھولی مین رکھی ہی گھبرا گھبرا کے
کہتی ہی ارے کیا ستم ہو گیا ابھی تک نامہ دار میرا ایلچی کے جیتے آیا افسوس ہی طلسم کشا کو گرفتار نہ کر سکی
علاوہ لوح طلسمی کے طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی صاحب اسم اعظم الٰہی ہی مین نے جلدی کی ورنہ اسم اعظم
بھی چھین لیتی یہی خیال تھا ایسا نہو کوئی دغا باز آجائے اُنکو ہوشیار کر دے اسوجہ سے لوح لیکر بھاگی ای کنیزین
مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ملکہ غنچۂ آرزو آئی ہین سلسلہ بنت مسلسل اُٹھی کہ
ارے آج کیا ہی کہ جو ملکہ میرے یہان آتی ہین میرا دل کھٹکتا ہی برسون سے مین کد کرتی تھی کہ کبھی گھڑی بھر
آکے میرے پاس بیٹھے یا مجھکو صحبت مین اپنی بلا لے کبھی ایسا اتفاق نہوا آج کیا باعث ہی صاحبو جا بجا کے
بھی خبر سنتے ہین ہائین کہ شاہزادیان فرزندان حمزہ اور حمزہ پہ عاشق ہوکے سلطنتون کے مٹانے پہ
آمادہ ہوئین ایسا نہو کہین ملکہ بھی حمزہ پر جھپلی ہون حقیقت یہ ہی کہ طلسم کشا نہایت حسین و جمیل ہے

اسطرف گذر ہوا دیکھا ایک عورت گدہری گال بھولے بھولے چاندی کا زیور پہنے ہوئے بہار پر ٹہل رہی ہی
کمیل پتیا مسکرا کے پوچھا ای نیکبخت تو کون ہی اسوقت تجکو دیکھکر دل ٹھہرا گیا بد باطن نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی
مین شاہان طلسم کی ملاقات کو جاتی ہوں وہ خوشخبری لائی ہوں کہ دس پانچ کے سر کاٹنے چاہین وہ سب نہیں
قید ہون جین انعام ملے ہمارا غنچہ آرزو شتے کمیل نے کہا وہ خبر ہمسے بھی بیان کرو ہم بھی بحر العجائب کے
غلام خاص ہین بد باطن نے کہا او کلموہے تجھسے کیا بیان کرون کمیل نے کہا ذرا اتنا کہد ے او دیکھون بہت
بیقرار ہون تمہارا کیا حرج ہوگا ہمارا مطلب نکل جائیگا یہ کہکر آگے بڑھا ساری پکڑ لی بد باطن نے کہا او
بیحیا کچہ شامتین آئی ہین مین وہ خبر لائی ہون کہ شاہان طلسم خوش ہو جائینگے ارے ہماری ملکہ غنچۂ آرزو طلسم کشا
پر عاشق ہو کر سلسلہ کو قتل کرنے گئی ہین حمزہ اور عمرو عیار ملکہ کے ساتھ گئے ہین کمیل نے کہا اری ان
باتون کو بالائے طاق رکھ ذرا لیٹ جا میرا مطلب ہو جائے بد باطن نے کہا ارے بیٹے تجھے دربار شاہی
مین لیچل کیا مجھسے کسی بات مین انکار ہی مین وہان ہو آؤن خبر کر دون ساحر روانہ کیے جائین طلسم کشا
اور غنچۂ آرزو گرفتار ہو کے آئین پھر مین تیرے ہمراہ بیٹھون چلی آؤنگی مین بھی اسی بات کی تلاش میں تھی کہ
کوئی جوان معقول مل جاتے تو اس سے آشنائی کرون کمیل نے کہا مین تو اسوقت بیتاب ہون ورگل کا وعدہ
کرتی ہو مین نہ مانونگا کمیل نے چاہا سحر کرے کہ بد باطن نے تیغ کھینچکر ایک گرز مار دیا کہ کمیل جل کے
خاک ہوا مرنے کی جو کمیل کے آواز بلند ہوئی زیر کوہ سے کئی ہزار زنگی دوڑے غل مچاتے ہوئے ارے
کمیل کو کسنے مارا بد باطن بھاگی سوچی کہ جو اب قلعہ مین جاؤنگی اسکے بھائی بند مجکو مار ڈالینگے ادہر یہ حال
جاری ہی قضائے کار گذر اسکا گذر طرف سلسلہ بنت مسلسل کے ہوا جنگ کے جو دیکھا بی غنچۂ آرزو مسند پر بیٹھی ہین
سلسلہ نثار ہو رہی ہی صاحبقران العصر شافعان شمشیر زن عمرو و شکیل نو بہار تالیان مار رہا ہی ساری
محفل رجمتی ہی کنیزین بلائین لے رہی ہین یہ کیفیت دیکھکر بد باطن جل گئی سوچی کہ اب یہ کام بجائے لوح
لیلیگا آسمان سے اتر آئی ملکہ نے جو بد باطن کو آتے ہوئے دیکھا خنجر کھینچ کر پوچھا ای بد باطن تم اسوقت
کہان سے آتی ہو بد باطن نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ نے کہا اری ہم تجھسے پوچھتے ہین کہان سے آتی ہی یہ ملعونہ
جلی ہوئی تھی کمیل کے مرنے کا دل پر داغ کہا ہے مین نے اسکا کنا دانا ہے مطلب دلی رہ گیا جھلا کے بولی کہ
بی سلسلہ کیا غافل بیٹھی ہو ہماری ملکہ صاحبہ عمرو و حمزہ کو لیکر آئی ہین ہوشیار ہو جاؤ سلسلہ نے جو یہ سنا
گھبرا گئی غل مچانے لگی ارے طلسم کشا کو مار لو اکبیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر

بحکم خدا سنہ شمشیر جار
بن کافران از جہان پاک کرد

بیک تیغ صمصام ضرغام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
بیک تیغ عقرب بکے ذو الحجام

عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمرو

کنون ان استاد عیاران عالم
زبان سر ہلک در خنجر گند اسی

سراپا دانش و مشعل مجسم
ہر کشور بلاے جان کف را

بہار باغ دین زنگار ارض اب باری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

سلسلہ نے ایک دو بجہ بار از زمین کھرا ئی مستور رہے بھاگا اندھیارا ہو گئی مین نکل جاؤن اسکے دو ہمہ نعرے
سے تاریکی ہوئی جاتا ہر پرواز سپید اگرکے نگون ملکہ نے آواز دی او مشعل اب کہان جاتی ہی یہ کہکر نیزہ بلایا
سلسلہ زمین پر گری ملکہ تیغ کھینچ کر جھپٹی کہ اسکا سر کاٹ لون سلسلہ نے لوح چھپا دی لوح جو جھکی ملکہ
رو کر ٹالے گرین بیہوش ہو گئین سلسلہ بڑھی کہ سر کاٹ دون صاحبقران نے عقرب سلیمانی کھینچ کر آ پہنچے

سلسلہ نے جو طلسم کشا کو دیکھا بھاگی کنیزون نے جو عمرو کو گھیرا خواجہ نے سب کے چلے بدباطن پر تیر مارا
اسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اسکے عمرو نے ایک حقہ آتشبازی داغ دیا کئی کنیزین جل گئین سلسلہ نے پھر قصد
کیا کہ تڑپ کے نکل جاؤن لوح کو چھپا کے جھولی مین رکھا جیسے ہی بلند ہوئی امیر نے تیر مارا سینۂ پرکینہ پر پڑا
توڑ کے پشت کو پار گذرا سلسلہ بہت سلسل چرخ کھا کر گری ملکہ نے اُسکی جھولی سے لوح لی گلے مین صاحبقران
کے بسم اللہ کہکر ڈال دی امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین مرقوم تھا ای سیار این عجائبات ای فتاح طلسم
اگر بعد قتل سلسلہ لوح حاصل ہو تو مناسب ہے کہ اُسی وقت واسطے طلسم کشائی کے جاؤ مرحلہ ماران زہر بار
ہیگا اپنے کو ماران سے بچانا بدون ملاحظۂ لوح قدم نہ بڑھانا سب کنیزین سلسلہ کی قتل ہوئین ملکہ نے کسی کو
نکلنے نہین دیا خیال تھا جو انمین سے بچ جائیگی شاہان طلسم سے جاکے اطلاع کریگی راز کھل جائیگا جب سب کی
صفائی ہو چکی خواجہ نے تمام اسباب مکان کا لوٹ لیا امیر نے فرمایا خواجہ سلسلہ ملک مرحلہ تھی خزانہ یہان
نہین نکلا عمرو نے کہا آقا کچھ بھی نہین تھا کچھ بھی ہوتی زر یا جواہر یہان پڑی تھین امیر نے فرمایا خواجہ تمہاری
وجہ سے خزانہ نہین بچا عمرو نے کہا آقا اگر خزانہ ہوتا تو مین کیا کرون امیر طرف ملکہ کے متوجہ ہوئے کہا ای ملکہ
ہم مرحلۂ ماران زہر بار پر جاتے ہین ملکہ بیقرار ہو کے رونے لگین عرض کی شہریار وہ مقام بہت سخت ہے
ایسا نہ ہو وہ سانپ آپکو آزار پہونچائے جی چاہتا ہے مین بھی ساتھ چلون اپنی بدنامی کا خیال ہے امیر نے فرمایا کہ
تمام مراحل لوح مین مین دیکھ چکا ہون سوائے ذات پروردگار کسی کی احتیاج نہین ہے لوح نے مجھکو خبر دی ہے کہ
وسیلہ لوح کو دیکھنا ملکہ نے کہا ہرچند کہ میرا راز ابھی تک نہین کھلا ابھی تو یہ مقام آپکو مرحلہ جات طلسم باطن
جو متعلقہ طلسم ہین ملے ہے ہین جیسا ایسے مہلت حاصل ہو تب دوسری تدبیر کی جائیگی ملکہ مع نسترن کی طرف
اپنے باغ کے چلین خواجہ ایک طرف راہی ہوئے صاحبقران نے بموجب حکم لوح تخت سلسلہ کو اُٹھایا
دہنہ نقب کا ظاہر ہوا اچھنہ نقب بنی ہوئی تھی امیر اُس نقب مین داخل ہوئے جب نقب کو طی کر چکے تو
دیکھا صحرائے خارستان ہے اسمین ہزارہا مار سیاہ دوڑتے پھرتے ہین امیر کو ماران سیاہ نے دیکھا اپنے اپنے
پھنے بلند کر کے طرف صاحبقران کے چلے ایک ایک قدم امیر کو اُٹھانا مشکل ماران سیاہ کا زمین پر فرش ہے
ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی صاحبقران روشنی کی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک اژدر مہیب منہ سے
شعلۂ آتشین چھوڑتا ہوا آتا ہے اُس پر ایک ساحر سیہ فام بدانجام دہن سے للکارتا ہوا آتا ہے ای نگہبانان مرحلہ
طلسم کشا آگیا یہ آواز سنتے ہی وہ ماران سیاہ اُڑے سیاہ مرغ بن کے صاحبقران پر گرنے لگے وہ ساحر ظاہر ہوا
نعرہ مار رہا ہے تم ماران زہر بار ارے یارو تم اسے بچا دو طلسم کشا اکیلا ہے طلسم چارون طرف سے گھیر کے
مار لو یہان سے طلسم کشا کہ نجانے پائے ساحرون نے غلو کیا امیر بھی لڑنے لگے سب ساحر اژدر سوار
سنکھنے سے زور بے ہین صاحبقران نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا اندھا ہو گیا جب ساحر بہت سے
مارے گئے امیر قریب ماران ہو گئے ماران نے اژدہے پر تازیانہ مارا آتشین کا مارا آپ اژدر سے کود پڑا
اژدر تڑپ کے چلا منہ سے شعلۂ آتشین چھوڑا مغز جلنے لگے دم کھینچا جسم اقدس صاحبقران کو معلق کھینچ
سنو لی امیر خود جست کے قریب اژدر کے پہنچے اژدہے نے چاہا امیر کو اپنے منہ مین لون امیر نے بحکم لوح
لوح کا عکس ڈالا اژدر اندھا ہوا ماران نے جو دیکھا اژدہا بیکار ہوا قریب آکے چاہا کمر مین پنجہ ڈالکے اٹھاوے
امیر نے ملکہ کا ڈالا ماران زمین پر گرا چاہا غرق زمین ہو جاؤن عکس لوح سے زمین سنگلاخ ہو چکی تھی

امیر نے تیغۂ عقرب سے اسکو قتل کیا ماران سیاہ اُچھلنے لگے اژدہے کے جسم سے شعلے نکلے سب ساحر جلکر خاک ہوے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نامم من ماران زہر بار بود امیر نے دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین ملکہ خورشید برق وش بھی آکے پہونچین ایک جانب کو دیکھا ملک یاقوت شاہ لشکر کو لیے ہوے پہونچا ایک جانب سے گرد نیلم بلند ہوئی ملک اخضر و زنار و آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ مع لشکر ظفر اثر آکے پہونچے صاحبقران نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ سب تمہارا لشکر ہے کوئی شعبدہ نہین اب بڑی ہوشیاری چاہیے کہ مرحلہ جات سخت باقی ہین امیر خاموش ہو رہے لشکر مین ملکہ خورشید نے داخلہ کیا صاحبقران اور سب سردار بارگاہ مین آکے بیٹھے امیر نے اس فتح کا بڑا جشن کیا دوسرا دن ہے مصروف جشن ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک لشکر گران ایک تاجدار تخت سوار بارہ لاکھ ساحر پشت پر بڑے کروفر سے آکے اُترا ایک بارگاہ کلان استادہ ہوئی وہ تاجدار امیر کے لشکر کو دیکھتا ہوا بارگاہ مین داخل ہوا ملکہ خورشید نے کہا ای شہریار صفیر کوہن تاجدار سرحد غرائب آپکے مقابلے کو آگیا اب اس سے مقابلہ پڑیگا صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین فرماتے ہین آیا ہے تو آنے ہارا ابھی خداوند کریم مددگار ہے

دوکلے داستان شوکت بیان حال شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم نوجوان بعد عظم و شان تحریر ہوتے ہین غزل عوض ساقی نامہ

حق نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو — جسطرح نشو و نما ہے گل سے اول خار کو
ہو یقین دیکھے جو دونون ابروے عیار کو — دوسری بھی کھنچتی ہے کھینچے جو اک تلوار کو
دی ہے خالق نے ازل سے آبرو تلوار کو — کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروے خدار کو
ہے بجا مشکل جو گھر مین بیٹھنا ہے یار کو — جو کہ یوسف ہے بکاوے کسطرح بازار کو
رحم آجائے اگر مہ رو ان کرے یار کو — کھینچ لیجا مین لحد سے میرے جسم زار کو
کون ہے گلگشت کا عازم کہ استقبال کو — گل پیادہ ہو کے گلشن سے چلے بازار کو
آبلے جبتک نہون جاتا نہین صحرا کو مین — تا نہ میرے سخت تلوون سے ہو ایذا خار کو
چربی وزری بچا لیتی ہے خونخوارون کو بھی — زنگ کھا جائے نہ چکنا مین اگر تلوار کو
قتل کرتا ہے مجھے تیرا یہ انداز ناز — سجدہ گہ ہے سنگ تیغ ابروے خونخوار کو
ہے اگر دربان سلامت یار کا تیر نگاہ — غم نہین تو بند کردے روزن دیوار کو
کیا دلا شکوہ بتون کا قصۂ موسیٰ ہے یاد — رنج دیتا ہے خدا بھی طالب دیدار کو
سورۂ یٰسین کے بدلے حشر کی صورت پڑھون — مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو
ہین جو خونریزون کے پیر و شاد رہتے ہین مدام — بات دن بیٹھے ہی دیکھا ہے لب سوفار کو
سامنے خالق کے ہے ناسخ کراماً کاتبین — روز لیجاتے ہین لکھ لکھ کر مرے اشعار کو

شہرہ شہسوار ان عرصۂ کبیر و وارد ہے نازان میدان بلاغت شہسوار ان داستان حیرت بیان کرون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش ٭ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ٭ اب حال شہزادہ قاسم و بدیع الزمان

کا لکھا جاتا ہے کہ بدیع الزمان بشوکت تمام سفر کیے ہوئے آتے ہیں قلعے فتح کیے کئی تاجدار ساتھ مال و اسباب
کے چھکڑے لدے ہوئے فضل و قارن چھکڑا مال کا لدا ہوا اسپ پہلوان گرد تک تک کی صدا بلند ہے فرحاں
و شاداں صاحبقران کی تلاش میں آتے ہیں کہ پشت کی جانب سے گرد اڑی فضل آگے بڑھکر کھڑا ہوا
کہ یہ کون آتا ہے دیکھا شہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ پشت مرکب پہ بیٹھا ہوا جمی ہوئی
کئی ہزار سوار عقب میں گھوڑے بگٹٹ ڈالے ہوئے آتے ہیں قاسم کو دیکھکر فضل کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ
آگیا کہ اس جاہل کا سامنا ہے دیکھیے یہ کیا فتور برپا کریگا یہ توان بڑا اجھوت و ہم نبیرہ صاحبقران ہے کہ قاسم
سامنے آکے پہونچے کہا اے فضل ہٹ جا یہ مال ہمسے متعلق ہے غازیوں کو تنخواہ بٹیگی فضل نے ہاتھ باندھکر کہا
مال تو یہ آپہی کا ہے آپکے عم نامدار لائے ہیں بڑے بڑے ملک فتح کیے ہیں بادشاہوں کو زیر کیا قاسم نے کہا
بس ہٹو دسی میں تمھارے واسطے خیر ہی باتیں نہ بناؤ مجھے یہ خوشامدیں ناگوار ہوتی ہیں فضل نے کہا اے شہریار
غلام تو مٹیگا سر غلام کا کاٹ لیجیے مجکو نگہبان کیا ہے جو فضل نے کہا قاسم تلوار کھینچ کے جا پڑے فضل
نے بھی قبضہ پر ہاتھ رکھا کہا آقا سر بچائیے یہ مال سر کے ساتھ ہے قاسم نے کہا وار کر فضل نے کہا میری کیا مجال
ہر بار گستاخی جو آپ پر وار کروں قاسم نے ہاتھ مارا فضل کا سر زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لوں کہ قارن جا پڑا
قارن بلند کمان کے منہ سے نکلا ہم کہاں تک خاطر کریں یہ کہ ہاتھ تلوار کے قارن نے قاسم پر مارے
قاسم نے روک کے جو ہاتھ مارا اسکا بھی سر زخمی ہوا یہ دونوں سامنے سے ہٹے شاہزادہ بدیع الزمان
نے جو دیکھا [illegible] چلتے لشکر رک گیا [illegible] فرمایا یہ کیا معرکہ ہے کہ فضل و قارن زخمدار آکے پہونچے گھبرا کے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا عرض کی حضور قاسم نے زخمی کیا مال آپکا لوٹ رہے ہیں ہمنے جو منع کیا ہمارا کہنا نہ
مانا ہم زخمی ہوئے یہ سنتے ہی بدیع الزمان مثل شعلۂ جوالہ چلے آگے دیکھا کہ چھکڑے مال کے قاسم اپنے قبضے میں
کر رہے ہیں سواروں نے [illegible] کے سینوں پر نیزے رکھدیے وہ چھکڑوں سے کود پڑے قاسم نے اپنا
قبضہ کیا کہ نعرہ بدیع الزمان کی آواز کان میں آئی قاسم نے آواز دی او کشتی گیر خبردار اب آگے نہ بڑھنا
بدیع الزمان نے کہا اس مال کے ساتھ جان بھی ہے قاسم نے کہا تو آئیے آپکی قضا لائی ہے خدا کی قدرت تو
ہمکو شوکت دکھاتا ہے جیسے ہی بدیع الزمان قریب آئے یہ ملامت کرتے ہوئے کہ اے فرزند جسقدر خواہش ہو
لیجاؤ مگر بحث مانگو تم تو جرأت دکھاتے ہو قاسم نے کہا ہم کیا لڑکے ہیں ہم زبردستی لیتے ہیں بدیع الزمان
نے کہا یہ مال یوں نہ جائیگا یہ سنتے ہی قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو اٹھا دیا شعلہ پار کر
سپر سے کب رکتا ہے سپر کے دو ٹکڑے ہوئے عاشقوں کو خوشی ہوئی حقیقت میں شب بھر کئی سر پر زخم آیا
اب تو بدیع الزمان کو بھی غصہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ طلسم طیموریس دلیو بند اور دست زبردست
بدیع الزمان [illegible] تلوار گری قاسم کا شانہ نشانہ ہوا آپس میں تلوار چلنے لگی قضا کا بیان ہے
صاحبقران کا لشکر بہت قریب ہے ایرج کنارے پر لشکر کے کھڑے ہیں کہ شاپور نے آکے خبر سنائی کہ قاسم
و بدیع الزمان سے مقابلہ ہے ایرج اپنے باپ کی مدد کو جاتے ہیں نور الدہر گھوڑے پر سوار ہو کے
قریب ایرج کے آئے کہا [illegible] بھائی اسوقت کہاں جانے کا ارادہ ہے ایرج نے کہا کہ کشتی گیر کی شامت آئی
ہے نور الدہر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے خلاف بزرگوں سے کی کرتا جب نام قبلہ و کعبہ کا لینا یہ کہکر گھوڑے کو اڑا
گیا ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر نور الدہر کا زخمی ہوا نور الدہر نے تیغہ خاراشگاف سلیمانی کو کھینچا

خبردار خبردار کہکر مارا ایرج کا بھی سر زخمی ہوا دونون لشکر تیار ہو گئے آپس مین تلوار چلنے لگی صاحبقران
بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی کہ اے شہریار قاسم و بدیع الزمان سے راہ مین
تلوار چلی یہان ایرج و نور الدہر آپس مین لڑ رہے ہین لشکرون مین ہنگامہ برپا ہے تین لاکھ جوانون مین تلوار
چل رہی ہی ہزارہا لاش گر گئی صاحبقران تیغۂ عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے فرماتے ہوے ان
حجامون نے کلیجہ کباب کر دیا دور سے آکے دیکھا لشکرون پر نعرہ کیا امیر کو دیکھکر لشکر والے الگ ہوے
ایرج و نور الدہر نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا نور الدہر گھوڑا بھگا کے بھاگے ایرج نے
اپنے تئین ایک جانب پوشیدہ کیا صاحبقران نے پکار کے فرمایا خبردار اگر اب کسی نے دست چپ و دست
راست کا نام لیا اُسکو قتل کرونگا یہ کہکر صاحبقران طرف صحرا کے چلے ایرج و نور الدہر کو سردار لیکر
شفاخانے مین آئے یہان قاسم و بدیع الزمان مین تلوار چل رہی ہی لشکر والون نے بھی بلوہ کیا ہی مین گرگ جنگ
ہو بعضی پلٹنین خاموش کھڑی ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ یار دکیا کرین چچا بھتیجے کی جنگ مین کیا دخل دین کہ صحرا سے
گرد اُڑی یحییٰ بن سہراب سات لاکھ فوج سے جاتا تھا شاہان طلسم نور افشان سے کہکر چلا ہی کہ
مین طلسم کشا کی چلکر مشکین باندھونگا اس مقام پر جو پہونچا دیکھا دو شخصون مین تلوار چل رہی ہو عیار سے کہا
بڑھکر دریافت کر یہ کیا ماجرا ہی عیار آیا سب حال دریافت کرکے عرض کی فرزندان طلسم کشا آپس مین
مصروف جنگ ہین لاکھون روپیہ کا مال ساتھ ہی اس بیحیا نے گینڈا بڑھا کے کہا دونون کو قتل کرکے
اس مال پر ہم قبضہ کرینگے یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا ان سب کو مار لو سات لاکھ فوج نے جو بلوہ کیا قاسم
نے پلٹکر کہا ای عم نامدار غضب ہوا فوج کفار آپڑی بدیع الزمان نے کہا ای فرزند تم اپنے کو بچاؤ مین ان
سب سے سمجھ لونگا قاسم نے کہا اگر خدا نخواستہ آپکو کچھ ہو سے جسم میلا ہو اتو مین دادا جان کو کیا منھ دکھاؤنگا
بدیع نے کہا تم بھائی کے نور نظر ہو اگر تیر کی آنچ آئی زمین اُنکو کیا منھ دکھاؤنگا دونون شیر دلیر زخم
باندھ کے لشکر کفار پر گرے ایک طرف سے قاسم نے نعرہ کیا **نعرہ قاسم بطرز تصنیف مصنف**

منم قاسم نغفر فتح و ظفر
منم نعمت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ من غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

نعرہ کرکے لشکر کفار سے لڑنے لگے بدیع الزمان دوسرے پہلو پر فوج
کے آئے یحییٰ بن سہراب کرتا کا بڑھکے اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرۂ بدیع الزمان تصنیف مصنف**

منم قاتل کافران جہان
کہ سحاب و رستم ز تیغم خجل
ز تیغم آب گشتہ چو جنگ آزما
لقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران
فراری شدہ آن کافر پر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان

بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در باختر شد بجنگ
بدیع الزمان ابن صاحبقران

دونون شیر جنگ مین مصروف ہوے سردار بھی انکے آپڑے بدیع الزمان کے سر مین زخم تھا ازدہا
بڑھ کے جو لڑے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گردن مین
گھوڑے کی ڈال دیے فرمایا ای مرکب اصیل اگر تجھسے ہو سکے تو مجھکو اس جنگ سے نکال کے لے چل

بدیع الزمان کو گھوڑا اے لگا تھا قاسم پشت مرکب پر جھوم رہے ہین سمک نے آ کے خبر دی کہ حضور لشکر
بدیع الزمان کو بچایئے وہ تو زخمی ہو کے کسی سمت نکل گئے لشکر انکا معروف جنگ ہے ہر ایک جوان جنگ
ہے بیجن بن سہراب لڑتا بھڑتا ہوا چلا آتا ہے قاسم کو جو آتے دیکھا آواز دی او جوان کہان جاتا ہے میرے
مقابلے مین آ منم بیجن بن سہراب یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی فوراً جا پڑے اُسکے رُکتے ہی تلوار
چلنے لگی انکی آنکھون پر قطرے خون کے آتے ہین اُسنے جو ہاتھ مارا زخم سر قاسم چہ پارہ ہوا قیماس خان
وغیرہ بیچ مین آ پڑے قاسم کو بٹھایا سینہ سپر کرکے مقابلہ کیا بیجن نے سردارون کو بھی زخمی کیا اب بیجن جنگ کرتا ہوا
بڑھتا ہوا چلا آتا ہے چاہتا ہے کہ شہزادہ خاور سپاہ کو گھیر کے مار لون بیچ مین یکمیدان رسالدار آ پڑتے ہین اسکا ہاتھ
بے پناہ چل رہا ہے تیغہ لنگردار جوان طاقت دار جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے کسی کو زخمی کیا لڑتا بھڑتا سامنے
آتا ہے سب سردار پریشان ہین کہ ایسا شور ہمارے آتا ہے کہ کوئی چشم زخم پہونچے جانبازی کرکے لڑ رہے ہین کہ یک
ے نعرۂ شیر کی آواز آئی جوانان تہمتن کے کلیجے سینون مین ہلنے لگے سب نے دیکھا کہ ثانی سلیمان امیر عالیشان
حمزۂ صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار تیغہ برقتاب ہاتھ مین آگے پہونچے دیکھا قاسم انتہا کا زخمی ہے
بیجن بن سہراب کو دیکھا کہ ایک عفریت خود سر لعبہ کرد و معروف جنگ ہے بڑے بڑے پہلوانون کو تہ تیغ
قتل کیا امیر نے وہین سے نعرہ کیا منم ہزبر بیشۂ وغا کہ تا زمیدان ہیجا نعرۂ صاحبقران بالبرز لو

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائرہا از عدل انصاف شد
سمندون بہ بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو زرتشتم بہ سنجان بے گیر و دار
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
ز دم دیو عفریت را در مصاف
گرا ر جنگ سید بن ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
ز گنجاب ملعون کردہ فرار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
البرز ند از خون دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

صاحبقران لڑنے بھڑنے بطرف بیجن کے چلے یہ ہیجا عفریت مثال
جھومتا ہوا بڑے زور و شور سے آتا ہے صاحبقران جس غول پر گرے اُسکو درہم و برہم کردیا علمدار
کی جانب چلے علمدار نے ہاتھی بڑھایا علم کو گردش دیتا ہوا آتا ہے نقیب آوازین لگا رہے ہین پکارتے
پھرتے ہین یارو دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بیان بڑے بڑے نامی و نامدار آئے اور حسرت
دیاس سے گزر گئے

نظم

کہ شود آباد اندر روا ر و نیا د ار حرص — ز انکہ بے بنیاد باشد سر بسر دیوار حرص
در بہار باغ دل کی شگفد گلزار حرص — کی بر آید بندہ را از پائے خاطر خار حرص
ہان منہ بر دوش خود تا زندہ انبار حرص — زانکہ روزے گردنت خواہد شکستن بار حرص
از مسیحا کی کند حاصل دوا آزار حرص — کی شفا یابد ازین مہلک مرض بیمار حرص
حق کند اہل طمع را در جہان خوار و ذلیل — از فلک نازل بہ ہر ان سر بر شود ادبار حرص
تا دم آخر بہ زندان طمع پابند ماند — شد مقید ہر کہ مثل نقطہ در پرکار حرص
سینہ گر خواہی مصفا از غبار ماسوا — اولاً زآئینۂ دل دور کن زنگار حرص
کور باشد در طمع چشم جہان بین خرد — ورنہ باسد خون بگرید دیدۂ خونبار حرص

صاحبقران کس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ تمام کفار بھاگے پھرتے ہین اس عرصے مین بہرام وغیرہ بھی
آگئے ایک طرف دیکھا کہ بارہ ہزار تیر انداز بیکار مقبل بھی آگئے انہون نے آتے ہی تیرون کی بوچھار کردی
سیکڑون خطا شعار گھوڑون سے گر رہے ہین گوشون مین چھپ رہے ہین بعضے سہم کے چلاتے ہین بہرام کے
چینی بھی معروف گلچینی ہین چن چن کے افسرون کو مار اسپ غول پر جا چڑھے اُسے پراگندہ کردیا تھوڑے عرصے
مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا سب بھیا الامان الامان کہ رہے ہین صاحبقران لڑتے بھڑتے
اول سامنے علمدار کے پہونچے علم فوج کو مع علمدار قلم کیا علمدار کو قتل کرنے بڑھے ہین کہ بیجن سامنے آیا کہا
حمزہ تیری جرأت کے بڑے شہرے ہین مگر آج میرے ہاتھ سے تیری قضا ہے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے تلوار کو اسکی تیغ عقرب سلیمانی پر گانٹھا جیسے ہی تلوار مارکے پلٹا خبردار خبردار کہکر امیر نے
ہاتھ مار دیا بیجن کا سر زخمی ہوا بیچ مین اسکے سردار آپڑے ورنہ امیر کا یہ ارادہ تھا کہ یہ نکل کے جانے
نہ پائے بے بس ہوکے رہگئے یہ سوچ رہے ہین کہ ای معبود بدیع پر کیا گذری عمرو نے آکے خبر دی
کہ حضور بدیع الزمان کو جنگ سے گھوڑا اُڑا کر لیگیا جلے دونون شیر آپس مین لڑتے بھڑتے کے ہاتھ سے
زخمی ہوچکے تھے لڑائی مین قوت و توانائی نہ باقی رہی ہرکارون نے خود دیکھا کہ مرکب انکو نکال لیگیا
صاحبقران نے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا انکو خدا کے سپرد کیا پروردگار انکا حافظ و نگہبان ہے دن
بھی کم باقی رہگیا تھا بیجن زخمی ہوچکا علم فوج بھی گرچکا دیکھا اپنے لشکر کو شکست فاش ہو بھاگنے کی تلاش
ہوا اب اگر جنگ ہوگی لشکر نہ رک سکیگا گھبرا کے عیار سے کہا مین تو بدون قتل حمزہ یہان سے واپس ہونگا
تو جلدی طبل بازگشت بجوا دے طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران نے تلوار روک لی سرداران
بدیع الزمان و قاسم کو لیکر داخل لشکر ہوے مقابلے مین لشکر بیجن کے آگے لشکر آتا رہا امیر نے یہان قاسم کی
زخم دوزی کی ہرکارون کو حکم دیا دیکھو تو بدیع الزمان کو گھوڑا کہان لیگیا اسیوقت اسی وقت روانہ ہوا
اور ہرکارے بھی چلے صاحبقران نے کئی مرتبہ دربار مین فرمایا دیکھیے دنگل رستم کا جھگڑا کیا کرتا ہے کیونکہ جو
دست راستی و دست چپی غرب ہوگیا ہر روز یہی جھگڑا اور پیش ہے کس مزے سے لشکر آتا تھا آپس مین
رٹکے اپنے کو پراگندہ کیا نہین معلوم انکو مرکب کہان لے گیا مگر اب شہزادہ بدیع الزمان کا حال تحریر ہوتا ہے
کہ انکو جو مرکب جنگ سے لیکر نکلا ہے ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی تھی ایک سبزہ زار مین پہونچا
صبح کا وقت ہے نسیم سحری چل رہی ہے گھوڑے نے کھانس پر گھوڑا الامان کو جنبش دی بدیع الزمان عالم غشی
مین تھے زمین پر گر پڑے گھوڑا ہر مرتبہ گھٹنے ٹیک دیتا ہے زبان سے ہر مرتبہ زخم کو چاٹتا ہے اب بیان سے
ذکر کیا جاتا ہے کہ جب سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر ہوئی کہ سلسلہ بن سلسل کو صاحبقران نے مارا
اور لوح اپنے قبضے مین کرلی اور اب مع لشکر فلان صحرا مین فروکش ہین گھبرا کے کہا یارو سنتے ہو کیسی خرابی ہوئی
سلسلہ نے کیا کام کیا تھا لوح طلسم کشا سے لے لی تھی ہمین خیال تھا کہ اب طلسم کشا بھی گرفتار ہوجائیگا
یارو یہ مین نے سنا کہ امیر یکان پر سلسلہ کے پہونچے یہ نہ معلوم ہوا کہ کیسے وہان تک طلسم کشا کو پہونچایا
سب سردار عرض کرتے ہین بیشک حضور اس بات کی مفصل خبر نہین ملی رات کا وقت ہے دربار مین یہی
ذکر ہو رہا ہے کہ آسمان پہ ابر برق چمکی لکۂ ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پیدا ہوا سب اُسی سمت دیکھنے
لگے دیکھا ملکہ نجم درخشان ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل سرحد طلسم کی حاکم قریب سرحد سلسلہ کے

اسکا ملک واقع ہوا ہی قتل سلسلہ بن سلسل کی خبر سنکر گھبرا گئی دربار مین شاہان طلسم کے آئی اگر سحر العجائب
ومصر الغرائب کو سلام کیا سحر العجائب نے پوچھا ای نجم درخشان اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
انجم درخشان نے کہا حضور مین نے قتل ملک سلسلہ کی خبر سنی ہی کہ اُسکو طلسم کشا نے اُسکے مکان پر آکے مارا
کنیز گھبرائی خیال ہوا کہ اب جا کر کچھ تدارک کرون یہ یقین ہوا کہ اب طلسم کشا میرے ملک کی جانب توجہ کرینگے
اسوجہ سے چلی آئی کہ مین خود اُنکا استقبال کرون سات لاکھ کا لشکر جمع کرکے لائی ہون اب طلسم کشا کا دن
ہون علم وشان بڑھتا ہی نمک حرامون نے بہت سر اٹھایا ہی سحر العجائب نے کہا خدا جانتا اسکو ہی اور
کہ مقابلے مین طلسم کشا کے بیجن بن سہراب ہونچ گیا تم بھی جاؤ ہم اور فوج بھی عقب سے روانہ کرینگے اور
سردار پہونچینگے یہ حکم پاکر انجم درخشان مع فوج دریا موج روانہ ہوئی اسنے بھی اُسی صحرا مین لشکر اُتارا
انجم درخشان ٹہل رہی ہی کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی کہ ایک گھوڑا ٹہل رہا ہی باگین کٹی ہوئی زین ڈھلا ہوا
کنیز نے عرض کی دوڑ کر دیکھیے کسی کا گھوڑا اکیلا پھر رہا ہی ایک کنیز نے کہا حضور سوار بھی اُسکا زخمی پڑا ہی
انجم درخشان بہ لشکر دوڑتی گئی کہ ارے کسی جلاد نے اکیلے کو گھیر کے مارا اور رے دیکھتی ہی کہ وہ نخل نخل
وادی ایمن معلوم ہوتا ہی صاف ستارہ سحری چمک رہا ہی جب قریب پہونچی دیکھا ایک جوان قوی ہیکل
طریقے سے ظاہر ہی کہ صف شکن قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا ہی زیور جواہرات پہنے ہوئے زرہ سونے چاندی
کی کڑیون کی سپر پر زخمون کا جال پڑا ہوا خنجر کمر مین نیزہ ایک سمت پڑا ہی خون کے لختے جسم پر جمے ہوئے
انجم درخشان جمال بیمثال دیکھکر گھبرا گئی تھرتھر کانپنے لگی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ٹھنڈی سانسین
بھرنے لگی پلٹ کے کنیزون سے کہا جلد چارپائی لاؤ جوش محبت مین سینے پر ہاتھ رکھا تو آنکھون مین آنسو
بھر آئے نبض پر ہاتھ رکھا آمد وشد نفس دیکھا خوش ہوگئی کہا یہ سامری وجمشید کی عنایت ہی ابھی تک اس جوان
مین روح باقی ہی مین لاکھون روپیہ صرف کرونگی مگر اسکا علاج ضرور کرونگی کنیزین دوڑ کے چارپائی اُٹھا
لائین ملکہ نے کہا ارے اس بیچارے کو چارپائی پر ڈال لو کنیزین رکین ملکہ نے خود سر کے نیچے ہاتھ دیا اب تو
سب کنیزین بھی لپٹ گئین ہاتھون ہاتھ اٹھا کے شاہزادے کو پلنگ پر ڈالا انجم درخشان کبھی پاؤن پر ہاتھ
رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحبو کمال کیا صد ہا تیر اس گورے گورے جسم پر پڑے ہین مگر جان بچائی کیا کمال کیا
کہ ملک اپنا نہین دیا صاف ظاہر ہی کہ تیراندازون نے کسی مقام پر اس شیر کو گھیر لیا ایسے لڑے کہ اسباب نہین دیا لڑ
بھڑ کے نکل آئے سامری وجمشید اس جوان کی جان بچالین کنیزین دیکھتی ہین کہ ملکہ انتہا کی پریشان ہین
یہ باتین کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین بدیع الزمان کو لیکر آئین کنیزون سے کہا جو جراح کہ اچھے دستے کا
کاریگر ہو اسکو جلد لاؤ کنیزین فوراً گئین جراح کو لیکر آئین ملکہ نے ہاتھ باندھ کے جراح سے کہا ای جراح
جو تو کہیگا وہ دونگی مگر اسطور سے علاج کر کہ اس جوان کو تکلیف نہو دیکھ تو زخمون مین کچھ رگ پے واہی
جراحت کی لڑائی سے منہ پھیر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کئی ہزار جوانون سے لڑائی پڑی جسم پر تیر بھی
پڑے ہین سب نشان معلوم ہوتے ہین جراح نے عرض کی حضور مین نے زخمون کو خوب دیکھا کوئی رگ پٹھا
ایسا نہین کٹا کہ جس سے خوف ہلاکت ہو یہ کہکر جراح نے زخمون کو شراب سے دھویا ٹانکے لگانے لگا
شاہزادہ تو بیہوش ہی جب سوئی کسی مقام پر رکھتی ہی تو ملکہ جراح کا ہاتھ تھام لیتی ہین فرماتی ہین ای شخص
تیرے دل مین ذرا رحم نہین ہی انسان کا گوشت ہی یا زمین ہی ذرا اسولت سے ٹانکے لگا وہ صدمہ پہونچیگا

میرا صرف یہ مطلب ہے کہ یہ جوان صحت پائے اور ہوشیار ہو مین اس سے حال لڑائی کا پوچھون اس عملداری
مین ہم لوگون کا دخل ہے اسقدر قزاق کہان سے آئے کچھ نشان پایا جائیگا قرابت والون کا یہ کام ہے سب
قریے ویران کردو کل زمیندارون سے کہا جائیگا ایک مسافر گھرا اور تجھے اپنے مقام سے نکل کے مدد نہ کی اگر لینا لینا
کہکر نکل آتے تو چورون کی حقیقت کیا تھی بھاگ جاتے جراح تو زخم دوزی کرکے پٹیان مرہم کی چڑھا کے گیا
ملکہ نے کنیزون کو بھی ہٹادیا پلنگ کے پاس خود تنہا بیٹھی مگس پرانی کر رہی ہین کبھی تلوے سہلائے کبھی پیشانی
پر ہاتھ پھیرا بعد دوپہر کے بدیع الزمان کو ہوش آیا آنکھ کھول کے دیکھا ایک خیمہ شاہانہ ایک نازنین مہ جبین
سرو قد گل اندام مقبول طبع خاص وعام پھول سے رخسار خنجر ابروے غمزہ دار سرنگون بیٹھی ہوئی مگس پرانی
کر رہی ہے دل وجان سے مصروف خدمتگذاری ہے جیسے ہی بدیع الزمان نے آنکھ کھولی نجم درخشان نے
مگس پرانی سے ہاتھ روک لیا مسکرا کے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہے بدیع الزمان نے کہا الحمد للہ چاہا
اُٹھ بیٹھون فرط ضعف سے قلب گھبرایا پھر غش آگیا ملکہ رونے لگین اشک جو عارض پر گرے بدیع الزمان
نے آنکھ کھول دی ملکہ نے کہا صاحب لیٹے لیٹے بات کرو اُٹھو نہین ابھی آپنے قصد کیا تھا کہ اُٹھون پھر غش آگیا
اب نہ اُٹھیے گا مگر دل مین یہ کھٹکا گذرا کہ پہلے اس جوان نے الحمد للہ کہا سمجھ گئی کہ یہ مسلمان معلوم ہوتا ہے
پوچھا کیون صاحب قزاقون نے کس مقام پر گھیرا تھا مال کے واسطے تجھے اپنی جان لگادی بدیع الزمان نے
کہا قزاق کیسے ہم غافل آتے تھے بیجن بن سہراب ہمپر آپڑا زخمی ہوے گھوڑے پر جھک کے غش آگیا گھوڑا
لیکر اسطرف ہمین نکل آیا ملکہ نے گھبرا کے کہا کیا طلسم کشا آپ ہی ہین بدیع الزمان نے کہا میرے والد نامدار
صاحبقران عالی وقار طلسم کشائی مین مصروف ہین ہمارے بھی ہاتھ سے اکثر ملک فتح ہوے طلسم کلید
فتح ہوا اُسکی بھی کنجی ہمارے ہاتھ آئی لوح محفوظ گلے مین پڑی ہے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا حسب و نسب شہزادیکا
سنکر ملکہ خاموش ہو گئین کہا اے شہریار اسوقت جیسے آپنے صاف صاف کہدیا کنیزون کے سامنے یہ ذکر نہ
کیجے گا بدیع الزمان نے کہا اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا تو ہمین ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر کوئی پوچھیگا
ہمین جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہے ملکہ خاموش ہو گئین بدیع الزمان نے تکیہ پر سر رکھا پھر بیہوش ہو گئے
ملکہ وہان سے اُٹھین مگر لڑکھڑاتی ہوئی دربار مین آکے تخت پر بیٹھین کنیزون نے کہا کیون واری مزاج کیسا ہے ہم
آپکو اسوقت بہت پریشان پاتے ہین ملکہ نے کہا سب طرح خیریت ہے کچھ خود بخود دل کی عجب کیفیت ہے جاتا ہو
مین کیونکر نہ گھبراؤن ایسے شخص کے مقابلے مین جاتی ہون جسپر سحر تاثیر نہین کرتا کیسے کیسے ساحر مارے گئے
کنیزون نے عرض کی واری آپنے دعوی کیا شاہان طلسم نے اجازت دی ملکہ نے کہا اگر ارادہ نہ کرتی تو
کیا کرتی بعد تباہی سرحد سلسلہ بہ سلسلہ میری عملداری مین طلسم کشا کا ضرور گذر ہوتا شاید اسی تدبیر سے
کوئی بات نکل آئے مین تم سبھون سے ایک صلاح کرتی ہون جواب باصواب دینا شاہان طلسم نور افشان
کے دشمن طلسم کشا ہین اگر انکا کوئی بچہ پڑا ہمارے پاس رہے تو شاہون کا کیا ہرج ہے کنیزون نے کہا
واری شاہان طلسم یہ کاہیکو گوارہ کرینگے ضرور فساد پڑیگا آخر آپکے پاس کون شخص ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس
بھر کے کہا کیا بیان کرون میرے منہ سے نہین نکل سکتا کلیجہ خود بخود اُچھلتا ہے کہان تک خاموش رہون
اپنے دل کا حال کس سے بیان کرون نظم

ہنگام نزع محو ہون تیرے خیال کا	مشتاق ہون فرشتۂ صاحب جمال کا

پتلی بنا ہی آنکھ کی اپنی خیال دوست / یان تو یہ حال ہی نہیں معلوم حال دوست

حسن شباب تک نہیں طفلی گئی ہنوز / نخل بر نہیں ہوا ابھی مجکو کمال دوست

سنکر فسانۂ یوسف و یعقوب کا کہا / کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست

اُن ابروؤن کے حسن کی تعریف کیا کرون / ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست

یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی / شب کو رہا تصور روز وصال دوست

مشتاق آنکھ میرے نہ عاشق سے ای کریم / وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست

دل پر یقین ہوتا ہی مجکو امین کا / جان عزیز کرین سمجھتا ہون مال دوست

وہ قد ہی مثل سرو ہمیشہ بہار پر / اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست

رخسارے صباحت کا نور ہی عیان / بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہی جان پر / ہوتا ہی ناگوار طبیعت ملال دوست

مژگان کی طرح سے ہی خونریز عاشقان / پہنے لباس سرخ تو ہی سب حلال دوست

کر دو گرے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر / گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست

انداز جو ہی یار کا ہی مصلحت وہی / اک ایک سے ہی خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے / تا رنگ سے اپنے جدا ہی خیال دوست

دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے / آئینہ چاہیے ہو رہے بے مثال دوست

مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے / ای یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست

رخسار یار پر ہی کیے آرزوے خط / ہر روز سیاہ اسکا جو چاہے زوال دوست

آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا / خوشتر ز عمر خوارہ بود گر شمال دوست

ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ صاحبو تمکو اختیار ہی جس کسی کو درا اندازی کرنا منظور ہی وہ فوراً جا کر ابھی شاہان طلسم سے کہدے کہ اسیر طلسم کشا کو اپنے گھر مین قمر درخشان نے مہمان کیا ہی کنیزون نے عرض کی حضور ہماری کیا مجال ہی جو ہم ایسی گستاخی کرین سرکار کو اپنے فعل کا اختیار ہی ہم نے آپسے براہ خیر خواہی عرض کیا تھا کہ تمام اہالیان طلسم کو حضور سے ملال ہوجائیگا سب کو حضور کے دشمنون کی بربادی کا خیال ہوگا آئندہ جو راے مولا ازہمہ اولٰی ملکہ نے کہا جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا زبان سے اٹھکر ملکہ قریب شاہزادے کے آئین دیکھا شاہزادہ بیٹھا ہی کچھ زخمون نے صحت پائی ہی ملکہ نے آکے اسی وقت بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شہریار بارگاہ مین تشریف لے چلیے لیکن شہزادہ بدیع الزمان کسی قدر مکدر ہین خیال آتا کہ یہ ساحرہ ہی شاید سحر سے ایسی صورت بنائی ہو ملکہ نے جو شہزادے کو مکدر پایا عرض کی ای شہریار باعث پریشانی کیا ہی بدیع الزمان نے کہا ای ملکۂ عالم مجکو یہ خیال ہی کہ ملک ساحران مین مجرے حال سے ساحرون کے آگاہ ہین تمہاری صورت پر توجہ ہوتی ہی بلکہ دل بجز بی مائل ہی پڑا خیال یہ ہی کہ شاید تمنے سحر سے صورت ایسی بنائی ہو صورت زیبا دکھا کے مجکو مائل کرو ملکہ نے کہا ای شہریار یہ طلسم نور افشان ہی یہان کی سب شاہزادیان حسین وجمیل کوکب نے جب دیکھا کہ ہوش ربا کو افراسیاب نے نازنینان مہ جبین سے تنہا بستہ کوکب نے بھی بڑے بڑے ملکون سے شاہزادیان بلوا بلوا کے اپنے طلسم مین بسائین ہمارے

بزرگون کی سکونت قدیم طلسم ہفت پیکر مین ہی مہر عالم افروز میرے والد کا خطاب تھا مادر مہربان
کمال ماہ تابان مشہور تھین مجھکو کمسنی مین کو عجب نے طلب کیا اپنے طلسم مین بسایا اپنی جاگیر مرحمت فرمائی
ہمیشہ صحبت شہنشاہ مین جاتی تھی لطف مجلس اُٹھاتی تھی اب بھی اکثر طلسم ہفت پیکر سے میرے نام نامے
آتے ہین ہمارے عزیزون نے کئی مرتبہ طلب کیا مجھے قبول کرنا مناسب نہ جانا کہ شاہان نور افشان
بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آتے ہین ای شہریار طلسم ہفت پیکر عجب مقام ہی ہوش ربا و نور افشان
کی اُسکے سامنے کیا حقیقت ہی طلسم وسیع ممالک بیشمار شاہزادیان حسین و جمیل بادشاہ وہان کا ہفت پیکر
خورشید جمال دعوی خدائی رکھتا ہی نائب اُسکا آفتاب ماہ کمال زوجہ اُسکی ملکہ سیارہ عالم افروز
دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم ملکہ پروین آسمان سیر مشہور ثریائے فلک شکوہ ایسے سامان طلسم
ہین خداوند کا کوہ آتش بار بر ظہور کی حقیقت ہی کہ آج وہ سامان طلسم ہفت پیکر مین ہی کہ کبھی اہالیان
نور افشان نے آنکھ سے بھی نہ دیکھا ہوگا پہاڑ دن بہ خلقت آباد ہی خداوند کی تصویرین ہر کوہ پر بہر اظہار
کی حاجت ہر مقام پر دفع ہوتی ہی ہر کوہ پر ہر مہینے مین میلہ ہوتا ہی تمام شاہان طلسم جمع ہوتے ہین حضور پیلون
کی رعنائی ہر میلے مین ہر کوہ پر جانا عاشق تن بھی جمع ہوتے ہین بڑی بڑی شاہزادیان سمنبر حور پیکر
بالائے کوہ اپنی اپنی بارگاہون مین جلوہ فرما ہوتی ہین خداوند کی عدالت بادشاہون کی شوکت ایک ہمت
مراد مندون کا جمع ہونا جو لوگ مبتلائے ہجر ہین اُنکا ملک ملک سے رونا جب عاشق تن بیقرار ہو کے
تصویر کے پاس جاتے ہین تو خداوند عدالت فرماتے ہین اُنکے ماں باپ کو حکم ہوتا ہی کہ جن عاشقون نے
جفائین جھیلین ثابت قدم رہے ظلم عشق سہے اُنکے ساتھ اُنکی شادیان کردی جائین سب عاشق تن معشوق
کے وصل کی امید پا کر نکلتے ہین بازو وہ پریشان تھے یا خندان و فرحان نکلتے ہین شاہون کو جھک جھک کے
سلام کرنا خداوند کا شکریہ انھین پہاڑون پر شادیان ہوتی ہین ناشادون کی شادیان ویرانے مین خانہ
آبادیان حضور آپکے سامنے کون کون سی کیفیت عرض کرون صرف مصنف کو ایک نشان دینا منظور تھا اگر
مجمل حالات تحریر کرون تو دو چار جزو سیاہ کر دون تب ناظرین کو پتہ ملے مصنف عرض کرتا ہی کہ انشاء اللہ
بعد ختم فتنۂ نور افشان اس طلسم حیرت عنوان کو ضرور تحریر کرونگا اگر کوئی اہل مطبع یا کوئی رئیس بلند اقبال
اسکی خواہش کریگا تو تحریر ہو گا ملکہ نجم درخشان نے عرصہ دراز تک اس خوش بیانی سے حال طلسم
ہفت پیکر بیان کیا کہ بدیع الزمان کو ایک لطف حاصل ہوا فرمایا کہ ای ملکہ تمنے عجب طرح کا جلسہ بیان کیا
مجھکو اس طلسم کے دیکھنے کا شوق ہوا ملکہ نے عرض کی حضور کیا مجال بہرام فلک کی کہ اُس طلسم کا نظارہ کر سکے ہر
کوہ پر تصویر خداوند ہمہ دان ہمہ گیر اُس لاکھون کے مجمع مین اگر ایک بھی غیر مذہب کا آیا تو تصویر خداوند سے
آواز آگئی کہ فلان شخص ہمارا پرستار نہین ہی تاجرون کے ہمراہ اکثر غیر لوگ آئے مگر خداوند نے پہچان لیا
اُنکو سزائین دین لیکن کیا مجال کہ وہان غیر کا گذر ہو جائے اور لوح اُس طلسم کی مفقود ہی کبھی ہمنے لوح کا
نام بھی نہین سنا اگر کبھی شاہ کے سامنے لوح کا ذکر آیا تو شاہ نے یہی فرمایا کہ ہمارے طلسم کی لوح نہین ہی
بانیان طلسم نے اس قفل کو بے کنجی کا بنایا کسی شخص کی کیا مجال ہی اس طلسم پر دست اندازی کرسکے اگر کوئی
جان رکھتا ہو تو ایک سلامت بیکر اسمین سے نکل سکے اور علامتین بھی اس طلسم کی ایسی سخت ہین کہ اگر طلسم کشا
کیسا ہی جری و بہادر ہو مگر علامت دیکھکر گھبرا جائے کیسا ہی دلیر ہو مگر قلب تھرا جائے بدیع الزمان نے فرمایا

کہ اسکی قدرت سے کیا بعید ہی کہ ہم لوگون کا اس طلسم مین داخلہ ہو انشاءاللہ کلیجہ پتھر کا بنا لیجئے اور سیلون
مین بھی جایئن لطف سیلے کا اٹھائین بدیع الزمان کو حسب اطمینان ہوا کہ ملکہ کی صورت اصلی ہی گلچینی گلشن
جمال کی کرتے ہوے ملکہ کے ساتھ بارگاہ مین آکے بیٹھے چونکہ بدیع الزمان نے غسل صحت بھی کیا ہی ملکہ نے
حکم دیا کہ روشنی کی تیاری ہو ملکہ کے حکم دیتے ہی روشنی کی تیاری ہونے لگی جھاڑ کنول نکل رہے ہین
صحرا تمام پاک و صاف ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ بھی دیکھنے لگین نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی
ہزارہا علمہاے زرنگار پری کے پھریرے کھلے ہوے اسپر تعریف سامری و جمشید مرقوم ملکہ ادھر متوجہ ہوئین
سب کنیزین بھی دیکھنے لگین ایک ابر تیرہ و تار بھی گرد چھایا ہوا ہی قریب آکے ابر شق ہوا گرد دفع ہوا اٹھکر
دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ نہایت شان و شوکت سے تخت پر سوار اسباب شکار ہمراہ چھ لاکھ فوج پیش پیش
ہر نوبت نقارے بجتے ہوے ملکہ نے دیکھکر کہا اے شہریار آپ تھوڑی دیر کے واسطے دوسرے خیمے مین
تشریف لیجائیے ملک مہران آفتاب سیر شکار کھیلتا ہوا آتا ہی خاص شہران سلطنت شہنشاہ طلسم سے
ہی مجھکو جاکے اسکی ملاقات کرنا چاہیے بدیع الزمان اٹھکر دوسری بارگاہ مین چلے گئے ملکہ نجم درخشان کئی
کنیزون کو ساتھ لیکر واسطے استقبال مہران کے چلین مہران تخت پر سوار شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کہ وزرا
نے بڑھکر عرض کی ملکہ نجم درخشان تشریف لاتی ہین طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی کے مقابلے جاتی ہین
یہان لشکر انکا فروکش تھا خطور کر دیکھکر واسطے استقبال کے نکل آئین مہران نے سر اٹھاکے دیکھا عرصہ دراز
ہوا کہ اپنے بارگاہ شہنشاہ مین دیکھا تھا اب جو نگاہ پڑی ایک شعلہ جوالہ کوندا زلفین عنبرین چہرے پر لہرا رہی ہین
عارض انور رشک قمر پیشانی تختی زر دندان گوہر دریاے ظہور گلا صراحی دار سینے پر ابھار دوپٹہ ناز سے ڈھلکا
ہوا پائنچے سنبھالے ہوے گرد کنیزان ماہ طلعت بیچ مین وہ آفتاب شوکت قدم بقدم رکھنے والے پامال ہوتے
ہین نقش قدم اپنی بدنصیبی پر رو رہے ہین کہ ہم قدمون سے جدا ہوے مہران جمال جہان آرا دیکھکر تھرا گیا
پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار زبان سے نکل گیا اے در بے بہاے بحر حسن و جمال و اے ماہ درخشان آسمان
کمال اس صحرا مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہرچند کہ ملک مہران بہت مغرور ہی جوش اشتیاق مین تخت
سے کود ملکہ کا ہاتھ تھام لیا ملکہ لیکر مہران کو اپنی بارگاہ مین آگئین مہران کا یہ حال ہی کہ سراپاے ملکہ
کو بغور دیکھ رہا ہی مگر رعب ملکہ کا اسقدر غالب ہی کہ زبان سے کچھ کہہ نہ سکا مگر دل دھڑک رہا ہی قلب مثل مرغ
بسمل پھڑک رہا ہی ملکہ کو یہان یہ بیقراری ہی کہ یہ ملاقات کو آیا ملاقات ہو چکی اب پھر اسکا بیٹھنا دشوار ہی
اب یہ اپنی بارگاہ مین جاے تو مین شاہزادے کو بارگاہ مین بلاؤن وہ شیر بیشہ صاحبقرانی تنہا بیٹھا ہوا
گھبراتا ہوگا ادھر شاہزادے کو بھی ملکہ کی جدائی کا خیال ادھر مہران کے دل پر ہجوم رنج و ملال و حزن
متردد اسکو انتشار وہ بیقرار معشوق کے راز و نیاز عاشق کو سوز و گداز اسکو حیرت اسکو نفرت دونون
خاموش آخر دامن صبر دست استقلال مہران سے چھوٹا شیشہ دل بضرب سنگ عشق سے ٹوٹا ضبط
نہو سکا دریاے محبت نے جوش مارا آخر بے اختیار دست بستہ ہوکے کھڑا ہوا کہا اے ملکہ عالم مین کچھ
عرض کیا چاہتا ہون اگر آپ حکم دیجیے تو عرض کرون ملکہ نے مسکراکے فرمایا ہم آپ تو ایک ہی محل کی ساکنین
ہین یہ تو آپ پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مین مقابلہ طلسم کشا مین جاتی ہون یہ صحرا بد فزا ملگیا یہان چندے کے
واسطے ٹھہر گئی اور آپکے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ براے شکار چلے تھے مہران آفتاب سیر نے کہا

ای ملکہ عالم تم کیونکر جانتی ہو صرف شکار کے طور پر چھ لاکھ آدمی ساتھ ہین اگر لشکر کشی کرون تو گاؤ زمین
بار نہ اٹھا سکے دشمن آنکھ نہ ملا سکے برائے شکار نکلا چند کس ہمراہ ہو گئے مجھکو بھی یہ خبرین معلوم ہین کہ
طلسم کشا کی بدعت بڑھتی جاتی ہے چند ملک حرام بھی شریک ہو گئے ہین وہ رہبری کرتے ہین مذہب کے مٹانے
پر سب مستعد ہو رہے ہین لیکن کیا ہو سکیگا جسدن کرلی خدا جلد ارادہ کریگا مسلمانون کو بچانے کا راستہ نہ ملیگا
ملکہ نے کہا کہ صاحب جو تمکو کہنا ہو لکھ بھیجا مہران یہ لکھکر اٹھا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خاموش ہو رہی
اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھا مشیرون سے کہنے لگا صاحبو تمنے سنا کیا غضب ہو گیا میری تو عجب کیفیت ہے دم لبون پر ہے
اب مجھکو جینا دشوار ہو گیا

نظم

سامنا تجھسے جو ای ناوک فگن ہو جائیگا
چہرہ زردی کو مثال زر زدہ حیران ہو جائیگا

نام تیرا جسکو ورد ای گلبدن ہو جائیگا
غنچہ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائیگا

موسم گل مین بدن کو کپڑے بچانے جائینگے
دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا

حسن کا عالم دکھا دیگی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا

عشق شیرین مین عبث دونون کرینگے کوہکن
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائیگا

خلعت شاہی نہین ای بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اسکو یہ جامہ کفن ہو جائیگا

بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

ہمکنار اک دن مری تمثال ہوگی یار سے
آئینہ جوہر صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

چاک کے پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائیگا

چشمہ کے چشمون مین انکا اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا

موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے
پھٹ کے اتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا

روے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نہ ڈال
سامنا قصاب کا ای برہمن ہو جائیگا

سکہ داغ وفا اک دن مرے کام آئیگا
عشق کی بازار مین انکا چلن ہو جائیگا

مر گیا تشنہ دیدار ہو جیسے ترسے
آب زہرا دیکھکر چاہ ذقن ہو جائیگا

چہلہ دن ہی گرم بازار شباب ای نونہال
گرد پورن کے موٹی چاہ ذقن ہو جائیگا

شاعرون کے کہنے پہ اترا نہ ای گیسوے یار
عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر بھی روے رنگین پر کیسے
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

دختر رز ہو گی جلسے مین ہمارے بے نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

منزل مقصود دکھلا دیگی توفیق ازل
دوست دشمن ہونگے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانہ شادی مرا بیت الحزن ہو جائیگا

ملک مہران نے کہا یارو مین نے جسوقت سے اس قاتل عالم نجم درخشان کو دیکھا عجب دل کی کیفیت ہے
دل پہ چھریان چل گئین جی چاہتا ہے جا کے قدمون پر گر پڑون سرکار کے تصدق کر دون اس ظالم
کے جور سے مجھکو اور بھی مزہ پایا جاتا ہے لیکن مین اب ایک نامہ اس معشوق سرکش کو لکھتا ہون لکھکر

قلم ہاتھ میں لیا پرچہ کاغذ پر لکھا اے شہنشاہ اقلیم خوبی زبادۂ حدیقۂ محبوبی آفتاب آسمان حسن و جمال گوہر بحر ذخار فضل و کمال لعل بدخشان دلبری الماس خزانۂ حسن پروری عندلیب بوستان فصاحت گل خوشبوے حدیقۂ بلاغت رتبہ شناس عاشق بے دل توجہ فرمائے حال پُر ملال گریۂ عنادل انیس و مونس شب تنہائی رونق بخش محفل عاشقان بے صبر و شکیبائی سرفراز و معشوق طناز صاحب عشوہ و ناز بہ معشوقان ممتاز ادام اللہ حسنہ - عالم عالم آرزوے محبت و جہان جہان تمنّاے مودت جس وقت سے اس حقیر نے جمال بے مثال حضور کو دیکھا آئینۂ دل کو حیرت ہے کیا عرض کرون جو کیفیت ہے ان اشعار سے ظاہر ہے بقول مصنف

ہاتھ پاؤن مین درد رہتا ہے
تیری فرقت نے دل کو توڑ دیا
اب تو دل پر قلق زیادہ ہے

رنگ چہرے کا زرد رہتا ہے
ناتوانی چڑھی ہے زور دون پر
جان دیدین یہی ارادہ ہے

صبر و طاقت نے ہاتھ چھوڑ دیا
رنگ لاتا ہے روز خون جگر
اے ملکۂ عالم سرفرازی فرمایئے

یہ نیاز نامہ حاضر خدمت فیضدرجت ہوتا ہے سرفرازی حاصل ہو تسکین دل ہو اگر سرفراز نہ فرمایا تو اپنے چاہنے والے کو زندہ نہ پاؤگی سر جسم پر بار ہے دل کی عجب کیفیت ہے ہر چشم اشکبار اگر اشتیاق دل مفصل لکھون ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان نہ تحریر ہو آخرین عرض کرتا ہون معرفت قاصد صبا کے پیام ہے آپکی خدمت مین روانہ کرتا ہون نظم

نامہ پر حال کیسے یہ سارا
تار باقی نہین گریبان کا
نہ تڑپے ذرا دل مضطر
حال لکھون جو آہ سوزان کا
نار پستان کی کیا لکھون تعریف
پاؤن چھلا جو دست جانان کا
درو دیوار کو مین تکتا ہون

اس غزل کو قمر کی پڑھ دینا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل
زخم اُٹھا ہیجو تیر مژگان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر
یہ تو میوہ ہے باغ رمضان کا
دیگر ادج پر اب تو درد فرقت ہے
وحشیون کی طرح سے بکتا ہون

کیا لکھون حال چاک دامان کا
دو نگڑا تھا یہ ابر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین
ہے عصا اب تو دست دربان کا
اے قمر نقد جان عوض مین دون
میرے جینے کی کون صورت ہے
امیدوار ہون کہ طلب فرمایئے

صحبت مین بار حاصل ہو آفتاب عالمتاب حسن و جمال تابان و درخشان رہے - یہ نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم کو دیا اور کہا ملکۂ عالم کو دینا اور زبانی بھی حال اشتیاق عرض کرنا کہ غلام نوبت بجان و کار دو بہ دستخوان ہے وقت عنایت و پرورش ہے ملازم نامہ لیکر چلا ملکہ اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین شاہزادہ بدیع الزمان پہلو مین بیٹھے ہین فرمارہے ہین ملکہ ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین جنگ درپیش ہے ایسا نہ ہو سردارون پر کچھ افتاد پڑے ساحرون کا ہجوم ہے یہی دھوم ہے کہ طلسم کشا کو مار کر چار طرف سے کافر چلے آتے ہین میرے سامنے بیجن بن سہراب آیا تھا اسکو اپنے زور بازو پر بڑا ناز تھا سنا ہے کہ جنگ مین قبلہ و کعبہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر پھر اُس سے مقابلہ پڑیگا کیا عجب ہے کہ اسکی مدد کو جادوگر آوین قبلہ و کعبہ لڑتے مرتے آگے بڑھین یہ ذکر تھا کہ مرجبے نے سامنے آکے عرض کی در دولت پر نامہ دار مہران آفتاب سپر کا حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملکہ نے بے تکلف فرمایا بلالو نامہ و پیام کا کیا کام ہے ابھی تو وہ خود ہمارے پاس سے گئے ہین یہ ذکر تھا کہ نامہ دار سامنے حاضر ہوا ہاتھون پر رکھکر نامہ پیش کیا ملکہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید اس نامے مین جنگ و جدل کا ذکر ہوگا فوراً ہاتھ کو ہاتھ مین لیکر کھولا دیکھا زہے بین القاب معشوقانہ مرقوم ہے اپنی میتابانہ

بیقراری تحریر ہے اور جو جو ملکہ نامہ پڑھتی جاتی ہیں غصہ بڑھتا جاتا ہے چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ملکہ نے نامہ دار
سے پوچھا یہ کیا مہملات لکھا ہے نامہ دار نے عرض کی کچھ زبانی بھی عرض کیا ہے کہ ہماری جان پر بنی ہے از راہ
رحم ہمکو سرفراز فرمایئے ورنہ غلام آپکے قدموں پر نثار ہو جائیگا ملکہ نے غصے میں نامہ چاک کر ڈالا کہا
او نامہ دار بس خبردار زبان بند کر بیہودہ نہ بک جا کے اُس بیحیا سے کہدینا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں
سامنے شاہان نور افشان کے ہمارے تمہارے کلام ہو گا نامہ دار نے جو ملکہ کے تیور بد دیکھے مارے
خوف کے تھر تھر کانپنے لگا جلدی دربار سے بھاگا ملکہ کو کمال غصہ آیا کنیزوں نے کہا حضور اس نامے
میں کیا مرقوم تھا فرمایا خدا کی قدرت ہے کہ میاں مہران صاحب ہمپر عاشق ہوے ہیں اشعار عاشقانہ
لکھے ہیں اپنی بیقراری تحریر کی ہے کیوں شہریار آپکو یاد ہو گا میں نے ایسے ذکر کیا تھا کہ طلسم ہفت پیکر
میں یہ دستور ہے کہ عاشق تن سامنے تصویر خداوندی کے حاضر ہوتے ہیں تصویر خداوندی سے انصاف
ہوتا ہے عاشقوں کی شادیاں سارہ معشوقوں کے ہوتی ہیں لیکن بہ محبت و رضاے جانبین اُنکے ماں باپ
سے بھی پرسش ہوتی ہے مگر یہ صاحب ایسے بلبلائے اور آپ سے باہر ہوے کہ فرماتے ہیں ہمکو ملا لیجیے
اپنی صحبت میں جگہ دیجیے بدیع الزمان نے جو یہ کیفیت سنی غیظ و غضب میں آئے زلفیں خلیلی کر پیچ و تاب
ہوا چہرہ سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اگر حکم ہو میں ابھی جا کر زبان تیغ سے جواب دوں ملکہ نے فرمایا آپ
غصہ نہ کریں اُس ملعون کے کہنے سے کیا ہوتا ہے اپنے مقام پر بکا کرے اب وہ اگر ملاقات کا بھی مجھے طالب
ہو گا تو ملاقات نہ ہو گی مجھے صرف یہ خیال گذرا تھا کہ مصاحبان خاص شاہان طلسم میں سے ہے ایسا نہو کہ مجھے
شاہ شکایت کریں کہ تمنے مہران کا استقبال نہ کیا نہیں معلوم وہ اپنے دل میں اس تعظیم کو کیا سمجھا آپ غصہ نہ کریں
مجھے تو وہ جواب صاف ہو گیا اب بھی اگر کچھ خیال دل میں رہے تو شخص بغیرتی و نادانی ہے ادھر تو یہ کیا کیوں نامہ دار
وہاں پلٹ کے جو پہونچا ملک مہران نے پوچھا ای قاصد خوش خرام محبوب خوش رو نے کیا جواب دیا نامہ بر
نے کہا حضور انہوں نامے کو پڑھ کے چاک کر ڈالا ملکہ کو نہایت غصہ آیا آپکی شان میں کلمات سخت و سست
کہے بھلا حضور کو وہ کیا قبول کرے پسر حمزہ کو پہلو میں لیے بیٹھی ہے بوس و کنار رات دن ہو رہا ہے یہ سنتے ہی
مہران کے آگ جلنے لگا بل کرنے لگا کہا ملکہ کو جا کے پیغام دو کہ آمادہ حرب و پیکار ہو جائیں کل صبح کو اگر
گرفتار کر کے نہ لایا اور جو بے وصل نہ حاصل کیا تو نام اپنا مہران آفتاب سیر نہ پایا دربار میں کسکے
کون آنکھ چار کر سکتا ہے اگر ہم یہ پیغام شاہان طلسم کو دیتے تو وہ بھی ضرور قبول کر لیتے تمنے ہمکو یہ جواب سخت
دیا کل ہم تمکو اور پسر طلسم کشا کو سر میدان قتل کرینگے دیکھیں ہماری دست سے تم دونوں کیونکر بچتا ہے اور
پسر طلسم کشا ہمارے ہاتھ سے بچ کے کہاں جاتا ہے تمنے غضب کیا شاہوں کا کچھ خوف نہ آیا مسلمان کو اپنے
گھر میں جگہ دی تم شاہنشاہ نور افشان کی دشمن ہو اب کل سب کیفیت تم پر ظاہر ہو جائیگی گرفتار کر کے تمکو
بھیجینگے جب وہ حکم دینگے تب وہ راضی ہوں گے یہ باتیں سمجھا کر اور ساحر کو روانہ کیا اُسنے جا کے دربار میں یہ سب
باتیں بیان کیں ملکہ کو سناٹا آگیا مگر بدیع الزمان نے غصے میں فرمایا اس نامرد سے کہدینا کہ تجھکو دادا کے
ہاتھ کا کھانا حرام ہے اگر طبل جنگی بجا کے میدان کارزار میں نہ آئے دیکھو تو کیسا تمکو کھیلتے ہیں کیا شاہان طلسم
کا کوئی لونڈی غلام ہے کہ جو تو اُنکے نام سے ڈراتا دھمکاتا ہے اگر وہ بادشاہ ہیں اپنے گھر کے بادشاہ ہیں کسیکی
قسمت پر اُنکا کیا اختیار ہے یہ کہکر حکم دیا اس بیحیا سے کی گردن میں ہاتھ دو سردار تھے شاہزادے کے دیکھکر بھا

مہران سے کہا ملکہ تو کچھ نہیں بولیں مگر انکے آشنا سب حمایتی شاہان طلسم کو گالیان دینے لگے
یہ سنکر مہران سب سمجھا باغضب میں حکم دیا لشکر میں طبل جنگی کے طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کارون نے آکر
سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے خبر کی کہ اُس ملعون نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ شہزادے کو سمجھا رہی ہین کہ اے
شہریار یہ بڑا ساحر زبردست ہے بدیع الزمان فرماتے ہین ملکہ تمھین اسمین کیا دخل ہے تم لشکر کو ساتھ لیکر علیحدہ
کھڑی ہو کے تماشا دیکھنا ہر کارون کی زبانی جو بدیع الزمان نے سنا کہ اُسنے طبل جنگی بجوادیا ارشاد فرمایا کہ
ملکہ بسعدو بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی تمھارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے لیکن اگر ہمسے محبت ہے تو لات و منات
پر لعنت کرو ملکہ بصدق سلیقہ الاسلام ہوئین کنیزون نے بھی اطاعت کی تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ ملکہ
نجم درخشان مسلمۃ الاسلام ہوئین شہزادہ بدیع الزمان کی اطاعت کی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے
ملکہ کی شب بھر بیقراری کا عالم فرماتی ہین آپکے مذہب مین سحر کرنا عیب ہے میرا دل دھڑکتا ہے ساحر کو کیونکر جواب دیجیے گا
بدیع الزمان فرماتے ہین ملکہ بروقت دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہے جتنے بڑے بڑے ساحر ہین سب کتے کی موت
مارے جائینگے انشاءاللہ ہمارے ہاتھ سے امان نہ پائینگے جسوقت شہنشاہ زرین پوش آفتاب خروج
ثابت و سیارگان کو شکست دیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر ضیا و شعاع نے صف باندھی تیغہ
حائل کیے ہوے کمان کہکشان کا نیمچہ پر اس شان و شوکت سے تماشائے جنگ مین معروف ہوا ادھر
سے ملکہ نجم درخشان نے لشکر تیار کیا بدیع الزمان بھی سلاح جسم پر آراستہ کیے ہوے خیمے سے برآمد
ہوے ملکہ تخت پر سوار ہوئین بدیع الزمان اسپ خوش خرام پر سوار ہوے تمام فوج کو پشت پر لیا
طرف میدان جنگ کے روانہ ہوے نجم درخشان فرماتی ہین آپ اکیلے تماشا دیکھیے گا مین بھی لڑونگی بدیع الزمان
فرماتے ہین ہمارے مذہب مین عورت پر جہاد ساقط ہے ہمارے ہوتے تم کیونکر جاؤگی تم گھبراؤ نہ ملکہ عالم
ہمکو یہان قضا لیکر آئی ہے کچھ ضد نہین ورنہ ملاحظہ کروگی کہ کسطرح اُس ملعون کو مارتا ہون تم ناحق پریشان
ہوتی ہو دوسری طرف سے مہران بھی لشکر کو لیے ہوے میدان مین آکے پہونچا دیکھا اسنے کہ سب سے
آگے بڑھا ہوا شہزادہ بدیع الزمان مرکب کو جولان کر رہا ہے قلب لشکر مین تخت ملکہ نجم درخشان کا ساتھ
لاکھ فوج جنگی ہمراہ سامان جنگ تیار سب اشیائے جنگ و جدل ہمراہ ہین صفوف لشکر آراستہ ہوے لیکن نقیبان
بلند آواز نے نقابت کی کہ ترکیب کرنا کسکو ہے مہران نے قصد کیا تھا کہ لڑنے کو بڑھے شنگال تیور درون
بارہ ہزار فوج کا سپہ سالار ہے گھوڑے کو کڑکا کے سامنے مہران کے آیا کہا اے شہنشاہ غلام بہت
مشتاق ہے کہ حضور میدان مین جائین اور غلام دیکھا کرے مین جاتے ہی ایک سحر مین ہزارون کے پرے
غارت کرونگا مہران نے اجازت دی شنگال میدان مین آیا پکار کے آواز دی اے دشمنان
شہنشاہ طلسم جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ کی کنیزون نے ارادہ کیا تھا کہ بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا
سامنے ملکہ نجم درخشان کے آئے موافق اپنے لشکر کے قاعدہ کے دست بستہ عرض کی اے ملکۂ عالم
اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ نے تخت رکوادیا بیقرار ہو گئین کہا اے شہریار کس زبان سے عرض کرون کہ
آپ میدان کارزار مین جائیے کیونکر مین گوارا کرون آپ ترہات کے پابند ہین وہ سب ساحر ان
خود سینہ مین جاتے ہی آپکے وہ ایک سحر کر دینگا آپ بیکار ہو کے زمین پر گر پڑینگے بدیع الزمان
نے کہا ملکہ تم نہ گھبراؤ ہم بھی سحر توڑینگے ملکہ نے کہا کہ آپکے مذہب مین تو سحر کرنا بہت معیوب ہے بدیع الزمان

اب ملاحظہ کر لیتا ہے کہ کہ شہزادے نے مرکب بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا مرکب باد رفتار سوار بہادر
دیندار کس سج دھج سے مرکب میدان میں آتا ہی طرارے بھرتا ہوا کنڈا عاشل ماہ نو کے کیے ہوئے دم سے
چنور کرتا ہوا سامنے شنگال کے پہونچا بدیع الزمان نے للکارا کہ او نابکار اپنی شعبدہ بازی دکھا
اپنی ساحری سے باز نہ آ یہ سنتے ہی شنگال نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے مارے مراد اس سحر سے یہ تھی
کہ یہ گھوڑا شہزادے کو اپنی پشت سے گرا دے بدیع الزمان نے لوح چمکائی وہ دانے بے تصدق ہو گئے
شنگال نے اپنے دل میں کہا شاید سحر حقیر تھا کچھ اثر نہ دکھایا کوئی سحر کامل کرنا چاہیے یہ سوچ کر گیند اوچھالا
تلوار پر خوب سحر سے خنجر دار خنجر دار کنگرا ہوتو تیغہ سحر کا مارا بدیع الزمان نے تختی کو چمکا کے سپر پر
رد کا بہت سی تلواریں برچھیں خنجر گرے آگ کے شعلے بھڑکے ملکہ نے یہاں کلیجہ پکڑ لیا کنیزوں سے کہا صاحبو
غضب ہوا ارے شہزادے پر تلواریں برس رہی ہیں ہائے میں جا کے سینہ سپر کروں میں رو گئی تھی مگر سب نے
کہنے کو مطلق سماعت نہ کیا میری بات کو خلاف جانا یہاں شہزادہ بدیع الزمان نے تختی کو چمکایا سب سحر
باطل ہوئے آگ برسی خنجر گرے مگر سب چیزیں مرکب سے الگ گریں کسی شے نے بدیع الزمان پر تاثیر
نہ کی اب تو بدیع الزمان نے نعرہ تکبیر بلند کیا خبردار خبردار کنگرہا تلوار اچک کے جو جھپٹا پر قتاب گرا
قرص سپہر کے دو ٹکڑے ہوئے جس طرح ابر تیرہ و تار سے برق جہندہ تڑپ کے گرتی ہو سپر کو کاٹ کے کاسہ سر
میں تلوار در آئی سراسر کٹے جیسے گر کاٹا یا زلزلہ در قبہ سپہر پڑ چکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے دم دیا ملکہ
تو اچھل پڑیں کہا صاحبو خدا نے نادیدہ نے کیا فضل کیا پھر دوسرا ساحر لشکر مہران سے آپڑا برستا ہوا
آیا ہزاروں سحر کیے پر کچھ بھی سامنے آئے فیلان سحر نے بھی ہجوم کیا شیر ببر دھم دھاڑ مار کے آئے شیر نے
شہزادے پر حملہ کیا ٹھہرا ہر لگامی کرنے لگا بدیع الزمان گھوڑے سے گرے شیر نے چنگل مار دیا
بدیع الزمان نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹ گیا کئی شیر اسی طرح آئے بدیع الزمان کے ہاتھ سے
مارے گئے جب ساحر نے سب سحر اپنے باطل پائے جھپٹ کے ترسول مارا بدیع الزمان نے قلم کیا سر
کوتاہ کے کمر پر ہاتھ مارا ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے مصنف عرض کرتا ہے کہ سولہ ساحر شام تک شہزادے کے
ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے مہران بنگاہ غور دیکھا کیا کہ ساحروں نے وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی مگر
شہزادے پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی بدیع الزمان نے نام لیکر بھی للکارا کہ او مہران کیوں ان بیچارے
غریبوں کو نیل ماحق کرتا ہے تو خود میرے مقابلے میں آ تو کیفیت ظاہر ہو تجھی میرے کمال سے باہر ہو
مگر مہران خاموش کھڑا رہا ہے دنگلا حیران تھا کہ یہ کیا سحر کیا ہے آخر شام کو اعلے طبل بازگشت
بجوا ایار گنجبیدہ و کبیدہ داخل بارگاہ میں آکے بیٹھا ملکہ نے بدیع الزمان کو آگے روک لیا زر نثار کرتی ہوئی
ساتھ ساتھ مثل گل شگفتہ پوچھتی ہوئی کہ اے شہریار یہ کیا باعث تھا وہ وہ سحر ہوئے کہ زمین ہلتی تھی آپ
پر مطلق تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے کہا عنایت پروردگار شامل حال تھی جب ملکہ نے بہت کہا میں نہ مانوں
مجھے مفصل فرمائیے بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ بہ عنایت پروردگار لوح محفوظ میرے پاس ہے اسی کے
سبب سے کسی ساحر کا سحر مجھ پر تاثیر نہیں کرتا یہ بات سنکر ملکہ کو بڑی خوشی ہوئی کہا اے شہریار مجھے اس
بات کا بڑا اندوہ تھا کہ آپ سحر ساحران سے کیونکر محفوظ رہیگا بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ جا بجا بڑے
بڑے ساحروں سے مقابلے پڑے ہیں بہ عنایت خداوند کریم طلسم کلید کو فتح کیا مال طلسمی دستیاب ہوا اگر یہ

لوح محفوظ نہ ہوتی تو ان ساحرون سے کیونکر مقابلے پڑتے ملکہ بہت خوش ہین کہتی ہین ای شہریار اب قلب
کو قوت روح کو راحت ہوئی بیان ز ملکہ نے جشن کی تیاری کی ساقی بیچے جمع ہین ناچ ہو رہا ہی جام مے
ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی لیکن مہران جو میدان سے پلٹ کے آیا ہی تو
وردازنک تو خاموش بیٹھا رہا بعد چندے سرداروں سے کہا یارو تمنے دیکھا ایک غیر ساحر کے ہاتھ سے
سولہ ساحران نامی و نامدار مارے گئے اسکا کیا باعث تھا اگر یہ خیال کرون کہ نجم درخشان نے ایسا
سحر کردیا کہ بدیع الزمان پر سحر نے تاثیر نہین کی تو مین ہنگام غور دیکھ رہا تھا اور مین نے خود بھی اپنے سحر
پوشیدہ روانہ کیے تھے کوئی سحر ملکہ نے نہین کیا اپنے اپنے طور پر سب سردار کہہ رہے ہین مہران کہتا ہی
یارو وہ بات کہو کہ قرین قیاس ہو اور دل بھی اُسے قبول کرے جب کوئی بات دل کو نہ لگی تو اسنے کہا صاحبو
کیا مین کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی کو نکالا
ایک چراغ روشن کیا چراغ کو روشن کرکے پتلی کو سامنے بٹھایا پوچھا ای ہنرمند جلد آگاہ کردے
کہ کیا سبب ہوا کہ حمزہ کے فرزند پر سحر نے کیون نہ تاثیر کی یہ سنتے ہی وہ پتلی قہقہہ مار کے ہنسی کہا ای
مہران آفتاب سپر اتنا بڑا ساحر زبردست ہوکے مجھسے سبب پوچھتا ہی اتنے ساحر جو تیرے مارے گئے
زمین سے کوئی برانہ تھا ایک ایک ساحر عہد جمشید زمان تھا مگر کسی کی سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ ہمارا
سحر کیون جواب دے رہا ہی آخر کتنے کی موت مارے گئے ارے بیوقوف پسر طلسم کشا کے گلے مین
لوح محفوظ ہی جسمین اسماے خداے نادیدہ تحریر ہین سحر کی کیا مجال کہ جو اُسکے قریب جاسکے اگر
اُسکے مقابلے مین تو بھی جائیگا تو فوراً مارا جائیگا جانبری دشوار ہوگی ای بیوقوف ہے پر پسر حمزہ تم اگر ان کے
مقابلے مین آیا ورنہ ساحرون سے کیا ہوسکتا تھا یہ سنکر مہران کے ہوش اُڑ گئے چہرہ زرد لب پر آہ
سرد دل مین درد چہرہ پر گرد رفیقون سے کہنے لگا یارو اب کیا کرون جب تو حمزہ طلسم کشائی کرنے نکلا
ہی بڑے بڑے تحفہ جات حاصل ہوچکے ہین وہ پتلی پھر بول اُٹھی کہا ای مہران اس جوان کا بھتیجا شاہزادہ
خاور سیاہ ہی اُسکے قبضے مین تیغۂ سحر کش ہی آپس مین دونون جوانون مین چشمک ہی ساحرون کی شامت
آئی ہی آپس مین دعوے رہتے ہین کہ کسنے زیادہ کافر قتل کیے آپس مین لڑتے ہین ساحرون پر آفت
برپا ہوئی ہی ان دونون کے دو فرزند ہین کہ نام اُنکے ایرج و نورالدہر ہی انہون نے اب ہاتھ پاؤن
نکالے ہین وہ جس لشکر پر جا پڑتے ہین اُسے بالکل تباہ و برباد کردیتے ہین جسیون ملک اسی طلسم
کے ان چارون جوانون کے قبضے مین آگئے اس پتلی موسوم بہ ہنرمند نے بسبب یہ سب جھگڑے سامنے
مہران اور اسکے رفقا کے بیان کیے یہ سب باتین سنکر مہران اور زیادہ گھبرایا سب سردارون کو
اپنے پاس سے ہٹادیا صرف اپنے عیار سمند تیزرو کو بلایا یہ عیار بھی ہی اور سحر بھی جانتا ہی کہا ای یار
شاطر کیا تدبیر کی جائے تجھسے ہوسکتا ہی کہ تو پسر طلسم کشا کو پکڑ لائے بڑے غضب کی بات ہی پسر حمزہ
کے پاس لوح محفوظ ہی اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا عین فراق دیدہ ہجران کشیدہ مرتا ہون راہین ہجر کی
تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین اُسکے جمال کہان آرا جیسے نگاہ پڑی ہی ہر وقت دل یہی چاہتا ہی سامنے اُس کے
کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھوں

رخ ہجر تیرے سے گھبرا کے افسوس آیا		خورشید تہ سلسلہ مو نظر آیا		ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا

رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
میزان عدالت میں مرے دیدۂ تر آب
ساغر پر جو تمہارے خم ابرو نظر آیا
مرے کا جو خار تری آنکھوں میں کھٹکا

قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے
ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
قاتل ادب ذبح سکھایا گیا ہر روز
اک ناوک تر ان سیس آبرو نظر آیا

ای یار حسد ہر آنکھ پڑی تو نظر آیا
سمجھا میں ہم پر رو ہلال ای فلک حسن
ہر سو مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

رو رو کر عیار کے سامنے جو اسلحے

کہا عیار نے کہا حضور رنج نہیں غلام پسر طلسم کشا کو پکڑ لاویگا حضور کیون پریشان ہوتے ہین اسنے کہا اگر تو پسر حمزہ کو پکڑ لائے تو نجم درخشان کا گرفتار کرنا کوئی بڑی بات نہین ہی میرے سحر کے سامنے کیا دم مار سکتی ہی یہ کہکر سمند تیز رو باہنہاے عیاری سے آراستہ ہو کے چلا لشکر مین ملکہ نجم درخشان کے آکے دیکھا جشن کی تیاریان ہو رہی ہین سب ملازم خوش بیٹھے ہین جہان ایک سپاہی کا بھی پہرا ہی وہان بھی ناچ ہو رہا ہی جا بجا نغمے درست ہو رہے ہین سمند بشکل مزدور پھرتا ہوا بارگاہ مین ملکہ کی آیا دیکھا ملکہ نجم درخشان بھاری جوڑا پہنے ہوے تخت پر بیٹھی ہین اور شہزادہ بدیع الزمان دنگل شوکت پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین سمند نگاہ کرنے لگا دل مین یہی خیال ہی کہ افسوس ہمارے آقاے نامدار اس معشوق پر جان دیتے ہین اور یہ ظالم پہلو مین پسر طلسم کشا کے بیٹھی ہی کیا شادان و فرحان ہو رہی ہی بڑے افسوس کی بات ہی ایک گوشے مین کھڑا ناچ دیکھا کیا دورہ جام بھی چل رہا ہی جب رات کم باقی رہی بدیع الزمان نے فرمایا ملکہ کیا سبب ہی کہ لشکر حریف مین طبل جنگی نہین بجا ہرکارون نے عرض کی کہ حضور آج انجمن شادی منعقد ہی کچھ صلاحین ہو رہی ہین حضور ہوشیار رہین سمند تیز رو عیار اسکا فکر مین حضور کی نکلا ہی ملکہ نے چند جادوگرنیون کو حکم دیا کہ تم سب گرد خیمہ شہزادہ کے رہنا یہ خبر سنکر مجھے بڑا تردد ہوا ہی چالیس جادوگرنیان شاہزادے کے ساتھ رہین شاہزادہ بدیع الزمان خیمے مین آئے سب جادوگرنیان باہر خیمے کے ٹھہرین سمند تیز رو فکر مین پھر رہا ہی جادوگر سامنے والون کا انتظام کر رہی ہین اگر کسی نے قصد کیا کہ قریب سے بارگاہ کے گذرے سب نے منع کیا آسمان کا بھی انتظام کر رہی ہین اگر کوئی طائر بھی نکلا تو اُسے تیر مار دیا وہ زمین پر گر پڑا سمند تو عیار شہزور ہی پھرتے پھرتے قریب ایک مزبلہ کے آیا نقب کھودنا شروع کی مہرہ نقب کا بارگاہ بدیع الزمان مین توڑ کر دمین اتارا ہوا نکلا شمعاے سوزان کا فرری کر گل کیا قریب بدیع الزمان کے آیا کاسے سے وہ شالہ بٹایا دیکھا ایک تختی گلے مین پڑی ہی وہ تختی مین بیہوشی ڈال کر شاہزادے کے دماغ مین پھونکا شہزادہ چھینک مار کے بیہوش ہوا دروازے پر سے آوازین حاضر باش و ناظر باش کی آ رہی ہین سمند نے پشتارہ باندھ جادو دش پر لگایا اُس نقب سے لے نکلا سوچا کہ اگر سیدھا راستہ جاؤنگا شاید کوئی روک لے اسلئے پشت لشکر پر نکل چلا چھپا جاتا ہی کوسون جھوکے چلا صحرا کو طے کرتا ہوا آتا ہی جب دو کوس راہ طے کی چونکہ تھک گیا تھا ایک تختۂ سنگ پر پشتارہ رکھا چشمے پر منہ دھویا ٹہلنے لگا قضاے کار امیہ بن عمرو جو تلاش مین اپنے آقا کی نکلا تھا رات کو اسی صحرا مین درۂ کوہ مین پڑ رہا صبح کر اٹھا جا رہا سر راہ ہون کہ نگاہ پڑی ایک عیار باندھے عیاری سے آراستہ ٹہل رہا ہی پشتارے پر نگاہ نہین پڑی خیال مین آیا دریافت کرون کہ یہ عیار کون ہی ٹہلتا ہوا قریب سمند کے آیا پکار کے آواز دی ای عیار تو کون ہی سمند نزد و ن پر چڑھا ہوا ہی بیساختہ بول اٹھا مین عیار ہون مہران آفتاب سپہر کا اُسنے حکم دیا ہی کہ پسر طلسم کشا گرفتار کر لاؤن اُسے گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہون وہ سامنے تختۂ سنگ پر پشتارہ رکھا ہی امیہ کھینچ کر سامنے آیا کہا او ملعون

مہتر امیہ بن عمرو عیار اب مین تجھے کب جانے دیتا ہون آپسمین بحچہ چلنے لگا امیہ تو بلائے روزگار ہی چوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین امیہ کی پلک نہین جھپکتی تیغ بے پناہ چل رہا ہی کمند کے حلقے حباب ہیچ شی بٹر رہے ہین پیچ پن لڑتی ہین بڑے زور و شور سے دونون لڑ رہے ہین امیہ نے کئی زخم بھی لگائے جب سمند زخمی ہوا خیال مین آیا اے سمند کہانتک بگھر یان کروگے ثابت قدم رہنا چاہیے طرار ہے تھوڑی دیر مین سحر کرون یہ سوچ کے لڑتے لڑتے چند دانے ماش رنگ نکالے وہ دانے اُس بدمعاش نے امیہ پر پھینک مارے امیہ بن عمرو لڑکھڑا کے گرا اُسے جیب سے کے اسکی بھی مشکیں باندھ لین آتنا تو امیہ نے کہا کہ اے شخص تو نے مجھکو سحر سے بیہوش کیا عیارون کا یہ شیوہ نہین ہی سمند نے جواب بھی نہ دیا دونون پشتارے لیکر چلا امیہ نے راہ مین کئی مرتبہ کہا اے عیار مین فرزند عمرو ہون تیرا شاگرد ہوتا ہون سمند کب مانتا ہی دونون کا پشتارہ لیے ہوے خدمت مین اپنے آقا کی پہونچا مہران نے لوح محفوظ نے لی اپنے خزانے مین داخل کی امیہ و بدیع الزمان کو قید خانے مین بھیجا منتظر ہی کہ شام ہو تو طبل جنگی بجواؤن یہان صبح کو ملکہ حورا کہتی ہین بارگاہ مین آئین کہا کیا شہریار آج براے نماز نہین اُٹھے خود طرف خوابگاہ کے چلین دربارگاہ پر دیکھا چالیسون کنیزین دروازے پر موجود ہین اُنسے پوچھنے لگین کیا باعث ہوا کہ شہریار ابھی تک بیدار نہین ہوے یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے آئین دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی پہلو مین مہرہ نقب کا پایا ایک چیخ ماری کہ صاحبو غضب ہوا کوئی شہریار کو چرا لیگیا کنیزین دوڑین ہرکارون نے عرض کی جہان پناہ حضور کو سر شام خبر دی تھی کہ سمند عیار فکر مین شہزادے کی چل چکا ہی ہوشیاری چاہیے ملکہ نے کہا یار و بڑا غضب کر گیا روتی ہوئی بارگاہ مین آئین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا عیار شہزادے کا امیہ بن عمرو راہ مین اُس سے خوب لڑا سمند خود کہتا تھا کہ میرا کچھ زور اس سے نہ چل سکا آخر سحر کر کے گرفتار کر لیا عیاری مین امیہ غالب نہ آسکا لوح تو اُسنے لیکر اپنے خزانے مین داخل کر دی اور دونون کو قید خانہ مین قید کر دیا ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا اب اس ملعون کے ہاتھ سے کیونکر ہم سب کی جان بچیگی افسوس صد ہزار افسوس اپنی تو عجب کیفیت ہی

نظم

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا — تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا
شام مرقد چاندنی تھی تیرے رخ کے دھیان سے — جو اندھیرا سامنے آیا اُجالا ہو گیا
وہ سخی تھا بعد مردن دین ہمسا کو ہڈیان — گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہو گیا
حلقۂ رخ زلف تھی تھا دورِ رخ کا گرد زلف — ہالۂ مہ شب ہوئی مہ شب کا ہالا ہو گیا
اوس گل کو زندگی تھی زہر موذی کو ہوئی — سانپ نے چاہی جو شبنم منہ مین چھالا ہو گیا
ساغر امید بن جاتی ہی انسان کی دعا — ہاتھ جب سوئے فلک اُٹھا پیالا ہو گیا
دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سے ہی شگاف — تیرے مژگان کا تصور ہمکو بھالا ہو گیا
ابر نیسان کی ٹپکین بوندین جو تیری زلف پر — موتیون کا گردن افعی مین مالا ہو گیا
مر گئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا — چین برسون کا ہوا او غم کسالا ہو گیا
انتظار سنگدل مین سنگ برسے آنکھ سے — تا بہ دامن اشک آتے آتے نالا ہو گیا
تاریخ مغفور تھا اُستاد یکتا اے نسیم — لکھنؤ والون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا

سوز دل ہو خاک روشن آتشیہ مجھ دلگیر کا
اک زبان ہی وہ بھی گونگی شمع محفل کی طرح

وہ کھڑے ہو کر اُدھر گرم سخن ہیں غیر سے
ہم ادھر جلتے ہیں بیٹھے شمع محفل کی طرح

اب کہاں وہ بزم مہرویان کہان عیش و نشاط
داغ دل پر رکھیا ہی شمع محفل کی طرح

ہم الگ بیٹھے ہیں تو دیکھا ہی بہ حسرت ہم
کیوں سمجھتے جاتے ہو ہم فرش محفل کی طرح

کیا کسی کے جلسے میں بیٹھیں وہ دن جاتے رہے
بزم عالم سے اُٹھا دل فرش محفل کی طرح

خشمگین ہوتے ہیں مجھ پر غیر ہیں سرگرم کار
بے طرح بگڑی ہوئی ہی تیری محفل کی طرح

شیشے خالی ہوتے تھے کل تک تو بزم عیش میں
آج دل خالی کریں رو رو کے محفل کی طرح

شاعروں نے ایسا آنا جانا چھوڑا ای صغیر
خوف ہی جلسہ نہ اُٹھے فرش محفل کی طرح

مہران بہت تڑپا مجبور کا ملکہ نے جواب سخت دیئے جب تو اسنے پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم آپ بھی یہ
اب تو مجھ سے بے ادبی ہو گی ملکہ نے گاتی باندھی جھولی سحر کی سنبھالی طاؤس زرین بال کو اُڑا دیا آپس میں
سحر چلنے لگا آگ برس رہی ہی دریائے آب سحر جوش مار رہے ہیں گرم مزاجی سے نخل جل جل کے
گر رہے ہیں ہزارہا طائر صحرائی مارے گئے زاغ و زغن خوف کے مارے بھاگ گئے ملکہ کے سحر سے
عندلیبان خوشنوا پیدا ہوتی ہیں زمزمہ سرائیاں کر رہی ہیں کئی مرتبہ مہران جھوم جھوم گیا ملکہ نے
ستارے چمکائے اس ملعون نے سورج پیدا کیا سب ستارے غائب ہو گئے آخر جب مہران
نے دیکھا کہ یہ معشوق سرکش میرے سحر کو نہیں مانتی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہی اسنے اپنی جھولی
سے ایک بیضۂ دندان فیل نکالا اُسکو ہتھیلی پر رکھکر ہوا پر پھینکا پکار کے آواز دی ای سرپوش سامری
اس معشوق سرکش کو لینا اسکے آواز دیتے ہی آسمان پر ایک دروازہ کھلا ہوا ایک برج چرخ مار کر ملکہ نجم
پر گرا سب نے دیکھا اُس برج میں یہ ماہ تابان بند ہو گئی غصے میں لشکر پر جا پڑا اسکے ساتھ والوں
نے بھی حملہ کیا کنیزیں خوب خوب لڑیں ہزاروں قتل ہوئیں جب اہالیان فوج نے دیکھا کہ مہران
نہیں رکتا جسطرف جھنجھلا کر سحر کرتا ہی ہزاروں بے گناہوں کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی آخر میں سورج سحر
چمکایا آفتاب نے حدت دکھائی ہزاروں گرمی سے ہلاک ہوے ہزاروں شدت گرمی سے بیہوش ہو کے
گرے جب سب بیہوش ہو گئے بارگاہیں اس ملعون نے قبضے میں کیں خزانہ اٹھوا لیا قریب برج کے گیا
یا سامری کہکر دستک دی برج کا دروازہ کھلا سب نے دیکھا ملکہ نجم درخشان مبہوت بیٹھی ہیں زبان بند
دل دردمند خاموش دریائے حیرت کا جوش اس ملعون نے بڑھ کے ملکہ کو ایک قفس میں بند کیا جب یہ
لیکر ملکہ کو چلا دل میں بہت خوش ہی اور دوسرا باعث ملکہ کی گرفتاری کا یہ ہوا کہ لوح محفوظ اسنے اپنے گلے میں پہنی
تھی جب یہ کسی سحر کے رد کرنے میں عاجز ہوتا تھا لوح کو جھکا دیتا تھا اب قفس سامنے کیا ملکہ ایسی مبہوت ہیں
کہ خود قفس میں چلی گئیں اسقدر اسکو اپنے سحر پر ناز تھا کہ ملکہ کی زبان میں سوزن بھی نہ دیا قفس اُٹھا لیا چند
سردار جنگ کے لیے اُنکے اپنے ہمراہ لیے ہوے اپنی بارگاہ میں آیا تمام لشکر والے اسکے مالا مال ہو گئے خزانے
لوٹے قبضے میں کیے کنیزیں تو سب بھاگ کے نکل گئیں یہی خیال ہی کہ اگر ہم گرفتار ہونگے ہماری آبرو ریزی ہوگی
ساٹھ ہزار عورتیں صحرا میں جاکر پوشیدہ ہو رہیں اس خیال سے کہ دیکھیں انجام کیا ہو اگر خدا نخواستہ اسنے
ملکۂ عالم کو قتل کیا ہم لوگ کہیں چلے جائینگے اور اگر خدائے نادیدہ نے اپنا فضل شریک حال کیا اور کوئی صورت

زبانی کی پیدا ہو تو اپنے مالک کا ساتھ دینگے پھر طرح اپنی آپ بری بنتے ہر کار سے چند معزز کر دیے گئے کہ ہم کو سر
کی خبر دیجاوے کمیں اب یہ گذر رہی ہر مہران آفتاب سپہر نے اُسی وقت ایک عرضی بخدمت شاہان طلسم روانہ کی
مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ ملکہ نجم درخشان برائے مقابلہ مسلمانان چلی تھیں راہ مین پسر طلسم کشا پر مائل
ہوئین وہ پسر حمزہ جسکے پاس لوح محفوظ تھی مین نے پسر حمزہ کو قید کر لیا فرزند عمرو امیہ بھی قید ہے ملکہ
نجم درخشان کو اسی جرم پر گرفتار کیا اب جو ارشاد ہو بجالاؤن نامہ دار نامہ لیکر روانہ ہوا سحر العجائب
تخت پر بیٹھا ہوا تھا نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ جو پڑھا گیا سحر العجائب نے سر پیٹ لیا کہا یارو دیکھا زمانون
کا کیا اقبال ہے کس طرح کے ہمارے سردار جا کر انکے شریک ہوتے ہین نجم درخشان کیسی راسخ الاعتقاد
تھی نام پر خداوندون کے جان دیتی تھی مسلمانون کا بھی نام نہ لیتی تھی اب وہ پسر طلسم کشا پر مائل ہوئی
نامہ دار نے سب حال بیان کیا کہ حضور سمندر عیار نے بڑا کام کیا پسر طلسم کشا کو مع عیار گرفتار کرکے
لایا مہران نے اپنے عشق کا بھی حال لکھا تھا کہ ایک بات کا امیدوار ہون کہ میری شادی ساتھ نجم درخشان
کے ہو جائے سرکار کا غلام بڑا احسان ہوگا وعدہ کرتا ہون کہ طلسم کشا کو بھی قید کر لاؤنگا وہ عیار طرار میرے
پاس پھر کرتا تھا مین پکڑ لونگا ساربان زادے کی مشکین باندھ لاؤنگا سحر العجائب نے نامہ دار کو حکم دیا
کہ تم جا کر مہران سے کہنا کہ ای مصاحب ملکہ سامری و جمشید کے تاقف تمنے بڑا کار نمایان کیا ہم تمسے بہت
راضی ہوے تمھاری شادی بڑی دھوم سے ساتھ نجم درخشان کے کرینگے نجم درخشان کو تمھین کو
بخش دیا یہی زبانی نامہ دار کی ثابت ہوا اگر تم اسپر عاشق ہو کچھ تردد نہ کرنا ہم اس دھوم سے تمھاری
شادی کرینگے کہ شاہان جہان رشک کرین یہ جواب دیکر نامہ دار کو روانہ کیا یہان مہران ملکہ کو قفس
مین بند کرکے لایا سب کو ہٹا دیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا ای ملکۂ عالم تیرے فراق مین مرتا ہون
کل ملک و مال کا آپکو اختیار ہے پسر حمزہ کو مین نے پکڑ لیا لوح محفوظ میرے گلے مین ہے اب کوئی ہو اب تو
سامری و جمشید بھی مجھسے مقابلہ نہین کر سکتے قیامتین برپا کرونگا طلسم کشا میرا کیا کر سکیگا میرا عیار سمندر
ساربان زادے کو پکڑ لائیگا واسطے سامری و جمشید کا مجکو قبول فرمائیے ملکہ نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے جب اسنے بہت کہا تو ملکہ نے رو کے جواب دیا کہ او مہران خبردار مجکو ہاتھ نہ لگانا مین اپنی
جان دیدونگی مگر تجکو قبول نہ کرونگی شہنشہ صاحبقرانی کا کیون نام لیتا ہے آنکھ کیا خطا مین جان دینے
آمادہ ہون قسم ہے خدائے نادیدہ کی اگر تونے مجھے ہاتھ لگایا یہ سمجھ لے کہ مجھے زندہ نہ پائیگا بہت پچھتائیگا
جب بہت منت کی اور ملکہ نے نہ مانا چند کنیزون کو بلایا قفس ملکہ کا انکے سپرد کیا کہا آج شب بھر تم سب
ملکہ کی حفاظت کرو صبح کو وہ سحر کرونگا کہ یہ خود مجھپر عاشق ہو جائے یہ کہکر سحر خانے مین داخل ہوا
چند دیگر مصروف سحر خوانی ہوا شب بھر مین اسنے سحر کامل تیار کر لیا صبح کو بڑے جوش و خروش مین آکر دربار
مین بیٹھا اپنے سحر کے نفاذ کرنے کو بڑا مغرور ہو کنیزون سے پکار کے کہا قفس ملکہ کا جلد میرے سامنے لاؤ کنیزین
کنیزین بارگاہ مین قفس لیکر حاضر ہوئین مہران نے کہا پسر طلسم کشا اور عیار کو بھی آگے میرے دربار مین حاضر
کرو ان دونون کو اس ظالم کے سامنے قتل کردون کہ وہ ناامید ہو کر عاشق تو میرا ہار اگیا اب کون میرا
چاہنے والا ہے جسپر اپنی جان فدا کرون جب تو مجھے قبول کریگی داروغہ زندان کو حکم دیا اور جا کے شہزادہ
بدیع الزمان اور امیہ بن عمرو کو مسلسل و مطوق سامنے مہران کے لایا اسنے دیکھتے ہی حکم دیا جلاد کو بلاؤ

جلاد طلب ہوے میدان خونی کی تیاری ہونے لگی ہنگامہ گرم ہی بدیع الزمان اور امیہ جب سامنے اسکے آئے اسکو منظور یہ ہی کہ ملکۂ عالم اپنی آنکھوں سے دیکھ لین کہ عاشق صادق میرا قتل ہوا اب کون میرا چاہنے والا ہی یقین ہی ضرور قبول کرے جلاد صاحب بیداد خنجر با تو مین شور و غل مچا رہے ہین ملکہ کا قفس سامنے رکھا ہوا ہی یہ ملعون جوش قہر و غضب مین کہتا جاتا ہی کیون ملکۂ عالم یہی تمھارا عاشق صادق ہی تمکو قفس مین قید دیکھتا ہی اور تمھاری رہائی کی تدبیر نہین کرتا اب مین اسکو تمھارے روبرو قتل کرتا ہون کہ تمھارے دل پر صدمہ پہنچے اب تو مجھکو قبول کرنا پڑیگا ملکہ بجم درخشان کی بیتابی و بیقراری بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین ای کریم کارساز ای رب بے نیاز واسطے مجھکو اپنے عزت و جلال کا اس شیر بیشۂ جرات کو اس بلاے ناگہانی سے بچالے نجم حیدر کے واسطے یہ شاہزادہ بے گناہ قتل ہوتا ہی تو ہی اسکی جان کا حافظ و نگہبان ہی اگر تیری عنایت شریک حال ہو تو کیا بڑی بات ہی تیرا حکم کرامات ہی تو نے زمین و آسمان کس کیفیت سے بنائے ہین و انس کو پیدا کیا چاند و سورج کو کیا ضیا و شعاع عطا فرمائی بہشت و دوزخ کو بنایا تو عالم ہی تو بجھری کیا کیا چیز پیدا کین تو سبحو و حقیقی ہی

نظم

از دل ہر تیرہ باطن شعلۂ ایمان نمود — رو شن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
درعوض بخشش خدا با صاحب عصیان نمود — لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را از نور شرافت پایۂ افلاک داد — ذرہ را باوج خوبی مثل خور رخشان نمود
ہر زبان را کرد در او صاف خود رطب اللسان — خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال عطف آن چارہ گر بیچارگان — درد عصیان را بچون کرم درمان نمود
سربسر پیہم از تجود بندگی واحسرتا — کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیہ شد در زمانہ آدمی — مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان — جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
دردو ای او صد نیان صاف طینت را پسند — عمدہ مضمون نے کہ ہندی درج این دیوان نمود

ملک الدہر کے ملکہ قفس مین دعائین کر رہی ہین ادہر شہزادہ بدیع الزمان اور مہران آفتاب پیکر سے سخت گفتگو ہو رہی ہی جب یہ کہتا ہی کہ او سپہر طلسم کشا تجکو ابھی قتل کرتا ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا تو نے غضب کیا میری معشوقہ پر قبضہ کر لیا شتاب وہ مجھے بڑی بھولی ہی ایک تختی کے بھروسے پر مجھسے لڑے میرے سولہ سامری مارے یہ نہ سمجھے کہ انجام اسکا کیا ہوگا مین سبہا تون ہو قادر ود حاکم ہون ایک عیار ناچیز سے تجکو گرفتار کرا منگایا اب تجکو قتل کرونگا بدیع الزمان نے تیور پر بل ڈال فرمایا او بیہودہ کیون بیہودہ بکتا ہی زیادہ یاوہ گوئی بیکار ہی تو ہمارے قتل پر ہرگز قادر نہین ہی ہم اپنے پیدا کرنے والے کو قادر و توانا جانتے ہین وہی ہماری مدد کریگا یہ بلا غیب سے رد کریگا تو کیا قتل کر سکتا ہی مہران نے جو یہ گفتگو شہزادے کی سنی بہت جھلایا کہنے لگا دیکھ ابھی قتل کرتا ہون یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضاے کار اتفاقات روزگار تقاضا بر از زمین کہ تخت زبرجدی پہ سوار سر پہ باز سفید سایہ فگن عیار پشت پر مگس پرانی کر رہا ہی عیار کی نگاہ پڑی کہا ای شہریار غضب ہوا دیکھیے وہ سامنے شہزادہ بدیع الزمان سلسل و طوق زیر تیغ بیٹھے ہین

نقابدار یہ معرکہ دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا کہا یارو حقیقت میں اس زمانے میں فرزندان حمزہ بڑی آفت قیامت
میں ہیں طلسم نورافشان فتح ہو رہا ہے صاحبقران کو لوح طلسمی حاصل ہو چکی چند مرحلے فتح ہو چکے
تھے ہی طلسم میں مصروف ہیں خدا اس طلسم کے آگے مہلت دے ارے جلد مرکب لاؤ دیوزادون کی فوج
کو بٹھاؤ فوج دیوان طرف صحرا کے روانہ ہوئی بارہ ہزار جوان قریب آئے نقابدار پشت مرکب پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوانون سے زمین پر اتر آیا نعرہ کیا منم نقابدار زرین پوش سحر کن برد بحر بارہ ہزار
جوانون نے تلوارین کھینچین عیار بھی خنجر زنی کرتا ہوا جس ساحر نے ارادہ کیا سحر کرون تیر گنجے میں رکھکر
مار دیا کسی کو حباب مار کے بیہوش کیا نقابدار زرین پوش شیرانہ نمکانہ لڑتا بھڑتا طرف مہران
کے جاتا ہے مہران نے کیسے کیسے سحر کیے مگر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر کیا نقابدار نے اسم اعظم پڑھکر
سحر دفع ہوا باز سفید نے اپنا سایہ سر پر نقابدار کے ڈالا یا اس ساحر پر سایہ کر دیا سحر اسکا باطل کر دیا
ساحر جل کر خاک ہوا نقابدار لڑتا ہوا قریب شہزادہ بدیع الزمان کے پہنچا آواز دی ای فرزند امیر
اُٹھیے لیکن خیال رہے کہ صاحبقران زمان کو سمجھیے اس حقیر سے مقابلہ کرین بازآ اے صاحبقرانی
بہ آسانی دیدین بدیع الزمان نے کچھ جواب نہ دیا جوش میں آکے ایک بکہ مارا سب قید ٹوٹ گئے
نعرہ شیرانہ کرکے اُٹھے مصروف جنگ ہوئے مگر جب کوئی ساحر سحر کرتا ہے تو پاؤن شہزادہ بدیع الزمان
کے زمین تھام لیتی ہے جب کوئی اُسے مارتا ہے تب یہ مجبور ہو جاتے ہیں نقابدار کے باز سفید نے جو ملکہ کو
قفس آہنی میں دیکھا بڑھکر اپنا عکس ڈالا قفس ٹوٹا ملکہ قفس سے نکلین زبان میں بھی طاقت آئی تڑپ کر
اٹھین مہران نے جو نجم درخشان کو تڑپتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا قریب تھا کہ جوش عشق میں لڑکھڑا کے گرے
مگر سنبھلا کر نقابدار جھپٹ کے سامنے آیا للکار کے آواز دی او بیحیا مغرور کہان جاتا ہے اپنے سحر کے ملکہ کو
بیکار کیا نقابدار لڑتا ہوا سامنے اسکے آیا اسنے نقابدار پر سحر کیا نقابدار نے ہاتھ مارا کہ مہران
کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر ملکہ نجم درخشان کا جو درہ کوہ میں پوشیدہ تھا اسکو جو ہرکارون نے خبر دی
کہ ملکہ عالم نے رہائی پائی ایک نقابدار نے آکے مدد کی ملکہ رہا ہو گئین لڑ رہی ہیں یہ سنتے ہی تمام لشکر آپڑا
فوج مہران کو گھیر لیا ایلیان فوج مہران گھبرا گئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کشتی مراہم مین مہران
آفتاب سپہر ہو وسب کو معلوم ہوا کہ افسر مارا گیا سب بھاگنے لگے بعض نے چادر جلائی فریاد کرنے لگے ای
شہریار ہم آپکی اطاعت دل وجان سے قبول کرتے ہین بدیع الزمان نے تلوار روکی لوح محفوظ اُسکے
گلے سے اُتار لی آپ بسم اللہ کہکر پہنلی جب لوح محفوظ گلے مین آئی ہاتھ پاؤن مین طاقت زیادہ ہوئی شکر
معروف ہوا بدیع الزمان بیچ وفیروزی ملکہ نجم درخشان کو ساتھ لیے ہوئے چلے مگر ملکہ نجم درخشان
کو بڑا انتشار ہے کہ اب کیا ہوگا یقین ہے شاہان نورافشان کو ضرور خبر پہنچ گئی ہوگی یہ سمجھتی ہوئی طرف
بارگاہ کے جاتی ہین ابھی بارگاہ تک نہین پہنچنے پائین ہین کنیزین بارگاہ مین استادہ کر رہی کا مین باز ارین در
کہہ رہی ہین نجم درخشان جاتی ہین کہ بارگاہ مین داخل ہوئی بدیع الزمان ایلیان فوج کو تسکین
دے رہے ہین نقابدار بعد فتح اپنے لشکر کو علیحدہ کر کے ایک طرف کو روانہ ہو گیا یہان سب ایلیان
لشکر بن گئے پر مشغول رہتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا علمہاے سیاہ نمایان ہوئے صمصام
زرین پوش چلا کر جادوگرون سے آگے بڑھا صمصام نے آتے ہی دیکھا کہ صحرا میں لاشون کا انبار ہے

لوگوں سے پوچھا تو ہمراہیان مہران جو بھاگ کے چھپے تھے وہ آکے حاضر ہوے صمصام سے سب حال بیان کیا
کہ حضور مہران نے فاتحہ کر دیا تھا مگر مسلمانوں کی مدد غیب سے ہوئی ہے ایک لقا مدار زرین پوش
آکے پہونچا اُسنے سب کو رہا کیا پسر طلسم کشا کو لوح دلوا دی لڑائی فتح ہوئی مہران آفتاب سیر مارا گیا
ملکہ نجم درخشان نے بڑی بغاوت پر کمر باندھی ہے بادشاہ کی دشمن ہو گئی ہے صمصام نے کہا شاہان طلسم
نور افشان ہمہ دان ہمہ گیر دن وہیں سے سنتے تھے اُنکو معلوم ہوا کہ مہران مارا گیا حکم ہوا کہ جا کے پسر
حمزہ کو بردکو میں وہان سے لوح محفوظ لیتے آیا ہون ایک دن میں سارے لشکر کا خاتمہ کر دونگا میرے
ہاتھ سے نجم درخشان کی قضا ہے اب اُنکے قتل کی تدبیر ہوتی ہے لیکن صمصام زرین پوش اُترا حال
مہران سنکر بہت قلق ہوا بارگاہ میں بیٹھ کر صلاح کرنے لگا کہ یارو کیا تدبیر ہو ساتھ والے کہ رہے
ہین کہ اول تو ملکہ نجم درخشان ساحرہ زبر دست صاحب سحر جادو ہے اور پسر حمزہ کے پاس لوح محفوظ
موجود ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہے نہایت تدبیر سے مقابلہ کیجیے بدیع الزمان بارگاہ میں آ لیے
ملکہ بھی آکے مسند پر بیٹھین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ صمصام زرین پوش براے
مقابلہ حضور آیا ہے بدیع الزمان نے کہا مین دیکھ چکا ہون سمجھا جائیگا یہ کہکر باہر آئے لشکر صمصام
کو دیکھنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پہ سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر نیزے
ہاتھ میں تلوارین لیے ہوے بڑھے آگے صمصام کے لشکر کے پاس اُترا جا کے صمصام سے ملاقات
کی کہا حضور میرا نام شعبدہ جنگ آزما ہے شاہان طلسم نے مجھکو حکم دیا کہ براے مقابلہ طلسم کشا جاؤ
ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ صمصام زرین پوش بمقابلہ پسر حمزہ دو کش ہے غلام اسوجہ سے حاضر
ہوا ہے کہ میں فیصلہ کرتا ہوا طلسم کشا کے مقابلے کر جاؤن پسر حمزہ کو گرفتار کرکے آپکے سپرد کرون پھر جا کر
طلسم کشا سے لڑون یہ سنکر صمصام خوش ہو گیا کہا اے شعبدہ جنگ آزما تمھارے آنے سے مجھکو بڑی
تقویت حاصل ہوئی شعبدہ جنگ آزما یہ باتین کرکے اپنے خیمے میں آیا بدیع الزمان کو بھی آنکے امید
نے خبر دی کہ ایک ساحر پر سوم یہ شعبدہ جنگ آزما آپکے مقابلے کے واسطے آیا ہے شہزادے نے
فرمایا کیا خوف ہے وہان شعبدہ جنگ آزما نے طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان نے ہرکارون کی زبانی خبر
سنی انھون نے بھی طبل جنگی بجوایا نجم درخشان نے گھبرا کے کہا اے شہریار اب شاہان طلسم سے مقابلہ پڑا
ہے اسقدر فوجین آئینگی کہ ہمکو آپکو دم لینا مشکل ہو جائیگا بدیع الزمان نے کہا ملکہ ہمارا اللہ مددگار ہے کہ
جو سب سے قادر و توانا ہے ہم خود قصد رکھتے ہین کہ اُنکے قلعے پہ جا پہنچین یا وہ خود مقابلے مین ہمارے آئین
زہے بہتر ہے دونون لشکرون میں تیاریان ہونے لگین بدیع الزمان نے غیر ساحرون کا لشکر علیحدہ
کر لیا فرمایا اے ملکہ عالم یہ خیال رکھیے گا کہ شاید شعبدہ جنگ آزما سوا اسکے کہ میں پہلوان ہون اور
مجھسے مقابلہ ہو سکے کوئی ساحر سحر کرنے نہ پائے اور اُسکے سحر کا بھی دھیان رکھنا اُسکے ساتھ ساٹھ ہزار جوان ہین
اور میرے ہمراہ بیس ہزار غیر ساحر ہین یہ کہکر آگے بڑھکر لشکر کو اُتارا صمصام نے شعبدے کے بعد یہ بات ہی
کر تو ہے جنگ آغاز کرتی ہے مین سمجھ لونگا مین ایک سحر نایاب تیار کرتا ہون ملکہ نجم درخشان نے ہر چند کہا
اے شہریار سب لشکر کا ایک مقام پر رہنا مناسب ہے مگر بدیع الزمان نے قبول نہ فرمایا لشکر آگے بڑھکے
اُتارا شعبدہ جنگ آزما جب اپنی بارگاہ میں آکے بیٹھا اپنے مشیرون سے پوچھنے لگا کہ پسر حمزہ کے ہاتھ سے

کرن کرن پہلوان زیر ہوے وزیرون نے تشہیر وانہ جابجا نے ذکر کیے اور یہ بھی ذکر کیا کہ اس جوان کے
ہاتھ سے طلسم کلید فتح ہوا انکی پہلوانون نے جاسوس دو کا ذکر نام طلسم کلید نہ جانے دین پسر حمزہ نے اُن سب کو
زیر کیا بعض کو قتل کیا ان سب آفتون کو جھیل سکے تب طلسم کلید ہو پہنچے پھر تو اس طلسم کو بڑے زور و شور سے
فتح کیا جابجا مقابلہ ہاے عظیم پڑے مگر کوئی کچھ نہ کرسکا طلسم کلید کے بڑے بڑے نگہبان تھے لوح محفوظ اس
جوان کے قبضے مین آئی یہ سنکر شعبدہ جنگ آزما کو سناٹا آگیا کہا صاحبو بڑے ستم کی بات ہے شہنشاہ نے
سیہے نام نامہ لکھا ہین کہ فوج کرکے چلا آیا یہ نہ ذہن مین آیا کہ مجھسے جو زیادہ شہزور پہلوان تھے وہ تو
ہاتھ سے پسر حمزہ کے قتل ہو گئے مین بیچارہ سر میدان کیا کرونگا میان صمصام صاحب طرار چالاکے ہین
کہین سحر نایاب تیار کر رہا ہون پسر طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ موجود ہے کوئی سحر تاثیر نہ کریگا صاحبو میرا ارادہ ہے
کہ پسر طلسم کشا پہ شبخون مارون سب نے کہا حضور بہت مناسب ہوگا اُسی وقت اسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ
کل فوج تیار رہے بعد بارہ بجے کے ہم لشکر دشمن پہ شبخون لیکر جائینگے سب اہالیان فوج تیار ہوگئے جب دلف
لیلاے شب کمر سے گذری گیسوے مشکین آراستہ ہوے زلف کی اندھیری ہو کا وقت آگیا شعبدہ
اپنے مقام سے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا اسی ہزار فوج کے چار غول بنا طرف لشکر بدیع الزمان
کے چلا اور صمصام سے کہلا بھیجا کہ مین تو شبخون لے کر پسر طلسم کشا کے لشکر پر جاتا ہون اگر شاہی لشکر
قصد کرین تو انسے آپ سمجھ لیجیے گا صمصام نے بھی ہرکارے مقرر کردیے کہ اگر شاید ملکہ نجم درخشان سحر کرین
تو مجھکو اُسی وقت خبر دینا فوجہ سنو ایک جملا ورستسلت گوش گذار کرتا ہے کہ جب شہزادہ بدیع الزمان زخمی ہو کے
لشکر سے نکلے تھے تو انکا سردار قارن بلند کمان بھی انکی تلاش مین نکلا تھا وہ بھی یہان آکے پہونچا تو وہ
آجکی شب لشکر مین طلایہ پھر رہا ہے کہ اسنے دیکھا صحرا مین روشنی ظاہر ہوئی گینڈا بڑھا کے آواز دی اسطرف
کون آتا ہے شعبدہ نے نعرہ کیا کہ منم شعبدہ جنگ آزما باشندہ ای مسلمانان اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچ کے جاؤ گے سو پہلوانون نے قارن پر حملہ کیا قارن زخمون مین چور چور ہوا ساتھ والے بھاگ گئے
ادھر سے فضل بھی آگیا پھر رخون آشام اپنی بارگاہ سے نکلا اسنے دیکھا قارن کو لوگ زخمداری مین لیے
جاتے ہین بڑھکر پوچھا کیا معرکہ ہے لوگون نے کہا شعبدہ جنگ آزما پہلوان شبخون آیا ہے فضل بڑھا اسنے
چاہا کہ اپنے آقا کو خبر کردون بڑھکر لڑنے لگی [illegible] دو سو پہلوان بھی ٹوٹ پڑے فضل بھی زخمون مین
چور چور ہوا ملازم اسکو بھی لیکر مشکل بچا کے [illegible] ہے کہ اسنے دیکھا لشکر
مین ہنگامہ ہی جبت گرا آیا دیکھا فضل و قارن زخمون مین چور چور ملازم جاتے ہین دونون کو لیے لشکر
جاتا ہین مگر فوج کفار نے چہار طرف سے گھیر لیا ہے نکلنے نہین دیتے امیہ سمجھا کہ جا کے شہزادے کو خبر کردون
بدیع الزمان اُٹھ کے بیٹھے ہین کہ امیہ نے آکے سب خبر عرض کی کہا حضور شعبدہ شبخون لیکر آگیا ہے
فضل و قارن انتہا کے زخمی ہوے ہین بدیع الزمان خبر سنتے ہی گلگون باختری پر سوار ہوے
بڑھ کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ہے بدیع الزمان [illegible] صنف

نہال گلستان صاحبقران
زتیغم شود در صف کافران
فراری شدہ آن کافر پر دغن

بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در با خبر شد سجنگ

منم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم زتیغم خجل
زگنجاب نسبتہ چہ جنگ آزما
لقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

دل صف شکن نامور پہلوان	بدیع الزمان ابن صاحبقران	نعرہ کرکے تلوار کھینچی شعبدہ

کئی سو پہلوانون کو لیے پھر رہا ہے طلسمین جیحون کی کامشا پھرتا ہے بڑھکے اسنے طالب حیدر بدیع الزمان کالی اپنے نزدیک یہ ذہن مین سمجھا کہ پسر حمزہ دب جائیگا بارگاہ گری اور کئی سو نگہبان و بدیع الزمان نکل پڑے تھے نعرہ شیر کی صدا اٹھی اسنے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے آتے ہین جرات سے بدیع الزمان کی فوج کے پاؤن بہکے ہین یا تو سب بھاگے جاتے تھے یا صدلے بدیع الزمان سنکر تھم گئے مگر فوج شہزادے کی سب کم ہے شعبدہ کے اسی ہزار جوانون نے چار جانب سے گھیرا تلوار چل رہی ہے لاشون کے انبار کردیے شعبدہ نے ساتھ والون سے کہا پسر حمزہ کو گھیر لو چار جانب سے پہلوانون نے گھیرا ایک نے سامنے سے روکا دوسرے نے پشت پر سے آکے ہاتھ تلوار کا مارا شہزادہ زخمی ہوا سر سے خون بہ رہا ہے لیکن خون کے جسم پر بہے ہوئے شاہزادے نے اس عالم مین بھی کئی سو آدمی مارے جب ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا کنیزون نے یہ خبر ملکہ بحر درخشان کو پہنچائی ملکہ بحر درخشان بصد شوکت و شان اپنے مقام سے اٹھین گھبرائے کہا ہم تو پہلے ہی کہتے تھے یہ سب سحر ہین بچکر نکو رمز در کرنیگے آخر تاب ہوا کہ شبخون مارا مین اپنے دل کے حالات کس سے کہون بدبخت سے کہنے کو نہ مانا مین نے کہا تھا کہ جہان ہے اپنا لشکر علحدہ نہ لیجائیے مگر میری بات کی کچھ ساعت نہ کی آخر یہ انجام ہوا اب دشمنون کی جان پہنچا نگی سب بھی کر جو نکل جاؤن اور کیا کرون **نظم**

آخر اس بات پر آتا ہی تبسم مجھکو
آئے عیسیٰ بھی تو فرماتے رہے قُم مجھکو
کیا ہنسی ہے دہن یار کا اب گم رہنا
رات بھر آئی ہے آواز تکلم مجھکو
لخت دل منتظر بار کرن آیا سوی چشم
دیکھتا تھا مین فلک کو مہ و انجم مجھکو
مستعد نیش زنی پر رگ جان ہجر مین ہے
ظلم کے ڈھنگ اسے آتے نہین تظلم مجھکو
بیخودی کی سی جو شب وصل کی ہو دونون طرف
ہو گئی موت کی ہچکی کی صدا قُم مجھکو
غم نصیبون مین محبت کی خوشی کا کیا کام
اشک شوریدہ طاہر ہو ترحم مجھکو
کوکب بخت سیہ کی یہ اشارے تھے کہ ہائے
ٹھہر نے جاتے ہین انداز تکلم مجھکو

دہن انگشت نما تاب تکلم مجھکو
دل کو تعویذ دو وقتل کرو تم مجھکو
کچھ نشان دیتے ہین آثار تبسم مجھکو
یارب آباد رہین زیر فلک مے پرست
دے رہا ہے خبر اشکون کا تلاطم مجھکو
کاشا علق کا آسان نہین لیکن مشکل
سانس گنتی ہی کرنے رہو گے تم مجھکو
سب کی آنکھون کی مین پتلی ہون بت کافر
بدگمانی انھین ہوتی ہے زعم مجھکو
دامن دشت جنون ہے مجھے بڑھنے دو نہ
کہین ہنسنے تو نہ آیا ہو تبسم مجھکو
ڈھنگ سیکھتے ہین ہر کام ترے کوچے مین
آنکہ شب بھر جو دکھاتی ہے انجم مجھکو
خواہش دل ہے کہ گھر آؤ نہین جائے جلال

اپنے کوچے سے اٹھانے لگے لیلیٰ کی قسم
حال دشمن پہ بھی آتا ہے ترحم مجھکو
دل کو سمجھاتی تھی کچھ یاد تری چتون
لاکے بٹھانے مین کاڈالا ہے تو غم مجھکو
اک تماشا گہ یاس ہوگئی ہستی بھر
قطع کرلی ادھر امید تو تم مجھکو
عشق شعف بھی ہے ایسا کہ بتا نا ہے آسان
ہو گئے نہین اسو جب سے مردم مجھکو
کوئی آیا تھا دم نزع کہین جی اٹھا
زہت قیس پہ کرتا ہے تبسم مجھکو
دل سر شلہ لیلیٰ مین کہ مری جلے سو
غیر کے نقش قدم ہوگئے گم مجھکو
لاکھ احسان تیری بزم مین خاموشی کے
عقل کہتی ہے دہان اپنے کرو گم مجھکو

آخر رنج و ملال سے یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کنیزون نے کہا واری آپ نہ گھبرائین ہم ابھی خبر لاتے ہین کنیزین دوڑین اسوقت یہ کیفیت کہ شہزادہ بدیع الزمان مجمع مین پہلوانون کے گھرے ہوئے زخم کاری کھائے ہوئے کنیزون نے جا کر عرض کی ای ملکۂ عالم غضب ہوا شاہزادہ انتہا کا زخمی ہو رہا ہے چارون طرف سے کافرون نے

گھبرایا کہ یقین ہے شہزادہ قتل ہو جائے ماشاء اللہ کس کمال سے اتنے ظالموں میں تنہا جنگ کر رہا ہے یہ
سنتے ہی ملکہ نجم درخشان کا قلب بھر آیا بیقرار ہو کے چیختیں مگر فرمانی جاتی ہیں کہ ہائے میں کیا کروں دیکھے
انکی محبت میرے ساتھ کیا کرتی ہے آخر پھر مجھے یہی خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے لطف زندگی سے
ہاتھ دھو بیٹھی خدا انکو اس آفت سے بچائے ہر طرف سے بلاؤں کا سامنا ہے لشکر قسم اللہ میں گھر گئی ہوں
میرا دل بہت بیقرار ہے

نظم

سنگ دانم کہ ز من رنجہ شود یار عبث / پس چرا درد دل خود کنم اظہار عبث
صبح روشن شدن از راز تو درست بجور / شوقم از خواب عدم ساختہ بیدار عبث
ہست در این ہمہ پیدا شدہ پنہان شدہ / نیست گردیدن این گنبد دوار عبث
سعی بردیم بکار این ہمہ نا فہمیدہ ہم / سعی بیجا و طلب بیہدہ و کار عبث
گر نشد کام روا شکوہ ز تقدیر مکن / گلہ تنگی دار و ست ز بسیار عبث
ای کہ برداشتہ پاے طلب در رہ آز / دست بردار چرا ای کشی آزار عبث
از بلندی نشود خاک بجز آفت چشم / دیدہ بکشا و مکن نخوت پندار عبث
گر دل آزار شدی از ستم بد ان / رنج نادیدہ کسے را مگزد مار عبث
در نیاید بدل مردہ دلان روح سخن / عیسی ما چہ کشاید لب گفتار عبث
بہرہ نیست بجز زی بہ ار از دل کردن / آب باری بہ زمین ہاے بجز از خار عبث
قول فعلش ہمگی ہیچ ز آید چو حباب / بہ تنگ ظرف مدہ ساغر سرشار عبث
ذکر پیوستہ بہ تسبیح مسلسل نہ کرد / تہمت کفر چہ بندید بہ زنار عبث
گل نہ غنچہ شد و تخم گل و گل زر بر / تو بیا تا نہ شود محنت گلزار عبث
شکوہ عالی از ین سنگدلان نیست بجا / جنگ دیوانہ بود با در و دیوار عبث

اسوقت ملکہ نجم درخشان میدان جنگ میں پہونچیں کہ شہزادہ بدیع الزمان زخموں میں چور چور
ہو کے ایک نخل کے سایہ میں ٹھہرے ہیں جب فوج ہلہ کرتی ہے دو چار کو مار اُدھر اُسی نخل کے
سایہ میں آجاتے مگر اب گھوڑے سے گرا چاہتے ہیں بجوش جرأت اس طور سے لڑ رہے ہیں یہ کیفیت
جھلک سے دیکھی کلیجہ منہ کو آگیا قلب بھر آگیا چیخ مار کے آواز دی یارو غضب ہوا شہریار تنہا کے زخمی ہو
جھپٹ کے ایک گولا مارا یا کئی ہزار سوار گھوڑوں سے گرے قریب تھا کہ شعبدہ شکست کھا کر بھاگے
یہ خبر ہرکاروں نے صمصام کو پہنچائی کہ شعبدہ نے پسر طلسم کشا کو زخمی کیا تھا قریب تھا کہ قتل کرے
نجم درخشان نے آکے قیامت بپا کر دی کئی گولے مارے لشکر والے بھاگتے پھرتے ہیں صمصام
یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اُسوقت آکے پہونچا کہ ملکہ نے آگ برسا دی جب بدیع الزمان پر نگاہ پڑتی
ہے دل بیقرار ہو جاتا ہے بدیع الزمان اس حالت میں بھی غل مچاتے ہیں اے ملکہ عالم کیا کرتی ہو خبردار
سحر کرو ہم پر شاق ہوتا ہے ایسا نہ ہو یہ خبر مشہور ہو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہوگی ملکہ نے منہ پھیر لیا
کڑک سے گریں کئی جلادوں کو اٹھا لیکن چیر چیر کے پھینکدیا صمصام نے جو آکے سحر کیا شعلے جو آسمان سے
گر رہے تھے انکو روکا دریاے سحر جو جوش مار رہا تھا اسکو ہٹایا چار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہے جس مقام پر

اے پہلوان بہوش باش آنکھ ہوشیار کیا آواز دی ای شعبدۂ جنگ آزما مین آپ ہو بچا لی نجم درخشان کو لیتا ہون اب شکست دیتا ہون امیہ بن عمرو کی پشت پر شہزادے کے پشتیبانی کر رہا تھا اسنے کہا ای شہریار آپ ناحق ملکہ کو منع کرنے مین اس طرف سے صمصام بھی آگیا جنگ سحر آغاز ہوئی دیکھیے صمصام نے دریائے سحر کو مٹایا اب آپ منع کیجیے بدیع الزمان لاکھ اپنے کو سنبھالتے ہین مگر سنبھل نہین سکتے ملکہ نجم درخشان نے بڑھ کے صمصام کو ٹوکا کہ او بد انجام کہان جاتا ہی اب تیرا زندہ بچنا دشوار ہی کمر کی لڑائی پر بڑا ناز کیا صمصام پلٹ پڑا آپس مین سحر چلنے لگے صمصام نے تلوار کمر سے نکالی پڑھ اسم سحر بڑھ کے ملکہ پر کھینچ ماری ہر چند ملکہ نے روکا تلوار سپر کی سر پر پڑی کمر زخمی ہوا اب تو کنیزین دوڑ پڑین ملکہ کو ہوادار پر ڈال لیا شہزادہ گھوڑے پر جھوم رہا ہی کہ سامنے سے کنیزین ہوادار ملکہ کا لیے ہوے ہو چکین ملکہ کے سر سے خون جاری چہرۂ گلنار زرد ہاتھون مین رعشہ جھرجھری زمین پر گر گئی شعبدہ نے جو بدیع الزمان کو اس حال مین دیکھا جھپٹ کے قریب آیا شہزادہ لیپر پھر بس پڑا اب بدیع الزمان نے اس حالت مین بھی کئی ہاتھ خالی دیے ایک ہاتھ سر پر پڑ گیا زخم سر شہزادے کا چو پارہ ہوا شعبدہ نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون لوح محفوظ کے اُتارلون سب سردار ہر چند کہ زخمدار تھے مگر بیچ مین آپڑے امیہ نے دیکھا شہزادے کو غش آگیا آواز دی یارو شہزادے سے ہشیار رہنا اس ہنگامے مین ملازم دوڑے ہوادار لائے شہزادے کو ہوادار پر ڈال لیا نکان جو پہنچی شہزادے نے آنکھ کھول دی دیکھا سردار ان تہمتن زخمدار ہوادار لیے ہوے بھاگے جاتے ہین بارہ ہزار تیر انداز تیر و کمان لیکر آگے بڑھ آئے ہین اُن سب کا افسر کہتا ہی ای آیا تم شہزادے کو لیکر نکل جاؤ ہم اپنی جان دیدینگے مگر شہزادے تک کسی کو نہ آنے دینگے شعبدۂ جنگ آزما تیر اندازون پر آپڑا امیہ کو بدیع الزمان اور نجم درخشان کو لیکر بھاگا فوج پر شکست فاش ہوئی سب کو بھاگنے کی تلاش ہوئی شعبدہ و صمصام نے سب پڑاؤ لوٹ لیے بارگاہین اپنے قبضے مین کین لشکر بدیع الزمان کو شکست ہوئی بھاگے جاتے ہین صمصام و شعبدہ مارتے ہوے چلے آتے ہین جلاد فلک تیغہ مہر کھینچے ہوے نمایان ہوا حکم قتل عام دیا صمصام سحر کرتا جا شعبدہ گینڈے کر چڑھائے ہوے ہزارون کو قتل کر رہا ہی صمصام کے سحر نے زمین ہلا دی غبار ہر مقام سے اُٹھ رہا ہی ہنگامہ گیر و دار بلند ہارا ان سحر آسمان سے برس رہا ہی دریاے سحر کی طغیانی سرمنزل حباب کے دریاے خون مین بہ رہے ہین سپرین ہزارون ہاتھون سے گرین صاف ثابت تھا کہ کچھوون نے دریاے سر نکالا ہی تیر جو زخمیون کے گرے معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان پھر رہی ہین بدیع الزمان نے اس عالم زخمداری مین سر اُٹھا کے دیکھا کہ چار جانب سے بلوہ ہی کفار چڑھے چلے آتے ہین ہمارے لشکر کو شکست ہوئی آنکھون سے آنسو جاری ہیگیا بو افتیا سے بغیر از خدا اشک ریز دست دعا طرف آسمان کے اُٹھا دیے بلبلا کے دعا کرنے لگے ای خالق کارساز

بندہ نواز اب تو وقت مدد ہی نظم

خدا نمود بہر یک طریق صلح و صلاح	خدا ز جانب کیہان را بجز ان اصلاح
بے کشائش باب امید مخلوق است	بدست حضرت فتاح ہر زمان مفتاح
سلیج حکم خداوند مالک الملک است	ہمہ ولایت اجسام و عالم ارواح
بدل قرار و بتن قوت و بجان آرام	رسد ز فضل کمالش بروح فرحت و راح

خدا بہر دل تاریک می کند روشن — ز نور روشن ایمان و معرفت مصباح
ز نور روز نماید خدا شب تاریک — کند ز شام ہویدا ظہور نور صباح
بشرق و غرب بگردد فلک بفرمانش — بحکم اوست مہ و مہر بر فلک سیاح
بہ بارگاہ مقدس سزان ملک کنند — ہمیشہ سجدہ تسلیم و زاری و الحاح
خدا بہ آئینہ سینہ روشنی بخشد — ہمیشہ حالت ہر را خدا کند اصلاح
بذکر اوست ہمہ خلق در جہان مشغول — زمانہ ہست ثنا خوان و واصف و مداح
خدا بہ کشتی امید نا خدا باشد — درین جہاز نہ باشد کسے دگر ملاح
بہ اوج معرفت حق رسید در یک دم — کشاد ہر کہ میان برائے شوق جناح
جہاد بر سر میدان بہ نفس شیطان کرد — ز صبر و شکر و رضا منت ببست ہر کہ سلاح
چو ہست سائل درگاہ پاک تو ہندی — کشادہ دار بہ ما در باب فضل با انفتاح

بدیع الزمان نے جو بیقرار ہو کے دعا کی کوسوں تک بھاگ کے آ چکے ہیں ایک صحرا میں آ کے ٹھہرے ہیں بدیع الزمان نے زخم سر باندھا فرمایا یارو بس بھاگ چکے اب اس مقام پر ٹھہر جاؤ لڑ مر کے مر جائیں اپنی جان دیں یا کافروں کو قتل کریں بڑی شکست اٹھائی بدیع الزمان نے زخم سر کو باندھا فرمایا مرکب لاؤ اسپ سے مرکب حاضر کیا شہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا انجم درخشاں نے آنکھ کھولی سر اٹھایا کہا ای شہریار آپ کیا غضب کرتے ہیں فوج کفار بیحساب ہے وہ ملعون ہجوم کرتے ہوئے آتے ہیں بدیع نے کہا ہمیں خود لڑ مر کے مرجانا منظور ہے اسکی عنایت سے کیا دور ہے کہ وہ ہمکو فتحیاب کرے لشکر جا بجا تباہ و برباد ہوا اسی مقام پر جان دینا بہتر ہے ملک سے اٹھا نہیں جاتا زخم سر بہت کاری ہے بدیع الزمان آمادہ حرب و پیکار ساتھ والے بھی زخم باندھ باندھ کے تیار ہوے کہ دیکھا شعبدہ جنگ آزما و صمصام جہانگام لشکر کو ساتھ لیے ہوے آتے ہیں بدیع الزمان نعرہ کرکے جا پڑے نجم درخشاں کو بھی اٹھانا پڑا اپنے کرہ اور سے گرا دیا کہا صاحبو ہم بھی اپنی جان دینگے شاہزادہ زخمدار ہیں جاتا ہے کہ شعبدہ اور صمصام نے آ کے گھیرا بدیع الزمان نے دیکھا کہ بازو دستگیری نہیں کرتا جھکے ہاتھ مارا تلوار نے دو انگل کاٹا نجم درخشاں سحر کر رہی ہیں صمصام رنگ سحر نجم چلنے نہیں دیتا آگ برسا دی بدیع الزمان نے اپنی بیکسی پر بلبلا کے عرض کی ای معبود مرنے سے انکار کیا اتنی مہلت چاہتے ہیں کہ ہمارے سامنے نور افشاں فتح ہو جائے اس دوست صادق کو دیکھ لیں ای کریم و رحیم اب وقت کرم ہے ہم تو لڑنے سے معذور ہو چکے بدیع الزمان نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ہمراہ رکاب ساٹھ ہزار جوان ایک ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار نیزے ہاتھ میں سنانہائے نیزہ چمکتی ہوئیں خنجروں پہ ہاتھ پڑے ہوے نقابدار نے جو یہ ہنگامہ گرم دیکھا ہرکاروں سے کہا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے ہرکارے نے بڑھ کے خبر دی کہ فرزند صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان قتل ہوا چاہتے ہیں اتنا کے زخمدار ہیں مگر اس زخمداری میں بھی جرأت کو ہاتھ سے نہیں دیا ہے ہر چند کہ بہت جنگ ہیں مگر معروف جنگ ہیں نقابدار نے گھوڑا اڑایا نام فرزند امیر سنکر زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوے زانو پر ہاتھ مار کے کہا ہا غضب ہو گھوڑا بڑھا کے نعرہ کیا منم شہنشاہ گیتی ستان

باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا اب کہان جاتے ہو چار نقابدار زمرد پوش و گلگون پوش
دست راست و دست چپ شمشیرہاے بران ہاتھ مین آتے ہی جنگ مین مصروف ہوے پرے درہم
و برہم کردیے جب کوئی ساحر سحر کرتا ہی تو نقابدار کے گلے مین ایک تختی پڑی ہی اُسکو جنبش دیتا ہی سحر
باطل ہوتا ہی اگر کوئی اور بھی پھنس گیا تو نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا اُسنے بھی سحر سے رہائی پائی چارون
نقابدار اُس تاجدار کے ساتھ نہنگانہ بیلگاد لڑ رہے ہین اس زور و شور سے نقابدار لڑے کہ پرے فوجون کے
درہم و برہم کردیے ساحرون مین صداے الامان بلند غیر ساحر درد مند فریاد فریاد کی صدا آتی ہو جرات
نقابدار کی دھوم ہی بڑھکر علم فوج کو قلم کیا جب علم فوج گرا علم ماتم دشمنون پر کھٹ پڑا زبان تیر و کلہ عمود
سے صداے الامان آتی تھی طائران تیر پر شکستہ یا طائر پر بستہ اڑ نہین سکتے تھے پشتون سے نکل نکل کے گر پڑے
نشان لشکر کفار قلم کیے بقول شاعر ز دو تیغ او آیۂ سجدہ بود * کہ آید سر سرکشان در سجود * ہزارہا لاشہ
جابجا پڑا ہی کفار کے لاشے اوندھے پڑے تھے زخمی سسکیان لیتے تھے مگر پہلا ہیان نقابدار کسی کو نہ چھوڑتے
تھے جرات نقابدار کی پکار تھی یا زلیخا الیہا کی صدا تھی یا اب بھاگو بھاگو کی پکار ہی ہر ایک کافر بے حواس
ہو رہا ہی یہی جا بجا غلغلہ ہی کہ ہاتھ سے نقابدار کے بچنا دشوار ہی اب کمر و کاوش لڑائی فتح کرنے کی بالکل
بیکار ہی کس زور و شور سے نقابدار لڑا کہ ہر طرف اسکی جرات کی دھوم ہوئی بدیع الزمان تو زخمون مین
چور چور جھوم رہے تھے خون لگا کر گھوڑے سے گر پڑین اسیر برادر گھوڑا اٹھا کہ نقابدار لڑتا ہوا قریب
بدیع الزمان کے آیا کہا ای شہریار شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاء اللہ کس حال مین جنگ و جدل کی ہی اسقدر
زخمی ہو کس کی مجال ہی کہ ہو سکتا ہی آپ فرزند رشید صاحبقران ہین بدیع الزمان نے صداے نقابدار سنکر
آنکھ کھول دی کہا ای نقابدار تمنے ہمپر احسان عظیم کیا سب بندگان خدا تمھارے سبب سے بچے ورنہ لشکر
کفار نے تو خاتمہ کردیا تھا نصف شب سے لشکر پر گرا تھا مین لڑتا تھا تامین کس تک آیا مگر ان بیحیاؤن
نے بیحیا چھوڑا ہمارے قتل سے منہ نہ موڑا امیدوار ہون کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ
ہون سامنے عالی ناہ دار کے تمھارا ذکر جرات کرونگا نام صاحبقران سنکر نقابدار اسقدر رویا کہ ہچکی
لگ گئی کہا ای شہزادہ والاقدر وہ صاحبقران اعظم قرابتی ساہ دین اسلام بندہ خاص رب انام ہین ہم
ایسون کا ذکر انکے سامنے کیا مجھسے کیا ایسا کام سرزد ہوا کہ جو نام بتاؤن ابھی سر حد مین آئے ہین اگر
پروردگار فضل کریگا آرزو تو یہ ہی کہ ہم ایسے گمنامون کا نام آپ ظاہر ہو اگر تقدیر مین رسوائی ہی
تو نام ظاہر ہو جائیگا بدیع الزمان کے کلیجے پر تیر پڑ گیا کہا ای [illegible] مدار یہ عظم و شان ہمراہ ایسے ایسے جوان
ماشاء اللہ یہ چارون نقابدار فخر رستم و اسفندیار کیا سبب ایسا ہو گیا ہی کہ ایسی باتین کرتے ہو نقابدار
نے کہا ای شہریار دنیا عجب مقام ہی کوئی اس دار فانی سے خوش نہ گیا اپنی اپنی حقیقت کے موافق سبکو
رنج ہی یہ سمجھتا ہی اتنا صاحبقران آگاہ ہو جائین کہ ہمارا ایک نیازمند اس اقلیم مین آیا ہی اور دیکھا ہی
ہی اپنے ساتھ والون کی خدمتگذاری کرتے تھے طلسم مین ہمارا حصہ ہی ناحق کا قصہ ہی یقین ہی لڑتے بھڑتے
تا بہ قلعۂ سحر العجائب پہونچین اور ان تحر امون کو سزا دین بدیع الزمان کو باتون سے نقابدار کی
بحد عبرت و حسرت حاصل ہوئی ہر چند پوچھا نقابدار نے نام نہ بتایا یہی کہے گیا کہ بھائی صاحب نام ہو
بتا دے جو مثل تمھارے بہادر ہو بدیع الزمان نے کہا ای نقابدار بہادر حقیقت یہ ہی کہ آپ اسس

جرأت سے ارے لشکر کفار کو شکست دی کہ لی تمہارا ہمسر دنیا میں نہیں ہے بلکہ آج تمہاری جنگ نے نقشۂ جنگ
صاحبقران دکھا دیا نقابدار نے کہا بھائی صاحب یہ مثال نہ دیجیے صاحبقران کے بڑے مرتبے ہیں مثل اُنکے
کون شمشیرزنی کر سکتا ہے اُنہوں نے پردۂ قاف کو جا کے فتح کیا دیو عفریت کو مارا ہمیشہ دونوں ہزار دست کو
للکارا کرتے انکا سامنا کر سکتا ہے کسکی مجال ہے کہ صاحبقران کے سامنے جرأت کا نام لے خدا اُنکو سلامت رکھے
دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بڑے بڑے نامی شمشیرزن پیوند خاک ہوے ہم کس شمار میں ہیں اسطرح
کے کلام حسرت انجام نقابدار نے کیے کہ بدیع الزمان عرصۂ دراز تک روتے رہے پھر کہا کہ خود بھی بلیغ و فصیح
ہیں مگر باتیں نقابدار کی سُنکر ہمہ تن ہوش سنا کیے ہر کلمے پر یہی فرماتے ہیں کہ ای نقابدار بہادر تمہارے کلمات
نصیحت آمیز نے اسوقت دل کو دنیا سے ہٹا دیا دل چاہتا ہے آپکے ساتھ رہوں نقابدار نے کہا خدا آپ
لوگوں کو سلامت رکھے آپہی ایسے فرزندوں کی وجہ سے نام صاحبقران روشن ہے آپ لوگوں نے بڑے
بڑے کام کیے ہیں خدا ہمکو بھی اس طلسم پر مظفر و منصور کرے بدیع الزمان سے نقابدار باتیں کر رہا تھا
کہ دیکھا شعبدۂ جنگ آزما و صمصام بڑھے ہوے آتے ہیں بدیع الزمان نے کہا وہ بچا پھر آپہنچے
نقابدار نے کہا انکی قضا لائی ہے میں ابھی انکی خدمت کرتا ہوں یہ کہکر نقابدار اپنا شعبدۂ جنگ آزما
پر جا پڑا پکار کے کہا او نامرد فاپرست مردان عالم یوں نہیں لڑتے ہیں دو زخم دار بیقرار سمجھو لڑنا
اپنے نزدیک بڑا کام کیا بدیع الزمان دیکھ رہے ہیں کہ نقابدار پر شعبدہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار
نے بہ آسانی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی گرز کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا سامنے بدیع الزمان
کی طرف آسمان کے پھینکا چرخ کھاتا ہوا آتا تھا نقابدار نے چورنگ ہوا ای قلم ہوا بدیع الزمان
اُچھل پڑے کہا ای نقابدار کیا کہنا کس خود سر کو مارا نقابدار لڑتا ہوا طرف صمصام کے بڑھا صمصام
نے سحر کیے کسی سحر نے نقابدار پر تاثیر نہ کی جب نقابدار چاہتا ہے کہ صمصام کو قتل کروں یہ دور رہتا ہے
جب اسنے دیکھا میرا سحر تاثیر نہیں کرتا تو مرکب پر سحر کیا مرکب بدلگامی کرنے لگا نقابدار نے تختی کا سایہ
ڈالا گھوڑے نے بدلگامی موقوف نہ کی اسنے سحر کا اور زور دیا بدیع الزمان بنگاہ غور دیکھ رہے ہیں
جب گھوڑے نے نقابدار کو بہت پریشان کیا نقابدار نے لی کہ بڑے مارے گھوڑا اندر کا جاتا ہے کسی مقام
پر بیجا کے سوار کو گرا دوں کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر نمودار ہی آیا اُس ابر سے ایک آواز مہیب آئی کہ او
مرکب کیوں بدلگامی کرتا ہے صمصام نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا بدیع الزمان نے دیکھا ٹکڑہ ابر سے
ایک پنجۂ نگارین خورشید نما پیدا ہوا بدیع الزمان بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دیکھا ایک نازنین چست چالاک
سحر و ساحری میں بیباک چہرہ ماہ تابان نہایت ناز و عشوے سے طاؤس پر سوار جمال بیمثال اُسکا دیکھکے
بدیع الزمان حیران ہو گئے اُس نازنین نے کچھ اشارہ مرکب پر کیا مرکب نقابدار کا بدلگامی سے رکا وہ
نازنین مسکرائی دندان گوہر نما سے برق چمک کے صمصام پر گری صمصام تو نہ سمجھا کہ یہ آفت آسمانی
کہاں سے آئی سحر کرکے روکنے لگا وہ برق جہندہ تھی کیونکر رکتی تڑپ کے گری سر پر صمصام کے پڑی
مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوے صمصام کا مرنا صدائے ہا ہو بلند ہوئی زاغ و زغن منڈلانے لگے طائرون
نے جرمٹ کیا دم بھر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من صمصام ذرین [illegible] بود جس مقام پر صاحبقران
جلوہ فرما تھے اتفاق سے اسوقت باہر بیٹھے ہیں سب ساحر گرد جمع ہیں ملکہ خورشید برق وش کہ رہی تھیں

کسی ہیجانے بہار آراستہ رو کا ایک دانا تھا ہو اسکی ہزار تحمل جلے ملکہ خورشید برق وش نے کہا ای شہریار جسنے بہار آراستہ رو کا تھا وہ مارا گیا مدد غیبی حضور کی شریک ہی اسی وقت کوچ کیجے صاحبقران لشکر کو تیار کرنے لگے کہ حال انکا وقت پر تحریر ہوگا بیان جب صمصام و شعبدہ مارے گئے لڑائی فتح ہوئی غیر ساحرون نے آواز الامان بلند کی بدیع الزمان نے امان دی تلوار روک لی لڑائی فتح ہوئی مال و اسباب کفار کا لوٹ لیا بارگاہین قبضے مین کین نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے سات روز اسی صحرا مین رہے بعد جشنے کے کوچ کیا ملکہ بحر درخشان ساٹھ ہزار ساحر سات ہزار کنیزین زرین پوش جادوگرنیان زبردست غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر آراستہ ہو العبہ عظم وشان شہزادہ بدیع الزمان نے طرف امیر کے کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلے داستان شوکت عنوان ولولہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان امیر عالیشان کا مرحلہ جات کو فتح کر کے خاص طلسم مین پہونچنا و ذکر سرگردہ حاکمان طلسم یعنی اشراق الحکمت و ذکر عشق دختر حکیم از صاحبقران زمان باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا مجکو وہ جام مئی
سے مجھے جام صہبائے گلگون پلا
سحر کو اُٹھا ہاتھ ملتا ہوا
کہ اس بیخودی مین مجھے ہوش ہی
پلا جلد جام مئے لالہ رنگ
خبر میکدے سے یہ آنے لگی
مہیا ہی اسباب آرام و عیش
سکھاتا ہی رندون کو ناز و ادا
لکھون چند اشعار عبرت طراز
گل اشرفی کھلکھلا کے ہنسا
و ورنگی زمانے کی ہی آشکار
اکڑنے لگے آب سرو سہی
ہوا زلف سنبل کو بھی پیچ و تاب
مزہ نوک مژگان کا ہی خار مین
قمر ساقی ماہوش آگیا
ہر رنگ مضامین و سامان بہم

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
شب غم بھی آخر بسر ہو گئی
خم مئی کی صورت اُبلتا ہوا
ہوا جلسہ مئی پرستان بہم
کیا ہی تری خود پسندی نے تنگ
کہ ہین جمع رندان شیرین کلام
بچھایا ہی سنبل نے بھی دام عیش
یہی آرزو ہی یہی جستجو
کہ ظاہر ہو رنگ نشیب و فراز
جو صیاد و گلچین گئے باغ مین
کہین ہی خزان اور کہین ہی بہار
گلون نے دکھائی ہو اپنی بہار
کہ ہی گیسوے ماہوش کا جواب
ہوا باغ پر جوش فصل بہار
مزہ سیر گلزار کا پا گیا
کہ مشتاق ہین ناظرین جا بجا

میرے ساقیے مہ لقا خوش ادا
سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی
قمر طبع روشن کو پھر جوش ہو
مجھے ساقیا میکدے کی قسم
صبا ناز اپنا دکھانے لگی
چلے آج صہبائے گلگون کا جام
اٹھا ای ساقی سیمین رخ لقا
کہ ای ساقیے سیمتن خوش گلو
چمن مین جو بلبل نے نالہ کیا
تو سوزش بڑھی لالہ کے داغ مین
بہار گلستان کی آمد ہوئی
ہوا چشم نرگس کو پھر انتظار
صبا از کم رائی کہ گلزار مین
عروسان گلزار کے ہین نکھار
کہ اب داستان مرصع رقم
بیان کا ترے خوب شہرا ہوا

چہرہ و سالکان مسلک طلسم کشائی و فاتحان مرحلہ جات رعنائی داستان شوکت عنوان صاحبقران زمان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر** سخن سنج و دانائے راز کہن ❊ چنین می کند امتحان سخن ❊

مصنف پہلے گوش گذار سامعین والا مقام کر چکا ہے کہ صاحبقران زمان امیر عالیشان صحرائے پر فضائے
مینو سواد میں مع لشکر ظفر اثر فروکش ہیں اور ملکہ خورشید برق وش بھی ہمراہ ہیں دوسری فکر میں مصروف
ہیں کہ کسی طرح ہم امیر باتوقیر کا گذر قلعۂ طلسمی پر ہو شہریار جاکے جلد طلسم فتح کریں قیدیان بلا رہائی پائیں
یہ تدبیریں ہو رہی ہیں یکایک ایک طرف دنا دن سنا ٹا ہوا کچھ آوازیں مختلف آنے لگیں پھر غبار بلند
ہوا ملکہ خورشید برق وش نے عرض کی ای شہریار عالیمقدار آپ بڑے اقبالمند ہیں مبارک ہو
جس ساحر مکار عیار نے حضور کا راستہ روکا تھا وہ ملعون اسوقت مارا گیا کسی دوست نے یہ کار نمایان
کیا یہ علامت اسی کے قتل کی ظاہر ہوئی ہے یہ دیکھیے سحر اجلا پھول اٹھے کمر کے نہ کھلے اسنے یہی فکر کی تھی کہ حضور
کے دشمنون کو بھگائے آگے نہ بڑھنے دے مگر کسی نے اس مکار کو قتل کر ڈالا صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ
ہمارا تکیہ اُس معبود حقیقی پر ہے کہ جسنے مجھ حقیر کو مرتبۂ صاحبقرانی مرحمت فرمایا بڑے بڑے زبردست میرے
ہاتھ سے زیر ہوئے ہر مقام پر رہبر کامل حامی و مددگار ہے کون ہماری راہ کب روک سکتا ہے یہ کہکر امیر
نے فرمایا ملکہ ہمارے لشکر میں تیاری کا حکم دو کل یہان سے ہمارا کوچ ہے کہ آسمان پر ایک برق چمکی
صاحبقران نے دیکھا بعد عرصۂ دراز سیارۂ ستارہ شناس کاہن طلسمی آتا ہے مگر عجب کیفیت میں ہے
بال سر کے بڑھے ہوئے ناخن دست و پا کے دراز سامنے صاحبقران کے آکے پہونچا برائے تسلیم
خم ہوا قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار والا تبار غلام عجب مصیبت میں مبتلا ہو گیا
تھا ساتھ ملکہ سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبرین مو کے غلام بھی قید ہو گیا تھا شاہان طلسم نے
گرفتار کر کے مجھکو صمصام زرین پوش کے سپرد کر دیا تھا اور خطا غلام کی اُن لوگوں نے یہ ثابت
کی تھی کہ جب اُن دونون نے کسی سردار یا کسی دوست کا آپکے قتل کرنے کا ارادہ کیا فوراً مجھکو آگاہی
ہو گئی میں نے جا کے دونون کو کتاب سامری کے احکام دکھائے اور کہا کہ آپ خود ملاحظہ فرمایئے
خداوند نے منع کیا ہے مفسدان طلسمی کے واسطے میعاد قرار دے گئے ہیں اب جو اُنھون نے دریافت
کیا تو میں نے کچھ فقرات عبرت آمیز اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیے تھے مجھے ہمیشہ دین اسلام کی طرف توجہ رہی
اب کئی روز ہوئے کہ وہ ملعون صمصام زرین پوش برائے مقابلۂ شہزادہ بدیع الزمان گیا تھا
آج بفضل خدا اُسکو شہزادہ بدیع الزمان نے واصل جہنم کیا اُسکے مرتے ہی قید خانہ شکستہ ہوا اُسکی سب
قیدیان بلا اُس قید خانے میں قید تھے سب نے رہائی پائی غلام زور پا ہوتے ہی نکل بھاگا یقین تو ہے
کہ وہ سب قیدی بھی حضور کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہونگے اب حضور عرصہ نہ کریں لوح طلسمی کو جلد
ملاحظہ فرمائیں اُسکے حکم پر کاربند ہون ابھی بڑا مرحلہ سخت باقی ہے کہ جسکے حاکم حکمایان طلسم ہیں وہ لوگ بھی عجب
ہتھکنڈے دکھائینگے اس مرحلے پر آپکو بڑی ہوشیاری چاہیے جلد یہان سے مراجعت فرمائیے حکیم
اشراق الحکمت سرکردہ حکما ہیں کیا عجب ہے کہ اسی راہ میں ملکہ سلمائے گوہر پوش کی بھی قید کا ہنگام
وہ بھی رہائی پا جائے یہ باتیں کر کے سیارۂ ستارہ شناس بھی داخل بارگاہ ہوا ملکہ خورشید
نے اُسکو ایک دنگل زرین پر اپنے قریب جگہ دی سامان خیمہ و خرگاہ وغیرہ بھی اور ملازم بھی اسکو ملے
صاحبقران زمان نے غسل کر کے نماز ادا کی بسم اللہ کر کے لوح پر نگاہ ڈالی اُسمین مرقوم تھا کہ ای
طلسم کشا ای جوان یکتا ای سیار این عجائبات حسب خدا فضل کرے اور صمصام بد انجام قتل ہو

تو طلسم کشا کو چاہیے کہ اُسی صحرا مین اسم حاشیہ لوح کو ملاحظہ کرکے ورد زبان کرے اور بہت کچھ احکام اسی طرح کے لوح مین تھے سب ملاحظہ کیے سب احکام دیکھکر صاحبقران اُسی وقت سب سے وداع ہونے لگے امیر کے واسطے سب بیقرار و پریشان ہونے لگے اسوقت ملکہ خورشید برق وش کی بیقراری کیا تحریر کرون بڑھ کے صاحبقران کا دامن تھام لیا اور رو کے عرض کرنے لگین ای شہریار اب آپ بڑے سخت مقام پر جاتے ہین میرا دل بہت بیقرار ہی دل چاہتا ہی آپکے ہمراہ رہون اگر ممکن ہو تو کنیز کو خدمت کے واسطے ساتھ رکھیے یہ طلسم نور افشان ہی ہر شخص اپنا اپنا زور و شور عظمت و شان مکر و غدر دکھاتا ہی مگر خدائے نادیدہ حضور کو سب کے شر سے بچائے آپ اس کوچے مین ثابت قدم رہین کہین پر قدم نہ ڈگین میری یہ آرزو ہی نظم

جھوٹوں ہی خوش کبھی کوئی امیدوار ہو — وعدہ تو کر تو کیسا ہی بے اعتبار ہو
کہتے ہین وہ مری کس ادا پر نثار ہو — مجھ سے تو کہہ دو تم جو مرا اعتبار ہو
اک بار بھی نظر جو نظر سے دوچار ہو — پھر خود کسی کے سامنے تم لاکو مار ہو
اے درد عشق کوئی کسی کا نہین شریک — دکھے جگر تماشے جو دل بے قرار ہو
جنبش کرے پلک تو دو ٹکڑے ہون کو دل — آئندہ جو مشیت پروردگار ہو
عاشق کے دل کو رکھیے کہان ہی اگر وفا — دے دو مجھی کو پھر جو مرا اعتبار ہو
اچھا ملا دے خاک مین او آسمان مجھے — دامن ہو اسکا اور ہمارا غبار ہو
نعش العشق ہی ہماری سرِ دار و تم اپنے گھر — ہم بھی سوار ہوتے ہین تم بھی سوار ہو
آخر نکالنی ہی پڑی آرزوئے وصل — کام اُنسے لیجے بھلا جو امیدوار ہو
کہتا ہون بوسے لے کے مین تصویر یار کے — پھر بول اُٹھو تجھے بھی اگر ناگوار ہو
عالم کا خون کرکے مرے دل مین آ چھپین — کیا ڈر ہی پھر جو حشر مین انکی پکار ہو
کیا ہم خوشی سے مورد بیداد چرخ ہین — تیری ہی پھر اُٹھا مین جو کچھ اختیار ہو
اے رنج و محنت و قلق و درد و ہجر یار — ہم ایک کسکے ہون تم تین چار ہو
پتھرا بھی جائین پھر بھی کہون اے صنم یہی — آنکھین ہون میری اور ترا انتظار ہو
جانے نہ پائے یار تری بانک پن کی آن — ہر بات صلح مین بھی چھری کی ہو کٹار ہو
آنکھون مین دم بتاتے ہو عاشق کا بعد مرگ — کیونکر مرے کو لکر تمہین اعتبار ہو
پہچان کے لحد مری ٹھوکر لگاؤ تم — ایسا نہ ہو کہ اور کسی کا مزار ہو
پیو کجا ہی دیگا دل ہمین کرتے ہین یار کے — پھرتے ہین وہ خضر لاکھ غریب الدیار ہو
دشتِ جنون کی گرد تو اے قیس مجھ جائے — بیداد عجب نہین کوئی محمل سوار ہو
جس طرح ہو رو سے آنکھ لڑی جانی اے جلال — کیسا ہی انکا ہو مگر گھر مین یار رہا

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بہت روئین صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ای ملکہ عالم اسوقت مین تمکو بہت بے قرار پاتا ہون ہمارا یہ طریقہ نہین ہی کہ کسی کو رنجیدہ و کبیدہ کرین ملکہ نے کہا ای شہریار بڑے سخت مقام پر حضور کا گذر ہوگا کنیز اس طلسم کی رازدان ہی تماہان اسرار قین صاحب عجائب غرائب

دینا بھی طرح کے شعبدے دکھائینگے جس طرح بن پڑیگا اپنی آبرو بڑھائینگے طلسم کشا کو اپنے دام تزویر مین
پھنسائینگے اسوقت حضور کا حکم یاد رکھنا اور ہماری لیاقت کا خیال کرنا وہ امورات ایسے ہین کہ
جنکو اسوقت مین عرض نہین کرسکتی ان باتون کے خیالات سے دل بیقرار ہی صاحبقران نے فرمایا
ای ملکۂ عالم اگر ہزار مکر ہون اور مین فریب مین پھنسون یا گرون اور شہزادی مجھ سے نہ ملین مگر جو کہ اسوقت
تمھارا اعزاز و اکرام سمجھا گیا ہی اسمین کبھی فرق ہوا ہی نہ ہوگا یہ باتین جو عاشق و معشوق مین ہوئین
سب شاہزادیان آکے جمع ہوگئین سب نے رو رو کے صاحبقران کو رخصت کیا صاحبقران
سے رخصت ہوے ملک اخضر سے امیر نے وصیت کی کہ اگر ہوسکے تو اس مرحلے پر مجھسے ملاقات
کرنا اخضر نے خود عرض کی کہ بہ تصدق قدم اقدس حضور جہان آقا ہونگے وہین غلام اپنے کو
پہونچائیگا اگر بوجہ عجائب و غرائب طلسم مجبور رہا تو تنہا حاضر ہونگا صاحبقران نے یہ باتین یہ کلمہ
ارشاد فرمایا کہ ای ملک اخضر یہ طلسم نہایت وسیع ہی جس زمانے مین اول کرگ رو شنغضیر
سے ملاقات ہوئی تھی تو اپنے مقام پر یہ فرماتے تھے کہ ہمارے طلسم مین وہ وہ آفتین ہین
کہ انکا جھیلنا انسان کا کام نہین ہی ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے تک پہونچ ہی نہین سکتا
اور لوح تو ایسے مقام پر رکھی ہی کہ وہم انسان کی مجال نہین کہ وہان تک پہونچ سکے قدرت خدا
تھی کہ لوح طلسمی مل گئی صاحبقران نے سب کو رخصت کیا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ آقا میرے
مقام سخت پر جاتے ہین بیتاب ہوگیا بیقرار ہوکے رونے لگا اپنے تئین قدمون پر امیر کے
گرا دیا عرض کی اس مرحلۂ سخت پر غلام کا ساتھ ہونا ضرور ہی ملکہ خورشید نے کہا ای خواجہ
سواے صاحبقران کے ساحر و غیر ساحر کسی کی مجال نہین کہ امیر کے ساتھ جاسکے اور آپ تو
عیار طرار عامی و نامدار منظور کردۂ بزرگان عالی وقار مشہور ہین کیا عجب ہی کہ آپ پہونچ جائین
مگر ہمراہ صاحبقران کے آپکا بھی جانا دشوار ہی صاحبقران سب کو سمجھا کر صحرا مین ایک نخل تھا
بموجب ہدایت لوح اسکے سایے مین تشریف لائے تجدید وضو کرکے زیر نخل بیٹھے اسم حاشیۂ
لوح پڑھنا شروع کیا ابھی تعداد اسم تمام نہوئی تھی کہ ایک طائر آسمان سے رقص کرتا ہوا سامنے
صاحبقران کے آیا صاحبقران نے اسم پڑھکے اس طائر کی جانب دم کیا وہ طائر قریب آکے
بیٹھ گیا صاحبقران جست کرکے پشت پر طائر کی سوار ہوے طائر بلند ہوکر روانہ ہوا اہالیان
لشکر امیر کو دعائین دینے لگے عمرو کی بیقراری کو اور ترقی ہوئی چیخین مارکے رونے لگا اسی
وقت ملکہ خورشید برق وش بھی ایک ہنس پر سوار ہوکے ایک جانب روانہ ہوگئین بعد انکے
جانے کے ملک اخضر بھی ایک طاؤس پر سوار ہوکے ایک سمت راہی ہوا بعد ان دونون کے
ملکہ زنار و آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ یہ سب افسر فرداً فرداً روانہ ہوگئے امیر با توقیر
نے جب دیکھا کہ طائر اسقدر بلند ہوا کہ برابر کہکشان فلک کے ہوگیا دور سے امیر نے ملاحظہ
کیا کہ صحرا مین ایک قصر عالی بلند عمارتین عمدہ گرد اس قصر کے بنی ہین اس قصر پر برج مسعود بنے ہوے
ہین اور ان برجون مین ایک ایک زنگی کھڑا ہی اور ایک ایک قرنا ان زنگیون کے ہاتھ مین ہی اس قصر ہفت
منزل کے سامنے طائر نے لاکے امیر کو اتارا امیر طائر کی پشت پر سے اترکے زنگیون کے سامنے نہین پہونچے

ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے کھڑے ہین کہ پہلو سے آواز آئی السلام علیکم امیر نے کہا علیکم السلام پلٹ کے دیکھا پہلو مین محفوظ جنی خاموش سر جھکائے ہوے قریب صاحبقران کے آیا عرض کی ای آقائے نامدار پروردگار عالم نے آپکو اس مقام تک پہونچایا اب وہ وقت بھی خدا دکھائے کہ ہفت منزل کے عجائب وغرائب سے آپکو مہلت حاصل ہو صاحبقران نے فرمایا ای محفوظ جنی تم یہان تک کیونکر پہونچے محفوظ جنی نے عرض کی مین عرصے سے آرزو ے قدمبوسی حضور رکھتا تھا قبل از پہونچنے حضور کے غلام اس مقام پر آگے حمزۂ امیر نے فرمایا ای محفوظ جنی مجکو بڑا خیال اس امر کا ہی کہ بڑے بڑے مرحلے فتح ہوے لیکن کیسے کیسے مقام پر گذر ہوا مگر آج ملکہ خورشید برق وش بہت بیقرار تھین اور وہ باتین حسرت آمیز کہین کہ میرا دل ٹکڑے ہو گیا میرا دل اُس سے جدا ہونے کو نہین چاہتا تھا مگر حکم لوح سے مجبور ہو گیا ملکہ کو روتا ہوا چھوڑ کے چلا آیا اسوقت تصویر ملکہ کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

بھاگو نہ مجھکو دیکھ کے بے اختیار دور ای گردکان ابھی تو ہی فصل بہار دور
مانند مرغ قبلہ نما ہی تپش جسم ہی وہ کعبۂ مراد ہو مجھسے ہزار دور
عیسی نے نسخے مین ترے بیمار کے لکھا درد فراق کو کرے پروردگار دور
ای خضر راہ منزل مقصود الغیاث چھوٹا ہی مجھ غریب کا مجھسے دیار دور
گردون نہ کم ہو شمع صفت گرچہ نہان تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور
مضمون باندھ لاتی ہی فکر اپنی عرش سے ڈھونڈھا ہی جب تو مجکو ملا ہی شکار دور
روپوش ہی جو ناز سے اسکا گلا نہین نزدیک دل سے ہی رہے آنکھون سے یار دور
جتنی ہی جان پر جو حرارت سے عشق کی کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور
تسکین کے لیے گئے منزل مین گور کی پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور
وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہی وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور
فرقت مین یار کی یہ سخن تکیہ ہی مرا مجذوم سے ہوا ہے جو صد سنگسار دور
پیری مین ترک می کا ارادہ نہ کیجیو آتش صبوحی کرتی ہی شب کا خمار دور

محفوظ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای شہریار اس مقام پر امتحان اقبال معشوقان ہفت منزل کا ہوگا اسی وجہ سے وہ متردد تھین اور حقیقت مین حضور کی ذات بابرکات سے بڑی امید ہی کہ جو غلامان جانثار و کنیزان حضور ہین اُنپر توجہ فرمانا رہیگی مگر اب بڑے بڑے مقامات انشاء رہین بسم اللہ اب جو لوح حکم دے وہ آپ عمل مین لائین غلام بروقت حاضر خدمت ہوگا کسی مقام پر لوح کے دیکھنے مین کمی نہونے پائے صاحبقران محفوظ سے رخصت ہو کے سامنے قصر ہفت منزل کے نیچے آئے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ پیشانی پر قصر ہفت منزل کے بخط جلی مرقوم ہی کہ ای طلسم کشا مودب باش یہ مقام حکمایان اشراقین ہی یہان بہت سمجھ کے قدم رکھنا اس قصر کا لقب قصر ہفت منزل ہی امیر نے لوح کو دیکھکر ایک اسم پڑھنا شروع کیا پڑھ پڑھ کے طرف قصر کے دم کیا یکایک ایک طائر جانب صحرا سے اُڑتا ہوا آیا سر قصر پر آکے بیٹھا پکارا کے آواز دی او طلسم کشا خبردار خبردار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا تیرے ہاتھ کچھ نہ آئیگا امیر نے لوح کو دیکھا بموجب احکام لوح

کمان کاندھے سے اُتاری جیسے ہی اُس طائر نے دہن کھولا صاحبقران نے تاک کے تیر مارا تیر حلق مین
اُس طائر کے پڑا ہڈی کو توڑ کے پار گزرا طائر چرخ کھا کے زمین پر گرا صحرا مین اندھیرا چھا گیا آوازین
ہیبتناک آنے لگین اُن آوازون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ای طلسم کشا اب بہت ہوشیار رہنا یہ مقام
جاے امتحان ہی صاحبقران اُس اندھیرے مین کھڑے لوح کو چمکا رہے ہین لوح کے چمکانے کی وجہ سے
خود بخود صحرا مین روشنی ہوئی اب صاحبقران نے دیکھا نہ وہ صحرا ہی نہ وہ قصر ہفت منزل سامنے ہی سواد
شہر کا معلوم ہوتا ہی اور اطراف مین اُس شہر کے چھوٹے چھوٹے قریے آئین زراعت ہو رہی ہی کسان وغیرہ
بونے جوتنے مین معروف کوئی کھیت مین پانی دے رہا ہی کوئی کاشت مین معروف ہی زراعت سرسبز
ایک طرف کنارے شہر کے کاہ فروش گٹھے گھانس کے لیے ہوے بیٹھے ہین خریدار جمع ہین گھانس خرید رہے
ہین یہ جو کیفیت صاحبقران نے دیکھی حیران ہو گئے کہ دم بھر مین کہان سے کہان پہونچگیا متحیر ہو کے
ایطرف بڑھے چند قدم راستہ طی کیا تھا کہ وہ جو قریے سامنے معلوم ہوتے تھے اُنمین سے چند زمیندار
پیدا ہوے ٹٹوؤن پر سوار انگوچھے میلے سرون پر بندھے بڑے مرزئی گاڑھے کی پہنے ہوے
ہر زمیندار کی پشت پر ایک باسی لال سا دھرا لٹھ کاندھے پر چالیس زمیندارون نے قریب آکے
صاحبقران کو گھیر لیا ٹٹوؤن پر سے اُتر پڑے جھک جھک کے امیر کو سلام کرنے لگے ہر ایک زمیندار
صاحبقران سے منت کرتا تھا کہ حضور چلکر ہمین سرفراز فرمائین اور ایک شہر وسیع بھی سامنے معلوم ہوتا ہی
چالیسون زمیندار اپنے اپنے طور پر خوشامدین کر رہے ہین صاحبقران حیران ہین کہ کس سے انکار کرون
کسکے ہمراہ جاؤن آخرکار وہ سب زمیندار صاحبقران سے خوشامد کرتے کرتے آپس مین لڑنے لگے امیر
ہان ہان کر رہے ہین مگر زمیندارون مین تلوار چلنے لگی ایک دوسرے سے یہی کہتا ہی کہ مین نے مشتاق
جمال بیمثال طلسم کشا ہو کے چلا تھا تو کسواسطے چلا آیا صاحبقران ہان ہان کرتے رہے مگر اُن سب
مین خوب تلوار چلی کچھ تو مارے گئے تھوڑے باقی رہے اُنمین بھی تلوار چلنے لگی اب جو اُن سب مین زبردست
تھا اُسنے سب کو مار ڈالا کچھ بھاگ گئے کوئی اُس سے لڑ نہ سکا صاحبقران حیران کھڑے ہین کہ یہ کیا معرکہ
گذرا پھر آگے بڑھے چند قدم آگے چلے تھے کہ دروازہ شہر کا بہت قریب معلوم ہونے لگا یکایک بائین پہلو
سے گرد اُڑی اور ایک گرد داہنے پہلو سے شہر کے اُٹھی اُس گرد سے دو تاجدار پیدا ہوے ایک تاجدار
زمرد پوش دوسرا سرخ پوش تاج سرون پر رکھے ہوے بارہ بارہ ہزار فوج دونون کے ہمراہ اوّل
تاجدار زمرد پوش قریب آکے پہونچا بصد ادب صاحبقران کو سلام کیا پھر دست بستہ ہو کے عرض کرنے
لگا حضور کو مبارک ہو کہ قصر ہفت منزل کو آپنے فتح کیا اسوقت غلام اُس فتح کی نذر دینے آیا ہی کہ دوسرے
تاجدار نے بھی آکے اُسی طرح سلام کیا اُسنے بھی دست بستہ عرض کی حضور نے بڑا کار نمایان کیا کہ قصر
ہفت منزل کس تکلف سے فتح فرمایا اور یہ زمرد پوش بڑا یاوہ گو اور دروغگو ہی اسکی بات پر مطلق اعتبار
نہ فرمائیے غلام کے فقیر خانے کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمائیے مین نے اسباب عیش و نشاط
حضور کے واسطے مہیا کیا ہی بڑے بڑے بادشاہ آپکے دیدار کے مشتاق ہو کے آے ہین جب آپ تشریف
لیچلیے گا وہ سب خوش ہو جاوینگے میرے واسطے بڑی سرفرازی ہوگی میری دعوت قبول فرمائیے دیکھیے کیا
لطف ہوتا ہی آپکی مہمانی پر میرا دل روتا ہی اُس تاجدار نے کہا ای طلسم کشا یہ میرا سر چڑھا ہی دونون مین

اسقدر گفتگو سخت ہوئی کہ تلوارین کھینچ کے دونون آپس مین لڑنے لگے بعد تھوڑے عرصے کے اندر سے شہر
بجنے کرّانے کی مہیب مرکب کے آواز آئی صاحبقران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاتا چلا
ہیرے جڑے زمرد و شذر سے آتا ہے مرکب باد رفتار زیر ران گھوڑے کو اڑاتا ہوا قریب آیا دونون تاجدارون کو
للکارا خبردار او نامردو یہ کیا حرکت ناشائستہ ہے آپس مین بے فائدہ جنگ کرتے ہو طلسم کشا تمھارے یہان
بھی نہ جائیگا تمھاری بھی یہ لیاقت ہے کہ طلسم کشا تمھارے گھر مہمان جائے وہ جوان صاحب شوکت و شان
ذی حشمت و ذی لیاقت ہے مہمان حکیم اشرف الحکمت ہے زمرد پوش نے کہا اے نقابدار ہمارے معاملے
مین دخل نہ دے ورنہ بہت پچھتائیگا نقابدار نے جھپٹ کے ایک ہاتھ مارا کہ تاجدار زمرد پوش کا سر
کٹ کے گرا گلگون پوش نے کہا اے نقابدار تو بڑا ظالم ہے تونے بے خطا زمرد پوش کو مار ڈالا خواہ طلسم کشا
اُسکی مہمانی قبول کرتے یا مجھے سرفراز فرماتے تونے کیون ہمارے درمیان مین دخل دیا نقابدار نے
یہ سنتے ہی ایک ہاتھ گلگون پوش کو بھی مارا اسکا بھی سر کٹ کے گرا ہمراہیان زمرد پوش و گلگون پوش
نے جو یہ دیکھا وہان سے روتے ہوئے بھاگے تھوڑی دور جاکے وہ سب غائب ہو گئے امیر نے دیکھا دم بھر
مین وہ سب میدان خالی ہو گیا لاشے بھی دونون تاجدارون کے نہین معلوم ہوتے اور وہ نقابدار بھی چلا گیا
یہ بھی طرفہ ماجرا ناظرین والا مقام ہے کہ اول زمیندارون نے صاحبقران کو گھیرا وہ بھی سب خاطر سے
پیش آئے آپس مین لڑکے جان دی کسی نے امیر سے تعرض نہ کیا ان نقابدارون نے بھی صاحبقران کو
ہونے کے گھیرا وہ بھی آپس مین لڑنے لگے انکو نقابدار نے آگے مارا صاحبقران حیران کھڑے رہے یہ
مقدمات عجائب و غرائب درپیش ہین ان وجوہات مین صاحبقران نے کوچ کو نہین ملاحظہ کیا حیرت
مین کھڑے ہین کہ شہر سے غول کے غول غٹ کے غٹ نوجوانان سفید پوش کے پیدا ہوئے ان جوانان
سفید پوش کے آگے آگے ایک ہوادار اُسپر ایک مرد بزرگ باریش سفید ایک عمامہ بہت بڑا اسپر
قبائے اطلس زر اندود سلیمانی زیب جسم پائجامہ شرعی پیشانی پر گٹھا عبادت کا مثل ستارہ سحری کے
چمک رہا ہے ایک تسبیح ہاتھ مین اسکو پڑھتے ہوئے وہ ہوادار روا روی مین آتا ہے تھوڑے عرصے مین وہ ہوادار
قریب پہونچا وہ بزرگ ہوادار سے اُتر پڑا بہت ادب سے جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی اے یاور
غریبان اے دادرس بیکسان اے معاون عاجزان اے طلسم کشائے طلسم نور افشان و داماد نوشیروان
امیر عالیشان ہم اپنی تقدیر پر ناز کرتے ہین کہ آپکے قدوم میمنت لزوم اس مقام تک آئے ہم لوگون کو
بڑا شرف حاصل ہوا دولت گھر بیٹھے ہاتھ آئی اب حضور عذر نہ فرمائین بسم اللہ ہوادار پر سوار ہون میرے
غریب خانے کو سرفراز فرمائین اس عجز و انکساری و خوش بیانی سے اُس مرد بزرگ نے صاحبقران
سے باتین کین کہ صاحبقران کو سوائے بہت خوب کہنے کے اور کچھ بن نہ پڑا اُسکے ہوادار
پر سوار ہوئے کہارون نے ہوادار کو کاندھے پر اٹھایا وہ مرد بزرگ پاپیادہ ہوادار پر ہاتھ
رکھکر ہمراہ ہوا صاحبقران نے فرمایا یہ آپ کیا کرتے ہین مین ہوادار سے اُتر پڑونگا مگر آپکا پیادہ چلنا
گوارا نہوگا آپ یہ تکلیف نہ فرمائین مرد بزرگ نے کہا اے صاحبقران زمان آپ تشریف لیچلیے مین آپکے
ہمراہ پاپیادہ چلنا اپنا شرف جانتا ہون مجھکو بڑا فخر حاصل ہوا کہ آپ ایسے جلیل القدر و عالی منزلت نے
مجھ حقیر کو سرفراز فرمایا اہتمام سواری کرتا ہوا وہ مرد بزرگ صاحبقران کو ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا

امیر نے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد بازارین عمدہ دوکانین آراستہ گذر امیر کا چوک کی طرف سے ہوا
جوہری بازار کو دیکھا بڑے لطف سے آراستہ ہے کیسے کیسے مہاجن جواہر فروش پنّا لال چنی مل یاقوت داس
سیٹھ الماس جنکا فیروزہ گماشتہ جواہرات اعلیٰ و بیش قیمت کا دوکانون پر انبار بڑے تکلف سے درست اُن
دُکانون پر کمرے عمدہ کچے سجائے چھت پردون سے آراستہ اُنپر نازنینان مہ جبین و پریزادان مرصع پوش
دُر در گوش با تو بعد ناز و ادا اپنے کمرون پر بیٹھی تھین صاحبقران کو جیسے ہی اُن مہ جبینون نے دیکھا
جلدی سے برائے تعظیم اُٹھین جھک جھک کے تسلیم کرنے لگین دُکاندار بھی اپنی دُکانون پر کھڑے ہو گئے
اُن دُکانون کے نیچے کنجڑون کی دُکانین بڑی کیفیت دکھاتی تھین لنگام کے لنگے پہنے ہوئے چہربان اوڑھے
ہوئے چاندی کی بالیان کانون مین ہنسلیان سرخ سونی گلون مین پہنے ہوئے خریدارون کا جماؤ جیسے ہی
صاحبقران کو دیکھا جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئین صاحبقران پر روپے اشرفیان نثار کرنے لگین ہر
ایک کی زبان پر یہی کلمہ ہے حکیم اشرف الحکمت کے خوشا نصیب کہ طلسم کشا جہان یکتا اسطرح سرفراز فرمائے
ہمارے بزرگ اسی حسرت مین مرگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جمال جہان آرائے طلسم کشا دیکھین ہمارے
نصیب جاگین جب جمعہ کی نماز مین جاتے تھے اور عالم ہمارا طلسم کشا کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ
سر منبر بیان کرتا تھا ہمارے بزرگ وجد مین آجاتے تھے ہر شخص یہی کہتا تھا کہ نسا روز سعید بہتر از
روز عید ہوگا کہ طلسم کشا تشریف لائینگے اپنی صورت زیبا ہمکو دکھائینگے صاحبقران ہوادار پر سوار
دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ کیا عمدہ مقام ہے کہ سب دُکاندار فصیح و بلیغ مرد مسلمان
صاحب ایمان باتون سے اُنکی یہ سب اوصاف پائے جاتے ہین امیر شہر کو دیکھکر بہت خوش ہوئے ہر
گلی کوچے سے جوق جوق گروہ گروہ شرفا چلے آتے ہین امیر کے کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہے کوئی ہاتھ چومتا
ہے جسکو میسر ہے وہ امیر پر نثار کرتا ہے اور ہاتھ اُٹھا کے دعائین دیتا ہے کہ لوگ سواری کے ہمراہ چلے
آتے ہین جادو سپہ دم بڑھتا جاتا ہے تا بہ دارالامارہ شاہی پہونچے دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان سب
مستعد در دولت پر حاضر ہین امیر پر جو نگاہ پڑی سب برائے تسلیم خم ہوئے حکیم صاحب نے بہ تکلف تمام
صاحبقران کا ہاتھ تھاما امیر ہوادار سے اُترے طرف بارہ دری کے چلے پردۂ زنبوری کھنچا درگہ سالار
نے بھی انکو کے سلام کیا جب امیر اندر چلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی صاحبقران بہت ہی
خوش ہوئے کہ یہان کے امیر و غریب و فقیر سب مسلمان ہین جسنے سلام کیا بسم اللہ و لفظ الحمد للہ
زبان پر جاری کیا صاحبقران اندر بارگاہ کے آئے دیکھا مقام صدر پر ایک تخت زرجدی بچھا ہوا ہے
گرد اُسکے دنگلہائے زرین و کرسیان مرصع کار جواہر نگار بچھی ہین حکیم صاحب نے عرض کی حضور تخت
پر جلوہ فرما ہون صاحبقران نے بفصاحت فرمایا جناب حکیم صاحب مین مرد سپاہی ہون آجتک کبھی تخت
پر نہین بیٹھا مین تاج بخش ہون تاج گیر نہین ہون خدا میرے تخت نشین کو سلامت رکھے حکیم صاحب مجبور
ہوئے پہلوئے تخت مین ایک دنگل یاقوت نگار بچھا ہوا تھا اس دنگل پر صاحبقران بیٹھے حکیم صاحب
نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان مہ جبین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہونے لگے جام و سبو
گردش مین آئے امیر نے نظر اُٹھا کے دیکھا ایک آئینہ قدم سامنے لگا ہے صاحبقران نے دیکھا سب لوگ
صاحب ایمان مسلمان الفاظ اُسکے عمدہ زبان پر جاری سب نمازی پرہیزگار آآ کے جمع ہونے لگے

عین گرمی صحبت مین حکیم صاحب نے عرض کی آج ہمارے واسطے بڑے فخر کی جا ہے آج آپ ہم سب کو نماز پڑھائین یارو تم سب فخر کرو کہ مجاور خانۂ کعبہ ہمارے گھر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمائین سب نے وضو کر کے صاحبقران کے ساتھ نماز مغرب پڑھی بعد فراغ نماز صاحبقران پھر محفل مین آکے بیٹھے امیر نے دیکھا کہ اوّل تو محفل عام تھی اب محفل خاص ہے صرف حکیم صاحب بیٹھے ہین اور چند مصاحب خاص جمع ہین اور جتنے لوگ پیشتر تھے اُنمین کا اب کوئی نہین معلوم ہوتا جب محفل عیش و نشاط گرم ہوئی تو چند جام حکیم صاحب نے صاحبقران کو پلائے باقی اور مصاحبون کو ساقیان سیمین ساق نے جام دیے جب صاحبقران کو سرور ہوا حکیم صاحب نے بڑھ کے وہ پردہ جو آئینہ پر پڑا تھا اُٹھا دیا اب صاحبقران نے جو اُس آئینے کو معائنہ کیا وہ سامان نظر آیا کہ ایک باغ رشک بہشت عنبر سرشت ہے ہر طرح کے پھول اُس باغ مین موجود ہین پستان محبوب کا جواب امرود ہین نخلہاے چمن بشکل نوعروس زیبا سرو کا آکڑا عندلیبان زمزمہ سرا کی زمزمہ سرائی قمریون کی کوکو فاختۂ قلندر مشرب کی صداے حق سرہ چشمے جوش بہار دیکھکر اُبل رہے ہین حباب ہم چشم معشوق موجہاے بحر شمشیر بران سے مقابلہ کرتے ہین پانی نہرون کا وہ صاف و شفاف کہ اُسکے سامنے آب گوہر پانی بھرے صفا اُسکی دیکھکر منھ مین پانی بھر آئے مچھلیان اُسمین شناوری کر رہی ہین صاحبقران کو یہ مثبت ہوتا ہے کہ مین اس باغ پر بہار مین خرامان چلا جاتا ہون کیفیت بہار دیکھ رہا ہون ٹہلتے ہوے روشون پر جاتے ہین لطف بہار چمن اُٹھاتے ہین عجب ہنگامۂ بہار ہے ہر طرف طائران زمزمہ سرا کی پکار ہے دل یہ کیفیت دیکھ کے بیقرار ہے بقول شاعر

نظم

صبا جو لے گئی گل مجھکو جانب گلشن
ہجوم سا نظرہ آرا تھے رنگ و بوے چمن

تو اپنی خوشبوئیون کی مدح مین سخن پیرا
وہ اپنی خوبیون کے وصف مین تھی گرم سخن

یہ کہہ رہا تھا کہ صدقے ہے مجھ پہ شاہد گل
وہ کہہ رہی تھی کہ مجھپر فدا عروس چمن

یہ کہہ رہا تھا کہ مجھپر ہین شیفتہ گل رو
وہ کہہ رہی تھی کہ عاشق ہین مجھ پہ غنچہ دہن

یہ کہہ رہا تھا کہ مین جان اور جسم ہے گل
وہ کہہ رہی تھی کہ مین روح اور عطر بدن

یہ کہہ رہا تھا کہ گل اک مری دریدہ قبا
وہ کہہ رہی تھی کہ سنبل مرا لباس کہن

یہ کہہ رہا تھا کہ مین اور پریشان بلبل
وہ کہہ رہی تھی کہ مین اور باغ کا دامن

یہ کہہ رہا تھا کہ مین اور کلاہ لالے کی
وہ کہہ رہی تھی کہ مین اور گل کا پیراہن

اسے تھا ناز بہار چمن مرا گلگون
اُسے تھا ناز کہ باد صبا مرا توسن

اسے تھا ناز کہ مین ہون شراب کی شوخی
اُسے تھا ناز کہ مین ہون گلاب کا جوبن

اسے تھا ناز مین اک شاہد پری پیکر
اُسے تھا ناز مین اک نازنین نازک تن

اسے تھا ناز کہ تو شاہ مجھ مین ڈوبا ہے
اُسے تھا ناز کہ مجھ مین بسی ہوئی ہے دلھن

اسے تھا ناز کہ مین ارغوان کا جلوہ فروز
اُسے تھا ناز کہ مین نازش فزاے چمن

اسے تھا ناز کہ مجھ پر بسی ہوئی ہے حنا
اُسے تھا ناز کہ مجھسے بسے ہوے ہین چمن

اسے تھا ناز کہ میری کلاہ ہے شوخی
اُسے تھا ناز کہ غنچہ ہے میرا پیراہن

یہ مدعی لب گلبرگ کا مین رنگ بیان
یہ مدعی کہ مین گلگونۂ نگار کی زیب
یہ مدعی کہ مری شوخیان ہین ہوش ربا
یہ مدعی کہ ادا ہین مری نگاہ فریب
یہ مدعی لب گلبرگ ہر مرے اوصاف
یہ مدعی کہ مین پیرایۂ عروس بہار
یہ مدعی ہی ثناخوان ہی عندلیب مری
اسے تھا فخر کہ لعل یمن کا فخر ہون مین
اسے تھا فخر کہ گھر میرا لالہ زار نشاط
اسے تھا فخر کہ میرا مقام محفل جشن
مین سن رہا تھا کھڑا بحث رنگ و بو چپکا

وہ مدعی دہن غنچہ کی مین بوے سخن
وہ مدعی کہ مین عطر بہار کی ہون پھبن
وہ مدعی کہ مری مستیان ہین قہر شکن
وہ مدعی کہ مرے ناز ہوش کے رہزن
وہ مدعی کہ مری گفتگو مین ہی سوسن
وہ مدعی ہین مجھے بند شاہد گلشن
وہ مدعی کہ مرے وصف مین ہی چہچہ زن
اسے تھا فخر کہ نازان ہی مجھپہ مشک ختن
اسے تھا فخر کہ گلزار عیش میرا وطن
اسے تھا فخر کہ عشرت سرا مرا مسکن
برنگ غنچۂ گل گرسنہ شوق تھا ہمہ تن

صاحبقران ہنگامۂ عیش باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہے ہین عندلیبان خوشنوا کی نغمہ سرائی رنگ و بو کی لخلخہ خانۂ باغ دل کو گلہاے عیش سے بھر دیا شمیم گل نے مبہوت کر دیا صاحبقران حجرے ہوے باغ مین جاتے ہین نہ سراپا کا ہوش دید گل کا جوش صاحبقران خرامان خرامان روشون پر جاتے ہین کہ ایک طرف سے چند نازنینان پریچہرہ گلرو غنچہ دہن رشک چمن سیمتن سامنے آئین جھک جھککے سب نے امیر کو سلام کیا عرض کی ای شہریار یہ باغ ملکہ جھیج بادلہ پوش کا ہی آپ بے تکلف اسمین چلے آئے لیکن بہتر اسی مین ہی کہ آپ یہین سے واپس جائین اب آگے قدم نہ بڑھائین ملکۂ عالم بارہ دری مین جلوہ فرما ہین اگر انکو خبر ہوجائیگی تو انکے بہت خلاف گذریگا امیر نظارۂ گلزار مین ایسے مبہوت تھے کہ کچھ جواب نہ دیا اسی طرح بند قبا کھلے ہوے خرامان خرامان قریب بارہ دری کے تشریف لائے سیر چمن کرتے کرتے نگاہ جو اٹھ گئی اندر بارہ دری کے دیکھا صحبت عیش و نشاط آراستہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ادہر گرد مسند کے چند کنیزان ماہرخسار مودب بیٹھی ہین خاص مسند پر ایک نازنین جو رشک سمن غنچہ دہن آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار کہیے اصفہانی کیون جو ہر نظم و نثر کے سراسر خلاف ہی مضمون کھلا صاف ہی تیر مژگان دل دوز عاشقان ناز و ادا کنیزان کمترین کی طرح صباحت و ملاحت سطوت حاضر خدمت مین جمال جہان آرا اسے رنگ معشوقانہ شک رہا ہی نیا یہ زمین سراسر معمور خدمو زون سراپا کی کیا تعریف کردن بقول مصنف

نظم

ترے چہرے کو آفتاب کہون
شب تاریک کا خیال آیا
ہم خطا و ختن کہین کیونکر
یا کہ شام و سحر مین ملتے ہین
شمس و خوب صورت ہین
دیدے جسکی دل ہوا پے گل

چھاتیون کو اگر حباب کہون
یا کہون مشک ہی یہ طرز سخن
زلف و عارض ہین رشک شام و سحر
نار پستان کا وصف مشکل ہی
یا حباب بہم لطافت ہین
ساق پا مین نور کا ہی ظہور

زلف شبگون نے مرتبہ پایا
جسکے اوپر نثار ملک ختن
جسکے گیسو وہ رخ پہ ہلتے ہین
روشنی بخش ماہ کامل ہی
شکم صاف نور کی مشعل
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور

قد دلدار ہی کہ سرو سہی | کلک قدرت کی ہو گئی پھبتی
دام زلف رسا بڑی جنجال | عاشق زار ہو گیا پامال

صاحبقران جمال بیمثال ملکہ صبیح بادلہ پوش دیکھ گھبرا گئے پیشانی پر پسینہ آیا دل لہرایا حیران جمال و محو دیدار تھے قدم اٹھانا دشوار ہو گیا مثل مرغ تڑپ گئے بے اختیار ہو کے پکار اٹھے نظم

وہ مژگان جب عدو سے عاشق دلگیر ہوتی ہی
جنون عشق مین خاصیت اکسیر ہوتی ہی
گلا خنجر سے رگڑ دون سے بھی عاشق کا نہین کٹتا
بنا لیتی ہی کام اپنے ہی اکثر محبت مین
اُدھر عفو جرائم مین کمی اصلا نہین دیکھی
محبت دیتی ہی جو درد عاشق کو وہ روز افزون
تصور کیجیے جس بت کا پھرتا ہی آنکھون مین
وہ آنسو جن سے میرا گریۂ بیرنگ چشمک زن
بیان حال دل کرتی ہی جیسے رو کے بے پیری
لپٹ پڑتی ہی جیسے بوے گل پیرہن سے ہم آغوشی
بنائے جاتے ہین دیر مغان رندونکی محفل مین
شکایت سرگرانی کی جو کرتا ہون مین بیداد
جلال اسکی خوشامد کی توجہ اور وہ بگڑا

چھری خنجر کٹاری سے اسانگ برچھی تیر ہوتی ہی
طلائی جنتی ہی جو آہنی زنجیر ہوتی ہی
یہ جھگڑے پڑتے ہین جب سرشتون مین تاثیر ہوتی ہی
ہماری کارکن تدبیر ہی ہونی تقدیر ہوتی ہی
ادھر تقصیر کرنے مین بھی کچھ تقصیر ہوتی ہی
جگہ مین جا کسی چھپتی ہی تو بڑھ کر تیر ہوتی ہی
کوئی تصویر ہو کھینچ کر تری تصویر ہوتی ہی
وہ آنسو جن سے خندان آہ بے تاثیر ہوتی ہی
خموشی لاکھ تقریرون کی اک تقریر ہوتی ہی
جو دامن چھوٹ جاتا ہی گریبان گیر ہوتی ہی
وہان بھی شیخ صاحب کی بڑی توقیر ہوتی ہی
سبک کیا عقل بچا کر پاؤن کی زنجیر ہوتی ہی
بُری ہو جاتی ہی اچھی بھی جو تدبیر ہوتی ہے

صاحبقران نے عالم بیخودی مین یہ اشعار پڑھے ملکہ کی نگاہ اٹھ گئی جمال جہان آرائے صاحبقران دیکھکر دل مین جگہ ہوئی تیور پر بل پڑ گئے فرمایا اری غنچہ دہن یہ کون صاحب ہین بلا تکلف ہمارے سامنے چلے آئے یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن کنیز دست بستہ سامنے آئی عرض کی داری ہینے روش پر جاکے سمجھایا تھا مگر یہ ایسے مبہوت نظارہ گل ہو گئے کہ ہمین کچھ جواب نہ دیا سیر گلشن مین مصروف رہے ٹہلتے ہوے بلا تکلف یہان چلے آئے ملکہ نے تیوری چڑھا کے فرمایا کیون یا صاحبقران زمان آپ نے ایسی گستاخی کی کہ بے اجازت پرائے گھر مین چلے آئے اور پھر مستعد ہو کے واپس نہین جاتے امیر نے فرمایا اے ملکہ عالم مین یہ چاہتا ہون کہ آپکی زیارت سے مشرف ہون مجھکو اپنی صحبت مین شریک کیجیے ملکہ نے مسکرا کے فرمایا ہوش مین آئیے سمجھ کے بات فرمائیے آپ سے کاہے نہ ہو جیسے غنچہ دہن جو اس معشوق پری چہرہ نے دکھایا گہر ریزی زبان کی گوہر دندان کی چمک سوت کمر کی لٹک ہر بات مین مسکرا کے کلام کرنا کبھی حجاب سے سر جھکا لیا کبھی آنکھ چار کی امیر مبہوت ہو کے دوڑے ملکہ نے کہا دیکھیے ہوش مین آئیے اب آگے قدم نہ بڑھائیے صاحبقران بڑھے آتے ہین ملکہ ہان ہان فرماتی ہین اور پیچھے ہٹی جاتی ہین سر فرش کی ٹھوکر امیر کے پاؤن مین لگی صاحبقران لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش پڑے رہے آنکھ کھلی تو دیکھا سر میرا زانو پر حکیم اشرف الحکمت کے ہی گلاب کیوڑا چھڑک رہے ہین گھبرا گھبرا کے فرماتے ہین کیون حضور مزاج کیسا ہی صاحبقران نے آنکھ کھول کے فرمایا مین کہان ہون مجھکو نہین معلوم

کرمین کس رنگ مین ہون صاحبقران چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھتے ہین اُس آئینے پر پردہ کھنچا ہوا تھا
گھبرا کے صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ کیون جناب حکیم صاحب اُس آئینہ پر یہ پردہ کیسا پڑا ہی
حکیم صاحب نے بڑھ کے پردہ آئینے پر سے ہٹا دیا صاحبقران نے دیکھا مثل آئینے کے اپنا عکس معلوم
ہوتا ہی امیر نے گھبرا کے فرمایا کیون جناب حکیم صاحب یہ مین نے ابھی کیا خواب پریشان دیکھا حکیم صاحب
نے کہا مین اور کچھ نہین جانتا مین نے صرف یہ دیکھا کہ حضور دنگل پر بیٹھے بیٹھے گر پڑے غلام گھبرا گیا قریب
آ کے گلاب کیوڑا چھڑکا تب آپ ہوشیار ہوے اب مین حضور کو بہت متحیر پاتا ہون مجھسے تو فرمایے
آپکے قلب کی کیا کیفیت ہی امیر نے کہا کیا کہون قلب کی عجب حالت ہی کیا بیان کرون کہ کیا سامان
میری آنکھون مین نظر آیا کنیزون کے نام لینے سے معلوم ہوا کہ صبح بادلہ پوش کو دیکھا ہی اُسوقت کلیجہ میرا
پاش پاش ہو گیا دل گھبراتا ہی جگر منہ کو آتا ہی ہاتھ پانوُن مین رعشہ پڑا ہی اب پھر اُسی محبوب مطلوب
کے جمال جہان آرا کا مشتاق ہون چاہتا ہون کہ ایک بار پھر اُس محفل خلد منزل کو دیکھون کیونکر ہم
اپنے کو وہان تک پہونچاؤن حکیم صاحب نے کہا جسقدر مکانات حقیر کے ہین وہ سب برائے سیر
حاضر ہین حضور سیر کرین امیر نے فرمایا مین نے ایک باغ رشک بہشت دیکھا وہ باغ کہان ہی وہان
مجھکو لے چلیے حکیم صاحب نے عرض کی وہ باغ اسی حوالی مین ہی لیکن حضور کا وہان تک پہونچنا دشوار ہی
اگر حضور چلنے کا قصد کرین تو مین لے چلون صاحبقران نے کہا بسم اللہ مجھکو بہت اشتیاق ہی حکیم صاحب
اُسی وقت بیرون بارگاہ آئے پکار کے آواز دی مرکب باد رفتار واسطے صاحبقران کے لاؤ حضور سوار
ہونگے مرکب باساز و یراق مرصع کار لوگ لے کر آئے صاحبقران اُسی وقت پشت مرکب پر سوار ہوے
حکیم صاحب نے بھی اپنے واسطے ایک مادیان مشکین طلب کی اُسپر خود سوار ہوے کئی سو جوان سفید پوش
سب عابد و زاہد گھوڑون پر سوار ہوے صاحبقران کے ہمراہ ہوے حکیم صاحب نے اپنی مادیان کو آگے
بڑھایا رہبری کرتے ہوے روانہ ہوے شہر مین پہونچ کر حکیم صاحب طلسم کشا کو طرف باغ دلکشا کے لیے
ہوے جاتے ہین اب جو صاحبقران شہر مین چلے تو کوئی ذی وقار امیر کو سلام نہین کرتا نہ برائے تعظیم
اُٹھتا ہی صاحبقران حیران ہین کہ یہ کیا معمہ ہی صاحبقران خود پکار کے جب صاحب سلامت کرتے
ہین تو وہ سب دست بستہ عرض کرتے ہین کہ اب حضور برائے سیر باغ دلکشا جاتے ہین اب ہم آپسے
صاحب سلامت نہین کرتے صاحبقران حیران ہین کہ یہ کیا مضمون ہی میری سمجھ مین نہین آتا جب
قلعے سے باہر نکلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ سامنے دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق
کھلا ہی جب قریب پہونچے تو صاحبقران نے پہچانا کہ مین اسی باغ مین گیا تھا امیر نے چاہا تھا گھوڑے سے
اُتر کے اندر باغ کے داخل ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان پیلتن گینڈے پر سوار بارہ ہزار
جوان پشت پر اسباب جنگی ذات پر آراستہ سامنے باغ کے آ کے اُترا پکار کے آواز دی کوئی ایسا جوان
جری بہادر ہی کہ بادولت کے مقابلے مین آئے یہ مقام بے ادبی نہین ہی تم سب یہان سے ابھی ہٹ جاؤ
ورنہ سب کو قتل کرونگا ابھی وہ پہلوان لاف و گزاف کر رہا تھا کہ اندر سے باغ کے گرد اُٹھی سم مرکب کے
آواز آئی امیر نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش نعرے کرتا ہوا آتا ہی اور پوچھا کیا بیہودہ بکتا ہی باغ
کے سامنے سے ہٹ جا ورنہ مارا جائیگا اُس پہلوان نے گینڈا بڑھایا نقابدار مرصع پوش جا پڑا اُسی

پہلوان سے نیزہ چلنے لگا کس کس کل بل سے وہ پہلوان لڑ رہا ہے کچھ نہیں ہو سکتا نقابدار سب وار
اُسکے بہ آسانی رد کر رہا ہے جب نقابدار نے نیزہ مارا پہلوان کو زخمی کیا سر اُسکے خون کے جسم سے اس
پہلوان کے نکل رہے ہیں ایک مقام پر پہلوان نے نیزہ سینہ بے کینہ نقابدار تاک کے مارا نقابدار
نے بچہ پرا مارا کہ پہلوان کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا پہلوان نے تلوار کھینچی گئی ہاتھ چپٹ چپٹ کے مارے
نقابدار نے روک کے ہاتھ مارا پہلوان نے بھی سپر پر روک لیا نقابدار پہلوان پر چھایا ہوا ہے پہلوان
وار پر وار کر رہا ہے نقابدار خالی دے رہا ہے ایک مقام پر جھکائی دے کر نقابدار نے ہاتھ مارا پہلوان
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکی فوج والے آپڑے اکیلے نقابدار نے کل فوج کو شکست دی سب بھاگے
نقابدار بادل پوش نے مرکب کو اُدھر سے اِدھر پھیرا طرف صاحبقران کے آکے آواز دی یارو تم میں
کوئی ایسا مرد ہے کہ آکے ہمسے مقابلہ کرے صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا تاب نہ رہی گھوڑا بڑھایا
مرکب نے طرارہ بھرا ہر چند صاحبقران نے اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکے پشت مرکب سے گر کے بیہوش
ہوئے نہیں معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اپنی خوابگاہ میں پایا حکیم صاحب قریب
بیٹھے ہیں فرما رہے ہیں کیوں شہریار کیسا مزاج ہے امیر نے جواب بھی نہ دیا حکیم بیٹھے رہے جب کئی مرتبہ
حکیم صاحب نے پوچھا امیر نے فرمایا آپ یہاں سے تشریف لے جائیں یہ وقت میرے آرام کرنے کا ہے
حکیم صاحب نے کہا میں حضور کو بہت منتشر پاتا ہوں غلام سے تو کچھ حال کہیے یہ نقابدار کون تھا حکیم صاحب
نے عرض کی ملکہ صبیح بادل پوش پر یہ پہلوان عاشق تھا کلمات بے ادبی زبان پر لاتا تھا آج وہ سے
جرأت میں آیا تھا یہی ارادہ تھا کہ باغ میں گھس جاؤنگا ملکہ عالم نے جو یہ خبر سنی بہت ناگوار ہوا آخر خود
نقابدار بنکر نکلیں اسکو مارا اُسکے لشکر کو تنہا شکست دی حضور ملکہ بہت بد مزاج ہیں جا بجا ان کے سر کی
تاج ہیں آئندہ حضور کو اختیار ہے غلام مجبور و لاچار ہے امیر نے پھر جواب نہ دیا خیال یہ ہے کہ حکیم صاحب
میرے پاس سے جائیں تو میں شب کو تنہا جاکے باغ میں ملکہ سے ملاقات کرونگا امیر نے پھر آنکھیں بند کر لیں
حکیم صاحب اُٹھ گئے امیر نے لباس شبروی جسم پر آراستہ کیا اُس مکان کے صحن میں آئے سوچے کہ اگر
دروازے سے جاؤنگا سب آگاہ ہو جائینگے یہ سوچ کے بذریعہ کمند دیوار سے اُترے رہروی کرتے
ہوئے قریب باغ کے پہنچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے امیر بسم اللہ کہکر باغ میں تشریف لائے دیکھا
باغ کی وہی کیفیت وہی بہار امیر جوش نظارۂ جمال ملکہ صبیح بادل پوش میں جاتے ہیں لیکن باغ میں کسی
انسان و حیوان کا نام نہیں سناٹا پڑا ہے صاحبقران سمجھے کہ بارہ دری میں صحبت ہوگی وہیں سب کنیزیں
بھی جمع ہونگی بارہ دری میں تشریف لائے دیکھا بارہ دری میں بھی سناٹا پڑا ہے چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا
ایک قصر شیشہ بنا ہوا ہے کرسیاں کچھ دنگل بیچ میں ایک تخت زر جدی بچھا ہوا ہے صاحبقران اُس قصر
شیشہ کو دیکھنے لگے یقین ہے کہ اب ملکہ تشریف لائینگی یکایک اسی قصر شیشہ میں ہنگامہ ہوا امیر نے دیکھا
ملکہ صبیح بادل پوش تاج زریں سر پر لباس زریں در بر بصد ناز و ادا تشریف لائیں بسم اللہ الرحمن الرحیم
کی صدا بلند ہوئی دیکھا ملکہ آکے تخت پر بیٹھیں دل صاحبقران کا بہت بیقرار ہو جاتے ہیں میں بھی اُسی قصر
میں داخل ہوں سامنے بارہ دری کے ایک نخل ہے نہایت سرسبز و شاداب اُسپر ایک طائر خوش آواز
بیٹھا ہے جب صاحبقران اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں وہ طائر آواز دیتا ہے اے طلسم کشا موجب باشش

صاحبقران رک جانے میں طائر کی آواز میں تاثیر ہے جب کئی مرتبہ امیر نے قصد کیا اور طائر نے یہی
آواز دی صاحبقران ایک گوشے میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش سامنے تخت زرنگار
پر جلوہ فرما ہیں فرمایا میرے سامنے ملک اخضر کو لاؤ امیر نے دیکھا کہ چند کنیزیں ملک اخضر کو لیے
ہوئے آئیں اخضر نے آگے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے فرمایا بی زنار کہاں ہیں جرم عشق طلسم کشا
میں بہت دن رات انھیں کا دم بھرتی ہیں اخضر نے کہا ابھی حاضر کرتا ہوں امیر نے دیکھا زنار آئیں
مودب کھڑی ہو گئیں جب ملکہ نے نظر اٹھائی سلام کر کے ملکہ کی کنیزوں میں شریک ہو گئیں پھر ملکہ نے
فرمایا کہ بی آفتاب شعلہ مزاج کدھر ہیں ملک اخضر نے کہا حاضر ہوتی ہیں صاحبقران نے دیکھا سامنے
سے آفتاب طالع ہوئیں بعد ادب ملکہ کو انھوں نے بھی سلام کیا کنیزوں میں ملکہ کھڑی ہو گئیں پھر
امیر نے دیکھا فیروزہ فیروزہ پوش آئیں یہ بھی تسلیم کر کے زمرۂ کنیزان میں شامل ہوئیں اب ملکہ
صبیح بادلہ پوش نے فرمایا سب موجود ہیں بی خورشید برق وش کو بلاؤ انھوں نے کیوں دیر لگائی
ہے امیر نے دیکھا سامنے سے بی خورشید برق وش تاج زمردیں سر پر نمودار آکے ہو بیٹھیں واسطے تسلیم
کے جھکیں ملکہ صبیح نے فرمایا کیوں بی خورشید اب تو بڑا گھمنڈ ہو گیا ہے دست بستہ عرض کی کیا مجال ہے
کنیز کی کہ آپ کے سامنے گھمنڈ کرے میں حضور کی دعاگو ہوں ملکہ خورشید کو کرسی بیٹھنے کو دی ملکہ نے فرمایا
کاہن طلسمی کہاں ہے اسے جلد بلاؤ صاحبقران نے دیکھا سیارہ ستارہ شناس آیا ملکہ نے
فرمایا کیوں اے کاہن طلسم بی سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبرین مو کہاں ہیں دونوں صاحبوں کو
جلد لاؤ کاہن نے عرض کی میں ابھی حاضر کرتا ہوں لیکن حضور وہ تو قید ہیں ملکہ نے فرمایا واسطے چند ساعت
کے لاؤ پھر چلی جائینگی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ سلمائے گوہر پوش میلے کپڑے پہنے ہوئے بال سر کے
پریشان مگر حسن آفتاب عالمتاب لیلائے عنبرین مو پہلو میں کہتی ہوئی کہ واری جلدی چلیے حضور نے
بلایا ہے ایسا نہ ہو کہ عرصہ ہو جائے ملکہ سلمائے گوہر پوش سامنے آئیں واسطے تسلیم کے خم ہوئیں ملکہ
صبیح بادلہ پوش نے کہا کیوں صاحب تم کس وجہ سے قید ہو گئیں سلما نے عرض کی میں جرم عشق طلسم کشا
میں قید ہوں ملکہ نے فرمایا اب تم اس محبت سے ہاتھ اٹھاؤ تم سب صاحبوں نے خبر سنی کہ طلسم کشا کو
ہماری جانب توجہ ہوئی اور ہم کو منظور ہے کہ جبتک اقرار نامہ کامل نہ لیں کہ سب معشوقیں انکی ہمارے
زیر حکم رہیں اگر طلسم کشا نے یہ اقرار نامہ لکھ دیا تو خیر کیا مضائقہ ہے کلام ہو گا میں بھی انکو قبول کر لونگی آپ
سب صاحبوں میں سے اگر کسی کو انکار ہو تو ابھی مجھ سے کہدیں خورشید برق وش و سلمائے گوہر پوش و
لیلائے عنبرین مو و فیروزہ فیروزہ پوش و ناہید و آفتاب و زنار نے متفق اللفظ عرض کی حضور نے
بہت مناسب تجویز فرمایا ہم سب زیر حکم شہنشاہی رہنا منظور ہے ملکہ سلما کو بھی کرسی ملی لیلا
کھڑی رہی دست بستہ ملکہ سلما نے عرض کی بعد مدت رہائی کنیز کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے فرمایا کیوں گھبرائی ہو
اب رہا ہو جاؤ گی اے سیارہ ستارہ شناس طلسم کشا صاحب کو بلاؤ سیارہ نے آواز دی اے شہریار آپ
کیوں چھپے ہوئے بیٹھے ہیں آپکو ملکہ عالم یاد فرماتی ہیں صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے اس قصر
شیشہ میں آئے عرصے تک کھڑے رہے ملکہ صبیح بادلہ پوش منہ پھیرے ہوئے مسکرایا کیں بعد تھوڑی دیر کے
فرمایا انسے کہو کہ بیٹھ جائیں صاحبقران ایک دنگل زریں پر بیٹھے سیارہ ستارہ شناس نے عرض کی

حضور نے سماعت فرمایا جو کچھ ملکۂ عالم نے ارشاد فرمایا امیر نے کہا مجھکو بدل و جان منظور ہی سیارہ نے
قلم دوات کاغذ پیش کیا کہ اقرارنامہ تحریر فرمائیے صاحبقران نے بقاعدہ عرب تحریر فرمایا کہ جسے
بدل و جان قبول کیا جو کچھ ملکہ صلح بالرکش فرمائینگی بدل و جان قبول ہی کل مقدمات مین ملکہ کو اختیار ہی
ہم کسی بات مین کبھی دخل نہ دینگے امیر نے وہ اقرارنامہ پیش کیا ملکہ نے مسکرا کے فرمایا کیون اسی سیاہ
اقرارنامہ بدون گواہی کے جائز نہین گواہون کو بھی لاؤ صاحبقران نے دیکھا بہرام و عبدالجبار حلبی
و عبدالقہار حلبی و خواجہ عمرو سب چلے آتے ہین اور جسقدر جادوگر لشکر مین صاحبقران کے تھے سب
دست بستہ حاضر ہوئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم اس سرکار کے نمک خوار ہین امیر نے خواجہ کی گواہی لکھی
بہرام و عبدالجبار وغیرہ نے اپنی اپنی گواہیان تحریر کین امیر نے اس کاغذ کو مرتب کرکے سامنے ملکہ
کے پیش کیا ملکہ نے فرمایا ایک نقل اسکی آپ اپنے پاس رکھین اور ایک مجکو دین امیر نے فوراً اسکی نقل بھی
دوسرے کاغذ پر کر لی ایک قطعہ اپنے پاس رکھا ایک ملکہ کو دیا اور جوش محبت مین اپنے مقام سے اٹھے
چاہا قریب تخت کے جاکے بیٹھون کہ اتنے مین تخت نے کہا دیکھیئے دیوار بھترانی ہی صاحبقران نے بڑھ کے دیوار
کو روکا دیکھتے ہین جو زور کیا آنکھ بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا مین دنگل یاقوتی پر سامنے تخت
حکیم اشرف الحکمت کے بیٹھا ہون تمام دربار جو ہر نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
واسطے رقص کے حاضر ہین سازندے ساز ملا رہے ہین ایک نازنین بعد سوز و گداز یہ غزل
عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

لغزش اس وادی مین پائے خضر کو ہر گام ہی — آتش یا میرا شراب بیخودی کا جام ہی
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہی بلند — آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہی
ہوگئی صبح شب وصل اُٹھکے جاتے ہی کسیکا — آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہی
آگے وحشت شہر سے تھی اب ہی دنیا سے گریز — تھا وہ آغاز جنون عشق یہ انجام ہی
جان بلب ہون پر نہین صحبت کی تجکو آرزو — کیا مرض ہی عشق جسکے درد سے آرام ہی
کعبہ مردان کعبۂ مقصود کو سمجھے ہین ہم — عشق مین جسکو حرم وہ کعبۂ احرام ہی
روز تیرا خط بنا کر قتل کرتا ہے ہمین — کیا ہماری جان کو جلاد یہ حجام ہی
دیکھنا جالی کی ٹوپی مین رکھے ہین اُسنے پھول — بلبلون کے دام تھے اب یہ گلون کا دام ہی
دیکھتا ہی جب نہ تب ترچھی نگاہون سے ہمین — چشم قاتل ہر کرکری تیغ یہ بادام ہی
عجب مین ناکام اُس سے کہتا ہون کہ ہی جانِ من — جسکے کہتا ہی ضرور واسد مجھے کچھ کام ہی
کوچہ دلدار مین کہتے ہین مجھکو دیکھکر — ہی یہی آتش زبان ناسخ اسی کا نام ہی

اور سب گانیکی دعائین دے رہی ہین کہ خداوند وہ دن کرے کہ طلسم کشائی کے ساتھ آپ اڑتے پھرتے تابہ
قلعہ طلسمی پہنچین ہم سبھون کی مرادین بر آئین وہ دونون بادشاہ کڑے جابر و قاہر ہین امیر سناٹے
مین ہین کہ الٰہی مین کس مقام پر تھا اور اب کہان آگیا اب امیر ہوشیار ہو کے دنگل پر بیٹھے مگر سر نگون
تصویر خیالی اُس جلسے کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و
ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ضحاک ماردوش جادو تین لاکھ ساحرون کی فوج سے آکر پہنچا پڑا سامنے

زبردست ہو صاحبقران نے فرمایا آیا ہو تو آنے دو مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
دوسرے ہرکارے نے آکے خبر دی کہ ای شہریار ضحاک نے لشکر تیار کیا ہے طرف باغ ملکہ صبیح کے
جاتا ہے اب تو صاحبقران تیغہ پکڑ کے اٹھے باہر تشریف لائے دیکھا حقیقت مین ضحاک ماردوش جادو
تین لاکھ فوج سے طرف باغ ملکہ صبیح کے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی صاحبقران نے یمین سے نعرہ کیا یا شیدای
گلعذاران پیچیادا ای نابکاران پژدہ غاسنم زلزلہ قاف ثانی سلیمان ایسے یاد مین ملکہ صبیح کے صاحبقران پہنچے
ہین کر لشکر اتنا بڑا [illegible] دیا ساحرون پر تلوار کھینچ کے لڑنے لگے لوح نہ دیکھی ساحرون نے حملہ کیا امیر نے دیکھا
ایک طرف سے برق جبلی ملکہ خورشید برق وش وملک اخضر وغیرہ آکے پہونچے جا بسرداران نامی
و پہلوانان گرامی آکے گرے ایک طرف سے نعرہ خواجہ عمرو کا ہوا ایک طرف سے گرد عظیم بلند
ہوئی کل لشکر ساحران وغیرہ ساحران امیر کا آگیا علمہائے سرخ و سفید سے بھرے ہوئے کھلے ہوئے سب
ملازم آتے ہین ہر سمت یہی ہنگامہ ہے کہ طلسم کشا کو بچاؤ بہرام نے جو اپنے آقا کو گھرے ہوئے دیکھا
تلوار کھینچ کے جا پڑا ملکہ خورشید بھی چمک چمک کے لڑنے لگین ان ساحران نامی نے جو جم کے سحر کیے
ہوے کے پرے الٹ دیے حکیم صاحب نے بڑھ کے گھوڑا قریب صاحبقران کے پہونچایا امیر پشت
مرکب پر سوار ہوے خواجہ عمرو ایک طرف حقہ ہائے آتشبازی مار رہے ہین امیر لڑتے بھڑتے قریب
ضحاک ماردوش پہونچے ضحاک بنٹ کے امیر پر برس پڑا امیر نے لوح کو سامنے کیا کسی سحر
نے تاثیر نہ کی الجھا دے سے ہاتھ نکال کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ضحاک کے دو ٹکڑے ہوے ضحاک
کا مرنا کہ ایک دنیا تنا ہوا اتمام سحر اکھڑ گیا نخل سحر جلنے لگے دو گھڑی کامل تاریکی رہی بعد دو گھڑی کے آواز آئی
کشتی مرا نام من ضحاک ماردوش جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا امیر نے سب ساحر لڑنے والے
بھاگ گئے تو وہ باغ ہے نہ وہ سبزہ وہ حکیم صاحب ہین اپنے لشکر مین اپنے کو پایا ملکہ خورشید و
ملکہ زنار و ملک اخضر وغیرہ نے آکے صاحبقران کو گھیرا عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران متحیر ہو رہے
ہین پوچھا ای شہریار خیر تو ہے امیر نے وہ اقرار نامہ دکھایا عمرو نے کہا حمزہ ہم سب اس حال سے
مطلق آگاہ نہین ہین یہ کاغذ سراسر جعلی ہے اخضر وغیرہ بھی اس کاغذ کو دیکھکر حیران ہوے خورشید برق وش
نے کہا ای شہریار آپ طلسم کشا جوان یکتا ہین حکیم کو اپنی دختر کا مرتبہ بڑھانا منظور تھا آپسے یہ کاغذ لکھوا لیا
اب کنیز کی حقیقت کا خیال رہے اگر حضور التفات نکریگے تو یہ سب لوگ ہمارے والد کے ماتحت رہے مگر
ملازمان خاص تھے ہر چند کہ مرتبہ حکیم سب سے اعلےٰ ہے لیکن دختر شاہ اسکی مطیع رہے یہ کب زیبا ہے
اور آپکو یہ بات کیونکر گوارا ہوگی امیر نے فرمایا ای ملکہ خورشید مین سب صاحبون کے مرتبے خوب
پہچانتا ہون مگر وہ عمل ایسا ہی تھا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا آپ لوگ مطمئن رہین مگر حالت یہ ہے کہ امیر ہر
بات مین آہ کرتے ہین صاحبقران نے خواجہ عمرو کا ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین تشریف لائے رنگ
رو متغیر عمرو نے کہا آقا مین آپکو بہت متردد پاتا ہون امیر نے کہا میرے اقربا نون مین رشتہ پہنچا ہے دل کی عجب
کیفیت ہے اصل مین اسوقت میری عجب حالت ہے نظم

جگر مین درد کو کیا چین آئے دل مین کیا ٹھہرے	خم دو دن کی لیتا ہو تو کیونکر ایک جا ٹھہرے
ہمارے آگے دل ہم دل کے آگے بیوفا ٹھہرے	اب انکے روبرو دیکھتے ہین جو کچھ فیصلہ ٹھہرے

تمھاری چال کی شوخی نے پہلے ہوش کھو دئے تھے
تمیز اکثر نہین ہوتی جگر مین داغ فرقت مین
کسی کی آہ جگر دوز ہی ہے چرخ ظالم کو
کوئی کہتا ہے کلمہ پڑھ کوئی کہتا ہے سجدہ کر
دل مشتاق بہتر ہے تمھاری آرزو تنہا
قسم ای آنکھ دیتا ہون اسکی چشم فتان کی
پتا لگتا نہین اب تو ترنگی انجمن مین بھی
نگاہ یار کو دیتی ہے گردش وصل مین شوخی
لحد کی بھی جگہ ٹھہرے نہ ٹھہرے کوے جانان مین
ملو تم وصل مین مہندی تجھے دو شغل حنا لی
نہ دیکھے اس ادا کو جس سے عاشق نیم جان ہو جائے
وہان سے پھر کے آنا اور یون منھ پھیر کر جانا
کسی کے چھیڑتے ہی تمھارا زبان ہمرو سے تن اپنا
وہی خنجر ہے تیرا جو نہ ٹھہرے حلق بسمل پر
گل و بلبل مین باہم ہوتی ہین کچھ راز کی باتین
اتش کچھ تیرے پیکانون سے کچھ نیچا نون نے
برنگ برق ہین کچھ اختیار یار مین ہم بھی
خیال غیر نے کچھ غیر ہی رکھا حلال انکو

اب اس حیرت مین ہون کیونکر زمین پر نقش پا ٹھہرے
یہ کیفرنگی ہی پھر دیکھا تو کچھ دونون جدا ٹھہرے
بگڑنے کا تو جب ٹھہرے قدم جب کچھ ہوا ٹھہرے
پھیر ان بتون کے نامہ پر ٹھہرے خدا ٹھہرے
تڑپتے ہین سبھی اک درد کس کسکی دوا ٹھہرے
ٹھہر جانا اگر محشر مین اس سے سامنا ٹھہرے
مروت حضرت دل پر کی مہر و وفا ٹھہرے
سلام اک ہم کرین جھک کر کھلا اتنی حیا ٹھہرے
تڑپ کر زیست گذری دیکھیے مردے کی کیا ٹھہرے
اٹھے جب رنگ میرا کسطرح رنگ حنا ٹھہرے
شو آئے بزم قاتل مین ابھی باہر قضا ٹھہرے
ہمین کچھ پوچھنا ہے قاصد نا آشنا ٹھہرے
مجسم آرزو ٹھہرے سراسر التجا ٹھہرے
وہی میرا گلا ہے زیر خنجر جو گلا ٹھہرے
مناسب ہے کہین دم بھر رنگ جا کر صبا ٹھہرے
جو ناوک دلربا ٹھہرے تو دل آہن ربا ٹھہرے
جہان تڑپا دو یا تڑپے جہان ٹھہرا لیا ٹھہرے
کہ ہم وہ ملکے چھٹے بار ہا لیکن جدا ٹھہرے

عمرو نے دیکھا حقیقت مین صاحبقران کو اسقدر جوش وخروش ہے کہ ضبط ہونا مشکل ہوگا بہت بیتاب و مضطر ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ ایک بڑی خرابی در پیش ہے کہ حکیم اشرف الحکمت صاحب عجائب وغرائب ہین وہ وہ مقامات دکھلائے کہ جو کہین نگاہ سے نہین گذرے تھے وہ عجائب وغرائب دیکھے کہ حیران ہو رہا ہون کیونکر وہانتک پہونچونگا ملک اخضر وغیرہ بھی کہ رہے ہین کہ واقعی صاحبقران بہت پریشان ہین خواجہ نے کہا آقا آپ پریشان نہون غلام ابھی فکر مین جاتا ہے اور تلاش کرکے مفصل خبر لاتا ہے صاحبقران سے عمرو باتین کر رہے تھے امیر گھبرائے بیرون بارگاہ آئے خواجہ بھی ہمراہ آئے کہ ایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر اٹھا سب اسی جانب دیکھنے لگے اخضر وغیرہ بھی جو آئے مگر امیر نے دیکھا کہ اس ابر کے دیکھنے سے چہرہ ملکہ خورشید برق وش کا سفید ہوگیا قریب امیر کے آکے فرمایا ای شہریار غضب ہوگیا علامت سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کرگدن سوار آتا ہے یہ ساحر نہایت زبردست ہے ہمارے والد نامدار کے زمانے مین کل انتظام سلطنت اسی کے سپرد تھا سحر العجائب و مصر الغرائب نے اسے اپنا نائب قرار دیا ہے اسکے ہاتھ سے جانبری بہت دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ وہ ابر سیاہ شق ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر کریہ منظر خوک پیکر تاج سر پر رکھے ہوئے بہ کبر و نخوت اپنے کو بھولا ہوا مثل گل خودرو پھولا ہوا پشت پر سات لاکھ ساحران غدار کا لشکر بڑے کروفر سے آگے آگے اترا بارگاہ مین

لڑکی ہو گئیں ملکہ آفتاب شعلہ مزاج قریب ملکہ خورشید برق وش کے آئیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
کہنے لگیں ملکہ اب بڑا غضب ہوا اگر سحر العجائب و مصر الغرائب خود آتے تو یہ آفت برپا ہوتی جو جو
ساحر ہزار دو ہزار ان طلسم میں سب گھبرا رہے ہیں خورشید برق وش نے کہا صاحبو کچھ گھبرانے کا مقام نہیں
ہم لڑینگے مر بھڑینگے جان دیدینگے ہم تم چالیس افسر ہیں مرنا ہر نوع ہے دنیا کے جھگڑے چند دن کے ہیں اگر اس لڑائی
میں مارے گئے انجام ہم سب کا بخیر ہوگا صاحبقران نے دیکھا سب ساحر گھبرائے ہوئے ہیں کچھ لوگ چھپ کر کے
بھاگ گئے تھے امیر نے کہا جسکو بربادی لشکر کا خیال ہو اور اپنی جان بچانا ہو وہ اسی وقت لشکر سے نکل جائے اگر ہمکو
فتح حاصل ہوئی پھر آکے ملجانا سب صاحبوں کا گھر ہے اگر شکست ملیگی ہم قتل ہوئے انکو اختیار ہے ناحق جان قربان کرے
جرأت نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس مقام پر جان دینے کو عزت جانتے ہیں عمرو کے منہ سے نکلا
کہ انشاء اللہ اگر اس ملعون کو آج ہی شب کو نہ مار لیا تو نام اپنا عمرو نہ پایا لیکن خرابی یہ ہے کہ میں بیچارہ غریب کیا
کروں روز مرہ کی تکلیف بیبیاں روتی ہیں بچوں کی عسرت نہیں دیکھی جاتی ملک اخضر نے کہا ہم کفالت کے
کے واسطے حاضر ہیں عمرو نے کہا خدا آپ سب صاحبوں کو سلامت رکھے میں جانتا ہوں آپ سب صاحب ضرور
کفالت کرینگے مجھکو آپ لوگوں سے بڑی امید ہے ملک اخضر نے دس توڑے ملکہ خورشید نے پچیس توڑے
پیش کیے اب تو روپیہ جمع ہونے لگا تھوڑے عرصے میں مبلغ خطیر جمع ہو گیا ملکہ خورشید نے کہا خواجہ ذرا اسیر
عیاری ہونے کرنے جانا یہ نہایت ساحر زبردست اور ہشیار ہے تحفہ جات طلسمی بھی اسکو بہم پہنچے ہیں اس سے
پنجہ قابو میں ہونا سخت دشوار ہے عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ پروردگار مددگار ہے پھر رات گئے عمرو لشکر سے نکلا
صحرا میں آکے بہ فکر عیاری سوچنے لگے مگر برق کو تاب نہ آئی یہ تڑپ کے بھاگا لشکر میں سلطان کرگدن سوار
کے آیا ایک نازنین عورت کی شکل بنکر دہائی دیتا ہوا دروازے پر سلطان کرگدن سوار کے آیا اسکو
خدمتگاروں نے روکا برق فرنگی نے کہا جاکے شہنشاہ سے عرض کرو کہ کنیز کو آپکے لشکر والوں نے لوٹ لیا
میاں رسالدار صاحب جبر جبر کرتے ہیں سپاہی بھی ستاتے ہیں مال بھی لوٹیں ایسے ظالم مردوے میری نگاہ سے
نہیں گزرے ایسے شہنشاہ عادل کا دور اور یہ ظلم و جور شہنشاہ کو خبر تو ہو یہ سمجھ کر ہمارے لشکر میں یہ بدتمیزی
ہوتی ہیں خدمتگاروں نے جاکے سلطان کرگدن سوار سے کہا کہ حضور آپکے پاس ایک عورت فریادی
آئی ہے اسکی خبر لینا حضور کو واجب و لازم ہے سلطان نے مسکرا کے کہا بلا لو ملازموں نے پردہ بارگاہ
کا اٹھا دیا اہالیان صحبت نے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مگر مرجھائی بال پریشان خراش ناخن جا بجا
کہا اے شہنشاہ دہائی ہے دہائی ہے اہالیان محفل نے جو صورت زیبا دیکھی زانو دبانے لگے منہ میں پانی بھر آیا ہر شخص
یہی کہتا ہے میں شاہ سے اسکو مانگ لونگا مگر سلطان کرگدن سوار نے ہنسکر کہا ظالم نے غضب کیا ہے
ایک وزیر نے کہا کہ حضور اسکو جانتے ہیں کہا ہم سب کو کچھ بھی پہچانتے ہیں یہ کہکر سلطان نے اس
نازنین کو قریب بلایا کہا کیوں بی تمہارا کیا نام ہے برق نے شرما کے کہا مجھکو تمیزی بی کہتے ہیں ماں میری
مجھکو پیار سے چندو ری کہا کرتی تھیں مگر انکی حماقت تھی مجھکو ذلت سے پکارتی تھیں میرے منہ پر میں انکو
ایسی باتیں زیبندہ نہ تھیں سلطان کرگدن سوار نے کہا پھر کیا ظلم ہوا کہا حضور کے رسالدار حبشی ترکن
کے رسالے کے حاکم میاں کالے خان باگڑے کر کھوہا گھوں آئے حضور پانچ روپے مجھکو خرچی کے
دیے جب رات کو تھوڑا آکے بیٹھا ایک مار سیاہ تھا کہ اسکے پائجامے سے نکلا میں بلبلا گئی چار پیسے پہنچی تھی

وہ نگوڑا کچھ چلی جھاڑ کے چہ بیٹھا حضور میری جان پہ بن گئی چیخیں مارتی تھی تو بیان در دروازے پر پیٹ رہی تھیں عجب طرح
یہی ہنگامہ تھا کہ امی جان کہ نگوڑا ہمارے ڈالتا ہو ایسے ظالم کے ہاتھ سے آج امی جان کیونکر بچینگی آخر بمشکل نگوڑی
سے مہلت پائی بیہوش ہو گئی حضور دانت میرے بیٹھ گئے خون جاری تھا نیا معاملہ تھا اُس بیہوشی میں نگوڑی
نے سونے کا طوق میرا اُتار لیا تو چیون نے آکے مجھکو ہوشیار کیا کہا امی جان طوق آپکا کیا ہوا سرہانے جو دیکھا
وہ پانچ روپیہ خرچ کے بھی نذر دے نگوڑا جان وبال دونوں لیگیا ہین جو تنخواہ ملتی تھی رسالے والے مجھکو
مارنے دوڑتے رسالدار صاحب مجھکو اشاروں سے بلاتے تھے مین نے کہا صاحب بیچ پی ہزار نعمت کھائی
اب مین اُس بات کو ہرگز نہ قبول کرونگی میرا طوق خواہ کے گرد و حضور میرا طوق سولہ تولے کا تھا جب میرا سر
ڈھانکا گیا تھا تو ایک راجہ نے وہ طوق دیا تھا ہماری ترخون بیگی روئی پر رسالدار صاحب کے سائیس
مارنے دوڑتے ہین لونڈی نے رات سے کچھ نہین کھایا حضور سب رئیسون مین بوجھی جاتی ہون ناچنا اور
گانا بھی دونوں باتوں مین کمال رکھتی ہون سلطان کرگدن سوار ہنستا جاتا ہے کہتا ہے تنخی بی سچ کہتی ہو
یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے جیسے ہی سلطان نے آواز دی پہلوے بارگاہ سے ایک طائر زمزمہ سرائی
کرتا ہوا آیا پہلے برق پر اپنا سایہ ڈالا پھر سر پر برق کے بیٹھا جیسے ہی طائر بیٹھا رنگ و روغن عیاری کا سب
اُڑ گیا سلطان نے کہا تنخی بی ذرا اپنی صورت تو دیکھو یہ کہکر آئینہ دکھایا جیسے ہی قلعی کھل چکی تھی اب وہ
صفائی کہان سلطان نے کہا او نا عیار سنو سلطان کرگدن سوار حسب الحکم شاہان طلسم کا میرے پاس
پہونچا اور مضمون اُسمین یہ تھا کہ تم برائے مقابلہ مسلمان جاؤ اور حکیم اشرف الحکمت کا تو حال کھل گیا وہ تو
پکا مسلمان ہے لیکن اے سلطان جب تم مقابلہ مسلمانان مین پہونچا تو عیارون سے اپنے کو بچاتا ہمکو اپنے
علم کے قاعدے سے معلوم ہو گیا کہ پہلے برق فرنگی عیاری کرنے آئیگا مین حیران تھا کہ مجھ تک کیونکر پہونچیگا
نگوڑا کی برق کیا کہتا کیا کام کیا ہے برق نے دیکھا سبز بازون زمین تھامے ہوے ہے سلطان نے کہا او مکار و
غدار ساحرون پر کہین عیاریان چلتی ہین جب زنشکر سے چلا تھا جب ہی ہم سمجھ گئے تھے ہمکو ہمارے سحر نے
خبر دی تھی کہ برق عیاری کرنے آتا ہے یہ طلسم نور افشان ہے سرور بار اس بات کو کہتا ہون کہ صاحبقران
کو خبر ہو جائے کہ سلطان کرگدن سوار ارشاد فرماتے ہین کہ اپنے لوح طلسمی پائی ہو ملاحظات فتح کے کہ کسی
ساحر سے مقابلہ نہین ہوا اب ساحر آئینگے ایک یہ خبر آیا ہے لوح طلسمی نے لشکر کو ٹکڑے ٹکڑے شکست
دونگا دیکھون تو عیار کیونکر مجھپر عیاری کرنے مین ابھی مجھے اُس ساربان زادے کو دیکھنا ہے اُسکو اپنی عیاریون
پر بڑا ناز ہے ابھی جاکے اُسکو بھی لاتا ہون یہ کہکر حکم کیا کہ برق فرنگی کو لیجا کے قید خانے مین قید کرو ہم
بڑے عیار طرار کو لینے جاتے ہین جسکا تمام عالم مین شہرہ ہے یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا تلاش مین خواجہ کی
چلا تحریر کر چکا ہون کہ خواجہ عمرو ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہوے سوچ رہے ہین کہ کس تدبیر سے تا بہ
سلطان جاؤن کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی دوڑا ہوا آتا ہے خواجہ نے پکار کے کہا ارے خیر تو ہے
برق نے گھبرا کے کہا اُستاد مین نے عیاری کی مگر پہچانا گیا بمشکل نکل آیا خواجہ نے جو آنکھ اٹھائی دیکھا میرا
مجبور یا نہین ہے گھبرائے کہ یہ کیا سحر کر دی خدا خیر کرے خواجہ گھبرا کے اُٹھے برق نے پکار کے کہا اُستاد کہان
سب عمرو نے کہا مین صاحبقران سے اطلاع کرنے جاتا ہون برق نقلی دوڑ اکتا ہوا اُستاد ہیئے تو خواجہ نے
جلدی سے گھبرا کر اُدھر ہی برق نقلی چہار جانب دیکھنے لگا دور سے شاگردان عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر غدار

کھڑا ہوا خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ رہا ہے خواجہ عمرو چالاک کے خدمت صاحبقران میں پہونچے امیر نے دیکھا
میرے پہلو سے آواز آتی ہے مگر کسی کی صورت نظر نہیں آتی کہ رہا ہے کہ آقا ہوشیار رہ جائیے معلوم ہوتا ہے کہ
برق پکڑ لیا گیا اُسی کی صورت بن کر کوئی ساحر میری تلاش میں آیا ہے صاحبقران نے کہا خواجہ مجھے صورت
تو دکھاؤ عمرو نے سر سے گلیم اُتاری صاحبقران کے سامنے عمرو کھڑا ہے وہاں شاگردان عمرو نے
دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا شاگردان عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی اُستاد جو آپکی تلاش میں آیا
تھا وہ ساحر تھا ابھی غائب ہو گیا عمرو نے کہا آقا آپنے سنا کہ دوسرے ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
عرض کی اُستاد برق فرنگی نے جاکے عیاری کی تھی مگر پکڑے گئے بڑے لطف کی عیاری کی تھی اُسنے
سر دربار یہی کلمہ کہا ہے کہ لوح بھی لے لونگا اب تو ایک ساحر مقابلے میں صاحبقران کے آیا اگر لوح
طلسمی حمزہ کے پاس ہے کیا کر سکتے ہیں میں ایک تدبیر کرتا ہوں دیکھوں طلسم کشا کیونکر بچتے ہیں امیر نے
فرمایا خدائے ما بزرگ است ہرکارے کھڑے ہوئے ہیں خواجہ بھی موجود ہیں مثل بید کانپ رہے ہیں
گرد چند سردار حاضر ہیں کہ دربارگاہ پر پہنچا ہوا اسپ تھے دیکھا سلطان کرگدن سوار بال سر کے
کمر کے نیچے لٹکتے ہوئے بارگاہ میں گھس پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا منم سلطان کرگدن سوار او
حمزہ اگر لوح طلسمی مجھکو ملگئی اسیر ناز نہ کرنا دم بھر میں لوح چھین لونگا چاہتا تھا ملکہ خورشید برق وش
نے کہا کہ تمھوں عمرو نے چاہا جست کرکے بھاگوں اسنے جھپٹ کے عمرو کو پکڑ لیا ملکہ خورشید نے گولہ مارا
برق جو گری شانے پہ سلطان کے بڑی شانہ اسکا نشانہ ہوا ملکہ خورشید نے چاہا بڑھ کے ہاتھ بیچ کا
ماروں سلطان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوئے ہے تھی سے ایک طائر چھوڑا اُسنے آواز دی ای خورشید
بے ادب باش سلطان وزیر طلسم ہے یہ کہکر وہ طائر جل کے خاک ہوا خاک اُسکی سر پر خورشید کے گری
خورشید برق وش کی آنکھیں بند ہوئیں سلطان کرگدن سوار نے خورشید کو بھی لیا قصد کیا کہ آفتاب
پر بھی جا پڑوں ایک بغلے میں دونوں کو دبا لیا ہے صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے لوح جو چاہی سلطان
نے کہا حمزہ یہی تو بڑا گھمنڈ ہے پرواز پیدا کرکے نکل گیا لشکر میں ہلڑ ہوا خورشید برق وش
و خواجہ کو سلطان کرگدن سوار بارگاہ صاحبقران سے لیگیا اُڑتا ہوا لشکر میں آیا سرداروں کو حکم
دیا کہ سلاسل بان زادے کو اور خورشید کو قید خانے میں لیجاؤ ملازم دونوں کو وہاں لائے جہاں پر
برق فرنگی قید تھا انکو بھی وہیں قید کیا یہاں صاحبقران بارگاہ میں افسوس کر رہے ہیں کہ خواجہ
و خورشید کو لیگیا ہرکارے واسطے خبر کے گئے تھوڑی دیر میں پلٹ کے آئے عرض کی خورشید
و خواجہ و برق قید خانے میں بھیجے گئے سلطان بارگاہ سے پھر غائب ہوا ہے ملک اخضر و آفتاب
بیرون بارگاہ آئے لشکر کو ترغیب دے رہے ہیں کہ ہر وقت تیار رہو آمادہ حرب و پیکار رہو یہ
ملعون بڑا ساحر زبردست آیا ہے ایسا گستاخ ساحر ہماری نگاہ سے نہیں گذرا کہ سامنے سے امیر
بازو کے خورشید و خواجہ کو لیگیا ملک اخضر اور آفتاب کھڑے ہیں کچھ کمیدان رسالدار عرض
کر رہے ہیں ہم سب ہوشیار رہتے ہیں کہ دیکھا سامنے سے سلطان کرگدن سوار بصورت ہیبتناک
آتا ہے للکارتا ہوا کہ ای آفتاب میں تو تمھاری تلاش میں تھا آفتاب نے جھپٹ کے سحر کیا اُسنے نفس کے
دفع کر دیا کہا ای آفتاب اسقدر مت اتراؤ حمزہ کو لوح طلسمی ملگئی شہنشاہ نے پیشتر سے ہم سے نہ کہا ورنہ

ابتک سب کا خاتمہ کر دیتے آفتاب زلگر اٹی اخضر نے چاہا سحر کرین سلطان نے پلک جھپکا لیین
اخضر و آفتاب شعلہ مزاج کو لیا ایک جانب زنار کھڑی ہوئی تھی اسنے جو دیکھا بیتاب ہو کے بڑھی
کہ اخضر و آفتاب کو چھڑا دین جیسے ہی یہ قریب آئی سلطان نے ایک موے سر کو اپنے جنبش دی ایک
زنجیر آہنی جاکر گلے مین زنار کے پڑی آفتاب و زنار و ملک اخضر کو سلطان لیے ہوئے بھاگا اپنے لشکر
مین آیا اہالیان لشکر سے کہا ان تینون سردارون کو بھی وہین قید کرو جہان وہ قید ہین یہ بھی تینون وہین
قید ہوے یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ سلطان بڑا ساحر زبردست ہے اخضر و آفتاب و زنار
کو بھی لیگیا امیر نے ناہید وغیرہ سے فرمایا کہ صاحبو ہشیار رہنا ناہید و فیروزہ یہ کہکر نکلین کہ لشکر تو
ہم آراستہ کرین دونون نکل کے کنارے پر لشکر کے کھڑی ہوئی ہین کہ بلو سے نعرہ ہوا منم سلطان کرگدن سوار
کیون بی ناہید تاب کی خدائی برباد کرا کے یہان آئین یہ طلسم نور افشان ہے یہ کہکر دونون نازنینون
پر گرا اسطرح باز کنجشک کو دبوچتا ہے ہر چند دونون نے چاہا سحر کرین سحر زبان سے نہ نکل سکا اخر دونون
کو گرفتار کر لیا صاحبقران نے جو خبر سنی لوح طلسمی بہکاتے ہوے بارگاہ سے باہر نکلے دیکھا سلطان
ناہید و فیروزہ کو لیے ہوے جاتا ہے نعرہ کر کے بڑھتے تھے کہ سلطان سحر کر کے بلند ہوا صاحبقران
رنجیدہ و کبیدہ پلٹے اب تو لشکر مین چار سمت ایک ہنگامہ برپا ہے کہ بار دیہ بڑے غضب کی بات ہے اسکی ہر بات
مین کرامات ہے تھوڑے عرصے مین ان ساحران عالیوقار کو گرفتار کر لیگیا جو سارے لشکر کی جان تھے خدا اب
سب کو عزت سے بچائے امیر حیران بیٹھے ہین فرماتے ہین ہمین گرفتاری عمرو کا نہایت قلق ہوا اکثر مجھسے شہنشاہ
اکوکب روشن ضمیر بھی ذکر کیا کرتے تھے کہ ساحران طلسم نور افشان قیامت کے پرکالے ہین ایک ایک بلای روزگار
ہے اب یقین کامل ہوا کہ طلسم برباد ہوتا ہے یہ ساحر ان دونون نے کائنات کے میرے مقابلے کے واسطے
روانہ کیے ہین صاحبقران نے اسی فکر و تردد مین دن بسر کیا سلطان کرگدن سوار نے تھوڑے ہی عرصے
مین پندرہ سولہ ساحران نامی گرامی گرفتار کر لیے صاحبقران کو نہایت سناٹا ہے شام کو یکایک صداے
طبل جنگی لشکر سے سلطان کرگدن سوار کے آئی صاحبقران نے سر اٹھا کے فرمایا خیر تو ہے اسوقت یہ کیسا
نقارہ بجا ہے ہرکارون نے آکے عرض کی کہ سلطان کرگدن سوار نے طبل جنگی بجوا دیا یقین ہے کہ کل صبح کو
خود نکل کے معرکہ آراے نبرد ہوا ہے شہریار سلطان کرگدن سوار اپنے مقام پر ناز کرتا ہے کہ کوئی دنیا
مین مجھسے مقابلہ کر سکتا ہے دیکھو پہر بھر مین سولہ سردار لشکر اسلام سے گرفتار کر لایا اب تو مین نے طبل جنگی بجوایا
ہے دیکھون لوح طلسمی میرا کیا کرتی ہے صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی
طبل جنگی بجے ہرکارون سے فرمایا کہ ہمارے یار وفادار خواجہ عمرو نامدار کی خبر رکھنا جب تک یہ خبر مفصل
نہ معلوم ہوگی کہ خواجہ عمرو پر کیا گذری ہمکو خبر برابر پہونچانا شب بھر دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین
ساحران لشکر سلطان کرگدن سوار سب بلبلاتے ہوے ہین یہی آپس مین چرچے ہو رہے ہین کہ کل ہم
طلسم کشا کو گرفتار کر کے سامنے شاہان طلسم کے لیجائینگے ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ہر طرف یہی ہنگامہ ہے یکایک
مالک بوم خانہ مغرب سحر کرتا ہوا نہان خانہ مغرب مین جا کے چھپا ثابت و سیارگان کو اپنے ساتھ لیگیا جمشید زرین کلاہ
فلک چہارم پر سحر کرتا ہوا آیا حمل ضیا کی گلے مین نیزہ ہاے خطوط شعاع ہاتھ مین تخت زر جدی فلک پر
جلوہ فرما ہوا عالم تمام نورانی ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی کی باد الہی مین مست صبا ساغر عیش دست بدست

لالے نے جام اپنا شراب شبنم سے معمور کیا نرجس کلاہ سر پر رکھی واسطے تماشائے جنگ دونوں جانب کے متوجہ ہوا صاحبقران زرہ طلسمی گلے میں ایرج و نورالدہر ساتھ ساتھ لیکن ایرج کی پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی یاد میں ملکہ بران شمشیرزن کے بیزار شب بھر کی سختی اٹھائے ہوئے شاپور شیردل نے جواب دیا آقا کو متغیر دیکھا بڑھ کے قریب آیا عرض کی آقا بسم اللہ زمانہ رہائی ملکہ قریب آیا ہے اسقدر مضطرب کیجئے یہ ساحران نامی و نامدار جو لشکر کفار میں قید ہو گئے ہیں انشاء اللہ بہت جلد وہ رہا ہو جائینگے ایرج نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا اے برادر دادا جان کے ساتھ رہنا ہمارا مناسب نہیں تھا اگر علیحدہ لڑتے بھڑتے جاتے تو اپنے کو بہت جلد تا بہ قید خانہ پہونچا کے ملکہ کو چھڑاتے اے برادر کیونکر ہمارے قلب کو تسکین ہو فلک نے عجب رنج و ملال دکھاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے قلب بھرا آتا ہے کس سے اپنا حال دل کہیں کیونکر خاموش رہیں اسوقت اُس محبوب کے خیال میں یہ کیفیت ہے

نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ اُنکو اگر اٹھی بھی نقاب عارض — ہوئی نگاہوں کی اتنی کثرت کہ بنگئیں خود حجاب عارض

کسے دکھاتے ہوا انجمن میں جمال آئینہ تاب عارض — یہاں تو حیرت ہوئی وہ عارض کہ ہو گئی جو حجاب عارض

کہاں یہ بوسنبل چمن میں کہاں یہ نکہت گل چمن میں — انہیں کا گیسو مثال گیسو انہیں کا عارض جواب عارض

ہیں تیرے حسن کی یہ بڑائی تو ڈرہ ای ناز نین یہ مجھکو — کہیں پسینے کی طرح رخ سے گرے ٹپک کر نہ آب عارض

ہزار جا کے ڈھونڈھے ہیں مگر کہاں پائے چمن میں — وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزۂ محو خواب عارض

اُٹھے ہیں لطف وصل کا جب کر تم اٹھا دو وصل کی شب — حیا کا پردہ وہ مژہ کی چلمن حجاب دیدہ نقاب عارض

غرور جو بن پر اُنکو ناحق ہمیں جوانی پہ ناز بیجا — نہ معتبر حسن عارضی ہے نہ اعتبار شباب عارض

پسند اگر زلف نے کیا دل پسند رخسار نے کیا قتل — یہ نقطۂ انتخاب گیسو وہ نقطۂ انتخاب عارض

یہاں ہو روشن نگاہ ہر دم یہی سفید و سیاہ عالم — سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ رخ کتاب عارض

ہماری تربت پہ رہ کے گلرو تو ہو گئی ساری قبر خوشبو — جب آئے عارض پہ ڈھل کے آنسو تو بنگئے گلاب عارض

شرارہ انگارا شعلہ بجلی فروغ طور آتش تجلی — سنوگے محفل میں دلجلوں کی بہت سے ایسے خطاب عارض

نظارہ بازوں سے ہو مقابل تو سات پردوں میں ہوں جھالل — جھلک دکھا جائے اپنی یا دل وہ شوخ دیدہ ہے تاب عارض

چمک چلا آفتاب محشر سنبھلے اُس سے تو دیدہ تر — خود آؤ تم سامنے چمک کر دکھاؤ اب آفتاب عارض

ہمارا حال خراب دیکھو رقیب کے پیچ و تاب دیکھو — سپہر کا انقلاب دیکھو کبھی تو الٹو نقاب عارض

نہ بھولتا ہوں جمال اُنکا نہ بھولتا ہوں جلال اُنکا — نظر میں ہے ای جلال اُنکا وہ جلوہ ہے عتاب عارض

ایک جانب شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان ایک جانب بہرام و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی وغیرہ ہمراہ ہیں خواجہ عمرو کا لشکر میں ہونا ایک اُداسی معلوم ہوئی ہے صاحبقران آگے بڑھے ہوئے اُدھر سے آمد آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی تمام ساحران غدار اسباب سحر جیبوں میں بھرے ہوئے بڑھے ہوئے چلے آتے ہیں افسران فوج فوج کو درست کرتے ہوئے آپس میں سب کہتے ہیں کہ اب چلکر اہل اسلام کو لوٹ لیں لشکر صاحبقران کو شکست ہو دونوں لشکر میدان کارزار میں پہونچے امیر نے سر اُٹھا کے دیکھا سب فوجیں آگئیں افسران ساحران بھی ہو گئے مگر سلطان کرگدن سوار نہیں معلوم ہوتا ہرکاروں نے امیر سے پوچھا تجھے دریافت کیا تھا سلطان کرگدن سوار آج ساتھ نہیں ہے

ہرکاروں نے عرض کی حضور بوقت سحر وہ بوم خانے سے نکل کے بارگاہ میں آیا آپ افسران فوج سے
یہ کہکر غائب ہوا کہ لشکر کو لیکر میدان کارزار میں چلنا میں بھی فکر کرکے آجاؤں گا نامی ساحر لشکر حمزہ کے میں
گرفتار کرلایا ہوں یہاں کیدان رسالدار اور سرداران مذکور پشت پر حاضر ہیں صاحبقران چالیس قدم
آگے بڑھے ہوئے بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہیں کہ طرف سے لشکر کفار کے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا خواجہ عمرو
بدحواس و پریشان دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں سر بھی کسی قدر زخمی ہے صاحبقران عمرو کو اس حال سے
دیکھکر گھبرائے پکار کے آواز دی خواجہ خیر تو ہے کیونکر چھٹے رہائی پائی خواجہ نے عرض کی ای شہریار میں نے
سب ساحروں کو رہا کر دیا ہوتا مگر عین وقت پر نگہبان ہوشیار ہوگئے متصل قیدخانہ کے میں نے بیہوش
کیا تھا سرداروں کی قید کاٹنے چلا تھا کہ کئی ساحر وہاں پر پہونچے میں تو حقہاے آتشبازی داغ کے بھاگا
اور قیدیوں کو رہا نہ کرسکا یہ باتیں کرتا ہوا عمرو صاحبقران کے قریب آیا پیچھے سے عرض کی ذرا پشت
اشقر سے اتریے میں کچھ عرض کروں گا صاحبقران اتر پڑے عمرو نے کہا آقا لشکر کفار میں ہاتھ ہی کرلوح
طلسمی بھیجے طلسم کشا سے … ذرا لوح کو تو ملاحظہ فرمائیے صاحبقران نے چاہا لوح کو دیکھیں عمرو نے
کہا نشکے … میں سمجھ لونگا امیر نے لوح اتار کے عمرو کے ہاتھ میں دی عمرو لوح لیکر چاہتا ہے لوح کو گوشہ میں
رکھے صاحبقران دیکھ رہے ہیں عمرو نے کہا حرز ہیکل بھی دیکھوں امیر نے حرز ہیکل بھی گلے سے اتاری
ویسے ہی ہاتھ میں عمرو کے دی عمرو حرز ہیکل اور لوح طلسمی لیکر پیچھے ہٹنے لگا امیر نے کہا خواجہ لوح لیکر
کہاں چلے بس للکارتے عمرو نقلی نے آواز دی ہاش او حمزہ دیکھ لیوں مری ہوا لوح لے لی چاہا تڑپ کے
بلند ہوں نیزہ امیر کے ہاتھ میں تھا امیر نے نیزہ مارا نیزہ سینہ پر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا
لاشہ زمین پر گرا امیر نے دوڑ کے لوح طلسمی اور حرز ہیکل کو اٹھا لیا دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام پڑا
تڑپ رہا ہے جب صورت تبدیل ہوئی دیکھا سلطان کرگدن سوار نہیں ہے اور کوئی ساحر مکار دغا باز ہے
کہ طرف سے لشکر کفار کے نعرہ ہوا سنم سلطان کرگدن سوار او حمزہ میں تو جانتا تھا کہ لوح طلسمی کا لینا
تمہارے ایسے صف شکن سے بہت دشوار امر ہے جبھی اس واسطے اپنے غلام کو بھیجا تھا اب اور کوئی تدبیر ہو
جائیگی خود صف سے آگے بڑھ کے کھڑا ہوا صفوں کو درست کرنے لگا جب صفیں آراستہ ہو چکیں نقیبوں
نے نقابت کی کوکبت کرکے گنگر بجے سلطان کرگدن سوار نے ہٹ کے طرف اپنے لشکر کے دیکھا ایک
ساحر انتقام عجائب ساز نامے نے گھوڑے کو بڑھایا عرض کی غلام برائے مقابلہ جاتا ہے سلطان نے
اجازت دی مگر کان میں چپکے سے بھی کہا یہ بھی سمجھا دیا کہ ای انتقام طلسم کشا سے مقابلہ ہے بہت سنبھل
کے مقابلہ کرنا انتقام نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ کہکر انتقام نے میدان میں آکے سخنوری دکھائی
آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے صاحبقران نے قصد کیا
کہ میں میدان میں جاؤں قضاے کار لشکر سکندر زرین پوشش زرین علم ایک صحرا میں فرو کش تھا
اسی طرف سے نقابدار ببر پوش بیٹے ضیغم شیر شکار کا گذر ہوا یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ رقان برق وش
انکے ساتھ میں دل لگی جو سوجھی سطوت شجون لشکر سکندر پر جا پڑے تھے وغیرہ گرادیے ملکہ برقان نے
منع بھی کیا تھا کہ ای شہریار یہ کیا مزہ دیدی مگر یہ شیر بیشہ اسد نامدار انکا کہنا کب مانتے ہیں کہنے سے اور ضد
ہوتی ہے لیکن جب شاہزادہ ہاے شجون گیا چونکہ عاشق ہیں انکے دل کو کب تاب آتی ہے یہ بھی آسمان …

جنگ شاہزادہ والا قدر کو ملاحظہ فرما رہی ہیں سکندر رند زرین پوش زرین علم کو جا کے انکے عیار جواہر
نے خبر دی یہ سنتے ہی سکندر غصے میں اُٹھا باہر آ کے اپنے نعرہ کیا غنیم نے بوق ترکی میں آواز دی ای
قزاقان بد رو بدبو کی آواز سنتے ہی قزاق لڑتے ہوئے نکلے ملکہ نسیم آتشخو جو اُٹھیں انھون نے دیکھا
ایک نقابدار سبز پوش بھاگا ہوا جاتا ہی اور شہزادہ سکندر تعاقب میں چلے جاتے ہیں اور آسمان پر
ایک ابر چھایا ہوا ہی اُس ابر سے برق کی چشمک زنی ہو رہی ہی نسیم آتشخو نے ایک گولہ اُٹھا کے ابر
پر مارا آواز دی اس ابر میں کون پوشیدہ ہی ابر شق ہوا نسیم نے ایک نازنین مہ جبین چہاردہ سالہ کو
دیکھا کہ طاؤس زرین بال پر سوار ہاتھ چمکا رہی ہی دو برقین لشکر پر نہیں گرتیں صرف اپنی چمک دکھا رہی
ہیں نسیم آتشخو نے للکارا ارے بد تیری ذات کا فساد ہی میں سمجھ گئی شاہین و گلشن بھی آ پہونچے تینوں جادوگرون
نے ملکہ سحر کیا ملکہ برقان برق وش کو پکڑ لیا نسیم آتشخو نے کہا اسی ساحرہ کے بھروسے پر وہ نقابدار
شجون آیا تھا سکندر نے اُدھر نقابدار کا پیچھا کیا نقابدار پلٹ پلٹ کے لڑتا ہوا چلا آتا ہی نسیم وغیرہ ساتھ چلی
آتی ہیں ان لوگون نے پکار کے کئی مرتبہ کہا آپ ہٹ جائیے ہم سحر کرکے پکڑ لیں سکندر فرماتے ہیں اُسنے تو یہ
قیامت برپا کی کہ مجبور شجون مارا ہی کیونکر حکم دون کہ تم لوگ غیر ساحر پر سحر کرو ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
کہ غنیم اسطرف لڑتے بھڑتے ہوئے جاتے ہیں اور شہزادہ سکندر تعاقب میں اور یہان وہ وقت ہی کہ انتقام
نے میدان میں نعرہ کیا ہی صاحبقران اسکے مقابلے میں نکلے انتقام نے بڑے بڑے حربے کیے مگر صاحبقران
پر بسبب لوح کے تاثیر نہوئی امیر گھوڑا اُڑاتے ہوئے قریب پہونچ گئے بڑھ کے ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوے سلطان کرگدن سوار نے جو دیکھا کہ میرا رفیق شفیق مارا گیا کہا صاحب لوح سے مقابلہ مشکل ہی
یہ سوچ کے طبل امان بجوا کے پلٹ گیا صاحبقران اپنی طرف پلٹے لشکر میں آئے رہ شب طلایہ پہ صاحبقران
بھی ہر چند سردارون نے عرض بھی کی کہ غلامان جانباز شب بھر انتظام کرینگے دشمن سخت ہے مقابلہ ہی حضور
تکلیف نہ کریں امیر نے فرمایا سال بھر کے بعد ایک دن خدمت سپاہیان لشکر کا میرے ذمہ ہی میں کیونکر
اُسے ترک کر دون لیکن جو ساحر کہ لشکر میں باقی ہیں اُنھون نے بہت بہت عرض کی کہ ایسا نہو کہ آپ طلایہ
پر جائیں اور سلطان کرگدن سوار آکے کوئی مکر پھیلائے اور خدانخواستہ آپکے تن سے لوح نکلا لے
تو ہم لوگ کیا کر سکینگے آپ لوح سے بہت ہشیار رہیے گا صاحبقران نے فرمایا مجھے ہر وقت خیال رہتا ہی
یہ باتیں کرکے امیر اندر بارگاہ کے آئے بکاول نے دسترخوان چنا صاحبقران کو اپنے سردار یاد آئے رونے
لگے آخر امیر نے خاصہ تناول فرمایا ہتھیار جسم پر لگائے لوح طلسمی و مہرہ ہیکل گلے میں پہنی تلوار رکاب
ہاتھ میں لیا طلایہ پہ آئے عمرو کے ساتھ نے نہایت رنجیدہ و کبیدہ ہیں صرف مقبل وفادار ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہی پہر رات گذری ہی امیر کنارے پر لشکر کے کھڑے ہیں لباس شبرنگی جسم پر
ڈھاٹا باندھے ہوئے کہ ہوا سے گرد اُڑی امیر نے دیکھا ایک نقابدار سبز پوش دریا کے خون میں نہایا
ہوا گھوڑا اُڑاتے ہوئے تیغے مارتا ہوا آتا ہی اور ایک جوان آفتاب مثال گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے
اسکے تعاقب میں کہتا ہوا آتا ہی کہ او سبز پوش ٹھہر جا نامرد جرأت کے سبز پوش جواب دیتا ہی افسوس کی
خود گذاری کی اور چلتے پھرتے نظر آئے کیا ضرورت ہی کہ ٹھہرنے میں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں صاحبقران
اس حال کو دیکھ کر ہنسے جب سبز پوش قریب پہونچا وہان سے سکندر نے آواز دی ای جوان ذرا

اسکے گھوڑے کی باگ پکڑے صاحبقران نے دیکھا کہ یہ نقابدار ہٹتا ہوا جاتا ہی چاہتے تو باگ پر ہاتھ
ڈال دیتے مگر فرمایا کہ ای نقابدار نکل جا نقابدار تو نکل گیا سکندر کو بہت ناگوار ہوا قریب آکے کہا
ارجوان تو نے بہر پوش کو روک لیا ما بدولت کے لشکر پر شبخون مار کے بھاگا امیر نے فرمایا ای بہادر
جو اپنے سے بھاگے اسکا تعاقب کرنا کیا ضرورت ہی اب مہربانی فرمائیے پلٹ جائیے یہ کہکر امیر نے گھوڑے
کو آڑا کیا سکندر نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا سکندر اور صاحبقران سے
نیزہ چلنے لگا سلطان زرین پوش بھی آگے پہونچا سب تماشا دیکھنے لگے سکندر کو یہ نہین معلوم کہ یہ
صاحبقران زمان ہین اتنا سمجھا کہ یہ سوار سیہ پوش ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا شب تیرہ و تار سکندر جھلایا
ہوا امیر بھی ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ نیزہ نکال دون سکندر کہتا ہی کہ جوان کہین مردان عالم کے ہاتھ سے نیزہ
نکلتا ہی دو پہر سے شب گذر چکی تھی کہ امیر نے بند صاحبقرانی لگا تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل گیا
سکندر کو نہایت غصہ آیا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ وقت شب ہی چہرۂ آفتاب
مثال جب چمک جاتا ہی تو صاحبقران حیران جمال ہوتے ہین امیر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سکندر
نے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی تھوڑے عرصے مین گریبان سحر چاک ہوا یہ خبر سنکر ایرج و نورالدہر
آئے ایرج نے دیکھا کہ سکندر و صاحبقران مین کشتی ہو رہی ہی بیقرار ہو گیا ٹہلتا ہوا نعرہ تحسین کرتا ہوا
قریب آیا پکار کے آواز دی ای سکندر والا حشم صاحبقران زمان سے مقابلہ کر رہے ہو اب سکندر
نے جمال جہان آرای صاحبقران کو دیکھا دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہی ای سکندر اب دیکھئے کیا ہوتا ہی ایرج
سکندر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین صاحبقران سے کشتی ہو رہی ہی ضیغم جو گھوڑے کو اڑاتے ہوئے
ایک صحرا مین پہونچے عیار نے خبر دی کہ ای شہریار سکندر و صاحبقران سے مقابلہ پڑ گیا صاحبقران غلامے
پڑتے انھون نے راہ مین روکا مقابلہ ہو گیا ضیغم نے کہا تم ہو نگر دیکھین عیار نے کہا کنارے پر چل کے
تماشا جنگ کا دیکھیے لشکر ساتھ نہ ہو ضیغم شیر شکار نے مرکب بڑھایا ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرا
دیکھا صاحبقران سے اور سکندر سے کشتی ہو رہی ہی سکندر کسی مقام پر کمی نہین کرتا صاحبقران بھی
لڑ رہے ہین وہ رات گذری تھی دن بھی اسی کشاکش مین گذرا رات ہوئی امیر نے روشنی منگائی شہزادہ
سکندر کے لشکر سے بھی روشنی ہوئی پھر اسی طرح کشتی ہونے لگی سکندر کو اس خاندان سے فنون سپاہگری
نہین پہونچے تیسرے دن الجھ الجھ کے لڑنے لگا ایرج کی پریشانی شہنشاہ زرین پوش کی حیرانی
پہر دن رہے سکندر نے کہا ای صاحبقران آج تین شبانہ روز گذرے دونون لشکر بکوز دخواب
ہین سلطان کرگدن سوار بھی تماشا دیکھنے آتا ہی اور پلٹ جاتا ہی صاحبقران نے زلفین خلیلی و خال
سبز و رنگ ہاشمی کو دیکھا ہی حیران ہین کہ یہ شیر کسکا فرزند ہی عین گرمی جنگ مین امیر ایرج کو دیکھتے ہین
کہ نہایت بیقرار ہو رہا ہی پیچھے پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑا ہی سکندر کی جو بہت ناگوار ہی مگر کچھ چارہ نہین ہی
سکندر صاحبقران کو لے دوڑا سات آٹھ قدم پر لا کے کچھ مارا بایان گھٹنا آشنائے زمین ہوا سکندر اوپر
آکے چڑھا صاحبقران جنگ دیدہ کار آزمودہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایرج و نورالدہر و بدیع الزمان و قاسم
کو زیر کر چکے ہین اس کے نکتے ہین کہ سکندر نے کیسے کیسے زور کیے مگر صاحبقران کے لنگر مین جس و حرکت
نہوئی تھک کے ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون صاحبقران اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک

اٹھے دونون مونڈھے تھام کے سکندر کو لے دوڑے ہرچند سکندر نے بصورت شکست ہوئی ہو گئی مگر
سلطان زرین پوش کے ہوائیان اڑتی جاتی ہین کتنا ہی دیکھے مہرتے فرزند کی حمزہ کے ہاتھ سے
کیونکر جان بچیگی صاحبقران سکندر کو لے دوڑے ہرچند شہزادہ سکندر چاہتا ہی مین رکون
مگر شیر بیشۂ عربستان کے قبضے مین ہی کیونکر تھم سکے اکیس قدم تک اسیر ربل کے لائے ایرج کی پریشانی
کبھی دلہنے کبھی بائین کبھی حیران و مضطر پریشان کشور صاحبقران کی تعریف نہین کرتے اپنے سردارون
سے کہہ رہے ہین یارو اب اس جوان کا بچنا ممکن نہین صاحب عزت ہی بڑا صدمہ کریگا کبھی فرماتے ہین
کیون ای شاپور دیکھا تمنے فلک نے کیا سامان دکھایا یقین تو یہی ہی کہ یہ جوان ہمارا فرزند ہی دیکھین
اب کب گھڑی ہی پردے ہمارے اور اس جوان کے درمیان مین پڑے ہین پروردگار ان پردون کو دور
کرے اکیس قدم پر لا کے صاحبقران نے ہکمارا دونون گھٹنے سکندر کے آشنا بہ زمین ہوے
صاحبقران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے فرمایا ای جوان اچھی طرح لنگر قائم کرے کوئی عذر باقی نہ رہے
سکندر نے لنگر مارا کہ تا بہ گھٹنہ غرق زمین ہوا فرمایا کیون ای شیر بیشۂ جرأت تین کی زور کرون سکندر نے
کہا تین زور کا آپکو اختیار ہی صاحبقران نے کہا ایک روز مین تو راہ خدا پر معاف کیا یہ بندگان خدا
تین روز سے بے خور و خواب ہین ہمارے تمہارے اشتیاق مین بیتاب ہین ایک زور انکے دیکھنے کی وجہ سے
معاف کیا ایک زور کرتے ہین اگر تمکو اٹھا لیا تو غالب آئے اور اگر نہ اٹھا سکے تو مغلوب ہوے سکندر
کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین سر جھکا کے کہا آپکو اختیار ہی صاحبقران نے دست حق پرست بڑھا کے
کمر زنجیر مین ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ سکندر
زتاب رہا ہی ہرچند لنگر مارتا ہی مگر کچھ نہین ہو سکتا تیسرے زور مین سر سے بلند کیا سکندر صدمے
سے بیہوش ہو گیا قلب پر صدمہ ہوا صاحبقران نے سنگین بازمین پکار کے آواز دی ای سلطان
زرین پوش آپکو تشریف لانا چاہیے ہین آپسے کچھ پوچھنا ہی اگر تشریف لانے مین عذر ہو تو ہم اور زحمت
کرین سلطان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی مین حاضر ہوتا ہون صاحبقران نے سکندر کو ایرج کے
سپرد کیا فرمایا اس شیر کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا ایرج نوجوان نے لا کے سکندر کو ایک خیمے مین قید
کر دیا تیلم و فیلم کو حکم دیا کہ جب یہ ہوشیار ہو شراب و کباب سب کچھ تا فرش وغیرہ بجا دینا صاحبقران تین
دن کے تھکے ہوے تھے بارگاہ مین جا کے آرام فرمایا سلطان کرگدن سوار نے یہ سب سیر اپنی آنکھ سے
دیکھا یہ بھی ہرکارون کی زبانی خبر سنی کہ صاحبقران نے سلطان زرین پوش کو طلب کیا ہی اور اپنے
مقام پر یہ بھی فرماتے تھے کہ سلطان زرین پوش سے پوچھا جائیگا کہ یہ لڑکا تمنے کہان سے پایا ہی
ابھی تو سلطان چپ ہو رہے صاحبقران سے کہا اپنی اولاد کی نشانیان اس جوان مین پائی جاتی ہین
دریافت کرینگے کہ تمہارے ہاتھ یہ لڑکا کیونکر لگا کہان سے پایا سلطان چپ ہو کے خاموش ہو رہا رات کو اپنے
مقام سے اٹھا طرف لشکر سلطان زرین پوش کے سلطان کرگدن سوار چلا رات کو آ کے سلطان
کو گرفتار کیا اپنے ملازم کے ہاتھ سلطان زرین پوش کو تو اپنے لشکر مین بھیجدیا اور آپ بصورت
سلطان بستر سلطان پر سو رہا بوقت سحر وہان صاحبقران نے سکندر کو طلب فرمایا اور فرمایا اے
سکندر والا حشم تم مین سب نشانیان ہمارے خاندان کی پائی جاتی ہین اپنا حال مفصل بتا دو کہ تم تا بہ

شہنشاہ کیونکر پہونچے یہ ذکر تھا سکندر سر جھکائے کھڑا ہی کچھ جواب نہین دیتا کہ خبر پہونچی سلطان آتے ہین عیاری
ساتھ ہی صاحبقران نے تاجوارون کو واسطے استقبال کے بھیجا سلطان زرین پوش حاضر دربار صاحبقران
ہوے آتے ہی صاحبقران کو بعد ادب سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار غلام کو حضور نے
کس واسطے طلب کیا ہر چند کہ آپکے مذہب سے بیگانے ہین حضور دریافت کرین کہ ہمیشہ آپکی فتح و نصرت کی دعا
کرتے ہین ہمارے فرزند نے بھی قصد کیا تھا کہ طلسم فتح کرین ہم اپنے مقام پر یہ کہا کرتے تھے کہ صاحبقران
کے سوا کوئی اس طلسم کو نہین فتح کرسکتا ای فرزند تمہارا خیال بالکل بیکار ہی جو سانحہ مفصل ہو وہ بھی عرض
کرونگا کسی بات مین دروغ نہ کہونگا راز چھپانے کی کیا ضرورت ہی صاف صاف کہدونگا اسطرح کی باتین سامنے
امیر کے جو سلطان نے بفصاحت و بلاغت کین صاحبقران بہت خوش ہوے فرمایا ای سلطان
ہم تم سے بہت راضی اور خوش ہین سلطان نے کہا حضور آپنے میرے فرزند کو جو جرأت و شوکت ذری کیا ہین
بہت خوش ہوا مجھکو تو ہر وقت فتح طلسم کی فکر رہا کرتی ہی مین نے کل جو لشکر سلطان کرگدن سوار مین آئے
ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے کہ مفصل خبر لاؤ انھون نے وہان یہ ذکر سنا کہ جب سکندر اور صاحبقران
سے مقابلہ پڑا تھا تو لوح طلسم اور حرز ہیکل سلطان کرگدن سوار نے بدل لی براہ خیرخواہی عرض
کرتا ہون کہ حضور لوح اور حرز ہیکل کو ملاحظہ کرین نہین تو غلام کو رخصت ہو ہر چند کہ مذہب میرا شجر پرستی ہی
مگر ہمیشہ دین اسلام کی تعریفین کرتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ اس سے حق و ناحق نہین ثابت ہوتا غلام کو رات سے
بیقراری ہی اس عجز و انکساری سے سلطان زرین پوش نے بیان کیا کہ صاحبقران نے بلا عذر لوح و حرز ہیکل
گلے سے اتاری کہا ای سلطان مجھکو آگہ ہیرا ای خیال ہین تو ذرا ہی لو لوح اور حرز ہیکل کو دیکھو لو لوح اور حرز ہیکل
جو امیر نے اسکے ہاتھ مین دی سلطان زرین پوش نقلی بنگاہ غور دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے کہا دیکھیے سکندر
ہیہ تو نہ اچھا تھا ہی صاحبقران کا دھر بیٹھا تھا کہ نعرہ کیا تم سلطان کرگدن سوار دیکھو او حمزہ یون لوح
اور حرز ہیکل لیتے ہین وہان لشکر سکندر مین ملکہ نسیم آسمخو وغیرہ کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ یکایک
ہنگامہ ہوا دیکھا سلطان کرگدن سوار لوٹ کر بڑا آتا ہی صاحبقران تیغ کھینچے ہوے تعاقب مین اب صورت
بھی اسکی تبدیل ہوئی لوح و حرز ہیکل اسنے اپنی جھولی مین رکھی شاہین نے للکارا کہ او مکار نامرد کہان جاتا
ہی قضائے کار بڑا جیسا کسی نے زبان سے نکلا برقان برق وش کی سوزن نکالدی ہی برقان تو بجلی
جاتی ہی کہ مین ہمیرہ صاحبقران کے ساتھ ہون ترپ کے باہر نکلی دیکھا شاہین اور سلطان کرگدن سحر آ
سے سحر چل رہا ہی شاہین بھی بلا سے روزگار ہی ایسے دو چار سحر کیے کہ سلطان عاجز ہوگیا شاہین
جھپٹ کے جا پڑا کہ ہاتھ پنجۂ سحر کا ماردون کہ اسکے دو ٹکڑے ہون سلطان نے ترنج چھکا دی شاہین کی
آنکھون مین اندھیرا چھا گیا لڑکھڑا کے گرا اس ملعون نے اور بہت ہاتھ تلوار کا مارا شاہین کے دو ٹکڑے
ہوے آسمان سے کڑک کے برقان برق وش گری اس ملعون نے ہاتھ ہلا دیا اسکا بھی سر زخمی ہوا
اور زخم بھی کھائے یہ تو کڑک کے نکل گئی اسکا ذکر پھر تحریر کیا جائیگا گلشن سحر طراز زوجۂ شاہین نے جو یہ
معرکہ دیکھا ترپ کے گری سلطان کرگدن سوار گھبرا کر بھاگا اسکے لشکر والون کو خبر ہوئی بڑا یہ خود کر
آیا تھا کہ وقت پر آجاتے تمام ساحر اسکے جلوہ کرکے آگئے اسنے گلشن پر بھی ترنج چھکائی چند ساحرون نے
گرزے بھی مارے گلشن کا بھی سر پھٹ گیا برابر اپنے شوہر کے لڑکھڑا کے گری نسیم نے جو دیکھا ہوا بگڑا ہی ہوا ہے

غم مادر و پدر میں کرگدن سوار پر گری گئی زخم لگائے جب اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا ڈری کہ اب یہ
لوح چھکا لیگا نسیم تو نام ہی اور ساحروں کے ہاتھ سے زخم بھی کھائے جو نکا ہو اُسکا لشکر چلی گئی سلطان
نے ساحروں کو اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لشکر اسلام پر لوسے ترنج نارنج پڑنے لگے تمامی سردار تو گرفتار
پنجہ تقدیر ہو چکے ہیں کوئی ساحر نامی باقی نہ تھا جب گرے پڑے کوئی بیہوش ہوکے گرا کوئی غرق زمین ہوا
تمام لشکر سکندر مبتلاے مصیبت اسکے ساحروں نے دونوں لشکروں کو بیہوش کر دیا بارگاہ میں بیٹھے لکیں
صاحبقران نے جو یہ حال پر ملال دیکھا نعرہ کرکے جا پڑے سلطان کرگدن سوار نے لوح اور حرز ہیکل
نزار ساحر کو دیدی آپ صاحبقران کے سامنے آیا ایک شیشہ بغل سے نکالا اُسمیں سے طائر جو اڑا اُس
نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران زخم کھاکے گرے طائر کو اپنے شیشے میں بند کیا اب تو لشکر
پر قیامت ہو پا ہوئی سب سردار وغیرہ سردار سپاہی وغیرہ بیہوش ہوگئے لشکر سکندر بھی اسی بلا میں
پھنسا اور مانند سلطان زرین پوش کرچی وہیں قید کیا عاجیان خواجہ عمرو وغیرہ قید تھے سکندر
کو بھی جلکے بارگاہ امیر سے اُٹھا لایا اعلین بھی وہیں لاکے قید کیا اب سلطان کرگدن سوار نوبت
نقارے بجاتا ہوا اپنا شیشہ اسم اعظم و حرز ہیکل و لوح اپنی بارگاہ میں ایک میز پر رکھا گرد اُسکے
دور دور ماران سیاہ و شعلہای آتش بھڑک رہے ہیں اسکی ایک کنیز سمنبر کو اُس مقام پر برائے
حفاظت مقرر کر دیا اور ایک عرضی اسنے بخدمت سحر العجائب و ہم الغرائب تحریر کی مضمون یہ تھا کہ اے
شاہان نامدار غلام بمقابلہ مسلمانان پہونچا عمرو برق فرنگی اور خورشید و اخضر و نارو آفتاب و حمزہ
اور سرداران حمزہ کو میں نے اپنے سحر میں مبتلا کر لیا سب پڑے تڑپ رہے ہیں اور لوح و حرز ہیکل اپنے قبضے میں
مہیا کر لی اسم اعظم حمزہ بھی بند کر لیا اب ان سب کے بارے میں کیا ارشاد فیض بنیاد ہوتا ہے ایک طائر
سحر سے بنایا نامہ اُسکے گلے میں باندھ دیا اس ملعون کو یہ خیال تھا کہ شاید ساحر جائے اور راہ میں کوئی دوست
طلسم کشا کا روک لے طائر اُڑتا ہوا روانہ ہوا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا دختر سحر العجائب اپنے باغ میں تھی
تھی جب بہت گھبرائی کہا صاحبو ذرا لشکر طلسم کشا کی خبر لاؤ کنیزوں نے قصد کیا ہی کہ وہ اسے خبر کے جائیں
ملکہ بلک بلک کے رو رہی ہیں فرماتی ہیں صاحبو میں کیا کروں کیا گردش تقدیر ہے کہ عاشق و معشوق میں یہ جدائی

اے فلک کجرنگ یہ نیرنگی دکھا جا ظلم

وہ گلرو سجدہ میں جائے جو بہر سیر گلشن میں — برنگ بو چھپا لیں شرم سے گل منہ کو دامن میں
بہار گل میں ہیں دست جنون سے تنگ آیا ہوں — گریبان کی طرح باقی نہیں ہے تار دامن میں
دم آنکھوں میں ذوق شوق سے ہے شکل دکھلاؤ — تمہارے دید کی حسرت لیے جاتے ہیں مدفن میں
دھڑی مسی کی لاکھا پان کالب پر قیامت ہے — یہ سرخی ہے شفق میں یہ ادا ہے شوخ سرمن میں
وہ گل ہو نور کہ جہان تک بھی خنجر جان دیتے ہیں — تڑپتی ہے تڑپنے نظارے کو بلبل نشیمن میں
برنگ آسیا گردش میں وہ میرا ستارہ ہے — ہوس دانے کی ہے بجلی لگا دے آگ خرمن میں
میں وہ آتش قدم ہوں سیر کو گر باغ میں جاؤں — لگا دے آتش گل بے تکلف آگ گلشن میں
الٰہی کون سا خورشید چشم بہر سیر آیا ہے — نہایت شوخیاں کرتی ہے نرگس آج گلشن میں
سنا ہے بیٹھا ہاں اُس سرو کے پڑتی ہیں بلبل کی — برنگ قمری وارفتہ پہنوں طوق گردن میں

اسطرح بیتابانہ یہ اشعار پڑھے کنیزون نے کہا واری اسقدر بیقرار ہو نہ جیے اسی تردد مین بیٹھی تھین کہ دیکھا ایک طائر آسمان پر پرواز کرتا ہوا جاتا ہی ملکہ نے گھبرا کے کہا ارے یہ کسی کا نامہ بر ہی یہ کہکر اشارہ کیا وہ طائر زمین پر آیا ملکہ نے وہ نامہ گلے سے اُس طائر کے کھولا اب جو نامہ کو پڑھا ایک چیخ ماری بیقرار ہو کے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھا دیے کہا صاحبو غضب ہو گیا طرف آسمان کے منھ کرکے آواز دی ای خدا ے نادیدہ طلسم کشا کے حال پر رحم کر انکو اس بلا سے بچاے تو سمیع و علیم ہی مجیب الدعوات ہی اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون مددگار ہی وہ جدا تیرا ہبت مجبور و ناچار ہے

رجوع بندے کی ہو اس طرح خدا کی طرف
بعید کیا ہی مروت سے تیری ای شہ حُسن
کہان وہ زلف کہان حزن نافۂ آہو
اُلجھ کے شانے سے کہتا ہی سیکڑون جھٹکے
خدا نے درد محبت عطا کیا ہے جسے
ملا جو تجھ سے لب و دست و پا مین عاشق کا
کریگا یاد مری جنگ غیر مین امداد
فراق یار مین رہتا ہی یون لٹکے رگ رگ
ہوگا ہمسفر روح پیکر جسم کی
ہبت خراب رہا بتکدے مین ای آتش

پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف
نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کی طرف
جو مشک سے ہین وہ لوگ ہین خطا کی طرف
نظر رہی یہ ترے گیسوے رسا کی طرف
اُسے توجہ خاطر نہین دوا کی طرف
ہوگا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف
جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کی طرف
خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف
یہ سوے چرخ روان ہوگا وہ ہوا کی طرف
خدا پرست ہی چل خانۂ خدا کی طرف

صاحبو غضب ہوا لوح طلسمی چھنگئی صاحبقران اور کل سردار اسکے قید ہوگئے اب دیکھیے کیا ہوتا ہی تقدیر پر کیا دکھاتی ہے صاحبو مین کہان تک پردا کرونگی پردے کا خاتمہ ہوا اگر دشمن طلسم کشا کے قتل ہوگئے تو کیا تدبیر ہوگی مین تو اب جانی ہون کنیزون نے کہا واری ایسا ہو حال کھل جانے تو بڑی خرابی ہوگی ملکہ نے کہا خدا ے نادیدہ ہمارا معین و مددگار ہی کوئی ہمارا کیا کر سکتا ہی اگر آج حال کھلنے کا دن آگیا ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین یہ کہکر تخت پر سے اُٹھ کھڑی ہوئین جیولی کہ کی باتین ہاتھ پر ڈال لی اسباب سحر سے خوب اُسکو معمور کر لیا پر پرواز پیدا کرکے چلین فضاے کار حکیم اشرف الحکمت آج مطلب سے اُٹھ کے محل مین آئے ملکہ صبیح بادلیوش نے اشرف الحکمت کو آکے سلام کیا حکیم صاحب نے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر ہم نے صاحبقران سے اقرارنامہ لے لیا اپنے عجائب و غرائب مین پھنسایا اقرارنامے مین لکھوا لیا کہ سب مستوفین ماتحت رہینگی ملکہ صبیح نے سر جھکا لیا کہا حضور نے جو کچھ کیا بہت مناسب کیا لیکن اب ساحران نامی اُنکے مقابلے کے واسطے آتے ہونگے ذرا اُنکی خبر تو لیجیے اشرف الحکمت نے کتاب کہانت نکالی سر پیٹ کیا کہا بی بی غضب ہو گیا سلطان ارگدن سوار مقابلے مین پہونچ گیا لوح طلسمی اور حرز ہیکل طلسم کشا سے چھین لی مع سب سردارون کے اُنکو قید کر لیا لیکن کیا کمال ہوا کہ وہ ابھی جواب نامے کا مشتاق ہی غرضی شاہان طلسم کو کل مضمون کی لکھی ہی میرا علم یہ خبر دیتا ہی کہ نامہ دار وہانتک نہین پہونچا کہین راہ مین رہ گیا اسوقت میرے ہوش درست نہین ہین صرف اتنا کافی ہی کہ نامہ دار تا بہ سحر العجائب نہین پہونچا اور مضمون دیکھنے کی نوبت نہین ہرچند کہ آپ سامنے موجود ہین ملکہ صبیح کچھ کہ نہین سکتی

جو دل پر گذرتی ہی اُسکا خدا مالک ہی ہمیشہ سے کنا یون مین یہی خبر ملتی تھی کہ ملکہ صبیح بادلہ پوشش بلکہ تبین
طلسم کشا ہو نگی اور طلسم کشا وہ شخص ہی کہ جو شوہر ملکہ مہر نگار و شوہر ملکہ آسمان پری داماد شہپال
بن شہرخ مسخر کن بر و بحر جال جہان آرا ابھی دیکھ ملکین گر سر جھکا کے رنگین صرف اتنا کہا کہ حضور رہب کا
بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ دشمنون کی قید یا پس شاہان طلسم کے روانہ ہو جائے بادشاہ طلسم اگر انکو پا جائیگا جلا
ہوا ہی فوراً قتل کر ڈالیگا مجھ بھر اب توقف لازم نہین ہی اشرف الحکمت تو اسی وقت اپنے مقام سے اُٹھے ایک
چوکی سنگ مرمر سفید کی چارون پاؤن اُس چوکی کے چار نقش باندھے آپ چوکی پر بیٹھے پھر اسم پڑھا چوکی اُڑتی
ہوئی چلی یہان وہ وقت ہی کہ سلطان کرگدن سوار بارگاہ مین بیٹھا ہی مشیر و وزیر سب اسکے دربار مین جمع
ہین سب سے صلاحین کر رہا ہی کہ یارو تم سب کی کیا رائے ہی ابھی تک نامہ دار بیٹے نہین آیا سب نے کہا
حضور آپنے وہ کام کیا ہی کہ کسی انسان سے ممکن نہین یہ بھی مشہور ہی کہ مسلمانون کی مدد آسمان سے پیدا
ہوتی ہی اس طلسم مین کئی مرتبہ طلسم کشا کے دوست گرفتار ہوے مگر یہی سنا کہ کوئی آ کے چھڑا لیگیا ساحر
طلسم مین یہی معرکہ گذرا ہر چند عمرو عیار قید ہی کون مدد کریگا اب مسلمان نہین چھوٹ سکتے ہین اسنے حکم دیکہ
قیدیون کو لاؤ مین سب کو قتل کرونگا مین صرف خورشید برق وش سے خائف و ترسان تھا مگر اسکو مین نے
کس بطن سے گرفتار کیا ایک جوان سکندر نامے جسکو طلسم کشا نے زیر کرکے قید کیا تھا وہ بھی گرفتار
ہوا اسکے لشکر کو بھی مین نے بیکار کر دیا قیدیان بلاے میدان کارزار بھر دیا اور داروغہ زندانخانہ کو حکم ہوا سب
قیدیون کو لاؤ ہم شاہ کو جواب دے لینگے داروغہ گیا جا کے دیکھا صاحبقران ایکطرف خواجہ عمرو
و برق زنگی و ملکہ خورشید برق وش و آفتاب شعلہ مزاج و ملک اخضر وغیرہ ساحرون کی زبان
مین سوزن مگر قضاے کار جب سلطان زرین پوش اور شہزادہ سکندر بھی آ کے قید ہوے شاپور
بھی انکے ہمراہ ہی ایرج بھی قید ہو کے آئے ہین قید خانے مین سب کا سامنا ہوا شاپور نے کہا ای سکندر
عالم تم نے دیکھا کہ کیا ہوا جو ہمنے کہا تھا وہی پیش آیا ہم کہتے تھے جس دن امیر سے مقابلہ پڑیگا بے زیر کیے ہوے
نہ چھوڑینگے جو حال ہمنے کہا تھا وہ اب بتانا پڑیگا کسی طرح تم سلطان کے فرزند نہین ہو سکندر نے
کہا ای مستر شاپور مین نے بموجب ارشاد تمہارے اپنے والد سے دریافت کیا مگر والد نے یہی فرمایا کہ یہ
لوگ سب غلط کہتے ہین مگر اپنے دام تزویر مین لیتے ہین ایرج نے قید خانے مین سلطان کو گلے سے لگا
لیا کہا ای سلطان زرین پوش تمہاری شفقت ضایع نہوگی تم ہم سب کے محسن کہلاؤ گے تمنے ہماری اولاد
کو پرورش کیا اگر صاف صاف نہ کہو گے تو بڑی خرابی ہوگی مین نے تمسے اپنا حال بیان کیا کہ مجھے نام سے
مسلمانون کے عقد تھا کہ جو کوئی نام مسلمانون کا لیتا تھا مجھکو ناگوار ہوتا تھا آخر صاحبقران نے دریافت
کرلیا خواجہ فرخ بازرگان جنہون نے مجکو پرورش فرمایا تھا صاحبقران نے اُنسے تجارت ترک
کرا دی بادشاہ بنا دیا اب اُنکی سلطنت لازوال ہی جب کوئی غنیم اُنکے مقابلے کو آتا ہی وہ ہم مین سے کسی
کو بلا بھیجتے ہین ہم لوگ اُنکی مدد کو جاتے ہین ای شہنشاہ ابھی تم صرف ایک ملک کے بادشاہ ہو پھر اس
ملک کی سلطنت نہین ملیگی جہان کی سلطنت مانگو گے اُسی ملک کی سلطنت ملیگی آجتک فرخ بازرگان
کا وہ اعزاز و اکرام ہی سب فرزندان امیر انکا پاس کرتے ہین شاہان جہان کو اُنکے مرتبے پر رشک ہوتا ہی
خود صاحبقران زمان کا قول ہی کہ فرخ بازرگان ہمارے محسن ہین ہماری اولاد کو پرورش کیا

اور اس بات کو تو کوئی قبول نہ کریگا لاکھ تم کہو کہ یہ ہماری اولاد ہی جب یہ بات کہوگے بہت شرمندہ
اور پشیمان ہوگے تین شیر مقام ہوش ربا سے نکلے فرزند بادشاہ جمجاہ اور فرزند نورالدہر اور روزگار
اسد نامور آخر جو تھے صاحب کیا ہوے یہ کہکر ایرج رونے لگے اور کہا ای سلطان زرین پوش ایک
بات کا اور خیال رکھنا کہ اب تم اعتقاد وحدانیت خدا پر ثابت قدم رہو جادو سکندر ان باتون کو چپکے
سن رہے ہین جب ایرج نے بفصاحت و بلاغت سمجھایا سلطان زرین پوش قدمون سے ایرج کی
لپٹ گیا ملحوظ رہے کہ عیار سکندر رہتر جواہر خنجر زن بھی سن رہا ہی جب ایرج نے کلمات وحدانیت
اور مذمت سحر پرستی مین کلام کیے کہا ای سلطان قبر مین کوئی ساتھ نہ جائیگا معاذ اللہ وہ شی جو ہر وقت
معرض زوال مین ہی اُسکو اپنا خدا جاننا سراسر خلاف ہی سلطان رونے لگا کہا ای شہریار اب مین مسلمان
ہوا مذہب باطل پر لعنت کی اصل کیفیت یہ ہی کہ جب شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو تتارن بہمن سیاہ قبا
نے شکست دی اور تتارن مارا اسیری علمداری مین یہ زمانہ گذرا تھا صبح کو جو مین شکار سے پلٹ کے اُسطرف
آیا تو ان لڑکون کو ایک گہوارے مین پایا اُس خیمے مین سواے دو گہوارون کے اور کوئی نہ تھا ایرج نے
سکندر کو گلے سے لگا لیا کہا شکر ہی کہ تم ہمارے فرزند ہو بطن سے ملکہ یزدان شمشیر زن کے اور جواہر
کو سینہ پور سے لگا کہا بخیر پیٹھ کے قید خانے مین مسلمان ہوے اب تو سب بیٹے کھلنے لگے جب ایرج
نے لڑکے کی چھٹی کی تھی طلسم سکندر یہ سے انکو بازو بند ملا تھا جسکا تتمہ ایرج کے قبضے مین تھا وہ بازو بند
بازو پر لڑکے کے باندھ دیا تھا وہ بازو بند بھی اسوقت پہچانا ایرج باغ باغ ہو گئے رنج و ملال قید ہونے
کے دور ہوے اس معاملے کے بعد دربار مین سلطان کرگدن سوار کے سب کی طلب ہوئی دارو غہ زندان نے
سب کو لے کر چلا صاحبقران سب کے آگے آگے سب سرداران نامی امیر کے عقب مین آکے داخل
بارگاہ سلطان کرگدن سوار ہوے صاحبقران و ایرج و نورالدہر و سکندر وغیرہ نے مثل اہل اسلام
کے صاحب سلامت کی خواجہ عمرو کہتے ہین ای حمزہ خدا کا نام نہ لے سلطان خفا ہوگا ارے اپنی جان
کے بچانے کی فکر کر جب صاحبقران صاحب سلامت کر چکے خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی ای سلطان
مین تو مدت سے لات پرست ہون سامری و جمشید کے نام پر جان دیتا ہون سامری میرے خواب مین
آتے ہین سلطان کرگدن سوار نے کہا او مکار غدار کیون خواہ مخواہ باتین بناتا ہی مین بھلا تیرے کہنے
کو کب سماعت کرونگا خواجہ بے اختیار رونے لگے ہر مرتبہ یہی کہتا ہی ای بادشاہ عالیجاہ ای چرخ سحر
و ساحری کے ماہ تم ایسا بادشاہ جلیل میری نگاہ سے نہین گذرا حمزہ کو جلد قتل کر ڈالیے مین اگر تمھارے
ساتھ رہونگا تھوڑے ہی عرصے مین آپکو سلطنت طلسم نورافشان دلوا دونگا اگر مجھکو رہا کر دیجیے تو ابھی اٹھکے
اپنے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کر دون صاحبقران بیٹھے ہنس رہے ہین فرماتے ہین ای سلطان اپنی زبان سے
کہدو بیٹے خطا معاف کردی اس ساربان زادے کو امان دو یہ بیشک لات پرست ہوا سلطان
نے کہا آپ کیا فرماتے ہین صاحبقران فرماتے ہین مین سامری و جمشید پر لعنت کرتا ہون خواجہ کا کہنا
مان لو انکو اپنا رفیق بناؤ یہ بیشک تمھاری خدمت خوب کریگا کرگدن سوار نے کہا یا صاحبقران آپسے
پہلے مین اس ساربان زادے کو قتل کرونگا مین ان مکارون کو کب مانتا ہون اسکی باتون کو سراسر
جھوٹ جانتا ہون ارے جلادون کو بلاؤ کئی سو جلاد ان خرس طینت میمون خصلت فوراً حاضر ہوے

سلطان نے اشارہ کیا سب کو قتل کرو ملکہ خورشید برق وش کو عالم یاس دل کا دھڑکنا قلب کا پھڑکنا فرماتی ہیں کیوں بوا زنار ظالموں کی کسقدر رسی دراز ہوئی اس ملعون نمک حرام کی یہ مجال تھی کہ ہمیں گرفتار کرتا لوحے کے چھٹنے سے کچھ نہ بن پڑا اب دیکھیے ہم سب کی جان کیونکر بچتی ہی وہ ملعون تو آمادۂ قتل ہی افسوس صد ہزار افسوس فلک کو یہی منظور رہا نظم

کھاؤ ڈالے دل میں مضمون خط تقدیر نے — خون رلوایا تمھاری شوخی تحریر نے
رات کو کیا کیا جگایا نالۂ شبگیر نے — ایسی سوتی تھی کہ کروٹ تک نہ لی تقدیر نے
زخم میں جب درد اٹھا تھمیں یہ بھی ہو گیا — کتنے پہلو دل میں جلے ہیں تمہارے تیر نے
قید میں عالم دکھائے تو نے ای جوش جنون — رکھ لیا زندان کو سر پر شورش زنجیر نے
نالہ و فریاد پھرتے ہیں جگر پکڑے ہوے — وقت پر یوں آنکھ اسے پھیر لی تاثیر نے
طالب دیدار سے وہ گفتگو کرتے ہیں کی — ہوش کھوئے لنترانی کی ترے تقریر نے
دفعتاً اسکی نگہ میرے جگر کے پار تھی — تیر کو تڑپا دیا بیتابی نخچیر نے
دادخواہوں کا دل پر آرزو میں شور ہی — حشر کو رکھا ہی ہمیر حشر کی تاخیر نے
دیکھ لینا ای فلک وہ بھی ہمارے ہو گئے — جسدن اپنا کر لیا تقدیر کو تدبیر نے
رات کی بیتابیوں نے کچھ نہ دکھلایا اثر — قہقہے پھر لگائے نالۂ شبگیر نے
اس ادا سے آکے گردش جام کو ساقی نے کی — سالہ توڑی بزم میں توبہ جوان و پیر نے
کھینچنا تا دل کا سینے سے بہت دشوار تھا — یہ زرہ پوچھو کیا کیا پیکان تمھارے تیر نے
یاد دلوا کر کچھ پڑھنا کسی کا ای جنون — ٹکڑے اڑوا دیا گریبان خار دامنگیر نے
ایسی کچھ میرے تصور نے دکھائیں شوخیاں — خود اسے آغوش میں کھینچا تری تصویر نے
سنتے ہیں بزم میں بیکود و پھیر پھر کر جلال — کوئی بیٹا آج کھایا گردش تقدیر نے

تمام نازنینان مہ جبین مہر تمکین کا یہی حال ہی کوئی روتا ہی کوئی دعا مانگتا ہی خواجہ عمرو اپنا سر زانو پر رکھے ہیں بار بار پکار کے فرماتے ہیں ای سلطان گردون سوار آجتک تجھ ایسا ساحر ہماری نگاہ سے نہیں گذرا ہیں تو سامری و جمشید پرست ہون میری اطاعت قبول کر ایسی خدمت کرونگا تو بھی راضی ہو جائیگا سلطان کہتا ہی او ساربان زادے ہیں تیری باتیں کب سنتا ہون سارا سامری نامہ تیری شکایت سے بھرا ہوا ہی تمام بہ خداوندون نے یہی تحریر کیا ہی ہمارے بندے اپنی جانتک ہو سکے ساربان زادے پر کوشش کرتے بچائیں قتل میں اسکی کوشش کریں موت اسکی کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہی آج ہم حکم سامری و جمشید کو بجا لاتے ہیں سامری و جمشید نے بڑے فخر سے لکھا ہی جلاد کو اشارہ کیا جلاد قریب صاحبقران آیا خضر و آفتاب وغیرہ نے بلک کے آواز دی او بیحیا خبردار ادھر نہ جانا پہلے غلامون کو قتل کر آقا سے ہمارے ہم خاک و خون میں غلطان نہ دیکھیں پہلے ہم نثار ہو جائیں کشاکش دنیوی سے نجات پائیں جلاد سر صاحبقران پر آیا اب تو خواجہ عمرو بھی بیقرار ہو گئے ایرج و نور الدہر و سکندر وغیرہ سب ہتھکڑیون سے سر پیٹ رہے ہیں اور سلطان زرین پوش سکندر سے کہہ رہا ہی ای فرزند ہماری خوشنصیبی ہی کہ مشرف باسلام ہوے تمھارا فرزند ہونا ایرج نوجوان کا ثابت ہوا لیکن ہر ایک محفل میں یہ ذکر ہوگا کہ سلطان سبز قدم تھا

ان دونون کے پہونچتے ہی لشکر تباہ ہوا ابرام وغیرہ نے فلک کی طرف آسمان کے دیکھا عرض کی ای کریم کارساز تو ہی اپنے بندون کے حق مین ہر درد کی دوا ہی اور گرفتاران مصیبت کا مشکلکشا ہی اسوقت بیکسی و بیبسی مین ہماری مدد کر نظم

چارہ جو ہیں از تو ای شافی مریض لاعلاج — مرگ خواہد درد مند درد باطن یا علاج

چون توئی چارہ گر بیچارگان ای چارہ ساز — بخش از دست شفا ہر دل شیدا علاج

لطف کن لطف ای شفا بخش مریضان جہان — تا شود از غیب ہر درد دل پیدا علاج

لا دوا را شربت دیدار کی بخشد شفا — شربت دیدار می باید پئے آن لاعلاج

ہر بیمار ہجر ہجران و ہمرہ بر فراق — ہست در دست شفا بخشت خداوندا علاج

از فلک ہر دوائے دل مسیحا جو ز دست — ہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج

ہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارہ — ہر سودائے دل سودا زدہ فرما علاج

ز اعتدال خود طبیعت در غمت برگشتہ است — کن کہ ہر این مرض دانی تو ای دانا علاج

از جنابت طالب مجنے ہمی خواہد مدد — از تو می جوید مریض علت دنیا علاج

درد مند درد مشقت نیست محتاج طبیب — عاشق زارت ندید از دو تعلق یا علاج

چون طبیبان زمانہ جملہ بیچارہ تواند — از کہ گردد جز تو حاصل ہر درد ما علاج

بر لب آمد جان بہ ہجرانت دل بیمار را — منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج

از تو حاصل تا نگردد مرہم داغ جگر — ہر بیمارت اثر نکند دگر اصلا علاج

غم مخور ہندی ز درد دل درین بیت نگر — خود کند آن شافی مطلق کرم فرما علاج

علت ۱۲

نکتہ ۱۲

اسوقت سب قیدیون کا بلکنا تڑپنا دعائین مانگنا سلطان کرگدن سوار نے اشارہ کیا ارے حمزہ کا سر جلد کاٹ لے کہ یہ فریاد و الغیاث موقوف ہو جلاد تیغ پکڑ کے جھپٹا چاہا ہاتھ مارے ایک برق گری کہ سر جلاد کا اڑ گیا غل ہوا وہ مارا اب جو سلطان نے دیکھا جلاد کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اب جو کڑک کڑک کے برق گرنے لگی کئی سو ساحران سلطان کے سر اڑ گئے سلطان کرگدن سوار نے سر اٹھا کے دیکھا دیکھا ایک ٹکڑہ ابر سیاہ گھرا ہوا ہی اسمین سے برقین کڑک کڑک کے گر رہی ہین اسنے ایک گولا اٹھا کے مارا اور نعرہ کیا خبردار یہ کیا حرکت ہی تو کون ہی کہ بادولت کے سردارون کو قتل کر رہا ہی وہ گولا جا کے قریب ابر کے پھٹا اور دون کو تو معلوم ہوا اگر سلطان کرگدن سوار نے دیکھا ملکہ غنچۂ آرزو سے دلگشا ما دشمن بن باتن سحر کرنے مین مصروف ہین اسنے آواز دی او کیسو بریدہ مین نے پہچانا میرے ہاتھ سے کہان جائیگی سحر کی رد و قدح دونون مین ہونے لگی ملکہ حیران ہین کہ لوح طلسمی کیا ہوئی اگر لوح طلسمی طلسم کشا کو ملجاتے اور طلسم کشا رہائی پا جاوے تو یقین ہی یہ ملعون قتل ہو یہ معلوم نہین کہ لوح طلسمی کہان ہی ملکہ نے اس طرح سحر کیا ہی کہ کوئی ملکہ کو دیکھ نہین سکتا لیکن سلطان دیکھکر ملکہ کو سحر کر رہا ہی اور ملکہ سحر کو اسکے بہ خوبصورتی رد کر رہی ہین اسکے سحر کا رنگ جمنے نہین پاتا ہی تب اسنے ناچار ہوکے اپنی زبان کاٹی دستاسری کہکر خون پھینک مارا الکہ ابر سیاہ ہوا ملکہ غنچۂ آرزو و دلگشا الٹ گئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا کہ بہلوے سے ستارہ ہوا دیکھا ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی اسپر ایک مرد بزرگ اسپر بیٹھے ہین دم جو کی بڑے زور و شور سے آتی ہی غنچۂ آرزو کا مع حال مرد بزرگ

آواز دی اسکو سنبھال لینا یہ کہتے ہی ایک جوان خوش رو پیدا ہوا اُس جوان نے جھٹ کے ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا
کے منہ پر ہاتھ پھیرا ملکہ پھر تڑپ کے بلند ہوئی ہاتھ پاؤن مین طاقت آ گئی اب جو بلند ہو کے اشرف الحکمت
کو دیکھا کہ سر بارگاہ سلطان کرگدن سوار پر پہونچے ملکہ تو اب ایک گوشے مین بیٹھ کے تماشا دیکھنے لگین اپنا
سحر کرنا موقوف کر دیا اور ادھر اشرف الحکمت نے دستک دے کر ایک آواز دی کہ اتنے مین ابر سرخ نمودار ہوا آسمان
سے برسنے لگین ہزارون ساحرون کے سر کٹ کٹ کے گرے سلطان اپنے کو بچا رہا ہے سپر فولادی بنا کے سر پہ
اپنے حائل کر لی کبھی تڑپ کے ہٹ جاتا ہے کبھی ستون کی آڑ پکڑی ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا نے دیکھا جو ارا
کنارہ کرد اور سر کٹ کے گر رہے دو جوان خوش رو پشت پر حکیم صاحب کی سپر اٹھائے ہوئے ہیں اُن دونون
سے حکیم صاحب نے کہا کہ ہوشیار رہو اسم اعظم لوح طلسمی لیکر گئے ہیں طلسم کشا کے ڈالدو دونون جوان زمین
پر اترے لوح طلسمی جس مقام پر رکھی گرد مارانِ سیاہ تھے ہیں اُن جوانون نے ماران سیاہ کو جلا دیا شعلے
بجھا دیے شیشہ اسم اعظم کا توڑا ہر چند سلطان کرگدن سوار نے سحر کیے مگر اُن جوانون نے نہ مانا شیشے
کو توڑا جیسے ہی شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چمکا اُسی جوان نے لوح طلسمی لی گلے مین صاحبقران کے ڈالی جیسے ہی
اسم اعظم چمکا لوح طلسمی گلے مین صاحبقران کے آئی امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ شہرانہ کیا نعرہ امیر

اسپ جہانگیر والا حشم	شہ رب اکبر و بالا حشم	زینم بود در صف کار زار
کند ساحران الامان الامان	شہنشاہ اقلیم جرأت منم	مہ آسمان جلالت منم
مسخر کنم ملک ہندوستان	لقب گشت در دہر صاحبقران	امیر جو اٹھے سب ساحرون کی زبان

سے سوزن لیا جس لوح کا عکس ڈالا اُسی خورشید لشکر پر پڑی جو ساحر اُٹھا قیامت برپا کرنے لگا حکیم صاحب
نے اپنے نام کا نعرہ کیا آواز دی یا صاحبقران اب غلام رخصت ہوتا ہے منم اشرف الحکمت صاحبقران
نے سر اٹھا کے دیکھا فرمایا مین آپکا سب ممنون و مشکور رہا حکیم صاحب نے جواب دیا آپ فراش راہ دین
اسلام مقبول بارگاہ رب انام ہین خیر خواہان دولت اسی دن کے واسطے ہوتے ہین صاحبقران لڑتے
بھڑتے چلے ساحران غدار ملک اخضر و آفتاب و زنار وغیرہ بھی لڑ رہے ہین مگر ملکہ خورشید برق وش جو
تھین للکارا اور مکار جلیا نرب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر امان پائیگا خورشید پر سلطان جا پڑا
آپس مین سحر چلنے لگا اول تو حکیم صاحب سب کو خاک مین ملا گئے تھے بارگاہ مین دریاے خون بہ رہا ہے سپاہ
عمرو لوٹ مار کر رہے ہین جو لاشہ گرا اسے برہنہ کر دیا جال الیاسی پڑنے لگا ہنگامہ گیرودار بلند خورشید
ہمانے کئی سحر کیے ملکہ نے جنس جنس کے دفع کر دیے کہا او نمک حرام اب وہ وقت گیا لوح طلسمی نے بجز بجھ دور
کیا تھا یہ کہکر چشم نرگسی کو گردش دی ایک برق باریک چمکی اُسکے سر کو اس خود سر کے زخمی کیا سامنے سے ہٹا کر
پہلوے مژہ صاحبقران کی آواز آئی اسنے بہکر صاحبقران پر کئی سحر کیے امیر نے لوح کو چمکایا سب
سحر باطل ہوے لاچار ہو کے اسنے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تیغ ضرب سلیمانی کا
مارا سلطان کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا کہ اندھیرا چھا گیا آندھی سیاہ اُٹھی اہالیان فوج صاحبقران
ہشیار ہوے اور فوج سکندر نے جو رہائی پائی سکندر کی آواز سنی آپس مین کہتے ہوے چلے کہ ہمارے
آقا کے نوب کی آواز آئی ہے نوبت نقارے بجاتے ہوے اُٹھے لشکر اسلام سے طوق جوان گرد علم
علم اژدہا پیکر لیکر ہم چلے تھوڑے عرصے کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سلطان کرگدن سوار بود

بیجادر بہنے کی ہر طرف سے آواز الامان الامان آئی ملکہ خورشید نے پکار کے آواز دی ارے صاحبو تم کیون اب
روتے ہو منہ دفتر شہنشاہ فیروزہ پوش نام شہنشاہ سنکر ہر ایک یہی کہنے لگا کہ صاحبو یہ ہماری شاہزادی ہی اسکا
کہنا بدل و جان قبول ہی اب تو سعادت دارین حصول ہی سب افسران فوج شریک ہونے لگے امیر نے تلوار کو روکا
خواجہ عمرو نے خوشی خوشی سب خزانہ نذر زنبیل کیا سر جھکائے ہوئے سامنے امیر کے آئے عرض کی آج غلام کا
بڑا نقصان ہوا صاحبقران نے کہا سب مردون کے کپڑے اتارے ذہ مردون کی پگڑیان لین سب خزانہ لئے
ہن کیا ابھی بیت ہین ہوا لیکن صاحبقران نے دیکھا کہ یا تو اس حوالی مین کسی شہر کا نام و نشان نہ تھا اب جو
بارگاہ سلطان سے نکلے دیکھا صحرا کی صورت تبدیل ہو گئی نشان سواد شہر معلوم ہوتا ہی جا بجا قریات معلوم ہوتے
ہین اُنمین زراعت ہو رہی ہی ہر ایک یہی ذکر کرتا پھرتا ہی کہ امیر نے کس زور و شور سے سلطان کرگدن سوار
کو مارا امیر حیران ہین کہ صورت بیابان کی کیونکر تبدیل ہوئی جو علامتین نہ معلوم ہوتی تھین وہ ظاہر ہوتی ہین خواجہ
کنارے کنارے آتے ہین کہ تڑپ کے ایک پنجہ گرا عمرو کو اُٹھا لیگیا صاحبقران سب کے آگے تھے عمرو نے
بیتاب ہو کے آواز دی ارے لیجانے والے مجھے کہان لیے جاتا ہی حمزہ کو لیجا کہ جس سے کچھ نفع ہو امیر نے جو نگاہ کی
دیکھا ایک ساحر عمرو کو لیے جاتا ہی امیر نے فرمایا ای برق ذرا خبر لے برق تڑپ کے چلا تھا صاحبقران مع لشکر
کے لیکر داخل بارگاہ ہوے مگر متردد ہین خورشید نے کہا ای شہریار یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی اُسکو قلعہ
فیلسران کہتے ہین فیلان سیہ پوش وہان کا حاکم ہی کچھ عجب نہین کہ ملکہ شمامہ کو ہیرپوش ولیلا لے گئی ہون
اُسی مقام پر قید ہون یہ نام سنکر سیارہ ستارہ شناس بیقرار ہو کے اٹھا کہا ای شہریار حقیقت مین ملکہ شمامہ
اسی مقام پر قید ہین ملکہ خورشید نے کہا حضور تامل کرین کنیز جاتی ہی امیر نے کہا کل لشکر چلے صاحبقران نے
کہا ای اخضر جلد تیاری کرو اخضر نے کہا حضور اب شام قریب ہی کل صبح کو لشکر تیار ہوگا امیر نے کہا لشکر مین
پھر کر دو سب کو خبر ہو گئی کہ صبح کو امیر طرف قلعہ فیلسران کے جائینگے صاحبقران باتین کر رہے تھے کہ دیکھا
ایکبارگی خوشی خوشی سکندر و سلطان زرین پوش کو لیے ہوے حاضر ہوے سلام کیا سکندر کو لا کر قدمون پر
امیر کے گرا دیا سلطان نے نذر دیکر عرض کی مبارک ہو یہ جوان سکندر شہزادہ ایرج کے فرزند ہین زندان مین
جو میرا انکا ساتھ ہوا اسطرح سے زبان معجز بیان سے فرمایا اور سمجھایا کہ غلام سمجھ گیا شکر ہی کہ مسلمان ہوا حال ہی سب
کہہ دیا سب کیفیت گذشتہ سلطان نے امیر سے بیان کر دی امیر بہت خوش ہوے سلطان کو بڑا بھاری خلعت
دیا اور یہ بھی فرمایا کہ انشاء اللہ اس مہم کی مہلت کے بعد جس ملک کی آپ خواہش کرینگے اُسی ملک کی حکومت
آپکو ملیگی سلطان زرین پوش نے عرض کی مین نے اسواسطے اطاعت نہین کی ہی کہ قدم اقدس سے جدا
ہو جاؤن ہمراہ رکاب رہنے کی خوشی ہی صاحبقران نے پہلو مین جگہ دی سکندر کا دل ملا تخت ایرج
نوجوان بیجا دست جیبون مین بڑی خوشی ہوئی کہ سکندر ایسا شیر دلیر صف شکن حسین و جمیل ہماری صف
مین آ کے بیٹھا رونق بارگاہ صاحب جاہ و حشم محترم محتشم نورالدہر کو نہایت قلق ہوا کہ نہین معلوم ہمارے
شیر دلیر کہان ہین ابتک ہماری نظرون سے نہان ہین ضیغم شیر شکار دیر ہونا سکندر کا دیکھکر اپنے لشکر مین
آ کے اُترے ملکہ برق فشان برق وش جو بیابان سے زخمی ہو کے گئی تھین وہ پھر پلٹکر نہ آئین نہین معلوم انپر
کیا گذری ذکر انکا کہا جائیگا ضیغم جو اپنے لشکر مین آئے سردارون سے اپنے کہنے لگے کہ دیکھو صاحبو سنتے ہو
مجھے بڑا تھا کہ یہ فرزند تاجدار زادے کا ہی وہی بات نکلی مین بھی جا کے شریک ہون کچھ مختلف صلاح ہوئی ضیغم نے کہا

بجا جائیگا منشب ہر لشکر صاحبقران کا اُسی مقام پر رہا صبح کو لشکر آراستہ ہوا قطع منازل و طی مراحل کرتے
ہوئے صاحبقران چلے برق فرنگی جو تلاش مین اپنے اُستاد کی جاتا تھا پانچ کوس پر آ کے ٹھیرا ایک نخل کے
سایے مین بیٹھا سوچ رہا ہے کہ اُستاد کا کچھ پتہ نہ ملے اسی سوچ مین بیٹھا ہے کہ دیکھا ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہے
برق ایک گوشے مین چھپا وہ ساحر زمین پر اُترا پانی پینے چلا ایک جھیل پر آ کے پانی پیا برق مسافر بنکر ساتھ
ساحر کے آیا خود بھی پانی پینے لگا کہا کیون میان ساحر کہان سے آتے ہو ساحر نے کہا قلعہ فیلسران کے رہنے
والے ہین وہان کا حاکم فیلان سیہ پوش ہے اور نگہبان یہان کا سلطان کرگدن سوار تھا اُسکے مارے
جانے سے پردہ اُٹھ گیا ملک ظاہر ہو گیا فیلان جا کے عمرو کو پکڑ لایا قید خانے مین قید کیا ہے مین نامہ لے کر
خدمت شاہ طلسم مین جاتا ہون اور بھی دو عورتین یہان قید مین باعث یہ ہوا تھا کہ فیلان سیہ پوش کا اُس طرف
گذر ہوا ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو و زہرہ زادی پر پڑا بادشاہ سلما پر عاشق ہوا اُنکی بیٹی
گذر رخ نگر وہ سرکش وصل نہین قبول کرتی اب بادشاہ کو منظور ہوا کہ شاہان طلسم کو آگاہ کرین کہ جیسا حکم
وہ بجا لاؤن ارادہ ہوا تھا کہ ساربان زادے کی قید روانہ کر دے شیر دل نے سمجھایا ایسا نہو راہ مین کوئی
اُستاد چھڑا لے آپ صرف خبر کر دیجیے شاہ طلسم کسی ساحر کو بھیج کر بلوا لینگے اسوجہ سے مجھکو بھیجا ہے اور یہ بھی خبر ملی
ہے کہ لشکر صاحبقران بھی اسی طرف آتا ہے شاہان طلسم کو خبر ہو جانا ضرور ہے برق نے یہ حال دریافت کر کے
نام پوچھا اُسنے کہا میرا نام مقام بن مقیم ہے برق نے باتون مین لگا کے اسکو بیہوش کیا نامہ اُسکی کمر سے
نکال لیا اُسکی پشت پر طرف سے شاہان طلسم کے جواب لکھا کہ تم بڑے خیر خواہ ہو مقام بن مقیم کو تو جتنے
یہان روک رہا وہ علیل ہو گیا ہے بعد ایک ہفتے کے وہ آئیگا سرگردان جادو اپنے معتبر ملازم کو روانہ
کرتے ہین عمرو کی قید اسی کے ہاتھ روانہ کرو یہ نامہ لیکر چلا ایک ساحر زرد دست کی شکل بنا ہوا موم کے سانچے
جا کے بازارون مین پہنچا ہے ایک چپیل گلے مین پڑی ہوئی اسی صورت سے قلعے مین آیا تمام ساحر قلعے مین بستے
ہین ہر گھر سے دھوان اُٹھ رہا ہے برق دیکھتا بھالتا ہوا قریب دار الامارہ شاہی پہونچا دیکھا اسباب عیش
مہیا ہے چوبدار یساول حاجب دربان درگہ سالار دروازے پر بیٹھے ہین برق نے آ کے سلام کیا کہا جا کے
فیلان سیہ پوش سے اطلاع کیجیے کہ صاحب شہنشاہ طلسم در دولت پر حاضر ہے جواب نامہ لیکر آیا ہے امیدوار
باریابی ہے درگہ سالار نے جا کے عرض کی فیلان نے کہا بلاؤ برق فرنگی اندر گیا دیکھا ایک بادشاہ ساحر
زبردست گرد اُسکے ہزارہا ساحر بیٹھے ہین تمام سامان عجائب و غرائب کسی طرف شعلے بھڑک رہے ہین کہین پانی
برس رہا ہے برق نے پایہ تخت کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا فیلان نے نامے کو پڑھا پوچھا اے سرگردان جادو ہمارا
سرپرست سلطان کرگدن سوار مارا گیا صاحبقران یہان تک آ پہنچے اب لشکر کشی کر کے آتے ہین
اگر یہ قلعہ فتح ہوا تو قلعہ طلسمی پر مقابلہ پڑیگا شاہون نے کچھ تدبیر کی ہے سرگردان نقلی نے کہا حضور وہ وہ
سامان ہین کہ طلسم کشا کا زندہ بچ کے جانا دشوار ہو مرحلے کوٹنے سے کچھ شاہون کا نقصان نہین ہوا وہ وہ
ساحران نامی جمع ہین کہ زمین ہلا دینگے طبقات زمین آسمان پر پہونچا دینگے عمرو کو طلب فرمایا ہے فیلان سیہ پوش
نے کہا ساربان زادے کو لاؤ اے سرگردان جادو مجھکو خوف ہوا کہ ایسا نہو عمرو کو کسی کے ہاتھ روانہ کرون
یہ بھی مشہور ہے کہ طلسم مین ان لوگون کے مددگار سب ہین سلطان نے جا کے کیا کار نمایان کیا مگر سنا کہ بلاے
آسمانی آئی آسمان سے برفین گرین ۲ ہزار دہ قتل ہوے اسوجہ سے مین نے عمرو کو نہین روانہ کیا اسپ

برق فرنگی سوچا کہ اگر خالی اُستاد کو رہا کیا تو کیا کمال کیا ملکہ سلماسے گوہر پوش دیلاسے عنبر مو کو بھی لیلون کہا حضور راہ دور و دراز طے کرکے آیا ہون اگر حکم ہو تو شب کو یہین رہجاؤن فیلان نے کہا بجائی تمہارا گھر ہو جہان جا ہو رہو کہا حضور اس زمانے مین کشایان طلسم نے کیا کیا سامان سیا کیا کیسے کیسے ساحران نامی مقابلے مین طلسم کشا کے گئے جو ساحر گیا مارا گیا ای بادشاہ عالیجاہ اصل یہ ہو کہ طلسم کشا صاحب برج طلسمی ہو لوح ہر نیک و بد کی خبر دیتی ہو کسطرح کوئی طلسم کشا پر غالب آئے یہ کہکر برق فرنگی نے اپنا رنگ جمایا جلسہ آراستہ ہونے لگا فرابے شراب کے گشتیان کباب کی ملازم لا لا کے رکھنے لگے سازندے دست بستہ ہوے اب برق فرنگی محفل مین آکے بیٹھا کہا اگر حکم ہو گا دن فیلان نے کہا کیا مضائقہ ہو اول برق نے نمک زبان گایئن پھر یہ غزل شروع کی نظم

جہان مین نقش پیری سے سفر عالم نے کم پایا
مکان پر تمکین ہوتے ہین از خود طلب سے پیدا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبھی دیکھی نہ پھر گزاشت رنج کی ترقی نے
نہین ممکن جدائی بات ان دونون کے سلسلے مین
نکالا اوج زمین جو دوا جگو بعد مرنے کے
رہا ترک ادب کا پاس بسکہ اسقدر باقی
بشر سے قالب آہن نہ یا وہ عمر رکھتا ہی
ہزارون خشین کین پر خلاف اُسکے نہین دیکھا
جہان بیٹھے مین دل ہی آرزو بھی سامنے رکھے
جھکا دیتی ہو حاجت بیشتر عالی مزاجون کو
نکلجا بیٹھے دل مین حوصلے جو جوکر آ بیٹھے
تصور سمجھے ہر طرح قسمت مین بستر ہی
تصدق جائیے سو سو طرح تقدیر عاشق کے
نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا اٹھا

کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ بے خم پایا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
مری آنکھون کو دامن نے صدا ابر کرم پایا
بشکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
اُسے بالائے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا ستم پایا
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
تمہاری ہٹ کو بھی ای جان جان بے قسم پایا
ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا
سدا اپنے سر مضمون کو پابوس قدم پایا
کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
کہ جب مین نے اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا
ملی ہو کہ اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس رنگ مین برق نے اس غزل کو گایا کہ فیلان خوش ہو گیا برق نے توجہ جام شراب کا شروع کیا شراب کو الٹ پلٹ کرنے لگا اب اسکا ارادہ ہوا کہ شراب مین بیہوشی ملاؤن برق نے اول ہی دیکھا تھا کہ پہلو مین ایک کمرہ ہو اسمین چند طائر بیٹھے ہین کچھ شاخین نخل کی خشک لگی ہین اُن شاخون پر وہ طائر بیٹھے ہین مگر خاموش حرکات برق فرنگی کو بغور دیکھ رہے ہین حیرانی و پریشانی اُنکے چہرے سے ظاہر ہو برق جو فکر بیہوش کرنے کی کرتا ہو وہ طائر اسی طرف نگران ہوتے ہین برق نے کچھ خیال بھی نہ کیا جام لبریز کرکے اسمین بیہوشی ملائی ہنستا ہوا سامنے فیلان سیہ پوش کے آیا کہا حضور جام نوش فرمائین انجام بہتر ہو گا ہر دو قدح نہ پہنچے جیسے ہی وہ جام فیلان سیہ پوش نے اپنے ہاتھ مین لیا ایک طائر نے پکار کے کہا او گستاخ ہم تجھے نگاہ ملاتے ہین ہماری جانب خیال نہین کرتا حقیقت مین یہ مقام صد رہی طلسم مین سدا سرفرازی

فیلان رشک کیا طائر نامہ رسان ہوا فیلان سیہ پوش نے کہا ای طائر ساحری صاف صاف کہہ ہماری سمجھ مین
یہ نغرہ نہین آیا تو کیون پیچ و تاب ہوا طائر نے کہا ای شہنشاہ مقام افسوس ہی ہم نام تو نہین جانتے مگر یہ سمجھ گئے
کہ یہ شخص جو آپکو جام دیتا ہی انجام بہتر نہین ہی کسی کا عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی برق نے دیکھا یہ تو غضب ہوا
قصد کیا اپنے مقام سے جنبش کرون کہ طائر شاخ پر سے اڑا برق فرنگی کے سر پر سایہ طائر کا جو
پڑا معلوم ہوا کہ کسی نے تودۂ بارود مین چنگاری ڈالدی سب رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت
اصلی نظر آئی برق اپنے مقام سے جنبش بھی نہ کر سکا فیلان نے کہا او مکار مین ایسا بادشاہ عالیجاہ ہون کہ مدت
سے معشوقہ طلسم کشا میرے قلعے مین قید مین مفتاح خزانہ دار ملکہ عالم کو اٹھا کے لایا لا کے میرے سپرد کیا
مین نے آج تک خوب حفاظت کی کوئی مجھ تک نہ آسکا تو نے میرے ناسدار لو کیا کیا اب تو اہلیان دربار
نے پہچانا کہ یہ برق فرنگی عیار ہی کہا بارد آج نئی بات ہوئی کہ میرے ملک مین عیار آیا پلٹ کے طائرون
سے کہا دیکھو تو میرا اعتبار کہان ہی اب ہم نامہ اور طور سے روانہ کرینگے طائر نے کہا ای شاہ نامدار آپکا ایک
درہ کوہ مین پڑا ہی کچھ لوگ گئے جا کے اسکو ہشیار کر کے لائے اسنے کہا ای شہنشاہ اسنے مجھے راہ مین بیہوش
کیا اور آپ یہان آکے مکر کرنے لگا فیلان سیہ پوش نے کہا اب اسکو قتل کرنا چاہیے ہمارے ملک مین آج
یہ نئی بات ہوئی کبھی کوئی عیار یہان نہین آیا جلد جلاد کو بلاؤ خواجہ عمرو قید خانے مین سرنگون بیٹھے ہین
سالار جادو نگہبان کرسی پر بیٹھا ہی کہ خواجہ نے دیکھا چند جادوگر دوڑے ہوے جاتے ہین ہر ایک کی زبان
پر یہی جاری ہی کہ برق فرنگی پکڑا گیا یہ جو خواجہ نے سنا ہوش اڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا گھبرا کے کہا
او سالار جادو سنتا ہو عرض کرونگا ذرا میرے پاس آئیے یہ معلوم ہی کہ برق کے واسطے جلاد بلایا جاتا
ہی اسوقت خواجہ نے اپنے قریب سالار جادو کو بلایا کہا ای بھائی ہمارا شاگرد گرفتار ہوا اسکے قتل کا
حکم ہوا ہی ہمین بھی اب یقین کامل ہوا اگر اب ہم زندہ رہینگے آپ رحم کی التجا مین امیدوار ہون کہ جو کچھ مال
میرے پاس موجود ہی اسکو لے جیے میری اولاد کو بھیج دیجیے گا آپکے چہرے سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ ضرور
روانہ کر دیجیے گا کچھ تعلب نہ ہوگا یہ سنتے ہی سالار جادو بیٹھ گیا دروازہ قید خانے کا بند کر لیا خواجہ
نے کچھ نگینے جواہرات کے نکال کے دیے جواہرات کو دیکھ کے بہت خوش ہوا کہا کیون خواجہ کچھ اور بھی ہی
مین سب چیزین تمہاری بحفاظت روانہ کر دونگا عمرو نے کئی پڑیان نگینون کی نکالین سالار دمبدم یہی پوچھتا ہی کیون
خواجہ اور بھی مال تمہارے پاس ہی عمرو کہتا ہی ہان اور بھی ہی خواجہ نے اپنی قدیمی ڈبیا نکالی سالار جادو
کو دی سالار نے کہا خواجہ مین تمسے اقرار معقول کرتا ہون کہ یہ سب مال تمہارا تمہاری اولاد کو پہنچا دونگا
خواجہ نے کہا حضور اسکو نہ کھولیے گا اسمین ایک نعمت رکھا ہی جسکو دیجیے وہ سلطنت آپکو دیدے اصل تو
یہ ہی کہ سلطنت کے مول کی بھی سستی ہی اسنے پوچھا ای برادر اسمین کیا ہی عمرو نے کہا ایک تختی الماس کی ہی یہ
لقا کے تاج سے پائی تھی جب مین نے قیلول پر جا کے لقا کی ریش تراشی یہ تختی کنگرۂ تاج پر لگی تھی سامان
زندگی اسی سے ہی سالار جادو نے نہ مانا کہا مین ضرور دیکھونگا خواجہ ہان ہان کرتے رہے اسنے ڈبیا کھولی
اسمین سے بیہوشی نکلی سالار بیہوش ہو کے گرا خواجہ نے سالار جادو کو اپنی صورت بنایا گینہ عیاری کا
اسکے گلے مین ٹھونس دیا آپ اسکی شکل بنکر تیار ہوے ہنستے ہوے باہر نکلے آکے دربار مین فیلان سیہ پوش
سے قتل برق کو روکا عرض کر رہے ہین ای شہنشاہ اگر آپ اس عیار طرار کو قتل کیجیے گا سرداران لشکر حمزہ

اس ظالم پر جان دیتے ہین سب آپ بیٹھے جان دے کر رہینگے ان باتون مین عمرو نے فیلان کو الجھایا ہی سب اہل دربار کا یہی قول ہی کہ حضور اگر یہ بھر رہا قتل ہو گیا سارا بان زادے کا بازو ٹوٹ جائیگا خواجہ نے باتون مین لگا کے فیلان کو بہلایا ہی کہا حضور دیکھیے ہمارے ایک دوست نے چند اشعار کہے ہین انکو سماعت فرمایئے آپ خوب آگاہ ہین کہ مجھکو گانے کے نام سے نفرت تھی رات کو میرے خواب مین سامری و جمشید آئے کئی علم مجھے تعلیم کیے مین پہلے علم موسیقی کا امتحان کرتا ہون یہ علم سب مین سخت ہی یقین تو یہ ہی کہ جو یہ علم آگیا تو سب علم آگئے ہونگے سماعت فرمایئے برق کے بچانے کی فکر مین عمرو نے یہ اشعار شروع کر دیے ساری محفل مین ہنگامہ ہی عمرو جان توڑ کر گا رہا ہی نظم

بستگی سے ہی یہ آگے دہن تنگ کا رنگ
جھگا پڑتا ہی لبون سے مئے گلرنگ کا رنگ

ہجر مین ہی یہ ترے عاشق بے ننگ کا رنگ
زرد گیندے کی طرح ہی گل خوشرنگ کا رنگ

ساقی مہر لقا کا جو پڑا پرتو رخ
آفتابی نظر آیا مئے گلرنگ کا رنگ

ہم فقیرون کے شہنشاہ بھی ہین دست نگر
مٹ گیا بوریے کے سامنے اورنگ کا رنگ

بگلیا ساغر میں عکس لب گلگون سے
شنغیہ ہوا ایسا قدح بنگ کا رنگ

عکس خادر رخ گلگون سے ترے ای شہ حسن
لاجوردی نظر آیا گل اورنگ کا رنگ

دیکھ کر کشتا ہی رنگ شفق شام ادھر
شوخ اس مرتبہ ہی رخ بت سنگ کا رنگ

سرخ جو صورت گل یار کے کھلتے ہین
پھوٹ نکلا ہی یہ رخسارہ اورنگ کا رنگ

کان دھر کر وہ مرد حال نہین سنتے ہین
گل سے بگڑا ہوا ہی عاشق بے ننگ کا رنگ

ہچکیان شام سے آتی ہین برنگ مینا
آج بدلا ہی ترے عاشق بے ننگ کا رنگ

رات بھر سامنے بیٹھے وہ بجاتے ہین ستار
پردے پردے مین جمایا ہی عجب ڈھنگ کا رنگ

پرتو رخ سے زنگلنار ہوا رنگ شراب
سبزۂ خط کے سبب سبز ہوا ہنگ کا رنگ

بستگی ایسی نہ آگے تھی نہ ایسی سرخی
غنچۂ گل نے اڑا دیا دہن تنگ کا رنگ

مجھکو تا عاشق یک رنگ زمانہ سمجھے
میری تصویر مین ہو چہرۂ گلرنگ کا رنگ

سبزہ زردیون پہ کہان فوق ہی گردیون کو
سنئے گلرنگ یہ طرہ ہو کیون تنگ کا رنگ

ان بتون کی ہو بھلا ایک سی صورت کیونکر
مختلف ہوتا ہی ای نور ہر اک سنگ کا رنگ

قضا را کار خواجہ تو دربار مین فیلان کے گا رہے ہین برق کے بچانے کی فکر مین ہین سنئے جادو ناظم فیلان کا تین لاکھ فوج ہمراہ لیے ہوئے طرف اطراف کے جاتا ہی کسی راجہ نے سرکشی کی ہی اس وجہ سے اسنے فوج بھی زیادہ لی ہی پانچ کوس پر قلعہ سیاہ پوشان سے نکلا ہی ایک مقام پر اسنے قیام کا حکم دیا ساحر اترنے لگے خیمے بارگاہین استادہ ہونے لگین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان بڑے زور و شور سے آتا ہی لشکر ساحران کو ساتھ لیے ہوئے ملک اخضر کئی لاکھ ساحرون سے آتا ہی اسنے دیکھا یہ صحرا پر بہار ہی مقام بھی معقول ہی اور کسی کی بارگاہ استادہ ہو رہی ہی پلٹکر دیکھا سیارہ ستارہ شناس چلا آتا ہی اخضر نے کہا اسے بہادر اس بارگاہ کو جا کے اکھڑوا دو اس مقام پر بارگاہ طلسم کشا استادہ ہوگی زنار بیلوے کاہن مین تھی اسنے اپنا طاؤس بڑھا کے کہا ای شہنشاہ طلسم منو سواد کیا ارشاد ہوتا ہی اخضر نے کہا کہ یہ بارگاہ اکھڑوا دو یہان

بارگاہ صاحبقران استاد بھی کی زنار نے جو طاوس بڑھایا ملکہ انجم نے کہا بوا یہ بارگاہ ناظم قلعہ کی ہے کہین
جاتا ہے ہم ابھی جا کے ہٹانے دیتے ہین ملکہ انجم و مہر طلعت دونون شاہزادی و وزیرزادی طاؤس بڑھا کے
چلین جیسے ملکہ انجم گرجاتے دیکھا کسی نے اپنا طاؤس بڑھایا کسی نے تخت بڑھایا نعمان جادو نے جو دیکھا کہ ہزار ہا
ساحر میری جانب آتے ہین اپنے ساحرون کو اشارہ کیا اگر ادھر نہ آنے دو اسکے ساحر بھی سحر کرنے لگے
انجم نے گرتے ہی آگ لگا دی مہر طلعت نے پانی برسایا عجب لشکر مین ملکہ خورشید آئی تھین پوچھا صاحبو یہ
کیا ہنگامہ ہے لوگون نے کہا لشکر نعمان سے مقابلہ پڑ گیا ملکہ خورشید نے جبس کو اٹھوایا اسوقت آ گئے یہو کہین
کہ ملکہ انجم و مہر طلعت نے ہزارون جادوگر مارے ڈالدیے جا رہی ہین بارگاہ کو جلا دون کہ ملکہ خورشید کا نعرہ
ہوا ناگہ جو بلانے شعلۂ آتش گرے بارگاہ نعمان جلنے لگی اسنے حکم دیا قریات مین خبر کرو سب زمیندار آ کے
مدد کرین کہہ رہا کہ ناظم فیلان سیہ پوش جاتا تھا اُسکو مسلمانون نے لوٹ لیا ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے
دیہات مین جو یہ خبر پہونچی سب زمیندار اپنی اپنی گنوار لیکر چلے ملکہ خورشید نے جو دیکھا گاؤن کی گنوار آتی ہے
آگے آگے زمیندار کا ٹٹو پر سوار سائیس ہمراہ زد بجائے زین پوش دری بڑی پرانی پشت پر کئی ہزار گنوارون
کی گنوار ڈھال بھالے باندھے ہوے کسی کے ساتھ بانس ہین کوئی سپاہیون کو ساتھ لیکر آیا ہے دھوتیان باندھے جو
بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے آ پڑے ملکہ نے جو اس حال کو دیکھا کہ ایسا نہو ساحرون کے پیر اکھڑ جائین ایک زمیندار
کو دیکھا نہایت قوی تن فوج مین بارہ ہزار اسی پشت پر آمادہ کیا ہے کہ اسپون کو حکم دون کہ ان پر جا کے تیر
چلین جیسے ہی زمیندار نے ارادہ کیا ملکہ خورشید نے بڑھ کے عرض کی ٹھاکر صاحب آداب تسلیمات عرض ہے جیسے
آنکھ ملانا چاہیے جیسے ہی اُس زمیندار نے آنکھ اٹھائی نگاہ سحر آگین جو اُسپر پڑی بلک گیا جال جہان آرا دیکھ
ہوش پراگندہ ہوے دیکھا اس معشوق نے کیا قد سرو دیا یا ہے سرو لب جو اسی قد کا سایہ ہے بے اختیار
قد کی تعریف مین پکار اٹھا نظم

ہے یہ بیجا جو اُسے سرو و صنوبر کہتے ہین	کہ وہ ذی عقل ہے کیون اُسکو شجر کہتے ہین
جان جبتک ہے یہ لپکا ہی نظر بازی کا	کہ رگ جان ہے جسے تار نظر کہتے ہین
دشت وحشت نے کیا چاک گریبان مرا	کیا اسی کو شب فرقت کی سحر کہتے ہین
داغ فرقت سے مین غربت مین جلا جاتا ہون	راست کہتے ہین سفر کو جو سقر کہتے ہین
مثل یعقوب ہمین عشق ہے اُس یوسف سے	اپنے محبوب کو ہم اپنا پسر کہتے ہین
چپ اگر بیٹھے ہین ہم تو وہ بگڑ بیٹھے ہین	منہ بنا لیتے ہین جو منہ سے اگر کہتے ہین
جو نصیحت نہ سنے اور سنے آشفتہ ہین سب	اُسکو ہم کور بھی کہتے ہین جو کر کہتے ہین
سبزۂ رز کی مرے آگے ہو رفعت کیا خاک	زرد رختی کو نظر مین جسے زر کہتے ہین
اُڑ چلا حسن ترا اُسکے نکلتے ہی صنم	جسکو سب کہتے ہین خط ہم اُسے پر کہتے ہین
ہجر مین مسند جو ہے غم سے مبدل ناسخ	ساغر بادہ کو ہم دیدۂ تر کہتے ہین

وہ زمیندار تعریفین ملکہ کے حسن و جمال کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا ملکہ خورشید نے فرمایا ای
ٹھاکر صاحب یہ جو ہمراہی آپکے ساتھ ہین انسے کہیے لشکر نعمان کو قتل کرین تو ہم رضامند ہون یہ سنتے ہی زمیندار کی
آنکھین سرخ ہو گئین بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا دوڑا ملکہ نے اسکے ساتھ والون کو بھی جمال باکمال دکھا دیا سب

گنوار اپنے طور پر تعریفیں کر رہے ہین کوئی کہتا ہے جیسا چہرہ چاند ہے ایک کہتا ہے اس چہرے کے سامنے چاند بھی تو ماند ہے
کوئی تعریف قد زیبا کرتا ہے کوئی کہتا ہے جوانی پر کیا ابھار ہے ایک کہتا ہے معشوق طرحدار ہے ملکہ خورشید نے اشارہ
ہو گیا وہ ہزار جادوگرون نے تیر لشکر نعمان پر مارے دوسری طرف سے ملکہ انجم نے سحر کیا دس ہزار جوان جلبلاتے
ہوے لشکر نعمان پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا ہر ایک خود پسند نعمان نے جو یہ معرکہ دیکھا
کمیل جادو اپنے لشکر کا سپہ سالار قریب تھا کہا اے کمیل جادو ذرا تم اتنی تکلیف کرو خدمت مین فیلان سیہ پوش
کی جاکے عرض کرو کہ لشکر حمزہ سے لڑائی پڑ گئی کمیل جادو دوڑا یہان وہ وقت ہے کہ خواجہ افضل سالار جادو
فیلان سے باتین کر رہے ہین کہ کمیل آکے پہونچا کہا اے شہنشاہ جلد اپنے طرفدارون کی خبر لیجیے خواجہ عمرو زندانی تو
ملکہ سلماء و لیلا کا بھی پتہ پا چکے ہین یہ سن لیا کہ مرجان جادو فلک کا نگہبان ہے خواجہ مقام سے بھی آگاہ ہین کہ
کمیل نے آکر سب کیفیت بیان کی کہا حضور بڑا غضب ہو گیا نعمان کا لشکر سب قتل ہو رہا ہے یہ سنتے ہی فیلان گھبرایا
شیر جادو اپنے وزیر سے کہا جلد لشکر تیار کرو جو لاکھ فوج اپنے تیار کی کہا حضور سب فوج تیار ہے فیلان نے
کہا اے سالار تم بھی چلو گے انھون نے کہا حضور غلام بیان کا انتظام کریگا عمرو تید ہے فیلان سوار ہوا سالار کو
یہین چھوڑا اسوقت جاکے پہونچا کہ نازنینان سہ جبین نے سب کے دل لوٹ لیے ہین ہر طرف الراکھڑا اگر منہ کے
بل گر رہے ہین نعمان کو ملک اخضر نے بڑھ کے مارا زمین ہلا دی لاشے ہزار دن پڑے ہین گنوار ہی بھاگتے
پھرتے ہین اپنے آتے ہی فوج کو اشارہ کیا فوجین ملگئین گر شاہزادیون نے قیامتین برپا کرین ملکہ انجم و
خورشید سے نگاہ مل رہی ہے انھون نے دو ہزار کو بیہوش کیا تو انھون نے چار ہزار کو سحر مین پھنسایا ہنگامہ
گیرودار بلند ہے جیسے ہی فیلان آکے پہونچا زمین کانپی طائر آشیانون سے اڑے نخل تھرا کے گر رہے نعرہ
صاحبقران کی آواز آئی طلسم کشا کو دیکھ کر ساحر بھاگے ہر چند فیلان للکارتا ہے کہ یارو تم کے لوٹو اعتبار
پریشان ہو کوئی ملکہ انجم کے سامنے ہاتھ باندھ کے آیا کوئی سو افسر آنے کہ جو منظم لشکر فیلان تھے رو بہا
سے ہاتھ باندھ کے سامنے آئے عرض کی ہم لازمان قدیم مین ہماری کبھی یہ مجال ہے کہ حضور سے مقابلہ کرین
ملکہ خورشید نے ان سب کو لاکے قدمون پر صاحبقران کے گرایا ساتھ فیلان کے آئے تھے پھر کے لشکر
فیلان کو تباہ کرنے لگے فیلان بھاگا بھاگا پھرتا ہے چاہتا ہے پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن مگر ایسا گھیرا پڑا ہے کہ
نکل نہیں سکتا یہان خواجہ نے یہ کام کیا کہ برق کو رہا کر لیا فیلان کی شکل پر سامنے مرجان جادو کے آئے
اب عمرو کی نگاہ پڑی کہ ایک کمرے مین دو قفس رکھے ہین ایک مین ملکہ سلماء کو بیہوش ایک مین لیلاء عنبرین مو
چہرے آزاد اس عالم یاس مین سرنگون بیٹھی رو رہی ہین عمرو کا کلیجہ منھ کو آ گیا کہا اے مرجان تمنے سنا لشکر
طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا مین تجسے ایک صلاح کرنے آیا ہون کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو لڑین مرجان نے کہا
اے شہنشاہ مجھے خوف آتا ہے کہ طلسم کشا صاحبقران ہے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اب شاہان طلسم کی مدعت کا انجام
ہوا چاہتا ہے آجتک انکا یہی قول تھا کہ طلسم کشا یہانتک نہ آسکیگا آخر طلسم کشا یہان تک پہونچا اب شاہان طلسم
نے خراجگزار دن کو روانہ کیا یقین ہے کہ وہ سب یہان آئین با قلعۂ طلسمی پر مقابلہ پڑے خواجہ نے باتین
کرتے کرتے کہا اسے کرسی اٹھا لا ایک لازم نے کرسی اٹھا لی خواجہ کرسی پر بیٹھے مرجان یہی کہتا ہے آپکا جانا
مناسب نہین عمرو نے کہا لازم سے اپنے ایک گلابی تو منگا لو یہ دولت کا نشہ اتر گیا ہے اس بات پر مرجان
کھٹکا دوڑ کے کمرے مین گیا گلابی اٹھائی ورق کہانت کو دیکھا مسکرا کے خاموش ہوا جاکے خواجہ کو گلابی دی

کہا وہ جیسے سامنے دھوئین اُٹھ رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ طلسم کشا نعمان تک پہونچ گئے اور کان مین آواز آئی ہر کشتی میرا نام بن نعمان جادو بد دجیسے ہی خواجہ نے اپنے ماش کے دانے مارے اُن دانون نے سب رنگ و روغن جلا دیا خواجہ بصورت اصلی ہوگئے مرجان جادو غل مچانے لگا ارے یارو نہین معلوم بادشاہ کے ساتھ ابن ظالم نے کیا کیا ایک ملازم فیلان کا دوڑا ہوا آیا عرض کی بادشاہ تو ارائے مقابلہ گئے ہین مرجان جادو نے کہا ساربان زادہ انکی شکل بنکر میرے پاس آیا جیسے ہی اسنے شراب مانگی میرا دل کھٹکا اسے گرفتار کیا چند ساحرون سے کہا جلد شاہ سے جاکے اطلاع کرو کہ آپ تو وہان گئے جہان ساربان زادے لے دھوکا دیا تھا مین نے اُسے گرفتار کرلیا حضور طبل امان بجوا کے پلٹ آئین دو تین ساحر چلے کہ شاہ سے خبر کرین ملکہ سلمانے جو دیکھا خواجہ گرفتار ہوے کہا کیون لیلا تو نے بدنصیبی ہماری دیکھی خواجہ ہمین رہا کرانے آئے تھے خود گرفتار ہوگئے لیلا نے کہا ہماری تمہاری رہائی ممکن قضا ہمکو لیکر جہان آئی ہی اب ہم تا بہ قید حیات رہائی نہ پائینگے اسی زندان مصیبت مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اب کوئی سبیل رہائی کی نہین معلوم ہوتی نظم

پستی ہمہ نصیبہ ما شد ز بخت ما
قارون صفت ز خاک برد تاج و تخت ما

نالی نصیبہ جا نشیں زہر بر خود اشت
مشکل بسنہ بود دل لخت لخت ما

چون روح در زمین تن ما جارہ فناست
سودا بکار گاہ جنون بافت رخت ما

مانند کشتی کہ ز طوفان رہا شود
از خار بود گریہ ما پر ست تخت ما

نازک تری زجان جہان زان نمی شود
در گیر با تو صحبت این جان سخت ما

صہبائی انچہ آہ دل ما بہ چرخ کرد
چرخ از حسد کند ہمہ اکنون بہ بخت ما

شاہزادی وزیرزادی دونون رو رہی ہین مرجان کہتا ہی اے ملکہ عالم آپ کیون رو رہی ہین وزیر و شاہ آپ دونون کے خواہان ہین آپ کیون نہین قبول کرتین اور میرے پاس نامہ آتا ہی ہر ایک لمحہ یہی حکم ہی کہ ملکہ کو ہمارے وصل پر راضی کرو ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بیقراری بڑھ گئی وہ ملازم جو مرجان کے بھیجے ہوے پہونچے فیلان پر وقت تنگ ہی ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین ایک طرف سے شاہزادیان زخمی چلی آتی ہین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ فیلان کو مارلین یہ ملازم جو پہونچے دور کھڑے ہوے ہین کئی مرتبہ آواز دی اے شہنشاہ ذرا علحدہ آئیے کچھ آپ سے کچھ عرض کرنا ہی فیلان نے تو لڑائی مین کچھ ساعت نہ کی سیارہ ستارہ شناس ایک گوشے مین کھڑا یہ باتین سُن رہا ہی سیارہ نے فوج کو تو اس طرف روانہ کیا کہ فیلان کو چہار جانب سے گھیر لو اور آپ کنارے آکر منھ پر ہاتھ پھیرا فیلان کی شکل بنکر سامنے اُن جادوگرون کے پہونچا کہا یارو کیون مجھے پکارتے ہو اسوقت کیون دوڑے آئے اُنھون نے دست بستہ عرض کی حضور تو اسطرف آئے ساربان زادے نے قید خانے سے نکل کر آپکی صورت بناکر سامنے مرجان کے آیا اُسکو حال معلوم ہوگیا کہ یہ ساربان زادہ ہی فوراً پکڑ کے عمرو کو پکڑ لیا اگر حضور کا حکم ہو تو اُسکا سر لاکے حاضر کرین سیارہ نے کہا تم چلو ہم آتے ہین ساحر تو اسطرف گئے سیارہ تڑپ کے بلند ہوا ادھر ساحرون نے آکے مرجان سے بیان کیا کہ حضور شاہ آتے ہین عمرو کو زیر تیغ بٹھائیے ملکہ نے دیکھا جلاد تیغ کھینچ کر سر پر عمرو کے آیا عمرو سرنگون ہے کلیجہ خون ہوا جاتا ہی اے خداوند حقیقی میرے تیرے کوئی سر انددیب پروردہ ہوا ہی کہ جو اُسکا سامنا ہو بچالے تو بچا ہی تیرا نام بچانا ہی مشکل کی حل کر تو کریم کارساز ہی سامع الدعوات ہی تیرے ایسے کارساز ہونا کتنی بڑی بات ہی

زہے خدائے عزاوفزشاہ وشاہنشاہ	شہانِ ملکِ ولایت غلام آن درگاہ	کسے رحیم بگوید کسے بجگو بد رام
کسے عزاو کسے ایشر وکسے اللہ	زہے خدا کہ زانوار ذات خود در وگ	نمود جلوہ روز و شب و سفید و سیاہ

خواجہ عمرو زار زار روتے ہیں گرد و نوں شاہزادیاں بھی رو رہی ہیں مرجان کھڑا ہوا اچھل رہا ہی جلاد سے کہتا ہی جلد اس ساحرزادی زادے کو قتل کر یہ زندہ نہ بچے اسکے قتل ہونے سے طلسم کشا کی کمر ٹوٹ جائیگی جلاد تڑپ کے قریب خواجہ کے آیا مرجان نے کہا سر کاٹ لے جلاد نے لپک کے خنجر مارا ایک برق کڑک کے گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے مرجان نے لاشہ جلاد کا جو دیکھا گھبرا گیا کہا ارے یہ کیا ہوا چہار جانب دیکھنے لگا دوسرے جلاد کو اشارہ کیا دوسرے نے خنجر کھینچا تھا پھر برق تڑپ کے گری ہاتھ اسکا بھی اڑ گیا جلاد چیختا ہوا بھاگا مرجان نے دیکھا ایک ٹکڑا ابر آسمان پر بے وقت چھایا ہوا ہی اسنے اٹھانے کو گرز مارا ابر پھٹا سیارہ ستارہ شناس ملکہ ابر سے مثل آفتاب کے ظاہر ہوا کڑک کے گرا قید جسم سے خواجہ کے گری کئی ساحر بگڑ کے مارے خواجہ جو رہا ہوئے گلیم اوڑھ کے پوشیدہ ہوئے سیارہ و مرجان سے سحر چلنے لگا چند ساحر جو اسکے قریب ہیں جب قصد کرتے ہیں کہ سیارہ پر جا پڑیں مگر اسنے کسی کو گرز مار دیا کسی کو جلا دیا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا سب ساحران زبردست ترفیلان کے ساتھ گئے ہیں رعایا کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں ہیں یہ تماشا سنا تو جو ہوا اپنے اپنے کوٹھوں پر چڑھ کے دیکھا قید خانے کے دروازے پر کئی سو ساحر مرے پڑے ہیں مرجان گھبرا گھبرا کے لڑ رہا ہی سیارہ مثل آفتاب چمک رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ کمرے میں گھس جاؤں ملکہ کو رہا کروں مرجان سینہ سپر ہوتا ہی آگے نہیں بڑھنے دیتا دو گھڑی کامل مرجان و سیارہ سے سحر چلا سیارہ کا بن طلسم ہی ہر مرتبہ یہی کہتا ہی او ملعون تیرے مرنے میں چند ساعتیں اور باقی ہیں انشاء اللہ تجھے قتل کرتا ہوں تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی اپنی جان بچا یا اطاعت دین اسلام قبول کر یہ ملعون کہتا ہی ای سیارہ کیا ہمارے باوا دادے وقرن کے بھٹون نے اس مذہب کو رواج دیا ہی ہم پرانے دو سو کو چھوڑ کے ایک کو قبول کریں سراسر عقل کے خلاف ہی سیارہ کہتا ہی تیرا قلب سیاہ ہی او جیسا پیدا کرنے والا وحدہ لاشریک ہی مرجان کب مانتا ہی یہی چاہتا ہی ایسا سحر کروں کہ سیارہ قتل ہو یا بھاگ جائے کسی طرح میری جان بچے چاہتا ہی غرق زمین ہو جاؤں مگر سیارہ نے ایسا سحر کیا ہی کہ زمین سنگ لاخ ہی قصد کرتا ہی اڑ کے جاؤں تو راستہ نہیں ملتا سحر چل رہا ہی ایک مقام پر مرجان نے ایک گولے پر اپنا خون ڈال کے مارا سیارہ نے گولے کو روک لیا وہی گولا ہاتھ میں لیکر پیچھے ہٹا چند قطرات خون اپنے جسم سے نکالے گولے پر ڈالے مرجان پر وہی گولا مار دیا مرجان پیچھے ہٹا ہر چند دشمنین دین سر ہلایا سامری و جمشید کو پکارا کوئی کام نہ آیا گولا سینے پر پڑا اپشت کو توڑ کے پار گزرا مرجان مر کے گرا وہاں صاحبقران اور فیلان سے سامنا پڑا فیلان نے بہت سے سحر کیے کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے لوح کو آگے کر دیا پلک فیلان کی جھپکی اسی عالم میں صاحبقران نے ہاتھ مارا تلوار سر پر پڑی سراسر کے چیرتے کر کاٹا صندوق سینہ سے گزری تلوار نے زمین میں رسہ دیا فیلان کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا آوازیں عجیب آنے لگیں بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من فیلان جادو بود قلعہ سیاہ پوشان کا بچا تک گرا مکانات گرنے لگے آسمان پر عرصہ دراز تک اندھیرا چھایا رہا معلوم ہوتا تھا قلعہ نہیں پردہ ظلمات ہی چہار سمت سے صدائیں ہیبتناک آتی تھیں سیارہ نے بہ تعجیل تمام شاہزادی اور وزیرزادی کو ایک تخت پر سوار کیا کہا اب اس قلعے سے نکل چلو جلدی تخت روانہ ہوا یہاں آواز جو آئی کشتی مرا نام من فیلان سیہ پوش بود ملکہ خورشید کو دیکھ

تھی سو افسر شریک ہو چکے تھے باقی اب فریاد کرتے ہوے دوڑے ملکہ خورشید نے سب کو لا کے امیر کے قدمون پر گرا دیا سب مطیع اسلام ہوے امیر نے بہرام سے فرمایا ای بہرام مقام افسوس ہی ہمنے یہ سنا تھا کہ اسی قلعے پر ملکہ سلماے گوہر پوش کا پتہ ملیگا افسوس اُس پروردۂ صد ناز و نعم اُسیپہ رنج و الم اُسوقت مقبول تاجدار بھی قریب آ گئے صاحبقران کو ملول دیکھکر عرض کی حضور شکر ہی کہ آپکی فتح ہوئی پروردگار نے اپنا فضل کیا لڑائی فتح ہوئی مگر حضور کو بہت ملول پاتا ہون آنکھون سے صاحبقران کی آنسو ٹپک پڑے فرمایا ای برادر کیا بیان کرین ہمارے دل کی عجب کیفیت ہی بقول شاعر نظم

کعبہ نہیں ہی زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقون کا یہی ہی مکان دوست

افسانہاے دوست مین کٹتے ہین رات دن
رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

گر خاک بھی ہوا تو ہوا کوے یار کی
بعد فنا بھی چھٹ نہ سکا آستان دوست

جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا امتحان دوست

نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہیں جز بیان دوست

بینا ہی تو تو دیدۂ بینا سے دیکھ لے
پیدا ہی ہر خفی و جلی مین نشان دوست

کیا تاب مدعی جو لگائے نظر اُنھین
رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست

جان دے کے بھی خوشی نہوئی میرے یار کی
راضی نہو سکا دل نامہربان دوست

ہوتی ہی رشک بے ادبی گالیون کے ساتھ
رکھتی ہی اور طرح کا چسکا زبان دوست

ہر سر فروشیون پہ بہائے جمال یار
ارزان ہی آج کل تو ستم کی دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہاں آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین
ہی اور رنگ پر چمن بے خزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھے جو برگ گل زلبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

دھوکے دیے نزاکت جانان نے ای نسیم
پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

بہرام نے بڑھ کے عرض کی اب حضور طرف قلعے کے متوجہ ہون دہان حال کھلیگا امیر نے بیٹ کے طرف قلعے کے دیکھا قلعہ اُڑ گیا مکان سب جل گئے علامتین بالکل شہر کی معدوم قریات مزارع باغ و جا کار زراعت ہوتی تھی یا تمام ریگستان معلوم ہوتا ہی صاحبقران اجاڑ مقام کو دیکھکر فرماتے ہین صاحبو یہ مقام تو بالکل بدل گیا قلعہ سارا جل گیا طرف اپنی بارگاہ کے چلے بہرام سے فرمایا قلعہ تو معدوم ہی اب وہان قید کا کیا نشان دریافت کرین یہ ذکر تھا کہ برق فرنگی دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ استاد اور سیارۂ ستارہ شناس ملکہ سلما کو لے کر آتے ہین سب حالات وہان کے برق نے بیان کیے امیر نے مقبول تاجدار کو بلا کے کشادہ پیشانی کہا کہ آپکی صاحبزادی رہا ہو کے آتی ہین انکے واسطے ایک بارگاہ علحدہ استادہ کراے کنیزان زرین پوش براے خدمت حاضر ہون مقبول نے خوشی خوشی بارگاہ استادہ کرائی کنیزین حاضر ہوئین مقبول رفیقون کو لیکر بڑھے تھے کہ سیارہ تخت پر نمایان ہوے ملکہ سلما و لیلا محمود دہی کی چادر سے چہرہ چھپائے ہوے بڑے حجاب سے نمایان ہوئین سیارہ نے مقبول سے اشارہ کیا مقبول نے بڑھ کے پہنچ کر داخل بارگاہ زرنگار کیا دروازے پہ انتظام ہوا امیر اپنی بارگاہ مین آ کے

خواجہ نے فرمایا اب بیان سے روانگی منظور ہے اور زبانی کاہن کی سنا کر اب طرف سے شاہان طلسم کے لشکر کشی ہو گی لہذا مقبول تاجدار کو رضامند کرو کہ ہمارا عقد ساتھ سلما کے ہو جائے عمرو نے کہا اگر میرا عقد لیلا سے ہوا میں اپنی جان دیدونگا امیر نے کہا لیلا ہرگز نہیں قبول کرتی ایمن کسی کو کیا دخل ہے عمرو نے کہا بہت خوب ہم اپنا انتظام کرلینگے سرداروں نے مقبول سے جا کر عرض کی مقبول نے اسیوقت وزرا کو حکم دیا جشن پر امیر کے تزئین خوشبو لگایا صداے مبارکباد بلند ہوئی اور شاہزادیاں جو امیر پر مائل ہیں ملول ہوئیں مگر زبانی بہرام کی سب کو ظاہر ہوا کہ جب آپ رنگ سحر سے تائب ہو کر کلمہ پڑھیگا تب آپ کے ساتھ عقد ہو گا اب لشکر میں تیاریان عقد امیر کی ہونے لگیں لیکن خواجہ در دولت ملکہ بصورت مغل آئے گل اندام نام کنیز ملکہ کی کسی کام کو آئی اور یہ کنیز معتوقہ بھی ہے لیلا بھی اسپر توجہ فرماتی ہیں عمرو نے الگ بلا کے گل اندام کو بیہوش کیا اُسی کی صورت بنکر اندر آئے دیکھا ملکہ سلما کو ہر لوش مسند پر جلوہ فرما ہیں لیلا مودب پہلو میں حاضر ہے گل اندام نقلی ہنسی ہوئی سامنے آئی عرض کی مبارکباد ہو تیاری عقد کی ہو رہی ہے جوڑے تقسیم ہو رہے ہیں ملکہ سلما نے تو منہ پھیر لیا لیلا نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے گل اندام نے لیلا کے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا بی وزیرزادی تمھارا عقد ساتھ عمرو کے ہو گا لیلا نے کہا میں کسی کی زرخرید نہیں ہوں کیا مجبر صاحبقران زبردستی کرینگے ملکہ سلما نے کہا ای لیلا تمھارے والد کو اختیار ہے چاہے بھاڑ میں جھونک دیں ماں باپ کے مقدمے میں تجھکو کیا دخل ہے گل اندام نے کہا ای وزیرزادی رات کو ایک بزرگ میرے خواب میں تشریف لائے علم موسیقی مجھکو تعلیم کر گئے ذرا امیر اکا نا تو سنیے میرا خواب صحیح ہے یا غلط یہ کہکر عمرو نے باجا آگے رکھ دیا کہا سبحان اللہ ساز تو چھیڑ کے جاؤ لیلا بجانے لگی گل اندام نقلی نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

تیوری کا چڑھی ہوئی ہے کشیدہ نظر ہیں آپ
کچھ اور حوصلہ ہے جو آمادہ ضرر ہیں آپ

صیاد رنج فکر اسیری ہے کس لیے
سوز نفس سے خاک مرے بال و پر ہیں آپ

ناحق اٹھائیں منت عیاد ہم نفس
مو جسم ناتوان پہ بیان نیشتر ہیں آپ

ہے آمد آمد نفس واپسین حضور
پہونچا ہیان یہ حال مگر بے خبر ہیں آپ

آگاہ ہے مزہ دہن سے عدم ہے دعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہیں آپ

ہر روز شان حسن نئی ہے جمال میں
خورشید ہیں کبھی کبھی رشک قمر ہیں آپ

حسرت فزا ہیں جذب محبت کے حوصلے
یان اچھے نالہائے سحر بے اثر ہیں آپ

ای آہ و نالہ صید فنا بھی نہ کم ہو جوشش
انتظار ہے خیال شریک سفر ہیں آپ

کوسون ضیائے حسن نے بخشی ہے روشنی
کھلتا یہی ہے نور کے شاید بشر ہیں آپ

ہے انتہائے شوق سے پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنے حال کے خود نامہ بر ہیں آپ

بگڑے ہیں اشک مخمورہ آہ کیا سکون ہے
ہنگامہ آفرین مرے زور لطف ہیں آپ

آنکھوں میں ہے لحاظ تبسم فزا ہیں لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہیں آپ

فریاد ای جرس شب ظلمت میں کس لیے
ہم رہ گذار نالہ مرغ سحر ہیں آپ

یا یا غزل لے طول سخن کم ابھی امنگ
کچھ خبر ہے نسیم کہاں ہیں کدھر ہیں آپ

اس غزل کو خواجہ نے اسطرح گایا کہ لیلا تعریفیں کرنے لگی ای گل اندام تونے تو اصل گانے میں خوب کمال پیدا کیا ہے

کر بتانے کا نز خاتمہ کر دیا گل اندام نقلی نے گلے میں ہاتھ ڈال کے کہا ابھی حضور نے کیا سنا آپکو خوب راضی کرونگی دو دو پہر رات گئے تک ناچ گا تا رہا اب ملکہ نے آرام کرنے کا ارادہ کیا گل اندام لیلا کے ساتھ ہولی جب لیلا اپنے مقام پر آئی کہا میں بھی یہیں پڑ رہونگی یہ کہکر بیٹھ گئی پاؤں دبانے لگی جب لیلا سو گئی خواجہ نے رنگ و روغن دور کر کے پلنگ میں سو رہے صبح کو ملکہ سلما کی جو آنکھ کھلی دیکھا کنیزیں بھی آپس میں کہہ رہی ہیں کہ بی لیلا کو بڑا انکار تھا آج عمرو کو ساتھ لیے سو رہی ہیں ملکہ خود اسی مقام پر آئیں کنیزیں بھی جمع ہو گئیں خواجہ نے پہلے آنکھ کھولی کہا واہ حضور آپکو مناسب نہیں ہے کہ یہاں بی بی سو رہے ہیں اور آپ یہاں چلی آئیں کہ لیلا نے آنکھ کھولی کے یہ مو کر دیکھا عمرو تو کود کے بھاگا لیلا سر پیٹنے لگی کہا حضور میں تو اپنے ساتھ کنیز گل اندام کو لائی تھی یہ بگڑا ایمان کیونکر آیا میں اپنی جان دونگی بڑا جھگڑا ہوا امیر محل میں تشریف لائے کہا ای لیلا تو کیوں اپنے کو پریشان کرتی ہے یہ ساربان او جسپر عاشق ہوتا ہے اُسے ذلیل بھی کرتا ہے امیر نے بمشکل لیلا کو راضی کیا شب کو جلسہ عقد آراستہ ہوا عمرو نے بزرگ اُمید کو جال کرنے کھلائے انھیں کی صورت ہو کر بارگاہ میں آئے خوب لڑکے امیر سے جاگیر و نقد و جنس لیا پھر اپنی اصلی صورت بنائی سہرا اپنے پاس سے نکالا اپنے سر پر باندھا کہا آفتاب میرا عقد آپ پڑھیے امیر نے کہا او ساربان زادے تو نے بزرگ امید کو کیا کیا عمرو نے کہا آنکھ دست آرہے ہیں پھر آپکا عقد کون پڑھتا اب میرا عقد پڑھیے امیر نے مقبول تاجدار سے کہا آپ جا کے لیلا سے دریافت کیجیے مقبول اندر آئے لیلا سے پوچھا لیلا نے کہا میں اپنی جان دیدونگی اور ساربان زادے کے ساتھ عقد نہ کرونگی اسنے مجھکو ذلیل کیا ہر چند مقبول نے سمجھایا لیلا نے کہا میں ہرگز قبول نہ کرونگی مقبول نے امیر سے آکر بیان کیا کہ حضور وہ جان دینے پر آمادہ ہے عقد نہیں قبول کرتی امیر نے کہا اب میں کیا کروں عمرو نے کہا اب آپ کچھ نہ فرمائیے ہم تدبیر کر لینگے آپ تو وصل سے ملکہ سلما کے مشرف ہوں ہمارا خدا مالک ہے اب تو یہ کیفیت ہے

ناظم

گیسوے یار سے دل کو جو نہ الفت ہوتی
شمع بجھتی نہ تو قیامت کی صورت ہوتی
مردے بھی اُٹھتے ابھی حشر کی صورت ہوتی
یار کی بادہ کشی پر جو طبیعت ہوتی
اے حسین شوق جو ہو ناز کے خود بینی کا
یاد کچھ نہ دم فکر رہی خوب ہوا

گرچہ نازل نہ بلاے شب فرقت ہوتی
باعث لطف شب وصل کی ظلمت ہوتی
آپ قامت جو دکھاتے تو قیامت ہوتی
اور ہی لطف ابھی اور ہی صورت ہوتی
آئینہ کیا کہ سکندر کو بھی حیرت ہوتی
شعر کہنے میں پریشان طبیعت ہوتی

امیر نے عمرو کو رونا دیکھکر فرمایا خواجہ اسقدر پریشان نہو میں ملکہ سلما سے کہونگا کہ ہماری جانب سے لیلا کو سمجھاؤ عمرو نے کہا اب آپ وصل نہ دیں صاحبقران کو اس عقد کے ہونے کی بہت خوشی ہوئی قصد ہی کر جا کر داخل ہوں کہ یکایک غل ہوا ناظر بچکانے کہا یہاں تو سب رونی ہوئی چلے آتے ہیں امیر شور گریہ و زاری سنکر گھبرا گئے مقبول سے کہا دیکھیے تو یہ کیا ہنگامہ ہے عمرو دوڑ کے اندر آئے دیکھا سب شاہزادیاں پیٹ رہی ہیں عمرو نے کہا ارے بار و کیا ہوا ایک کنیز نے کہا حضور ملکہ عالم آپکے واسطے لیلا کو سمجھا رہی تھیں کہ زمین شق ہوئی اسطرح کی صداے مہیب آئی کہ سب بیہوش ہو گئے پھر ایک برق چمکی کئی کنیزیں قتل ہوئیں اب جو سب بیدار ہوے ملکہ سلما و لیلا کا پتہ نہ پایا اور ایک آواز آئی کہ ہم سحر العجائب او حمزہ اب تجھکو یہ حوصلہ ہوا دیکھیں ان لیجاتے ہیں کوئی ایسا ہے کہ ہمکو روکے صاحبقران نے جو یہ خبر سنی نہایت

تمام سرداران صاحبقران کو افسوس ہوا لیکن ہر ایک بہادر کا یہی قول ہے کہ جمشید کو اپنے بڑے قدو قامت پر
بڑا ناز ہے انشاءاللہ میدان میں جب نکلیگا تب حال جرأت کھلیگا دربار میں سب سرداران نامی جلوہ فرما ہیں
سکندر ریے ایرج نوجوان باتیں کر رہے ہیں کہ صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی امیر نے فرمایا یارو
دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے ابھی یہ کلمہ تمام ہوا تھا کہ ہرکارے آگے حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی جمشید
نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ حضور سے مقابلہ کرے امیر نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں لیکن حضرت بن حمزہ اتنی چالاک بن عمرو تلاش میں ملکہ
حیرت جادو کی نکلا ملکہ سلما جب خانہ عروسی میں سے غائب ہوئین خواجہ عمر ملکہ کی تلاش میں نکلے سحر العجائب
جب سلما کو لیکر دربار میں آیا ایک قفس میں سلما کو ایک قفس میں بٹھلا کر بند کیا بخوبی آگاہ ہے کہ یہ سحر نہیں
جانتی ہیں سوزن کو حکم ہو دیا قفس سامنے رکھا ہے ہنگام حیرت دیکھ رہی ہے کنیزیں وغیرہ سمجھا رہی ہیں ملکہ نہیں
بولتیں لیکن چالاک جو جستجو میں حیرت جادو کی چلا تھا جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہے کبھی روتا ہے کہ اے
چالاک افسوس ہے لشکر بھی بے تیرے مدت گذری آوارہ دشت مصیبت و سرگردان وادی غربت ہو رہے
اپنے حال پر روتا ہے حیران ہے کہ اے چالاک کیا تدبیر کروں کہ دیکھا آسمان پر ایک ساحر اُڑا ہوا جاتا ہے جھیل پر
اُتر کے پانی پینے کا قصد کیا چالاک نے سخ کیا باتیں پوچھا کہاں سے آتے ہو کہاں جاتے ہو ساحر نے کہا
شہنشاہ طلسم نے پاس ملکہ شاخسار کے مجھکو بھیجا ہے ملکہ حیرت بھی وہیں قید ہیں اُسے کہونگا کہ قیدہ حیرت کی
پاس شہنشاہ کے بھجوا دو چالاک نے یہ سب ذکر دریافت کرکے اُس ساحر کو بیہوش کیا اُسکو غار میں ڈال دیا آپ
اُسی کی صورت بنکر تلاش کرتا ہوا چلا یہاں شاخسار کی قید میں کوکب ولاچین حیرت قید ہیں کہ یہ ساحر فرستادہ
شاہ آکے پہونچا نامہ شاخسار کے ہاتھ میں دیا شاخسار نے نامہ پڑھ کے کہا اے یاران جادو بہت اچھی طرح سے
قیدیوں کو بھجانا چالاک نے کہا اے ملکہ عالم مجھے تم سے کچھ کہنا ہے ایک گوشے میں شاخسار کو لاکے بیہوش کیا آپ
اُسکی شکل بنکر باہر نکلا سب کو شراب پلا کے بیہوش کیا شاخسار جادو سب کو قتل کیا اب کوکب ولاچین
دبران شمشیر زن وغیرہ کو ہمراہ لیکے روانہ ہوا سحر العجائب بارگاہ میں بیٹھا تھا کہا یارو خود بخود میرا دل گھبراتا ہے
پیکر جمشید سامری کو طلب کیا اُس سے پوچھا ہے یاران کو روانہ کیا تھا ابھی تک وہ پلٹ کے نہیں آیا ہیکل نے
کہا اے شہنشاہ شاخسار کو ہیکل ملا منجم آرزو دیکھا اور خواجہ بھی بصورت سہیل دربار میں سحر العجائب کے
کھڑے ہیں ہیکل نے جو یہ معاملہ بیان کیا سحر العجائب نے سر پیٹ لیا آواز دی ملکہ سیمتن جادو جلد حاضر ہو
ایک ہوا سرد چلی ایک ساحرہ کمسن دریاے جواہر میں غوطہ مارے ہوے سامنے آئی کہا حضور کیا حکم ہوتا
ہے سحر العجائب نے کہا لینا خبردار جلد جا فلان صحراے چالاک حیرت جادو وغیرہ کو لیے ہوے جاتا ہے جاکے
گرفتار کر نے کوئی بچ کے نہ جانے پائے یہ سنتے ہی وہ ساحرہ فوراً روانہ ہوئی یہاں کوکب ولاچین دبران
دنا بید وغیرہ ایک طرف روانہ ہوے چالاک قفس حیرت ہاتھ میں لیے ہوے کئی دن سے حیرت جادو
کو کھانا نہیں ملا گل سا چہرہ مرجھایا ہوا چالاک کو منظور ہے کہ کسی سبزہ زار میں آکے ٹھہروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا
منم ملکہ سیمتن اے چالاک کیدھر شتابیں آتی ہیں اسنے چاہا سحر کروں چالاک نے یہ چالاکی کی اپنے تئیں
ایک نخل کی آڑ میں چھپا دیا قفس چھوٹ گیا حیرت قفس میں بیہوش ہو گئی سیمتن نے اپنے تئیں زمین پر اتارا
قفس حیرت اُٹھا لیا اُسکو اُڑی بڑی تیزی سے سامنے سحر العجائب کے لیکر آئی سلما تو ایک قفس میں

سامنے موجود ہی نگاہ جو جمال جہان آرا ے حیرت پر پڑی تیر مژگان کلیجے کے پار ہوگئے پیشانی پر پسینہ آگیا کہا
ای سیمتن حیرت کو ہمارے وصل پر راضی کر دو ای سیمتن یہ شاہزادی ملکہ ہوش ربا کی ہی جو انے رنگ دیکھے
چشم فلک نے کبھی یہ اختیارات کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے ہونگے سیمتن نے کہا ای شہنشاہ دو ایک روز تامل فرمائیے میں
ذرا آشنا سا ہو جاؤں پھر انکار راضی رہنا کتنی بڑی بات ہی سحر العجائب نے کہا ای سیمتن یہ بھی آگاہ کر دینا کہ اسکا
خیال نہ فرمائیں کہ طلسم کشا لوح لیے ہوے آتا ہی جسدن مابدولت قصد کرینگے اُسی دن خاتمہ کر دینگے ابھی تک مابدولت
نے تحفہ جات طلسمی صرف نہیں کیے علاوہ اسکے ایک نامہ میں نے خداوند ہفت پیکر کو لکھا ہی کہ جسکے قبضے میں طلسم
ہفت پیکر ہی اُسنے بھی یہی لکھا کہ قسم پرستار سامری و جمشید ہو اگر ماد ولت کو سجدہ کر دو تو ایسے شخص کو روانہ کروں
کہ زمین و آسمان ہلا دے حقیقت میں ایسا مقام وسیع ہی اور ایسا طلسم ہی کہ اگر ہزار سال سلیمان فکر کریں تو لوح
نہ دستیاب ہو غرض شا تعین والا مقام رہے کہ حیرت اُسی طرح بیہوش ہی جب ملکہ حیرت کو سیمتن نے کہ حیلے
چالاک نے بھیجا کیا جب سیمتن قریب قلعہ طلسمی پہونچی چالاک باہر رہ گیا بعد تھوڑی دیر کے سیمتن قفس حیرت کا
لیے ہوے باہر نکلی اور طرف قصر ماہیار کے کہ مسکن شہنشاہ خسار ہی چلی چالاک بھی الگ الگ چلا قریب اُس قصر کے
پہونچا دیکھا دروازے پر اُس قصر کے کئی سو ساحر بیٹھے ہیں سیمتن اندر چلی گئی وہ قفس تو اسنے چھت میں لٹکایا پھر
سوچنے لگی کہ ای سیمتن شہنشاہ ہمارے اسیر مائل ہوے ہیں اگر اسنے شاہ کو قبول کیا تو شاہ مجھسے بہت خوش ہونگے
لیکن ادارۂ دشت بلا و محنت و گرفتار زندان صورت گریبان چاک یعنی مستر چالاک ایک مقام پر بیٹھ کر اپنی بیت
پر رونے لگا زبان پر یہ اشعار عاشقانہ جاری تھے نظم

عشق عالم میں کیا دست جنوں چالاک ہی | جیب گل سے تا گریبان سحر صد چاک ہی
اسفل و اعلا جو ہیں ملجائینگے سب خاک میں | آسمان اس رتبہ عالی پہ زیر خاک ہی
پست تر کرنے کو گردوں سب کو کرتا ہی بلند | اشک کا آنکھوں میں آنا دل سے پھر خاک ہی
حسن ہو کیسا ہی پر رہتا ہی بالا دست عشق | ہی زلیخا کو جنوں اور جیب یوسف چاک ہی
دیتے ہیں تشبیہ ان دونوں میں سو بیہوش ہیں | ہی نہ زہرہ تاب کہ چشم مست جانان پاک ہی
چاک ہو کیونکر نہ اپنی چشم گریاں کی نگاہ | آب جس سے گذر جاتی ہی وہ شی پاک ہی
آہ پہ بجلی گرے ہیں معنی دلستان بجات | ہر ستارہ میرے بحر اشک میں پیراک ہی
سانپ جیسے کینچلی ڈالے وہ یوں عریاں ہو | جو حسین ہی جسم پر اُسکے عبث پوشاک ہی
جلنے میں سودائی میری گر ہے بازار سے | شعلۂ آتش ہوں میں عالم خس و خاشاک ہی
روح ہی ہر جسم میں مشتاق اخبار اجل | اسلیے بیآمد و رفت نفس کی ڈاک ہی
قتل کرنے کو ترا خنجر گھر سے باہر آئیگا | ہر دل امید کی جا یار اگر سفاک ہے
مثل نکہت جسم اُسکا ہی لطافت سے نہاں | غم نہیں ٹکڑے برنگ گل اگر پوشاک ہی
ڈر کے مارے صبح کا دیو سفید آتا نہیں | کس قدر صورت شب فرقت کی دہشتناک ہی
خار ہی نکلا جو کوئی صورت ققنس سے | جب تلک دریا سے قطرہ منفصل ہی پاک ہی
فاش اخفا میں ہوا جاتا ہی اپنا راز عشق | زخم سے بدتر ہی ہنسنا مل اگر غمناک ہی
اور کرو ہوس گھر میں نہ سنخ ہلانے دست پا | فکر یاں غواص ہی طبع رواں تیراک ہی

سرنگون مثل خون رنجیدہ کشیدہ سوچ رہی کہ ای چالاک کیا کرون افسوس ہے حیرت ایسی معشوق گرفتار ہے مجھ
ٹکڑے ہوتا ہے چالاک اسی سوچ مین ہے کہ کوئی ساحر قصر سے نکلے تو اُسے بیہوش کرون اندر جاکے کوئی تدبیر
ہو لیکن سیمتن نے قفس حیرت کا اُتارا یہ خیال نہ آیا کہ زمان مین حیرت کی سوزش ابھی ہے جب حیرت جادو
کو ہوش آیا سیمتن نے بہ ادب حیرت کو سلام کیا دست بستہ عرض کی ای نور نگاہ حیات جادو مصاحب
سامری اصل یہ ہے کہ آپ والد ماجد کو خداوند گستر دعا در رکھتے تھے یہ میری قسمت تیز بود خدمت مین حضور کی
رہتی تھین مین اس زمانے مین حاضر ہوئی تھی ساٹھ ہزار کنیزان نوریں پوش ہر وقت حاضر خدمت رہتی تھین بڑی
بڑی شاہزادیان حاضر در دولت ہوتی تھین اکثر ایسا ہوا کہ سلام سے بھی فیضیاب نہ ہوئی تھین آج فلک نے یہ
گردش دکھائی کنیز کو بڑا افسوس ہوتا ہے یہی جا ہتا ہے کہ پھر حضور کو اسی جاہ و حشم سے دیکھین حیرت جادو کی آنکھ
آنسو ٹپک پڑے کہا ہوا فلک درپے آزار ہے اب کہاں جاہ و حشم بیکار ہے سیمتن نے کہا واری بہت آسان ہے
اگر حضور قبول کرین تو لونڈی اُس سے بہتر سامان مہیا کر دے حیرت نے کہا کیونکر سیمتن وہ کیا صورت ہے
سیمتن قدمون سے لپٹ گئی کہا حضور شاہ نورافشان شہزادہ سحر العجائب نام ہے آپ کے مثل گل شگفتہ
ہوتا ہے کل سلطنت پر قبضہ سمجھیے پھر کون آپ سے سامنا کر سکتا ہے شہنشاہ سحر العجائب آپکے نام پر جان دیتا ہے
بڑے ادب سے آپکا نام لیتے ہین مجھسے فرمایا تھا اگر ملکۂ عالم ہماری خدمتگذاری قبول فرمائین تو کل طلسم پر ہم
اختیار دین سیمتن نے جو سامنے حیرت جادو کے یہ بیان کیا حیرت محو کانپی رنگ رو متغیر ہوا کہا ای
سیمتن ہم تمھارے شاہ کے گنہگار ہین ایسی باتین ہمارے سامنے نہ کہو نہین معلوم تمہارے شاہ کیا سمجھتے ہین جو ایسے
خیالات اُنکے دل مین ہین سیمتن نے کہا ای ملکۂ عالم آپ اُنکے قبضے مین ہین جبر بھی کر سکتے ہین سحر عمدہ و تحفجات
سب اُنکے پاس موجود ہین اگر کوئی پھول نکال کے سنگھا دین آپکا قلب اُلٹ جائے حیرت نے دیکھا ملکہ سلما
و لیلا کا بھی قفس لٹکا ہوا ہے اپنے کو خیال کیا کہ مین کسی کے بس مین نہین ہون ای حیرت اُٹھ پاؤن میرے قابو
مین ہین یہ سمجھ کے حیرت نے کہا بہتر ای سیمتن اب اُن نکوکارون کو یہ لیاقت ہے کہ ہر ایک آبرو دار پر دست اندازی
ہون ہم اپنی جان دیدینگے لیکن ایسا امر کبھی قبول نہ کرینگے سیمتن کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو حیرت بگڑ جائے تو سحر مین کون
اس سے مقابلہ کریگا یہ سوچ کر ماہیار پشتہ خسار کو … آواز دی کہ ذرا میرے پاس آؤ مجھے کچھ کہنا ہے جیسے ہی
ماہیار سامنے آئی سیمتن نے اشارہ کیا ای ماہیار حیرت … ہے ذرا خیال رکھنا ماہیار نے اپنی کنیزون کو
اشارہ کیا اب تو ملکہ حیرت نے قفس توڑنے کے لئے زور کیا سیمتن ہم جانتے ہین سیمتن نے کہا کیا مجال چند کنیزون نے
قصد کیا کہ ہاتھ پکڑین حیرت نے بہ نگاہ قہر کنیزون کی جانب دیکھا ایک برق گری کہ اُن کنیزون کے سر اُڑ گئے
اب تو سب کنیزون نے ملکہ حیرت پر ہجوم کیا حیرت نے جسکو غصے کی نگاہ سے دیکھا سر کٹ کے گر پڑا چالاک
سامنے اُسی قصر کے بیٹھا تھا کہ ہزارہا شعلہ ہائے آتش بلند ہوئے ہاہو کی صدا آئی چالاک اٹھ کھڑا ہوا دیکھا ملکہ حیرت
کنیزان ماہیار سے لڑ رہی ہین جسپر سحر کیا اُسنے جام موت پیا ہزارہا لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین کنیزین قصد
کرتی ہین کہ ملکہ حیرت کو پکڑ لین حیرت مثل برق تڑپ رہی ہین جسپر سحر کیا اُسکا سر اُڑ گیا چالاک بھی جادوگر
بنکر لڑنے لگا کسی پر کمند مار دی کسی کو حساب مارا غلہ آتشبازی مار دیا … تا قریب حیرت پہونچا بیقراری مین
بیکار اُٹھا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال ای مہر آسمان شوکت و جلال یہ عاشق صادق حاضر ہے اب یہان جنگ کرنا
مناسب نہین جلد نکل چلیے حیرت نے جو دیکھا کہ اُسوقت بھی ہمراز کو اپنے قریب پایا سوچی اگر جادو گی لشکر حمزہ

ہیں کیا فدر ہوگی یہ سوچ نے کہا ای چالاک ایک کام کر کہ قفس ملکہ سلما و لیلا کا اُٹھا لا ایسا نہو کہ فراموش کریں دامیر سے بھی ذریعۂ ملاقات ہی چالاک نے دو نوں قفس اُٹھا لیے حیرت نے وہ سحر کیے کہ مکان میں آگ لگا دی کئی سو کنیزیں قتل ہوئیں چالاک ملکہ حیرت کے ساتھ ہی حیرت کا تی باندھے ہوئے پنجہ ہاتھ میں کھینچا ہوا خون ٹپک رہا ہی چالاک اس آن بان کو دیکھکر نثار ہو رہا ہی یہی خیال ہی کہ دیکھوں اب تقدیر کیا دکھائے چند ساحر بھاگے ہوئے سامنے سحر العجائب کے آئے عرض کی ای شہنشاہ ملکہ حیرت نے قید سے رہائی پائی ہر چند ماہیار روک رہی ہی مگر حیرت اُسکے سحر کو نہیں مانتی ہی سحر العجائب نے کہا ای افغان بلند آواز بڑھکے لینا حیرت جادو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی افغان اپنے دنگل سے بل کرکے اُٹھا کہا ای شہنشاہ ابھی گردن پکڑکے لاتا ہوں اپنے سحر پر اُسکو بڑا غرور ہی ایک سحر میں بھول جائیگی کیا مجال کہ ماہ وقت سے کوئی سحر میں مقابلہ کرسکے یہ لاف وگزاف کرتا ہوا اُٹھا ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہی سب ملازم اُسکے تیار ہوے اس عجیب سے افغان چلا حیرت چالاک کی حفاظت کرتی ہوئی اس غضب سے نکلی ماہیار نے روکنے کے سحر کیا حیرت نے بنگاہ قہر دیکھا اور آواز دی کیوں ہوا ماہیار آج کوئی غزل نہ سناؤگی یہ سنتے ہی ماہیار نے کہا دارین آپکے حکم سے گردن تابی کرسکتی ہوں سماعت فرمائیے

اشعار

دل میں ساکن ہی خیال اک بت بے پروا کا — آشیانہ مرے ویرانے میں ہی عنقا کا
جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا — نور ہی دست مسیحا میں کف موسی کا
کیسے گیسو کے تصور میں ہی طوفان سرشک — حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا
شجر طور ہی قد اور ہی رخ شعلۂ طور — دست دلدار میں عالم ہی ید بیضا کا
کیوں ملیں عالم بالا سے نہ مضمون بلند — ہر دم فکر خیال اُسکے قد بالا کا
ہر کبھی سیلے دستاوے تغیر جو رنگ — چہرۂ یار میں عالم ہی گل رعنا کا
تو وہ خورشید ہی اُٹھے جو گھٹا میں نقاب — چہرۂ گل میں تلوّن ہو وہیں حرا کا
کیا جنوں کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا — جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
باغباں اپنے گل میوہ سے رکھ خاطر جمع — میں تو مشتاق چمن میں ہوں چمن آرا کا
بعد مردن بھی تو ہی نرگس مژگاں کا خیال — گنبد قبر میں ہی جوشش خسم صبا کا
عشق کی یہ ہی کہ دم سیر اخفا ہو تا ہی — گھر نشانہ ہی جو کوئی دست نگا مینا کا
یاد مژگاں میں جو آیا جوش پہ ہی سیل سرشک — تشنہ لب کیا کرے کاشانہ ہی کسی صحرا کا
دیکھتے ہی ترے ہاتھوں کو ہوا دیوانہ — ید بیضا سے ہوا ہی یہ خلل سودا کا
جاتے ہیں عالم بالا سے جو نالے سیدھے — ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا
دین و دنیا کی عبث فکر ہی تجھکو ناسخ — وہ ہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا

ماہیار نے اس دُھن میں یہ غزل گائی کہ سب سننے والے جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حیرت کی تابعداری کرنا واجب و لازم ہی لشکر میں ماہیار جادو کے تباہی ہی ہمراہیاں ماہیار نے جو سحر کیا حیرت نے اشاروں میں دفع کر دیا حیرت نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ ماہیار پر جا پڑی آپس میں پنجے چلے جب اس سے مطلب حاصل ہوا گولے چلنے لگے آخر ماہیار نے ایک پنجہ مارا کہ کنیز کے دو ٹکڑے ہوے حیرت نے

ہوش ربا فتح ہوا ہے تمکو کیسی کیسی خوراک بہم پہنچائی اسوقت چشم پوشی مناسب نہین ہم زمین پر گرا چاہتے ہین یہ کہکر جو دستک دی ایک سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا آسمان سے اُترا آواز دی اے شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری ای فرزانہ اے مالک افسونگری یہ حقیر حاضر ہے حیرت نے کچھ اشارہ کیا اُس طائر نے سب کے ہوش اُڑانے کے شعبدے دکھائے کر شانے پر حیرت کے بیٹھ گئے پر اپنے زخمون پر حیرت کے مس کیے جون جون وہ طائر پر دن کو زخمون سے مس کرتا ہے زخم بھرتے آتے ہین خون بہنا بالکل موقوف ہوا ایک لحظہ بھر مین وہ جو سر کا زخم کاری تھا سب غائب ہو گیا حیرت نے صحت پائی اب طائر شانے سے حیرت جادو کے علم ہوا طرف آسمان کے چلا حیرت نے کہا ای خیر خواہ جسنے ہمکو زخمی کیا اُسکی تو خبر لو یہ سنتے ہی طائر بلٹا برہان جادو رہ رہا ہے مگر اسی فکر مین ہے کہ حیرت کو گرفتار کر لون کہ طائر نے سر پر برہان جادو کے اپنا سایہ ڈالا آواز دی او مغرور ذرا آنکھین کھول دنیا ناپائیدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے دیکھو تو صاحبان راز و نیاز نے کیا تحریر فرمایا ہے
تیرے غرور نے آتش حسد کو بھڑکا یا ہے بند

سب نے دیکھا ہے تو ادا تج ہین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

نادرہ ہیچ نہ داریم بہ تدبیر نسیم
سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

از ما دان دیتا بڑا بادشاہ جلیل مردان عالم کا قفل سب کو خالی ہاتھ دکھاتا تھا کہ ای غافلو دیکھو تو خالی ہاتھ آئے تھے اور تہیدست جاتے ہین منزل خارستان عدم سے بہت گھبراتے ہین برہان ہوکس ہو دے بہ مغز دریکی واضح ہوا کہ عقل و فراست سے دور ہے دیکھ ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین برہان یہ صدا طائر کی سنکر طرف حیرت کے بلبنا نگاہ سحر آگین جو حیرت جادو کی پڑی برہان کی آنکھیں سرخ ہو گئین ہاتھ پانوؤن مین رعشہ ہوا پیشانی پر پسینہ آیا پکارکے آواز دی ای عندلیب گلزار حسن دخوبی دای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی ملکہ حیرت سر اُٹھاکے مسکرائین آئینہ رخسار جو چمکا جمال بیمثال حیرت دیکھکر برہان کو حیرت ہوئی مزاج کی عجب کیفیت ہوئی تیار ہوکے طرف حیرت کے چلا پکار اٹھا نظم

مہر تاباں جانتا ہے ہر بشر آئینے کو	دیکھتا ہے تو اگر وقت سحر آئینے کو
یوں خجل کرتا ہے وہ رشک قمر آئینے کو	زشت رو جیسے ہو نادم دیکھکر آئینے کو
عاشقوں کا دھیان جو ہے جانتا ہے وہ صنم	شانے کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینے کو
یوں مرے آئینۂ دل کو نہ توڑے دے پھینک	دست رکھتے ہین حسین ای فتنہ گر آئینے کو
عکس افگن اب کبھی بھولے سے بھی ہوتا نہین	وہ صنم حیران اپنا دیکھکر آئینے کو
دل مین رکھتے ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف	زنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو
پہنے رہتے ہین زرہ جوہر کی اپنے جسم مین	ہے ترے تیر نگہ کا خوف ہر آئینے کو
گر صفائے دل تجھے منظور ہے کر جستجو دم	دم سے ہوتا ہے ارے غافل ضرر آئینے کو
پڑ گیا گر عکس اُسکے شعلۂ رخسار کا	جائے جوہر ہاتھ آئینگے شرر آئینے کو
دیکھتا ہوں مین فقط آئینۂ رخسار یار	ڈھونڈھتا ہے اک جہان ماہ صفر آئینے کو

وہ پری مجنون ہوا ہی اپنی صورت دیکھکر
سنگ طفلان سے بنا پایا ہی مگر آئینے کو

پڑگیا ہی اُسکو اب دیدار جانان کا مزا
خانۂ زندان ذکیوں نکر ہووے گھر آئینے کو

توڑکر زنجیر جوہر لی طلب سے راہ بند
جب کہ تیرے حسن کی پہونچی خبر آئینے کو

چشم جوہر سے تری فرقت مین رویا اسقدر
ہو گیا اندھا نہین آتا نظر آئینے کو

ہو گیا مجھکو یقین اک بال اسمین پڑگیا
اُسنے دکھلائی جو ہی اپنی کمر آئینے کو

زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین ہرگز نظر
دیکھتا ہون خوب ناسخ مین اگر آئینے کو

اسطرح بیقرار ہوکے یہ اشعار پڑھتا ہی اور طرف ملکہ کے دوڑتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جان جہان ای آرام دل عاشقان کمبر میری جان جاتی ہی قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی وقت رحم ہی۔ یکنظرے خوش گذ ہے اگر براہ مہربانی نگاہ اُٹھا دیجیے عمر بھر احسان مانونگا خاک پا آپکی توتیاے چشم بناؤنگا حیرت نے کہا زیادہ نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ آخر کیا چاہتے ہو ہاتھ باندھ کے اُسنے کہا حضور خدمت کی آرزو ہی ملکہ نے سنکر کہا تیرا بھائی افغان بلند آواز ہمارے قتل پر آمادہ ہی اُس سے تو ہمکو بچاؤ ورنہ وہ ہمکو قتل کر ڈالیگا یہ سنکر اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا حضور کیا مجال جو آنکھ کرلی بہ نگاہ بد دیکھے اُسکی آنکھیں نکال لون عاشق صادق ہون یہ کہتا ہوا طرف اپنے بھائی کے چلا افغان نے دیکھا وسط لشکر مین بڑا ہنگامہ ہی ہزارہا سر کٹ کٹ کر گرے ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی عیار اسکا نسیم سبکرو کہ ساحر بھی ہی پیشۂ عیاری مین بھی دخل رکھتا ہی برابر ہنے ملکہ کے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی افغان نے کہا دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہی نسیم چاہتا تھا کہ بڑھ کے دریافت کرے کہ دیکھا سامنے برہان تلوار کھینچے ہوے آتا ہی راہ مین جو ملا اُسکو قتل کیا افغان حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی اسی خیال مین تھا کہ برہان قریب آکے پہونچا للکار کے آواز دی او نامرد ازلی تو نے غضب کیا اُس ماہ آسمان حسن و جمال کا دشمن ہی ابہر کا دم ہی یہ کہکر سر پر جڑا افغان اسکے وار روک رہا ہی آخر جھلا کے اسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا اسنے گردہ سپر کا اُٹھایا تیغۂ قضا کب رکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا تو تلوار رقبۂ سپر پر چکی تھی یا زمین مین بوسہ دیا ایک غل بلند ہوا کہ بھائی نے بھائی کو مار ڈالا یہ بات سنکر وہ بھائی افغان بھی رونے لگا کہا یارو بڑا غضب ہوا مین نے اپنے ہاتھ سے اپنے قوت بازو کو قتل کر ڈالا یہان خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا کے بھاگے یہان وہ وقت ہی کہ امیر بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سب ساحر و غیر ساحر حاضر خدمت ہین کہ عمرو آکے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ حضور ساحرون کو حکم دین ملکہ حیرت جادو بہت سے ساحرون مین گھر گئی صاحبقران گھبرا گئے عمرو نے یہی بیان بیان کیا کہ ملکہ سکہاے گوہر پوش ریلاے عنبرین مو کو چالاک نے اپنے قبضے مین کیا ہی صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ ملکہ خورشید و ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت وغیرہ یہ سب پیشتر روانہ ہو چکے یقین ہی کہ حضور پہونچگئے اب امیر نے زنار ملا افگن و فیروزہ فیروزہ پوش سے فرمایا ای شاہزادیو تم بھی جاؤ حیرت جادو کی مدد کرو یہان وہ وقت ہی کہ حیرت جادو گھری ہوئی ہی چالاک دعائین مانگ رہا ہی کہ پروردگار اپنا فضل شریک کرنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے گر آسمان بہ برق چمکی نعرہ ہاے انجم زنار ملا افگن و فیروزہ فیروزہ پوش دونون شاہزادیان آکے پہونچین شریک جنگ ہوئین حیرت نے دیکھا کہ دونون شاہزادیون نے آکے صفون کو درہم برہم کر دیا لاشون سے میدان کارزار بھر دیا چالاک نے جو دیکھا حیرت جادو لڑائی مین مصروف ہی زنار و فیروزہ فیروزہ پوش نے آکے زمین ہلادی کاہے لاشہ تڑپ رہا ہی دریاے سحر موج زن ہی کہ یکایک

نعرہ ہوا اسم ملکہ خورشید برق وش واضح ہو کہ یہ تلاش میں ملکہ سلما و لیلا کی نکلی تھیں تلاش کرتی ہوئی جاتی
تھیں کہ دیکھا ایک طرف ساحروں میں جنگ ہو رہی ہے قریب آ کے دیکھا ایک غار میں چالاک نفس سلما و لیلا
لیے ہوئے بیٹھا ہے اور حیرت پر ساحروں کا بلوہ ہے حیرت جادو بھی جھپٹ جھپٹ کے لڑ رہی ہے ملکہ خورشید
صورت زیبائے سلمائے گوہر پوش کی بہت مشتاق تھیں اب جو دیکھا حقیقت میں ایسی صورت کبھی نگاہ
سے نہ گذری تھی سرو قد خورشید خد عنبریں مو خال ہند و چشم جادو اپنے نزدیک بہت پسند کیا ملکہ انجم
کے قریب آئیں کہا ہوا بیقراری صاحبقران کی خلاف نہیں حقیقت میں یہ عورت نہایت حسین مہ جبین
غارتگر دین خوش آئین ہے تحسین کیا انکے اوصاف کوئی بیان کر سکے حقیقت میں اسم با مسمی ہیں وزیرزادی بھی
مثل ستارہ پہلوئے ماہ ہیں وہ بھی بڑی ذیجاہ ہے یہ کہکر لڑائی میں مصروف ہوئیں یہ تینوں سردار نامی جو آگ گر سے
زمین کو ہلا دیا مگر فوجیں قلعے کے اندر سے چلی آتی ہیں جب کسی نے جا کے شاہان طلسم سے کہا فوج کم ہے اور ساحر
روانہ کرتے ہیں خورشید برق وش جو تڑپ تڑپ کے گری ہزاروں کو قتل کیا اڑ کے اپنے تئیں
قریب چالاک کے پہونچایا زنار بھی جھپٹ کے پہونچی جلدی سے ایک تخت پر چالاک کو سوار کر لیا دونوں
قفس بھی تخت پر رکھ لیے آپ پایہ تخت پر ہاتھ ڈال دیا اڑتی ہوئی نکل کے چلی افغان کی جو نگاہ پڑی کہ زنار
نے غضب کیا سلما و لیلا کو نکال کے لیے جاتی ہے افغان نے آگے بڑھ کے فوجوں کی صفیں باندھیں جب
کسی نے قصد کیا کہ روکے ملکہ خورشید نے اپنا سینہ سپر کر دیا بڑھ بڑھ کے غول میں جا پڑیں چالاک
زنار سے کہتا ہے اے ملکہ زنار مجھے تخت سے اُتار دو میں نکل جاؤنگا تم صرف قفسوں کی حفاظت کرو ایسا نہو
کہ ان دونوں نازنینوں پر کوئی افتاد پڑے ہم ایسے لاکھوں عیار ہیں اور یہ دختر ملکہ اختر مقبول تاجدار
ہیں انکے نام پر صاحبقران نثار ہیں یہ خبر ہرکاروں نے سحر العجائب و مصر الغرائب کو پہونچائی یہ سنکر
سحر العجائب نے کہا اے خطور جزیرہ نشین جلد جاؤ حیرت جادو کو گرفتار کر کے لے آؤ خطور راہب
بارہ ہزار ساحروں کا افسر ہے مع فوج چلا اُسوقت آ کے پہونچا چہار جانب ہنگامہ گیرودار بلند و دشمن دردمند
یہ بھی آ کے شریک جنگ ہوا زنار کو روکنے لگا سحر جو اسنے کیا سر ملکہ زنار کا زخمی ہوا بہت بیقرار ہوئیں سر پہ
رومال باندھ کے سحر کرنے لگیں مگر سنبھلا نہیں جاتا الجھ الجھ کے سحر کر رہی ہیں افغان گرگ باران دیدہ گرم
سرد عالم چشیدہ ہے اسنے جو زنار کو شکست پایا جھپٹ کے قریب آیا زنار پر سحر کرنے لگا اسی ہنگامے میں
خطور جزیرہ نشین نے پشت پیچھے آ کے ایک گرز مار دیا سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ ملکہ زنار کا زمین
پر گرا کمروں سے گریبان پھاڑ ڈالے اندھیرا چھا گیا آواز آئی کشتی مرا نام حسن زنار بلا افگن بود دونوں
ہنگامہ ہوا ہر طرف سے یہی آواز آئی تھی ہائے زنار تیرا شباب یہ سن و سال اس عمر کا کچل بھی نہ کے صاحبقران
زمان اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کہ ہرکارے روتے ہوئے سامنے آئے ہاتھ اٹھا کے دعا دی شعر اختر جاہ
تو از اوج شرف طالع باد • مہر فضل از افق عزت لامع باد • شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ زنار جاکے
لڑیں حضور پر تصدق ہو گئیں صاحبقران کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا بڑا غضب ہوا تلوار ٹیک کے
اٹھے ہر چند ساحروں نے منع کیا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہو کے طرف لشکر کفار کے
چلے اُسوقت آ کے پہونچے کہ افغان بلند آواز بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے خطور اپنی فوج کو لیے ہوئے
کہ صاحبقران زمان کے نعرے کی آواز آئی منم زلزلہ افگن ثانی سلیمان امیر عالیشان نعرہ اسم

کر لون تیرے مرغ زرین کو مین بریان تو سہی	ہے کشتی مین اے فلک ملتے نہین مجھکو کباب

ہر طرف لشکر مین ہنگامہ شور و فریاد بلند ہی خطور نے جو دور سے دیکھا کہ فوج مین ہنگامہ ہی لشکر کو لیکر بڑھا
قضاے کار ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا یادون مین صاحبقران کی جو پریشان ہوئین طاؤس زرین بال پر سوار
ہو مین کوہ و دشت و بیابان کی سیر کی دل کو بہلایا چند ساعت صحرا مین گھومین مجبور رہتین مگر دل دھڑک رہا ہی
قلب پھڑک رہا ہی کوئی کنیز تک ہمراہ نہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہار جانب حیران دیکھ رہی
ہین وہ جفا مین سعی ہین کرد مبہم ترقی غم و الم ہی اسطرف سے طاؤس نکلا کہ جہان صاحبقران مصروف جنگ تھے
دستور ہی کہ جب طبیعت کسی پر مائل ہوتی ہی قلب پھڑکتا ہی دل گھبراتا ہی یہی چاہتا ہی کہ اُسی کی باتین سنیے باتون کے گلیا
کوے محبوب کا راستہ لیجیے ہاتھ کٹتے ہین گریبان چاک کرتی آنکھون کو دیدار کی ہوس ہی تلوے کھجلاتے ہین تلاش قبر مجنون
مین جانے کی کد ہوتی ہی ملکہ اس حال مین طاؤس پر سوار چلی آتی ہین کہ دیکھا امیر پر کافرون کا بلوہ ہی خطور جزیرہ نشین
یہی کہہ رہا ہی یارو افغان مارا گیا اب طلسم کشا کو مار لو خورشید بہت زور و شور سے لڑ رہی ہی کہ زبان تیغ و کلک
عمرو سے صداے احسنت و آفرین بلند سحر العجائب نے خطور جزیرہ نشین سے کہلا بھیجا اگر تجھسے ہوسکے طلسم کشا
کو گرفتار کر وہ بیش بجرات کے پلٹ آپنے تدبیر کی ہی طلسم کشا کو گرفتار کر لیجیے تم سب کو خوف غالب ہی کہ طلسم کشا کے پاس
لوح ہی مگر ہم تدبیر کر چکے ہین جبتک قبضے سے طلسم کشا کے لوح نہ نکلیگی اُنپر سحر تاثیر نہ کریگا خطور نے جواب
کہلا بھیجا حضور نہ گھبرائین یہ خیر خواہ سب تدبیرین کریگا یہ جواب ساحر لیکر اُسطرف گیا یہان اسنے علیحدہ
ہوکے شانے سے جھولی سحر کی اُتاری اُسمین سے چند دانے ماش کے نکالے وہ دانے مٹھی مین لیکر زمین سے ریت
ہٹاکے اُن دانون کو بویا اُسیوقت ایک نخل زمین سے پیدا ہوا اُسمین پھلیان روئیدہ ہوئین ایک پھلی توڑ کے
چار دانے ہاتھ پر رکھے وہ دانے چار طائر معلوم ہونے لگے کچھ اشارہ کیا وہ طائر اُڑ کے غائب ہوے امیر
مصروف جنگ ہین جسوقت سے لاشۂ زنار بلا افگن دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی ہزارہا ساحر قتل کر ڈالے
ایک طرف سے ایک ساحر سیہ فام نے آواز دی اے طلسم کشا یہ کیا معرکہ ہی امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ
ملکہ فیروزہ کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین تمام اعضا مثل ہیزم خشک جل رہے ہین امیر سے
چار آنکھ ہوتی بیقرار ہوکے فیروزہ نے کہا حضور یہ سحر شاہان طلسم کا ہی اگر ہوسکے تو لوح طلسمی میرے
گلے مین ڈال دیجیے ورنہ براے ملاقات زنار جاتی ہون تھوڑے ہی عرصے مین جل کے خاک ہو جاؤنگی
اب اس آتش سحر سے امان نہ پاؤنگی صاحبقران حال پر ملال فیروزہ دیکھکر بیقرار ہوگئے بہ تعجیل تمام لوح
گلے سے اُتاری گلے مین فیروزہ کے ڈال دی آگ تو جسم سے فیروزہ کے موقوف ہوئی لیکن مثل قطرہ
آب زمین مین غرق ہوگئی امیر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ سامنے سے خواجہ عمرو ظاہر ہوے آواز دیتے
ہوے کہ حضور اسم اعظم پڑھیں ورنہ گرفتار ہو جائینگے امیر نے جیسے ہی اسم اعظم شروع کیا عمرو نقلی نے
مشت سے ایک طائر چھوڑا طائر نے گرد سر امیر کے چرخ مارا امیر کی زبان مین لکنت آئی عمرو نقلی نے
نعرہ کیا منسم خطور جزیرہ نشین دیکھو حمزہ لوح بھی لے لی اسم اعظم بھی بند کیا یہ کہکر وہ شیشہ اور لوح طلسمی
جھولی مین رکھی اب پکارکے ساحرون کو آواز دی یارو اب کمی نہ کرو طلسم کشا کو گرفتار کر لو لوح طلسمی تو
میرے قبضے مین ہی اب ساحرون نے چہار جانب سے امیر پر بلوہ کیا اب امیر کو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ
مکر ہوا میرے قبضے سے لوح نکل گئی جو مکر حرز ہیکل گلے مین امیر کے ہی سحر کسی کا جسم پر تاثیر نہین کرتا

بجرأت و شوکت لڑ رہے ہیں سرداران امیر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ روح خطور نے مڑ کر پھینکے لی اب ساحر
نعرہ و تلوار سے کر رہے ہیں بعض نے تیغیں سنبھالیں نسیم سبک رو عیار خطور جزیرہ شین کا دو سو
پیک بچے ساتھ لیکر بڑھا پکارتا ہوا اے شہنشاہ ساحران آپ تساہل فرمائیے ہم ابھی طلسم کشا کو گرفتار کیے
لیتے ہیں خطور نے سب ساحروں کو منع کیا عمرو نے دیکھا نسیم سبک رو طرف آقا کے عیاروں کو لے کر
جاتا ہے جناب ہو کر دوڑ پڑا نعرہ کیا اے عیار سکار خبردار اُس طرف نہ جانا نعرہ تو خواجہ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عذر رشید اجرا
مرا لکھا ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پا پوش کا
بھی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذو حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہوں کھاتے ہیں جوگین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذو حشم پاسدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے عمر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہردم کڑکتی
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
نعرہ کرکے جا پڑے مرد برق

عمرو کے ساتھ ہی دو سو عیاروں پر و دکس تیغ کھینچ کر جا پڑے برق نے جو استاد کو لڑتے ہوئے
دیکھا کہ بجلی کی طرح تڑپ رہے ہیں جیسے جھپٹ کے نیچہ مارا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئے برق فرنگی نے بھی تڑپ کے
نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

تڑپنے میں ہوں برق رفتار ہوں
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
ہے زیر قدم غرب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
سے کہ کون سکار عذار ہوں
در لشکر سپہ اپیرا رہا
چھلاوا ہوں ہیں نام بھی برق ہے

کہ استاد ہیں خواجۂ نامدار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا
دونوں استاد و شاگرد جا کے

دو سو عیاروں پر گرے اور نے لگے پچاس شاگردان نسیم کو مار کے ڈال دیا تلوار چل رہی ہے ہنگامہ
گیرودار بلند ہے عیاروں کو تو عمرو نے روک لیا جو بڑھا اسکو مار کے ڈال دیا وہ مقام مزبلہ قصابان جا دیا
لیکن اب ساحروں کا امیر پر بلوہ ہے رسیاں و کمندیں و زنجیریں لیکر بڑھے ہیں خطور دور سے پکار رہا ہے یارو
طلسم کشا کو گرفتار کرو مگر کسی طرح امیر پر قبضہ نہیں ہوتا وہ تیغ ہے کہ ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا طاؤس
زرین بال پر سوار دور سے یہ معرکہ دیکھ رہی ہیں اور جنابی کو ترقی ہوتی جاتی ہیں کسی طرح امیر تک پہنچیں
زار زار رو رو کے یہ اشعار پڑھ رہی ہیں

جلوہ ترے جمال کا ہر صفت کمان نہیں
انچہ ہوں دل سے میں فدا جو ہو وہ ہونگے شیفتہ
دور فلک کے ہاتھ سے جاؤں کہاں نکل کے میں
چھد گئے کیوں دل و جگر ملتے ہی آنکھ اے قمر
لطف بہار نے سودا دیتی ہے روح کو مزا
کتنی ہی خلق دیکھ کر حسن کو ترے اے قمر

کون سا وہ مقام ہے کہ نور ترا عیاں نہیں
روز کی محنتیں دلا جائینگی رائگاں نہیں
کون سی وہ زمین ہے جس پہ یہ آسمان نہیں
تیر اگر مژہ نہیں دونوں بھویں کمان نہیں
باغ ہے ایک دلفزا کوچہ گلستان نہیں
دو دن میں پیر جو باغ کے ایسا کوئی جوان نہیں

اس حال پر ملال میں جو یہ معاملہ دیکھا کہ صاحبقران زمان دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں حضرت خلیل میں زمرد اری
سے جنگ ہیں ایک جانب خواجہ عمرو لڑ رہے ہیں برق زخمی ہو گیا ہے مگر قدم نہیں ہٹتا خطور جزیرہ شین
پکار رہا ہے یاروں میں سے لوح لے لی اسم اعظم بند کر دیا اب گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہے ملکہ غنچہ آرزو نے اپنی

جھولی پر ہاتھ ڈالا چند دانے ماش کے نکالے خطور نے ہاتھ اٹھایا بڑھکر فوج طلسم کشا پر سحر کرے ملکہ نے وہ دانے
کھینچ مارے خطور کا ہاتھ اڑ گیا اسنے چاہا بھاگ کے نکل جاوے ملکہ نے برق چمکائی نگاہ اٹھائی ایک بجلی تڑپ کر
گری خطور کے دو ٹکڑے ہوے سب نے دیکھا آدمی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مین خطور جنہ پر شیطین تھا
اب تو اہل اسلام نے دبا ڈالا خواجہ نے نسیم پر ہاتھ مارا اسکی بھی ہر انگڑی دو ٹکڑے ہوے لشکر کفار بھاگا
خواجہ عمرو نے جیب کے جھولی سے خطور کی لوح طلسمی نکال کے امیر کے گلے مین پہنا دی شہنشاہ اسم اعظم تو پہلے ہی
امیر کو اسم اعظم یاد آیا غنچہ آرزو نے ایک گل سے دیکھا کہ صاحبقران زنخوار سب سردارون کو ساتھ لیے آئے
ہین ملکہ نے ارادہ کیا کہ امیر سے ملاقات کرون مگر حجاب مانع ہوا طرف اپنے باغ کے روانہ ہوئین ملکہ خورشید
چالاک و حیرت و سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبر بو کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلین
صاحبقران آگے داخل بارگاہ ہوے کہ خورشید آ کے پہونچین امیر نے حکم دیا سلما و لیلا کو الگ بارگاہ مین
داخل کرو ملکہ حیرت و چالاک بسبب زخمداری کے بیہوش تھے حیرت کو امیر نے دیکھکر کلیجہ پکڑ لیا فرمایا افسوس
یہ اس شخص کی زوجہ ہے کہ جسکا لواے شوکت اٹھارہ سو ملک تک پہونچا تھا اب اسکی زوجہ اس پریشانی مین ہو
صاحبو اسکی بڑی خاطر کرو ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی حیرت کو اسمین داخل کیا دس ہزار کنیزین پری روی
براے خدمت ملکہ حیرت مقرر کردین بعدہ اسنے حیرت جادو کے چالاک کو بھی ہوش آیا صاحبقران کو
دیکھکر رونے لگا قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا حضور کی زیارت کو ترس گیا امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے
فرزند ہم تمھارے واسطے پریشان تھے کہان کہان رہے چالاک نے کہا کیا عرض کرون آوارہ دشت ادبار
مضطر و بیزار تباہ و برباد رہا خواجہ نے عرض کی اے شہریار آپنے سنا اسنے کیا کیا مصیبتین اٹھائین اگر مناسب
ہو اسکا عقد ساتھ ملکہ حیرت جادو کے ہو جاے امیر نے فرمایا یہ مقدمہ ذات پر ملکہ بہار کی موقوف ہے
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شہنشاہ کوکب و لاچین و بالقیس و بران
شمشیر زن و ناہید و بہار و مخمور تشریف لاتے ہین یہ سنتے ہی امیر مثل گل شگفتہ ہو گئے فرمایا جو ہمارے سر
کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سب کو استقبال کر کے لاے سب سردار بچے بڑے لطف سے استقبال کیا کوکب و
لاچین کو تخت پر سوار کرکے لاے امیر اٹھ کھڑے ہوے بیٹے لاچین سے ملے پھر کوکب سے بغلگیر ہوے
ملکہ بہار نے سلام کیا مخمور گردیرین امیر نے سب کو بارگاہ مین جگہ دی بعد گرمی صحبت مین امیر سے
ذکر جانبازی چالاک بیان کیا بہار نے فرمایا آج کی لڑائی بہت سخت تھی خدا نے جان بچائی ہمکو یقین نہ تھا
چالاک زندہ دیکھیگا کیونکہ قفس سلما و لیلا کے اسی کے پاس تھے سب ساحر یہی چاہتے تھے کہ قفس چھین لین
حیرت نے بڑے کارہاے نمایان کیے پروانہ وار چالاک کے گرد پھیرے کے لڑ رہی تھین اے بہار ہم یہ چاہتے ہین
کہ چالاک کا عقد حیرت کے ساتھ ہو جاے بہار نے جواب دیا کنیز کو بھی یہی منظور ہے آیندہ جو حیرت کی
راے ہو مین اس سے عرض کر دونگی یہ کہکر بہار اٹھین بارگاہ حیرت مین آئین حیرت بہار سے بہت شگفتہ ہو
ملین بہار نے سب کیفیت بیان کی حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا کہا بہن مجھکو اختیار ہے بہار خوشی خوشی باہر
آئین صاحبقران سے سب بیان کیا سامان شادی حیرت ساتھ چالاک کے شروع ہوا شاہزادہ سکندر
آگے اپنی مان سے ملے سب کو بڑی خوشی ہوئی لیکن جنید شترلب نے جو طبل جنگی بجوایا تھا یہان تو تیاریان ہو رہی
ہین جنید شترلب نے کہلا بھیجا کہ کل غلام سے مقابلہ کیجیے امیر نے خوش ہو کے فرمایا کیا مضائقہ ہے چار پہر رات گذری

ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نوشاہ زرین پوش سہرا شعاع زرتار ہی کا سر پر باندھ کر توسن فلک پر سوار ہوا
برائی ضیا کے ہمراہ بصد شوکت و جاہ تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا ادھر اوشتری مجرا کرکے داخل نہان خانۂ
مغرب ہوا یعنی تمام جہان روشن و منور ہوا ادھر سے صاحبقران زمان مع ایرج و سکندر و نور الدہر آکے
میدان میں پہونچے ادھر سے آمد و آمد لشکر ضلالت اثر کی ہوئی فوجا میں تمام پہلوان بھرے ہوے گینڈوں پر
سوار سب سے آگے جنید شترلب ایک کرگدن مست پر سوار بڑی شد و مد سے آکے پہونچا صفین آراستہ
ہونے لگین جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کرتب کرکے کھڑے ہوے پہلو میں جنید کے اشراق مازندرانی
پہلوان قوی تن توسن گینڈے کو کُداکر نکلا میدان میں آکر خوب نیزہ ہلایا جب خوب عرق عرق ہو چکا
دونوں سپروں سے یوں پسینہ ٹپکا جیسے دو گھٹائین برستی ہین پکار کے آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکی
تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج و نور الدہر نے قصد کیا تھا کہ سکندر نے مرکب با درفتار بڑھایا صاحبقران
کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر تمھارا جانا ہمیں بہت شاق ہی سکندر نے عرض کی اب تو غلام
قصد کر چکا اجازت دے امیر نے بمجبوری اجازت دی ایرج کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین سکندر
سب کو سلام کرتے ہوے میدان میں پہنچے اول تکاور زن ہوے تین قدم مرکب سکندر کا بانگی
قدم گینڈا اشراق مازندرانی کا پیچھے ہٹا سنبھل کے گینڈے کو سامنے کیا قریب آکے اٹھنے نیزہ مار آپس مین
نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران ہین کہ سکندر کس لطف سے نیزہ بازی کر رہے ہین دونوں لشکر
تعریفین کر رہے ہین سکندر نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھوکے نیزا مارا کہ نیزہ اشراق کے ہاتھ سے نکل گیا
دونوں لشکروں میں غریو ہوا اشراق نے جھلاکے تیغ نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکر سکندر پر ہاتھ مارا
سکندر نے روک کے ہاتھ مارا اُسے خالی دیا جب تیغۂ ہلالی سکندر کا چمکتا ہی اشراق کو آئینۂ شمشیر مین جلوہ
عروس مرگ دکھائی دیتا ہی جا بجا وار نہ روکو ن سکندر اپنے کو بچاتے ہین جب دو چار وار رد و بدل
ہوے اشراق نے کہا دیکھو میرے لشکر کا افسر مجھکو نیزہ مارا چاہتا ہی سکندر نے پلٹ کے دیکھا اشراق
نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سکندر کا زخمی ہوا اشراق نے چاہا سر کاٹ لون ایرج نے وہان سے نعرہ کیا
نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ٭ اتنی جلدی مین آئے کہ سینہ سپر
کر دیا آپس مین تلوار چلنے لگی کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا اشراق عاجز ہوا گھبرا گیا کہا ای جوان دیکھ
تیرا لشکر آتا ہی جیسے ہی ایرج پلٹے اس کمینے نے ہاتھ تلوار کا مارا دھوکے سے تلوار کی ایرج پلٹ پڑے
زخم کاری سر پر آیا ایرج نے خون رومال سے پونچھا اشراق نے چاہا دوسرا ہاتھ مارے سرداران بارگاہ
کو تاب نہ آئی فرداً فرداً آپڑے لیکن جو آیا وہ زخمی ہوا دوپہر ڈھل چکی تھی کہ صحرائے گرد اُڑی سب نے
دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش آگے آگے دوسرا نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار جوانان جرار کا لشکر
پشت پر گلگون پوش جھپٹ کے آپڑا بادلہ پوش صف پر کھڑا رہا اشراق نے ہاتھ تلوار کا مارا
گلگون پوش نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اشراق نے روکا دو چار وار چلے تھے اشراق
کمر میں طاق شہرۂ آفاق ایسا ہی کچھ مکر کرکے اسکو بھی زخمی کیا چاہا سر کاٹ لون بادلہ پوش نے وہین سے نعرہ
کیا او ملعون خبردار ہاتھ روک نقابدار بادلہ پوش بڑھا آکے سینہ سپر کر دیا فرمایا او ملعون تو کمرین
جو اکابل داکل ہی لوگون نے کہا حضرت اپنے چہرسان تک نہین سکتی میں رہی صرف کرتا ہی اشراق نے

بھرپاؤ تو مارا نقابدار نے روک کے سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا اشراق کو دو ٹکڑے ہوئے ہنگامہ بلند ہوا
اب نقابدار بادلہ پوش نے بلبلا کے آواز دی جنگجو تمنائے مرگ کی ہو نکلے طعن کر کے جو کہا تحمل [illegible]
نورالدہر بن بدیع الزمان تلوار کھینچ کر جا پڑے تلوار چلنے لگی نقابدار کبھی خالی دیتا ہے کبھی روکتا ہے لڑتے لڑتے
نقابدار نے پھر ہری لی قضائے کار شہزادہ ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار رات کو ایک قافلہ لوٹا لدے
پھندے سے چلے آتے ہیں نگاہ اٹھا کر جو دیکھا نورالدہر و نقابدار بادلہ پوش سے مقابلہ ہو رہا ہے بہت ناگوار
گذرا گھوڑے کو بڑھا کے آواز دی اے نورالدہر یہ کیا تحمل حرکت ہے بہتر اسی میں کہ پلٹ جاؤ یہ بھلا کب سنتے
ہیں ضیغم نے کمان کیانی درش سے اتاری واضح رہے کہ ضیغم نقابدار بہر پوش بنے ہوئے ہیں ضیغم نے
تیر مار دیا وہ مرکب نورالدہر پر پڑا گھوڑے نے طرارہ بھرا ہر چند نورالدہر مرکب کو سنبھالتے ہیں مگر
نہیں سنبھلتا گھوڑا لیے ہوئے دوڑ دوڑا پھرتا ہے ضیغم کھڑے ہوئے ہنس رہے ہیں دو تیر اسی طرح مارے
گھوڑا زخمی ہوا ایک مقام پر نہیں تھمتا نقابدار بادلہ پوش کو آواز دی اے کہ تاز میدان جرأت گھوڑا پھیر کے
پلٹ جاؤ بادلہ پوش نے مرکب پھیرا اپنے لشکر میں داخل ہوا ضیغم یہ تماشا دیکھ کر چلے اپنے قزاقوں میں آئے
گھوڑے سے اترے نورالدہر اپنے مقام پر آئے فرماتے تھے یہ جوان بہر پوش کون تھا عیار
نورالدہر شبرنگ بن عمرو چپکا سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا نورالدہر نے فرمایا اے یار وفادار خبر تو لاؤ کہ یہ
بادلہ پوش اور بہر پوش کون تھا کہ مسخرا بن کر کے چلا گیا میں اسکو سزا دونگا شبرنگ نے کہا میں ابھی جاتا ہوں
خبر مفصل لیکر آتا ہوں یہ کہہ کے عیاری سے آراستہ ہو کے طرف لشکر ضیغم کے چلا یہاں وہ وقت ہے کہ ضیغم اپنے
مقام پر بیٹھے ہیں عیار انکا پہلو میں حاضر ہیں کہ عیار کا دل دھڑکا جیسے گھبرایا اٹھ کے باہر آیا دیکھا ایک جاسوس
ہمارے آقا کا نام پوچھتا پھرتا ہے عیار پشت پر آیا ہلتے کمند کے مارے پکڑ لیا کہا سچ بتا تو کون ہے شبرنگ نے کہا
میں یہاں لشکر میں رہتا ہوں اسوقت اتفاق سے چلا آیا عیار ان باتوں کو کب مانتا ہے مشکیں باندھ لیں
لے کر سامنے ضیغم کے آیا کہا اے شہریار یہ شخص حضور کا نام لوگوں سے پوچھتا تھا میں نے اسکو گرفتار کیا اصل
نہیں بتاتا ضیغم شیر شکار نے کہا پھر وہ دو کوئی ہوگا عیار نے کہا میں ہرگز نہ مانونگا صبح کو اسے دار پر کھینچینگے یہ
کہکر شبرنگ کو قید کیا عیار اپنے بدلے حفاظت مقرر کیے بوقت سحر ہر چند شبرنگ نے نعرے بنائے عیار
نے نہ مانا جلاد آ کے حاضر ہوئے دار استادہ ہوئی ضیغم بھی ٹہلتے ہوئے آئے عیار سے کہا اسکو چھوڑ دو تاکید
کر دو کہ اب کبھی نہ آنا عیار نے کہا کہ یہ جبتک مفصل نہ بتائیگا میں اسے ہرگز نہ چھوڑونگا یہ کہکر جلاد کو اشارہ کیا
جلاد قریب آیا کہ تیغ کا خط گردن پر کھینچا شبرنگ کی پریشانی کہ شاہپور شیردل عبد ایرج نے جو خبر پائی ایرج
کے سامنے آ کے بیان کی ایرج کو بہت ناگوار ہوا مرکب طلب کیا گھوڑا کسا ہوا آیا ایرج یکہ و تنہا طرف
لشکر ضیغم کے چلے اسوقت آ کے پہنچے کہ جلاد شبرنگ کو قتل کیا چاہتا ہے کہ ایرج نے نیزہ مارا جلاد زمین پر
گرا شبرنگ کی قید کاٹی گھوڑے پر سوار کیا قصد ہوا کہ نکل جاؤں کہ پہلے نعرہ ضیغم کا ہوا قریب پہنچ کر
کمر کو بچا کے سر پر ہاتھ مارا سر ایرج کا زخمی ہوا ایرج لڑتے بھڑتے چلے گئے سردار لشکر ضیغم کے قتل ہوئے
لڑتے بھڑتے نکل گئے یہ معاملہ جو ضیغم نے دیکھا بہت ناگوار ہوا اپنے مقام پر فرمایا کہ میں اس جوان سے
سمجھونگا ایرج جو شبرنگ کو لے کر آئے نورالدہر نے جو خبر سنی بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ضیغم نے شب کو
نیچے سے نکل کے بوقت نکالیا سب قزاق تیار ہوئے شہزادہ ضیغم چلے یہاں ایرج نوجوان اپنی بارگاہ میں تھے

نیلم و فیلم طلایہ دے رہے ہیں کہ صحرا میں روشنی معلوم ہوئی نیلم فیلم بڑھے آواز دی کون آتا ہے ضیغم نے
آگے بڑھ کے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کو کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا دونوں کے گھوڑوں پر
لگی تیر مارے گھوڑے زخمی ہوئے نیلم فیلم گھوڑے سے گرے ضیغم لشکر میں گھس آئے تلواریں چمکوں کی کاشانہ
شروع کیں جو سامنے ملا اسے زخمی کیا یہ خبر ایرج نوجوان کو پہنچی غصے میں آگئے کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے
نعرہ کیا او نقابدار مغلوک یہ کیا حرکت ناشائستہ ہے یہ کہکر مقابلے میں ضیغم کے پہنچے ضیغم نے کئی تیر
ایرج پر لگائے ایرج نے وہ تیر قلم کیے جب مقابلے میں پہنچے آپس میں نیزہ چلنے لگا شب نیزہ دو تا میں
قزاق آئے گرے لشکر ایرج بھی تیار ہوکے آیا سب تماشا دیکھ رہے ہیں کس زور و شور سے نیزہ بازی
ہو رہی ہے سب تعریفیں کر رہے ہیں قضائے کار نورالدہر بن صاحبقران اپنی بارگاہ میں تھے کہ ہرکاروں نے
خبر دی کہ نقابدار ببر پوش نے آکر ایرج کو خوب تنگ کیا اب نیزہ چل رہا ہے نورالدہر بھی مشتاق ہوکے
چلے اسوقت آکے پہنچے کہ دونوں میں نیزہ چل رہا ہے دونوں لشکر جمے ہوئے کھڑے ہیں نورالدہر کو دیکھ کر
نقابدار اور تیز ہوا جنگ چپک کے لڑنے لگا رات کم باقی تھی گریبان سحر چاک ہوا آفتاب اقبال روشن ہوا
صاحبقران زمان مع جملہ سرداروں کے تشریف لائے پکار کے آواز دی بھائیو کیوں آپس میں لڑتے
ہو ایرج نے کہا ای صاحبقران تبارک آپ دخل نہ دیں اس ببر پوش نے بڑی جہالت کی ہے میرے لشکر پر شبخون
آیا اب میں کیا اسکو جانے دیتا ہوں ببر پوش نے کہا اے شہریار حضور دیکھیں میں اس تاجدار کی ابھی
شیخی بازی لیتا ہوں ایرج نے کہا دیکھیے اب احوال کھلتا ہے آخر دونوں کے نیزے ٹوٹے قبضوں پر ہاتھ
پڑے امیر کو بڑا اندیشہ ہوا کہ جہالت کی لڑائی شروع ہوئی ایسا نہ ہو کسی کی جان پر بنے تلوار چلنے لگی جب کئی
ہاتھ ببر پوش نے لگائے ایرج نے بڑھ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ببر پوش نے گریبان میں ہاتھ ڈالا
دونوں کھینچے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی صاحبقران زمان بغور دیکھ رہے ہیں کہ ببر پوش
کسی مقام پر کمی نہیں کرتا ایرج جانتے ہیں کار آزمودہ مگر ببر پوش نے دنگ کر دیا ہے لڑتے لڑتے تمام دن
گذر گیا کہ آفتاب با رنگ زرد لرزان و ترسان آشیانہ مغرب میں جا کے چھپا آمد آمد شاہ خاور کی شروع ہوئی
ایرج نوجوان روک کے کھڑے ہوئے فرمایا اے نقابدار لپٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے کہا ببر پوش
نے کہا نہ گھبراؤ بے تمیز زیر کیے ہوئے ہو نہ بیٹھے جہالت کی باتیں ہونے لگیں ایرج نے خنجر کمر سے کھینچا کہا او
ببر پوش لو میں گردن دیکھا ببر پوش نے بھی خنجر کھینچا کہا او تاجدار سے میں کیا کسی بات میں تجھ سے بند ہوں
جھلا مزاج میں آگئے ان دونوں نے خنجر کھینچے عمرو نے ایک چیخ ماری کہا او حمزہ غضب ہوا دونوں میں سے ایک کا
خاتمہ ہوتا ہے امیر بیقرار ہو کے دوڑے اپنے تم کا نعرہ کیا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر کے نعرے کی آواز
بارہ کوس تک جاتی ہے اسطرح نعرہ کیا کہ زمین تھرائی غار کہستان سے آرہے دونوں جوان تھرا کے بچے امیر پہنچ
آگئے داہنا ہاتھ سینے پر ببر پوش کے بایاں ہاتھ سینے پر ایرج کے رکھا فرمایا یہ کیا حالت ہے دونوں نے سر
جھکا لیا ببر پوش نے کہا حضور آپ ہٹ جائیں ایسا نہ گستاخی ہو امیر دونوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے
ہیں ایرج کو جو غصہ آیا نقاب پر ہاتھ مارا کہا او مغلوک تو کون ہے نقاب جو چہرہ سے ہٹی ثابت ہوا کہ ابر
سے ماہ تابان نکل آیا دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال بصد شوکت و کمال کھڑا ہوا ہے مجرم رہا ہے عیار نے
بڑھ کے عرض کی حضور کا نور نظر پارہ جگر فرزند اسد نامدار ہے صاحبقران نے ضیغم کو گلے سے لگا لیا ایرج کو بہت ندامت ہوئی

گھوڑے کی حمائل کیے فرمایا ای مرکب اصیل اگر ہو سکے تو مجھکو یہان سے لے نکل مرکب نے راکب کو مست جو پایا
کنوتیان مارتا ہوا دولتیان اچھالتا ہوا اسقدر کنکل غبار کھوے بھرے ہر چند عمرو نے پیچھا کیا مگر مرکب طرارے
بھرتا ہوا نکل گیا لاچار پلٹ آیا یہان جمشید کے لشکر میں طبل امان بجا دونون لشکر جدا ہوئے ناظرین پر واضح ہو کہ
جب خطور جزیرہ نشین مارا گیا سحر العجائب اپنے دربار میں بیٹھا تھا کہ یکایک ابر آسمان پر چھا گیا صدائے
مہیب آنے لگی یکایک آواز آئی کشتی مرا نام من خطور جزیرہ نشین لو دسحر العجائب اٹھ کھڑا ہوا کہا یار دیرینہ
رفیق مارا گیا اس رفیق سے بڑی امید تھی مگر افسوس جنگ میں جا کر کچھ نہ کر سکا مشیران سلطنت و وزیران ابت
نے عرض کی ذرا شیشہ ساحری کو بلائیے دریافت ہو کہ طلسم کشا اسوقت کہاں کر رہا ہے سحر العجائب نے آواز دی
ای شیشہ ساحری جلد حاضر ہو سب نے دیکھا ایک بجلی سنہری چمکی آئی بڑھ کے آگے شاہ کو سلام کیا سحر العجائب نے
پوچھا طلسم کشا اسوقت کیا کرتا ہے بجلی نے سر اٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا بعد دم بھر کے آواز دی ای
شہنشاہ طلسم اسوقت طلسم کشا جمشید کے ہاتھ سے زخمی ہو کے نکل گیا اسوقت خبر لینا ضرور ہے کیا عجب ہے کہ طلسم
بچ جائے اور طلسم کشا قتل ہو یہ سنکر سحر العجائب نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے مشہود سنگ زن
اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی غلام حاضر ہے جا بجا یہ کہکر اسباب سحر سے آراستہ ہوا جستجو میں طلسم کشا کی چلا گھوڑا امیر
کو لیے ہوئے جاتا تھا مشہود بھی ڈھونڈھتا ہوا جاتا تھا مرکب قریب درہ کوہ پہونچا صاحبقران پشت مرکب سے
زمین پر گرے گھوڑا ٹھٹھکنے لگا کسی قدر آگے گئے ٹھہر کے ہنہنا کر آقا مجھ پر سوار ہو چونکہ امیر بیہوش ہیں
اُٹھ نہیں سکتے اسی عرصے میں مشہود سنگ زن آکے پہونچا دیکھا کہ طلسم کشا زمین پر بیہوش پڑے ہیں آسمان
سے اترا قریب صاحبقران کے آیا اول تو سر سے اتاری حرز ہیکل کی ہیں جیسے سحر کا شیشہ میں اسم اعظم
بند کیا ایک طرف ایک گڑھ پیدا ہوا تھا سو جادوگر آکے حاضر ہوئے مشہود نے اشارہ کیا طلسم کشا کو گرفتار
کر لو امیر کو سب نے ہتکڑیان بیڑیان پہنائیں کلیجے پر سر پر لگائے اٹھا کے اژدہے پر ڈال لیا ساتھ جادوگر
ساحر گرد آگئے اسطرح مشہود صاحبقران کو لیکے طرف قلعہ طلسمی کے روانہ ہوا یہان لشکر سے عمرو تلاش امیر
میں نکلا تھا پھرتے پھرتے ایک نخل کے سامنے [illegible] ٹھہر کر دیکھا قید امیر کی سامنے سے چلی آتی ہے عمرو یہ حال دیکھکر
بھاگا یہان لشکر میں یہ وقت ہے کہ سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ میں بیٹھے ہیں [illegible] کہ
نہیں معلوم امیر پر کیا گذری کہ خواجہ عمرو گھبرائے ہوئے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ صاحبقران گرفتار
ہو گئے غمخواری میں مرکب بکمال تیزی قریب درہ کوہ جاکے مرکب نے گرا دیا ملازمان سحر نے
پہونچ گئے طرح طلسمی میں لے لی صاحبقران بھی گرفتار ہوگئے اب لیے ہوئے طرف قلعہ طلسمی کے جاتا
ساحر و غیر ساحر اپنے اپنے مقام سے اٹھے عمرو نے منع بھی کیا کہ بارے اسقدر جلدی نہ کرو
طرح طلسمی کیونکر نکلے آقا کیونکر رہا ہون ای فلک کجرفتار وای گردون غدار تیرے یہ کج [illegible] آسمان فریاد
عمرو کی بات کا جواب نہ دیا فوراً سب روانہ ہوگئے جیسے ستارہ چلا ادھر ہر ایک کا [illegible] تا قران فریاد
امیر فتح کرتے مرحلہ جات بڑھے یکایک فلک نے یہ گردش دکھائی جب ادھر دوست مہربان فریاد
دیکھتے ہی فوراً حکم قتل دیا اسوقت لشکر میں ایک غریو بلند تھا ہر خورد و کلان رو رو کے نوحہ خوان فریاد
جب صاحبقران کو گرفتار کر لیا صرف چار سو جادوگر اسکے ہمراہ تھے ساحر [illegible] کیا آئے تا وہان فریاد
ابھا تو مسلمان آپہونچیں فوج اور ہوا اچھے مشہود نے اسی وقت ایک [illegible] سمت مغرب بہت ان فریاد

چیخ کیا زمین میں گر گئے نامہ غائب ہوا کان میں آواز آئی کوئی نامے کو پڑھے ۔ ہاں نامہ دار کے ہوش و حواس
پراگندہ ہیں جب نامہ پڑھ لیا گیا تو آواز آئی کہ تم جاؤ ہم یہاں سے سردار جلیل کو روانہ کرینگے راہ میں کچھ ملاقات
ہوگی وہی سردار اُس شخص کو مع قید طلسم کشا قلعے تک بحفاظت پہونچا دیگا اور ہاں نامہ دار اب تو یہاں سے کیونکر جائیگا
جن منزلوں سے آیا ہے وہی منزلیں بمجرد روش ہو گئی تو کیا چاہتا ہے نامہ دار نے کہا میں فوراً در قلعہ پر پہونچنا
چاہتا ہوں ایک طائر نے پھر زمزمہ سرائی کی اسکی آنکھ بند ہوئی لحہ بھر کے بعد جو آنکھ کھلی دیکھا بیرون قلعہ کھڑا ہے
دیکھا قلعہ وہی عجائب و غرائب گھبرایا ہوا جاتا تھا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک نخل عظیم الشان پھل اُسکے
سر انسان کی صورت کھنے نہایت خوبصورت سایہ اُسکا بارہ کوس تک پڑتا ہے بیچ نخل سے دھواں نکل رہا
ہے اُس دھوئیں نے تمام صحرا کو گھیر لیا ہے یہ نامہ دار کھڑا ہو کے تماشا دیکھنے لگا تھوڑے ہی عرصے میں وہ دھواں
شق ہوا اُسمیں سے ایک لشکر گران پیدا ہوا بارگاہیں استادہ ہوئیں بازار ہیں آراستہ ہونے لگیں ایک شخص نے
آکے نامہ دار سے کہا ملک **نہروان** جزیرہ نشین نے آپکو طلب کیا ہے نامہ دار نے کہا ملک **نہروان** کون
صاحب ہیں اُس شخص نے جواب دیا صاحب فوج و لشکر فرستادہ خداوند **ہفت پیکر** نامہ دار حیران اس شخص کے
ساتھ لشکر میں آیا وسط لشکر میں ایک بارگاہ زربفت استادہ تھی اُسکے دروازے پر چوبدار بیادل حاجب و دربان
جب نامہ دار اندر بارگاہ کے آیا بارگاہ میں سناٹا پایا اُس جوان نے کہا کہ اے عزیز اب ترا افسر سے ملنا چاہتا ہے
نامہ دار نے گھبرا کے کہا میں تو اسی کا مشتاق ہوں ایک بجلی چمکی اُس برق سے ایک جوان آفتاب جمال تخت پر سوار
پہلو میں ایک زن حسین پشت پر ایک کنیز ماہ رخسار مگسرانی کرتی ہوئی اُترے آ رستے اُس جوان نے نعرہ کیا اے
شخص آگاہ ہو میں **نہروان** جزیرہ نشین فرستادہ شہنشاہ **ہفت پیکر** جس مقام پر مدد مانگیگا ملیگی نامہ دار
نعرہ لگا کے بیہوش ہوا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اپنے بستر پر پایا میان مشہود کے پاس نامہ پہونچا کہ ملک
نہروان جزیرہ نشین برائے تباہی مسلمانان آیا ہوں لاکھ فوج میرے ہمراہ ہے تم خاطر جمع رکھو وقت پر
دیکھا جائیگا مگر مشہود کو اب بڑی تقویت ہوئی کہ اب مدد آگئی اب قید طلسم کشا کی لے کر چلنا چاہیے اب ارادہ ہے کہ
کل کوچ کرینگے تیسرے پہر کا جو دربار ہوا مشہود نے اپنے کو مع نامہ دار کے ایک دربار میں پایا دیکھا کہ سو سردار
جمع ہیں ایک سردار جلیل اُن سب کا کفیل یہی کہہ رہا ہے کہ قید طلسم کشا کی لے چلو یہ تدبیر بھی واجب و لازم ہے کہ مسلمانوں
کو رسوا کرو ۔ یہ ذکر تھا کہ ایک بجلی چمکی سب نے دیکھا ایک عیار بچہ منتظر رہا اے زربفت و چنارہ سقرلاتی سے
اور وہ میری شراکت درجی ہوئی جست و چالاک سامنے آ کے کھڑی ہوئی کہا اے افسر عالیقدر اگر حکم ہو تو میں کل مسلمانوں کو
ہے اگر تو مذہب اسلام ہو کر گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیتے چلیے نہروان نے کہا اے گلعذار رنگین مزاج خداوند نے
مارا میرے نیزے کر کے شمیم بندہ تیری مدد کو ملک ہو کمال اُسکا دلدادہ ہوں لہذا انتظام واجب و لازم ہے وہ عیارہ بہ ادب
سے بجا لائی اُسنے تبسم کیا نامہ دار ایک گوشے میں اُسی بارگاہ کے پڑا ہے شب کو میکشی کا سامان مہیا ہوا اور
مار احکام جو ہو چکی خود سر اور رقص آئے ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل خواجہ حیدر علی آتش

نکر سر اسکا بھی زخمی ہوا اُسنے دستانہ ہاں رو دانی ہے
کے تمک حسرت جلاد میں لوہے کا پانی ہے

بجا اگر دن قلم ہو تو بھی خجند زمین پر گرا ملا زمین داغ لالہ کا
یہ میرا داغ دل ہے داغ والے کی نشانی ہے

بجا معروف جگا ہے ہر طرف ہنگامہ برپا ہے آزادے کا
مجھے پردے میں عزرائیل کی صورت دکھانی ہے

معلوم ہوتا ہے اسیر کو یقین بھاگ کر گھوڑے سے بچے ہوں
وہ گل ہوں میں جسے شبنم پلاتے آسمانی ہے

اثر ہمارا ہی وہ درد فراق کا مجھ میں
بست دونوں میں دل آزار ان یہ سکیے گی
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائیگا
خیال کا گل شب رنگ سے یہ حال ہوا
یہ جا ہجر نتہا ہی رنگ سیہ صورت انصاف
دی فلعہ دی ہجا نہ زمین پہ نہیں ہی کچھ موقوف

کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد
ابھی نہیں ہی تمھاری مزاجدان فریاد
نہ جائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو لائیگی انکو کشان کشان فریاد
مرے زبان سے نکل کر بجائے دھوان فریاد
سنین وہ نغمہ مطرب کرون یہان فریاد
کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

سراپا حیران ہے کیا معرکہ ہی یہ کیسی آواز کان میں آئی چہار جانب دیکھنے لگے جب کوئی نہ معلوم ہوا آگے بڑھے
تو سامنے سے گرد اڑی دگمگی کی آواز کان میں آئی عمرو نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین دوازدہ سالہ
آفت جان غارتگر دین وایمان چالاک وچست بڑی بڑی آنکھین گھرا کے سامنے سے رم کرتی ہوئی چلی آتی ہی عمرو
دیکھتے ہی حیران جمال دمحو دیدار سراپا کو دیکھنے لگا مثل جمع ساتھین پھرنے لگا آخر لاچار ہو کے ایک غار مین پوشیدہ
ہو کے بیٹھا اس فکر مین کہ اس نازنین کو گرفتار کرون حلقے کمند کے راہ مین خس پوش کر دیے وہ نازنین جب قریب
اوس مقام کے پہونچی ہر طرف چہار طرف دیکھا کچھ آواز پائین کچھ تیر پھینکے جب کچھ صدا نہ آئی تو پکار کے کہا ناحق دل
دھڑکتا ہی ہمت کر کے چلی ہیہی تھی کہ لٹ گئے کمند کی عمرو نے خنجر کی آواز دی وہ رکی عمرو نے جھٹکا مارا حبیب کے
حباب مارا وہ نازنین بیہوش ہوئی عمرو نے پشتارہ باندھ کے زنبیل کیا زنگ دوروغن عیاری کا نکال کے
اوسی نازنین کی شکل بنا کے تیار ہوے طرف لشکر نہروان جزیرہ نشین کے چلے تھوڑے عرصے مین دیکھا لشکر کنیز معلوم
ہوتا ہی لشکر میں ہر شخص یہ پوچھتا ہی کہو ملکہ عالم آج کسی مسلمان کو گرفتار کیا خواجہ جواب دیتے ہین
آج موقع نہیں پایا یہ باتین کرتے ہوے اب خواجہ کیا تدبیر کرون جسکی صورت پر تم آئے ہو نہیں معلوم اسکے
رہنے کا کون سا مقام ہی خیال مین آیا کہ خیر نام تو معلوم بھی ہو جائیگا حال مقام کیونکر کھلے اسی تردد مین تھے کہ
ایک کنیز نے آگے ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپکو شہنشاہ نے بارہا صبح سے کئی مرتبہ پوچھا ہی چلیے شاہ سے کلام کیجیے عمرو
کے ہوش اڑ گئے لیکن دل مضبوط کر کے اس کنیز کے ساتھ چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ بارگاہ نظر آئی دروازے
حاجب دربان حاضر ہین خواجہ رکتا ہوا باہر ٹہلنے لگا کہ نہروان جزیرہ نشین اندر سے نکل آیا عمرو نے جھک کے
سلام کیا نہروان نے اشارے سے اپنے قریب بلایا خواجہ نے بشرے کو جو دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ جانتا ہی قریب آئے تو
پکڑ لون آہستہ آہستہ چلے وہ کہہ رہا ہی کہ ذرا میرے پاس آئیے جب خواجہ قریب پہونچے نہروان نے کہا کیون
گلعذار آج تو نے ناخنہ کیون کیا عمرو نے کہا حضور کنیز گئی تھی عمرو عیار جاگتا تھا میرا کچھ قابو نہ ہوا نہروان نے ہاتھ
بڑھا کر کہا ذرا میری ایک بات تو سنو خواجہ پیچھے ہٹے نہروان اور آگے بڑھا کہتا جاتا ہی کہ ارے پیچھے کیون ہٹتی
جاتی ہی کہ ہمین پھر کہنا ہی عمرو نے کہا یہین کچھ کہیے جو کچھ آپ فرمائیے گا مگر نہروان نے آواز دی ارے اسے پکڑ لو ہمارے
حکم کے خلاف کرتی ہی خواجہ بھاگے جادوگر دوڑے نہروان نے پکار کے کہا اسے سارباں زادہ جاتا ہی عمرو
بھاگا ہوا جاتا ہی جب وسط لشکر مین پہونچا دیکھا ایک دریاے قلیل موج مارتا ہی عمرو نے چاہا کہ جا کر ان لوگون کو
کرنے ایک نہنگ نے خواجہ کو اپنے دہن مین لیا نہروان نے پکار کے کہا یاروخدا و مرگ منظور ہوا کہ عمرو کو ننگ
شکل سے ہوکار سے لشکر اسلام کے یہان موجود ہے وہ یہ خبر لے کر جا گے راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا

یار و کیا ہوا ہر کار روز نے کل کیفیت بیان کی اب برق کو یقین کامل ہوا کہ کوئی زندہ نہ بچیگا نہروان بلا سے روزگار ہی
لیکن بچ جاتا ہے یہ سوچ کے یہ بھی چلا جب لشکر تھوڑی دور رہ گیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک زنگی کی شکل
بنکر تیار ہوا اور شہر میں آیا جیسے ہی بازار میں پہونچا نہروان کا ایک غلام ہے کہ اسکو سیہ تاب جادو کہتے ہیں
اُدھر سے آتا ہے اُدھر سے برق فرنگی جاتا ہے نہروان نے بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر کہا ای سیہ تاب برق فرنگی چلا
کو لینا ناظرین پر واضح ہو کہ برق بازار میں ہے نہروان اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے جسکا نام سیہ تاب ہے وہ اور مقام
پہ تھا یہ جو نہروان نے کہا برق چلا آتا تھا کہ ایک زنگی سامنے سے آیا اُسنے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلو تمکو ہمارے
آقا بلاتے ہیں برق نے ہر چند انکار کیا لیکن اُسنے دبایا برق کو کشان کشان لے چلا بارگاہ نہروان میں آیا
جب دربارگاہ پر پہونچا زنگی نے کہا ای برق اندر جاؤ برق اندر آیا دیکھا نہروان بن کر داب تنہا بیٹھا ہے برق
کو دیکھکر کہا کیوں مکار تو نے کچھ عہد و دولت کا خیال نہ کیا برق نے ہاتھ باندھ کے کہا ای شہنشاہ ساحران میں مدت سے
مشتاق تھا میں نے کچھ مکر نہیں کیا آپنے بلایا میں حاضر ہوا یہ کہکر بیٹھ گیا باتیں کرنے لگا کہا حضور میرا گانا سنیے غلام
اس فن کو حاصل کیا ہے اسی کا مشتاق تھا کہ میں آپکی خدمت میں جاؤں تو اپنا کمال دکھلاؤں یہ کہکر گنگنایا یہ اشعار
سامنے نہروان کے شروع کیے

اشعار

بال آنے میں آیا خود نمائی ہے عبث — خط ہوا دھو کدورت اب صفائی ہے عبث
بے تصور وہ نہیں نکلا جو تا چھوڑ دے — بندہ پرور اجتناب دلربائی ہے عبث
عاشق جانباز سے کیا بانکپن کی گفتگو — راست بازو سے مرے جان کج ادائی ہے عبث
فصل گل میں کر دیا بے بال و پر صیاد نے — ای دل مایوس اب شوق رہائی ہے عبث
کاٹ کر پہلے سے سر رکھدیگا قاتل ہاتھ پہ — ای دل شوریدہ شوق جبہ سائی ہے عبث
کام کیا نکلیگا ای دل آہ بے تاثیر سے — بے قدر انداز ہی شیر نکھرائی ہے عبث
نکہت زلف معنبر سے معطر ہے دماغ — ای صبا تو بوے گل پھر پاس لائی ہے عبث
خاکساروں کے لیے ہے خاک سے زینت نسیم — آسمان پر ان غباروں کی چڑھائی ہے عبث

اس رنگ میں برق نے یہ غزل گائی کہ نہروان بیقرار ہو گیا کہا ای برق تم خوب گاتے ہو ہم تمکو بچانے
ہیں ہمکو خداوند سنعت پیکر نے حکم دیا ہے کہ جاکے مسلمانوں کو شاہ سحر العجائب و سحر العذائب کی عملداری کا
گرادو جن ملکوں پر سے قبضہ اُٹھا ہے انپر بھی قبضہ کرادو ہم لوگوں کو شکل ساحران ہوش ربا و نور افشان
نہ جانتا اس طلسم رہے اگر زبان ہلاتے ہیں زمین کو آسمان پہ پہونچاتے ہیں ہمارے منہ پر کوئی نہیں چڑھتا برق
بجا بجا عرض کر رہا ہے کہتا ہے حضور صنعت میں بارہ چودہ برس ہوش ربا میں رہے بڑے بڑے ساحر قتل کیے
نور افشان میں بھی عرصہ ہو چکا بڑے بڑے ساحر مارے ہمارے لشکر میں بھی بڑی بڑی جادوگرنیاں موجود ہیں
مگر آپ ایسا ہمارا سفر ہماری نگاہ سے نہیں گزرا میں اپنے عرض کرتا ہوں کہ عمرو عیار کو شک نکل گیا یہ بھی آپہی
کا مکر تھا نہروان نے کہا یہ بھی ایک شعبدہ تھا ہم لشکر ایک پردہ اٹھایا کہا ای برق دیکھو یہ بت سنگین جو سامنے
رکھا ہے یہ بصورت خداوند ہے جو سانحہ لشکر میں گذریگا یہ بت ہمکو بتادیگا برق فرنگی نے کہا حضور ہم بھی ملنی
چاہتے ہیں کہ ایک مالک کے پابند ہو کے بیٹھ رہیں سالہا سال ڈھلتے ہوئے گذر گئے روز نئے ساحر سے مقابلہ
ہوا سے آقا کا یہ حال ہے کہ جب دو عیار یاں کہیں دس بیس ساحر قتل کیے انعام و اکرام ملینگے اگر ساحر کو قتل کیا

کوئی دمڑی کو نہین پوچھتا تین روپیہ مہینا خشک ملتا ہی سو تین روپیہ افسر صاحب کے ہین ہمارے پلّے تین روپے ہین
اگر بھوکون کے مارے مر جائین تو صاحبقران نہ پوچھین کہ مرتے ہو یا جیتے ہو ہم اب یہی چاہتے ہین آپکی خدمت مین
رہین اگر آپ و ہم حضور کی اطاعت کرین کل بھیجے کل افسرون کو بھیجے ہم سب کو ایک دن مین گرفتار کر دینگے قتل
وعدم قتل کا آپکو اختیار ہی نہروان برق کی باتون سے بہت خوش ہوا کہا ای عیار تو تو بہت معقول آدمی ہی
برق نے دست بستہ عرض کی حضور کو بہت راضی کرونگا حضور مسلمانون نے ہمارا مذہب بگاڑا ہمارے ملک پر لشکرکشی
کرلے گئے ہمارے دل پر مسلمانون سے داغ ہی اگر کوئی ہماری دستگیری کرے ہم مسلمانون کے مٹانے پر آمادہ ہون
تو ایک ہی دن مین خاتمہ کر دین لیکن آپ پہلے عمرو عیار کو قتل کرڈالیے یہ مالکا سرکار غدار ہی ملک کے ملک تم نے
صاف کر دیے مگر حضور آپنے خوب پہچانا ورنہ اسکو کوئی پہچان نہیں سکتا اب مین اُنکے چونا لگاؤنگا مین تو اب
سرکار کا ملازم ہوگیا ہمنے تنخواہ جو امیر سے مانگی تو ارشاد فرماتے ہین کہ ساحرون کو قتل کرو لوٹ مارو کماؤ
ساحرون کے پاس جو مال نکلے اسکو خزانے مین داخل کرو تو تنخواہ لو اور جو خزانہ سرکاری مین داخل نہ کرو تو تنخواہ
تمکو نہین ملیگی حضور ہم دن بھر مارے مارے پھرتے ہین کسی کو قتل کیا مسافرون کی خبر سنائی جو کچھ اُنکے پاس نکلا اُسکو
غنیمت جانا مین تو اب حضور کا تابعدار ہو جا عمرو کو بلوائیے اُس سے پوچھیے اگر وہ بغاوت کرے تو ابھی اسکو قتل کیجئے
اگر شل ہمارے حضور کی غلامی اختیار کرے اُسکی بھی سرفرازی فرمائی جاوے نہروان نے جٹ کر آواز دی ارے
کوئی حاضر ہی ساربان زادے کو لاؤ عمرو جب وہین ہنگ مین گرے آنکھ بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک خیمے
مین مقید پایا سرنگون بیٹھے تھے کہ ایک زنگی نے آکے ہاتھ پکڑا کہا چل تجکو شہنشاہ بلاتے ہین عمرو جو بارگاہ مین آیا
دیکھا نہروان جزیرہ نشین بیٹھا ہی میان برق کا رنگ جما ہوا ہی باتین کر رہے ہین برق نے عمرو کو جھک کے
سلام کیا کہا اُستاد اجنگ خوب مین کرچکے ساحرون کو مارا اب خداوند ہفت پیکر کو غلبہ آیا ہی سب خداوندون
کے باپ مین ہین تو اب شہنشاہ کا ساتھ دیا کیون اُستاد آپکو کیا منظور ہی اگر آپ اطاعت نہ کرینگے ہمارے
آپکے مقابلہ پڑیگا جب ایسا ہمکو سرپرست ملا ہم بہرام خاک سے بھی نہین دبتے عمرو نے کہا بھیا مین تو اب ضعیف
ہوا تمھاری عقل پر کار بندی ہی اگر تمنے اطاعت کی مین بھی اطاعت کرونگا ایک مالک مضبوط ملجائے پھر تو ہم قیامت
برپا کر دینگے برق نے کہا اُستاد ہم تو تھک گئے آجہی جا کر اپنا بستر لشکر سے اٹھا لاؤنگا عمرو نے کہا ہم بھی شریک ہین
لیکن ای شہنشاہ تنخواہ ہماری کئی مہینے کی چڑھی ہی حمزہ وہ بھی دبا لیگا نہروان نے کہا وہ رقم ہم دینگے یہ کہکر دوسرے خیمے
مین گیا دو تھیلیان اٹھا لایا ایک عمرو کو دی ایک برق کے آگے ڈالدی اور کہا یہ روپیہ تمکو بطور انعام کے
دیا جاتا ہی تنخواہ الگ مقرر ہوگی عمرو نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب ہمین یقین کامل ہوا کہ حضور نے ہمکو نوکر رکھا
بس اب ہم قیامت برپا کر دینگے ہمارے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا ہم سارے لشکر کے رازدان ہین ایک دن مین خاتمہ
کر دینگے خواجہ عمرو و برق فرنگی نے ملکر ایسی باتین کہین کہ نہروان خوشی مین پھول گیا کئی ہزار روپیے بھی دیکے
جب دوسرے خیمے مین جاتا ہی وہان سے روپیہ اٹھا لاتا ہی ابکی جو نہروان اُس خیمے مین گیا برق نے کہا اُستاد
یہ بت جو سامنے رکھا ہی سب کچھ بتا دیتا ہی اب سامان کھٹک بھٹکے کا کل چلیے عمرو نے جھپٹ کے وہ بت رومال
مین لپیٹا فرش بھی وہان کا اٹھا لیا اُستاد شاگرد باہر آئے خادمون نے پوچھا کیون صاحب کیا فیصلہ ہوا عمرو نے
کہا ہمارے شاہ کے معاملہ ہو گیا اب ہم مسلمانون کو پکڑنے جاتے ہین یہ کہکر دونون بھاگے نہروان جو بارگاہ
مین آیا دیکھا بت غائب ہی فرش بھی غائب کہا ارے یہ دونون کہان ہین خدمتگارون نے کہا حضور وہ تو چلکر گئے ہین

کہ ہمارا فیصلہ ہوگیا مسلمانوں کو گرفتار کرتے جاتے ہیں نہروان نے سنہ پیٹ لیا کہا صاحب غضب کیا وہ سحر کہ جس پر
بسا بھروسا تھا وہ مٹ گیا اب سر دست تیار ہونا ناممکن بڑھ کے خبر لو سیہ تاب غلام بھی گھبرا گیا کہا اے سیہ تاب
بڑھ کے دیکھو تو سیہ تاب ایک جانب چلا خادم خدمتگار بھی دوڑے نہروان دروازے بارگاہ کے ٹہل رہا
ہے ایک ایک ساحر سے کہتا ہے ارے ذرا بڑھ کے دیکھو ساحر برابر چلے جاتے ہیں برق و عمرو ایک صحرا میں پہونچے
دلپسند سے گرد اُڑی عمرو نے کہا بیٹا برق الگ ہو جاؤ برق الگ ہوا خواجہ الگ چلے برق ایک درّہ
کوہ سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے دیکھا کہ سیہ تاب آتا ہے چار جانب ڈھونڈھ رہا ہے اور بھی جادوگر جا بجا پھر رہے
ہیں برق نے اپنی صورت تبدیل کی ایک نازنین کی صورت بنا کر نکلا آنکھیں چمکاتا ہوا سامنے سے جو گذرا سیہ تاب
نے آواز دی جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمسے کچھ باتیں کر لو برق نے پٹ کے آنکھیں چمکائیں کہا کیا ڈاکا مارنے
آئے ہو راستہ نہ چلیں یہ سنتے ہی سیہ تاب نے کہا ہم تو تابعدار ہیں اُس نازنین نے کہا تابعدار اپنی جورو کے
ہوگے کہو تمھارا مطلب کیا ہے میری دیورانی کے درد زہ اُٹھا ہے میں دائی کو بلانے کے واسطے جاتی ہوں مجھے
ٹھہرنے کی فرصت نہیں لونڈیا پڑی تڑپ رہی ہے گھر میں دوسری عورت بھی نہیں ہے لونڈیا بالکل اکیلی ہے اسطرح
برق نے تراق پتراق باتیں کیں سیہ تاب بیتاب ہوگیا کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان میرے
ہمراہ ذرا اس درہ کوہ میں چل کے ٹھہرو ہمسے دو دو باتیں کر کے چلی جانا برق نے کہا چلیے کیا مجھے وہاں جا کے
کھا جائیے گا مطلب دل مجھسے صاف صاف بیان کیجیے میں بازاری عورت نہیں ہوں یہ کہتے ہوئے قریب آئے ٹپکے
دو طمانچے مارے سیہ تاب ان گستاخیوں پر اور مرا جاتا ہے دم بدم یہی کہتا ہے ارے میں افسر لشکر نہروان جو یہ چشمیں
ہوں مسلمانوں کے مٹانے کے واسطے بھاگ آئے ہیں شاہان نور افشاں ہم کو بہت کچھ دیتے نذریں گذر رہی ہیں
شاہ نہروان ہی گرداب کا بڑا اعزاز و اکرام ہوگا یہ باتیں کرتا ہوا برق کو درہ کوہ میں لایا جلد ہی سے
اپنی کمر سے چادرہ کھول کے زمین پر بچھا دیا برق پاؤں پھیلا کے اس چادرے پر بیٹھ گیا اب آپس میں باتیں ہونے
لگیں برق نے کہا اے میاں سیہ تاب ہم تمھارے مالک کے پاس بھی چلینگے سیہ تاب کہتا ہے ہم بڑے حیران ہیں
ہمارے مالک کے مزاج میں کوئی بات معقول قیام پذیر نہیں دشمنوں کے مٹانے کی تدبیر نہیں باتیں کرتے کرتے
سیہ تاب دست اندازی کرنے لگا نازنین کی تیوری پر بل پڑے بچے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا نگوڑے
کچھ دیوانہ ہوا ہے خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا بندہ ایسا ہو جائیگا اگر مجھسے ہو سکے تو کہیں سے دمڑی کا ٹھرا لے آ
میں بھی ایک جام پیوں تو بھی پی کر [illegible] سیہ تاب اُٹھا بھٹی پر گیا وہاں سے دو آنے کا ٹھرا
لے کر آیا جھجر کا بھی منہ [illegible] کے اپنے ہاتھ سے شراب اُنڈیلی برق
کے ہاتھ میں دی برق نے جام لے کر کہا صاحب پہلے تم پیو سیہ تاب نے ذرا تامل کیا برق نے جام میں منہ لگا کے
شراب کو جھوٹا کر دیا کہا لے خدا کی قسم [illegible] تو پیئے گا سیہ تاب بے اندیشہ انجام جام پی گیا برق نے دو جام
پلائے جام پیتے ہی غش سی آنکھیں نکل آئیں گھبرا کے چار جانب دیکھنے لگا برق نے کالی کھلا لی سیہ تاب نے
گھبرا کے کہا مجھے کوئی آسمان پھرتے [illegible] برق نے کہا ذرا اُٹھ کے شراب تو نشہ کی سیہ تاب گھبرا کے
اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا برق نے تڑپ کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

لقب ہے مرا برق عجب کز ادار	کہ استاد ہیں خواجہ نامدار	تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں
کسے کون مکار غدار ہوں	کروں سیکڑوں کو میں کی راہ لو	ارسطو ہے ذلیل گرد ہی

جان نثاری کے مزے عاشق سے پوچھا چاہیے	ای خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوے دوست
عاشقون کی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی	بوسے جنت کے لے دو گز زمین کوے دوست
آتی ہی آواز عاشق کی کنار قبر سے	آج خالی دوست کے پہلو سے ہی پہلوے دوست
مجھکو سمجھاتا ہی کیا ہمدم تجھکو سمجھانا پڑے	تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روے دوست
دل تڑپتا ہی طبیعت مین ہی کیا کیا کچھ خیال	دیکھیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوے دوست
کھٹکی ہی دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم	دیکھتے ہین رات دن آئینۂ زانوے دوست

اس رنگ مین ان اشعار کو خواجہ نے سامنے نہروان کے گایا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوے خواجہ سے دامن پکڑ لیا کہا کیون حضور خیر تو ہی مین اسوقت آپکو بہت ملول پاتی ہون نہروان نے آہ کی کہا ای نسیم تجھسے کیا بیان کرون اگر کہتا ہون راز محبت افشا ہوتا ہی اگر چھپاتا ہون آتش فراق قلب کو جلاتی ہی دل کے جلنے سے کباب کی بو آتی ہی خدا انجام سب کا بخیر کرے نسیم نقلی نے کہا ای شہنشاہ کون ایسا ظالم ہی کہ آپ ایسے کامل و اکمل کو قبول نہ کرے حسین جمیل لئیق ناک بڑی آنکھین چھوٹی پیشانی اونچی قد لانبا مرقع بچھیا ہی چہرے پر برستی ہی اسطرح عمرو نے تعریفین کین نہروان خوش ہوگیا کہا ای نسیم کیا بیان کرون جو دل پر گذرتی ہی بیان نہین کر سکتا ہمارے شاہ کی صحبت مین ملکہ نیرنگ جادو آتی تہی مین مدت سے اسپر مرتا ہون اسوقت اس معشوقہ کی تصویر میری آنکھون کے نیچے پھر گئی نسیم نقلی نے کہا حضور انکو اس محفل مین بلوائیے مین نے سیکڑون ہمجنسون کو آوارہ کر دیا آپ اسوقت بلوا لیجیے مین تو رامی کر دونگی نہروان خوش ہوگیا کہا ای نسیم اگر یہ کام تو نے کر دیا تو گویا مجھے زندہ کر دیا یہ کہکر اسنے ایک نامہ لکھا اشتیاق آمیز خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم مین براے مقابلہ مسلمانان آیا ہون قریب ہی کہ مقابلہ پڑے آج ہم اپنے مقام پر بیٹھے ہین اگر مناسب ہو تو براے چند ساعت سرفراز فرمایے یہ نامہ لکھکر دستک دی ایک طائر اڑتا ہوا آسمان سے آیا اسنے وہ نامہ طائر کے گلے مین باندھ دیا طائر اڑ کے زنبیلین مارتا ہوا چلا نیرنگ اپنے قصر مین جلوہ فرما ہین یہی ذکر درپیش ہی کہ دیکھا شخص براے مقابلہ مسلمانان گیا ہی دیکھین کیا گذرتی ہی تقضاے کار ملکہ نیرنگ کی بہن شمع رخسار نے پوچھا کیون بہن مسلمانون سے لڑنے کو کون شخص گیا ہی نیرنگ جادو نے کہا ہمارے شاہ کے مشیر نہروان خونخوار نورافشان سے نامہ آیا تھا ہمارے شاہ نے براے مدد نہروان کو روانہ کیا شمع رخسار نے مکرر پوچھا کیون بوا یہ وہی لوگ ہین جنھون نے ہوش ربا فتح کیا تھا نیرنگ نے کہا ہان وہی سب لوگ ہین شمع رخسار کانپنے لگی کہا بوا وہ لوگ بلاے روزگار ہین افراسیاب نے وہ وہ کارہاے نمایان کیے لیکن کچھ نہین کر سکے کی موت مارا گیا بڑے بڑے سردار بڑے بڑے سامان مہیا کیے مگر کچھ نہین ہوا اور مسلمانون مین ایک شخص ایسا ہی کہ اسکا نام لینا مناسب نہین اُسکے نام مین تین تاثیرین ہین جہان پہلی مرتبہ نام لیا کہین ہو مگر اسکو خبر ہو جاتی ہی جہان دوبارہ نام لیا وہ اس محفل کی طرف متوجہ کر کے بیٹھتا ہی جہان تیسری مرتبہ نام لیا وہ اس محفل مین پہونچ جاتا ہی اسکا محفل مین آنا غضب خداوندی ہی آفت برپا ہوتی ہی نیرنگ جادو نے کہا بوا مجھکو بھی نہروان کے جانے کا بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ اسیر کوئی آفت دریپش ہے شمع رخسار نے کہا مین ابھی دیکھتی ہون کہ اسوقت میان نہروان کیا کر رہے ہین نیرنگ جادو نے کہا بوا انکو کیونکر معلوم ہوگا شمع رخسار نے کہا بوا کیا نہ کتاب لکھو نہین ہی کہ مشغلہ پر حیدان خداوند نے عطا فرمایا اور وعظ بھی کہی تم کسن تھین اس زمانے مین کہ وہ مشغلہ کہ

سب رئیسان اقلیم جمع تھے کسی مشیر باز زر پر نے ذکر مسلمانان کیا قدرت نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ طلسم
ہفت پیکر میں مسلمان آئینگے معرکہ ہاے عظیم پڑینگے بڑے بڑے نامی سردار جمع ہونگے وہ لڑائیاں پڑینگی
کہ کہنے والے اپنے مقام پر کہینگے کہ کبھی ایسی جنگ و جدل کسی مقام پر نہیں ہوئی دریاے خون ہر کوہ و برزن میں
بہینگے فرزندان حمزہ طلسم کشائی کا قصد کرینگے اسمین استادین پڑینگی بڑے بڑے ساحر مارے جائینگے اسوقت
ہمارے بندون کو ضرورت ہوگی کہ کون کیا کرتا ہے کون کہان گیا ہے لہذا اسی مضمون کی کتاب تیار ہو جائے
کہ ہمارے بندون کو خبر آیندہ و گذشتہ کی مشکل نہ پڑے اسی وقت کتاب تیار ہوئی قدرت نے بھی اس کتاب
کو ملاحظہ فرمایا سب جادوگرون نے کہا ہان حضور ملکہ سچ کہتی ہین ہمارے بھی سامنے کتاب بنی تھی شمع رخسار
نے وہ کتاب نکالی یا خداوند ہفت پیکر کہکر کھولی نیرنگ جادو نے دیکھا جون جون شمع رخسار کتاب کو پڑھتی
جاتی ہے رنگ رو متغیر ہوتا جاتا ہے نیرنگ نے گھبرا کے پوچھا کیون بوا خیر تو ہے کہا بوا غضب ہو گیا جلد اپنے کو
وہان پہونچاو نسیم جو عیارہ بنی ہے اسکی شکل بنا ہوا ساسان زادہ نہروان سے باتین کر رہا ہے نیرنگ نے منہ پیٹ لیا
کہا بوا انکو تو بڑی احتیاط تھی شمع رخسار نے کہا کوئی کیا کر سکتا ہے جو مقابلہ مسلمانان مین گیا اُسے عیارون نے
گھیر لیا بھلا انکے ہاتھ سے کب بچ سکتا ہے ہر چند کہ ہمارے خداوند صاحب بڑے ہوشیار ہین کہ قبل آمد مسلمانان
کتاب انتظام خبر آیندہ و گذشتہ تیار کرادی خدا وہ دن نہ دکھائے کہ مسلمان اس طلسم مین آئین نیرنگ جادو
نے کہا پھر کیا کرون شمع رخسار نے کہا آپ کو جلد پہونچ جانا ہے عمرو کو گرفتار کر لو ورنہ وہ بڑا ہوشیار ہے آنکھ
ملتے ہی پہچان جائیگا کہ ہماری گرفتاری کو آئی ہین نیرنگ نے کہا بوا تم تو ایسی باتین کرتی ہو کہ علم خداوند کی بھی
کچھ حقیقت نہین شمع رخسار نے کہا خداوند کیسے وہ ایسے شعبدے روز بنایا کرتا ہے ایک ایک شاگرد اُسکا
بلاے روزگار ہے ایک ایک عیار طرار مکار خنجر گذار ہے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ شاگرد اُسکا ہے ایک ایک
انمین کا لاکھون مین کا چھٹا ہوا ہے جس ملک پر جائین آفتین برپا کردین نیرنگ جادو اپنے مقام سے اٹھی کہا بوا
مین ابھی جاتی ہون جا کے اس بیچارے کو بچاتی ہون شمع رخسار نے کہا ہوشیار رہنا نیرنگ نے کہا ہم خوب ہوشیار
ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر کو دیکھا اڑتا ہوا آتا ہے وہ طائر آ کے دیوار باغ پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے
لگا نیرنگ نے کہا بوا طائر کیا زمزمہ سرائی کر رہا ہے نیرنگ نے کہا اس طائر کو دیکھکر میرے بھی ہوش اڑے جاتے ہین
نیرنگ جادو نے اشارہ کیا طائر آ کے کاندھے پر بیٹھا اب نامے پر نگاہ پڑی ملکہ نے نامہ کھول لیا اب جو اسکو
پڑھا مضمون مذکورہ بالا درج تھا شمع رخسار نے کہا بوا جلد جاؤ اسی وقت نیرنگ جادو ایک طاؤس پر سوار
ہو کر اڑتی ہوئی چلین بیان خواجہ عمل بل کے باتین کر رہے ہین نیرنگ اپنا جا رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی گئی سنو
غلام پشت پر نہروان کی کھڑے ہوے مگس پرانی کر رہے ہین کہ نیرنگ جادو آ کے پہونچی نہروان شل گل شگفتہ
ہو گیے بے اختیار پکار اٹھا فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ۰
ملکہ سنکر آگے بڑھین نہروان نے پوچھا ملکۂ عالم اشتیاق نامہ ہمارا پہونچا نیرنگ جادو نے کہا ہم تمھارا ہی ذکر
کر رہے تھے نیرنگ نے نسیم کی جانب دیکھا نگاہ ملتے ہی خواجہ سمجھ گئے کہ اسنے مجھکو پہچان لیا اسکے تیور سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ میری ہی فکر مین آئی ہے اتنا ہی کہ منہ سے نکلا تھا کہ ہم تمھارا ہی ذکر کر رہے تھے عمرو نے قصد کیا کہ
نکل جاؤن نیرنگ نے کہا کیون نسیم کہان جاتی ہو کیا ارادہ ہے نسیم نقلی نے کہا مین کہان جاؤنگی جب تک ہمارے
حضور اس مقام پر ہین ہر وقت لڑائی جھگڑے فساد درپیش ہین مین کہان جاؤنگی یہ کہکر نیرنگ نے قصد کیا کہ

سحر کرون جیسے ہی جبول کی طرف ہاتھ بڑھایا عمرو سکا ہی ملکہ عالم دیکھیے طرف سے طلسم ہفت بیکر کے کرتا آتا ہی نیرنگ اودھر پلٹی مانند برق کے جھک کر عمرو نے خنجر مارا کہ نیرنگ جادو کا شکم چاک تھہ بک نیرنگ کالاشہ زمین پر گرا عمرو و کلیم اوڑھ کے غائب ہوا لاشہ نیرنگ زمین پر تڑپنے لگا دریا ہے خون جاری ہوا نہروان جزیرہ نشین گھبرا گیا کہا صاحبو یہ کیا غضب ہوا کچھ کنیزین دوڑین جیسے لاشہ نیرنگ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا نہروان غرق عرق گھبرا سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی صاحبو غضب ہو گیا مین نے ملکہ کو گھر سے بلوا کے قتل کرایا مجھپر یہ کیا مصیبت گذر گئی جی چاہتا ہی جان دیدون کہان نکل جاؤن کب تک خاک اڑاؤن اسوقت میرے دل کی یہ کیفیت ہی **نظم**

وہی یہ دل ہی جو پالا ہوا تھا نازون کا
نیاز مند ہی اب چند بے نیازون کا

نہ بخت ہے موافق نہ وصل کی تدبیر
ابھی تو ڈھنگ ہی بگڑا ہی کارسازون کا

کلیم جلوہ کہ یار مین جو کھوئے ہوش
وہ جائے بچکے ہمیشہ نظارہ بازون کا

بتون مین جاکے مرا اک پیام ادا کر آ
ثواب پائیگا ای شیخ سو نمازون کا

حسین ہون مرے مہمان خدا کی قدرت ہی
فقیر خانے مین مجمع گدا نوازون کا

اجل کو ہم جو تڑپ ہجر کی دکھاتے ہین
وہ اسکو کھیل سمجھتی ہے عشقبازون کا

مزاج نازک دل بھی بہت غنیمت ہی
کہ یادگار ہی اس دلربا کے نازون کا

دہینگی چشم سخنگو ہی سے زباں پلکین
جواب دے تو یہ دے ان زبان درازون کا

مری نظر پہ چڑھو بنکے آنکھ کی پتلی
پسند آتا ہی جھکنا ہی سرفرازون کا

وہ گرد جو نہ کنارہ کرن کے تیشے سے
پگھل گیا جو سنا نالہ دل گدازون کا

بتون کی بے دہنی کی نہ وجہ پوچھ ای شیخ
ہر اک امین ہی امین خدا کے رازون کا

غلط ہی جلوہ دکھائینگے حشر مین اپنا
وہ خود نظارہ کرینگے نظارہ بازون کا

جلال بخت کو نیرنگ اگر دکھاتے ہین
تو چند دن ہو مصاحب کرشمہ سازون کا

رونے پر نہروان کے سب ساتھ والے بلک رہے ہین نہروان کہتا ہی یارو قیامت ہین برپا کر دونگا ابتک یہ مجھے یہ خیال تھا کہ جو کوئی مجھکو ستائیگا اس سے سمجھ لونگا اب تو چن چن کے مسلمانون کو قتل کر دونگا ہائے معشوقہ پچھڑ خوبرو کئی سال گذرے کہ مین اسپر مائل ہوا تھا اُسنے مجھکو قبول نہ کیا گئیگا امید تھی کہ کبھی تو اس قتالہ عالم کو مجھپر رحم آجائیگا مگر آج اسکا خاتمہ ہو گیا ہئین معلوم مسافران عدم پر کیا گذرتی ہی دیکھین کبھی خواب مین بھی تشریف لاتی ہین یا نہین یکایک ہمپر یہ مصیبت ہوئی اگر خداوند مجھسے یہ پوچھینگے کہ نیرنگ جادو کو کیا کیا زمین اُنکو کیا جواب دونگا مقام افسوس ہی کہ مین نے اُنکو گھر سے بلوایا یہ نہ سمجھا تھا کہ فلک دون تباہ کریگا الغرض لاشہ نیرنگ کا اٹھوایا ارنجی تیار ہوئی مرگھٹے پر لیجا کے پھونکا جب ہٹے نہروان بہت بیقرار تھا ساتھ والون نے عرض کی حضور صبر کرین اگر حضور کے دل مین یہی خیال رہے گا تو مسلمانون سے کون مقابلہ کریگا نہروان لاچار خاموش ہوا بیقرار ہو کے کہتا ہی کیون یارو کہان جاؤن کس سے حال اُس آہوے وحشی کا پوچھون اب اُسکی صورت دیکھنا بہت دشوار ہی دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منھ پر ملون جنگل جنگل مارا مارا پھرا کرون ایرون محو ساتس ہوا کرون **نظم**

ہے دل سوزان مین طور اُسکی تجلی گاہ کا
وصل کیا ہم خاکسارون کو ہجا اُس دلخواہ کا
نور افشان جب سے ہے دل مین خیال اُس ماہ کا
ہر فرد ماہون سے پہلے زنگ امید نفع مین
قامت موزون نظر آئے مجھے جلوے الف
مجھے بیکس دیکھ کر ابروے بالاے چشم
آہو خطا مین تو ہونے دے نگاہون کا گذر
جا بجا ہے دل مادر مین ہمسفر زندگی
خلق نے قرآن دیکھا تب چڑھا ماہ رجب
آتے ہی اُس طفل کے روشن سیہ خانہ ہوا
زرد یا گل کو فلوس داغ سودائی مجھے
سفلہ ہوتا ہے بوقت امتحان بے آبرو
دیکھکر جھگڑا نہ کیونکر نعرہ زن ہون سب نصیب
یار کا ناسخ بچھا ہے پیرہن تو عیب کب

روے آتشناک ہر شعلہ ہے میری آہ کا
خاک مین آلودہ ہونا کب ہے ممکن ماہ کا
نور کا شعلہ دھوان ہے میری شمع آہ کا
ہاتھ بے منت نہین آتا ہے پانی چاہ کا
تھا شروع عاشقی دل میری بسم اللہ کا
سیکڑون سے مرتبہ اعلےٰ ہے بیت اللہ کا
دیکھو ہے مجھے نہین پاتا ہے سبزہ راہ کا
رتبہ زیر خاک یکسان ہے گدا و شاہ کا
سے ہمنے دیکھا مصحف رخسار اپنے ماہ کا
شمع سان جلوہ ہے اُسکے قامت کوتاہ کا
اے فلک رسم یہی تھا میری بھی تنخواہ کا
ہے دلیل اس ادعا پہ لُٹ جانا چاہ کا
پیشتر کنوؤن کو پھونکتا ہے جلوہ ماہ کا
ہے کتان کو چاک کرنا کام نوشاہ کا

غضب دربار مین ہنگامہ ہے لیکن خواجہ نیرنگ جادو گر بازار بزازہ مین پہونچے ایک چوبدار
کی شکل بناے ہوے جاتے ہین کہ جوہری بازار مین گذر ہوا اُلٹ کر دیکھا تمام عالم کا جواہر اسی مقام پر
جمع ہے دلال اپنی زبانون مین باتین کرتے پھرتے ہین جوہری بنالال جتنی لال سب طرح کے لوگ جمع ہین جواہر
انبار لگے ہین خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا مردے کی شکل بنکر ایک جوہری کا گھر جھکے سلام کیا کہا
حضور جب سے آپنے ہماری قدر دانی نہین کی جب سے بھی حاضر ہونا موقوف کر دیا کچھ کنکر پتھر لاے ہین
ملاحظہ فرمایئے جوہری نے کہا آیئے خواجہ بیٹھ گئے ایک پڑیا جیب سے نکالی جہان نے دیکھا اسمین
مروارید بیاضتو دکھا رہے ہین جوہری کی رال ٹپک پڑی قیمت طے ہونے لگی عمرو نے کہا تم چھوٹے
تھے تمہارے باپ کے پاس مین آیا تھا جب سے اب مین آیا ہون جو قیمت مناسب جانو وہ کہدو بیان
یہ ردو قدح ہو رہی تھی وہان بیٹھے بیٹھے نہروان نے کہا یارو کیا ستم کی بات ہے کہ میری معشوقہ کو قتل
کرکے ساربان زادہ نکل گیا افسوس ہے کہ مین موجود ہون اور کوئی تدارک نہ کرون جھولی مین ہاتھ ڈالکے
ورق جمشیدی نکالا سب مشیر و وزیر جمع ہین سب نے دیکھا کاغذ پڑھ رہے ہین آنکھون سے آنسو بہ رہے
ہین کہتا ہے یارو اس ساربان زادے کا بڑا کلیجہ ہے میرے ہی لشکر مین بیٹھا ہے جوہری کو ٹھگ رہا ہے یہ کہکر
قصد کیا کہ خود جاؤن زلال جادو اسکا رفیق ہے وہ سلام کو آیا تھا اُسنے پوچھا حضور کہان جاتے ہین نہروان
نے سب حال بیان کیا زلال نے کہا حضور تکلیف کیون کرین مین ابھی اُسکو لاتا ہون حقیقت مین آپسے بڑی
گستاخی کرگیا ہرچند نہروان نے کہا زلال نے نہ مانا بل کرتا ہوا بارگاہ نہروان سے نکلا بازار غلہ فروشان مین
میان برق فرنگی کھڑے ہین دوکاندارون سے باتین بنا رہے ہین یہ بھی خبر سن چکے کہ اُستاد نے معشوقہ
نہروان کو مارا گھر سے ہین کہ اچھا جی مار تو مارا اب کہان جائیگا گرفتار کرلا تجھے سزا دینگے سرحد طلسم ہفت پیکر پہنچائینگے

ای کردفتے جاتے ہیں اگر مناسب ہو تو حضور بھی چلیں یہ سنتے ہی ملکہ تحفۂ آرزو دے دلکشا نے گریبان چاک کیا آنکھوں سے دریائے اشک جاری ہوا فرمایا اب راحت و آرام ممکن نہیں لطف زندگی جاتا رہا جی چاہتا ہے کہ پہاڑوں سے سر ٹکراؤں جنگلوں میں خاک اڑاؤں کوئی میرے تن سے بار سر اتار دے کہ میں اس کشاکش سے نجات پاؤں اپنا یہ حال ہے بیان جسکا حال نظم

ہوں وہ سوزاں شعلہ بجھ جائے دور میری خاک سے
اپنے دامن کو بچائے طور میری خاک سے

ہے یہ نہیں نفرت جو ای مغرور میری خاک سے
خاک بھی تیری اڑیگی دور میری خاک سے

گور میں رووں جو اس گورے بدن کی یاد میں
موج زن ہو چشمۂ کافور میری خاک سے

کیا مری تربت اثر میں تو وہ بارود سے
بھاگتا ہے کیوں وہ برق طور میری خاک سے

بیکشو تھا صاف دل ایسا کہ مر جانے کے بعد
بن رہے ہیں شیشۂ بلور میری خاک سے

مرگیا لیکن وہی رنگین مزاجی ہے ابھی
غازۂ جنت ہے بدلے حور میری خاک سے

ناتوان ایسا ہوں برسوں میں دساعت ہو تمام
شیشۂ ساعت جو ہو معمور میری خاک سے

ہے یقین بنوائے سر کہنہ بدجائے شراب
ہو جو پیدا خوشۂ انگور میری خاک سے

تو جو ای خورشید رو آیا تو اب جائے بجا
حشر تک ہوگا ہویدا نور میری خاک سے

خواب میں بھی جس طرف گذرا قدم کے ساتھ ہی
وہ پری رو ہو گیا مجبور میری خاک سے

چیونٹیوں کے چھید تربت میں نظر آتے نہیں
سینے دل کے ہیں عیاں ناسور میری خاک سے

کیا ہی سرعت سے اڑی جاتی ہے کب یار کی
ہمرہی میں ہے ہوا اسقدر میری خاک سے

وہ سیہ دل ہوں کہ چلتی ہے جو دن کو بھی ہوا
ہوتی ہے پیدا شب دیجور میری خاک سے

یہ تبسم کرے جانان رات کو آ کے اگر
مشکل ہو صبح کا کافور میری خاک سے

بدنصیب ایسا ہوں میں دیکھے ضرور ے ننگ
کوئی بجوائے اگر تنور میری خاک سے

زندگی بھر نیش غم ناسخ لگے ڈستے رہے
اب نکلنے لگے خانۂ زنبور میری خاک سے

یہ اشعار پڑھ کے ملکہ بیقرار ہو کے رونے لگیں کنیزوں نے آنسو پونچھ کے کہا داری صبر کیجیے ابھی تو وہ قید ہوے کر آتے ہیں دیکھیے وہاں ہوتا ہے کہ شاہ کی کیا رائے ہے مشہور تو یہ ہے کہ سامان سب ساختہ گیا ہے جانے ہی دشمن کو قتل کریں شاہ ہیں نے ان مسلمانوں سے بڑے بڑے رنج اٹھائے بڑے بڑے جادوگر مارے گئے کئی ملک خالی ہوگئے یہی شاہ کہتے ہیں کہ جب طلسم کشا کو پاؤنگا فوراً قتل کرونگا اب طلسم کشا مع چند سرداروں کے قید ہوا اور باقی جو سردار ہیں وہ مسلمان آئینگے اب مقابلہ ہائے عظیم پڑینگے آپ بھی ذرا چل کے دل بہلائیے تماشائے جنگ علیحدہ کھڑے ہو کے دیکھیے کہ بے بسی سے مسلمان قتل کیے جائینگے ناحق اپنے کو دشمنوں نے طول و عرض کیا ہے بعض کنیزیں جو ہمارا زمان ہیں وہ اشاروں میں ملکہ سے کہتی ہیں آپ بیکار اسقدر اپنے کو پریشان کرتی ہیں انشاء اللہ صاحبقران رہائی پائینگے انکا خدا ہے نادیدہ ملکہ نے فرمایا صاحبہ میری آرزو یہی تھی کہ قلعہ طلسمی فتح ہوگا اسکا بدلہ یہ ہوا کہ طلسم کشا قید ہوگئے اب دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے لیکن جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ ہمارا ساتھ نہ دے اور جسکو جان دینا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے لڑائی بہت سخت پڑیگی ہر چند کہ جب اپنے مفر یعنی گرا لے اور ملک کو ہر مقام پہ بچایا اس سے زیادہ یہ مشکل نہیں ہے یہ سنتے ہی بارہ ہزار کنیزوں نے عرض کی اسوقت میں لونڈیاں

آپکا ساتھ چھوٹ گیا سب کنیزیں جمع ہو کر اسباب سحر سے آراستہ ہوئیں ملکہ نے جو اُن سب کو آمادہ پایا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا مثل گل شگفتہ ہوئیں فوراً طاؤس زریں بال پر سوار ہوئیں اسباب سحر پاے تخت ملکہ کیے سب لشکر پچیس ہزار زن ذرہ پوش مرصع پوشش کا ہمراہ ملکہ ہاے ابر سرخ و سیاہ سر پر لہراتے ہوے اس دھوم سے ملکہ چلیں سب کنیزیں جوڑے باندھے ہوے گاتیاں بجاتیں ہنسی ہوئیں آپس میں اشارے کنائے ہوتے ہوے جس صحرا میں ملکہ ٹھہرتی ہیں جنگل پر بہار ہو جاتا ہے زرد زردی کرتی ہوئی ملکہ بڑے زور و شور سے جاتی ہیں انکا ذکر تو برطرف ہو گا اب احوال بیان کیا جاتا ہے کہ سحر العجائب و مصر الغرائب قلعہ طلسمی سے کوچ کر کے نکلے پانچ کوس بڑھ کے اُتر پڑے سب افسران فوج جمع ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اپنی جان دیجئے گا سرداران طلسم کشا کو قلعہ طلسمی تک نہ آنے دیجئے دونوں بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے جام مئے ارغوانی گردش میں ہے صداے نوشا نوش بلند ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بیٹھے ہوے تانیں مار رہے ہیں دونوں بادشاہ نشۂ شراب میں مسرور خوش و خرم بیٹھے ہیں دونوں کا دماغ تر و تازہ ہے قرار نہ مضطرب ہیں چار عمدہ عمدہ ملازم سامنے لاکے رکھتے ہیں یہ سامان مہیا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دونوں بھائی سر اٹھا کر طرف آسمان کے متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک ملکہ ابر گلنار آتا ہے جس میں برق کی چشمک زنی وہ ابر کمال زیب و زینت سے ظاہر ہوا طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوے ایک سمت عندلیبان خوشنوا اس غزل کو گاتی ہوئیں بڑی کیفیت سے دعا بنا بان ہے انظم

آیا ساون کا مہینا بہنو جب آنی چوڑیاں	لال چوڑا ابر میں ہے ہاتھوں میں دھانی چوڑیاں
دل میں ہے لیجاوں مر کر بھی نشانی چوڑیاں	سنکے کپڑے کسی گل کے پڑ آنی چوڑیاں
کیوں نہ چوڑے فلک پر اُس سیما کا دماغ	آفتابی ہے کلائی آسمانی چوڑیاں
بال سلجھانے کو جب وہ ہاتھ کرتے ہیں بلند	کان میں کہتی ہیں کچھ میری زبانی چوڑیاں
اپنی آرائش کے ہاتھوں آپ وہ بیچین ہیں	کر رہی ہیں دست نازک میں گرانی چوڑیاں
شمعیں گلکاری کی روشن کی ہیں تونے اے حسین	ہیں عجب گلدستۂ باغ جوانی چوڑیاں
ہر مہینے میں جامیں لیکے کہت ہے یہ نور	رنگی بہنو ہول ڈال پہنانی چوڑیاں

اور بھی بڑے بڑے تکلفات اُس ابر سے ظاہر ہیں ان دونوں نے جو ابر کو دیکھا ملازموں کو حکم دیا دیکھو تو اس ابر بہار میں کون آتا ہے چند مصاحب سحر کر کے قریب ابر کے گئے ایک چشمزدن میں واپس آئے عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ حضور کی صاحبزادی بلند اقبال تشریف لاتی ہیں ان دونوں نے وزرا امرا کو حکم دیا جلد براے استقبال جاؤ وزیر امیر سب براے استقبال ملکہ چلے یکایک وہ ابر قریب آکے شق ہوا اب سب نے دیکھی ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکشا تخت زریں پر سوار ہمراہ بارہ ہزار نازنینان ماہر خسار گرد و فر سے نمایاں ہوئیں قریب آکے غنچۂ آرزو نے دلکشا باپ کو دیکھ کر براے تسلیم خم ہوئیں سحر العجائب نے بہ خندہ پیشانی پوچھا کیوں اے نور نظر اے پارۂ جگر اسوقت تمہارا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا غنچۂ آرزو نے عرض کیا آپکی عنایت سے جب کنیز نے تمیز کے یہ خبر پائی کہ حضور کے کسی سردار نے طلسم کشا کو مع لوح و اسم اعظم قید کر لیا اور یہ سنا کہ طلسم حقیقت پیکر سے بھی کوئی سردار براے مدد آیا ہے یہ سنکر کنیز کو بڑی خوشی حاصل ہوئی خیال میں آیا کہ چلئے ہم بھی تماشا دیکھیں اسی سبب میں کنیز کا حاضر ہونے کا اتفاق ہوا

سحر العجائب و سحر الغرائب نے کہا ای زر نظر ہمیشہ ہم تمسے یہی کہا کرتے تھے کہ ہم جب مقدر کرینگے طلسم کشا کو زر آ گرفتار کرینگے دیکھو وہی ہوا کس لطف سے ماہ وش کے ایک ملازم نے گرفتار کر لیا اب ہم سب لشکر دین چلتے ہیں پہلو میں ایک تخت اور آکے بچھا ملکہ اسپر بیٹھنے کی اجازت ملی پھر اسی طرح جلسہ آراستہ ہوا طائفہ کو حکم ہوا سب حاضر ہونے لگے جام مے ارغوانی گردش میں آیا ایک نازنین بہ صد ناز و ادا سامنے شاہون کے یہ غزل گانے لگی

غزل

ساز و مطرب تری آواز سے ہین کیا خاموش — احتیاطا ہوے داؤد بھی شاہا خاموش
ہم بن اس گل بن چلین باغ میں جو تصویرین — ساتھ غنچون کے ہوئی بلبل شیدا خاموش
سست جنبش نہین ہونے نہین ہم کہنے بات — دل اگر ہوتی نہین رہتی ہے مینا خاموش
گلشکوا ای نور مجسم ترے آگے ہو فروغ — کر دیا تونے چراغ ید بیضا خاموش
تو وہ اعجاز بیان ہے کہ تری محفل ہی — شرم سے صورت مریم ہے مسیحا خاموش
ناطقہ بند کیا تونے ہر اک ناطق کا — سنگ کے ہوے صورت عزّا خاموش
تاب دم مارنے کی کسکو صبا تیرے حضور — ہو گئی شمع تجلی سر سینا خاموش
اٹکی رہتی ہے گلے میں تری ہیبت سے شراب — کیون نہ ہو میکدہ و بزم میں مینا خاموش
جب تری سجدہ اقدس میں اذان ہونے لگی — مثل بت ہو گئے ناقوس کلیسا خاموش

شب بھر ای ہنگامہ عیش و نشاط میں بسر ہوئی صبح کو دونون شاہون نے کوچ کیا منزل در منزل ادھر سے یہ جاتے ہیں اس طرف سے نہروان مع قیدی صاحبقران و خواجہ عمرو و برق وغیرہ آتا ہے ادھر مگر بہار و حیرت وغیرہ بھاگا بھاگ آتی ہیں یہ فکر ہے کہ کسی طرح امیر کو رہا کرین مگر حیرت نے تنہائی میں چالاک سے کہا ای مشیر دلاگیر نہ مناسب ہے کہ امیر کی رہائی کی تدبیر کرو نہروان نے تمہارے والد نامدار کو گرفتار کر لیا سب سرداران دینے پر آمادہ ہیں اور جس فکر میں تم ہو وہ بغیر رہائی امیر غیر ممکن ہے اس لطف سے حیرت جادو نے چالاک کو سمجھایا کہ اسکو بھی خیال ہوا کہ ملکہ سچ کہتی ہیں خود آفتاب عیاری سے آراستہ ہو کر فکر رہائی امیر میں ہوا ادھر سحر العجائب سحر الغرائب جو لشکرکشی کرکے قریب لشکر جنید شتر لب پہنچے پھر ان دیکھنے کا الجھنے لگا سنا ہے آپ کیون تکلیف کی میں اکیلا کل مسلمانون [illegible] ایک دن میں کل مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا آپ پٹ جائین جب اسنے یہ کہا تو ان دو [illegible] ہر دو ان فیرسامر صاف کیے اور بارگاہ زربفتی بچھائی اسکو دیری اور کہا کہ ہم اسکو ہی کرآگے [illegible] شاہی کا ہے کر روانہ ہوا ادھر لشکر اسلام میں ملک و خضر سبز پوش کا حکم سب مانتے ہیں اور ملکہ خورشید سب کی افسر ہین اخضر کی صلاح سے اپنے کوچ کر اتار بارگاہ کا ملاح اپنے سردارون کے آگے ہی روانہ ہوے انکے بعد نور الدہر ہے انکے بعد ساحران نامی کی ترتیب سے لشکر اسلام جاتا ہے مگر یہ مشہور ہو چکا کہ نہروان بڑا نامی گرامی جادوگر ہے خواجہ عمرو نے جتنے جتنے کام کیے ہیں چاہتے ہیں کہ کسی طرح اسکو مارین لیکن انہے دونون استاد و شاگرد کو گھیر لیا قید کر لیا اب بڑی ہوشیاری سے لشکر لیے ہوئے جاتا ہے مگر تمام عالم میں مشہور ہو گئی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے ایسے وقت میں زمانہ پڑی کہ سب طلسم فتح کر چکے تھے اب شاہان طلسم سے صرف مقابلہ باقی تھا فلک نے یہ گردش دکھائی کہ وہ بھی قبضے سے گئی وہ بھی گرفتار ہوے شاہان طلسم جو بڑی جفائی تھے اپنے تسمہ شمشیر سے جدا ہوتے ہین

جسکو جہان خبر ہوئی بیتاب ہوگیا ہر شخص اپنے مقام سے یہی سوچ کر چلا کہ چلکر اپنے آقا کو رہا کرین ایسا نہو طلسم
نور افشان پر قبضہ کر جائین ہر طرف سے خواجگزاران امیر چلے ہین کہ سب کا ذکر وقت پر تحریر کرونگا عجب معرکہ
درپیش ہی کہ اہل اسلام کو پس و پیش ہی اکثر عرض کیا ہی کہ لشکر ظفر افزا امیر غزدبیہ باختر پر مقابلہ دودہ زنگی فرزکش
ہی اس داستان کو لکھنا منظور نہین جسنے اس دفتر کا ترجمہ کیا ہوگا اُسنے وہ داستانین لکھی ہونگی اتنا تحریر کرنا واجب و لازم
ہی کہ مقابلہ اے عظیم پڑے دودہ زنگی شکست کھا کر قلعۂ غزدبیہ باختر مین محصور ہوا ہی بادشاہ نے آکے گھیرا
بارگاہ سلیمانی مین جملہ سردار جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ کئی سال کا زمانہ گذر ا کہ امیر بازتیر بہ ارادۂ فتح
طلسم نور افشان تشریف لیگئے نہین معلوم کیا گذری اب تو چندے سے کچھ نامہ و پیام بھی نہین آیا یہ ذکر تھا
کہ پرچۂ اخبار شاہ کے ہاتھ مین آیا بادشاہ نے پڑھنا شروع کیا سب سردار گوش بر آواز ہین فتح ممالک و شکست
مرحلہ جات کا ذکر ہی جملہ سردار اس ذکر کو سن کر بہت خوش ہوئے لندھور عاشق جمال صاحبقران مین نہایت
وجد ہوا کہا تشریف لیجانا ہمارے آقا کا خالی از لطف نہین ہی صاحبو انصاف تو کرو اُن بھیاوٗن سے مقابلہ پڑا
کہ جو دعوی خدائی کیے ہوئے تھے اُنکے اعتقاد کا مٹانا اُن شہرون کا فتح ہونا اُسکے بعد اب گذر طلسم پر ہوا
خدا اُنکو سلامت رکھے حصول لوح پر اُن سکارون سے مقابلہ انھین کا کام ہی سب سردار خوش ہین کہ ایک
تاجر کچھ اسباب لے کر آیا عرصۂ دراز سے فرزکش تھا کچھ مال اُسکا نہین بکا اسوقت اُسکا ذکر ہوا بادشاہ نے
فرمایا اُسکو بلالو مال و اسباب لے کر آئے تاجر آگے حاضر ہوا سرداران نامی و پہلوانان گرامی اُس تاجر سے مال
خرید رہے ہین کہ فرزند صاحبقران علمشاہ عالیشان مع جملہ سردارون کے تشریف لائے تاجر سے متوجہ ہوکے
پوچھا تمھین کچھ اپنے ملک کا بھی حال معلوم ہی تاجر نے کہا ای شہریار آجکل تو وہان معرکہ اے عظیم درپیش ہین
شاہان طلسم نور افشان کو چونکہ برس و پیشتر ہی لوح طلسم نور افشان مخفی تھی کوئی نہ جانتا تھا کہ لوح کہان ہی لیکن
یہ اقبال امیر ہی کہ لوح کا حال کھلا اور لوح امیر کو دستیاب ہوئی سب مرحلے فتح ہوئے اب قصد تھا کہ جاکر
شاہون سے مقابلہ کرین کہ لی پہلوان جنید شترلب آیا اُسکے ہاتھ سے امیر زخمی ہوئے کمر چوڑائی سے نکال
لیگیا شاہون کو خبر جو ملی اُنھون نے ایک ساحر کو روانہ کر دیا اُسنے آکر عالم غشی مین لوح بھی لے لی امیر کو قید کر لیا
شاہان طلسم نے اور مرد ہفت پیکر سے منگائی وہان سے بھی ایک ساحر زبردست آیا رہا اُسی فہد کے ہمراہ ہی عمرو
عیاران بھی کہین مگر کچھ نہ ہوا وہ بھی قید ہوے اب قید آمیر کی طرف قلعۂ طلسمی کے جاتی ہی ایک نامہ میرے گھر سے آیا تھا
اسمین سب کیفیت مرقوم تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ شاہان طلسم نے ... اُنکو فوج لے کر قلعے سے باہر نکل آئے اتالیا رگا
شاہون کا جنید شترلب لے کر چلا ہوا دھر سے جملہ سرداران امیر ساحر و غیر ساحر اس ارادے سے
چلے ہین کہ روبرو ہوکے امیر بازتیر کو رہا کرین یقین ہی کہ دامنۂ قلعۂ طلسم مین مقابلہ پڑیگا یہ حال عجیب سنتے ہی
بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا سب سے زیادہ لندھور بن سعدان عاشق جمال صاحبقران بیقرار
ہوگئے بادشاہ کے سامنے دست بستہ آئے عرض کی مضطراب غلام کو اجازت ملے کہ جاکر روبرو ہوکے جان دون
یا اپنے آقا کو چھڑا لاؤن بادشاہ نے فرمایا ای دلاور کے چندے یہ مقدمہ ایسا ہی کہ کوئی تامل کرے سب چلکر اپنی
جان دیجیے خدانخواستہ اگر آقا ے نامدار و مولاے فرزشناس کسی بلا مین پھنس گئے تو غضب ہوگیا ایک طرف سے
شاہزادہ جہانگیر بن صاحبقران یہ کہکر اُٹھے کہ آپ لوگ تکلیف نہ فرمائین قبلہ و کعبہ نے بے وجہ دیر لگائی ہی
وہی نور افشان ہی کہ مین نے جانے کے ساتھ ہی لوح طلسمی اور گل حیات کو کب حاصل کر لیا تھا ایک مہینا اگر قبلہ و کعبہ

نہ جانتے میان کوکب روشن ضمیر کا خاتمہ تھا اب جاکے سمجھو انکا علمشاہ نے کہا ای برادر تم کیون تکلیف کرو برا
فرزند قاسم وہان موجود ہے ایرج نوجوان بھی ہمراہ ہے مین جاتے ہی فیصلہ کر دونگا جنید شترلب کو جو انکو
ہر عقل و فراست سے دور ہے ایک مقابلے مین سمجھ جائیگا مقابلے مین مردان عالم کے نہ آئیگا بادشاہ نے دیکھا
اس وقت دربار کا عجب نقشہ ہے ہر ایک سردار یہی چاہتا ہے کہ اسی وقت جائین لڑائی پڑ جائے سر کٹ جائے
یا زخمی ہون لیکن اپنے آقا کو رہا کرین بادشاہ یہ حال دربار کا دیکھکر گھبرا گئے ایک ایک کو روکتے مین فرماتے ہین
صاحبو اتنا تامل کرو کہ ہم مشغل خبر منگا لین اس خبر کا کچھ اعتبار نہین ہرکارے جائین مشغل خبر لے کر آئین تب
کوچ کرین یزک خطائی سامنے حاضر تھا فرمایا اے یزک جلد خبر منگا دے یزک نے حکم دیا گھلباد و کلباد دونون
عیار بہ لباس خبر صاحبقران چلے کئی منزلین طی کرکے ایک محل کے سامنے مین پہونچے وہان ایک فقیر بیٹھا تھا اس
فقیر سے دونون نے ملاقات کی خبر صاحبقران پوچھی فقیر کو جو معلوم ہوا کہ یہ عیاران لشکر اسلام ہین لپٹ کے
دونون سے خوب رویا کہا عجب غضب ہو گیا چار برس سے مین اشتیاق مین اسکے لشکر سے نکلا تھا کہ حیرت سے
شادی کرونگا اب وہ سامان مہیا ہوا تو فلک نے یہ گردش دکھائی صاحبقران و خواجہ عمرو برق وغیرہ قید
ہوے گھلباد و کلباد کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ چالاک بن عمرو ہے خبرین اور بھی دریافت کین چالاک طرف
صاحبقران کے چلا گھلباد و کلباد پلٹ کر سامنے بادشاہ کے آئے دست بستہ عرض کی اے شہریار حقیقت
مین جو خبر حضور نے سنی تھی وہ سب بالکل سچ ہے چار جانب سے کفار ہر طرف نرغہ کرکے چلے ہین جنید
سات لاکھ فوج سے اٹالہ بارگاہ بحر العجائب کا لیے ہوئے چلا ہے ادھر سے ایرج جاتے ہین یقین ہے کہ سر کرلے
طلسم یہ سنتے ہی بادشاہ عالیجاہ تلوار کھینچ کر اٹھے فرمایا یارو تیاری کرو مین اسی وقت روانہ ہوتا ہون
مرکب خنگ سیہ قیطاس مع ساز و یراق اصطبل سے آیا بادشاہ سوار ہوے لندھور کا شبرنگ تازی
حاضر ہوا اب تو مرکبون پر کاٹھیان پڑنے لگین پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار سات ہزار نامدار اسی وقت
سوار ہوے جوانان ترکی و رومی بھی مسلح ہوکے تیار ہوے ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ ہم سب کے پہلے پہونچین
اپنے آقا کو رہا کرین عیاران نامی اپنے افسرون کے ساتھ حقہ ہاے آتشبازی ہاتھ مین لیے باندھے ہوے چلے
یہ فوج و اردی کرتے ہوے جاتے ہین اب حال جنید شترلب تحریر کرتا ہون کہ یہ اٹالہ بارگاہ کا لیے ہوے
بارہ کوس آگے بڑھا ہوا ایک صحرا مین آکے اترا ادھر سے شہزادہ ایرج نوجوان اٹالہ بارگاہ حشامی کا لیے
ہوے آتے ہین پہلوے کوہ مین اترے منتظر رہے کچھ قیام کرین ادھر بادشاہ جمجاہ کا ذکر کرچکا ہون کہ دارائے ہند
لندھور بن سعدان لاکھ سوارون کو ساتھ لیے ہوے فیل کوہ پیکر مبارک پر سوار دست راست کی طرف
فرہاد خان مکبصری دست چپ ارشیران بہرزاد دونون جوانان شیردل نوک بازو زینت پہلو
لندھور کے ساتھ ساتھ ہین جوق جوق قطع منازل و طے مراحل کرتے ہین جس منزل پر اترے یہی ذکر سنا کہ نسخہ
طلسم نور افشان گرفتار ہوے اور شاہان طلسم ہفت پیکر نے مدد کی ہے فوجین وہان سے آب برابر چلی آتی ہین اہل اسلام
پر لشکر کشی ہے ہر قریات مین یہی ذکر ہے کہ اب مسلمان زندہ نہ بچینگے لندھور بارہ کوس بادشاہ سے آگے تھے یہ خبر جو
برابر پہونچی سنین پلٹ کر خدمت مین بادشاہ کے آئے کہا خداوند نعمت اب عرصہ کرنا مناسب نہین ہے جلد تشریف
لے چلیے بادشاہ نے فوج کو حکم دیا کہ دن رات لشکر چلے جب کسی مقام پر بادشاہ ٹھہر جاتے ہین تو علمشاہ
روتے ہوے قریب بادشاہ آجاتے ہین کہتے ہین اے شہریار مین نے خواب اے پریشان دیکھے قبلہ و کعبہ

زمین بجا گئیں مال وغیرہ فوج لندھور نے لوٹا ملازموں نے کہا دیکھیے حضور بادشاہ بھی آگئے لندھور نے کہا جاکے
میری طرف سے آداب عرض کرو اور کہو کہ حضور رونق افزا رہیں غلام ابھی حاضر ہوتا ہے لڑائی فتح کر چکا ہوں سمار
جزیرہ نشین جو لوٹ آیا تھا چاہتا تھا کہ بندگان شاہی کو روکے آخر جہنم واصل ہوا اب مال لوٹ رہا ہوں ہرکارے
لے جاکے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ جمجاہ نے وہیں پر اپنی بارگاہ استادہ کرائی علمشاہ بھی آکے بیٹھے اب تو سب
سردار آتے جاتے ہیں سب کو لندھور بن سعدان کے آنے کا انتظار ہے بادشاہ ذکر کر رہے ہیں لندھور
نے بہت ہی جلد لڑائی کو فتح کر لیا دشمن کو شکست دی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ لندھور بن سعدان آکے پہونچے
دونوں بیٹے فرہاد خان بکفری و ارشیون پریزاد ہمراہ ہیں فوج سب در بارگاہ پر ٹھہری سعد بن
قباد تخت پر جلوہ فرما ہیں اور سرداران لندھور بھی موجود ہیں ایک جانب علمشاہ وغیرہ بیٹھے
ہیں سب صاحب لندھور بن سعدان کی جرأت کے اوصاف بیان کر رہے ہیں لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے
کہ ملازمان سمار جزیرہ نشین جو لاشہ اسکا لے کر طرف صحرا کے بھاگے ناظرین پر واضح ہو کہ ہفت پیکر نے
سات پہاڑ آراستہ کیے ہیں فصل فصل میں اُن پہاڑوں پر رہتا ہے کہ ساتوں پہاڑوں کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا
فی الحال خداوند ہفت پیکر کوہ لعل ان پر جلوہ فرما ہیں اس عالی کے لوگ ہر وقت برائے سجدہ حاضر ہوتے ہیں
صبح کا وقت ہے دروازہ دیر کا کھلا ہوا ہے گھنٹے ناقوس بج رہے ہیں کہ ایک بار لاشہ سمار جزیرہ نشین لے کر ملازمان
سمار پہنچے سب نے فریاد فریاد کی صدا بلند کی سات بت طلائی و نقرئی تخت پر اندر دیر کے رکھے ہیں گرد اور بھی ہزاروں
بت پتھر کے رکھے ہیں جیسے ہی ملازمان سمار نے صدائے فریاد بلند کی بت کلاں نے ایک جماہی لی مثل انسان کے
گویا ہوا کہ جلد بتاؤ سمار کو کسنے مارا سب نے عرض کی یا خداوند لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران سے مقابلہ
پڑا اُسنے گرز دوستی اسکے سر پر مار دیا یہ ہاتھ اٹھا کر رہ گئے اس گرز نے خاتمہ کر دیا اب وہ لوگ لڑتے بھڑتے تا بہ
طلسم نور افشان جائینگے یہ سنتے ہی اُس بت نے ایک چیخ ماری آواز دی کہ مسلمانوں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ بندہ
خداوند ہفت پیکر ہوا ابھی سزا دیتا ہوں یہ سنکر کچھ ملازم اُٹھے دست بستہ عرض کرنے لگے خداوند آپ رحم کیجیے ایسا
نہ ہو ہم لوگوں پر بھی زوال آجائے آواز آئی خاموش رہو ہم اپنے پہلوان کے قاتل کو سزا ضرور دینگے یہ کہکر
حکم دیا نصف دیر میں پردہ کھینچ دو فوراً پردہ کھینچ گیا بعد چند منٹ حکم دیا پردہ اٹھاؤ اب پردہ جو اٹھا دیکھا
لندھور بن سعدان و فرہاد خان بکفری و ارشیون پریزاد کٹہرے میں کھڑے ہوئے فریاد کر رہے ہیں کہ یا
خداوند ہم کو حمزہ نے برگشتہ کیا آج ہمنے قدرت کو پہچان لیا بت کلاں نے آواز دی اے بندہ خاص بالاخلاص جو آرزو
ہو بیان کرو لندھور نے کہا میرا قصور بڑا ہے حکم ہو افواج ہمارے سپہ سالار کی لاؤ اب لندھور و ...
کھڑے ہیں وہاں اہالیان فوج لندھور بیرون بارگاہ کھڑے ہیں قصہ ہے کہ خواجہ وغیرہ استادکرین کہ زمین شق ہوئی
کنواں ظاہر ہوا جو سوار لشکر لندھور کا کھڑا تھا اسنے کنوئیں کو دیکھا اپنے کو کنوئیں میں گرا دیا اب تو تار بندھ گیا
سب اہالیان فوج لندھور کے اُس کنوئیں میں گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے میں سب اُسی کنوئیں میں گر پڑے
زمین برابر ہوگئی بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی کہ لندھور و بیٹے غائب ہوئے اب ملازمان لندھور ایک کنوئیں میں گر گئے
اور پھر کنواں برابر ہوگیا یہ سنتے ہی بادشاہ باہر آئے دیکھا تو کوئی ملازم لندھور بن سعدان باقی نہیں ہر سب
غائب ہوئے سب سرداروں کے ملازم افسوس کر رہے ہیں بادشاہ پریشان ہوکے پلٹ آئے بادشاہ نے فرمایا
اے لندھور وغیرہ تمہیں ہم سب کو خداوند کریم کے سپرد کیا اب صاحبقران زمان سے سب کیفیت عرض کیجا لگی

اتنا ہمکو معلوم ہوا کہ اہالیان ہفت پیکر سے فساد پیدا ہو گیا اب جان بچانا دشوار ہوگا دیکھیں اب کیا ہوتا ہے
لاچار بادشاہ صبر کرکے طرف لشکر صاحبقران کے چلے گرد آرا سے ہندو نے جب اپنے کو سامنے خداوند ہفت پیکر
کے پایا عرض کی یا خداوند عمر بھر مجھ سے گناہ سرزد ہوئے اب امیدوار ہوں کہ مجھکو حکم ملے کہ جاکر حمزہ کو
سرکشی کی سزا دوں پسران حمزہ کی مشکیں باندھ کے لاؤں آواز آئی کیا مضائقہ ہے بخوشی تمہاری لشکر ہو
پلنگ گھوڑے پر سوار ہوئے باہر نکل کے دیکھا سب فوج تیار ہے جاتے ہوئے گھڑی ہی لشکر جو رہنے سب کا
ساتھ لیا طرف صاحبقران کے روانہ ہوئے ہفت پیکر نے اپنے بادشاہ ضحاک سیاہ قلب کو کہ یہی
کوہ لمعان کا بادشاہ ہے بلاکر کہا ہمارے بندہ کی ہر مقام پر مدد کرنا ایک خیال یہ بھی رہے کہ عرصہ دراز ہوا
جب ہمنے مسلمانوں کو پیدا کیا عتاب مردود ہیں بھی اُن سب کی کیوں لگے ایک شخص کو اولاد حمزہ سے ہمارے سامنے
لے آؤ یہ کہکر خاموش ہو رہا ضحاک سیہ قلب نے عرض کی بہت خوب ایسا ہی ہوگا پلٹ کر کام زد ہی کو کہ بیٹرہ
حمزہ کو لاؤ یہاں بادشاہ مجاہدہ روا داری کرتے ہوئے جاتے ہیں یہی فکر ہے کہ جلد ہی پہنچیں لیکن شہزادہ
ضیغم شیر شکار ایک مقام پر لشکر لیے ہوئے مقیم ہے ہیں عیار انکا تیز تگ صبا رفتار آ سے بڑھ کر خبر
دی کہ جنید شتر لب بارگاہ شاہان نور افشان کا اتار لیکر اسی راہ سے گذریگا اور میں نے یہ بھی خبر پائی
کہ لندھور رومان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان اتار بارگاہ حسامی کا لے کر وہ بھی اسی سمت آتے ہیں
اور یہ بھی خبر پائی کہ شہزادہ ایرج نوجوان جنید شتر لب کو ضرور روکیگا یہ سنکر ضیغم شیر شکار بھی اسی سمت
روانہ ہوئے اس خیال پر کہ پہلے میں جنید شتر لب سے مقابلہ کرکے اتار بارگاہ کا چھین لوں اُس ملعون کو قتل کروں
اگر ممکن ہو مع حالی تبار کو بھی قید سے رہا کروں لوح بھی ممکن ہو جائے سب افسروں میں میرا نام ہو اپنے فرزاقوں سے یہی کہتے
ہیں کہ یارو جلدی چلے جاتے ہی لشکر دشمن کو خاک میں ملا دو رہائی جائیں لوا دو مگر اس ملعون کو سر کرو ایسیں تمہارا نام ہوگا اور
میری بھی آبرو بڑھیگی میں نے یہ بھی سنا ہے کہ وہ ملعون جنید شتر لب بڑا مغرور عقل و فراست سے بالکل دور ہے شاہان طلسم
کو راہ سے پھیرے دیتا تھا کہ حضور آپ قلعہ طلسمی میں جاکے بیعزت ہو کے بیٹھیں میں کل مسلمانوں کا خاتمہ کیے دیتا ہوں ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑونگا مگر انشاء اللہ اگر اس بیحیا کو کتے کی موت نہ مارا تو نام اپنا ضیغم شیر شکار نہ پایا ہمارے والد
نامدار نے اُن کو بڑا طلسم فتح کیا کہ عدو دور حضرت ہو گئی اکثر لشکر مع حالی تبار ہر بڑے بڑے شبخون مارے ہیں یہی اُنہیں
کا فرزند ہوں اگر وقت طلب مقابلہ پڑا تو ایک ہی شبخون میں سب لشکر کا خاتمہ کردونگا مجھے نام کرنا چاہیے یہ باتیں
کرتے ہوئے گھوڑے گشت اُڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں انکا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا اب حال حیرت مآل شہزادہ
ایرج نوجوان بعد شدہ مدحرہ کرتا ہوں کہ شہزادہ ایرج نوجوان سب افسروں سے آگے بڑھتے ہوئے جاتے
تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی ایرج گھوڑا روک کر کھڑے ہوئے طرف گرد کے متوجہ ہوئے دیکھا
جنید مع فوج آگیا جنید کو دیکھکر بڑا غصہ آیا نیلم دیلیمے حکم دیا اس ملعون سے جاکر لڑیں اور چالیس سردار اپنے
اپنے نام کے نعرے کرکے لشکر جنید پر جا پڑے تلوار چلنے لگی مگر جنید وہ پہلوان ہے جسنے صاحبقران کو زخمی کیا
یہ چالیسوں سردار بھی جنید کے ہاتھ سے زخمی ہوگئے فوج کے ساتھ بہت ہی عرصہ دراز تک تلوار چلی ایرج
نے جو دیکھا کہ سردار میرے زخمی ہوئے خود ہی نعرہ کرکے جا پڑے نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب سپہر کر
صاحبقران نجم آفاق گیر نہ اُڑتے بڑھتے قریب جنید شتر لب کے ہو سکے یہی ارادہ ہے کہ جنید سے مقابلہ کروں
کہ یکایک برق ترکی کی آواز آئی زمین تھرائی ایرج حیران کہ یہ کیا نشان میرے دیوانے اسد کا معلوم ہوتا ہے

گرد دیکھا نقابدار بہروپوش لڑتا بھڑتا ہوا چلا آتا ہے لیکن آتے ہی صفوں کو درہم و برہم کر دیا ایرج دیکھ رہے
ہیں کہ حقیقت میں بالکل طرز جناب اسد نامدار ہے پہلے تیر چلے پھر نیزہ بازی ہوئی اب تلواریں کھینچ کر جو گرے صفوں کو
درہم و برہم کر دیا ایرج تیر باران نقابدار کی دیکھکر خشش کر رہا ہے کہ جس غول میں زیادہ سوار دیکھے ایک گھوڑے
کی دم میں کچھ نذر بانو سو دی اسکی زد سے سیکڑوں جوان پامال ہوئے کبھی حقہ آتشبازی کا مار دیا کبھی کسی کے
کی پشت میں نیزہ مار دیا وہ گھوڑا اچھا کر دا ایک جانب نکل گیا اسکے نکلنے میں کئی ہزار سوار پامال ہوئے خود بھی
جنگ کرتا ہوا بڑھا آواز دی ادکر پاس فروش بازاری خبردار الگ رہنا جمشید بدست انداز ہوتا یہاں سے
چلا جا ہم اس موذی سے سمجھ لینگے ایرج خوفا تند خو شعلہ مزاج یہ فقرہ سنتے ہی للکار اکر او مغلوب یہ نقابہ کو دیکھا
اسد کہا کرتا تھا تو کون ہے نقابدار نے کہا میں بھی تیرا سرکوب ہوں تو قوم کا تاجر بچہ تجھکو سپاہگری سے کیا کام
ایرج گھوڑا اچھا کر نقابدار پر جا پہنچا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار بہروپوش نے وار خالی دیا خالی دے کر آواز
دی ارے اس تاجر زادے کا سر کاٹ لے ایرج بچے کہ بہری پشت سے کوئی آگیا مگر اسکے پہنچے نقابدار بہروپوش
نے پیچھے سے تلوار اسکے خود سر ایرج سے گرا دیا او پہ سے ہاتھ تلوار کا مارا سر ایرج زخمی ہوا ایک ہاتھ شانے پر
مار دیا اسطرح ایرج کو زخمی کر کے نقابدار لڑتا ہوا چلا ایرج کو سرداروں نے ہٹالیا بہروپوش یکجا نہیں چھوڑتا
کہ صحرا سے گرد اٹھی شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی سامنے سے پیدا ہوا عطر خام شیر دل نے
خبر دی ای شہریار اور تماشاد دیکھیے کہ بہروپوش نے میاں تاجر زادے کو خوب ٹھونکا ہے ایرج کو سوار ایرج
لیے ہوئے بھاگے جاتے ہیں شیخ بقال سلار وہ نامہ بھڑتا گیا جاتی ہیں اسد غازی کو حیرت ہوئی کہ یہ جوان کون
ہے بڑا جری و بہادر معلوم ہوتا ہے لیکن شہزادہ ایرج نوجوان کو زخمی دیکھکر بیقرار ہوگئے وہیں سے للکارا او
نقابدار یہ کیا ناشائستہ حرکتیں کرتا ہے بہروپوش آواز سنکر پلٹ پڑا اسد نے نیزہ مارا بہروپوش نے نیزے کو سنان
پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا اور ر لازمان جانبین بھی آپس میں لڑنے لگے اسد غازی شیر بیشہ جانبازی اسنے
جو پلٹ کر دیکھا کہ بہروپوش نے سکہ ڈال دیا اسد نے غیظ میں آکے نعرہ کیا نعرۂ اسد غازی

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر دیو و پلنگ
شہنشاہ نام آوری و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

بہروپوش بھی اکڑ گیا بہروپوش نے نیزہ اٹھایا اسد کے گھوڑے کی
آنکھ کو تاکتے ہیں اسد حیران کہ یہ کون مکار غدار ہے ہماری حرکتیں ہم ہی پہ صرف کرتا ہے لیکن بہروپوش
نے جھکائی دے کر نیزہ مارنے کا قصد کیا اسد نوجوان نظر کردہ بزرگان گھوڑے سے کود پڑے آواز دی ہائیں
یہ کیا حرکت ہے جلکر بائیں کا ہاتھ مارا جا رون بازون بہروپوش کے گھوڑے کے ارنگے نقابدار گرا اسد چاہتے تھے کہ تلوار
کر سر اڑ جاتا لیکن ہاتھ روک لیا شرم دامنگیر ہوئی للکار کر آواز دی ای جوان تو کون ہے بہروپوش نے جواب نہ دیا مگر
زیر نقاب آنسو جاری ہوئے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا بہروپوش پھر بڑھا اسد کب چوٹ
کھاتے ہیں خالیاں دیتے رہے ہیں ایک مقام پر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے بادشاہ مہربان کنگر
ضیغم شیر شکار کر اٹھا لیا چاہا کہ پٹک دے مگر مارون عیار نے آواز دی ای شہریار مروت شرط ہے زمین پر نہ پٹکنے لگا
اسد نے ہاتھ سے رکھ دیا اب جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی اپنے کو شباب میں پایا عیار نے بڑھ کر عرض کی
آپکا نور نظر پارۂ جگر ہے از بطن ملکہ مہ جبین الماس پوش ہے یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اڑی کہ صحرا میں اندھیرا
ہو گیا روئے آفتاب چھپ گیا لکہ ہائے ابر سیاہ و سرخ تارے چمکتے ہوئے دو بادشاہ لگ تخت پر

تاج سرون پر دریاے جواہر مین غوطہ مارتے ہوئے غرور سرزوری دماغون مین گرد ہزارہا ساحر گھیرے ہوے
بائیس لاکھ ساحرون کے پرے بندے ہوئے لکہا ہے ابر سرخ وسیاہ وکبود جوشش زن اژدر دندان
آتش فشان بر ساحران بیرفن آن شاہون نے نعرے کیے اپنے نام ظاہر کر دیے کہ ہم سحر العجائب ودمصر الغرائب
شاہان طلسم نور افشان اسد وضیغم وایرج وغیرہ کو جنگ کرتے ہوئے دیکھا اور جنید شتر لب کو ضیغم
نے زخمی بھی کیا تھا مگر اس حالت زخمداری کی بھی معروف حرب وپیکار ہر چند ساحرون کو اشارہ کیا کہ ادہر سے
ان سب کو گرفتار کرو مربوط برق انداز یک افسر دس ہزار ساحرون کو آئی دریاے لشکر سے جدا کرکے
بڑھا اور اشیاے سحر ہاتھ مین لیے ارادہ ہوا کہ سحر کرون اسد نے طرف ضیغم کے دیکھکر فرمایا ای فرزند ہمارا
لقب شہنشاہ قزاقان ہی ساحرون سے جنگ ہی سنبھل جاؤ یہ سنتے ہی اسد نے دیکھا کہ ضیغم نے تیور بدلے
کمر سے نکالکر یون حرکی کو بجایا صداے تھی کہ بزنید وبزنید اسی ہزار جوان مرکبون کو چمکا چمکا کے مثل برق جہندہ
یون جا پڑے کہ ساحر سحر نکر سکے بجنے سحر کرنے کو منہ کھولا قزاق نے تیر تاک کر خطا شعاع کے دہن مین مارا کہ
پشت سر کو توڑ کر پار گذرا ایک حملے مین دس دس ہزار ساحر مارے گھوڑے اسطرح دوڑائے ہین کہ گرد کا ایسی
بنکر نیار ہوا مربوط برق انداز نے پلٹ کر دیکھا دس ہزار کے لاشے پڑے ہین اب یہ سب قزاق سنبھل
قصد کرتے ہین کہ کل فوج پر جا پڑین قہر وغضب مین نعرہ کر کے گولہ مارا اور برق چمکائی کہ پانچ ہزار جوان
گھوڑون سے گرے ضیغم نے بڑھکر ارادہ کیا کہ مربوط پر جا پڑون اٹھنے الحذر کر دیا ضیغم کا مرکب
بدکا کی کرنے لگا اسوقت ضیغم کی بیقراری کہ باپ کے سامنے یون مجبور ولاچار ہو رہا ہی خود کو ٹہلے مار کھاتا
ہی کہ مرکب کو روکون گھوڑا نہین رکتا چاہتا ہی اپنی پشت سے گرا دون نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھکر
پکار اٹھا اور یہ نظم پڑھنے لگا

نظم

خاکساری پیشہ کن ای خاکسار
تا خدا بخشد ترا تاج و وقار
عاصیان را ہست امید کرم
رفت زال و رستم و اسفندیار

ذکر حق ای بندہ کن لیل ونہار
سجدہ کن بر خاک عجز وانکسار
ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہیچ
بر جناب حضرت آمرزگار
ہیچکس اندر جہان باقی نماند

تا شوی از دام دنیا رستگار
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون
ہیچ مال وملک وعز واقتدار
رفت دارا و سکندر از جہان
غیر ذات حضرت پروردگار

اسطرح بیقرار ہو کر ضیغم نے دعا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت تک پہونچا دیکھا سب نے کہ صحرا سے گرد اڑی
ہر چند کہ ادہر مین ان دونون شہنشاہون کے اتنی بڑی گرد اڑی تھی کہ تمام صحرا سیاہ ہو گیا تھا اس گرد کے
نزدیک یہ گرد قلیل معلوم ہوتی ہی درانٹے گرد شگافتہ ہوا علم ہاے گلنار جوانان سرخ پوش بصد جوش وخروش
مرکب ہاے باد رفتار پر سوار لشکر معقول آراستہ نعرے کی آواز آئی یا شہنشاہ کفاران بیحیا ای نابکاران
پروردگار کہ داند وا ندیر کہ نہ داند شناسد نعرہ کا قاسم

منم شیر میدان جنگ وجدل
رسیت الملک وشکست شکار
منم لعنت خوان جنگ وجدل
منم حامل رایات گیر ودار
منم قاسم ابن فتح وظفر
فرزند حشم رعب اسکندری
منم شیر دل است شکن سلیمان
منم ابن رستم یل نامور
ز جنگ من غیرت سامری
منم ابن فرزند صاحبقران

ناظرین کو یاد ہوگا کہ قبضے مین شاہزادہ اخاد وسیاہ سے تیغہ سحر کش ہی اسکا ذکر بھی کر چکا ہون اب جو قاسم
نے دیکھا کہ ساحرون نے قیامت برپا کی ہی اسد نامدار وضیغم شیر شکار سحر مین مربوط برق انداز کے مبتلا
ہین اسیسے ہی ضیغم دل مین کہ معروف جنگ مین ہین زندگی سے تنگ ہین گھوڑا اپنے اختیار مین نہین تلوار پر

قبضہ کمان سپر پشیمانی نہین کرتی کمان مین خم خنجر بے دم تیر طائر پرنیدہ ترکش مین نظر بند خطائین سرزد ہوتی ہین
سنان تیر و اپنی بدنصیبی پر روتی ہین مربوط حسرت جا پڑا صفین درہم و برہم کردین اہل اسلام کو بھاگنے کا رستہ
نہین ملتا شاہزادہ ابخیخم سینہ سپر نہ بے قرار نہ مضطر ایک طور پر تلوار چل ہی رہی ہے مگر قاسم نے دیکھا کہ ساحرون کا
زور بہر کا فر دریاے خون مین غرق ہوگیا قاسم نے تیغہ سحر کش کھینچا لشکر کفار پر جا پڑے جس پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے
کیے چہار طرف سے گرتے پڑنے لگے سحر تاثیر نہین کرتا کہ دو دبیس بھی گرد آری علما ساے زمرد نگار ظاہر ہوے
نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی از نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم یل شیر دل
کز تیغ اب گشتم چو جنگ آزما
یل صف شکن نامور پہلوان

کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
فراری شدہ کافر بدرغا
بدیع الزمان ابن صاحبقران

ستم قاتل کافران جہان
ز تیغم شود در صف کافران
علم تیغ در باختر شد بجنگ

نہال گلستان صاحبقران
ہمہ ساحران الامان الامان
نفاختند شیران چو آئینہ زنگ

یہ بھی ناظرین کو یاد ہوگا کہ بدیع الزمان کے پاس لوح
محفوظ ہے جو آمان صف شکن پشت پر جمے ہوے بدیع الزمان بھی آکر گرمے جنگ مین مصروف ہوے بدیع الزمان
نے بڑھکر کئی ساحر قتل کیے اب قاسم و بدیع سے نگاہ کرنے لگی افسرون کے ستم اٹھ ہوے جب بدیع و قاسم
پر سحر کرتے ہین تاثیر نہین ہوتی مربوط برق انداز قاسم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے تیغہ سحر کش بردہ کا
جھنانے کی صدا بلند ہوئی قاسم نے انجادے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اسنے چاہا کان
تیغہ بر قتاب تڑپ کر گرا خرمن ہستی کو جلا دیا کرنے ہی مربوط کے صداے ہیبتناک آنے لگی آواز آئی کشتی
سلانام من مربوط برق انداز بود غربا کو ڈھونڈھکر پھرتی کیا ہے جالوط برق انداز بھائی مربوط کا اسکے کان مین
بھائی کے مرنے کی جو آواز آئی چاہا قاسم پر جا پڑے ان کے گردن سحر پر کو ٹو امارا آتشین کا مارا آواز دی او شیر جرءہ
ایسے جوان رعنا کو مارا جسکا مثل نہ تھا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا چلا
تھا کہ ادھر سے شمشیر زنی کرتے ہوے بدیع الزمان آتے تھے انھون نے دیکھا کہ قاسم نے اسکے بھائی
کو مارا اب یہ ہمارا حصہ ہے ناحق کا قصہ ہے للکار کر مرکب بڑھا دیا اسکے گردن پر ایک ادھ چوبھر کی لگادی جالوط
نے ہاتھ تیغہ سحر کا لگایا بدیع نے لوح محفوظ کو چمکایا اسکی آنکھون مین اندھیرا آگیا بدیع نے صاف بے آسیب سپر
تلوار کو اسکی رد کیا تیغہ طلسمی بچنے مین تھا کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اسپر آندھی سیاہ
اٹھی اسکے مرنے کی بھی آواز آئی یہ معاملہ شہرداں بن گرداب نے دور سے دیکھا جسم مین رعشہ آگیا قلب
تھرایا لیکن سحر العجائب و سحر الغرائب جو پاس تھے لاکر فوج سے آکر پیچھے ہین ساحرون سے اشارہ کیا
تمام ساحر بلوہ کرکے آگے بڑھے اسد و ضیغم جس ساحر کے سحر مین مبتلا ہوتے ہین قاسم و بدیع اسکو بڑھکر قتل
کرتے ہین یہ تسخیر رہائی پاکر پھر مصروف جنگ ہوتے ہین طرز جنگ اسد وہی طریقہ قدیم ہے کہ اشارہ امیرزادے
دست راست و چپ پر تلوار ریز کھینچے ہوے قتل پلنگینہ پوش تزاقون پر نعرے کرکے ہاہاہی قزاقان خرید انکے
گھوڑے دوڑ رہے ہین گرد و غبار بلند کفار درد مند لیکن کثرت فوج ساحران اسقدر ہے کہ آنکے بیچ سے نکل نہین
سکتے بدیع و قاسم نے زمین ہلادی اور قصد ہے کہ یہ بادشاہ جو تخت پر ہین انکو جا کر مارین کثرت فوج سے بڑھ
نہین سکتے کہ پھر گرد عظیم اٹھی دیکھا سب نے کہ ملک اختر و ملکہ خورشید برق وش و ملکہ انجم ستارہ پیشانی
و مہر طلعت وغیرہ وزہرہ وغیرہ آکر بیٹھی ہین ادھا یک جانب شہنشاہ ماچین تخت زبرجدی پر ایکطرف شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر ایک تخت پر ملکہ مہ جبین نقاب چہرے پر ملکہ بہار و محمود ربر ان شمشیر زن ہمراہ کوکب

پانچ ہزار جوانان زرین پوش بمع ساحران دیکھکر ہوئے جسم کھڑے ہوگئے طرف شہنشاہ لاچین سے دیکھا
لاچین نے تلوار کھینچکر شمشیر زنی شروع کی کوکب کا اسوقت قصد ہوا تھا کہ سحر کرون زمین ہلا دون لیکن لاچین
کو دیکھکر یہ بھی شمشیر زنی کرنے لگے ایکطرف کوکب نے دیکھا کہ چالاک بن عمرو بھی لڑ رہا ہی کوکب نے مرکب
بڑھا کر آواز دی ای مقتدر الاکبر عیاری تو تمہارا زندگی تھی لیکن آپ وحشی بھی رام ہوا چالاک نے سنکر جواب
دیا کہ آپ بزرگون کی عنایت سے کیا تعجب ہی کہ فیضیاب ہون آقائے نامدار صاحبقران غالی وقار کو خدا رہا
کرائے تو دل کو آرام آئے مگر نہروان بن گرداب نے جو ساحرون کا بلوہ دیکھا تو طرف بدیع وقاسم کے چلا
شتاب سحر کرتا ہوا بڑھا کہ ادھر سے ملکہ فیروزہ سحر کرتی ہوئی آتی ہین کہ نہروان نے لوکا شمع محفل حسن وجمالی ماہ
آسمان علم وکمال پلٹ پڑین نہروان پر گولہ مارا یہ بیچارا طلسم ہفت پیکر کا رہنے والا تھا اسکے سحر بھی نئے طور کے
ہین اسی گولے پر نگاہ قہر ڈال کر آواز دی ای آہن کیا تجھکو خداوند ہفت پیکر نے نہین پیدا کیا بحق خداوند ہفت پیکر
پلٹ جا ملک اخضر وغیرہ نے دیکھا کہ گولہ اسی مقام سے پلٹا طرف سینۂ بے کینۂ فیروزہ کے چلا کئی کنیزون نے
قصد کیا بڑھکر اس گولے کو روکین لیکن ان سب کے سینون سے گذر کر گولہ قریب فیروزہ کے پہونچا یہ بھاگی قوم
مین ملک اخضر کے پہونچی وہ گولہ بھی اسی مقام پر پہونچا کئی ہزار ساحرون کو مارا فیروزہ نے اپنے کو طاؤس
سے گرادیا گولہ نرکا سینے پر پڑا توڑکر پار گذرا اور فیروزہ لہرا کر گری صاف ثابت تھا کہ ستارہ سحری آسمان سے
ٹوٹ کر گرا شور گریہ وزاری کنیزون مین بلند ہوا اور ملکہ خورشید برق وش نے لاشہ فیروزہ کا دیکھا دریا اشک کا
چشم سے جاری ہوا پکار کر آواز دی ای ملک اخضر اس ملعون نے غضب کیا ایسی شاہزادی کو مارا
آج فیروزہ نار کی ہم پلہ ہوئین لیکن بقول شاعر بیت ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری + شادی مکن کہ بر تو
ہمین ماجرا رود ہمدم اب یہ ہی کہ سب صاحب ہوشیار ہو جائین اب تو یہ چالیسون ملو سحر کرنے لگے لیکن سحر نہروان تک
نہین جاتا اسکے سحر سے افسر وغیر افسر قتل ہو رہے ہین کہ آسمان سے گولے برق کے گرنے لگے لاچین و
کوکب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ملکہ حیرت طاؤس زرین بال پر نعرہ ہی کہ بالشیلا و کفاہ ان بیچارون نابکاران
بہرو خانم کنیز امیر جہان گیر صف پر آگے ڈرین دیکھا لشکر کے پاؤن اٹھا جاتے ہین ملک اخضر وغیرہ
پسر جنید کد وکوشش کرتے ہین کیسا سحر وہان تک نہین پہونچتا نہروان بے ایمان بلا تکلف کھڑا ہوا سحر
کر رہا ہی ہزار ہا ساحر اسکے سحر سے قتل ہوئے ہین ایک سمت سے بلوہ ساحران سحر العجائب وسحر الغرائب
کا ہی یہ دونون بیچارہ سحر تو نہین کرتے لیکن افسرون کو اشارہ کرتے ہین کہ ہان یارو طلسم کشا کہین ہی آج لڑ کر اس
لڑائی کو فتح کر دو اور اماںت پائین تو طلسم کشا کو قتل کرین حیرت نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سر کہا سے مغلوب ہوئی چشم
آنکھون کے نیچے پھر گئی بہت روئی لیکن اب جو کالی باندھکے سحر کرنا شروع کیا کئی لاکھ ساحر قتل کیے قریب
تخت شاہان نور افشان سات سو تاجدار کھڑے ہین عنبر تاجدار جمال حیرت دیکھکر یہ کیا
بڑھا کہ ای شہنشاہ اس عورت کو گرفتار کرکے لاتا ہون سحر العجائب نے کہا یہ ساحرہ لاجواب زوجہ افراسیاب
بلائے روزگار ہی اسکے منہ نہ چڑھنا عنبر بیتاب تھا جا ہی پہونچا پکار اٹھا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان
ذرا ادھر بھی دیکھو حیرت نے مسکرا کر آواز دی آؤ صاحب ہم تو خود مدت سے مشتاق تھے جیسے ہی آنکھ
چار ہوئی سنان مژگان تو دل کے پار ہوئی آہ کرکے کلیجہ پکڑ لیا پھر اسکے پکار اٹھا نظم

ہم اسکی بزم سے اٹھے تو درد ہوکے اٹھے | سرشک بنکے گرے آہ سرد ہوکے اٹھے

جو مر گئے تھے حسینان سرو قامت پر ۔ وہ لوگ حشر میں آزاد سرو ہو کے اٹھے
دکھائے باد خزانی نے چل کے رنگ نئے ۔ بگولے خاک سے گلشن کی زرد ہو کے اٹھے
ملا دیا سے لگو رچلے گلی سے تری ۔ غبار بنکے جو بیٹھے تو گرد ہو کے اٹھے
گھروں میں بیٹھے تھے کیا کہ گئی بہار جنون ۔ کہ باغ باغ یہ صحرا نورد ہو کے اٹھے
وہ عندلیب خزان دیدہ تھے ترے عاشق ۔ کہ جیسے پھول پس مرگ زرد ہو کے اٹھے
عجب نہیں جو قیامت کے روز سنگ لحد ۔ مری لحد سے گناہوں کی فرد ہو کے اٹھے
زہے کرم جو بٹھایا بلا کے ساقی نے ۔ جوان بادہ کش پیر مرد ہو کے اٹھے
چلا ہے دوش صبا پر جنازہ عشاق ۔ ملے تھے خاک میں ایسے کہ گرد ہو کے اٹھے
وہ دردمند ہوں جو بیٹھے جلے پاس سے ۔ ملے آئے بھی نہ آرام درد ہو کے اٹھے
بٹھا کے بزم میں اٹھنے دے سرد مہری کی ۔ جگہ بھی گرم نہ کی تھی کہ سرد ہو کے اٹھے
اثر یہ دھوپ میں جلنے کا تھا عزیزوں سے ۔ کہ شعلے دل سے جو آئے وہ زرد ہو کے اٹھے
نہ بجھے ہی آتش سوز نہاں جلال اگر ۔ یقین ہے کہ دھواں آہ سرد ہو کے اٹھے

عنبر تاجدار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا حضور غلام جان نثار حاضر ہے جو حکم ہو بجا لاؤں ملکہ نے ہنس کر کہا پیچھے کھینچ دیا کہا اسے تو کیا ہمارا عاشق ہے یہ تخت پر جو دونوں شاہ بیٹھے ہیں انہیں قتل کر سکتے ہو تو انکا سر جلد لا ورنہ ہمکو منہ نہ دکھانا عنبر طرف اپنی فوج کے چلا حیرت نے اُن سپاہ نگاہ سحر آگین ڈال کر کہا اپنے افسر کے ساتھ جاؤ ساٹھ ہزار ساحر عنبر کے عقب میں عنبر بیقرار و مضطر چلا سحر العجائب کی جو نگاہ عنبر پر پڑی کہا او یار عنبر یہ ارادہ فاسد آتا ہے اسے بڑھکر روکو وزرا نے کہا نہیں حضور عنبر بڑا ساحر زبردست ہے آپ پر کیسا سحر تاثیر نہ کریگا کہ عنبر قریب تخت کے آیا کہا او کمبخت ہمارے معشوق کو قتل کرنے آئے ہو یہ کہکے نیچہ مارا ساتھ والوں نے گولے ترنج و نارنج پھینکے بیپان سے مارے برق بنکر چلے کئی لاکھ ساحر مارا گیا تو عنبر پر چہار جانب سے اشیاء سحر پڑنے لگے لیکن عنبر زخموں میں چور چور ہو رہا ہے ساتھ والے بھی معروف جنگ زنی ہیں لاکھوں کا کھیت ہوا آخر سحر العجائب نے اپنے ہاتھ سے ایک گولا مارا کہ سر عنبر کا اڑ گیا ساتھ والوں کو فوج شاہی نے قتل کیا او حیرت نے اسطرح اُن افسران نامی کو دیوانہ کرکے قتل کرایا جس افسر کو شاہ نے سپاہ لڑنے لگا دیوانہ ہو کے آیا آخر خود سحر العجائب نے قتل کیا اور سر پیٹ کر رونے کہ ہمارا قوت بازو دیکھتا مارا گیا اب دمبدم فوجیں بڑھتی جاتی ہیں ملک الخضر ساحران اہل اسلام کو لڑا رہا ہے خود بھی دریائے فوج میں شناورانہ زور رہا ہے کہ طبل سکندری پر چوب پڑی اور نعرہ بادشاہ اسلام ہمہ شاہ شاہان فریدون حشم * سہار گلستان کاؤس وجم * ایکطرف سے تنور دگرگوں ہوا فوجیں کوہ رن کی میں ہوئی سنگین دلی چالاک ہوئی آگے آگے ان سب کے ایک جوان شیر جثہ جرات نبرد دشت شوکت مرکب باد رفتار کو آرا کتا ہوا نعرہ کرکے شریک جنگ ہوا نعرہ علمشاہ نامدار رشید اولاد امیر عرب کیست علمشاہ چو رستم لقب * علمشاہ رومی شہ فیل زور * کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور * اتنے تو کل سرداران لشکر بھی پہنچے مگر سحر سے لاچار ہیں خورشید برق و شمل نے جو یہ خبر دریافت کی کہ یہ حملہ لشکر صاحبقران کا کیا بڑ حکر اہل اسلام کو بچانے لگیں سینہ سپر کر دیا اب لشکر میں تلوار چل رہی ہے لاشوں کے انبار ہیں

نقیب کرامت آواز ین لگا رہے ہین قاسم نے جو علمشاہ کو دیکھا دور سے سلام کیا اب تو صفون کو درہم و برہم کر دیا کہ بسبب تیغہ سحر کش کے سحر کسیکا ان پر تاثیر نہین کرتا جس غول پر جا پڑے زمین بلادی بدیع الزمان سے نگاہ مل رہی ہی مگر بدیع نے بڑھکر رسالدار کو مار ا قاسم نے کسیدان کو لکابڑھکر ساتھ مارا بادشاہ تیج والے کو موت بچار ہے ہین سات ہزار تاجدار تخت سلیمانی کو گھیرے ہوے لڑ رہے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی برق شمشیر وسنان نیزہ و تیر پیکان کے علاوہ کچھ نہین معلوم ہوتا مصنف تحریر کرتا ہی کہ وہ میدان دور دور سے قلعۂ طلسمی ہی چالیس منزل کے گرد میں وہ میدان ہی فوجون سے بھرا ہوا ہی جب سحر العجائب و معمر الغرائب قصد کرتے ہین کہ ہم تخت سے جدا ہو کر حملہ کرین افسران فوج مانع ہوتے ہین کہ حضور تکلیف نفرمائین سب ساحرون میں شہر دان بن گرداب بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا ہے دو تین قتل کیے دہین تہوا ایکی مرتبہ اسنے قصد کیا کہ حیرت پر جا پڑون اور حیرت نے بھی ارادہ کیا لیکن بیچ مین اور ساحر ونکے مقابلہ پڑ گیا دور سے اکثر سحر ہوے حیرت نے کئی زخم کھائے مگر اسی زور و شور سے مصروف جنگ ہی جب تخت بادشاہ اسلام ایک جانب آگے آکے قاسم ہوا اور بادشاہ لاچین و کوکب بھی پڑے ایک طرف دیکھا تخت پر ملکہ مہ جبین کنیزین پایۂ تخت دبا تر رہے ہین بہادرون اور فوجون کو اشارے کر رہی ہین بہادرون نے جھک کر شاہ کو سلام کیا چونکہ قید خانے مین بڑی جفائین اٹھائین رنگ رو متغیر چہرہ اداس ہے تو نالیہ ین جب حیرت کو ہمراہ کرتے دیکھتی ہین تو حیران حیران کہتی ہین ہم تو مجبور و ناچار ہین بالکل بیکار ہین ای محمود ہمشیر و کس قیامت کے سحر کر رہی ہین خورشید برق دش نے لاچین و کوکب سے ملاقات کی اخضر بھی زخمی ہی لیکن اسی دلولے سے مصروف جنگ ہی قاسم نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ شاہزادۂ قاسم تصنیف مصنف

منم قاسم حقہ فتح و ظفر
فریدون حشم رعب اسکندری
منم شیر دل صف شکن پہلوان
منم ابن رستم یل نامور
فن جنگ میں غیرت سام ہون
منم ابن فرزند صاحبقران
منم شیر میدان جنگ وجدال
تہیب الملک جنگ شہ انگلی
منم نعمت خوان جنگ و جدل
منم حامل رایت گیر و دار

اب قاسم نے طرف تخت شاہان نور افشان کے قصد کیا ایک جانب ایرج نوجوان کوکب نے جو دیکھا کہ ایرج دریا ے خون مین نہائے ہوے باپ کی پشتبانی کرتے ہوے جاتے ہین انکے عقب مین انکے جملہ سردار ادھر پشت بدیع الزمان پر شاہزادہ نور الدہر صف شکنی کر رہے ہین ہر ان اسوقت بیقرار ہی باپ سے کہہ اکر کہتی ہی دیکھیے ساحرون مین گھسے جاتے ہین خدا انکو ان بیماؤن سے بچالے جی چاہتا ہی کہ تو صف شکنی کیجیے جنگ مین شریک ہونا واجب دلا ہی مگر سبحان اللہ ملکہ انجم ستارہ پیشانی کس حسن سے سحر کر رہی ہین کوکب کہتے ہین ای نور نظر جان رہے یا جاے ایمان مین فرق نہ آے کئی سال کی قید قبول کی اگر خدانخواستہ جان پر بنے مگر ای فرزند تو بہ شکنی غیر ممکن ہی لیکن شمشیر زنی کرکے جہاد کرین اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرین اپنے بارہ ہزار جوانان زرین پوش لیکر کوکب بھی جا پڑے قاسم نے کئی مرتبہ اشارہ کیا کہ ای شہنشاہ آپ قصد نہ کرین کوکب نے نہ مانا بڑے لطف سے مصروف جنگ ہوے قاسم بھی بڑھکر افسران فوج پر جا پڑتے ہین جنین اسطرح شدید ہی این کہ سنا ناخابت دشوار ہی علمشاہ ایک پہلو پر لڑ رہے ہین قصد ہی کہ شاہان نور افشان پر جا پڑون فوجین روکتی ہین خوب خوب تلوار چل رہی ہی لاکھون سر خود سر دن کے محو کرون مین پہلوانون کی ہین بیٹھے آواز دیتے ہین فسر د کاسہ چینی ہر اک منم مزا آشنا ہوگا + بیٹھے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر نفور کو اب جانبین کی فوجین ہم ملکر

افسران نامدار مرکب ہائے باد رفتار اڑاتے ہوئے نعرے کر رہے ہیں ہاں بہادرو قدم پیچھے نہ ہٹے جانبازو
روک لو بلکہ لشکر کا روک لو بادشاہ اسلام حیران ہیں یہی خیال ہے ساحروں سے ہر دو لشکر سرداروں کو بچائے
جب دفتر ان کے جاسوس کے کلام کرتے ہیں جنگ کو جوش ہوتا ہے قاسم نوجوان کو ترمیں کر چکا ہوں کہ اس لطف
سے لڑ رہے ہیں زبان تیرو کلا ہوو سے صدائے تحسین آفرین آرہی ہے تمام فوجیں پشت پہ جمی ہوئی ہیں تیغہ سحر کش
ہاتھ میں مصروف جنگ ہیں ادہم بدیع الزمان جواب دیتے جاتے ہیں کہ ای فرزند سبحان اللہ کس لطف سے لڑ رہے
ہو آجتک ایسا معرکہ نہیں ہوا تھا قاسم کو اور زیادہ جوش ہوتا ہے دونوں فوجیں جمی ہوئی لڑ رہی ہیں بادشاہ اسلام
سعد بن قباد بھی کلاہ سے تشریف لائے ہیں تمام سردار پشت پر پشتیبانی کر رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اٹھی
سب نے دیکھا کہ والی ہند لندھور بن سعدان فیل ہیبت پر سوار ایک طرف فرہاد خان یکغولی
ایک جانب ارشیوں پریزاد پشت پر لولا کر ہندی جمے ہوئے چلے آتے ہیں جو طریقے ان ہندیوں کے ہیں یا بچے
جنگ میں جمے ہوئے پشت پر اپنے آقا کے چلے آتے ہیں لندھور نے آتے ہی طرز جنگ کو دیکھا آتے ہی
نعرہ کیا کہ نمدار اے ماجرا اے سوا داعظم ملک ہندوستان دشمن مسلمانان افسر نامور ہند لا خداوند ہفت پیکر
یہ جو لندھور نے نعرہ کیا سب حیران ہو گئے مالک نے پکار کر آواز دی کہ یارو یہ کون نیا دار آیا ہے یہ تو اس سے
پوچھو کہ خداوند ہفت پیکر کون شخص ہے یہ سکے مالک نے ولایتی دکھائی لندھور نے وہیں سے آواز دی
او عرب سوسمار ریگ بیابان شمار سامنے تو مرد ان عالم کے آ بادشاہ سے پکار کے آواز دی ای شہریار مجھے
آپ کا کسیقدر پاس ہے رومال سے ہاتھ باندھ کے چلے آیئے میں خداوند سے خطا معاف کرا دونگا اب سمجھا اپنے
پیدا کرنے والے کو پہچانا ابتک نہ جانتے تھے کہ خداوند کون ہے آجتک حمزہ نے ہمکو برگشت کیا اب آنکھیں کھلیں
بادشاہ نے منہ پھیر لیا فرمایا یارو جانشین صاحبقران کو کیا ہو گیا دست چپیوں نے کہا وہ ہمیشہ کا قابو پرست ہے
یوں جان بچائی اب خداوند ہفت پیکر کا پرستار بنکر آیا مگر لندھور بولا کہ ہندیوں کو لیکر مصروف جنگ ہوا فیل ہیبت
پر سوار کئی مرتبہ فیل سے کود کود کر دو چار کو قتل کیا پھر سوار ہو گئی تیز تک تازی پر سوار ہوئے لڑتے ہوئے
جاتے ہیں کہ ادھر سے قاسم آتے تھے للکار کر آواز دی او ہندی یہ کیا حرکت ہے ادھر آ یہ سنتے ہی لندھور مثل
شعلہ جوالہ جا پڑا آپس میں نیزہ چلا قاسم نے نیزہ لندھور کا توڑ ڈالا قاسم نے اپنے ساتھ والوں سے کہا
تم دم بھر کو ہٹ جاؤ کہ میں اس ہندی سے بدلے لیتا ہوں یہ قابو پرست اسی دن کا مشتاق تھا پھر تو یہ ملال
اسکا یہ حال خداوند ہفت پیکر کا پرستار ہوا قاسم نے جب نیزہ لندھور کا توڑا لندھور نے گرز پر ہاتھ ڈالا
چاہا سر قاسم پر لگاویں قاسم لپٹ پڑے لندھور بھی لپٹ گیا آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگراں ہیں
کہ کس زور و شور سے قاسم و لندھور لڑ رہے ہیں صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی یہ دونوں شیر نر کر رہے
ہیں بادشاہ اسلام بھی قریب آ گئے سحر العین اسد وغیرہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ لندھور و قاسم سے کشتی ہو رہی
ہے کہ علمشاہ قریب آئے پکار کر آواز دی ای نور نظر یہ ہندی بچنے نہ پائے قاسم جھک کے دھونے لگے کئی مقام
پر پکڑ لائے ایسے دو چار گھسے مارے کہ لندھور کی پسلیاں کڑک گئیں چاہتے ہیں نکلوں نکل نہیں سکتے دو
مقام پر قاسم نے ایسی لندھور پر زیادتی کی کہ لندھور گھبرا گیا سر اٹھا کر طرف کوہ کنعان کے دیکھا پکار کر آواز
دی یا خداوند ہفت پیکر بچائیے جیسے ہی لندھور نے یہ پکار کر کہا اک غبار زرد ظاہر ہوا تھوڑے عرصے
میں وہ غبار رفع ہوا دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا چلا آتا ہے طریقے سے یہ ثابت ہوا کہ طائر تھا اڑتا ہوا

چلا گیا لندھور پر چمک کے لڑنے لگا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا علمشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ قاسم نے کئی زود
عدہ بے کہ لندھور کہہ سے گئے مالک انکی فوج پر آپہنچے یہ لشکران ظلم اسون کو مارنی پہلوانون کو کچھ پادشاہ کا پاس
نہین عربون سے اور ہندیون سے تلوار چلنے لگی کئی ہزار عرب کئی ہزار ہندی مارے گئے فرہاد خان و لاشیون
کو مالک نے زخمی کیا عادل شیر دل و فاضل شیر دل بجا بجے لندھور کے فوج کو لیکر پیچھے ہٹے یہان لندھور و
قاسم سے یہ نوبت ہم پہونچی کہ قاسم لندھور کو گھڑلاتے ہین جاتے ہین چت کرون لندھور ایسا جوان نہین
ہے کہ قاسم کے چت کرنے سے چت ہو جائے قاسم نے گردن پر ہاتھ رکھکر چاہا کہ مارون داراب عیار کھڑا ہی
ہو بکر رہا ہی کہ قاسم نے قصد کیا تو داراب بھی پکار اٹھا یا خداوند ہفت پیکر وقت مدد ہی جیسے ہی داراب
نے یہ آواز دی زمین کانپی لندھور و قاسم زمین مین غرق ہو گئے جسطرح قطرہ آب زمین مین غائب ہوتا ہی ایک کنوان
ظاہر ہوا اہالیان فوج لندھور نے جھک کر دیکھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ اس کنوئین مین روپیہ بھرا ہی زری چاہ
مین کنوئین مین پھاندنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین ہزار کئی ہندی کنوئین مین کود کر غائب ہوئے بادشاہ حیران ہوئے
سیارہ بن عمرو عیار قاسم یہ میدان مین دیکھ رہا تھا چاہا ہے شمشیر آقا کی اٹھاؤن جسطرح پر کہ قاسم و لندھور
غائب ہوئے تھے اسیطرح پھر وہ شمشیر بھی گئی تو سب حیران ہو گئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا تھوڑی دیر اگرا اپنے
بسترون پر جا کر سر جھکا کر بیٹھے ہین ہر ایک سے تذکرہ تھا کہ یارو دیکھا تمنے کہ خداوند ہفت پیکر کیا صاحب کرامات
ہین لیکن لندھور کا حال سنئے کہ یہ جو غائب ہوئے یہ زمانہ دو ہو کہ خداوند ہفت پیکر نے کوہ مشک فام پر
محصور فرمایا ہی سب ہمہ تن سجدے ہو رہے ہین بیچ مین ایک تصویر کلان سونے کی مثل انسان ہے کہ باتین
کر رہی ہی حکم و احکام جاری ہو رہے ہین کہ ایک مرتبہ لندھور کی آواز آئی تصویر نے کہا ہمارے بندہ لائق بیعت
ہی اسکا حریف بھی ساتھ آئے یہ کہکر تصویر ہنسی یہان لندھور و قاسم غرق زمین ہوئے یہان سب نے دیکھا
لندھور بن سعدان و قاسم نوجوان خورد بزرگ دمشق سید کے کانپے اور دونون غرق زمین ہوئے لشکرون مین ہلچل
جو سمجھتے تھے [illegible] سب نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر تو برحق ہی کیا تیری صفت بیان کرین ہم
تیری قدرت کاملہ کو دیکھ رہے ہین یہ کہکے سب نے طرف فرہاد خان کے دیکھا کہا اے افسر اعلی چلیے خداوند یاد
فرماتے ہین فرہاد نے یہ سنتے ہی باگ کو پھیرا کل لشکر کو ہمراہ لیا طرف صحرا کے روانہ ہوئے بادشاہ اسلام نے
ہرکارون سے اشارہ کیا دیکھو یہ سب کہان جاتے ہین جاسوسان خبری چلے دو کوس تک گئے دیکھا کہ ایک
مقام پر ہمرا ہین کنوان ہی اس کنوئین سے آواز آئی اے بندگان من کیا جاتے ہو اگر دیدار قدرت کے مشتاق ہو
اسی کنوئین مین پھاند پڑو ہرکارے تو سوا اے مسیب لشکر الگ ہو سفر یاد وار شیون نے آواز دی یارو آگے
اب نہ رکو دیکھو کیا قدرت خداوند ہفت پیکر پر یہ وہان سے حجاب ہماری تمہاری آنکھون اٹھائے گئے یہ کہکے
گھوڑا اپنا کنوئین مین ڈال دیا سب اہالیان فوج نے گھوڑے اپنے چاہ مین ڈال دیے پیدل بھی پھاند پڑے
گویا کہ چاہنے سے تھے ذرا کر ہندی کنوئین مین گر پڑے جب وہ سب گر چکے ہرکارے لرزان و ترسان قریب
چاہ کے آئے جھک کر دیکھا کہ کنوان خالی ہی ایک آئینہ بجائے آب چاہ مین لگا ہی ہرکارون نے آئینے کو دیکھا تلعی
کھل گئی دیکھا ایک کوہ وہان خلقت کا انبوہ ہی اور وہ پہاڑ فیروزے کا ہی ایک تصویر سونے کی تین تصویرین
دست راست پر اور تین دست چپ [illegible] ہین بیچ مین وہ تصویر سونے کی اور ہزار ہا آدمی سجدے کر رہے ہین
کہ لندھور و قاسم بھی سامنے جا کر پہونچے لیکن ہرکارون نے دیکھا کہ لندھور دست بستہ سرنگون کھڑے

کر رہے ہیں یا خداوند اُس بندۂ خوابی کو بلوا سے نبیرۂ حمزہ بڑا سرکش ہے ہرکاروں نے دیکھا کہ اُس تصویر نے
آواز دی ارے بندۂ خوابی کو جلد لاؤ کہ جھنکار کی زنجیر کی آواز آئی قاسم نوجوان مسلسل و مطوق سامنے
تصویر کے آئے ایک زنگی زنجیر کو تھامے ہوئے جیسے ہی قاسم اس مقام پر آئے مثل اہل اسلام کے سلام کیا
تصویر سے آواز آئی او بندۂ خوابی اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتا او زنگی اسکو سو دب کر اُس زنگی نے
سونٹا اُٹھایا پس قاسم نے قید توڑ ڈالی اُس زنگی کو ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا بے سر کا جوان کہ سپاہی از
نبیرۂ حمزہ قدرت کے سامنے یہ بے ادبی دیکھ کیا قدرت ہے کہ سر جسم پر نہیں ہے لیکن کلام کر رہا ہوں اب دیکھ
سر بھی میرے جسم پر موجود ہے قاسم نے دیکھا حقیقت میں سر اُسکا اسیطرح جسم پر درست ہے لیکن چند کس نے
قاسم کو گھیرا قاسم نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم تصنیف مصنف

صنم ابن رستم یل نامور
من جنگ ہمن غیرت سامری
صنم شیر میدان جنگ و جدل
ز سیف للہ جنگ شد آشکار
صنم نعرہ خوان جنگ و جدل
صنم حامل رایت گیر و دار
صنم قاسم لقد فتح و ظفر
فریدون حشم رعب اسکندری
صنم شیر دل صف شکن پہلوان
صنم ابن فرزند صاحبقران

نعرہ کر کے قاسم نے دو چار جوانوں کو مار ڈالا کہ تصویر نے آواز دی او بندۂ خوابی
کیا بے ادبی ہے ہر مین نگر صنم خداوند ہفت پیکر ای فیروز سیاہ پوش تو رہبر قدرت ہے اس بیٹھے ہوئے کو ہدایت
نہیں کرتا ہرکاروں نے دیکھا ایک تاجدار لباس فیروزی پہنے ہوئے سامنے سے آیا کہا ای خسرو [illegible] صاحبقران
ای یوسف ثانی یہ کیا بے ادبی ہے پیدا کرنے والے کے سامنے یہ گستاخی بس اب دیکھو جلو سے قتل کیا
وہ سب صفت خداوند کر رہے ہیں یہ دیکھو تصویریں سونے چاندی کی سب صفت خداوندی میں ہر زبان ہیں اسی
واسطے یہ سامان قدرت عیاں ہیں اور برگشتہ بخت جلد سجدہ کر اب دیر نہ کر ناورنہ غضب خداوندی میں مبتلا
ہو وے گا پس قاسم نے تلوار پھینک دی اُس سونے کی تصویر کے سامنے واسطے سجدے کے جھک پڑے
آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اب میں نے آپ کو پہچانا تو خداوند
برحق ہے ایک قطرۂ نجس سے ہمکو پیدا کیا ہم کیا تیری صفت کر سکتے ہیں حمزہ نے ہمکو برگشتہ کیا حکم ہو کہ میں ابھی
جاؤں اور حمزہ کی مشکیں باندھ کر لاؤں خداوند سے زیادہ ہمیں کون پیارا ہے تو خداوند ہمارا ہے اُس بادشاہ تاجدار
کو حکم ہوا کہ اس بندے کو قصر عشرت میں لیجاؤ ایک ہفتہ بھر او پر روز اول مرصع پوش کے عیش کرے بعد ہفتے
کے جاکر مسلمانوں سے مصروف جنگ ہو فیروز تاجدار نے اگر قاسم کا ہاتھ تھام لیا [illegible] پاک ہے
اور اپنے ساتھ لیکر چلا ملعون ظاہر ہے کہ ہرکارے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہیں کہ فیروز تاجدار قاسم کو لیکر
ایک [illegible] دیکھا ایک قصر عالی ہے ہر کنگرۂ قصر پر ایک ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا ہر زبان بے زبانی تعریف
خداوند ہفت پیکر میں مصروف ہے دروازہ قصر کا فیروزی چمک رہا ہے اندر سے قصر کے چند نازنینان حور مثال
آفتاب جمال نکلیں آگے آگے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن گلبدن رشک
چمن مسکراتی ہوئی سامنے قاسم کے آئی قاسم کی جو نگاہ اُسکے جمال بیمثال پر پڑی تیر مژگان تو دہ دل سے
پار ہوے انتہا کے بیقرار ہوے پکار اُٹھے نظم

وہ خود حسن پر اپنے مائل رہا
ہر آئینہ اپنے مقابل رہا
زمین مدہوش وہ مست ناز و ادا
عجب دلت ہر رنگ محفل رہا
یہ کیسی ہوا باغ میں چل گئی
جبیں زنگی کوئی ای دل ربا
ستم زلف جاناں پہ مائل رہا
اسیر بلا طف تر دل رہا
دل ابروئے جاناں پہ مائل رہا
سدا کشتۂ تیغ قاتل رہا
لبے لا غمزہ سے وہ ہو تا ہر کیا
جو آگے تھا اب وہ نہیں دل ربا
لپٹ کر وہ سو یا کیے ساتھ ہم
مرا مدعا مجھکو حاصل رہا

ہمارے ساتھ منسوب ہو لی یہ کہکر آنکھ کو رو صاحب تمہین خداوند ہفت پیکر کے سپرد کیا وہ مہ جبین رونے لگی کہا
کیون صاحب بن راتین فراق کی کیونکر کاٹونگی مجھے کیا گذرے گی جب تمکو یاد کرونگی تیرا سہرا کر فریاد کرونگی نظم

رشک وحشت مین ہے مجھے فکر تن عریان نہین | خار ہون لیکن خیال گوشۂ دامان نہین
باغ مین وہ گل ہی خندان ناسخ گریبان نہین | ہی طلسم تازہ خالی برق ہی باران نہین
ورنہین گر وقت بے وقت آئین بابر طوق شک | شیر کے ناخن کی ہیکل ہی صف مژگان نہین
ایک شق آفتاب اسمین نمایان ور ہلال | ہی عیان دو معجزے خندان لب جانان مین
شکل فانوس خیالی گرد تصویرین بھی ہین | کون ہی آتش شمع کا جو بلا گردان نہین
نور رخ مین یہ عیان پنہان دو میش آفتاب | تیرے دانتون کے برابر اختر تابان نہین
خار اور خونخوار ہین باغ جہان مین ہم نصیب | موسم گل مین شگفتہ غنچۂ پیکان نہین
شکل صاحب درد دیدہ ایک سی ہی ہو گر فرق | زخم مین ہر چند خندان ہر لب خندان نہین
جانے کا فور رہی مشک افشان ہی فلک | سایۂ زلف عنبرین ہی شب ہجران نہین
جتنے گل دیکھے ہزارون سر جھکتا ہی اسکو خاک | نرگس شہلا ہر رنگ دیدۂ حیران نہین
دون مین آنکھون مین ہر رنگ رہ دیدہ جگہ | پر کرون کیا بزم عالم مین کوئی انسان نہین
لاغری سے یان نہین ہی جسم لیکن جان ہی | جسطرح سے جسم تصویرون کا بے جان نہین
کیا عجب گر میکشی ہو عہد پیری مین مباح | شرب اکل طفل ہی شہد مین اگر دندان نہین
کو نظر آتا نہین لیکن رہان یار ہی | کون کہتا ہی جہان مین چشمۂ حیوان نہین
نامۂ اعمال ناسخ ہی تری زلف سیاہ | آفتاب حشر ہی یہ عارض تابان نہین

قاسم نے آنسو پونچھے کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان نہ گھبراؤ مین بہت جلد آؤنگا عاشق ومعشوق
کی رخصت کلمات حسرت دونون کی عجب صورت تھی بڑے رنج سے قاسم رخصت ہوے جمال بے مثال اُسکا
دیکھتے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باہر آئے اپنے کو جو دیکھا مسلح مکمل پایا حیران تھے کہ کسنے
ہتھیار میرے جسم پر آراستہ کیے مگر تیغ اسم کش نہ تھا اور سپر جمشید قدیم پاس نہ اور صفات خداوند ہفت پیکر کرتے
ہوے باہر آئے دیکھا تہماس خان خاوری فوج کو لیے ہوے کھڑے ہین عمرو عیار زاد ختنی بادشاہ لشکر
زرین عیار سیلاہ بہنا عمرو موجود ہین سب سامان قدیم سردار ندیم صف بستہ حاضر ہین سب نے سلام کیا
سیار والے مرکب زہرہ جبین سلیمانی حاضر کیا قاسم پشت مرکب پر سوار ہوے چاہتے ہین لشکر لیکر چلین کہ گجرا
سے گرد اڑی دیکھا ورای ہند لندہور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار و لاکھ ہندی پشت پر قمر باد د
ارشیون ہمراہ آتے تھے ساتھی قدمبوس ہوے لندہور فیل سے کود پڑے قاسم کی قدمبوسی کی کہا ای
شیر بار اب آنکھین کھلین حقیقت مین دنگل رستم آپ کا حق ہی مین نے ناحق کشتی گیری کی ہلواداری کی اسی کا ثمرہ
کشتی گیر کو یہ مونڈ خاک کرونگا قدرت خداوند ہفت پیکر کو دیکھو کہ مجھکو اور تمکو ملایا قصر بہشت مین داخلہ ہوا احد
منصور علی ہزار برس رہان رہے طائران جنت نے آگاہ کیا کہ ای لندہور جلد جا ذبیرا صاحبقران برابر
مسلسل ہوا صاحبقران جاتے ہین بن قصر بہشت سے نکلا بیرون قصر ایک نوجوان کو پایا ہاتھی پر سوار ہیا خداوند
ہفت پیکر کا نام لیا تھا اسکے پاس آکر یہ پوچھا قاسم نے کہا ای عمر نامدار مین ہی قصر عشرت مین تھا معشوق

پری چہرہ کو چھوڑ کر آیا ہون قلب پر صدمہ ہی دیکھیے یہ دن جدائی کے کیونکر گذرین میرے قلب پر صدمہ ہی نظم

نکلی سیل خون عرش برین سے
اگر جا نکلے روش نازنین سے
نہیں ہی حوصلہ بس تو دل لگی کو
پسینہ چنکادہ پونچھے جبین سے
گئے وہ غیر کے گھر ہمنشینو
مجھے شکوہ ہی زلف عنبرین سے
نہیں ہی غیر تو منہ سے ہماری
اگے مین سیکڑون تھے کمین سے
نہیں دیکھا ہی جب سے غیر کے ساتھ
تری اس شرم آلودہ جبین سے
ہماری خاک جس تربت مین ہوگی
ذرا پھیرنا نگاہ واپسین سے
نہین اسکو لحاظ دشمن و دوست
بڑھی ہی دو قدم روح الامین سے

ٹپکتا ہی یہ میری آستین سے
لیے جاتا ہی پھر اسکی بزم مین شوق
ترا غم لیتے جا نکلے یہین سے
نہین ہم قابل الفت تو شاید
قیامت کو بلاؤن کہین سے
یہ کیسی موت ہی جو خضر عیسیٰ
وہ ہنستے ہین ہمارے بیٹھین سے
قیامت ہی ترے صدقے مصیبت
بڑھا ہی وہم کا رتبہ یقین سے
نصیبون کی خرابی عشق مین ہی
سبت ہوگی پیدا اس زمین سے
ہمین کو قتل کرنا ہے مسکرا کر
حذر کر دی آہ آتشین سے
نہ نکلا دم دم بسمل تو نواب

نزاکت گر یہی ہی تو فرشتے
ابھی مین اٹھ کے آیا ہون وہین سے
الہی ایسے بھی دنیا مین ہونگے
ملائک آ نکلے عرش برین سے
یہ ہا غش وصل مین خوشبو سے اسکی
خجل زلفین ہیں سے وقت واپسین سے
یہ کون آیا کہ جھک کے بیٹھتے ہی
مجھی کو مانگ رب العالمین سے
کھلا جاتا ہی راز وصل محسن
عیان ہی یہ تری چین جبین سے
غضب حسرت بھری ہی یہ امین ظالم
پھر اٹھا اسکا شکوہ بھی یہین سے
دہی ہی آہ میری جو فلک پر
ہوئی دل کو تسلی آفرین سے

ان اشعار آبدار کو پڑھکر قاسم بہت روئے کہ کان مین آواز آئی ای بندۂ قدرت خداوند ہفت پیکر کو تیرا ملال ناگوار ہی جس منزل پر شب کو اترےگا اُس حور بے قصور کو اپنے پہلو مین پائیگا ملال قلب دفع ہو جائیگا تصویر بھی تیرے گلے مین موجود ہی دیکھ لے قاسم نے سر جھکا کر دیکھا تصویر اپنے محبوب مطلوب کی اک کاغذ پر کھنچی ہوئی گلے مین پڑی ہی قاسم نے تصویر کے بوسے لیے وہ نازنین ہنسی قاسم بے اختیار پکار اٹھے فرد نقشہ بنا کے مانی نے مانگی جو اپنی داد + تصویر بول اٹھی ارے حاضر جواب کی + اب تک قاسم خوشی خوشی لشکر کو ساتھ لیکر برائے مقابلہ صاحبقران چلتے ہین اس داستان کا ذکر طلسم ہفت پیکر مین ہوگا لشکر کشی قاسم بلند صور پر صاحبقران و مقابلہ ہائے عظیم از طلشاہ رومی کہ ہی اس طلسم کے فتاح ہین اب حال خیر مآل اس منظور کا گذارش ہوتا ہی ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین کہ سحر العجائب و سحر الغرائب بائیس لاکھ فوج سے ورپے ہین لشکر صاحبقران کی تباہی دشمروان بن کرداب کہ جو طلسم ہفت پیکر سے آیا ہی ایمان لشکر صاحبقران عاجز و لاچار ہو رہے ہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و ملکہ مہر طلعت و النجم اختر پیشانی ساحران لاثانی ہاتھ سے مہروان کے سیار گلشن جنان ہو بیٹھے صاحبقران قید مین خواجہ عمرو برق بھی گرفتار ہو سے صرف بچا اور ملک اخضر فوج ساحران کو ساتھ لیے ہوئے پہاڑون مین چھپ رہے قصد ہی کہ طرف صحرا کے نکل جاؤن لیکن فوج مہروان گھیرے ہوئے ہی بدیع الزمان شیر ادھر پڑے ہین بہ سبب بی محفوظ کے اسیر کسیکا قابو نہین ہوتا اس زور و شور سے پڑ رہے ہین کہ پرے کے پرے پامال کر دیے دامان صحرا لاشون سے بھر دیے اب مہروان نے کہا کہ یار دیس حمزہ کو گرفتار کرو چہار طرف سے فوجین چلین اب یہ قصد ہی کہ سحر نہ کرین اور بدیع الزمان کو گرفتار کرین بدیع الزمان ایک تخل کے سامنے مین خون مین

تماشے ہوئے کھڑے ہیں کہ ملک اختر خون میں نہایا ہوا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے قریب بدیع الزمان
آیا عرض کی ای شہریار بڑے بڑے ساحر مارے گئے ملکہ انجم اختر پیشانی بھی سیار گلشن جہاں ہوئیں
ملکہ حیرت خوب لڑیں آج حیرت نے لہوں کے دریا بہا دیئے مگر جب سامنے شہروان کے گئیں سحر کمی
کرتا ہے حقیقت میں اگر شہروان نہ ہوتا تو کوئی حیرت کا جواب نہ دے سکتا ای شہریار ابھی تک بحر العجائب و
مصر الغرائب نے سحر نہیں کیا مغرور رنگم ام ساحروں کو طرار ہے ہیں جب وہ سحر کرینگے کیا غضب ہوگا
کون جواب دے سکیگا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو دست چپ کا پہلو خالی ہے میں بڑھکر سحر کروں نکل سکیے
بدیع الزمان نے کہا ای ملک اختر قبلہ و کعبہ قید ہیں لوح طلسمی پاس شہروان کے ہے حضرت مسکل بھی اسنے جیسے
لی کیونکر نکل جائیں خواجہ عمرو و برق بھی قید ہیں افسوس کوئی صورت رہائی کی نہ نکلی یہ باتیں کر رہے تھے
کہ ایک طرف سے جلوہ ہوا دیکھا کوکب روشن ضمیر و شہنشاہ لاچین و بہار و محمود و ملکہ مہ جبین الماس پوش
و اسد غازی و شاہزادہ ضیغم شیر شکار وغیرہ تین کو سردار زخمی [illegible] جاگے ہوئے اگر سپہ نیچے لشکر طلوعات
انکے تعاقب میں چاہتے ہیں ان نامیوں کو پکڑ لیں مگر بارہ ہزار سواران زرین پوش ہمراہیان کوکب بجان بازی
لڑتے سب سرداروں کو بچا کے لائے ہیں سامنے بدیع الزمان کے آکر فریاد کی کہ حضور جمیع ساحران
نے ان ثابت قدموں کو زخمی کیا اب چاہتے ہیں ان کو پکڑ لیں ہنسے جانبین و دیگر افسروں کو بچا لایا ہوں جیسا
حضور فرماتے ہیں وہ کریں بدیع الزمان نے کہا میں ابھی جا کر سب کو شکست دیتا ہوں یا اپنی جان دونگا یہ کہکے
مرکب بڑھایا نعرہ کیا تقاضائے کار شہروان بن گرداب نے سرجوش جادوگر سے تین لاکھ ساحروں کے
حکم دیا کہ کوکب و لاچین کو پکڑ لو کوئی سردار باقی نہ رہے سرجوش آگے بڑھا ہوا سحر کرتا ہوا چلا آتا ہے کہ
بدیع الزمان سامنے سے پہونچے آواز دی او ملعون کہاں جاتا ہے سرجوش پلٹ کر دیکھا ایک جوان
ساحروں کو قتل کرتا ہوا آتا ہے سمجھا یہ بھی کوئی ساحر ہوگا گولہ مارا بدیع نے لوح محفوظ کو چمکایا سحر باطل ہوا
سینے کو دیکھ کر گرا اسکی سحر سرجوش نے کیے لیکن بدیع الزمان پر تاثیر نہ ہوئی تیغہ سحر کھینچ کر جا پڑا انکی ہاتھ
مارے شعلے بھڑکے پتھر برسے بدیع الزمان پر تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے آہستہ اسے ہاتھ ڈال کر
لوح محفوظ کو چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا شہروان بن گرداب نے سپر سحر کو آگے کر دیا تیغہ جو چمک کے
گرا سپر سحر چیق کے دو ٹکڑے ہوئے شہروان تو مطمئن ہوا تھا کہ اب سرجوش سب کا خاتمہ کریگا
اسنے امیر کو قید خانے سے نکالا عمرو و برق کو بھی بلایا کہا کیوں ساربان زادے تو نے سامری و جمشید کو
کو مارا ہم بندگان بہتر و برتر ہیں یعنے خداوند ہمارے ہفت پیکر ہیں تیرا کمر میں نہ چلا بنے کیونکر گرفتار کر لیا
میں پیغمبر خداوند ہوں تجھکو ہدایت کرتا ہوں کہ خداوند ہفت پیکر کا ہر جگہ ظہور ہے تو ہم پر تکرار کریگا اب
قتل جائیگا عمرو نے کہا ای پیغمبر نامرسل حقیقت میں خدائی خداوند ہفت پیکر کی درست ہے سب سامنے
کھڑے ناچ رہے ہیں میں نے بخوشی سجدہ کیا میری خطا معاف ہوئی یہ سنکر شہروان خوش ہو گیا کہ خلعت
لاؤ میں اسکو سرفراز کروں چہار جانب سے ملازم دوڑے جاتے تھے عمرو کو رہا کریں کہ ایک زاغ
سیاہ نے آواز دی او شہروان کیا کرتا ہے یہ بڑا دغاباز حیلہ ساز مکار و طرار قاتل و مارو جمشید ہے اسکی [illegible]
بے غش ہی شہروان رک گیا تیغہ کھینچ کر چاہا کہ او ساربان زادے سے [illegible] کے سامنے مکر و حیلہ کرتا ہے
اپنی عیاری سے مارنا چاہتا تھا کہ عمرو کو قتل کرے کہ آندھی سیاہ آئی کان میں آواز آئی کہ شہروان من

سرجوش جادو بود شہردان نے سر پیٹ لیا کہا یارو خلیفۂ رد سے زمین مار گیا اب کون ہدایت کریگا یہ کہکے
چھپنا چند گولے فوج بدیع الزمان پر مارے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران تو بیٹھ
آرام سے پہرے پڑے ہوئے ہیں عمرو و برق بندھے ہوئے بیٹھے ہیں اسی تخت پر شیشۂ اسم اعظم بھی رکھا ہے
ایک طرف لوح طلسمی رکھی ہے اُسکے پاس حرز ہیکل بھی ہے شہردان آواز قتل سرجوش سنکر بہت جھلایا ماتم کرتا
ہوا چلا چند ساحر برائے حفاظت صاحبقران چھوڑے وہ ساحر صاحبقران کو گھیرے ہوئے کھڑے
ہیں اب دو کلمہ داستان حیرت بیان گذارش ہوتے ہیں کہ وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر
طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو بہجران دیدہ آفت کشیدہ دختر بلند اختر سحر العجائب حسن و جمال میں یکتا غنچۂ آرزوئے دلکشا
اپنے باغ میں رنجیدہ و بیٹھی ہے کنیزون کو حکم دیا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری صاحبقران
گھر برباد ہوتا ہے میں بھی جاؤن اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن کنیزون نے عرض کی ہم ابھی جاتے ہیں خبر مفصل
لیکر آتے ہیں یہ کہکر چند کنیزیں باز و لقلق و قرقرے بنکر روانہ ہوئیں ملکہ انتظار میں بیٹھی ہیں ٹھنڈی سانسیں بھرتی
ہیں اور یہ غزل پڑھ رہی ہیں نظم

ہوش سرشک دیدۂ تر میں کہاں کہاں
بہتا امیدوار اجل ساتھ ڈر گیا
چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ میں میں
یا جیب طول چاک قبا سے سحر گیا
اب دست اختلاج اٹھانے سے فائدہ
قرار نازکی سے کمان کمر گیا

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا
دریا یہ وہ نہیں کہ چڑھا اور اتر گیا
سوز جگر ابھی پاس رضا آگیا ہے
اے میرے لالہ ہے پیارے کہ کر گیا
اللہ رے کرشمۂ تیغ ادا سے یار
برسوں گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا
جیسا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم

اف تنگ نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا
اللہ ری سیاہی شام شب فراق
سنکر ہوے وہ قتل سے میں بھی مکر گیا
جاگو خفتگان اجل خواب تا کجا
الفت زیب کوئی جان کو لیے مر گیا
تلخی نے اعتقاد میں دل سے کھو دیا
طے جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

کبھی بیقرار و بیتاب منظور ہے مگر کیا پنہاں راز ان سب سے چھپاؤن حال دل بیتاب سے کوئی آگاہ ہو کبھی فرماتی ہیں
سوائے صاحبقران جو سب طرح شکست پائی جاتی ہے یہ سامان ہمارے والد نے کیا اسمیں خرابی پڑی مقصود رفتہ رفتہ
لوح طلسم معدوم ہے کسکو اُسکا حال معلوم ہوگا یکایک یہ انقلاب ہوا کہ لوح طلسمی امیر کو ملی سرحدات
فتح ہوئے اب صرف شاہان طلسم سے مقابلہ باقی ہے دیکھیں کیا انجام ہوتا ہے خود بخود دل روتا ہے کچھ بن کر بیتی
میں داری اُسکے والد نے شاہان ممالک کو طلب فرمایا ہے سنا ہے سات سو تاجدار با فوج کثیر آئے ہیں اب طلسم
کی بھی فکر ہو جائیگی سب اسی تدبیر میں ہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کریں ملکہ نے کہا صاحبو ان واہیات باتون سے
کیا فائدہ ہے طلسم کشا پر جو قابض ہونا بہت دشوار ہے دیکھو اب کنیزیں گئی ہیں خبر لیکے آتی ہونگی یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر برق چمکی ایک کنیز بشکل عقاب اتر پڑی لیکن آنکھون میں آنسو بھرے ملکہ نے گھبرا کے پوچھا کیون
نرگس کیا دیکھا نرگس نے کہا واری بڑا غضب ہوا شاہان طلسم ہفت پیکر نے اپنے پیغمبر شہردان بن گرداب
کو روانہ کیا امیر زخمی ہوکر صحرا میں کہیں پڑے سے تھے دشمنون نے جاکر انکو گرفتار کر لیا لوح طلسمی حرز ہیکل اسم اعظم
سب اپنے قبضے میں کر لیا عمرو و برق نے عیاری کا تار باندھ دیا لیکن کوئی عیاری نہ چلی برق و عمرو بھی گرفتار
ہوئے اب کل لشکر صاحبقران کا آج تیسرا دن ہے کہ ایک طور سے مصروف جنگ ہے ستر ساحران نامدار
لشکر طلسم کشا کے ہاتھ سے شہردان کے مارے گئے صرف ملک اسفر و حیرت مقابلہ کر رہی ہیں اور یہی
خبر پائی ہے کہ لشکر بے سردار جانشان امیر گرفتار ہوکے سامنے خداوند ہفت پیکر کے گیا اُسکی تصویر دیکھی گھبرا

کیا بحکم ہفت پیکر زبان آئے ہو کے قاسم سے لڑے اب قاسم دلبند حضور زیر زمین غرق زمین ہو جے
نہیں معلوم ہے اسپر کیا گذری تین شبانہ روز گذرے ہیں کہ معلوم ہو رہی ہے شہروان بن گرداب سے
قیامت برپا کی ہے حیرت ہی ایسی ساحرہ ہے کہ اسکے سحر سے بچتی ہے ورنہ سترہ سرداران نامی مثل ملکہ انجم و طلعت
اسکے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوے ہر چند سردار کوشش کرتے ہیں کہ اسیر کر ڈالیں ممکن نہیں ہوتا
حضرت شاہزادہ بدیع الزمان بجرات لڑ رہے ہیں کہ اسپر کسیکا سحر تاثیر نہیں کرتا نہیں معلوم اسکا کیا سبب
ہے اور ابھی تک آپکے والد نامدار نے سحر نہیں کیا صرف فوج کو حکم دیا ہے جب ہم لوگ خبر لیکر چلے تھے تو سنا تھا کہ
شہروان نے امیر و عمرو برق کو طلب کیا تھا کہ قتل کر دیں ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوح طلسم بھی اسی مقام
پر رکھی ہے شیشۂ اسم اعظم بھی اسی مقام پر موجود ہے یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا نے
آہ کی زمین پر گریں مثل مرغ بسمل تڑپنے لگیں اب بیقراری نے سر اٹھایا ہوش و حواس میں خلل آیا اسی حالت
اضطرار میں منہ سے نکل گیا کہ اے فلک جفا کار اے گردون غدار اے عشق خانہ خراب اب تجھکو کیا منظور ہے
قلب ناصبور ہے یہ کیا غضب ہوا یہ کلمات جو ملکہ نے کہے آنکھیں پھرنے لگیں موت کے آثار چہرۂ زیبا پر
ظاہر ہونے لگے کنیزیں چیخنے لگیں ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا کی وزیرزادی ملکہ عندلیب خوش نوا اپنے
خیمہ میں بیٹھی تھی یہ شور سنکر نکل آئی کنیزوں نے پکار کے کہا اے خیر خواہ شمشاد قد اکڑتی ہوئی سامنے آئی کہا حضور
ذرا ملکہ کا تو آکر حال دیکھیے ہم سب بچتے ہیں ملکہ عالم سے چلتی ہیں ہے کیا تو منہ سے بجز آہ کے آواز بھی نہیں
نکلتی ہم اسپر تصدق ہو جائیں ہماری بھلی بلا بی بی بچ جائیں یہ سنکر عندلیب خوش نوا روتی ہوئی قریب آئی یہ
حال دیکھکر سر اپنے زانوں پر رکھ لیا منہ پر منہ رکھکے آواز دی واری آنکھیں کھولیے اپنی کنیز قدیم سے حال
دل کہیے آسمان کے تارے توڑ کر لاؤں ارشاد تو ہو کہ یہ کیا سحر کہ ہیں آنکھوں سے بجا لاؤں اگر کہیں طبیعت
مائل ہوئی ہو تو مجھسے ظاہر فرمائیے ملکہ نے آنکھیں کھولدیں کہا اے خیر خواہ کیا پوچھتی ہے ہم اب رخصت ہوتے ہیں
لیکن ایک احسان کرنا کہ جنازہ اس طرف لیجانا اور کہنا مسیحائی فرمائیے ٹھوکر لگائیے میری روح کو راحت ہو نظم

گردش چشم سے سر سے کا ضرر کیا ہوگا پھیر لے مجھسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا	دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا یا خالق اس رشک مسیحا کو سلامت رکھے	ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھاتے ہیں ہیں اگر جان ہی دونگا تو ضرر کیا ہوگا

اس سوز و گداز سے ملکہ نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے کہ عندلیب خوش نوا رونے لگی کہا واری بس ایسے
کلمات نہ فرمائیے کنیز خیر خواہ کا دل نہ دکھائیے برائے خدا اس معشوق کا نام تو بتا دیجیے میں جا کر لاتی ہوں آپکے
پہلو میں بٹھاتی ہوں ملکہ نے کہا اے عندلیب کس زبان سے کہوں غضب ہو گیا امید ملاقات نہ رہی وہ صاحب
شوکت دشمنوں میں قید ہیں قتل کے سامان ہو رہے ہیں اصل یہ ہے کہ میں طلسم کشا پر مائل ہوئی ابتک خبر نہیں
آئی فتح کی باقی رہی دل تردد منزل کو سمجھاتی رہی اب شہروان بن گرداب طلسم ہفت پیکر سے آیا تمام اسلامی
نامی آنکے لشکر کے مارے گئے صرف ایک فرزند انکا اس آفت کو جھیل رہا ہے جان پر کھیل رہا ہے اب تین دن
گذر چکے ہیں کہ شکست ہو چکی ہے دو سردار جادو ہفت پیکر کے مطیع ہوے ساحروں میں فقط ملکہ اختر ولی
کو وہ خبر کہا تنگ دل گمنام طلسم کشا سنتے ہی عندلیب نے سر پیٹ لیا کہا واری اگر طلسم کشا کی فتح ہوئی سلطنت
کوکب کو ملیگی آپ کے باپ چچا قتل ہونگے یہ خیال دل سے دور کیجیے غنچۂ آرزو نے کہا اے وزیرزادی
اسیواسطے میں نام نہ لیتی تھی کہ تو مجھکو سمجھائیگی اور میرا دل میرے اختیار میں نہیں ہے سمجھانے سے دل

کہیر آتا ہی اگر ہوسکے تو کچھ علاج کرو ورنہ ہمکو ہمارے حال پر چھوڑو جسوقت مین سنونگی کہ دشمن آپکے قتل پر
نوبت جان دونگی اتنے عندلیب گہبرائی کہا واری اگر سمجھ سکتی نہین تدبیر پردہ پوشی کیسی چلیے آپکی شریک
ہو جیے اگر شہروان کو مارا اسکو رہا کرکیا فرائی فتح ہو گی نہین اپنی اپنی جان دیجیے یہ سنتے ہی ملکہ شگفتہ ہوئین کہا
اچھا خیر خواہ مجھکو گوارا ہی تیاری کرو عندلیب نے آوازدی بارہ کنیزین آراستہ ہونے لگین اسباب ہم جسم پر
لگاکے سامنے ایک قمر تھا اسمین قفل لگا ہی ملکہ نے کہا اے عندلیب یہ قمر مقفل بجوا ہر زبانی بابا جان کی سناتھا
کہ اسمین سرمہ سامری ہی جو اسکو آنکھ مین لگا لیگا اسپر ہر ایک کا اثر تاثیر نکریگا جلد اسکو کھولو کنجی تلاش کیجب
کلید نملی ملکہ نے نیچہ مارکے قفل کاٹا اندر اُس قمر کے تنہا گئین دیکھا ایک سنہری پتلی ایک سرمہ دانی ہاتھ مین لیے
کھڑی ہی ملکہ کو دیکھکر کہا کیون حضور وقت بربادی طلسم آگیا یہ سرمہ حاضر ہی چشم قدمین مین لگا نے برا سکے مقابلے
دشمن جادے ہیسکے آپنے سرمہ دانی ہاتھ مین دی ملکہ نے وہ سرمہ آنکھون مین لگایا جسم مین قوت آگئی ہاتھ پاؤن کنیزون
نے جواب جمال جہان آرا کو دیکھا ضو سے عارض انور کے آفتاب و ماہتاب شرمندہ تھے چشم کی یہ کیفیت ہی
رعب و دبدبہ آنکھون سے ہویدا ہی صبح جلال نمود ہی ہوید ا ہی عندلیب نے کہا واری ہمارے اعتقاد مین
تو اب اسے کوئی مقابلہ سحر مین نہین کرسکتا اسوقت عجب جلال و شور آپ کے چہرے سے ہویدا ہی صاف
ظاہر ہی کہ اگر سامری و جمشید بھی مقابلے مین آئین تو شکست کھائین ایک جانب سے ملکہ عندلیب خوش نوا
اسباب ہم ذات پر آراستہ کرکے آئی شعلہ جوالہ بنی ہوئی بارہ کنیزین دُردر گوش مرصع پوش ہمراہ اسکے
آتشین پر سوار آگے سب کے ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا پہلو مین عندلیب خوش نوا پشت پر بارہ کنیزین
سر پر ابر مروارید کا سایہ فگن اس زرق و شوکت سے طرف میدان کارزار کے چلین اور ایک مقام کا ذکر
منظور ہی انکا تو حال تحریر ہوا سنیے کہ جناب حکیم اشرف الحکمت دختر بلند اختر انکی ملکہ صبیح بادلہ پوش کہ عشق
انکا صاحبقران سے لکھ چکا ہون . صاحبقران کو حکیم صاحب نے عجائب دختر اب بھی اپنے دکھائے
تھے یہی صاحبقران پر واضح ہوا تھا کہ جو مخلوقین ملکہ صبیح بادلہ پوش کی خدمت مین حاضر ہوئین تھین
یہ اسیر شباہت ہر کریہ حکیم جامع الکمالات ہین از نسل حکیم بقراط ملا واقف کاران طلسم انہین کو بقراط ثانی بھی کہتے
ہین اپنے قصر حکمت مین جلوہ فرما ہین جبین جو فتح مرحلہ جات کی باتین خوشی خوشی محل مین آئے بیٹی کے سامنے
بیان کیا کرتی بی بی تھے سنا صاحبقران کو یہ طلسم بھی فلان مرحلہ جات فتح ہوا فلان ساحر مارا گیا ہنگامہ عظیم برپا ہے
جب خبر فتح ملکہ صبیح بادلہ پوش نے سنی باپ کے جانے کے بعد جانماز بچھائی دو رکعت نماز شکر کی پڑھی
بجوہری تحو رقم نکالکر خیرات کی محل مین چہل پہل ہو گئی ایک شب کو ملکہ صبیح بادلہ پوش یاد مین صاحبقران کے
بیٹھی ہوئین کنیزان سے باتین کر رہی تھین فرماتی ہین کیون صاحبو کچھ حال صاحبقران کا نہ معلوم ہوا کنیزین عرض
کرتی ہین آپ کے والد نے ہر کارے بھیجے ہین یقین ہی خبر آئے ملکہ صبیح کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے
کہا آج دل کی عجب کیفیت ہی اسلیے یہ صورت ہی

نظم

دل اُسکو دیا ہمنے تقصیر اسے کہتے ہین — مارا ہم فرقت نے اکسیر اسے کہتے ہین
ہم خواب مین وان سوئے تدبیر اسے کہتے ہین — وہ نیند سے چونک اُٹھے تقدیر اسے کہتے ہین
جو ہمسے گریزان تھا کل اُسکو مین گھر اپنے — بادون مین اٹھا لایا تقریر اسے کہتے ہین
مین خاک ہوا مرکر دو حرف سے تھے کو آیا — اکسیر اسے کہتے ہین تسخیر اسے کہتے ہین

دیوانی سی جنگل میں پھرتی ہو پڑی لیلی
پی جبکہ شراب آنے کندن سا بدن چمکا
شکل اُسکی مصور نے کھینچی ورق دل پر
بے جرم کیا بسمل لاکھوں ہی جوانوں کو
محفل سے اٹھانے کا جب قصد کیا آنے
سو قتل کیے خون ہوا ابرو میں نہ مژگان میں
جتنا وہ گریزاں ہو دیکھی دل نالان سے ہے
انجام کو کچھ سوچو کب قصر بناتے ہو
ہیں پیش نظر اپنے ہر وقت تصور میں

جذب دل عاشق کی تاثیر اسے کہتے ہیں
سونا اسے کہتے ہیں اکسیر اسے کہتے ہیں
نقاش اسے کہتے ہیں تصویر اسے کہتے ہیں
سفاک اسے کہتے ہیں بے پیر اسے کہتے ہیں
وابستہ میں غش لایا تزویر اسے کہتے ہیں
شمشیر اسے کہتے ہیں اور تیر اسے کہتے ہیں
صیاد اسے کہتے ہیں نخچیر اسے کہتے ہیں
آباد کرو دل کو تعمیر اسے کہتے ہیں
پریوں کی بس اے ناسخ تسخیر اسے کہتے ہیں

تیر زن نے عرض کی حضور نہ گھبرائیں خیر و عافیت ملا چاہتی ہے ملکہ نے کہا صاحبو دل کو دل سے راہ ہے اپنا حال بہت تباہ ہے خدا والو سے دریافت کرو کسی حیلے سے کہ صاحبقران پر کیا گذری ہے جو علوم عمل کیے شباب میں عمل پڑھے تسخیرات کی جنات حاضر ہوتے ہیں سو کل دست بستہ رہتے ہیں یہ علم کب کام آئیگا کل شب کو میں نے اوراد یا وہاب جو کیا سو کل سامنے آیا ملول و حزین تھا ہر چند پوچھا صرف اتنا کہا کہ آپ کو کیا خیال ہے زمانہ رنج و ملال ہے ہر چند میں نے بلایا پھر نہ آیا اسوقت سے طبیعت کو انتشار ہے کہ یہ کیا ہو گیا یہ کہکے ملکہ نے مسیح عشرت افزا وزیرزادی کو آواز دی مسیح سامنے آئی کہا ذرا خدمت میں والد کی جاکر صاحبقران اعظم کا حال دریافت کرو کہنا کہ بعد فتح مرحلجات کچھ حال نہ معلوم ہوا اے مسیح ایسی حکمت سے پوچھنا کہ میرا کہنا ثابت نہ ہو میں بھی مجبور ہوں بزرگان دین لکھ گئے ہیں کہ میرا شوہر صاحبقران اعظم ہے بس میں کیونکر فکر نہ کروں دل کو خود بخود بیقراری ہے مسیح عشرت افزا چلی ملکہ صبیح بیٹھی دعا میں مانگ رہی ہیں کہ پروردگار خبر نیک سنوائیو رنج و ملال کی صورت نہ دکھائیو نظم

حق بیان حق خواہ و حق گو حق نیوش
بیکسی با کوشش قدرت ای سمیع
تیز در سینہ بشکل دیگ جوش
بار کی پابند در در بار تو
تا سبک گردم از آن بار دوش
گاہ در بیداری گاہے بخواب
بر کمال فضل تو امیدوار

خاک انسان را تو کردی پر رحمت
عرض حال بندگان زار گوش
عیش و غم یکسان بود نزدیک شان
مردم گندم نما و جو فروش
بندہ در فکر مآل خویشتن
گاہ اندر بخشش گاہے بہوش

ذات پاک تست یارب پردہ پوش
مال و جاہ و علم و فضل و عقل و ہوش
عاشقانت را ز سوز عشق تو
ہر یکے مانند برابر نیش و نوش
دور فرما از سرم بار گناہ
گاہ خاموش است و گہ اندر خروش
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

سجادہ بچھا ہوا ہے دعا کر رہی ہیں مسیح عشرت افزا بخدمت اشرف آ حاضر ہوئی دیکھا حکیم صاحب بیٹھے رو رہے ہیں مسیح نے عرض کی کیوں حضور خیر تو ہے حکیم صاحب نے کہا اے مسیح کیا بیان کروں غضب ہو گیا میرے بزرگ لکھ گئے ہیں کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش زوجہ ہے صاحبقران اعظم کی میں نے اس تحریر پر فخر کیا صاحبقران سے تحریر ہی ملی لیکن غضب ہوا الیان طلسم ہفت پیکر نے شاہان نور افشان کی مدد کی صاحبقران قید ہو گئے ابھی مجھکو طائر راز نے خبر دی کہ تین شبانہ روز گذرے ہیں غلو ہو رہی ہے بڑے بڑے نامی سردار ساحران غدار مارے گئے لشکر صاحبقران کا فاتحہ ہے میں رو رہا ہوں

کر یہ کیا غضب ہوا صبیح نے کہا واہ ری اسوقت مین چلکر شریک ہو جیسے صاحبقران کو اس بلا سے بچائیے
بڑا آپکا احسان ہوگا یہ سنکر حکیم ہوشیار ہوے کہا ای صبیح جاکر صبیح بادلہ پوش کو خبر دو یہ کہنا ہی تم بھی چلو
حقیقت مین تو نے بڑی بات کہی اگر اسوقت مین مدد نہ کی پھر کس کام آئینگے یہ کہکر ایک آواز دی کہ یاران دولت مدد کو
اہالیان ہفت پیکر پر لشکر کشی کرنا منظور ہی ہماری ریاضت کا پھل ملے یہ آواز دیتے ہی چالیس جوان حسین
و جمیل ہاتھ باندھے برہنہ سامنے آئے کہا حضور چلیں خشتات کی یہ مجال ہی کہ ہمسے مقابلہ کریں براے چند ساعت
راستہ طلسم ہفت پیکر کا بند کردینگے کہ نہ کوئی جاسکے نہ آسکے حکیم صاحب تخت پر سوار ہوے چار جوان حسین نے
بڑھکر کاندھا دیا یہان ملکہ صبیح بادلہ پوش کو صبیح عشرت افزا نے خبر دی آپ کے والد جانے پر تیار رہین
تخت پر سوار ہو چکے آپ بھی آراستہ ہون ملکہ نے ہتھیار لباس اور دونون ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے کہ پروردگار
مظفر و منصور کرانا یہ کہکے دستک دی دیکھا ایک پریزاد سامنے آئی دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہی فرمایا
منظور ہی براے مدد صاحبقران جاتی ہون خبر تو لے کیا ہو رہا ہی پریزاد غائب ہوئی تھوڑی دیر مین ہانپتی ہوئی
آئی عرض کی لشکر صاحبقران کے شکست ہوئی سب ساحران تمامی مارے گئے صرف ملک اخضر باقی ہین
اور فرزند صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان گھرے ہوے ہین جنگ ہو رہی ہی صاحبقران کو براے قتل
نکالا ہی حضور اپنے طور پر چلیں شہروان بن گرداب ہفت پیکر کا بھیجا ہوا آیا ہی اسکے سحر کی پناہ نہین قیامت
برپا کر رہا ہی لوح طلسمی الگ رکھی تھی دل مین آیا کہ گلے مین صاحبقران کے ڈال دون حضور نے حکم دیا تھا
ورنہ خاطر کر کے آتی ملکہ نے ایک چوکی صندل کی نکالی اسپر سوار ہو کے دستک دی بارہ پریزادین حاضر ہوئین ایک
نے بڑھکر ایک ہیکل زرین گلے مین ملکہ صبیح کے پہنائی لنظم دم سے غائب ہوئین چلی چلی حکیم اشرف الحکما بھی
تخت اترا کر چلے ہین کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش کو دیکھا صندل کی چوکی پہ سوار بارہ پریزادین چہار جانب سے
گھیرے ہوے عود سوز عنبر سوز لیے ہاتھ مین تسبیح کو گردش دیتی ہوئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
وزیر زادی سے فرماتی ہین ای صبیح جلد پہونچنا چاہیے یہان منظور ہین وقت وہ ہی کہ سب نازنینان سمن جبین
ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت و گلشن و ناہید وغیرہ سیار گلشن جنان ہوئین ملک اخضر دیوانہ وار دشتی
مثال سحر کرتا پھرتا ہی ایک غول مین شاہزادہ بدیع الزمان مع رفیقون کے فضل و وقار ان زخمون مین چور چور
لڑ رہے ہین امیہ بن عمرو عیار بدیع اسقدر زخمی ہوا ہی کہ زیر گل چھپا ہی بدیع الزمان لاشہاے نازنینان
بچشم دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین رستمانہ جنگ کر رہے ہین کسی طرح شکست لشکر نہین ہوتی جانبازی کررہے
ہین شہروان بن گرداب پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی جب بدیع الزمان پر بڑے بڑے سحر کیے اور تاثیر نہ ہوئی
پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر مین بندہ احقر کو خبر دیجیے کہ کیا باعث ہی کہ بدیع پر سحر تاثیر نہین کرتا یہ کہکر
ایک طائر آیا طائر نے [illegible] ہو رہا تھا کہ قاسم و بلند صور مع سعدان مع اپنی فوج کے آگے نکلے کہ ایک دیوار
سامنے حائل دیکھکر حیران ہوے سمجھے کوہ سیران قریب آکے پہونچے دیکھا دیوار پر تصویر سونے کی [illegible] احکام لکھے ہی
ہی سپہران بادلہ پوش تاجدار یہان کا حاکم ہی کہ بلند صور و قاسم نے آکے فریاد کی یا خداوند راہ مین ایک
دیوار حائل ہوئی حکم ہو کہ وہ دیوار ہٹا دی جاے تصویر نے آواز دی ای گرداب دریا نشین تیرے فرزند کے
ہاتھ فتح مقرر کی ہی تو جاکر دیوار ہٹا دے قاسم و بلند صور کے نام حکم ہوا کہ تم چلکر ہفت جوش پر اترو
قصر عشرت تمکو ملیگا ابھی تمہارا جانا زیر لشکر صاحبقران مناسب نہین قاسم و بلند صور مع اپنی فوج کے قریب

کو ہفت جوش کے پہونچے بارگاہ مین استادہ ہوئین ایک کنیز نے آکر سلام کیا کہا ای شہریار آپ کو ملکہ عالم نے
یاد کیا ہی گلے مین جو تصویر قاسم کے پڑی تھی اسنے مسکرا کر کہا ای شہریار جلد چلیے ملکہ آپکے واسطے بہت
بیقرار ہین آپکی تصویر انکے سینے پر ہی اسقدر ملول و حزین ہین کہ عرض کرنا مناسب نہین قاسم کنیز کے ساتھ
چلے تھوڑا ہی راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا وہی قصر عشرت سامنے معلوم ہوتا ہی وہی نازنین دروازے پر
کھڑی انتظار کر رہی ہی قاسم بڑھے اس نازنین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا لا کر داخل قصر عشرت کیا اسیطرح
دارا سے ہند و فرہاد خان دار شیون داخل قصر ہمون ہوے ایک ایک ماہ جبین تینون کے پہلو مین نازنینان
مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین رقص کر رہی ہین ایک مہ جبین شوخ و شنگ سو سو ڈھنگ سے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

کجا گئی ترے وحشی کی رائیگان فریاد — یقین ہی کہ ہو زخمی آسمان فریاد
فلک تو کیا ہی لب عرش تک یہ جائیگی — مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گزرتی ہی — انیس نالہ و فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین نیند آج آئی ہی — نہ بہر زار یہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین — اسیر سینہ ہی کیا آسکے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہی پر سو تنے — اٹھا چکی ہی بہت صحبت بتان فریاد
اگر بھرا ہی وہ درد فراق کا مجھ مین — کریگی بعد فنا میرے استخوان فریاد
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھے گی — ابھی نہین ہی تمھاری مزاجدان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا — کجا گئی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائیگا — کبھی تو لائیگی انکو کشان کشان فریاد
خیال کاکل شب رنگ سے بہل ہوا — مرے دہن سے نکل کر ہوئی رسوان فریاد
یہی ہی آہ فلک پیر صورت الفنات — سنین وہ نغمہ مضطرب کرون مین بیان فریاد
نسیم مرغ و زمین پر نہین ہی کچھ موقوف — کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

لند صورت قاسم مصروف عیش و طیش ہوئی جس امر کی خواہش ہوئی خداوند ہفت پیکر کا نام لیا فوراً حاجت
مرفوع ہو گئی ہر پہاڑ پر سجدہ کرنے کو جاتے ہین وہان سے تحفہ جات لاتے ہین لیکن گرداب دریا نشین
بعد جوش و خروش ساٹھ ہزار ساحر ہمراہ قریب اس دیوار کے پہونچا ایک طائر آسمان پر نیلین بدلا
تھا ایک شعلہ دیوار سے نکلا طائر کو جلا دیا آواز آئی افسوس نیروان نے بھیجا تھا پاس خداوند ہفت پیکر
کے نہ پہونچا یہ معاملہ حیرت خیز دیکھکر گرداب دریا نشین بہت گھبرایا سمجھا کہ صبح کو دیکھا جائیگا ناگاہ شہنشاہ
تیر اعظم فوج انجم سے شکست کھا کر داخل قلعہ مغرب ہوا شہنشاہ انجم سپاہ بعد شوکت و جاہ تخت زرنگار
پر متمکن ہوا گرداب نے کھڑے ہو کر دیوار پر ایک گولہ مارا یا ساحر والے ساٹھ ہزار جوان سب نے ایک
ایک گولہ مارا دیوار پر جو گولے پڑے ہزارہا شگفے پیدا ہوے ان شگفون سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے نکلکر
جو فوج پر گرے اہالیان فوج جلنے لگے گرداب جو سحر کرتا ہی آگ کو ترقی ہوتی جاتی ہی ہر چند گرداب
نے سحر کیا پانی نہ برسا لشکر اسکا ایک ایک قطرۂ آب کو ترسا ایک پہر کے عرصے مین ساٹھ ہزار جوان جلکر
خاک ہوا جب گرداب نے کئی گولے مارے ایک جوان حسین سر دیوار پر آیا پکار کر آواز دی ای مردود

منسوب بارگاہ مسعود صفت حیاتی جان بجا آئی ہفت پیکر شعبدہ باز سے بیان کر دیکھو وہ کیا کہتا ہی سنکر گرداب بھاگا کو وہ ہفت رنگ پر آیا ہفت رنگ تا جدار ساتھ تصویر کے دست بستہ کھڑا ہی گرداب چیخ مارتا ہوا آیا پکار کر آواز دی یا خداوند فریاد ہی وقت امداد ہی دیوار پر جاکر سحر کیا سب ساتھ والے جلکر خاک ہوئے دیوار کا خاتمہ نہین ہوتا ایک جوان خوشرو نے سر دیوار پر آکے ہدایت کی کہ جاکر اپنے خداوند سے کہو دیکھو کیا فرماتے ہین تصویر سے آواز آئی ہمارے بندی فاطی نے شعبدہ کیا ہی قدرت نے اسکو بڑا اختیار دیا ہی صاحب شوکت و لیاقت موسوم بہ حکیم اشرف الحکمت خاک یا ہماری لیجاؤ دیوار پر ڈالدو دیوار خاک ہوکے گر پڑیگی گرداب نے خاک پاے تصویر کی بعد جوش و خروش دوڑا سامنے جو دیوار کے آیا دیکھا وہی جوان خوشرو بر سر دیوار کھڑا ہی اسنے ایک ڈانٹ دی کہا او گرداب کیون شامتین آئی ہین پلٹ جا خاک ہمپر نہ ڈالنا ایسے خبیثات کو ہم کب مانتے ہین گرداب اسکو کیا سمجھتا ہی خاک پھینک ماری جیسے ہی خاک دیوار پر پڑی ایک دناتا ہوا ایک شعلہ بھڑک کر گرداب پر پڑا پڑتے ہی شعلے کے گرداب جلنے لگا پکارتا تھا یا خداوند ہفت پیکر دوڑو ہر چند چیختا تھا آگ بڑھتی جاتی تھی کچھ نفع نہ ہوتا تھا اپنی تقدیر کی تحریر روتا تھا جل جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من گرداب دریا نشین بود مہروان بن گرداب جس جگہ پر پڑا ہی اسکے کان مین آواز آئی سر پیٹ کر کہا یار غضب ہوا میرے باپ کو کسی نے مارا مین نے طائر بھیجا تھا وہ بھی پلٹ کر نہ آیا یہ کہکے رونے لگا یہی تحریر کرچکا ہون لکھا صاحبقران امرا اپنے پرے ہوے ہین خواجہ عمرو برق مسلسل بیٹھے ہین لوح طلسمی و شیشۂ اسم اعظم و حرز و سبیل حکمت پر رکھی ہی شاہزادہ بدیع الزمان بڑے ہین سحر العجائب دہر الغرائب نے دیکھا کہ کیا سامان ہوا مہروان کیون بیٹھنے لگا پکار کر آواز دی ای مہروان کیا ہوا کہا ای شاہان تو ما فشان ثابت نہین ہوتا کہ باپ میرا کہان مارا گیا ابھی میرے کان مین آواز آئی بڑے تعجب کی بات ہی کہ مین نے طائر کو روانہ کیا وہ بھی پلٹ کے نہ آیا شاید خداوند ہفت پیکر آرام فرماتے ہین جب سوتے ہین تو حالات سے بندون کے غافل ہوتے ہین ورنہ ممکن نہ تھا کہ میرا طائر جاتے اور پلٹ کے نہ آتے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی پہلو مین مہروان کے معراج جادو کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی منظور یہ ہی کہ بدیع و اخضر کو پیش کرون مہروان کہتا ہی ای معراج جادو کیا سحر کرتے ہو مجھکو غفلت خداوند کا بڑا ملال ہی جان پکارتا تھا کان مین آواز آتی تھی آج کیسا کیسا پکارا لیکن آواز نہین آئی یہ دوسرا غضب ہی کہ باپ کے مرنے کی آواز آئی وہ خدمت خداوند مین تھے انکو کسنے مارا معراج کہتا ہی ای بے خبر خداوند کے غفلت کا کچھ عجب نہین ہی بہر دو قات گئے ہونگے یا خلقت اعمال سے متوجہ ہونگے اور یہ شعبدہ ہمراہیان حمزہ نے کیا ہی کہ تجکو آواز دی سنیکی گرداب کے اب مین خاتمہ کیے دیتا ہون آپ کے باپ کا مرنا سراسر خلاف ہی خداوند کی غفلت پر کچھ خیال نہ کر دیہ کہکے معراج بڑھا جس مقام پر بدیع الزمان کھڑے تھے اسیطرف گولا مارا کئی سو جوان بیہوش ہوکے گرے زمین سے دھوان نکلا مرو دے کئی سحر و دے کیے کئی سو جوانون کو نابینان کیا ہر طرف سے صدائے فریاد بلند ہوئی اہل اسلام پکارنے لگے ای بے نیاز کارساز بچا اس آفت سے نجات دے

در بہار چند رودہ ہست گل خندان چرا		دل دہد بر حسن فانی بلبل نالان چرا
باد جو عقل انسان ہیشود حیوان چرا		میکند با این لیاقت کار نادانان چرا

چون خزان آید ببستان جہان بعد از بہار | شور مرغان چمن در صحن بستان چرا
چون برائے رفتن از ملکِ دنیا آمدیم | وقت رحلت درد و رنج و حسرت و ارمان چرا
بندہ در دنیا چرا پابند زنجیر بلاست | ہست در قید تعلق اندرین زندان چرا
دارد آخر مسکن خود زیر خاک این خاکزاد | می برد تا اوج گردون گنبدِ ایوان چرا
بر سر استادہ است چون پیک اجل بر بندہ ما | ہست در فکر قیام خویش این نادان چرا
اصل انسان نیست چون جز اصل از یک قطرہ بیش | میکند برپا زجوش طبع خود طوفان چرا
بردن است از دولت دنیا نہ با خود جز کفن | پس خیال مال و فکر حشمت و سامان چرا
مال دنیا فی الحقیقت ہست مال مستعار | اہل دولت پس براین دولت شوند نازان چرا

بلاک ملک نے سب دعائیں کر رہے ہیں حسرت دریاس پر دنیا کے نگاہ ہے مقواج جوش مارتا ہوا جاتا ہے چاہتا ہے کہ سب کو پامال کرون بدیع الزمان کو دیکھ رہا ہے حیران ہے کہ کیا وجہ ہے کہ پسر حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا سست پریشان ہوا بدیع الزمان پر جاچڑا انشا اسکے بیرون نے اسکو آگاہ کیا ہے کہ بدیع الزمان کے پاس کوئی تختہ ہے اسکی وجہ سے کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا گلے میں ہیکل سونے کی پڑی ہے بصورت خداوند ہفت پیکر اسی تصویر سے متوجہ ہو کر پوچھا یا خداوند واسطے اپنے جاہ و جلال کا تدبیر بتائیے ہنس کر تصویر نے جواب دیا ای احمق کیون انتظار ہیکل ہے گلے میں بدیع الزمان کے حرز ہیکل ہے سحر طیران خاصہ کیون نہین کرتا ہا لیان طلسم قدرت پیکر کہین عاجز ہوتے ہیں ہرچند کہ لوگ گندہ ہے لیکن ہمارا بندہ کاہے اس راز سے جو مقواج آگاہ ہوا ایک نقل پر زاغ بیٹھا تھا کہا ای زاغ قدرت طیران خاصہ کو جلا دے تھوڑے ہی عرصے میں ایک طائر ابر نقاب سے آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دیتا ہے او مقواج کیون گھبراتا ہے قدرت تیری مدد کریگی دیکھ ہم لوح محفوظ لاسے دیتے ہیں یہ کہکے طائر اڑتا ہوا بر سر بدیع آیا ایک چیخ ماری شاہزادہ متردد ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا طائر نے دوڑ کر پنجہ مارا حرز ہیکل کا ڈورا توڑ لیا لیکر طرف مقواج کے چلا بدیع الزمان کی حیرانی لفظون سے پریشانی ظاہر ہوئی شاہزادے نے چاہا طائر کو پکڑون طائر زقند مار کر بلند ہو مقواج نے قہقہہ مارا کہ او پسر حمزہ دیکھ ہیکل یون لیتے ہیں طائر قریب تھا کہ اڑکر پاس مقواج کے جائے حرز ہیکل پہنچا کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری طائر کے دو ٹکڑے ہوئے ہیکل طرف زمین کے چلی چاہا مقواج نے جھپٹ کر لے لون کہ ایک برق جہندہ گری مقواج کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ابر سے سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اس پنجہ نے لوح محفوظ گلے میں بدیع الزمان کے ڈال دی بدیع الزمان چست و چالاک ہوئے لیکن اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مقواج جادو بود شہردان نے چاہا کہ جا پڑون لیکن برق اٹھی پھرتی ہے شہردان مقواج کے مرنے سے پسینے پسینے ہو گیا سامعہ جرأت صفحہ قلب سے دھو گیا ایک گولہ اٹھا کر ابر پر مارا آواز دی ارے تو کون ہے میرے قوت بازو و زینت پہلو کو مارا سحر العجائب نے بھی ابر پر اشارہ کیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ملکہ غنچہ آرزو دلکشا وزیرزادی عندلیب خوش نوا اسم کر رہی ہیں انگلیوں سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں شہردان نے آواز دی ای سحر العجائب آپکی صاحبزادی نے یہ کام کیا سحر العجائب نے سمجھے ہیں آکر ایک دستک دی کچھ بارش کے دانے پھینکے پر شیاہم مرت سے یا تو ملکہ غنچہ آرزو و طاؤس زرین بال پر تحسین طاؤس ماؤن کے نیچے سے نکل گیا ملکہ اٹک گئیں عندلیب

کی زمزمہ سرائی سوقت بھولی زبان بند دل درد مند ملکہ فریاد کرتی ہوئین کنیزون نے جو سپر کیے اُنکے ہوا کئے
ٹکڑے انہین پر برے سینون کو توڑکر پار گذر سے دو سو کنیزین مر کر زمین پر گرین دونون بادشاہ نہرا رہے
ہین غصے مین کف منہ سے جاری یقین ہوکہ شاہزادی و وزیر زادی زمین پر گرین نہروان بن گرداب
جوش مار کر بڑھا قصد ہوا کہ دونون کو روک لون یہی اشارہ ابروے غدار سے کہ اب تلوار مین کاٹ نہین مجھین
کی ہوئین عمل بچاتی ہوئین کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان کنیزون کو بچائیے ہمارا خاتمہ ہوتا ہے ملک اخضر جیسا
نہروان نے سحر کیا اخضر کا بھی سر زخمی ہوا اسوقت کنیزون کی بیقراری عمل جاری ہین کہ ہماری سینہ کو بچایئے ایک
لپٹین خوشبو کی آئین دماغ جان معطر و معنبر ہوا نہروان دیکھنے لگا خوشبو سونگھ کر مبہوت ہوا چہار جانب دیکھتا
ہوکہ سحر العجائب سے دیکھا اشرف الحکمت تخت زبرجدی پر سوار چالیس جوانان خوشرو تخت کو گھیرے ہوے
اسمائے الہیہ پڑھتے ہوے حکیم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دو جوانون کو اشارہ کیا کہ غنچۂ آرزو سے دلکشا اور
عندلیب خوش نوا کو روک لو ایک جوان نے بڑھکر دونون کو روکا منہ پر دونون کے ہاتھ پھیرا یہ ذلت
رسوائی جو نہروان نے دیکھی ایک کول جوان خوشرو دربار ایک زنگی پیدا ہوا دوسرا جوان خوشرو زنگی کو
دیکھکر بڑھا اس زنگی کو دو طمانچے مارے زنگی کا سر اڑگیا وہ جوان زمین پر آیا نہروان نے چاہا بھاگ کر
نکل جاؤن پکار کر آواز دی ای شاہان طلسم نورافشان یہ کون بزرگ ہے جسکی صورت دیکھکر دل کانپتا ہے
سحر العجائب نے آواز دی ای نہروان ہٹ جا یہ شہنشاہ حکما صاحب لیاقت حکیم اشرف الحکمت عامل
زبردست ہین اسکو ساحر سمجھتا تھا یہ عامل باعمل نکلا ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا غنچۂ آرزو میری دختر
ہے نہین معلوم یہ کیون مضطر ہے دو جوانان خوشرو نے آکر نہروان کو گھیرا جدھر یہ جاتا ہے وہ آواز دیتے ہین کہ لینا
نہروان کو معلوم ہوتا ہے کہ مجھکو لاکھون آدمی گھیرے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین پتے درخت سے جل
رہے ہین غنچۂ آرزو نے جو یہ معاملہ دیکھا اترپ کر شیشۂ اسم اعظم پر گری ایک پتھر مار دیا شیشہ ٹوٹا ہمہ
صاحبقران کو ہوش آیا عندلیب خوش نوا نے زمین پر آکر لوح طلسمی حرز ہیکل اٹھاکر گلے مین صاحبقران
کے ڈالی صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ امیر بطرز نو تصنیف مصنف

ہنر صاحب چتر و تیغ و علم چو رستم بہ سنجان پیلے کردہ کہ درجہان بجولانگہ تازہ سمندرون یکنج گشتہ فگار	زحیمہ فراری بالا تیر دون بہ بازو شدہ فتح و نصرت شکار طلبوند از ضعف دیوان قطار سلیمان ثانی لقب یافتم	صنم فاضل کامران جہان چو در باختہ جنگ شد اشکبار ندم دید عشرت ز رو جہان در آنجا بچاہ داراب یافتم	امیر حرب حمزہ ذی حشم کہ کنجاب ملعون کردہ فرار بزالجہر از عدل انصاف شد کہ از جنگ بہ بودن ذلیل و نزار

ایک کافر کو مار کر تلوار لی
جنگ مین مصروف ہوے سحر العجائب نے چاہا سنبھالکر غنچۂ آرزو کو گرفتار کرے یہ دونون پشت پر صاحبقران
کے آگئین دونون جوانان خوشرو نے نہروان بن گرداب کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا صداے عجیب آئی دھین
حیران اشرف الحکمت نے آکر امیر کو سلام کیا ایک ملکہ اور نہروا اسمین سے برقین گرتی ہین امیر نے گھبراکر
پوچھا اس ملک اور مین کون منش ہو حکیم صاحب نے عرض کی کہ حضور کی مسیح بارون و مسیح عشرت افزا وہی براے
خدمتگذاری حاضر ہوئی ہین ایک جوان نے بڑھکر عمر دو ورق کو رسا کیا عمر ڈر رہا ہو تیے ہی کودتا ہوا بھاگا برق
ایک جانب چھپا لشکرون مین ہڑبڑ ہو الطلسم کشا رہا ہو سے مقبل نے اشتر لاکے حاضر کیا پشت اشتر پر سوار
ہوسے اشرف الحکمت نے یہ بھی عرض کی کہ مین نے راستہ طلسم سبعت پیکر کا روک دیا ورنہ ساحر دیکھتا تا سا

بندہ جاتا دو سردار آپ کے لینے قاسم دلبند صور طلسم ہفت پیکر میں جا کر قید ہوئے ظاہر میں سحر مرت
عیش و عشرت میں باطن میں گرفتار دام مصیبت میں امیر لڑتے ہوئے چلے لاتے جو اپنے سرداروں کے دیکھے
آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکانے لگے آنکھ آنسو اتے جاتے ہیں فرماتے ہیں ملا انجم اختر پیشانی کا قتل ہونا
بڑا اتفاق ہوا مہر طلعت وزیرزادی نے بھی جان دی افسوس کون کون سے سردار مارے گئے اس بے ہودن
بے حیا نے غضب کیا ساحروں میں اب اخضر باقی ہے سبکا دل بدداغ رکھا خواجہ عمرو لاشے ٹٹولتے پھرتے ہیں
برق نے جو دو چار ساحروں کو برہنہ کیا خواجہ نے ایک لات ماری کہا کیوں بے مردوں کو چھوتا ہے برق نے
کہا جو استاد کرتے ہیں وہ شاگرد بھی کرتا ہے عمرو نے کہا ابے بدنام کریگا میں کب مردہ چھوتا ہوں یہ کہکے برق سے
کپڑے چھین لیے اپنی زنبیل میں رکھے برق ہنستا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا دیکھیے استاد بھی کپڑے چھینا
کرتے ہیں امیر نے کہا بھئی استاد شاگرد کے مقدمے میں کون دخل دے تم جانو وہ جانیں یہ فرماکر مصروف جنگ
ہوئے سحر العجائب و سحر الغرائب نے کل فوج کو حکم دیا حمزہ کو مارو تو غضب ہوا کہ لوح طلسمی پاس گیا مگر میں کرکے
جنگ میں مشغول تھی علمشاہ نوجوان ایک جانب لڑ رہے تھے برابر انکے شاہزادہ جہانگیر بن صاحبقران
مصروف جنگ تھے بڑا ہوا چابک بن عمرو سے کہا دریافت تو کرو یہ کیسا شور ہے چابک گیا اور دریافت کرکے آیا
عرض کی حضور غضب ہوا شاہزادہ اور خاور سپاہ گرفتار طلسم ہفت پیکر ہوئے یہ سنکر جہانگیر نے تیغے پر ہاتھ رکھا کہا اب
کون روک سکتا ہے ابھی جاکر زمین ہفت پیکر الٹ دونگا یہ کہکے چابک سے اشارہ کیا کہ فوج کو آراستہ کرو
چابک نے آواز دی مہران شیر صولت سپہ سالار لشکر جہانگیر فوج کو ایک جگہ کرکے لایا کہ پلٹ کے علمشاہ
نے دیکھا غم میں فرزند کے رو رہے تھے بڑھکر دریافت کیا ارادہ ہے جہانگیر نے کہا میرے شیر دلیر کو پامال
ہفت پیکر نے روکا ہے علمشاہ نے کہا اس لڑائی سے فراغت ہولے تو ہم بھی چلینگے سنا ہے کہ یہ طلسم بہت
وسیع ہے ہفت پیکر کوئی ساحر شعبدہ باز عجائب و غرائب ساز بڑا رنگ باندھے ہوئے ہے جہانگیر نے کہا بھائی
جب مردان عالم نے تلوار کھینچی سب عجائب و غرائب معدوم ہو جائینگے علمشاہ خاموش ہوکے کہا بھائی
موقع نہیں ہے جہانگیر کو منظور ہوا میں غفلت میں جاؤنگا یہاں سحر العجائب نے تختہ اپنا بڑھایا اب جو اس
ملعون نے سحر کیا یکلخت ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا پانی برسنے لگا دھواں نکلا تلواریں برسنے لگیں نخل جلنے لگے
بہادروں نے کیفیت چنگاریوں کی دکھائی تمام جنگل جلنے لگا صاحبقران نے دیکھا حکیم اشرف الحکمت
نے بڑھکر فرمایا حضور لوح کو ملاحظہ کریں یہ سحر شاہان طلسم کا ہے دیکھیے کوکب و اچین دختران و بہادر محمود
شعلہ ہائے آتش میں پھنس گئے فریاد کر رہے ہیں دیکھیے لشکر بادشاہ پر بھی تلواریں برسیں کئی ہزار جوانوں
کے سر اڑ گئے کسی سے کے سنبھالے یہ ہنگامہ نہ سنبھلیگا لوح کو جلد دیکھیے بموجب حکم لوح کے کاربند ہوجیے امیر نے
لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا ای فتاح طلسم و ای سیار اس عجائبات سے عمرو عیار ان ششتیر یار کا اپنے ہاتھ سے سحر
کرے ہاں حسب قاعدہ تجدید روح اپنے کو اسکے پاس پہونچاؤ ورنہ تھوڑے ہی عرصے میں کل لشکر تباہ ہوجائیگا یہ حال
نہ پاؤگے امیر گھوڑے کو بڑھاکر چلے حکیم اشرف الحکمت دیکھ رہے ہیں کہ صاحبقران قریب ایک نخل کے
پہونچے گھوڑے سے اترے اسم حاشیہ لوح پڑھا سر اٹھاکر دیکھا کہ بیچ میں ایک قلعے کے ایک ساحر سیہ فام ایک جامہ
سیاہ کپڑے پہنے ہوئے نخل سا ہے اور پہلو میں ایک باغ ہے اسی میں گلہائے رنگارنگ شگوفہ ہائے بوقلمون
طائران خوشنوا شاخ نخل پر بیٹھے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اور یہ اشعار پڑھ رہے ہیں نظم

نور افشان نے جو یہ معاملہ دیکھا زانون پر ہاتھ مارا لیکن داغ رہے کہ غنچۂ آرزو کے جو سحر کیا لاکھون پامال ہوئے مہران آسمان سیر نے وجہ سحر العجائب سامنے موجود تھی آواز دی اے گیسو بریدہ باپ کا لشکر تباہ کرتی ہے تجھکو شرم نہین آتی ہوئی کمبخت چاہتی ہے ماں بیٹیون مین سحر ہونے لگے سب دیکھ رہے ہین ماں بیٹیون مین جھگڑے ہوئے سحر ہوئے خوب آگ برسی ہر طرف بادے آتشین پہنچے وہ بھی ٹوٹے تلوارین برسین ہزارہان کنیزین ملکہ غنچۂ آرزو کی قتل ہوئین ملکہ نے بھی ہزار ہا ساحر مارے دریا خون کے بہنے بائیس لاکھ فوج مین ملکہ ہر مرتبہ فریاد کی صدا بلند ہوئی لوگ بہتے گئے ہوتے ہوئے کہ مان بیٹیان لڑتی ہین اہالیان فوج قتل ہوتے ہین اپنی بد نصیبی پر روتے ہین لاکھون ساحر بھاگ گئے سحر العجائب آواز دیتا ہے ارے غنچۂ آرزو کو قتل کرو اسنے شہروان بن گرداب کو مارا طلسم کشا کو ہمراہ لیا یاران بھی قتل ہوا اب یہ نہ جانے پائے مہران آسمان سیر نے آواز دی صاحب کیون گھبراتے ہو مین اس گیسو بریدہ کو زندہ نہ چھوڑونگی اسکے قتل سے منہ نہ موڑونگی یہ کہکے سر کے بال کھول دیئے غل مچانے لگی سامری و جمشید کو پکارا کہ یا خداوند آذر یہ کہکے تھمی تھی کہ ایک طائر چھوٹا اور اڑتا ہوا قریب غنچۂ آرزو آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا پکار رہا ہے ای غنچۂ آرزو کس کا ارادہ ہے

دل شاد ہوگا وصل بت نازنین سے کب
مدت سے دل کو ایک حسین کی تلاش ہے
ای ہجر الود کہ بہت بیقرار ہون
تنہائی مین بھی ہاتھ لگایا نہین تمہین
رو دیا کیا ہون صورت شبنم مین رات بھر
بار فراق یار بھی بار عظیم ہے
بوسے لیے مین رو رو کے کتابی یار کے
بھاگے گی روح چھوڑ کے پیری مین جسم کو
اڑنے سے عیب پوشی اعلےٰ کمال ہے
دل وہ ہوا جو تیغ نگہ سے عجب ہر گیا
دامن بھی تو ادب کے سبب سے چھوا نہین
دشوار گفتگو ہے دم ترح یار سے

یارب اٹھے گا کل نگار حسین سے کب
آباد دیکھے یہ مکان ہو مکین سے کب
وصلت نصیب ہوگی بھے اس حسین سے کب
گستاخیان ہوئی ہین عقیدت گزین سے کب
پونچھے ہین تمنے اشک مری آستین سے کب
ای آسمان یہ بوجھ اٹھیگا زمین سے کب
مطلب ہوا ہے فوت ہمارا نہین سے کب
بار مکان بچنے اٹھیگا مکین سے کب
ممکن ہے آسمان کا پردہ زمین سے کب
رکتا ہے وار خنجر روح الامین سے کب
مس مین نے اپنا ہاتھ کیا آستین سے کب
فرصت ملیگی نوزدہ دو اپسین سے کب

اس طائر نے ایسی زمزمہ سرائی کی کہ ملکہ غنچۂ آرزو بسورت ہوئی سحر کرنا بھول جھول اتار کر پھینک دی پکار کر آواز دی ای مادر مہربان مین آپ کی کنیز ہون آپ کیون سحر کرتی ہین آپ کو تکلیف ہوگی یہ کہکے رومال سے ہاتھ باندھے قضائے کار ملکہ صبیح بادل پوش آسمان سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھین آواز دی ای غنچۂ آرزو کہان جاتی ہو اسکا حکم کیون بجا لاتی ای ملکہ غنچۂ آرزو نے کہا میری مان ہے آپکے پاس جاتی ہون ملکہ صبیح نے اسیوقت آواز دی ارے اسکو روکو جانے نہ دو ایک پریزاد حسین جمیل اہل اسلام کی کفیل تڑپ کر نکلی آواز دی او مہران آسمان سیر میدان مین یہ گستاخی زندہ نہ چھوڑو کبھی مہران نے اوسکو مارا ملکہ صبیح نے انہین آواز دی او ملعون خبیثان کو پھیر بھیجتی ہو اور پریزاد غنچۂ آرزو کو روک اسکو کشان کشان ہمارے سامنے لا پریزاد نے بڑھکر غنچۂ آرزو کے منہ پر ہاتھ پھیرا غنچۂ آرزو کو ہوش آیا پھر تڑپ

لڑنے لگی کئی ہزار ساحر قتل کیے اس پریزاد نے بڑھکر مہران آسمان سیر کے بال پکڑ کے کھینچتی ہوئی سامنے
ملکہ صبیح کے لائی صبیح نے ایک طمانچہ مارا کہ سر مہران آسمان سیر کا اڑ گیا لاشہ تڑپ کر زمین پر گرا آندھی سیاہ
اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام میرا مہران آسمان سیر بود سحر العجائب نے یہ معاملہ دیکھا سر پیٹ لیا کہا غضب ہوا
میری زوجہ کو دختر حکیم نے مارا اب اسکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تخت سے کودا سحر کرتا ہوا چلا دو جوان زنگی طلب
کیے وہ جوانان زنگی پریزادوں پر جا پڑے پریزادیں جنہیں اب جینے دیکھا وہ جوانان زنگی نہیں ہیں دو تاجدار
تاج شہریاری بر سر مرصع کمر ہیروں کے مالے گلے میں کنٹھے یاقوت احمر کے پہنے ہوئے پریزادوں سے کچھ ایسی
باتیں کیں کہ پریزادیں عاشق ہو گئیں اپنے ہوش میں نہ تھیں کانپ رہی تھیں صبیح بادلہ پوش نے یہ معرکہ دیکھا ہر چند
دستک دی کچھ نہ ہوا پریزادیں ساتھ ان تاجداروں کے جاتی ہیں ہرچند ملکہ پکارتی ہیں پر پریزادیں آواز نہیں
دیتی ہیں اسی جانب جاتی ہیں اسوقت صبیح بادلہ پوش گھبرا کر اپنے باپ کے پاس آئیں کہا حضور نے سنا خبیثات نے
اپنا دخل کیا دونوں تاجدار پریزادوں کو لیے جاتے ہیں کہ میں نے مہران آسمان سیر کو مارا اسنے قیامت برپا
کی کہ پریزادوں کو تسخیر کر لیا حکیم صاحب نے فرمایا ای نور نظر تو نے عمل شب موقوف کیا تھا شب میں فرق آیا
ہے اسیکا باعث ہے یہ کہکر دو جوان سے اشارہ کیا دونوں تاجداروں کو لیا یہ کہکر دستک دی دونوں جوان تڑپکر
چلے قریب ان تاجداروں کے پہونچے آواز دی ای خبیثان کہاں جاتے ہو یہ کہکر نگاہ ڈالی دونوں تاجدار پانی
ہو کر بہ گئے آواز آئی اور نکلی ایک صداے ہیبت ناک بلند ہوئی کہ تاجداران سحر کو مارا اب یہ کیونکر جیتے ملکہ غنچۂ آرزو
نے دیکھا سحر العجائب گھبرا گیا کہا جز اتحفہ شاید یہ کہکر اپنے ہاتھ سے سحر کرنے لگا دریاے آتش پیدا ہوا آتش
آگ نے ہزاروں بندگان خدا کو جلایا حیرت نے تڑپ تڑپ کے سحر کیے جو جو سحر کرتی ہیں جو بجلی دریاے آتش
کا بڑھتا جاتا ہے اس دریا سے شعلے جدا ہوتے ہیں جسپر پڑا اجل گیا حیرت پسینے پسینے ہو گئیں کہا ای صاحبقران
آپ لوح لیکر پہونچیے ورنہ یہ دریا سبکو زندہ نہ چھوڑیگا صاحبقران لڑتے ہوئے لوح کو لیکر قریب دریاے
آتش پہونچے عکس لوح کا دریا پر ڈالا جیسے عکس لوح کا دریا پر پڑا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی سیکڑوں
کوسوں تک کھینچ گئے لیکن دریا نابود ہوا دیکھا سب نے ہزاروں مچھلیاں پڑی ہوئی ہیں مقام پر دریا کے
خاک اڑ رہی ہے سحر العجائب دمبدم سحر کر رہا ہے اس ظالم کے سحر سے ہزاروں بندگان خدا پامال ہوے مگر
صاحبقران لوح چمکا رہے ہیں لوح چمکانے سے کسیقدر تسکین ہوتی ہے ورنہ سحر العجائب کا سحر کسی کے روکے
نہیں رکتا ملکہ حیرت اسقدر زخمی ہے کہ تمام چہرہ سرخ ہو رہا ہے قطرات خون ٹپک رہے ہیں جب تڑپ کر گرتی ہیں ہزار
دو ہزار کو مار ڈالتا سحر کیں اٹھا دیں صدہا دلاور مارے گئے اس سے حیرت نے سحر العجائب کو حیران
کیا ہے اگر بدل کر میں پھنے اسکا سحر آتا ہے تو ہر سواروں کے سر پر دہشت سوار ہوئی گھوڑے سے بدلا لینے
کرنے لگے سواروں کو پٹکا اور بھاگے مجنون جادو کہ شاہان ورد سے ہے کہا ای شہنشاہ آپ طلسم کشا
لیے میں حیرت کو روکتا ہوں یہ کہکے مجنون بڑھا ملکہ غنچۂ آرزو نے دیکھا ایک سیہ فام بد انجام طرف
ملکہ حیرت کے جاتا ہے سحر کرتی ہوئی بڑھیں دیکھکر مجنون کو پہچانا فرمایا او دیوانے کہاں جاتا ہے جیتے جا رہا تھا
پہلے میں سحر کریں ای بے غیرت نے نچایا پردہ اٹھا نہ یہ مثل ہے المجنون نے گولہ مارا ملکہ غنچۂ آرزو نے ہاتھ سے
اشارہ کیا گولہ پھٹ کر المجنون کے ساتھ والوں کو پامال کیا ایک طرف سے بڑھکر حیرت نے نگاہ ڈالی
کئی ہزار ساحر مبہوت ہو کر مجنون پر جا پڑے غل مچاتے ہیں کہ آوازہ دیتے ہیں اتنے میں کیفیت ہے بقول شاعر نظم

چشم جانان پھرتے ہی دشمن زمانہ ہو گیا — دل میرا تیر حوادث کا نشانہ ہو گیا
موت آئی وہ جو اپنے گھر روانہ ہو گیا — انکا جانا میرے مرنے کا بہانہ ہو گیا
دوست دشمن ہو گیا اُلٹا زمانہ ہو گیا — انقلاب لکھنو بھی اک فسانہ ہو گیا
جب ارادہ اس مہ خوبی نے زینت کا کیا — پنجۂ خورشید بہر زلف شانہ ہو گیا
روے انور کا مہاسے سے ہوا دونا فروغ — غیرت مہتاب عکس رخ سے روانہ ہو گیا
ہاتھ اٹھا کر اسقدر مانگی دعاے وصل یار — پنجۂ مریم کی صورت خشک شانہ ہو گیا

یہ شعر عبرت آثار پڑھتے ہوے قریب مجنون کے آے چاہتے ہیں اسکو قتل کریں مجنون بھاگا القول مختصر دیوانہ ہو گیا مگر ان جوانوں نے نہ چھوڑا مجنون ساحر زبردست تھا سحر کر کے سبکو مارا خوب رویا کہ ہاے ہاے رفیق مارے گئے ملکہ غنچۂ آرزو نے بڑھکر کارد سحر ماری سینے کو توڑ کر پار گذری مجنون مرکر گرا اسکے گرتے ہی بھاگی جا پڑے جاتے تھے غنچۂ آرزو کو پکڑ لیں غنچۂ آرزو مثل برق کے تڑپ رہی ہے صبیح بادہ نوش نے اپنی پریزادون کو اشارہ کیا جس راہ سے گذرین ساحرون نے گلے کاٹ لیے بہتیرے روکے ہوتے بھاگے جبیر عکس پڑا دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے ہیں سحر العجائب نے دیکھا دونون شاہزادیون نے ہزارون ساحر مارے اب میری طرف آتی ہیں للکار کر آواز دی او تکبر ام کہان جاتا ہے تو نے غضب کیا اپنے آقا کو قید کیا تھا اب کہان جائیگا سحر العجائب نے ایک چیخ ماری طرف طلسم ہفت پیکر کے منھ کرکے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر میں آپکا بندہ ہون سامری و جمشید نے مجھسے منھ پھیرا آپ نہ منھ پھیرے مدد کیجیے طلسم تباہ ہوتا ہے فتنہ بے کار کوہ الماس پر جشن ہر سونے کی تصویر دیر الماس میں بیٹھی ہے الماس کو وہ پیکر تاجدار بیابان کا حاضر ہے اپنی عرض بیرو میں کر رہا ہے جواب باصواب ملتا ہے یکایک آواز آئی تصویر نے کہا اے الماس کوئی مجھسے فریاد کرتا ہے پہلو سے ایک طائر نکلا اسنے آواز دی یا خداوند بادشاہ طلسم نور افشان آپ سے فریاد کر رہا ہے اور طلسم کشا نے قیامت برپا کی طلسم تمام ہوا چاہتا ہے تصویر سے قہر آواز آئی اے الماس مکنون جادو کو بھیج کہ جا کر سحر العجائب کی مدد کرے مکنون سامنے آیا دس ہزار ساحر چنگر ساتھ لیے آواز دی کہ ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ یا خداوند راہ میں دیوار آہنی ہے مکنون جا نہ سکیگا کچھ تدبیر بتلائیے تصویر نے آواز دی پہلو کے دیر میں شیشۂ آب سحر رکھا ہے اُسکو اٹھا لے دیوار پر ہمارا نام لیکر پھینک مارنا دیوار گرجائیگی تو اپنے کو پہونچانا مکنون نے شیشہ اٹھا لیا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر اژدر کو اڑاتا ہوا چلا قریب دیوار کے پہونچا تو آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اور شیشہ پھینک مارا حکیم اشرف الحکمت اسوقت غافل تھے دیوار گر گئی مکنون چلا اُسوقت پہونچا کہ امیر باتوقیر لڑ رہے ہیں موج چمکا رہے ہیں جبیر عکس پڑ جل گیا کہ مکنون نعرہ کرکے پہونچا غنچۂ آرزو کو زخمی کیا حیرت کو للکارا کہا سامنے سے ہٹ جاؤ ہمکو خداوند نے بھیجا ہے شاہان نور افشان معتقد قریب خداوند ہفت پیکر ہوے ہم انکو وہان لیجائینگے اب یہ وہان رہینگے صبیح بادہ نوش چلیں کہ جا کر روکون مکنون نے ایک چیخ ماری یا خداوند اس نازنین کی صورت دیکھکر چلا جاتا ہون مجرا لیجیے ایک تحمل الحمر کر راہ میں حائل ہوا ملکہ صبیح اسطرف ہوگئین ہر چند قصد کرتی ہیں کہ اسطرف جاؤن راستہ نہیں ملتا یہ معاملہ دوسرے حکیم اشرف الحکمت نے دیکھا دوڑ کر قریب آے کہا اے نور نظر مقام تعجب ہے کہ خشیات تمکو روز نماز شب بھی کی ہوئی انکھوں جبین بھیجی ہوئی یہ فرما کر ایک جوان خوش رو کو اشارہ کیا جوان نے بڑھکر درخت کو

جلایا کہ آسمان سے ایک گنبد پیدا ہوا قریب ہے کہ حکیم پر گرے حکیم نے یا قہار کہکر دستک دی زمین تھرائی بجلی
تڑپا اُسکے لشکر پر گرا دو ہزار جوان دبے مکنون نے پھر فریاد کی چند زاغ و زغن ظاہر ہوے چاہتے ہین حکیم پر
حملہ کرین حکیم نے اشارہ کیا ایک کوہ سے عقاب پیدا ہوا عقاب نے زاغ و زغن کو مارا مکنون نے جو یہ حال
دیکھا چاہا نکل جاؤن کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی امیر نے للکارا کہ کہان جاتا ہے مکنون برس پڑا
امیر پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی دفع کرتے ہوے قریب مکنون کے پہونچے مکنون نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے تیغہ عقرب کو آگے لیا ہزار دن تلوارین برسین کچھ ضرر نہ ہوا امیر نے تیغہ عقرب کا ہاتھ مارا مکنون کے
دو ٹکڑے ہوے جیسے ہی مرکر گرا اسکے مرنے کی آواز نہ آئی ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا اسم
مکنون ثانی خوب سمجھے چار مرتبہ صاحبقران نے قتل کیا ہر مرتبہ ایک ساحر پیدا ہوتا تھا اور آواز دیتا تھا
اسم مکنون سیوم و چہارم امیر نے حیران ہوکر لوح کو دیکھا لوح میں مرقوم تھا یہ قصیدہ ہفت پیکر ہے اسم حاشیہ
پڑھکر ہاتھ مارو مکنون پنجم پیدا ہوا امیر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا مکنون پنجم دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اب
آواز آئی کشتی مرا نام من مکنون جادو بود کوہ فیروزہ پر ہفت پیکر عجائب و غرائب دکھلا رہا تھا کہ مکنون کے
مرنے کی آواز آئی تصویر نے کہا ای فیروز تاجدار کسیکو روانہ کرو مکنون کو ہنے برا ہے سیر انجم فلک
سیجد یا قصور جادو بل کرکے نکلا آواز دی یا خداوند مین جاؤن آواز آئی جا غرور نکر نا غرور ہمکو ناپسند ہے
ای فیروز قصور کو جانے دے یہ جاکر خاتمہ کریگا قصور چلا جیسے ہی پہاڑ سے اترا دس ہزار ساحر اسکے
ساتھ ہوے کوس بھر چلا تھا کہ سہراب گرد آتش سہراب قزاق چالیس ہزار فوج سے آیا تھا فوج قصور
کو دیکھکر جا پڑا قصور نے سحر کیا سہراب پر تاثیر نہ ہوئی لڑائی ہونے لگی سہراب بھی سحر کر رہا ہے دو گھڑی مین
لشکر قصور کو پامال کیا قصور نے چاہا اب نکل جاؤن یہ کیا بلا نازل ہوئی کسے پکارتا ہے اور دو زمین مین صاحب
خداوند ہفت پیکر ہون مجھپر بلا نکر نا قدرت تجھکو دیوانہ کر دینگے آرام نہ پا دیگا سہراب نے کہا مین بندہ
سامری و جمشید ہون وہی ہفت پیکر کو کیا جانون حکم ہوا ہے کہ اسکو قتل کرو قصور بھی جا پڑا خوب آپس مین
سحر ہوے قصور عاجز ہوا سہراب نے ہاتھ مارا قصور کے دو ٹکڑے ہوے ہنگامہ گرم ہوا کوہ فیروز
پر آواز آئی کشتی مرا نام من قصور جادو بود فیروز تاجدار نے بڑھکر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہوا قصور نے
کیا قصور کیا تھا کہ اتنی جلد مارا گیا تصویر سے آواز آئی ہمارا بندہ منصوب سہراب قزاق آتا تھا یہ کیون نہ ہٹ گیا وہ
لوٹ مار کرکے گیا تھا اوسنے کیا راستہ بند کردیا ہے وہ ہمارے پاس کوئی نہ آوے اب یہان بدولت کو بڑا غصہ ہے
اگر اسوقت کوئی بے بات کریگا سنگ سیاہ کر دینگے اب ہمکو ناگوار ہے فیروز تاجدار نے بڑھکر سحر کیا ایک بڑا پہاڑ
ظاہر ہوا راستہ بند ہو گیا ہفت پیکر کا یہ حال ہے کہ سات دن مین ساتوں پہاڑون پر جاتا ہے اسقدر غصہ ہے اسکے
مشہور مین ساحرون کے قتل ہونے سے ایسا لاچار ہوا کہ راستہ بند کیا مطلب یہ تھا کہ کوئی ہمتک فریاد کرنیکو نہ آوے
ورنہ ہمکو ناگوار ہوگا فیروز نے راستہ بند کردیا تمام عالم مین غل ہے قدرت نے آشوب کیا فیروز نے آگر سامنے
تصویر کے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند راستہ بند کر دیا اب کوہ الماس پر نہ آوینگے یہان سے کوئی جا سکیگا
یہان تو یہ انتظام ہوا قاسم دلشاد صورت قصر عشرت مین داخل ہین ایک ایک محبوب و مطلوب پہلو مین بیٹھی ہے عیش
کر رہے ہین تاجدار ان کو وہ سے نجومیون نے کہا اپنے گھر مین آپ نے سلطانون کو رکھا ہے ایک دن اسکا فساد
ہوگا شاہون نے کہا خداوند کو اختیار ہے ہم دخل نہین دیسکتے یہان تو یہ رنگ ہے لیکن جب مغلوبہ کو ایک ہفتہ گذر گیا

لوح پاس شاہان نور افشان کے جائیگی تم مین کسیکو نہ ملیگی یہ کہتا ہوا مسعوق جاتا ہی امیر لاچار طرف لشکر کے
چلے مسعوق خوشی خوشی چلا آتا ہی اور آپ ہی آپ باتین کرتا ہو کہ اب مار لیتی طلسم کشا کا کتنی بڑی بات ہی اور اسم اعظم بھی
بند کر لونگا تھوڑی دور لشکر باقی ہی لوح جھولی مین رکھلی کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا مسعوق کو کہن نے سر
اٹھا کر دیکھا سحر العجائب پکارتا ہوا آتا ہی اے نایب میرے ہمراہ چلو حمزہ نے بڑی قیامت برپا کی صبح بادلہ پوش
اور وزیرزادی اسکی مسیح عشرت افزا خوب زور و شور سے لڑی ہین بائیس لاکھ فوج لیکر خواجہ زادان طلسم
نور افشان نکلے تھے اس آٹھ دن مین ایسی جنگ ہوئی کہ اب دس لاکھ باقی ہین بارہ لاکھ آدمی جادوگر مارے
جا چکے مسعوق کو کہن نے کہا اے شاہ مین نے یہ کام تمام کر دیا طلسم کشا سے لوح لے لی نام لوح کا سنکر سحر العجائب
بہت خوش ہوا کہا کہ اے مسعوق اگر آج لڑائی فتح ہوئی اور طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو نصف سلطنت تمکو دونگا
مسعوق نے کہا غلام کیا کوئی فکر انکار کریگا ضرور آفت برپا کر بیٹھا سحر العجائب نے کہا کہ لوح کو مین دیکھون
فرق تو نہین پڑا مسعوق نے لوح جھولی سے نکالی اپنے ہاتھ پر رکھکر پیش کی شاہ باتین کرتے ہوئے
لوح کو ملاحظہ فرما رہے ہین تھوڑی دور جاکر کہا اے مسعوق تمنے بڑا کام کیا دیکھو تو بھائی صاحب بھی آتے
ہین تخت پر سوار ہین مسعوق دیکھنے لگا سحر العجائب نے پھٹے کمند کے گلے مین مسعوق کے ڈالدیے اور
لنگر بلند تھا نعرہ ہوا او بچا اب کہان جائیگا بچنا دشوار ہی ہم مہر سپہر عیاری و قطب فلک طراری شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار ہین کہکر سیکا مارا مسعوق منہ کے بل گرا عمرو نے خنجر مار اسکا شکم چاک قصہ پاک
عمرو نے لوح پہلے ہی سے لی تھی بھاگا صاحبقران لڑ رہے ہین بوجہ حرز ہیکل و اسم اعظم کے کسیکا سحر تاثیر نہین
کرتا مگر جب مقبل نے جھکر پوچھا آقا کیون خاموش ہین امیر نے فرمایا لوح طلسمی ہمارے قبضے سے نکل گئی
یہان سحر العجائب کہ رہا ہی نایب میرا سر طلسم کشا گیا ہی لیکر آتا ہوگا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور آواز آئی کشتی مرا
نام من مسعوق کو کہن بود سحر العجائب نے سر پیٹ لیا کہا یارو بڑا خیر خواہ مارا گیا یہان امیر مصروف جنگ
ہین کہ عمرو نے آکر لوح حاضر کی کہا اے شہریار یہ لوح حاضر ہی امیر نے لوح کو گلے مین ڈال لیا پھر مصروف جنگ
ہوئے سحر العجائب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اپنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو نے اُسے مارا بہت
افسوس کیا کہا یارو مین نے داغ پر داغ اٹھائے کیسے کیسے رفیق و شفیق مارے گئے سامری و جمشید
کے ایسے مار اس مین ہمارے مقدمے مین یہ احکام ہین اے بہادر سحر الغرائب ہمیر ہندال آیا طلسم
پر حملے شکست ہوئے جتنے ہماری مدد کی وہ مارا گیا یالیان بہت پیر ساحران زبردست ہین خدائی اسکی وہان
کریگا ایک دن مین ساتون پہاڑون پر ظہور دکھلاتا ہی بیشک ہر شخص پر ہے اسکی خدائی کا اعتقاد کیا اب
جو صلاح کال تو دلین حسرت ضرور ہے اگر اس رنگ مین طلسم کشا کو مار لیا بہتر ورنہ دونون گھر برباد ہوے طرف طلسم
ہفت پیکر کے نکل چلین کے زہرہ خورشید جمال قتل ہوئی مہران آسمان سپہر کا کوئی نظیر نہ تھا ہم مین طاق
شہرہ آفاق اسکا لاشہ دیکھکر کلیجا پھٹتا ہی آپس مین صلاح کرکے دونون بھائی بڑھے اب جو سحر پڑھنے لگے بادلا
ساحرون کو اشارہ کیا کہا یارو اگر جاندار ہو ہرچند کہ طلسم کشا کے دلپر داغ رہیگا ملکہ انجم اختر پیشانی و طلعت
زنار بلا و فلکن فیروز دنہ جادو و ملکہ ناہید گلشن سحر افراز و دیگرہ سبکو مارا شہر وان سے لیا کیا کارروائی کی اب وقت
جرأت ہمت نہ دکھلاؤ سبحان اللہ کر کب خوشی خوشی پھر رہے ہین جب طلسم مین جائین خاک اڑتی ہوئی پائین یہ کہتا
تھا کہ دریا سے سفی ساحران مین جوش ہوا اللہ ہو کر چلے اعتقاد و حیرت دیکھے آرزو و ہمت لبیب خفا خواہ صبح بادلہ پوش

زمزمۂ عشرت افزا اور باجے ہجوم میں غوطہ زن ہیں مگر یہ سب قریب صاحبقران کے آگے و دہنے بائیں ہمراہ
عمل کی تیاری کی صاحبقران لوح چمکاتے ہوئے بڑھتے جاتے ہیں ایک جانب بادشاہ اسلام تخت پر پانچ ہزار
پانچ سو پچیس سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی تیغ بکف فوج کفار پر گرے
جب غول ساحروں کے بڑے امیر نے تلوار کا ہاتھ اٹھایا ساحران اسلام کا سحر چلا سرداروں نے برق شمشیر
چمکائی حکیم اشرف الحکمت نے بڑھکر آواز دی آفتلوا مریخ ایک نقش لکھکر مقابل نیر اعظم کیا ہزارہا سر کٹے
بہے ندیاں خون کی رستم جہانگیر مع اپنے سرداروں کے کوہ کوشش کر رہے ہیں پلٹنوں میں تلواریں
کھنچ گئیں ملعان زنگبار کی ہمت کیسے لقمان سکندر پر چوب پڑی طوق حران گرد دوالبرز کا جلوہ اژدہا ہیکر کو جس
مقام پر گاڑ دیتے ہیں ہم کرکے لوٹتے ہیں نہ جیسیں خون کی اتر رہی ہیں تحریر کرتا ہوں کہ ایسی معلوم ہوئیں کسی مقام پر دہیاں تھی
تین شبانہ روز تلوار چلی اسقدر صفیں کٹی تھیں کہ صاحبقران کو بڑی مشکل تھی دسویں دن لڑتے ہوئے جنگ
دستمانہ کرتے قریب سحر العجائب کے پہونچے ایسی اس مقام پر تلوار چلی کہ کئی لاکھ کا کھیت ہوا آٹھ سو سردار
دو تاجدار صاحبقران کے بیکار گلشن جنجال ہوئے اب امیر و سحر العجائب کا سامنا ہوا علیحدہ میں جا پڑا
جانتا تھا کہ طلسم کشا کو مار نہیں سکتا کوکب روشن ضمیر کو ماروں کوکب نے بھی اس معرکے میں وہ شمشیر زنی کی
کیا عجب ہر کر زبان تیغ کی عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئیں منڈلا رہی ہیں نقیبوں کی آوازیں
سرداروں کی جانبازی کی حیرت کا یہ حال ہوا کہ لاکھوں ساحر مارے دیوانہ وار پھر رہے ہیں ہر طرف صدائے
الامان بلند سحر العجائب خود پسند بیقرار درد و مشق ترتا ہوا الزرہا جب دو تین بار زمین شق ہوئی ایک غار پیدا
ہوا ہزار دو ہزار اسمیں غرق ہوئے کبھی آگ برسی کبھی دریائے آب نے جوش مارا کبھی اندھی سیاہ آئی لاکھوں
سر ٹکرا کر مرے سحر العجائب نے بڑھکر کوکب پر گولہ مارا ملک اخضر نے دیکھا کہ یہ گولہ خالی نجائیگا اگر داشت
طلسم مرا امیر کو بڑا قلق ہوگا بڑھکر سینہ آگے کر دیا حیرت نے بڑھکر گولے پر گولہ مارا جب وہ گولہ پیشانی پر
ساحر وغیرہ ساحر مر گئے امیر چند جاتے ہیں اشقر کو بڑھاؤں گھوڑا قدم نہیں اٹھاتا زبان حال سے عرض کرتا ہے
آقا قدم نہیں اٹھتا سحر العجائب نے پانوں میں بیڑیاں ڈالدیں امیر نے فرمایا ای رفیق مرحبا صد مرحبا
دس روز گزرے ایک طور پر تلوار چلی خون کے دریا بہے تو نے بڑا کام کیا کہ ایسے وقت میں ساتھ دیا اب میں
پیدل جاتا ہوں یا تو قضا قریب ہی یا جس ظالم نے لاکھوں بندگان خدا کو مارا اسکی قضا مجھکو لیے جاتی ہے
ماروں گا یا اپنی جان دونگا یہ کہکر گھوڑے سے کود دے دست راست میں تیغہ عقرب دست چپ میں لوح طلسم
چمکاتے ہوئے جاتے ہیں سب سرداران امیر کو پیدل دیکھکر گھوڑوں سے کود دے مگر صفیں جمی ہیں [illegible] ایک
صف کو توڑا پانچ صفیں بڑھ گئیں سحر العجائب بھی چیخ پکار کر یارو طلسم کشا کو مار لو دنیا تماشا برق شمشیر کی
چمک سپر زنی کالی گھٹا میں سنان ہائے نیزہ مثل ستاروں کے چمک رہی ہیں سحر العجائب جستجو کرکے طرف
کوکب کے چلا کوکب نے للکارا او ناکام کیدھر آتا ہے سحر العجائب نے آواز دی کوکب روشن ضمیر تیری
قتل کی فکر میں ہوں لیا تجھکو ہم سلطنت نصیب ہوگی مغضوب بدرگاہ سامری و جمشید ہو اب بچنا دشوار ہے کوکب
نے پشت دست کاٹ کہا افسوس ہے کہ تو سحر سے توبہ کر چکا ورنہ میں مزہ چکھاتا خدا نہ کرے کہ میں توبہ شکنی کروں
سحر العجائب چلا کوکب نے تلوار چمکائی اسنے یاوش کا وار بچا کر تلوار ہاتھ سے گر پڑی مرکب پہ پلٹی کر صف
صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ گھوڑا چاہتا ہو کوکب کو گرا دے کوکب کی پریشانی دیکھکر امیر نے آواز

دی او نامرد مجھے اُٹھو چار کر ہم جواب دینگے سحر العجائب نے دوسرا گولا مارا صاحبقران پہ سب بے تاثیر ہوئی پر لوح کو پھینکا دیا اسم اعظم پڑھا گولا اُلٹا پلٹا پھینکا کرکر اسحر العجائب گھبرا دیا چاہتا ہے کہ ہشیون صاحبقران نعرہ کرکے قریب پہونچ گئے سحر العجائب نے ایک رستک دی آواز دی ای طائر ساحری پر طلسم کشا کے آنا دیکھے یہ کہتے ہی ایک طائر عقاب پر رعنا زیبا آکر نخل پہ بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دیتا تھا کہ طلسم کشا دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بڑے بڑے شاہان ذوالاقتدار کیقباد منوچہر جمشید جم ضحاک مار ان لاشیروان یہ سب پیوند خاک ہوے نام کا نشان بھی نہین تاج و تخت ساتھ نہ لیگئے حسرت یاس لیکر پردہ دنیا سے اٹھے اشعار ناسازی زمانہ کہیے کہان کہان تک + بیزار ہو گئی ہے جسم عزیز سے جان تک + رحمکر گور مین مردہ کوئی نہ پایا سبھی + خویش و عزیز سارے سب تھے فقط یہان تک + کس کسکو یاد کرین کسکے واسطے فریاد کرین اصل یہ ہے کہ

نظم

وصل کی شب سو گیا تھا مین سو مجھے عمر بھر
خلق کی آنکھون نہین جاگی دیکھتا تو قہر خواب
گر مسیحا کو نہین میری عیادت کا خیال
آئے اُلٹی ہی سنانی ہے مجھے تعبیر خواب
یار سو جائے تو جاگین طالع خفتہ مرے
ہو گیا پیغام اجل کا مجھکو ناسخ تیر خواب

اے شب غم اب نہین اسکے سوا تدبیر خواب
آنکھ پر رکھنے لگی میری سپے تعمیر خواب
بعد مدت خواب مین آیا جو وہ مین چونک اٹھا
پڑ گئی ہے کیا اجل کے پاؤن مین زنجیر خواب
طاقت جنبش شب فرقت کے صدمون سے گئی
وصل کی شب قتل کرتی ہے مجھے شمشیر خواب

چھٹکے قید زیست سے کرتے ہین ہم تسخیر خواب
عالم اسباب مین اسباب غفلت مین کیا
یہ کسا بخت خوابیدہ ہے اور تکفیر خواب
مین نے خواب وصل کو اس سے کیا [illegible]
نیند مژگان ترکیونکر ہو دامنگیر خواب
اسکی مژگان خوابیان دیکھی ہمیشہ آنکھ کا

اسطرح زمزمہ سرائی کی کہ صاحبقران متوجہ ہوئے بگوش ہوش سن رہے تھے مین دوسرے غنچہ آرزو دیکھا چپ کر چین آواز دی ای شہریار آپ کیا کرتے ہین لوح کو ملاحظہ کیجیے طائر ہوش اڑا دیگا نہین معلوم کیا کرگذریگا اپنے کو بچائیے صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح کو دیکھا اسمین یہ مضمون نکلا کہ ای فتاح طلسم وای سیاری نجات جب طائر زمزمہ سرائی کرے متوجہ نہونا گر متوجہ ہوے تو خیال کرکے دیکھیے اسکی پیشانی پر ایک خال سیاہ ہے تیر تاک کر مارو اگر تل بھر کا فرق ہوگا تم ہوکر رہجاؤ گے کوئی نہ چھڑا سکیگا صاحبقران نے کانپ کر قربان سے کمان ترکش سے تیر لیا تاک کر تیر مارا خال ہی پر جاکر پڑا تو وہ پشت کو توڑکر پار گذرا سحر العجائب نے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ سحر العجائب کے دو ٹکڑے ہوے سحر العجائب کا مرنا آندھی سیاہ چلی آوازین ہیبتناک آئین جیسے ہی صاعقہ تھا کشتی مرا نام تھا سحر العجائب برہم سحر الغرائب نے جو معاملہ دیکھا چند مشیر وزیر باقی بچے تھے انسے صلاح کی بیٹے کہا آپ بھاگ کر نکل چلیے سحر الغرائب نے آواز دی یارو مین خدمت مین ہفت پیکر کی جاتا ہون جاکر فریاد کرونگا شاید کچھ مطلب نکلے کہ لاکھ ساحر پشت پر شکست کھاکر بھاگا ساحر پیچھے چلے امیر کے سردار بیہوش ہوکر گرگئے تھے امیر نے سبکو اٹھوایا فتح نیروزی داخل قلعہ طلسم ہوے علامتین وغیرہ سب بجگئین سب سرداران کو لیے ہوے امیر قلعے مین آئے بادشاہ اسلام تخت پہ بیٹھے سب سرداران اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے ایک مرد پیر حاضر ہوا آکے کنجیان پیش کین کہا خزانہ طلسم کی کنجیان مین امیر نے وہ کنجیان کوکب کو دین کہا یہ مال تمہارا ہے کوکب کو تخت پر بٹھایا اول خود نذر دی اسکو نذرین گذرنے لگین مگر امیر نے پلٹ کر جو دیکھا دلگل لندھور و قاسم خالی ہے امیر فرمایا یار غضب ہوا لندھور و قاسم طلسم ہفت پیکر مین جاکر قید ہوے انکی رہائی کی تدبیر کرنا چاہیے عمرو نے عرض کی حضور یہان سے انتظام کرکے تو ہفت

پالین تو پھر اسطرف چلین امیر نے آہ کی فرمایا خواجہ کیا کہون جو مجھے رنج و ملال ہے غم

دل صبر تاب تحمل ندارم
کہ از آسمان ہم تنزل ندارم
اسیر از من آرام بلبل ندارم

نہ سودا کہ تاب نہ شوق کنم
چہ آہنگ ہستی کسند تا مل

ندارم دل باغ تغافل ندارم
توکل مگر بر توکل ندارم

سر و برگ بر شیخ با گل ندارم
ستم خاک رہ گشتہ سر زینے
زنگاہ ہائے انظار مین سیکرزم

غرض امیر نے یہ اشعار پڑھے کہ سب رونے لگے شاہزادہ جہانگیر جو ذیل پر بیٹھے
مین چابک سے اشارہ کیا کہ لشکر تیار کرو گیا خبر نہ ہونے پاوے چابک نے چپکے چپکے لشکر تیار کیا
دو دو چار چار کرکے نکل گئے شہر کے باہر جا کر ٹھہرے بعد انکے جہانگیر نکلے چابک کو ساتھ لیکر جنگل مین آ پہنچے
فوج کو ساتھ لیا طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے ذرا انکا ذکر دفتر پر تحریر ہو گا صبح کو جو صاحبقران آکر بیٹھے جہانگیر
کو نہ پایا فرمایا کیون خواجہ جہانگیر کہان گئے آج دربار مین کیون نہین آئے ہرکارون نے پرچہ دیا کہ
طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے امیر نے زانو پر ہاتھ مارا فرمایا یہ لوگ کیا کرتے ہین ہین اور نہ یاد پڑ رہتا ہے
کیا انکو راستہ کیونکر ملیگا مالک مجھے بیٹھے سوچے کر اللہ مالک اب بھی وقت ہے ورنہ پھر نہ کچھ بن پڑیگا چل کر لندھور
کو چھوڑا امین ہندی پر احسان کرین ہم بھی مرزا عبیدہ دار ساتھ لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے
انکے عرصے مین ایرج و نور الدہر و خورشید بن ہاشم و ہاشم تیغ زن و تورج بن بدیع الزمان وغیرہ
رہائی قاسم کے روانہ ہوئے صاحبقران کو یہ خبر گذری کہ بجلہ سردار گئے امیر کو بڑا قلق ہوا فرمایا خواجہ
تمنے سنا عمرو کہنے لگا کیا عرض کرون حضور بھی قصد کرین مگر اشرف الحکمت نے عرض کی امیدوار ہون کہ کنیز کو
عقد سے سرفراز کیجیے امیر نے حکم دیا تیاری ہونے لگی ساتھ ملکہ صبیح بادلہ پوش کے عقد ہوا غنچہ آرزو کی
طرف سے عرضی گذری امیر نے دستخط کیا کہ کچھ سمجھ سے تائب ہون ملکہ غنچہ آرزو نے عرض کیا حضور کو
معرکہ درپیش ہر اسکا مزا اسپر پیش ہی بعد اس مہم کے کنیز تائب ہوگی امیر خاموش ہو رہے یکایک خبر
گذری کہ علمشاہ بھی واسطے رہائی قاسم کے گئے امیر کو بڑا صدمہ ہوا اپنے جانیکی تدبیر کرنے لگے لیکن
خداوند ہفت پیکر کو وہ بقراط پھر خدائی کر رہا ہے بقراط تاجدار حاضر ہوا یکایک عرض ہوئی کہ قاسم و لندھور
سجدہ کر نیکو آتے ہین حکم ہوا کہ لاؤ دونون حاضر ہوئے سجدہ کیا آواز آئی اے سپہ سالار تورشت تمہارے کل عزیز
و اقارب آتے ہین سب کو بلوا دین قاسم نے کہا اگر حکم ہو مین جاکر سبکی مشکین باندھ لاؤن حکم ہوا کہ تم عیش سے
کرو جاؤ مصروف عیش ہو ہم اپنے سردار ان کو روانہ کرتے ہین گاودان حرز پیکر کے نام نامہ لکھو بقراط نے نامہ
لکھا قاسم و لندھور نے دیکھا بقراط نے نامہ اسی مقام پر ڈالدیا ایک شعلہ پنجہ نمودار ہوا نامہ اٹھا کے گیا
گاودان حرز پیکر اپنے مقام پر بیٹھا ہر پہلوان زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست کہ اسکو خبر گذری کہ
شاہزادہ جہانگیر و الامہ پیر پیری حملہ آور ہے جانا ہر ترکان ہفت پیکر نے حکم دیا لشکر تیار ہوا چار
لاکھ کا لشکر لیکر ترکان حرز پیکر نکلا آکر بارگاہ استوار کرائی دنگل پر بیٹھا ہر کہ عیار اسکا ساونت قطرہ زن رنگ
ہوا آیا عرض کی پردے بارگاہ کے اٹھوا دیجیے ترکان نے حکم دیا پردے باندھے گئے دیکھا سامنے گرد
اڑی شاہزادہ جہانگیر مع ساٹھ ہزار جرار فوج ... اگر سیدھے جاتے خبر نہ ہوتی کہ ترکان بجلہ ہوگئے آیا پھر ہم بڑھ کینگے
گاودان تخت پر بیٹھا ہی کہ ایک نامہ گود مین گرا اسنے پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ ای ترکان عزیز
حمزہ اسوقت آتے ہین سب کو گرفتار کرکے روانہ کرو اور تم بھی حاضر خدمت ہو ترکان نے سجدہ کیا کہا قدرت
کے تصدق ہوجاؤن پر وقت سپہر نگاہ پر جو یہان کو ذرا قدرت کو فرشتون نے خبر ہو چکا دی حکم دیا جبل جنگی بجے

اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکاروں نے خبر جہانگیر کو دی جہانگیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں
میں تیاریاں ہونے لگیں رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ گئے مگر آج ہفت پیکر کو وہ انکبود
جلوہ دکھا رہا ہے انکبود تاجدار دست بستہ حاضر ہوئی کہ تصویر سے آواز آئی ای انکبود آج ہمارا ایک خاص فرزند تو
سے مقابلہ کریگا لیکن حریف زبردست سے سامنا ہے ملکہ شمیم گیسو کشا کو حکم دو کہ جا کر ترکان جہانگیر کو لائے
انکبود جا کر باغ نیرنگ میں آیا ملکہ شمیم بیٹھی تھی انکبود نے آکر حکم خداوند ظاہر کیا شمیم مثل پھول کے کھل بیٹھے بیٹھے غائب
ہوئی یہاں ترکان لشکر کو آراستہ کرکے میدان میں مقابل جہانگیر مقابلے میں آئے جب نگاہ دو دو ہوئے ترکان کی
نگاہ جمال جہان آرا سے جہانگیر پر پڑی جمال بے مثال دیکھ کر عاشق ہو گیا کہ شیر بیشہ صاحبقرانی ای یوسف ثانی آپ کا جمال
باکمال دیکھ کر دل کو رغبت ہوئی خود بخود آپ سے محبت ہوئی ان ممالک کو مثل مہر شہر یار انوار افشان بنا دیجئے یہاں کا دین
اسلام حکم خداوند سے معلوم ہفت میں جان جائیگی بہتر ہے ساتھ چلئے آپ خود خداوند کو پہچان لیجئے جہانگیر نے کہا
کیا بیہودہ بکتا ہے ہفت پیکر پر لعنت کرو دین اسلام ملت بیضا اختیار کر کے رونق بارگاہ صاحبقران ہو کہ ترکان کو تو
نسبت ہو چکی ہے اس سے کہ تال گیا ایک آواز کان میں آئی او ترکان تو نے بہ نسبت خداوند لفظ لعنت سنا اب جہنم میں جا
جہانگیر نے دیکھا کہ ایک طمانچہ منہ پر ترکان کے پڑا سر اتر گیا لاشہ زمین پر گرا جہانگیر کو بڑا افسوس ہوا سکان خون آشام
بھائی ترکان کا کینہ لیکر سا کر میدان میں آیا کہا او پسر حمزہ بے ادبی تو نے کی سزا میرے بھائی کو ملی اب قدرت کا
مجرہ کو ورنہ بہت بری طرح سے پیش آؤنگا جہانگیر نے کہا کہ یہ میدان کارزار ہے کچھ فنون سپہ گری دکھا سکان نے
نیزہ مارا جہانگیر سے نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر جہانگیر نے نیزہ ہاتھ سے نکالا سکان نے تلوار
کھینچی خبر مار گرز مار کمند ہاتھ مارا جہانگیر نے باز سر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا سکان لپٹ پڑا دونوں گھوڑوں سے
کود کے کشتی ہونے لگی جہانگیر نبیرہ دلیر اترتے ہی زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے دو چار گھسے مارتے زرہ
پارہ پارہ پیشانی سے خون جاری گھبرا گیا دل میں کہتا ہے اس جوان سے کیونکر جان بچیگی جہانگیر ہر طرف کر دھوے
اور ہے یہی لڑتے لڑتے تین پہر گزرے پہروں پسینہ جاری ہوا کہ ہر کشتی جاری ہے دونوں لشکر نگراں ایک طوس
کی جگہ دو زن سکان حیران میں گر دیکھے ہمارا آقا کیونکر بچتا ہے ایک مقام پر جہانگیر اسکو پکڑ لائے رگڑ رہے
ہیں کہ شمیم گیسو کشا آسمان پر پہنچی اسنے جو یہ کیفیت دیکھی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر اپنے بندے کو
بچا لیجئے چابک گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگا کہ یہ آواز دل خراش کہاں سے آئی سر اٹھا کر چابک نے دیکھا
کہ ایک ساحرہ تخت پر سوار زرد یا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے کچھ سحر کر رہی ہے یکایک زمین شق ہوئی دونوں
جوان زمین میں سما گئے بیچ کان میں آواز آئی زمین کو ناگوار ہوا کہ بندہ خداوند ہفت پیکر کا بندہ واسی مصیبت میں
ہو مسلمان کی شوکت ناگوار ہوئی زمین و آسمان سب قدرت کے قبضے میں ہے اب تو ثابت ہوا کہ خداوند حقیقی ہو انکو
سمجھا کیا بعد دو مضمون اسکے روشنی ہوئی چابک نے دیکھا وہ ساحرہ غائب ہوئی چابک بھی چلا جو منظور ہوا
وہ صورت بنا جاتا ہے گیا کہ اسی ساحرہ کا شعبدہ تھا شمیم گیسو کشا یہ خوش کرکے بھاگی کہ کوہ التماس پر جا کر
قدرت سے جا کر عرض کروں یہ گھڑی ہوئی جاتے ہی ایک مقام پر ٹکے کان میں رونے کی آواز آئی شمیم پلٹی حیران ہو
کہ یہ کون روتا ہے کسی مصیبت زدہ پر کوئی آفت آئی ہے پہاڑ پر سے آواز آئی ہے پہاڑ پر اتری ٹہلتی ہوئی چلی دیکھا ایک
چشمے پر ایک نازنین بیٹھی ہوئی رو رہی ہے پیرہن میں سے جواہر میں غوطہ زن نہایت حسین شمیم نے قریب آکر کہا کیوں بوا کیوں
رو رہی ہو نازنین نے کہا ہوا تم کو کیا خاک تم کیوں پوچھتی ہو ہم گرفتار دام مصیبت آوارہ دشت وحشت ہیں یہ خواہش

میں گرفتار کر لاؤنگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا چابک یہ حال دیکھکر پلٹا سامنے جہانگیر کے آیا سب کیفیت
بیان کی جہانگیر نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں کان پکڑ کے مردود کے لاتا ہوں ہرچند چابک نے منع کیا
جہانگیر نے نہ مانا پشت بد مرکب کی سوار ہوئے طرف بارگاہ ضحاک کے چلے ہرکاروں نے ضحاک کو خبر
دی کہ فرزند صاحبقران آتا ہے ضحاک نے حکم دیا خبردار کوئی نہ روکے ایک صندلی زرین بچھوا دیا کہ شاہزادہ
جہانگیر کے پہونچے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ضحاک نے کہا یہ سب نام ہمارے خداوند کے
ہیں آئیے تشریف رکھیے جہانگیر صندلی زرین پر بیٹھے ضحاک نے ساقی بچے کو اشارہ کیا جہانگیر نے جام نہ پیا
کہا اے ضحاک میں اس نامرد کو لینے آیا ہوں ضحاک نے کہا کہ آپ اپنی بارگاہ میں جائیے میں طبل جنگی بجوا کے
میدان میں آؤنگا جو یہ میری پناہ میں ہے معاف فرمائیے جہانگیر اٹھے ضحاک پہونچانے آیا راہ میں جہانگیر نے کہا
کہ اے شہریار یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہے جو نام آپ نے اپنے خداوند کے لیے یہی ہمارے خداوند کے نام ہیں جہانگیر
نے کہا سارا اسماء ہم سازی یا بہی ضحاک ہنس پڑا کہا اے شہریار آپ قدرت خداوند کے قائل نہیں ہیں زمین
و آسمان گواہی دیتا ہے جس شے سے پوچھیے وہ گواہی دے مگر آپ لوگ سیہ قلب ہیں آپ کے سردار میں
لندھور و قاسم سامنے قدرت کے جا کر مشرف ہوئے عیش خانے میں داخل ہیں عیش کر رہے ہیں جس دن
خداوند حکم دیگا آپ سے آکر ملینگے جہانگیر ہنستے ہوئے اپنے لشکر میں آئے ضحاک نے بموجب رسم
طبل جنگی بجوایا جہانگیر نے بھی جواب میں نوازش طبل جنگی کو حکم دیا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے سکان ضحاک
کے ساتھ ہر سب صفیں آراستہ ہوئیں ضحاک نے گنبد وا اپنا نکالا میدان میں آکر سامان زمین کی تھی کہ آسمان پر
سناٹا ہوا دیکھا چار دیو ایک تخت اٹھائے ہوئے ایک جوان تخت پر سوار کمر بالکل برہنہ ہوئے جسم میں
ایک چوب دستی کاندھے پر چپ ہوا سے بال چہرے پر بھاگ رہے ہیں چہرہ آفتاب مثال تمام [illegible] دیوزادوں نے آکر
تخت زمین پر رکھا وہ جوان سیہ تخت سے کودا چوب دست ہلاتا ہوا قریب ضحاک کے آیا زبان اسکی
کسیکی سمجھ میں نہیں آتی دیوانہ وار حرکات لغو کرتا ہوا سامنے ضحاک کے پہونچا جست کرکے ایک چوب لگائی
ضحاک نے گرز اٹھایا گرز پر چوب دست پڑی تڑاقے کی آواز ہوئی ضحاک مع گنبد کے قتل ہوا خون کا ہوکر
رنگیا وہ جوان ضحاک کو مار کر طرف جہانگیر کے پلٹا ایک دیو نے آواز دی اے شہزادہ جہانگیر تمکو جوان
پہلوان طلب کرتا ہے جہانگیر نے مرکب اٹھایا نوبت نقارے سے چوبے وہ جوان بیچ میں آکر دیوزاد دست
آکر لپیٹ کیا اشارہ کرتا ہے کہ بھاگو ہرچند دیوزادوں نے کہا جاؤ کہ عجب بہادر ہوگی پہلوان نامور دیکھیے مگر
علامت انکاری کے چہرے سے دیکھکر وہ جوان اسقدر رضامند و پریشان ہے مثل بید کانپ رہی دیو سے
سامنے ہاتھ جوڑتا ہے کہ مجھے لے بھاگ لاچار ہوئے ہرچند وہ جوان ایک کر تخت پر سوار ہوا ہاتھوں
سے اشارہ کرتا ہے کہ مجھکو لے بھاگو آخر لاچار چاروں دیوزادوں نے بہ سبب تخت کو لیکر ایک طرف روانہ ہوگئے ہیں
جہانگیر نے سکان کو آواز دی کہ ضحاک سیہ دل واصل جہنم ہوا اب یہی بہتر ہے کہ میرے پاس چلے آؤ یا ہمارا راہ
اختیار کرو ورنہ ہم قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑینگے مجبور سر میدان زیر کیا ہے سکان نے دیکھا یہ جوان نہ مانیگا فساد
کریگا لاچار ہو کر چلا سامنے جہانگیر کے آیا کہا حضور میں غلام تابعدار ہوں میرے ملک میں لشکر چھپے
سے کل لشکر کو اشارہ کیا سب نے آکے جہانگیر کو گھیر لیا نوبت نقارے بجاتا ہوا جہانگیر کو ساتھ لیکر قلعے میں آیا
کہا تخت پر تشریف رکھیے جہانگیر نے کہا ہمارا دستور نہیں ہے کہ ہاتھ پکڑ کے سکان کو تخت پر بٹھایا چابک نے

فراق یار میں حالت تباہ کیا کرتا
غریب عاشق بیکس فراق جاناں میں
خدا کو ظلم و ستم کا گواہ کیا کرتا
ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر میں
میں دل میں انکی محبت کی راہ کیا کرتا
وہ ناتواں ہوں نظر پڑ جاوے قاتل کے
کہ شر کی بات بھلا خیر خواہ کیا کرتا
تو وہ حسین ہے کہ خورشید کو نہیں نسبت
بتا اور تو بھلا تیر آہ کیا کرتا

گنہگار ہوں نازاں ہوں تیری رحمت پر
سوائے نالہ و فریاد آہ کیا کرتا
سوائے رنج کے حاصل نہیں جنون سے
بجا ہیں شکوہ روز سیاہ کیا کرتا
تشبیہ کرتے ہیں بے نشہ آنکھوں سے دل
تشبیہ جو بر تیغ نگاہ کیا کرتا
بر رنگ دانہ مجھے پیسنا تھا بس چکا
فلک سے رات کو تو روز پہ ماہ کیا کرتا
عدو تھے تفرقہ پرداز میں محبت میں

میں لیے ہاتھ میں فرد گناہ کیا کرتا
سوا خندہ دندان سے تھا جستین تلوار
نہ ترک کرتا جو میں رسم و راہ کیا کرتا
بتوں کی خلق میں ہیں بیوفائیاں مشہور
چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا
عمل نہ چاہیے غیروں کو کیسے پہ
میں نالش فلک کج کلاہ کیا کرتا
جلا دیا دل جاناں کو صورت گردوں
وہ نور لطف کی مجھ پر نگاہ کیا کرتا

گلپوش نے کہا ارے دیوانے تجھے کیوں وحشت ہوئی ہے یہ میرے لائق ہے میں اسکے پہلو میں بیٹھوں گی دونوں میں اسقدر تکرار بڑھی کہ بیچ سے لیکر آخر آپس میں تیغ زن ہونے لگے جب دو چار ہاتھ آپس میں ہوئے شاہراہ پر سا پڑی گلپوش کٹتی جاتی ہے دیکھ شاہراہ کے بدن شاستین آئی میں اپنی جان کو غنیمت جان یہاں سے نکل جا شاہراہ کب مانتی ہے گلپوش نے پیچھے ہٹ کے ایک وہ تبر مارا زمین کانپی ایک برق چمک کر گری کہ شاہراہ کے دو ٹکڑے ہوگئے شاہراہ کو مار کے گلپوش ہنستی ہوئی سامنے جہانگیر کے آئی کہا اے شہریار میں نے آپکے واسطے اپنی بہن کو مارا اب مجھکو قبول کیجیے جہانگیر نے کہا خبردار میرے قریب نہ آنا گلپوش ہنسی کہا مجھکو مثل شاہراہ کے نہ سمجھنا میں قتل کرڈالونگی میرا عجب حال ہے ہرچند ضبط کرتی ہوں ضبط نہیں ہوسکتا یہ صورت ہے نظم

خالق نے حسن و عشق کا قصہ چکا دیا
دو کام پہ جلکے فتنہ خفتہ جگا دیا
کہتے ہیں دل جلا کے مرا سوز ہجر سے
ہنس ہنس کے چٹکیوں میں گلوں نے اڑا دیا
کس سے دو دن تیرے چہرہ و گیسو رخ کو شام
اللہ نے تیوں کو وہ حسن صفا دیا
مجھ ناتواں کو لگی وحشت جو وحشت میں
بیدردی سے انکو داغ غم مرا لگا دیا
مالک نہ وہ آسیب پر قدرت کا میل ہے
سنت ملوق مشت گلے سے بڑھا دیا
عزت گنوائی سنہ پرستی میں مفت لوٹ

مجھکو تو حسن داغ ہیں مہ لقا دیا
جسکو تمہارے بوسہ لب نے مزا دیا
مجھکو تو اس کباب کی بو نے مزا دیا
پھانسی گلے کے واسطے حلقہ ہے زلف کا
دنیا کلف کا روئے قمر میں لگا دیا
کاجل کی کوٹھری کی طرح میں کمر کو باندھ کے
جسکو کے بار کے تن لاغر اڑا دیا
دی میں نے جان شوق وصل حبیب میں
اک کو بگاڑا ایک کو آکے بنا دیا
ثابت ہوا ہمیں کہ مسیحا ہو نام سے
فرنگیوں نے اور حسینوں نے کیا دیا

تجھے تو نام کباب دری کا مٹا دیا
جاتا کیا ہیں ہوش غضب ذرا لگا دیا
آیا جو اپنا رنگ جمانے کے واسطے
سولی پہ مجھکو عشق نے چڑھا دیا
دل آئینہ کی طرح کدورت سے پاک تھا
جو داغ کلنگ کا ٹیکا لگا دیا
عہد شباب حسن پرستی میں کٹ گیا
میرا چراغ باد اجل نے بجھا دیا
لازم تھا مجھے پانوں میں ہوں [illegible]
مجھکو ہے تجھے کونسا مردہ جلا دیا

جہانگیر نے کہا اے گلپوش جو تجھے ہو سکے وہ کر میں تجھکو قبول نہ کرونگا ہمارے مذہب کا یہ دستور ہے کہ سامنے کو قبول نہیں کرتے تو ناحق کوشش کرتی ہے یہ سنکر گلپوش کو غصہ آیا چھ کمرے دیکر جہانگیر کو لے اڑی چابک جو باہر کھڑا ہوا تھا کنیزیں روتی ہوئی نکلیں اسنے پوچھا انھوں نے سب حال بیان کیا چابک بھاگا تلاش میں گلپوش کے چلا یہاں مغلوبہ کا یہ انجام ہوا اور اب سنے جب دیکھا کہ جہانگیر کو کوئی لے گیا روتے ہوئے قریب سکان کے

پہونچے اُس سے لڑائی پڑی کیونکر ہاتھ دیکر اُٹھالیا سکان لعبدق مسلمان ہوا اور داراب کو لیکر اپنے قلعے
مین آیا مگر داراب نے فتاح سے کہا جہانگیر کو تلاش کرو ایسا نہو کہ اُس شیر پر کوئی آفت پڑے مین قلعہ کیسے
لو کیا جواب دونگا ارشاد فرزند بیچے تجسے یہ حال دیکھا اور جستجو کی فتاح کشوری بہت خوب کہکر چلا شاہزادے
کو لیکر دربار مین آیا سکان شاہزادہ نے تخت پر بٹھایا آپ دنگل بیٹھے ناچ ہونے لگا کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے عرض کیا ای شہریار ایک پہلوان گینڈے پر سوار بڑے زور و شور سے یہ کہتا ہوا آتا ہے
کہ سکان نے غضب کیا خداوند نعمت بیکر کو بُرا کہا قدرت کو بہت ناگوار ہوا اب سزا ملیگی یہ ذکر تھا کہ در بارگاہ
پر ہوا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال پردہ اُٹھاکر بارگاہ مین آیا نعرہ کیا منم پہلوان پر شور یہ کہکر
سکان پر جا پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا پر شور نے بڑھ کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک
دی کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر اُٹھالیا چاہا لے نکلون داراب نے نعرہ کیا او ملعون کہان جاتا ہے پر شور پلٹ پڑا
داراب پر ہاتھ مارا داراب نے پیچھے ہٹکے کہا لوگ مجھے بدنام کرینگے سکان کو چھوڑ دے پھر مجھ
تیر سے مقابلہ ہو پر شور نے جواب دیا او پسر حمزہ مجھے کچھ اسکی پروا نہین تجھ ایسے بہت دیکھے سکان
کو ہاتھ پر لیے ہوے چرخ دے رہا ہے جب داراب نے بہت کہا کہ تو اُسکو چھوڑ دے یہ بھاگ کہانہین تب
اُسنے بمشکل سکان کو چھوڑا اور داراب کے سامنے آیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا پر شور نے
نیزہ داراب کا توڑ ڈالا تلوار کی نوبت پہونچی تلوار مین مدعا حاصل نہوا آخر داراب نے کلائی پر ہاتھ
ڈالا دیر تک کشاکش رہی پر شور نے کہا او پسر حمزہ کیا ارادہ ہے داراب نے کہا منظور یہ ہے کہ کشتی مین تیری
مشکین باندھوں یہ پر شور نے تلوار چھوڑ دی دامن گردانے آستین چڑھا کے کشتی مین مصروف ہوے سب
دیکھ رہے ہین دربار مین اپنے بیگانے بیچ مین سکان بھی کھڑا دیکھ رہا ہے پہر بھر کامل کشتی ہوئی داؤ
پیچ بھی ہونے پائے تھے کہ پہلوان پر شور دو کر بے دوڑا ہر چند داراب چاہتے ہین کہ روکین مگر نہ روک
سکے پندرہ قدم ریل کے لایا اور بیچ مارا دونون گھٹنے شاہزادے کے اکھاڑے مین ہوے پہلوان
نے کمر مین ہاتھ ڈالا پیچ بند دور مین تاہم کشتہ دوسرے زور تا بسینہ قیصر سے زمین سے بلند کیا ایک ہاتھ
سے سکان کو اٹھایا دونون کو چرخ دیتا ہوا لے نکلا باہر آیا فوج نے چاہا کہ بھاگ کر پلٹ کر اس
نے آواز دی کیون تمہاری قضا آئی ہے ایسا نہو غضب خداوندی مین مبتلا ہو گئے پسر حمزہ کی اطاعت اختیار کی
کچھ خوف قدرت نہ کیا بس خداوند کا زمین و آسمان مع خوان ہر مرتبہ قدرت سب سے بالا ہے خداوند نے تمہین
منہ موڑا اجڑ دار سب پیچھے نہ آنا سب رک گئے پر شور دونون کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اور جنگل
کی آڑ مین جاکر غائب ہوا سب حیران بیٹھے ہین کہ فتاح کشوری پلٹ کر آیا دیکھا دربار مین رونا پڑا ہے
فتاح نے پوچھا خیر تو ہے سب نے رو رو کر حال بیان کیا کہ اس طرح ایک پہلوان آیا دونون کو گرفتار کر کے
لیگیا یہ سنکر فتاح بہت رویا کہا یار وہ کوئی ساحر ہوگا ورنہ کسکی مجال ہے کہ فرزندان حمزہ کو یون قید کر کے
لیجائے بہت سے عیاری سے اپنے کو آراستہ کیا جسطرف خبر ملی تھی اسیطرف جستجو مین چلا جنگل کو طے کر کے
گوشہ صحرا مین ایک قصر دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ دروازے پر بسا دل حاجب و دربان موجود ہین فتاح
کونے مین چھپا ایک خدمتگار کسی کام کو آیا فتاح نے اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر در قصر پر آیا دیکھا
ڈیوڑھی مین چراغ روشن ہے ایک کنیز اندر سے بڑی بھولی آئی چراغ کو انگلی سے درست کیا تیل جو

انگلی زن بھر اسیلی چادر یا اُڑ سے تھی انگلی کو چادر یا مین پونچھا خدمتگار کو اشارہ کیا فتاح سمجھا مین جسکی
صورت پر ہون اُسی سے اس سے آشنائی ہے یہ سوچکر آگے بڑھا مُر کے سینے پر ہاتھ ڈالا لونڈی نسوسی کا
باتھ سر گاڑے کی چادر وعو ترکی کرتی اُسمین قول کی گوٹ جیسے ہی اسنے سینے پر ہاتھ ڈالا کہا ارے ٹھہر جا
یہ تو کھالے ایک روٹی اُسپر قورمے کی بوٹی رکھی ہوئی کُرتی مین چھپا کر لائی تھی فتاح نے ایک نوالہ
آپ کھایا ایک نوالے مین بیہوشی ملاکر منہ مین کنیز کے ٹھونس دیا وہ ہان ہان کرتی رہی کھاتے ہی بیہوش
ہوئی فتاح نے اسکو کنارے ڈالدیا آپ کنیز کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا محل مین جابجا کنیزین [illegible]
بیٹھی ہین فتاح سبکو دیکھتا بھالتا ایکطرف ایک بارہ دری بنی ہے اُسمین آیا دیکھا ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہے
کالی صورت گال پھولے ہوے جوڑہ گلنار دریا سے جواہر مین غوطہ زن ساحرہ پرفن ایک طرف ستون مین
سکان بندھا ہوا ہے وہ اب کشور کشا پہلو مین آسکے بیٹھے ہین اصل مطلب یہ ہے کہ اسنے طالب وصل
ہے یہ فرزند صاحبقران ساحرہ کو کب مانتے ہین انکار کرتے ہین نام ساحرہ کا میمون جادو ہے دمبدم
غصہ کرتی ہے کبھی منت کرتی ہے یہ ایک ہی بات کے جاتے ہین کبھی کنیز سے اشارہ کرتی ہے اس نا منصف کو کھاؤ
مین اسکو قتل کر دونگی زندہ نہ چھوڑونگی کنیزین بھی سمجھا رہی ہین شاہزادہ نہین مانتا ہے ایک کنیز نے کہ کان مین
میمون کے کہا میمون نے کہا ہاری گانے والی کو بلاؤ کنیزین دوڑین ساحرہ خوش گلو اپنی
بچی مین بیٹھی ہے فتاح نے جاکر کہا بوا جلد تیار ہو خوش گلو تیار ہونے لگی فتاح نے کہا مین کیم عرض
کرو تمکو آج ملکہ عالم ایک جوان کو لائی ہین اُسی سے طالب وصل ہین وہ نہین مانتا مگر نہایت حسین ہے
ملکہ کا کہنا نہین مانتا آج تم بوا ایسا گاؤ کہ وہ جوان مبہوت ہو کر راضی ہو یہ کہتا ہوا کنارے لے گیا باتون
مین لگاکر اسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر سامنے میمون کے آیا میمون نے کہا اری بوا خوش گلو
آج تو ایسا گاؤ کہ دل خوش ہو جائے فتاح نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا — کب جان بخش دکھایا لب اعجاز اپنا
سرو گر جا سکے گی خاک مین ملجائیگے — پاؤن رکھے تو چمن مین وہ سرافراز اپنا
خندہ زن مین کبھی گریان مین کبھی نالان مین — ناز خوبان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا
یہی اللہ سے خواہش ہے ہماری اے بت — گور بھی مین ہو تیرا اکنگ ہو غماز اپنا
سوزش دل سے زبان کو ہوئی آگاہی — اُف کیا منھ سے نہ ہمنے نہ کھلا راز اپنا
تنگ ہوتا ہے جگر زمزمہ سنکر ہے یار — دل دکھاتی ہے مغنی تری آواز اپنا
نہ سنی یار نے اک بات سخن ساز و نکمی — رہ گئے کھول کے منہ مقصد پرداز اپنا
پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے — قفس کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا
برہمن کھولے ہی گا بتکدے کا دروازہ — بند رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا
یاد آتی ہین ادائین جو تری اے محبوب — بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا
مرغ دل صید کرے عشق چلا ہے بکمین — شکر کرتا ہے اے کونسا شہباز اپنا
روٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ — کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا
خبر اول ہے آخر نہین مطلق آتش — نہ ہوا انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

خون ۱۲

ایک آندھی سیاہ چلی آسمان سے ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی سو جادوگرنیاں پشت پر آگئی پھرتی واسطے مجادلہ
کے ختم ہوئی تصویر نے آواز دی دیکھو تیر سے پہلو مین کیا بندھا ہی آسمان نے دیکھا ایک پرچہ کاغذ کا بندھا
اسمین بخط جلی لکھا ہی اے آسمان بلاخیز جلد جاؤ مصر الغرائب کو خدمت قدرت مین پہونچاؤ حمزہ کو گرفتار
کرکے لاؤ دو عیار مکار کہ جسکا نام لینا مناسب نہین پہلے اُسیکو گرفتار کرنا یہ سنکر آسمان بلاخیز نے
دست بستہ عرض کی نام لونڈی کو معلوم ہو پڑے قہر و غضب سے آواز آئی ارے عمرو نام ہی بڑا پتا
اسکا یہ ہی کہ قاتل دمامہ وشمشیر مشہور ہی یہی نشان کافی ہی جو قدرت نے نام لیا اب یہ نام کبھی نہ لینا
ورنہ باعث خرابی ہی اُس ظالم سے ظلم سے قدرت کو بچانا ہی آسمان بلاخیز چلی گر مصر الغرائب شکست
خوردہ بھاگا کوہ دہشت کو طی کرتا ہوا قریب قلعہ ہفت پیکر کے پہونچا دیکھا اسنے کہ قلعہ سر بفلک گنبد سات
برج کلان ساتوں برجوں مین سامان عیش و نشاط ہی گنبد ناقوس بج رہے ہیں صدہا پریجن دھوتیاں باندھے
ہوئے معروف پوجا پاٹ ہین کسی مقام پر ناچ ہو رہا ہی شراب چل رہی ہی معشوقان پریچہرہ معروف
رقص ہین و ایک خندق کلان اسمین آگ جل رہی ہی طائر اگر اسمین گرتے ہین جلتے نہین اپنے اُس شعلوں
سے جلتے ہین صحیح و سالم اُس آگ سے نکلتے ہین جب آگ سے نکلے بزبان بے زبانی بتقرار تعریف
خداوند ہفت پیکر کرتے ہوئے غائب ہوتے ہین کچھ زناردار پھر رہے ہین جب قریب آگ کے
آتے ہین جھونکا ہوا کا چلا طائر خوش ہو کر پکارتے ہین خداوند کے صدقے ہمکو اپنی تعریف کے واسطے
پیدا کیا ہم اُسکے نام پر نثار ہین مصر الغرائب نے جو یہ عجائب و غرائب دیکھے ساتھ والوں سے
کہ رہے ہین کیسی بہار ہی دیکھو کیونکر کلمے ہین جادوین ساتھ والے کہتے ہین حقیقت ہی قلعے مین جانا مشکل
ہی کہ ایک آندھی سیاہ آگئی آسمان بلاخیز آکر پہونچی آواز دی اے مصر الغرائب تم سب اپنے کو اس
آتش مین گراؤ و باعتقاد نام خداوند ہفت پیکر کا لو کوئی نہ جلے گا کیون جلتے ہو یہ مقام خداوند خدائی
ہفت پیکر کا ہی یہان کسیکو تکلیف نہین خداوند نے سبکو پیدا کیا ہی مگر دشمن آسمان بلاخیز ہین
تمہارے دشمنون کو پکڑنے جاتی ہون یہ آواز جو مصر الغرائب نے سنی گھوڑے کو بڑھایا ہفت پیکر
ہفت پیکر کہتا ہوا خندق مین گر پڑا لاکر ساتھ والے بھی کود پڑے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ
مین پایا مانند لیلیان خوشنوا غزلین گا رہی ہین سننے والے کے دلکو لبھا رہی ہین

زمین جسکی چہارم آسمان ہی
دل روشن ہی روشنگر کی منزل
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہی
برنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل
قناعت بھی بہار بے خزان ہی
بہت آتا ہی یاد اے صبر مسکین
ہزارون بت مین یان ہندوستان ہی
وطن مین اپنے اہل شوق کیطرح
گل و بلبل سے در باغ میان ہی

خدا پنہان ہی عالم آشکارا
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہی
لپیٹے گا کبھی تو دل کسیکا
بغل غنچے کی میرا آشیان ہی
چمن کی سیر یہ ہوتا ہی جسکو
خدا خوش رکھے تجکو تو جہان ہی
یقین ہوتا ہی خوشبو سے اسکے
سفر مین روز و شب ریگ روان ہی
سعادتمند قسمت پر ہین شاکر

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی
نہان ہی گنج ویرانہ عیان ہی
تکلف سے بری ہی حسن ذاتی
ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہی
شگفتہ رہتی ہی خاطر ہمیشہ
کہ مہری کا ہی دوست باغبان ہی
الٰہی ایک دل کس کسکو دون مین
کسی گلرو کا غنچہ عطردان ہی
سحر ہو دے کہین شبنم کرے کوچ
چمن کو سفر با دام استخوان ہی

دل بیتاب جو امین کرے ہیں	ذقن جانان کا پارے کا کنواں ہے	جرس کے ساتھ دل رہتے ہیں نالاں
مرے یوسف کا عاشق کارواں ہے	نہ کہ رندون کو حرف سخت واعظ	درخشت اہل جہنم کی زبان ہے
تو محبوب کو شاعر کہیں سرو	قیامت کا یہ اک آتش نشاں ہے	غنچہ ہا سے گل چٹک رہے ہیں

پھولوں نے آنکھیں کھولیں سرو گلشن اکڑ رہے ہیں چشم نرگس میں لال ڈورے کھاتے باغ خندان
بلبلون کے وصل کے سامان ایک جانب سے کئی سو نازنینان مہ جبین آئیں مصر الغرائب کو اپنے ساتھ
لیکر بارہ دری میں پہونچیں ایک ایک جوان کے پہلو میں ایک ایک پریزاد جا بجا ناچ ہو رہے ہیں کارگذار
حلوہ حلوہ کھانے لا رہے ہیں ہر شخص پھولا ہوا اپنے اپنا ہے مصر الغرائب نے کہا اے پریزاد ہم خدمت خداوند
مین کیونکر جاویں پریزاد نے کہا نہ گھبرائیے چند دن عیش کیجیے جب قلب آپکا صاف ہو تب سامنے قدرت
کے سے چلئے قدرت نے یہ حکم دیا ہے یہ باغ بہشت منیر سرشت ہے ہم حوران جنان بحکم خداوندی مجبور ہو کے
تمہارے جسم سے بو سے دنیا آتی ہے ہماری طبیعت گھبراتی ہے لیکن کیا کریں جو حکم ملا اسکو بجا لائے اہالیان
دنیا کی خدمت میں آئے مصر الغرائب اس باغ میں مصروف عیش و نشاط ہوئے انکا بعد بخشا سامنے
ہفت پیکر کے خاص ہفت پیکر میں تحریر ہوگا مجتبیٰ یہ حالتیں لکھدیں اب حال آسمان بلا خیز کا تحریر ہوتا ہے
کہ یہ بڑے زور و شور سے چلی یہاں صاحبقران محل درزین میں کہ جملہ فرزند مع فوج نکل گئے تھے صاحبقران
نے انتظام نور افشان کر کے لشکر ظفر اثر کو بیرون قلعہ نکالا اب بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے پردے
اٹھ گئے سیر سما کر رہے ہیں کہ سما اسے گرد اڑی امیر نے دیکھا لقا بدار زرین پوش بصد جوش و
خروش پشت پر ساٹھ ہزار جوان ایک ایک شیر بیشہ جرأت صاحب شوکت و لیاقت عیار طرار مثل
گلدستے کے سجا ہوا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے علم ہفت پیکر کا سر پر سایہ باز سفید سر پر سایہ فگن چند
پریزادان پر فن ساز بجاتی ہوئی اس زور شور سے لقا بدار آکر بہ تجا بارگاہ استادہ ہونے لگی اب پشت
مرکب سے اترا لشکر صاحبقران میں آیا یہ اللہ کی لشکر کی دیکھ کر گمبلے الوان رسالدارون سے
پوچھتا ہے لشکر کی پریشانی کا کیا باعث ہے سردار عرض کرتے ہیں کہ جملہ فرزندان صاحبقران مع فوج
گران طرف ہفت پیکر کے گئے یقین ہے لڑائی شروع ہو گئی ہے امیر بیقرار و مضطر ہیں اسی جوش میں آمادہ
سفر ہیں لقا بدار زرین پوش قریب بارگاہ کے پہونچا امیر نے بہرام وغیرہ کو برائے استقبال بھیجا
بہرام نے آکر سلام کیا لقا بدار لطف سے ملا کر مالک آئے عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی اسطرح
کے سردار لقا بدار کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے امیر نے خود استقبال کیا لقا بدار نے قدم اقدس
کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی حضور تکلیف نفرمائیں میں بھی ایک ملازم سرکاری ہوں لیکن کیا کروں
بانہاے صاحبقرانی کی خواہش ہے اسوجہ سے بڑی کاوش ہے مجھکو سپاہ گری نے مجبور کیا ورنہ یہ بے ادبی
کبھی نہ ہوتی امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہمارے تمہارے یکجہتی ہے جسے امتحان ہونا واجبات سے ہے تمہاری
سپاہ گری حقیقت میں کرامات ہے امیر نے ساقی بچے کو اشارہ کیا لقا بدار نے دو جام نوش کیے جب دماغ
بادہ ناب سے گرم ہوا دست بستہ عرض کی آج غلام حضور کو سمجھانے آیا ہے کہ مجھسے مقابلہ کیجیے بزرگان
دین سے پوچھیے امیر نے فرمایا میری سپاہ گری میں کسیکو کیا دخل ہے میں جانتا ہوں جسطرح میں نے یہ
اشیا حاصل کیے نہیں ہو سکتا ہے کہ بے لڑے بھڑے ہوئے دیدون آئندہ جو منظور خدا لقا بدار نے کہا

میں نہیں چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کروں میں تابعدار ہوں اب آپ کو سر کہ عظیم درپیش ہے عجائبات طلسم ہفت پیکر
ہوش ربا و نور افشان سے بڑھے ہوئے ہیں ایک ایک پہلوان بلائے روزگار ساحران خدا خود
ہفت پیکر اتنا بڑا شعبدہ باز ہے کہ سات مقام پر خدائی کرتا ہے اسی وجہ سے ہفت پیکر لقب ہے بڑا بے ادب ہے
افراسیاب کی اُسکے آگے کیا حقیقت ہے ایک پہلوان اُسکا اگر قصد کریگا سرداران سرکار کو تکلیف پہونچیگی کوئی
نہ روکیگا حضور بار کیوں اُٹھائیں میں اس معاملے کو سمجھ لونگا وارث و جہانگیر و قاسم دلبند صور نے جاکر
سجدہ کیا آمادہ ہیں کہ حکم ہمکو ملے کہ ہم جاکر صاحبقران سے لڑیں وہ خود روک رہا ہے ورنہ اب تک غضب ہو جاتا
مصر الغرائب بھی جاکر داخل طلسم ہفت پیکر ہوا مصروف عیش و نشاط ہے امیر نے فرمایا اے نقابدار جہاندار
انشاء اللہ اسکو بھی جاکر سزا دونگا تم اپنے مقدمے کا ذکر کرو اور باتوں میں دخل نہ دو ہم سمجھ لینگے نقابدار
نے کہا میں تو اب حاضر ہوں میں نے کلام کا خاتمہ کیا اب جاکر طبل جنگ بجواتا ہوں کل میرے اور آپ کے
فیصلہ ہوگا امیر نے فرمایا میں تو ابھی موجود ہوں بندہ ذلیل معبود ہوں نقابدار نے کہا خیر پروردگار آگاہ ہے کہ
میں مجبور ہوا حضور کو یاد ہوگا کہ میں پہلے بھی ایرج نامے میں آیا تھا طلسم تورج میں سامنا ہوا تھا اور یہی
سب سردار موجود تھے اطاعت میں کسی کو عذر نہ تھا آپ نے وہ کلمہ کہا سب شہر گئے اب سمجھ لونگا یہ کہکر
نقابدار اُٹھا صاحبقران دربارگاہ تک پہونچانے آئے نقابدار روانہ ہوا امیر بلشکرگاہ میں آئے

داستان حیرت بیان مقابلہ نقابدار زرین پوش از صاحبقران اعظم و در میان

... خیر و عیاری عیار نقابدار و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ موافق مضمون مقام ہذا

عنادل گل روے تو گلعذار اند | اسیر دام بلا سے تو دل شکار آنند | غبار راہ وفاے تو شہسوار آنند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند | خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہماری دل نظر صحبت نشیب و فراز | نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز | یہ کیا کرے کوئی پیر افتخار ...
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز | و گرنہ عاشق و معشوق راز دار انند

خرام ناز سے پامال ہے جہان یکسر | ہر عاشقوں کا ترے ساتھ ساتھ ہے لشکر | ولے نہیں تجھے احوال پر کسیکے نظر
نہ زیر زلف دوتا چون نظر کنی بنگر | کہ در یمین و یسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجھکو کیوں لگی ہے آگ | سنے نہ ایک نری تو بنائے باتیں سو | یہاں تو نہیں کوئی دیوانہ جو کرے تکرار
نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو | کہ مستحق کرامت گناہگار انند

لگے ہے پیر مغان دیکھنا یہ رنگ سخن | ہر تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن | سب ہے تیرہ درون واعظ اسکی بات نہ سن
بیا بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن | مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

وہ کون ہے کہ نہیں پابند عشق کا | ہوئے ہیں زمزمہ سنج کس و ناکس | بپا ہے شور ترے ماننے میں اے نسیم عشق
نہ من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس | کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

سیاہ پوش ہے اک خلق اک جہان غمگین | وہ کون ہے کہ پریشان و خستہ حال نہیں | ہمارے ملنے کا تجھکو اگر نہ ... نہیں
نگار من چو صبا بر بنفشہ نازد بین | کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

میدان میں پھر سے نہ دن ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا کو حکم ہوا تھا کہ تم میدان کارزار میں نہ آؤ ورنہ میں ملال ہوگا ملکہ جادوگرنیں پر سوار قریب اشقر میں عرض کر رہی ہیں منتظر سرکار کے اشارے کی دیر ہے ایک اشارے میں نہ لشکر ہے نہ لقابدار ہے حکم ہو تو دیوانہ کر دوں لاشوں سے میدان بھر دوں امیر فرماتے ہیں اپنی کنیزوں کو لیکر الگ ہو جایئے خبردار نہ ہاں نہ بلایئے میں شرمندہ ہونگا خود مقابلہ کرونگا جو گذرے ہر چند اسوقت لقابدار ہی احریف ہے لیکن اُسنے بڑے بڑے احسان کیے ہیں کیا سر اٹھا سکتا ہوں یا مقابلہ کرنے میں میرے شک ہے یہ کہتے ہوئے میدان میں پہونچے لشکر کو آراستہ کیا میمنہ میسرہ درست ہوئے نقیبوں نے بڑھکر اشعار عبرت آمیز پڑھے اور یکار رہے سے تھے

نظم

نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے جو اس منزل سے
جسکو گل کرنے کی جنبش داماں قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
اے سلیمان عدم حال کہو کیا گذرا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
گرد اڑتے کبھی دیکھی زمیں بلنک رہا
وہ گل تازہ وہ اس باغ میں ہنستے دیکھا
لف افسوس ہے اک برگ ہے اب گلشن کا

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال
ٹھنڈی سانسیں نہ ہوئے جسکے لیے باد حیں
ہر ملاقات تو یہ اہل فنا سے ہو جیں

یہ اشعار جو نقیبوں نے پڑھے سب سوار جھومنے لگے قبضہ شمشیر چومنے لگے کہ لقابدار نے اپنا مرکب بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی یہ نیاز مند آپکا مشتاق ہے صاحبقران نے فرمایا خواجہ میدان کو قرق کرو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا سب سردار پیدل ہوکر کے ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ ہم میدان میں جائیں امیر نے سبکورو کا گھوڑے کو بڑھایا ادھر لقابدار سے نگاہ دوران ہوئے کہ دو دو چار چار قدم گھوڑے سنے اب بجا لے سنبھالے نیزہ چلنے لگا ہنگامہ گیرودار بلند ہوا دونوں مشتاق فنون سپاہ گری ہیں شہرہ آفاق دونوں لشکر نگران ہیں کہ کوئی کسی مقام پر کمی نہیں کرتا ایک طور پر نیزہ چلا بعد پہر بھر کے سنانیں بنانیں بیکار ہوئیں ڈانڈیں توڑیں اب تلواریں کھینچیں وار چلنے لگے بجلیاں چمک دکھاتی ہیں جب دو گھڑی کامل تلوار چلی مطلب کسیکا نہ حاصل ہوا امیر نے بازو بڑھا کر کھینچ ہی رہا تھا کہ لقابدار نے گریبان پکڑا آپسمیں جھٹکے چلنے لگے گھوڑے سے میٹھے گھوڑوں نے زبانیں نکالدیں ہر چند اٹھاتے ہیں مرکب نہیں اٹھتے آخر گھوڑوں سے کود کے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کس زور و شور سے یہ دونوں لڑتے ہیں دیکھنے والے دنگ بڑے بڑے شہسوار تنگ ایک نے ایک کو عاجز کیا ہے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ حریف کو اٹھالیں مگر ممکن نہیں پسینے کے دریا بہہ رہے ہیں کشتی ایک طور پر ہو رہی ہے رشید کی بیقراری کبھی سر پر لقابدار کے سایہ ڈالتا ہے کبھی سر پر صاحبقران کے آتا ہے جب یہ سر پر صاحبقران کے عکس ڈالتا ہے امیر کا دل گھبراتا ہے اسم اعظم پڑھتے ہیں تب دل قائم ہوتا ہے اسی رنگ میں وہ دن تمام ہوا آفتاب عالمتاب بارنگ زرد لرزان و ترسان کاشانہ مغرب میں جا کر چھپا سرداروں نے لاکر روشنی کی رات کو بھی اسیطرح کشتی رہی شب شمشیر مردان علم سے رات کٹی ستارہ سحری آسمان پر چمک رہا ہے ایک طور پر کشتی ہو رہی ہے ہر مرتبہ لقابدار عرض کرتا ہے اے شہریار دو چار دن میں حال کھلے گا اب جایئے حضور مصنف تحریر کرتا ہے کہ چار شبانہ روز اسی رنگ میں گذرے پانچویں دن اول وقت ہے کشاکش ہو رہی ہے کہ ایک لشکر لقابدار میں پڑا ہوا پلٹنوں رسالوں میں تلوار چلنے لگی ہزاروں کے سر کٹنے لگے جیسے لقابدار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا اے شہریار لشکر میں اشتباہ ہوتا ہے ہزاروں کے سر کٹے گرے یہی رنگ لشکر صاحبقران میں ہوا تھا

ہری دیر کی قدرت خدا ہوتے ہیں چہار جانب دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ معلوم ہوا دیکھا ایک نازنین دوڑی ہوئی آتی ہے لباس فاخرہ پہنے ہوئے ننگے پیر سر کھلا ہوا پکارتی ہوئی دہائی ہے خداوند ہفت پیکر کی پشت پر ایک جوان سونٹا ہاتھ میں لیے ہوئے پیچھے جھپٹا کہ اس عورت کو مارتا ہے کہتا ہے کہ ارے اتار دے وہ کہتی ہے کہ اب میرے پاس کیا باقی ہے آسمان بلاخیز نے اس مرد کو للکارا او ظالم کیا کرتا ہے گرلا اٹھایا وہ جوان یہ کہکر ہٹا کہ اچھا حرامزادی تجھے سمجھونگا پھر کیا مگر نہ کے کی مرد تو بھاگ کر نکل گیا وہ عورت پہاڑ پر چڑھ آئی قدموں سے آسمان کے لپٹ گئی کہا بی بی تم نے بچایا ورنہ یہ مار ڈالتا جو ایسا وہ ستمگاری سب گھر اسنے برباد کیا لاکھ روپیہ کا مال گھر سے لیکر آئی تھی بڑے سوداگر کی بیٹی ہوں سب اسنے تباہ کیا جب مارنے آتا ہے آپ میں نہیں ہوتا آسمان نے کہا تو نے خداوند ہفت پیکر کا کیوں نام لیا نازنین نے کہا رات کو میں نے خواب دیکھا تھا ایک شخص کہتا ہے میں صبح کو تیرا شوہر تجھ پر دست کریگا تو بھاگ کر صحرا میں جانا خداوند ہفت پیکر کا نام لینا ہمارے بندے تجھکو بچا لینگے اسے بشارت میں میں نے نام لیا تمکو بیچارے پر پایا یہ سنتے ہی آسمان بلاخیز نے کہا اوسکا اچھا رے سامنے یہ مکاری میں تو جانتی تھی عیار ہے مکار ہے بند ہوگا ایک گھونگھٹ زمین پر چلی ہوں یہ کہکے منہ سے آگ جو کی شعلہ بھڑک کر گرا دیکھا ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوئے سامنے کھڑا ہے آسمان نے کہا ارے تو کون ہے کہا منہ مہتر برق فرنگی تیری موت بہت قریب ہے اب زندہ نہ بچے گی اوستاد اگر تجھکو دیکھتے تو نے تو بڑا شعبدہ کیا لشکر نقابدار و لشکر صاحبقران حال دیکھا رہیں تلوار چل رہی ہے ہزاروں بندگان خدا سے جلاسیار کلنفس جہان ہو سکا تیری فکر ہو رہی ہے کہ میرے ہاتھ سے تیری قضا تھی اب تو سیر ہو جائیگی آسمان نے جھلا کر کہا دیکھ مکو ژی جنگل پاس اسی عیار کے بیہوش لئے ابھی ابھی آیا تھا اسکو بھی میں نے گرفتار کیا برق ہاں ہاں گرفتار ہو گئے دوچار بار مار کر برق کو بیہوش میں کیا سے نکالا ورنگا کہ پھر کان میں آواز آئی اری ناحق اسقدر دیر کی چل تجھے قدرت بلاتے ہیں پھر اسنے چہار جانب بلند ہوا دونوں نشان نہیں ہر اسکے پیچھے میں ایک تخت کلان ہے سر فلک کشیدہ آسمیر گھر کھڑا ہے کی آواز آئی ایک جانا گرتا ایک طور پر نمایاں کر آسمان سے آیا وہ دونوں پر جاکر قائم ہوئے آسمان نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام ہوا کیا تنت لگے جلیبیاں ہیں ایک کاغذ کلاں ہاتھ میں مثل نامہ اسپر مہر ہفت پیکری آسمان کھڑی ہو گئی کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے کہا پرستار ہوں ہماری انکا نام ہے ہم اسرار خداوند ہفت پیکر ہیں ہر وقت انکے ساتھ رہتے ہیں جب سے جہاں کی پیدائش ہوئی تم میں ہم پشت پر رہتے ہیں چند اٹھی آج حکم ہوا جلد جاؤ میرے مغضوب کو لاؤ چل تجھکو یاد فرمایا ہے ارشاد ہوا تھا اسے ساتھ لیکر آؤ آسمان بلاخیز زرد ہو گئی اسرار قدرت میں سے کیا خطا کی میں جسوقت سے آئی اسی کار بزرگ میں مصروف ہوں اسرار نے کہا بہت جلدی جا حکم ہے کہ بہت جلد کام کرو آسمان بلاخیز نے کہا میں سبکے سر لیکے چلوں یا یونہیں چلی چلوں اسرار نے کہا دیکھ وہ آندھی اٹھی رعد گرجا برق چمکی آسمان بلاخیز بیٹھی وہ جوان قریب پہونچ چکا تھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

سریع السیر چون باد بہاری
سمند مہتر گرد میدان کمین
جہان میں سبک ہوں ... تیز رفتاری
زعیاری می کن بر فرو زمین
بمیدان اژدر آتش فشانم
سنم مہتر ز کیشم نامدار
ہمہ مہتر قران شیر زبانم
کہ مہتر قران ناموری و تمام

یہ نعرہ کرکے بندہ مارا سر آسمان بلاخیز کا اڑ گیا برق عیار نقابدار زمین سے نکلے عیار نقابدار نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے پہاڑ سے کود کر بھاگا برق اسی طرف چلا مہتر قران نے آواز دی کہ ای برق اب چلکر لشکر کو دیکھو خبر ہو کہ وہاں کیا گزری یہاں نقابدار سبکو بچاتا پھرتا تھا کہ آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ مشی مرا نام من آسمان بلاخیز بود سب گھبرا کر گھوڑے سے اترے جو تھے میں ہوشیار ہوئے ہوش میں آکے اپنے آقا کے گرد پھرنے لگے کیا خبر عجب حال تھا کلیسہ یہ جوم غم ملال تھا کوئی چاہتا تھا جان دیدیں جو گھوڑے سے اتریں یہی لشکر صاحبقران کا معرکہ کہ کدا ہونا کیا

امیر کو خبر پہونچائی کہ اقوال نے طبل جنگی بجوایا ہے امیر نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی بتائید
ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل و کاتب قسمت نے ہماری تقدیر میں تحریر کیا ہے وہی پیش آئیگا خواجہ نے آکر
حکم دیا طبل سکندری پر چوب پڑی لشکر میں تیاریاں ہونے لگیں جا بجا یہی ذکر ہے کہ فرزندان صاحبقران نکل گئے دیکھیں
انجام کار کیا ہو سب اپنے اپنے مقام سے سنتے ہیں جا بجا لڑائیاں پڑی ہونگی وہ شیر رکنے والے نہیں ہیں لشکر کی
اقوال کے تیاری ہو رہی ہے بڑے بڑے پہلوان ساتھ لایا ہے اپنے زور پر بل بلا رہا ہے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا
کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شہنشاہ زرین پوش کے ہاتھ سے شکست کھائی تیغ ضیا لشکر ثاقب پر غالب آئی شہنشاہ ماہ تابان
نے قلعہ مغرب میں جاکر قیام کیا شہنشاہ زرین پوش تخت فلک چہارم پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا و شعاع نے تمام عالم کو
گھیر لیا فوج سب روپوش ہوئی صدائے مرغ سحر بلند تھی اقوال کوہ پیکر گینڈے پر سوار ہوا سات سو پہلوان چار لاکھ جوان
پشت پر پرے باندھے ہوئے اس شوکت و حشم سے آکر میدان میں پہونچا ادھر سے آمد آمد صاحبقران بادشاہ
اسلام تخت پر طلب سپاہ میں تخت ٹھہرا امیر چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے زیر سایہ علم میدان میں ٹھہرے صفیں جمیں
میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و جرح کیگاہ طرفین سے آراستہ نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے یہ اشعار پڑھے بیت

کڑکیتوں نے جب کہا یہ کڑکا + دل مردوں کا بہر جنگ پھڑکا + ہاں نامور رو وہ نام کرنا + رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
رستم نہ اب نہ سام باقی + مردوں کا فقط ہے نام باقی +

بہادروں کی آنکھوں میں نشہ آگیا ہر ایک کا یہی ارادہ تھا
کہ نکلکر مقابلہ کریں نام بزرگوں کا روشن کریں قدم نہ پیچھے ہٹے کہ اقوال کو دیکھ نے بنگاہ قہر طرف فوج کے
دیکھا شیداسے فیلتن گینڈا بڑھا کر بکار عرض کی اجازت میدان کی دیجئے اقوال نے مہلت دی شیدا گینڈا بڑھاتا ہوا
میدان میں آیا سلاح شوری کرنے لگا جب خوب شوخی پہونچا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا
مرنے کی ہو نکلے امیر نے دیکھا کہ بہرام خاقان چین نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آکر سلام کیا
عرض کی اجازت میدان کی دیجئے بادشاہ نے فرمایا بخدا کے سپرد کیا بہرام مرکب کو چمکاتا ہوا سامنے شیداسے فیلتن
کے آیا آپس میں تکاور رن ہونے دونوں جوانوں نے بھالے سنبھالے شیداسے فیلتن نے نیزہ مارا بہرام
نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ شیدا کا کاٹا شیدا نے غضب میں آکر قبضہ پر
ہاتھ ڈالا آپس میں تلوار چلی دو چار وار رد و بدل ہوئے بہرام نے ایک مقام پر مکر کو بنا کر سپر پر ہاتھ مارا شیدا زخمی ہوا
زخمی ہوتے ہی گینڈا اپنا پیچھے ہٹا کر چیخ ماری کہ یا خداوند سبعت پیکر میں زخمی ہوا آسمان سے مینھ برسنے لگا جہاں پر
بہرام کھڑے تھے وہاں اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا بہرام غائب ہو گئے شیدا نے
زخم اپنا باندھا پھر پکار کر آواز دی یا صاحبقران کسی اور کو بھیجیے امیر نے حیران ہو کر فرمایا خواجہ تمنے دیکھا
یہ کیا سحر ہوا بہرام کو کون لیگیا یہ کیا ہنگامہ ہوا عمرو نے عرض کی کیا گذارش کروں میرے ذہن میں نہیں آتا
شیدا نے پھر آواز دی جمہور جہان سوز نے کہ پسر خواندہ صاحبقران ہے مرکب کو صف سے نکالا سامنے
صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی حضور غلام کو مہلت دیں کہ جاکر اس سے مقابلہ کروں باندھ کر لشکر میں
لاؤنگا بادشاہ نے فرمایا تمنے یہ بھی شعبدہ دیکھا کہ بہرام غائب ہو گئے شاید اسکے ساتھ بھی کوئی ساحر مخفی
ہو کر آیا ہے جمہور نے عرض کی جب تلوار چلی کوئی صورت چھپ سامنے نہ آئیگا بادشاہ نے فرمایا تمکو خدا کے سپرد کیا
جمہور نیزہ ہلاتے ہوئے طرف میدان کے دوڑا کے پہنچے شیدا کے قریب پہونچے نہ پائے تھے کہ شیدا نے
پکار کر آواز دی یا خداوند سبعت پیکر میں زخمی ہوں لڑنے کے لائق نہیں ہوں دشمن کے ہاتھ سے بچائیے یہ کہکر

چیخ ماری کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے ایک آہو دشتی صحرا سے پیدا ہوا قریب مرکب جمہور آیا چاہا ایک گھوڑے کو
سینگ ماروں جمہور نے گھوڑا اٹھایا اتنے میں چالاک جمہور نے اسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا آگے آگے آہو پیچھے پیچھے جمہور
صحرا میں جاکر غائب ہوے امیر انتظار کر رہے ہیں جب عرصہ ہوا شیدا نے پھر آواز دی اے گروہ مسلمانان سنا میں نے قریب
ہو کوئی ہمارے مقابلے پر نہیں آتا کیا ہم ڈرتے ہیں آدمی بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا طرف دست راست کے دیکھا فرامرز [illegible]
صف سے گھوڑا اچکا کر نکالا کہتا ہوا یہ دست پچھلا ہی عجب عمل ہیں بزرگوں کا نام بدنام کرتے ہیں گئے تھے میدان میں آہو کا
پیچھا کیوں کیا گئے تو پلٹے ہی نہیں یہ کہتے ہوے قریب بادشاہ کے آئے اجازت لی طرف میدان کے چلے بازدار
فرامرز کا پہلو میں کھڑا تھا فرامرز نے کہا دیکھو طاؤس اڑا ہوا جاتا ہے باز کو چھوڑ دو شکر کرو یہ سنتا تھا کہ بازدار نے باز کو ہاتھ
میں لیا باز نے آیا طاؤس کو دیکھا کہ باز کو ایسکا باز طاؤس کے پیچھے چلا آگے طاؤس پیچھے باز چاہتا ہے کہ شکار کروں فرامرز نے بھی
گھوڑا اڑا دیا سب لوگ ہاں ہاں کرتے ہیں کہ آپ کہاں جاتے ہیں فرامرز نے کہا میں اپنے باز کو لیکر آتا ہوں تھوڑی دیر میں
وہ باز طاؤس نظروں سے مخفی ہوے فرامرز کا گھوڑا بھی نخلستان میں غائب ہوا امیر نے کہا لاحول یہ کیسے لوگ دیوانے
ہوگئے ہیں کہ برائے مقابلہ حریف گئے شکار میں کیوں مصروف ہوے باز چھوڑ دیا وہ آہو کے پیچھے چلے گئے بیشک وہ پہر کا
وقت ہوا آفتاب تاباں وسط سما پر شیدا نے پھر آواز دی یہ کیا معرکہ ہو کر کوئی ہمارے مقابلہ پر نہیں آتا صاحبقران کا
منہ آیا اشقر کو صف سے بڑھایا سامنے بادشاہ کے آئے تخت رکھوا دیا بادشاہ نے کہا ای شہریار آپنے کیوں قصد کیا اور
اور سپاہ کا مادہ میں سب سردار گرد آگے عرض کرتے ہیں ای شہریار غلام جانباز جائینگے آپ ارادہ کیجیے صاحبقران نے
کہا میں تو اب قصد کر چکا اب مجھے اجازت ملے لاچار بادشاہ نے کہا ای شہریار خدا کے سپرد کیا اب امیر نے اشقر کو رخ کا
گھوڑا اڑا کر چلا اشقر الیاس مرکب سوار صاحبقران زبان خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے امیر میدان
کارزار میں پہونچے عمرو نے کہدیا تھا کہ اسم اعظم ورد زبان کیجیے شیدا کو معلوم ہو تاکہ امیر اسم اعظم پڑھتے ہیں
قریب شیدا کے پہونچے آنے جو روسے تاباں امیر کو دیکھا سطوت و صولت دیکھکر کانپنے لگا لیا یا امیر میں تو نہیں ہوں لائق
مقابلہ میں اپنے بھائی کو جاکر بھیجتا ہوں امیر نے کہا کہ جاؤ شیدا گینڈے کو پھر جاکر سامنے اقوال کے آیا کہا ای
پہلوان سرداران ای گرشاسب جہان مجھکو ایسا خوف ہوا کہ اس جوان کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی فقرہ دیکر چلا آیا اپنے
بھائی ابدال فیلدندان کو بھیجتا ہوں وہ چیر پھاڑ کر پھینک دیگا اقوال نے کہا غیرت کی بات ہے میدان سے پلٹ آیا لیکن
خوشی تیری شیدا نے طرف اپنے بھائی ابدال فیلدندان کے دیکھا کہا بھائی صاحب آپ جاتے ہیں حمزہ کے جانے چیرنے
کے پیچھے خوف نہیں گا ابدال نے کہا میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر ابدال فیلدندان گینڈے کو ڈراتا ہوا اچھلا
سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی اسنے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر رد کیا آپس میں نیزہ چلنے لگا
گیارہ سو ہیں تاں میں امیر نے نیزہ ابدال کا نکالا ابدال نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کیا جیسے ہی
وہ تلوار مارکر پلٹا امیر نے خنجر دار جنبداو لیکے ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا برق شمشیر تیز گری سپر کو کاٹکر بیچ سینے ابدال
کے چار ٹکڑے ہوے لشکر میں اقوال کے غریو بلند ہوا اقوال نے بائیں جانب دیکھا مستنزاد شتر لب دو مردوں کا
مار کر صف سے باہر نکلا کہا میں ابھی جاکر سر لاتا ہوں لیکن کیوں اقوال خداوند نے مدد کی وہ جوان تو آوارہ ہوے
ایک غائب ہوا اس جوان پر کیا نظر رحمت خداوند ہے کہ سرکاری پہلوان کو مارا میں ابھی سر لاتا ہوں آپ خداوند کو پکارئیے
مستنزاد بھی چلا اقوال نے پکار کر آواز دی یا خداوند بخت بیکر بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کا بندہ مارا گیا
مستنزاد کی مدد کیجیے مستنزاد جب صاحبقران کے نزدیک پہونچا تھا کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا اشقر نے بدکا بدلا کی

امیر نے بڑی جاں فشانی کی شیر نے آکر حملہ کیا جب امیر گھوڑے سے کود پڑے وہ شیر تیغ مار کر بھاگا امیر بھی گھوڑے پر
سوار ہوئے ستنزاد روبرو سامنے آیا آتے ہی تلوار کا وار کیا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا سر خالی کر کے ہاتھ مارا ستنزاد
کے دو ٹکڑے ہوئے کڑکڑا کے ایک اژدہا پیدا ہوا شعلہ آتشیں چھوڑتا ہوا چاہتا تھا صاحبقران کو دم میں کھینچ لوں
امیر گھوڑے سے کود کے اسم اعظم پڑھتے ہوئے سامنے اژدہے کے آئے اسنے دم کھینچا امیر پر تاثیر نہ ہوئی کالی گھٹا
اٹھی شعلہ ہائے آتشیں چھوڑے امیر پر کچھ تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم پڑھتے تھے دونوں کلوں میں ہاتھ ڈال کر نعرۂ شیرانہ
کیا اژدر کو چیر کے پھینکا جب اژدر کو چیر کے پھینکا یعنی جادو اسیطرح آئے ہاتھ سے امیر کے مارے گئے دن قلیل رہگیا
افوال نے طبل بازگشت بجوایا امیر نے کئی مرتبہ آواز بھی دی کہ تو کیا افسر زرخود بھی اپنے اپنی خیمہ سے کے بہر دست پر
آیا تھا امیر بھی پیش بارگاہ میں آتے ہی بلندی فرمایا خواجہ ذرا جا کر خبر تو لاؤ خواجہ عمرو طرف بارگاہ افوال کے چلے بارگاہ
افوال میں آنکے دیکھا افوال تخت پر بیٹھا ہے سردار روتے کہہ رہا ہے آج دو دستہ دار میرے مارے گئے تینوں سردار
جو قیدی ہیں انکو لاؤ میں دربار میں بھونکا خواجہ عمرو خدمتگار بنے ہوئے کھڑے ہیں کہ ایک جوان بہرام و جمہور
و فرامرز کو لیکر آیا ان تینوں نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا افوال نے کہا کہ جوانوں ابھی میں بہتر ہے کہ خداوند
ہفت پیکر کو سجدہ کرو دو پہلوان میرے ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے انکے بدلے میں قتل کرونگا بہرام نے جواب دیا
کمینہ بیہودہ بکتا ہے جو کچھ ہو سکے قصور نکر ہم دونوں آقا سے لڑے مارے گئے افوال نے حکم دیا ان کمینوں کو
سمجھاؤ وزراے اشارہ کیا انکو بھی اور ایک جوان پہلوان وضع قیدیوں کے قریب آیا پشت پر تینوں کے ہاتھ مارا
کہا یارو کیوں نادان ہوئے ہو اصل پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتے ہو دیکھو یہ تصویر خداوندی بڑے کی ہے
تصویر ہفت پیکر کی اتاری جیسے ہی ان تینوں کو دکھائی بہرام و جمہور و فرامرز واسطے سجدے کے جھک پڑے
زیادہ کرتے تھے اے افوال تو نے بڑا احسان کیا اپنے پیدا کرنے والے کو ہمنے اب پہچانا ہے کیا غدر ہے حمزہ
نے ہمیں برگشتہ کیا تھا اب راہ پر آئے حمزہ سے مقابلہ کرینگے افوال نے تینوں کو جگہ دی نہایت عمدہ زرین پر
تینوں جوان آکر بیٹھے افوال کی اطاعت میں مصروف ہوئے جو وہ کہتا ہے اسے بجا لاتے ہیں عمرو سمجھ گیا کہ معاملہ
کچھ ہوا انکے پہلوان کو عمرو نے تاکا ٹھہرا رہا جب دربار برخاست ہوا اس پہلوان کا لوگوں سے نام پوچھا سب نے
کہا انکو اسرار ہفت پیکر کہتے ہیں براہ حفاظت ساتھ آئے ہیں جب وہ اٹھکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا عمرو نے
اسکا پیچھا کیا ایک خدمتگار کو بیہوش کر کے اسکی صورت بنے اسکے ساتھ چلے جب وہ اپنی بارگاہ کے دروازے پر آیا
ٹھہر گیا کہا یار دیر اول گھبراتا ہے کوئی غیر شخص میرے خدمتگاروں میں ملا آیا ہے عمرو نے سب سے پہلے بڑھکر کہا شہنشاہ
پہچان لیجیے میں بہت ڈرتا ہوں اسنے عمرو کا ہاتھ پکڑنا چاہا اور مکار ہیں نے پہچانا عمرو جیسے ہی بھاگا اسنے کہا کہ اب
کہاں جائیگا اے خداوند یہ مکار بھاگا جاتا ہے اسکی فکر کا جب وہ لادم ہے عمرو جو بھاگا طرف اپنے لشکر کے صحرا میں آیا
[illegible]ن ہو کر اے عمرو میں کدھر آیا یہ تو راستہ لشکر کا نہیں ہے تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ ابن
عیاری کہاں جاتے ہو عمرو لاچار ٹھہرا دیکھا سامنے سے ایک نازنین چہار دہ سالہ سادہ دل صورت صاحب شوکت
دل با قامت پری پیکر حسن بر رشک قمر بہشتی ہوئی سامنے آئی عمرو دیکھتے ہی سراپا کو عاشق ہوا ہاتھ پاؤں میں
رعشہ پڑا نازنین کے ساتھ چلا وہ بہشتی ہوئی کہتی ہے کہ کیوں خواجہ تمنے بڑے بڑے ظلم کیے عشقش نے مارے
ہو بار انکو کہہ خوف نہ آیا خواجہ کہنے ہے اے ملکہ عالم اب توبہ کی جناب ایسی حرکت سے وہ نازنین باتیں کرتی ہوئی
خواجہ کو بہلاتی ہے ایک باغ میں لیکر آئی وہاں اور چند نازنینان مہ جبین مثل کنیزوں کے حاضر خدمت ہوئیں

مرجان گوشے میں کھڑا ہے جب صاحبقران سوئے مرجان جھپٹ کر قریب پلنگ کے آیا چونکہ صاحبقران یادِ
مین ملکہ گردیہ بانو وغیرہ کی بیقرار تھے خواب مین دیکھا ملکہ گیتی افروز کہ رہی ہین دادا جان ہوشیار ہو جیسے امیر
نے آنکھ کھول کر دیکھا ایک عیار کھڑا ہے امیر نے للکارا مرجان کودکے بھاگا امیر کے نعرے کی آواز خواجہ
نے سنی دوڑ پڑے دیکھا ایک عیار بارگاہ امیر سے نکلا ہے عمرو نے للکارا او نا عیار کہان جاتا ہے مرجان نے
جواب نہ دیا عمرو نے بیرون لشکر آکر اسے گھیرا آپس مین تیغہ چلنے لگا دو چار ہاتھ چلے تھے کہ عمرو لڑکھڑا کے گرا
مرجان نے چاہا کہ مشکین باندھ لون کہ آسمان سے آواز آئی اے شاطر قدرت ہوشیار رہ ہو گئے عمرو کا بیہوش پڑا
ہوا گرفتار رہنا ہان کیا تجکو قدرت نے خبر دی امرجان نے دیکھا صدف جادو سامنے کھڑی ہے کہا اے مرجان تم
جاؤ ہم اسے خدمت خداوند مین لیے جاتے ہین کئی مرتبہ قدرت نے طلب فرمایا مگر کوئی اسکو نہ لے گیا تھی
مرجان اقوال سے کہدینا مرجان گیا صدف نے عمرو کو اٹھایا چاہتی ہے پرپرواز پیدا کرکے جاؤن کہ آواز
آئی اے مقبول بارگاہ خداوندی ذرا ٹھہر جا مین آرہی تب جانا صدف نے پلٹ کر دیکھا اقوال کو وہ بیکڑی دوڑی
چلا آتا ہے کہتا ہوا کہ اے صدف تو نے بڑا کام کیا سارباں نادے کر پکڑا اسکو بھیجا صدف نے جھک کر سلام کیا
کہا اے اقوال تم کیون چلے آئے اُسے کہا تجکو خداوند نے خبر دی یہ کہتا ہوا قریب آیا کہا اے صدف تمہارا وقت پر
کیونکر آنا ہوا صدف نے کہا مین اپنے مکان پر تھی کہ میرے کان مین آواز آئی کہ اے صدف جلد جا کر دیکھ
تو کیا ہو رہا ہے مین اُس وقت آئی کہ اسنے مرجان کہ گھیلا تھا مین نے گرفتار کر لیا اقوال نے کہا دیکھو قدرت
آتے ہین وہ ابر اٹھا ہے یا کسی اور کو قدرت نے بھیجا صدف بھی اُدھر منہ پلٹ کر خنجر مارا صدف کا شکم چاک
نعرہ یک نعرہ ہوا ہم برق فرنگی خواجہ برق بھاگے بہ عجلت اقوال جو ادھر آئے دیکھا صدف کا اُٹھا کر بھاگے
اقوال لاشۂ صدف دیکھ کر بہت رویا کہا بار دگر سا ایسا گناہ ہے جسے سرزد ہوا کیسی یہ سزا ہو رہی ہے اب
خداوند سے عذر کرنا چاہیے یہ کہتا ہوا پیر بارگاہ آیا لشکر کو اپنے دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی گئی لشکر
سیاہ نشان لشکر کفار جدید آتا ہے کہ پھریرے نکلے ہیں سے ایک جوان گینڈے پر سوار مثل دیو نعرہ کرتا ہوا
کہ ہم ابہام صف شکن فرستادہ خداوند اقوال نے جو دیکھا کہ ہمارا طرفدار آیا استقبال کے واسطے بڑھا
ابہام صف شکن کو اُتروایا پوچھا اے پہلوان وہ وہاں کیا قدرت نے تمکو بھیجا ابہام نے کہا حکم محکم صادر ہوا
کہ تم جا کر اقوال کی مدد کرو مین شکار کھیل رہا تھا فوراً چل نکلا شکر ہے کہ وقت پر آکے پہنچا اقوال نے کہا تشریف
رکھیے ہین بار ہو وہ آپکے واسطے بھیجا ہون یہ کہکر اقوال پلٹا ابہام صف شکن اُترا بارگاہ مین استاد ہوتی
جاتی ہین کہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار زرین پوش آکے پہونچا لشکر یا ابہام کے گرا قتل کرنا شروع کیا
ہزار ہا جوان مار کے ڈال دیے ابہام بھی سوار ہوا نقابدار لڑتا بھڑتا چلا ابہام و نقابدار کا سامنا ہوا
آپس مین تلوار چلنے لگی دیکھ رہے ہین کہ نقابدار نے الجھ کے ہاتھ نکالا ہاتھ تلوار کا مارا ابہام
کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر والون نے چار جانب سے گھیرا چاہا نقابدار کو نہ جانے دین نقابدار نے
پتری جانی باز سفید سرپرسایہ تھگی چاہا لڑتا بھڑتا نکل جاؤن کہ پھر صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے
پر سوار نعرہ کرتا ہوا مستقبل سوار اور نقابدار کہان جاتا ہے غضب کیا ایسے پہلوان کو مارا یہ کہتا ہوا
نقابدار پر جا پڑا مقابلہ۔ اون ولے اسکے بھی بہت تیز ہین جہان نقابدار کے دس سوار ہین بھاگ کے سوار
آکو گھیر لیا ہمراہیان نقابدار بے خبر دلیر ہین کہ جانبازی کر رہے ہین نقابدار نے اُس پہلوان سے پیچھا

اُسنے قریب آکر للکارا لقابدار جاپڑا پہلوان نے اُس کن سے اُتارا کہ لقابدار اپنا صف شکن زخمی ہوا
پہلوان نے چاہا سر کاٹ لون لقابدار پیچھے ہٹا ملازمان لقابدار گرد آگئے اپنے آقا کو جو زخمی دیکھا اور یہ
بھی دیکھا کہ میرا آقا گھوڑے سے گرا چاہتا ہے سرداروں نے سنبھالا ہوا اور پرے ڈالے کرجا لگے پہلوان جانے نہیں
دیتا ہنگامہ بپا ہوا خواجہ ٹہلتے ہوئے اسطرف لگے دیکھا لقابدار زخمی ہے کفار چاہتے ہیں قتل کریں چاروں جانب
سے گھیرے ہیں عمرو یہ حال دیکھکر بھاگا آکے امیر یا تو قریب عرض کی کہ لقابدار قتل ہوا چاہتا ہے امیر نے مرکب
تیار کرنے کا حکم دیا اشقر پر سوار ہوکے چلے اُسوقت آکے پہونچے کہ لشکر لقابدار کا خاتمہ تھا لقابدار اُس
حال پُرملال میں بھی لڑ رہا ہے کئی سو جوان اپنے دست حق پرست سے مارے خون کے دریا بہا دیے امیر کارون
سنے اقبال کو آواز دی کہ لقابدار زرین پوش نے آکر جو جوان ابھی آیا تھا اُسکو مار اب زخمی ہوا ہے اور پہلوان
طرف سے جدا زمرے آیا اُسنے لقابدار کو زخمی کیا صاحبقران بھی آگئے ہیں جنگ رستمانہ کر رہے ہیں اقوال
یہ سنکر چلا اسکی بھی کل فوج تیار رہتی آکے یہ بھی مع فوج گرا فوج لقابدار بیدل ہو رہی تھی لقابدار نیم بسمل ضعف
امیر آواز دیتے ہیں ای ملازمان لقابدار آقا تمہارا بہت بے لطف ہے کہ نکل جاؤ روکنے والے روک چکے
ہیں امیر نے لڑائی کو سنبھالا ورنہ یقین تھا لشکر لقابدار پر شکست ہو عجب ہنگامہ ہے صاحبقران کا کچھ زور
نہیں چلتا قریب لقابدار کے نہیں پہونچ سکتے لقابدار پر آفت برپا ہے آخر صاحبقران نے عیار لقابدار کو
بلا کر فرمایا ای عیار طرار اپنے آقا کو لے کر نکل جا ایسا نہو کہ دشمن انکے مار ڈالیں یہ شیر پشت بے لطف
ہو رہا ہے عیار نے بڑھکر سرداروں کو اشارہ کیا اسلحہ شمشیر زنی کر دکر فوج کفار ہٹے لقابدار کو لے نکلیں یہ
سنکر سپہ سالار بڑھے جم کر شمشیر زنی کی لڑتے ہوے لقابدار کو لے نکلے صاحبقران نے بھی زور ہزن کر درہم
برہم کر دیا جب لقابدار کو ملازم لشکر میں لے گئے تب صاحبقران سے اور اُس پہلوان سے مقابلہ پڑا دیر تک رد و بدل
رہی صاحبقران پر ہزاروں فوج ٹوٹے پڑتے ہیں لیکن صاحبقران پشت دیکھے ہوشیار سب کو جواب
دیتے ہیں سرداران صف شکن بھی سینہ سپر کیے ہوئے لڑ رہے ہیں خوب خوب لڑائی ہوئی آخر کار بعد
جنگ بسیار افسر فوج کفار مارا گیا امیر لڑتے بھڑتے چلے اقوال لڑتا ہوا سامنے سے آتا تھا چونکہ بازی
لشکر کفار کے اُٹھ چکے تھے اقوال نے پکار کے آواز دی یا صاحبقران اسپر نازہ کرنا صبح کو میدان ہمیں ہوگا امیر
نے فرمایا سب طرح کا تمکو اختیار ہے کیا کسی بات سے بفضل ایزدی کم ہیں اقوال اُسطرف چلا صاحبقران بھی
پلٹ گئے اپنے لشکر میں آئے لیکن لقابدار کا خیال ہے فرمایا ای خواجہ عمرو خبر لاؤ کہ لقابدار کہاں چلا گیا
عمرو نے ہرکاروں سے دریافت کیا اُسنے معلوم ہوا کہ لقابدار طرف پردہ قاف کے چلا گیا جہان کی اُسکو ابتدا
ہوا موافق نہ ہوئی صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ کسی کو بھیجو اُسکے لشکر کا جو کوئی ملے اُس سے دریافت کیا جائے
ہمارے ساتھ لقابدار کے بڑے بڑے احسان کیے ہیں خواجہ عمرو نے کہا میں تدبیر کرونگا مجھے بھی
لقابدار کا خیال ہے میں خود جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو روانہ ہوے جس مقام پہ لشکر لقابدار کا اُترا ہوا
تھا وہاں پہنچے لشکر کو اُس مقام پہ نہ پایا مایوس ہوکے پلٹے آکے سب حال صاحبقران زبان سے بیان
کیا کہ لشکر لقابدار اُس مقام نہیں ہے صاحبقران نہایت پریشان ہوئے یہ ذکر تھا کہ دیو تہدک فرستادہ
ملکہ فرشتہ سلطان آکے پہنچا نامہ ہاتھ میں صاحبقران کے دیا صاحبقران نے اُس نامہ کو پڑھا مرقوم تھا
کہ فی الحال دیو معمار نے خروج کیا ہے سب طرفوں کو پامال کر دیا ہے ملک پر لقابدار کے چڑھ لیا تھا بڑی لڑائی ہوئی

سلاسل پری نے سامان دعوت مہیا کیا بارگاہ سلیمانی آراستہ ہوئی ملکہ آسمان پری صاحبقران کو لیے ہوئے بارگاہ
میں آئیں سامان دعوت مہیا ہوا صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ عالم میں ٹھہر نہیں سکتا بڑی لڑائی درپیش ہے اقوال کوہ پیکر
ایک پہلوان زبردست طرف سے طلسم ہفت پیکر کے آیا ہے ایسا نہ ہو بادشاہ پر کوئی افتاد پڑے آسمان پری نے کہا
اے غریب طوطا چشم برسوں کے بعد تو اتفاق آنے کا ہوا اب دو چار روز بھی رہنا شاق ہے بڑی شکل سے آسمان پری
نے امیر کو روکا لیکن یہاں اقوال نے طبل جنگی بجوایا تھا چار پہر رات گزری صبح کو دونوں لشکر میدان میں گئے
میگون سرشار نے جو خبر سنی کہ امیر پردۂ قاف میں گئے اقوال سے کہا میں کل قیامت برپا کرونگا میں خود میدان
میں نکلونگا جب لشکر میدان میں آئے صفیں جانبین کی درست ہوئیں میگون سرشار نشے میں جھومتا ہوا سامنے
اقوال کے آیا کہا اے پہلوان دوران اجازت میدان دیجیے اقوال نے خوش ہو کر رخصت دی میگون سرشار
میدان میں آیا دامن و گریبان سے کچھ ٹکڑے پھاڑے ان ٹکڑوں کو چار جانب پھینکا کچھ پڑھا ہاتھ ہلایا تلوار چمکائی
جب خوب اپنی تدبیر کر چکا تو پکار کر آواز دی اے بادشاہ اسلام کسی کو میرے مقابلے میں بھیجیے بادشاہ نے سر
اٹھایا سندویل اصفہانی نے گھوڑا اپنا صف سے نکالا بادشاہ کو سلام کیا عرض کی اے شہریار اجازت ملے میں جا کے
اس ملعون کا سر لاؤں بادشاہ نے کہا خدا حافظ جاؤ سندویل گھوڑا چمکا کر چلے میگون نے جو دیکھا ایک جوان آتا ہے پکار کر
آواز دی اے آہو چشم صحرائی لینا آج وہ دن ہے کہ کوئی مسلمان زندہ نہ نکلنے پائے آج حمزہ لشکر میں نہیں ہے کہ دیکھا صحرا
گرد اڑی ایک غول آہووں کا صحرا سے پیدا ہوا طرف سندویل کے سب آہو چلے ایک آہو نے بڑھ کر گھوڑے پر
سینگ مارا گھوڑا سندویل کا زخمی ہوا سندویل نے گھوڑا جھکایا پیچھے آہو کے چلے سب آہو طرف صحرا کے بھاگے
سندویل انکے پیچھے پیچھے جنگل میں جا کے غائب ہوا میگون نے پھر آواز دی کوئی میرے مقابلے میں نہیں آتا ہلیل
غصے میں جا پڑا مگر خیمے پر کر پڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا نصف میدان طے کیا تھا کہ میگون سرشار نے آواز دی
اے ہزبر بیشۂ افسونگری جلد آؤ دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک شیر زرد پیدا ہوا ہلیل کو للکارا ہلیل جا پڑا ایک
حصہ کا ہوا کا چلا ہلیل اور شیر دونوں غائب ہوئے تیرہ پہلوان دوپہر تک نکلے کوئی مقابلے تک میگون کے نہ
پہنچا کوئی آہو کے پیچھے گیا کسی کو شیر لگا کے لے گیا کوئی جھونکے سے ہوا کے غائب ہوا دوپہر کے بعد میگون سرشار
نے پلٹ کے اقوال سے کہا اب مناسب ہے کہ لشکر مسلمانان پر یکبار سب مل کر حملہ کرو اسی حملے میں سب
مال وغیرہ لوٹ لیں اور سب مسلمانوں کو گرفتار کر لیں اقوال نے اسکی رائے کو بہت پسند کیا اسی وقت سب لشکر کو
اپنے حکم دیا کہ سب مل کر حملہ کرو اسکے حکم دیتے ہی سارا لشکر چلا بادشاہ نے تاج و تخت کو بوسہ دیا پشت گھوڑے
پر سوار ہوئے لشکر اسلام بھی بڑھا دونوں لشکر مثل دریائے شور و شیریں کے ملگئے تلوار چلنے لگی میگون سرشار
تمام میں شمشیر زنی کر رہا ہے پیچھے سے سحر بھی کرتا جاتا ہے اب پرے کے پرے پامال ہونے لگے بادشاہ بھی زخمی ہوئے
چالاک بن عمرو نے جو دیکھا کہ لشکر کو شکست ہوئی بہت بیتاب ہو گیا روتا ہوا قریب بادشاہ اسلام کے آیا عرض
کی حضور آپ تخت کا ہوادار پر سوار ہوں لشکر کو لیکر کسی جانب نکل چلیں اب قدم فوج کے نہیں رکتے لاچار
ملازموں نے بادشاہ کو ہوادار پر ڈال لیا لیکر بھاگے بارگاہ سلیمانی کا اثاثہ بھی ہمراہ لے لیا بھاگ نکلے اقوال
و میگون سرشار نے تعاقب کیا پیچھے مارتے ہوئے سحر کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کسی طرح پیچھا نہیں چھوٹتا
مخفی خاطر ناظرین عالی مقام ہو کہ جب ملکہ بہار نے صاحبقران سے عرض کی تھی کہ ملکہ حیرت کا عقد ساتھ
چالاک بن عمرو کے کر دیجیے اسکی جانبازی و سرفروشی پر ہمشیرہ صاحبہ کو رحم آیا صاحبقران نے فرمایا تھا

مین اس جھگڑے سے مہلت پاؤن تو اسکی تدبیر بھی کرون اب ملکہ حیرت تو ایک بارگاہ مین ہر اُسی مین شب و روز
رہتی ہی جب لشکر کو شکست ہوئی تو چالاک روتا ہوا آیا کہا ملکہ عالم جلد سوار ہوجیے آج نئی طرح کا سحر کر ہوا ہمارا
فرد افرد آغائب ہوے اب لشکر پر شکست ہوئی بڑا اوزلٹ گیا حیرت جادو نے کہا یہ تو معاملۂ سحر معلوم ہوتا ہی کہ لشکر
پا نمال کھو دیا ایک گھڑی کہائی فوراً طاؤس پر سوار ہوکے چلین لشکر کو جو پریشانی مین دیکھا کر جا گا جا تا ہی کسی کا قدم
نہین جمتا میگون سرشار سب کے آگے بڑھا ہوا اڑ رہا ہی جب سحر کرتا ہی سوار بھاگتے ہین پیدل منھ کے بل زمین پر
گرتے ہین ہا نا سرین دغیو لشکر کی دہ جلا اسکی فوج والے قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین حیرت جادو نے بڑھ کر جھیلی
کان سے اتاری کچھ اسم سحر پڑھ کے پھونک ماری ایک برق چمکی سب فوج والے خاموش ہوے ڈرتا ہے پھر قہقہا مار
ہنسے کمیدان رسالدار پکار اُٹھے نظم

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا — مین صورت ز ذال لحد کے گلو مین تھا
کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا — خنجر زبان نکالے ہوے آرزو مین تھا
ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اُلجھ گئے — بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا
بادہ کوئی عروس ہی ساقی کہ رات بھر — ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا
افسانہ میرا کیون نہ سرا پا فریب ہو — یہ مدعا وہ ہی جو تری گفتگو مین تھا
پیوند نالہ سہا کب دہن مین ضرور ہو — آج انتہا کا ضعف صدا شور ہو مین تھا
دشمن سے بھی ہیشہ رہا جسکو اتحاد — مانند دست یار رسیاں عدو مین تھا
کٹ گر کر ایک قطرہ شبنم ہزار رشک — اتنی تو آبرو دلی کہ مین آبرو مین تھا
مطلب کی بات کہہ سکے اُنسے نہ بات بھر — سمجھا ہی منھ چھپاتے ہوے گفتگو مین تھا
منظور تھی جو شہرت مسیحی نسیم — مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

کوئی سر دے مارتا ہی کوئی گریبان چاک کر رہا ہی بار ہزار جوان تباہی مین پڑے ہین میگون سرشار
نے جو یہ معاملہ دیکھا با زر پوشیدہ سحر رہا تھا با ظاہر مین سحر کرنے لگا ایک گرز مارا کئی ہزار جوان لڑکھڑا کے گرے حیرت
نے پانی برسایا جس قطرہ گرا اُسے صحت پائی دو چار سحر کرکے حیرت نے آواز دی یا میگون سرشار مین نے تجکو
بچانا میگون نے گرز پھینک مارا ملکہ قہقہا مار کے ہنسین وہ گرز پلٹ کے میگون سرشار کے پڑا اپنے گرز سے
پارگزار امیگون کا مارے جانا فوج اسلام اب دلیر ہوئی جو خوف تھا وہ دفع ہوا وہ تین سردار جو غائب
ہوے تھے وہ بھی جنگل مین کھڑے تھے جب میگون مرا تیرہ و سردار روش مین آئے علو پہ کر دیکھکر وہ بھی آ پڑے
بادشاہ لڑتے ہوے اقوال پکار اُٹھا یا خداوند بخت پلٹ آکر دیکھیے یہ جو اسنے پکار کے کہا ایک برق
چمکی پانی زور سے برسا آسمانی سے ایک شخص سامنے اقوال کے آیا کہا اے اقوال کیون گھبراتا ہی تو نے بیقرار ہوکے
خداوند کو پکارا قدرت نے تجکو بھیجا ہی میرا نام شاہین فتح نصیب ہی دیکھ کیسی قیامت برپا کرتا ہون یہ کہکر چلا
کچھ ہاتھ ہلانے کچھ غل مچایا ہوا زور سے بجلی چالاک نے دیکھا خالی طاؤس بیٹھا رہا ہی ملکہ حیرت غائب ہو گئین
شاہین نے سحر کرنا شروع کیا لشکر اسلام نے شکست کھائی آخر جاکے بھاگتے ایک صحرا مین پہونچے سب ایک پہاڑ پر
چڑھ گئے اقوال نے چارون طرف سے گھیر لیا کہا اب تو شام ہو چکی ہی صبح کو سب کو قتل کرونگا اسطرح مسلمان
گھر گئے کہ کہین نکلنے کا راستہ نہین چالاک فراق حیرت مین دیوانہ ہو گیا اسکو سب سنگ نے گرفتار کرکے رکھا ہی

اور عیاروں نے گھاٹیان درست کین جا بجا تیر انداز سنگ انداز برق انداز قائم ہوے یون گھاٹیان روکین گواران
صاحبقران آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہین اقبال کوہ پیکر و شاہین جب اپنی بارگاہ مین آئے تھوڑی دیر کے بعد
حکم دیا طبل جنگی بجے یہ کہ ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے ہرکارے یہ خبر لیکر بھاگے خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے
جہان بادشاہ اسلام زخمدار بیقرار واپس ہو گئے آئے زخم و زخمی کرکے بارگاہ مین ملازمون نے بٹھایا ہے سردارون سے
کہہ رہے ہین کہ آپ لوگون نے یہ کیا حرکت کی پہاڑ پر کیون چڑھ آئے سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار
مجبوری سے اس پہاڑ پر چڑھ آئے ورنہ سب قتل ہو جاتے اگر قضا آئی ہے تو مجبور رہنا چاہیے اب گھاٹیان درست کی ہین
یہ ذکر تھا کہ ہرکارہ خبر لے کر حاضر ہوا بعد عادت ثنا کے عرض کی کہ طبل یورش بج گیا بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان بھی
طبل جنگی بجے خبردار مرتے مرتے قدم مین فرق نہ آوے اسی وقت نقارہ رزمی بجا تیاریان ہونے لگین سب
گھاٹیان سپاہیون سے معمور ہوئین نگہبان مقرر ہو رہے ہین ادھر لشکر کفار مین غریو کفار غلغلہ کر رہے ہین
کہ صبح کو سب کو لوٹ لینگے ایکی مرتبہ مسلمانون پر بڑی شکست ہوئی کہ حمزہ نہین ہے شاہین کو رہا ہے حمزہ ہوتا تو کیا
کرتا ہم اسکو بھی دیکھ لیتے ایک اشارے مین گرفتار کرتے کیا ہم اس سے عاجز ہین اسیلیے یہ سب تیرہ سردار قید
کیے یہان تو یہ کیفیت ہے وہان صاحبقران زمان کی ملکہ آسمان پری نے بڑی دھوم دھام سے دعوت کی صبح کو جو
اٹھے روتے ہوے ملکہ سے فرمایا کہ مین نے بعد مدت خواب پریشان دیکھا ہے مین اب مدد کو جاؤنگا یہ کہکر فوراً سوار
ہوے حاملان تخت دیو اکوان دیو کوان دیو برق دیو برقان تخت لے کر چلے قریب شکارگاہ سلیمانی کے پہونچے
تھے کہ کان مین آواز گیر و دار کی آواز آئی سر جھکا کے دیکھا نقابدار زرین پوش کو فوج قہقہا نے گھیرا ہے
ساٹھ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار زخمی ہوے خود بھی زخمدار ہے مین گھرا ہوا ہجوم ہے ہر سردار جانبازی
کر رہے ہین جب کسی دیو نے بڑھ کر حملہ کیا اپنا سینہ سپر کر دیا نقابدار کو بچایا صاحبقران نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
حاملان تخت سے کہا جلد اتارو غضب ہوا نقابدار قتل ہوا چاہتا ہے یہ کہکر تخت سے اترے اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرہ صاحبقران

اسکندر رب اکبر دو بالا احتشام	ابن عبدالمطلب امیر ذوالاحتشام	رستم بود در صف کامران
شہنشاہ اقلیم جرات ...	... الامان الامان	بہ آسمان جلالت منجم
... گشت دیو ... صاحبقران	... ملک ہندوستان	

نقابدار نے جو یہ آواز سنی بدن مین جان آگئی چک چک کے لڑنے لگا ہر چند کہ زخمدار تھا مگر ہمت کو مضبوط
باندھ کر سردارون کو آواز دی یارو تمہاری مدد کے واسطے صاحبقران آگئے اب کہو کاوش کرو سب سردار
نقابدار مصروف جنگ ہوے مگر فوج دیوان بہت ہے ہر چند صاحبقران قتل کرتے ہین مگر مجمع کم نہین ہوتا
قہقہا پکار رہا ہے یارو حمزہ کو بھی مار لو حمزہ بھی آکے تمہارے قبضے مین آگیا اگر حمزہ کو مارا تو سلطنت قاف
کی دیونادون کا بلوہ ہو رہا ہے یہ رنگ امیر نے جو دیکھا فرمانے لگے ایسی مجبوری کبھی نہوئی تھی بیقرار ہوکے
دعا کرنے لگے ای خالق کارساز اس ہنگامے کو دفع کر

ہر بندہ است بندگی کردگار فرض	شام و سحر اطاعت پروردگار فرض
واجب اطاعت ست باحکام ایزدی	صدق و نیاز و عاجزی و انکسار فرض
بر ذات خود محبت محبوب در جہان	دارد ہمیشہ بندہ امیدوار فرض
در کارگاہ دہر جہان کار کن شدام	کارے کہ ہست بر فزای کردگار فرض

امیر نے بیقرار ہو کے دعا کی صحراے گرد اُڑی چار نقابدار دو گلگون پوش دو زمرد پوش بارہ ہزار
فوج سے آگے پہونچے مصروف جنگ ہوے چاروں نقابداروں نے آکر فوج دیوان کو گھیر لیا جنگ کرنے
لگے چاروں نقابدار صاحبقران کے گرد پھر رہے ہین جیسے شمع کے گرد پروانے پھرتے ہین اب امیر
سنئے کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور ایک جوان جسکو بلاے سیاہ کہتا تھا تمام جسم پہ سیاہ چہرہ آفتاب عالمتاب
خال سبز ورنگ ہاشمی چہرے پر جوشان وخروشان چار دیو تخت کو اُٹھائے ہوے چوب دست
گران سنگ کاندھے پر یہ ہنگامہ دیکھکر اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ ہمین اتارو دیوون نے زمین پر اُتارا
اُسنے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی چوبدست مارنے لگا جس دیو پر چوبدست مار دی پرانڈا ہو گیا جسوقت سے
امیر نے دیکھا یہ جوان بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے جسکے چوبدست مارتا ہے اسکا کام تمام ہوتا ہے اسکے حربے سے
کسی کو امان نہین صاحبقران تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین ای جوان مرحبا کیا لطف سے جنگ کر رہا ہے امیر
نے دیکھا وہ جوان ہماری زبان نہین سمجھتا زبان جنّی مین جو تعریف کی تب وہ جوان سمجھا ہنستا جاتا ہے کبھی طرف
صاحبقران کے آتا ہے دیوانگی کی حرکتین کبھی کبھی بحیرت دیکھتا ہے زبان جنّی مین کہتا ہے تم بھی بڑے بہادر ہو میرے
سامنے آکر لڑو صاحبقران تیغ عقرب کھینچے ہوے پہلو پر اُس جوان کے آکر جنگ رستمانہ کر رہے ہین
جب صاحبقران ہاتھ تلوار کا لگاتے ہین دیو کے دو ٹکڑے ہوتے ہین وہ جوان بلاے سیاہ خوب ہنستا ہے
کہتا ہے تم بھی جنگ فرقۂ دیوان سے خوب آگاہ ہو چرخ جرأت کے ماہ ہو وہ جوان جست و خیز کرتا ہوا قریب
قہقہا کے پہونچا اپنی زبان مین آواز دی او ججیا کہان جاتا ہے مین آپہونچا قہقہا نے پلٹکر چوبدست لگائی دیوانے
نے چوبدست کو چوبدست پر روکا تڑاخے کی آواز آئی گردار دیوانے نے روک لیا امیر نے بڑی تعریف کی
اُس جوان نے چوبدست کھا کر چوبدست کو گردش دی جسکے سر پر پڑ گئی اُسکا سر پھٹ گیا کئی دیو مارے گئے
دیوانے نے جست کر کے چوبدست سر پر قہقہا کے لگائی قہقہا نے چوبدست کو گرز پر روکا تڑاخے کی آواز
گنبد گردون تک پہنچی وہ ہوئی قہقہا لڑکھڑا کے زمین پر گرا بیہوش ہوا دیوانے نے ایک چیخ ماری چاہا
دوسری چوبدست لگاوے سر اسکا پھٹ جاوے دیوزاد دوڑ پڑے گود مین قہقہا کو اُٹھا لیا لے کر بھاگے دیوانہ
سو ٹاربوون نے بیرقین کھولین وہ بیرقین جو چمکین وہ دیوانہ اُن بیرقون کو دیکھکر ایک چیخ مار کے بھاگا ہر چند
امیر نے پکارا کہ ای جوان ٹھہر جاؤ ذرا میرے قریب آ لیکن وہ نہین ٹھہرتا دیوزادون کی بغل مین منھ ڈال دیا
اشارہ کرتا ہے مجھے لے بھاگو آخر دیوزادون نے گود مین اُٹھا لیا تخت پر سوار کیا بھاگے صاحبقران نے پیچھے
دیکھا کئی دیوزاد اُس دیوانے کو لے کر چلے گئے امیر اب نقابدار کے پاس آئے نقابدار زرین پوش
انتہا کا زخمی تھا مگر امیر سے ملاقات کی امیر نے پوچھا ای نقابدار بہادر یہان کیونکر پہونچے نقابدار نے کہا مین یہان
اُترا ہوا تھا کسی نے قہقہا کو خبر کر دی اُسنے آ کے گھیر لیا مین انتہا کا زخمی ہوا آپنے میری جان بچائی امیر نے
فرمایا تمنے ہماری جا بجا مدد کی اگر ہم بھی شریک ہوے تو کیا کمال کیا تمہارا ہم پر بڑا احسان ہے نقابدار نے
کہا میری کیا مجال ہے کہ مین آپ پر احسان کر سکون آپ اپنی کیفیت تو مجھسے ارشاد فرمایئے کہ اسوقت آپ
کہان سے تشریف لاتے تھے جو یہان پہونچے امیر نے فرمایا مین بردہ قاف گیا تھا اب وہان سے واپس ہوا
ہون اپنے لشکر مین جاتا ہون نقابدار نے کہا مین نے خبر پائی ہے کہ آپکے لشکر پر بڑی آفت ہے آپ جلد پہونچئے
امیر نے فرمایا ای دیوزاد مجھے جلد پہونچاؤ مین نے خبر وحشت اثر سنی ہے یہ کہکر تخت پر سوار ہو کے چلے قریب باغ سلیمانی

امیر بہو بچے دیوزادون سے پوچھا یہ کیا مقام ہو دیا قوال سنے کہا یہ باغ سلیمانی مشہور ہو جب حضرت بلقیس کو حضرت سلیمان نے بلایا وہ خواہان ہوئین کہ ہمارے واسطے ایک باغ تیار کروائیے حضرت سلیمان نے یہ باغ تعمیر کرایا اسی وجہ سے اس باغ پر بہار کو باغ بلقیس کہتے ہین جب حضرت کا انتقال ہوا جس دیو نے جو مقام پسند کیا قبضہ کر لیا یہان بھی کسی نے قبضہ کیا ہوگا امیر نے فرمایا ذرا اس باغ مین ہمکو اتار دو امیر کہے کہ دیو باغ مین آئے امیر اُترے دیوزادون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ سیر کرتے ہوئے چلے گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نخل عمدہ بلبل شیدا شاخ گل پر چہول چہول کر زمزمہ سرائی کر رہی ہین تعریف باستمالی قضا و قدر مین پکار رہی ہین

نظم

میکند کلک قدرت تقدیر
طائر را لطف کردہ توقیر
نیک و بد را تو سیکنی تقسیم
سجدۂ عجز میکند ہر پیر
ذات پاک تو ہست عالم غیب
حالت خلق با سمیع و بصیر

ہر زمان تازہ نقش تو تحریر
مرحمت کردی تو انسان ر
رزق شان بے توقف و تاخیر
خامہ عاجز ز شرح اوصافت
واقف و محرم و علیم و خبیر
بے مثالی و لا شریک ہستی

آدمی را شرف تو بخشیدی
دولت علم و دانش و تدبیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت
ہر زبان است لال از تقریر
تو بدانی و بینی و شنوی
تو نداری دگر عدیل و نظیر

عرش و فرش و لطیف دی و ہستی
یافتہ از تو صورت ہستی

امیر عرصۂ دراز تک زبانی بلبل شیدا کی یہ اشعار سنا کیے پھر آگے بڑھے قمریان نخل سرو پر کوکو کر رہی ہین کبھی وجد مین آکر پکار اٹھتی ہین ای بے نیاز ای بندہ نواز نظم مسدس

نطفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی

قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی
گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی

مہر تابان ساختی ماہ منور ساختی
شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی

ساختی حلقہ بگوش خود سران ملک را
خم نمودی گردن گردن کشان ملک را

سرنگون کردی بہ سجدہ سروران ملک را
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را

گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
گاہ یا بر ساختی و گاہ اکبر ساختی

تو خبر داری ز ہر احوال یا نعم الخبیر
قدرت کامل بدست تست یا رب قدیر

در خدائے لا شریکی بے مثالی بے نظیر
اہل دولت را گہے کردی تو درویش و فقیر

تنگدستان را اہل و در تو نگر ساختی
بیکسان را اہل حشمت میر لشکر ساختی

امیر نے جو نغمہ سرائی قمری کی سنی وجد کرتے ہوئے بچے کہ ایک طرف سے کو رز قی ای کریم ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے یہ سنتے ہی امیر بیقرار ہو گئے اسی طرف چلے دیکھا ایک مکان مختصر بنا ہے اُسمین ایک پریزاد بہت مشتعل صورت سرو قد خورشید خد ابرو ہلالی صراحی گردن سینے پر ہاتھ مارکر آہ سرد بھر رہا ہے ہوئے تڑپ کر آواز دی

کیون اے فلکِ کجرفتار یہ کیا سامان دکھایا کہ آنکھون مین اندھیرا آیا

نظم

دن بھی وہ اور رات بھی کیون ہی فراقِ یار مین
کاٹے ہے فرق آگیا گردشِ روزگار مین

بس کہ بن آئی مر گئے ہم شبِ انتظار مین
زن جو رہے تھے عمر کے جیتے رہے مزار مین

خاک مین وہ تپش نہین جار مین وہ خلش نہین
کیون نہ ہین زیادہ ہو جو تڑپ جنون بہار مین

ہو گئی کیا بلائے جان بوسۂ زلف کی ہوس
پھیرتے ہین زبان کو ہم کام وہ دہانِ مار مین

مرگ ہی انتہائے عشق یان ہے ابتدائے شوق
زندگی اپنی ہو گئی رنجش بار بار مین

پوچھا ہی اُسنے کیا مری بیخودی و قلق کا حال
ہوش نہین تو اس مین تاب نہین قرار مین

کیون نہ گلے کا ہار ہو شوق اجل پہ روئے ہین
پھول عدو کی خاک کے اُسنے گلے کے ہار مین

خاک اُڑائی گل رُخون نے یہ کئے جنون عشق مین
آئی ہی کچھ ادائی ہو ہوا و صبا غبار مین

لاکھ شکستگی سے بھی دل کی گرہ نہ کھل سکی
عقدہ کشا ہوئی ہے پر شکن طرۂ تابدار مین

دھیان مین مومن آگئی بحث جبر و اختیار
قابو سے یار مین ہین ہم وہ نہین اختیار مین

امیر نے جو یہ اشعار سنے بے اختیار ہو گئے قریب اُس پریزاد کے بیٹھ گئے فرمایا اے گرفتار دام مصیبت و اے آشفتۂ وادی مودت یہ کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم ملال ہے کس سرکش کا خیال ہے صاف صاف بیان کرو تمھاری آہ و نالے نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا ہے یہ سنکر اُس نازنین نے سر اُٹھا کر جمال امیر کو دیکھا فرمایا اے شہریار من پردۂ چہارم قاف کی شاہزادی ہون صحبت آسمان پری مین حاضر تھی کہ دیو کیوس اُڑا ہوا جاتا تھا مجھکو دیکھکر عاشق ہوا یہان اُٹھا لایا کئی مہینے گزر گئے کوئی خبر لینے والا نہین اگر ملکہ آسمان پری یا ملکہ قریشیہ سلطان کو خبر ہو جاوے تو ضرور میری مدد کرین صاحبقران نے فرمایا تو قاتل عفریت و سمندون کو پہچانتی ہے کہا حضور آپ تو جہان مین فرد ہین کیا عجب ہے کہ آپ ہی ثانی سلیمان ہون یہ سنکر امیر سے رو رو کر سب حال بیان کیا اب جو امیر مجھے اُس پریزاد نے بخوبی پہچانا کہا حضور اب وہ دیو آتا ہوگا امیر نے کہا مین خود اُسکا متلاشی ہون یہ ذکر تھا کہ ہوائے تند چلی دیو کیوس پیدا ہوا اندر سے صاحبقران کو دیکھکر آواز دی او آدم زاد میری معشوقہ سے بات کرتا ہے امیر نے کہا بجا آؤ تو کیوس قریب آیا کئی چوبستین لگائین امیر نے خالی دین آخر کلّہ چنگل مارا امیر نے علائی تھام کر ایک گھونسا مارا دیو کے دو ٹکڑے اُٹھکر مارا چارون شانے چت گرا کر چھاتی پر سوار ہوئے کہا بہتر یہ ہے کہ شیطان پر لعنت کر اُسنے جواب سخت دیا امیر نے سر کھینچ کر پھینک دیا پریزاد نے اُٹھ کر ہاتھ چوم لیے امیر نے کہا چلو تمکو صحبت آسمان پری مین پہونچا دون پریزاد نے کہا یہان سے قریب میرا قلعہ ہے وہان تشریف لے چلیے بعد ایک ہفتے کے چلے جائیے گا امیر نے فرمایا مجھکو بمقدمۂ لشکر بڑا انتشار ہے مگر دل نہین چاہتا کہ تمکو جدا کرون امیر نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا مجھکو نرگس پری کہتے ہین امیر نے تخت پر نرگس کو سوار کر لیا طرف قلعۂ نرگس کے چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ نرگس نے کہا اے شہریار قلعے کی طرف سے دھوان اُٹھ رہا ہے اسی دیو کی مان جادوگرنی بھی ہے شاید وہ قلعے پر چڑھ آئی امیر نے فرمایا اگر ایسا بھی ہے تو دیکھا جائیگا جب امیر قریب قلعے کے پہونچے دیکھا قلعے پر آگ برس رہی ہے ایک دیونی بلند کیے ہوئے جاتی ہے امیر تخت سے کود کے اُس دیونی سے مقابلہ کیا اُسنے سحر کیا جب قریب پہونچے ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا جب دیونی کو قتل کر چکے اُسکا سامان دور کر ایک دم بھر مین قتل کر ڈالا نرگس کو لے کر قلعے مین داخل ہوئے

کیونکہ امیر اسیر مانگ رہے ہیں نرگس سے عقد کیا گوہر مراد حاصل کیا ملکہ نرگس حاملہ ہوئیں کہ اسکا ذکر
وقت پر تحریر ہوگا طلسم ہفت پیکر میں ملکہ نرگس نے کہا ای امیر یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوگی میرے ساتھ
دشمنی کریگی امیر نے فرمایا جب ایسا اتفاق ہو مجھکو نامہ لکھنا میں فوراً آؤنگا یہاں سے بھی امیر رخصت ہوئے
حاملان تخت نے تخت کو اٹھایا امیر کو ایکطرف پردہ دنیا کے چلے ایک صحرا میں پہونچے دیکھا اسمیں ایک گنبد
ہے اسمیں مشعل ہفت سر روشن ہے ایک دیو تاج سر پر رکھے ہوئے جیسے ہی اُسنے امیر کو دیکھا اٹھکر سلام کیا کہا ای
آقائے نامدار و مولائے قدرشناس آپکا کیونکر آنا ہوا میرا تو قصد تھا کہ آپکے لشکر کو جاؤں دیو جہان میرا نام
ہے ملک ہفت مشعل سلیمانی شہزادہ بدیع الزمان نے جنگ رستاخیز کے مجھکو مطیع و منقاد کیا میں لشکرکشی
میں انکی حاضر ہوا تھا اُسی زمانے سے اس صحرا کا مالک ہوں کل نیاسر گذرا آپکا فرزند شہزادہ قمرزاد ادھر آئے
شکار کے یہاں تشریف لائے دن کو یہاں آہو بہت آتے ہیں میں آگاہ نہ تھا ایک آہو پر اُنھوں نے تیر مارا وہ
عفریتہ جادو بادر قہقہا تھی اُسنے تیر کھاتے ہی ایک چیخ ماری کئی ہزار دیونیاں جمع ہو گئیں لشکر کو قمرزاد
کے پیوند زمین کیا قمرزاد کو پکڑ کر لیگئی اس پہاڑ پر ایک قصر عجائب ہے اُسمیں لیجا کر قید کیا میں نے یہ خبر پائی کہ شہزادہ
پر عاشق ہوئی ہے طالب وصل ہے وہ شیر انکار کرتا ہے وہ وحشت کرتی ہے کچھ ملازم بھاگ کر پاس ملکہ قمرچہر کے گئے
وہ بیتاب ہوکر آئیں عفریتہ قصر عجائب سے نکلی قمرچہر کو بھی گرفتار کرکے لیگئی میں نے چاہا تھا بے آقای بدیع الزمان
کو نامہ لکھوں مگر شکر ہے کہ آپ تشریف لائے صاحبقران نے فرمایا کیا افسوس کی بات ہے کہ میں بہر منزل ہوں
بعد مدت لشکر خواب پریشان دیکھا ہے یہاں یہ کیفیت ہے اب کیونکر گوارا کروں کہ قمرزاد و قمرچہر قید رہیں میں ابھی
جاتا ہوں ہومان صاحبقران کو ساتھ لے کر ملا جیسے ہی کوہ عجائب پہاڑ کے دیکھا ایک قصر سر بفلک کشیدہ
سر قصر پر ایک زن بیٹھی ہے جیسے ہی امیر بانوقیر کو اس زن نے دیکھا اپنی آواز میں ایک چیخ ماری آسمان سے
ایک طاؤس پیدا ہوا تڑپ کر گرا دیو ہومان کو وہ طاؤس اٹھا کے گیا ہومان نے آواز دی ای شہریار
غلام کو بچائیے جب تک امیر بھیجیں وہ طاؤس ہومان کو لے کر داخل قصر عجائب ہوا ایک آندھی سیاہ چلی
بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے دیکھا وہ قصر و پہاڑ غائب ہوگیا اپنے کو قریب ایک گنبد کے پایا دیکھا
ایک کرہ فلک شکوہ ہے کہ محل اسکا دفتر زمین قصر کے سے لکھا ہے دن کو طائران زمزمہ سرا رہتے ہیں رات کو
پریزادوں کا دخل ہوتا ہے ان پریزادوں نے امیر کی دعوت کی صبح کو صاحبقران نے ارادہ کیا کہ اپنے تئیں
قصر عجائب میں پہونچاؤں مگر سرپہ کو قصر عجائب غائب ہوا اُٹھ کر دعا کی ذرا غنودگی سی معلوم ہوئی ایک
بزرگ عالم خواب میں آئے اُنھوں نے فرمایا جب بیدار ہونا یہ اسم سایہ نخل میں بیٹھ کر پڑھنا اور
داخلہ قصر عجائب کی یہاں کی کہ اسطرح جانا ہوگا امیر بیدار ہو کے سایہ نخل میں آئے وہ اسم تعلیم کردہ
بزرگ بعدد مذکور پڑھا ایک جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر آکر نخل پہ بیٹھا زمزمہ سرائی کرکے آواز دی ای
امیر بانوقیر اسی نخل کو کھود ڈالیے دہنہ نقب کچھ کا ظاہر ہوگا اسی نقب میں جائیے قصر عجائب میں پہونچیگا
مگر مقام بہت سخت و صعب ہے ذرا سمجھ کر جائیے گا امیر نے نخل کو کھود کر نقب میں بسم اللہ کہکر داخل ہوئے
بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران باہر کوہ عجائب پہونچے دیکھا چند دیو جلاد و شیخ دیو ہومان کو
قتل کیا چاہتے ہیں امیر نے جاکر جلادوں کو مارا ہومان کو رہا کیا فرمایا ای ہومان قصر عجائب میں چلو
ہومان صاحبقران کو ساتھ لے کر ایک صحرا میں آیا کہ غلام زجاجے ایک گوشے میں پوشیدہ ہوتا ہے اسی صحرا میں

عفریتہ آدیکھی اگر آپ نے اُسکو مارا راستہ قصر عجائب کا ملیگا امیر اُسی پہاڑ پر بیٹھے تھے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی
چند فراش مگر دیو زاد ایک بارگاہ لے کر آئے بارگاہ استادہ کی بعد تھوڑی دیر کے ایک محافہ زرین آ کر اُترا
اُسمیں سے ایک پریزاد نکل کر خیمے میں گئی بعد تھوڑی دیر کے ایک جوان نہایت خوبصورت تخت پر سوار
آ کر اُترا اندر خیمے کے گیا پردہ خیمے کا اُٹھا دیا اُسمیں بیٹھ کر وہ جوان اُس پریزاد سے اختلاط ظاہری و باطنی
کرنے لگا امیر کو بہت ناگوار ہوا نعرہ کر کے پہاڑ سے کود پڑے وہ پریزاد بھاگ کر نکل گئی مگر وہ جوان تیغ کھینچکر
سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا منظور یہ کہ اسکو
زیر کریں مگر وہ جوان زور کرتا ہے امیر کا پنجہ قابض نہیں ہوتا خیال کرتے ہیں اسم اعظم فراموش ہو رہا ہے امیر
نے جناب میں دعا کی دیو ہومان نے سامنے آ کر آواز دی یا امیر اسم اعظم پڑھیے ورنہ گرفتار ہو جائے گا
یہ اُسی عفریتہ کا سحر ہے امیر نے ہشیار ہو کے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا
وہ جوان ہاتھ چھڑا کر بھاگا امیر اُسکے پیچھے چلے ہومان نے آواز دی اسی جوان کے ہمراہ قصر عجائب
میں جائیے اب تھوڑی دور بھاگا امیر نے دیکھا دور ہی قصر نیا ہی وہ جوان بھاگ کر خندق میں گرا امیر بھی
بسم اللہ کہکر بھاند پڑے پاؤں آشنا زمین ہوئے اب جو دیکھا ایک دیو نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہے کہتا ہے اے
او حمزہ میں سمجھا تو نے سب امیر زادے قاف کے مارے گئے میں تغریت بن عفریت اب کہاں جائیگا
یہ کہکر چوبدست لگائی امیر نے چوبدست پر ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا چوبدست چھین کر پھینک دی دیو لپٹ
پڑا امیر سے دو پہر کشتی ہوئی کہ پھر ہومان نے آواز دی حضور اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم ورد
زبان کیا تغریت کو لے دو ٹکڑے کرے پھر لا کر مارا چھاتی پر چڑھ کر گردن کھینچ کر پھینک دی مرنا تھا اس دیو
کا آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام میں تغریت جادو بردہ مارکے اسکو امیر آگے بڑھے ایک طرف
سے دیکھا ملکہ قمر چہر آتی ہیں مگر چہرہ اُداس آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے امیر کو آ کر سلام کیا کہا ای شہریار
جلد چلیے آپکے فرزند کو عفریتہ قتل کیا چاہتی ہے امیر ساتھ قمر چہر کے چلے قمر چہر نے امیر کو لا کر ایک باغ
ویران میں پہونچایا کہتی ہے ای شہریار وقت قتل قریب ہے کچھ میوہ نوش فرمائیے پھر آپکے چلوں ایک سیب
لا کر امیر کو کھلایا سیب کھاتے ہی امیر بیہوش ہوئے قمر چہر نقلی یعنی کنیز عفریتہ میمونہ نے ایک چیخ ماری
چاروں طرف سے بارہ ہزار دیو آئے امیر کو قید کیا اُڑا لے پر گا ال کے میمونہ لے کر چلی بارہ ہزار دیو امیر کو گھیر
ہوئے جاتے ہیں قضاے کار ملکہ قریشیہ سلطان جنگ کرتے ہوئے گئیں غنیں بیٹھکر قلعہ بلور پر آ رہیں آسمان کی طرف
نے کہا ای نور نظر تم کو خبر ہے کہ تمہارے والد پر کیا گزری دیو جو امیر کو لے کر گئے تھے وہ ابھی تک پلٹ کے
نہیں گئے پریشان ہو کر خواجہ عبدالرحمن کو بلوایا کہا جلد دیکھیے والد پر قریشیہ کے کیا گزری خواجہ عبدالرحمن
نے قرعہ پھینکا قریشیہ سے کہا اے نور نظر اپنے کو جلد پہونچاؤ میمونہ نے امیر کو گرفتار کر لیا ہے لیے جاتی ہے اگر تاب عفریتہ
پہونچ گئے وہ عشق قمرزاد میں مبہوت ہے فوراً قتل کر دیگی قریشیہ نے حکم دیا تخت تیار ہوا سوار ہو کر قریشیہ
چلیں پیچھے پیچھے راشد و ارشد بیتاب ہو کر چلے اب جو آسمان سے دیکھا صاحبقران آ رہے ہیں ایک دیو نے
صاحبقران کو لیے ہوئے جاتی ہے بارہ ہزار دیو چار جانب سے گھیرے ہوئے امیر کو بہ تعجیل لیجاتے ہیں قریشیہ
کو تاب نہ رہی قربان سے کمان ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا چڑھا کر کمان میں پیوست کیا میمونہ کو تاک کر مارا سینے پر
اسکے تیر پڑا پشت کو توڑ کر پار گزرا امیر کو ہوش آیا قمہ توڑ ڈالی دیووں سے لڑنے لگے مگر امیر نے پلٹکر دیکھا

ہمراہیان قریشہ مصروف جنگ ہین ملکہ قریشہ نہین معلوم کہان ہے دیو تندک سے پوچھا اسنے کہا ای شہریار والاتبار
جب ملکہ قریشہ نے میمونہ کو مارا اُسی وقت ملکہ غائب ہوئین صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا اور ہمکو سب
دیوزادون کو شکست دی اُسی مقام پہ سامنے قصر عجائب کے اُتر پڑے مگر سخت حیران ہین کہ کیا کرین
ہمان نے آکے عرض کی ای شہریار عفریتہ نے یہ طلسم عجائب بنایا ہے جبتک حضور کو لوح اس طلسم کی
دستیاب نہوگی کچھ نہوگا امیر نے جو یہ سنا بیتاب ہوکر ایک جانب چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ کان مین کسی
کے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک جوان رو رہا ہے چہرہ اُداس پریشان خاطر امیر نے
فرمایا ای شخص تو کون ہے وہ شخص اور زیادہ رونے لگا کہا ای شہریار مجھکو نعمان جنی کہتے ہین میرا بیٹا ارشد تاجدار
اسپر عفریتہ عاشق ہوئی ایک روز اُسے اُٹھا کے لے گئی ہین اب اُسی کے فراق مین فقیر ہوکر بیٹھا ہون آپ اپنا
نام نامی ارشاد فرمایئے امیر نے اپنے نام سے جو اُسے آگاہ کیا اُس تاجدار نے دامن امیر کا تھام لیا و عرض
کی ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان آپکا دامن نہ چھوڑونگا میرے بیٹے کو مجھسے ملا دیجیے امیر نے کہا ای برادر
مین خود خواہان ہون کہ اپنے کو طلسم عجائب مین پہونچاؤن میرا ایک فرزند قمرزاد اور ماں اُسکی قمر چہر اسی طلسم
مین قید مین دیو ہمان نے مجھے کہا کہ لوح ہاتھ ملے اب مین کہان پتا لگاؤن اور کیونکر جاؤن نعمان جنی نے
کہا سامنے باغ فرح افزا ہے وہین سے لوح کا پتا لگیگا غلام نے نجومیون سے دریافت کیا تھا امیر نے
نعمان جنی سے وعدہ کیا طرف باغ مذکور کے روانہ ہوئے جب باغ مین پہونچے دیکھا باغ پر بہار عنبر بیان
خوشنوائی بجا ہے نہرین بصد آب و تاب جاری ہین دیوارون پر گلکاری مگر باغ مین سناٹا نہ انسان نہ حیوان
امیر زر رفتہ گلستان مین چھپ کر بیٹھے شام کے وقت ملاحظہ کیا خود بخود روشنی ہوئی وسط باغ مین ایک چبوترا
تھا اسپر فرش بچھا مگر کوئی بچھانے والا نہ معلوم ہوا امیر کی حیرت بڑھی کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوان تاجدار
اُسکے مسند پر بیٹھا آواز دی ای سرخاب و مرغاب جلد حاضر ہو اندر سے بارہ دری کے دو غلامان زنگی حاضر
حاضر ہوکر سامنے آئے جھک کر سلام کیا اُس تاجدار نے کہا ارے اُس سرکش کو لاؤ وہ دونون غلام گئے
ایک قفس لائے اُسمین امیر نے ملکہ قمر چہر کو دیکھا کپڑے میلے چہرہ پژمردہ آنکھون مین حلقے پڑے ہی اس
تاجدار کو دیکھا تھر تھر کانپنے لگین اُس تاجدار نے قفس ہاتھ مین لیا کہا کیون ای جان جہان آرام دل مشتاقان
کہان تک تیرے ہجر مین جلون اب تو مجھکو قبول کر ورنہ ابھی تیرے سامنے اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا میرا اب
بسبب غم حال ہے جینا محال ہے بقول شاعر نظم

وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھ پہ تھے بیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے وہ شکایتین وہ مزے مزے کی حکایتین
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارتون ہی مین گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دمبدم
گلۂ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمھارے جی کو بری لگی
تو بیان سے پہلے ہی بھولنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے کئی سال کا کہ کیا اک آپنے وعدہ تھا
سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کہا میں نے بات وہ کوٹھے کی مرے دل سے صاف اتر گئی
تو کہا کہ جانے مری بلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہیں نہیں کی ہر آن ادا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومن مبتلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اُس تاجدار نے رو رو کے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ نے فرمایا او بیحیا میں زوجہ ہوں زلزلہ قاف ثانی سلیمان
کی ایسے کلمات زبان سے اب نہ نکالنا امیر نے جب قصد کیا کہ میں جا پڑوں دل دھڑکا اور آواز آئی یا امیر
ابھی صبر کرو دل پر جبر کرو تاکہ معرفت لوح حاصل ہوگی صاحبقران رک جاتے ہیں صبح تک وہ تاجدار
[illegible] مدح کرتا رہا قمر چہر نے ہر بار جواب سخت دیے صبح کو وہ تاجدار روتا ہوا چلا گیا پہلے غلاموں سے
کہا قفس [illegible] لٹکا دو اور تم بھی کہیں جاکے سو رہو دونوں زنگیوں نے قفس لیجا کر بارہ دری میں لٹکا دیا اور آپ
دونوں ایک گوشے میں سو رہے جب باغ میں سناٹا ہوا صاحبقران اٹھ کر چلے تھے کہ ایک طائر نے آواز دی
یا صاحبقران مقام صبر و جبر ہے قمر چہر سے کل حال لوح دریافت کرو ورنہ اس باغ سے نکلنا دشوار ہوگی
صاحبقران سمجھتے ہوئے بارہ دری میں تشریف لائے قمر چہر پری نے جو صاحبقران کو دیکھا رونے لگیں عرض
کیا ای شہریار شہرت فیلبند نے مجھکو قید کیا ہے آپنے دیکھا ہوگا دیا ڈالتا ہے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے لیکن
خدا نے آبرو بچائی قمر زاد [illegible] خبر ہے لونڈی کو رہا کیجیے امیر نے فرمایا ای قمر چہر یہ طلسم عجائب ہے میں بھی
اس باغ میں آپھنسا تم کو مناسب یہ ہے کہ بہ عقلمندی اس ملعون سے حال لوح کا پوچھو کہ لوح حاصل کر کے
تمکو اور قمر زاد کو چھڑا دوں فی الفور اس کے محکوم ہاں گیا لیکن وہ بھی قید ہو گئیں قمر چہر نے کہا کل میں حال
لوح دریافت کر کے آپ سے عرض کروں گی لیکن آپ اپنے کو مخفی کریں صاحبقران آگے اُسی طرح درختوں میں
چھپ رہے لیلی شب نے جب نقاب چہرے سے اٹھائی مجنون روز دشت سجدہ عالم میں آیا لیلی شب نے زلف
عنبرین کو کھولا اُسی طرح روشنی ہوئی وہی تاجدار آسمان سے بقاعدہ قدیم آیا اُسی طرح فرش بچھا وہ تاجدار
مسند پر بیٹھا سر خاب و کمخواب دونوں غلاموں کو آواز دی وہی دونوں غلام قفس لیکے گئے وہ تاجدار
اُٹھ کر قفس کے گرد پھر کر کہا ای ملکہ عالم اب تو میری جان پر بنی ہے آج مجھکو ایک بڑا خوف پیدا ہوا شاید کل
کوئی تمہارے پاس بارہ دری میں آیا تھا ملکہ نے کہا او ظالم یہاں بھلا کون آسکتا ہے اگر مجھکو میری طرف سے
بدگمانی ہے فوراً قتل کر ڈال تیرا دل بھی خوش ہو یہ سنتے ہی وہ تاجدار سر پیٹنے لگا کہا ای ملکہ عالم لاکھ جان
میری تمہارے نام پر نثار ہے اپنی جان دونگا مگر صدمہ نہیں دینا چاہتا ہے سیہ نے مجھکو خبر دی اُسی کی تہمت
کرتا ہوں ملکہ نے کہا ای شہرت اب تو نے مجھکو زندہ رکھا ہے تو یہ بھی جانتا ہے کہ تجھے مجھکو کیوں نہیں قبول کیا یہ
طلسم ہے اور شوہر میرا افتتاح طلسم عالم ہے پھر تو بتلا دے کہ لوح طلسم کہاں ہے ایسا نہ ہو وہ آکر لوح طلسمی حاصل کریں
مجھکو قتل کر ڈالیں تو میں کسی کی ہو سکے ہوں اسی وجہ سے انکار کرتی ہوں اگر مجھکو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی مجھکو قتل
نہیں کر سکتا میں خود تجھپر عاشق و فریفتہ ہوں یہ جو ملکہ نے فرمایا یہ سنتے ہی وہ تاجدار خوشی کے مارے پھول گیا
بے اختیار قفس کے گرد پھرنے لگا کہا ای ملکہ عالم کسی کی مجال ہے کہ مجھکو قتل کر سکے ای ملکہ عالم یہ جو سامنے درخت
چنار ہے اگر کوئی اسکو اکھیڑے تو ایک قفس آہنی نکلیگا اسمیں ایک کبوتری ہے کوئی اسکا سینہ چاک کرے تب لوح
طلسمی اسمیں سے برآمد ہوگی جب کوئی اُس لوح کو پا جاوے تب مجھ سے مقابلے کے لائق ہو سکے پھر شاید مجھپر
غالب آئے پھر کسی کی مجال ہے کہ اس درخت کو اکھیڑے اس راز سے کون آگاہ ہے کیا مجال کسی کی آج تک میں نے

اسی لئے کہ زبان سے نہیں نکالا تھا چونکہ تیر میری جان جاتی ہے اسوجہ سے مین نے یہ بیان کر دیا مگر ای ملکۂ عالم واسطے
سامری و جمشید کا ان الفاظ کو کبھی زبان سے نہ نکالیے گا ورنہ میرے واسطے باعث خرابی ہے مین نے اپنی
موت کا حال آپ سے بیان کر دیا یہ مقام طلسم عجائب ہے اکثر ساحریان ایسے ہین کہ جنکا شغل نہیں اور ملکہ
عفت سیہ ساحادر کہ بادشاہ طلسم ہے انکا سحر تو قیامت کا ہے ملکہ قرلیشہ نے اگر امیر کو رہا کیا وہ بھی قید ہو گئیں صلاح
ہو چکی ہے کہ قرلیشہ کو قتل کریگی کاہن منع کرتا ہے کہ ابھی کسی کو نہ قتل کرو طلسم کشا در پئے آزار ہے ایسا نہو
کہ کارگذار بگاڑ دین اور طلسم کشا کو لوح ملے تو بڑی خرابی ہوگی غرضکہ عرصہ دراز تک ملکہ قمر چہر سے یہی باتین
رہین پھر اسنے نارنج بانمرہ کر کہا اب تو مین نے اپنا راز دلی کہدیا اب تو مجھے وصل سے شاد کیجیے کوئی باعث
تسکین کا ارشاد کیجیے ملکہ نے کہا ای شہرت کیون گھبراتا ہے جو تو کہیگا وہی ہوگا اب ہمارے دل کو تسکین
ہو لی ایک دن تامل کر تیرا کہنا کرینگے شہرت نہال ہو گیا کہا ای ملکۂ عالم مین تو غلام ہون جو ارشاد فرمائیے گا
بجا لاؤنگا رات بھر یہی باتین رہین کہ ستارۂ سحری چمکا شہرت نے کہا ای ملکۂ عالم وقت میرے جانے کا آگیا
آپ بھی تشریف لیجائیے وہ ہر دو نون غلام گئے قفس اٹھا کر لیگئے شہرت تخت پر سوار ہو کر گیا صاحبقران
گوشے سے اٹھ کر بارہ دری مین آئے قمر چہر پری نے کہا یا امیر مین نے حال لوح پوچھ لیا یہ جو سامنے نخل
چناری اسکی بیخ مین لوح ہے جا کر کھود لیجیے مگر یہ سب کام اپنے دست حق پرست سے کیجیے خدا آپکو مظفر و منصور
کرے رنج و غم دل سے دور کرے طلسم بہت سخت ہے بڑے بڑے ساحر ہین خدا اپنا فضل شریک کرے ملکہ
قرلیشہ پر بڑی مصیبت ہے چاہتے ہین قتل کرین لیکن کاہن نے ابھی منع کیا ہے شاید اپنا مذہب چھوڑ کے
آپکا مذہب اختیار کیا ہو اسوجہ سے منع کرتا ہو کنیز کو بڑا اندیشہ ہے اب جو وہ شب کو آویگا بہت
رجعت کریگی صاحبقران نے کہا مین ابھی برائے لوح جاتا ہون یہ کہکر امیر چلے جب قریب نخل کے آئے طائر
زمزمہ سرائی کرنے لگے بلبلیں ایک درخت سے اٹھیں دوسرے درخت پر آگئیں ہر طرف سے آوازیں آنے
لگیں اور طلسم کشا خبردار قریب نخل کے نہ جانا ہائے یہ راز کسنے کہا طلسم کشا درخت کے پاس پہونچ گیا امیر
نے طائرون کے غل کا خیال نہ کیا بیخ نخل کھودنے لگے جیسے ہی دو ہاتھ زمین کھودی ایک صندوقچہ
نکلا امیر نے اس صندوقچے کو کھولا دیکھا اسمین لوح طلسم عجائب رکھی ہے امیر نے ارادہ کیا کہ اٹھا لین
کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار ٹھہر جائیے مین بھی حاضر ہوتا ہون امیر نے دیکھا خواجہ بزرگ امید
چلے آتے ہین فرماتے ہوئے ای فرزند مجھکو خبر ہوئی کہ تم طلسم عجائب مین گئے ہو مین دوڑا آیا کہ جا کر دیکھون
دریا مین کچھ فتور تو نہین ہے یہ کہتے ہوئے قریب امیر کے آئے صاحبقران کو گلے سے لگایا کہا ذرا لوح طلسمی
مجھے عنایت کیجیے مین بھی دیکھون کچھ فتور نہو امیر نے لوح طلسم ہاتھ مین خواجہ بزرگ امید کو دی خواجہ
نے جب لوح ہاتھ مین لی پیچھے ہٹے ہٹکر نعرہ کیا باشی ارحمزہ دیکھو لوح طلسمی چھیننے ہوشیار سے یون لیتے
ہین مین شہرت جادو رات ہی مجھکو اسکی باتون سے تردد ہوا تھا مگر جوش محبت مین مین نے سارا
حال کہدیا ہائے یہ انجام نہ جانتا تھا یہ کہتا ہوا شہرت جادو بھاگا صاحبقران نے دست افسوس
ملے کہ غضب ہو گیا لوح لیے جاتا ہے مین نے اسوقت بڑا دھوکا کھایا مین کیا جانتا تھا کہ یہ مکار عیار
ہے صاحبقران نے جو بیتاب و بیقرار ہو کے دعا کی افسوس یہ ہے کہ ملکہ اسی طرح قید ہین کہ بیلہ سے
باغ سے ایک جوان خوش رو خوش وضع پیدا ہوا اسنے آواز دی ای شہرت جادو تونے بڑا کار نمایان کیا

لوح کو لیا تمھارے ہی گھر سے آگ لگی تھی بڑی خیر ہوئی اُنسے سب حال معشوق سے کہد یا لاؤ دیکھوں وہی لوح ہی
یا اور کوئی میرے پاس جو لوح رہیگی کوئی نہ پاویگا بڑی حفاظت سے رکھونگا شہرت سے کہا ای اجمل جنی
بخوب وقت پر آئے تمھارے آنے سے دل کو تقویت ہوئی لوح اجمل کو دی اجمل لوح لیکر پیچھے ہٹا کہا ای
شہرت ہم تم ملکر صاحبقران کو گرفتار کرلیں یہ کہکر اجمل جھپٹ کر قریب امیر کے آیا پکار کر آواز دی ای
شہریار میں خیرخواہ دولت ہوں یہ لوح حاضر ہی شہرت نے سر پیٹا کہا ای اجمل یہ کیا گرتا ہی طلسم کشا کو لوح نہ دینا
اجمل نے لوح پھینکی امیر نے لوح قبضے میں کی نعرہ کرکے شہرت پر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
وار رد کیا نعرہ کرکے ہاتھ مارا شہرت جادو کے دو ٹکڑے ہوئے شہرت کا مرنا تھا کہ اندھیرا ہوگیا بعد ایک
ایک آواز آئی کشتی مرا نام مہ شہرت جادو بود باغ میں آگ لگ گئی سارا باغ جل گیا اجمل نے کہا
اب جلد ملکہ قمر چہر کی خبر لیجیے امیر اور اجمل طرف بارہ دری کے چلے بارہ دری میں جو آنکے دیکھا قفس ٹوٹا پڑا ہی
ملکہ قمر چہرا اسمیں نہیں ہیں امیر سے کہا اجمل یہ کیا معرکہ ہوا قمر چہر پری کو کون لے گیا اجمل نے عرض کی شہرت
کا بھائی مخبوط فیلسوف بڑا ساحر زبردست وہی ملکہ کو لے گیا اب تو حضور فتاح طلسم میں معروف ہوں دیر نکریں
امیر نے لوح کو دیکھا اسمیں لکھا تھا ای فتاح طلسم اگر شہرت قتل ہوا اور لوح طلسمی ملے کلی آرزو کی کھلے تو مناسب
ہی کہ اپنے کو پاس مخبوط جادو کے پہونچاؤ کہ وہی ملکہ قمر چہر کو لے گیا ہی بہت جلدی جانا مناسب ہی امیر باغ سے
باہر نکل کر اسم حاشیہ لوح پڑھنا شروع کیا ایک طائر پیدا ہوا امیر اُسکی پشت پر سوار ہوکے چلے اس طائر نے
امیر کو لاکر ایک گرشتہ قصر میں اُتارا طائر تو علیحدہ ہوا امیر ایک طرف ٹہلتے ہوئے چلا ایک طرف سے آواز رونیکی
آئی اس رونے میں کوئی رو رو کے یہ اشعار پڑھتا ہی

نظم

ڈر تو مجھے کسکا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا — پر حال یہ افشا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ناصح یہ گلا کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا — تو کب مری سنتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
میں بولوں تو چپ ہوتے ہیں اب آپ بھی لیکن — یہ رنجش بیجا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کچھ غیر سے ہونٹوں میں کہے ہے یہ جو پوچھو — تو دو ہیں مکرتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کب پاس پھٹکنے دوں رقیبوں کو تمھارے — پر پاس تمھارا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ناصح کو جو چاہوں تو ابھی ٹھیک بنادوں — پر خوف خدا کا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کیا کیا نہ کہے غیر کی گر بات نہ پوچھو — یہ حوصلہ میرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کیا کہیے نصیبوں کو کہ اغیار کا شکوہ — سن سن کے وہ چپکا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
مت پوچھ کہ کس واسطے چپ لگ گئی ظالم — بس کیا کہوں میں کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
چپکے سے ترے ملنے کا گھر والوں کو تیرے — اسواسطے چرچا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ہاں تنگ دہانی کا نہ کرنے کے لیے بات — ہے عذر پر ایسا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ای چارہ گرو قابل درماں نہیں یہ درد — ورنہ مجھے سودا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ہر وقت ہے دشنام ہے اک بات میں طعنہ — پھر اس پہ بھی کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کچھ سن کے جو میں چپ ہوں تو تم کہتے ہو بولو — سمجھو تو یہ تھوڑا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
مومن بخدا سحر بیانی کا ہی تک — ہم ایک کہو جوئی ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

یہ صدائے دردناک سنکر صاحبقران اُسی آواز پر متوجہ ہوئے صاحبقران نے دیکھا مخبوط جادو نے
ملکہ قمر چہر کو ایک نخل سے باندھا ہی جبر کرتا ہی ملکہ بلک بلک کے دعائیں کر رہی ہیں کہ پروردگار میری آبرو
بچانا روز سیاہ نہ دکھانا اگر خدانخواستہ دامن عصمت پر غبار پڑا تو جان جانا بہتر ہی صاحبقران نے فوراً کیا
نام تو لوح سے دریافت کر چکے تھے فرمایا او مخبوط کہاں جاتا ہی اب کہا میرے ہاتھ سے بچا مخبوط نے ایک
چیخ ماری کہ یارو لینا طلسم کشا آگیا گرفتار باغ سے بارہ ہزار ساحران غدار اسباب سحر لیے ہوئے آکے اور
امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ورنج پھینک دیجیے یہ انہیں جنگ کرینگے ورنہ آپ کو
تنگ کرینگے امیر نے ورنج پھینکا ساحر انہیں زمین سے لگ کر ہر گھڑی جاتا ہی کر وہاں کا غبار انہیں کشت وخون
ہو رہا ہی مخبوط پکارتا ہی کہ یارو یہ کیا کرتے ہو جان دینے پر مستعد ہو رہا ہے توجہ نکرو سحر بھی موقوف رہے
ہر کس اپنے کام میں مصروف رہے ساحر نہیں مانتے امیر مخبوط پر جا پڑے مخبوط نے کئی سحر کیے کارگر نہوئی
آخر تلوار کھینچ کر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر روکتے جاتے ہیں روکتے روکتے ایک مقام پر ہاتھ مارا سا
کے دو ٹکڑے ہو گئے سب ساحر جلنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سب جلکر خاک ہوئے بعد غبار صدا آواز
آئی کشتی مرا نام میرا مخبوط جادو بود امیر نے لوح زر اٹھا لیا ملکہ قمر چہر کو رخصت کیا فرمایا انشاءاللہ میں
اب فکر میں قمر [illegible] جاتا ہوں اور انشاءاللہ قمر شاد [illegible] ہوکے آتا ہوں قمر چہر روانہ ہوئیں صاحبقران
ہر جب علم کیا ایک جانب سے بیٹھیں عفریتہ خونخوار تخت پر بیٹھی ہی مشیران سلطنت و وزیران ہمت بہم
میں یہی ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا نے داخلہ کیا [illegible] عفریتہ نے کہا [illegible] کی آرزو کی
نکلیگی یہ ذکر تھا کہ چند ساحر دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے عرض کی غضب ہوا شہرت مارا گیا طلسم کشا نے
اور ہاں مخبوط بھی قتل ہوا اب طلسم کشا طرف [illegible] الماس شعلہ تن کے جاتا ہی یہ سنکر عفریتہ خونخوار نے
حکم دیا چند ساحر جاویں الماس شعلہ تن کو آگاہ کریں الماس ایسی نہیں ہی کہ دھوکا کھائے الکی سو
ساحر طرف الماس شعلہ تن کے گئے الماس شعلہ تن اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ ایک ساحر نے آکے
خبر دی کہ طلسم کشا آتے ہیں ہوشیار رہنا طلسم کشا تمہاری جانب آتے ہیں الماس شعلہ تن نے کہا کیا
مجال کہ طلسم کشا کا اس طرف گذر ہو ہزار کوسوں سے رنج پھینکو کہ طلسم کشا کو آنے نہ دو یہ کہکر اسی وقت
الماس شعلہ تن نے چند ساحر روانہ کیے کہ جو خبر دو طلسم کشا کس طرف سے آتا ہی ہم تدبیر کریں ساحر دوڑے
خبر دی طرف سے باغ قنطول کے طلسم کشا آتا ہی الماس شعلہ تن اپنے مقام سے اٹھی تلاش کرتی
ہوئی چلی صاحبقران آتے آتے ایک باغ میں پہونچے دیکھا باغ ویران ایک جوان نہایت حسین وزرد
منہ جا بیٹھا [illegible] ہی صاحبقران اُسکے پاس آئے فرمایا اے جوان تیرا کیا نام ہی اُسنے رو کر
جواب دیا میں نعمان تاجدار کا بیٹا ہوں ارشد تاجدار میرا نام ہی ایک ساحرہ موسوم بہ ظہیر جادو مجھ
بدنصیب پر عاشق ہوئی ہی میں نے ابتک اسکو قبول نہیں کیا وہ مجھکو باندھکر چلی گئی امیر نے ارشد کو کھولا
چاہا اسیکو کہ آسمان سے آواز آئی ارے تو کون ہی کہ جو میرے معشوق کو لیے جاتا ہی یہ کہکے
[illegible] کے گری چاہا صاحبقران کو اٹھا لیجائے امیر نے ایک طمانچہ مارا کہ سر جُدا گردن سے ظہیر کے اڑ گیا
مرنے کی اُسکے آواز آئی امیر نے ارشد تاجدار کو ساتھ لیا [illegible] آگے دیکھا چار سو جوان مسلسل و مطوق
بیٹھے ہیں امیر نے پوچھا تم کون ہو اُن لوگوں نے کہا ہم لوگ تاجر ہیں اس راہ سے گذرے تھے ظہیر نے ہمکو لوٹ لیا

سب پریزادوں نے ملکہ کو پکڑ لیا تڑپ کے نہ دیا انھیں زبان میں سوزن دیا ملکہ چلیں چند کنیزیں بھاگیں تلاش
میں صاحبقران کے چلیں یہاں صاحبقران ارشد تاجدار کو اُسی مقام پر چھوڑ کر بموجب علم لوح چلے
ایک صحرا میں آ کے پہنچے مخل جادو وہاں کا حاکم تھا آ کے صاحبقران پر سحر کیا امیر نے لوح چمکائی آخر
امیر کے ہاتھ سے مارا گیا مخل کے مرنے کی صدا جلد پری کنیزوں نے جو آواز سنی اُسی طرف دوڑیں آ کے
صاحبقران سے ملاقات کی صاحبقران کے سامنے آ کے رونے لگیں صاحبقران نے پوچھا تم کون
اُنھوں نے دست بستہ عرض کی ہم ملکہ نسیم کی کنیزیں ہیں آپ کے واسطے ملکہ گرفتار ہوئی ہیں گلنار گرفتار
کیے ہوے اسی طرف سے آئیگی حضور کو مدد کرنا واجب و لازم ہے ملکہ نے ہمیں بھیجا تھا کہ صاحبقران کو
اطلاع کرنا ہماری کمک کریں اس آفت سے بچائیں ہم بھی کسی کام آئینگے صاحبقران کنیزوں کے ساتھ
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا گلنار پریزاد نسیم کو قید کیے ہوے جاتی ہے صاحبقران نے دیکھ کے
جانا کہ نسیم کی جو نگاہ پڑی بیتاب ہو گئی یہ بھی خوف ہے کہ امیر کو کوئی زوال نہ آ جائے صاحبقران
کو خدا دشمنوں سے بچائے دعائیں مانگ رہی ہے کہا کہ خدا سے نا دیدہ میں شرف مذہب سے بخوبی
آگاہ نہیں ہوں لیکن عرض کرتی ہوں کہ صاحبقران کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے صاحبقران شیرانہ
شہنشاہانہ پلنگانہ لڑ رہے ہیں جس طرح بھاگتے ہیں جادوگر یہاں بیہوش ہو ہو کے گرتی ہیں سیکڑوں تا بجا
ہو میں ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ایک کنیز جانبازی کر کے قریب نسیم کے پہنچی زبان سے سوزن نکالا نسیم
جو قید سے چھوٹی آفت برپا کر دی کڑک کڑک کے گرنے لگیں جب گریں اُسکے دو ٹکڑے ہوے گلنار پریزاد
نے جو نسیم کا سحر دیکھا گھبرائی پریشان تھی کہ اب کیا کروں قصد ہوا کہ قتل کر ڈالوں لیکن جانا ممکن نہیں ہر طرف
نسیم سحر کرتی آتی ہے چاہتی ہے گلنار پریزاد کو قتل کروں گلنار اپنے کو بچا کے ہٹ جاتی ہے اب
اُلجھنے پریزادوں سے کہا ارے صاحبو اگر ہو سکے تو بادشاہ سے جا کے خبر کرو میری جان بچے بتعلق
لڑائی ختم ہوتے نہیں معلوم ہوتی شاید وہ کسی کو بہانے مدد ساتھ کریں پریزادیں کہتی ہیں واری
کیوں جائیں نسیم رہا ہو گئی اُسنے تو آفت برپا کر دی طلسم کشا کے سامنے کس زور و شور سے لڑتی ہے
کمال اپنا ظاہر کر کے صاحبقران پر عاشق ہے اپنا زور و شور دکھا رہی ہے حقیقت میں کس لطف
لڑ رہی ہے نسیم کی یہ کیفیت ہوئی ہو سیر اپنی پریزادوں کو مار کے ڈال دیا گلنار پریزاد حیران و
پریشان مضطر و بیقرار اب تو جان سے بیزار تھی ہے دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے کیونکر کہوں بھاگوں
یا لڑوں ایک گوشے میں کھڑی ہوئی سینا لیا کرتی ہے کہ صاحبقران کے نعرے کی آواز آئی
زمین تھرائی گلنار پریزاد نے گرز اٹھا کے مارا صاحبقران نے روک کے پاکو دیا علی ہاتھ گری گوٹے
اسطرح مارے امیر نے ہوے پریزاد ہوش گئے گلنار تڑپ کے زمین پر گری بے پروائی سے یا کر کے
چلی جاؤں قتل جاؤں صاحبقران نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ اگر گلنار زندہ رہی فساد برپا کریگی ابھی چلتا
باقی ہیں امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر یازدہ مشتی خدنگ سفر سوفار
زمردیں پیکان عقاب پر بجز کمان میں پیوست کر کے تاک کر مارا سینے پر گلنار پریزاد کے پڑا
توڑ کے پشت کو پار گذرا پریزادوں نے گرد یہاں چاک کیا نعرہ مارا لیکر جانیں صاحبقران آنچا
مقام پہ اُتر سے قصد تھا کہ اب آگے نہ بڑھیں شب اسی مقام پر بسر ہو صبح کو آمادہ سفر ہونگے اسی خیال میں

کہ صحرا سے گزر کر شہزادی ارشد تاجدار مع چار سو ہمراہان کے آکے پہنچا صاحبقران نے بارگاہ آراستہ کرائی
ملکہ نسیم کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئے ... جاہ ہو کے نسیم نے شروع سفر کا سب اپنا حال بیان کیا اور جوش
عشق میں منہ سے نکلا

نظم

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہوا انکا سنے پھر
کہ دل پر نہیں زور چلتا کسی کا
مدد کرتے ہیں جیا کہ عاشق کشی کو
نہیں میری جان شکوہ بیجا کسی کا

نہ ہی تو کسی کا نہ ہوگا کسیکا
نہ میری تھے وہ نہ ہیں نامحرمان کی
یہ کہنا کہ کیا حکم پھر دعویٰ کسی کا
صبا نکہت یار لائی کہاں سے
نہیں کرتی دنیا میں گویا کسی کا
دم الحذر از عشق بتان سے

کیا ہے قتل جہان اک نظر میں
نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو پھر جائے اب ہو فا ستو جاؤں
نہیں دخل اس کو ہیں وصلا کسی کا
کرے کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم
تجھے قدر ہاری ہو میں ایسا کسی کا

صاحبقران زمان نے فرمایا کہ شہنشاہ جہان اس سفر و باغ محبوبی انشاءاللہ اگر خدا نے فضل کیا تو دن میں کے عفریتیہ خونخوار کو مار ڈالے سب کے واکیا تمکو طلسم کا بادشاہ کرونگا نسیم نے سر جھکا لیا کہا کنیز کو سلطنت کی ہوس نہیں رہ جاتی ہوں آپ کے ساتھ رہوں یہ بڑی بات ہے کہ آپ کو معرکہ عظیم در پیش ہے یعنی طلسم ہفت پیکر کے بادشاہ سے بگڑ گئی آپکو کسی نام سے ہم بھیجوں کے نام آئے تھے ملکہ عفریتیہ خونخوار کی ہمشیر جاکے شریک ہو سیر شہر جاروزہ وہ عجائب و غرائب دیکھے کہ ہوش و حواس درست نہ تھے آخر یہ نوبت پہنچی کہ عفریتیہ خونخوار کہ پرانی ساحرہ ہے واسطے خداوند ہفت پیکر کے سجدہ کیا ہوگی اطاعت کرنا پڑی اب کنیز نے پڑھ کے دو سو پلسنت کی خدا سے نا امید ہو کے دعا مانگی وہ دعا مقبول ہوئی آج مجھکو ... خود ستا کر بادشاہ طلسم سے بغاوت ہوئی آخر کمان میں گرفتار کر دیں اگر طلسم سے نکلا بادشاہ ہفت پیکر دست بستہ ہونگے مگر شکر کرتی ہوں کہ آپ تک پہونچ گئی آج شب حضور میدان میں بسر کریں صبح کو حضور کو نوشتی طلسم پر لیجاونگی الماس شعلہ تن اس مقام کی حاکم ہے انشاءاللہ آپکے سر پر پہنچا دونگی طلسم ہفت پیکر میں سات پہاڑ ہیں ہفت پیکر ایک دن میں ساتوں پہاڑوں پر اپنا ظہور دکھاتا ہے جس پہاڑ پر جاتی ہے اس کو دیکھے سب کے دلوں کا حال بتاتا ہے ایسے ایسے عجائب و غرائب دیکھکر عفریتیہ نے سجدہ کیا اس طلسم کے بھی لوگ وہیں کے ملنے میں بلکہ مجھکو یقین ہے کہ جب یہ طلسم فتح ہوگا اہلیان طلسم ہفت پیکر کو بڑی خوشی ہوجائیگی صاحبقران نے حال طلسم ہفت پیکر سنکر فرمایا کہ اے نسیم میرا یہ ماننا ہیں اور میرے بھی فرشتہ گئے اور سب کے ہفت پیکر پرست ہیں انکے شہر سے غضب کے ہیں کب آسکے طلسم ہمارا جہان سے ہمکو آنا دشوار ہے نسیم نے کہا کنیز وہاں ہمت کا سرانجام تک ساتوں پہاڑوں کی سیر کی ہر پہاڑ پر عجائب و غرائب قائم کئے ہیں مگر میری ایک ہیں اکثر انشاء شعبدہ باز وہاں کا منتظم کاریگر بلکہ مشہور ہے کہ عجائب و غرائب کا انتظام اسی کی ذات سے ہے اگر کنیز اسکو بلائیگی سب انتظام بگڑیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے نسیم اب تو میرے دست بس یہ ہاں ملکہ قرلیشہ سلطان و قمر زادہ ہونا چاہیے نسیم نے عرض کی حضور تشریف لیچلیں کنیز ساتھ ہے صاحبقران نے لشکر تیار کیا ارشد تاجدار ان جاسوسوں کو راستہ دیکھنے کے سامنے لایا صاحبقران سوار ہوئے قضائے کار الماس شعلہ تن مالک زنار کا طلسی اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ چند ساحر بھاگے ہوئے پہنچے سب حال مفصل بیان کیا کہ یہ معرکہ گذرا ہے نسیم عنبر یہ لو طلسم کشا کی خدمت میں گئیں

منانے کی دیر لگا ہو میں میرے سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ جلا کے خاک سیاہ کر دونگا طلسم کشائی کیا مجال ہے کہ اندر قید خانے کے جا سکے میں وہ ساحر ہوں کہ ساحران طلسم سابق نے ہمارے گھر میں وزارت کی قسیم نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے خدا نے ہمارا انجام بخیر کیا طلسم کشا کے شریک ہوئے سب انتظام ٹھیک ہو گئے ہو سکے تصور نہ کر قسیم اور سرمست جادو سے سحر چلنے لگا آگ برسی دریا ہے آپ نے جوش مارا مچھلیاں تڑپ تڑپ کے کہیں منگتان خون آشام نے سر نکالا صاحبقران کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں مچھلیوں کی ماہیت سے کون آگاہ ہے کئی مچھلیاں تڑپ کے زمین پر ریں بڑھ بڑھکر آواز دیتی ہیں یا صاحبقران ذرا ادھر متوجہ ہوجیے دیکھیے تو کسی شاعر شیریں کلام نے کیا شعر کہے ہیں بگوش ہوش سماعت فرمائیے روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی

نظم

دھوپ سے بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی — جیسا غصے کے طور سے پڑتی ہے مجھ پہ چاندنی
خوب سو تڑپا ہوں ای شب غم ہی گم در چاندنی — بعد بارش صاف ہو جاتی ہے اکثر چاندنی
ہو گیا ہوں ناتوان ایسا شب فرقت میں میں — جسم لاغر پہ ہے مثل سنگ مرمر چاندنی
دھوپ آتی ہے نظر تاریک سائے کی طرح — میرے گھر میں ہے اندھیرے کے برابر چاندنی
میرے گھر کی راہ کترا کر نکلتا ہے سحاب — رہتی ہے فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی
خاکساری بھی نہ چھوڑے خدا جس کو عروج — آسمان پر ماہ تابان ہے زمین پر چاندنی
بھول کر او چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی — میرے ویرانے میں بھی ہو جائے میسر چاندنی
ایک ہفتے سے سہم سا تڑپ بستر ہے مجھے — دشت دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی
کیا شب مہتاب میں بے یار جاؤں باغ کو — سارے بوٹوں کو بنا دیتی ہے مخبر چاندنی
دل سیہ ہے بال سارے ہیں پیری میں سفید — قبر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنی
دشت غربت میں ہوں بے اسباب او ساقی ہے رات — جلد او گردون بچھادے مہر بستر چاندنی
کر رہی شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل — چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی
نقرئی مو بات اس کافر کی چوٹی میں نہیں — یہ وہ شب ہے جس نے کرلی ہے مسخر چاندنی
غیر تاریکی شب فرقت میں اے ناصح نہیں — ہاں اگر زخمی ہوں تو نکلے مقرر چاندنی

جیسے کہ ماہیان دریا نے یہ اشعار پڑھے صاحبقران متوجہ ہوئے تھے کہ زمین شق ہوئی اجمل حبشی نکل آیا کہا اے شہریار یہ جھگڑے فقود ہے پر طلسم میں اپنی متوجہ ہو جیے لوح کو ملاحظہ فرمائیے ایسا نہ ہو کوئی فتور برپا ہو سرمست بلائے روزگار ہے اسکو اسی واسطے عزیزہ خونخوار نے بھیجا ہے اسکی ذات سے بڑے بڑے فتنے برپا ہونگے بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا ورنہ دھوکا پڑیگا صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا سرمست کی جانب متوجہ ہوئے لگا وہ پری آواز دی او اجمل تو بھی طلسم کشا کے واسطے رہبر ہوا ہے تیری کیا خطا کی سزا ہے ابھی جادو لگا دونگا ٹکڑے کاٹ کے پھینک دونگا اجمل غرق زمین ہو گیا سرمست سحر کرنے لگا صاحبقران کو لوح نے خبر دی کہ جس طرح ہو جلے اپنے کرتا ہے سرمست سمجھا نہ بدون قتل سرمست جادو زنداں خانہ نہ فتح ہوگا تختی پڑھتی جائیگی صاحبقران لڑتے ہوئے چلے سرمست کو اپنے سحر کا بڑا غرور ہے لڑتا ہوا سامنے امیر کے پہونچ گئی گز لے مارے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی میلوں کوہ سے ایک دیو پیدا ہوا آواز دیتا ہوا یا صاحبقران اب تجھ کو ہم پیچے گا نمنامی و نا مدار

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے | دوست جس گل کا ہوا میں وہ مرا دشمن ہوا

نسیم کی بیقراری پر صاحبقران گھبرانے لوح لیکر جھپٹے لوح کا عکس نسیم پر ڈالا نسیم کو ہوش آیا قدموں سے
صاحبقران کے لپٹ گئیں کہا آپ نے اس لونڈی کی جان بخشی کی صاحبقران لوح چمکاتے ہوے چلے
سرمست جادو و الماس شعلہ تن نے ملکر خوب سحر کیا آگ برسائی برق چمکائی لیکن بسبب لوح کے کچھ
تاثیر نہوئی لوح کو چمکاکے الماس شعلہ تن پر جا پڑے تیر مہر کمان میں پیوست کرکے سینہ پر کینہ الماس
کرتا کا تیر چھوٹا طائر تیر اڑتا ہوا چلا سینے پر جاکے بیٹھا توڑکے مہرہ پشت کو پار گذر گیا لاش الماس شعلہ تن
کا زمین پر گرا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد چند دراز آواز آئی کشتی مرا نام میں الماس
شعلہ تن ہوں سرمست جادو نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا کہا یارو بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے رکن طلسم کو مارا
اب بادشاہ طلسم کو خبر ہوگی بڑا ملال ہوگا خبر یہ ضرور جائیگی یہ کہکے لشکر سے نکلا ایک چیخ ماری آواز دی
او سالار کنگرہ شکن جلد آؤ طلسم کشا نے سب کو ستا رکھا ہے طلسم کشا پر کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا تم طلسم میں
مشہور ہو اتنے خانہ بڑا جاتا ہے جیسا حمزہ کا چھوٹا جاتا ہے یہ الفاظ پورے زبان سے نکلنے پایا تھا کہ
صحرا سے گرد اٹھی ایک پہلوان کرگدن سوار برچھا ہاتھ میں تلوار سے آکے پہونچا جس طرف ملکہ قریشہ سلطان
روز ہی تعین اس طرف اسنے آکے نعرہ کیا منم سالار کنگرہ شکن ملکہ قریشہ سلطان نے پلٹ کے چاہا
چار چوبوں اسنے نیزہ مارا ملکہ قریشہ سلطان نے سنان نیزہ ٹکراکے ڈانڈ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑکے پھینکدیا
اسنے تیغ پر ہاتھ ڈالا ملکہ قریشہ پر ہاتھ مارا ملکہ قریشہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ سالار
زمین پر آیا اسنے چاہا جسطرح پہلوانوں کو لپٹتے ہیں اسی طرح قصد کرکے لپٹ جاؤں ملکہ قریشہ سلطان نے
کلائی پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہ سر سالار کنگرہ شکن کا چنبر گردن سے اڑ گیا سالار کنگرہ شکن جو
مرکے گرا اسکی فوج والوں نے بلوہ کیا ملکہ قریشہ سلطان ان سب پر جا پڑیں خوب تلوار چلی بارہ
ہزار آدمی اسکے ساتھ تھے جب سبھوں نے دیکھا کہ روز بین کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا چار جانب سے
حلقہ ہاے کمند پڑنے لگے بارہ ہزار کمندیں جو چار جانب سے پڑیں ملکہ قریشہ سلطان گرفتار
ہوگئیں آرا سب پر ڈال لیا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں مسلسل و مطوق کرکے سب نے چلا کر
آواز دی یا صاحبقران ہمارا افسر مارا گیا اسکے بدلے ہمنے قریشہ سلطان کو لیا خدمت میں بادشاہ
طلسم کے لیجائینگے ورنہ پرسش ہوگی ملکہ عفریتہ خونخوار کا حکم تھا کہ جاکے طلسم کشا سے مقابلہ کرو وہ
دن نصیب نہوا انکی موت ملکہ کے ہاتھ سے ہوگی صاحبقران زمان نے جو دیکھا ملکہ قریشہ سلطان
کو لیے جاتے ہیں قصد کیا کہ جاکے رہا کروں بارہ ہزار جوان آکے حائل راہ ہوے صاحبقران
زمان والی قاف و دنیا کو وہاں تک جانے نہیں دیتے سب کے سب لڑ رہے ہیں صاحبقران
چاہتے ہیں کہ وہ سب کے بلا بر آمدہ ہے کہ پہونچ جاؤں مگر وہ لوگ نہیں جانے دیتے صاحبقران
بیقرار ہوئے پکار اٹھے

نظم

اے رفیقان سخنا چند بگوئید مرا
ہوس عشق اگر ہست بہ بوئید مرا
من چہ خوش گفت حبیبی بسگان کویش

پیش دل گم شدہ ما آہ مجوئید مرا
تا مجاور شدہ ام باز خدا نماید
کہ شما جلد بجائے کس دگر ئید مرا

گل دیبا نگہم بستہ ز خاک مجنون
باغ از دیدن آن سوی بگوئید مرا
کار من باز گذارید بہ اہر کرمش

ہم نشینان نفس پس مرگ مشوئید مرا	آگہ از راز دہان دگر یار شدم	بعد ازین واقف اسرار مگوئید مرا

اس طرح کی دعائیں کرتے ہوئے صاحبقران ان بارہ ہزار پر جا پڑے خوب لڑے ان بارہ ہزار نے
بھر جیب رو کا صاحبقران نہ رکے قریشہ سے امیر نے فرمایا ای نور نظر قید توڑو قریشہ نے جھٹکا مارکر
ہتھکڑی کو توڑا آواز دی قبلہ

عاشقی کو توڑا آواز دی قبلہ ہ گرمی بازار عشق از لعل خون من است خانہ تاریک عشق بستہ بزنجیر عشق	صبہ مین حاضر ہولی یہ کہہ نعرہ کیا نظم بر سر دار فنا خانہ شور غائے من لشکر این بند را دفع جنون من است	شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من پاک مہار رم نو دار چوب ستون من است قید توڑ کر آرا بے کو اٹھا لیا اسکو

جو گردش دی سیاہوں کے سر پہنچتے لگے قریشہ نے ہلکہ ڈالدیا ایک طرف صاحبقران مصروف
جنگ ہیں ایک طرف قریشہ نے لاش پر لاش گرادی کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا
امیر نے نقابدار زرین پوش بڑے علم و نشان سے آگے ہو بچا لڑتا بھڑتا ہوا طرف سرمست کے
چلا صاحبقران کو آنا نقابدار کا ناگوار ہوا عین گرمی جنگ میں پشت مرکب پر سوار ہوئے
سنگ اک چلے لعل منہ سے جاری لوح کو گردش دیتے ہوئے قریب سرمست کے پہونچنے جب تک
نقابدار کوشش کرے تب تک صاحبقران پہونچ گئے اُنسے چاہا کلمہ گون صاحبقران گھوڑے سے
کود پڑے اُس مقام پر بڑی جنگ ہوئی ہر اسیان سرمست چاہتے تھے امیر کو تاب سرمست
نہ جانے دین امیر او جبہ سپر کی لگائے ہوئے اڑ جھگڑ کر قریب سرمست کے پہونچے نقابدار زرین پوش
بھی جانبازی کرکے برابر پہونچا سرمست نے چاہا صاحبقران پہ وار کردن نقابدار گھوڑے سے
کود پڑا اسم اعظم پڑھتا ہوا برابر سرمست کے پہونچا لپٹ پڑا اُسنے چاہا سحر کردن ایک طمانچہ مارا
دانت اُسکے ٹوٹ کر حلق میں گئے وہ جھلا کر خون اُگلتا ہوا نقابدار سے لپٹا نقابدار نے کولے پر
لادکر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا ہنگامہ ہوا سرمست مارا گیا تمام فوج نے فرار پر قرار کیا
نقابدار ابھی معروف جنگ ہے جب سب ساحر بھاگ گئے جو باقی رہے اُنہیں آواز الامان بلند ہوئی
امیر نے سب کو امان دی اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی نقابدار کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ میں لے
نقابدار کی بہت خاطر کی بعد اسکے فرمایا ای نقابدار بہادر افسوس ہے کہ ہمارے تمہارے
فیصلہ نہیں ہوتا لڑائی بھی ہوئی اب تو آج نہ جاؤ ہمارے تمہارے فیصلہ ہو جائے نقابدار نے
بیان کیا موقع ہے آپ بر سر راہ ہیں جب اپنے لشکر میں پہونچئے منصف بھی وہاں ہونگے ہماری
آپکی شمشیر زنی دیکھیں آرزو تو یہ ہے کہ عزو بہ باختر پہ مقابلہ ہوتا وہاں دیکھنے والے موجود
بیراہ پردہ قاف کون انصاف کریگا امیر نے فرمایا کیا انصاف آپ خود منصف ہیں جو امر
واقع ہوگا آپ خود فرما دیجئے کہ مناسب ہوا نقابدار نے بہت عذر کیا اور کہا ای شہریار
میں کسی طرح آپ سے مقابلے کے لائق نہیں ہوں مگر میرے کا مقدمہ ایسا ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتا
فی الحال ایک نقابدار نے خروج کیا ہے ہمارا آپ کا ہم مذہب ہے ہر جگہ مدد کو آتا ہے جب کبھی
آیا یہی سوال کیا کہ مانے صاحبقرانی نہیں بانے میں شرما جاتا ہوں دل میں یہی آرزو ہے کہ آپ سے
مقابلہ ہو اور ملنے ملجائیں آپ جو اے خدا بزرگان دین سے دریافت کریں دیکھے وہ کیا فرماتے ہیں لیکن مجھکو
یہی ارشاد ہو کہ نقابدار مذہب میں دوست لائق بانا ہے صاحبقرانی ہے صاحبقران نے فرمایا میرے مقدمہ

سپہ گری میں بزرگان دین کو کیا دخل ہے میں اُنسے کیوں پوچھوں کیا میں جنگ میں عاجز ہوں جس طرح مزاج
میں آوے امتحان کر لیجیے نقابدار خاموش ہو رہا لاچار ہو کر کہا حضور کو اختیار ہے امیر نے فرمایا ای نقابدار
تمنے جو کمان معرفت نور الدہر کے بھیجی تھی وہ کمان خزانے میں بطور حفاظت رکھی ہے اگر حکم ہو تو اُسکو منگواؤں
آپ کے سامنے کھینچوں آپ کو حال معلوم ہو نقابدار نے کہا یہ سب باتیں وقت پر موقوف ہیں
میدان کھینچنے کا محل نہیں ہے ہر چند صاحبقران نے چاہا کسی طور سے نقابدار نے منظور نہ کیا نقابدار
صاحبقران سے رخصت ہوا چلتے چلتے کہہ گیا کہ ہمارے آپ کے مقابلہ خاص عنقریب با خنجر ہوگا امیر
نے کہا نہیں اختیار ہے جہاں تُم بلاؤ گے وہیں آ پہنچینگے نقابدار رخصت ہو کر روانہ ہوا منتظم زندانخانہ حاضر ہوا
امیر نے فرمایا قمر زاد کو لاؤ اور قیدی بھی آئے شاہزادگان والا قدر تھے سب مطیع اسلام ہوئے ملکہ قریشہ
و قمر زاد امیر سے ملکر رخصت ہوئے قریشہ نے عرض کی کنیز جانا مناسب نہیں جانتی اگر حکم ہو تو فوج کو
ہزاروں راشد و ارشد حبشی و ضیا ملک ضیا کلاہ قریب کوہ بلور کے فروکش ہیں کوہ نور افشاں
پر اُنکو خبر ملی تھی کہ صاحبقران داخل طلسم عجائب ہوئے یا تو ہر اسے شکار رہا کرتے تھے یا اُسی مقام پر لگے
کنیز اُنکو ساتھ لیکر حاضر ہو یہاں سنتی تھی عفریتہ خونخوار فوج بیتاب پڑی ہیں آپ کو روکینگی امیر نے
فرمایا جو پڑیگی اُسکو جھیلینگے جان پر کھیلینگے عفریتہ خونخوار سے ضرور مقابلہ ہوگا قریشہ کو امیر نے
کچھ جواب نہ دیا لاچار ہو کر ملکہ قریشہ رخصت ہوئیں بعد جانے قریشہ کے صاحبقران نے ارشد تاجر
اجمل حبشی کو حکم دیا لشکر تیار رہے صبح کو کوچ ہوگا رات ہی سے تیاری ہونے لگی مگر صاحبقران
بارگاہ میں آکر بیٹھے لشکر کا خیال آیا دل تڑپ گیا گھبرا کے اُٹھے سوچتے تھے کہ کس کام کو جاتے تھے کس کام
میں پھنسے فلک نے مجبور کر دیا افسوس صد ہزار افسوس نظم

پیری نے قد راست کو اپنے نگوں کیا — محراب قصر تن کو ہمارے ستون کیا
جامے سے جسم کے بھی میں دیوانہ تنگ ہوں — ایک بہار میں اسے نذر جنوں کیا
دیوانے تیرے یوں تو ہزاروں ہیں ای پری — شیشے میں جسنے تجھکو اُتارا فسوں کیا
مجھ صوفی کے جو نعرے سے حال اُسکو آگیا — مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغنوں کیا
کس کس نگاہ ناز سے دیکھا میری طرف — کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسوں کیا
رگ بغل کو پہلو میں دل کی طرح رکھا — یوسف سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزوں کیا
آرایش اہل حسن کو جادو سے کم نہیں — بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا
آئی بہار کیسے لگا پھاڑنے جنون — عامل نے سال حال کا اپنے شگون کیا
فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا — شیریں نے ناپسند مگر بیستون کیا
دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر — مثل حباب کاسہ سر واژگوں کیا
مضموں بندھا نہ ہمسے کبھی دل کے داغ کا — بیروں لب زبان سے نہ سوز دروں کیا
جوہر وہ کون سا ہے کہ جو انسان میں نہیں — دیکھ خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا
کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق رخ نے — کیفیت شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا
آنکھوں سے خاک اشک ٹپکنے لگا لہو — آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

نہیں معلوم اُن پر کیا گذری دشمن سر پر کوئی معین و مددگار نہیں اسی خیال میں صاحبقران سو گئے عین خواب
میں دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہوئے رو رہے ہیں امیر نے پوچھا حضور خیر تو ہے بادشاہ نے فرمایا حضور
کو یاد نہیں آپ کے جانے کے بعد لڑائی پڑی شکست حاصل ہوئی آخر بھاگ کر چھپ رہے پہاڑ پر چڑھنا
سب کے خلاف ہوا میں یہ سوچا کہ اُسی وقت قتل ہوئے تو پھر کے بعد جان جائیگی شاید پروردگار
مدد کرے آپ کے امیدوار ہیں اُسی پہاڑ پر اشکبار رو بیٹھا ہوں یہ خواب پریشان دیکھا صاحبقران
چونکے دل پر قابو نہ رہا چیخ مار کر روئے نسیم طلائے پر کھتی بیتاب ہو کر دوڑی قریب صاحبقران
کے آئی پوچھا کیوں حضور خیر تو ہے امیر نے فرمایا میں نے اپنے لشکر کو عجب تباہی میں دیکھا میرا
خواب کبھی جھوٹا نہیں ہوتا اجل نے عرض کی حضور لوح طلسمی پا چکے ہیں اسی حال میں چھوڑ کر جائیے گا
اہالیان طلسم آپ کا پیچھا کرینگے تعاقب نہ چھوڑینگے جہان حضور جا کر رہینگے یہ لوگ برائیاں کرینگے انکے
بچنا دشوار ہے لہذا حضور مقصد کامل کریں عفریتہ خونخوار جلد قتل ہو طلسم میں آپ کی عملداری
ابھی جاری ہے ہو جائے صاحبقران نے فرمایا میں نے کھانا پینا سب حرام کیا فکر میں عفریتہ خونخوار
کی جاتی ہوں اُسی وقت صاحبقران اُٹھے لشکر والے کہتے تھے دن کو جائیے گا امیر نے فرمایا
کیسا دن کیسی رات میں نے وہاں اپنے لشکر کو عجب حال میں دیکھا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا عمرو اور بادشاہ
کو عجب حال پر ملال میں دیکھا جی جاتا ہے ابھی یہ کہتے ہوں یہ کہکے روتے ہوئے باہر آئے لوح کو دیکھا جو کچھ
نوشتہ پایا ہر جب اُسی کی ہدایت کے موافق بیٹھ کر اسم حاشیہ لوح کا پڑھا ایک طائر آسمان سے آیا
امیر اُسکی پشت پر سوار ہو کر چلے یہاں عفریتہ خونخوار بعد روانہ کرنے سرمست کے مطمئن بیٹھی تھی قتل حمزہ کا
کہ سرمست جا کر قیامت برپا کریگا دربار میں بیٹھا ہے کہ یکایک رونے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر لاشہ
سرمست و الماس لیے ہوئے روتے ہوئے آئے سب نے عرض کی حضور معرکہ عظیم پڑا سرمست و
الماس مارے گئے مسلمانوں کی مدد غیب سے ہوتی ہے ایک نقاب دار آیا اُسکی پہچان یہ ہے کہ باز سفید اُسکے
سر پر سایہ فگن ہے نہایت تیز زن و صف شکن ہے اُسنے آکر قیامت برپا کر دی قتل کرکے قلعے کو چلا گیا
یقین ہے کہ حمزہ طلسم پر آپڑا ہو وہی فکر کیجاوے کسی کو جلد روانہ کیجیے ایسا نہ ہو اس طرف کا قصد کرے
تو پھر روکنا مشکل پڑیگا یہ سنتے ہی عفریتہ نے پکار کر آواز دی یارو تمنے سنا طلسم تمام ہوتا ہے حمزہ نے
ابھی بیٹے جی کو چھڑا لیا کیا عجب ہے ادھر آوے تم میں سے ایسا کوئی ہے کہ جا کر روکے سب نے کہا حضور
یہ بڑی مشکل ہے کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے سحر اُسپر تاثیر نہیں کرتا کسی پہلوان کو تجویز کیجیے کہ وہ جبر سے
لوح چھینکر جیسے آپ کے طلسم میں بڑے بڑے لوگ ہیں آپ کے والد نے ہر دو دنیا سے پہلوان
بلائے انکو جاگیریں دیکر آباد کیا انکو بلوائیے اور صاف صاف کہیے کہ ہمارا طلسم برباد ہوتا ہے تمہاری
بربادی ہے ہمارا دل روتا ہے جاکر طلسم کشا کو روکو حق نمک ادا کرو وہ خیر خواہان دولت ہیں جاکر اپنی
جان لڑا دینگے حمزہ کی مشکیں باندھ لائینگے سرخاب رعد آواز کو نامہ لکھیے عفریتہ خونخوار نے
بموجب صلاح وزرا ایک نامہ مندرجہ حالات مذکور اپنے ہاتھ سے لکھا باران جادو کو دیا کہا جلد
یہ نامہ سرخاب رعد آواز کو پہونچا باران روانہ ہوا سرخاب رعد آواز ایک پہلوان زبردست
بادۂ کبر و نخوت سے مست اپنے مقام پر بیٹھا ہے چالیس کوس کے گرد میں اسکی عملداری ہے کاشانۂ عفت میں

ایک کوہ ہے بہار کہتا ہو سیمین عنچہ دہن نازک اندام سیمین عذار نام اتفاق سے بڑے بڑے پہلوان
اس اطراف کے سرخاب نے زیر کئے ایک پہلوان موسوم بخورشید فیلزور کہ اُسپر چڑھ کے گیا
زیر نہ ہوسکا جب یہ چلا آیا تب اُسنے پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ قلعہ
سرخاب کی اینٹ سے اینٹ بجوا دونگا سرخاب نے کچھ عذر کیا وہ لشکر کشی کرکے چلا حوصلہ
بڑھا جا کر دختر سرخاب کو چھین لاؤن منزل در منزل آتا ہی سرخاب نے بھی لشکر کشی کی ہی تعناے کا
صاحبقران کو طائر طلسمی نے ایک دشت حول خیز مین اتارا یہ کہکر چلا گیا کہ جب میری ضرورت ہو
یہی اسم پڑھیے گا حاضر ہونگا صاحبقران بموجب ہدایت لوح ایک جانب چلے قاموس جادو
اپنے مقام پر بیٹھا ہو کہ اسکو خبر ملی طلسم کشا بیشۂ بہرامیہ مین آگیا قاموس اپنے مقام سے اُٹھا کہا
مین ابھی طلسم کشا کو لاتا ہون قلعے سے نکلکر بارہ ہزار ساحر ساتھ لیے ایک صورت پر چلا کہ ناظرین پر
واضح ہوجائیگا صاحبقران آتے ہین خیال خواب مین پریشانی دل سے کہتے ہین دیکھیے سرگردانی
کیا دکھاوے کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا لندھور بن سعدان پشت مرکب پر بارہ ہزار سوار
پشت پر امیر کو دیکھکر پشت مرکب سے کود ے امیر کو جھککر سلام کیا آواز دی ای آقاے نامدار
خدا نے آپ تک پہونچایا حضور کے جمال کو دیکھا صاحبقران نے بغل لندھور سے
ملاقات کی صاحبقران نے فرمایا کہ ای لندھور تمھارا کیونکر آنا ہوا لندھور نے عرض کی خداوند نعمت مجھکو
لے مجکو پاس قاموس کے خراج لینے کو بھیجا تھا شب کو بزرگان دین خواب مین آئے آنکھ لگاہ پڑ ی
ہوش مین آگیا آپ کو بخیر و عافیت پایا کیسے آپ کئی دن سے اس طلسم مین سرگردان ہین اب اس
قلعے پر تشریف لیچلیے مین نے قاموس کو مار کر بھگا دیا اب میری عملداری ہی حضور تشریف لیچلین امیر
کو لندھور نے ساتھ لیا باتین کرتا ہوا چلا مگر ایسا باتون مین لگایا ہی کہ لوح نہ دیکھنے پائین صاحبقران
بھی ایسے بھوتے ہین کہ لندھور سے باتین کرتے ہوئے جاتے ہین ناگاہ قلعہ نمایان ہوا ہزار ہا
آدمی واسطے استقبال کے آئے جب صاحبقران قلعے مین پہونچے لندھور بھی گھوڑے سے
کود اصاحبقران کو لیکر دارالامارہ شاہی مین آیا تخت بچھا تھا عرش کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے
امیر نے فرمایا ای لندھور تم آگاہ ہو کر ایسی بات کہتے ہو لندھور نے ہاتھ باندھکر کہا مین بھولگیا
امیر کو کھٹکا ہوا کہ مین ایک شخص کے ساتھ یون چلا آیا طلسم کے جعل و فریب سے بچنا چاہیے دل مین
سوچ کر دنگل پر بیٹھے لندھور نقلی یعنی قاموس جادو اور سرداروں سے اشارہ کرنے لگا کہ مین
صاحبقران کو لگا کر یہان لے آیا اب کسی حیلے سے گرفتار کرلو امیر نے اتنے عرصے مین لوح پر
نگاہ ڈالی نوشتہ پایا صاحبقران تم جسکے ساتھ آئے ہو یہ لندھور نہین ہی قاموس جادو دھلک مرحلہ
تمکو مکر سے لگا کر لایا ہی اپنے کو اس مکر سے بچاؤ ورنہ عیب لوح کی فکر مین ہین چونکہ صاحبقران عالیشان
تکمدہ ہو رہے تھے تیغ کھینچکر اُٹھے اور نعرہ کیا او قاموس مین نے پہچانا قاموس نے آواز دی یارو لینا
طلسم کشا نے لوح دیکھ لی اب اسکو مار لو چار جانب سے لینا لینا کہکر ساحران خرس بادیۂ ضلالت میمون
الجنت آمادہ ہوئے کہ امیر کو گرفتار کرلین امیر لوح کو دیکھ چکے ہین لڑ رہے ہین جب لوح کو ملاحظہ کرتے تھے
احکامات حفاظت لکھے ہین امیر اسی احکام کے پابند ہوتے ہین لڑتے ہوئے بڑھے جب لوح

چمکاتے ہیں ہزاروں ناپید ہوتے ہیں صدہا سردار ساحران غدار آب دم شمشیر چکھے واصل جہنم ہوئے
قاموس کمند کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح سے طلسم کشا کو گرفتار کریں لیکن ایسا گھبرایا ہوا ہے کہ چاہتا ہے پرواز کر کے
نکلجاؤں زمین پر گرا ایک عقاب کی شکل بنکر چاہا کہ اڑ جاؤں امیر نے تیر مارا جو رہ پشت کو توڑ کے پار گذرا
امیر مصروف شمشیر زنی ہیں جب سب نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا اب زور نہ چلیگا الامان الامان کا غل مچایا
امیر نے سب کو امان دی قلعۂ قاموس تسخیر ہوا کہ جلوے صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ارشد تاجدار و
اجمل جنی و ملکہ نسیم آ کر پہونچے سب نے امیر کی قدمبوسی کی امیر نے حال قتل قاموس بیان کیا
بارگاہ استادہ ہوئی داخل بارگاہ ہوئے مگر سرخاب رعد آواز کو نامۂ عفرتیہ خرخر پہونچا نہایت
متفکر ہوا ہرکاروں سے کہا دریافت کرو کہ طلسم کشا کہاں ہے ہرکاروں نے خبر دی کہ قلعۂ قاموس
کو تسخیر کیا ہے اور وہیں فروکش ہیں سرخاب دو لاکھ فوج ساتھ لیکر برائے مقابلۂ صاحبقران چلا یہاں
امیر بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ جلوے گرد اڑی سرخاب گینڈے پر سوار دو لاکھ فوج پشت پر
آ کر پہونچا ایک سوار کو پاس صاحبقران کے بھیجا کہ جا کر طلسم کشا سے کہو کہ بہتر ہے میری حوالی
سے نکلجاؤ کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہیں بچا امیر نے سوار کو نکلوا دیا اور فرمایا کہ کہدینا کہ جو تجھ سے
تصور کرو ہم وہ دن تیغ کے نہ پھٹیں گے یہ سنکر سرخاب نے طبل جنگی بجوایا امیر کو ہرکاروں نے
خبر دی ہاتھ اٹھا کر دعا دو تماشے بادشاہی بجا لائے عرض کی اے شہریار سرخاب نے طبل جنگ بجوا دیا
کل کے روز اسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا تیاریاں ہونے لگیں جس وقت کہ کوتوال
لشکر زمانہ باہتمام طلایہ وارد ہوا قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش آ کر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا
دونوں لشکر میدان کارزار میں آ کر پہونچے صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہنے لگے
سرخاب رعد آواز نے اپنے گینڈے کو میدان میں نکالا نعرہ کیا کہ طلسم کشا میرے مقابلے میں آئے
تو حال معلوم ہو صاحبقران نے مرکب بڑھایا نسیم وغیرہ قدموں سے لپٹ گئیں کہ اے شہریار آپ اس
بدخصلت کے مقابلے میں نہ جائیں کنیزیں غلام حاضر ہیں صاحبقران نے فرمایا وہ میرا متلاشی ہے میں
اُس سے مقابلہ کرونگا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا مقابلے میں سرخاب کے پہونچے بعد گفتگوے بسیار
آپس میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا امیر نے ایک مقام پر نیزے کو کاٹ کر ضرب مارا کہ نیزہ ہاتھ
سے سرخاب کے نکلگیا مثل ابر کے گرج کر آواز دی یا صاحبقران آپ نے غضب کیا دو دریا کے
لشکر دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے نیزے کو میرے ہاتھ سے نکالا لیکن تلوار جلال و جلالت مردان عالم ہے
برسوں کے جھگڑے دم بھر میں فیصلہ کرتی ہے اگر پہاڑ پر ماروں تا بہ بیخ کاٹوں یہ کہکر تیغ لنگردار جوہردار
نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ بلند کیا امیر نے گھوڑے کو بڑھایا مطلب یہ تھا کہ زیر بغل جا کر
تلوار کاٹوں قضاے کار دونوں پر موقوف تھا دونوں پا تڑن گھوڑے کے غرق زمین ہوئے گھوڑے نے
سکندری کھائی لشکروں میں غل ہوا کہ صاحبقران کو سرخاب نے مار لیا حقیقت میں صاحبقران
زخمی ہوئے ملازمان صاحبقران آپڑے ارشد تاجدار آ کر شریک جنگ ہوا سرخاب نے بھی آواز دی
اسکی بھی فوج آ پڑی دونوں لشکر ملگئے صاحبقران کا یہ حال ہے کہ زخم سے آنکھ کے نیچے اندھیرا ہے

فوج عمر والے نے گھیرا ہی اُبھر اُبھر کر لڑ رہے ہیں شدہ و تحت الملک سے زخم سر کو باندھا لڑائی میں معروف ہیں
جب زخم سر کھلتا ہی صدمۂ عظیم ہو پہنچتا ہی اور ملکہ نسیم کو صاحبقران نے قسم دی تھی کہ خبردار
سحر نہ کرنا ہمارے طریقے سے سراسر خلاف ہی خیر ساحرہ پر سحر نہیں کرتے بیچاری دور سے کھڑی حال
صاحبقران کا دیکھ رہی ہی بیقرار ہو کے تڑپ تڑپ کر رو رہی ہی یہ اشعار زبان پر جاری ہیں نظم

مثل جنت دور میرا باغ ہے
جام مے شیشے کا استفراغ ہی
کیا پریشان غل سے کرتا ہی دماغ
خط میں مضمون دل مجھ داغ ہی

رشک دوزخ سینہ پر داغ ہی
ہی یہ داغ اُس آستان سے تیری دور
کچھ خبر قاصد کی بھی اے زاغ ہی
خط نہیں ہی رُخ گل بے خار ہی

ہجر میں کیا می بیرون میں ساقیا
لب پہ سجدے کا جبین پہ داغ ہی
مہر تو قاصد لفافے پر نہیں
گل نہیں ہی لالہ بے داغ ہی

ساتھ والیوں سے کہتی ہی کہ کیوں صاحبو میں کیا کروں صاحبقران نے منع کیا ہی سحر نہیں کر سکتے امیر
آزردہ ہونگے منع کر چکے ہیں کنیزوں نے عرض کی حکم کے خلاف نہ کیجیے ورنہ امیر کو ناگوار ہوگا
دو پہر تک صاحبقران لڑے جب یہ خوف ہوا کہ اب گھوڑے سے گر پڑونگا ہاتھ دستگیری نہیں کرتے
پاؤں میں قوت نہیں لاچار ہو کر تلوار کو نیام میں کیا ہاتھ دونوں گردن مرکب میں حائل کیے
ڈال دیا کہ ای مرکب اصیل ہکوے نکل گھوڑا صاحبقران کو لے نکلا پشتکیں دولتیاں مارتا ہوا راہ
کو اپنے بچاتا ہوا ایک طرف روانہ ہو گیا آتے آتے شب کو قریب جھیل کے پہونچا صاحبقران
وہاں پشت مرکب سے گرے گھوڑا اُدھر پھرنے لگا سر کسی قدر جھیل میں تمام جسم بیرون آب امیر
تو اس حال میں ہیں لیکن بعد جانے صاحبقران کے ارشد تاجدار بھی ہاتھ سے سرخاب کے
زخمی ہوا شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی بھاگ کر قلعے میں آئے پھاٹک بند کر لیا
خندق کو پر آب کر دیا ملکہ نسیم تڑپ رہی ہی اجل جیتی ہار رشد تاجدار نے قلعے کو آلات حرب و
ضرب سے آراستہ کیا سرخاب ملکے نے قلعے کو گھیر لیا چونکہ سرخاب بھی زخمی ہی اپنے ساتھ والوں
کہا زخم اچھے ہو لیں تو قلعے کو تسخیر کرونگا سرخاب تو اس فکر میں ہی حال اسکا وقت پر تحریر ہوگا
لیکن صاحبقران وہاں پر جو گرے تھے سر پانی میں ہی خون کی ایک لکیر بندھی ہوئی جھیل میں
جاتی ہی قضائے کار اسی صحرا میں ایک باغ ہی جسمیں ملکہ سیمین عذار دختر سرخاب رہتی ہی
صبح کو جو سو کر اٹھی کنیزوں نے اسی جھیل کے قریب کرسی بچھا دی ملکہ نے بہ ناز پاے نازنین چاند
سے ٹکڑے جھیل میں ڈالدیے پانی سے کھیل رہی ہیں اُس وقت حباب بنگاہ حسرت نظارہ
جمال کر رہے ہیں یا جھیل کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی ہیں قدمبوسی کے جوش موجہ جھیل پاؤں پر نثار
ہو رہے ہیں مچھلیاں پاے اقدس کا بوسہ لیتی ہیں مگر مہتاب وہ بیقرار نظارے سے کنارہ نہیں
ربط و ضبط کا یارا نہیں ملکہ کی نگاہ پڑی کہ اسطرف سے جو پانی آتا ہی اسمیں ایک سرخی کی لکیر ہی ملکہ
نے وہ پانی ہاتھ میں لیا سونگھا خون کی بو آئی گھبرا کر کہا دیکھو یہ خون کیسا ہی کنیزیں یہ سنکر کنارے
کنارے جھیل کے چلیں بیرون باغ آ کر دیکھا کنارے جھیل کے ایک جوان آفتاب مثال شہنشاہ
اقلیم کمال قبضہ ہاتھ میں جواہر الاکمون [illegible] کا زرہ جسم پر آراستہ یہ معرکہ دیکھکر کسی نامے خواص
دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی کہا قزاقوں نے کسی بادشاہزادے یا تاجزادے کو مار کر کنارے

مشتاق بند شوق کے ہیں جو بند توڑ کر	بند ہوا ہیں شاعر و تنے جو آئی کی کر گئے	رگ کٹ گئی تو اس سے چوٹ نہ چلتے سبق ملا
ہاتھون سے تیرے جو سپر تیغ و سپر گئے	مطلب سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر	دیوانہ ہوں بر حال قضا و قدر سے
چلنا پڑیگا یار کی خدمت میں سر کے بل	بے ہوکیا جو بیٹھے ہو آتش کے گئے	اسی جنجالی و بیقراری مین واصل

باغ ہوش ہارہ دری مین لاکر پہونچایا ملکہ نے اسی وقت جراح کو بلا یا فرمایا زخم پر ٹانکے دو جراح نے زخم کو دیکھا عرض کی حضور نہ گھبرائین کوئی رگ پٹھا نہین کٹنے پایا بہت جلد صحت دونگا یہ کہکے زخم دھویا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین ملکہ اس سے نہین ہتی دمبدم کنیزون سے فرماتی ہین صاحبو مجھے یہ جلدی ہو کہ یہ شخص بیہوش ہو جب یہ ہوش مین آئے تو مین اس سے حال پوچھون اس وجہ سے قریب بیٹھی ہون کس پر آئی کر رہی ہون کہ صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا ایک مکان جنت نشان ایک نازنین مہ جبین رشک قمر حور پیکر سرو سہی قد آفتاب عالمتاب آسمان حسن وجمال چرخ خوبی کی بدر کمال سرنگون بیٹھی ہو صاحبقران جمال جہان آرا کو دیکھکر عاشق ہوئے فرمایا ای شہنشاہ اقلیم خوبی واورنگ بوے گل صد لیقۂ محبوبی آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہو دل خود بخود تڑپتا ہو گھبرایا ہی

زبان مبارک سے بیان سے فرمائے اس اثر کیفیت کی نظم

عالم بہار کا ہے یہ آغاز سال میں	دیوانے رنگ لاتے ہیں جیسے بہار میں
سامان کے غورش کبھی کبھی ہیں ملال میں	یہ ایک دل شریک ہو دونون کے حال میں
دیکھے ہیں ایک ہی سے تغیر مآل میں	معشوق کے مزاج میں عاشق کے حال میں
حیران سے ہیں دونون کسی کے خیال میں	آکر اپنی رنگ میں ہو تو دل اپنے حال میں
ہم خواب میں ہیں گئے تھے فقط دیکھنے نہیں	کیا کچھ گذر گیا نہ تھا سے خیال میں
مستی میں بلبلون نے نشیمن کے واسطے	آنکھیں ہیں جھومتی ہوئی شاخین نہال میں
گردش سے چشم مست کے دل کو خدا بچائے	دیکھے ہیں شیشے ٹوٹے مستانہ چال میں
جیسے ہوے میں ہو یار دل آگاہ ہو گیا	اندھوں کی آنکھیں کھل گئیں معشوق جمال میں
ہر اک قدم پہ آتی ہو آواز اب گرا	بجلی کا دشمن اب ہو عاشق کی جمال میں
کیا بدگمان ہو دل جو وہ پہلو سے اٹھ گئے	ڈھونڈھا کیا انھین ہر دیو و خیال میں
رفتار یار نے اُسے مردہ سا کر دیا	سرعت کمان نے آئی قیامت کی چال میں
کیفیتین دکھاتی ہو کرشمہ گناہ بھی	رنگ شراب ہو عرق انفعال میں
کچھ ڈر نہین ہو شوق سے کر سو ہین تم آج	کوئی گھڑی بری نہین روز و صال میں
اس بت کی بندگی میں تکبیر میں سے بچ	ٹکرا بھے ہو گئی سطلے سوال میں
سینے ہی میں پتا دل پر داغ کا نگا	قدرت سے کچھ چلتے ہیں گرد وال میں
ٹکرا گیا تھا کوئی اسے راہ میں کہیں	اب تک ہو وہ غرور سراپا کمال میں
ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں صبح کا	کچھ تو آنکھون نے دیکھ لیا ہو جلال میں

ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا فرمایا ماشاء اللہ آپ کو دیوان یاد ہین آپ کو قزاقون نے کہان گھیرا تھا مال و اسباب خوب بچایا جان دینے کا ارادہ کیا صاحبقران نے کہا کیسے قزاق سرخاب کے

مقابلہ پڑا اُسکے ہاتھ سے مین زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا انشاء اللہ جاکر اُسکی سرکوبی کرونگا یہ سنکے
ملکہ کے ہوش اُڑ گئے فرمایا سرخاب رعد آواز سے کیونکر مقابلہ ہوا صاحبقران نے سب کیفیت
بیان کی ملکہ نے سر جھکا کر فرمایا یہ ملک اُسی کا ہی مین اُسکی دختر ہون اب جو کوئی پوچھے یہ ذکر نہ کیجیے گا
صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ عالم یہ امر میرے واسطے کچھ فخر کا نہین ہی اگر کوئی مجھسے پوچھیگا صاف
صاف کہدونگا زخمی ہونا زیور جرأت اسباب شوکت ہی ملکہ نے کہا صاحب مجکو یہ خوف ہی کہ تمھارے
ساتھ کوئی برائی نہ کرے صاحبقران نے فرمایا مجھے اسکا خوف نہین مین اُس سے جاکر ضرور مقابلہ کرونگا
ملکہ لاچار ہوئین علاج کرنے لگین زخم قلیل تھا تیسرے دن صاحبقران نے غسل صحت کیا ہتھیار
لگا کر آمادہ ہوئے ملکہ گھبرا گئین پوچھا ای شہریار کیا ارادہ ہی صاحبقران نے فرمایا اب مین آج جاونگا
جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا ای شہریار مجھے تردد ہی کہ اُسکے ہاتھ سے آپ کیونکر بچے اب جو
مقابلہ پڑیگا بڑی خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا نہین معلوم میرے سردارون پر کیا گذری ملکہ نے
آہ کی کہا ای شہریار مجکو تو بڑا غرض ہی کہ اگر آپ سے ایک مرتبہ مقابلہ پڑا انہین معلوم کیا کیفیت ہوگی مین
کیونکر راتون کو کاٹونگی کیا عرض کرون نئی تعجب کیفیت ہی نظم

وہم سا لگ ای بت مغرور پیراہن مین ہی — نام کو میرا تن رنجور پیراہن مین ہی
شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن مین ہی — داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن مین ہی
جسم کے جامے کو بھی دیکھا تو ہی زندان تنگ — سخت دیوانہ ہی جو مسرور پیراہن مین ہی
موج عنبر ہی کہ سیلی ہی شکم پہ یار کے — تاب ہی یا چشمۂ کافور پیراہن مین ہی
نیش سی لگتی ہی تکمہ سی سانس بھر یار — روح قالب مین نہین زنبور پیراہن مین ہی
علم کیا ملتا ہی غافل آخر کار ایک دن — بوسے آب سدرۂ کافور پیراہن مین ہی
یار کی تصویر کھنچواؤن تو کہتا ہی وہ شوخ — قالب بیجان کسے منظور پیراہن مین ہی
چپ لادیوار چمن ہی یان لباس خستہ تن — داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن مین ہی
شبہ ہوجاتا ہی مجکو شمع کا فانوس مین — نور کا عالم ترا ای حور پیراہن مین ہی
ناتوانی سے ہی یکسان ظاہر و باطن مرا — تار پیراہن تن رنجور پیراہن مین ہی
عالم نیرنگ ہی دنیا لباس کے مختلف — تنگ ہی غنچہ تو گل مسرور پیراہن مین ہی
مصحف رقت کو پڑھے کپڑے آتش بھار لیے — ہی قبا مین عقرب اور زنبور پیراہن مین ہی

اُس وقت عجب طرح کی صحبت ہی عاشق و معشوق کو حیرت دل پر ہجوم غم و حسرت ملکہ نے کہا ای
شہریار مین تو ابھی نہ جانے دونگی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی خورشید فیلزور
با فوج گران قریب آپ کے اسی صحرا مین آکر اُترا ہی مدت سے آپکے نام پر عاشق ہی آپکے والد
نے جواب خلاف دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ نہ کرونگا اب آج
اُسکا یہ ارادہ ہی کہ آپ کی ملاقات کرے باغ مین گھسے بھلا کوئی اُسکو روک سکیگا یہ سُنکر ملکہ گھبرا گئین
کہا ای شہریار والا تبار یہ سرکش قاموس مع فوج جنگی زور کش ہی یہان اسکا ارادہ سرکشی کا
کون رد کریگا آپ کی وجہ سے مین یہان ٹھہری ہون ورنہ اپنے باپ کے پاس چلی جاتی وہان

انکو کیا مجال ہے کہ جا سکتے یا زبان ہلا سکتے اب جو منظوریات و صفات کو صاحبقران نے فرمایا ملکہ
ان بتیاؤن پر لعنت کرو پروردگار کو خدا جانو جسنے پیدا کیا یہی اعتقاد ٹھیک ہے وہ وحدہ لاشریک ہے
جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین صاحبقران نے فرمایا تم نہ گھبراؤ ہم سر خورشید فیلزور کا لاکر تمین دینگے
ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار یہ وہ بلا ہے روزگار ہے کہ جسکو والد نے زیر نہ کیا تم لاکر چلے آئے امیر نے
فرمایا یہ کیا ضرور ہے کہ جسکو سرخاب نہ زیر کرے اوس سے کوئی لڑ نہ سکے حال کھلجائیگا دن تو امیر
نے بسر کیا شام کو مرکب آراستہ کیا فوج ثوابت و سیارگان نے صفین باندھین شہنشاہ
باختاباں تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا صاحبقران نے مرکب کو تیار کیا ملکہ نے گھبرا کے
ملکہ نے پوچھا خیر تو ہے صاحبقران نے فرمایا مین برائے مقابلہ خورشید جاؤنگا مجھے بہت اشتیاق ہے
یہ زبردستی کہ صاحبجانہ یہان نہین ہے اسکی ہٹ کو دیکھے آتا ہے ہم اوس سے ضرور پوچھینگے کہ تجھکو کیا
اختیار ہے کہ پرائے ناموس مین چلا ہے آخر اسکا جواب کچھ ملیگا ملکہ رونے لگین کہا ہان صاحب وہ بڑا
بدمزاج ہے کچھ جواب سخت دیگا امیر نے فرمایا جواب سخت دیگا تو ہم زبان تیغ سے جواب دینگے
یہ سنکر ملکہ جلتی ہین فرماتی ہین اے شہریار وہ اپنے زمانے کا دلیر ہے یون اوسکو کون جواب دیسکتا
اوسکے ظلم و بدعت دیکھکر فلک گرفتار کو سکتا ہے اوس حال مین کوئی پہلوان رہنے نہین پاتا ہے
صاحبقران نے کسی طرح سے نہ مانا مرکب تیار کیا سلاح جسم پر آراستہ کیے بیرون باغ چلے ملکہ پیچھے پیچھے
آگے آگے صاحبقران آپسمین کنیزین اشارے کرتی ہین کہ دیکھو صاحب جو جنگی سے ساتھ کیا کیا
ناز ہو رہے ہین مگر وہ انکا کہنا نہین مانتے ایسا ستم کہین نہ دیکھا ہوگا مرد بھاگتا ہے عورت دوڑی چلی ہے
یہ زمانے کی خوبی ہے دیکھیے اب کیا ہو لطف باغ صاحبقران نے طے کیا تھا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی
کہا اے شہریار خورشید فیلزور آتا ہے اوسکو کسی نے خبر پہنچا دی کہ یہان صاحبقران آئے ہین بہت
غصہ ہو بلبلاتا ہوا آتا ہے ملکہ یہ سنکر قدمون پر گر پڑی کہا حضور وہ بڑا جاہل اجہل ہے سپاہگری مین
کامل و اکمل ہے مین اوس سے باتین کرکے ٹال دونگی آپ دیکھیگا تکرار کریگا صاحبقران نے سر
ملکہ کا اوٹھا کر چھاتی سے لگایا کہا اے شہنشاہ خوبی ایسے مقام پر فرش بچھواؤ کہ تم ہمارے پہلو مین
بیٹھو بلا تکلف دروازہ کھولدو آتا ہے تو آنے دو جس طرح آیا ہے ویسا چلا جائیگا ملکہ بہت [illegible]
صاحبقران نے جو کہا تھا وہی کیا اوسی مقام پر فرش بچھوا کر بیٹھے ملکہ کو پہلو مین جگہ دی کنیزون
غضب کیا کہ تم کیون گھبرا گئین گائن سے کہا تم بیٹھکر گاؤ گائن تھرتھر کانپ رہی ہے منہ سے آواز نہین نکلتی
ہر چند قصد کرتی ہے کہ گاؤن منہ کھولکر رہجاتی ہے کنیزین آپسمین اشارے کر رہی ہین کہ دیکھو عجب مزہ ہے
وہ بدمزاج آکر انکو مار ڈالیگا ملکہ کو قید کرکے لیجائیگا کسی سے کچھ نہ ہوسکیگا یہ میان زبان سے
بہت تیز ہین یہان تو یہ ذکر ہے خورشید فیلزور اگر دروازے پر جبکا گینڈے سے کود [illegible]
بل کرتا ہوا اندر باغ کے آیا محلدار سے پوچھا ملکہ عالم کہان ہین محلدار نے کہا گانا سن رہی ہین
صاحبقران پہلو مین بیٹھے ہین یہ سنکر خورشید فیلزور غصے سے تھرانے لگا چمنستان طے کرتا ہوا اوس
مقام پر آیا جہان صاحبقران بیٹھے تھے دور سے اسنے دیکھا صاحبقران پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین
آواز دی او حمزہ تو نے غضب کیا میری معشوقہ کے پہلو مین بیٹھا ہے صاحبقران نے ملکہ کو اوٹھا کر

تو دین لیا عارضِ انور کو بوسہ دیا خورشید جاگیا تلوار کھینچکر چلا صاحبقران بیٹھے رہے کنیزین آپسمین کہتی ہین ہاتو میان بڑی تلوار رہ سانے تھے یا چپ بیٹھے ہین تصویر خیالی بنگئے اُٹھ نہین سکتے خورشید فیلزور نے قریب آکر ہاتھ مارا صاحبقران نے گھٹنا ٹیک کر ایک تھپکی ماری تلوار پر پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ خورشید چرخ کھاکے گرا بیہوش ہوگیا صاحبقران اُسی طرح بیٹھے رہے کنیزین اشارے کرتی ہین کہ سرکاٹ لیجیے صاحبقران عالیشان فرماتے ہین ایسے کا کیا سر کاٹون جو ایک طمانچے مین بیہوش ہوگیا ایسے کو کیا مارنا خورشید کا یہ حال ہے کہ چہرہ زرد آنکھون کو کھولکے پھر بند کرلیتا ہے صاحبقران کی جو نگاہ پڑی فرمایا اُٹھ چلا جا اب ہم تجھے قتل نہ کرینگے خورشید نے جو یہ سُنا اُٹھکے بیتحاشا خاک جھاڑتا ہوا بھاگا کنیزون نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا ایسے شخص کو کیون جانے دیا اب یہ فساد برپا کریگا صاحبقران نے فرمایا دیکھا جائیگا اسی طرح بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے خورشید فیلزور گینڈے پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے بھاگا دو چار مصاحب جو ساتھ تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا کیون حضور کیا گذری کہا مین لوٹ آیا مین نے دخل نہین دیا حمزہ وہان بیٹھا ہے یہ سُنکر مصاحب چپ ہورہے خورشید لشکر مین آیا اُسی دم لشکر تیار کیا طرف قلعہ قاموس کے چلا یہان سرخاب رعد آواز نے صحت پائی ارشد تاجدار قلعے مین گھبرا رہا ہے کہ سرخاب نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر قلعے مین پہونچائی کہ سرخاب نے طبل جنگی بجوایا ارشد نے کہا یہان بھی طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین نسیم کی بیقراری دمبدم کہتی ہے کہ ای ارشد بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم مجکو حکم نہین دیتے ورنہ قیامت بپا کرون اُسے جدائی صاحبقران کی مجھ شاق ہے نہین معلوم اُنپر کیا گذری کون جائے کون خبر لائے

نظم

دراز کی یاد دلاتی ہے اُس زلفِ پریشان کو — عزیز اسواسطے رکھتا ہون مین شبہائے ہجران کو
کیا یہ عالم وحشت مین جب سیر بیابان کو — لٹایا شیر قالین کی طرح شیر نیستان کو
نہ دیکھا ساتھ گلشن مین جو اُس سروِ خرامان کو — کیا سرو چراغان آہ وے سرو گلستان کو
کسی دن آکے دیکھے شانۂ علاج اُسکی زلفون مین — کبھی دیکھا نہ ہو جسنے ید بیضا مین ثعبان کو
یقین ہے شوق کاکل سے اگر ریگ روان بنکر — روان ہے خاک میری لیکے مردون کوے جانان کو
جو دعوائے خدائی ہے نکال اغیار کو گھر سے — خدا نے ای صنم باہر کیا جنت سے شیطان کو
جنون نے جبکہ دی روز ازل زنجیر یان — گریبان صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو
سنا تھا سانپ آتے ہین نظر برسات مین اکثر — مین رویا ابر سا برسون نہ دیکھا زلف پیچان کو
ہم ای جراح برسون روکے ہین دو دن تو ہنسنے دے — نہ سی پھر خدا الحمد ہان زخم خندان کو
ہزارون صدمۂ جانکاہ ہین پر مین نہین مرتا — کہون اب آب حیوان ظلمت شبہائے ہجران کو
اثر بارے دکھایا بعد مدت میرے رونے نے — گرایا سر پہ سیل اشک نے ایوان زندان کو
مقابل اُس پری کے ہوتے ہی پرواز ایسی کی — کہ میرے ہوش نے پیچھے رکھا تخت سلیمان کو
حنا خالق نے پیدا کی جو تیرے پانون کے خاطر — بنایا میرے تلوون کے لیے خار مغیلان کو

دکھا کر وہ سہی قامت حنائی ہاتھ رکھتا ہی	کیا شمشاد سے پیدا خدا نے شاخ مرجان کو
نہ کیونکر چشم مست یار غش ہو میرے رونے سے	کہ ناخن دوست رکھتا ہی ہر اک میوار باران کو

ارشد نے کہا ای ملکہ نسیم خلاف حکم آقاے نامدار کیونکر کرین انکی زبانی سُن بیٹھے ارشاد فیض بنیاد
کہ ہم ساحر سے غیر ساحر کو لڑانا نہین چاہتے ہی جلالت ہی کہ ملکہ آسمان پری زوجۂ صاحبقران ہی
ستر لاکھ نرہا سے دیو کی مالک اگر ذرا اشارہ کر دین تمام عالم کو ایک دن مین مٹا دین مگر وہ وہان
نامہ و پیغام بھی آنا مناسب نہین جانتے اپنے یہان دیو کو بھی نہین آنے دیتے وہ کیونکر
گوارہ کرین کہ ساحرہ سحر کرے غیر ساحر عاجز ہو نسیم نے کہا یہ سب سچ ہی لیکن آبرو تو بچانا چاہیے
ارشد نے کہا آبرو خدا بچائیگا اعتقاد مین فرق نہ ڈالو کوئی کام خلاف حکم صاحبقران ہم سے نہ کرالو
اسی سامان مین رات گذری بوقت سحر بعد گرد فر بالاے قلعہ آکر بیٹھے ارشد تاجدار نے توپون کو
آراستہ کرایا گولہ انداز بھی آمادہ ہین کہ سامنے سے دیکھا سرخاب رعد آواز گینڈے پر
سوار فوج جنگی پشت پر سامنے آکر قلعے کو دیکھا آلات حرب و ضرب سے آراستہ ارشد تاجدار
بیٹھا ہی پہلو مین نسیم تمام سپاہی دست بستہ کھڑے ہین کئی ہزار جوان در قلعہ پر اڑے ہوئے کہ جب
حکم ملے قلعہ کھولکر نکل جائین جاکر لڑین بھڑین جان دین اپنے کو مٹائین نسیم نے کہا اب حکم دیجیے مین
سحر کرون لشکر آگے نہ بڑھ سکیگا یا لشکر پر آگ گراؤن تلوارین برساؤن ارشد تاجدار نے کہا
ای نسیم میرے اعتقاد کو زور رہی کرنی تو مقدمہ ایسا پڑیگا کہ یہ دشمن خدا پلٹ جاویگا اگر اُسنے
آکر قلعہ فتح کیا مین مقابلہ کرونگا جب مین قتل ہو جاؤن تمکو اختیار ہی چاہنا سحر کرنا یا جان بچاکر
بھاگ جانا مین ہرگز حکم نہ دونگا خلاف حکم آقاے نامدار نہ کرونگا بجرأت جان دونگا پھر جو تمکو
مین پڑے کرنا وہان سرخاب نے قلعے کو دیکھکر آواز دی ای ارشد بہتر اسی مین ہی کہ رومال بیچ
ہاتھ باندھکر نکل آؤ ایسے ایسے گروندے مین نے بہت سے بگاڑے کھڑے کھڑے قلعے کو فتح کرونگا
یہانسے جواب دیا کہ جو تجھسے ہو سکے ضرور نہ کر سرخاب نے یہ سُنکر حکم دیا بڑھ کر قلعے مین گھس چلین
تمام سوار و پیدل لینا لینا کہکے چلے ارشد تاجدار نے ہرائی کر داغا گولہ اندازون نے
توپون کو جھکا جھکا کے فیر کیا یکایک جو سب توپین چلین آگ برسی جیسے ہی کافر بڑھکر چاہے تھے
بارہ ہزار جوان اُڑ گئے میدان مین ہنگامہ ہوا ہزارون لاشہ میدان مین تڑپا یا تو لشکر والے
یلغار کیے چلے تھے یا پیچھے ہٹے یہ کٹتے ہوئے بھاگے کہ گوشت مٹی کی لڑائی ہی قلعے سے آگ برس رہی ہی
کیونکر آگے بڑھین یہان ارشد تاجدار نے حکم دیا توپون کو روکو دیکھین اب کیا گذری
گولہ اندازون نے ہاتھ کو روکا ہوا چلی دھوان برطرف ہوا دیکھا تمام فوج بھاگکر دور جاکر
ٹھہری ہی مگر سرخاب زنجیرون سے کمر باندھے رہا ہی فوج والون سے بغیظ و غضب کہتا ہی یارو
کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا تھا مین آپ جاکر قلعہ فتح کرونگا کوئی ذیحیات میرے ہاتھ سے
زندہ نہ بچیگا ان سب کی شامت آئی ہی اگر یہ اصلاح چلے آتے مین خطا معاف کر دیتا اب نہ مانونگا
یہ کہکے گینڈا بڑھایا گرز ہاتھ مین لیا گینڈہ ملکر اکر چلا اہالیان قلعہ نے دیکھا ایک سوار آتا ہے
ارشد تاجدار نے کہا یارو دیکھو یہ کون شخص آتا ہی سب نے کہا سرخاب رعد آواز آتا ہی

اسکو اپنے زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہی دیکھیے کیا ہوتا ہے حکم دیا پھر گولے بارود توپون چلنے لگین یہ بچا گینڈے کو لادے پڑا لے ہوئے کبھی پشت کر گردن پر کبھی زیر شکم گردن اپنے تئین بچاتا ہوا قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی اے ارشد کیون مال خراب کرتا ہو مین نے قلعے لے لیا اب کچھ عذر نہ مانونگا قلعے مین غل پڑ گئی زمین سے تلے کی اوپر ہو گئی اہالیان قلعہ نے چاہا غل پڑین ارشد نے کہا یارو گھبراؤ نہین اس وقت پروردگار سے دعا کرو کہ جان بچے یہ کہکے تاج اُتار اسپ کو پشت پر لیا پکار اٹھا اے رحیم و کریم اے سمیع و علیم گنہگارون کو بچالے ظالمون کے ظلم سے نجات دے نظم

خداست ذاکر و شاغل بہر زبان ہر روز — خداست حاضر و ناظر بہر مکان ہر روز
بہر رنگ گہ از بوئے ز طلعت خوب — نماید او رخ روشن بہ بوستان ہر روز
باہل علم شود راز ذات حق معلوم — ز ہر خطاب و ز ہر نام و ہر نشان ہر روز
ہزار رحمت خدا آید درین سرا ہر دم — رود ہزار ازین شہر کاروان ہر روز
درین چمن ہمہ اوقات تازہ گل خندد — بشمع تازہ شود روشن این مکان ہر روز
نوشت روز ازل ہر چہ کاتب قدرت — رقم بصفحۂ عالم شود عیان ہر روز
بخاک عجز فلک سر نہادہ در ہر سال — مطیع حکم جہان و جہانیان ہر روز
ہزار شکر کہ مشغول بندہ بندگی است — بحمد حضرت خلاق دو جہان ہر روز

سرچند سب ملازم عرض کرتے ہین کہ حضور حکم دیجیے ہم لوگ نکل جائین لڑین اپنی جان دین بالکہ نسیم کو حکم دیجیے تو سحر کرین نسیم بھی پھڑک رہی ہو ارشد تاجدار کہتا ہو میرا اعتقاد تو یہ ہو کہ کوئی ہو ایسا ہو گا یہ خود بلیجائیگا اندر قلعے کے نہین آویگا بد اعتقاد دولت میں رہے ہین ارشد تاجدار پر آوازے کس رہے ہین سرخاب نے چاہا کہ خندق فراؤن گینڈے کو اڑاؤن کہ بہ قدرت سبحان یزیل و عزیز جبیل از پردۂ بیابان گرد سے بقاست کہ تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردیہ آسمان رسید و پائے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان مثل زلف پریشان صحرا سے پیدا ہوئی سب دیکھنے لگے دیکھا خورشید فیلزور گینڈا اڑھائے ہوئے دھویں سے نکلتا ہوا اے سرخاب رعد آواز دا پہلوان دوران دای کرتا سب جہان ٹھہر جائیے مجکو کچھ کہنا ہو تسخیر قلعے سے ہاتھ اُٹھائیے میرے پاس آئیے مین کچھ عرض کرونگا یہ سنتے ہی سرخاب حیران ہو گیا لیکن پلٹا اُدھر سے خورشید فیلزور آیا اِدھر سے سرخاب پہونچا بیچ میدان مین دونون سے ملاقات ہوئی سرخاب نے پوچھا اے پہلوان دوران دای رستم زمان دای صاحب شوکت و شان کیونکر آپنا اتفاق ہوا خورشید نے کہا اے برادر کیا کہون عجب معرکہ گذرا ہو کہ جسکے کہنے سے شرم آتی ہو ہم تم تو آپسمین ایک ہین مجھے تمھاری دختر کا پیغام دیا تھے خلاف جواب بھیجا ہم وہانسے چلے کہ منت و خوشامد کرکے راضی کرینگے جب قریب باغ ملکہ کے پہونچے خیال مین آیا کہ ذرا ملکہ سے ملاقات کرلین اندر باغ کے جو پہونچا وہ معرکہ دیکھا کہ کاشکے نابینا پیدا ہوتا لبینے حمزۂ عرب پہلو مین تمھاری دختر کے بیٹھا ہو مین نے چاہا قتل کردون پانچ سو کنیزین جادو ان جادو ان کرکے مجکو لپٹ گئین میرا کچھ زور نہ چلا آخر جان بچا کر چلا آیا ورنہ سب مکے مجکو مار ڈالتین سرخاب نے کہا وہ تو میرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہان

کیونکر بیوی بچا خورشید نے کہا اگر حضور چلیں تو ہم آپ چلکر صاحبقران کو قتل کریں گیسو بریدہ سے
لڑکے اڑا دین یہ سنتے ہی سرخاب کانپ گیا کہا ای برادر ابھی چلتا ہون پہلے مناونگا مین یہان
پہلے ہی مار ڈالتا جب اُسکا حال ابتر دیکھا اپنا ہاتھ روک لیا اگر یہ انجام جانتا اسی وقت قتل کرتا
قلعے والے بھی اس معرکے کو دیکھ رہے ہین خورشید اور سرخاب لینے کے ڈالکر چلے لوگ
حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا یا تو قلعہ لیتا تھا یا جنگل کی جانب بھاگا ارشد نے ایک ہرکارے سے کہا جاکر
خبر تو لاؤ یہ کہان گیا ہی کیون پلٹا ہرکارہ چلا سرخاب و خورشید بھاگ بھاگ جاتے ہین یہان امیر کو
ملکہ سیمین عذار کے ساتھ دن عید رات شب برات ہی امیر جب چاہتے ہین کہ چلون ملکہ نہین جانے دیتی کہتی تھی
مین بھی ساتھ چلونگی صاحبقران فرماتے ہین یہ مناسب نہین ناموس کو یون ساتھ لیجانا صورت بدنامی
کی ہی تمھارے باپ کو بھی ذرا خبر ہو جائے یا اُنسے مقابلہ ہو اُنکو مسلمان کریں تب البتہ ہو سکتا ہی بدون غیر ممکن
اب پہلے قلعہ ناموس کو جاؤن طلسم کے کئی مرحلے باقی ہین یقین ہی تمھارے باپ سے مقابلے پڑے
قلعے کو تمنے گھیرا ہوگا ارشد تاجدار گھیرا تا ہوگا یہ ذکر تھا کہ ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی عرض کی
ای ملکہ عالم غضب ہوا آپ کے باپ کو خبر ہو گئی خورشید لیے ہوئے آپکے باپ کو آتا ہی دو دولت بیلا کی
کی فوج ساتھ ہی ملکہ یہ سنکر بدحواس ہو گئین رونے لگین صاحبقران نے فرمایا ملکہ کیون گھبراتی ہو بہت
مناسب ہوا مین خود متلاشی تھا کہ اُس سے مقابلہ پڑے فیصلہ ہو جائے اب آتا ہی تو تم دیکھنا کہ
انشاءاللہ لطف اُٹھائیگا طریقہ سے معلوم ہوتا ہی یہ نامرد جو بھاگ گیا اسنے جاکر سرخاب کو
اطلاع کی تم متردد ہو مین کسی کو یہان نہ آنے دونگا یہ کہکے صاحبقران عالیشان گھوڑے پر سوار ہو
ہتھیار لگا کر چلے اس وقت ملکہ کی بیقراری و اشکباری جاہتی ہین مین بھی ساتھ جاؤن قدم اقدس کو
نہ چھوڑون صاحبقران زمان نے بہت سمجھایا فرمایا ای ملکہ عورت کا نکلنا بہتر نہین ہمارے واسطے
باعث بدنامی و ذلت ہوگا لوگ کہینگے ناموس صاحبقران سر میدان آیا دشمنون کو خیال ہوگا
ہمکو سخت ملال ہوگا ہمارے کہنے پر خیال کرو ایسا نہ ہو وہ قریب آجاوین اب ہمارا جانا مناسب ہی ایسا نہ
باغ گھر جائے اگر کوئی باغ مین چلا آیا تو ہمکو بہت شاق ہوگا جان دینے سے بھی یہ بدنامی نہ مٹیگی ملکہ بہت
روئین کہا جس طرح آپ پشت دکھا کر جاتے ہین اُسی طرح پھر ساتھ خوشی کے چہرۂ زیبا کو دکھیون امیر
نے فرمایا انشاءاللہ تمھارے باپ کو لیکر آتا ہون یہ فرماتے ہوئے بیرون باغ تشریف لائے ملکہ در باغ کے
ایک بنگلہ بنا ہوا تھا اُسمین آکر بیٹھین فرماتی ہین صاحبو اگر میرے وارث پر کوئی نوعد گر ہو تو اپنے کو
اس قصر سے گرا دونگی اس طرح جان دونگی اب مین زندہ رہکر کیا کرونگی ہماری موت اُسی طرح لکھی تھی نظم

الٰہی ابھی گیسوے دلستان کاٹے　　اجل کہین مرے پاؤن کی بیڑیان کاٹے
برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ چلے　　شگفتہ ہوسکے نہ دو دن بھی ہجریان کاٹے
لگا لے پہلے ہی تیشے کو اپنے سر پہ کوہکن　　بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے
کہیگا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد　　جو ذکر کرے مرے غماز کی زبان کاٹے
تمھو آئینے مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف　　ادھر یاد آئے ادھر عکس انگلیان کاٹے
ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے　　تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے

کھلا ہی حسینوں کے قدِ موزون سے / درخت سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے
خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل / تڑپ تڑپ کے کہاں تک یہ نیم جان کاٹے
تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن میں / شہید تازہ ہوا و آئے ارغوان کاٹے
قیامت آتی ہے اس عمر چند روزہ کی / زمین کی طرح غریبی سے آسمان کاٹے
بناتا ہے خط گلچہرہ یار یون حجام / چمن کی گھاس کو جسطرح باغبان کاٹے
زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر بار / یقین ہے بات کو پیرون کی وہ جوان کاٹے
سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے / وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے
ملاؤن حنا کہ مین اہل سخن کے دشمن کو / اکھیڑون جڑ سے مین وہ دانت جو زبان کاٹے
کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے / دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

تڑپ تڑپ کر یہ اشعار پڑھے کنیزین سمجھاتی ہیں کہ واری صبر کیجیے ایسا نہ ہو دشمن ہلاک ہو جائین
بعضیان کہتی ہیں کہ واری کس مزے سے ہماری گذرتی تھی مگر جس دن سے یہ تشریف لائے
روز آفت تازہ درپیش ہے اپنی جان کا پس و پیش ہے ملکہ تو اس حال میں ہیں مگر صاحبقران عالیشان
گھوڑے کو بڑھا کر باغ سے دس قدم آگے جا کر کھڑے ہوے اس انتظار میں کہ دشمن آئین تو جا پڑین
وہان سرخاب نے خورشید سے کہا اتنی فوج ہم لیکر چلے ہیں ایسا نہ ہو وہ شخص خبر سنکر بھاگ جائے
تو باعث خرابی ہے ایک شخص کو حکم دو کہ بڑھکر دیکھے ایک سوار کو اشارہ کیا سوار گھوڑے کو جھپکاتا ہوا
بڑھا دور سے آکے دیکھا صاحبقران ہیں اور گاہ تکیہ لگے ہوئے کھڑے ہیں مرکب کو جھپکائے ہوئے ہیں
سوار دیکھکر پلٹا اگر سرخاب سے کہا وہ جوان کچھ دور تنہا باغ سے چند قدم آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے
سرخاب نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے کہ اتنی فوج کی آمد سنکر بھاگنے کی تدبیر کر رہا ہوگا نہ کہ بڑھ کر
کھڑا ہوگا سوار نے کہا میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے خورشید نے کہا میں بڑھکر دیکھتا ہون اگر کھڑا ہوگا
تو جا پڑونگا یہ کہکے گینڈہ بڑھایا دور سے دیکھا حقیقت میں صاحبقران کھڑے ہیں صورت زیبا دیکھکر
گھبرایا الٹا پلٹا کہا اے سرخاب حقیقت میں وہ جوان سینہ سپر کھڑا ہے میرا تو حوصلہ نہیں پڑتا سرخاب
نے کہا میں جا کر سر کاٹے لیتا ہون میرے سامنے کا بھاگا ہوا ہے صورت ما بدولت کی دیکھکر بھاگ گیا مگر مین
پہچانے چھوڑونگا یہ کہتا ہوا بڑھا سامنے صاحبقران کے پہونچا للکار کر آواز دی او حمزہ
غضب کیا کہ وہ اسلئے بھاگ کر یہان آیا ہے باغ میں رنگ جمایا ہے صاحبقران نے فرمایا میں تو آپ
ہی کا متلاشی تھا شکر ہے کہ آپ تشریف لائے میں تو خود ہون آپ کو کس بات کا غصہ ہے اگر مجھکو قتل کیجیے گا
تو جوان حبشی کو بھگا کر افسوس ہوگا میں نے کہا تھا ان دونوں نقد نہیں رہا کیا ایسی خطا کی سرخاب رعد آواز
جھلا کر جا پڑا اپنے مرے میں شکست کھا چکا تھا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی او حمزہ پہچان لے
اسی تلوار نے تمہارے خون کا مزہ چکھا تھا خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران نے
بالا ہی بھاگ کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا سرخاب رعد آواز نے کمر میان پر ہاتھ ڈال دیا در کون بیٹھے ہو
زمین پر آئے خورشید کا چہرہ زرد ہے تماشا دیکھ رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے یارو بلوہ کرکے
پکڑ لو سب کہتے ہیں ہمارے آقا پہ ہنس غالب آئیگا مشکیں باندھ لینگے سابق میں ہمارے آقا کے

ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگا تھا یہاں پہونچا یہاں رنگ جما ہوا اب نہین بچیگا جب صاحبقران زیادتیاں کرنے لگے
خورشید فیلزور جھلا کر تلوار کھینچکر چلا صاحبقران جنگ مین مصروف ہین کہ پشت پر آکر خورشید نے
ہاتھ مارا جھپک تلوار کی دیکھکر صاحبقران پلٹ پڑے جیسے ہی اسنے ہاتھ مارا امیر نے سرخاب
کو دھکا دیا خورشید سے لپٹ پڑے کہا او نامرد یہ کیا حرکت کی کوئی ایسی حرکت کرتا ہی مثل مشہور ہے
زور و راحیتوان زد دنگاہ مین نہ حقیر تھا میرے ہیچ مین آگھیرکر جو مارا کوہ دکر چھاتی پر سوار ہوے
فرمایا ایک مرتبہ تجکو سینے چھوڑ دیا تھا تجکو یہ خیال ہوا ہوگا کہ سرخاب کو وہ پاتا شناخت مین پروردگار کے
کیا کہتا ہی ہم سمجھے تھے کہ صاحب غیرت ہی اب ہمارے سامنے نہ آئیگا خورشید نے کہا مین مسلمان
نہ ہونگا ای جوان تو نے غضب کیا میری معشوقہ پر قبضہ کر لیا مین تیری اطاعت کرون یہ مجھے
نہ ہوگا صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا خورشید فیلزور کو چیرکر پھینکدیا سرخاب رعد آواز
نے جو یہ معاملہ دیکھا غرّا گیا صاحبقران نے فرمایا ای سرخاب آؤ پھر ہمارے تمھارے کشتی ہو یہ
سنکر سرخاب اور زیادہ بدحواس ہو گیا کہا ذرا ٹھہر جایئے مین ادھر تلوار لے آؤن تو آپ سے
مقابلہ کرون صاحبقران نے کہا جایئے دس تلوارین لایئے ارادہ تو ہم آپ کا سمجھ گئے اب آپ مین
حوصلہ لڑنیکا باقی نہین یہان ملکہ سیمین عذار نے جو یہ معرکہ بنگلے سے دیکھا سجدے کے واسطے
جھکگئین ایک کنیز سے پوچھا بابا جان سے کیا باتین ہو رہین اپنے لشکر کو کیون جاتے ہین کنیز
نے خبر دی کہ صاحبقران نے خود مہلت دی ہی کہا اور تلوار لاؤ ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا
کہ صاحبو کیا غضب کیا ہی کیون مہلت دی خورشید کا تو خوب القر کیا تھا اسے کیون چھوڑ دیا
عقل کا بالکل نام نہین سیدھے سادے سپاہی ہین وہان جو سرخاب لشکر مین پہونچا افسردہ تھے
کہا یارو دیکھ رہے ہو چار جانب سے گھیر کر مارو فوج والے چلے فوج نے صاحبقران پر
بلوہ کیا ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا ای صاحبون دیکھو غضب ہوا اُسنے مکر کیا صاحبقران زمان
نے جو فوج کی طرف دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فنا ہر اری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر بجز از صدق و الصاف خشہ
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ نیکنام
چو رفتم کہستان بگیر و دار
بہ بازو و تیغہ و فتح و نصرت نگار
زدم بر دیو عفریت را در مصاف
کہ از جنگ بیدین ذلیل و نزار
بسرکش ملک ہندوستان

منم قاتل کافران جہان
کہ گشتاسب ملعون کردہ فرار
گذر چون بہ لاگیہ قاف شد
بلرزید از خوف دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم
لقب گشتہ دنیا و دین صاحبقران

چار جانب سے لشکر کفار نے بلوہ کیا صاحبقران لشکر کفار پر تیغۂ ہلالی علم کرکے جا پڑے
تلوار چلنے لگی ملکہ کو تجھے پر گھبرا گئی کہا صاحبو اُس مکار و غدار نے فتور کیا خدا انکو اس دشمن
سے بچائے ای پروردگار وہ اکیلے ہین فوج کفار کے ریلے ہین انکو غالب کر تیرے نزدیک کیا مشکل ہی

بود ہمیشہ منور بدیدہ جلوۂ رب
کہ اوست موجب ہر دین و ملت و مذہب

ہر روز صورت خورشید مثل ماہ لقب
بہر دیار مقیم است حضرت قیوم

بدیر و کعبہ بود ذات واحد حق موجود
چہ ہند و سند و چہ ایران و روم و شام و؟

برائے روزی ہر روز حضرت رزاق
رود ز خاطر غمناک درد و رنج و تعب
بہ دوست طالب حق را رجوع از دل و جان
کہ نیست غیر جناب پیش حق ز فرو نسب
ببر داین گل بستان جان دل ز بلبل
با بر جوش و خروش و برعد غور و شغب

وسیلہ گردد و پیدا کند ز غیب سبب
بباغ دہر گل از خار میکند پیدا
بہر آرب دہر مدعا و ہر مطلب
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد
بحسن تازہ و رنگ عجیب و بوے عجب
بحمد خالق اکبر گذار سندی عمر

بجسم زور و بہ تن طاقت از خدا آید
ز خاک سبزہ بر آرد ز چوب خشک رطب
برائے بندہ فقط بندگی بکار آید
کہ ہست جلوہ ذاتش ز ہر قریب اقرب
بہر گردعا نور لازوال خدا
کجے بروز کن این کار نیک گاہ بشب

ملکہ نے بلک کر یہ دعا کی سو اسکے گرداوری نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا نقابدار زرین پوش
بصد جوش و خروش سر پر اسفند ساہ فگن پشت بارہ ہزار جوانان صف شکن عیار رکاب
سے لپٹا ہوا نقابدار زرین پوش نے نعرہ کیا اشہدای کفاران بجیادای نابکاران بر دغا کہان
جاتے ہو ہم آواز دی ای شہر یاریہ خیرخواہ دولت حاضر ہوا یہ کہکے آگر تلوار چلنے لگی ہر چند کہ لشکر کفار
بہت ہو نقابدار نے دو بلوں مین فوج کو پراگندہ کردیا جنگل کو لاشون سے بھر دیا لڑتا ہوا آیا
صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوئے چلے افسرون کو چُن چُن کر مارا علم فوج کو قتل کیا
نقابدار چاہتا ہو کہ سرخاب کو مین قتل کرون صاحبقران کو آنا نقابدار کا ناگوار ہوتا ہی تیور بگڑ
گئی مرکب باد رفتار کی جل بل کو نور اطوار سے بھر رہا ہو سر کشان پامال کر رہا ہو لوتے بھڑتے سامنے
سرخاب رعد آواز کے پہنچے فرمایا او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہو ہی حوصلہ نکلگیا قدرت
پروردگار کو دیکھا معین آگیا اب کیونکر بچے مرکب بگڑ کر سامنے آسکے سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا
صاحبقران کو سرخاب کا خیال یہی ہو کہ اگر مارا جائیگا ملکہ کو ضرور ملال ہوگا کولی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا
تلوار چھین کر جھنکری دست حق پرست کو زنجیر مین ڈالا یا نعرہ کرکے زور کیا قاش زین سے اُٹھا یا سرخاب
نے کیسے جھٹکے مارے صاحبقران نے اٹھالیا سر سے بلند کیا افسران سرخاب تلوارین
کھینچکر آڑے چاہتے تھے کہ اپنے افسر کو رہا کرلیں نقابدار زرین پوش نے اُس مقام پر آکر بڑھے
گرد و جے شمشیر زنی کی لاش پر لاش گرادی یہ کام کیا کہ کسی کو قریب صاحبقران نہ آنے دیا امیر
نمو وسمے کو دے اکمیز کر نا ہجاں پر سوار ہوئے فرمایا شاخت مین پروردگار کی کیا کمتا ہی
سرخاب نے دیکھا اب اگرچہ خلاف کمونگا شش خورشید کے مارا جاؤنگا جان بچانا مناسب ہی
دست بستہ عرض کی جو ارشاد ہو بجالاؤن صاحبقران نے کلمہ فرمایا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا
طوطے کی طرح کلمہ پڑھا صاحبقران نے چھوڑ دیا نقابدار زرین پوش تو اسی طرح لڑتا ہوا چلا
نکلگیا سرخاب صاحبقران کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ استادگان افسران فوج سے بھی
اشارہ کردیا جو صاحبقران کہین وہ بہ قبول کرو رات کو سمجھ لونگا یہ سوچ کر صاحبقران کو مقام
صدر پر جگہ دی آپ دست بستہ کھڑا ہوا تمام ہمین افسرون کو بھی کلمہ پڑھایا صاحبقران نے
فرمایا مین باغ مین ہوا آؤن ملکہ کو تسکین دون سرخاب نے کہا جائیے صاحبقران تو اندر باغ
کے گئے ملکہ بیان بیقرار ہین جب صاحبقران آئے ملکہ نے کہا آپ نے یہ کیا غضب کیا یہ بڑا مکار ہی
صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہی جو مناسب ہوگا وہ ہوگا ملکہ نے کہا یہ تو کیجیے کہ اُسکی صحبت مین

نہ جائیے ایسا نہ ہو کچھ فتور کرے صاحبقران نے کہا میں وعدہ کر کے آیا ہوں شب کو آج ضرور
جاؤنگا میں نے وعدہ کیا ہے ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پہر رات گئے ملکہ سے رخصت ہوئے
اُس وقت ملکہ کی بیقراری اشکباری یہی کہتی ہے آپ باہر نہ جائیے کنیز بہت بیقرار ہے مجکو خوف آتا ہے
ایسا نہ ہو کہ آپکے ساتھ برائی کرے وہ بڑا مکار و حیلساز ہے کہ ایسا نہ ہو یہی سوچ کر اُسنے اطاعت کی ہے
میرے دل کو صبر نہیں آتا دل گھبراتا ہے ابھی تو یہ کیفیت ہے **نظم**

روانہ کشتی عمر رواں ہے
معطر آتش گل کا دھواں ہے
زمیں جیسے حباب آسماں ہے
دہن ہے غنچۂ گلزار فردوس
غبار توسن عمر رواں ہے
کیا ہے آگ سے مچھلی کو پیدا
زمیں اوپر ہے نیچے آسماں ہے

ابھی ہے چندہ وہ بت نوجواں ہے
کہ منہ پر گیسوے عنبر فشاں ہے
تصور میں مہ ہے روے عرق ناک
کہ اک عالم کی نظروں سے نہاں ہے
تصور میں ہے اک انگیا کی چڑیا
یہ اعجاز کف رنگیں عیاں ہے
بحمد اللہ مرا ممدوح نا[illegible]

ہمارا ہر نفس اک بادباں ہے
سفید اُسکا گرہ سے میاں ہے
تن خاکی میں قدر اپنی نہاں ہے
بجاے دل بغل میں عطر داں ہے
کروں کیا امتیاز جسم خاکی
یہ دل کنجشک کا اب آشیاں ہے
زہے دا[illegible] ہے اپنا کہ بخت
جگر بند امام انس و جاں ہے

ہر چند ملکہ بیقرار ہے مگر دامن بھی تھام لیا بہت روئیں پیٹیں صاحبقران عالیشان نے نہ مانا
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بیرون باغ آئے سرخاب انتظار میں بیٹھا تھا خبر جو سنی
صاحبقران آتے ہیں استقبال کے واسطے دوڑا صاحبقران کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں لایا
خاطر کرنے لگا قدموں کو چومتا ہے ایک ایک کے سامنے کہتا ہے بار بار میں نے کیا فخر پایا ایسا آقاے
نامدار ملا غنچۂ آرزو کھلا کیونکر شکر نہ کروں یہ کہنے گویے ناچ گانے کو حکم دیا جب ہنگامۂ عیش و نشاط
گرم ہوا تب ایک جام شراب بھرا اُسمیں بیہوشی ملائی ہاتھ پر رکھکر بصد ادب سامنے کھڑا ہوا عرض کیا
اے شہریار میں چاہتا ہوں مجکو سرفراز فرمائیے میرے ہاتھ سے جام پیجئے صاحبقران عالیشان
خلق مجسم محترم و محتشم نے ہاتھ سے سرخاب کے جام لیکر فوراً پیلئے سرخاب رعد آواز
بیٹھ گیا ناچنے والی کو اشارہ کیا وہ گانے لگی چٹکی سے دامن تھامے ہوئے بتاتی جاتی ہے باتوں میں
صاحبقران کو بھاتی ہے صاحبقران جب جام پی چکے سرخاب نے کئی جام پلوائے دماغ صاحبقران
کا اُلٹ گیا گھبرا کر فرمایا کیوں اے سرخاب شراب میں کیا تھا سرخاب نے کہا باش اے حمزہ
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا میں نے اپنا بدلہ لیا صاحبقران زمان غصے میں تلوار کھینچ کر
اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئے سرخاب نے آواز دی یارو لینا قلعۂ قاموس پر
چلکر قتل کرونگا جب اسکے سرداروں کو بھی ماروں تب دل کو آرام آئے چار سو جانب سے سپاہی
ٹوٹ پڑے آہنگر بلوائے گئے صاحبقران کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق
پہنا کر مسلسل و مطوق کیا اب جا میر کو ہوش آیا اپنے کو اس حال میں پایا نہایت غصہ آیا فرمایا
او مکار یہ تو نے کیا حرکت کی انشاء اللہ سمجھا جائیگا سرخاب رعد آواز نے کہا صبح ہونے دو
اُس گیسو بریدہ کی مشکیں باندھ کر لاؤں پھر اُسکو دونوں کو سزا دونگا صاحبقران کو بڑا انتشار ہے
کہ ہم تو خیر مرد ہیں قید ہونا زخمی ہونا ہمارا کام ہے نہیں معلوم اُس آتشو شعلہ مزاج پر کیا گذریگی

سرخاب رعد آواز نے فوج والوں سے کہا لشکر مین قرنا ہو سب تیار رہین صبح کو طرف قلعہ قاموس کے چلینگے مگر سمین عذار کو بھی قتل کر دونگا ایسی نالائق کا زندہ رہنا بہتر نہین لپتا جھکتا ہوا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ایک خیمے مین صاحبقران کو قید کیا اب صبح کا انتظار ہے کہ صبح ہوتے تو جاکر باغ کو گھیرون قفلے کار کنیز ملکہ کی کسی کام کو گئی تھی یہ حال سب سنکر گرتی روتی ہوئی سامنے ملکہ کے پہونچی کہا حضور بڑا غضب ہوا صاحبقران کو سرخاب نے قید کر لیا ہے اب ارادہ ہے کہ لشکر لیکر آپ کے باغ کو گھیرے یہ سنکے ملکہ گھبرا گئین کہا صاحبو بڑا غضب ہوا جو مجکو خوف تھا وہی ہوا مین جانتی تھی کہ ضرور یہ فتور کریگا کس زور مین زیر ہوا یہ دام مکر پھیلایا اب ہم سبھون کی کیا صلاح ہے کنیزین بھی گھبرا گئین ایک نے کہا حضور ابھی پہر رات باقی ہے راستے عرصے مین دس پانچ کوس نکلجا وینگے ملکہ نے کہا صاحبو اسی زندگی پر لعنت ہے بہتر ہے اپنی جان بچا مین آگے دشمن قتل ہو جائین ہم اپنی جان کنوئین مین گرکے دینگے زندہ نہ رہینگے یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

وصل کے واسطے کل کہتا جانان میرا ‖ آج کیا حال کر گئی شب ہجران میرا
بوسے مین نے لیے گو کہ اجازت بھی لی ‖ آپ کا مجھ پہ کرم آپ پہ احسان میرا
ہاے کیا قہر ہے کچھ میری طرح اب یہ بھی ‖ منہ چھپا لینا ہے دل مین مرے ارمان میرا
حرف تکلیف ہے سر کاٹیے اپنا کیونکر ‖ روز سر کاٹا ہے آکر مجھے احسان میرا
تادوان کی اجازت نہ ملی گر چند سے ‖ ہاتھ ہو جائیگا پیوند گریبان میرا
مجھکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ ‖ پاس ہے اُس بت بے کیش کے ایمان میرا
آنکھ کو دھیان سے زلفون کی کمان ہے دست ‖ ساتھ رہتا ہے مرے خواب پریشان میرا
سوؤن کیا ساتھ عدو کے تجھے پھر دیکھونگا ‖ دھڑکے دیتا ہے مجھے خواب پریشان میرا
خبر وصل بھی سنکر یہ نہین خوش ہوتا ‖ اسقدر یار سے آزردہ ہے ارمان میرا
چاہون جب چاک گریبان کو کون قاعدہ ہے ‖ روح کی طرح مرے ساتھ ہے احسان میرا
کب مجھے وصل پہ پر دل کی خوشی تھی اک غم ‖ کیون مکدر ہے مزاج شب ہجران میرا
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ کھٹکا لاکاف ‖ ہاے منہ دیکھیگا آکر وہ مسلمان میرا
ہاے اس پاس مروت نے گرانبار کیا ‖ پھر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا
چارہ گر رکھو کسی داغ جگر پر پھاہا ‖ کیون بجھاتا ہے چراغ تہ دامان میرا
بوسے لیتے ہین لبون کے گلہ بے جہدی ‖ روز منہ چوستے ہین شکوۂ جانان میرا
کثرت گریۂ الفت سے یہ عالم ہے نسیم ‖ کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا

آخر صلاح ہوتے ہوتے یہ صلاح قرار پائی اور کنیزون نے بھی عرض کی کہ جانثین ہماری حاضر ہین اگر حکم ہو تو سرکاٹ کے رکھدین ملکہ نے کہا شمار تو کرو کسقدر کنیزین ہین تین سو کنیزین قرلدیاقین غنچہ دہن جو سب کی افسر ہوئی نے عرض کی حضور ڈیڑھ سو کنیزین بھاگ گئین یہ تین سو بہ اسے جانبازی حاضر ہین جو حکم ہو بجا لائین ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی مردانہ لباس پہنا سب

کنیزین بھی اسی طرح آراستہ ہوئین نیزہ ہاتھ مین لیے ہوئے پنجۂ ہلالی زیب کمر کمان کیانی دوش پر
ہزار ہزار تیرون کے ترکش بائین ہاتھ پر لٹکائے اس شان سے گھوڑون پر سوار ہوئین آپس مین
صلاح کرلی کہ جب ہم تیر لگائین تم سب تیر لگانا جب ہم نیزہ اٹھائین تم نیزہ اٹھانا سہ بارہ مین
تلوارین کھینچ کر گرنے لگے اگر تا بہ قیدخانہ لڑتے بھڑتے ہوئے پہنچ گئے تو صاحبقران کو چھڑا لیا ورنہ اپنی
جان دینگے یہ کہکر آپسمین صلاح پختہ کرلی ملکہ نے گھوڑا آگے بڑھایا تین سو کنیزین ساتھ لین یہان
سرخاب رعد آواز جاگ رہا ہے اس امید پر کہ قیدی زندان مغرب یعنے ماہتاب ان گشت سے
جب فراغت پائے لشکر لیکر باغ پر جاؤن سیمین عذار کو گرفتار کرکے لاؤن سب اہالیان لشکر
جاگ رہے ہین پانچ ہزار جوان سوار و پیدل اسی مقام پر حربہ ہائے جنگ سے آراستہ و پیراستہ مین
جہان صاحبقران مقید ہین ہر دو اس خیمے کا اٹھا دیا ہے صاحبقران سو رہے ہین کہ دیکھا سامنے
سے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش سامنے آکر ہوا کھڑا اور نعرہ کیا کہ باشید
ای کفاران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم نقابدار بادلہ پوش جب تک سوار اپنے مقام سے
اٹھین نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری تین سو جوانون نے کمانین دوش سے اتارین تیر اندازی
کرنا شروع کی کسی تیر نے خطا نہ کی تین سو جوان سہم سہم کے گھوڑون سے آواز آئی زہے تیر انداز
تین سو جوان گرے نقابدار نے تیر اندازی کرکے بھالے جھکائے انہین سوارون پر جا پڑے کچھ سوار
مار لیے کچھ بھاگے صاحبقران عالیشان سر زنجیر بہ خم کیے سو رہے تھے یہی خیال مین تھا کہ اس حریق
آتش اشتیاق در غریق لجۂ فراق بیتاب و بیقرار ملکہ سیمین عذار پر کیا گذری ان ظالمون کا قصد خاص
خدا کی آبرو بچائے کہ یکایک ہنگامۂ گیرو دار بلند ہوا صاحبقران نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ چند نقابدار مضطر و
بیقرار لڑ رہے ہین نیزے پھینک کر اب پنجہ ہائے ہلالی علم کیے ہین مغلوبہ لڑ رہے ہین صاحبقران
حیران ہوئے کہ یہ نقابدار کون ہے کہ شب تیرہ و تار مین کر کے مدد آیا مگر گھبرایا ہوا ہے جو سب کا
افسر ہے وہ پکار رہا ہے یا صاحبقران آپ نہ گھبرایئے گا مین آن پہونچا مگر صاحبقران نے دیکھا
کہ نقابدار زخمی ہوا ہے مگر لڑنے مین شیرانہ لڑ رہا ہے جسپر جا پڑا اور ہاتھ تلوار کا مار اسکے دو ٹکڑے کیے
ایک طور پہ لڑ رہا ہے سرخاب رعد آواز جو اپنے مقام سے ہر دم سنکر اٹھا پوچھا یہ کیا غل ہے لوگون نے
بیان کیا ایک نقابدار بادلہ پوش آیا ہے جان اپنی لڑا رہا ہے سرخاب نے ایک جوان کو حکم دیا
کہ جاکر صاحبقران کا سر کاٹ لے وہ سوار ہو ہو کرتا ہوا در زندان خانے پر آیا جھپٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا مگر قلعی پیچکا تھا صاحبقران نے ہتھکڑی اٹھا دی ہتھکڑی کٹی صاحبقران نے جھٹکے
لگتے ہی زنجیر کو توڑ ڈالا اسی جوان کی تلوار چھین لی کافرون پر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے
لڑتے بھڑتے باہر قیدخانے کے نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا اپنے نام کا نعرہ کیا نقابدار نے
جو صاحبقران کی آواز سنی سر سے خون بہہ رہا تھا ایک پہلوان نے جو بھچا کیا بے اختیار چلا اٹھا یا
صاحبقران مجھکو بچایئے صاحبقران پہنچے اس پہلوان کو مار ڈالا نقابدار پشت پر صاحبقران کے
ہو گیا صاحبقران کو آواز سے معلوم ہوا کہ نقابدار عورت ہے بچاتے جاتے ہین خود سینہ سپر کیے ہین
نقابدار ہے کسی کو نہین آنے دیتے ساتھ والے نقابدار کے بھی پشت پر صاحبقران زمان کے آگئے

صاحبقران پر واجب ہوا کہ کوئی سوار یا پیدل نقابداروں پر چلا صاحبقران جا پڑے اُسکو مارا
نقابدار بادلہ پوش سب کا افسر ہر مرتبہ پکارا اُٹھتا ہے اے شہریار نامدار الغرض یہ خبر سرخاب کو پہونچی
کہ نقابدار نے آ کر صاحبقران کو گھیر لیا اب صاحبقران بھی لڑ رہے ہیں سرخاب رعدآواز
غصے میں چلا اس وقت آ کر پہونچا اسنے دور سے دیکھا ہر چند کہ صاحبقران زخمی ہیں مگر بڑے
زور و شور سے لڑ رہے ہیں نقابداروں کو بچاتے جاتے ہیں ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے سرخاب بڑت ایسا
کانپتا ہے کہ اگر ابکی صاحبقران نے مجھکو پایا مار ہی ڈالینگے فوج کو ترغیب دینے لگا کہ یارو خود و
زرہ صاحبقران کے پاس نہیں ہے گھیر کر مار لو صاحبقران نے جو سرخاب رعدآواز کو دیکھا وہیں سے
نعرہ کیا او مکار اب کہاں جائیگا دور سے کھڑا ہوا ترغیب دے رہا ہے خود سامنے نہیں آتا سرخاب
جا پڑا اس بھروسے پر کہ میرے ساتھ والے مجکو بچا لینگے صاحبقران نے جو سرخاب رعدآواز
کو آتے ہوئے دیکھا گھوڑے کو بڑھایا صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوے چلے قریب سرخاب کے
پہونچے ہر چند سرخاب آواز دیتا ہے کوئی سوار نہیں بڑھتا گھوڑے پھیر لیتے ہیں بات جواب کا بھی
نہیں دیتے صاحبقران اور سرخاب سے مقابلہ پڑ گیا سرخاب نے ہاتھ مارا صاحبقران نے
کلائی پر ہاتھ ڈالا یا تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا قاش زین سے اُٹھا لیا فرمایا کہ زمین
پر ماروں اے سرخاب مجھے تیرا بڑا پاس ہے نقابدار گھوڑا اُڑاتا ہوا قریب پہونچا پکار کر آواز دی
اے شہریار اسکی خطا پر خیال نہ فرمایے اب یہ ممنون ہے صاحبقران کو خیال آگیا یہی تو ہے یقین ہوا
کہ یہ خود ملکہ سیمین عذار ہیں باپ کے واسطے بیقرار ہیں لیکن صاحبقران نے زمین پر رکھدیا کہا
اے سرخاب اگر خطاے گذشتہ کا خیال کرتا بہتر یہی تھا کہ سب کو قتل کروں لیکن بعنایت پروردگار
میں نے اسکی خطا معاف کی کہ جسنے مجکو تو سینے پتھرے میں بند رکھا تھے ایسی کیا خطا کی لہذا
معاف ہو جا کہ عذر خطاے گذشتہ کرو اپنی جان کو نہ ڈرو یہ جلالت دیکھ کر سرخاب قدموں سے
لپٹ گیا عرض کی میں غلام ہوں اُمیدوار ہوں کہ میری خطا معاف فرمایے مجھے بہت خلاف
صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا نقابدار اپنے ساتھ والوں کو لیکر چلا گیا صاحبقران زمان
ساتھ سرخاب کے بارگاہ میں آئے سرخاب کو گلے سے لگا لیا کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا
سرخاب بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اُسی وقت صحبت عیش و نشاط آراستہ کی
وزرا سے صلاح کرنے لگا کہ اگر تم سب کی صلاح ہو ملکہ سیمین عذار کو ساتھ صاحبقران کے
منسوب کر دیں سب نے صلاح دی بہت مناسب ہے یہ تو ظاہر ہو چکا کہ آپ سیمین عشق ہوا اب
پردہ پوشی بیکار ہے سرخاب رعدآواز نے اُسی وقت ترنج خوشبو منگوا کر سینے پر
صاحبقران کے لگایا ظاہر ہوا کہ سرخاب رعدآواز نے اپنی بیٹی کو ساتھ صاحبقران کے
منسوب کیا ملکہ سیمین عذار جہاں باغ میں تشریف لائی ہیں زخم دوزی ہو رہی ہے ملکہ
فرما رہی ہیں کہ صاحبو یہ تو دریافت کرو وہاں کیا گذری ایسا نہ ہو کہ سرخاب پھر کچھ مکر کرے
مجکو بڑا تردد ہے میرے دل پر جبر ہاں پھر رہی ہیں کسکو بھیجوں کون خبر لائے اپنی تو یہ نوبت ہے نظم

پہونچے ہیں تنگ ہائے دل دوستان قریب	آئے ہیں اے فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا — ہمدرد پاس ہی نہ کوئی مہربان قریب
لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر — پہونچا ہی لخت دل کا مرے کاروان قریب
ہر روز نقد چرخ مین تکتے ہین بال و پر — ای مرغ روح ڈھونڈھ کوئی آشیان قریب
ای عندلیب جان قفس جسم سے نکل — جلدی پہونچ بہشت کا ہی بوستان قریب
فریاد جانگزا سے زمانہ بتنگ ہے — بدلیجئے کوئی اور لباس فغان قریب
ای آہ بے محل ادب لب ٹھہر یہین — اب آچکا ہی مسکن کروبیان قریب
ای مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے — آیا ہی وقت وصل بت دلستان قریب
کبتک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہی — رخصت طلب ہی یار ترا میہمان قریب
شاید بیابان کو چہ جانان ہی متصل — آتا چلا ہی دغدغۂ پاسبان قریب
ای دل چل بتا کہ سکونت وہین کرین — ہر پیر سیفر دہن کی جس جا دکان قریب
ای عندلیب رنگ چمن بے ثبات ہی — آخر ہوئی بہار اب آئی خزان قریب
جینا ہجوم آہ شرر بار سے محال — تن پھونک دینگے شعلۂ سوز نہان قریب
ای دل سنبھل کہ دام مصیبت ہی سامنے — دیکھ آچکا ہی کوچۂ زلف بتان قریب
کس طرح دود آہ سے جیتا ہی تو نسیم — رکتا ہی دم وہان کہ جہان ہو دھوان قریب

ملکہ رو رہی ہین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی خوشی خوشی ہانپتی ہوئی عرض کی کہ ملکۂ عالم مبارک ہو آپکے والد نامدار نے اسلام اختیار کیا اور آپ کو ساتھ صاحبقران کے منسوب کر دیا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا کنیزون نے مبارک مبارک کہنا شروع کیا ملکہ نے جھلا کر جواب دیا صاحبون مبارک سلامت کیسی مان باپکو اختیار ہی چاہین جو لے جا کر مین جھونکدین بیٹیان کیا انکار کر سکتی ہین اب صاحبقران نے سرخاب سے فرمائش کی کہ ای سرخاب ہمکو مرحلہ جات طلسم عجائب درپیش ہین عقد مہ لشکر مین خواب پریشان دیکھا ہی جس سے کہ دل کو پریشانی ہی اب ہمارا روکنا مناسب نہین سرخاب نے اسی شب کو سامان عقد مہیا کیا صاحبقران کا عقد ساتھ ملکہ سیمین عذار کے ہوا صاحبقران نے اُس شب کو گوہر مراد حاصل کیا اس شاہزادی کے بطن سے ایک شیر دلیر پیدا ہوگا کہ ذکر اُس شاہزادے والا قدر کا خاص طلسم ہفت پیکر مین تحریر کرونگا صاحبقران نے سرخاب سے فرمایا جلد تیاری کرو ہم طرف قلعۂ قاموس کے جائینگے سرخاب نے لشکر تیار کیا صاحبقران سوار ہو کر طرف قلعۂ قاموس کے چلے یہان ارشد تاجدار ظہور قدرت پروردگار پر وجد کرتا تھا اور ملکہ نسیم سے کہتا تھا کیون ملکۂ عالم آپ نے ظہور قدرت پروردگار دیکھا کہ سرخاب رعد آواز کیونکر پلٹ گیا ملکہ نسیم کہتی ہین تمھارے اعتقاد پر ہنسنے وجد کیا جو تجھے کہا تھا دہی ہوا اک ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین یہ سنکر ارشد تاجدار و ملکہ نسیم وغیرہ واسطے استقبال کے گئے صاحبقران کے ساتھ سرخاب کو دیکھا سب حیران ہوگئے ہر ایک کا عجب حال تھا کہ صاحبقران نے سرخاب کو کیونکر پایا صاحبقران نے سب کیفیت بیان کی

اور فرمایا آپ سب صاحب اسی مقام پر رہیں ہم لے فتاحی طلسم عجائب جادو نگار دوسرے دن امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ حسب مراد پایا سب سے رخصت ہوئے سر خاب رعد آواز کو سب کا افسر کیا آپ طرف صحرا کے چلے سب تماشا دیکھتے گزرتے تھے دیکھا کہ صاحبقران صحرا میں پہونچے اسم حاشیہ لوح پڑھا اجل جنی حاضر ہوا امیر نے فرمایا ای اجل لوح میں جو دیکھا ہم تجھے اطلاع کرتے ہیں لوح میں یہی حکم تھا کہ سیران شعلہ افزا کے رستے پر جانا ہوگا اجل سے اطلاع کر دینا اجل نے کہا بسم اللہ ای شہریار مراد اس سے یہ ہے کہ میں وقتاً فوقتاً خدمت میں حاضر ہونگا سیران شعلہ افزا بڑی سکارہ ہے اجل نے صاحبقران کو بجزبی سمجھا دیا صاحبقران قریب ایک درخت کے آئے بقوت صاحبقرانی اس نخل کو اکھیڑا نقب سے ایک اژدہا پیدا ہوا صاحبقران بموجب علم لوح دہن اژدر میں چاند پڑے بعد عرصہ دراز زمین پہاڑون قائم ہوئے دیکھا صحرا نہایت سرسبزون کا مسکن صحرا رشک گلشن آخر وقت ہے طایران نغمہ سرا درختون پہ زمزمہ سرائی کر رہے ہیں ایک جانب نہرین جوش مار رہی ہیں حباب چشم محبوب آب مرغوب آب مروارید سے زیادہ آبدار موجہاے آب مثل عاشقان دل گرفتہ بیقرار مچھلیان ابھر رہی ہیں نہنگان خون آشام سر چڑھ کرتے ہیں پانی ابر رحمت کا دم بھرتے ہیں ایک جانب چراغ لالہ روشن ہے یا لالہ اچھے کلاہ کج سر پر رکھے ہے نسیم سحری کا جھوک پھوک کے قدم رکھنا ہی خیال شاک دامن گل پر گرد نہ پڑے نرگس شہلا سے آنکھ نہ لڑے سنبل کے پیچ و تاب زلف مہوشان کا جواب ایک جا سرو گلشن پر قمریان کو کو کر رہی ہیں فاختہ غلغلہ رشرب دل ناگستری زیب جسم صداے حق سرو دہری ہے سمن زارون کا غل پیچ و تاب سنبل صحرا کی رعنائی زیبائی ایک جانب آہوان صحرا چھل کود کر رہے ہیں وہ مقام ہے کہ دل کو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہے گلہ ہو صبا اپنی بدنصیبی پر روتی ہے باغبان اس باغ بیخزان کا نظارہ نہیں کرنے پاتا صاحبقران صناعی باغبان ازل پر نازان سنرماتے ہیں بہتر سے باغ کی توصیف میں کون ان کو سے بیتر افیض سب پہ جاری ہے اصل کیفیت یہ ہے نظم

ہست سرکار الہ العالمین سرکار فیض	ہست دربار خدا وند جہان دربار فیض
حق مدار عافیت آباد دارد دار فیض	محکم از سد سکندر حق کند دیوار فیض
تازہ رنگ و بو دہد در ہر چمن گلزار فیض	با خزان کارے ندارد گلشن بیخار فیض
جلوہ گر از بزم مقبولی است شمع فیض حق	روشن است از داغ خوبی بیحد انوار فیض
آفتاب فیض بخشد روشنی ہر چار سو	جابجا گوہر ببارد ابر گوہر بار فیض
مستفیض از فیض ربانی است مخلوق خدا	نیک و بد دارد ہمیشہ بر زبان اقرار فیض
سعی کن تا فائدہ یابد ز تو خلق خدا	گوشئے زانکہ از دست برآید کار فیض
کن روان مانند دریا فیض بر روے زمین	تا شود جاری از ان بحر روان انہار فیض
عہد باری کن رقم ہندی درین نظم عجیب	تا کہ یا بد فیض ہر غالی ازین اشعار فیض

عرصہ دراز تک صاحبقران اس مقام پر کھڑے تماشا صحرا کا دیکھا کیے ایک طرف سے گردا اڑی ایک آہوے وحشی جنگلی سامنے صاحبقران کے کر چالیں بھرنے لگا صاحبقران زمان نے کمان کیانی دوش سے اتاری تاک کر تیر مارا پیچھے پر آہو کے تیر پڑا دوسرے پٹھے کو

توڑ کر پار گذرا اب وہ چیختا مارتا ہوا بھاگا صاحبقران اُسکے تعاقب مین چلے اس خیال سے کہ زخم کاری
لگا ہے کسی مقام پر گر کر جان دیگا اُدھر بھاگا جاتا ہے ایک طرف درختون مین جا کر غائب ہو گیا امیر
ڈھونڈھتے ہوئے اُدھر کو نخلستان مین آئے ایک طرف رونیکی آواز آئی کہ کوئی فرزند فرزند
کہکے رو رہا ہے صاحبقران اُس آواز کی جانب چلے ایک مقام پر آکر دیکھا ایک جنگلی عورت ایک طفلک
دوازدہ سالہ کا سر زانو پر رکھے ہوئے رو رہی ہے پہلو پر اُس طفلک کے زخم ہے صاحبقران نے قریب آکر
فرمایا ای بدبخت یہ کیا معرکہ ہوا کہ اُس جنگلی عورت نے سر اُٹھا کر کہا او ظالم اس بیچارے کو تو نے تیر مارا
ایسا ہی صدمہ تجھکو بھی پہونچیگا جب تجھکو مزہ ملیگا کسی کی اولاد کے ستانیکا کیا لطف ہوتا ہے
یہ کہکے صاحبقران سے بدزبانی کرنے لگی صاحبقران کو کب تاب ہے ویسا ہی جواب دیا وہ عورت
عصا لیکر اُٹھی چاہا صاحبقران کو مارے صاحبقران نے بہ چستی چھینلی چاہا ماریں عورت
نے ایک چیخ ماری گوشۂ صحرا سے کئی زنگی نیمچہ برہنہ تلوارین لیکر صاحبقران پر آپڑے امیر
نے کئی کو قتل کیا اُس زنگن کو بھی ہاتھ مارا جب زنگن قتل ہوئی لاشے سب کے معدوم ہوگئے
صرف لاشہ ایک عورت کا پڑا ہے صاحبقران حیران تھے کہ یہ کیا شعبدۂ طلسم تھا سامنے
سے آواز آئی السلام علیک ای طلسم کشا ای جوان یکتا صاحبقران نے دیکھا اجل جنی آکر
حاضر ہوا عرض کی ای شہریار آپ نے سیاہ تاب جادو غلام سیران شعلہ افزا کو مارا
اب آگے اُسکا مقام ملیگا بہت ہوشیار ہو کر جائیے گا یہ کہکے غائب ہوا کہا زیادہ مین نہین
ٹھہر سکتا ہون حضور ہوشیار رہین صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہے اجل تو گیا کہ ایک
جانب سے رونیکی آواز آئی پلٹکر جو صاحبقران نے دیکھا زاغچہ غلام عمرو کا ایک درخت سے بندھا
امیر نے قریب آکر فرمایا کیون ای زاغچہ تمھین کون لایا ہے زاغچہ نے عرض کی ای شہریار مین لشکر سے
واسطے خبر کے نکلا تھا ایک ساحر مجکو اُٹھا لایا یہان باندھ گیا یہ کہ گیا کہ تیرے آقا امیر کو قید کیا ہے
اُسکو قتل کرلون تو آکر تجھے بھی قتل کردون صاحبقران نے زاغچہ کو کھولا لشکر کا حال پوچھتے ہوئے چلے
زاغچہ عرض کرتا ہے کہ شاہین فتح لقب نے بڑے بڑے صدمے بادشاہ کو پہونچائے مین آج اُسی کی
خبر کو نکلا تھا کہ یہ ساحر اُٹھا لایا صاحبقران تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک دروازہ باغ کا ملا اُس
نے فرمایا ای زاغچہ دیکھون تو کوئی ساحر عمرو کو اس باغ مین نہ لایا ہو یہ کہتے ہوئے صاحبقران
باغ مین آئے دیکھا باغ پُربہار ہر سمت طائرون کی چہکار پانی نہرون کا مثل آب گوہر آبدار جا بجا
ایستادہ ہر نخل سرسبز عروس سا بن ٹھن کر ہر چمن [illegible] پر گلشن جوانان چمن سبز پوش بہار [illegible]
ایک جانب سے دعا مانگنے کی آواز آئی کہ کوئی ہلاک گرفتار رہا ہے کہ افسوس جمال آقاے نامدار
نہ دیکھا سفر عدم کا وقت قریب آگیا ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم آقاے نامدار کی صورت دکھادے
صاحبقران نے زاغچہ سے فرمایا عمرو کے بلکنے کی آواز آتی ہے امیر اُس آواز کی جانب چلے مگر آواز
عمرو سنکر پریشان ہوگئے چند نخل طے کیے تھے کہ دیکھا سرو حوض پر عمرو کی مشکین بندھی ہوئین سرنگون
آنکھون سے آنسو جاری عالم بیخودی دعائین مانگ رہا ہے ایک ساحر سیہ فام چمکتا ہوا تیغ
کھینچے ہوئے چاہتا ہے عمرو کو قتل کرون صاحبقران نے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے بیگناہ کے

خون سے ہاتھ بھرتا ہے صدائے نعرۂ صاحبقران سُنکر ناگہ بچا کا گلستان مین جاکر غائب ہوا
امیر نے آکر عمرو کو رہا کیا عمرو صاحبقران سے لپٹ کر خوب رویا کہا آقا خدا نے آپکو عین
وقت پر پہونچایا صاحبقران نے فرمایا خواجہ حال لشکر کا تو بیان کرو خواجہ نے کہا ای امیر
کیا عرض کرون ساحران طلسم ہفت پیکر نے لشکر پر بڑے بڑے فساد برپا کیے غلام اسی فکر
مین نکلا تھا کہ جاکر شاہین کو مارون کہ یہ ساحر مجھے اُٹھا لایا آپ نے بہت عرصہ کیا صاحبقران
نے فرمایا میرا داخلہ طلسم عجائب مین ہے یہ طلسم کی سرحد ہوگئی ہے ہنٹنے سے اسکی فتاحی مین مصروف ہوکر
انشاء اللہ عفریتۂ خونخوار سے مہلت پاؤن تو طرف لشکر کے چلون عمرو صاحبقران سے
باتین کرتا ہوا بارہ دری مین لایا صاحبقران کو مقام صدر پر بٹھایا کچھ پھل توڑکے لایا تھا امیر
سے عرض کی یہ نوش فرمائیے مین نے ذکر سُنا کہ یہ مقام سیران شعلہ افزا ہے خدا اُسکے شعبدے
سے آپکو بچائے دیکھون کوئی گلابی کہین ہو تو حاضر کرون دیکھا طاق مین گلابی اور جام بلوری
رکھا ہے عمرو نے وہ گلابی اُتاری جام لبریز کیا دو چار اشعار عاشقانہ بہ الحان پڑھے جام
لبریز کرکے پیش کیا کہ نوش فرمائیے صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا چاہا کہ جام لیکر پیون
سر جو اُٹھایا دیکھا کہ نخل پر ایک طائر زرین بال بیٹھا ہوا رو رہا ہے اپنی زبان مین کہتا ہے افسوس کا
مقام ہے کہ جسکا اُستاد اُسکے پاس ہو وہ بدون پرسش اُستاد کوئی کام کرے معلوم ہوا وقت زوال
اور آنکھون سے اشارہ کرتا ہے کہ ای صاحبقران جام نوش نہ فرمائیے گا صاحبقران نے
اُس طائر کی حرکت دیکھکر بے اختیار لوح پر نگاہ ڈالی تو نوشتہ پایا کہ یہی سیران شعلہ افزا ہے
مکر و فریب مین یکتا ہے جام نوش نہ فرمائیے گا اگر نوش فرمائیے گا پانی ہوکے بہہ جائیے گا یہ مضمون
دیکھکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ مین تو پیتا ہون تم بھی شریک ہو سیران حیران ہے کہ
صاحبقران کو کسنے منع کردیا پھر سوچی کہ مین بیہوش ہونگی تو صاحبقران بھی جام نوش فرمائینگے
بہت خوب کہکے پی گئی صاحبقران نے وہی جام سر پر اُسکے انڈیل دیا اُسنے ایک چیخ ماری کہ ہے
یہ فعل کسنے تعلیم کیا مثل ہیزم خشک جلنے لگی صاحبقران نے بھی عکس لوح کا ڈالدیا جل جلکر
سیران شعلہ افزا خاک ہوئی وہ ساحر جو بشکل زاغچہ کھڑا ہوا تھا ایک شعلہ اُسپر بھی گرا وہ بھی
جلگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام تھا سیران شعلہ افزا بود باغ مین اندھیرا ہوگیا
ہزارون درخت جلے بڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا وہ باغ بھی غائب ہوا اپنے کو ایک صحرا
مین پایا ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سرخاب رعد آواز دار شد تا جدار ملکہ نسیم
کو لیے ہوئے پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران نے سب حال اپنے سردارون سے
بیان کیا لیکن عفریتۂ خونخوار اپنے قلعے مین تخت پر بیٹھی ہے دروازے سے رونے کی آواز آئی
دیکھا چند ساحر ایک لاش لیے ہوئے آکر پہونچے فریاد کرنے لگے کہ بادشاہ طلسم عجائب ملکہ
سیران نے مکر کا جال بچھایا تھا ایک ساحر کو غلام عمرو کی صورت بنایا خود عمرو بنکر امیر سے
ملاقات کی شراب پلا دینے کا ارادہ کیا نہین معلوم کسنے کہدیا کہ طلسم کشا نے سیران کو جلاکر
خاک کیا عفریتۂ خونخوار نے کہا ثابت ہوتا ہے کہ اجل جنکی آ کے سامنے ہو وہی یہ فتنہ برپا کرتا ہے

خدمت ہے رازدار طلسم چرخ خدمت اسکو مقرر ہی کہ طلسم کشا کو بھگا دے اسواسطے طلسم کشا کو آگاہ کرتا ہی اب
ہم خود نکلینگے یہ ذکر تھا چند ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کیا ای ملکہ عالم بالاے قلعہ سے
ملاحظہ فرمائیے لشکر طلسم کشا پانچ کوس پر فروکش ہی کل قریب قلعہ آجائیگا کون انکے ہاتھ سے امان پائیگا
عفریتہ نے کہا مین سمجھ گئی مرحلہ جات شکست ہوئے برباد ہی قلعے کے بند وبست ہوے یہ کہتی ہوئی
بالاے قلعہ آئی دیکھا لشکر طلسم کشا صحرا مین فروکش ہی تیاری روشنی کی ہو رہی ہی نسیم بڑے لطف سے
انتظام کرتی ہی صاحبقران اپنی بارگاہ سے نکلکر دنگل پر بیٹھے ہین عفریتہ یہ معاملہ دیکھکر قلعے سے
اتری سفاک خونریز سپہ سالار سے کہا لشکر کو تیار رکھو گوش بر آواز رہو جب میری صدا اسکا
فورًا آپڑنا اگر مین پڑتا ہی تو مین جاکر لوح لیتی ہون یہ کہکر چند کنیزین ساتھ لین طرف صحرا کے روانہ ہوئی
یہان صاحبقران دربارگاہ پر جلوہ فرما ہین شام ہو چکی ہی فراش ماہتابان نے فرش چاندنی
بچھایا ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے آنکھ ملاتے ہین کہ صاحبقران نے
دیکھا چند کنیزین خستہ وشکستہ حیران وپریشان پوچھتی ہوئی آتی ہین کہ صاحبقران عالیشان
کہان ہین امیر نے فرمایا ای سرخاب دیکھو ان کنیزون کو جلد ہمارے پاس لاؤ سرخاب رعدآواز
خود دوڑ گیا کنیزون کو پکار کر آواز دی کہ ادھر آؤ آپ سامنے روتا ہوا صاحبقران کے آیا عرض کی
ای شہریار خدا خیر کرے سیمین عذار اسکی چند کنیزین حیران وپریشان آپ کو پوچھتی ہوئی آتی ہین
نہین معلوم قلعہ قاموس پر کیا معرکہ گذرا اور کنیزین وہ ہین کہ جو ہر وقت خدمت مین حاضر رہتی تھین
یہ بھی حضور کو ظاہر ہی کہ وہان کوئی پہلوان زبردست اور کوئی ساحر معقول نہین معلوم ہوتا ہی کہ
کہین عفریتہ خونخوار نے کچھ بھیجا ہو یہ سنکر صاحبقران گھبرا کر اٹھے کہا ای سرخاب خدا خیر کرے
دل میرا بھی بیقرار ہو گیا یہ فرماتے ہوئے بڑھنے لگے کہ بارہ چودہ کنیزین بحال پریشان سامنے آگئیں
صاحبقران کو دیکھکر فریاد کرنے لگین صاحبقران نے کہا ارے کمبختو کچھ حال تو بیان کرو کنیزین
رونے لگین کہا ای شہریار پہلے تو چند ملازمون نے آکر خبر دی سفاک خونریز نامے ایک سپہ سالار
عفریتہ خونخوار کا با فوج گران آتا ہی ملکہ نے چند کس واسطے خبر کے بھیجے حضور نجومی آگاہ ہین کہ کوئی ساحر بہت
وہان نہین بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے سلین پتھر کی برسنے لگین مکان گرنے لگے ہم تو بھاگ نکلے
ملکہ عالم چالیس کنیزون کو ساتھ لیکر ہمارے سامنے صحن قلعے مین آئی تھین دور سے ہمنے یہی دیکھا کہ
بہت گر رہے ہین مکانون مین آگ لگ گئی نہین معلوم ملکہ پر کیا گذری یہ سنکر صاحبقران گھبرا گئے
فرمایا غضب کیا ارے ذرا بڑھکر خبر تو لو افسوس صد ہزار افسوس سرخاب رعدآواز کچھ
لوگون کو لیکر تم جاؤ دریافت تو کرو کہ کیا معرکہ گذرا امیری لاعجب کیفیت ہی کیا اپنا حال کہون نظم

راز عشق لب تک آئے کہان مقدور ہی — دل ہمارا جلوہ گاہ شاہ مستور ہی
ایک شعلہ داغ سوزان کا ہی میرے آفتاب — آسمان نیلگون دود دل مہجور ہی
دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار — نافہ مشک ختن پیہ پردہ کافور ہی
ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون — ہر دہان زخم مین خون بادہ انگور ہی
ناتوانی سے خط باریک ہی ایسا بدن — ہو چکی ہین مدتین زنجیر پاے مور ہی

حسن عالمتاب سے تیرے مثال مہر کیا — یہ سراسر نور ہے وہ اک چراغ دود ہے
کہ کسی صورت نہیں کاشانۂ تن غلط سے — ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہے
ہو گیا بیہوش جس پر آنکھ تیری پڑ گئی — کس قدر لبریز مستی نرگس مخمور ہے
اور بھی شاعر زمانے میں ہیں اگرچہ اے نسیم — پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہے

صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا کنیزوں کو ایک مقام پر اتارا سرخاب نے چاہا تھا کہ چلے جس طرف
سواری دیکھا اس میں سیاہی قفس کو اٹھائے ہوئے چند کنیزیں ساتھ مستورات پر خرابی
پریشانی ڈوپٹے ڈھلکے ہوئے پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے بدحواس دوڑی ہوئی آتی ہیں
ایک ایک سے پوچھتی ہوئی ہیں کہ صاحبقران کہاں ہیں سرخاب رعد آواز نے بڑھکر آواز دی کہ
ارے اس طرف آؤ کنیزیں بڑھکر قریب آئیں سرخاب نے بڑھکر کنیزان ملکہ کو پہچانا کہا اس
سواری میں کون ہے عرض کی حضور کی صاحبزادی سرخاب کی آواز سنکر ملکہ نے پردہ ہٹایا
سرخاب نے بیٹی کو عجب حال سے دیکھا زیور ندارد لباس کنیزوں کا پہنے ہوئے چہرے پر
ہوائیاں اڑی ہوئیں سرخاب قریب آیا بیٹی نے باپ کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا یہ
تو فرمایے صاحبقران تو خیر و عافیت سے ہیں سرخاب نے کہا بیٹا یہاں سب طرح خیر و عافیت
ہے مرحلہ جات فتح ہوئے بلکہ قلعے پر لشکرکشی ہے صاحبقران تمہارا حال سنکر بہت پریشان ہو
رہے ہیں ہاتھ ملے ہوئے بیٹی سے حال پوچھتا ہوا چلا آتا ہے ملکہ نے رو کے کہا میں فلک کج رفتار کا
کیا حال بیان کروں پہلے تو یہ خبر آئی کہ سفاک خونریز وزیر اعظم عفریتہ خونخوار کا تلاش میں
نامرس صاحبقران کے آتا ہے میں نے چاہا تھا کہ قلعے کو آلات حرب سے آراستہ کروں
کہ ایک ابھی لو آسمان پھٹا ہا قلعے پر پتھر برسنے لگے مکان گرنے لگے برج ہاے قلعہ گرنے لگے
قلعے والے بھاگنے لگے مجکو خبر لگی کہ میری ہی تلاش ہے میں نے زیور اتار کر پھینکدیا کہ کوئی مجکو نہ پہچانے
لباس کنیزوں کا پہن لیا چند کس کے ہمراہ ساتھ دیا یہ لوگ نکال لائے باہر نکلکر میں نے دیکھا کہ قلعہ
پامال ہوا رعایا کا عجب حال ہوا میں نے یہ سنی کہ صاحبقران فلان صحرا میں فروکش ہیں خیر و عافیت
سے یہاں پہونچی صاحبقران منتظر تھے کہ ادھر سرخاب نے آکر یہ خبریں بیان کیں کہ خدا نے بڑی
خیر کی کہ آپ کی کنیز بعزت و آبرو نکل آئی صاحبقران نے کہا ملکہ کو اتروا لو ملکہ انشاءاللہ اس بدبخت
سے معاوضہ ہوگا قلعے پر جا کر وہ آفت برپا کروں کہ الامان قلعہ یاد کریں ابھی میں نے خبر سنی کہ
سفاک خونریز وزیر اعظم دستور معظم بہت ظالم ہے انشاءاللہ کل اسکا مرحلہ ہو جائیگا سرخاب
نے ملکہ کو اتروایا صاحبقران پردے میں تشریف لائے دیکھا ملکہ حیران و پریشان رو رہی ہیں
کنیزوں سے زبانی ہیں صاحب خداوند کریم نے عزت و آبرو بچائی شکر ہے ورنہ بڑی خرابی تھی القصہ

کیا بادۂ گلگون سے سرور کیا دل کو — آباد رہے داتا ساقی تری محفل کو
مشتاق رہتا ہوں کعبے کی زیارت کا — آنکھیں بھری جاتی ہیں طوف حرم دل کو
دور سے دل عاشق کو وحشت تو عجب کیا ہے — کافر ہی سمجھتا ہے کیا کعبے کی منزل کو
نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا — لیلی کے ہوئے مجنوں ہم دیکھ کے محمل کو

آب دم تیغ اب انگور ہے اے قاتل — مستوں کی طرح پاتا ہوں رقص میں بسمل کو
رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو اٹھائے — حیران ہو بیخود ہو سکتا سا ہو محفل کو
سودائیوں کی تیرے پیچ روح آئی ہے قالب میں — اے زلف سیہ مشکل آ و از سلاسل کو
بیوجہ نہیں اپنے اڑنے کو یہ جھولا ہے — رخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو
کشتہ ہوں دل کیونکر اشتر نے بھیجا ہے — شمشیر سے دو ابرو دیکھ مرے قاتل کو
تاخیر نہ کر کوسے محبوب سے چلنے میں — تعجیل نہیں کرتے ہیں فردوس کی منزل کو
بیطرح پھنسا ہے تو اس زلف کے پھندے میں — اللہ کرے آسان اے دل تری مشکل کو
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے — محروم کبھی پھرتے دیکھا نہیں سائل کو

صاحبقران نے اشک دامن سے پاک کیے کہا ملکہ نہ گھبراؤ میں اس تمہاری پریشانی کا دم بدلا کے دونگا کہ ساحر یاد کرین ملکہ خاموش ہو رہیں صاحبقران نے فرمایا اے سرخاب کل ہم لشکر کو لیکے سرخاب رعد آواز نے عرض کی سب سامان تیار ہے تمام اہالیان خروج کو ہی خیال ہے جس وقت صاحبقران چلیں اسی وقت تیار ہوں ہر وقت یہی تدبیریں ہیں کہ جس وقت صاحبقران قلعے پر حملہ کریں اسی وقت قلعے پر جا پڑیں اہالیان قلعۂ قاموس یہاں جمع ہیں اپنے عزیزوں کو یاد کرتے ہیں کہتے ہیں یار وہ لوگ تباہ ہو کر نہیں معلوم کہاں چلے گئے اب ہمسے کیونکر ملاقات ہوگی ہی جا بجا چرچا ہے کہ دو پہر رات کو دربار برخاست کرکے امیر اس خیمے میں تشریف لائے کہ جس خیمے میں ملکہ سیمین عذار تشریف رکھتی ہیں ملکہ سیمین عذار نے استقبال کیا صاحبقران کو لاکر مسند پر بٹھایا امیر نے واسطے شگفتہ ہونے ملکہ کے گائنوں کو حکم دیا سامنے ملکہ کے ناچ گانا ہونے لگا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان سہر جبین ٹھمریاں غزلیں گا رہی ہیں کہ اپنے مقام سے سیمین عذار اٹھی کنارے آکر ایک گلابی کو اپنے ہاتھ میں لیا اپنے ہاتھ سے جام بھرا جام لبریز کرکے امیر کے سامنے پیش کیا کہا کنیز کے ہاتھ سے یہ جام نوش فرمایئے صاحبقران نے جام ہاتھ میں لیا قصد کیا نوش کریں کنیزیں ہی کہتی جاتی ہیں جلد نوش فرمایئے صاحبقران کو یہی منظور ہے کہ یہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ رنجیدہ ہو کر آئی ہے فوراً جام لے لیا قصد کیا نوش کروں جام لینے میں جو جھکے لوح پر نگاہ پڑ گئی یہ نوشتہ پایا کہ خبردار جام نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہا کے دوسری صورت یہ ہے کہ جب صاحبقران نے قصد کیا کہ جام پیوں زمین شق ہوئی اجمل جنی پیدا ہوا کہا اے شہریار جام نہ پیجے گا یہ خود عفریتہ خونخوار ہے اگر جام پیا پانی ہو کے بہ جایئے گا صاحبقران نے فوراً نعرہ کیا او مکارہ کہاں جاتی ہے اجمل جنی نے کہا حضور یہ جانے نہ پائے عفریتہ خونخوار بھاگی سینے میں جو ساتھ تھیں وہ سب ساحران زبردست بادہ کر دنخوت نے مست تھے وہ سب امیر پر ٹوٹ پڑے امیر نے کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا کسی پر قبضہ مار دیا کسی کو ادھر سپر کی لگائی اور خیمے سے باہر نکلے دیکھا عفریتہ خونخوار لشکر کو پامال کر رہی ہے جس غول پر جا پڑی ہزار دو ہزار کو پامال کیا کبھی بارش کے دانے پھینکے کبھی گولہ مارا کبھی ترنج مار دیا صاحبقران نے دہیں سے نعرہ کیا او ملعونہ کیا کرتی ہے عفریتہ خونخوار اپنے سپہ سالار سفاک خونریز سے کہکے آئی تھی کہ جب

لشکر مین غلغلہ ہوا کہ خبر لینا سفاک لشکر لیے ہوئے چڑھا ہے سب ساحر تیار ہین سفاک کہہ رہا ہے یارو آج کی
لڑائی پر خاتمہ ہے ملکہ عالم گئی ہین اگر اُنکی تدبیر چلگئی تو طلسم کشا کو لاتی ہین فوراً قتل کرینگی انکے خون سے
ہاتھ بھرینگی اگر انکی عیاری کھلجائیگی تو باعث خرابی کا ہے ایسا جھکڑ ہو کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کردو
کوئی زندہ بچنے نہ پائے یہ ذکر تھا کہ صدائے گیر و دار لشکر اسلام سے آئی سفاک خونریز نے
ہرکارون کو حکم دیا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہے ملکہ نے جو عیاری کی تھی وہ خالی گئی یا پوری ہوئی
ہرکارے بھاگے ہوئے گئے تھوڑے عرصے مین پلٹے سامنے سفاک خونریز کے آئے عرض کی اے
سپہ سالار ملکہ نے بھیس مین عذار بنکر امیر سے ملاقات کی ایسا رنگ جمایا تھا کہ مار لینا کچھ بات
نہ تھی جب ملکہ نے قصد کیا کہ شراب پلادون امیر نے پہلے لوح کو دیکھا بڑا غضب یہ ہوا اجل جنی
زمین سے نکلا صاحبقران کو آگاہ کیا کہ خبردار شراب نہ پیجیے گا صاحبقران سے ہماری بادشاہ
یعنی ملکہ عفریتہ خونخوار بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین مسلمانون کو پامال کر رہی ہین اے سفاک
جلد چلو اب دیر نہ کرو یہ سنتے ہی سفاک اُٹھا قرنا کرائی سب افسر تیار ہوکر آنے لگے ایک
جادوگر افسران فوج سے ہے کہ صفدر جادو اُسکا نام ہے وہ بھی تیار ہوکر آیا دس ہزار جادوگر
افسر ہے سفاک خونریز سب کے آگے ترغیب دیتا ہوا میدان کارزار مین آیا اب لشکر امیر
بھاگنے کو بس بھر ہے سفاک خونریز نے کہا اے صفدر تمنے دیکھا نمکحرامون نے یہ حال پہونچایا
کہ سلطنت ملکہ عفریتہ کو مٹایا اب تسخیر کی ہوا یہ بندھی کہ طلسم کشا کے ساتھ ہین ہر چند کہ سن چکین
طلسم کشا ساحر کو قبول نہین کرتا اُسپر جان دیتی ہین یہان سرخاب رعد آوازے اپنی بیٹی کی شادی
کردی نمکحرامون کو یہ مناسب نہ تھا اے صفدر مجکو خوف معلوم ہوتا ہے تم لشکر کو لیے آگے بڑھ جاتے ہو
یہ خیال تو نہین ہے کہ جاکر طلسم کشا کے شریک ہو جاؤ آج اختتام کی لڑائی ہے آپ اپنی فوج کو لیکر
پیچھے رہیے دیکھیے اب پلٹ کر قلعے مین آتے ہین یا نہ آتے ہین ملکہ عفریتہ خونخوار صرف طلسم کشا سے
عاجز ہین کہ وہ صاحب لوح ہے اور سب کو مٹائینگی آج کوئی نمکحرام زندہ نہ بچیگا قیامت کی لڑائی ہوگی
صفدر نے کہا اے سفاک تمھارے ہوش درست نہین اتنا بڑا کلمہ تمنے کہدیا کہ ہم شریک ہوجائینگے
ہمسے زیادہ خیر خواہ دولت کون ہے کا ہم پیچھے رہینگے تم خود الگ رہو ہم سب سے آگے جائینگے
سفاک نے کہا ہم تمکو نہ جانے دینگے صفدر نے کہا اس جادو پر غرور نہ کرنا آپسمین اسقدر تکرار بڑھا
کہ صفدر نے تلوار کھینچی سفاک خونریز نے کہا او بے شرم مجپر تلوار کھینچتا ہے بیشک تو طلسم کشا
سے ملگیا ہے مذہب تونے ترک کیا دیکھون تو تیرا خدائے نادیدہ کیونکر بچاتا ہے مسلمانون کے دلائل
عقل مین نہین آتے فلاسفہ نے انکی خوب تردید کی ہے جواب بھی نہین دیسکے یہ کہکے سفاک نے
گولہ مارا صفدر نے تلوار ہلادی گولہ کٹ کر زمین پر گرا آپسمین جو چلنے لگا صفدر کے ساتھ والے
بھی مصروف جنگ ہوئے آپسمین تلوار چلنے لگی جو عقلمند ہین وہ سمجھتے ہین دیکھو یارو یہ بھی ایک
زوال کی صورت ہے کہ آپسمین جنگ ہو رہی دیکھیے کیا ہوا اس زور و شور سے تلوار چل رہی ہے ہزارون
کے سر کٹ کے گر رہے ہین ہر مرتبہ سفاک چاہتا ہے کہ صفدر پر جا پڑون لیکن صفدر رو سحر کیا کہ
کہ سفاک قریب نہین آسکتا ہمراہیان صفدر پکار اُٹھے اے افسر ہمارے چلکر صاحبقران کی

شراکت کرو انکا ساتھ دینا بیکار ہی اس مذہب سے بھی ہمارا جی بیزار ہی اطاعت مذہب خدا لے نادیدہ
اختیار کی حمزہ جوہر شناس فلک اساس سرخاب کی کیا آبرو کی اُسکی بیٹی کو بہ زوجیت سرفراز کیا
یہان تو یہ جنگ ہو رہی ہی وہان عفریتہ خونخوار اکیلی لڑ رہی ہی ساتھ کی کنیزین قتل ہوئین ملکہ نسیم
تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین ہر مرتبہ چاہتی ہین عفریتہ خونخوار پر جا پڑے دن اس ملعونہ کی صورت بہت ہیبتناک
گویا ایک پہاڑ ہی جسم درخت تاڑ ہی قوم کی دیو کی ظالم سفاک نے کنیزان نسیم کو جلا جلا کر مارا اسکے
سامنے سب بھاگتی پھرتی ہین یہان عفریتہ خونخوار نے پلٹ کر اپنی پشت پر دیکھا چند کنیزین
باقی ہین اُسنے کہتی جاتی ہی کیا معرکہ ہی کہ ہماری فوج نہین پہونچی بہت عرصہ گذرا جنگ کرتے ہوئے
مین سفاک سے کہ آئی تھی کہ اگر عیاری میری چلگئی تو طلسم کشا کو لاؤنگی اگر عیاری کھلگئی صداے
گیر و دار بلند ہو تو فوراً فوج لیکر آنا مجکو لڑتے ہوئے عرصہ گذرا ابھی تک کوئی نہین آیا ذرا جا کر
خبر تو لو کیا ہوگیا سفاک ایسا خیر خواہ ابھی تک نہین آیا جلد جاؤ خبر لاؤ ایک بھاگی اُس وقت
آکر پہونچی دیکھا اسمین لڑائی ہو رہی ہی صفدر دس ہزار ساحرون سے لڑ رہا ہی سفاک کل
فوج کا افسر غل مچا رہا ہی کہ یارو بادشاہ طلسم سے بیگانے ملکہ عفریتہ خونخوار کو کیا منہ دکھلاؤ گے
اُسی کے ملک مین تمھارا گھر بار ہی اہل و عیال کو قتل کر ڈالیگی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی اہالیان فوج
جواب دیتے ہین او سفاک کیا بیہودہ بکتا ہی جو لوگ نکلگئے اُنکا عفریتہ نے کیا کر لیا اُنکے
اہل و عیال بھی نکلگئے بی عفریتہ اپنی جان بچائین اب طلسم کشا کے زور و شور ہین ملکہ خود لب گور ہین
کنیز نے جو یہ حال دیکھا دوڑتی ہوئی سامنے سفاک کے آئی پوچھا ای افسر اعلے یہ کیا معرکہ ہی
سفاک نے کہا عجب کیفیت ہی حقیقت مین زوال دولت ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ یہان صفدر
کو پیغام طلسم کشا آگیا تھا کہ ہمسے ملجاؤ وہ فقط چلے کے جو یہ تھے راہ چلتے چلتے بگڑ گئے لڑائی ہونے لگی
نام اُسکا صفدر ہی دس ہزار فوج کا افسر ہی مین آج تین لاکھ فوج لیکر چلا تھا کہ فوج طلسم کشا
کو پامال کر دونگا صفدر راہ مین مار بیٹھے دس ہزار نے سب کو روک لیا ملکہ عالم سے کہنا مین آپ تک
نہین آسکتا مجھے فوج صفدر نے روک لیا اگر ہو سکے آپ یہان تک آئیے فوج کا حال دیکھیے
کہ کیا کیفیت ہی صفدر کو آکر سزا دیجیے اسنے بڑا غضب کیا فوج کو پراگندہ کر دیا اہالیان شہر بھی
آمادہ ہین کہ اس جنگ مین آپ کا ساتھ دین اس بلوے کو دیکھکر رہگئے اپنے اپنے گھرون مین
گوش بر آواز ہین اُنکو زخمی کرنے پر طلسم کشا کے ناز ہین کنیز یہ حال دیکھکر بھاگی پاس عفریتہ خونخوار
کے پہونچی سب حال بیان کیا کہ وہان یہ ہنگامہ در پیش ہی سفاک کو بڑا پس و پیش ہی یہ سنکر
عفریتہ خونخوار گھبرا گئی قصد ہوا لڑائی سے نکل جاؤن جا کر صفدر کو سزا دون رات بہت قلیل باقی
ہی سلطان جہانگرد ماہتاب عالمتاب گشت کر کے مع فوج ثوابت و سیارگان قلعہ مغرب مین جا کر چھپا
شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیا و شعاع ساتھ لیکر چرخ زبرجدی پر متمکن ہوا
یعنی ستارہ سحری چمکا عفریتہ خونخوار لڑتی ہوئی چلی نسیم جو اسپہر کئی مرتبہ کڑک کڑک کر گری ہاتھ
سے عفریتہ خونخوار کے زخمی ہوئی ایک طرف لڑ رہی ہی عفریتہ اُس طرف پہونچی نسیم نے ہر چند
روکا عفریتہ خونخوار بھلا کب رکتی ہی سحر کرکے نکلگئی باہر یہ اگر عفریتہ جاتی ہی صاحبقران نے

اشقر کو مہمیز کیا سامنے عفریتہ کے پہونچے اس دیو ان کو جو پیدل لڑتے ہوئے دیکھا متعجب ہوا کہ مین
اسپر کیونکر حملہ کرون گھوڑے سے کود پڑے عفریتہ خونخوار نے امیر کو جو پیدل دیکھا چغل مارا خیال
مین تھا کہ صاحبقران کو اُٹھا کر لیجاؤن صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ
عفریتہ منھ کے بل زمین پر گری صاحبقران نے چاہا اسیر جا پڑون عفریتہ لوٹ مار کر بھاگی امیر
اُسکے پیچھے چلے سر اُٹھا کر دیکھا دور صحرا مین تلوار چل رہی ہے شعلہ ہائے آتش بلند ہزارون لاشین
لوٹ رہی ہین صاحبقران تعاقب مین عفریتہ کے چلے حیران ہین کہ کسکا لشکر لڑ رہا ہے عفریتہ لڑتی
اس خیال مین جاتی ہے کہ صفدر کو جا کر سزا دون ساتھ والون کو اُسکے چیر پھاڑ کے کھا جاؤن
جیسے ہی اُس مقام پر پہونچی سر اُٹھا کر دیکھا صفدر جانبازی کر رہا ہے دس ہزار اسکے ساتھ والے
نہایت اطمینان سے لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑتے ہین پسے کے پرے پامال کر دیے سفاک نے
جو عفریتہ خونخوار کو دیکھا فریاد کرتا ہوا قریب آیا کہا ای شہنشاہ طلسم عجائب دیکھیے صفدر نے
کیا قیامت برپا کی ہم فوج کو لیکر چلے تھے کہ آپ کی شراکت کرین اس ظالم نے فساد برپا کیا ہمکو
روک لیا یہ سُنکر عفریتہ بہت جھلائی چاہا صفدر پر جا پڑون کہ پہلو سے نعرہ صاحبقران کی
آواز آئی نعرہ امیر تصنیف مصنف

ز تیغم بود در صف کافران
سپہ آسمان جلالت منم

امیر جہانگیر والا حشم
کشند ساحران الامان الاماں
مسخر کن ملک ہندوستان

کشند رب اکبر دو بالا حشم
شہنشاہ اقلیم جرأت منم
لقب گشتہ در دہر صاحبقران

نعرہ صاحبقران کی صدا سُنکر عفریتہ خونخوار گھبرا گئی سوچی کہ یہان قدم جمیگا قلعہ شکنا نیہ پر
بھاگی میر اشتکال مردم در ساحر زبر دست ہے وہان سمجھون کہ کشاکش سے مہلت پاؤن
یہ سوچکر تڑپ کر نکل چلتے چلتے صاحبقران نے تیر مارا پاؤن عفریتہ کا زخمی ہوا مگر نکلگئی ہنگامہ
لڑ رہا ہے اسکو خبر نہین کہ عفریتہ نکلگئی صاحبقران آ گرے ملکہ نسیم بھی پہونچی ارشد تاجدار
سرخاب رعد آواز مع سب سرداروں کے آپڑے وقت وہ تھا کہ صفدر حیران ہو رہا ہے
کہ دس ہزار فوج سے تین لاکھ کو کیونکر روکون سحر کر رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے ایک
تم مین سے کسی طرح نکلجائے جا کر صاحبقران عالیشان کو خبر دے کہ آپ کا غلام قتل ہوتا ہے
اگر ہماری خبر لیجیے ساحر جاتا تھا دوسرے نے خبر دی کہ نہ گھبراؤ صاحبقران مع فوج آگئے دیکھو
تلوار چل رہی ہے علم گلگون نشان فوج اسلام ظاہر ہوا مجھو گا ہوا کا چلا نسیم بھی لڑتی ہوئی آئی
ارشد تاجدار بھی پہونچا سرخاب رعد آواز کے بھی نعرے کی آواز آئی زمین تھرائی اب جو
پلٹ کر صفدر جبار دونے دیکھا زمین تلے کی اوپر ہے سردار لڑتے ہوئے آتے ہین ہر طرف
سے یہی صدا ہے کہ کفار کو گھیر لو بڑھتے ہوئے آئے۔ غازیان دیندار و مجاہدان بہور شعار و پہلوانان
نامدار صاحبقران عالیوقار لڑتے جاتے ہین ہر طرف سے صدائے گیر و دار بلند سفاک خونریز
نے جو یہ جلوہ دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو دیکھو تو ملکہ عالم کہان ہین دس ہزار فوج کا
بار کیونکر اٹھیگا اب شکست ہوتی ہے یا بد جمکر لڑو مسلمانون کا جلوہ ہے یہ کہہ رہا تھا کہ نعرہ امیر
کی آواز آئی صاحبقران لڑتے ہوئے قریب پہونچے سفاک نے چاہا کہ بھاگون صفدر نے

آواز دی یہ غلام جو یہ حاضر ہے بسبب زخمداری کے جنگ سے قاصر ہے صاحبقران نے نسیم سے آنکھ ملائی نسیم عاشق جمال باکمال صاحبقران ہے نہال ہو گئی دست بستہ عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا صفدر کا خیال رہے اتنا زخمی ہو چکا ہے ایسا نہ ہو پھر اسپر زوال ہو ملکہ نسیم چلکر اُس غول پر جا پڑی جن کنیزیں جو ساتھ تھیں اُنسے فرمایا خدا صاحبقران کو سلامت رکھے کس محبت سے فرمایا ہے کہ صفدر کی خبر لو یہیں کیونکر نام نامی پہ جان نہ دون ہاں تو یہ کیفیت ہے نظم

عشق کے بندے ہیں مذہب ہے ہمارا رسم و راہ
داغ الفت نے مٹایا نقش مہر و ماہ کا
ہے دعا گو اضطراب دل کہ روز افزون عشق
جلد پہونچاتی ہے کوئے دوست تک سرگشتگی
حضرت موسیٰ کے ہوش گم شدہ ملتے نہیں
ہشت خلد اک اپنی گلزار محبت کے ہیں پھول
نام جب اُس بت کا لیتا ہوں ٹھہر جاتا ہے دل
گھرسے اُٹھکر سیدھے جاتے ہیں جو کوئے یار کو
لامکان تک بس نکلکر دل سے جا پہنچا ہے قصد
قتل کرنے پہ جو پایا مستعد اُس ترک کو
کانپ اُٹھتے ہیں جو سُنتے ہیں کسی کو درد مند
حشر سے کتنے پھرے ہم جلوہ اُسکا دیکھکر
جستجو اُسکی نگاہ شوق کو منظور رہی
کشور الفت میں سب کی ایک سی ہے منزلت
بت ہی بت کعبے میں ہیں ہمکو پہلے آنے لگے نظر

طور پر کچھ اس بت سے کھیل رہتا ہے یاد اللہ کا
یہ تو رتبہ ملچکا آگے ہے نام اللہ کا
نام ہے ورد جگر میرے تو تنخواہ کا
خضر بھٹکا کرتے ہیں اس راہ میں گمراہ کا
پوچھنا اُسنے پتا تیری تجلی گاہ کا
ہفت دوزخ اک شرارا ہے ہماری آہ کا
یا صنم میں بھی اشارہ تا ہوں یا اللہ کا
پھیرتے ہیں طواف کعبہ کو بھی راہ کا
حوصلہ کتنا گھٹا ہے نالۂ جانکاہ کا
تھا ہراک بسمل کے لب پہ نعرہ بسم اللہ کا
اُنکے دل میں کچھ اثر ابتک ہے میری آہ کا
حوصلہ یاں بھی نہ نکلا شوق خاطر خواہ کا
ساتھ اس موقع پر اچھا تھا دل آگاہ کا
ساتھ ہوتا ہے جہان ڈنکا گدا و شاہ کا
اب نہیں کوئی رہے نام اے جلال اللہ کا

کنیزیں عرض کرتی ہیں حضور آپ کے شریک ہونے سے لشکر صاحبقران کو رونق ہو گئی ملکہ نے کہا توبہ کرو خدا نے اُنکو جاہ و جلال دیا ہے مجھ ایسی ہزاروں کنیزیں ہیں صاحبقران نے قبول نہیں فرمایا ورنہ بڑے بڑے جادوگر ہمراہ ہوتے مقبل لقمان جادو ساحر خونخوار بادشاہ طلسم گوہر نگار شہنشاہ شہر یاران طلسم ہزار اسپ وہ بھی غلامان صاحبقران ہیں ملکہ برق جادو جیسے بادشاہ زہرہ جبین نگاران نامیوں کے نام لیے اور ہزار ہا ساحر ہیں اگر سب کے نام لوں تو ایک کتاب ہو جائے میری کیا حقیقت ہے کہ میری وجہ سے رونق ہو صاحبقران لڑتے ہوئے قریب سفاک خونریز پہونچے سفاک برس پڑا آگ برسائی دریائے آب نے جوش مارا امیر کو تاثیر نہ ہوئی صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے تلوار چلنے لگی ہزاروں ساحروں نے اُس مقام پر جان دی ملکہ نسیم نے بھی خوب خوب سر کیے بڑا کھیت رہا خوب تلوار چلی ہزاروں ساحر مارے گئے صاحبقران بڑھتے جاتے ہیں قریب سفاک کے پہنچے سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح طلسمی کو آگے کیا عکس جو پڑا آنکھوں میں اندھیرا چھا یا چاہتا تھا کہ گھبرا کر بھاگون مگر کب

چمکتا تھا برق شمشیر تڑپ کر گری ہرچند اسنے سحر کیا کوئی سحر نہ چلا برق شمشیر نے خرمن حیات کو جلا دیا
سفاک خونریز کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ہنگامہ ہوا آندھی سیاہ چلی بعد عرصہ دراز آواز آئی
کشتی مرا نام من سفاک خونریز بود لشکر والون نے جو یہ آواز سُنی گھبرا گئے ہر صف مین یہی ہنگامہ تھا
کہ یارو غضب ہوا افسر ہمارا مارا گیا اب کیا کرین یا تو اطاعت کرو یا نکل چلو ہزارون جادوگر بھاگ گئے
افسران فوج نے آپسمین صلاح کی رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے عرض کی ای شہریار غلامان
جانثار اسیدوار ہین کہ خطا معاف ہو صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا مطیع اسلام کیا
سب قدمون پر گر پڑے صفدر زخمی ہو کر ایک مقام پر بیٹھ گیا تھا صاحبقران نے آکر اسکو اٹھایا
صفدر نے آنکھ کھولکر جمال جہان آرای صاحبقران کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا
ای شہریار مجکو سعادت کونین حاصل ہوئی روی زیبا دیکھکر تسکین دل ہوئی غلام کو خدا نے
راہ ضلالت سے نکالا چشمہ ہدایت پر پہونچایا جو ارشاد ہو بجا لاؤن صاحبقران نے مسلمان ہونے کو
فرمایا صفدر نے عرض کی ابھی حضور پہ معرکہ عظیم ہی اُس سے فراغت ہولے تو پھر کلمہ پڑھون اول تو
حضور نے ملاحظہ نہین فرمایا عفریتہ خونخوار ابھی بگڑ کر نکلگئی دیو شنگال ساحر زبردست ہے
عفریتہ کا بھائی وہین گئی ہوگی بارہ ہزار نرہ ہاے دیو کا مالک ہی وہ ضرور فساد برپا کریگا مقابلہ
شہنشاہی ہن آپ ہونگا حضور ہوشیار رہین صاحبقران سب کو ساتھ لیکر قلعہ طلسمی مین تشریف لائے
خزانہ دار نے آکر کنجیان پیش کین خزانہ طلسمی نکلنے لگا زر جواہر جواہرات بے حساب سب مال
صحن قلعے مین جمع ہوتا جاتا ہی صاحبقران بیٹھے ہین کئی ہزار جادوگر جمع ہین شمار مال ہو رہا ہی کہ
آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش مثل برق جہندہ آکر پہونچا مال طلسمی
اُٹھا کر تختون پر لاد لیا بھاگا صاحبقران نے آواز دی ای نقابدار یہ کیا حرکت ہی نقابدار نے
آواز دی ای شہریار مینے بدہا وہ آپسے قبول نہ کیا اب عمل کرونگا اس مال طلسمی کی ضرورت ہی
فوج کی تنخواہ چڑھی ہوئی ہی اس وجہ سے مال لیے جاتا ہون آپ ہمارے بزرگ ہین اور کس سے لین
اُسکے بعد لیجئے منت ابھی کیجئے خوشامد سے لیجئے عرض ہی کہ آپ کو خلاف نہ ہو صاحبقران زبان ان ان
کرتے رہے نقابدار چلاگیا مال نہ چھوڑا صاحبقران کو بہت ملال گذرا تین ہزار جوان اور قید تھے
انکو بھی چھڑایا صاحبقران نے کئی دن وہان مقام کیا انتظار میں عفریتہ کے رہے کہ شاید کچھ آفت
برپا کرے مگر کچھ فساد نہ ہوا آخر صاحبقران نے صفدر جادو کو سب ساحرون کا افسر کیا مال طلسمی جو
لیجانے سے نقابدار سے بچا تھا اسکو آرلے پر لاد کر بعد ایک ہفتے کے وہان سے کوچ کیا اول آکر
نعمان تاجدار سے ملاقات کی ارشد کو نعمان سے ملایا اسنے اس صحرا مین آئے جہان دیو ہوا ان
مالک مشعل ہفت سر سلیمانی رہتا ہی آکر اُسکی عملداری قائم کی دعائین دیتا تھا کہ آپ کے تصدق سے
یہ صحرا صاف ہوا ہمیشہ ساحرون کی بدعت رہتی تھی صاحبقران نے فرمایا بڑا اہالیان لشکر کو
اشتباہ ہی عفریتہ خونخوار بادشاہ طلسم زندہ نکلگئی عرض کی اسکے مقدمے مین حضور کا اختیار ہی جو مناسب
جانین وہ کرین آج غلام کی دعوت قبول ہو صاحبقران نے سب لشکر اسی صحرا مین اتارا مہمان
نے سب سامان عیش و نشاط مہیا کیا پریزادین ہمراہ سے رقص طلب کین شب کو جلسہ آراستہ ہوا

صاحبقران مقام صدر پر فروکش ہیں یہ خبر ملکہ فریشہ سلطان کو ہوئی بھی شریک صحبت ہوئیں نامور ایک پریزاد کہ ہمیشہ صحبت آسمان پری میں رہی ہے یہ غزل عاشقانہ بصد سوز و گداز گا رہی ہے نظم

کھنچ سے دل میں تجھ اللہ وہ اگر تو ہو کر | چین پیشانی اتار سے کرے ابرو ہو کر
تجھ سے جھگڑا جو ہو رہ جائیگا یکسو ہو کر | بول اٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہو کر
کیسے فتنے ہیں کہ اٹھتے نہیں گھر سے اپنے | کیا ستم ہے کہیں چلتے نہیں جادو ہو کر
اللہ اللہ شب وصل ادھر آنے میں | پانوں پھیلاتی ہے کیا یار کا گیسو ہو کر
اس سر انگشت حنائی کا تصور ای آنکھ | دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہو کر
نہ ڈرو تم گل عارض ہوئے بوسے سے خراب | چھٹتے دیکھا ہے اسی رنگ کو تو بو ہو کر
ٹیڑھی سیدھی ہیں عجب عشق بتان کی چالیں | اٹک بنکر کہیں نکلا کہیں ابرو ہو کر
ہم ضعیفوں کے شب وصل میں کچھ کام آتا | تو ہی ای دست ہوس قوت بازو ہو کر
دل میں آیا تھا کوئی دیکھیے یہ عنادل کا | گھر بغل بنکے جگہ دی کبھی پہلو ہو کر
ناوک یار کلیجے میں رہا دل میں مرے | ڈھونڈھ لیتا نہیں پیکان کو وہ دلجو ہو کر
چوکڑی بھرتے ہو گم ناقۂ لیلیٰ نے کہیں | وحشت قیس کی تا شہر سے آہو ہو کر
وہ بلا دوست ہوں آئی ہے بلا جو سر پر | جلوہ گر ہوتی ہے معشوق پری رو ہو کر
آبلہ دل کا بھی اک روز اٹھی پھوٹنے | ناچیز ہیں آرزو خون شدہ کی بو ہو کر
دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق | پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہو کر
کیوں فلک سینۂ عاشق میں چھپے چھپا رات | نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہو کر
یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی تھی تو کیا | لیں بلائیں کبھی چہرے کی نہ گیسو ہو کر
پیار کی باتیں کبھیں یار و ٹھ گیا کوئی جلال | کچھ تو خفگی ہے کہ ہم آپ ہوئے تو ہو کر

ساری رات اسی تپش و بیتابی میں گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ فریشہ سلطان واسطے رفع حاجت کے اٹھیں چند پریزادین پشت پر ایک پریزاد آفتابہ ہاتھ میں لیے ہوئے فریشہ سلطان اندر خیمے کے گئیں ایک جھونکا ہوا کا چلا وہ خیمہ زمین سے اڑا پچاس قدم پر جاکر ہوا پر قائم ہوگیا وہ پریزادین بھی اڑین اسی خیمے میں جا کر لپٹ گئیں الٹا ہوا چند پریزادین دوڑی ہوئی سامنے امیر کے آئیں عرض کیا اے شہریار غضب ہوا ملکہ فریشہ سلطان پر یہ سانحہ گذرا ملکہ فریشہ سلطان مع چند کنیزون کے بلا میں مبتلا ہوئیں صاحبقران یہ سنکر دوڑے سامنے اس خیمے کے آئے دیکھا زمین سے بلند ہے ہوا پر قائم ہے جو پریزاد سامنے ہے جاتی ہے اسکا بھی یہی حال ہوتا ہے زمین سے اڑی جاکر خیمے میں لپٹ گئی صاحبقران عجائب و غرائب دیکھ رہے تھے جس سمت میں بیٹھے تھے وہاں سے رونیکی آواز آئی پلٹ کر دیکھا کہ ساری سمت پر اندھیرا چھا گیا غبار بلند ہوا صاحبقران زمان اس طرف دوڑے اتنے میں سارے لشکر میں یہ آفت برپا ہوئی کہیں دیوار حائل ہوئی کہیں اندھیرا ہوا کہیں دھوان گھر گیا ہر طرف سے صدائے گریہ و زاری بلند ہے ہر کس و ناکس دردمند ہے صدائے فریاد و فریاد آرہی ہے زمین تھرا رہی ہے عجب لشکر میں ہنگامہ ہے صاحبقران زمان دیوانے ہو گئے

عارض حسن دور روزہ ہر پہ منڈھا دیکھے	عمر کوتہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہین
دہن یار کو ہم تو نہ کہین جوہر فرد	منطقی اسمین جو حجت کرین جا رکھتے ہین
جسم خاکی کے سوا جسم مثالی بھی ہی	اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین
خون جگر ہوتا ہی جو سنتا ہی رو دیتا ہی	درد آمیز نفیر اسکی صدا رکھتے ہین
اپنے ہر شعر مین ہی معنی تہ دار آتش	وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہین

یہ باتین کرتے ہوئے اجمل حبشی سے ملے ہین اجمل کہتا ہوا اے شہریار آپ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین آپ کو صبر لازم ہی ایسا نہ ہو کسی کے دام مکر مین پھنسیے تو غضب ہو طلسم کا تو خاتمہ ہوا بادشاہ طلسم باقی ہی دیو شنکال سے بھی مقابلہ پڑیگا قلعۂ شنکال خوب آباد ہی خود بھی زبردست جادوگر بھی ہی بڑے بڑے فساد برپا کریگا خوب سمجھکر اس قلعے مین کام کرنا ہوگا ہرچند کہ غلام ہر مقام پر پہونچیگا بعض مقام ایسے ہین کہ نہ پہونچ سکونگا قصد کرکے رہجاؤنگا ابتداء اول بلاخیز سے مقابلہ ہی یہ کہتے ہوئے قریب ایک باغ کے پہونچے اجمل نے عرض کی بسم اللہ اس باغ مین جائیے بلاخیز سے مقابلہ پڑیگا مگر برائے خدا لوح کا ضرور خیال رکھیے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن لوح لے لے تو بڑی خرابی ہوگی سارا لشکر آپ کا بلا مین مبتلا ہی اگر ابکی کوئی افتاد پڑی تو جانبری ہونا مشکل ہی دیر تک اجمل نے کھڑے ہوکر صاحبقران کو سمجھایا اجمل تو غائب ہوا صاحبقران بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوئے دیکھا باغ پربہار نخل سایہ دار عندلیبان خوش گلو کی پکار ہر جانب جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی آنکھ مین لال دوڑے بڑھ رہے ہین ایک جانب قمریان بر سر سرو صدائے کوکو بلند کرتی ہین بلبل شیدا پہلوے گل مین بیٹھی ہی صاحبقران عالیشان دیکھتے ہوئے ایک مقام پر آئے دیکھا ایک درخت کی بیخ سے دھوان نکل رہا ہی صاف ظاہر ہی زیر شجر آگ روشن ہی وہ جگہ مثل کرۂ نار ہی چند شعلے بھڑک کر صاحبقران پر آئے صاحبقران نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا ای فتاح طلسم داری سیار ابن عجائبات لوح کو نخل آتش سے مس کرو پھر قدرت باری بناے گرم و سرد کا تماشا دیکھو صاحبقران نے بہ تعجیل لوح کو مس کر دیا ایک دھماکا ہوا دھوان شق ہوا آتش بجھی درخت گر ادیکھا ایک تخت بچھا ہی اسپر ایک ساحرہ بیٹھی ہی منقل آتش روشن کچھ پڑھ رہی ہی صاحبقران کو دیکھکر اُٹھی منقل آتش پھینک ماری جیسے ہی اُسے منقل آتش پھینکی تمام باغ آتش بار ہوگیا ہر برگ و بار سے آگ شعلہ زن ہوئی زمین سے شعلہاے آتش نکل رہے تھے صاف ظاہر تھا کہ آسمان سے بھی آگ برس رہی ہی مگر بسبب برکت لوح جس مقام پر صاحبقران کھڑے تھے وہان آگ کا نام نہ تھا وہ ساحرہ منقل پھینک کر پرواز پیدا کرکے چاہتی تھی کہ اڑ کر نکلجاؤن صاحبقران نے لوح کو دیکھا زمین پھٹی شق ہوئی اجمل حبشی نے سر نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران بلاخیز جاتی ہی اگر یہ نکلگئی آپ تو یہان رہینگے یہ جاکر سارے لشکر کو قتل کر ڈالیگی صاحبقران نے لوح پر نگاہ ڈالی لوح نے بھی یہی خبر دی صاحبقران نے بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کھینچ کر تاک کر مارا تیر جاکر سینے پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشۂ بلاخیز کا زمین پر گرا بلاخیز نے تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام من بلاخیز جادو بود گوشہاے باغ سے کئی ہزار جادوگر پیدا ہوئے نعرہ کرکے صاحبقران پر آپڑے پکارتے ہوئے کہ ای جوان تو غضب کیا ہماری خسرو کو مارا

ہم تجکو زندہ نہ چھوڑینگے صاحبقران نے لوح کو دیکھا یا اجمل حبشی ساتھ ہی عرض کرتا جاتا ہی ای شہریار یہ
سب ملازمان بلاخیز ہین جو امین سے بچکر نکلجائیگا ضرور آفت برپا کریگا دیو شنکال کو خبر پہونچ جائیگی
ابھی تک وہ بیخبر ہی ملکہ عفریتۂ خونخوار کی دعوت کر رہا ہی ہنگامہ نوشا نوش گرم ہی صحبت عیش و عشرت
آراستہ ہی صاحبقران بجرأت لڑ رہے ہین اجمل حبشی بھی ساتھ ہی یہ بھی شمشیر زنی کر رہا ہی تھوڑے عرصے مین
کچھ ساحر مارے گئے کچھ زیادہ فریاد کرتے بھاگے صاحبقران و اجمل حبشی اُس باغ مین آکر بیٹھے اجمل نے
عرض کی مین جاکر خبر لاؤن یہ جو ساحر شکست کھاکر گئے ہین ضرور خبر کرینگے شنکال سنتے ہی فساد برپا کریگا مین
خبر لاکر حضور کو پہونچاؤنگا یہ کہکر اجمل حبشی روانہ ہوا صاحبقران باغ مین بیٹھے ہین اجمل حبشی کے
مشتاق ہین اجمل صحبت مین شنکال کی پہونچا یہان شنکال نے عفریتۂ خونخوار کی دعوت کی ہے
دیو بنیان جمع ہین اچھل کود رہی ہین شراب چل رہی ہی بقول شخصے جام شراب ہاتھون سے چل رہا ہی ہنگامہ
عیش و نشاط گرم عفریتۂ خونخوار رو رو کر سب حال بیان کر رہی ہی کہتی ہی ای برادر عجب طور سے طلسم فتح
ہوا مین کیا کرون معین و مددگار طلسم کشا کے پیدا ہوئے اُن لوگون نے رہبری کی اور مرحلون کے نشان
بتائے جب تو جلدی طلسم فتح ہوگیا شنکال کہہ رہا ہی کہ نہ گھبراؤ اگر صاحبقران فتح کرکے چلے گئے اور
تمھارا بچانہ کیا تو بعد جانے طلسم کشا کے طلسم پر قبضہ کرلینگے اگر طلسم کشا نے ادھر آنیکا قصد کیا تو
قیامت برپا کردونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ رنگ کرون کہ طلسم کشا خود اپنی جان دیدے
یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی شنکال نے سر اُٹھایا کہا ارے کیا ہوا سب نے کہا
طلسم کشا باغ آتش بہار مین پہونچا بلاخیز جادو کو مارا ہم لوگون نے مقابلہ کیا لیکن طلسم کشا پر غالب آسکے
آخر شکست کھاکے بھاگے طلسم کشا اُسی باغ مین ہی عفریتۂ خونخوار نے منھ پیٹ لیا کہا ای برادر یہ سُنا
یہ کیا آفت برپا ہوئی بلاخیز نے اپنے کو مخفی کیا تھا لیکن طلسم کشا وہان پہونچ گیا شنکال نے کہا
ارے کوئی حاضر ہو ایک سرکش کو چاہتا ہون فوج لیکر جائے طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے یہ سنتے ہی
دیو سالوس اپنے مقام سے اُٹھا کہا ابھی جاتا ہون سر طلسم کشا کا لیکر آتا ہون شنکال نے بارہ ہزار
دیو ساتھ کئے کہا کیون یارو کوئی دنیا مین ایسا انسان ہے کہ بارہ ہزار دیو طرار سے لڑ سکے بلکہ وہ گرفتار ہوکے
پکڑ لینگے سالوس بارہ ہزار دیو لیکر چلا صاحبقران نے جب بلاخیز کو مارا وہان لشکر جو آفت مین
مبتلا تھا سب نے نجات پائی لشکر مین خوشی ہونے لگی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کسی ساحرہ نے ہمپر
سحر کیا تھا وہ قتل ہوئی اس وجہ سے ہمنے نجات پائی یہان صاحبقران زمان باغ مین بیٹھے انتظار
اجمل حبشی کا کر رہے ہین کہ اجمل آوے تو حال معلوم ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی صاحبقران
اُس طرف چلے جاکر دیکھا کہ ایک مکان سے آواز آتی ہی صاحبقران نے اُس مکان کو کھولا دیکھا
دو سو جوان اُس مکان مین قید ہین صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا سب کو قید سے رہا کیا ایک جوان
اُسمین تاجدار سر جھکائے ہوئے رو رہا تھا صاحبقران نے اُسکو بھی رہا کیا فرمایا زیادہ ملول ہونیکا
کیا باعث ہی اُس تاجدار نے کہا ای شہریار سرباز ببر کش میرا نام ہی پہلو سے سواے سلیمانی
سیلار قلعہ ہی اپنے زمانے مین حضرت سلیمان نے آباد کرکے قلعۂ بہار سپیر انام رکھا دیو زادون سے تاکید کی
کہ اگر آدمزاد برائے شکار نکلین کوئی دیو تعرض نہ کرے غلام ہمیشہ شکار کھیلنے کو شکارگاہ سلیمانی مین

آتا تھا اگر کسی دیو نے تعرض کیا اُسکو مار ڈالا اکثر دیو زاد میرے ہاتھ سے مارے گئے ایک دن شکار کھیل رہا تھا کہ یہ ساحرہ پہونچی یعنی بلا خیز جادو مجکو دیکھکر عاشق ہوئی یہان پکڑ لائی طالب وصل تھی مین نے قبول نہ کیا میرے قلعے کے قریب ایک قزاق رہتا ہے سرمست فیل پیکر نام ہے اُسکی بیٹی شعلہ رخسار ہے مدت سے اُسپر عاشق ہون اس قید خانے مین بھی وہ آئی لیکن مجبور تھی کہ خود ساحری سے آگاہ نہین ڈر کے مارے اس ساحرہ کے وہ بھاگ گئی جب یاد آتی ہے طبیعت گھبرائی ہے اب تو غلام کی یہ کیفیت ہے

نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا — زرد رُو لیٹا ہمارا سبزہ مدفن رہا
مردے سے بدتر زبس احوال مجھ مجنون کا تھا — خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا
میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایک دن — نکہت گل پر گمان بوئے پیراہن رہا
آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک — چار دن جس گھر مین تو ای غیرت گلشن رہا
باغ عالم مین ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق — مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا
صورت عاشق سے در پردہ اُسے بھی عشق ہے — غرفے مین حال رہی دیوار مین روزن رہا
شمع سان رو رو کے یاد گور مین شب روز کی — جب تلک میرا چراغ زندگی روشن رہا
اسکو یرقان سید تو اسکو ہے یرقان زرد — خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا
چہرے کو اپنے سوادون مین بھی ہم لکھ لیے — سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا
گرد رہ نے میری اُڑ کر اسکی آنکھین بند کین — ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا
چند روز و سر زنجیر تعلق مین کٹی — اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا
دم مین دم جب تک رہا تیری جلو مین ای جنون — مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا
سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی — موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر — حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے — دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

سرباز بیر کیش بلک بلک کر رو دیا صاحبقران بیقرار ہوگئے فرمایا نہ گھبراؤ ہم تمھاری بھی مدد کرینگے انشاء اللہ قزاق سے بیاہ دینگے یہ کہکر قید سے رہا کیا سب جوان دائرۂ اسلام مین آئے صاحبقران سب کو لیکر اُس جگہ سے نکلے سب حال رو رو کر سرباز اپنا بیان کرتا ہوا کہ قلعہ میرا تباہ پڑا ہوگا والد نے انتقال کیا وزرا نے اہتمام کیا کیا ہوگا بڑے بڑے دشمن قریب ہین بارگاہ مین بھی اُس باغ سے نکلین باہر آئے وہ سب جوان رو رو کے اپنا حال بیان کرتے ہین کوئی کہتا ہے شکارگاہ مین آئے خود شکار ہوگئے بعضے کہتے ہین ایسے مجبور و لاچار ہوئے بلاخیز نے ہمکو لوٹ لیا مال و اسباب سب تباہ ہوا صاحبقران نے بارگاہ استادہ کرائی فرماتے ہین اجل حبشی کا انتظار کر رہا ہون بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ مین داخل ہوکے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے سرباز بیر کیش پہلو مین بیٹھا ہے باتین ہو رہی ہین سرباز بیقرار ہے کہ اجل حبشی آکر پہونچا عرض کیا ای شہریار ساکوس بارہ ہزار دیو طرار سے آتا ہے شنکال نے حکم دیا ہے کہ جلوہ کر کے طلسم کشا کو پکڑ لینا صاحبقران نے فرمایا سمجھا جائیگا اجل حبشی بھی آکر داخل صحبت ہوا دیکھ رہے تھے کہ صحرا کے گرد اُڑی دیو ساکوس بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اُترا

جا بجا بین مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین قضائے کار ملکہ شعلہ رخسار دختر سرمست فیل پیکر قزاق بالائے کوہ قلعہ ہر اکثر کنیزون سے پوچھا کرتی ہر کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ سرباز سبز کش کیا گذری ایک کنیز نے آکر عرض کی ہمنے خبر سُنی ہر کہ طلسم کشا آکر پہونچے سرباز سبز کش کو رہا کیا دیو شنگال سے مقابلہ ہر بادشاہ طلسم عجائب بھاگ کر آئی ہر اسکی وجہ سے فساد برپا ہر یہ سُنکر ملکہ شعلہ رخسار گھبرائین کسی کنیز سے کچھ نہ کہا رات کو انجمن آرا و شگوفہ و دلنسرین و دلنشترین چار کنیزون کو الگ بُلایا کہا صاحبو اس وقت ہمارا ساتھ دو ہم برائے ملاقات سرباز سبز کش جاتے ہین چارون کنیزین غرضکہ ہمراہ ہین ملکہ پہاڑ سے اُترین ہتیار لگائے ہوئے تلاش مین سرباز کے چلین پانچون گھوڑے صحرا مین چلے جاتے ہین صبح ایک جھیل پر ہوئی اُسی مقام پر ٹھہرین ارادہ ہر کہ سوار ہون صبح کو وہان ہاتف جو اسکا سوکرا تھا کنیزون نے خبر دی کہ ملکہ اور چار لونڈیان غائب ہو گئین سرمست نے وہ چار کنیزون کو کوڑے مارے کہا سچ بتاؤ کیا معرکہ گذرا ایک نے کہا حضور وہ مدت سے سرباز سبز کش پر عاشق تھین رات کو نکلگئین سرمست غصے مین سوار ہوا تلاش مین بیٹی کے چلا یہان ملکہ نے منہ ہاتھ دھویا انجمن آرا نے عرض کی حضور جلد چلین ملکہ نے کہا روح کو بیقراری ہر صدمۂ عظیم کا سامنا ہوا چاہتا ہر جان سے دون ہاتھ یہ کیفیت ہر نظم

تصویر کھینچی اُسکے رُخِ سُرخ فام کی | اک صفحے مین قلم نے گلستان تمام کی
دختر رہے تکلف ساقی بہار مین | ہر کی گلا بیان ہین مرصع کے کام کی
نا ساز ہر یہ انجمن دہر کی ہوا | مطرب نے راہ بھولی ہر اپنے مقام کی
کیا اپنی انجمن مین صبا کو مین راہ دون | کلیون مین بوسے خلوت خاص آئے عام کی
خط آستہ ہوا رخ پُر نور رشک باغ | صبح بہار سبزۂ نورس نے شام کی
اصلاح لیتے آتے ہین رنگین خیال لوگ | خدمت ہر اس چمن مین مجھے انتظام کی
اسپر بطے مثل قلم اسے نو مشغلان | تربت ہماری تھنی ہر مشق خرام کی
سرگو مئے محتسب کا جو اس میکدے مین آئے | جام آہنی صراحی ہر سنگ رخام کی
بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہر | حالت وہی ہر نکہت گل سے مشام کی
استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کی | آزادی پہنچ نہین سکی غلام کی
ملتا ہون متصل کف افسوس روز و شب | حسرت ہر میرے ہاتھ کو کسکے سلام کی
مضمون کا چور ہوتا ہر رسوا جہان مین | پکی شراب کرتی ہر مال حرام کی
آتش کمال مبتلا دین کا ہر اشتیاق | آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

کنیزون نے کہا حضور اسقدر نہ گھبرائین یہ مصیبت کشا جلد ضرور اس مقام تک پہونچے قضائے کار نعمان مغربی بارہ ہزار فوج سے طرف پر دہ دونیلے جاتا ہر کسی دیہ کے واسطے دعوت سے بلایا تھا اب پلٹکر گھر جاتا ہر اسی مقام پر گذر ہوا ملکہ بالکلف پھر رہی ہین نعمان مغربی کی نگاہ جمال بیمثال ملکہ پر پڑی بیقرار ہو گیا فوج کو پیچھے چھوڑا خود گھوڑے کو بڑھا کر چلا ملکہ نے کنیز سے کہا اسکو منع کر کنیز نے بڑھکر اسکو آواز دی میان آنے والے اُسی مقام پر ٹھہرو ہم اس مقام پر ٹھہرے ہین نعمان مغربی نے

کہا کہ شہنشاہ خوبی سے عرض کرو لقمان مغربی بادشاہ تم پر عاشق ہوا چاہتا ہوں قریب آؤں یہ سنکر ملکہ نے منع کیا جمال کو اپنے چھپایا دس قدم پیچھے ہٹیں کنیزوں سے کہا منع کرو انجمن آرا نے بہت بہت پکارا مگر لقمان مغربی بیتاب و بیقرار ہو ہر مرتبہ بڑھتا ہو وہاں سے کنیز آواز دیتی ہو کہ اے شخص خبردار یہاں نہ آنا ہماری مالک منع کرتی ہیں جب اُسنے اس منع کرنے پر نہ مانا اور بڑھا تب تو ملکہ نے تیر مارا لقمان نے تیر کو بچایا اشتیاق میں بڑھا یہ کہتا ہوا کہ اس تیر کو دل میں جگہ دوں اصل کیفیت یہ ہو فرد تیر نگاہ دست تو دانی کجا نشست + بر دل نشست خوب نشست و بجا نشست + مطلع مصنف یاد آگیا مطلع اٹکھیلیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہو + ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہو + کبھی چلا کر یہ اشعار پڑھتا ہو کبھی پکارتا ہو اے جان جہان یہ اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو کا ہیکو بیٹھے گا اسی مقام پر جان دیگا پلٹ کر نہ جائیگا مجھے صبر نہ ہو سکیگا نظم

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا — میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
اُڑتے ہی رنگ رخ مرا نظروں سے تھا نہاں — اس مرغ پر شکستہ کی پرواز دیکھنا
دشنام یار طبع حزیں پر گراں نہیں — اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا
دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب — تھا ساز گار طالع ناساز دیکھنا
بد کام کا مآل برا ہے جزا کے بعد — حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
مت رکھیو گرد تارک عشاق پر قدم — پامال ہو نہ جائے سرافراز دیکھنا
کشتہ ہوں اُسکی چشم فسونگر کا اے مسیح — کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتے ہیں غیر کو — بیطاقتی پہ سرزنش ناز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہیں سوز جحیم سے — مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

لقمان مغربی ہر چند یہ اشعار پڑھتا ہو فوج کو لیکر بڑھتا ہو ملکہ بہار نے تیر مارتی ہیں یہ روک لیتا ہو اپنے کو بچاتا ہو اور اُن کے ہاتھ کے تیر اکثر خطا کرتے ہیں کبھی کسی سوار پر پڑ گئے وہ زخمی ہوکر بھاگتا ہو چاہتا ہے گھوڑا بڑھا کر جا پڑے دن لقمان مغربی منع کرتا ہو کہ دیکھو حکم سے کبھی خلاف نکرو ایسا معشوق سرکش کبھی نگاہ سے نہیں گذرا اے ملکہ عالم میں بادشاہ سرحد مغرب ہوں ہمیشہ خدمتگذاری کرونگا خاتون محل قرار دونگا ملکہ دشنام دیتی ہیں کہ تیری سلطنت پر آگ لگا دوں خاتون محل تیری چولھے میں پڑے ہمیں جان دینا گوارہ ہے تیرا کہنا نہ مانینگے ہم غریبوں کو کیوں ستاتا ہو ہم آوارۂ دشت غربت گرفتار دام مصیبت جان دینگے تیرا کہا نہ مانینگے کیوں مفت میں ہمیں ستاتا ہو تھوڑی دیر لقمان مغربی نے منت و خوشامد کی اب فوج کو لیکر حملہ کیا اور بڑھا ملکہ نے بلک کر دعا کی پکارتی ہیں یا معبود حقیقی جو میرے وارث نے مذہب اختیار کیا ہے میرا بھی اعتقاد ہے بخوبی دل میرا مضبوط ہو کہ سوا تیرے کوئی رحم کرنے والا نہیں نظم

بر گنہگاران کرم کن یا کریم — بر غریبان رحم فرما یا رحیم — ہر کرا حامی توئی ای کردگار
او نمی‌اندیشد از دشمن خوف و بیم — پرورش یابند از نعمائے تو — بندگان عاجز و مسکین یتیم
خاکساران از تو حاصل میکنند — گلشن فردوس و جنات النعیم — بیکسی ای چارہ ساز جان و دل
بیچارہا یاری دہ دائم — تو قدیری و غفوری و شکور — تو قدیمی و علیمی و حکیم

بہر خاصان ہست لطف خاص تو | بہر عامان ہر زمان لطف عمیم | الغرض ملکہ دعائین کرتی ہین نعمان

جب قریب پہونچا ملکہ نے تیغ کھینچکر گلے پر رکھا کنیزون نے پکار کر کہا او ناشنفت ہمارے مالک کی کیون
جان لیتا ہے دیکھ ملکہ اپنی جان دیتی ہین نعمان نے جو دیکھا کہ ملکہ نے تیغ کھینچکر گلے پر رکھا یا تو بڑھا ہوا
جاتا تھا یا رک گیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی جان دینے کا ارادہ نہ کرین
غلام ہون بلکہ غلام حلقہ بگوش ہون ملکہ نے تیغ نہ ہٹایا کنیزین پیٹنے لگین ملکہ نے ہلک کر دعا کی کہ صحرای
گردآوری سرمست قزاق جب تم اوس ملکہ مین چلا تھا بارہ ہزار فوج ساتھ مطرب تیز رو عیار
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اسی معاملے پر عیار کی نگاہ پڑی کہا ای شہریار دیکھیے لشکری ہین کسی
بادشاہ نے گھیرا ہی اپنا قبضہ کیا چاہتے ہین قزاق نے دمین سے نعرہ کیا خبردار وہ بادشاہ آگے نہ بڑھنا
اور ملکہ سے کہا او گیسو بریدہ گھوڑے سے نکلکر بتا یہ حال کیا کہ گلا کاٹنے پر آمادہ ہے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون
یہ کہکے فوج نعمان پر جا پڑا تلوار چلنے لگی نعمان مغربی کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے سرمست چار ہزار
جوانون سے آیا ہی مگر قزاق طریقہ جنگ و جدل سے خوب واقف تھے اب جو گھمسان ہوا دو دو ایسے
تیغے مارے ایک ایک قزاق نے چار چار جوان مارے ہزارون لاشین لوٹنے لگین یہان کنیزون نے
ملکہ سے کہا آپ کے والد لڑائی کو فتح کرینگے نہین معلوم آپ کو کیا سزا دینگے اس وقت سب جنگ
مین مصروف ہین ہمارے آپ کے حال سے بیخبر ہین طرف صحرا کے نکل چلیے اس ظالم کے ظلم سے امان پائیے
ملکہ کو یہ رائے پسند آئی مادیان شبگین پر سوار ہو مین طرف صحرا کے نکل گئین یہان جگر تلوار چل رہی تھی
لونا بڑا تا قریب نعمان مغربی کے ہو نعمان مغربی نے کئی ہاتھ تلوار کے قزاق پر لگائے یہ قوم کا
قزاق جنگ دیدہ و کار آزمودہ سب وار خالی دیے ہوتے ہوتے المبادہ سے ہاتھ نکالا نعمان پر
ایسا کسی سے ہاتھ مارا کہ سر نعمان مغربی کا اڑ گیا افسر کا جو سر کٹا فوج والون کے پاؤن اکھڑے بھاگے کچھ
مارے گئے قزاق نے سب مال و اسباب لوٹ لیا جب لڑائی سے مہلت پائی عیار سے کہا دیکھو تو وہ گیسو بریدہ
کہان گئی لا کر اسی خیمے مین اتار دو عیار نے آکر جو دیکھا کسی کو نہ پایا کہا حضور وہ تو نکل گئین ہم آپ
جنگ مین مصروف رہے کسی نے نہین دیکھا سرمست قزاق بہت جھلایا پھر لشکر کو آراستہ کر کے تلاش
مین ملکہ کی چلا ملکہ جا کر ایک صحرا مین پہونچی کنیزون سے کہا اب تو شام ہو گئی درخت پر سب چڑھ جاو دیکھو کہیں
بڑھ آتا ہر طرف سے شیر کی آواز آئی ہر کنیزون نے ملکہ کو درخت پر چڑھایا اب چاہا خود بھی چڑھین کہ
جنگل سے دو شیر جھپٹا ہوئے کنیزین بھاگ نہ سکین شیرون نے چارون کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا
گھوڑون کو بھی مارا ملکہ شاخ نخل پر لرزان و ترسان اپنے کو پتون مین چھپائے ہوئے مثل بید کانپ رہی تھی
خوف ہوا ایسا نہ ہو کہ گر پڑون کمر مین کمند سے باندھ لین دونون شیر گھوڑون کو مار کر چلے گئے اب صبح کو بیست
پیادہ وروی آبلے پاؤن مین ملکہ کے حال پر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین ملکہ مجبور ہو لاچار روتی پیٹتی چلی جاتی ہے
شکوہ فلک زبان پر ایک چشمے پر جا کر گر پڑین کبھی آنکھ کھل جاتی ہے تو بیقرار ہو کر روتی ہین اور کہتی ہین ای
فلک کج رفتار و ای گردون غدار یہ کیا مجھ کو دکھائی ہوچار کنیزین ساتھ تھین انکا بھی ساتھ چھوٹا
گھوڑا سواری کا گیا بقول زیب النسا مخفی • روز نو میدی چو آید آشنا دشمن شود • غم جدا شادی جدا
دولت جدا دشمن شود • سب نے ہمارا ساتھ چھوڑا عیش و راحت نے منہ موڑا اس حال مین اس جھیل پر

پڑی ہیں ملکہ دردانہ گوہر پوش پر پرزاد تخت پر سوار چند کنیزیں ساتھ [illegible] تھا ملکہ کی نگاہ پڑی
کہ ایک نازنین مہ جبین قریب جنگل کے پڑی ہے ایک پرزاد نے [illegible] نین کو اٹھا لے پرزاد
نے ملکہ کو اٹھا لیا تخت پر ڈالکر لیگئی کہ اسکا ذکر وقت پر کیا جائیگا [illegible] سالوس نے طبل جنگی بجوایا
تھا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو صاحبقران اُن دو [illegible] لیکر میدان کارزار میں آئے
اُدھر سے دیو سالوس بارہ ہزار فوج لیکر میدان میں آ [illegible] لگاتے ہوئے [illegible]
آرہا ہے پشت پہنگ پر حربے لیے ہوئے دونوں [illegible] ان پر دیکھکر دیو سالوس بہت
ہنسا ساتھ والوں سے کہتا تھا طلسم کشا ہمارا کیا مالک [illegible] ین سب کو کھا جاؤنگا یہ کہتا ہوا
صفیں جمائیں دیو سغاک سے کہا جاؤ تم بھی اپنا [illegible] پکارا ایک چنگل مارکر گولی بنا کر
کھالینا دیو سغاک میدان میں آیا پکار کر [illegible] ہیں صاحب ہیں انسان ضعیف البنیان
ہیں سر حد دیوان میں آکر حملہ ڈالدیا میر [illegible] حال معلوم ہو سر باز سر کش نے چاہا کہ
میں جاؤں صاحبقران نے منع کیا فرمایا [illegible] لیکر پکارتا ہی ہمارا یہ قانون ہے کہ جو جسکو پکارے
وہی میدان میں جائے لہذا ہم جاتے ہیں [illegible] نے دیو سغاک کے آگے سغاک خوب ہنسا
جھپٹ کر زاغ ڈول مارا کہ دم ہمہ گرے [illegible] کہا جاؤں امیر نے زاغ ڈول کو قلم کیا سغاک کو بڑا غصہ آیا
ایک چنگل مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ [illegible] مارا کہ سر دیو سغاک کا چٹا گیا دیو خاشاک بھائی
سغاک کا [illegible] پوستین [illegible] صاحبقران [illegible] نے زور کا روک کر ہاتھ مارا آتش ضیا ہر تکے دو ٹکڑے
کیا گیارہ دیو شام تک نکلے [illegible] مارے گئے شام کو دیو سالوس پلٹا کہتا ہوا یار دست افسر
میرے مارے گئے لشکر [illegible] دیوانہ سمجھتا تھا جب تو انے عفریت وسمندون وغیرہ
کو مارا پر لیٹا [illegible] ساتھ والوں سے صلاح کی یارو بڑی غیرت کی اگر میں میدان میں
جا جاؤ [illegible] کیسے کیسے دیوان خونخوار ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایک عرضی افسر کو
[illegible] بولہ آپ خود تشریف لائیے ورنہ لڑائی فتح نہ ہوگی یہ لکھ کر اپنے ہاتھ سے
[illegible] شکال کو لکھی کہ اے شہنشاہ دیوان والی تاجداران عفریتان گیارہ نرہ اچھے دیو
کے ہاتھ سے طلسم کشا کے میدان کارزار میں مارے گئے ہیں طلسم کشا سے مقابلہ نہیں کر سکتا یا خود
تشریف لائیے یا جو مناسب وقت ہو وہ کیا جائے ایک دیو نامہ لیکر چلا دیو نامہ لیے ہوئے جاتا ہے
قضائے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش جو اُس شعلہ رخسار کو لائیں اپنے مکان پر پہنچیں پہ وہ
ہفت نقاب کی مالک ہیں قصر پر فرش بچھا ہوا شعلہ رخسار سر جھکائے بیٹھی ہے جب ملکہ دردانہ نے
بہت پوچھا تو ملکہ شعلہ رخسار نے دست بستہ عرض کی کہ میں ایک تاجر کی بیٹی ہوں ماں نے انتقال کیا
باپ نے اور شادی کی اُس عورت نے مجکو بہت حیران کیا کہ جان دینے پر آمادہ ہوکر صحرا میں نکل آئی کہ کوئی
شیر بھیڑیا کھا جائے لیکن زندگی تھی کہ آپ اُٹھا لائیں میرے ہوش درست نہیں ہیں وہ دیو جو نامہ سالوس
کا لیکر چلا ہے اسی پردے کا رہنے والا ہے اسنے دردانہ گوہر پوش کی حاجب ملکہ کو جو بیٹھے ہوئے دیکھا آکر سلام کیا
ملکہ دردانہ نے پوچھا اسے کہاں سے تو آتا ہے دیو نے سب کیفیت بیان کی کہ اس طرح طلسم عجائب فتح ہوا
اب عفریت خونخوار بھاگ کر آئی ہے شکال نے اسکو دامن پناہ دیا سالوس لشکر کشی کرکے گیا کئی بارہ دیو

بڑے بڑے افسر جنکے ہاتھوں سے صاحبقران کے مارے گئے ایسا جوان زبردست ہماری نگاہ سے نہیں گذرا
پھر جبکہ دیو تو چلا گیا ملکہ دردانہ نے بعد جانے دیو کے پریزادون سے پوچھا آخر یہ جوان کون ہے کہ جسنے
دیوزادون کو قتل کیا ایسا طلسم فتح کیا عفریتہ خونخوار ایسی دیو کی شکست کھا گئی ایک پریزاد نے
عرض کی واری یہ جوان بڑا جری بہادر ہے جس زمانے مین دیو عفریت نے سلطنت شہپال پر ہاتھ ڈالا شہپال
بھاگ کر ایک صحرا مین اترے اپنے وزیر خواجہ عبدالرحمن سے کہا از روے رمل کے دیکھو عفریت کسکے
ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہ عبدالرحمن نے رمل دیکھکر عرض کیا امیر حمزہ خانۂ کعبہ مین رہتے ہین وہ اگر
آئین تو عفریت مارا جائے شہپال نے امیر حمزہ کو بلایا حمزہ نے پردہ قاف مین آکر ایک عفریت کیا
بہت سے سرکشان قاف کو مارا سمندون ہزار دست ایسا کہ جسکو دیوزاد خداوند دیوان قاف کہتے تھے
بڑے بڑے سرکش اُسکی خدمت مین رہتے تھے اُسکو جا کر مارا پردۂ قاف مین اس جوان کے نام سے
دیوزاد کانپتے ہین آخر مین دیو شہپال نے اپنی دختر آسمان پری کی شادی ساتھ اس جوان کے کردی صلب
حمزہ و بطن آسمان پری سے ایک صاحبزادی بلند اقبال صاحب جاہ و جلال پیدا ہوئی کہ جسکا لقب قدر کیا
ملکہ قریشہ سلطان قاتل دیوان مشہور ہوا اُسنے قیامتین برپا کی ہین مجھ سے بڑے سرکشون کو مارا چال
جو کنیزون نے بیان کیا ملکہ دردانہ کو اشتیاق ہوا کہ مین بھی اس طلسم کو دیکھون کنیزون نے عرض کی چلیے
شکارگاہ سلیمانی مین سنکر فرد کشی پر چلکر ملاحظہ فرمائیے ملکہ دردانہ اُسی وقت سوار ہوئی مین چند کنیزون کو
ساتھ لیا طرف شکارگاہ سلیمانی کے چلین یہان اُس دیو نے نامہ لاکر شنگال کو دیا شنگال نامہ
پڑھکر بہت جلا اور کہا سالوس ایسا گھبرایا مین اور مدد بھیجتا ہون یا جو وقت کر فرصت کہان کہ وہان
جاؤن یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہو کہ جاکر طلسم کشا کو چہار ٹکڑے کھا جاوے یا مشکین باندھکر
ہمارے سامنے لاوے دیو چنگال کہ وہ تن اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ دیوان یہ کتنی بڑی بات ہے
مشکین باندھکر لاؤن کیسے جلتے ہی کھا جاؤن شنگال نے کہا مرحبا شاباش سالوس بڑا نامرد ہے
ایسا ڈر گیا چنگال غرور کرتا ہوا چلا یہان سالوس اُترا ہوا ہے کہ دیو چنگال جاکر پہونچا کہا کیون سالوس آدمزاد
ہم لوگون کی خوراک ہے کلہ بھی اپنی طرح گرم نہ ہوگا اُس سے یہ خوف کر بادشاہ کو نامہ لکھا اب تیرے
حال پر ہنستے ہین دیوزاد آوازے کستے ہین کہ انسان سے ایسا خوف اس طرح نامہ لکھا سالوس نے
کہا اب آنے پر احوال کھل جائیگا چنگال نے طبل جنگی بجوایا کہا کل صبح کو سرمیدان چہار ٹکڑے
کھا جاؤنگا طبل جنگی کی جب بجی صاحبقران کو خبر ملی صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون
مین تیاریان ہوئین صبح کو دیو چنگال اُستلم کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا اُدھر سے دیکھا صاحبقران
ایک پہلو پر سرباز ایک طرف وہ دو سو جوان مسلح مکمل پرے جمائے ہوئے میدان کارزار مین آرہے ہین
صاحبقران نے جو دیکھا کہ دیوزاد پیدل آتے ہین آپ بھی گھوڑے پر نہین سوار ہوے آگے بڑھکر
صفین مین چنگال غرور کرتا ہوا میدان مین آیا چنگھار کر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہے میرے مقابلے مین
آوے تو حال معلوم ہو میرا چہار ٹکڑے کھا جاؤنگا صاحبقران بڑھے دیو چنگال کے مقابلے مین پہونچے
دیو چنگال نے آواز دی اے حمزہ دیکھ مین احسان کرتا ہون میرے منہ مین کود پڑ پھیلا کر نگل جاؤن
ورنہ چبا چبا کر ہڈیان کھا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کیا بکتا ہے جو ہو سکے قصور نہ کر

اس محبت و دلبری سے حال پوچھا شعلہ رخسار بہت روئی کہا حضور کیا عرض کروں شاہزادہ
سر باز سوار اپنے ملک کا شاہزادہ مجبر ائل ہوا میں اُس پر عاشق ہوئی اسی جوش میں وہ بھاگ
ایک ساحرہ کی قید میں پھنسے خدا نے یہ فضل کیا کہ صاحبقران زمان داماد شہریار نوشیروان
فتح کرتے ہوئے طلسم عجائب کو اس سرحد میں تشریف لائے ہیں میں نے خبر پائی ہے کہ سب قیدیوں کو
رہا کیا اُس شیر دلیر کو اپنا رفیق بنایا میں یہ خبر فرحت اثر سنکر گھر سے نکلی سرمست فراق پیرایا ہے
راہ میں ایک اور ظالم نے مجکو گھیرا سرمست نے آکر اُس سے مقابلہ کیا میں بھاگ کر نکلی راہ میں تیز دکھو
شیر نے کھایا گھوڑے بھی ہلاک ہوئے آخر نشیب پہ بیہوش پڑی تھی شکوہ شکلی کر رہی تھی کہ حضور یہ یقین
مجھے اٹھا لائیں میں کیا حال اپنا کہوں آپ نے محبت پوچھا سب کیفیت بیان کردی ملکہ دردانہ نے
جو نام صاحبقران سُنا کہا اے شعلہ رخسار میرا بھی دل اُنھیں کی زلف میں پھنسا کوئی تدبیر ایسی کرو
کہ مجھے صاحبقران سے ملاقات ہو شعلہ رخسار نے کہا اگر میں وہاں تک پہونچوں اور اپنے معشوق سے
ملوں تو ضرور تقریب کروں ملکہ دردانہ نے کہا اے شعلہ رخسار ایک ایک گھڑی کٹنا دشوار ہے
سر پہ عشق سوار ہے شعلہ رخسار نے کہا ربط و ضبط کر کام فرمایئے دہیں تشریف لیجیے میں جا کر اُنکے
رفیق سے ملوں آپ کا بھی حال کہوں دردانہ کو ایک بہلاوا ملا کہا بڑا چلو ہم تمھارے ساتھ چلتے ہیں گھر
سے آوارہ ہو کر نکلے ہیں ابتو ہمدم ترقی جوش وحشت ہے کہیں تقدیر کیا دکھائے شعلہ رخسار نے
کہا بسم اللہ ملکہ دردانہ کو ہوش اُسی وقت تخت پر سوار ہوئیں دونوں عشق میں مبتلا کبھی ملکہ
دردانہ فرماتی ہیں اے شعلہ رخسار تمنے بڑی تسکین دی وررنہ جان نہ بچتی ابتو یہ کیفیت ہے **نظم**

یہ وحشیان آیا نہیں میں مر چلا تھا	کہو سے تم کہ عاشق ہو فا تھا	کرو تم بھی دل مردہ کا ماتم
تمھارا بھی تو آخر آشنا تھا	جبال آمد سنی ہوئی کسی کا	تم آنے آپ میں یہ آج کیا تھا

دونوں عاشق و شیدا مائل مبتلا آپسمیں باتیں کرتی ہوئیں کھنڈی سانسیں بھرتی ہوئیں قضا سے کاریز دار
اس حال پُرملال میں جاتی ہیں لیکن دیو شنکال کے پاس جب دیو سالوس بھاگ کر آیا عفریتہ خونخوار
نے کہا اے برادر جب تمھارے افسروں کا یہ حال ہے کہ آدمزاد کے مقابلے سے بھاگے میں اب چلی جاتی
ایسا نہ ہو کہ تمھارا بھی ملک برباد ہو شنکال نے کہا اے ہمشیرہ جو اپنی خوراک ہے اُس سے کیا جاتا نکا
طلسم کشا سے ملک چھینو نگا تم بھی چلو میں بھی چلتا ہوں تم فکر نہ کرو میں زور سے لڑونگا طلسم کشا پر
ضرور غالب آئینگے عفریتہ نے کہا کیا مضائقہ ہے میں بھی زبان لگاونگی مجھے بھی مقابلہ طلسم کشا کے
دیکھنے کی ہوس ہے دیکھیں سحر کیونکر تا ثیر نہیں کرتا جان لگادونگی آگ برسادونگی سب کو ساتھ لیکر چلا
رواروی کرتا ہوا جاتا ہے ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار ایک پہاڑ پر آکر ٹھہریں آپسمیں صلاح کر رہی ہیں
دیو شنکال کا تخت اُڑا ہوا آتا تھا پشت پر لشکر اسکی نگاہ پہاڑ پر پڑی دیکھا دو ستارے پہاڑ پر
چمک کر رہے ہیں حیران ہو کر بہ نگاہ غور دیکھنے لگا جمال بیمثال دردانہ پر نگاہ پڑی سراپا کو دیکھا
ہر اعضا درست چالاک و چست حسین و مہ جبین گل رخسار غنچہ دہن شیرین سخن کبک رفتار شیرین گفتار
صورت زیبا دیکھکر مر گیا عفریتہ سے کہا یہ کون ظالم ہے میری تو جان گئی ہو شعنون پہ دم ہے
عفریتہ نے کہا دونوں کو اٹھا لو دیو شنکال نے کہا احسان ہوگا لڑائی فتح کر کے اسکے ساتھ

شادی ارسنگے عفریتہ خونخوار سے ہو گیا ایک زنجیر میں دونوں بند ہو گئیں عفریتہ نے کھینچ لیا دونوں کی
آنکھیں بند ہو گئیں بیہوش ہو کر تخت پر ڈال لیا دیو شنکال کمینی گلشن جمال کر رہا ہے کبھی ٹھنڈی سانسیں
بھرتا ہے کبھی تعریفیں کرتا ہے کبھی کہتا ہے اے اسطبیر و ہزار دن پہ یزداں دن کہ میں نے دیکھا میری سرکار میں بھی
نوکر ہیں ایسی صورت کبھی نگاہ سے نہیں گذری کیونکر نہ بیقرار ہوں مثل طائر بسمل کیوں نہ تڑپوں نظم

آپ بیخود جنھیں بنا سکتے ہیں
دل کو یوں خاک میں لاتے ہیں
دل مرا اُنکے پاس ہے قاصد
آ گئے ہے وہ منہ چھپاتے ہیں
ایسے ہوتے ہیں بدگمان کیا کیا
ہم جو بھولے نہیں سماتے ہیں
یاد رکھتے نہیں وہ دیکھ داغ
اب ہمیں جلد وہ بلاتے ہیں

آپ ہی میں نہیں وہ آ سکتے ہیں
آج شاید ادھر وہ آتے ہیں
پوچھ لیں اُس سے کیونکر آتے ہیں
قدرت اُسکی کہ بزم جاناں میں
آپ میں جب نہیں وہ پاتے ہیں
دل میں رکھتے ہیں بدگمانی سی
کر کے احسان بھول جاتے ہیں

آنکھیں بیچی سے وہ اسلے ہیں
ہوش رخصت طلب ہیں جاتے ہیں
مری حیرت کا کھو دیا اتنا پتا
ہم کو گھبرائے ہوئے جاتے ہیں
کسکے تربت پہ رکھدیے دو پھول
آنکھ سے بھی انھیں چھپاتے ہیں
مجھکو کہتا ہے انتظار جلال

عفریتہ خونخوار سے جا ملی ہے کہ جان لیوا ٹھہرا ہے ہوا تو مختار سے
ملنے میں ہے وصل حاصل ہوگا جس وقت جا ملیگی کہ بادشاہ ظلمات شنکال لیوے فوراً قبول کرے یہاں امیر
دربار گاہ پر تشریف رکھتے ہیں سرداروں سے فرما رہے ہیں دیو ساہوس بھاگ گیا ہے اب تلاش میں
عفریتہ خونخوار کے جائینگے اگر وہ زندہ رہیگی بعد ہمارے فساد برپا کریگی یہ باتیں کر رہے تھے کہ
آسمان سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی صدہا درخت اکھڑ کر گرنے لگے غبار بھی بلند ہوا بعد تھوڑی دیر
کے غبار شق ہوا دیکھا صاحبقران نے دیو زاد بارگاہ میں لیکر پہونچے بارگاہ میں استادہ ہوئے نگین
تھوڑی دیر کے دیو شنکال آکر پہونچا عفریتہ خونخوار تخت سے اُتری صاحبقران نے عفریتہ خونخوار
کو پہچانا ہرکاروں نے بھی آکر خبر دی کہ دیو شنکال و عفریتہ خونخوار لشکر کشی کرکے آئے ہیں صاحبقران
نے فرمایا مرا اسے ابزرگ است سمجھا جائیگا دیو شنکال فرشی خوشی بارگاہ میں آیا ایک خیمہ
لشکر میں جا کر ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار کو اُتارا کنیزیں خدمت میں حاضر کیں عفریتہ خونخوار
نے کہا سحر آغاز و یہ ہوشیار ہوں تو میں اپنا مطلب میسر کروں عفریتہ نے سوا اُتارا ملکہ دردانہ
و شعلہ رخسار کی آنکھ کھلی اپنے تئیں ایک پہاڑ پر بیٹھی تھیں یا اپنے کو ایک خیمے میں پایا ایک دیو خونخوار
سر کو تھام کے ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہتا ہے اے جان جہان و راحت آرام دل مشتاقان میری جان تم پر نثار کر
دوں میں سے ایک مجھکو قبول کرے ملکہ دردانہ بے اختیار رونے لگیں کہا او ملعون تجھکو کھا جاتی تیرے
دل کو صبر آئے یہ کیا باتیں کرتا ہے ہم آفت زدہ مصیبت میں مبتلا ہیں ایسی باتیں نہ کر ہمیں کھا لے
کہ اس کشاکش سے چھوٹ جائیں ہم آپ آفت میں پھنسے ہیں مجھے ایسی باتیں کرتا ہے دیو شنکال
نے کہا میں غلام ہوں تابعدار ہوں ان باتوں سے صبر کی جبر تڑپ تڑپ کر کشتی میں جان بچانا دشوار ہے نظم

شب فراق صنم مختصر نہیں ہوتی
جنون کو بند و نصیحت سے خاک ہوتی نہیں
عدم کو جاتے ہیں کیسے لوگ ادھر کے میر ہیں ہوئی

یہ شمع آ و چراغ سحر نہیں ہوتی
یہ درد وہ ہے کہ جو کارگر نہیں ہوتی
کبھی ادھر کی تو دنیا اُدھر نہیں ہوتی

عجب نہیں شب وعدہ بھلا دے تو اے حور / کبھی بہشت میں شام و سحر نہیں ہوتی
بڑھاپے کی یہ غضب بڑی حرارت اک دم ہے / کبھی بقا سے چراغ سحر نہیں ہوتی
عدم سے جانے میں کیونکر نہ چھوٹ جائیں عزیز / کہ بدرقہ کبھی گرد سفر نہیں ہوتی
کھلا ہے اشکوں میں بے شبہ غالب خیال / کبھی یہ شوخی خون جگر نہیں ہوتی
بہار میں گل و بلبل سے کیا ہے سرگوشی / یہ کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہوتی
خدا ہزاروں کے دیکھے ہوئے ہے یہ دنیا / نظر گذر یہ غنچے کی نظر نہیں ہوتی
غم فراق سے فارغ ہیں محو وصلت دوست / کہ بلبلوں کو خزاں کی خبر نہیں ہوتی
یہ آشیانے میں عزت کی شق کی ہے / قفس میں بھی ہوس بال و پر نہیں ہوتی
ہر ایک چیز سے مایوس ہو تو ہو جائے / خدا سے قطع امید بشر نہیں ہوتی
نگاہ ناز دل کی تیز کیا کریں خوش چشم / ہزار آنکھیں بڑی ہوں نظر نہیں ہوتی
اثر لبوں کا نہ پائے نگاہ زہر آلود / کہ سنکھیا کبھی مثل شکر نہیں ہوتی
کمال دانوں کی کچھ آب و تاب اور ہی ہے / ہر ایک بوند کچھ آب گہر نہیں ہوتی
بیان میں نہیں آتی کشش کچھ ایسی صفیر / لسان دام کمند نظر نہیں ہوتی

لاکھ شنکال نے منتیں خوشامد میں لیکن گوہر ملکہ دردانہ نے یہی جواب دیا کہ اے شنکال اپنے دل سے یہ خیال خام دل تصور تا تمام نکال ڈال نہیں معلوم ہم کس آفت میں مبتلا ہیں ہمکو کیوں رو کا ہے نکلجانے دے ہیں کیوں بلا میں پھنسایا ہے شنکال نے کہا اے شہنشاہ اقلیم خوبی دلہ اے سرو خراماں حدیقۂ محبوبی الجو میں مقابلے میں حمزۂ عرب کے آیا ہوں میری بہن کی سلطنت اُسی نے لی اب دولت لشکر لیکر آئے ہیں بعد قتل حمزہ سمجھا جائیگا یہ نام جو ملکہ دردانہ نے سنا اور زیادہ بیقرار ہوئی دل میں یہی خیال ہے کہ اس مردود سے جو مقابلہ پڑیگا کیا انجام ہوگا لیکن خاموش رہی محبت کا جوش صاحبقران نے جو دیکھا کہ لشکر شنکال آکر اُترا لیکن سرباز کو آج بیقراری ہے دمبدم کہتا ہے کہ اے شہریار میرے رہا ہونیکی خبر تمام عالم میں مشتہر ہے یقین ہے کہ ہماری معشوقہ کو خبر پہونچی ہو وجہ یہ ہے کہ اب انکا فراق کا لداروں کا مشتاق ہے ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ کوئی تاجر جلیل آتا ہے اُسکی خبر پاؤں جاکر لوٹ لوں ہرکارے عالم عالم میں بھیجے رہتے ہیں یقین ہے کہ خبر پہونچائی ہو صاحبقران فرماتے ہیں کہ نہ گھبراؤ شنکال سے مہلت پائیں پھر قلعۂ سرمست پر چڑھ جائیں انشاء اللہ تمہاری شادی کریںگے دامن دعا گل مراد سے بھر لیگے سرباز خاموش ہو رہا یہاں دیو شنکال نے جب دیکھا کہ دردانہ پری اپنی ہی کہے جاتی ہے لاچار ہو کر بارگاہ میں آیا عفریتہ خونخوار پہلو میں بیٹھی ہے تمام نزولے دیو جمع ہیں شنکال نے کہا اے ہمشیرہ طبل جنگی بجواتا ہوں کل میدان میں قیامت برپا کرونگا عفریتہ خونخوار نے کہا میرے واسطے بھی ہے تماشہ تیار کر دو کل وہ سحر کروں کہ زمین ہلا دوں ایک خیمے میں ہے محو خانہ آراستہ ہوا عفریتہ جاکر بیٹھی سحر تیار کرنے لگی شنکال نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکاروں نے صاحبقران کو خبر دی کہ شنکال نے طبل جنگی بجوایا یہ سنکر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی صاحبقران کے ساتھ وہی دیوان بہار

سرباز سب کا افسر ہو طلائے کا سامان کرکے باہر نکلا دیکھا ایک خیمے سے لشکر شنکال میں شعلے نکل رہے ہیں
کبھی پانی برستا ہے کبھی ملکہ ابر سیاہ پیدا ہوتے ہیں عجب طرح کا اُس خیمے پر ہنگامہ ہے سرباز حیران ہوگیا
یہ کیا معرکہ ہے عقل سے ثابت ہوتا ہے یہ سحر تیار کر رہا ہے مگر حیران ہو کہ کس سے خبر منگواؤں پلٹ کر خیمہ
صاحبقران میں آیا تمام کیفیت عرض کی کہ حضور ایک خیمے سے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں لشکر شنکال
میں بڑی تیاری ہے صاحبقران فرماتے ہیں کسیکو واسطے خبر کے بھیجیے کوئی عیار ہوتا تو جاتا قضائے کار
ملکہ فریشہ سلطان ہو گلستان ارم میں آئیں آسمان پری نے سب حال پوچھا فریشہ نے کہا اے
مادر مہربان قبلہ وکعبہ نے طلسم حجاب کو فتح کیا لیکن بادشاہ پھنس گیا ہے اب قبلہ وکعبہ اُسکی تلاش میں
گئے ہیں ملکہ آسمان پری نے کہا اے فرزند ایک نامہ روانہ کرو ملکہ فریشہ نے اُسی وقت نامہ لکھا
مرادیہ تھی کہ حضور کے واسطے یہاں سب کو انتشار ہے اپنی خیر و عافیت سے آگاہ کیجیے دیو تندک کو
وہ نامہ دیا کہا اپنے کو شکارگاہ سلیمانی میں پہونچاؤ خواجہ عبدالرحمن نے بھی نشان سمت بتا دیا دیو
تندک چلا یہاں صاحبقران سرباز سے باتیں کر رہے ہیں کہ دیو تندک آکر پہونچا نامہ ملکہ فریشہ
کا پیش کیا صاحبقران نے نامے کو پڑھ کر فرمایا اے تندک اس وقت تمھارا آنا بہت غنیمت ہو گیا لشکر
شنکال سے خبر تو لاؤ سحر کون تیار کر رہا ہے دیو تندک بصورت مبدل چلا لشکر شنکال میں تھراتا آیا
اُس مقام پر پہونچا جہاں وہ خیمہ ہے دیکھا کہ سر خیمے سے آگ نکل رہی ہے تندک نے ایک دیو سے پوچھا
کہ کیوں بھائی اس خیمے میں کون صاحب ہیں دیو نے کہا ملکہ عفریتہ خونخوار ہمشیرۂ دیو شنکال
سحر تیار کر رہی ہیں دیو تندک پشت خیمے پر آیا دل میں سوچا یہ سحر سب کل ہمارے آقا پر چلینگے اگر
بن پڑے تو اسکو پکڑ لیچلیں [illegible] سنگل کے سائے میں بیٹھکر نقب لگانے لگا پہر رات رہے گوشۂ خیمہ میں
آکر تندک نے سرہ نقب کا توڑا سر نکال کر دیکھا عفریتہ سحر کرتے کرتے سو گئی ہے تندک نقب سے نکلا
خیمے میں بیہوشی لیکر چلا قریب عفریتہ کے پہونچا خواجہ عمرو کا شاگرد ہے بستر سے کھڑا ہوا جیسے ہی
تندک نے چاہا کہ لخلخۂ بیہوشی اسکے دماغ سے لگاؤں عفریتہ کی آنکھ کھلگئی کہا ارے تو کون تندک
بھاگا عفریتہ نے چلاکر آواز دی اے اہالیان طلایہ چور جاتا ہے اسکو لینا تندک باہر نکلا بہت جیسا بھاگا
جاتا ہے شنکال نے جو بہن کی آواز سنی گھبراکر خیمے سے نکل آیا دیکھا ایک سیاہ پوش بھاگا ہوا جاتا ہے
شنکال نے للکارا او دزد کہاں جاتا ہے تندک نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤں شنکال جست کرکے
قریب آیا بڑے قد و قامت دیو ہو شلنگ مار کر قریب پہونچا چاہا پکڑ لوں تندک نے حباب بیہوشی مارا
شنکال بیہوش ہو کر گرا تندک نے چاہا سر کاٹ لوں دیکھا کئی سو دیو دوڑے ہوئے آتے ہیں
تندک ایک نخل کی آڑ میں چھپ گیا دیو زادوں نے آکر شنکال کو ہوشیار کیا شنکال نے کہا وہ
دزد نکلگیا سب نے کہا ہمنے کسی کو نہیں دیکھا شنکال پلٹا خیمۂ عفریتہ میں آیا پوچھا ہمشیرہ یہ کیا ماجرا تھا
عفریتہ نے کہا ایک عیار مجکو پکڑنے آیا تھا میں جاگ پڑی وہ بھاگا شنکال نے کہا وہ نکلگیا مگر ہمیشہ
ہوشیار رہنا یہ کہکے خیمۂ عفریتہ سے نکلا یہاں تو یہ ہو رہا تھا خیمۂ ملکہ دُر دانہ میں آیا دیکھا ملکہ دردانہ
و شعلہ رخسار آپسمیں باتیں کر رہی ہیں شعلہ رخسار سمجھا رہی ہے کہ حضور نہ گھبرائیں پروردگار فضل کریگا
کہ دیو شنکال آکر پہونچا ملکہ چپ ہوگئیں سر جھکا لیا شنکال نے کہا اے ملکہ عالم اے مہوش اے

معشوق سرکش میر البون پر دمی ہو ابتر یہ عالم ہے نظم

گھلگیا ہے پیرہن میں جسم جو مایوس کا
ہو کے ہیں جیب رد کیا انکو ہے قدر داغ عشق
آتے ہیں اسکے بزم جانان میں تو یہ مالیدہ ہو
گل نہیں جز داغ حسرت بوستان دہر میں
ہجر میں ملتے ہیں ہونٹوں پر گریبان ہاتھ میں
کافر عشق بتان ایسا ہوں گر ہو جاؤں قتل
گھورتے ہیں مجھے میرے سامنے بنچ عبث
ہوں میں وہ وحشی کہ مثل حلقۂ زنجیر پا
ہو کہ ادنی ہیں خوشامد سے وہ اعلی ہو گئیں
زینت ظاہر کے جو پابند ہیں بے فیض ہیں
اہل زینت کو نہیں اعلی و ادنی میں تمیز
خاک جو میرے تن پہ داغ کی بربادی
ہے دہن ہر غنچہ اور آغوش ہے ہر شاخ گل
مدتیں گذریں کہ قدموں سے جدا ہوتے نہیں
سچ تو یہ ہے فردوسی و طوسی کو نسبت مجھے کیا

ایک عالم کو گمان ہے شمع اور فانوس کا
مرتبہ زخمی سمجھتے ہیں پر طاؤس کا
پیرہن ہے تنگ جسم شمع پر فانوس کا
طور ہے ہر برگ شجر میں ہے کف افسوس کا
وصل میں کام اسنے لیتے تھے کنار و بوس کا
شور ہے حلقوم بریدہ سے اٹھے ناقوس کا
سو گئے والا ہوں اے گل میں ترے ملبوس کا
شوق ہے چشم غزالان کو مری پابوس کا
مور چھل افسر ہے ہوتا ہے دم طاؤس کا
کسکو دنیا میں ملا سونا دم طاؤس کا
ہے سر طاؤس بسا یہ دم طاؤس کا
گرد بادوں پہ گمان عالم کو ہے طاؤس کا
شوق گلچین کو ہے کیا میرے کنار و بوس کا
کسقدر ہے شوق کانٹوں کو مری پابوس کا
دل سے ہوں مداح ناسخ بادشاہ طوس کا

اس طرح بلک بلک کر اور رو رو کر یہ اشعار شغال نے پڑھے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا جب اس ملعون
نے بہت کہا تو ملکہ نے کہا تو ہمکو کہا جا ہماری صحبت بیٹھنے کا ارادہ نہ کر قصہ لے کار دیو تندک جو خال پٹیالہ ایک
نخل کی آڑ میں چھپ رہا تھا پیچھے پیچھے شغال کے چلا چلے عفریتہ خوبخود اسکی باتیں سنیں پھر آکر یہ معاملہ جو دیکھا
حیران تھا کہ یہ پریزاد نازنین کون ہے کس آفت میں مبتلا ہے جب شغال وہان سے نکلا دیو تندک نے
قصد کیا انمیں سے کسی کو لیجاؤں دیوزاد ہوشیار پاکے نگہبانوں کو بیٹھے دیکھا حیران ہو کر طرف خیمہ عفریتہ
کے چلا آکر گوشے سے دیکھا کہ عفریتہ بیٹھی ہوشیار کر رہی ہے تندک دیکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد عفریتہ خونخوار
نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے تندک حاضر حاضر کرکے پہونچا عفریتہ کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا
عفریتہ نے کہا گلابی شراب کی اٹھا لا تندک جیسا بدن میں جان آگئی گلابی کو لیکر چلا بیہوشی ملاتا ہوا جب
قریب عفریتہ پہونچا کہا حضور یہ گلابی حاضر ہے فوراً جام بھر کے دیا عفریتہ شام سے سوگ رہی تھی بجوش بیکسی
کچھ انجام کا خیال نہ کیا پیتے ہی گھبرا گئی کہا ارے یہ شراب کیسی تھی میرا سر گردش کرتا ہے تندک نے کہا
اٹھکر ٹہلیے جیسے ہی عفریتہ اٹھی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گری تندک نے زبان میں سوزن دیا
پشتارہ باندھکر لے بھاگا خیمے کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہے شغال جو خیمہ در دانہ سے نکلا ملکہ نے منہ لگا رکھا تھا
تن کی جھلاتا ہوا جاتا ہے ساتھ والوں سے کہتا ہے ارے جاکر ہمشیرہ کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی پکڑ لیجائے
تو بڑا قلق ہو گا میں نے اسکو دامن پناہ میں لیا ہے ایسا نہ ہو کوئی بیان افتادہ پڑے کہ ناگاہ اسکی پڑی کوئی عفریتہ
درختوں کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہے پکار کر اسنے آواز دی کون جاتا ہے تندک نے جب آواز نہ دی دیوزاد دو

تندک نے دیکھا کہ کل دستو بکا پشتارہ پھینک کر بھاگا دیوزادون نے پشتارہ عفریتہ خونخوار کا اٹھا
لاکر سامنے شنگال کے کھولا شنگال نے اپنی بہن کو دیکھا گھبرا گیا آخر ہوشیار کرکے پوچھا عفریتہ خونخوار
نے کہا مجکو ایک دیو نے شراب پلائی مین شراب پیکے بیہوش ہو گئی مجکو لے بھاگا خوب جان بچی حمزہ نے
عیارون کو حکم دیا جب تو آکر مجکو چرایا خداوند اشد الشیاطین نے جان بچائی شنگال عفریتہ خونخوار
کو لیکر بارگاہ مین آیا صبح قریب تھی لشکر میدان کارزار مین جانے لگے دیو تندک پشتارہ عفریتہ خونخوار
کا پھینک کر بھاگا خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت کیلئے تھے سرباز
خدمت مین حاضر ہو کر ہوا ای شہریار شب کو مین نے حال معشوق کا پریشان دیکھا رات بھر
تڑپا ہون قرار نہ آتا تھا نہین معلوم کیا باعث ہے کہ دمبدم پریشانی زیادہ ہے صاحبقران فرماتے ہین
انشاء اللہ حال کھلا جائیگا یہ ذکر تھا کہ تندک آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ ای شہریار مین نے
عفریتہ خونخوار کو گرفتار کیا تھا لیکن وہ صاحب نصیب تھی دیوزاد دوڑ پڑے آخر چھوڑ کر بھاگا مگر
ای شہریار ایک نیا معاملہ دیکھا ایک خیمے مین ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل ایک شاہزادی
آفتاب جمال خورشید مثال پری رو خوشخو خال ہند و چشم جادو اُسکو بہت بیقرار پایا دیو شنگال
اُس پریزاد پر عاشق ہے وہ ستمین خوشامد مین کیا کیا اُس پریزاد نے نہ مانا بلکہ ای شہریار اکثر آہ سرد
کھینچکر آپ کا نام لیا دلوے کہا او بیحیا ہماری یہ کیفیت ہے زندگی کی کوئی صورت نہین نظم

نہ اٹھا رہین یاں آنکھ ایک آن لگی — نہ ہائے لے سے مین تالو سے زبان لگی
بلا جکر تب غم سے پھر سے جان لگی — الٰہی خیر کہ اب آگ پاس آن لگی
گلی مین اُسکی نہ پھر آتے ہم تو کیا کرتے — طبیعت اپنی نہ جنت کے درمیان لگی
جفاے غیر کا شکوہ تھا خیر اٹھا کیا ذکر — عجب یہ بات تری تمکو بدگمان لگی
ہنسو نہ تم تو مرے حال پر مین ہون ذلیل — کہ جسکی ذلت و خواری سے تمکو شان لگی
کہان وہ آہ و فغان دم بھی لے نہین سکتے — نہین یہ تیری دعا سے یہ آسمان لگی
مین اور اُسکو بلاؤ نگا روز وصل مین اور — اجل بھی کرنے محبت کا امتحان لگی
بر نگ صورت بلبل نہین نوا سنجی — یہ کیا ہوا کہ چپ ای گلستان بیان لگی
سدا تمھاری طرف ہی لگا ہی رہتا ہے — تمھارے واسطے ہر دل کو مہربان لگی
وہ کینہ ور نہ تھا مومن تو دل لگایا کیون — کہو تو کیا تھی کہ ایسی بھلی وہ آن لگی

غلام نے جو یہ حال دیکھا بڑی حیرت ہوئی سرباز نے عرض کی حضور سنتے ہین دیو تندک خاص ملکہ
شعلہ رخسار کا پتہ دیتا ہے کل غلام نے خبر پائی تھی کہ غلام کی تلاش مین ملکہ شعلہ رخسار نکلین راہ مین
پھر افتاد پڑی غلام کی بیقراری کا یہی باعث ہے کیا تدبیر ہو صاحبقران نے فرمایا تم نہ گھبراؤ انشاءاللہ
ظہور کر لینگے یہ باتین ہو رہی ہین کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا لشکر تیار ہونے لگا صاحبقران عالیشان
ہتھیار لگائے سرباز بھی سوار سوار ہوا طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر سے دیو شنگال و
عفریتہ خونخوار نے کر وفر سے آکر بھیجے جا بجا بین مین صفین جمنے لگین جب صفین جم چکین دیو شنگال نے
اشارہ کیا دیو نبردون اُستلم کرتا ہوا اندر میدان مین آکر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان دار برستان

جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے یہ سنتے ہی صاحبقران ترمے میدان کارزار مین پہونچے دیو نہروان سے مقابلہ ہوا
اُسنے ہاتھ اُٹھا کر وار کیا صاحبقران نے وار کو خالی دیا اس زور سے وار زمین پر پڑا کہ پانی نکل آیا نہروان
نے آواز دی دو مارا اور کام تمام کیا صاحبقران نے فرمایا او دیو ایسا کسکو مارا مین موجود ہون نہروان
دوڑ کر لپٹ گیا صاحبقران سے کشتی ہونے لگی شنکال نے یہ اور غضب کیا ہر کہ اُس خیمے کا پردہ
اٹھا دیا ملکہ دردانہ گوہر پوش دیکھ رہی ہین کہ صاحبقران اور نہروان سے کشتی ہو رہی ہے
ملکہ دردانہ گوہر پوش دعا مانگ رہی ہین کہ اے پروردگار اسکشتی سے امیر کو بچانا کبھی بعجز و نیاز ہو کر فرماتی ہین نظم

روان از تست یارب در جہان فیض
ہر نیک و بد و خرد و کلان فیض
تو کردی ابر نیسان را گہربار
رسانیدی بہر کام و دہان فیض

کنی جاری تو در کون و مکان فیض
کند حاصل ز الطاف زمانہ
تو بخشیدی بدریاے روان فیض
فقط از فیض تو او شاہ دنیا من

رسید از ذات پاکت ای الٰہی
بہر یک لحظہ ہر دم ہر زمان فیض
زبان کردی بذکر خویش گویا
بہر سائل رسید اندر جہان فیض

کبھی پکارتی ہین ای خالق لیل و نہار اس آفت عظیم سے بچانا صاحبقران کو یہ روز سیاہ نہ دکھانا ادھر ملکہ
شعلہ رخسار کی نگاہ جمال جہان آرائے سرباز ببر سوار پر پڑی کلیجہ تھام لیا ملکہ دردانہ سے کہا اس بادشاہ
پریزادان وہ سامنے مرکب پر جو جوان سوار ہے وہ ہی سرباز ببر سوار ہے اسی ظالم نے متاع صبر و شکیب کو لوٹا
اُنکی وجہ سے وطن چھوٹا اس افتاد مین پڑی کہ دیوزادون مین آکر قید ہوئی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے
ملکہ دردانہ نے کہا حقیقت مین شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ہے بیان امیر نے نہروان کو
اُٹھا کر مارا عفریتۂ خونخوار نے چپکے چپکے سحر کیے مراد اُس سحر سے یہ ہے کہ صاحبقران کا زور گھٹاؤن
نہروان کی قوت بڑھاؤن مگر لوح طلسم ہے وہ صاحبقران کے پڑی ہے کسی سحر نے تاثیر نہ کی امیر
کود کر چھاتی پر کہا او نہروان شناخت مین حضرت کے کیا کہتا ہے نہروان نے کہا او حمزہ تونے سر میدان
ذلیل کیا اب مین بھلا مسلمان ہونگا صاحبقران نے دیو نہروان کو چیر کر پھینکدیا پکار کر آواز دی
او شنکال تو خود نہین نکلتا شنکال کانپ گیا کہ نہروان کو صاحبقران نے چیر کر پھینکدیا اُسنے پھر کہا
یارو کوئی حمزہ کو جواب نہین دیتا دیو مرغ سر اشتر کرتا ہوا سامنے دیو شنکال کے آیا کہا حضور
اجازت میدان شنکال نے اجازت دی غریو کرتا ہوا میدان مین آیا کئی حربے لگائے صاحبقران
نے خالی دیتے دیتے ایک مقام پر نعرہ کیا او دیو کہان جاتا ہے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ گاہ پر پڑا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اس دیو کا مارا جانا تھا کہ صاحبقران نے پھر نعرہ کیا او شنکال تو
خود نہین آتا ان بیچارون کو بھیجتا ہے شنکال نے منھ پھیر لیا افسرون کو اشارہ کرنے لگا عفریتۂ خونخوار
کو بہت ناگوار ہوا ارادہ ہے کہ مین خود میدان مین نکلون صف سے بڑھی شنکال نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای ہمشیرہ یہ کیا ارادہ ہے عفریتہ نے کہا جا کر میدان ہلا دون طلسم کشا کو خاک مین ملا دون طبقات
زمین آسمان ہلا دون دشمن منہ نہ دکھائین شنکال نے کہا آپ نے طلسم کشائی شوکت و جرأت دیکھی
ہم سب سے طاقت دیوان سے پست ہو گا وہ نہ سمجھے کہ ایسا زبردست ہو گا حقیقت مین حمزہ
بلاے روزگار ہے طبل امان بجوا کر لیٹ سے چلیے صلاح کر کے کام کیا جائیگا جو مشیر و وزیر صلاح دینگے
اُسپر کاربند ہونگے عفریتہ کا خود دم نکلتا تھا شنکال کے کہنے سے عفریتہ پلٹی شنکال نے طبل امان بجوا دیا

لشکر پلٹا ادھر صاحبقران زمان واپس ہوئے شنکال جو آیا سفیروں کو وزیروں کو جمع کیا صلاح ہونے لگی
انجمن مشاورت کو منعقد کیا صلاحیں ہونے لگیں اپنی اپنی عقل کے موافق سب نے کہنا شروع کیا کوئی
کہتا ہو مقابلہ ہو کوئی کہتا ہو سحر سے لڑو آخر میں یہ صلاح قرار پائی کہ لشکر طلسم کشا پر شبخون مارین عفریتہ
ساحرین عفریتہ خونخوار نے اسکو قبول کیا کہا وہ سحر کروں کہ زمین پھٹ جاے لشکر طلسم کشا امان نہ پائے اب
اس صلاح کو قائم کر کے شنکال بیٹھا ہرکاروں کو بھیجا کہ جا کر مقام بارگاہ صاحبقران دریافت کرو
ہرکارے گئے جا کر مقامات دریافت کیے سب حال آکر شنکال سے بیان کیا شنکال نے کہا آج
رات کو لشکر تیار ہو ہم شبخون مارینگے لشکر مخفی مخفی تیار ہونے لگا قضاے کار دیو تندک کے دل کو
لگی ہوئی ہو کہ آج کل استاد بھی یہاں نہیں ہیں ایسی عیاری کرو کہ جب صاحبقران لشکر میں جائیں اور
سرداروں میں ذکر کریں کہ تندک نے وہ عیاری کی کہ خواجہ عمرو بھی ایسی عیاری نہ کرتے اسی
سوچ میں لشکر سے نکلا بصورت مبدل لشکر شنکال میں آیا جا بجا ٹھہرا اب جو دیکھا دیوزاد تیار ہو کر
طرف صحرا کے چلے جاتے ہیں تندک نے ایک دیو سے پوچھا کیوں بھائی آج شہنشاہ دیوان کا کیا
ارادہ ہو اس دیو کے منھ سے نکل گیا کہ آج ہمارے شہنشاہ نے صلاح کی ہو کہ لشکر اسلام پر شبخون مارین
اسی وجہ سے تیار ہو کر طرف صحرا کے جاتے ہیں یہ خبر سنکر دیو تندک بھاگا یہاں صاحبقران عالیشان دربار
برخاست کر چکے ہیں کہ دیو تندک آکر پہونچا بعد دعا کے عرض کی کہ حضور آج شنکال کا ارادہ ہو
کہ لشکر پر آپکے شبخون مارین یہ سنکر صاحبقران نے اسی وقت سرداروں کو طلب کیا آپس میں
صلاح ہونے لگی آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ ہم سب چلکر دروازے کوہ میں چھپیں جب سب آپڑیں
مال لوٹ کر چلیں ہم لوگ جا کر کافروں کو قتل کریں یہ سوچ کر اسی وقت سوار ہو کے دروازے کوہ
میں چھپے دو پہر رات گئے شنکال نے سب دیووں کو جمع کیا طرف لشکر صاحبقران کے چلا جب
لشکر صاحبقران میں پہونچے خیموں میں گھسنے لگے جس خیمے کو دیکھا خالی پایا مال لوٹنے لگے سب
دیوزاد مال لوٹ لوٹ کے بیزار ہوئے جاتے ہیں شنکال کہتا ہو مسلمان بھاگ گئے ہیں مطلب انکی
شکست سے ہو ہمنے سب کو بھگا دیا خوشی خوشی پہر رات رہے پلٹے اب صاحبقران نے گھوڑے کو نکالا
الغرض پچھلے پہر اسی وقت آکر پہونچے کہ کفار لشکر صاحبقران سے نکلکر طرف اپنے لشکر کے چلے ہیں کہ نعرہ
صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے سرباز بہر سوار اور دوسرے جوانوں سے آکر تلواریں کھینچکر گرا
شنکال نے جو نعرہ صاحبقران کی آواز سنی گھبرا گیا ساتھ والوں سے کہا یارو غضب ہوا حمزہ آگیا اب
دیوزاد چاہتے ہیں کہ بھاگ کر نکل جائیں مگر اب نکلنا دشوار ہو مسلمانوں نے آکر گھیر لیا اسباب پھینک پھینک کر
بھاگتے ہیں اہل اسلام نے تیر اندازی شروع کی جس دیو پر تیر پڑا انجانہ کی سینے پر پڑا توڑ کر مہرۂ پشت
کو پار گذرا دیو تندک بھی شب تیرہ و تار میں ٹہرا ہو جس دیو کو بھاگتے دیکھا زاغ نول مار دیا کسی
کو مار دیا کئی سو دیو قتل ہوئے شنکال نے جو یہ معرکہ دیکھا عفریتہ خونخوار کو پکار کر آواز دی ہمشیرہ
کہاں بھاگی جاتی ہو جواب ایسے سحر کرو کہ یہ مسلمان ہلاک ہوں یہ سنکر عفریتہ خونخوار الٹی پلٹ کر جو اسنے
سحر کیا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا جل گیا لشکر میں جو یہ ہنگامہ ہوا دیو تندک نے بڑھ کر صاحبقران
سے خبر کی کہ عفریتہ نے سحر کیا دیکھیے آگ برس رہی ہو چند آدمی جل گئے صاحبقران عالیشان نے پکار کر

اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہونے لگا آگ جو برس رہی تھی موقوف ہوئی عفریتہ نے دوسرا سحر کیا کہ پانی جوش مارتا
آیا تندک نے بڑھکر شیشہ پانی کا صاحبقران کو دیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر وہ پانی دریا سے
سحر مین ڈالا ایک دہاڑا ہوا دریا جوش مار کر غائب ہونے لگا جب دریا بھی ناپید ہوا اور صاحبقران
لڑتے ہوئے چلے آتے ہین عفریتہ خونخوار کو انتہا کا غصہ تھا صاحبقران پر جا پڑی دو چار گولے
ایسے مارے کہ تلوارین برسین خنجر گرے لیکن صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی منھ پیٹتی ہوئی بھاگی شنکال نے
دیکھا کہ عفریتہ بھاگی جاتی ہے پکار کر آواز دی ہمشیرہ یہ کیا حرکت ہے عفریتہ نے کہا مین کیا کرون سحر
تاثیر نہین کرتا حمزہ وہ بہادر ہے کہ بجز جرأت کا سب بہادر ہے اُس سے کیونکر لڑون اگر کوئی ایسا ویسا
ہوتا چیر پھاڑ کے کھا جاتی مگر حمزہ شیرانہ جنگ کر رہا ہے مصنف عرض کرتا ہے کہ شنکال بھگا ہوا پڑاؤ پر
پہونچا اہل اسلام نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا جب پڑاؤ پر یہ لوگ آ گئے دیوزاد پر بار بار پھینک
پھینک کر بھاگے قفلہائے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش و شعلہ رخسار جس خیمے مین قید ہین دیونیان ان
پر واسطے حفاظت مقرر تھین یہ شنکر دیونیان بھاگین ملکہ دردانہ نے جو دیکھا کہ دیونیان بھاگ گئین
کہا اے شعلہ رخسار نکلو شعلہ رخسار اُٹھی یہ دونون اُس اندھیرے مین خیمے سے نکلین دیکھا
تلوار چل رہی ہے انھون نے جو یہ قصد کیا تھا کہ لشکر مین صاحبقران کے اپنے کو پہونچائین لیکن تاریکی
بہت تھی طرف سحر کے منھ اُٹھ گیا جب جنگل مین نکل آئین حیران ہو کر چار جانب دیکھنے لگین لشکر صاحبقران کا
نشان نہ پایا حیران ہو کر ایک جانب نکلین یہان جب شنکال بھاگا پڑاؤ لٹنے لگا تو گھبرا کر اپنے مشیرون سے
کہا یارو یہ تو اُلٹی ہو گئی فتح کرنے گئے تھے شکست حاصل ہوئی سب نے کہا طبل امان بجوا دیجیے
مسلمان لوگ پلٹ جائینگے لڑنے یہان کا یہی طریقہ ہے کہ صدائے طبل بازگشت سنکر پلٹ جاتے ہین یہ سنکر
شنکال نے اشارہ کیا طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے تلوار کو میان مین کیا سب سردار
پلٹے نقارے فتح کے بجاتے ہوئے کئی ہزار نرہائے دیو قتل کیے کشتی سے خون ٹپکتا ہوا دریائے خون مین
نہائے ہوئے اس رنگ سے پلٹے تندک نے جو دیکھا کہ لشکر علیحدہ ہوئے بصورت مہمل لشکر کفار
مین آیا خدمتگار بنا ہوا کھڑا ہے خبر سن رہا ہے شنکال کہتا ہے یارو یہ بھی نہ بن پڑا اب کیا تدبیر کی جائے
مشیر و وزیر اپنی اپنی کہ رہے ہین کہ ایک دیو دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہنشاہ دیوان آپ نے
کچھ سنا کر کیا ہنگامہ ہوا آپ تو شبخون مارنے گئے آپ پر شبخون پڑ گیا ملکہ دردانہ گوہر پوش
و شعلہ رخسار دونون نکل گئین یہ سنکر دیو شنکال گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا اب مین کیونکر زندہ رہونگا
ایسی پریزاد نہایت حسین اُس کا یون جدا ہونا میرے واسطے آفت ہے ہائے کیا کرون کیا غضب ہوا نظم

مجکو تیرے عتاب نے مارا
آپ کے اجتناب نے مارا
کب پسند آئی اپنی جور کشی
ترک آرام و خواب نے مارا
خون کیونکر مرا سکھلے کہ مجھے
دہر کے انقلاب نے مارا

ہائے میرے اضطراب نے مارا
لیکے دل بھی کبھی نہین جاتی
چرخ کے انتخاب نے مارا
تشنہ کامی وصال کی مت پوچھ
اک سراپا حجاب نے مارا
لب میگون پہ جان دیتے ہین

بزم مے مین بس ایک مین محروم
زلف کے پیچ و تاب نے مارا
خاک اُٹھینگے خاک سے جو نہین
شوق تیغ خوش آب نے مارا
یاد ایام وصل یار افسوس
ہمین شوق شراب نے مارا

جیسا سالی کا بھی نہیں مقدور
حسرت فرش خواب نے مارا
یوں کبھی نوجوان نہ مرتا میں
غم روز حساب نے مارا

آئی جاں عجب آب نے مارا
کس پہ مرتے ہو آپ پوچھتے ہیں
تیرے عہد شباب نے مارا

نازک آرام سے لگی ہے آنکھ
مجھے فکر جواب نے مارا
مومن از بس ہیں بے شمار گناہ

شیروں نے عرض کی حضور جان پر سب کے بنی ہوئی ہے آپ کو معشوقہ سے محبت ہے شنکال نے کہا یارو میں کیا کہوں میرے دل پر کیا گذر رہی ہے لاکھ ضبط کرتا ہوں ضبط نہیں ہو سکتا چند دیوزاد جائیں تلاش کریں جو اسکو ڈھونڈھ کر لائیگا دولت دنیا سے نہال کردونگا چند دیوزاد واسطے تلاش کے چلے تندک پہلے صاحبقران بفتح و فیروزی تشریف لائے پہلو میں سرباز ببر سوار ملول و حزیں بیٹھا ہے دمبدم یہی عرض کرتا ہے ای شہریار میری بیتابی بڑھتی جاتی ہے نہیں معلوم معشوق پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ تندک آکر پہونچا سب کیفیت بیان کی کہ اس طلسم میں دردانہ و شعلہ رخسار گئیں دیو شنکال نے چند دیوزاد واسطے تلاش کے بھیجے ہیں سرباز ببر کش بیقرار ہوکر اٹھا کہا ای شہریار اب غلام سے صبر نہ ہوگا عجب کیفیت ہے عاشقان صادق کرناسوں نے خبر دی ہے نظم

کہیں ہر چند مسکت گفتگو زر خرج
وہ کالے سانپ وہ گیسو ہیں جنکے
نزاکت کرتی ہے انکی کمر خرج
وہی دیگا لب شیریں کا بوسہ
ترا ہوتا ہے کیا ای سیم بر خرج
رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
یہ توشہ ہے یہ ہے بہر سفر خرج
حسینوں نے بھی خوب آتش کو لوٹا

کہاں اب طاقت صبر و تحمل
تماشے میں ہوگئے ہیں گنج زر خرج
خدا دے دولت قاروں تو دیکھے
منون کرتا ہے جو رازق شکر خرج
جنون عشق ہے غارت گر ہوش
کیا کرتے ہیں ہم خون جگر خرج
بلا ہو اسکو ہے من و سلوی
رہا زاہدوں سے خرچ پر خرج

رہ الفت میں نقد عمر کر خرج
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرج
نہیں یہ بار گیسو سے لچکتی
نہ حاتم نے کیا ہوا اسقدر خرج
ہم اپنے نقد جاں پر کھیلتے ہیں
کرے کیا عقلمندی یاں بشر خرج
چلے دنیا سے داغ عشق لیکر
توکل پر رہا شام و سحر خرج

صاحبقران نے ہر چند سمجھایا سرباز ببر سوار نے نہ مانا امیر نے سو جوان اسکے ساتھ کئے فرمایا ای بہادر خدا انجام بخیر کرے میرا خود بخود دل گھبراتا ہے ایسا نہ ہو کسی بلا میں پھنس جاؤ سرباز نے عرض کی غلام ضرور جائیگا اور مسلح ہوکر سو سوار ساتھ لیکر چلا ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار خیمے سے نکلکر چلیں صحرا میں پہونچیں حیران و پریشان چہار جانب دیکھتی ہوئیں ملکہ دردانہ فرماتی ہیں کیوں شعلہ رخسار تقدیر میں دشت پیمائی ہی لکھی تھی یہ صحرائے خارستان ہمارا انتظار کر رہا تھا بقول مصنف شعر مصنف

تلوے لپک رہے ہیں کہ صحرا نورد ہوں * تعظیم کو اٹھی ہے بہیرے گرد راہ کی *

شعلہ رخسار رونے لگی کہا حضور حقیقت میں ایسے وقت پر گھر سے نکلے کہ راحت نصیب نہ ہوئی اب یہ آوارگی ہوئی کہ اس صحرائے ہولناک میں پہونچے اب دیکھیں تقدیر کیا دکھلائے دشت نجد میں ہوچکیں استاد مجنوں کی زیارت کریں شاید کچھ ہدایت ہو یہ مصیبت سہل ہو راحت ہو یہ باتیں کرتی ہوئیں ایک نخل کے سایے میں آکر ٹھہری ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی شعلہ رخسار نے دیکھا سرباز ببر کش گھوڑے پر سوار سو سوار پشت پر اسی جانب آتا ہے شعلہ رخسار نے کہا ملکہ اب مشکل آسان ہوئی ہمارا

شاہزادہ آپہونچا اب آپ سے بھی صاحبقران سے بطلف ملاقات ہوگی دیکھیے چہار جانب دیکھتے ہوئے آتے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ ہماری تلاش میں نکلے ہیں ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہیں ملکہ دردانہ نے کہا نگار رو شعلہ رخسار شرمائی نوبت ہو نچا رسے حجاب آیا حیران تھی کہ کیونکر اطلاع کرون منھ سے بات کیا نوسکا پکار اٹھی نظم

سمند شوق درین راہ ہر کہ راند تیز — رسد بمنزل مقصود خود باندک خیز
مکن بخواہش دل کار درمیان جہان — کہ ہست نفس شریرت خبیث و شر انگیز
بچار سوے جہان مثل ابر گوہر بار — چو خور بمشرق و مغرب ز دست خود زر ریز
چو ہست توسن نفس تو سرکش و چالاک — بشو سوار بہ پشتش بقہر زن مہمیز
بسرخ و زرد جہان درجہان مشو مائل — مبند دل بچنین بوستان رنگ آمیز
وصال حضرت مطلوب گر طلب داری — ز قرب طالب دنیا و ماسوا پرہیز
فقیر ماند بہ بنیاد صاحب دولت — وجود خاکی ہر یک بخاک شد آمیز
چو نظر نیست بجز جناب حق ہندی — ازین براے نجات تست بس است دستاویز

یہ جو اشعار عبرت آثار ملکہ شعلہ رخسار نے پڑھے سرباز نے جو آواز اپنے مطلوب کی سُنی دل بیقرار ہوگیا سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ شعلہ رخسار قریب ایک پریزاد کے بیٹھی ہو چہرہ گرد آلود لباس میلا کچیلا لیکن رعنائی و زیبائی چہرے پر ظاہر ہو سرباز نے گھوڑا اُٹھایا سو قدم کا فاصلہ ہے کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا سرمست قزاق گھوڑے پر سوار آتا ہو پشت پر بارہ ہزار جوان دوڑے جو اُسنے سرباز کو دیکھا جلگیا وہیں سے آواز دی اور سرباز غضب کیا پہلے فوج کو اشارہ کیا ایک تیغہ رسوکا لکھا چکا ہو چند سواروں کو اشارہ کیا ان دونوں عورتوں کو گھیر لو سوارون نے جا کر ان دونوں کو گھیر ان نازنینوں نے ڈر کے مارے منھ چھپا لیے تھر تھر کانپنے لگیں سرباز مرکب اُٹھا کر جا پڑا بارہ ہزار پر سو جوان گرے جاتے ہی لگوے تلوار چلنے لگی سرباز پہلوان نہایت زبردست ہو فوج لاتعداد ٹھی گرا قون سے کمی کرکے لڑتے ہیں سو جوان یون مارلیے جس طرح مرغ دانے کو چن لیتا ہو سرباز نے پلٹ کر جو دیکھا کہ ساتھ والا کوئی باقی نہ رہا آنکھوں میں آنسو بھر آئے یقین مرگ ہوا دعائیں مانگنے لگا جی میں کہتا ہوا سرباز آملک نامدار سلنے فرمایا تھا کسی افتاد میں نہ پڑنا وہی بات اسوقت پیش آئی افسوس ہی کہ ملکہ بھی گرفتار ہو میں نہیں معلوم کہ یہ ملعون کیا آفت برپا کریگا نہایت بیزار ہو گا زار زار ہو اے معبود بے نیاز

وای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

نور حق جلوہ نما ہے زیر و بالا پیش و پس — میشود ظاہر ظہور ذات والا پیش و پس
شہرت اندر چار سوے عالم است از وصل تش — افتد اندر گوش خلق این شور و غوغا پیش و پس
ہست سالک بر طریق عشرسی ثابت قدم — کے فتد او را ز راہ راستی پا پیش و پس
مرد طالب پیش و پس حاصل کند مطلوب خویش — بر مراد خود رسد اہل تمنا پیش و پس
بندۂ محکوم و زار و عاجز و فرمان پذیر — کے کند در حکم حق چون و چرا پا پیش و پس
کارہاے خلق را حق منحصر بر وقت داشت — کے کند یکدم دران آن کارفرما پیش و پس

ملک لاب کرچو سرباز نے دعا کی ادھر ملکہ شعلہ رخسار بھی تڑپ رہی ہو اپنی عزت کا خیال معشوق کے

گرفتار ہونیکا ملال جب فوج قزاقان کا سرباز پر بلوہ ہوتا ہی ملکہ شعلہ رخسار تڑپ جاتی ہین بہت گھبراتی ہین سرباز زنجیر گرشل ہتا بان چاکر نکلتا ہی کئی سو قزاق اسکے ہاتھ سے مارے گئے اور بھاگتے پھرتے ہین خوف سے سرباز کے منہ کے بل گرتے ہین ایک ہنگامہ ہی ہر مرتبہ سرباز قصد کرتا ہی کہ زنجیر توڑ کر نکل جاؤن قزاقون نے پرے باندھے ہین ایک غول سے نکلا ایک مین پھنسا کئی صفین توڑین مگر پھر پھنسا چاہتا ہی سرمست قزاق پر جا پڑون مگر ممکن نہین عجب طرح کا ہنگامہ ہی ملکہ شعلہ رخسار بیتاب ہو کر پکارتی ہین اشتو قلب کانپ رہا ہی عجب کیفیت ہی نظم

گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیجیے
عریان بدن مجنون لائے تھے وہ خار لیجیے

سر مین ہوا ہے کوچۂ دلدار لیجیے
باغ جہان سے حسرت دیدار لیجیے

نیت کو عاشقون کی کیا سیر حسن نے
آنکھون کے جام شربت دیدار لیجیے

کرتے ہین سیر چمن خریدارے مدام
یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیجیے

سودا لانہ یار سے حسن و جمال کا
اس لالہ رو کا داغ خریدار لیجیے

مقصود دل ہو قلزم خون مین شناوری
جس گھاٹ چاہے یار کی تلوار لیجیے

بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا
بھاری ہی بوجھ کون یہ بیگار لیجیے

آجائے جوش پر تو ابھی قصر یار مین
سیلاب اشک توڑ کے دیوار لیجیے

جامے سے باہر ابھی مرا شوق وصل ہو
تشریف اشتو پیرہن یار لیجیے

کیف شراب سے دو جہان کا ہو غم غلط
بھر ... سے یہ کشتی کو پار لیجیے

دوڑا ہی اُنکے پیچھے کس انداز سے رقیب
طاؤس و رنگ اڑا کے جو رفتار لیجیے

داغ فراق و حسرت دیدار شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لیجیے

نالون نے اپنے آنکھ کو جھپکنے نہ دی کبھی
سودا سے خواب فتنۂ بیدار لیجیے

انصاف ہو تو ملک عدل و داد مین
جلاد اپنے ساتھ گنہگار لیجیے

حاصل ہوا نہ خاک بھی آئینہ ... مین
... مین غبار کا فرد دیدار لیجیے

آتش جرس کے نالون ل... ...
... جو ساتھ قافلہ سالار لیجیے

حقیقت مین سرباز زبر سوار زخمی خوب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اب گھوڑے سے گرا چاہتا ہی ... چار جانب سے پڑ رہے ہین کبھی تلوار پڑتی ہی کوئی نیزہ مار کر ... ہی اتنا کا زخمی ہی جب کوئی کاف تلوار لگاتا ہی سرباز چلوتی کے ... دیتا ہی طرف خدا کے رجوع ہی بلک بلک کر دعا کرتا ہی کہ اے خالق بے نیاز رحم اپنا شریک کر یا حکم دے ملک الموت کو کہ ہیر قبض ارواح کرے۔ اب یہ کیفیت کشتی ... قضا کے رفقا برار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا ہی ہنگامہ شنکر عیار سے کہا بڑھ کر دیکھو تو کیا معرکہ ہی سرباز لڑ رہا ہی عیار دوڑا تھوڑی دیر کے بعد پلٹ کر آیا عرض کیا کہ شہریار ایک بندۂ خدا یکے از سرداران صاحبقران بارہ ہزار قزاقون مین گھرا ہوا قتل ہوا چاہتا ہی جلدی پہنچیے ایک طرف دو عورتین نوجوان غنچہ دہن سمن بر قمر پیکر نسرین عذار جان عاشق ہزار جان سے نثار کئی سو جوانون مین گھری ہوئی ہین معلوم ہوتا ہی کہ انکو چھینا چاہتے ہین وہ جوان بڑا کمال کر رہا ہی کہ دس ہزار جوانون مین

اور ادہر یہ سنکر نقابدار پلٹا برا سے شکار آیا تھا چار سو جوان ساتھ تھے سب کو آواز دی کہ یارو ایک
بندۂ خدا کی جان جاتی ہی چار سو جوان صف شکن تیغزن آواز دیتے ہی جھپٹ آئے نقابدار چلا اُس وقت
پہونچا کہ گھوڑا سرباز کا مارا گیا پیدل اور ہا ہا اسقدر تلوارین پڑین تھے ٹیک دیے ہین خون سر
سے جاری لختے خون کے جمے ہوئے گرتے ہین جسکو بنظر غور دیکھا تلوار پھینکر کافر بھاگا کہ صحرا
سے گرد اڑی عیار نے کہا حضور جلدی کیجیے دشمن اُس جوان کے قتل ہوا چاہتے ہین سامنے طلسم کشا
کے آپ کو شرمندگی ہوگی اب مین نے پہچان لیا اس جوان کو ساتھ صاحبقران کے دیکھا ہی ابھی
بالکل نوجوان صاحب شوکت و لیاقت ایسا لڑا کہ صبح سے ابتک تلوار چل رہی ہی کسی کو اپنے قریب
نہین آنے دیا نقابدار نے نعرہ کیا اوشیر بیشہ جرأت داد صاحب شوکت و لیاقت نہ گھبرانا مین
آپہونچا باشیدای کفاران بیحیا دای نابکاران پر دغا منم نقابدار زرین پوش چار سو جوانان
شیردل کو لیے ہوئے قریب پہونچا طریقۂ جنگ سے تو نقابدار ایسا ماہر ہو پہلے آتے ہی تیر مارے
تیر دن نے خطا نہ کی ہر ایک تیر تو دہ سینہ کافر پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا سہم کر چار سو
جوان چلا گھوڑون سے گرے دوبارہ نیزے کا وار کیا چار سو جوان نیزے سے مارے اب نیزے بھی
ہاتھون سے پھینکے قریب پہونچکر تلوارین کھینچین نقابدار نے ہاتھ اُٹھایا چار سو تلوار برابر بلند ہوئی جا کر
برق شمشیر ایک مرتبہ تڑپ کر گری بارہ سو جوان تینون حملون مین مارے گئے بارہ سو سرانے خون کے بلند
فوج مین سرمست قزاق کی سناٹا ہوگیا سرمست گھبرایا سرباز لہرا کر زمین پر گرا عیار نقابدار نے
خبر دی کہ ای شہریار وہ جوان زمین پر گرا ہی ایسا نہ ہو اُسکو کوئی قتل کر ڈالے تو آپ کو صاحبقران سے
حجاب ہوگا نقابدار لڑتا ہوا قریب سرباز کے آیا گھوڑے سے کودا سرباز کو گود مین اُٹھایا
ہوادار پر ڈال لیا ساتھ والون سے کہا اسکی حفاظت کرو نقابدار لڑتا ہوا طرف سرمست قزاق
کے چلا سرمست بھی جلگیا ہی کہتا ہی کہ اس نقابدار کی قعنبالائی ہی یہ کون ہی کہ جو آکر شریک جنگ ہوا
نہایت جری بہادر صف شکن ہی نہایت تیغزن ہی ایسے شیر کم نگاہ سے گذرے لیکن بلوہ کر کے مار لو یہ
جانے نہ پائے فوج نے بلوہ کیا نقابدار کے ساتھ والے بھی سنبھلے جمکر تلوار چلی نقابدار نے لاش پر
لاش گرا دی لڑتا بھڑتا قریب سرمست قزاق کے پہونچا سرمست نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے
نقابدار نے خالی دیے ایک مقام پر نعرۂ شیرانہ کر کے ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمن حیات
کو جلا دیا سرمست کے مارے جانے کا غل ہوا عیار نے جو دیکھا فوج کا بلوہ ہی سر قزاق کا کاٹ کر بلند کیا
اب جو قزاقون نے سر اپنے افسر کا دیکھا گھبرا گئے سیر اُٹھے بھاگنے لگے ہر طرف یہی غل تھا کہ یارو افسر
مارا گیا الحمد للہ نقابدار سرمست کو مار کر اس طرف پلٹا کہ سوار و پیدل جہان عورتون کی حفاظت کر رہے تھے
جا کر اُس غول پر گرا فوج جیسر وار کب ٹھہر سکتی ہی لیکن دے کر بھاگے نقابدار نے ساتھ والون کو حکم دیا
اسیر بھی قبضہ کرو عیار سے اشارہ ہوا بارگاہ استادہ ہو سب کو جنکا مال و اسباب لوٹ لیا عورتونکو اپنے
قبضے مین کیا نقارۂ فتح بجاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا عورتون کو ایک پردہ خیمے مین داخل کیا سرباز کے
زخمون مین ٹانکے دیے مرہم فکر کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے سرباز کو ہوش آیا آنکھ کھولکر اُس جیے کے
قریب اپنے نقابدار کو پایا ہاتھ ٹیک کر اُٹھنے لگا نقابدار نے منع کیا کہ ای بہادر تم زخمی ہو ایسا نہ ہو

تا سکے تو سمجھائیں نقابدار نے پہلے یہی حال پوچھا کہ اے بہادر یہ کیا معرکہ تھا سرباز نے کہا پہلے یہ فرمائیے
ان عورتوں کو آپ نے کیا کیا اسمیں ایک پریزاد صاحبقران زمان پر عاشق ہے اور ایک کو حقیر سے
سلسلہ ہے انکی کیا کیفیت ہوئی نقابدار نے سب کیفیت بیان کی اور فرمایا آپ نہ گھبرائیے وہ
دونوں صاحب موجود ہیں بہت حفاظت سے ہیں آپ خاطر جمع رکھیے سرباز نے اسی حال میں بھی آہ کی
کہا اے نقابدار بہادر کیا حال بیان کروں اسی مقدمے میں بڑے بڑے صدمے اٹھائے گھر بار چھوٹا امیر
کو خدا سلامت رکھے انکی ذات سے تسکین ہوئی یہ دن نصیب ہوا اب مژدہ خوشخبری کا
پایا اب اسی وقت تو طبیعت کو تسکین حاصل ہے اگر دم نکل جائے خوشی حاصل ہو بقول شاعر نظم

کوئی اٹھا مت یار دل کا وبال دوش ہے	گور تو میرے لیے کھولے ہوئے آغوش ہے
کیا چمکتا ہے ترے نور بدن سے پیرہن	ایک عالم کے گمان میں تو تمامی پوش ہے
خوب بزم دہر میں آتش زبانی کر چکے	آج گل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے
پنجۂ خورشید کیا ہے پنجۂ پا سے حضور	حسن میں خورشید سے بڑھ کر تری پاپوش ہے
ہوں میں وہ بیکس ہوا کوئی نہ جس پر نوحہ گر	آدمی مر گیا چراغ گور تک خاموش ہے
کھیل کھلتا ہے فغان عاشق جانباز کو	ہو ایسا کھیل میں وہ طفل بازی گوش ہے
مرگ کے سامان مہیا ہیں قضا کی دیر ہے	باڑھ وہ ان تلوار پر ہے یا لہو کا جوش ہے
چاند پر یہ خاک ہے یا اسکے چہرے پر ہے خط	بدلی میں سورج ہے یا محبوب کمل پوش ہے
عید ہے اک شب چلو ملکر پئیں ہم تم شراب	آج وہ دن ہے کہ میخانوں میں نوشا نوش ہے
ہوں وہ میکش رات دن رہتا ہوں لبریز شراب	طائر جان تنگ بلبل کی طرح بیہوش ہے
شغل ناسخ چاہیے بیہوش ہو پیکر شراب	اس خرابات کہن میں جو کوئی ذی ہوش ہے

نقابدار نے تسکین دی کہا ہم تمکو بہ احتیاط پاس صاحبقران کے پہونچا دینگے دو دن نقابدار
نے بہت اچھی طرح سے سرباز کا علاج کیا جب زخم قریب اندمال پہونچے تب نقابدار نے کہا اے
سرباز شب کو ہمارے ملک سے نامہ آیا ہے دیوزاد چڑھ گئے ہیں سرحد سے بڑھ گئے ہیں میرا ٹھہرنا
مناسب نہیں میں کل ضرور جاؤنگا ملکہ دردانہ گوہرپوش پریزاد و شعلہ رخسار شاہزادی کو
محافہائے زرین میں سوار کر کے چند سوار اپنے ساتھ کے اپنی طرف سے ایک نامہ لکھا اصل مراد یہ تھی
کہ تینوں آدمی زن ذمرہ خدمت میں پہونچتے ہیں میں پردہ قاف جاتا ہوں مہلت کرکے آؤں تو حضور
سے بھی رخصت کروں سرباز کو روانہ کیا آپ طرف پردہ قاف کے گیا سرباز پشت مرکب پر سوار
پاس محافہ دردانہ کے ہاتھ میں لیکر سوار پشت ہو منازل بہ قطع مراحل کرتا ہوا جاتا ہے یہاں امیر
سے اوشنگال سے کئی مقابلے پڑے جب طبل جنگی بجا اور شنگال میدان میں آیا دو چار دفعہ صاحبقران
کے ہاتھ سے ہارے شنگال اپنی جان سے بیزار ہے ساتھ والوں سے اکثر کہتا ہے میں یہ آفت
جانتا تو عفریتۂ خونخوار کو دامن پناہ کیوں دیتا اب کیا کروں ایک دن گھبرا ہوا تھا صاحبقران سے
کہلا بھیجا ایک ہفتے کی مجھے مہلت دیجیے بعد ہفتے کے مقابلہ کرونگا یا عفریتۂ خونخوار کو آپ کے
حوالے کرونگا صاحبقران نے مہلت دی کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کچھ حال سرباز کا نہ معلوم ہوا

ادھر تنگدل زرا دریافت تو کرو کہ سرباز پر کیا گذری تنگدل واسطے خبر کے چلا حیلہ لاشہ سرمست کا اسکے
قلعے مین ہو جانا جانی اسکا کافور قزاق جب اسنے یہ معرکہ سنا بہت جھلایا کہا بڑے غضب کی بات ہے کہ میرا
بھائی یون مارا جائے مین اپنی جان دونگا تلاش کرکے شعلہ رخسار کو لاؤنگا ہر چند کہ رستے مین بھی ہی
مار ہوا اگر غیر کے لیجانے سے تو بہتر ہی یہ کہکے دس ہزار جوان اپنے ساتھ لیے تلاش مین سرباز کے چلا
سرباز ایک صحرا مین فروکش ہے ایک ساحر بھی اس پہاڑ پر رہتا ہے مہبوت جادو نام ہے قزاقی کرنا
اسکا کام ہے دو ہزار ملازم ہمراہ ہیں جہان خبر ملی کہ فلان قافلہ جاتا ہی جاکر لوٹ لیا اپنے پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ سرباز آکر
اترا پہاڑ پر سے اسنے دیکھا ایک خیمے مین دو شاہزادیان اتری ہین دریائے جواہر مین غوطہ مارتے ہوئے
ایک جوان تاجدار چند سوار و پیدل ساتھ مہبوت کو یہ خیال ہے کہ آج رات کو سب مال لوٹ لونگا
یہ اس فکر مین تھا سرباز در بارگاہ بیٹھا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی کافور قزاق دس ہزار قزاق
ساتھ آکر اسی مقام پر اترا مہبوت پہاڑ سے دیکھ رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے آج تو بڑی چل پہل ہے
اگر ان دونون کو لوٹا بڑا مال ہاتھ لگیگا کافور نے دریافت کیا سرباز کی خبر پائی جلبلا اپنے ایک ملازم کو
روانہ کیا کہ جاکر سرباز سے کہو کہ ملکہ شعلہ رخسار کو ہمارے حوالے کردو ورنہ بڑی خرابی ہوگی
سرباز کو جو خبر پہونچی ملازم کو نکلوا دیا کہا جاکر اس مغرور سے کہنا کہ کیون غاشین آئی ہین ناموس
صاحبقران میرے ساتھ ہے اگر کوئی فتور پڑا یہ سمجھ لینا کہ زمین پھٹ جائیگی ملازم نے آکر کافور سے کہا اسنے
غصے مین طبل جنگی بجوایا سرباز نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سرباز کو بڑا تردد ہے کہ میرے ساتھ
لوگ کم ہین دیکھون فلک کیا دکھائے ایسا نہ ہو ناموس صاحبقرانی پر کوئی افتاد پڑے تو بڑی
خرابی ہو مین منہ دکھانے کے لائق نہ رہونگا یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب سنگال نے صاحبقران سے
ایک ہفتے کی مہلت لی تو صاحبقران برائے تفریح طبع چند جوانون کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے صحرا مین
آئے دن بھر شکار کھیلا اب شام کو اسی صحرا مین اتر پڑے یہان دونون نے طبل جنگی بجوائے
مہبوت دس ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر واسطے لوٹنے دونون لشکرون کے چلا پہاڑ سے اترا اور
اپنے ساتھ والون سے کہا یہ جو سبت ہین پہلے انکو لوٹنا چاہیے وہ تو بہت قلیل ہین سب نے کہا
جو آپ کے نزدیک مناسب ہو لشکر کافور پر آکر قزاقون کی لڑائی تھے جلا دیے خیمونکی طنابین
کاٹین گھوڑے دوڑائے غبار اڑا اس ہنگامے مین کہ آگ جل رہی ہے گھوڑے دوڑتے پھرتے ہین
ملازمان کافور آنکھین ملتے ہوئے کہتے ہین ہاتھ سے ملازمان مہبوت کے قتل ہوتے ہین قضائے کار
سرباز پڑا ہوا سو رہا تھا ملازمون نے آکر جگایا کہ حضور اٹھیے لشکر دشمن پر عجب تلاطم ہے ملازمان
کافور کو گھبراہٹ کا باعث ہے کہ مہبوت سحر بھی کرتا ہوا آتا ہے کہین آتش اصلی کہین آتش سحر
روشن ہے شب تیرہ و تار فریاد والغیاث کی پکار سرباز بھی سوار ہو باہر نکلا اسنے دیکھا
دشمن مین آگ جل رہی ہے عجب ہنگامہ ہے سرباز نے ہتھیار لگا کے فوج کو تیار کرکے باہر کھڑا ہوا
مجرات دیکھ رہا ہے ہرکارون سے کہا ذرا خبر تو لاؤ دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہے ہرکارے
گئے خبر لیکر آئے کہا حضور مہبوت جادو قزاق اس پہاڑ پر رہتا ہے اسنے آکر لشکر کافور کو لوٹ لیا
تلوار چل رہی ہے یہ خبر ملی کہ مہبوت ساحر بھی ہے اسنے سحر بھی کیا ہے ملازمان کافور لڑ رہے ہین ہنگامہ برپا ہے

سر باز حیران اسنے کہا کہ میں خود جاتا ہوں بڑا خیال مجکو ناموس صاحبقران کا ہے خدانخواستہ کوئی تکلیف نہ پہونچے یہ کہکے گھبرایا ہوا اُس خیمے میں آیا ملکہ دردانہ گوہر پوش و ملکہ شعلہ رخسار اُسکو بیٹھی ہوئی ہیں اور کہ رہی ہیں یارو شب کو یہ کیا ہنگامہ ہے خدا خیر کرے بوجہ بدنصیبی کے کیا کیا افتادیں پڑی ہیں آج تک ملک فلاک کو رفتار سے مہلت دولی دیکھیں انجام کیونکر بخیر ہو فلک ہمارے ساتھ بر سر آزار ہے ہماری کد و کاوش بیکار ہے اصل میں یہ کیفیت ہے دامنگیر خاک صحرائے غربت سے نظم

مرد وارستہ کہیں قید مکان کرتا نہیں — طائر نکہت خیال آشیان کرتا نہیں
روز اک شام و سحر کرتا ہے پیدا بہر خلق — صبح میری شام غم کو آسمان کرتا نہیں
رشک ہے جنکا خدا کو بھی یہ وہ ہیں زہد — پھر تو دیکھا ہے جو میں ترک بتان کرتا نہیں
ہجر میں دیوانہ ہوا گر جیب تو چپ ہی رہا — اسلیے میں ایک دم ضبط فغان کرتا نہیں
ہے کسی اک آفت سے ایمن مسکن اہل فنا — باغ جنت کو خدا ہرگز خزان کرتا نہیں
رحم کر عشاق پر کہتا ہے عمر دراز — پیر گردون طفل ظالم کو جوان کرتا نہیں
کیا خرابات جہان ہے اپنی توبہ سے خراب — کوئی بھی اب میفروشی کی دکان کرتا نہیں
عیب اپنے آپ کر دیتے ہیں ہم پست کاش — شیشۂ مے جسطرح مے کو نہان کرتا نہیں
سے یہ کتنا نزار کمر مری جاتی ہے اتہ — آخر اس دم نالۂ آتش فشان کرتا نہیں
جام مے میں دیکھتا ہوں میں جہان کو مثل جم — تو سکندر کی طرح سیر جہان کرتا نہیں
ہر بہانہ یار بلکہ جسم ناسخ ممتنع — عشق ایسا بھی کسی کو ناتوان کرتا نہیں

سرباز نے دست بستہ عرض کی حضور عجب معرکہ گذرا مبہوت جادو اس پہاڑ پر رہتا ہے لشکر کافور یہاں شبخون آیا ہے اسکا یہ ارادہ ہے کہ ہمکو بھی لوٹ لے خدا اُسکے شور و شر سے بچائے یہ سنکر ملکہ دردانہ گھبرائیں سرباز نے عرض کی حضور نہ گھبرائیں غلام جان دیگا کسی کو آپ تک نہ آنے دیگا پروردگار غیب سے مدد کریگا مگر حضور ہوشیار رہیں غلام آپ جاتا ہے جاکر اُسکو روکتا ہے ایسا نہ ہو اُس سے فراغت کرکے یہاں آپہنچے یہ کہکے سرباز باہر نکلا سو جوان لقا بدار زرین پوش کے اُسکے ہمراہ ہیں سب بہادر جانباز اشارہ کرتے ہی تیار ہوکے خدمت میں آئے سرباز نے کہا میرے ساتھ کسی کی ضرورت نہیں ہے تم لوگ سب خیمے پر ملکہ دردانہ گوہر پوش کے حاضر رہو اسطرف کوئی نہ آسکے مجھے انکا بڑا پاس ہے اپنی جان جائے انکو کوئی لال نہ پہونچے یہ کہتا ہوا سو سواروں کو درِ دولت پر چھوڑ کر باہر نکلا وہ سب جوان سرباز کے قریب آئے سب نے عرض کی حضور ہم یہ کبھو نہ گوارا کریں کہ آپ اکیلے جائیں ہم ضرور ساتھ چلینگے لقا بدار بہادر نے فرمایا تھا کہ سرباز کو بخیر و عافیت پہونچانا امیر کے رستہ بتلانا یہاں تک میں یہ افتاد پڑی ہمیں آپ کا ساتھ دینا ہے سب سے سرباز نے کہا میں حفاظت ناموس کو مقدم جانتا ہوں اب وقت یہ ہے کہ لشکر کافور تو مست رہا ہے قتل ہو رہا ہے وہ ارادے پر لوٹنے کے آئے ہیں جب اُس سے فراغت پائینگے ہمکو دیکھ چکے ہیں کہ ہمارے ساتھ لوگ کم ہیں یہ بھی آگاہ ہیں کہ انکے ساتھ عورتیں ہیں اور زر زیادہ دباؤ ڈالینگے میں اپنی جان دیدونگا خیمے تک ناموس کے کسی کو نہ آنے دونگا پہلے سب کو منت و خوشامد سمجھایا تنہا قصد کیا کہ جاؤں ملکہ دردانہ گوہر پوش و شعلہ رخسار کے

روشنی آواز آئی ہو شعلہ رخسار لک لک کرو عالمین گر رہی جن نظر

نشانہ دارنشان بے نشانے
خدا حاکم باتسلیم خداے
خدا باقی ہمہ مخلوق فانے
خبر گیر گروہ جن وانسان
کند افشا جوا سرار نہانے
گے رنگین نہال باغ گردد

خداے لاشریکے بے نظیرے
خدا مالک ملک جاودانے
زمینے تابع حکمش شب وروز
بوقت عجز وضعف وناتوانی
گے گوہر شود گہ بحر مواج
گے مصروف اندر باغبانے

بکاندار مکان لامکانے
کہ در وحدت ندارد دخل ثانے
خدا موجود جملہ خلق معدوم
نگون سر در اطاعت آسمانے
خداے واحد از وحدت بکثرت
گے سبزہ گہے یاقوت کانے

سرباز ببر سوار نے یہ اشعار
سنکر ایک مرتبہ پلٹ کہا اے ملکۂ عالم آپ اسقدر بیقرار و مضطر نہ ہوجیے صبر کو کام فرمائیے اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کیجیے وان بھبوت نے سحر کرکے کافور کو مار ڈالا مارتے ہی اُسکے ساتھ والے بھاگے بھبوت لوٹنے لگا پلٹ کر ایک سوار سے کہا اُن لوگون سے جاکر کہو کہ مال و اسباب چھوڑ کر چلے جاؤ جو اپنی جان عزیز ہو سوار نے آکر سرباز سے کہا سرباز نے جواب دیا جاکر اُس سے کہو کہ وہ ہمارا مال جان کے ساتھ ہو بھبوت غصّے مین ساتھ والون سے کہنے لگا کہ تم مال جمع کرکے یہان پہ جاؤ مین ان سب کو ایک سحر مین بھگا دونگا یا آگ قضا آئی ہو بھبوت سحر ہاتھ مین لیکر چلا ذکر کرچکا ہون کہ صاحبقران واسطے شکار کے صحرا مین آئے مین آئے ہین دن بھر شکار کھیلا رات کو خیمے مین آرام فرمایا پہر رات رہے لشکر مین ہلڑ ہوا جلیے قراول ساتھ ہین صاحبقران ہو شنکر باہر نکلے دیکھا کہ ایک غول بیابانی بندگان خدا کو آزار پہونچا رہا ہو صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوکے نعرہ کیا او بے ادب کیا کرتا ہو غول بھول صداے صاحبقران سنکر بھاگا صاحبقران نے پیچھا کیا رات کا وقت تھا چاہتا ہو کہ بھاگ کر نکلجاؤن نخلستان مین گیا دریا ہات کو ہ مین چھپا صاحبقران نے پیچھا نہ چھوڑا جبکہ غول میدان گرد چرخ چہارم یعنی نیر اعظم صحراے مغرب سے نکلا صحراے زبرجدی مین گشت کرنے لگا امیر غول پر جا پڑے غول چاہتا تھا مرکب کو صاحبقران کے مارڈالے صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے غول نے چاہا لپٹ پڑے ان امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر طمانچہ مارا کہ سر غول کا اڑ گیا غول کو مار کر مرکب پر سوار ہوکے اپنے نزدیک طرف لشکر کے چلے راستہ فراموش کیا ایک درہ کوہ سے نکلے تھے کہ دیکھا صداے فریاد والغیاث بلند ہو سر اُٹھا کر جو دیکھا سرباز ببر سوار کو ن سر سے بیٹھے ہوئے آمادہ مرگ مہیاے قضا کھڑا ہو ایک طرف سے ایک ساحر اسباب لیے ہوے جاتا ہو صاحبقران نے گھوڑا اڑھایا پکار کر آواز دی ای سرباز یہ کیا معرکہ ہو سرباز نے جو امیر کو دیکھا تنل گل شگفتہ ہو گیا پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار آپ کی عاشق صادق ملکہ دردانہ گوہر لوش میرے ساتھ ہین یہ بھبوت جادو جھولو لوٹے آتا ہو خدا نے مدد کی کہ آپ آئے صاحبقران نے گھوڑا اڑھایا دین نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

سنم قاتل کافران جہان
سگ گنجاب ملعون کردہ فرار
گذر چون بجو نگہ قاف شد

سنم صاحب حیدر وتیغ وعلم
ز تیغم فراری الو شیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر بہ از عدل انصاف شد

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پے گیرودار
بہ بازو شدہ فتح ونصرت نثار
ز دم دو عفریت را در مصاف

بلرزند از خوف دیوان قاف
دراینجا چو جاه و ادب یافتم

تهمتن دون بدبخت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

که از جنگ بیدین ذلیل و نزار
نعرہ صاحبقران کی صدا جو

بلند ہوئی مہبوت نے جو پلٹ کر دیکھا طرف سے صحرا کے ایک شیر دلیر للکارتا ہوا آتا ہے مہبوت طرف صاحبقران کے لپٹا کئی سحر کیے لوح طلسم عجائب صاحبقران کے گلے مین ہے اسم اعظم ورد زبان ہے سحر بیکار ہو کر گرے مہبوت گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہے ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو سب ساحر امیر پر جا پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اس طرح لڑتے ہوئے صاحبقران چلے سر بازی آئے خیمے سے ملکہ دردانہ نے دیکھا کہ سر پر صاحبقران کے خود بھی نہین ہے زلفین خلیلی ہوا سے اُڑتی ہوئی ہین ملکہ دردانہ نے فرمایا اے شعلہ رخسار خدا کی قدرت کو دیکھو کس وقت صاحبقران کو پہونچایا ہے جو کچھ کیا مناسب ہے اب دیکھیں تقدیر کیا دکھاتے ابھی تو یہ کیفیت ہے نظم

دیکھ اپنے روے آتشناک کی تاثیر کو — تیرے عشق نے جلایا کاغذ تصویر کو
بعد ایام جوانی ہے یہی کا بھی حال — حکم ہے جو بعد ایام رضاعت شیر کو
کیا بھلا نسبت ہے شمشیر نگاہ یار کو — بیشتر دیکھا ہے کرتے برق کی شمشیر کو
دل لگی ہے راندن تیرے تصور سے ہمین — رکھتے ہین ہم کاٹ دل مین تری تصویر کو
راست بازون کو نہ کچھ ملبوس سے کیونکر ہو گریز — رابطہ دم بھر نہین رہتا کمان سے تیر کو
ہاتھ زلفون کو لگاؤن یہ کہان میری مجال — چھو نہین سکتا تیرے دروازے کی زنجیر کو
آسمان پر اندلون بسنے لگا تیرا داغ — چاہیے رنگ شفق ظالم تری تصویر کو
بند ہو چلے مضمون صفائے عارض جانان کے آج — اب سیاہی کیا سفیدی چاہیے تصویر کو
شام سے تا صبح فرقت مین نہین مجکو قرار — مین گواہ لک لطف رکھتا ہون جوان و پیر کو
کچھ کہا بیداری مین اے قاتل نہ کی تو نے خطا — لاغر ایسا ہون نہین ملتا نشانہ تیر کو
جمع کیا کرتے ہو معمارون کو تم اے غافلو — قبر پر جا بیٹھے ہین ہم چھوڑ کر تعمیر کو
ہے شب فرقت کی تاریکی مین بھی لو کیا عجب — ہو اگر مشعل کی حاجت نالۂ شبگیر کو
کون اُس وادی مین ہو اہل فنا کا سد راہ — کیا تعلق ہے کفن سے خار دامنگیر کو
تیرے روے آتشین کا وصف کرنے کے لیے — شمع کو درکار ہے شعلہ اور زبان گلگیر کو
جو کرے احسان اُسکو چاہیے افتادگی — پیش پاے شمع دیکھا ہے سر گلگیر کو
شعلۂ داغ جنون سے مین اگر روشن کرون — مثل پروانہ جلا دون شمع سے گلگیر کو
ہوتے ہین عاشق کرشمے عالم مین او معشوق ہم — شمع نے پایا ہے موم آہن طلا گلگیر کو
خط کتر تا ہے تم اے شعر و خبام آج — لبون نہ سمجھون اگر اب معترض اور گلگیر کو
واقعی ناسخ عبادت ہے جو دیدار علی — دیکھ لیتے ہین ملائک ہر سحر تصویر کو

شعلہ رخسار کہتی ہین آپ نہ گھبرائے جناب صاحبقران سب دیکھ رہے ہین دعائین دیتی ہین کہ پروردگار صاحبقران کو دشمنون سے بچانا علاوہ روز سیاہ نہ دکھانا یہان صاحبقران لڑتے ہوئے قریب مہبوت کے پہونچے مہبوت نے خنجر کا مارا امیر نے کئی وار اسکے روکے الجھا دیے مین سے

ہاتھ نکالکر سر پر بھبوت سے کے مارا بھبوت سے کے دو ٹکڑے ہوئے اُسکے ساتھ والے بھاگے سر باز نے لوگ
آ پڑے سے قزاقون کا مال لوٹ لیا سر باز صاحبقران کو ساتھ لیکر لیا ملکہ در دانہ کو کنیزون نے خبر دی کہ
صاحبقران لڑائی فتح کرکے آتے ہین ملکہ نے مسند بچھائی صاحبقران تشریف لائے ملکہ در دانہ کو دیکھکر
بہت پسند کیا مسند پر آکر بیٹھے شعلہ رخسار نے جھککر سلام کیا صاحبقران نے سب حال پوچھا ملکہ
شعلہ رخسار نے رو رو کر سب حال بیان کیا صاحبقران نے تسکین دی فرمایا ای شعلہ رخسار اب چلکر
تمھاری شادی کرینگے شعلہ رخسار نے یہ سنکر سر جھکا لیا ایک دن صاحبقران اُسی صحرا مین رہے
دوسرے دن سوار ہوکے صاحبقران نے فرمایا ای سر باز ایسا ہو دیو شنکال کو کی اور فساد برپا کرے
لشکر اُسکے پاس بہت ہی بڑے بڑے سحر کے ہین مگر اللہ نے ہر روز فتح دی اب آخر کا معرکہ ہوگا
دیو شنکال بڑا زبردست ہی عفریتہ خونخوار سحر مین طاق شہرۂ آفاق وہ بھی سحر سے لڑیگی ملکہ شعلہ رخسار
و ملکہ در دانہ دعا مین دیتی ہین صاحبقران سوار ہوکے طرف لشکر کے چلے حقیقت مین یہان جو شنکال
نے خبر پائی کہ صاحبقران واسطے شکار کے گئے ہین عفریتہ نے کہا لشکر تو اُنکا تباہ کر دیجیے طبل جنگی
بجوایا ملازمان صاحبقران یہ خبر دحشت اثر سنکر گھبرائے ناچار ہوکر جواب مین طبل جنگی بجوایا ہی انتظار کی
کہ عفریتہ خونخوار سحر کریگی کون جواب دیگا امیر صاحب اسم اعظم ہین آخر ایک سوار کو صلاح کرکے روانہ کیا
کہ خدمت مین صاحبقران کے جاؤ شکارگاہ مین تلاش کرنا عرض کر دینا کہ دیو شنکال نے طبل جنگی بجوایا ہی
یہان کوئی مقابلے کے لائق نہین ہی سوار گیا صحرا مین آکر خبر سُنی کہ صاحبقران ایک غول کے تعاقب مین
چلے گئے سوار وہان سے پلٹ کر آیا سرداروں سے سب کیفیت بیان کی یہ سنکر سردار بہت پریشان ہوئے جاہر رات
گذر کر ستارۂ سحری چمکا مسلح ہوکر میدان مین آئے سب سردار آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے پکار رہے ہین کہ
بینیاز ہم سب کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے شنکال سے کون مقابلہ کریگا تو بچانیوالا ہی تیرا مرتبہ اعلی ہی نظم

سجی میکند آشنا بندگی
رہا سازد از ہر بلا بندگی
ملک گردد از بندگی آدمی
کند ہر کہ صبح و مسا بندگی
شود بندہ آزاد از بند غم
بسر مطلب و مدعا بندگی

رساند بقرب خدا بندگی
گہر میکند بندگی آب را
کند بندہ را بادشا بندگی
بود بہر ہر بندۂ ناتوان
کند گر بصدق و صفا بندگی
درین دہر پیوند دل گسلد

زدام تعلق دہد مخلصی
کند خاک را کیمیا بندگی
بر آن بندہ باشد خدا مہربان
بسر کار مشکلکشا بندگی
وسیلہ بدرگاہ حق میشود
ز ہر رشتۂ ماسوا بندگی

یہ تو سب بیقرار و اشکبار ہین شنکال نے عفریتہ سے اشارہ کیا کہ تم میدان مین جاکر سحر کر و سب کو
بیکار کر دو ہم جاگے سب کو کہا یہی عفریتہ خونخوار اسباب سحر ہاتھ مین لیکر میدان مین آئی در پکار کر آواز دی
باشیدای مسلمانان آج تمھارا قصہ پاک ہی تمھارا لشکر دیوان خونخوار اسکی خوراک ہی یہ کہکے گولہ مار دیا آسمان
سے آگ برس رہی ہی یہ سب گھبرا کے پکارتے ہین پروردگار اس آتش سحر سے بچالے جسم
شعلہ ہوا وہ گر کر بیہوش ہوا ہے پانی رگو رہا ہی آتش کا شور بڑھتا جاتا ہی عفریتہ سحر کرتی ہوئی
طرف لشکر اسلام کی چلی شنکال نے کل فوج کو اشارہ کیا اب تم ان سب کو کہا دیجیے نہ پائین دیوزادون نے
عرض کی حضور سب طرح مشکل ہی خوف آتا ہی کہ کہین حمزہ نہ آجائے شنکال نے کہا تم سب کیون

گھبرانے ہو کوئی نہیں آئیگا جلد سب کو کھا لو سب دیو بلوہ کرکے چلے اہل اسلام نے بلک کر دعا کی کہ تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعز یزید ل از یزدہ بیابان گرجی پرخاست سب نے دیکھا کہ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نمایان ہوئے سرداران اسلام جو مبتلائے
مصیبت تھے بے اختیار پکار اٹھے ای شہریار جلد آئیے ان خونخواروں کے ہاتھ سے ہمکو بچائیے امیر نے

نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران	امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر چار
لیکے تیغ صمصام وقمقام نام	لیکے تیغ عقرب بیچے ذوالحسام	ابن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد	نعرہ کرکے جا پڑے سب کے آگے عفریتہ خونخوار ہی عفریتہ نے امیر	

کو آتے ہوئے دیکھا جھلائی ہوئی تھی سب اسباب سحر صاحبقران پر کھینچ مارا تلوارین برسین پانی نے جوش مارا
تیر برسے کسی شی نے تاثیر نہ کی عفریتہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن امیر نے فرمایا او عفریتہ خونخوار تو نے
بہت پریشان کیا آج دام اجل میں پھنسی اب کیونکر نکلیگی عفریتہ نے زاغ لزل مارا امیر نے تیغ عقرب
سے اسکو قلم کیا عفریتہ نے چاہا ارہ پشت ہنگ کا وار کرون صاحبقران نے مہلت نہ دی لوح کو
جھپکا یا عفریتہ کی آنکھوں میں اندھیرا آیا ذرا رکی امیر نے اوپر سے ہاتھ مارا عفریتہ کے دو ٹکڑے ہوئے
شنکال ہائے ہائے کرکے دوڑا دیوزادوں سے کہا یارو گھیر کر حمزہ کو مار لو میری بہن قتل ہوئی اب حمزہ
نہ بچے دیوزادوں نے چہار جانب سے بلوہ کیا امیر نے تیغہ سہراب پل کر کھینچا جسپر ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کئے ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا لازم صاحبقران نے سحر عفریتہ خونخوار میں مبتلا تھے ان سب نے
نجات پائی تلوارین کھینچکر دیوزادوں پر جا پڑے سرباز بھی سوار ہی ہرسہ جوش وخروش سے لڑ رہا ہر عجب
آفت بپا ہر شنکال مصروف جنگ ہر مگر اپنی جان سے تنگ ہر خوب جانتا ہر کہ حمزہ عرب بجر جرأت کا
نہنگ ہر ایسے غیر سے جنگ ہر یقین نہی ہر کہ ہم فتح کرین مسلمانون سے دو ڈرین عجب طرح سے
لڑائی پڑی ہو شنکال روتا ہوا جاتا تھا نہایت مغرور اپنی عقل وشعور سے دور کہ سامنے سے
صاحبقران لڑاتے ہوئے آتے ہیں دیو شنکال نے بڑھکر حملہ کیا صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ مارا
شنکال کے دو ٹکڑے ہونے مرنا شنکال کا دیوزاد بھاگے صاحبقران نے جا کر ڈیرا لوٹ لیا نوبت
نقارے بجاتے ہوئے اپنے لشکر میں آکر داخل ہوئے چہار جانب انتظام ہوا صاحبقران نے فرمایا
ای سرباز جلد تدبیر کر دیا نے کوچ کرکے چلیں نہیں معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری حالتیں میں ہمنے
خواب پریشان دیکھا تھا مجھکو بڑا تردد ہی سرباز نے اُسی ملک سے بمدد دیو طلب کیے ملکہ دردانہ سے
عقد کیا کو ہر مراد بھی حاصل ہوا اس پریزاد سے بھی ایک اولاد ہوگی کہ ذکر اسکا خاص طلسم ہفت پیکر
میں ہوگا دیوزاد جو طلب کئے تھے اُنھوں نے تخت آراستہ کیا صاحبقران نے اُن تخت پر سوار کیا
ملکہ دردانہ کو رخصت کر دیا آپ تختون پر سوار ہو کر طرف لشکر ظفر پیکر چلے ایک طریقہ یہ بھی
بیان کر دینا ضرور ہی کہ سرباز کا عقد ساتھ ملکہ شعلہ رخسار کے کیا گیا ملکہ دردانہ کو سرپوش کے
بطن سے جو فرزند صاحبقران پیدا ہوگا ملکہ شعلہ رخسار کے بطن سے جو دلیر پیدا ہوگا ملکہ دردانہ کے
فرزند کا یہ رفیق ہوگا ناظرین آگاہ ہوئے لیکن سابق میں ذکر کر چکا ہوں کہ شاہین فتح نصیب جو جادوگر
طلسم ہفت پیکر سے آیا تھا اُسنے لشکر اسلام کو شکست دی تھی بادشاہ جمجاہ شکست خوردہ پہاڑ پر جا کر

چھپے تھے چہار جانب سے آکر کفار نے گھیرا جب خواجہ عمرو نے گھاٹیان درست کین بادشاہ جماہ
فرماتے ہین خواجہ اس سے کیا ہوگا وہ ساحر ہی سحر کریگا سب کے ہاتھ پاؤن بیکار رہینگے عمرو بالکل
روتا ہی عرض کرتا ہی نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری آجتک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ چہار جانب سے
کفار نے گھیرا ہی پہاڑ پر شور گریہ و زاری کفار مین ہنگامہ ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ کل مال مسلمانان لوٹینگے
کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے مسلمانون نے بڑا مال جمع کیا ہی سب لوٹ لینگے مہلت نہ دینگے اہل اسلام مجبوری ہی
فکرین کررہے ہین لیکن آمادہ مرگ مہیا ہے تقاضاے خیال ہی کہ چہار جانب سے گھیرا ایسا نہ ہو کہ کوئی نکلکر
بھاگ جاے ساحرون کا بلوہ چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ستارہ سحری آسمان پر چمکا لشکر
کفار تیار ہوا چہار جانب سے آکر پہاڑ کو گھیرا اہل اسلام نے گھاٹیان آراستہ کین شاہین سب کے
آگے بڑھا ہوا کہتا ہی اے یارو کبھی مسلمان ایسے نہ پھنسے ہونگے بادشاہ اسلام دنگل بچھا کر بالاے کوہ
بیٹھے ہین تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ کل فرزندان صاحبقران طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہونگے لندھور
وغیرہ کئی سردار اس جلساز کے دام مکر مین پھنسے ہوئے ہین اسکو سجدہ کرچکے ہین بلکہ آمادہ ہین کہ اگر
حکم ملے تو ہم صاحبقران پر لشکر کشی کرین لیکن ہفت پیکر نے ابھی حکم نہین دیا ورنہ وہ لوگ آجاتے
لندھور و قاسم و داراب آنیکو ہین کہ آمد انکی تحریر کرونگا ناظرین بہت پسند فرمائینگے عجب طور سے
آمد شاہزادگان والاقدر کی ہوگی مراد اس بیان سے اس مقام پر یہ تھی کہ فرزندان صاحبقران ادھر
جاچکے کل سردار بادشاہ کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اے شہریار سحر سے ہم لوگ
لاچار ہین ورنہ جی چاہتا ہی کہ پہاڑ سے اترین جانین قدم اقدس پر نثار کرین مگر یقین کامل ہی کہ
شاہین بلند پروازی دکھائیگا ہم کیا کرسکینگے عیار گھاٹیون پر بیٹھے ہین تیر و کمان ہاتھ مین لیکن
شاہین صف سے نکلا کئی مرتبہ پکارا کہ اے فرقہ خدا پرستان واے زبر دستان بہتر اسی مین ہی کہ پہاڑ
سے اترآؤ بادولت کو تکلیف نہ دو ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکے نعرہ کیا لیکن کسی نے
جواب نہ دیا عیارون نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے وہ کر ہم کبھی پہاڑ سے نہ اترینگے
جب تو شاہین بڑھا فوج کو اشارہ کیا چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا ساحر و غیر ساحر دوڑ پڑے
عیارون نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا ہر طرف سے بلوہ کرکے چاہتے تھے کہ کفار کو نہ آنے دین تیراندازی
شروع کی ہزار تیر چلے کسی تیر نے خطا نہ کی بارہ ہزار جوان گرے لشکر مین ہنگامہ ہوا الامان فوج
بھاگے شاہین نے جو یہ معاملہ دیکھا صف سے بڑھا ہزار ہا اس کے دانے پھینک دے تمام عیار بیکار ہوگئے
ہاتھون سے کمانین چھوٹ گئین عیارون نے غل مچایا کہ اے شہریار ہم بیکار ہوگئے کمانین ہاتھ سے گر گئین اب
ہمسے کچھ نہین ہوسکتا بادشاہ پریشان سردار حیران سردارون نے قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کیا اے
شہریار اب غلامون سے صبر نہین ہوسکتا جاکر جان دین بادشاہ بھی اٹھے فرمایا کہ مین تمہارے ساتھ
چلونگا ایسا کب ممکن ہی کہ تم جاؤ اور مین بدنصیب اسی مقام پر رہجاؤن اور پھر بادشاہ کہلاؤن یہ
کہکے آگے آگے بادشاہ پیچھے جملہ سردار چاہا کہ پہاڑ سے کودین شاہین نے جو دیکھا کہ جملہ سردار اور
بادشاہ نامدار پہاڑ سے اترا چاہتے ہین جھپٹ کر گولہ مارا گولہ پھٹا بادشاہ مع سردارون کے پاگل
ہوگئے سردار بھی مختل ہوگئے اور دو تین گولے مارے کہ ابر تیرہ و تار پیدا ہوا پانی برسنے لگا جسپر

قطرہ دیدۂ ودہ خاموش ہوا اور کہا اگر ہزار دن بندگان خدا انکے بغل گرے تمام بہرے ولے سختی میں پھنسے
مستورات نے جو اندر سے سنیچے کے یہ معاملہ دیکھا بیقرار ہوگئیں پکار کر کہتی تھیں اے پروردگار ہمارے
وارثون کو بچالے سب آفت میں مبتلا ہیں ایسی آفت کبھی نہ دیکھی تھی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر نظم

ای خدای کریم ایزد پاک
خاک را کردی از نجاست پاک
گاہ از آب گوہر آوردی
از نوا ہر گل و خس و خاشاک
در خوشی خویش می‌شود عاشق
زیب تن از ہر سنائی پوشاک

واسع ارض و رافع افلاک
تودۂ خاک را عطا کردی
سیم از سنگ و گنج زر از خاک
در میان جہان سے وارد
نہ بوقت غم و الم غمناک
در غم ہجر ہست عاجز را

آدمی را تو دادۂ اعزاز
عقل و فہم و لیاقت و ادراک
در زمین سید برابر فیض
دوستی تو ز جور دشمن پاک
خاکساران عشق میدارند
سینہ صد پارہ و جگر صد چاک

یک بیک کہ جو شاہزادیوں نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت خالق زمین و آسمان ایک
معلوم ہوا شاہین پہلی گھاٹی پر پہونچا ہر بست و خنجر کرتا ہوا آتا ہے ہاتھ کے واسطے پھینک رہا ہے
ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ انکو تباہ کردو وہ جو ابر آسمان پر اٹھا اسکو سب دیکھنے لگے ہوا تند چلی
قریب لوہ آکر وہ ابر شق ہوا دیکھا سب نے صاحبقران زمان اور چند سرداران نوجوان دیوزاد تختون
کو اٹھائے ہوئے صاحبقران عالیشان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا فرمایا ہمارے تخت کو جلد اتارو دیوزادون
نے تخت صاحبقران کا زمین پر رکھا دست بستہ دیوزادون نے صاحبقران سے عرض کی
دشمنون سے مقابلہ ہے اگر حکم ہو ہم بھی دو چار پھینکے لگائیں ذرا کلہ گرم ہوجائے صاحبقران نے فرمانا
فرمایا بجا ہے اگر میں قبول کرتا تو اب تک کفار کا جھگڑا کا ہیکو رہتا طرف پردۂ قاف کے روانہ ہوجاؤ
خبردار اگر کسی آدمی پر نگاہ ڈالوگے اور میں سُن پاؤنگا تو تمہارے قبیلے تک کو قتل کرونگا دیوزاد سلام کرکے
طرف پردۂ قاف کے روانہ ہوئے صاحبقران چلے راہ میں بادشاہ جہجاہ و سرداران تہمتن و
جوانان صف شکن جابجا بیہوش پڑے ہیں صاحبقران اسم پڑھتے ہوئے چلے جسکے قریب اسم اعظم پڑھا
اسکو ہوش آیا دعا میں دیتا ہوا صاحبقران عالیشان کو اٹھا ہر خُرد و کلان یہی پکار رہا تھا کہ اے
شہریار والا آقائے نامدار آپ کب تشریف لائے صاحبقران سب کو تسکین دیتے ہوئے سامنے شاہین کے پہونچے
فرمایا او نامرد اب آگے نہ بڑھنا شاہین زور ون پر چڑھا ہوا پامال کرتا ہوا چلا آتا تھا فوراً صاحبقران پر
گولہ بھرا گولہ قریب آکر بنا شعلہ ہائے آتش بھڑکے امیر پر تاثیر نہ ہوئی امیر کو دیکھکر شاہین پہاڑ سے
کودا سب فوج بلوہ کرکے قریب پہاڑ کے آگئی ہر اسنے پکار کر آواز دی یاروحمزۂ ملک الموت جان کا ڈھونڈ
لشکر میں دیکھو کیا ہنگامہ ہے عیارون کو قید ہونے بچایا عین وقت پر خبیر جنبیہ جرات آیا جیا رحاب
سے گھیر کر مارلو سب فوج والے بلوہ کرکے چلے اُدھر ملازمان صاحبقران دبادشاہ جہجاہ و سنت پر
بادشاہ کے بھمور و فرامرز و عبد الجبار حبشی تلوارین کھینچے ۔ نے سب سے زیادہ عیار چلے ہوئے تھے حقہ
آتشبازی لیے ہوئے نیچے لیٹے ہوئے سنسناتیں لگاتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہین نے فوج کو اشارہ کیا
اور فوج ہزیمت پر بلوہ کرتی چلی عیارون نے بڑھکر حقہ ہائے آتشبازی مارے کئی ہزار ساحر جلے
غیر ساحر جو بڑے سرداران صاحبقران جابجا سے تلوار جھکر چلی غازیان دینداروں مجاہدان تہور شعار

شکست کھا کے جو اُٹھے ہیں کف منھ سے جاری تلواریں کھنچی ہوئیں جو بڑھے صفیں پامال کر دیں ہزاروں کو
مار کر ڈال دیا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد سب سے آگے بڑھے ہوئے تیغ قمقام قبضے میں لوٹتے ہوئے
چلاتے ہیں ہمات سے جوان پشت پر شمشیر زنی کر رہے ہیں شاہین نے کیسے کیسے سحر کیے زمین کو بھی صد اشجر بلکہ
اس نے صد ہا کو قتل کیا جب صاحبقران نے سحر کی ترقی دیکھی اسم اعظم بآواز بلند پڑھا کہ سحر باطل ہوا
سب کے آگے بڑھے ہوئے ہیں سب سے زیادہ چالاک بن عمرو بیقرار ہے ذکر کر چکا ہوں کہ اسی شاہین
کے مقابلے میں جا پڑی تھیں اس نے سحر کیا تھا کہ ملکہ حیرت غائب ہو گئی ہیں چالاک کلیجہ پکڑے پکڑے
پھر رہا ہے ملکہ بہار گلعذار سے کہہ رہا ہے کہ شاہین کے سحر سے ملکہ غائب ہوئی ہیں جس وقت شاہین
مارا جائیگا یہی سحر امین پتا ملیگا ہر چند کہ جتنے سحر چھوڑا اُسکے طریقے تو خیال میں ہیں اس سحر کا یہی طریقہ ہے کہ
چالاک دیوانہ وار جاتا ہے شاگردوں نے پوچھا استاد خیر تو ہے چالاک نے کہا کیا بیان کروں اسی بچیلے
سحر سے ملکہ عالم غائب ہو گئیں اُنھیں کو تلاش کرتا پھرتا ہوں دیکھیں پروردگار کس دن ملتی ہیں۔ نظم

اللہ ہو دے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین بھی بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسوں سے قمریوں کا مضمون نہیں جد معا
جرأت ہوئی نہیں گئے شمشاد کی طرف

مستی سے اُن لبوں کی تعلق جنوں کو ہے
مشکیں کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف

چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف

آئینے کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف

عاشق ہی دادخواہ نہیں ورنہ روز و شب
فریادرس کے کان ہیں فریاد کی طرف

نکلا ہے تیری زلف کا سبب کہ سلسلہ
آوازے ہیں اسیروں کے آزاد کی طرف

دھوکا دیا ہے دام نے کس کی زلف کا
بلبل اشارے کرتے ہیں صیاد کی طرف

شیریں بھی چاہتی تو اُسے پھیر لیتی کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف

آتش یہ وہ زمیں ہے کہ جس میں شفیق میں
سودا ہوا ہے میر سے اُستاد کی طرف

چالاک کے کلام میں وہ سوز و گداز ہے کہ شاگرد بے اختیار رو دیئے کہا استاد اپنے کو سنبھالیے ورنہ
ہلاک ہو جائیے گا چالاک نے کہا جائیو اپنی جان کا پاس نہیں کیا ہر جگہ اپنے کو کنوئیں میں گرایا اس ملک نے بچایا ہے
جب اُس سرکش کے منھ سے اچھا نکلا فلک نے یہ سامان دکھایا کہ سحر سے شاہین کے غائب ہو گئی مجھ
کیونکر آرام آئے ذرا اس چار پانچ کوس میں خیال رکھو شاگرد بھی اس جستجو میں چلے دست حق پرست
صاحبقران سے کئی ہزار ساحر وغیرہ ساحر مارے گئے شاہین ہر مرتبہ یہ خیال کرتا ہے کیا غضب کی بات ہے
کہ حمزہ پر سحر نہیں چلتا اس پر غضب یہ کہ ملازمان کوئی بیتاب ہو کر پکارتا ہے خداوند ہفت پیکر آپ کے بندے سخت
بیقرار و مضطر ہیں آپ کی خدائی کا یہ طریقہ تھا کہ جس بندے نے جہاں پکارا ہفت کوہ آپ کا مقام سکون
ہے لیکن ہر مقام پر آپ نے اپنے بندوں کی مدد کی آج کیا ہے کہ یہ بندہ پکارتا ہے کوئی علامت نہیں ظاہر ہوتی
تو لگے جس سمت ہوں آواز دی یا خداوند آپ کا مذہب چھوڑ دونگا مذہب لات و منات اختیار کرونگا
یہ کہتے ہی ایک چیخ ماری زمین کانپی ایک شعبدہ کا ہوا کہ جس وقت وہ تھا کہ کوہ لاجورد پہ جلسہ ہے تمام ساحر

جنج ہین زبرجد جادو دست بستہ سامنے کھڑا ہی کہ ایک مرتبہ ہونے کی تصویر جنبی کہا اے زبرجد ہمارا
شاہین بلند پرواز بہت بیقرار ہی یہ کہ رہا ہی کہ مذہب لات پرستی اختیار کرونگا اے زبرجد بات
یہ ہی کہ حمزہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہو جتنے اسی کے ہاتھ سے سب مذہبون کو مٹایا قدرت نے
اسکے بڑے بڑے ناز اُٹھائے ہر چند کہ قدرت کو نہین پہچانتا مراد اُسکی یہ ہی کہ جمال باکمال دیکھین
قدرت کو شرم آتی ہی کہ ایسے جلیل کو کیونکر جمال دکھاؤن ہمارے نام جو اُسکو یاد ہین اُنھین کو
پڑھ رہا ہے کسی کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا لیکن یہ وشاہین کی ضرور ہی بندہ ہمارا بیتاب ہو رہا ہی
سنجر بن سنجاب کو روانہ کرو کہ ہمارے سپہ سالار کو پکڑ لائے زبرجد نے مشیرون کو حکم دیا کہ پہلوے
قصر عشرت مین قصر سنگین ہی اُسمین سنجر بن سنجاب عبادت کر رہا ہو گا بڑا لو جو کر بلوالا ہی ملازمان
زبرجد پہونچے قصر عشرت کے پہلو مین ایک قبۂ کلان تھا اُسمین سے آواز بصد سوز وگداز آتی ہی
یا خداوند ہفت پیکر تو بڑا امام ناظر ہی عبادت ہماری قبول ہو تین تین دن مکان سے نہین نکلتا
سجدے مین پڑا رہتا ہی ساحرون نے آواز دی اے سنجر بن سنجاب قدرت طلب فرماتے ہین دروازہ
قصر کا کھلا دیکھا سنجر بن سنجاب سجدے مین پڑا ہی چند پتلیان سونے کی کھڑی ہین کچھ منتر جنتر پڑھ رہی ہین
سر سجدے سے اُٹھا یا کہا مجھے سب معلوم ہی مین ابھی جاتا ہون ظاہر مین سجدے مین پڑا رہتا ہون
لیکن عجائب و غرائب خداوندی سب پیش نظر ہین ہم بندۂ مقبول خداوند ہفت پیکر ہین یہ کہکے
ایک چیخ ماری وہ جو ساحر خبر لیکر آیا تھا اُسنے دیکھا کہ قصر بھی آنکھون سے ناپید ہوا وہ ساحر اور
پتلیان بھی غائب ہو گئین وہ ساحر حیران ہو کر پلٹا کوہ زبرجدی پر آیا تصویر نے کہا کیون اسنے
معکوس ہمارے بندۂ مقبول کو دیکھا کیسا عبادت گزار ہی سپہ سالار قدرت پر سختی نہ کریگا اُسکی
بات مین تاثیر ہی جسوقت سپہ سالار یہان آیا سب خیالات اُسکے دل سے باطل ہو جائینگے
یہان صاحبقران مبارک جنگ مین مصروف ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ شاہین پر جا پڑین شاہین
ہٹا جاتا ہی نعرۂ صاحبقران سے قلب تھراتا ہی اسیر و مجبور ہے ہین کہ ناگاہ سب سردار لڑ رہے تھے
یکا یک سب سجدے مین گر گئے یا خداوند ہفت پیکر کہکے پکارنے لگے دم بھر کے بعد سب نے
سر اُٹھایا دیکھا صاحبقران نے پہلے کو دے ایک ساحر نہایت کریہ منظر خوک پیکر اکڑتا ہوا
آتا ہی پہلے اُکر شاہین کے کان پکڑے کہا کیون شاہین یہ کیا حرکت تھی ایسا لفظ منہ سے نکالا کہ قدرت
پر شاق ہوا وہ عاقل تیری محبتی کا مشتاق ہی خبردار اب کبھی ایسا کلمہ منہ سے نکالا آتش قہر و غضب
سے جلا دیگا سارا غرور نکل جائیگا شاہین نے توبہ کی اب سنجر بن سنجاب بل کرتا ہوا بڑھا پکار کر
آواز دی یا صاحبقران اب زیادہ غرور نہ فرمائے قدرت نے آپ کو طلب فرمایا ہی یہ کہکے
تالیان بجانے لگا کچھ شعر موزون ناموزون زبان سے نکالتا ہی لقدرت پروردگار اُس وقت
صاحبقران نامبوقار ساحرون سے جنگ کر رہے ہین اسم اعظم الٰہی ورد زبان سنجر بن سنجاب
بہت چیخا چلایا جب پڑھتے اسم اعظم کے صاحبقران کو خبر بھی نہ ہوئی جب کئی مرتبہ اسے پکارا
صاحبقران مصروف جنگ ہین جب سنجر بن سنجاب نے دیکھا کہ سپہ سالار قدرت کچھ جواب نہین
دیتا اُسنے سب ساحرون کو جھڑکا کہا ای بیوقوفو کس سے لڑتے ہو امیر پر کوئی غالب نہ آئیگا قدرت

طائر نے اسقدر زمزمہ سرائی کی تمام اہالیان کوہ زبرجدی متوجہ ہوئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
ہمیں قدرت خداوند ہفت پیکر دیکھو طائر کیسا بیقرار و مضطر ہے ایسا طائر کبھی کسی کی نگاہ سے نہیں گزرا
دیکھو تو کیا زمزمہ سرائی کر رہا ہے قدرت کی محبت کا دم بھر رہا ہے تصویر یکایک ہنسی زبرجد آگے بڑھا
کہا ای طائر حال مفصل تو بیان کر اصل کیا کیفیت ہے یہ اشعار جو تو نے پڑھے ہماری سمجھ میں نہیں آئے
تصویر نے کہا ای زبرجد اسی طائر سے پوچھو کہ مغرور کا کیا انجام ہوتا ہے طائر مثل انسان کے گویا ہوا
کہا صاحبو جو مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہے حماقت سے مجبور ہے صاف صاف بیان کرنے سے
دل ناصبور ہے چالیس برس سنجر بن سنجاب نے وہ عبادت کی کہ سب کو رشک ہوا قدرت نے وعدہ فرمایا تھا
کہ تجکو بعد ایک سال کے طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا لیکن اُسکے دماغ میں غرور سمایا تھا سپہ سالار
قدرت کو سمجھانے گیا تھا ایک لفظ میں مردود درگاہ خداوندی ہوا قدرت نے اُسکے غرور کو باطل کیا
فوراً جہنم واصل کیا کوئی اُسکا غم نہ کرے قدرت نے جواب تیار کیا ہے دنیا [illegible] کا حال کھلیگا اسی طرح سے
اس طلسم میں مسلمان آئینگے اپنا اپنا جاہ و جلال دکھائینگے جو کوئی غرور کریگا انہیں مسلمانوں کے
ہاتھ سے مارا جائیگا امان نہ پائیگا بہتری اسی میں ہے کہ غرور نہ کرنا تمام ہفت پیکر پرست کانپ گئے
تھرا گئے کہتے تھے یارو سنجر بن سنجاب کو جو مرتبہ حاصل تھا غرور کیا بُری چیز ہے کہ یون مردود درگاہ
خداوندی ہوا وہ سپہ سالار قدرت ہے بڑا صاحب شوکت و لیاقت ہے اُسپر دست اندازی
کمال دشوار ہے ہر طرف ہنگامہ گیر و دار ہے پسران حمزہ طلسم میں آگئے جابجا لڑائیاں بھی شروع ہوئیں [illegible]
بعض نے ملک بھی فتح کئے [illegible] مفصل نہیں آئی اب جب ملک اچھی طرح فتح ہو جائینگے اُسوقت بندہ
قدرت کو خبر ہوگی یارو اپنے اپنے گھر میں عبادت کرو ایسا نہ ہو غضب میں مبتلا ہوں سب تھرتھر
تھرا رہے ہیں کہ طائر نے ایک چیخ ماری بکھر گیا اُسی وقت تصویر بھی خاموش ہوئی یہاں صاحب عرش کی
[illegible] اُس ساحر کو قتل کرکے شاہین پر جا پڑے شاہین نے بہت سحر کئے کچھ [illegible]
نہ ہوئی آخر ہفت پیکر کا نام لیکر گالیاں دینے لگا اور سخت و سست کہنے لگا کہ کیسا خدا [illegible]
تھوتھا ہے اب اس مقام پر ہماری مدد نہیں کرتا ہائے تقدیر پھوٹی ایسے وقت میں قدرت نے بھی
آنکھ پھیری ہم کیا کریں [illegible] میں اور کہاں جائیں یہ کہتا ہوا صاحبقران عالیشان پر جا پڑا اگرچہ
ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے جو روک کر ہاتھ مارا شاہین بلند پرواز کے سر پڑا
اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے جتنے افسر تھے سب مارے گئے آخر فوج والے شکست فاش کھا کر بھاگے
جو دست بستہ حاضر خدمت ہوئے صاحبقران نے سب کی خطا معاف کی نقیع فیروزی
بجے لیکن چالاک بن عمرو جس وقت سے شاہین بلند پرواز واصل جہنم ہوا صحرا میں پھرتا ہے
بیقرار و مضطر و زار و نزار پھرتا ہے کلیجے پر چھریاں پھر رہی ہیں کہ ہائے چالاک کیا غضب ہوا
ملکہ حیرت جادو کا کہیں پتہ نہیں ملتا کیا گردن جھکائے ہوئے غائب ہوئی تھیں وہ بھی مارا گیا
اب بھی پتہ نہیں ملتا اس حال پر ملال میں روتا پیٹتا قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا کہ یکایک
کراہنے کی آواز کان میں آئی یہ آواز دردناک تھی کہ ای فلک کج رفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی
میرے ساتھ کی عیش و راحت نے مجھ سے منہ پھیرا فوج غم و الم نے گھیرا عجب وقت انقلاب تھا

عالم کی مصیبتون نے ہمارا ساتھ دیا عیش وعشرت نے ہمارا دامن چھوڑا بلاؤن کا نزول ہوا کاشکے
طائر روح قفس جسم خاکی سے پھڑک کر نکلجائے دل آرام پائے اب زندگی ناگوار ہے اسی تردد مین
قریب کوہ کے پہونچا درۂ کوہ سے صدا ہچکیان لینے کی آئی چالاک صدا ہچکیون کی سنکر اندر
درۂ کوہ کے آیا نگاہ پڑی کہ آرام دل عاشقان معشوق خوش گو ملکہ حیرت جادو ایک قفس آہنی
مین بند زبان مین سوزن پیوست قفس مین پڑی ہین چالاک کا قلب بھر آیا کلیجہ منہ کو آگیا جست کرکے
اپنے کو قریب قفس پہونچایا اپنے ہاتھ منہ ٹوٹنے کا خیال نہ کیا قفس کو اُتارا جب قفل کاٹنے لگا تو ملکہ
حیرت نے آنکھ کھولی اپنے عاشق صادق کو دیکھا کہ سوہن سے قفل کاٹ رہا ہے ملکہ حیرت نے
دل مین خیال کیا کہ یہ ہر مقام پر مصیبت ہی مین کام آیا حیران تھی کہ اس بلندی سے قفس کیونکر
اُتارا ہر چند کہ ناز معشوقانہ مانع تھا کہ کلام نہ کرون لیکن دریاے محبت نے چالاک کے جوش مارا
کہا او چالاک تونے بڑا کام کیا اس مقام پر تو ہی پہونچا دوسرے کا یہ کام نہ تھا چالاک نے عرض کی
لاکھ جان میری نثار ہو ایسی کس کی مجال تھی کہ آتا جسوقت سے آپ غائب ہوئین مین نے تمام صحرا
چھان ڈالا اس پہاڑ کے قریب کئی مرتبہ آیا مگر آپکو نہ پایا نہین معلوم یہ کیا باعث تھا چالاک نے
قفس کھولا زبان سے سوزن نکالا ملکہ حیرت جادو نے فرمایا یہان پتہ کیونکر ملتا سحر اُسکا حائل تھا شاید
وہ مارا گیا چالاک نے کہا مین وقت پر صاحبقران عالیشان آگئے اور کئی ساحر بڑے بڑے دعوے
کیساتھ سفت پیکر نے بھیجے مگر خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے سب واصل جہنم ہوئے جب شاہین
سنجر بھی اس وقت مین نے چالیس شاگرد روانہ کیے خود بھی جستجو مین نکلا شکر ہے کہ اس مقام پر پہونچا
کوہ زبرجد کو بخیر وعافیت پایا صاحبقران عالیشان آپ کے واسطے بیتاب و بیقرار ہین ملکہ
دیتا تھا ملکہ مخمور و ملکہ مہ جبین آٹھ پہر یہی کہتی ہین کہ چالاک نے بڑی جانبازی کی مگر مقام
آخر جستجو تھی کہ اب ملکہ حیرت جادو کو نہین تلاش کرتے شاہین بلند پرواز نے کہین قید کرکے
رکھا ملکہ بہار و مخمور و مہ جبین وغیرہ افسوس کرتی تھین کہ اگر ہم سب سحر سے غائب نہ ہوتے
تو اسکو تنکے جیسا گرا مارتے مگر افسوس ہے کہ ہم بیکار ہوئے آٹھ پہر یہی ذکر رہتا تھا چالاک بن عمرو
نے باتین کرتے کرتے شیشی عطر کی تو بڑے سے نکالی کہا ملکہ عالم یہ عطر کیا عمدہ ہے ذرا سونگھیے
ملکہ حیرت جادو نے کہا بس مجکو معاف کرو تم لوگون کی عیاری سے مین بخوبی آگاہ ہو گئی ہون
آخر مجکو بیہوش کرنے سے کیا فائدہ ہے چالاک بن عمرو نے عرض کی اے ملکہ عالم آرزو یہ تھی کہ آپ کا
پشتارہ باندھ کر لیجاؤن ملکہ حیرت جادو نے فرمایا مین چلی آؤنگی تم چلو ابھی تو مین نے سحر تو نہین
کی یہ سنکر چالاک درۂ کوہ سے نکلا ملکہ حیرت جادو بلند ہوئین چالاک بن عمرو نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو نے ابر مروارید تیار کیا طاؤس زرین بال پر بصد شان و شوکت سوار ہوئین
ابر مروارید چلا چالاک یہ تماشا دیکھتا ہوا چلا آتا ہے ابر مروارید کس لطف سے جاتا ہے
چالاک بن عمرو ہزار جان سے نثار ہو رہا ہے اس فتح کی لشکر اسلام مین بڑی خوشی حاصل ہوئی
لشکر اسلام مین آج کے دن بڑی دھوم دھام ہے ہر مقام پر جشن ہو رہا ہے شاہزادے و شاہزادیان
کام کرتی پھرتی ہین ملکہ بہار جادو بھاری جوڑا پہنے ہوئے ملکہ مہ جبین دروازے پر لازم ہو نکو کھانا پہونچا رہی ہین

نگاہ جو پڑی دیکھا ابر مرواریدی آتا ہے خوش ہو گئیں کنیزوں سے کہا ہمشیرہ صاحبہ آتی ہیں مخمورہ بے جوہر خود
شاہ واسطے استقبال کے دوڑیں آج تک ملکہ مخمورہ اپنے کو ملازمہ ملکہ حیرت جانتی ہیں واسطے استقبال
کے زمین کو ابر شق ہوا دیکھا ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پر سوار بڑی رعنائی سے آکے بیٹھ گئیں
ملکہ بہار بھی بڑھ گئیں ہر چند کہ ملکہ بہار کا بڑا مرتبہ ہے مگر اپنی بہن کے استقبال کے واسطے بڑھیں ملکہ
حیرت جادو آکے بیٹھ گئیں بہار و مخمور نے آکے گھیر لیا سب حال پوچھا ملکہ حیرت نے سب کیفیت بیان
کی کہ اس قید سے جانے چالاک ہی نے رہا کیا ہوا جو کچھ تم کہو ہم قبول کریں آوارگی کی اب دل میں طاقت
نہیں رہی اسی وقت صاحبقران بھی بارگاہ سے نکل آئے چالاک بھی ہمراہ سر جھکائے ہوئے کھڑے
ہیں صاحبقران کو دیکھ کر سب اٹھے ملکہ حیرت نے جھک کے سلام کیا امیر نے جھپٹ کے حیرت جادو
کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے ملکۂ عالم تمہاری خرابی پر سب نے سرگردانی کی سب حالات سنکے مجھے
بڑا افسوس ہوا اب تمکو مناسب یہ ہے کہ انتظام ہوشربا و چالاک کو اپنی غلامی میں قبول کرو حیرت جادو
نے شرم سے سر جھکا لیا مگر ملکہ بہار نے بڑھکے عرض کی جیسا ارشاد فیض بنیاد ہو اسی طرح یہ بجا لائینگی
چالاک نے انکے ساتھ بڑی جانبازی کی ہر مقام پہ اپنی جان دینے کا قصد کیا کسی مقام پر دو نہیں
رکا اب انکو حکم شہنشاہ سے کیا عذر ہے صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ بہار یہ تمہے بہتر کون انکار نہیں
ہم تمکو انکی جانب کہتے ہیں اور چالاک ہمارا فرزند ہے خدا کی ہمارے فرزند پر کوئی جفا ہو اور اس آفت
میں چالاک بھی مبتلا ہو تو ہم بیٹے چالاک کی رہائی کی تدبیر کریں یہ خیال نہ کرنا کہ یہ اغیار ہے خدا
نے اسکو مثل فرزندوں کے پرورش کیا جو تمہارا حکم ہوگا ہم آنکھوں سے بجا لائینگے اب ملکہ حیرت تم
اپنے دل کو گراں نہ کرنا ملکہ حیرت جادو قدموں سے صاحبقران کے لپٹ کے رونے لگیں عرض کی
میں حضور کو اپنا پیر و مرشد جانتی ہوں جو سرگردانی تقدیر میں لکھی ہوئی تھی وہ ہوئی آپ بھی مجبور ہیں
بہی ہوا چار صاحبقران نے ایسے کلمات فرمائے کہ ملکہ حیرت کو بہت تسکین ہوئی ملکہ بہار حیرت
کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آئیں ملکہ مہ جبین نے تعظیم کی ملکہ حیرت جادو کو پہلو میں جگہ دی جشن لو
لشکر میں ہو رہی تھی ملکہ بہار نے بڑی دھوم سے مانجھا واسطے چالاک کے روانہ کیا میان
چالاک مانجھا بیٹھکر بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوئے صاحبقران نسان کو نذر دی جب بادشاہ کو بھی
نذر دے چکا تو بادشاہ نے فرمایا اے چالاک تم نے بڑا کام کیا جب انتہا ہیں یہ بات مشہور ہوئی کہ
چالاک حیرت جادو پر عاشق ہے تو بزرگ ہنستے تھے کہ بھی چالاک کا حیرت پر دل آیا کا رہنا باقی
کیا کہ شادی کر کے چھوڑا اسی وقت طائفے حاضر ہوئے میان چالاک بادشاہ کے پہلو میں آکے
بیٹھے ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

مگر تیری کمر ہے مجھے جستجو ہے
کمر کا ترے شبہ کا ایک مو ہے
کہا نا نہ ہرگز نہیں جاؤں دو دو گا
نظر سے نشاں رنگ بھی مثل بو ہے
نہ میں ہوں مخاطب نہ تو ہے مخاطب

دہن بھی نشاں ہر تنی گفتگو ہے
پیمانے میں جھلکتے ہیں ہم یا ہم ہیں
نے تاب زاہد مری آرزو ہے
کیا پانی پانی ترے قد نے ایسا
وہی میں وہی تو نہ میں ہوں نہ تو ہے

جو ہیں ہو شگافت انکی یہ گفتگو ہے
جو انکھیں ہوں روشن تو پھر تو ہی تو ہے
مرا گل ہے ایسا کہ اے تو خندہ لیو
کہ سرو لب آب جو آب جو ہے
مجھے ہوش آیا تو کیا جوش آیا

یہ بنت العنب بھی بڑی تند خو ہے
جنون تار تار اب کردن میں گریباں
ترا ہاتھ تو شل دست سبو ہے
کب جام ترے ہاتھ ہے فکر ساقی
جو بیٹھا ہے گھر میں وہی کو بکو ہے
مری تندگی ہے لعل گون سے
گل زخم میں واہ کیا رنگ و بو ہے
تصور ہے جو درد کی طرح ناسخ

خضوع ناسک کرتے ہوا جاں نثار رو
کہ ناصح کو درکار تار رفو ہے
بہاتا ہوں آنسو جو آنکھوں سے پیہم
بلا سے اگر خشک میرا لہو ہے
جو جنت میں ہے وہی شستہ میں
سبب زیست کا جس طرح سے لہو ہے
مے ناب سے ہاتھ دھو یا ہو تجھے
جدھر دیکھتا ہوں وہی سو بسو ہے

نظر باز نزہ ماہ آئینہ رو ہے
وہی جام و مینا ہے ساقی لہان تو
ولا داغ الفت کی کیفیت شوخی
عبث خانہ برباد ہو ہرزہ گرد و
جو یکسو ہے سب سے وہی چار سو ہے
چھڑک کر سے زخم پر نمک برا
یہی زاہد و کیا تمہارا وضو ہے
عجب طرح کا ہنگامہ عیش و نشاط

گرم ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہیں جام و سبو گردش میں ہیں ہر ایک خرد و کلان عیش و نشاط کی کوشش میں ہیں صاحبقران زمان خود مصروف سامان عروسی چالاک ہیں خواجہ عمرو محفل میں نہیں آتے فرماتے ہیں حمزہ کو وحشت ہوئی ہے اب پیر لونڈا اور زیادہ پھولیگا زمین پر پاؤں نہ رکھیگا کہیگا میں حیرت کا شوہر ہوں اب وہ کس سے بات کریگا صاحبقران نے جو سنا فرمایا خواجہ عمرو دیوانے ہوئے ہیں بیٹے کی شادی میں شریک نہیں ہوتے جانتے ہیں کہ خرچ کرنا پڑیگا مقبل سے فرمایا ذرا عمرو کو تو بلا لو خواجہ منہ لٹکائے ہوئے آئے دیکھا چالاک پہلو میں صاحبقران کے کرسی الماس لگا ہے بیٹھا ہے خواجہ دیکھکر جلگئے عمرو نے کہا حمزہ تو نے نالائقوں کو صحبت میں جگہ دی خدمتگار کو پہلو میں بٹھایا تمہاری حیرت کی تنخواہ پھوٹ گئی کہاں وہ شاہزادی والا قدر کہاں یہ تین سو روپیہ کا پیادہ امیر نے فرمایا پانچ سو روپیہ مہینا واسطے صرف پاندان ملکہ حیرت کے مقرر کیا لیا ہے عمرو نے کہا آپ سب کچھ دیجئے لیکن ہمارا نمین سیب میں وہ کیونکر دھوٹے جائینگے امیر نے فرمایا اب بیہودہ نہ بکو تم کو اسواسطے بلایا ہے کہ محفل کو روشن کرو کچھ گاؤ عمرو نے کہا میں اس محفل میں نہ گاؤنگا میرے واسطے شاق ہے امیر نے کہا مقبل لو بلا و کمو میں ہزار روپیہ لئے رکھے ہیں جس کو انکے لینے کی ہوس ہو وہ گائے اور یہ مال لے عمرو نے کہا ہمیں کسی کی شادی و غمی سے کیا کام ہے ہم تو آپ کے حکم کے پابند ہیں جو فرمائیے بجا لائیں امیر نے کہا مجھ مقبل نے جو بیس توڑے لاکر رکھے خواجہ کی رال ٹپک پڑی کہا اے شہریار جب [illegible] جو حکم ہو بجا لاؤں صاحبقران نے فرمایا لینا ہو تو گاؤ خواجہ عمرو نے جوڑی ڈھولک کی نکالی سامنے

صاحبقران کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

رعد کا شور ہو مردوں کی صدا سے پیدا
چھوٹتا ابر بہاری ہے ہوا سے پیدا

اے جنون خار ہوں صحرا کی ہوا سے پیدا
آبلے ہوتے ہیں اپنے کف پا سے پیدا

نہ تو ہوتے ہوئے تھے ہم نہ تو بیاہ سے پیدا
ہو گئے روگ جو دنیا کی ہوا سے پیدا

چاہیے اشک بھی ہوں نالے کے پیچھے پیچھے
آمد قافلہ ہو بانگ درا سے پیدا

لالہ و گل ہیں زمیں پر تو فلک پہ شفق
رنگ کیا کیا ہوے خون شہدا سے پیدا

قد کشی آج وہ سروں سے ہیں کرنے جلتے
گل کی بہار ہوے تھے جو ذرے سے پیدا

تخت پریوں کے اڑا لائے جو دیوانوں تک
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا

دھوپ مین تو جو نکلتا ہی کبھی اے رشک حسن / سایہ ہوتا ہی پر و بال ہما سے پیدا
مشک بو زلف کا ہی لطف رخ رنگین پر / سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا
شاہد گل کو ہی مقصود شکار بلبل / آشیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا
پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود / ہو کرامات گدا حال گدا سے پیدا
حسن بت سے جو نہین جان چاہی دکھلا / حال ہوتا ہی یہی عشق خدا سے پیدا
فی الحقیقت ہی اگر چشمۂ حیوان وہ دہن / سیکڑون خضر سے ہو جائینگے پیاسے پیدا
بوسہ بازی سے مری ہوئی ہر ایذا انکو / شور جیاتے ہین جو ہوتے ہین سما سے پیدا
عہد پیری مین جوانی ہی بہت یاد آتی / کھینچے زور کمان پشت دوتا سے پیدا
مجھکو ڈر ہی کہین طوق گلو یار نہون / حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا
بند کر دیگی تری برق جمال آنکھون کو / ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا
دیکھکر آئینہ بیزار خوبصورت سے / ہوتے ہین جوش جوانی مین قضا سے پیدا
بندہ عالم نہین ہو سکنے کا بیدل جو نہ / بت گمراہ کرین ما و خدا سے پیدا
لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہوئی / رس سے شکر ہوئی شکر سے نبات سے پیدا
اے رشک حسن ترے عشق مین مرنے کے لیے / لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

عمرو نے اس طور سے اس غزل کو گایا برق وغیرہ ساز بجاتے ہین جب خواجہ نے بیس ہزار روپیہ انعام کے لیے برق وغیرہ نے کہا استاد دلاتا ہوگا عمرو نے کہا آقا سامنے موجود ہین آپ ہی سب کو دیجیے مین نے حق اپنا پا لیا مین کسی کو ایک حبہ نہ دونگا یہ کہکر خواجہ چلدیے برق وغیرہ نے انعام نہ پایا چالاک نے سر جھکاکے کہا اب قبلہ و کعبہ کے گانے مین مزا نہین رہا ٹھیکرے لوٹتے ہین گانے کا مزا جاتا رہا امیر نے کہا چپ رہو وہ نہین تجسے جلتا ہی اور زیادہ فساد کریگا سب جگہ کہتا پھرتا ہی کہ حیرت کی تقدیر پھوٹ گئی اگر حیرت سنیگی اور زیادہ ملول ہوگی اسکے کان مین یہ بات نہ پہونچے مین شادی مین کچھ فتور نہو میان برق وغیرہ بہت خوش خرم رنگین کپڑے پہنے ہوے مبارک سلامت کرتے پھرتے ہین ایک ایک سے کہتے ہین خدا نے بڑا فضل کیا ہمارے بھائی صاحب کی شادی ہوتی ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ سات دن شبانہ روز یہی جلسہ رہا صاحبقران زمان خود مصروف سامان رہے ساتوین دن حنا بندی و ساچق کی تقریب کرکے چالاک کو دولہا بنایا صاحبقران اپنی گود مین لیکر بیٹھے زر نثار کرتے ہوے چلے خواجہ عمرو نے جو سنا کہ اب برات جاتی ہی مکان پر خواجہ بزرگ امید کے پہونچے چوبدار کی شکل بنے ہوے آواز دی جناب قاضی صاحب بزرگ امید نکلے خواجہ یعنی عمرو نے کہا حضور برات گئی آپ تیار رہیے مگر یہ کوری تو نوش فرمایے خواجہ بزرگ امید نے کوری کھا لی کھاتے ہی گھبرا کے کہا میرے پیٹ مین درد ہوتی ہی مین براے رفع حاجت جاتا ہون خواجہ بزرگ امید کو دست آنے لگے عمرو نے کوری مین جمال گوٹہ دیدیے آپ خواجہ بزرگ امید بنکر چلے ایک ایک سے پوچھتے جاتے ہین برات دولھن کے مکان پر پہونچی لوگ خبر دیتے ہین کہ صاحبقران نے وہ انتظام کیا کہ خود چالاک کو گود مین لیکر بیٹھے زر نثار کرتے ہین سارے لشکر مین برات پھری

مراد صاحبقران یہ ہے کہ ملکہ حیرت کو ملال نہ ہو وہ شاہزادی والا قدر ہے چالاک کو بدل و جان قبول
کرے یہاں شہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی و ملکہ بہار و مخمور انتظام میں مصروف ہیں سب سے زیادہ
ملکہ بہار محفل کو آراستہ کر کے بیٹھی ہیں محفل آراستہ بزم پیراستہ شہنشاہ لاچین و ملکہ بہار در بارگاہ
پر کھڑے ہیں جب قصر میں ملکہ حیرت جادو ہیں کنیزوں نے چلمنیں ڈال کے انتظام کیا ملکہ حیرت جادو
نے کہا تھا کہ برات ہم بھی دیکھینگے کنیزوں نے چلمنوں سے دکھائی ملکہ حیرت نے بچشم دیکھا صاحبقران زمان
چالاک کو گود میں لیے بیٹھے ہیں باغ باغ ہو گئیں دل سے کہتی ہیں کہ صاحبقران بڑے جوہر شناس ہیں مگر
ہماری تقدیر میں آوارگی تھی کہ ایسے قدردان سے جدا ہے جیسے قریب بارگاہ سلیمانی پہونچے بہار نے جھک
طشت میں پانی بھرا ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینکا پاکر بہشتہ دو ملا پانی بھرے کنیزیں ٹوٹکے کر رہی ہیں ڈومنیں
گانے کی آواز بلند کیے ہوئے فردوہ طبلوں کی آواز نے آنکھیں صدا وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا امیر چالاک
کو لے کے اترے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے نوشاہ برابر گدے ہیں کہ اسی انتظام میں صاحبقران نے آرام نہیں
فرمایا صحبت میں بیٹھے رہے منظور یہ ہے کہ کسی طرح کی دل شکنی نہ ہو علم ہوا قاضی صاحب کو لاؤ چوبدار دوڑے خواجہ
بزرگ امید بنے ہوئے بیٹھے ہیں چوبدار نے آکر کہا قاضی صاحب چلیے قاضی صاحب ایک عبا پہنے دھاٹا باندھے
ہوئے کتھا ہاتھ میں لیے آیات درود پڑھتے ہوئے قریب بارگاہ سلیمانی پہونچے حکم ہوا گانا موقوف کرو اب
قاضی صاحب آتے ہیں رنڈیاں باہر نکالی گئیں ساز سب بند کیے گئے قاضی صاحب اندر آئے صاحبقران
نے فرمایا قاضی صاحب پہلے اندر جا کے پوچھیے مہتر حضرت مہتر چالاک فرزند صاحبقران اسی ملکہ عالم
قبول ہیں ملک واسطے پان کھانے کے دیے وہ حرف پاندان کو رہے اور اقلیم ہوشربا کی حکومت بطور
عطیہ سرکار ہے قاضی صاحب اندر پہونچے سمدھنیں جمع ہیں قریب محلہ عروسی آ کے پکار کے پوچھا اس وقت
ملکہ بہار حیرت کو گود میں لیے بیٹھی ہیں قاضی صاحب نے پکار کے پوچھا بڑی دیر میں ہون کی آواز آئی
قاضی صاحب پلٹے بہار نے بڑھ کر پوچھا جناب قاضی صاحب ذرا ٹھہر جائیے کیوں جناب صاحبقران
نے کیا مرحمت فرمایا دیکھا ملکہ بہار دریا ہے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے ہے قاضی صاحب نے بہار کے
ہاتھ ملایا کہا اے ملکہ عالم صاحبقران زمان نے اقلیم ہوشربا بطور سلطنت مقرر فرمائی اور تین ملک
واسطے پان کھانے کے دیے بہار خوشی خوشی بیٹھیں قاضی صاحب باہر نکلے بہار نے بعد تھوڑی دیر کے
جو ہاتھوں کو دیکھا پانچ انگوٹھیاں کم ہو گئیں حیران ہیں کہ کس کو کہوں آخر پاس ملکہ حیرت کے بیٹھیں اب
قاضی صاحب محفل میں آئے چالاک سے متوجہ ہو کر فرمایا ملکہ حیرت دختر نبیرہ اختر حیات جادو تین ملک
واسطے پان کھانے کے اور اقلیم ہوشربا بطور سلطنت دی چالاک منظور ہے یہ سنکر قریب تھا کہ چالاک کے
بند قبا ٹوٹ جائیں خوشی کے مارے پھول گیا سر جھکا کر کہا قبول کیا قاضی صاحب نے خطبہ پڑھا لڑکے
کشتیاں جواہرات کی لیں صاحبقران دیکھتے ہیں کہ سب عیار موجود ہیں مہتر قران تک حاضر ہیں مگر
خواجہ عمرو نہیں ہیں قاضی صاحب کو دیکھا کہ دامن پھیلائے ہوئے سامنے عیاروں کے کھڑے ہیں
فرما رہے ہیں کہ بھائیو تمہارے بھائی کی شادی ہو رہی ہے عقد پڑھا کچھ دلوا دو امیر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او
ساربان زادے خواجہ بزرگ امید کو جال کرنے دیجے تو خرچ کر لیا عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت
رکھے آپ نے وہ بھدرش فرمائی ہے کہ جسکو بیان نہیں کر سکتے یہ کہکر ہاتھ چوما کے بجائے صاحبقران نے

چنانچہ ادنیٰ سپاہی کو بھیجے کہ جاکر خواجہ بزرگ امید گرد ان پا کر سیاہ نمو بلاک ہو جاتے ہیں لوگ بھیجے جاکر خواجہ بزرگ امید
کو دیکھا کہ دست آرہے ہیں خادم نے خبر دی کہ آج تو خواجہ عمرو وہاں لگا بیٹھے ہیں خواجہ بزرگ امید
فرماتے ہیں ابھی میں مصلحت پاؤں تو اقرار نامہ لکھوا دوں کروں کہ کان پکڑ کے سے باتا یا جب عقد کا دن
آتا مگر یہ ساربان زادہ بھی کیا چال کرتا ہے میں عقد اب نہ پڑھوں گا کہ ملازمان صاحبقران میں پہنچا نوچ
آکے علاج کیا کشتیاں جواہرات کی بھی لاکے دیں کہ صاحبقران نے یہ مرحمت فرمایا ہے خواجہ بزرگ امید
فریاد کرنے لگے کہ جلدی صاحبقران زمان سے عرض کرنا کہ یہ بھی اُس ساربان زادے کو دیجیے اور
عرض کرنا کہ میری جان پہنچی ہے ملازمان صاحبقران نے علاج کیا ہے ہیں صاحبقران نے انعام تقسیم
کیا یکی سو طائفہ ہے سب کو نہال کر دیا شہنشاہ رامین سے جہیز کے اسباب کے لیے دلہن کے واسطے
محافہ زریں آراستہ ہوا اونٹوں پر اسباب جہیز لدوا گیا اسطرح صاحبقران برات لیکر بیٹھے خواجہ نے جو دیکھا
کہ امیر حمزہ کو حیرت پسند شاہ بھی ہے ہیں یہ معاملہ دیکھ کر منہ میں عمرو کے پانی بھر آیا رنگ و روغن عیاری کا
لگا کر ایک شہدے کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک میلی چادر لنگوٹے میں باندھے دو کوڑے دونوں ہاتھوں میں
لیکر ادھر پھینک ادھر پھینک کرتے ہوئے ساتھ ہوئے جب وہاں سے صاحبقران نے خاص چپکے عمرو
نے حسبت کرکے سب جواہرات جھولی میں لے لیا لیکن صاحبقران کی نگاہ پڑ گئی پکار کے اوٹھ دہی
کہ او لالچی ساربان زادے خبردار کیا کرتا ہے ارے تجھے شرم نہیں آتی بیٹے کی برات جاتی ہے اور تو مال
لوٹ رہا ہے عمرو سامنے صاحبقران کے بھاگا ایک گوشے میں جاکر چھپا پھر لگا صاحبقران کی بجا کے
لوٹنے لگا اس دھوم دھام سے برات بیر صاحبقران آئے ملکہ مہپارہ تو ایسی تھیں سب سامان انتظام کیا ہے کہ دھوم
سے برات گرائی چالاک پھولوں نہیں سماتا جب دولہا دلہن کو لیکر محل میں آیا ملکہ مہپارہ نے جو دیکھا
چالاک نے جھک کے سلام کیا مہپارہ نے کہا اے چالاک مبارک ہو تمہاری جانبازی کا پھل ملا اگر کسی کا
بیٹا کرے تو اسطرح کرے جیسا تم نے کیا چالاک تو حجلہ عروسی میں جاتے ہیں صاحبقران زمان آج
کے دن کے بعد خوابگاہ میں گئے خواجہ عمرو بھی تھکے ماندے تھے یہی جاکر سوئے تمام لشکر میں آج سناٹا
ہو گیا دو گھڑی رات رہے وہ جو قاعدہ قدیم ہے مقبل صاحبقران کو جگانے آیا دیکھا پلنگ خالی ہے ہر مہرہ
انتب کا لگا ہے مقبل نے ایک چیخ ماری برق آشنا مقبل کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا مقبل بدحواس ہے
برق نے پوچھا خیر تو ہے مقبل نے کہا آپ لوگوں نے بڑی غفلت کی برق نے کہا یہ پہلو امید نہ تھی آج کل تک
کسی سے مقابلہ بھی نہیں کون دشمن لگا ہوا تھا آتا ہے تاجدار کو لیگیا اب غضب ہوا خواجہ عمرو کو بھی
خبر ہو گئی آج ہمہ تن صبر و بیتن میں تھے یہ خبر سنکر بدحواس ہو کے دوڑے دیکھا سب عیار دروازے میں
پلنگ خالی ہے خبر لو سب عیاروں نے عرض کی صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو گھبرائے ابھی بارگاہ میں
گیا دیکھا وہ نہ نقب کا لگا ہے چالاک بھی آنکھیں ملتا ہوا نکل آیا خواجہ نے ایک دو ہتڑ مارا کہا کہ بدنصیب
تیری شادی سے یہ نتیجہ ہوا کہ آقا سے تاجدار کو کوئی چرا لے لیگیا بادشاہ بھی یہ خبر سنکر اپنی بارگاہ سے
نکل آئے پوچھا ارے کیا ہوا مقبل نے بڑھ کے عرض کی صاحبقران زمان کو کوئی چرا لیگیا بادشاہ نے
فرمایا خواجہ کو بلاؤ خواجہ عمرو جو سامنے آئے بادشاہ نے فرمایا کیوں خواجہ یہ کیا غفلت ہے ہم تو سمجھ
جاتے تھے کہ طلسم ہفت پیکر والوں سے پکڑی آ پڑی ہے وہاں سے بھیجے ساحر آئے مارے گئے

اٹھے دلیر داغ ہوگا فرزند کو دکاوش کرینگے عمرو نے کہا حضور نہ گھبرائیں غفلت تو حقیقت میں ہوئی مگر میں تلاش
کرونگا میں شادی میں رنج ہوا اس بدنصیب کی شادی ہوئی ہماری نامرادی ہوئی تاج سر آتے گیا
اب سب عیار آ کے جمع ہوئے اپنے اپنے طور پر بکنے لگے چالاک نے کہا میں ابھی پتہ لگاؤنگا یہ کہکر باندازِ
عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ حیرت کے پاس آیا رخصت ہوا ملکہ حیرت نے کہا اے چالاک اگر ہو سکے تو تم
وہاں جاؤ جہاں اپنے عہد دولت میں سنا تھا کہ میان سہ بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے قلعہ زہادیہ اسکا لقب
ہے سیرواب جادو اسکا حاکم ہے وہ بھی ہفت پیکر کا خلاصہ اسے خبر ملی ہے کہ اسنے ایک قلعہ آباد کیا ہے
اسکا قلعہ شاطران نام ہے سیرواب جادو نے وہ قلعہ شاطروں کو دیدیا ہے اسکا محاصل بھی وہی لوگ
پاتے ہیں ہر رئیس کے ساتھ ایک عیار ہے ہر عیار کو یہی دعویٰ ہے کہ میرا مثل نہیں قنطور تیز رو
اسکا عیار ہے شاید اسنے یہ فکر کی ہو لیا وہ یہ کہ شاید اسنے خبر سنی ہو کہ ایسے ایسے ساحر مارے گئے
ضرور اسکے خلاف ہوا ہوگا شاید اسی نے قنطور کو بھیجا ہو ایک زمانہ میں سیرواب جادو ہمارے ملک
پر بھی آیا تھا مگر بیٹھنے کو میرے پاس پہونچا کچھ حال زار و نیاز مجھ سے پوچھے تھے مگر قنطور اسکے ساتھ
تھا سو جیسے یہ حال تمسے کہدیا میں ہمارے ساتھ ہو شہر یا جاؤنگی اگر فرصت ہو اسطرف آنا چالاک
یہ سنکر بہت رویا کہا اے ملکہ عالم یہ مقدمہ ایسا واقع ہوا کہ مجھکو بڑا حجاب ہے دل واسطے آقا ہے نامدار
کے بہت بیتاب ہے میں پہلے قلعہ زہادیہ میں جاتا ہوں ملکہ حیرت نے کہا یہ خیال رکھنا کہ اپنے کو
عیاروں سے بچانا قنطور سب کا استاد ہے چالاک باہر نکلا برق فرنگی سے ملاقات ہوئی چالاک
نے حال قلعہ زہادیہ کا برق سے بیان کیا برق نے کہا خلیفہ کچھ عجب نہیں کہ وہیں پتہ لگے چالاک مع
برق ساتھ چلے خواجہ ایک جانب روانہ ہوئے اور بھی عیار چلے یا تو لشکر میں سب کو خوشی تھی یا یہ خبر سنی
پریشان ہو گیا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ بڑا کوئی دشمن بہک تھا ایسے وقت میں آیا کہ سب غافل تھے
بادشاہ بجاہ بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے دنگلوں پہ بجر لگا ہے پیش کہ گل علشاہ و دلنواز الدہر
وغیرہ جملہ فرزندان صاحبقران کے خالی پڑے ہیں بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے
فرمایا یا سبحان کیا غضب کی بات ہے ہم بیٹھے رہے یہ سب شیر دلیر طلسم ہفت پیکر کے گئے اب یقین لا
تھا کہ صاحبقران بھی اسی طرف جائینگے ہم میں یہ شعبدہ کھل گیا اب دیکھیں مالک برقت بارک کیا دکھاوے
مگر چالاک اور برق رہے جب قلعہ زہادیہ کے قریب پہونچے دور ہی سے دیکھا دروازہ قلعے کا کھلا
ہوا ہے خلقت کی آمد و رفت ہو رہی ہے دونوں نے صورتیں بدلیں چالاک فقیر بنا برق فرنگی چیلے کی شکل بنکر داخل
قلعہ ہوئے پھرتے ہوئے جاتے ہیں اب چاہتے ہیں کہ کسی مقام پر ٹھہر کر حال دریافت کریں ایک جگہ
جاتے ہیں چونکہ فقیر کی صورت بنے ہوئے ہیں سوال بھی کرنا ضرور ہے وہاں کے لوگوں کو معتقد طلسم ہفت پیکر
پایا میں نے سوال کیا آواز دی کہ خداوند ہفت پیکر کچھ فقیروں سے بھی حاجت ہو جاتی ہے ہو چالاک
نے دیکھا شہر والے کچھ دیتے نہیں چالاک حیران ہے کہ یہاں کا کیا طریقہ ہے فقیر کو نہیں دیتے اس سوچ میں
بازار میں کھڑے تھے کہ دیکھا ایک طرف سے قنطور تیز رو سات سو پیک ہے پیچھے پشت پر قنطور کے ہیں
زر لفتی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہیں قنطور کی نگاہ چالاک پر پڑی ساتھ والوں سے کہا
یہ فقیر عجیب شخص معلوم ہوتا ہے ساتھ والوں سے کہا کہ ہمارے سامنے بلاؤ ایک شاگرد نے بڑھکر کہا او

پشتارہ باندھکر سامنے چالاک کے لایا چالاک غش سے اُٹھا یہ دونون اُسکو ادب کرتے ہین لانے اب
اُس جوان کو ہوشیار کیا اب جو اُس جوان کی آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا ہوا پایا دیکھا دو شخص نیچے کھڑے
ہوے کھڑے ہین چالاک نے محبت پوچھا ای جوان رعنا یہ کیا حال ہی کیا کسی پر عاشق ہو سچ صاف
صاف کہو تمہارے معشوق کو تمسے ملا دینگے یہ جو یہ محبت چالاک نے کہا اُس جوان نے بنگاہ حیرت
ان دونون کو دیکھا ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای جوان خداوند ہفت پیکر تمکو سلامت رکھے ایسی
بات کہی کہ دلشاد کر دیا لیکن میری مشکل لائق حل کے نہین ہی چالاک نے کہا کوئی مشکل ایسی ہی کہ جو حل
نہو جب چالاک و برق نے بہت کہا تب اُس جوان نے اشک کا دریا بہایا کہا ای مشفق و مہربان اُس
کیفیت یہ ہی کہ سرداب جادو بوستان کا حاکم ہی طرف سے ہفت پیکر کے ہمارے باپ پر لشکر کشی کرکے
آیا ہمارا باپ سلطان خسرو اسی ملعون کے ہاتھ سے مارا گیا ہمکو قید کیا ہفت پیکر کو سجدہ کرایا بعد مدت
کے قید سے چھوڑا کچھ تنخواہ مقرر کر دی ہی اُسمین بسر اوقات ہوتی ہی کیا کہون بہ سختی بسر کرتا ہون اور اپنی
مصیبت پر آپ روتا ہون نام میرا استقلان خسرو ہی قنطور جو سرداب کا یار ہی اُسکی دختر بلند
اختر ملکہ نمکین شیرین ادا ہی جسکے […] ابرو رشک ہلال آنکھین جناب دریا سے کمال خود مطراب
اُسپر عاشق ہی مغرور نے قبول نہین کیا سرداب نے بڑی کوشش کی مین گھر سے بھی نہین نکلتا
ایک دن شامت کا مارا بازار مین نکلگیا بلند ہوا کہ سواری نمکین شیرین ادا کی آتی ہی مین ایک گوشے
مین کھڑا ہو گیا جب اُسکی سواری آتی ہی تو بازار بند ہو جاتی ہین مین سوختہ بخت ایک گوشے مین کھڑا
تھا جب محافہ زرین سامنے سے گذرا جھونکا ہوا کا چلا پردہ اُٹھ گیا نگاہ میری جمال جہان آرا پر پڑی
تیر مژگان سے زخمی ہوا تیغ ابرو سے […] عشق سرکش پر مائل ہوا بڑی بڑی کوشش کی
مگر آج تک کوئی صورت وصل کی نہوئی […] تصویر پاس ہی اُسی کو آٹھ پہر دیکھتا ہون بیقرار رہتا ہون
بڑی بڑی سختی سہتا ہون […] آج شب کو مین نے خواب دیکھا ایک بزرگ
تشریف لائے خواب مین ارشاد فرمایا کہ ای استقلان نگھبرا تیری سلطنت تجکو ملیگی صاحبقران […]
قید ہو کر آئے ہین عیاران اسلام […] صاحبقران زمان اس ملک کو فتح کرینگے اُنکا دستور ہی
کہ مستحق کو دیدیتے ہین صاحب حق کو سلطنت ملتی ہی تمہارا وقت بہتر ہوا قریب آگیا اور حقیقت مین آج
تیسرا دن ہی کہ صاحبقران قید ہو کے آئے قنطور تیز رو بیا تھا صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا سرداب
نے امیر کو قید کیا ہی خداوند ہفت پیکر کو نامہ لکھا ہی جو حکم وہان سے آویگا وہی ہوگا برق و
چالاک نے بھی اپنا حال ظاہر کیا اور کہا واسطے رہائی صاحبقران کے آئے ہین ہمین ٹھکانا ہمارے
رہنے کا نہین اس جوان نے کہا ہمارے گھر پر چلو استقلان تاجدار برق و چالاک کو لیکر اپنے
مکان پر آیا بہت حفاظت سے رکھا شب کو صورتین بدل کے بلباس عیاری سے آراستہ ہو کے یہ
دونون عیار استقلان کے گھر سے نکلے صورتین بدلے ہوے بازار مین آئے بازار مین جا کے دیکھا ایک
مہاجن کی دوکان پر ایک صاحب بیٹھے ہوے ایک موتی بیچ رہے ہین برق نے پہچانا چالاک
سے کہا قید و کب ہنا چالاک نے کہا ٹہیرا رہنے دو یہ دونون الگ ہو کے کنارے کھڑے دیکھ رہے
ہین چالاک نے ملاقات نکرنے دی خواجہ عمرو موتی بیچ اُٹھے دیکھا قنطو تیز رو کئی سپاہیون کو

توڑ دے ای عجب حسن لبوں سے عناب
کام جسکا ہو اُسی سے ہی تعلق رکھتا
وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہو گا
نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی ہمکو آتش

ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے حنا کے ہاتھ
پاؤں کی طرح سے زیبا نہیں رفتار کے ہاتھ
قتل کر ہاتھ پر اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ
مردہ اپنا نہ پڑے کافر دیندار کے ہاتھ

چالاک و برق گھر پر استقلان کے آئے استقلان نے حال پوچھا دونوں نے سب کیفیت بیان کی کہ صاحبقران
قید خانے سے غائب ہو گئے استقلان کے ہوش اُڑ گئے کہا ای چالاک و برق یہ کیا غضب ہوا تین مہینہ تک
کہ کیا مہر گذاردیں اب تقدیر کیا دکھاتی ہے دونوں عیار بھی پریشان ہوئے اب اوس دونوں عیاروں کا
یہ دستور ہی دن کو تو یہاں بسر کرتے ہیں رات کو باہر تلاش کو نکلتے ہیں گلی گلی کوچہ کوچہ جاتے ہیں کہیں پتہ نہیں ملتا
سرداب جادو نے قنطور تیزرو سے تاکید کی ہو کہ ای قنطور جسطرح ہو سکے تلاش کر کے لاؤ کہ صاحبقران
کو کون چرا کے لیگیا ہو قنطور بھی ڈھونڈھتا پھرتا ہو قضا ہے کار ایک دن چالاک ڈھونڈھنے کو نکلا ہی
تھا کہ اسنے دیکھا ڈھنڈھورا پٹ رہا ہو کہ کل بادشاہ کشتی لڑینگے جسکو تماشا دیکھنا ہو تماشا دیکھے چالاک
یہ خبر سنکر مکان میں استقلان کے آیا تمام کیفیت بیان کی استقلان نے کہا شاداب فیلدر ایک
پہلوان ہی کہ اپنے زور میں مثل نہیں رکھتا شاہ کی دختر طلسم اختر جو ملکہ مہوش شیرین کلام اُس سے
پہلوان منسوب ہی ہر سال بہر کے آ کے کشتی لڑتا ہی تمام شہر جمع ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہی زمانہ ہی یہاں سے
پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو زبردستی سے لیا ہی شاہ بیرون باوقار اسکا ہی ہم پہلوان وہم ساحر ہی اسی
تشدد سے میں پہلوانوں کو زیر کرتا ہی وہی آئیگا چالاک و برق چپ ہو رہے کہا ہم بھی تماشا دیکھنے جاینگے
دوسرے دن چالاک و برق بصورت مبدل پھر رہے ہیں قنطور تیزرو کو دیکھتے ہیں کہ ایک پہلوان
دلچسپ پہلوان نے ایک گوشے میں گھر سے ہیں قنطور انتظام آمد شاداب فیلدر کر رہا ہی کہ یکایک گرد اڑی
شاداب فیلدر گنبد سے بصواری ہاتھی کے ہزار پہلوان پشت پر ایک ایک پہلوان زبردست عفریت مثال
زنجیروں سے کمریں باندھے ہوئے ساتھ گنبد سے نکلے چلے آتے ہیں بڑے زور و شور سے وہ پہلوان آکر
پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان بھی سب اُسکے ساتھ سے آ کے اُترے بارگاہ میں استادہ ہوگئیں اُسی
میدان میں اکھاڑے کھدنے کا تیاری ہو رہی ہی ایک فیل مست زنجیر میں بندھا ہوا دروازے پر بارگاہ
کے باندھا گیا چالاک و برق نے کسی سے پوچھا یہ ہاتھی کیسا ہی لوگوں نے کہا کہ اول اکھاڑے میں
آ کے آواز دیگا کہ کوئی ایسا پہلوان ہی کہ مجھ سے مقابلہ کرے جب کوئی جواب نہ دیگا تب اس فیل مست کو
اکھاڑے میں بلوائیگا اس فیل سے لڑیگا اور اُڑا کے چیر کر پھینک دیگا چالاک و برق چپ ہو رہے یہ دونوں
ادھر اُدھر ٹہل رہے ہیں کہ دیکھیں کیا قدرت خدا ہوتی ہی دیکھا کہ سرداب جادو تاج پہنے ہوئے اُس
خیمے میں آیا جہاں وہ پہلوان اُترا ہوا تھا مغرور نے استقبال بھی نہ کیا سرداب جادو آ کے بیٹھا شاداب
پہلوان نے کہا ای شاہ ہمارے عقد میں اب کیا منظور ہی کئی سال ہوئے وعدہ کرتے چلے آتے
ہیں سرداب نے جواب دیا اب کی مرتبہ تم خالی نہ جاؤ گے ہم نے انتظام کیا ہی ضرور شادی کر دینگے مگر
ملکہ عالم ابھی انکار فرماتی ہیں باغ میں تشریف رکھتی ہیں شب کو میں نے بلوایا تھا میں نے جو ذکر کیا
تو فرمایا کہ شاداب سے کہو کہ اس سال اور تامل کرے شاداب نے غصے میں آ کے جواب دیا

آپ دخل نہ دیجیے ہمیشہ ملکہ یہی فرماتی ہیں میں خود سوار کرا کے لیجاؤنگا میں اپنے قلعے کا انتظام چھوڑ کر
آیا ہوں سرخاب سر جھکا کے چلا گیا یہی کہ گیا کہ جو آپ کو منظور ہوگا وہی کیا جائیگا چالاک و برق
حیران ہوئے کہ شاداب سے بادشاہ دیتا ہے یہ کیونکر ممکن ہے پر اسقلان کے آگے سب حال بیان
کیا اسقلان نے کہا بیٹی کو شاہ کی لیجائیگا جو لیتا ہے وہی کرتا ہے برق و چالاک نے کہا دیکھا جائیگا
مگر دل گھبراتا ہے مقام پر صاحبقران کو دیکھا کہیں پتہ نہ ملا کیوں اے اسقلان باغ ملکہ کا کہاں ہے اسقلان
نے کہا اے چالاک باغ میں ملکہ کے تمہارا کیا کام ہے چالاک نے کہا ارادہ ہے کہ جا کے وہاں صاحبقران
دیکھیں اسقلان نے کہا تمہیں اختیار ہے یہ دونوں عیار باشتاب عیاری سے آراستہ ہو کے چلے رات کو
جو شہر میں نکلے دیکھا جا بجا یہی چرچا ہے کہ صبح کو چلکر تماشا دیکھینگے شاداب کشتی لڑیگا آج تک ایسا
پہلوان لشکر سے نہیں گذرا ہاتھی کو جیسے پھینک دیتا ہے یقین ہے کہ شاہ سے بھی سنا کہ ملکہ اسکے ساتھ جانا
قبول نہیں کرتیں یہ دونوں عیار ذکر سنتے ہوئے پتہ جو اسقلان سے پوچھ لیا تھا پشت پر باغ ملکہ
کے آئے پہونچے سنا کہ گانے کی آواز آرہی ہے دونوں نے کمندیں لگائیں باغ میں آنے نگاہ اٹھا کے
دیکھا کہ صاحبقران زمان مسند پر بیٹھے ہیں پہلو میں ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل بیٹھی ہے مگر
رو رہی ہے صاحبقران فرماتے ہیں کہ اے ملکۂ عالم کیوں روتی ہو ملکہ کہتی ہیں صاحب وہ موا کشتی لڑیگا
میرا ہی سوال کریگا دیکھیے کیا ہو صاحبقران فرماتے ہیں کیا مجال ہم بھی تماشا کشتی کا دیکھنے جائینگے ملکہ
کہتی ہیں صاحب ایسا نہو تم دخل دو امیر نے فرمایا میں دخل نہیں دونگا برق و چالاک سامنے
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے سب حال پوچھا ان دونوں نے عرض کی لشکر میں تلاطم ہے آپ
لشکر میں چلیے صاحبقران نے فرمایا کل کشتی کا تماشا دیکھ لیں پھر چلینگے رات اسی مقام پر گذری صبح کو
صاحبقران نے بعد نماز کے باہر آئے ہتھیار جسم پر لگائے ہر چند ملکہ روئیں منتیں کیں کہ اے شہریار اس مجمع میں
نہ جائیے ایسا نہو کچھ فساد ہو امیر نے فرمایا اے ملکہ نہ گھبراؤ میں کسی بات میں دخل نہ دونگا ملکہ نے منتیں
عرض کی اے شہریار میں تو غم و الم کا پتلا ہو گئی جب سے آپ کو چھوڑا گیا ایک لمحہ بھر آرام نہ پایا اصل تو
میرے دل کی یہ کیفیت ہے

نظم

ہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوکِ غم کا — کہ ہے سینہ دل قلعہ ہفتم ماہ محرم کا
کیا جانے کوچے میں وہ اے چشم پرآب آیا — حرم سے جسطرح لاتے ہیں نالے آب زمزم کا
سلیمانی ہے ہر نہا اس پری کو ملک خوبی میں — جسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا
حباب آنے نہ بھیجا الٰہی مجھے جھلکے اتنے — کہ منہ پر کرتے کرتے مٹ گیا نقش اپنی خاتم کا
نظر آتا نہیں جب سے کسی کا کعبۂ ابرو — ہمارے دیدۂ تر میں ہے عالم چاہ زمزم کا
جلا کرتا ہوں میں دن رات لیکن مر نہیں جاتا — اثر سوز غم فرقت میں ہے نار جہنم کا
نہیں ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے — ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا
کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے پہلی — عزیزو گر نہیں معراج ممکن عرش اعظم کا
ہمنات مل جگہ جوتا ہے گوشے سیر گلشن میں — لگا ہے تیغ غم سے یار نظارہ ہے سینہ غم کا
رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نہ حاسد کی — غرور آنے سے کرتا ہے کیا تحصیل سلم کا

پری زادون نے منھ اپنا چھپایا مارے غیرت کے
ازل سے جو کہ باہم ہین جدا ہوتے ہین دنیا مین
حماقت ہی غرور جاہ اہل فقر کے آگے
سخاوت جسکو کہتے ہین کمالی ہی زمانے مین
مری آنکھون مین پڑ جائین نہ کیونکر اسقدر حلقے
مین ایسا پاکہ اس ہون یقین ہوی بعد مردن بھی
تماشا سے جہان ہم دیکھتے ہین کنج عزلت مین
گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین
کہین آئینہ دارا و سکندر کا شکستہ تھا

اے سوچ ذرا کیا حسن ہی اولاد آدم کا
دلیل اسپر جدا ہونا ہی یاران طفلان توام کا
یہ تاج و تخت ہی بعد گردہ ابراہیم ادہم کا
بخیلون کی یہ دولت رکھ لیا ہی نام حاتم کا
تصور رات دن رہتا ہی مجھکو زلف پر خم کا
بجاے سبزہ تربت پہ اگیگا غنچہ مریم کا
ہماسے بوریے کا نقش خط ہی ساغر جم کا
عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک مین جم کا

صاحبقران کا ملکہ نے دامن پکڑ لیا صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ عالم کیون اپنے کو غم کا پتلہ بنائی ہو جہان ہزارہا ہزار آدمی ہونگے ایک گوشے مین جا کے ہم بھی تماشا دیکھ لینگے تھوڑے عرصے مین آتے ہین وہان دوست دشمن سے کیا کام مصنف عرض کرتا ہی کہ مجھنے اس مقدمے کو تحریر نہین کیا اب یہان سے اطلاع عرض کرتا ہون جب صاحبقران کو قنطورہ پکڑ کے لایا قریب قلعے کے آکے اسنے شاہ کو عرضی لکھی کہ مین قید صاحبقران کو لیکر آیا ہون شاہ نے کچھ سوار و پیدل بھیجے آنا سب پر امیر کو سوار کیا اسطرح قید کو لیکر آیا جبکی آمد صاحبقران جو شہر مین پڑ رہا کہ قید ہو آما دل شیروان کی آتی ہی ملکہ نے بھی خبر سنی ایک مکان سے آکر پہلے صاحبقران کو دیکھا دیکھکر مائل ہوئی قنطورہ نے صاحبقران کو لاکے قید خانے مین قید کیا ملکہ نے حال اپنا تباہ کیا اکا ہرکارہ ہلال تیر پاری قنطورہ کا شاگرد تھا قید خانے مین نقب دیکر نکال لایا جب ملکہ نے صاحبقران کو بہت آمادہ پایا کہ کسی طرح نہین رکتے تو ہلال تیر پا سے کہا کہ تم بھی ذرا ساتھ جاؤ بخیر و خوبی پہیر کرلے آنا میرا احسان ہوگا ہلال بھی ساتھ ہوا برق و چالاک بھی ہمراہ ہین لیکن بصورت مبدل یہ بھی عرض کرچکا ہون کہ خواجہ عمرو بھی اس قلعے مین آئے ہوئے ہین کل مقام پر قنطورہ نے پہچانا کبھی بھاگ کے نکلے کبھی لڑے بھڑے ایک ویرانے مین رات کو سو رہتے تھے عمرو نے جو رات کو ہنگامہ سنا کہ صبح کو شاداب فیلدر کشتی کا نمونہ دکھائیگا بصورت مبدل اٹھ کے آئے شہر مے دل کو یقین ہی کہ آج ضرور صاحبقران سے ملاقات ہوگی صاحبقران میان سے چلے دھاتا باندھ لیا ہوا اپنے کو مخفی کرکے اس مجمع مین آگے پہونچے دیکھا ہزارون آدمی جمع ہین عاشق تن چلے آتے ہین ایک بلندی پر تخت سرداب جادو بچھا ہی سرداب کو آج تمدد ہی غرق دریاے فکر ہی مگر منظور نہین کرتی اور شاداب جو زبان سے کہتا ہو وہی بکتا ہو دیکھیے بعد انتظام کشتی کیا گفتگو ہو کہ ڈھول بجنے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ شاداب فیلدر لنگوٹ باندھے ہوے بارہ ہزار پہلوان پشت پر آگے آگے شاداب فیلدر مثل بازو پر جھری ہوئی ڈھول بجتا ہوا چند ملازم اسکے فیل مست کی زنجیر تھامے ہوے وہ فیل مست کہ صورت اسکی دیکھکر خوف آتا ہی چار سونڈ بھیان ٹپکتا ہوا دانتون پر چڑھے فولاد کے چڑھے ہوے اس زور و شور سے آگے پہونچا مغرور نے بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا آنکھ ملا کے کہا آج آپ کو ہمارا وعدہ وفا کرنا ہوگا سامان ہمارا سب تیار ہے فقط آپکے حکم کی دیر ہی بادشاہ نے

ساتھ خوف کرتا ہو کہ ہم پہلوان ہیں ہم ساحر ہیں پہلوان ساتھ کے ایک ایک دیو خصال عفریت مثال مجبور تھے
ہوئے ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اگر آج ہمارے اُستاد کو بادشاہ خلعت دامادی نہ سرفراز کریگا تو خوب لڑائی ہوگی
شہر لوٹ لینگے اگر محل میں جانا ہوا تو کتنے دن پر ملک کی قبضہ کر لینگے اور پہلوان بھی آکے جمع ہوئے دیکھا کہ
شاداب فیلزور شاد ہے یہ کہتا اکھاڑے پر آیا اگر شاہ میرا تماشا دیکھے ایک سال کشتی کو اور زیادہ [illegible]
ہو اب بہرام فلک بھی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا یہ کہکر اکھاڑے میں کودا شاگردوں کو اشارہ کیا پہلے شاگرد پیش ہوئے
لڑے پھر خود متوجہ ہوا جو پہلوان اس سے لپٹا اُسکو زیر کیا پھر حکم دیا کہ دو دو ملکر آوین پھر چار چار کو بلایا اسی طرح
ایک پہر بھر کے عرصے میں بارہ ہزار جوانوں کو زیر کر ڈالا جب آدمیوں سے لڑ چکا تو پہلوانوں کو آواز دی کہ فیل مست
لاؤ زنجیروں میں باندھے ہوئے لائے ہاتھی کو اکھاڑے میں اتارا اندھیری چہرے سے ہٹائی فیل مست
جھومتا ہوا طرف شاداب کے چلا شاداب نے جھونٹا تھام کے ایک جھٹکا مارا چاروں گھٹنے ہاتھی کے
آشنائے زمین ہوئے اب چاروں پاؤں ہاتھی کے پکڑ کے چرخ دیکر پھینک دیا ایک غلغلہ بلند ہوا چہار طرف سے
تعریف ہونے لگی کہ واہ رے پہلوان واہ واہ کر شاداب جھوم گیا کہتا اب تیرا مثل ہفت اقلیم میں نہیں ہو ایک
تو منفرد ہو سب نے جو تحسین کی پھول گیا بلبلا کے لگا پکار کے آواز دی کہ ہمارا کیا ہو پہلوان [illegible] تم میں سے کوئی
ایسا ہو کہ یا بادشاہ کو جواب دے یا مجھ سے کشتی لڑے لاکھ ہزار روپیہ کا جواہرات میرے پاس موجود ہو
یہ سامنے رکھا ہو جو مجھکو زیر کرے یہ جواہرات لے اور جو مانگیگا وہ دونگا شاگردی اختیار کرونگا بلبلا کر کئی
مرتبہ آواز دی سب خاموش کسی طرف سے کسی کی مجال ہو کہ اُسکو جواب دے بادشاہ بھی خاموش تخت پر بیٹھا ہو
کہ [illegible] کوئی ایسا پہلوان نہیں کہ شاداب فیلزور سے مقابلہ کرے سب نے دیکھا کہ اُس مجمع سے ایک
جوان قرحانشا باندھے ہوئے اکھاڑے میں [illegible] ایسے کلمات زبان سے
نہ نکال [illegible] شاداب نے پکار کے کہا یارو یہ کون اجل گرفتہ ہو مفت میں اپنی جان دیتا ہو
کشتی کی نسبت دشوار ہو اگر باندھے ہاتھ [illegible] تو ہمارا [illegible] لوٹ کے سر پہ ہو جائیں صاحبقران نے
ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ [illegible] کیوں اسقدر غل مچاتا ہو جسے مقابلہ کر زور دکھلا دے اسقدر غلغلہ
کیوں کرتا ہو ہمارے [illegible] کوئی [illegible] نہیں اب تو لڑنے کا دعویٰ کیا ہو شاداب یہ سنکر پلٹ پڑا پکار کر
کہا اس جوان کی قضا آگئی ہو [illegible] ہوں یہ کہکر کاندھے پر صاحبقران کے ہاتھ رکھا چاہا
صاحبقران کو [illegible] دوڑے [illegible] لوگ [illegible] ہیں سرخاب جادو اپنے [illegible] کہتا ہو
یہ جوان [illegible] معلوم ہوتا ہو کہ شاداب ایسے شخص سے برابر لڑ رہا ہو اسکو عاجز کر دیا معلوم
ہوتا ہو کہ شاداب کا پنجہ [illegible] نہیں ہوتا سب نے دیکھا کہ پانچ مرتبہ ریل پیل کے زور ہوئے ایک حملہ پر
صاحبقران ریل کرتے دوڑے قنطور تیز رو بھی اُس مجمع میں موجود تھا ہیبت کھا کے بادشاہ کے سامنے
آیا [illegible] حضور [illegible] معلوم ہوتا ہو یہ جوان وہی قیدی ہو نہیں معلوم کہاں چھپا ہوا تھا کہاں اوقات بسر کی فوج
کو [illegible] شاداب اسکے ہاتھ سے بچتا نہیں معلوم ہوتا جیسے ریل کے نیچے جاتا ہو بادشاہ کہتا ہو ای قنطور
کیوں دیوانہ ہوا ہو یہ تو کوئی [illegible] شخص ہو قنطور نے کہا آپ حمزہ کو کیا سمجھتے ہیں داماد نوشیروان فاتح طلسم نورافشان
ابھی ابھی طلسم نورافشان فتح کیا ہو بڑے بڑے ساحروں سے مقابلہ کیا سحر العجائب و مصر الغرائب نے
کیا کوئی بات اُٹھا رکھی تھی آخر [illegible] سحر العجائب مارا گیا مصر الغرائب بھاگ کے طلسم ہفت پیکر میں گیا

اب ہفت پیکر والون کی شامت آئی ہر دو سپہ سالار ساحر چلے آتے ہین بادشاہ و قنطور سے باتون مین مصروف
صاحبقران جو لے دوڑے تھے چالیس قدم بہ زبل کے آئے لقوت تمام ایک مارا دونون ٹکڑے شاداب کے
آشنا بچہ بن ہوے جاہا کہ لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا چنانچہ اپنا حال ظاہر کرنا صاحبقران کو منظور نہین تھا مگر جوش جرات مین منہ سے نکلا نعرہ ۰

صاحبقران ذوالتصنیف مصنف	منم صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حمزہ ذیحشم
منم قاتل کافران جہان	ز تیغم فراری انوشیروان	چو قتم بہ سنجان بے گیرودار
ز گنجاب ملعون لندہور شمار	بو در باختر چنانچہ شد افگار	بہ بازو شدہ فتح و نصرت شمار
گذرچون بجو ذا نگہ قان شد	جزائر پراز عدل و انصاف شد	ز دم دیو عفریت را دو صفات
بلند نداز خوف دیوان قاف	سمندون بہ بخت گشتہ شکار	لارجنگ سید جنا ذلیل و نزار
ز داسپ چو جا ہاد ب یا فتم	سلیمان ثانی لقب یافتم	حمزہ شیر انرکے نعرہ کیا اس

خود سرکو سے بلند لیکے زمین پر مارا اس مغرور کے کرنے سے سب وحشت ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ شیطان کو مارا صاحبقران جست کرکے چھاتی پر سوار ہوے کندہ ناتراشیدہ کے فرمایا او مغرور نشناخت
مین پروردگار کی کیا کہتا ہی جیسے صاحبقران نے وہ کلمہ کہا شاداب غلیدر نے پکار کے ہمراہیون کو
آواز دی ارے یارو یہ مسلمان ہی اسکو مارو میرے مسلمان ہونے لگتا ہی سب پہلوان دوڑے امیر نے
بہ تعجیل ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھا ایک ہاتھ جھٹکا گردن مثل چیونٹی کے پھینک دی
خوب ہوا لیکن پہلوان جو دوڑے اب امیر نے قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا نعرہ کیا ہاشیدا ای کفاران بیحیا ای
نابکاران بد رفتار ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر
عالیشان پہلوانون نے چاہا تھا کہ لپٹ جائین جنے جنے ہاتھ رکھا امیر نے اگرچہ کے مارا سرہائے پاش
بہار بہر و ماہ مدہم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا بادشاہ حیران دیکھ رہا ہی قنطور سے کہتا ہی کیون ای قنطور
حمزہ کو شاداب سے کیا دشمنی تھی قنطور عرض کرتا ہی میری عقل مین تو یہ آتا ہی کہ شاید اسنے ملک کا نام سلیمان
اسی وجہ سے شاداب سے زیادہ آپ پر بھی رنج لیتا تھا حمزہ چونکہ بادشاہ جلیل ہی مگر شاہان عالم کا
کفیل ہی اسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے حمزہ نے شاداب کو مارا سرداب نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی وہ صاحب
عصمت و عفت کبھی باغ سے نہین نکلتی اسکو حمزہ کیا جانے اب سرداب نے فوج کو اشارہ کیا صاحبقران
اکھاڑے سے لڑتے بھڑتے نکلے ایک سوار کو مارکے گھوڑا لیا برق و چالاک بھی فرو کرکے لڑنے لگے خواجہ عمرو
نے ہمراہ اپنے آقا یہ جلوہ دیکھا تاب نہ آئی مغرور کے جا پہنچے چستی بالائی امیر کا کرنے لگے شاہزادہ استقلال خوشرو
بھی اس مجمع مین آیا ہوا ہی کئی مرتبہ قصد کیا کہ مین بھی جنگ مین شریک ہون مگر چونکہ تنہا ہی وہ صلح نہ پڑا
اب پہلوانان شاداب و اہالیان فوج سرداب صاحبقران کو گھیرے ہوے ہین چاہتے ہین گرفتار کرلین
خواجہ عمرو و چالاک و برق مصروف جانبازی ہین کسی کو شکست بڑھنے نہ دیتے جو پشت پر آیا اسکو
مار کے گرا دیا صاحبقران بھی حفاظت عیارون کی کرتے ہین کہ ایسا نہو یہ گرفتار ہو جائین قنطور تیز سر
نے جو یہ معاملہ دیکھا بیک بچون کو ساتھ لیکر ملا چاہتا ہی کہ ان تینون عیارون کو صاحبقران سے الگ
کرون گرفتار کرون امیر بھی لڑتے ہوے چلے جاتے ہین یہی قصد ہی کہ بھیڑ سے نکل جاؤن مگر نہ نکلنا

گھیرے ہوئے ہیں امیرزادے ہوئے قریب ایک کوچے کے پہونچے اب چاہتے ہیں کہ دوڑ کے اسی کوچے سے
نکل جاؤں ہلال عیار ملکہ یہ معاملہ دیکھ کر سمجھا کہ مگر ملکہ مہوش شیرین کلام جسوقت سے صاحبقران
گئے ہیں حیران و پریشان بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں بے صبر الجبرا کے فرماتی ہیں ہاے کیا غضب کی بات ہے کہ خبر
صاحبقران کی نہیں معلوم ہوتی ہاے کیونکر دریافت کروں کسکو بھیجوں دہا تشنجہ شعلہ مزاج میں ایسا نہو
اس سے لڑ بیٹھیں کون انہیں بچانے والا ہے ہاے کیا غضب کی بات ہے میں لاکھ سمجھایا مگر میرا کہنا
نمانا افسوس صد ہزار افسوس ہے نظم

ٹھہری اگر ملے سانس بڑا وقت ٹل گیا — منت کیا دربان کو مین عجب سنبھل گیا
نشانے کی راستی یہی کیا نشانہ سیل — ہر ہندی کریگی جو زلفون سے بل گیا
دوڑو خدا کے واسطے دیکھو تو کیا ہوا — لگتا ہے کوئی ہاے کلیجہ نکل گیا
کیون لائے دوست اُنکو عیادت کیواسطے — دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
موقوف کر کے کیا بچا ہے کہاں کہاں — اے چارہ گر تمام کلیجہ ہی چھل گیا
جھوٹی تسلیوں کی توقع گئی گئی — جلد آئے مریض کا منکا بھی ڈھل گیا
افسوس کر رہا ہے جو پہچانتا نہیں — اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا
وہ لڑ رہی بلا سے جو دلیا نہیں ہے دل — زاہد بشکل شیشہ ہے کیون اُبل گیا
افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے — وہ بھی آ کے خود کف افسوس مل گیا
دیکھا جو اسکو آنکھ جھپک کچھ نہ سکا — داغ کا بھی تھا قدم نہ چلا تو پھسل گیا
سامان سفر کے ساتھ ہین ہر وقت ای نسیم — کیا خاک اس جہان مین مرا جی بہل گیا

کہ ہلال آنکے پہونچا تمام کیفیت عرض کی ملکہ نے کہا کیون ای ہلال اب اس بلیے سے کیونکر نجات ہوگی
ہلال نے کہا خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہیں برق و چالاک نے بھی اپنے کو ظاہر کر دیا عجب رنگ سے جنگ
ہو رہی ہے صاحبقران اس لطف سے لڑ رہے ہیں کہ ہزارون کافرون کو مار ڈالا ہے ہزارون ساحرون کے
پشتے لگا دیے ہیں ملکہ نے کہا بے جا کر خبر لاؤ اگر ہو سکے تو اپنے کو قریب صاحبقران کے پہونچانا اور عرض
کرنا کہ اگر شہریار اگر ہو سکے تو باغ تک اپنے کو پہونچا دے یہ جنگ کب تک فوج بڑھتی جائیگی سرداب
جادوگر بھی ہے اسکے ہمراہ اپنے کوچے مین ایسا نہو کہ دشمن گرفتار ہو جائیں ہلال چلا اسوقت آکے پہونچا
دیکھا قفلوں نے جو حصے لڑنے لگے حلقہ ہاے کمند کا نے خواجہ عمرو و برق و چالاک الگ ہو گئے صاحبقران
نے ایک سر کو بچ بچا کے چند تیر مارے کا ذریعہ ہے صاحبقران دوسرے کوچے مین پہونچ جاتے
ہین کہ خواجہ عمرو و برق و چالاک میرے ساتھ آتے ہین مگر عمرو و برق و چالاک بسبب بلا صاحبقران
کے نہ پہونچے صاحبقران دو کوچون مین ہو کر قریب باغ ملکہ مہوش شیرین کلام کے پہونچے ملکہ دروازے
پکھڑی ہین بے اختیار پکار اٹھین نظم

ہجران کا شکوہ لب تلک آیا نہین ہنوز — لطف وصال غیر نے پایا نہین ہنوز
ای جذب دل وہ شوخ ستمگر نہ کیطرف — پیغام بھیجے بھی کوئی آیا نہین ہنوز
جا چپک خدا کے واسطے ای موسم بہار — خاک عدو پہ پھول وہ لایا نہین ہنوز

یہ اہتمام جور ہی کیا تو نے اے فلک — اثار غفلت اس سے اٹھا یا نہین ہنوز
یاں چند روز کاہش غم چشم التفات — مین یار کی نظر مین سمایا نہین ہنوز
واعظ ہمارے سامنے کرتا ہے وصف حور — سمجھا ہے آتے جلوہ دکھایا نہین ہنوز
ہون خون گرفتہ یار و شفاعت سے فائدہ — سیدا جل کسی نے چھڑایا نہین ہنوز
کیونکر مجھے گناہ زلیخا یقین آئے — دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز
کیا سوز رشک کی دل اغیار کو خبر — دوزخ نے کافرون کو جلایا نہین ہنوز
ایسے ستم کیے کہ مرا جی جلا دیا — ہرچند سر فلک نے اٹھایا نہین ہنوز
تا صبح رقیب سے ہی جا موزتہ کسین — پر مین نے تیرا حال سنایا نہین ہنوز
ابھی دفور عشق صنم تنہا ہے گفتگو — مومن نہ دو لب پہ ہمارے خدایا نہین ہنوز

اس حال پر ملال مین یہ اشعار ہجر امیز مصیبت خیز پڑھ رہی ہین کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا صاحبقران
زبان خون مین نہائے ہوے گھوڑے کو اڑاتے ہوے آتے ہین ملکہ دیکھکر صاحبقران کو اس حال مین
گھبرا گئین دروازے سے باہر نکل پڑین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہریار کوئی زخم کاری تو جسم اقدس پر
نہین آیا امیر نے فرمایا شکر ہے خدا نے بچایا یہ کہکر گھوڑے سے اترے ملکہ خود سینے سے خون پونچھنے لگین اب
صاحبقران اندر آئے فرمایا کہ اے ملکہ نہ گھبراو کوئی زخم میرے جسم پر نہین ہے پشت پر ایک جو چالاک و برق
و عمر فلانہ پایا گھبرائے ہلال ساتھ ہی فرمایا اے ہلال خدا جلد دیکھو تو برق و چالاک و عمرو کہان گئے ہلال
دوڑا دیکھا معرکہ یہ گذرا کہ قنطور نے بڑھکر حملے کیے خواجہ عمرو و برق و چالاک الگ ہوئے عیارون نے
گھیرا خوب تلوار چلی عمرو نے کئی سو پیک پیچ مارے برق و چالاک خوب لڑے آخر کو گرفتار ہوے
جب صاحبقران نکل گئے سرداب گھبرا رہا ہے کہ قنطور لیے ہوئے تینون عیارون کو پہونچا عرض کی اے شہنشاہ
صاحبقران تو زخم بیزار ہے کے نکل گئے کوئی روک نہ سکا نہین معلوم مقام سکونت صاحبقران کہان ہے ملکہ ان
تینون کو مین نے گرفتار کرلیا ان تینون عیارون نے دو سو پیک پیچ مارے بمشکل گرفتار ہوے اگر
حکم ہو تو انکو قتل کیا جائے سرداب نے کہا اے قنطور یہ وہ شخص ہے کہ جسنے ہزارون ساحر مارے نام
سامری و جمشید کا مٹا دیا اسکو مجمع عام مین قتل کرنا چاہیے ابھی لیجاکے ان تینون کو قید کرو قنطور کشان
کشان ان تینون کو لیلا کہ ہلال آکے پہونچا غور دیکھنے لگا قنطور نے ان تینون کو قید خانے مین قید کیا
ہلال یہ ماجرا دیکھکر ملکہ کی خدمت مین روتا ہوا آیا صاحبقران نے فرمایا کیا ہے ہلال رونے لگا عرض
کی خواجہ عمرو و برق و چالاک گرفتار ہوگئے بڑا لیسے لوگ کہ تین آدمیون نے دو سو پیک پیچ مارے
لاشے انکے پڑے ہین مگر قنطور نے سرداب سے چاہے قتل کہا تھا بادشاہ نے منع کیا کہ آج قتل نہ کرو اسوجہ سے
قید کیا عیار و ساحر انکی نگہبانی کو مقرر ہوے ہین صاحبقران نے فرمایا آج شب کو جاکے یا اپنی جان
دینگے یا انکو رہا کرکے لاوینگے ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا اے شہریار آپ کا باغ سے جانا مناسب نہین
لونڈی بدنام ہو جائیگی آپ کے سامنے بخوف عرض نہین کیا قنطور تیر زہر چلاتا تھا بلکہ صاف صاف
اسنے کہا تھا کہ حمزہ کا پتہ ملکہ کے باغ سے ملیگا بادشاہ نے جھڑک دیا یہ سب خبرین مجھکو ہلال کی وجہ سے
دریافت ہوئین یہ کہکر ملکہ انھین کنارے سے آگے ہلال کو الگ بلا یا گلے مین ہاتھ ڈالکے کہا کہ اگر چالاک

برق و خواجہ عمرو زندہ ہونگے ایسا نہو صاحبقران بچے جائین جو زبان سے فرمایا وہی کہ بیٹے شاداب سے
مقابلہ کرنا تمھین کا کام تھا ورنہ شاداب سے کوئی مقابلہ کر سکتا تھا ای ہلال تمھارا احسان ہوگا ہلال
نے دست بستہ عرض کی غلام ضرور جائیگا جہان تک ہوسکے کام کرکے لاؤنگا ملکہ نے موتیون کا ہالا اتار کے
گلے مین ڈالدیا ہلال نے جھک کے سلام کیا عرض کی غلام ابھی جاتا ہی جہانتک ہوسکیگا یا جان دونگا یا رہا
کرکے لاؤنگا یہ کہکر ہلال روانہ ہوا سامنے قید خانے کے پہونچا دیکھا قنطور جو بیٹھا ہی حفاظت کر رہا ہی
سو بیک بے مقرر ہین وہ بھی سب بیٹھے ہین نہایت تکلف سے ہوشیاری کر رہے ہین سامنے دوکان
بنئے کی تھی ہلال وہان بہ ہشیار بیٹھا قنطور نے کئی مرتبہ ہلال کو دیکھا اکثر پوچھا بھی ای ہلال یہان کیون بیٹھے ہو
ہلال نے جواب دیا کہ ملکہ عالم نے ایک کام کے واسطے بھیجا تھا تھک کے یہان بیٹھ گیا قنطور کئی مرتبہ جھنکلایا
ہلال کو بقال کی دوکان پر پایا جب شام کو بقال دوکان بند کرکے گیا ہلال نے بقال کی دوکان سے ایک
نقب لگائی مہرہ نقب کا قید خانے مین جاکے توڑا خواجہ عمرو برق و چالاک کو قید سے رہا کیا دوکان مین
بقال کی لڑکا وہان سے لاکے خدمت صاحبقران مین پہونچایا یہان صاحبقران قصد کر رہے تھے ملکہ
لتی تھین دعا شہر جائے ہلال بھیجے وعدہ کرکے گیا ہی وہ مفت مین اشتہر ہوا کا صاحبقران زمانے
تھے ای ملکہ زلف لیلائے شب کم کرے گذر چلی اور عیار خالی آیا بے بتا کل ہوگا ملکہ کہتی ہین وہ عیار طرار ہی افشا ہو
بقال نے آکے دیکھا ہلال و عمرو و برق و چالاک لے کے پہنچے صاحبقران خوش ہوگئے جلسہ آراستہ ہوا
ملکہ مہوش شیرین کلام کی وزیرزادی موسوم بہ شیفتہ خواجہ عمرو پر عاشق ہوئے بیٹھکر سامنے ملکہ
کے انجبائی یہ غزل عاشقانہ گائی

غزل

پھر سینہ سوز داغ غم سلسلہ خام ہی — پھر گرمی دل و سودائے خام ہی
پھر سر پہ بکھرا ہی مجنون کا آشیان — پھر نوچ نوچ سر پہ مرے اژدہام ہی
پھر زیب سر ہی شعلۂ داغ جنون سے تاج — پھر دور باش نالہ اغلا اہتمام ہی
پھر دل ہر داغ مطلع خورشید دیکھکر — ازبسکہ یاد جلوۂ بالائے بام ہے
آنسو ہوئے رسیدہ تو پھر آسو نفتا ہی دل — ہر کردہ شوق وصل پھر اک صید دام ہی
پھر آگیا ہر کون سے جیب کا خیال — یہ کیا ہوا کہ رخصت ناموس و نام ہی
جان لوٹتی ہی پھر کہ وہی عیش ہی نصیب — پھر ہین وہ مست ناز کہ ادر دور جام ہی
جی چاہتا ہی پھر ہی کوئی کیا وہ مرکب — پھر ایک بات کہنے مین تعب تمام ہی
پھر لگا میدون نے کیا جان دل سے کوچ — پھر آرزو سے بوسہ کالب پہ رحت ہے
پھر وہ ہی کس کی دوا قتل ہلال سے — جو مثل صبح چاک گریبان شام ہی
پھر کسنے سمکرائے مجھے بے وفا کہا — کیون کہہ رہا ہون بندہ تو صاحب غلام ہی
پھر کسنے غیر کو دیا ناز سے جواب — پھر خواہش پیام اجل کا پیام ہی
دیکھا نگاہ ناز سے کس شوخ چشم نے — پھر مضطرب نظر کو جہان سیمگام ہی
کس کم سخن نے دیکھ کے آہ کی اونچی — اسنے بھی پیچ کی رخنے مین کچھ کلام ہی
پھر کس ستم شعار نے پوچھا جو میرا حال — پھر ناصحون کو کیون خطاب انتقام ہی

پھر کیون نہ کام ہووے کہ اس سنگ پہ کہا	سو بار مجھکو سے نہین مجھے کام ہی
پھر کچھ صدائے پائے دل مردہ بھی آشنا	پھر جلوہ ریز کون قیامت خرام ہی
پھر دوری بتان مین نہین خواب کا خیال	مومن مرے بھی دن مین سونا حرام ہی

خواجہ کے اس گانے پر شہنشہ شیفتہ ہوئی صورت پر فریفتہ ہوئی یہان قنطورہ نے جو صبح کو آکے دیکھا تیلوں کا پتہ پا
بادشاہ سے جا کے اطلاع کی بادشاہ نے کہا دریافت کرو کون لیگیا قنطورہ نے کہا وہ سے ہاری کہا ای
شہریار مین اول سے کہتا ہون آپ کے ذہن مین نہین آتا ان عیارون کو چرانے ہلال لیگیا سوا جادو
نے کہا وہ میری بیٹی کا خیال ہی کہا حضور جسوقت مین نے عمرو و برق و چالاک کو قید کیا تھا ہلال بھی
بہ نگاہ غور دیکھا کیا کل سہ پہر دن رہے سے شام تک ہلال بقال کی دوکان پہ بیٹھا رہا ایکی دوکان سے
نقب لگی ہی سوائے ہلال کے کسی کا یہ کام نہین ہی بادشاہ نے کہا جسطرح سے پتہ لگاؤ اب کو توالی چبوترے
مین آکے قنطورہ بیٹھا چالیس پچاس پیک بھی آئے وہ بھی بیٹھے ہین ہلال کسی کام کو نکلا تھا جیسے ہی
کوتوالی چبوترے سے نکلا قنطورہ نے کہا ای ہلال میان آؤ یہ بھی دیا یہ مضبوط سلطنت ہی بادشاہ کی بیٹی کا عیار
ہو بلا تکلف چلا آیا قنطورہ نے اپنے پاس بٹھایا کہا ای ہلال تم بتاؤ کہ عمرو و برق و چالاک کہان ہین
ہلال نے کہا مین کیا جانون قنطورہ نے کہا ای ہلال مین ان باتون کو نہ مانونگا عیارون سے کہا کہ پکڑ لو
ان سب عیارون نے ہلال کو پکڑ لیا قنطورہ نے ہلال کو بٹھایا ارادہ ہی کہ اب اسکو مارین یہان جلدی سے
ملکہ کے پاس پہنچے ہین خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی حاضر ہین کہ گلشن نام ہلال کی بیوی ہوئی سامنے
آئی ملکہ کو الگ بلایا کہا ماری آپ کے غلام ہلال کو قنطورہ نے پکڑا ہی پھر اس سے پوچھ رہا ہی ابھی تک اسنے
نہین بتایا مین نے دور سے دیکھا دیکھکے چلی آئی آپ سے آکے اطلاع کی ملکہ نے کہا مین ابھی تدبیر کرتی ہون
ملکہ وہان سے دروازے پر آئین الماس نامی حبشیون کے رسالدار کو بلایا کہا ای الماس اپنے حبشیون کو
لیکر کوتوالی چبوترے مین جاؤ ہمارے ہلال کو میان قنطورہ نے انگشت نما کیا ہی اسکو رہا کر کے لاؤ اگر
فساد ہوگا ہم سب طرح موجود ہین الماس نے کہا ابھی لایا میان قنطورہ کی یہ مجال ہی کہ ہلال کو روک سکین
یا ہلال بھاگی اٹھائین پچاس زنگیون کو لیکر میان الماس چلے یہان وہ وقت ہوگہ قنطورہ نے جیسے
تو شکین بند صوائین اب کوڑا لیکر اٹھا ہی کہتا ہی صاف صاف بتا دے ورنہ مارے کوڑون کے کھال ادھڑ ڈالونگا
مجھکو بادشاہ حکم دے چکے ہین کہ جسطرح ہوسکے دریافت کرو کہ سامنے سے میان الماس مع پچاس زنگیون کے
آکے پہونچے سونٹے ہاتھ مین وہین سے نعرہ کرتے آتے ہی سب کو مارنا شروع کیا قنطورہ کوڑے
بھاگا چاہتا تھا نکل جاؤن الماس نے دوڑ کے پکڑ لیا کہا کیون جی تم نے ہلال کو کیون پکڑا قنطورہ نے
کہا مجھسے خطا ہوئی معاف کیجیے الماس نے ہلال کو رہا کر کے ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے لیا چلا قنطورہ
چیختا چلاتا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا آج میری جان گئی ہوتی بلکہ عالم سے
میری آبرو گئی سب حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ بیشک ہلال نے یہ کام کیا بادشاہ نے کہا بیٹی کے
مقدمے مین کیونکر دخل دون تو دریافت کر قنطورہ نے کہا یقین کامل ہی آج مین مفصل دریافت کرتا ہون
یہ کہکر طرف باغ ملکہ کے چلا میان ملکہ نے جسوقت سنا کہ ہلال شیفتہ کی نکلی ہوئی بیٹھی ہین تینون عیار جو تھے
میان ہلال عمرو کے شاگرد تھے ہین صحبت مین حاضر ہین خواجہ عمرو بیٹھے یہ غزل گا رہے ہین غزل

خواجہ عمرو نے ارادہ کیا ہے کہ قنطور کو مار کے نکل چلوں مگر خیال ہے کہ باغ تو سارا گھر گیا تلوار کھینچکر طرف
باغ کے چلے جاتے ہیں کہ باہر نکلوں ایک ہرکارے نے خبر دی کہ جلد نکلیے معلوم ہوا کہ باغ کو جلا دوا لیتے
مقدمے میں حکم ہوا ہے کہ گرفتار کروا کے قتل کیا جائے جسطرح جلد پڑے نکل چلیے صاحبقران نے فرمایا خدا مالک
ہے وہی معبود حفاظت کریگا مگر تم بھی تیار رہو ملکہ نے اپنے کو نقاب سے آراستہ کیا بجھ بلالی ہاتھ میں لیا
یہی قصد ہے کہ جا کے جنگ کروں لیکن دیواریں باغ کی گریں برق تند نکل چلا لاگ آپ اپنے
مقام سے اٹھے عمرو نے دور سے یہ بھی دیکھا کہ چار طرف سے ساحر آگئے ملکہ نے کنیزوں کو
تیار کیا اپنے کو بچا رہی ہیں خواجہ عمرو قنطور سے بچ چل رہا ہے عمرو نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر
کہا قنطور کا سر کاٹ لے قنطور سمجھا کہ کوئی میرے پیچھے آگیا نداجو اسکی پلک جھپکی عمرو نے حلقہ ہائے
کمند مارے وہ حلقے کمند کے گردن میں پڑے عمرو نے جھٹکا مارا قنطور گرا عمرو نے جواب ملاپ ... عمرو
نے دیکھا سب ساحر اندر باغ کے آگئے شاگردان قنطور نے دیکھا کہ استاد بیہوش ہوئے ایسا نہو کہ
سر کاٹ لے وہیں پانچ شاگرد آپڑے اپنے استاد کو بچایا عمرو ہٹ پڑا ہاتھ ہاتھ سے آتشبازی مارے
کئی سو ساحر جلگئے ملکہ جو اسباب سحر لیے انہیں شل برق جہندہ لڑ رہی ہیں جسپر سحر کیا اسے جلا دیا
صاحبقران نے اتنے عرصے میں ایک ساحر کو مار کے گھوڑا لیا اب مرکب کو جھکا کے چلے جادوں کو
قتل کرنے لگے اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہے ہیں کہ سحر تاثیر نکرے ساحر کس کس طور سے سحر کرتے
ہیں مگر صاحبقران پہ سحر کسی کا تاثیر نہیں کرتا عمرو دور سے دیکھ رہا ہے کہ اب ساحروں کا بلوہ ہوگیا ہے
باپ نے جو بیٹی کو دیکھا للکارا او کمبخت بیدولت تجھے سحر ایون کے واسطے سکھایا تھا کہ ہمارے دشمن
کو اپنے گھر میں جگہ دے اب اسکے بدلے لڑ رہی ہے تلوار کھینچکر کہتا ہوا چلا تھا سے کار ... سرداب
صنوبر جادو محل میں اپنے بیٹھی تھی کہ ایک کنیز نے آکے خبر دی کہ حضور غضب ہوگیا مہوش شیرین
نے نہیں معلوم کیا کیا کہ چار ہزار سواروں کو لیکر آپ کے شوہر گئے ہیں یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ملکہ
مہوش شیرین کلام کو قتل کریں صنوبر یہ سانحہ سنکر گھبرا گئیں طاؤس پہ سوار ہو کر چلی دیکھ کہ
جو کنیزیں ساتھ ہیں ان سے کہتی ہوئی ہے ری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپس سے کیا جھگڑا ہوئی کل کا ذکر ہے
کہ روکے سوالی مانگتی تھی بات کرنا تک نہیں جانتی ساتھ والیاں کہتی ہیں کہ حضور باعث یہ ہوا
کہ آپ کے شوہر نے کچھ نجومی ذکر کے تھے انہوں نے حکم لگایا تھا کہ زوال دولت آپ کا ہاتھ سے
حمزہ عرب کے ہے انہوں نے صاحبقران کو پھر مانگا یا قنطور تیز رو بلا کا عیار ہے اسنے جا کے
نقب لگائی صاحبقران کو لے آیا بادشاہ نے قید کیا ملکہ نے ہلال عیار کو بھیجکر صاحبقران
کو چھڑا منگایا قنطور نے پتہ لگایا ہے اب بادشاہ لشکر کشی کرکے گئے ہیں صنوبر نے کہا اتنا اسکا کلیجہ نہیں یہ
حرکت کنیزوں نے کی ہوگی خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر چلی اسوقت آکے پہونچی کہ ملکہ نے چند جادوگروں کو مارا
کہ سرداب کو نک نے گرا ملکہ جھپٹ ہوگئیں سرداب نے سحر کرکے زبان کو بند کیا ملکہ میں بچہ دیکھ کے اٹھا
ایک طمانچہ مارا کہ کیوں او نالائق ہمارے دشمن کو بچا لیا ہے دیکھ ملکہ مہوش شیرین کلام نے ایک
چیخ ماری کہ شہریار کنیز کو بچائیے صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ مہوش کو سرداب لیے جاتا ہے
مگر بلند ہوچکا ہے اسی وجہ سے امیر نے تیر نہ مارا صنوبر نے آسمان سے یہ جو معاملہ دیکھا کہ بیٹی کو سرداب

معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہزادی کسی اور پر عاشق ہے ملکہ صنوبر کسی طرح راضی نہین ہوتی مگر وہ تو اسقدر بدمزاج ہے
بات نہین کرنے دیتی مجبور کرتی ہون تو کہتی ہے مجھے قتل کر ڈالیے لیکن قنطور جو چلا تھا پوچھتا اسی طرف
آیا لشکر جو اُترے ہوے دیکھا لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا سفاک تاجدار واسطے شکار کے آیا تھا اور
شہزادیون کو گرفتار کیا ہے ایک سے طالب وصل ہے ملکہ صنوبر بانو ہے مہنوش شیرین کلام دختر بلند
اختر ہے دونون کو ایک خیمے مین قید کیا ہے اسی سودے مین بیابان فروکش ہے قنطور یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنا
بھاگا پاس سرداب کے آیا کہا اے شہریار آپ نے سنا ہی صنوبر بیٹی کو لیکر بھاگین لشکر سفاک مین جا کر
قید ہوئین اب وہ طالب وصل ہے سرداب یہ مضمون سنکر جل گیا اسی وقت فوج دریا موج لیکر سوار ہوا بقہر
غضب تمام چلا کہا اے قنطور تم آگے جاؤ جا کے سفاک سے کہنا کہ بہتر اسی مین ہے کہ ہماری زوجہ و دختر کو
لیکر جلد حاضر ہو ورنہ آ کے آگ لگا دونگا تجھے کیا مطلب تھا ان بیٹیان جاتی تھین قنطور آگے بڑھ گیا
سفاک سے آ کے پیغام کہا سفاک نے بقہر و غضب جواب دیا کہ اے قنطور سرداب سے کہنا کہ کیا
مجھکو اپنا ملازم سمجھا ہے مہنوش پر ہماری جان جاتی ہے تجھکو مناسب یہ ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے
ساتھ کر دے تو ہم بھیجدین اگر اسکے خلاف منظور ہے تو تجھسے ہو سکے ضرور نہ کر سامری و جمشید کو
اختیار ہے قنطور وہان سے پلٹا سرداب فوج لیکر چلا تھا قلعے سے نکل چکا تھا کہ قنطور آ کے پہونچا سب
کیفیت بیان کی سرداب غصے مین چلا یہان سلیم تاجنے یہ سب خبرین صاحبقران کو پہونچائین
صاحبقران بھی فوراً مسلح و مکمل ہو کے چلے اصل مطلب یہ ہے کہ صاحبقران کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا
کہ وہ بیٹا مہنوش کا نام لیتا ہے مہنوش نام پر صاحبقران کے عاشق ہین غرض کہ بانداز حملہ صاحبقران بھی چلے
یہان ہلال نے یہ سب خبرین خواجہ عمرو و برق و چالاک کو پہونچائین اُنھون نے کہا ہمین بھی جانا چاہیے
دیکھیے وہان کیا گذرے استقلان خوشتر وبہ وقت جانے ان عیارون کے رونے لگا خواجہ نے
پختہ وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تمھاری سلطنت ملیگی یہان سفاک نے لشکر تیار کیا فوج سب ہوشیار ہے اور
کمربندی ہو رہی ہے سفاک اسباب سحر لیے ہوے ٹہل رہا ہے ناگاہ لشکر سرداب نمایان ہوا تو مین جانتا ہون
بہروپ کچلا باقی ہے کہ سرداب آ کے پہونچا سفاک نے جو دیکھا گھوڑے کو مہمیز کر کے میدان مین آیا چیخ اور
للکار کے آواز دی یہ ہماری سرحد ہے یہان اُترنے کا ارادہ نہ کرنا ملاذ ہان سرداب نے نہ مانا خیمے
استادہ ہونے لگے خواجہ ... رہے بیٹھ لیکن سفاک نے دو چار مرتبہ آواز دی کہ خبردار یہان ٹھہرنے کا
ارادہ نہ کرو جب لوگون نے نہ مانا خیمے وغیرہ استادہ ہونے لگے اب تو سفاک کو بہت ناگوار ہوا کہ ہم
یہان اُترنے کو منع کرتے ہین یہ لوگ نہین مانتے بڑھ کر حملہ پانچ چار گولے مارے کئی خیمے گرے کئی ہی
جادوگر ہلاک ہوے اب سرداب خود بڑھا آپس مین سحر چلنے لگے تیرے اور تلوار سے کچھ مطلب نہ حاصل
ہوا سفاک نے برق چمکائی سر پر سرداب کے گری سرداب کا سر زخمی ہوا آخرکار ناچار ہو کے پلٹا
یہ بھی سمجھ گیا کہ سفاک مجھسے سحر مین زیادہ ہے اب بھی جو مقابلہ پڑیگا تو مین اسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا جنگل
مین جا کے لشکر اُتارا اسباب جہاجہان کر کے پلٹا سوتا ہوا بارگاہ مین آیا اس قنطور کو بلا کے جب قنطور آیا دیکھا
کہ بادشاہ بیٹھے ہوے رو رہے ہین زخمون کو باندھا ہے اسباب سحر سامنے رکھا ہے قنطور نے پوچھا کیون
حضور یہ کیا حال ہے بیٹا عجب رنگ مین سرکار دیکھتا ہون پریشانی حضور کی دیکھکر بہت گھبراتا ہون سرداب

باہر آیا قنطور سے کہا اے قنطور اب جو مقابلہ پڑیگا سفاک مجھپر غالب آئیگا سحر میں سبقت تیزی ہم ایسون کو گرفتار کرکے لیجائیگا اگر مجھسے کچھ ہو سکے تو فکر کر قنطور نے عرض کی غلام کے تدبیر تو یہ بہتر ہی اور یہی میں نے تجویز کی تھا کہ جاکے ملکہ کو چھڑا لاؤنگا لہذا غلام جاتا ہی آپ آمادہ رہیے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا لگا لایا ایک بڑھیا کی شکل بنکر لشکر میں سفاک کے آیا دیکھتا بھالتا ایک مقام پیا کے ٹھہرا کہ سامنے وہ خیمہ ہی جسمیں ملکہ صنوبر اور مینوش مقید ہیں اُس خیمہ کی تاک کے مٹنے نقب دیا نصف کی بخورات باقی تھی کہ خیمے میں آ کے سر نقب کا ذرا سر اٹھا کے دیکھا صنوبر تو گلا کاٹنے پر آمادہ ہی تڑپ رہی تھا میں پھڑک رہی ہیں ملکہ مینوش شیرین کلام پکارتی ہیں کہا ای خالق بے نیاز اے رب کارساز اس مشکل کو آسان کر دامن مدعا گل آرزو سے بھر تجھی اگر تیرے آہ سرد دل پر درد سے تختی میں بھی بیتاب ہو کے پکارا نظم میں

رشک میں جنکو خوشی کا مزا ہوتا ہے
دہن زخم میں خود قفل حیا ہوتا ہے

آنکھیں وعدہ فراموش کی زحمت کم ہے
دم کرلی دم میں قد جو ہی قصنا ہوتا ہی

نالہ لسانہ بیداد سناتا ہی آنکھیں
کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے

کیوں نہ چھپا کہ دشنام دہن تو کہوں
کہ بہار تری گالی کا مزا ہوتا ہے

حاجت شمع نہ ہوا سے چراغ لحد کی
پاک احسان سے مزار غربا ہوتا ہے

مودیا ہے تجھے ہم کس نیکوں سے پہلے
اب بھلا پوچھیے سے ترے کیا ہوتا ہی

ناجا سوا سلے کرتے ہیں جنوں کو سجدہ
جلوہ حسن تکو نور خدا ہوتا ہے

یار خواہان شفاعت ہیں وہ بت پر ظالم
دل دھڑکتا ہو مرا دیکھیے کیا ہوتا ہی

اسطرف بھی ہو کوئی گردش خنجر قاتل
گل خشک کو اب رشک حنا ہوتا ہی

تو بہ کرتے ہیں جوانی سے لب یری آئی
پانسلے ہاتھ ہوا خانہ دعا ہوتا ہی

غیرت حسن سکھا دیتی ہی گراب سکوت
دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے

اژدہا بنکے ڈراتا ہی شب فرقت میں
زلف کا دھیان بیکاموشی کا عصا ہوتا ہی

یار روتے ہیں مرے قتل سے میں ہنستا ہوں
بزم شادی مجھے سامان عزا ہوتا ہی

کینہ مشقی اُنھیں ایجاد سکھا دیتی ہی
ہر ستم لطف میں دیکھا تو نیا ہوتا ہی

دشنگ کا بیکو ہیں سامان اجل ہیں ظالم
ہر ادا میں تری سامان قضا ہوتا ہی

سرفروشان محبت کو محبت سے ہی کام
قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے

اے نسیم چمن آرا سے فصاحت مجھسے
گلشن معنی و غنچہ سرا ہوتا ہی

قنطور بیٹر روتے جو یہ حال پر ملال ملکہ کا دیکھا سمجھا کہ حقیقت میں اسکی جان نہ بچیگی عجیب کیفیت ہی سوچو کہ کیا نتا ہو لی حقیقت میں ملکہ مینوش شیرین کلام کا زندہ رہنا بہت دشوار ہی قنطور یہ سوچکر نقب سے نکلا ملکہ صنوبر و ملکہ مینوش کا پشتا ہو باندھا اسی طرح نقب سے نکلا دبتا اٹھتا بیٹھتا چلا فضا سے کا خواجہ عمرو مکان میں اسقلان کے تھے جب شہر میں یہ ہنگامہ سنا سرزمین اسقلان سے خبر پائی کہ سرداب جادو سفاک لجلدار سے لڑنے جاتا ہی تو خواجہ عمرو کو

ظاہر ہوچکا کہ صاحبقران مہوش پر عاشق ہیں جلد ہم بھی فکر کریں دیکھیں کیا رنگ ہو یہ سوچتے ہوئے چلے
لشکر سفاک میں آئے دوپہر رات گئے ایک عیار کو دیکھا کہ پشت خیمہ پر نقب لگا رہا ہے چونکہ وقت شب ہی
لیکن شکل سے سمجھ گئے کہ قنطور ہوگا غور سے دیکھا کیے جب پشتارہ لیکر قنطور چلا خواجہ کو یقین کامل ہوا
قنطور سعد و زن عیاروں کو لیے جاتا ہے پوچھا کیا خیال میں ہے کہ لشکر میں تعرض نہ کر جب لشکر سے نکلیگا دیکھا
جائیگا قنطور جب لشکر سے باہر نکلا خواجہ نے پکارکے کہا کہ او عیار کہاں جاتا ہے اتنے میں خواجہ عمرو
کو دیکھا ہوش تو اڑ گئے لیکن کچھ پکڑے پلٹ پڑا پشتارہ کو لیے خواجہ سے لڑنے لگا اب جو کچھ چلا قنطور
نے دیکھا یہ تو بلا سے سفاکی ہر مرتبہ خواجہ عمرو ارادہ کرتے ہیں کہ پشتارہ چھینلوں جھپٹ جھپٹ کے بچے
مار رہے ہیں لیکن قنطور سو شاگرد جنگل میں چھوڑ آیا تھا اور کہ آیا تھا کہ خیال رکھنا وہ شاگرد پھرتے ہوئے
جو اسطرف آئے دور سے دیکھا دو عیار لڑ رہے ہیں آواز دی خبردار ہو قنطور نے شاگردوں کی آواز سنکر کہا
یارو جلد آؤ سارہبان زادے نے مجھکو گھیرا وہ سو شاگرد اپنے چالاک و برق بھی خواجہ کے تعقب میں چلے
تھے انھوں نے دور سے دیکھا کہ استاد کو سو شاگردوں نے گھیرا ہے برق و چالاک و ہلال بھی آ پڑے
سو شاگردوں سے یہ چار عیار شیرانہ لڑ رہے ہیں قنطور نے پشتارہ اٹھاکے شاگردوں سے کہتا ہوا انھیں
روکو تو میں چلا دوں جب قصد کرتا ہے کہ نکلوں خواجہ جھپٹ کے سامنے آجاتے ہیں نعرہ کرتے ہیں کہ او نامرد
مردان عالم کی پاپوش کی گرد کہاں جاتا ہے میں مطلب تیرا سمجھا یہ پھرنٹ جاتا ہے یہاں سفاک جو بیٹھا سو رہا
تھا روتے روتے سو گیا ہے عالم خواب میں دیکھا کہ ملکہ کو کوئی لیے جاتا ہے گھبرا کے اٹھا اسقدر بیقرار تھا کہ لیکن
اٹھا ہوا طرف قید خانے کے دوڑا لیکن اسکا یہ حال ہے کہ ادھر ادھر دیکھتا ہے کلیجہ دھڑک رہا ہے یہ اشعار
پکارکے پڑھتا ہوا جاتا ہے

اشعار

الٰہی زنجیر گیسو سے بیاباں اپنی وحشت ہو — تڑپاتے گیسو کا ہر ایک حلقہ چشم حیرت ہو
ہمارے قتل سے قاتل نہ کیوں غیروں کو عبرت ہو — ہم جو ہیں ہو ہر تیغ کا جب دست حسرت ہو
اسیر ابروے قوس غم کشتہ ہوں عجب کیا — مری خاک سے تعمیر محراب عبادت ہو
دم بسمل خیال شکوہ قاتل گر آجائے — لب زخم جگر میں دشنہ انگشت ندامت ہو
سمجھتا خوب ہوں میں اس بناوٹ کی لگاوٹ کو — قسم کھا جاؤنگا گر تیرے دل میں کچھ محبت ہو
ہوئے ہمخواب او نیم شب سے زلف کے کہنے — کہ سوتوں کو جگا دیتے ہو تم بھی کیا قیامت ہو
جلا جاتا ہوں سوز رشک سے مانند پروانہ — جلا دست اور لو کہ یہ میری کیسی تربت ہو
عدو سے شمع بنا ہو رہی چشمک زنی کیا کیا — نہ دیکھا حال ایسا تم بھی کتنے بے مروت ہو
بجا دو سبز جھلکے خاک سے میری زبان ظلم — دل نالاں کہا مردوں جو سرگرم شکایت ہو
بھلا ایسے صنم کو خاک دل سے کوئی ایمن — نہ جسکو کچھ مروت ہو نہ خاطر ہو نہ الفت ہو

دل سے لٹا جاتا ہے کہ جاکے قدموں پر گر دونگا اگر انہوں نے نہ مانا تو سحر کروں گا یا ان پر قبضہ کر لونگا گھبرایا ہوا دروازہ
قید خانے پر آیا دیکھا نگہبان بیٹھے ہیں کہا کہو خیر تو ہے سب نے کہا حضور خیر و عافیت ہے کسی کی ہوش میں
خیمے کے اندر گیا دیکھا قفس خالی رکھے ہیں قفسوں کو خالی دیکھکر سر دے مارا نگہبانوں کو آواز دی ارے یہ دو
کیسی خیر و عافیت ہے ملکہ صندید مہوش شیریں کلام کیا ہوئیں اب تو سب نگہبان حیران ہوے

دونوں پشتارے اٹھاکے دوش پر لگاکے ساتھ ساتھ سفاک کے چلا شیب ہر مرتبہ چاہتا ہی میں بڑھ جاؤں
سفاک سے جدا ہوں سفاک ساتھ نہیں چھوڑتا شیب دہنے بائیں دیکھتا جاتا ہے کوئی جادوگر سفاک کے
ساتھ ہے شیب بھاگ نہ سکا طرفہ ماجرا ہے کہ یہ چالاک بن عمرو ہے جب قریب خیمے کے آیا کہا حضور آپ
جائیں میں خیمے میں جاکے قید کر دونگا نگہبانوں کی ہوشیاری کے لیے میں خود حاضر ہونگا سفاک خوش
ہوگیا کہا اے شیب قفس میں دونوں کو بند کرکے نگہبان اندر بڑھا اور گرد خیمے کے در و دیوار دیر تک بھی پہرہ
سے کہا بہت خوب یہ کہکر شیب اندر گیا نقب تو لگی ہوئی تھی چالاک انہیں کو دے کے بھاگا نقب کو طے کرکے
باہر نکلا ایک جانب بھاگا خوشی خوشی پشتارے لیے ہوئے جاتا ہے تقاضائے کار سلیم تاجو نے صاحبقران
کو لکھوا دی تھی کہ سرداب جادو برائے مقابلہ سفاک گیا یہ سنکر صاحبقران سوار ہوئے شہر سے نکلکر چلے
رواروی کرتے ہوئے آتے ہیں ایک جنگل کے سامنے میں آکے ٹھہرے ہیں کہ سامنے سے گرد اڑی محیط
شیطان پرست قزاق ایک کاروان کی خبر سنکر گیا تھا وہ سوداگر لٹ گیا مال جو دستیاب ہوا میلا یا ہوا پلٹا
ایک قزاق کی نگاہ پڑی کہا اے محیط ایک سونے کی چڑیا سامنے لڑی ہے گھوڑا مقبول سارے اشیا بھاری ہے طلوع
کا حصہ کیسے ملانے ہوگا انہوں نے دیکھا حقیقت میں ایک جوان آفتاب مثال صاحب جاہ و جلال
موتیوں کے مارے ستمگر یاقوت احمر کے گھوڑا مقبول یا ساز مرصع کا محیط نے ایک قزاق کو اشارہ کیا کہ
جان اسکی نہ لینا جو کچھ اسکے پاس ہے نقد و جنس ہو دو زر و غیرہ سب چیزیں لے لو نقد جان چھوڑ دو صاحبقران
بھی آمد قزاق دیکھکر ہوشیار ہوگئے ہیں نیزہ ہاتھ میں لیے کھڑے ہیں قزاق نے آکے کہا اے نوجوان گھوڑے سے
اُتر جواہرات وغیرہ اتار کے رکھ دے نقد جان لیکر چلا جا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم اسباب نہ دینگے
کمین سپاہی ہتھیار دیتے ہیں قزاق نے نیزہ مارا امیر نے خالی دیکر نیزہ مارا کہ قزاق کی پشت توڑ کے پار
گذرا یہ معاملہ جو محیط نے دیکھا جلگیا کہا یارو اس جوان کو مارو غضب کیا میرے قزاق کو مارا یہ کہکر [illegible]
شمشیر بکف سامنے آکے پہونچا محیط نے ساتھ والوں سے کہا تم ٹھہر جاؤ میں اکیلا اسکی مشکیں باندھ لونگا یہ کہتا
ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا اے جوان تو نے غضب کیا میرے قزاق کو مارا ایک ایک جوان ہزار ہزار
کے مقابلے کا ہے یہ کہکر لڑنے لگا صاحبقران نے محیط کا نیزہ ٹالا اسنے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران
نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ لگا لیا اسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں جوان گھوڑے سے کودے دامن
گردان سے آستینیں چڑھاکے کشتی میں مصروف ہوئے سب قزاق تماشا دیکھ رہے ہیں دو پہر کشتی میں امیر
محیط کو زیر کیا کندہ زانو دبا کے فرمایا جا لا و شناختن پروردگار [illegible] محیط نے کہا اپنے نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ فرمایئے صاحبقران نے فرمایا تو نے سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان سرکوب ساحران
یہ سنکر محیط نے کہا میں تو ہمیشہ سے جمال باکمال کا مشتاق تھا حضور جیسے ہزد دین میں دل سے اطاعت کرتا ہوں
امیر نے چھوڑ دیا محیط قدمبوس ہوا امیر نے کلمہ پڑھایا مگر محیط طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ہاں لیاقی قوم سے
کچھ اشارہ کردیا کہ تم سب ملکر اطاعت کرو میں سمجھ لونگا سب دست بستہ حاضر خدمت فیض درجت ہوئے
نرتنا نکتا ہوا صاحبقران کو بارگاہ میں لایا امیر باہر آتے ہیں کبھی اندر جاتے ہیں کہ سامنے سے گرد
باریک اڑی دیکھا خواجہ عمر بنا عمر ہی جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہیں مگر پریشان پریشان صاحبقران
کو دیکھکر خواجہ حاضر ہوئے امیر نے حال پوچھا عمر نے رو رو کے تمام کیفیت بیان کی کہ میں نے اسطرح پیچھا کیا

لیکن سفاک پہونچ گیا سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا امیر افسوس کر رہے ہیں فرماتے ہیں میں بھی اسی فکر میں
چلا تھا محیط سے مقابلہ پڑ گیا اب لشکر کشی کرکے چلونگا یہ ذکر تھا کہ پیچھے سے محیط باہر آیا فکر میں تھا کہ جھٹ پٹ
صاحبقران کو گرفتار کرے دن عمرو نے جو محیط کو دیکھا کہا اے شہریار اسکی پیشانی تو سیاہ معلوم ہوتی ہے امیر
نے کہا خواجہ بیہودہ بکو عمرو نے کہا اب یہ حال کھلیگا امیر نے کہا جو جیسی خطا کریگا ویسی سزا پائیگا یہ
ذکر تھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا چالاک بن عمرو دونوں پشتارے پشت پر لگائے ہوئے
بھاگا ہوا چلا آتا ہے مگر جو گنتا ہے کہ کہاں جاؤں ایسا نہو کسی مقام پر تنظور وغیرہ ملجائیں یا سفاک تعاقب
میں آئے امیر و عمرو کو جو دیکھا چالاک دوڑا امیر نے پکار کے پوچھا اے چالاک یہ پشتارے کس کے
ہیں اشارہ سے بتلایا کہ صنوبر و مینوش شیرین کلام کو چرا کے لایا ہوں امیر نے فرمایا بڑا کام کیا محیط سے
امیر نے فرمایا کہ ایک خیمہ خالی کرادو اسی وقت ایک خیمہ استادہ ہوا صاحبقران نے چالاک سے کہا
چالاک نے لاکے دونوں کو رکھدیا زبان سے سونٹھ لگا کے دونوں کو ہوشیار کیا مینوش شیرین کلام
تو اٹھتے ہی چالاک کو دعائیں دینے لگی کہا اے چالاک تونے بڑا احسان کیا مجھکو جلاد کے قبضے سے
نکالا خدا نے عصمت کو بچایا ماں سے کہا اے والدہ ماجدہ اٹھئیے ہم خدمت صاحبقران میں آگئے چالاک
نے بڑا احسان کیا صنوبر جو خوشی ظاہر میں تو خوشی کرنے لگی مگر دل کو ناگوار کہ ہائے میرا شوہر بہلدن برباد ہوا
اب میں اسکو کیا منہ سے سیاہ دکھاؤنگی یہ سوچکر خاموش ہو رہی دل میں پیچ و تاب ہے کسی طور سے مینوش
کو نکال لے چلوں خدمت میں شوہر کے پہونچوں محیط نے جو خبر سنی کہ صاحبقران جسکا معشوق ہے عاشق
تھے اسکو عیار چرا کے لایا ہے چند کنیزیں واسطے خدمت کے بھیجدیں فرش معقول بچھا ایک مسہری اسباب عیش و
نشاط رکھا گیا گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی گئیں عمرو نے طریقہ محیط کا خلاف پایا دل سے کہتا ہے کہ
صاحبقران دھوکا کھا گئے مگر واجب و لازم ہے میاں تو یہ صورت ہے لیکن سفاک جو تھوڑی دیر کے
قیدخانے میں آیا قفس میں دونوں کو نہ پایا سر پیٹنے لگا کہا یہ دور بڑا غضب ہوا نصیب جادو کی شکل بنکر عیار
آیا مجھکو دھوکا دیگیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ میں آیا شیرون وزیر دن سے سب حال بیان کیا کہ ایک وزیر نے
کہا حضور آپ سرداب جادو سے دشمنی سکتے ہیں کیا مزہ ہے اب اسکو بلا لیجیے اسکو ساتھ لیکر تلاش میں چلیے
ندیم کا کہنا سفاک بجا لایا خود وزیر کو حکم کہ تم جاؤ سرداب سے سب حال کہنا عیاران حمزہ عیاری کرکے
ملکہ صنوبر مینوش شیرین کلام کو لیگئے تم میرے پاس آؤ میں اور تم تلاش میں چلیں وزیر پاس سرداب
کے پہونچا سب حال بیان کیا سرداب سنتے ہی بہ غیرت سی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا یارو میں تو بے یار و مددگار
بیٹھی بھی گئی اور تدبیر بھی افسوس بڑی خراب میں چلتا ہوں یہ کہکر تیار ہوا تنظور بھی ساتھ ہے جب خبر ہوئی
سفاک کو کہ سرداب آتا ہے واسطے استقبال کے نکل آیا بھائی صاحب کہکر بغلگیر ہوا کہا حضور عیار مجھکو
بڑا دھوکا دیگیا اب تلاش کرکے گرفتار کرونگا سرداب و سفاک نوبت نقارے بجاتے ہوئے تلاش میں
صنوبر مینوش کے چلے میاں خواجہ عمرو کو فکر ہے کہ محیط کا مکر ظاہر کروں پھرتے پھراتے محیط کے
باورچی خانے میں آئے دیکھا اسکے ملازم کھانا پکا رہے ہیں تمام کار گزار دل و جان سے مصروف ہیں مگر
اشاروں سے انکے ثابت ہوا کہ کھانے میں بیہوشی ملا رہے ہیں خلاصہ عمرو خاموش ہو رہے اب آکے
صاحبقران سے عرض کی کہ آقائے نامدار زنان باورچی خانے سے کھانا نہ منگائیے ابھی آپ کو حال کھل جائیگا

یہ سوچتا ہوا اسطرف چلا آیا یہ دو لشکر آتے ہوئے دیکھے حیران ہوا کہ لشکر میں تغیر ہوکر داخل لشکر سفاک و
سرداب ہوا دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ یہ سفاک و سرداب کا لشکر ہے اب وہان سے برق فرنگی پھرتا ہوا
دوسرے لشکر میں آیا اسطرف سے گذر ہوا جس خیمے میں چالاک وغیرہ قید ہیں پردہ اٹھا ہوا تھا نگہبان بیٹھے ہیں
برق نے جو عمرو کو دیکھا تڑپ گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے وہیں بیٹھ گیا نگہبانون سے باتیں کرنے لگا کہا کیون بابا ان
گنہگارون نے کیا خطا کی جو اسطرح قید ہیں نگہبانون نے کہا میان مسافر صاحب ان قیدیون کی وجہ سے بڑی
آفت ہے دیکھیں کیونکر جان بچے یہ وہ دشمن ہیں کہ جنھون نے سب مذہبون کو مٹا دیا دین خانے نا دیدہ دشمن کیا
ہمارے آقا نے انکو بڑی فطرت سے پکڑا ہے ورنہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھون نے ملک کے ملک ویران کر دیے
جنگل لاشون سے بھر دیے ہمارے آقا نے انکو قید کیا ہے سفاک و سرداب آگے آتے ہیں ان لوگون کی قید
مانگتے ہیں ہمارے آقا میان محیط بحر سوچ رہے ہیں دوسرے خیمے میں دو شاہزادیان ملکہ منوش و
صنوبر بھی قید ہیں دیکھیں انپر کیا گذرے ہمارے آقا منوش پر جان دیتے ہیں وہ عورت ایسی سرکش ہے
کہ انکو نہیں قبول کرتی سفاک نے میان قید رہنا جان دینا گوارا کیا لیکن اسکو بھی نہیں منظور کیا اب
دیکھیں میان کیا قدرت ہے ہم نمکخوارون کی خیر ہو تو بڑی بات ہے برق فرنگی نے یہ بھی حال سنا سوچا کہ پہلے منوش
و صنوبر کو رہا کرون یہ ساحرہ ہیں صاحبقران کو مع الیقین دونون لشکرون سے معاملہ بنیگا ہمت کی صورت
بنا ہوا ہے جس خیمے میں یہ دونون عورتیں قید ہیں اسی خیمے کے سامنے آکے بیٹھا دل میں دھونی لگائی اب فکر میں
ہے کہ نگہبانون کو بیہوش کرون ملکہ کو رہا کر دون پھر جاکے صاحبقران کو رہا کرون اسی خیال میں بیٹھا تھا کہ دیکھا
شرارۂ محیط کا عیار آیا اس نے نگہبانون کو پکار رکھا کہ یارو ہوشیار رہنا ایسا نہو نگہبانی میں فرق پڑے جب شرارۂ
سبکرو کئی مرتبہ کہا کے چلا گیا تو برق دھونی کے پاس سے اٹھا ایک جنگل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا رنگ و روغن
عیاری کا لگا کے شرارۂ سبکرو کی شکل بنکر تیار ہوا طرف قید خانے کے چلا نگہبانون نے آواز دی کون
آتا ہے برق نے کہا میں ہون شرارۂ سبکرو لیکن الٹے پاؤن پلٹ جاؤن اسواسطے آیا ہون کہ تم لوگون کو ہشیار
کرون ایسا نہو کوئی آفت پڑے عیاران اسلام بھی آئے ہوئے ہیں یقین ہے آج عیاری ہو سب نگہبان
ہوشیار رہیں ایسا نہو کچھ آفت پڑے تو میرے واسطے بدنامی ہو گی نگہبانون نے کہا ہم سب جاگتے ہیں ہاں اسشتا
آپ شرارۂ نقلی آکے بیٹھا کہا بھائیو میں نے کئی عیارون کو مارا شام سے دوڑتے دوڑتے یہ وقت آیا ہے
میں نے ابھی تک شراب نہیں پی شراب منگواؤ تم بھی پیو ہم بھی پیئیں دو ایک پاس سے نکال کے دیے
شاہ سے دوڑے جلد شراب کا لانے برق نے بیہوشی ملائی سب کو شراب پلانے لگا دو چار کو شراب
پلائی تھی کہ شرارۂ سبکرو پھرتا پھرتا اسطرف آیا دور سے دیکھا میری شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہے یہ دیکھکر
ایک زردۂ نخلستان میں شرارۂ سبکرو دب رہا اب دیکھا اسنے وہ شخص سب کو شراب پلا رہا ہے اور
یہ اشعار گا رہا ہے

نظم

تمارے خلد مین ہی یا سقر مین جوے شراب
دعا عطا کردن گشتہ مین جستجوے شراب

ملا ہون خاک ہا شک ہی جستجو سے شراب
دعا ہے روح ہی ہوئے کوئی سبوے شراب

نہ پا مین لاج ہے آبرو شراب کمین
خدا نے ہاتھ لیں کومن آبروے شراب

ہمین شراب کلی سے خم شراب بنا
ہوا ہی روح بدن مین بہ رنگ بوے شراب

جو ناگوار نہ تلخی ہو بعد کیفیت — لی ہے خشک کو اس کے میں خوب ہے شراب
تلخ حرام ہے کہتے ہیں دختر رز ہے — سوائے غنچہ دیکھا نہیں بنتے ہوئے شراب
حضور پھول کے برگ شجر ہوں کب سرسبز — بھلا ہے بنگ کی کیا قدر بعد بوئے شراب
شراب خوار وہ شیریں دہن ہے اے دلبر یار — منگائیگا عوض جوئے شیر جوئے شراب
برنگ جام بھریں آنکھیں سیا تیا پہ خون — ترے فراق میں دیکھا جو میں نے سوئے شراب
حساب اب بھی ہے کون جانے مستی میں — شراب خانوں میں ہاتھ آئی ہے سبوئے شراب
غضب ہے راز دروں کھل گیا مرے منہ سے — شراب خوار کو کرتی ہے خوار بوئے شراب
مرے علاج کو ناحق ہے جستجوئے گدو — خمار کا ہے مجھے رنج لا کے دے شراب
نظر جو آگئی مشاطہ کچھ وہ دھیان آیا — دلائی یاد مجھے لب نے گل کی بوئے شراب
گیا ہے آج تو مجلس کو مست و مضطرب — ترستے مستی کی تو نہیں ہے کیا کدوئے شراب
یہ ناتوان ہوا ہوں فراق ساقی میں — شراب کا ہے مجھے کب اسبوئے شراب
عجب ساقی کو ترحم ہے ای ناسخ — عدو دیئے ہے ہمارا جو ہے عدوئے شراب

شرارہ سمجھ گیا کہ اب یہ شراب پلا کے سب کو بیہوش کیا چاہتا ہے دیتا اٹھتا بیٹھتا چلو میاں برق کا دل دھڑکا اپنے مقام سے اُٹھا کہا جاؤ تم شراب پیو میں ذرا ٹہلتا ہوں شرارہ نے دیکھا عیار ہوشیار ہے میں ابھی اسکے پاس پہونچنے نہیں پایا اور یہ اُٹھکر کھڑا ہوا ایسا نہو نکلکر چلا جائے گویا کسی نے خبر کردی میرے اتنے شاگرد ہیں گرفتار کر لینگے ذرا کے جا بجا آواز دی او مکار میں نے پہچانا اب کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا برق نے جو شرارہ کو آتے ہوئے دیکھا پکار کے آواز دی یارو میری شکل بنا ہوا شاگرد عمرو آیا ہے اور تم سب دیکھ رہے ہو سب عیار پیشہ طرف شرارہ اصلی کے چلے یہ پھیر ہاں ہاں کرتا ہی برق کے الفاظ تاثیر سے بھرے ہوئے شرارہ ہر چند چیخا چلایا لیکن اسی پر سب ٹگبان آپہونچے برق تڑپ سے بھاگا جب شرارہ پر دو چار طمانچے پڑے کسی نے پیچھے پکڑ لیے جب اسنے بہت کہا کہ یارو کیا کرتے ہو ارے وہ عیار نکل گیا اب شاگردوں نے اچھی طرح سے پہچانا منت کرنے لگے کوئی کہتا ہے استاد میں نے ایک طمانچہ مارا معاف کیجیے کوئی کہتا ہے کہ میں نے فقط سینے پکڑے تھے خطا ہوئی اور جن ٹگبانوں نے شراب پی تھی وہ بیہوش ہوئے شرارہ نے کہا یارو عیار گیا ضرور عیاری کریگا یہ کہکر شاگردوں سے باتیں کرنے لگا عنبوش و صنوبر نے سنا کہ عیار آیا تھا عیاری خالی گئی عنبوش نے کہا ای مادر مہربان آپ نے سنا عیار ہمارے رہا کرنے کو آئے تھے صنوبر نے کہا اگر بعنایت لات و منات رہائی ہو تمھارے باپ کا لشکر سامنے اترا ہوا اسی طرف چلنا عنبوش نے کہا ای مادر مہربان ہم تو لات و منات پر لعنت کر چکے ہم باپ کے لشکر میں نہ جائینگے صنوبر چپ ہو رہی دل میں یہی خیال ہے کہ بیٹی کو پاس شوہر کے لیجاؤں بیٹی کو سمجھانے کو کہ دیا جو تمھاری خوشی ہوگی وہی کرینگے شرارہ میاں بیٹھکر شاگردوں سے باتیں کرنے لگا برق جو بھاگا اُس مقام پر پہونچا جس خیمے میں صاحبقران و خواجہ عمرو و چالاک قید ہیں شرارہ کی شکل بنا ہوا تھا کہ ایک عیاری خالی جا چکی ہم دوڑا ہوا سب کے سامنے آیا کہا یارو تمھیں سنا برق عیار آیا تھا چاہتا تھا عنبوش و صنوبر کو رہا کرے مگر میں وقت پر پہونچ گیا

ایک سوداگر بیچ گیا میں نے یہ سودا خریدا اس تصویر نے دیوانہ کر دیا ہر چند ضبط کیا کہ اس کو سے خواب آباد میں
قدم رنجہ فرماؤں موت کا دروازہ ٹھیروں لیکن دل خانہ خراب نے زمانہ تلاش کو سے محبوب میں آوارہ ہو کے نکلا آخر
معلوم ہوا کہ یہ قلعہ انکے والد کا ہی بہتر اسی میں ہی کہ بھلا اپنی فرزندی میں قبول کرو شادی ہمارے ساتھ
کر دو ورنہ قلعہ زیر و زبر ہوتا ہی لاشوں کے انبار ہو جائینگے دریاے خون بہا دونگا نام میرا شنکل خارا شکن ہی عمر
ساری لڑتے گذری لڑائی کو کھیل جانتا ہوں بڑے بڑے قلعے مٹائے بڑے بڑے سرکشوں کو مار ڈالا ہے
بشب دیو زادوں کو للکارا میرے نام کی دھاک ہی سب چپ بیٹھے ہو جواب نہیں دیتے میں طرح ایک ہی بار بالکو
آکے ہمارا استقبال کرو ورنہ کسی قلعے میں گھس کر تو دونگا سرداب نے طرف سفاک کے دیکھا کہ دیکھو کیا
بکبکا رہا ہی اسکو جواب دو سفاک حرمزہ کا نپسراہو کہتا ہی ابھی جان بچی تھی پھر وہی جھگڑے کا سامان ہی
میں تو اسکو جواب نہ دونگا تمہیں اسکو جواب دو تمہیں سے وہ سوال کرتا ہی سرداب نے پکار کے آواز دی ای
شنکل خارا شکن یہ سوداے خام و تصور ناتمام دل سے نکال ڈال ہم اسکو منسوب کر چکے ہیں کہیں یہ دونوں
شادی کبھی ہونے کی ہی تمکو کیا جواب دیں اب بہتری یہ ہی کہ پلٹ جاؤ شنکل نے کہا ہم نسبت وغیرہ نہیں
جانتے ہیں جواب دو کرو ورنہ منسوب اسکو تم دونوں نکلو ہم سے مقابلہ کرو سفاک نے کہا بہت خوب ہم نکلے
میں آتے ہیں شنکل تین کوس کا میدان چھوڑ کر اسی مقام پہ ٹھیرا بارگاہ استادہ کی سفاک و سرداب نے بھی
کوچ لیکر باہر نکلے دونوں لشکر مقابلے میں اترے شنکل خارا شکن نے منتقشی ہی طبل جنگی بجوا دیا جواب میں
سرداب نے بھی طبل جنگی بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے شنکل نے اپنے وزیر اعظم
داناے جادو کو اشارہ کیا داناے جادو میدان میں آیا سفاک نے اپنے رفیق رمال جادو کو روانہ
کیا رمال و دانا سے مقابلہ ہوا پہلے آپس میں دو چار ہوئے داناے جادو نے ایک گرز مارا رمال کا ناکچور کیا گر گیا
گہبان جادو رفیق سرداب نکلا یہ بھی ہاتھ سے داناے کے مارا گیا ملکہ صنوبر و مینوش بالاے قلعہ سے
دیکھ رہی ہیں مینوش کہتی ہی ای ماہ مہربان آپ بھلا اسی واسطے لڑائی میں بھیجا آفت میں پھنسایا حقیقت میں
شنکل کا رفیق بڑے غضب کا سحر کرتا ہی ساحر رفیق سرداب کے نکلے ہاتھ سے داناے جادو کے
مارے گئے دانا کبھی للکارتا ہی اسکے مقابلے میں نہیں جاتا جسکو اشارہ کرتے ہیں وہ کہتا ہی کہ آپ خود جائیے
ہم ایسے ظالم کے مقابلے میں نہ جائیں گے شنکل صف سے آگے بڑھا پکار رہا ہی کہ داناے جادو سب کو
پکارے آتا ہی ہر ہر نا ہو کر جاے سبھی تو کیفیت

نظم

دل کے آتے ہی یہ نقشہ ہو گیا
مرگیا جیا مرا اچھا ہو گیا
آنے پہ دل آیا بڑی مشکل پڑی
حال سب افشا ہویدا ہو گیا
شکر ہی پیدا کیا خالق نے جسم
درد کے بڑھنے کو رستا ہو گیا
وقت مرگ بھی پوچھ کر آئے نہیں
ہاے کمرو دل کسپہ شیدا ہو گیا

کیا بتاؤں دوستو کیا ہو گیا
کر چکا تھا کام افسون رقیب
مدعی پہلو میں پیدا ہو گیا
ایک ظالم پر طبیعت آگئی
رحم کا کچھ دل کو پردا ہو گیا
تو ہی چل باد سموم جوش شوق ہی
ہنستے ہنستے ایسے جھگڑا ہو گیا

تیغ نے زحمت ہلالی طرح کی طبیب
آج ہے اتنے پہ اچھا ہو گیا
اے جیا بالی نے میری کہا کیا
پھر وہی اب حال پیدا ہو گیا
کھلگئے زخموں کے منہ اچھا ہوا
خط کے آنے میں تو عرصہ ہو گیا
حال کیوں ابتر ہوا اسعد جو تسلیم

داناے جادو میدان میں طلبگار ہی سفاک و سرداب

شب خواب نے دیکھا یہ تو بلاے روزگار ہی یہ چوٹ نہ کھائیگا جان دیے بھرے اثر ہا ہی ایک مقام پر عمرو
نے سپر ہولی جیسے ہی عیار نے بیچ مارا عمرو نے سپر کاغذی کو سامنے کر دیا سپر کٹی بیہوشی اڑی عیار بیہوش
ہوا عمرو نے اسکو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت بنی فتنہ دار اسکا باندھا گلے مین کمند عیاری کی ڈالکر
لپیٹا اور لیکر آئے آزار اور رنگ نشین نے پوچھا کیون اے شب خواب یہ کون ظالم ہی عیار نقلی نے کہا
حضور یہی بانی مبانی فساد ہی مجھے کل سے یہی خیال تھا کہ حضور نے وہ کام کیا کہ میان عیاران اسلام ضرور
آئینگے مین نے اسکو راہ مین گرفتار کیا آپ اسکو قتل کیجیے یہ کہکر اسکو ستون سے باندھ دیا آزار اور رنگ نشین
نے کہا اسکو ہوشیار کرو عمرو نے کہا یہ بڑا مکار ہی ایسی باتین کریگا کہ آپ میرے دشمن ہو جائینگے سب نے
کہا ہم اسکی بات کو نہ مانینگے اب عمرو نے اسکو ہوشیار کیا اسنے جانا کہ اس حال مین دیکھا ضمن مین کہنے لگا
عمرو نے کہا دیکھیے اپنے کو کیسا بناتا ہی اب تو غصے مین آزار نے حکم دیا اسکو قتل کرو اسنے غضب کیا تھا
چند ساعت میں عیار سنا تا تو اسنے سب کو مار لیا تھا جلاد نے آکے جو گردن پر خط کھینچا اب تو نگاہ حسرت
شب خواب چار جانب دیکھنے لگا ایک وزیر نے کہا حضور میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ ان دونون کا
منہ گرم پانی سے دھلوایے ایسا نہو کہ ہمین بھی فتور ہو یہ بات سب کو پسند آئی اسپر چاہا دونو ہی سے کہ
منہ دھلائین اب تو خواجہ گھبرائے کہ چال کھلا چاہتا ہی ہاتھ باندھ کر کہا مین کچھ کان مین عرض کرونگا شاہ نے
سر جھکا لیا عمرو نے ایک دھول لگا کر [illegible] اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجہ خواجگان	عمرو ذی حشم مہتر مہتران	مری نسل سے [illegible] پیدا ہوا
مرے نام پر فتنہ ر شیدا ہوا	اٹھاتا ہون کھانڈے مین دھوم مین	جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم [illegible]
ہوا ملک ہی گلشن قیل و قال	مری چال سے ہی صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد بادپوش کا	مرا نعرہ ذی حشم نامدار	امیر عرب [illegible] شیر ہی دستگاہ
یہی تیغ و نصرت کی تدبیر ہی	کرو آقا ہمارا جہان گیر ہی	ہلا آزار اور رنگ نشین کا [illegible]

بھاگے اب تمام ساحر و غیر ساحر [illegible] شاگردوں نے اپنے استاد کو کھولا یہی وقت پر پہنچا اب تو
شاگرد شب خواب کے بچا بازی کرنے لگے عمرو صبا رفتار جا پڑا پرے سے پرے دم ہم دم [illegible]
چالیس عیار عمرو نے ہاتھوں سے [illegible] گئے اب شب خواب کا تنہا کا قلق ہوا عمرو نے للکارا
کہ او نامرد تو سامنے نہین آتا ان بچارون کو کیون قتل ماش کرتا ہی شب خواب نے آواز دی یا رب
ہٹ جا دیکھ یہ تاب کے عمرو کے سامنے آیا نیچے لٹکائے ہوے کہ آمین آگے عمرو نے دیکھا یہ تو بلاے روزگار
ہی چوٹ نہین کھاتا نہ سر زور رد شور سے ور ہا ہی خواجہ نے کمان سے برق اسکا سر کاٹ لے بیچھا
کر کر ان میری پشت پر آگیا جیسے ہی یہ پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے مار کے حباب مار کے بیہوش کر لیا
پھر اسکو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت بنے فتنہ دار باندھکر پیچھے ایک شاگرد اسکا موسوم بہ
بہتاب زرد گلستان سے چھپا ہوا یہ معاملہ دیکھ رہا ہی اسنے آگے بڑھ کر آزار سے سب حال بیان
کیا کہ ساربان فلاد نے پھر استاد کو پکڑ لیا اسی کی شکل پاتا ہی لیکن ذرا ہوشیاری سے گرفتار
کیجیے کا [illegible] نہ کھلا یگا دربار مین سب آمادہ ہو کے بیٹھے جیسے ہی خواجہ عمرو اندر آئے رنگ بارگاہ
دگرگون دیکھا کہ سب میری ہی جانب دیکھ رہے ہین آزار اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی

ای عیار من بڑا کام کیا کہ اس ظالم کو گرفتار کر لیا ہے یہ موتیوں کا مالا لے لیجئے تمام پر خواجہ سرے
آنکھوں میں پردے پڑ جاتے ہیں فوراً پشتارہ زمین پر ڈال دیا سلام کرتے ہوئے چلے آزار نے مالا پنہال
ہاتھ پکڑ لیا کہا او سارہ بان زلف اب کہاں جائیگا جیسے ہی شاہ نے عمرو کی کلائی پر ہاتھ ڈالا عمرو نے
ایک دولتی ماری کہ آزار چت گرا عمرو جست کر کے چلا تھا کہ آزار اور تنگ نشین نے گیری کی آواز دی
عمرو کے پاؤں زمین نے تھام لیے اب تو سب نے ملکر عمرو کو گرفتار کر لیا اب شب خواب سے بھی بیدار کیا
اب اسکی بھی صلاح ہے کہ اسکو قتل کرو خواجہ نے کہا ای آزار بہا سا طلسم زرافشان فتح کیا بڑے
بڑے ساحر مارے لیکن آپ ایسا ساحر ہماری نگاہ سے نہیں گذرا اگر میری خطا معاف ہو تو ہم آپ کی
خدمت میں بقیہ عمر بسر کروں آزار تو خوش ہو گیا شب خواب نے کہا حضور یہ بلائے روزگار ہے اسکی
حیلے سے اطاعت نہ کریگا آپ بھی سمجھے کہ یہ ظالم کس وجہ سے آیا آپ جو ملکہ مینوش کو گرفتار کرکے لائے
ہیں اُنکے رہا کرنے کو یہ ظالم آیا ہے نام مینوش سنکر آزار نے کہا ای عیار اس غم نے تو مجھکو ایسا بیتاب
کیا ہے کہ کلیجہ تڑپ رہا ہے

نظم

بے قراری ہاتھ دوڑتا ہوں زلف یار پر — دوڑتا تھا جس طرح قربان موسیٰ مار پر
سمت بیماری ہی خطرا ہے مکان تار پر — شب دم ہو چاندنی آجائے گر دیوار پر
کہتے ہیں سب دیکھا ہے دو چشم یار پر — کھینچی ہے تلوار کس بیرحم نے بیمار پر
ہر مژہ ہے گشتہ مائل ابروے خدار پر — سیل یہ تیغ بخشیت سے ہے تلوار پر
کیا نرالی گرمی بازاری مرے یوسف کی ہے — پڑگئی جب آنکھ اک بجلی گری بازار پر
تیر مژگان بھی غضب تھے پر کیا ابرو نے قہر — کٹ گئے لاکھوں جو نوبت آ گئی تلوار پر
پنجہ مژگان رہ جاتے ہیں ابرو کی طرف — ہاتھ کیا رکھتے ہیں ترک چشم اب تلوار پر
کیا پیوں دور فلک میں ساقیا جام شراب — قتل ہو شیشہ نہیں بچتا زبان خار پر
جب سے ہے مجھ ناتوان کو تیر مژگان کا خیال — خلق کہتی ہے لکھا ہے حسن عاشق خار پر
تند خو ظاہر میں ہوں باطن میں ہوں باغ بہار — سبزہ یا غنچے ہوں باغ کی دیوار پر
دن کو نا ہے بھولے ہیں اپنی سیہ بختی سے راہ — شمع مینا چھوٹے میخانے کی دیوار پر
روے خندان زخم ہیں تیرے تصور میں مجھے — سینہ چھلنا کا ہے عالم مرہم زنگار پر
بے ارادہ طے ہوئی جاتی ہے یہ راہ عدم — [illegible] خود رہا جان کر کچھ نہیں درکار پر
میری گردن ضعف سے اتنی نہ جھکتی تھی کبھی — [illegible] رکھوائی ہے اُسنے آج کیا تلوار پر
ایک اشک گرم تا شب گریہ روتے میں کیا — [illegible] زن فوارہ ہو منقار موسیقار پر

عیار نے جواب دیا حضور نہ گھبرائیے ہم اسکا انتظام کر لینگے میان تم دربار میں یہ ذکر ہے خواجہ عمرو جس
مشتین کرتے ہیں آزار اور تنگ نشین کے دل میں مزا آ جاتا ہے عیار سے کہتا ہے اگر یہ ہمارا مذہب اختیار
کرے سلطنت کو بڑی رونق ہو عیار کہتا ہے یہ کبھی ہمارا مذہب نہ اختیار کریگا جب پہلو پائیگا قتل کریگا
نکل جائیگا بادشاہ پھر خاموش ہو جاتا ہے تمام وزرا امرا بھی اشارے سے کہتے ہیں کہ اگر یہ عیار شریک ہو جائے
تمام عالم میں عملداری کرا دیگا انکے آقا جو امیر حمزہ ہیں [illegible] جب سے یہ شریک ہوا

سلطنت نوشیروان کو شاہ یا لقا ایسے سرکش کو بجا لا باب فی الحال طلسم نور افشان فتح ہو اور وہ ساحر ایسے
اُجنکے قتل ممکن نہ تھا بادشاہ دیکھتا ہو کہ عمرو کا کہنا مانون خطا اصلی معاف کردن عیار دغا بازی کر رہا ہی قضا کا
ستم برق فرنگی جو تخت پاجا ہوا آیا تھا پھرتا پھرتا اس قلعے میں آیا کہ سنا خواجہ عمرو آئے تھے پکڑ لیے گئے
فقیر بنا ہوا دربار کا دیکھا مہتاب نامے خلیفہ شب خواب کا دروازے پہ کھڑا تھا برق نے اشارے سے
بلایا مہتاب نے پوچھا کیون شاہ صاحب کیا ہی برق نے کہا ایک فقیر میان جنگل میں بیٹھا ہی اُسکے پاس
ڈھیر اکسیر کا ہی ہم تم چلکر چھین لیں مہتاب ساتھ ہوا جب ایک نخل کے سائے میں پہونچا برق نے کہا
وہ دیکھو چاندی بنا رہا ہی مہتاب جو دیکھنے جھکا برق نے حلقے کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو
کنارے ڈالا یا مہتاب کی شکل بنکر بارگاہ میں آیا دیکھا استاد بیٹھے ہیں آزار اور رنگ نشین سے باتین
کر رہے ہیں بادشاہ قدر دانی ہوتا ہی عیار رنگ سنا [illegible] ہی برق نے قریب آکے کہا استاد ذرا باہر چلیے میں
کچھ عرض کرونگا اور عیار بھی آئے ہیں شب خواب نے بادشاہ سے کہا میں ذرا ایک کام کو جاتا ہون ابھی
حاضر ہوتا ہون اس مکار کو جلد قتل کیجیے مہتاب نے کہا استاد ابھی بلکر آتے ہیں ہم اپنے ہاتھ سے اس
ساربان زادے کو قتل کرینگے یہ کہکر دونوں باہر چلے برق باتون میں لگاتا ہوا باہر لایا کہا استاد عمرو کا
بیٹا چالاک آیا ہی ضرور عیاری کریگا ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہی لنگا پھیریا [illegible] ہے چلکر ہم آپ گرفتار
کرینگے شب خواب ساتھ ساتھ چلے آتا ہوا لاتے لاتے برق اسکو ایک نخل کی آڑ میں لایا کہا دیکھیے وہ سامنے
چالاک بیٹھا ہی جیسے ہی شب خواب نے منہ پھیرا برق نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالے حباب مارکر
بیہوش کیا کنارے ڈالا آپ شب خواب کی شکل بنا ہنستا ہوا چلا راہ میں جو شاگرد ملے اُنسے کہا چالاک
کا میں نے پاؤن کاٹ دیا عیاری کرنے آئے تھے ہم نے کہا لنگڑے کا کون پیچھا کرے آپ ہی تڑپ تڑپ کے
مر جائیگا شاگرد ساتھ ساتھ ہیں شب خواب اندر آیا خواجہ آزار سے کہ رہے ہیں کہ حضور کو طلسم ہفت پیکر
کا بادشاہ کر دونگا میاں ہفت پیکر کو قتل کر ڈالونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی آزار کہتا ہی خواجہ
وہ عالی جرأت کا خاندان ہی اُسکا مارے جانا دشوار ہی عمرو نے کہا تو یہ دیکھیے میں نے جاکے کشمش کو
دربار کے قلزم میں مارا آزار کہتا ہی خواجہ اتنا بڑا ساحر ہی مسلم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہو سات
چپا ندن پہ خدائی کرتا ہی ہر مقام کا طریقہ نیا ہی جب اس ملک میں چلوگے تب حال کھلیگا عمرو نے
کہا آپ ذرا صبر کیجیے ابھی آپ کو تماشا دکھاؤن چند ساعت میں بہتر صورتیں تبدیل کرون یہ باتیں
سنتے ہی شب خواب نقلی آگے پہونچا عرض کی حضور یہ کیا کہتا ہی آزار اور رنگ نشین نے کہا اے
شب خواب حقیقت میں عمرو اسی لائق ہی اسکو چونہ باندھنا ہی یہ کہکر حکم دیا کہ عمرو کو جلد
رہا کیجیے بادشاہ نے سر اٹھا لیا خواجہ عمرو اٹھے لیکن حیران ہیں کہ یہی عیار میرے قتل کرنے میں
کدوکاوش کرتا تھا اسنے کیون رہا کرایا لگاوٹ [illegible] ملا جو خوش ہوگئے دل میں کہتے ہیں میرا صبوحا آگیا
اب عیاری کا ہی پڑیگی خوش ہو کے سامنے شاہ کے کھڑے ہوئے آنکھ سے آنکھ ملائی گنگنا کے
یہ غزل گائی

غزل

سرملین چشم سے کیون تو بتہ نظر کرتا ہی	اب مرا نالہ ترے دل میں اثر کرتا ہی
جب وہ حیرت زدہ چہرے پہ نظر کرتا ہی	آخر نہ حد گلا تا [illegible] گر کرتا ہے

صحبت میں لایا اب تو سب سردار خوش ہوگئے برق کہ بصورت شب خواب ہو بیٹھا تھا اپنی کرسی پر آب
خواجہ عمرو نے حکم دیا سب صاحب شراب نوش فرمائیں آج بدولت کو بڑی خوشی ہے معشوقہ پریچہرہ پہلو میں
ہماری جانبازی کو ملکہ عالیہ نے قبول فرمایا اب سلطنت کا ملکہ کو اختیار ہے یہ ملک و مال سب انہیں پر نثار
سیاہ علم ... برق اٹھا یہ چند اشعار گانے لگا اشعار

گئے وہ خواب سے اٹھ غیر کے گھر آخر شب	بخت نالے نے دکھایا یہ اثر آخر شب
صبح ہم زلف کا وعدہ تھا یہ حسرت دیکھو	مرگئے ہم دم آغاز سحر آخر شب
شعلۂ آہ فلک رتبہ کا اعجاز تو دیکھ	اول ماہ میں جانا لے نظر آخر شب
سوز دل سے گئی جان محبت چھٹنے کے قریب	کرتے ہیں موسم گرما میں سفر آخر شب
ملے ہو غیر سے بے پردہ تم انکار کے بعد	جلوہ خورشید کا سا تھا کچھ ادھر آخر شب
صبح ہم آنے کو تھا وہ کہ گواہی دی ہے	رحمت تھتری جہ ... قمر آخر شب
غیر نکلا ترے گھر سے گئی اب وہم میں جان	قتل ہوئے چور گئے اس کوچے میں گر آخر شب
دی تسلی تو وہ ایسی کہ تسلی نہ ہوئی	خواب میں تو مرے آئے وہ مگر آخر شب
سو سفیدی سے قریب اور ہے غفلت مومن	نیند آئی ہے یہ آرام دگر آخر شب

برق نے ترپ کے جو یہ اشعار گائے شاہ نے بڑی تعریف کی اب برق نے شب کو شراب پلانا شروع کیا
آفتاب مکر دغدغے نے طلوع کیا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلا چکا اب گر گر کے بیہوش ہونے لگے
خواجہ تخت سے اٹھے اب برق سے فرماتے ہیں آپ کسی کو ہاتھ نہ لگائیے آپ چپ رہیں بھلا برق کب
مانتا ہے ایک ساحر کو خنجر مار ہی دیا خواجہ یہ کہکر اٹھے کہ ارے یہ تو نے کیا کیا اندھیرا ہوا برق نے کسی کی
انگوٹھی کسی کے چھلے اندھیرے میں اتار لیے خواجہ لاکھ چیخے مگر برق کب مانتا ہے قتل کرنا شروع
کر دیا مینوش بھی کہتی ہیں خواجہ انصاف تو کرو برق نے برا کام کیا خواجہ کہتے ہیں ملکہ تم نہیں جانتیں یہ چور
دغاباز عیاری کیا جانے عیاری کو خراب کرتا ہے قضائے کار گلفام جادو بادشاہ کی محل میں بیٹھی تھی
خبر سن چکی تھی کہ بادشاہ کسی عورت کو لائے ہیں دوانا مانی ہوا آج کنیزوں نے خبر دی کہ عمرو حمزہ کا عیار
ساحری پرست ہوا اسکی وجہ سے عورت نے شاہ کو قبول کیا اسنے منہ پیٹ لیا یہ کھلبلی آبادی رہنے والی
ہے کہا صاحب شاہ کی جان نہ بچیگی سارہ بان زادے نے ضرور دام مکر پھیلایا ہوگا جس پردے میں پاتا ہے دشمن
کو مارتا ہے یکایک کان میں آواز آئی کشتی مرا نام من فلان بود کہا صاحب غضب ہوا عمرو نے کسی کو مارا نہیں بچ
بھائی صاحب پر کیا گذری یہ کہکر دوڑتی ہوئی چلی اسباب سحر ہاتھ میں لیا یہاں برق نوکرے میں چھپتا
پھرتا ہے مینوش کرسی پہ بیٹھی ہنس رہی ہے کہتی ہے تم عجب کمال کرتے ہو کہ دربارگاہ سے آواز آئی باش
او سارہ بان زادے انصاف کے دیکھا لاشے پھڑک رہے ہیں وہ عورت حسین کرسی پہ بیٹھی ہے عمرو سب کو
لوٹتا پھرتا ہے لاش کے مانے مارے خواجہ عمرو تو لرزنے لگے مینوش نے چاہا کہ جگر پر دن گلفام
آمادہ ہوکے آئی ہو خون اپنا کاٹ کے پھینک مارا مینوش بھی لڑکھڑا کے گری گلفام چیخ کر چلی
پکارتی ہوئی کہ او ظالم میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا ایسی تو زندہ نہ چھوڑوں گی یہ کہتی ہوئی جھپٹی چاہا
کہ عمرو کو قتل کرے اب خواجہ حیران چہار جانب دیکھتے ہیں کبھی پکارتے ہیں ہمارا ...

جلدی میں جو مرکب اٹھایا دور اکار کے آواز دی لو بارو ساٹھ ہزار کا فرو ں نے شمشیر کو کھینچ لیا یہ بارہ ہزار جوان
جوٹ ساٹھ ہزار پر جا پڑے نقاب چہرے سے مہران جوان بخت کے بھی الٹ گئی اب تو سب نے دیکھا
کہ تاجدار شاہ بصورت سعد بن قباد دو گلگون پوش بصورت نوبالد بہرین بدیع الزمان ہو امیر نے اشقر
کو جھکایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم
اسیر عرب حمزۂ ذی حشم
منم قاتل کافران جہان
چو رستم بہ سنجان بپے گیر و دار
زتیغم فنا شد سر دشمنان
زلنگور پ ملعون کردہ فرار
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
چو در باختر جنگ شد آشکار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
زدم بر دلیر عفریت را در مصاف
بلرزند از خوف دیوان قاف
جہانگیر از عدل وانصاف شد
سمندم چو بکشت گشتہ شکار
کرار جنگ بہ دیو ذلیل و نزار
بعد انکہ جو جا دہ ادب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم

سب سے پہلے سکندر زرین پوش زرین علم ضیغم شیر شکار بیتاب ہو کے جا پڑے نعرہ کیا نعرہ

ضیغمم شیر شکار
منم ضیغم جنتیاں صفدری
منم حامل رایت برتری
منم شیر میدان دشت نبرد
صف دشمنان قلبہ گرد برد
کشم تیغ کین در میان مصاف
بلرزند از خوف دیوان قاف
منم سالک مسلک رستمی
بہ نوع عدو دو ہی بہ ہی
منم نیرۂ صاحبقران
منم گوہر درج صاحبقران

جیسے ہی ضیغم نے نعرہ کیا اور
مصاحبوں کو لیکر جا پڑا سکندر زرین پوش زرین علم بیقرار ہوا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سکندر

زرین پوش زرین علم تصنیف مصنف
سکندر منم مالک تخت و تاج
زترک فلک می ستانیم باج
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
نگاہ زمین تیغ و دین بر کنم

بادشاہ مجاہد بھی بیقرار ہو کے
جا پڑے ساتھ سو تاجدار تلوار کھینچ کے ہمراہ بادشاہ کے پہونچے ادھر سے مشکل خار اشکن نے دلیل کرتال
عالمت زنمداری میں بھی مصروف جنگ ہی نہایت لطف سے جانبازی کر رہا ہو مشکل خار اشکن نے بھی
اپنے ساحروں کو اشارہ کیا کہ یارو میدان جنگ اس وقت لطف سے لڑنا ہو اب تو ساحر ہمراہیان مشکل سحر
کرنے ہوئے بڑھے مگر مشکل الگ سے سحر کر رہا ہو منظور ہے کہ کسی طرح صاحبقران کو گرفتار کروں مگر دیکھ
رہا ہو کہ صاحبقران جس ساحر کے سر پر جا پڑے لاکھ اسنے سحر کیا امیر نے جب ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے
شاہزادہ سرو سہی قد جس مقام پر مصروف ہیں تاجداران شاہی بکار ہے ہیں اسپہ سینہ سپر کرتے
ہیں یہ جو ثابت ہو گیا یہ دلیر فرزند بادشاہ مجاہد کا جان دینے پر آمادہ ہیں جس مقام پر شاہزادہ
مہران جوان بخت لڑ رہے ہیں تمام سرداران دشت راسی جا پڑے اشارہ کردیا تمام ساحران
سرداب و سفاک بھی آپہونچے ساحروں کے سحر چلنے لگے اب صاحبقران کو تردد ہوا ساٹھ ہزار
ساحران غدار سحر کر رہے ہیں ایک طرف سے سرداب و سفاک کے ساحر بھی سحر کرنے لگے اگر سکندر
پر ساحروں نے سحر کیا ہاتھ سکندر کا اٹھنے سے رکا صاحبقران نے جا کے اسم اعظم پڑھا سکندر کو
بچایا اُدھر ضیغم پر ساحر ٹوٹ پڑے وہاں صاحبقران لڑتے ہوئے پہونچے اسم اعظم پکار کے پڑھا ضیغم کو
بچایا باوجود اسکے دیکھا شاہزادہ سرو سہی قد پر بلوہ ہی بادشاہ مجاہد کھینچے پڑے ہوئے جاتے ہیں اور چلاتے
فرما رہے ہیں کہ خدانخواستہ اگر کوئی چشم زخم ہی شیر پہونچا ملکہ بہار جان دیدیگی آج ان شیروں کے حال کھلے

پروردگارا ان کو بچا سے مہران جوان کمبخت کا بھی عجیب حال ہے صاحبقران نے بادشاہ کو جو اس حال میں
دیکھا بیقرار ہو گئے دونون ہاتھ اٹھا کے دعا مانگنے لگے پکارتے تھے اے خالق بے نیاز دنیا ناپائیدار ہے
اسکا کیا اعتبار ہے خدا نخواستہ اگر سرو سہی قد پر کوئی چشم زخم پہونچا بادشاہ جمجاہ کو بڑا ملال ہوگا
اے پروردگار تو اس شبیر کو بچا لے

نظم

ہمہ دیدہ و تیہو دانشار قدرت
نماید بہر دیدہ و دیدار قدرت
کند ہر چہ خواہد خداوند عالم
منور بہر مجلس انوار قدرت

بہر یک زبان کرد اقرار قدرت
خدا از رہ قدرت و عین حکمت
بہر حال او ہست مختار قدرت
بود منکر ذات خلاق اکبر

کشاید ز ہر پردہ اسرار قدرت
کند کارسازی بہر کار قدرت
بہر خانہ شمع تجلی کند و زان
کند ہند یا ہر کہ انکار قدرت

بلبل بلک کے صاحبقران دعائین کر رہے ہین کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سب نے دیکھا
ابر آکے شق ہوا ملکہ مہوش شہرین کلام تخت پر سوار ہین پہلو مین خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نامور
باتین بناتے ہوے پشت پر پانچ ہزار ساحران نامدار جیسے ہی ملکہ مہوش شیرین کلام نے دیکھا کہ صاحبقران
زمان مصروف جنگ ہین آمد و رفت مین زخمی بھی ہوے ہین مہوش گھبرا گئی عمرو نے کہا ملکہ بڑا غضب ہوا
صاحبقران زمان گھرے ہوے ہین چارون جانب سے ساحرون کا ہجوم ہے ملکہ تڑپ کے گری تخت زمین
پر اتار دیا عمرو و برق نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے مہوش نے بڑھکے سحر کیا پانچ ہزار ساحر بھی آکے
شریک جنگ ہوے سحر کرنے لگے اب تو صاحبقران مطمئن ہوکے لڑنے لگے اسم اعظم کی آواز بلند ہو رہی ہے
ہین ملکہ مہوش نے بھی جو جھک کے سحر کیا بہ تقدیر الہی گرنے لگین تلوارین چلین خنجر گرے کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوئے
سرداب و سفاک و شنکل اب گھبرائے دیکھا کہ مہوش نے زمین ہلا دی خواجہ عمرو و برق فرنگی نے
حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی ہزار ساحر جلے سفاک نے دور سے دیکھا اس انگریز عیار نے کیا غضب برپا
کر دی فکر مین برق فرنگی کے پہلا صاحبقران نے دیکھا مہوش نے لڑائی کو سنبھال لیا جنگ رستمانہ
کرتے ہوے قریب شنکل کے پہونچے شنکل نے کئی گولے مارے امیر پر تاثیر نہوئی جب قریب پہونچے
شنکل نے ناچار ہوکے تیغہ مارا امیر نے تلوار کو ذرا سپر پر روکا جیسے ہی وار تو لڑ مارکے پلٹا امیر نے ہاتھ
تیغ عقرب کا مارا شنکل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ برق تاب دست زبردست صاحبقران
مالجناب سپر کے دو ٹکڑے ہوے شنکل نے چاہا کہ نکل جاؤن مگر گریبان پنجہ اجل مین پھنسا تلوار پہونچی
خود و فیرہ کو کاٹ کے تلوار نے زمین مین بوسہ دیا شنکل کا مرنا کہ آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و ہمہ خبار رہی
ہونے کی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام شنکل خانہ شکن ہوا اسکے مرنے کی آواز بلند ہوئی سفاک
و سرداب نے جن ساحر بھاگنے لگے ساحرون کے قدم اکھڑے سرداب چیختا ہی غل مچاتا ہی کہ یارو
یہ کیا غضب ہے کیون بھاگے ہو مسلمانون کی فوج بہت کم ہے تم لوگ زیادہ ہو گھیر کے مارلو مگر کوئی نہین
سنتا مہوش و صنوبر سے مقابلہ پڑا مہوش کڑک کے گری صنوبر نے چاہا بچون مگر برق گری صنوبر
کے دو ٹکڑے ہوے اسکے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی سرداب بدحواس ہو گیا کہتا تھا یار و اسکے بیوی
ننگ خاندان نے فوج کو شکست دلوائی مان کو اپنی قتل کیا افسوس نہ آیا یہ کہتا ہوا چلا آ دوسرے شاہزادہ
سکندر رزم جون در رگاہ ایرج عالیشان قریب شاہزادہ سرو سہی قد لٹنداہ کو بادشاہ کو بچاتا جاتا ہی

سرداب نے آگے کو لپکا اسکندر و سرو سہی قد گھوڑوں سے گرے فوج والوں کے پاؤں اوکھڑ گئے
تمام پہ سرداب تیغہ پکڑ کے چلا یہ تو سمجھ گیا ہو کہ یہ دونوں فرزندان صاحبقران ہیں حمزہ کے بیٹے پر تیغ نہ پہونچی
بادشاہ نے جو دور سے دیکھا صاحبقران کو پکارا دادا جان اپنے غلام کو بچائیے سرداب نے بلا کا سحر
کیا ہوا ایسے سحر کبھی ہماری نگاہ سے نہ گذرے تھے ایک سحر میں دو ہزار آدمی بیکار ہوے دونوں شیر
مجبور و ناچار ہوے صاحبقران نے جو بادشاہ کی آواز سنی بیتاب ہو گئے اشقر کو بڑھایا نعرہ کیا اور کہا او
سرداب کیا کرتا ہے ہو رب کعبہ ان سے کسی کا اگر بال بیکا ہوا جسم میلا ہوا قیامت برپا کر دونگا سرداب نے
نے پلٹ کے دیکھا صاحبقران جوشان و خروشان آتے ہیں جو ساحر سامنے آگیا اسکو ہاتھ مارا کئی سو
ساحروں کو مار کے قریب سرداب کے پہونچے ہیں سرداب نے اپنے گھوڑے سے گرا دیا پہرو
پیدا کر کے چلا صاحبقران نے سر اٹھا کے دیکھا کہ سرداب جاتا ہے سمجھے کہ اگر بچ جائیگا تو فساد برپا
کریگا قربان سے کمان ترکش سے تیر پیلزد و شتی زرنگ خدنگ سہ پہلو فاز نمودہ پیکان عقاب پر
سینہ جو کینہ بیباک کے مارا سینے پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کے پار گذرا سرداب کا لاشہ زمین پر گرا آواز بلند
ہوئی کشتی مرا نام من سرداب جادو بود سفاک نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا ساحر بھاگنے لگے اب
سفاک زیادہ گھبرایا سنگل بھی مارا گیا سرداب جادو بھی قتل ہوا اب میں کیا کروں ساحر بھاگے جاتے
ہیں کچھ ہاتھ باندھ کر سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے امیر خطا معاف کرتے ہیں سفاک کو اب
یقین کامل ہوا کہ فتح نہ ہوگی چاہا کہ بھاگوں کہ برق کو دیکھا کہ لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے سفاک نے آواز دی او
بھورسیے کہاں جاتا ہے برق نے چاہا بھاگوں سفاک نے جھپٹ کے برق کی کمر میں پنجہ دیدیے بھاگا
لڑائی میں کسی نے دیکھا بھی نہیں جب لڑائی فتح ہوئی ملکہ مہوش شیریں کلام نے پکار کے آواز دی
یارو اب کیوں جان دیتے ہو اطاعت کرو سب ساحر حاضر خدمت ہوے مہوش شیریں کلام نے
لا کے سب کو خدمت میں صاحبقران کی پیش کیا بعد فتح و فیروزی صاحبقران داخل قلعہ [illegible]
ہوے بادشاہ کے تخت پہ بیٹھے سرو سہی قد کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی مگر صاحبقران مہر [illegible] تخت
کو دیکھکر بہت ملول ہوے فرمایا کہ ہوتی تو سب شاہزادگان والا قدر طلسم ہفت پیکر پر لشکر کشی کرکے
گئے ہیں ملکوں میں ہنگامے پڑے ہونگے اگر اسوقت نور الدہر ہوتے کیسی خوشی ہوتی افسوس نہیں معلوم
ان شیروں پر کیا گذری صاحبقران نے جب یہ جملہ بیان کیا شور گریہ و زاری بلند ہوا چاروں شاہزادے
اسقدر روئے کہ صاحبقران یہ کلمات کہکے پچتائے لڑکوں کو بہت بیقرار پایا سرو سہی قد نے اشارے
کرنے لگے کہ حضور چلیں چلکر طلسم ہفت پیکر ہی میں بادشاہ نے بھی اشارہ کیا کہ مجھے قبول کیا کہ اتنے میں
خواجہ عمرو تشریف لائے صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم نے پر عادی کو نگہبان کیا تھا کیا باعث
ہوا کہ ہمیں آپکے خبر نہیں عمرو نے کہا آقا ہے تمام سب آئے ہمارے بھورسیے کا پتہ نہیں امیر نے
فرمایا خواجہ تلاش کرو برق نے ایسے ایسے کار اے نمایاں کیے کہ سب جانتے ہیں سفاک پکڑ لیگیا
ایسا نہو برق کو لیگیا ہو ملکہ مہوش نے کہا میں نے دیکھا تھا کہ چند ساحر اسکے ساتھ تھے لگا برسیاہ
میں چھپ کے لیگیا یہ میں نے ضرور دیکھا کہ اسکے پیچھے میں کوئی شور دبی تھی یہ سنکر خواجہ عمرو گھبرا گئے
کہا تا میں اپنے شاگرد کی تلاش میں جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے قران [illegible]

جانے پر آمادہ ہوا اُسی وقت مادیان مشکین پر سوار ہوئین آٹھ کنیزون نے ساتھ دیا آگے آگے برق فرنگی
عقب مین ملکہ مع آٹھ کنیزون کے باغ سے نکل چلین ملیٹ نے باغ مین آگ لگادی ملکہ جل نکلین یہان
جب برق نکل گیا تو سفاک نے کہا بھائی صاحب آپ نے غضب کیا برق کو نکل جانے دیا آپ دو کیا
ملیٹ کے آئیگا باغ کی خبر لو نشان نے ہرکارے کو اشارہ کیا کہ باغ کی خبر لاؤ ہرکارے نے جاکے دیکھا
باغ جل رہا ہے یہ بھی ہرکارے نے دیکھا کہ ملکہ آٹھ کنیزون کو ساتھ لیے ہوئے نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے
برق آگے آگے تڑپتا ہوا اسپ جاتے ہین ہرکارہ یہ حال دیکھکر بھاگا آکے نشان و سفاک سے کہا ملکہ
نکل گئین برق بھی گیا باغ مین آگ لگادی سفاک نے کہا بھائی تم نے دیکھا مین سوچتا تھا وہی ہوا نشان
و سفاک سوار ہوئے دس بارہ پاسی ساتھ لیے سفاک بندہ سمر چلا سفاک نے حسن و جان کی ملکہ اُسکی
کی جو تعریف سنی ہے بیتاب جاتا ہے برق تین چار کوس نکل چکا ہے ملکہ بھی ساتھ ساتھ ہین کہ برق نے دیکھا
سامنے سے گرد اُڑی شاپور رہزن باگ سر جھکائے ساتھ کسی کا قافلہ لوٹ کے چلا ہو گیا آگے بڑھانے
ادھر سے چلا آتا ہے برق فرنگی تو ایک نخل کی آڑ مین چھپا ملکہ نے چاہا پلٹون مادیان نے ہلکاری کی نقاب
چہرۂ بے نظیر سے ہٹی لگکر یہ ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا غزال چشم حسین و جمیل معشوق عالم کی تکمیل سو
خورشید خد گلعذار ماہ رخسار ملکہ نے جلدی سے نقاب چہرے پر ڈال لی شاپور رہزن نے جو یہ معاملہ دیکھا
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار پکارا شاباش شہنشاہ خوبی مادی سرو باغ محبوبی میری جان حاضر ہے

اصل مین = ہوگا

نظم

رشک کے مارے زہرہ خاک مین مل جائیگا / سبزہ ہے پاس گوش کے فیروزہ بیچ اُٹھائیگا
دست رس انگشت تک اُس سیمتن کے پائیگا / نقش اپنا خانۂ زین مین نگین بٹھلائیگا
چل نہین سکتے کبھی ہرگز تیری اُس کیل کی چال / ناز سے مین جو آنکلی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا
حسن کا جلوہ بھی کم ہے قمر بجلی سے نہین / چشم موسیٰ سے جو دیکھیگا اُسے غش آئیگا
آسما کی گردشین دور اُسکی سکونت ایک ہی / سیکڑون دل کے نگین سے ترے پیچ بنا
ایک عالم سے رسا سنتا ہون مین عشق اُسے / میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا
منزو مصری کا ہنگامہ نہین رہنے کا گرم / آتش گل دامن باد صبا بھڑکائیگا
چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کس قدر / شمشیر محبت کو تنگ کر دیگا جو دل گھبرائیگا
نوشیں ہو اُس پادشاہ حسن کا تخت روان / وہ صنم کو تیل کبھو دیجہ نہ گردو نہ اُٹھائیگا
لیلیٰ مریق بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال / گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا
غم لگاوے منھ سے ساقی لب تر ہو دین / مجھکو دریا فرش تک کیا کشتی مے لائیگا
اپنی زلفون کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہو / سمجھے سیدھی بات کی اُستاد سے کہلائیگا
جو قدم کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک / کل فلک دن ابر آب آتشین برسائیگا
یہ صدا آئی ہے جو دیوانے کی زنجیر سے / اس جا ہے تو بیمار بیخودی مین پائیگا
آستان یار سے اُٹھنے کا نقش قدم تو کر / چھوڑ کر اس در کو سر در راہ سے ٹکرائیگا

شاپور رہزن نے پکار کے آواز دی اے شہنشاہ خوبی ماہ رنگ دو بول کی صدا تیرے جبین پر سعادت کے آثار ہون

یہ گرفتار کمند ... آبرو حاضر ہوتا ہی برق فرنگی تو بھاگ کے ایک درۂ کوہ مین جا کے چھپا ہمراہیان
قلاب نیزہ باز چھین لیا لیکر بڑھے ملکہ انجم ماہ طلعت نے کمان کیانی دوش سے اتاری اور پکار کے
کہا ای قلاب میرے نزدیک نہ آنا جو آوارۂ دشت مصیبت گرفتار دام الفت ہوا سکو ستانا
خوب نہین ہی جو قریب آئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جب وہ لوگ بڑھے ملکہ نے تیر مارا ایک
سوار گھوڑے سے گر کے ادھر جہنم ہوا قلاب نیزہ باز لپکا اٹھا صاحب مین سینہ سپر ہوں نہایت
مضطر ہون تیر مژگان کا وار ہو کہ وہ تیر دل و جگر کے پار ہو ملکہ نے دیکھا ترکش مین تیر نہین ہین تیغ
ہلالی نیام انتقام سے کھینچا قلاب نیزہ باز قریب آگیا ملکہ انجم ماہ طلعت نے تلی وار دیے
قلاب ہر مرتبہ سپر روک لیتا تھا آخر تلوار خود پہ پڑی اچٹ گئی ہاتھ اٹھانے پہ پڑی زرہ کا کٹنا دشوار ہی
از خود ... ہاتھ تلوار کا پٹا کوئی کڑی کٹ گئی وہ بیکار ہو گیا قلاب نیزہ باز چاہتا ہی کلائی پہ
ہاتھ ڈالدون اس ظالم سرکش کو مرکب سے اٹھا لون برق پہ یہ مخفی ہی کہ درۂ کوہ سے یہ معاملہ
حیرت افزا دیکھ رہا ہی لیکن بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بینیاز ای کریم کارساز ای
پروردگار بندہ نواز اس ظالم کے ہاتھ سے ملکہ کو بچالے ادھر ملکہ کو بھی یقین مرگ ہو چلا چاہتی ہین
وہ حرکت کرون کہ یہ جھپٹ کے وہ تلوار کھینچے ایک ہاتھ مجھکو مار دے میرا خاتمہ ہو اس کشاکش سے
نجات ملے کئی چرکے ملکہ نے مارے کہ قلاب نیزہ باز زخمی بھی ہوا مگر ان زخمون کو راحت قلب جانتا
ہی زخمی ہو کے اپنے دشمن شمشیر پہ ہاتھ ڈالدیا ملکہ نے بخوف آبرو تلوار کو چھوڑ دیا قلاب نیزہ باز
نے چاہا کمر مین ہاتھ ڈال کے پشت زین سے اٹھا لون اسی وقت برق فرنگی کا کلیجا پھٹ گیا وہ
کوہ سے سر ٹکرا رہا ہی ملکہ انجم ماہ طلعت کے چہرے پہ ہوائیان اڑنے لگین چار جانب گھبرا کے
دیکھتی ہین نہ کوئی مونس نہ غمگسار نہ کوئی یار نہ مددگار اسی کے ملازم چار جانب سے سمجھاتے ہوئے
چلے آتے ہین کہ ای ملکہ عالم کیون خوف کرتی ہو ہمارا قلاب نیزہ باز میدان زبردست شہسوار ہی
کو مل و الکل بالاستقلال سلطنت کا سب اختیار آپ کو ہوگا ملکہ نے گھوڑے کو پیچھے ہٹایا قلاب نیزہ باز
تحسین کرتا ہوا ساتھ ساتھ چلا جب دیکھا کسی طور سے یہ سرکش نہین مانتی اس جنگل مین ایک کنوان ہی
ملکہ اسی طرف جاتی ہین چاہتی ہین اپنے کو کنوئین مین گرادون یون اپنی آبرو بچاؤن اس قصد کو قلاب
سمجھ گیا روک لیا ملکہ انجم ماہ طلعت نے ہاتھ جوڑ کے کہا ای شخص کیون مجبور کرتا ہی یہ
امورات بزبردستی ہوتے ہین اگر ضد کرے مار ڈالیگا مین تجھکو نہ قبول کرونگی یہ سر حاضر ہی کاٹ لے لیجا
قلاب نیزہ باز نے چاہا ملکہ کو پکڑے کہ آسمان سے ایک برق گری آسمین سے ایک پنجہ ظاہر ہوا
ملکہ انجم ماہ طلعت کو اٹھا کے لیگیا اسوقت قلاب نیزہ باز کی بیقراری و اشکباری کیا کہتا تھا
یارو یہ کیا غضب ہوا ملکہ کو کون اٹھا لے گیا اب میری زندگی کیونکر ہوگی تڑپ تڑپ کے اپنی
غم مین مر جاؤنگا

نظم

اس حور وش سے ہاے کیا ہی جدا ہمین
اس زندگی کے ہاتھ سے مرنا پڑا ہمین

دل جو نہ جان تھا تو جلا خاک تھا ہمین
غم بھی دیا فلک نے تو کیا بیمزا ہمین

شیرین نہین وہ خون کہ پیتے ہین جاے آب
شکوہ ہو اپنے طالع منحوس کا ہمین

کلام حضرت داغ نصیب دشمنان باشد
اب کلیمن ہین طبیعت مین کچھ ہین مستیان دل مین
عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش مین ہون
ہر کیا ہو جیتا ہی ہمنفس کیونکر گذرتی ہی
ادا و ناز ایما چشم غمزہ کو وہ کوئی ہی
پسند آئی ہی اسد رجا زیست وہ شی ہمکو
خیال میزبانی ای نسیم دہلوی کبتک

اندھیری ہی پیوسا ہو کمان پھر جوانی ہے
ہوئی جاتی ہین آنکھین بند کیفیت جوانی ہی
مرد ہم مرگ بے تقصیر ہون جانفشانی ہی
جگر جلتا ہی دل پھٹتا ہی اشکون کی روانی ہی
تعلق جس سے ہو جائے بلائے ناگہانی ہی
نظر مین دھوپ بھی دشت مصیبت کا سہانی ہی
مجھکو بڑھتے ہوئے اب رخصت لطف جوانی ہی

ہر چند چاہتا ہی برق اپنے کو سنبھالے دل نہین سنبھلتا جنگل مین خاک اُڑاتا پھرتا ہی کبھی منھ کے بل گرتا ہی اُٹھتا ہی لیکن دل کھنچا جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی قضا کار خواجہ عمرو تلاش مین برق کی نکلے تھے سب طرف خاک چھانی دل سے کہتے ہین ای عمرو یہ تو ظاہر ہی کہ برق کو سفاک جادو لیگیا لیکن نہین معلوم کہان پہونچا کہین پتہ نہین ملتا ایک پہاڑ پر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے چڑھ گئے دل سے کہتے ہین ای خواجہ عمرو ایسے عیار طرار کا جدا ہونا بڑے غضب کی بات ہی کیا جھٹ پٹ عیاری کرتا تھا اتنی سی عمر پہ اپنی مرتا تھا اگر خدانخواستہ برق پر کوئی افتاد پڑی لشکر مین صاحبقران کے کوئی ایسا عیار جانباز سرفروش نہین ہی اسی سوچ مین خواجہ عمرو پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ برق کے تڑپنے کی آواز کان مین آئی خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا برق فرنگی جنگل مین نالہ مارا پھرتا ہی کچھ عمر کا شکفتہ نہ رہا تب بھی ہی اسقدر برق فرنگی کو بیقرار پایا کہ خواجہ عمرو گھبرا گئے پہاڑ سے اُترے پکار کے آواز دی ای برق کیون ای فرزند خیر تو ہی برق فرنگی دوڑ کے لپٹ گیا کہا اُستاد مینا تو کسی کام کا نہ رہا دل دلبر کے پاس ہی زندگی سے یاس ہی خواجہ عمرو نے جو پوچھا برق فرنگی نے رو رو کے سب حال بیان کیا کہ نعمان زمیندار اسکی دختر بلند اختر ملکہ انجم ما طلعت کو مین نے نکالا تھا پہاڑون سے گھیرے پروردگار نے اسکو بچایا اب کوئی جادوگر اُٹھا لیگیا مین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دونگا اس صحرا سے کہین نہ جاؤنگا عمرو نے ہر چند سمجھایا لیکن برق کا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہی تب خواجہ گھبرائے کہ یہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مر جائیگا آخر خواجہ نے ناچار ہو کے شیشی عطر بیہوشی کی زنبیل سے نکالی کہا برق دیکھو یہ عطر کیسا ہی برق پیچھے ہٹتا جاتا ہی کہتا ہی اُستاد مجھے بیہوش کیجیے گا خواجہ کہتے ہین اس بیہوشی مین ہوشیاری ہی ہر چند برق پیچھے ہٹا عمرو نے شیشی عطر بیہوشی کی ناک سے لگا دی برق بیہوش ہوا خواجہ نے برق کا پشتارہ باندھا طرف اپنے لشکر کے بھاگے یہان صاحبقران زمان بعد فتح جنگ گذشتہ دربار مین بیٹھے ہین تمام سردار جمع ہین فرما رہے ہین کہ نہین معلوم برق پر کیا گذری چالاک برق اُٹھا کے آج کئی دن سے قبلہ و کعبہ بھی تلاش مین گئے ہین نہین معلوم کیا معرکہ ہوا یہ ذکر تھا کہ ہر کارے بعد جب ہوسلام نے عرض کی خواجہ عمرو برق فرنگی کا پشتارہ لیے ہوے آتے ہین امیر یہ خبر سنکر گھبرا گئے بادشاہ بھی تخت سے اُٹھے دربار گاہ پر آکے ٹھہرے دیکھا خواجہ عمرو پشتارہ بدوش آتے ہین امیر نے پکار کے آواز دی خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا یا امیر عجب معرکہ گذرا برق تو سیڑی ہوگیا مین بیہوش کرکے لایا ہون امیر عمرو کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے خواجہ نے برق کو ہوشیار کیا